طبقاتِ ابنِ سعد

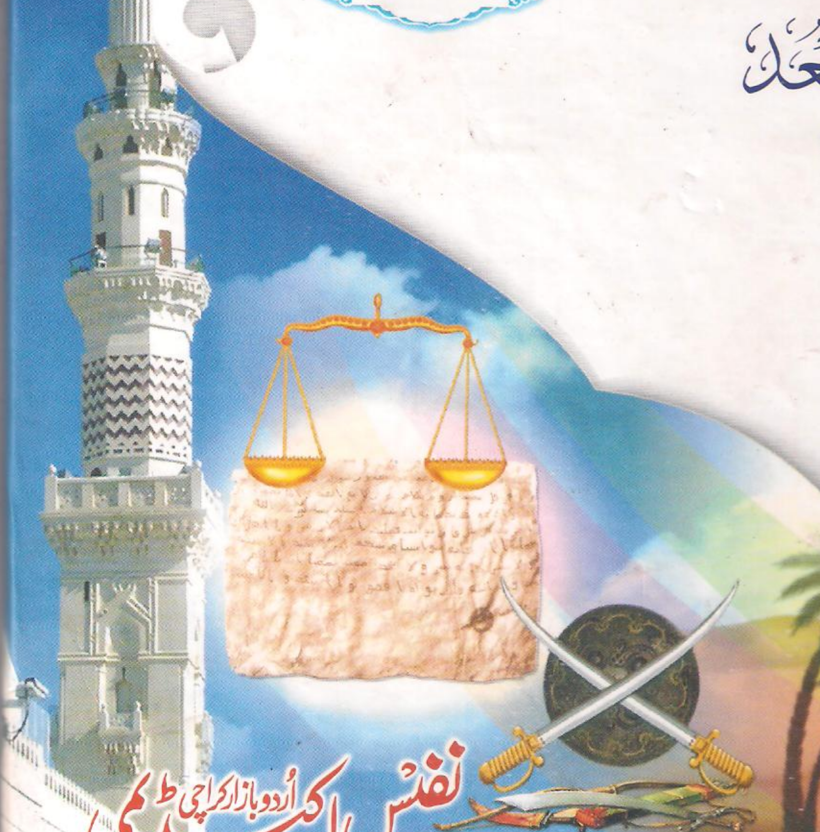
جلد اوّل

مُصنّف

مُحمّد بن سعد

(المتوفی ۲۳۰ھ)

طبقات الکبریٰ



نفیس اکیڈمی

اردو بازار کراچی

طبقات ابن سعد

حصہ اوّل

اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مفصل تذکرہ، محققانہ اور مورخانہ انداز کا شاہکار
غزوات وسرایا کا تفصیل کے ساتھ جامع بیان

سرورِ کائنات کا مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کرانے کی تفصیل اور مرض الموت اور وفات تک کے حالات، آخر میں حضرت ابوبکر صدیق، عبداللہ بن انس، احسان بن ثابت، کعب بن مالک، اروٰی بنت عبدالمطلب، عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہم کے محبت اور درد میں ڈوبے ہوئے مراثی بھی شامل کر دیے گئے ہیں۔

مصنف
محمد بن سعدؒ (المتوفی ۲۳۰ھ)

ترجمہ
علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار، کراچی

طبقات ابن سعد

نام کتاب	....	طبقات ابن سعد (حصہ اوّل)
مصنف	....	علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ
مترجم	....	علامہ عبداللہ العمادی مرحوم
اضافہ عنوانات وحواشی	....	مولانا عبدالمنان صاحبؒ
ناشر	....	نفیس اکیڈمی اردو بازار۔ کراچی
قیمت	....	-/ روپے

نفیس اکیڈمی

اُردو بازار، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرکارِ دو عالم ﷺ کی سیرت پر عظیم الشان کتاب کا تعارف

از چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری التوفی ۲۳۰ھ کی شہرۂ آفاق کتاب "طبقات الکبیر" یا "الطبقات الکبریٰ" جس کا اردو ترجمہ اس وقت آپ کے سامنے پیش ہے۔ تذکرۂ رجال کی قدیم ترین چند کتابوں میں سے ایک مہتم بالشان کتاب ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ یہ ایک بہت ہی وسیع تذکرہ ہے اور ایسے جزئی واقعات پر بھی اس کا احاطہ ہے جن کے ذکر سے دوسری کتابیں خالی ہیں۔ بلکہ اس لئے بھی اس کتاب کا بہت ہی عظیم الشان مرتبہ ہے کہ اس کتاب کا مصنف دور ہارون الرشید و مامون الرشید کا عالم ہے اور اس نے تذکرہ نویسی کے قدیم اُصول کے مطابق اپنے ہر بیان کے لئے چشم دید شاہدوں کے بیانات اسناد کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ ایک تو مصنف کے زمانے کی عہد رسالت مآب ﷺ سے قربت اور دوسرے بیان میں ذکر اسناد کی شرط نے اس کتاب کو زمانہ مابعد کے اہل علم وتحقیق کے لئے ایک خزانۂ علم بنا دیا۔ اور ہر زمانے کے علماء نے اس کتاب کو آنکھوں سے لگایا۔

یہ کتاب ۲۰۷ھ اور ۲۲۷ھ کے درمیان تقریباً بیس سال کے عرصہ میں لکھی گئی۔ قیاس ہے کہ یہ کتاب مصنف نے اپنے استاذ الواقدی کی وفات کے بعد لکھنی شروع کی ہوگی اور اس وقت ابن سعد کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہوگئی ہوگی۔

یہ کتاب بغداد میں لکھی گئی اور ظاہر ہے کہ عربی زبان میں لکھی گئی تھی۔ اور یہی کتاب کیا سب ہی کتابیں عربی زبان میں لکھی جاتی تھیں۔ دُنیا میں یہی وہ زبان تھی جو قرآن حکیم کی زبان ہونے کا شرف رکھنے کے ساتھ ساتھ دُنیا کی سب سے بڑی علمی وادبی زبان کا درجہ رکھتی تھی۔ قدیم زبانوں کا دورِ اقبال مندی ختم ہو چکا تھا اور زمانہ مابعد میں علمی زبان کا مرتبہ حاصل کرنے والی زبانیں ابھی پیدا نہیں ہوئی تھیں۔

مصنف کے زمانے ہی میں اہل ذوق نے اس کی نقلیں حاصل کر لی تھیں اور مصنف کے بعد تو اس کثرت سے اس کی نقلیں علماء اور محققین نے تیار کیں کہ حروب صلیبیہ اور اس کے بعد ہلاکو خاں کے ہاتھوں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ہی بڑے بڑے کتب خانوں کی تباہی کے باوجود اس کتاب کے مکمل و نامکمل نسخے دُنیا کے مختلف کتب خانوں میں محفوظ رہ گئے اور آج تک موجود ومحفوظ ہیں۔

طباعت کا جب دور آیا تو اس کتاب کی طباعت کا خیال مختلف دماغوں میں پیدا ہوا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اتنی بڑی کتاب کی طباعت واشاعت کوئی آسان کام نہ تھا۔ اگرچہ ۱۷۹۷ء میں عربی کا مطبع مصر میں قائم ہو چکا تھا۔ اور اس کے بعد عربی زبان کے مطابع سب ہی جگہ قائم ہو گئے تھے۔ لیکن اس بے مثال کتاب کی اولین اشاعت کا فخر شہر آگرہ کو حاصل ہوا۔ اس کتاب کا ایک حصہ ۱۳۰۸ھ بمطابق ۱۸۹۱ء میں آگرہ سے چھپ کر شائع ہوا۔ یہ کام جاری نہ رہ سکا اس کے بعد ۱۳۲۲ھ میں جرمنی کے دو

مستشرقین مسٹر بروکلمان اور مسٹر سخاؤ نے ایک لاکھ روپے کی سرکاری امداد سے اس کتاب کی طباعت اور پروف خوانی کا کام شروع کیا جو برسوں تک ہوتا رہا۔ اور اس کتاب کے آٹھ حصے چھپ کر تیار ہوئے۔ اس کے بعد اور بہت دنوں بعد مکتبہ صادر بیروت نے طبقات ابن سعد بہت خوبصورتی سے شائع کیا۔

اس عظیم الشان ماخذ تاریخ و تذکرہ کو اردو زبان میں ترجمہ کرنے کا خیال بھی انیسویں صدی کے اواخر میں پیدا ہو چکا تھا۔ لیکن کتاب کی ضخامت اور اس کی وسعت کو دیکھتے ہوئے اس کی طباعت و اشاعت کی ہمت کوئی نہ کر سکا۔ بالآخر دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن نے اس کے پانچ عربی حصوں کا اُردو ترجمہ مولانا عبداللہ العمادی سے کرا کر شائع کیا (۱۹۴۴ء) اور آخری تین حصوں کا اُردو ترجمہ ہم نے مولانا نذیر الحق صاحب میرٹھی سے کرایا ہے۔ اب یہ علمی شاہکار پہلی دفعہ مکمل شائع ہو رہا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ جس طرح ہماری دوسری کتابیں ملک بھر میں مقبول ہوئیں اور شائقین علم و ادب نے جس فراغ دلی سے ہماری کتابوں کی اشاعت میں ہمارا ہاتھ بٹایا ہے اسی طرح طبقات ابن سعد کی توسیع اشاعت میں بھی میرے معاون ثابت ہوں گے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان معاونین کے تعاون نے ہی مجھے اتنی بڑی بڑی ضخیم کتابوں کی اشاعت کی ہمت دلائی ہے میں اپنے ان سرپرستوں کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ میرے کرم فرماؤں کے اشتراک عمل سے ہی یہ انمول علمی خزانے زیور اشاعت سے آراستہ ہو سکے۔

ہم نے نفیس اکیڈمی سے تاریخ ابن خلدون اور تاریخ طبری جیسی ضخیم کتابوں کے ترجمے شائع کرنے کی جو ہمت کی تو یہ تقاضا ہوا کہ طبقات ابن سعد کے مکمل اُردو ترجمے کی اشاعت کا شرف بھی ہمیں ہی حاصل ہونا چاہئے۔ کتاب بڑی ضخیم اور کام بہت مشکل تھا۔ ترجمہ پر نظر ثانی اور اس کے بعد اچھی کتابت و طباعت سے مزین کر کے کتاب کا شائع کرنا اس دور گرانی میں کس قدر مشکل کام تھا۔ لیکن کوئی مشکل ایسی نہیں جو خدائے بزرگ و برتر کی توفیق و امداد سے سر نہ کر لی جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ آج ہم اس مہتم بالشان کتاب کو اُردو زبان میں اہل علم و تحقیق کی خدمت میں حسب ذیل آٹھ حصوں میں شائع کرنے کا فخر حاصل کر رہے ہیں۔

طبقات ابن سعد (مکمل آٹھ حصوں میں)

ترجمہ: عبداللہ العمادی

- حصہ اوّل: اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- حصہ دوم: اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- حصہ سوم: سیرت خلفائے راشدین
- حصہ چہارم: مہاجرین و انصار
- حصہ پنجم: تابعین و تبع تابعین
- حصہ ششم: اصحاب کوفہ (ترجمہ: مولوی نذیر الحق میرٹھی)
- حصہ ہفتم: دور آخر کے صحابہ تابعین وفقہاء
- حصہ ہشتم: صالحات وصحابیات

(۲۲۱ھ تک کی خواتین اسلام کے حالات زندگی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

مولانا سید عبد القدوس ہاشمی

مسلمانوں نے قرآن مجید کے احکام کی صحیح تعمیل کے لئے خود قرآن ہی کے حکم کے بموجب رسول اللہ ﷺ کے ہر قول، ہر فعل اور ہر شان کو یاد رکھنے اور اسے آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا ایسا عظیم الشان اہتمام کیا کہ اس کی کوئی دوسری مثال دُنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی اس طرح انھوں نے ہر چھوٹے سے چھوٹے واقعے کو اور معمولی سے معمولی بات کو محفوظ رکھا اور کیوں نہ محفوظ رکھتے جبکہ صحیح معنوں میں مکمل اور ہر پہلو سے مکمل شخصیت اس کرۂ ارض پر صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ غور سے دیکھئے، بڑے سے بڑا آدمی صرف ایک یا دو پہلو سے یا ایک یا دو اعتبار سے ہی بڑا اور عظیم المرتبت آدمی نظر آئے گا۔ اگر اسی عظیم المرتبت آدمی کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو دیکھئے تو نقص اور ایسا نقص نظر آئے گا کہ حیرت ہوگی۔ ایک بہت بڑا روحانی پیشوا عدالت کے لئے اچھا عادل یا جہاد کے لئے اچھا امیر العساکر کہاں ملتا ہے۔

اس کے برخلاف خداوند تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کو ہر اعتبار سے ایک مکمل انسان بنایا تھا اور دُنیا کو حکم دیا تھا کہ ان کی اتباع کرو۔ ان ہی کی ذات میں اسوۂ کاملہ ملے گا گویا یوں سمجھئے کہ اسوۂ کاملہ ایک اور صرف ایک ہے باقی صاحب کمال سب کے سب ایک پہلو سے کامل اور دوسرے پہلو سے ناقص ہیں۔

یہ تھا وہ حقیقی سبب جس کی وجہ سے ساری اُمت اسلامیہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو محفوظ رکھنے پر مائل تھی اور آپ کی ایک ایک بات کو یاد رکھتی تھی۔ استاد اپنے شاگردوں کو اور باپ اپنے بیٹوں کو اس کی تعلیم دیا کرتے تھے حتیٰ کہ دوڈھائی سوسال تک مسلمانوں میں لفظ علم صرف حدیث کے لئے مخصوص تھا اور دوسرے علوم کو علم نہیں بلکہ فن کہا جاتا تھا۔

علم الرجال ○ ہر حدیث حقیقتاً رسول اللہ ﷺ کے کسی قول فعل یا کسی اجازت وتقریر کی ایک عینی شہادت ہے۔ اور ہر شہادت کی جانچ پڑتال ضروری ہے۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یعنی ان بزرگوں کے بعد جنہوں نے مشکوٰۃ نبوت سے بلاواسطہ براہ راست کسب نور کیا تھا یہ سوال پیدا ہوا کہ شاہدوں کو اچھی طرح دیکھ لیا جائے ان کے ذاتی حالات، حافظہ، سنجیدگی اور صداقت و ثقاہت کی تحقیق کی جائے۔ اس کوشش نے ایک جدید علم کو جنم دیا جسے علم الرجال کہا جاتا ہے۔ علم الرجال میں تقریباً ۲۵ ہزار اشخاص کے ذاتی خصائل و عادات کو محفوظ کیا گیا ہے۔ یہ اشخاص ہیں جنہوں نے کبھی کوئی حدیث بیان کی ہے۔

جب راویانِ حدیث کی جانچ پڑتال شروع ہوئی تو ان کے عہد اور ان کی معاصرت کی تلاش ہوئی تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کس راوی کی ملاقات کن کن شیوخ سے ہوئی اس طرح علم طبقات الرجال وجود میں آیا اور راویوں کو جانچنے کے لئے یہ تقسیم نہایت ہی اہم تھی ورنہ اس کے بغیر یہ معلوم کرنا ممکن نہ ہوتا کہ حقیقتاً کس راوی کی ملاقات کس شیخ سے ممکن ہے اور اگر ممکن ہے تو راوی کی عمر اور شیخ کی عمر ملاقات کے وقت کیا رہی ہوگی۔ اور اگر راوی کی عمر اتنی کم ہو کہ حدیث کو پوری طرح سمجھ ہی نہ سکے یا کہ شیخ کی عمر اتنی زیادہ ہو کہ بڑھاپے سے حواس مختل ہو چکے ہوں تو ایسی روایت قابل قبول ہی کہاں ہو سکتی ہے۔

اس طرح علم طبقات الرجال پر اہل علم نے توجہ کی اور کتابیں لکھی گئیں۔ ائمہ جرح و تعدیل نے اس پر اپنی عمریں صرف

کیں۔ بڑا کام کیا۔ ایک ایک راوی کی صداقت وثقاہت پر شہادتیں مہیا کیں اور کتابیں لکھیں۔ بعضوں نے جرح وتعدیل کی شہادتوں کو ثانوی درجہ دیا اور صرف تذکرہ ہی جمع کر دینے کو کافی سمجھا اور اس قسم کے تذکروں کی افادیت بھی کچھ کم نہ تھی۔ اس لیے ایسے تذکرہ نویس اور وقائع نگار حضرات کے کارنامے دُنیا کے بہترین علمی سرمائے سمجھے گئے۔

طبقات الرجال پر دو قدیم ترین کتابیں ہم تک پہنچ سکی ہیں۔ ایک محمد بن عمر واقدی متوفی ٢٠٧ھ کی کتاب طبقات جو طبقات واقدی کے نام سے مشہور ہے اور مختصر سی کتاب ہے اور دوسری محمد بن سعد بن منیع البصری الزہری المتوفی ٢٣٠ھ کی یہ وسیع اور ضخیم کتاب جو طبقات الکبیر یا طبقات ابن سعد یا طبقات الکبریٰ کے نام سے مشہور و معروف ہے ابن سعد واقدی کے شاگرد اور ان کے سیکرٹری تھے۔ اس لئے طبقات الکبیر میں اکثر و بیشتر روایتیں واقدی کی بیان کردہ ملتی ہیں۔

ابن سعد ○ ابن سعد ١٦٨ھ میں بمقام بصرہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد وہ بغداد آ گئے۔ یہ زمانہ ہارون الرشید کی خلافت کا تھا اور بغداد میں علم وہنر کا ایک مجمع تھا۔ یہاں اور حجاز میں جا کر ابن سعد نے بڑے بڑے علماء و محدثین سے استفادہ کیا اس کے بعد واپس آ کر محمد بن عمر واقدی کے شاگرد ہوئے اور بالآخر واقدی کے سیکرٹری ہو گئے اور واقدی کی آخری عمر تک ان سے وابستہ رہے۔ اسی لئے یہ ابن سعد کاتب الواقدی کہلاتے ہیں۔ ٢٣٠ھ میں بمقام بغداد وفات ہوئی۔

واقدی ایک اخباری تھا اور اہل علم کے نزدیک قابل اعتبار و ثقہ راوی نہیں سمجھا جاتا ہے اور حق یہ ہے کہ واقدی کسی طرح ثقہ اور قابل اعتبار سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔ مغازی واقدی اور واقدی کی دوسری کتاب دیکھنے سے اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک قصہ گو اخباری ہے اس سے بلند مقام اسے نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن واقدی کا یہ نامی گرامی شاگرد یعنی ابن سعد اپنے استاد کے برخلاف ثقہ اور قابل اعتبار سمجھا جاتا ہے۔ واقدی کی طرح محض قصہ گو نہیں ہے۔

ابن سعد نے علم حدیث حاصل کرنے کے لئے سفیان بن عیینہ، ہشیم، ابن علیہ اور ان کے معاصرین کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کئے ہیں۔ وہ صرف واقدی کا ہی شاگرد نہیں ہے لیکن یہ فرق ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ نیکوکار، سنجیدہ اور صادق اللہجۃ راوی حدیث میں اور ایک اخباری وقائع میں فرق ہوتا ہے۔ اخباری اپنے بیان میں اس قدر محتاط نہیں ہوتا جتنا کہ ایک محدث اور راوی حدیث کو ہونا چاہئے۔ یورپ کے محقق مستشرقین بے چارے اس فرق کو نہیں سمجھتے۔ یا مسلمان سے دُشمنی کی وجہ سے سمجھنا نہیں چاہتے۔ ان کا مبلغ علم عربی کتابوں کی لفظی تصحیح اور فہرست سازی سے آگے نہیں بڑھتا۔ انہوں نے یقیناً قابل قدر کام اس سلسلے میں انجام دیئے ہیں۔ مگر مطالعہ کی کمی اور دل کے کھوٹ کی وجہ سے ہمیشہ ٹھوکریں کھائی ہیں۔ اور ابن سعد کی کتاب الطبقات الکبریٰ کے دو فاضل مصححین نے علامہ بروکلمان اور علامہ سخاؤ جنہوں نے ١٩٠٤ء سے ١٩١٧ء تک اس کی تصحیح کی ہے اور مقدمہ لکھا ہے۔ ایک بڑی خدمت کی ہے۔ اس کے باوجود نہ تصحیح پوری کر سکے اور نہ اس کتاب کا مقام متعین کرنے میں وہ پوری طرح کامیاب ہو سکے۔

ابن سعد کی تین کتابوں کا ذکر متاخرین کی کتابوں میں ملتا ہے۔ الطبقات الکبریٰ یا طبقات الکبیر، دوسری طبقات الصغیر اور تیسری اخبار النبی۔ لیکن حقیقت واقعہ یہ ہے کہ یہ سب نام طبقات الکبیر ایک ہی کتاب کے مختلف نام ہیں۔ کتاب حقیقتاً ایک ہی ہے اس کے ابتدائی حصہ کو اخبار النبی کا نام دے دیا گیا کیونکہ اس حصہ میں نبی کریم ﷺ کی سیرت کا بیان ہے، آخری کو طبقات الصغیر کے نام سے موسوم کیا گیا، اور سب کو ملا کر طبقات الکبیر یا طبقات الکبریٰ کے نام سے یاد کیا گیا۔

طبقات پر مشتمل اسلوب ترتیب ○ طبقات ابن سعد کی ترتیب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے طبقات پر ہے۔ وہ سب سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ایک ایک چیز کے متعلق متعدد روایتیں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کی سواری کے جانوروں کی تفصیل، حضور ﷺ کی مسواک، موزے اور دیگر

ضروریات زندگی کی تفصیلات یا غزوات سے متعلق جزئی و تفصیلی واقعات جس قدر طبقات ابن سعد میں مل جاتے ہیں اُتنے کسی دیگر کتابوں میں نہیں ملتے۔ تاریخ یعقوبی مغازی واقدی وغیرہ جو معاصرانہ تالیفیں ہیں اتنی تفصیلات مہیا کرنے سے قاصر ہیں۔

عہد رسالت کے بعد وہ ایک ایک مقام کی تعیین کے ساتھ وہاں کے رہنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ کے حالات طبقہ بہ طبقہ بیان کرتے ہیں اور ہر بیان کے لئے سلسلہ سند پیش کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ سندیں اس مرتبہ کی نہیں ہیں جس مرتبہ کی سند احادیث احکام کے لئے مطلوب ہوتی ہیں لیکن ایسی بھی نہیں کہ انہیں محض افسانہ قرار دیا جائے۔

ابن سعد سب سے پہلے بدری صحابہ کا ذکر کرتے ہیں اس کے بعد سابقون الاوّلون کا پھر مدینہ منورہ کے دیگر صحابہ کا اس کے بعد مدینہ منورہ کے تابعین کا یہ سارا تذکرہ زمانی طبقات پر مرتب ہوتا ہے اس کے بعد اسی ترتیب کے بموجب بصریین' کوفیین اور دیگر مقامات میں رہنے والے صحابہ وتابعین کا طبقات پر مرتب تذکرہ اس کتاب میں ملتا ہے اور آخری حصہ خواتین کے تذکرے پر مشتمل ہے اور مابعد میں لکھی جانے والی کتابوں مثلاً استیعاب اسد الغابہ اور الاصابہ سے زیادہ تفصیل کے ساتھ مل جاتا ہے۔

تذکروں کا طبقات پر مرتب ہونا اس زمانے میں بلکہ اس کے بعد بھی مقبول ومعقول طریقہ رہا ہے۔ حتیٰ کہ شعراء وصوفیاء کے تذکرے بھی نہ صرف اس زمانے میں بلکہ اس کے بعد بھی کئی سو سال تک طبقات پر ہی مرتب ہوتے رہے ہیں۔ یہ طریقہ حقیقتاً زیادہ مناسب ومفید طریقہ ہے اس طریقے کی وجہ سے کتاب کے مسلسل پڑھنے والوں کے سامنے ایک ایک زمانہ پوری تفصیلات کے ساتھ آ جاتا ہے جو دوسرے طریقۂ ترتیب سے نہیں آ سکتا۔

طبقات ابن سعد کی حیثیت○ سب سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ طبقات الکبیر ایک تاریخی تذکرہ ہے۔ یقیناً یہ سب سے ممتاز اور اپنی عہد تالیف کے اعتبار سے چند اوّلین تذکروں میں سے ایک تذکرہ ہے۔ لیکن بہر حال اسے حدیث کا کوئی مجموعہ نہیں قرار دیا جا سکتا اس سے کسی کو انکار نہیں کہ ابن سعد نے حدیث کا علم حاصل کیا تھا اور وہ ثقہ رواۃ حدیث میں سے ہیں۔ مگر یہ کتاب انہوں نے بطور مجموعہ حدیث کے نہیں لکھی ہے بلکہ اس زمانے کے اُصول تذکرہ نویسی کے بموجب ایک تذکرہ لکھا ہے۔

تاریخی روایات کے پرکھنے کا عام عقلی قائدہ یہ ہے کہ ہر روایت کو چار تنقیحات سے گزرنے کے بعد ہی قبول کیا جا سکتا ہے:

1. جو واقعہ بیان کیا جائے اس کے لئے امکان عقلی اور امکان عادی موجود ہو۔ اگرچہ امکان واقعہ دلیل واقعہ نہیں مگر دونوں قسم کے امکان کا ہونا ضروری ہے۔
2. ظرف زمان وظرف مکان کے تقاضے واقعہ کے خلاف نہ ہوں۔
3. یہ دُنیا عالم اسباب ہے اس لئے کوئی سابقہ مسلمہ واقعہ ایسا ضرور مل جانا چاہئے جو اس واقعہ کا سبب قرار پا سکے۔
4. ہر واقعہ اپنا ایک اثر رکھتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ واقعہ کے بعد اس کے اثرات پیدا ہوں۔

جب ان چار تنقیحات پر کوئی واقعہ ثابت ہو جاتا ہے تو اس کے بعد یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس واقعۂ تاریخی کا راوی کس درجہ کا آدمی ہے۔ صادق' سنجیدہ اور قابل اعتبار راوی ہے یا نہیں اور اس راوی کو اس واقعہ کا علم کس طرح حاصل ہوا ہے۔ خود راوی اور اس کے اساتذہ میں دین داری اور دیانت' بیان کس قدر پایا جاتا ہے۔

ان مراحل سے گزرنے ہی کے بعد کسی واقعہ کو واقعۂ تاریخی قرار دیا جا سکتا ہے۔ ورنہ رام لیلا اور راس لیلا کی کہانیوں سے زیادہ اونچا مقام اس روایت کو نہیں مل سکتا۔

یہی وہ عقلی تنقیح ہے جس سے بے پرواہی کا نتیجہ آپ کو علامہ بروکلمان کی تاریخ اسلام سر ولیم میور کی سیرۃ النبی ﷺ اور مسٹر منٹگمری واٹ کی کتابوں میں دکھائی دیتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ یورپ کے یہ مستشرقین کتاب الاغانی اور الف لیلہ ولیلہ جیسی

کتابوں سے تاریخی واقعات کی تکمیل کرتے ہیں۔ حالانکہ خود ابوالفرج الاصفہانی کے ذہن میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی تھی کہ کسی زمانے میں یورپ کے کوئی بڑے علامہ اس کی کتاب کو محققانہ تاریخی کتاب قرار دیں گے وہ تو اپنے زمانے تک کے شاعروں اور گویوں کا تذکرہ لکھ رہا تھا اور وہ بھی محض یادداشت کے لئے نہ اس نے کبھی کسی روایت کی تنقیح کی ہے اور نہ اسے اس کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ اگر آج کوئی شخص پریم بیتی اور لوک پران سے ہندوستان کی تاریخ مرتب کر دے تو اسے کیا کہا جائے گا۔

علامہ ابن سعد کی یہ ضخیم اور کئی اعتبارات سے بے مثال کتاب طبقات الکبیر تاریخی روایات کا ایک مجموعہ ہے' اسے اس بنا پر رد نہیں کیا جا سکتا کہ ان کے استاد الواقدی ضعیف اور غیر ثقہ راوی تھے اور نہ صرف اس بنیاد پر اس کتاب کی ہر روایت واجب القبول قرار پا سکتی ہے کہ خود علامہ ابن سعد ایک ثقہ اور معتبر راوی کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس کتاب میں علامہ نے جو روایتیں پیش کی ہیں ان کی حسب قاعدہ تنقیح کے بعد انہیں قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ بات کتاب کی اس قدر و قیمت کو گھٹا نہیں سکتی کہ یہ قدیم ترین تذکرہ اور بہت ہی تفصیلی تذکرہ ہے اور اس قدر قیمتی تذکرۂ روایات ہے کہ اس زمانے کا کوئی دوسرا مجموعہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

یہ صحیح ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاُم یا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الموطا کا درجہ اسے حاصل نہیں' لیکن بالکلیہ نا قابل اعتبار بھی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے علامہ ابن سعد کے بعد تاریخ و تذکرہ لکھنے والوں نے ایک بڑا ہی مہتم بالشان ماخذ قرار دیا اور پوری طرح اس سے استفادہ کیا۔

ان بزرگ مؤرخین میں جنھوں نے طبقات ابن سعد سے اپنی کتابوں کی تالیف میں فائدہ اُٹھایا ہے حسب ذیل مصنفین کے نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں:

ابن ابی الدنیا' علامہ بلاذری' ابن عساکر الدمشقی' امام ذہبی' امام ابن حجر العسقلانی' خطیب بغدادی' امام جزری' ابن العماد الحکری' ابن خلکان اور خلیل بن ایبک الصفدی۔

طبقات الکبیر کے ایک عظیم ماخذ ہونے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ مندرجہ بالا علمائے تاریخ و تذکرہ نے اپنی کتابوں میں ابن سعد سے روایتیں نقل کی ہیں اور بعد تنقیح و تائید ان میں سے اکثر روایتوں کو قابل قبول قرار دیا ہے۔

الغرض علامہ ابن سعد کی طبقات الکبیر کو قدیم ترین ماخذوں میں ایک بلند مقام حاصل رہا ہے اور ہمیشہ یہ مقام حاصل رہے گا۔ اگرچہ اسے صحاح یا سنن کا مرتبہ نہیں دیا جا سکتا۔ مگر ایک معتبر مجموعۂ روایات اور ایک قدیم و وسیع تذکرہ کا مرتبہ تو اسے بہر حال حاصل ہے۔

عزیز خالد اقبال اور چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری مالک نفیس اکیڈیمی نے اس عظیم المرتبت تاریخی تذکرہ کے اُردو ترجمہ کو چھاپ کر جو خدمتِ علم تاریخ اور زبان کی ادا کی ہے وہ ہر طرح سے قابل ستائش ہے۔ وہ نفیس اکیڈمی جس نے تاریخ طبری' تاریخ ابن خلدون' زاد المعاد اور بلاذری کی فتوح البلدان جیسی اہم کتابوں کے اُردو ترجمے شائع کئے ہیں یہ کارنامہ اسی کی ہمت سے انجام پا سکتا تھا اور انجام پایا۔ یقیناً کارکنانِ نفیس اکیڈیمی اس کارنامہ پر ہماری طرف سے اس کے مستحق ہیں کہ ان سے کہا جائے

آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو

عبدالقدوس ہاشمی

کراچی۔ یکم رجب ۱۳۸۹ھ

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد (حصہ اوّل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تلمیحات

اس ترجمے میں قدرے حسب ذیل امور کا التزام ہے جن کی جانب اشارہ ضروری ہے۔

❁ ہر ایک قوم ہر ایک زمانے اور ہر ایک زبان کی بعض بعض خصوصیتیں ہوتی ہیں جو دوسری قوم دوسرے زمانے اور دوسری زبان میں بمشکل نظر آ سکتی ہیں۔

عرب جاہلیت اور ان کی عربیت اپنی نمایاں خصوصیات کے لئے آج تک ممتاز ہے۔

عام ترجموں میں تمام خصوصیتیں' نظر انداز کر دی جاتی ہیں اور وہی مترجم کامیاب مانا جاتا ہے جو اپنی قوم' اپنی زبان اور اپنے زمانے کے مخصوص محاورات میں اُس کتاب کا ترجمہ کرے جو ایک اجنبی قوم نے اپنی خاص زبان میں صدیوں پیشتر تصنیف یا تالیف کی تھی۔

ترجمہ طبقات کو آپ اس حیثیت سے نہایت ناکام پائیں گے۔ کیونکہ اس پرداز یہ ہے کہ عہد جاہلیت میں عربوں کی جو خصوصیتیں تھیں اور ادائے مطالب کے لئے اُن دنوں ان کی زبان خاص خاص حالتوں میں جیسے جیسے محاورات رکھتی تھی اردو ترجمہ میں وہ سب آ جائیں اور پھر طرزِ بیان غریب و ناموس بھی نہ ہو اور جہاں ناگزیر ہو غرابت پیش آئے اس کی علیحدہ تشریح کر دی جائے۔

❁ اردو میں خطاب کے لئے کئی لفظ ہیں: آپ' تم' تو۔ جو بہ اختلاف مدارج استعمال کئے جاتے ہیں۔ عربوں میں یہ تفریق نہ تھی لہٰذا بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیہ سب کے لئے ترجمہ میں وہی طرزِ خطاب اختیار کیا گیا' جو ان دنوں مستعمل تھا۔

اسی طرح کے اور بھی بہت سے مراتب ہیں جو اردو میں ہیں اور عربی میں نہیں' یا ہیں تو کسی دوسرے انداز میں لیکن عربیت کا لزوم بہرحال مدنظر رکھا گیا کہ اہل بصیرت یہ بھی اندازہ کر سکیں کہ عربی زبان اور عربوں کی قوم کیا کیا خاص اطوار رکھتی تھی اور اردو میں......کہاں تک اس سے ایتلاف یا اختلاف کی صلاحیت تھی۔

❁ زبانیں بیرونی تفریق کے علاوہ ایک اندرونی تفریق بھی رکھتی ہیں۔ مثلاً عربی زبان ہی کو لیجئے مراسلت کی زبان جدا ہے۔

خطابت کی زبان جدا ہے' ادب وانشاء کی زبان جدا ہے' فلسفہ وحکمت کی زبان جدا ہے' تفسیر وحدیث کی زبان جدا ہے' فقہ و اصول کی زبان جدا ہے' تاریخ وجغرافیہ کی زبان جدا ہے۔

کتاب الروضتین فی اخبار الدولتین یا الفتح القسّی فی الفتح القدسی یا قلائد العقیان یا یتیمة الدهر یا عجائب المقدور تاریخ کی کتابیں تھیں۔ مگر ان میں زبان جو اختیار کی گئی وہ تاریخ کی زبان نہ تھی لہٰذا انہیں وہ حسن قبول حاصل نہ ہوا۔ جو انہیں کی زبان اختیار کرنے سے ہمدانی وحریری کی کتابوں کو حاصل ہوا تھا۔ کیونکہ ہمدانی وحریری نے جس فن میں کتابیں لکھیں۔ اسی فن کی زبان بھی اختیار کی اور اُن حضرات نے تاریخ تو لکھی مگر زبان ادب وانشاء کی رکھی۔

اس ترجمے میں اُسی زبان کا اتباع کیا گیا ہے جو علم رجال کی خاص زبان ہے ساتھ ہی یہ التزام ہیں کہ عبارت شستہ شگفتہ اور سلیس ہو کسی قسم کا اخلاق وتعقید وتصنع واضطراب نہ آنے پائے اور یہ ترجمہ اصل کتاب کے روشن ترین ادبی امتیاز کا آئینہ دار ہو سکے۔

۴ بہت سے محاورات ایسے ہیں جو اس کتاب میں غریب نظر آئیں گے' مثلاً کانوا یعذرون کے عام معنی یہی سمجھے جائیں گے کہ وہ لوگ عذر کرتے تھے' یا معذرت کرتے تھے' یا بہانہ کرتے تھے' حالانکہ مفہوم ختنہ کرنے کا ہے۔

من شرما مر علی الجبال جبال کے معنی پہاڑوں کے متبادر ہوں گے۔ حالانکہ اصل میں جبلتیں اور طبیعتیں مراد ہیں۔

کانت تشرب انوفهم قبل شفاههم میں لب سے پہلے ناک کے تر ہونے کا گمان ہوگا۔ حالانکہ خصائص جاہلیت کے جاننے والے جانتے ہیں کہ ایسے محاورات سے قوم الفت' اباۓ ضیم' عزتِ نفس اور خودداری کا اظہار مقصود ہوتا تھا۔ الی غیر ذلك ممّا یحذ و حذوه اصل سے تطبیق دیتے وقت اگر ترجمہ میں کوئی ایسا اشتباہ محسوس ہو تو اس نکتہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی تحقیق کرنی چاہئے۔ وما ابرئ نفسی ان النفس لا مارة بالسّوء، الاّ مَا رحم ربی' انّ ربّی لغفور رحیم۔

۵ مضامین ومطالب کے عنوانات مترجم نے خود قائم کئے ہیں اور شمارۂ ترتیبی کا مسئول بھی وہی ہے جس سے محض توضیح مطلوب تھی۔

۶ ہر قوم اپنی فعالیت کے سادہ و بے تکلف عصر عمل بہت سے تعظیمی الفاظ کی خوگر نہیں ہوا کرتی' دل سے تو اپنے بزرگوں کی انتہائی تعظیم کرتی ہے مگر ظاہری ایقاب عظمت سے ان کے نام کو گراں بار نہیں بنایا کرتی' عرب اس ادائے خاص کے لئے آج تک شہرۂ آفاق ہیں اور اس خصوصیت سے روشناس کرنے کے لئے ترجمے میں بھی یہی رعایت رکھی گئی ہے۔

آخر میں مترجم اپنی بے بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے محض جنابِ الٰہی سے افادۂ عموم وحسن قبول کا طلب گار ہے۔

ربّنا تقبل منا انك انت العزیز الحکیم، ربّ اغفرلی خطیئتی یوم الدین، واجعل لی لسان صدق فی الآخرین، ولا تخذنی یوم یبعثون، یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللّٰه بقلب سلیم.

و آخر دعوانا عن الحمدللّٰه ربّ العالمین

اسلوب روایت کی اہمیت

اسلام کے ابتدائی عہد مدنیت میں کسی واقعے کے موثق ماننے کے جو طریقے تھے ان میں ایک سبیل خاص یہ بھی تھی کہ سلسلہ روایت آخر تک مسلسل ہو' فرض کیجئے آج آپ ایک واقعے کا تذکرہ کر رہے ہیں جو آج سے ایک سو برس قبل گزرا تھا۔ اس کی واقعیت کی وادی تحقیق میں آپ کا پہلا قدم راویوں کی جانب بڑھے گا جس سے آپ نے یہ داستان سنی ہے۔ اس نے فلاں سے فلاں سے فلاں نے فلاں سے سنی تھی۔ تا آنکہ آخری راوی وہ شخص تھا جو واقعے میں بذاتِ خود شریک تھا اور اس کے سامنے یہ باتیں پیش آئیں۔

یہ ایک ممتاز خصوصیت تھی جس کا علمبردار دُنیا بھر میں اکیلا ایک اسلامی تمدن ہی گزرا ہے اور وہی اپنے سلسلۂ رواۃ سے اہل نظر کے لئے ایک وسیع ذخیرۂ انتقاد فراہم کرتا ہے کہ جس واقعہ کی' خواہ وہ کسی زمانے کا ہو جب آپ چاہیں تعدیل یا تجریح کر سکتے ہیں۔ اس کے راوی ثقہ' صحیح العقول' سلیم العقل' قوی الحفظ' مسند الوقت وغیرہ وغیرہ تھے یا نہیں' اور روایت کا تسلسل قابل اطمینان صورت میں آخر تک پہنچتا ہے یا بیچ میں کہیں منقطع تو نہیں ہو جاتا۔

علم حدیث وفن تاریخ ہی اس طغرائے امتیاز سے مزین نہ تھے بلکہ ہر جگہ یہی تعمیم تھی۔ حتیٰ کہ موسیقی کے متعلق جن لوگوں نے کتابیں لکھیں یہ خصوصیت ان کے بھی پیش نظر رہی۔

دائرہ جتنا وسیع ہوتا گیا اسی تناسب سے پہنائیاں بھی بڑھتی گئیں' اس زمانے میں تو ایک بڑی حد تک چھاپے خانوں نے تصنیف وتالیف اور ترجمے کی اشاعت اپنے ذمہ لے رکھی ہے جس نے ہر قلم کش کو صلائے عام دے دی ہے کہ مصنف بنے' مؤلف بنے۔ مترجم بنے جو چاہے بنے

کہ ہیچ کس نشناسد ہمائے راز خاد

قلم کشی یا ورّاقی سے وہ زمانہ بھی خالی نہ تھا مگر ان دنوں دستور یہ تھا کہ اہل علم جو کتاب مدوّن کرتے ایک عام حلقے میں اس کا درس بھی دیتے جہاں اس کے معیار کا اندازہ ہو جاتا کہ ناقص ہے یا کامل ہے' یا کیا ہے۔ اس نقد واختیار میں اگر کتاب کامل المعیار اُترتی تو صاحب کتاب سے اور باب کمال اس کی روایت کرتے اور انہیں کی روایت سے وہ مشہور ہوتی۔ ابن سعد کی طبقات کبیر بھی اسی سلسلۂ روایت سے شہرۂ آفاق ہوئی جس کا تسلسل یوں ہے:

طبقات ابن سعد کا سلسلۂ روایت:

ابن سعد کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع تھا۔ طبقات کی روایت ان سے ابومحمد الحارث بن محمد ابی اسامہ التمیمی نے روایت کی' ابومحمد سے ابوالحسن احمد بن معروف بن بشر بن موسیٰ الخشاب نے ابوالحسن سے ابوعمر محمد بن العباس بن محمد بن زکریا بن یحییٰ بن معاذ بن جویہ الخزاز نے' ابوعمر سے ابومحمد الحسن بن علی بن محمد بن الحسین بن عبداللہ الجوہری نے ابومحمد سے قاضی ابوبکر بن محمد بن عبدالباقی بن محمد بن عبداللہ الانصاری نے قاضی ابوبکر سے ابومحمد بن عبداللہ بن وہیل بن علی بن کارہ نے' ابومحمد سے شمس الدین ابو الحجاج یوسف بن خلیل بن عبداللہ الدمشقی نے جو ملک شام کے مسند الوقت محدث تھے شمس الدین ابوالحجاج سے شرف الدین ابومحمد عبدالمومن بن خلف بن ابی الشمس الدمیاطی نے روایت کی اور انہیں کی روایت سے دُنیا بھر میں یہ کتاب پھیلی جو محدث بھی تھے' عالم بھی تھے' حافظ بھی تھے۔ بہت سے فنون میں دستگاہ رکھتے تھے' اور علم انساب وتاریخ کے تو مرد میدان تھے۔

مختلف عنوانات کے ذیل میں مصنف نے جن جن راویوں سے روایتیں کی ہیں' ان سب کے سلاسل اسناد بہ امتثال اوامر مجلس معارف ترک کر دینے پڑے تاہم آخری راوی کا نام کہ واقعہ کا راوی' اوّل وہی ہوتا ہے ہر وقت میں آپ کو نظر آئے گا اور اگر فن رجال پر آپ کو عبور ہے تو صرف اس ایک راوی کی منزلت شناسی بھی روایت کی حقیقت واضح کر دے گی۔

واللہ المستعان و بہ الاعتصام

کتاب اور صاحب کتاب

اس کتاب کے مصنف حافظ علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد الیربوعی ہیں جن کو قبیلہ بنی یربوع سے خاندانی انتساب تھا۔ بصرہ میں یہ خاندان مقیم تھا اور وہیں ابن سعد پیدا ہوئے۔

ان کی ابتدائی زندگی سادات بنی ہاشم کی غلامی میں گزری' بہت دِنوں تک محمد بن عمر الواقدی کی کتابت بھی کرتے رہے حتیٰ کہ ''کاتب واقدی'' ہی کے نام سے مشہور بھی ہوئے۔

اسی زمانے میں مشاہیر ائمہ سے استفادہ کرتے رہے اور جب آزاد ہوئے تو تمام زندگی نشر علم کے لئے وقف کر دی۔

بغداد میں آ کے مقیم ہوئے جو علم و حکمت کا مرکز تھا۔ بڑے بڑے نامور محدثین مثلاً ہشیم' سفیان بن عیینہ' ابن علیہ' ولید بن مسلم سے حدیثیں روایت کیں اور اس طرح اسلام نے اپنے غلام کی وہ تربیت کی کہ آزادگان روزگار اس کے حلقہ بگوش ہو گئے۔

اس باب میں اتنا شغف تھا کہ جو بزرگ نیچے طبقے کے تھے مگر جلالت شان میں وہ سابقین پر فوق لے گئے تھے ابن سعد ان سے بھی روایت کرتے ہیں اور یہی باعث ہے کہ شیخ الاسلام فی الحدیث یحییٰ بن معین سے انہوں نے اکثر روایت کی ہے۔

قریب قریب جتنے اساطین علم حدیث گزرے ہیں' سب کے سب انہیں ثقہ وثبت وصدوق وحجت مانتے ہیں۔ چنانچہ علم الرجال کے بزرگ ترین نقاد ابوحاتم نے بھی ان کی توثیق کی ہے نہایت اعلیٰ یہ کہ مشائخ محدثین کو ان کی شاگردی کا فخر ہے ابن ابی الدنیا جیسے یکتائے روزگار ان کے حلقۂ درس میں بیٹھے ہیں اور ان کی سند سے حدیثیں روایت کرتے ہیں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہ علومنزلت کے شہرۂ آفاق ہیں ان کے مجموعۂ احادیث کے اجزاء منگا منگا کے استفادہ کیا کرتے تھے۔

ابن سعد مختلف علوم اسلام کے جامع تھے جن کی جامع ومختصر تقسیم یوں ہو سکتی ہے:

۱ حدیث بجمیع الاصناف.

۲ غریب القرآن و غریب الحدیث. یہ بھی قسم اوّل ہی کا ایک شعبہ ہے مگر ابن سعد کے تجرو تفنن نے اس میں ایک مستقل حیثیت پیدا کر لی تھی۔

۳ فقہ

۴ تاریخ

۵ ادب

۶ سیرۃ النبی ﷺ اخبار صحابہ رضی اللہ عنہم

قدمائے مصنفین ان تمام علوم میں ان کو سرآمد زمانہ تسلیم کرتے آئے ہیں۔

تین مبسوط و مستقل کتابیں انہوں نے یادگار چھوڑیں:

① طبقات کبیر

② طبقات صغیر

③ تاریخ اسلام

ان میں دو آخری کتابیں دُنیا سے ناپید ہو چکی ہیں۔ اوّل الذکر بھی ناپید تھی' مگر مستشرقین المانی کی کوششوں نے اس گمشدہ گوہر شب چراغ کو ڈھونڈ نکالا' اور اعلیٰ حضرت بادشاہ اسلام' ظل اللہ فی الارضین' محی الملتہ والحکمتہ والحق والدین' عمدہ ملوک والسلاطین' نظام الملک آصف جاہ سابع تاجدار دکن ایدہ اللہ وابد دولتہ ورفع شاوہ وشید شوکتہ کی بدیع المثال معارف نوازی و معالم افزازی کے طفیل میں آج اس کا اردو ترجمہ ہدیۂ اہل نظر ہے۔

اس فن میں جس قدر معروف مصنفات ہیں یہ کتاب تقریباً ان سب کی ماخذ ہے اور سب ہی نے اسے مستند مانا ہے۔ اس میں ایسے ایسے سبق آموز واقعات ملتے ہیں جو کسی دوسری تاریخ میں مل ہی نہیں سکتے بایں ہمہ دو خاص باتیں نظر انداز نہیں ہوسکتیں۔

① انبیائے سابقین علیہم السلام کے حالات میں کتاب اللہ واحادیث رسول اللہ ﷺ سے جو باتیں زائد مذکور ہیں وہ عموماً عہد جاہلیت یا اس کے قریبی زمانے کے یہودیوں اور عیسائیوں سے ماخذ ہیں۔ جنہیں اہل کتاب کہتے تھے اور جن کے پاس تورات وتلمود وشروح وحواشی اور ایک سو کے قریب متناقص المطالب ومتخالف المعانی انجیلوں کا ایک بڑا طومار تھا۔

جو واقعات اہل کتاب روایت کرتے تھے علمائے عرب انہی کی ذمہ داری پر ان کو نقل کر دیتے تھے اور ان کی تحقیق کے متعلق یہ اصل الاصول قرار دے رکھا تھا کہ لا نصدقها و لا نكذبها (ہم ان کہانیوں کی نہ تصدیق کرتے ہیں نہ تکذیب)۔

اہل عرب کے شان تحقیق اصل میں وہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں سے تاریخ اسلام کا آغاز ہے اور اسی کی تعدیل و تمحیص ان کی منشائے حقیقی بھی ہے۔

② اس کتاب میں معجزات کی اکثر روایتیں موجود ہیں اور یہی وہ خار ہے جو ہمارے زمانے کی مادی آنکھوں میں کھٹکتا ہے۔ یہ بزرگ سمجھتے ہیں کہ قانون قدرت کے تمام واقعات پر گویا وہ حاوی ہو چکے ہیں اور ان کی رائے میں کسی خارق عادت کا صدور گویا ناموس فطرت کے مناقض ہے۔ یہی باعث ہے کہ اس کتاب سے بھی وہ بدگمان ہو رہے ہیں لیکن اس کو کیا کریں گے کہ اسلام ہی نہیں دُنیا کے ہر ایک مذہب کا بڑا سرمایہ معجزات سے معمور ہے اور خود علم وحکمت بھی اصلاً اس کے منافی نہیں۔

عقل را نیست سر عربدہ این جا بانقل

پنبہ را آشتی این جابہ شرار افتاد است

یہ مقام اس بحث کی توسیع کا نہیں ہے۔ اہل نظر کو خاص اسی مسئلے کی علمی تحقیق کے لئے ایک مستقل کتاب کا انتظار کرنا چاہئے جو سرمۂ دیدۂ اولی الابصار ہوگی۔ ان شاء اللہ

وماتوفيقي الا بالله، عليه توكلت و اليه انيب

ایک مبسوط ناقدانہ مقدمے کو بھی اس ترجمے کے ساتھ ضرورت تھی اور خاص خاص روایتوں پر از روئے اصول تخریج وتعدیل مخصوص تعلیق بھی کرنی تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ اس کا موقع نہیں ملا۔ تاہم اس ناصر العلوم الدینیہ والحضارۃ العربیہ والمدینۃ الاسلامیہ شہریار علم پرور معید حکمت وہنر متعنا اللہ بدوام حیاتہٗ وقوام آیتہٖ، بالحظ الاوفی والقسط الاوضرٗ ہی کا یمن اقبال ہے کہ جامعہ عثمانیہ میں اتنا بڑا وسیع کام ہوا اور ہو رہا ہے۔

ہر کرا باسبزش سر سودا باشد
پائے ازیں دائرۂ بیروں نہ نہد تاباشد

ابن سعد کا سنہ ولادت ۱۶۸ھ اور سال وفات ۲۳۰ھ ہے ۶۲ سال کی عمر تھی۔ جب واصل بحق ہوئے اور دار السلام بغداد میں دفن کئے گئے۔ امام ذہبی کہ سرگروہ محدثین ہیں طبقات ابن سعد کو بڑے فخر سے روایت کرتے ہیں۔ اس تفاخر کی جو سند انہیں حاصل تھی۔ تقریباً اصل کتاب کی سند روایت بھی وہی ہے اور انہی صفحات میں علیحدہ ثبت ہو چکی ہے۔

اللہ اکبر ایک وہ زمانہ تھا کہ اسلام کے غلام اتنے بڑے امام ہوتے تھے ایسے سرکردہ انام ہوتے تھے اور اب ایک یہ وقت ہے کہ جو نام نہاد آزاد ہیں جہالت کے ہاتھوں وہ بھی اسیر اضطہاد ہیں فھل من مُدّکر؟

چوں ازو گشتی ہمہ چیز از تو گشت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ۗ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ، وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝

رَبَّنَا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ۝ آمین.

خیر الانساب نسب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں سردار فرزندان آدم ہوں''۔

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرزندان ابراہیمؑ میں اسماعیل علیہ السلام کو اولادِ اسماعیلؑ میں بنی کنانہ کو بنی کنانہ میں قریش کو قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ فرمایا ہے''۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے زمین کے دو برابر حصے کیے جو بہترین حصہ تھا مجھے اس میں رکھا۔ اس حصے کی بھی تین تہائیاں کیں''۔

جو بہترین تہائی تھی مجھے اس میں رکھا یہ تخیر کر لی تو اقوامِ انسانی میں سے قوم عرب کو پسند فرمایا' عرب میں قریش کو قریش

میں بنی ہاشم کو' بنی ہاشم میں اولا دعبد المطلب کو اور ان میں سے مجھ کو۔

محمد بن علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے عربوں کو پسند ٹھہرایا' ان میں سے کنانہ بن نضر بن کنانہ کو ان میں قریش کو' قریشیوں میں بنی ہاشم اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو اپنی پسندیدگی کا شرف بخشا (راوی کو شک ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کنانہ کا نام لیا تھا یا نضر بن کنانہ ارشاد ہوا تھا)۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی عربوں کی جانب معطوف ہوئی' عربوں میں سے بنی کنانہ' کنانیوں میں قریش' قریشیوں میں بنی ہاشم اور ہاشمیوں میں سے میرے ساتھ یہ پسندیدگی مخصوص ہوگئی''۔

حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں سابق العرب ہوں''۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ﴿ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ﴾ ''ایک پیغمبر جو تم ہی میں سے ہے'' کی تفسیر میں روایت ہے کہ وہ کہتے تھے: ''اہل عرب! وہ پیغمبر تمہاری ہی اولاد تو ہے۔ یعنی جو نسبتی سلسلہ تمہارا ہے وہی اس کا بھی ہے''۔

مجاہد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی سفر میں شب کو بادیہ نورد تھے۔ مصیبت میں ایک شخص بدرقے کا کام دے رہا تھا۔ ناگاہ ایک حدی سرا کی آواز سنائی دی جس کے آگے کچھ اور لوگ بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے رفیق سفر سے فرمایا کیا اچھا ہوگا کہ ان لوگوں کے حدی سرا سے ہم بھی جا ملیں۔ یہ اشارہ پاتے ہی ہم نے قدم بڑھائے' نزدیک ہوئے تا آنکہ جا ملے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا: مِمَّنِ القوم؟ (تم لوگ کون ہو؟) انہوں نے جواب دیا: مضری۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں بھی مضری ہوں۔ و فی حادینا فسمعنا حادیکم فاتینا کم (ہمارا حدی خواں کچھ سست ہوگیا ہے۔ ہم نے تمہارے حدی خوان کی آواز سنی تو پاس آ گئے)۔

یحییٰ بن جعدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں سے ملے جو سوار تھے۔ پوچھا: ممن القوم؟ (تم لوگ کس قبیلے سے ہو؟) انہوں نے جواب دیا: مضری۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: و انا من مضری (میں بھی مضری ہوں)۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ ہم ایک ایک جانور پر کئی کئی سوار ہیں اور بجز دو سودوں کے ہمارے پاس کوئی شے سفر بھی نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا: رِدافٌ ما لنا زادٌ الا الاسودان[1] التمر و الماء (ہم بھی اسی حال میں ہیں ہمارے پاس بھی بجز دونوں اسود یعنی چھوارے اور پانی کے اور کوئی توشہ نہیں)۔

طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے کہ ایک حدی سرا کی آواز سنائی دی۔ آپ اسی آواز کی سمت ہو لئے اور ان لوگوں کے پاس آ گئے۔ قریب پہنچ کر فرمایا: ہمارا حدی سرا سست ہو گیا تھا۔ ہم نے تمہارے حدی سرا کی آواز

---

[1] عربی محاورے میں چھوارے اور پانی کو الاسودان کہتے ہیں۔ یعنی دونوں اسود۔ یہاں اسود کے معنی سیاہ کے نہیں ہیں بلکہ عظیم و جلیل کے ہیں کہ حیات انسانی کے لئے اہل عرب آب و خرما کو اعظم اشیاء سمجھتے تھے۔ لطیف پانی کو اسی بناء پر (سُوَید) بھی کہتے ہیں۔

سنی' یہی سننے کے لئے ہم یہاں آئے ہیں پھر کچھ وقفے کے بعد پوچھا: تم لوگ کون ہو؟ جواب ملا: مضری۔ فرمایا: میں بھی مضری ہوں۔ ان لوگوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! پہلے پہل جس نے حدی سرائی کی اس کا واقعہ یوں ہے کہ ایک مرد مسافر نے حالت سفر میں اپنے غلام کے ہاتھ پر اس زور سے ڈنڈا مارا کہ اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ غلام اسی حالت میں اونٹ کو چلا رہا تھا اور کہتا جاتا تھا: **وا یداہ، وا یداہ، هیبا، هیبا،**[1] اس کی آواز سے اونٹ چلنے لگے۔

یحییٰ بن جابر رحمۃ اللہ علیہ جنہیں بعض صحابہ رسول اللہ ﷺ کا شرف تابعیت حاصل تھا' کہتے ہیں کہ قبیلہ بنی نہر نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ یا حضرت! آپ تو ہم میں سے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (حضرت) جبرئیل علیہ السلام مجھے خبر دیتے ہیں کہ میں قبیلۂ مضر کا ایک فرد ہوں۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے باتوں باتوں میں قبیلۂ مضر کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا: سردار فرزندانِ آدمؑ تو تم ہی میں سے ہیں (یعنی رسول اللہ ﷺ)۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ قبیلۂ کندہ کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے حضور میں حاضر ہوا جس کے ارکان و اعضا یمن کی منقش چادروں کے بنے ہوئے جبے پہنے تھے اور ان کی جیبوں[2] اور آستینوں کے حاشیے دیبا کے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے استفسار فرمایا: کیا تم لوگ مسلمان نہیں؟ وفد نے کہا: بے شک ہم مسلمان ہیں۔ فرمایا: تو پھر اسے (ریشمی حاشیے کو) نکال ڈالو۔ ان لوگوں نے جبے اُتار دیئے۔ باتوں باتوں میں عرض کیا: آپ لوگ کہ فرزند عبد مناف ہیں: آکِلُ العُراد (بادشاہ) کی اولاد میں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا: سلسلۂ نسب کے متعلق عباس و ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے گفتگو کرو۔ انہوں نے کہا: ہم تو بجز آپ کے اور کسی سے یہ باتیں کرنے کے نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا: تو ہم فرزندان نضر بن کنانہ بھی اپنی ماں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ کسی غیر کو اپنا باپ بنانے والے ہیں۔

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ قبیلۂ کندہ کا وفد جب مدینے میں حاضر ہوا تو اعضائے وفد اس زعم میں تھے کہ بنی ہاشم انہیں کے سلسلۂ نسب میں منسلک ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں! بلکہ ہم فرزندانِ نضر بن کنانہ اپنی ماں کو ہرگز چھوڑتے نہیں اور کسی غیر کو اپنا باپ بناتے نہیں۔

ابو ذیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جناب میں عرض کیا گیا کہ یہاں قبیلۂ کندہ کے کچھ لوگ ہیں جن کو گمان ہے کہ حضرت ﷺ انہیں کے سلسلہ میں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: واقعہ یہ ہے کہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ یمن میں یہ اس لئے کہتے تھے کہ وہاں شر سے محفوظ رہیں' ورنہ پناہ بخدا ہم اپنی ماں کو زانیہ قرار دیں یا اپنے باپ کو چھوڑ دیں۔ ہم فرزندانِ نضر بن کنانہ ہیں۔ جس نے اس کے خلاف کہا وہ جھوٹ بولا۔

---

[1] وا یداہ، وا یداہ کے معنی ہیں ہائے ہائے ہاتھ اور هیبا اونٹ چلانے کے لئے کہتے ہیں یعنی چل چل۔

[2] لفظی ترجمہ: جیبوں اور آستینوں پر دیبا جو ایک قسم کا ریشمی کپڑا ہے لپیٹے ہوئے تھے۔

اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ کندہ کے وفد میں میں بھی جناب نبویؐ میں حاضر ہوا تھا۔ وفد کی یہ رائے تھی کہ میں ان سب میں افضل ہوں (تاہم) رسول اللہ ﷺ سے میں نے عرض کیا یا حضرتؐ! ہم سب کو گمان ہے کہ آپ ہم میں سے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہم لوگ نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔ ہم نہ اپنی ماں کو چھوڑ سکتے ہیں نہ اپنی ماں سے بے تعلق ہو سکتے ہیں۔ اشعث رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر عرض کی اگر کسی کو میں نے سنا کہ قریش بن نضر بن کنانہ کے سلسلہ سے الگ کرتا ہے تو میں اس کو تازیانے لگاؤں گا (حد ماروں گا)۔

عمرو بن عاصی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ ہوں۔ یہ کہہ کر نضر بن کنانہ تک اپنے سلسلہ نسب کی تشریح فرمائی اور پھر ارشاد ہوا: اب جس نے اس کے خلاف کہا وہ جھوٹ بولا۔

قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے حضور میں آیا اور روبرو کھڑا ہوا تھا کہ لرزنے لگا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا: هَوِن عليك "اطمینان رکھ گھبرا نہیں"۔ فاني لست بِمَلِكٍ "میں کوئی فرشتہ نہیں ہوں"۔ انّما انا ابن امرأة من قريش كانت تاكل القديدَ "میں تو اصل میں ایک ایسی قریشیہ کا بیٹا ہوں جو قدید (سوکھا گھاس کھاتی تھی)"۔

ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ قریش بھر میں رسول اللہ ﷺ واسط النسب❶ تھے (دور ونزدیک) سب کے ساتھ یکجدّی ہونے کا رشتہ تھا۔❷ اللہ تعالیٰ نے بطورِ اتمام حجت فرمایا:

﴿ قل لا اسألكم عليه اجرًا الا المودة في القربٰى ﴾

یعنی اے پیغمبرؐ! ان سے کہہ کہ جو پیغام الٰہی میں تمہیں سناتا ہوں اور جس دین کی دعوت دیتا ہوں اس پر کسی اجر و منّت کا خواستگار نہیں میں تو صرف اتنا چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ (بھی) پاس قرابت ملحوظ رکھو اور مجھے محفوظ رہنے دو۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ آیت ﴿ قل لا اسألكم عليه اجرًا الا المودة في القربٰى ﴾ کی تفسیر میں ہم لوگوں سے بہتیرے سوالات و اعتراضات کئے گئے آخر تحریراً حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے رجوع کیا گیا جنہوں نے جواب میں لکھا کہ قریش بھر میں رسول اللہ ﷺ واسط النسب تھے۔ قریش کا کوئی خانوادہ ایسا نہ تھا جو آنحضرت ﷺ سے یکجدّی کا رشتہ نہ رکھتا ہو اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے کہہ کہ توحید کی جو دعوت دے رہا ہوں اس پر کسی اجر اور صلے کا طلبگار نہیں۔ میں تو اتنی سی بات کا طلبگار ہوں کہ بلحاظ رشتہ داری میرے ساتھ بھی الفت و مودّت سے پیش آؤ اور اس بات میں میرا خیال رکھو۔

عمرو بن ابی زائدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ﴿ قل لا اسألكم عليه اجرًا الا المودة في القربٰى ﴾ کی تفسیر میں عکرمہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قریش میں کم کوئی خاندان ہوگا جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آبائی و اجدادی رشتہ نہ رکھتا ہو۔ اسی لئے فرمایا کہ جو دین حنیف لے کے میں آیا ہوں اس کا خیال نہیں کرتے تو میری قرابت ہی کا خیال کرو۔

---

❶ یعنی بہ اعتبار سلسلہ نسبی ہر ایک قبیلہ کے ساتھ کچھ نہ کچھ آپ کا قرابتی تعلق تھا۔

❷ عرب میں باوصف اس کے کہ رشتہ داریوں کا نہایت پاس اور لحاظ مرعی تھا رسول اللہ ﷺ کو انتہائی ایذا دیتے تھے۔

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے ﴿ قل لا اسألکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربٰی ﴾ کا یہ مطلب بیان کیا کہ بلحاظ اس قرابت کے جو میرے اور تمہارے درمیان ہے صلہ رحمی کا برتاؤ کرو۔

ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے غزوۂ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

انا النبی لا کذِب

''میں پیغمبر ہوں' اس میں کچھ جھوٹ نہیں''۔

انا ابن عبدالمطلب

''میں عبدالمطلب کا بیٹا' پوتا ہوں''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ﴿ و تقلبك فی الساجدین ﴾ ''اے پیغمبر! تجھے سجدہ گزاروں میں پلٹتے رہے'' کی تفسیر میں روایت ہے کہ ایک پیغمبر سے دوسرے پیغمبر اور دوسرے سے تیسرے پیغمبر کی پشت میں خدا تجھ کو منتقل کرتا رہا۔ تا آنکہ خود تجھے پیغمبری عطا فرما کر مبعوث کیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی آدم پر قرناً بعد قرنٍ جو زمانے گزرے ہیں میری بعثت ان سب میں بہترین قرن میں ہوتی رہی تا آنکہ اس قرن میں مبعوث ہوا جس میں ہوں۔

قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کوئی پیغمبر مبعوث کرنا چاہتا ہے تو اس قبیلہ میں سے انتخاب کرتا ہے جو بہترین اہل زمین ہو' پھر اس میں جو سب سے اچھا شخص ہوتا ہے اسی کو پیغمبر بنا کے بھیجتا ہے۔

انبیائے کرام سے رسول اللہ ﷺ کا نسبی تعلق

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے''۔

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''آدم ایک ایسی زمین سے پیدا ہوئے جسے دَحنَاء کہتے ہیں''۔ ❶

ابوحصین سے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے استفسار کیا: ''تم جانتے ہو کہ آدم علیہ السلام کا نام آدم کیوں پڑا؟'' آدم کا نام یوں آدم پڑا کہ وہ ادیم اَرض (روئے زمین' سطح زمین) سے پیدا ہوئے تھے۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے آدم کو ایک مشت خاک سے پیدا کیا تھا جو تمام روئے زمین سے لی تھی۔ یہی باعث ہے کہ فرزندانِ آدم علیہ السلام میں اسی خاک کا اندازہ قائم رہا کہ ان میں سرخ بھی ہیں' سفید بھی ہیں' سیاہ بھی ہیں' درمیانی رنگ کے بھی ہیں' سہل بھی ہیں' حزن بھی ہیں' خبیث بھی اور طیب بھی''۔

ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''آدم علیہ السلام ہر قسم کے ادیم زمین سے پیدا ہوئے' سیاہ مٹی سے بھی' سرخ سے بھی' سفید سے بھی' حزن سے بھی اور سہل ❷ سے بھی''۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے: ''آدم علیہ السلام کا بالائی جثّہ ایک ایسی خاک سے پیدا ہوا تھا جس کی سطح مستوی تھی''۔

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''آدم علیہ السلام کا نام آدم اس لئے پڑا کہ وہ ادیم زمین سے پیدا ہوئے تھے اور انسان اس لئے نامزد ہوئے کہ ان پر نسیان عارض ہوا''۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو بھیجا جس نے ادیم زمین کے ہر جز و شیریں و شور سے مٹی لی' اللہ تعالیٰ نے اس مٹی سے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا' جس کو زمین شیریں (عمدہ مٹی) سے پیدا کیا ہے' وہ بہشت میں جانے والا ہے

---

❶ دحنا' فراز' مرتفع اونچی زمین۔

❷ حزن وہ زمین جو غلیظ ہو' اور سہل جو ایسی نہ ہو۔ اور انسان میں حزن غلیظ الطبع کو اور سہل لطیف المزاج کو کہیں گے۔

چاہے کافر کی اولاد کیوں نہ ہو اور جسے زمین شور (کھاری' ریتلی) مٹی سے پیدا کیا ہے وہ دوزخ میں جانے والا ہے خواہ وہ پارسا زادہ ہی کیوں نہ ہو۔ اسی باعث ابلیس نے کہا تھا' کیا میں اس کا سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے؟ کیونکہ ابلیس ہی تو یہ مٹی لایا تھا۔ آخر آدم علیہ السلام کا نام آدم اس لئے پڑا کہ وہ ادیم زمین سے پیدا ہوئے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کی صورت گری کی تو جب تک چاہا اس کالبد کو پڑا رہنے دیا۔ ابلیس اس کے اردگرد پھرا کرتا تھا۔ جب دیکھا کہ اس کے اندر جوف ہے تو جان لیا کہ یہ مخلوق مستقیم نہ رہے گی۔

سلمان فارسی یا ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ چالیس رات یا چالیس دن تک آدم علیہ السلام کی مٹی کا خمیر اٹھاتا رہا۔ پھر اس پر اپنا ہاتھ مارا تو پاک وطیب مٹی داہنے ہاتھ میں آ گئی اور ناپاک وخبیث دوسرے ہاتھ میں۔ پھر دونوں کو خلط ملط کر دیا۔ یہی بات ہے زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے''۔

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جیسا چاہا اور جس سے چاہا بنی آدم کو پیدا کیا۔ اسی کی تخلیق کے مطابق بنی آدم علیہ السلام کی تکوین ہوئی' وہ کتنا اچھا بابرکت بہترین خالق ہے اس نے مٹی اور پانی سے آدم علیہ السلام کو بنایا۔ اسی سے گوشت' خون' بال' ہڈیاں اور جسم سب کچھ بنا۔ یہی فرزند آدم کی ابتدائی آفرینش ہے جس سے وہ پیدا ہوا۔ بعدہٗ اس میں سانس پھونکی جس کی بدولت وہ اٹھتا ہے' بیٹھتا ہے' سنتا ہے' دیکھتا ہے۔ چار پائے جو کچھ جانتے ہیں اور جس سے بچتے ہیں وہ بھی سب کچھ جانتا ہے۔ اور ان سب سے بچتا ہے۔ پھر اس میں جان ڈالی کہ اسی کے باعث حق و باطل و ہدایت و گمراہی میں امتیاز کر سکا۔ اسی کے طفیل میں بچتا ہے' آگے بڑھتا ہے' ترقی کرتا ہے' چھپتا ہے' سیکھتا ہے' تعلیم حاصل کرتا ہے اور جتنے اُمور ہیں سب کی تدبیر و تنظیم میں منہمک ہوتا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا' تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا جس سے تمام متنفس کہ قیامت تک اللہ تعالیٰ انہیں پیدا کرتا رہے گا' کر لے اور نکلے۔ ان میں جو انسان تھے' ہر ایک کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی ایک چمک پیدا کر دی' اور پھر ان کو آدم علیہ السلام پر پیش کیا۔

آدم علیہ السلام نے پوچھا: ''یارب! یہ کون لوگ ہیں؟''

جواب ملا: ''یہ تیری اولاد وذریات ہیں''۔

ان میں سے ایک شخص کی دونوں آنکھوں کے درمیان جو نور تھا آدم علیہ السلام کو بھلا معلوم ہوا۔ پوچھا: ''یاربّ یہ کون ہیں؟''

جواب ملا: ''یہ بھی تیری اولاد ہے۔ آخر میں جو قومیں ہوں گی انہیں میں یہ ہوگا اور اس کو داؤد (علیہ السلام) کہیں گے''۔

آدم علیہ السلام نے پھر پوچھا: ''یاربّ! اس کی عمر کتنی ہے؟''

فرمایا: ''ساٹھ برس''۔

آدم علیہ السلام نے کہا: ''میری عمر میں سے چالیس برس لے کے اس کی عمر بڑھا دے''۔

فرمایا: ''اس صورت میں یہ بات لکھ دی جائے گی۔ مہر ہو جائے گی اور پھر اس میں تغیر نہ ہو گا''۔

جب آدم علیہ السلام کی عمر پوری ہو گئی تو فرشتۂ موت روح قبض کرنے آیا۔ آدم علیہ السلام نے تعجب کیا کہ ہائیں! ابھی تو میری زندگی میں چالیس برس باقی ہیں۔

فرشتۂ موت نے کہا: ''کیا یہ عمر آپ نے فرزند داؤد علیہ السلام کو نہیں دے دی تھی''۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''آدم علیہ السلام نے انکار کیا تو ان کی اولاد نے بھی انکار کیا۔ آدم علیہ السلام بھولے تو ان کی اولاد بھی بھولی' آدم علیہ السلام نے غلطی کی تو ان کی اولاد بھی غلط کار ہوئی''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ''جب قرض کی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ پہلے پہل آدم علیہ السلام ہی مکرے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیر کے نسل آدم ظاہر فرمائی۔ اور آدم علیہ السلام پر ان سب کو پیش کیا۔ انہیں میں آدم علیہ السلام کو ایک وضی الخلقۃ و روشن آدمی نظر پڑا۔ پوچھا: ''یا ربّ میری اولاد میں یہ کون ہے؟''

فرمایا: ''یہ تیرا بیٹا داؤد (علیہ السلام) ہے''۔

پھر پوچھا: ''اس کی عمر کتنی ہے؟''

فرمایا: ''ساٹھ برس''۔

عرض کی: ''یا ربّ! اس کی عمر زیادہ کر''۔

فرمایا: ''نہیں' البتہ اگر تو چاہے تو اپنی عمر میں سے دے کے اس کی زندگی بڑھا سکتا ہے۔ آدم علیہ السلام کی زندگی ایک ہزار سال مقدر تھی''۔

عرض کی: ''یا ربّ! میری ہی مدت حیات میں سے لے کر اس کی زندگی بڑھا دے''۔

اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی عمر چالیس سال بڑھا دی۔ آدم علیہ السلام پر اتمام حجت کے لئے ایک وثیقہ بھی موثق کر لیا۔ جس پر فرشتوں سے گواہیاں کرائیں۔ جب آدم علیہ السلام کا آخری وقت آیا۔ نزع روح کے لئے فرشتے پہنچے تو آدم علیہ السلام نے کہا: ''ابھی تو میری زندگی کے چالیس برس باقی ہیں''۔

فرشتوں نے بتایا کہ تو نے یہ مدت اپنے فرزند داؤد علیہ السلام کو دی تھی۔

آدم علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کی: ''یا ربّ! میں نے ایسا تو نہیں کیا تھا''۔

اس مکرنے پر خدا نے وہ وثیقہ آدم علیہ السلام کے پاس بھیج کر حجت قائم کی مگر خود ہی پھر آدم علیہ السلام کے ہزار برس پورے کر دیئے اور داؤد علیہ السلام کو بھی پورے سو برس دیئے''۔

عہد الست کا واقعہ:

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت:

﴿ وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا ﴾ [الاعراف : ۱۷۲]

''وہ واقعہ یاد کرو جب تیرے پروردگار نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسلیں نکالیں اور خود ان پر انہیں کو شاہد ٹھہرایا کہ آیا میں تمہارا پروردگار نہیں؟ سب نے کہا بے شبہ تو ہی ہمارا پروردگار ہے اور ہم اس کے شاہد ہیں''۔

کا یہ مطلب بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت چھوئی تھی۔ جس سے وہ تمام متنفس برآمد ہوئے تھے کہ تا روزِ قیامت خدا انہیں پیدا کرتا رہے گا۔ یہ واقعہ اسی مقام نعمان میں پیش آیا تھا جو کوہ عرفات کے اُدھر ہے۔ خدا نے ﴿ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ﴾ کہہ کے سب سے عہد و پیمان لئے' سب نے جواب میں ﴿ بَلٰی شَهِدْنَا ﴾ کہا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما دوسری روایت میں کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اسی مقام نعمان میں آدم علیہ السلام کی پشت پر ہاتھ پھیر کے وہ تمام متنفس نکالے تھے جنہیں روزِ قیامت تک پیدا کرتا رہے گا۔ پھر ان سب سے عہد لیا تھا۔ اتنا کہہ کے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی:

﴿ وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ○ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ﴾ [الاعراف : ۱۷۲، ۱۷۳]

''وہ واقعہ یاد کر جب تیرے پروردگار نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسلیں نکالیں اور خود انہیں کو ان پر شاہد ٹھہرا کے پوچھا کیا میں تمہارا پروردگار نہیں؟ سب نے جواب دیا بے شبہ تو ہمارا پروردگار ہے ہم اس پر شاہد ہیں۔ یہ اس لئے ہوا کہ قیامت کے دن تم لوگ یہ نہ کہہ سکو کہ ہم تو اس سے غافل تھے یا یہ کہو کہ پہلے تو ہمارے بزرگ ہی شرک میں مبتلا ہوئے تھے''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تیسری روایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک اونچے پشتے پر پیدا کر کے ان کی پیٹھ چھوئی تو وہ تمام متنفس نکال لئے جنہیں قیامت تک پیدا کرتا رہے گا۔ سب سے خطاب کیا' آیا میں تمہارا پروردگار نہیں؟ سب نے عرض کی بے شبہ تو ہمارا پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی کے متعلق فرماتا ہے: ''ہم نے یہ بات مشاہدہ کر لی کہ ایسا نہ ہو تم قیامت کے دن یہ کہو کہ ہم تو اس سے غافل تھے''۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''اہل علم کی رائے یہ ہے کہ بنی آدم سے اسی دن میثاق لے لیا گیا تھا''۔

ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کا دن تمام دنوں کا سردار اور خدا کے نزدیک سب سے بڑا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اسی دن زمین پر اُتارا اور اسی دن آدم کو وفات دی''۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جمعے کے آخری وقتوں میں پیدا کیا''۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''پہلے پہل آدم کا سر پیدا ہوا' پھر جثہ پیدا ہونے لگا' جسے پیدا ہوتے آدم علیہ السلام خود دیکھ رہے تھے۔ عصر کے وقت تک دونوں پاؤں باقی رہے تھے۔ یہ دیکھ کر آدم علیہ السلام نے کہا: اے رات کے پروردگار جلدی کر کیونکہ رات آئی جاتی ہے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴾

''انسان جلد باز پیدا ہوا ہے''۔

قتادہ رضی اللہ عنہ آیت ﴿ مِن طِيْنٍ ﴾ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام مٹی سے نکالے گئے۔

آیت ﴿ انشاناہ خلقا أخر ﴾ ''ہم نے اس کی دوسری خلقت کر کے نشونما دی'' کی تفسیر میں قتادہ کہتے ہیں کہ بعض اہل علم تو اس کا مطلب بال اگنا بتاتے ہیں (یعنی سبزۂ خط) اور بعض اس سے نفخ روح مراد لیتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن قتادہ السلمی کہ صحابۂ رسول ﷺ میں معدود ہیں' کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے مخلوق کو ان کی پشت سے نکالا۔ پھر کہا: یہ بہشت میں جائیں گے اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ اور یہ دوزخ میں جائیں گے اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ حاضرین میں ایک شخص نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! یہی بات ہے تو پھر ہم عمل کس بنا پر کریں؟'' فرمایا: ''مواقع تقدیر کی بنا پر کرو''۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پہلے پہل آدم علیہ السلام کی آنکھ اور ناک کے نتھنوں میں جان پڑی۔ جب سارے جسم میں روح پھیل گئی تو آدم علیہ السلام کو چھینک آئی۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد کرنے کی تلقین کی تو آدم علیہ السلام نے خدا کی حمد کی اور جواب میں خدا نے کہا رحمک ربک (تجھ پر تیرے پروردگار کی رحمت)۔ پھر فرمایا: یہ لوگ (ارواح) جو سامنے ہیں۔ انہیں کے پاس جا کے کہہ ''سلامٌ علیکم'' دیکھ تو کیا جواب دیتے ہیں۔ آدم علیہ السلام سلام کر کے جناب باری میں واپس آئے تو باوصف اس کے کہ خدا خوب واقف تھا۔ مگر اس نے پوچھا: ''انہوں نے تجھے کیا جواب دیا''۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا: ''انہوں نے مجھے یہ جواب دیا: و علیکم السلام و رحمة اللہ''۔ ارشاد ہوا: ''یہ تیرا اور تیری ذرّیات کا سلام ہے''۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: آدم علیہ السلام کے جسم میں روح پھونکی گئی تو انہیں چھینک آئی۔ اسی حالت میں انہوں نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: يَرْحَمُكَ رَبُّكَ (تجھ پر خدا کی رحمت نازل ہوئی)۔ یہ بیان کر کے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''خدا کی رحمت اس کے غضب سے بڑھ گئی''۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دوسری روایت میں کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کا سر آسمان سے چھو رہا تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے بالاستقلال ان کو زمین پر ثبات عنایت فرمائی۔ تا آنکہ ان کا قد گھٹ کے ساٹھ ہاتھ رہ گیا اور عرض میں سات ہاتھ''۔

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدم علیہ السلام اتنے بلند و بالا انسان تھے کہ گویا ایک طویل درخت خرما ہو۔ سر میں بال بہت تھے۔ جب خطا کی تو وہ چیز دکھائی دی جو چھپانے کے قابل تھی۔ پہلے یہ آدم علیہ السلام کو نظر نہ آتی

تھی۔ یہ واقعہ بہشت کا ہے جہاں اسے دیکھتے ہی آدم علیہ السلام بھاگ چلے تھے کہ ایک درخت نے الجھا لیا۔ آدم علیہ السلام نے کہا: مجھے چھوڑ دے۔ درخت نے جواب دیا میں تو چھوڑنے کا نہیں۔ پروردگار نے ندا دی آدم علیہ السلام کیا تو مجھ سے بھاگتا ہے؟ عرض کی یا ربّ! تجھ سے مجھے شرم آئی۔

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری غیر مرفوع روایت بھی انہیں معنوں میں ہے۔

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایک تیسری روایت یہ ہے کہ آدم علیہ السلام دراز قد' گندم گوں' جھنڈ والے بالوں کے تھے۔ جیسے ایک بڑا درخت خرما ہو۔

سعید بن المسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہشت میں اہل جنت اس حالت میں ہوں گے کہ برہنہ' امرد بے ریش و بروت) گھونگریالے بالوں والے' سرگین چشم' ۳۳ برس کی عمر کے ہوں گے' جیسے آدم علیہ السلام تھے' جسم ساٹھ ہاتھ لانبا اور سات ہاتھ چوڑا ہوگا''۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''آدم علیہ السلام تین سو برس تک بہشت کے لئے روتے رہے''۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا سب سے پہلے نبی کون تھے؟'' فرمایا: ''آدم علیہ السلام''۔ میں نے کہا: ''کیا وہ نبی تھے؟'' فرمایا: ''ہاں! وہ نبی تھے' خدا ان سے کلام کرتا تھا''۔ میں نے پوچھا: ''تو رسول کتنے تھے؟'' فرمایا: ''تین سو پندرہ' ایک بڑی جماعت ہے''۔

آدم علیہ السلام کی اولاد:

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں آدم علیہ السلام کی چار اولادیں تھیں۔ ایک بطن سے ایک لڑکا ایک لڑکی' دوسرے بطن سے دوسرا لڑکا اور دوسری لڑکی۔ یہ سب توام پیدا ہوئے تھے۔ ایک لڑکا کاشت کار تھا اور دوسرے کے پاس بھیڑ بکریاں تھیں۔ کاشتکار کی بہن خوش رو تھی اور چرواہے کی بدشکل تھی۔ کاشت کار کہتا تھا: میری خوبرو بہن میرے ہی لئے شایاں ہے۔ چرواہا کہتا تھا: میں اس کا مستحق ہوں۔ گفتگو بڑھی۔ چرواہے نے کہا: حیف کیا تو اس کی خوبروئی کے باعث اپنے ہی لئے اسے مخصوص کرنا چاہتا ہے؟ اچھا میں اور تو دونوں قربانی کریں (بھینٹ چڑھائیں) تیری قربانی قبول ہو تو اس کا مستحق تو ہے اور میری قبول ہو تو میں۔ چرواہا ایک بڑی آنکھ والا مضبوط سینگوں والا مینڈھا لایا اور کاشتکار کھانے کی چیزیں۔ مینڈھا قبول ہوا اور کاشتکار کی قربانی یوں ہی رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مینڈھے کو چالیس برس تک بہشت میں رکھا اور یہ وہی مینڈھا ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (اپنے فرزند اسماعیل علیہ السلام کے بدلے) ذبح کیا تھا۔ کاشتکار نے بات بنتی نہ دیکھی تو بگڑ کے چرواہے سے کہا: لاقتلنك ''میں تجھے قتل کر ڈالوں گا''۔ چرواہے نے جواب دیا: ﴿ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ﴾ ''تو نے اگر مجھے قتل کرنے کے لئے دست درازی کی تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہ بڑھاؤں گا''۔ یہ آیت کلام اللہ میں موجود ہے اور اس کا آخری مقطع ہے: ﴿ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴾۔

بہر حال کاشت کار نے اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا۔ آدم علیہ السلام کی تمام کافر اولاد اسی کافر سے ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے آدم علیہ السلام اپنی اولاد میں اس بطن کے لڑکے کو اُس بطن کی لڑکی سے اور اُس بطن کے لڑکے کو اِس بطن کی لڑکی سے منسوب کرتے تھے (بیاہتے تھے)۔

آدم علیہ السلام کی وفات:

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب آدم علیہ السلام کے احتضار کا وقت آیا تو لڑکوں سے کہا: میرے لئے بہشتی میوہ تلاش کرو میرا جی چاہتا ہے' لڑکے اسی حالت بیماری میں بہشتی میوہ تلاش کرنے نکلے۔ ناگاہ فرشتگان جناب الٰہی سے آمنا سامنا ہوا۔ جنھوں نے دریافت کیا: ''فرزندانِ آدم! کس جستجو میں ہو؟'' جواب دیا: ''بہشتی میوے کو والد کا جی چاہتا ہے۔ ہم اس کی تلاش میں ہیں''۔ فرشتوں نے کہا: ''واپس جاؤ کہ جو ہونا تھا ہو گیا''۔ یہاں پہنچے تو آدم علیہ السلام کی جان نکل چکی تھی۔ فرشتوں نے انہیں لے کر غسل دیا' خوشبو لگائی' کفن پہنایا' قبر کھودی' لحد بنائی' ایک فرشتے نے بڑھ کے امامت کی' نمازِ جنازہ پڑھائی' باقی فرشتے مقتدی بنے' بنی آدم کی صف ان سب کے پیچھے تھی' قبر میں لاش دفن کر دی' مٹی برابر کی' اور کہا اے فرزندانِ آدم! یہی تمہاری راہ ہے اور یہی تمہارا طریقہ ہے۔

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ ایک دوسری روایت میں کہتے ہیں! آدم علیہ السلام کے سکرات کا وقت آیا تو اپنے لڑکوں سے کہا: ''جاؤ میرے لئے بہشتی میوے چن لاؤ''۔ لڑکے نکلے تھے کہ فرشتے ملے' پوچھا: ''کہاں چلے؟'' لڑکوں نے کہا: ''والد نے بھیجا ہے کہ ہم ان کے لئے بہشتی میوے توڑ لائیں''۔ فرشتوں نے سمجھایا کہ واپس جاؤ کام پورا ہو گیا ہے۔ لڑکے فرشتوں کے ساتھ واپس چلے تا آنکہ آدم علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ حوا نے جو فرشتوں کو دیکھا تو ڈر گئیں۔ کھسک کے آدم علیہ السلام سے جا لگیں۔ آدم علیہ السلام نے کہا ہٹ جا تیری ہی جانب سے مجھ پر یہ ابتلاء پیش آئی۔ مجھ میں اور میرے پروردگار کے فرشتوں میں جگہ کر دے۔ آخر فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی روح قبض کر کے انہیں غسل دیا' تکفین کی' خوشبو لگائی' نمازِ جنازہ پڑھی' قبر کھودی' دفن کیا اور پھر کہا: ''فرزندانِ آدم! مردوں کے متعلق یہی تمہارا طریقہ ہے (یا ہونا چاہیے)''۔

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ آدم علیہ السلام تین قسم کی مٹی سے پیدا ہوئے۔ ایک قسم کی مٹی تو سیاہ تھی' ایک سفید رنگ اور ایک وہ جسے حضرا کہتے یعنی (ایسی زمین جو زرع روئیدگی ونشوونمو وقبول مدنیت کی صلاحیت رکھتی ہو)۔

خالد الحذاء جن کی کنیت ابو منازل تھی' کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نکل کے حلقۂ اہل علم میں آیا تو ان لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ آدم علیہ السلام کے متعلق حسن[1] رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں۔ میں حسن رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور مل کے کہا: ''ابو سعید! یہ تو کہئے آدم علیہ السلام آسمان کے لئے پیدا ہوئے تھے یا زمین کے لئے؟'' جواب دیا: ''ابو منازل! یہ کیا سوال ہے؟ ظاہر ہے کہ آدم علیہ السلام زمین کے لئے پیدا ہوئے تھے''۔ میں نے کہا: ''آپ کی رائے میں اگر وہ ضبط کرتے اور درخت کا پھل نہ کھاتے تو؟'' جواب دیا: ''تو بھی' پیدا تو زمین کے

---

[1] کنیت ابو سعید اور نام حسن بن ابی الحسن البصری۔

لئے ہوئے تھے' کیونکہ نہ کھاتے چارہ کیا تھا''۔

جعدہ بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''وہ درخت جس نے آدم علیہ السلام کو مبتلائے فتنہ کیا' آزمائش میں ڈالا' انگور کا درخت تھا جو بنی آدم کے لئے بھی موجب فتنہ ہے''۔

زیاد سے جو مصعب رضی اللہ عنہ کے آزاد غلام تھے' اور جعفر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: ''آدم علیہ السلام پیغمبر تھے یا فرشتہ؟'' فرمایا: ''پیغمبر تھے' خدا ان سے کلام کیا کرتا تھا''۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسان جتنے ہیں آدم وحوا علیہما السلام کی اولاد ہیں (جیسے تولنے میں ڈنڈی مارنے سے اتنا بچا لینا ممکن نہیں کہ پورے وزن کی توقیر کر سکیں ویسے ہی یہاں بھی نسبی اضافات سے اس مساوات میں فرق نہیں آ سکتا جو ایک ماں باپ کی اولاد ہونے کے باعث تمام نوع انسان پر شامل ہے۔ **کطف الصاع لن یملوہ**۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے حسب ونسب کو نہ پوچھے گا۔ خدا کے نزدیک تو سب میں شریف و بزرگ وہی ہے جو تم سب میں زیادہ متقی و پارسا ہو''۔

حالاتِ زندگی

دُنیا میں تشریف آوری:

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آدم علیہ السلام نماز ظہر وعصر کے مابین بہشت سے زمین پر اُتارے گئے۔ بہشت میں اُن کا زمانۂ قیام نصف دن تھا۔ اس دن کا حساب آخرت کے دنوں میں ہے۔ نصف دن کے پانچ سو برس ہوئے۔ ہر دن بارہ گھنٹے کا۔ اہل دُنیا کے حساب سے ایک دن کے ایک ہزار برس ہوتے ہیں''۔

آدم علیہ السلام ہندوستان کے ایک پہاڑ پر اُتارے گئے جس کو نوذ کہتے ہیں اور حوا علیہا السلام جدہ میں اُتریں۔ آدم علیہ السلام اُترے تو ان کے ساتھ بہشتی ہوا بھی تھی۔ جس کے درختوں اور وادیوں میں لگنے سے تمام خوشبو ہی خوشبو بھر گئی۔ یہ آدم علیہ السلام ہی کی ہوا تھی جس سے خوشبو پھیلی اور جس کے باعث ہندوستان خوشبو کا مستقر ہے کہ وہیں سے خوشبو لاتے ہیں۔

کہتے ہیں بہشت سے آدم علیہ السلام کے ساتھ درخت آس بھی اترا۔ حجر اسود بھی اُترا جو برف سے زیادہ سفید تھا۔ عصائے موسیٰ بھی اُترا جو بہشتی درخت آس کی لکڑی کا تھا۔ یہ دس ہاتھ لمبا تھا۔ جتنے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام لمبے تھے۔ مرّ دلوبان (لبان) بھی بہشت ہی سے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اُتارے گئے۔ بعد کو سندان (علاۃ)' ہتھوڑا (مطرقہ) سنسی (کلبتان) یہ سب بھی ان کے پاس بھیجے گئے۔ کوہ نوذ پر جب آدم علیہ السلام کا ہبوط ہوا تو پہاڑ پر لوہے کی ایک شاخ دیکھی۔ دیکھتے ہی کہنے لگے یہ آس کا درخت ہے۔ جو درخت پرانے ہو کر سوکھ گئے تھے' ان کی لکڑیاں ہتھوڑے مار مار کر توڑتے تھے۔ لکڑیاں جلا کے لوہے کی سلاخ پگھلائی جس سے چھری بنائی اور یہ پہلی چیز تھی جو لوہے کی بنی۔ آدم علیہ السلام اسے کام میں لاتے۔ پھر تنور بنایا جو نوح علیہ السلام کو وراثت میں

ملا۔ یہ وہی تنور تھا جس سے ہندوستان میں عذابِ الٰہی نے جوش مارا تھا (یعنی طوفان آ گیا تھا)۔

آدم علیہ السلام نے حج کیا تو حجر اسود کو کوہ ابوقبیس پر نصب کر دیا۔ یہ اندھیری راتوں میں روشن رہتا جیسے چاند روشن رہتا ہے' اہل مکہ اس کی روشنی سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ (جاہلیت پھیلی تو یہ وتیرہ ہو گیا کہ) حائض عورتیں اور نجس زن و مرد پہاڑ پر چڑھ کر اسے چھوتے تھے (چومتے تھے) جس کے باعث یہ سیاہ پڑ گیا۔ اسلام سے چار برس بیشتر کا واقعہ ہے کہ قریش نے اس کو ابوقبیس کی چوٹی سے اُتار لیا اور خانہ کعبہ میں نصب کر دیا۔ جہاں اب بھی منصوب ہے۔ آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے مکے تک چالیس حج کئے تھے۔

جب آدم علیہ السلام کا ہبوط ہوا ہے تو وہ اتنے دراز قامت تھے کہ ان کا سر آسمان کو لگتا تھا۔ یہی باعث ہے کہ ان کی پیشانی کے بال گر گئے۔ اور یہ مرض ان کی اولاد میں بھی بطورِ وراثت منتقل ہوا۔ روئے زمین کے چار پائے ان کی دراز قامتی سے بھاگ بھاگ گئے۔ اور اسی دن سے انسانوں سے وحشت کرنے لگے۔ آدم علیہ السلام اس پہاڑ پر کھڑے کھڑے فرشتوں کی آوازیں سنا کرتے تھے اور بہشت کی ہوا کھایا کرتے' آخر ان کا قد گھٹ کر ساٹھ گز رہ گیا اور تا بمرگ یہی قد رہا۔ آدم علیہ السلام جیسا حسین و خوش رو ان کی اولاد میں یوسف علیہ السلام کے علاوہ اور کوئی نہ ہوا۔

انحطاط قامت کے بعد آدم علیہ السلام نے جنابِ الٰہی میں عرض کی: ''یا ربّ! میں تیرے جوار میں تھا' تیرے دیار میں تھا' بجز تیرے نہ کوئی دوسرا میرا پروردگار تھا' نہ رقیب و نگران تھا۔ میں بہشت میں مزے سے کھاتا پیتا تھا۔ اور جہاں جی چاہتا تھا رہتا تھا۔ آخر تو نے اس مقدس پہاڑ پر مجھے اُتارا تو یہاں بھی میں فرشتوں کی آوازیں سنتا تھا فرشتے عرش کے اردگرد جو گھرے ہوئے ہیں ان کی کیفیت دیکھتا تھا۔ مجھے بہشت کی ہوا ملتی تھی اور میں خوشبو سونگھتا تھا۔ بعد کو تو نے مجھے پہاڑ سے زمین پر اُتار دیا اور میرے قد و قامت کو گھٹا کر ساٹھ ہاتھ کر دیا۔ اب وہ آواز بھی مجھ سے منقطع ہو گئی' وہ نظر (خوش گزر) بھی نہ رہی' وہ منظر بھی رخصت ہو گئے' وہ ہوائے بہشت بھی جاتی رہے''۔

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: ''آدم (علیہ السلام) میں نے تیرے ساتھ جو کچھ کیا وہ تیری ہی معصیت و نافرمانی کے باعث کیا''۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے ساتھ بہشت سے بھیڑ بکریوں کے آٹھ جوڑے بھی زمین پر اُتارے تھے۔ جب آدم و حوا علیہا السلام کی برہنگی دیکھی تو ان میں سے ایک کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ آدم علیہ السلام نے اس کو ذبح کر کے اون لی' حوا علیہا السلام نے اسے کاتا اور دونوں مل کے اسے بننے لگے۔ اپنے لئے تو آدم علیہ السلام نے ایک جبہ تیار کیا اور حوا علیہا السلام کے لئے ایک کرتہ اور ایک اوڑھنی' یہی کپڑے تھے جو دونوں نے پہنے۔ آدم و حوا علیہما السلام کا اجتماع یوم جمع میں ہوا تھا[1] اسی لئے اس کا نام جمع پڑا اور عرفات پر دونوں میں تعارف ہوا تھا۔ یہی سبب ہے کہ پہاڑی عرفات کے نام سے موسوم ہوئی۔

---

[1] **یوم جمع**: ایام حج کا وہ خاص دن ہے جس دن کہ مزدلفہ میں اجتماع ہوتا ہے۔ جمع' مزدلفہ' یاد رکھو اس معنی میں اس لفظ پر الف ولام نہیں آتا۔

قصۂ ہابیل وقابیل (قائن)

آدم وحوا علیہما السلام تلافی مافات میں دوسو برس تک روتے رہے' چالیس دن تک کھانا نہ کھایا' نہ پیا۔ کھانے پینے کی نوبت ایک چلّے کے بعد آئی۔ اب تک کوہ نوذ ہی پر تھے جس پر آدم علیہ السلام کا ہبوط ہوا تھا۔ سو برس تک آدم علیہ السلام حوا علیہا السلام سے الگ تھلگ رہے۔ سو برس کے بعد قریب گئے تو استقرار حمل ہونے پر قابیل اور اس کی بہن لبود کہ اسی کی توام (جڑواں) تھی۔ پہلے بطن سے پیدا ہوئی۔ دوسرے بطن سے ہابیل اور اس کی بہن اقلیما کہ ہابیل کی توام تھی پیدا ہوئی۔ بالغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بطن اوّل کی تزویج بطن ثانی سے اور بطن ثانی کی بطن اوّل سے کی جائے۔ یعنی ہر بطن کے بھائی بہنوں کا آپس میں نکاح نہ ہو۔ دوسرے بطن کے بھائی بہنوں سے ہو قابیل کی بہن حسین اور ہابیل کی بہن بدشکل تھی۔ آدم علیہ السلام کو جو حکم ملا تھا حوا سے بیان کر دیا' حوا نے دونوں بیٹوں سے تذکرہ کیا' ہابیل تو راضی ہو گئے مگر قابیل نے ناخوش ہو کر کہا: ''نہیں! واللہ یہ بات نہیں۔ خدا نے یہ حکم کبھی نہیں دیا۔ یہ تو اے آدم (علیہ السلام) خود تیرا حکم ہے''۔

آدم علیہ السلام نے کہا: ''یہی بات ہے' تم دونوں قربانی کرو' اللہ تعالیٰ آسمان سے آگ نازل کرے گا۔ اس لڑکی کا جو مستحق ہوگا آگ اس کی قربانی کھا لے گی''۔

اس فیصلے پر دونوں رضامند ہو گئے۔ ہابیل کے پاس مویشی تھے' وہ اپنی بھیڑ بکریوں میں سے قربانی کے لئے کھانے کے قابل بہترین راس کو لے آئے اور مکھن اور دودھ بھی ساتھ تھے۔ قابیل زراعت پیشہ تھا' اس نے اپنی زراعت کی بدترین پیداوار میں سے ایک بوجھ لیا۔ دونوں کوہ نوذ پر چڑھ گئے ساتھ ساتھ آدم علیہ السلام بھی تھے۔ وہاں قربانی رکھی (چڑھائی) جس کے متعلق آدم علیہ السلام نے جنابِ الٰہی کے لئے دُعا کی' قابیل نے اپنے جی میں کہا: قربانی قبول ہو یا نہ ہو مجھے پرواہ نہیں' بہرحال میری بہن کے ساتھ ہابیل کبھی نکاح نہیں کر سکتا۔ آگ اُتری اور اس نے ہابیل کی قربانی کھا لی۔ قابیل کی قربانی سے صاف بچ کر نکل گئی۔ کیونکہ اس کا دل صاف نہ تھا۔

ہابیل اپنی بھیڑ بکریوں میں چلے گئے تو قابیل نے گلے میں آ کر یہ وعید سنائی کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔

ہابیل نے پوچھا: ''کس لئے؟''

جواب دیا: ''اس لئے کہ تیری قربانی قبول ہوئی۔ میری قربانی قبول نہ ہوئی۔ مسترد ہو گئی۔ میری حسین وجمیل بہن تیرے تصرف میں آئی اور مجھے تیری بدرو بہن ملی۔ آج کے بعد لوگ کہیں گے کہ تو مجھ سے بہتر تھا۔ ہابیل نے کہا:

﴿ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْکَ لِاَقْتُلَکَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِکَ فَتَکُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ○ ﴾ [المائدہ : ۲۹]

''تو نے اگر مجھے قتل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں تجھے قتل کرنے کو اپنا ہاتھ بڑھانے والا نہیں کیونکہ میں

خدائے ربّ العالمین سے ڈرتا ہوں میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا گناہ بھی تجھ ہی پر پڑے اور تیرا گناہ بھی تیرے ہی سر ہو کہ تو دوزخیوں میں شمار ہونے لگے اور ظالموں کا یہی کیفر کردار (پاداش) ہے''۔

ہابیل کے اس قول کا کہ ''میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا گناہ بھی تجھ ہی پر پڑے'' ﴿اِنِّیٓ اُرِیۡدُ اَنۡ تَبُوۡٓاَ بِاِثۡمِیۡ﴾ کہ میرا قتل گناہ ہے' میرے قتل سے پہلے تو جتنا گناہ گار تھا' مجھے قتل کر کے اس سے بھی زیادہ گناہ گار ہو جائے گا۔ لہٰذا میری خواہش ہے کہ یہ بوجھ بھی تیرے ہی سر پڑے۔

قابیل نے ہابیل کو قتل تو کر ڈالا مگر پھر نادم بھی ہوا' لاش وہیں چھوڑ دی' دفن نہ کی۔ خدا نے ایک کوا بھیجا جو زمین پر مٹی کریدنے لگا۔ کیونکہ قابیل کو دکھانا تھا کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کیا کرے' کیسے توپ دے' ہابیل کو اس نے عشاء کے وقت قتل کیا تھا۔ دوسرے دِن دیکھنے آیا تو ایک کوے کو دیکھا جو دوسرے مردے کو توپنے کے لئے مٹی کرید رہا تھا۔ یہ دیکھ کے اس نے کہا: افسوس کیا میں اتنے سے بھی عاجز ہوں کہ اس کوّے جیسا ہو سکوں کہ جس طرح یہ کوے کا مردہ چھپا رہا ہے میں بھی اپنے بھائی کی لاش چھپا سکوں۔ آخر ہائے وائے کرنے لگا اور نادم ہوا۔ اب لاش کی جانب توجہ کی' بھائی کا ہاتھ پکڑا اور کوہ نوذ سے نیچے اُتر آیا۔

آدم علیہ السلام نے قابیل سے کہا: جا تو ہمیشہ مرعوب رہے گا۔ جسے دیکھے گا اسی سے خوف کھائے گا۔ اس دُعائے بد کے بعد قابیل کی یہ حالت ہوگئی کہ خود اس کی اولاد میں سے کوئی اس کے پاس گزرتا تو کچھ نہ کچھ اس پر پھینک مارتا۔ ایک مرتبہ قابیل کا ایک اندھا بیٹا اپنے لڑکے کے ساتھ قابیل کے پاس آیا۔ لڑکے نے (کہ قابیل کا پوتا تھا) اپنے اندھے باپ سے کہا یہ سامنے تیرا باپ قابیل ہے۔ اندھے نے قابیل کو پتھر پھینک مارا اور وہ قتل ہو گیا۔ اندھے کے لڑکے نے باپ سے کہا: ''ہائیں! تو نے اپنے باپ کو مار ڈالا''۔ اندھے نے ہاتھ اُٹھا کے بیٹے کو ایسا طمانچہ لگایا کہ وہ بھی مر گیا۔ پھر خود ہی افسوس کرنے لگا کہ مجھ پر حیف ہے کہ آپ ہی اپنے باپ کو پتھر سے اور بیٹے کی تھپڑ سے جان لی۔

حضرت شیث علیہ السلام

حوا علیہا السلام جب پھر حاملہ ہوئیں تو اس بطن سے شیث علیہ السلام اور ان کی بہن عزورا پیدا ہوئیں۔ شیث علیہ السلام کا نام ہبۃ اللہ پڑا جو ہابیل کے نام سے نکالا تھا۔ کیونکہ ان کی پیدائش کے وقت جبرائیل علیہ السلام نے حوا علیہا السلام سے کہا تھا کہ ہابیل کے بدلے تیرے لئے ہبۃ اللہ (خدا کی دین) ہے۔ شیث علیہ السلام کو عربی میں ''شیث'' سریانی میں ''شیات'' اور عبرانی میں ''سیث'' کہتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے انہیں کو (مرتے وقت) وصیت کی تھی' جب وہ پیدا ہوئے ہیں تو آدم علیہ السلام کی عمر اس وقت ایک سو تیس (۱۳۰) برس کی تھی۔

عبدالحارث

آدم علیہ السلام نے پھر مقاربت کی' حوا علیہا السلام پھر حاملہ ہوئیں' حمل کچھ گراں نہ تھا۔ شیطان بھیس بدل کے آیا اور کہنے لگا: ''حوا علیہا السلام! یہ تیرے شکم میں کیا ہے؟''

جواب دیا: ''میں نہیں جانتی''۔

اس نے کہا: ''عجب نہیں! انہیں جانوروں میں سے کوئی جانور ہوگا''۔

جواب دیا: ''میں نہیں جانتی''۔

شیطان منہ پھیر کے چلا گیا تا آنکہ جب گرانی پیدا ہوئی تو پھر آیا اور دریافت کیا: ''حوا! تو اپنے آپ کو کیا پاتی ہے؟''

جواب دیا کہ ''میں ڈرتی ہوں کہ کہیں وہی نہ ہو جس کا تو نے مجھے خوف دلایا تھا۔ میں اُٹھنا چاہتی ہوں تو اُٹھ نہیں سکتی''۔

شیطان نے کہا: ''تیری کیا رائے ہے کہ میں اگر خدا سے دُعا کروں کہ وہ اس جنین کو تجھ سا اور آدمؑ جیسا انسان بنا دے تو کیا تو میرے نام پر اس کا نام رکھے گی؟''

حوا علیہا السلام نے کہا: ''ہاں!''

شیطان تو یہ سن کر چلا گیا۔ مگر اب حوا علیہا السلام نے آدم علیہ السلام کو اطلاع دی کہ ایک شخص نے آ کے مجھے خبر دی ہے کہ تیرے شکم کا جنین انہیں چارپایوں میں سے کوئی چارپایہ ہے۔ میں بھی اس کی گرانی محسوس کر رہی ہوں اور ڈرتی ہوں کہ جو اس نے کہا ہے کہیں وہی نہ ہو۔ اب آدم و حوا علیہما السلام کو بجز اس کے اور کوئی اندیشہ نہ تھا۔ اس فکر میں مبتلا رہتے تھے تا آنکہ لڑکا پیدا ہوا' اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا:

﴿ دعوا اللّٰه ربهما لئن اتيتنا صالحًا لنكونن من الشاكرين ﴾

''دونوں نے خدا سے کہ ان کا پروردگار ہے دُعا کی کہ اگر ہمیں فرزند صالح عنایت کرے تو ہم اس کے شکر گزار رہوں گے''۔

آدم و حوا علیہما السلام نے یہ دُعا لڑکا پیدا ہونے سے پہلے کی تھی۔

جب اچھا خاصا' بھلا چنگا لڑکا پیدا ہو گیا تو شیطان نے حوا کے پاس آ کے پھر کہا: ''وعدہ کے مطابق تو نے اس بچے کا نام کیوں نہ رکھا''۔

حوا علیہا السلام نے پوچھا: ''تیرا نام کیا ہے؟''

شیطان کا نام تو عزازیل تھا' مگر یہ نام لیتا تو وہ پہچان لیتیں۔ اس لئے کہا: ''میرا نام حارث ہے''۔

حوا نے اس بچے کا نام عبدالحارث رکھا' مگر وہ مر گیا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے:

﴿ فلمّا اٰتاهما صالحا جعلاله شركاء فيما اٰتاهما فتعالى اللّٰه عمّا يشركون ﴾

''جب اللہ نے ان دونوں کو فرزند صالح عطا فرمایا تو اللہ کی اس دین میں انہوں نے دوسروں کو اللہ کا شریک بنایا' یہ

لوگ جو شرک کرتے ہیں' اللہ اس سے برتر ہے''۔

آدم علیہ السلام کے ہاتھوں بیت اللہ کی تعمیر

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ میرے عرش کے بالمقابل (روئے زمین پر) ایک حرم ہے۔ جا... وہاں میرے لئے تو ایک گھر بنا کے اس میں عبادت کر' جس طرح تو دیکھ چکا کہ میرے فرشتے عرش سے لگے رہتے ہیں تیری اور تیری اولاد میں سے جو فرمانبردار ہوں گے' وہاں ان سب کی دُعائیں قبول کروں گا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی یا ربّ! یہ مجھ سے کیونکر ہوگا۔ میں اس پر کہاں قادر ہوں؟ اور اس کا پتہ کیسے لگا سکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک فرشتہ متعین کر دیا جس کے ساتھ وہ مکے چلے۔ دوران سفر میں جب آدم علیہ السلام کسی باغ یا کسی جگہ میں گزرتے جو انہیں خوش آتی تو فرشتے سے کہتے یہاں ٹھہر جاؤ۔ وہ کہتا منزل مقصود کو پہنچنا ہے۔ اسی طرح چلتے چلتے مکے پہنچے۔ راستہ میں جن جن مقامات پر ٹھہرے وہ آباد ہوئے اور جہاں جہاں سے گزرتے گئے وہ غیر آباد صحرا اور دشت و بیابان رہے۔

آدم علیہ السلام نے پانچ پہاڑوں کے مصالحوں سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی ① طور سینا ② طور زیتون ③ لبنان ④ جودی ⑤ حرا۔ جس سے کعبہ کی بنیادیں استوار کیں۔ جب تعمیر سے فارغ ہو لئے تو فرشتہ انہیں کوہ عرفات پر لے چلا اور وہاں وہ تمام مناسک دکھائے (بتائے) جن پر لوگ آج بھی عمل کرتے ہیں۔ اس سے بھی فراغت ہوگئی تو فرشتہ اُنہیں ساتھ لے کے مکے آیا جہاں وہ ایک ہفتہ تک بیت اللہ کا طواف کرتے رہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی وفات

خانہ کعبہ کی تعمیر ہو چکی تو آدم علیہ السلام ہندوستان میں واپس آئے اور یہاں آ کے کوہ نوذ پر انتقال کر گئے۔ شیث علیہ السلام نے جبرئیل سے آدم علیہ السلام کی نمازِ جنازہ پڑھنے کو کہا۔ مگر جبرئیل نے جواب دیا: تو ہی آگے بڑھ' اپنے باپ کی نمازِ جنازہ پڑھ اور اس نماز کو تیس تکبیروں سے ادا کر۔ پانچ تکبیریں تو نمازِ پنجگانہ کی اور پچیس تکبیریں بر بنائے فضیلت آدم علیہ السلام۔

بنی آدمؑ

آدم علیہ السلام اس وقت تک زندہ رہے کہ ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کوہ نوذ پر چالیس ہزار تک پہنچ گئی۔ آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان میں زنا کاری' شراب خوری اور فتنہ و فساد پھیل گیا ہے۔ وصیت کی کہ اولاد شیث کی مناکحت اولادِ قابیل کے سلسلے میں نہ ہونے پائے۔ اولادِ شیث نے آدم علیہ السلام کو ایک غار میں دفن کیا اور ایک پاسبان مقرر کر دیا کہ اولاد قابیل میں سے کوئی بھی اس کے نزدیک نہ آنے پائے۔ وہاں جو آتے تھے فرزندانِ شیث ہی آتے تھے۔ اور وہی آدم علیہ السلام کے لئے استغفار کرتے تھے۔ آدم علیہ السلام کی عمر نو سو چھتیس (۹۳۶) برس تھی۔

ایک سوفرزندان شیث نے کہ خوش رو بھی تھے انتقال آدم علیہ السلام کے بعد صلاح کی کہ دیکھیں تو ہمارے عمزاد بھائی یعنی اولادِ قابیل کیا کرتے ہیں۔ اس مشورے کے مطابق وہ سو کے سو آدمی پہاڑ سے نیچے اُتر کر اولادِ قابیل کی عورتوں کے پاس پہنچے جو بدشکل تھیں۔ عورتوں نے ان سب کو روک لیا۔ آخر خدا نے جب تک چاہا وہیں رہے۔ جب ایک مدت گزر گئی تو دوسرے سو آدمیوں نے مشورہ کیا کہ دیکھنا چاہیے کہ ہمارے بھائیوں نے کیا کیا۔ وہ بھی پہاڑ سے نیچے اُتر گئے۔ انہیں بھی عورتوں نے روک لیا۔ یہ واقعہ پیش آچکا تو پھر فرزندانِ شیث پہاڑ سے نیچے اُترے جس کے باعث اِن میں معصیت پھیلی۔ باہمی مناکحت ہونے لگی۔ مختلط ہو گئے۔ اور بنی قابیل اتنے بڑھے اتنے بڑھے کہ زمین بھر گئی۔ یہی وہ لوگ ہیں جو نوح علیہ السلام کے زمانے میں غرق ہوئے تھے۔

حضرت حوا علیہا السلام

آیت ﴿ وَ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا ﴾ (اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا) کی تفسیر میں مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حوا علیہا السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کے قصیریٰ سے پیدا کیا۔ قصیریٰ سب سے چھوٹی پسلی کو کہتے ہیں۔ آدم علیہ السلام اس وقت سو رہے تھے بیدار ہوئے تو دیکھ کے کہا: اثا۔ یہ نبطی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی عورت کے ہیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: حوا علیہا السلام کا نام حوا اس لئے پڑا کہ وہ ہر ایک ذی حیات (انسان کی ماں ہیں)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک دوسری روایت میں کہتے ہیں: آدم علیہ السلام کا ہبوط (بہشت سے) ہندوستان میں ہوا۔ اور حوا علیہا السلام کا جدے میں۔ آدم علیہ السلام ان کی تلاش میں چلے تو چلتے چلتے مقام جمع تک پہنچے۔ یہاں حوا علیہا السلام ان سے مزدلف[1] ہوئیں۔ اس لئے اس کا نام مزدلفہ پڑا اور جمع میں دونوں مجتمع ہوئے اس لئے وہ جمع کے نام سے موسوم ہوا۔

حضرت ادریس علیہ السلام

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: آدم علیہ السلام کے بعد روئے زمین پر پہلے پیغمبر جو مبعوث ہوئے وہ ادریس علیہ السلام تھے کہ وہی خنوخ بن یرذ ہیں اور یرذ ہیں اور یرذ ہی کا نام الیاذ ہے۔ ایک ایک دن میں ان کے اتنے اعمالِ حسنہ (جنابِ الٰہی میں) صعود کرتے تھے کہ ایک ایک مہینے میں اتنے اعمال بنی آدم کے صعود نہیں کرتے۔ ابلیس نے ان پر حسد کیا اور قوم نے بھی ان کی نافرمانی کی تو خدا نے جیسا کہ فرمایا بھی ہے انہیں اپنے ہاں ایک برتر جگہ میں اُٹھا لیا: ﴿ وَ رَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴾ ادریس علیہ السلام کو خدا نے بہشت میں داخل کیا اور فرمایا کہ میں اس کو یہاں سے نکالنے والا ہی نہیں۔ یہ ادریس علیہ السلام کے ایک بڑے قصہ کا اختصار ہے۔

---

[1] اِزدلاف : اقتراب، نزدیک ہونا۔ جمع : محل اجتماع، حج، مقام حج۔

خنوخ یعنی ادریس علیہ السلام کے متوشلخ اور دوسرے لڑکے ہوئے مگر وصی متوشلخ ہی تھے۔ متوشلخ کے لمک اور دوسرے لڑکے ہوئے مگر وصی لمک ہی تھے۔ لمک سے حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے۔

حضرت نوح علیہ السلام

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں' لمک کے صلب سے جب نوح علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں تو اس وقت لمک کی عمر بیاسی (۸۲) برس تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ انسانوں کو اس وقت برائیوں سے روکنے والا کوئی نہ تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا اور ان لوگوں کے پاس پیغمبر بنا کے بھیجا۔ نوح علیہ السلام کی عمر اس وقت چار سو اسّی (۴۸۰) برس تھی۔ وہ ایک سو بیس برس تک قوم کو نبوت کی دعوت دیتے رہے (جب اس دعوت الی اللہ پر کسی نے کان نہ دھرا اور راہِ راست پر نہ آئے تو) اللہ تعالیٰ نے انہیں کشتی بنانے کا حکم دیا جو انہوں نے بنالی اور اس پر سوار ہو گئے۔ اس وقت وہ چھ سو (۶۰۰) برس کے تھے۔ جنہیں (اس طوفان میں) غرق ہونا تھا' وہ سب غرق ہو گئے۔ واقعۂ کشتی (طوفان) کے بعد وہ ساڑھے تین سو سال (۳۵۰) تک زندہ رہے' ان کے فرزند سام پیدا ہوئے جن کی اولاد کے رنگ میں سفیدی و گندم گونی ہے' حام پیدا ہوئے جن کی اولاد میں سیاہی اور کچھ سفیدی ہے' یافث پیدا ہوئے جن کی اولاد میں سرخی مائل سیاہی ہے' کنعان پیدا ہوا جو (طوفان میں) غرق ہو گیا۔ عرب اس کو یام کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ عربوں کا قول ہے: انّما هام عمنا يام. اِن سب کی ماں ایک ہی تھیں۔

طوفانِ نوح

نوح علیہ السلام نے کوہ نوذ پر کشتی گڑھی (بنائی) اور وہیں سے طوفان بھی شروع ہوا۔ نوح علیہ السلام خود کشتی میں سوار ہوئے۔ ساتھ میں ان کے وہی مذکور الاہم بیٹے اور بہویں یعنی بیٹوں کی بیویاں تھیں اور تہتر (۷۳) متنفس اولادِ شیث علیہ السلام میں سے تھے۔ جو ان پر ایمان لا چکے تھے۔ کشتی میں ان سب کی مجموعی تعداد (۸۰) تھی۔ نوح علیہ السلام نے (حیوانات کے بھی) دو دو جوڑے کشتی پر لے لئے تھے۔ یہ کشتی تین سو ہاتھ لمبی' پچاس ہاتھ چوڑی اور تیس ہاتھ اونچی تھی۔ ہاتھ کا پیمانہ نوح علیہ السلام کے پردادا کے ہاتھ کے مطابق تھا۔ پانی سے یہ چھ ہاتھ باہر نکلی ہوئی تھی' بند تھی۔ نوح علیہ السلام نے اس میں تین دروازے بھی نکالے تھے جن میں بعض اوپر اور بعض نیچے تھے۔ اللہ تعالیٰ چالیس شبانہ روز تک مینہ برساتا رہا۔ وحشی جانور' چار پائے' چڑیاں یہ سب مینہ سے اثر پذیر ہو کے نوح علیہ السلام کے پاس آ گئے اور سب کے سب ان کے مطیع ہو گئے۔ انہوں نے حسب حکم جناب باری تمام حیوانات کے دو دو جوڑے کشتی پر لے آئے۔ آدم علیہ السلام کا جثہ بھی ساتھ لے لیا اور اسے اسی طرح رکھا کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان حائل و حاجب رہے۔ رجب کی دس شبیں گزری تھیں کہ کشتی پر سوار ہوئے (۱۰/رجب) اور عاشورہ (۱۰/محرم) کو پھر خشکی پر اُترے۔ یہی باعث ہے کہ روزہ رکھنے والوں نے عاشورہ کا روزہ رکھا۔

پانی نکلا تو نصف نصف کر کے نکلا۔ یہی طوفان کا نصف باعث تو زمین کا سیلاب تھا اور نصف موجب بینہ کی طغیانی۔ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے:

﴿ ففتحنا ابواب السماء بماءٍ منهمر و فجرنا الارض عيونًا فالتقى الماء على امرقد قدر ﴾

''ہم نے لگا تار پانی کی جھڑی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین کے سوتے چشمے جاری کر دیئے۔ تو پانی ایک حکم پر جس کا اندازہ ہو چکا تھا پہنچ کے مل گیا''۔

آیت میں ﴿ ماءٍ منهمر ﴾ سے مراد ﴿ ماءٍ منصب ﴾ بہتا ہوا پانی ہے اور ﴿ فجرنا الارض ﴾ کا مطلب ہے ﴿ شققنا الارض ﴾ ہم نے زمین کو چاک چاک کر ڈالا اور اس میں شگاف کر دیئے۔ ﴿ فالتقى الماءِ على امر قد قدر ﴾ پانی ایک حکم پر جس کا اندازہ ہو چکا تھا' پہنچ کے مل گیا کے معنی یہ ہیں کہ پانی کے دو حصے ہو گئے۔ نصف پانی آسمان سے اور نصف زمین کا۔ زمین کے بلند ترین پہاڑ پر بھی پندرہ ہاتھ پانی چڑھ گیا۔

کشتی نے مع اپنے راکبوں کے چھ مہینے میں تمام زمین کا دورہ پورا کر لیا اور کہیں نہ ٹھہری تا آنکہ حرم (مکے) تک پہنچی مگر اس کے اندر نہ گئی۔ اور ایک ہفتے تک حرم کے گرد پھرتی رہی (طواف) کرتی رہی وہ گھر (خانۂ خدا) جو آدم علیہ السلام نے بنایا تھا۔ اٹھا لیا گیا۔ غرق نہ ہونے پایا۔ یہی گھر بیت المعمور ہے' حجر اسود بھی اُٹھا لیا گیا' غرق نہ ہونے پایا اور وہ کوہ ابوقبیس پر رہا۔

کشتی جب حرم کے گرد پھر چکی تو راکبوں کو لئے ہوئے جُودِی پر پہنچی جو علاقہ موصل کی ایک پہاڑی ہے کہ دو قلعوں کے پاس واقع ہے۔ چھ ماہ کا سفر ختم کر کے سال پورا کرنے کے لئے جودی پر آ کر ٹھہر گئی تو اسی ششماہی کے بعد ارشاد ہوا: ﴿ بعدًا للقوم الظالمين ﴾ ''ظالموں کے لئے دور باش''۔

کوہ جودی پر جب کشتی ٹھہر چکی تو حکم ہوا: ﴿ يا ارض ابلعي ماءَكِ و يا سماء اقلعي ﴾ ''اے زمین اپنے پانی کو نگل لے اور اے آسمان رُک جا''۔ آسمان کے رُکنے کا یہ مطلب ہے کہ اے آسمان اپنے پانی کو یعنی بارش کو روک لے۔ ﴿ و غيض الماء ﴾ ''پانی خشک ہو گیا''۔ زمین نے اسے جذب کر لیا۔ آسمان سے جو بارش ہوئی تھی اسی کی یادگار یہ سمندر اور دریا ہیں جو زمین پر نظر آتے ہیں طوفان کا آخری بقیہ وہ پانی تھا جو زمین حسمٰی[1] میں چالیس برس تک رہ کے جاتا رہا۔

طوفان کے بعد کے حالات

طوفان سے نجات ملی تو نوح علیہ السلام (مع اہل کشتی کے) نیچے اُترے اور وہاں ہر شخص نے اپنے لئے ایک ایک گھر بنایا۔ اس بستی کا نام اسی لئے سوق الثمانین پڑا (یعنی اسّی [۸۰] آدمیوں کا بازار)۔ نوح علیہ السلام کے جتنے آباؤ اجداد گزرے تھے تا بہ آدم علیہ السلام' سب کا دین اسلام تھا۔ نوح علیہ السلام نے شیر کو بددعا دی کہ اس پر بخار چڑھا رہے کبوتر کے حق میں مانوس ہونے کی دعا دی اور کوّے کو

---

[1] حسمٰی بادیہ عرب کے ایک علاقے کا نام تھا جس میں اونچی اونچی پہاڑیاں واقع تھیں' نابغہ ذبیانی کے کلام میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

کہا کہ یہ معاش کی جانب سے تنگی میں مبتلا رہے گا۔

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: آدم و نوح علیہ السلام کے درمیان دس نسلیں گزریں جن کا دین اسلام تھا۔

یہ ایک استطرادی روایت تھی' اب آگے پھر وہی روایت چلتی ہے جو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور جس کے جزئیات ابتدائے تذکرۂ نوح علیہ السلام سے لے کے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے قبل تک مذکور ہو چکے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں' نوح علیہ السلام نے نسل قابیل کی ایک عورت سے نکاح کر لیا۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بوناطن رکھا۔ یہ لڑکا دیارِ مشرق کے ایک شہر میں پیدا ہوا تھا معلون شمسن تھا۔

سوق ثمانین کی وسعت آبادی کے لئے جب کافی نہ ہوئی تو لوگ وہاں سے نکل کے اس مقام پر پہنچے جہاں شہر بابل آباد ہوا۔ بابل کی تعمیر انہیں لوگوں نے کی جو دریائے فرات اور مقام صراۃ کے درمیان واقع تھے۔ طول' عرض میں یہ شہر دوازدہ (۱۲) فرسنگ در دوازدہ (۱۲) فرسنگ تھا۔ اس کا دروازہ اس جگہ تھا جہاں آج (مصنف کے زمانے میں) وہ مکانات ہیں کہ آبادی میں سے گزرو تو بائیں جانب کوفے کے پل کے اوپر بھی عمارتیں ملتی ہیں۔ بابل کی آبادی بہت بڑھی۔ لوگ بہت ہو گئے۔ تا آنکہ ایک لاکھ تک شمار ہو گیا۔ یہ سب لوگ دین اسلام پر قائم تھے۔ نوح علیہ السلام جب کشتی سے نکلے تو آدم علیہ السلام کا جثہ بیت المقدس میں دفن کر دیا۔ اور ایک زمانے کے بعد خود بھی انتقال کر گئے۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا وَ عَلَيْهِ وَ بَارِكْ وَ سَلَّمْ.

اولادِ نوح علیہ السلام

سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرزندان نوح علیہ السلام میں عربوں کے ابوالآباء سام ہیں۔ حبشیوں کے حام ہیں اور رومیوں (رومانیوں) کے یافث ہیں''۔

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''نوح علیہ السلام کے تین لڑکے تھے' سام و حام و یافث۔ سام سے تو اقوام عرب فارس و روم پیدا ہوئے کہ ان سب میں خیر و فلاح ہے۔ حام سے اقوام سودان و بربر و قبط پیدا ہوئے اور یافث سے ترک و صقالیہ و یاجوج و ماجوج کی قومیں پیدا ہوئیں''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! تو اور تیری قوم اہل جزیرہ اور اہل العال (یعنی بالائی عراق کے باشندے) سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عرب' ایرانی' نبطی' ہندوستانی' سندھی اور بندی[1] بھی سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: ''ہندوستان و سندی (سندھی) و بندی' یوفر بن یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ بند کے بیٹے کا نام مکران تھا''۔

---

[1] بند بھی اہل سند سے ملتی جلتی ایک قدیم قوم تھی۔

سلسلۂ انساب

قوم جرہم: جرہم بن عامر بن سبان یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔ جرہم کا نام ہذرم تھا۔

حضر موت: حضرت موت بن یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔ یہ ان راویوں کا قول ہے جو قوم حضر موت کو بنی اسماعیل علیہ السلام میں منسوب نہیں کرتے' یقطن ہی کا نام قحطان بھی تھا۔

ابن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔ یہ قول ان کا ہے جو آل قحطان کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد نہیں مانتے۔

فارسی (پارسی-ایرانی) فارس بن بیرس بن یاسور بن سام بن نوح علیہ السلام۔

نبطی: نبیط بن ماش ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔

اہل جزیرہ واہل العال: اولاد ماش بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔

عمالقہ: عملیق بن لوذ بن سام بن نوح علیہ السلام عملیق ہی کا نام عریب تھا' قوم بن عمالقہ کا ابوالآباء یہی ہے۔ بربری بھی عمالقہ ہی کی شاخ ہیں۔ جن کا سلسلہ یوں ہے: بربر بن تمیلا بن مازرب بن فاران بن عمرو بن عملیق بن لوذ بن سام بن نوح علیہ السلام۔ باستثنائے قبائل ضہاجہ وکتامہ کہ یہ بھی اگرچہ بربر ہیں۔ مگر عمالقہ کی اولاد نہیں ہیں بلکہ افریقیس بن قیس بن صیفی بن سبا بن قحطان بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بابل سے نکلتے ہوئے عملیق ہی نے پہلے پہل عربی زبان میں باتیں کیں۔ عرب العاربہ انہیں عمالقہ وجرہم کو کہتے ہیں۔

طلسم وامیم: اولاد لوذ بن سام بن نوح علیہ السلام۔

ثمود وجدیس: اولاد جاثر بن ارم بن معام بن نوح علیہ السلام۔

عاد وعبیل: اولاد عوض بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔

روم: اولاد قطی بن یونان بن یافث بن نوح علیہ السلام۔

نمروذ (نمرود) ابن کوش بن کنعان بن حام بن نوح علیہ السلام۔ نمرود ہی فرماں روائے بابل تھا اور اسی کے ساتھ ابراہیم خلیل اللہ علیہ و علی نبینا الصلاۃ و السلام کا واقعہ پیش آیا تھا۔

اچانک زبانوں کی تبدیلی

قوم عاد کو ان کے زمانے میں حاد ارم کہتے تھے۔ جب یہ قوم تباہ ہوگئی تو قوم کو ثمود ارم کہنے لگے۔ جب یہ قوم بھی برباد ہو گئی تو اولاد ارم [1] کو ارمان کہنے لگے کہ وہی نبطی ہیں۔ ان سب کا دین اسلام تھا۔ اور بابل ان سب کا مقام تھا۔ تا آنکہ نمرود بن

---

[1] ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔

کوش بن کنعان بن حام بن نوح فرماں روا ہوا۔ انہیں بت پرستی کی دعوت دی اور سب نے مان لی (بت پرست ہو گئے)۔ آخر یہ واقعہ پیش آیا کہ شام اداس حالت میں بسر کی تھی کہ سریانی زبان میں باتیں کرتے تھے۔ اور صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے زبانیں بدل دیں اور ایسی بدل دیں کہ ایک کی ایک نہ سمجھتا تھا۔

اولادِ سام کی اٹھارہ (۱۸) زبانیں ہو گئیں۔

اولادِ حام کی بھی اٹھارہ (۱۸) زبانیں ہو گئیں۔

اولادِ یافث کی چھتیس (۳۶) زبانیں ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے ① قوم عاد ② عبیل ③ ثمود ④ جدیس ⑤ عملیق ⑥ طسم ⑦ امیم ⑧ اور اولادِ یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام کو عربی زبان کی تعلیم دی (یعنی ان قوموں کی زبان عربی ہو گئی)۔ یوناطن بن نوح علیہ السلام نے بابل میں انہیں اقوام کے لئے جھنڈے قائم کئے۔

بنی سام

بابل سے نکل کر اولادِ سام نے زمین مجدل میں قیام کیا کہ ناف زمین یہی ہے۔ یہ وہ زمین ہے کہ جو ایک طرف تو علاقہ سائید ما سے سمندر تک اور دوسری جانب یمن سے شام تک بیچوں بیچ واقع ہے۔ یہی وہ قوم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر' نبوت' کتاب' شریعت' حسن و جمال گندم گونی اور گورا رنگ عنایت فرمایا۔

بنی حام

بنی حام اس علاقے میں فروکش ہوئے جہاں بادِ جنوب اور مغربی ہوائیں چلتی ہیں۔ اس گوشہ زمین کو داروم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں کچھ گندم گونی اور بقدرِ قلیل گورا رنگ رکھا ہے۔ ان کے علاقے آباد' موسم شاداب' طاعون مرفوع و مدفوع' اور ان کی زمین میں اشجار اثل[1] و اراک وعشر وغاف ونخل پیدا کئے۔ ان کے علاقوں کی فضاء میں آسمانی کتاب آفتاب و ماہتاب دونوں رواں ہیں (یعنی روشن) ہیں۔

بنی یافث

اولادِ یافث نے دیارِ صفوان میں اقامت کی جہاں شمالی و مشرقی ہوائیں چلتی ہیں ان میں سرخی مائل سیاہی کا رنگ غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے علاقے الگ کر دیئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں سخت سردی پڑتی ہے' ان کی فضائے آسمانی بھی الگ تھلگ رکھی ہے جس کے باعث کواکب سبعہ میں سے کسی کے یہ زیرِ حرکت نہیں۔ اور ہوں تو کیسے ہوں؟ یہ لوگ تو بنات النعش'

---

[1] اثل: درخت طرفا۔ اراک: پیلو۔ عُشَر: چنار جیسا کہ ایک عربی درخت جس کی لکڑیاں زیادہ تر چقماق کا کام دیتی ہیں۔ غاف عربوں کے مذاق کا ایک خاص درخت جس کے میوے بہت ہی شیریں ہوتے ہیں۔ نخل کھجور' درخت خرما۔

جدی فرقدین کے نیچے واقع ہیں (یعنی ان اقوام کے ممالک انہیں کروں یا ستاروں کے بالمقابل ہیں۔ یہ طاعون میں مبتلا ہوا کرتے ہیں۔

اہل عرب

کچھ زمانے کے بعد قوم عاد مقام شحر میں آ کے مقیم ہوگئی اور اسی مقام پر ایک وادی میں ہلاک وتباہ بھی ہوئی جس کو وادی مغیث کہتے ہیں۔ قوم عاد جب فنا ہوگئی تو شحر میں اس کی جانشین قوم مہرہ ہوئی۔

قوم عبیل وہاں جا رہی جہاں یثرب (مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آباد ہوا۔

عمالقہ صنعاء جا پہنچے لیکن یہ اس وقت کی بات ہے جب صنعا کا نام بھی صنعا نہیں پڑا تھا۔ مُرورِ زمانے کے بعد ان میں سے کچھ لوگوں نے یثرب جا کے وہاں سے قوم عبیل کو نکال دیا اور خود مقام جحفہ میں اقامت اختیار کی بعد کو ایک سیلاب آیا جو ان سب کو بہا کر لے گیا۔ جب ہی اس کا نام جحفہ پڑا۔[1]

قوم ثمود و مقام حجر اور اس کے مضافات میں آباد ہوئی اور وہیں برباد ہوئی۔

اقوام طسم وجدیس نے یمامہ میں رہنا شروع کیا اور وہیں ہلاک ہوئے۔ یمامہ[2] انہیں میں سے ایک عورت کا نام تھا۔ جس کے نام پر یہ مقام بھی یمامہ مشہور ہوا۔

قوم امیم سرزمین ابار میں جا بسی اور وہیں منقرض بھی ہوئی۔ یہ مقام علاقۂ یمامہ وشحر کے درمیان واقع ہے۔ مگر اب اس زمانے میں وہاں تک کسی کی رسائی نہیں کیونکہ اس پر جن غالب آ چکے ہیں اس علاقہ کا نام اُبار بن امیم کے نام پر اُبار پڑا تھا۔

یقطن بن عابر کی اولاد دیارِ یمن میں آباد ہوئی۔ اور اسی وجہ سے اس کا نام یمن[4] پڑا۔ کیونکہ اس قوم نے یہیں تیامن کیا تھا۔ یعنی قبلہ رُخ سے چل کر بجانب یمن (دست راست کے رُخ) آئے تھے۔ اور یہاں آباد ہوئے۔

شام کی وجہ تسمیہ:

کنعان بن حام (بن نوح علیہ السلام) کی اولاد کے کچھ لوگ شام میں آباد ہوئے اور اسی بنا پر اس کا نام شام[2] پڑا کیونکہ ان لوگوں نے تشاءُم کیا تھا۔ یعنی قبلہ رُخ سے بائیں جانب مڑ گئے تھے۔ شام کو اولاد کنعان کی سرزمین کہا کرتے تھے۔ آخر بنی اسرائیلیوں نے آ کے کنعانیوں کو قتل کر ڈالا اور جو بچے انہیں جلاوطن کر دیا۔ اب شام بنی اسرائیل کا ہو گیا۔ مگر ان پر بھی رومیوں نے

---

[1] جحف: لے جانا' بہا لے جانا۔ جحفہ: نکال لینے کے بعد جو پانی حوض میں بچ رہا ہو۔ مقام جحفہ: سیلاب آنے سے بیشتر اس مقام کا نام مہیعہ تھا۔

[2] یہ وہی عورت ہے جس کی دور بینی اسی قدر مبالغے سے بیان کی جاتی ہے کہ تین دن کی مسافت کے طویل وعریض فاصلے سے وہ اپنی آبادی میں آنے والے سواروں کو دیکھ لیا کرتی تھی۔

[3] یمن ناحیۃُ الیمن: وہ علاقہ جو قبلہ رُخ کے داہنے جانب واقع ہے۔

[4] شام وہ علاقہ جو قبیلے کے بائیں طرف پڑے۔

حملہ کیا' ان کو قتل کر ڈالا اور جو بچے انہیں عراق میں جلاوطن کر دیا۔ شام میں بہت تھوڑے سے اسرائیلی رہ گئے۔ اس کے بعد عرب آئے اور شام بھی عربوں ہی کے تحت تصرف میں آ گیا۔ اولادِ نوح کے درمیان زمین کی تقسیم فالغ [1] نے کی جن کو فالخ بھی کہتے ہیں۔ فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام جیسا کہ ہم اس کتاب میں پہلے بیان کر چکے ہیں۔

قوم سبا

فروہ بن مسیک غطفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی جناب میں حاضر ہو کے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میری قوم کے جو لوگ سامنے آ چکے ہیں' یعنی ایمان لا چکے ہیں کیا میں انہیں لے کر قوم کے ان لوگوں سے نہ لڑوں جو پیچھے جا پڑے ہیں یعنی ہنوز ایمان نہیں لائے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں''۔

بعد کو مجھے دوسرا خیال آیا' میں نے پھر گزارش کی یا رسول اللہ ﷺ! نہیں! وہ بات نہیں بلکہ اہل سبا سے لڑنا چاہئے کہ یہ لوگ بڑے غلبے والے اور نہایت طاقتور ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے مجھ ہی کو اس مہم کا اُمیر بنایا اور اہل سبا سے لڑنے کی اجازت عطا فرمائی۔ میں حضور ﷺ سے باہر نکلا ہی تھا' اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کے متعلق جو وحی بھیجنی تھی بھیجی۔ نزول وحی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے استفسار فرمایا: ''غطفی نے کیا کیا؟''

میرے فرودگاہ پر آدمی بھیجا' میں چل چکا تھا' قاصد نے مجھے وہاں نہ پایا' راستے میں آ لیا اور واپس لایا۔ رسول اللہ ﷺ کی جناب میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو بیٹھا ہوا پایا' ارد گرد اصحاب بیٹھے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((اُدع القوم، فمن اجابك منهم فاقبل و من ابى فلا تعجل عليه حتّٰى تُحدّث الىّ)).

''قوم سبا کو اسلام کی دعوت دے' ان میں سے جو اس دعوت کو مان لے اور مسلمان ہو جائے اس کو قبول کر اور جو انکار کرے اس پر جلدی نہ کر' یعنی فی الفور منکرین اسلام کے خلاف کارروائی شروع نہ کر دے تا آنکہ اس کا تذکرہ مجھ سے کر لے' یعنی انکار کرنے والوں کے متعلق مجھے اطلاع دے کے کچھ کرنا تو کرنا''۔

حاضرین میں ایک شخص نے سوال کیا' یا رسول اللہ ﷺ! سبا کیا ہے؟ یہ کوئی زمین ہے یا کسی عورت کا نام ہے؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نہ یہ زمین ہے نہ عورت' یہ ایک شخص تھا جس سے عرب کے قبائل پیدا ہوئے۔ چھ تو یمن میں آباد ہوئے اور چار شام میں۔ شام میں تو ① لخم ② جذام ③ دفان ④ وعاملہ آباد ہوئے اور یمن والے ① آزو ② وکندہ ③ وحمیر ④ واشعر ⑤ وانمار ⑥ ومذحج ہیں۔

ایک شخص نے پھر سوال کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! انمار کیا؟''

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''انمار وہی ہیں جن سے قبائل خثعم (بجیلہ) نکلے''۔

---

[1] فلغ: فلق تقسیم' جدا جدا کرنا' بانٹنا۔ فالغ یا فالق: قاسم تقسیم کنندہ۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

ابن السائب الکلبی کہتے ہیں: ابراہیم علیہ السلام کا باپ شہر حران (عراق) کا باشندہ تھا۔ ایک سال قحط پڑا تو تنگی معاش میں مبتلا ہو کے ہرمزگرد چلا آیا (یہ شہر ایران میں واقع تھا)۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی یعنی ابراہیم علیہ السلام کی ماں بھی تھیں جن کا نام نونا تھا' بنت کرینا بن کوثا' جو ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں تھے۔

محمد بن عمر الاسلمی نے کئی اہل علم سے روایت کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی ماں کا نام ابیونا تھا۔ اور وہ افرائیم بن ارغو بن فالغ بن عابر بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام کے سلسلۂ نسب میں تھیں۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: نہر کوثی کو کرینا نے کھودا تھا جو ابراہیم علیہ السلام کا جد مادری تھا۔ ابراہیم علیہ السلام کا باپ بادشاہ نمرود کے بتوں پر مامور و متعین تھا۔ ابراہیم علیہ السلام ہرمزگرد میں پیدا ہوئے اور یہی ان کا نام تھا۔ بعد کو نقل مکان کر کے کوثی آ گئے۔ جو بابل کے علاقے میں ہے۔ جب ابراہیم علیہ السلام بالغ ہوئے' قوم کی مخالفت کی' عبادت الٰہی کی جانب دعوت دی' بادشاہ نمرود تک خبر پہنچی تو اس نے ابراہیم علیہ السلام کو قید کر دیا۔ سات برس تک قید خانے میں رہے۔ آخر کار نمرود نے ایک خطیرہ نما باغ (یا احاطہ) بنوایا۔ بڑی بڑی بھاری خشک لکڑیاں اس میں بھروا کے ان میں آگ لگوادی اور ابراہیم علیہ السلام کو اسی میں ڈلوادیا۔ اس وقت انہوں نے کہا:

﴿ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ ﴾

''مجھے اللہ کافی ہے اور بہترین بھروسہ کے قابل وہی ہے''۔

وہ آگ سے صحیح وسلامت باہر نکل آئے ان پر آنچ تک نہ آئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: آگ سے صحیح وسالم باہر نکلنے کے بعد ابراہیم علیہ السلام کوثی سے چلے گئے۔ ان کی زبان اس وقت تک سریانی تھی۔ جب حران سے دریائے فرات عبور کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے زبان بدل دی۔ فرات کو عبور کرنے کی حیثیت سے عبران کہے گئے۔ نمرود نے ان کے پیچھے لوگ بھیجے اور حکم دے دیا کہ جو کوئی سریانی زبان میں باتیں کرتا ہوا سے جانے نہ دینا' میرے پاس لانا۔ سراغ لگانے والے مامورین کی ابراہیم علیہ السلام سے مڈبھیڑ ہوئی تو انہوں نے عبرانی میں باتیں کیں۔ مامورین انہیں چھوڑ کے چلے گئے اور نہ جانا کہ یہ کیا زبان بول رہے ہیں۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: واقعات مذکورہ کے بعد ابراہیم علیہ السلام ارض بابل سے شام میں ہجرت کر گئے۔ وہاں سارہ آئیں اور انہوں نے اپنے تئیں ابراہیم کو بخش دیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے ان سے نکاح کر لیا اور وہ انہیں کے ساتھ نکل کھڑی ہوئیں۔ ان دنوں ابراہیم علیہ السلام کی عمر سینتیس (۳۷) برس تھی۔ حران پہنچ کے کچھ روز تو وہاں رہے پھر کچھ زمانے تک اردن میں اقامت کی۔ پھر مصر جا کے کچھ مدت تک وہاں رہے پھر شام واپس آئے۔ اور یہاں سرزمین سبع میں ٹھہرے جو ایلیا (بیت المقدس یا یروشلم) اور فلسطین کے درمیان واقع ہے۔ یہاں ایک کنواں (بیر سبع) کھودا اور ایک مسجد بنائی۔ بعد کو بعض اہل شہر نے جب اُن کو اذیت دی تو اس مقام کو بھی چھوڑ کے ایک دوسری جگہ فروکش ہوئے جو رملہ اور ایلیا کے مابین واقع تھی۔ وہاں بھی ایک کنواں کھودا اور

رہنے لگے۔ مال ومتاع وخدام وحشم میں ان کو وسعت اور فراخی حاصل تھی۔ وہ پہلے مہمان نواز' پہلے ثرید (ایک قسم کا کھانا جس میں روٹیاں شوربے میں توڑ کے اچھی طرح بھگو کے کھاتے ہیں) کھلانے والے اور پہلے شخص ہیں جنھوں نے پیرانہ سری دیکھی۔

عاصم کہتے ہیں ابوعثمان نے غالباً سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے خیر طلب کی' صبح ہوئی تو سر کے دوثلث بال سفید تھے۔ عرض کی یہ کیا ہے؟ کہا گیا: یہ دنیا میں عبرت اور آخرت میں نور ہے۔

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام کی کنیت ابوالاضیاف تھی (یعنی مہمانوں کے باپ)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ابراہیم علیہ السلام نے مقام قدوم میں اپنا ختنہ کیا' اس وقت ان کی عمر ایک سوبیس (۱۲۰) برس تھی۔ اس کے بعد وہ اسّی برس اور زندہ رہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو جب اپنا خلیل (دوست) بنایا اور نبوت عطا فرمائی تو اس وقت ان کے تین سو (۳۰۰) غلام تھے۔ ان سب کو آزاد کر دیا۔ اور سب کے سب اسلام لے آئے۔ ان کے پاس عصا اور ڈنڈے ہوتے تھے۔ یہ دشمنان اسلام سے ابراہیم علیہ السلام کی معصیت میں انہیں ڈنڈوں سے لڑتے تھے۔ (لٹھ چلاتے ڈنڈے مارتے) پہلے آزاد غلام وہی ہیں جو اپنے آقا کے شریک ہو کے لڑے ہیں۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: ابراہیم علیہ السلام کے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے کہ وہی خلف اکبر تھے۔ ان کی ماں ہاجرہ قبطی نسل کی تھیں۔ دوسرے لڑکے اسحاق علیہ السلام سارہ سے پیدا ہوئے۔ یہ بصارت سے معذور تھے۔ سارہ کا سلسلۂ نسب یہ ہے: سارہ بنت شبویل بن ناحور بن ساروغ بن ارغوا بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام بقیہ لڑکے (۳) مدن (۴) و مدین (۵) ویفشان (۶) وزمران (۷) واشبق (۸) وشوخ تھے۔ ان سب کی ماں قنطورا بنت مفطور' عرب عاربہ کی نسل سے تھیں۔ یفشان کی اولاد مکے میں جا رہی' مدین نے سرزمین مدین میں اقامت کی تو انہیں کے نام سے یہ علاقہ موسوم ہوا' بقیہ لڑکے دوسرے شہروں میں چلے گئے۔ (ایک مرتبہ) سب لڑکوں نے ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی: ''اے ہمارے باپ! تو نے اسماعیل و اسحاق علیہما السلام کو تو اپنے ساتھ رکھا اور ہمیں حکم دیا کہ دیارِ غربت و وحشت میں منزل گزین ہوں''۔

ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا: مجھے ایسا ہی حکم ملا ہے۔ پھر انہیں اللہ تعالیٰ کا ایک اسم سکھا دیا جس کی برکت سے وہ مینہ کے لئے دعا مانگتے اور نصرت طلب کرتے تو جناب الٰہی میں یہ دعا قبول ہو جاتی۔ بعض اولاد ابراہیم علیہ السلام نے خراسان میں نزول کیا۔ قوم خزر اُن کے پاس آئی اور کہنے لگی جس نے تمہیں ایسے اسم کی تعلیم دی وہ بہترین بادشندگان روئے زمین ہونے کے شایان ہے یا زمین کا سب سے اچھا بادشاہ وہی ہو سکتا ہے اسی بنا پر انہوں نے بادشاہ کا نام (لقب) خاقان رکھا۔

محمد بن عمر الاسلمی کہتے ہیں: ابراہیم علیہ السلام نوے (۹۰) برس کے تھے کہ ان کے صلب سے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ پھر تیس (۳۰) برس کے بعد اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جب کہ ابراہیم علیہ السلام ایک سوبیس (۱۲۰) برس کے تھے۔ سارہ انتقال کر گئیں تو ابراہیم علیہ السلام نے ایک کنعانی خاتون سے نکاح کر لیا۔ جنھیں قنطورا کہتے ہیں۔ ان سے چار لڑکے پیدا ہوئے' ماذی' زمران' سرج' سبق۔ ایک دوسری خاتون سے بھی نکاح کیا جن کا نام جھونی تھا۔ ان سے سات لڑکے ہوئے' نافس' مدین' کیشان' شروخ' امیم'

لوط، نقشان ۔ لہٰذا ابراہیم علیہ السلام کے کل تیرہ لڑکے ہوئے۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: ابراہیم علیہ السلام تین مرتبہ مکے گئے۔ آخری مرتبہ لوگوں کو حج کی دعوت دی۔ یہ دعوت جس نے اور جس چیز نے بھی سنی مان لی۔ اس سے پہلے ماننے والوں میں قوم جرہم تھی جس نے عمالقہ سے بھی قبل دعوت حج بیت اللہ قبول کی پھر یہ قوم مسلمان ہوگئی۔ اور ابراہیم علیہ السلام شہر شام میں واپس آئے۔ جہاں آپ کے دوسو (۲۰۰) برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ صلى الله علٰى نبينا و عليه و بارك و سلم.

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام

محمد بن عمر الاسلمی نے کئی اہل علم سے روایت کی ہے جن کا قول یہ ہے، ہاجرہ (حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ماں) قوم کی قبطیہ تھیں۔ فسطاط مصر (قاہرہ) کے متصل مقام فرامی (فرما) کے آگے ایک گاؤں تھا۔ وہیں کی ایک رہنے والی تھیں۔ قبطیوں کے ایک جبار سرکش فرعون کے پاس وہ تھیں اور یہ وہی فرعون تھا جو ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ کے ساتھ پیش آیا۔ یعنی ان کے ساتھ گستاخی کی تھی یا کرنی چاہی تھی، جس کے نتیجہ میں مصروع ہوگیا، (یعنی ناکام وذلیل ہونا پڑا تھا)۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ سارہ کا ہاتھ پکڑنے چلا تھا۔ جس کا مآل یہ ہوا کہ سینے تک اس کا ہاتھ خشک ہوگیا۔ آخر سارہ سے التجا کی کہ وہ خدا سے دُعا کرے کہ میری یہ مصیبت جاتی رہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تجھے ہیجان وجوش نہ دلاؤں گا (یعنی ناخوش وناراض نہ کروں گا)۔ سارہ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تو اس کا ہاتھ پھیل گیا۔ شکایت جاتی رہی اور افاقہ ہوگیا۔ فرعون نے (بطور شکر گزاری) ہاجرہ کو طلب کیا جو اس کے تمام خدام میں سب سے زیادہ ایماندار تھیں اور سب سے زیادہ ایماندار مانی جاتی تھیں۔ انہیں ایک کسوت ولباس عنایت کیا اور سارہ کو ہبہ کر دیا، بخش دیا۔ یعنی ہاجرہ کو سارہ کی ملکیت میں دے دیا۔ سارہ نے انہیں ابراہیم علیہ السلام کو بخش دیا جنھوں نے مقاربت کی تو اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے کہ ان کے خلف اکبر وہی تھے ان کا نام اشمویل تھا۔ معرب ہو کے اسماعیل علیہ السلام ہوگیا۔

ابن عون کہتے ہیں: محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں کہ اسماعیل علیہ السلام کی ماں کا نام آجر (بہ الف ممدودہ) ہے۔ ہاجر (بہ ہائے مہملہ) نہیں ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ابراہیم علیہ السلام اور سارہ ایک جبار کے پاس سے گزریں، اسے اطلاع ملی تو ابراہیم علیہ السلام کو بلا کے پوچھا: ''یہ تیرے ساتھ کون ہے؟''

جواب دیا: ''یہ میری بہن ہے''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (یہ قصہ کہتے وقت) بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام بجز تین مرتبہ کے اور کبھی جھوٹ نہ بولے۔ دو مرتبہ تو اللہ تعالیٰ کے متعلق اور ایک مرتبہ اپنی بیوی کے متعلق جھوٹ بولے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ جھوٹ بولے تھے کہ ایک واقعے میں کہا: ﴿ اِنِّی سَقِیْمٌ ﴾ (میں بیمار ہوں) دوسرے واقعہ میں کہا: ﴿ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا ﴾ (میں نے تو نہیں بلکہ ان کے بڑے نے یہ کام کیا ہے)۔ اور بیوی کے متعلق یہ جھوٹ تھا کہ اس جبار سے کہا: ''یہ تو میری بہن ہے''۔

جبار کے ہاں سے نکل کر ابراہیم علیہ السلام جب سارہ کے پاس آئے تو ان سے کہا: ''اس جبار نے مجھ سے تیری نسبت سوال کیا تھا' میں نے اسے بتایا کہ تو میری بہن ہے۔ اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے رشتے سے تو میری بہن ہے۔ تجھ سے بھی اگر وہ پوچھے تو اپنے آپ کو میری بہن بتانا''۔

جبار کے طلب کرنے پر سارہ جب اس کے پاس لائی گئیں تو اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اس کے شر سے انہیں محفوظ رکھے۔ ایوب (کہ اس روایت کے راوی ہیں) کہتے ہیں کہ سارہ کی دُعا کا یہ اثر ہوا کہ جبار کا ہاتھ (قدرت کاملہ کی دستگیری سے) پکڑ لیا گیا اور بڑی سخت گرفت ہوئی۔ ناچار اس نے سارہ سے عہد کیا کہ یہ گرفت جاتی رہے تو پھر اس کے قریب نہ آئے گا (ہاتھ نہ بڑھائے گا)۔ سارہ نے دُعا کی' وہ گرفت جاتی رہی۔ اب پھر اس نے قصد کیا تو دوبارہ ایسی گرفت میں آیا جو پہلے سے بھی شدید تھی۔ مکرر عہد کیا کہ اس بلا سے رہائی ملی تو قریب تک نہ آئے گا۔ سارہ نے پھر دُعا کی اور پھر اسے نجات مل گئی۔ تو تیسری مرتبہ بھی اس نے قصد کیا جس کی پاداش میں پہلی دو بار سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ گرفتار ہوا۔ اب کے پھر عہد کیا کہ چھوٹ جائے تو پاس نہ پھٹکے گا۔ سارہ نے اب کے بھی دُعا کی اور وہ چھوٹ گیا۔ سارہ کو جو لایا تھا اسے (بلا کے) کہا۔

اسے (یعنی سارہ کو) یہاں سے باہر نکال' تو یہ میرے پاس انسان کو نہیں لایا۔ شیطان کو لے کے آیا۔

(واپس بھیجتے ہوئے) سارہ کی خدمت کے لئے ہاجرہ کو بھی ساتھ کر دیا' جب وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس لوٹیں تو وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کر رہے تھے۔ سارہ نے کہا: ''ابراہیمؑ! تجھے بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کافر فاجر کا ہاتھ روک لیا اور ہاجرہ کو اس نے میری خدمت کے لئے دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہاجرہ حضرت ابراہیم **علی نبینا علیہ السلام** کی ہو گئیں۔ اور ان کے بطن سے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ **صلوات اللہ و سلامہ علیہ۔**

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ سب بیان کر کے کہا: ''اے آسمانی مینہ کی اولاد! یہ تھیں تمہاری ماں کہ اسحاق کی ماں کی ایک لونڈی تھیں''۔ ❶

ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم قبطیوں پر غالب آؤ اور وہ تمہارے محکوم ہو جائیں تو ان کے ساتھ احسان کرنا کیونکہ وہ عہد و ذمہ رکھتے ہیں ان سے قرابت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی مراد اسماعیل علیہ السلام کی ماں سے ہے کہ وہ اسی قوم کی تھیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: عورتوں نے پہلے پہلے بڑے بڑے لانبے چوڑے دوپٹے جو اوڑھنے شروع کئے تو وہ اس بناء پر تھے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ماں نے یہ لباس اختیار کیا تھا۔ (نیچے دوپٹہ سے جو چلتے وقت زمین کو جھاڑتا چلے گا)۔ سارہ کو ان کا نشان

---

❶ اصل میں یا بنی ماءَ السَّماء یعنی اے آسمانی مینہ کی اولاد کیونکہ ماءُ السَّمَاءِ آسمانی مینہ کو کہتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ماء السماء ایک عربیہ خاتون کا لقب تھا جو عراق کے ایک عرب بادشاہ منذر لخمی کی ماں تھی۔ اس کا رنگ بہت ہی صاف نکھرا ہوا تھا۔ اس لئے آسمانی مینہ سے تشبیہ دیتے تھے۔ جو بالکل ہی خالص ہوتا ہے۔ یہ عہد جاہلیت کی بات ہے۔ مگر اسلام میں بھی یہ خاندان بہت ہی شریف اور نہایت ہی نامور مانا جاتا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی خاندان کے لوگوں کو یہ قصہ سنا رہے تھے اور انہیں کا فخر شرافت نسبی کم کرنے کے لئے کہا تھا کہ تم جن کی نسل میں ہو وہ تو خود ایک لونڈی تھیں۔ بات یہ ہے کہ جس خاندان میں تقویٰ ہو وہ بہر حال شریف ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔

اور کھوج نہ مل سکے گا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب انہیں اوران کے فرزند (اسماعیل علیہ السلام) کو لے کے ابراہیم علیہ السلام مکے چلے تھے۔

ابوجہم بن حذیفہ بن غانم کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل کر کے حکم دیا کہ بلد الحرام (مکہ مبارکہ) چلے جائیں۔ امتثال امر میں ابراہیم علیہ السلام براق پر سوار ہوئے۔ اسماعیل علیہ السلام دو برس کے تھے اپنے آگے بٹھا لیا اور ہاجرہ کو پیچھے۔ ساتھ میں جبرئیل علیہ السلام تھے۔ جو بیت اللہ کا راستہ بتاتے چل رہے تھے۔ اسی کیفیت سے مکہ پہنچے تو وہاں اسماعیل علیہ السلام اوران کی ماں کو بیت اللہ کے ایک گوشے میں اُتارا اور خود شام واپس آ گئے۔

عقبہ بن بشیر نے محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: ''عربی زبان میں پہلے پہل کس نے کلام کیا تھا؟''

جواب دیا: ''اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام نے جب کہ وہ تیرہ برس کے تھے''۔

(محمد بن علی کی کنیت ابوجعفر تھی۔ عقبہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا: ''ابوجعفر! اس سے پہلے لوگوں کی زبان کیا تھی؟''

کہا: ''عبرانی''۔

میں نے مکرر سوال کیا: ''اللہ تعالیٰ اس زمانے میں اپنے پیغمبروں اور بندوں پر کس زبان میں اپنا کلام نازل کرتا تھا''۔

جواب دیا: ''عبرانی میں''۔

محمد بن عمر الاسلمی کئی اہل علم سے روایت کرتے ہیں: اسماعیل علیہ السلام جب پیدا ہوئے اسی زمانے میں عربی زبان ان کو الہام ہوئی۔ بخلاف ان کے تمام دوسرے فرزندان ابراہیم کی وہی زبان تھی جو ان کے باپ کی تھی (عبرانی یا سریانی)۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: اسماعیل علیہ السلام نے عربی میں کلام نہیں کیا تھا اور اپنے باپ کی مخالفت جائز نہیں رکھی تھی۔ عربی میں تو ان کی اولاد میں سے پہلے پہل ان لوگوں نے کلام کیا ہے جو ماں کی جانب سے رعلہ بنت یشجب بن یعرب بن لوذان بن جرہم بن عامر بن سبا بن یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد تھے۔

حیی بن عبداللہ کہتے ہیں یہ روایت مجھ تک پہنچی ہے کہ اسماعیل پیغمبر علی نبینا وعلیہ السلام نے اپنا ختنہ اس وقت کیا جب وہ تیرہ برس کے تھے۔

علی بن رباح لخمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام عرب اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں''۔

محمد بن اسحاق بن یسار اور محمد بن السائب الکلبی دونوں صاحبوں کا بیان ہے۔ اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کے بارہ لڑکے ہوئے۔

1. نیاوذ، کہ بنت اور نابت بھی انہیں کو کہتے ہیں اور خلف اکبر بھی وہی تھے۔
2. قیذر
3. اَذبل
4. منسی، کہ انہیں کا نام مَنشی بھی ہے۔
5. مسمع، کہ مستماعہ بھی انہیں کو کہتے ہیں۔
6. دماء، کہ دوما سے بھی وہی موسوم ہیں اور انہیں کے نام سے دومۃ الجندل منسوب ہے۔

٧ ماشی
٨ آذر
٩ طیما
١٠ فیطور
١١ نیش
١٢ قیذما

ان سب کی ماں رعلہ تھیں جو بروایت محمد بن اسحاق بن یسار مُضاض بن عمرو جرہمی کی اور بروایت محمد بن السائب الکلبی، یشجب بن یعرب کی بیٹی تھیں۔ یشجب کا سلسلۂ نسب محمد بن السائب کی پہلی روایت میں آ چکا ہے۔ محمد بن السائب یہ بھی کہتے ہیں کہ رعلہ جرہمیہ سے پہلے اسماعیل علیہ السلام نے عمالقہ میں بھی ایک عورت سے نکاح کیا تھا۔ جس کے باپ کا نام صدی تھا۔ یہ وہی عورت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جب اس کے پاس آئے تھے تو وہ سخت کلامی سے پیش آئی تھی۔ اسماعیل علیہ السلام نے اس کو چھوڑ دیا اور اس سے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔

زید بن اسلم کہتے ہیں: اسماعیل علیہ السلام جب بیس (٢٠) برس کے ہوئے تو ان کی ماں ہاجرہ نوے (٩٠) برس کی عمر میں انتقال کر گئیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے انہیں مقام حجر میں دفن کیا۔

ابوجہم کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ بیت اللہ (خانہ کعبہ) کی تعمیر کریں۔ ابراہیم علیہ السلام اس وقت سو (١٠٠) برس کے تھے۔ اور اسماعیل علیہ السلام تیس (٣٠) برس کے۔ دونوں پیغمبروں نے مل کر یہ عمارت بنائی۔ ابراہیم علیہ السلام کے بعد اسماعیل علیہ السلام نے انتقال کیا تو اپنی ماں کے ساتھ کعبے کے متصل حجر کے اندر دفن ہوئے۔ ان کی وفات پر نابت بن اسماعیل علیہ السلام خانہ کعبہ کے متولی ہوئے۔ قوم جرہم کے لوگ جوان کے ماموں تھے وہ بھی اس تولیت میں شریک تھے۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ کہتے ہیں: بجز تین پیغمبروں کے اور کسی پیغمبر کی قبر معلوم نہیں۔

١ اسماعیل علیہ السلام کی قبر جو میزاب کے تلے رُکن اور خانہ کعبہ کے درمیان ہے۔
٢ ھود علیہ السلام کی قبر جو ریت کے ایک بہت بڑے ترچھی وضع کے ایک ٹیلے کے اندر ہے جو یمن کے ایک پہاڑ کے نیچے واقع ہے۔ اس قبر پر تندی کا درخت بھی ہے اور یہ بہت ہی گرم مقام ہے۔
٣ رسول اللہ ﷺ کی قبر کہ درحقیقت تینوں قبریں انہیں پیغمبروں کی قبریں ہیں۔

صلوات اللہ علیہم اجمعین

مَابَيْنَ آدم علیہ السلام و مُحمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت آدم علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کا زمانہ

عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرن کا زمانہ حائل ہے۔ یہ تمام نسلیں دین اسلام پر قائم تھیں۔

محمد بن عمرو بن واقد الاسلمی کئی اہل علم سے روایت کرتے ہیں جن کا قول یہ ہے: آدم و نوح علیہما السلام کے درمیان دس قرن گزرے۔ ہر قرن ایک سو (۱۰۰) برس۔ نوح و ابراہیم علیہما السلام کے درمیان دس قرن' ہر قرن سو برس۔ ابراہیم و موسیٰ بن عمران علیہما السلام کے درمیان دس قرن ہر قرن سو برس۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: موسیٰ بن عمران و عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار نو سو (۱۹۰۰) برس گزرے۔ یہ درمیانی زمانہ عہد فترت [1] نہ تھا۔ ان دونوں پیغمبروں کے درمیانی عہد میں بنی اسرائیل میں ایک پیغمبر مبعوث ہوئے اور دوسری قوموں میں جو پیغمبر بھیجے گئے وہ ان کے علاوہ ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پانچ سو انہتر (۵۶۹) برس کا فصل ہے۔ جس کے ابتدائی زمانے میں تین پیغمبر مبعوث ہوئے۔ کلام اللہ میں اسی کے متعلق ہے:

﴿ اذ ارسلنا اليهم اثنين فكذبوهما فعززنا بثالث ﴾

''وہ واقعہ یاد کرو جب ہم نے ان کے پاس دو شخص بھیجے تو انہوں نے ان کی تکذیب کی آخر ہم نے تیسرے سے انہیں غلبہ دیا''۔

وہ تیسرے پیغمبر شمعون علیہ السلام تھے۔ جن کی بدولت غلبہ حاصل ہوا۔ یہ حواریوں [2] میں سے تھے۔

عہد فترت جس میں اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول نہ بھیجا' چار سو چونتیس برس رہا۔

---

1. عہد فَترتُ: وہ زمانہ جس میں ایک پیغمبر کے بعد دوسرا پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو۔
2. حوارِیُ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انصار رضی اللہ عنہم۔

عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بارہ حواری تھے۔ان کی پیروی تو بہتوں نے کی مگران سب میں حواری بارہ ہی تھے۔حواریوں میں دھوبی اور شکاری (صیاد) بھی تھے۔یہ سب لوگ پیشہ ور دستکار تھے کہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتے تھے۔یہی حواری اصفیاء (برگزیدہ) نکلے۔

عیسیٰ علیہ السلام جب اٹھائے گئے ہیں تو بتیس (۳۲) برس چھ (۶) مہینے کے تھے۔ان کی نبوت (۳۰) مہینے رہی۔اللہ تعالیٰ نے انہیں مع جسم کے اُٹھایا۔وہ اس وقت زندہ ہیں عنقریب دُنیا میں واپس آئیں گے دُنیا کے بادشاہ ہو جائیں گے پھر اسی طرح وفات پائیں گے جس طرح سب لوگوں کو وفات ہوا کرتی ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی بستی کا نام ناصرہ تھا۔ان کے اصحاب کو ناصری کہتے تھے۔اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ناصری کہے جاتے تھے۔نصاریٰ کا نام اسی لئے نصاریٰ پڑا۔

انبیاء علیہم السلام کے نام ونسب

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا کہ پہلے نبی کون تھے؟''

فرمایا: ''آدم علیہ السلام''۔

میں نے گزارش کی: ''کیا وہ نبی تھے؟''

فرمایا: ''ہاں! وہ ایسے نبی تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرتا تھا''۔

عرض کی: ''اچھا تو رسول کتنے تھے؟''

فرمایا: ''تین سو پندرہ (۳۱۵) کی ایک بڑی تعداد''۔

جعفر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اور زیاد رحمۃ اللہ علیہ (مصعب رضی اللہ عنہ کے آزاد غلام) کہتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ سے آدم علیہ السلام کے متعلق سوال کیا گیا کہ آیا وہ نبی تھے؟'' فرمایا: ''کیوں نہیں! وہ نبی تھے۔اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرتا تھا''۔

محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں: ''پہلے پہل جو نبی (پیغمبر) مبعوث ہوئے وہ ادریس علیہ السلام تھے۔خنوخ بن یارذ بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام وہی ہیں''۔

۲ نوح علیہ السلام بن لمک بن متوشلخ بن خنوخ علیہ السلام، کہ ادریس علیہ السلام وہی تھے۔

۳ ابراہیم علیہ السلام بن تارح بن ناحور بن ساروغ بن ارغوا بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔

۴ اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام فرزندان ابراہیم علیہ السلام۔

۵ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام۔

۶ یوسف بن یعقوب بن اسحاق علیہم السلام۔

۷ لوط علیہ السلام بن ہاران بن تارح بن ناحور بن ساروغ، کہ خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔

۸ ھود علیہ السلام بن عبداللہ بن الخلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔
۹ صالح علیہ السلام بن آصف بن کماشخ بن اَرُدم بن ثمود بن جاثر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔
۱۰ شعیب علیہ السلام بن یوبب بن عیفا بن مدین بن ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام۔
۱۱ موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرزندان عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام۔
۱۲ الیاس علیہ السلام بن تسبین بن العارز بن ہارون علیہ السلام بن عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام۔
۱۳ یسع علیہ السلام بن عزی بن نشوتلخ بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق علیہم السلام۔
۱۴ یونس علیہ السلام بن متیٰ کہ فرزندان یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کے سلسلۂ نسب میں تھے۔
۱۵ ایوب علیہ السلام بن زارح بن اموص بن لیفزن بن العیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام۔
۱۶ داؤد علیہ السلام بن ایشا بن عوید بن باعر بن سلمون بن نحشون عمیناذب بن ارم بن حضرون بن فارض بن یہوذا ابن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام۔
۱۷ سلیمان بن داؤد علیہما السلام۔
۱۸ زکریا بن بشوی کہ یہوذا ابن یعقوب کی نسل میں تھے۔
۱۹ یحییٰ بن زکریا علیہ السلام۔
۲۰ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام بنت عمران بن ماثان کہ یہوذا ابنؑ یعقوب کی اولاد میں تھے۔
۲۱ محمد رسول اللہ ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

سلسلۂ نسب سید البشر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تا ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام

ہشام بن محمد بن السائب بن بشیر الکلبی کہتے ہیں: میں ہنوز لڑکا ہی تھا کہ میرے والد نے رسول اللہ ﷺ کے سلسلۂ نسب کی یوں تعلیم دی۔

محمد الطیب المبارک (ﷺ) ابن عبداللہ بن عبدالمطلب جن کا نام شیبۃ الحمد تھا۔ ابن ہاشم جن کا نام عمرو تھا۔ ابن عبد مناف' جن کا نام مغیرہ تھا' ابن قصی جن کا نام زید تھا۔ ابن کلاب بن مرہ بن کعب بن غالب بن فہر' جامعہ قرشیت فہر ہی تک پہنچتا ہے جو فہر سے مافوق گزرے ہیں۔ انہیں قرشی یا قریشی نہیں کہتے۔ کنانی کہتے ہیں: فہر کے والد مالک بن النضر تھے۔ نضر کا نام قیس تھا۔ ابن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ' جن کا نام عمرو تھا' ابن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

کریمہ رضی اللہ عنہا بنت مقداد رضی اللہ عنہ بن الاسود البرانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معد کے والد عدنان تھے۔ ابن اُدد بن یریٰ بن اعراق الثریٰ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نسب کا تذکرہ فرماتے تو اپنے سلسلۂ نسب کو معد بن عدنان بن

اُدَد سے آگے نہ بڑھاتے بلکہ یہاں تک پہنچ کر رُک جاتے اور ارشاد فرماتے' سلسلۂ نسب ملانے والے جھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

﴿ و قرونا بین ذالك كثیرا ﴾

''اس بیچ میں بہت سی نسلیں گزریں''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اگر اس کو (یعنی عدنان بن اُدد سے آگے کے سلسلۂ نسب کو) جاننا چاہتے تو جان لئے ہوتے۔

عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ عبداللہ آیت و عاداً و ثموداً پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ جولوگ ان کے (یعنی عاد و ثمود) کے بعد گزرے انہیں بجز خدا کے اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ سلسلۂ نسب ملانے والے (نساب) جھوٹے ہیں۔

ہشام بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ معید و اسماعیل علی نبینا و علیہ السلام کے درمیان تیس (۳۰) سے کچھ اوپر پشتیں گزری ہیں۔ وہ یعنی محمد بن السائب ان پشتوں کے نام نہیں لیتے تھے۔ اور نہ ان کے سلسلے ملاتے تھے۔ عجب نہیں یہ اس لئے چھوڑ دیا ہو کہ ابو صالح کی حدیث بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے گوش گزار ہوئی ہو کہ رسول اللہ ﷺ جب سلسلۂ نسب بیان کرنے میں معد بن عدنان تک پہنچتے تھے تو رُک جاتے تھے۔

ہشام کہتے ہیں ایک شخص نے میرے والد سے مجھے یہ روایت سنائی مگر خود میں نے ان سے یہ رُوایت نہیں سنی تھی۔ وہ روایت یہ ہے کہ میرے والد معد بن عدنان کا سلسلۂ نسب یوں بیان کرتے تھے: معد بن عدنان بن اُدد بن ہمیسع بن سلامان بن عوص بن یوز بن قموال بن اُبی بن العوام بن ناشد بن حزبن بلداس بن تدلاف بن طابخ بن جاحم بن ناحش بن ماخی بن عیفی بن عبقر بن عبید بن الوعا بن حمدان بن سنبر بن یثر بی بن یلحن بن لخزن بن ارعوی بن عیفی بن ویشان بن عیصر بن اقناد بن ایہام بن مقصی بن ناحث بن زارح بن شمی بن مزی بن عرام بن قیذر بن اسماعیل علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔

ہشام بن محمد کہتے ہیں تدمُر کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابو یعقوب تھی اور جو بنی اسرائیل کے مسلمین میں سے تھا۔ اسرائیلیوں (یہودیوں) کی کتابیں بھی پڑھی تھیں ان کے علوم سے بھی باخبر تھا۔ اس نے بیان کیا کہ یہ نام عبرانی زبان سے ترجمہ ہوئے ہیں بورخ ابن ناریہ نے ارمیا کے کاتب تھے۔ معد بن عدنان کا سلسلۂ نسب اپنے ہاں ثبت کیا ہے۔ اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ اخبار اہل کتاب وعلمائے یہود میں یہ مشہور ہے اور ان کی کتابوں میں مذکور ہے جو نام انہوں نے لکھے ہیں۔ انہیں ناموں کے قریب قریب ہیں جو باہمی اختلاف ہے وہ زبان کی حیثیت سے ہے' کیونکہ ہشام بن محمد کہتے ہیں: میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ معد' عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے عہد میں تھے۔ ان کا سلسلۂ نسب یوں ہے:

معد بن عدنان بن اود بن زید بن یقدُر بن یقدم بن امین بن منحر بن صابوح ابن ہمیسع بن یشجب بن یعرب بن العوام بن سلیمان بن حمل بن قیذر بن اسماعیل علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔

ہشام کہتے ہیں کہ بعض علماء نے سلسلۂ انساب میں عوام کو ہمیسع پر مقدم رکھا ہے (یعنی پہلے ہمیسع کا زمانہ گزرا ہے پھر عوام

ہوئے ہیں) ان راویوں نے عوام کو ہمیسع کی اولاد میں قرار دیا ہے۔

ہارون بن ابوعیسیٰ شامی کہتے ہیں محمد بن اسحاق اپنی بعض روایتوں میں معد بن عدنان کا سلسلۂ نسب دوسرے طریق پر بیان کرتے تھے وہ یوں کہتے تھے:

معد بن عدنان بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجُب بن نابت بن اسماعیل علیہ السلام۔

انہیں کی ایک دوسری روایت ہے: معد بن عدنان بن اُود بن اتیجب بن ایوب بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں: قصی بن کلاب نے بعض اشعار میں اپنے آپ کو قیذر کے سلسلۂ نسب میں ظاہر کیا ہے۔

محمد بن سعد (مصنف کتاب): مجھے ہشام محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد کی روایت سے قصی کا وہ شعر یوں پڑھ کے سنایا تھا:

فلست لحاضن ان لوتاثل بها اولاد قيذر والنبيت

''یعنی قیذر وعبیت کی اولاد نے از روئے شرف قدیم وسلسلہ کہن اگر تربیت دوائیگی سے نسبت نہیں رکھتی ہے تو پھر میں اس سے بری ہوں''۔

ابوعبداللہ محمد بن سعد معد کے قیذر بن اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہونے کی نسبت مجھے علمائے انساب میں کوئی اختلاف نظر نہ آیا' یہ جو نسبتی اختلاف ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راویوں کو ان کا سلسلہ نسب یاد نہ رہا تھا۔ بلکہ یہ اہل کتاب سے ماخوذ ہے کہ انہیں سے عربی میں یہ نام نقل ہوئے اور اسی بنا پر اختلاف بھی پیدا ہوا۔ یہ طریق اگر درست وصحیح ہوتا اور اس سلسلہ میں کوئی غلطی نہ ہوتی تو سب سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہونا چاہئے تھا۔ ہمارے نزدیک تو امر حق یہ ہے کہ معد بن عدنان تک ہم اس سلسلے کا تسلسل متقین مانتے ہیں۔ پھر اس کے اوپر عدنان سے لے کے اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام تک خاموش رہتے ہیں۔

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے کسی کو ایسا نہ پایا جو معد بن عدنان سے اوپر کے سلسلۃ النسب سے آگاہ ہوتا۔

ابوالاسود کہتے ہیں: میں نے ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ معد بن عدنان سے اوپر کے سلسلۂ نسب کے متعلق ہم کو نہ تو کسی عالم کے علم میں کوئی ثابت و مستحق بات ملی اور نہ کسی شاعر کے شعر میں۔

عبداللہ بن خالد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مضر کو برا نہ کہو (گالیاں نہ دو) وہ تو اسلام لا چکے تھے (مسلمان ہو گئے تھے)۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: بخت نصر نے (بنوکدنصر) جب یمن کے قلعوں پر حملہ کیا ہے تو معد بھی اس مہم میں بخت نصر ہی کے ساتھ تھے۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: معد بن عدنان کی اولاد حسب ذیل ہے۔

① نزار، کہ نبوت وثروت وخلافت انہیں کی اولاد میں ہے۔ ② قنص ③ قناصہ ④ اسنام ⑤ العرف ⑥ عوف

⑦ شک ⑧ حیدان ⑨ حیدہ ⑩ عبید الرناح ⑪ جنید ⑫ جنادہ ⑬ قحم ⑭ ایاد۔

اِن سب کی ماں مفانہ تھیں' بنت جوشم بن جلہمہ بن عمرو بن وَدّہ بن جرہم' اور قضاعہ ان کی ماں کے بھائی (ماموں) تھے۔ مگر بعض بنی قضاعہ اور بعض علمائے انساب کہتے ہیں کہ قضاعہ معد کے بیٹے تھے اور معد کی کنیت انہیں کے نام پر تھی (یعنی ابوعمرو)۔ واللہ اعلم۔

قضاعہ کا نام عمرو تھا۔ وہ قضاعہ اس لئے کہے گئے کہ اپنی قوم سے منقضع و منقطع ہو کے دوسرے لوگوں سے جا ملے۔ انقضاع کی جگہ انقضاع کہنا یہ ان لوگوں کی زبان ہے۔

نزار کے علاوہ معد بن عدنان کی اور جس قدر اولاد تھی سب کی سب دوسرے دوسرے قبائل میں پھیل گئی۔ جن میں بعض معد ہی سے منسوب رہے۔ نزار بن معد کے صلب سے مضر و ایاد پیدا ہوئے جن کی ماں سودہ بنت عک تھیں۔ نزار کی کنیت ایاد ہی کے نام پر تھی۔ (یعنی ابوایاد) تیسرے فرزند ربیعہ تھے کہ ربیعۃ الفرس وہی ہیں اور انہیں کو القشعم کہتے ہیں' چوتھے انمار تھے۔ ربیعہ و انمار کی ماں خدالہ بنت وعلان بن جوشم بن جُلہمہ بن عمرو بن جرہم تھیں۔ مُضر کو مضر الحمراء ایاد الشمطاء و ایاد البلتا ربیعہ کو ربیعۃ الفرس اور انمار الحمار کہتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بجیلہ و خثعم کے والد انمار تھے۔ واللہ اعلم۔

ہشام بن محمد اپنے والد محمد بن السائب وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کا باپ آذر تھا۔ قرآن میں تو اسی طرح ہے مگر تورات میں ابراہیم علیہ السلام کو تارح کا کہا ہے اور بعض یوں کہتے ہیں۔

آذر بن تارح بن ناحور بن ساروغ کہ انہیں شروغ بھی کہتے ہیں' ابن ارغوا کہ انہیں ارعوا بھی کہتے ہیں' ابن فالغ کہ انہیں فالخ بھی کہتے ہیں۔ ابن عابر بن شالح کہ ان کو شالخ بھی کہتے ہیں۔ ابن ارفخشد بن سام بن نوح پیغمبر علیہ السلام' ابن لمک بن متوشلخ کہ انہیں موسلخ بھی کہتے ہیں۔ ابن خنوخ کہ وہی ادریس علیہ السلام پیغمبر تھے۔ ابن یرذ کہ الیارذ بھی وہی ہیں اور انہیں کو الیاذر بھی کہتے ہیں۔ ابن مہلا ئیل بن قینان بن انوس بن شیث علیہ السلام کہ انہیں کو شث بھی کہتے ہیں اور وہی ہبۃ اللہ بھی ہیں۔ ابن آدم صلی اللہ نبینا وعلیہ وسلم تسلیماً کثیراً۔

اُمّہات سیدنا نبی کریم ﷺ

والدہ کی طرف سے حضور ﷺ کا سلسلۂ نسب

محمد بن السائب کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی والدہ آمنہ تھیں، بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مُرہ۔

آمنہ کی والدہ برہ تھیں، بنت عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار بن قصی بن کلاب برّہ کی والدہ اُمّ حبیب تھیں، بنت اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب۔

اُمّ حبیب کی والدہ برّہ تھیں، بنت عوف بن عَبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوّی۔

برّہ کی والدہ قلابہ تھیں، بنت حارث بن مالک بن حباشہ بن غنم بن لحیان بن عادیہ بن صعصعہ بن کعب بن ہند بن طابخہ بن لحیان بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مُضر۔

قلابہ کی والدہ اُمیمہ تھیں، بنت مالک بن غنم بن لحیانُ بن عادیہ بن صعصعہ۔

امیمہ کی والدہ دُب تھیں بنت ثعلبہ بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ۔

دُبّ کی والدہ عاتکہ تھیں، بنت غاضرہ بن خطیط بن جشم بن ثقیف کہ انہیں کا نام قسی بھی تھا، بن مُنبہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خَصفہ بن قیس بن عیلان، کہ ان کا نام الیاس تھا بن مُضر۔

عاتکہ کی والدہ لیلیٰ تھیں، بنت عوف بن قسی، کہ انہیں کو ثقیف بھی کہتے ہیں۔

وہب بن عبد مناف بن زہرہ کہ رسول اللہ ﷺ کے دادا تھے، ان کی والدہ قیلہ تھیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہند بنت ابی قیلہ ان کی والدہ تھیں۔ ابوقیلہ کا نام وجز تھا، بن غالب بن الحارث بن عمرو بن ملکان بن افصی بن حارثہ کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔

قیلہ یا ہند بنت ابی قیلہ کی والدہ سلمیٰ تھیں، بنت لوّی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ۔

سلمیٰ کی والدہ ماویہ تھیں، بنت کعب بن القین، جو قبیلہ قضاعہ کے تھے۔

وجز (ابوقیلہ) ابن غالب کی والدہ سُلافہ تھیں، بنت وہب بن البکیر بن مجدعہ بن عمرو کہ از روئے خاندان بنی عمرو بن عوف اور از روئے قبیلہ اوس کے سلسلے میں تھے۔

سُلافہ کی والدہ قیس کی بیٹی تھیں اور قیس ربیعہ کے بیٹے اور بنی مازن میں تھے۔ یعنی مازن بن لُوی بن ملکان افصیٰ جو اسلم بن افصیٰ کے بھائی تھے۔

ان کی والدہ بخعہ تھیں۔ بنت عبید بن الحارث کہ حارث بن الخزرج کے خاندان میں تھے۔

عبدمناف بن زہرہ کی والدہ جُمل تھیں، بنت مالک بن قُضَیَّہ بن سعد بن ملیح بن عمرو کہ قبیلۂ خزاعہ کے تھے۔

زہرہ بن کلاب کی والدہ اُمّ قصّی تھیں جن کا نام فاطمہ تھا۔ بنت سعد بن سیل، کہ انہیں کا نام خیر بھی ہے، بن جمالہ بن عوف بن عامر الجادر، کہ قبیلۂ ازد کے تھے۔

محمد بن السائب کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ مادری میں پانسو (۵۰۰) ماؤں کے نام لکھے مگر ان میں کسی ایک کے متعلق میں نے زنا (یا ناجائز تعلق) اور کوئی ایسی بات نہ پائی جس کا علاقہ رسوم جاہلیت سے تھا۔

جعفر رحمۃ اللہ علیہ بن محمد اپنے والد محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ بن الحسین رضی اللہ عنہ (بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واقعہ یہ ہے کہ میں فقط نکاح سے نکلا ہوں سفاح [1] سے نہیں نکلا ہوں۔ آدم سے لے کر اب تک (یہی عفاف وطہارت نسل میں چلی آئی) اہل جاہلیت کے سفاح کا مجھ پر کچھ بھی شائبہ نہ پڑا۔ میں نکلا ہوں تو صرف طہارت سے نکلا ہوں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آدم علیہ السلام سے لے کے اب تک نکاح سے نکلا ہوں، سفاح سے نہیں نکلا ہوں۔

(اُمّ المومنین) عائشہ رضی اللہ عنہا (صدیقہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نکاح سے نکلا ہوں، سفاح سے نہیں نکلا ہوں (یعنی خود آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی نہیں بلکہ تمام آبائی حضرت رسالتؐ تا بہ آدم علیہ السلام کی تولید نکاح شرعی سے ہوئی جس پر ناجائز تعلقات کا کہ عہد جاہلیت میں بہ اصناف متنوعہ معمول ومروج تھے، مطلق پرتو تک نہیں پڑا۔

[1] سفاح: زنا، ناجائز تعلق۔

فواطم و عواتک

رسول اللہ ﷺ کے سلسلۂ مادری کی پاکیزہ فطرت بیبیاں

عاتکہ کلام عرب میں ایسی بی بی کو کہتے ہیں جو پاک وطاہر ہو (از روئے لغت عاتک وعاتکہ شریف وکریم وخالص اللسون وصافی مزاج کو کہتے ہیں خصوصاً وہ بیبیاں جو اس قدر خوشبو میں بسی ہوں کہ اس کی کثرت سے جسم سرخ ہو رہا ہو۔ فاطمہ وہ لڑکی جس کا دودھ چھڑایا گیا ہو یا اپنی ماں سے جدا کر دی گئی ہو۔ عرب میں ان خواتین کی شرافت ضرب المثل تھی۔ اوراسی بنا پر غزوۂ حنین میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا: ''میں فواطم وعواتک کی اولاد ہوں''۔

محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں: عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی کی ماں جن کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ ہصیبہ تھیں۔ بنت عمرو بن عتوارہ بن عائش بن ظرب بن الحارث بن فہر۔

ہصیبہ کی ماں لیلیٰ تھیں' بنت ہلال بن وہیب بن ضبہ بن الحارث بن فہر۔

لیلیٰ کی ماں سلمیٰ تھیں' بنت محارب بن فہر۔

سلمیٰ کی ماں (۱) عاتکہ تھیں' بنت یخلد بن النضر بن کنانہ۔

عمرو بن عتوارہ بن عائش بن ظرب بن الحارث بن فہر کی ماں (۲) عاتکہ تھیں بنت عمرو بن سعد بن عوف بن قسی۔

عاتکہ کی ماں (الف) فاطمہ تھیں' بنت ہلال بن عمرو بن شمالہ کہ قبیلۂ ازد کے تھے۔

اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی ماں' جن کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے خطیا تھیں' ان کا نام ریطہ تھا بنت کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ۔

اسد بن سعد بن تیم کی ماں نُعم تھیں' بنت ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر نعم کی ماں ناہیہ تھیں' بنت الحارث بن منعقد بن عمرو بن معیص بن عامر بن لوی۔

ناہیہ کی ماں سلمیٰ تھیں' بنت ربیعہ بن وہیب بن ضباب بن جہیر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی۔

سلمیٰ کی ماں خدیجہ تھیں' بنت سعد بن سہم۔

خدیجہ کی ماں (۳) عاتکہ تھیں' بن عبدہ بن ذکوان بن غاضرہ بن صعصعہ۔

ضباب بن جہیر بن عبد بن معیص کی ماں (ب) فاطمہ تھیں۔ بنت عوف بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ۔

عبید بن عویج بن عدی بن کعب کی ماں' جن کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے فخشیہ تھیں' بنت عمرو بن سلول بن کعب بن عمرو کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔

فخشیہ کی ماں (۴) عاتکہ تھیں بنت مُدلج بن مُرہ بن عبد مناۃ بن کنانہ۔

یہ تمام بیبیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے سلسلہ میں ہیں۔

عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد) کی ماں (ج) فاطمہ تھیں۔ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم۔ سلسلۂ فواطم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ترین فاطمہ یہی ہوتی ہیں۔

فاطمہ کی ماں صخرا تھیں بنت عبد بن عمران بن مخزوم۔

صغرا کی ماں تخمر تھیں' بنت عبد بن قصی۔

تخمر کی ماں سلمیٰ تھیں' بنت عامر بن عمیرہ بن ودیقہ بن الحارث بن فہر۔

سلمیٰ کی ماں (ھ) عاتکہ تھیں بنت عبداللہ وائلہ بن ظرب بن عیاذہ بن عمرو بن بکو بن یشکر بن الحارث کہ عدوان بن عمرو قیس وہی ہیں اور عبداللہ بن حرب بن وائلہ بھی انہیں کو کہا جاتا ہے۔

عبداللہ بن وائلہ بن ظرب کی ماں (۵) فاطمہ تھیں' بنت عامر بن ظرب بن عیاذہ۔

عمران بن مخزوم کی ماں سُعدیٰ تھیں' بنت وہب بن تیم بن غالب۔

سُعدیٰ کی ماں (۶) عاتکہ تھیں' بنت ہلال بن وہب بن ضبہ۔

ہاشم بن عبدالمناف بن قصی کی ماں (۷) عاتکہ تھیں' بنت مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان' سلسلہ عواتک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ترین عاتکہ یہی ہوتی ہیں۔

ہلال بن فالج بن ذکوان کی ماں (ھ) فاطمہ تھیں بنت عبید بن رواس بن کلاب بن ربیعہ۔

کلاب بن ربیعہ کی ماں مجدعہ تھیں' بن تیم الادرم بن غالب۔

مجدعہ کی ماں (و) فاطمہ تھیں بنت معاویہ بن بکر بن ہوازن۔

مرہ بن ہلال بن فالج کی ماں (۸) عاتکہ تھیں بنت عدی بن سہم کہ اسلم کے سلسلہ میں تھے جو خزاعہ کے بھائی ہوتے ہیں۔

وہب بن ضبہ بن الحارث بن فہر کی ماں (۹) عاتکہ تھیں' بنت غالب بن فہر۔

عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کی ماں (ز) فاطمہ تھیں بنت ربیعہ بن عبدالعزیٰ بن زرام بن جحوش بن معاویہ بن بکر بن ہوازن۔

معاویہ بن بکر بن ہوازن کی ماں (۱۰) عاتکہ تھیں' بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ۔

قصی بن کلاب کی ماں (ح) فاطمہ تھیں' بنت سعد بن سیل کی بطن جدرہ کے تھے جو قبیلہ ازد سے تھے۔

عبد مناف بن قصی کی ماں حُبّی تھیں، بنت حلیل بن حبشیہ الخزاعی۔

حُبّی کی ماں (ط) فاطمہ تھیں بنت نصر بن عوف بن عمرو بن الحی کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔

کعب بن لوی کی ماں مادیہ تھیں، بنت کعب بن القین کہ وہی نعمان تھے۔ بن جسر بن شیع اللہ بن اسد بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ۔ مادیہ کی ماں (۱۱) عاتکہ تھیں بنت کاہل بن عذرہ۔ لوی بن غالب کی ماں (۱۲) عاتکہ تھیں بنت یخلد بن نضر بن کنانہ۔

غالب بن فہر بن مالک کی تاں لیلیٰ تھیں۔ بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔

لیلیٰ کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت طابخہ بن الیاس بن مضر۔

سلمیٰ کی ماں (۱۳) عاتکہ تھیں، بنت الاسد بن الغوث۔

ہشام بن محمد بن السائب نے اپنے والد کے علاوہ دوسرے راوی کی اس روایت سے ہمیں خبر دی کہ عاتکہ بنت عامر بن الظرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ مادری میں تھیں جن کا تسلسل یوں ہے:

برہ بنت عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب کی ماں امیمہ تھیں، بنت مالک بن غنم بن سوید بن حبشی بن عادیہ بن صعصعہ بن کعب بن طابخہ بن لحیان۔ امیمہ کی ماں قلابہ تھیں، بنت الحارث بن صعصعہ بن کعب بن طابخہ بن لحیان۔ قلابہ کی ماں دُبّ تھیں بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل دُبّ کی ماں لبنیٰ تھیں، بنت الحارث بن نمیر بن اسید بن عمرو بن تمیم لبنیٰ کی ماں فاطمہ تھیں۔ بنت عبداللہ بن حرب بن وائلہ۔ فاطمہ کی ماں زینب تھیں۔ بنت مالک بن ناضرہ بن غاضرہ بن حطیط بن جُشم بن ثقیف زینب کی ماں عاتکہ تھیں بنت عامر بن ظرب۔ عاتکہ کی ماں شقیقہ تھیں بنت محن بن مالک کہ قبیلۂ باہلہ کے تھے شقیقہ کی ماں سودہ تھیں، بنت اسید بن عمرو بن تمیم۔

یہ ہیں عواتک جو تعداد میں (۱۴) تھیں اور فواطم جو دس (۱۰) تھیں۔

اُمّہات آباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد کا سلسلۂ مادری

محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں: عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم کی ماں فاطمہ تھیں' بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم۔

فاطمہ کی ماں صخرہ تھیں' بنت عبد بن عمران بن مخزوم۔

صخرہ کی ماں تخمر تھیں بنت عبد بن قصی۔

عبدالمطلب بن ہاشم کی ماں سلمیٰ تھیں' بنت عمرو بن زید بن لَبِید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ نجار کا نام تیمُ اللہ تھا' بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج۔

سلمیٰ کی ماں عمیرہ تھیں۔ بنت صخر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار۔

عمیرہ کی ماں سلمیٰ تھیں۔ بنت عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن النجار۔

سلمیٰ کی ماں اثیلہ تھیں' بنت زعور بن حرام بن جُندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

ہاشم بن عبدمناف کی ماں عاتکہ تھیں' بنت مُرّہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سُلیم بن منصور۔

عاتکہ کی ماں ماویہ تھیں' اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صفیہ ان کا نام تھا' بنت حوزہ بن عمرو بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن۔

ماویہ یا بقول بعض صفیہ کی ماں رقاش تھیں' بنت الاحجم بن مُنَبِّہ بن اسد بن عبد مناۃ بن عائذ اللہ بن سعد العشیرہ، کہ قبیلۂ مذحج کے تھے۔

رقاش کی ماں کبشہ تھیں' بنت الرافقی بن مالک بن الحماس بن ربیعہ بن کعب بن الحارث بن کعب۔

عبدمناف بن قصی کی ماں حُبّی تھیں' بنت حُلَیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر کہ قبیلۂ خزاعہ کے تھے۔

حُبّی کی ماں ہند تھیں' بنت عامر بن النضر بن عمرو بن عامر کہ قبیلۂ خزاعہ کے تھے۔

ہند کی ماں لیلیٰ تھیں' بنت مازن بن کعب بن عمرو بن عامر، کہ قبیلۂ خزاعہ کے تھے۔

قصی بن کلاب کی ماں فاطمہ تھیں' بنت سعد بن سیل کہ انہیں کو خیر کہتے ہیں بن حمالہ بن عوف بن عامر الجادر[1]، جو قبیلۂ آذر

---

[1] جدار: دیوار۔ الجادر: جو دیوار بنائے۔

کے تھے۔ خانہ کعبہ کی جدار یعنی دیوار پہلے پہل انہیں نے تعمیر کی اسی لئے ان کا لقب جادر پڑ گیا۔

فاطمہ کی ماں ظریفہ تھیں' بنت قیس بن ذی الراسین' جن کا نام اُمیّہ تھا' بن جشم بن کنانہ بن عمرو بن القین بن فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان۔

ظریفہ کی ماں صخرہ تھیں' بنت عامر بن کعب بن افرک بن بُدیل بن قیس بن عَبقرہ بن انمار۔

کلاب بن مرّہ کی ماں ہندہ تھیں' بنت سُریر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ۔

ہند کی ماں اُمامہ تھیں' بنت عبد مناۃ بن کنانہ۔

امامہ کی ماں ہند تھیں بنت دودان بن اسد بن خزیمہ۔

مرّہ بن کعب کی ماں فشیہ تھیں' بنت شیبان بن محارب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

فشیہ کی ماں وحشیہ تھیں' بنت وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی بن دُمّی بن جدیلہ۔

وحشیہ کی ماں ماویہ تھیں' بنت ضُبیعہ بن ربیعہ بن نزار۔

کعب بن لوی کی ماں ماویہ تھیں' بن کعب بن القین' جن کا نام نعمان تھا۔ بن جسر بن شیع اللہ بن اسد بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ۔

ماویہ کی ماں عاتکہ تھیں' بنت کاہل بن عذرہ۔

لُوی بن غالب کی ماں عاتکہ تھیں' بنت یخلد بن النضر بن کنانہ' اسی قول (روایت) پر سب کا اجماع ہے۔ مگر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لُوی بن غالب کی ماں سلمیٰ تھیں بنت کعب بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر کہ قبیلۂ خزاعہ کے تھے۔

عاتکہ کی ماں اُنیسہ تھیں' بنت شعبان بن ثعلبہ بن کے بن صعب بن علی بن بکر بن وائل۔

اُنیسہ کی ماں تُماضر تھیں بنت الحارث بن لعلیہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

تماضر کی ماں رہم تھیں بنت کاہل بن اسد بن خزیمہ۔

غالب کے فہر کی ماں لیلیٰ تھیں' بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غالب بن فہر کی ماں لیلیٰ بنت الحارث نہ تھیں' لیلیٰ بنت سعد تھیں' بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مُضر۔

لیلیٰ کی ماں عاتکہ تھیں بنت الاسعد بن الغوث۔

عاتکہ کی ماں زینب تھیں۔ بنت ربیعہ بن وائل بن قاسط بن ہنب۔

فہر بن مالک کی ماں جندلہ تھیں' بنت عامر بن الحارث بن مضاض بن زید بن مالک کہ قبیلۂ جرہم کے تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فہر بن مالک کی ماں جندلہ بنت عامر نہ تھیں بلکہ جندلہ بنت الحارث تھیں بن جندلہ بن مضاض بن الحارث' لیکن یہ حارث' حارث اکبر نہ تھے' بلکہ عوانہ کے بیٹے تھے۔ یعنی عوانہ بن عاق بن یقطن کے قبیلۂ جرہم کے تھے۔

جندلہ کی ماں ہند تھیں' بنت الظلیم بن الحارث کہ قبیلۂ جُرہم کے تھے۔

مالک بن النضر کی ماں عکرشہ تھیں۔ بنت عدوان کہ انہیں کو حارث کہتے ہیں' بن عمرو بن قیس بن عیلان بن مضر۔

نضر بن کنانہ کی ماں تبرہ تھیں' بنت مُرّہ بن اُد بن طابخہ' برہ کے بھائی تیم بن مُرّہ تھے۔

کنانہ بن خُزیمہ کی ماں عوانہ تھیں کہ انہیں کا نام ہند بھی ہے' بنت سعد بن قیس بن عیلان۔

عوانہ کی ماں دَعد تھیں' بنت الیاس بن مضر۔

خزیمہ بن مُدرکہ کی ماں سلمیٰ تھیں' بنت اسلم بن الحاف بن قضاعہ۔

مدرکہ بن الیاس کی ماں لیلیٰ تھیں' خِندِف انہیں کا نام ہے' بنت علوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ۔

لیلیٰ کی ماں ضَرِیہ تھیں۔ بنت ربیعہ بن نزار' مکّے اور بناخ کے درمیان مارضَرِیہ کے نام سے جو تالاب مشہور ہے (بعہد مصنف) وہ انہیں کے نام پر موسوم ہے۔

الیاس بن مضر کی ماں رُباب (الرّباب) تھیں' بنت عیدہ بن مُصَدّ بن عدنان۔

مضر بن نزار کی ماں سَودہ تھیں بنت عکّ بن الرّیث بن عدنان بن اُدّ' اس خاندان کے جو افراد اپنے آپ کو قبائل یمن سے منسوب کرتے ہیں وہ اپنا سلسلہ نسب یوں بیان کرتے ہیں' عک بن عدثان بن عبداللہ بن نضر بن زہران' کہ قبیلہ اسد کے تھے۔

نزار بن مُعَدّ کی ماں مُعانہ تھیں' بنت جوشم بن جلہمہ بن عمرو بن بَرّہ بن جرہم۔

معانہ کی ماں سلمیٰ تھیں' بنت الحارث بن مالک بن غنم' کہ قبیلہ لخم کے تھے۔

مُعَد بن عدنان کی ماں مَہدَہ تھیں' بنت لخم بن جَلحَب بن جدیس بن جاثر بن اَرَم۔

قصی بن کلاب

محمد بن عمر والاسلمی نے بحوالہ متعدد علمائے اہل مدینہ اور ہشام بن محمد نے بحوالہ' محمد بن السائب الکلبی ہم کو یوں خبر دی' کلاب بن مُرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک نے فاطمہ کو اپنے حبالۂ ازدواج میں لے لیا' فاطمہ سعد کی بیٹی تھیں' ابن سیل سیل کا اصلی نام خیر تھا' بن حمالہ بن عوف بن عامر' عامر ہی کو جادر کہتے ہیں کہ انہیں نے پہلے پہل جدار (دیوار) کعبہ کی تعمیر کی' بن عمرو بن جعصہ بن مُبشّر بن صعب بن دُہمان بن نصر بن الازد۔ مارب یعنی (یمن) سے جن دنوں قبائل ازد باہر نکل کے آباد ہوئے انہیں ایام میں جعثمہ بھی نکل آئے۔ اور بنی الدیل میں فروکش ہوئے۔ یعنی دیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ' ان سے پیمان رفاقت (محالفہ) باندھ لیا' باہم رشتہ داریاں ہوئیں اِن لوگوں نے جعثمہ کے ہاں تزویج کی اور جعثمہ کو اپنی لڑکی بیاہ دی۔

کلاب بن مرہ کے صلب سے فاطمہ بن سعد کے زہرہ بن کلاب پیدا ہوئے پھر کچھ زمانے بعد قصّی کی ولادت ہوئی جن کا نام زید رکھا گیا۔ کلاب بن مرّہ کی وفات پر ربیعہ بن حرام بن ضمنہ بن عبد بن کبیر بن عذرہ بن سعد بن زید' کہ قضاعہ کے تھے۔ وہاں آئے اور فاطمہ بنت سعد کو اپنی قوم بنی عذرہ کے علاقے میں لے آئے۔ جو ملک شام کے سُرغا تھے اور تابہ دیار سَرغ و مادون

سرغ انہیں کا علاقہ تھا۔ زہرہ بن کلاب تو بڑے تھے۔ اپنی قوم ہی میں رہ گئے۔ مگر قصی چھوٹے تھے۔ اور ہنوزان کا دودھ چھڑایا گیا تھا۔ فاطمہ ان کو اپنے ساتھ لے گئیں اسی بنا پر نام بھی قصی[1] مشہور ہوا کہ وہ انہیں لے کے اقصائے شام کو چلی گئی تھیں، وہاں ربیعہ کے صلب سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام رزاخ پڑا۔

واپس مکہ مکرمہ میں لوٹ کر آنا

قصی اپنے آپ کو ربیعہ بن حرام سے منسوب کرتے تھے (یعنی ربیعہ کو اپنا والد کہتے تھے) قبیلۂ قضاعہ کے ایک شخص سے جس کا نام رقیع تھا ان کا مناضلہ[2] ہوا۔ ہشام بن الکلبی کہتے ہیں کہ یہ بنی عذرہ کا ایک فرد تھا۔ قصی اس پر غالب آئے، منضول کو غصہ آیا، دونوں میں شر بڑھا، تا آنکہ ناگفتنی باتیں شروع ہوئیں، منازعت ہونے لگی، رقیع نے کہا، تو کچھ ہم میں سے تو ہے نہیں پھر اپنے شہر میں کیوں نہیں جاتا۔ اپنی قوم سے کیوں نہیں جا ملتا؟ وہاں سے لوٹ کے قصی اپنی ماں کے پاس آئے اور پوچھا میرے والد کون ہیں؟

جواب ملا ربیعہ!

قصی نے کہا: ربیعہ اگر میرے والد ہوتے تو میں نکالا نہ جاتا۔

قصی کی والدہ بولیں: تو کیا کہہ دیا؟ واللہ حسن جوار کا بھی پاس نہ کیا۔ حفظ حق کے مراتب بھی مرعی نہ رکھے۔ میرے بیٹے خدا کی قسم! تو اپنی ذاتی حیثیت سے اپنے والد کی حیثیت سے اپنے خاندان کی حیثیت سے اس سے کہیں زیادہ شریف ہے اور تیرا گھرانا اس سے بہت اشرف ہے۔ کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ القرشی تیرے باپ تھے، تیری قوم مکے میں بیت الحرام کے پاس اور اس کے اردگرد مقیم ہے۔

قصی نے کہا: یہ بات ہے تو خدا کی قسم میں یہاں کبھی نہ ٹھہروں گا۔

ماں بولی: اچھا تو ابھی ٹھہرو، تا آنکہ حج کا موسم آ جائے۔ اس وقت نکل کے حجاج عرب کے ساتھ ہو لینا۔ کیونکہ میں ڈرتی ہوں تجھے کوئی ضرر نہ پہنچائے۔

قصی ٹھہر گئے۔ جب وہ وقت آیا تو ماں نے قبیلۂ قضاعہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ انہیں روانہ کر دیا۔ مکے پہنچے تو زہرہ (ابن کلاب) ان دنوں زندہ تھے۔ اس وقت زہرہ اور قصی دونوں کے دونوں حج کے شعار میں تھے۔ قصی نے ان کے پاس آ کے کہا: میں تیرا بھائی ہوں۔

زہرہ کی بصارت جاتی رہی تھی، بوڑھے ہو چکے تھے۔ جواب دیا: اچھا میرے قریب آؤ۔ قریب پہنچے تو زہرہ نے ان کے

---

1. قصی: دوری، جو کچھ دور جا پڑا۔
2. مناضلہ: تیراندازی، سابقہ۔ منضول: جو اس میں مغلوب رہے۔

جسم پر ہاتھ پھیر کر کہا: خدا کی قسم! میں اس آواز کو جانتا ہوں۔ اس شباہت کو پہچانتا ہوں۔

جب حج سے فراغت ہو چکی تو بنی قضاعہ نے جو قصی کے ساتھ آئے تھے انہیں اپنے ہمراہ لے چلنے کی تدبیر کی کہ دیار قضاعہ میں واپس لے چلیں' مگر قصی نے کہ ایک طاقتور سخت مزاج' ثابت قدم' پر جوش' اور شباب کی اُمنگوں سے بھرے ہوئے تھے۔ انکار کر دیا اور مکے ہی میں رہ پڑے۔ تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ حلیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ کی دختر حُبّی کے لئے پیام دیا۔ حلیل کہ لحّی الخزاعی انہیں سے مراد ہے اور وہی اس زمانے میں مکہ کی حکومت اور خانہ کعبہ کی حجابت (پردہ داری) کے متولی تھے قصی کے خاندان سے واقف ہو کر ان کی جانب مائل ہو گئے اور لڑکی بیاہ دی۔

تولیت بیت اللہ کا شرف

حلیل کی وفات پر ان کے بیٹے المحترش' جانشین ہوئے کہ ابو غبشان انہیں کی کنیت تھی۔ ہر سال موسم حج میں اہل عرب ان کو کچھ محصول (مرسوم) دیا کرتے تھے۔ ایک سال اس میں کمی کر دی اور جو دیتے تھے اس میں سے کچھ نہ دیا۔ محترش کو غصہ آیا تو قصی نے ان کی دعوت کی اور خوب پلائی۔[1] اسی حالت میں کچھ اونٹ دے کر خانہ کعبہ کی تولیت ان سے خرید لی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے ایک مشک بھر شراب دے کر یہ تولیت خریدی تھی۔ محترش راضی ہو گئے اور بیع کر کے مکے کی جانب مقابل جا رہے۔

خداش بن اُمیۃ الکلبی اور فاطمہ خزاعیہ کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کی فیض یافتہ تھیں۔ ان دونوں کا بیان ہے کہ قصی نے جب حلیل بن حبشیہ کی بیٹی حُبّی کو اپنے عقد ازدواج میں لیا اور ان سے لڑکے پیدا ہوئے تو حلیل نے کہا: قصی کے لڑکے میرے ہی لڑکے ہیں۔ میری ہی لڑکی کے لڑکے ہیں۔

خانہ کعبہ کی تولیت اور مکے کی حکومت کا کام سنبھالنے کی قصی کو وصیت کر کے کہا کہ اس کے لئے تو ہی سزاوار ہے۔

یہ درمیانی حدیث تو ایک ضمنی روایت تھی اب پھر وہی پہلی روایت شروع ہوتی ہے جو محمد بن عمرو بن واقد الاسلمی اور ہشام بن محمد الکلبی سے مروی ہے یہ حضرات کہتے ہیں کہ۔

اخراج بنی بکر و خزاعہ

کہا جاتا ہے کہ جب حلیل بن حبشیہ انتقال کر چکے' قصی کی اولاد بڑھی مال و دولت میں فراوانی ہوئی' ان کی شرافت معظم و مسلم مانی جا چکی' تو قصی کی رائے یہ ہوئی کہ قبائل خزاعہ و بنی بکر کے مقابلہ میں خانہ کعبہ کی تولیت اور مکے کی حکومت کے لیے وہ خود ہی احق و اولیٰ ہیں۔ کیونکہ اسماعیل بن ابراہیم (علیہ السلام) کی شاخ ہے تو قریش ہے اور یہی لوگ ان کی خالص اولاد میں ہیں' قریش و

---

[1] اصل میں لفظ اَذْوَاد ہے' جس کے معنی اونٹوں کے ہیں کہ تعداد میں تین سے دس تک یا تین سے پندرہ تک یا تین سے بیس تک یا تین سے تیس تک یا دو سے نو تک ہوں۔

بنی کنانہ کے کچھ لوگوں سے قصی نے اس باب میں گفتگو کی اور مکہ سے قبائل خزاعہ اور بنی بکر کے اخراج کی انہیں دعوت دے کر کہا۔
اس منصب کے لئے ان سے زیادہ شایان وسزاوار ہم لوگ ہیں۔
ان کی بات لوگوں نے مان لی اور اس تجویز میں انہیں کے متبع ہو گئے۔

قصی نے اپنے ماں جائے بھائی رزاح بن ربیعہ بن حرام العذری کو بھی خط لکھ کے استمداد کے لئے دعوت دی' رزاح خود بھی مدد کو نکلے اور ان کے بھائی (باپ کی صلبی اولاد) حُنّ ومحمود وجلہمہ بھی انہیں کے ساتھ ہو لئے۔ اتباع میں قضاعہ کے اور لوگ بھی ہمراہ چلے۔ اور مکے پہنچ گئے۔

قبیلۂ صرفہ کے لوگ کہ غوث بن مُرّ کی اولاد میں تھے۔ عرفات سے لوگوں کو ہٹا دیا کرتے تھے۔ جب تک ان میں سے کوئی فرد پہلے رمی جمار نہ کر لیتا لوگ یہ نسک ادا نہ کر سکتے۔ پہلے سال تو یہی قاعدہ رہا۔ لیکن جب دوسرے سال قبیلۂ صرفہ نے (ایام حج میں) اسی ضابطہ مستمرہ پر عمل کیا تو قصی اپنی قوم قریش وکنانہ وقضاعہ کی جمعیت ساتھ لے کے عقبہ کے پاس پہنچے اور قبیلہ صرفہ سے کہا کہ تم سے زیادہ ہم اس کے مستحق ہیں۔ صرفہ نے انکار کیا تو باہم اس قدر جنگ ہوئی کہ محاربین صرفہ کو آخرکار ہزیمت اُٹھانی پڑی۔ رزاح نے (یہ دیکھ کے کہ مخالفین کا زور ٹوٹ گیا ہے) قصی سے فرمائش کی کہ لوگوں کو رمی جمار کر کے گزر جانے کی اجازت دو۔ قصی نے اجازت دے دی اور جو کچھ مخالفین کے ہاتھ میں تھا' سب پر غالب آ گئے (متصرف ہو گئے)۔ اسی زمانہ میں افاضہ[1] آج تک (بعہد مؤلف) قصی کی ہی اولاد میں ہے۔

اس ہزیمت سے خزاعہ اور بنی بکر کو ندامت وخجالت دامن گیر ہوئی قصی سے وہ الگ ہو گئے۔ یہ دیکھ کر قصی نے پھران کے ساتھ جنگ کی تیاری کی۔ ابطح میں بڑے معرکہ کا رَن پڑا فریقین میں بہتیرے قتل ہوئے آخر مصالحت کی جانب مائل ہوئے اور یعمر بن عوف بن کعب بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کو حکم ٹھہرایا۔ یعمر نے یہ فیصلہ کیا کہ تولیت خانہ کعبہ وحکومت مکہ کے لئے خزاعہ سے قصی بن کلاب اولیٰ ہیں۔

قصی نے خزاعہ وبنی بکر کے جو خون کئے ہیں وہ سب میرے قدموں تلے پامال ہیں۔ یعنی ان کا کوئی خون بہا نہیں۔
(۲) خزاعہ وبنی بکر نے قریش وبنی کنانہ کے جو خون کئے ہیں ان کا خون بہا دینا ہوگا۔
(۳) قصی کے لئے تولیت خانہ کعبہ وحکومت مکہ خالی کر دی جائے۔
اسی دِن سے یعمر کا نام یعمر الشداخ پڑا کہ اپنے فیصلے سے تمام خون شدخ کر دیئے۔[2]

---

1. افاضہ سے طواف افاضہ مراد ہے۔
2. شدخ اصل میں توڑنے کو کہتے ہیں۔ مراد معنی خون کا کوئی معاوضہ ودیت قرار نہ دینا ہدر کر دینا' شداخ اسم مبالغہ جس میں یہ صفت نہایت مبالغہ کے ساتھ پائی جاتی ہو۔

قریش کی وجہ تسمیہ اور پس منظر

مقداد رضی اللہ عنہ (بن الاسود) کہتے ہیں: جب قصی کو فراغت حاصل ہوئی اور خزاعہ اور بنی بکر مکے سے نکالے جا چکے تو قریش ان کے پاس مجتمع ہوئے اور اسی دن سے اس اجتماعی حالت کی بناء پر یہ لوگ قریش کے نام سے موسوم کئے گئے۔ تقرّش (جس سے لفظ قریش نکلا ہے اس) کے معنی بھی تجمع (اجتماع) ہی کے ہیں۔

قصی کے معاملات مستقر مستقیم ہو لئے تو ان کے ماں جائے بھائی رزاح بن ربیعہ العذری اپنی برادری والوں کے ساتھ کہ تین سو کی تعداد میں تھے اپنے علاقہ میں واپس گئے رزاح اور حُن قصی سے ملا کرتے تھے۔ حج کے موسم میں مکے آیا کرتے تھے۔ انہیں کے ساتھ رہتے تھے انہیں کے گھر ٹھہرتے تھے اور دیکھتے تھے کہ قریش وعرب ان کی کیسی تعظیم کرتے تھے۔ قصی بھی رزاح اور حن کی بزرگداشت مرعی رکھتے تھے اور انہیں صلہ دیا کرتے تھے۔ قریش کے پیش نہاد بھی ان کا اجلال واکرام تھا۔ کیونکہ جنگ خزاعہ وبکر میں قریش کو ان سے مدد ملی تھی۔ اس آزمائش میں وہ پورے اترے تھے اور حق استقامت ادا کیا تھا۔

ہشام بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قریش کی وجہ تسمیہ فقط یہ ہے کہ فہر کے تینوں بیٹوں میں دو تو ایک ماں سے تھے اور ایک بیٹا دوسری ماں سے تھا۔ یہ سب جدا جدا ہو کے تہامۂ مکہ میں الگ الگ فروکش ہوئے‘ کچھ زمانے تک تو یہی حال رہا۔ مگر پھر کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ باہم مجتمع ہو گئے۔ مل جل گئے۔ بنی بکر نے اس پر کہا:

لقد تقرش بنو جندلة.[1]

''جندلہ کی اولاد نے تو پھر تقرش یعنی اجتماع کر لیا''۔

بت پرستی کا آغاز

قبیلۂ مضر کا پہلا شخص جو مکے میں فروکش ہوا وہ خزیمہ بن مدرکہ تھا‘ یہی وہ شخص ہے جس نے پہلے پہل ہبل (بت) اس کی جگہ منصوب کیا تھا۔ اور اسی بنا پر اس بت کو صنم خزیمہ (یعنی خزیمہ کا بت) کہتے تھے۔

خزیمہ کی اولاد مکہ ہی میں رہ پڑی اور اس وقت تک مقیم رہی کہ فہر بن مالک اس کے وارث ہوئے۔ اس زمانے میں بنی اسد و بنی کنانہ کے جو لوگ مکہ میں تھے سب کے سب نکل گئے اور وہاں جا کے آباد ہوئے جہاں آج تک (بعہد مصنف) ان کے منازل ومساکن موجود ہیں۔

---

[1] جندلہ کی اولاد سے فہر بن مالک ہی کی اولاد مراد ہے کیونکہ انہیں کی بیوی کا نام جندلہ بنت عامر بن الحارث یا جندلہ بنت الحارث تھا۔ اہل عرب میں طریق خطاب یہ بھی تھا کہ محل استجاب میں بجائے نسبت اُبُوّت کے نسبت اُمُوّمت درمیان میں لاتے تھے۔

اولاد قصی بن کلاب

محمد بن السائب کہتے ہیں کہ قصی کی تمام اولاد ان کی بیوی حُبّی بن حُلیل سے ہے۔

لڑکے:

- عبدالدار بن قصی جو ان کے پہلے بیٹے تھے۔
- عبدمناف بن قصی جن کا نام مغیرہ تھا۔
- عبدالعزیٰ بن قصی۔
- عبد بن قصی۔

لڑکیاں:

- تخمر بنت قصی۔
- برّہ بنت قصی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: قصی کہا کرتے تھے کہ میرے چار لڑکے ہیں جن میں دو کے نام تو میں نے اپنے معبود کے نام پر رکھے ہیں ایک کو اپنے گھر کی نسبت سے اور ایک کو خاص اپنے سے موسوم کیا ہے۔ اسی بنا پر عبد بن قصی کو عبد قصّی کہتے تھے۔ جن دو لڑکوں کو اپنے معبود سے نامزد کیا تھا وہ عبدمناف و عبدالعزیٰ تھے۔ اور عبدالدار[1] کا سبب تسمیہ دار یعنی گھر تھا۔

دارالندوہ (مجلس شوریٰ قریش)

محمد عمر والاسلمی نے دو طریقوں سے روایت کی ہے' ایک روایت تو عبداللہ بن جعفر الزہری سے ہے جنہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ کی کتاب سے بحوالہ محمد بن جبیر بن مُطعِم یہ خبر دی ہے۔ دوسری روایت محمد بن السائب سے ہے جو ابوصالح کے واسطے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بیان کرتے ہیں۔ ان دونوں روایتوں میں بالاتفاق کہا گیا ہے کہ کعب بن لوی کے پہلے فرزند قصی بن کلاب ہی ہیں جن کو ملک و مملکت حاصل ہوئی اور قوم نے بھی ان کی اطاعت کی' وہ اہل مکہ میں ایسے مانے ہوئے شریف تھے کہ کسی کو ان کی شرافت و عظمت میں مجال نزاع نہ تھی۔ قصی نے دارالندوہ تعمیر کر کے اس کا دروازہ بیت اللہ کی جانب رکھا۔ یہی دارالندوہ ہے جس میں قریش کے تمام معاملات فیصل ہوتے تھے' نکاح یا جنگ یا اُمور پیش آمدہ میں مشورہ۔ سب کا محل یہی تھا۔ حتیٰ کہ

① جب لڑکی بالغ ہوتی اور قمیص پہننے کے سن کو پہنچتی تو اس کا قمیص وہیں چاک کیا جاتا اور پھر وہیں سے اپنے گھر والوں میں

---

[1] عربی میں گھر کو دار کہتے ہیں' بشرطیکہ وسیع ہو اور اس پر عمارت کا اطلاق ہو سکے' ورنہ معمولی مکان کو بیت کہتے ہیں۔

پہنچائی جاتی۔

② علم جنگ خواہ اپنے لئے ہو یا کسی دوسری جماعت کے لئے، دار الندوہ ہی میں گاڑا جاتا جو قصی کا خاص کام تھا۔

③ لڑکے کا ختنہ ہوتا تو دار الندوہ ہی میں ہوتا۔

④ قریش کا کوئی قافلہ نکلتا تو وہیں سے ہو کے نکلتا۔

⑤ قصی کے بزرگداشت، برکت صلاح اخذ کرنے، اور ان کے فضل و شرف کا اعتراف کرنے کے لئے سفر سے واپس آتے تو پہلے دار الندوہ ہی میں اُترتے۔

جس طرح کسی مذہب کی پیروی کی جاتی ہے اہل مکہ اسی طرح قصی کے حکم کی پیروی کرتے۔ زندگی تو زندگی، قصی کے مر جانے کے بعد انہیں کے حکم پر عمل ہوتا۔

قصی بن کلاب کے اختیارات

① حجابت (خانہ کعبہ کی پردہ براری یا دربانی کہ جسے چاہیں اندر جانے دیں اور جسے چاہیں نہ جانے دیں)۔

② سقایہ (حاجیوں کو پانی پلانا)۔

③ رفادہ (حاجیوں کو کھانا کھلانے کا انتظام)۔

④ لواء (علمِ جنگ بلند کرنا)۔

⑤ ندوہ (مجلس شوریٰ یا ایوان حکومت)۔

⑥ حکومت مکہ۔ یہ سارے اختیارات قصّی کے ہاتھ میں تھے۔

⑦ اہل مکہ کے علاوہ جو لوگ مکہ میں داخل ہوتے قصی ان سب سے عُشر (محصول دہ یک) لیا کرتے۔

دار الندوہ کی وجہ تسمیہ

دار الندوہ کا سبب تسمیہ فقط یہ ہے کہ یہ قریش کا منتدیٰ یعنی محل اجتماع تھا۔ نیک و بد خیر و شر، کوئی معاملہ ہو سب کے لیے وہیں جمع ہوتے (ندوہ کا ماخذ ندیٰ ہے) اور ندیٰ مجمع قوم کو کہتے ہیں، جب وہ مجتمع ہوں تو اسی مناسبت سے ان کے دار الاجتماع کو ندوہ یا دار الندوہ کہیں گے۔

آبادی مکہ

قصی نے مکہ کے مختلف حصہ کر کے اپنی قوم میں تقسیم کر دیے اور ان منازل و مقامات میں قریش کی جماعتیں آباد کیں جہاں وہ اب (بعہد مصنف) ہیں۔ مکے میں عضاہ اور سلم کے درخت بکثرت تھے، حرم کے اندر ان کے کاٹنے سے قریش پر ہیبت

طاری ہوئی تو قصی نے خود ان کے کاٹنے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ یہ تو محض اپنے مکانات و محلات اور راستوں کے لئے تم کاٹتے ہو جو خرابی چاہے اس پر خدا کی لعنت۔

یہ کہہ کر اپنے ہاتھ سے درخت کاٹے اور ان کے اعوان و انصار نے بھی کاٹنے شروع کیے تو قریش نے بھی ہاتھ لگایا اور سب کاٹ ڈالے۔

مُجمِّع (قصی کا خطاب)

قریش نے قصی کو مجمع (جمع کرنے والے) کے لقب سے ملقب کیا' کیونکہ انہیں کی بدولت قریش کو جمعیت نصیب ہوئی تھی۔ (اسی بناء پر) ان سے اور ان کے حکم سے برکت حاصل کرتے تھے ان کا اعزاز و اکرام کرتے تھے اور انہیں اپنا مالک و حکمران بنا رکھا تھا۔

قصی نے قریش کی جماعتیں ابطح [1] میں لا بسائیں۔ اسی لئے یہ سب قریش البطاح کے نام سے موسوم ہوئے۔

قبائل بنی معیص بن عامر بن لوی و بنی تیم الادرم بن غالب بن فہر۔ و بنی محارب بن فہر و بنی حارث بن فہر ظہر مکہ یعنی اس کے بالائی حصے میں مقیم رہے۔ یہی لوگ ظواہر [2] ہیں۔ کیونکہ قصی کے ساتھ یہ ابطح میں نہیں اُترے تھے۔ البتہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح کا گروہ کہ بن حارث بن فہر سے تھا ابطح میں فروکش ہوا۔ لہٰذا یہ لوگ مطیبین [3] اہل ابطاح کے ساتھ شمار ہوتے تھے۔

ایک شاعر جس سے مراد ذکوان ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا آزاد غلام تھا اور ضحاک بن قیس الفہری نے اس کو مارا تھا۔ کہتا ہے:

فلو شهدتني من قريشٍ عصابة قريش ابطاح لا قريش الظواهر

''اے کاش قریش کی ایک جماعت میرے سامنے ہوتی مگر یہ جماعت قریش بطاح کی ہوتی قریش ظواہر کی نہ ہوتی''۔

ابو كم قصى كان يُدْعي مجمّعا به جَمَّعَ اللّٰه القبائل من فهر

''تمہارے ہی باپ قصی بن کلاب کہے جاتے تھے انہیں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قبائل فہر مجتمع و یکجا کر دیئے''۔

غرض کہ قریش کے جمع کر دینے کے باعث قصی مجمع کہے گئے۔ اور قریش کا نام بھی قصی ہی کی بدولت قریش پڑا۔ ورنہ اس سے پہلے ان کو بنی النضر یا اولاد نضر کہتے تھے۔

---

1. ابطح 'بطحاء' بطاح: وہ فراخ وسیع وادی جس میں ریت اور کنکریاں ہوں۔
2. قریش الظواہر: جو مکے کے بالائی حصوں میں مقیم تھے۔ قریش البطاح: جو مکے کے اندر فروکش ہوئے۔
3. فرزندان عبد مناف و بنی عبدالدار میں کہ یہ سب قصی کی اولاد تھے' حجابہ و رفادہ لواء سقایہ کے متعلق منازعہ تھا۔ جسے طے کرنے کے لئے ایک جماعت آمادہ ہوئی تھی اور اسی جماعت کا نام مطیبین پڑا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے انہیں لوگوں کے پڑوس میں آباد ہوئے تھے۔

قصی کے لئے لقب قریشی

سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے محمد بن جبیر سے دریافت کیا کہ ''قریش کا نام قریش کب پڑا''۔

محمد نے جواب دیا: قریش کا نام قریش اس وقت پڑا جب یہ لوگ تفریق و پراگندگی کے بعد مجتمع ہوئے۔ اسی اجتماع کا نام تقرش (یعنی قرشیت یا قریشیت) ہے۔ عبدالمطلب نے کہا: میں نے یہ بات تو نہیں سنی البتہ یہ سنی ہے کہ قصی کو قریشی کہتے تھے اور اس سے پہلے قریش کا نام نہیں پڑا تھا۔

ابوسلمہؓ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: قصی جب حرم میں فروکش ہو کے غالب آ چکے تو اچھے اچھے کام کئے۔ لہٰذا اُنہیں قریشی کہا گیا۔ اس نام سے پہلے پہل وہی موسوم ہوئے۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابوجہم کہتے ہیں: ''قریش کے نام سے نظر بن کنانہ موسوم ہوئے تھے''۔

تحمس (شریعت ابراہیمی میں تبدیلیاں)

یعقوب بن عتبہ الاخنسی کہتے ہیں: قریش و کنانہ وخزاعہ اور بقیہ اہل عرب کے وہ تمام لوگ جو قریش کے سلسلۂ اولاد میں داخل تھے۔ یہ سب کے سب حُمس یعنی محمس ومتشدّد وسخت گیر اور پابندی رسوم کے متعلق اپنے اوپر سخت تشدد کرنے والے تھے۔

یہی روایت محمد بن عمر نے بھی کی ہے۔ مگر سند دوسری ہے۔ جس میں اتنا اضافہ ہے کہ قریش کے سلسلہ اولاد والے یا قریش کے حلیف بھی (یعنی وہ قبائل جو قریشیوں کے ساتھ پیمان رفاقت باندھتے تھے) متحمس تھے۔

محمد بن عمر کہتے ہیں: تحمس وہ چیزیں تھیں جو ان لوگوں نے دین میں ایجاد کی تھیں۔ ان محدثات پر وہ تحمس یعنی تشدد کرتے تھے۔ کہ سختی سے اپنے آپ کو ان کا پابند بنا رکھا تھا۔

① حج کر لیتے تو حرم سے باہر نہ نکلتے۔ اس بنا پر حق تک پہنچنے سے قاصر رہتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کے لئے جو شریعت قرار دی تھی وہ عرفات پر وقوف کی شرط تھی کہ وہ من جملہ حل[1] ہے۔

② گھی کو (موسم حج میں) پکا کے صاف نہیں کرتے تھے (اور ایسا کرنا حرام جانتے تھے)۔

③ بالوں کے چتر (چھتریا چھوٹے شامیانے یا مختصر سائبان) نہیں بنتے تھے (یا نہیں بناتے تھے)۔

④ خود یہ لوگ اویم (کیمخت) کے سرخ رنگ کے چتّے (یعنی چھوٹے چھوٹے شامیانے) نصب کر کے (ایام حج میں) رہتے اور مذہباً ایسا کرنا ضروری سمجھتے تھے۔

---

[1] حل: مقام بیرون حرم۔

⑤ جو حاجی باہر سے آتا تو اس پر لازم تھا کہ کپڑے پہنے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کرے لیکن یہ پابندی اس شرط کے ساتھ تھی کہ ہنوز عرفات میں نہ گیا ہو۔

⑥ عرفات سے واپس آتے تو برہنہ ہو کے خانہ کعبہ کا طواف افاضہ کرتے یا پہنتے بھی تو دو احمسی[1] کپڑے پہنتے۔

⑦ اگر کوئی اپنے دو کپڑے پہنے ہوئے طواف کرتا تو پھر ان کپڑوں کا پہننا اس کے لئے حلال نہ ہوتا۔

مزدلفہ میں آگ روشن کرنے کی رسم

محمد بن عمر کہتے ہیں: قصی جس وقت مزدلفہ میں ٹھہرے تو وہاں آگ جلانے کی رسم نکالی کہ عرفات سے جو آ رہا ہو وہ اس روشنی کو دیکھے۔ اس رسم کے مطابق ہمیشہ یہ آگ اسی شب میں یعنی شب اجتماع عرفات (حج کی رات) میں روشن رہا کرتی' جاہلیت میں یہی دستور (آخر تک) تھا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کے عہد میں بھی ہوا کی۔

محمد بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ روشنی اب (یعنی تا بہ عہداری) ہوتی ہے۔

حاجیوں کی خدمت

قصی نے قریش پر سقایہ ورفادہ (یعنی حاجیوں کو پانی پلانا اور کھانا کھلانا لازم قرار دے کے ان سے خطاب کیا): اے جماعت قریش! تم اللہ تعالیٰ کے زیر پناہ ہو' پڑوسی ہو' خانہ خدا والے ہو' اہل حرم ہو' حاجی اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں' اس کے گھر کے زائر ہیں' اور تمام مہمانوں سے زیادہ مستحق کرامت ہیں۔ لہٰذا تم بھی ان کے لئے حج کے دِنوں میں کھانے پینے کا انتظام کردو' اور یہ انتظام اس وقت تک کے لئے ہو کہ وہ تمہارے ہاں سے رُخصت ہو جائیں۔

حاجیوں کی آسائش کے لئے قریش ہر سال اپنے مال دولت میں سے کچھ مقدار نکال کے قصی کے سپرد کر دیا کرتے تھے جو مِنیٰ کے دِنوں میں اور مکے میں لوگوں کو اسی آمدنی سے کھانا کھلواتے' اور پانی کے لئے حوض تیار کرواتے جن سے مکے مِنیٰ وعرفات میں لوگ سیراب ہوتے۔ جاہلیت میں ہمیشہ یہ دستور جاری رہا اور قصی کی قوم اس پر عامل رہی۔ تا آنکہ اسلام آیا اور اسلام میں بھی آج تک (یعنی تا بعہد مصنف) یہی طریقہ جاری ہے۔

---

[1] احمس انہیں لوگوں کو کہتے ہیں۔ بضرورت دو کپڑے پہن کے طواف کرنے کی رسم بھی انہیں نے نکالی تھی۔ لہٰذا ان کپڑوں کو بھی انہیں سے منسوب کر کے احمسی کپڑے کہتے تھے۔ ان رسوم کے اختیار کرنے کا سبب ان کی رائے میں خانہ کعبہ کا ادب واحترام تھا۔ انہیں رسوم تعظیمی کی شہادت دینے کے لئے عربی زبان میں لفظ حُمست بوزن ومعنی حرمت یعنی اکرام واحترام آج تک چلا آتا ہے۔

عبدالدّار

قصی جب بوڑھے ضعیف ہوئے تو عبدالدار سے کہ ان کے پہلے لڑکے اور اکبر اولاد تھے۔ مگر ضعیف واقع ہوئے تھے حتیٰ کہ ان کے چھوٹے بھائی ان پر بالا رہے تھے' یہ کہا کہ بیٹا! خدا کی قسم یہ لوگ اگر چہ تجھ پر بالا ہیں مگر میں تجھے ان لوگوں کے ساتھ ملائے دیتا ہوں (برابر کئے دیتا ہوں):

① ان میں سے کوئی شخص خانہ کعبہ میں اس وقت تک داخل نہ ہو سکے گا تو دروازہ کھولے اور اسے اندر جانے دے۔
② قریش کوئی علم جنگ بلند نہ کر سکیں گے جب تک کہ تو اپنے ہاتھ سے بلند نہ کرے۔
③ مکے میں جب کوئی پانی پئے گا تیرے پلائے پئے گا۔
④ موسم حج میں جو کوئی کھانا کھائے گا' تیرے کھانے میں سے کھائے گا۔
⑤ قریش اپنے جس کام کا فیصلہ کرنا چاہیں گے' تیرے ہی گھر میں کریں گے۔

یہ کہہ کے قصی نے عبدالدار کو ❶ دارالندوہ ❷ خانہ کعبہ کی حجابت ❸ لواء ❹ سقایت ❺ رفادت دے دی اور یہ تخصیص اس لئے کی کہ دوسرے بھائیوں کے برابر ہو جائے۔

قصی کی وفات

قصی نے انتقال کیا تو مقام حجون میں دفن ہوئے۔ اس حادثے میں ان کی بیٹی تخمرہ اپنے باپ کے مرثیے میں کہتی ہیں:

طرق النَّعِيُّ بُعَيد لوم الهجّد فنعى قصيا ذا النّدى والسُّوده

''سونے والے شب میں سو رہے تھے کہ کچھ ہی دیر کے بعد موت کی خبر دینے والے نے دروازہ کھٹکھٹایا اور قصی کی خبر مرگ سنائی جو کریم تھے' سخی تھے اور سردار اور رہبر قوم تھے''۔

فنعى المهذب من لُويٍ كلها فانهلَّ دمعى كالجمان العفرد

''اس نے ایسے شخص کی خبر مرگ سنائی جو تمام خاندان لوی میں سب سے زیادہ مہذب تھا یہ سن کے میرے آنسو چلنے لگے جیسے موتی یا موتی کی ایک لڑی بکھر جائے''۔

فأُرِقتُ من حزنٍ وهمٍّ داخل اوق السليم[1] لوجده المتفقّد

''اس اندرونی رنج وغم سے میری نیند اچٹ گئی (جاتی رہی) جیسے بے قراری کے باعث سانپ ڈسے ہوئے کی حالت ہوتی ہے''۔

---

[1] سلیم اور مسلوم اس شخص کو کہتے ہیں جسے سانپ نے ڈسا یا بچھو نے ڈنک مارا ہو۔

عبد مناف

محمد بن السائب کہتے ہیں: قصی کے انتقال کرنے پر عبد مناف بن قصی ان کے قائم مقام ہوئے۔ قریش کے تمام اُمور انہیں کے ہاتھ میں تھے۔ قصی نے اپنی قوم کے لئے جن محلات کی داغ بیل ڈالی تھی عبد مناف نے ان کے علاوہ دوسرے محلات کی داغ بیل بھی ڈالی یہ عبد مناف ہی کی خصوصیت تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جب آیت ﴿ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ ''اپنے خاندان کے قریب ترین لوگوں کو خدا کے خوف سے ڈراؤ'' نازل فرمائی تو آنحضرت ﷺ نے مخصوص خاندان عبد مناف ہی کو انذار فرمایا یعنی سطوت خداوندی سے ڈرایا۔

ابن عباس کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت ﴿ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ نازل فرمائی تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام مروہ پر چڑھ گئے اور وہاں سے آواز دی یا آل فھر (اے خاندان فہر کے لوگو! کہاں ہو)۔ آواز دیتے ہی تمام قریش حاضر ہو گئے۔

ابولہب بن عبد المطلب نے کہا: اولاد فہر یہ تیرے سامنے ہے جو کہنا ہو کہہ۔ آنحضرت (سلام اللہ علیہ و برکاتہ) نے فرمایا: یا آل غالب۔ اس آواز پر حارث ومحارب فرزندان فہر کی اولاد واپس گئی۔

آنحضرت (علیہ التحیات) نے فرمایا: یا آل لوی بن غالب۔ اس آواز پر تیم الادرم بن غالب کی اولاد واپس گئی۔

آنحضرت (صلوات اللہ علیہ) نے فرمایا: یا آل کعب بن لوی۔ اس آواز پر عامر بن لوی کی اولاد واپس گئی۔

آنحضرت (علیہ السلام) نے فرمایا: یا آل مرۃ بن کعب۔ اس آواز پر عدی بن کعب کی اولاد اور سہم و جمح ابنائے عمرو بن ہصیص بن کعب کی اولاد واپس گئی۔

آنحضرت (ﷺ) نے فرمایا: یا آل کلاب بن مُرّۃ۔ اس آواز پر مخزوم بن یقظہ بن مرّہ اور تیم بن مرّہ کی اولاد واپس گئی۔

آنحضرت (بارک اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: یا آل قصّی۔ اس آواز پر عبد الدار بن قصّی کی اولاد اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کی اولاد اور عبد بن قصّی کی اولاد واپس گئی۔

ان سب کے چلے جانے پر ابولہب نے (آنحضرت ﷺ) سے کہا: یہ فرزندان عبد مناف تیرے سامنے ہیں اب جو کہنا ہو کہہ۔

اقرباء کو توحید کی دعوت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انّ الله قد امرنی انّ انذر عشیرتی الاقربین، و انتم الاقربون من قریش، و انی لا املك لكم من الله حظا و لا من الاٰخرة نصيباً الا ان تقولوا لا اله الا الله فاشهد بها لكم عند ربّكم و تدين لكم بها

العرب و تذلّ لکم بها العجم.

''یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے قریب ترین خاندان والوں کو ڈراؤں' قریش میں قریب ترین تمہیں لوگ ہو' میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہ کسی حصے کا مالک بنا سکتا ہوں نہ آخرت سے کوئی حصہ دلا سکتا ہوں۔ بجز اس صورت کے کہ تم کہو لا الٰہ الا اللہ اس صورت میں''۔

ابولہب کا انجام

① میں تمہارے پروردگار کے روبرو تمہارے حق میں شہادت دوں گا۔
② تمام عرب تمہارا ہی دین اختیار کرے گا اور تمہارے ہی طریقہ کی پیروی کرے گا۔
③ اس کے کہنے پر تمام عجم تمہارا تابع و مطیع ہو جائے گا۔

ابولہب نے یہ سن کر کہا:

تبالك فلهذا دعوتنا؟

''تو خسارے میں رہے کیا اسی لئے تو نے ہم لوگوں کو بلایا تھا؟''

اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ﴿ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ ﴾ نازل فرمایا۔ کہتا ہے ﴿ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ ﴾ یعنی خسرت یدا ابی لھب (ابولہب کے دونوں ہاتھ خسارے میں رہے)۔ مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر ﷺ! تو خسارے میں نہیں رہا۔ وہ خود ہی خائب و خاسر ہوا۔ کیونکہ انکار توحید کا آخری نتیجہ خسران ہی ہوا کرتا ہے۔

اولادِ عبد مناف

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی:

عبد مناف کے چھ لڑکے اور چھ لڑکیاں ہوئیں۔

① مطلب بن عبد مناف۔ یہ سب سے بڑے لڑکے تھے۔ انہیں نے قریش کے لئے نجاشی (حکمران حبشہ) سے تجارتی معاہدہ کیا تھا کہ قریش اس کے ملک میں تجارت کر سکیں۔
② ہاشم بن عبد مناف۔ ان کا نام عمرو تھا' انہوں نے ہرقل (فرمانروائے قلمرو شام و روم) سے پیمان و عہد لیا تھا کہ قریش امن و حفاظت کے ساتھ شام میں سفر تجارت کر سکیں۔
③ عبد شمس بن عبد مناف۔
④ الف: تماضر بنت عبد مناف۔
⑤ ب: حنہ بنت عبد مناف۔

(۶) ج: قلابہ بنت عبد مناف۔

(۷) د: برہ بنت عبد مناف۔

(۸) ھ: ہالہ بنت عبد مناف۔

ان پانچوں بہنوں اور ان کے تینوں بھائیوں یعنی آٹھ کے آٹھوں کی ماں عاتکہ کبریٰ تھیں' بنت مرّہ بن ہلال بن فالج بن ثعلبہ بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن صعیلان بن مضر۔

(۹) نوفل بن عبد مناف۔ کسریٰ (بادشاہ ایران) سے انہیں نے اجازت نامہ حاصل کیا تھا کہ قریش' عراق میں سفر تجارت کر سکیں۔

(۱۰) ابو عمرو بن عبد مناف۔

(۱۱) ابو عبیدہ بن عبد مناف۔ یہ خود بھی انتقال کر گئے۔ اور نسل بھی نہ چلی۔ ان تینوں بھائیوں کی ماں واقدہ تھیں بنت ابو عدی کہ ان کا نام عامر تھا' بن عبد لہم بن زید۔

(۱۲) و: زیطہ بنت عبد مناف' ہلال بن مُعَیط کہ بنی کنانہ بن خزیمہ سے ان کی اولاد انہیں کے بطن سے تھی (یعنی زیطہ ہلال بن معیط کی منکوحہ تھیں) زیطہ کی ماں ثقفیہ تھیں یعنی ان کا نام بھی یہی تھا۔

ہاشم

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہاشم کا نام عمرو تھا' ایلاف قریش یعنی قریش کا ادب وطریقہ انہیں سے منسوب ہے (اس ایلاف یا داب قریش کی تشریح ملاحظہ ہو)۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ سال میں دو مرتبہ قریش کے لئے (بغرض تجارت) سفر کے طریقے نکالے۔

ایک سفر تو جاڑوں میں کرتے تھے (یعنی رحلۃ الشتاء) جس میں یمن وحبشہ تک جاتے' حبشہ میں اس کے فرمانروا نجاشی کے پاس پہنچتے جو ان کی بزرگداشت کرتا اور انہیں عطیات دیتا۔

دوسرا سفر گرمیوں کا تھا (رحلۃ الصیف) جس میں شام تک جاتے' غزہ تک پہنچتے' کبھی کبھی انقرہ تک (واقع اناطول-روم- جسے عوام آج تک انگورہ کہتے ہیں) پہنچ جاتے۔ قیصر روم کی پیش گاہ در آتے جو ان کی بزرگداشت کرتا اور انہیں عطیات دیتا۔

ہاشم کی وجہ تسمیہ

ایک مرتبہ قریش پر چند ایسی خشک سالیاں گزریں ایسے ایسے قحط پڑے کہ مال و دولت سب کچھ جاتا رہا۔ انہیں دنوں ہاشم نے شام کا سفر کیا۔ وہاں پہنچ کر بہت سی روٹیاں پکوائیں جب تیار ہو گئیں تو بوریوں اور تھیلیوں میں بھر کے اونٹوں پر بار کرالیں' واپسی میں' جب مکے پہنچے تو ان روٹیوں کو ہشم[1] یعنی توڑ توڑ کے ثرید بنالی (وہ اونٹ جن پر روٹیاں بار تھیں) ذبح کر ڈالے'

---

[1] ہشم یعنی توڑنا' روٹی توڑنا۔ ہاشم: توڑنے والا۔

باورچیوں کوحکم دیا انہوں نے گوشت پکایا۔ جب تیار ہو گیا تو دیگیں صحنکوں میں اُلٹ دیں مکے والوں کو سیر شکم کھانا کھلایا۔ قحط کے بعد جس کی مصیبت میں لوگ مبتلا تھے' یہ پہلی بارش (ارزانی وفراخی تھی) 'اسی باعث ان کا نام ہاشم پڑا۔ عبداللہ بن الزِّبَعری اس باب میں کہتے ہیں:

عَمْرُ و العُلیٰ هَشَمَ الثَّرِید لقَومِهٖ   وَ رِجَالُ مَكَّةَ مسنتون عِجاف

''بلند مرتبہ عمرو نے اپنی قوم کے لئے روٹیاں توڑ کے ثرید تیار کی' یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ مکے کے لوگ قحط زدہ لاغر ہو رہے تھے''۔

معروف بن خرّبوذ مکی سے خاندان عدی بن الخیار بن عدی نوفل بن عبدمناف کے ایک شخص نے اپنے باپ کے حوالے سے روایت کی کہ وہ وہب بن عبد قصی نے بھی اس باب میں اشعار کہے تھے۔

تحملَ هاشمٌ ما ضاق عنه   واعیٰی ان یقوم بہٖ ابن بیض

''ہاشم نے وہ بوجھ اُٹھالیا جس کے برداشت کرنے اور اسے اُٹھا کے کھڑے ہونے سے شریف انسان تنگ آ گئے' تھک گئے''۔

اتاهم بالغرائر مُتَّافاتٍ   من ارض الشام بالبُرّ النضیض

''لوگوں کے لئے وہ ملک شام سے عمدہ صاف گیہوں کی بوریاں بھر بھر کے لائے جن کے سب ہی مشتاق ہوتے ہیں''۔

فادمع اهل مَكّة من هَشِیْمَ   و شاب الخبز باللحم الغریض

''انہوں نے بڑی وسعت وفراخی کے ساتھ روٹیاں توڑ توڑ کے مکہ والوں کو پیش کیں اور فربہ گوشت سے تر وتازہ کر دیا''۔

فظلّ القومُ بین مکللاهتٍ   من الشیزاء حائرها یقیض

''سب لوگوں نے لکڑی کے ان پیالوں پر ہاتھ مارا جو بھرے ہوئے تھے لبریز تھے اور ان کے کنارے چھلک رہے تھے''۔

بنی ہاشم و بنی امیہ میں مخاصمت کی ابتداء

اُمیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی کو (بربنائے واقعہ مذکورہ ہاشم پر حسد ہوا' وہ مالدار تھے' لہٰذا جو ہاشم نے کیا تھا بتکلّف وہی خود بھی کرنا چاہا مگر نہ کر سکے اور عاجز آ گئے۔ قریش کے کچھ لوگوں نے اس پر شماتت کی تو اُمیہ کو غصہ آ گیا' ہاشم کو برا بھلا

کہنے لگے اور انہیں منافرہ [1] کی دعوت دی۔

ہاشم نے اپنی عمر و قدر و منزلت کا خیال کر کے مناضرہ ناپسند کیا مگر قریش نے نہ چھوڑا۔ اور ان کو محفوظ کر لیا۔ (ناچار) ہاشم نے اُمیہ سے کہا کہ میں تیرے ساتھ اس شرط سے مناضرہ کرتا ہوں کہ اگر تو مغلوب ہو تو سیاہ آنکھوں کی پچاس اونٹنیاں بطن مکہ میں تجھے ذبح کرنے کے لئے دینی ہوں گی اور دس برس کے لئے مکہ سے جلاوطن ہونا پڑے گا۔ اُمیہ نے یہ شرط منظور کر لی۔ مناضرہ ہوا' بنی خزاعہ کے کاہن کو دونوں نے حکم بنایا۔ جس نے ہاشم کے حق میں فیصلہ کیا۔ ہاشم نے اُمیہ سے وہ مشروط اونٹ لے لئے۔ ذبح کئے اور حاضرین کی ضیافت کی۔ اُمیہ ملک شام میں نکل گئے اور وہاں دس برس تک مقیم رہے۔

یہ پہلی عداوت تھی جو ہاشم و اُمیہ کے قبائل میں واقع ہوئی۔

طلبِ حکومت

علی بن یزید بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قصی نے عبدالدار کو جو کچھ دیا تھا' یعنی حجابہ ولواء ورفادہ وسقایہ وندوہ' فرزندان عبدمناف یعنی ہاشم وعبدشمس ومطلب ونوفل نے اتفاق کر کے اولاد عبدالدار کے ہاتھوں سے نکال لینا چاہا۔ کیونکہ ان مناصب کے لئے فرزندان عبدالدار سے کہیں زیادہ وہ اپنے آپ کو مستحق سمجھتے تھے کہ فرزندان عبدالدار پر ان کو شرف بھی حاصل تھا اور قوم میں بھی ان کی عظمت و بزرگی مسلّم تھی۔

اس معاملہ کے مدبر و کارپرداز ہاشم بن عبدمناف تھے۔

بنی عبدالدار نے تفویض اختیار سے انکار کیا اور عامر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار اس معاملہ میں ان کی کارسازی کو اُٹھے۔

قبائل بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی' بنی زہرہ بن کلاب' وبنی تیم بن مرّہ وبنی حارث بن فہر نے بنی عبدمناف بن قصی کا ساتھ دیا۔ اور بنی عبدالدار کے ساتھ بنی مخزوم وسہم وجمح وبنی عدی بن کعب ہوئے۔ بنی عامر بن لوی ومحارب بن فہر علیحدہ رہے اور فریقین میں سے کسی کے ساتھ نہ ہوئے۔

---

[1] منافرہ: مفاخرت اور اس کا محاکمہ۔ عربوں میں دستور تھا کہ جب دو فریقین اپنی اپنی عظمت پر زور دیتے تو اعیان قوم کے مجمع عام میں ثالثوں کو حکم بنایا جاتا۔ اور وہ کسی ایک کے حق میں فیصلہ کرتے۔ اسی کا نام منافرہ تھا۔ ابتداء میں اس دستور کی حد یں تصفیہ قوت وطاقت سے متجاوز نہ تھیں فریقین جب مقابل ہوتے تو پہلا سوال یہ ہوتا کہ ایّنا اعزّ نفراً یعنی تنقیح طلب امر یہ تھا کہ ہم میں از روئے تعداد و کثرت یا قلت انفار غالب کون ہے اور مغلوب کون ہے۔ منافرہ اسی سوال کا جواب دینے کے لئے ہوتا یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے۔

مطیّبین

دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک نے بجائے خود سخت سے سخت قسمیں کھائیں کہ اپنی جماعت کو مخذول نہ ہونے دیں گے اور اپنے میں سے کسی کو فریق مقابل کے سپرد نہ کریں گے۔ ماء بل بحرٌ صوفة یعنی عہد و پیمان اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک کہ آب دریا بھیڑ اور دُنبے کی اون کو تر کر سکے اس زمانے میں قول و قرار کو مؤکد کرنے کے لئے یہی محاورہ مستعمل تھا۔ مطلب یہ تھا کہ کبھی اس کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے گی۔

بنی عبد مناف اور ان کے طرفداروں نے ایک شاہ کاسہ نکالا جسے خوشبوؤں سے بھر کے خانہ کعبہ کے سامنے رکھ دیا۔ تمام لوگوں نے اس پر اپنے اپنے ہاتھ ڈالے اور حلف اُٹھا کے انہیں ہاتھوں سے کعبہ کا مسح کیا کہ یہ پیمان پوری طرح موثق ہو جائے۔ یہی کارروائی تھی جس کے بعد ان لوگوں کا نام مطیّبین پڑا (یعنی خوشبو میں ہاتھ بھرنے والے)۔

اَحلاف

بنی عبدالدار اور ان کے ساتھیوں نے خون سے بھرا ہوا شاہ کاسہ لے کے اس میں ہاتھ ڈالا اور سب نے عہد کیا کہ اپنی جماعت کو مخذول و رسوا نہ ہونے دیں گے۔ ماء بل بحرٌ صوفة (جب تک آب دریا اون کو تر کر سکے) ان لوگوں کے (دو مختلف) نام پڑے:

① احلاف (یعنی حلف اُٹھانے والے)۔

② لَعقَۃَ الدّم (یعنی خون چاٹنے والے)۔

مصالحت

جنگ کی تیاریاں ہوئیں۔ دونوں جماعتیں آمادہ ہو گئیں۔ جنگ آوروں کا تعبیہ ہونے لگا۔ ہر ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ میں پیوست ہو گیا یہ سامان ہو ہی رہا تھا لوگ اس آمادگی کے ساتھ تیار ہی تھے کہ مصالحت کی سلسلہ جنبانی ہوئی اور اس قرارداد پر صلح و آشتی کی ٹھہری کہ:

① سقایہ و رفادہ بنی عبد مناف بن قصی کو دے دیا جائے۔

② حجابہ و لواء دارالندوہ حسب دستور سابق بنی عبدالدار کے پاس رہے اس قرارداد کے مطابق فیصلہ ہو گیا۔ اور لوگ (جو درپے حرب و قتال تھے) آویزش سے رُک گئے۔

دارالندوہ دارالامارہ کی حیثیت میں

فرزندان عبدالدار (ازروئے معاہدۂ مذکورہ حجابہ ولواء کے ساتھ) دارالندوہ پر بھی متصرف رہے اور رہتے چلے آئے۔ تا آنکہ عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی نے (کہ منصب تولیت انہیں کو حاصل تھا تا آنکہ دارالندوہ کو معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان کے ہاتھ بیچ ڈالا (یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب ارض حجاز میں بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت وسلطنت مسلم ہو چکی تھی) دارالندوہ کو لے کے معاویہ رضی اللہ عنہ نے دارالامارہ بنالیا اور یہ آج تک (یعنی بعہد مصنف) خلفاء ہی کے ہاتھ میں ہے۔

ہاشم کی تولیت

یزید بن عبدالملک بن المغیرۃ النوفلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' مصالحت کے بعد یہ ٹھہری کہ ہاشم بن عبدمناف بن قصی' سقایہ ورفادہ کے متولی قرار پائے' ہاشم فراخ دست آدمی تھے' حج کا موسم آتا تو قریش کے مجمع میں کھڑے ہو کے تقریر کرتے:

اے جماعت قریش! تم لوگ اللہ کے زیر جوار ہو' بیت اللہ والے ہو' اس موسم میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کے زائر آتے ہیں' جو اس کے گھر کی حرمت کے ساتھ تعظیم سے پیش آتے ہیں' وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں' اور سب میں بیشتر شایان تکریم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا مہمان ہو' اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس نعمت سے مخصوص فرمایا ہے۔ خاص یہ کرامت تمہیں کو عطا کی ہے۔ ایک ہمسایہ اپنے دوسرے ہمسائے کا جتنا لحاظ کرتا ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ تمہارا پاس ولحاظ کرتا ہے۔ لہٰذا تم بھی اس کے زائروں کی بزرگداشت مرعی رکھو' جو بکھرے ہوئے بال غبار آلود' ہر ایک کے شہر سے ایسی ایسی لاغر ونحیف سواریوں پر آتے ہیں کہ قمار بازی کی تیر کی طرح بے بال وپر بے ساز وسامان ہوتے ہیں' چلے ہیں' چل کے تھک تھک گئے ہیں۔ جس سے بو آنے لگی ہے' کپڑوں میں جوئیں پڑ گئی ہیں' توشہ وزاد ختم ہو چکا ہے۔ تم ان کی ضیافت کرو' کھانا کھلاؤ' اور پانی پلاؤ۔

قریش اسی بنا پر حاجیوں کی آسائش وراحت رسانی کا اس قدر سامان کرتے کہ گھر والے حسب مقدور معمولی چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی فراہم کر دیتے' ہاشم بن عبدمناف خود بھی ہر سال بہت سامان اسی غرض سے نکالتے اور قریش کے جو لوگ دولت مند تھے وہ بھی اعانت کرتے۔ ہرقل (بادشاہ روم) کے سکّے کے سو سو مثقال ہر شخص بھیجتا' ہاشم حوضوں کی تیاری کا انتظام کرتے جن کا محل وقوع مقام چاہ زمزم ہوتا۔ ان میں مکّے کے کنوؤں سے پانی لاتے اور بھر دیتے' حاجی یہاں سے پانی پیتے تھے۔ یوم الترویہ (۸/ذی الحجہ) سے حاجیوں کی ضیافت کا سامان ہوتا۔ اور مکے ومنیٰ ومقام اجتماع حجاج (جمع) وعرفات پر ان کو کھانا کھلایا جاتا' گوشت روٹی' گھی اور چھوارے اور ستو کی ثرید بنا بنا کے دی جاتی' سب کے لئے پانی کا اہتمام ہوتا اور باوصف اس کے کہ حوضوں میں پانی کی کمی ہوتی پھر بھی منیٰ میں سب کو پانی پلوایا جاتا' مناسک حج سے فارغ ہو کر منیٰ سے جب لوگ واپس آتے تو اس وقت ضیافت ختم ہوتی اور لوگ اپنے اپنے مقام پر چلے جاتے۔

قیصر ونجاشی سے تجارتی معاہدات

عبداللہ بن نوفل بن الحارث کہتے ہیں: ہاشم ایک شریف آدمی تھے' قیصر سے قریش کے لئے انہیں نے یہ عہد لیا تھا کہ امن وامان وحفاظت کے ساتھ سفر کر سکیں۔ سڑکوں اور راستوں پر اپنا مال واسباب لے کے گزریں تو کرایہ ومحصول نہ دینا پڑے۔ قیصر نے یہ اجازت نامہ لکھ دیا۔ اور نجاشی (فرمانروائے حبشہ) کو بھی لکھا کہ قریش کو اپنے ملک میں داخل ہونے دیں یہ لوگ تجارت پیشہ تھے (اور اسی لئے ان ممالک میں سفر کرنے کی انہیں ضرورت لاحق تھی)۔

ہاشم کا عقد نکاح

قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ کہ تجارتی مال واسباب سے مملو تھا۔ ہاشم بھی ہو لئے راستہ مدینہ پر سے گزرتا تھا' قافلہ مقام سوق النبط فروکش ہوا (سوق النبط) نبطی قوم کا بازار یہاں ایسے بازار میں پہنچے جو سال میں ایک ہی مرتبہ لگتا اور سب لوگ اس میں مجتمع ہوتے قافلے والوں نے خرید وفروخت کی اور داد دستد ہوئی۔

ایک مقام پر کہ سر بازار واقع تھا۔ اہل قافلہ کو ایک عورت نظر پڑی۔ ہاشم نے دیکھا کہ اس عورت کو جو چیز خریدنی ہے ان کے متعلق احکام دے رہی ہے۔ یہ عورت دوراندیش مستقل مزاج صاحب جمال نظر آئی۔

ہاشم نے دریافت کیا یہ بیوہ ہے یا شوہر دار؟

معلوم ہوا بیوہ ہے' اُحیحہ بن الجلال کے عقد نکاح میں تھی۔ عمرو ومعبد' دولڑکے بھی اس کے صلب سے پیدا ہوئے۔ پھر اس نے جدا کر دیا۔ اپنی قوم میں عزیز وشریف ہونے کے باعث یہ عورت اس وقت تک کسی کے نکاح میں نہ آتی جب تک یہ شرط نہ ہو جاتی کہ اس کی عنان اختیار اسی کے ہاتھ میں رہے گی۔ کسی شوہر سے نفرت وکراہت آتی تو اُس سے جدا ہو جاتی (یعنی خود اس کو طلاق دے دیتی) اس کا نام سلمٰی تھا بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

ہاشم نے اس کو پیغام دیا۔ ان کی شرافت ونسب کا جب حال معلوم ہوا تو وہ راضی ہوگئی اور ان کے نکاح میں آ گئی۔ ہاشم اس کے پاس آئے اور دعوت ولیمہ کی تیاری کی قافلے کے لوگ جو وہاں تھے سب کو بلایا تعداد میں یہ چالیس قریشی تھے بنی عبد مناف وبنی مخزوم وبنی سہم کے کچھ لوگ بھی ان میں تھے۔ قبیلۂ خزرج (اہل مدینہ) کے بعض افراد کو بھی دعوت دی اور سب کے ساتھ چند روز وہاں مقیم رہے۔

سلمہ حاملہ ہوئیں' عبدالمطلب پیدا ہوئے۔ جن کے سر پر شیبہ تھا (یعنی سر میں کچھ بال سفید تھے) اسی مناسبت سے ان کا نام شیبہ رکھا گیا۔

وفات اور وصیت

ہاشم مع اپنے ہمراہیوں کے وہاں سے شام کو روانہ ہوئے' غزہ میں پہنچے تھے کہ بیماری کی شکایت پیدا ہوئی' لوگ ٹھہر گئے اور اس وقت تک ٹھہرے رہے کہ ہاشم نے وفات پائی۔ غزہ ہی میں ان کو دفن کیا گیا۔ اور ان کا ترکہ لے کر ان کے لڑکوں کے پاس واپس آئے۔ کہا جاتا ہے کہ ابورہم بن عبدالعزیٰ العامری کہ عامر بن لوی کے خاندان سے تھے۔ اور ان دنوں خود بیس برس کے لڑکے تھے۔ فرزندان ہاشم کے پاس یہ ترکہ لے کر آئے تھے۔

محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں: ہاشم بن عبدمناف نے اپنے بھائی مطلب بن عبدمناف کو اپنا وصی بنایا تھا۔ یہی باعث ہے کہ بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب آج تک ایک ہیں اور بنی عبدشمس و بنی نوفل فرزندان عبدمناف (بھی اسی طرح) اب تک (یعنی تا بعہد مصنف) یک دست ہیں۔

اولادِ ہاشم

ہشام بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ہاشم بن عبدمناف کے چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

① شیبۃ الحمد۔ انہیں کو عبدالمطلب کہتے ہیں۔ یہ اپنے مرتے دم تک قریش کے سردار رہے۔

② الف: رُقیہ بنت ہاشم۔ ہنوز لڑکی ہی تھیں۔ اٹھان بھی نہ ہوا تھا کہ انتقال کر گئیں۔ ان دونوں بہن بھائی کی ماں سلمیٰ تھیں۔ بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار' ان کی دونوں ماں جائے بھائی عمرو و معید تھے ابنائے اُحیحہ بن الجلال بن الحریش بن جحجبا بن کلفہ بن عوف بن عمر بن عوف بن الاوس۔

③ ابوصیفی بن ہاشم' ان کا نام عمرو تھا' یہ سب میں بڑے تھے۔

④ صیفی بن ہاشم۔ ان دونوں بھائیوں کی ماں ہند تھیں' بنت عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن الخزرج۔ ان کے ماں جائے بھائی مخرمہ تھے۔ ابن المطلب بن عبدمناف بن قصی۔

⑤ اسد بن ہاشم' ان کی ماں قیلہ تھیں۔ ملقب بہ جزور بنت عامر بن مالک بن جذیمہ کہ انہیں کو اَلْمُصْطَلِق[1] بھی کہتے ہیں، وہ قبیلۂ خزاعہ کے تھے۔

⑥ نضلہ بن ہاشم۔

⑦ ب: شفا بنت ہاشم۔

⑧ ج: رقیہ بنت ہاشم۔ ان تینوں کی ماں اُمیہ تھیں' بنت عدی بن عبداللہ بن دینار بن مالک بن سلامان بن سعد کہ قبیلۂ قضاعہ

---

[1] المصطلق: خوش آواز' اچھا نغمہ سرا' جذیمہ بن سعد بن عمرو خزاعی کو یہ لقب ان کے حسن صورت کی بنا پر ملا تھا' قبیلۂ خزاعہ کے پہلے مغنی وہی ہیں۔

کے تھے۔ ان دونوں کے ماں جائے بھائی نضیل وعمرو تھے' نُفَیل بن عبدالعزی العدوی وعمرو بن ربیعہ بن الحارث بن حُجَیب بن خزیمہ بن مالک بن حِسل بن عامر بن لوی۔

⑨ د: ضعیفہ بنت ہاشم۔

⑩ ہ: خالدہ بنت ہاشم۔ ان کی ماں اُم عبداللہ تھیں جن کا نام واقدہ بنت ابی عدی۔

⑪ و: حنہ بن ہاشم' ان کی ماں عدی تھیں' بنت حُبَیب بن الحارث بن مالک بن حطیط بن جشم بن قصی کہ انہیں کوثقیف کہتے ہیں۔

ہاشم کے غم میں اشعار

ہاشم کی کنیت ابو یزید تھی۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں' وہ اپنے بیٹے اسد بن ہاشم کے نام پر کنیت کرتے تھے (یعنی ابو اسد)۔ ہاشم کی وفات پر ان کی اولاد نے بہت سے مرثیے کہے جن میں ایک مرثیہ خالدہ بنت ہاشم کا ہے کہ محمد بن عمرو نے اس کی روایت اپنے راویوں کے حوالے سے کی ہے لیکن اس کے اشعار میں کمزوریاں ہیں:

بکر النعِیّ بخیر من وطی الحصی ذی المکرمات و ذی الفعال الفاضل

''پیغام گوئی مرگ نے سویرے ہی ایسے شخص کی موت کی خبر سنائی جو زمین پر چلنے والوں میں سب سے اچھا ذی مکرمت صاحب افعال بزرگ تھا''۔

بالسَّیدِ الغمر السَّیدِ ذی النُّھٰی مَاضِی العزیمَۃِ غیرنکسٍ داخِلِ

''ایسے شخص کی سنائی جو سردار تھا' وسیع الاخلاق کریم تھا' شریف وسخی شجاع ومتواضع تھا' دانشمند تھا' ناقد العزم تھا' ضعیف الرائے پیرفرتوت نہ تھا' اور نہ سفلہ وکمینہ پست ہمت آدمی تھا''۔

زین العَشِیرَۃِ کُلِّھَا وَ رَبیعِھَا فی الطبقات و فی الزّمانِ الملحل

''متواتر خشک سالی وقحط کے زمانے میں وہ تمام خاندان کی زینت ورونق وبہار کا باعث تھا''۔

اِنّ المھذب من لُوَیّ کلِّھَا بالشامِ بین سفائحٍ و جَنَادِلِ

''تمام خاندان لوی کا مہذب ترین ملک شام میں اس وقت آغشتۂ سنگ وخاک ہے''۔

فابکی علیه مَا بقیتِ بِعَوْنَۃٍ فلقد رذئتِ اخاندی و فواضِلِ

''تو جب تک زندہ ہے اس پر زار زار روتی رہ اس لئے کہ تجھے ایسے بزرگ کی مصیبت اُٹھانی پڑی ہے جو صاحب فیض وبزرگی تھا''۔

وَ لقد رذئتِ قریع فِھْرٍ کُلِّھَا وَ رئیسھا فی کُلِّ امرٍ شَامِلِ

''تجھے ایسے شخص کی مصیبت اُٹھانی پڑی ہے جو تمام قبیلۂ فہر کا سردار تھا۔ اور ہر امر عام وشامل میں سب کا رئیس مانا جاتا تھا''۔

شفاء بنت ہاشم کہتی ہیں:

عَيْنِ جُودِے بَعَبْرَة و مُنجُوم وَاسْفِحِی الدّمع للجواد الكريم

''اے آنکھ اشک بار ہو اور اس فیاض و کریم بزرگ کے لئے آنسو بہا''۔

هَاشم الخير ذی الجلالة والمجدوذی الباعِ والندیٰ والصّميم

''خیر و خوبی والے ہاشم کے لئے جو صاحب جاہ و جلال و بزرگی تھا' قوت دار حوصلہ مند فیاض اور خالص و مخلص آدمی تھا''۔

عين واستعبری و سحی وجهیّ لابَيْكِ الْمسوَّد الْمَعْلُوم

''اے آنکھ اپنے باپ کے لئے جو مشہور سردار قوم تھا رو اور خوب رو اور روتی رہ''۔

وَ رَبيع للمجتدِين و حِرْزٍ ولزازٍ لِكُلِ اَمٍ عظيم

''جو حاجت مندوں کے حق میں بہار تھا' اور ہر ایک بڑے سے بڑے کام کے لئے تعویذ یا سبب حفظ و امن تھا اور دروازہ مفاسد کو بند رکھنے والا دستہ تھا''۔

شمَّرِیٍ نَماهُ لِلْعزّ صقر شَافِحِ البَيْتِ مِنْ سُرَاةِ الْاَدِيْم

''تجربہ کار ناقد العزم شہباز کہ عزت ہی کے لئے اس کا نشو و نما ہوا تھا اور اشراف روئے زمین کے گھرانوں میں اس کا گھر سب سے پرانا اور شریف تھا''۔

شَيْظَمِیٍ مُهَذَّب ذی فُضُوْلٍ اَريحَیّ مِثلَ القَناة وَسِيْم

''تنومند بلند بالا فصیح و بلیغ' شیر مرد' مہذب' صاحب فضائل' سردار قوم جو خوش رو و خوش شکل و خوش منظر بھی تھا''۔

خَالِبیّ سَمَيْدَعِ احْوَذِیٍ بَاسِق المَجْدِ مضرَحیّ حَلِيْم

''سردار غالب الاطوار حاذق و قہار جس کا شجرہ مجد و کرم تناور تھا' اور جو خود ایک فیاض و بردبار سرگروہ سالار تھا''۔

صَادِقِ الناس فی المواطن شَهْمٍ مَاجَدَ الجَدّ غيرنكسٍ ذمِيْم

''معرکوں میں راست باز بہادر و بزرگ آدمی جو سفلہ و ضعیف و پست ہمت بھی نہ تھا' اور نہ خصلتوں کا برا تھا''۔

مطلب بن عبد مناف

محمد بن عمرو بن واقد الاسلمی کہتے ہیں: مطلب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب' ہاشم اور عبد شمس دونوں سے بڑے تھے۔ قریش کے لئے نجاشی سے انہیں نے تجارتی عہد نامہ حاصل کیا تھا۔ وہ اپنی قوم میں شریف تھے' سردار تھے اور ان کی اطاعت کی جاتی تھی' جود و کرم کے باعث قریش انہیں الفیض کہتے تھے (یعنی فیاض) ہاشم کے بعد سقایہ و رفادہ کے وہی متولی ہوئے' وہ اس باب

میں کہتے ہیں:

و آبْلِع لديك بنى هَاشِمْ بِمَا قَدْ فَعَلْنَا وَ لَمْ نوْمَرْ

''ہم نے جو کچھ کیا ہے اور بغیر کسی حکم کے جو کام ہم سے ہوا ہے بنی ہاشم کو اپنے پاس بلا کے اس کی اطلاع دے دے''۔

اَقَمْنَا لَنِسْقِى حجج الْحُرَا مَ ازقُرِكَ الْمجدُ لم يُوْتَر

''ایسی حالت میں کہ مجد و شرف متروک ہو چکا تھا ہم نے حاجیانِ بیت الحرام کو پلانے کا انتظام کیا''۔

نسوق الحجيج لَابْيٰاتِنَا كَاَنَّهُمْ بقَرٌ تُحْشَرْ

''حاجیوں کو ہم اپنے گھروں میں اس طرح کھینچ لاتے ہیں کہ گویا وہ اجتماعی طور پر گائے بیل ہیں جو بے عذر کھینچے چلے آتے ہیں''۔

ثابت بن المنذر بن حرام کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر (جناب نبویؐ) کے والد تھے۔ عمرہ کے لئے (مدینہ مبارکہ سے) مکہ میں آئے' یہاں مطلب سے ملے جو ان کے دوست تھے' (باتوں باتوں میں) ان سے کہا: اگر تو اپنے بھتیجے شیبہ کو ہمارے قبیلہ میں دیکھتا تو اس کے شکل و شمائل میں تجھے خوبی و خوبروئی و ہیبت و شرافت نظر آتی' میں نے دیکھا کہ وہ اپنے ماموں زاد بھائیوں میں تیر اندازی کر رہا ہے کہ نشان آموزی[1] کے دونوں تیر میرے کف دست جیسے مقدار کے ہدف میں داخل ہو جاتے ہیں' جب تیر نشانہ پر بیٹھتا ہے تو وہ کہتا ہے: انا ابن عمرو العلی (میں بلند مرتبہ عمرو کا فرزند ہوں)۔

مطلب نے کہا: میں تو جب تک وہاں نہ جاؤں اور اس کو ساتھ نہ لاؤں اتنی بھی تاخیر نہیں کر سکتا کہ شام ہو جائے (یعنی اتنی عجلت ہے کہ آج کے دن تمام ہونے کا انتظار کرنا بھی ممکن نہیں)۔

ثابت نے کہا: میری رائے میں اسے نہ تو سلمٰی تیرے سپرد کر دے گی اور نہ اس کے ماموں تجھے لے جانے دیں گے۔ اگر تو اسے وہیں رہنے دے کہ اپنے ننھیال میں اس وقت تک رہے کہ خود بخود (تیرے پاس برضا و رغبت آ جائے تو اس میں تیرا کیا حرج ہے؟)

مطلب نے کہا: ابواوس! میں تو اسے وہاں نہ چھوڑوں گا کہ اپنی قوم کے مآثر و فضائل سے بیگانہ بنا رہے' تجھے یہ تو معلوم ہی ہے کہ اس کا حسب و نسب و مجد و شرف سب کچھ اس کی قوم ہی کے ساتھ ہے۔

مطلب مکے سے نکل کے چلے اور مدینے میں پہنچ کے ایک گوشے میں فروکش ہوئے۔ شیبہ کو دریافت کرتے رہے حتیٰ کہ اپنے ننھیالی لڑکوں میں تیر اندازی کرتے ہوئے وہ مل گئے۔ مطلب نے دیکھا تو باپ کی شباہت ان میں نظر آئی' پہچان لیا۔

---

[1] نشانہ آموزی کے تیر اصل میں اس کے لئے لفظ مرماۃ ہے جس سے مراد وہ کمزور تیر ہے کہ لڑکے اس سے تیر اندازی سیکھتے تھے' ہر ایک لڑکے کے پاس ایسے ایسے دو تیر ہوا کرتے' اسی لئے اصل میں بھی لفظ تثنیہ وارد ہے۔

آنکھیں اشکبار ہوئیں گلے سے لگایا' حلّہ یمانی پہنایا اور کہنے لگے:

عَرَفْتُ شَيْبَةَ وَالنّجار قد حفلتْ ابناؤها حَوْلَهُ بالنّبلِ تنتضِل

''میں نے شیبہ کو پہچان لیا اور ایسی حالت میں پہچانا کہ قبیلۂ بنی نجار کے لڑکے اس کے اردگرد تیراندازی کے لئے مجمع کئے ہوئے تھے''۔

عَرَفت اَجْلَادَهُ منا و شيمَتَهُ فَفَاضَ مِنّی عَلَيْهِ وَابِلٌ سَبَلَ

''میں نے پہچان لیا کہ اس کا زور بازو وطور وطریق ہم ہی میں سے ہے اور یہ پہچان کر میری آنکھیں اس پر آنسوؤں کے ڈونگرے برسانے لگیں''۔

سلمٰی نے پیغام بھیج کر مطلب کو اپنے ہاں فروکش ہونے کی دعوت دی جس کے جواب میں مطلب نے کہا: میری حالت اس (تکلّف) سے بہت ہی سبک واقع ہوئی ہے' میں جب تک اپنے بھتیجے کو نہ پاؤں گا' اور اسے اس کے شہر وقوم میں نہ لے جاؤں گا اس وقت تک گرہ بھی نہیں کھولنا چاہتا۔

سلمٰی نے کہا: میں تو اس کو تیرے ساتھ بھیجنے کی نہیں۔

سلمٰی نے اس جواب میں مطلب کے ساتھ درشتی وخشونت ظاہر کی تو انہوں نے کہا ایسا نہ کر میں تو بغیر اس کے ساتھ لئے واپس جانے والا نہیں۔ میرا بھتیجا سن شعور کو پہنچ چکا ہے اور غیر قوم میں ہے اور اجنبی ہے۔ ہم لوگ اس خاندان کے ہیں کہ ہماری قوم کی شرافت اور اپنے قومی شہر میں قیام کرنا یہاں کی اقامت سے اس لئے بہتر ہے اور وہ جہاں کہیں بھی ہو بہر حال تیرا ہی لڑکا ہے۔

ابلغ بنی النجّار ان جئتَهُم انی مِنْهُمْ و ابنهُم وانحميس

''بنی نجار کے پاس آنا تو ان سے کہہ دینا کہ میں بھی اور ان کا لڑکا بھی یہ جماعت کی جماعت سب انہیں میں سے ہے''۔

رَأيتهُمْ قوما اذا جئتهُمْ هووا لقائی و اَحبّوا حَسِيْسِی

''میں نے دیکھا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس آئے تو وہ میری ملاقات کے خواہشمند ہوتے ہیں اور میری آہٹ سے بھی الفت رکھتے ہیں''۔

ان دونوں شعروں کی روایت تو ہشام بن محمد نے اپنے والد سے کی ہے۔ اب آگے پھر وہی محمد بن عمرو والی روایت شروع ہوتی ہے۔

شیبہ سے عبدالمطلب کیسے بنے؟

محمد بن عمرو کہتے ہیں: مطلب شیبہ کو لئے ہوئے ظہر کے وقت مکے پہنچے۔

قریش نے یہ دیکھ کے کہا: هذا عبدالمطّلب (یہ مطلب کا غلام ہے)۔
مطلب نے کہا: ہائیں! افسوس! یہ تو حقیقت میں میرا بھتیجا شیبہ بن عمرو ہے۔
لوگوں نے (بنظر غائر) شیبہ کو جب دیکھ لیا تو (پہچان کے) سب نے کہا: ابنه لعمری (میری جان کی قسم یہ عمرو کا لڑکا ہے)۔

اس وقت سے عبدالمطلب برابر مکے ہی میں مقیم رہے' تا آنکہ سن بلوغ کو پہنچے اور جوان ہوئے۔

عبدالمطلب بحیثیت متولی کعبۃ اللہ

مطلب بن عبدمناف نے تجارت کی غرض سے یمن کا سفر کیا تھا۔ وہاں مقام اومان میں انتقال کر گئے۔ ان کے بعد رفادہ وسقایہ کے عبدالمطلب بن ہاشم متولی ہوئے اور یہ مناصب ہمیشہ انہیں کے ہاتھ میں رہے۔ حاجیوں کو کھانا کھلاتے' پانی پلاتے' مکے میں کئی حوض بنوائے تھے کہ انہیں سے حاجیوں کو سیراب کراتے۔ جب زمزم سے پانی پلانے کا آغاز ہوا تو مکے میں حوضوں کے ذریعہ پانی پلانے کا دستور بند ہوگیا اور عبدالمطلب نے حجاج کو زمزم ہی سے پانی پلوانا شروع کیا' اس کا سر آغاز اس وقت سے ہوا جب زمزم کو از سر نو کھود کے جاری کیا ہے۔ یہی پانی عرفات تک پہنچاتے تھے اور وہاں بھی سب کو پلواتے تھے۔

چشمہ زمزم

زمزم اللہ تعالیٰ کی جانب سے پانی پینے کے لئے تھا۔ خواب میں کئی مرتبہ عبدالمطلب کو بشارت ہوئی' کھودنے کا حکم ملا' اور وہ جگہ بھی بتا دی گئی (ایک رات بحالت رؤیا) کہا گیا: طیبہ کو کھود ڈالو۔
انہوں نے پوچھا: طیبہ کیا ہے؟
دوسرے دن پھر آ کے کہا: برّہ کو کھود۔
انہوں نے پوچھا: برّہ کیا ہے؟
تیسرے دن وہ اپنی خوابگاہ میں استراحت کر رہے تھے کہ خواب میں ایک شخص آ کے کہتا ہے مضنونہ کو کھود۔
انہوں نے پوچھا: مضنونہ کیا ہے؟ بیان کر تو کیا کہتا ہے؟
چوتھی شب میں پھر آ کے کہا: احفر زم زم (زمزم کو کھود)۔
انہوں نے پوچھا: و ما زم زم؟ (زم زم کیا ہے؟)
جواب دیا: لا تنزح ولا تذم، تسقی الحجیج الاعظم وھی بین الفرث والدّم عند نقرۃ الغراب الاعصم (زمزم وہ ہے کہ نہ اس کا پانی ختم ہوگا نہ اُس کی مذمت کی جا سکے گی' حاجیوں کو خاطر خواہ وہ سیراب کرے گا' یہ گندگی اور خون

کے درمیان اس جگہ واقع ہے جہاں غراب اعصم[1] منقار سے کرید تا رہتا ہے)۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ ذبیح کی جگہ سے جہاں گندگی اور خون جمع رہتا ہے غراب اعصم وہاں سے ہٹتا ہی نہ تھا۔

وهي شِربٌ لك ولولدك من بعدك (اسی خواب میں عبدالمطلب کو یہ بھی بشارت ہوئی کہ یہ تیرے پینے کے لئے اور تیرے بعد تیری اولاد کے پینے کے لئے ہے)۔

عبدالمطلب نے زمین کھودنے' مٹی پھینکنے' پانی نکالنے کے سامان و آلات لئے اور اپنے بیٹے حارث بن عبدالمطلب کو ساتھ لیا کہ اس وقت تک بجز ان کے اور کوئی دوسرا لڑکا نہ تھا۔ کدال اور پھاوڑے سے زمین کھودتے تھے۔ مٹی کو برتن میں بھر دیتے تھے۔ جسے حارث اُٹھا اُٹھا کے باہر ڈال دیتے تھے۔ تین دِن تک کھودتے رہے جس کے بعد زمزم کا نشان ملا۔ عبدالمطلب نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور کہا: هذا طویّ اسماعیلؑ (یہ وہی زمزم ہے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے جاری ہوا تھا اور بعد کو پٹ گیا)۔

تحکیم

اب قریش نے بھی جان لیا تھا کہ عبدالمطلب نے پانی تک دسترس حاصل کر لی لہٰذا سب نے آ کر کہا: ''ہمیں اس میں شریک کرو''۔

عبدالمطلب نے کہا: ''میں تو شریک کرنے والا نہیں' یہ امر میرے ہی ساتھ مخصوص ہے' تمہارا اس میں لگاؤ نہیں' اس معاملہ میں جسے چاہو ثالث مقرر کر لو کہ اس سے محاکمہ کریں اور وہ فیصلہ دے''۔

قریش نے کہا: ہذیم کہ قبیلۂ بنی سعد کی کاہنہ ہے یہ کاہنہ مقام مُعان میں مقیم تھی جو شام کے نواح میں واقع ہے۔

آخر سب لوگ اس کے ہاں چلے۔ عبدالمطلب کی معیت میں اولاد عبد مناف سے بیس آدمی تھے اور قریش نے بھی اپنے قبائل میں سے بیس آدمی لئے تھے۔ شام کے راستہ میں جب یہ لوگ فقیر یا اس کے قریب تک پہنچے تو سب کے ہاں پانی کا ذخیرہ ختم ہو چکا تھا (فقیر ایک سوکھے نالے کے مخزن کا نام تھا جس میں کبھی پانی رہا ہوگا' مگر ان دنوں مدتوں سے خشک پڑا تھا)۔

تشنگی کا غلبہ ہوا تو سب نے عبدالمطلب سے کہا: کیا رائے ہے؟ جواب دیا: یہ موت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک شخص اپنے لئے ایک ایک گڑھا (قبر) کھود رکھے' جب کوئی مرے تو ساتھ والے اسے دفن کر دیا کریں۔ حتیٰ کہ آخر میں صرف ایک شخص رہ جائے کہ اسے ضائع ہونے کی موت مرنا پڑے (یعنی مرنے کے بعد پیچھے کوئی اس کو قبر میں دفن کرنے والا نہ ہو)۔ یہ صورت اس سے آسان ہے کہ تم سب کے سب مر جاؤ (اور کوئی کسی کو دفن نہ کر سکے) سب لوگ (اسی رائے کے مطابق) وہیں ٹھہر گئے اور بیٹھ کے موت کا انتظار کرنے لگے۔

---

[1] غراب اعصم: وہ کوا جس کے دونوں پاؤں اور چونچ سرخ رنگ کے ہوں اور اس کے پروں میں کچھ سفیدی ہو اس زمانہ میں اسی رنگ کا ایک کوا مقام زمزم پر آ کر بیٹھتا تھا' زمزم تو باقی نہ رہا تھا البتہ اس کی جگہ قریش قربانی کیا کرتے تھے اور اسی باعث سے وہ کوا وہاں سے ہٹتا نہ تھا۔

سواری کے قدموں تلے پانی کا چشمہ

عبدالمطلب نے یہ دیکھ کے کہ سب کے سب موت کے منتظر بیٹھے ہیں لوگوں سے خطاب کیا: خدا کی قسم! خود کو اپنے ہاتھوں سے اس طرح تہلکہ میں ڈالنا تو بڑی عاجزی و بے بسی کی بات ہے۔ ہم کیوں نہ چلیں پھریں قدم بڑھائیں (بیٹھے کیوں رہیں؟) شاید اس علاقے میں کہیں نہ کہیں اللہ تعالیٰ ہمیں پانی عطا فرمائے۔ یہ سن کر سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ عبدالمطلب بھی اپنے سامان کے پاس آئے اور سوار ہو کر چلے۔ سواری چلی ہی تھی کہ اس کے سُم کے نیچے سے ایک چشمہ آب شیریں نمودار ہوا۔ عبدالمطلب اور ان کے ہمراہیوں نے تکبیر کہی اور سب نے پانی پیا۔ قریش کے بھی افراد نے قبائل کو بلا کے کہا: **هلموا الى الماءِ الرَّواءِ فقد سقانا الله** (یہ لو آب زلال وصافی کہ خود اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیراب فرمایا ہے)۔ سب نے پانی پیا اور پلایا اور کہا: **قد قضى لك علينا، الذى سقاك هذا الماء بهٰذه الفلاة هو الذى سقاك زم زم، فوالدر لا نخاصمك فيها ابدا** (حقیقت یہ ہے کہ ہمارے خلاف تیرے حق میں فیصلہ ہو چکا جس نے اس دشت میں تجھے یہ پانی عطا فرما کے سیراب کیا ہے اسی نے آب زم زم بھی تجھے عنایت فرمایا ہے۔ خدا کی قسم ہم اس باب میں کبھی تجھ سے مخاصمت نہ کریں گے)۔

یہ سن کر عبدالمطلب نے مراجعت کی، ساتھ ہی وہ سب لوگ بھی واپس آئے۔ کاہنہ تک کوئی نہ گیا اور زم زم کو عبدالمطلب کے لئے چھوڑ دیا۔

بیٹے کی قربانی کی نذر

معتمر بن سلیمان التیمی کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو ابومجلز سے روایت کرتے سنا کہ خواب میں کسی نے عبدالمطلب سے آ کے کہا: کھود۔ عبدالمطلب نے پوچھا: کہاں؟ جواب ملا: وہاں عبدالمطلب نے اس پر عمل نہ کیا تو پھر خواب میں آ کر ان سے کہا گیا: کھود۔ اس جگہ کھود جہاں گندگی ہے، جہاں دیمک ہے، جہاں قبیلۂ خزاعہ کی نشست گاہ ہے۔

عبدالمطلب نے کھودا تو ایک ہرن ملا، ہتھیار ملا اور بوسیدہ کپڑے ملے۔

قوم نے جب مال غنیمت دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا عبدالمطلب سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اس حالت میں عبدالمطلب نے منت مانی کہ اگر ان کے دس لڑکے ہوئے تو ایک کو قربان کریں گے۔

جب دسوں پیدا ہو چکے اور عبدالمطلب نے عبداللہ کو قربان کرنا چاہا تو قبیلۂ بنی زہرہ نے روک دیا اور کہا: عبداللہ کے اور اتنے اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالو قرعہ ڈالا تو سات مرتبہ عبداللہ پر قرعہ پڑا اور ایک مرتبہ اونٹوں پر۔

سلیمان کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ سات کی تعداد ابومجلز نے کہی تھی یا نہیں آخر کو یہ ہوا کہ عبدالمطلب نے عبداللہ کو تو رہنے دیا اور اونٹوں کی قربانی کی۔

یہاں تک تو ابومجلز کی روایت تھی، اب آگے پھر محمد بن عمرو کی روایت شروع ہوتی ہے۔

دفن شدہ خزانے کی دریافت

محمد بن عمر کہتے ہیں جس وقت قبیلۂ جرہم نے محسوس کیا کہ مکّے سے اب ان کو چلا جانا چاہئے تو ہرن سات قلعی تلواریں [1] اور پانچ مکمل زرہیں دفن کر دیں تھیں جن کو عبدالمطلب نے برآمد کیا۔

عبدالمطلب کا شیوہ خدا پرستی تھا' ظلم وستم وفسق وفجور کو اعظم المنکرات سمجھتے تھے۔ انہوں نے دونوں غزال کہ سونے کے تھے کعبے کے سامنے چڑھا دیئے۔ تلواریں خانہ کعبہ کے دونوں دروازوں پر لٹکا دیں کہ خزانہ کعبہ محفوظ رہے' اور کنجی قفل سونے کا بنا کر لگا دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: یہ غزال قبیلۂ جرہم کا تھا' عبدالمطلب نے جب زم زم کی کھدائی شروع کی تو غزال (ہرن) اور قلعی تلواریں بھی (کھود کے) نکالیں۔ ان پر قداح [2] ڈالے تو سب کعبے کے لئے نکلیں' یہ سونے کی چیزیں تھیں جو کعبے کے دروازے پر چڑھا دیں مگر قریش کے تین شخصوں نے ایکا کر کے انہیں چرا لیا۔

باہمی اتفاق واتحاد کا معاہدہ

ہشام بن محمد نے اپنے والد سے' عبدالمجید بن ابی عبس سے اور ابوالمُقَوِّم وغیرہم سے روایت کی ہے کہ ان سب نے بیان کیا کہ تمام قریش میں عبدالمطلب سب سے زیادہ خوش رُو سب سے زیادہ بلند وبالا' سب سے زیادہ بردبار (متحمل مزاج) سب سے زیادہ فیاض اور سب سے زیادہ ان مہلکات سے دور رہنے والے شخص تھے جو لوگوں کی حالت وحیثیت بگاڑ دیا کرتے ہیں کبھی ایسا اتفاق نہیں پیش آیا کسی بادشاہ نے انہیں دیکھ کے ان کی تعظیم وتکریم نہ کی ہو اور ان کی سفارش نہ مانی ہو' وہ جب تک زندہ رہے قریش کے سردار بنے رہے' قبیلۂ خزاعہ کے کچھ لوگوں نے آ کے ان سے کہا: **نحن قومٌ متبادرون فی الدار هَلُمَّ فلها نعك** (ہم سب لوگ گھر کے اعتبار سے آپس میں ہمسایہ وہم جوار ہیں یعنی آؤ محالفہ یعنی باہمی امداد ونصرت کا عہد وپیمان کر لیں)۔

عبدالمطلب نے یہ درخواست قبول کر لی اور سات شخصوں کو لے کے چلے جو اولادِ مطلب (ابن عبدمناف) وارقم بن نضلہ بن ہاشم وضحاک وعمرو فرزندانِ ابوصیفی بن ہاشم تھے' اس میں سے نہ تو فرزندانِ عبدشمس میں سے کوئی شریک ہوا اور نہ نوفل کی اولاد میں سے کسی نے شرکت کی۔

عبدالمطلب اپنی جماعت کو لئے ہوئے دارالندوہ میں آئے۔ جہاں دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کی مدد مواسات کے لئے عہد وپیمان کئے اور ایک عہد نامہ لکھ کے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔

---

[1] قلعی تلواریں: شیوف قلعیہ مبادیہ عرب میں ایک مقام مرج القلعۃ تھا جہاں کی تلواریں نہایت عمدہ تھیں' شمشیر قلعی اس مقام سے منسوب ہے۔

[2] قداح' جمع قدح: فال دیکھنے اور شگون لینے کے لئے تیر' جاہلیت عرب میں اس کا عام دستور تھا۔ اور اس طریقہ کو قداحہ کہتے تھے۔ میسر جس کی تحریم کلام اللہ نے کی یہ رسم بھی اسی کی ایک قسم تھی۔

عبدالمطلب اس باب میں کہتے ہیں:

سَأدمِیُ زبیرا ان توافت منیّتی بامساك ما بینی و بین بنیِ عمرو

''اگر میری موت آئی تو میں زبیر کو وصیت کر جاؤں گا کہ میرے اور فرزندانِ عمرو و خزاعی کے درمیان جو معاہدہ تھا وہ اس پر قائم رہے اور ٹوٹنے نہ دے''۔

و ان یحفظ الحلف الذی مسین شخُهُ ولا یلحدن فیه بظلم ولا عذر

''میں وصیت کر جاؤں گا کہ اس کے بزرگ نے جو عہد کیا ہے اس کی حفاظت کرے اور ایسا نہ ہو کہ کسی طرح کے ظلم و عذر کے باعث اس کی خلاف ورزی ہو''۔

هَم حفظوا لآل القدیم و حالفوا اباك فکانوا دون قومك من فهر

''اے زبیر! خاندان فہر کہ وہی تیری قوم والے ہیں ان سب میں سے یہی لوگ ہیں کہ انہوں نے پرانی قسم کی حفاظت کی اور تیرے باپ کے حلیف بنے''۔

اسی بنا پر عبدالمطلب نے اپنے بیٹے زبیر بن عبدالمطلب کو اس عہد و پیمان کی وصیت کی۔ زبیر نے ابو طالب سے اور ابو طالب نے یہی وصیت عباسؓ بن عبدالمطلب سے کی تھی۔

نبوت اور حکومت کی بشارت

مِسور بن مَخرمہ الزہری کہتے ہیں: عبدالمطلب جب کبھی یمن جاتے تو قوم حمیر کے ایک سرگردہ کے ہاں فروکش ہوتے ایک مرتبہ کے نزول میں ایک یمنی سے وہیں ملاقات ہوئی' جو بہت ہی طویل العمر تھا اور اس نے (قدیم) کتابیں پڑھی تھیں۔ اس نے عبدالمطلب سے کہا: تاذن لی ان افتش مکاناً منك؟ (کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ تیرے جسم میں سے کوئی جگہ ٹٹولوں)۔

عبدالمطلب نے جواب دیا: لیس کلّ مکان منّی اذن لك فی تفتشه (میں تجھے ہر جگہ ٹٹولنے کی اجازت تو نہیں دے سکتا)۔

یمنی نے پھر کہا: انم اهو منخریك (وہ جگہ جو ٹٹولنی ہے صرف تیرے دونوں نتھنے ہیں)۔

عبدالمطلب نے اجازت دی: فَدُوَمك (یہی بات ہے تو بسم اللہ)۔ یمنی نے عبدالمطلب کے یار یعنی نتھنوں کے بال دیکھے اور کہا: اری نبوة واری ملکا ولهی احدهما فی بنی زهرة (میں نبوت دیکھ رہا ہوں' ملک اور حکومت دیکھ رہا ہوں' مگر ان دونوں میں سے ایک چیز مجھے قبیلۂ بنی زہرہ میں نظر آتی ہے)۔

عبدالمطلب نے اس سفر سے واپس آ کے خود تو ہالہ بنت وہیب بن عبد مناف بن زہرہ سے نکاح کیا اور اپنے بیٹے عبداللہ کا نکاح آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے کر دیا جن سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اولاد عبدالمطلب کو نبوت و خلافت دونوں عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ (اس خانوادۂ شریعت کے تقدس و عظمت کو) خوب جانتا ہے' جہاں

اس سے یہ عطیہ عطا فرمایا ہے۔

خضاب

ہشام بن محمد اپنے والد سے بیان کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان سے مدینہ کے ایک شخص نے جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمہ سے روایت کی جو اپنے والد (عبدالرحمٰن بن المسور) سے راوی تھے۔ ان دونوں راویوں کا بیان یہ ہے کہ جس قریشی نے پہلے پہل وسمہ سے خضاب کیا وہ عبدالمطلب بن ہاشم تھے (اصل کتاب میں "بجائے عبدالمطلب کے عبدالمطلب بن ہاشم مرقوم ہے جسے خطائے مطبعی سمجھنا چاہئے)۔

واقعہ یہ ہے کہ عبدالمطلب جب یمن جاتے تو ایک حمیری سردار کے گھر اُترتے' عبدالمطلب سے اس نے کہا: اگر تو ان سفید بالوں کا رنگ بدل دے تو پھر جوان نظر آئے۔

عبدالمطلب نے اجازت دی تو اس حکم سے پہلے مہندی کا خضاب لگایا گیا۔ پھر اس پر وسمہ چڑھایا گیا۔ عبدالمطلب نے کہا: ہمیں اس میں بطور زادِ سفر کے تھوڑا خضاب دے دینا۔

میزبان نے بہت سا خضاب ان کے ساتھ کر دیا۔ شب میں وہ مکے پہنچے اور دِن میں باہر نکلے تو ان کے بال ایسے نظر آئے جیسے کوے کے سیاہ پر ہوں۔ نثیلہ بنت خباب بن کلیب نے کہ عباس بن عبدالمطلب کی ماں تھیں۔ یہ دیکھ کے کہا: شیبۃ الحمد! یہ اگر ہمیشہ رہ جائے تو خوبصورتی ہے۔ عبدالمطلب نے جواب دیا:

ولو دام لی هذا السّواد حَمِدته　　　فکان بدیلا من شبابٍ قد انصرم

''یہ سیاہی اگر میرے لیے ہمیشہ رہتی تو میں اس کی تعریف کرتا اور اس صورت میں یہ اس جوانی کا بدلہ ہوتی جو ختم ہو چکی ہے''۔

تمتّعتُ منه والحیاة قصیرةٌ　　　ولا بدمن موتٍ نتیلَة اوهوم

''میں نے اس سے فائدہ تو اُٹھایا مگر زندگی تھوڑی ہے اور اے نثیلہ آخر کار مرنا یا بوڑھا ہونا ضروری ہے''۔

وما ذا الذی یجد علی المرٔ حفظهٗ　　　ونعمة یومًا اذا عرشه انهدم

''انسان کو اس کی فراخی و نعمت بھلا کیا نفع پہنچا سکتی ہے جبکہ ایک دِن اس کے تخت کو منہدم ہونا ہی ہے''۔

فموتٌ جهیزٌ عاجلٌ لاشوی لهٗ　　　احب الیّ من مقالهم حکم

''ان حالات میں لوگوں کی دانش آرائی سے زیادہ محبوب میرے نزدیک وہ موت ہے جو آراستہ ہو' جلد آئے اور اس میں کسی قسم کی آسانی و سفلگی نہ ہو''۔

یہی واقعہ تھا جس کے بعد اہل مکہ سیاہ خضاب کرنے لگے۔

عبدالمطلب کے حق میں نفیل کا فیصلہ

محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں کہ مجھ سے دو شخصوں نے روایت کی ہے جن میں ایک تو قبیلۂ بنی کنانہ کے ایک صاحب تھے جنہیں ابن ابی صالح کہتے تھے اور دوسرے ایک ذی علم تھے جو مقام رقّہ کے باشندے اور قبیلۂ بنی اسد کے آزاد غلام تھے۔ ان دونوں صاحبوں کا بیان یہ ہے کہ عبدالمطلب بن ہاشم و حرب بن اُمیہ کے درمیان (سفر حبشہ کے دوران میں) منافرے کی ٹھہری اور دونوں نے نجاشی حبشی (بادشاہ حبشہ) کو حکم قرار دیا۔ لیکن اس نے بیچ میں پڑنے اور فیصلہ کرنے سے انکار کر دیا۔ ناچار نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب کی جانب رجوع کرنا پڑا اور وہی حکم بنائے گئے لیکن انہوں نے حرب سے یہ کہا: اتنافر رجلاً هو اطول منك قامة و اعظم منك هامة و اوسم منك وسامة، و اقل منك لامة، و اكثر منك و لدا و اجزل منك صفدًا، و اطول منك مذودًا. (کیا تو ایسے شخص سے منافرہ کرتا ہے جو تجھ سے زیادہ بلند و بالا ہے تجھ سے زیادہ بڑے سر والا ہے تجھ سے زیادہ وجیہ ہے موجبات ملامت و ہول و خوف میں تجھ سے بہت کم ہے تجھ سے زیادہ کثیر الاولاد ہے تجھ سے زیادہ جزیل العطاء و کریم و جواد ہے تجھ سے زیادہ اس کی زبان لانبی[1] ہے؟)

نفیل نے بمقابلۂ حرب کے عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کیا۔ اس پر حرب نے کہا: انَّ من انتكاث الزمانِ آن جعلناك حَكَمًا (یہ زمانے کا نقص و ابرام ہے یعنی خراب و فساد و نیرنگی روزگار کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ ہم نے تجھ کو حکم بنایا)۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: جب تک منافرہ نہیں ہوا تھا نُفیل بن عبدالعزیٰ کو کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دادا تھے حکم نہیں بنایا تھا اس وقت تک عبدالمطلب ہی حرب بن امیہ کے ہم نشین و ہمدم تھے۔ جب نفیل نے عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کیا تو حرب و عبدالمطلب دونوں جدا ہو گئے اور حرب عبداللہ بن جدعان کے ندیم و ہمراز ہو گئے۔

طائف میں کامیابی

ابو مسکین کہتے ہیں: طائف میں ایک کنواں (یا چشمہ) عبدالمطلب کی ملکیت میں تھا۔ جسے ذوالہرم کہتے تھے یہ ایک زمانہ سے قبیلۂ ثقیف کے قبضے میں تھا۔ عبدالمطلب نے مطالبہ کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ جُندب بن الحارث بن حُبیب بن الحارث بن مالک بن حطیط بن جُشم بن ثقیف (ان دنوں) قبیلۂ ثقیف کے سردار تھے جو منکر ہو گئے اور عبدالمطلب سے لڑنے لگے۔ دونوں کو منافرے کی ضرورت پڑی جس کے لیے کاہن بنی عذرہ منتخب ہوا کہ اس کو عزّیٰ سلمہ کہتے تھے اور وہ شام میں رہتا تھا منافرہ چند اونٹوں پر قرار پایا جو نامزد کر لیے گئے (یعنی شرط ہوئی کہ جیتنے والے کو اتنے اونٹ دیے جائیں گے)۔

عبدالمطلب چند قریشیوں کو لے کر نکلے ساتھ میں حارث بن عبدالمطلب تھے کہ ان کے علاوہ عبدالمطلب کے ان دنوں

---

[1] اردو میں تو زبان درازی بُرے معنوں میں مستعمل ہے مگر عربوں کے محاورے میں زبان دراز اس شخص کو کہتے ہیں جو نہایت فصیح اللسان ہو۔

کوئی دوسرا اثر کا نہ تھا۔

جندب چلے تو ان کے ہمراہ ثقیف کے کچھ لوگ تھے۔

عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں کے پاس (راستہ میں) پانی ختم ہو گیا ثقفیوں سے پانی مانگا تو انہوں نے نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی عبدالمطلب کے اونٹ کے نیچے ان کے لئے ایک چشمہ جاری کر دیا۔ عبدالمطلب نے خدائے عزوجل کی حمد کی اور جان لیا کہ یہ اسی کا احسان ومنت ہے۔ سب نے سیر ہو کے پانی پیا اور بقدر ضرورت لے لیا۔ ثقفیوں کا بھی پانی ختم ہو گیا۔ عبدالمطلب سے التجا کی تو انہوں نے سب کو پانی پلوایا۔

کاہن کے پاس آئے تو انہوں نے عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کیا۔ عبدالمطلب نے شرط کے اونٹ لے کر ذبح کر ڈالے ذوالہرم کو اپنے قبضے میں لے لیا اور واپس آئے۔ خدا نے عبدالمطلب کو جندب پر اور عبدالمطلب کی قوم کو جندب کی قوم پر فضیلت بخشی۔

عبدالمطلب کی منّت ”بیٹے کی قربانی“

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور محمد بن ربیعہ الحارث وغیرہما سے روایت ہے کہ زمزم کھودنے میں عبدالمطلب نے جب اپنے مددگاروں کی قلت دیکھی تو تن تنہا کھودتے تھے اور صرف اپنے بیٹے حارث کو کہ وہی خلف اکبر تھے ان کے شریک حال ہے تو منّت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں پورے دس بیٹے دیئے حتیٰ کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں تو ایک کو قربانی چڑھائیں گے۔ جب دس کی تعداد پوری ہوئی تو باپ نے بیٹوں کو جمع کر کے اس منّت کی اطلاع دی اور چاہا کہ اس نذر کو اللہ تعالیٰ کے لئے وفا کریں۔

ان بیٹوں کے نام حسب ذیل ہیں:

1. الحارث بن عبدالمطلب
2. الزبیر بن عبدالمطلب
3. ابوطالب
4. عبداللہ
5. حمزہ
6. ابولہب
7. الخیداق
8. المقوم
9. ضرار
10. العباس

ان میں سے کسی نے بھی اختلاف نہ کیا سب نے وفائے نذر اور ان کے حسب خواہش عمل کرنے کی صلاح دی۔

عبدالمطلب نے کہا: اچھا تو تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے نام قدح میں لکھ لکھ کر ڈال دے۔

اس پر عمل ہو چکا تو عبدالمطلب نے خانۂ کعبہ کے اندر آ کے سادِن (پجاری) سے کہا: ان سب کو لے کے نام نکال۔ سادِن نے نام نکالا تو سب سے پہلے عبداللہ ہی کا نام نکلا جن سے عبدالمطلب کو خاص محبت تھیں۔ (بایں ہمہ) ذبح کرنے کی چھری لئے ہوئے عبدالمطلب ان کا ہاتھ پکڑے قربان گاہ کو چلے۔ لڑکیاں (یعنی عبداللہ کی بہنیں) کہ وہیں کھڑی تھیں رونے لگیں اور ایک نے کہا: اس قربانی کے بدل کی تدبیر کر اور وہ یہ ہے کہ حرم میں جو تیری ساٹھ اونٹنیاں ہیں ان پر سے پانسے ڈال۔

عبدالمطلب نے سادِن سے کہا: عبداللہ پر اور دس اونٹوں پر پانسے ڈال۔ سادن نے نام نکالا تو عبداللہ کا نام نکلا۔ عبدالمطلب دس دس اُونٹ بڑھاتے رہے تا آنکہ سو کی تعداد پوری ہوگئی اور اب نام نکالا تو قربانی کے لئے اونٹ کا نام نکلا۔ عبدالمطلب نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور ساتھ ہی ساتھ لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ عبدالمطلب کی لڑکیاں اپنے بھائی عبداللہ کو لے گئیں اور اونٹوں کو لے کے عبدالمطلب نے صفا و مروہ کے درمیان قربانی کی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: عبدالمطلب نے جب ان اونٹوں کی قربانی کی تو ہر ایک کے لئے ان کو چھوڑ دیا (یعنی جو چاہے گوشت کھائے روک نہ رکھی)۔ انسان یا درندہ یا طیور کوئی بھی ہو کسی کی ممانعت نہ کی' البتہ نہ خود کھایا نہ ان کی اولاد میں سے کسی نے فائدہ اٹھایا۔

عکرمہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: ان دنوں دس اونٹوں کی دیت (خوں بہا) ہوتی تھی (یعنی دستور تھا کہ ایک جانور کے بدلے دس اونٹ دیئے جائیں) عبدالمطلب پہلے شخص ہیں جنھوں نے ایک جان کا بدلہ سو اونٹ قرار دیا۔ جس کے بعد قریش اور عرب میں بھی یہ دستور ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو بحال خود برقرار رکھا۔

نبی صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اور قحط سالی کا خاتمہ

عبدالرحمٰن بن موہب بن رباح الاشعری قبیلۂ بنی زہرہ کے حلیف تھے' ان کے لڑکے سے ولید بن عبداللہ بن جمیع الزہری روایت کرتے ہیں' یہ لڑکا اپنے والد عبدالرحمٰن کے حوالے سے راوی ہے کہ مخرمہ بن نوفل الزہری کہتے تھے میں نے اپنی ماں رقیقہ بنت ابی صیفی بن ہاشم بن عبد مناف سے کہ عبدالمطلب کی لِدہ [1] (یعنی ہجولی) تھیں۔ یہ روایت (مندرجہ ذیل) سنی ہے۔ رقیقہ مذکورہ بیان کرتی تھیں۔

قریش پر ایک مرتبہ ایسی خشک سالیاں گزریں جو مال و منال سب (اپنے ساتھ) لے گئیں اور جان پر آ بنی میں نے

---

[1] لدہ ہجولی لڑکا یا لڑکی' جو کسی کے ہم عمر و ہم سن ہو' یعنی دونوں ایک ہی دن یا قریب قریب ایک ہی تاریخ میں پیدا ہوئے ہوں۔ اور دونوں کی تربیت و پرورش بھی ایک ہی ساتھ ہوئی ہو اس لفظ کا صیغۂ تثنیہ الدان' اور جمع لدات ولدون ہے اسی کے مرادف لفظ ترب بھی ہے کہ وہ انہیں معنی میں مستعمل ہے۔

انہیں دونوں ایک شخص کو خواب میں کہتے سنا:

یا معشر قریش، انّ ھذا النبیّ المبعوث منکم و ھذا اِبّان خروجه و به یاتیکم الحیاء و الخصبُ، فانظر وارجلا من اوسطکم نسباً طوالاء عظاما ابیض، مقرون الحاجبین، اھدب الاشفار، جعدا سھل الخدّین، رقیق العرنین، فلیخرج ھو و جمیع ولده و لیخرج منکم من کل بطن رجل، فتطھروا وتطیبوا، ثم استلموا الرکن ثم ارقوا راس ابی قبیس، ثم یتقدم ھذا الرجل فیستسقی و تؤمنون، فانکم ستسقون.

رقیقہ کو خواب میں جو بشارت ہوئی اس کا مفہوم یہ تھا:

یہ پیغمبر جو مبعوث ہونے والا ہے تم ہی لوگوں میں سے ہوگا۔ اس کے ظہور کا یہی زمانہ ہے اسی کے طفیل تمہیں فراخی و کشایش نصیب ہوگی۔ دیکھو! ایسا شخص تلاش کرو جو تم سب میں اوسط النسب یعنی نہایت شریف خاندان کا ہو بلند بالا ہو بڑا ہو بھاری بھر کم ہو سفید رنگ گورا چٹا ہو اس کی بھویں جٹی ہوں پلکیں دراز ہوں گھونگھریالے بال ہوں رخسار بہت بھرے ہوئے ناک پتلی ہو (یا ناک کا بانسا پتلا ہو) وہ نکلے اس کی اولاد نکلے اور تم میں سے ہر ایک گھرانے کا ایک ایک شخص نکلے سب کے سب طہارت کرو خوشبوئیں لگاؤ رُکن حرم کو بوسہ دو کوہ قبیس کی چوٹی پر چڑ جاؤ وہ شخص آگے بڑھے استسقاء کے لئے دُعا کرے اور تم سب آمین کہو ایسا کرو گے تو سیراب کئے جاؤ گے (یعنی دُعاء قبول ہوگی اور بارانِ رحمت نازل ہوگی)۔

آنحضرت ﷺ اجتماع استسقاء میں

رقیقہ نے اس خواب کا واقعہ لوگوں سے بیان کیا سب نے دیکھا تو یہ صفت اور یہ حلیہ جو خواب میں بتایا گیا تھا کہ عبدالمطلب کا حلیہ تھا۔ سب لوگ انہیں کے پاس جمع ہو گئے۔ ہر گھرانے سے ایک ایک شخص نکلا جو حکم ملا تھا بجالائے۔ پھر جبل ابوقبیس پر چڑھ گئے۔ ساتھ میں رسول اللہ ﷺ بھی تھے کہ اس وقت لڑکے ہی تھے۔ عبدالمطلب آگے بڑھے اور دُعا کی:

اللھم ھؤلاء عبیدك و بنو عبیدك و اماء ك و بنات امائك و قد نزل بنا ما تری و تتابعت علینا ھذه السنون فذھبت بالظلف والخفّ واشفت علی الانفس فاذھب عنا الجدب وائتنا بالحیا والخصب.

بارانِ رحمت کے لئے دُعا

یا اللہ! یہ تیرے بندے ہیں یہ تیرے بندہ زادے ہیں یہ تیری لونڈیاں ہیں یہ تیری کنیز زادیاں ہیں تو دیکھ رہا ہے کہ ہم پر کیا مصیبت نازل ہے یہ خشک سالیاں ایسی پڑیں کہ اُن تمام جانوروں کو ہلاک کر ڈالا جو پنجے اور سم رکھتے تھے اور اب تو جانوں پر آ بنی ہے۔ یا اللہ ہم سے اس قحط کو دفع کر ابر رحمت برسا اور فراخی عطا فرما۔

لوگ ہنوز واپس بھی نہ چلے تھے کہ اس قدر مینہ برسا اتنی بارش ہوئی کہ وادیاں جاری ہوگئیں نالے بہنے لگے سیلاب

آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ ہی کے طفیل میں ان سب کو سیرابی نصیب ہوئی۔ اسی ذیل میں رقیقہ بنت ابوصیفی بن ہاشم بن عبدمناف کہتی ہیں:

بشيبة الحمد اسقى اللّٰهُ بلدتنا وقد فقدنا الحياء و اجلود المطر

''عبدالمطلب کے طفیل میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے شہر کو سیراب کیا حالانکہ کیفیت یہ تھی ابر باراں کو ہم کھو چکے تھے اور مینہ بسرعت روانہ ہو چکا تھا''۔

فجاد بالماء جونّى له سَبَلٌ دانٍ فعاشت به الانعام والشجر

''آخر ایسے ابر تاریک نے پانی برسایا جو مینہ سے لبریز تھا اور اس بارش کے باعث حیوانات و نباتات جی اُٹھے''۔

منًّا من اللّٰه بالميون طائرهُ دُخير من بُشّرت يوما به مضر

''یہ اللہ تعالیٰ کا احسان تھا اور اس بابرکت اور نیک طالع کے باعث یہ احسان ظہور پذیر ہوا جو ان سب لوگوں سے بہتر ہے جن کی کبھی قوم مضر کو بشارت ہوئی تھی''۔

مبارك الامر يُستَسقَى انعام بِهٖ مافى الانام له عِدلٌ ولا خطر

''وہ کہ خود مبارک ہے اس کے امور مبارک ہیں اس کی بدولت بارانِ رحمت نازل ہوتا ہے وہ بے نظیر ہے اور خلائق میں کوئی اس کا عدیل و سہیم نہیں''۔

ابرہہ کا قصہ

عثمان بن ابی سلیمان' عبدالرحمٰن بن لبلیمانی' عطار بن یسار' ابورزین العقیلی' مجاہد اور ابن عباس رضی اللہ عنہما جن کے بیانات آپس میں مخلوط ہو گئے' روایت کرتے ہیں کہ نجاشی (فرماں روائے حبشہ) نے ابوصحم اریا کو چار ہزار فوج دے کے یمن بھیجا تھا۔ اریاط نے ملک تسخیر کر لیا' اہل ملک کو ذلیل کر ڈالا' ان پر غالب آ گیا' نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہوں کو محتاج بنا دیا اور اور فقیروں کی خوب تذلیل کی۔

جو حالات اس نتیجے سے مرتب ہوئے ان کی بنا پر حبشہ کا ایک شخص کہ اسے ابویکسوم ابرہۃ الاشرم کہتے تھے اُٹھ کھڑا ہوا اور اہل یمن کو اپنی اطاعت کی دعوت دی۔ لوگوں نے یہ دعوت قبول کر لی تو اس نے اریاط کو مار ڈالا اور یمن پر متصرف ہو گیا۔

موسم حج کے دنوں میں ابرہہ نے دیکھا کہ لوگ حج بیت اللہ کا سامان کر رہے ہیں۔ پوچھا: یہ لوگ کہاں جاتے ہیں؟

جواب ملا: حج بیت اللہ کے لئے مکے جاتے ہیں۔

دریافت کیا: وہ (یعنی بیت اللہ) کس چیز سے بنایا گیا ہے؟

جواب ملا: پتھر سے۔

پھر پوچھا: اس کی پوشش کیا ہے؟

کہا: یہاں سے جو دھاری دار کپڑے جاتے ہیں وہی اس کی پوشش کے کام آتے ہیں۔

ابرہہ نے کہا: مسیح کی قسم تمہارے لئے اس سے اچھا گھر تعمیر کروں گا۔ آخر یہ عمارت اس نے تعمیر کر لی۔

نقلی کعبہ (کعبہ یمن)

ابرہہ نے اہل یمن کے لئے سفید و سرخ و زرد و سیاہ پتھروں کا ایک گھر بنایا جو سونے چاندی سے مجلی اور جواہر سے مرصع تھا۔ اس میں کئی دروازے تھے جن میں سونے کے پتر اور زریں گل میخیں جڑی تھیں اور بیچ بیچ میں جواہر تھے اس مکان میں ایک بڑا سا یاقوت احمر لگا ہوا تھا۔ پردے پڑے تھے' عود مندلی (یعنی مقام مندل) کا جو خوشبویات کے لئے مشہور تھا' وہاں لوبان' اگر عود سلگتے رہتے تھے' دیواروں پر اس قدر مشک ملا جاتا تھا کہ سیاہ ہو جاتیں حتیٰ کہ جواہر بھی نظر نہ آتے۔

لوگوں کو اس مکان کے حج کرنے کا ابرہہ نے حکم دیا۔ اکثر قبائل عرب کئی سال تک اس کا حج کرتے رہے۔ عبادت و خدا پرستی و زہد پارسائی کے لئے متعدد اشخاص اس میں معتکف بھی تھے اور مناسک یہیں ادا کرتے تھے۔

نقلی کعبہ کا حشر

نفیل الخثعمی نے نیت کر رکھی تھی کہ اس عبادت خانے کے متعلق کوئی مکروہ حرکت کرے گا۔ اس میں ایک زمانہ گزر گیا' آخر ایک شب میں جب اس نے کسی کو جنبش کرتے نہ دیکھا تو اُٹھ کے نجاست و غلاظت اُٹھا لایا صومعہ کے قبلے کو اس سے آلودہ کر دیا اور بہت سی گندگی جمع کر کے اس میں ڈال دی۔

ابرہہ کو اس کی خبر ملی تو سخت غضب ناک ہوا اور کہنے لگا: عرب نے فقط اپنے گھر (کعبۃ اللہ) کے لئے غضب میں آ کر یہ کارروائی کی ہے۔ میں اس کو ڈھادوں گا۔ اور ایک ایک پتھر توڑ ڈالوں گا۔

ابرہہ کا حرم پر حملہ

نجاشی کو ابرہہ نے لکھ کے اس واقعہ کی اطلاع دی اور اس سے درخواست کی کہ اپنا ہاتھی جس کا نام محمود تھا بھیج دے۔ یہ ہاتھی ایسا تھا کہ عظمت و جسامت و قوت کے لحاظ سے روئے زمین پر کسی نے اس کی نظیر نہ دیکھی تھی' نجاشی نے اسے ابرہہ کے پاس بھیج دیا۔

جب ہاتھی آ گیا تو ابرہہ لوگوں کو لے کے نکلا (یعنی فوج لے کر مکہ مشرفہ پر چڑھائی کر دی)۔ ساتھ میں حمیر کے بادشاہ اور نفیل بن حبیب الخثعمی بھی تھے۔ حرم کے قریب پہنچے تو ابرہہ نے فوجوں کو حکم دیا کہ لوگوں کے بھیڑ بکریاں (وغیرہ) لوٹ لیں' اس حکم کے مطابق سپاہیوں نے چھاپہ مارا اور عبدالمطلب کے کچھ اونٹ پکڑ لئے۔

ابرہہ سے عبدالمطلب کی ملاقات

نفیل عبدالمطلب کا دوست تھا' اونٹوں کی نسبت عبدالمطلب نے اس سے گفتگو کی تو اس نے ابرہہ سے عرض کیا: اے بادشاہ! تیرے حضور میں ایسا شخص آیا ہے جو تمام عرب کا سردار' فضل و عظمت و شرف میں سب پر فائق ہے۔ لوگوں کو اچھے اچھے گھوڑوں پر سوار کراتا ہے۔ عطیات دیتا ہے' کھانے کھلاتا ہے' اور جب تک ہوا چلتی ہے (یعنی علی الدوام) یہی اس کا وتیرہ و شیوہ ہے۔

نفیل نے اس تقریب کے ساتھ عبدالمطلب کو ابرہہ کے حضور میں پیش کیا اس نے عرض دریافت کی تو کہا: ترد علی ابلی (غرض یہ ہے کہ میرے اونٹ مجھے واپس مل جائیں)۔

ابرہہ نے کہا: مادری ما بلغنی عنك الا الغرور و قد ظننتُ انك تلكمّني فی بینكم هذا الذی صو شرفكم (میری رائے میں تیرے متعلق جو اطلاع مجھے ملی وہ محض دھوکے پر مبنی تھی میں تو اس گمان میں تھا کہ تو مجھ سے اپنے اس گھر کے متعلق گفتگو کرے گا' جس کے ساتھ تم سب کی عزت و شرف وابستہ ہے)۔

عبدالمطلب نے جواب دیا: اردد علی ابلی، و دونكَ والبیت، فانّ له ربّا سیمنعه (تو مجھے میرے اونٹ واپس دے' بیت اللہ کے ساتھ جو چاہے کر کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ اس گھر کا ایک پروردگار ہے' وہ خود ہی عنقریب اس کی حفاظت کرے گا)۔

ابرہہ نے حکم دیا کہ عبدالمطلب کے اونٹ واپس دے دیئے جائیں۔ جب اونٹ مل گئے تو عبدالمطلب نے ان کے سموں [1] پر چمڑے چڑھا دیئے' ان پر نشان کر دیئے۔ ان کو قربانی کے لئے مخصوص کر کے حرم میں چھوڑ دیا کہ انہیں پکڑیں گے تو پروردگار حرم غضب ناک ہوگا۔

عبدالمطلب کی دُعا

عبدالمطلب حراء پر چڑھ گئے' ساتھ میں عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم مطعم بن عدی اور ابو مسعود ثقفی تھے' عبدالمطلب نے اس موقع پر جنابِ الٰہی میں عرض کی:

اللهم ان المَرء یمنعُ رَحْلَه   فـامـنَـع حـلالك

''یا اللہ انسان اپنے سامان کی حفاظت کرتا ہے' تو اپنے متاع و سامان کعبے کی حفاظت کر''۔

لا یَغلبَنَّ صلیبهم و مخالُهم   غَـدوا مـحـالك

''اور ان کی صلیبیں اور ان کے فریب و حیلے تیری قوت پر قدرت پر غالب نہیں آ سکتے''۔

---

[1] اونٹ کے سموں پر چمڑے چڑھانا' علامت بنا دینا یہ ان کی تقدیس کی نشانیاں تھیں کہ لوگ سمجھ جائیں یہ قربانی کے اونٹ ہیں اور خدائے عزوجل سے تعلق رکھتے ہیں۔

اِن کُنتَ تارکھُمْ و قبلتنا فــامــرٌ مــا بــدالك

''اگر تو انہیں چھوڑ دینے والا ہے کہ ہمارے قبیلے کے ساتھ جو چاہیں کریں تو تجھ کو اختیار ہے''۔

اصحابِ فیل کا عبرتناک انجام

سمندر سے چڑیوں کے غول آگے بڑھے ہر ایک چڑیا تین تین سنگریزے لئے ہوئے تھی دو تو دونوں پاؤں میں اور ایک چونچ میں' یہ پتھر چڑیوں نے ان پر گرانے شروع کئے جس چیز تک یہ پتھر پہنچتے ان کو توڑ پھوڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور اس جگہ دانے نکل آتے' یہ پہلی بیماری چیچک تھی جو ظہور پذیر ہوئی' جتنے تلخ درخت تھے (یا جن کے پھل کڑوے تھے) ان پتھروں نے سب کی بیخ کنی کر ڈالی' اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک سیلاب آیا جو ان سب کو بہا کر لے گیا اور سمندر میں ڈال دیا۔

ابرہہ اور جتنے لوگ اس کے ساتھ باقی رہ گئے تھے سب کے سب بھاگ نکلے' ابرہہ کا ایک عضو جسم سے کٹ کٹ کر گرتا جاتا تھا۔

نجاشی کا ہاتھی فیل محمود رُک گیا تھا' اس نے یہ دلیری و جرأت نہ کی کہ حرم پر حملہ کرتا۔ اس لئے بچ گیا۔ لیکن دوسرے ہاتھی نے یہ گستاخی کی تھی' سنگبار ہو گیا' یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک دو نہیں بلکہ تیرہ ہاتھی تھے۔

اب حراء سے عبدالمطلب نیچے اُتر آئے' حبشہ کے دو شخصوں نے حاضر ہو کے ان کے سر کو بوسہ دیا اور عرض کی: انت کنت اعلم (تو خوب جانتا تھا)۔

اولادِ عبدالمطلب

محمد بن السائب کہتے ہیں' عبدالمطلب کے بارہ لڑکے اور چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں:

۱۔ حارث یہ عبدالمطلب کے سب سے بڑے لڑکے تھے انہیں کے نام سے وہ اپنی کنیت کرتے تھے یعنی ابوالحارث یہ اپنے باپ (عبدالمطلب) کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ ان کی والدہ صفیہ تھیں بنت بن جنید بنت بن حجیر بن زباب بن جلیب بن سواۃ بن عامر بن صعصعہ۔

۲۔ عبداللہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد تھے۔

۳۔ زبیر جو ایک شریف شاعر تھے' عبدالمطلب نے انہیں کو وصیت کی تھی (یعنی اپنا وصی انہیں کو بنایا تھا)۔

۴۔ ابوطالب[1] جن کا نام عبد مناف اور عبدالکعبہ تھا' لاولد انتقال کر گئے۔

۵۔ الف: ام حکیم جن کا نام البیضاء تھا۔

---

[1] ابوطالب لاولد نہ تھے ان کی اولاد آج تک باقی ہے' چنانچہ اس فصل کے آخر میں خود مصنف نے بھی یہی لکھا ہے' غالباً یہ سہو خطی ہوگا۔

۶ ب: عاتکہ

۷ ج: برّہ

۸ د: امیمہ

۹ ہ: اروی۔ ان سب کی والدہ فاطمہ تھیں، بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لؤی۔

۱۰ حمزہ رضی اللہ عنہ کہ شیر خدا و شیر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ غزوۂ بدر میں شریک تھے اور اُحد میں شہید ہوئے۔

۱۱ المُقوِّم۔

۱۲ حجل جن کا نام مغیرہ تھا۔

۱۳ صفیہ ان سب کی ماں ہالہ تھیں، بنت وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب اور ہالہ کی ماں عیلہ تھیں، بنت المطلب بن عبد مناف بن قصی۔

۱۴ عباس رضی اللہ عنہ ایک شریف و دانشمند اور ہیبت والے ورُعب والے بزرگ تھے۔

۱۵ ضرار کہ ازروئے جمال وسخاوت نوجوانانِ قریش میں ممتاز تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جس زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی ہے انہیں دنوں وہ لاولد انتقال کر گئے۔

۱۶ قثم بن عبد المطلب، یہ بھی لاولد تھے، ان سب کی ماں نتیلہ تھیں بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید مناۃ بن عامر کہ وہی ضحیان تھے ابن سعد بن الخزرج بن تیم اللہ بن المضر بن قاسط بن ہنب بن افصیٰ بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان۔

۱۷ ابولہب بن عبد المطلب جن کا نام عبد العزیٰ تھا اور ابو عتبہ ان کی کنیت تھی، حسن و جمال کے باعث عبد المطلب نے ابولہب ان کی کنیت رکھی تھی، فیاض آدمی تھے ان کی ماں لبنیٰ تھیں، بنت حاجر بن عبد مناف بن ضاطر بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو کہ قبیلۂ خزاعہ کے تھے۔ لبنیٰ کی ماں ہند تھیں بنت عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ اور ہند کی ماں سوداء تھیں، بنت زہرہ بن کلاب۔

۱۸ الغیداق بن عبد المطلب جن کا نام مصعب تھا، ان کی ماں مَمنعَۃ تھیں۔ بنت عمرو بن مالک بن مؤمل بن سُوَید بن اسعد بن مشنوء بن عبد بن حبتر بن عدی بن سلول بن کعب بن عمرو کہ قبیلۂ خزاعہ کے تھے اور انہیں کے ماں جائے بھائی عوف تھے ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث ابن زہرہ، یہی عوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔

کلبی کہتے ہیں کہ تمام عرب میں فرزندان عبد المطلب کی طرح کسی ایک باپ کی اولاد بھی نہ تھی اور نہ کوئی ایسا تھا جو ان سے زیادہ شریف وجسیم و بلند بینی، روشن پیشانی ہو۔ فرہ بن حجل بن عبد المطلب انہیں کے متعلق کہتے ہیں:

اعدد ضرارًا عددت فتًی ندًا والليث حمزة و اعدد العباسا

''اگر کسی فیاض نوجوان کا شمار کرنا ہے تو ضرار کو شمار کر، شیر مرد حمزہ کو شمار کر اور عباس کو شمار کر''۔

وعد زبيراً والمقوم بعدهٗ والصتم حجلا و الفتى الرّاسا

''زبیر کو اور اس کے بعد مقوم کو حجل کو شمار کر جو نوجوان سردار ہے''۔

والقرمَ عيدناً نعد حجا حجا سادوا على رغم العدوِّ الناسا

''بہادر غیداق کو شمار کر کہ یہ سب عظمائے قوم ہیں اور برغم دشمن ان کو سب کی سرداری حاصل ہو چکی ہے''۔

والحارث الفياض ولّى ماجدا ايّام نازعه الهُمام الكاسا

''فیاض حارث کو شمار کر جو ایسا بہادر تھا کہ جام مرگ پینے کے دنوں میں اس نے دُنیا سے مجد و شرف کے ساتھ منہ موڑا''۔

مافى الانام عُمومة كعمومتى خيراً و لا كاناسِنَا اُناسا

''جیسے چچا میرے ہیں تمام مخلوق میں ویسے اچھے چچا کسی کے نہیں اور نہ جیسے لوگ ہم میں ہیں ویسے کسی خاندان میں ہیں''۔

فرزندان عبدالمطلب میں عباسؓ ابوطالب حارث ابولہب کی اولاد تو چلی اور اگرچہ حمزہؓ مقوم زبیر اور حجل کی صلبی اولاد بھی تھی مگر سب کا خاتمہ ہو گیا اور باقی جتنے تھے سب لاولد رہے۔

بنی ہاشم میں کثرت تعداد پہلے تو حارث بن عبدالمطلب کی اولاد میں رہی پھر ابوطالب کی اولاد میں منتقل ہو گئی۔ لیکن آخر بنی عباسؓ میں یہ کثرت آ گئی۔

عبداللہ کا نکاح آمنہ سے

اُمّ النبی ﷺ

مسور بن مخرمہ اور ابوجعفر محمد بن علی بن الحسینؓ کہتے ہیں: آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب اپنے چچا وہیب بن عبد مناف بن زہرہ کی تربیت میں تھیں۔ عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی اپنے بیٹے عبداللہ (ابوالنبی ﷺ) کو لے کے ان کے ہاں گئے اور عبداللہ کے لئے آمنہ بنت وہب کی خواستگاری کی۔ چنانچہ نکاح ہوگیا۔

اسی مجلس میں خود اپنے لئے عبدالمطلب بن ہاشم نے وہیب کی بیٹی ہالہ کی خواستگاری کی اور یہ نکاح بھی ہوگیا' یہ دونوں عقد یعنی عبداللہ بن عبدالمطلب اور عبدالمطلب بن ہاشم کے ازدواج ایک ہی مجلس اور ایک ہی نشست میں ہوئے۔ ہالہ بنت وہیب کے بطن سے حمزہ پیدا ہوئے جو نسب میں تو رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے مگر سن وعمر میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رضاعی بھائی تھے۔

محمد بن السائب اور ابوالغیاض الخثعمی کہتے ہیں: عبداللہ بن عبدالمطلب نے جب آمنہ بنت وہب سے نکاح کیا تو وہیں تین دِن بسر کئے' ان لوگوں میں یہ قاعدہ تھا کہ نکاح کے بعد بیوی کے پاس جاتے تو تین دِن تک اسی گھر میں رہتے۔

قتیلہ بنت نوفل کی طرف سے پیشکش:

اس باب میں جو روایتیں اور خبریں ہم کو ملی ہیں ان میں اختلاف ہے کوئی تو کہتا ہے کہ وہ عورت ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ تھیں' بنت نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی' اور کوئی کہتا ہے فاطمہ بنت مُرّ الخثعمیہ تھی۔

عروہ رحمۃ اللہ علیہ بن زبیر' محمد بن صفوان رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن جبیر کہتے ہیں: یہ عورت (جس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب پر پیش کیا تھا) ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ بن نوفل تھی وہ دیکھ کے اپنے لئے بَر (شوہر) پسند کرتی تھی۔[1]

عبداللہ بن عبدالمطلب (ایک دِن اتفاقاً) قتیلہ کے پاس سے گزرے اس نے اپنی ذات سے انہیں تمتع حاصل کرنے کے لئے بلایا اور ان کا کنارۂ دامن پکڑلیا۔ عبداللہ نے انکار کیا کہ مجھے واپس آ جانے دے۔ وہاں سے جلدی نکل کے آمنہ بنت وہب کے پاس آئے اور ان سے ملے چنانچہ حمل ٹھہر گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک کا بطن میں استقرار ہوا۔ بعد کو اس عورت

---

[1] اصل میں ہے کانت تنظر وتعتاف اعتیاف کے لغوی معنی اپنی پسند سے زادو توشہ حاصل کرنے کے ہیں۔ لیکن محاورے میں اس کا وہی مفہوم ہے جو مذکور ہوا ہے۔

کے پاس لوٹے تو اس کو منتظر پایا۔

پوچھا: تو نے مجھ پر جو پیش کیا تھا آیا اس پر راضی ہے؟

اس نے کہا: نہیں! تو یہاں سے گزرا تھا تو تیرے چہرے میں ایک نور چمک رہا تھا۔ اب واپس آیا ہے تو وہ نور ندارد ہے۔

بعض لوگ بجائے اس کے یہ روایت کرتے ہیں کہ قتیلہ نے (عبداللہ سے) کہا: جس طرح گھوڑے کی پیشانی چمکتی ہے اسی طرح جب تو یہاں سے گزرا تھا تو تیری دونوں آنکھوں کے درمیان چمک تھی۔ ایک تابندگی درخشاں تھی اب جو واپس آیا ہے تو چہرے میں وہ بات نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جس عورت نے عبداللہ بن عبدالمطلب پر جو بات پیش کی تھی وہ ورقہ بن نوفل کی بہن اور خاندان اسد بن عبدالعزیٰ کی ایک عورت تھی۔

فاطمہ بنت مُرّ کی تمنا:

ابوالغیاض الخثعمی کہتے ہیں: عبداللہ بن عبدالمطلب قبیلۂ خثعم کی ایک عورت کے پاس سے گزرے جسے فاطمہ بنت مُرّ کہتے تھے۔ یہ بہت ہی نوخیز و نوجوان و باعصمت و عفیف و پاکدامن عورت تھی اور اس نے کتابیں بھی پڑھی تھیں۔ نوجوانانِ قریش میں اس کے چرچے تھے۔ عبداللہ کے چہرے میں اس کو نورِ نبوت نظر آیا تو پوچھا: تو کون ہے؟

عبداللہ نے حقیقت بیان کی تو کہا: کیا تو مجھ سے متمتع ہونے پر راضی ہے؟ میں تجھے سو اونٹ دوں گی۔ عبداللہ نے اس کی طرف دیکھ کے کہا:

اما الحرام فالموت دونہٗ والحِلُّ لاحِلَّ فاستبینہ

''فعل حرام تو ممکن نہیں، بجائے اس کے مرجانا قبول ہے اور حلال کی کوئی صورت نہیں کہ اس کی سبیل نکلے''۔

فکیف بالامر الذی تنوینہ

''پھر وہ امر کیونکر ہو جو تیری نیت ہے''۔

عبداللہ اس کے بعد آمنہ بنت وہب کے پاس جاکے رہے۔ پھر جو (فاطمہ) خثعمیہ اور اس کے حسن و جمال کا خیال آیا کہ اس نے ان پر کیا بات پیش کی تھی تو اس کے پاس آئے مگر اب کے مرتبہ اس کی وہ توجہ نہ دیکھی جو پہلی بار دیکھی تھی۔ پوچھا: تو نے جو مجھ سے کہا تھا کیا اس پر اب بھی راضی ہے؟

فاطمہ نے جواب دیا: قد کان ذاک مرۃً فالیوم لا۔ وہ ایک مرتبہ کی بات تھی اب نہیں۔ یہ مقولہ اس وقت سے ضرب المثل مشہور ہوگیا۔

اس نے یہ بھی پوچھا: میرے بعد تو نے کیا کیا؟

عبداللہ نے کہا: میں اپنی بیوی آمنہ بنت وہب سے ملا۔

اس نے کہا: خدا کی قسم میں ایسی عورت نہیں جس کے چال چلن میں شک وشبہ کی گنجائش ہو۔ بات یہ ہے کہ میں نے تیرے چہرے میں دیکھا کہ نور نبوت چمک رہا ہے چاہا تھا کہ یہ نور مجھ میں آ جائے مگر خدا نے نہ چاہا اور اس نے وہیں منتقل کر دیا جہاں ہونا تھا۔

فاطمہ نے عبداللہ پر جو پیش کیا تھا اور عبداللہ نے اس سے انکار کیا تھا۔ نو جوانانِ قریش کو بھی اس کی خبر ملی انہوں نے اس سے تذکرہ کیا تو اس نے کہا:

انی رایت مخیلةً عرضت فتلألأت بحناتم القطر

''میں نے دیکھا کہ ایک گھٹا سامنے ہے جو تیرہ و تار (یعنی بابرکت ابر باراں) سے روشن ہوگئی ہے''۔

فلمائها نورٌ یضی لـه ماحولهٗ کاضاءة الفجر

''اس کے پانی میں ایک ایسا نور ہے جس سے اس کے اردگرد اسی طرح روشنی ہو رہی ہے جس طرح صبح صادق کی روشنی ہوتی ہے''۔

و رأیتهٗ شرفًا ابوءُ به ماکلّ قادح زنده یُوری

''میں نے دیکھا کہ یہ ایک ایسی عزت ہے جو مجھے حاصل کرنی چاہیے لیکن ہر شخص جو چقماق جھاڑتا ہے ضروری نہیں کہ وہ کامیاب ہی ہو''۔

للّٰه مازهریةٌ سلبت ثوبیك ما استلبت وما تدری

''قبیلۂ بن زہرہ کی وہ خاتون کیسی خوش نصیب ہے جس نے اے عبداللہ تجھ سے یہ دولت حاصل کر لی اور تجھے خبر تک نہ ہوئی''۔

اسی سلسلہ میں اس نے یہ بھی کہا:

بنی هاشمٍ قد غادرت من اَخیکُم اُمَینَةُ اذللباه یعتلجان

''اے بنی ہاشم تمہیں خبر بھی ہے تمہارے بھائی کا نور وضوء چھوٹی سی آمنہ نے اس سے لے لیا''۔

کما غادر المصباح بعدُ خُبوّهٖ فتائلُ قد میثت له بدهان

''اس کی مثال ایسی ہے جس طرح چراغ کے بجھ جانے کے بعد بتیاں اس کے روغن میں تر رہتی ہیں''۔

وما کلُ ما یحوی الفتی من تلادهٖ بـحـزمٍ ولاافـاتـهٗ لـتـوان

''انسان جو کسی متاع کہن پر حاوی ہو جائے تو یہ ہمیشہ اس کے حزم و دور اندیشی کا نتیجہ نہیں سمجھنا چاہیے اور جو بات اس سے رہ گئی اس کو اس کی سستی وغفلت ہی پر محمول نہ کرنا چاہیے''۔

فاجمل اذا طالبتَ امرًا فانّهٗ سیکفیکهٗ جدن ایصطرعان

''جب تو کسی امر کا طلبگار ہو تو اس میں خوبی اور خوش اسلوبی کو ملحوظ رکھ کہ دو باہم آویز نصیبوں کے نتائج تجھے

کفایت کریں گے''۔

سیکفیکہٗ امّا یدٌ مقضعِلۃٌ و امّا یدٌ مبسوطۃٌ ببنان

''جو مٹھی بند ہے یا جو ہاتھ کھلے ہوئے ہیں ان میں سے کوئی نہ کوئی تیرے لئے کافی ہوگا اور عنقریب کافی ہوگا''۔

ولمّا قضت منہ اُمَیْنَۃٌ ما قضت نبَا بصرِی عنہ وکُل لسانی

''چھوٹی سی آمنہ نے جب فراغت حاصل کر لی تو پھر اس نوجوان کی جانب سے میری بصارت کند اور زبان گونگی ہوگئی' یعنی اس واقعہ کے بعد اس کی طرف مجھ کو رغبت نہیں رہی''۔

ابو یزید مدنی کہتے ہیں: مجھے خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے والد عبداللہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت کے پاس سے گزرے جس نے کہ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک ایسا نور تاباں ہے کہ اس کی چمک آسمان تک پہنچی ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کے اس نے عبداللہ سے کہا: ھَل لك فی (آیا تو مجھ سے تمتع اُٹھانے میں راغب ہے؟) عبداللہ نے کہا: **نعم حتّٰی ارمی الجمرۃ** (ہاں مگر میں پہلے رمی جمرات کرلوں)۔

عبداللہ نے یہ کہہ کے رمی جمرات کے مناسک ادا کئے' پھر اپنی بیوی آمنہ بنت وہب کے پاس گئے۔ پھر وہ خثعمیہ عورت یاد آئی تو وہاں پہنچے۔ اس نے پوچھا: **ھل اتیت امرأۃ بعدی** (کیا میرے بعد تو کسی عورت کے پاس گیا ہے؟) عبداللہ نے کہا: **نعم امرأتی اٰمنۃ بنت وھب** (ہاں اپنی بیوی آمنہ بنت وہب کے پاس)۔ خثعمیہ نے کہا: **فلاحاجۃ لی فیك انك مررت و بین عینك نورٌ ساطعٌ الی لسماء فلما وقعت علیھا وھب، فاخبرھا انھا حملت خیر اھل الارض.** (اب مجھے تیری ضرورت نہیں جب تو یہاں سے گزرا تھا تو تیری دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور تابفلک تاباں تھا۔ جب اس سے ملا تو نور جاتا رہا۔ اس کو اطلاع دیدے کہ وہ بہترین اہل زمین کی حاملہ ہے)۔

آنحضرت ﷺ شکم مادر میں:

یزید بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ اپنی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی تھیں۔ ہم لوگ سنا کرتے تھے کہ آمنہ بنت وہب جب رسول اللہ ﷺ کی حاملہ ہوئیں تو وہ کہتی تھیں: مجھے یہ محسوس ہی نہ ہوا کہ میں حاملہ ہوں' نہ ویسی گرانی کا احساس ہوا' جیسی عورتوں کو ہوا کرتی ہے۔ البتہ نئی بات ایام کی بندش تھی وہ بھی گاہے بند ہو جاتے گاہے عود کر آتے۔

ایک مرتبہ میں سوتے جاگتے کی درمیانی حالت میں تھی کہ ایک آنے والے نے آکے مجھ سے کہا: تو نے محسوس بھی کیا کہ تو حاملہ ہے؟ میں نے گویا اس کا جواب دیا: میں کیا جانوں۔ اس نے کہا: تو اس اُمت کے سردار اور پیغمبر کی حاملہ ہے اور یہ واقعہ یعنی استقرار حمل دوشنبہ کو ہوا ہے۔

آمنہ کہتی ہیں کہ یہی بات تھی جس نے مجھ کو حمل کا یقین دلایا۔ پھر ایک زمانہ تک سکوت رہا۔ تا آنکہ ولادت کا وقت قریب آیا تو وہی پھر آیا اور اس نے کہا کہہ: **اُعیذہ بالصمد والواحد من شر کل حاسد** (میں ہر ایک حاسد کے شر سے اس بچہ کے لئے خدائے واحد وصمد سے پناہ مانگتی ہوں)۔

آمنہ کہتی ہیں: میں (اس تعلیم کے مطابق) یہی کہا کرتی تھی' عورتوں سے تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا: اپنے دونوں بازوؤں اور گلے میں لوہا لٹکا لے' لوہا لٹکا تو لیا مگر چند ہی روز لٹکا رہا پھر میں نے اس کو کٹا ہوا پایا۔ تو پھر نہ لٹکایا۔

زہری کہتے ہیں: آمنہ کہتی تھیں کہ میں حاملہ ہوئی تو وضع حمل تک کسی قسم کی مشقت نہ پائی۔

اسحاق بن عبداللہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی والدہ کہتی تھیں کہ بار ہا میں حاملہ ہوئی میرے لڑکے ہوئے لیکن اس سے زیادہ بھیڑ بکریوں کا کوئی بچہ بھاری نہ رہا ہوگا۔

محمد بن عمرو الاسلمی کہتے ہیں: یہ قول (یعنی اسحاق بن عبداللہ کا بیان مذکور الصدر) من جملہ ان باتوں کے ہے جو ہمارے نزدیک مجہول ہیں اور اہل علم اس سے واقف نہیں۔ آمنہ بنت وہب اور عبداللہ بن عبدالمطلب کے بجز رسول اللہ ﷺ کے کوئی دوسرا لڑکا ہی نہیں ہوا۔

ابوجعفر محمد بن علی کہتے ہیں: آمنہ رسول اللہ ﷺ کی حاملہ ہی تھیں کہ انہیں حکم ملا' احمد نام رکھنا۔

عبداللہ کی وفات:

محمد بن کعب اور ایوب بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں: قریش کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ کہ ملک شام میں تجارت کے لئے جا رہا تھا۔ عبداللہ بن عبدالمطلب بھی نکلے اور غزہ تک گئے۔ اہل قافلہ تجارت سے فارغ ہو کے واپس ہوئے تو مدینے سے گزرے۔ عبداللہ اس وقت بیمار تھے۔ کہا کہ میں اپنے ننھیال بنی عدی بن النجار کے لوگوں میں رہ جاتا ہوں' وہاں وہ ایک مہینے تک ٹھہرے اور لوگ چلے گئے اور مکہ پہنچے۔ عبدالمطلب نے عبداللہ کی نسبت دریافت کیا تو کہا: وہ بیمار تھے' ہم انہیں ان کے ننھیال یعنی خاندان عدی بن النجار میں چھوڑ آئے۔

عبدالمطلب نے اپنے بڑے بیٹے حارث کو بھیجا۔ تو عبداللہ وفات پا چکے تھے۔ اور نابغہ کے گھر میں دفن ہوئے تھے۔ نابغہ عدی بن النجار کے ایک فرد تھے اور ان کا گھر (جس میں عبداللہ دفن ہوئے) وہ ہے کہ جب تم اس محلّہ میں داخل ہو گئے تو تمہارے بائیں جانب ایک چھوٹی سی عمارت پڑے گی۔[1]

ننھیال والوں نے حارث سے عبداللہ کی بیماری' ان کی تمریض و تیمارداری کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ ہم انہیں دفن کر چکے۔ حارث یہ سن کر واپس آئے۔ عبدالمطلب کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو خود ان کی اور عبداللہ کے بھائی بہن سب کو سخت صدمہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت بطن مادر میں تھے۔ عبداللہ نے پچیس برس کی عمر میں وفات پائی۔

محمد بن عمرو الواقدی کہتے ہیں: عبداللہ بن عبدالمطلب کی وفات اور ان کی عمر کے متعلق جتنی روایتیں ہیں ان سب میں صحیح ترین قول ہمارے نزدیک یہی ہے۔

زہری کہتے ہیں: عبدالمطلب نے عبداللہ کو مدینے میں سوکھے چھوارے لینے بھیجا تھا' مدینہ ہی میں وہ انتقال کر گئے۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں: ثابت ترین روایت پہلی روایت ہے۔

---

[1] یہ نشان جو مصنف نے دیا ہے اسی زمانے کا ہے۔ اب تو محلّہ بنی عدی تک باقی نہ رہا۔

ابوعبداللہ محمد بن سعد کہتے ہیں: عبداللہ کی وفات کی نسبت ہم سے ایک روایت اور بھی کی گئی ہے اور وہ حسب ذیل ہے۔

ہشام نے اپنے والد محمد بن السائب اور عوانہ بن الحکم' دونوں صاحبوں سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب نے اس وقت وفات پائی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۸، ۲۹ مہینے کے ہو چکے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سات (۷) مہینے کے ہو چکے تھے۔

محمد بن سعد کہتے ہیں: ثابت ترین روایت پہلی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطن مادر ہی میں تھے کہ عبداللہ انتقال کر گئے۔

محمد بن عمرو بن واحد الاسلمی کہتے ہیں: عبداللہ بن عبدالمطلب نے ام ایمن کو پانچ اَوارِک اونٹ کو اور بھیڑ کے ایک مختصر گلے کو ترکے میں چھوڑا جس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وارث ہوئے۔ اوارک ان اونٹوں کو کہتے ہیں جن کی خوراک درخت اراک (پیلو) ہے۔ امّ ایمن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ گری نصیب ہوئی ان کا نام برکہ تھا۔

آمنہ بنت وہب اپنے شوہر عبداللہ بن عبدالمطلب کے مرثیے میں کہتی ہیں:

حفا جانب البطحاء من ابن هاشم و جاور لحدًا اخارجًا فی الغماغم

''فرزند ہاشم کی وفات کے باعث بطحا کا نام ونشان تک مٹ گیا' نوحہ وبکا وگریہ وغوغا کے غیر متمیز شور میں باہر نکل کے وہ ایک لحد کا مجاور ہو گیا''۔

دعته المنایا دعوة فاجابها وما تركت فی النّاس مثل ابن هاشم

''موت نے اسے دعوت دی اور اس نے وہ دعوت قبول کر لی' انسانوں میں کسی ایک کو بھی موت نے ایسا نہ چھوڑا جو فرزند ہاشم جیسا ہوتا''۔

عَشِيَّةَ راحوا یحملون سریرهٗ تَعَاوَرَهٗ اصحابُهٗ فی التراحم

''شب میں اس کا تابوت اُٹھا کے چلے تو اس کے ساتھیوں نے انبوہ میں تابوت کو دست بدست لیا''۔

فاِن یك غالته المنا یاوَرببهُا فقد كان عطاء كثیرَ التراحم

''اگر وہ مر گیا تو کیا ہوا' اس کے آثار خیر تو نہیں مرے' کیونکہ وہ نہایت درجہ فیاض اور بہت ہی رحم دل تھا''۔

قد استراحَ البراعُ من ترجمة القسم الاوّل من الجزء الاوّل من كتاب الطبقات الكبیر، صبیحة لیلة اُسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصی الذی بورك حولهٗ من شهور سنة ۱۳۳۷ للهجرة، و بذلك قد تمت الانباء الخصیصة بما قبل مولدهٗ بنعمة اللّٰه و بنعمته تتمّ الصالحات و له الحمد من قبل و من بعد و علیه الاتكال و بیده التوفیق ربّنا تقبل منا انك انت الغفور الرحیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ اِلَیْنَا شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ﴾

﴿ رَبَّنَا اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ○ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○ ﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت

تاریخ پیدائش:

ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ماہ ربیع الاوّل کی دس شبیں گزریں تھیں کہ دوشنبہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اصحاب فیل اس سے پہلے نصف ماہ محرم میں آ چکے تھے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان پچپن شبیں گزر چکی تھیں۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ ابو معشر نجیح المدنی کہا کرتے تھے: ماہ ربیع الاوّل کی دو شبیں گزری تھیں کہ دوشنبہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: تمہارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے تھے۔

عبداللہ بن عقلہ بن الفغوا' عبداللہ بن عباس محمد بن کعب' عمران بن مناح سعید بن جبیر بنت ابی تجراہ' اور قیس بن مخرمہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے (یعنی جس سال اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا) کہ ابرہہ نے کعب شریفہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً پر چڑھائی کی ہے اسی سال آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفیل میں پیدا ہوئے۔ یوم الفیل سے عام الفیل مراد ہے۔

ولادت کے وقت منفرد واقعات کا ظہور:

زہری محمد بن کعب القرظی المِسور ابو وجزہ' مجاہد' ابن عباس رضی اللہ عنہما جن کی روایتیں باہم مخلوط ہو گئی ہیں کہتے ہیں کہ آمنہ بنت وہب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ) نے کہا: کوئی مشقت محسوس نہ کی۔ مجھ سے جدا ہونے پر ایک ایسا نور آن کے ساتھ ہی

نکلا کہ مشرق سے لے کر مغرب تک اس کی روشنی پھیل گئی۔ بعد کو اپنے دونوں ہاتھوں کے سہارے زمین پر آئے تو ایک مشت خاک لے کے آسمان کی جانب سر اُٹھایا۔

بعض کہتے ہیں: زمین پر آئے تو اپنے دونوں زانوؤں پر جھکے ہوئے تھے۔ سر آسمان کی جانب بلند تھا ان کے ساتھ ایک ایسا نور برآمد ہوا کہ شام کے محل و بازار روشن ہو گئے۔ حتیٰ کہ میں نے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں دیکھ لیں۔

اسحاق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے کہا: ان کے پیدا ہوتے ہی مجھ سے ایک ایسا نور برآمد ہوا کہ ملک شام کے قصر و ایوان اس سے روشن ہو گئے۔ پیدا ہوئے تو پاک وصاف و طاہر و مطہر پیدا ہوئے جس طرح بھیڑ بکریوں کے بچے پیدا ہوتے ہیں کہ ان کے کچھ بھی آلائش نہیں ہوتی۔ زمین پر آئے تو فرش خاک پر اپنے ہاتھ کے سہارے بیٹھے ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے متعلق ابن القبطیہ نے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ کی والدہ کہتی ہیں: میں نے دیکھا گویا ایک شہاب مجھ سے نکلا ہے کہ زمین اس سے روشن ہو گئی ہے۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی والدہ سے پیدا ہوئے تو پتھر[1] کے ایک کونڈے کے نیچے انہیں الٹا لٹا دیا گیا۔ مگر کونڈا اچھوٹ گیا۔ میں نے دیکھا تو وہ آنکھ پھاڑ کے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

ابوالعجفا کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پیدا ہوتے وقت میری والدہ نے دیکھا کہ ان سے نور تاباں ہے کہ بصرہ کے قیصر دیوان اس سے روشن ہو گئے ہیں۔

ابویسہ الباہلی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری والدہ نے دیکھا کہ گویا ان سے ایسا نور برآمد ہوا ہے جس سے شام کے قیصر و ایوان روشن ہو گئے۔

حسان بن عطیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں اور دونوں زانوؤں پر ٹیک لگائے آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے تھے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والد عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو ختنہ شدہ ناف بریدہ تھے۔ عبدالمطلب کو اس پر مسرت آمیز تعجب ہوا' ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی قدر بڑھ گئی اور انہوں نے کہا: میرے اس لڑکے کی ایک خاص شان ہو گی۔ چنانچہ فی الواقع آنحضرت ﷺ کی خاص شان ہوئی۔

یزید بن عبداللہ بن زمعہ کی بہن کہتی ہیں: آمنہ بنت وہب کے بطن سے رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو آمنہ نے عبدالمطلب کو خبر کرائی خوش خبری لانے والا ایسے وقت میں ان کے پاس پہنچا کہ وہ حجر[2] میں اپنے بیٹوں اور قوم کے کچھ لوگوں کے

---

[1] پتھر کا کونڈا: اصل میں برمہ کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں قدر من الحجارۃ (پتھر کی دیگ)۔

[2] حجر وہ مقام جس پر حطیم شان ہے جو شمالی جانب سے کعبہ کو محیط ہے۔

ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اطلاع دی کہ آمنہ کے لڑکا پیدا ہوا۔ عبدالمطلب خوش ہوئے اور ان کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب اُٹھے۔ آمنہ کے پاس آئے تو جو کچھ انہیں نظر آیا تھا' جو ان سے کہا گیا تھا اور جس کا حکم ملا تھا' عبدالمطلب کو سب کچھ سنا دیا۔ عبدالمطلب آنحضرت ﷺ کو لئے ہوئے کعبہ میں آئے۔ وہاں کھڑے ہو کر خدا سے دُعا کی اور خدا نے جو نعمت بخشی اس کا شکر کرتے رہے۔ محمد بن عمر والاسلمی کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس دن عبدالمطلب نے یہ کہا تھا:

الحمدللّٰہ الذی اعطانی هذا الغلام الطّیب الاردان

''ہر طرح اور ہر قسم کی حمد وثنا اس خدا کے لئے ہے جس نے مجھے یہ پاکدامن لڑکا عنایت فرمایا''۔

قد سادَ فی المهد علی الغِلمان اُعیذهٗ باللّٰه ذی الارکاب

''یہ وہ لڑکا ہے کہ گہوارہ ہی میں تمام لڑکوں پر سردار ہو گیا' اس کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں اور اس کے لئے خدا سے پناہ مانگتا ہوں''۔

حق اراہ بالغ البنیان اُعیذهٗ من شر ذی شنئان

''میری خواہش ہے کہ اس کو تا بہ بنیا درسیدہ دیکھوں' میں اس کی نسبت بغض رکھنے والے کے شر سے پناہ مانگتا ہوں''۔

من حاسدٍ مضطرب العنان

''میں اس حاسد سے پناہ مانگتا ہوں جو مضطرب العنان ہو یعنی ایک روش پر اسے قرار نہ رہے''۔

اسم گرامی کا انتخاب:

عثیمہ کے آزاد غلام سہل مرلیں کہ نصرانی تھے اور انجیل پڑھا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ انجیل میں رسول اللہ ﷺ کی صفت موجود ہے کہ وہ اسماعیل علیہ السلام کے خاندان سے ہوں گے اور ان کا نام احمدؐ ہوگا۔

ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہنوز بطن مادر ہی میں تھے کہ آمنہ کو حکم ہوا: ان کا نام احمدؐ رکھنا۔

محمد بن علی' یعنی ابن الحنفیہؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا نام احمدؐ رکھا گیا ہے۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا: میں محمدؐ ہوں' احمد ہوں' حاشر[1] ہوں' ماحی ہوں' خاتم ہوں' عاقب ہوں۔

حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ کی ایک گلی میں یہ کہتے ہوئے سنا: میں محمد ہوں' احمد ہوں' حاشر ہوں'

---

[1] حاشر: وہ پیغمبر جو قرب قیامت کے زمانے میں مبعوث ہو۔ ماحی: جس کی بدولت گناہ مٹ جائیں۔ خاتم: خاتم النبیین۔ عاقب: جس کی بعثت تمام پیغمبروں کے بعد ہوئی ہو۔

مقفّی[1] ہوں' نبی رحمت ہوں۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے نام بتائے جن میں سے بعض نام ہم نے یاد کر لئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: میں محمد ﷺ ہوں' احمد ہوں' مقفی ہوں' حاشر ہوں' نبی رحمت ہوں' نبی توبہ ہوں' نبی ملحمہ[2] ہوں۔

مجاہد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں محمد ﷺ ہوں' احمد ہوں' رسول رحمت ہوں' رسول ملحمہ ہوں' مقفی ہوں' حاشر ہوں' جہاد کے لئے مبعوث ہوا ہوں' زراعت کے لئے مبعوث نہیں ہوا ہوں۔

جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں:

① میں محمد ﷺ ہوں۔

② احمد ہوں۔

③ ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے باعث کفر کو مٹاتا ہے۔

④ حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر محشور ہوں گے۔

⑤ اور میں عاقب ہوں۔

جبیر بن مطعم سے دوسری روایت بھی اسی طرح ہے مگر اس میں یہ لفظ زائد ہے: میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

نافع بن جبیر سے روایت ہے کہ وہ عبدالمطلب بن مروان کے پاس گئے تو عبدالملک نے ان سے پوچھا: تجھے رسول اللہ ﷺ کے ان ناموں کا شمار معلوم ہے جن کو جبیر یعنی ابن مطعم گنا کرتے تھے؟ نافع نے کہا: ہاں! وہ چھ نام ہیں:

① محمد ﷺ ② احمد ③ خاتم ④ حاشر ⑤ عاقب ⑥ ماحی۔

حاشر اس لئے کہ آنحضرت ﷺ تم سب کو (خدا کے خوف سے) ڈرانے کے لئے عذاب شدید کے روبرو قیامت کے ساتھ ساتھ مبعوث ہوئے۔

عاقب اس لئے کہ پیغمبروں کے بعد آئے۔

ماحی اس لئے کہ جن لوگوں نے ان کا اتباع کیا' اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ آنحضرت ﷺ کے طفیل میں محو کر دیئے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بندگانِ خدا! دیکھو! ان لوگوں کے دشنام و لعنت کو اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے کیونکر پلٹ دیتا ہے۔

ان لوگوں سے آنحضرت ﷺ کی مراد قریش کے لوگ تھے۔ سامعین نے عرض کی: کیف یا رسول اللّٰہ ﷺ (یارسول اللہ ﷺ وہ کیونکر؟) فرمایا: یشتمون مُذمّمًا و یلعنون مُذمّمًا و انا محمّد (وہ مذمم کو گالیاں دیتے ہیں' مذمم پر

---

[1] مقفّی: جس کا زمانہ تمام پیغمبروں کے بعد آئے۔

[2] نبی ملحمہ: وہ پیغمبر جو قرب قیامت کے ایام فتنہ و فساد کے کچھ ہی دنوں پیشتر مبعوث ہوں۔

لعنت کرتے ہیں' حالانکہ میں مذمم نہیں ہوں' میں تو محمد ہوں)۔ ❶

رسول اللہ ﷺ کی کنیت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو' مگر میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ کیونکہ میں ہی ابوالقاسم ہوں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ تو دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے نام اور کنیت' دونوں کو جمع نہ کرو (یعنی ایسا نہ کرو کہ کسی کا نام رکھو تو میرا ہی نام رکھو اور کنیت رکھو تو وہ بھی میری ہی کنیت ہو) ایک تک مضائقہ نہیں' مگر دونوں کا اجتماع نامناسب ہے۔ میں ابوالقاسم ہوں' اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں محلوف ❷ ابی قاسم کے الفاظ ہیں کہ اس سے آنحضرت ﷺ ہی مراد ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ بقیع میں تھے کہ ایک شخص نے آواز دی ''یا ابا القاسم'' اس آواز پر رسول اللہ ﷺ ملتفت ہوئے۔ تو اس نے کہا: میں نے آپ کو آواز نہیں دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا: **سموا باسمی ولا تکتنوا بکنیتی** (میرے نام پر نام رکھو مگر میری کنیت پر کنیت نہ رکھو)۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک انصاری کے لڑکا پیدا ہوا' جس کا نام اس نے محمد رکھا' انصار اس پر غضبناک ہوئے اور کہا: یہ نام اس وقت رکھا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ہم اجازت حاصل کر لیں۔ آنحضرت ﷺ سے تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: انصار نے اچھا کیا۔ پھر ارشاد ہوا: میرا نام رکھو میری کنیت نہ رکھو۔ کیونکہ فقط میں ہی ابوالقاسم ہوں کہ تمہارے درمیان خدا کی نعمتیں تقسیم کرتا ہوں۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے: ایک انصاری نے اپنی کنیت ابوالقاسم رکھی' انصار نے اس پر کہا: جب تک رسول اللہ ﷺ سے اس باب میں ہم دریافت نہ کر لیں' تجھے اس کنیت سے مخاطب نہ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ سے تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرا نام رکھو میری کنیت نہ رکھو۔

سعید کہتے ہیں: قتادہ اس امر کو مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی شخص اپنی کنیت ابوالقاسم رکھے خواہ اس کا نام محمد نہ ہو۔

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ الانصاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا نام اور میری کنیت جمع نہ کرو۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا نام نہ رکھو' میری کنیت رکھو' مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس بات کی ممانعت فرمائی کہ نام اور کنیت دونوں جمع ہوں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو۔

مجاہد کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا نام رکھو میری کنیت نہ رکھو۔

---

❶ مذمم: مذموم ونکوہیدہ سیرت۔ محمد: ستودہ خصال۔

❷ محلوف: حلف کردہ' خدا کی قسم۔

جنہیں رسول اللہ ﷺ کی رضاعت کا شرف حاصل ہوا

آنحضرت ﷺ کے شرکائے رضاعت:

بَرّہ بنت تجراہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کو پہلے پہل ثوبیہ نے اپنے ایک لڑکے کے ساتھ دودھ پلایا جسے مسروح کہتے تھے۔ یہ واقعہ حلیمہ کی آمد سے قبل کا ہے۔ ثوبیہ نے اس سے پہلے حمزہ بن عبدالمطلب کو دودھ پلایا تھا' اور اس کے بعد ابوسلمہ بن عبدالاسد المخزومی کو دودھ پلایا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ثوبیہ نے کہ ابولہب کی لونڈی تھیں' حلیمہ کی آمد سے پیشتر رسول اللہ ﷺ کو چند روز دودھ پلایا تھا۔ اور آپ ہی کے ساتھ ابوسلمہ بن عبدالاسد کو بھی دودھ پلاتی تھیں۔ لہٰذا ابوسلمہ آپ کے دودھ شریک بھائی تھے۔

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثوبیہ کو ابولہب نے آزاد کر دیا تھا اور اسی وجہ سے اس نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ ابولہب کے مرنے پر بعض لوگوں نے اس کو بدترین حالت میں خواب میں دیکھا تو پوچھا: کہو کیا گزری؟

ابولہب نے کہا: تمہارے بعد ہمیں کوئی آسائش نہ ملی۔ البتہ میں ثوبیہ کو آزاد کرنے کے باعث اس میں سیراب ہوا۔ ابولہب نے اس میں کہا تو انگوٹھے اور اس کے بعد انگلیوں کے پوروں کے درمیان اشارہ کیا تھا۔

محمد بن عمر وکئی اہل علم سے روایت کرتے ہیں جو کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ مکہ میں ثوبیہ کی خبر گیری فرماتے تھے' خدیجہ بھی ثوبیہ کی بزرگ داشت کرتیں۔ ثوبیہ اُن دنوں آزاد نہ تھیں' ان کی آزادی کی غرض سے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ابولہب سے درخواست کی کہ ان کے ہاتھ فروخت کر دیں کہ آزاد کر دی جائیں۔ مگر ابولہب نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب مدینہ میں ہجرت کی تو ابولہب نے ثوبیہ کو آزاد کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے بھی ثوبیہ کو ہدیے بھجواتے اور کپڑے دیتے تا آنکہ غزوۂ خیبر سے واپس آتے وقت ۷ھ میں خبر ملی کہ ثوبیہ انتقال کر گئیں۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ثوبیہ کے بیٹے مَسرُوح نے کیا کیا؟ کہا گیا: وہ تو ثوبیہ سے پہلے ہی مر چکے تھے' ان کی قرابت میں بھی کوئی باقی نہیں۔

قاسم بن عباس الاسلمی کہتے ہیں: ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ ثوبیہ کا حال دریافت فرمایا کرتے اور ان کے لئے ہدیے اور کپڑے بھیجا کرتے تھے حتیٰ کہ ان کی وفات کی خبر آئی تو استفسار فرمایا: ان کی قرابت میں کون باقی ہے۔ لوگوں نے کہا: کوئی نہیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ میرے رضاعی بھائی ہیں۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں: حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دودھ شریک بھائی تھے۔ آنحضرت ﷺ کو بھی اور انہیں بھی ایک عربیہ نے دودھ پلایا تھا۔ قبیلۂ بنی بکر کے لوگوں میں حمزہ کے دودھ پلانے کا انتظام تھا۔ رسول اللہ ﷺ ایک دن اپنی

دودھ پلانے والی ماں حلیمہ کے پاس تھے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے آنحضرت ﷺ کو اپنا دودھ پلایا تھا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوج النبی ﷺ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کی جانب سے کہاں (بھولے ہوئے ہیں؟) یا آپ سے یہ کہا گیا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کو آپ کیوں نہیں پیغام دیتے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: رضاعت کی حیثیت سے حمزہ میرے بھائی ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے لئے رسول اللہ ﷺ سے خواہش کی گئی تو فرمایا: وہ مجھ پر حلال نہیں' وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے جو نسبت سے حرام وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کی نسبت میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی اور ان کے حسن و جمال کا بھی تذکرہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: از روئے رضاعت وہ میرے بھائی کی لڑکی ہے۔ کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو نسبت سے حرام کیا ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔

محمد بن عبید اللہ کہتے کہ میں نے ابوصالح کو علی رضی اللہ عنہ (ابن ابی طالب) سے روایت کرتے سنا کہ وہ کہتے تھے' میں نے رسول اللہ ﷺ سے حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کے لئے تذکرہ کیا تو فرمایا: وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔

عراک بن مالک سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ نے ان کی خبر دی کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (امّ المومنین) نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ دُرّہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اعلی ام سلمة** (کیا امّ سلمہ پر؟) پھر فرمایا: **لو انی لم انکح امّ سلمة ما حلت لی، انّ اباها اخی من الرّضاعة** (میں اگر اُمّ سلمہ سے نکاح نہ بھی کیے ہوتا تو بھی دُرّہ ابی سلمہ میرے واسطے حلال نہ ہوتی۔ از روئے رضاعت اس کا باپ تو میرا بھائی ہے)۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا:

یحییٰ بن یزید السعدی کہتے ہیں: مکے میں بچوں کو دودھ پلانے کی غرض سے قبیلہ بنی سعد بن بکر کی دس عورتیں آئیں تو سب کو تو بچے مل گئیں' ایک باقی رہیں تو حلیمہ باقی رہیں۔

حلیمہ بنت عبداللہ بن الحارث بن شجنہ بن جابر بن ازارم بن ناصرہ بن فصیہ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مُضر۔

حلیمہ کے ساتھ ان کے شوہر حارث بھی تھے ابن عبدالعزیٰ بن رفاعہ بن ملان بن ناصرہ بن فصیہ بن سعد بن بکر بن ہوازن۔

حارث کی کنیت ابوذویب تھی حلیمہ کے لڑکے عبداللہ انہیں کے صلب سے تھے اور ہنوز شیر خوار تھے۔

حارث کی دولڑکیاں بھی تھیں۔ انیسہ بنت الحارث اور جُدّامہ بنت الحارث' جدامہ کا لقب شیماء[1] تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو وہی گود میں لئے رہتیں اور اپنی ماں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو کھلایا کرتیں۔

---

[1] شیماء وہ عورت جس کے جسم پر دھبے ہوں۔

حلیمہ پر آنحضرت ﷺ کی رضاعت پیش کی گئی تو کہنے لگیں: یتیمٌ ولا مال له وما عست امُّه ان تفعل (یتیم بے مال و منال' ان کی ماں کیا کر لیں گی)۔ قبیلہ کی تمام عورتیں حلیمہ کو چھوڑ کے چلی گئیں تو حلیمہ نے اپنے شوہر سے کہا: تیری کیا رائے ہے؟ میری ساتھ والیاں تو چلی گئیں اور مکہ میں دودھ پلانے کے لئے بجز اس یتیم بچے کے کوئی نہیں' اگر ہم اسے لے لیں تو کیا؟ کیونکہ مجھے یہ برا معلوم ہوتا ہے کہ بے کچھ لئے گھر واپس جائیں۔

شوہر نے جواب دیا: اس کو لے لے' شاید اللہ تعالیٰ اس میں ہمارے لیے بہتری کرے۔

حلیمہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ کے پاس آئیں۔ ان سے لے کے آنحضرت ﷺ کو اپنی آغوش میں لے لیا تو دونوں چھاتیاں اس قدر بھر آئیں کہ اب ان سے دودھ ٹپکا کہ تب ٹپکا۔ رسول اللہ ﷺ نے آسودہ ہو کے پیا اور آپ ﷺ کے دودھ شریک نے بھی پیا جس کی پہلے یہ حالت تھی کہ بھوک کے مارے سوتا نہ تھا۔

آنحضرت ﷺ کی والدہ نے حلیمہ سے کہا: مہربان اور شریف دائی۔ اپنے بچے (یعنی رسول اللہ ﷺ) کی جانب سے خبردار رہنا کیونکہ عنقریب اس کی ایک خاص شان ہوگی۔

آمنہ نے آنحضرت ﷺ کی ولادت کے وقت جو کچھ دیکھا تھا اور اس مولود کی نسبت جو ان سے کہا گیا تھا' حلیمہ کو سب کچھ بتا دیا اور یہ بھی کہا: مجھ سے (متواتر) تین شب کہا گیا کہ اپنے بچے کو اولاً قبیلہ بنی سعد بن بکر میں' پھر آل ابوذویب میں دودھ پلوانا۔

حلیمہ نے کہا: یہ بچہ جو میری گود میں ہے اسی کا باپ ابوذویب میرا شوہر ہے۔

غرض کہ حلیمہ کی طبیعت خوش ہوگئی اور ان سب کو من کے خوشی خوشی آنحضرت ﷺ کو لئے ہوئے اپنی فرودگاہ پر پہنچی۔ گدھی پر اسباب و کجاوہ رکھا اور حلیمہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے آگے لئے ہوئے بیٹھ گئیں۔ ان کے آگے حارث بیٹھے۔ چلتے چلتے وادی السرر میں پہنچے ساتھ والیوں سے ملاقات ہوئی جو شاداں و مسرور تھیں اور حلیمہ و حارث کوشش کر رہے تھے کہ ان کے برابر آ جائیں۔

حلیمہ سے ان عورتوں نے پوچھا: کیا کیا؟ جواب دیا: اخذتُ واللّٰه خير مولود رائية قط و اعظمهم بركة (خدا کی قسم! جتنے بچے میں نے دیکھے ان سب میں بہترین مولود و بزرگ ترین برکت والے کو میں نے لیا ہے)۔ عورتوں نے کہا: کیا وہ عبدالمطلب کا لڑکا؟ حلیمہ نے کہا: ہاں۔ حلیمہ کہتی ہیں: ہم نے اس منزل سے کوچ بھی نہ کیا تھا کہ دیکھا بعض عورتوں میں حسد نمایاں ہے۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں بعض لوگوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حلیمہ اپنے گھر لے چلیں تو آمنہ بنت وہب نے کہا:

اُعِیذُہٗ باللّٰه ذی الجلال ۔۔۔ من شر ما مرّ علی الجبال[1]

''جسم پر جو شر گزرتے ہیں' جو بدی و خرابی و خستگی لاحق ہوتی ہے' جو آفات و امراض پیش آتے ہیں ان سب سے

---

[1] اس نظم کے دوسرے مصرعہ میں لفظ جبال بوزن خیال آیا ہے۔ جبال کے معنی جسم کے ہیں۔ محاورۂ عرب میں کہتے ہیں: هو عظيم الجبال یعنی وہ شخص بڑے جسم و جثے' کلے ٹھلے کا تناور و تومند آدمی ہے۔ آخری مصرعہ میں خشوہ وارد ہے جس کے معنی اراذل کے ہیں۔ یعنی کم پایہ انفار۔

میں اس بچے کو خدائے ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ہوں اور اس کے لیے خدا سے پناہ مانگتی ہوں''۔

حتی اراہُ حامل الحلال و یفعل العُرْفَ الی الموال

''میں اس وقت تک کے لئے اس کو خدا کی پناہ میں دیتی ہوں کہ اسے امر حلال کا حامل اور غلاموں کے ساتھ نیکی کرتے دیکھ لوں''۔

و غیرھم من حثوۃ الرّجال

''اور صرف غلاموں ہی کے ساتھ نہیں بلکہ یہ بھی دیکھوں کہ ان کے علاوہ دوسرے ادنیٰ درجے کے لوگوں کے ساتھ بھی وہ نیکیاں کر رہا ہے''۔

شق صدر کا واقعہ:

محمد بن عمرو اپنے اصحاب سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ دو برس تک قبیلہ بنی سعد میں رہے' دودھ چھڑایا گیا ہے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آپ چار برس کے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی والدہ سے ملنے کے لئے آپ کو لے چلے۔ حلیمہ نے ان سے آنحضرت ﷺ کے حالات بیان کئے' اور آپ ﷺ کی برکت سے جو دیکھا تھا اس کی کیفیت سنائی۔ آمنہ نے کہا: میرے بچے کو واپس لے جائیں اس کی نسبت مکہ کی وبا سے ڈرتی ہوں' خدا کی قسم اس کی ایک خاص شان ہوگی۔

چنانچہ آنحضرت سلام اللہ علیہ کو واپس لے گئیں۔

آنحضرت ﷺ جب چار برس کے ہوئے تو اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ نکل جاتے تھے۔ یہ جگہ محلے کے قریب ہی تھی اور یہاں چار پائے رہتے تھے۔ اس مقام پر دو فرشتوں نے آ کے آنحضرت ﷺ کا شکم چیر کر ایک سیاہ نقطہ نکال کے اس کو پھینک دیا۔ اور سونے کے ایک طشت میں رکھ کے برفاب سے شکم کو دھویا۔ اُمت کے ایک ہزار آدمیوں کے ہم سنگ کر کے آپ کو تولا۔ تو آپ ہی بھاری ٹھہرے۔ ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا: دَعْهُ فلو وزن بامته کُلھا لوزنھم (جانے دو اگر تمام اُمت کے ساتھ وزن کرو گے تب بھی آپ ہی کا پلہ گراں ہوگا)۔

آنحضرت ﷺ کے بھائی چیختے چلاتے اپنی ماں کے پاس پہنچے کہ اَدرِکی اخی القُرشی (میرے قریشی بھائی کی خبر لے)۔

حلیمہ مع اپنے شوہر کے دوڑتی ہوئی نکلیں تو رسول اللہ ﷺ کو ایسی حالت میں پایا کہ آپ ﷺ کا رنگ اُڑا ہوا تھا۔ آمنہ کے پاس آنحضرت ﷺ کو لے کے پہنچیں اور کیفیت سنا کے کہا: انّا لا نردّہ الا علی جلع آنفِنا (ہم اس بچے کو یوں واپس نہیں کرتے اپنی ناک کٹا کے واپس کرنے پر مجبور ہیں)۔

مگر مراجعت کے وقت آنحضرت ﷺ کو پھر لیتی آئیں اور ایک سال یا اسی کے قریب آنحضرت (واقعہ شق صدر کے بعد) حلیمہ ہی کے پاس رہے کہ اب آپ کو وہ کہیں دور نہ جانے دیتی تھیں۔

کچھ دن گزرے تھے کہ حلیمہ نے دیکھا ایک ابر آنحضرت ﷺ پر سایہ گستر ہے' جب آپ ﷺ ٹھہر جاتے ہیں تو وہ بھی ٹھہر جاتا ہے اور چلتے ہیں تو وہ بھی چلتا ہے۔ حلیمہ اس بات سے بھی ڈریں اور آنحضرت ﷺ کو لے کے چلیں کہ آپ کو آپ کی

والدہ کے سپرد کر دیں۔ اس وقت آپ پانچ برس کے تھے۔ وہاں سے لے کے چلیں تو مکے کے قریب پہنچیں تھیں کہ لوگوں کے مجمع میں آپ کو گم کر دیا۔ تلاش کیا اور نہ پایا۔ تو آ کے عبدالمطلب کو خبر دی۔ عبدالمطلب نے بھی جستجو کی انہیں بھی نہ ملے تو کعبے کے پاس آ کے وہ کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے:

اللهم ادِّ راكبی محمّدا ﷺ ادِّهٗ اِلَیَّ و اصطنع عندی یدا

''یا اللہ! میرے شہسوار محمد (ﷺ) کو مجھے دے دے' اسے مجھ کو دے دے' میرے پاس بھیج دے' اور عنایت کی بدولت مجھ پر اپنا فضل و کرم کر''۔

انت الذی جعلته لی عَضُدَا لا یُبعِد الدّهر بهٖ فلیبعدا

''یا اللہ! تو ہی نے اس لڑکے کو میرا بازو بنایا ہے' یا اللہ ایسا نہ ہو کہ زمانہ اس کو دور کر دے تو پھر یہ دور ہی ہو جائے گا''۔

انت الذی سَمَّیتَهٗ محمّدا ﷺ

''تو ہی نے تو اس کا نام محمد ﷺ رکھا ہے اور اس ستودگی اور ستائش سے موسوم کیا ہے''۔

کندیر بن سعید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے: وہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک شخص نظر آیا جو کہہ رہا تھا: رَبِّ (اے میرے پروردگار)!

رُدَّ اِلی راکبی محمّدا ﷺ رُدَّهٗ اِلی واصطنع عندی یدا

''محمد ﷺ کو واپس کر دے' اسے میرے پاس واپس کر دے اور اس طرح میرے حق میں عنایت کر''۔

میں نے کہا: یہ کون ہے؟

لوگوں نے جواب دیا: عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔ اپنے اونٹوں کی تلاش میں اپنے ایک فرزند زادے کو بھیجا تھا اور اس لڑکے کی یہ برکت ہے کہ جس کام میں اس کو بھیجا وہ ضرور کامیاب ہو کے واپس آیا۔

سعید کہتے ہیں ہم لوگ کچھ دیر ٹھہرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ آ گئے۔ عبدالمطلب نے آنحضرت ﷺ کو گلے سے لگا لیا اور کہا: اب میں تجھے کسی ضرورت کے لئے نہ بھیجوں گا۔

ابن القبطیہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی رضاعت قبیلہ بنی سعد بن بکر میں ہوئی۔

یہود کا ارادۂ قتل:

اسحاق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب آنحضرت ﷺ کی والدہ نے دودھ پلانے کے لئے (حلیمہ) سعدیہ کے سپرد کیا تو یہ بھی کہا کہ میرے بچے کی حفاظت کرتی رہنا۔ اسی کے ساتھ وہ تمام باتیں بھی حلیمہ کو بتا دیں (جو آنحضرت ﷺ کے متعلق انہوں نے دیکھی تھیں)۔

کچھ روز گزرے تھے کہ حلیمہ کے پاس یہودیوں کا گزر ہوا' جس سے حلیمہ نے کہا: میرے اس بچے کی نسبت تم مجھے کچھ

باتیں نہیں بتاتے۔ یہ شکم میں رہا اس طرح رہا پیدا ہوا تو یوں پیدا ہوا' اور میں نے یہ یہ کچھ اس کی نسبت دیکھا ہے۔ غرض کہ آنحضرت ﷺ کی والدہ نے جو باتیں بتائی تھیں سب کہہ دیں۔ ایک یہودی نے ان میں سے کہا: اقتلوہ (اسے قتل کر ڈالو)۔ دوسرے نے کہا: ایتیمٌ ھو (کیا یہ بچہ یتیم ہے؟) حلیمہ نے کہا: نہیں' یہ (اپنے شوہر کی طرف اشارہ کر کے) اس کا باپ ہے اور میں اس کی ماں ہوں۔ سب نے کہا' لو کانّ یتیمًا لقتلناہ (اگر یہ بچہ یتیم ہوتا تو ہم اس کو قتل کر ڈالتے)۔

جب یہ واقعہ پیش آیا تو حلیمہ آنحضرت ﷺ کو لے کے چلی گئیں اور کہنے لگیں: قریب تھا کہ میں اپنی امانت ہی کو خراب اور ضائع کر چکی تھی۔

رضاعی بھائی کے لئے بشارت:

اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ایک دودھ شریک بھائی تھے جو آنحضرت ﷺ سے کہنے لگے: اتری انه یکون بعث (کیا آپ کی رائے میں پیغمبری و بعثت ہونے والی ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اما و الذی نفسی بیدہ لاٰخذنّ بیدك یوم القیامة ولا عرفنك (قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ قیامت کے دن میں تیرا ہاتھ پکڑ لوں گا اور تجھے پہچان لوں گا)۔

رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد جب یہ صاحب ایمان لائے تو بیٹھ کے رویا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے: انما ارجوان یاخذَ النبی علیه السّلام بیدی یوم القیامة فاَنجو (مجھے تو صرف اتنی اُمید ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن میرا ہاتھ پکڑ لیں گے تو میری نجات ہو جائے گی)۔

نگاہ نبوی ﷺ میں حلیمہ سعدیہ کا احترام:

یحییٰ بن یزید السعدی کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سب میں زیادہ فصیح میں ہوں اس لئے کہ میں قریش سے ہوں اور میری زبان بنی سعد بن بکر کی زبان ہے جو فصحائے عرب مشہور تھے۔

اُسامہ بن زید اللیثی قبیلۂ بنی سعد کے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں' حلیمہ بنت عبداللہ (ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس) مکے پہنچیں' یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر چکے تھے۔ حلیمہ نے آنحضرت ﷺ سے قحط و گرانی اور مویشیوں کے ہلاک ہو جانے کی شکایت کی۔ آنحضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اس باب میں گفتگو کی تو انہوں نے حلیمہ کو چالیس بکریاں دیں اور سواری کے لئے ایک اونٹ عنایت کیا جو سامان و متاع سے لدا ہوا تھا۔ حلیمہ یہ سب لے کے اپنے اہل و عیال میں واپس آ گئیں۔

محمد بن المنکدر کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے حضور میں ایک عورت نے کہ آنحضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا آنے کی اجازت طلب کی' جب یہ خاتون حاضر ہوئیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میری ماں! میری ماں! اپنی چادر لے کے ان کے لئے بچھا دی جس پر وہ بیٹھیں۔

عمر بن سعد کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی دایہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا

دی ان کے کپڑوں کے اندر اپنا ہاتھ ڈال کے ان کے سینے پر رکھا اور جو ضرورت ان کی تھی پوری کر دی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو انہوں نے بھی اپنی چادر بچھا دی اور کہا: مجھے اجازت دیجئے کہ باہر سے اپنا ہاتھ آپ کے کپڑوں تک لے جاؤں اس کے بعد ان کی ضرورت پوری کر دی۔ بعد کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو انہوں نے بھی یہی کیا۔

قبیلۂ بنو ہوازن:

زہری عبداللہ بن جعفر اور ابن سبرہ وغیرہم کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گاہ میں قبیلۂ ہوازن کا وفد بمقام جعرانہ پیش ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم کر چکے تھے۔ اس وفد میں ابوثروان بھی تھے کہ رشتۂ رضاعت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہوتے تھے اس موقع پر انہوں نے عرض کی: ان خطیروں میں وہ ہیں جنہوں نے آپ کی کفالت کی تھی۔ آپ کی چچی ہیں خالائیں ہیں دائیاں ہیں ہم اپنے آغوش میں آپ کو پالتے رہے ہیں اپنی چھاتیوں سے آپ کو دودھ پلاتے رہے ہیں۔ میں نے آپ کو دودھ پیتے دیکھا ہے کوئی دودھ پیتا بچہ آپ سے اچھا نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ چھوڑتے دیکھا ہے کہ کوئی دودھ چھڑایا ہوا بچہ آپ سے اچھا نہیں دیکھا۔ آپ کو جوان دیکھا کہ کوئی جوان آپ سے اچھا نہیں دیکھا۔ نیک خصلتیں آپ میں درجۂ کمال تک پہنچ چکی ہیں بایں ہمہ آپ کی جڑ بنیاد ہم ہیں آپ کے خاندان کے لوگ ہم ہیں ہم پر احسان کیجئے۔ اللہ آپ پر احسان کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں نے اتنی سستی و تاخیر کی کہ میں نے گمان کیا اب تم لوگ نہ آؤ گے۔

حالت یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بردے (جو لڑائی کے لونڈی غلام بنا لئے گئے) تقسیم کر چکے تھے اور ان کے حصے بھی لگ چکے تھے۔

ہوازن کے چودہ آدمی مسلمان ہو کے آئے تھے۔ اور جو لوگ رہ گئے ان کے اسلام کی خبر لائے تھے۔ ان لوگوں کے سردار اور خطیب ابو مروز ہیر بن صرد تھے جنہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں آپ کے بیخ و بن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان ہیں جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں وہ آپ پر مخفی نہیں انہیں خطیروں میں آپ کی پھوپھیاں ہیں خالائیں اور دائیاں ہیں کھلائیاں ہیں جو آپ کی کفالت کر چکی ہیں۔ اگر ہم حارث بن ابی شمر (بادشاہ غسان) یا نعمان بن منذر (بادشاہ حیرہ) سے یہی سلوک کئے ہوتے اور جو منزلت آپ کی ہے ہم میں یہی محل و مقام ان کو حاصل ہوا ہوتا تو ہم ان کی عاطفت و افادہ کے بھی امیدوار ہوتے اور آپ تو بہترین کفیل ہیں۔

دوسری روایت یہ ہے کہ اس دن ابوصرہ نے حسب ذیل تقریر کی۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہی خطیرے ہیں جن میں آپ کی بہنیں ہیں پھوپھیاں ہیں خالائیں ہیں چچیری اور خالہ زاد بہنیں ہیں اور ان میں جو دور کے رشتے کے بھی ہیں وہ بھی آپ سے قریبی تعلق رکھتی ہیں میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں انہیں نے اپنے کنار و آغوش میں آپ کو لیا ہے۔ اپنی چھاتیوں کا دودھ آپ کو پلایا ہے اور اپنے زانوؤں پر آپ کو کھلایا ہے اور اب آپ ہی بہترین کفیل ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے اچھی بات وہی ہے جو راستی میں سب سے اچھی ہو۔ مسلمانوں میں جو میرے پاس ہیں انہیں تم دیکھ رہے ہو۔ اب بتاؤ تمہیں اپنے زن و فرزند زیادہ محبوب ہیں یا مال و منال۔ وفد نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! حسب و مال دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کر لینے کی آپ نے ہمیں اجازت دی ہے۔ ہم تو حسب کے برابر کسی چیز کو نہیں سمجھتے۔ آپ ہمارے بال بچوں کو واپس کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو میرے لئے اور اولاد عبدالمطلب کے لئے ہے وہ تمہارے لئے ہے۔ مسلمانوں سے میں بھی تمہارے لئے مسالت کروں گا۔ لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز جب میں پڑھ چکوں تم کہنا: **نستشفع برسول الله الی المسلمین و بالمسلمین الی رسول الله** (مسلمانوں سے رسول اللہ ﷺ کے طفیل میں اور رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں کی بدولت ہم طلبگار شفاعت ہیں)۔ اس پر میں تم سے کہوں گا کہ میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصے میں جو ہیں وہ تمہارے ہیں مع ہذا میں تمہارے لئے لوگوں سے بھی طلبگاری کروں گا۔

رسول اللہ ﷺ جب ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ان لوگوں نے اُٹھ کے جو باتیں آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھیں عرض کیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے اور بنی عبدالمطلب کے حصے کے بردے (لونڈی غلام) ان کو واپس کر دیئے اور مہاجرین اور انصار نے بھی اپنے اپنے حصے واپس کر دیئے اور قبائل عرب سے بھی آنحضرت ﷺ ان کے لئے خواہش ظاہر فرمائی۔ سب نے اسی ایک بات پر اتفاق کر لیا کہ تسلیم و رضا پر آمادہ ہیں۔ جتنے بردے قبضہ میں ہیں سب واپس کر دیں گے۔ البتہ کچھ لوگوں نے بردوں کے دینے سے ہاتھ روک لئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں معاوضہ میں اونٹ دے دیئے۔

وفات آمنہ امّ النبی ﷺ:

زہری، عاصم بن عمرو بن قتادہ، عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ بن محمد بن عمرو بن حزم اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جن کے بیان خلط ملط ہو گئے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ آمنہ بنت وہب کے پاس تھے، چھ برس کے ہوئے تو آنحضرت ﷺ کو مدینے، آپؐ کے ننھیال بنی عدی بن النجار میں لے کے چلیں کہ ان سے مل لیں، ساتھ میں امّ ایمن تھیں جو آپ کی کھلائی تھیں۔ دو اونٹ سواری میں تھے۔ نابغہ کے گھر آنحضرت ﷺ کو لے کے اُتریں اور ایک مہینے تک انہیں لوگوں میں رہیں، وہاں کی اقامت میں جو باتیں پیش آئی تھیں رسول اللہ ﷺ ان کو یاد کر کے بیان کیا کرتے تھے۔ بنی عدی بن النجار کا اُطم[1] دیکھا تو پہچان لیا اور فرمایا: میں اس اُطم پر انصار کی ایک لڑکی اُنیسہ کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور اپنے ننھیالی لڑکوں کے ساتھ ہم ایک چڑیا کو اُڑایا کرتے تھے جو اس اُطم پر آ کے بیٹھا کرتی تھی۔

گھر کو دیکھ کر فرمایا: میری ماں مجھے لے کر یہیں اُتری تھیں اور اسی گھر میں میرے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کی قبر ہے بنی عدی بن النجار کے حوض میں میں نے اچھی طرح سے تیرا کی سیکھ لی تھی۔

کچھ یہودی بھی وہاں آ آ کر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کرتے تھے۔ اُمّ ایمن کہتی ہیں کہ میں نے ان میں سے ایک کو کہتے سنا کہ یہ (یعنی آنحضرت ﷺ) اس اُمت کے پیغمبر ہیں اور یہی ان کا دارالہجرہ ہے۔ میں نے (یعنی اُمّ ایمن نے) اس کی

[1] اطم، قصر، وہ گھر جو مربع و مسطح ہو۔

باتوں میں سب کو ذہن نشین کر لیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آپ کو لے کے مکے واپس چلیں' مقام ابواء میں پہنچ کے انتقال کر گئیں' وہیں ان کی قبر ہے۔

اُمّ ایمن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کے مکے مراجعت کی' سواری میں وہی دونوں اونٹ تھے جنہیں مدینے جاتے وقت لائے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ زندہ تھیں تب بھی اور بعد کو بھی اُمّ ایمن ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پالتی پوستی تھیں۔

عمرۂ حدیبیہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابواء میں پہنچے تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت دے دی ہے۔

قبر کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اس کو درست کیا' صفائی ستھرائی کی اور روئے۔ مسلمان بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے پر گریاں ہوئے۔ جب اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی تو فرمایا: مجھ پر ان کی رحمت و محبت چھا گئی تو میں رویا۔

قاسم کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کے لئے (اللہ تعالیٰ سے) اجازت چاہی تو مل گئی مگر ان کے لئے مغفرت کی درخواست کی تو قبول نہ ہوئی۔

بریدہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کر لیا تو ایک مقام پر آ کے ایک بُن قبر پر بیٹھ گئے اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہیات ایسی بنالی تھی جیسے کوئی کسی سے خطاب کرتا ہو۔ کچھ دیر یوں ہی گزری تھی کہ روتے ہوئے اُٹھ گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جناب رسالت ؐ میں سب سے زیادہ جرأت رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو آ کے عرض کی: یا رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ ؐ پر فدا ہوں' باعث گریہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ میری والدہ کی قبر ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے زیارت کے لئے درخواست کی تو اجازت دے دی' مغفرت کے لئے درخواست کی تو قبول نہ کی۔ مجھے وہ یاد آئیں تو رقّت آ گئی اور میں رو دیا۔

ابن سعد کہتے ہیں: یہ غلط ہے اس لئے کہ آمنہ کی قبر مکے میں نہیں ہے' ابواء میں ہے۔

والدہ کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب کی آغوش شفقت میں:

زہری' عبدالواحد بن حمزہ بن عبداللہ' منذر بن جہم' مجاہد' ابوالحویرث اور نافع بن جبیر' جن کے بیانات باہم خلط ملط ہو گئے ہیں' کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ آمنہ بنت وہب کے ساتھ ہوتے تھے (یعنی انہیں کے ساتھ رہتے تھے)۔ جب وہ انتقال کر گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے آپ کو لے لیا اور اپنی صلبی اولاد سے بھی زیادہ آپ کے ساتھ رقت و شفقت سے پیش آئے۔ کمال تقرب کا برتاؤ کرتے' اپنے نزدیک ہی رکھتے' عبدالمطلب جب تنہا ہوتے' جب سوتے رہتے (کہ ایسے وقتوں میں کوئی اندر نہ آتا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی اور ان کے پاس جاتے اور ان کے بستر پر بیٹھ جاتے (حالانکہ کسی دوسرے کی اتنی مجال نہ تھی)۔ یہ دیکھ کے عبدالمطلب کہتے: دَعُوا لبنی، انّه لیونُس ملکا (میرے بیٹے کو رہنے دو وہ ملک و

سلطنت سے مانوس نظر آتا ہے)۔

قبیلۂ مدلج کے کچھ لوگوں نے ایک مرتبہ عبدالمطلب سے کہا: **احتفظ به فانا لم نرقدمًا اشبه بالقوم التی فی المقام منه** (اس لڑکے کی حفاظت کر کیونکہ مقامِ ابراہیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جونشان قدم ہے اس کے ساتھ اس لڑکے کے قدموں سے زیادہ مشابہ ہم نے کسی کا قدم نہیں دیکھا)۔

عبدالمطلب نے ابوطالب سے کہا: سن یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔

اسی بنا پر ابوطالب' آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کیا کرتے تھے۔

اُمّ ایمن سے کہ رسول اللہ ﷺ کی دایہ گیری کرتی تھیں ایک مرتبہ عبدالمطلب نے کہا: **یا برکة**[1] **لا تغفلی عن ابنی فانی وجدته مع غلمان قریبًا من السدوة و انّ اهل الکتاب یزعمون ان ابنی هذا نبی هذه الامة** (اے برکت میرے بیٹے سے غافل نہ رہ' میں نے اسے چند لڑکوں کے پاس بیری کے درخت کے پاس پایا ہے' حالانکہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ یہ گمان کرتے ہیں کہ میرا بیٹا اس اُمت کا پیغمبر ہے)۔

عبدالمطلب جب کھانا کھانے بیٹھتے تو کہتے: **علیَّ یا بنی** (میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ)۔ جب تک آپ ﷺ نہ آتے کھانا نہ کھاتے' آ جاتے تو کھاتے اور کھلاتے۔

عبدالمطلب کی وصیت و وفات:

عبدالمطلب جب مشرف بموت ہوئے' وقت رحلت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ کی حفاظت و احتیاط کے لئے ابوطالب کو وصیت کی۔ مرنے لگے تو اپنی لڑکیوں سے فرمائش کی: **ابکیننی و انا اسمع** (مجھے روؤ کہ میں بھی سنوں)۔

سب لڑکیوں نے منظوم مرثیے کہے اور ان کا ماتم کرتی رہیں۔ اُمیمہ کی نوبت آئی تو عبدالمطلب کی زبان بند ہو چکی تھی۔ بول نہ سکتے تھے۔ ان کا مرثیہ سن کے سر ہلانے لگے۔ مطلب یہ تھا کہ تو نے سچ کہا۔ میری جو صفت کی میں حقیقتاً ایسا ہی تھا۔ اُمیمہ بنت عبدالمطلب کے وہ اشعار یہ ہیں:

اَعینیّ جوّدَ ابد مع دِرَر — علی طیّب انحیم والمعتصَرُ

''اے میری دونوں آنکھو! آنسو بہاؤ' اشکبار رہو' ایسے شخص پر جو طبیعت و عادت کا پاک و طیب اور عطیات دینے میں کریم و فیاض تھا''۔

علی ماجد الجد و اری الزّناد — جبیل لنجبا عظیم الخطر

''اس پر جو صاحب مجد و عظمت تھا' نصیبہ ور تھا' اہل حاجت کا معین و مددگار تھا' خوبرو تھا' عالی رتبہ و عظیم القدر تھا''۔

علی شیبة الحمد ذی المکرمات — و ذی المجدو العزّ والمُفْتَخَرْ

''آنسو بہاؤ' شیبۃ الحمد پر آنسو بہاؤ' اور اس مکرمت و بزرگی و عزت و فخر والے شخص کو روؤ''۔

---

[1] برکت کسی خاتون سے خطاب کرتے اور نام نہ لینا چاہتے تو عرب اس کو ''برکة'' کے لفظ سے مخاطب کرتے یعنی برکت والی بی بی جیسے ہندوستان میں عورتیں ''بُوا'' کہتی ہیں۔ اور مصر و شام میں آج کل ''حرمة'' کا اطلاق کرتے ہیں۔

و ذی الحلم والفضل فی النائبات کثیر المکارم جمر الفخر

''وہ کہ حوادث ومصائب کے وقت تحمل و بردباری وفضیلت اس سے ظاہر ہوا کرتی بہت سی مکرمتیں اس کی ذات میں تھیں' بہت سے فخر اس میں موجود تھے''۔

لہ فضل مَجدٍ علی قومه مبینٍ یلوح کضوءِ القمر

''وہ اپنی قوم پر ایسی فضیلت و برتری رکھتا تھا جو ضیائے مہتاب کی طرح کھلی ہوئی واضح وروشن تھی''۔

اتتهُ المنایا فلم تُشوِهِ بصرف اللیالی و ریب القدر

''یہ سارے فضائل اس میں جمع تھے مگر موت آئی تو گردش ایام وحادثۂ تقدیر سے کوئی چیز اس کو نہ بچا سکی''۔

عبدالمطلب انتقال کے بعد مقام حجون میں دفن کیے گئے۔ وہ اس وقت بیاسی ۸۲ برس کے تھے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک سو دس (۱۱۰) برس کی عمر تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کیا آپ کو عبدالمطلب کی موت یاد ہے۔

فرمایا: ہاں! میں ان دنوں آٹھ برس کا تھا۔

اُمّ ایمن کہتی ہیں: میں نے اس دن دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب کے تابوت کے پیچھے پیچھے رو رہے تھے۔

ہشام بن محمد بن السائب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: عبدالمطلب بن ہاشم نے یوم الفجار سے بیشتر وفات پائی ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) برس تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کے گھر میں:

مجاہد' ابن عباس رضی اللہ عنہما' محمد بن صالح' عبداللہ بن جعفر' ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ' جن کی روایتیں باہم خلط ملط ہو گئی ہیں' کہتے ہیں: عبدالمطلب جب انتقال کر گئے تو ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کے ساتھ رہنے لگے۔ ابوطالب مال و دولت والے نہ تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی چاہتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنی اولاد کے ساتھ بھی اتنی محبت نہ تھی۔ سوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں کے پہلو میں سوتے۔ باہر نکلتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ ہوتے۔ یہ گرویدگی اتنی بڑھی اس حد تک پہنچی کہ کسی شے کے ابوطالب اتنے گرویدہ نہ ہوئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر اپنے ساتھ کھانا کھلاتے' حالت یہ تھی کہ ابوطالب کے عیال واطفال خود ایک ساتھ یا الگ الگ' کسی طرح بھی کھانا کھاتے مگر سیر و آسودہ نہ ہوتے لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے میں شریک ہوتے تو سب کے سب آسودہ ہو جاتے۔

لڑکوں کو کھانا کھلانا چاہتے تو ابوطالب کہتے: کما انتم حتیٰ یَحضُرَ ابنی (تم لوگ تو جیسے ہو ظاہر ہو' ٹھہرو میرا بیٹا آ جائے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے اور ساتھ کھاتے تو کھانا بچ جاتا' اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ میں نہ ہوتے تو لڑکوں کو سیری نصیب نہ ہوتی' اسی بنا پر ابوطالب آنحضرت صلوات اللہ علیہ سے کہا کرتے کہ انك لمبارك (تو حقیقت میں بابرکت ہے)۔

صبح کو سب لڑکے اُٹھتے تو آنکھوں میں چیپڑ بھرے ہوتے' بال بکھرے ہوتے' مگر رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوتا۔

ابن القبطیہ کہتے ہیں: ابو طالب کے لئے بطحاء میں ایک دوہرا وسادہ رکھ دیا جاتا تھا۔ جس پر وہ تکیہ لگا کے بیٹھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے آ کے اُسے بچھا دیا۔ اور اسی پر لیٹ رہے۔ ابو طالب آئے اور تکیہ لگانا چاہا (تو وسادہ نہ ملا)۔ پوچھا: وسادا کیا ہوا؟ لوگوں نے جواب دیا: وہ تو تیرے بھتیجے نے لے لیا۔ ابو طالب نے کہا: حلّ بطحاء کی قسم! حقیقت ہے یہ میرا بھتیجا نعمت کی قدر کرتا ہے۔

عمرو بن سعد کہتے ہیں: ابو طالب کے لئے ایک وسادا ڈال دیا جاتا۔ جس پر وہ بیٹھا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کہ ہنوز لڑکے تھے۔ آ کے اس پر بیٹھ گئے۔ ابو طالب نے یہ دیکھ کر کہا: قبیلہ ربیعہ کے معبود کی قسم ہے کہ یہ میرا بھتیجا فی الواقع نعمت کی قدر کرتا ہے۔

نبیٔ انور ﷺ کا پہلا سفر شام:

خالد بن خداش بحوالہ معتمر بن سلیمان روایت کرتے ہیں کہ معتمر کہتے تھے: میں نے اپنے والد سلیمان کو ابومجلز سے یہ روایت کرتے سنا ہے کہ عبدالمطلب یا ابو طالب نے اس روایت میں خالد کو شبہ تھا کہ عبدالمطلب کا نام تھا یا ابو طالب کا عبداللہ کے انتقال کر جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی جانب توجہ کی' جب کبھی سفر میں جاتے تو ساتھ میں آنحضرت ﷺ کو بھی لے جاتے۔ ایک مرتبہ شام کا رُخ کیا' منزل پر پہنچ کر اُتر پڑے' وہاں ایک راہب کے پاس آ کے کہنے لگا:

''تم میں کوئی صالح آدمی ہے؟''

جواب دیا:

''ہم میں ایسے لوگ ہیں جو مہمان کی میزبانی کرتے ہیں' قیدی کو رہا کرتے ہیں اور نیکی کرتے ہیں۔ یہ یا اسی قبیل کا جواب دیا تھا''۔

راہب نے کہا:

''تم میں ایک صالح آدمی ہے' کچھ دیر ٹھہر کے پوچھا: اس لڑکے یعنی رسول اللہ ﷺ کے باپ کہاں ہیں؟''

مخاطب نے جواب دیا:

''یہ اس کے ولی و مربی موجود ہیں''۔

یا یہ جواب دیا گیا کہ

''یہ اس کے ولی ہیں''۔

راہب نے کہا:

احتفظ بهذا الغلام، ولا تذهب به الى الشام، ان اليهود حسدٌ و انى اخشاهم عليه

''اس لڑکے کی حفاظت کر اور اسے لے کے شام نہ جا یہودی حسد کرنے والے ہیں اور مجھے اس لڑکے کی نسبت ان سے خوف ہے''۔

انہوں نے کہا:

''یہ تو نہیں کہتا' یہ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے''۔

راہب نے اس کا جواب دیا اور کہا:

''یا اللہ! میں محمد (ﷺ) کو تیرے سپرد کرتا ہوں'' یہ کہا اور پھر مر گیا۔

بحیرا راہب سے ملاقات:

داؤد بن الحصین کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب بارہ برس کے ہوئے تو شام میں تجارت کرنے کے لئے ایک قافلہ روانہ ہو رہا تھا۔ ابو طالب بھی آنحضرت ﷺ کو لے کر نکلے اور قافلہ کے ساتھ ہو لئے۔ اہل قافلہ بحیرا راہب کے پاس جا کے اُترے۔ رسول اللہ ﷺ کے متعلق بحیرا نے ابو طالب سے جو کہنا تھا کہا اور انہیں حکم دیا کہ آنحضرت ﷺ کی حفاظت کریں اسی بنا پر آنحضرت ﷺ کو لے کے ابو طالب مکے واپس آئے۔

اَلْاَمِیْنُ کا لقب:

رسول اللہ ﷺ ابو طالب کے ساتھ ہی رہے اور جوان ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کو آپ ﷺ پر اپنا فضل و کرم کرنا تھا' اس لئے خود ہی آپ ﷺ کی حراست و حفاظت کرتا تھا۔ اور جاہلیت کے اُمور و معائب سے آپ کو بچاتا تھا۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ﷺ اپنی قوم ہی کے طریقے پر تھے اور انہیں کا مسلک رکھتے تھے۔ تا آنکہ ایسے جوان ہوئے کہ مروت و جواں مردی میں تمام قوم سے افضل' خلق میں سب سے زیادہ اچھے' اختلاط و معاشرت میں سب سے شریف تر' باتیں کرنے میں سب سے بہتر۔ حلم و امانت میں سب سے بڑے' تکلم میں سب سے سچے' فحش و اذیت میں سب سے دور و نفور تھے نہ کبھی گالی گلوچ یا بدکلماتی کرتے دیکھے گئے نہ کسی سے لڑتے جھگڑتے یا کسی پر شبہ کرتے پائے گئے۔

ایسی اچھی اچھی خیر و صلاح کی عادتیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات میں جمع کر دی تھیں کہ قوم نے آپ ﷺ کا نام ہی ''الامین'' رکھ دیا۔ مکے میں بیشتر آپ ﷺ کا یہی لقب رہا۔ ابو طالب مرتے وقت تک آپ ﷺ کی حفاظت و احتیاط و حمایت و نصرت میں سرگرم رہے۔

ابو طالب کی اولاد:

محمد بن السائب کہتے ہیں: ابو طالب کا نام عبد مناف تھا (ابو طالب کنیت تھی)۔ ان کی اولاد میں:

❁ طالب بن ابی طالب: - سب سے بڑے تھے۔ مشرکین جبراً انہیں اور تمام بنی ہاشم کو نکال کے غزوۂ بدر کے مقام میں لے گئے تھے۔ طالب نکل کے کہنے لگے:

اللھم اما یغزونّ طالب فی مقنب من ھذہ المقانب

''یا اللہ! ان ضرر رساں بھیڑیوں کے ایک غول میں ہو کر طالب لڑتو رہا ہے' لڑنے میں ان گرگوں کا ساتھ تو دیتا ہے''۔

فلیکن المغلوب غیر الغالب ولیکن المسلوب غیر السالب

''مگر یا اللہ! جو غالب ہے وہ مغلوب ہو جائے' اور جو چھین رہا ہے اس سے چھن جائے''۔

مشرکین قریش کو جب ہزیمت ہوئی تو وہ (طالب) نہ قیدیوں میں پائے گئے۔ نہ مقتولوں میں ملے نہ مکے میں واپس آئے اور نہ ان کا حال معلوم ہوا۔ ان کی اولاد بھی نہیں۔

۲ عقیل بن ابی طالب:- ان کی کنیت ابو یزید تھی۔ طالب میں اور ان میں دس برس کی چھوٹائی بڑائی تھی۔ یعنی طالب دس سال بڑے تھے۔ انساب قریش کے یہ عالم تھے۔

۳ جعفر بن ابی طالب:- یہ عقیل سے دس برس چھوٹے تھے' قدیم الاسلام مہاجرین حبشہ میں ہیں۔ غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے' ذوالجناحین (دو پروں والے) وہی ہیں کہ ان پروں کے ذریعے بہشت میں وہ جہاں چاہتے ہیں پرواز کرتے ہیں۔

۴ علی بن ابی طالب:- یہ جعفر سے دس برس چھوٹے تھے۔

۵ الف- ام ہانی بنت ابی طالب:- ان کا نام ہر ہنہ تھا۔

۶ ب- جمانہ بنت ابی طالب۔

۷ ج- ریطہ بنت ابی طالب:- بعض لوگ اسماء بنت ابی طالب بھی کہتے ہیں' ان سب کی ماں فاطمہ تھیں' بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔

۸ طلیق بن ابی طالب:- ان کی ماں علّہ تھیں' اور ان کے ماں جائے بھائی حُویرث تھے۔ ابن ابی ذباب بن عبداللہ بن عامر بن الحارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مُرہ۔

ابوطالب کو دعوتِ اسلام اور خاتمہ:

سعید بن المسیبؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطالب کے احتضار کا جب وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے۔ دیکھا تو وہاں عبداللہ بن اُمیہ اور ابوجہل بن ہشام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یا عم قل لا الٰہ الا اللّٰہ، کلمۃ اشھد لك بھا عند اللّٰہ)).

''چچا! لا الٰہ الا اللہ کہہ' اس کلمے کے کہنے سے اللہ تعالیٰ کے پاس میں تیرے حق میں گواہی دوں گا''۔

اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن اُمیہ نے کہا: ''اے ابوطالب! کیا تو عبدالمطلب کی ملت سے بیزار و نفور ہے؟''

رسول اللہ ﷺ برابر کلمۂ توحید ان پر پیش کرتے رہے اور کہتے رہے کہ اے چچا لا الٰہ الا اللہ کہہ' اس کلمے کے باعث اللہ تعالیٰ کے پاس میں تیرے حق میں گواہی دوں گا۔

یہ تو رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے اور وہ دونوں کہتے تھے کہ اے ابوطالب کیا تو عبدالمطلب کی ملت سے پھرا جاتا ہے؟

یہ مکالمہ (عرض ورد) یوں ہی ہوتا رہا تا آنکہ آخری بات جو ابوطالب نے کہی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کی ملت پر ہوں' یہ کہا اور پھر انتقال کر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لاستغفرن لك ما لو انه)).

''اے ابوطالب! اے چچا! مجھے جب تک روکا نہ جائے میں تیرے لئے مغفرت طلب کرتا رہوں گا''۔

ابوطالب کے مرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے استغفار کرتے رہے تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وما كان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولي قربى من بعد ما تبين لهم انهم اصحاب الجحيم ﴾

''پیغمبر اور مومنین پر جب یہ بات واضح ہو چکی کہ مشرکین جہنمی ہیں تو چاہے یہ مشرکین قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں ان کے لئے استغفار مناسب نہیں''۔

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر العذری کہتے ہیں' ابوطالب نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہا:

''اے میرے بھتیجے! خدا کی قسم اگر قریش کے اس کہنے کا خوف نہ ہوتا کہ میں ڈر گیا ہوں' کیونکہ ایسی بات کہی گئی تو یہ تجھ پر اور تیرے باپ کی اولاد پر گالی ہوگی تو میں وہی کرتا جو تو کہتا ہے اور اس سے تیری آنکھ کو ٹھنڈک پہنچاتا اس لئے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری باتیں میرے ساتھ قابل شکر ہیں' محسوس کر رہا ہوں کہ تجھے کیا کچھ شغف و شفقت مجھ سے ہے مشاہدہ کرتا ہوں کہ تو میرے حق میں کیسی نصیحت و خیر خواہی مرعی رکھتا ہے''۔

ابوطالب نے اس کے بعد فرزندان عبدالمطلب کو طلب کر کے کہا:

((لن تزالوا بخير ماسمعتم من محمد صلی اللہ علیہ وسلم و ما اتبعتم امره فاتبعوه و اعينوه ترشدوا)).

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں جب تک سنتے رہو گے اور حکم مانتے رہو گے اس وقت تک برابر خیر و فلاح میں رہو گے ان کی پیروی کرو انہیں مدد دو کہ خود تم کو ہدایت نصیب ہو''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کے فرمایا:

((اتحكم هم بها و تدعها لنفسك))

''تو انہیں تو اس کا حکم دیتا ہے' مگر خود اپنے لئے چھوڑ دیتا ہے؟''

ابوطالب نے کہا:

((اما انك لو سألتني الكلمة و انا صحيح لتابعتك على الذى تقول و لكن اكره ان اجزع عند الموت فترى قريش انى اخذتها جزعا ورددتها فى صحتى)).

''جب تندرست تھا اس وقت اگر تو مجھ سے اس کلمہ کا سوال کرتا جو کہہ رہا ہے میں اس کی پیروی کرتا' لیکن موت کے وقت یہ برا جانتا ہوں کہ جزع و فزع میں ڈالا جاؤں اور خوفزدہ مشہور ہوں' کیونکہ اس صورت میں قریش کی رائے یہ ہوگی

کہ میں نے اپنی تندرستی کی حالت میں تو اس کے ماننے سے انکار کر دیا تھا مگر سکرات کے وقت ڈر کے قبول کر لیا''۔

عمرو بن دینار' ابو سعید یا ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ آیت:

﴿ انك لا تهدی من احببت ﴾

''تو جس سے محبت کرتا ہے اس کو ہدایت یافتہ نہیں بنا سکتا''۔

ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت:

﴿ وهم ينهون عنه و ينئون عنه ﴾

''وہ لوگ مشرکین و کفار کو تو پیغمبر کی اذیت رسانی سے باز رکھتے ہیں' مگر خود اس کا اتباع و امتثال نہیں کرتے''۔

کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو روکتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ پہنچے اور آپ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے سے بچتے تھے اور اس میں سستی کرتے تھے۔

فوت شدہ مشرکین کے لئے استغفار کی ممانعت:

علی رضی اللہ عنہ (ابن ابی طالب) کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب کے انتقال کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور پھر فرمایا:

((اذهب فا غسله و كفنه و واره غفر الله له و رحمه)).

''جا کے اسے غسل دے اور کفن پہنا اور توپ دے' یعنی دفن کر دے' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے (اور رحم کرے)''۔

چنانچہ میں نے یہی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی دن تک ابو طالب کے لئے استغفار کرتے رہے اور گھر سے نہ نکلے۔ تا آنکہ جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

﴿ ما كان للنبی والذين أمنوا ان يستغفروا للمشركين ﴾

''پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے' مناسب نہ تھا کہ مشرکوں کے لئے استغفار کرتے''۔

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب حکم میں نے بھی غسل کیا (یعنی ابو طالب کی میت کو غسل دینے کے بعد بموجب ارشاد و ہدایت نبوی خود بھی غسل کر ڈالا تھا)۔

عمرو کہتے ہیں کہ ابو طالب نے جب انتقال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اور تجھے بخش دے جب تک جناب الٰہی سے ممانعت نہ ہوگی' میں تیرے لئے استغفار کرتا رہوں گا''۔

اس ارشاد سے مسلمان بھی اپنے مردوں کے لئے دُعائے مغفرت کرنے لگے جو شرک کی حالت میں مرے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ ما كان للنبی والذين أمنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولی قربی ﴾

''پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے ہیں' مناسب نہ تھا کہ مشرکوں کے لئے استغفار کریں' چاہے وہ قرابت دار ہی

کیوں نہ ہوں''۔

تجہیز و تکفین:

علیؓ بن ابی طالب کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہو کے عرض کی:

((اِن عمك الشيخ الضال قد مات)).

''یا حضرتؐ! آپ کا بوڑھا گمراہ چچا مر گیا''۔

بوڑھے گمراہ چچا سے علی رضی اللہ عنہ کی مراد خود ان کے والد تھے (یعنی ابوطالب)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اذهب فواره ولا تحدثن شيئاً حتى تاتيني)).

''جا کے اُسے دفن کر دے اور جب تک میرے پاس نہ آنا اس وقت تک کوئی بات بیان نہ کرنا' یا اس وقت تک کچھ نہ کرنا''۔

میں نے تدفین کے بعد حاضر ہو کر کہا (کیفیت) بیان کی تو مجھے حکم دیا اور اس کے مطابق میں نے غسل کیا' تو آنحضرت (سلام اللہ علیہ) نے میرے لئے ایسی دُعائیں کیں کہ خواہ کوئی کیسی ہی چیز پیش کی جائے مگر جتنی مسرت مجھے ان دُعاؤں سے ہوئی اتنی کسی چیز سے نہ ہوگی۔

ابوطالب کی موت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہارِ خیال:

عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

((هل نفعت ابا طالب بشيءٍ ؟ فانه قد كان يحوطك و يغضب لك)).

''کیا آپ نے ابوطالب کو بھی کچھ نفع پہنچایا جو آپ کو گھیرے رہا کرتے تھے' حفاظت کیا کرتے تھے اور اگر کوئی ایذا دینا چاہتا تو اس سے آپ کے لئے بگڑ بیٹھا کرتے تھے''۔

((نعم! وهو في ضحضاح من النار، ولولا ذلك لكان في الدَّرك الاسفل من النار)).

''ہاں! وہ خفیف اور ہلکی سی آگ میں ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو دوزخ کے طبقہ اسفل میں ہوتا''۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ انہیں علی بن الحسین رضی اللہ عنہما (ابن ابی طالب) نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ابوطالب نے وفات پائی۔ تو جعفر رضی اللہ عنہ (بن ابی طالب کو ان کا یعنی ابوطالب کا) ورثہ و ترکہ نہ ملا بلکہ طالب و عقیل (فرزندانِ ابوطالب) ان کے وارث ہوئے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ نہ مسلمان کافر کا وارث ہوسکتا ہے اور نہ کافر مسلمان کا۔

عروہ کہتے ہیں' جب تک ابوطالب نے وفات نہ پائی اس وقت تک آپ سے رُکے رہے۔ عروہ کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ابوطالب جیتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے قریش رُکے رہے۔

اسحاق بن عبداللہ بن الحارث کہتے ہیں' عباس رضی اللہ عنہ (ابن عبدالمطلب) نے عرض کی:

((يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ! اترجو لابي طالب)).

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ ابوطالب کے لئے بھی اُمید رکھتے ہیں' یعنی آیا ان کے لئے بھی کچھ اُمید مغفرت ہے؟''

فرمایا: ((کل الخیر ارجو من ربّی)).

''میں اپنے پروردگار سے ہر طرح کی خیر وخوبی اور نیکی کی اُمید رکھتا ہوں''۔

ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ عنہا کی وفات:

محمد بن عمرو الاسلمی کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے دسویں سال' ماہ شوال کا نصف تھا کہ ابو طالب نے انتقال کیا۔ اس وقت وہ کچھ اوپر اسّی (۸۰) برس کے تھے۔ ان کی وفات کے ایک مہینے پانچ دِن کے بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا پینسٹھ (۶۵) برس کی عمر میں انتقال کر گئیں اس سے رسول اللہ ﷺ پر دوہری مصیبتیں جمع ہو گئیں۔ خدیجہ بنت خویلد کی موت (جو آپ ﷺ کی بیوی تھیں) اور ابو طالب کی موت جو آپ کے چچا تھے۔

مکے میں آنحضرت ﷺ کی ابتدائی مصروفیات

نبی اکرم ﷺ کا بکریاں چرانا:

عبید بن عمیر کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ما من نبی الاوقد رعی الغنم)).

''کوئی پیغمبر ایسا نہیں جس نے بھیڑ بکریاں نہ چرائی ہوں''۔

لوگوں نے عرض کی:

((و انت یا رسول اللّٰہ)).

''یارسول اللہ اور آپ؟ یعنی آپ نے بھی چرائی ہیں؟''۔

فرمایا: ((و انا)) ''اور میں نے بھی''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اسی کو پیغمبر مبعوث فرمایا جو بھیڑ بکریاں چرا چکا ہو''۔

لوگوں نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ اور آپ؟ فرمایا:

((و انا رعیتھا لاھل مکّۃ بالقراریط)).

''اور میں نے بھی اہل مکہ کے لئے جب تمر ہندی یعنی املی کے بدلے چرائی ہیں''۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' اراک (یعنی درخت مسواک' پیلو) کے پھل کے لئے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے حضور سے گزرے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''ان پھلوں میں جو سیاہ ہو گیا ہوا سے لو' بھیڑ بکریاں چراتا تھا تو میں بھی ان کو چنا کرتا تھا''۔

لوگوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ نے بھی بھیڑ بکریاں چرائی ہیں؟''

فرمایا: ''ہاں! اور ایسا کوئی پیغمبر نہیں جس نے نہ چرائی ہوں''۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ہم لوگ کباث (اراک کے پکے پکے پھل) چنا کرتا تھے۔ آنحضرت (صلوٰۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:

''جو سیاہ ہو گیا ہو وہ لو کہ سب میں اچھے وہی ہوتے ہیں' میں جب بھیڑ بکریاں چراتا تھا' تو میں بھی اسے چنتا تھا''۔

ہم نے عرض کی:

''یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ بھی بھیڑ بکریاں چراتے تھے؟''

فرمایا: ''ہاں! اور کوئی ایسا پیغمبر نہیں جس نے نہ چرائی ہوں''۔

ابو اسحاق کہتے ہیں' بھیڑ بکریاں چرانے والوں اور اونٹ چرانے والوں میں تنازعہ اور جھگڑا تھا جس میں اونٹ والوں نے ان پر زیادتی کی اور بڑھ چلے ہم کو اطلاع ملی' اور حقیقت حال خدا کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور بھیڑ بکریوں کے چرواہے تھے' داؤد علیہ السلام مبعوث ہوئے اور وہ بھیڑ بکریوں کے چرواہے تھے' میں مبعوث ہوا تو میں اَجیاد[1] میں اپنے لوگوں کی بھیڑ بکریاں چراتا تھا''۔

حرب الفجار کا واقعہ:

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ' محمد بن ابراہیم التیمی یعقوب بن عتبہ الاخنسی سے روایت ہے' اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی اس واقعہ کے بعض حصے بیان کیے ہیں ان سب کا یہ قول ہے۔

جنگ فجار کا باعث یہ ہوا کہ نعمان بن منذر (فرماں روائے حیرہ) نے تجارت کے لئے بازار عکاظ میں کچھ لطیمہ[2] بھیجا تھا۔ اس کو عمرو بن عتبہ بن جابر بن کلاب الرحال[3] نے اپنی پناہ[4] میں لے لیا تھا۔

جو لوگ وہ لطیمہ لے کر آئے تھے' ایک تالاب پر فروکش ہوئے جسے اُوارہ کہتے تھے۔ قبیلہ بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کا ایک شخص براض بن قیس' شاطر آدمی تھا۔ جس نے عروہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ اور بھاگ کے خیبر میں چھپ رہا۔ بشر بن ابی خارم

---

[1] اَجیاد: مکہ مبارکہ کی ایک سرزمین یا پہاڑی کا نام ہے جو چراگاہ کا کام دیتی تھی۔

[2] لطیمہ: مشک' خوشبویات۔

[3] رحّال: وہ شخص جو اونٹوں کے کجاوے کے فن میں ماہر ہو' عروہ بن عتبہ کا یہ خاص لقب تھا' اور اسی مہارت کے باعث وہ ''رحال'' مشہور تھے۔

[4] پناہ میں لینا: جس طرح اس زمانے میں مال و متاع کا بیمہ کرتے ہیں' اسی طرح عرب میں دستور تھا کہ مال کو کہیں بھیجتے تو کسی کی پناہ میں دے دیتے جو اس کی حفاظت وغیرہ کا ذمہ دار ہوتا۔

عکاظ: عرب کا مشہور ترین بازار جہاں ہر سال ایک بڑا میلہ ہوتا تھا۔ عرب کی پیداوار دستکاری و دل و دماغ کی نمائش کی جاتی تھی اور علم و ادب کا سب سے بڑا دنگل ہوتا تھا۔ سال میں ایک مرتبہ بازار لگتا تھا اور ماہ ذیقعدہ کی پہلی سے بیسویں تاریخ تک کھلا رہتا۔ اس کا صدر مقام وہ میدان تھا جو نخلہ اور طائف کے درمیان واقع ہے۔

الاسدی سے کہ شاعر تھا' ملاقات ہوئی تو یہ واقعہ بیان کر کے کہہ دیا کہ عبداللہ بن جدعان' ہشام بن المغیرہ' حرب بن ابی امیہ نوفل بن معاویہ الدیلی اور بلعا بن قیس کو اس کی اطلاع کر دے۔

ان لوگوں کو خبر ہوئی تو جان بچا کے حرم (بیت اللہ) سے التجاء کی۔

اسی دِن جب کہ دِن آخر ہو چلا تھا' قبیلۂ قیس کو یہ خبر ملی تو ابو براء نے کہا: ''ہم تو قریش کی طرف سے دھوکے ہی میں تھے''۔

آخر ان کے پناہ گیروں کے پیچھے پیچھے چلے مگر انہیں اس وقت پایا جب کہ حرم کے اندر وہ جا چکے تھے۔[1]

قبیلۂ بنی عامر کے ایک شخص نے جسے اورم بن شعیب کہتے تھے' اپنی پوری آواز میں پناہ گیروں کو پکار کے کہا:

((ان میعاد ما بیننا و بینکم هذه اللیالی من قابلٍ و انا لانا قلی فی جمیعٍ)).

''آئندہ سے ہمارے تمہارے درمیان انہیں راتوں کا وعدہ ہے اور ہم مزدلفہ میں کمی اور سستی نہ کریں گے''۔

یہ کہہ کے اورم نے یہ شعر بھی کہے:

لقد وعدنا قریشًا وھی کارھۃٌ بأن تجیٔ الی ضرب رعابیل

احابیش:

اس سال عکاظ کا بازار نہ لگا۔ قریش' قبیلۂ کنانہ' اسد بن خُزیمہ اور احابیش کے سب لوگ جو ان میں شامل تھے۔ سال بھر تک ٹھہرے رہے اور اس جنگ کے لئے (جو ٹھن چکی تھی) تیاریاں کیا کئے۔

احابیش[2] میں یہ قبائل تھے:

1. الحارث بن عبدالمناۃ بن کنانہ
2. عَضل
3. القارہ
4. دِیش
5. المصطلق۔ یہ لوگ قبیلۂ خزاعہ کے تھے اور ان کی شرکت کا باعث یہ تھا کہ قبیلۂ بلحارث بن عبد مناۃ کے ساتھ ان کا محالفہ (باہمی عہد و پیمان) تھا۔

---

[1] عرب میں دستور تھا کہ سخت سے سخت مجرم بھی جب تک حرم کعبہ میں پناہ گیر رہتا اس سے تعرض نہ کرتے۔

[2] احابیش: مکہ مبارکہ کے پائیں میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جسے حبشی کہتے ہیں۔ اسی پہاڑی کے دامن میں سب لوگوں نے آپ کے مناصرت و معاونت پر قسمیں کھائی تھیں۔ قسم کے الفاظ یہ تھے: نحن یدٌ علی غیرنا ما سجا لیلٌ و وضح نھارٌ و ما رسا حبشیٌ یعنی جب تک رات کی شان یہ ہے کہ رات اندھیری ہو جب تک دِن کا منظر یہ ہے کہ روشن رہے گا جب تک کوہ حبشی اپنی جگہ پر قائم و استوار رہے گا اس وقت تک ہم لوگ غیروں کے مقابلہ میں یکدست رہیں گے۔ اسی مناسبت سے یہ مخالفین احابیش قریش کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حبشی (پہاڑ) معرف باللام نہیں۔ بلحارث اصل میں ابا الحارث تھا۔ قبیلۂ مذکورہ اسی ابوالحارث کے نام سے منسوب ہے جسے عرف عام میں بلحارث ہی کہتے ہیں۔

سردارانِ قریش:

قبیلۂ قیس عیلان کے لوگوں نے بھی جنگ کی تیاری کر لی اور آئندہ سال کے لئے موجود ہو گئے۔ سردارانِ قریش یہ لوگ تھے:

1. عبداللہ بن جدعان
2. ہشام بن المغیرہ
3. حرب بن اُمیہ
4. ابواُحیحہ سعید بن العاص
5. عتبہ بن ربیعہ
6. العاص بن وائل
7. معمر بن حبیب الجمحی
8. عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار۔

لشکر جو نکلا تو جدا جدا جھنڈیوں کے تحت نکلا' سب کی ٹولیاں اور جماعتیں الگ الگ تھیں کسی ایک سرلشکر کے تحت نہ تھا' اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن جدعان کے یہ سب ماتحت تھے۔[1]

سردارانِ قیس:

قبیلۂ قیس میں یہ لوگ تھے:

1. ابوالبراء عامر بن مالک بن جعفر
2. سبیع بن ربیعہ بن معاویہ النصری
3. دُرید بن الصمہ
4. مسعود بن معتب الثقفی
5. ابوعروہ بن مسعود
6. عوف بن ابی حارث المری
7. عباس بن رعل السلمی

یہ سب لوگ سردار و سپہ سالار تھے (یعنی غنیم کی طرح ان سرداروں میں سے بھی ہر ایک کی فوج اپنی اپنی جگہ مستقل و خود مختار تھی اور کوئی ایک سرلشکر نہ تھا جس کے سب ماتحت و فرمان پذیر ہوتے) لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے ابوالبراء ان سب کے اولی الامر تھے جھنڈا انہیں کے ہاتھ میں تھا اور صفیں انہیں نے برابر کیں۔ (مصنف نے یہ دوسرا قول بصیغۂ تضعیف بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم)

---

[1] روایت کا خاص لفظ ہے: خَرَجُوْا مُتَسَانِدِین. متساندین کے متبادر معنی تو ایک دوسرے پر ٹیک لگانے والے سہارا لینے والے کے ہیں' مگر عہد جاہلیت کے محاورہ میں اس کا وہی مفہوم تھا جو ترجمہ میں لکھا گیا۔ یقال هم متساندون، ای تحت رایاتٍ تشتّٰی لاتجمعهم رايةُ اميرٍ واحد.

مقابلۂ فریقین:

فریقین کا مقابلہ ہوا تو دن کے ابتدائی حصہ میں قریش پر، کنانہ پر اور ان کے متعلقین پر قیس کے لئے شکست ہوئی مگر پچھلے پہروں میں قریش و کنانہ کے لئے قیس پر ہزیمت آئی۔❶

فاتحوں نے اپنے حریفوں کے قتل کرنے میں ایسی مرگامرگی پھیلائی (یعنی اس کثرت سے لوگوں کو قتل کیا) کہ عتبہ بن ربیعہ نے جو اس وقت جوان تھے، اور ہنوز ان کی عمر پورے تیس برس کی نہ ہوئی تھی، صلح کے لئے آواز دی اور اس شرط پر مصالحت ہو گئی کہ مقتولوں کا شمار کیا گیا اور قریش نے اپنے مقتولین کے علاوہ غنیم کے جن لوگوں کو قتل کیا تھا قیس کو ان سب کے خون بہا دیئے۔ جنگ نے اپنے بوجھ رکھ دیئے (یعنی لڑائی ختم ہوگئی اور قریش و قیس دونوں اپنے اپنے مقام پر واپس آ گئے)۔

حرب الفجار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت:

حرب الفجار کا تذکرہ کرتے ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اپنے چچاؤں کے ساتھ اس جنگ میں موجود تھا، میں نے اس میں شرکت کی تھی، تیر چلائے تھے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ ایسا میں کاش نہ کئے ہوتا (یعنی یہ شرکت جنگ و تیر اندازی موجب پشیمانی نہیں)''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس میں شریک ہوئے ہیں اس وقت بیس برس کے تھے اور یہ جنگ فجار واقعۂ اصحابِ فیل سے بیس برس بعد ہوئی تھی۔

حکیم بن حزام کہتے ہیں: ''میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرب الفجار میں موجود تھے''۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں: ''عربوں نے فجار کے متعلق بہت سے اشعار کہے ہیں''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حلف الفضول:

عُروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے حکیم بن حزام کو کہتے ہوئے سنا کہ قریش جب جنگ فجار سے واپس آ رہے تھے اس وقت حلف الفضول کا واقعہ پیش آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں بیس برس کے تھے۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں: ضحاک کے علاوہ دوسرے راوی نے مجھ سے روایت کی کہ جنگ فجار شوال میں ہوئی تھی اور اس حلف کی نوبت ذی قعدہ میں آئی۔❷

---

❶ یعنی پہلے ہلہ میں قیس کو فتح، قریش کو شکست، اور پچھلے میں قیس کو شکست قریش کو فتح ہوئی۔ ترجمہ میں عرب کا خاص اندازِ بیان دکھایا گیا ہے۔ اس مفہوم کو شکر ادا کرتے تھے۔

❷ پہلی روایت، بحوالہ عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے راوی محمد بن عمرو الواقدی ہی ہیں جو انہوں نے ضحاک بن عثمان سے روایت کی ہے۔ ضحاک نے عبداللہ بن عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے اور عبداللہ نے اپنے والد عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ دوسری روایت کسی دوسرے راوی سے ہے جس میں روایت ضحاک کی بظاہر تصحیح اور وہ حقیقت میں توضیح کی گئی ہے۔

جتنے عہد و پیمان ہو چکے تھے حلف الفضول کا معاہدہ ان سب میں معزز تھا۔ سب سے پہلے زبیر بن عبدالمطلب نے اس کی دعوت دی بنی ہاشم و بنی زہرہ و بنی تیم' یہ سب لوگ عبداللہ بن جدعان کے گھر میں جمع ہوئے' زبیر نے ان کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ سب نے اللہ تعالیٰ کو بیچ میں ڈال کے ان لفظوں میں عہد کیا: ''جب تک دریا میں صوف کے بھگونے کی شان باقی ہے' ہم مظلوم کا ساتھ دیں گے تا آنکہ اس کا حق ادا کیا جائے' اور معاش میں ہم (اس کی) خبر گیری و مواسات بھی کریں گے''۔

قریش نے اسی بنا پر اس حلف (عہد) کا نام حلف الفضول رکھا۔

جبیر بن مطعم کہتے ہیں: میں ابن جدعان کے گھر میں جس حلف میں شریک ہوا تھا' مجھے یہ پسند نہیں کہ سرخ رنگ کے اونٹ ملیں تو میں اس کو توڑ دوں۔ ہاشم و زہرہ و تیم نے قسمیں کھائی تھیں کہ کوئی دریا جب تک کسی صوف کو بھگو سکتا ہے' وہ مظلوم کا ساتھ دیں گے اور اگر مجھ کو (اب بھی) اس میں بلایا جائے تو میں قبول کر لوں گا۔ حلف الفضول یہی ہے۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں: ہم کو معلوم نہیں کہ اس حلف میں بنی ہاشم سے کوئی سبقت لے گیا ہو (یعنی جہاں تک علم کی رسائی ہے) سب سے پہلے بنی ہاشم ہی نے اس کارِ خیر کی طرح ڈالی اور ایسے بابرکت عہد و پیمان کے آثار استوار کئے۔

چچا کے کہنے پر سفر شام کے لئے روانگی:

نفیسہ بنت مُنیہ کہ یعلی بن منیہ کی بہن تھیں' کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب پچیس برس کے ہو گئے تو ابو طالب نے کہا کہ میں ایسا شخص ہوں کہ میرے پاس مال کہاں' زمانہ ہم پر سخت گزر رہا ہے' اور یہ تمہاری قوم کے قافلے ہیں جن کے سفر شام کا وقت آ گیا ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد اپنے تجارتی قافلوں میں تمہاری قوم کے کچھ لوگوں کو بھیجا کرتی ہیں' اگر وہاں جا کے تم اپنے آپ کو ان پر پیش کرو تو وہ فوراً تمہیں منظور کر لیں گے۔

یہ گفتگو جو آنحضرت ﷺ اور آپ کے چچا کے درمیان ہوئی تھیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے اس باب میں پیغام بھیجا۔ اور آنحضرت ﷺ کو کہلایا کہ آپ کی قوم کے کسی شخص کو میں جتنا (اجورہ) دیتی ہوں (آپ اس تجارتی سفر کے لئے رضامند ہو جائیں تو) آپ کی خدمت میں اس کا دوگنا پیش کروں گی۔

عبداللہ بن عقیل کہتے ہیں' ابو طالب نے کہا: اے میرے بھتیجے! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ خدیجہ نے فلاں شخص کو دو بکروں کے عوض اپنا اجیر مقرر کیا ہے۔ جو معاوضہ خدیجہ نے اس کو دیا ہے ہم اس معاوضہ پر تیرے لئے تو راضی نہیں مگر کیا تو اس سے گفتگو کرنے پر آمادہ ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **ما احببت** (تو جیسا چاہے)۔

ابو طالب نے یہ سنا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے کہا: ''اے خدیجہ! کیا تو محمد (ﷺ) کو اجرت پر کام دینے کے لئے راضی ہے؟ ہم کو خبر ملی ہے کہ تو نے فلاں شخص کو دو بکروں[1] کے معاوضہ پر اپنا اجیر مقرر کیا ہے۔ لیکن محمد (ﷺ) کے لئے تو چار

---

[1] بکرہ اردو میں تو بکرہ گوسفند نرینہ کو کہتے ہیں مگر عربی میں جوان اونٹوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اور یہاں مراد بھی یہی ہے۔

بکروں سے کم پر راضی نہ ہوں گے''۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''اگر کسی دور کے مبغوض آدمی کے لئے بھی تو یہ سوال کرتا تو ہم ایسا ہی کرتے' چہ جائے کہ تو نے ایک قریبی دوست کے لئے یہ خواہش کی ہے''۔

نسطور راہب سے ملاقات:

نفیسہ بنت منیہ کہتی ہیں: ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا' یہ وہ رزق ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے تیری جانب اُسے کھینچ کے بھیجا ہے۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور آپ کے جتنے چچا تھے سب نے اہل قافلہ کو آپ کے متعلق وصیت کی۔ چلتے چلتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میسرہ ملک شام کے شہر بُصریٰ میں پہنچے اور وہاں ایک درخت کے سائے میں فروکش ہوئے۔

نسطور راہب نے یہ دیکھ کے کہا: ''اس درخت کے نیچے بجز پیغمبر کے اور کوئی نہیں اُترا''۔

میسرہ نے پوچھا: ''کیا اس شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی آنکھوں میں سرخی ہے؟''

میسرہ نے کہا: ''ہاں! اور یہ سرخی کبھی اس سے جدا نہیں ہوتی''۔

نسطور نے کہا: ''وہ پیغمبر ہے' اور سب میں پچھلا پیغمبر ہے''۔

بتوں سے فطری بیزاری:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارتی مال واسباب کو فروخت کر لیا تو ایک شخص سے مناقشہ ہوا۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لات و عزّیٰ کے حلف اُٹھانے کو کہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے کبھی ان دونوں کی قسم نہیں کھائی' اور میں تو گزرتے وقت ان سے منہ موڑ لیا کرتا ہوں''۔

اس شخص نے کہا: ''بات وہی ہے جو آپ نے فرمائی''۔

اور پھر میسرہ سے کہا:

((ھذا واللّٰہ نبیّ تجدہ احبارنا فی کتبھم)).

''خدا کی قسم! یہ تو وہی پیغمبر ہے' جس کی صفت ہمارے علماء کتابوں میں مذکور پاتے ہیں''۔

میسرہ کا یہ حال تھا کہ جب دوپہر ہوتی اور گرمی بڑھتی تو وہ دیکھتا کہ دو فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ سے سایہ کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اس کے دِل نشین ہو گیا اور خدا نے اس کے دِل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی محبت ڈال دی کہ گویا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بن گیا۔

تجارتی قافلے کی واپسی:

قافلے نے اپنا تجارتی مال واسباب فروخت کر کے فراغت کر لی۔ جس میں معمول سے دو چند نفع اُٹھایا' واپس چلے تو مقام مَرّالظہران میں پہنچ کے میسرہ نے عرض کی: ''یا محمد! آپ خدیجہ کے پاس چل دیجئے اور آپ کے باعث اللہ تعالیٰ نے خدیجہ کو

جو نفع پہنچایا ہے اس کی اطلاع دیجئے۔ خدیجہ آپ کا یہ حق یاد رکھیں گی''۔

رسول اللہ ﷺ اس رائے کے مطابق پہلے روانہ ہو گئے تا آنکہ ظہر کے وقت مکہ پہنچے۔ خدیجہ اس وقت اپنے ایک بالا خانے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ پر سوار تشریف لاتے ہیں اور دو فرشتے اِدھر اُدھر سے سایہ کئے آتے ہیں۔ خدیجہ نے اپنے ہاں کی عورتوں کو یہ نظارہ دکھایا تو ان کو تعجب ہوا۔

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور منافع کا حال بیان کیا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا خوش ہوئیں اور جو کچھ دیکھا تھا بعد کو میسرہ کے آنے پر جب بیان کیا تو میسرہ نے کہا: ''میں تو جب سے ملک شام سے واپس آیا ہوں یہی دیکھتا آیا ہوں''۔

میسرہ نے وہ باتیں بھی کہہ دیں جو نسطورا راہب نے کہی تھیں' اور اس شخص کی گفتگو بھی بیان کر دی جس نے مال کے بیچنے میں آنحضرت ﷺ سے مخالفت کی تھی''۔

رسول اللہ ﷺ کے قدوم پہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت ایسی کامیاب نکلی کہ جتنا پہلے منافع ہوا کرتا تھا اس سے دو چند نفع ہوا۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جو معاوضہ نامزد کیا تھا اس کو بھی دو چند کر دیا (یعنی بجائے چار کے آٹھ اونٹ کر دیئے)۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کا نکاح:

نفیسہ بنت مُنیہ کہتی ہیں: خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی اس بزرگی اور برتری کے ہوتے بھی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے چاہی تھی۔ حقیقتاً ایک عاقبت اندیش مستقل[1] مزاج اور شریف بیوی تھیں۔

اور اس وقت تمام قریش میں باعتبار خاندان کے سب سے زیادہ شریف' باعتبار عزت کے سب سے بڑی اور باعتبار مال و دولت کے سب سے بڑھ کے تھیں۔ اگر ہوسکتا تو قوم کے جتنے لوگ تھے سب اُن کے ساتھ نکاح کرنے کے خواہشمند تھے۔ یہ سب درخواست کر چکے تھے اور سب نے مال و زر بھی پیش کئے تھے۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تجارتی قافلے میں محمد (ﷺ) جب شام سے واپس آئے تو چپکے سے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مجھے ان کے پاس بھیجا اور میں نے کہا: ''اے محمد (ﷺ)! آپ کو نکاح کرنے سے کیا امر مانع ہے؟''

فرمایا: ''میرے ہاتھ میں وہ سامان نہیں جس سے نکاح کرسکوں''۔

میں نے عرض کی: ''اگر سامان ہو جائے اور آپ کو حسن و جمال و زر و مال و شرف کفاءت کی جانب دعوت دی جائے تو کیا آپ قبول فرمائیں گے؟''

اچھا تو کون ہے؟

---

[1] مستقل مزاج: اصل میں جدۃ ہے۔ جس کے معنی شدت وقوت والی عورت کے ہیں۔ استقلال طبیعت کے یہی اوصاف ہیں اور محاورے میں بھی مراد یہی ہے۔

میں نے عرض کی: ''خدیجہ رضی اللہ عنہا''۔

فرمایا: ''وہ میرے لئے کیونکر؟ (یعنی میرے ساتھ ان کی تزویج کی کیا سبیل ہے)''۔

میں نے عرض کی: ''یہ میرا ذمہ''۔

فرمایا: ''تو میں کروں گا''۔

میں نے جا کر خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ فلاں وقت آئیں اور اپنے چچا عمرو بن اسد کو بلایا کہ وہ آ کر نکاح کر دیں چنانچہ وہ حاضر ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ اپنے چچاؤں کے ساتھ تشریف لائے جن میں سے ایک نے رسم نکاح ادا کی۔

عمرو بن اسد نے اس موقع پر کہا: **هذا البقع لا يقرع انفهٗ** (یہ وہ نکاح ہے کہ اس کی ناک نہیں ٹکرائی جا سکتی، یعنی اس پر کسی قسم کی نکتہ چینی و حرف گیری ممکن نہیں)۔

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ نکاح کیا ہے تو آپ ﷺ اس وقت پچیس برس کے تھے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا ان دنوں چالیس برس کی تھیں۔ واقعۂ اصحاب فیل سے وہ پندرہ برس پہلے پیدا ہو چکی تھیں۔

محمد بن جبیر بن مطعم، عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں: خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا عمرو بن اسد نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد حرب فجار سے پہلے مر چکے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: عمرو بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی نے خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کو رسول اللہ ﷺ کے عقد نکاح میں دیا، عمرو اس وقت بہت بوڑھے تھے، اسد کے صلب سے اس وقت بجز عمرو کے اور کوئی اولاد باقی نہیں رہی تھی، اور عمر بن اسد کے تو کوئی پیدا ہی نہ ہوا۔

دو من گھڑت روایتیں:

(۱) معتمر بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ابومجلز نے روایت کی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بہن سے کہا: (محمد ﷺ) کے پاس جا کے ان سے میرا تذکرہ کر۔ یہی الفاظ تھے یا اسی قسم کے الفاظ کہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن آنحضرت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس آئیں اور جو خدا نے چاہا آنحضرت ﷺ نے ان کو جواب دیا۔

ان لوگوں نے (یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف کے لوگوں نے) اتفاق کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ ہی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کریں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد کو اتنی شراب پلائی گئی کہ وہ مست ہو گئے۔ پھر محمد ﷺ کو بلایا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے نکاح میں دے دیا۔ بوڑھے کو ایک لباس پہنا دیا۔ جب وہ ہوش میں آیا تو پوچھا: یہ حلّہ کیسا؟

لوگوں نے جواب دیا: یہ تجھے تیرے داماد محمد (ﷺ) نے پہنایا ہے۔

بوڑھا بگڑ گیا اور ہتھیار اُٹھا لیا۔ بنی ہاشم نے بھی ہتھیار سنبھالے اور کہا: کچھ اس قدر ہم تمہارے خواہشمند نہ تھے۔

اس کشاکشی کے بعد آخر کار مصالحت ہوگئی۔

(۲) محمد بن عمر اس سند کے علاوہ دوسری سند سے روایت کرتے ہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کو اس قدر شراب پلائی کہ وہ مست ہوگیا۔ گائے ذبح کی والد کے جسم میں خوشبو لگائی اور ایک مُخطط (دھاری دار) حُلّہ پہنایا۔ جب اسے ہوش آیا تو پوچھا: ما هذا العقير، و ما هذا العبير، و ما هذا الحبير؟ (یہ ذبیحہ کیسا؟ یہ خوشبو کیسی؟ اور یہ دھاری دار لباس کیسا؟)۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: تو نے مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عقد نکاح میں دے دیا ہے (یہ سب کچھ اسی ذیل میں ہے)۔

اس نے کہا: میں نے یہ کام نہیں کیا۔ بھلا میں ایسا کام کیوں کروں گا۔ بزرگانِ قریش نے تجھے پیغام دیا تب تو میں نے کیا ہی نہیں؟

محمد بن عمرو کہتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ سب سہو[1] ونسیان اور وہم ہے۔ جو بات ہمارے نزدیک ثابت ہے اور اہل علم سے محفوظ چلی آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے باپ خویلد بن اسد کا جنگ فجار سے بیشتر انتقال ہو چکا تھا۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ان کے چچا عمرو بن اسد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں دیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور ان کے نام

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے فرزند قاسم تھے جو نبوت سے پہلے مکے میں پیدا ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کے نام پر کنیت بھی کرتے تھے (یعنی ابوالقاسم کنیت اسی بناء پر تھی کہ قاسم آپ کے فرزند کا نام نامی تھا)۔

۲ بعد کو آپ کے صلب سے زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

۳ پھر رقیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

۴ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

۵ پھر اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

۶ عہد اسلام میں (یعنی بعثت کے بعد) آپ کے صلب سے عبداللہ پیدا ہوئے جن کا طیب وطاہر لقب پڑا)۔

ان تمام نبی زادوں اور نبی زادیوں کی والدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ بنت خُویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ماں فاطمہ تھیں بنت زائدہ ابن الاصم بن مریم بن رواحہ بن حُجر بن معیص بن عامر بن لُوی۔

ان سب میں پہلے قاسم نے انتقال فرمایا۔ پھر عبداللہ نے وفات پائی اور یہ دونوں حادثے مکّے میں ہوئے۔ عاص بن وائل السہمی نے اس موقع پر کہا کہ:

قدا انقطع ولده فهو ابتر.

''آپ کی اولاد منقطع ہوگئی لہٰذا ابتر ہیں''۔

---

[1] وہم وسہو: اصل میں لفظ اوہل ہے جس کے معنی ضعف، نسیان، وہم اور غلط کے ہیں۔ توہل کا استعمال یہیں سے نکلا ہے۔ جس کے معنی معرض غلط میں آنے یا لانے کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس پر آیت نازل فرمائی:

﴿ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴾

''حقیقت میں ابتر وہ ہے جو تیری عیب جوئی کرتا ہے' یا تجھ پر عیب لگاتا ہے''۔

محمد بن جبیر بن مطعم کہتے ہیں:

قاسم دو برس کے تھے کہ انتقال کیا۔[1]

سلمیٰ صفیہ بنت عبدالمطلب کی آزاد لونڈی' خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زچگی میں دائیگی کا کام کیا کرتی تھیں (یعنی وہی قابلہ ہوتی تھیں)۔ لڑکا ہوتا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا دو بکریاں' لڑکی ہوتی تو ایک بکری کا عقیقہ کرتیں۔ دو دو لڑکوں کے درمیان ایک ایک کا فاصلہ تھا۔ لڑکوں کے لئے دودھ پلانے والیاں مقرر کیا کرتیں اور ان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی یہ انتظام کر لیتیں۔

ابراہیم بن النبی ﷺ:

عبدالمجید بن جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کے چھٹے سال ماہ ذیقعدہ میں حدیبیہ سے واپس آئے تو آپ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس قبطی والی اسکندریہ کے پاس بھیجا اور انہیں ایک خط بھی دیا جس میں مقوقس کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ مقوقس نے جب یہ پڑھا تو حاطب سے اچھی باتیں کیں۔ خط سربمہر تھا۔ مقوقس نے اس کو ہاتھی دانت کی ایک ڈبیہ میں رکھ کے اس پر مہر لگا کے ایک لونڈی کے سپرد کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے خط کا جواب لکھا مگر اسلام نہ لایا۔

مقوقس نے رسول اللہ ﷺ کی جناب میں:

1. ماریہ کو۔
2. ان کی بہن سیرین کو۔
3. اپنے گدھے کو جس کا نام یعفور تھا۔
4. اپنے خچر کو جس کا نام دلدل تھا' تحفۃً بھیجا۔ یہ خچر سفید رنگ کا تھا اور ان دنوں عرب میں بھی ایسا خچر نہ تھا۔

ابوسعید کہ اہل علم میں سے تھے' کہتے ہیں: ماریہ رضی اللہ عنہا علاقہ انصنا (مصر) کے مقام حفن کی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں: ماریہ رضی اللہ عنہا قبطیہ سے رسول اللہ ﷺ خوش ہوتے تھے۔ وہ گورے رنگ گھونگھریالے بال کی حسین و جمیل بیوی تھیں۔

---

[1] اس روایت کا سلسلہ اسناد یوں ہے:

((اخبرنا محمد بن عمر قال حدثنی عمر و بن سلمة الهذلی بن سعد بن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیه قال ... الخ))

اس میں سلمۃ الہذلی اور سعد کے درمیان لفظ ''بن'' غلط ہے اور بجائے اس کے عن ہونا چاہئے' کیونکہ سعید بن محمد کے سلسلۂ اولاد میں عمرو بن سلمہ نہ تھے۔ واللہ اعلم

ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا:

رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور ان کی بہن کو امّ سلیم بنت ملحان کے ہاں ٹھہرایا اور پھر ان کے پاس آ کر دونوں بیبیوں پر اسلام پیش کیا اور دونوں مسلمان ہو گئیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ماریہ قبطیہ کو ملک یمین کی حیثیت سے اپنے پاس رکھا۔ بنی مضر کے اموال و اسباب میں آنحضرت ﷺ کا کچھ مال مقام عالیہ میں تھا۔ ماریہ رضی اللہ عنہا کو بھی وہیں بھیج دیا' جہاں وہ گرمیوں میں رہیں اور خزانۃ النخل میں بھی رہتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ وہیں ان کے پاس آیا کرتے تھے وہ اچھی دیندار تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ماریہ رضی اللہ عنہا کی بہن سیرین رضی اللہ عنہا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر کو بخش دی جن کے بطن سے حسان رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔

حضرت ماریہ کے ہاں بیٹے کی پیدائش:

رسول اللہ ﷺ کے صلب سے ماریہ رضی اللہ عنہا کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابراہیم رضی اللہ عنہ رکھا۔ ساتویں دن آنحضرت ﷺ نے ان کا عقیقہ کیا' ایک بکری ذبح کی' ابراہیم کے سر کے بال اتروائے اور اس کے ہم وزن چاندی مسکینوں کو خیرات کی۔ بالوں کو فرمایا تو زمین میں دفن کر دیئے گئے اور لڑکے کا نام ابراہیم رکھا گیا۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی دائی رسول اللہ ﷺ کی آزاد لونڈی سلمیٰ تھیں۔ سلمیٰ نکل کے اپنے شوہر ابورافع کے پاس گئیں اور ان سے کہا کہ میں نے ایک لڑکے کی دائیگی کی ہے۔ ابورافع رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' اور آنحضرت ﷺ کو مبارکباد دی۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں ایک غلام انعام دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی بیویاں رشک کھانے لگیں اور جس وقت ماریہ رضی اللہ عنہا کے لڑکا ہوا تو ان پر یہ بات گراں گزری۔

ابوجعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (کچھ دنوں ماریہ رضی اللہ عنہا کے پاس نہ گئے کیونکہ آپ کی بیویوں پر وہ گراں گزرتی تھیں) بیویاں ان پر رشک کھاتی تھیں مگر نہ اس قدر جتنا عائشہ رضی اللہ عنہا کو رشک تھا۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں: ابراہیم رضی اللہ عنہ ہجرت کے آٹھویں سال ماہ ذی الحجہ میں ماریہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ابراہیم رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کے کہا:

السلام عليك يا ابا ابراهيم (اے ابراہیم کے والد! السلام علیکم)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ (حرم) سے باہر نکل کے ہمارے پاس آئے' اور فرمایا کہ آج شب کو میرے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اور میں نے اپنے باپ کے نام پر اس کا نام ابراہیم رکھا ہے۔

حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کل رات میرے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اور میں نے اپنے باپ کے نام پر اس کا نام ابراہیم رضی اللہ عنہ رکھا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ سے جب ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم کی ماں کو جو (مِلک یمین تھیں) ان کے لڑکے (ابراہیم) نے آزاد کر دیا۔

شیر خوارگی:

عبداللہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں' ابراہیم رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوئے تو زنان انصار نے باہم رغبت کی کہ کون انہیں دودھ پلائے (یعنی سب چاہتی تھیں کہ ابراہیم کو ہم ہی دودھ پلائیں کوئی دوسری مرضعہ نہ ہو)۔

رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو امّ بردہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا' بنت المنذر بن زید بن لبید بن خواش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

امّ بردہ کے شوہر براء رضی اللہ عنہ تھے۔ ابن اوس بن خالد بن الجعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن عدی بن النجار۔

ابراہیم رضی اللہ عنہ کو ام بردہ رضی اللہ عنہا دودھ پلاتی تھیں۔ اور وہ اپنے انہیں رضاعی باپ ماں کے پاس محلّہ بنی النجار میں رہتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ بھی امّ بردہ کے گھر آتے تھے اور دوپہر کے وقت وہیں قیلولہ فرماتے تھے۔ اور اس وقت ابراہیم رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے پاس لائے جاتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کا اہل وعیال سے حسن سلوک:

انس رضی اللہ عنہ بن مالک کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات میرے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام میں نے اپنے باپ کے نام پر رکھا ہے۔

آنحضرت (صلوات اللہ علیہ والسلام) نے ابراہیم علیہ السلام کو امّ سیف کے حوالے کر دیا' جو مدینے کے ایک لوہار کی بیوی تھیں۔ اس لوہار کا نام ابوسیف تھا۔

رسول اللہ ﷺ تشریف لے چلے اور میں آپ کے پیچھے ہولیا۔ تا آنکہ ہم ابویوسف کے پاس پہنچے جو اس وقت اپنی دھونکنی دھونک رہے تھے اور تمام گھر دھوئیں سے بھر گیا تھا۔ میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آگے بڑھنے میں جلدی کر کے ابویوسف کے یہاں پہنچ گیا اور ان سے کہا: ابوسیف روک دے' رسول اللہ ﷺ آ گئے۔

ابوسیف رُک گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے لڑکے کو بلوایا' سینے سے لگایا اور جو خدا نے چاہا فرمایا۔

انس بن مالک کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے زیادہ میں نے کسی کو عیال و اطفال پر مہربان نہ پایا۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ کے دودھ پینے اور رہنے کا انتظام عوالی مدینہ (بالائی حصہ شہر) میں تھا۔ آنحضرت ﷺ وہیں تشریف لے جاتے تھے' اور ساتھ ہم بھی آتے تھے۔

گھر میں دھواں بھرا ہوتا۔ آپ اندر جاتے' کیونکہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کے مرضعہ کے شوہر لوہار تھے۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ (اپنی گود میں) لے لیتے اور بوسہ دیتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ابراہیم رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کو لئے ہوئے میرے پاس آئے اور فرمایا' میرے ساتھ اس کی شباہت دیکھ۔

میں نے کہا: میں تو کوئی شباہت نہیں دیکھی۔

فرمایا: کیا تو اس کے گورے رنگ اور گوشت کو نہیں دیکھتی۔

میں نے کہا: جو صرف دائی (یا اونٹنی) کے دودھ سے پالا جاتا ہے وہ گورا اور موٹا فربہ ہو یا کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت عمرو نے کی ہے' اور اس کا بھی یہی مضمون ہے۔ البتہ اس میں یہ فقرہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جسے بھیڑ کا دودھ پلایا جائے وہ فربہ اور گورا ہوتا ہے۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی چند راس بھیڑ بکریاں ابراہیم رضی اللہ عنہ کے واسطے مخصوص تھیں اور ایک اونٹنی کا دودھ بھی انہیں کے لئے خاص تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا اور ان کی والدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کا جسم اچھا تھا۔

آنحضرت ﷺ کے لخت جگر ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات

مکحول کہتے ہیں: ابراہیم رضی اللہ عنہ کے نزع روح کا عالم تھا کہ رسول اللہ ﷺ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سہارے اندر تشریف لائے۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ انتقال کر گئے' تو آنحضرت ﷺ آبدیدہ ہو گئے۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) یہی بات تو ہے جس سے آپ ﷺ لوگوں کو منع فرمایا کرتے۔ مسلمان جب آپ کو روتے دیکھیں گے تو سب رونے لگیں گے۔

آنحضرت ﷺ کے جب آنسو تھمے تو فرمایا: فقط رحم کی بات ہے' اور جو خود رحم نہیں کرتا اس پر رحم کیا بھی نہیں جاتا۔ ہم تو لوگوں کو صرف نوحہ کرنے سے روکتے ہیں اور اس امر سے کہ کسی شخص کا ماتم یوں کیا جائے کہ جو باتیں اس میں نہ ہوں ان کا بیان ہو۔

پھر فرمایا: اگر یہ جامع راستہ نہ ہوتا (یعنی اگر سبیل موت جامع جمیع عالم نہ ہوتی) اگر یہ ایسی راہ نہ ہوتی جس پر سب ہی کو چلنا ہے اور جو ہم میں پیچھے ہیں وہ ہمارے اگلوں سے مل جانے والے ہیں تو اس غم کے علاوہ ہم ابراہیم رضی اللہ عنہ پر کچھ اور ہی غم کئے ہوتے۔ اور ہم (اس حالت میں بھی) اس کی وفات پر رنجیدہ ہیں۔ آنکھیں اشک بار ہیں' دل رنجیدہ ہے' مگر ہم ایسی بات نہیں کرتے جو پروردگار کو ناخوش کر دے۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی رضاعت (شیر خوارگی) کا جو زمانہ باقی رہ گیا وہ تو بہشت میں پورا ہوگا۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کے اس نخلستان کو لے چلے جہاں ابراہیم رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کا دم نکل ہی رہا تھا کہ آپ نے میری آغوش میں دے دیا۔ آنحضرت ﷺ یہ دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔ تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ گریاں ہیں؟ کیا آپ نے گریہ و بکا سے منع نہیں کیا تھا؟

میں نے نوحے کی ممانعت کی تھی' دو احمقانہ فاجرانہ آوازوں کی ممانعت کی تھی' ایک آواز وہ کہ عیش و نعمت کے وقت بلند ہو جو لہو لعب و مزامیر شیطان ہے اور دوسری وہ آواز کہ مصیبت کے وقت نکلے۔ جو چہروں کا خراشنا' جیب و دامن پھاڑنا' اور شیطان کی

جھنکار ہے۔

حُدَیبیہ میں عبداللہ بن نمیر نے (اسی) ذیل میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فقرہ بھی بیان کیا کہ یہ تو فقط رحم کی بات ہے' اور جو خود رحم نہیں کرتا' اس پر رحم کیا بھی نہیں جاتا۔❶

اے ابراہیم رضی اللہ عنہ! اگر یہ (موت کا معاملہ) امر حق نہ ہوتا' اگر یہ وعدۂ صادقہ نہ ہوتا' اگر یہ ایسا راستہ نہ ہوتا جس پر سب ہی کو چلنا ہے اور ہم میں جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی اگلوں کے ساتھ عنقریب شامل ہو جانے والے ہیں تو ہم تجھ پر اس سے کہیں زیادہ سخت رنج کیے ہوتے۔

اور حقیقت میں ہم تیرے واسطے رنجیدہ ہیں' آنکھیں آنسو بھرے ہیں' دِل رنج سے لبریز ہے۔ اس پر بھی ہم ایسی بات نہیں کہتے جو پروردگار عزوجل کو ناخوش کردے۔

مکحول سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے' جو سکرات اور چل چلاؤ کے عالم میں تھے' اور آنحضرت (سلام اللہ علیہ) آبدیدہ ہو گئے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ساتھ تھے۔ عرض کی: آپ گریہ کرتے ہیں' حالانکہ آپ نے گریے سے روکا ہے۔

فرمایا: میں نے فقط نوحہ کرنے سے روکا ہے اور اس بات کی ممانعت کی ہے کہ مرنے والے میں جو وصف نہ ہو اس کا بین کیا جائے۔ گریہ بے اختیار تو حقیقت میں رحمت ہے۔

عطا کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ نے جب انتقال کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دِل عنقریب رنجیدہ ہوا چاہتا ہے' آنکھ عنقریب اشک بار ہونے کو ہے' بایں ہمہ ایسی بات ہرگز ہم نہ کہیں گے جو پروردگار کو ناخوش کردے۔ اگر یہ سچا وعدہ اور جامع دِن نہ ہوتا تو ہمارا غم تجھ پر بہت سخت بڑھ جاتا' اور اے ابراہیم رضی اللہ عنہ ہم تیرے لئے رنجیدہ ہیں۔

بکیر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن الاشج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند پر گریہ فرمایا۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے چیخ کے نالہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں روک دیا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے تو آپ ﷺ کو روتے دیکھا۔

فرمایا: رونا رحمت ہے اور چیخنا شیطان سے ہے۔

حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ابراہیم رضی اللہ عنہ نے جب انتقال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ معدود اجل نہ ہوتی' اگر یہ معلوم وقت نہ ہوتا' تو جتنا رنج ہم نے کیا ہے اس سے زیادہ سخت رنج کرتے۔ آنکھ آبدیدہ ہے' دِل رنجیدہ ہے' مگر اللہ نے چاہا تو ہم وہی باتیں کہیں گے جو پروردگار کو راضی رکھیں۔ اور اے ابراہیم رضی اللہ عنہ! تیری وفات پر ہم رنجیدہ ہیں۔

قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آنکھ آبدیدہ ہے' دِل رنجیدہ ہے' مگر اللہ نے چاہا تو ہم اچھی ہی بات کہیں گے اور اے ابراہیمؓ! ہم تجھ پر غمگین ہیں۔

---

❶ یہ ایک جملہ معترضہ تھا' اب پھر روایت سابقہ شروع ہوتی ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بقیہ ارشادات۔

اسی روایت میں آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ابراہیم رضی اللہ عنہ کی بقیہ شیرخوارگی بہشت میں پوری ہوگی۔

عمرو بن سعید کہتے ہیں' ابراہیمؓ نے جب وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابراہیمؓ میرا فرزند ہے' وہ دودھ پیتے مرا❶ ہے' بہشت میں اس کے لئے دودائیاں (اناٸیں) ہیں جو اس کی شیرخوارگی کی تکمیل کررہی ہیں۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہشت میں ابراہیم رضی اللہ عنہ کو ایک دودھ پلانے والی دائی ہے جو اس کی شیرخوارگی کا بقیہ پورا کررہی ہے۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ایک دودھ پلانے والی بہشت میں ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو رسول اللہ ﷺ کے روبرو دم توڑ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی دونوں آنکھیں بھر آئیں اور فرمایا کہ آنکھ آبدیدہ ہے دِل رنجیدہ ہے اور ہم بجز اس بات کے جس سے ہمارا پروردگار راضی رہے کچھ اور نہیں کہتے۔ اے ابراہیم! واللہ ہم تیرے لئے غمگین ہیں۔

قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند کی نمازِ جنازہ پڑھی اور فرمایا کہ اس کی شیرخوارگی بہشت میں پوری ہوگی۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی' جو (ماریہ رضی اللہ عنہا) قبطیہ کے بطن سے تھے۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ جب مرے ہیں تو سولہ مہینے کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لئے ایک انا ہے جو بہشت میں اس کی شیرخوارگی پوری کررہی ہے اور وہ صدیق ہے۔

عابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی۔ اور وہ سولہ (۱۶) مہینے کے تھے۔

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ایک دودھ پلانے والی بہشت میں ہے جو اس کی شیرخوارگی کا بقیہ پورا کررہی ہے۔ اور وہ صدیق اور شہید ہے۔

اسمٰعیل السدی کہتے ہیں: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ اللہ ابراہیم رضی اللہ عنہ پر رحم کرے' وہ اگر جیتے تو صدیق و نبی ہوتے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ پر (جنازے کی نماز میں) چار تکبیریں کہیں۔

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو آنحضرت ﷺ نے ان پر نماز پڑھی۔

---

❶ وہ دودھ پیتے مرا ہے۔ اصل میں ہے: انه مات في الثدي. عربوں میں ان دنوں محاورہ تھا کہ جو بچے عالم شیرخوارگی میں انتقال کرتے تو ان کے لئے کہتے وہ چھاتی (پستان) میں مرا ہے منشاء وہی ہے جو ترجمے میں ہے۔

مِسعَر بحوالہ عدی بن ثابت روایت کرتے ہیں کہ عدی نے براء رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ بہشت میں رسول اللہ ﷺ کے فرزند متوفی کی دودھ پلانے والی یا دائی ہے۔

حدیث میں دودھ پلانے والی کا لفظ تھا یا دائی کا؟ مسعر کو اس میں شک ہے۔

براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ نے (۱۶) مہینے کی عمر میں وفات پائی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے بقیع میں دفن کرو اس لئے کہ اس کی ایک دودھ پلانے والی بہشت میں ہے۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے۔

محمد بن عمر بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کہتے ہیں: بقیع میں پہلے پہل عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون دفن ہوئے۔ پھر ابراہیم رضی اللہ عنہ فرزند رسول اللہ ﷺ کی نوبت آئی۔

محمد بن موسیٰ (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ محمد بن عمر بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے مجھے خبر دینے کے لئے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

بقیع کی حد پر پہنچ کے اس مزبلے کے نیچے سے گزرتے ہوئے جو مکان کے پیچھے ہے بائیں جانب سے ہو کر مکان کی منتہا سے آگے بڑھے تو وہیں ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔

ابراہیم بن نوفل بن المغیرہ بن سعید الہاشمی نے خاندان علی رضی اللہ عنہ (ابن ابی طالب) کے ایک شخص سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دفن کیا تو فرمایا: کیا کوئی ہے جو ایک مشک لائے؟

ایک انصاری یہ سن کے ایک مشک پانی لایا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اسے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر چھڑک دے۔

ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر راستے کے قریب ہے، اسی کے ساتھ راوی نے اشارہ کیا کہ یہ قبر عقیل کے مکان کے قریب ہے۔

عطا کہتے ہیں: ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر جب برابر ہو چکی تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ جیسے پتھر قبر کے کنارے پڑا ہو، آنحضرت ﷺ اپنی انگلی سے برابر کرنے لگے اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب کوئی کام کرے تو اسے درست طور پر کرنا چاہئے کہ مصیبت زدہ کی طبیعت کو اس سے تسلی ہوتی ہے۔

مکحول کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے کی قبر کے کنارے دیکھا تو لحد میں ایک شگاف نظر آیا، گورکن کو خشک مٹی کا ایک ٹکڑا[1] (بڑا ڈھیلا) دے کر فرمایا:

((انها لا تضر و لا تنفع ولكنها تقر عين الحيّ)).

''یہ نہ مُضر ہے نہ مفید، لیکن زندہ آدمی کی آنکھ میں اس سے ٹھنڈک آتی ہے، یعنی مرنے والے کو قبر کی درستی و نادرستی سے کوئی سروکار نہ اس سے نفع تاہم دیکھنے والا جب قبر کو درست دیکھتا ہے تو ایک گونہ تسلی ہوتی ہے''۔

---

[1] خشک مٹی کا ٹکڑا یا ڈھیلا: اصل میں لفظ مَدَرہ ہے جس کے یہی معنی ہیں۔

ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت سورج گرہن:

سائب بن مالک کہتے ہیں: آفتاب میں کسوف (گرہن) آ گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ نے اسی دن وفات پائی۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس دن ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی سورج میں گرہن لگ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں آفتاب و ماہتاب بھی ہیں۔ کسی کی موت سے ان میں گہن نہیں لگتا۔ جب تم دونوں کو گہن کی حالت میں دیکھو تو دُعا کرو تا آنکہ کھل جائیں۔

محمود بن لبید کہتے ہیں: جس دن ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی' آفتاب میں گہن لگ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ سنا تو باہر نکل آئے' اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا:

عقیدے کی اصلاح:

اما بعد! ایّها الناس ان الشمس والقمر اٰیتان من آیات اللّٰه لا ینکسفان لموت احدو لا لحیاة احدٍ فاذا رأیتم ذلك فافزعوا الی المساجد.

''اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد اے لوگو! واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں آفتاب و ماہتاب بھی ہیں۔ نہ کسی کی موت سے گہناتے ہیں نہ کسی کی حیات سے۔ لہٰذا جب تک تم یہ کیفیت دیکھو تو (زوالِ نعمت کے نمونے سے) سہمے ہوئے مسجدوں کی جانب رجوع کرو۔ یعنی جنابِ الٰہی میں دست بدعا ہو کہ اپنے فضل سے جو نور و نعمت ہمیں عنایت فرمائی ہے' وہ برقرار رہے' ایسا نہ ہو کہ انہیں کی طرح ان میں بھی زوال آئے''۔

یہ کہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ تو خدا کے پیغمبر ہیں' پھر آپ روتے ہیں؟

فرمایا: میں فقط ایک انسان ہی تو ہوں' آنکھ میں آنسو بھرے ہیں' دِل میں خشوع ہے' بایں ہمہ ایسی بات نہیں کہتا جو پروردگار کو ناراض کردے۔ خدا کی قسم اے ابراہیم! حقیقت میں ہم تیرے لئے رنجیدہ ہیں۔

ابراہیم رضی اللہ عنہ نے جب انتقال کیا تو اٹھارہ مہینے کے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ایک دودھ پلانے والی بہشت میں ہے۔

عامر کہتے ہیں: ابراہیم رضی اللہ عنہ اٹھارہ مہینے کے تھے کہ وفات پائی۔

اسماء بنت یزید کہتی ہیں: ابراہیم رضی اللہ عنہ نے جب وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

تعزیت کرنے والے نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! خدا کا حق جاننے پہچاننے کے سب سے زیادہ شایان آپ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آنکھ میں آنسو بھرے ہیں' دِل رنجیدہ ہے' مگر ہم ایسی بات نہیں کہتے جو پروردگار کو ناراض کر دے۔ اگر یہ (وعدہ موت) سچا اور جامع وعدہ نہ ہوتا' اگر پچھلے اگلوں کے ساتھ جا ملنے والے نہ ہوتے تو اے ابراہیم! تجھ پر ہم اس سے زیادہ غم کرتے اور ہم واقع میں تیرے واسطے رنجیدہ ہیں۔

عبدالرحمٰن بن حسان رضی اللہ عنہما بن ثابت اپنی والدہ سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ابراہیم رضی اللہ عنہ کے حادثے میں میں موجود تھی۔ میں نے دیکھا کہ جب میں اور میری بہن چیختی تھیں تو رسول اللہ ﷺ اس وقت روکتے نہ تھے۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ جب انتقال کر گئے تو آپ ﷺ نے نالہ وفریاد سے منع فرمایا۔

فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے غسل دیا' رسول اللہ ﷺ اور عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اس کے بعد جنازہ اٹھایا گیا تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ قبر کے کنارے تھے اور عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ قبر میں فضل بن عباس رضی اللہ عنہما و اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اُترے۔ میں قبر کے پاس آ رہی تھی مگر کوئی منع نہ کرتا تھا۔

اس دِن آفتاب گہنا گیا تو لوگوں نے کہا: یہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت کے باعث ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آفتاب کسی موت وحیات سے نہیں گہناتا۔

اینٹ میں شگاف دیکھ کے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے بند کر دیا جائے۔

اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی گئی تو فرمایا: اس سے نہ ضرر پہنچتا ہے نہ نفع ہوتا ہے' لیکن زندہ آدمی کی آنکھ اس سے خنک ہوتی ہے۔ بندہ جب کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اسے درست اور ٹھیک طرح سے کرے۔

ابراہیم رضی اللہ عنہ نے سہ شنبہ کے دِن وفات پائی۔ ربیع الاوّل کی دس شبیں گزر چکی تھیں اور دسواں سال تھا (یعنی ۱۰ ربیع الاوّل ۱۰ھ)۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم نے بنی مازن بن اُمّ بردہ رضی اللہ عنہا کے پاس وفات پائی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فی الواقع بہشت میں ایک مرضعہ اس کی شیر خوارگی کے دِن پورے کر رہی ہے۔

اُمّ بردہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ایک چھوٹی سی چوکی پر جنازہ اٹھایا گیا اور بقیع میں رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز پڑھائی۔

استفسار کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم انہیں کہاں دفن کریں؟

فرمایا: ہمارے سلف عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پاس۔

رسول اللہ ﷺ نے اُمّ بردہ رضی اللہ عنہا کو ایک قطعہ نخلستان عنایت فرمایا جسے منتقل کر کے انہوں نے بدلے میں عبداللہ بن زمعہ ابن الاسود الاسدی کا مال حاصل کیا۔

عمر بن الحم بن ثوبان کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو ایک پتھر ان کی (ابراہیم کی قبر پر رکھ دیا) اور قبر پر پانی چھڑکاؤ ہوا۔

محمد بن عبداللہ بن مسلم کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بن محمد بن عمرو بن حزم کو میں نے اپنے چچا یعنی زہری سے روایت کرتے سنا کہ وہ کہتے تھے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ اگر زندہ رہتے تو میں ہر ایک قبطی سے جزیہ ساقط کر دیتا۔

ابن جابر نے مکحول رضی اللہ عنہ کو روایت کرتے سنا کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ نے جب وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا: وہ (یعنی ابراہیم رضی اللہ عنہ) اگر زندہ ہوتا تو اس کا کوئی ماموں غلام نہ ہوتا (یعنی قبطی لوگوں کے تمام لوگ ابراہیم رضی اللہ عنہ کے طفیل آزاد ہو جاتے)۔

بیت اللہ کی تعمیر نو

تعمیر کعبہ میں آنحضرت ﷺ کی شرکت:

عمرو الہذلی، ابن عباس رضی اللہ عنہما، محمد بن جبیر بن مطعم، جن کی روایتیں آپس میں مل جل گئی ہیں یہ سب کہتے ہیں: پانی کی روکے پر واقع تھی۔ سیلاب اس کے اوپر سے آتا تھا۔ تا آنکہ خانہ کعبہ تک پہنچ جاتا تھا۔ جس کے باعث درز اور شگاف بھی اس میں آ گیا تھا۔ قریش ڈرے کہ منہدم نہ ہو جائے۔ کچھ زیور اور سونے کا ایک ہرن کہ موتی اور جواہرات سے مرصع زمین پر نصب تھا۔ بیت اللہ سے چوری ہو گئے۔

انہیں دنوں سمندر میں ایک جہاز آ رہا تھا۔ جس میں رومی (عیسائی) سوار تھے۔ اور باقوم نام ایک شخص ان کا سرگروہ تھا۔ یہ شخص معمار بھی تھا۔ ہوا نے جہاز کو درہم برہم کر کے مقام شعیبہ پہنچا دیا کہ جدہ سے پہلے جہازوں کی بندرگاہ یہی مقام تھا۔ یہاں آ کے جہاز ٹوٹ گیا۔

ولید بن مغیرہ کچھ قریشیوں کے ساتھ جہاز تک پہنچے۔ اس کی لکڑیاں مول لیں۔ باقوم رومی سے بات چیت کی جوان کے ساتھ ہو لیا اور لوگوں نے کہا (لو بنینا بیت ربنا) اگر ہم اپنے پروردگار کا گھر بنائیں۔ فصیح محاورۂ جاہلیت اسی قدر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ہم اپنے پروردگار کا گھر بنائیں، یعنی خانہ کعبہ کی ازسرنو تعمیر کریں تو اچھی بات ہے۔

قریش نے یہ انتظام کیا کہ پتھر جمع کر کے کنارے صاف اور درست کر لئے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ بھی انہیں لوگوں کے ساتھ پتھر اُٹھا اُٹھا کے لے جا رہے تھے۔ آپ ﷺ اس وقت پینتیس (۳۵) برس کے تھے۔

حالت یہ تھی کہ لوگ اپنی اپنی تہ بند کے دامنوں کو اُٹھا کے گردنوں پر ڈال لیتے تھے اور پتھر اُٹھاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی کیا مگر دامن پھنس جانے کے باعث پھسل جانے کی نوبت آ چلی تھی کہ پکار ہوئی: عورتك اپنا پردہ یعنی اپنی ستر عورت کا خیال رکھو اور دیکھو کہ بے پردگی نہ ہونے پائے۔ یہ پہلی پکار تھی۔

ابو طالب نے کہا: اے میرے بھتیجے اپنے تہ بند کا دامن سر پر ڈال لے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: یہ جو کچھ مجھے پیش آیا اپنی تعدی کے باعث پیش آیا۔

اس کے بعد کبھی رسول اللہ ﷺ کا پردہ مکشوف نظر نہ آیا۔

جب خانہ کعبہ (کی قریب الانہدام عمارت) کے ڈھانے پر سب نے اتفاق کر لیا تو کسی نے کہا: اس عمارت میں صرف پاک کمائی داخل کرو اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ کوئی قطع رحم نہ ہونے پائے اور نہ اس میں کسی پر زور و ظلم ہو۔

انہدام کی ابتداء ولید بن مغیرہ نے کی۔ پھاوڑا لے کے کھڑا ہو گیا اور پتھر گرانے لگا۔ کہتا جاتا تھا: یا اللہ! تجھے ناراض کرنا

مقصود نہیں، ہم لوگ تو فقط بہتری چاہتے ہیں۔

ولید خود بھی انہدام میں لگا رہا اور قریش نے بھی ساتھ دیا۔ جب ڈھا چکے تو عمارت شروع کی۔ بیت اللہ کا امتیاز و اندازہ کر کے تعمیر کے لئے قرعے ڈالے۔

رکن اسود سے رکن حجر تک کعبے کے پیش خانے کی تعمیر بنی عبد مناف اور بنی زہرہ کے حصے میں آئی۔

رکن حجر سے دوسرے رکن حجر تک بنی اسد بن عبد العزیٰ و بنی عبد الدار بن قصی کے حصے میں آیا۔

بنی تیم و بنی مخزوم کے حصے میں مابین رکن حجر تک بر رکن یمانی۔

بنی سہم و بنی جمح و بنی عدی و بنی عامر بن لوی، مابین رکن یمانی تا برکن اسود اسی تقسیم کے مطابق سب نے تعمیر کا آغاز کیا۔

حجر اسود کی تنصیب

قرعۂ فال بنام حبیب ذو الجلال:

عمارت اس حد تک پہنچی جہاں خانہ کعبہ میں رکن [1] نصب کرنے کا موقع تھا تو ہر قبیلے نے اس کے لئے اپنے اپنے استحقاق پر زور دیا۔ اور اس قدر مخالفت ہوئی کہ جنگ کا اندیشہ ہونے لگا۔ آخر یہ رائے قرار پائی کہ باب بنی شیبہ سے پہلے پہل جو داخل ہو وہی حجر اسود کو اُٹھا کے اپنی جگہ پر رکھ دے۔

سب نے اس پر رضامندی ظاہر کی اور اس رائے کو تسلیم کر لیا۔

باب بنی شیبہ سے پہلے پہل جو اندر آئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ لوگوں نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بول اُٹھے: ''یہ امین ہیں، ہمارے معاملے میں جو فیصلہ یہ کریں گے ہم اس پر راضی ہیں''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رشک آفرین فیصلہ:

قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قرارداد سے اطلاع دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر اپنی چادر بچھا دی اور رکن (حجر اسود) اس میں رکھ کے فرمایا: قریش کے ہر ایک ربع سے ایک ایک شخص آئے (یعنی تمام قریش جو چار بڑی جماعتوں میں منقسم ہیں، ان میں سے ہر ایک جماعت اپنا اپنا ایک ایک قائم مقام منتخب کرے)۔

ربع اوّل بنی عبد مناف میں عتبہ بن ربیعہ (منتخب ہوئے)۔

ربع ثانی میں ابو زمعہ۔

ربع ثالث میں ابو حذیفہ بن المغیرہ۔

اور ربع رابع میں قیس بن عدی۔

---

[1] رکن: حجر اسود۔

اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر فرد اس کپڑے کا ایک ایک گوشہ پکڑ لے اور سب مل کے اسے اُٹھاؤ۔ سب نے اسی طرح اُٹھایا اور پھر رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کو اسی جگہ (جہاں وہ ہے) اپنے ہاتھ سے اُٹھا کے رکھ دیا۔

نجد کے ایک شخص نے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کو ایک پتھر دینا چاہا' جس سے آنحضرت ﷺ رکن کو مضبوط رکھ سکیں۔ عباس بن عبدالمطلب نے کہا: نہیں! اور اس شخص کو ہٹا کے خود رسول اللہ ﷺ کو ایک پتھر دیا۔ جس سے آپ نے رکن کو مضبوط فرمایا۔ نجدی اس ہٹائے جانے پر غضب ناک ہوا۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ میں ہمارے ساتھ وہی شخص عمارت کا کام کر سکتا ہے جو ہم میں سے ہو۔

نجدی نے کہا: تعجب ہے ایسے لوگ جو اہل شرف ہیں' عقلمند ہیں' مسن ہیں' صاحب مال ہیں' اپنے وسیلہ' مکرمت و بزرگی و حفاظت میں ایسے شخص کو اپنا سرگروہ قرار دیتے ہیں جو عمر میں سب سے چھوٹا اور سب سے کم مال و دولت رکھتا ہے۔ گویا سب لوگ اس کے خدمت گار ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ' خدا کی قسم یہ شخص سب سے بڑھ جائے گا۔ سب کو اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا اور خوش بختی اور سعادت ان سب سے بانٹ لے گا۔

کہا جاتا ہے کہ یہ کہنے والا ابلیس تھا۔

ابوطالب نے اس موقع پر کہا:

انّ لنا اوّلَهُ و اخره — فی الحکم والعدلِ الذی لا ننکره

''اس کی ابتداء بھی حقیقت میں ہمارے ہی لئے اور انتہاء بھی۔ حکم میں بھی اور عدل میں بھی جس میں مجال انکار نہیں''۔

وقد جهدنا جهده لنعُمره — وقد عمر تاخیره و اکبره

''ہم نے اس کی تعمیر اور اس کے آباد کرنے کے لئے کوشش کی۔ اور ہم نے اس کی خیر و بزرگی کو آباد بھی کر لیا یہ کہ ہم نے اس کے بہترین و بزرگ ترین حصہ کو بنا بھی لیا''۔

فَاِنْ یَّكُن حَقًّا فَفِینَا اَوْفَرَه

''اب اگر کوئی حق ہے تو بدرجہ وافر و کثیر ہم ہی لوگوں میں ہے''۔

پھر تعمیر ہونے لگی تا آنکہ لکڑی کی جگہ آئی (یعنی چھت بنانے کی نوبت آئی جس میں لکڑیوں کی ضرورت پڑتی ہے)۔ پندرہ شہتیر[1] تھے جن پر چھت قائم کی گئی۔ سات ستونوں پر بنیادیں رکھیں اور حجر کو بیت اللہ کے باہر کر دیا۔

دلی آرزو کا اظہار:

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اے عائشہ رضی اللہ عنہا) تیری قوم نے کعبے کی عمارت میں کمی کر دی۔ اگر

---

[1] شہتیر: اصل میں لفظ جائز ہے جس کے معنی یہی ہیں۔ حِجر: وہ مقام ہے جس پر حطیم حاوی اور خانہ کعبہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً کو شمالی جانب سے محیط ہے۔

وہ شرک کو چھوڑ کے ابھی نئے نئے مسلمان نہ ہوتے تو جو کچھ اس تعمیر میں انہوں نے چھوڑ دیا ہے میں اس کو پھر سے بنا دیتا۔ میرے بعد اگر تیری قوم اسے بنانا چاہے تو آ انہوں نے جو چھوڑا ہے میں اسے تجھ کو دکھا دوں۔

اس کے بعد آپ نے حجر میں سات گز کے قریب قریب عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھا (جسے خالی چھوڑ دیا گیا تھا)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیان میں یہ (بھی) فرمایا تھا کہ زمین میں اس کے دو مشرقی و مغربی دروازے بھی میں بنا تا۔ کیا تو جانتی ہے کہ تیری قوم نے کس لئے دروازہ اونچا کر دیا؟

میں نے عرض کی، میں تو نہیں جانتی۔

فرمایا: تعزز کے لئے کہ جسے وہ چاہیں وہی اندر آ سکے اور کوئی دوسرا داخل نہ ہو۔ جب یہ لوگ کسی کے اندر آنے کو مکروہ خیال کریں تو اسے چھوڑ دیتے حتیٰ کہ وہ داخل ہونے لگتا تو اسے دھکیلتے یہاں تک کہ وہ گر پڑتا۔

سعید بن عمر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے، میں نے قریش کو دیکھا کہ دوشنبہ و پنجشنبہ کے دن خانہ کعبہ کو کھولتے تھے جس کے دروازے پر دربان بیٹھے ہوتے تھے۔ وہ شخص (جسے زیارت کرنی ہوتی) چڑھ کے اوپر آتا اور پھر دروازے میں سے ہو کے اندر جاتا۔ اگر مراد یہ ہوتی کہ وہ اندر آئے تو وہ دھکیل دیا جاتا جس سے وہ گر پڑتا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ چوٹ بھی لگتی۔ کعبے کے اندر جوتی پہنے داخل نہ ہوتے اس کو بڑی (بری) بات جانتے تھے۔ زینے کے نیچے اپنی جوتیاں رکھ دیا کرتے تھے۔

ابن مرسا کہ قریش کے آزاد غلام تھے۔ کہتے تھے کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج کے موقع پر دھاری دار غلاف چڑھایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ کب سے پیغمبر ہوئے؟ لوگوں نے کہا ہائیں، ہائیں۔ آنحضرت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا: اسے کہنے دو۔ آدم ہنوز روح و جسم کی درمیانی حالت میں تھے کہ میں پیغمبر تھا۔

ابن ابی الجدعاء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کب سے پیغمبر ہوئے؟

فرمایا: جب آدم علیہ السلام ہنوز روح اور جسم کے درمیان تھے۔

مُطرّف بن عبداللہ بن الشخیر کہتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کب سے پیغمبر ہیں؟

فرمایا: آدم علیہ السلام کی روح و خاک کے درمیان (یعنی روح و خاک سے آدم علیہ السلام کا جسم ابھی مرکب بھی نہ ہوا تھا کہ مجھے شرف نبوت حاصل ہو چکا تھا۔ مطلب یہ کہ میری نبوت ازلی ہے موقت نہیں ہے۔

عامر کہتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی آپ کب سے پیغمبر ہوئے؟ فرمایا مجھ سے جب میثاق لیا گیا ہے تو آدم علیہ السلام اس وقت روح و جسم کی درمیانی حالت میں تھے۔

عرباض رضی اللہ عنہ بن ساریہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آدم

ہنوز اپنی خاک ہی میں رلے ملے تھے کہ میں خدا کا بندہ اور خاتم النبیین ہو چکا تھا۔ میں ابھی ابھی تم لوگوں کو اس کی خبر دیتا ہوں۔ میرے والد ابراہیم (خلیل اللہ علیہ السلام) کی دُعاء میرے لئے عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور میری ماں کا خواب جو انہوں نے دیکھا تھا (یہ تمام باتیں ولادت سے بیشتر ہی ظہور کی خبر دے چکی تھیں)۔

پیغمبروں کی مائیں یوں ہی رؤیا دیکھتی ہیں اور اسی طرح انہیں خواب دکھایا جاتا ہے۔

وضع حمل کے وقت رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے ایک نور دیکھا تھا کہ ان کے لئے شام کے ایوان تک اس سے روشن ہو گئے تھے۔

ضحاک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ہوں۔ خانہ کعبہ کے قاعدے بلند کر رہے تھے کہ انہوں نے کہا:

((ربنا و ابعث فیھم رسولاً منھم)).

''اے ہمارے پروردگار! ان لوگوں میں ایک پیغمبر بھیج جو انہیں میں سے ہو''۔

اس کو پڑھ کے آنحضرت ﷺ نے آخر تک یہ آیت تلاوت فرمائی۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ہوں اور میرے لئے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی تھی۔

ابوامامہ باہلی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی گئی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنے ابتدائے امر سے آگاہ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے والد ابراہیم علیہ السلام کی دُعا میرے لئے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی۔

قتادہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آفرینش وخلقت میں سب سے پہلے اور بعثت میں سب سے پچھلا شخص ہوں۔

نزول وحی سے قبل کے واقعات:

خالد بن معدان کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی گئی کہ آپ اپنی نسبت ہمیں مطلع فرمایئے۔

ارشاد ہوا: ہاں میں دُعائے ابراہیم ہوں میری بشارت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی۔ میری ماں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک ایسا نور نکلا کہ شام کے قصر وایوان (تک) اس سے روشن ہو گئے۔ میری رضاعت قبیلۂ بنی سعد بن بکر میں ہوئی۔ ایک مرتبہ میں اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ تھا۔ ہم اپنے مکانات کے پیچھے جانوروں کو چرا رہے تھے کہ دو سفید پوش آدمی سونے کا ایک طشت لئے جو برف سے لبریز تھا میرے پاس آئے۔ دونوں نے پکڑ کے میرا سینہ چاک کیا۔ میرا دِل نکالا اور چاک کر کے ایک سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا۔

میرے سینے اور دِل کو اسی برف سے دھویا اور پھر (ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا): انہیں ان کی اُمت کے سو آدمیوں کے برابر تول ان کے ساتھ مجھے تولا تو بھاری ٹھہرا۔ آخر اس نے کہا: انہیں ان کی امت کے ہزار آدمیوں کے برابر وزن

کرُوزن ہوا تو پھر میں بھاری ٹھہرا۔ آخراسؑ نے کہا: انہیں چھوڑ دے کہ اگران کی تمام اُمت کے ساتھ ان کا وزن ہوتب بھی انہیں کا پلہ بھاری رہے گا۔

سعادت مندی کی علامات:

موسیٰ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب پیدا ہوئے اور زمین پر آئے دونوں ہاتھوں کے بل تھے۔ سرآسمان کی جانب اُٹھا ہوا تھا' اور ہاتھ میں ایک مشت خاک تھی۔ خاندانِ لہب کے ایک شخص کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا: اسے بچا' فال اگر سچ نکلی تو واقعۃً یہ بچہ اہل زمین پر غالب آئے گا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ اسی حالت میں ایک آنے والا آیا جس نے پکڑ کر آپ ﷺ کا شکم چاک کر ڈالا۔ اور اس میں سے ایک نقطہ نکال کے پھینک دیا۔ اور کہا: **هذه نصيب الشيطان منك** (تجھ میں سے یعنی تیرے جسم میں سے یہ شیطان کا حصہ تھا)۔ پھر سونے کے ایک طشت میں اسے رکھ کے آبِ زم زم سے دھویا اور جوڑ دیا۔ بچے آنحضرت ﷺ کی دایہ کے پاس (یہ کہتے ہوئے) دوڑے کہ محمد (ﷺ) قتل ہو گئے۔ محمد (ﷺ) قتل ہو گئے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچیں تو دیکھا آپ کا رنگ متغیر تھا۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فی الواقع ہم دیکھا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے سینے میں سوئی (بخیہ) کا نشان موجود ہے۔

زید بن اسلم کہتے ہیں: حلیمہ جب (مکہ میں) آئیں تو ساتھ ان کے شوہر بھی تھے۔ اور ایک چھوٹا بچہ تھا۔ جسے دودھ پلاتی تھیں۔ اس بچے کا نام عبداللہ تھا۔ سفید رنگ کی ایک گدھی اور ایک بوڑھی سن دراز اونٹنی بھی تھی۔ جس کا بچہ بھوک کے مارے مر چکا تھا۔ اور اس کی ماں (یعنی اونٹنی) کے تھن میں دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔ ان لوگوں نے آپس میں گفتگو کی' کوئی بچہ مل گیا تو اسے دودھ پلائیں گے۔

حلیمہ کے ساتھ قبیلۂ سعد کی (دوسری) عورتیں بھی تھیں' سب نے آکے چند روز قیام کیا بچے لئے' مگر حلیمہ نے کوئی نہ لیا۔ رسول اللہ ﷺ ان پر پیش کئے جاتے تھے مگر وہ کہتی تھیں **يتيم لا اب له** (یہ بچہ یتیم ہے' اس کا تو باپ مر چکا ہے' یعنی اُجرت رضاعت کی یہاں کیا اُمید ہے)۔ حتیٰ کہ آخر میں جب چل چلاؤ کا وقت آیا تو حلیمہ نے آنحضرت ﷺ کو لے لیا۔ ساتھ والیاں ایک دن پہلے ہی جا چکی تھیں۔

آمنہ نے چلتے وقت کہا: اے حلیمہ! تو نے ایک ایسے بچے کو لیا ہے جس کی ایک خاص شان ہے' خدا کی قسم میں حاملہ تھی مگر حمل سے جو اذیت عورتیں پاتی ہیں مجھے کچھ نہ ہوئی۔ یہ واقعہ ہے کہ میں سامنے لائی گئی اور مجھ سے کہا گیا تو ایک بچہ جنے گی اس کا نام احمد رکھنا' وہ تمام جہان کا سردار ہوگا۔ یہ بچہ جب پیدا ہوا تو اپنے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگائے زمین پر آیا اور آسمان کی جانب سر اُٹھائے ہوئے تھا۔

حلیمہ نے خاص اپنے شوہر کو خبر دی' خوش ہو گئے۔ آخر گدھی پر سوار ہو کے واپس چلے جو تیز رفتار ہو گئی تھی اور اونٹنی کا تھن دودھ سے بھر گیا تھا' شام وسحر دونوں وقت اسے دوہتے تھے۔ جاتے جاتے حلیمہ اپنے ساتھ والیوں سے جا ملیں۔ انہوں نے دیکھا

تو پوچھا: من اخذت (کس کو لیا؟)

جواب میں واقعے کی اطلاع دی گئی تو کہنے لگیں: واللّٰہ انا لنرجوان یکون مبارکًا (خدا کی قسم ہم اُمید کرتے ہیں کہ یہ بچہ مبارک ہوگا)۔

حلیمہ نے کہا: ہم نے تو اس کی برکت دیکھ لی' میری چھاتیوں میں اتنا دودھ بھی نہ تھا کہ اپنے بیٹے عبداللہ کو سیر کر سکتی' بھوک کے مارے وہ ہمیں سونے نہیں دیتا تھا' اب کیفیت یہ ہے کہ وہ اور اس کا بھائی آنحضرت علیہ السلام دونوں جتنا چاہتے ہیں پیتے ہیں' پی کے آسودہ ہو جاتے ہیں اور سورہتے ہیں اگر ان کے ساتھ تیسرا بچہ ہوتو وہ بھی سیر ہو جائے۔ اس کی ماں نے مجھے حکم دیا کہ (کسی کاہن سے) اس کے متعلق دریافت کروں۔

ہذیل نامی کاہن کو دکھانے کا واقعہ:

اپنے دیار میں پہنچ کے حلیمہ رہنے سہنے لگیں۔

تا آنکہ عکاظ کا بازار لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لئے ہوئے قبیلہ ہذیل کے ایک عراف (قسمت شناس' کاہن) کے پاس چلیں جسے لوگ اپنے بچے دکھاتے تھے۔ عراف نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو چلایا:

یا معشر هذَیل، یا معشر العرب.

''ہذیل کے لوگو گھر دوڑو' عرب کے لوگو دوڑو''۔

میلے والے اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے کہا:

اقتلوا هذا الصبی.

''اس بچے کو مار ڈالو''۔

اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر حلیمہ چل دیں۔ لوگ پوچھنے لگے:

''کون سا بچہ؟''

وہ کہتا:

''یہی''۔

لیکن کوئی بھی کچھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو وہ لے جا چکی تھیں۔

عراف سے کہتے:

''وہ کیا بات ہے؟''

آخر اس نے کہا:

رایت غلامًا والھتہ لیقتلنّ اھل دینکم و لیکسرن الھتکم و لیظھرنّ امرہ علیکم.

''میں نے ایک لڑکا دیکھا' اس کے معبودوں کی قسم ہے وہ تمہارے دین والوں کو قتل کر ڈالے گا' تمہارے دیوتاؤں کو

توڑ پھوڑ ڈالے گا' اور اس کا حکم تم سب پر غالب آئے گا''۔

سوق عکاظ میں جستجو ہونے لگی۔ مگر نہ ملے۔ کیوں کہ حلیمہ آپ کو لے کے اپنے گھر واپس جا چکی تھی۔ اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کبھی کسی عراف [1] کے روبرو پیش کرتیں اور نہ کسی کو دکھاتی تھیں۔

عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک کہتے ہیں: قبیلۂ ہذیل کا یہ بوڑھا عراف چلایا کہ یالھذیل والھتہ (ہذیل اور اس کے دیوتاؤں کی جے)۔ ان ھذالینتظر امرا من السماء (یہ بچہ آسمان سے کسی حکم کا انتظار کر رہا ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لوگوں کو بھڑکا تا رہا اس حالت میں کچھ ہی روز گزرے تھے کہ دیوانہ [2] ہو گیا' عقل جاتی رہی حتیٰ کہ کافر ہی مرا۔

آثار عظمت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: حلیمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلیں' یہ وہ وقت تھا کہ دوپہر کی دھوپ سے چارپائے ستانے لگے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ہمشیرہ (یعنی دودھ شریک بہن دختر حلیمہ) کے ساتھ پایا تو کہنے لگیں فی ھذا الحرّ (ہائیں اس گرمی میں)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمشیرہ بولیں: یا امّہ (اے میری ماں!) میرے بھائی کو گرمی لگی ہی نہیں۔ میں نے دیکھا کہ ایک ابر ان پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ جب ٹھہرتے ہیں وہ بھی ٹھہر جاتا ہے اور جب چلتے ہیں وہ بھی ساتھ چلتا ہے۔ تا آنکہ آپ اس جگہ پہنچے۔

ابومعشر نجیح [3] کہتے ہیں: کعبے کے سائے میں عبدالمطلب کے لئے ایک بچھونا بچھا دیا جاتا تھا' جس کے اردگرد ان کے بیٹے بیٹھ کر عبدالمطلب کا انتظار کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بالکل ہی کمسن [4] تھے۔ دودھ چھوٹ چکا تھا اور کچھ کھانے لگے تھے اور جسم میں گوشت بھر چلا تھا' آتے اور آپ کے بچھونے پر چڑھ جاتے اور بیٹھ رہتے۔ چچا کہتے: مھلاً یا محمد عن فراش

---

[1] عراف: علم العرافہ کا ماہر عرب جاہلیت میں اس علم کا رواج تھا۔ مشکل سے مشکل پیچیدگیوں میں عراف سے رجوع کرتے۔ خصومات میں' قضایا میں' امراض میں' رؤیا و خواب میں غرض کہ اپنے نزدیک جس بات کو اہم سمجھتے سب میں عراف کی رائے لیتے اور اسے اشارۂ غیبی سمجھتے۔ گویا اس فن کو علم و فلسفہ و قضا و طب و دین مذہب سب سے تعلق تھا اور اس کا ماہران سب کے متعلق پیش گوئی کر سکتا تھا۔

[2] دیوانہ ہو گیا' اصل میں ہے ''دلہ'' اہل عرب زوال عقل و خود فراموشی کو ''دلہ'' کہتے ہیں جو لازمۂ دیوانگی ہے۔

[3] ابومعشر نجیح السندی: علم حدیث کے ایک مشہور راوی' فن تاریخ کے نہایت ممتاز ماہر اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نامور مصنف گزرے ہیں اور صدر اوّل کے اساتذۂ اخبار و سیر و مغازی میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ان کا خاندان سندھ سے نکل کر عرب پہنچا تھا اور وہاں پہنچ کے مدنیت عرب کا رکن رکین بنا تھا۔ ہندوستان کو یہ فخر حاصل ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ممتاز ترین سیرت نویس اسی ملک کا تھا۔

[4] کم سن: اصل میں ہے ''غلام جفر'' جو ایسے چھوٹے بچے کو کہتے ہیں کہ اس کی ہڈیوں پر گوشت چڑھنے لگا ہو' جسم بھرنے لگا ہو اور دودھ چھوڑ کے کچھ کھانے پینے کی عادت پڑی ہو۔

ابیك (اے محمدؐ! اپنے باپ کے بچھونے سے ہٹ کر بیٹھو)۔

عبدالمطلب جب یہ دیکھتے تو کہتے: ''میرے بیٹے سے بوئے حکومت ومملکت آتی ہے''۔

یا یہ کہتے: ''وہ اپنے جی میں حکومت کی باتیں کر رہا ہے''۔

عمرو بن سعید سے روایت ہے کہ ابوطالب نے بیان کیا: ''مقام ذی الحجاز میں تھا' اور میرے ساتھ میرا بھتیجا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ مجھے پیاس لگی تو آپ نے شکایت کی اور کہا' اے میرے بھتیجے! مجھے پیاس لگی ہے۔ میں نے یہ اس وقت کہا جب کہ میں دیکھ رہا تھا کہ خود ان پر بھی کچھ تشنگی غالب ہے۔ البتہ انہیں بے قرار واضطراب نہیں ہے''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر پاؤں موڑ لیے اور اُتر کے فرمایا: اے میرے چچا! کیا پیاس لگی ہے؟

میں نے کہا: ہاں!

آپ نے زمین پر ایڑی دبائی۔ یکایک دیکھتے ہیں تو پانی موجود ہے۔ فرمایا: اے میرے چچا! پیو۔

ابوطالب کہتے ہیں کہ میں نے پانی پیا۔

آثارِ نبوت:

عبداللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں' ابوطالب نے شام کا سفر کرنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے چچا! تو مجھے یہاں کس کے پاس چھوڑے جاتا ہے۔ میرے تو کوئی ماں بھی نہیں جو کفالت کرے اور نہ کوئی دوسرا ہے جو پناہ دے سکے۔ ابوطالب کو رقت آئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیچھے بٹھالیا اور لے کے چلے۔ اثنائے سفر میں ایک دیر کے راہب کے ہاں فروکش ہوئے جس نے پوچھا: ''یہ لڑکا تیرا کون ہے؟''

ابوطالب نے کہا: ''میرا بیٹا ہے''۔

راہب نے کہا: ''وہ تیرا بیٹا نہیں اور نہ اس کا باپ زندہ ہے''۔

ابوطالب نے پوچھا: ''یہ کیوں؟''

اس نے جواب دیا: ''اس لئے کہ اس کا منہ پیغمبر کا منہ ہے' اس کی آنکھ پیغمبر کی آنکھ ہے''۔

ابوطالب نے دریافت کیا: ''پیغمبر کیا چیز ہے؟''

راہب نے کہا: ''پیغمبر وہ ہے کہ آسمان سے اس کے پاس وحی آتی ہے' اور وہ زمین والوں کو اس کی خبر دیتا ہے''۔

ابوطالب نے کہا: ''تو جو کہتا ہے اللہ اس سے کہیں برتر ہے''۔

راہب نے کہا: ''یہودیوں سے اس کو بچائے رکھنا''۔

وہاں سے چلے تو پھر ایک دوسرے دیر کے راہب کے ہاں فروکش ہوئے' اس نے بھی پوچھا: ''یہ لڑکا تیرا کون ہے''۔

ابوطالب نے کہا: ''یہ میرا بیٹا ہے''۔

راہب نے کہا: ''یہ تیرا بیٹا نہیں ہے' اس کا باپ زندہ ہو ہی نہیں سکتا''۔

ابو طالب نے کہا: ''یہ کس لئے.....؟''

راہب نے کہا: ''اس لئے کہ اس کا منہ پیغمبر کا منہ ہے' اس کی آنکھ پیغمبر کی آنکھ ہے''۔

ابو طالب نے کہا: ''سبحان اللہ! تو جو کہہ رہا ہے اللہ اس سے کہیں برتر ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو طالب کہنے لگے: ''اے میرے بھتیجے تو کیا نہیں سنتا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے میرے چچا! اللہ کی کسی قدرت کا انکار نہ کر''۔

بچپن میں علامات نبوت:

محمد بن صالح بن دینار' عبداللہ بن جعفر الزہری اور داؤد بن الحصین کہتے ہیں: ابو طالب جب ملک شام کو چلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ تھے۔ یہ پہلی مرتبہ کا واقعہ ہے۔ آنحضرت سلام اللہ علیہ اس وقت بارہ برس کے تھے۔ شام کے شہر بصریٰ میں جب اُترے تو وہاں ایک راہب تھا جسے بحیرا کہتے تھے وہ اپنے ایک صومعہ (عبادت خانہ میں) رہتا تھا۔ جس میں علمائے نصاریٰ رہا کرتے اور موروثی طور پر رہتے آئے تھے۔ یہاں ایک کتاب کا درس بھی دیتے تھے۔

قافلے والے بحیرا کے پاس اُترے۔ بحیرا کی یہ حالت تھی کہ اکثر قافلے گزرا کرتے تھے مگر وہ ان سے ہم کلام بھی نہ ہوتا تھا۔ اس سال نوبت آئی۔ تو حسب معمول اس کے صعوے کے قریب ہی اُترے کہ پہلے جب بھی ادھر سے گزرتے یہیں اُترا کرتے تھے۔ بحیرا نے (اب کی مرتبہ) ان کے لیے کھانا پکوایا اور سب کو دعوت دی۔ دعوت دینے کا سبب یہ ہوا کہ قافلہ پہنچا تو بحیرا نے دیکھا کہ ایک بادل ہے جو تمام لوگوں کو چھوڑ کر اکیلے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کئے ہے۔ لوگ درخت کے نیچے اُترے تو بحیرا نے دیکھا کہ وہی بادل درخت پر سایہ کئے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سائے میں آئے تو شاخیں سرسبز ہو گئیں۔

بحیرا نے یہ کیفیت دیکھی تو کھانا منگوایا اور پیغام بھیجا۔

اے جماعت قریش! میں نے تم لوگوں کے لئے کھانا تیار کرایا ہے' میں چاہتا ہوں کہ تم سب اس میں شریک ہو' چھوٹے بڑے' آزاد' غلام کوئی بھی نہ رہ جائے۔ اس سے میری عزت ہو گی۔

ایک شخص نے کہا: بحیرا! تیری یہ خاص بات ہے' تو ہمارے لئے ایسا نہیں کیا کرتا تھا۔ آج کیا ہے؟

بحیرا نے کہا: میں تمہاری بزرگداشت کرنا چاہتا ہوں اور تم اس کے مستحق ہو۔

سب لوگ آئے مگر کم سنی کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہ گئے۔ کیونکہ سب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی چھوٹے تھے۔

قافلے کا سامان درخت کے نیچے تھا' آپ بھی وہیں بیٹھے رہے۔

بحیرا نے ان لوگوں کو دیکھا تو جس کیفیت کو وہ جانتا پہچانتا تھا کسی میں نہ پائی اور کہیں نظر نہ آئی۔ وہ بادل سر پر دکھائی نہ دیا بلکہ دیکھا تو وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر رہ گیا ہے۔ بحیرا نے دیکھ کے کہا: تم میں سے کوئی ایسا نہ ہو کہ میرے ہاں کھانا کھانے سے رہ جائے۔

لوگوں نے کہا: بجز ایک لڑکے کے سب میں کم سن وہی ہے' اور اسباب کے پاس دوسرا کوئی باقی نہیں رہا۔

بحیرا نے کہا: اسے بھی بلاؤ کہ میرے کھانے میں شریک ہو۔ یہ کتنی بری بات ہے کہ تم سب آؤ' اور ایک شخص رہ جائے۔ باوصف اس کے کہ میں دیکھتا ہوں وہ بھی تمہیں لوگوں میں سے ہے۔

لوگوں نے کہا: خدا کی قسم وہ ہم سب میں شریف النسب ہے۔ وہ شخص یعنی ابو طالب کا بھتیجا ہے اور عبدالمطلب کی اولاد میں ہے۔

حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف نے کہا: خدا کی قسم! ہمارے لئے یہ قابل ملامت امر تھا کہ عبدالمطلب کا لڑکا ہم میں نہ ہو اور پیچھے رہ جائے۔

حارث یہ کہہ کے اُٹھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آغوش میں لیا اور لا کے کھانے پر بٹھا دیا۔ ابر اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ہیات افروز حسن و جمال تھا۔ بحیرا سخت نظر تامل سے آپ کو دیکھنے لگا۔ جسم کی چیزیں دیکھنی شروع کیں' جن کی علامتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کی نسبت اس کے پاس (لکھی ہوئی) موجود تھیں۔

بتوں کا واسطہ دینے والے کو جواب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کے اس راہب نے کہا: اے لڑکے! تجھے لات وعزیٰ کا واسطہ دلاتا ہوں کہ جو کچھ تجھ سے پوچھوں اس کا جواب دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لات وعزیٰ کا واسطہ دلا کے مجھ سے نہ پوچھ کہ خدا کی قسم! جتنا میں ان دونوں سے بغض رکھتا ہوں اس قدر کسی چیز سے متنفر نہیں۔

راہب نے کہا: میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ جو کچھ میں تجھ سے پوچھوں اس کا جواب دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تیرے جی میں آیا ہے پوچھ لے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کی نسبت راہب نے سوالات شروع کئے حتیٰ کہ آپ کے سونے کی کیفیت بھی دریافت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے جاتے تھے جو خود اس کی معلومات کے مطابق اُتر رہے تھے۔ راہب نے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے درمیان نظر کی پھر آپ کی پیٹھ کھول کے مہر نبوت دیکھی' اور دونوں مونڈھوں کے درمیان اسی طرح نمایاں جس طرح صفت و کیفیت راہب کے پاس مرقوم تھی' یہ سب دیکھ کے مہر نبوت جہاں تھی اس کو چوم لیا۔

قریش کی جماعت میں چرچے ہوئے کہ اس راہب کے نزدیک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاص قدر و عزت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود سے بچانا:

راہب کا یہ برتاؤ دیکھ دیکھ کے ابو طالب اپنے بھتیجے (آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نسبت خوف کھا رہے تھے۔ ابو طالب سے اس نے پوچھا: ''یہ لڑکا تیرا کون ہے؟''

ابو طالب نے کہا: ''میرا بیٹا ہے''۔

راہب نے کہا: ''وہ تیرا بیٹا نہیں ہے' اور نہ یہ امر اس لڑکے کے شایانِ شان ہے کہ اس کا باپ زندہ ہو''۔

ابو طالب نے کہا: ''تو میرا بھتیجا ہے''۔

راہب نے کہا: ''اس کا باپ کیا ہوا؟''

ابو طالب نے جواب دیا: ''وہ اپنی ماں کے شکم میں تھا کہ باپ مر گیا''۔

راہب نے پوچھا: ''اس کی ماں کیا ہوئی؟''

ابو طالب بولے: ''تھوڑا ہی زمانہ گزرا کہ انتقال کر گئیں''۔

راہب نے کہا: تو نے سچ کہا۔ اپنے بھتیجے کو لے کے اس کے شہر و دیار میں واپس پہنچا دے یہودیوں سے بچائے رکھنا کہ خدا کی قسم اگر اسے دیکھ لیا اور جو کچھ میں اس کی نسبت جانتا ہوں وہ بھی جان گئے تو اسے اذیت پہنچانا چاہیں گے۔ تیرے اس بھتیجے کی بڑی شان ہونے والی ہے جو ہماری کتابوں میں (لکھی ہوئی ہے) موجود ہے اور ہم اپنے آباؤ اجداد سے اس کی روایت کرتے چلے آئے ہیں' یہ بھی جان لے کہ میں نے تیری خیر خواہی کی ہے اور نصیحت کا فرض ادا کیا ہے۔

اہل قافلہ جب تجارت سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ کو لے کے ابو طالب فوراً چل دیئے۔

کچھ یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور آپ کے اوصاف بھی جان لئے تھے۔ ان لوگوں نے دھوکا دے کے یکایک ہلاک کرنا چاہا۔ بحیرا کے پاس جا کے اس امر میں مذاکرہ کیا تو اس نے سخت ممانعت کی۔

اور پوچھا: **اتجدون صفته** (تم لوگ نبی موعود کی صفت اس لڑکے میں پاتے ہو؟)

یہودیوں نے کہا: ہاں!

بحیرا نے کہا: **فمالکم الیه سبیل** (جب یہ بات ہے تو اس کی اذیت رسانی کی سبیل ہی ممکن نہیں)۔

یہودیوں نے یہ بات مان لی اور باز آئے۔

ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مراجعت کی تو از راہِ شفقت پھر کبھی آپ کو لے کر سفر کو نکلے۔

سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت ہے کہ ابو طالب سے اس راہب نے کہا: یہاں کے علاقے میں اپنے بھتیجے کو لے کے نہ نکلنا' اس لئے کہ یہودی عداوت پیشہ ہیں' اور یہ اس امت کا پیغمبر ہے' وہ عرب ہے۔ یہودی حسد کریں گے' وہ چاہتے ہیں کہ نبی موعود بنی اسرائیل کی قوم کا ہو۔ لہٰذا اپنے بھتیجے کو بچائے رکھنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت:

نفیسہ رضی اللہ عنہا بنت منیہ کہ یعلیٰ بن منیہ کی بہن تھیں۔ کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پچیس برس کے ہوئے' مکے میں اس وقت تک آپ ''امین'' کے نام سے موسوم تھے۔ اور یہ نام اس لئے مشہور تھا کہ نیک خصلتیں آپ کی ذات میں حدِ کمال کو پہنچی ہوئی تھیں۔

شام کے تجارتی سفر کی مزید تفصیل:

آپ اسی عمر میں تھے کہ ابو طالب نے گزارش کی: اے میرے بھتیجے' میں ایک ایسا شخص ہوں کہ میرے پاس مال و زر

نہیں۔ زمانہ ہم پر شدت و سخت گیری کر رہا ہے' پے در پے کئی مہنگے سے گزرتے چلے آئے ہیں اور حالت یہ ہے کہ نہ ہمارے پاس مایہ و بضاعت ہے' نہ سامانِ تجارت ہے یہ تیری قوم کا قافلہ ہے کہ ملک شام میں اس کے سفر کا وقت آ گیا ہے اور خدیجہ بنت خویلد تیری قوم کے لوگوں کو اپنے اسباب کے ساتھ بھیجتی ہے اگر تو بھی اپنے آپ کو پیش کرے (تو بہتر ہے)۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر ملی تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیغام بھیجا اور جو اجرت دوسروں کو دیتی تھیں' آپ ﷺ کے لئے اس کا دونا معاوضہ قرار دیا۔ آنحضرت ﷺ اس قرارداد کے مطابق خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ چلے تا آنکہ شام کے شہر بُصریٰ میں پہنچے اور یہاں کے بازار میں ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے۔ ایک راہب جس کا نام نسطور تھا۔ یہ مقام اس کی عبادت گاہ کے قریب ہی واقع تھا۔ میسرہ کو یہ راہب پہلے سے جانتا تھا' اس کے پاس آ کے پوچھا: اے میسرہ اس درخت کے نیچے کون اُترا ہے؟

میسرہ نے کہا: ایک قریشی جو حرم کعبہ والوں میں ہے۔

راہب نے کہا: اس درخت کے نیچے بجز پیغمبر کے اور کوئی دوسرا ہرگز نہیں اُترا۔

یہ کہہ کے میسرہ سے دریافت کیا: کیا اس کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے؟

میسرہ نے جواب دیا: ہاں! اور یہ سرخی کبھی اُس سے جدا نہیں ہوتی۔

راہب نے کہا: وہی وہی' آخری پیغمبر' اے کاش میں وہ زمانہ پاتا جب اس کے اخراج کا وقت آتا۔

رسول اللہ ﷺ جو مال لے کے چلے تھے' بصریٰ کے بازار میں اس کو بیچ ڈالا اور دوسرا سامان مول لیا۔ ایک شخص کے ساتھ کسی چیز میں اختلاف کیا۔

اس نے کہا: لات وعزیٰ کا حلف اُٹھاؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے کبھی ان دونوں کی قسم نہیں کھائی۔ میں تو پاس سے گزرتا ہوں تو اُن کی جانب سے منہ پھیر لیتا ہوں۔

اس شخص نے تصدیق کی کہ بات وہی ہے جو تو نے کہی۔

میسرہ سے راہب نے تنہائی میں کہا: خدا کی قسم یہ پیغمبر ہے' جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اُسی کی قسم کہ یہ وہی ہے جس کی صفت ہمارے علماء اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔

میسرہ نے ذہن نشین کر لی اور آخر کار تمام قافلے والے واپس چلے۔

میسرہ کی نگاہ (اثنائے سفر میں) رسول اللہ ﷺ پر تھی۔ جب دوپہر ہوتی اور گرمی پڑتی تو دیکھتا کہ آنحضرت ﷺ اونٹ پر سوار ہیں اور دو فرشتے دھوپ سے آپ ﷺ پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔

راویوں کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میسرہ کے دِل میں آنحضرت ﷺ کی ایسی محبت ڈالی دی کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ گویا غلام بن گیا۔ واپسی میں جب مقام مرالظہران پہنچے تو آنحضرت ﷺ سے عرض کی: یا محمد (ﷺ)! آپ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس

جائیے اور مجھ سے پہلے پہنچ جائیے آپ کے باعث مال میں اللہ تعالیٰ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جو نفع پہنچایا ہے اس سے مطلع فرمائیے۔ آپ کے لئے وہ اس کا خیال رکھیں گی۔

رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے' تا آنکہ ظہر کے وقت مکے پہنچے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے ایک بالا خانے میں چند عورتوں کے ساتھ بیٹھی تھیں جن میں ایک نفیسہ بنت منیہ بھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے اونٹ پر سوار ہیں' اور دو فرشتے سایہ کر رہے ہیں۔ ان عورتوں کو یہ کیفیت دکھائی تو سب متعجب ہوئیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور مال میں جو نفع ہوا تھا اس کا حال بیان کیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس سے خوش ہوئیں۔ میسرہ کے آنے پر اپنا مشاہدہ اس سے بیان کیا تو میسرہ نے کہا: جب سے ملک شام سے ہم واپس چلے ہیں یہ اسی وقت سے دیکھتا آیا ہوں۔

میسرہ نے نسطور راہب کی بات بھی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سنا دی اور اُس شخص کی گفتگو بھی بتا دی جس نے بیع کے معاملے میں آنحضرت ﷺ سے مخالفت کی تھی۔

پہلے جتنا فائدہ ہوتا' اس مرتبہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس سے دونا فائدہ اٹھایا۔ آنحضرت ﷺ کے لئے جو معاوضہ نامزد کیا تھا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کی مقدار بھی دونی کر دی۔

چند آثار نبوت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: من جملہ آثار نبوت پہلے پہل جو چیز رسول اللہ ﷺ نے مشاہدہ فرمائی وہ یہ تھی کہ آپ ہنوز لڑکے ہی تھے کہ حکم ہوا: استتر (ستر عورت کر' جن اعضاء کو ڈھانک چھپا کے رکھنا چاہیئے انہیں کھلا نہ رہنے دے)۔ اسی دن سے پھر آپ کے اعضائے نہفتنی نظر نہ آئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ (کے جسم) میں اسے نہ دیکھا۔

برّہ بنت ابی تجراۃ کہتی ہیں: اللہ تعالیٰ کو جب رسول اللہ ﷺ کا اکرام اور نبوت کی ابتداء منظور ہوئی تو یہ کیفیت پیش آنے لگی کہ آنحضرت ﷺ جب قضائے حاجت کے لئے نکلتے تو اتنی دور نکل جاتے کہ کوئی گھر نظر نہ آتا۔ غاروں اور دروں اور دیواروں میں چلے جاتے مگر وہاں جس پتھر اور جس درخت کے پاس سے گزرتے وہ کہتا: السلام علیك یا رسول اللہ ﷺ (اے خدا کے پیغمبر! آپ سلامت رہیں)۔ داہنے بائیں اور پیچھے دیکھتے تو کوئی نظر نہ آتا۔

ربیع یعنی ابن خثیم کہتے ہیں: عہد جاہلیت میں اسلام سے بیشتر رسول اللہ ﷺ کو حکم بنایا جاتا تھا۔ مقدمات پیش ہوتے تھے۔ اور آپ سے فیصلہ کرایا جاتا تھا۔ اسلام میں تو پھر آپ کی یہ خصوصیت ہو ہی گئی۔

ربیع نے ایک بات کہی ہے' اور وہ کون سی بات ہے؟ وہ بات یہ ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی' آپ کو امین بنا دیا تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کا امین آنحضرت ﷺ کو ٹھہرایا تھا۔

مجاہد سے روایت ہے کہ قبیلۂ بنی غفار کے لوگوں نے ایک گوسالے کی قربانی کرنی چاہی کہ اسے ذبح کر کے بعض دیوتاؤں پر چڑھائیں۔ گوسالے کو (قربانی کے لئے) جب باندھا تو وہ چلایا:

یالِ ذریع امرٌ لنجح، صالحٌ یصیح بمکۃ یشھد ان لا الہ الا اللّٰہ.

’’جماعت کی دہائی ایک معاملہ کامیاب ہو چکا ہے‘ ایک چلانے والا‘ بزبان فصیح مکے میں اس بات کی شہادت دیتے ہوئے چلا رہا ہے کہ بجز اللہ کے اور کوئی معبود نہیں‘‘۔

لوگوں نے دیکھا اور کچھ روز کے بعد اس تاریخ کا حساب لگایا تو معلوم ہوا‘ رسول اللہ ﷺ مبعوث ہو چکے تھے۔❶

حضور علیہ السلام کو مشرکانہ میلے میں لیکر جانے کی کوشش:

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مجھ سے اُمّ ایمن نے بیان کیا کہ بوانہ ایک بت تھا۔ جس کے حضور میں قریش حاضر ہو کے اس کی تعظیم کرتے تھے‘ قربانی کرتے تھے‘ وہیں اپنے سر منڈاتے تھے۔ ایک رات دِن اسی کے پاس معتکف رہتے تھے اور یہ تمام رسمیں سال میں ایک دِن ہوا کرتی تھیں۔

ابوطالب اپنے لوگوں کے ساتھ اس تقریب میں شریک ہوتے رہتے اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کرتے کہ لوگوں کی معیت میں آپ بھی اس تہوار میں شرکت فرمائیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ انکار ہی کرتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے دیکھا ابوطالب آپ سے ناخوش ہو گئے اور آپ کی پھوپھیاں سخت غضب ناک ہو کر کہنے لگیں۔

تو جو ہمارے دیوتاؤں سے پرہیز واجتناب کر رہا ہے تو اس کرتوت سے ہمیں خود تجھ پر خوف ہے۔

یہ بھی کہنے لگیں: اے محمد (ﷺ)! کیا ارادہ ہے کہ تم اپنی قوم کے کسی میلے میں نہ شریک ہوتے اور نہ ان کی جمعیت بڑھاتے؟

اُمّ ایمن کہتی ہیں کہ سب لوگ رسول اللہ ﷺ کے درپے رہے‘ ناچار آپ کو جانا پڑا‘ گئے تو جب تک خدا نے چاہا ان کی نظروں سے غائب رہے‘ واپس آئے تو مرعوب ودہشت زدہ تھے۔

پھوپھیوں نے پوچھا:

((ما دھاك)).

’’تجھے کیا ہو گیا ہے؟‘‘

((انی اخشٰی ان یکون بی لمم)).

’’میں ڈرتا ہوں کہ مجھے جنون نہ ہو‘‘۔

ان سب نے کہا:

((ما کان اللّٰہ لیبلیك بالشیطان و فیك من خصال الخیر ما فیك)).

’’تجھ میں جو جو نیک خصلتیں ہیں ان کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ شیطان کے ابتلاء میں تجھے نہ پھنسائے گا‘‘۔

---

❶ ذریع، بوزن، امیر، بمعنی جماعت۔

((فما الذی رأیت؟))

''آخر تو نے کیا دیکھا؟''

فرمایا:

((انی کلما ذنوب من صنم تمثّل لی رجلٌ ابیض طویلٌ یصبح بی وراء ك یا محمّد ﷺ لا تمسه)).

''ان بتوں میں سے جس بات کے پاس جاتا ایک سفید رنگ بلند و بالا آدمی دکھائی دیتا جو للکارتا اے محمد (ﷺ) پیچھے ہٹ جا اسے نہ چھو''۔

اُمّ ایمن کہتی ہیں اس واقعہ کے بعد قریش کے کسی میلے میں آنحضرت نے شرکت نہ کی حتیٰ کہ نبوت سے فائز ہوئے۔

''تبع'' شاہِ یمن کی مدینہ آمد:

اُبی بن کعب کہتے ہیں' تبع (بادشاہ یمن) جب مدینے میں آیا اور ایک نالی کے کنارے فروکش ہوا تو علمائے یہود کو بلا کے کہا: اس شہر کو ویران کیا چاہتا ہوں' تاکہ یہودیوں کا مذہب یہاں استقامت نہ پا سکے' عربوں کا مذہب مرجع قرار پائے۔

سامول یہودی نے کہ سب سے بڑا عالم تھا اس کا جواب دیا:۔

کتب سابقہ میں آپ ﷺ کا ذکر مبارک اور یہود کی زبانی اس کا تذکرہ:

اے بادشاہ! یہ وہ شہر ہے کہ اولادِ اسماعیل (علیہ السلام) کے ایک پیغمبر کا یہ مقام ہجرت ہوگا۔ اس کی ولادت گاہ مکہ' نام احمد' اور یہ (شہر مدینہ) اس کا دار الہجرت ہوگا۔ اسی جگہ جہاں تو اس وقت کھڑا ہے' بہتیرے مقتول و مجروح ہوں گے اس کے اصحاب بھی اور اس کے دُشمن بھی۔

تبّع نے پوچھا: تمہارے گمان کے مطابق وہ تو پیغمبر ہوگا۔ پھر اُن دنوں اس سے لڑے گا کون؟

سامول نے کہا: اُسی کی قوم اس پر چڑھائی کرے گی اور یہی آپس میں لڑیں گے۔

تبع نے کہا: اس کی قبر کہاں ہوگی؟

سامول نے کہا: اسی شہر میں۔

تبّع نے دریافت کیا: جب اُس کے ساتھ لڑیں گے تو شکست کس کو ہوگی؟

سامول نے کہا: کبھی اُسے اور کبھی اُنہیں۔ جس جگہ اس وقت تو ہے یہیں اُس کو ہزیمت ہوگی اور یہاں اُس کے اتنے اصحاب کام آئیں گے کہ جتنے کسی دوسری جگہ قتل نہ ہوئے ہوں گے۔ مگر انجام کار اسی کو فتح ہوگی۔ وہی غالب آئے گا اور ایسا غالب آئے گا کہ اس امر (نبوت) میں کوئی اس کا منازع (یعنی طرف مقابل) نہ رہ جائے گا۔

تبّع نے پوچھا: اس کا حلیہ کیا ہوگا؟

سامول نے کہا: وہ نہ پست قامت ہوگا' نہ دراز قد۔ دونوں آنکھوں میں سرخی ہوگی' اونٹ پر سوار ہوا کرے گا۔ شملہ ❶ پہنے گا۔ گردن پر تلوار رہے گی' جو اس کے مقابل آئے گا' خواہ بھائی ہو' یا بھتیجا یا چچا' کسی کی پرواہ نہ کرے گا۔ تا آنکہ غالب آئے۔

تبع نے کہا: اس شہر پر قبضہ کرنے کی کوئی سبیل نہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ میرے ہاتھ پر ویران ہو نا چار تبع یمن چلا گیا۔

عبدالحمید بن جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ زبیر بن باطا جو یہودیوں میں سب سے بڑا عالم تھا۔ کہتا تھا کہ میں نے ایک کتاب پائی ہے جس کا ختم میرا باپ مجھے سنایا کرتا تھا۔ اس کتاب میں احمد کا تذکرہ ہے کہ وہ ایک پیغمبر ہوں گے۔ اور سر زمین قرظ ❷ میں ظہور فرمائیں گے۔ ان کا حلیہ ایسا اور ایسا ہوگا۔ اپنے باپ کے مرنے پر زبیر نے لوگوں سے اس کا تذکرہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ کچھ ہی دن گزرے تھے کہ اُس نے سنا رسول اللہ ﷺ نے مکے میں ظہور فرمایا ہے وہ کتاب لی' اور وہ تشریح مٹادی۔ رسول اللہ ﷺ کی شان جو اس کتاب میں مذکور تھی چھپا ڈالی اور کہہ دیا اس میں نہیں ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے سے قبل ہی قریظ ونضیر وخیبر وفدک کے یہودیوں کے ہاں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صفات وشمائل اور حلیہ موجود تھا۔ یہ بھی جانتے تھے کہ آپ کا دار الہجرت مدینہ ہوگا۔ آنحضرت صلواۃ اللہ علیہ جب پیدا ہوئے تو علمائے یہود نے کہا کہ آج شب کو احمد (ﷺ) پیدا ہو گئے۔ یہ ستارہ نکل آیا جب آپ نبی ہوئے تو انہیں لوگوں نے کہا: احمد ﷺ نبی ہو گئے۔ وہی ستارہ طلوع ہو گیا جو کسی نبی کی نبوت کے وقت طلوع ہوا کرتا ہے۔ وہ لوگ اس کو پہچانتے تھے۔ آپ کا ذکر پڑھا کرتے تھے۔ اور آپ کی صفت بیان کیا کرتے تھے۔ مگر حسد وسرکشی کی وجہ سے انکار کر بیٹھے۔

نحلہ بن ابی نملہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ یہود بنی قریظہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر اپنی کتابوں میں پڑھا کرتے تھے اور اپنے بچوں کو آپ کی صفت اور نام اور ہمارے پاس ہجرت کر کے آنے کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ ظاہر ہو گئے تو ان لوگوں نے حسد کیا اور بغاوت کی اور کہا کہ یہ وہ نہیں ہیں۔

ابوسفیان مولائے ابن ابی احمد سے مروی ہے کہ ثعلبہ بن سعید واسید بن سُعیہ واسد بن عبید کا (جو ان لوگوں کے چچا کے بیٹے تھے) اسلام محض ابوعمیرہ بن الہیبان کی حدیث کی وجہ سے ہوا۔

ابن الہیبان یہودی جو یہود شام میں سے تھا۔ اسلام سے چند سال پہلے آیا۔

لوگوں نے کہا کہ ہم نے کسی شخص کو جو پانچ وقت کی نماز نہ پڑھتا ہو (یعنی مسلمان نہ ہو) اس سے بہتر نہیں دیکھا۔ اور جب ہم سے بارش روک لی جاتی تھی تو ہم اس کے محتاج ہوتے تھے۔ اس سے کہتے کہ اے ابن الہیبان نکلو اور ہمارے لئے بارش کی

---

❶ شِمْلَه: بالکسر' ہَیْاۃ اشتمال' کپڑے کو اس طرح پہننا کہ تمام بدن چھپا رہے۔ عمامہ کا شَمَلَه عربی زبان کا لفظ ہے۔

❷ قرظ: بزرگ درخت سَلَم یا درخت سنط کا پھل یہ دونوں قسم کے درخت صحرائے عرب میں مشہور تھے۔ اہل عرب ان کے پتے اور پھل کی بڑی قدر کرتے تھے اور اسی کا نام قرظ تھا۔ قرظ کو نچوڑ کر ایک دوا بناتے تھے جسے آقاقیا کہتے تھے۔ ملک میں اس کی تجارت بھی تھی۔ سعد القرظ رسول اللہ ﷺ کا اصل نام فقط ''سعد'' تھا۔ اسی کی تجارت کے باعث ''سعد القرظ'' مشہور ہوئے۔ خود ملک عرب کو بھی اس زمانے میں اسی وجہ سے ''سرزمین قرظ'' کہتے تھے۔

دُعا کرو۔ وہ کہتا تھا: نہیں! تاوقتیکہ تم لوگ اپنے (نمازِ استسقاء کے لئے) نکلنے سے پہلے صدقہ نہ دو (میں دُعاء نہ کروں گا)۔ ہم کہتے تھے کیا چیز پہلے کریں۔

وہ جواب دیتا کہ ایک صاع کھجور یا دو مد جو ہر شخص کے بدلے صدقہ دو۔

ہم یہی صدقہ کرتے تھے پھر وہ ہمیں وادی کے وسط میں لے جاتا تھا۔ واللہ ہم لوگ (مقامِ دُعاء سے) نہ ہٹتے تھے تا وقتیکہ ابر نہ گزرتا تھا اور ہم پر بارش نہ کر دیتا تھا۔

اس نے بہت مرتبہ ہمارے ساتھ یہی کیا اور ہر مرتبہ ہمیں بارش دی گئی۔ وہ ہمارے درمیان ہی تھا کہ اس کی وفات کا وقت آ گیا۔

اس نے کہا کہ اے گروہ یہود تمہارے خیال میں مجھے کس چیز نے شراب وخمیر (کی روٹی) کے ملک سے تکلیف اور بھوک کے ملک کی طرف نکالا۔

لوگوں نے کہا: اے ابوعمیر! تم ہی زیادہ جانتے ہو۔

اس نے جواب دیا: میں اس زمین پر محض اس لئے آیا کہ ایک نبی کے خروج کا انتظار کروں جن کا زمانہ تم پر آ گیا ہے۔ یہی شہر ان کی ہجرت گاہ ہے اور مجھے اُمید ہے کہ میں ان کو پاؤں گا۔ میں ان کی پیروی کروں گا۔ تم لوگ اگر ان کو سننا تو ہرگز کوئی شخص تم پر ان کے پاس سبقت نہ کرنے پائے کیونکہ وہ خونریزی بھی کریں گے اور بچوں اور عورتوں کو قید بھی کریں گے یہ چیز ہرگز ہرگز تمہیں ان سے روکنے نہ پائے۔

وہ مر گیا۔ جب وہ رات آئی کہ اس کی صبح کو بنی قریظہ پر فتح حاصل ہوئی تو ثعلبہ اور اسید فرزندان سعید و اسید بن عبید نے جو نوجوان تھے ان لوگوں سے کہا کہ اے گروہ یہود واللہ یہ تو وہی شخص ہے جن کا وصف ہم سے ابوعمیر ابن الہیبان نے بیان کیا تھا۔ لہٰذا اللہ سے ڈرو اور ان کی پیروی کرو۔

انہوں نے کہا کہ یہ وہ نہیں ہیں۔

ان جوانوں نے کہا: واللہ بالضرور یہ وہی ہیں۔

یہ لوگ اُتر آئے اور اسلام لائے۔ ان کی قوم نے اسلام لانے سے انکار کیا۔

محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ایک ماہ قبل ہم لوگ صنم بوانہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اونٹوں کی قربانی کی تھی۔ اتفاق سے ایک بت کے پیٹ سے ایک شور کرنے والا شور کر رہا تھا کہ ایک عجیب بات سنو۔ وحی کا چرانا بند ہو گیا اور ہمیں شہاب (انگارے) مارے جاتے ہیں۔ ایک نبی کی وجہ سے جو مکے میں ہوں گے اور ان کا نام احمد ہو گا اور ان کی ہجرت گاہ یثرب ہو گی۔

ہم لوگ رک گئے اور متعجب ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہو گئے۔

النضر بن سفیان الہذلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ اپنے ایک قافلے کے ہمراہ ملک شام روانہ ہوئے۔

جب زرقاء ومعاون کے درمیان پہنچے تو سستانے کے لئے رات کو مقیم ہو گئے۔ اتفاق سے ایک سوار کہہ رہا تھا اے سونے والو! بیدار ہو جاؤ کیونکہ یہ وقت سونے کا نہیں۔ احمد (ﷺ) ظاہر ہو گئے ہیں اور جن پورے طور پر کھدیڑ دیئے گئے ہیں۔

ہم لوگ پریشان ہو گئے۔ حالانکہ ہمارے رفیق بہت تھے جنہوں نے اس کو سنا ہم اپنے اعزہ کے پاس آئے تو انہیں مکے میں اس اختلاف کا ذکر کرتے سنا جو قریش میں ایک نبی کے متعلق تھا۔ جو بنی عبدالمطلب میں سے ظاہر ہوئے تھے۔ اور نام احمد (ﷺ) تھا۔

عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کہتے سنا کہ ہم اولاد اسماعیل (علیہ السلام) کی شاخ بنی عبدالمطلب میں سے ایک نبی کے منتظر ہیں۔ میں خیال نہیں کرتا کہ انہیں پاؤں گا میں ان پر ایمان لاتا ہوں' اور ان کی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں۔ (اے مخاطب!) اگر تمہاری مدت دراز ہو اور تم انہیں دیکھو تو ان سے میرا سلام کہہ دینا اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ ان کی صفت کیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تم پر مخفی نہ رہیں گے۔

میں نے کہا: بیان کرو۔

انہوں نے کہا: وہ ایسے شخص ہوں گے جو نہ بلند قامت ہوں گے' نہ پست قد اور نہ بہت بال والے ہوں گے نہ کم بال والے۔ ان کی آنکھوں سے سرخی کبھی جدا نہ ہو گی۔ دونوں شانوں کے درمیان (پشت پر) مہر نبوت ہو گی۔ نام احمد ہو گا۔

یہ شہر (مکہ) ان کا مقام ولادت و بعثت ہو گا۔ پھر اُس (مکے) سے قوم انہیں نکال دے گی اور جو کچھ تعلیمات الٰہی وہ لائیں گے ناپسند کرے گی۔ یہاں تک کہ وہ یثرب کی طرف ہجرت کریں گے اور ان کے امر کو غلبہ ہو جائے گا۔

بس خبردار رہنا کہ تمہیں ان سے بہکا نہ دیا جائے۔ میں تمام شہروں میں دین ابراہیم کی طلب و تلاش میں گھوما ہوں۔ جس یہودی نصرانی یا مجوسی سے دریافت کرتا تھا وہ کہتے تھے کہ یہ دین تمہارے بعد آئے گا۔ اور آنحضرت ﷺ کی صفات اسی طرح بیان کرتے تھے جس طرح میں نے تم سے بیان کی ہیں اور کہتے تھے کہ ان کے سوا اب کوئی نبی باقی نہیں۔

عامر بن ربیعہ نے کہا: جب میں اسلام لایا تو رسول اللہ ﷺ کو زید بن عمرو کے قول کی خبر دی اور ان کی طرف سے آپ کو سلام کہہ دیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ ان کے لئے دُعائے رحمت کی اور فرمایا کہ میں نے انہیں جنت میں ناز سے ٹہلتے دیکھا ہے۔

عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل نے کہا: میں نے نصرانیت و یہودیت کی خوشبو لی مگر ان دونوں کو ناپسند کیا۔ شام اور اس کے مضافات میں پھرا' یہاں تک کہ صومعہ میں ایک راہب کے پاس گیا' اس سے اپنی قوم سے جدائی و بت پرستی و یہودیت و نصرانیت سے کراہت بیان کی تو اس نے کہا: میں خیال کرتا ہوں کہ تم دین ابراہیم چاہتے ہو۔ اے اہل مکہ کے برادر! تم وہ دین تلاش کرتے ہو جس پر آج عمل نہیں کیا جاتا۔ وہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے جو حنیف (موحد) تھے۔ نہ یہودی تھے نہ نصرانی۔ وہ اسی بیت اللہ کی طرف نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے تھے۔ جو تمہارے شہر (مکہ) میں ہے۔ لہٰذا تم اپنے شہر میں چلے جاؤ۔ کیونکہ تمہاری قوم میں سے تمہارے ہی شہر میں ایک نبی مبعوث ہوں گے جو دین حنیف ابراہیم علیہ السلام

کولائیں گے اور وہ خدا کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ بزرگ ہوں گے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: مکے میں ایک یہودی رہتا تھا جو وہیں تجارت کرتا تھا۔ جب وہ شب ہوئی جس میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو اس نے قریش کی ایک مجلس میں کہا: کیا آج کی شب تم لوگوں میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔

اس نے کہا: میں نے غلطی کی‘ واللہ! جہاں میں ناپسند کرتا تھا (وہیں ولادت ہوئی)۔ اے گروہ قریش دیکھو! جو میں تم سے کہتا ہوں اس کی جانچ کرو۔ آج کی شب کو اس اُمت کے نبی احمد ﷺ جو سب سے آخر میں پیدا ہوئے ہیں اگر میں غلطی کرتا ہوں تو وہ فلسطین میں (پیدا ہوئے) ہیں ان کے دونوں شانوں کے درمیان ایک سیاہ و زرد مسّا ہے جس میں برابر برابر بال ہیں۔

ساری قوم اپنی نشست گاہ سے منتشر ہوگئی اور وہ لوگ اس کی بات سے تعجب کر رہے تھے۔

جب یہ لوگ اپنے اپنے مکان گئے تو انہوں نے اپنے اپنے متعلقین سے ذکر کیا ان میں سے بعض سے کہا گیا کہ آج شب کو عبداللہ بن عبدالمطلب کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اس کا نام انہوں نے محمد ﷺ رکھا ہے۔

اس روز کے بعد یہ سب لوگ ملے اور اس یہودی کے پاس گئے اس سے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ اس نے کہا کہ میرے خبر دینے کے بعد ہوا ہے یا اس سے پہلے۔ لوگوں نے کہا کہ اس سے پہلے اور اس کا نام احمد ہے۔

اس نے کہا: ہمیں اس کے پاس لے چلو۔

یہ لوگ اس کے ہمراہ نکلے‘ یہاں تک کہ بچے کی والدہ کے پاس گئے۔ انہوں نے اس بچے کو ان کے پاس باہر بھیج دیا۔ اس یہودی نے وہ مسّا بچے کی پیٹھ پر دیکھا تو غش آ گیا۔ افاقہ ہوا تو لوگوں نے کہا کہ تیری بربادی ہو تجھے کیا ہوا۔

جواب دیا: بنی اسرائیل سے نبوت چلی‘ اور ان کے ہاتھوں سے کتاب الٰہی نکل گئی۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کو قتل کرے گا اور ان کے احبار پر غالب آ جائے گا۔ عرب نبوت پر فائز ہوئے۔ اے گروہ قریش کیا تم خوش ہوئے۔ خبردار! واللہ وہ تم کو ایسا غلبہ دے گا۔ جس کی خبر مشرق سے مغرب تک جائے گی۔

یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس سے مروی ہے کہ ستارہ گرنے سے عرب میں سب سے پہلے قبیلۂ ثقیف پریشان ہوا۔ وہ لوگ عمرو بن اُمیہ کے پاس آئے کہ تم دیکھتے نہیں کہ کیا بات پیدا ہوئی۔

اس نے کہا کہ ہاں میں دیکھتا ہوں۔ تم لوگ غور کرو۔ اگر یہ راہ بتانے والے ستارے وہی ہیں جن سے راستے کا اندازہ کیا جاتا ہے اور جاڑے گرمی اور بارش کے اوقات معلوم ہوتے ہیں اگر وہی ستارے بکھر گئے ہیں تو دنیا کا فیصلہ ہے اور اس مخلوق کی روانگی ہے جو اس دُنیا میں ہے۔ اور اگر یہ کوئی دوسرے ستارے ہیں تو کوئی اور امر ہے جس کا اس مخلوق کے ساتھ اللہ نے ارادہ کیا ہے۔ اور کوئی نبی عرب میں مبعوث ہوگا۔ اس بات کا چرچا ہوگیا۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ اللہ نے یعقوب کو وحی بھیجی کہ میں تمہاری ذرّیت میں سے بادشاہ اور انبیاء مبعوث

کروں گا۔ یہاں تک کہ میں اس نبی حرم کو مبعوث کروں گا جس کی اُمت ہیکل بیت المقدس تعمیر کرے گی۔ وہ خاتم الانبیاء ہوگا اور اس کا نام احمد (ﷺ) ہوگا۔

شعبی سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دفتر میں ہے کہ تمہاری اولاد میں چند شاخیں اور چند شاخیں ہوں گی (یعنی اولاد اسماعیل واولاد اسحاق) یہاں تک کہ وہ نبی اُمّی آئیں گے' جو خاتم الانبیاء ہوں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو ہاجرہ (والدہ اسماعیل) کو نکالنے کا حکم ہوا' تو انہیں براق پر سوار کیا گیا۔ وہ جس شیریں اور نرم (قابل زراعت) زمین پر گزرتے تھے' تو کہتے تھے کہ اے جبرئیل یہیں اُتار دو۔ جواب ملتا نہیں' یہاں تک کہ مکہ آئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اے ابراہیمؑ اُترو۔ انہوں نے کہا: یہاں نہ دودھ کے جانور نہ زراعت۔ جبرئیل نے کہا: ہاں! یہیں تمہارے بیٹے کی اولاد سے وہ نبی نکلیں گے' جن سے کلمۂ علیا تکمیل کو پہنچے گا۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جب ہاجرہ اپنے فرزند اسماعیل علیہ السلام کو لے کے نکلیں تو وہاں انہیں ایک ملنے والا ملا اور کہا اے ہاجرہ تمہارا بیٹا متعدد قبائل کا باپ ہوگا اور اسی قبیلے سے نبی اُمی پیدا ہوں گے جو ساکن حرم ہوں گے۔

عاصم بن عمرو وغیرہ سے مروی ہے کہ جب ہاجرہ اپنے فرزند اسماعیل علیہ السلام کو لے کے نکلیں تو وہاں انہیں ایک ملنے والا ملا اور کہا: اے ہاجرہ! تمہارا بیٹا متعدد قبائل کا باپ ہوگا اور اسی قبیلے سے نبی امی پیدا ہوں گے جو ساکن حرم ہوں گے۔

عاصم بن عمرو وغیرہ سے مروی ہے کہ جس وقت نبی ﷺ بنی قریظہ کے قلعہ میں اُترے تو کعب بن اسد نے بنی قریظہ سے کہا: اے گروہ یہود! اس شخص کی پیروی کرو' کیونکہ واللہ وہ نبی ہیں۔ تمہیں بھی خوب واضح ہو گیا ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں یہ وہی ہیں جن کو تم اپنی کتاب میں (لکھا ہوا) پاتے ہو۔ یہ وہی ہیں جن کے متعلق عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے۔ تم لوگ خوب ان کی صفت پہچانتے ہو۔

ان لوگوں نے جواب دیا: بیشک یہ وہی ہیں۔ مگر ہم لوگ توریت کے حکم سے جُدا نہ ہوں گے (توریت کو ترک کر کے قرآن پر عمل نہیں کریں گے)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ مدرسہ توریت میں آئے اور فرمایا تم میں جو سب سے بڑا ہو اسے میرے پاس بھیجو۔

انہوں نے کہا وہ عبداللہ بن صوریا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے تنہائی میں ملے۔ ان سے آپ نے اس کے دین کی اور اس انعام کی جو اللہ نے ان لوگوں پر کیا تھا اور اس من وسلویٰ کی جو انہیں عطاء کیا تھا۔ اور اس ابر کی جس کے ذریعے سے ان پر سایہ ڈالا تھا قسم دی کہ کیا تو جانتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

اس نے کہا کہ بارالٰہا! ہاں جو میں جانتا ہوں اسے ساری قوم جانتی ہے۔ بیشک آپ کی حالت وصفت توریت میں واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ ان لوگوں نے آپ سے حسد کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا خود تمہیں کون سا امر مانع ہے۔

عرض کی: میں اپنی قوم کی مخالفت پسند نہیں کرتا۔ عنقریب یہ لوگ آپ کی پیروی کریں گے اور اسلام لائیں گے، تو میں بھی اسلام لاؤں گا۔

محمد بن عمارہ بن عزؓ یہ وغیرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد نجران آیا ان میں ابوالحارث بن علقمہ بن ربیعہ بھی تھا جو ان لوگوں کے دین کا عالم بھی تھا' اور رئیس بھی تھا۔ وہ ان کا اسقف (پادری) اور امام اور توریت کا معلّم بھی تھا۔ ان لوگوں میں اس کی قدر بھی تھی اس کے خچر نے ٹھوکر کھا کے اسے گرا دیا۔ بھائی نے کہا کہ دور ماندہ ہلاک ہو گیا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کرتا ہے۔

ابوالحارث نے کہا تم خود ہلاک و برباد ہوئے۔ کیا تم اس شخص کو برا کہتے ہو جو مرسلین میں سے ہے۔ بیشک یہ وہی ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے اور بے شک توریت میں انہیں کا تذکرہ ہے۔ انہوں نے کہا: پھر تجھے ان کا دین قبول کرنے سے کون سا امر مانع ہے۔

اس نے کہا: اس قوم نے ہمیں شریف بنایا ہے' ہمارا اکرام کیا' ہمیں مال دیا' ان لوگوں کو آپ کی مخالفت کے سوا اور کوئی بات منظور نہیں۔

بھائی نے قسم کھائی کہ وہ اس کی وجہ سے کسی طرف مائل نہ ہوں گے تاوقتیکہ مدینہ آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائیں۔ اس نے کہا: اے برادر! جانے دو کیونکہ میں تو محض مزاح کر رہا تھا۔ جواب دیا: اگرچہ مزاح ہو۔ وہ اپنی سواری مارنے لگے اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

الیك یذوی قلقا و ضنینها معترضا فی بطنها جنینها

مخالفا دین النصاری دینها

ابوالحارث کے بھائی آئے اور اسلام لائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریش نے النضر بن الحارث بن علقمہ اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو یہود یثرب کے پاس بھیجا اور ان لوگوں سے کہا کہ تم ان سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دریافت کرو۔

یہ لوگ مدینہ آئے اور کہا ہم لوگ تمہارے پاس ایک ایسے امر کے لئے آئے ہیں جو ہم میں پیدا ہو گیا ہے ہمارا ایک یتیم حقیر لڑکا بہت بڑی بات کہتا ہے۔ وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ رحمٰن کا سوال ہے ہم سوائے رحمٰن یمامہ کے اور کسی کو رحمان نہیں پہچانتے۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم سے اس کی صفت بیان کرو۔

صفت بیان کی تو پوچھا: تم میں سے کس نے اس کی پیروی کی۔

انہوں نے کہا کہ ہمارے ادنیٰ ترین لوگوں نے۔ ان میں سے ایک عالم ہنسا اور کہا: یہی وہ نبی ہیں جن کی نعت وصفت ہم (اپنی کتاب میں) پاتے ہیں اور ان کی قوم کو ان کا سخت دشمن پاتے ہیں۔

حرام بن عثمان الانصاری سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ اپنی قوم کے چالیس آدمیوں کے ہمراہ ملک شام سے تجارت کے لئے آئے۔ انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی آنے والا ان کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابوامامہ ایک نبی مکے میں ظاہر ہوں گے۔ تم ان کی پیروی کرنا۔ اس کی یہ علامت ہے کہ تم لوگ ایک منزل میں اُترو گے' تمہارے ساتھیوں پر ایک مصیبت آئے گی' تم بچ جاؤ گے اور فلاں شخص کی آنکھ میں طاعون ہو جائے گا۔

لوگ ایک منزل میں اُترے اور رات کے وقت ان سب کو طاعون نے آ دبایا۔ سوائے ابوامامہ کے اور ان کے ایک ساتھی کے جس کی آنکھ میں طاعون ہوا سب پر مصیبت آ گئی۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ خالد بن سعید نے کہا: میں نے نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے خواب میں ایک تاریکی دیکھی جس نے مکے کو چھپا لیا۔ یہاں تک کہ میں نہ پہاڑ کو دیکھتا تھا نہ زمین کو۔ پھر میں نے ایک نور دیکھا جو زمزم سے نکلا مثل چراغ کی روشنی کے۔ وہ جب بلند ہوتا بڑا ہو جاتا' اور پھیل جاتا' وہ بلند ہوا اور سب سے پہلے میرے لئے بیت اللہ روشن ہو گیا۔ روشنی بڑی ہو گئی' کوئی پہاڑ اور زمین ایسی باقی نہ رہی جس کو میں نہ دیکھتا۔ وہ بلند ہو کر پھیل گیا۔ پھر وہ اُترا یہاں تک کہ میرے لئے یثرب کے کھجور کے باغ جن میں گدرائی کھجوریں تھیں روشن ہو گئے۔ میں نے اسی روشنی میں کسی کہنے والے کو سنا کہ وہ کہتا ہے: سبحانہ' سبحانہ' ابن ماردا ذرح اور الاکمہ کے درمیان ہضبۃ الحصیٰ میں ہلاک ہو گیا۔ یہ اُمت سعادت مند ہوئی۔ امیین کا نبی آ گیا۔ مکتوب الٰہی اپنی مدت کو پہنچ گیا۔ اس بستی (مکے) نے جھٹلایا اس پر دو مرتبہ عذاب ہوگا۔ تیسری بار وہ توبہ کرے گی۔ تین میں دو مشرق میں باقی رہیں اور ایک مغرب میں۔

خالد بن سعید نے یہ خواب اپنے بھائی عمرو بن سعید سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے عجب واقعہ دیکھا۔ میرا گمان ہے کہ یہ امر عبدالمطلب کے خاندان میں ہوگا۔ کیونکہ تم نے نور کو زمزم سے نکلتے دیکھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ نے بعض انبیائے بنی اسرائیل کو وحی بھیجی کہ تم پر میرا بہت سخت غضب ہے اس لئے کہ تم نے میرا حکم ضائع کر دیا۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ تمہارے پاس روح القدس نہیں آئیں گے۔ تاوقتیکہ میں ملک عرب سے اس نبی اُمی کو مبعوث نہ کر دوں جس کے پاس روح القدس آئیں گے۔

ابوحازم سے مروی ہے کہ ایک کاہن مکے میں ایسے وقت آیا کہ رسول اللہ ﷺ پانچ برس کے تھے اور آپ ﷺ کی دایہ آپ کو عبدالمطلب کے پاس لائی تھیں اور وہ ہر سال آپ کو ان کے پاس لایا کرتی تھیں۔ اس کاہن نے جو آپ کو عبدالمطلب کے ساتھ دیکھا تو کہا: اے گروہ قریش! اس بچے کو قتل کر دو۔ کیونکہ یہ تم کو قتل کر دے گا اور تمہیں جدا کر دے گا۔

عبدالمطلب آپ کو لے کے بھاگے اور قریش کو جیسا کہ کاہن نے ڈرایا تھا' وہ لوگ آپ کے حال سے برابر ڈرتے رہے۔

علی بن حسین سے مروی ہے کہ بنی النجار میں ایک عورت تھی جس کا نام فاطمہ بنت النعمان تھا ایک جن اس کے تابع تھا۔ وہ اس کے پاس آیا کرتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو وہ اس کے پاس آیا اور دیوار پر اُتر گیا۔ فاطمہ نے کہا: تجھے کیا ہوا کہ جس طرح آیا کرتا تھا نہیں آتا۔ اس نے کہا کہ وہ نبی آ گئے ہیں جو شراب و زنا کو حرام بتاتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے' تو جن کھدیڑ دیئے گئے۔ اور انہیں ستارے مارے گئے۔ حالانکہ آپ کی بعثت کے قبل وہ لوگ (آسمان کی خبریں) سنا کرتے تھے (آسمان پر) جنوں کے ہر قبیلہ کا ایک ٹھکانا تھا۔ جہاں بیٹھ کے وہ لوگ خبریں سنا کرتے تھے اور اس واقعہ سے سب سے پہلے جو لوگ خوفزدہ ہوئے وہ اہل طائف تھے' جن کے پاس اونٹ یا بکری تھی۔ وہ روزانہ اپنے معبودوں کے لئے ذبح کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ان کا مال ختم کر کے قریب پہنچ گیا۔ پھر وہ باز آ گئے۔

ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ آسمان کے راہ بتانے والے ستارے اس طرح ہیں کہ گویا ان میں سے کچھ نہیں گیا۔ ابلیس نے کہا کہ زمین پر کوئی نئی بات ہوئی ہے۔ تم لوگ میرے پاس ہر زمین کی مٹی لاؤ۔ مٹی اس کے پاس لائی جاتی تھی اور وہ اسے سونگھ کر ڈال دیتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے پاس تہامہ کی مٹی لائی گئی۔ اسے اس نے سونگھا اور کہا وہ نئی بات یہیں ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ (بعثت سے پہلے) وحی سنی جاتی تھی' بنی اسد کی ایک عورت کے کوئی جن تابع تھا۔ ایک روز وہ اس کے پاس آیا اور چلانے لگا کہ وہ امر آ گیا جس کی طاقت نہیں۔ احمد (ﷺ) نے زنا حرام کر دیا۔ پھر جب اللہ اسلام کو لے آیا تو (جنوں کو وحی) سننے سے روک دیا۔

سعید بن عمرو الہذلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ اپنے بت سواع کے پاس حاضر ہوا۔ ہم لوگ اس کے پاس قربانیاں لے گئے تھے۔ میں سب سے پہلا شخص تھا جس نے اس پر ایک فربہ گائے چڑھائی۔ اسے اس بت پر ذبح کیا۔ پھر ہم نے اس کے پیٹ سے یہ آواز سنی کہ تعجب' تعجب' بالکل تعجب۔ متفرق قسم کے لوگوں میں ایسے نبی کے ظہور کا وقت ہے جو زنا کو حرام بتائیں گے' بتوں کے لئے ذبح کرنے کو حرام کہیں گے۔ آسمانوں پر پہرہ کر دے گا۔ اور ہم (جنوں) کو شہاب (ٹوٹنے والے ستارے) مارے گئے۔

(یہ آواز سن کر) ہم لوگ منتشر ہو گئے۔ مکے آئے اور دریافت کیا' مگر ہمیں کوئی ایسا شخص نہ ملا جو محمد (ﷺ) کے خروج کی خبر دیتا۔ یہاں تک کہ ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملے۔ ہم نے ان سے کہا: اے ابوبکرؓ! کیا کوئی ایسے شخص مکے میں ظاہر ہوئے ہیں جو اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ان کا نام احمد (ﷺ) ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں کیا بات ہے؟ میں نے انہیں یہ واقعہ (بت کے پیٹ کی آواز کا) بتایا۔ انہوں نے کہا: ہاں! یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ انہوں نے ہمیں اسلام کی دعوت دی۔ ہم نے کہا: تاوقتیکہ ہم یہ نہ دیکھ لیں کہ قوم کیا کرتی ہے (ہم اسلام نہیں لائیں گے)۔ کاش! ہم لوگ اسی روز اسلام لے آتے پھر اس کے بعد ہم لوگ اسلام لائے۔

عبداللہ سعدہ الہذلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ اپنے بت سواع کے پاس تھے۔ میں اپنی دو سو بھیڑوں کا ایک گلہ جن کو خارش کی شکایت تھی' اس (بت) کے پاس لے گیا تھا۔ میں انہیں اس کے قریب کر کے برکت کا طالب ہوا۔ پھر میں نے بت کے شکم سے ایک منادی کی آواز سنی جو یہ ندا دیتا ہے کہ جنوں کا مکر گیا۔ ہمیں ایک نبی کی وجہ سے جن کا نام احمد (ﷺ) ہے'

شہاب مارے گئے۔

میں نے کہا کہ مجھے واللہ عبرت دلائی گئی ہے۔

میں اپنی بکریاں واپس لے کے اپنے متعلقین کے پاس چلا گیا۔ پھر ایک شخص سے ملا جس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی خبر دی۔

محمد بن عمر الشامی نے اپنے مشائخ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ابو طالب کی پرورش میں تھے اور ابو طالب زیادہ مال دار نہ تھے۔ ان کا اونٹوں کا ایک گلہ تھا ان کے پاس اس کا دودھ لایا جاتا تھا۔ جب ابو طالب کے اہل وعیال سب مل کر یا تنہا کھاتے تو شکم سیر نہ ہوتے تھے۔ اور جب ان کے ساتھ نبی ﷺ بھی نوش فرماتے تھے تو سب شکم سیر ہو جاتے تھے۔ ابو طالب جب ان لوگوں کو کھانا کھلانا چاہتے تو کہتے کہ میرے بیٹے کے آنے تک ٹھہر جاؤ۔ آپ ﷺ آتے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔ تو ان سب کے کھانے سے بچ جاتا تھا۔ ہوتا یہ تھا کہ سب سے پہلے آپ ﷺ نوش فرماتے پھر انہیں دیتے تو وہ سب پیتے تھے۔ اور وہ سب سیر ہو جاتے تھے۔ ابو طالب کہتے تھے کہ بیشک آپ مبارک ہیں اور بچے صبح کو پراگندہ بال اور آنکھوں میں چیپڑ بھرے ہوئے اُٹھتے تھے۔ نبی ﷺ تیل اور سرمہ لگائے اُٹھتے تھے۔

اُمّ ایمن نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو بچپن اور بڑے پن میں کبھی بھوک پیاس کی شکایت کرتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ صبح کو جاتے تھے اور زمزم نوش فرماتے تھے۔ پھر ناشتہ پیش کیا جاتا تھا تو فرماتے تھے کہ میں اسے نہیں چاہتا میں شکم سیر ہوں۔

نبوت محمدی ﷺ

رسول اللہ ﷺ سے قبل نام ''محمد'':

سعید بن المسیّب سے مروی ہے کہ عرب کاہنوں اور اہل کتاب سے سنا کرتے تھے کہ ایک نبی مبعوث ہوگا۔ جس کا نام محمد (ﷺ) ہوگا۔ جس عرب کو یہ معلوم ہوا۔ اس نے نبوت کی طمع میں اپنے لڑکے کا نام محمد (ﷺ) رکھا۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ بنی سُلیم میں بنی ذکوان کے محمد بن خزاعی بن خزابہ کا نام (محمد) نبوت کی طمع میں رکھا گیا۔ وہ یمن میں ابرہہ کے پاس چلا گیا اور مرنے تک اس کے ساتھ اُس کے دین پر رہا۔ جب وہ صاحب وجاہت ہوگیا' تو اس کے بھائی قیس بن خزاعی نے حسب ذیل شعر کہا ؎

فذلکم ذوالتاج منا محمد و رایته فی حرمته الموتِ تخفق

''ہمارا صاحب تاج محمد یہ ہے جس کا جھنڈا ہجوم موت میں لہراتا ہے''۔

قتادہ بن السکن العرفی سے مروی ہے کہ بنی تمیم بن محمد سفیان بن مجاشع اُسقف (یعنی پوپ یا بہت بڑا پادری) تھا۔ اس کے باپ سے کہا گیا کہ عرب کے لئے ایک نبی ہوگا۔ جس کا نام محمد ہوگا۔ تو اس نے اس کا نام محمد رکھا اور بنی سُواءہ میں محمد الجشمی کا اور محمد الاسیدی کا اور محمد الفقیمی کا نام (محمد) بھی طمع نبوت میں لوگوں نے رکھا۔

نزول وحی کے بعد چند اہم واقعات ومعجزات:

ابوزید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجون میں تھے اور آپ رنجیدہ وغمگین تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! مجھے آج کوئی ایسی نشانی دکھا دے جس کے بعد میں اپنی قوم کے تکذیب کرنے والوں کی پرواہ نہ کروں۔

یکایک مدینے کے پہاڑی راستے کی طرف کچھ نظر آیا۔ آپ نے اُسے پکارا' وہ زمین کو چاک کرتا ہوا آیا' یہاں تک کہ آپ کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے اُسے واپسی کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب مجھے اپنی قوم کے تکذیب کرنے والوں کی پرواہ نہیں۔

عطاء سے مروی ہے مجھے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ مسافر تھے۔ آپ استنجا یا قضائے حاجت کے ارادے سے تشریف لے گئے۔ مگر کوئی ایسی چیز نہ ملی جس سے آپ لوگوں سے آڑ کریں۔ دو درختوں کو دیکھا جو دور دور تھے۔ آپ نے ابن مسعود سے فرمایا

جاؤ۔ اوران دونوں کے بیچ میں کھڑے ہو کے کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تم دونوں اکٹھا ہو جاؤ تا کہ میں تمہاری آڑ میں قضائے حاجت کرلوں۔

ابن مسعود گئے اوران دونوں سے کہا تو ایک ان میں دوسرے کے پاس آ گیا اور آپ نے ان کی آڑ میں قضائے حاجت کر لی۔

یعلی بن مرہ سے مروی ہے کہ میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ہمراہ تھا لوگ ایک منزل میں اُترے آپ نے مجھ سے فرمایا کہ ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اوران سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں اکٹھا ہو جانے کا حکم دیتے ہیں۔ ان دونوں کے پاس گیا اوران سے یہی کہا۔ ایک نے دوسرے کی طرف جنبش کی اور دونوں جمع ہو گئے۔ نبی ﷺ روانہ ہوئے۔ آپ آڑ میں ہو گئے اور قضائے حاجت کی۔ اس کے بعد ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے ٹھکانے کی طرف جنبش کی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں مگر آپ کا کسی قسم کا فضلہ نظر نہیں آتا۔

فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ انبیاء کے بدن سے جو خارج ہوتا ہے زمین اسے نگل لیتی ہے اس لئے اُس میں سے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

نورِ اعظم کی زیارت:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک روز جس وقت میں بیٹھا ہوا تھا جبرئیل آئے' انہوں نے میری پیٹھ پر ہاتھ مارا تو میں اُٹھ کر ایک درخت کے پاس گیا جس میں پرندے کے آشیانے کی طرح دو چیزیں تھیں۔ ایک میں وہ بیٹھ گئے اور دوسری میں میں بیٹھ گیا۔ وہ اونچی ہوئی' اتنا بلند ہو گئی کہ مشرق و مغرب کو روک لیا۔ اگر میں آسمان کو چھونا چاہتا تو ضرور چھو لیتا۔ میں اپنی نگاہ پھیر رہا تھا اور جبرئیل کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ ایسے معلوم ہوتے تھے گویا ایک فرش ہے جو ملا ہوا ہے۔ میں نے اللہ کے متعلق ان کی فضیلت علمی کو پہچانا۔ انہوں نے میرے لئے آسمان کا دروازہ کھولا۔ میں نے اس نورِ اعظم کو دیکھا اس طرف پردہ پڑا تھا۔ اور جھالر موتی اور یاقوت کی تھی۔ پھر اللہ نے مجھے جو وحی کرنا چاہی کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے یہاں پہرہ دیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ واللّٰه يعصمك من الناس ﴾

''لوگوں سے اللہ آپ کی حفاظت کرے گا''۔

آپ نے خیمے سے اپنے سر باہر نکالا' اور فرمایا: اے لوگو! واپس جاؤ۔ کیونکہ لوگوں سے اللہ نے میری حفاظت کی ہے۔

عطاء سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہم گروہ انبیاء ہیں' ہماری آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دِل نہیں سوتے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دِل نہیں سوتا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس برآمد ہوئے اور فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ

جبرئیل علیہ السلام میرے سرہانے اور میکائیل میرے پائنتی ہیں۔ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہتا ہے: آنحضرت ﷺ کی کوئی مثال پیش کرو۔انہوں نے (آنحضرت ﷺ سے) کہا کہ سنیے۔(آپ ﷺ کے کان سنتے رہیں) اور سمجھئے (آپ ﷺ کا قلب سمجھتا رہے) آپ کی اور آپ کی اُمت کی مثال اس بادشاہ کی ہے جس نے ایک مکان بنایا اس میں ایک کوٹھری بنائی اور دسترخوان بچھایا۔پھر ایک قاصد کو بھیجا کہ وہ لوگوں کو کھانے کی دعوت دے۔بعض نے قاصد کی دعوت قبول کر لی اور بعض نے اسے چھوڑ دیا۔

بادشاہ تو اللہ ہے اور مکان اسلام ہے اور کوٹھری جنت ہے۔اور اے محمد (ﷺ) آپ قاصد ہیں۔اے محمد (ﷺ)! جس نے آپ کی دعوت قبول کر لی وہ اسلام میں داخل ہو گیا اور جو اسلام میں داخل ہو گیا وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جو جنت میں داخل ہو گیا وہ وہ نعمتیں کھائے گا جو اس میں ہیں۔

تاجدارِ نبوت کو زہر دینے کی یہودی کوشش:

ابوسلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صدقہ نہیں کھاتے تھے اور ہدیہ نوش فرماتے تھے۔ایک یہودیہ نے آپ ﷺ کو ایک بھونی ہوئی بکری بھیجی۔رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے اس میں سے نوش فرمایا۔اس بکری نے کہا: میں زہر آلودہ ہوں۔آپ ﷺ نے اصحاب سے فرمایا کہ ہاتھ اُٹھا لو۔اس نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ زہر آلود ہے۔سب نے ہاتھ اُٹھا لیا۔مگر بشیر بن البراء شہید ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس یہودیہ کو بلایا اور فرمایا کہ تجھے اس حرکت پر کس نے آمادہ کیا؟

اس نے جواب دیا: مجھے معلوم تھا کہ اگر آپ نبی ہوں گے تو آپ کو نقصان نہ کرے گا۔اور اگر آپ بادشاہ ہوں گے تو میں لوگوں کو آپ سے فرصت دلا دوں گی۔کہ آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کر دی گئی۔

یہ واقعہ غزوۂ خیبر کا ہے جہاں زینب بنت الحارث یہودیہ نے آپ کو زہر آلود بھنا ہوا گوشت ہدیۃً بھیجا اور آپ کو بطور اعجاز اس کا زہر آلود ہونا معلوم ہو گیا۔مگر اس سے حضرت بشیر شہید ہو گئے اس لئے قصاصاً اس یہودیہ کی بھی گردن ماردی گئی۔اگر وہ اپنے مزعومہ امتحان نبوت میں آپ کی کامیابی کے بعد بھی ایمان لے آتی تو اس سزا سے بچ جاتی۔نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مسلم کے گھر کا پکا ہوا کھانا بالکل حلال ہے۔ورنہ آنحضرت ﷺ اس یہودیہ کے گھر کا پکا ہوا گوشت ہرگز نوش نہ فرماتے۔قرآن مجید میں بھی ہے:

﴿ فطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم ﴾

معجزات رسول ﷺ

پانی سے دودھ بن جانا:

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دوشخصوں کوکسی کام سے بھیجا۔ ان دونوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کو ہم توشہ بنائیں۔ فرمایا: مجھے ایک مشک لا دو۔ وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس مشک لائے تو آپ نے ہمیں اس کے بھرنے کا حکم دیا۔ ہم نے اسے پانی سے بھر دیا۔ آپ ﷺ نے اس میں ڈاٹ لگا دی اور فرمایا تم دونوں جاؤ یہاں تک کہ فلاں فلاں مقام تک پہنچو۔ اللہ تم دونوں کو رزق دے گا۔

وہ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس مقام پر آئے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا۔ ان کی مشک کھل گئی' بکری کا دودھ اور مکھن نکل آیا' دونوں نے کھایا اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی صداقت پر بھیڑیئے کی گواہی:

ابوسعید الحضرمی سے مروی ہے کہ قبیلۂ اسلم کا ایک شخص اپنی بکریوں کے ساتھ تھا جن کو وہ ذوالحلیفہ کے میدان میں چرا رہا تھا۔ اس پر ایک بھیڑیا ٹوٹ پڑا اور ایک بکری چھین لی۔ وہ شخص چلایا اور پتھر مار کے اپنی بکری چھڑا لی۔

بھیڑیا سامنے آیا اور دم کو رانوں کے نیچے دبا کر سرین کے بل اس شخص کے روبرو بیٹھ گیا۔ اور کہا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کہ مجھ سے وہ بکری چھینتے ہو جو خدا نے مجھے بطور رزق دی ہے۔

اس شخص نے کہا بخدا میں نے کبھی ایسی بات نہیں سنی۔ بھیڑیے نے کہا تم کس بات سے تعجب کرتے ہو۔ اس نے کہا: میں بھیڑیے کو اپنے ساتھ باتیں کرنے سے تعجب کرتا ہوں۔

بھیڑیے نے کہا: تم نے اس سے زیادہ عجیب بات کو چھوڑ دیا ہے۔ دیکھو! وہ رسول اللہ ﷺ ہیں جو دو پتھریلی زمینوں کے درمیان کھجوروں کے باغ میں لوگوں سے گزری ہوئی باتیں بیان کرتے ہیں اور جو آنے والی باتیں ہیں وہ بھی ان سے بیان کرتے ہیں اور تم یہاں اپنی بکری کے پیچھے پڑے ہوئے ہو۔

جب اس شخص نے بھیڑیے کا کلام سنا تو اپنی بکریوں کو جمع کیا اور انصار کے گاؤں قباء میں لایا۔ رسول اللہ ﷺ کو دریافت کیا تو ابوایوب رضی اللہ عنہ کے مکان میں پایا۔ اس نے بھیڑیے کا واقعہ سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچ کہا۔ عشاء کے وقت آنا اور جب دیکھنا کہ لوگ جمع ہو گئے تو انہیں اس واقعے کی خبر دینا۔

اس نے یہی کیا۔ جب نماز پڑھ لی اور لوگ جمع ہوئے تو اس اسلمی نے انہیں بھیڑیے کے واقعے کی خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: سچ کہا' سچ کہا' سچ کہا۔ ایسے عجائب قیامت سے پہلے ہوں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ قریب ہے' قریب ہے کہ تم میں سے ایک شخص شام یا صبح کو اپنے متعلقین سے غائب ہوگا۔ پھر اس کا کوڑا یا اس کی چھڑی یا اس کا جوتا اسے واقعہ کی خبر دے گا۔ جو اس کے متعلقین نے اس کے بعد کیا ہوگا۔

عثمان بن مظعون کے قبول اسلام کا واقعہ:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مکے میں رسول اللہ ﷺ جس وقت اپنے مکان کے آگے میدان میں بیٹھے ہوئے تھے تو عثمان بن مظعون آپ ﷺ کے پاس سے گزرے وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کترائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بیٹھتے نہیں۔ عرض کی: ہاں (بیٹھتا ہوں)۔ رسول اللہ ﷺ ان کے روبرو بیٹھے پھر جس وقت وہ آپ سے باتیں کر رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے نظر اُٹھائی۔ اور تھوڑی دیر تک آسمان کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر اپنی طرف نظر ڈالنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اُسے زمین پر داہنی جانب ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ہم نشین عثمان رضی اللہ عنہ سے سرک کر اسی مقام پر بیٹھ گئے۔ جہاں نظر ڈالی تھی۔ اپنے سر کو اس طرح حرکت دینے لگے گویا آپ وہ بات سمجھنا چاہتے ہیں جو آپ سے کہی جا رہی ہے۔ ابن مظعون بھی دیکھ رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی ضرورت پوری کر لی اور وہ بات سمجھ لی جو آپ سے کہی جا رہی تھی تو نظر آسمان کی طرف اُٹھائی جیسا کہ پہلی بار کیا تھا۔ آپ کی نظر اس کے پیچھے تھی یہاں تک کہ وہ آسمان میں چھپ گیا۔

پھر آپ اپنی پہلی ہی نشست پر عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: یا محمد (ﷺ)! میں جن اوقات میں آپ کے پاس بیٹھا کرتا تھا' اور آپ کے پاس آیا کرتا تھا ان میں میں نے آپ کو آج صبح کی طرح کرتے نہیں دیکھا۔

فرمایا: تم نے مجھے کیا کرتے دیکھا؟

انہوں نے کہا: آپ کو دیکھا کہ آپ اپنی نظر آسمان کی طرف اُٹھاتے ہیں۔ پھر آپ نے اسے اپنی داہنی طرف ڈالا۔ اس کے پاس سرک گئے۔ مجھے چھوڑ دیا۔ اور اپنے سر کو اس طرح حرکت دینے لگے' گویا آپ اس بات کو سمجھنا چاہتے ہیں' جو آپ سے کہی جا رہی ہے۔

فرمایا: کیا تم اسے سمجھ گئے؟

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تم بیٹھے تھے تو میرے پاس اللہ کا قاصد آیا۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اللہ کا قاصد؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر اس نے آپ سے کیا کہا؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

((ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربٰی وینھٰی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون)).

''اللہ عدل واحسان کا اور قرابت دار کو دینے کا حکم دیتا ہے' بدکاری بے حیائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے' تم کو نصیحت کرتا ہے تا کہ اللہ کو یاد کرو''۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: بس یہی بات تھی کہ میرے دِل میں ایمان نے جگہ کر لی اور مجھے آپ (ﷺ) سے محبت پیدا ہوگئی۔

یہود کے سوالات اور حضور علیہ السلام کے جوابات:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک روز یہود کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم ہم سے وہ چند خصلتیں بیان کیجئے جو ہم آپ سے دریافت کریں جن کو سوائے نبی کے کوئی نہیں جانتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جو چاہو دریافت کرو لیکن میرے لئے اللہ کو ذمہ دار کر دو اور جو عہد یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے لیا تھا۔ وہ مجھ سے کرو کہ اگر میں تم سے کچھ بیان کروں اور تم اسے سمجھ لو تو تم بالضرور اسلام پر میری پیروی کرو گے۔

ان لوگوں نے کہا کہ یہ بات آپ ﷺ کے لئے (منظور) ہے۔

فرمایا: تو پھر جو چاہو پوچھو۔

انہوں نے کہا: وہ چار باتیں ہمیں بتایئے جو ہم آپ سے پوچھتے ہیں۔

ہمیں بتایئے کہ وہ کون سا کھانا تھا جو اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) نے توریت نازل ہونے سے پہلے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا؟

عورت کی منی کی مرد کی منی سے کیا کیفیت ہوتی ہے۔ اور اس سے لڑکا کیسے پیدا ہوتا ہے اور لڑکی کیسے پیدا ہوتی ہے؟

سونے میں ان نبی امّی کی کیا کیفیت ہوتی ہے' اور کون فرشتہ ان کا دوست ہوتا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر اللہ کا عہد لازم ہے اگر میں تمہیں بتا دوں گا تو تم ضرور میری پیروی کرو گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے جو عہد و پیمان چاہا انہوں نے کر لیا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اس ذات کی قسم دیتا ہوں' جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی۔ کیا تم جانتے ہو کہ اسرائیل (یعنی) یعقوب علیہ السلام سخت بیمار ہو گئے' اور ان کی علالت طول پکڑ گئی تو انہوں نے اللہ کے واسطے نذر مانی کہ اگر اللہ انہیں شفا دے گا تو وہ اپنی سب سے زیادہ پسندیدہ پینے کی چیز اور سب سے زیادہ پسندیدہ کھانے کی چیز (اپنے اوپر) حرام کر لیں گے۔

ان کی سب سے زیادہ پسندیدہ کھانے کی چیز (اونٹ کا گوشت) اور سب سے زیادہ پسندیدہ پینے کی چیز اونٹ کا دودھ تھا۔

ان لوگوں نے کہا: اے اللہ ہاں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ تو ان لوگوں پر گواہ رہنا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں اسی اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل

فرمائی۔

کیا تم جانتے ہو کہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی اور عورت کی منی زرد اور پتلی ہوتی ہے پھر ان میں سے جو غالب ہوتی ہے اللہ کے حکم سے بچہ اور شباہت اس کی ہوتی ہے اگر مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آ جائے تو اللہ کے حکم سے لڑکا ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آ جائے تو اللہ کے حکم سے لڑکی ہوتی ہے۔

ان لوگوں نے کہا: اے اللہ ہاں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ان لوگوں پر گواہ رہنا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اسی اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی۔ کیا تم جانتے ہو کہ ان نبی امی کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا قلب نہیں سوتا۔

ان لوگوں نے کہا: اے اللہ ہاں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ان پر گواہ رہنا۔

ان لوگوں نے کہا: اب آپ ﷺ ہم سے یہ بیان کر دیجئے کہ کون سا فرشتہ آپ کا دوست ہے' بس اسی وقت ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہو جائیں گے' یا آپ کو چھوڑ دیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے دوست جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اور کبھی کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا جس کے وہ دوست نہ ہوں۔

انہوں نے کہا: اس حالت میں تو ہم آپ کو چھوڑ دیں گے۔ اگر آپ ﷺ کا دوست جبرائیل کے سوا اور کوئی فرشتہ ہوتا تو ضرور آپ ﷺ کی پیروی کرتے اور آپ ﷺ کی تصدیق کرتے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اب تمہیں میری تصدیق کرنے سے کونسا امر مانع ہے؟

ان لوگوں نے کہا: جبرئیلؑ ہمارے دشمن ہیں۔

اسی بات پر اللہ جل شانہٗ نے فرمایا:

﴿ قل من كان عدوا لجبريل فانه نزله على قلبك باذن الله ... الى قوله ... كانهم لايعلمون ﴾

''آپ کہہ دیجئے کہ جو شخص جبرئیل علیہ السلام کا دشمن ہو (تو ہوا کرے) کیونکہ انہوں نے قرآن کو آپؐ کے قلب پر خدا کے حکم سے نازل کیا ہے...... الخ...... اسی بات پر ان لوگوں نے (اپنے اوپر) غضب پر غضب نازل کرایا''۔

سست رفتار گدھے کی رفتار میں تیزی:

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سعد کو دیکھنے تشریف لے گئے۔ انہیں کے پاس قیلولہ فرمایا۔ جب ٹھنڈا وقت ہو گیا تو وہ لوگ اپنا ایک دیہاتی سست رفتار گدھا لائے۔ اور اس پر رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک چادر کسی۔ رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے۔ سعد نے چاہا کہ اپنے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بٹھا دیں تا کہ وہ گدھے کو واپس لے آئیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ان کو میرے ساتھ بھیجنے ہی والے ہو تو انہیں میرے آگے سوار کرو۔

سعد نے کہا نہیں یارسول اللہ ﷺ! آپ کے پیچھے ہی بٹھاؤں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سواری کے مالک ہی اس کے آگے کے حصے کے زیادہ مستحق ہیں۔

سعد نے کہا کہ میں انہیں آپ ﷺ کے ہمراہ نہ بھیجوں گا' لیکن آپ خود گدھے کو لوٹا دیجئے گا۔

چنانچہ آپ ﷺ نے خود اسے لوٹا دیا۔ اس کی رفتار کی یہ کیفیت تھی کہ خوش رفتار اور اتنا تیز رو ہو گیا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی (جانور) نہ چل سکتا تھا۔

منافقین کی نشاندہی:

ثابت البنانی سے مروی ہے کہ منافقین جمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں گفتگو کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کچھ لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے یہ کہا اور یہ کہا۔ لہٰذا تم لوگ کھڑے ہو اور اللہ سے توبہ کرو۔ اور میں بھی تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔ وہ لوگ کھڑے نہ ہوئے۔

آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کھڑے ہو اور اللہ سے توبہ کرو اور میں بھی تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ جب اس پر بھی نہ کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ضرور بالضرور کھڑے ہو ورنہ میں تمہیں نام بنام بتادوں گا۔

(اس پر بھی نہ اُٹھے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں شخص! اُٹھ۔ چنانچہ وہ لوگ شرمندہ ہو کر چہرہ چھپائے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

دُعائے نبوی سے بارانِ رحمت کا نزول:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جمعے کے روز میں منبر کے پاس کھڑا تھا اور رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

بعض اہل مسجد نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! بارش روک لی گئی ہے اور مویشی ہلاک ہو گئے۔ لہٰذا آپ اللہ سے دُعاء کیجئے کہ وہ ہمیں پانی دے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا دیئے۔

ہم لوگ آسمان پر ذرا سا بھی ابر نہیں دیکھتے تھے مگر اللہ نے ابر کو جمع کر دیا اور اس نے ہم پر خوب پانی برسایا۔ میں نے مضبوط سے مضبوط آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے دِل میں پریشان تھا کہ وہ کیونکر اپنے متعلقین کے پاس جائے گا۔ سات دِن تک اس طرح بارش ہوتی رہی کہ وہ تھمتی نہ تھی۔

دوسرے جمعہ کو جب رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو حاضرین میں سے کسی نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! مکانات گر گئے اور مسافر رُک گئے۔ اللہ سے دُعا کیجئے کہ وہ اس کو ہم سے اُٹھالے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کے فرمایا:

((اللھم حوالینا و لا علینا)):

''اے اللہ! ہمارے اطراف برسے اور ہم پر نہ برسے''۔

ابر ہمارے سروں پر تھا۔ وہ اس طرح پھٹ گیا گویا ہم ایسی جگہ ہیں کہ ہمارے گرداگرد بارش ہوتی ہے اور ہم پر نہیں برستا۔

کھانے میں برکت کا معجزہ:

ثابت سے مروی ہے کہ انصار کی ایک خاتون نے اپنا تھوڑا سا کھانا تیار کیا۔شوہر سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ' آپ کو دعوت دو'اور رسول اللہ ﷺ سے یہ بات خفیہ طور پر کہو۔

وہ آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! فلاں خاتون نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے' میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں سے فرمایا کہ فلاں کے والد کی دعوت قبول کرو۔

انہوں نے کہا میں آیا اور میری یہ کیفیت تھی کہ اپنے متعلقین کے پاس جو کچھ چھوڑا تھا اس کی وجہ سے میرے قدم میرا ساتھ نہ دیتے تھے اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کو لے آئے ہیں۔

میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ ہماری تو فضیحت ہوگئی' رسول اللہ ﷺ سب لوگوں کو اپنے ہمراہ لے آئے۔بیوی نے کہا کہ میں نے تمہیں یہ مشورہ نہیں دیا تھا کہ خفیہ طور پر آنحضرت ﷺ سے کہنا۔انہوں نے کہا کہ میں نے تو یہی کیا۔بیوی نے کہا کہ تب تو رسول اللہ ﷺ خود زیادہ جانتے ہیں۔

سب لوگ آ گئے یہاں تک کہ گھر بھر گیا۔حجرہ بھی بھر گیا اور وہ لوگ گھر کے احاطے میں بھی تھے۔(کھانے کی کوئی چیز) مٹھی بھر لائی گئی اور رکھ دی گئی۔رسول اللہ ﷺ اسے برتن میں پھیلانے لگے اور فرمانے لگے کہ ماشاء اللہ۔(پھر لوگوں سے) فرمایا کہ قریب آؤ اور کھاؤ۔جب ایک کا پیٹ بھر جائے' تو وہ اپنے ساتھی کے لئے جگہ خالی کر دے۔

ایک آدمی (کھا کر) اُٹھنے لگا اور دوسرا (اس کے مقام پر) بیٹھنے لگا۔یہاں تک کہ گھر والوں میں سے کوئی نہ رہا جو شکم سیر نہ ہو گیا ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا اہل حجرہ کو بلاؤ۔بیٹھنے والا بیٹھنے لگا اور کھڑا ہونے والا کھڑا ہونے لگا۔یہاں تک کہ یہ لوگ بھی شکم سیر ہو گئے۔آپ ﷺ نے فرمایا: احاطہ والوں کو بلاؤ۔ان لوگوں نے بھی اسی طرح کیا۔کھانا برتن میں اسی طرح باقی رہا جس طرح کہ تھا۔پھر رسول اللہ ﷺ نے (اہل خانہ سے) کہا کہ کھاؤ اور اپنے پڑوسیوں کو کھلاؤ۔

انگلیوں سے پانی کا چشمہ:

ثابت سے مروی ہے کہ میں نے ان سے کہا: اے ابوحمزہ! اُن عجائب (معجزات) میں سے جن میں آپ خود موجود ہوں اور جن کو آپ کسی اور کی روایت سے نہ بیان کریں ہم سے کچھ بیان کیجئے۔

انہوں نے کہا: ایک روز رسول اللہ ﷺ نے نمازِ ظہر پڑھی اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نشست گاہوں پر بیٹھ گئے۔جن پر جبرائیل آیا کرتے تھے۔بلال آئے اور عصر کی اذان کہی۔ہر وہ شخص اُٹھ کھڑا ہوا جس کے متعلقین مدینے میں تھے تاکہ قضائے حاجت کرے اور وضو کا پانی حاصل کرے۔

مہاجرین کے چند لوگ رہ گئے جن کے متعلقین مدینے میں نہ تھے۔رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کشادہ پیالہ لایا گیا جس

میں پانی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہتھیلی برتن میں رکھی، مگر رسول اللہ ﷺ کی پوری ہتھیلی برتن میں نہ سمائی تو آپ ﷺ نے ان چاروں انگلیوں کو برتن میں گھما کر فرمایا کہ قریب آؤ اور وضوء کرو۔ آپ کا ہاتھ برتن ہی میں تھا۔ لوگوں نے وضو کیا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی ایسا شخص نہ رہا جس نے وضو نہ کرلیا ہو۔

ثابت نے کہا کہ میں نے (انس سے) پوچھا اے ابوحمزہ! آپ کے خیال میں وہ لوگ کتنے تھے (جنہوں نے اس ایک برتن سے وضو کیا)۔ انہوں نے کہا کہ ستر اسّی کے درمیان تھے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے پانی مانگا اور آپ کے پاس ایک کشادہ پیالے میں لایا گیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس میں رکھ دیا تو پانی آپ کی انگلیوں سے اس طرح اُبلنے لگا گویا وہ چشمے ہیں۔ ہم سب نے پیا (اور بروایت خالد) ساری جماعت وضو کرنے لگی۔

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس جماعت کا اندازہ کیا تو ستر سے اسّی تک رہے ہوں گے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز کا وقت آ گیا تو مسجد کے پڑوسی اُٹھ کر وضو کرنے لگے اور ستر سے اسّی کے درمیان تک لوگ رہ گئے۔ جن کے مکانات دور تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک طشت منگایا جس میں پانی تھا۔ لیکن بھرا ہوا نہ تھا۔ آپ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں اور آپ (اس برتن کو) اُن لوگوں کے پاس پہنچانے لگے اور فرمانے لگے کہ وضو کرو سب نے وضو کرلیا۔ اور برتن میں جتنا پانی تھا اتنا ہی باقی رہا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنی کسی ضرورت سے تشریف لے چلے۔ ہمراہ اصحاب میں سے بھی کچھ لوگ تھے، یہ لوگ چلتے رہے، نماز کا وقت آ گیا تو اس جماعت کو کوئی چیز نہ ملی جس سے وضو کریں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں کوئی چیز نہیں ملتی جس سے وضو کریں۔ لوگوں کے چہروں سے اس کی ناگواری نظر آتی تھی۔ ایک شخص گیا اور ایک پیالہ لایا جس میں بہت پانی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے لیا اور وضو کیا۔ آپ ﷺ نے چاروں انگلیاں اس پیالے میں پھیلا کر فرمایا تم لوگ آؤ۔ ساری قوم نے وضو کیا۔ انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ یہ لوگ کتنے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ ستر یا اسّی کے قریب۔

لعابِ دہن کی برکت سے حوض کے پانی میں اضافہ:

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حدیبیہ آئے۔ تعداد میں ہم چودہ سو آدمی تھے۔ حوض پر پچاس بکریاں بھی تھیں جن کو وہ حوض سیراب نہ کرسکتا تھا۔ تو پھر چودہ سو آدمیوں کو اس کا پانی کیا کافی ہوسکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ حوض پر بیٹھ گئے۔ آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا یا دُعاء کی (راوی کو یاد نہیں رہا) تو وہ جوش مارنے لگا۔ چنانچہ ہم نے پیا اور پلایا اور بھر لیا۔

بھیڑ کے دودھ میں برکت کا واقعہ:

نافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں چار سو کی تعداد میں آدمی تھے۔ آپ ﷺ نے ہمیں ایسی

منزل میں اُتارا جہاں پانی نہ تھا۔ مسلمانوں کو سخت تکلیف تھی۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمادیا۔ تو سب نے بھی قیام کر دیا۔ یکا یک ایک تیز دھار کے سینگوں والی بھیڑ سامنے آئی جو چل رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا دودھ دوہا۔ آپ نے سارے لشکر کو شکم سیر کر دیا اور خود بھی سیراب ہو گئے۔ فرمایا کہ اے نافع اسے رُوک لینا۔ مگر میرا خیال تو یہی ہے کہ تم اسے روک نہ سکو گے۔ نافع نے کہا کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا کہ میرا خیال تو یہی ہے کہ تم اسے روک نہ سکو گے تو میں نے ایک لکڑی لی اور زمین میں گاڑ دی۔ ایک رسی لی اور اس بھیڑ کو باندھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگ سو گئے۔ میں بھی سو گیا۔ جب بیدار ہوا تو اتفاق سے رسی کھلی ہوئی تھی اور بھیڑ نہ تھی۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو خبر دی۔ میں نے کہا کہ بھیڑ چلی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے نافع کیا میں نے تمہیں آگاہ نہیں کر دیا تھا کہ تم اسے روک نہ سکو گے؟ جو اسے لایا تھا وہی اسے لے بھی گیا۔

توشۂ سفر میں برکت:

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ الانصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ کسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے لوگوں پر فاقہ کی مصیبت آ گئی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بعض سواریوں کو ذبح کرنے کی اجازت چاہی اور عرض کیا کہ اس ذریعہ سے اللہ ہمیں (منزل تک) پہنچا دے گا۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی سواریوں کے ذبح کرنے کی اجازت دینے کا قصد کیا ہے تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر سواریاں ذبح کر دی جائیں گی تو ہماری کیا کیفیت ہو گی۔ کل صبح کو ہم بھوکے اور پیادہ دُشمن کا مقابلہ کریں گے۔ آپ کی رائے ہو تو لوگوں سے ان کا بقیہ توشہ منگایئے اور اسے جمع کیجئے اور اللہ سے برکت کی دُعا کیجئے۔ بیشک ہمیں اللہ آپ کی دُعا سے پہنچا دے گا۔ آپ کی دُعا میں ہمیں برکت دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کا بقیہ توشہ منگایا تو لوگ ایک مٹھی اور اس سے زیادہ غلہ لانے لگے۔ سب سے بڑی مقدار جو لایا وہ ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کھجور تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جمع کرایا' کھڑے ہوئے جو دُعا اللہ کو منظور تھی مانگی' لشکر کو مع ان کے برتنوں کے بلایا اور حکم دیا کہ وہ چنگل سے بھریں۔ سارے لشکر میں کوئی برتن ایسا نہ بچا جس کو انہوں نے بھر نہ لیا۔ اس پر بھی بچ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا مسکرائے کہ آپ کی کچلیاں کھل گئیں۔ فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو بندۂ مومن ان دونوں کلمات کے (عقیدے کے) ساتھ قیامت میں اللہ سے ملے گا تو اس سے دوزخ روک دی جائے گی۔

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء:

ابوقتادہ سے مروی ہے کہ ایک شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعظ سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اسی شب کو رات بھر چلو گے اور صبح کو ان شاء اللہ پانی (منزل) پر پہنچو گے۔ لوگ اس کیفیت سے روانہ ہوئے کہ کوئی کسی کی طرف رُخ نہ کرتا تھا۔ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں چل رہا تھا۔

آدھی رات گزر گئی تو یکایک نبی ﷺ کو نیند آ گئی۔ آپ اپنی سواری پر جھک گئے۔ بغیر اس کے کہ میں آپ کو بیدار کرتا' آپ کے سہارا لگا دیا۔ آپ اپنی سواری پر درست ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر ہم روانہ ہوئے۔

رات آخر ہو گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ کو پھر نیند آ گئی۔ اور دوبارہ اپنی سواری پر جھک گئے۔ میں نے بغیر اس کے کہ آپ کو بیدار کروں آپ کے سہارا لگا دیا آپ اپنی سواری پر درست ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر ہم روانہ ہوئے۔

جب پچھلی شب کا آخری حصہ ہوا تو آپ اس قدر جھک گئے جو پہلی دونوں مرتبہ سے بہت زیادہ تھا۔ جب قریب تھا کہ آپ ڈھلک جائیں گے میں نے پھر آپ ﷺ کو سہارا دے دیا۔ آپ نے اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا کہ یہ کون ہے۔ میں نے کہا: ابوقتادہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اس طرح میرے ہمراہ چلنا کب سے ہے۔ میں نے کہا کہ میرا اس طرح آپ کے ہمراہ چلنا برابر رات ہی سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تمہاری اس طرح حفاظت کرے گا جس طرح تم نے اس کے نبی کی کی ہے۔

نماز فجر قضا ہونے کا واقعہ:

پھر فرمایا کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم لوگ حریفوں سے مخفی رہیں گے۔ کیا تم کسی کے متعلق یہ خیال کرتے ہو کہ وہ منزل میں آرام کر کے سفر کرنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا کہ ایک شتر سوار یہ ہیں۔ پھر میں نے کہا ایک شتر سوار یہ ہیں پھر ہم جمع ہو گئے۔ اور ہم سب سات شتر سوار تھے۔ نبی علیہ السلام راستہ سے ہٹ گئے۔ اپنا سر (آرام کے لئے رکھ دیا اور فرمایا کہ ہماری نماز کا خیال رکھنا کہ کہیں سونے میں قضا نہ ہو جائے۔ سب سے پہلے جو شخص بیدار ہوا وہ سورج نکلنے کی وجہ سے بیدار ہوا۔ ہم سب لوگ گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب لوگ سوار ہو جاؤ۔ ہم لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب آفتاب بلند ہو گیا تو آپ اُترے وضو کا برتن مانگا جو میرے پاس تھا اور اس میں پانی تھا۔

ہم لوگوں نے وضو سے کم وضو کیا۔ اور اس (برتن) میں کچھ پانی بچ گیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوقتادہ ہمارا وضو کا یہ برتن اچھی طرح رکھنا کیونکہ اس کے لئے ایک عظیم الشان خبر ہو گی نماز کی اذان کہی گئی تو نبی علیہ السلام نے دو رکعتیں فجر سے پہلے پڑھیں آپ نے اسی طرح فجر کی نماز پڑھی جس طرح آپ روزانہ پڑھا کرتے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ۔ ہم سب لوگ سوار ہو گئے۔ بعض لوگ سرگوشی کرنے لگے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: یہ کیا بات ہے کہ تم لوگ مجھے چھوڑ کر سرگوشی کر رہے ہو۔ ہم لوگوں نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ ہم اپنی نماز میں اپنی کوتاہی کے بارے میں سرگوشی کر رہے ہیں (جس کا وقت گزر گیا ہے اور ہم سوتے رہے)۔

فرمایا: کیا میرے اندر تمہارے لئے نمونہ نہیں ہے (یعنی جس طرح تم سے وقت فوت ہو گیا اسی طرح مجھ سے بھی فوت ہو گیا) بے شک سو جانے میں (اپنی طرف سے کوتاہی نہیں ہے (بلکہ یہ تو معذوری ہے کہ آنکھ ہی نہ کھلی (لیکن کوتاہی اس شخص کی ہے جو اس نماز کو ادا نہ کرے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے۔ جو ایسا کرے (کہ وقت پر نہ پڑھ سکے) تو اسے چاہیے اس وقت کی نماز جب بیدار ہو پڑھ لے۔ جب دوسرا دن ہو تو وقت پر پڑھے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے خیال میں لوگوں نے کیا کیا۔ پھر فرمایا کہ لوگوں کی یہ کیفیت ہو گی کہ وہ اپنے نبی کو نہ پائیں گے۔

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو تسلی کے لئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دھمکاتے ہیں۔ آپ ایسے نہیں ہیں کہ تمہیں چھوڑ جائیں۔ لوگوں نے کہا کہ نبی علیہ السلام تمہارے سامنے ہیں۔ اگر تم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔

جس وقت ہر چیز گرم ہو گئی یا جس وقت دن بلند ہو گیا' ہم لوگوں کے پاس پہنچے اور وہ لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پیاس کے مارے مر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر ہلاکت نہ آئے گی۔ آپ نے قیام فرمایا' اور فرمایا کہ میرے لئے میرا چھوٹا پیالہ چھوڑ دو آپ نے وضو کا برتن مانگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (چھوٹے پیالے میں پانی اُنڈیلنے لگے اور میں لوگوں کو پلانے لگا)۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ پانی کم ہے تو ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو تم میں ہر شخص سیراب ہو جائے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنڈیلتے اور میں لوگوں کو پلانے لگا۔ یہاں تک کہ میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی باقی نہ بچا۔ آپ نے پانی انڈیلا اور مجھ سے فرمایا کہ پیو۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاوقتیکہ آپ نہ نوش فرمائیں گے میں نہیں پیوں گا۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قوم کا ساقی قوم کے آخر میں پیتا ہے۔ چنانچہ میں نے بھی پیا اور نبی علیہ السلام نے بھی نوش فرمایا۔ چنانچہ لوگ پانی کے پاس بکثرت سیراب ہو کر آئے۔

عبداللہ بن رباح نے کہا کہ میں تمہاری اس جامع مسجد میں یہ حدیث بیان کرتا ہوں۔ مجھ سے عمران بن حصین نے کہا کہ دیکھو اے نوجوان کہ تم کیونکر حدیث بیان کرتے ہو کیونکہ اس شب میں میں بھی ایک سوار تھا۔ راوی نے کہا: اے ابونجید کیا آپ زیادہ جانتے ہیں۔ پوچھا: آپ کن لوگوں میں سے ہیں۔ میں نے کہا کہ انصار میں سے۔ انہوں نے کہا کہ تب تو آپ لوگ اپنی حدیث کو زیادہ جانتے ہیں' آپ قوم سے حدیث بیان کیجئے۔

میں نے قوم سے حدیث بیان کی تو عمران نے کہا کہ میں بھی اس شب موجود تھا اور میں نہیں سمجھتا کہ کسی نے اس حدیث کو اس طرح یاد کیا ہو جس طرح آپ نے یاد کیا ہے۔

کھجور کے درخت سے حضور علیہ السلام کی پکار کا جواب:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے کہا' آپ کس سبب سے نبی ہیں۔

فرمایا: اگر میں کھجور کے درخت کی کسی چیز کو دعوت کروں اور وہ میری دعوت قبول کرے تو کیا تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے۔ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ آپ نے اس کو دعوت کی اور اس نے آپ کی دعوت قبول کی تو وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور مسلمان ہو گیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہمیں حدیبیہ میں پیاس کی شدت پیش آئی تو ہم لوگ گھبرائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ کے سامنے ایک مٹی کی ہانڈی تھی' جس میں پانی تھا۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح اپنی انگلیاں پھرائیں' اور فرمایا کہ بسم اللہ' لو۔ پھر پانی آپ کی انگلیوں سے اس طرح نکلنے لگا کہ گویا وہ چشمے ہیں۔ وہ ہم سب کو کافی ہو گیا اور سب کو پہنچ گیا۔ ہم نے پیا اور وضو کیا۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے لئے دودھ میں برکت:

المقداد سے مروی ہے کہ میں اور میرے دو ہمراہی اس کیفیت سے آئے کہ مشقت کی وجہ سے ہماری سماعت و بصارت جا چکی تھی۔ ہم لوگ اپنے کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرتے تھے اور کوئی شخص ہمیں قبول نہ کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے متعلقین کے پاس لے گئے۔ وہاں تین بکریاں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے درمیان یہی دودھ دوہ لو۔ ہم لوگ دودھ دوہا کرتے تھے اور ہر شخص اپنا حصہ پی لیتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ آپ کے لئے اُٹھا رکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تشریف لاتے تھے اور اس طرح سلام کرتے تھے کہ سونے والے بیدار نہ ہوتے اور جاگنے والے سن لیتے۔ مسجد میں نماز پڑھ کر شربت دودھ کا حصہ نوش فرماتے۔

مقداد نے کہا: ایک شب میرے پاس شیطان آیا اور کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انصار کے پاس تشریف لے جاتے ہیں تو وہ لوگ آپ کو تحفہ دیتے ہیں اور ان لوگوں کے پاس آپ (ضروریات) پا جاتے ہیں۔ آپ کو اس گھونٹ بھر دودھ کی حاجت نہیں ہے۔ لہٰذا تم اس کو پی جاؤ۔

وہ مجھے سبز باغ دکھاتا رہا یہاں تک کہ میں نے اسے پی لیا۔ جب وہ میرے پیٹ میں پہنچ گیا اور وہ سمجھ گیا کہ اب اس دودھ پر کوئی قابو نہیں تو اس نے مجھے شرمندہ کیا اور کہا کہ تم پر افسوس ہے' کیا حرکت کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دودھ پی گئے۔ آپ تشریف لائیں گے اور اس شربت یا دودھ کو نہ دیکھیں گے تو تمہارے لئے بددُعاء کریں گے اور تم ہلاک ہو جاؤ گے تمہاری دُنیا بھی جائے گی اور آخرت بھی جائے گی۔

مقداد نے کہا: میرے بدن پر ایک کمبل تھا کہ جب سر پر اوڑھا جاتا تھا تو قدم باہر ہو جاتے تھے' اور جب قدموں پر ڈالا جاتا تھا تو سر کھل جاتا تھا۔ مجھے نیند نہ آتی تھی۔ میرے دونوں ہمراہی سو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح سلام کیا جس طرح آہستہ آواز سے کیا کرتے تھے۔ مسجد میں آئے اور نماز پڑھی۔ پھر شربت کے پاس آئے (برتن کو) کھولا تو اس میں کچھ نہ پایا۔ آپ نے آسمان کی طرف سر اُٹھایا۔ میں نے اپنے دِل میں کہا کہ آپ میرے لئے بددُعا کریں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اسے کھلا جو مجھے کھلائے اور اسے پلا جو مجھے پلائے۔ میں نے اپنے کمبل کی طرف رُخ کیا اور اسے اپنے اوپر کس لیا۔ چھری لی اور بکریوں کے پاس جا کر تلاش کرنے لگا کہ ان میں کون زیادہ موٹی ہے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذبح کروں۔ اتفاق سے وہ سب کی سب دودھ سے بھری ہوئی تھیں۔

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقین کے لئے ایسے برتن کی طرف رُخ کیا جس میں ان لوگوں کی دودھ دوہنے کی خواہش نہ تھی اس میں میں نے اتنا دودھ دوہا کہ پھین برتن کے اوپر آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مقداد کیا تم نے آج شب کو اپنے حصے کا شربت (دودھ) نہیں پیا۔ جو اس قدر لے آئے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نوش فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا۔ مجھے دیا تو میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوش فرمایئے۔ آپ نے نوش فرمایا۔ پھر مجھے دیا۔ جو بچا تھا وہ میں نے پی لیا۔ جب میں سمجھ گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیراب ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی برکت مجھے پہنچ گئی' تو میں اتنا ہنسا کہ

زمین پر لوٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے مقداد یہ بھی تمہاری ایک برائی ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ معاملہ ہوا' اور میں نے یہ کیا (یعنی شیطان کا واقعہ بیان کر دیا)۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک رحمت ہی تھی۔ کیا تم میرے قریب نہیں لائے تھے تا کہ اپنے ان دونوں ہمراہیوں کو بیدار کرو اور وہ بھی اس (دودھ) میں سے کچھ پا جائیں۔ میں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ جب آپ اسے (دودھ کو) پا گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ پا گیا تو مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ لوگوں میں سے کس نے اسے پایا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

قاسم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں کسی کو نہیں پہچانتا جو مجھ سے پہلے اس طرح اسلام لایا ہو۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں اپنے متعلقین کی بکریاں (جنگل میں) چرا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے ایک بکری پکڑ لی اور اس کے تھن کو چھوا تو دودھ اُتر آیا۔ چنانچہ میں کسی کو نہیں پہچانتا جو مجھ سے پہلے اس طرح اسلام لایا ہو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی آزادی:

سلمان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ کسی صحابی کے جنازے میں تھے۔ جب مجھے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ میرے پیچھے گھوم جاؤ۔ آپ نے اپنی چادر اُتار دی۔ میں نے مہر نبوت دیکھی اور اسے بوسہ دیا۔ پھر میں گھوم کر آپ کے پاس آ گیا اور سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (اپنے آقا سے) مکاتیب کر لو یعنی بعد ادائے زرِ ثمن اپنی آزادی کی دستاویز دکھا دو۔

میں نے تین سو پھل دینے والی کھجور کی قلموں اور چالیس اوقیہ (ڈیڑھ سیر سے زائد) سونے پر مکاتیب کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو۔ لوگ ایک ایک دو دو تین تین قلمیں لاتے تھے' یہاں تک کہ تین سو قلمیں جمع ہو گئیں۔

عرض کی مجھے ان کے پھل لانے پر کیونکر قدرت ہو گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جاؤ اور ان کے بونے کے لئے اپنے ہاتھ سے گڑھے کھود دو۔ میں نے گڑھے کھود دے۔ آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ میرے ہمراہ تشریف لائے اور انہیں اپنے ہاتھ سے رکھ دیا۔ ان میں سے ایک درخت بھی پھل دینے سے نہ بچا اور سونا (ادا کرنا) رہ گیا۔

میں جس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس تھا تو کبوتر کے انڈے کے برابر زکوۃ کا سونا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فارسی مکاتب غلام (یعنی سلمان) کہاں ہیں۔ میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لو اس میں سے ادا کر دو۔ عرض کی یہ مجھے کیونکر کافی ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان سے اسے چھوا۔ میں نے اس میں چالیس اوقیہ (اپنے آقا کو) تول دیا اور جتنا لوگوں کو دیا تھا' اتنا ہی میرے پاس بچ گیا۔

یہودی مریض کا قبول اسلام:

ابوصحر العقیلی سے مروی ہے کہ میں نکل کر مدینے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے آگے چل رہے تھے آپ ایک یہودی پر گزرے جس کے پاس ایک دفتر تھا۔ اس میں توریت تھی۔ وہ اپنے ایک مریض بھتیجے کو پڑھ کر سنا رہا تھا جو اس کے سامنے تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یہودی میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی اور بنی اسرائیل کے لئے سمندر میں راستہ کر دیا۔ کیا تو اپنی توریت میں میری صفت و ذکر اور میرے ظہور کا مقام پاتا ہے؟ اس نے اپنے سر کے اشارہ سے کہا: نہیں۔

اس کے بھتیجے نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی اور بنی اسرائیل کے لئے سمندر میں راستہ کر دیا کہ بے شک یہ شخص اپنی کتاب میں آپ کی نعت اور آپ کا زمانہ اور آپ کی صفت اور آپ کے ظہور کا مقام (لکھا ہوا) پاتا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس یہودی کو اپنے ساتھی کے پاس سے اٹھا دو۔ اس نوجوان کی روح قبض کر لی گئی تو نبی علیہ السلام نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی اور اسے دفن کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ معبد کے خیمہ میں:

بنی جمح کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب نبی علیہ السلام (دورانِ ہجرت میں) اُمّ معبد کے پاس آئے تو دریافت فرمایا کہ ضیافت کی کوئی چیز ہے؟ اُمّ معبد نے کہا: نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے علیحدہ ہٹ گئے۔ شام کو ان کے بیٹے بکریوں کو (جنگل میں سے چرا کر) لائے۔ تو انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ یہ مجمع کیسا ہے جو مجھے دور بیٹھا ہوا نظر آ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک قوم ہے جنہوں نے ہم سے مہمانی (ضیافت) طلب کی تو میں نے کہا کہ ہمارے پاس کوئی چیز ضیافت کی نہیں ہے۔

ان کے بیٹے ان حضرات کے پاس آئے اور عذر کیا کہ وہ ایک ضعیف عورت ہیں اور جس چیز کی آپ کو ضرورت ہو وہ ہمارے پاس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور اپنی بکریوں میں سے ایک بکری میرے پاس لے آؤ۔ وہ گئے اور ایک بکری پکڑی جو بچہ تھی۔ ان کی والدہ نے کہا کہ تم کہاں جاتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ان دونوں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے بکری مانگی ہے۔ اُمّ معبد نے کہا کہ یہ لوگ اسے کیا کریں گے۔ بیٹے نے کہا جو چاہیں گے۔

نبی علیہ السلام نے اس کے تھن پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کے دودھ اُتر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوہا۔ یہاں تک کہ ایک بڑا پیالہ بھر گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسی طرح دودھ سے بھرا ہوا چھوڑا جس طرح تھی۔ فرمایا کہ اسے اپنی والدہ کے پاس لے جاؤ اور بکریوں میں سے میرے پاس دوسری بکری لے آؤ۔ وہ اپنی والدہ کے پاس دودھ کا پیالہ لائے تو پوچھا "یہ تمہیں کہاں سے مل گیا۔ انہوں نے کہا

کہ فلاں بکری کا دودھ ہے۔

اُمّ معبد نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے اس کے تو کبھی بچہ بھی نہیں ہوا۔ لات کی قسم میں اس شخص کو یہ گمان کرتی ہوں کہ وہ نئے دین والے ہیں جو مکے میں تھے۔ اُمّ معبد نے دودھ پیا' ان کے بیٹے آپ ﷺ کے پاس ایک دوسری بکری لائے' جو بچہ تھی۔ آپ ﷺ نے اس کا بھی دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ بڑا پیالہ بھر گیا اور اسے اسی طرح دودھ بھرا ہوا چھوڑا جیسی کہ وہ تھی۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ تم بھی پیو' انہوں نے بھی پیا۔

فرمایا میرے پاس کوئی اور بکری لاؤ۔ وہ اسے آپ ﷺ کے پاس لائے تو آپ ﷺ نے دوہا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس کوئی اور بکری لاؤ۔ وہ اسے آپ ﷺ کے پاس لائے۔ آپ ﷺ نے دوہا اور نوش فرمایا اور ان سب بکریوں کو اسی طرح دودھ بھرا چھوڑا' جیسی کہ وہ ہو گئی تھیں۔

بارگاہِ رسالت میں اونٹ کی شکایت:

حسن سے مروی ہے کہ جس وقت نبی ﷺ اپنی مسجد میں تھے ایک بھڑ کنے والا اونٹ آیا۔ اس نے اپنا سر نبی ﷺ کے آغوش میں رکھ دیا اور بلبلانے لگا۔ نبی ﷺ نے فرمایا یہ اونٹ کہتا ہے کہ ایک شخص کا ہے جو اس کو اپنے والد کی جانب سے کھانے میں ذبح کرنا چاہتا یہ فریاد کرنے آیا ہے۔

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ فلاں شخص کا اونٹ ہے اور اس نے اس کے متعلق یہی ارادہ کیا ہے۔ نبی علیہ السلام نے اس شخص کو بلایا اور دریافت کیا تو اس نے بتایا اس کا ارادہ اس اونٹ کے متعلق یہی ہے۔ نبی علیہ السلام نے اس سے سفارش فرمائی کہ وہ اسے ذبح کرے جو اس نے منظور کر لیا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کھانے میں برکت:

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا ایک رات کو ہم لوگ بغیر شب کھانا کھائے ہوئے سو گئے۔ صبح کو اُٹھ کر باہر گیا۔ واپس آیا تو دیکھا فاطمہ رضی اللہ عنہا رنجیدہ تھیں۔ میں نے کہا آپ کو کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: آج نہ تو ہم نے رات کا کھانا کھایا اور نہ دِن کا کھانا کھایا اور نہ ہمارے پاس رات کا کھانا ہے۔

میں نکلا اور تلاش کیا تو کچھ مل گیا جس سے میں نے غلہ اور ایک درہم کا گوشت خریدا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لایا تو انہوں نے روٹی اور سالن پکایا۔ جب وہ ہانڈی پکانے سے فارغ ہوئیں تو کہا کاش آپ میرے والد کے پاس جا کر انہیں بلا لاتے۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا جو مسجد میں کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے کہ اے اللہ! میں بھوک سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' ہمارے پاس کھانا ہے لہٰذا تشریف لایئے۔ آپ ﷺ نے میرے اوپر سہارا لگایا یہاں تک کہ اندر تشریف لائے اور ہانڈی اُبل رہی تھی۔

آپ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے سالن نکالو۔ انہوں نے ایک پیالے میں نکالا۔ فرمایا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے سالن نکالو۔ انہوں نے ایک پیالے میں سالن نکالا۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ ﷺ

کی نو بیویوں کے لئے سالن نکالا۔

فرمایا کہ اپنے بیٹے کے لئے اور شوہر کے لئے سالن نکالو۔ اس کی بھی تعمیل کی۔

فرمایا کہ تم نکالو اور کھاؤ۔ انہوں نے سالن نکالا' ہانڈی چڑھادی گئی اور وہ بھری ہوئی تھی۔ چنانچہ جتنا اللہ نے چاہا ہم نے اس میں سے کھایا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ مکے میں تھے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ آپ کے لئے کھانا تیار کریں۔ علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اولاد عبدالمطلب کو بلاؤ۔ انہوں نے چالیس آدمیوں کو بلایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنا کھانا کھاؤ۔

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان لوگوں کے پاس ثرید لایا جو صرف اتنا تھا کہ ایک آدمی کھالیتا مگر ان سب نے اس میں سے کھایا۔ یہاں تک کہ سیر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو پانی پلاؤ۔ میں نے انہیں ایک ایسے برتن میں سے پانی پلایا جو ایک آدمی بھر کی سیرابی کا تھا۔ مگر اس میں سے سب نے پیا اور یہاں تک کہ باز آ گئے۔

بنو ہاشم کو دعوتِ اسلام:

ابولہب نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم نے سب پر جادو کر دیا ہے۔ سب چلے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ان لوگوں کو نہیں بلایا۔ چند روز کے بعد ان لوگوں کے لئے اسی طرح کھانا تیار کرایا۔ مجھے حکم دیا تو میں نے ان سب کو جمع کیا۔ انہوں نے کھایا۔ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ میں جس کام پر ہوں اس میں کون میری مدد کرے گا۔ اور میری دعوت قبول کرے گا۔ اس شرط پر کہ وہ میرا بھائی ہو اور اس کے لئے جنت ہو۔

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں (مدد کروں گا اور دعوت قبول کروں گا)۔ حالانکہ میں ان سب میں کم سن اور ان سب میں کمزور اور پتلی پنڈلیوں والا ہوں۔ ساری قوم خاموش رہی۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے ابوطالب! تم اپنے بیٹے (علی رضی اللہ عنہ) کو نہیں دیکھتے۔ ابوطالب نے کہا کہ انہیں چھوڑ دو کیونکہ وہ اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ خیر کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کریں گے۔

آنکھ کا تندرست ہونا:

زید بن اسلم وغیرہ سے مروی ہے کہ (غزوۂ اُحد میں) قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں چوٹ آ گئی اور وہ ان کے رُخسار پر بہہ آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ سے (آنکھ کے حلقے) میں لوٹا دیا۔ وہ سب سے اچھی اور سب سے زیادہ درست ہو گئی۔

چھڑی کا تلوار بننا:

زید بن اسلم وغیرہ سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر میں عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں درخت کی ایک چھڑی دے دی جوان کے ہاتھ میں تیز چمکدار اور مضبوط تلوار بن گئی۔

فراق رسول میں لکڑی کا رونا:

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لکڑی سے جو مسجد میں تھی تکیہ لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب منبر بنایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر چڑھے۔ وہ لکڑی رونے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گلے لگایا تو خاموش ہوگئی۔

قرعہ اندازی کا غلط ہو جانا:

زید بن اسلم وغیرہ سے مروی ہے کہ (بحالت شرک) سراقہ بن مالک نے تیروں سے اس امر کے متعلق قرعہ ڈالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مکے سے بچ کر) نکل جائیں گے یا نہیں۔ ہر مرتبہ یہی نکلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مکے سے بچ کر) نہیں جائیں گے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں سوار ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پا گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ ان کے گھوڑے کے پیر دھنس جائیں۔ پیر دھنس گئے۔ سراقہ نے عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اللہ سے دُعا کیجئے کہ وہ میرے گھوڑے کو چھوڑ دے تو میں آپ سے باز آ جاؤں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! اگر یہ سچے ہوں تو ان کے گھوڑے کو رہا کر دے۔ چنانچہ گھوڑے کے پیر نکل آئے۔

بائیکاٹ کا معاہدہ دیمک نے چاٹ کھایا:

قریش کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب ہاشم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے حوالے کرنے سے انکار کیا تو قریش نے باہم ایک عہد نامہ لکھا کہ وہ بنی ہاشم کو نہ بیٹی دیں گے نہ ان کی بیٹی لیں گی۔ نہ ان سے کچھ خریدیں گے اور نہ ان کے ہاتھ فروخت کریں گے۔ نہ کسی امر میں ان سے میل جول کریں گے اور نہ ان سے بولیں گے۔

قریش نے باہم یہ عہد لکھا تو بنی ہاشم تین سال تک اپنے شعب میں (جو مکے کے قریب ایک مقام ہے) محصور رہے۔ سوائے ابولہب کے کہ وہ تو ان لوگوں کے ہمراہ شعب میں نہیں گیا' باقی عبدالمطلب بن عبدمناف کا خاندان شعب میں چلا گیا۔

جب (اس معاہدے کو) تین برس گزر گئے تو اللہ نے اپنے نبی کو عہد نامے کے مضمون پر اور اس امر پر مطلع کر دیا کہ اس میں جو ظلم و جور کا مضمون تھا اسے دیمک کھا گئی باقی صرف اللہ کا ذکر رہ گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب سے بیان کیا تو ابوطالب نے کہا: اے میرے بھتیجے! جو تم مجھے خبر دے رہے ہو' کیا یہ سچ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا ہاں۔

ابوطالب نے اس کو اپنے بھائیوں سے بیان کیا۔ تو ان لوگوں نے ابوطالب سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ ابوطالب نے کہا بخدا آپ کبھی جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ (اے میرے بھتیجے!) تمہاری کیا رائے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری یہ رائے ہے کہ آپ لوگوں کو اچھے سے اچھے کپڑے دستیاب ہوں وہ پہنیے پھر سب مل کر قریش کے پاس جائیے تا کہ اس واقعہ کی خبر انہیں پہنچنے سے پہلے ہم ان سے بیان کر دیں۔

لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ مسجد حرام میں پہنچے۔ انہوں نے حطیم کا قصد کیا۔ حطیم میں صرف قریش کے سن رسیدہ اور صاحب عقل و فہم لوگ بیٹھا کرتے تھے۔

اہل مجلس ان کی طرف متوجہ ہو کر دیکھنے لگے کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ ابوطالب نے کہا کہ ہم ایک کام سے آئے ہیں لہٰذا

تم لوگ بھی ایک ایسے سبب سے اُسے مان لو جو تم کو بتایا جائے گا۔

ان لوگوں نے مرحبا و اہلاً کے نعرے لگائے۔ اور کہا کہ ہمارے یہاں وہ بات ہوگی جس سے تم خوش ہو گے۔ اچھا تم کیا چاہتے ہو۔

ابو طالب نے کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے اور انہوں نے کبھی مجھ سے غلط بات نہیں کہی کہ تمہاری اس کتاب پر جو تم نے لکھی ہے اللہ نے دیمک مسلط کر دی اس میں ظلم و جور و قطع رحم کے متعلق جو مضمون تھا اسے وہ چاٹ گئی صرف وہ مضمون باقی رہ گیا ہے جس میں اللہ کا ذکر ہے۔ اگر میرے بھتیجے سچے ہیں تو تم لوگ اپنی بری رائے سے ہٹ جاؤ۔ اور اگر وہ جھوٹے ہیں تو میں انہیں تمہارے حوالے کر دوں گا۔ پھر چاہے تو تم لوگ انہیں قتل کر دینا' خواہ زندہ رکھنا۔

ان لوگوں نے کہا کہ تم نے ہمارے ساتھ انصاف کیا ہے۔ انہوں نے اس کتاب کو منگوا بھیجا۔ جب وہ لائی گئی تو ابو طالب نے کہا کہ اس کو پڑھو۔ لوگوں نے اسے کھولا تو اتفاق سے وہ اسی طرح تھی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ سوائے اس حصہ کے جس میں اللہ کا ذکر تھا سب کا سب دیمک کھا گئی تھی۔

سب لوگ حیران ہوئے اور شرمندگی سے سرنگوں ہو گئے۔ ابو طالب نے کہا: کیا تمہیں واضح ہو گیا ہے کہ تمہیں لوگ ظلم و قطع رحم و بدی کے قریب تر ہو؟ کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

قریش نے بنی ہاشم کے ساتھ جو برتاؤ کیا تھا اس پر چند آدمیوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی' پھر یہ لوگ بہت تھوڑے رہ گئے۔

ابو طالب یہ کہتے ہوئے شعب واپس آئے کہ اے گروہ قریش! ہم لوگ کس بنا پر محصور و مقید ہیں۔ حالانکہ حقیقت امر واضح ہو گئی ہے۔

ابو طالب اور ان کے ساتھی کعبے کے پردوں میں داخل ہوئے۔ اور کہا اے اللہ! جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا' ہم سے قطع رحم کیا اور ہماری اس چیز کو حلال سمجھ لیا جو اس پر حرام ہے اس سے ہماری مدد کر۔ یہ کہا اور واپس ہو گئے۔

ایک جن کا خبر دینا:

جابر وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق سب سے پہلے جو خبر مدینے میں آئی یہ تھی کہ اہل مدینہ میں سے ایک عورت کے ایک جن تابع تھا وہ ایک پرندے کی شکل میں آیا مکان کی دیوار پر اُترا تو اس عورت نے کہا کہ نیچے اُتر' تو ہم سے بات کر ہم تجھ سے بات کریں تو ہمیں خبر دے اور ہم تجھے خبر دیں' اس نے کہا کے میں ایک نبی مبعوث ہوئے ہیں جنہوں نے زنا کو ہم پر حرام کر دیا' اور ہمارا قرار (چین) چھین لیا ہے۔

زمانۂ بعثت و مقصد آمد مصطفیٰ:

سفیان ثوری سے مروی ہے کہ میں نے السُدی کو آیت ﴿ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى ﴾ (یعنی اللہ نے آپ کو ناواقف پایا' پھر اس نے ہدایت کر دی) کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ آپ چالیس برس تک اپنی قوم کے حال پر رہے۔

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ولادت سے چالیس برس بعد مبعوث کیے گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چالیس (برس) کے بعد مبعوث ہوئے تھے۔ جب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' اے ابوحمزہ! رسول اللہ ﷺ جب مبعوث ہوئے تو آپ کس شخص کی عمر کے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ چالیس برس کے تھے۔ العلاء نے پوچھا پھر اس کے بعد کیا ہوا۔ انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' آپ ﷺ دس سال مکے میں رہے اور دس سال مدینے میں رہے۔

ابن سعد نے کہا: انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپ مکے میں دس برس رہے اور ان کے سوا کوئی اس کو نہیں کہتا (سب تیرہ برس کہتے ہیں)۔

عامر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر نبوت نازل ہوئی تو آپ ﷺ چالیس برس کے تھے۔ تین سال اسرافیلؑ آپ کے ساتھ رہے۔ پھر انہیں آپ سے جدا کر لیا گیا اور جبرئیل علیہ السلام کو دس برس مکے میں اور دس برس مدینے میں آپ ﷺ کی ہجرت کے زمانہ میں ساتھ رکھا گیا۔ تریسٹھ سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

محمد بن سعد نے کہا: میں نے یہ حدیث محمد بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو فرمایا' ہمارے شہر کے اہل علم بالکل نہیں جانتے کہ اسرافیل علیہ السلام نبی ﷺ کے ساتھ رکھے گئے ان کے علماء اور ان میں سے علمائے سیرت کہتے ہیں کہ آپ ﷺ پر جب سے وحی نازل ہوئی۔ اس وقت سے آپ کی وفات تک سوائے جبرئیل کے کوئی فرشتہ آپ کے ساتھ نہیں رکھا گیا۔

زرارہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ قرن ایک سو بیس برس کا ہوتا ہے جس سال رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے۔ وہ وہی سال تھا۔ جس میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

ابوجعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں احمر (سرخ) واسود (سیاہ) کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ عبدالملک نے کہا کہ احمر انسان اور اسود جن ہیں۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ان سب کا رسول ہوں جن کو میں زندہ پاؤں اور جو میرے بعد پیدا ہوں۔

خالد بن سعدان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں' اگر مجھ کو نہ مانیں تو عرب کی طرف وہ بھی مجھے نہ مانیں تو قریش کی طرف وہ بھی نہ مانیں تو بنی ہاشم کی طرف اور اگر وہ بھی نہ مانیں تو میں صرف اپنی ہی طرف (تبلیغ کروں گا)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے تمام لوگوں کی طرف سے رسول بنایا گیا ہے اور مجھی پر انبیاء ختم کر دیئے گئے ہیں۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: میں ایک ہزار نبی یا اس سے زیادہ کا ختم کرنے والا ہوں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: میں ایک ہزار نبی یا اس سے زیادہ کا ختم کرنے والا ہوں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں آٹھ ہزار انبیاء کے بعد بھیجا گیا ہوں جن میں چار ہزار نبی بنی اسرائیل کے ہیں۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ملت حنفیہ سہلہ کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں صرف اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ اخلاق حسنہ کو مکمل کر دوں۔

معبد بن خالد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو میں تو محض وہ رحمت ہوں جو بطور ہدیہ بھیجی گئی ہے میں ایک قوم کی ترقی اور دوسروں کی تنزلی کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔

ابوصالح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں تو محض وہ رحمت ہوں جو بطور ہدیہ بھیجی گئی ہے۔

مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں صرف اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ اخلاق کا حسن مکمل کر دوں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرنے کے لئے مامور ہوا ہوں کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں۔ جو لا الٰہ الا اللہ کہے گا اس کی جان اور مال مجھ سے محفوظ ہو جائے گا۔ سوائے اس کے کہ جو اس (جان و مال کے لینے کا) حق ہوگا (تو لیا بھی جائے گا)۔ اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے (کہ وہ واقعی مسلمان ہوا یا نہیں) اس نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے اور اس قوم کا ذکر کیا ہے جس نے تکبر کیا۔ فرماتا ہے کہ:

﴿ انھم كانوا اذا قیل لھم لا الہ الا اللہ یستکبرون ﴾

''وہ لوگ جو ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے تھے''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرنے پر مامور ہوں کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں۔ جب وہ اس کو کہیں گے تو اپنے جان و مال کو مجھ سے بچالیں گے سوائے اس کے کہ جو اس کا حق ہو اور اُن کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

یوم بعثت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تمہارے نبی علیہ السلام دوشنبہ کو نبی بنائے گئے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام دوشنبے کو نبی بنائے گئے۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ ۱۷ ررمضان یوم دوشنبہ کو حراء میں رسول اللہ ﷺ پر فرشتہ نازل ہوا۔ اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ چالیس برس کے تھے جو فرشتہ آپ پر وحی لے کر نازل ہوا تھا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔

وحی سے قبل سچے خواب:

قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیت ﴿ و ایدناہ بروح القدس ﴾ (اور ہم نے روح القدس سے آپ کی مدد کی) کی تفسیر میں مروی

ہے کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس وحی کی ابتداء ہوئی وہ سچے خواب تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خواب نہ دیکھتے تھے' جو سفیدی صبح کی طرح پیش نہ آتا ہو۔ جب تک اللہ کو منظور ہوا اسی حالت پر رہے۔ خلوت وگوشہ نشین رہتے تھے۔ جس میں قبل اس کے کہ اپنے اعزہ ومتعلقین کے پاس واپس آئیں متعدد راتیں تنہائی وعبادت میں گزارتے تھے۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آتے تھے۔ اسی طرح راتوں کے لئے توشہ لے لیتے تھے یہاں تک کہ یکایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امرحق آ گیا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء میں ہی تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت (مذکورہ) میں تھے تو اجیاء میں قیام تھا۔ آپ نے افق آسمان پر ایک فرشتے کو اس کیفیت سے دیکھا کہ وہ اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے پکار رہا ہے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں جبرئیل (علیہ السلام) ہوں۔ یا محمدؐ! میں جبرئیلؑ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ڈر گئے۔ جب اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھاتے تھے تو برابر ان کو دیکھتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت تیزی کے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ انہیں اس واقعے سے آگاہ کیا اور فرمایا: اے خدیجہؓ! واللہ مجھے ان بتوں اور کاہنوں کا سا بغض کبھی کسی چیز سے نہیں ہوا۔ میں اندیشہ کرتا ہوں کہ کہیں کاہن نہ ہو جاؤں۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہرگز نہیں۔ اے میرے چچا کے فرزند یہ نہ کہیے۔ اللہ آپ کے ساتھ ایسا کبھی نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحم کرتے ہیں۔ بات سچ کہتے ہیں اور امانت دار ہیں۔ آپ کے اخلاق کریم ہیں۔

پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور یہ گویا سب سے پہلی مرتبہ ان کے پاس گئیں۔ انہیں اس واقعے سے خبردار کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔

ورقہ نے کہا: بخدا تمہارے چچا کے فرزند بیشک سچے ہیں۔ یہ نبوت کی ابتداء ہے بیشک ان کے پاس ناموس اکبر (جبرئیل علیہ السلام) آئیں گے۔ تم ان سے کہو کہ وہ اپنے دِل میں سوائے نیکی کے اور کوئی بات نہ لائیں۔

عروہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! میں ایک نور دیکھتا ہوں اور ایک آواز سنتا ہوں' اندیشہ ہے کہ میں کاہن نہ ہو جاؤں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے فرزند عبداللہ! اللہ آپ کے ساتھ ایسا ہرگز نہیں کرے گا آپ سچ بات کہتے ہیں' امانت ادا کرتے ہیں' اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔

غالباً ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! میں ایک آواز سنتا ہوں اور ایک نور دیکھتا ہوں۔ ڈرتا ہوں کہ مجھے جنون نہ ہو جائے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے فرزند عبداللہ! اللہ ایسا نہیں ہے کہ آپ کے ساتھ ایسا کرے۔ وہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے کہا: اگر وہ سچے ہیں تو یہ ناموس موسیٰ علیہ السلام کی طرح ناموش (فرشتہ) ہے جس کی آواز وروشنی ہے۔ وہ میری زندگی میں مبعوث ہو گئے تو میں ان کی حمایت کروں گا' مدد کروں گا۔ اور ان پر ایمان لاؤں گا۔

پہلی وحی کا نزول:

محمد بن عبادہ بن جعفر سے مروی ہے کہ بعض علماء کو کہتے سنا کہ سب سے پہلے جو وحی نبی علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ یہ تھی:

﴿ اقرأ باسم ربك الذی خلق ○ خلق الانسان من علق ○ اقرأ و ربك الاکرم ○ الذی علم بالقلم ○ علم الانسان ما لم یعلم ○ ﴾

جو وحی حراء کے مقام پر نبی علیہ السلام پر نازل ہوئی یہ اس کا ابتدائی حصہ ہے۔ اس کے بعد مشیت الٰہی کے مطابق اس کا آخری حصہ بھی نازل ہوا۔

عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ سب سے پہلے جو سورت نبی علیہ السلام پر نازل کی گئی وہ ﴿ اقرأ باسم ربك الذی خلق ﴾ ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حراء میں رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو کچھ دن تک یہ کیفیت رہی کہ جبرئیل علیہ السلام نظر نہ آئے۔ آپ کو شدید غم ہوا۔ کبھی کوہ ثبیر جاتے تھے کبھی حراء اور یہ ارادہ کرتے تھے کہ اپنے آپ کو اس پر سے گرا دیں۔ رسول اللہ ﷺ انہیں پہاڑوں میں سے کسی کا ارادہ فرما رہے تھے کہ آسمان سے ایک آواز سنی رسول اللہ ﷺ آواز کی گرج سے رُک گئے۔ سر اُٹھایا تو آسمان و زمین کے درمیان جبرئیل علیہ السلام ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آئے جو کہہ رہے تھے کہ اے محمد (ﷺ) آپ واقعی رسول ہیں اور میں جبرئیلؑ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اس طرح واپس ہوئے کہ اللہ نے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دی تھیں اور دِل مضبوط کر دیا تھا۔ اس کے بعد وحی کا تانتا بندھ گیا۔

ابو بکر بن عبداللہ بن ابی مریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے کہا گیا کہ اے محمد ﷺ! آپ کی آنکھ کو سونا چاہیے۔ کان کو سننا چاہیے اور قلب کو یادِ الٰہی کرنا چاہیے۔ چنانچہ میری آنکھ سوتی ہے' قلب یاد کرتا ہے اور کان سنتا ہے۔

کیفیت وحی:

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ کو تکلیف ہوتی تھی۔ چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل کی جاتی تھی تو آپ ﷺ اس کی وجہ سے مدہوشی کی طرح پژمردہ ہو جاتے تھے۔

ابو راوی الدوسی سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ پر اس وقت وحی نازل ہوتے دیکھا جب آپ اپنی سواری پر تھے۔ وہ چلاتی تھی اور اپنے ہاتھ پیر سکیڑتی تھی۔ مجھے گمان ہوا کہ اس کی باہیں ٹوٹ جائیں گی۔ اکثر وہ بھڑکتی تھی' اپنے ہاتھ گڑو کے کھڑی ہو جاتی تھی یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کو ثقل وحی سے افاقہ ہو جاتا اور آپ اس سے مثل موتی کی لڑی کے اُتر جاتے تھے۔

عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے اپنے چچا سے روایت کی کہ انہیں یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے' میرے پاس وحی دو طریقے سے آیا کرتی ہے۔

(۱) اسے جبرئیل علیہ السلام لاتے ہیں اور مجھے تعلیم کرتے ہیں۔ جس طرح ایک آدمی دوسرے آدمی کو تعلیم کرتا ہے۔ یہ طریقہ

جس میں مجھ سے چین چھوٹ جاتا ہے۔

(۲) میرے پاس جرس کی آواز کی طرح آتی ہے۔ یہاں تک کہ میرے قلب میں رچ جاتی ہے۔ یہ وہ طریقہ ہے جس سے چین نہیں چھوٹتا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حارث بن ہشام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبھی تو وہ میرے پاس جرس کی جھنکار کی سی آواز میں آتی ہے اور وہ مجھ پر سب وحی سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔ پھر وہ مجھ سے منقطع ہو جاتی ہے اور مجھے یاد ہو جاتا ہے۔ کبھی فرشتہ میرے لئے شکل بدل لیتا ہے' مجھ سے کلام کرتا ہے' وہ جو کچھ کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے شدید سردی کے زمانے میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتے دیکھا ہے۔ اختتام پر آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ ٹپکتا ہوتا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی علیہ السلام پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ اس کی شدت محسوس کرتے تھے۔ اسے یاد کرتے تھے اور اپنے لب ہلاتے تھے تاکہ بھول نہ جائیں۔

پھر اللہ نے آپ ﷺ پر یہ آیت نازل کی ﴿ لا تحرك به لسانك لتعجل به ﴾ (آپ زبان کو حرکت نہ دیجئے کہ اس کے ساتھ عجلت کریں)۔ اس کے ساتھ عجلت کریں کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سیکھنے میں عجلت کریں۔ ﴿ ان علینا جمعه و قرآنه ﴾ (بے شک اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے) یعنی آپ اسے بھول نہیں سکتے۔ یعنی یہ ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپ کے سینے میں جمع کر دیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قرآنه کا مطلب یہ ہے کہ آپ اسے پڑھیں گے۔ ﴿ فاتبع قرآنه ﴾ (لہٰذا آپ ان کے پڑھنے کی پیروی کیجئے) یعنی آپ خاموش رہیے (اور جبرئیل علیہ السلام کا پڑھنا سنیے)۔ ﴿ ان علینا بیانهٗ ﴾ یعنی ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپ کی زبان سے بیان کرا دیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مطمئن ہو گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت: ﴿ لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علینا جمعه و قرآنه ﴾ کی تفسیر میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نزول وحی سے شدت محسوس کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ اپنے لبوں کو حرکت دیتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل فرمایا کہ ﴿ لا تحرك به لسانك ... الآية ﴾ آپ اس کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیجئے' آپ کے سینے میں اس کا جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے (جب جمع ہو جائے گا تو) پھر آپ اسے پڑھیں گے۔ ﴿ فاذا قرانٰہ فاتبع قرانٰه ﴾ یعنی اسے سنیے اور خاموش رہیے۔ ﴿ ثم ان علینا بیانه ﴾ یہ ہمارے ذمہ ہے کہ آپ اسے پڑھیں گے۔ اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آتے تھے تو آپ ﷺ ان کا کلام سنتے تھے۔ جب جبرئیل علیہ السلام چلے جاتے تھے تو آپ اسے اسی طرح پڑھتے تھے جس طرح آپ کو پڑھایا جاتا تھا۔

آغازِ تبلیغ:

عبدالرحمٰن بن القاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا۔ آپ کے پاس جو وحی اللہ کی جانب سے آتی ہے اس کی اچھی طرح تبلیغ کریں لوگوں کو احکام الٰہی سے ندا دیں اور انہیں اللہ کی طرف بلائیں۔ آپ ابتدائے نبوت سے تین سال تک خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے' یہاں تک کہ آپ کو کھلم کھلا دعوت دینے کا حکم ہو گیا۔

محمد سے آیت ﴿ و من احسن قولا ممن دعا الی اللّٰہ و عمل صالحًا و قال اننی من المسلمین ﴾ (اس شخص سے زیادہ اچھے کلام والا کون ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے عمل صالح کرے اور کہے کہ میں بھی مسلمان ہوں) کی تفسیر میں مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خفیہ و اعلانیہ اسلام کی طرف دعوت دی' نوجوان اور کمزوروں میں سے جس کو خدا نے چاہا اللہ کو مانا' یہاں تک کہ آپ پر ایمان لانے والوں کی کثرت ہو گئی آپ جو کچھ فرماتے تھے کفار قریش بھی اس کے منکر نہ تھے کہ خاندان عبدالمطلب کا یہ لڑکا آسمان کی باتیں کرتا ہے۔ یہی طریقہ رہا یہاں تک کہ اللہ نے ان کے معبودوں کی ہجو کی جن کی وہ اللہ کے سوا پرستش کیا کرتے تھے۔ ان کے ان بزرگوں کی ہلاکت کا ذکر کیا جو کفر پر مر گئے تھے۔ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے چوکنا ہو گئے اور آپ کے دشمن ہو گئے۔

کوہ صفا پر پہلا خطبہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آیت ﴿ و انذر عشیرتک الاقربین ﴾ (اور اپنے سب سے زیادہ قریب کے رشتہ داروں کو ڈرایئے) نازل کی گئی تو رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور فرمایا اے گروہ قریش۔

قریش نے کہا محمد (ﷺ) کوہ صفا پر چڑھ کر پکارتے ہیں۔ سب لوگ آئے جمع ہو گئے اور کہا کہ اے محمد (ﷺ)! آپ کو کیا ہوا ہے؟

فرمایا کہ اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کی جڑ میں ہے تو کیا تم لوگ میری تصدیق کرو گے۔

لوگوں نے کہا جی ہاں۔ آپ ہمارے نزدیک غیر متہم ہیں (آپ پر کبھی کوئی تہمت کذب کی بھی نہیں لگائی گئی)۔ اور ہم نے کبھی آپ کے کذب کا تجربہ نہیں کیا۔

آپ نے کہا: میں ایک عذابِ شدید سے تمہیں ڈرانے والا ہوں۔ اے بنی عبدالمطلب اے بنی عبدمناف اے بنی زہرہ (یہاں تک کہ آپ ﷺ نے قبیلۂ قریش کی تمام شاخوں کو گن ڈالا) اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے سب سے زیادہ قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں اور میں نہ تو دنیا کی تمہاری کسی منفعت پر قادر ہوں اور نہ آخرت کے کسی حصہ پر سوائے اس کے تم لا الٰہ الا اللہ کہو۔

ابولہب کہنے لگا: تبا لک سائر الیوم الھذا جمعتنا (دن بھر آپ کی بربادی ہو کیا اسی لئے آپ نے ہمیں جمع کیا تھا)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے پوری سورت ﴿ تبت یدا ابی لھب ﴾ نازل فرمائی۔ (ابولہب ہی کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے)۔

یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے مکہ میں اسلام کو ظاہر کیا' آپ کا کام پھیل گیا' بعض نے بعض کو دعوت دی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک کنارے خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے' سعید بن زید بھی اسی طرح کرتے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ علانیہ دعوت دیتے تھے۔ حمزہ بن عبدالمطلب وابوعبیدہ بن الجراح بھی۔

قریش اس سے سخت غصہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے حسد و بغاوت کا ظہور ہوا۔ بعض لوگ آپ کی بدگوئی کرتے تھے' وہ کھلم کھلا آپ سے عداوت کرتے تھے۔ دوسرے لوگ پوشیدہ رہتے تھے حالانکہ وہ بھی اسی (عداوت وحسد کی) رائے پر تھے مگر وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عداوت کرنے اور اس کا بیڑا اُٹھانے سے اپنی براءت کرتے تھے۔

دُشمنِ اسلام:

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب سے عداوت و دشمنی رکھنے والے جھگڑے اور فساد کے خواہاں یہ لوگ تھے:

1. ابوجہل بن ہشام
2. ابولہب بن عبدالمطلب
3. اسود بن عبد یغوث
4. حارث بن قیس جس کی ماں کا نام غیطلہ تھا۔
5. ولید بن المغیرہ
6. امیہ
7. اُبی فرزندان خلف
8. ابوقیس بن الفاکہ بن المغیرہ
9. نصر بن الحارث
10. منبہ بن الحجاج
11. عاص بن وائل
12. زہیر بن ابی امیہ
13. سائب بن صیفی بن عابد
14. اسود بن عبدالاسد
15. عاص بن سعید بن العاص
16. عاص بن ہاشم
17. عقبہ بن ابی مُعیط
18. ابن الاصدی الہذلی جس کو اروی (بنت عبدالمطلب) نے نکال دیا تھا۔

۱۹ حکم بن ابی العاص

۲۰ عدی بن الحمراء

یہ اس لیے کہ یہ سب قریش کے ہمسایہ تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جن کی عداوت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی وہ ابوجہل و ابولہب و عقبہ بن ابی معیط تھے۔ عتبہ و شیبہ فرزندانِ ربیعہ و ابوسفیان بن حرب بھی اہل عداوت تھے مگر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بدگوئی نہیں کرتے تھے۔ یہ لوگ عداوت میں مثل قریش تھے۔

سوائے ابوسفیان اور حکم کے ان میں سے کوئی اسلام نہیں لایا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دو پڑوسیوں کے شر کے درمیان تھا۔ ابولہب و عقبہ بن ابی معیط۔ دونوں پاخانہ لاتے تھے اور میرے دروازے پر ڈالتے تھے۔ بعض مرتبہ ایسی ناپاک چیزیں ہوتی تھیں جو لوگ پھینک دیتے تھے۔ میرے دروازے پر ڈال جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لاتے اور فرماتے' اے بنی عبد مناف یہ کون سا حق ہمسائیگی ہے۔ پھر اسے راستے میں ڈال دیتے تھے۔

ابوطالب کے ساتھ قریشی وفد کی ملاقات:

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر العذری وغیرہ سے مروی ہے کہ جب قریش نے اسلام کا ظہور اور مسلمانوں کا کعبہ کے گرد بیٹھنا دیکھا تو وہ حیران ہو گئے۔ ابوطالب کے پاس آئے اور کہا: آپ ہمارے بزرگ اور ہم لوگوں میں افضل ہیں۔ ان بے وقوفوں نے آپ کے بھتیجے کے ساتھ ہو کر جو کچھ کیا ہے وہ بھی آپ نے دیکھا ہے۔ (مثلاً) ہمارے معبودوں کو ترک کر دینا اور ان کا ہم پر طعنہ زنی کرنا اور ہمارے نوجوانوں کو احمق کہنا (وغیرہ)۔

یہ (قریش کے) لوگ عمارہ بن الولید بن المغیرہ کو بھی اپنے ہمراہ لائے تھے۔ ان لوگوں نے کہا' ہم آپ کے پاس ایسے شخص کو لائے ہیں جو نسب و جمال و بہادری اور شعر گوئی میں جوان قریش ہے اسے آپ کے حوالے کرتے ہیں تاکہ اس کی مدد و میراث آپ کے لئے ہو۔ آپ اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیں تاکہ ہم اسے قتل کر دیں۔ یہ طریقہ خاندان کو ملانے والا اور انجام کار کے اعتبار سے بہترین ہوگا۔

ابوطالب نے کہا: واللہ تم لوگوں نے میرے ساتھ انصاف کیا نہیں۔ تم مجھے اپنا بیٹا دیتے ہوتا کہ میں تمہارے لئے اسے پرورش کروں اور تمہیں اپنا بھتیجا دے دوں۔ تاکہ تم اسے قتل کرو۔ یہ تو انصاف نہ ہوا۔ تم لوگ مجھ سے غریب و ذلیل کا سا سودا کرتے ہو۔

ان لوگوں نے کہا: آنحضرت ﷺ کو بلا بھیجو تاکہ ہم فیصلہ و انصاف انہیں کے سپرد کر دیں۔ ابوطالب نے آپ ﷺ کو بلا بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ ابوطالب نے کہا: اے میرے بھتیجے! یہ لوگ آپ کے چچا اور آپ کی قوم کے شرفاء ہیں اور آپ سے فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ کہو میں سنوں گا۔ ان لوگوں نے کہا: آپ ہمارے معبودوں کو چھوڑ دیجئے اور ہم لوگ آپ کو اور آپ کے معبود کو چھوڑ دیں گے۔ ابوطالب نے کہا: قوم نے آپ کے ساتھ انصاف کیا لہٰذا آپ ان کے فیصلے کو قبول کیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگوں کی رائے ہے کہ میں تمہیں یہ قول دے دوں تو تم بھی ایک ایسے کلمے کا قول دو گے کہ اس کی وجہ سے تم سارے عرب کے مالک بن جاؤ گے اور عجم بھی تمہارے لئے اسی کو دین بنائے گا۔

ابوجہل نے کہا: یہ کلمہ تو بہت ہی نفع مند ہے آپ کے والد کی قسم ہم اسے اور اس کے سے دس کلموں کو ضرور ضرور کہیں گے۔

آپ نے فرمایا: لا الٰہ الا اللہ کہو۔

وہ لوگ سخت ناخوش ہوئے اور کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے کہ اپنے معبودوں پر سختی سے جمے رہو یہی چیز مقصود و مراد ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ کہنے والا (بجائے ابوجہل کے) عقبہ بن ابی معیط تھا۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم ان کے پاس دوبارہ کبھی نہ جائیں گے اس سے بہتر کوئی بات نہیں کہ محمد (ﷺ) کو دھوکے سے قتل کر دیا جائے۔

جب یہ شب گزری اور دوسرے دن کی شام ہوئی تو رسول اللہ ﷺ گم ہو گئے۔ ابوطالب آپ ﷺ کے چچا قیام گاہ پر آئے مگر آپ کو نہ پایا (اندیشہ ہوا کہ خدانخواستہ قریش نے آپ کو قتل تو نہیں کر دیا)۔

ابوطالب نے بنی ہاشم و بنی مطلب کے نوجوانوں کو جمع کیا اور کہا تم میں سے ہر شخص کو ایک ایک تیز تلوار لے کر میری پیروی کرنا چاہیئے۔ جب میں مسجد حرام میں داخل ہوں تو تم میں ہر نوجوان کو چاہیئے کہ وہ کسی بڑے سردار کے پاس بیٹھے جن میں ابوجہل بھی ہو کیونکہ اگر محمد (ﷺ) قتل کر دیئے گئے ہیں تو (وہ ابوجہل) شر سے جدا نہیں ہے (یعنی وہ بھی اس میں ضرور شریک ہوگا)۔

نوجوانوں نے کہا ہم کریں گے۔

زید بن حارثہ آئے تو انہوں نے ابوطالب کو اسی حال پر پایا۔ ابوطالب نے کہا اے زید تم نے میرے بھتیجے کا پتہ بھی پایا۔ انہوں نے کہا جی ہاں میں تو ابھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ ابوطالب نے کہا تاوقتیکہ میں انہیں دیکھ نہ لوں اپنے گھر نہ جاؤں گا۔

زید تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ کوہ صفا پر ایک مکان میں تھے اور ساتھ اصحاب بھی تھے جو باہم باتیں کر رہے تھے۔ زید نے آپ ﷺ کو یہ واقعہ بتایا۔ رسول اللہ ﷺ ابوطالب کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: اے میرے بھتیجے! کہاں تھے؟ اچھی طرح تو تھے؟ فرمایا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے گھر جائیے۔

رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لے گئے۔ صبح ہوئی تو ابوطالب نبی ﷺ کے پاس گئے اور آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر مجالس قریش پر کھڑا کر دیا۔ ابوطالب کے ساتھ ہاشمی و مطلبی نوجوان بھی تھے۔

ابوطالب نے کہا: اے گروہ قریش! تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کس بات کا قصد کیا تھا۔ ان لوگوں نے کہا نہیں۔ ابوطالب نے انہیں واقعہ بتایا اور نوجوان سے کہا کہ جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہے اسے کھول دو۔ ان لوگوں نے کھولا تو ہر شخص کے

پاس تلوار تھی۔

ابوطالب نے کہا: واللہ اگر تم لوگ آنحضرت ﷺ کو قتل کر دیتے تو میں تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑتا۔ یہاں تک کہ ہم تم دونوں آپس میں فنا ہو جاتے۔ ساری قوم بھاگی اور ان میں سے تیز بھاگنے والا ابوجہل تھا۔

ہجرت حبشہ اولیٰ:

زہری سے مروی ہے کہ جب مسلمانوں کی کثرت ہوگئی' ایمان ظاہر ہو گیا اور اس کا چرچا ہونے لگا تو کفار قریش کے بہت سے لوگوں نے اپنے قبیلے کے مومنین پر حملہ کر دیا۔ ان پر عذاب کیا۔ قید کر دیا اور انہیں دین سے برگشتہ کرنا چاہا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم روئے زمین پر منتشر ہو جاؤ۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کہاں جائیں؟ فرمایا: یہاں۔ آپ ﷺ نے حبشہ (افریقہ) کی طرف اشارہ فرمایا۔ وہ آپ ﷺ کا سب سے زیادہ پسندیدہ ملک تھا جس کی جانب ہجرت کی جاتی۔

مسلمانوں کی کافی تعداد نے ہجرت کی۔ ان میں بعض وہ تھے جو اپنے ہمراہ اپنے متعلقین کو بھی لے گئے۔ اور بعض وہ تھے جو خود ہی گئے یہاں تک کہ ملک حبشہ میں در آئے۔

حارث بن الفضیل سے مروی ہے کہ مسلمان خفیہ طور پر روانہ ہوئے۔ وہ گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔ یہ لوگ شعیبہ پہنچے ان میں سوار بھی تھے' پیادہ بھی تھے۔ جس وقت مسلمان (ساحل تک) آئے تو اللہ نے تجار کی دو کشتیوں کو ساتھ ساتھ پہنچا دیا۔ انہوں نے ان مہاجرین کو نصف دینار کے عوض میں حبشہ تک کے لئے سوار کر لیا۔

ان لوگوں کی روانگی رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں ہوئی تھی۔ قریش بھی ان لوگوں کے پیچھے پیچھے چلے۔ جب سمندر کے اس مقام پر آئے جہاں سے مہاجرین سوار ہوئے تھے تو ان میں سے کسی کو بھی نہ پایا۔

مہاجرین نے کہا: ہم لوگ ملک حبشہ میں آ گئے۔ وہاں ہم بہترین ہمسائے کے پڑوس میں رہے۔ ہمیں اپنے دین پر امن مل گیا۔ ہم نے اس طرح اللہ کی عبادت کی کہ نہ ہمیں ایذاء دی گئی اور نہ ہم نے کوئی ایسی بات سنی جو ناگوار ہو۔

شرکائے ہجرت حبشہ اولیٰ:

محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ اس جماعت مہاجرین کے مردوں اور عورتوں کے نام یہ ہیں:

① عثمان بن عفان جن کے ہمراہ ان کی بیوی

② رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں۔

③ ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ جن کے ہمراہ ان کی بیوی

④ سُہلہ بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں۔

⑤ زبیر بن العوام بن بن خویلد بن اسد۔

⑥ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار۔

⑦ عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدالحارث بن زہرہ۔

⑧ ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن مخزوم جن کے ہمراہ ان کی بیوی

⑨ اُمّ سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بھی تھیں۔

⑩ عثمان بن مظعون الجمحی۔

⑪ عامر بن ربیعہ العزی جو بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے اور ان کے ہمراہ ان کی بیوی

⑫ لیلیٰ بنت ابی حثمہ بھی تھیں۔

⑬ ابوسبرہ بن ابی رحم بن عبدالعزی العامری۔

⑭ وحاطب بن عمرو بن عبدشمس۔

⑮ وسہیل بن بیضاء جو بنی الحارث بن فہر میں سے تھے۔

⑯ عبداللہ بن مسعود جو حلیف بنی زہرہ تھے۔

حبشہ سے اصحاب کی واپسی کی وجہ:

المطلب بن عبداللہ بن خطب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قوم کا باز رہنا دیکھا تو آپ تنہا بیٹھے اور تمنا ظاہر فرمائی کہ کاش مجھ پر کوئی ایسی وحی نازل نہ ہوتی جو کفار کو مجھ سے بیزار کرتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم میں مقرب اور ان کے نزدیک ہوگئے وہ لوگ آپ کے نزدیک ہوگئے۔

ایک روز کعبہ کے گرد انہیں مجالس میں سے کسی میں بیٹھے اور آپ نے ان لوگوں کو یہ پڑھ کر سنایا: ﴿ والنجم اذا هوى ﴾ ہے۔ ﴿ افرأيتم اللات العزى و مناة الثالثة الاخرى ﴾ تک۔ شیطان نے آپ کی زبان پر یہ دو کلمات بھی ڈال دیئے: ﴿ تلك الغرانيق العُلى و ان شفاعتهن لترتجى ﴾ یہ تصاویر (بت) بلند مرتبہ ہیں اور بیشک ان کی شفاعت کی توقع کی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات ادا فرمائے۔ آپ آگے بڑھے پوری سورۃ پڑھی اور سجدہ کیا۔ ساری قوم مشرکین نے بھی سجدہ کیا۔ ولید بن مغیرہ نے مٹی اپنی پیشانی تک اُٹھائی اور اس پر سجدہ کیا۔ وہ بہت بوڑھا تھا' سجدہ کرنے پر قادر نہ تھا۔

کہا جاتا ہے کہ جس نے مٹی لی اور سجدہ کیا اور پیشانی تک اٹھایا۔ وہ ابواُحیحہ بن سعید بن العاص تھا وہ بہت بوڑھا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ مٹی جس نے اُٹھائی وہ ولید تھا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ابواحیحہ تھا' دوسرے کہتے ہیں کہ ان دونوں نے یہی کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کلمہ ارشاد فرمایا اس سے سب لوگ خوش ہوگئے اور کہا ہم خوب جانتے ہیں کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ وہی پیدا کرتا ہے اور رزق دیتا ہے۔ لیکن ہمارے یہ معبود اس کے یہاں ہماری سفارش کرتے ہیں جب آپ نے بھی ان (معبودوں) کا ایک حصہ مقرر کر دیا ہے (کہ انہیں غافل نہ مانا صرف شفیع مانا) تو ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کا یہ کہنا بہت ہی گراں معلوم ہوا۔ کیونکہ دراصل آپ نے یہ کلمات ہی نہ فرمائے تھے۔ یہ محض راوی کا سہو ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ شیطان نے آپ کی آواز ملا کر یہ کلمات کہہ دیئے ہوں۔ اسی سورت کے شروع میں ﴿ وما ينطق عن الهوىٰ، ان هو الا وحى يوحى ﴾ موجود ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے وحی کے ساتھ غیر وحی نکل ہی نہیں سکتی پھر

یہ کیونکر ممکن ہے کہ شیطان کی زبان کو آپ کی زبان پر قابو مل جائے۔ خدانخواستہ ایسا ہو تو پھر آپ کی تمام وحی میں شیطانی کلمات کی آمیزش کا شبہ ہو سکتا ہے۔ حاشا وکلا۔

آپ بیت اللہ میں بیٹھ گئے۔ شام ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام آئے۔ آپ نے ان سے اس سورت کا دور کیا۔ جبریل نے کہا کہ کیا میں آپ کے پاس یہ دونوں کلمات بھی لایا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اللہ پر وہ بات کہہ دی جو اس نے نہیں کہی تھی (یہ بھی محض وہم راوی ہے)۔ قرآن میں صاف صاف مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ اللہ کی طرف سے کوئی بات بغیر اس کے کہے نہیں کہہ سکتے: ﴿ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین ﴾۔

پھر اللہ نے آپ کو یہ وحی بھیجی (جس میں یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ آنحضرت ﷺ تو اپنی طرف سے ہرگز وحی بنا ہی نہیں سکتے۔ کوئی اور شخص بھی اس کا وہم و وسوسہ نہ کرے)۔ ﴿ و ان کادوا لیفتنونك عن الذی او حینا الیك لتفتری علینا غیره و اذا لاتخذوك خلیلا الی قوله ثم لا تجدلك علینا نصیرا ﴾ (اگرچہ قریب ہے کہ یہ لوگ جو وحی ہم نے آپ کو بھیجی ہے اس سے آپ کو باز رکھیں تاکہ آپ اسی وحی کے خلاف ہم پر بہتان باندھیں اور اس وقت یہ لوگ آپ کو دوست بنالیں، وغیرہ وغیرہ۔ پھر آپ (ایسا واقعہ ہونے پر) ہمارے خلاف اپنا کوئی مددگار نہ پائیں گے)۔

یہ آیت خود بتاتی ہے کہ ایسا واقعہ ہوا نہیں بلکہ مشرکین کی خواہش تھی کہ ایسا ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی یہ آیت نازل کر کے ان کی اُمید باطل پر پانی پھیر دیا۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام سے مروی ہے کہ اس سجدہ کی خبر لوگوں میں اتنی شائع ہوئی کہ ملک حبشہ تک پہنچ گئی۔

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ نے سجدہ کیا اور اسلام لائے۔ ولید بن مغیرہ اور ابواحیحہ نے بھی نبی ﷺ کے پیچھے سجدہ کیا۔ اس جماعت مہاجرین نے کہا کہ جب یہی لوگ اسلام لے آئے تو اب مکے میں اور کون رہ گیا۔ ہمیں اپنے قبائل، اہل حبشہ سے زیادہ محبوب ہیں۔

یہ لوگ واپسی کے ارادے سے روانہ ہوئے جب مکے کے اسی طرف دن کے ایک گھنٹے راہ پر تھے تو ان کی ملاقات بنی کنانہ کے چند شتر سواروں سے ہوئی۔ قریش اور ان کا حال دریافت کیا تو شتر سواروں نے کہا محمد (ﷺ) نے ان کے معبودوں کا خیر کے ساتھ ذکر کیا یہ گروہ ان کا پیروکار ہو گیا۔ پھر آنحضرت ﷺ ان (معبودوں) سے برگشتہ ہو گئے تو وہ لوگ بھی ان کے ساتھ شر کرنے لگے۔ ہم نے ان لوگوں کو اسی حالت میں چھوڑا ہے۔ اس جماعت نے ملک حبشہ کی واپسی کے بارے میں باہم مشورہ کیا۔ قرار پایا کہ اب تو پہنچ گئے۔ دیکھیں تو قریش کس حال میں ہیں جو شخص اپنے اعزہ سے تجدید ملاقات کرنا چاہے تو کر لے پھر واپس آئے۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ سوائے ابن مسعود کے جو تھوڑی دیر (بیرون مکہ ٹھہر کر) ملک حبشہ واپس ہو گئے۔ اور

سب لوگ مکے میں داخل ہوئے اور جو شخص داخل ہوا اپنے پڑوسی کے ساتھ داخل ہوا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ لوگ رجب ۵ ؁ نبوی میں مکے سے نکلے تھے۔ شعبان و رمضان میں (ملک حبشہ میں) مقیم رہے اور سجدے کا واقعہ رمضان میں ہوا تھا اور یہ لوگ شوال ۵ ؁ نبوی میں آئے تھے۔

ہجرت حبشہ ثانی:

عبدالرحمٰن بن سابط وغیرہ سے مروی ہے کہ جب اصحاب نبی ﷺ پہلی ہجرت سے مکے میں گئے تو ان کی قوم نے سختی کی اور ان کے خاندان نے ان پر حملہ کیا ان کو سخت اذیت کا سامنا ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ ملک حبشہ کی روانگی کی اجازت مرحمت فرمائی اس بار روانگی پہلے سے بہت زیادہ دشوار تھی۔ قریش کی طرف سے انتہائی سختی سے دوچار ہونا پڑا اور (سخت اذیت پہنچی) قریش کو جب نجاشی کا اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا معلوم ہوا تو سخت ناگوار گزرا۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! نجاشی کے پاس ہماری پہلی ہجرت اور یہ دوسری اس طرح ہوئی کہ آپ ہمارے ہمراہ نہیں تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اللہ کی طرف اور میری طرف ہجرت کرنے والے ہو تمہیں ان دونوں ہجرتوں کا ثواب ہوگا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ بس اتنا ہی کافی ہے۔

ہجرت کرنے والے مردوں کی تعداد تراسی تھی اور عورتیں گیارہ، قریشی، سات بیرونی تھیں ان مہاجرین نے ملک حبشہ میں نجاشی کے یہاں اچھے برتاؤ میں قیام کیا۔

جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت فرمانے کی خبر سنی تو تینتیس مرد اور آٹھ عورتیں واپس آ گئیں، دو مرد تو مکے ہی میں وفات پا گئے اور سات آدمی قید کر لیے گئے اور چوبیس بدر میں حاضر ہوئے۔

۷ ؁ نبوی میں ربیع الاوّل کا مہینہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کو ایک فرمان تحریر فرمایا جس میں اسلام کی دعوت دی۔ عمرو بن اُمیہ الضمری کے ہمراہ روانہ کیا۔

فرمان سن کر نجاشی اسلام لایا، اور کہا: اگر میں حاضر خدمت ہونے پر قادر ہوتا تو ضرور حاضر ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ نے تحریر فرمایا کہ وہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب کا آپ کے ساتھ نکاح کر دیں جو اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کے ہمراہ ان لوگوں میں تھیں جنہوں نے ملک حبشہ میں ہجرت کی تھی۔ عبیداللہ وہاں نصرانی ہو گیا اور مر گیا۔

نجاشی نے ان کا نکاح آنحضرت ﷺ کے ساتھ کر دیا اور آپ کی طرف سے چار سو دینار مہر کے دیئے جو شخص ام حبیبہ کے ولی نکاح ہوئے وہ خالد بن سعید العاص تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کو تحریر فرمایا کہ آپ کے اصحاب میں سے جو لوگ ان کے پاس باقی ہیں انہیں آپ کے پاس بھیجیں اور سوار کرا دیں۔

بہ تعمیل ارشاد نبوی نجاشی نے مہاجرین کو عمرو بن امیہ الضمری کے ساتھ دو کشتیوں میں سوار کر دیا۔ یہ لوگ ساحل بولا پر جس کا نام الجار بھی ہے لنگر انداز ہوئے۔ سواریاں کرائے پر لیں' مدینہ مبارکہ آئے۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ خیبر میں تشریف فرما ہیں' آپ کے پاس روانہ ہو گئے۔ بارگاہِ رسالت میں پہنچے تو خیبر فتح ہو چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے گفتگو فرمائی کہ ان لوگوں کو بھی اپنے (مال غنیمت کے) حصوں میں شریک کر لیں' اس حکم کی سب نے تعمیل کی۔

رسول اللہ ﷺ اپنے خاندان کے ہمراہ شعب ابی طالب میں:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب قریش کو جعفر اور ان کے ہمراہیوں کے ساتھ نجاشی کا اکرام والطاف معلوم ہوا تو بہت گراں گزرا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب پر سخت غصہ ہوئے۔ آپ کے قتل پر اتفاق کیا اور بنی ہاشم کے خلاف ایک عہد نامہ لکھا کہ نہ تو ان سے شادی بیاہ' خرید و فروخت کریں گے' نہ میل جول رکھیں گے۔

جس نے یہ عہد نامہ لکھا وہ منصور بن عکرمہ العبدری تھا کہ اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ انہوں نے اس عہد نامے کو کعبے کے بیچ میں لٹکا دیا۔

بعض اہل علم کی رائے ہے وہ عہد نامہ ام الجلاس بنت مُخرّبہ الحنظلیہ کے پاس رہا جو کہ ابو جہل کی خالہ تھی۔

محرم ۷ ؁ نبوی کی چاندرات کو شعب ابی طالب میں بنی ہاشم کا محاصرہ کر لیا گیا۔ بنی المطلب بن عبد مناف بھی شعب ابی طالب میں بھاگ آئے۔ ابولہب نکل کر قریش سے جا ملا' اس نے بنی ہاشم و بنی المطلب کے خلاف قریش کو قوت پہنچائی۔

قریش نے ان لوگوں کا غلہ اور ضروری اشیاء بند کر دیں (بنی ہاشم) موسم حج کے سوا نہ نکلتے تھے۔ ان پر سخت مصیبت آ گئی شعب سے بچوں کے رونے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں' بعض قریش تو اس سے خوش ہوتے تھے اور بعض کو ناگوار ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ منصور بن عکرمہ (عہد نامہ نویس) پر جو مصیبت آئی اسے دیکھو۔

تین سال تک یہ لوگ شعب میں مقیم رہے' اللہ نے ان کے عہد نامے کی حالت پر اپنے رسول ﷺ کو مطلع کیا کہ دیمک نے ظلم و جور والے مضمون کو کھا لیا' جو اللہ کا ذکر تھا وہ رہ گیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ قریش نے اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایک عہد نامہ لکھا تھا۔ اور اس پر تین مہریں لگائی تھیں۔ اللہ عز و جل نے اس مضمون پر دیمک کو مسلط کر دیا جو سوائے اللہ عز و جل کے نام کے سب کھا گئی۔

محمد بن عکرمہ سے مروی ہے کہ سوائے ﴿ باسمك اللهم ﴾ کے عہد نامہ کی ہر چیز کھا گئی۔

قریش کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ وہ عہد نامہ ان کے دادا کے پاس تھا۔ ہر چیز جو عدم تعاون کے متعلق تھی کھا لی گئی سوائے ﴿ باسمك اللهم ﴾ کے۔

رسول اللہ ﷺ نے ابو طالب سے اس کا ذکر کیا' ابو طالب نے اپنے بھائیوں سے بیان کیا اور سب لوگ مسجد حرام کو گئے۔

ابو طالب نے کفار قریش سے کہا' میرے بھتیجے نے خبر دی ہے اور انہوں نے ہرگز مجھ سے غلط نہیں کہا ہے کہ اللہ نے تمہارے عہد نامے پر دیمک کو مسلط کر دیا ہے جو مضمون ظلم و جور یا قطع رحم کا تھا۔ اس نے کھالیا' وہی مضمون باقی رہ گیا ہے جس میں اللہ کا ذکر ہے' اگر میرے بھتیجے سچے ہیں تو تم لوگ اپنی برائی سے باز آ جاؤ اور اگر وہ غلط کہتے ہیں تو میں انہیں تمہارے حوالے کر دوں گا۔ تم انہیں قتل کرنا یا زندہ رکھنا۔

لوگوں نے جواب دیا کہ تم نے ہم سے انصاف کیا۔ عہد نامہ منگا بھیجا۔ کھولا تو اتفاق سے وہ اسی طرح تھا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ لوگ حیران ہو کر سرنگوں ہو گئے۔

ابو طالب نے کہا ہم لوگ کب تک مقید و محصور رہیں گے۔ حالانکہ معاملے کی حقیقت ظاہر ہو گئی۔ یہ کہا اور ہمراہیوں کے ساتھ کعبے کے اندر گئے۔ وہاں ابو طالب نے کہا کہ اے اللہ! ہماری مدد کر اُس شخص سے جو ہم پر ظلم کرے ہم سے قطع رحم کرے اور ہماری جو چیز اس پر حرام ہے اسے حلال سمجھے' لوگ شعب کو واپس آ گئے۔

قریش نے جو برتاؤ بنی ہاشم کے ساتھ کیا تھا اس پر ان کے کچھ لوگ باہم ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے' یہ مطعم بن عدی اور عدی بن قیس و زمعہ بن الاسود و ابوالبختری بن ہاشم و زہیر بن ابی امیہ تھے۔ ان لوگوں نے ہتھیار پہنے۔ بنی ہاشم و بنی المطلب کے پاس گئے اور کہا کہ اپنے اپنے مکانات کو روانہ ہو جائیں۔ ان لوگوں نے یہی کیا۔

قریش نے یہ دیکھا تو حیران ہو گئے اور سمجھ گئے کہ ہرگز ان لوگوں کو بے یار و مددگار نہ کر سکیں گے۔ شعب سے ان لوگوں کی روانگی سنہ ۱۰ نبوی میں ہوئی تھی۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اعزہ شعب میں دو سال رہے حکم نے کہا کم از کم تین سال رہے۔

طائف کا اذیت ناک سفر:

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر وغیرہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب و خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کی وفات ہوگئی اور ان دونوں کی وفات کے درمیان ایک مہینہ پانچ دن کا فصل تھا تو رسول اللہ ﷺ پر دو مصیبتیں جمع ہو گئیں۔

آپ گھر ہی میں رہنے لگے اور باہر نکلنا کم کر دیا۔ قریش کو وہ کامیابی حاصل ہوگئی جو اب تک حاصل نہ ہوئی تھی اور نہ انہیں توقع تھی۔

ابولہب کو معلوم ہوا تو وہ آپ کے پاس آیا اور کہا اے محمد (ﷺ) آپ جہاں چاہتے ہیں جائیے' جو کام آپ ابو طالب کی زندگی میں کرتے تھے کیجئے' لات کی قسم جب تک میں زندہ ہوں کسی کی آپ تک رسائی نہ ہوگی۔

ابن الغیطلہ نے نبی ﷺ کو برا بھلا کہا تھا۔ ابولہب اس کے پاس آیا اور اسے برا بھلا کہا۔ تو وہ چلاتا ہوا بھاگا کہ اے گروہ قریش ابو عتبہ (ابولہب) بے دین ہو گیا۔

قریش آ گئے اور ابولہب کے پاس کھڑے ہو گئے' ابولہب نے کہا: میں نے دین عبدالمطلب کو ترک نہیں کیا۔ مگر میں ظلم سے اپنے بھتیجے کی حفاظت کرتا ہوں یہاں تک کہ یہ جس کام کا ارادہ کرتے ہیں اس کے لئے چلے جائیں۔

قریش نے کہا: تم نے اچھا کیا' خوب کیا اور صلہ رحم کیا۔

رسول اللہ ﷺ چند روز اسی حالت پر رہے۔ آپ جاتے تھے آتے تھے قریش میں سے کوئی شخص آپ کی روک ٹوک نہ کرتا تھا۔ یہ لوگ ابولہب سے ڈر گئے تھے۔

ایک روز عقبہ بن ابی معیط اور ابوجہل بن ہشام ابولہب کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارے بھتیجے نے تمہیں یہ بھی بتایا کہ (خدا کے یہاں) تمہارے والد کا ٹھکانا کہاں ہے۔

ابولہب نے آپ سے پوچھا کہ اے محمد (ﷺ)! عبدالمطلب کا ٹھکانا کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی قوم کے ساتھ۔ ابولہب نکل کر ان دونوں کے پاس گیا اور کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اپنی قوم کے ساتھ۔

ان دونوں نے کہا: آنحضرت ﷺ کا گمان یہ ہے کہ وہ دوزخ میں ہیں۔

ابولہب نے کہا: اے محمد (ﷺ)! کیا عبدالمطلب دوزخ میں جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اور وہ بھی جو اس دین پر مرے جس پر عبدالمطلب مرے۔

ابولہب نے کہا: واللہ میں ہمیشہ آپ کا دشمن رہوں گا۔ آپ کا یہ گمان ہے کہ عبدالمطلب دوزخ میں ہیں۔ اس نے اور تمام قریش مکہ نے آپ پر سختی شروع کی۔

محمد بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ ابوطالب کی وفات ہوگئی تو قریش نے رسول اللہ ﷺ پر دست درازی شروع کر دی وہ آپ پر جری و گستاخ ہو گئے آپ طائف چلے گئے ہمراہ زید بن حارثہ بھی تھے۔

یہ روانگی شوال کے کچھ دن باقی تھے کہ ۱۰ھ نبوی میں ہوئی۔

محمد بن عمرو نے ایک دوسری سند میں سے بیان کیا ہے کہ آپ دس دن تک طائف میں رہے اشراف میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کے پاس آپ نہ جاتے اور گفتگو نہ کرتے۔ مگر ان لوگوں نے آپ کی دعوت قبول نہ کی۔ انہیں اپنے نوجوان پر (قبول دعوت کا) اندیشہ ہوا تو کہا: اے محمد (ﷺ)! آپ ہمارے شہر سے چلے جایئے اور وہاں رہیے جہاں آپ کی دعوت قبول کر لی گئی ہو۔

احمقوں کو آپ کے خلاف بھڑکا دیا' وہ آپ کو پتھر مارنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کے دونوں قدموں سے خون بہنے لگا۔ زید بن حارثہ آنحضرت ﷺ کو بچا کر اپنے اوپر روکتے تھے مگر بے سود ان کے سر میں بھی متعدد زخم آئے۔

رسول اللہ ﷺ طائف سے واپس ہوئے۔ آپ رنجیدہ تھے کہ نہ تو کسی مرد نے آپ کی دعوت قبول کی اور نہ کسی عورت نے۔ جب آپ مقام نخلہ میں اُترے تو رات کی نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے۔ جنوں کا ایک گروہ آپ کی طرف پھیر دیا گیا جن میں سات شخص اہل نصیبین میں سے تھے' انہوں نے آپ کی قراءت سنی' آپ ﷺ سورۂ جن پڑھ رہے تھے' رسول اللہ ﷺ کو ان لوگوں کی خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ و اذ صرفنا اليك نفرا من الجن يستمعون القرآن ﴾

''اور جب ہم نے جنوں کے ایک گروہ کو آپ کی طرف پھیر دیا تھا جو قرآن سنتے تھے''۔

چنانچہ یہ وہی لوگ تھے جو نخلہ میں آپ کی طرف پھیر دیئے گئے تھے۔ آپ نے نخلہ میں چند روز قیام کیا۔ زید بن حارثہ نے عرض کیا کہ آپ کیونکر قریش میں جایئے گا۔ انہوں نے تو آپ کو نکال دیا ہے۔

فرمایا اے زید' تم جو کچھ دیکھتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو کشایش اور راہ بنانے والا ہے۔ بیشک اللہ اپنے دین کا مددگار ہے اور اپنے نبی کو غالب کرنے والا ہے۔

آپ حرا تک پہنچے' قبیلۂ خزاعہ کے ایک شخص سے مطعم بن عدی کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہارے پڑوس میں داخل ہو سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ فوراً اپنے لڑکے کو بلایا اور کہا کہ ہتھیار پہن کر بیت اللہ کی دیواروں کے پاس رہو۔ میں نے محمد (ﷺ) کو پناہ دی ہے۔

رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے' آپ کے ہمراہ زید بن حارثہ بھی تھے یہاں تک کہ آپ مسجد حرام میں پہنچ گئے۔

مطعم بن عدی اپنی سواری پر کھڑے ہوئے اور ندا دی کہ اے گروہ قریش میں نے محمد (ﷺ) کو پناہ دی ہے۔ لہٰذا تم میں سے کوئی شخص ان پر حملہ نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ حجر اسود تک گئے۔ اسے بوسہ دیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے مکان واپس آئے۔ مطعم بن عدی اور ان کے لڑکے آپ کے گرد حلقہ کئے ہوئے تھے۔

معراج نبوی ﷺ:

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ربّ سے درخواست کیا کرتے تھے کہ وہ آپ کو جنت و دوزخ دکھائے۔ ہجرت سے اُٹھارہ مہینے قبل جب ۱۷ رمضان یوم شنبہ کی شب ہوئی اور رسول اللہ ﷺ اپنے مکان میں تنہا سو رہے تھے تو جبرئیل و میکائیل علیہم السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ وہاں چلئے جس کی آپ نے اللہ سے درخواست کی تھی۔

دونوں آپ کو مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان لے گئے۔

پھر معراج (سیڑھی) لائی گئی۔ وہ دیکھنے میں بڑی خوبصورت تھی۔ دونوں آپ ﷺ کو ایک ایک کر کے تمام آسمانوں پر چڑھا لے گئے۔ ان (آسمانوں) میں آپ انبیاء سے ملے۔ اور آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔ آپ کو جنت و دوزخ دکھائی گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں ساتویں آسمان تک پہنچا تو سوائے قلموں کی آواز کے اور کچھ نہ سنتا تھا۔ آپ پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ جبرئیل علیہ السلام اترے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ نمازیں ان کے اوقات میں پڑھائیں۔

شب معراج کے واقعات:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہجرت سے ایک سال قبل ۱۷ ربیع الاوّل کی شب کو شعب سے بیت المقدس تک رسول اللہ ﷺ کو لے جایا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک چوپایہ پر سوار کیا گیا جو قد میں گدھے اور خچر کے درمیان تھا۔

اس کے دونوں رانوں پر پر تھے جن سے وہ اپنے دونوں پروں کو ٹھیلتا تھا۔

جب میں اس کے نزدیک گیا کہ سوار ہوں تو وہ بھڑ کنے لگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور کہا اے براق تجھے شرم نہیں آتی' واللہ محمد (ﷺ) سے پہلے اللہ کا کوئی بندہ تجھ پر سوار نہیں ہوا۔ جو اللہ کے نزدیک ان سے زیادہ بزرگ ہو۔ وہ شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا اور رُک گیا کہ میں اس پر سوار ہوں۔ پھر اس نے اپنے کان ہلائے اور زمین سمیٹ دی گئی۔ یہاں تک کہ اس کا کنارہ براق کے قدم پڑنے کی آخری جگہ تھی۔ اس کی پشت اور کان دراز تھے۔

جبرئیل علیہ السلام میرے ساتھ اس طرح روانہ ہوئے کہ نہ وہ مجھے چھوڑتے تھے اور نہ میں انہیں چھوڑتا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے مجھے بیت المقدس پہنچا دیا۔ براق اپنے مقام پر پہنچ گیا۔ جہاں وہ کھڑا ہوتا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اسے باندھ دیا۔ اس جگہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے تمام انبیاء کی سواری باندھی جاتی تھی۔

آپ نے فرمایا: میں نے تمام انبیاء کو دیکھا جو میرے لئے جمع کر دیئے گئے تھے۔ میں نے ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کو دیکھا۔ خیال ہوا ضرور ان کا کوئی امام بھی ہوگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے آگے کر دیا میں نے سب کے آگے نماز پڑھی' دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم سب توحید کے ساتھ بھیجے گئے۔

بعض اہل علم نے کہا: اس شب کو نبی ﷺ گم ہو گئے۔ عبدالمطلب کے لڑکے آپ کی تلاش و جستجو میں اِدھر اُدھر نکلے' عباس بن عبدالمطلب بھی نکلے ذوطوی تک پہنچے تو پکارنے لگے یا محمد (ﷺ)! یا محمد (ﷺ)! رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: لبیک (میر حاضر ہوں)۔ انہوں نے کہا: اے میرے بھتیجے رات سے قوم کو پریشانی میں ڈال دیا۔ کہاں تھے؟ فرمایا: میں بیت المقدس سے آ رہا ہوں۔ پوچھا: اسی شب میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کو سوائے خیر کے کوئی اور بات تو پیش نہیں آئی۔ فرمایا: مجھے خیر کے سوا اور کوئی بات پیش نہیں آئی۔

ام ہانی بنت ابی طالب نے کہا: آپ ہمارے ہی گھر سے شب کو لے جائے گئے۔ اس شب کو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور سو گئے۔ جب فجر ہونے لگی تو ہم نے صبح (کی نماز) کے لئے آپ کو بیدار کر دیا۔ آپ اُٹھے' نماز پڑھ لی تو فرمایا اے اُمّ ہانی جیسا کہ تم نے دیکھا میں نے اسی وادی میں تم لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی' صبح کی نماز میں نے تم لوگوں کے ساتھ پڑھی۔

آپ اُٹھے کہ باہر جائیں میں نے کہا یہ بات لوگوں سے نہ بیان کیجئے گا' وہ آپ کی تکذیب کریں گے اور ایذاء دیں گے۔ فرمایا کہ میں ضرور ضرور ان سے بیان کروں گا۔ آپ نے لوگوں کو خبر دی وہ متعجب ہوئے اور کہا کہ ہم نے اس طرح کی بات کبھی نہیں سنی۔

رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: میری قوم میری تصدیق نہ کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی تصدیق کریں گے۔ وہی صدیق ہیں۔

بہت سے آدمی جو نماز پڑھتے تھے اور اسلام لائے تھے فتنے میں پڑ گئے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں حطیم میں کھڑا ہو گیا' بیت المقدس کو میرے خیال میں ڈال دیا گیا۔ میں لوگوں کو اس

نشانیوں کی خبر دینے لگا اور میں اسے دیکھتا جاتا تھا۔

بعض لوگوں نے کہا کہ مسجد بیت المقدس کے کتنے دروازے ہیں' میں نے اس کے دروازے شمار نہ کئے تھے' مگر میں ان کی طرف دیکھتا تھا اور ایک ایک دروازہ شمار کرتا تھا۔ اس طرح لوگوں کو بتا دیتا تھا۔ میں نے ان لوگوں کے قافلوں کو جو راستے میں تھے اور ان کی علامات کو بھی بتایا۔ اس کو بھی ان لوگوں نے اسی طرح پایا جس طرح میں نے انہیں بتایا تھا۔

اللہ عزوجل نے آپ پر یہ آیت نازل کی:

﴿ وما جعلنا الرؤيا التي اريناك الافتنة للناس ﴾

''اور ہم نے جو سیر آپ کو دکھائی وہ محض لوگوں کی آزمائش کے لئے تھی''۔

یہ رویائے عین تھا جس کو آپ نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو حطیم میں اس حالت میں دیکھا کہ قریش مجھ سے رات کے چلنے کے راستے کو دریافت کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی چند اشیاء دریافت کیں جن کو میں نے اچھی طرح یاد نہیں رکھا۔ مجھے ایسی سخت بے چینی ہوئی کہ اس سے پہلے میں کبھی ایسا بے چین نہیں ہوا تھا۔ اللہ نے بیت المقدس کو میری طرف بلند کر دیا کہ میں اسے دیکھ لوں' وہ مجھ سے جو کچھ دریافت کرتے تھے اس کی خبر دیتا تھا۔

میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت میں دیکھا۔ موسیٰ علیہ السلام نظر آئے جو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے وہ مستقل مزاج یا نڈر اور سخت یا بے مروت آدمی تھے غصہ ور لوگوں میں سے معلوم ہوتے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نظر آئے جو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ان کے سب سے زیادہ مشابہ عروہ بن مسعود الثقفی ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نظر آئے جو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے جن کے سب سے زیادہ مشابہ تمہارے ساتھی یعنی خود (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ پھر نماز کا وقت آ گیا تو میں نے ان سب کی امامت کی جب نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے کسی کہنے والے نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ مالک ہیں جو دوزخ کے منتظم ہیں۔ آپ انہیں سلام کیجئے میں ان کی طرف مڑا تو پہلے انہوں نے سلام کیا۔

زمانۂ حج میں دعوت وتبلیغ:

یزید بن رومان وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے نبوت سے تین سال تک مکہ میں پوشیدہ طور پر رہے۔ چوتھے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا' دس سال تک لوگوں کو اس طرح اسلام کی دعوت دی کہ آپ موسم حج میں ہر سال آتے تھے حجاج کو ان کی منازل عکاظ ومجنہ وذی المجاز میں تلاش کرتے تھے اور دعوت دیتے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے آپ کو روکا۔ آپ اپنے ربّ کی رسالت (پیغام) پہنچاتے تھے اور ان کے لئے جنت کا وعدہ کرتے تھے کوئی شخص نہ تو آپ کی مدد کرتا اور نہ آپ کی بات مانتا تھا۔

آپ قبائل میں سے ایک ایک قبیلے کو اور ان کی منزلوں کو دریافت فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے لوگو: لا الہ الا اللہ کہو تو فلاح پاؤ گے۔ اس کی بدولت عرب کے مالک بن جاؤ گے اور عجمی تمہارے فرماں بردار ہو جائیں گے اور جب تم ایمان لاؤ گے تو

جنت میں بادشاہ ہو جاؤ گے۔

ابولہب آپ کے پیچھے پیچھے کہتا تھا کہ آپ کی اطاعت نہ کرنا کیونکہ یہ صابی (دین سے پھر جانے والے) اور کاذب ہیں۔ وہ لوگ بہت بری طرح رسول اللہ ﷺ کو جواب دیتے تھے اور آپ کو ایذاء پہنچاتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ کے اہل وعیال اور کنبے والے آپ سے زیادہ واقف ہیں کیونکہ انہوں نے آپ کی پیروی نہیں کی اور آپ سے گفتگو کرتے تھے آپ انہیں اللہ کی طرف دعوت دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ اگر چاہتا ہے تو یہ لوگ اس طرح (مخالف) نہ ہوتے۔

(راوی کہتے ہیں کہ) ہم سے ان قبائل کا نام بتایا گیا ہے جن کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے' دعوت دی اور اپنے آپ کو پیش کیا۔

بنی عامر بن صعصعہ' محارب بن خصفہ' فزارہ' غسان' مرہ' حنیفہ' سلیم' عبس بن نصر بن البکا' کندہ' کلب' حارث بن کعب' عذرہ' حضارمہ (حضرموت کے رہنے والے) مگر ان میں سے کسی نے بھی دعوت قبول نہ کی۔

اوس وخزرج کا قبول اسلام:

محمود بن لبید وغیرہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں جب تک مقیم رہے آپ کا قیام اسی طرح رہا کہ ہر سال قبائل عرب کو دعوت دیتے۔ آپ ﷺ اپنے کو منیٰ وعکاظ ومجنہ میں ان کے آگے پیش کرتے کہ وہ آپ کو ٹھکانا دیں اس طرح آپ اپنے رب کا پیغام پہنچاتے اور ان کے لئے جنت کا وعدہ کرتے تھے۔

عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جو آپ کو قبول کرتا' آپ کو ایذاء دی جاتی تھی اور برا بھلا کہا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کرنے' اپنے نبی کی مدد اور اپنے وعدہ کو پورا کرنے کا ارادہ کرلیا۔

وہ آپ کو انصار کے اس قبیلہ کے پاس لے گیا جن کے ساتھ اللہ کو فضل وکرم منظور تھا۔

آپ ان کے ایک گروہ کے پاس پہنچے جو سر منڈا رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ ان کے پاس بیٹھ گئے۔ انہیں اللہ کی طرف دعوت دی اور قرآن سنایا۔

انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت قبول کر لی اور بہت عجلت کے ساتھ وہ لوگ ایمان لائے۔ آنحضرت ﷺ کی تصدیق کی' آپ کو ٹھکانا دیا' مدد اور ہمدردی کی' واللہ وہ لوگ سب سے زیادہ زبان دراز (فصیح) اور سب سے زیادہ تیز تلوار والے تھے۔

اس امر میں اختلاف ہے کہ انصار میں سب سے زیادہ پہلے کون اسلام لایا اور دعوت قبول کی۔ اہل علم نے ایک معین شخص کو بھی بیان کیا ہے اور دو شخصوں کو بھی بیان کیا ہے۔ یہ بھی بیان کیا ہے کہ چھ شخصوں سے پہلے کوئی نہیں تھا اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے جو ایمان لائے وہ آٹھ آدمی تھے۔ ہم نے ان میں سے ہر ایک کو لکھ دیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق کہ انصار میں سب سے پہلے جو شخص ایمان لائے وہ اسعد بن زرارہ وذکوان بن عبد قیس تھے جو مکہ روانہ ہوئے تاکہ عتبہ بن ربیعہ کے پاس جائیں۔ اس نے ان دونوں سے کہا کہ ہمیں اس نمازی (یعنی آنحضرت ﷺ نے) ہر کام

سے روک دیا ہے۔ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) ہے اسد بن زرارہ وابوالہیثم بن التیہان یثرب میں توحید کے متعلق گفتگو کیا کرتے تھے جب ذکوان بن عبد قیس نے عتبہ کا کلام سنا تو اسعد بن زرارہ سے کہا کہ قبول کرلو یہ تمہارا ہی دین ہے۔ دونوں اُٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا دونوں اسلام لائے اور مدینہ واپس آ گئے۔ اسعد ابوالہیثم بن التیہان سے ملے انہیں اسلام کی خبر دی۔ ارشاد نبوی و دعوت حق کا ذکر کیا تو اسعد ابوالہیثم نے کہا: میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دیتا ہوں کیونکہ بیشک وہ رسول ہیں وہ بھی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

کہا جاتا ہے کہ رافع بن مالک الزرقی ومعاذ بن عفراء عمرہ کے لئے مکہ روانہ ہوئے۔ ان دونوں سے رسول اللہ ﷺ کے معاملہ کا ذکر کیا گیا تو خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ دونوں اسلام لے آئے۔ یہی دونوں سب سے پہلے مسلمان تھے۔ یہ دونوں مدینہ آ گئے۔ مدینہ کی سب سے پہلی مسجد جس میں قرآن پڑھا گیا مسجد بنی زُریق تھی۔

اوس وخزرج کی صلح:

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکے سے نکلے' اہل یثرب کے ایک گروہ پر گزر ہوا جو منیٰ میں اترا تھا' کل آٹھ آدمی تھے۔ بنی النجار میں سے معاذ بن عفراء واسعد بن زرارہ بنی زریق میں سے رافع بن مالک وذکوان بن عبد قیس' بنی سالم میں سے عبادہ بن الصامت وابوعبدالرحمٰن یزید بن ثعلبہ بنی عبدالاشہل میں سے ابوالہیثم بن التیہان جو قبیلہ بلی کے حلیف تھے اور بنی عمرو بن عوف میں سے عویم بن ساعدہ۔

رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے سامنے اسلام پیش کیا' یہ لوگ مسلمان ہوئے۔ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا: تم میری پشت پناہی کرو کہ میں اپنے ربّ کی رسالت کو (پیغام) پہنچادوں۔

ان لوگوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! ہم اللہ اور اس کے رسول کے لئے انتہائی کوشش کرنے والے ہیں۔ خوب سمجھ لیجئے کہ ہم آپس میں بغض رکھنے والے دُشمن تھے۔ پہلے سال کی جنگ بعاث ہماری ہی جنگوں میں سے ایک جنگ تھی جس میں ہم نے آپس میں خونریزی کی تھی۔ اگر آپ ہمارے یہاں مدینے میں تشریف لائے اور ہم لوگ اسی باہمی عداوت کی حالت پر ہوئے تو ہمارا آپ پر اتفاق نہ ہوگا۔ ہمیں مہلت دیجئے کہ اپنے قبائل کے پاس واپس جائیں شاید اللہ ہم میں صلح کرادے۔ آپ سے ملاقات سال آئندہ موسم حج میں ہوگی۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس موسم حج میں نکلے جس میں انصار کے چھ اشخاص سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی۔ آپ ان کے پاس کھڑے ہوگئے اور فرمایا: کیا تم لوگ یہود کے حلیف ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں اللہ کی طرف دعوت دی۔ اسلام پیش کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی۔ سب اسلام لے آئے۔ وہ لوگ یہ تھے:

بنی النجار میں سے اسعد بن زرارہ وعوف بن الحارث بن عفراء۔

بنی زریق میں سے رافع بن مالک۔

بنی سلمہ میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ۔

بن حرام بن کعب میں سے عتبہ بن عامر بن نابیٔ۔

بنی عبید عدی بن سلمہ میں سے جابر بن عبداللہ رئاب تھے اوران سے پہلے کوئی اسلام نہ لایا تھا۔

محمد بن عمرو نے کہا: ہم نے ان لوگوں کے بارے میں جو کچھ سنا اس میں ہمارے نزدیک یہی سب سے زیادہ درست ہے اور یہی متفق علیہ ہے۔

زکریا بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ یہی چھ شخص تھے جن میں ابوالہیثم بن التیہان تھے اس کے بعد حدیث اوّل ہی کا مضمون ہے۔ یہ لوگ مدینہ آئے اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی جو لوگ اسلام لائے لائے مدینہ میں انصار کا کوئی گھر نہ بچا جس میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہ تھا۔

بیعت عقبۂ اولیٰ کے شرکائے گرامی:

جن میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں۔

عبادہ بن الصامت وغیرہ سے مروی ہے کہ جب آئندہ سال ہوا' تو آپ ﷺ سے بارہ آدمی ملے یہی عقبۂ اولیٰ (کہلاتا) ہے۔

ان بارہ آدمیوں میں بنی النجار میں سے اسعد بن زرارہ' عوف ومعاذ تھے۔ دونوں مؤخر الذکر حارث کے فرزند تھے' ان کی والدہ عفراء تھیں۔

بنی زریق میں سے ذکوان بن قیس ورافع بن مالک تھے۔

بنی عوف بن الخزرج میں سے عبادہ بن الصامت ویزید بن ثعلبہ ابوعبدالرحمٰن تھے۔

بنی عامر بن عوف میں سے عباس بن عبادہ بن فضلہ تھے۔

بنی سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابیٔ تھے۔

بنی سواد میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ تھے۔

یہ دس آدمی تو قبیلۂ خزرج کے تھے' قبیلۂ اوس میں سے دو شخص تھے۔

ابوالہیثم بن التیہان قبیلۂ بلی حلیف بن عبدالاشہل میں سے تھے۔

بنی عمرو بن عوف میں سے عویم بن ساعدہ تھے۔

یہ لوگ ایمان لائے اور بیعت خواتین کی کہ اللہ کے ساتھ کوئی چیز شریک نہ کریں گے۔ چوری زنا اور قتل اولاد نہ کریں گے۔ کوئی بہتان جو دیدہ ودانستہ بنایا ہو نہ باندھیں گے۔ کسی نیک کام میں نافرمانی نہ کریں گے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر تم وفا کرو گے تو تمہارے لئے جنت ہے جس نے ذرا کوتاہی کی تو وہ اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے خواہ وہ اس پر عذاب کرے خواہ معاف کردے۔

اس زمانے میں جہاد فرض نہیں کیا گیا تھا۔ یہ لوگ مدینہ واپس گئے' اللہ نے اسلام کو غلبہ دیا' اسعد بن زرارہ مدینہ میں مسلمانوں کو جمعہ کی نماز پڑھایا کرتے تھے۔

اوس وخزرج نے رسول اللہ ﷺ کو لکھا کہ ہمارے یہاں کسی کو بھیج دیجئے جو ہمیں قرآن پڑھائے۔ آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کے پاس مصعب بن عمیر العبدری کو بھیج دیا وہ اسعد بن زرارہ کے پاس اُترے' لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے۔

بعض اہل علم نے روایت کی کہ مصعب ان لوگوں کو جمعہ پڑھایا کرتے تھے' پھر مصعب ستر انصار کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ موسم حج میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔

بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل ستر (۷۰) حضرات:

زید بن رومان سے مروی ہے کہ جب حج کا وقت آ گیا تو رسول اللہ ﷺ کے اسلام لانے والے اصحاب ایک دوسرے کے پاس گئے تاکہ حج کو جانے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنے کا ایک دوسرے سے وعدہ لیں۔ اس زمانہ میں اسلام مدینہ میں پھیل چکا تھا۔

یہ لوگ جو ستر آدمی یا ایک دو زائد تھے اوس وخزرج کے پانچ سو آدمی کی جماعت کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ میں آئے۔ آنحضرت ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے ان لوگوں سے منیٰ میں وسط ایام تشریق (از ۹ رتا ۱۳ رذی الحجہ) میں نفر اوّل (یعنی ۱۲ رذی الحجہ) کی شب کو (ملنے کا) وعدہ کیا کہ ہجوم کو سکون ہو جائے۔ (یعنی بھیڑ کم ہو جائے) تو یہ لوگ آپ ﷺ کے پاس شعب ایمن میں پہنچ جائیں۔ جو منیٰ سے اُترتے وقت عقبہ سے نیچے ہے اور جہاں اس زمانہ (مصنف طبقات) میں مسجد ہے۔

آپ نے انہیں حکم دیا کہ نہ تو وہ کسی سونے والے کو بیدار کریں اور نہ کسی غیر حاضر کا انتظار کریں۔

سکون کے بعد یہ جماعت خفیہ طور پر ایک ایک دو دو کر کے روانہ ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ ان لوگوں سے پہلے ہی اس مقام پر پہنچ چکے تھے۔ ہمراہ عباس بن عبدالمطلب بھی تھے۔ ان کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ جو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو نظر آئے وہ رافع بن مالک الزرقی تھے پھر اور ستر لوگ پہنچ گئے ہمراہ دو عورتیں بھی تھیں۔

اسعد بن زرارہ نے کہا' سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب نے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا: اے گروہ خزرج! محمد (ﷺ) کو تم لوگوں نے جہاں بلایا ہے۔ محمد (ﷺ) اپنے خاندان میں سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ ہم میں سے جو ان کے قول پر ہے' ان کی حمایت کرتا ہے۔ جو ان کے قول پر نہیں ہے وہ بھی باعتبار حسب وشرف آنحضرت ﷺ کی حفاظت کرتا ہے۔ محمد ﷺ نے سوائے تمہارے اور سب کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر تم لوگ صاحب قوت وشوکت ہو' جنگ میں ماہر اور سارے عرب کی عداوت میں جو تم پر ایک ہی کمان سے تیر اندازی کریں گے' مستقل ہو تو اپنی رائے پر غور کرو۔ آپس میں مشورہ کرو (کیونکہ آنحضرت ﷺ کو مدینہ میں لے جانے میں عرب سے تمہیں جنگ کرنا پڑے گی) باہم اختلاف نہ کرو' جو کچھ کرو اتحاد واتفاق سے کرو۔ سب سے بہتر بات وہی ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو۔

البراء بن معرور نے جواب دیا۔ آپ ﷺ نے جو کچھ کہا ہم نے سنا۔ واللہ! ہمارے دِلوں میں اس کے سوا ہوتا جو آپ کہتے ہیں تو ہم اُسے ضرور کہہ دیتے۔ ہم تو وفا وصدق اور رسول اللہ ﷺ پر اپنی جانیں نثار کرنا چاہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے قرآن کی تلاوت فرمائی۔ اللہ کی طرف دعوت دی' اسلام کی ترغیب دی اور اس مقصد کو بیان کیا جس کے لئے یہ لوگ جمع ہوئے تھے۔

البراء بن معرور نے آپ کو ایمان اور تصدیق کی صورت میں جواب دیا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں بیعت کر لیجئے کیونکہ ہم لوگ اہل حلقہ ہیں جن کے ہم بزرگوں سے وارث چلے آتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے گفتگو کی اور رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا اور آپ کی تصدیق کی وہ ابوالہیثم بن التیہان تھے۔

سب نے کہا ہم اس کو اموال کی مصیبت اور اشراف کے قتل پر کیسے قبول کرلیں (یعنی اسلام قبول کرنے سے ہمارے جان و مال پر مصیبت آجائے گی اس لئے ہم اسے کیونکر قبول کریں)۔

جب بک بک کرنے لگے تو عباس بن عبدالمطلب نے جو رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے کہا: اپنی آواز کو پست کرو' ہم پر جاسوس لگے ہوئے ہیں۔ اپنے سن رسیدہ لوگوں کو آگے کرو تاکہ تم میں سے وہی لوگ ہمارے کلام کے ذمہ دار ہوں۔ ہمیں تمہاری قوم سے بھی تمہارے خلاف اندیشہ ہے' جب تم لوگ بیعت کر چکو تو اپنے اپنے مقامات پر چلے جاؤ۔

البراء بن معرور نے تقریر کی اور عباس بن عبدالمطلب کو جواب دیا۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ پھیلایئے (تاکہ میں بیعت کروں)۔

سب سے پہلے شخص جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی البراء بن معرور تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے بیعت کی وہ ابوالہیثم بن التیہان یا اسعد بن زرارہ تھے پھر کل ستر آدمیوں نے بیعت کر لی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ نے بنی اسرائیل میں سے بارہ نقیب لئے تھے۔ تم میں سے کوئی شخص اپنے دِل میں یہ خیال نہ کرے کہ اس کے سوا اور کو انتخاب کرلیا گیا۔ میرے لئے (نقیبوں کا) جبریل ہی انتخاب کریں گے۔

انتخاب کے بعد نقیبوں سے فرمایا: تم لوگ دوسروں کے ذمہ دار ہو' جیسا کہ حواریین عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ذمہ دار تھے' یا میں اپنی قوم کا ذمہ دار ہوں۔ ان لوگوں نے کہا: جی ہاں۔

قوم نے بیعت کر لی اور کامل ہو گئے' تو شیطان عقبہ پر سے ایسی بلند آواز سے چلایا جو سنی گئی کہ اے اہل اخاشب کیا تمہیں محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھ والے دین سے پھرنے والوں میں کوئی فائدہ ہے۔ جنہوں نے تمہاری جنگ پر اتفاق کر لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے کجاوؤں میں جلدی چلے جاؤ۔

عباس بن عبادہ بن نضلہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا' اگر آپ چاہیں تو ہم اہل منیٰ پر اپنی تلواریں لے کے ٹوٹ پڑیں۔ حالانکہ اس شب کو سوائے (عباس بن عبادہ) کے اور کسی کے پاس تلوار نہ تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ لہٰذا تم جلدی اپنے کجاووں میں چلے جاؤ۔ لوگ اپنے کجاووں میں منتشر ہو گئے۔

صبح ہوئی تو ان لوگوں کے پاس قریش کی ایک جماعت اشراف گئی۔ یہ لوگ شعب الانصار میں داخل ہوئے اور کہا اے گروہ خزرج ہمیں معلوم ہوا کہ تم لوگ کل شب کو ہمارے ساتھی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملے۔ تم نے ان سے ہمارے ساتھ جنگ پر بیعت کی ہے۔ عرب میں جتنے قبیلے بخدا ہیں کسی کے ساتھ ہم لڑنا اس قدر برا نہیں جانتے جس قدر تم سے جنگ کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ قبیلۂ خزرج کے مشرکین میں سے جو لوگ وہاں تھے بڑی تیزی سے اللہ کی قسم کھانے لگے کہ ایسا نہیں ہوا۔ اور ہمیں تو اس کا علم بھی نہیں۔ ابن اُبی کہنے لگے یہ محض باطل ہے نہ ایسی کوئی بات ہوئی ہے نہ میری قوم بغیر میرے حکم ایسا کرے گی۔ میں یثرب میں ہوتا تو مجھ سے ضرور مشورہ کرتے (پھر یہاں کون سا امر مانع تھا)۔

قریش ان لوگوں کے پاس سے واپس چلے گئے۔ البراء بن معرور نے کوچ کیا وہ مقام بطن یاجج میں آئے اور اپنے مسلمان ساتھیوں سے مل گئے۔

قریش ان لوگوں کو ہر طرف تلاش کرنے لگے مگر مدینے کے راستوں سے آگے نہ بڑھے (یعنی صرف انہیں راستوں پر تلاش کرتے رہے)۔ (جستجو کے لئے) گروہ مقرر کر دیئے اتفاق سے سعد بن عبادہ کو پا گئے کجاوہ کی رسّی سے ان کا ہاتھ گردن میں باندھ دیا' انہیں مارنے لگے بال (پٹے) جو کان کی لو تک دراز تھے۔ گھسٹنے لگے اس طرح مکے میں لائے۔

سعد کے پاس مطعم بن عدی اور حارث بن امیہ بن عبد شمس آئے دونوں نے مل کر ان لوگوں کے ہاتھ سے چھڑایا۔

انصار نے سعد بن عبادہ کو نہ پایا تو ان کے پاس واپس جانے کا مشورہ کیا۔ اتفاق سے سعد انہیں نظر آ گئے' ساری جماعت نے مدینے کی طرف کوچ کیا۔

ہجرت سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی:

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا تو آپ تینتالیس برس کے تھے اور آپ دس برس مکہ میں رہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں دس برس رہے۔

عائشہ و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں دس برس اس طرح رہے کہ آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا اور مدینے میں دس برس رہے۔

یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں دس برس رہے' وہاں سے صفر میں نکلے اور ربیع الاوّل میں مدینہ آئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پندرہ برس رہے' سات برس تک آپ روشنی و نور دیکھتے اور آواز سنتے رہے۔ آٹھ برس تک آپ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینے میں آپ دس برس رہے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دس برس مکہ میں اور دس برس مدینے میں وحی نازل کی گئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ کون کہتا ہے؟ مکے میں آپ پر پندرہ سال تک یا اس سے زیادہ وحی نازل کی گئی۔

ابو رجاء سے مروی ہے کہ میں نے حسن سے سنا کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿ و قرآنًا فرقناه لتقرأه علی الناس علی مکث و نزلناه تنزیلا ﴾ اور قرآن کو ہم نے جدا جدا کر دیا ہے تا کہ آپ اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو سنائیں اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا نازل کیا ہے۔ حسن رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ وہاں (مکے میں) قرآن کے بعض حصے کو بعض سے پہلے نازل کرتا تھا اس لئے کہ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگوں میں قائم رہے گا۔

حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قرآن کے اوّل و آخر کے درمیان اٹھارہ سال کا فاصلہ تھا۔ آٹھ سال تک آپ پر مکے میں، قبل اس کے کہ ہجرت فرمائیں، نازل ہوتا رہا اور دس برس تک مدینے میں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مبعوث ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تیرہ برس تک مقیم رہے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی رہی پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تیرہ برس رہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تیرہ برس تک اس طرح رہے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی رہی۔

اہل ایمان کو ہجرت مدینہ کی اجازت:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ستر انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس گئے۔ تو آپ کا دل خوش ہو گیا' اللہ نے آپ کے لئے حامی بنا دیئے۔ ایک جنگجو' بہادر اور ذی استعداد قوم تیار کر دی۔

مشرکین کی جانب سے مسلمانوں پر سخت مصیبت نازل ہونے لگی۔ کیونکہ انہیں ان کی روانگی کا علم ہو گیا تھا۔ قریش نے آپ کے اصحاب کو ضیق میں کر دیا۔ ان کی توہین و تذلیل کرنے لگے گالیاں دیتے اور طرح طرح سے ایذاء رسانی کے درپے ہوتے جس کی مثال پہلے نہ تھی۔

اصحاب نے شکایت کی اور آپ سے ہجرت کی اجازت مانگی۔ فرمایا: مجھے تمہارا دار ہجرت خواب میں دکھایا گیا ہے۔ مجھے دو پتھریلی زمینوں کے درمیان ایک شورہ والی کھجور کے باغ کی زمین دکھائی گئی ہے' اگر (مقام) سراۃ شورہ اور کھجور والا ہوتا تو میں کہتا کہ یہی وہ ہے (جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے)۔

آپ چند روز تک ٹھہرے رہے۔ پھر خوش خوش اپنے اصحاب کے پاس آ گئے اور فرمایا مجھے تمہارے دار ہجرت کی خبر دی گئی ہے' وہ یثرب ہے' جو جانا چاہے وہیں جائے۔

یہ جماعت باہم موافقت و ہمدردی کے ساتھ مصروف بہ تیاری ہوئی اپنی روانگی کو پوشیدہ رکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے پہلے جو مدینہ آئے وہ ابوسلمہ بن عبد اللہ تھے ان کے بعد عامر بن ربیعہ آئے۔

ہمراہ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بھی تھیں جو سب سے پہلی شتر سوار خاتون تھیں کہ مدینہ میں آئیں۔ اصحاب گروہ گروہ آنے لگے۔ انصار کے یہاں ان کے مکانوں میں اُترتے۔

انصار نے ان کو ٹھکانہ دیا' ان کی مدد کی اور ان سے ہمدردی کی اور رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے سالم مولائے ابی حذیفہ قبا میں مہاجرین کی امامت کرتے تھے۔

جب مسلمان مدینہ روانہ ہو گئے تو قریش کو ان پر حرص آئی اور سخت غصہ ہوئے ان نوجوانوں پر جو چلے گئے تھے بہت طیش آیا۔

انصار کے ایک گروہ نے عقبۂ آخرہ میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ وہ مدینہ واپس آ گئے تھے۔ جب مہاجرین اوّلین قباء آ گئے تو یہ انصار رسول اللہ ﷺ کے پاس مکے گئے اور آپ کے اصحاب کے ساتھ ہجرت کر کے آئے یہی وہ لوگ ہیں جو مہاجرین انصار کہلائے۔

ان کے نام یہ ہیں: ذکوان بن عبد قیس و عقبہ بن وہب بن کلدہ و عباس بن عبادہ بن نضلہ و زیاد بن لبید۔

تمام مسلمان مدینہ چلے گئے۔ کوئی بھی مکہ میں روانگی سے نہ بچا' سوائے رسول اللہ ﷺ و ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما کے یا جو فتنہ میں ڈال دیا گیا تھا اور قید کر دیا گیا تھا یا مریض یا ضعیف تھا۔

آغازِ ہجرت

قتل کی سازش:

سراقہ بن جشم وغیرہ سے روایت ہے کہ مشرکوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں نے اپنی عورتیں اور بچے قبائل اوس وخزرج کے ہاں (مدینہ شریفہ) میں بھیج دیئے تو سمجھ گئے کہ یہ صاحب اثر لوگ ہیں اب رسول اللہ ﷺ بھی وہیں چلے جائیں گے۔ سب کے سب دار الندوہ میں جمع ہوئے جتنے دانش منداور صائب الرائے تھے سب نے شرکت کی کہ آنحضرت ﷺ کے معاملہ میں باہم مشورہ کریں۔

نجد کے ایک بڑے بوڑھے کی شکل میں ایک شخص یہاں آیا تلوار لٹک رہی تھی موٹے بھونڈے کپڑے پہنے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے متعلق بحث چھڑی ہر شخص نے اپنی رائے کے مطابق مشورہ دیا ہرایک کی رائے کو ابلیس رد کرتا تھا کسی کی رائے کو پسند نہ کیا۔

ابوجہل نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم قریش کے ہر ہر قبیلے کا ایک ایک شخص لے لیں جو بہادر اور دلیر ہو۔ پھر اسے ایک تیز تلوار دے دیں تا کہ یہ سب مل کر مثل ایک شخص کے آنحضرت ﷺ کو ماریں تا کہ آپ کا خون تمام قبائل میں تقسیم ہو جائے اور بنی عبد مناف کی بھی سمجھ میں نہ آئے گا کہ اس کے بعد کیا کریں۔ وہ نجدی (ابلیس) کہنے لگا اس نوجوان (ابوجہل) کی خوبی اللہ ہی کے لئے ہے واللہ رائے تو یہی صائب ہے ورنہ پھر کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔

اس بات پر اتفاق کر کے سب لوگ منتشر ہو گئے۔ جبریل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کو اس خبر سے آگاہ کیا اور مشورہ دیا کہ اس شب کو آپ اپنی خوابگاہ میں نہ سوئیں رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اللہ نے مجھے روانگی کی اجازت دے دی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ (میری) ہمراہی؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میری ان دو سواریوں میں سے ایک آپ لے لیجئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہ قیمت لوں گا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سواریوں کو بنی قشیر کے مویشی میں سے آٹھ سو درہم میں خریدا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے ایک لے لی جس کا نام قصواء تھا۔

آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس شب کو وہ آپ کی خوابگاہ میں سوئیں۔ علی رضی اللہ عنہ سوئے۔ انہوں نے ایک سرخ حضرمی چادر جس میں رسول اللہ ﷺ سویا کرتے تھے اوڑھ لی۔

کاشانۂ نبوی کا محاصرہ:

قریش کا یہ گروہ جمع ہو گیا جو دروازہ کی درزوں سے جھانک رہے تھے۔ آپ ﷺ کی گھات میں تھے اور آپ کو پکڑنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ باہم مشورہ کر رہے تھے کہ بستر پر لیٹنے والے پر کون حملہ کرے۔

اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے۔ وہ سب اگرچہ دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے' آپ نے دو لپ بھر سنگ ریزے اُٹھائے' ان لوگوں کے سروں پر چھڑکا اور یہ پڑھنے لگے: ﴿یٰسین والقرآن الحکیم﴾ سے ﴿سوآءٌ علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون﴾ تک پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ گزر گئے۔

کسی کہنے والے نے ان سے کہا کس کا انتظار کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ محمد (ﷺ) کا۔ اس نے کہا کہ تم ناکامیاب ہوئے اور نقصان میں رہے۔ واللہ وہ تو تمہارے پاس سے گزر گئے اور تمہارے سروں میں پر سے چھڑک گئے۔ ان لوگوں نے کہا کہ واللہ ہم نے انہیں دیکھا اور وہ لوگ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

یہ لوگ (۱) ابوجہل و (۲) حکم بن ابی العاص و (۳) عقبہ بن ابی معیط و (۴) نضر بن الحارث و (۵) امیہ بن خلف و (۶) ابن الغیطلہ و (۷) وزمعہ بن الاسود و (۸) طعیمہ بن عدی و (۹) ابولہب و (۱۰) ابی بن خلف و (۱۱) نبیہ و (۱۲) منبہ پسران حجاج تھے۔

جب صبح ہوئی تو علی بستر سے اُٹھے' ان لوگوں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کو دریافت کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے آپ کے متعلق علم نہیں۔

نبی وصدیق کا غار ثور میں قیام:

رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مکان چلے گئے۔ رات تک اسی میں رہے۔ پھر آپ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نکلے اور غار ثور کو روانہ ہو گئے اس کے اندر داخل ہوئے مکڑی نے اس کے راستے پر جالا تان دیا جس کا بعض حصہ بعض پر تھا۔

قریش نے رسول اللہ ﷺ کی انتہائی جستجو کی یہاں تک کہ غار کے راستے تک پہنچ گئے ان میں سے بعض نے کہا کہ اس پر تو محمد (ﷺ) کی ولادت سے بھی پہلے کی مکڑی ہے' وہ سب واپس ہو گئے۔

ابومصعب المکی سے مروی ہے کہ میں نے زید بن ارقم وانس بن مالک ومغیرہ بن شعبہ کا زمانہ پایا ہے میں نے ان کو بیان کرتے سنا کہ شب کو غار میں اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا تو وہ نبی ﷺ کے قریب اُگ آیا۔ اس نے آپ کی آڑ کر لی اللہ نے مکڑی کو حکم دیا تو اس نے آپ کے روبرو جالا لگا دیا اور آڑ کر لی اللہ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا جو غار کے منہ پر بیٹھ گئے۔

قریش کے نوجوان جن میں ہر خاندان کا ایک ایک آدمی تھا۔ اپنی اپنی تلواریں لاٹھیاں اور لٹھ لئے ہوئے آئے یہاں تک کہ جب وہ آپ ﷺ سے چالیس ہاتھ کے فاصلے پر تھے تو ان کے آگے والے شخص نے نظر ڈالی ان دونوں کبوتروں کو دیکھ کر واپس ہو گیا اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تجھے کیا ہوا کہ غار میں نہیں دیکھا اس نے کہا کہ غار کے منہ پر دو وحشی کبوتر ہیں میں سمجھا کہ اس میں کوئی نہیں ہے۔

نبی ﷺ نے بھی اس کی بات سنی۔ سمجھ گئے کہ ان دونوں (کبوتروں) کے ذریعے اللہ نے آپ سے (دُشمنوں کو) دفع کیا ہے۔

نبی ﷺ نے انہیں دُعا دی اور ان کی جزاء مقرر کردی وہ حرم الٰہی میں منتقل ہو گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خاص معاہدہ پر چرائی والی بکریاں تھیں جن کو عامر بن فہیرہ چرایا کرتے تھے۔

رات کے وقت ان بکریوں کو ان حضرات کے پاس لاتے تھے اور وہ دودھ دوہ لیتے تھے۔ جب صبح ہو جاتی تھی تو لوگوں کے ساتھ چلے جاتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے دونوں حضرات کے لئے پسندیدہ تر سامان سفر تیار کیا ایک توشہ دان میں توشہ تیار کیا۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی اوڑھنی کا ایک ٹکڑا کاٹا اور اس سے انہوں نے توشہ دان کا منہ بند کیا' دوسرا ٹکڑا کاٹا اور اس سے مشکیزے کے منہ کی روک بنایا اسی وجہ سے ان کا نام ذات النطاقین (دو اوڑھنی والی) رکھ دیا گیا۔

ابن اریقط کی ہمراہی:

رسول اللہ ﷺ وابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں تین شب رہے ان دونوں کے پاس عبداللہ بن ابی بکر سوتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنی الدیل کے ایک شخص کو جن کا نام عبداللہ بن اریقط تھا' ہادی اور خفیہ راستوں کی رہبر کی حیثیت سے اُجرت پر رکھ لیا۔ حالانکہ وہ دین کفر پر تھا۔ مگر ان سے اطمینان تھا۔ ان دونوں حضرات کے ساتھ عامر بن فہیرہ بھی تھے۔ ابن اریقط دونوں حضرات کے ساتھ رجز خوانی کرتے رہے۔ قریش کو پتہ بھی نہ لگا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں تشریف لے گئے یہاں تک کہ انہوں نے اسفل مکہ سے ایک جن کی آواز سنی جو نظر نہ آتا تھا ؎

جزی اللّٰہ ربّ الناس خیر جزائہ ۔۔۔ رفیقین حلا خیمۃ ام معبد

''اللہ جو تمام لوگوں کا پالنے والا ہے ان دونوں رفیقوں کو اپنی بہترین جزا دے جنہوں نے اُمّ معبد کے خیمے میں دوپہر کو آرام فرمایا''۔

ھما نزلا بالبر و اعتدیابہ ۔۔۔ فقد فاز من امسی رفیق محمدٌ

''یہ دونوں خشکی میں اُترے اور وہاں سے گزر گئے' وہ شخص کامیاب رہا جو محمد ﷺ کا رفیق ہو گیا (یعنی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ)''۔

نبوت کے قدم اُمّ معبد کے خیمے میں:

ابی معبد الخزاعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تو آپ اور ابوبکر اور مولائے ابوبکر عامر بن فہیرہ تھے۔ ان حضرات کے رہبر عبداللہ بن اریقط اللیثی تھے۔ یہ حضرات اُمّ معبد خزاعیہ کے خیمہ پر گزرے تو قوی و دلیر تھے۔ وہ اپنے خیمے کے آگے میدان میں چادر اوڑھ کر بیٹھی رہتی تھیں اور کھلاتی پلاتی تھیں۔ چنانچہ ان حضرات نے ان سے کھجور یا گوشت کو دریافت کیا کہ خریدیں مگر ان میں سے کوئی چیز بھی ان کے پاس نہ پائی۔

اتفاق سے زادراہ ختم ہو چکا تھا۔ اور یہ سب قحط کی حالت میں تھے۔ اُمّ معبد نے کہا کہ واللہ اگر ہمارے پاس کچھ ہوتا تو مہمانداری ہی آپ کو کسی چیز کا محتاج نہ کرتی۔

رسول اللہ ﷺ کی ایک بکری پر نظر پڑی جو خیمے کے ایک حصہ سے بندھی تھی آپ نے فرمایا کہ اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ وہ بکری ہے جس کو تھکن نے بکریوں سے پیچھے کر دیا ہے (جس کی وجہ سے اور بکریاں چرنے گئیں اور یہ رہ گئی)۔ فرمایا اس کے کچھ دودھ بھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ (اس بکری کے لئے دودھ دینا) اس سے (یعنی جنگل جانے سے) بھی زیادہ دشوار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ دوہوں۔ انہوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' ہاں اگر آپ اس کے دودھ دیکھیں (تو دوہ لیجئے)۔

آپ نے بسم اللہ کہہ کر تھن پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اے اللہ ام معبد کو ان کی بکری میں برکت دے اس بکری نے ٹانگیں پھیلا دیں' کثرت سے دودھ دیا اور فرمانبرداری ہو گئی۔

آپ نے ان کا وہ برتن مانگا جو ساری قوم کو سیراب کر دے اس میں آپ نے دودھ کو سیلاب کی طرح دوہا یہاں تک کہ کف اس کے اوپر آ گیا۔ آپ نے اسے پلایا' ام معبد نے پیا یہاں تک کہ وہ بھی سیراب ہو گئیں اور آپ نے اپنے اصحاب کو پلایا۔ وہ بھی سیراب ہو گئے۔ سب سے آخر میں آنحضرت ﷺ نے بھی نوش فرمایا اور فرمایا کہ قوم کے ساقی کو سب سے آخر میں پینا چاہئے۔

سب نے ایک بار پینے کے بعد دوبارہ پیا اور خوب سیر ہو گئے۔ پھر آپ نے اسی برتن میں ابتدائی طریقہ پر دوبارہ دوہا اور اس کو اُمّ معبد کے پاس چھوڑ دیا۔

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اُمّ معبد کے شوہر ابو معبد اپنی بکریاں ہنکاتے ہوئے آ گئے جو ایسی پیلا (یعنی گابھن نہ ہونے والی) اور دُبلی پتلی تھیں کہ اچھی طرح چل نہ سکتی تھیں ان کا مغز بہت کم تھا ان میں ذرا سی بھی چربی نہ تھی۔ ابو معبد نے دودھ دیکھا تو تعجب کیا اور کہا کہ تم لوگوں کو کہاں سے مل گیا۔ حالانکہ بکریاں دور چرنے گئی ہوئی تھیں اور گھر میں کوئی دودھ والی بکری نہ تھی۔

اُمّ معبد نے کہا واللہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوا کہ ہمارے پاس ایک بابرکت بزرگ گزرے جن کی یہ باتیں تھیں۔ ابو معبد نے کہا کہ میں انہیں قریش کا وہی ساتھی خیال کرتا ہوں جن کی تلاش کی جا رہی ہے۔ اے ام معبد مجھ سے ان کی صفت تو بیان کرو۔

ام معبد نے کہا کہ میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جن کی صفائی و پاکیزگی بہت صاف اور کھلی ہوئی ہے۔ چہرہ نہایت نورانی ہے' اخلاق اچھے ہیں' ان میں پیٹ بڑا ہونے کا عیب نہیں ہے نہ ان میں کوتاہ گردن اور چھوٹا سر ہونے کی خرابی ہے۔ وہ حسین و جمیل ہیں' آنکھوں میں کافی سیاہی ہے' پلک کے بال خوب گھنے ہیں' آنکھوں میں بلندی' آنکھ میں سیاہی کی جگہ سیاہی خوب تیز ہے اور سفیدی کی جگہ سفیدی بہت تیز ہے۔ ابروئیں باریک ہیں اور آپس میں ملی ہوئی ہیں۔ بالوں کی سیاہی بھی بہت خوب تیز ہے گردن میں بلندی اور داڑھی میں گھنا پن ہے۔

جب خاموش ہوتے ہیں تو ان پر وقار چھا جاتا ہے اور جب ہنستے ہیں تو حسن کا غلبہ ہوتا ہے۔ گفتگو ایسی نگینوں کی لڑی

ہوتی ہے جو گر رہے ہوں وہ شیریں گفتار ہیں۔ قول فیصل کہنے والے ہیں ایسے کم گو نہیں جس سے مقصد ادا نہ ہو نہ فضول گو ہیں دور سے دیکھو تو سب سے زیادہ بارُعب و حسین ہیں قریب سے سب سے زیادہ شیریں گفتار و جمیل ہیں۔ ایسے متوسط اندام ہیں تم درازی قد کا عیب نہ لگاؤ گے اور نہ کوئی آنکھ کوتاہی قد ہونے کی وجہ سے انہیں حقیر جانے گی۔ وہ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ تھے (یعنی دو رفیق ان کے ساتھ اور بھی تھے)۔ دیکھنے میں وہ تینوں میں سب سے زیادہ بارونق اور مقدار میں حسین۔ ان کے رفقاء ایسے تھے جو کہ انہیں گھیرے رہتے تھے جب وہ کچھ فرماتے تھے تو لوگ اچھی طرح آپ کا کلام سنتے تھے۔ اگر کوئی حکم دیتے تھے تو سب کے سب ان کے حکم کی طرف دوڑتے تھے وہ مخدوم تھے اور ایسے تھے کہ جن کے پاس خدمت کے لئے لوگ دوڑتے تھے وہ نہ ترش رو تھے نہ زیادہ گو تھے۔

ابو معبد نے کہا واللہ یہ تو قریش کے وہی ساتھی تھے جن کا ہم سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ اے اُمّ معبد اگر میں ان کے وقت میں آ جاتا تو ضرور درخواست کرتا کہ میں آپ کی صحبت میں رہوں۔ اگر تم اس کا موقع پاتا تو ضرور ایسا کرنا۔

مکہ میں غیبی آواز:

صبح کے وقت مکہ میں آسمان و زمین کے درمیان ایک آواز ظاہر ہوئی جس کو لوگ سنتے تھے اور آواز والے کو نہیں دیکھتے۔ وہ کہتا تھا:

جزی اللّٰہ رب الناس خیر جزائہ　　رفیقین حلا خیمۃ ام معبد

''اللہ جو پروردگار ہے تمام لوگوں کی اپنی بہترین جزا دے ان دونوں رفیقوں کو جو ام معبد کے خیموں میں اُترے''۔

ھما نزلا بالرد ارتحلا بہ　　فافلح من امسی رفیق محمد

''وہ دونوں اس خشکی میں اُترے اور وہاں سے چلے بھی گئے جو محمد (ﷺ) کے رفیق وہ کامیاب ہو گئے (یعنی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ)''۔

فیال قصی مازوی اللّٰہ عنکم　　بہ من فعال لا مجازی و سودد

''اے قبیلۂ قصی تم کو کیا ہو گیا ہے اللہ نے تمہیں ایسے کام اور ایسی سرداری کی توفیق نہیں دی جس کی جزا مل سکے''۔

سلوا اختکم من شاقھا و انائھا　　فانکم ان تسلوا الشاۃ تشھد

''اپنی بہن سے ان کی بکری اور برتن میں دودھ بھر جانے کا حال پوچھو اگر تم بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی شہادت دے گی''۔

دعالھا بشاۃ حائل فتحلبت　　لہ بصریح ضرّۃ الشاۃ زبد

''ایسی بکری تھی جو بالکل دبلی اور بے دودھ کے تھی مگر وہی بکری خالص دودھ دینے لگی جس میں روغن اور کف

بھرا ہوا تھا''۔

فغادرہ رھنا لدیھا لحالب تدرلبنھا فی مصدر ثم موِدد

''حضرت نے یہ بکری وہیں چھوڑ دی کہ آنے جانے والے اس کے دودھ سے سیر ہوں''۔

یہ قوم صبح کو اپنے نبی کی تلاش کر رہی تھی' ام معبد کے خیمے کو گھیر لیا۔ یہاں تک کہ یہ لوگ نبی ﷺ سے جا ملے۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس غیبی آواز کے جواب میں یہ اشعار ذیل کہے:

لقد خاب قوم زال عنھم بینھم وقدس من یسری الیھم و یغتدی

''وہ قوم نقصان میں رہی جس سے ان کے نبی چلے گئے' اور وہ قوم مقدس ہے جس کی طرف وہ (نبی) صبح وشام چلتے ہیں''۔

ترحل من قوم فزالت عقولھم وحل علی قوم بنور مجدد

''ایک قوم سے انہوں نے کوچ کیا تو ان لوگوں کی عقلیں جاتی رہیں' اور ایک دوسری قوم کے پاس تازہ بتازہ نور کے ساتھ اُترے''۔

وھل یستوی ضلال قوم تسلعوا عمًا و ھداۃ یھتدون بمھتد

''اور کیا وہ گمراہ قوم جنہوں نے وجہ نابینائی انکار کیا اور وہ ہدایت پانے والے جو ہدایت یافتہ سے ہدایت پاتے ہیں برابر ہیں؟''

نبی یری ما لا یری الناس حولہ و یتلو کتاب اللّٰہ فی کل مشھد

''وہ ایسے نبی ہیں جو اپنے گرد وہ دیکھتے ہیں جو اور لوگ نہیں دیکھتے اور مشہد میں کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں''۔

فان قال۔ فی یوم مقالۃ غائب فتصدیقھا فی ضحوۃ الیوم اوغد

''اگر وہ دن میں کوئی بات غائب کی سی کہتے ہیں (یعنی پیشگوئی) تو اس کی تصدیق اسی روز دن چڑھے یا دوسرے دن ہو جاتی ہے''۔

لتھن ابابکر سعادۃ جدہ بصحبۃ من یسعد اللّٰہ یسعد

''ابوبکر کو اپنے نصیب کی سعادت جو بوجۂ صحبت آنحضرت ﷺ انہیں حاصل ہوئی مبارک ہو جس کو اللہ سعادت دیتا ہے وہی سعید ہوتا ہے''۔

و یھن بنی کعب مکان فتاتھم و مقعدھا للمسلمین بمرصد

''اور بنی کعب کو بھی اپنی خاتون کا مرتبہ مبارک ہو جن کی نشست گاہ مسلمانوں کی جائے پناہ ہے''۔

عبدالملک نے کہا ہمیں معلوم ہوا کہ ام معبد نے بھی نبی ﷺ کے پاس ہجرت کی اور اسلام لائیں۔

سراقہ بن مالک رسول اللہ ﷺ کے تعاقب میں:

رسول اللہ ﷺ کی غار سے روانگی شب دوشنبہ ۴ ربیع الاوّل کو ہوئی۔ سہ شنبہ کو قدید میں آپ نے قیلولہ فرمایا جب وہاں سے روانہ ہوئے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے جو اپنے گھوڑے پر سوار تھے ان لوگوں کو روکا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بددُعا دی جس سے ان کے گھوڑے کے پاؤں دھنس گئے۔ انہوں نے کہا کہ اے محمد ﷺ اللہ سے دُعاء کیجئے کہ وہ میرے گھوڑے کو رہا کر دے میں آپ کے پاس سے پلٹ جاؤں گا۔ جو لوگ میرے پیچھے (آپ کی تلاش میں) ہیں انہیں بھی واپس کر دوں گا۔ آپ نے دعاء کی اور وہ رہا ہو گیا وہ واپس گئے انہوں نے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں پایا تو کہا کہ لوٹ چلو' میں تمہاری براءت چاہ لوں گا کہ یہاں کوئی نہیں ہے تم لوگ نقش قدم میں میری مہارت کو جانتے ہو وہ سب لوٹ گئے۔

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور آپ کے ہمراہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان دونوں حضرات کو سراقہ بن مالک بن جعشم نے روکا تو ان کا گھوڑا دھنس گیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ دونوں میرے لئے اللہ سے دُعا کیجئے۔ میں آپ کے لئے یہ کروں گا کہ اب نہ پیچھا کروں گا دونوں نے اللہ سے دُعا کی مگر وہ دوبارہ پلٹے تو ان کا گھوڑا دھنس گیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ سے دُعاء کیجئے اور میں آپ کے لئے یہ کروں گا کہ پھر نہ پلٹوں گا دونوں نے اللہ سے دُعا کی انہوں نے دونوں حضرات کے سامنے توشہ اور سواری پیش کی دونوں نے فرمایا کہ ہم کو تمہیں کافی ہو تو انہوں نے کہا میں اس کا بھی آپ کے لئے ذمہ لیتا ہوں۔

(عود بسوئے حدیث اوّل)

مقام قبا پر تشریف آوری:

اور رسول اللہ ﷺ خرار کے درمیان چلے' آپ ثنیۃ المرہ سے آگے بڑھے ثقف سے چل کر مدلجۂ لقف سے گزر گئے۔ مدلجۂ مجاج کے اندر سے گزرے مرجح مجاج میں پہنچے بطن مرجح میں گئے' بطن ذات کشد میں پہنچے' حدائد کو طے کیا' اذاخر اور بعد بطن ربغ سے گزر فرمایا' وہیں نماز مغرب پڑھی پھر ذی سلم' پھر مدلجہ کو چھوڑ دیا پھر العثانیہ چلے پھر بطن القاحہ سے گزر گئے۔ پھر عرج میں اُترے پھر جدادات میں پھر غابر میں رکوبہ کی داہنی طرف سے چلے' پھر بطن العقیق میں اترے یہاں تک کہ الجثجاثہ پہنچ گئے فرما کہ ہمیں بنی عمرو بن عوف تک جانے کا راستہ کون بتائے گا آپ مدینے کے قریب نہ تھے پھر آپ الظبی کے راستے پر چلے یہاں تک کہ العصبہ پر نکلے۔

مہاجرین رسول اللہ ﷺ کے اپنے پاس تشریف لانے کے منتظر تھے۔ وہ لوگ ظہر حرہ العصبہ تک انصار کے ہمراہ صبح جایا کرتے تھے دِن چڑھے تک آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے جب سورج انہیں جلا دیتا تھا تو اپنے اپنے مکانات واپس چلے جاتے تھے جب وہ دِن آیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور وہ ۲/ ربیع الاوّل روز دوشنبہ تھا اور کہا جاتا ہے کہ بارہویں ربیع الاوّل تھی تو لوگ جس طرح انتظار میں بیٹھا کرتے تھے بیٹھ گئے جب سورج کی تپش و تمازت بڑھی تو وہ اپنے اپنے مکانات کو چلے گئے۔

اتفاق سے ایک یہودی اپنے قلعہ پر بلند آواز سے چلا رہا تھا کہ اے بنی قیلہ یہ تمہارے ساتھی (دوست) آ گئے۔ سو

لوگ نکلے تو اتفاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تینوں اصحاب تھے۔ بنی عمرو بن عوف میں ایک شور اور تکبیر کی آواز سنی گئی' مسلمان ہتھیار باندھنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا پہنچ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر لوگوں کو نصیحت کرنے لگے' مسلمان آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلثوم بن الہدم کے پاس اترے اور ہمارے نزدیک یہی درست ہے آپ سعد بن خثمہ کے مکان میں اپنے اصحاب سے باتیں کرتے تھے' اس مکان کا نام منزل العزاب تھا۔ اسی لئے کہہ دیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن خثمہ کے پاس اُترے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مکے اور مدینے کے درمیان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف (اونٹ پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے) تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ملک شام کی آمدورفت رہا کرتی تھی اس لئے وہ پہچانے جاتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نہیں پہچانتا تھا (راستے کے) لوگ کہتے تھے کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ لڑکا جو تمہارے آگے (اونٹ پر) ہے کون ہے' ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے تھے' یہ مجھے راستہ بتاتے ہیں۔

جب یہ دونوں حضرات مدینے کے قریب آ گئے تو حرہ میں اُترے۔ آپ نے انصار کو بلا بھیجا۔ وہ لوگ آئے اور کہا کہ آپ دونوں حضرات امن و اطمینان سے اٹھیے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس روز سے آپ مدینے میں داخل ہوئے ہیں' میں آپ کے پاس حاضر رہا۔ میں نے کبھی کوئی دِن اس روز سے جس روز آپ ہمارے پاس تشریف لائے زیادہ نورانی وحسین نہیں دیکھا۔ جس روز آپ کی وفات ہوئی میں آپ کے پاس حاضر تھا اس روز سے زیادہ میں نے کوئی دِن برا اور تاریک نہیں دیکھا۔

واردِ یثرب میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری:

ابو وہب مولائے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سفر ہجرت) میں اس طرح سوار ہوئے کہ اپنی اونٹنی پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھے جب کوئی آدمی انہیں (ابوبکر کو) ملتا تھا تو کہتا تھا کہ آپ کون ہیں؟ وہ کہتے تھے کہ میں طالب ہوں' طلب کرتا ہوں۔ وہ کہتا تھا کہ آپ کے پیچھے کون ہیں تو وہ کہتے تھے کہ راستہ بتانے والے ہیں جو مجھے راستہ بتاتے ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ دِن آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں داخل ہوئے تو مدینے میں ہر شے منور و روشن ہوگئی۔

البراء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہجرت کے سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے۔ میں نے اہل مدینہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی چیز سے خوش ہوتے نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ میں نے عورتوں اور بچوں کو کہتے ہوئے سنا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو تشریف لے آئے ہیں۔

اہل مدینہ کے لئے خوشی کا دِن:

البراء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے سب پہلے ہمارے پاس مصعب بن عمیر وابن ام مکتوم آئے

یہ دونوں لوگوں کو قرآن پڑھانے لگے پھر عمار و بلال و سعد آئے اس کے بعد بیس اصحاب کے ساتھ عمر بن الخطاب آئے تب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔

میں نے لوگوں کو کبھی کسی چیز سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا وہ آپ سے خوش ہوئے حتیٰ کہ میں نے غلاموں اور بچوں کو کہتے سنا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں جو تشریف لے آئے ہیں حتیٰ کہ میں نے سبح اسم ربك الاعلى اور مفصل میں سے چند سورتیں پڑھیں (مفصل وہ حصۂ قرآن ہے جن کا نماز میں پڑھنا مسنون ہے وہ سورہ حجرات سے آخر تک ہے' اس میں بھی تین حصے ہیں' طول' اوساط- قصار)۔

بنی نجار کے وفد سے ملاقات:

زرارہ بن ابی اوفی سے مروی ہے عبداللہ بن سلام نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ آپ کی طرف دوڑے کہا جانے لگا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں' میں بھی لوگوں کے ساتھ گیا تا کہ آپ ﷺ کو دیکھوں۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک دیکھا تو ایسا نظر آیا جو کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا سب سے پہلے جو کلام میں نے آپ سے سنا یہ تھا کہ اے لوگو! اسلام کی اشاعت کرو' کھانا کھلاؤ' قرابت داروں کے ساتھ احسان کرو' اس وقت نماز پڑھا کرو جب سب لوگ سوتے ہیں اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

محلّہ بنی عمرو میں قیام:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو مدینے کے بلند حصے کے ایک محلے جو بنی عمرو بن عوف کہلاتا تھا' اترے۔ آپ چودہ شب مقیم رہے پھر آپ نے بنی النجار کے ایک گروہ کو بلا بھیجا۔ وہ لوگ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے آئے۔ وہ منظر میری آنکھوں میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے ہم نشین تھے اور بنی النجار کا گروہ آپ کے گرد تھا یہاں تک کہ ابوایوب کا بیرونی میدان آپ کے دل میں ڈالا گیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اس طرح مدینہ میں تشریف لائے کہ آپ اپنی اونٹنی پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھائے ہوئے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بوڑھے اور ان سے جان پہچان تھی رسول اللہ ﷺ جوان تھے آپ کو کوئی پہچانتا نہ تھا لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملتے تھے اور کہتے تھے کہ اے ابوبکر یہ کون شخص ہیں جو آپ کے آگے ہیں۔ وہ کہتے یہ مجھے راستہ بتاتے ہیں۔

گمان کرنے والا یہ گمان کرتا تھا کہ آنحضرت ﷺ ان کو زمین کی راہ بتاتے ہیں حالانکہ ان کی مراد صرف راہ کی خیر تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ مڑے تو اتفاق سے انہیں ایک سوار نظر آیا جو ان حضرات سے آملا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ سوار ہے جو ہم سے آملا ہے۔ نبی ﷺ مڑے اور فرمایا کہ اے اللہ اس کو پچھاڑ دے۔ اس کے گھوڑے نے اسے پچھاڑ دیا پھر کھڑا ہو کر ہنہنانے لگا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ رک جاؤ اور ہرگز کسی کو ہم سے نہ ملنے دو۔

وہ (سوار) شروع دوپہر میں تو رسول اللہ ﷺ کے خلاف کوشاں تھے اور دوپہر کے آخر میں آپ کے لئے مسلح تھے (کہ

کسی کو آنے نہ دیتے)۔

بارگاہِ رسالت میں انصار کی حاضری:

نبی ﷺ الحرہ کے ایک جانب اترے اور انصار کو بلا بھیجا۔ وہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے آپ کو اور ابوبکر کو سلام کیا اور کہا کہ آپ دونوں حضرات امن اطمینان سے مخدوم و مطاع بن کر سوار ہو جایئے نبی ﷺ سوار ہوئے انصار نے دونوں حضرات کو ہتھیار سے گھیر لیا۔ مدینہ میں کہا جانے لگا کہ رسول اللہ ﷺ آ گئے لوگ نظریں پھاڑ پھاڑ کر رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے لگے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ آ گئے آپ چلتے رہے یہاں تک کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے مکان کے پہلو میں اُترے۔

جب عبداللہ بن سلام نے آپ کی خبر سنی تو آپ اپنے متعلقین سے باتیں کر رہے تھے۔ عبداللہ بن سلام اپنے متعلقین کے کھجور کے باغ میں ان کے لئے کھجوریں چن رہے تھے وہ جس چیز میں چن رہے تھے انہوں نے اس کے رکھنے میں جلدی کی اور اس (ٹوکری) کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے آئے۔ نبی ﷺ کی بات سنی پھر اپنے متعلقین کے پاس واپس آ گئے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے لئے شرف میز بانی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے متعلقین کا کون سا مکان زیادہ قریب ہے۔ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ مکان میرا ہے اور یہ دروازہ میرا ہے۔ آپ نے کہا کہ جاؤ ہمارے لئے قیلولہ کی جگہ درست کرو' وہ گئے اور انہوں نے دونوں حضرات کے لئے قیلولے کی جگہ ٹھیک کی پھر آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ دونوں حضرات کے لئے قیلولے کی جگہ ٹھیک کر دی اللہ کی برکت پر اُٹھیے اور آرام فرمایئے (عود بسوئے مضمون حدیث اوّل)۔

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف میں دوشنبہ و سہ شنبہ و چہار شنبہ و پنج شنبہ تک رہے۔ جمعہ کے دن نکلے اور بنی سالم میں آپ نے نماز جمعہ پڑھائی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ بنی عمرو بن عوف میں چودہ شب تک مقیم رہے جمعہ کو آفتاب بلند ہوا تو آپ نے اپنی سواری منگائی مسلمان بھی جمع ہوئے اور ہتھیار پہنے۔

پہلی نماز جمعہ:

رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہوئے۔ لوگ داہنے اور بائیں آپ کے ہمراہ تھے۔ انصار نے آپ کو اس طرح روکا کہ آپ کے گھر پر نہ گزرتے تھے جو یہ نہ کہتے ہوں کہ یا رسول اللہ ﷺ! ادھر قوت و ثروت و حفاظت کے سامان ہیں' تشریف لایئے۔ آپ ان سے کلمۂ خیر فرماتے تھے اور ان کے لئے دُعا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس اونٹنی کو منجانب اللہ حکم دیا گیا ہے سب نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ جب آپ مسجد بنی سالم میں آئے تو مسلمانوں کو جو آپ کے ہمراہ تھے نماز جمعہ پڑھائی اور وہ سو تھے۔

اہل مدینہ کا اظہارِ عقیدت:

شرجیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قبا سے مدینہ منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو آپ کو بنی سالم نے روکا' آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ ادھر کافی تعداد و تیاری اور ہتھیار اور حفاظت میں تشریف لایئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔

پھر بنی الحارث بن الخزرج نے آپ کو روکا اور آپ سے اسی طرح کہا۔ آپ نے انہیں اسی طرح جواب دیا۔

بنی عدی نے روکا اور آپ سے اسی طرح کہا۔ آپ نے بھی اسی طرح انہیں جواب دیا یہاں تک کہ وہ وہیں رک گئی جہاں اللہ نے اسے حکم دیا تھا۔

(عود بسوئے مضمون حدیث اوّل) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے آپ نے راستے کا داہنا رخ اختیار کیا یہاں تک کہ آپ بنی الحبلی میں آئے۔ آپ روانہ ہوئے مسجد کو پہنچ گئے (اونٹنی) مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رک گئی۔ لوگ اپنے اپنے یہاں اُترنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے۔

ابوایوب خالد بن زید بن کلیب آئے انہوں نے آپ کا کجاوہ اتارا اور آپ کو اپنے مکان میں لے گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ آدمی اپنے کجاوے کے ساتھ ہے۔

اسعد بن زرارہ آئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی۔ وہ ان کے یہاں رہی اور یہی درست ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہلا ہدیہ:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر وہ سب سے پہلا ہدیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوایوب رضی اللہ عنہ کے مکان پر گیا وہ تھا جو میں نے پہنچایا' ایک بہت بڑا پیالہ ثرید کا تھا' جس میں روٹی گھی اور دودھ تھا۔

میں نے کہا کہ یہ پیالہ میری والدہ نے بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تمہیں برکت دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو بلایا' سب نے کھایا' میں دروازے سے ہٹنے بھی نہ پایا تھا کہ سعد بن عبادہ کا پیالہ ثرید اور گوشت کا آیا' کوئی شب ایسی نہ تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر تین چار آدمی کھانا نہ لاتے ہوں۔ جس کی انہوں نے باری مقرر کر لی تھی حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوایوب رضی اللہ عنہ کے مکان سے منتقل ہو گئے۔

وہاں آپ کا قیام سات مہینے رہا۔

اہل بیت کی مدینہ تشریف آوری:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوایوب ہی کے مکان سے زید بن حارثہ وابورافع کو مکے بھیجا۔ ان دونوں کو دو اونٹ اور پانسو درہم دیئے۔ یہ دونوں آپ کے پاس فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی زوجہ سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ اور اسامہ بن زید کو آپ کے پاس لائے۔ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے قبل ان کے شوہر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (ملک حبشہ) ہجرت کرا چکے تھے۔ ابوالعاص بن الربیع نے اپنی بیوی زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کر لیا' زید بن حارثہ نے اپنی بیوی ام ایمن کو مع ان کے فرزند اسامہ بن زید کے سوار کر لیا۔ عبد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بھی ابوبکر کے عیال کو لے کر انہیں لوگوں کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ان میں عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ چنانچہ یہ سب لوگ مدینے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو حارثہ بن النعمان کے مکان پر اُتارا۔

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رب انعمت علی فرد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات وسرایا

غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے کہ ستائیس غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جہاد فرمایا' سینتالیس سرایا بھیجے اور نو غزوات میں اپنے ہاتھ سے قتال فرمایا۔

(۱) بدر (۲) احد (۳) مریسیع (۴) خندق (۵) قریظہ (۶) خیبر (۷) فتح مکہ (۸) حنین (۹) طائف۔ اس تعداد پر اجماع ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے غزوے میں بھی قتال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کے لئے خصوصیت کے ساتھ نفل قرار دیا تھا۔ خیبر سے واپس آتے ہوئے وادیٔ القریٰ میں بھی قتال فرمایا اور آپ کے بعض اصحاب مقتول ہوئے۔ غابہ میں بھی قتال فرمایا۔

مدینہ تشریف آوری کی صحیح تاریخ:

راویوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے سے ہجرت فرمائی ہے تو شنبہ ۱۲ / ربیع الاوّل کو مدینے تشریف لائے اسی پر اجماع ہے اور بروایت بعض آپ ۲ / ربیع الاوّل کو تشریف لائے۔

سفید جھنڈا:

ماہ رمضان میں ہجرت کے ساتویں مہینے وہ سب سے پہلا علم جو آنحضرت ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب بن ہشام کو عنایت فرمایا اس کا رنگ سفید تھا ابو مرثد کناز بن الحصین الغنوی نے اسے اٹھایا جو حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے رسول اللہ ﷺ نے تیس مہاجرین کے ساتھ انہیں روانہ فرمایا' بعض کا قول ہے کہ نصف مہاجرین تھے نصف انصار لیکن اجماع اسی پر ہے کہ سب مہاجرین تھے' بدر میں انصار کو ساتھ لے کے جب تک آپ نے غزوہ نہیں فرمایا اس وقت تک کسی انصار کو کسی میدان میں نہیں بھیجا۔

انصار نے شرط کر لی تھی کہ اپنے شہر (مدینے) ہی میں کی حفاظت کریں گے۔ ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قافلۂ قریش سے مڈبھیڑ:

حمزہ قافلہ قریش کے روکنے کے لیے روانہ ہوئے یہ قافلہ شام سے آیا تھا اس میں تین سو آدمی تھے' ابو جہل بن ہشام ہمراہ تھا۔

یہ لوگ (یعنی مہاجرین) عیص کی جانب سے سمندر کے ساحل تک پہنچ گئے۔ فریقین کی مڈبھیڑ ہوئی یہاں تک کہ سب لڑنے مرنے کے لیے صفیں باندھ لیں۔

مجدی بن عمرو الجہنی جو فریقین کا حلیف تھا' کبھی ان لوگوں کی طرف جانے لگا اور کبھی ان لوگوں کی طرف جانے لگا یہاں تک کہ وہ ان کے درمیان حائل ہو گیا۔ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینے واپس ہوئے۔

سریۂ عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے آٹھویں مہینے شروع شوال میں عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف کا رابغ کی جانب وہ سریہ ہے جس میں لوائے ابیض (علم سفید) ان کے لیے نامزد کیا گیا تھا۔ اس کو مسطح بن اثاثہ بن عبدالمطلب بن عبد مناف لیے ہوئے تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ساٹھ مہاجرین کے ہمراہ بھیجا تھا ان میں کوئی انصاری نہ تھا۔

وہ ابو سفیان بن حرب سے ملے اس کے ہمراہ دو سو اہل قریش تھے' وہ ایک پانی کے مقام پر تھا' جس کا نام احیاء تھا جو جحفہ سے دس میل پر رابغ کا حصہ ہے (یہ فاصلہ اس صورت میں ہے کہ بائیں ہاتھ کے راستے سے قدید کا ارادہ کیا جائے وہ لوگ صرف اس لیے سیدھے راستے سے پھرے کہ اپنے سواری کے اونٹوں کو چرائیں۔

ان میں تیر اندازی ہوئی انہوں نے تلواریں نہیں کھینچیں اور نہ قتال کے لیے صف بستہ ہوئے ان لوگوں کے درمیان تیر اندازی صرف اس لیے ہوئی کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس روز ایک تیر پھینکا تھا وہ سب سے پہلا تیر تھا جو اسلام میں پھینکا گیا تھا' دونوں فریق اپنی اپنی جائے پناہ میں واپس آئے۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ اس جماعت کا سردار عکرمہ بن ابی جہل تھا۔

سریۂ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

ذی القعدہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کے نویں ماہ کے شروع میں الخرار کی طرف سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا سریہ

ہوا جس میں لوائے ابیض (علم سفید) ان کے لیے نامزد کیا گیا تھا‘ جسے المقداد بن عمرو البہرانی اٹھائے ہوئے تھے انہیں آپ نے بیس مہاجرین کے ہمراہ بھیجا تھا کہ قافلہ قریش کو روکیں جوان کی طرف سے گزرے ان سے یہ عہد لے لیا تھا کہ وہ الخرار سے آگے نہ بڑھیں۔ الخرار اُن چند کنوؤں کا نام ہے جو الجحفہ سے مکے کی طرف جانے میں المحجہ کی بائیں جانب خم کے قریب ملتے ہیں۔ سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ پیادہ روانہ ہوئے دن کو کمین گاہ میں پوشیدہ ہو جاتے تھے اور رات کو چلتے تھے‘ یہاں تک کہ جب ہمیں پانچویں صبح ہوئی تو قافلے کے متعلق علم ہوا وہ شب ہی کو گزر گیا۔ ہم مدینہ لوٹ آئے۔

غزوۂ الابواء:

آغاز سفر میں ہجرت کے گیارھویں مہینے رسول اللہ ﷺ کا غزوۂ الابواء ہے آپ کا علم حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اٹھایا اور وہ سفید تھا۔ آپ نے مدینہ پر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور صرف مہاجرین کے ہمراہ روانہ ہوئے جن میں کوئی انصاری نہ تھا۔ آپ قافلۂ قریش کو روکنے کے لیے الابواء پہنچے مگر جنگ کی نوبت نہ آئی‘ یہی غزوۂ وان ہے اور آپ دونوں مقام الابواء و دان پر وارد ہوئے‘ ان دونوں میں چھ میل کا فاصلہ ہے‘ یہ سب سے پہلا غزوہ ہے جسے بہ نفس نفیس آپ نے کیا۔

اسی غزوہ میں آپ نے مخشی بن عمرو الضمری سے جو آپ کے زمانے میں بنی ضمرہ کا سردار تھا ان شرائط پر مصالحت فرمائی کہ نہ آپ بنی ضمرہ سے جنگ کریں گے اور نہ وہ آپ سے لڑیں گے نہ آپ کے خلاف لشکر جمع کریں گے اور نہ دشمن کو مدد دیں گے آپ کے اور ان کے درمیان ایک عہد نامہ تحریر کیا گیا (اور ضمرہ بنی کنانہ میں سے ہیں) پھر رسول اللہ ﷺ مدینے کی جانب مراجعت فرما ہوئے اس طرح آپ پندرہ روز سفر میں رہے۔

کثیر بن عبداللہ المزنی اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ الابواء کے سب سے پہلے غزوہ میں جہاد کیا۔

غزوۂ بواط:

ہجرت کے تیرھویں مہینے شروع ربیع الاوّل میں رسول اللہ ﷺ کا غزوۂ بواط ہے آپ کا جھنڈا سفید تھا۔ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ لیے ہوئے تھے آنحضرت ﷺ نے مدینے میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا اور دو اصحاب کے ہمراہ اس قافلۂ قریش کو روکنے کے لیے نکلے جس میں امیہ بن خلف الجمحی کے ساتھ سو آدمی قریش کے اور ڈھائی ہزار اونٹ تھے۔

آپ بواط پہنچے یہ جگہ جہینہ کے پہاڑی سلسلہ میں علاقہ رضوی اور شام کے راستے کے متصل ذی خشب کے قریب ہے‘ بواط اور مدینے کے درمیان تقریباً چار برد (اڑتالیس میل) کا فاصلہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو جنگ کی نوبت نہ آئی اور آپ مدینے مراجعت فرما ہوئے۔

کرز بن جابر الفہری کی تلاش کے لئے غزوہ

اسی ماہ ربیع الاوّل کے شروع میں رسول اللہ ﷺ کا کرز بن جابر الفہری کی تلاش میں غزوہ ہے۔آپ کا جھنڈا سفید تھا جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اٹھایا تھا مدینے میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔

کرز بن جابر نے مدینے کی چراگاہ کو لوٹا تھا اور جانوروں کو ہنکا لے گیا تھا' وہ اپنے جانور الجماء میں چراتا تھا' مدینے کی چراگاہ ایک جگہ تھی جہاں لوگ اپنے جانور چراتے تھے' الجماء ایک پہاڑ ہے جو العقیق کے علاقے سے الجرف تک پھیلا ہے اس کے اور مدینے کے درمیان تین میل کا فاصلہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ اسے تلاش کرتے ہوئے اس وادی میں پہنچے جس کا نام سفوان تھا جو بدر کے نواح میں ہے' کرز بن جابر اس وادی سے چلا گیا تھا آپ اس سے نہ ملے اور مدینے میں تشریف لائے۔

غزوۂ ذی العشیرہ:

جمادی الآخر میں ہجرت کے سولھویں مہینے رسول اللہ ﷺ کا غزوۂ ذوالعشیرہ ہوا' علم نبوی ؐ جو سفید تھا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اٹھایا آپ نے مدینے میں ابوسلمہ بن عبدالاسد المخزومی کو اپنا جانشین بنایا اور ڈیڑھ سو یا بروایت دیگر دوسو مہاجرین کے ساتھ روانہ ہوئے آپ نے ہمراہ چلنے کے لیے کسی پر جبر نہیں کیا' کل تیس اونٹ تھے جن پر لوگ باری باری سوار ہوتے تھے۔

قافلۂ قریش نے جب سفر شام شروع کیا تو آپ اسے روکنے کے لیے نکلے آپ کے پاس مکہ سے قافلہ روانہ ہونے کی خبر آئی تھی کہ اس میں قریش کا مال لدا تھا۔آپ ذوالعشیرہ پہنچے جو ینبوع کے علاقے میں بنی مدلج اور ینبوع اور مدینے کے درمیان نوبرد (۱۰۸ میل) کا فاصلہ ہے' اس قافلہ کے متعلق جس کے لیے آپ نکلے تھے معلوم ہوا کہ چند روز قبل جا چکا تھا یہ وہی قافلہ تھا کہ جب شام سے لوٹا تو آپ اس کے ارادہ سے نکلے مگر وہ سمندر کے کنارہ سے نکل گیا' قریش کو اس کی خبر پہنچی تو وہ اس کی حفاظت کے لیے روانہ ہوئے۔رسول اللہ ﷺ سے بدر میں ملے آپ نے ان پر حملہ کیا اور جسے قتل ہونا تھا وہ قتل ہوئے۔

ذی العشیرہ میں رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوتراب مقرر فرمائی یہ اس لیے کہ آپ ؐ نے انہیں اس طور پر سوتا ہوا دیکھا کہ وہ غبار آلود ہیں آپ نے فرمایا کہ اے ابوتراب بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے' اسی غزوہ میں آپ ؐ نے بنی مدلج اور ان کے ان خلفاء سے جو بنی ضمرہ میں تھے صلح فرمائی تھی پھر آپ ؐ مدینے کی طرف واپس ہوئے اور جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریۂ عبداللہ بن جحش الاسدی رضی اللہ عنہ:

ماہ رجب میں رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کے سترھویں مہینے کے شروع میں نخلہ کی جانب عبداللہ بن جحش الاسدی رضی اللہ عنہ کا سریہ ہوا۔انہیں آپ ؐ نے بارہ مہاجرین کے ہمراہ بطن نخلہ کو روانہ کیا جن میں سے ہر دو کے قبضے میں ایک اونٹ تھا نخلہ ابن عامر کا

وہ باغ ہے جو مکے کے قریب ہے انہیں حکم دیا کہ وہ قافلہ قریش کی گھات میں رہیں وہ قافلہ ان کے پاس اترا اہل قافلہ کو ان سے ہیبت معلوم ہوئی اور ان کی حالت انوکھی نظر آئی۔

عکاشہ بن محصن الاسدی نے سر منڈایا جس کو عامر بن ربیعہ نے مونڈا تا کہ قوم مطمئن ہو جائے وہ مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ لوگ یہیں کے رہنے والے ہیں ان سے کوئی خوف نہیں انہوں نے اپنی سواری کے جانور (چرانے کے لیے) چھوڑ دیئے اور کھانا تیار کیا اس روز کے متعلق انہوں نے یہ شک کیا کہ آیا ماہ حرام میں سے ہے یا نہیں پھر انہوں نے جرأت کی اور ان سے قتال کیا۔

واقد بن عبداللہ التیمی مسلمانوں کے پاس آنے کے لیے نکلے تو اسے عمرو بن الحضرمی نے تیر مارا اور قتل کر دیا' مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ اور الحکم بن کیسان تو گرفتار ہوئے نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ ان سے بچ کے نکل گیا اور قافلے کو لے کر بھاگا اس میں شراب اور چمڑے اور کشمش تھی جسے وہ طائف سے لائے تھے۔

وہ لوگ ان سب چیزوں کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لائے تو آپ نے اسے رکھوا دیا اور دونوں قیدیوں کو قید کر دیا جس شخص نے الحکم بن کیسان کو قید کیا وہ المقداد بن عمرو تھے رسول اللہ ﷺ نے اسے (الحکم کو) اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لائے اور بیر معونہ میں شہادت پائی۔

اس سریہ میں سعد بن ابی وقاص' عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہما کے اونٹ پر ان کے ہم نشین تھے اونٹ راستہ بھول کر بحران چلا گیا جو معدن بنی سلیم کے علاقے میں ہے وہ دونوں دو روز تک اس کی تلاش میں اس مقام پر ٹھہرے رہے اور ان کے ساتھی نخلہ چلے گئے' سعد و عتبہ رضی اللہ عنہما اس وقت حاضر خدمت نہ ہوئے اور چند روز بعد آ گئے۔

کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ جب نخلہ سے لوٹے تو آپؐ نے مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا' تمام مال غنیمت کو اصحاب میں تقسیم کر دیا' یہ پہلا خمس (پانچواں حصہ) تھا جو اسلام میں معین کیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نخلہ کے مال غنیمت کو روکا یہاں تک کہ آپ بدر سے واپس آئے پھر آپؐ نے اسے بدر کے مال غنیمت کے ساتھ تقسیم کر دیا اور ہر جماعت کو اس کا حق دے دیا۔

اسی سریہ میں عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا نام امیر المومنین رکھا گیا۔

غزوۂ بدر:

اب رسول اللہ ﷺ کا غزوۂ بدر القتال ہے' اسے بدر کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

تجارتی قافلہ کا تعاقب:

راویوں کا بیان ہے' کہ رسول اللہ ﷺ خفیہ طور پر اس قافلہ کی واپسی کے منتظر تھے جو ملک شام گیا تھا۔ پہلے بھی آپؐ نے اس کا ارادہ فرمایا تھا یہاں تک کہ آپ ذی العشیرہ پہنچے تھے' آپ نے طلحہ بن عبیداللہ التیمی اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر دریافت کرنے کے لیے بھیجا وہ دونوں التجبار پہنچے جو الحوراء کے علاقے سے ہے اور کشد الجہنی کے پاس اترے اس

نے ان دونوں کو پناہ دی اور ان کی مہمانداری کی (قافلے کا حال ان سے پوشیدہ رکھا' یہاں تک کہ قافلہ گزر گیا' طلحہ وسعید دونوں روانہ ہوئے ہمراہ کشد بھی محافظ بن کر چلا۔ جب یہ لوگ ذوالمروہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ سمندر کے کنارے کنارے تیزی سے نکل گیا۔

طلحہ وسعید مدینے آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قافلہ کی خبر دیں مگر انہیں معلوم ہوا کہ آپؐ روانہ ہو گئے آپؐ نے مسلمانوں کو اپنے ہمراہ روانہ ہونے کی دعوت دی اور فرمایا۔ یہ قریش کا وہ قافلہ ہے جس میں ان کا مال واسباب ہے شاید اللہ تعالیٰ اسے تم کو غنیمت میں دے دے جو جلدی کر سکا اس نے اس کی طرف جلدی کی اور بہت سے آدمیوں نے اس سے دیر کر دی۔

جو لوگ پیچھے رہ گئے انہیں بھی ملامت نہ کی گئی کیونکہ وہ قتال کے لیے نہیں روانہ ہوئے تھے بلکہ قافلہ کے لیے روانہ ہوئے تھے۔

اسلامی لشکر کی روانگی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے انیسویں ماہ کے شروع ۱۲ ر رمضان یوم شنبہ کو مدینے سے روانہ ہوئے یہ روانگی طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید کے روانہ کرنے کے دس دن بعد ہوئی مہاجرین میں سے تو آپ کے ہمراہ جو روانہ وہ ہوئے انصار بھی اس غزوہ میں ہمراہ تھے حالانکہ اس سے قبل ان میں سے کسی نے جہاد نہ کیا تھا۔

اصحابِ بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لشکر بیر ابی عنبہ پر قائم کیا جو مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر ہے' آپ نے اپنے اصحاب کو ملاحظہ فرمایا اور اسے واپس کر دیا جسے آپ نے چھوٹا سمجھا آپ تین سو پانچ آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے جن میں ۷۴ مہاجرین تھے اور بقیہ ۲۰۱ ر انصار۔

آٹھ آدمی وہ تھے جو کسی سبب سے پیچھے رہ گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ واجر مقرر فرمایا۔ وہ تین مہاجرین میں سے تھے:

۱۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کے لیے چھوڑ دیا کہ وہ بیمار تھیں' وہ ان کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔
۲۔ طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ' اور
۳۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ کی خبر دریافت کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

پانچ انصار میں سے تھے:

۱۔ ابولبابہ بن المنذر رضی اللہ عنہ جن کو آپؐ نے مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا۔
۲۔ عاصم بن عدی العجلانی رضی اللہ عنہ جن کو آپ نے اہل عالیہ پر خلیفہ بنایا۔
۳۔ الحارث بن حاطب العمری رضی اللہ عنہ جن کو آپ نے بنی عمرو بن عوف کے پاس کسی بات کی وجہ سے جو ان کی طرف سے ہوئی

الروحاء سے واپس کر دیا۔

۴۔ الحارث بن حاطب رضی اللہ عنہ جو الروحاء میں تھک گئے تھے۔ اور

۵۔ خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ یہ بھی تھک گئے تھے۔

یہ آٹھ آدمی ہیں جن کے بارے میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے اور سب کے سب مستحق اجر ہیں۔

اونٹوں میں ستر اونٹ تھے جن پر باری باری سفر ہوتا تھا' گھوڑے صرف دو تھے ایک مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کا اور ایک مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ کا۔

دُشمن کی جاسوسی کا انتظام:

رسول اللہ ﷺ نے اپنے آگے دو جاسوسوں کو مشرکین کی طرف روانہ کر دیا تھا کہ آپ کے پاس دشمن کی خبر لائیں بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الرغباء تھے جو جہینہ میں سے تھے اور انصار کے حلیف تھے دونوں چاہ بدر تک پہنچے' خبر معلوم کی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ گئے۔

مشرکین کے تجارتی قافلہ کی حالت:

مشرکین کو شام میں یہ خبر پہنچی تھی کہ رسول اللہ ﷺ ان کی واپسی کی گھات میں ہیں وہ لوگ جب شام سے روانہ ہوئے تو ضمضم بن عمرو کو قریش مکہ کے پاس روانہ کر کے انہیں اس بات کی خبر دی اور حکم دیا کہ وہ نکل کر قافلہ کی حفاظت کریں۔

مشرکین مکے سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے ان کے ساتھ غلام اور دف تھے ابوسفیان بن حرب قافلہ کو لایا۔ جب وہ مدینے کے قریب پہنچا تو وہ لوگ خوف زدہ تھے اور ضمضم اپنی قوم (قریش) کی تاخیر کو محسوس کر رہے تھے۔

خوف وہراس کے اسی عالم میں قافلہ بدر پہنچا اور وہاں منزل کی' ابوسفیان نے مجدی بن عمرو سے پوچھا۔ محمدؐ کے جاسوس تو کہیں نظر نہیں پڑے؟ کیونکہ مکہ کا کوئی قریشی مرد و عورت ایسا نہیں ہے جس کے پاس نصف اوقیا یا زیادہ مال رہا ہو اور اس نے ہمارے ساتھ روانہ نہ کر دیا ہو۔

مجدی نے کہا کہ بخدا میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا جسے میں اجنبی سمجھتا سوائے ان دو سواروں کے جو اس مکان تک آئے تھے' اس نے عدی و بسبس کے اونٹ کی نشست کی طرف اشارہ کیا ابوسفیان آیا دونوں اونٹوں کی چند مینگنیاں لے کر توڑیں' کھجور کی گٹھلی نکلی تو کہا کہ یہ مدینے کا چارہ ہے' یہ محمدؐ کے جاسوس تھے۔

اس نے قافلہ کے سربرآوردہ لوگوں کو غیرت دلائی اور سمندر کے کنارے سے لے کے چلا' بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر تیزی کے ساتھ بھاگ گیا' قریش مکے سے آگئے تو ابوسفیان بن حرب نے ان کے پاس قیس بن امرئ القیس کو بھیج کر خبر دی کہ قافلہ بچ گیا' لوگ واپس چلے جائیں گے' مگر قریش نے واپس ہونے سے انکار کیا اور غلاموں کو جحفہ سے واپس کر دیا۔

ابوسفیان کا اظہار افسوس:

قاصد ابوسفیان سے الہدہ میں ملا جو مکہ سے بائیں جانب کے راستے پر عسفان سے سات میل پر ہے۔ جہاں بنوضمرہ اور

کچھ خزاعہ کے لوگ ہیں' اس (قاصد) نے اسے (ابوسفیان کو) قریش کے گزرنے کی خبر دی (تو نہایت افسوس کے ساتھ کہا) کہ ہائے قوم' یہ عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل کا فعل ہے اور کہا کہ بخدا ہم اس وقت تک نہ جائیں گے جب تک بدر میں نہ اتر لیں۔

مقام بدر:

بدر زمانۂ جاہلیت کے تماشا گاہوں میں سے ایک تماشا گاہ تھا جہاں عرب جمع ہوتے تھے۔ یہاں ایک بازار تھا' بدر اور مدینے کے درمیان اٹھانوے میل کا فاصلہ تھا وہ راستہ جس پر رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے الروحاء کا تھا مدینہ اور الروحاء کے درمیان چار روز کا راستہ تھا پھر وہاں سے المنصرف تک بارہ میل کا ذات اجذال تک بارہ میل کا پھر المعلات تک جو السلم کا سیلابی میدان ہے بارہ میل کا۔ وہاں سے الاثیل تک بارہ میل پھر بدر تک دو میل کا فاصلہ تھا۔

فرات بن حیان العجلی:

قریش نے فرات بن حیان العجلی کو جو اس وقت مکے میں مقیم تھا جب قریش نے مکہ چھوڑا۔ ابوسفیان کے پاس بھیجا تا کہ وہ اسے روانہ ہونے اور مکہ چھوڑنے کی خبر دے مگر اس نے ابوسفیان کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ جحفہ میں مشرکین کے پاس پہنچ گیا اور ان کے ہمراہ روانہ ہو گیا۔ بدر کے دن اسے متعدد زخم لگے اور وہ پچھلے پاؤں بھاگ گیا۔

بنی زہرہ کی مقام جحفہ سے واپسی:

بنی زہرہ جحفہ سے پلٹ گئے اس کا مشورہ انہیں الاخنس بن شریف الثقفی نے دیا جو ان کا حلیف تھا اور ان میں اس کی بات مانی جاتی تھی اس کا نام ابی تھا مگر جب اس نے بنی زہرہ کو لوٹا دیا تو کہا گیا خنس بہم (اس نے انہیں پیچھے کر دیا) اسی وجہ سے اس کا نام الاخنس ہو گیا اس روز بنی زہرہ سو آدمی تھے' بعض نے کہا بلکہ تین سو آدمی تھے۔

بنی عدی کا جنگ سے کنارہ کشی کرنا:

بنی عدی بن کعب جنگی جماعت کے ساتھ تھے' مگر جب وہ ثنیہ لفت پہنچے تو صبح کے وقت مکے کا رخ کر کے کنارۂ سمندر کی طرف پھر گئے۔ اتفاقاً ابوسفیان بن حرب ان سے ملا اور کہا کہ اے بنی عدی تم کیسے پلٹ آئے نہ تو قافلے میں نہ جنگی جماعت میں؟

انہوں نے جواب دیا کہ تو نے قریش کو کہلا بھیجا تھا کہ وہ پلٹ جائیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (ابوسفیان) ان سے مرالظہر ان میں ملا۔

بنی زہرہ اور بنی عدی کے مشرکین میں سے کوئی شخص بدر میں حاضر نہیں ہوا۔

انصار کے قابل رشک جذبات:

رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے' جب بدر کے قریب پہنچے تو قریش کی روانگی کی خبر آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اصحاب کو اس سے آگاہ کیا اور ان سے مشورہ لیا' المقداد بن عمرو البہرانی نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ ہمیں برک الغماد (مقام) تک لے جائیں گے تو ہم ضرور آپ کے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ وہاں پہنچ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے مشورہ دو' آپ کی مراد صرف انصار سے تھی۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض

کیا میں انصار کی طرف سے جواب دیتا ہوں‘ یا رسول اللہ شاید آپ کی مراد ہم سے ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں‘ عرض کیا: اے اللہ کے نبی آپؐ نے جو کچھ قصد فرمایا ہے اسے جاری رکھیے‘ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپؐ اس سمندر میں پیش قدمی کرنا چاہیں گے اور اس میں داخل ہوں گے تو ہم بھی ضرور اس طرح آپؐ کے ساتھ داخل ہوں گے‘ کہ ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی برکت کے ساتھ چلو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے‘ بخدا میں قوم کے بچھڑنے کے مقامات دیکھ رہا ہوں۔

پرچم اسلام:

اس روز رسول اللہ ﷺ نے متعدد جھنڈے نامزد فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا سب سے بڑا تھا مہاجرین کا جھنڈا مصعب بن عمیر کے ساتھ تھا قبیلۂ خزرج کا جھنڈا الحباب بن المنذر کے ساتھ اور قبیلۂ اوس کا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین کا شعار (نشان شناخت) ''یا بنی عبدالرحمٰن'' خزرج کا ''یا بنی عبداللہ'' اور اوس کا ''یا بنی عبیداللہ'' مقرر فرمایا کہا جاتا ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس روز ''یا منصور امت'' تھا۔

مشرکین کے ہمراہ بھی تین جھنڈے تھے‘ ایک جھنڈا ابوعزیز بن عمیر کے ساتھ ایک النضر بن الحارث کے ساتھ اور ایک طلحہ بن ابی طلحہ کے ساتھ تھا۔ یہ سب بنی عبدالدار میں سے تھے۔

اسلامی لشکر کی بدر میں آمد:

رسول اللہ ﷺ شب جمعہ ۱۷ رمضان کو بدر کے قریب اترے‘ مشرکین کی خبر دریافت کرنے کے لیے علی اور زبیر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو چاہ بدر پر بھیجا‘ ان لوگوں کو قریش کی پانی بھرنے والی جماعت ملی جن میں ان کے پانی پلانے والے بھی تھے ان لوگوں نے اس جماعت کو گرفتار کر لیا۔

کفار کی تعداد جاننے کا نبوی انداز:

قریش کو جب اس کی خبر پہنچی تو لشکر گھبرا گیا‘ ان پانی پلانے والوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ قریش کہاں ہیں انہوں نے جواب دیا کہ اس ٹیلے کے پیچھے جسے آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ کتنے ہیں‘ انہوں نے کہا بہت ہیں آپؐ نے فرمایا وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ایک دن نو اور ایک دن دس آپؐ نے فرمایا کہ وہ ہزار اور نو سو کے درمیان ہیں اور نو سو پچاس آدمی تھے اور ان کے گھوڑے سو تھے۔

حباب بن المنذر کا مشورہ اور تائید آسمانی:

حباب بن المنذر نے عرض کیا‘ یا رسول اللہ ﷺ یہ مقام جہاں آپؐ ہیں منزل نہیں ہے‘ آپؐ ہمارے ساتھ ایسے مقام پر تشریف لے چلیے جہاں پانی قوم کے قریب ہو۔ مجھے اس جگہ کا اور وہاں کے کنوؤں کا علم ہے اس میں ایک کنواں ہے جس کے پانی کی شیرینی میں جانتا ہوں جو ٹوٹتا نہیں‘ ہم اس پر حوض بنالیں گے‘ خود سیراب ہوں گے قتال کریں گے اور اس کے سوا باقی

کنوؤں کو پاٹ دیں گے۔

بدر میں بارش:

رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریلؑ آئے اور عرض کیا رائے یہی ہے جس کا حباب نے مشورہ دیا ہے' رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور یہی کیا مگر وہ وادی (میدان کی زمین) پولی تھی' اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابر کو بھیجا جس نے اسے تر کر دیا۔ مسلمان چلنے سے نہ رُکے مشرکین کے یہاں اس قدر بارش ہوئی کہ وہ چلنے کے قابل نہ رہے حالانکہ ان کے درمیان صرف ایک ریت کا ٹیلہ تھا اس شب کو مسلمانوں پر غنودگی طاری ہوگئی۔

خیمۂ نبویؐ:

رسول اللہ ﷺ کے لیے کھجور کی لکڑی کا سائبان بنا دیا گیا نبی ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس میں داخل ہو گئے' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اس سائبان کے دروازے پر تلوار لٹکا کر کھڑے ہو گئے۔

لشکر اسلام کی صف بندی:

صبح ہوئی تو قبل اس کے کہ قریش نازل ہوں آپؐ نے اصحاب کو صف بستہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کو صف بستہ اور برابر کر ہی رہے تھے کہ قریش نکل آئے آپ انہیں تیر کی طرح سیدھا کر رہے تھے۔ اس روز آپؐ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس سے آپ ایک طرف اشارہ کرتے تھے کہ آگے بڑھ اور دوسری طرف اشارہ کرتے تھے کہ پیچھے ہٹ' یہاں تک کہ وہ سب برابر ہو گئے۔

فرشتوں کی آمد:

ایک ایسی تیز ہوا آئی جس کی سی شدت ان لوگوں نے نہ دیکھی تھی' وہ چلی گئی۔ اور ایک دوسری ہوا آئی وہ بھی چلی گئی۔ اور ایک ہوا آئی' پہلی ہوا میں جبریل علیہ السلام ایک ہزار لشکر ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی ہمراہی کے لیے تھے' دوسری طرف ہوا میں میکائیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے میمنہ (لشکر کے داہنی بازو) کے لیے تھے۔

ملائکہ کی علامت وہ عمامے تھے جن کے سرے وہ اپنے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے اور سبز و سرخ و زرد سرخ نور کے تھے۔ ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں میں بال تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ملائکہ نے نشان جنگ لگا لیا۔ لہٰذا تم بھی نشان جنگ لگا لو۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنی زرہ وخود میں نشان لگایا۔ بدر کے دن ملائکہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے۔

عمیر بن وہب اور حکیم بن حزام کا قریش کو مشورہ:

راوی نے' کہا کہ جب (مسلمانوں کی جماعت مطمئن ہوگئی تو مشرکین نے عمیر بن وہب الجحی کو بھیجا جو تیر والا تھا اس سے کہا کہ محمدؐ اور ان کے اصحاب کا اندازہ کرو وہ وادی (میدان) میں گیا پھر لوٹا اور کہا۔

نہ تو ان کے لیے مدد (امدادی فوج) ہے اور نہ کمین (پوشیدہ لشکر) پوری قوم تین سو ہیں اگر زیادہ ہوں گے تو بہت کم زیادہ ہوں گے' ان کے ہمراہ ستر اونٹ اور دو گھوڑے ہیں اے گروہ قریش مصائب حامل موت ہیں (یعنی مسلمانوں کی کم تعدادی

ان کے لیے باعث ہلاکت نہ ہوگی) یثرب کے سیراب کرنے والے اونٹ قاتل موت کے حامل ہیں وہ ایک سی جماعت ہے کہ سوائے ان کی تلواروں کے نہ کوئی محافظ ہے اور نہ کوئی جائے پناہ ہے' کیا تم انہیں دیکھتے نہیں کہ وہ لوگ اس طرح خاموش ہیں کہ کلام نہیں کرتے جو یہ پھن والے سانپوں کی طرح زبانیں نکالتے ہیں خدا کی قسم میں تو نہیں سمجھتا کہ تم ان کا کوئی آدمی قتل کر دو بغیر اس کے کہ ہمارا کوئی آدمی قتل کر دیا جائے۔ جب وہ تم سے اپنے شمار کے مطابق پہنچ جائیں گے تو اس کے بعد جینے کا مزہ نہیں۔ لہٰذا اپنے معاملہ میں غور کرو۔

اس نے حکیم بن حزام سے گفتگو کی' لوگوں کے پاس گیا اور شیبہ اور عتبہ کے پاس آیا۔ جو ان کی جماعت میں بڑے محتاط اور رعب والے تھے انہوں نے لوگوں کو واپس ہونے کا مشورہ دیا۔

ابوجہل کا جوش:

عتبہ نے کہا کہ میری نصیحت کو رد نہ کرو اور نہ میری رائے کو نادانی پر محمول کرو۔ مگر ابوجہل نے جب اس کا کلام سنا تو اس پر حسد کیا اور اس کی رائے کو غلط قرار دیا۔ اس نے لوگوں کے درمیان اختلاف کرا دیا اور عامر بن الحضرمی کو اس نے یہ حکم دیا کہ اپنے بھائی عمر کے نام سے واویلا کرے جو نخلہ میں قتل کر دیا گیا تھا عامر سامنے آیا اور اس نے اپنے حصہ زیریں پر خاک ڈالی اور وائے عمر ''وائے عمر'' چیخنے لگا۔ اس سے اس کا مقصد عتبہ کو رسوا کرنا تھا کیونکہ قریش میں وہی اس کا حلیف تھا۔

عمیر بن وہب آیا' اس نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا' مگر مسلمان اپنی صفوں میں ثابت قدم رہے اور اپنی جگہ سے ہٹے نہیں اس پر عامر بن الحضرمی نے بھی حملہ کر دیا اور جنگ چھڑ گئی۔

پہلا قتل:

مسلمانوں میں جو سب سے پہلے نکلا وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام مجمع تھے۔ انہیں عامر بن الحضرمی نے قتل کر دیا' انصار میں جو سب سے پہلے قتل کیا گیا وہ حارثہ بن سراقہ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انہیں حبان بن العرقہ نے قتل کیا کہا گیا کہ ان کو عمیر بن الحمام نے قتل کیا جسے خالد بن الاعلم العقیلی نے مار ڈالا۔

شیبہ وعتبہ وولید کی مبارزت طلبی:

ربیعہ کے دونوں بیٹے شیبہ وعتبہ اور الولید بن عتبہ نکلے انہوں نے مقابلہ کی دعوت دی تو قبیلہ بنی الحارث کے تین انصاری معاذ اور معوذ اور عوف جو عفراء کے فرزند تھے ان کی طرف نکلے' مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ناپسند فرمایا کہ سب سے پہلا قتال جس میں مسلمان مشرکین سے مقابلہ کریں انصار میں ہو آپ نے یہ پسند فرمایا آپ کے چچا اور آپ کے قوم کے ذریعے سے شوکت ظاہر ہو' آپ نے انہیں حکم دیا تو وہ لوگ اپنی صفوں میں واپس آ گئے اور آپ نے ان کے لیے کلمہ خیر فرمایا۔

مشرکین نے پکار کر کہا اے محمدؐ ان مقابلہ کرنے والوں کو ہماری طرف روانہ کرو جو ہماری قوم میں سے ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی ہاشم کھڑے ہو اور اس حق کے ساتھ قتال کرو جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا کیونکہ وہ اپنے باطل کو لائے ہیں تاکہ اللہ کے نور کو گل کر دیں۔

حمزہ بن عبدالمطلب' علی بن ابی طالب اور عبیدہ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے۔ اور عتبہ کی طرف بڑھے تو عتبہ نے کہا کچھ بات کرو تا کہ ہم تمہیں پہچان لیں وہ خود پہنے تھے (اس لیے پہچانے نہ جا سکے)۔

حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حمزہ ہوں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا شیر ہے تو عتبہ نے کہا اچھا مقابل ہے' علی بن ابی طالب اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہما نے کہا اور میں ان دونوں (شیبہ و ولید) کے حلیفوں کا شیر ہوں جو تیرے ساتھ ہیں اس نے کہا دونوں اچھے مقابل ہیں۔

اس نے اپنے بیٹے ولید سے کہا کہ اے ولید اٹھ' علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس کے سامنے آئے اور دونوں میں تلوار چلنے لگی' علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ عتبہ کھڑا ہوا اور اس کی طرف حمزہ رضی اللہ عنہ بڑھے دونوں نے تلوار چلائی' حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا' شیبہ اٹھا اور اس کے مقابلہ میں عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے جو اس روز رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے' شیبہ نے عبیدہ کے پاؤں پر تلوار کا کنارہ مارا جو ان کی پنڈلی کی مچھلی میں لگا۔ اور اسے کاٹ دیا۔

حمزہ و علی رضی اللہ عنہما نے شیبہ پر حملہ کیا اور اسے ان دونوں نے قتل کر دیا انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿هذان خصمان اختصموا فی ربهم﴾ (یہ دونوں فریق ہیں (یعنی مسلمین و مشرکین) جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا) اور انہیں کے بارے میں سورۂ انفال یا اس کا اکثر حصہ ﴿یوم نبطش البطشه الکبرٰی﴾ (یعنی یوم بدر (جس روز ہم سخت پکڑ کریں گے' جس روز سے مراد بدر کا دن ہے) ﴿وعذاب یوم عقیم﴾ (سخت دن کا عذاب) ﴿وسیهزم الجمع ویولون الدبر﴾ نازل ہوا۔

راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے پیچھے اس طرح دیکھا گیا کہ تلوار میان سے باہر نکالے ہوئے اس آیت (سیهزم الجمع) کی تلاوت فرما رہے ہیں (یعنی عنقریب اس جماعت کو شکست ہوگی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے) ان کے زخمیوں کو آپ نے اٹھوایا۔ اور بھاگنے والوں کی تلاش فرمائی۔

شہدائے بدر کے اسمائے گرامی:

اس روز مسلمانوں میں چودہ آدمی شہید ہوئے چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے:

۱۔ عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف رضی اللہ عنہ۔

۲۔ عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔

۳۔ عاقل بن ابی البکیر رضی اللہ عنہ۔

۴۔ عمیر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام مجع۔

۵۔ صفوان بن بیضاء رضی اللہ عنہ۔

۶۔ سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ۔

۷۔ مبشر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ۔

عبیدہ سے مروی ہے کہ اہل بدر تین سو تیرہ تھے یا چودہ تھے دو سو ستر انصار میں سے تھے اور بقیہ دوسرے لوگوں میں سے

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اہل بدر تین سو تیرہ تھے جن میں مہاجرین میں چھہتر تھے اور ۱۷ ر رمضان یوم جمعہ کو اہل بدر کو ہزیمت ہوئی۔

اصحاب بدر کے لیے رسول اللہ ﷺ کی دعا:

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے دن تین سو پندرہ مجاہدین کے ہمراہ روانہ ہوئے جیسا کہ طالوت روانہ ہوئے تھے' جس وقت وہ لوگ روانہ ہوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔

اے اللہ یہ لوگ برہنہ پا ہیں لہٰذا انہیں سواری دے' اے اللہ یہ لوگ برہنہ ہیں انہیں لباس دے' اے اللہ یہ لوگ بھوکے ہیں لہٰذا انہیں سیر کر' اللہ نے بدر کے دن فتح دی' وہ لوگ جس وقت لوٹے تو اس حالت میں لوٹے کہ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو ایک یا دوسری سواری کے بغیر ہوا انہوں نے کپڑے بھی پائے اور سیر بھی ہوئے۔

مطر سے مروی ہے کہ بدر کے دن آزاد کردہ غلام میں سے دس سے زائد حاضر تھے مطر نے بیان کیا کہ ان لوگوں کا بھی مناسب حصہ لگایا گیا۔

یوم بدر کی تاریخ:

عامر بن ربیعہ البدری سے مروی ہے کہ بدر کا دن ۱۷ ر رمضان المبارک دوشنبے کو تھا۔

الزہری سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام سے شب بدر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ شب جمعہ ۱۷ ر رمضان کو ہوئی۔

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر ۱۷ ر رمضان یوم جمعہ کو ہوئی۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ یہی ثابت ہے کہ وہ جمعے کو ہوئی اور دوشنبہ کی حدیث شاذ ہے۔

ابن ابی حبیبہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن المسیب سے سفر کے روزے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رمضان میں دو غزوے کیے' غزوۂ بدر' غزوۂ فتح مکہ' ہم لوگوں نے دونوں میں روزہ نہیں رکھا۔

عبداللہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں غزوۂ بدر کیا جب تک آپ اپنے اہل کے پاس واپس نہ ہوئے آپ نے کسی دن روزہ نہ رکھا۔

ابن طلحہ کہتے ہیں کہ ابو ایوب سے یوم بدر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یا رمضان کے سترہ دن گزرے تھے اور تیرہ دن باقی تھے یا گیارہ دن باقی تھے اور ۱۹ دن گزرے تھے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین آدمی ایک اونٹ پر تھے' اور ابو لبابہ و علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ہم نشین تھے۔ ایسا ہوتا تھا کہ جب نبی ﷺ کی (پیادہ چلنے کی) نوبت ہوتی تھی تو وہ دونوں عرض کرتے تھے کہ آپ سوار ہو

جائیے تا کہ ہم دونوں آپ کی جانب سے پیادہ چلیں' آپ فرماتے تھے کہ نہ تو تم دونوں پیادہ روی میں مجھ سے زیادہ طاقتور ہو اور نہ میں ثواب میں تم لوگوں سے زیادہ بے نیاز ہوں (یعنی مجھے ثواب کی ویسی ہی حاجت ہے جیسی تمہیں' پھر میں پیادہ روی کا اجر کیوں چھوڑوں)۔

مشرکین کی تعداد:

ابوعبیدہ بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے بدر کے دن جماعت مشرکین کو گرفتار کیا تو ہم نے ان سے پوچھا تم لوگ کتنے تھے انہوں نے کہا کہ ہم لوگ ایک ہزار تھے۔

ابوعبیدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے بدر کے دن مشرکین کے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا' اس سے ان کی تعداد دریافت کی تو اس نے کہا ہم لوگ ایک ہزار تھے۔

الشعبی سے مروی ہے کہ بدر کے قیدیوں کا فدیہ چار ہزار سے کم تھا۔ جس کے پاس کچھ نہ تھا اسے یہ حکم دیا گیا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھنا سکھا دے۔

غریب قیدیوں کا زرِ فدیہ:

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن ستر قیدیوں کو گرفتار کیا آپ بقدر ان کے مال کے ان سے فدیہ لے رہے تھے۔ اہل مکہ لکھنا جانتے تھے اور اہل مدینہ لکھنا نہیں جانتے تھے جس کے پاس فدیہ نہ تھا دس بچے مدینے کے بچوں میں سے اس کے سپرد کیے گئے۔ اس نے انہیں سکھایا' جب وہ ماہر ہو گئے تو وہی اس کا فدیہ ہو گیا۔

عامر سے مروی ہے کہ اہل بدر کا فدیہ چالیس چالیس اوقیہ تھا جس کے پاس نہ تھا اس نے دس مسلمانوں کو لکھنا سکھایا زید بن ثابت بھی انہیں میں سے ہیں جنہیں لکھنا سکھایا گیا۔

فدیہ لینے کا فیصلہ:

عبیدہ سے مروی ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئے اور عرض کی اگر آپ چاہیں تو انہیں قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو ان سے فدیہ لے لیں اس صورت میں فدیہ لینے والے ستر شہید ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے اصحاب کو آواز دی' لوگ آئے یا ان میں سے لوگ آئے آپ نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں جو ان دونوں باتوں میں تمہیں اختیار دیتے ہیں' یا تو قیدیوں کو سامنے لا کے سب کو قتل کر دو یا اس طرح ان سے فدیہ لے لو جو تم میں اس کو قبول کریں وہ بقدر ان کی تعداد کے شہید کیے جائیں گے' ان لوگوں نے عرض کی کہ ہم فدیہ لیں گے اس سے ان لوگوں کے خلاف قوت حاصل کریں گے۔ اور ہم میں سے ستر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ آخر ان سے فدیہ لے لیا۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ جب اہل بدر سے فارغ ہوئے تو آپ سے کہا گیا کہ آپ قافلے کو ضرور لے لیجئے کیونکہ اب اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں' عباس نے آپؐ سے پکار کر کہا کہ یہ آپؐ کے لیے مناسب نہیں' آپؐ نے فرمایا کیوں؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے جو

اپنے وعدے کے مطابق آپ کو دے دی۔

ابوالبختری کا قتل:

العیزار بن حریث سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو ندا دی گئی' آگاہ ہو کہ اس قوم (مشرکین) میں سے سوائے ابوالبختری کے میرے نزدیک کسی کا کوئی احسان نہیں ہے لہٰذا جس نے اسے گرفتار کیا ہو رہا کردے رسول اللہ ﷺ نے اسے امن دے دیا مگر معلوم ہوا کہ وہ قتل کیا جا چکا ہے۔

سات افراد کے لیے بدعاء:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ رو ہو کر قریش کے سات افراد کے لیے بددعاء فرمائی جن میں ابوجہل وامیہ بن خلف وعتبہ بن ربیعہ وشیبہ بن ربیعہ وعقبہ بن ابی معیط بھی تھے آپ نے خدا کی قسم کے ساتھ فرمایا کہ ضرور تم لوگ ان کو اس حالت بدر میں پچھڑا ہوا دیکھو گے کہ آفتاب نے ان کو جلا دیا ہو گا وہ دن بھی سخت گرم تھا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا اور جنگ شروع ہو گئی تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کی پناہ لی (یعنی آپ کو آگے کیا' اس روز آپؐ سب سے زیادہ مشغول جنگ تھے کوئی شخص آپؐ سے زیادہ مشرکین سے قریب نہ تھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

الشعبی سے مروی ہے کہ یوم بدر ہوا تو ربیعہ کے بیٹے عتبہ وشیبہ اور ولید بن عتبہ نکلے ان کے مقابلہ کو حمزہ بن عبدالمطلب و علی بن ابی طالب وعبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم نکلے شیبہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر آئے اور ان سے کہا' تو کون ہے' انہوں نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہوں تو اس نے کہا اچھا مقابل ہے؟ پھر دونوں میں تلوار چلنے لگی اور حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا' الولید علی رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا اور کہا' تو کون ہے؟ انہوں نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں؟ اور اس کے رسول ﷺ کا بھائی ہوں' علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا' عتبہ عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر آیا اور پوچھا تو کون ہے' انہوں نے کہا میں وہ شخص ہوں جو معاہدۂ حلف میں ہے اس نے کہا اچھا مقابل ہے۔ دونوں میں تلوار چلنے لگی' عتبہ نے حریف کو کمزور کر دیا۔ حمزہ وعلی رضی اللہ عنہما عتبہ پر ٹوٹ پڑے۔

ابوعبداللہ بن محمد سعد (مؤلف کتاب) کہتے ہیں کہ پہلی حدیث کی بناء پر ثابت یہی ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو قتل کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے الولید کو اور عبیدہ نے شیبہ سے قتال کیا (جس کو علی وحمزہ رضی اللہ عنہما نے مل کر بعد کو قتل کر دیا)۔

گھوڑوں کی تعداد:

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف دو گھوڑے تھے ایک گھوڑے پر رسول اللہ ﷺ کے ماموں بنی الاسود کے حلیف مقداد بن عمرو سوار تھے دوسرا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حلیف مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ کے لیے تھا' اس روز مشرکین کے ہمراہ سو گھوڑے تھے۔

قتیبہ نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ (رسول اللہ ﷺ) کے ہمراہ تین گھوڑے تھے (دو گھوڑوں پر تو وہی تھے جن کا ذکر

ہوا اور) ایک گھوڑے پر زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سوار تھے۔

مسلمان مخبر:

عکرمہ سے مروی ہے بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے عدی بن ابی الرغباء اور بسبس بن عمرو کو مخبر بنا کے بھیجا' دونوں (بدر کے) کنوؤں پر آئے' ابوسفیان کو دریافت کیا تو انہیں اس کے مقام کی اطلاع دی گئی' دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اطلاع دی کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ فلاں دن فلاں کنویں پر اترے گا اور ہم لوگ فلاں فلاں کنوؤں پر اتریں گے وہ فلاں دن فلاں کنویں پر اترے گا اور فلاں دن فلاں کنویں پر اتریں گے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ اس سے مل جائیں گے جبکہ وہ (بدر کے) کنویں پر ہوگا۔

ابوسفیان آیا اور اسی کنویں پر اترا' قوم سے (جو وہاں تھی) دریافت کیا کہ آیا تم نے کسی کو دیکھا ہے انہوں نے کہا سوائے دو آدمیوں کے کسی کو نہیں دیکھا اس نے کہا مجھے ان دونوں کے اونٹوں کی نشست گاہ دکھاؤ' انہوں نے اسے نشست گاہ دکھائی اس نے مینگنی لی اور اسے مسل کے چورا چورا کر دیا تو کھجور کی گٹھلی نظر آئی اس نے کہا بخدا یثرب کی آبپاشی کے اونٹ ہیں پھر ساحل سمندر کا راستہ اختیار کیا اور اہل مکہ کو لکھ کر نبی ﷺ کی روانگی کی خبر دی۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفا شعاری:

عکرمہ سے مروی ہے کہ اس روز (بدر کے دن) رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے مشورہ طلب فرمایا سعد بن عبادہ یا سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپؐ جب چاہیں چلیں اور جہاں قیام فرمائیں جس سے چاہے جنگ کیجئے اور جس سے چاہے صلح کیجئے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپؐ اتنا چلیں کہ برک الغماد تک جو یمن کا علاقہ ہے پہنچ جائیں تو ہم لوگ اس طرح آپ کی پیروی کریں گے کوئی شخص پیچھے نہ رہے گا۔ عتبہ بن ربیعہ نے ان مشرکین سے کہا کہ اپنے انہیں چہروں کے بل واپس چلو جو گویا چراغ ہیں ان لوگوں کے مقابلہ سے جن لوگوں کے چہرے گویا سانپ ہیں بخدا تم انہیں قتل نہ کرو گے تاوقتیکہ وہ تم میں سے اپنے برابر قتل نہ کریں پھر اس کے بعد تمہاری خیر نہیں۔ اس روز مسلمان کھجوریں کھا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس جنت کی طرف سبقت کرو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔

عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ کی شہادت:

عمیر بن الحمام ایک طرف تھے ہاتھ میں کھجوریں تھیں جن کو وہ کھا رہے تھے انہوں نے کہا واہ واہ (بخ بخ) نبی ﷺ نے ان سے فرمایا بس کرو' انہوں نے کہا یہ کھجوریں ہرگز مجھ پر غالب نہ آئیں گی' پھر کہا میں تم پر ہرگز زیادہ نہ کروں گا یہاں تک کہ میں اللہ سے مل جاؤں (یعنی اب میں زندگی میں سوائے کھجور کے کوئی کھجور نہ کھاؤں گا وہ (ہاتھ کی کھجوریں) کھانے لگے پھر کہا' دور ہو' تمہیں نے مجھے روک لیا جو ہاتھ میں تھیں وہ پھینک دیں' اپنی تلوار کی طرف اٹھے جو چیتھڑوں میں لپیٹی ہوئی لٹکی تھی اسے لے لیا اور آگے بڑھ کے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور اس روز انہیں غنودگی آ رہی تھی۔

مسلمان اڑتی ہوئی بالو پر اترے' بارش ہوئی جس سے وہ مثل کوہ صفا کے ہو گئی لوگ اس پر آسانی سے دوڑتے تھے۔

غزوۂ بدر اور ارشاداتِ ربانی:

اللہ جل ثناءہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اذ یغشیکم النعاس امنةً منه وینزل علیکم من السماء ماء لیطهرکم به ویذهب عنکم رجز الشیطان ولیربط علی قلوبکم و یثبت به الاقدام ﴾

''اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے تمہارے سکون کے لیے تم پر غنودگی طاری کر رہا تھا اور تم پر آسمان سے بارش نازل فرما رہا تھا تا کہ اس کے ذریعے سے تمہیں پاک کر دے شیطان کا خوف دور کر دے دلوں کو مضبوط کر دے اور ثابت قدم کر دے''۔

جب یہ آیت سیهزم الجمع ویولون الدبر نازل ہوئی (یعنی عنقریب اس جماعت کو شکست ہوگی اور وہ پشت پھیر کر بھاگیں گے) تو عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا کس جماعت کو شکست ہوگی اور کون غالب ہوگی؟ جب یوم بدر ہوا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ زرہ پہن کر حملہ کرتے ہیں اور سیهزم الجمع ویولون الدبر کہتے جاتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان لوگوں کو عنقریب شکست دے گا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ آیت ﴿و اذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض ﴾ اس وقت کو یاد کرو جب تم لوگ قلیل اور روئے زمین پر کمزور سمجھے جاتے تھے) یوم بدر کے متعلق نازل ہوئی' یہ آیت ﴿اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوهم الا دبار﴾ (جب تم لوگ کفار کا مقابلہ کرنا تو پشت نہ پھیرنا) بھی یوم بدر کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ آیت ﴿یسئلونك عن الانفال﴾ آپ سے لوگ مال غنیمت کے بارے میں سوال کرتے ہیں' یوم بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔

ایوب ویزید بن حازم سے مروی ہے کہ عکرمہ کو یہ پڑھتے سنا ﴿فثبتوا الذین آمنوا﴾ یعنی اے ملائکہ تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھنا' اتنا مضمون تو ایوب و یزید کا متفق علیہ ہے۔

حماد نے کہا کہ (روایت میں) ایوب نے اتنا اور بڑھایا کہ عکرمہ نے کہا: ﴿فاضربوا فوق الاعناق﴾ (اےؔ ملائکہ تم کفار کی گردنیں مار دو)۔

اس روز آدمی کا سر جدا ہو جاتا تھا اور یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کس نے علیحدہ کیا۔

ابوجہل کی تلاش:

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس روز فرمایا ابوجہل کو تلاش کرو' لوگوں نے تلاش کیا وہ نہ ملا آپ نے دوبارہ فرمایا کہ اسے تلاش کرو کیونکہ اس کے ساتھ میرا یہ وعدہ ہے کہ اس کا گھٹنہ گذر گاہ ہوگا جب تلاش کیا تو اس طرح پایا کہ اس کا گھٹنہ گذر گاہ تھا۔

اس روز اہل بدر کے فدیہ کی مقدار چار ہزار اور اس سے کم تک پہنچ گئی اگر کوئی آدمی اچھا لکھنا جانتا تھا تو اس سے یہی فدیہ ٹھہرالیا گیا کہ وہ لکھنا سکھا دے۔

حالت سجدہ میں حضور علیہ السلام کی دُعا:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا تو میں نے کسی قدر جنگ کی پھر جلدی سے نبی ﷺ کے پاس آیا کہ دیکھوں آپ نے کیا کیا آپ سجدے میں فرما رہے تھے یا حیی یا قیوم' یا حیی یا قیوم' اس پر کچھ بڑھاتے نہ تھے میدان جنگ کو لوٹا' واپس آیا تو آپ حالت سجدہ میں یہی فرما رہے تھے میں عرصہ جنگ کو واپس ہوا تو آپؐ حالت سجدہ میں یہی فرما رہے تھے اللہ نے آپ کو فتح عطا فرمائی۔

حضور علیہ السلام کی تلوار:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے حصہ میں بدر کے دن ایک تلوار ذوالفقار مخصوص فرمائی۔

عبادہ بن حمزہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ بدر کے دن جو ملائکہ نازل ہوئے ان کے عمامے زرد تھے۔ زبیر کے پاس بدر کے دن زرد رومال تھا جس کا وہ عمامہ باندھتے تھے۔

عطیہ بن قیس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر کی جنگ سے فارغ ہوئے تو جبریل علیہ السلام سرخ گھوڑے پر سوار ہو کر آپؐ کے پاس آئے ان کی پیشانی پر بل پڑے تھے' زرہ پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ میں نیزہ تھا جس کی باڑھ غبار آلود تھی انہوں نے عرض کی یا محمد (ﷺ) اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے آپؐ کے پاس بھیجا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ آپ کے راضی ہونے تک آپ سے جدا نہ ہوں' آیا آپؐ راضی ہیں' فرمایا ہاں راضی ہوں تو واپس ہوئے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ﴿اذ انتم بالعُدوۃ الدنیا وھم بالعدوۃ القصوی﴾ (یہ وقت تھا کہ جب تم میدان کے اس کنارے پر تھے اور وہ لوگ اس کنارے پر) وہ لوگ وادی کے ایک کنارے پر اور یہ لوگ دوسرے کنارے پر اسی طرح اسے عفان نے بھی ''بالعدوہ'' پڑھا ہے۔

شہدائے بدر کی نماز جنازہ:

عامر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا۔

عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے بدر کی نماز جنازہ پڑھی۔

زکریا بن ابی زائدہ' عامر سے روایت کرتے ہیں کہ بدر اسی شخص کا تھا جس کا نام بدر تھا یعنی میر تھا۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ محمد بن عمر نے بیان کیا کہ ہمارے مدنی دوست اور سیرت کے راوی سب یہی کہتے ہیں کہ مقام کا نام بدر ہے (نہ کہ کسی شخص کا نام)۔

سریۂ عمیر بن عدی:

رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے انیسویں مہینے کے شروع میں ۲۵ رمضان کو عمیر بن عدی خرشہ الخطمی کا عصماء بنت مروان کی طرف سریہ ہے جو بنی امیہ بن زید سے تھی۔

گستاخ عورت کا قتل:

عصماء یزید بن زید بن حصن الخطمی کے پاس تھی' اسلام کی ہجو کرتی نبی ﷺ کو ایذء پہنچاتی آپ کی مخالفت پر برانگیختہ کرتی اور شعر کہتی تھی۔

عمیر بن عدی اس کے پاس آئے' مکان میں داخل ہوئے' عصماء کے ارد گرد اس کے بچوں کی ایک جماعت سو رہی تھی گود میں ایک بچہ تھا جسے وہ دودھ پلاتی تھی' عمیر نابینا تھے ہاتھ سے ٹٹول کر بچے کو ماں سے علیحدہ کیا تلوار اس کے سینے پر رکھ دی جو جسم کے پار ہوگئی۔

عمیر نے صبح کی نماز مدینے میں نبی ﷺ کے ساتھ پڑھی رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے دختر مروان کو قتل کر دیا؟ انہوں نے عرض کی ہاں' کیا اس بارے میں میرے ذمہ کچھ اور ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں' اس کے بارے میں دو بھیڑیں لڑیں گی۔

یہ کلمہ وہ تھا جو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے سنا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عمیر بصیر (بینا) رکھا۔

سریۂ سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ

شروع شوال میں رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بیسویں مہینے ابوعفک یہودی کی جانب سالم بن عمیر العمیری کا سریہ ہے ابوعفک بنی عمرو بن عوف کا بہت بڑا بوڑھا جو ایک سو برس کا تھا' یہودی تھا' لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر برانگیختہ کرتا اور شعر کہتا تھا۔

ابوعفک یہودی کا قتل:

سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے جو بکثرت رونے والوں میں سے تھے اور بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ کہا کہ مجھ پر یہ نذر ہے کہ یا تو میں ابوعفک کو قتل کروں گا یا اس کے لیے مر جاؤں گا۔ وہ ٹھہرے ہوئے اس کی غفلت کے انتظار میں تھے گرمی کی ایک رات کو ابوعفک میدان میں سویا' سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہو گیا وہ سامنے آئے اور تلوار اس کے جگر پر رکھ دی ہے اسے دبا کر کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ وہ اس کے بستر میں گھس گئی' اللہ کا دشمن چلایا تو اس کے ماننے والے دوڑے آئے' لاش اس کے گھر لے گئے اور دفن کر دی۔

غزوۂ بنی قینقاع:

نصف شوال شنبے کے روز ہجرت کے بیسویں مہینے رسول اللہ ﷺ نے بنی قینقاع سے جنگ کی' بنی قینقاع یہودی تھے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کے حلیف یہود میں ان سے زیادہ کوئی بہادر اور ہمت والا نہ تھا' یہ لوگ سنار تھے۔

نبی ﷺ سے انہوں نے صلح کر لی تھی' جنگ بدر ہوئی تو ان لوگوں نے نافرمانی اور حسد کا اظہار کیا اور عہد و میثاق کو توڑ دیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: ﴿واما تخافن من قوم خیانة فانبذ الیهم علی سواء ان الله لا یحب الخائنین﴾ (اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت (یعنی عہد شکنی) کا اندیشہ ہو تو آپؐ ان کے عہد کو مساوی طور پر واپس کر

دیجئے بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے بنی قنیقاع سے اندیشہ ہے آپؐ اس آیت کی وجہ سے ان کی جانب روانہ ہو گئے اس روز آپ کا جھنڈا حمزہ بن عبدالمطلب لیے ہوئے تھے یہ جھنڈا سفید تھا دوسرے چھوٹے جھنڈے نہ تھے۔

بنی قینقاع کا محاصرہ:

آنحضرت ﷺ نے ابولبابہ بن عبدالمنذر العمری کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا اور یہود کی طرف روانہ ہوئے ذی القعدہ کے چاند تک پندرہ روز بنی قنیقاع کا محاصرہ رکھا وہ سب سے پہلے یہودی تھے جنہوں نے بدعہدی اور جنگ کی اور قلعہ میں محفوظ ہو گئے۔

آپ نے ان کا نہایت سختی سے محاصرہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلہ پر راضی ہو گئے کہ ان کا مال رسول اللہ ﷺ کے لیے۔ عورتیں اور بچے ان کے لیے۔ آپؐ نے حکم دیا تو ان کی مشکیں کس دی گئیں۔

بنی قینقاع کے حق میں ابن ابی کی سفارش:

رسول اللہ ﷺ نے مشکیں کسنے پر المنذر رقدامہ السلمی کو مامور فرمایا جو قبیلۂ سعد بن خیثمہ نے بنی السلم میں سے تھے عبداللہ بن ابی نے رسول اللہ ﷺ سے جان بخشی کی درخواست کی بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو خدا ان پر لعنت کرے ان کے ساتھ اس (عبداللہ بن ابی سلول) پر بھی لعنت کرے۔

آنحضرت ﷺ نے ان کی جان بخش دی اور حکم دیا کہ مدینے سے باہر نکال دیئے جائیں اس کام پر عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ مامور ہوئے یہود اذرعات چلے گئے مگر وہاں بھی زیادہ نہ رہ سکے۔

مال غنیمت کی تقسیم:

رسول اللہ ﷺ نے ان ہتھیاروں میں سے تین کمانیں لیں جن میں ایک کمان کا نام الکتوم تھا جو غزوۂ احد میں ٹوٹ گئی' ایک کمان کا نام الروحاء تھا اور ایک کا البیضاء آپؐ نے ان کے سامان جنگ میں سے دو زرہیں الصغد یہ اور فضہ تین تلواریں لیں ایک سیف قلعی' دوسری بتار' اور ایک اور تلوار تھی' تین نیزے لیے' مسلمانوں نے ان کے قلعہ میں بہت سے ہتھیار اور سوناری کے اوزار پائے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنا مخصوص حصہ اور خمس (پانچواں حصہ) لے لیا باقی چار حصے اصحاب پر تقسیم فرما دیئے۔ یہ بدر کے بعد پہلا خمس تھا جو لیا گیا۔ جو شخص ان لوگوں کے مالوں پر قبضہ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا وہ محمد بن مسلمہ تھے۔

غزوۂ سویق:

رسول اللہ ﷺ پانچ ذی الحجہ یوم یکشنبہ ہجرت کے بائیسویں مہینے غزوۂ سویق کے لیے روانہ ہوئے مدینے میں ابولبابہ المنذر العمری کو خلیفہ بنایا۔

مشرکین جب بدر سے واپس ہوئے تو ابوسفیان بن حرب نے تیل کو حرام کر دیا تاوقتیکہ محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب سے انتقام نہ لے لیا جائے' حدیث زہری کی بناء پر وہ دو سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا' اور حدیث ابن کعب کی بناء پر چالیس سواروں کے ساتھ۔

ابوسفیان اور سلام بن مشکم کی ملاقات:

ابوسفیان النجد یہ پہنچے رات کے وقت بنی النضیر کے پاس گئے یحییٰ بن اخطب کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب کے حالات دریافت کریں مگر اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کیا' سلام بن مشکم کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے کھول دیا' ان کی ضیافت کی شراب پلائی' اور رسول اللہ ﷺ کے حالات بھی بتائے۔

جب تڑکا ہوا تو ابوسفیان بن حرب نکلا' العریض تک گیا مدینے اور العریض کے درمیان تقریباً تین میل کا فاصلہ ہے وہاں اس نے انصار کے ایک آدمی کو قتل کر دیا جو اس کا اجیر (مزدور) تھا' چند مکانات اور گھاس جلادی اس نے یہ خیال کیا کہ قسم پوری ہو گئی اور پشت پھیر کر بھاگا۔

ابوسفیان کا فرار:

یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے اصحاب کو ندا دی مہاجرین وانصار کے دو سو آدمیوں کے ہمراہ ان لوگوں کے نشان قدم پر روانہ ہوئے ابوسفیان اور اس کے ساتھی تیز بھاگنے لگے ستو کی تھیلیاں گراتے جاتے تھے جو عام طور پر ان کا زادراہ تھا مسلمان انہیں لے لیتے تھے اسی سے اس کا نام غزوۂ سویق ہو گیا (سویق بمعنی ستو)۔

مسلمان ان سے نہ مل سکے رسول اللہ ﷺ مدینے واپس ہوئے آپؐ پانچ روز مدینے سے باہر رہے۔

غزوۂ الکدر یا قرارۃ الکدر:

پھر نصف محرم کو رسول اللہ ﷺ ہجرت کے تیسویں مہینے غزوۂ الکدر یا قرارۃ الکدر کے لیے روانہ ہوئے' یہ مقام معدن بنی سلیم کے قریب ہے جو سد معونہ کے اس طرف الارحضیہ کے علاقے میں ہے' مدینے اور معدن کے درمیان آٹھ برد (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے۔

آنحضرت ﷺ کا جھنڈا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اٹھایا' آپؐ نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔

خبر پہنچی کہ اس مقام پر سلیم وغطفان کا ایک گروہ ہے آپؐ ان کی جانب گئے مگر وہاں کسی کو نہ پایا' اصحاب کی ایک جماعت کو وادی کے بلند حصے کی طرف بھیجا اور خود ان لوگوں کی طرف متوجہ رہے چند چرواہے ملے جن میں ایک غلام یسار تھا' اس سے لوگوں کو دریافت فرمایا' تو اس نے کہا مجھے کوئی علم نہیں ہے میں پانچویں دن پانی کے لیے جاتا ہوں اور آج چوتھا روز ہے لوگ کنویں اور پانی کی طرف جا چکے ہیں اور ہم لوگ چوپایوں کے لیے گھروں سے دور ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اس طرح واپس ہوئے کہ چوپایوں پر قابض ہو چکے تھے۔ انہیں آپؐ نے مدینے کی طرف روانہ فرمایا' لوگوں نے مال غنیمت مدینے سے تین میل کے فاصلے پر صرار میں تقسیم کر لیا۔ چوپائے پانچ سو اونٹ تھے آپؐ نے خمس (پانچواں

حصہ) نکال لیا اور چار خمس مسلمانوں پر تقسیم کر دیئے۔ ہر شخص کو دو دو اونٹ ملے' وہ لوگ دو سو آدمی تھے' یسار نبی ﷺ کے حصہ آیا آپ ﷺ نے اسے آزاد کر دیا۔ اس لیے کہ نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

رسول اللہ ﷺ (مدینے سے پندرہ شب باہر رہے)۔

سریہ قتل کعب بن الاشرف

کعب بن الاشرف کے قتل کا حکم:

کعب بن الاشرف یہودی کے قتل کا سریہ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے پچیسویں مہینے ۱۴ ربیع الاوّل کو ہوا' وہ شاعر تھا رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی ہجو کیا کرتا تھا۔ مخالف پر لوگوں کو برانگیختہ کرتا اور ایذاء دیتا تھا غزوہ بدر ہوا تو وہ ذلیل و سرنگوں ہو گیا اور کہا کہ آج زمین کا شکم اس کی پشت سے بہتر ہے۔

وہ مکہ آیا' مقتولین پر قریش کو رُلایا اور شعر کے ذریعے سے برانگیختہ کیا' مدینے آیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ ابن الاشرف کے اعلان شر اور شعر کہنے کو تو جس طرح چاہے مجھ سے روک دے' نیز ارشاد فرمایا' کوئی ہے جو ابن الاشرف سے میرا انتقام لے' کیونکہ اس نے مجھے ایذاء پہنچائی ہے۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ:

محمد بن مسلمہ نے عرض کی' اس کے لیے میں ہوں' یا رسول اللہ ﷺ میں اسے قتل کر دوں گا آپ نے اجازت دی اور فرمایا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں مشورہ کر لو' محمد بن مسلمہ اور قبیلہ اوس کے چند آدمی جمع ہوئے جن میں عباد بن بشر' ابو نائلہ' سلکان بن سلامہ' الحارث بن اوس بن معاذ اور ابو عبس بن جبیر بھی تھے۔

انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ اسے قتل کر دیں گے' اجازت دیجئے کہ ہم کوئی بات بنائیں فرمایا مناسب ہے ابو نائلہ کعب بن الاشرف کے رضاعی (دودھ شریک) بھائی تھے۔

منصوبہ قتل:

وہ اس کے پاس روانہ ہو گئے' کعب کو سخت تعجب ہوا اور ڈر گیا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں ابو نائلہ ہوں' میں تو صرف اس لیے تیرے پاس آیا ہوں کہ تجھے اس شخص کے آنے کی خبر دوں جو ہم لوگوں پر مصیبت ہے' عرب ہم سے لڑتے ہیں اور ایک ہی کمان سے تیر مارتے ہیں' حالانکہ ہم لوگ اس سے کنارہ کشی چاہتے ہیں میرے ہمراہ وہ لوگ ہیں جن کی رائے میری رائے کے موافق ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں تیرے پاس لے آؤں ہم لوگ تجھ سے غلہ اور کھجوریں خریدیں اور جو چیز قابل اعتماد ہو تیرے پاس رہن کر دیں۔

وہ ان کی بات سے مطمئن ہو گیا اور کہا کہ انہیں جب چاہو لے آؤ۔ وہ اس کے پاس سے کسی وقت کے وعدے سے نکلے ساتھیوں کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو وہ سب اس رائے سے متفق ہو گئے کہ اس کے پاس اس وقت چلیں جب شام ہو جائے۔

وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' آپ کو خبر دی' آپ ان کے ہمراہ روانہ ہوئے بقیع تشریف لائے۔ انہیں روانہ کر دیا اور فرمایا کہ اللہ کی برکت اور مدد کے بھروسہ پر تم لوگ جاؤ۔ چاندنی رات میں وہ لوگ روانہ ہوئے اور اس کے قلعہ تک پہنچے ابونائلہ نے پکارا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی عورت نے رضائی پکڑ لی اور کہا کہ تو کہاں جاتا ہے؟ تو تو ایک جنگجو آدمی ہے اس نے حال ہی میں شادی کی تھی' کعب نے کہا کہ مجھ سے وعدہ ہے' وہ تو میرا بھائی' ابونائلہ ہے تو اس نے اپنے ہاتھ سے رضائی اوڑھ لی اور کہا کہ اگر مرد کو نیزہ مارنے کو بھی بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کر لے۔

کعب ان کے پاس آیا۔ ان لوگوں نے تھوڑی دیر تک باتیں کیں یہاں تک کہ وہ ان سے کھل گیا اور مانوس ہو گیا۔ ابونائلہ نے اپنا ہاتھ اس کے بالوں میں داخل کر دیا اور سر کے پٹے (بال) پکڑ لیے۔ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اللہ کے دشمن کو قتل کر دو سب نے اپنی اپنی تلوار سے وار کیے' مگر بے سود' بعض تلواروں نے بعض کو لوٹا دیا۔ کعب ابونائلہ سے چمٹ گیا۔

کعب بن الاشرف یہودی کا قتل:

محمد بن مسلمہ کہتے ہیں: مجھے ایک کپتی یاد آئی جو میری تلوار میں تھی اسے کھینچ لیا اور اس کی ناف میں گھسیٹر کے زور سے دبایا' کپتی کاٹتی ہوئی زیر ناف اتر گئی اللہ کے دشمن نے ایک ایسی چیخ ماری جس سے یہود کے قلعوں میں سے کوئی قلعہ باقی نہ رہا۔ جس پر آگ نہ روشن ہو گئی ہو انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اپنے ہمراہ لے آئے بقیع الغرقد پہنچے تو تکبیر کہی۔ رسول اللہ ﷺ اس شب کو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کی تکبیر سنی تو آپ نے بھی تکبیر کہی۔ سمجھ گئے کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے' آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان چہروں کو فلاح یاب کرے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے چہرے کو بھی' یہ کہا اور آپ کے آگے کعب کا سر ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد کی' صبح ہوئی تو فرمایا' یہودیوں میں سے تم جس پر قابو پاؤ قتل کر دو۔ وہ ڈرے ان میں سے کوئی نہیں نکلا اور نہ کچھ بولے انہیں اندیشہ تھا کہ ابن الاشرف کی طرح ان پر بھی شب خون نہ مارا جائے۔

زہری سے حق تعالیٰ کے اس قول:

﴿ ولتسمعن من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم ومن الذين اشركوا اذى كثيرا ﴾

''ان لوگوں سے جن کو تم سے قبل کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا تم لوگ ضرور ضرور بہت سی ایذا رساں باتیں سنو گے''۔

کے بارے میں مروی ہے کہ وہ کعب بن الاشرف ہے جو مشرکین کو رسول اللہ ﷺ اور اصحاب کے خلاف اپنے اشعار سے برانگیختہ کرتا تھا' نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کی ہجو کرتا تھا۔

کعب کے قتل کے متعلق دوسری روایت:

انصار میں سے پانچ آدمی اس کے پاس گئے جن میں محمد بن مسلمہ اور ایک اور شخص تھے جنہیں ابوعبس کہا جاتا' وہ العوالی میں اپنی قوم کی مجلس میں تھا۔ جب اس نے ان کو دیکھا تو ڈرا اور ان کی حالت سے بھڑک گیا۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم تیرے پاس ایک ضرورت سے آئے ہیں' اس نے کہا: تم میں سے ایک شخص میرے پاس آئے اور اپنی ضرورت سے مجھے آگاہ کرے' ایک آدمی اس کے پاس آیا اور کہا کہ ہم اس لیے تیرے پاس آئے ہیں کہ تیرے ہاتھ وہ زرہیں فروخت کریں جو ہمارے پاس ہیں تا کہ ہم انہیں خرچ کریں اس نے کہا بخدا اگر ایسا کرو گے تو تم اچھا کرو گے۔ جب سے یہ شخص (یعنی آنحضرت ﷺ) تم میں اترا ہے تم لوگ مصیبت میں پڑ گئے۔

انہوں نے وعدہ کیا کہ اس کے پاس ایسے وقت آئیں گے جب کوئی دوسرا نہ ہوگا' حسب وعدہ کعب کے پاس پہنچ کر آواز دی' اس کی عورت نے کہا کہ کیا ان لوگوں نے کسی ایسی چیز کے لیے تیرا دروازہ کھٹکھٹایا ہے۔ جو تجھے پسند ہے' اس نے کہا ان لوگوں نے اپنی غرض اور مقصد کے متعلق مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا ہے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ کعب ان لوگوں کے سامنے آیا اور پوچھا کہ میرے پاس کیا رہن کرو گے کیا اپنے بیٹے رہن کرو گے؟ اس کا ارادہ یہ تھا کہ انہیں کھجوریں قرض دے۔

انہوں نے کہا کہ ہم لوگ اس سے شرماتے ہیں کہ ہمارے لڑکوں کو عار دلائی جائے اور کہا جائے کہ یہ ایک وسق پر گرو ہے اور یہ دو وسق پر' اس نے کہا اچھا اپنی عورتوں کو میرے پاس رہن کر دو۔ انہوں نے کہا تو سب سے زیادہ خوبصورت ہے' ہمیں تجھ سے اطمینان نہیں کون عورت ہے جو تیری خوبصورتی کی وجہ سے بچ سکے گی۔ البتہ ہم لوگ اپنے ہتھیار تیرے پاس رہن کر دیں گے تجھے معلوم ہے کہ آج کل ہمیں ہتھیاروں کی کس قدر ضرورت ہے اس نے کہا' ہاں' اپنے ہتھیار لے آؤ اور جو چاہو لا دے جاؤ۔

اصحاب نے کہا کہ ہمارے پاس آؤ تا کہ معاملہ کی گفتگو کریں۔ کعب اترنے لگا تو اس کی عورت لپٹ گئی اور کہا کہ اس قسم کے لوگوں کے پاس قوم میں سے کسی کو بھیج دیا کر جو تیرے ہمراہ ہوں' اس نے کہا اگر یہ لوگ مجھے سوتا ہوا پاتے تو نہ جگاتے' عورت نے کہا اچھا چھت پر ہی سے ان سے بات کر لے وہ نہ مانا اور ان کے پاس اتر آیا' اس کی خوشبو تمام مہک رہی تھی' پوچھا' اے فلاں' یہ کیسی خوشبو ہے اس نے کہا یہ فلاں کی ماں (یعنی اس کی عورت) کا عطر ہے' ایک آدمی اس کا سر سونگھنے کے بہانے سے بڑھا اور مضبوط پکڑ کے کہا اللہ کے دشمن کو قتل کر دو۔ ابوعبس نے اس کے کولہے میں نیزہ مارا اور محمد بن مسلمہ نے تلوار مار دی' وہ قتل ہو گیا تو واپس ہوئے۔

یہودیوں پر خوف کا غلبہ:

یہود کی صبح خوف کی حالت میں ہوئی' نبی ﷺ کے پاس آئے اور شکایت کی کہ ہمارا سردار دغا سے قتل کیا گیا۔ نبی ﷺ نے اس کے افعال یاد دلائے کہ کس طرح وہ لوگوں کو برانگیختہ کرتا تھا' لڑائی پر ابھارتا تھا اور ایذا پہنچاتا تھا آپ ؐ نے انہیں اس امر کی دعوت دی کہ اپنے اور آپ ؐ کے درمیان ایک معاہدۂ صلح لکھ دیں جو کافی ہو۔

یہ عہد نامہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

غزوۂ غطفان:

ہجرت کے پچیسویں مہینے ماہ ربیع الاوّل میں رسول اللہ ﷺ کا نجد کی جانب غزوۂ غطفان ہے جو النخیل کے نواح میں ذوی مر میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ بنی ثعلبہ ومحارب کی ایک جماعت نے ذی امر میں جمع ہو کر یہ قصد کیا ہے کہ آپ کو تمام اطراف سے گھیر لیں' یہ فعل بنی محارب میں سے ایک شخص کا ہے جس کا نام دعثور بن الحارث ہے۔

نیابت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور چار سو پچاس آدمیوں کے ہمراہ جن کے پاس گھوڑے تھے۔ ۱۲/ربیع الاوّل کو روانہ ہوئے مدینے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا مسلمانوں کو ذی القصہ میں بنی ثعلبہ کا ایک شخص ملا جس کا نام جبار تھا۔ لوگ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اس نے ان کی خبر دی اور کہا کہ اگر وہ لوگ آپ کی آمد سن لیں گے تو ہرگز مقابلہ نہ کریں گے۔ وہ لوگ پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گئے' میں آپ کے ہمراہ چلتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی وہ مسلمان ہو گیا۔ اسے بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا رسول اللہ ﷺ کا کسی سے مقابلہ نہ ہوا۔ آپ انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر دیکھ رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ اور اصحاب بارش سے بھیگ گئے آپؐ نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر پھیلا دیئے تا کہ خشک ہو جائیں' درخت پر لٹکا دیئے اور خود ایک کروٹ لیٹ گئے۔

دعثور بن الحارث کا قبول اسلام:

دشمنوں میں سے ایک شخص آیا جس کا نام دعثور بن الحارث تھا۔ اس کے پاس تلوار تھی' رسول اللہ ﷺ کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا آج آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ'' جبرئیل علیہ السلام نے آپ کے سینہ مبارکہ میں القاء کیا تھا۔

تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی' رسول اللہ ﷺ نے اٹھا لی اور فرمایا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا' اس نے کہا کوئی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور انہیں اسلام کی دعوت دینے لگا۔

اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ یاایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمة اللّٰه علیکم اذھم قوم ۔ الآیة ﴾

''اے ایمان والو اپنے اوپر اللہ کے انعام کو یاد کرو جبکہ ایک قوم نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تو اللہ نے ان کا ہاتھ روک دیا''۔

رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے نوبت جنگ کی نہیں آئی اور آپ کی غیبت گیارہ دن رہی۔

غزوۂ بنی سلیم:

۶ جمادی الاولیٰ ہجرت کے ستائیسویں مہینے رسول اللہ ﷺ کا بحران کا غزوہ ہے۔ بحران الفرع کے نواح میں ہے مدینے اور فرع کے درمیان آٹھ برد (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ بحران میں بنی سلیم کا مجمع ہے آپ تین سو اصحاب کے ہمراہ روانہ ہوئے مدینے میں ابن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا اور تیز چل کر آپ بحران میں وارد ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ لوگ اپنے اپنے پانی کے مقامات کو منتشر ہو گئے آپؐ واپس ہوئے نوبت جنگ نہیں آئی دس روز آپؐ باہر رہے۔

سریۂ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا سریہ القردہ کی جانب ہجرت کے اٹھائیسویں مہینے شروع جمادی الآخر میں پیش آیا یہ سب سے پہلا سریہ ہے جس میں زید امیر بن کے نکلے' القردہ نجد کی زمین الربذہ اور الغمرہ کے درمیان ذات عرق کے نواح میں ہے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے قافلۂ قریش کے روکنے کے لیے بھیجا جس میں صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبدالعزیٰ اور عبداللہ بن ابی ربیعہ تھے۔ ان کے ہمراہ بہت سا مال سونے چاندی کے سکے برتن اور چاندی تھی جن کا وزن تیس ہزار درم تھا۔ ان کا رہبر فرات بن حیان العجلی تھا' اس نے انہیں عراق کے راستے سے ذات عرق روانہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ نے زید بن حارثہ کو سو سواروں کے ہمراہ روانہ کیا انہوں نے اسے روک لیا اور قافلے کو پالیا۔ قوم کے بڑے بڑے لوگ بچ کر نکل گئے تمام مال یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے آپ نے اسے پانچوں حصوں پر تقسیم فرمایا اس کا ایک خمس (پانچواں حصہ) بیس ہزار درہم کو پہنچا جو بچا وہ آپ نے اہل سریہ کو تقسیم کر دیا۔

غزوۂ احد:

۷ شوال یوم شنبہ رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کے بتیسویں مہینے غزوۂ احد پیش آیا۔

مشرکین جو بدر میں آئے تھے جب مکے کو لوٹے تو اس قافلے کو جسے ابوسفیان بن حرب لایا تھا دارالندوہ میں ٹھہرا ہوا پایا۔ سرداران قریش ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا کہ ہم لوگ نہایت خوش ہوں گے اگر تم اس قافلے کے نفع سے محمد (ﷺ) کی طرف (جانے کے لیے) سامان سفر مہیا کرو۔ ابوسفیان نے کہا میں پہلا شخص ہوں جس نے اسے منظور کیا اور عبد مناف کی اولاد بھی میرے ساتھ ہے۔

مال فروخت ہو کر سونا جمع ہوا۔ کل ایک ہزار اونٹ تھے اور پچاس ہزار دینار کا مال تھا قافلے کے مالکوں کو اصل سرمایہ دے دیا گیا اور نفع نکال لیا گیا۔ معمول یہ تھا کہ ایک دینار میں دینار نفع لیتے تھے۔

انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللّٰہ﴾ (وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے مال کو اس لیے خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کے راستے سے روکیں) انہوں نے قاصد روانہ کیا جو عرب میں جا کر نصرت کی دعوت دیتے تھے۔ انہوں نے سب سے مال جمع کیا' جو عرب کے ساتھ تھے سب متفق ہو کر حاضر ہوئے قریش نے ہمراہ

عورتوں کو لینے پر بھی اتفاق کیا۔ تا کہ وہ مقتولین بدر کو یاد دلائیں انہیں غصہ دلائیں جس سے شدت انتقام تیز ہو۔

یہود مدینہ کی افواہیں:

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے تمام باتیں رسول اللہ ﷺ کو لکھ بھیجیں' رسول اللہ ﷺ نے سعد بن الربیع کو عباس رضی اللہ عنہ کے خط کی خبر دی یہودیوں اور منافقوں نے مدینے میں خوفناک خبریں مشہور کر دیں قریش مکے سے روانہ ہو گئے ان کے ہمراہ اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ فاسق ابو عامر بھی تھا جو اس کے قبل راہب کہلاتا تھا۔ ان کی تعداد تین ہزار تھی' سات سو زرہیں' دو سو گھوڑے' تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں تھیں۔ خبر روانگی لوگوں میں شائع ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ ذوالحلیفہ میں اُترے۔

کفار کے حالات کی خبر:

رسول اللہ ﷺ نے اپنے دو جاسوسوں انس و مونس کو جو فضالہ کے بیٹے اور الظفری تھے ۵/ شوال شب پنج شنبہ کو روانہ کیا وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس ان کی خبر لائے۔ قریش نے اپنے اونٹ اور گھوڑے العریض کی کھیتی میں چھوڑے اور وہاں سے روانہ ہوئے تو گھاس ختم ہو چکی تھی۔

آپ ؐ نے الحباب بن المنذر بن الجموح کو بھی ان کی طرف روانہ کیا۔ وہ لشکر میں داخل ہوئے تعداد کا اندازہ کیا اور آپ ؐ کے پاس خبر لائے۔

سعد بن معاذ' اسید بن حضیر اور سعد بن عباده رضی اللہ عنہم شب جمعہ کو مسلح ہو کے مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پر رہے۔ مدینے کی حفاظت کی گئی یہاں تک کہ صبح ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ کا خواب:

رسول اللہ ﷺ نے اس شب کو خواب دیکھا کہ آپ ایک مضبوط زرہ پہنے ہیں۔ آپ کی تلوار ذوالفقار دھار کے پاس سے تڑک گئی ہے ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے اور ایک مینڈھا اس کے پیچھے ہے آپ ؐ نے اصحاب کو اس کی خبر دی اور تعبیر فرمائی کہ محفوظ زرہ سے مراد مدینہ ہے' تلوار کا تڑکا خود مجھ پر مصیبت کی علامت ہے ذبح کی ہوئی گائے میرے اصحاب کا قتل ہے' مینڈھے کا پیچھا کرنا' اس سے مراد لشکر کفار ہے جسے اللہ تعالیٰ قتل کرے گا۔

مشاورت:

رسول اللہ ﷺ کے اس خواب کی بنا پر یہ رائے ہوئی کہ مدینے سے نہ نکلیں۔ آپ چاہتے تھے کہ آپ کی رائے کی موافقت کی جائے۔ اصحاب سے مشورہ فرمایا تو عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا کہ آپ ؐ نہ نکلیں اکابر مہاجرین وانصار کی بھی یہی رائے تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ مدینے میں ٹھہرو۔ عورتوں اور بچوں کو قلعوں میں کر دو۔ دو نوجوانوں نے جو بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ سے دشمن کی طرف نکلنے کی درخواست کی اور شہادت کی رغبت ظاہر کی انہوں نے کہا کہ ہمیں ہمارے دشمن کی طرف لے چلیے' پھر ان لوگوں کا غلبہ ہو گیا جو باہر نکلنا چاہتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی' وعظ بیان فرمایا۔ انہیں کوشش اور جہاد کرنے کا حکم دیا اور یہ خبر دی کہ جب تک وہ صبر کریں گے ان کی مدد ہوگی انہیں اپنے دشمن کے مقابلے کے لیے تیاری کا حکم دیا چنانچہ لوگ روانگی سے خوش ہوئے۔

آپؐ نے لوگوں کو نماز عصر پڑھائی' سب جمع تھے۔ اہل العوالی بھی حاضر ہو گئے رسول اللہ ﷺ اپنے مکان میں داخل ہوئے آپ کے ہمراہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی تھے دونوں اصحاب نے آپؐ کے عمامہ باندھا لیا۔ لباس (جنگ) پہنایا لوگ صف باندھے ہوئے آپؐ کے برآمد ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔

سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر نے کہا کہ تم نے باہر نکلنے پر رسول اللہ ﷺ سے زبردستی کی۔ حالانکہ امر مناسب آپؐ پر آسمان سے نازل ہو جاتا ہے لہٰذا تم لوگ معاملہ کو آپؐ ہی کے سپرد کر دو۔

رسول اللہ ﷺ اس طرح برآمد ہوئے کہ زرہ پہنے ہوئے تھے آپؐ نے زرہ کو ظاہر کیا اور اس کے درمیان چمڑے کی پٹی سے باندھا تھا۔ جو تلوار لٹکانے کی تھی' آپؐ عمامہ باندھے اور تلوار لٹکائے ہوئے' ڈھال پشت پر تھی۔

سب لوگ اس پر نادم ہوئے جو انہوں نے کیا اور عرض کی ہمیں یہ حق نہیں ہے کہ آپ کی مخالفت کریں لہٰذا جو مناسب معلوم ہو وہ کیجئے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نبی کو یہ مناسب نہیں کہ جب وہ اپنی زرہ پہن لے تو اسے اتار دے تاوقتیکہ اللہ اس کے اور دشمن کے درمیان فیصلہ نہ کر دے تم اسے دیکھو جس کا میں نے تمہیں حکم دیا اسے کرو اور اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ۔ تمہاری ہی مدد ہوگی' جب تک تم صبر کرو گے۔

پرچم اسلام:

آپؐ نے تین نیزے طلب فرمائے اور تین جھنڈے بنائے' اوس کا جھنڈا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو دیا' خزرج کا جھنڈا الحباب بن المنذر کو' اور کہا جاتا ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو اپنا جھنڈا جو مہاجرین کا جھنڈا تھا۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دیا۔ مدینہ پر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔

پیش قدمی:

رسول اللہ ﷺ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے کمان کو کندھے پر ڈال لیا اور ایک نیزہ ہاتھ میں لے لیا مسلمان مسلح اور زرہ پوش تھے ان کے پاس سو زرہیں تھیں۔ دونوں سعد یعنی سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما آپؐ کے آگے نکلے دونوں دوڑ رہے تھے اور زرہ پوش تھے لوگ آپؐ کے دائیں بائیں تھے۔

اس طرح آپؐ روانہ ہوئے جب الشیخین پہنچے جو دو قلعے ہیں تو آپؐ متوجہ ہوئے اور بہت سے ہتھیار والے لشکر کو دیکھا جس کے خاص قسم کے بال تھے۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے عرض کی کہ یہ ابن ابی کے یہودی خلفاء ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اہل شرک سے اہل شرک پر مدد نہ لو' آپؐ نے جسے واپس کیا اسے واپس کیا اور جسے اجازت دی اسے اجازت دی۔

آفتاب غروب ہو گیا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی نبی ﷺ نے اصحاب کو مغرب کی نماز پڑھائی اور الشیخین ہی میں شب باش ہوئے۔

لشکر کی حفاظت کا اہتمام:

آپؐ بنی النجار میں اترے تھے۔ اس رات کے پہرے پر محمد بن مسلمہ کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ عامل مقرر فرمایا جو رات بھر لشکر کے گردگشت کرتے رہے۔

مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو جب کہ آپ روانہ ہوئے اور اترتے دیکھ لیا تھا وہ سب جمع ہو گئے عکرمہ بن ابی جہل کو مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے پہرے پر عامل بنایا۔

رسول اللہ ﷺ پچھلی شب کو اس طور پر روانہ ہوئے کہ آپؐ کے رہبر ابوحثمہ الحارثی تھے آپؐ اسی روز احد کے مقام پر الشطرہ تک پہنچ گئے' نماز کا وقت آ گیا' آپ مشرکین کو دیکھ رہے تھے بلال رضی اللہ عنہ کو (اذان کا) حکم دیا۔ انہوں نے اذان اور اقامت کہی آپؐ نے اصحاب کو صف بہ صف کر کے نماز پڑھائی۔

ابن ابی کی بدعہدی:

ابن ابی اسی مقام سے ایک لشکر کے ہمراہ اس طرح اکھڑ گیا کہ گویا وہ ایک مظلوم ہے جو ان کے آگے جا رہا ہے وہ کہتا جاتا تھا کہ آپؐ نے میری نافرمانی کی اور بچوں کی اور ان لوگوں کی اطاعت کی جن کو عقل نہیں اس کے ہمراہ تین سو آدمی علیحدہ ہو گئے۔

صف آرائی:

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف سات سو اصحاب رہ گئے آپؐ کے پاس ایک گھوڑا آپ کا اور ایک گھوڑا ابو بردہ بن نیار کا تھا۔ آپؐ سامنے آ کر اصحاب کو صف بستہ کر رہے تھے۔ آپؐ نے میمنہ اور میسرہ بنایا۔ آنحضرت ﷺ دو زرہیں خود اور لوہے کی ٹوپی (مغفر و بیضہ) پہنے ہوئے تھے۔ آپؐ نے احد کو اپنی پشت پر اور مدینے کو سامنے کیا۔

کوہ عینین مع نالے کے بائیں جانب تھا اس پر پچاس تیراندازوں کو مقرر کیا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا عامل بنایا۔ اور سمجھا دیا کہ تم لوگ اپنے اسی مورچے پر کھڑے رہنا۔ ہماری پشت کی حفاظت کرنا۔ اگر تم یہ دیکھو کہ ہم کو مال غنیمت ملا ہے تو ہمارے شریک نہ ہونا اور اگر تم یہ دیکھنا کہ ہم قتل ہو رہے ہیں۔ تو ہماری مدد نہ کرنا۔

مشرکین بھی سامنے آ کر اپنی صفیں درست کرنے لگے انہوں نے میمنہ پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو عامل بنایا دونوں کناروں (میمنہ و میسرہ) پر دو سو گھوڑے تھے۔ سواروں پر صفوان بن امیہ کو مقرر کیا اور کہا جاتا ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو۔ تیراندازوں پر جو سو تھے عبداللہ بن ابی ربیعہ کو' جھنڈا طلحہ بن ابی طلحہ کے حوالے کیا' ابوطلحہ کا نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھا۔

علمبردار اسلام:

رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ مشرکین کا جھنڈا کون اٹھائے گا تو کہا گیا عبدالدار۔ آپؐ نے فرمایا ہم وفائے عہد کے ان سے زیادہ مستحق ہیں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں' عرض کی میں یہ ہوں' فرمایا جھنڈا لے لو۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے

جھنڈا لے لیا اور وہ اسے لے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو گئے۔

آغازِ جنگ:

جس شخص نے سب سے پہلے جنگ چھیڑی وہ فاسق ابو عامر تھا جو اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ نکلا اور پکار کر کہا کہ میں ابو عامر ہوں' مسلمانوں نے کہا کہ نہ تیرے لیے مرحبا ہے اور نہ خوش آمدید اس نے کہا کہ میرے بعد میری قوم پر ایک شر نازل ہوا' اس کے ساتھ قریش کے غلام بھی ہیں۔

وہ لوگ اور مسلمان پتھر پھینکنے لگے ابو عامر اور اس کے ساتھیوں نے پشت پھیر لی' مشرکین کی عورتیں ڈھول تاشے اور دف بجا کر برانگیختہ کرنے لگیں۔ مقتولین بدر کی یاد دلا کر یہ اشعار پڑھنے لگیں:

نحن بنات طارق نمشي على النمارق

''ہم لوگ رات کو آنے والے کی بیٹیاں ہیں۔ ہم لوگ تکیے پر چلتے ہیں۔

ان تقبلوا نعانق او تدبروا نفارق

فراق غير وامق

اگر تم لوگ مقابلہ پر آؤ گے تو اور اگر پشت پھیر کر بھاگو گے تو تمہارے گلے لگ جائیں گے ہم تم سے جدا ہو جائیں گے۔ اور جدائی بھی وہ ہو گی جو نفرت کرنے والے کی ہوتی ہے''۔

شجاعت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

قوم کے بعض لوگ بعض کے نزدیک آ گئے۔ تیر انداز مشرکین کے لشکر پر تیر پھینک رہے تھے' قبیلۂ ہوازن نے پشت پھیر لی' طلحہ بن ابی طلحہ نے جو جھنڈا لیے ہوئے تھا۔ پکارا کہ کون جنگ کرے گا۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نکلے اور دونوں صفوں کے درمیان مقابلہ ہوا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس پر سبقت کی اور سر پر ایسا مارا کہ کھوپڑی پھٹ گئی اور وہ گر پڑا وہ لشکر کا سردار تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مسرور ہوئے آپ نے بلند آواز سے تکبیر فرمائی اور مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی مشرکین کے لشکروں پر حملہ کر کے انہیں مارنے لگے یہاں تک کہ ان کی صفیں پراگندہ ہو گئیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی دلیری:

مشرکین کا جھنڈا ابو شیبہ عثمان بن ابی طلحہ نے اٹھایا' وہ عورتوں کے آگے رجز کہتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا:

انّ على اهل اللواء حقّا ان تخضب الصعدة اوتندقّا

''بے شک جھنڈے والے پر واجب ہے کہ اس کا نیزہ (خون میں) رنگ جائے یا ٹوٹ جائے''۔

اس پر حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا' انہوں نے اس کے شانے پر اس زور سے تلوار ماری کہ ہاتھ اور بازو کاٹتی ہوئی کمر تک پہنچ گئی اور اس کا پھیپھڑا ظاہر ہو گیا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے لوٹے کہ میں تو ساقی الحجیج کا بیٹا ہوں (الحجیج وہ شخص جس کے زخم کی گہرائی ناپی جائے)۔

مشرک علمبرداروں کا خاتمہ:

وہ جھنڈا ابو سعد بن ابی طلحہ نے اٹھایا۔ اسے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک تیر مارا جو اس کے گلے میں لگا اور کتے کی طرح زبان باہر نکل پڑی پھر اسے قتل کر دیا۔

مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے وہ جھنڈا اٹھایا' عاصم بن ثابت نے تیر مار کر اسے قتل کر دیا۔

کلاب بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اٹھایا تو اسے زبیر بن عوام نے قتل کر دیا۔

الجلاس بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اٹھایا تو طلحہ بن عبید اللہ نے اسے قتل کر دیا۔

ارطاۃ بن شرجیل نے جھنڈا لیا تو اسے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔

شریح بن قارظ نے اٹھایا تو کسی شخص نے اسے قتل کر دیا۔ اس کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

ان کے غلام صواب نے وہ علم اٹھایا' کوئی کہتا ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اور کوئی کہتا ہے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا۔ کوئی کہتا ہے قزمان نے اسے قتل کیا اور یہی قول سب سے زیادہ ثابت ہے۔

مشرکین کی پسپائی:

جب جھنڈا اٹھانے والے قتل کر دیئے گئے تو مشرکین اس طرح ہزیمت اٹھا کے بھاگے کہ کسی چیز کی طرف بھی رخ نہ کرتے تھے حالانکہ ان کی عورتیں ہلاکت کی دعاء کر رہی تھیں مسلمان تعاقب کر کے جہاں چاہتے تھے قتل کرتے تھے انہیں لشکر گاہ سے نکال دیا اور لوٹ لیا غنیمت کا مال جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔

تیراندازوں کی لغزش:

تیراندازوں نے جو کوہ عینین پر تھے گفتگو کی' آپس میں اختلاف ہو گیا ان کے امیر' عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ ایک قلیل جماعت کے ساتھ جو دس سے کم تھی اپنے مقام پر ثابت قدم رہے انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے آگے نہ بڑھوں گا اپنے ساتھیوں کو نصیحت کی اور رسول اللہ ﷺ کا حکم یاد دلایا۔ مگر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ مراد نہیں' مشرکین تو بھاگ گئے پھر ہمارا مقصد مقام یہاں کیوں ہو' وہ لوگ لشکر کے پیچھے جا رہے تھے۔ انہیں کے ہمراہ لوٹ رہے تھے اور پہاڑ کو تنہا چھوڑ دیا۔

خالد بن الولید نے پہاڑ کو خالی اور وہاں والوں کی قلت کو دیکھا تو لشکر کو لوٹایا عکرمہ بن ابی جہل بھی پیچھے رہ گیا۔ انہوں نے بقیہ تیراندازوں پر حملہ کر کے قتل کر دیا ان کے امیر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ بھی قتل ہو گئے۔

مسلمانوں کی صفیں ٹوٹ گئیں' ان کی چکی گھوم گئی' ہوا بدل کے مغربی ہو گئی حالانکہ اس کے قبل مشرقی تھی' ابلیس لعنۃ اللہ نے ندا دی کہ محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کے حواس جاتے رہے وہ خلاف قاعدہ قتال کرنے لگے' حیرانی اور جلدی کی وجہ سے جسے وہ جانتے بھی تھے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو جھنڈا ایک فرشتے نے لے لیا جو مصعب کی صورت کا تھا۔ اس روز ملائکہ حاضر

ہوئے مگر جنگ نہیں کی مشرکین نے اپنے شعار (جنگی اصطلاح) میں ندا دی کہ: یاللعزّیٰ یا للھبل۔

انہوں نے مسلمانوں کا قتل عظیم کیا۔ ان میں سے جس نے پشت پھیر لی پھیر لی۔

رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم صحابہ رضی اللہ عنہم:

رسول اللہ ﷺ اس طرح ثابت قدم رہے۔ کہ ہٹتے نہ تھے۔ اپنی کمان سے تیر پھینک رہے تھے۔ جب ختم ہو گئے تو پتھر مارنے لگے۔ ہمراہ اصحاب میں سے چودہ آدمی کی ایک جماعت ہی ثابت قدم رہی' جن میں سات مہاجرین بشمول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اور سات انصار میں تھے۔ انہوں نے مدافعت کی۔

ابن قمیہ کا رسول اللہ ﷺ پر حملہ:

مشرکین کو رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک میں کچھ کامیابی حاصل ہوئی کچلیوں اور آگے کے دانتوں کے درمیانی چار دانت پر ضرب آ گئی' چہرۂ مبارک اور پیشانی پر زخم آ گیا۔ آپ پر ابن قمیہ نے تلوار سے حملہ کیا۔ اور داہنے پہلو پر مارا' طلحہ بن عبیداللہ نے اپنے ہاتھ سے بچایا' اس میں ان کی انگلی بیکار ہو گئی' ابن قمیہ نے دعویٰ کیا کہ اس نے آپ کو شہید کر دیا ہے یہ وہ بات تھی جس نے مسلمانوں کو مرعوب کر دیا اور انہیں شکستہ خاطر بنا دیا۔

اسمائے شہداء و مقتولین اُحد:

اس روز حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے جنہیں وحشی نے شہید کیا۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ابوالحکم بن الاخنس بن شریق نے شہید کیا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ابن قمیہ نے شہید کیا' شماس بن عثمان بن الشرید المخزومی رضی اللہ عنہ کو ابی بن خلف الجمحی' عبداللہ و عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما فرزندان الھیب نے جو بنی سعد میں سے تھے۔ وہب بن قابوس المزنی اور اس کے بھتیجے الحارث بن عقبہ بن قابوس نے شہید کیا۔

انصار میں سے ستر آدمی شہید ہوئے جن میں سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بھائی عمرو بن معاذ اور حذیفہ رضی اللہ عنہما کے والد الیمان رضی اللہ عنہ کو تو مسلمانوں نے غلطی سے شہید کر دیا۔

حنظلہ بن ابی عامر راہب' سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کے والد خیثمہ ابوبکر کے داماد خارجہ بن زید بن ابی زہیر' سعد بن الربیع اور ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے والد مالک بن سنان' العباس بن عبادہ بن نضلہ' مجذر بن زیاد عبداللہ بن عمرو بن حرام' عمرو بن الجموح جو ان کے سرداروں میں سے تھے۔ بہت سے آدمیوں کے ہمراہ شہید ہوئے۔

مشرکین میں سے تیئس آدمی مقتول ہوئے جن میں جھنڈے کے اٹھانے والے اور عبداللہ بن حمید بن زہیر بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ' ابوعزیز بن عمیر' ابوالحکم بن الاخنس بن شریق الثقفی جسے علی خنس بن ابی طالب نے قتل کیا' سباع بن عبدالعزیٰ الخزاعی جو ام انمار کا بیٹا تھا۔ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا' ہشام بن ابی امیہ بن المغیرہ' الولید بن العاص بن ہشام امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ' خالد بن الاعلم العقیلی' ابی بن خلف الجمحی جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے قتل فرمایا۔ ابوعزہ الجمحی جس کا نام عمرو بن عبداللہ بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جمح ہے' تھے۔

ابوعزہ کا قتل:

ابوعزہ وہ شخص ہے جو جنگ بدر میں گرفتار ہو گیا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا تو اس نے کہا کہ میں آپ کے مقابلہ پر کسی جماعت میں اضافہ نہ کروں گا۔ مشرکین کے ہمراہ جنگ احد میں نکلا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیر کر کے گرفتار کر لیا۔ اس کے سوا آپ نے کسی اور کو گرفتار نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ پر احسان کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا۔ تو مکے اس طرح نہیں لوٹنے پائے گا۔ کہ اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیر کر کہے کہ میں نے دو مرتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تمسخر کیا' آپؐ نے اس کے متعلق عاصم بن ثابت بن ابی الافلح کو حکم دیا تو انہوں نے اس کی گردن ماردی۔

شہدائے احد کی نماز جنازہ:

جب مشرکین احد سے واپس ہو گئے۔ تو مسلمان اپنے مقتولین کی طرف واپس ہوئے۔ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے انہیں نہ غسل دیا اور نہ دوسرے شہدا کو غسل دیا اور فرمایا انہیں مع ان کے خون اور زخموں کے کفنا دو' انہیں رکھ دو میں ان سب کا نگران ہوں۔

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی امتیازی خصوصیت:

حمزہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے شخص تھے۔ جن پر چار مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر فرمائی (یعنی نماز جنازہ پڑھی) پھر آپ کے پاس شہداء جمع کیے گئے۔ جب کسی شہید کو لایا جاتا تھا تو اسے حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھ دیا جاتا تھا۔ پھر ان پر اور اس شہید پر نماز پڑھتے تھے۔ اس طرح آپ نے ان پر ستر مرتبہ نماز پڑھی۔

ہم نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد پر نماز نہیں پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گڑھا کھودو' گہرا اور چوڑا کرو جسے قرآن زیادہ یاد ہو اسے مقدم کرو۔

وہ لوگ جنہیں ہم جانتے ہیں ایک قبر میں دو دفن کیے گئے یہ تھے:

عبداللہ بن عمرو بن حرام اور عمرو بن الجموح ایک قبر میں خارجہ بن زید اور سعد بن الربیع ایک قبر میں النعمان بن مالک اور عبدہ بن الحسحاس ایک قبر میں۔

پھر سب لوگ یا اکثر اپنے مقتولین کو مدینے اٹھا لے گئے اور نواح میں دفن کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی کہ مقتولین کو ان کی خواب گاہوں کی طرف واپس کرو' منادی نے صرف ایک ہی شخص کو پایا جو دفن نہیں کیے گئے تھے۔ وہ لوٹا دیئے گئے اور وہ شماس بن عثمان المخزومی تھے۔

اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے نماز مغرب مدینے میں پڑھی۔ ابن ابی اور منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کی ناکامیابی پر خوشیاں منائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین آج کی طرح ہم پر کامیابی حاصل نہ کر سکیں گے۔ یہاں تک کہ ہم رکن (حجر اسود) کو بوسہ دیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سوگ:

انصار اپنے مقتولین پر روئے رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے والا کوئی نہیں' انصار کی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر آئیں اور حمزہ رضی اللہ عنہ پر روئیں رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی اور واپس جانے کا حکم دیا۔ آج تک وہ عورتیں جب انصار میں سے کوئی مرتا ہے۔ تو پہلے حمزہ رضی اللہ عنہ پر روتی ہیں پھر میت پر۔

شعبی سے مروی ہے کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے ساتھ مکر کیا (یعنی خفیہ تدبیر کی) اور یہ پہلا دن تھا کہ مکر کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کے زخم:

انس بن مالک سے مروی ہے کہ احد کے دن نبی ﷺ کے دانت (جو کچلی اور سامنے کے دانتوں کے درمیان تھے) اور آپ کی پیشانی زخمی ہوگئی چہرہ پر خون بہا (صلوات اللہ علیہ رضوانہ رحمۃ وبرکاتہ)۔

آپ نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کیا حالانکہ وہ انہیں کے پروردگار کی طرف بلاتا تھا۔ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لیس لك من الامر شئ او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون﴾ (یعنی آپ کو اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں خدا کو اختیار ہے۔ انہیں معاف کرے یا ان پر عذاب کرے۔ کیونکہ یہ لوگ ظالم ہیں)۔

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی شہادت:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب یوم احد ہوا تو مشرکین کو شکست ہوئی ابلیس نے پکار کر کہا' اے اللہ کے بندو اپنی دوسری جماعت کو دیکھو پہلی جماعت لوٹی' وہ اور ان کی دوسری جماعت باہم شمشیر زنی کرنے لگی' حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اتفاقاً ان کے باپ نعمان ہیں (جنہیں تلوار ماری جارہی ہے) تو کہا اے اللہ کے بندو' یہ تو میرے باپ ہیں' میرے باپ ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں خدا کی قسم وہ لوگ نہ باز آئے تا آنکہ انہیں قتل کر دیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے۔

عروہ نے کہا کہ خدا کی قسم ان کی بقیہ خیر حذیفہ میں رہی یہاں تک کہ وہ بھی اللہ سے جا ملے۔

نوجوان صحابہ رضی اللہ عنہم کا جوش وخروش:

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ ایک محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے ذبح کی ہوئی گائے دیکھی تعبیر لی کہ زرہ سے مراد مدینہ اور گائے سے مراد جماعت ہے۔ اگر تم چاہو تو ہم مدینے میں مقیم رہیں جب وہ لوگ حملہ آور ہوں تو ان سے جنگ کریں۔

انہوں نے کہا' واللہ جاہلیت میں کوئی ہمارے شہر میں داخل نہ ہوا تو اسلام میں کون ہمارے پاس گھسے گا؟ آپ نے فرمایا: تمہاری مرضی' وہ چلے گئے رسول اللہ ﷺ نے زرہ پہن لی تو انہوں نے کہا' کہ ہم نے یہ کیا کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی رائے کو رد کر دیا۔ آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کی مرضی' فرمایا کسی نبی کو جائز نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو اسے قتال سے پہلے

اتار دے۔

زہری سے مروی ہے کہ شیطان نے احد کے دن پکار کر کہا کہ محمد (ﷺ) قتل کر دیئے گئے۔

کعب بن مالک نے کہا کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے نبی ﷺ وسلم کو پہچانا۔ میں نے خود کے نیچے آپ کی دونوں آنکھوں کو پہچانا تو بلند آواز سے پکارا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں آپ نے میری طرف اشارہ کیا کہ خاموش رہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم الآیہ ﴾

''محمد ﷺ بھی اللہ کے رسول ہی ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر گئے۔ کیا یہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اپنے پیچھے پلٹ جاؤ گے؟''۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابی بن خلف الجمحی بدر کے دن گرفتار ہوا' اس نے رسول اللہ ﷺ کو فدیہ دیا اور کہا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے جسے میں روزانہ ایک فرق (۸ سیر) جوار کھلاتا ہوں۔ شاید آپ کو اسی پر سوار ہو کے قتل کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ان شاء اللہ اس پر تجھے کروں گا۔

جب احد کا دن ہوا تو ابی بن خلف اسی گھوڑے کو ایڑ مارتا ہوا سامنے آیا۔ رسول اللہ ﷺ کے قریب گیا چند مسلمانوں نے اسے روکا کہ قتل کر دیں مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہلت دو مہلت دو۔

رسول اللہ ﷺ ایک نیزہ لے کر کھڑے ہوئے جو آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اس سے آپ نے ابی بن خلف کو مارا جس سے ایک پسلی ٹوٹ گئی وہ مجروح ہو کے اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا۔ اسے ان لوگوں نے اٹھالیا اور واپس لے گئے' کہنے لگے کہ تیرے لیے کوئی خوف نہیں ہے' مگر ابی نے ان سے کہا کہ کیا انہوں نے مجھ سے نہیں فرمایا تھا کہ ان شاء اللہ میں تجھے قتل کردوں گا۔ اس کے ساتھی اسے لے گئے تھوڑی دور جا کر مر گیا' اسے ان لوگوں نے دفن کر دیا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسی کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی ﴾

''جس وقت مارا آپ نے نہیں مارا' لیکن اللہ نے مارا''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں نثاری:

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے۔ کہ احد کے دن تقریباً تیس آدمیوں پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مصیبت آئی ان میں سے ہر ایک آتا تھا۔ اور آپ کے سامنے دوزانو بیٹھ جاتا تھا (یا سفیان نے کہا کہ آپ کے سامنے آجاتا تھا) پھر کہتا تھا کہ میرا چہرہ آپ کے چہرے کی وقایہ ہے (یعنی اس کے بدلے حاضر ہے) اور میری جان آپ کی جان پر قربان ہے۔ آپ پر اللہ کا ایسا سلام ہو

تیر انداز دستے کو ہدایات:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب احد کا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے تیر اندزوں پر جو پچاس تھے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو سردار بنا کے ایک مقام پر مقرر کر دیا۔ اور فرمایا کہ اگر تم ہمیں اس حالت میں دیکھو کہ پرندے نوچ رہے ہیں تب بھی اپنے مقام سے نہ ٹلو تاوقتیکہ تمہارے پاس قاصد نہ بھیجا جائے۔ اور اگر تم یہ دیکھو کہ ہم نے اس قوم کو بھگا دیا' ہم ان پر غالب آ گئے اور ہم نے انہیں روند ڈالا تب بھی اپنی جگہ سے نہ ٹلو جب تک کہ تمہارے پاس قاصد نہ بھیجا جائے۔

براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمنوں کو شکست دی' میں نے خدا کی قسم عورتوں کو دیکھا کہ پہاڑ پر اس طرح بھاگ رہی تھیں کہ ان کی پنڈلیاں اور پازیبیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے تھیں عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا کہ غنیمت' اے قوم غنیمت' تمہارے ساتھی غالب آ گئے تم کس کا انتظار کرتے ہو' عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم بھول گئے' جو رسول اللہ ﷺ نے تم سے فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو بخدا ان لوگوں کے پاس جائیں گے اور غنیمت حاصل کریں گے۔

براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب وہ ان کے پاس پہنچے تو ان کے چہرے پھیر دیئے گئے وہ ہزیمت اٹھا کے آ گئے اس آیت کے یہی معنی ہیں: ﴿اذ يدعوهم الرسول في اخراهم﴾ (جبکہ رسول انہیں ان کی دوسری جماعت میں بلا رہے تھے) چنانچہ سوائے بارہ آدمی کے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کوئی نہ رہا ان (مشرکین) کو ہمارے ستر آدمی ملے' رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکین ملے تھے۔ جن میں ستر اسیر تھے اور ستر مقتول۔

ابوسفیان کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نعرۂ حق:

ابوسفیان سامنے آیا۔ اور اس نے تین مرتبہ کہا کہ آیا اس جماعت میں محمدؐ ہیں؟ مگر رسول اللہ ﷺ نے انہیں جواب دینے سے منع فرمایا' اس نے کہا کہ آیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ ہیں' کیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ ہیں' کیا اس جماعت میں ابن قحافہ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں کیا اس جماعت میں (فاروق اعظم) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں' کیا اس جماعت میں ابن الخطاب ہیں' کیا اس جماعت میں ابن الخطاب ہیں؟۔

ابوسفیان اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ لوگ تو قتل کر دیئے گئے اور تم ان کے لیے کافی ہو گئے' عمر (فاروق) رضی اللہ عنہ کو اپنے نفس پر قابو نہ رہا' انہوں نے کہا بخدا اے اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے۔ وہ لوگ جن کو تو نے شمار کیا سب کے سب زندہ ہیں اور وہ چیز تیرے لیے باقی ہے۔ جو تیرے ساتھ برائی کرے گی۔

ابوسفیان نے کہا کہ یہ دن بدر کے دن کا بدلہ ہے' جنگ تو کبھی موافق ہوتی ہے' کبھی مخالف تم لوگ اس جماعت میں مثلہ (ناک کان کاٹنا) پاؤ گے جس کا میں نے حکم نہیں دیا اور نہ مجھے وہ برا معلوم ہوا' وہ رجز برانگیختہ کرنے والے اشعار پڑھنے لگا اور کہنے لگا: "اعل هبل اعل هبل" (ہبل (بت کا نام ہے) بلندرہ۔ ہبل بلندرہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اسے جواب نہیں دیتے؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسے کیا جواب دیں' فرمایا کہو

اللہ اعلیٰ و اجل (یعنی اللہ بزرگ و برتر ہے) ابوسفیان نے کہا کہ العزیٰ (بت کا نام ہے) ہمارے ہی لیے ہے تمہارے لیے کوئی عزیٰ نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اسے جواب نہیں دیتے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا جواب دیں؟ فرمایا کہو: **اللہ مولانا ولا مولٰی لکم** (اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں ہے)۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اعزاز:

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ چہرہ مبارک زخمی ہو گیا۔ خود سر پر ٹوٹ گیا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کا زخم دھو رہی تھیں اور علی رضی اللہ عنہ اس پر ڈھال سے پانی ڈالتے تھے' جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا کہ پانی سے سوائے خون کی زیادتی کے اور کچھ نہیں ہوتا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک ٹکڑا بوریہ کا لیا' اسے جلایا اور لگا دیا۔ جس سے خون رُک گیا۔

مشرکین کی مدد لینے سے انکار:

ابوحمید الساعدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد کے دن برآمد ہوئے ثنیۃ الوداع سے آگے بڑھ گئے تو ایک بہت سے ہتھیار والے لشکر کو دیکھا فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ عبداللہ بن ابی بن سلول ہے' اہل قینقاع کے چھ سو یہودی ہمراہ ہیں جو اس کے دوست و معاہد ہیں اور وہ لوگ عبداللہ بن سلام کے قبیلے کے ہیں' استفسار فرمایا: اسلام لا چکے ہیں' لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا ان سے کہو واپس جائیں کیونکہ ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے مدد نہیں لیں گے۔ ابو مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھی۔

غزوۂ حمراء الاسد:

غزوۂ حمراء الاسد ہجرت کے بتیسویں مہینے ۸ رشوال یکشنبہ کو ہوا' رسول اللہ ﷺ احد سے شنبے کی شام کو واپس ہوئے تو اس شب کو آپ ؐ کے دروازہ پر چند معزز انصار نے پاسبانی کی۔ مسلمان رات کو اپنے زخموں کا علاج کرتے رہے۔

یکشنبے کو رسول اللہ ﷺ نے نماز صبح پڑی اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا ندا دیں کہ رسول اللہ ﷺ تم کو دشمن کی تلاش کا حکم دیتے ہیں ہمارے ہمراہ سوائے اس کے جو جنگ میں حاضر تھا کوئی نہ نکلے۔

جابر بن عبداللہ نے عرض کیا کہ احد کے دن میرے باپ نے مجھے میری بہنوں کی نگران کے لیے چھوڑ دیا تھا اس لیے میں جنگ میں حاضر نہ ہوا' اجازت دیجئے کہ میں آپ ؐ کے ہمراہ چلوں انہیں رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی۔ سوائے ان کے آپ کے ہمراہ کوئی ایسا شخص نہیں روانہ ہوا' جو جنگ میں موجود نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا جھنڈا طلب فرمایا جو بندھا ہوا تھا۔ کھلا نہ تھا۔

آپ ؐ نے اسے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا' اور کہا جاتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو۔

آپ اس حالت میں روانہ ہوئے کہ چہرہ مبارک مجروح تھا اور پیشانی مبارک زخمی تھی دندان مبارک ٹوٹا ہوا تھا۔ اور

نیچے کا ہونٹ اندر کی جانب سے مجروح تھا داہنا شانہ ابن قمیہ کی تلوار کی ضرب سے ست تھا۔ اور دونوں گھٹنے چھلے ہوئے تھے العوالی کے باشندے بھی جب انہیں آواز آئی جمع ہو کر شریک ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور لوگ آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے آپ نے قبیلۂ اسلم کے تین آدمیوں کو اس قوم کے نشان قدم پر بنا کے بھیجا ان میں سے دو آدمی اس قوم سے یعنی کفار سے' حمراء الاسد میں ملے جو وادی العقیق کے راستے بر ذو الحلیفہ کی بائیں جانب مدینے سے دس میل کے فاصلے پر ہے جبکہ وادی کا راستہ اختیار کیا جائے۔

اس کے لیے بہت مسافت تھی لوگ پلٹنے کا مشورہ کر رہے تھے صفوان بن امیہ انہیں اس سے منع کر رہا تھا' اتنے میں یہ دونوں آدمی نظر میں پڑ گئے۔ کفار ان کی طرف متوجہ ہوئے' ان پر غالب آ گئے (قتل کر دیا) اور روانہ ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ بھی مع اپنے اصحاب کے روانہ ہوئے حمراء الاسد میں پڑاؤ کیا۔ آپ نے ان دونوں آدمیوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا وہ دونوں باہم قرابت دار بھی تھے۔

ان راتوں میں مسلمانوں نے پانچ سو جگہ آگ روشن کی تھی جو دور دور سے نظر آتی تھی لشکر کی آواز اور آگ کی روشنی ہر طرف گئی اللہ تعالیٰ نے دشمن کو اس سے دفع کیا۔

رسول اللہ ﷺ مدینے واپس ہوئے اور جمعے کو داخل ہوئے آپ پانچ شب باہر رہے' مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔

سریہ ابی سلمہ بن عبدالاسد المخزومی رضی اللہ عنہ:

قطن کی جانب ابوسلمہ بن عبدالاسد المخزومی کا سریہ ہوا۔ قطن ایک پہاڑ نواح فید میں ہے' وہاں بنی اسد بن خذیمہ کا چشمہ آب تھا۔ محرم کے چاند پر رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے پینتیسویں مہینے یہ سریہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی کہ طلیحہ وسلمہ فرزندان خویلد مع اپنے پیرووں کے اپنی قوم میں جا کر رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کی دعوت دیتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ابوسلمہ کو بلایا ان کے لیے جھنڈا مقرر کیا اور ہمراہ مہاجرین وانصار میں سے ایک سو پچاس آدمی روانہ ہو گئے۔ ان سے فرمایا جاؤ یہاں تک کہ علاقہ بنی اسد میں پہنچو قبل اس کے کہ ان کی جماعتیں تمہارا مقابلہ کریں تم ان پر حملہ کر دو۔

وہ روانہ ہوئے اور اپنی رفتار تیز کر دی۔ معمولی راستے کو ترک کر دیا۔ الاخبار سے گزر کر قطن کے قریب پہنچ گئے۔ میدان پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا تین غلام چرواہوں کو گرفتار کیا باقی بچ گئے۔

وہ اپنی جماعت کے پاس آئے انہیں خبر کی سب لوگ اطراف میں منتشر ہو گئے ابوسلمہ نے اونٹ اور بکریوں کی تلاش میں اپنے ساتھیوں کو تین جماعتوں پر تقسیم کر دیا وہ صحیح وسالم واپس ہوئے اونٹ اور بکریاں ساتھ لائے کوئی شخص نہیں ملا جو مزاحم ہوتا' ابوسلمہ ان سب کو مدینہ لے آئے۔

سریہ عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ:

عرنہ میں سفیان بن خالد بن نبیح الہذلی کی جانب عبداللہ بن انیس کا سریہ ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے

پینتیسویں ماہ ۵ رمحرم یوم دوشنبہ کو مدینے روانہ ہوئے رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ سفیان بن خالد الہذلی واللحیانی نے جوعرنہ اور اس کے قرب و جوار میں اترا کرتا تھا۔ اپنی قوم وغیرہ کے لوگوں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے لیے کچھ گروہ جمع کیے ہیں رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ اسے قتل کر دیں۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا کچھ حال مجھ سے بیان فرما دیجئے آپ نے فرمایا کہ جب تم اسے دیکھو گے تو اس سے ڈر جاؤ گے اس سے پریشان ہو جاؤ گے۔ اور تمہیں شیطان یاد آ جائے گا۔ عبداللہ نے کہا کہ میں آدمیوں سے نہیں ڈرتا' رسول اللہ ﷺ سے بات بنانے کی اجازت چاہی جو مل گئی۔

میں نے اپنی تلوار لی اور اپنے کو بنی خزاعہ کی طرف منسوب کرتا ہوا نکلا' جب بطن عرنہ پہنچا تو اس سے اس حالت میں ملا کہ وہ جا رہا تھا' اس کے پیچھے مختلف قبائل کے لوگ تھے۔ جو اس کے پاس جمع ہو گئے تھے' رسول اللہ ﷺ نے جو حلیہ بیان فرمایا تھا اس سے میں نے پہچانا۔ اور ڈر گیا۔ خوف ایسا طاری ہوا کہ پسینے پسینے ہو گیا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سچے ہیں۔ اس نے مجھے دریافت کیا تو میں نے کہا کہ خزاعہ کا ایک آدمی ہوں۔ محمد (ﷺ) کے لیے تیرے گروہ کو سن کر یہاں آیا کہ میں بھی تیرے ساتھ ہو جاؤں۔ اس نے کہا بے شک میں ان کے مقابلہ کی تیاری کر رہا ہوں۔

میں اس کے ساتھ باتیں کرتا چلا اس کو میری بات شیریں معلوم ہوئی باتیں کرتے کرتے اس کے خیمے تک پہنچ گئے۔ اس کے ساتھی جدا ہو گئے' لوگ منقطع ہو گئے اور سو گئے تو میں نے اسے دھوکا دے کر قتل کر دیا اور اس کا سر لے لیا۔

میں پہاڑ کے غار میں داخل ہو گیا اور مکڑی نے مجھ پر جالا لگا دیا۔ بہت تلاش کیا۔ مگر انہیں کچھ نہ ملا۔ اور واپس ہونے کے لیے پلٹے۔ میں نکلا' رات بھر چلتا تھا اور دن کو پوشیدہ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ مدینے آ گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں پایا' جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا تمہارا چہرہ فلاح پائے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ آپ کا چہرہ بھی فلاح پائے میں نے اس کا سر آپ کے سامنے رکھ دیا اور واقعے سے آپ کو آگاہ کیا۔ اٹھارہ روز باہر رہے اور ۲۳ محرم یوم شنبہ کو آئے۔

آپؐ نے مجھے ایک عصا عطا فرمایا کہ اسے پکڑ کے جنت میں چلے جاؤ وہ عصا ان کے پاس رہا۔ جب وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ عصا کفن میں رکھ دیں' انہوں نے یہی کیا۔

سریہ المنذر بن عمرو:

رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں بیر معونہ کی طرف المنذر بن عمرو الساعدی کا سریہ ہوا۔

عامر بن جعفر ابو براء ملاعب الاسنۃ الکلابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اور آپ کو ہدیہ دیا' مگر آپؐ نے قبول نہیں فرمایا۔ آپؐ نے اس پر اسلام پیش کیا مگر اس نے اسلام قبول نہیں کیا اور دور بھی نہیں ہوا۔

عامر نے درخواست کی کہ اگر آپ اصحاب میں سے چند آدمی میرے ہمراہ میری قوم کے پاس بھیج دیں۔ تو امید ہے کہ وہ آپ کی دعوت قبول کر لیں گے اور آپ کے حکم کا اتباع کریں گے' آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اہل نجد کا خوف ہے۔ اس نے کہا میں تو ان کے ہمراہ ہوں' پھر کیسے کوئی ان کے سامنے آئے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے انصار میں سے ستر نوجوانوں کو جو قاری کہلاتے تھے اس کے ہمراہ کر دیا اس پر المنذر بن عمرو الساعدی کو امیر بنایا یہ لوگ بیر معونہ پر اترے جو بنی سلیم کا گھاٹ تھا۔ اور بنی عامر بنی سلیم کی زمین کے درمیان تھا' یہ دونوں بستیاں اسی کی شمار ہوتی تھیں اور وہ المعدن کے نواح میں تھا۔ وہ لوگ وہیں اترے پڑاؤ کیا اور اپنے اونٹ چھوڑ دیئے۔

بئر معونہ پر ۷۰ صحابہ رضی اللہ عنہم کی مظلومانہ شہادت:

انہوں نے پہلے حرام بن ملحان کو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے ساتھ عامر بن الطفیل کے پاس بھیجا اس نے حرام پر حملہ کر کے شہید کر دیا۔ مسلمانوں کے خلاف اس نے بنی عامر کو بلایا مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ ابو براء کے ساتھیوں (مہمانوں) کے ساتھ دغا نہیں کی جائے گی۔

اس نے ان کے ساتھ قبائل سلیم میں سے عصیہ اور ذکوان اور رعل کو پکارا وہ لوگ اس کے ہمراہ روانہ ہو گئے اور اسے اپنا رئیس بنا لیا' حرام کے آنے میں دیر ہوئی تو مسلمان ان کے نشان قدم پر روانہ ہوئے' کچھ دور جا کر انہیں وہ جماعت ملی۔ انہوں نے مسلمانوں کا احاطہ کر لیا دشمن تعداد میں زیادہ تھے۔ جنگ ہوئی رسول اللہ ﷺ کے اصحاب شہید کر دیئے گئے۔

مسلمانوں میں سلیم بن ملحان اور الحکم بن کیسان تھے' جب انہیں گھیر لیا گیا تو انہوں کہا' اے اللہ ہمیں سوائے تیرے کوئی ایسا نہیں ملتا جو ہمارا اسلام تیرے رسول کو پہنچا دے لہٰذا تو ہی ہمارا اسلام پہنچا۔ آپ کو (ﷺ) جبریل علیہ السلام نے اس کی خبر دی تو فرمایا و علیہم السلام۔

منذر بن عمرو سے ان لوگوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم تمہیں امن دے دیں مگر انہوں نے انکار کیا کہ وہ حرام کے قتل گاہ پر آئے ان لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بڑھ گئے تاکہ مر جائیں' یعنی موت کے آگے چلے گئے حالانکہ وہ اسے جانتے تھے۔

عمرو بن امیہ الضمری کی رہائی:

مسلمانوں میں عمرو بن امیہ الضمری تھے۔ سوائے ان کے سب شہید کر دیئے گئے۔ عامر بن طفیل نے کہا کہ میری ماں کے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ لہٰذا تم اس کی طرف سے آزاد ہو اور ان کی پیشانی کو کاٹ دیا۔ عمرو بن امیہ نے عامر بن فہیرہ کو مقتولین میں نہ پایا تو عامر بن طفیل سے دریافت کیا' اس نے کہا کہ انہیں بنی کلاب کے ایک شخص نے جس کا نام جبار بن سلمیٰ ہے قتل کر دیا۔ جب اس نے انہیں نیزہ مارا تو انہوں نے کہا واللہ میں کامیاب ہو گیا۔ وہ آسمان کی طرف بلندی میں اٹھا لیے گئے۔

جبار بن سلمیٰ نے جو عامر بن فہیرہ کا قتل اور ان کا اٹھایا جانا دیکھا تو وہ اسلام لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ملائکہ نے ان کے جثے کو چھپا دیا۔ اور وہ علیین میں اتار دیئے گئے۔

رسول اللہ ﷺ کو شہدائے بیر معونہ کی اطلاع:

رسول اللہ ﷺ کے پاس بیر معونہ والوں کی خبر آئی اسی شب خبیب بن عدی اور مرثد بن عدی بن ابی مرثد کی مصیبت کی بھی خبر آپ کے پاس آئی آپ نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ابو براء کا کام ہے میں اسی لیے ناپسند

کرتا تھا۔

قاتلین کے لیے بددعا:

رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد ان (مسلمان) کے قاتلین کے لیے بددعا فرمائی: **اللّٰهم اشدد وطاء تك على مضر** (اے اللہ مضر پر اپنی گرفت مضبوط کردے) **اللّٰهم سنين كسني يوسف** (اے اللہ یوسف کے قحط کی طرح ان پر قحط نازل فرما) **اللّٰهم عليك ببني لحيان و عضل والقارة وزغب ورعل و ذكوان وعصية** (اے اللہ بنی لحیان وعضل وقارہ وزغب ورعل وعصیہ کی گرفت کر) **فانهم عصوا اللّٰه ورسوله** (کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے کسی اور پر اتنا رنج محسوس نہیں فرمایا جتنا مقتولین بیر معونہ پر ان کے بارے میں اللہ نے قرآن میں نازل فرمایا جو بعد کو منسوخ ہوگیا: **بلغوا قومنا عنا انا لقينا ربنا فرضى عنا ورضينا عنه** (ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے ملے وہ ہم سے خوش ہوا اور ہم اس سے خوش ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ بنی عامر کو ہدایت دے اور عامر بن طفیل سے میرے نقض عہد کا بدلہ لے عمرو بن امیہ چار روز پیادہ چل کر آئے۔ وہ جب صدور قنادہ میں تھے۔ تو انہیں بنی کلاب کے دو شخص ملے جنہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امن تھا مگر یہ جانتے نہ تھے۔ اس لیے انہوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ عمرو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کو اصحاب بیر معونہ کے قتل کی خبر دی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان میں سے تم پلٹ آئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں عامریوں کے قتل کی خبر دی۔ تو آپ نے فرمایا تم نے بہت برا کیا۔ ان دونوں کو تو میری طرف سے امن و پناہ تھی میں دونوں کا خوں بہا ضرور ادا کروں گا۔ آپؐ نے ان دونوں کا خوں بہا ان دونوں کی قوم میں بھیج دیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رعل وذکوان وعصیہ و بنی لحیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اپنی قوم کے خلاف مدد چاہی آپ نے ستر انصار سے ان کی مدد فرمائی یہ لوگ قاری کہلاتے تھے دن بھر لکڑیاں چنتے اور رات بھر نماز پڑھتے تھے۔ جب وہ بیر معونہ پہنچے تو ان کے ساتھ بدعہدی کی اور انہیں قتل کر ڈالا یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ایک مہینے تک صبح کی نماز میں رعل وذکوان وعصیہ و بنی لحیان پر بددعا کی۔

ہم نے ایک زمانے تک ان کے بارے میں قرآن کی یہ آیت پڑھی پھر وہ یا تو اٹھالی گئی یا بھلا دی گئی۔ **بلغوا عنا قومنا انا لقينا ربنا فرضى عنا و رضينا عنه.**

شہدائے بیر معونہ کی عظمت وفضیلت:

مکحول سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے قاری ابو حمزہ کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا افسوس ہے۔ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قتل کر دیئے گئے وہ ایسا گروہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے شیریں پانی لاتا تھا۔ لکڑیاں چنتا تھا۔ جب رات ہوتی تو السواری کی طرف نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔

کعب بن مالک اور چند اہل علم سے مروی ہے۔ کہ منذر بن عمرو الساعدی بیر معونہ کے دن شہید ہوئے' وہ ایسے شخص تھے جن کو کہا جاتا ہے کہ موت کے لیے آگے بڑھ گئے' عامر بن طفیل نے ان کے لیے بنی سلیم سے مدد چاہی تھی' وہ اس کے ہمراہ گئے اور انہیں قتل کر دیا۔ سوائے عمرو بن امیہ الضمری کے جنہیں عامر بن طفیل نے گرفتار کر لیا تھا۔ مگر پھر چھوڑ دیا۔

جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا' کہ تم ان میں سے پلٹ آئے اسی گروہ میں عامر بن فہیرہ بھی تھے۔ ابن شہاب نے کہا کہ عروہ بن زبیر کا گمان یہ ہے کہ وہ اسی روز قتل کر دیے گئے مگر جس وقت وہ سب لوگ دفن کیے گئے تو ان کا جسم نہیں ملا۔ عروہ نے کہا کہ لوگوں کا گمان یہ تھا کہ ملائکہ ہی نے انہیں دفن کیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو لوگ بیر معونہ میں شہید ہوئے ان کے بارے میں قرآن نازل ہوا جو بعد کو منسوخ ہو گیا: **بلغوا قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا و رضینا عنه** اور رسول اللہ ﷺ ان لوگوں پر جنہوں نے انہیں قتل کیا تیس دن صبح کو بددعا کی وہ رعل و ذکوان و عصیہ تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں نے کسی پر رسول اللہ ﷺ کو اتنا رنجیدہ ہوتے نہیں دیکھا جتنا کہ اصحاب بیر معونہ پر۔

سریہ مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ:

شروع صفر میں رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے چھتیسویں مہینے رجیع کی جانب مرثد بن ابی الغنوی کا سریہ ہے۔

اسید بن علاء بن جاریہ سے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہم نشینوں میں تھے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک قوم عضل و قارہ سے آئی جو الہون بن خزیمہ کی طرف منسوب تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں بھی اسلام ہے۔ لہٰذا ہمارے ہمراہ اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو بھیج دیجئے جو ہمیں سمجھائیں' قرآن پڑھائیں اور شریعت اسلامی سکھائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہمراہ دس آدمی روانہ کیے (۱) عاصم بن ثابت بن ابی الافلح (۲) مرثد بن ابی مرثد (۳) عبداللہ بن طارق (۴) خبیب بن عدی (۵) زید بن دثنہ (۶) خالد بن ابی البکیر (۷) معتب بن عبید جو عبداللہ بن طارق کے اخیافی بھائی تھے' دونوں قبیلہ بلی سے تھے۔ جو بنی ظفر کے حلیف تھے۔

ان پر آپ نے عاصم بن ثابت کو اور بعض نے کہا کہ مرثد بن ابی مرثد کو امیر بنایا' وہ روانہ ہوئے۔ جب رجیع پہنچے جو الہدہ سے نکلنے پر ہذیل کا گھاٹ ہے (الہدہ وہاں (یعنی رجیع) سے سات میل ہے اور عسفان سے بھی سات میل ہے) تو انہوں نے اس جماعت کے ساتھ بدعہدی کی' ان کے خلاف پکار کر ہذیل کو بلایا۔ بنو لحیان ان کی طرف نکلے مگر اس جماعت کو سوائے ان لوگوں کے کسی کا خوف نہ ہوا' جن کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اور انہیں گھیر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے بھی اپنی تلواریں لے لیں اور ان سے کہا کہ ہم لوگ بخدا تم سے لڑنا نہیں چاہتے ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ اہل مکہ سے تمہارے ذریعہ عوض لیں' تمہارے لیے تو عہد و میثاق ہے کہ ہم تم کو قتل نہ کریں گے۔

لیکن عاصم بن ثابت' مرثد بن ابی مرثد' خالد بن ابی البکیر اور معتب بن ابی البکیر نے کہا کہ واللہ ہم کسی مشرک کا عہد و

عقد (معاملہ) کبھی قبول نہ کریں گے ان لوگوں نے ان سے جنگ کی یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے مگر زید بن دثنہ اور خبیب بن عدی اور عبداللہ بن طارق گرفتار کر لیے گئے انہوں نے اپنے آپ کو ان لوگوں کے حوالے کر دیا۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے سر کی قدرتی حفاظت:

انہوں نے چاہا کہ عاصم کا سر سلافہ بنت سعد بن شہید کے ہاتھ فروخت کریں جس نے نذر مانی تھی کہ عاصم کے کاسۂ سر میں شراب پیئے گی۔ عاصم نے اس کے دو بیٹوں مسافع وجلاس کو احد کے دن قتل کیا تھا' مگر بھڑوں (زنبور) نے ان کی حفاظت کی تو انہوں کہا کہ ان کو اتنی مہلت دو کہ شام ہو جائے کیونکہ اگر شام ہو جائے گی تو وہ بھڑیں۔ان کے پاس سے چلی جائیں گی۔

حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ کی شہادت:

اللہ تعالیٰ نے وادی میں سیلاب بھیج دیا جو انہیں اٹھالے گیا وہ ان تین آدمیوں کو لے کر روانہ ہو گئے جب مرالظہر ان پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ رسی سے چھڑا لیا اور اپنی تلوار لے لی قوم ان کے پیچھے رہ گئی تھی۔ان لوگوں نے پتھر مار کر انہیں قتل کر دیا۔ان کی قبر مرالظہر ان میں ہے۔

حضرت خبیب اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کی مظلومانہ شہادت:

خبیب اور زید کو مکے لائے زید کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا کہ اپنے باپ کے عوض قتل کرے' خبیب بن عدی کو حجیر بن ابی اہاب نے اپنے بھانجے عقبہ بن الحارث بن عامر بن نوفل کے لیے خریدا کہ وہ انہیں اپنے باپ کے بدلے قتل کرے۔ان لوگوں نے دونوں کو قید رکھا' اشہر حرام (وہ مہینے جن میں لوگ قتل وخونریزی کو حرام سمجھتے تھے) نکل گئے تو دونوں کو تنعیم لے گئے اور وہاں قتل کر دیا۔دونوں نے قبل اس کے کہ انہیں قتل کیا جائے دو دو رکعت نماز پڑھی' خبیب پہلے شخص ہیں جنہوں نے قتل کے وقت دو رکعتیں مسنون کیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی محبت کا مظاہرہ:

عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن موہب سے مروی ہے کہ موہب نے جو حارث بن عامر کے آزاد کردہ غلام تھے بیان کیا کہ ان لوگوں نے خبیب کو میرے پاس کر دیا تھا۔مجھ سے خبیب نے کہا کہ اے موہب میں تجھ سے تین باتیں چاہتا ہوں:

۱: مجھے آب شیریں پلایا کر۔

۲: مجھے اس سے بچا جو بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے۔

۳: جب وہ لوگ میرے قتل کا ارادہ کریں تو مجھے آگاہ کر دے۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ قریش کا ایک گروہ جن میں ابوسفیان بھی تھا زید کے قتل میں حاضر ہوا۔ان میں سے کسی نے کہا: اے زید! تمہیں خدا کی قسم کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اس وقت اپنے عزیزوں میں ہوتے اور تمہارے بجائے محمدؐ ہمارے پاس ہوتے کہ ہم ان کی گردن مارتے انہوں نے کہا: نہیں۔خدا کی قسم میں یہ نہیں چاہتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بجائے میرے کوئی کانٹا بھی چبھویا جائے جو انہیں ایذا دے اور میں اپنے عزیزوں میں بیٹھا رہوں۔

راوی نے کہا کہ ابوسفیان کہتا تھا' واللہ میں نے کبھی کسی قوم کو اپنے ساتھی سے اس قدر زیادہ محبت کرتے نہیں دیکھا جس قدر محمدؐ کے ساتھ ان کے اصحاب کو ہے۔

غزوۂ بنی النضیر:

ماہ ربیع الاوّل ۴ھ میں ہجرت کے سینتیسویں مہینے غزوہ بنی النضیر ہوا۔ بنی النضیر کے مکانات الغرس اور اس کے متصل تھے جو آج بنی خطمہ کا قبرستان ہے' وہ بنی عامر کے حلفاء تھے۔

رسول اللہ ﷺ شنبے کو روانہ ہوئے۔ مسجد قباء میں نماز پڑھی۔ ہمراہ مہاجرین و انصار کی ایک جماعت تھی' آپ بنی النضیر کے پاس تشریف لائے ان سے اس بارے میں گفتگو فرمائی کہ وہ لوگ ان دونوں کلابیوں کی دیت کے معاملہ میں آپ کی مدد کریں جنہیں عمرو بن امیہ ضمری نے قتل کر دیا تھا۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسمؐ آپؐ جو چاہتے ہیں ہم کریں گے۔ مگر ان میں بعض نے بعض سے تنہائی میں باتیں کیں اور آپ سے بدعہدی کا قصد کر لیا۔

عمرو بن حجاش بن کعب بن بسیل النضری نے کہا کہ میں مکان پر چڑھ جاؤں گا اور آپ پر ایک پتھر ڈھلکا دوں گا۔ سلام بن مشکم نے کہا کہ ایسا نہ کرو واللہ تم نے جو ارادہ کیا اس کی انہیں خبر دی جائے گی اور یہ اس عہد کے بھی خلاف ہے۔ جو ہمارے اور ان کے درمیان ہو چکا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس ان کے قصد کی خبر آئی۔ آپؐ اس تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے گویا کسی حاجت کا قصد فرماتے ہیں اور مدینے روانہ ہو گئے اصحاب بھی آپ سے آ ملے۔ انہوں نے عرض کیا آپ اس طرح کھڑے ہو گئے کہ ہمیں خبر بھی نہ ہوئی۔ فرمایا یہود نے بدعہدی کا ارادہ کیا ہے۔ اللہ نے اس کی مجھے خبر دے دی۔ اس لیے میں کھڑا ہو گیا۔

بنی نضیر کو دس دن کی مہلت:

رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ سے کہلا بھیجا کہ تم لوگ میرے شہر سے نکل جاؤ اور میرے ساتھ اس میں نہ رہو۔ تم نے جس بدعہدی کا قصد کیا' وہ کیا میں تمہیں دس دن کی مہلت دیتا ہوں اس کے بعد جو نظر آئے گا۔ اس کی گردن مار دی جائے گی۔

وہ اس پر بھی چند روز ٹھہر کر تیاری کرتے رہے۔ انہوں نے ذوالجدر میں اپنے مددگاروں کے پاس قاصد روانہ کیا' اور لوگوں سے تیز چلنے والے اونٹ کرائے پر لیے۔

بنی نضیر کا اعلان جنگ:

ابن ابی نے کہلا بھیجا کہ تم لوگ شہر سے نہ نکلو اور قلعے میں مقیم ہو جاؤ میرے ساتھ میرے ہم قوم اور عرب دو ہزار ہیں جو تمہارے ساتھ تمہارے قلعے میں داخل ہوں گے اور آخر تک مر جائیں گے' قریظہ اور غطفان کے حلفاء تمہاری مدد کریں گے۔

جو کچھ ابن ابی نے کہا: اس سے حیی کو لالچ پیدا ہوا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو کہلا بھیجا کہ ہم لوگ شہر سے نہیں نکلیں گے' آپؐ سے جو ہو سکے وہ کیجئے' رسول اللہ ﷺ نے زور سے تکبیر کہی مسلمانوں نے بھی آپ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہود نے اعلان جنگ کر دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کے ہمراہ ان کی طرف روانہ ہوئے بنی النضیر کے میدان میں نماز عصر پڑھی۔ علی رضی اللہ عنہ کو اپنا علم دیا اور مدینہ پر ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔

بنو قریظہ کی علیحدگی:

جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیر اور پتھر اپنے ہمراہ لے کے قلعوں پر چڑھ گئے' قریظہ ان سے علیحدہ رہے۔ انہوں نے مدد نہیں کی ابن ابی اور اس کے حلفائے غطفان نے بھی انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا وہ ان کی مدد سے مایوس ہو گئے۔

محاصرۂ بنی نضیر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا اور باغ کاٹ ڈالا تب انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے شہر سے نکلے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا آج میں اس کو نہیں مانتا لیکن اس سے اس طرح نکلو کہ تمہارے لیے تمہاری جانیں ہوں گی اور سوائے زرہ کے جو کچھ اونٹ لا دلیں گے وہ ہوگا اس شرط پر یہود اتر آئے۔

بنی نضیر کی جلاوطنی کا فیصلہ:

آپؐ نے پندرہ دن تک ان کا محاصرہ کیا' وہ اپنے مکان اپنے ہاتھ سے خراب کر رہے تھے۔ آپ نے انہیں مدینے سے جلاوطن کر دیا اور ان کے نکالنے پر محمد بن مسلمہ کو والی بنایا۔ یہود نے اپنے بچوں اور عورتوں کو بھی سوار کر لیا اور وہ چھ سو اونٹوں پر سوار ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ اپنی قوم میں ایسے ہی ہیں جیسے بنی المغیرہ قریش میں وہ خیبر چلے گئے منافقین کو ان پر بڑا رنج ہوا۔

بنی نضیر کے اموال واسلحہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مالوں اور زرہوں پر قبضہ کر لیا۔ آپ کو پچاس زرہیں' پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں ملیں۔ بنو النضیر' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص تھے۔ آپ کے حوائج ضروریہ رفع کرنے کے لیے (ان کے اموال) خاص آپ کے لیے تھے۔ آپؐ نے ان اموال کو پانچ حصوں پر تقسیم نہیں فرمایا۔ نہ اس میں سے کسی کا کوئی حصہ لگایا اپنے اصحاب میں سے چند آدمیوں کو عطا فرمایا اور ان اموال سے انہیں وسعت عطا فرمائی۔

جن لوگوں کو عطا کیا گیا ان میں سے مہاجرین کے نام جو ہمیں معلوم ہوئے یہ ہیں۔

ابو بکر صدیق کو بیر حجر' عمر بن الخطاب کو بیر جرم' عبدالرحمٰن بن عوف کو سوالہ' صہیب بن سنان کو الضراطہ' زبیر بن العوام کو اور ابو سلمہ بن عبدالاسد کو البویلہ' سہیل بن حنیف اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہم کو وہ مال دیا۔ جو ابن خرشہ کا مال کہلاتا تھا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کا باغ البویرہ جلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ما قطعتم من لينة اوترکتموها قائمة على اصولها فباذن الله﴾ (تم نے جو کھجور کے درخت کاٹ ڈالے یا انہیں ان

کی جڑوں پر قائم رہنے دیا تو یہ اللہ ہی کے حکم سے ہوا تا کہ اللہ کافروں کو ذلیل کرے)۔

حسن سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جب بنی النضیر کو جلاوطن کیا تو فرمایا چلے جاؤ کیونکہ یہ پہلا حشر ہے اور میں (ان کے) نشان پر ہوں۔

غزوۂ بدر الموعد:

رسول اللہ ﷺ کا غزوۂ بدر الموعد جو بدر القتال کے علاوہ ہے ذیقعدہ کے چاند پر ہجرت کے پینتالیسویں مہینے پیش آیا۔ جب ابوسفیان بن حرب نے یوم احد میں واپس ہونے کا ارادہ کیا تو اس نے ندا دی کہ ہمارے تمہارے درمیان سال کے شروع میں' بدر الصفراء (کی جنگ کا) وقت مقرر ہے۔ جہاں ہم لوگ مل کے قتال کریں گے رسول اللہ ﷺ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہہ دو' ہاں ان شاء اللہ' لوگ اس بات پر منتشر ہو گئے۔ قریش بھی لوٹ گئے۔

نعیم بن مسعود کی مہم پر روانگی:

انہوں نے اپنے طرفداروں کو اس میعاد کی خبر دی اور روانگی کی تیاری کی جب میعاد قریب آئی تو ابوسفیان نے روانگی ناپسند کی نعیم بن مسعود الاشجعی مکے میں آیا تو اس سے ابوسفیان نے کہا کہ میں نے محمدؐ اور ان کے اصحاب سے وعدہ کیا تھا کہ ہم بدر میں ملیں گے۔ اب وہ وقت آ گیا ہے۔ مگر یہ سال خشک ہے۔ اور ہمارے لیے وہ سال مفید ہے۔ جس میں سبزہ اور کثیر بارش ہو۔ مجھے یہ بھی گوارہ نہیں کہ محمد روانہ ہوں اور میں روانہ نہ ہوں کیونکہ انہیں ہم پر جرأت ہو جائے گی' ہم صرف اس بات پر تیرے بیس کام کر دیں گے جن کا تیرے لیے سہل بن عمرو ضامن ہو گا کہ تو مدینے میں پہنچ کر اصحاب محمد کو ان سے جدا کر دے۔

وہ راضی ہو گیا انہوں نے انتظام کیا' اسے ایک اونٹ پر سوار کیا جو تیزی کے ساتھ روانہ ہوا اور مدینے میں آیا' اس نے ابوسفیان کی تیاری اور اس کے ہتھیار کی خبر دی' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ضرور ضرور روانہ ہوں گا۔ خواہ میرے ہمراہ کوئی شخص بھی روانہ نہ ہو۔

مدینے سے روانگی:

اللہ نے مسلمانوں کی مدد کی اور ان سے رعب کو دور کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینے پر عبداللہ بن رواحہ کو خلیفہ بنایا۔ جھنڈا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اٹھایا۔ آپ مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے جو پندرہ سو تھے صرف دس گھوڑے ساتھ تھے۔

بدر الصفراء پر اجتماع:

وہ لوگ اپنا مال و اسباب تجارت بھی لے گئے بدر الصفراء ایک مقام اجتماع تھا جس میں عرب جمع ہوا کرتے تھے' وہ ایک بازار تھا جو ذی القعدہ کے چاند سے ۸ تاریخ تک قائم رہتا تھا پھر لوگ اپنے اپنے شہروں میں منتشر ہو جاتے تھے۔ مسلمان ذی القعدہ کی چاند رات کو پہنچے اور صبح کو بازار لگ گیا۔ وہ لوگ آٹھ دن وہاں رہے' جو مال تجارت لے گئے تھے۔ اسے فروخت کیا تو انہیں ایک درم پر ایک درم نفع ہوا جب واپس ہوئے تو قریش نے ان کی روانگی سن لی۔

مشرکین کا فرار:

ابوسفیان بن حرب دو ہزار قریش کے ہمراہ مکے سے نکلا ان کے ساتھ پچاس گھوڑے تھے۔ وہ مجنہ تک پہنچے جو مرالظہر ان میں ہے۔ وہاں ابوسفیان نے کہا کہ واپس چلو کیونکہ ہمیں سوائے سبزہ اور بارش کثیر کے اور کوئی سال مناسب نہیں جن میں ہم مویشی چرائیں اور دودھ پئیں' یہ سال خشک ہے لہٰذا میں تو پلٹتا ہوں اور تم بھی پلٹو۔ اہل مکہ نے اس لشکر کا نام جیش السویق رکھا (یعنی ستو کا لشکر) اس لیے کہ وہ لوگ ستو پیتے ہوئے نکلے تھے۔

معبد بن ابی معبد الخزاعی رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی بدر میں پہنچنے کی خبر مکے میں لایا تو صفوان بن امیہ نے ابوسفیان سے کہا میں نے تجھے اسی روز اس قوم سے میعاد مقرر کرنے کو منع کیا تھا۔ اب انہیں ہم پر جرأت ہوگئی انہوں نے دیکھ لیا کہ ہم ان سے پیچھے رہ گئے پھر ان لوگوں نے غزوہ خندق کے لیے جنگ وخروج وتیاری شروع کی۔

غزوۂ بدر الصغریٰ:

مجاہد سے مروی ہے۔ کہ آیت ﴿الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم﴾ (یہ وہ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہارے لیے سامان جمع کیا ہے) کی تفسیر میں کہا کہ یہ ابوسفیان ہے' جس نے احد کے دن کہا تھا کہ اے محمدؐ! تمہاری میعاد بدر ہے۔ جہاں تم نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا تھا تو محمد ﷺ نے فرمایا' قریب ہے۔

نبی ﷺ اپنے وعدے کے مطابق گئے بدر میں اترے اور بازار کے وقت پہنچے اللہ تبارک وتعالیٰ کا قول یہی ہے: ﴿فانقلبوا بنعمة من الله وفضل لم يمسسهم سوء﴾ (یہ لوگ اللہ کے ایسے فضل ونعمت کے ساتھ واپس ہوئے کہ انہیں ذرا سی بھی ناگواری نہ پیش آئی) فضل وہ ہے۔ جو انہیں تجارت سے ملا' یہ (غزوہ) غزوۂ بدر الصغریٰ ہے۔

غزوۂ ذات الرقاع:

رسول اللہ ﷺ ہجرت کے سینتالیسویں مہینے ماہ محرم میں غزوۂ ذات الرقاع کے لیے روانہ ہوئے۔

کوئی آنے والا مدینے میں اپنا مال تجارت لایا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو خبر دی کہ انمار وثعلبہ نے مقابلے کے لیے کچھ گروہ جمع کیے ہیں' یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے مدینے پر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قائم مقام بنایا اور شب شنبہ ۱۰ محرم کو چار سو اصحاب کے ساتھ اور کہا جاتا ہے کہ سات سو اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپؐ چلتے چلتے ان کے مقام جو ذات الرقاع میں تھا آ گئے۔ یہ ایک پہاڑ ہے جس میں سرخی وسیاہی وسفیدی کی زمینیں ہیں اور النخیل کے قریب السعد اور الشقرہ کے درمیان ہے۔

پہلی بار نمازِ خوف:

آپؐ نے ان مقامات میں سوائے عورتوں کے کسی کو نہ پایا' انہیں گرفتار کر لیا ان میں ایک خوبصورت لڑکی بھی تھی اعراب پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے نماز کا وقت آیا تو مسلمانوں کو خوف ہوا کہ وہ لوگ حملہ کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف پڑھائی یہ سب سے پہلا موقع تھا جو آپ نے نماز خوف پڑھی۔

مدینہ واپسی:

رسول اللہ ﷺ مدینے کا ارادہ کر کے واپس ہوئے آپ نے جابر بن عبداللہ سے اسی سفر میں ایک اوقیہ میں ان کا اونٹ خریدا اور مدینے تک اس کی سواری کی شرط کر دی ان سے ان کے والد کا قرض دریافت فرمایا تو انہوں نے بتایا' رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے اسی شب میں پچیس بار دعائے مغفرت فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے جمال بن سراقہ کو اپنی اور مسلمانوں کی سلامتی کی خوشخبری دینے کے لیے مدینے روانہ کیا' آپ ۲۵ محرم یکشنبے کو صرار میں آئے' صرار مدینے سے تین میل ہے جو عراق کے راستے میں جاہلیت کے زمانے کا کنواں تھا۔ آپ پندرہ شب باہر رہے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ذات الرقاع میں ہم کسی سایہ دار درخت کے نیچے ہوتے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔ مشرکین میں سے ایک شخص آیا۔ رسول اللہ ﷺ کی تلوار ایک درخت سے لٹکی ہوئی تھی' اس نے وہ لے لی اور سونت لی' رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں' اس نے کہا پھر مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟ آپؐ نے فرمایا اللہ مجھے تجھ سے بچائے گا۔ اسے اصحاب نے دھمکایا تو اس نے تلوار میان میں کر دی اور لٹکا دی۔

اذان کہی گئی تو آپ نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں' وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ پھر دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں' رسول اللہ ﷺ کی چار رکعتیں اور ہر جماعت کی دو رکعتیں۔

غزوۂ دومۃ الجندل:

ماہ ربیع الاوّل میں ہجرت کے انچاسویں مہینے رسول اللہ ﷺ کا غزوہ دومۃ الجندل ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ دومۃ الجندل میں بہت بڑی جماعت ہے جو شتر سوار اور مزدور ادھر سے گزرتے ہیں۔ وہ لوگ ان پر ظلم کرتے ہیں ان کا ارادہ مدینے پر حملہ کا ہے۔

دومۃ الجندل شام کے راستہ کے کنارے پر ہے' اس کے اور دمشق کے درمیان پانچ رات کی مسافت ہے اور مدینے سے پندرہ یا سولہ رات کی مسافت ہے۔

مدینہ میں حضور علیہ السلام کی نیابت:

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا' مدینے پر سباع بن عرفطہ الغفاری کو اپنا قائم مقام بنایا آپؐ ۲۵ ربیع الاوّل کو ایک ہزار مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے رات کو چلتے تھے دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے ہمراہ ایک رہبر بنی عذرہ میں سے تھا۔ جس کا نام مذکور تھا۔ جب آپ ان لوگوں کے نزدیک ہوئے تو وہ ترک وطن کر رہے تھے۔ اتفاقاً اونٹوں اور بکریوں کے نشان تھے آپؐ نے مویشی اور چرواہوں پر حملہ کیا جو مل گیا وہ مل گیا جو بھاگ گیا وہ بھاگ گیا۔

اس کی خبر اہل دومہ کو ہوئی تو منتشر ہو گئے رسول اللہ ﷺ ان کے میدان میں اترے مگر وہاں کوئی نہ ملا' آپ وہاں چند روز ٹھہرے چھوٹی چھوٹی جماعتیں اطراف میں روانہ کیں وہ واپس آ گئے اور انہیں کوئی نہ ملا۔ ایک شخص گرفتار ہوا اس سے رسول

اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا تو اس نے کہا کہ وہ لوگ جب ہی بھاگ گئے جب انہوں نے یہ سنا کہ آپ نے ان کے اونٹ پکڑ لیے ہیں آپ نے اس پر اسلام پیش کیا' وہ اسلام لے آیا۔

رسول اللہ ﷺ ۲۰ ربیع الآخر کو اس طرح مدینے واپس ہوئے کہ آپ کو جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

عیینہ بن حصن سے معاہدہ:

اسی غزوے میں رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن سے اس امر پر صلح فرمائی کہ وہ تغلمین اور اس کے قرب وجوار سے المراض تک جانور چرائے وہ مقام سرسبز تھا۔ اور عیینہ کا شہر خشک تھا۔ تغلمین المراض سے دو میل ہے اور المراض ربذہ کے راستے پر مدینے سے چھتیس میل کے فاصلے پر ہے۔

غزوہ المریسیع:

شعبان ۵ ھ میں رسول اللہ ﷺ کا غزوہ المریسیع ہے۔ بنی المصطلق خزاعہ میں سے تھے۔ جو بنی مدلج کے حلفاء تھے۔ وہ اپنے ایک کنویں پر اترا کرتے تھے' جس کا نام المریسیع تھا اس کے اور الفرع کے درمیان تقریباً ایک دن کی مسافت تھی الفرع اور مدینے کے درمیان آٹھ برد (۹۶) میل کا فاصلہ تھا۔

الحارث بن ابی ضرار:

ان کا سرغنہ اور سردار الحارث بن ابی ضرار تھا۔ وہ اپنی قوم میں اور ان عربوں میں گیا جن پر اس کا قابو تھا انہیں رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی دعوت دی ان لوگوں نے مان لی اور اس کے ہمراہ آپ کی طرف جانے کی تیاری کی۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے بریدہ بن حصیب الاسلمی کو بھیجا کہ وہ اس کا علم حاصل کریں انہوں نے آپ کو ان کے حال کی خبر دی رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا ان لوگوں نے روانگی میں عجلت کی گھوڑوں کی باگ ڈور پکڑ کر روانہ ہوئے۔ جو تعداد میں تیس تھے دس مہاجرین کے اور بیس انصار کے۔

مدینہ میں قائم مقام:

آپ کے ہمراہ منافقین کے بھی بہت سے آدمی روانہ ہوئے' جو اس سے قبل کسی غزوے میں روانہ نہیں ہوئے تھے۔ آپ نے مدینے پر زید بن حارثہ کو قائم مقام بنایا' ہمراہ دو گھوڑے تھے (۱) لزاز (۲) الظرب۔

آنحضرت ﷺ ۲ رشعبان یوم دوشنبہ کو روانہ ہوئے' حارث بن ابی ضرار اور اس کے ہمراہیوں کو رسول اللہ ﷺ کی روانگی کی اور اس امر کی خبر ملی کہ اس کا جاسوس قتل کر دیا گیا' جسے اس نے اس لیے بھیجا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی خبر لائے۔

حارث اس کے ہمراہیوں کو سخت ناگوار گزرا انہیں بہت خوف ہوا۔ جو عرب ان کے ساتھ تھے وہ سب جدا ہو گئے رسول اللہ ﷺ المریسیع پہنچ گئے۔ جو ایک گھاٹ ہے آپ نے وہاں اپنا خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا۔ ہمراہ عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

آغاز جنگ:

لوگوں نے جنگ کی تیاری کی رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو صف بستہ کیا مہاجرین کا جھنڈا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو

انصار کا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو دیا۔ تھوڑی دیر انہوں نے تیر اندازی کی پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تو انہوں نے یکبارگی حملہ کر دیا مشرکین میں سے کوئی شخص نہ بچا' دس قتل ہوئے اور باقی گرفتار ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے مردوں عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا اونٹ بکری پکڑ لی مسلمانوں میں سوائے ایک شخص کے کوئی مقتول نہیں ہوا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے اس طرح ان پر حملہ کیا کہ وہ لوگ غافل تھے اور ان کے جانوروں کو گھاٹ پر پانی پلایا جا رہا تھا۔ آپؐ نے ان کے جنگ جویوں کو قتل کر دیا۔ اور بچوں کو قید کر لیا۔ مگر پہلی روایت زیادہ ثابت ہے۔

آپؐ نے قیدیوں کے متعلق حکم دیا ان کی مشکیں کس دی گئیں ان پر آپ نے بریدہ بن حصیب الاسلمی کو عامل بنایا' مال غنیمت کے متعلق حکم دیا تو وہ جمع کیا گیا اور اس پر آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام شقران کو عامل بنایا' بچوں کو ایک طرف جمع کیا' خمس کی تقسیم اور مسلمانوں کے حصوں پر محمیہ بن جزء کو عامل بنایا۔

قیدی تقسیم کر دیے گئے اور لوگوں کے پاس پہنچ گئے اونٹ اور بکریاں بھی تقسیم کی گئیں ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر کیا گیا۔ گھر کا سامان اس کے ہاتھ فروخت کیا گیا جو زیادہ دیتا تھا۔ گھوڑے کے دو حصے اس کے مالک کا ایک حصہ اور پیادے کا ایک حصہ لگایا گیا اونٹ دو ہزار تھے۔ اور بکریاں پانچ ہزار۔

جویریہؓ بنت الحارث کے ساتھ حضور علیہ السلام کا نکاح:

قیدی دو سو گھر والے تھے۔ جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار ثابت بن قیس بن شماس اور ان کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں آئی ان دونوں نے اسے نو اوقیہ سونے پر مکاتب بنا دیا اس نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی کتابت کے بارے میں درخواست کی آپ نے ان کی طرف سے ادا کر دیا اور ان سے عقد کر لیا وہ ایک خوب صورت لڑکی تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ نے بنی المصطلق کے ہر قیدی کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا یہ بھی روایت ہے۔ کہ آپ نے ان کی قوم کے چالیس آدمیوں کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔

قیدیوں میں وہ بھی تھے۔ جن پر بغیر فدیہ کے رسول اللہ ﷺ نے احسان فرمایا اور وہ بھی تھے جن سے فدیہ لیا گیا۔ عورتوں اور بچوں کا بقدر چھ حصوں کے فدیہ لیا گیا بعض قیدیوں کو مدینہ لائے تو ان کے وارث آئے اور انہوں نے ان کا فدیہ ادا کیا۔ بنی المصطلق کی کوئی عورت ایسی نہ تھی جو اپنی قوم میں واپس نہ گئی ہو۔ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

سنان بن دبر الجہنی نے جو انصار میں سے تھے اور بنی سالم کے حلیف تھے اور جہجاہ بن سعید الغفاری نے پانی پر جھگڑا کیا' جہجاہ نے اپنے ہاتھ سے سنان کو مارا تو سنان نے آواز دی: "یا للانصار" (اے انصار) اور جہجاہ نے آواز دی "یا قریش' یا لکنانہ" (اے کنانہ) قریش فوراً متوجہ ہوئے اور اوس اور خزرج بھی متوجہ ہوئے انہوں نے ہتھیار نکال لیے' مہاجرین و انصار میں چند آدمیوں نے گفتگو کی سنان نے اپنا حق چھوڑ دیا اور انہیں معاف کر دیا' انہوں نے صلح کر لی۔

ابن ابی کے برے خیالات:

عبداللہ بن ابی نے کہا کہ جب ہم مدینے واپس جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو وہاں سے ضرور نکال دے گا۔ وہ اپنی

قوم کے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوا جو موجود تھے۔ اور کہا کہ یہ وہ ہے جو تم نے خود اپنے ساتھ کیا زید بن ارقم نے سنا تو نبی ﷺ تک اس کا قول پہنچا دیا۔ آپ نے کوچ کا حکم دیا اور اسی وقت روانہ ہوئے اور لوگ آپ کے پیچھے ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی لوگوں سے آگے بڑھ گئے اور اپنے باپ کے انتظار میں راستے میں ٹھہر گئے۔ جب انہوں اس کو دیکھا تو اسے ٹھہرا لیا اور کہا کہ میں اس وقت تک تجھے نہ چھوڑوں گا جب تک تو یہ نہ سمجھ جائے کہ تو ہی ذلیل ہے اور محمد ﷺ عزت والے ہیں۔

ان کے پاس سے رسول اللہ ﷺ گزرے۔ آپ نے فرمایا اسے جانے دو بخدا جب تک وہ ہم میں رہے گا حسن اخلاق ہی سے اس کے ساتھ پیش آئیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار اور تیمّم کا حکم:

اسی غزوہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گر گیا' اس کی تلاش میں لوگ رکے تو تیمّم کی آیت نازل ہوئی۔ اسید بن حضیر نے کہا کہ اے آل ابوبکر تمہاری یہ پہلی برکت کیسی اچھی ہے اسی غزوے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ اور ان کی شان میں تہمت لگانے والوں کا قول ہوا۔ راوی نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی براءت نازل فرمائی۔

اس غزوہ میں رسول اللہ ﷺ اٹھائیس روز باہر رہے اور مدینے میں رمضان کے چاند کے وقت تشریف لائے۔

غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب:

ذی القعدہ ۵ ھ میں رسول اللہ ﷺ کا غزوۂ خندق ہے اور یہی غزوۂ احزاب ہے۔

قریش اور بنی نضیر کا معاہدہ:

رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کو جلا وطن کر دیا تو وہ خیبر چلے گئے ان کے اشراف ومعززین میں سے چند آدمی مکہ روانہ ہوئے اور قریش کے پاس ٹھہر کر انہیں رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ کی ترغیب دی ان سے انہوں نے معاہدہ کیا اور سب نے آپ سے جنگ پر اتفاق کیا اس کے لیے انہوں نے ایک وقت کا وعدہ کر لیا وہ لوگ ان کے پاس سے نکل کر غطفان وسلیم کے پاس آئے اسی قسم کا معاہدہ ہوا پھر ان کے پاس سے بھی روانہ ہو گئے۔

دشمنان اسلام کا اجتماع:

قریش تیار ہو گئے انہوں نے متفرق قبائل کو اور ان عربوں کو جو ان کے حلیف تھے جمع کیا تو چار ہزار ہو گئے دار الندوہ میں جھنڈا تیار ہوا اسے عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اٹھایا قریش اپنے ہمراہ تین سو گھوڑے اور پندرہ سو اونٹ لے چلے ابوسفیان بن حرب بن امیہ ان کا سردار تھا۔ مر الظہر ان میں بنو سلیم بھی ان کے پاس پہنچ گئے جو تعداد میں سات سو تھے۔ ان کا سردار سفیان بن عبد الشمس تھے۔ جو حرب بن امیہ کا حلیف اور اس ابو الاعور السلمی کا باپ تھا۔ جو جنگ صفین میں معاویہ کے ساتھ تھا۔

ان کے ہمراہ بنو اسد بھی نکلے جن کی سرداری طلحہ بن خویلد الاسدی کر رہا تھا۔ فزارہ بھی نکلے جو سب کے سب تھے وہ ایک ہزار اونٹ تھے۔ ان کا سردار عیینہ بن حصن تھا۔

اشجع نکلے وہ چار سو تھے۔ اور ان کی سرداری مسعود بن رخیلہ کر رہا تھا۔

بنومرہ نکلے جو چار سو تھے۔ ان کا سپہ سالار حارث بن عوف تھا۔

ان کے ہمراہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ تھے۔

زہری نے روایت کی ہے کہ حارث بن عوف' بنی مرہ کو واپس لے گیا ان میں غزوۂ خندق میں کوئی حاضر نہیں ہوا۔ اسی کو بنی مرہ نے بھی روایت کیا ہے' مگر پہلی روایت زیادہ ثابت ہے کہ وہ لوگ غزوہ خندق میں حارث بن عوف کے ہمراہ حاضر ہوئے اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کی ہجو کی۔

کفار کی مجموعی تعداد:

وہ تمام قومیں جن کا ذکر کیا گیا اور جو غزوۂ خندق میں شریک ہوئیں تعداد میں دس ہزار تھیں ان کے بہت سے گروہ تھے اور وہ تین لشکروں میں تھے سب کی عنان ابوسفیان بن حرب کے ہاتھ تھی۔

مشاورت سے خندق کھودنے کا فیصلہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے مکے سے روانہ ہونے کی خبر پہنچی تو آپؐ نے اصحاب کو بلایا انہیں دشمن کی خبر دی اور مشورہ کیا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کی رائے دی جو مسلمانوں کو پسند آئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ سلع کے میدان میں ان کی چھاؤنی قائم کی اور سلع کو پس پشت کیا اس روز مسلمان تین ہزار تھے۔ آپ نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو قائم مقام بنایا۔ آپؐ نے شہر کے گرد خندق کھودی مسلمان عجلت کے ساتھ کام کرنے لگے چاہتے تھے کہ دشمن کے آنے سے پہلے تیار ہو جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے ہمراہ اپنے ہاتھ سے کام کیا تا کہ مسلمانوں کا حوصلہ بڑھے۔

آپ نے ہر جانب ایک جماعت کو مقرر فرمایا' مہاجرین رانج کی طرف سے ذباب تک کھود رہے تھے اور انصار ذباب سے جبل بنی عبید تک باقی مدینے میں عمارتیں باہم ملی ہوئی تھیں۔ جس سے ایک قلعہ معلوم ہوتا تھا۔ بنوعبدالاشہل نے رانج سے اس کے پیچھے تک خندق کھودی' اور اس طرح مسجد کی پشت تک آ گئی۔ بنو دینار نے جرباء سے اس مقام تک خندق کھودی جہاں آج (بعہد مصنف) ابن ابی الجنوب کا مکان ہے اس کے کھودنے سے چھ دن میں فارغ ہوئے۔

عورتوں اور بچوں کی حفاظت کا انتظام:

مسلمان بچوں اور عورتوں کو قلعوں میں اٹھا لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸/ ذی القعدہ یوم دوشنبہ کو روانہ ہوئے آپ کا جھنڈا جو مہاجرین کا تھا زید بن حارثہ اٹھائے ہوئے تھے انصار کا جھنڈا اسعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھائے تھے۔

بنوقریظہ کی غداری:

ابوسفیان بن حرب نے یحییٰ بن اخطب کو خفیہ طور پر بنی قریظہ کے پاس بھیج کر ان سے درخواست کی کہ وہ اس عہد کو توڑ دیں جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہوا ہے اور آپ کے مقابلہ میں وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو جائیں (پہلے تو) انہوں نے انکار کیا۔ پھر مان لیا۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے کہا: "حسبنا الله ونعم الوكيل" (ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیسا اچھا

کارساز ہے) نفاق ظاہر ہوگیا لوگ جنگ سے ڈر گئے۔ مصیبت بڑھ گئی خوف شدید ہوگیا۔ بچوں اور عورتوں کا اندیشہ ہونے لگا۔ وہ ایسے ہی ہو گئے جیسا اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿اذجاء کم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر﴾ (وہ وقت یاد کرو جب کہ وہ لوگ (مشرکین) اوپر اور نیچے سے تمہارے پاس آ گئے اور جب کہ نگاہیں کج ہوگئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے)۔

رسول اللہ ﷺ اور مسلمان دشمن کے سامنے اور مقابلہ سے ہٹتے نہ تھے۔ سوائے اس کے کہ اپنی خندق کو روکے ہوئے تھے اور اس کی حفاظت کر رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ سلمہ بن اسلم کو دوسو آدمیوں کے ہمراہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجتے رہتے تھے۔ جو مدینے کی حفاظت کرتے تھے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے۔ یہ اس لیے کہ بچوں پر بنو قریظہ کی طرف سے خوف کیا جاتا تھا۔ عباد بن بشر مع دوسرے انصار کے رسول اللہ ﷺ کے خیمے کی حفاظت پر تھے جو تمام رات پاسبانی کیا کرتے تھے۔

غزوۂ خندق میں جھڑپیں:

مشرکین نے اپنے درمیان باری مقرر کر لی تھی کسی دن صبح کو ابوسفیان بن حرب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جاتا تھا کسی دن خالد بن ولید کسی دن عمرو بن العاص کسی دن ہبیر بن ابی وہب اور کسی دن ضرار بن الخطاب الفہری۔ یہ لوگ برابر اپنے گھوڑوں کو گھمایا کرتے تھے کبھی الگ الگ ہو جاتے تھے اور کبھی مل جاتے تھے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے مقابلہ کرتے تھے اور اپنے تیر اندازوں کو آگے کر دیتے تھے۔ جو تیر پھینکتے تھے۔

حبان بن العرقہ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ایک تیر مارا جو ان کی کلائی کی رگ میں لگا اور کہا کہ اسے پکڑ۔ میں ابن العرقہ ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے دوزخ میں غرق کرے اور کہا جاتا ہے کہ جس نے اسے تیر مارا وہ ابواسامہ الجشمی تھا۔

کفار کے روساء نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ کسی دن صبح کو سب جائیں وہ سب مل کر گئے ان کے ہمراہ تمام گروہوں کے لشکر تھے۔ وہ خندق میں کوئی ایسی تنگ جگہ تلاش کرنے لگے۔ جہاں سے اپنا لشکر نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب تک پہنچا دیں۔ مگر انہیں نہ ملی۔

انہوں نے کہا کہ یہ ایسی تدبیر ہے کہ عرب نہیں کر سکتے ان سے کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ کے ہمراہ ایک فارسی شخص ہے جس نے آپ کو اس بات کا مشورہ دیا۔ انہوں نے کہا یہ اسی کی تدبیر ہے۔

عمرو بن عبدود کا قتل:

وہ ایسے تنگ مقام پر پہنچے جسے مسلمان بھول گئے تھے عکرمہ بن ابی جہل نوفل بن عبداللہ ضرار بن الخطاب ہبیرہ بن ابی وہب اور عمرو بن عبدود اس سے گزر گئے عمرو بن عبدود جنگ کی دعوت دینے لگا کہ:

وقد بهجت من النداء لجمعهم هل من مبارز

''ان کی جماعت کو آواز دیتے دیتے خود میری آواز بیٹھ گئی کہ ہے کوئی لڑنے والا جو مقابلہ کو نکلے''۔

عمرو بن عبدود اس وقت نوے برس کا تھا' علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس سے لڑوں گا' رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی تلوار دی عمامہ باندھا اور کہا اے اللہ اس کے مقابلہ میں ان کی مدد کر۔ علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ کے لیے نکلے ان میں سے ایک دوسرے کے قریب ہو گیا غبار اڑا اور علی رضی اللہ عنہ نے اسے مار کر قتل کر دیا اور تکبیر کہی تو ہمیں معلوم ہوا کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اس کے ساتھی پشت پھیر کر بھاگے ان کے گھوڑے انہیں بچا لے گئے زبیر بن العوام نے نوفل بن عبداللہ پر تلوار سے حملہ کیا' اسے مار کے دو ٹکڑے کر دیا۔

جنگ کا آغاز:

آخر یہ ٹھہری کہ دوسرے دن مقابلہ ہوگا سب نے رات اس حالت میں گزاری کہ اپنے ساتھیوں کو تیار کرتے رہے اپنے لشکروں کو پھیلا دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی جانب بہت بڑا لشکر مقرر کیا جس میں خالد بن الولید تھا اس روز دن بھر جنگ ہوتی رہی کچھ رات گئے تک یہی سلسلہ جاری رہا نہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ سکے نہ رسول اللہ ﷺ کو فرصت ملی کہ نماز پڑھ سکیں آپؐ نے اور آپؐ کے اصحاب نے ظہر پڑھی نہ عصر نہ مغرب نہ عشاء یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ہزیمت دی وہ متفرق ہو کر اپنے اپنے مقام و لشکر کی طرف واپس ہو گئے۔ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے خیمے کی طرف واپس ہوئے۔

طفیل بن نعمان کی شہادت:

اسید بن حضیر دو سو مسلمانوں کے ہمراہ خندق ہی پر رہے خالد بن ولید مشرکین کے لشکر کے ساتھ پلٹ پڑا جو مسلمانوں کی تلاش میں تھا تھوڑی دیر انہوں نے مقابلہ کیا مشرکین کے ہمراہ وحشی بھی تھا اس نے طفیل بن نعمان کو جو سلمہ میں سے تھے اپنا نیزہ کھینچ کے مارا انہیں قتل کر کے وہ لوگ بھاگ گئے۔

نماز عصر کی قضاء:

رسول اللہ ﷺ اپنے خیمہ کی طرف گئے آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان کہی اور ظہر کی اقامت کہی' پھر آپ نے نماز پڑھی انہوں نے ہر نماز کے بعد علیحدہ علیحدہ اقامت کہی آپؐ اور آپؐ کے اصحاب نے قضا نمازیں پڑھیں اور فرمایا ان لوگوں نے ہمیں نماز وسطیٰ یعنی عصر سے باز رکھا اللہ تعالیٰ ان کے شکموں اور قبروں میں آگ بھر دے۔

اس کے بعد ان لوگوں کی کوئی جنگ نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ وہ رات میں جاسوسوں کا بھیجنا ترک نہیں کرتے تھے جو دھوکے کی امید میں تھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب دس رات سے زائد محصور رہے تھے کہ ان میں سے ہر ایک کو پریشانی و مشقت لاحق ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا کہ غطفان سے آپ اس شرط پر مصالحت کر لیں کہ انہیں ایک تہائی پھل دیا کریں گے اور وہ لوگوں کے درمیان نااتفاقی کرا دیں تاکہ کفار آپ کے پاس سے واپس چلے جائیں۔

انصار نے اس سے انکار کیا تو آپ نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔

حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حکمت عملی:

نعیم بن مسعود الاشجعی اسلام لے آئے تھے انہوں نے اپنے اسلام کو زینت دی' وہ قریش اور قریظہ اور غطفان کے درمیان گئے ان کی طرف سے ان کو اور ان کی طرف سے ان کو ایسا کلام پہنچایا جس سے ہر گروہ سمجھا کہ وہ اس کے خیر خواہ ہیں کفار نے ان کا قول قبول کرلیا اس طرح انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی مخالفت ترک کرادی۔

نعیم ایسی چال چلے کہ ہر گروہ کو ایک دوسرے سے وحشت ہوگئی قریظہ نے قریش سے ضمانت طلب کی تاکہ وہ ان کے ساتھ نکلیں اور جنگ کریں' مگر قریش نے اس سے انکار کیا اور ان کو متہم جانا۔ قریظہ نے سبت ہفتہ' کی ان سے علت بیان کی اور کہا ہم اس روز (ہفتہ کو) نہیں لڑتے اس لیے کہ ہماری ایک قوم نے ہفتے کے دن سرکشی کی تھی تو وہ بندر اور سور بنا دیئے گئے۔ ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ میں اپنے آپ کو کیوں نہیں دیکھتا جو میں بندر اور سور کے بھائیوں سے مدد مانگتا ہوں۔

آندھی کی صورت میں غیبی امداد:

اللہ تعالیٰ نے شب شنبہ کو ایک ہوا بھیجی جو مشرکین کا کام تمام کر گئی ہوا اتنی تیز چلی کہ نہ تو کوئی خیمہ ٹھہر سکا اور نہ ہانڈی' رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف حذیفہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ ان کی خبر لائیں۔ اس شب کو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے۔

ابوسفیان کا فرار:

ابوسفیان بن حرب نے کہا اے گروہ قریش تم لوگ ایسے مکان میں نہیں ہو جو قیام گاہ ہو' گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو گئے' میدان خشک ہو گیا۔ بنو قریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی اور ہمیں وہ لگی ہے جو تم دیکھ رہے ہو لہٰذا کوچ کرو میں بھی کوچ کرتا ہوں۔

وہ کھڑا ہو گیا اور اپنے اونٹ پر بیٹھ گیا جس کی رسی بندھی ہوئی تھی اسے مارا تو وہ اپنے تین پیروں سے کودا اس نے اس کی رسی اس وقت تک نہ کھولی جب تک وہ کھڑا نہ ہو گیا ابوسفیان کھڑا ہی تھا کہ لوگ کوچ کرنے لگے سارا لشکر تیزی سے روانہ ہو گیا ابوسفیان نے تعاقب کے اندیشہ سے عمرو بن العاص اور خالد بن الولید کو دو سو سواروں کے ہمراہ لشکر کے پیچھے حصے پر اپنا محافظ مقرر کیا۔

لشکر کفار کی واپسی:

حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹے اور آپ کو تمام واقعے کی خبر کی رسول اللہ ﷺ کو اس طرح صبح ہوئی کہ آپ کے سامنے لشکروں میں سے ایک بھی نہ تھا سب اپنے اپنے شہروں کو دفع ہو چکے تھے نبی ﷺ نے مسلمانوں کو اپنے اپنے مکان واپس جانے کی اجازت دے دی وہ لوگ جلدی جلدی اور خوش خوش روانہ ہوئے۔

شہدائے غزوۂ خندق:

جو لوگ غزوۂ خندق میں شہید ہوئے ان میں یہ بھی تھے: (۱) انس بن اوس بن عتیک جو بنی عبدالاشہل میں سے تھے انہیں

خالد بن الولید نے قتل کیا تھا۔ (۲) عبداللہ بن سہل الاشہلی (۳) ثعلبہ بن عنمہ بن عدی بن نابیؒ جن کو ہبیرہ بن وہب نے قتل کیا (۴) کعب بن زید جو بنی دینار میں سے تھے انہیں ضرار بن الخطاب نے قتل کیا۔

مشرکین میں سے عثمان بن منبہ بن عبید بن السباق بھی قتل ہوا جو بنی عبدالدار بن قصی میں سے تھا مشرکین نے پندرہ روز مسلمانوں کا محاصرہ کیا رسول اللہ ﷺ ۲۳ ذی القعدہ یوم چہار شنبہ ۵ھ کو واپس ہوئے۔

مہاجرین وانصار کے لیے دعائے نبوی ﷺ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مہاجرین وانصار ٹھنڈی صبح میں نکل کر خندق کھود رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے: اے اللہ! خیر تو آخرت ہی کی خیر ہے۔ لہٰذا انصار ومہاجرین کی مغفرت فرما ان لوگوں نے آپ کو جواب دیا: ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمدؐ سے ہمیشہ کے لیے جہاد کی بیعت کی ہے جب تک ہم باقی رہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب جب خندق کھود رہے تھے تو کہہ رہے تھے کہ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمیشہ کے لیے جہاد کی بیعت ہے جب تک ہم باقی رہیں نبی ﷺ فرما رہے تھے اے اللہ خیر تو آخرت ہی کی خیر ہے لہٰذا انصار ومہاجرین کی مغفرت فرما آپؐ کے پاس جو کی روٹی لائی گئی جس پر بودار چربی تھی انصار نے اس میں سے کھائی اور نبی ﷺ نے فرمایا خیر تو آخرت ہی کی خیر ہے۔

لسانِ نبوت پر اشعار:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ہمارے پاس اس حالت میں تشریف لائے جب ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی ڈھو رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عیش تو صرف آخرت ہی کا عیش ہے لہٰذا اے اللہ تو انصار ومہاجرین کی مغفرت فرما۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ احزاب میں رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ مٹی ڈھو رہے تھے مٹی نے آپ کے شکم مبارک کی سفیدی کو چھپالیا تھا۔ آپ یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

اللهم لو لا انت ما اهتيدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

''اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو نہ ہم ہدایت پاتے' نہ خیرات کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔

فانزلن سكينة علينا وثبت الاقدام ان لاقينا

بس ہم پر سکون نازل کر جب ہم (دشمن سے) ملیں تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

ان الاولى لقد بغوا علينا اذا ارادوا فتنة ابينا

ان لوگوں نے ہم پر بغاوت کی ہے۔ جب انہوں نے فتنے کا ارادہ کیا ہم نے انکار کیا''۔

''ہم نے انکار کیا'' اسے آپؐ بلند آواز سے فرما رہے تھے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم خندق مدینے میں ہوا تھا ابوسفیان بن حرب آیا جو قریش اس کے ساتھ تھے' جو

کنانہ اور عیینہ بن حصن میں سے ان کے تابع تھے جو غطفان و طلیحہ میں سے عیینہ بن حصن کے تابع تھے' بنی اسد میں سے اور ابوالاعور جو اس کے تابع تھے جو بنی سلیم اور قریظہ میں سے اس کے تابع تھے سب ہمراہ ہوئے۔

آیات قرآنی کا نزول:

قریظہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان معاہدہ تھا۔ انہوں نے اسے توڑ دیا اور مشرکین کی مدد کی اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں نازل فرمایا:

﴿ وانزل الذین ظاھر وھم من اھل الکتاب من صیاصیھم ﴾

''اور جن اہل کتاب نے ان مشرکین کی مدد کی تھی ان کو اللہ نے ان کے قلعوں میں سے اتار دیا''۔

جبرئیل علیہ السلام آئے' ان کے ہمراہ آندھی تھی۔ جب آپ نے جبرئیل کو دیکھا تو تین مرتبہ فرمایا: ''دیکھو خوش ہو جاؤ'' اللہ نے ان پر ایسی آندھی بھیجی جس نے خیموں کو اکھاڑ دیا۔ ہانڈیاں الٹ دیں کجاووں کو دفن کر دیا اور میخوں کو اکھاڑ پھینکا لوگ اس طرح روانہ ہوئے کہ کوئی کسی کی طرف رخ نہ کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اذ جاء تکم جنود فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا ﴾

''اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پاس ایک لشکر آیا پھر ہم نے ان پر آندھی اور ایسے لشکر کو بھیجا جسے تم نہیں دیکھتے تھے) اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے''۔

مراجعت مدینہ:

ابو بشر نے کہا رسول اللہ ﷺ جب اپنے مکان سے واپس آئے تو آپؐ نے اپنے سر کا داہنا حصہ دھویا اور بایاں باقی تھا کہ جبرئیل نے کہا: خبردار میں آپ کو سر دھوتے دیکھتا ہوں' واللہ ہم اب تک (گھوڑے سے) نہیں اترے۔ اٹھے' رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوں۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے یوم خندق میں فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی (مشرکین کی) قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں نماز سے روکا' یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

نماز وسطیٰ قضاء ہونے پر افسوس:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے یوم الاحزاب میں عصر نہیں پڑھی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا یا فرمایا سورج لوٹ گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ ان (کفار) کے گھر آگ سے بھر دے کیونکہ انہوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے روکا' یہاں تک کہ سورج غائب ہو گیا' یا فرمایا سورج لوٹ گیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم خندق میں فرمایا' انہیں (مشرکین کو) کیا ہوا ہے؟ اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے کیوں کہ انہوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے جو عصر ہے باز رکھا۔

ابی جمعہ سے جنہوں نے نبی ﷺ کی صحبت پائی ہے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سال احزاب میں مغرب پڑھی' جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم سے کسی کو معلوم ہے کہ میں نے عصر بھی پڑھی ہے' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے تو نہیں پڑھی آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی' آپؐ نے عصر پڑھی پھر مغرب دہرائی۔

صحابہ کو وظیفہ کی تعلیم:

ابن ابی صفرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس وقت خندق کھودی اور آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہ ابوسفیان شب خوں مارے گا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم پر شب خون مارا جائے تو تمہارا اور دیہ ہوگا "حم لا ینصرون"۔

ابوصفرہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے شب خندق میں فرمایا' میرا خیال یہی ہے کہ وہ قوم تم پر رات ہی کو شب خوں مارے گی' تمہارا شعار "حم لا ینصرون" ہے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مشرکین نے خندق میں چوبیس رات تک نبی ﷺ کا محاصرہ کیا۔

نصرت الٰہی کے طلبگار:

ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب یوم الاحزاب ہوا۔ تو نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کا دس روز سے زائد محاصرہ کیا گیا جس سے ہر ایک کو مشقت لاحق ہوئی یہاں تک کہ نبی ﷺ نے فرمایا اے اللہ میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ طلب کرتا ہوں' اے اللہ اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے۔ وہ لوگ اسی حالت پر تھے کہ نبی ﷺ نے عیینہ بن حصن بن بدر کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تو مناسب سمجھے کہ میں تم لوگوں کے لیے انصار کے تہائی پھل مقرر کر دوں تو کیا تو غطفان کو جو تیرے ساتھ ہیں واپس کر دے گا اور احزاب (متفرق گروہوں) کے درمیان نا اتفاقی کرا دے گا' عیینہ نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر آپ میرا حصہ مقرر فرما دیں تو میں کر دوں گا۔

نبی ﷺ نے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کے پاس قاصد بھیجا' انہیں اس کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ کسی بات پر (اللہ کی طرف سے) مامور ہیں تو اللہ کے امر کو جاری کیجئے' آپ نے فرمایا اگر میں کسی بات پر مامور ہوتا تو تم دونوں سے مشورہ نہ لیتا یہ میری رائے ہے جس کو میں تم دونوں کے سامنے پیش کرتا ہوں ان دونوں نے کہا کہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ انہیں سوائے تلوار کے کچھ نہ دیں۔

نعیم بن مسعود الاشجعی کی کامیابی:

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ اسی وقت جب کہ وہ اس کی فکر میں تھے یکایک نعیم بن مسعود الاشجعی آ گئے وہ ایسے تھے کہ دونوں فریق ان سے مطمئن تھے انہوں نے ان لوگوں کے درمیان نا اتفاقی کرا دی۔ احزاب بغیر قتال کے بھاگ گئے اللہ تعالیٰ کے قول کے یہی معنی ہیں: ﴿و کفی اللہ المؤمنین القتال﴾ اور جنگ میں اللہ ہی مومنین کے لیے کافی ہو گیا۔

مشرکین کے لیے رسول اللہ ﷺ کی بددعا:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ کو احزاب کے لیے بددعا کی

کنانہ اور عیینہ بن حصن میں سے ان کے تابع تھے جو غطفان وطلیحہ میں سے عیینہ بن حصن کے تابع تھے بنی اسد میں سے اور ابوالاعور جو اس کے تابع تھے جو بنی سلیم اور قریظہ میں سے اس کے تابع تھے سب ہمراہ ہوئے۔

آیات قرآنی کا نزول:

قریظہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان معاہدہ تھا۔ انہوں نے اسے توڑ دیا اور مشرکین کی مدد کی اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں نازل فرمایا:

﴿ وانزل الذین ظاهر وهم من اهل الكتاب من صياصيهم ﴾

''اور جن اہل کتاب نے ان مشرکین کی مدد کی تھی ان کو اللہ نے ان کے قلعوں میں سے اتار دیا''۔

جبرئیل علیہ السلام آئے ان کے ہمراہ آندھی تھی۔ جب آپ نے جبرئیل کو دیکھا تو تین مرتبہ فرمایا: ''دیکھو خوش ہو جاؤ'' اللہ نے ان پر ایسی آندھی بھیجی جس نے خیموں کو اکھاڑ دیا۔ ہانڈیاں الٹ دیں کجاووں کو دفن کر دیا اور میخوں کو اکھاڑ پھینکا لوگ اس طرح روانہ ہوئے کہ کوئی کسی کی طرف رخ نہ کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اذ جاء تكم جنود فارسلنا عليهم ريحا وجنودا لم تروها ﴾

''اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پاس ایک لشکر آیا پھر ہم نے ان پر آندھی اور ایسے لشکر کو بھیجا جسے تم نہیں دیکھتے تھے) اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے''۔

مراجعت مدینہ:

ابو بشر نے کہا رسول اللہ ﷺ جب اپنے مکان سے واپس آئے تو آپؐ نے اپنے سر کا داہنا حصہ دھویا اور بایاں باقی تھا کہ جبرئیل نے کہا: خبردار میں آپ کو سر دھوتے دیکھتا ہوں' واللہ ہم اب تک (گھوڑے سے) نہیں اترے۔ اٹھیے' رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوں۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے یوم خندق میں فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی (مشرکین کی) قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں نماز سے روکا' یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

نماز وسطیٰ قضاء ہونے پر افسوس:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے یوم الاحزاب میں عصر نہیں پڑھی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا یا فرمایا سورج لوٹ گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ ان (کفار) کے گھر آگ سے بھر دے کیونکہ انہوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے روکا' یہاں تک کہ سورج غائب ہو گیا' یا فرمایا سورج لوٹ گیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم خندق میں فرمایا' انہیں (مشرکین کو) کیا ہوا ہے؟ اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے کیوں کہ انہوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے جو عصر ہے باز رکھا۔

ابی جمعہ سے جنہوں نے نبی ﷺ کی صحبت پائی ہے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سال احزاب میں مغرب پڑھی' جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم سے کسی کو معلوم ہے کہ میں نے عصر بھی پڑھی ہے' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے تو نہیں پڑھی آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی' آپؐ نے عصر پڑھی پھر مغرب دہرائی۔

صحابہ کو وظیفہ کی تعلیم:

ابن ابی صفرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس وقت خندق کھودی اور آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہ ابوسفیان شب خوں مارے گا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم پر شب خون مارا جائے تو تمہارا ورد یہ ہوگا "حم لا ینصرون"۔

ابوصفرہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے شب خندق میں فرمایا' میرا خیال یہی ہے کہ وہ قوم تم پر رات ہی کو شب خون مارے گی' تمہارا اشعار "حم لا ینصرون" ہے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مشرکین نے خندق میں چوبیس رات تک نبی ﷺ کا محاصرہ کیا۔

نصرت الٰہی کے طلبگار:

ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب یوم الاحزاب ہوا۔ تو نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کا دس روز سے زائد محاصرہ کیا گیا جس سے ہر ایک کو مشقت لاحق ہوئی یہاں تک کہ نبی ﷺ نے فرمایا اے اللہ میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ طلب کرتا ہوں' اے اللہ اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے۔ وہ لوگ اسی حالت پر تھے کہ نبی ﷺ نے عیینہ بن حصن بن بدر کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تو مناسب سمجھے کہ میں تم لوگوں کے لیے انصار کے تہائی پھل مقرر کردوں تو کیا تو غطفان کو جو تیرے ساتھ ہیں واپس کر دے گا اور احزاب (متفرق گروہوں) کے درمیان نا اتفاقی کرا دے گا' عیینہ نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر آپ میرا حصہ مقرر فرما دیں تو میں کردوں گا۔

نبی ﷺ نے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کے پاس قاصد بھیجا' انہیں اس کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ کسی بات پر (اللہ کی طرف سے) مامور ہیں تو اللہ کے امر کو جاری کیجئے' آپ نے فرمایا اگر میں کسی بات پر مامور ہوتا تو تم دونوں سے مشورہ نہ لیتا یہ میری رائے ہے جس کو میں تم دونوں کے سامنے پیش کرتا ہوں ان دونوں نے کہا کہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ انہیں سوائے تلوار کے کچھ نہ دیں۔

نعیم بن مسعود الاشجعی کی کامیابی:

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ اسی وقت جب کہ وہ اس کی فکر میں تھے یکایک نعیم بن مسعود الاشجعی آ گئے وہ ایسے تھے کہ دونوں فریق ان سے مطمئن تھے انہوں نے ان لوگوں کے درمیان نا اتفاقی کرا دی۔ احزاب بغیر قتال کے بھاگ گئے اللہ تعالیٰ کے قول کے یہی معنی ہیں: ﴿و کفی اللّٰہ المؤمنین القتال﴾ اور جنگ میں اللہ ہی مومنین کے لیے کافی ہو گیا۔

مشرکین کے لیے رسول اللہ ﷺ کی بددعا:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ کو احزاب کے لیے بددعا کی

چہار شنبہ کو ظہر و عصر کی نماز کے درمیان قبول ہوگئی ہم نے خوشخبری آپ کے چہرہ سے معلوم کی جابر نے کہا کہ جب کوئی زبردست وسخت دشوار معاملہ پیش آیا تو میں نے اسی روز کی اسی ساعت میں التجا کی اور اللہ سے دعا کی تو مجھے قبولیت معلوم ہوئی۔

عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ یوم الاحزاب میں رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے لیے بددعا کی کہ اے کتاب کے نازل کرنے والے جلدی حساب لینے والے احزاب کو ہزیمت دے اے اللہ انہیں شکست دے اور ڈگمگا دے۔

غزوۂ بنی قریظہ:

ذی القعدہ ۵ ھ میں رسول اللہ ﷺ کو غزوۂ بنی قریظہ پیش آیا لوگوں نے بیان کیا۔ کہ جب خندق سے مشرکین پلٹ گئے اور رسول اللہ ﷺ بھی واپس ہوکر عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں داخل ہوئے۔ تو آپ کے پاس جبریل آئے اور مقام جنائز میں کھڑے ہوکر کہا (عذیرك من محارب) اپنے محارب (جنگ کرنے والے) کے مقابلہ میں اپنے مددگار سے ملئے' تو گھبرا کر رسول اللہ ﷺ ان کے پاس نکل آئے' انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ آپ بنی قریظہ کی طرف جائیں اور میں بھی ان کا ارادہ کرتا ہوں ان کے قلعوں کو میں ہلا دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا' انہیں اپنا جھنڈا دیا۔ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے لوگوں میں ندا دی رسول اللہ ﷺ تمہیں یہ حکم دیتے ہیں کہ عصر کی نماز سوائے بنی قریظہ کے اور کہیں نہ پڑھو۔

مدینے پر رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ام مکتوم کو جانشین بنایا اور مسلمانوں کے ہمراہ جو تین ہزار تھے ان کی جانب روانہ ہوگئے' چھتیس گھوڑے ساتھ تھے یہ ۲۳ رذی القعد چہار شنبہ کا دن تھا۔ پندرہ روز تک ان کا نہایت شدید محاصرہ کیا لوگوں نے تیر پھینکے مگر وہ اس طرح اندر گھسے کہ کوئی باہر نہ نکلا۔

ابولبابہ بن عبدالمنذر کی ندامت:

بنی قریظہ کو محاصرہ سے سخت تکلیف ہوئی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ ابولبابہ بن عبدالمنذر کو ہمارے پاس بھیج دیجئے۔ آپ نے انہیں بھیج دیا۔ یہود نے اپنے معاملے میں ان سے مشورہ کیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آنحضرت ﷺ کے قصد میں تمہارے لیے ذبح ہے اس پر ابولبابہ نادم ہوئے (کہ آنحضرت ﷺ کا راز ان لوگوں سے کیوں کہہ دیا) انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور کہا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی وہ واپس ہوکر مسجد میں جا بیٹھے اور (اسی شرم سے) رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر نہیں ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

بنو قریظہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اترے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق محمد بن مسلمہ کو حکم دیا' ان کے مشکیں کس کے ایک کنارے کر دیا گیا اسی وقت جب وہ ایک کنارے تھے عورتیں اور بچے نکالے گئے ان پر عبداللہ بن سلام کو عامل بنایا۔

مال غنیمت:

تمام سامان زرہیں' اسباب' کپڑے جو قلعے میں پائے گئے وہ سب جمع کیا گیا سامان میں پندرہ سو تلواریں تین سو زرہیں' دو ہزار نیزے اور پندرہ سو ڈھالیں جو چمڑے کی تھیں ملیں شراب اور شراب کے مٹکے تھے' یہ سب بہا دیا گیا اس کا خمس نہیں کیا گیا'

پانی کھینچنے والے اور چلنے والے بہت سے اونٹ بھی ملے۔

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

اوس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ بنی قریظہ کو انہیں ہبہ کر دیں وہ ان کے حلفاء تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کا فیصلہ سعد بن معاذ کے سپرد کیا انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہر وہ شخص جس پر استرے چلتے ہیں (یعنی مرد ہے) قتل کر دیا جائے عورتوں اور بچوں کو قید کر دیا جائے اور ان کا مال تقسیم کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ کا سات آسمان کے اوپر سے جو فیصلہ تھا تم نے اس کے مطابق فیصلہ کیا۔

بنی قریظہ کا عبرتناک انجام:

رسول اللہ ﷺ ۷/ذی الحجہ یوم پنج شنبہ کو واپس ہوئے۔ آپؐ نے ان کے متعلق حکم دیا تو وہ مدینے میں داخل کیے گئے بازار میں ان کے لیے ایک خندق کھودی گئی رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب بیٹھے وہ لوگ اس کی طرف ایک ایک گروہ کر کے لائے گئے اور ان کی گردنیں ماری گئیں' کل تعداد چھ اور سات سو کے درمیان تھی۔

مال غنیمت کی تقسیم:

رسول اللہ ﷺ نے ریحانہ بنت عمرو کو اپنے لیے منتخب فرمایا۔ مال غنیمت کے متعلق حکم دیا تو وہ جمع کیا گیا آپ نے اسباب اور قیدیوں میں سے خمس نکالا باقی کے متعلق حکم دیا تو وہ زائد دینے والے کے ہاتھ بیچا گیا۔ آپ نے اسے مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا' سب تین ہزار بہتر حصے ہوئے گھوڑے کے دو حصے اور اس کے مالک کا ایک حصہ اور خمس محمیہ بن جزء الزبیدی کے پاس پہنچ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کسی کو آزاد کر رہے تھے اور جس کو چاہا اسے خادم بنایا اسی طرح آپ نے اس اسباب کے ساتھ کیا جو آپ کو پہنچا۔

قلعۂ بنی قریظہ پر پیش قدمی:

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ جب اللہ نے احزاب کو دور کر دیا اور نبی ﷺ اپنے مکان واپس گئے تو آپ اپنا سر دھو رہے تھے۔ کہ جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ آپ کو اللہ معاف کرے' آپ نے ہتھیار اتار دیے۔ حالانکہ اللہ کے ملائکہ نے ابھی تک نہیں اتارے۔ بنو قریظہ کے قلعے کے نزدیک ہمارے پاس آیئے۔

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں ندا دلوائی کہ بنی قریظہ کے قلعے کو آؤ رسول اللہ ﷺ نے غسل کر لیا اور آپ لوگوں کے پاس قلعہ کے قریب آ گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب احزاب واپس ہو گئے تو نبی ﷺ نے لوگوں میں ندا دلوائی کہ کوئی شخص ظہر کی نماز سوائے بنی قریظہ کے کہیں نہ پڑھے بعض لوگوں کو نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے پڑھ لی دوسروں نے کہا کہ ہم سوائے اس مقام کے کہیں نماز نہ پڑھیں گے جہاں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے' خواہ وقت فوت ہی کیوں نہ ہو جائے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں فریق میں سے کسی پر ملامت نہیں کی۔

بیہقی وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بنی قریظہ میں آئے تو آپ بے زین کے گدھے پر سوار ہوئے' لوگ پیدل چل رہے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی غنم کی گلی میں جبریل علیہ السلام کی سواری کا اڑتا ہوا غبار جب کہ رسول اللہ ﷺ بنی قریظہ تشریف لے گئے میری نظر میں ہے۔

حضرت جبرئیل کی آمد:

الماجشون سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام یوم الاحزاب (غزوۂ خندق) میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک گھوڑے پر آئے جو ایک سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے اور اپنے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے' ان کے دانتوں پر غبار تھا ان کے نیچے سرخ چار جامہ تھا انہوں نے (رسول اللہ ﷺ سے) کہا کہ آپ نے ہمارے ہتھیار اتارنے سے پہلے ہتھیار اتار دیئے' آپ کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ بنی قریظہ کی طرف چلیے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے چودہ شب بنی قریظہ کا محاصرہ کیا۔

عطیہ القرظی سے مروی ہے کہ یوم قریظہ میں میں بھی ان لوگوں میں تھا جو گرفتار کیے گئے جو بالغ تھے وہ قتل کیے جاتے تھے اور جو نابالغ تھے وہ چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ میں ان میں تھا جو بالغ نہ تھے۔

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اور بنی قریظہ کے درمیان خفیف سا عہد تھا۔ جب احزاب وہ تمام لشکر لائے جنہیں وہ لائے تھے (تو انہوں نے عہد توڑ دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ پر مشرکین کو غالب کرا دیا) اللہ نے اپنے لشکر اور آندھی کو بھیجا وہ لوگ بھاگ کر چلے گئے اور دوسرے اپنے قلعہ میں رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے ہتھیار رکھ دیئے' جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے' آپؐ ان کے پاس آئے جبریل علیہ السلام گھوڑے کے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے تھے۔

آپؐ نے فرمایا جبریل علیہ السلام کہتے ہیں ہم نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے' آپؐ بنی قریظہ کی طرف چلیے۔ ان کے ابرو پر غبار جما ہوا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے اصحاب کو تکان ہے۔ اگر کچھ روز کی مہلت دیجئے (تو بہتر ہو) جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ چلیے میں اسی گھوڑے کو ان کے قلعوں میں داخل کر دوں گا۔ اور منہدم کر دوں گا۔ جبریل علیہ السلام اور آپ کے ہمراہی ملائکہ نے رخ پھیر لیا' یہاں تک کہ انصار بنی غنم کی گلی میں غبار بلند ہوا رسول اللہ ﷺ بھی روانہ ہوئے' اصحاب میں سے کوئی شخص آپؐ کے روبرو آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ تشریف رکھیے ہم لوگ کافی ہیں' فرمایا وہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے ان کے متعلق سنا ہے کہ وہ آپ کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں' فرمایا موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بہت ایذا دی گئی۔

رسول اللہ ﷺ بنی قریظہ پہنچے تو فرمایا اے بندر اور سور کے بھائیو! مجھ سے ڈرو' مجھ سے ڈرو' ان میں سے بعض نے بعض سے کہا یہ ابو القاسم ہیں ہم نے آپ سے بدی کرنے کا معاہدہ نہیں کیا تھا۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات:

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رگ دست میں تیر مارا گیا زخم بند اور خشک ہو گیا انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ انہیں اس

وقت تک موت نہ دے جب تک بنی قریظہ سے ان کا دل نہ ٹھنڈا ہو جائے' بنی قریظہ کو ان کے قلعہ میں اس غم نے گرفتار کیا۔ جس نے گرفتار کیا تو وہ تمام لوگوں میں سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر اترے سعد رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے جنگجو قتل کر دیئے جائیں اور بچوں کو قید کیا جائے۔

یہ صورتحال دیکھ کر بعض لوگوں نے کہا کہ یہ شہر مہاجرین کا ہوگا نہ کہ انصار کا اس پر انصار نے کہا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں ہم تو ان کے ساتھ تھے' انہوں نے قائل اول نے' پھر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مہاجرین تم سے بے نیاز ہو جائیں۔ جب سعد ان سے فارغ ہوئے اور انہیں جو حکم دینا تھا دے دیا وہ کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے کہ ان پر سے ایک بکری گزری اس نے ان کے زخم کو کھر سے ٹھیس لگا دی وہ پھر نہ خشک ہوا یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔

رئیس دومۃ الجندل کا ہدیہ:

دومۃ الجندل کے رئیس نے رسول اللہ ﷺ کو ایک خچر اور ایک ریشمی جبہ بھیجا جبے کی خوبی پر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تعجب کرنے لگے تو آپ نے فرمایا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال جنت میں اس سے بہتر ہیں۔

سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بجانب قبیلہ قرطاء:

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا قرطہ کی جانب سریہ' رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے انسٹھویں مہینے ۱۰ محرم کو واقع ہوا رسول اللہ ﷺ نے انہیں تیس سواروں کے ہمراہ قرطاء کی جانب بھیجا وہ لوگ بنی بکر کے کلاب کے سلسلے کی ایک شاخ ہیں جو ضریہ کے نواح میں البکرات میں اترا کرتے تھے' ضریہ اور مدینے کے درمیان سات شب کی مسافت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں ہر طرف سے گھیر لیں وہ رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے انہوں نے ان پر حملہ کر دیا ایک جماعت کو قتل کیا اور باقی لوگ بھاگ گئے اونٹ اور بکری ہنکا لائے' کوئی شخص نیزہ بازی کے لیے ظاہر نہ ہوا' اور وہ مدینے آ گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے خمس نکالنے کے بعد جو بچا ان کے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا اونٹ دس بکری کے برابر شمار ہوا کل ڈیڑھ سو اونٹ اور تین ہزار بکریاں تھیں محمد بن مسلمہ انیس شب باہر رہے ۲۹ محرم کو آ گئے۔

غزوۂ بنی لحیان:

ربیع الاول ۶ ھ میں رسول اللہ ﷺ بنی لحیان کی طرف جو نواح عسفان میں تھے روانہ ہوئے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن ثابت اور ان کے ساتھیوں کا سخت صدمہ محسوس کیا اور ملک شام کا ارادہ ظاہر فرمایا ربیع الاول کی چاندرات کو لوگوں کی بے خبری کے عالم میں دو سو آدمیوں کا لشکر جمع کیا جن کے ہمراہ بیس گھوڑے تھے۔

مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ آپ تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے اور بطن غران میں پہنچے۔ اس کے اور عسفان کے درمیان جہاں آپ کے اصحاب پر مصیبت آئی تھی پانچ میل کا فاصلہ تھا آپ نے ان کے لیے رحمت کی دعا فرمائی۔

بنی لحیان کی روپوشی:

بنولحیان کو خبر ہوئی تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے۔ کوئی قابو میں نہ آیا۔ آپؐ ایک یا دو دن مقیم رہے۔ ہر طرف لشکر بھیجے مگر وہ لوگ بھی کسی پر قابو نہ پاسکے' وہاں سے روانہ ہو کر آپ عسفان آئے دس سواروں کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا تا کہ قریش سنیں اور خوف زدہ ہوں لشکر غمیم تک آیا اور واپس گیا انہیں کوئی نہ ملا۔

مدینہ واپسی:

رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے ہوئے مدینے کی طرف واپس ہوئے کہ ہم لوگ رجوع کرنے والے' توبہ کرنے والے' اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور حمد کرنے والے ہیں' آپ چودہ رات باہر رہے۔

غزوۂ بنی لحیان کا اجمالی خاکہ:

عاصم بن عمرو بن عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنی لحیان میں روانہ ہوئے آپ نے یہ ظاہر فرمایا کہ شام کا ارادہ ہے تا کہ ان کو غفلت کی حالت میں پائیں۔

آپ مدینے سے نکلے' غراب' مخیض اور البتراء کے راستے ہوتے ہوئے ذات الیسار کی طرف گھومے۔ پھر آپ بین کے راستے پر نکلے صخرات الثمام سے ہوتے ہوئے السیالہ کا سیدھا راستہ اختیار کیا۔ آپ نے رفتار بہت تیز کر دی اور غران میں اترے (اسی دن ابن ادریس نے بیان کیا' جہاں بنولحیان کے مکانات تھے۔ یہاں معلوم ہوا کہ لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں پر محفوظ ہو گئے ہیں۔ جب وہ ارادہ جو آپ نے دشمن کے لیے کیا تھا کامیاب نہ ہوا تو لوگوں نے کہا کہ اگر ہم عسفان میں اتریں تو اہل مکہ کو معلوم ہو گا کہ ہم وہاں آئے تھے آپ مع اصحاب کے روانہ ہوئے اور عسفان میں اترے اصحاب میں سے دو سواروں کو روانہ کیا جو غمیم کی جھونپڑیوں میں پہنچے پھر واپس آ گئے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ہم توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے' ان شاء اللہ اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے' عبادت کرنے والے ہیں' سفر کی مشقت واپسی کی تکان' اہل وعیال اور مال میں نظر بد سے میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔

ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلۂ ہذیل کے بنی لحیان کی طرف کچھ لوگوں کو بھیجا اور فرمایا کہ ہر دو آدمی میں ایک آدمی تیز رفتاری اختیار کرے ثواب دونوں کے درمیان رہے گا۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے عسفان کو تلاش کیا پھر واپس ہوئے تو فرمایا ہم رجوع کرنے والے توبہ کرنے والے اپنے رب کی عبادت اور حمد کرنے والے ہیں۔

غزوۂ الغابہ:

ربیع الاوّل ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ الغابہ کا ارادہ فرمایا جو مدینے سے ایک برید (۱۲ میل) کے فاصلے پر شام کے راستے پر ہے۔

ابن ابوذر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی بیس اونٹنیاں تھیں۔ جو الغابہ میں چرتی تھیں اور ان میں ابوذر رضی اللہ عنہ تھے۔ شب چہار شنبہ کو چالیس سواروں کے ہمراہ عیینہ بن حصن نے ان پر دھوکے سے حملہ کیا۔ اونٹنیوں کو بھگا لے گئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو قتل کر دیا' ایک چیخ کی آواز آئی جس میں الفزع الفزع (پریشانی پریشانی) کی ندا تھی' پھر یہ ندا دی گئی اے اللہ کی جماعت سوار ہو جاؤ' یہ سب سے پہلی ندا تھی جو ان کلمات کے ساتھ دی گئی۔

مدینے سے روانگی:

رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے چہار شنبہ کی صبح کو چہرے پر رومال باندھے ہوئے الحدید روانہ ہوئے۔ وہاں ٹھہر گئے۔ سب سے پہلے شخص جو آپ کے سامنے آئے وہ المقداد بن عمرو تھے' وہ زرہ و خود پہنے اور اپنی تلوار کو برہنہ کیے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے نیزے میں جھنڈا باندھ دیا اور فرمایا جاؤ' یہاں تک کہ تمہیں لشکر ملیں۔ میں بھی تمہارے نقش قدم پر ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو ان کی قوم کے تین سو آدمیوں کے ہمراہ مدینے کی حفاظت کے لیے چھوڑا۔

معرکہ آرائی:

المقداد نے بیان کیا کہ میں نکلا تو دشمن کی آخری جماعتوں میں پایا۔ ابوقتادہ نے مسعدہ کو قتل کر دیا انہیں رسول اللہ ﷺ نے اس کا گھوڑا اور ہتھیار دے دیا عکاشہ بن محصن نے اثار بن عمرو بن اثار کو قتل کیا المقداد نے عمرو بن حبیب بن عیینہ بن حصن کو اور قرفہ بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کیا۔ مسلمانوں میں محرز بن فضلہ شہید ہوئے۔ جنہیں مسعدہ نے شہید کیا۔ سلمہ بن الاکوع کو جو پیادہ تھے ایک جماعت ملی تو وہ انہیں تیر مارنے لگے اور کہتے تھے ''یہ لے'' اور یہ شعر پڑھتے تھے:

وانا ابن الاکوع الیوم یوم الرّضع

''میں ابن الاکوع ہوں۔ یہ دن قابل ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے''۔

مسلمانوں نے ان لوگوں کو ذی قرد تک بھگا دیا۔ جو خیبر کے نواح میں المستناخ کے متصل ہے۔

سلمہ نے بیان کیا کہ شام کے وقت رسول اللہ ﷺ کو ایک لشکر ملا۔ عرض کی: یا رسول اللہ وہ قوم پیاسی ہے' اگر آپ مجھے سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجیں تو جو جانوران کے ساتھ ہیں۔ سب چھین لوں گا اور سرداروں کو گرفتار کر لوں گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ اس وقت غطفان میں جمع ہوں گے۔

شور غل بنی عمرو بن عوف تک گیا تو امداد آئی اور برابر لشکر آتے رہے لوگ پیادہ بھی تھے۔ اور اپنے اونٹوں پر بھی تھے' یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ذی قرد میں پہنچ گئے انہوں نے دس اونٹنیاں چھین لیں اور وہ قوم بقیہ اونٹنیوں کے ساتھ جو دس تھیں بچ گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے ذی قرد میں نماز خوف پڑھی آپ وہاں خبر دریافت کرنے کے لیے ایک شبانہ روز مقیم رہے آپ نے اپنے ہر سو اصحاب میں ایک اونٹ تقسیم فرمایا جسے وہ ذبح کرتے تھے کل تعداد پانچ سو تھی' کہا جاتا ہے کہ سات سو تھی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں کئی بورے کھجور اور دس اونٹ روانہ کیے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ذی قرد میں پہنچے۔

امیر سریہ سعد بن زید الاشہلی رضی اللہ عنہ:

ہمارے نزدیک ثابت یہ ہے کہ نے رسول اللہ ﷺ نے اس سریہ پر سعد بن زید الاشہلی کو امیر بنایا تھا۔ لیکن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قول "غداة فوارس المقداد" (المقداد کے سواروں کی صبح) کی وجہ سے لوگوں نے اسے المقداد کی طرف منسوب کر دیا تو سعد بن زید نے ان پر عتاب کیا اور کہا کہ حرف روی نے مجبوراً میرا نام المقداد تک پہنچا دیا۔ رسول اللہ ﷺ پانچ شب باہر رہنے کے بعد دوشنبے کو مدینے پہنچے۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی شاندار کارکردگی:

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اور نبی ﷺ کے غلام رباح نبی ﷺ کے اونٹ لے گئے' میں طلحہ بن عبیداللہ کا گھوڑا بھی لے گیا میرا ارادہ تھا کہ اسے بھی اونٹوں کے ہمراہ پانی پلاؤں جب تاریکی ہوگئی تو عبدالرحمن بن عیینہ نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کو لوٹ لیا۔ اور چرواہے کو قتل کر دیا' وہ اور اس کے ساتھ چند آدمی جو سواروں کے ہمراہ تھے۔ ان کو ہنکاتے ہوئے روانہ ہوئے میں نے رباح سے کہا اس گھوڑے پر بیٹھ کر اسے طلحہ کے پاس پہنچا دو اور رسول اللہ ﷺ کو خبر کر دو کہ ان کے جانور لوٹ لے گئے۔ میں ایک ٹیلے پر کھڑا ہو گیا اپنا منہ مدینے کی جانب کر لیا اور تین مرتبہ ندا دی "یا صباحاہ" (ہائے صبح) پھر اس قوم کا پیچھا کیا' میرے پاس تلوار اور تیر بھی تھے میں انہیں تیر مار کر زخمی کرنے لگا ایسا اس وقت کرتا جب درختوں کی کثرت ہوتی تھی۔ جب کوئی سوار میری طرف پلٹتا تو میں درخت کی جڑ میں بیٹھ کر اسے تیر مارتا تھا' جو سوار میری طرف متوجہ ہوا میں نے اسے زخمی کر دیا۔ انہیں تیر مارتا اور کہتا تھا کہ:

انا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع

"میں ابن الاکوع ہوں۔ اور یہ قابل ملامت لوگوں کے لیے مصیبت کا دن ہے"۔

میں ایک آدمی سے ملا وہ اپنی سواری ہی پر تھا کہ میں نے اسے تیر مارا میرا تیر اس شخص کے لگا اور جگر چھید دیا میں نے کہا یہ لے' میں ابن الاکوع ہوں اور یہ دن قابل ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے۔ جب میں درخت کی آڑ میں ہوتا تھا تو انہیں تیروں سے گھیر لیتا میرا اور ان کا برابر یہی حال رہا اور جب دشواریاں تنگ کرتی تھیں تو پہاڑ پر چڑھ کر ان پر پتھر پھینکتا تھا۔ میں ان کا پیچھا کرتا تھا اور رجز پڑھتا تھا تا آنکہ میں نے نبی ﷺ کے ان جانوروں کو جنہیں اللہ نے پیدا کیا تھا اپنے پس پشت کر لیا اور ان لوگوں کے ہاتھوں سے چھڑا لیا۔

میں برابر انہیں تیر مارتا رہا انہوں نے تیس سے زائد نیزے ڈال دیئے اور تیس سے زائد چادریں جن سے وہ بار ہلکا کر رہے تھے۔ جو کچھ وہ ڈالتے تھے میں اس پر پتھر رکھ دیتا تھا۔ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کے راستے پر جمع کیا۔ جب صبح کی روشنی

پھیل گئی تو ان کی مدد کے لیے عیینہ بن بدر الفزاری آیا۔ وہ لوگ ایک تنگ گھاٹی میں تھے' میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور ان لوگوں کے اوپر تھا۔ عیینہ نے کہا یہ کیا ہے۔ جو مجھے نظر آتا ہے انہوں نے کہا کہ اسی سے ہمیں ایذا پہنچی اس نے ہمیں صبح سے اس وقت تک نہیں چھوڑا جو کچھ ہمارے ہاتھوں میں تھا سب لے لیا اور اسے اپنے پیچھے کر دیا۔ عیینہ نے کہا: ایسا نہ ہو کہ یہ جو دکھائی دیتا ہے اس کے پیچھے کوئی جستجو کرنے والا ہو جس نے تمہیں چھوڑ دیا ہو۔ تم میں سے ایک جماعت کو اس کے مقابلہ کے لیے کھڑا ہونا چاہیے ان میں سے چار کی ایک جماعت میرے مقابلہ کو کھڑی ہوگئی' وہ پہاڑ پر چڑھے' میں نے انہیں آواز دی اور کہا: کیا تم لوگ مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا: تو کون ہے؟ میں نے کہا میں ابن الاکوع ہوں' جس کے چہرے کو محمد (ﷺ) نے مکرم کیا تم میں سے کوئی بھی مجھے پا نہیں سکتا اور نہ وہ شخص مجھ سے بچ سکتا ہے جسے میں طلب کروں ان میں سے ایک شخص نے کہا اس کا یہ گمان ہے۔

میں اپنی نشست گاہ سے ہٹنے بھی نہ پایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے سواروں کو دیکھا جو درختوں کے درمیان تھے۔ سب سے آگے الاخرم الاسدی تھے ان کے پیچھے رسول اللہ ﷺ کے سوار ابو قتادہ اور ابو قتادہ کے پیچھے المقداد تھے' مشرکین پشت پھیر کر بھاگے۔

اخرم رضی اللہ عنہ اور ابن عیینہ سے مقابلہ:

میں پہاڑ سے اتر کر اخرم کے آگے آ گیا۔ ان کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا: اے اخرم اس جماعت سے ڈرو (یعنی ان سے بچو) مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں لوٹ لیں گے لہٰذا انتظار کرو یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب آ ملیں۔

انہوں نے کہا اے سلمہ اگر تمہیں اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان ہے اور تم جانتے ہو کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو۔ میں نے ان کے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی۔ وہ عبدالرحمٰن بن عیینہ سے ملے وہ ان پر پلٹ پڑا دونوں نیزے چلانے لگے اخرم نے عبدالرحمٰن کو زخمی کر دیا' عبدالرحمٰن نے انہیں نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے اخرم کا گھوڑا بدل لیا۔

معرکہ ذوقرد:

میں نکل کر اس قوم کے پیچھے روانہ ہوا مجھے نبی ﷺ کے اصحاب کا کچھ غبار بھی نظر نہ آتا تھا وہ لوگ ایک گھاٹی کے سامنے تھے جس میں پانی تھا اس کا نام ذوقرد تھا ان کا ارادہ ہوا کہ پانی پئیں لیکن مجھے اپنے پیچھے دوڑتا ہوا دیکھ لیا تو اس سے ہٹ گئے اور ایک گھاٹی کا جو ثنیہ ذودبر تھی سہارا لے لیا۔

آفتاب غروب ہو گیا' میں نے ایک آدمی کو پایا' اسے تیر مارا' اور کہا' یہ لے:

وانا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع

''میں ابن الاکوع ہوں۔ اور یہ دن قابل ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے''۔

اس نے کہا کہ اے میری ماں کے رلانے والے' کیا تو میرا صبح والا اکوع ہے؟ میں نے کہا اے اپنی جان کے دشمن' ہاں۔ وہ شخص وہی تھا جسے میں نے صبح تیر مارا تھا' میں نے اسے ایک اور تیر مارا' دونوں تیر اس کے لگے وہ لوگ دو گھوڑے چھوڑ گئے تو میں انہیں

رسول اللہ ﷺ کے پاس ہنکا لایا آپ ذوقرد کے اس پانی پر تھے جس سے میں نے ان لوگوں کو ہنکایا تھا۔ اتفاقاً نبی اللہ ﷺ پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ تھے' بلال نے ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ ذبح کیا۔ جو میں پیچھے چھوڑ گیا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے اس کی کلیجی اور کوہان بھون رہے تھے۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے اور اپنے اصحاب میں سے سو آدمی منتخب فرما دیجئے تو میں بے خبری کی حالت میں کفار پر حملہ کر دوں ان میں سے کوئی خبر دینے والا بھی نہ ہوگا جسے میں قتل نہ کر دوں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم ایسا کرنے والے ہو؟ میں نے کہا' ہاں' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بزرگی دی' رسول اللہ ﷺ ہنسے یہاں تک کہ میں نے آگ کی روشنی میں آپ کی کچلیاں دیکھیں۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ اس وقت بنی غطفان کی زمین میں پناہ گزیں ہوں گے۔

غطفان کا ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ فلاں غطفانی کے پاس چلو کیونکہ ایک اونٹ ان (کفار) کے لیے ذبح کیا ہے جس وقت وہ لوگ اس کی کھال کھینچنے لگے تو انہوں نے ایک غبار دیکھا اونٹ کو چھوڑ دیا اور بھاگ گئے۔

ابن الاکوع اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہما کی تعریف و تحسین:

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے سواروں میں سب سے بہتر آج ابو قتادہ ہیں اور ہمارے پیادوں میں سب سے بہتر ابو سلمہ' رسول اللہ ﷺ نے مجھے پیادہ اور سوار کا حصہ دیا۔ مدینے واپس آتے ہوئے آپ نے مجھے اپنے پیچھے گوش بریدہ اونٹنی پر بٹھا لیا۔

دوڑ میں سبقت:

ہمارے اور مدینے کے درمیان قریب چاشت کا وقت ہو گیا اس جماعت میں ایک انصاری تھے جن کے آگے کوئی نہیں ہو سکتا تھا وہ یہ ندا دینے لگے کہ ہے کوئی دوڑنے والا۔ کیا کوئی شخص ہے جو مدینے تک باہم دوڑ کرے؟ انہوں نے اسے کئی مرتبہ دہرایا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے ہم نشین بنایا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ نہ تو تم کسی بزرگ کا ادب کرتے ہو اور نہ کسی شریف سے ڈرتے ہو' انہوں نے کہا: سوائے رسول اللہ ﷺ کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے اجازت دیجئے تو میں ان کے ساتھ دوڑ کروں' آپ نے فرمایا' اگر تم چاہو کرو' میں نے (ان سے) کہا' چلو' (میں بھی) تمہاری طرف (چلتا ہوں)۔

وہ اپنی سواری سے کود پڑے۔ میں نے بھی پاؤں سمیٹے اور اونٹنی سے کود پڑا' انہیں ایک یا دو کوہان (آگے بڑھنے میں) طاقت دار بنا دیا' یعنی میں نے اپنے آپ کو روک لیا پھر میں دوڑا یہاں تک کہ ان سے مل گیا۔ اپنے ہاتھ سے ان کے دونوں شانوں کے بیچ میں زور سے مارا اور کہا میں تم سے آگے ہو گیا' کامیابی اللہ ہی کی طرف سے ہے یا اسی قسم کا کوئی کلمہ کہا' وہ ہنسے اور کہا میں تو نہیں خیال کرتا' یہاں تک کہ ہم دونوں مدینے آ گئے۔

سریہ عکاشہ بن محصن الاسدی رضی اللہ عنہ بجانب الغمر مرزوق:

عکاشہ بن محصن الاسدی کا الغمر غمر مرزوق کی جانب سریہ ہے جو فید سے مدینے کے پہلے راستے میں دو رات کی مسافت پر بنی اسد کا پانی (گھاٹ) ہے یہ ربیع الاوّل ۶ ھ میں ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے عکاشہ بن محصن کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ الغمر روانہ کیا۔ وہ اس طرح جلد روانہ ہوئے کہ ان کی رفتار بہت تیز تھی۔

اس قوم نے انہیں تاڑ لیا اور اپنی بستی کے پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے انہیں اپنا مکان ناموافق ہوا۔ عکاشہ نے شجاع بن وہب کو مخبر بنا کے بھیجا تو انہوں نے اونٹوں کا نشان دیکھا۔

یہ لوگ روانہ ہوئے تو انہیں کفار کا ایک مخبر مل گیا جس کو انہوں نے امن دے دیا۔ اس نے انہیں اپنے چچا زاد بھائی کے اونٹ بتا دیئے جو انہوں نے لوٹ لیے۔ دو سو اونٹ ہنکا لائے اس شخص کو چھوڑ دیا۔ اونٹ مدینے لے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے' انہیں جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بجانب ذی القصہ:

ربیع الاوّل ۶ ھ میں ذی القصہ کی جانب محمد بن مسلمہ کا سریہ ہے رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے ہمراہ بنی ثعلبہ اور بنی عوال کی جانب جو ثعلبہ میں سے تھے بھیجا اور وہ لوگ ذی القصہ میں تھے اس کے اور مدینے کے درمیان ربذہ کے راستے پر چوبیس میل کا فاصلہ ہے۔

یہ لوگ رات کے وقت ان کے پاس پہنچے تو اس قوم نے جو سو آدمی تھے انہیں گھیر لیا۔ کچھ رات تک دونوں نے تیر اندازی کی' اعراب دیہاتی نے نیزوں سے حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا محمد بن مسلمہ مجروح ہو کے گر پڑے ان کے ٹخنے پر ایسی چوٹ لگ گئی تھی کہ حرکت نہیں کر سکتے تھے مسلمانوں کے کپڑے ان کفار نے اتار لیے محمد بن مسلمہ کے پاس ایک مسلمان گزرے تو انہوں نے انہیں لاد کر مدینے میں پہنچا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ اس جماعت کی قتل گاہ کو بھیجا مگر ان کو کوئی نہ ملا' انہوں نے اونٹ اور بکریاں پائیں جو ہنکا لائے اور واپس ہوئے۔

سریہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بجانب ذی القصہ:

ربیع الاخر ۶ ھ میں ذی القصہ کی جانب ابوعبیدہ بن الجراح کا سریہ ہوا' لوگوں نے بیان کیا کہ بنی ثعلبہ و انمار کی بستیاں خشک ہو گئیں اور المراض سے تغلمین تک تالابوں میں خشکی آ گئی المراض مدینے سے ۳۶ میل ہے۔ بنو محارب و ثعلبہ و انمار اسی خشک تالاب کو گئے انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ مدینے کے مواشی لوٹ لیں جو مدینے سے سات میل پر مقام ہیفا میں چرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو چالیس مسلمانوں کے ہمراہ جب کہ انہوں نے نماز مغرب پڑھ لی۔ بھیجا وہ لوگ روانہ ہوئے صبح کی تاریکی میں ذی القصہ پہنچے۔ ان لوگوں پر حملہ کر دیا جو پہاڑوں میں بھاگ کر چھپ گئے وہ ایک شخص کو پا گئے' جو اسلام لے آیا' اس کو چھوڑ دیا۔ ان کے اونٹوں میں سے کچھ اونٹ انہوں نے پکڑ لیے اور ہنکا لائے' سامان میں سے کچھ اسباب

لے لیا' اسے مدینے میں لے آئے رسول اللہ ﷺ نے خمس نکالا' جو بچا وہ انہیں پر تقسیم کر دیا۔

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بجانب بنی سلیم بمقام الجموم:

ربیع الآخر ۶ھ میں الجموم میں بنی سلیم کی جانب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا سریہ ہوا' رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بنی سلیم کی طرف بھیجا' وہ روانہ ہوئے الجموم پہنچے جو بطن نخل کے بائیں جانب اسی نواح میں ہے بطن نخل مدینے سے چار برد (۴۸ میل) ہے۔

وہاں قبیلۂ مزنیہ کی ایک عورت ملی جس کا نام حلیمہ تھا اس نے بنی سلیم کے ٹھہرنے کے مقامات میں سے ایک مقام بتا دیا اس مقام پر انہیں اونٹ بکریاں اور قیدی ملے انہیں میں حلیمہ المزنیہ کا شوہر بھی تھا۔ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ وہ سب لے کر جو انہوں نے پایا تھا واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے مزنیہ کو اس کی جان اور اس کا شوہر ہبہ کر دیا۔ بلال بن الحارث کا یہ شعر اسی واقعہ میں ہے:

لعمرك اخنى المسول ولا ونت حليمة حتى راح ركبها معا

''قسم ہے تیری زندگانی کی کہ نہ تو جس سے سوال کیا گیا تھا اس نے کوتاہی کی اور نہ حلیمہ ہی تھکی یہاں تک کہ دونوں کی سواری ساتھ ساتھ روانہ ہوئی''۔

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بجانب العیص:

جمادی الاولیٰ ۶ھ میں العیص کی جانب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا سریہ ہوا اس کے اور مدینے کے درمیان چار رات کا راستہ ہے اور المروہاں سے ایک رات کی مسافت پر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی کہ قریش کا ایک قافلہ شام سے آ رہا ہے آپ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ستر سواروں کے ہمراہ اس کو روکنے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے اسے اور جو کچھ اس میں تھا گرفتار کر لیا اس روز صفوان بن امیہ کی بہت سی چاندی پکڑ لی کچھ آدمیوں کو بھی گرفتار کیا جو اس قافلے میں تھے جن میں ابوالعاص بن الربیع بھی تھا' انہیں مدینے لے آئے۔

ابوالعاص نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا سے پناہ مانگی انہوں نے اسے پناہ دے دی رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر پڑھ لی تو زینب رضی اللہ عنہا نے لوگوں میں ندا دے دی کہ میں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیں اس کا کچھ علم نہیں ہم نے بھی اسے پناہ دی جسے تم نے پناہ دی اور جو کچھ اس سے لیا گیا تھا آپ نے اسی کو واپس کر دیا۔

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بجانب الطرف:

جمادی الآخر ۶ھ میں الطرف کی جانب زید بن حارثہ کو لشکر کے ساتھ بھیجا الطرف النخیل کے اسی جانب المراض کے قریب البقرہ کے اس راستہ پر جو الجحہ کو گیا ہے مدینے سے ۳۶ میل پر ہے' وہ پندرہ آدمیوں کے ہمراہ بنی ثعلبہ کی جانب روانہ ہوئے مگر انہیں اونٹ بکریاں ملیں اعراب بھاگ گئے زید نے صبح کو اونٹوں کو جو بیس تھے مدینے پہنچا دیا اور انہیں جنگ کی نوبت نہیں آئی' وہ چودہ رات باہر رہے ان کا شعار (نشان جنگ و اشارہ) اَمِتْ اَمِتْ تھا۔

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بجانب حسمیٰ:

جمادی الآخرہ ۶ھ میں حسمیٰ کی طرف زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا سریہ پیش آیا جو وادی القریٰ کے پیچھے ہے۔ دحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ عنہ قیصر کے پاس سے جس نے انہیں مہمان رکھا اور خلعت دیا تھا آئے حسمیٰ میں انہیں الہنید بن عارض اور اس کا بیٹا عارض بن الہنید قبیلۂ جذام کے چند آدمیوں کے ہمراہ ملا انہوں نے دحیہ کو لوٹ لیا اور سوائے پرانے کپڑوں کے کچھ بھی اس کے پاس نہ چھوڑا' بنی الضبیب کے چند آدمیوں نے یہ سنا تو وہ ان کی طرف روانہ ہوئے اور دحیہ کا سامان چھین لیا۔ دحیہ نے نبی ﷺ کے پاس آ کر اس کی خبر دی تو آپ نے پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا ان کے ساتھ دحیہ کو بھی کر دیا۔ زید رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ رہتے تھے ان کے ہمراہ قبیلۂ بنی عذرہ کا ایک رہبر بھی تھا۔ وہ انہیں لایا اور صبح ہوتے ہی اس قوم پر حملہ کر دیا انہوں نے ان کو لوٹ لیا خوں ریزی کی اور دکھ پہنچایا الہنید اور اس کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا مواشی اور اونٹ اور عورتیں بھی پکڑ لیں انہوں نے ایک ہزار اونٹ پانچ ہزار بکریاں اور سو عورتیں اور بچے گرفتار کر لیے۔

زید بن رفاعہ الجذامی کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری:

زید بن رفاعہ الجذامی اپنی قوم کے ایک گروہ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ کا وہ فرمان دکھایا جو آپ نے اس کے اور اس کی قوم کے لیے ان راتوں میں تحریر فرمایا تھا۔ جب وہ آپ کے پاس آیا تھا' وہ اسلام لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم پر حلال کو حرام نہ کیجئے اور نہ حرام کو ہمارے لیے حلال کیجئے آپ نے فرمایا میں مقتولین کو کیا کروں' ابو یزید بن عمرو نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اسے رہا کر دیجئے جو زندہ ہو اور جو قتل ہو گیا تو وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ابو زید نے سچ کہا' آپؐ نے ان لوگوں کے ہمراہ علی رضی اللہ عنہ کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج کر حکم دیا کہ وہ انہیں اور ان کی عورتوں کو مال دے دیں۔

علی رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے' زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بشیر (فتح کی خوشخبری پہنچانے والے) رافع بن مکث الجہنی سے ملے جو اسی قوم کی اونٹنی پر سوار تھے علی رضی اللہ عنہ نے وہ اونٹنی بھی اسی قوم کو واپس کر دی۔

وہ زید سے الفحلتین میں ملے جو مدینے اور ذی المروہ کے درمیان ہے انہیں رسول اللہ ﷺ کا حکم پہنچایا۔ انہوں نے لوگوں سے جو کچھ لیا تھا وہ سب واپس کر دیا۔

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بجانب وادی القریٰ:

رجب ۶ھ میں زید بن حارثہ کا سریہ وادی القریٰ ہے لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ۶ھ میں زید کو امیر بنا کے بھیجا۔

سریہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بجانب دومۃ الجندل:

شعبان ۶ھ میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا سریہ دومۃ الجندل ہوا' رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ انہیں اپنے سامنے بٹھایا اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا اور فرمایا: اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرو' جو اللہ کے

ساتھ کفر کرے تم اس سے اس طرح لڑو کہ نہ تو خیانت کرو نہ بدعہدی کرو اور نہ کسی بچے کو قتل کرو۔

آپؐ نے انہیں دومۃ الجندل میں قبیلۂ کلب کے پاس بھیجا اور فرمایا اگر وہ لوگ تمہیں مان لیں تو ان کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔ عبدالرحمٰن روانہ ہوئے دومۃ الجندل آئے اور ٹھہر کر تین روز تک اسلام کی دعوت دیتے رہے اصبغ بن عمرو الکلبی اسلام لے آیا' وہ نصرانی تھا اور ان لوگوں کا سردار ان کے ساتھ قوم کے بہت سے آدمی اسلام لے آئے جس نے چاہا وہ جزیہ دینے پر اپنے دین پر قائم رہا۔ عبدالرحمٰن نے الاصبغ کی بیٹی تماضر سے نکاح کر لیا' انہیں مدینے لے آئے' وہی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی ماں ہیں۔

سریہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بجانب سعد بن بکر بمقام فدک:

شعبان ۶ھ میں بمقام فدک بجانب بنی سعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا سریہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ ان لوگوں کا ایک مجمع ہے جس کا یہ قصد ہے کہ یہود خیبر کی مدد کرے رسول اللہ ﷺ نے ان کی جانب سو آدمیوں کے ہمراہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا' وہ رات کو چلتے اور دن کو پوشیدہ رہتے تھے جب الجح پہنچے جو خیبر و فدک کے درمیان ایک چشمہ' آب ہے اور مدینہ اور فدک کے درمیان چھ رات کا راستہ ہے تو اس مقام (الجح پر) انہیں ایک آدمی ملا جس سے اس مجمع کو دریافت کیا اس نے کہا میں تمہیں اس شرط پر بتاؤں گا کہ تم لوگ مجھے امن دے دو ان لوگوں نے اسے امن دے دیا پھر اس نے بھی پتہ بتا دیا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے غفلت کی حالت میں ان پر حملہ کر دیا' پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں لے لیں' بنوسعد اور ان کے سرغنہ وبر بن علیم' بار برداری کے اونٹوں کو بھگا لے گئے' علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے خاص حصے میں ایک دودھ دینے والی اونٹنی کو علیحدہ کر دیا' جس کا نام الحفدہ تھا' پھر خمس علیحدہ کر دیا بقیہ مال غنیمت اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا۔ اور مدینے آ گئے' انہیں جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریہ زید بن حارثہ بجانب ام قرفہ بمقام وادی القریٰ:

رمضان ۶ھ میں وادی القریٰ کے نواح میں جو مدینے سے سات رات کے راستہ پر ہیں ام قرفہ کی طرف زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا سریہ آیا۔

مسلمانوں کے تجارتی قافلہ پر حملہ:

زید بن حارثہ تجارت کے سلسلہ میں شام کی طرف روانہ ہوئے ان کے ہمراہ نبی ﷺ کے اصحاب کا مال تجارت تھا۔ جب وہ وادی القریٰ کے قریب ہوئے اور انہیں بنی بدر کی شاخ فزارہ کے کچھ لوگ ملے جنہوں نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو مارا اور جو کچھ پاس تھا لے لیا۔

زید اچھے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کو خبر دی رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان لوگوں کی طرف بھیجا' یہ لوگ دن کو چھپتے اور رات کو چلتے بنو بدر نے تاڑ لیا۔

بنی فزارہ کا عبرتناک انجام:

زید اور ان کے ساتھی صبح کے وقت ان لوگوں کے پاس آئے' تکبیر کہی اور جو موجود تھے انہیں گھیر لیا۔ ام قرفہ کو جو فاطمہ

بنت ربیعہ بن بدر تھی اور اس کی بیٹی جاریہ بنت مالک بن حذیفہ بن بدر کو گرفتار کر لیا۔ جاریہ کو مسلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے گرفتار کیا اور رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دی رسول اللہ ﷺ نے حزن بن ابی وہب کو ہبہ کر دی۔

قیس بن المحسر نے ام قرفہ کی طرف قصد کیا جو بہت سن رسیدہ بوڑھی تھی انہوں نے اس کو نہایت سختی سے قتل کیا اس کے دونوں پاؤں میں رسی باندھ کر دو اونٹوں کے ساتھ باندھ دیا' اونٹوں کو تیز دوڑایا جس سے اس کا جسم کٹ گیا انہوں نے نعمان اور عبیداللہ کو بھی قتل کیا' یہ دونوں مسعدہ بن حکمہ بن مالک بن بدر کے بیٹے تھے۔

زید بن حارثہ اپنی اسی حالت کے ساتھ مدینے میں آئے نبی ﷺ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ کپڑے اتارے ہوئے تھے اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے ان کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے انہیں گلے لگا لیا بوسہ دیا اور ان سے حال دریافت کیا اللہ نے انہیں جو فتح دی تھی اس کی آپ کو خبر دی۔

سریہ عبداللہ بن عتیک بمقام خیبر:

رمضان ۶ھ میں بمقام خیبر ابورافع سلام بن ابی الحقیق النضری کی طرف عبداللہ بن عتیک بھیجے گئے ابورافع بن ابی الحقیق نے غطفان اور جو مشرکین عرب اس کے گرد تھے انہیں جمع کیا رسول اللہ ﷺ سے جنگ کے لیے ایک بہت بڑا مجمع ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن عتیک' عبداللہ بن انیس' ابوقتادہ' اسود بن خزاعی اور مسعود بن سنان کو ابورافع کے قتل پر مامور فرمایا۔

ابورافع کا قتل:

یہ لوگ خیبر پہنچ کے پوشیدہ ہو گئے جب سناٹا ہوا تو اس کے مکان کی طرف آئے اور زینے پر چڑھ گئے انہوں نے عبداللہ بن عتیک کو آگے کیا کیونکہ وہ یہودی زبان میں گفتگو کر سکتے تھے انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ میں ابورافع کے پاس ہدیہ لایا ہوں' اس کی عورت نے دروازہ کھول دیا مگر جب ہتھیار دیکھے تو غل مچانے کا ارادہ کیا' ان لوگوں نے تلوار سے اس کی طرف اشارہ کیا تو وہ خاموش ہو گئی لوگ اندر گھس پڑے اور ابورافع کو اس سفیدی سے پہچان لیا جو مثل قبطی کپڑے کے تھی اور تلواروں سے اس پر ٹوٹ پڑے۔ ابن انیس نے بیان کیا کہ میں ایسا شخص تھا جسے رتوندی تھی کچھ دیکھ نہیں سکتا تھا میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر ٹکا دی بستر پر خون بہنے کی آواز سنی تو سمجھ گیا کہ وہ قضا کر گیا ساری جماعت اسے مارنے لگی۔

وہ لوگ اتر آئے اس کی عورت چلائی تو سب گھر والے چلائے' یہ جماعت خیبر کے قلعے کے ایک نالے میں چھپ گئی حارث ابوزینب تین ہزار آدمیوں کے ہمراہ ان کے تعاقب کو نکلا آگ کی روشنی میں تلاش شروع کی مگر ان لوگوں کو نہیں پایا ناچار واپس ہو گئے۔ وہ جماعت اپنے مقام پر دو روز مقیم رہی یہاں تک کہ تلاش کم ہو گئی یہ لوگ مدینے کا رخ کر کے نکلے ان میں سے ہر شخص اس کے قتل کا مدعی تھا۔ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا' چہرے کامیاب ہوں انہوں نے کہا آپ کا چہرہ بھی کامیاب ہو۔ یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے آپ کو اپنے واقعے کی خبر دی آپ نے ان کی تلواریں لے لیں دیکھا تو کھانے کا نشان عبداللہ بن انیس کی نوک پر تھا۔ آپ نے فرمایا انہوں نے اسے قتل کیا ہے۔

سریہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بجانب اسیر بن زارم یہودی:

شوال ۶ ھ میں بمقام خیبر اسیر بن زارم الیہودی کی جانب عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا سریہ ہوا۔

جب ابورافع سلام بن ابی الحقیق قتل کر دیا گیا تو یہود نے اسیر بن زارم کو اپنا امیر بنالیا چنانچہ وہ بھی غطفان وغیرہم میں میں جا کر انہیں رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لیے جمع کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آنحضرت ﷺ نے ماہ رمضان میں خفیہ طور پر تین آدمیوں کے ہمراہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ انہوں نے اس کا حال اور اس کی غفلت دریافت کر کے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا تیس آدمیوں نے آپ کی ندا قبول کی آپؐ نے ان پر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو امیر کر کے بھیجا۔ یہ لوگ اسیر کے پاس آئے اور کہا کہ ہم لوگ اس وقت تک امن میں ہیں جب تک ہم تیرے سامنے وہ بات پیش نہ کر دیں جس کے لیے ہم آئے ہیں' اس نے کہا' ہاں میرے لیے بھی تم لوگوں کی طرف سے اسی طرح ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔

ہم لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تیرے پاس بھیجا ہے' تو آپؐ کے پاس چل تا کہ آپ تجھے خیبر کا عامل بنا دیں اور تیرے ساتھ احسان کریں' اسے لالچ پیدا ہوا اور روانہ ہو گیا ہمراہ تیس یہودی بھی ہوئے جو ہر مسلمان کے ہم نشین ہوئے۔

اسیر بن زارم کا قتل:

جب ہم لوگ قرقرہ ثبار پہنچے تو اسیر پچھتایا عبداللہ بن انیس نے جو اس سریے میں تھے بیان کیا کہ اس نے میری تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا میں سمجھ گیا اپنا اونٹ کنارے لے گیا اور کہا ''اے اللہ کے دشمن خلاف عہد'' اس نے دو مرتبہ ایسا ہی کیا میں اتر گیا اور قوم کو چلنے دیا یہاں تک کہ میرے لیے اسیر تنہا رہ گیا میں نے اسے تلوار ماری اس کی ران اور پنڈلی کا اکثر حصہ علیحدہ ہو گیا وہ اپنے اونٹ سے گر پڑا' اس کے ہاتھ میں شوحط کی (پہاڑی درخت ہے جس سے کمان بنتی ہے) ٹیڑھی موٹھ کی ایک لاٹھی تھی جس سے اس نے مجھے مارا اور میرے سر کو زخمی کر دیا۔ ہم لوگ اس کے ساتھیوں پر پلٹ پڑے سب کو قتل کر دیا سوائے ایک شخص کے جس نے ہم کو بہت ہی تھکا دیا۔ اور وہ مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں ملا' ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ سے سب بات بیان کی تو آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ظالموں کی قوم سے نجات دی۔

سریہ کرز بن جابر الفہری بجانب العرنیین:

شوال ۶ ھ میں عرنیین کی جانب کرز بن جابر الفہری کا سریہ ہے۔

عرنیین کی بدعہدی:

قبیلہ عرینہ کے آٹھ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے' انہوں نے مدینے کی آب و ہوا کو خراب پایا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے اونٹوں کی طرف لے جانے کا حکم دیا ذی الجدر میں مدینے سے چھ میل پر قبا کے علاقہ میں عیر کے قریب چرتے تھے۔

وہ لوگ وہاں رہے' یہاں تک کہ تندرست اور موٹے ہو گئے صبح کے وقت اونٹوں پر حملہ کیا اور ہنکا لے گئے' ان کو رسول

اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام یسار نے جن کے ہمراہ ایک جماعت تھی پایا یسار لڑے ان لوگوں نے ان کا ہاتھ پاؤں کاٹ دیا۔ زبان اور آنکھوں میں کانٹے بھونک دیئے۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

عرنیین کا انجام:

یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے ان کے تعاقب میں بیس سوار روانہ کیے اور کرز بن جابر الفہری کو عامل بنایا۔ یہ لوگ انہیں پا گئے گھیر کے گرفتار کر لیا اور رسیوں سے باندھ کر گھوڑوں پر ساتھ بٹھا لیا وہ انہیں مدینے لائے۔ رسول اللہ ﷺ اغابہ میں تھے وہ لوگ ان کو لے کر آپ کی طرف روانہ ہوئے آپؐ نے اغابہ میں سیلابوں کے اجتماع کے مقام پر ملے آپؐ نے ان کے متعلق حکم دیا تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے آنکھیں نکالی گئیں پھر وہیں انہیں لٹکا دیا۔

وحی کا نزول:

رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض الفساد﴾ (ان لوگوں کی جزا جو اللہ و رسولؐ سے جنگ کرتے ہیں اور زمین پر فساد کرتے پھرتے ہیں یہی ہے کہ وہ قتل کیے جائیں وغیرہ وغیرہ)۔

اس کے بعد پھر کوئی آنکھ نہیں نکالی گئی وہ اونٹنیاں پندرہ تھیں جو بہت دودھ دینے والی تھیں وہ انہیں مدینے واپس لے آئے تو اس میں سے ایک اونٹنی جس کا نام الحناء تھا رسول اللہ ﷺ کو نہیں ملی آپؐ نے دریافت فرمایا تو کہا گیا اسے ان لوگوں نے ذبح کر ڈالا۔

سریہ عمرو بن امیہ الضمری

حضور علیہ السلام کو شہید کرنے کی سازش:

ابوسفیان بن حرب نے قریش کے چند آدمیوں سے کہا کہ کیا کوئی ایسا نہیں ہے جو محمد (ﷺ) کو دھوکے سے قتل کر دے کیونکہ وہ بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں اعراب میں سے ایک شخص آیا اور کہا کہ میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ تیز' سب سے زیادہ مضبوط اور اپنے دل کو سب سے زیادہ مطمئن پاتا ہوں تو اگر مجھے قوت دے دے تو میں ان کی جانب روانہ ہو جاؤں اور دھوکے سے قتل کر دوں' میرے پاس ایک خنجر ہے جو گدھ کے پر کی طرح ہے جس سے میں ان پر حملہ کروں گا۔ پھر میں کسی قافلہ میں مل جاؤں گا اور بھاگ کر اس جماعت سے آگے بڑھ جاؤں گا کیونکہ میں راستہ سے واقف ہوں اور اسے خوب جانتا ہوں۔

ابوسفیان نے کہا کہ تو ہمارا دوست ہے اسے اونٹ اور خرچ دیا اور کہا اپنے کام کو پوشیدہ رکھنا وہ رات کو روانہ ہوا' اپنی سواری پر پانچ شب چلا چھٹی صبح ظہر الحرہ میں ہوئی رسول اللہ ﷺ کو پوچھتا ہوا آیا۔ اسے آپؐ بتا دیئے گئے اپنی سواری کو باندھ کر رسول اللہ ﷺ کے طرف آیا آپ مسجد بنی عبدالاشہل میں تھے۔

قتل کے لئے آنے والے کی گرفتاری وقبول اسلام:

جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا یہ شخص بدعہدی کا ارادہ رکھتا ہے' وہ بڑھا کہ رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرے

اسید بن حضیر نے اس کی تہمد کا اندر کا حصہ پکڑ کے کھینچا تو اتفاق سے خنجر ملا وہ شخص گھبرا گیا اور کہا میرا خون' میرا خون' اسید نے اس کا گریبان پکڑ کے زور سے کھینچا اور جھنجوڑا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے سچ کہہ تو کون ہے؟ اس نے کہا پھر مجھے امن ہے؟ فرمایا ہاں' اس نے آپ کو اپنے کام کی خبر دی اور اس کی بھی جو ابوسفیان نے اس کے لیے مقرر کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اسلام لے آیا۔

ابوسفیان کے قتل کے لئے مہم:

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم کو ابوسفیان بن حرب کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اگر تم دونوں اس کی غفلت کا موقع پانا تو قتل کر دینا دونوں مکے میں داخل ہوئے عمرو بن امیہ رات کے وقت جا کر بیت اللہ کا طواف کرنے لگے تو انہیں معاویہ بن ابی سفیان نے دیکھ لیا اور پہچان لیا اور قریش کو خبر دے دی۔

قریش کو ان سے اندیشہ ہوا اور انہوں نے ان کی تلاش کی وہ جاہلیت میں بھی بڑے بہادر تھے' انہوں نے کہا کہ عمرو کسی بھلائی کے لیے نہیں آئے اہل مکہ نے ان کے لیے اتفاق اور اجتماع کر لیا عمرو اور سلمہ بھاگے عمرو کو عبیداللہ بن مالک بن عبیداللہ التیمی ملا تو اس کو انہوں نے قتل کر دیا ایک اور شخص کو بھی قتل کر دیا جو بنی الدیل سے تھا اس کو انہوں نے یہ شعر گاتے اور کہتے سنا۔

ولست بمسلم وما دمت حيا ولست ادين دين المسليمنا

''میں جب تک زندہ ہوں مسلمانوں میں نہ ہوں گا اور نہ مسلمانوں کا دین قبول کروں گا''۔

انہیں قریش کے دو قاصد ملے جن کو انہوں نے خبر دریافت کرنے کو بھیجا تھا۔ ان میں سے ایک کو انہوں نے قتل کر دیا اور دوسرے کو گرفتار کر کے مدینے لے آئے' عمرو رسول اللہ ﷺ کو اپنا حال بتا رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ ہنس رہے تھے۔

غزوۂ حدیبیہ:

رسول اللہ ﷺ کا غزوہ حدیبیہ ذی القعدہ ۶ ھ میں پیش آیا جب کہ آپ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے عمرہ کے لیے چلنے کو فرمایا' ان لوگوں نے بہت جلدی کی اور تیار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے مکان میں گئے غسل فرمایا دو کپڑے پہنے اور اپنی سواری القصواء پر روانہ ہوئے۔

طلوع ہلال ذی القعدہ اور دوشنبہ کا دن تھا دینے پر آپؐ نے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنایا' ہمراہ سوائے تلواروں کے جو چمڑے کے میانوں میں تھیں اور کوئی ہتھیار نہ تھا۔ آپؐ اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ لے گئے اور اصحاب نے بھی قربانی کے اونٹ لیے نماز ظہر ذی الحلیفہ میں پڑھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان اونٹوں کو منگایا جو ہمراہ لیے تھے' انہیں جھول پہنائی گئی' آپ نے اور آپ کے اصحاب نے بھی ان کی داہنی جانب (کوہان میں) زخم برائے علامت قربانی کیے ان کے گلے میں ہار ڈالے وہ سب رو بہ قبلہ تھے اور تعداد میں ستر تھے جن میں ابوجہل کا اونٹ بھی تھا جو آپ کو جنگ بدر میں غنیمت میں ملا تھا۔

مسلمانوں کی تعداد:

آپؐ نے احرام باندھا اور تلبیہ کہا' عباد بن بشر کو بیس مسلمان سواروں کے ہمراہ بطور مخبر آگے روانہ کیا جن میں مہاجرین

اور انصار دونوں تھے آپؐ کے ہمراہ سولہ سو مسلمان تھے کہا جاتا ہے کہ چودہ سو تھے' سوا پندرہ سو کی تعداد بھی بتائی جاتی ہے آپؐ اپنے ہمراہ اپنی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی لے گئے۔

حضور علیہ السلام کو روکنے کی کوشش:

مشرکین کو خبر پہنچی تو ان سب کی رائے آپ کو مسجد حرام سے روکنے پر متفق ہوگئی' انہوں نے جلدی میں لشکر جمع کیا' دو سو سواروں کو جن کا سردار خالد بن الولید یا براویت دیگر عکرمہ بن ابی جہل تھا' کراع الغمیم تک آگے بھیجا بسر بن سفیان الخزاعی مکے میں آئے انہوں نے ان کا کلام سنا اور ان کی رائے معلوم کی' وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے اور آپؐ سے غدیر الاشطاط میں ملے جو عسفان کے پیچھے تھے اور آپ کو اس کی خبر دی۔

خالد بن الولید معہ اپنے لشکر کے قریب آ گیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو دیکھا رسول اللہ ﷺ نے عباد بن بشر کو حکم دیا۔ وہ اپنے لشکر کے ہمراہ آگے بڑھے اور اس کے مقابلہ پر کھڑے ہو گئے اپنے ساتھیوں کو صف بستہ کر دیا۔

حدیبیہ میں تشریف آوری:

نماز ظہر کا وقت آ گیا رسول اللہ ﷺ نے اصحاب کو نماز خوف پڑھائی جب شام ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسی العصل کی داہنی جانب کو اختیار کرو کیونکہ قریش کے جاسوس مرالظہران اور ضجنان میں ہیں آپؐ روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے قریب پہنچے جو حرم کے کنارے مکے سے نو میل ہے۔

سواری کے دونوں اگلے پاؤں ایک پہاڑی راستہ سے جس سے وہ آپ کو اتار رہی تھی قوم قریش کے مقام قضائے حاجت میں جا پڑے تو اس نے اپنا سینہ ٹیک دیا۔ مسلمانوں نے کہا ''حل حل'' اس کلمہ سے وہ اسے جھڑک رہے تھے مگر اس نے اٹھنے سے انکار کیا لوگوں نے کہا القصواء رک گئی نبی ﷺ نے فرمایا اس نے چلنا نہیں چھوڑا البتہ اسے اسی نے روک لیا جس نے (اصحاب فیل کے) ہاتھی کو روک دیا تھا' آگاہ رہو کہ بخدا اگر آج وہ لوگ مجھ سے کسی ایسی چیز کی درخواست کریں گے جس میں حرمۃ اللہ کی تعظیم ہوگی تو میں وہ چیز انہیں ضرور دوں گا۔

آنحضرت ﷺ نے قصواء کو جھڑکا تو وہ کھڑی ہوگئی پھر اس طرح پھرے کہ واپسی اسی طرف ہوئی جہاں سے مکے کی طرف جانا شروع کیا تھا اور لوگوں کو حدیبیہ کے چشموں میں سے کسی ایسے چشمے پر اتارا جس میں پانی تقریباً کچھ نہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا' حکم دیا کہ اسی گڑھے میں گاڑ دیا جائے۔ شیریں پانی ابلنے لگا لوگوں نے کنوئیں کی مینڈھ پر بیٹھ کر اپنے برتن بھر لیے حدیبیہ میں کئی مرتبہ رسول اللہ ﷺ پر بارش ہوئی اور بار بار پانی آیا گیا۔

بدیل بن ورقا کی حضور علیہ السلام سے ملاقات:

رسول اللہ ﷺ کے پاس بدیل بن ورقا اور خزاعہ کے چند سوار آئے انہوں نے آپ کو سلام کیا اور عرض کی کہ ہم لوگ آپؐ کے پاس آپ کی قوم کی طرف سے آئے ہیں' کعب بن لوی اور عامر بن لوی نے مختلف جماعت کے لشکروں سے اور اپنے فرماں برداروں سے آپؐ کے مقابلہ کے لیے روانہ ہونے کی خواہش کی ہے ان کے ہمراہ اونٹ' بچے والے جانور' عورتیں اور بچے

ہیں انہوں نے یہ قسم کھائی ہے کہ اس وقت تک آپؐ کے اور بیت اللہ کے درمیان راستہ نہ کھولیں گے جب تک ان کے بڑے لوگ ہلاک نہ ہو جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کسی شخص کی خونریزی کے لیے نہیں آئے ہم تو صرف اس لیے آئے ہیں کہ اس بیت (بیت اللہ) کا طواف کریں۔ جو ہمیں روکے گا ہم اس سے لڑیں گے۔

عروہ بن مسعود الثقفی کی حضور علیہ السلام سے ملاقات:

بدیل واپس ہوا' اس نے قریش کو اس کی خبر دی انہوں نے عروہ بن مسعود الثقفی کو بھیجا' اس سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قسم کی گفتگو کی جیسی بدیل سے کی تھی' وہ بھی واپس ہوا اور قریش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے آگاہ کیا۔

قریش نے کہا کہ اس سال ہم آپ کو بیت اللہ سے واپس کریں گے آپؐ سال آئندہ آئیں اور کے میں داخل ہو کر بیت اللہ کا طواف کریں' آپؐ کے پاس مکرز بن حفص بن الاخیف آیا' آپ نے اس سے بھی اسی قسم کی گفتگو فرمائی جیسی کہ اس کے دونوں ساتھیوں سے کی تھی وہ بھی قریش کے پاس واپس آ گیا اور انہیں خبر دی۔

قریش کو الحلیس بن علقمہ کا انتباہ:

انہوں نے الحلیس بن علقمہ کو بھیجا جو اس روز مختلف جماعتوں کے لشکروں کا سردار تھا اور عبادت کیا کرتا تھا' جب اس نے ہدی (قربانی کے جانور) کو دیکھا کہ اس پر ہار ہیں جنہوں نے بہت زمانے تک رکے رہنے کی وجہ سے اس کے بالوں کو کھالیا ہے تو جو کچھ اس نے دیکھا اسے بڑی بات سمجھ کر لوٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آیا' اس نے قریش سے کہا کہ واللہ تمہیں آپؐ کے اور جس کام کے لیے آپ آئے ہیں اس کے درمیان راستہ ضرور ضرور کھولنا پڑے گا ورنہ میں لشکروں کو منتشر کر دوں گا۔ انہوں نے کہا ہمیں اتنی مہلت دے کہ ہم اپنے لیے کسی ایسے شخص کو اختیار کر لیں جس سے ہم راضی ہوں۔

حضرت خراش بن امیہ رضی اللہ عنہ بحیثیت سفیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

سب سے پہلے شخص جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی جانب بھیجا خراش بن امیہ الکعبی ہیں تا کہ وہ ان لوگوں کو آپ کی تشریف آوری کی غرض سے اطلاع دیں ان کو لوگوں نے روک لیا اور قتل کا ارادہ کیا مگر ان کی قوم کے جو لوگ وہاں تھے انہوں نے ان کو بچا لیا۔

قریش سے مذاکرات کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روانگی:

پھر آپؐ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا' ان سے فرمایا کہ تم قریش کے پاس جاؤ انہیں یہ اطلاع دو کہ ہم کسی خونریزی کے لیے نہیں آئے ہم تو صرف اس بیت اللہ کی زیارت کے لیے' اس کی حرمت کی تعظیم کے لیے آئے ہیں ہمارے ہمراہ ہدی (قربانی کا جانور) بھی ہے جسے ہم ذبح کریں گے اور واپس ہوں گے۔

وہ ان کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو انہوں نے کہا یہ کبھی نہ ہوگا اور نہ وہ اس سال ہمارے شہر میں داخل ہونے پائیں گے۔

بیعت رضوان:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے یہی وہ امر تھا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو

''بیعت رضوان'' کی دعوت دی آپؐ نے ان سے درخت کے نیچے بیعت لی۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بھی بیعت لی آپؐ نے اپنا بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ پر عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے مارا اور فرمایا کہ وہ اللہ کی حاجت اور اس کے رسول کی حاجت میں گئے۔

رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان قاصد آنے جانے لگے سب نے آشتی و صلح پر اتفاق کیا قریش نے سہیل بن عمرو کو اپنے چند آدمیوں کے ہمراہ بھیجا اس نے آپؐ سے اس پر صلح کی اور انہوں نے آپس میں صلح نامہ لکھ لیا۔

صلح نامہ حدیبیہ:

یہ وہ (صلح نامہ) ہے جس پر محمدؐ بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو نے صلح کی دونوں نے دس سال تک ہتھیار رکھ دینے کا عہد کیا' یہ لوگ امن سے رہیں اور ایک دوسرے سے تعرض نہ کریں۔ اس طور پر کہ نہ خفیہ چوری ہو' نہ خیانت ہو یہ معاہدے ہمارے درمیان (بندش فتنہ کے لحاظ سے) ایک بند صندوق کا حکم رکھتا ہے ہمارے درمیان مثل ایک صندوق کے ہے' جو چاہے کہ محمد کی ذمہ داری میں داخل ہو تو وہ ایسا کر سکے گا اور جو شخص یہ پسند کرے کہ قریش کے عہد میں داخل ہو وہ بھی ایسا کر سکے گا ان میں سے جو شخص بغیر اپنے ولی کی اجازت کے محمدؐ کے پاس آئے گا تو وہ اس کو اس کے ولی کے پاس واپس کر دیں گے اصحاب محمدؐ سے جو قریش کے پاس آئے گا وہ اسے واپس نہیں کریں گے اس سال محمدؐ اپنے اصحاب کو ہمارے پاس سے واپس لے جائیں گے اور سال آئندہ وہ ہمارے پاس مع اپنے اصحاب کے اس طرح آ کر مکے میں تین دن قیام کریں گے کہ ہمارے یہاں سوائے ان ہتھیاروں کے کوئی ہتھیار لے کر داخل نہ ہوں گے جو مسافر کے ہتھیار ہوتے ہیں اور وہ تلواریں ہیں جو چمڑے کے میان میں ہوتی ہیں۔ ابوبکر بن ابی قحافہ اور عمر بن الخطاب اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عثمان بن عفان اور ابوعبیدہ بن الجراح اور محمد بن مسلمہ اور حویطب بن عبدالعزیٰ اور مکرز بن حفص بن الاخیف رضی اللہ عنہم اس کے گواہ ہوئے۔

حضرت ابوجندل کی واپسی کا واقعہ:

اس عہد نامہ کا عنوان علی رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہا اس کی نقل سہل بن عمرو کے پاس رہی' ابوجندل بن سہیل بن عمرو مکے سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وہ مقید تھا اور مشکل سے چلتا تھا سہیل نے کہا کہ یہ پہلا شخص ہے جس کے متعلق میں آپؐ سے صلح کی بنا پر مطالبہ کروں گا' رسول اللہ ﷺ نے اسے واپس کر دیا اور فرمایا اے ابوجندل ہمارے اور اس قوم کے درمیان صلح مکمل ہوگئی اس لیے تم صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشائش کی سبیل پیدا کر دے۔

خزاعہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم محمدؐ کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔ بنو بکر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے ہم قریش کے ساتھ انہیں کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔

فتح مبین کی خوشخبری:

جب لکھنے سے فارغ ہوئے تو سہیل اور اس کے ساتھ چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی' آپ کا سر خراش بن امیہ الکعبی نے مونڈا' اصحاب نے بھی قربانی کی اور ان میں سے اکثر کا سر مونڈا گیا' اور دوسروں کے بال کتروائے گئے' رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا کہ ''اللہ سر منڈوانے والے لوگوں پر رحم کرے'' کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ اور بال کتروانے والوں پر''

تو آپ نے فرمایا ''بال کتروانے والوں پر بھی'' رسول اللہ ﷺ دس روز سے زائد الحدیبیہ میں مقیم رہے' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیس روز رہے پھر واپس ہوئے جب آپ ضجنان میں تھے تو آپ پر ''انا فتحنا لك فتحا مبینا'' نازل کی گئی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو اور مسلمانوں نے بھی آپ کو مبارکباد دی۔

براء سے مروی ہے کہ ہم لوگ حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابی عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ جو بیعۃ الرضوان میں موجود تھے کہ ہم لوگ اس روز تیرہ سو تھے اور اس روز اسلم کی تعداد مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھی۔

شرکائے بیعت رضوان کی تعداد:

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ انہوں نے جابر بن عبداللہ سے دریافت کیا کہ درخت کی بیعت کے دن آپ لوگ کتنے تھے انہوں نے کہا کہ ہم لوگ پندرہ سو تھے لوگوں کو پیاس لاحق ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چھوٹے سے برتن میں پانی لایا گیا۔ آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا' پانی آپ کی انگلیوں سے اس طرح نکلنے لگا جیسے وہ چشمے ہیں ہم نے پیا اور وہ ہمیں کافی ہو گیا راوی نے پوچھا آپ لوگ کتنے تھے انہوں نے کہا اگر ہم لوگ ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ ضرور ہمیں کافی ہو جاتا ہم لوگ پندرہ سو تھے۔

ایاس بن سلمہ کے والد سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ میں آئے' ہم لوگ چودہ سو تھے حدیبیہ کے حوض پر پچاس بکریاں تھیں جو اس سے سیراب ہوتی تھیں' رسول اللہ ﷺ حوض پر بیٹھ گئے پھر یا تو آپ نے دعا فرمائی اور یا لعاب دہن ڈالا' پانی ابلنے لگا ہم لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے پانی لے لیا۔

شجرۃ الرضوان:

طارق سے مروی ہے کہ میں حج کے لیے روانہ ہوا تو ایک قوم پر گزرا جو نماز پڑھ رہی تھی میں نے کہا یہ مسجد کیسی ہے انہوں نے کہا کہ یہ وہ درخت ہے جہاں نبی ﷺ نے بیعۃ الرضوان لی تھی' میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور انہیں خبر دی' انہوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی انہوں نے کہا کہ ہم سال آئندہ نکلے تو اسے بھول گئے پھر بھی ہم اس پر قادر نہ ہو سکے سعید نے کہا کہ اگر اصحاب محمد اسے نہیں جانتے تھے اور تمہیں نے اسے جان لیا تو تم زیادہ جاننے والے ہوئے۔

طارق بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا۔ لوگوں نے درخت کا تذکرہ کیا تو وہ ہنسے پھر کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ اس سال ان کے ہمراہ تھے اور وہ اس (درخت) کے پاس حاضر ہوئے تھے مگر سب لوگ دوسرے ہی سال اسے بھول گئے۔

عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے' میرے والد آپ کے سر سے اس کی شاخیں اٹھائے ہوئے تھے۔

معقل بن یسار سے مروی ہے کہ الحدیبیہ کے سال میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا آپ لوگوں کو بیعت کرا رہے تھے میں درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ رسول اللہ ﷺ کے سر سے اٹھائے ہوئے تھا۔ آپؐ نے ان سے اس امر کی بیعت لی کہ وہ فرار نہ ہوں گے ان سے موت پر بیعت نہیں لی ہم نے معقل سے پوچھا کہ اس روز تم کتنے لوگ تھے تو انہوں نے کہا پندرہ سو۔

معقل بن یسار سے مروی ہے کہ نبی ﷺ حدیبیہ کے سال درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے میں اپنے ہاتھ سے درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ آپؐ کے سر سے اٹھائے ہوئے تھا آپؐ نے اس روز اس امر کی بیعت لی کہ فرار نہ ہوں گے راوی نے پوچھا کہ آپ کتنے لوگ تھے تو انہوں نے کہا ایک ہزار چار سو۔

نافع سے مروی ہے کہ لوگ اس درخت کے پاس آیا کرتے تھے جس کا نام شجرۃ الرضوان ہے اس کے پاس نماز پڑھتے تھے یہ خبر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے اس بارے میں انہیں ڈانٹا اور حکم دیا تو وہ کاٹ ڈالا گیا۔

عامر سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے نبی ﷺ سے بیعت رضوان کی وہ ابوسنان الاسدی تھے۔ محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو محمد بن عمر سے بیان کیا تو انہوں نے کہا یہ نسیان ہے ابوسنان الاسدی حدیبیہ کے قبل بنی قریظہ کے حصار میں شہید ہو گئے جنہوں نے حدیبیہ کے دن بیعت کی وہ سنان بن سنان الاسدی تھے۔

وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا کہ ''مسلمان یوم حدیبیہ میں کتنے تھے'' انہوں نے کہا ہم چودہ سو تھے ہم نے آپؐ سے درخت کے نیچے جو خاردار اور بلند ریگستانی (ببول کا) درخت تھا بیعت کی اپنے ہاتھ سے اسے پکڑے ہوئے تھے سوائے جد بن قیس کے جو اپنے اونٹ کی بغل کے نیچے چھپ گیا تھا' میں نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے کیونکر آپؐ سے بیعت کی تو انہوں نے کہا ہم نے آپؐ سے اس امر پر بیعت کی کہ ہم فرار نہ کریں گے ہم نے آپؐ سے موت پر بیعت نہیں کی میں نے ان سے دریافت کیا کہ نبی ﷺ نے ذی الحلیفہ میں بیعت لی تو انہوں نے کہا کہ نہیں' وہاں نماز پڑھی اور سوائے درخت حدیبیہ کے اور کسی درخت کے پاس بیعت نہیں لی' نبی ﷺ نے حدیبیہ کے حوض پر دعا فرمائی۔ سب نے ستر اونٹ کی قربانی کی جو ہر سات آدمی میں ایک اونٹ تھا۔

جابر نے کہا کہ مجھے ام مبشر نے خبر دی کہ انہوں نے آپ ﷺ کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہتے سنا کہ ان شاء اللہ درخت والے لوگ جنہوں نے اس کے نیچے بیعت کی ہے آگ میں داخل نہ ہوں گے' حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے انہیں جھڑکا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''وان منکم الا واردھا کان علی ربك حتما مقضیا'' (تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اس آگ میں داخل نہ ہو یہ آپ کے پروردگار پر ایسا واجب ہے جو پورا کیا جائے گا) نبی ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظلمین فیھا جثیا' (پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا' اور ظالموں کو اس میں پنجوں کے بل چھوڑ دیں گے)۔

صلح حدیبیہ کی شرائط:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے یوم حدیبیہ میں مشرکین سے تین چیزوں پر صلح کی۔ (۱) مشرکین

میں سے جو کوئی آپؐ کے پاس آئے گا وہ ان کے پاس واپس کیا جائے گا۔ (۲) مسلمانوں میں سے جو ان کے پاس آئے وہ اسے واپس نہیں کریں گے (۳) آپؐ مکے میں سال آئندہ داخل ہوں گے اور تین دن قیام کریں گے سوائے ضروری ہتھیاروں کے جیسے تلوار اور کمان اور اسی کے مثل دوسرے ہتھیار نہ لائیں گے ابوجندل آیا جو اپنی بیڑیوں میں مقید تھا آپؐ نے اسے ان کے پاس روانہ کر دیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ نے وہ صلح نامہ لکھا جو آپؐ کے اور اہل مکہ کے درمیان یوم حدیبیہ میں ہوا تھا تو آپؐ نے فرمایا' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو ان لوگوں نے کہا اللہ کو تو ہم پہچانتے ہیں مگر الرحمٰن الرحیم کو ہم نہیں جانتے' انہوں نے' باسمک اللھم' لکھا رسول اللہ ﷺ نے صلح نامے کے نیچے لکھا کہ ہمارے حقوق بھی تم پر ویسے ہی ہیں جیسے کہ تمہارے حقوق ہم پر ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت ایمانی:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ سے ایسی صلح کی اور وہ شے انہیں عطا کی کہ اگر نبی اللہ مجھ پر کسی کو امیر بنا دیتے اور وہ وہی کرتا جو نبی اللہ نے کیا تو میں اس کی نہ سماعت کرتا نہ اطاعت کرتا وہ بات جو آپؐ نے ان کے لیے کر دی یہ تھی کہ جو کوئی مسلمان کفار سے ملے گا تو وہ اسے واپس نہیں کریں گے اور جو کوئی کفار میں سے مسلمانوں کو ملے گا تو وہ اسے واپس کر دیں گے۔

ہتھیار لانے پر پابندی:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ میں اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ پر یہ شرط لگائی کہ آپؐ کے اصحاب میں سے کوئی مکے کے اندر سوائے ان ہتھیاروں کے نہ لائے گا جو چمڑے کے میان میں ہوتے ہیں۔ براء بن عازب سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال مشرکین نے رسول اللہ ﷺ پر یہ شرط لگائی کہ آپ کوئی ہتھیار نہ لائیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوائے ضروری ہتھیاروں کے۔ راوی نے کہا کہ وہ میان ہے جس میں تلوار ہوتی ہے اور کمان۔

وحی کا نزول:

قتادہ سے مروی ہے کہ جب سفر حدیبیہ ہوا تو مشرکین نے رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب کو بیت اللہ سے روکا۔ مشرکین نے اس روز اس فیصلہ پر صلح کی کہ مسلمانوں کو یہ حق ہے کہ وہ آئندہ سال اسی ماہ میں عمرہ کریں جس میں انہوں نے (مشرکین نے) ان کو روکا ہے' اللہ تعالیٰ نے بجائے اس ماہ کے جس میں وہ روکے گئے اسی کو شہر حرام بنا دیا جس میں وہ عمرہ کریں' اس کا کلام یہ ہے۔ الشھر الحرام بالشھر الحرام والحرمات قصاص (ماہ محترم کے احترام ماہ محترم کے احترام کے عوض میں ہے اور احترام میں ادلہ بدلہ ہے یعنی اگر کوئی تم سے ماہ محترم میں جنگ کرے تو تم بھی اس سے جنگ کرو کیونکہ جب اس نے ماہ محترم کا خیال نہ کیا تو تم پر بھی اس کا خیال کرنا ضروری نہیں رہا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عقبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ جب حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ مکے آئے تو ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان عہد ہوا کہ آپؐ ہمارے یہاں ہتھیار لے کے نہ آئیں گے' نہ مکے میں

تین رات سے زائد قیام کریں گے' جو شخص ہم سے تمہارے پاس جائے گا اسے تم ہمارے پاس واپس کردو گے اور جو تم میں سے ہمارے پاس آئے گا اسے ہم تمہارے پاس واپس نہ کریں گے۔

اونٹوں کی قربانی:

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے سال ستر اونٹ کی قربانی کی' سات آدمی کی طرف سے ایک اونٹ۔

محمد بن عبید نے اپنی حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا کہ اس روز ہم لوگ چودہ سو تھے اور قربانی نہ کرنے والے قربانی کرنے والوں سے زائد تھے۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ غزوۂ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے ہم نے سو اونٹوں کی قربانی کی ہم لوگ ایک ہزار سے زائد تھے ہمارے ساتھ ساتھ ہتھیار' پیادہ اور سوار تھے' آپ کے اونٹوں میں ابی جہل کا اونٹ بھی تھا آپؐ حدیبیہ میں اترے قریش نے اس بات پر صلح کی کہ اس قربانی کا مقام وہی ہے جہاں ہم نے آپ کو روکا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹ کی سات آدمیوں کی طرف سے اور ایک گائے کی بھی سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کی۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب نے حدیبیہ کے سال ستر اونٹ کی قربانی کی' ایک اونٹ سات سات کی طرف سے۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم نے حدیبیہ کے روز رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ستر اونٹ سات سات کی طرف سے' ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ایک جماعت ایک قربانی میں شریک ہو جائے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے حدیبیہ کے دن ستر اونٹ کی قربانی کی ہر سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ۔

حلق کروانے والوں کے لیے دعاء:

قتادہ سے مروی ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ نبی ﷺ حدیبیہ کے روز روانہ ہوئے تو آپ نے اپنے اصحاب میں سے چند آدمیوں کو دیکھا کہ انہوں نے بال کتروائے ہیں' فرمایا اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت کرے' لوگوں نے کہا یا رسول اللہ بال کتروانے والوں کی؟ آپ نے یہی تین مرتبہ فرمایا' انہوں نے آپ کو برابر یہی جواب دیا' پھر آپؐ نے چوتھی مرتبہ فرمایا'' اور بال کتروانے والوں کی''۔

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے سوائے عثمان بن عفان اور ابو قتادہ الانصاری رضی اللہ عنہما کے اپنے اصحاب کو دیکھا کہ انہوں نے سر منڈایا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے سر منڈانے والوں کے لیے تین مرتبہ دعائے مغفرت کی اور کتروانے والوں کے لیے ایک مرتبہ۔

مالک بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو کہتے سنا کہ ''اے اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت فرما'' تو ایک

شخص نے کہا اور بال کتروانے والوں کی؟'' تو آپؐ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا ''اور بال کتروانے والوں کی''۔ میں بھی اس روز سرمنڈائے ہوئے تھا۔ مجھے جو مسرت اس سے ہوئی وہ اونٹ کے گوشت سے اور نہ بڑی قدر سے ہوئی۔

مجمع بن یعقوب نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب روانہ ہوئے حدیبیہ میں سرمنڈایا اور قربانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک تیز ہوا بھیجی جوان کے بالوں کو اڑا لے گئی اس نے انہیں حرم میں ڈال دیا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ''انا فتحنالك فتحا مبيناً'' حدیبیہ کے سال نازل ہوئی۔

آیات فتح کا نزول:

مجاہد سے مروی ہے کہ ''انا فتحنالك فتحا مبيناً'' (ہم نے آپ کو اے محمد کھلی ہوئی فتح دی) ''انا قضينا لك قضاء مبينا'' (ہم نے آپ کے لیے کھلا ہوا فیصلہ کر دیا) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں قربانی کی اور سرمنڈایا۔ قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے سنا کہ یہ آیت جب نبی ﷺ حدیبیہ سے لوٹے تو نازل ہوئی۔ ''انا فتحنالك فتحنا مبينا يغفرلك اللّٰه ما تقدم من ذنبك وما تاخر'' (ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دے)۔

شعبی سے مروی ہے کہ ہجرت حدیبیہ کے درمیان فتح مکہ تک تھی حدیبیہ بھی فتح ہی ہے۔

مجمع بن جاریہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ میں حاضر ہوا۔ جب ہم لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو دیکھا کہ لوگ اونٹوں کو بھگا رہے ہیں' بعض لوگوں نے بعض سے کہا کہ انہیں کیا ہوا ہے (جو بھاگ رہے ہیں) لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی ہے اس پر وہ بھی لوگوں کے ہمراہ بھاگنے لگے یہاں تک کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو کراع الغمیم کے پاس کھڑا ہوا پایا جب آپؐ کے پاس وہ چند نفوس جمع ہو گئے۔ جنہیں آپؐ چاہتے تھے تو آپؐ نے انہیں پڑھ کر سنایا۔ ''انا فتحنالك فتحنا مبينا'' اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ فتح ہے؟ آپؐ نے فرمایا' ہاں' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک یہ فتح ہے۔ پھر خیبر حدیبیہ پر اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا گیا' لشکر پندرہ سو تھا جن میں تین سو سوار تھے ہر سوار کے دو حصہ تھے۔ براء نے کہا کہ جس کو لوگ فتح مکہ کہتے ہیں ہم تو وہ یوم حدیبیہ بیعۃ الرضوان کو کہتے ہیں' کیونکہ یہی باعث فتح مکہ ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ اس کے چند سال بعد رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت روانہ ہوئی تو ان میں سے کسی نے بھی اس درخت کو نہ پہچانا اس میں انہوں نے اختلاف کیا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا وہ درخت اللہ کی رحمت تھا۔

ابوالملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن ہم لوگوں پر اتنی تھوڑی بارش ہوئی جس سے ہمارے جوتوں کے تلے بھی تر نہ ہوئے رسول اللہ ﷺ کے منادی نے یہ ندا دی کہ اپنے کجاووں میں نماز پڑھو۔

غزوۂ خیبر

تیاری کا حکم:

جمادی الاولی ۷ھ میں غزوۂ خیبر ہوا خیبر مدینے سے آٹھ برد (۹۶ میل) ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو غزوۂ خیبر کے لیے تیار ہونے کا حکم دیا' آپؐ ان کو جمع کرنے لگے جو آپؐ کے پاس تھے اور جہاد کرتے تھے آپؐ نے فرمایا کہ ہمارے ہمراہ سوائے اس کے کوئی نہ جائے جسے جہاد کا شوق ہو۔

مدینہ میں قائم مقام:

یہود جو مدینے میں باقی رہ گئے تھے ان پر بہت شاق ہوا۔ اور وہ چلے گئے آپؐ نے مدینے پر سباع بن عرفطہ الغفاری کو اپنا قائم مقام بنایا آپؐ ہمراہ اپنی زوجہ ام سلمہ کو لے گئے جب خیبر کے قریب پہنچے تو رات کو دشمنوں نے جنبش نہ کی اور نہ ان کے مرغ نے بانگ دی' یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا' ان کی صبح اس حالت میں ہوئی کہ دل پریشان خاطر پراگندہ انہوں نے اپنے قلعے کھول دیئے اور اپنے کام پر روانہ ہوئے ان کے ہمراہ پھاوڑے' صراحیاں اور ٹوکریاں تھیں' جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو کہا'' محمد اور خمیس''، خمیس سے ان کی مراد لشکر تھی وہ پشت پھیر کر اپنے قلعوں کی طرف بھاگے رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے '' اللہ اکبر' خیبر برباد ہو گیا جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح خراب ہوتی ہے جنہیں ڈرایا جاتا ہے۔

اسلامی علم بردار:

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نصیحت کی اور ان میں (رأیہ) بڑے جھنڈے تقسیم کیے سوائے جنگ خیبر کے اور کبھی بڑے نہیں تھے صرف (لواء) چھوٹے جھنڈے ہوتے تھے' نبی ﷺ کا جھنڈا اور (رأیہ) سیاہ تھا جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر کا تھا اس کا نام'' العقاب'' تھا آپ کا (لواء) جھنڈا سفید تھا۔ جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا' ایک (رأیہ) بڑا جھنڈا حباب بن المنذر کو دیا' ایک رأیہ سعد بن عبادہ کو دیا' مسلمانوں کا شعار (نشان جنگ جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ اسلامی فوج کا فرد ہے) ''یا منصُورُ اَمِت'' تھا۔

معرکہ آرائی کا آغاز:

رسول اللہ ﷺ نے مشرکین سے اور انہوں نے آپؐ سے شدید جنگ کی آپؐ کے اصحاب میں سے چند شہید ہوئے دشمنوں کی بہت بڑی جماعت تہ تیغ ہوئی آپ نے خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کیا وہ ساز و سامان والے متعدد قلعے تھے جن میں سے ایک النطاۃ تھا ایک قلعہ الصعب بن معاذ ایک قلعہ '' ناعم'' ایک قلعہ '' الزبیر'' تھا ایک حصہ اور تھا جس میں قلعے تھے ان میں سے ایک قلعہ '' ابی'' ایک قلعہ '' النزار'' تھا' اس کے علاوہ لشکروں کے قلعے القموص' الوطیح اور سلالم تھے یہ ابوالحقیق کے بیٹوں کے قلعے تھے۔

آپ ﷺ نے ابوالحقیق کے خاندان کا وہ خزانہ لے لیا جو اونٹ کی کھال میں تھا انہوں نے اس کو ویران مقام میں پوشیدہ کر دیا تھا مگر اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اس کا راستہ بتا دیا اور آپؐ نے اسے نکال لیا ترانوے یہودی مارے گئے جن میں الحارث ابوزینب' مرحب' اسیر یاسر' اور عامر کنانہ بن ابی الحقیق اور اس کا بھائی بھی تھا ہم نے ان لوگوں کا ذکر اور نام ان کی سرداری کی وجہ سے لیا۔

شہدائے خیبر:

خیبر میں نبی ﷺ کے اصحاب میں سے ربیعہ بن اکثم' ثقف بن عمرو بن سمیط' رفاعہ بن مسروح' عبداللہ امیہ بن وہب جو بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے' محمود بن مسلمہ' ابوضیاح بن نعمان جو اہل بدر میں سے تھے حارث بن حاطب جو اہل بدر میں سے تھے عدی بن مرہ بن سراقہ' اوس بن حبیب' انیف بن وائل' مسعود بن سعد بن مسلمہ قیس' بشر بن البراء بن معرور جو زہریلی بکری سے مرے' فضیل بن نعمان' عامر بن الاکوع جنہوں نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا وہ اور محمود بن مسلمہ خیبر کے الرجیع کے ایک ہی غار میں دفن کیے گئے' عمارہ بن عقبہ بن عباد بن طیل' یسار جو حبشی غلام تھے اور قبیلہ اشجع کے ایک شخص رضی اللہ عنہم' یہ سب پندرہ آدمی ہوئے (جو میدان جنگ میں شہید ہوئے دو آدمی بشر بن البراء بن معرور زہریلی بکری کے گوشت سے اور عامر بن الاکوع اپنے ہی خنجر سے ہلاک ہوئے اس طرح کل سترہ آدمی ہوئے۔

زینب بنت الحارث یہودیہ کا قتل:

اسی غزوہ میں زینب بنت الحارث زوجۂ سلام بن مشکم نے اس طور پر رسول اللہ ﷺ کو زہر دیا کہ آپ کو اس نے ایک زہریلی بکری ہدیۃً دی اسے آپ اور آپؐ کے اصحاب میں سے چند نے کھایا جن میں بشر بن البراء بن معرور بھی تھے وہ اس سے مر گئے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو قتل کر دیا' یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

مال غنیمت کی تقسیم:

آپؐ نے غنائم کے متعلق حکم دیا' وہ جمع کی گئیں ان پر فروہ بن عمرو البیاضی کو عامل بنایا پھر ان کے متعلق حکم دیا تو وہ پانچ حصوں پر تقسیم کی گئیں ایک حصہ پر لکھا گیا کہ اللہ کے لیے بقیہ حصے نامعلوم رہے سب سے پہلے حصہ نکلا وہ نبی ﷺ کا تھا جو پانچوں حصوں میں سے منتخب نہیں کیا گیا تھا۔ پھر آپؐ نے پانچوں حصوں میں سے بقیہ چار کے متعلق جو زیادہ دے اس کے ہاتھ فروخت کرنے کا حکم دیا گیا فروہ نے انہیں فروخت کیا اور اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

وہ شخص جو لوگوں کے شمار کرنے پر مامور تھے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے کل تعداد چودہ سو اور گھوڑے دو سو شمار کیے سب حصے اٹھارہ تھے ہر سو کے لیے ایک حصہ گھوڑوں کے لیے چار سو حصے وہ خمس جو نبی ﷺ کو پہنچا اس میں سے ہتھیار اور کپڑے جیسا اللہ آپؐ کے دل میں ڈالتا تھا آپ دے رہے تھے۔ اس میں سے آپؐ نے اہل بیت (بیویوں) کو عبدالمطلب کے خاندان کے آدمیوں کو' عورتوں' یتیم بچوں اور سائلوں کو دیا مقام الکتیبہ سے آپؐ نے اپنی ازواج اور اولاد عبدالمطلب وغیرہم کو غلہ دیا۔

ابوہریرہ واشعری رضی اللہ عنہما کا قبولِ اسلام:

رسول اللہ ﷺ خیبر ہی میں تھے کہ قبیلہ دوس کے لوگ آئے جن میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے' طفیل بن عمرو آئے اور اشعری لوگ بھی آئے وہ سب وہیں رسول اللہ ﷺ سے ملے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے ان کے بارے میں گفتگو فرمائی کہ وہ ان کو بھی غنیمت میں شریک کرلیں۔ انہوں نے شریک کرلیا۔

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی واپسی:

خیبر فتح ہونے کے بعد جعفر بن ابی طالب اور السفینین والے نجاشی کے پاس سے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے ان دونوں باتوں میں سے کس سے زائد خوشی ہوئی' آمد جعفر یا فتح خیبر سے۔

ام المؤمنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے نکاح:

ان لوگوں میں جنہیں خیبر میں رسول اللہ ﷺ نے قید کیا صفیہ بنت حیی بھی تھیں آپ ﷺ نے آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔

فتح خیبر پر حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا اظہار مسرت:

حجاج بن علاط السلمی مکے میں قریش کے پاس آئے انہیں یہ خبر دی کہ محمد کو یہود نے قید کرلیا ان کے اصحاب ان سے جدا ہوگئے اور قتل کردیئے گئے' یہود' محمد ؐ اور ان کے اصحاب کو تمہارے پاس لا رہے ہیں اس بہانے سے حجاج نے اپنا قرض وصول کیا اور فوراً روانہ ہوگئے راستہ میں عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ملے تو رسول اللہ ﷺ کی صحیح خبر بتادی اور ان سے درخواست کی کہ وہ انہیں پوشیدہ رکھیں یہاں تک کہ حجاج چلے جائیں' عباس رضی اللہ عنہما نے یہی کیا۔ جب حجاج چلے گئے تو عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا اعلان کر دیا' مسرت ظاہر کی اور ایک غلام کو آزاد کردیا جس کا نام ابوزبیہ تھا۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ۱۸ ر رمضان کو خیبر کی جانب نکلے' ایک گروہ نے روزہ رکھا اور دوسروں نے افطار کیا (روزہ نہیں رکھا) نہ تو روزہ دار کی اس کے روزے پر برائی کی گئی اور نہ افطار کرنے والے کی اس کے افطار پر۔

خیبر کے یہود کی بدحواسی:

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رات کے وقت خیبر پہنچے' جب ہمیں صبح ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو آپ سوار ہوگئے ہمراہ مسلمان بھی سوار ہوئے اور روانہ ہوگئے اہل خیبر کو جب صبح ہوئی تو وہ اپنے پھاوڑے اور ٹوکریاں لے کر نکلے جیسا کہ وہ اپنی زمینوں میں نکلا کرتے تھے۔

جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو کہا "محمدؐ' واللہ' محمدؐ" اور بھاگ کر اپنے شہر میں واپس آگئے' نبی ﷺ نے فرمایا "اللہ اکبر' خیبر ویران ہوگیا' ہم لوگ جب کسی قوم کے میدان میں اترے ہیں۔ تو جو لوگ ڈرائے جاتے ہیں ان کی صبح خراب ہوتی ہے"' انس نے کہا کہ میں (اونٹ پر) ابوطلحہ کا ہم نشین تھا۔ میرا قدم رسول اللہ ﷺ کے قدم سے مس ہو رہا تھا۔

ابوطلحہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں صبح کی تو یہود نے پھاوڑے لیے وہ اپنے کھیتوں اور زمینوں کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن انہوں نے جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہ لشکر کو دیکھا تو وہ پس پشت لوٹے نبی ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والے کی صبح خراب ہوتی ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر کے سامنے اترے تو خیبر والے گھبرائے انہوں نے کہا محمدؐ اور یثرب والے آ گئے رسول اللہ ﷺ نے جس وقت ان کی گھبراہٹ کو دیکھا تو فرمایا جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کے لیے صبح خراب ہوتی ہے۔

انس سے مروی ہے کہ میں خیبر کے دن ابوطلحہ کا ہم نشین تھا' میرا قدم رسول اللہ ﷺ کے قدم سے لگ رہا تھا' ہم لوگ یہود کے پاس اس وقت آئے جب آفتاب طلوع ہو گیا تھا وہ مع اپنے مواشی' پھاوڑے' کدال اور کلہاڑیوں کے نکلے انہوں نے کہا محمدؐ اور لشکر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح بری ہوتی ہے' اللہ نے ان کو ہزیمت دی۔

انس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب خیبر کے قریب پہنچے تو صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی' اور ان لوگوں پر حملہ کیا' پھر فرمایا: اللہ اکبر اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا۔ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح خراب ہوتی ہے۔ آپ ان پر گھس پڑے وہ نکل کر گلیوں میں بھاگتے پھرتے تھے اور کہتے تھے محمد اور لشکر' محمد اور لشکر' لڑنے والے قتل کر دیئے گئے اور بچے گرفتار ہو گئے۔

یہود خیبر کو وارننگ:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کے وقت خیبر پہنچے آپ نے ان سے جنگ کی اور انہیں اپنے محل میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا ان کی زمین اور کھجور کے باغوں پر آپؐ قابض ہو گئے۔ آپ نے ان سے اس پر صلح کی کہ وہ قتل نہیں کیے جائیں گے' وہ مال ان کا ہو گا جو ان کے اونٹ اٹھا لیں گے' سونا چاندی اور ہتھیار نبی ﷺ کا ہو گا اور وہ خیبر سے چلے جائیں گے انہوں نے نبی ﷺ سے اقرار کیا کہ آپ سے کوئی شے نہ چھپائیں گے' اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کے لیے نہ کوئی ذمہ داری ہے اور نہ عہد۔

مال وجائیداد کی ضبطی:

جب آپ نے وہ مال پا لیا جو انہوں نے اونٹ کی کھال میں چھپایا تھا تو عورتوں کو گرفتار کر لیا' زمین اور باغ پر قابض ہو گئے اور انہیں لگان پر دے دیا' ابن رواحہ اس زمین و باغ کا ان کے سامنے اندازہ کرتے تھے اور ان کے حصے پر قبضہ کرتے تھے۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ خیبر کے دن نبی ﷺ کے ہمراہ دو سو گھوڑے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی علمبر داری:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز فرمایا' میں جھنڈا (رایہ) ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور

اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اسے دوست رکھتے ہیں اور اسی پر فتح ہوگی۔ عمر نے کہا کہ اس روز سے پہلے میں نے امارت کبھی پسند نہیں کی میں اس امید پر کھڑا ہوتا تھا اور دیکھتا تھا کہ آپ جھنڈا مجھے دیں گے۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ جھنڈا انہیں دے دیا اور فرمایا کہ لڑو اور اس وقت تک نہ پلٹو جب تک اللہ تعالیٰ تم پر فتح نہ کردے' وہ نزدیک تک گئے پھر پکار کر پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں کب تک لڑتا رہوں' آپ نے فرمایا جب تک وہ یہ گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور محمد اللہ کے رسول ہیں جب وہ ایسا کریں تو انہوں نے اپنے خون اور مال سوائے اس کے حق کے مجھ سے محفوظ کر لیے اور ان کا حساب اللہ پر ہے''۔

عامر اور مرحب کے مابین معرکہ آرائی:

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ خیبر کے روز میرے چچا نے مرحب یہودی سے لڑنے کا مطالبہ کیا تو مرحب نے یہ رجز کہا کہ ۔

قد علمت خیبرانی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب
اذ الحروب اقبلت تلهب

''خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں' جو زبردست ہتھیار چلانے والے بہادر اور آزمودہ کار ہے۔ جب جنگ سامنے آتی ہے تو وہ بھڑک اٹھتا ہے''۔

میرے چچا عامر نے (یہ رجز) کہا ۔

قد علمت خیبرانی عامر شاکی السلاح بطل مغامر

''خیبر کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں عامر ہوں' زبردست ہتھیار چلانے والا بہادر اور موت سے بے پرواہ ہو کر قتال کرنے والا ہوں''۔

عامر کی شہادت:

دونوں کی تلواریں چلنے لگیں' مرحب کی تلوار عامر کی ڈھال میں جا پڑی' عامر اس سے نیچے ہو گئے تو وہ تلوار ان کی پنڈلی پر جا پڑی اور اس نے ان کی رگ کاٹ دی اسی میں ان کی جان گئی۔

سلمہ بن الاکوع نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں سے ملا تو انہوں نے کہا کہ عامر کا عمل بے کار گیا انہوں نے اپنے آپ کو قتل کر لیا۔ یہ سن کر میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ عامر کا عمل بے کار گیا؟ آپ نے فرمایا: یہ کس نے کہا؟ میں نے کہا: آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ کہا غلط کہا' ان کے لیے تو دوہرا ثواب ہے کیونکہ جب وہ خیبر کی جانب روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو (بہادری کے اشعار سے) جوش دلانے لگے اور انہیں میں نبی ؑ ہیں جو اونٹوں کو ہنکار رہے ہیں۔ عامر یہ اشعار پڑھتے تھے۔

عامر کے رجزیہ اشعار:

تاللّٰه لولا اللّٰه ما اهتدینا   وما تصدقنا وما صلینا

''بخدا اگر خدا نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے' نہ خیرات کرتے' نہ نماز پڑھتے۔

ان الذین کفروا علینا   اذا ارادوا فتنة ابینا

جن لوگوں نے ہم پر کفر کیا انہوں نے جب فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا۔

ونحن عن فضلك ما استغنینا   فثبت الاقدام ان لاقینا

وانزلن سکینة علینا

(اے اللہ) ہم تیرے فضل سے بے نیاز نہیں ہیں اس لیے جب ہم مقابلہ کریں تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہم پر سکون واطمینان نازل فرما''۔

عامر کے لئے حضور علیہ السلام کی دعائے مغفرت:

(جب عامر یہ اشعار پڑھ رہے تھے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا ''عامر'' ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا:

''اے عامر! اللہ تمہاری مغفرت کرے''۔

راوی نے کہا کہ آپ نے جب کبھی کسی انسان کے لیے اس کی تخصیص کے ساتھ دعائے مغفرت کی تو وہ ضرور شہید ہو گیا' جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سنا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں آپ نے عامر سے کیوں نہ فائدہ اٹھانے دیا جو وہ آگے بڑھ کے شہید ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مرحب کا خاتمہ:

سلمہ نے کہا نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ میں آج جھنڈا (رایہ) اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے انہوں نے کہا کہ میں انہیں کھینچ کر لایا ان کی آنکھیں دکھتی تھیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا' انہیں جھنڈا (رایہ) دے دیا مرحب اپنی تلوار چلاتا ہوا نکلا اور اس نے یہ رجز پڑھا۔

قد علمت خیبر انی مرحب   شاك السلاح بطل مجرب

اذ الحروب اقبلت تلهب

'خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں جو زبردست ہتھیار چلانے والا' بہادر اور آزمودہ کار ہے۔ جب جنگ پیش آتی ہے تو وہ بھڑک اٹھتا ہے''۔

علی صلوات اللہ علیہ وبرکاتہ نے کہا:

انا الذی سمتنی امی حیدرہ کلیث غابات کریہ المنظرہ

اکیلھم بالصاع کیل السندرہ

''میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا' مثل جنگلوں کے شیروں کے ہیبت ناک ہوں جن کو میں السندرہ کے پیمانے سے تولتا ہوں''۔ السندرہ وہ لکڑی جس سے کمان بنتی ہے۔

انہوں نے تلوار سے مرحب کا سر پھاڑ دیا اور انہیں کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ اہل خیبر پر غالب آ گئے تو آپ نے ان سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ لوگ اس طرح اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو لے جائیں کہ نہ ان کے پاس سونا ہو نہ چاندی۔

دربارِ رسالت میں کنانہ اور الربیع کی غلط بیانی:

بارہ گاہ نبوی میں کنانہ اور الربیع کو لایا گیا' کنانہ صفیہ کا شوہر تھا۔ اور الربیع اس کا عم زاد بھائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا کہ تمہارے وہ برتن کہاں ہیں جو تم اہل مکہ کو عاریۃً دیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم لوگ بھاگے' اس طرح کہ ایک زمین ہمیں رکھتی تھی اور دوسری اٹھاتی تھی اور ہم نے ہر چیز صاف کر دی۔

آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا کہ اگر تم نے مجھ سے کوئی چیز چھپائی اور مجھے اس کی اطلاع ہوئی تو تمہارے خون اور اہل و عیال میرے لیے حلال ہو جائیں گے دونوں اس پر راضی ہو گئے۔

کنانہ اور الربیع کا قتل:

آپؐ نے انصار میں سے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا کہ تم فلاں فلاں خشک زمین کی طرف جاؤ پھر کھجور کے باغ میں آؤ' اس میں جو کچھ ہو میرے پاس لے آؤ۔ وہ انصاری گئے اور برتن اور مال لے آئے آپ نے ان دونوں کی گردن ماردی اور اہل و عیال کو گرفتار کر لیا آپ نے ایک شخص کو بھیجا جو صفیہ کو لے آیا اس نے انہیں ان دونوں کی قتل گاہ پر گزارا' اس شخص سے نبی ﷺ نے فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا' عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے چاہا کہ صفیہ کو غصہ دلاؤں' آپ نے صفیہ کو بلال رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کے سپرد کر دیا وہ ان کے پاس رہیں۔

گدھے کے گوشت کی ممانعت:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خیبر کے دن لوگ بھوک کی تکلیف محسوس کرنے لگے تو انہوں نے گدھے پکڑ کے ذبح کیے اور ہانڈیاں بھر لیں' اس کی خبر نبی ﷺ کو ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ ہانڈیاں الٹ دی جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے شہری گدھے' خچر' درندوں اور پنجے سے پھاڑ کھانے والے پرندوں کا گوشت حرام قرار دیا' مردار پرندہ' لوٹ اور اچکے ہوئے مال کو بھی حرام کر دیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم خیبر میں گدھے کے گوشت سے منع کیا۔ البتہ گھوڑے کے

گوشت کی اجازت دی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ایک آنے والا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے گدھے کھائے ایک اور آنے والا آپؐ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے گدھوں کو فنا کر دیا آپ نے ابوطلحہ کو نداد ینے کا حکم دیا۔ اللہ اور اس کا رسول تمہیں گدھے کے گوشت سے منع کرتا ہے کیونکہ وہ نجس ہے' تمام ہانڈیاں اوندھا دی گئیں۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ہمیں گدھے ملے رسول اللہ ﷺ کے منادی نے یہ ندا دی کہ ہانڈیاں اوندھا دو۔

ابوسلیط سے جو بدری تھے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ہمارے پاس گدھے کے گوشت سے رسول اللہ ﷺ کی ممانعت آئی' ہم لوگ بھوکے تھے پھر بھی ہانڈیاں اوندھا دیں۔

خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم:

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ جب اللہ نے خیبر کو رسول اللہ ﷺ پر فتح کر دیا تو آپ نے اسے ۳۶ حصوں پر تقسیم کیا کہ ہر حصے میں سو سہم تھے۔ ان حصوں کا نصف اپنے ملکی حوائج اور ان کی ضروریات کے لیے جو آپ کو پیش آتی تھیں مخصوص کر دیا اور دوسرے نصف حصے کو چھوڑ دیا' اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا' نبی ﷺ کا حصہ اسی نصف میں تھا کہ اسی میں قلعہ نطاۃ اور اس کے مشمولات تھے اس کو بھی آپؐ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ جسے آپ نے وقف کیا وہ قلعہ ابوطیحہ الکتیبہ سلالم اور اس کے محتویات تھے۔

جب تمام مال نبی ﷺ اور مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور آپ نے مسلمانوں میں کاشت کرنے والوں کی قلت ملاحظہ فرمائی تو زمین یہود کو دے دی کہ پیداوار کے نصف پر کام کریں۔

وہ لوگ برابر اسی طریقے پر رہے یہاں تک کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھ میں کام کرنے والوں کی کثرت ہوگئی اور وہ اصول کاشت سے اچھی طرح واقف تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے یہود کو شام کی طرف جلا وطن کر دیا۔ اور تمام املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دیں۔

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ نے خیبر فتح کیا تو آپ نے اسے صلح سے لیا اور ۳۶ حصوں پر تقسیم کیا اٹھارہ حصے اپنے واسطے مخصوص کر لیے اور اٹھارہ حصے مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے سوا سپ سوار ہمرکاب تھے آپ نے ایک گھوڑے کے دو حصے لگائے۔

مکحول سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں رسول اللہ ﷺ نے سوار کے تین حصے لگائے ایک حصہ اس کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے۔

ابی اللحم کے آزاد کردہ غلام عمیر سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں میں نے اپنے آقا کے ہمراہ جہاد کیا اور فتح کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ موجود تھا۔ میں نے آپؐ سے درخواست کی کہ ان لوگوں کے ساتھ میرا حصہ بھی لگائیں' آپ نے مجھے

ردی سامان میں سے کچھ دے دیا اور حصہ نہیں لگایا۔

ثابت بن الحارث الانصاری سے مروی ہے کہ خیبر کے سال رسول اللہ ﷺ نے مہلہ بنت جاصم بن عدی اور ان کی بیٹی کا جو پیدا ہوئی تھی حصہ لگایا۔

حنش سے مروی ہے کہ میں رویفع بن ثابت البلوی کے ہمراہ فتح جزبہ میں حاضر ہوا۔ رویفع بن ثابت نے وعظ بیان کیا۔ میں فتح خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا' میں نے آپ کو یہ کہتے سنا کہ جس کا اللہ اور روز آخرت پر ایمان ہے وہ اپنا پانی دوسرے کی زراعت کو نہ دے (یعنی حاملہ لونڈی سے صحبت نہ کرے) اور جس کا اللہ اور روز آخرت پر ایمان ہے وہ کسی قیدی عورت سے حاجت روائی نہ کرے تاوقتیکہ اس کا استبراء نہ کرے (یعنی دو حیض تک انتظار کرے تاکہ حمل غیر کا شبہ جاتا رہے) جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ تقسیم تک مال غنیمت کو فروخت نہ کرے اور جس کا اللہ اور روز آخرت پر ایمان ہے اسے چاہیے کہ مسلمانوں کی غنیمت میں سے کسی جانور پر اس طرح سوار نہ ہو کہ جب وہ دبلا ہو جائے تو مسلمانوں کی غنیمت میں واپس کر دے یا کسی کپڑے کو اتنا پہنے کہ جب وہ پرانا ہو تو اسے مسلمانوں کی غنیمت میں واپس کر دے۔

حکم نے کہا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اللہ کے اس قول کے بارے میں خبر دی۔ "**واثابهم فتحا قريبا**" (انہیں عنقریب فتح دے گا) کہ (اس سے مراد) خیبر ہے "**واخرى لم تقدر واعليها قد احاط الله بها**" (اور ایک دوسری جماعت کہ تم جس پر قادر نہیں ہوئے تھے اللہ نے اس کا احاطہ کر لیا (اس سے مراد) فارس و روم ہے (جو رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فتح کیے)۔

زہریلا گوشت:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو ایک بکری ہدیۃً دی گئی جو زہر آلود تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا یہاں جس قدر یہود ہیں سب کو جمع کرو سب آپ کے پاس جمع کیے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آیا تم لوگ اس کے بارے میں مجھ سے سچ کہو گے۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسم۔ ہاں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا ہمارا باپ فلاں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جھوٹ بولے۔ تمہارا باپ فلاں ہے انہوں نے کہا آپؐ نے سچ کہا اور درست کہا۔

آپؐ نے فرمایا اگر میں تم میں سے کچھ پوچھوں تو تم مجھ سے سچ کہو گے۔

انہوں نے کہا اے ابوالقاسم' ہاں' کیونکہ ہم اگر جھوٹ بولیں گے تو آپ ہمارا جھوٹ معلوم کر لیں گے جیسا کہ آپ نے ہمارے باپ کے بارے میں معلوم کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اہل جہنم کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ اس میں بہت کم رہیں گے تم لوگ اس میں ہمارے عوض رہو گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں اس میں رہو اور ہم کبھی اس میں تمہارے عوض میں نہ رہیں گے۔

پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم مجھ سے سچ کہو گے اگر میں تم سے پوچھوں انہوں نے کہا اے ابوالقاسم ہاں' آپؐ نے فرمایا کیا تم

لوگوں نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں' آپؐ نے فرمایا: تمہیں کس نے ابھارا انہوں نے کہا ہمارا ارادہ یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہمیں آپؐ سے راحت مل جائے گی اور اگر آپؐ نبی ہوں گے تو آپ کو ضرر نہ ہوگا۔

حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے عقد نکاح:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے روانگی کا ارادہ کیا تو مسلمانوں نے کہا اب ہم معلوم کرلیں گے کہ صفیہ لونڈی ہیں یا بیوی اگر وہ بیوی ہوں گی تو آپؐ انہیں پردہ کرائیں گے ورنہ وہ جاریہ (لونڈی) ہوں گی۔

جب آپؐ روانہ ہوئے تو آپؐ نے پردے کا حکم دیا ان کے درمیان پردہ کیا گیا۔ لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ زوجہ ہیں' جب انہوں نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے ان کے قریب اپنی ران کردی تا کہ وہ اس پر سے سوار ہوں۔ لیکن انہوں نے انکار کیا۔ اپنا گھٹنا آپ کی ران کے قریب رکھا آپؐ نے انہیں اٹھایا۔

رات کو آپ اترے اور خیمے میں داخل ہوئے وہ بھی آپؐ کے ساتھ داخل ہوئیں ابوایوب آئے پاس تلوار بھی تھی وہ خیمے پر اپنا سر رکھ کر سو گئے رسول اللہ ﷺ کو صبح ہوئی تو آپؐ نے حرکت (آہٹ سنی' فرمایا: کون ہے؟ انہوں نے کہا میں ابوایوب ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تمہارا کیا کام ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جوان لڑکی جن کی نئی شادی ہوئی ہے۔ اور آپ نے ان کے شوہر کے ساتھ جو کیا وہ کیا' اس لیے میں ان سے بے خوف نہ تھا۔ میں نے کہا کہ اگر وہ جنبش کریں تو میں آپ کے قریب ہوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: اے ابوایوب خدا تم پر رحمت کرے۔

انس سے مروی ہے کہ صفیہ دحیہ کے حصہ میں پڑیں وہ ایک خوبصورت لڑکی تھیں' انہیں رسول اللہ ﷺ نے سات راس (جانوروں) کے عوض میں خریدا۔ اور ام سلیم کے سپرد کیا تا کہ وہ ان کا بناؤ کردیں اور انہیں تیار کردیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کا ولیمہ کھجور اور پنیر اور گھی پر کیا' زمین کو جھاڑا دسترخوان لائے گئے اور اسی زمین پر بچھا دیئے گئے پنیر' گھی اور کھجور لائی گئی لوگ سیر ہو گئے' لوگوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ آپ نے ان سے نکاح کیا ہے یا انہیں ام الولد (لونڈی) بنایا ہے' پھر لوگوں نے کہا کہ اگر انہیں پردہ کرائیں گے تو آپ کی زوجہ ہوں گی اور اگر پردہ نہ کرائیں گے تو وہ ام الولد (لونڈی) ہوں گی۔ جب آپ نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو انہیں پردہ کرایا یہاں تک کہ وہ اونٹ کی پشت پر بیٹھ گئیں' لوگوں نے سمجھ لیا کہ آپؐ نے ان سے نکاح کیا ہے۔

انس سے مروی ہے کہ انہیں قیدیوں میں صفیہ بنت حیی بھی تھیں جو دحیہ الکلبی کے حصے میں پڑیں بعد کو نبی ﷺ کے پاس گئیں آپ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کرلیا اور ان کے عتق (آزاد کرنے کو) ان کا مہر بنایا۔

حماد نے کہا کہ عبدالعزیز نے ثابت سے کہا کہ اے ابومحمد تم نے انس سے کہا کہ آپؐ نے انہیں کیا مہر دیا؟ تو انہوں نے کہا کہ خود انہیں کو ان کے مہر میں دیا' پھر ثابت نے اپنا سر ہلایا گویا وہ ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

سریہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بجانب تربہ:

شعبان ۷ھ میں بجانب تربہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مہم پر روانہ ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو تیس آدمیوں کے ہمراہ قبیلہ ہوازن کی ایک کی شاخ کی جانب بمقام تربہ بھیجا جو العبلا کے نواح میں مکے سے چار رات کے فاصلے پر صنعاء نجران کی شاہراہ پر ہے' وہ روانہ ہوئے' ان کے ہمراہ بنی ہلال کا ایک رہبر تھا۔ رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے۔

ہوازن کو خبر ہو گئی تو وہ بھاگ گئے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان کی بستی میں آئے' مگر انہیں کوئی نہیں ملا وہ واپس ہو کر مدینے آ گئے۔

سریہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بجانب بنی کلاب بمقام نجد:

شعبان ۷ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ضریہ کے نواح میں بمقام نجد سریہ بنی کلاب ہوا۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جہاد کیا۔ نبی ﷺ نے انہیں ہم پر امیر بنا کے بھیجا انہوں نے مشرکین کے کچھ آدمی گرفتار کیے جن کو ہم نے قتل کر دیا ہمارا اشعار امت' امت تھے میں نے مشرکین کے سات گھر والوں (اہل ابیات) کو قتل کیا۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فزارہ کی طرف بھیجا' میں بھی ان کے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب ہم ان کے حوض کے قریب پہنچے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے راستہ میں قیام کیا صبح کی جب نماز پڑھ لی تو ہمیں حکم دیا۔ ہم سب جمع ہو گئے اور حوض پر اتر آئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جنہیں قتل کیا انہیں قتل کیا' ہم لوگ ان کے ہمراہ تھے۔

سلمہ نے کہا کہ مجھے لوگوں کی گردنیں نظر آئیں جن میں بچے بھی تھے' خوف ہوا کہ یہ لوگ مجھ سے آگے پہاڑ پر چلے جائیں گے میں نے ان کا قصد کیا۔ ان کے اور پہاڑ کے درمیان تیر پھینکا جب انہوں نے دیکھا تو کھڑے ہو گئے' اتفاقاً انہیں میں فزارہ کی ایک عورت تھی جو چمڑے کا جبہ پہنے تھی اس کے ہمراہ اس کی بیٹی تھی جو عرب میں سب سے زیادہ حسین تھی میں انہیں ہنکا کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی بیٹی مجھے حصہ سے زائد دی' میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا یہاں تک کہ مدینے آ گیا وہ میرے پاس سو گئی مگر میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا۔ مجھے رسول اللہ ﷺ بازار میں ملے آپ نے فرمایا اے سلمہ وہ عورت مجھے ہبہ کر دو' میں نے کہا' یا نبی اللہ' خدا کی قسم اس نے مجھے فریفتہ کر لیا ہے لیکن اس نے اس کا کپڑا نہیں کھولا ہے۔ آپ خاموش ہو گئے۔

جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ مجھ سے بازار میں ملے۔ میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا تھا۔ آپ نے فرمایا: اے سلمہ وہ عورت مجھے دے دو۔ تمہارا باپ خدا ہی کے لیے ہو' میں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ ہی کے لیے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے اہل مکہ کے پاس بھیج کر ان مسلمانوں کے فدیہ میں دے دیا جو مشرکین کے ہاتھ میں قید تھے۔

سریہ بشیر بن سعد الانصاری بمقام فدک:

شعبان ۷ھ میں فدک کی جانب سریہ بشیر بن سعد الانصاری ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے بشیر بن سعد کو تیس آدمیوں کے ہمراہ بمقام فدک بنی مرہ کی جانب روانہ فرمایا' وہ بکریاں چرانے

والوں سے ملے بنی مرہ کو دریافت کیا گیا تو کہا گیا کہ وہ اپنے جنگلوں میں ہیں بشیر بن سعد اونٹ اور بکریاں ہنکا کے مدینے کی طرف روانہ ہو گئے۔

ایک چیخ کی آواز نکلی جس نے قبیلے والوں کو خبردار کر دیا' ان میں سے جبشی رات کے وقت بشیر کو پا گئے وہ لوگ باہم تیر اندازی کرتے ہوئے بڑھے بشیر کے ساتھیوں کے تیر ختم ہو گئے اور صبح ہو گئی۔

مربون نے ان پر حملہ کر دیا بشیر کے ساتھیوں کو تکلیف پہنچائی بشیر نے جنگ کی جس میں وہ زخمی ہو گئے ان کے ٹخنے میں چوٹ لگ گئی کہا گیا کہ وہ مر گئے قبیلہ والے اپنے اونٹ اور بکریاں واپس لے گئے علبہ بن زید الحارثی ان لوگوں کی خبر رسول اللہ ﷺ کے حضور میں لائے اس کے بعد ہی بشیر بن سعد بھی آ گئے۔

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی بجانب المیفعہ :

رمضان ۷ ھ میں المیفعہ کی جانب غالب بن عبداللہ اللیثی کا سریہ ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ کو بنی عوال اور بنی عبد بن ثعلبہ کی طرف بھیجا جو المیفعہ میں تھے کہ بطن نخل سے النقرہ کی جانب اسی طرف علاقہ نجد میں ہے اس کے اور مدینے کے درمیان آٹھ برد (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے انہیں آپ نے ایک سو تیس آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام یسار تھے۔

ان لوگوں نے ایک دم سے سب پر حملہ کر دیا۔ ان کے مکانات کے درمیان جا پڑے۔ جو سامنے آیا اسے قتل کر دیا۔ اونٹ اور بکریاں ہنکا کے مدینے لے آئے انہوں نے کسی کو گرفتار نہیں کیا۔

اسی سریہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا جس نے لا الہ الا اللہ کہا نبی ﷺ نے کہا' تم نے اس کا قلب چیر کے کیوں نہ دیکھ لیا کہ تم معلوم کر لیتے کہ وہ صادق ہے یا کاذب اسامہؓ نے کہا میں کسی ایسے شخص سے جنگ نہ کروں گا جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دے گا۔

سریہ بشیر بن سعد الانصاری بجانب یمن و جبار:

شوال ۷ ھ میں یمن و جبار کی جانب سریہ بشیر بن سعد الانصاری ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ غطفان کی ایک جماعت سے جو الجناب میں ہے عیینہ بن حصن نے وعدہ لیا ہے کہ ان کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی جانب روانہ ہو گا رسول اللہ ﷺ نے بشیر بن سعد کو بلایا ان کے لیے جھنڈا باندھا اور ہمراہ تین سو آدمی روانہ کیے۔

وہ لوگ رات بھر چلتے اور دن بھر پوشیدہ رہتے تھے یہاں تک کہ یمن و جبار آ گئے جو الجناب کی جانب ہے۔ الجناب سلاح و خیبر و وادی القری کے سامنے ہے۔ وہ سلاح میں اترے اور اس قوم کے قریب آئے' بشیر کو ان لوگوں سے بہت اونٹ ملے' چرواہے بھاگ گئے انہوں نے مجمع کو ڈرایا۔ تو سب بھاگ گئے اور پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے۔

بشیر مع اپنے ساتھیوں کے ان کی تلاش میں روانہ ہوئے ان کے مکانات میں آئے مگر کوئی نہ ملا وہ اونٹ لے کے واپس

ہوئے صرف دو آدمی ملے جن کو انہوں نے قید کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے وہ دونوں اسلام لے آئے۔ تو آپ نے انہیں بھیج دیا۔

عمرۂ قضاء:

ذی القعدہ ۷ھ میں رسول اللہ ﷺ کا عمرۂ قضاء ہوا۔

ذی القعدہ کا چاند ہوا تو رسول اللہ ﷺ کا عمرۂ قضاء ہوا۔ اصحاب کو حکم دیا کہ وہ عمرۂ قضاء کریں جس سے انہیں مشرکین نے حدیبیہ میں روکا تھا اور یہ کہ جو لوگ حدیبیہ میں حاضر تھے ان میں سے کوئی پیچھے نہ رہے۔ سب لوگ شریک ہوئے سوائے ان کے جو خیبر میں شہید ہو گئے یا مر گئے۔

نیابت نبوی کا اعزاز:

رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مسلمانوں کی ایک جماعت عمرے کے لیے روانہ ہوئی وہ سب عمرۂ قضاء میں دو ہزار تھے آپ نے مدینے پر ابورہم الغفاری کو قائم مقام بنایا' رسول اللہ ﷺ ساٹھ اونٹ لے گئے آپ نے اپنی ہدی (قربانی کے اونٹ) پر ناجیہ بن جندب الاسلمی کو مقرر کیا' رسول اللہ ﷺ نے ہتھیاروں میں خود زرہیں اور نیزے لیے اور سو گھوڑے روانہ کیے۔

مسلمانوں کی مرالظہران میں آمد:

جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو گھوڑوں کو اپنے آگے روانہ کیا محمد بن مسلمہ (امیر) تھے آپ نے ہتھیاروں کو بھی آگے کیا۔ اوران پر بشیر بن سعد کو عامل بنایا۔

رسول اللہ ﷺ نے مسجد ہی سے احرام باندھ کر تلبیہ کہا' مسلمان بھی آپ کے ہمراہ تلبیہ کہہ رہے تھے۔

محمد بن مسلمہ رسالے کے ہمراہ مرالظہران تک آئے تھے کہ وہاں قریش کے کچھ لوگ ملے ان لوگوں کے استفسار پر محمد بن مسلمہ نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا لشکر ہے ان شاء اللہ کل آپ کو اس منزل میں صبح ہو گی وہ قریش کے پاس آئے اور انہیں خبر دی' لوگ گھبرائے۔

رسول اللہ ﷺ مرالظہران میں اترے آپ نے ہتھیار بطن یاجج کے پاس آگے روانہ کر دیئے جہاں سے حرم کے بت نظر آتے تھے اور اس پر اوس بن خولی الانصاری کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ پیچھے چھوڑ دیا۔

مکہ میں حضور علیہ السلام کا داخلہ:

قریش مکے سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے مکے کو انہوں نے خالی کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہدی کو آگے روانہ کیا تھا وہ ذی طوی میں روک لی گئی۔

رسول اللہ ﷺ اپنی سواری القصواء پر اس طرح روانہ ہوئے کہ مسلمان تلواریں لیے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے گرد حلقہ کیے ہوئے تھے اور تلبیہ کہتے جاتے تھے۔

آپ اس پہاڑی راستے سے چلے جو الحجون پر نکلتا ہے' عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کی سواری کی نکیل پکڑے ہوئے تھے۔

طواف بیت اللہ:

رسول اللہ ﷺ تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے اپنی چادر داہنی بغل سے نکال کر بائیں شانے پر ڈال لی۔ اور اپنی ٹیڑھی موٹھ کی لکڑی سے حجر اسود کو مس کیا آپ نے سواری ہی پر طواف کیا اور مسلمان بھی اپنی چادروں کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں شانے پر ڈالے آپ کے ہمراہ طواف کر رہے تھے اور عبداللہ بن رواحہ یہ (اشعار) کہہ رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اشعار:

خلوا بنی الكفار عن سبيله　　خلوا فكل الخير مع رسوله

''اے اولاد کفار اس کا راستہ خالی کر دو۔ کیونکہ ہر طرح کی خیر رسول اللہ ﷺ ہی کے ساتھ ہے۔

نحن ضربناكم على تاويله　　كما ضربناكم على تنزيله

ہم نے تمہیں ان کی واپسی پر ایسی مار ماری جیسی مار ہم نے تمہیں ان کے اترنے پر ماری۔

ضربا يزيل الهام عن مقيله　　ويذهل الخليل عن خليله

يا رب انى مومن بقيله

وہ ایسی مار تھی جو دماغ کو اس کی راحت سے ہٹا دیتی ہے اور دوست سے دوست کو بھلا دیتی ہے۔ یا رب میں ان کی بات پر ایمان لاتا ہوں''۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن رواحہ پھر کہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ میں سن رہا ہوں۔ آپؐ نے عمر رضی اللہ عنہ کو خاموش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن رواحہ پھر کہو۔ ارشاد فرمایا کہ کہو سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے جو تنہا دیکھتا ہے جس نے اپنے بندے کی مدد کی اپنے لشکر کو غالب کیا اور گروہوں کو تنہا اسی نے بھگا دیا ابن رواحہ اور ان کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی یہی کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری پر صفا و مروہ کا طواف کیا۔ جب ساتوں طواف سے فراغت ہوئی اور ہدی بھی مروہ کے پاس کھڑی ہو گئی تو آپؐ نے فرمایا یہ قربانی کی جگہ ہے اور مکہ کا ہر راستہ قربانی کی جگہ ہے۔

آپ نے مروہ میں قربانی کی اور وہیں سر منڈایا۔ اسی طرح مسلمانوں نے بھی کیا رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے کچھ آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ بطن یاجج میں اپنے ساتھیوں کے پاس جائیں اور ہتھیاروں کی نگرانی کریں کہ دوسرے لوگ آ کر اپنا فرض ادا کریں ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث کے ساتھ نکاح:

رسول اللہ ﷺ کعبے میں داخل ہوئے آپؐ اس میں برابر ظہر تک رہے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے کعبے کی پشت پر اذان کہی رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں تین روز قیام فرمایا اور میمونہ بنت الحارث الہلالیہ سے نکاح کیا۔

حضور علیہ السلام کی واپسی:

جب چوتھے روز ظہر کا وقت ہوا تو آپؐ کے پاس سہل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ آئے دونوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی مدت پوری ہوگئی۔ لہٰذا آپ ہمارے پاس سے جائیے۔

رسول اللہ ﷺ کسی مکان میں نہیں اترے بلکہ ریتلی زمین پر آپؐ کے لیے چمڑے کا خیمہ نصب کر دیا گیا۔ آپ اسی میں اپنی روانگی تک رہے۔

آپ نے ابو رافع کو حکم دیا تو انہوں نے کوچ کی ندا دی اور کہا کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص وہاں شام نہ کرے۔

حضرت عمارہ بنت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما:

آپؐ نے مکے سے عمارہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کو اور ان کی والدہ سلمہ بنت عمیس کو لیا' عمارہ عبداللہ بن شداد بن الہاد کی والدہ تھیں۔ ان کے بارے میں علی اور جعفر اور زید بن حارثہ نے جھگڑا کیا کہ وہ ان میں سے کس کے پاس رہیں گی' رسول اللہ ﷺ نے جعفر کے حق میں فیصلہ کیا اس لیے کہ عمارہ کی خالہ اسماء بنت عمیس ان کے پاس تھیں۔

رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے' وہاں سے آپ سرف میں آئے یہاں سب لوگ آپؐ سے آملے ابو رافع مکے ہی میں ٹھہرے رہے' یہاں تک کہ انہیں شام ہوگئی وہ آپ کے پاس میمونہ بنت الحارث کو لائے سرف میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے' پھر آپ پچھلی رات کو روانہ ہوئے اور مدینے آگئے۔

عمرۂ قضاء میں رمل کا حکم:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب عمرۂ قضاء کے لیے مکے آئے' قریش نے کہا تم لوگوں کے پاس ایک ایسی قوم آرہی ہے جنہیں یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے' مشرکین حجر اسود کے قریب بیٹھ گئے نبی ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ تین پھیروں میں (یعنی طواف کے) رمل کریں (یعنی دونوں شانیں اور بازو ہلاتے ہوئے آہستہ آہستہ دوڑیں) تاکہ مشرکین ان کی قوت دیکھ لیں اور یہ کہ دونوں رکنوں (رکن یمانی و رکن حجر اسود) کے درمیان چلیں۔

آپ کو صرف مسلمانوں کی شفقت نے اس امر سے باز رکھا کہ آپؐ انہیں تمام پھیروں میں رمل کا حکم دیں جب انہوں نے رمل کیا تو قریش نے کہا کہ وہ کمزور نہیں ہوئے۔

سریہ ابن ابی العوجاء السلمی بجانب بنی سلیم:

ذی الحجہ ۷ھ میں بنی سلیم کی جانب ابن ابی العوجاء کا سریہ ہوا' رسول اللہ ﷺ نے ابن ابی العوجاء السلمی کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ بنی سلیم کی جانب بھیجا وہ ان کی طرف روانہ ہوئے۔

بنی سلیم کے ایک جاسوس نے جو ابن ابی العوجاء کے ہمراہ تھا آگے بڑھ کر ان لوگوں کو آگاہ کر دیا ان لوگوں نے جماعت تیار کرلی ابن ابی العوجاء اس کے پاس جب پہنچے تو وہ لوگ بالکل تیار تھے۔

مسلمانوں نے ان کو اسلام کی طرف بلایا۔ انہوں نے کہا کہ تم ہمیں جس چیز کی دعوت دیتے ہو ہمیں اس کی کچھ حاجت

نہیں انہوں نے تھوڑی دیر تیر اندازی کی' مشرکین کو امداد آنے لگی اور ہر طرف سے مسلمانوں کو گھیر لیا مسلمان بڑی بہادری سے لڑے' ان کے اکثر ساتھی شہید ہو گئے ابن ابی العوجاء بھی مجروح ہوئے وہ بمشکل روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس سب لوگ صفر ۸ ھ کے پہلے دن آئے۔

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی بجانب بنی الملوح بمقام الکدید:

صفر ۸ ھ میں الکدید میں بنی الملوح کی جانب غالب بن عبداللہ اللیثی کا سریہ ہوا۔

جندب بن مکیث الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو بنی کلب بن عوف کے ایک سریہ کے ساتھ بھیجا' پھر ان کے بارے میں حکم دیا کہ وہ سب مل کر! الکدید میں بنی الملوح پر حملہ کریں جو بنی لیث میں سے تھے۔

ہم سب روانہ ہوئے جب قدید پہنچے تو حارث بن البرصاء اللیثی ملا ہم نے اسے گرفتار کر لیا اس نے کہا کہ میں تو صرف اسلام کے ارادہ سے آیا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے لیے نکلا ہوں ہم نے کہا کہ اگر تو مسلمان ہے تو ایک دن ایک رات میں ہمارا لشکر تیرا کچھ نقصان نہ کرے گا اور اگر تو اس کے خلاف ہوا تو ہم تیری نگرانی کریں گے' ہم نے اسے اسی سے باندھ کر رویجل حبشی کے سپرد کر دیا اور ان سے کہہ دیا کہ اگر وہ تم سے جھگڑا کرے تو اس کا سر اڑا دینا۔

ہم روانہ ہوئے' غروب آفتاب کے وقت الکدید پہنچے اور وادی کے کنارے پوشیدہ ہو رہے تھے' مجھے میرے ساتھیوں نے مخبری کے لیے بھیجا' میں روانہ ہوا اور ایک ایسے بلند ٹیلے پر آیا جو ایک قبیلے کے سامنے تھا اور میں ان کو نظر آ رہا تھا۔ میں اس ٹیلے کی چوٹی پر چڑھ گیا اور کروٹ کے بل لیٹ گیا میں نے دیکھا کہ یکا یک ایک شخص اپنے اونٹ کے بالوں کے خیمے سے نکلا' اس نے اپنی عورت سے کہا کہ میں اس پہاڑ پر ایسی سیاہی دیکھتا ہوں جو میں نے اس دن سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اپنے برتنوں کو دیکھ ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کوئی برتن کتے گھسیٹ کر لے گئے ہوں۔ اس عورت نے دیکھا اور کہا کہ واللہ میرے برتنوں میں سے کوئی گم نہیں ہوا۔ اس نے کہا تو پھر مجھے کمان اور تیر دے دے۔ عورت نے کمان اور اس کے ساتھ دو تیر دیئے' اس نے ایک تیر پھینکا جس نے میری دونوں آنکھوں کے درمیان (لگنے میں) واللہ خطا نہ کی۔ میں نے تیر کھینچ لیا اور اپنی جگہ جما رہا اس نے دوسرا تیر پھینکا جو میرے مثانے میں لگا میں نے اسے بھی کھینچ کے رکھ لیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ اس نے اپنی عورت سے کہا کہ واللہ اگر کوئی مخبر ہوتا تو اب تک حرکت کرتا ضرور میرے دونوں تیر اس (ٹیلے) میں گھس گئے جب صبح ہو تو ان دونوں کو دیکھنا کہ کتے نہ چبا ڈالیں۔

وہ اندر چلا گیا' قبیلے کے مویشی' اونٹ اور بکریاں آ گئیں' جب انہوں نے دودھ دوہ لیا اور انہیں آرام لینے دیا اور مطمئن ہو کر سو گئے تو ایک دم سے ہم نے ان پر حملہ کر دیا' مویشی ہنکا لیے۔

قوم میں ایک شور مچ گیا تو وہ جانور بھی آ گئے جن کی ہمیں طاقت نہ تھی' ہم انہیں نکال کر لا رہے تھے کہ ابن البرصاء ملا ہم نے اسے بھی لاد لیا اور اپنے ساتھی کو بھی لے لیا' ہمیں اس قوم نے پا لیا اور ہماری طرف دیکھا' ہمارے اور ان کے درمیان سوائے وادی کے اور کوئی چیز نہ تھی ہم لوگ وادی کے کنارے چل رہے تھے کہ یکا یک اللہ نے جہاں سے چاہا سیلاب بھیج دیا جس نے اس کے دونوں کنارے پانی سے بھر دیئے واللہ میں نے اس روز نہ ابر دیکھا نہ بارش' وہ ایسا سیلاب لایا جس میں کسی کو یہ طاقت نہ تھی کہ

اس کے پار ہو میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں اور ہم نے ان جانوروں کو پانی کے بہاؤ پر چڑھا دیا تھا۔

انہوں نے اسی طرح کہا' لیکن محمد بن عمرو کی روایت میں ہے کہ ہم ان جانوروں کو پانی کے بہاؤ پر چڑھائے لیے جا رہے تھے ان لوگوں سے ہم اس طرح چھوٹ گئے کہ وہ ہماری تلاش پر قادر نہ تھے انہوں نے کہا کہ میں ایک مسلمان رجز خواں کا قول نہ بھولوں گا جو کہہ رہے تھے:

ابی ابوالقاسم ان تعزبی فی خضلٍ نباته مغلولب
صُغْرا عالیه کلون المذهب

''ابوالقاسم نے اس سے انکار کیا کہ میرے لیے کم ہو۔ کسی سبزہ زار میں اس کی گھاس جس میں بکثرت سبزہ ہو جس کے اوپر کا حصہ ایسا زرد ہے جیسے سونے سے طمع کی ہوئی چیز کا رنگ ہوتا ہے''۔

محمد بن عمرو نے اپنی روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے:

وذاك قول صادقٍ لم یكذب

''اور یہ ایک صادق کا قول ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بولا''۔

انہوں نے کہا کہ وہ دس سے زائد آدمی تھے' اسلم کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ ان کا شعار اس روز امت امت تھا۔

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی:

صفر ۸ھ میں غالب بن عبداللہ اللیثی کا سریہ ان لوگوں کی جانب فدک میں ہوا جن سے بشیر بن سعد کے ساتھیوں پر مصیبت آئی۔ حارث بن فضیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو تیار کیا اور فرمایا کہ جاؤ یہاں تک کہ تم بشیر بن سعد کے ساتھیوں پر مصیبت لانے والوں کے پاس پہنچو اگر اللہ تمہیں ان پر کامیاب کرے تو ان کے ساتھ مہربانی نہ کرنا۔ آپ نے ان کے ساتھ دو سو آدمی کر دیے اور ان کے لیے جھنڈا باندھ دیا۔

اتنے میں غالب بن عبداللہ اللیثی الکدید کے سریے سے واپس آئے اللہ نے انہیں فتح مند کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے زبیر سے فرمایا کہ تم بیٹھو اور غالب بن عبداللہ کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا' انہیں میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی تھے' مسلمان بشیر کے ساتھیوں پر مصیبت لانے والوں تک پہنچ گئے ان کے ہمراہ علبہ بن زید بھی تھے' ان لوگوں کو مشرکین کے اونٹ ملے کچھ لوگوں کو انہوں نے قتل بھی کیا۔

عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ اس سریے میں عقبہ بن عمرو ابو مسعود اور کعب بن عجرہ اور اسامہ بن زید الحارثی بھی غالب کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

حویصہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک سریے میں غالب بن عبداللہ کے ہمراہ بنی مرہ کی جانب بھیجا' ہم نے صبح ہوتے ہی ان پر حملہ کر دیا' غالب نے ہمیں خوف دلایا تھا اور حکم دیا تھا کہ ہم لوگ جدا نہ ہوں اور ہم میں عقد مواخات (ایک

دوسرے کا بھائی) کر دیا تھا۔

غالب نے کہا کہ میری نافرمانی نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی تم لوگ اگر میری نافرمانی کرو گے تو اپنے نبی ﷺ کی نافرمانی کرو گے' انہوں نے کہا کہ میرے اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے درمیان انہوں نے عقد مواخات کر دیا (یعنی انہیں اور مجھے بھائی بھائی بنا دیا) پھر ہمیں وہ قوم مل گئی (جس کی تلاش تھی)۔

سریہ شجاع بن وہب الاسدی:

ربیع الاوّل ۸ھ میں السی میں بنی عامر کی جانب شجاع بن وہب الاسدی کا سریہ ہوا۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چوبیس آدمیوں کو ہوازن کے ایک مجمع کی طرف روانہ کیا جو السی میں تھا کہ المعدن سے اسی طرف رکبہ کے نواح میں مدینے سے پانچ رات کے راستہ پر ہے آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ وہ ان پر حملہ کریں۔

مسلمان رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ رہتے تھے وہ اسی حالت میں صبح کے وقت ان کے پاس پہنچے کہ وہ غافل تھے انہیں بہت سے اونٹ بکریاں ملیں جن کو مدینہ منورہ لائے مال غنیمت کو تقسیم کیا تو ان کے حصے میں پندرہ اونٹ آئے' اونٹ کو انہوں نے دس بکریوں کے برابر کیا۔

یہ سریہ پندرہ روز کا تھا۔

سریہ کعب بن عمیر الغفاری:

ربیع الاوّل ۸ھ میں ذات اطلاح کی جانب جو وادی القریٰ کے اسی طرف ہے کعب بن عمیر الغفاری کا سریہ ہوا۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عمیر الغفاری کو پندرہ آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا' وہ ذات اطلاح پہنچے جو شام کے علاقے میں ہے انہوں نے ان کی جماعت میں سے بہت بڑا مجمع پایا' ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے قبول نہیں کیا اور تیراندازی کی۔

جب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے یہ دیکھا تو انہوں نے ان سے نہایت سخت مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ قتل کر دیئے گئے ایک شخص مجروح ہو کر مقتولین میں بچ گیا جب رات ان پر سکون طاری ہو گیا۔ تو بمشکل روانہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کو یہ خبر دی جو بہت شاق گزری آپ نے ان کی جانب مہم بھیجنے کا ارادہ کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ لوگ دوسرے مقام پر چلے گئے تو آپ ؐ نے انہیں چھوڑ دیا۔

سریہ موتہ:

جمادی الاولیٰ ۸ھ میں سریۂ موتہ ہوا جو البلقاء کے نزدیک ہے اور البلقاء دمشق کے آگے ہے۔

قاصد نبوی حارث ؓ بن عمیر کی شہادت:

رسول اللہ ﷺ نے حارث بن عمیر الازدی جو بنی لہب میں سے تھے شاہ بصریٰ کے پاس نامہ مبارک کے ساتھ بھیجا۔

جب وہ موتہ میں اترے تو انہیں شرجیل بن عمرو الغسانی نے روکا اور قتل کر دیا ان کے سوا رسول اللہ ﷺ کا اور کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا۔

یہ سانحہ آپ پر بہت گراں گزرا۔ آپ نے لوگوں کو بلایا۔ سب تیزی سے آئے اور مقام جرف میں جمع ہو گئے ان کی تعداد تین ہزار تھی۔

امرائے لشکر کا تقرر:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب کے امیر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں اگر وہ قتل کر دیئے جائیں تو جعفر بن ابی طالب ہیں اگر وہ بھی قتل کر دیئے جائیں تو مسلمان اپنے میں سے کسی کا انتخاب کر لیں اور اسے امیر بنا لیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے ایک سفید جھنڈا باندھا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا انہیں وصیت کی کہ حارثہ بن عمیر کے مقتل میں آئیں۔ جو لوگ وہاں ہوں انہیں اسلام کی دعوت دیں اگر وہ قبول کر لیں تو خیر ورنہ اللہ سے ان کے خلاف مدد مانگیں اور ان سے لڑیں۔

آپ ان کی مشایعت کے لیے نکلے' ثنیۃ الوداع پہنچ کے ٹھہر گئے اور انہیں رخصت کر دیا۔ وہ لوگ اپنی چھاؤنی سے روانہ ہوئے تو مسلمانوں نے ندا دی کہ اللہ تم سے تمہارے دشمن کو دفع کرے اور تمہیں نیک و کامیاب کر کے واپس کرے ابن رواحہ نے اس وقت یہ شعر پڑھا ۔

لکنی اسأل الرحمٰن مغفرۃ وضربۃ ذات فرغ تقذف الزبدا

''لیکن میں رحمٰن سے مغفرت مانگتا ہوں۔ اور ایسی کاری ضرب جو خباثت کو دفع کر دے''۔

اسلامی لشکر کی روانگی:

جب وہ مدینے سے چلے تو دشمن نے ان کی روانگی سنی اور مقابلے کے لیے جمع ہوئے شرجیل بن عمرو غسانی نے ایک لاکھ سے زائد آدمی جمع کر لیے اور اپنے جاسوسوں کو آگے روانہ کر دیا۔

آغاز جنگ:

مسلمان معاً' ملک شام میں اترے لوگوں کو یہ خبر پہنچی کہ ہرقل مآب علاقہ البلقاء میں ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ اترا ہے جو بہراء اور وائل اور بکر اور لخم اور جذام کے قبائل میں سے تھے۔

مسلمان دو شب مقیم رہے تاکہ اپنے معاملہ پر غور کریں' انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو لکھیں اور آپ کو اس واقعے کی خبر دیں' عبداللہ بن رواحہ نے انہیں چلنے پر ہمت دلائی وہ لوگ موتہ تک گئے' مشرکین ان کے پاس آئے' ان کا وہ سامان' ہتھیار' جانور' دیباء و حریر اور سونا آیا جس کی کسی کو مقدرت نہ تھی۔

امیر اوّل حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

مسلمان اور مشرکین کا مقابلہ ہوا۔ امراء نے اس روز پیادہ لڑائی کی جھنڈا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے لیا۔ انہوں نے جنگ

کی ان کے ہمراہ اپنی اپنی صفوں میں مسلمانوں نے بھی جنگ کی یہاں تک کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نیزے سے قتل ہوئے ان پر خدا کی رحمت ہو۔

امیر ثانی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت:

جھنڈا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لے لیا وہ اپنے گھوڑے سے اتر پڑے جو سنہرے رنگ کا تھا انہوں نے اس کے پاؤں کی رگ کاٹ دی' یہ پہلا گھوڑا تھا جس کے پیر کی رگ اسلام میں کاٹی گئی۔ انہوں نے مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیئے گئے' اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو' انہیں ایک رومی نے مارا اور دو ٹکڑے کر دیئے ان کے جسم کے ایک ٹکڑے میں تیس سے زائد زخم پائے گئے جیسا کہ کہا گیا۔ جعفر کے بدن پر بہتر زخم ملے جو تلوار اور نیزے کے تھے۔

امیر ثالث حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

جھنڈا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لے لیا' وہ لڑے' یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا کارنامہ:

لوگوں کی صلاح خالد بن الولید رضی اللہ عنہ پر ہوئی انہوں نے جھنڈا لے لیا مسلمان بھاگے' ان کو شکست ہوگئی مشرکین نے ان کا تعاقب کیا مسلمانوں میں سے جو قتل ہو گیا وہ ہو گیا۔

وہ زمین رسول اللہ ﷺ کے لیے اٹھائی گئی آپ نے قوم کے میدان جنگ کو دیکھا۔ جب خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لے لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب جنگ زور کی ہوگئی۔

اہل مدینہ کا اظہار افسوس:

اہل مدینہ نے لشکر موتہ کو سنا کہ آ رہے ہیں تو مقام جرف میں ان سے ملاقات کی لوگ ان کے منہ پر خاک ڈالنے لگے اور کہنے لگے کہ اے فرار کرنے والو تم نے اللہ کی راہ سے فرار کیا رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے: یہ لوگ فرار کرنے والے نہیں ہیں یہ لوگ ان شاء اللہ دوبارہ حملہ کرنے والے ہیں۔

ابو عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے شام بھیجا' جب میں واپس ہوا تو اپنے ساتھیوں پر گزرا جو موتہ میں مشرکین سے لڑ رہے تھے میں نے کہا واللہ میں آج نہ جاؤں گا تاوقتیکہ ان کے مآل کار کو نہ دیکھ لوں۔

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لے لیا اور ہتھیار پہن لیے' دوسرے راوی نے کہا کہ زیدؓ نے جھنڈا لیا جو قوم کے سردار تھے' جعفر نے اٹھایا جب انہوں نے دشمنوں سے مقابلے کا ارادہ کیا تو واپس آئے اور ہتھیار پھینک دیئے' پھر دشمن پر حملہ کیا اور نیزہ بازی کی وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔

جھنڈا زید بن حارثہ نے لیا اور نیزہ بازی کی وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔ عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لے لیا اور نیزہ بازی کی وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔

مسلمان اس بری طرح ہزیمت اٹھا کے بھاگے کہ میں نے ایسا کبھی نہ دیکھا تھا ان میں سے دو کو بھی میں نے یکجا نہ پایا۔

وہ جھنڈا ایک انصاری نے لے لیا' وہ اسے لے کے دوڑے یہاں تک کہ سب لوگوں کے آگے ہو گئے تو انہوں نے اسے گاڑ دیا اور کہا اے لوگو میرے پاس آؤ لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے' جب تعداد اچھی خاصی ہوگئی تو وہ جھنڈا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے' خالد نے کہا کہ میں جھنڈا تم سے نہ لوں گا تم اس کے زیادہ مستحق ہو۔ انصاری نے کہا: واللہ میں نے تمہارے ہی لیے لیا ہے۔

خالد نے وہ جھنڈا لے لیا اور مشرکین پر حملہ کر دیا' اللہ نے انہیں ایسی بری شکست دی کہ میں نے ایسی کبھی نہیں دیکھی تھی۔ مسلمانوں نے جہاں چاہا تلوار چلائی۔

رسول اللہ ﷺ کا سکوت:

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس کی خبر دی آپ پر یہ واقعہ شاق گزرا' ظہر پڑھی اور اندر تشریف لے گئے۔

آپ نے جب ظہر پڑھ لی تو کھڑے ہوئے دو رکعتیں اور پڑھیں پھر جماعت کی طرف منہ پھیر لیا لوگوں پر بہت شاق گزرا۔ آپ نے عصر پڑھی اور اسی طرح کیا۔ مغرب پڑھی اور اسی طرح کیا پھر عشاء پڑھی اور اسی طرح کیا۔ جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو مسجد میں تشریف لائے' لبوں پر مسکراہٹ تھی معمول تھا کہ جب تک آپ صبح کی نماز نہ پڑھ لیں کوئی انسان مسجد کی کسی طرف سے آپ کی طرف کھڑا نہیں ہوتا تھا۔ جب آپ مسکرائے تو جماعت نے عرض کیا یا نبی اللہ ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں ہمارے اس غم کو اللہ ہی جانتا ہے جو ہمیں اس وقت سے تھا جب سے ہم نے آپ کی وہ حالت دیکھی جو ہم نے دیکھی۔

شہدائے موتہ کا اعزاز:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے میری جو حالت دیکھی یہ ہے کہ مجھے میرے اصحاب کے قتل نے غمگین کر دیا۔ یہاں تک کہ میں نے انہیں اس طرح جنت میں دیکھ لیا کہ وہ بھائی بھائی ہیں آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں ان میں سے ایک میں میں نے کسی قدر اعراض (روگردانی) کو دیکھا کہ گویا انہیں تلوار ناپسند ہے' میں نے جعفر کو دیکھا کہ وہ ایک فرشتے ہیں جن کے دو بازو ہیں جو خون میں رنگے ہوئے ہیں اور جن کے قدم بھی رنگے ہوئے ہیں۔

سریہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

ذات السلاسل کی جانب عمرو بن العاص کا سریہ ہوا جو وادی القریٰ کے اسی طرف ہے اس کے اور مدینے کے درمیان دس دن کا راستہ ہے یہ سریہ جمادی الاخریٰ ۸ھ میں ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی کہ قضاعہ کی ایک جماعت اس ارادہ سے اکٹھا ہوئی ہے۔ کہ مدینۃ النبی ﷺ کے اطراف پہنچ جائیں' رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو بلایا ان کے لیے (لواء) سفید جھنڈا باندھا اور ہمراہ سیاہ جھنڈا (رایہ) بھی کر دیا انہیں تین سو اعلیٰ درجے کے مہاجرین وانصار کے ساتھ روانہ کیا تیس گھوڑے بھی ساتھ تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ بلی وعذرہ وبلقین میں سے جس پر گزر ہو اس سے مدد حاصل کریں' وہ رات کو چلتے اور دن کو پوشیدہ رہتے جب اس قوم کے نزدیک ہوئے تو معلوم ہوا کہ بہت بڑا مجمع ہے۔ انہوں نے رافع بن مکیث الجہنی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج کر آپ سے امداد کی درخواست کی آپ نے

ان کے پاس ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو دوسو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا ان کے لیے جھنڈا باندھا ہمراہ منتخب مہاجرین وانصار کو بھیجا جن میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ انہیں یہ حکم دیا کہ دونوں ساتھ رہیں' جدا جدا نہ ہوں۔

وہ عمرو سے ملے' ابوعبیدہ نے ارادہ کیا کہ لوگوں کی (نماز میں) امامت کریں' عمرو نے کہا کہ آپ تو میرے پاس مدد کے لیے آئے ہیں' امیر تو میں ہوں ابوعبیدہؓ نے ان کی بات مان لی عمرو لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔

عمرو روانہ ہوئے بلی کی آبادی میں داخل ہوئے تمام راستے معلوم کر لیے' عذرہ وبلقین کی آبادی تک آ گئے آخر کو انہیں ایک مجمع ملا جن پر مسلمانوں نے حملہ کر دیا وہ اپنی آبادی میں بھاگے اور منتشر ہو گئے عمرو لوٹے انہوں نے عوف بن مالک الاشجعی کو پیامبر بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا انہوں نے آپ کو ان کے واپس آنے اور صحیح وسالم ہونے کی اور جو کچھ ان کے جہاد میں ہوا اس کی خبر دی۔

سریہ الخبط (برگ درخت) بامارت ابوعبیدۃ بن الجراح:

رجب ۸ھ میں سریہ الخبط ہوا جس کے امیر ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو تین سو مہاجرین وانصار کے ہمراہ جن میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے جہینہ کے ایک قبیلہ کی طرف بھیجا جو القبلیہ میں تھا کہ سمندر کے ساحل متصل ہیں اس کے اور مدینے کے درمیان پانچ رات کا راستہ ہے۔ راستے میں ان کو بھوک کی سخت تکلیف ہوئی تو ان لوگوں نے درخت کے پتے کھائے قیس بن سعد نے اونٹ خریدے اور ان لوگوں کے لیے ذبح کیے سمندر نے ان کے لیے بہت بڑی مچھلی ڈال دی۔ جس کو انہوں نے کھایا اور واپس ہوئے' جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریہ ابوقتادہ بن ربعی الانصاری:

خضرہ کی جانب جو نجد میں قبیلہ محارب کی زمین ہے ابوقتادہ بن ربعی الانصاری کا سریہ شعبان ۸ھ میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ آدمیوں کے ہمراہ ابوقتادہ کو غطفان کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ ان کو چاروں طرف سے گھیر لیں' وہ رات کو چلے اور دن کو چھپے رہے' ابوقتادہ نے ان کے بہت بڑے قبیلہ پر حملہ کر کے گھیر لیا ان میں سے ایک آدمی چلایا ''یا خضرہ''۔

ان کے چند آدمیوں نے لڑائی کی' مگر جو مسلمانوں کے سامنے آیا قتل ہوا' مسلمان مویشی ہنکا لائے جو دوسو اونٹ اور دو ہزار بکریاں تھیں بہت سے مشرکین کو گرفتار کر لیا مال غنیمت کو جمع کیا اور خمس نکال لیا جو بچا لشکر پر تقسیم کر دیا۔ ہر شخص کے حصے میں بارہ اونٹ آئے' اونٹ کو دس بکریوں کے برابر شمار کیا گیا ابوقتادہ کے حصے میں ایک خوبصورت لونڈی آئی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مانگ لیا اور محمیہ بن جز کو ہبہ کر دی' اس سریے میں یہ لوگ پندرہ رات باہر رہے۔

سریہ ابوقتادہ بن ربعی الانصاری:

ماہ رمضان میں ۸ھ میں بطن اضم کی جانب سریہ ابوقتادہ بن ربعی الانصاری ہوا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ابوقتادہ بن ربعی کو آٹھ آدمیوں کے ہمراہ بطور سریے کے بطن اضم کی طرف روانہ کیا جو ذی خشب اور ذی المروہ کے درمیان ہے اس کے اور مدینے کے درمیان تین برد

(۳۶ میل) فاصلہ ہے یہ سریہ اس لیے بھیجا کہ گمان کرنے والا یہ گمان کرلے کہ رسول اللہ ﷺ کی توجہ اس علاقے کی طرف ہے تاکہ اس کی خبر پھیل جائے۔ اس سریہ میں محلم بن جثامہ اللیثی بھی تھے بما لاضبط الاشجعی کا کوئی باشندہ گزرا اس نے اسلامی طریقے سے سلام کیا تو اسے اس جماعت نے روک لیا مگر محلم بن جثامہ نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اس کا اونٹ اسباب اور دودھ کا برتن جو اس کے ہمراہ تھا چھین لیا۔

یہ لوگ جب نبی ﷺ سے ملے تو ان کے بارے میں قرآن میں نازل ہوا:

﴿ یآیها الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل الله فتبینوا ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوٰة الدنیا فعند الله مغانم کثیرة ﴾

''اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو خوب سمجھ لیا کرو' اور جو شخص تمہیں سلام کرے تو اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے' اس غرض سے کہ تم حیات دنیا کا سامان حاصل کرو کیونکہ اللہ کے پاس کثیر مال غنیمت ہے''۔

وہ روانہ ہوئے انہیں کوئی جماعت نہ ملی تو واپس ہوئے' ذی خشب پہنچے تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مکے کی طرف روانہ ہو گئے انہوں نے درمیان کا راستہ اختیار کیا اور نبی ﷺ سے السقیاء میں مل گئے۔

غزوۂ فتح مکہ:

رمضان ۸ ھ میں رسول اللہ ﷺ کا غزوۂ عام الفتح (غزوۂ سال فتح مکہ) ہوا۔

بنو خزاعہ پر بنو بکر کے افراد کا شب خون:

صلح حدیبیہ کے بیسویں مہینے جب شعبان ۸ ھ آیا تو بنو نفاثہ نے جو بنو بکر میں سے تھے۔ اشراف قریش سے گفتگو کی کہ بنی خزاعہ کے مقابلہ میں آدمیوں اور ہتھیاروں سے ان کی مدد کریں قریش نے ان سے وعدہ کر لیا۔ الوتیر میں چھپ کے بھیس بدلے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئے' صفوان بن امیہ حویطب بن عبدالعزیٰ اور مکرز بن حفص بن الاخیف اس جماعت میں تھے۔

ان لوگوں نے رات کے وقت بنی خزاعہ پر حملہ کیا جب کہ وہ لوگ غافل اور امن میں تھے ان کے بیس آدمی قتل کر دیئے۔

بدعہدی پر اہل مکہ کو تشویش:

قریش کو اپنے کیے پر ندامت ہوئی اور انہوں نے یقین کر لیا کہ یہ اس مدت اور عہد کا نقض ہے جو ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہے۔

عمرو بن سالم الخزاعی چالیس خزاعی سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کو اس مصیبت کی خبر دی جو انہیں پیش آئی اور مدد کی درخواست کی۔ آپ کھڑے ہو گئے اپنی چادر کو کھینچتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری مدد بھی نہ کی جائے اگر میں اس چیز سے بنی کعب کی مدد نہ کروں جس سے میں اپنی مدد کرتا ہوں اور فرمایا کہ یہ ابر بنی کعب کی مدد کے لیے ضرور برسے گا۔

تجدید معاہدہ کی درخواست:

ابوسفیان بن حرب نے مدینے میں آ کر آپ سے یہ درخواست کی کہ آپ عہد کی تجدید اور مدت میں اضافہ کر دیں' مگر آپ نے اس سے انکار کیا' ابوسفیان نے کھڑے ہو کے کہا کہ میں نے لوگوں کے سامنے اجازت حاصل کر لی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے ابوسفیان تو یہ کہتا ہے پھر وہ مکے واپس چلا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے سامان کیا' معاملہ پوشیدہ رکھا اپنے کان بند کر لئے اور دعا کی کہ اے اللہ ان کی آنکھیں بند کر دے کہ وہ مجھے ناگہانی طور کے سوا نہ دیکھ سکیں۔

حاطب رضی اللہ عنہ کے قاصد کی گرفتاری:

جب آپؐ نے روانگی پر اتفاق کر لیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو ایک خط لکھا جس میں اس واقعہ کی انہیں خبر دی رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب اور المقداد بن عمرو رضی اللہ عنہما کو روانہ کیا ان دونوں نے حاطب کے خط اور قاصد کو گرفتار کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔

حلیف قبائل کی طلبی:

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اطراف کے عرب کو بلا بھیجا' ان کے بڑے قبیلے اسلم' غفار' مزینہ' جہینہ' اشجع اور سلیم تھے ان میں سے بعض آپ سے مدینے میں ملے اور بعض راستے میں مسلمان غزوہ فتح میں دس ہزار تھے۔

عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے لئے نیابت کا اعزاز:

رسول اللہ ﷺ نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنا قائم مقام بنایا اور دس رمضان ۸ھ یوم چہار شنبہ کو بعد عصر روانہ ہو گئے۔ جب آپ الصلصل پہنچے تو زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو دو سو مسلمانوں کے ہمراہ اپنے آگے روانہ کر دیا۔

اسلامی لشکر کی روانگی:

رسول اللہ ﷺ کے منادی نے یہ ندا دی کہ جو شخص افطار کرنا چاہے وہ افطار کرے اور جو روزہ رکھنا چاہے وہ روزہ رکھے' آپ روانہ ہوئے جب قدید پہنچے تو چھوٹے اور بڑے جھنڈے (لواء و رایہ) باندھے اور قبائل کو دیئے۔

عشاء کے وقت مرالظہران میں اترے۔ آپؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تو انہوں نے دس ہزار جگہ آگ روشن کی قریش کو آپ کی روانگی کی خبر نہیں پہنچی' وہ غمگین تھے کیونکہ اندیشہ تھا کہ آپ ان سے جنگ کریں گے۔

قریش نے ابوسفیان بن حرب کو بھیجا کہ وہ حالات معلوم کرے انہوں نے کہا اگر تو محمدؐ سے ملے تو ہمارے لیے ان سے امان لے لینا' ابوسفیان بن حرب حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء روانہ ہوئے جب انہوں نے لشکر دیکھا تو سخت پریشان ہو گئے۔

ابوسفیان کا قبول اسلام:

رسول اللہ ﷺ نے اس رات کو پہرے پر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو عامل بنایا تھا' عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کی آواز سنی تو (پکار کر) کہا ''ابو حنظلہ'' اس نے کہا ''لبیک (حاضر' اے عباسؓ) یہ تمہارے پیچھے کیا ہے' انہوں نے کہا' یہ

دس ہزار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' تیری ماں اور تیرا خاندان روئے تو اسلام لے آ۔

عباس رضی اللہ عنہ نے اسے پناہ دی اسے اور اس کے دونوں ساتھیوں کو خدمت نبویؐ میں پیش کیا' تینوں اسلام لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے لیے یہ کر دیا کہ جو شخص ان کے گھر میں داخل ہوا سے امان ہے اور جو شخص اپنا دروازہ بند رکھے اسے بھی امان ہے۔

اسلامی لشکر کا مکہ میں فاتحانہ داخلہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آہن پوش لشکر کے ساتھ مکے میں داخل ہوئے' آپؐ اپنی اونٹنی القصواء پر ابوبکر و اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کے درمیان تھے' ابوسفیان کو روک لیا گیا تھا۔ جب انہوں نے وہ سامان دیکھا جس کی انہیں طاقت نہ تھی تو کہا اے ابوالفضل (عباس) تمہارے بھتیجے کی سلطنت تو بہت بڑھ گئی' عباس نے کہا تمہاری خرابی ہو' یہ سلطنت نہیں ہے یہ تو نبوت ہے انہوں نے کہا بے شک۔

اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (رایہ) جھنڈا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا آپ کو ان کی طرف سے یہ معلوم ہوا کہ قریش کے بارے میں کلام ہے اور ان سے وعدہ ہے تو آپ نے جھنڈا ان سے لے لیا' اور ان کے فرزند قیس بن سعد کو دے دیا۔

حضور علیہ السلام کے نامزد کردہ افراد کا قتل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو کدا سے زبیر کو کدیٰ اور خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو اللیط سے داخل ہونے کا حکم دیا۔ عکرمہ بن ابی جہل' ہبار بن الاسود' عبداللہ بن سعد بن ابی سرح' مقیس بن صبابۃ اللیثی' حویرث بن نقیذ اور عبداللہ بن ہلال بن خطل الادرمی۔

ہند بنت عتبہ' سارہ عمرو بن ہاشم کی آزاد کردہ لونڈی' فرتنا اور قریبہ۔

ان میں سے ابن خطل' حویرث بن نقیذ مقیس بن صبابہ قتل کیے گئے۔

عکرمہ بن ابوجہل اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ:

تمام لشکر کو کوئی مجمع نہیں ملا۔ سوائے خالد رضی اللہ عنہ کے کہ انہیں الخندمہ میں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل ملے ان لوگوں نے انہیں اندر آنے سے روکا ہتھیار نکال لیے اور تیر اندازی کی' خالد نے اپنے ساتھیوں کو پکارا ان سے جنگ ہوئی' جس میں چوبیس آدمی قریش کے اور چار آدمی ہذیل کے قتل ہوئے جو بچے وہ بہت بری طرح بھاگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذاخر کے پہاڑی راستے پر ظاہر ہوئے تو آپؐ نے ایک بجلی دیکھی فرمایا میں نے تمہیں قتال سے منع نہیں کیا تھا کہا گیا کہ خالد سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے بھی شمشیر زنی کی فرمایا اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔

شہدائے فتح مکہ:

مسلمانوں میں دو آدمی مقتول ہوئے جو راستہ بھول گئے ایک کرز بن جابر الفہری اور دوسرے خالد الاشعر الخزاعی تھے۔

خیمہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے الحجون میں چمڑے کا خیمہ لگایا گیا۔ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ آپ کا جھنڈا لے گئے اور اسے اس (خیمے) کے پاس گاڑ دیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس کے اندر گئے۔

عرض کی: آپ اپنے مکان میں کیوں نہیں اترتے۔

فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی مکان چھوڑا ہے؟

بیت اللہ سے بتوں کو نکالنا:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں غلبہ وقوف کے ساتھ داخل ہوئے۔ لوگ خوشی اور ناگواری سے اسلام لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر بیت اللہ کا طواف کیا' حالانکہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ نے یہ کیا کہ جب کسی بت کے پاس سے گزرتے تو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور فرماتے: "**جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا**" (حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل تو مٹنے والا ہی ہے) وہ بت اوندھے منہ گر پڑتا تھا۔

سب سے بڑا بت ہبل کعبے کے سامنے تھا۔ آپ مقام ابراہیم میں آئے جو کعبے کے متصل تھا اس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی' مسجد کے ایک کنارے بیٹھ گئے اور بلال کو عثمان بن طلحہ کے پاس کعبے کی چابی لانے کے لیے بھیجا' عثمان لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر قبضہ کر لیا اور بیت اللہ کا دروازہ کھول کر اندر تشریف لے گئے۔ اس میں دو رکعت نماز پڑھی اور باہر آ گئے۔

آپ نے دروازے کے دونوں پٹ بند کر دیئے اور چابی اپنے ہی پاس رکھی' لوگوں کو کعبے کے گرد لایا گیا تھا' آپ نے اس روز لوگوں کو نصیحت کی' عثمان بن طلحہ کو بلا کر چابی دے دی اور فرمایا کہ اولا دابی طلحہ' اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لے لو وہ تم سے سوائے ظالم کے کوئی نہیں چھینے گا۔

پانی کی سبیل (سقایہ) آپ نے عباس بن عبدالمطلب کو دی اور فرمایا کہ میں نے تمہیں دی نہ وہ تم سے بخل کرے اور نہ تم اس سے بخل کرو۔

خانہ کعبہ میں پہلی اذان:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم بن اسد الخزاعی کو بھیجا انہوں نے حرم کے پتھروں کو درست کر دیا' ظہر کا وقت آ گیا تو بلال نے کعبے کی چھت کے اوپر اذان دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن کے بعد سے قریش سے قیامت تک (کفر پر) جنگ نہیں کی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحرورا میں ٹھہرے کعبے سے خطاب کر کے کہا کہ تو اللہ کی زمینوں میں سب سے زیادہ بہتر ہے اللہ کی زمینوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اگر میں تجھ سے نکالا نہ جاتا تو میں نہ نکلتا۔

بتوں کی تباہی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بتوں کی طرف سرایا بھیجے جو کعبے کے گرد تھے اور سب کو توڑ ڈالا ان میں سے العزیٰ' مناۃ' سواع'

بوانہ اور ذوالکفین تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے منادی نے مکہ میں ندادی کہ جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے گھر میں کوئی بت بغیر توڑے نہ چھوڑے۔

رسول اکرم ﷺ کا خطبہ فتح یا رحمت کی رم جھم:

جب فتح کا دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ظہر کے بعد خطبہ پڑھا (وعظ کہا) اور فرمایا کہ اللہ نے جس دن آسمان وزمین کو پیدا کیا (اسی دن سے مکہ کو حرام (محرم وقتل وقتال سے محفوظ) کر دیا ہے' وہ قیامت تک حرام ہے میرے لیے بھی دن کی ایک ساعت سے سوا کبھی حلال نہیں ہوا۔ اس کے بعد وہ اپنی حرمت دیروزہ پر واپس چلا گیا لہٰذا تم میں جو لوگ حاضر ہیں وہ غائبین کو پہنچا دیں' ہمارے لیے ان کے غنائم میں سے بھی کچھ حلال نہیں ہے۔

یوم فتح مکہ:

آنحضرت ﷺ نے بیس رمضان یوم جمعہ کو مکہ معظمہ کو فتح کیا' پندرہ رات مقیم رہے دو رکعت نماز (عصر) پڑھتے رہے غائبین کی طرف روانہ ہوئے' مکے پر عتاب بن اسید کو عامل بنایا جو انہیں نے نماز پڑھاتے تھے اور معاذ بن جبل کو جو حدیث وفقہ کی تعلیم دیتے تھے۔

روزہ رکھنے کے بعد افطار کر دینے کا واقعہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۱۰ ر رمضان کو عام الفتح (فتح مکہ کے سال) میں مدینے سے روانہ ہوئے آپؐ نے روزہ رکھا' الکدید پہنچے تو روزہ ترک کر دیا۔ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا آخر حکم ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام الفتح میں رمضان میں روانہ ہوئے آپؐ نے روزہ رکھا جب الکدید پہنچے اور لوگ آپؐ کے پاس جمع ہو گئے تو آپؐ نے پیالہ لے کے اس سے (پانی) پی لیا' پھر فرمایا اے لوگو! جو رخصت کو قبول کرے (یعنی افطار کرے) تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے قبول کیا ہے اور جو روزہ رکھے تو رسول اللہ ﷺ نے بھی روزہ رکھا ہے۔

لوگ آپؐ کے جدید سے جدید امر کا اتباع کرتے تھے اور امر ناسخ کو محکم سمجھتے تھے (یعنی جس حکم نے سفر مکہ کے روزے کو منسوخ کر دیا۔ اسے بدیہی اور واضح حکم سمجھتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام الفتح میں ماہ رمضان میں روانہ ہوئے' آپؐ نے روزہ رکھا' یہاں تک کہ الکدید پہنچے پھر آپؐ نے افطار کیا (روزہ ترک کر دیا) رسول اللہ ﷺ کے اصحاب آپؐ کے جدید سے جدید حکم کا اتباع کرتے تھے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رمضان کو بلایا ہم لوگ روانہ ہوئے حالانکہ روزہ دار تھے جب الکدید پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فطر (ترک روزہ) کا حکم دیا۔ ہمیں شرجین میں اس حالت میں صبح ہوئی کہ بعض ہم میں

سے روزہ دار تھے اور بعض تارک روزہ جب ہم مرالظہر ان پہنچے تو آپؐ نے ہمیں آگاہ کیا کہ ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے اور ترک صوم کا حکم دیا۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کرلیا تو ۱۸ر یا ۱۷ر رمضان کو ہم لوگ آپؐ کے ہمراہ روانہ ہوئے، ہم میں بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے روزہ ترک کردیا مگر نہ روزہ دار نے تارک روزہ کو برا کہا اور نہ تارک روزہ نے روزہ دار کو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن روزہ رکھا، جب آپؐ کدید آئے تو آپؐ کے پاس ایک پیالہ دودھ لایا گیا۔ آپؐ نے افطار کرلیا اور لوگوں کو بھی افطار کرنے کا حکم دیا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۰ر رمضان کو اس حالت میں مکہ فتح کیا کہ آپؐ روزہ دار و مسافر مجاہد تھے۔

لشکر اسلام کی تعداد:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عام الفتح میں رسول اللہ ﷺ آٹھ ہزار یا دس ہزار کے ہمراہ مکے کی طرف روانہ ہوئے اور مکہ والوں میں سے دو ہزار کو حنین لے گئے۔

ابن ابزیٰ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مکے میں داخل ہوئے۔

عبداللہ کے والد سے مروی ہے کہ ہم نے عام الفتح میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد کیا، ہم لوگ ایک ہزار سے زائد تھے (ان کی مراد اپنی قوم مزینہ سے ہے) اللہ تعالیٰ نے مکہ اور حنین آپؐ کے لیے فتح کردیا۔

رسول انور ﷺ کا منفرد فاتحانہ انداز:

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عام الفتح میں رسول اللہ ﷺ اس طرح مکے میں داخل ہوئے کہ سر پر خود تھا آپؐ نے اسے اتار دیا۔

معن و موسیٰ بن داؤد نے اپنی حدیثوں میں بیان کیا کہ ایک آدمی آیا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ابن خطل کعبے کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے قتل کردو۔

معن نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ اس روز رسول اللہ ﷺ محرم (احرام باندھے) ہوئے نہ تھے۔

انس بن مالک نے زہری سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو عام الفتح میں اس حالت میں دیکھا کہ آپؐ کے سر پر خود تھا۔ جب آپؐ نے اسے اتار ڈالا تو ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ ابن خطل ہے جو کعبے کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے جہاں پاؤ قتل کردو۔

طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں کبھی بغیر احرام کے داخل نہیں ہوئے سوائے یوم فتح کے کہ اس روز آپؐ بغیر احرام کے داخل ہوئے۔

جابر سے مروی ہے کہ عام الفتح میں نبی ﷺ اس طرح داخل ہوئے کہ آپؐ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں رسول اللہ ﷺ مکہ کے اوپر سے داخل ہوئے اور مکے کے نیچے سے باہر آئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عام الفتح میں رسول اللہ ﷺ کداء کے راستے اس گھاٹی سے داخل ہوئے جو مکے کے اوپر ہے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں بلند گھاٹی سے داخل ہوئے اور نیچی گھاٹی سے نکلے تھے۔

عبیدہ بن عمیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ آج جنگ کا دن ہے اس لیے روزہ افطار کرلو۔

شبابہ نے شعبہ سے روایت کی کہ عمرو بن دینار نے عبید بن عمیر سے صرف تین حدیثیں سنیں۔

یوم الفتح میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے اشعار:

ابوسلمہ و یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی فتح مکہ کا دن ہوا تو عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کے آگے صفا و مروہ کے درمیان تھے اور یہ اشعار پڑھتے تھے:

یاحبذا مکۃ من وادی ارض بھا اھلی وعوادی

''اے وادی مکہ تیرا کیا کہنا' تو ایسی زمین ہے جس میں میرے اہل اور عبادت کرنے والے ہیں۔

ارضٌ امشیٰ بھا بلا ھادی ارضٌ بھا ترسخ اوتادی

تو ایسی زمین ہے جس میں بلا ہادی کے چلتا ہوں' تو ایسی زمین ہے جس میں میری میخیں مضبوط گڑی ہیں''۔

گستاخ رسول ابن خطل کا انجام:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں رسول اللہ ﷺ نے ابن ابی سرح' فرتنا' ازبعری اور ابن خطل کے قتل کا حکم دیا اور ابو برزہ ابن خطل کے پاس آئے جو کعبے کے پردوں میں لٹکا ہوا تھا۔ اس کا پیٹ چاک کر دیا۔

ابن ابی سرح کے لئے معافی:

انصار میں سے ایک شخص تھے جنہوں نے یہ نذر مانی کہ اگر ابن ابی سرح کو دیکھیں گے تو اسے قتل کر دیں گے' عثمان آئے ابن ابی سرح ان کا رضاعی بھائی تھا انہوں نے نبی ﷺ سے اس کی سفارش کی حالانکہ وہ انصاری تلوار کا قبضہ پکڑے نبی ﷺ کے منتظر تھے کہ جب آپ اشارہ کریں تو وہ اسے قتل کر دیں۔

عثمان نے ان کی سفارش کی آپ نے اسے چھوڑ دیا رسول اللہ ﷺ نے ان انصاری سے کہا کہ تم نے اپنی نذر کیوں نہ پوری کی انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنا ہاتھ تلوار کے قبضہ میں رکھ کر منتظر تھا کہ جب آپ اشارہ فرمائیں گے تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اشارہ کرنا خیانت ہے نبی کو یہ مناسب نہیں کہ وہ اشارہ کرے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اعزہ میں سے کسی سے مروی ہے کہ جب یوم فتح ہوا تو آپ نے صفوان بن امیہ بن خلف' ابوسفیان بن حرب اور حارث بن ہشام کو بلا بھیجا' میں نے کہا کہ اللہ نے ان کے بارے میں قدرت دی ہے کہ آپ ان لوگوں کو جو کچھ انہوں نے کیا آگاہ کریں۔

عام معافی کا اعلان:

نبی ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا: "لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللّٰہ لکم وھو ارحم الرّاحمین" (آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے اللہ تمہاری مغفرت کرے وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

(عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ) پھر میں رسول اللہ ﷺ سے ان ناگوار افعال کی وجہ سے جو مجھ سے (زمانۂ جاہلیت میں) سرزد ہوئے تھے شرما گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تو ان سے جو کچھ فرمایا وہ فرمایا ہی۔

بیت اللہ کو بتوں سے پاک کرنے کا حکم:

جابر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جو بطحاء میں تھے زمانہ فتح مکہ میں یہ حکم دیا کہ وہ کعبے میں آئیں' اس میں جو تصویر ہو اسے مٹا دیں' نبی ﷺ اس میں اس وقت تک داخل نہ ہوئے جب تک اس کی تمام تصویریں نہ مٹا دی گئیں۔

فضل سے مروی ہے کہ نبی ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے آپ تسبیح پڑھتے تھے تکبیر کہتے تھے اور دعا کرتے تھے رکوع نہیں کرتے تھے۔

شعیب کے والد سے مروی ہے کہ نبی ﷺ عام الفتح میں کعبے کی سیڑھیوں پر بیٹھ گئے اور اللہ کی حمد وثناء کی اور جو تکلم فرمایا اس میں یہ فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم الفتح مکہ میں ایک دھواں تھا اور اللہ کے قول کے یہی معنی ہیں' (یوم تاتی السماء بدخان مبین) جس دن آسمان کھلا ہوا دھواں لائے گا۔

لسان نبوت سے سورۂ فتح کی تلاوت:

عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے کہ میں نے یوم فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو ایک اونٹنی پر دیکھا کہ آپ جا رہے تھے اور سورۃ الفتح پڑھ رہے تھے اسے دہرا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اگر لوگ میرے گرد جمع نہ ہوتے تو میں ضرور دہراتا جیسا کہ دہرایا گیا۔

درس مساوات:

عباس بن عبداللہ بن معبد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے روز فرمایا کہ جاہلیت کی نخوت اور اس کا فخر اپنے سے دور کر دو کیونکہ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی کے ہیں۔

قیام مکہ میں نماز کے متعلق مختلف روایات:

وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا کہ آیا تمہیں یوم فتح میں کچھ غنیمت ملی تو انہوں نے کہا نہیں۔

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ میں فتح مکہ میں نبی ﷺ کے ہمراہ موجود تھا۔ آپ ﷺ مکہ میں اٹھارہ شب اس طرح مقیم رہے کہ دو رکعت نماز قصر سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے آپؐ (نماز میں) قصر کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ واپس ہوئے۔

حکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۶ رمضان کو مدینے سے نکلے' ۷ کو روانہ ہوئے آپؐ (نماز میں) قصر کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ واپس ہوئے۔ دو رکعت پڑھتے رہے' مکہ میں آئے۔ تو وہاں آپ آدھے مہینے ٹھہرے قصر کرتے رہے پھر ۲۸ رمضان کو حنین روانہ ہو گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے بعد مکہ میں سترہ روز ٹھہر کر دو رکعت پڑھتے رہے۔ عراک بن مالک سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عام الفتح میں پندرہ دن و رات نماز پڑھی آپؐ دو رکعت پڑھتے رہے۔

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ زمانۂ فتح میں رسول اللہ ﷺ مکے میں اٹھارہ شب رہے لیکن دو رکعت ہی نماز پڑھی۔

سبرہ الجہنی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ عام الفتح میں روانہ ہوئے آپؐ پندرہ شبانہ روز مقیم رہے۔

ام ہانی ایک آزاد کردہ لونڈی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو آپؐ نے ایک برتن منگایا۔ غسل کیا پھر چار رکعت نماز پڑھی۔

ام ہانی نے اپنے آزاد کردہ غلام ابو مرہ کو خبر دی کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے مکان میں ایک شخص کے بارے میں جس کے لیے وہ امان چاہتی تھیں گفتگو کرنے کے لیے داخل ہوئیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح اندر تشریف لائے کہ آپؐ کے سر اور داڑھی پر غبار پڑا ہوا تھا آپؐ ایک کپڑے میں مستور ہو گئے اور کپڑے دونوں رخ (یعنی آگے کا پیچھے اور پیچھے کا آگے کیا) پھر آپؐ نے چاشت کی آٹھ رکعت نماز پڑھی۔

ام ہانی کی سفارش پر امان دینے کا واقعہ:

ام ہانی بنت ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ معظمہ فتح کیا تو ام ہانی کے پاس بنی مخزوم کے دو آدمی بھاگ کر آئے انہوں نے دونوں کو پناہ دے دی' علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ میں ان دونوں کو ضرور قتل کروں گا۔ ان (ام ہانی نے کہا) کہ جب میں نے انہیں یہ کہتے سنا تو میں تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی جو مکہ کے اعلیٰ (بلند حصہ) میں تھے رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو مرحبا کہا اور فرمایا اے ام ہانی تمہیں کون سی ضرورت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے دیوروں میں دو آدمیوں کو پناہ دی ہے مگر علی رضی اللہ عنہ کا ارادہ ان کے قتل کرنے کا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی رسول اللہ ﷺ غسل کے لیے کھڑے ہوئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک کپڑے سے پردہ کیا پھر آپؐ نے اپنا کپڑا لے کے اوڑھ لیا' اور آٹھ رکعت نماز چاشت کی پڑھی۔

عامل سعید بن سعید العاص:

سعید بن سالم المکی نے ایک شخص سے روایت کی جس کا انہوں نے نام بھی لیا تھا (مگر راوی کو یاد نہیں رہا) کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو آپؐ نے اس کے بازار پر سعید بن العاص بن امیہ کو عامل بنایا۔ جب نبی ﷺ نے طائف جانے

کا ارادہ کیا تو سعید بن سعید آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور طائف میں شہید ہوئے۔

عتاب بن اسید کی بطورِ عامل مکہ تقرری:

ابن جریج سے مروی ہے کہ جب عام الفتح میں نبی ﷺ طائف کی طرف روانہ ہوئے تو آپؐ نے ہبیرہ بن شبل بن العجلان الثقفی کو مکے پر قائم مقام بنایا۔ جب آپؐ طائف سے واپس آئے اور مدینے کی روانگی کا ارادہ کیا تو ۸ ھ میں عتاب بن اسید کو مکہ معظمہ اور حج کا عامل بنایا۔

حارث بن مالک برصاء سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یوم الفتح میں کہتے سنا' اس کے بعد قیامت تک (مکے میں) قریش سے کفر پر جنگ نہ کی جائے گی۔

سریہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ:

۲۵ رمضان ۸ ھ کو بجانب العزیٰ (بت) خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کا سریہ ہوا۔

عزیٰ کی تباہی:

رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو العزیٰ کی جانب بھیجا کہ وہ اسے منہدم کر دے وہ آپؐ کے اصحاب کے تیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر اسے منہدم کر دیا رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ کو خبر دی تو فرمایا: کیا تم نے کوئی چیز دیکھی' انہوں نے کہا نہیں' فرمایا: پھر تو تم نے اسے منہدم نہیں کیا۔ واپس جاؤ اور اسے منہدم کرو۔

ایک پراسرار عورت کا قتل:

خالد لوٹے وہ غصے میں تھے انہوں نے اپنی تلوار میان سے باہر کر لی ان کی طرف ایک عورت نکل کے آئی جو برہنہ سیاہ اور بکھرے ہوئے بالوں والی تھی' اس پر مجاور چلانے لگا خالد رضی اللہ عنہ نے اسے مارا اور ٹکڑے کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ کو خبر دی تو فرمایا: ہاں یہی عزیٰ تھی جو ہمیشہ کے لیے اس امر سے مایوس ہو گئی کہ تمہارے بلاد میں اس کی پرستش کی جائے گی' وہ مقام نخلہ میں تھی۔ اور قریش اور تمام بنی کنانہ کے لیے ان بتوں میں سب سے بڑی تھی' اس کے خدام اور مجاور بنی سلیم میں سے بنی شیبان تھے۔

سریہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

رمضانؐ ۸ ھ میں سواع کی جانب سریہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو آپؐ نے عمرو بن العاص کو سواع کی طرف روانہ کیا جو ہذیل کا بت تھا کہ اسے منہدم کر دیں۔

ہذیل کے بت خانہ کی بربادی:

عمرو نے بیان کیا کہ میں وہاں پہنچا تو اس بت کا مجاور ملا اس نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ اس بت کو منہدم کر دوں اس نے کہا کہ تم اس پر قادر نہ ہو گے میں نے پوچھا کہ کیوں؟ اس نے جواب کہ وہ محفوظ

ہے میں نے کہا' اب تک تو باطل ہی میں ہے' تیری خرابی ہو' کیا وہ سنتا ہے ' یا وہ دیکھتا ہے؟

اس کے قریب گیا اور اس کو توڑ ڈالا' اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ خزانے کی کوٹھڑی منہدم کر دیں مگر اس کوٹھڑی میں اسے کچھ نہ ملا۔ مجاور سے کہا تو نے کیا دیکھا تو اس نے کہا میں اللہ کے لیے اسلام لاتا ہوں۔

سریہ سعید بن زید الاشہلی:

رمضان ۸ھ میں بجانب مناۃ سریہ سعید بن زید الاشہلی ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے سعید بن زید الاشہلی کو مناۃ کی جانب روانہ کیا جو المشلل میں غسان اور اوس وخزرج کا بت تھا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے سعید بن زید الاشہلی کو بھیجا کہ وہ اسے منہدم کر دیں۔

سعید بیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور وہاں ایسے وقت پہنچے کہ اس پر ایک مجاور بھی تھا۔ مجاور نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا مناۃ کا انہدام' اس نے کہا۔ تم اور یہ کام؟

بت خانہ مناۃ کا انہدام:

سعد اس بت کی طرف بڑھے' اتنے میں ان کی جانب ایک سیاہ اور برہنہ پراگندہ بال والی ایک عورت نکل آئی جو کوس رہی تھی اور اپنے سینے پر مار رہی تھی۔ مجاور نے کہا: اے مناۃ اپنا غضب کر' سعید بن زید الاشہلی اسے مارنے لگے یہاں تک کہ وہ قتل ہو گئی۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو بت کی طرف متوجہ کر دیا' مگر خزانے میں کچھ نہ پایا سعد اور ان کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ یہ واقعہ ۲۴ رمضان ۸ھ کو ہوا۔

سریہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ:

شوال ۸ھ میں بنی جذیمہ کی طرف جو بنی کنانہ میں سے تھے اور مکے سے نیچے یلملم کے نواح میں ایک شب کے راستہ پر تھے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا سریہ ہوا۔ (یہی سریہ) یوم الغمیصاء تھا (یعنی جنگ مقام الغمیصاء) جب خالد بن الولید رضی اللہ عنہ عزیٰ کے توڑنے سے لوٹے اور رسول اللہ ﷺ مکے ہی میں مقیم تھے تو آپ نے انہیں بنی جذیمہ کی جانب دعوت اسلام کے لیے بھیجا۔ لیکن انہیں مقاتل وجنگجو بنا کے نہیں بھیجا تھا۔ وہ مہاجرین وانصار بنی سلیم کے تین سو پچاس آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

بنی جذیمہ کا معاملہ:

خالد ان کے پاس پہنچے تو پوچھا' تم کون ہو؟ ان لوگوں نے کہا' مسلمان ہم نے نماز پڑھی ہے' محمد کی تصدیق کی ہے' اپنے میدانوں میں مسجدیں بنائی ہیں اور ان میں اذان کہی ہے' انہوں نے کہا تمہارے پاس ہتھیار کا کیا حال ہے' جواب دیا ہمارے اور عرب کی ایک قوم کے درمیان عداوت ہے' ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ لوگ ہوں گے تو ہم نے ہتھیار لے لیے۔ خالد نے حکم دیا کہ ہتھیار رکھ دو انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے۔ خالد نے سب کو گرفتار کر لیا اور بعض کی مشکیں بھی کس دیں اور سب کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

جب صبح ہوئی تو خالد نے ندادی کہ جس کے ہمراہ قیدی ہو وہ تلوار سے اس کا کام تمام کر دے' بنوسلیم نے تو جوان کے ہاتھ میں تھے۔ انہیں قتل کر دیا' لیکن مہاجرین وانصار نے اپنے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

مقتولین کے خون بہا کی ادائیگی:

خالد نے جو کچھ کیا وہ نبی ﷺ کو پہنچا تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ میں خالد کے فعل کی تجھ سے براءت چاہتا ہوں آپ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا انہوں نے مقتولین کا خون بہا ادا کیا اور نقصان کی تلافی کی پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ کو خبر دی۔

یوم الغمیصاء:

ابوحدرہ سے مروی ہے کہ میں اس لشکر میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا جس نے یوم الغمیصاء میں جذیمہ پر حملہ کیا ہم ان کے پاس ایک ایسے شخص سے ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں وہ ان عورتوں کو بچانے کے لیے لڑنے لگا اور یہ رجز پڑھنے لگا۔

رخین اذیال الحضاء واربعن   مشی حییات کان لم یصر ملحن

''اے عورت ازار کے دامن چھوڑ دے اور توقف کر' سپولیوں کی چال کہ گویا خوف کرتے ہی نہیں''۔

ان یمنع القوم ثلاث تمنعن (اگر قوم کو تین آدمی بھی روکیں تو ضرور بچ جائے)۔

راوی نے کہا کہ اتفاقاً ہم ایک اور شخص سے ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں' وہ بھی ان کی جانب سے لڑنے لگا اور یہ شعر پڑھنے لگا:

قد علمت بیضاءً قلمی العرسا   لا تملا اللجین منها نهسا

''گوری سرخ کولہے والی عورت نے جان لیا کہ بکری والا اور اونٹ والا اس کی حفاظت کرے گا۔

لاضربن   الیوم   ضرباوعا   ضرب المذبذ بین المخاض القعسا

آج میں ضرور بے نیاز کروں گا۔ جس طرح کوئی مرد بے نیاز کرتا ہے''۔

اس نے اس کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ اسے پہاڑ پر چڑھا لے گیا (راوی نے کہا کہ) ایک اور شخص ہم سے ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں وہ ان کی طرف سے لڑنے لگا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

قد علمت بیضاء تلهی العرسا   لا تملا اللجین منها نهسا

''ایسی گوری عورت نے جو دلہن کو بھلا دیتی ہے جان لیا ہے کہ اس کے کم گوشت کو پتہ نہیں بھرے گا۔

لاضربن   الیوم   ضرباوعا   ضرب المذبذبین المخاض القعسا

آج میں ضرور تیز سفر کروں گا۔ ان لوگوں کا سا سفر جو پھری ہوئی پشت اور گردن والے اونٹوں کو ہنکاتے ہیں''۔

اس نے ان کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ انہیں پہاڑ پر چڑھا کر لے گیا خالد نے کہا کہ ان لوگوں کا تعاقب نہ کرو۔ عصام المزنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بطن نخلہ کے روز (بطن نخلہ سے عزیٰ کے منہدم ہونے کا دن مراد ہے)

ہمیں بھیجا اور فرمایا: کہ جس آبادی میں اذان نہ سنو یا مسجد نہ دیکھو وہاں لوگوں کو قتل کر دو۔ اتفاقاً ہم ایک شخص سے ملے اس سے پوچھا کہ تو کافر ہے یا مسلم۔ اس نے کہا کہ اگر میں کافر ہوں تو ٹھہر جاؤ۔ ہم نے اس سے کہا کہ اگر تو کافر ہوگا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے اس نے کہا مجھے اتنی مہلت دو کہ میں عورتوں کی حاجت پوری کر دوں وہ ان میں سے ایک عورت کے پاس گیا اور کہا کہ اے جیش عیش کے خاتمہ پر اسلام لے آ۔

اریتكِ اذ طالبكم فوجدتكم بجيلة او ادركتكم بالخوافق

''کیا تم نے دیکھا کہ جب میں نے تمہاری تلاش کی تھی اور پھر تمہیں پایا تھا تو مقام بجیلہ میں پایا تھا یا خوانق میں۔

اما كان اهلاً ان ينول عاشق تكلف ادكاج السرىٰ و الوابق

کیا عاشق اس کا اہل نہ تھا کہ اس کے ساتھ فیاضی کی جائے جس نے راتوں میں اور سخت گرمیوں میں چلنے کی تکلیف گوارا کی۔

فلاذب لی قد قلت اذ نحن جيره اثيبى بود قبل احدى البوائق

پھر میرا کوئی گناہ نہیں۔ میں نے اسی وقت کہہ دیا تھا جبکہ ہم پڑوسی تھے' اے عورت محبت کی جزا دے کسی ایک نازل ہونے والی مصیبت کے قبل۔

اثيبى بودٍ قبل ان تشحط النوى وينأى اميرى بالحبيب المفارق

محبت کی جزا دے قبل اس کے گھر دور اور میرا جدائی کرنے والا امیر محبوب کو دور کر دے''۔

اس عورت نے کہا ہاں تو دس اور سات سال پے در پے آٹھ سال جن میں مہلت ہو زندہ رہے۔ پھر ہم لوگ اس کے قریب گئے اور اس کی گردن ماردی' وہ عورت آئی اور اس پر تیراندازی کرنے لگی یہاں تک کہ وہ مرگئی سفیان نے کہا کہ وہ عورت خوب پرگوشت تھی۔

غزوۂ حنین:

شوال ۸ ھ میں رسول اللہ ﷺ کا غزوۂ حنین ہوا اسی کو غزوۂ ہوازن بھی کہتے ہیں حنین ایک وادی ہے۔ اس کے اور مکے کے درمیان تین رات کا فاصلہ ہے۔

ہوازن اور ثقیف کا اتحاد:

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو ہوازن وثقیف کے اشراف ایک دوسرے کے پاس گئے انہوں نے اتفاق کر لیا اور بغاوت کر دی ان سب کو مالک بن عوف النصری نے جمع کیا جو اس زمانہ میں تیس سال کا تھا اس کے حکم پر وہ لوگ اپنے ہمراہ مال' عورت اور بچوں کو لے آئے وہ اوطاس میں اترے اور ان کے پاس امداد بھی آنے لگی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف بغرض مقابلہ جانے کا ارادہ کیا۔

مکہ سے روانگی:

رسول اللہ ﷺ مکے سے ۶ شوال یوم شنبہ کو بارہ ہزار مسلمانوں کے ہمراہ جن میں دس ہزار اہل مدینہ تھے اور دو ہزار اہل

مکہ روانہ ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج ہم قلت کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بہت سے مشرکین بھی روانہ ہوئے جن میں صفوان بن امیہ بھی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سوزر ہیں مع سامان کے عاریۃً لی تھیں شب سہ شنبہ ۱۰ ر شوال کو شام کے وقت آپ حنین پہنچے۔

مالک بن عوف نے تین آدمیوں کو روانہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی خبر لائیں وہ لوگ اس طرح اس کے پاس واپس لوٹ گئے کہ رعب کی وجہ سے ان کے جوڑ جوڑ الگ ہو گئے تھے۔

پرچم اسلام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی کو روانہ کیا وہ ان کے لشکر میں داخل ہوئے اس میں گھومے اور ان کی خبر لائے۔ جب رات ہوئی تو مالک بن عوف نے اپنے ساتھیوں کی طرف قصد کیا اس نے انہیں وادی حنین میں تیار کیا اور مشورہ دیا کہ وہ سب محمدؐ اور ان کے اصحاب پر ایک دم سے حملہ کر دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو صبح تڑکے تیار کیا اور ان کی چند صفیں بنا دیں الویہ (چھوٹے جھنڈے) اور رایات (بڑے جھنڈے) ان کے مستحقین کو دیئے مہاجرین کے ہمراہ ایک لوا (چھوٹا جھنڈا) تھا جسے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اٹھائے ہوئے تھے اور ایک رأیہ (بڑا جھنڈا) تھا جسے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اٹھائے ہوئے تھے۔ ایک رأیہ (بڑا جھنڈا) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اٹھائے ہوئے تھے۔

خزرج کا لواء (چھوٹا جھنڈا) حباب بن المنذر اٹھائے ہوئے تھے' اور کہا جاتا ہے کہ خزرج کا ایک دوسرا لواء (چھوٹا جھنڈا) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا' اوس کا لواء (چھوٹا جھنڈا) اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا' اوس وخزرج کے ہر بطن (شاخ قبیلہ) میں لواء یا رأیہ تھا جسے انہیں کا ایک نامزد شخص اٹھائے ہوئے تھے۔ قبائل عرب میں سب کے پاس الویہ ورایات (چھوٹے سے بڑے جھنڈے) تھے جنہیں انہیں کی نامزد جماعت اٹھائے ہوئے تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس روز مکے سے روانہ ہوئے آپؐ نے سلیم کو مقدمہ بنایا اور ان پر خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو عامل کیا برابر وہی آپؐ کے مقدمہ پر عامل رہے یہاں تک کہ وہ جعرانہ میں اترے۔

مسلمانوں پر اچانک حملہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی حنین میں تیاری کے ساتھ پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر دلدل پر سوار ہوئے' دو زرہیں اور مغفر وخود پہنی پھر ہوازن کے آگے کوئی شے نظر آئی جس کے مثل تاریکی وکثرت کبھی انہوں نے نہ دیکھی تھی اور صبح کے وقت کی تاریکی میں تھی۔

وادی کے تنگ راستوں اور اس کی گھاٹیوں میں سے لشکر نکلے انہوں نے ایک دم سے حملہ کر دیا بنی سلیم اور ان کے ساتھ اہل مکہ اور دوسرے لوگ پشت پھیر کر بھاگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے اے اللہ اور اس کے مددگارو' میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لشکر کی طرف واپس آئے آپؐ کے پاس وہ لوگ بھی لوٹے جو بھاگے تھے۔

ثابت قدم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی:

اس روز آپؐ کے ہمراہ عباس بن عبدالمطلب' علی بن ابی طالب' فضل بن عباس' ابوسفیان بن عبدالمطلب' ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب' ابوبکر وعمر اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم اپنے چند گھر والوں اور ساتھیوں کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

مسلمانوں کا شدید جوابی حملہ:

عباس رضی اللہ عنہ سے آپؐ فرمانے لگے کہ تم یہ ندا دو' اے گروہ انصار' اے اصحاب السمرہ' اے اصحاب سورۃ البقرہ' انہوں نے ندا دی اور وہ تھے بھی بڑی آواز والے لوگ اس طرح متوجہ ہوئے گویا وہ اونٹ ہیں' جب وہ اپنے بچوں پر شفقت کرے' ان لوگوں نے کہا: یالبیک یالبیک' پھر مشرکین پر حملہ کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھائی اور ان کا لڑنا دیکھا تو فرمایا: اب جنگ شروع ہو گئی میں نبی ہوں غلط نہیں ہے میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں' پھر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھے کنکریاں دو' انہوں نے آپ کو زمین سے کنکریاں دیں' آپؐ نے شاہت الوجوہ' (چہرے برے ہوں) کہہ کر وہ کنکریاں مشرکین کے چہروں پر پھینک دیں اور فرمایا' رب کعبہ کی قسم ہے بھاگو' اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا وہ اس طرح بھاگے کہ ان میں سے کوئی کسی طرف رخ نہ کرتا۔

قتل عام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جس پر بس چلے اسے قتل کر دیا جائے مسلمان غضبناک ہو کر انہیں قتل کر رہے تھے حتیٰ کہ عورت اور بچے بھی ان سے نہ بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کیا۔ حنین کے روز ملائکہ کی شناخت سرخ عمامے سے تھی جنہیں وہ اپنے شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو قتل کرے اور اس کے پاس اس پر شہادت بھی ہو تو اس کا اسباب اس (قاتل) کے لیے ہے۔

کفار کی پسپائی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی تلاش کا حکم دیا' ان میں سے بعض پہنچے بعض نخلہ کی طرف اور ان کی ایک جماعت اوطاس روانہ ہوئی۔

ابو عامر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عامر الاشعری کے لیے لواء (چھوٹا جھنڈا) باندھا' انہیں لوگوں کی تلاش میں روانہ کیا ہمراہ سلمہ بن الاکوع بھی تھے مسلمان جب مشرکین کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ لوگ رک رہے تھے ابو عامر نے ان میں سے نو جنگجویوں کو قتل کر دیا۔ دسواں آدمی ظاہر ہوا جو زرد عمامہ باندھے ہوئے تھا۔ اس نے ابو عامر کو تلوار ماری اور قتل کر دیا۔

ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے لئے نیابت کا اعزاز:

ابو عامر نے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنایا انہوں نے ان لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ نے فتح دی انہوں نے ابو عامر کے قاتل کو بھی قتل کر دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! ابو عامر کی مغفرت فرما اور انہیں جنت میں میری امت کے اعلیٰ طبقے میں کر۔ آپؐ نے ابوموسیٰ کے لیے بھی دعا کی۔

شہدائے غزوۂ حنین کے اسمائے گرامی:

مسلمانوں میں سے ایمن بن عبید بن زید الخزرجی جو ام ایمن کے بیٹے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے اخیافی بھائی تھے' سراقہ بن الحارث' رقیم بن ثعلبہ بن زید لوذان بھی قتل ہوئے' بنی نصر بن معاویہ کے ساتھ جنگ بہت شدید ہوئی پھر بنی رباب کے ساتھ عبداللہ بن قیس نے جو مسلمان تھے کہا کہ بنی رباب تو ہلاک ہو گئے۔

مالک بن عوف کا فرار:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ ان مسلمانوں کی مصیبت (کی مکافات) پوری کر دے' مالک بن عوف گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی پر کھڑا ہو گیا' یہاں تک کہ اس کے کمزور ساتھی چلے گئے اور ان کا آخری آدمی تک آ گیا' پھر وہ (مالک) بھاگا اور قصر بلیہ میں پناہ لی اور کہا جاتا ہے کہ ثقیف کے قلعے میں داخل ہو گیا۔

اسیران جنگ و مال غنیمت:

رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں اور اموال غنیمت کے جمع کرنے کا حکم دیا' وہ سب یکجا کیا گیا۔ مسلمانوں نے اس کو جعرانہ میں منتقل کر دیا' وہاں رکا رہا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ طائف سے واپس ہوئے مسلمان اپنے اپنے سائبانوں میں تھے جہاں وہ دھوپ سے بچاؤ میں تھے قیدی چھ ہزار تھے۔ اونٹ چوبیس ہزار' بکریاں چالیس ہزار سے زائد اور چار ہزار اوقیہ چاندی۔

رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں (کے فیصلے) میں اس لیے دیر فرما دی کہ شاید ان کا وفد آپ ﷺ کے پاس آئے' آپؐ نے مال سے ابتداء کی اسے تقسیم کیا' سب سے پہلے ان لوگوں کو دیا جن کی تالیف قلب مقصود تھی۔

مال غنیمت کی تقسیم:

حکیم بن حزام کو سو اونٹ دیئے اس نے آپؐ سے درخواست کی تو آپؐ نے اور بھی دیئے آپؐ نے نضر بن الحارث بن کندہ کو سو اونٹ دیئے اسید بن جاریہ الثقفی کو بھی اونٹ دیئے' علاء بن حارثہ الثقفی کو پچاس اونٹ دیئے۔ حویطب بن عبدالعزیٰ کو سو اونٹ دیئے ہشام بن عمرو العامری کو ۵۰ اونٹ دیئے' اقرع بن حابس التمیمی کو سو اونٹ دیئے عیینہ بن حصن کو سو اونٹ دیئے۔ مالک بن عوف کو سو اونٹ دیئے' عباس بن مرداس کو چالیس اونٹ دیئے تو اس نے اس کے بارے میں ایک شعر کہا' آپؐ نے اسے سو اونٹ دیئے اور کہا جاتا ہے کہ ۵۰ دیئے۔

یہ سب آپ نے خمس میں سے دیا اور یہی تمام اقوال میں ہمارے نزدیک سب سے زیادہ ثابت ہے' آپؐ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر تقسیم کر دیا' ہر شخص کے حصہ میں چار اونٹ اور چالیس بکریاں ہوئیں اگر کوئی سوار تھا تو اس نے بارہ اونٹ

اور ایک سوبیس بکریاں لیں اور اگر اس کے ہمراہ ایک گھوڑے سے زائد تھا تو اس کا حصہ نہیں لگایا گیا۔

حضور علیہ السلام کے رضاعی چچا ابوزرقان کی سفارش:

رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوازن کا وفد آیا جن کا رئیس زہیر بن صرد تھا' ان میں رسول اللہ ﷺ کا رضاعی چچا ابوزرقان بھی تھا ان لوگوں نے آپ سے سفارش کی کہ آپ قیدیوں کے معاملہ میں احسان کریں فرمایا کہ میں تمہیں اپنی عورتیں اور بچے سے زیادہ محبوب ہیں یا مال' انہوں نے کہا کہ ہم شمار میں کوئی چیز برابر نہیں کر سکتے' فرمایا جو میرا اور عبدالمطلب کی اولاد کا ہے وہ تو تمہارا ہے اور میں تمہارے لیے لوگوں سے درخواست کروں گا۔

مال غنیمت کی واپسی:

مہاجرین وانصار نے کہا کہ جو ہمارا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا ہے مگر اقرع بن حابس نے کہا کہ میں اور بنی تمیم تو نہ دیں گے۔ عیینہ بن حصن نے کہا کہ میں اور بنی فزارہ (دیں گے) بنوسلیم نے کہا جو ہمارا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا ہے تو عباس بن مرداس نے کہا کہ تم لوگوں نے میری توہین کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جماعت (وفد کی) مسلمان ہو کر آئی ہے میں نے ان کے قیدیوں کے فیصلے میں تاخیر کی تھی' میں نے انہیں اختیار دیا تھا مگر انہوں نے عورتوں اور بچوں کے مساوی کسی چیز کو نہیں کیا جس کے پاس ان میں سے کوئی ہو اور وہ دل سے واپس کرنے پر راضی ہو تو یہ راستہ اچھا ہے جو نہ راضی ہو تو وہ بھی انہیں واپس کر دے مگر یہ ہم پر قرض ہوگا ان چھ حصوں میں جو اللہ ہمیں سب سے پہلے غنیمت دے گا۔

انہوں نے کہا ہم راضی ہیں اور ہم نے مان لیا' انہوں نے ان کی عورتیں اور بچے واپس کر دیئے ان میں سے سوائے عیینہ بن حصن کے کسی نے اختلاف نہیں کیا اس نے ان کی اس بڑھیا کے واپس کرنے سے انکار کیا جو اس کے قبضہ میں آ گئی تھی آخر اس کو بھی اس نے واپس کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کو ایک ایک قبطیہ (قبط کا کپڑا) پہنایا تھا۔

انصار کی تشویش واظہار اطمینان:

جب انصار نے رسول اللہ ﷺ کی وہ عطا دیکھی جو قریش اور عرب میں تھی تو انہوں نے اس کے بارے میں گفتگو کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے گروہ انصار کیا تم راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر واپس جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کے اپنے کجاووں کی طرف واپس جاؤ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم تقسیم اور حصہ میں آپ پر راضی ہو گئے۔

انصار کے لیے دعائے نبوی ﷺ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ انصار پر رحم فرما' انصار کے بیٹوں پر رحم فرما' انصار کے بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے اور لوگ بھی متفرق ہو گئے رسول اللہ ﷺ شب پنجشنبہ ۵/ ذی القعدہ کو جعرانہ پہنچے وہاں تیرہ روز مقیم رہے۔

جب مدینے کی واپسی کا ارادہ کیا تو آپؐ شب چارشنبہ ۱۸/ ذی العقدہ کو روانہ ہوئے عمرہ کا احرام باندھا اور مکے میں داخل ہوئے پھر طواف وسعی کی اور اپنا سر منڈایا اسی رات آپؐ شب باش کی طرح جعرانہ واپس آئے' پنجشنبہ کی صبح ہوئی تو آپؐ مدینے واپس ہوئے' آپؐ وادی جعرانہ میں چلے' یہاں تک کہ سرف پر نکلے اور مرالظہر ان کا راستہ اختیار کیا' پھر مدینے کا۔

حضور علیہ السلام کی استقامت اور ثابت قدمی:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ بارہ ہزار کے ہمراہ ہوازن میں آئے آپؐ نے ان میں سے اتنے ہی قتل کیے جتنے بدر کے دن قریش میں سے قتل کیے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ریتلی زمین سے مٹی لی پھر اسے ہمارے چہرے پر پھینکا جس سے ہم بھاگے۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم حنین میں مسلمانوں اور مشرکوں میں مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں نے پشت پھیر لی میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپؐ کے ساتھ سوائے ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کے کوئی نہ تھا وہ نبی ﷺ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے نبی ﷺ نے مشرکین کی طرف تیزی کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بلانے کا حکم:

پھر آپؐ کے پاس میں آیا' خچر کی لگام پکڑی' آپؐ اپنے سفید خچر پر تھے فرمایا' اے عباس پکارو! اے اصحاب السمرہ! میں بلند آواز والا آدمی تھا اپنی بلند آواز سے ندا دی' کہاں ہیں اصحاب السمرہ' وہ اس اونٹ کی طرح جو اپنے بچوں پر شفقت کرے' یا لبیک یا لبیک' یا لبیک کہتے ہوئے آئے۔

مشرکین بھی آئے۔ ان کا اور مسلمانوں کا مقابلہ ہوا' دو مرتبہ انصار نے ندا دی' اے گروہ انصار اے گروہ انصار' پھر ندا (پکار) صرف بنی حارث بن الخزرج ہی میں رہ گئی' انہوں نے ندا دی' اے بنی حارث بن الخزرج۔

نبی ﷺ نے اپنے خچر پر سے اونچے ہو کر ان کی لڑائی معائنہ فرمائی اور کہا: یہ وقت جنگ کے گرم ہونے کا ہے' آپؐ نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیں اور انہیں پھینک دیا' پھر فرمایا رب کعبہ کی قسم بھاگو' واللہ ان کی حالت بدلتی رہی ان کی تلوار کند ہوتی رہی' یہاں تک کہ اللہ نے انہیں شکست دے دی۔

اسیران جنگ کی رہائی:

زہری نے کہا کہ مجھے ابن المسیب نے خبر دی کہ اس روز مسلمانوں کو چھ ہزار قیدی ملے مشرکین مسلمان ہو کر آئے اور کہا اے نبی اللہ آپؐ لوگوں میں سب سے بہتر ہیں آپؐ نے ہمارے مال' عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

فرمایا: میرے پاس وہی قیدی ہیں جو تم دیکھ رہے ہو' سب سے بہتر بات وہ ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو تمہیں اختیار ہے کہ یا تو تم مجھ سے اپنے بچوں اور عورتوں کو لے لو یا اپنا مال۔

انہوں نے کہا ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ حساب میں کوئی چیز عورتوں اور بچوں کے مساوی کریں۔

نبی ﷺ خطبہ پڑھتے ہوئے اٹھے اور فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے ہیں ہم نے عورتوں بچوں اور مال میں اختیار دیا

تھا' مگر انہوں نے حساب میں کسی چیز کو عورتوں اور بچوں کے مساوی نہیں کیا' لہٰذا جس کے پاس ان میں سے کچھ ہو اور اس کا دل واپس کرنے پر راضی ہو تو یہ راستہ بہتر ہے جو راضی نہ ہو تو وہ ہمیں دے دے' یہ ہم پر قرض ہوگا' جب ہم کچھ پائیں گے تو یہ قرض ادا کر دیں گے۔ انہوں نے کہا یا نبی اللہ ہم راضی ہیں اور تسلیم کرتے ہیں' آپؐ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم' شاید تم میں کوئی ایسا موجود ہو جو راضی نہ ہو' لہٰذا تم لوگ اپنے نمائندے بھیجو' جو ہمارے پاس اسے پیش کریں' آپؐ کے پاس نمائندے پیش کیے گئے کہ وہ لوگ راضی ہیں اور تسلیم کرتے ہیں۔

میدانِ جنگ کی حالت:

ابو عبدالرحمٰن الفہری سے مروی ہے کہ غزوۂ حنین میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے' سخت تیز اور شدید گرمی والے دن روانہ ہوئے ایک درخت کے سائے کے نیچے اترے' جب آفتاب ڈھل گیا تو میں نے اپنی زرہ پہنی گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی جانب روانہ ہوا' آنحضرت ﷺ اپنے خیمے میں تھے میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ' چلنے کا وقت آ گیا' آپؐ نے فرمایا اچھا پھر فرمایا اے بلال وہ ببول کے نیچے سے اس طرح اٹھے کہ گویا ان کا سایہ طائر (چڑیا) کا سایہ ہے اور کہا: لبیک وسعدیک میں آپؐ پر فدا ہوں' آپؐ نے فرمایا میرے گھوڑے پر زین کس دو۔

انہوں نے ایک زین نکالی جس کے دونوں دامن کھجور کی چھال کے تھے مگر کچھ نقص نہ تھا زین کس دی آپؐ سوار ہوئے اور ہمراہ ہم بھی سوار ہوئے' رات بھر ہم نے ان کے مقابلہ میں صف بندی کی دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کی بو سونگھی' مسلمانوں نے پشت پھیر لی' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: نبی ﷺ نے فرمایا اے اللہ کے بندو میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں پھر فرمایا اے گروہ مہاجرین میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سے کود پڑے' آپؐ نے ایک مٹھی مٹی لی' مجھے انہوں نے خبر دی جو مجھ سے زیادہ آپؐ کے نزدیک تھے کہ وہ مٹی آپؐ مشرکین کے منہ پر ماری اور فرمایا چہرے برے ہوں' اللہ نے ان کو شکست دے دی۔

بارش کا نزول:

یعلی بن عطا نے بیان کیا کہ مجھ سے ان (مشرکین) کے بیٹوں نے اپنے اپنے والد سے بیان کیا ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی دونوں آنکھیں اور منہ میں مٹی نہ بھری ہو پھر ہم نے آسمان اور زمین کے درمیان ایک آواز مثل اس آواز کے سنی جو لوہے کہ (صیقل کے لیے) نئے طشت پر گزارنے سے پیدا ہوتی ہے۔

سمرہ سے مروی ہے کہ یوم حنین بارش کا دن تھا' رسول اللہ ﷺ نے منادی کو حکم دیا تو اس نے ندا دی کہ نماز کجاووں میں ہوگی۔

ابو الملیح کے والد سے مروی ہے کہ حنین میں ہم پر بارش ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے منادی نے ندا دی کہ کجاووں میں نماز ہوگی۔

کفار کو شکست:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم حنین میں ندا دی گئی کہ اے اصحاب سورۃ البقرہ وہ اپنی تلواروں کو لے کے

آئے جو مثل شہاب (ٹوٹے ستاروں) کے تھیں، پھر اللہ نے مشرکین کو شکست دی۔

سریہ طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ:

شوال ۸ھ میں ذی الکفین کی جانب جو عمرو بن حممہ الدوسی کا بت تھا طفیل بن عمرو الدوسی کا سریہ ہوا۔

ذی الکفین کا انہدام:

جب رسول اللہ ﷺ نے طائف جانے کا ارادہ کیا تو طفیل بن عمرو الدوسی کو ذی الکفین کی طرف بھیجا، جو عمرو بن حممہ الدوسی کا بت تھا کہ وہ اسے منہدم کر دیں۔ ان کو آپؐ نے حکم دیا کہ اپنی قوم سے امداد حاصل کریں اور آپؐ کے پاس طائف میں آ جائیں وہ تیزی کے ساتھ اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے۔ انہوں نے ذی الکفین کو منہدم کر دیا اس کے چہرے میں آگ لگانے لگے اسے جلانے لگے اور کہنے لگے:

یا ذا الکفین لست من عبادکا   میلادنا اقدام من میلادکا

انی حششت النار فی فوادکا

''اے ذوالکفین ہم تیرے بندوں میں نہیں ہیں۔ ہماری ولادت تیری ولادت سے پہلے ہے میں نے تیرے دل میں آگ لگا دی''۔

ان کے ہمراہ قوم کے چار سو آدمی فوراً روانہ ہو گئے وہ رسول اللہ ﷺ کے طائف آنے کے چار روز بعد آپؐ کے پاس پہنچے آپؐ دبابہ (قلعہ شکن آلہ) اور منجنیق (پتھر پھینکنے کا آلہ) بھی لائے، آپؐ نے فرمایا: اے گروہ ازد تمہارا جھنڈا کون اٹھائے گا، طفیل نے کہا کہ جو اسے جاہلیت (حالت کفر) میں اٹھاتے تھے وہ نعمان بن بازیہ اللہبی ہیں، فرمایا تم نے درست کہا۔

غزوۂ طائف:

شوال ۸ھ میں رسول اللہ ﷺ کا غزوۂ طائف ہوا۔

بنو ثقیف کی قلعہ بندی:

رسول اللہ ﷺ حنین سے بقصد طائف روانہ ہوئے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو اپنے مقدمے پر آگے روانہ کیا، ثقیف نے اپنے قلعہ کی مرمت کر لی اس کے اندر اتنا سامان رکھ لیا تھا کہ ایک سال کے لیے کافی ہو جب وہ اوطاس سے بھاگے تو اپنے قلعے میں داخل ہو گئے اور اندر سے بند کر کے مقابلہ پر تیار ہو گئے۔

طائف کا محاصرہ:

رسول اللہ ﷺ قلعہ طائف کے قریب اترے اور اسی مقام پر آپؐ نے چھاؤنی بنائی، ان لوگوں نے مسلمانوں پر ایسی سخت تیر اندازی کی کہ گویا وہ تیر نہیں ٹڈیوں کے پاؤں ہیں چند مسلمان زخمی اور بارہ شہید ہوئے جن میں عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ اور سعید بن العاص بھی تھے۔

اس روز عبداللہ بن ابی بکر کے تیر لگا زخم مندمل ہو گیا۔ لیکن پھر کھل گیا۔ جس سے وہ انتقال کر گئے۔

رسول اللہ ﷺ اس مقام پر تشریف فرما ہوئے جہاں آج مسجد طائف ہے آپ کی ازواج میں سے ہمراہ ام سلمہ اور زینب تھیں ان دونوں کے لیے دو خیمے نصب کیے گئے آپؐ پورے محاصرے کے زمانے میں دونوں خیموں کے درمیان نماز پڑھتے تھے آپؐ نے اٹھارہ روز تک محاصرہ کیا ان پر منجنیق (آلۂ سنگباری) نصب کیا' قلعے کے گرداگرد مسلمین نے لکڑیوں سے حسک (گیاہ خاردار یا گوکھرو) پھیلا دیا' ان پر ثقیف نے تیراندازی کی جس سے چند آدمی مارے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے انگور کے باغ کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا' مسلمانوں نے بکثرت باغ کاٹ ڈالے ان لوگوں نے آپؐ سے درخواست کی کہ ان باغوں کو اللہ کے لیے رحم کر کے چھوڑ دیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کے لیے رحم کر کے چھوڑتا ہوں۔

غلامان طائف کی آزادی کا اعلان:

رسول اللہ ﷺ کے منادی نے ندا دی کہ جو غلام ہمارے پاس قلعہ سے اتر آئے گا وہ آزاد ہوگا' ان میں دس زائد آدمی نکلے جن میں ابوبکرہ بھی تھے' چونکہ وہ ایک ایک جماعت (بکرہ کے ساتھ اترے اس لیے' ابوبکرہ جماعت کے باپ) کہا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا' ان میں سے ہر شخص کو ایک ایک مسلمان کے سپرد کر دیا جو اس کا خرچ برداشت کرتا تھا۔ اہل طائف پر یہ بہت ہی شاق گزرا۔

رسول اللہ ﷺ کا نوفل بن معاویہ سے مشورہ:

رسول اللہ ﷺ کو (منجانب اللہ) فتح طائف کی اجازت نہیں دی گئی تھی' آپؐ نے نوفل بن معاویہ الدیلی سے مشورہ طلب فرمایا کہ تم کیا مناسب سمجھتے ہو انہوں نے کہا: ایک لومڑی اپنے سوراخ میں ہے اگر آپؐ اس پر کھڑے رہیں گے تو اسے پکڑ لیں گے اور اگر آپؐ اسے چھوڑ دیں گے تو وہ آپ کا نقصان نہ کرے گی۔

طائف سے واپسی کا حکم:

رسول اللہ ﷺ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے کوچ کا اعلان کیا لوگوں نے شور مچایا اور کہا ہم کیسے کوچ کریں درآں حالیکہ طائف ابھی فتح نہیں ہوا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' صبح کے وقت لڑائی پر جاؤ' لوگ گئے تو زخمی ہو کر واپس آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ ہم واپس ہوں گے' وہ اس سے خوش ہوئے انہوں نے اقرار کیا اور کوچ کرنے لگے' حالانکہ رسول اللہ ﷺ ہنس رہے تھے۔

ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کہو! سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں' جو یکتا و تنہا ہے اس نے اپنا وعدہ سچا کیا' اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا اسی نے گروہوں کو شکست دی۔

جب وہ لوگ روانہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہو: (ہم) لوٹنے والے' توبہ کرنے والے' اپنے رب کی عبادت کرنے والے' حمد کرنے والے ہیں۔ کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ ثقیف کے لیے اللہ سے بددعا کیجیے آپؐ نے فرمایا کہ اے اللہ ثقیف کو

ہدایت کرا اور انہیں لے آ۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کیا اس کی دیوار پر سے ایک شخص کو تیر مار کر قتل کیا گیا' عمر نے آ کر عرض کی یا نبی اللہ ثقیف کے لیے بد دعاء کیجئے آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ثقیف کے بارے میں اجازت نہیں دی' اس قوم سے ہم کیونکر لڑیں جن کے بارے میں اللہ نے اجازت نہیں دی' فرمایا کوچ کرو' ارشاد نبوی کی تعمیل کی گئی۔

مکحول سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف پر چالیس روز تک منجنیق نصب کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کے دن فرمایا غلاموں میں سے جو ہمارے پاس نکل آئے گا آزاد ہوگا ان غلاموں میں سے چند غلام نکل آئے جن میں ابوبکرہ بھی تھے رسول اللہ ﷺ نے سب کو آزاد کر دیا۔

محاصل کی وصولی:

رسول اللہ ﷺ نے جب محرم ۹ھ کا چاند دیکھا تو محصلوں کو عرب سے صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا' آپؐ نے عیینہ بن حصن کو تمیم کی طرف بھیجا کہ وہ ان سے صدقہ وصول کریں بریدہ بن الحصیب کو اسلم وغفار کی طرف اور کہا جاتا ہے کہ (بجائے بریدہ کے) کعب بن مالک کو عباد بن بشر الاشہلی کو سلیم ومزینہ کی طرف' رافع بن مکیث کو جہینہ کی طرف عمرو بن العاص کو بنی فزارہ کی طرف ضحاک بن سفیان الکلابی کو بنی کلاب کی طرف' بسر بن سفیان الکعبی کو بنی کعب کی طرف بھیجا ابن اللتبیہ الازدی کو بنی ذبیان کی طرف اور سعد ہذیم کے ایک شخص کو آپؐ نے ان کے صدقات جمع کرنے پر روانہ کیا' رسول اللہ ﷺ نے اپنے مصدقین (صدقہ وصول کرنے والے) کو حکم دیا کہ جو زیادہ ہو وہ ان سے لے لیں اور ان کے عمدہ مالوں سے بچیں۔

سریہ عیینہ بن حصن الفزاری:

محرم ۹ھ میں بنی تمیم کی جانب سریہ عیینہ بن حصن الفزاری ہوا جو السقیاء اور زمین بنی تمیم کے درمیان تھے نے عیینہ بن حصن الفزاری کو پچاس عرب سواروں کے ہمراہ جن میں نہ کوئی مہاجر تھا۔ نہ انصار بنی تمیم کی جانب روانہ کیا' وہ رات بھر چلے اور دن بھر پوشیدہ رہے پھر ان پر ایک جنگل میں انہوں نے حملہ کر دیا۔

مشرکین اپنے مویشی چرا رہے تھے کہ مسلمانوں کو دیکھا اور بھاگے ان میں سے گیارہ آدمی گرفتار کیے گئے' انہوں نے محلے میں گیارہ عورتیں اور تیس بچے پائے تو انہیں بھی مدینے گھسیٹ لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ رملہ بنت الحارث کے مکان میں قید کر دیے جائیں۔

قبیلے کے متعدد رئیس' جن میں عطارد بن سعد حاجب' الزبرقان بن بدر' قیس بن عاصم' الاقرع بن حابس' قیس بن الحارث' نعیم بن سعد' عمرو بن الاہتم اور رباح بن الحارث بن مجاشع بھی تھے آئے۔

جب ان قیدیوں نے ان کو دیکھا تو عورتیں اور بچے ان کے آگے رونے لگے یہ عجلت کر کے نبی ﷺ کے دروازہ کی طرف آئے اور پکارا کہ یا محمدؐ ہماری طرف نکلئے' رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے حالانکہ بلال نے نماز کی اقامت کہہ دی تھی وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے لپٹ کر گفتگو کرنے لگے اور آپؐ ان کے پاس ٹھہر گئے' پھر آپؐ چلے گئے اور نماز ظہر پڑھ کر مسجد کے صحن میں

بیٹھ گئے۔

انہوں نے عطارد بن حاجب کو آگے کیا' اس نے گفتگو کی اور تقریر کی رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن شماس کو حکم دیا تو انہوں نے جواب دیا' انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ان الذین ینادونك من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون﴾

''جولوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں''۔

(رسول اللہ ﷺ نے ان کے اسیر وقیدی واپس کر دیئے)۔

بنی المصطلق سے محصولات کی وصولی:

رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی المصطلق کی جانب بھیجا جو خزاعہ میں تھے' وہ لوگ اسلام لے آئے تھے اور مساجد بنائی تھیں جب انہوں نے ولید کے نزدیک آنے کی خبر سنی تو ان میں سے بیس آدمی ولید کی خوشی میں اونٹ بکریاں ان کے پاس لے جانے کو نکلے۔

جب انہوں نے ان کو دیکھا تو مدینے واپس آئے اور نبی ﷺ کو خبر دی کہ انہوں نے ہتھیاروں سے مقابلہ کیا اور صدقہ جمع کرنے میں مزاحم ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کی جانب ان لوگوں کے بھیجنے کا ارادہ کیا جو ان سے جنگ کریں۔

یہ خبر اس قوم کو پہنچی تو آپ کے پاس دو سوار آئے جو ولید سے ملے تھے انہوں نے واقعے کی صورت سے نبی ﷺ کو آگاہ کیا' اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿یآیھا الذین آمنوا ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینو ان تصیبوا قوما بجھالۃ﴾

''اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لائے تو اچھی طرح معلوم کر لو تاکہ ناواقفی سے کسی قوم کو مصیبت نہ پہنچاؤ''۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان کے ہمراہ عباد بن بشر کو بھیجا کہ وہ ان کے اموال کے صدقات لے لیں انہیں شرائع اسلام سے آگاہ کریں اور قرآن پڑھائیں رسول اللہ ﷺ نے جو حکم دیا' عبادہ نہ تو اسے سے بڑھے اور نہ انہوں نے کوئی حق ضائع کیا' ان کے پاس وہ دس روز رہے پھر خوشی خوشی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے۔

سریہ قطبہ بن عامر بن حدیدہ:

صفر ۹ھ میں قطبہ بن عامر بن حدیدہ کا نواہ بیشہ قریب تربہ بن خثعم کی جانب سریہ ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے قطبہ بن عامر بن حدیدہ کو بیس آدمیوں کے ہمراہ قبیلۂ خثعم کی جانب نواہ تبالہ میں تھا بھیجا انہیں یہ حکم دیا کہ ایک دم سے ان پر حملہ کریں وہ دس اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جنہیں باری باری استعمال کرتے تھے۔

انہوں نے ایک آدمی کو پکڑ کر اس سے دریافت کیا تو وہ ان کے سامنے گونگا بن گیا۔ پھر قبیلے کو پکارنے لگا' ان لوگوں نے اس کی گردن ماردی پھر اتنی مہلت دے دی کہ قبیلہ سو گیا تو انہوں نے ایک دم سے ان پر حملہ کر دیا اتنی سخت جنگ ہوئی کہ دونوں

فریق میں مجروحین کی کثرت ہوگئی' قطبہ بن عامر نے جسے قتل کیا اسے قتل کیا۔

یہ لوگ اونٹ بکریاں مدینے ہنکالائے' ایک سیلاب آ گیا جو مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہو گیا وہ لوگ قطبہ تک کوئی راستہ نہ پاتے تھے' خمس نکالنے کے بعد ان کے حصے میں چار اونٹ آئے ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر کیا گیا۔

سریہ ضحاک بن سفیان الکلابی:

ربیع الاوّل ۹ھ میں بجانب بنی کلاب سریہ ضحاک بن سفیان الکلابی ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے القیر طاء کی جانب ایک لشکر بھیجا جن پر ضحاک بن سفیان بن عوف بن ابی بکر الکلابی امیر تھے' ان کے ہمراہ اصید بن سلمہ بن قرط بھی تھے۔ الزج لاوا میں یہ ان لوگوں سے ملے اور انہیں اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کیا تو ان لوگوں نے ان سے جنگ کی اور شکست دی۔

اصید اپنے والد سلمہ سے ملے جو گھوڑے پر سوار الزج کے ایک تالاب میں تھا انہوں نے اپنے والد کو اسلام کی دعوت دی مگر اس نے ان کو اور ان کے دین کو برا کہا' اصید نے اپنے والد کے گھوڑے کے دونوں پیروں پر تلوار ماری' گھوڑا گر پڑا تو سلمہ اپنے نیزے کے سہارے سے پانی میں کھڑا ہو گیا۔ سلمہ کو وہ پکڑے رہے یہاں تک کہ اس کے پاس کوئی اور آیا جس نے اسے قتل کیا' اسے اس کے فرزند نے قتل نہیں کیا۔

سریہ علقمہ بن مجزز المدلجی:

ربیع الآخر ۹ھ میں الحبشہ کی جانب سریہ علقمہ بن مجزز المدلجی ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ الحبشہ کے کچھ لوگ ہیں جنہیں اہل جدہ نے دیکھا' آپ نے ان کی جانب علقمہ بن مجزز کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا' وہ سمندر میں ایک جزیرے تک پہنچے' سمندر ان کی طرف چڑھ گیا وہ لوگ اس سے بھاگے۔

سمندر اتر گیا' بعض جماعت والوں نے اپنے اہل وعیال کی طرف جانے میں عجلت کی تو انہیں اجازت دے دی' عبداللہ بن حذافہ السہمی نے بھی عجلت کی تو ان کو انہوں نے عجلت کرنے والوں پر امیر بنا دیا' عبداللہ میں مزاح (ہنسی) کی عادت تھی۔ یہ لوگ راستہ میں کہیں اترے آگ سلگا کر تاپنے اور کھانا پکانے لگے عبداللہ نے کہا کہ میں نے تم لوگوں پر یہ مقرر کیا ہے کہ اس آگ میں بعض ان میں سے کھڑے ہو جاؤ اور جمع ہو جاؤ۔

عبداللہ نے خیال کیا کہ اب یہ لوگ اس میں کود یں گے تو کہا بیٹھو میں تو تمہارے ساتھ صرف ہنسی کرتا تھا' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا اگر تمہیں کوئی معصیت کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہ کرو۔

سریہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بجانب قبیلۂ طے:

ربیع الآخر ۹ھ میں قبیلۂ طے کے بت الفلس کی جانب علی بن طالب رضی اللہ عنہ کا سریہ ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ڈیڑھ سو انصار کے ہمراہ سو اونٹوں پر اور پچاس گھوڑوں پر الفلس کی جانب روانہ کیا تا کہ وہ اسے منہدم کر دیں۔ ان کے ہمراہ رایہ (بڑا جھنڈا) سیاہ اور لواء (چھوٹا جھنڈا) سفید تھا۔

وہ فجر ہوتے ہی آل حاتم کے محلے پر ایک دم ٹوٹ پڑے' الفلس کو منہدم اور خراب کر دیا' انہوں نے اپنے ہاتھ قیدیوں

اوراونٹوں اور بکریوں سے بھر لیے قیدیوں میں عدی بن حاتم کی بہن بھی تھی۔

الفلس کے خزانے میں تلواریں پائی گئیں جن میں سے ایک کا نام ''رسوب'' دوسری کا ''المخذم'' اور تیسری کا الیمانی تھا۔ اور تین زرہیں بھی ملیں۔

رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں پر ابوقتادہ کو عامل بنایا تھا اور مویشی اور اسباب پر عبداللہ بن عتیک کو وہ لوگ جب رکک میں اترے تو مال غنیمت تقسیم کرلیا۔

نبی ﷺ کے حصے میں رسوب اور المخذوم چھوڑ دی گئی بعد کو تیسری تلوار بھی آپؐ کے لیے آ گئی اور خمس بھی نکال دیا گیا' آل حاتم کو چھوڑ دیا گیا ان کو انہوں نے تقسیم نہیں کیا اور مدینے لے آئے۔

سریہ عکاشہ بن محصن الاسدی رضی اللہ عنہ:

ربیع الآخر ۹ھ میں بجانب الجناب علاقہ عذرہ وبلی عکاشہ بن محصن الاسدی رضی اللہ عنہ کا سریہ ہوا۔

غزوۂ تبوک:

رجب ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کا غزوۂ تبوک ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ شام میں رومیوں نے کثیر مجمع کیا ہے' ہرقل نے اپنے ساتھیوں کو ایک سال کی تنخواہ دے دی ہے اس کے ہمراہ (قبیلہ) لخم و جزام و عاملہ وغسان کو بھی لایا گیا ہے اور اپنے مقدمات الجیوش کو البلقاء تک بھیج دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو روانگی کے لیے بلایا انہیں وہ مقام بتایا جس کا آپؐ قصد فرماتے تھے تاکہ وہ لوگ تیار ہو جائیں آپؐ نے مکے اور قبائل عرب میں قاصد بھیج کر ان سے بھی کمک طلب کی یہ سخت گرمی کا زمانہ تھا انہیں صدقے کا حکم دیا گیا' لوگ بہت سے صدقات لائے انہوں نے اللہ کے راستہ میں مضبوط کردیا۔

کچھ رونے والے لوگ آئے جو سات تھے آپؐ سے سواری چاہتے تھے' آپؐ نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں' وہ اس طرح واپس ہوئے کہ اس غم سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ انہیں وہ چیز نہیں ملی جسے وہ خرچ کریں۔

یہ لوگ سالم بن عمیر' ہرمی بن عمرو' علبہ بن زید' ابولیلی المازنی' عمرو بن عنمہ' سلمہ بن صخر اور عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہم تھے۔

بعض روایات میں ہے کہ ان میں عبداللہ بن مغفل اور معقل بن یسار بھی تھے بعض راوی کہتے رونے والے مقرن کے سات بیٹے تھے جو مزینہ میں سے تھے۔

منافقین کا جہاد سے گریز:

کچھ منافق آئے جو رسول اللہ ﷺ سے بغیر کسی سبب کے پیچھے رہ جانے کی اجازت چاہتے آپؐ نے انہیں اجازت دے دی وہ لوگ اسی سے کچھ زائد تھے۔

اعراب میں سے بیاسی آدمی جو جھوٹا عذر کرنے والے تھے آئے کہ انہیں بھی رہ جانے کی اجازت دی جائے' انہوں نے

آپؐ سے عذر کیا' مگر آپؐ نے ان کا عذر قبول نہیں کیا عبداللہ بن ابی سلول نے اپنے منافق حلفاء کے ہمراہ ثنیۃ الوداع میں لشکر قائم کیا تھا' کہا جاتا تھا کہ دونوں لشکروں میں اس کا لشکر کم نہیں تھا۔

نیابت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ نے اپنے لشکر پر ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا جو لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے' مدینے پر محمد بن مسلمہ کو اپنا قائم مقام بنایا یہی رائے ہمارے نزدیک ان لوگوں سے زیادہ ثابت ہے جو کہتے ہیں آپ نے کسی اور کو خلیفہ بنایا۔

رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی اور جو اس کے ہمراہ تھے پیچھے رہ گئے چند مسلمان بھی بغیر کسی شک وشبہ کے پیچھے رہ گئے ان میں کعب بن مالک' ہلال بن ربیع' مرارہ بن الربیع' ابوخیثمہ السالمی اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم تھے۔

جیش عسرہ کی تبوک میں آمد:

رسول اللہ ﷺ نے انصار اور قبائل عرب کی ہر شاخ کو یہ حکم دیا کہ وہ لواء (چھوٹا جھنڈا) اور رأیہ (بڑا جھنڈا) بنا لیں آپؐ اپنی مرضی کے مطابق روانہ ہو کر اپنے اصحاب کو لے چلے' تیس ہزار آدمی اور دس ہزار گھوڑوں کے ہمراہ آپؐ تبوک آئے وہاں بیس شب اس طرح قیام کیا کہ دو رکعت نماز (قصر) پڑھتے تھے' وہیں ابوخیثمہ السالمی اور ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہما آپؐ سے ملے۔

اکیدر بن عبدالملک کی گرفتاری:

ہرقل اس زمانے میں حمص میں تھا' رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس سواروں کے ہمراہ رجب ۹ھ میں بطور سریہ اکیدر بن عبدالملک کی جانب دومۃ الجندل بھیجا جو مدینہ منورہ سے پندرہ رات کے راستہ پر تھا۔ اکیدر قبیلہ کندہ میں سے تھا' ان کا بادشاہ ہو گیا تھا' اور نصرانی تھا' خالد اس کے پاس ایسے وقت پہنچے کہ چاندنی رات میں وہ قلعہ سے نکل کر مع اپنے بھائی کے ایک نیل گائے کا شکار کھیل رہا تھا۔

خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے لشکر نے اس پر حملہ کر دیا' اکیدر اسیر ہو گیا' اس کا بھائی حسان باز رہا' وہ لڑا یہاں تک کہ قتل ہو گیا' جو لوگ ان دونوں کے ہمراہ تھے وہ بھاگ کر قلعے میں داخل ہو گئے۔

مال غنیمت کی تقسیم:

خالد رضی اللہ عنہ نے اکیدر کو قتل سے پناہ دی اور اس شرط پر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ وہ دومۃ الجندل آپ کو دے دے گا اس نے منظور کیا اور خالدؓ سے دو ہزار اونٹ آٹھ سو (راس) جانور' چار سو زرہیں اور چار سو نیزے پر صلح کی انہوں نے نبی ﷺ کے لیے مخصوص حصہ نکالا اور بقیہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا ان میں سے ہر شخص کو پانچ پانچ حصہ ملے۔

اکیدر سے مصالحت:

خالد بن الولید رضی اللہ عنہ اکیدر اور اس کے بھائی مصاء کو جو قلعے میں تھا وہ سب سامان جس پر صلح کی تھی لے کے روانہ ہوئے اکیدر کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اس نے آپ کو ہدیہ دیا' آپؐ نے اس سے جزیہ (ٹیکس) پر صلح کر لی اور وہ اور اس کا بھائی

دونوں محفوظ رہے دونوں کو آزاد کر دیا گیا' رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک فرمان لکھ دیا۔ جس میں ان کے امان اور شرائط صلح کا ذکر تھا۔ اس روز آپ نے فرمان پر اپنے انگوٹھے کا نشان بنایا۔

عباد ابن بشر کا حضور علیہ السلام پر پہرہ:

تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی حفاظت اور پہرے پر عباد ابن بشر کو عامل کیا' وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ لشکر کا گشت کیا کرتے تھے' آپ تبوک سے اس طرح واپس ہوئے کہ جنگ کی نوبت نہ آئی۔

رمضان ۹ھ میں آنحضرت ﷺ مدینے آئے تو فرمایا' سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں اس سفر میں اجر و ثواب عطا فرمایا' آپ کے پاس وہ لوگ آئے جو پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے قسم کھائی تو آپ نے ان کا عذر قبول کیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔

سورۂ توبہ کا نزول:

آپ نے کعب بن مالک اور ان کے دونوں ساتھیوں کے معاملے میں انتظار فرمایا یہاں تک کہ قرآن میں ان کی توبہ نازل ہوئی' مسلمان اپنے ہتھیار بیچنے لگے کہ جہاد ختم ہوگیا' یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے انہیں منع کر دیا اور فرمایا میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر جہاد کرتی رہے گی تا آنکہ دجال ظاہر ہو۔

جیش عسرہ کی حالت:

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ بہت کم ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی غزوہ کا ارادہ فرمایا اور اسے دوسرے نام سے نہ چھپایا ہو' بجز غزوۂ تبوک کے کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے سخت گرمی میں کیا آپ نے سفر بعید اور کثیر دشمن کا مقابلہ کیا مسلمانوں سے آپ نے ان کا نام صاف صاف بیان کر دیا کہ وہ اپنے دشمن کی طرح تیار ہو جائیں اور انہیں آپ نے اپنے اس رخ سے آگاہ کر دیا جن کا آپ قصد فرماتے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اللہ کے اس قول میں کہ "**الذین اتبعوہ فی ساعة العسرة**" (جن لوگوں نے تنگی کے وقت آپ کی پیروی کی) مروی ہے کہ غزوۂ تبوک میں دو دو اور تین تین آدمی ایک اونٹ پر تھے وہ سخت گرمی میں روانہ ہوئے ایک روز انہیں شدت کی پیاس لگی' وہ اپنے اونٹوں کو ذبح کرنے لگے' ان کی اوجھڑیاں نچوڑتے تھے اور یہ پانی پی لیتے تھے یہ پانی کی تنگی تھی' اور یہ خرچ کی تنگی تھی۔

حضور علیہ السلام کا آخری غزوہ:

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ نبی ﷺ تبوک میں پنجشنبے کو روانہ ہوئے یہ آپ کا آخری غزوہ تھا جسے آپ نے پسند کیا۔ آپ پنجشنبے کی روانگی کو پسند فرماتے تھے۔

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کیا وہاں بیس رات مقیم رہے اور مسافروں کی نماز پڑھتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم لوگ غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے۔ جب مدینے کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینے میں ایسی جماعتیں ہیں کہ تم نے کوئی راستہ طے کیا ہو یا کوئی وادی قطع کی ہو مگر وہ تمہارے ہی ساتھ رہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ مدینے ہی میں تھے آپؐ نے فرمایا' ہاں' انہیں عذر نے روک لیا تھا۔

مراجعت مدینہ:

جابر سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو بعد اس کے کہ ہم لوگ مدینے واپس آ گئے غزوۂ تبوک کے بارے میں کہتے سنا کہ مدینے میں ایسی جماعتیں ہیں کہ تم نے بغیر ان کے نہ کوئی راستہ طے کیا اور نہ کوئی وادی قطع کی' ہر حال میں وہ تمہارے ہمراہ رہے (یہ وہ لوگ ہیں جنہیں بیماری نے جہاد میں جانے سے روک لیا تھا)۔

حج بامارت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ:

ذی الحجہ ۹ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا۔

رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج پر مامور کیا وہ مدینے سے تین سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ بیس بدنہ (قربانی کے اونٹ) بھیجے جنہیں آپؐ نے اپنے ہاتھ سے ہار پہنا دیا تھا (اور اشعار کر دیا تھا اور اشعار یہ ہے کہ اونٹ کے کوہان میں برچھی مار کے خون نکال دیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ حرم کی قربانی کے لیے ہے آپؐ نے ان (بدنہ) پر ناجیہ بن جندب الاسلمی کو مقرر کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ پانچ بدنہ لے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شمولیت:

جب وہ عرج میں تھے تو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی القصواء پر سوار ہو کر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان سے ملے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حج پر مامور فرمایا ہے' انہوں نے کہا نہیں' مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے کہ میں لوگوں کو سورۂ براءت پڑھ کر سناؤں۔ اور ہر عہد والے کو اس کا عہد واپس کر دوں۔

سورۂ توبہ (براءت) کا اعلان:

ابوبکر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے انہوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یوم النحر (۱۰/ذی الحجہ) کو جمرہ (عقبہ) کے پاس لوگوں کو سورۂ براءت سنائی اور ہر عہد والے کو اس کا عہد واپس کر دیا اور کہا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک نہ حج کر سکے گا اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کر سکے گا پھر دونوں مدینے کے ارادے سے واپس ہوئے۔

یوم النحر:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے' اس حج میں جس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں امیر بنایا تھا اور جو حجۃ الوداع سے پہلے ہوا تھا' ایک جماعت کے ہمراہ بھیجا جو یوم النحر میں لوگوں میں اعلان کر رہے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا اور نہ بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر کر سکے گا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے حمید کہا کرتے تھے کہ یوم النحر ہی (۱۰/ذی الحجہ) یوم الحج الاکبر (حج اکبر کا دن) ہے۔

سریہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ:

۱۰ھ میں بمقام نجران عبدالمدان کی جانب سریہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ ہوا۔

سریہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

سریہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یمن کی جانب ہوا۔ کہا جاتا ہے یہ سریہ دومرتبہ ہوا۔ ایک رمضان ۱۰ھ میں ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا ان کے لیے جھنڈا (لواء) بنایا اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر عمامہ باندھا اور فرمایا جاؤ اور کسی طرف پھر کر نہ دیکھو جب ان کے میدان میں اترو تو ان سے جنگ نہ کرو تاوقتیکہ وہ تم سے نہ لڑیں۔

علی رضی اللہ عنہ تین سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے یہ سب سے پہلا لشکر تھا جو ان بستیوں میں داخل ہوا' اور وہ بستی بلاد مذحج تھی انہوں نے اپنے ساتھیوں کو پھیلا دیا' وہ لوٹ اور غنائم' بچے اور عورتیں' اونٹ اور بکریاں وغیرہ لائے علی رضی اللہ عنہ نے غنائم پر بریدہ بن الخصیب الاسلمی کو مقرر کیا تھا لوگوں کو جو کچھ ملا ان کے پاس جمع کیا۔

یمنی قبائل کا قبول اسلام:

علی رضی اللہ عنہ ایک جماعت سے ملے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے انکار کیا اور تیر اور پتھر مارے آپؓ نے اپنے ساتھیوں کو صف بستہ کر دیا۔ اپنا جھنڈا مسعود بن سنان الاسلمی کو دیا۔ اور ان پر حملہ کر دیا مشرکین کے بیس آدمی قتل ہوئے تو وہ لوگ بھاگے' علی رضی اللہ عنہ ان کی تلاش سے باز رہے' انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ دوڑے اور قبول کی ان کے رؤساء کی ایک جماعت نے اسلام پر بیعت کر لی اور کہا کہ ہم لوگ اپنی قوم کے جو ہمارے پیچھے ہے سردار ہیں یہ ہمارے صدقات ہیں۔ لہٰذا ان میں سے اللہ کا حق لے لیجئے۔

مال غنیمت کی تقسیم:

علی رضی اللہ عنہ نے تمام غنائم کو جمع کیا پھر انہیں پانچ حصوں پر تقسیم کیا اور ان میں سے ایک حصہ پر لکھ دیا ''یہ اللہ کے لیے ہے'' قرعہ ڈالا تو سب سے پہلا خمس کا نکلا علی رضی اللہ عنہ نے بقیہ مال غنیمت اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا' پھر واپس ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں آئے' آپؐ ۱۰ھ میں حج کے لیے وہاں تشریف لائے تھے۔

حضور علیہ السلام نے چار عمرے کیے:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے:

۱۔ عمرۂ حدیبیہ جو عمرۂ حصر (روک دیئے جانے کا عمرہ) تھا۔

۲۔ دوسرے سال عمرۂ قضاء۔

۳۔ عمرۂ جعرانہ (غزوۂ حنین کے بعد)۔

۴۔ وہ عمرہ جو اپنے حج کے ساتھ ادا کیا۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمرہ ذی القعدہ میں عام حدیبیہ میں کیا۔ پھر جس سال ذی القعدہ

میں قریش سے صلح کی ایک عمرہ کیا اور ایک عمرہ اپنی طائف وجعرانہ کی واپسی میں ذی القعدہ میں کیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج سے پہلے ذی القعدہ میں تین عمرے کیے ابوملیکہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے جو کل ذی القعدہ میں ہوئے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی عمرہ سوائے ذی القعدہ کے نہیں کیا۔

عطاء سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے تمام عمرے ذی القعدہ میں ہوئے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں۔ انہوں نے کہا چار' ایک آپ کا عمرہ وہ ہے جس میں مشرکین نے آپ کو ذی القعدہ میں حدیبیہ سے واپس کیا اور بیت اللہ جانے سے روکا' دوسرے وہ عمرہ کہ جس سال قریش نے آپؐ سے صلح کی اس کے دوسرے سال ذی القعدہ میں ہوا' تیسرے جعرانہ سے ذی القعدہ میں آپ کا وہ عمرہ جب آپؐ نے حنین کی غنیمت تقسیم کی اور چوتھے وہ عمرہ جو آپؐ کے حج کے بعد ہوا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف سے آئے تو جعرانہ میں اترے آپؐ نے وہاں مال غنیمت تقسیم کیا اور وہیں سے عمرہ کیا یہ ۲۸ر شوال کو ہوا۔

محرش الکعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت جعرانہ سے عمرہ کیا۔ پھر آپ شب باش کی طرح لوٹے اسی وجہ سے آپ کا عمرہ بہت سے لوگوں پر مخفی رہا ہے۔ داؤد نے کہا کہ (یہ عمرہ) عام الفتح میں (ہوا)۔

محمد بن جعفر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جعرانہ سے عمرہ کیا اور وہاں سے ستر نبیوں نے بھی عمرہ کیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے شوال میں کیے اور دو عمرے ذی القعدہ میں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ سے زائد عمرہ نہیں کیا۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمروں میں تین مرتبہ مکہ میں قیام کیا۔

اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے پوچھا کہ آیا نبی ﷺ اپنے عمروں میں بھی بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے کہا نہیں۔

حجۃ الوداع:

۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ کا وہ حج ہوا جس کو لوگ ''حجۃ الوداع'' کہتے ہیں اور مسلمان اسے حجۃ الاسلام کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ مدینے میں دس سال رہ کر ہر سال اس طرح قربانی کیا کرتے تھے کہ نہ سر منڈاتے تھے نہ بال ترشواتے تھے اور جہاد کے موقع پر جہاد کرتے تھے' حج نہیں کرتے تھے۔

حجۃ الاسلام:

۱۰ھ کا ذی القعدہ ہوا تو آپؐ نے حج کا ارادہ کیا اور لوگوں میں بھی اس کا اعلان کیا مدینے میں لوگ بہ تعداد کثیر رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کی پیروی کرنے کے لیے آئے۔ آپؐ نے اپنے زمانۂ نبوت سے وفات تک سوائے اس حج کے اور کوئی حج نہیں کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما حجۃ الوداع کہنے کو ناپسند کرتے تھے اور وہ حجۃ الاسلام کہا کرتے تھے۔

مدینے سے روانگی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے غسل کر کے تیل لگا کے کنگھا کر کے مقام صحار کے بنے ہوئے صرف دو کپڑوں ایک تہ بند اور ایک چادر میں روانہ ہوئے یہ ۲۵ ذی القعدہ شنبے کا دن تھا۔ آپؐ نے ذی الحلیفہ میں دو رکعت ظہر پڑھی' اپنے ہمراہ اپنی تمام ازواج کو بھی ہودجوں میں لے کے گئے آپؐ نے اپنی ہدی کا اشعار کیا (کوہان کے زخم سے علامت قربانی ظاہر کی) اور اس کے گلے میں ہار ڈالا۔ پھر آپؐ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔

جب آپؐ البیداء میں اس پر (اونٹنی پر) بیٹھے تو اسی روز احرام باندھا' آپؐ کے ہدی (قربانی) پر ناجیہ بن جندب الاسلمی مقرر تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرہ وحج کی نیت کے بارے میں روایات:

اس بارے میں اختلاف کیا گیا کہ آپؐ نے کس چیز کی نیت کی کہتے ہیں کہ آپؐ نے حج مفرد کی نیت کی' غیر مدنی لوگوں کی روایت ہے کہ آپؐ نے حج کے ساتھ عمرہ کا بھی قران کیا بعض لوگوں نے کہا کہ آپ مکے میں متمتع لعمرہ ہو کر داخل ہوئے پھر اسی عمرہ سے حج کو ملا دیا' ہر قول کے بارے میں روایت ہے اللہ ہی کا علم سب سے زیادہ ہے۔

آپؐ منازل سے گزرتے ہوئے چلے' بوقت نماز ان مسجدوں میں اپنے اصحاب کی امامت فرماتے تھے جو لوگوں نے بنا دی تھیں اور ان کے مقامات لوگوں کو معلوم تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کو مرالظہر ان پہنچے' سرف میں آفتاب غروب ہوا۔ صبح ہوئی تو غسل کیا۔ اور دن کو اپنی اونٹنی قصواء پر مکے میں داخل ہوئے آپ کداء سے جو مکے کا بلند حصہ ہے داخل ہو کر باب بنی شیبہ پہنچے۔

بیت اللہ کی عظمت کے لیے دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

جب آپؐ نے بیت اللہ کو دیکھا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ بیت کا شرف وعظمت و بزرگی وہیبت زیادہ کر اور حج وعمرہ کرنے والوں میں سے جو شخص اس کی تعظیم کرے اس کی بھی نیکی و شرف وعظمت وہیبت زیادہ کر۔

مناسک حج کی ادائیگی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسک کی ابتداء فرمائی' طواف کیا اور حجر اسود سے حجر اسود تک طواف کے ابتدائی) تین پھیروں میں اس طرح رمل کیا (یعنی دونوں شانے اور ہاتھ ہلاتے ہوئے تیز رفتاری سے چلے) کہ اپنی چادر کو اضطباع کیے ہوئے تھے (یعنی چادر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں شانے پر ڈالے ہوئے تھے)۔

پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی' اس کے فوراً بعد ہی اپنی سواری پر صفا ومروہ کے درمیان سعی کی الابطح میں متردد ہوئے تو اپنی منزل کو واپس آ گئے۔

یوم الترویہ:

یوم الترویہ (۸/ذی الحجہ) سے ایک روز پہلے آنحضرت ﷺ نے ظہر کے بعد مکے میں خطبہ ارشاد فرمایا' یوم الترویہ کو منیٰ کی طرف روانہ ہوئے' رات کو وہاں رہے صبح کو عرفات کی طرف روانہ ہوئے' عرفات کے پہاڑ کی چوٹی پر آپ نے وقوف فرمایا' سوائے بطن عرنہ کے پورا عرفہ وقوف کی جگہ ہے۔ آپ اپنی سواری ہی پر ٹھہر کر دعا کرتے رہے۔

مزدلفہ میں تشریف آوری:

آفتاب غروب ہو گیا تو آنحضرت ﷺ نے کوچ کیا اور تیز چلنے لگے۔ جب کوئی گڑھا دیکھتے تھے تو اونٹنی کو پھندا دیتے تھے۔ اس طرح مزدلفہ آ گئے' وہاں آگ کے قریب اترے ایک اذان اور دو اقامتوں سے مغرب وعشاء کی نماز پڑھی اور رات کو وہیں قیام فرمایا۔

جمرۂ عقبہ کی رمی:

جب پچھلی شب ہوئی تو آپ نے کمزور بچوں اور عورتوں کو اجازت دے دی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے منیٰ میں آ جائیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ ہماری رانوں کو تھپکنے لگے اور فرمانے لگے کہ اے میرے بچو کیا تم سورج نکلنے تک جمرۂ عقبہ کی رمی نہ کرو گے؟ فجر کے وقت نبی ﷺ نے نماز پڑھی' اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے جبل قزح پر وقوف کیا اور فرمایا کہ ''سوائے بطن محسر'' کے تمام مزدلفہ موقف (مقام وقوف) ہے۔

وادیٔ محسر سے گزر:

طلوع آفتاب سے پہلے کوچ فرمایا' جب محسر پہنچے تو اپنی اونٹنی کو تیز کر دیا اور جمرۂ عقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ کہتے رہے' آپ نے ہدی کی قربانی کی اور اپنا سر منڈوایا مونچھوں اور دونوں رخساروں کے بال بھی ترشوائے اپنے ناخن بھی ترشوائے' ناخن اور بالوں کے دفن کرنے کا حکم دیا پھر خوشبو لگائی اور کرتہ پہنا۔

خطبۂ حج کا دِن:

منیٰ میں آپ کے منادی نے ندا دی کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں بعض روایات میں (رہنے کے دن) بھی آیا ہے' آپ ہر روز زوال آفتاب کے وقت چھوٹی کنکریوں سے رمی جمار کرتے رہے' یوم النحر (۱۰/ذی الحجہ) کے دوسرے روز بعد ظہر اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ ارشاد فرمایا۔

یوم الصدر الآخر:

یوم الصدر الآخر (یعنی ۱۳/ذی الحجہ) کو واپس ہوئے اور فرمایا کہ یہ تین ہیں (یعنی رمی جمار) جنہیں مہاجر مکہ میں لوٹنے کے بعد قائم کرتا ہے' پھر بیت اللہ کو (بذریعہ طواف) رخصت کیا اور مدینے کی طرف واپس ہوئے۔

حج وعمرہ کا تلبیہ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو حج وعمرہ دونوں کا تلبیہ کہتے سنا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا

تو انہوں کہا کہ آپ نے صرف حج کا تلبیہ کہا۔ پھر میں انس سے ملا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں لوگ بچوں ہی میں شمار کرتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "لبیک بعمرۃ وحج" ساتھ ساتھ کہتے سنا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تین طور پر روانہ ہوئے ہم میں بعض وہ تھے جنہوں نے حج وعمرہ میں قران کیا۔ وہ بھی تھے جنہوں نے حج کی نیت کی اور ایسے بھی جنہوں نے عمرے کی نیت کی‘ لیکن جو شخص حج وعمرہ میں قران کرے وہ اس وقت تک حلال (احرام سے باہر) نہیں ہوتا جب تک تمام مناسک (ارکان حج) ادا نہ کرلے۔

لیکن جس نے حج کی نیت کی اس پر بھی ان چیزوں میں سے کوئی چیز حلال نہیں جو اس پر حرام کی گئی تاوقتیکہ وہ مناسک ادا نہ کرلے۔

البتہ جس نے عمرہ کی نیت کی پھر اس نے طواف وسعی کرلی تو اس کے لیے حج کے آنے تک سب چیز حلال ہوگئی۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج وعمرہ) دونوں کی ساتھ ساتھ تصریح کی انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرہ کا تلبیہ کہا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت ظہر مدینے میں پڑھی‘ دو رکعت عصر ذوالحلیفہ میں پڑھی اور وہیں رات کو رہے‘ یہاں تک کہ صبح ہوئی جب آپ کی اونٹنی آپ کو تیزی سے لے چلی تو آپؐ نے تکبیر وتسبیح کہی اور اس نے آپ کو البیداء پہنچا دیا۔

جب ہم مکے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حلال (احرام سے باہر) ہو جانے کا حکم دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قربانی فرمانا:

جب یوم الترویہ (۸/ ذی الحجہ) ہوا تو لوگوں نے حج کا احرام باندھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات اونٹ کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے نحر کیے اونٹ کی گردن میں خاص مقام پر برچھی مار کر خون بہانے کو نحر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی قربانی کی جو چتکبرے اور سینگ والے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب (ذی الحجہ کی) چوتھی صبح کو حج کی نیت کر کے (مکے) آئے‘ انہیں (اصحاب کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ وہ اس (حج) کو عمرہ کر دیں‘ سوائے ان کے جن کے ہمراہ ہدی ہے‘ پھر کرتے پہنے گئے خوشبو سونگھی گئی اور عورتوں سے صحبت کی گئی۔

یوم النحر:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ آئے جب ہم نے بیت اللہ اور صفا ومروہ کے درمیان طواف کرلیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس (حج) کو عمرہ کردو سوائے ان کے جن کے ہمراہ ہدی ہو‘ جب یوم الترویہ ہوا تو انہوں نے حج کا احرام باندھا‘ یوم النحر (قربانی کا دن) ہوا تو بیت اللہ کا طواف کیا۔ صفا مروہ کے درمیان طواف کیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا۔ آپؐ ۴/ ذی الحجہ کو آئے‘ ہمیں صبح کی نماز

مقام بطحاء میں پڑھائی اور فرمایا کہ جو شخص اسے عمرہ کرنا چاہے تو کر دے۔

مکحول سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب نے جو ہمراہ تھے کس طرح حج کیا؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپؐ کے اصحاب جو ہمراہ تھے عورتیں اور بچے سب نے حج کیا انہوں نے عمرہ سے حج کی طرف تمتع کیا پھر حلال ہو گئے ان کے لیے عورتیں اور بچے اور خوشبو جو حلال کے لیے حلال ہیں حلال کر دی گئیں۔

نعمان نے مکحول سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے ابوطلحہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حج و عمرہ کو جمع کیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے صرف حج کا احرام باندھا۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حج مفرد کیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا:

لبيك اللّٰهم لبيك لاشريك لك لبيك ان الحمد و النعمة لك و الملك لاشريك لك.

''میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں' حمد و نعمت ملک تیرے ہی لیے ہے تیرا کوئی شریک نہیں''۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پرانے کجاوے اور چادر پر حج کیا (وکیع نے کہا جو چار درم کے مساوی ہو گا یا نہ مساوی ہو گا' ہاشم بن القاسم نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں قیمت چار درم ہو گی) جب آپؐ روانہ ہوئے تو فرمایا: اے اللہ ایسا حج (عطا کر) نہ اس میں ریاء ہو نہ سمعہ (نہ وہ کسی کے دکھانے کو ہو نہ سنانے کو)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ذی الحلیفہ سے ظہر کے وقت احرام باندھا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے حج میں قربانی کے سو اونٹ لے گئے آپؐ نے ہر اونٹ میں سے ایک بوٹی گوشت کا حکم دیا۔ وہ ایک ہانڈی میں کر دیا گیا' دونوں نے اس کا گوشت کھایا اور دونوں نے اس کا شوربہ پیا میں نے کہا وہ کون ہے جس نے نبی ﷺ کے ہمراہ کھایا اور شوربا پیا تو کہا علی رضی اللہ عنہ' جعفر اس کو مجھ سے کہتے تھے' یعنی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ساتھ کھایا اور شوربا پیا اور جعفر اس کو ابن جریج سے کہتے تھے۔

ابی امامہ نے ان سے روایت کی جنہوں نے نبی ﷺ کو منیٰ کی طرف جاتے دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ایک طرف تھے ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اس پر دو نقشین کپڑے تھے جس سے وہ آفتاب سے سایہ کیے ہوئے تھے۔

نیت حج کے لیے ہدایت:

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اہلال (نیت حج) میں اپنی آواز بلند کیجئے کیونکہ وہ حج کا شعار ہے۔

زید بن خالد الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے انہوں نے مجھ سے کہا

کہ اہلال (نیت حج) میں اپنی آواز بلند کیجئے کیونکہ یہ شعار حج ہے (علامت وطریقۂ حج ہے)۔

رکن یمانی پر رسول ﷺ کی دعاء:

عبداللہ بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھتے دیکھا: "ربنا أتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار" (اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا)۔

بیت اللہ میں نماز:

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز پڑھی' اسامہ بن زید اور عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبے کے اندر دو رکعت نماز پڑھی۔

عبدالرحمٰن بن امیہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے اندر کیا کیا تو انہوں نے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور بلال رضی اللہ عنہ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس میں نماز پڑھی' انہوں نے کہا ہاں' بیت اللہ کے آگے کے حصہ میں کہ آپؐ کے اور دیوار کے درمیان تین گز کا فاصلہ تھا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں آیا تو مجھ سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے ہیں آگے بڑھا تو آپ کو دیکھا کہ باہر آ چکے ہیں' میں نے بلال کو دروازہ کے پاس کھڑا ہوا پایا تو ان سے پوچھا' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

عبداللہ بن ابی مغیث سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تھے۔ آپؐ پر تکان کا اثر تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو کیا ہوا' فرمایا' آج میں نے وہ کام کیا کہ کاش اسے نہ کیے ہوتا۔ شاید میری امت کے لوگ اس کے اندر داخل ہونے پر قادر نہ ہوں گے تو وہ واپس ہوں گے اور ان کے دل میں رنج ہوگا۔ ہمیں تو صرف اس کے طواف کا حکم دیا گیا ہے' اندر داخل ہونے کا حکم نہیں دیا گیا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے قبل (وقوف) عرفہ طواف کیا۔

مناسکِ حج کا بیان:

عبدالرحمٰن بن یعمر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں کہتے سنا کہ حج تو (وقوف) عرفات ہے یا (وقوف) عرفہ ہے' جس شخص نے (نمازوں) کے جمع کرنے کی رات (یعنی مقام مزدلفہ شب دہم ذی الحجہ) صبح سے پہلی پائی تو اس کا حج پورا ہو گیا' اور فرمایا کہ ایام منیٰ (دسویں ذی الحجہ کے علاوہ) تین ہیں' جو شخص دو ہی دن میں (یعنی گیارھویں

اور بارھویں ہی کو عجلت کر کے چلا جائے تو اسے بھی کوئی گناہ نہیں اور جو شخص تاخیر کر کے (تیرھویں تک رہے) تو اسے بھی کوئی گناہ نہیں۔

ابن لائم سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ مزدلفہ میں تھے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میرا حج ہو گیا؟ آپؐ نے فرمایا جس نے ہمارے ساتھ یہاں (مزدلفہ میں) نماز پڑھی اور اس کے قبل رات یا دن کو عرفات میں حاضر ہوا اور وہ اس نے اپنا میل کچیل دور کیا (یعنی سر منڈایا) اس کا حج پورا ہو گیا۔

عروہ سے مروی ہے کہ جس وقت میں بیٹھا ہوا تھا تو اسامہ سے پوچھا گیا حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت واپس ہوئے تو کس طرح چلتے تھے۔ انہوں نے کہا' بہت تیز چلتے تھے جب کوئی گڑھا دیکھتے تو اونٹنی کو پھندا دیتے تھے۔

سواری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی کا شرف:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے اس طرح واپس ہوئے کہ آپؐ نے ناقے پر اسامہ کو شرف ہم نشینی بخشا۔ آپ جمع (مزدلفہ) سے واپس ہوئے تو فضل بن عباس ہم نشین تھے آپ تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپؐ نے جمرۂ عقبہ کی رمی کی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنا ردیف (ہم نشین) بنایا اور فضل نے انہیں اطلاع دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمرۂ عقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ کہتے رہے۔

رمی کے بارے میں ہدایات:

فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفے کی شب اور جمع (مزدلفہ) کی صبح میں جب لوگ واپس ہوئے تو فرمایا کہ تمہیں اطمینان سے چلنا ضروری ہے اور اپنی ناقہ کو روک رہے تھے' محسر سے اترے تو منیٰ میں داخل ہوئے اور فرمایا تمہیں چھوٹی کنکریاں (لینا) ضروری ہے جن سے تم جمرہ کی رمی کرو' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس طرح اشارہ کیا) جس طرح انسان کنکری مارتا ہے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (باقلا کی پھلی کے دانوں کے برابر) چھوٹی کنکریاں سے رمی کرتے دیکھا۔

دین میں غلو کی ممانعت:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کی صبح (گیارھویں ذی الحجہ) کو فرمایا کہ میرے لیے کنکریاں چن لو۔ میں نے آپؐ کے لیے چھوٹی چھوٹی کنکریاں چنیں تو آپؐ نے انہیں ہاتھ میں رکھ کر فرمایا: ہاں اس طرح کی تم لوگ غلو (زیادتی کرنے سے بچو) کیونکہ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو (زیادتی) کرنے سے ہلاک ہو گئے۔

ابوالزبیر نے جابر بن عبداللہ کو کہتے سنا کہ نبی ﷺ نے یوم النحر (۱۰/ ذی الحجہ) کو چاشت کے وقت رمی کی تھی پھر زوال آفتاب کے بعد بھی۔

مناسکِ حج سیکھنے کی ترغیب:

ابوالزبیر نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا کہ یوم النحر میں نبی ﷺ کو اپنی سواری پر رمی کرتے دیکھا' آپ ﷺ ہم لوگوں سے فرمار ہے تھے کہ اپنے مناسک (احکام حج) سیکھ لو' کیونکہ مجھے نہیں معلوم' شاید میں اس حج کے بعد حج نہ کروں گا۔

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جمروں کی رمی پیادہ آتے جاتے کرتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے قربانی کی پھر سر منڈایا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈایا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح دیکھا کہ حجام آپ کا سر مونڈ رہا تھا' اصحاب آپؐ کے گرد اگرد گھوم رہے تھے اور چاہتے تھے کہ آپ کا بال سوائے ان کے ہاتھ کے اور کہیں نہ گرے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ نبی ﷺ یوم النحر کو روانہ ہوئے زوال آفتاب سے پہلے ہی (بغرض طواف مکے) گئے پھر (منیٰ میں) واپس آئے اور تمام نمازیں منیٰ ہی میں پڑھیں۔

عطا نے کہا کہ جو شخص (منیٰ سے مکے جائے) اس کو ظہر کی نماز منیٰ ہی میں پڑھنا چاہیے' میں تو ظہر کی نماز (مکے) جانے سے قبل منیٰ ہی میں پڑھتا ہوں' اور عصر راستے میں اور یہ سب درست ہے۔

ازواج مطہرات کی روانگی:

طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ منیٰ سے مکے) دن کو روانہ ہوں' اپنی ازواج کو آپؐ نے رات کو روانہ کیا۔ ناقے پر بیت اللہ کا طواف کیا پھر زم زم پر آئے اور فرمایا: مجھے دو آپ کو ایک ڈول بھر کر دیا گیا آپؐ نے اس میں سے پیا غرارہ کیا پھر اس میں کلی کر دی اور حکم دیا کہ چاہ زمزم میں انڈیل دیا جائے۔

طاؤس نے لوگوں سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اپنی سواری پر طواف کیا۔

ہشام بن حجیر نے طاؤس سے سنا جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ نبی ﷺ زمزم پر آئے اور فرمایا' مجھے دو' آپ کو ایک ڈول دیا گیا' آنحضرت ﷺ نے اس میں سے پیا پھر اس میں کلی کی اور وہ پانی آپؐ کے حکم سے کنویں میں انڈیل دیا گیا۔

سقایۃ النبیذ:

آنحضرت ﷺ سقایہ (سبیل) کی طرف روانہ ہوئے' جو سقایۃ النبیذ (کہلاتا) تھا' کہ اس کا پانی پئیں پھر ابن عباس

نے عباس سے کہا یہ تو ایسا ہے کہ آج ہی ہاتھوں نے اسے گھنگول ڈالا ہے البتہ بیت اللہ میں پینے کا صاف پانی ہے' مگر نبی ﷺ نے سوائے اس کے اور کوئی پانی پینے سے انکار کیا اور اسی کو پیا۔

طاؤس کہا کرتے تھے کہ سقایۃ النبیذ سے پانی پینا حج پورا کرنے والی چیزوں میں سے ہے رسول اللہ ﷺ نے سقایۃ النبیذ سے اور زمزم سے (پانی) پیا اور فرمایا کہ اگر سنت نہ ہو جاتی تو میں (پانی کا ڈول) کھینچتا۔

حسین بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جبکہ لوگ ان کے گرد جمع تھے پوچھا کہ کیا تم اس نبیذ کو بطور سنت استعمال کرتے ہو یا وہ تم پر دودھ اور شہد سے زیادہ سہل ہے' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے جب کہ ہمراہ اصحاب مہاجرین وانصار بھی تھے چند پیالے لائے گئے جن میں نبیذ تھی نبی ﷺ نے اس میں سے پیا مگر سیر ہونے سے پہلے اپنا سر اٹھالیا اور فرمایا تم نے اچھا کیا اسی طرح کیے جاؤ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی سب سے زیادہ محبوب ہے کہ ہم پر دودھ اور شہد کے سیلاب بہہ جائیں۔

(تنبیہ: سقایۃ النبیذ کے نام سے زم زم کی ایک سبیل تھی' راوی نے مجازاً اس کے پانی کو نبیذ کہہ دیا کیونکہ حقیقتاً نبیذ کے معنی شراب کے ہیں یہ محال ہے کہ آپؐ کے زمانے میں مکے میں حقیقی نبیذ کا گزر رہا ہو' نبیذ فتح مکہ سے پہلے ہی حرام ہو چکی تھی)۔

عطاء سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب (منیٰ سے مکے) واپس آئے تو آپؐ نے اپنے لیے تنہا ایک ڈول کھینچا' پینے کے بعد ڈول میں بچ گیا اسے کنوئیں میں انڈیل دیا' اور فرمایا: ایسا نہ ہو کہ لوگ تمہاری سبیل (سقایہ) میں تم پر غالب آ جائیں' اس لیے میرے سوا کوئی اور اس سے نہ کھینچے' خود آپ ﷺ نے وہ ڈول کھینچا جس میں سے آپؐ نے پیا' کسی اور نے آپ کی مدد نہیں کی۔

حارثہ بن وہب الخزاعی جن کی ماں عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں نے بیان کیا کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی' لوگ بھی بیشتر حاضر تھے آپؐ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔

منیٰ میں خطبہ نبوی ﷺ:

عمرو بن خارجہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں خطبہ ارشاد فرمایا میں آپؐ کے ناقے کی گردن کے نیچے جو جگالی کر رہی تھی اس کا لعاب میرے دونوں شانوں کے درمیان بہہ رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اللہ نے ہر انسان کے لیے میراث میں اس کا حصہ مقرر کر دیا ہے' اس لیے وراثت کے لیے وصیت جائز نہیں' خبردار بچہ صاحب فراش کے لیے ہے (یعنی عورت جس کی منکوحہ ہے بچہ اسی شخص کا ہے اگرچہ وہ مخفی طور پر زنا سے ہو) اور بدکار کے لیے پتھر ہے' وہ شخص جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا (بیٹا ہونے) کا دعویٰ کرے یا کوئی آزاد کردہ غلام اپنے آزاد کرنے والوں سے منہ پھیر

کے دوسروں کا آزاد کردہ غلام ہونے کا دعویٰ کرے تو اس پر اللہ کی ملائکہ کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

یوم النحر میں خطبہ نبوی ﷺ:

ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ یوم النحر میں جمعرات کے درمیان کھڑے ہوئے‘ لوگوں سے فرمایا‘ یہ کون سا دن ہے‘ عرض کی النحر ہے فرمایا یہ کون سا شہر ہے لوگوں نے فرمایا‘ بلد حرام‘ فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے لوگوں نے کہا‘ شہر حرام‘ فرمایا۔

یہ حج اکبر کا دن ہے‘ تمہارے خون‘ تمہارے مال‘ تمہاری آبروئیں اس دن میں‘ اس مہینے میں اس شہر کی حرمت کی طرح تم پر حرام ہیں‘ پھر فرمایا کیا میں نے (پیام الٰہی کی) تبلیغ کر دی لوگوں نے کہا ہاں۔ رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے‘ اے اللہ گواہ رہ آپؐ نے لوگوں کو رخصت (وداع کیا) اس لیے انہوں نے (اس حج کو) حجۃ الوداع کہا۔

نبیط بن شریط الاشجعی سے مروی ہے کہ میں حجۃ الوداع میں اپنے والد کا ردیف (اونٹ کی سواری میں ہم نشین) تھا کہ نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے لگے میں اونٹ کے سرین پر کھڑا ہو گیا‘ اور اپنے دونوں پاؤں والد کے شانوں پر رکھ لیے میں نے آپ کو کہتے سنا کہ کون سا دن سب سے زیادہ محترم ہے لوگوں نے کہا یہی دن‘ فرمایا کون سا مہینہ سب سے زیادہ محترم ہے‘ لوگوں نے کہا یہی مہینہ فرمایا کون سا شہر سب سے زیادہ محترم ہے لوگوں نے کہا یہی شہر‘ فرمایا تمہارے خون تمہارے مال تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں ہے‘ فرمایا: کیا میں نے تبلیغ کر دی لوگوں نے کہا ہاں‘ فرمایا: اے اللہ گواہ رہ‘ اے اللہ گواہ رہ‘ اے اللہ گواہ رہ۔

یوم العقبہ میں خطبہ نبوی ﷺ:

ابو خاویہ سے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے یوم العقبہ میں (یعنی جمرۂ عقبہ کی رمی کے روز ۱۰ ذی الحجہ کو) ہمیں خطبہ سنایا فرمایا اے لوگو! تمہارے خون تمہارے مال اپنے پروردگار سے ملنے تک تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت‘ تمہارے اس مہینے میں ہے اور اس شہر میں ہے خبردار کیا میں نے تبلیغ کر دی‘ ہم لوگوں نے کہا ہاں‘ فرمایا اے اللہ گواہ رہ‘ خبردار میرے بعد کفر کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم سے کوئی کسی کی گردن مارے۔

شب عرفہ میں خطبہ نبوی ﷺ:

ام الحصین سے مروی ہے کہ میں نے شب عرفہ میں رسول اللہ ﷺ کو ایک اونٹ پر اس طرح چادر لٹکائے ہوئے دیکھا (ابو بکر (درمیانے راوی) نے اشارہ کیا کہ آپؐ نے اسے اپنے بازو کے نیچے سے بائیں بازو پر ڈال لیا تھا اور اپنا داہنا بازو کھول دیا تھا) پھر میں نے آپ کو کہتے سنا کہ اے لوگو! سنو اور اطاعت کرو‘ اگرچہ تم پر کوئی عیب دار حبشی غلام ہی امیر کیوں نہ بنا دیا جائے جو تم میں کتاب اللہ کو قائم کرے۔

یوم عرفہ میں خطبۂ نبوی ﷺ:

نبیط سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوم عرفہ میں سرخ اونٹ پر خطبہ فرماتے دیکھا۔

عبدالرحمٰن بن معاذ التیمی سے مروی ہے' جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ سنایا' جبکہ ہم منیٰ میں تھے (منجانب اللہ) ہمارے کان کھول دیئے گئے تھے' جو کچھ آپ نے فرما رہے تھے ہم لوگ اچھی طرح سن رہے تھے' حالانکہ ہم لوگ اپنی منزلوں میں تھے۔

مناسک حج کی تعلیم:

آپ لوگوں کو مناسک (مسائل حج) تعلیم کرنے لگے' (جب (رمی) جمار کے بیان پر پہنچے تو فرمایا'' چھوٹی کنکریوں سے'' آپ نے اپنی دونوں شہادت کی انگلی ایک دوسرے پر رکھی' پھر مہاجرین کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے آگے کے حصہ میں اتریں اور انصار کو حکم دیا کہ مسجد کے پیچھے اتریں پھر اور لوگ بعد کو اترے۔

غلاموں کے متعلق ارشاد نبوی ؐ:

زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا' اپنے غلاموں کا (خیال رکھو) اپنے غلاموں کا خیال رکھو' جو تم کھاؤ اسی میں سے انہیں کھلاؤ' جو تم پہنو اسی میں سے انہیں پہناؤ اگر وہ کوئی ایسا گناہ کریں جسے تم معاف نہ کرنا چاہو تو اے اللہ کے بندو انہیں بیچ ڈالو اور انہیں سزا نہ دو۔

الہرماس بن زیاد الباہلی سے مروی ہے کہ میں قربانی کے روز (یوم الاضحیٰ میں) اپنے والد کا ہم نشین تھا نبی ﷺ منیٰ میں ناقے پر لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے۔

الہرماس بن زیاد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے میرے والد اپنے اونٹ پر مجھے پیچھے بٹھائے ہوئے تھے میں چھوٹا بچہ تھا میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ یوم الاضحیٰ میں منیٰ میں اپنی کان کٹی اونٹنی پر لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے۔

یوم الحج پر خطبۂ نبوی ﷺ:

ابی بکرہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے حج میں خطبہ فرمایا کہ خبردار زمانہ اپنی ہیئت پر اسی دن سے گردش کرتا ہے جس دن سے اللہ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا ہے' سال بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام (محترم) ہیں تین تو پے در پے ذی العقدہ وذی الحجہ ومحرم' (اور ایک بعد کو (قبیلہ) مضر کا وہ رجب جو جمادی (الاخری وشعبان) کے درمیان ہے۔

پھر فرمایا یہ کون سا دن ہے تو ہم نے کہا' اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں' آپ خاموش رہے یہاں تک کہ ہم لوگوں نے خیال کیا کہ آپ اس کے نام کے علاوہ کوئی اور نام بتائیں گے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے کہا بے شک ہے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے سکوت کیا' یہاں تک کہ ہم لوگوں کا گمان ہوا کہ آپ اس کے نام کے علاوہ کوئی دوسرا نام بتائیں گے' تو فرمایا' کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے ہم نے کہا بے شک ہے فرمایا یہ کون سا شہر ہے ہم

نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے آپ نے سکوت کیا یہاں تک کہ ہم لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ اس کے نام کے سوا کوئی نام بتائیں گے تو فرمایا کیا یہ بلد حرام نہیں ہے ہم نے کہا بے شک ہے۔

فرمایا تمہارے خون تمہارے مال راوی نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ نے اور تمہاری آبروئیں بھی فرمایا، تم پر ایسے حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے کی حرمت اس شہر میں ہے تم اپنے پروردگار سے ملو گے تو وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا خبردار میرے بعد گمراہ ہو کر (دین سے نہ پھر جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو خبردار کیا میں نے (حق) پہنچا دیا؟ خبردار جو تم میں سے حاضر ہے وہ غائب کو پہنچا دے کیونکہ شاید بعض لوگ جنہیں یہ پہنچے اس سے زیادہ حافظ ہوں بہ نسبت ان کے جنہوں نے سنا، خبردار کیا میں نے تبلیغ کر دی؟

محمد نے کہا: یہی ہوا، بعض لوگ جن کو پہنچا وہ ان سے زیادہ حافظ ہوئے جن سے انہوں نے سنا۔

ذی الحجہ کی امتیازی عظمت:

مجاہد سے مروی ہے کہ ذی القعدہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سفر حج کیا اور علی رضی اللہ عنہ نے اذان دی اہل جاہلیت دو سال تک سال کے مہینوں میں سے ہر مہینے میں حج کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا حج ذی الحجہ میں پڑا آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس دن اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، زمانے نے اپنی ہیئت کے مطابق گردش کی، ابوالبشر نے کہا کہ لوگوں نے جب حق کو ترک کر دیا تو مہینے بھول گئے۔

ایام تشریق:

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہ کو اپنی سواری پر بھیجا کہ وہ ایام تشریق (۱۰/۱۱/۱۲/۱۳/ ذی الحجہ) کے روزوں سے منع کریں اور فرمایا کہ یہ تو صرف کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں، معن (راوی) نے اپنی حدیث میں کہا مسلمان ان ایام کے روزے سے باز رہے۔

بدیل بن ورقاء سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق میں یہ حکم دیا کہ میں ندا دوں، یہ کھانے پینے کے دن ہیں لہٰذا ان میں کوئی روزہ نہ رکھے۔

الحکم الزرقی کی والدہ سے مروی ہے کہ گویا میں علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہی ہوں جو رسول اللہ ﷺ کے سفید خچر پر سوار تھے، جس وقت وہ شعب الانصار پر کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے کہ اے لوگو! یہ روزوں کے دن نہیں ہیں یہ تو صرف کھانے پینے اور ذکر کے دن ہیں۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم اصحاب نبی ﷺ نے صرف خالص اور تنہا حج کا احرام باندھا تھا۔ اس کے ساتھ کوئی ور نیت نہ تھی ذی الحجہ کی چوتھی صبح کو مکے آئے تو ہمیں نبی ﷺ نے حلال ہو جانے (احرام کھول دینے کا حکم دیا) اور فرمایا کہ حلال ہو جاؤ اور اس حج کو عمرہ کرو۔

آپ کو خبر پہنچی کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ جب ہمارے اور عرفے کے درمیان پانچ روز سے زائد نہ رہے تو آپؐ نے ہمیں حلال ہونے کا حکم دیا تا کہ ہم منیٰ اس حالت میں جائیں کہ ہماری شرم گاہوں سے منی ٹپکتی ہو۔

نبی ﷺ کھڑے ہوئے' ہمیں مخاطب ہو کر فرمایا مجھے وہ بات پہنچ گئی جو تم نے کہی میں تم لوگوں سے زیادہ نیکوکار اور زیادہ متقی ہوں' اگر (میرے ہمراہ مدینے سے) ہدی نہ ہوتی تو میں ضرور حلال ہو جاتا اور اگر مجھے پہلے سے اپنا حال معلوم ہوتا جو بعد کو مجھے معلوم ہوا تو میں ہدی نہ لاتا۔

علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تو آپؐ نے ان سے پوچھا تم نے کا ہے کا احرام باندھا' انہوں نے کہا کہ جس کا نبی ﷺ نے باندھا ہو' فرمایا' ہدی لاؤ اور احرام میں رہو جیسا کہ تم ہو۔

آپؐ سے سراقہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ہمارے اس عمرہ پر غور فرما لیا کریں کہ اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے اسماعیل (راوی) نے کہا یا اس کے مثل کہا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کو لبیک بعمرۃ وحج' کہتے سنا۔

انس بن مالک سے مروی ہے (دوسرے طریقے سے) کہ نبی ﷺ کو لبیک بعمرۃ وحج کہتے سنا۔

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ﴾ کا نزول:

شعبی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ پر آیت ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ (آج میں نے تمہارے لیے دین کامل کر دیا) نازل ہوئی' یہ آیت آپؐ کے وقوف عرفہ کی حالت میں نازل ہوئی جس وقت آپؐ نے موقف ابراہیم میں وقوف کیا تھا' شرک مضمحل ہو گیا' جاہلیت کی روشنی کے مقامات منہدم کر دیئے گئے کسی برہنہ نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر میں جمرہ کی رمی تک تلبیہ کہا۔

سعید بن العاص نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں یوم الصدر کو (حج سے واپسی کے دن) ابن عمر کے ساتھ واپس ہوا چند یمنی رفیق ہمارے پاس سے گزرے جن کے کجاوے چمڑے کے تھے ان کے اونٹ کی نکیلیں رسی کی تھیں' عبداللہ (ابن عمر) نے کہا کہ جو شخص ان رفقاء کو دیکھنا چاہے جو اس سال رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب کے ساتھ وارد ہوئے جبکہ آپ لوگ حجۃ الوداع میں آئے تھے تو اسے ان رفقاء کو دیکھنا چاہیے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے حجۃ الوداع کہنا ناپسند تھا' طاؤس نے کہا کہ میں نے حجۃ الاسلام کہا تو انہوں نے کہا ہاں حجۃ الاسلام۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ طاؤس حجۃ الوداع کہنے کو ناپسند کرتے تھے اور حجۃ الاسلام کہتے تھے۔

علاء بن الحضرمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہاجرین اپنے مناسک ادا کرنے کے بعد تین دن ٹھہرے۔

رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک مرتبہ حج کیا:

قتادہ نے کہا میں نے انس سے پوچھا کہ نبی ﷺ نے کتنے حج کیے انہوں نے کہا صرف ایک حج' مجاہد سے مروی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے پہلے دو حج کیے اور ہجرت کے بعد ایک حج کیا۔ ام المومنین وقاسم سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ لوگ دو نسک (حج وعمرہ) کر کے لوٹ رہے ہیں اور میں ایک ہی نسک (حج) کے ساتھ لوٹ رہی ہوں' آپ نے فرمایا تم انتظار کرو' جب (حیض سے) پاک ہو جانا تو تنعیم تک جانا وہاں سے (عمرہ کا) احرام باندھ لینا ہم سے فلاں فلاں پہاڑ پر ملنا (مجھے خیال ہے فلاں فرمایا تھا) لیکن وہ (عمرہ) بقدر تمہاری غایت کے ہوگا۔ یا فرمایا تمہارے خرچ کے ہوگا یا جیسا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو۔

سریہ اسامہ بن زید حارثہ رضی اللہ عنہما:

اسامہ بن زید حارثہ رضی اللہ عنہما کا یہ سریہ اہل اُبنیٰ کی جانب جو البلقاء کے نواح میں السراۃ کی زمین ہے پیش آیا۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو نصیحت:

چھبیسویں صفر ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جہاد روم کی تیاری کا حکم دیا۔ دوسرے دن آپ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا اور فرمایا اپنے باپ کے مقتل پر جاؤ اور کفار کو کچل دو میں نے اس لشکر پر تمہیں والی بنا دیا ہے تم سویرے اہل اُبنیٰ پر حملہ کر دو ان میں آگ لگا دو اور اتنا تیز چلو کہ مخبروں کے آگے ہو جاؤ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کر دے تو تم ان لوگوں میں بہت کم ٹھہرو اپنے ہمراہ رہبروں کو لے لو' مخبروں اور جاسوسوں کو اپنے آگے روانہ کر دو۔

رسول اللہ ﷺ کی علالت:

چار شنبہ کو رسول اللہ ﷺ کی بیماری شروع ہوگئی آپ کو بخار اور سر درد ہو گیا' پنجشنبے کی صبح کو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسامہ رضی اللہ عنہ کے لیے جھنڈا باندھا' پھر فرمایا' اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو اس سے جنگ کرو جو اللہ کی راہ میں کفر کرے۔

امارت اسامہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض:

وہ اپنے جھنڈے کو جو بندھا ہوا تھا لے کے نکلے جسے بریدہ بن الحصیب الاسلمی کو دیا مقام جرف میں لشکر جمع کیا' مہاجرین اولین وانصار کے معززین میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس غزوے میں بلا نہ لیا گیا ہو۔

ابوبکر الصدیق' عمر بن الخطاب' ابوعبیدہ بن الجراح' سعد بن ابی وقاص' سعید بن زید' قتادہ بن نعمان' سلمہ بن اسلم بن حریس رضی اللہ عنہم جیسے اصحاب کبار تھے۔

قوم نے اعتراض کیا کہ یہ لڑکا مہاجرین اولین پر عامل بنایا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اظہار خفگی:

رسول اللہ ﷺ نہایت غصہ ہوئے آپ اس طرح باہر تشریف لائے کہ سر پر ایک پٹی بندھی اور جسم پر ایک چادر تھی' آپ منبر پر چڑھے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا:

''امابعد! اے لوگو! تم میں سے بعض کی گفتگو اسامہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنانے کے بارے میں مجھے پہنچی (تو تعجب نہیں) اگر تم نے اسامہؓ کے امیر بنانے پر اعتراض کیا' تم اس سے پہلے ان کے باپ کے امیر بنانے پر اعتراض کر چکے ہو' خدا کی قسم وہ امارت ہی کے لیے پیدا ہوئے تھے اور ان کا بیٹا بھی امارت ہی کے لیے پیدا ہوا ہے وہ میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں ان دونوں سے ہر خیر کا گمان کیا گیا ہے تم لوگ اسامہ کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہیں''۔

آپ ﷺ منبر سے اترے اور اپنے مکان میں داخل ہو گئے' یہ ۱۰ ربیع الاوّل یوم شنبہ کا واقعہ ہے' وہ مسلمان جو اسامہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہو کر لشکر کی طرف جو جرف میں تھا جا رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ شدت مرض کی کیفیت میں:

رسول اللہ ﷺ کے مرض میں شدت ہو گئی تو آپ ﷺ فرمانے لگے اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کر دو یکشنبے کو رسول اللہ ﷺ کا درد بہت شدید ہو گیا' اسامہ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر گاہ سے اس وقت آئے جبکہ نبی ﷺ بیہوش تھے اور اس روز لوگوں نے آپ کو دوا پلائی تھی۔

اسامہ رضی اللہ عنہ نے سر جھکا کے آپ کو بوسہ دیا رسول اللہ ﷺ کلام نہیں فرما سکتے تھے آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ آسمان پر اٹھاتے تھے اور اسامہ رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھ دیتے تھے اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں یہ سمجھا کہ آپ ﷺ میرے لیے دعا کرتے ہیں۔

دُعائے نبوی کے ساتھ لشکر اسامہ کی روانگی:

اسامہؓ اپنے لشکر گاہ کو واپس گئے' دوشنبہ کو آئے' رسول اللہ ﷺ کی صبح افاقے کی حالت میں ہوئی (آپؐ پر اللہ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں) آپؐ نے ان سے فرمایا کہ صبح کو اللہ کی برکت سے روانہ ہو جاؤ۔

آنحضرت ﷺ کا وصال:

اسامہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے رخصت ہو کے اپنے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہو گئے اور لوگوں کو کوچ کا حکم دیا جس وقت وہ سوار ہونے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ ان کی والدہ ام ایمن کا قاصد ان کے پاس آ کر یہ کہنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ انتقال فرماتے ہیں۔

وہ آئے اور ان کے ہمراہ عمر و ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما بھی آئے وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ آپؐ انتقال فرما رہے تھے ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو جبکہ آفتاب ڈھل چکا تھا آپ کی وفات ہو گئی' اللہ تعالیٰ آپؐ پر ایسی رحمت نازل کرے جس سے آپ خوش ہوں اور جسے آپ پسند کریں۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی واپسی:

لشکر کے وہ مسلمان بھی مدینے آ گئے جو جرف میں جمع تھے' بریدہ بن الحصیب بھی اسامہ رضی اللہ عنہ کا بندھا ہوا جھنڈا لے کر

آ گئے وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر لے آئے وہاں اسے گاڑ دیا۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی گئی تو انہوں نے بریدہ بن الحصیب کو جھنڈا اسامہؓ کے مکان لے جانے کا حکم دیا تا کہ وہ آپ کی مرضی کے مطابق روانہ ہوں' بریدہ اسے لوگوں سے پہلے لشکر گاہ کو لے گئے۔

عرب مرتد ہوگئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اسامہ رضی اللہ عنہ کے روکنے کے بارے میں گفتگو کی گئی' انہوں نے انکار کیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو کی کہ وہ انہیں رہ جانے کی اجازت دے اسامہ رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی دوبارہ روانگی:

ربیع الآخر ۱۱ھ کا چاند ہوا تو اسامہ روانہ ہوئے وہ بیس رات میں اہل ابنیٰ تک پہنچے ان پر ایک دم سے حملہ کر دیا' ان کا شعار (علامت واصطلاح شناخت) یا منصور امت تھا' جو ان کے سامنے آیا اسے قتل کر دیا اور جس پر قابو چلا اسے قید کر لیا۔ ان کی کشتیوں میں آگ لگا دی مکانات اور کھیت اور باغات جلا دیئے جس سے وہ سب علاقہ دھواں دھار ہو گیا۔ اسامہؓ نے ان لوگوں کے میدانوں میں اپنے لشکر کو گشت کرایا اس روز جو کچھ انہیں مال غنیمت ملا اس کی تیاری میں ٹھہرے رہے اسامہ اپنے والد کے گھوڑے سبحہ پر سوار تھے انہوں نے اپنے والد کے قاتل کو بھی غفلت کی حالت میں قتل کر دیا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کے دو حصے لگائے اور گھوڑے کے مالک کا ایک اپنے لیے اسی کے مثل حصہ لیا۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی مدینہ میں فاتحانہ واپسی:

جب شام ہو گئی تو اسامہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا اپنی رفتار تیز کر دی نو رات میں وادی القریٰ میں آ گئے انہوں نے بشیر (مژدہ رساں) کو مدینے بھیجا کہ وہ لوگوں کو سلامتی کی خبر دے اس کے بعد انہوں نے روانگی کا قصد کیا' چھ رات میں مدینے پہنچ گئے مسلمانوں میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی' ابوبکر رضی اللہ عنہ مہاجرین واہل مدینہ کے ہمراہ ان لوگوں کو لینے کے لیے ان کی سلامتی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے روانہ ہوئے اسامہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے گھوڑے سبحہ پر سوار مدینے میں' اس طرح داخل ہوئے کہ جھنڈا ان کے آگے تھا جسے بریدہ بن الحصیب اٹھائے ہوئے تھے یہاں تک کہ وہ مسجد پہنچ گئے اس کے اندر گئے۔ دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے گھر واپس ہوئے۔

اسامہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا وہ ہرقل کو معلوم ہوا جو حمص میں تھا تو اس نے البلقاء میں رہنے کے لیے ایک لشکر بھیجا وہ برابر وہیں رہے یہاں تک کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خلافت میں لشکر شام کی طرف بھیجے گئے۔

طبقات ابنِ سعد

حصہ دوم

اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم

طبقات کے اس دوسرے حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کرانے سے لے کر مرض الموت اور وفات تک کے حالات درج ہیں۔ آخر میں حضرت ابوبکر صدیق، عبداللہ بن انیس، حسان بن ثابت، کعب بن مالک، اروی بنت عبدالمطلب، عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہم وغیرہ کے مراثی بھی پیش کردیئے گئے ہیں جو محبت اور درد میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

ترجمہ

علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

مصنف

محمد بن سعدؒ (المتوفی ۲۳۰ھ)

نفیس اکیڈمی

اردو بازار، کراچی

طبقات ابن سعد

نام کتاب .... طبقات ابن سعد (حصہ دوم)

مصنف .... علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ

مترجم .... علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

اضافہ عنوانات وحواشی .... مولانا عبدالمنان صاحبؒ

ناشر .... نفیس اکیڈمی اردو بازار۔ کراچی

قیمت .... /- روپے

نفیس اکیڈمی

اردو بازار، کراچی

طبقات ابن سعد کی خصوصیات

از: چوھدری محمد اقبال سلیم گاھندری

محمد بن سعد نے طبقات ابن سعد لکھ کر دنیائے اسلام پر وہ احسان عظیم کیا ہے جس سے قیامت تک مسلمان سرنہیں اٹھا سکتے۔ اس پر تمام اُمت کا اجماع ہے کہ آپ نہایت ثقہ اور معتمد مؤرخ تھے اور آپ نے تمام واقعات وحالات کو محدثانہ طور پر بسند صحیح لکھا ہے۔ روایت کے فن کے ساتھ آپ نے جو اعتناء کیا وہ کسی نے نہیں کیا انہوں نے ہر قسم کی رواتیوں میں مسلسل سند کی جستجو کی راویوں کے حالات بہم پہنچائے۔ یہی وجہ ہے کہ طبقات ابن سعد میں تمام واقعات بسند متصل مذکور ہیں۔

پانچویں صدی سے قبل کا دور قدماء کا دور کہلاتا ہے اس دور میں تاریخ ورجال میں کتابیں لکھی گئیں ہر صدی کے حالات وواقعات کو محفوظ ومدون کیا گیا۔ صحتِ وروایت کو بقدر امکان محفوظ رکھا گیا۔ اس دور کے مؤرخین تمام واقعات کو حدیث کی طرح بسند متصل نقل کرتے تھے اس کا انہوں نے خاص خیال رکھا تھا۔ رہا مورخین کا اپنے اپنے زمانوں کے حالات سے متاثر ہونے کا معاملہ تو یہ ایک فطری چیز ہے۔ لیکن انہوں نے حتی الامکان اس تاثر کا اثر واقعات پر نہیں پڑنے دیا۔ یہ چیز طبقات ابن سعد کی خصوصیات میں سے ہے ان خصوصیات کے اعتبار سے ہم علامہ ابن اثیر' طبری اور ابن سعد کا ایک مقام سمجھتے ہیں۔

طبقات ابن سعد سیرت نبویؐ پر بہت ہی جامع وبسیط کتاب ہے اور اہم کتاب ہے اس کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ سیرت نبویؐ پر یہ سب سے پہلی کتاب ہے جو احادیث کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے اس کتاب سے ابن سعد کے معاصرین اور بعد کے علماء اور مؤرخین نے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے اور ہمیشہ مشعل راہ کی طرح اس کو اپنے پیش نظر رکھا ہے۔ علامہ شبلی نعمانیؒ کی نظر میں اس کتاب کی جو افضلیت اور اہمیت تھی وہ ان کے ان الفاظ سے ظاہر ہے:

> ''ہمیں یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات میں متاخرین محدثین نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں مثلاً استیعاب' الاصابہ' اسد الغابہ۔ لیکن ابن سعد کی کتاب میں جو جامعیت ہے ان کتابوں کو اس سے کچھ نسبت نہیں۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید متاخرین کو یہ کتاب ہاتھ نہیں آئی یا ان کا مذاق ایسا تھا کہ اس قدر تفصیلی حالات کو وہ ضروری نہ سمجھتے تھے۔ اس کتاب میں ایک ایک جزوی واقعہ کو بسند متصل لکھا ہے اور مصنف کا زمانہ عہد نبوت کے قریب ہے اس لیے سلسلۂ روایت میں تین چار راوی سے زیادہ نہیں ہوتے''۔

طبقات کے مصنف ابن سعد بہت ہی جلیل القدر عالم اور صادق الروایہ اور ثقہ محدث گزرے ہیں ان کی صداقت وثقاہت حد درجہ مشہور تھی' علامہ خطیب' علامہ خلکان' علامہ ابن حجر' علامہ سخاوی وغیرہ ان کے صادق الروایہ اور ثقہ ہونے کے بارے میں رطب اللسان ہیں۔

ہمارا ادارہ ہمیشہ نادر اور معیاری علمی اور تاریخی کتابوں کو شائع کرنے میں پیش پیش رہا ہے کیونکہ اس کا مقصد جلب زر سے زیادہ خدمت علم و ادب ہے ہم نے اب تک درجنوں تاریخ' سیرت' فلسفہ اور ادب کی اہم اور معیاری کتابوں کو اہل علم حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ تاریخ طبری (۱۱ جلدیں) تاریخ ابن خلدون (چودہ حصے) زاد المعاد (۴ حصے) فتوح البلدان (۲ حصے) اقبال نامہ جہانگیری' تاریخ فیروز شاہی' تاریخ فلاسفۃ الاسلام' سفر نامہ ابن بطوطہ (۲ حصے) تاریخ الخلفاء سیوطی خلافت بنو امیہ علامہ ابن اثیر وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب ادارے کی وہ مطبوعات ہیں جن پر علم و ادب کے خزانے فخر کر سکتے ہیں۔

طبقات ابن سعد کا اردو ترجمہ ناپید ہو گیا تھا۔ بڑی کاوشوں سے حاصل کر کے ہم اسے اہل علم حضرات کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ طبقات کے اس دوسرے حصے میں رسول اللہ کا مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کرانے سے لے کر مرض الموت اور وفات تک کے حالات درج ہیں آخر میں حضرت ابوبکر صدیق' عبداللہ بن انیس' حسان بن ثابت' کعب بن مالک' اروی بنت عبدالمطلب' عاتکہ بنت عبدالمطلب' عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہم وغیرہ کے مراثی بھی پیش کر دیے ہیں جو محبت اور درد میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد (حصہ دوم)

طبقات ابن سعد

حصہ دوم

اخبار النبی ﷺ

مہاجرین وانصار کے درمیان عقد مواخات:

زہری وغیرہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف لائے تو آپؐ نے بعض مہاجرین کا بعض سے اور مہاجرین وانصار کا باہم اس شرط پر عقد مواخات کر دیا کہ حق پر ساتھ رہیں گے' باہم ہمدردی وغم خواری کریں گے اور ذوی الارحام مرنے کے بعد ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

یہ نوے آدمی تھے (جن میں عقد مواخات ہوا) پینتالیس مہاجرین اور پینتالیس انصار میں سے۔ یہ غزوۂ بدر سے پہلے تک تھا' جب جنگ بدر ہوئی اور اللہ نے آیت: ﴿ واولوا الارحام بعضهم اولٰى ببعض فى كتاب الله اِنَّ الله بكل شئ عليم ﴾ نازل فرمائی تو اس آیت نے ماقبل حکم کو منسوخ کر دیا۔ میراث کے بارے میں مواخات ختم ہوگئی اور ہر انسان کی میراث اس کے نسب و ورثہ وذورحم کی طرف لوٹ گئی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں مہاجرین وانصار کے درمیان معاہدۂ حلفی کرایا۔

مسجد نبوی کے لئے جگہ کی خریداری:

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی مسجد رسول اللہ ﷺ کے مقام پر گردن خم کر کے بیٹھ گئی اس زمانے میں اسی جگہ مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے وہ (جگہ) شتر خانہ تھی جو انصار کے دو یتیم لڑکوں سہل وسہیل کی تھی وہ دونوں ابوامامہ اسعد بن زرارہ کی ولایت میں تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں لڑکوں کو بلایا۔ ان کے سامنے شتر خانہ کی بہت بڑی قیمت پیش کی کہ آپ اسے مسجد بنائیں۔ ان دونوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم تو آپ کو ہبہ کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے انکار فرمایا اور اس کو ان دونوں سے خرید لیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر:

زہری سے مروی ہے کہ آپ نے اسے دس دینار میں خریدا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ رقم دے دیں' وہ محض احاطے کی شکل میں ایک دیوار تھی جس پر چھت نہ تھی اس کا قبلہ بیت المقدس کی طرف تھا اسعد بن زرارہ نے اسے تعمیر کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے وہ اپنے ساتھیوں کو پنجگانہ نماز جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس احاطہ میں کھجور اور غرقد کے جو درخت تھے ان کے کاٹنے کا حکم دیا۔ کچی اینٹوں کا حکم دیا جو تیار کی گئیں۔

اس شتر خانہ میں زمانۂ جاہلیت کی جو قبریں تھیں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے کھود ڈالی گئیں آپ نے ہڈیوں کے پوشیدہ کرنے کا حکم دیا اسی شتر خانے میں پانی کا چشمہ تھا۔ لوگوں نے اسے ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا۔

مسجد کا نقشہ:

مسجد کی بنیاد رکھی گئی' طول قبلہ کی طرف سے پیچھے تک سو ہاتھ رکھا اور دونوں جانبوں میں بھی اسی طرح رکھا وہ مربع تھی۔ کہا جاتا ہے کہ سو ہاتھ سے کم تھی' بنیاد تقریباً تین ہاتھ زمین کے اوپر تک پتھر سے بنائی' تعمیر کچی اینٹ سے ہوئی رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے کام کیا آپ بہ نفس نفیس ان کے ساتھ پتھر ڈھوتے اور فرماتے تھے کہ:

اللھم لاعیش الاعیش الأخرہ　　فاغفر الانصار والمھاجرہ

''اے اللہ عیش تو آخرت ہی کا عیش ہے۔ لہٰذا تو انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔

ھذا الحمال لاحمال خیبر　　ھذا بر ربنا واطھر

یہ خیبر کی بار برداری نہیں ہے۔ اے ہمارے رب یہ بہت پاکیزہ و نیک ہے''۔

قبلہ بیت المقدس کی طرف کیا' تین دروازے بنائے ایک دروازہ پچھلے حصے میں ایک دروازہ جس کو باب الرحمہ کہا جاتا ہے اسی کو باب عاتکہ بھی کہا جاتا تھا۔ تیسرا دروازہ وہ تھا جس سے رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لاتے تھے۔ یہی دروازہ آل عثمان رضی اللہ عنہ کے متصل تھا۔

دیوار کا طول بہت وسیع رکھا ستون کھجور کے تنے کے اوپر چھت کھجور کی شاخوں کی بنائی گذارش کی گئی کہ اسے پاٹ کیوں نہیں دیتے۔ فرمایا کہ یہ جھونپڑی موسیٰ کی جھونپڑی کی طرح ہے جو چند چھوٹی چھوٹی لکڑیوں اور پھوس کی تھی۔ اس کے پہلو میں چند حجرے کچی اینٹوں کے بنائے جن کو کھجور کے تنے اور شاخوں سے پاٹا۔

جب آپ اس تعمیر سے فارغ ہوئے تو اس حجرے کو جس کے متصل مسجد کا راستہ تھا عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے مخصوص فرمایا: سودہ بنت زمعہ کو دوسرے حجرے میں کیا جو اسی کے متصل اس دروازے کی طرف تھا کہ آل عثمان رضی اللہ عنہ سے متصل تھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جہاں نماز کا وقت آتا تھا آپ وہیں نماز پڑھ لیتے تھے آپ بکریوں کے باندھنے کی جگہ پہلے نماز پڑھا کرتے تھے پھر مسجد کا حکم دیا گیا تو بنی نجار کے ایک گروہ کو بلا بھیجا۔ وہ لوگ آپ کے پاس آئے تو فرمایا کہ مجھ سے اپنے اس باغ کی قیمت لے لو۔ ان لوگوں نے کہا نہیں۔ واللہ ہم اس کی قیمت سوائے اللہ کے کسی سے نہیں چاہتے۔

انس نے کہا کہ اس میں مشرکین کی قبریں تھیں کھجور کا باغ تھا چٹانیں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کا باغ کٹوا دیا۔ مشرکین کی قبریں کھدوا دیں اور چٹانوں کو برابر کرا دیا۔ لوگوں نے کھجوروں کو قبلے کی طرف قطار میں کھڑا کر دیا اور اس کے دونوں جانب پتھر رکھے۔ وہ لوگ اوران کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رجز پڑھتے تھے۔ اور آپؐ فرماتے تھے:

اللّٰھُمَّ لاخیر الاخیر الآخرہ فانصراہ انصار والمھاجرہ

''اے اللہ آخرت کی خیر کے سوا کوئی خیر نہیں۔ لہٰذا تو انصار ومہاجرین کی مدد کر''۔

عمار رضی اللہ عنہ طاقت ور آدمی تھے وہ دو دو پتھر اُٹھاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اے ابن سمیہ' شاباش! تمہیں باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ زہری سے مروی ہے کہ جب لوگ مسجد بنا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ھذا الحمال لا حمال خیبر ھذا بر ربنا والطھر

''بار ہے تو یہ ہے' خیبر کا بار کچھ نہیں۔ اے ہمارے پروردگار یہ زیادہ نیک و پاک ہے''۔

زہری کہا کرتے تھے کہ آپ نے سوائے اس شعر کے کبھی کوئی شعر نہیں سنایا اور نہ اس کا ارادہ کیا سوائے اس کے کہ وہ آپ سے پہلے کہا گیا ہو۔

تحویلِ قبلہ کا واقعہ:

عثمان بن محمد الاخنسی وغیرہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینے ہجرت فرمائی تو آپؐ نے سولہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی' آپؐ چاہتے تھے کہ اسے کعبے کی طرف پھیر دیا جائے۔

آپؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیل میری خواہش ہے کہ اللہ میرا رُخ یہود کے قبلے سے پھیر دے جبرئیل نے کہا کہ میں تو محض ایک بندہ ہوں' آپ اپنے رب سے دعا کیجئے اور اسی سے درخواست کیجئے۔

آپؐ نے ایسا ہی کیا' جب نماز پڑھتے تھے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔ آپؐ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿قد نری تقلب وجھك فی السماء فلنو لینك قبلة ترضاھا﴾ (ہم آسمان کی طرف آپؐ کے چہرے کا اُٹھنا دیکھتے ہیں۔ ہم ضرور آپ کو ایسے قبلے کی طرف پھیر دیں گے جس سے آپؐ خوش ہوں گے) اس نے آپ کو کعبے میں میزاب کی طرف متوجہ کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام بشر بن البراء بن معرور کی زیارت کو بنی سلمہ تشریف لے گئے تھے' انہوں نے آپؐ کے لیے کھانا تیار کیا۔ ظہر کا وقت آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر حکم دیا گیا کہ اپنا رخ کعبے کی طرف کر لیں' آپؐ کعبے کی طرف گھوم گئے اور میزاب کو سامنے کیا۔ اس مسجد کا نام قبلتین رکھ دیا گیا۔ یہ واقعہ ہجرت کے سترھویں مہینے ۱۵ رجب یوم دوشنبہ کو ہوا۔

ہجرت کے اٹھارہویں مہینے شعبان میں رمضان کے روزے فرض کیے گئے محمد بن عمرو نے کہا ہمارے نزدیک یہی درست ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے تشریف لانے کے بعد سولہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پھر غزوۂ بدر سے دو ماہ قبل آپ کو کعبے کی طرف پھیر دیا گیا۔

براء سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی جانب نماز پڑھی' آپ کو یہ پسند تھا کہ قبلہ بیت اللہ کی جانب ہو جائے۔ آپؐ نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی یا آپؐ نے نماز عصر پڑھی اور آپؐ کے ساتھ ایک جماعت نے بھی نماز پڑھی۔

جن لوگوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی ان میں سے ایک شخص نکلے جو ایک مسجد والوں پر گزرے کہ رکوع کی حالت میں تھے۔ انہوں نے کہا' میں خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مکے کی جانب نماز پڑھی۔ وہ لوگ جس طرح تھے اسی طرح بیت اللہ کی طرف گھوم گئے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ یہ آیت نازل ہوئی (جس کا ترجمہ اوپر گزر چکا) کہ ﴿قد نری تقلب وجهك فی السماء فلنولینك قبلة ترضاها. فول وجهك شطر المسجد الحرام﴾ (لہٰذا آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے)۔

بنی سلمہ کے ایک شخص ایک جماعت پر گزرے جو فجر کی نماز میں بحالت رکوع تھے۔ وہ لوگ ایک رکعت پڑھ چکے تھے ان صاحب نے ندا دی کہ خبردار قبلہ کعبے کی طرف پھیر دیا گیا ہے۔ وہ لوگ کعبے کی طرف پھر گئے۔ کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف لائے تو ہم لوگ آپؐ کے ساتھ تھے آپؐ نے سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔

عمارہ بن اوس الانصاری سے مروی ہے کہ ہم نے شب کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھی تھی کہ ایک شخص مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا۔ ہم نماز ہی میں تھے' اس نے ندا دی کہ نماز کا رُخ کعبے کی طرف کر دیا گیا' امام اور بچے اور عورتیں سب کعبے کی طرف پھر گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکے میں تھے تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے حالانکہ کعبہ آپؐ کے سامنے ہی تھا۔ ہجرت فرمانے کے سولہ مہینے بعد تک یہی عمل رہا پھر آپ کو کعبے طرف متوجہ کر دیا گیا۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ کبھی کسی نبی نے سنت و قبلہ کے بارے میں کسی نبی کی مخالفت نہیں کی سوائے اس کے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سے آپ مدینے تشریف لائے سولہ مہینے تک بیت المقدس کو قبلہ بنایا۔ پھر محمد بن کعب نے یہ آیت پڑھی: ﴿شرع لکم من الدین ما وصّی به نوحًا﴾ (اللہ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا جس کی اس نے نوح علیہ السلام کو وصیت کی تھی)۔

براء سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب شروع میں مدینے تشریف لائے تو اپنے نانا ؤں یا ماموؤں کے پاس اترے جو انصار میں سے تھے' سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی لیکن پسند یہی تھا کہ قبلہ بیت اللہ کی طرف ہو جائے۔ آپؐ نے جو سب سے پہلی نماز (بیت اللہ کی طرف نماز) پڑھی وہ نماز عصر تھی۔ یہ نماز آپؐ کے ساتھ ایک جماعت نے بھی پڑھی۔

جن لوگوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی تھی ان میں سے ایک شخص نکلے' ایک مسجد والوں کے قریب سے گزرے جو رکوع کی حالت میں تھے تو کہا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکے کی طرف نماز پڑھی ہے' وہ لوگ جس حالت

میں تھے بیت اللہ کی طرف گھوم گئے۔

آپ کو پسند یہی تھا کہ قبلہ بیت اللہ کی جانب پھیر دیا جائے۔ جب آپؐ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو یہ یہود واہل کتاب کو پسند تھا۔ جب اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا تو ان لوگوں نے اس کو برا کہا۔

براء سے ان کی اسی حدیث میں مروی ہے کہ چند آدمی قبل اس کے کہ قبلہ بیت اللہ کی طرف پھیرا جائے اسی قبلے پر وفات پا گئے یا شہید ہو گئے' ہمیں معلوم نہ ہوا کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے۔ اللہ نے یہ آیت نازل کی: ﴿ما کان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرء وف رحیم﴾ (اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان برباد کر دے۔ اللہ لوگوں کے ساتھ بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے)۔

تقویٰ کی بنیاد پر بننے والی مسجد:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے کہ جب قبلہ کعبے کی طرف پھیر دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ قباء میں تشریف لائے' آپ نے مسجد قباء کی دیوار کو اس مقام پر آگے بڑھا دیا جہاں وہ آج ہے' آپؐ نے اس کی بنیاد رکھ دی۔ اور فرمایا کہ جبرائیل مجھے بیت اللہ کا رخ بتائیں گے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے اس کی تعمیر کے لیے پتھر ڈھوئے۔

رسول اللہ ﷺ ہر ہفتے وہاں پیادہ تشریف لایا کرتے تھے' فرمایا کہ جو وضو کرے اور اچھی طرح کرے پھر مسجد قبا میں آئے اور اس میں نماز پڑھے تو اسے عمرے کا ثواب ملے گا۔

عمر رضی اللہ عنہ دوشنبے و پنجشنبے کو اس میں آتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر یہ مسجد کسی اور طرف بھی ہوتی تو ہم ضرور اس کے سفر میں اونٹوں کو ہلاک کرتے۔

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ یہی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ ابی بن کعب اور دوسرے اصحاب رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے ﴿لمسجد اُسِّسَ علی التقویٰ﴾ (البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی وہ اس امر کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں) کی تفسیر میں روایت کی کہ وہ مسجد قبا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد بنی عمرو بن عوف میں جو مسجد قباء تھی تشریف لے گئے' انصار کے کچھ لوگ بھی آ کر آپ کو سلام کرنے لگے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے ہمراہ صہیب بھی مسجد میں گئے تھے۔ میں نے صہیب سے پوچھا کہ جب آنحضرت ﷺ کو سلام کیا جاتا تھا تو آپؐ کیسے جواب دیتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی سعید خدری نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دوشنبے کو قباء گیا ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ قباء میں پیادہ و سوار ہو کر تشریف لایا کرتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ مسجد قباء میں جاتے تھے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قباء گئے۔ آپ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ آپؐ کے پاس انصار آئے اور سلام کرنے لگے۔ میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح ان لوگوں کو سلام کا جواب دیتے دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپؐ نماز ہی کی حالت میں اپنے ہاتھ سے ان کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔

ام بکر بنت المسور سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مسجد قباء آفاق میں سے کسی اُفق میں بھی ہوتی تو ہم ضرور اس کے سفر میں اونٹوں کو ہلاک کرتے۔

اسد بن ظہیر سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد قباء میں آئے اور نماز پڑھے تو یہ نماز مثل عمرے کے ہوگی۔

اذان کا حکم اور مشاورت:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم سے مروی ہے کہ اذان کا حکم ہونے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی لوگوں کو ندا دیتا تھا کہ (الصلوٰۃ جامعۃ) نماز جمع کرنے والی ہے۔ تو لوگ جمع ہو جاتے تھے۔ جب قبلہ کعبے کی طرف پھیر دیا گیا تو اذان کا حکم دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذان کے معاملے کی بھی بڑی فکر تھی لوگوں نے آپؐ سے ان چند باتوں کا ذکر بھی کیاؐ جن سے لوگ نماز کے لیے جمع ہو جائیں۔ بعض نے کہا کہ صور اور بعض نے کہا کہ ناقوس بجا دیا جائے۔

لوگ اسی حالت میں تھے کہ عبداللہ بن زید الخزرجی کو نیند آ گئی۔ انہیں خواب میں دکھایا گیا کہ ایک شخص اس کیفیت سے گذرا کہ اس کے بدن پر دو سبز چادریں ہیں۔ ہاتھ میں ناقوس ہے۔

عبداللہ بن زید نے کہا کہ میں نے (اس شخص سے) کہا: کیا تم یہ ناقوس بیچتے ہو؟ اس نے جواب دیا' تم اسے کیا کرو گے؟ میں نے کہا خریدنا چاہتا ہوں کہ نماز میں حاضری کے لیے اس کو بجاؤں۔ اس نے کہا: میں آپ لوگوں کے لیے اس سے بہتر بیان کرتا ہوں۔ کہو کہ:

اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ، حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، لا الٰہ الا اللّٰہ۔

عبداللہ بن زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی تو آپؐ نے فرمایا کہ تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو اور جو کچھ تم سے کہا گیا ہے انہیں سکھا دو وہ یہی اذان کہیں' انہوں نے ایسا ہی کیا۔

عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا انہوں نے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حمد اللہ ہی کے لیے ہے' اور یہی سب سے زیادہ درست ہے۔

اہل علم نے کہا کہ یہی اذان کہی جانے لگی اور ''الصلوٰۃ جامعۃ'' کی ندا محض کسی امر حادث کے لیے رہ گئی۔ اس کی وجہ سے لوگ حاضر ہوتے تھے اور انہیں اس امر کی خبر دی جاتی تھی۔ مثلاً فتح کی خبر پڑھ کر سنائی جاتی تھی یا اور کسی امر کا ان کو حکم دیا جاتا تھا تو

''الصلوٰۃ جامعۃ'' کی ندادی جاتی تھی۔ اگرچہ وہ نماز کے وقت میں نہ ہو۔

عبداللہ بن زید الانصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اذان کے بارے میں لوگوں سے مشورہ طلب فرمایا اور فرمایا کہ میں نے یہ قصد کیا ہے کہ لوگوں کو بھیجوں کہ وہ مدینے کے قلعوں اور بلند مکانوں پر کھڑے ہو کر نماز کی اطلاع کریں، بعض لوگوں نے قصد کیا کہ ناقوس بجائیں۔

عبداللہ بن زید اپنے اہل خانہ کے پاس آئے ان لوگوں نے کہا کہ کیا ہم تمہیں شام کا کھانا نہ کھلائیں؟ جواب دیا۔ میں کھانا نہ کھاؤں گا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ نماز کے معاملے نے آپ کو سخت فکر میں ڈال دیا ہے۔

وہ سو گئے اور خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے بدن پر سبز کپڑے ہیں' وہ مسجد کی چھت پر کھڑا ہے اس نے اذان کہی پھر بیٹھ گیا' پھر کھڑا ہوا اور نماز کی اقامت کہی۔

یہ اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے خواب کی خبر دی' آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ وہ بلال رضی اللہ عنہ کو سکھا دیں۔ انہوں نے سکھا دیا۔ جب لوگوں نے یہ سنا تو آئے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی آئے اور عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے جو انہوں نے دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں میرے پاس آنے سے کون سا امر مانع تھا۔ انہوں نے کہا' یا رسول اللہ جب میں نے اپنے کو پیش پیش دیکھا تو مجھے شرم آئی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ کوئی ایسی چیز مقرر کر دیں جو لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرے آپؐ کے پاس بوق (بگل) اور بگل والوں کا ذکر کیا گیا تو ناپسند فرمایا۔ ناقوس اور ناقوس والوں کا ذکر کیا گیا تو اس کو بھی ناپسند فرمایا۔

انصار کے ایک شخص کو جن کا نام عبداللہ بن زید تھا اذان خواب میں سنائی گئی۔ اسی شب کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بھی اذان کا خواب دکھایا گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب صبح ہو گی تو میں رسول اللہ ﷺ کو خبر دوں گا۔ انصار رات ہی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے اور خبر کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے نماز کی اذان کہی۔

اس کے آگے راوی نے لوگوں کی اسی اذان کا ذکر کیا جو اس زمانے میں دی جاتی ہے بلال رضی اللہ عنہ نے صبح کی اذان میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کا اضافہ کیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے باقی رکھا یہ کلمہ اس اذان میں نہ تھا جو اذان انصاری کو خواب میں سنائی گئی تھی۔

فرضیت صیام واحکام عیدین وقربانی:

عائشہ ابن عمر وابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے اٹھارھویں مہینے شعبان میں' قبلے کے کعبہ کی طرف پھیرے جانے کے ایک مہینے بعد' ماہ رمضان کا فرض (روزہ) نازل ہوا' اسی سال رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کا حکم دیا۔ یہ زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے کی بات ہے۔

آپؐ نے حکم دیا کہ صغیر و کبیر' حر و عبد' مذکر و مؤنث سب کی طرف سے کھجور یا کشمش یا جو کا ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین سیر) گیہوں کے دو مد (نصف صاع نکالے جائیں)۔

رسول اللہ ﷺ عید الفطر سے دو روز پہلے خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور لوگوں کو عید گاہ جانے سے پہلے اس کے نکالنے کا حکم دیتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ گشت کرنے سے اس دن مساکین کو غنی کر دو۔ آپؐ جب (نماز سے) واپس آتے تھے تو اس کو تقسیم فرماتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے نماز عید' عید گاہ میں یوم الفطر کو خطبہ سے پہلے پڑھی۔ نماز عید یوم الاضحیٰ میں (خطبے سے پہلے) پڑھی اور قربانی کا حکم دیا مدینے میں آپ دس سال اسی طرح مقیم رہے کہ ہر سال قربانی کرتے تھے۔ نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قربانی کو پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں دس سال اسی طرح مقیم رہے کہ قربانی ترک نہ کرتے تھے۔ اس کے بعد اس حدیث کا مضمون بھی حدیث سابق سے مل جاتا ہے۔

اہل علم نے کہا کہ آپؐ عید کی نماز خطبے سے پہلے بغیر اذان و اقامت کے پڑھا کرتے تھے' آپؐ کے آگے ایک ٹیڑھی موٹھ کی لکڑی (سترہ کے لیے) اٹھا کر لگا دی جاتی تھی (کہ گزرنے والوں کا نماز میں سامنا نہ ہو) یہ لکڑی زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی تھی جس کو وہ ملک حبشہ سے لائے تھے اور ان سے رسول اللہ ﷺ نے لے لی تھی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے عید کے روز ٹیڑھی موٹھ کی لاٹھی اٹھا کر لگا دی جاتی تھی جس کی طرف (رُخ کر کے) آپ نماز پڑھتے تھے پھر اس حدیث کا مضمون حدیث سابق کے مضمون سے ملتا ہے۔ اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب قربانی کرنا چاہتے تھے تو دو مینڈھے خریدتے جو خوب فربہ سینگ والے اور چربی والے ہوتے تھے۔

جب آپؐ نماز و خطبہ پڑھ لیتے تو ان میں سے ایک کو لایا جاتا تھا' مقام نماز پر کھڑے کھڑے اسے اپنے ہی دست مبارک سے چھری سے ذبح فرماتے تھے۔ پھر فرماتے تھے کہ اے اللہ یہ میری اس تمام امت کی طرف سے ہے جو تیری توحید اور میری رسالت کی گواہی دے۔

دوسرے کو لایا جاتا تھا۔ اسے آپؐ اپنی طرف سے اپنے ہی ہاتھ سے ذبح کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ محمد و آل محمد (ﷺ) کی طرف سے ہے' ان دونوں میں سے آپ اور اہل بیت نوش فرماتے تھے۔ مساکین کو بھی کھلاتے تھے' آپؐ (محلّہ) طرف الزقاق کے قریب مکان معاویہ کے پاس ذبح فرماتے تھے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ ہمارے نزدیک تمام ائمہ مدینہ اسی طرح کرتے تھے۔

خطبۂ نبوی کے لئے منبر بنایا جانا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے کہ جمعے کے روز رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کھڑا ہونا مجھ پر گراں ہے تمیم داری نے گذارش کی کہ کیا میں آپؐ کے لیے ایک منبر نہ بنالوں جیسا میں نے ملکِ شام میں بنتے دیکھا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ سب کی رائے ہوئی کہ آپؐ اسے بنالیں۔ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا ایک غلام ہے جس کا نام کلاب ہے وہ سب سے زیادہ کام کرنے والا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ اسے حکم دیجئے کہ وہ اس (منبر) کو بنادے۔

عباس رضی اللہ عنہ نے اسے جنگل میں درخت اثلہ (کاٹنے کو) بھیجا (جس کی لکڑی سخت و مضبوط ہوتی ہے) اس نے اسے کاٹا۔ اس کے دو درجے اور ایک نشست گاہ بنا کے لایا اور اسی مقام پر رکھ دیا جہاں آج ہے۔

رسول اللہ ﷺ آئے اس پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میرا یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے اور میرے منبر کے پائے جنت کے مراتب ہیں۔ فرمایا کہ میرا منبر میرے حوض (کوثر) پر ہے۔ اور فرمایا کہ میرے منبر اور میرے حجرے کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حقوق کے متعلق قسم لینے کا معمول اپنے منبر کے پاس مقرر فرمایا۔ اور فرمایا کہ جو شخص میرے منبر پر (کھڑا ہو کر) جھوٹا حلف لے خواہ وہ پیلو کی مسواک ہی پر کیوں نہ ہو اسے چاہیے کہ دوزخ میں ٹھکانہ بنالے۔ رسول اللہ جب منبر پر چڑھتے تھے تو سلام کرتے تھے۔ جب بیٹھ جاتے تھے تو مؤذن اذان کہتے تھے۔ آپؐ دو خطبے پڑھا کرتے تھے۔ دو جلسے کیا کرتے تھے۔ اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور لوگ آمین کہا کرتے تھے۔

جمعے کے روز آپؐ اپنے عصا پر جو درخت شوحط کا تھا (درخت شوحط سرو کی شکل کا ایک پہاڑی درخت ہے جس کی لکڑی کی کمانیں بنائیں جاتی تھیں) تکیہ لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ دوران خطبہ میں لوگ اپنے چہرے آپؐ کے روبرو رکھتے تھے اور اپنے کان لگا دیتے تھے۔ آنکھوں سے آپ کو دیکھا کرتے تھے۔ جب آفتاب ڈھل جاتا تب آپ نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔

آپ کی ایک یمنی چادر تھی جو چھ ہاتھ لمبی اور تین ہاتھ اور ایک بالشت چوڑی تھی۔ عمان کی بنی ہوئی ایک تہمد تھی جس کی لمبائی چار ہاتھ اور ایک بالشت تھی؛ جمعہ و عید کے روز آپ انہیں دونوں کو استعمال فرماتے تھے؛ پھر تہ کر کے رکھ دی جاتی تھیں۔

عباس بن سہل سعد الساعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے روز جب خطبہ پڑھتے تھے تو ایک دوشاخہ لکڑی سے سہارا لگا کر کھڑے ہو جاتے جو میرے خیال میں تاڑ کی تھی اور آپ کی جائے نماز میں تھی آپ اسی سے تکیہ لگایا کرتے تھے۔

اصحاب نے عرض کی، یا رسول اللہ لوگ بہت ہو گئے ہیں اگر آپ کوئی چیز بنا کر خطبہ پڑھتے وقت اس پر کھڑے ہوتے تو لوگ آپ کو دیکھتے، فرمایا: تم لوگ جو چاہو (کرو)۔ سہل نے کہا: مدینے میں صرف ایک ہی بڑھئی تھا۔ میں اور وہ بڑھئی خافقین گئے اور ہم نے یہ منبر درخت اثلہ سے بنایا۔

استن حنانہ کی گریہ وزاری:

نبی ﷺ اس پر کھڑے ہوئے تو وہ لکڑی (جس پر پہلے سہارا لگاتے تھے) گنگنائی نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو اس لکڑی کی گنگناہٹ سے تعجب نہیں ہوتا؟ (اس کے سننے کے لیے) لوگ (قریب) آئے اور اس کی گنگناہٹ سے پریشان ہو گئے

یہاں تک کہ لوگوں کی گریہ وزاری بڑھ گئی۔

نبی ﷺ (منبر سے) اتر کے اس (لکڑی) کے پاس گئے۔اپنا ہاتھ اس پر رکھا تو اسے سکون ہو گیا۔نبی ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے آپؐ کے منبر کے نیچے دفن کر دیا گیا یا چھت پر لگا دیا گیا۔

عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعد الساعدیؓ نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ نبی ﷺ کے لیے غابہ (جنگل) کے درخت طرفاء سے تین درجے (کا منبر) بنایا' سہل اس کی ایک ایک لکڑی اٹھا کر لائے تھے یہاں تک کہ انہوں نے اس کو مقام منبر پر رکھ دیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک تنے سے سہارا لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد میں نصب تھا جب آپ کو مناسب معلوم ہوا کہ آپ منبر بنوائیں' رسول اللہ ﷺ نے اسے بنوایا۔

جمعے کا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اس منبر پر بیٹھ گئے' جب اس تنے نے آپ کو نہ پایا تو ایسی گنگناہٹ شروع کی جس نے لوگوں کو پریشان کر دیا' رسول اللہ ﷺ اپنی نشست گاہ سے اٹھ کے اس کے پاس گئے (دست مبارک سے) مس کیا تو اسے سکون ہو گیا۔اس روز کے بعد سے کوئی گنگناہٹ نہیں سنی گئی۔

طفیل بن ابی کعب نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک تنے کے پاس (کھڑے ہو کر) خطبہ پڑھتے تھے۔

اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ کیا آپ کی مرضی ہے کہ میں آپؐ کے لیے ایک منبر بناؤں کہ جمعے کے روز آپ اس پر تشریف لائیں تو لوگ آپ کی زیارت کریں اور آپؐ انہیں اپنا خطبہ سنائیں؟ فرمایا کہ ہاں۔انہوں نے آپؐ کے لیے تین زینے بنائے جو وہی ہیں کہ بالائی حصے پر ہیں۔منبر بن گیا اور اپنے مقام پر رکھ دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس منبر پر کھڑے ہونے کا ارادہ فرمایا آپ اس کے پاس (جانے کے لیے) گزرے تو وہ تنا چلایا اس میں شگاف پڑ گیا اور شق ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ (منبر سے) اترے اور اپنے ہاتھ سے چھوا یہاں تک کہ اسے سکون ہو گیا' پھر آپ منبر پر واپس آ گئے۔ (اس کے قبل) جب آپ نماز پڑھتے تھے تو اسی تنے کے پاس پڑھتے تھے۔

جب مسجد منہدم کر دی گئی اور تبدیل کر دی گئی تو اس تنے کو ابی بن کعب نے لے لیا وہ ان کے پاس ان کے مکان ہی میں رہا یہاں تک کہ پرانا ہو گیا۔اسے دیمک نے کھا لیا اور سڑ گل گیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کھجور کے تنے کے پاس خطبہ پڑھا کرتے تھے جب آپ نے منبر بنوا لیا اور اس پر منتقل ہوئے تو وہ تنہ گنگنایا۔آپؐ اس کے پاس آئے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک گنگناتا۔

عبدالعزیز بن ابی حازم نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے سہل بن سعد سے دریافت کیا۔کہ وہ منبر کس لکڑی کا تھا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں خاتون سے کہلا بھیجا (سہل نے ان کا نام بھی لیا تھا) کہ اپنے غلام بڑھئی کو حکم دو کہ وہ

میرے لیے لکڑیاں بنا دے کہ میں اس پر (کھڑے ہوکر) لوگوں کو کلام سناؤں۔ اس نے یہی تین زینے الغار کے درخت طرفاء سے بنائے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو وہ اس مقام پر رکھ دیا گیا۔

سہل نے کہا کہ میں نے پہلے ہی روز رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس پر بیٹھے اور تکبیر کہی لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ آپؐ نے رکوع کیا حالانکہ منبر ہی پر تھے' پھر اٹھے اتر آئے اور منبر کی جڑ میں سجدہ کیا' پھر دوبارہ کیا' یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ اس میں آپؐ نے وہی کیا جیسا کہ آپؐ نے پہلی رکعت میں کیا تھا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! میں نے یہ محض اس لیے کیا کہ تم میری اقتدا کرو اور تمہیں میری نماز معلوم ہو جائے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ زمانہ نبی ﷺ میں اس مسجد کی چھت کھجور کے تنوں پر پٹی ہوئی تھی نبی ﷺ جب خطبہ پڑھتے تھے تو انہیں تنوں میں سے ایک تنے کے پاس کھڑے ہوتے تھے۔ جب منبر بنایا گیا تو اس پر تشریف فرما ہونے لگے۔ ہم لوگوں نے اس تنے کی ایسی آواز سنی جیسی آٹھ نو مہینے کی گابھن اونٹنیوں کی آواز ہوتی ہے یہاں تک کہ نبی ﷺ آئے اور اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو اسے سکون ہو گیا۔

منبر مصطفیٰ ﷺ کی شان وعظمت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرا یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔ سہل بن سعد سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرا یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

میرے منبر اور میرے حجرے کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض (کوثر) پر ہے (یعنی قیامت میں حوض کوثر پر آپؐ کے لیے رکھا جائے گا)۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرے منبر کے پائے جنت میں مراتب (ودرجات) ہیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے منبر کے پائے جنت میں مراتب (درجات) ہیں۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے گا وہ لامحالہ اپنا دوزخ میں ٹھکانہ بنالے گا اگرچہ وہ قسم سبز مسواک ہی پر کیوں نہ ہو۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے گا' خواہ وہ تر مسواک ہی پر کیوں نہ ہو اس کے لیے دوزخ واجب ہو جائے گی۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنا ہاتھ منبر پر نبی ﷺ کی نشست گاہ پر رکھا پھر اس کو اپنے چہرے پر رکھا (یعنی بوسہ دیا)۔

یزید بن عبداللہ بن قسیط سے مروی ہے کہ میں نے چند اصحاب نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب مسجد خالی ہوتی تھی تو وہ منبر کے اس سادہ لٹو کو جو قبر شریف کے متصل ہے اپنے داہنے ہاتھوں سے پکڑتے تھے پھر قبلہ رخ ہو کر دعا مانگتے تھے۔

صفہ اور اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم:

یزید بن عبداللہ بن قسیط سے مروی ہے کہ اصحاب صفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب تھے جن کا کوئی مکان نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وہ مسجد ہی میں سوتے تھے' اس کے سائے میں رہتے تھے۔ سوائے اس کے ان لوگوں کا کوئی اور ٹھکانہ نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شام کا کھانا نوش فرماتے تو ان لوگوں کو بلاتے اور انہیں (کھانا کھلانے کے لیے) اپنے اصحاب پر تقسیم فرما دیتے تھے۔ ان میں سے ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شب کا کھانا کھاتا یہاں تک کہ اللہ تونگری لایا۔

ابن کعب القرظی سے اس آیت کی تفسیر میں کہ ﴿للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ﴾ (یعنی صدقات ان فقراء کے لیے ہیں جو اللہ کی راہ میں مقید ہیں' اصحاب صفہ مراد ہیں۔ مدینے میں ان لوگوں کا کوئی مکان تھا نہ اقارب تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو انہیں صدقہ دینے پر اُبھارا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے تیس اہل صفہ کو دیکھا کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ ان کے بدن پر چادریں نہ ہوتی تھیں۔ واثلہ بن الاسقع سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس اصحاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تہمدوں میں نماز پڑھتے دیکھا۔ جن میں میں بھی تھا۔ (یعنی اوڑھنے کو چادر تک نہ تھی صرف ایک تہمد باندھے رہتے تھے)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمایا کہ اصحاب صفہ کو بلا دو۔ میں ایک ایک شخص کو تلاش کر کے بیدار کرنے لگا یہاں تک کہ انہیں جمع کیا۔ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باب عالی پر حاضر ہوئے۔ ہم نے (حاضری کی) اجازت چاہی تو ہمیں اجازت دی گئی۔ آپؐ نے ہمارے لیے ایک پیالہ رکھا جس میں کوئی چیز جو کی تیار کی ہوئی تھی۔

اس پر آپؐ نے اپنا ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ بسم اللہ' لو ہم لوگوں نے اس میں سے جتنا چاہا کھایا۔ (سیر ہونے کے بعد) ہم نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے جس وقت وہ پیالہ رکھا گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اس کھانے کے سوا جو تم لوگ دیکھتے ہو آل محمدؐ میں اور کسی کھانے کی نوبت آج رات نہیں آئی۔ ہم لوگوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب آپ لوگ فارغ ہوئے تو وہ کس قدر باقی رہا تھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جیسا رکھا گیا تھا ویسا ہی رہا سوائے اس کے کہ اس میں انگلیوں کے نشان ہو گئے تھے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں میں اہل صفہ میں سے تھا اور یہ کیفیت تھی کہ ام سلمہ و عائشہ رضی اللہ عنہما کے حجروں کے درمیان مارے بھوک کے مجھ پر غشی طاری ہو جاتی تھی۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بھی اہل صفہ میں سے تھا۔

یعیش بن قیس بن طہفۃ الغفاری نے اپنے والد سے روایت کی:

''میں بھی اصحاب صفہ میں سے تھا''۔

جنازہ گاہ:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے مدینے تشریف لانے پر جب کوئی قریب مرگ ہوتا تو آپؐ کے پاس حاضر ہو کر خبر دیتے تھے‘ آپؐ اس کے پاس آتے اور اس کے لیے استغفار فرماتے جب اس کی روح قبض ہو جاتی تو آپؐ اور آپ کے ہمراہی واپس جاتے تھے اکثر آپ اس کے دفن تک بیٹھے رہتے تھے۔ اور اکثر آپ کی یہ پابندی طویل ہو جاتی تھی۔

جب ہمیں آپؐ پر اس کی مشقت کا اندیشہ ہوا تو قوم کے بعض افراد نے بعض سے کہا کہ واللہ کیا اچھا ہوتا کہ ہم نبی ﷺ کو بغیر قبض روح کے کسی کی اطلاع نہ کرتے۔ اس کی روح قبض ہو جاتی تو آپ کو اطلاع کر دیتے‘ تا کہ آپ پر مشقت و پابندی نہ ہو۔

ہم لوگوں نے یہی کیا‘ مرجانے کے بعد ہم آپ کو مطلع کرتے تھے۔ آپؐ اس کے پاس آتے تھے۔ دعائے رحمت و مغفرت فرماتے تھے۔ اکثر آپؐ اس کے بعد واپس ہو جاتے تھے اور اکثر میت کے دفن ہونے تک ٹھہر جاتے تھے۔

ہم لوگ ایک زمانے تک اس معمول پر رہے۔ لوگوں نے کہا کہ واللہ کیا اچھا ہوتا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کو (اپنی جگہ سے) نہ اٹھاتے۔ میت کو آپؐ کے مکان کے پاس لے جاتے‘ آپ کو کہلا بھیجتے اور آپ اپنے مکان ہی کے پاس نماز پڑھا دیتے‘ یہ آپؐ کے لیے زیادہ سہل اور زیادہ آسان ہوتا۔ ہم نے یہی کیا۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ اسی وجہ سے اس مقام کا نام موضع الجنائز رکھ دیا گیا کیونکہ جنازے وہاں لائے جاتے تھے۔ آج تک جنازوں کو وہاں لے جانے اور اسی مقام پر ان پر نماز پڑھنے کے بارے میں لوگوں کا یہی معمول جاری ہے۔

بادشاہوں کے نام مکاتیب نبوی ﷺ

دعوتِ اسلام اور مکاتیب نبوی ﷺ

ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے متعدد طرق و اسناد سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ ۶ھ میں حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو قاصدوں کو سلاطین کے پاس دعوت اسلام دینے کے لیے بھیجا‘ ان کے نام فرمان تحریر فرمائے۔

حضور علیہ السلام کی مہر مبارک:

عرض کی گئی یا رسول اللہ سلاطین کوئی تحریر نہیں پڑھتے تا وقتیکہ اس پر مہر نہ لگی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی روز ایک چاندی کی مہر بنوائی جس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا اس پر تین سطر میں یہ نقش تھا: ”محمد رسول اللہ“ اسی سے آپؐ نے فرمانوں پر مہر لگائی‘ ان قاصدوں میں سے چھ آدمی ایک ہی دن روانہ ہوئے یہ محرم ۷ھ کا واقعہ ہے۔ ان میں سے ہر شخص اس قوم کی زبان میں کلام کر سکتا تھا جن کے پاس آپؐ نے انہیں بھیجا تھا۔

قاصد نبوی شاہ نجاشی کے دربار میں:

سب سے پہلے قاصد جن کو رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کے پاس بھیجا تھا عمرو بن امیہ الضمری تھے۔ آپؐ نے نجاشی کو دو فرمان تحریر فرمائے تھے ایک میں انہیں دعوت اسلام دی تھی اور قرآن کی آیات تحریر فرمائی تھیں۔ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان لے لیا۔ آنکھوں سے لگایا بطور تواضع کے اپنے تخت سے زمین پر اتر آئے۔ پھر اسلام لائے کلمۂ شہادت ادا کیا اور کہا کہ اگر مجھے آپ

کی خدمت میں حاضری کی گنجائش ہوتی تو ضرور آپؐ کے پاس حاضر ہوتا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی فرمان برداری اور تصدیق اور اللہ رب العالمین کے لیے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر اسلام لانا لکھ دیا۔

دوسرے فرمان میں آپؐ نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان بن حرب کا نکاح آپؐ کے ساتھ کر دیں' جنہوں نے اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش الاسدی کے ہمراہ ملک حبشہ کو ہجرت کی تھی ابن جحش حبشہ ہی میں نصرانی ہو گیا اور مر بھی گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمان میں یہ حکم دیا تھا کہ جو اصحاب وہاں ہیں انہیں آپؐ کے پاس بھیج دیں اور سوار کرا دیں۔

نجاشی نے ایسا ہی کیا۔ انہوں نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب کا نکاح آپؐ کے ساتھ کیا اور آپ کی جانب سے چار سو دینار مہر ادا کیا۔ مسلمانوں کے سفر کا اور جو چیزیں انہیں درکار ہوں سب کا سامان کر کے عمرو بن امیہ الضمری کے ہمراہ دو کشتیوں میں سوار کر دیا۔ ہاتھی دانت کا ایک ڈبہ منگا کے رسول اللہ ﷺ کے دونوں فرمان اس میں رکھ دیئے۔ اور کہا کہ اہل حبشہ بحالت خیر رہیں گے جب تک یہ دونوں فرمان ان کے درمیان ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا قیصر کے لئے پیغام:

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دحیہ بن خلیفہ الکلبی کو جو ان چھ میں سے ایک تھے قیصر کے پاس بھیجا کہ وہ اسے دعوتِ اسلام دیں آپ ﷺ نے ایک فرمان بھی تحریر فرما دیا اور انہیں یہ حکم دیا کہ اسے عظیم بصریٰ (یعنی والی) کو دیں کہ وہ اسے قیصر کو دے دے۔

عظیم بصریٰ نے اسے قیصر کو دے دیا جو اس زمانے میں حمص میں تھا۔ قیصر اس زمانہ میں ایک نذر میں جو اس پر واجب تھی پیادہ چل رہا تھا۔ نذر یہ تھی کہ اگر رومی فارس پر غالب آ گئے تو قسطنطنیہ سے ایلیاء (بیت المقدس) تک برہنہ پا جائے گا۔

اس نے فرمان کو پڑھا حمص کے ایک گرجا میں عظمائے روم کو حاضری کی اجازت دی اور کہا کہ اے گروہ روم کیا تمہیں فلاح و رشد کی' اپنی سلطنت کو اپنے لیے قائم رہنے کی اور جو کچھ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا اس کی پیروی کی خواہش ہے؟ رومیوں نے کہا کہ اے بادشاہ وہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ ان نبی عربی (ﷺ) کی پیروی کرتے ہو؟ یہ سن کر وہ لوگ گورخر کی طرح بھڑک گئے۔ اونٹ کی طرح بلبلائے اور صلیب اٹھا لی۔ ہرقل نے یہ حالت دیکھی تو وہ ان کے اسلام سے مایوس ہو گیا۔ اسے اپنی جان اور سلطنت کا اندیشہ ہوا۔ آخر انہیں تسکین دی کہ میں نے جو کچھ کہا وہ محض اس لیے تھا کہ امتحان لے کے یہ دیکھوں اپنے دین میں تمہاری پختگی کیسی ہے۔ میں نے تمہاری وہی کیفیت دیکھی جو میں چاہتا ہوں ان سب نے اسے سجدہ کیا۔

کسریٰ ایران کی طرف دعوت حق کا پیغام:

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہ السہمی کو جو (مذکورۂ بالا) چھ میں سے ایک تھے کسریٰ کے پاس بھیجا کہ وہ اسے دعوت اسلام دیں۔ ایک فرمان بھی تحریر فرما دیا تھا۔

عبداللہ نے کہا کہ میں نے کسریٰ کو رسول اللہ ﷺ کا فرمان دے دیا جو اسے پڑھ کر سنایا گیا' اس نے اسے لے لیا اور چاک کر ڈالا۔ جب یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے اللہ اس کے ملک کو پارہ پارہ کر دے۔ کسریٰ نے

اپنے عامل یمن باذان کو لکھا کہ تم اپنے پاس سے دو بہادر آدمیوں کو اس شخص کے پاس جو حجاز میں ہے بھیجو کہ وہ دونوں میرے پاس اس کی خبر لائیں۔ باذان نے قہرمانہ اور ایک شخص کو بھیجا اور ایک خط بھی لکھ دیا۔ یہ دونوں مدینے آئے اور انہوں نے باذان کا خط نبی ﷺ کو دے دیا۔

کسریٰ فارس کا انجام:

رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور دونوں کو دعوت اسلام دی۔ ان کی یہ کیفیت تھی کہ (آپؐ کے) رعب سے لرزہ براندام تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ آج تو تم دونوں میرے پاس سے جاؤ۔ کل پھر آنا تو میں اپنے ارادے سے تمہیں آگاہ کروں گا۔ دوسرے روز وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپؐ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنے صاحب (باذان) کو یہ خبر پہنچادو کہ اسی شب کو جو شب سہ شنبہ ۱۰ ر جمادی الاولیٰ ۷ھ تھی' سات بجے میرے رب نے اس کے رب (کسریٰ) کو قتل کر دیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کر دیا' جس نے اسے قتل کر دیا یہ دونوں شخص اس خبر کو لے کر باذان کے پاس واپس گئے تو باذان اور وہ سب مولد قبائل کہ یمن میں ''ابناء'' کہلاتے تھے اسلام لے آئے۔

مقوقس کو دعوتِ اسلام:

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ اللخمی کو چھ قاصدوں میں سے ایک تھے مقوقس والی اسکندریہ کے پاس بھیجا جو قوم قبط کا سردار تھا اسے دعوتِ اسلام دیں اور ایک فرمان بھی تحریر فرمایا۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان اسے پہنچا دیا۔ مقوقس نے وہ فرمان لے لیا اور اسے ہاتھی دانت کے ڈبے میں رکھ کے اس پر مہر لگا دی اور اسے اپنی کنیز کے سپرد کر دیا۔ نبی ﷺ کو لکھا کہ مجھے معلوم ہے کہ ایک نبی باقی ہیں اور میں یہ خیال کرتا تھا کہ وہ ملک شام میں ظہور فرمائیں گے۔ میں نے آپؐ کے قاصد کا احترام کیا ہے اور آپؐ کے پاس دو کنیزیں بھیجی ہیں جن کا قوم قبط میں بڑا مرتبہ ہے۔ میں نے ہدیۃً آپ کو ایک چادر اور ایک مادہ خچر بھیجی ہے کہ آپؐ اس پر سوار ہوں مقوقس نے اس سے زیادہ کچھ نہ لکھا اور اسلام نہیں لایا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہدیہ قبول فرما لیا اور دونوں کنیزیں بھی لے لیں جو ماریہ ام ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ اور ان کی بہن سیرین تھیں۔ مادہ خچر بھی لے لی جو سفید تھی اس زمانے میں عرب میں اس کے سوا کوئی اور (ایسی مادہ خچر) نہ تھی۔ اور یہی دلدل تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس خبیث نے اپنی سلطنت پر بخل کیا۔ حالانکہ اس کی سلطنت کو کوئی بقاء نہیں۔ حاطب نے کہا کہ وہ مہمان داری میں میرا اکرام کرتا تھا۔ میں نے صرف پانچ روز اس کے پاس قیام کیا۔

حارث بن ابی شمر کو پیغام:

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن وہب الاسدی کو جو چھ میں سے ایک تھے حارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس بھیجا کہ اسے دعوتِ اسلام دیں۔ ایک فرمان بھی تحریر فرمادیا۔ شجاع نے کہا کہ میں اس کے پاس گیا۔ وہ غوطہ دمشق میں قیصر کی مہمان داری و مدارات کی تیاری میں مشغول تھا جو حمص سے ایلیاء آنے والا تھا۔

میں دو یا تین روز تک اس کے دروازے پر مقیم رہا۔ اس کے دربان سے کہا کہ میں نبی رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہو کر اس کے پاس آیا ہوں۔ اس نے کہا کہ تم اس کے پاس نہیں پہنچ سکتے تاوقتیکہ فلاں فلاں تاریخیں گزر نہ جائیں۔ دربان رومی تھا۔ اس کا نام مری تھا مجھ سے رسول اللہ ﷺ کو دریافت کرنے لگا میں اس سے رسول اللہ ﷺ کے حالات اور آپ کی دعوت و تبلیغ کا تذکرہ کرتا تھا تو اس کا دل بھر آتا تھا یہاں تک کہ اس پر گریہ وزاری غالب آ جاتی تھی۔ وہ کہتا تھا کہ میں نے انجیل پڑھی ہے' میں بعینہٖ نبی (ﷺ) کا حال پاتا ہوں آپؐ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں' حارث سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دے گا' یہ دربان میرا اکرام کرتے اور اچھی طرح مہمان نوازی کرتے تھے۔

ایک روز حارث نکلا اور بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے سر پر تاج رکھا مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دی میں نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان اسے دے دیا۔ اس نے اسے پڑھ کے پھینک دیا اور کہا کہ مجھ سے میری سلطنت کون چھین سکتا ہے۔ میں ان (آنحضرت ﷺ) کے پاس جانے والا ہوں خواہ وہ یمن میں ہوں۔ لوگوں کو بھیج کے میں ان کو اپنے پاس بلواؤں گا۔ وہ اسی طرح کی فرضی باتیں کرتا رہا پھر اٹھا اور گھوڑوں کے نعل لگانے کا حکم دیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو اپنے صاحب (آنحضرت ﷺ) سے بتا دینا۔

یہ واقعات جن کی ذیل میں اپنا ارادہ بھی واضح کر دیا تھا قیصر کو لکھ بھیجے۔ قیصر نے اسے لکھا کہ تو آنحضرت ﷺ کی جانب نہ جا آپ سے بے پرواہ رہ۔ اور ایلیاء میں میرے پاس پہنچ جا۔

جب اس کے پاس کا جواب آ گیا تو اس نے مجھے بلایا اور کہا کہ تم اپنے صاحب کے پاس روانہ ہونے کا کب ارادہ رکھتے ہو۔ میں نے کہا کہ کل۔ اس نے میرے لیے سو مثقال سونے کا حکم دیا۔ (ایک مثقال = ۲/۴ ۱/ ماشے) مری (دربان) نے بھی میرے ساتھ احسان کیا اور میرے لیے زادراہ اور لباس کا حکم دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میرا اسلام کہہ دینا۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کی سلطنت برباد گئی۔ میں نے آپؐ سے مری کا سلام بھی کہہ دیا اور جو کچھ کہا تھا اس کی بھی خبر دے دی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مری نے سچ کہا۔ (یعنی انجیل میں میرے تذکرے کا حوالہ صحیح ہے) حارث بن ابی شمر اس سال مرا جس سال مکہ معظمہ فتح ہوا ہے۔

فروہ بن عمرو کا قبولِ اسلام:

اہل علم نے کہا کہ فروہ بن عمرو الجذامی علاقہ بلقاء پر قیصر کے عامل تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے انہیں کچھ نہیں تحریر فرمایا۔ فروہ خود ہی اسلام لائے۔ اپنے اسلام لانے کی عرضداشت رسول اللہ ﷺ کو لکھی۔ آپ کو ہدیہ بھیجا اور اپنے پاس سے اپنی قوم کے ایک قاصد کو جن کا نام مسعود بن سعد تھا روانہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کا خط پڑھا ہدیہ قبول فرمایا اور جواب تحریر فرما دیا۔ آپؐ نے مسعود کو ساڑھے بارہ اوقیہ جو پانچ سو درم تھے انعام دیا۔ اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلیط بن عمرو العامری کو جو چھ قاصدوں میں سے ایک تھے ہوذہ بن علی الحنفی کے پاس بھیجا کہ اسے دعوتِ اسلام دیں۔ ایک فرمان بھی تحریر فرما دیا۔ وہ اس کے پاس گئے تو اس نے انہیں ٹھہرایا۔ ان کی

حفاظت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پڑھا اور ایسا جواب دیا جو مرتبے سے کم تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ آپ جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ نہایت خوب اور بہت اچھی ہے۔ میں اپنی قوم کا شاعر و خطیب ہوں عرب میرے مرتبے سے ڈرتے ہیں۔ لہٰذا کچھ امور میرے سپرد کر دیجیے تو میں آپ کی پیروی کر لوں۔ اس نے سلیط بن عمرو کو کچھ انعام اور ہجر کے بنے ہوئے کپڑوں کا لباس بھی دیا۔ وہ ان سب چیزوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور جو کچھ اس نے کہا تھا اس کی خبر آپ کو دی۔

آپؐ نے اس کا خط پڑھا اور فرمایا کہ اگر وہ مجھ سے زمین کے پانی کا بہاؤ بھی مانگتا تو میں منظور نہ کرتا۔ وہ بھی برباد ہوا اور جو اس کے ہاتھوں میں ہے وہ بھی برباد گیا۔ جب آپ فتح مکہ سے واپس آئے تو آپؐ کے پاس جبرئیل آئے اور انہوں نے اطلاع دی کہ وہ مر گیا۔

بادشاہ عمان کو دین حق کی دعوت:

اہل علم نے کہا کہ ذی القعدہ ۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بغرض دعوتِ اسلام جیفر و عبد فرزندان الجلندی کے پاس بھیجا۔ یہ دونوں قبیلۂ ازد کے تھے۔ دونوں میں بادشاہ جیفر تھے ان دونوں کے نام ایک فرمان بھی تحریر فرما دیا اور فرمان پر مہر بھی لگا دی۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ جب میں عمان آیا تو عبد کے پاس جانے کا ارادہ کیا جو ان دونوں شخصوں میں زیادہ بردبار اور زیادہ نرم مزاج کے تھے۔

میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے میں تمہارے اور تمہارے بھائی کے پاس قاصد ہو کر آیا ہوں۔ عبد نے کہا کہ میرے بھائی مجھ سے عمر و سلطنت میں بڑھے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو ان کے پاس پہنچا دوں گا کہ وہ آپ کا لایا ہوا فرمان پڑھ لیں۔ میں چند روز تک ان کے دروازے پر ٹھہرا رہا۔ انہوں نے مجھ کو بلایا تو میں ان کے پاس گیا اور وہ مہر لگا ہوا فرمان دے دیا۔ انہوں نے اس کی مہر توڑی اور آخر تک پڑھ کے اپنے بھائی کو دے دیا۔ انہوں نے بھی انہیں کی طرح پڑھا۔ میں نے ان کے بھائی کو دیکھا کہ وہ ان سے زیادہ رقیق القلب تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے آج کی مہلت دیجیے اور کل میرے پاس آئیے۔ صبح ہوئی تو میں ان کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا کہ آپؐ نے مجھے جس امر کی دعوت دی ہے اس میں میں نے غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ جب میں اپنے مقبوضات کا ایک شخص کو مالک بنا دوں گا تو اس وقت میں تمام عرب سے زیادہ کمزور ہو جاؤں گا میں نے کہا کہ اچھا تو میں کل روانہ ہونے والا ہوں۔

جب انہیں میری روانگی کا یقین ہو گیا تو صبح کو بلا بھیجا' میں گیا تو انہوں نے اور ان کے بھائی نے اسلام قبول کر لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور مجھے زکوٰۃ لینے اور لوگوں میں حکومت کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔

جو میری مخالفت کرتا تھا اس کے خلاف دونوں میرے مددگار ہو گئے ان کے اغنیاء سے میں نے زکوٰۃ وصول کی اور ان کے فقراء میں تقسیم کر دی میں برابر انہیں لوگوں میں مقیم رہا یہاں تک ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پہنچ گئی۔

بحرین کے گورنر کے لئے پیغام نبوی ﷺ:

رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ سے اپنی واپسی کے وقت علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی العبدی کے پاس بھیجا جو بحرین میں تھے کہ وہ انہیں دعوتِ اسلام دیں۔ آپؐ نے ان کے نام ایک فرمان بھی تحریر فرما دیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اسلام اور آنحضرت ﷺ کی تصدیق کی خبر لکھی کہ میں نے آپ کا فرمان اہل ہجر کو سنایا۔ ان میں سے بعض نے اسلام کو پسند کیا جو انہیں اچھا معلوم ہوا وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے بعض نے ناپسند کیا میرے ملک میں مجوس و یہود ہیں اس بارے میں مجھے آپؐ اپنے حکم سے از سر نو مطلع فرمائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجوس ہجر کو ایک فرمان تحریر فرما کر ان پر اسلام پیش کیا اور تحریر فرمایا کہ اگر وہ انکار کریں تو ان سے جزیہ لیا جائے۔ ان کی عورتوں سے نکاح نہ کیا جائے اور نہ ان کا ذبیحہ کھایا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے علاء کو اونٹ گائے بکری' پھل اور مال کے فرائض (زکوٰۃ) تحریر فرمائے علاء نے آپ کا فرمان لوگوں کو سنایا اور اسی کے مطابق زکوٰۃ وصول کی۔

مکتوبات نبوی کا انداز تحریر:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی قریش کی طرح (فرمان کے سرنامہ) پر ''باسمک اللّٰہم'' (یعنی اے اللہ تیرے نام سے شروع کرتا ہوں) تحریر فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپؐ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وقال ارکبوا فیھا بسم اللّٰہ مجریھا ومرسھا﴾ تو آپ ''بسم اللّٰہ'' لکھنے لگے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿قل ادعوا اللّٰہ او ادعوا الرحمٰن﴾ تو آپؐ ''بسم اللّٰہ الرحمٰن'' لکھنے لگے جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿انہ من سلیمان وانہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم﴾ تو آپؐ ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم'' لکھنے لگے۔

مختلف قبائل کی جانب حضور علیہ السلام کے پیغامات اور مکتوبات:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کل صبح کو تم سب کے سب میرے پاس آنا' آپ کا معمول یہ تھا کہ نماز فجر پڑھ چکتے تو مصلیٰ ہی پر تھوڑی دیر تسبیح پڑھتے اور دعا کرتے۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ آپؐ نے ایک گروہ کو ایک جماعت کی طرف بھیجا اور ان سے فرمایا کہ خدا کے لیے اس کے بندوں میں نیکی و خیر خواہی کرنا۔ کیونکہ جس شخص کو لوگوں کے امور کا راعی (رعایا کا نگہبان) بنایا جائے' وہ ان کی خیر خواہی نہ کرے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے' جاؤ اور ایسا نہ کرنا جیسی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے قاصدوں نے کیا تھا کہ وہ قریب کے پاس خبر گیری کو آتے اور بعید کو چھوڑ دیتے تھے۔ پھر غفلت سے بیدار ہوئے۔

ان میں ہر شخص اس قوم کی زبان میں باتیں کر سکتا تھا جس کی طرف ان کو بھیجا جا رہا تھا۔ نبی ﷺ سے یہ بیان کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں کے معاملات میں جو حقوق اللہ کے ان لوگوں پر واجب ہیں ان میں یہ سب سے بڑا حق ہے (کہ یہ ان کی زبان جانیں)۔

رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کو ایک فرمان تحریر فرمایا جس میں انہیں شرائع اسلام اور مواشی و مال کے بارے میں فرائض

زکوٰۃ کی خبر دی' اور وصیت فرمائی کہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم اور نامہ بروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے۔ اہل یمن کی جانب آپ ؐ کے پیامبر معاذ بن جبل و مالک بن مرارہ رضی اللہ عنہما تھے' آپ نے ان لوگوں کے ان کے قاصد کے اپنے پاس پہنچنے کی اور جو پیام اس نے ان کی جانب سے پہنچایا تھا اس کی بھی خبر دی۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کی ایک جماعت کو نام بنام تحریر فرمایا جن میں حارث بن عبد کلال وشریح بن عبد کلال ونعیم بن عبد کلال ونعمان قیل ذی یزن ومعافر وہمدان وزرعہ ذی رعین بھی تھے۔ یہ زرعہ قبیلۂ حمیر کے پہلے ہی گروہ میں اسلام لائے تھے۔

ایک فرمان تحریر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ یہ لوگ صدقہ (زکوٰۃ) وجزیہ جمع کریں اور اسے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ و مالک بن مرارہ کے سپرد کر دیں۔ آپ ؐ نے ان لوگوں کو ان دونوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کا حکم دیا۔ مالک بن مرارہ اہل یمن کے قاصد تھے جو ان کے اسلام واطاعت کا پیام نبی ﷺ کے پاس لے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو تحریر فرمایا کہ مالک بن مرارہ نے خبر پہنچا دی ہے اور انہوں نے غائبانہ حق کی حفاظت کی ہے۔ آپ ؐ نے کندہ کے بنی معاویہ کو بھی اسی طرح تحریر فرمایا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلۂ حمیر کے بنی عمرو کو بھی تحریر فرما کر اسلام کی دعوت دی تھی۔ خالد بن سعید بن العاص نے اس فرمان کو لکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جبلہ بن الایہم بادشاہ غسان کو بھی دعوتِ اسلام دی۔ وہ اسلام لایا اور اس نے اپنے اسلام کی خبر رسول اللہ ﷺ کو لکھ دی۔ آپ کو ہدیہ بھی بھیجا اور برابر مسلمان رہا۔ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو اتفاق سے دمشق کے ایک بازار میں قبیلۂ مزینہ کے ایک شخص کو کچل دیا۔ مزنی نے حملہ کر کے اسے تھپڑ مار دیا۔ اسے گرفتار کر کے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔

لوگوں نے کہا کہ اس نے جبلہ کے تھپڑ مارا ہے ابوعبیدہ نے کہا کہ اسے چاہیے کہ وہ بھی اس کو تھپڑ مار دے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ قتل نہیں کیا جائے گا؟ تو ابوعبیدہ نے کہا کہ نہیں۔ کہا کہ اچھا تو اس کا ہاتھ بھی نہیں کاٹا جائے گا؟ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں۔ ہمیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے محض قصاص کا حکم دیا ہے۔

جب کہ تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ میں اپنا چہرہ اس بھیڑ کے چہرے مشابہ بنانے والا ہوں جو جنگل سے آئی ہے' یہ بہت خراب دین ہے وہ مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا اور اپنی قوم کو لے کر روم میں داخل ہو گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو انہیں شاق گزرا' حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابوالولید کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارا دوست جبلہ بن الایہم مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا۔ انہوں نے کہا "انا للہ و انا الیہ راجعون" کیوں مرتد ہو گیا۔ فرمایا کہ اسے قبیلۂ مزینہ کے ایک شخص نے تھپڑ مارا تھا۔ حسان نے کہا کہ تو وہ حق بجانب تھا عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور انہیں درے سے مارا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جریر بن عبداللہ البجلی کو ذی الکلاع بن ناکور بن حبیب بن حسان بن تبع اور ذی عمرو کے پاس بھیجا کہ ان دونوں کو دعوت اسلام دیں۔ دونوں اسلام لائے۔ ذی الکلاع کی بیوی ضریبہ بنت ابرہہ بن الصباح بھی اسلام لائیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو جریر انہیں لوگوں کے پاس تھے۔ ذوعمرو نے انہیں آپ کی وفات کی خبر دی تو جریر

مدینے روانہ ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے معدی کرب بن ابرہہ کو تحریر فرمایا کہ جس حالت حکومت میں وہ اسلام لائیں گے وہ انہیں کی رہے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے بنی الحارث بن کعب کے پادری' نجران کے پادریوں' کاہنوں ان کی پیروی کرنے والوں اور ان کے درویشوں کو تحریر فرمایا کہ جو قلیل و کثیر اشیاء (منقولہ و غیرہ منقولہ) ان کے گرجاؤں اور نمازوں اور رہبانیت (درویشی) کی ان کے تحت ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کے ہمسایہ ہیں وہ سب انہیں عیسائیوں کی رہیں گی (یعنی باوجود اسلام نہ لانے کے ان سے کچھ نہ لیا جائے گا) نہ کسی پادری کو اس کے منصب سے بدلا جائے گا۔ نہ کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے' نہ کسی کاہن کو اس کی کہانت سے' نہ ان کے حقوق میں کوئی تغیر کیا جائے گا اور نہ ان کی سلطنت میں یا اس چیز میں جس پر وہ تھے۔ جب تک وہ خیر خواہی کریں گے اور جو حقوق ان پر واجب ہیں ان کی اصلاح کریں گے تو نہ ان پر کسی ظلم کا بار پڑے گا اور نہ وہ خود ظلم کریں گے۔ یہ فرمان مغیرہ نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ربیعہ بن ذی مرحب الحضرمی اور ان کے بھائیوں اور چچاؤں کو تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کے مال۔ عطایا۔ غلام آبگیر اور کنویں۔ درخت۔ دیہات کے کنویں۔ چھوٹی نہریں۔ جڑی بوٹیاں۔ صحرائی نالے جو حضر موت میں ہیں اور ذی مرحب کے خاندان کا ہر مال انہیں لوگوں کے لیے ہے۔ ہر وہ رہن جو ان کے ملک میں ہے اس کا ثمرہ اور اس کی شاخیں سب اسی رہن میں شمار کی جائیں گی جس میں وہ ہوں گی۔ جو خیر و برکت ان کے پھلوں میں ہوگی اس کو کوئی بھی نہ پوچھے گا اور اللہ اور اس کا رسولؐ دونوں اس سے بری ہیں۔ خاندان ذی مرحب کی مدد مسلمانوں کی جماعت پر واجب ہے ان لوگوں کا ملک ظلم سے بری ہے ان کے جان و مال اور بادشاہ کے باغ کی وہ آبپاشی والی نہر جو خاندان قیس تک بہتی ہے وہ بھی انہیں کی رہے گی۔ اللہ و رسولؐ اس پر مددگار ہیں۔ اس فرمان کو معاویہؓ نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تحریر فرمایا کہ قبیلہ لخم میں سے جو اسلام لائے گا' نماز قائم کرے گا۔ زکوٰۃ دے گا اللہ اور رسول ﷺ کا حصہ دے گا۔ مشرکین کو ترک کر دے گا' تو وہ اللہ و محمد (ﷺ) کی پناہ ذمہ داری میں بے خوف ہے۔ جو شخص اپنے سے پھر جائے گا تو اللہ اور اس کے رسول محمد (ﷺ) اس سے بری الذمہ ہیں۔ جس شخص کے اسلام کی کوئی مسلمان شہادت دے تو وہ بھی محمد (ﷺ) کی پناہ و ذمہ داری میں ہے اور وہ مسلمانوں میں ہے۔ اس فرمان کو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ضماد الازدی کو تحریر فرمایا کہ وہ اپنی جس زمینداری کی حالت میں اسلام لائے وہ زمینداری انہیں کی رہے گی بشرطیکہ وہ اس اللہ پر ایمان لائیں جس کا کوئی شریک نہیں اور یہ شہادت دیں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ نماز کو قائم کریں۔ زکوٰۃ دیں۔ رمضان کے روزے رکھیں۔ بیت اللہ کا حج کریں۔ کسی بدعتی کو پناہ نہ دیں۔ نہ اسلام کی حقانیت میں شک کریں۔ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کریں۔ اللہ کے دوستوں کو دوست اور اللہ کے دشمنوں سے بغض رکھیں۔ محمد نبی (ﷺ) پر یہ لازم ہے کہ اپنی جانب سے ان کی ویسی ہی حمایت و حفاظت کریں جیسی کہ اپنی جان و مال و اہل و عیال کی کرتے ہیں۔ خالد الازدی کے لیے اللہ و محمد نبی (ﷺ) کی ذمہ داری ہے بشرطیکہ خالد اس عہد کو پورا کریں۔ اس فرمان کو ابی (بن کعب) نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب عمرو بن حزم کو یمن بھیجا تو انہیں ایک عہد نامہ تحریر فرما دیا جس میں آپؐ نے شرائع و فرائض وحدودِ اسلام کی تعلیم دی تھی۔ اس عہد کو اُبی نے لکھا تھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نعیم بن اوس برادر تمیم داری کے لیے تحریر فرمایا کہ ملک شام کا موضع حبری وعینون کل کا کل یعنی اس کی زمین اس کے پہاڑ اس کا پانی اس کی کھیتی۔ اس کے کنوؤں کا پانی۔ اس کے گائے بیل سب ان کے اور ان کے بعد ان کے پس ماندوں کے لیے ہیں۔ اس میں کوئی ان سے جھگڑا نہ کرے اور نہ اس میں ان لوگوں پر ظلم کر کے داخل ہو۔ جو ان پر ظلم کرے گا یا ان سے کچھ لے گا تو اس پر اللہ اور تمام ملائکہ اور لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کو علی رضی اللہ عنہ نے لکھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حصین بن اوس الاسلمی کے لیے تحریر فرمایا کہ آپؐ نے انہیں فرغین وذات اعشاش عطا فرما دیا ہے۔ اس میں ان سے کوئی جھگڑا نہ کرے۔ اس کو علی رضی اللہ عنہ نے لکھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی قرہ بن عبداللہ ابن ابی نجیح النبہانین کے لیے تحریر فرمایا کہ آپؐ نے انہیں پورا لمظلہ۔ اس کی زمین۔ اس کا پانی۔ اس کے پہاڑ اور اس کی غیر کو ہی زمین عطا فرمائی۔ یہ سب بطور شرکت ان کے لیے ہے جس میں وہ اپنے مواشی چرائیں گے۔ اس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی الحارث بن کعب کے بنی الضباب کے لیے تحریر فرمایا کہ ساریہ اور اس کا بلند حصہ ان لوگوں کے لیے ہے۔ اس میں کوئی ان سے جھگڑا نہ کرے۔ جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔ اور مشرکین سے بے تعلق رہیں۔ اس کو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے لکھا۔ اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یزید بن طفیل الحارثی کے لیے تحریر فرمایا کہ پورا المضہ ان کے لیے ہے۔ اس میں کوئی ان سے جھگڑا نہ کرے۔ جب تک کہ یہ نماز قائم رکھیں، زکوٰۃ دیں اور مشرکین سے جہاد کریں۔ جہیم بن الصلت نے اس کو لکھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی الحارث بنی قنان بن ثعلبہ کے لیے تحریر فرمایا کہ مجس ان لوگوں کے لیے ہے۔ یہ لوگ اپنے جان و مال کے متعلق اہل اسلام کی طرف سے امن میں ہیں۔ اس کو مغیرہؓ نے لکھا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد یغوث بن وعلہ الحارثی کے لیے تحریر فرمایا کہ وہ جس زمین کی زمینداری رکھتے ہوئے اسلام لائے وہ زمین اور اس کی اشیاء و نخلستان ان کے اور ان کی قوم کے ان لوگوں کے لیے ہیں جو ان کی پیروی کریں جب تک کہ وہ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیتے رہیں۔ جہاد کے مال غنیمت میں خمس ادا کرتے رہیں۔ ان پر عشر (یعنی زمینداری کی پیداوار کا دسواں حصہ) بھی نہیں ہے اور نہ اپنی زمینداری سے بے دخل کیے جائیں۔ بقلم ارقم بن ابی الارقم المخزومی۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی زیاد بن الحارث الحارثین کے لیے تحریر فرمایا کہ جمّاء و اذنبلان لوگوں کا ہے۔ ان لوگوں کو امن ہے جب تک یہ نماز کو قائم رکھیں، زکوٰۃ ادا کرتے رہیں اور مشرکین سے جہاد کرتے رہیں۔ بقلم علی رضی اللہ عنہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یزید بن محجل الحارثی کے لیے تحریر فرمایا کہ غمرہ اور اس کی آبپاشی کے راستے اور اس کے جنگل میں سے وادی الرحمٰن انہیں لوگوں کی ہے یہ (یزید) اور ان کے پسماندہ اپنی قوم بنی مالک پر سردار ہیں نہ ان لوگوں سے جنگ کی

جائے گی اور نہ ان کا اخراج کیا جائے گا۔ بقلم مغیرہ بن شعبہؓ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالغصہ قیس بن الحصین کے لیے ان کے والد کی اولاد بنی الحارث اور بنی نہد کو امن دینے کے لیے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ہے' نہ تو ان کا اخراج کیا جائے۔ نہ ان سے عشر لیا جائے۔ جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیتے رہیں۔ مشرکین سے جدائی رکھیں اور اپنے اسلام کی شہادت دیتے رہیں۔ ان کے مال میں مسلمانوں کا بھی حق ہے۔ بنی نہد بنی الحارث کے حلیف تھے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی قنان بن یزید الحارثین کے لیے تحریر فرمایا کہ مذود اور اس کے ذرائع آبپاشی ان لوگوں کے ہیں جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیتے رہیں۔ مشرکین سے جدائی رکھیں۔ راستے کو مامون رکھیں اور اپنے اسلام کی گواہی دیتے رہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن الحارث الحارثی کے لیے تحریر فرمایا کہ راکس کے پودے اور درخت ان کے ہیں۔ ان میں کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے۔ بقلم ارقم۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی معاویہ بن جرول الطائیین کے لیے تحریر فرمایا کہ ان میں سے جو اسلام لائے۔ نماز کو قائم رکھے۔ زکوٰۃ ادا کرے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے۔ اموال غنیمت میں سے اللہ کا خمس اور نبی ﷺ کا حصہ دے مشرکین سے جدار ہے اور اپنے اسلام کی گواہی دے تو وہ اللہ و رسول ﷺ کے امان میں بےخوف ہے۔ اسلام لانے کے وقت جو کچھ ان کا تھا سب انہیں کا ہے۔ اور بھیڑ چرتے چرتے رات کو جہاں تک پہنچے (وہ جگہ بھی انہیں کی ہے) بقلم زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن الاسود بن عامر ابن جوین الطائی کے لیے تحریر فرمایا کہ ان کی اور ان کی قوم کی بستیاں اور کنوئیں' ان کے اور ان کی قوم طے کے ہیں جب تک یہ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ دیں اور مشرکین سے جدار ہیں بقلم مغیرہ رضی اللہ عنہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی جوین الطائیین کے لیے تحریر فرمایا کہ ان میں سے جو اللہ پر ایمان لائے۔ نماز قائم کرے۔ زکوٰۃ دے۔ مشرکین سے جدار ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے۔ مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ دے اور اپنے اسلام پر گواہی دے تو اس کے لیے اللہ اور محمد بن عبداللہ (ﷺ) کی امان ہے۔ ان کی زمین۔ ان کے کنوئیں اور وہ اشیاء جن پر اسلام لانے کے وقت یہ قابض و متصرف جائز تھے اور بھیڑ صبح سے شام تک چرتے چرتے جہاں تک پہنچے وہ سب انہیں لوگوں کا ہے۔ بقلم مغیرہ رضی اللہ عنہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی معین الطائیین کے لیے تحریر فرمایا کہ ان کی وہ بستیاں اور کنوئیں کہ اسلام لانے کے وقت ان کی ملک تھے اور بھیڑ کے صبح سے شام تک چرنے کی جگہ ان لوگوں کی ہے جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں زکوٰۃ دیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔ مشرکین سے جدار ہیں۔ اپنے اسلام پر گواہی دیں اور راستے کو مامون رکھیں۔ گواہ شد

بقلم خود۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تحریر فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ منجانب محمد نبی ﷺ بنام اسد۔ سلام علیکم، میں تمہارے آگے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ امابعد! قبیلہ طے کے کنوؤں اور ان کی زمین کے ہرگز تم قریب نہ جاؤ (یعنی اس پر تصرف مالکانہ نہ کرو) کیونکہ تمہارے لیے ان کے کنویں حلال نہیں۔ ان کی زمین میں ہرگز کوئی داخل نہ ہو سوائے اس کے جس کو وہ خود داخل کریں۔ جو شخص محمد (ﷺ) کی نافرمانی کرے گا تو آنحضرت ﷺ اس سے بری الذمہ ہیں۔ قضاعی بن عمرو کو (جو بنی عذرہ میں سے تھے اور ان لوگوں پر عامل بنائے گئے تھے اس کا) انتظام کرنا چاہیے۔ بقلم خالد بن سعید۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنادہ الازدی اور ان کی قوم اور ان کی پیروی کرنے والوں کے لیے ایک فرمان تحریر فرمایا کہ جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔ مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس اور نبی ﷺ کا حصہ ادا کرتے رہیں اور مشرکین سے جدا رہیں تو ان کے لیے اللہ اور محمد بن عبداللہ (ﷺ) کی ذمہ داری ہے۔ بقلم اُبی۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد ہذیم کو جو قضاعہ میں سے تھے اور حذام کو ایک ہی فرمان تحریر فرمایا جس میں آپؐ نے ان لوگوں کو زکوٰۃ وصدقہ کے فرائض کی تعلیم فرمائی اور حکم دیا کہ یہ لوگ صدقہ وخمس آنحضرت ﷺ کے قاصدین ابی وعنبسہ یا جس کو یہ دونوں بھیجیں اس کو دے دیا کریں۔ راوی نے کہا کہ ہمیں ان دونوں (ابی وعنبسہ) کا نسب نہیں بتایا گیا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی زرعہ وبنی الربعہ کے لیے جو قبیلۂ جہینہ سے تھے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو ان کے جان ومال میں امن ہے۔ جو شخص ان پر ظلم کرے یا ان سے جنگ کرے اس کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی سوائے اس کے کہ وہ ظلم وجنگ، دین یا اہل وعیال کے بارے میں ہو (یعنی خود ان کی بے دینی پر یا کسی کے اہل وعیال پر ان کے ظلم سے جو جنگ یا ظلم کیا جائے گا تو اس میں ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ ان کے دیہاتیوں میں سے جو نیکوکار اور پرہیزگار ہوگا اس کے وہی حقوق ہوں گے جو ان کے شہریوں کے ہیں۔ واللہ المستعان۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلۂ بلی کے بنی جعیل کے لیے تحریر فرمایا کہ یہ لوگ قریش کے پھر بنی عبد مناف کے ایک گروہ ہیں۔ ان کے ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان لوگوں کے ہیں۔ ان لوگوں پر وہی ذمہ داری ہے جیسی ان لوگوں پر ہے۔ ان کا نہ تو اخراج کیا جائے گا اور نہ ان سے خراج لیا جائے گا۔ اسلام لانے کے وقت جس مال ومتاع کے وہ مالک تھے وہ انہیں کا ہے نصر وسعد بن بکر وثمالہ وہذیل کے صدقات انہیں لوگوں کے لیے ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے اسی پر عاصم بن ابی صیفی وعمرو بن ابی صیفی واعجم بن سفیان وعلی بن سعد نے بیعت کی اور اس پر عباس بن عبدالمطلب وعلی بن ابی طالب وعثمان بن عفان وابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہم گواہ بنے۔ اور اس پر آپؐ نے اس وجہ سے بنی عبد مناف میں سے گواہ بنائے کہ یہ لوگ بنی عبد مناف کے حلیف تھے۔ اخراج نہ کیے جانے کا مطلب یہ تھا کہ یہ زکوٰۃ میں ایک منزل سے دوسری منزل تک نہ نکالے جائیں گے۔ عشر نہ لیے جانے کا یہ مدعا تھا کہ وہ سال میں صرف ایک مرتبہ لیا جائے گا، زیادہ نہ لیا

جائے گا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خزاعہ کے قبیلۂ اسلم کے لیے تحریر فرمایا کہ ان میں سے جو ایمان لائے نماز کو قائم کرے۔ زکوٰۃ ادا کرے۔ اللہ کے دین میں خلوص اختیار کرے۔ ان لوگوں کی اس شخص کے خلاف مدد کی جائے گی جو ان پر ظلم ڈھائے۔ اور جب نبی ﷺ ان کو بلائیں تو ان پر نبی ﷺ کی مدد واجب ہوگی۔ ان کے دیہاتیوں کے بھی وہی حقوق ہیں جو ان کے شہریوں کے ہیں۔ یہ جہاں چاہیں ہجرت کر سکتے ہیں۔ گواہ شد علاء بن الحضرمی بقلم خود۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عوسجہ بن حرملہ الجہنی کے لیے تحریر فرمایا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ رسول اللہ ﷺ نے عوسجہ بن حرملہ کو جو (مقام) ذی المروہ عطا فرمایا۔ یہ اس کی دستاویز ہے۔ آپؐ نے انہیں مابین بلکثہ سے مصنعہ جفلات جد جبل قبلہ تک دے دیا ہے۔ اس میں کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے جو ان سے مزاحمت کرے گا ناحق پر ہوگا حق عوسجہ ہی کا ہوگا۔ گواہ شد۔ عقبہ بقلم خود۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلۂ جہینہ کے بنی شخ کے لیے تحریر فرمایا کہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''۔ یہ دستاویز ہے جو محمد نبی ﷺ نے قبیلۂ جہینہ کے بنی شخ کو عطا فرمائی۔ آپؐ نے انہیں صفینہ کی وہ زمین عطا فرمائی جس پر ان لوگوں نے خط لگالیا اور کھیتی کی جو ان سے مزاحمت کرے گا تو اس کا کوئی حق نہ ہوگا اور ان کا دعویٰ سچا ہوگا۔ گواہ شد علاء بن عقبہ بقلم خود۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی الجرمز بن ربیعہ کے لیے جو قبیلۂ جہینہ سے تھے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو ان کی بستیوں میں امن ہے یہ لوگ بحالت قبول اسلام جو دولت و مال رکھتے تھے وہ سب انہیں کا ہے۔ بقلم مغیرہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن معبد الجہنی و بنی الحرقہ کے لیے جو جہینہ میں سے تھے اور بنی الجرمز کے لیے تحریر فرمایا کہ ان میں سے جو اسلام لائے۔ نماز قائم کرے' زکوٰۃ دے' اللہ و رسول کی اطاعت کرے۔ مال غنیمت میں سے خمس اور نبی ﷺ کا منتخب حصہ ادا کرے۔ اپنے اسلام پر گواہی دے' اور مشرکین سے جدا رہے تو وہ اللہ و رسول کی امان میں ہے۔ مسلمان میں سے جس کا کوئی قرض (ان لوگوں میں سے کسی پر) واجب الادا ہوگا تو اس کو صرف اصل رقم دلائی جائے گی۔ رہن کا سود باطل ہوگا۔ پھلوں کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہوگی۔ جو شخص ان لوگوں میں شامل ہوگا اس کے حقوق بھی انہیں کی طرح ہوں گے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال بن الحارث المزنی کے لیے تحریر فرمایا کہ النخل اور جزعہ اور اس کا جزو ذوالمزارع اور النخل انہیں کا ہے۔ اور وہ آلہ جو زراعت کے لیے مفید و ضروری ہو وہ بھی ان کا ہے۔ المضہ اور جزع اور غیلہ بھی ان کا ہے بشرطیکہ وہ صادق (ثابت قدم) رہیں۔ بقلم معاویہ رضی اللہ عنہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدیل وبسر و سردات فرزندان عمرو کے نام تحریر فرمایا کہ امابعد' میں نے نہ تو تمہارے مال میں کوئی جرمانہ کیا ہے اور نہ تمہارے حق میں کوئی کمی کی ہے۔ اہل تہامہ میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل اکرام اور باعتبار رشتے کے سب سے زیادہ مجھ سے قریب تم لوگ اور مطیبین کے وہ لوگ ہیں جو تمہارے تابع ہیں۔ میں نے تمہارے مہاجر کے لیے وہی اختیار کیا ہے جو خود اپنے لیے اختیار کیا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے ملک کو ہجرت کرے۔ سوائے ساکن مکہ کے (کہ اس کے احکام

جدا ہیں) اور سوائے عمرہ کرنے والے کے کہ اس کے احکام جدا ہیں' اور سوائے عمرہ کرنے یا حج کرنے والے کے کہ اس کے احکام بھی (عام سفر ہجرت کے سے نہیں ہیں) کیونکہ میں نے جب سے صلح کی تم سے جنگ نہیں کی۔ تم لوگوں کو میری جانب سے خائف نہ ہونا چاہیے کہ تم لوگوں کا محاصرہ کیا جائے گا۔ علقمہ بن علاثہ اور ہوذہ کے دو بیٹے اسلام لائے۔ دونوں نے ہجرت کی اور اس شرط پر بیعت کی جس پر قبیلۂ عکرمہ کے ان لوگوں نے کی ہے جو ان کے تابع ہیں۔ حلال و حرام میں ہم لوگ یکساں ہیں۔ بخدا میں تم سے غلط نہیں کہتا۔ ضرور ضرور تمہارا رب تم سے محبت کرے گا۔

راوی نے کہا کہ اس فرمان میں آپؐ نے سلام نہیں تحریر فرمایا اس لیے کہ یہ آپؐ نے سلام کا حکم نازل ہونے سے پہلے تحریر فرمایا تھا۔ علقمہ بن علاثہ یہی علقمہ بن علاثہ بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب ہیں۔ فرزندان ہوذہ العداء و عمرو فرزندان خالد بن ہوذہ ہیں جو بنی عمرو بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ میں سے ہیں قبیلۂ عکرمہ میں سے ان کے تابع عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن غیلان ہیں۔ مطیبین بنی ہاشم و بنی زہرہ و بنی الحارث بن فہر و تیم بن مرہ و اسد بن عبد العزیٰ ہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے العداء بن خالد بن ہوذہ کے اور عامر بن عکرمہ کے خاندان میں سے جو لوگ ان کے پیرو تھے ان کے نام تحریر فرمایا کہ آپؐ نے انہیں المصباعہ کے درمیان سے الزج ولوابۃ نخرار تک عطا فرما دیا۔ بقلم خالد بن سعید۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب لعنۃ اللہ علیہ کے نام تحریر فرمایا اور اسے دعوت اسلام دی اس فرمان کو عمرو بن اُمیہ الضمری کے ہمراہ بھیجا۔ مسیلمہ نے فرمان کے جواب میں لکھا کہ وہ بھی آپؐ ہی کی طرح نبی ہے۔ آپؐ سے یہ درخواست کی کہ ملک کو باہم تقسیم کرلیں۔ یہ بھی ذکر کیا کہ قریش وہ قوم ہے جو انصاف نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت کرو۔ اس پر خدا لعنت کرے۔ اور اس کے نام تحریر فرمایا کہ مجھے تیرا جھوٹا اور اللہ پر بہتان سے بھرا ہوا خط ملا: "وان الارض للّٰہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین۔ والسلام علی من اتبع الھدی"۔ (ملک تو اللہ ہی کا ہے جس کو وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور انجام کار (بھلائی) پرہیز گاروں ہی کے لیے ہے۔ اور اس پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے)۔ اس کو آپؐ نے السائب بن العوام برادر زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روانہ فرمایا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن مالک بن ابی عامر السلمی کے لیے جو بنی حارثہ میں سے تھے کہ آپؐ نے انہیں مدفوا عطا فرما دیا۔ اس میں کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے۔ جو ان سے مزاحمت کرے گا تو اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ حق انہیں کا ہوگا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس بن مرداس السلمی کے لیے تحریر فرمایا کہ آپؐ نے مدفوا انہیں عطا فرما دیا۔ لہٰذا جو ان سے مزاحمت کرے گا اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ گواہ شد الصاء بن عقبہ بقلم خود۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوذہ بن نبیشۃ السلمی کے لیے جو بنی عصیہ میں سے تھے تحریر فرمایا کہ آپؐ نے انہیں جو کچھ الجفر میں ہے سب عطا فرما دیا۔ اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الاجب کے لیے جو بنی سلیم کے ایک فرد تھے تحریر فرمایا کہ آپؐ نے انہیں فالس عطا فرما دیا۔ بقلم الارقم۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے راشد بن عبد السلمی کے لیے تحریر فرمایا کہ آپؐ نے انہیں رہاط میں سے اتنی زمین دی جتنی دور دو مرتبہ تیر جا سکے اور ایک مرتبہ پتھر جا سکے۔ اس میں ان کا کوئی مزاحم نہ ہو۔ جو ان سے مزاحمت کرے گا تو اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ حق انہیں کا ہوگا۔ بقلم خالد بن سعید رضی اللہ عنہ۔

رسول اللہ ﷺ نے حرام بن عبد کے لیے جو بنی سلیم میں سے تھے تحریر فرمایا کہ آپؐ نے انہیں اذاما اور شواق کا وہ حصہ جو ان کا ہے عطا فرما دیا۔ نہ کسی کو ان لوگوں پر ظلم کرنا روا ہے اور نہ یہ لوگ کسی پر ظلم کریں۔ بقلم خالد بن سعید۔ رسول اللہ ﷺ نے تحریر فرمایا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' یہ وہ حلفی معاہدہ ہے جو نعیم بن مسعود بن رخیلہ الاشجعی نے کیا ہے۔ انہوں نے مدد و خیر خواہی پر اس وقت تک کے لیے حلفی معاہدہ کیا ہے جب تک کوہِ احد اپنے مقام پر رہے اور سمندر ایک بال کو بھی تر کر سکے''۔ بقلم علی رضی اللہ عنہ۔

رسول اللہ ﷺ نے تحریر فرمایا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' یہ محمد رسول اللہ (ﷺ) کی جانب سے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے نام میں نے انہیں شواق کا بلند و پست حصہ عطا کر دیا۔ اس میں کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے۔ بقلم علی رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ ﷺ نے حصین بن نضلہ الاسدی کے لیے تحریر فرمایا کہ ارام وکسہ ان کے لیے ہے۔ اس میں کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے۔ بقلم مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

رسول اللہ ﷺ نے بنی غفار کے لیے تحریر فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں۔ ان کے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے ہیں۔ ان پر وہی واجب ہے جو مسلمانوں پر واجب ہے۔ نبی (ﷺ) نے ان کے جان و مال پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ذمہ دار بنایا ہے۔ اس شخص کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی جو ان کے ساتھ ظلم کی ابتدا کرے گا۔ نبی ﷺ جب انہیں اپنی مدد کے لیے بلائیں گے تو یہ آپ کا حکم مانیں گے اور ان پر آپ کی مدد واجب ہوگی سوائے اس کے کہ جو (ان میں سے آپؐ سے) دینی جنگ کرے (یعنی مرتد ہو جائے تو اس پر اس معاہدے کی پابندی نہ ہوگی۔ یہ معاہدہ اس وقت تک نافذ رہے گا) جب تک سمندر ایک بال بھی تر کر سکے سوائے گناہ کے اس فرمان میں اور کوئی حائل نہ ہوگا'' (یعنی جو اس پر عمل کرنے سے روکے گا وہ گنہگار ہوگا)۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے لیے تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو ان کے جان و مال کا امن ہے۔ اس کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی جو ان پر ظلم سے حملہ کرے۔ ان پر نبی ﷺ کی مدد واجب ہوگی جب تک تمام سمندر ایک بال بھی تر کر سکے۔ سوائے اس کے کہ یہ لوگ دین الٰہی میں جنگ کریں جب نبی ﷺ ان کو بلائیں گے تو یہ آپ کا حکم قبول کریں گے۔ اس پر ان لوگوں کا اللہ و رسول ذمہ دار ہے۔ ان میں سے جو نیکوکار و متقی ہوگا اس کی بھی مدد کی جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے ہلال والی بحرین کو تحریر فرمایا کہ تم صلح جو ہو اس لیے میں تم سے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ میں تمہیں خدائے واحد کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ' اطاعت کرو اور جماعت (نبی) میں داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ والسلام علی من اتبع الھدی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسیخت بن عبد اللہ والیٔ ہجر کو تحریر فرمایا کہ اقرع تمہارا خط اور تمہاری قوم کے لیے تمہاری سفارش میرے پاس لائے۔ میں نے تمہاری سفارش کو قبول کر لیا اور تمہاری قوم کے بارے میں تمہارے قاصد کی میں نے تصدیق کی۔ تم نے مجھ سے جو مانگا اور اپنی جس پسندیدہ چیز کی مجھ

سے درخواست کی اس کے بارے میں تم کو خوش خبری ہو۔ لیکن میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے بتا دوں۔ اور تم مجھ سے ملو۔ اگر تم ہمارے پاس آؤ گے تو ہم تمہارا اکرام کریں گے اور اگر بیٹھو گے تو تمہارا اکرام کریں گے۔ میں کسی سے ہدیہ طلب نہیں کرتا۔ اگر تم مجھے ہدیہ بھیجو گے تو میں تمہارا ہدیہ قبول کروں گا۔ میرے عمال نے مجھ سے تمہارے مرتبے کی تعریف کی ہے۔ تم جس حالت پر ہو میں تمہیں اس سے بہتر کی وصیت کرتا ہوں یعنی نماز و زکوٰۃ اور مومنین کی مہمان نوازی۔ میں نے تمہاری قوم کا نام بنی عبداللہ رکھا ہے۔ لہٰذا انہیں بھی نماز اور سب سے بہتر عمل کا حکم دو۔ اور تمہیں خوشخبری ہو تم پر اور تمہاری قوم کے مومنین پر سلام۔

رسول اللہ ﷺ نے اہل ہجر کے نام تحریر فرمایا: امابعد، میں تم لوگوں کو اللہ کے اور خود تمہارے لیے وصیت کرتا ہوں کہ ہدایت دیئے جانے کے بعد گمراہ نہ ہونا اور راہ راست بتا دیئے جانے کے بعد کجی نہ اختیار کرنا۔ میرے پاس تمہارا وفد آیا ہے۔ میں نے ان کے ساتھ وہی برتاؤ کیا ہے جس سے وہ خوش ہوئے۔ اگر میں تمہارے بارے میں اپنی پوری کوشش صرف کرتا تو تم لوگوں کو ہجر سے نکال دیتا۔ مگر میں نے تمہارے غائب کی سفارش قبول کی اور تمہارے حاضر پر احسان کیا۔ لہٰذا اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہے۔ جو کچھ تم لوگوں نے کیا ہے میرے پاس اس کی خبر آ گئی ہے۔ تم میں سے جو نیکی کرے گا اس پر میں بدکار کا گناہ عائد نہیں کروں گا۔ جب تمہارے پاس میرے حکام آئیں تو تم اللہ کے کام پر اور اس کی راہ میں ان کی اطاعت و مدد کرنا۔ تم میں سے جو کوئی نیکی کرے گا تو وہ نیکی نہ خدا کے یہاں کبھی فراموش ہو گی نہ میرے یہاں۔

رسول اللہ ﷺ نے منذر بن ساویٰ کے نام تحریر فرمایا: امابعد میرے قاصدوں نے تمہاری تعریف کی ہے تم جب تک نیکی کرو گے میں بھی تمہارے ساتھ نیکی کروں گا اور تمہارے کام پر تم کو اجر دوں گا۔ تم اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے رہو۔ والسلام علیک اس فرمان کو آپؐ نے علاء بن الحضرمی کے ہمراہ ارسال فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے منذر بن ساویٰ کے نام ایک اور فرمان تحریر فرمایا: امابعد: ''میں نے تمہارے پاس قدامہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کو بھیجا ہے تمہارے ملک کا جو جزیہ تمہارے پاس جمع ہو وہ ان دونوں کے سپرد کر دو۔ والسلام''۔ بقلم اُبی۔ رسول اللہ ﷺ نے علاء بن الحضرمی کے نام تحریر فرمایا: ''امابعد۔ میں نے منذر بن ساویٰ کے پاس ان لوگوں کو بھیجا ہے جو ان سے وہ جزیہ وصول کریں جو ان کے پاس جمع ہو۔ لہٰذا تم بھی ان سے اس کے متعلق عجلت کرو۔ اور اسی کے ہمراہ تم بھی وہ صدقہ و عشر بھیج دو جو تمہارے پاس جمع ہو۔ والسلام''۔ بقلم ابی۔

رسول اللہ ﷺ نے ضغاطر اسقف کے نام تحریر فرمایا کہ ''اس شخص پر سلام ہے جو ایمان لائے۔ اس کے بعد یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم روح اللہ وکلمۃ اللہ ہیں جس (کلمے) کو اللہ نے پاک دامن مریم کو القاء کیا میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اس پر ایمان لاتا ہوں جو ہم پر نازل کیا گیا ہے۔ ابراہیم و اسماعیل و اسحٰق و یعقوب و اسباط علیہم السلام (اولاد یعقوب) پر نازل کیا گیا ہے۔ جو موسیٰ و عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا ہے۔ جو انبیاء کو ان کے رب کی جانب سے دیا گیا ہے۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے ہیں۔ ہم اللہ کے لیے اسلام لانے والے ہیں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ یہ فرمان آپؐ نے دحیہ کلبی کے ہمراہ ارسال فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے یہود بنی جنیہ کے نام جو مقنا میں تھے اور اہل مقنا کے نام تحریر فرمایا، مقنا ایلہ کے قریب ہے: تمہارے قاصد جو تمہاری بستی کو واپس جا رہے ہیں وہ میرے پاس اترے۔ لہٰذا جب میرا یہ فرمان تمہارے پاس پہنچے تو تم لوگوں کو امن ہے۔

تمہارے لیے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تمہاری ساری برائیاں اور تمام جرائم معاف کر دیے ہیں' تمہارے لیے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ہے۔ تم پر کوئی ظلم وزبردستی نہ ہوگی' رسول اللہ ﷺ جس چیز سے خود اپنی حفاظت کرتے ہیں اس سے تمہارے بھی محافظ رہیں گے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے لیے وہ تمہارا مال غنیمت ہے جس پر تم کسی سے صلح کرو اور وہ غلام جو تمہارے پاس صلح میں آئیں' مواشی گھریلو ہتھیار اور مال' سوا اس کے جو خود رسول اللہ ﷺ معاف فرما دیں یا آپ کا کوئی قاصد معاف کر دے۔

تم پر تمہارے کھجور کے باغوں کا چوتھائی حصہ' بحری شکار کا چہارم حصہ اور تمہاری عورتوں کے کاتے ہوئے سوت کا چوتھائی حصہ ہے' آئندہ تم لوگ ہر قسم کے جزیے یا بیگار سے بری ہو' اگر تم سنو گے اور اطاعت کرو گے تو رسول اللہ ﷺ کے ذمہ ہوگا کہ وہ تمہارے بزرگ کا اکرام کریں اور تمہارے بدکار سے درگزر کریں۔ امابعد' بنام مومنین و مسلمین۔ جو شخص اہل مقنا کے ساتھ نیکی کرے گا تو یہ اس کے لیے بہتر ہوگا اور جو ان کے ساتھ بدی کرے گا تو اس کے لیے بھی برا ہوگا۔ اور تم لوگوں پر جو حاکم و امیر ہوگا وہ یا تو تمہیں میں سے ہوگا۔ یا رسول اللہ ﷺ کے متعلقین میں سے ہوگا۔ والسلام۔

رسول اللہ ﷺ نے یحنہ بن رؤبہ اور سرداران اہل ایکہ کے نام تحریر فرمایا کہ تم لوگ صلح جو ہو' تمہارے سامنے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' میں تم لوگوں سے جنگ کرنے والا نہیں ہوں تاوقتیکہ تمہیں لکھ نہ دوں' لہٰذا اسلام لاؤ یا جزیہ دو' اللہ اس کے رسول اور رسولؐ کے قاصدوں کی اطاعت کرو' قاصدوں کا اکرام کرو' انہیں اچھا لباس پہناؤ جو مجاہدین کا سا نہ ہو۔ زید کو بہت اچھا لباس پہناؤ۔ جب میرے قاصد راضی ہوں گے تو میں بھی راضی ہوں گا۔

جزیہ معلوم ہی ہے' اگر تم چاہتے ہو کہ بحر و بر میں امن رہے تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ سوائے اللہ و رسولؐ کے حق کے اور جو حق عرب و عجم کا ہوگا اس کو تم سے روکا جائے' اگر تم نے ان (قاصدوں) کو واپس کر دیا اور انہیں راضی نہ کیا تو میں تم سے کچھ نہ لوں گا یہاں تک کہ میں تم سے جنگ کروں گا' بچوں کو قید کروں گا اور بڑوں کو قتل کروں گا۔ کیونکہ میں حق پہنچانے کے لیے اللہ کا رسولؐ ہوں' میں اللہ پر اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر کہ وہ کلمۃ اللہ ہیں' میں ان پر ایمان لاتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں' قبل اس کے کہ تم کو کوئی شر پہنچے تم آ جاؤ' میں نے اپنے قاصدوں کو تم لوگوں کے متعلق نصیحت کر دی ہے۔ حرملہ کو تین وسق جو دو (ایک وسق = ۶۰ صاع کے اور ایک صاع تقریباً پونے دو سیر کا ہوتا ہے) حرملہ نے تمہاری سفارش کی ہے۔ اگر یہ معاملہ اور اللہ نہ ہوتا تو میں تم لوگوں سے کسی قسم کی مراسلت نہ کرتا یہاں تک کہ تم لشکر کو دیکھتے' تم لوگوں نے اگر میرے قاصدوں کی اطاعت کر لی تو اللہ اور محمد (ﷺ) اور جو لوگ ان کی جانب سے ہوں گے وہ تمہارے محافظ ہوں گے' شرحبیل (حرملہ) و ابی وحریث بن زید الطائی میرے قاصد ہیں۔ یہ لوگ جب تم سے اس پر فیصلہ کر لیں گے تو میں بھی اس سے راضی ہوں گا تمہارے لیے اللہ اور محمد رسول اللہ (ﷺ) کی ذمہ داری ہوگی۔ اگر تم اطاعت کرو تو تم پر سلام ہے۔ اہل مقنا کو ان کے ملک جانے کے لیے سامان مہیا کر دو۔

رسول اللہ ﷺ نے ان جمع ہونے والوں کے نام جو کوہ تہامہ میں تھے اور قبیلۂ کنانہ و مزینہ وحکم وقارہ اور ان کے تابعین

غلام کولوٹا تھا حکم بھیجا' جب رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہوا تو ان کا ایک وفد نبی ﷺ کے پاس آیا' رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو تحریر فرمایا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے یہ فرمان اللہ کے آزاد بندوں کے نام ہے۔ یہ لوگ اگر ایمان لائیں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیا کریں تو ان کا غلام آزاد ہے' ان کے مولا محمد (ﷺ) ہیں' ان میں سے جو کسی قبیلے کا ہوگا اسے اس قبیلے کے پاس واپس نہ کیا جائے گا' ان میں جو خون ہوگا جس کا اُنہوں نے ارتکاب کیا ہو یا کوئی مال ہو جو انہوں نے لے لیا ہو تو وہ انہیں کا رہے گا' لوگوں میں ان کا جو قرض ہوگا وہ ان کو واپس دلایا جائے گا ان پر ظلم و زبردستی نہ ہوگی' ان امور پر ان کے لیے اللہ و محمد (ﷺ) کی ذمہ داری ہے۔ والسلام علیکم' بقلم اُبی بن کعب۔

رسول اللہ ﷺ نے تحریر فرمایا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بنی غادیا کے یہود کے نام فرمان ہے کہ ان لوگوں کی ذمہ داری ہے' ان پر یہ مقرر کیا گیا ہے' نہ یہ سرکشی کریں گے اور نہ انہیں جلاوطن کیا جائے گا اور فرمان کو نہ رات توڑ سکے گی نہ دن۔'' بقلم خالد بن سعید۔

رسول اللہ ﷺ نے تحریر فرمایا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' یہ فرمان محمد رسول اللہ (ﷺ) کی جانب سے یہود بنی عریض کے لیے (ان کے لیے) رسول اللہ ﷺ کی جانب سے دس وسق گیہوں اور دس وسق جو ہر غلے کی کٹائی کے وقت اور پچاس وسق کھجور ہے جس کو وہ ہر سال اپنے وقت پر پاتے رہیں گے۔ ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا'' خالد بن سعید بقلم خود۔

ابو العلاء سے مروی ہے کہ میں سوق الابل (بازار شتر) میں مطرف کے ہمراہ تھا کہ ایک اعرابی ایک چمڑے کا ٹکڑا یا چرمی توشہ دان لایا اور کہا کہ اس کو کون پڑھے گا' یا یہ کہا کہ کیا تم لوگوں میں کوئی شخص ہے جو اس کو پڑھ دے' میں نے کہا کہ میں پڑھ دوں گا۔ اُس نے کہا کہ اس کو لو۔ یہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے تحریر فرمایا ہے' لکھا تھا کہ:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' محمد نبی (ﷺ) کی جانب سے بنی زہیر بن اقیش کے لیے جو قبیلہ عکل کی ایک شاخ ہے یہ ہے کہ اگر یہ لوگ لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کی شہادت دیں' مشرکین سے جدا ہو جائیں' غنائم میں خمس کا اور نبی ﷺ کے عام حصے اور خاص حصے کا اقرار کریں تو ان لوگوں کو اللہ رسول کی امان ہے'' (فقط)

بعض لوگوں نے ان اعرابی سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہے؟ اگر سنی ہے تو ہم لوگوں سے بیان کیجئے' انہوں نے کہا کہ ہاں (سنی ہے) لوگوں نے کہا کہ خدا آپ پر رحمت کرے ہم سے بیان کیجیے۔

انہوں نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص اس سے خوش ہو کہ سینے کا اکثر کینہ چلا جائے تو وہ ماہ رمضان میں اور ہر ماہ میں تین روزے رکھا کرے' بعض لوگوں نے اُن سے کہا کہ کیا یہ حدیث آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگ اندیشہ کرتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولتا ہوں۔ واللہ میں آج سے تم لوگوں سے کوئی حدیث نہ بیان کروں گا۔

لوط بن یحییٰ الازدی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ابوظبیان الازدی کو جو قبیلہ غامد کے تھے اور ان کی قوم کو ایک فرمان میں دعوت اسلام تحریر فرمائی' انہوں نے اپنی قوم کے ایک گروہ کے ساتھ جو مکے میں تھے اس کو قبول کر لیا جن میں مخنف و عبداللہ و زہیر

فرزندان سلیم و عبد شمس بن عفیف بن زہیر بھی تھے' یہ لوگ مکے میں تھے' مدینے میں آپ کے پاس الجن بن المرقع و جندب بن زہیر و جندب بن کعب حاضر ہوئے بعد کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ الحکم آئے جو قبیلۂ مغفل کے تھے' مکے میں آپ کے پاس چالیس آدمی آئے نبی ﷺ نے ابوظبیان کو ایک فرمان تحریر فرما دیا تھا۔ انہوں نے آپ کی صحبت بھی پائی اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی پایا۔

جمیل بن مرشد سے مروی ہے کہ ایک شخص قوم اجیین میں سے جن کا نام حبیب بن عمرو تھا نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے' آپ نے انہیں ایک فرمان تحریر فرما دیا کہ ''یہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے حبیب بن عمرو برادر اجا اور ان کی قوم کے اس شخص کے لیے ہے جو اسلام لائے' نماز قائم کرے اور زکوۃ دے۔ ان کا مال اور ان کا پانی (کنواں) انہیں کا ہے' نہ ان پر اس کے شہری (مال) میں کچھ نہ اس کے صحرائی میں' اس پر اللہ کا عہد اور اس کے رسول کی ذمہ داری ہے۔

قبیلۂ طے کے بنی بحتر میں سے ایک شخص سے مروی ہے کہ ولید بن جابر بن ظالم بن حارثہ بن عتاب بن ابی حارثہ بن جدی بن تدول بن بحتر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اسلام لائے آپ نے انہیں ایک فرمان تحریر فرما دیا جو الجبلین میں ان کے متعلقین کے پاس ہے۔

زہری وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عوسجہ العرنی کے ہمراہ سمعان بن عمرو بن قریط بن عبید بن ابی بکر بن کلاب کے نام فرمان تحریر فرما کر بھیجا' انہوں نے آپ کے فرمان کا اپنے ڈول میں رقعہ (یعنی پیوند) لگا دیا' ان لوگوں کو (اسی لیے) بنوالراقع کہا جاتا ہے' سمعان اسلام لائے' رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور حسب ذیل شعر کہا۔

اقلنی کما اٰمنت دردا ولم اکن ۔ باسواء زبنا اذ اتیتك من درد

''مجھے بھی معافی دیجئے جیسا کہ آپ نے درد کو پناہ دی' جب میں آپ کے پاس حاضر ہو گیا تو درد سے زیادہ گنہگار نہیں ہوں''۔

ابو اسحٰق ہمدانی سے مروی ہے کہ عرنی ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا فرمان لائے (جو چمڑے پر تحریر تھا) انہوں نے (ازراہِ انکار و گستاخی) اپنے ڈول میں آپ کے فرمان کا پیوند لگا دیا تو ان سے ان کی بیٹی نے کہا کہ میرا خیال ہے تم پر کوئی بڑی مصیبت آئے گی' تمہارے پاس سید العرب کا فرمان آیا اور تم نے اپنے ڈول میں اس کا پیوند لگا دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا ایک لشکر ان کے پاس سے گزرا اور ان لوگوں نے ان کی ہر چیز کو تباہ کر دیا۔ پھر وہ اسلام لائے اور نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے' آپ کو اس واقعے کی خبر دی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جو مال مسلمانوں کے تقسیم کرنے سے پہلے تم پالو تو تمہیں اس کے زیادہ مستحق ہو۔

زامل بن عمرو الجذامی سے مروی ہے کہ فروہ بن عمرو الجذامی روم کی جانب سے عمان ملک بلقاء یا معان پر عامل مقرر تھے' وہ اسلام لائے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا اسلام لکھا' اس کو اپنی قوم کے ایک شخص کے ہمراہ جن کا نام مسعود بن سعد تھا بھیج دیا' آپ کی خدمت میں ایک سفید مادہ خچر اور گھوڑا اور گدھا اور نرم کپڑے اور سندس کی (ریشمی) قبا جس میں سونے کے پتر لگے ہوئے تھے بھیجی' رسول اللہ ﷺ نے انہیں تحریر فرمایا کہ' منجانب رسول اللہ (ﷺ) بنام فروہ بن عمرو۔ امابعد' ہمارے پاس تمہارے قاصد آئے' جو کچھ تم نے بھیجا تھا انہوں نے پہنچا دیا' تمہارے حالات کی ہمیں خبر دی' تمہارے اسلام کا مژدہ سنایا۔ اور یہ بھی کہ اللہ نے

تمہیں اپنی ہدایت سے سرفراز کیا' اگر تم نیکی کرو' اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ نماز قائم کرو۔ زکوۃ دو (تو تمہارے لیے بہتر ہے)۔ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے ان کے قاصد مسعود بن سعد کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی (بطور انعام) دی۔

شاہ روم کو فروہ کے اسلام کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے انہیں بلایا اور کہا کہ تم اپنے دین سے پھر جاؤ تو ہم تم کو بادشاہ بنا دیں گے انہوں نے کہا کہ میں دین محمد (ﷺ) کو ترک کروں گا' تو بھی جانتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ ہی کے متعلق بشارت دی ہے' لیکن تو اپنی سلطنت کی وجہ سے دریغ کرتا ہے۔

مگر اس نے انہیں قید کر دیا' پھر قید سے نکال کر قتل کر کے دار پر لٹکا دیا۔ بنی سدوس کے ایک شخص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکر بن وائل کو تحریر فرمایا: ''امابعد: اسلام لاؤ تو سلامت رہو گے''۔ قتادہ نے کہا کہ لوگوں کو کوئی ایسا شخص نہ ملا جو اس کو پڑھتا (اسی لیے) یہ لوگ بنی الکاتب کہلاتے ہیں جو صاحب رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو ان لوگوں کے پاس لائے تھے وہ ظبیان بن مرثد السدوسی تھے۔

عبداللہ بن یحیٰی بن سلیمان سے مروی ہے کہ مجھے سعیر بن عداء کے ایک فرزند نے رسول ﷺ کا ایک فرمان دکھایا (جو یہ تھا) کہ ''منجانب محمد رسول اللہ ﷺ بنام السعیر بن غداء۔ میں نے تمہیں (مقام) الرجیح کا محافظ بنایا اور مسافر کی رہی ہوئی اشیاء تمہارے لیے کر دیں''۔

زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ حمیر کے حارث ومسروح ونعیم بن عبد کلال کے نام تحریر فرمایا کہ ''تم لوگوں سے صلح ہے جب تک تمہارا ایمان اللہ اور رسول پر ہے اور یہ کہ اللہ واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں اس نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور عیسیٰ علیہ السلام کو (بغیر باپ کے محض) اپنے کلمات (قدرت) سے پیدا کیا۔ یہود نے کہا کہ عزیر علیہ السلام اللہ کے فرزند ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ اللہ تین (معبودوں) میں کا تیسرا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے فرزند ہیں''۔

یہ فرمان آپ ﷺ نے عیاش بن ربیعہ المخزومی کے ہمراہ بھیجا۔ اور فرمایا کہ جب تم ان کے ملک میں جانا تو تاوقتیکہ صبح نہ ہو جائے ہرگز ہرگز داخل نہ ہونا (جب صبح ہو جائے تو) وضو کرنا اور اچھی طرح کرنا' دو رکعت نماز پڑھنا' اللہ سے کامیابی وقبولیت کی دعا کرنا' اللہ سے پناہ مانگنا' میرا فرمان داہنے ہاتھ میں لینا' اپنے داہنے ہاتھ سے ان لوگوں کے داہنے ہاتھوں میں دینا تو وہ لوگ قبول کر لیں گے۔

انہیں ﴿لم یکن الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین منفکین﴾ پڑھ کر سنانا' جب اس سے فارغ ہونا تو کہنا محمد (ﷺ) ایمان لائے اور میں سب سے پہلا مومن ہوں' پھر ہرگز کوئی حجت تمہارے سامنے نہ آئے گی جو باطل نہ ہو جائے' نہ کوئی باطل سے آراستہ کی ہوئی کتاب آئے گی جس کا نور نہ جاتا رہے۔

وہ لوگ تمہیں پڑھ کر سنائیں گے مگر جب وہ عجمی زبان میں باتیں کریں تو کہنا کہ ترجمہ کرو۔ اور کہنا: حسبی اللّٰہ اٰمنت بما انزل اللّٰہ من کتاب وامرت لاعدل بینکم اللّٰہ ربنا و ربکم لنا اعمالنا ولکم اعمالکم لا حجة بیننا وبینکم اللّٰہ یجمع بیننا والیہ المصیر۔ مجھے اللہ کافی ہے۔ اللہ نے جو کتاب نازل کی میں اس پر ایمان لایا اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں تم لوگوں

کے درمیان عدل کروں' اللہ ہمارا اور تمہارا رب ہے' ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال۔ ہمارے تمہارے درمیان کوئی حجت نہیں۔ اللہ ہمیں (سب کو قیامت میں) جمع کر دے گا اور اسی کے پاس واپس جانا ہے)۔

جب وہ اسلام لے آئیں تو ان سے وہ تینوں چھڑیاں مانگنا کہ جب وہ انہیں حاضر کرتے ہیں تو سجدہ کرتے ہیں' وہ ببول کی ہیں' ایک چھڑی پر گنگا جمنی ملمع ہے' ایک چھڑی ایسی گانٹھوں والی ہے کہ بانس کی معلوم ہوتی ہے' تیسری ایسی خالص سیاہ ہے کہ وہ ساسم (شیشم) معلوم ہوتی ہے۔ انہیں باہر نکال کر بازار میں جلا دینا۔

عیاش نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے جو حکم دیا تھا میں وہی کرتا ہوا روانہ ہوا جب میں داخل ہوا تو لوگ اپنے زینت کے لباس پہنے ہوئے تھے' میں گزرا تا کہ ان لوگوں کو دیکھو یہاں تک کہ میں بڑے بڑے پردوں تک پہنچا جو مکان کے تین دروازوں پر پڑے ہوئے تھے۔ میں درمیان دروازے میں داخل ہوا' ایک قوم کے پاس پہنچ گیا جو صحن مکان میں تھی' میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں' میں نے وہی کیا جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا' ان لوگوں نے قبول کر لیا اور ایسا ہی ہوا جیسا آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا۔

اہل علم نے پہلی ہی سند سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد القیس کے نام تحریر فرمایا: منجانب محمد رسول اللہ (ﷺ) بنام اکبر بن عبد القیس۔ ان لوگوں کو ان فسادوں پر جو زمانۂ جاہلیت میں برپا کیے اللہ و رسول کی امان ہے' ان پر بھی اپنے عہد کا پورا کرنا لازم ہے' انہیں یہ حق ہے کہ ان کو رسد اور غلے کے راستے سے نہ روکا جائے گا نہ بارش کے (جمع شدہ) پانی سے روکا جائے گا' نہ پھلوں کی تیاری کے وقت منع کیا جائے گا۔

علاء بن الحضرمی اس مقام کے بحر و بر' قبائل' انہار اور جو اس سے پیدا ہو اس پر رسول اللہ ﷺ کے امین ہیں' اہل بحرین ظلم کے موقع پر ان کے حامی' ظالم کے معاملے میں ان کے مددگار اور جنگوں میں ان کے معاون ہیں۔ ان لوگوں پر اس کے متعلق اللہ کا عہد و میثاق ہے۔ نہ وہ کسی قول کو بدلیں اور نہ جدائی کا ارادہ کریں۔ مسلمانوں کے لشکر پر ان لوگوں کو مال غنیمت میں شریک کرنا' حکم میں عدل کرنا' جہاد کی روانگی میں میانہ روی کا خیال رکھنا لازم ہے' یہ حکم ہے جس کی فریقین میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی اللہ و رسول ان لوگوں پر گواہ ہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضر موت کے معززین و رؤسا کے نام فرامین بھیجے۔ آپ نے زرعہ' قہد' البتی' البحیری' عبد کلال' ربیعہ و حجر کے نام فرمان تحریر فرمائے۔

شاعران میں سے بعض رؤسا کی مدح میں کہتا ہے۔

الا ان خیر الناس کلھم قھد وعبد کلال خیر سائرھم بعد

''خبردار رہو کہ تمام لوگوں میں سب سے بہتر قہد ہیں۔ ان کے بعد بقیہ لوگوں میں سب سے بہتر عبد کلال ہیں''۔

ایک دوسرا شاعر زرعہ کی مدح میں کہتا ہے:

الا ان خیر الناس بعد محمدٌ لزرعة ان کان البحیری اسلما

''خبردار ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر زرعہ ہیں اگرچہ بحیری اسلام لا چکے ہیں''۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاثہ بن فروہ الدئلی رئیس السماوہ کے نام فرمان تحریر فرمایا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ آپ نے عذرہ کے نام ہڈی پر تحریر فرمایا' اسے بنی عذرہ ہی کے ایک شخص کے ہمراہ بھیجا' مگر اس پر ورد بن مرداس نے جو نذیم کے بنی سعد کے ایک فرد تھے دراز دستی کی اور توڑ ڈالا۔ اسلام لے آئے اور زید بن حارثہ کے ساتھ غزوہ وادی القریٰ میں یا غزوۃ القروہ میں شہید ہو گئے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطرف بن الکاہن الباہلی کے لیے تحریر فرمایا کہ ''یہ فرمان منجانب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطرف بن الکاہن اور قبیلہ باہلہ کے ساکنان بیشہ کے لیے ہے' جو شخص بالکل ناقابل زراعت زمین کو قابل زراعت بنائے گا جس میں مواشی اور اونٹوں کے گلے بٹھائے جاتے ہیں تو وہ اسی کی ہو جائے گی۔ ان لوگوں کے ذمے ہر تیس گائے پر ایک پوری عمر کی گائے' ہر چالیس بھیڑ پر ایک سال بھر کی بھیڑ' ہر پچاس اونٹ پر ایک شش سالہ اونٹ واجب ہے' زکوٰۃ وصول کرنے والے کو یہ حق نہیں کہ وہ ان کی چراگاہ کے علاوہ کہیں اور زکوٰۃ وصول کرے۔ یہ سب امان الٰہی میں محفوظ ہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ باہلہ کے نہشل بن مالک الوائلی کے لیے تحریر فرمایا کہ ''باسمک اللھم'' یہ فرمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نہشل بن مالک اور بنی وائل کے ان ہمراہیوں کے لیے ہے جو اسلام لائے نماز قائم کرے' زکوٰۃ دے' اللہ و رسول کی اطاعت کرے' مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس اور نبی کا حصہ ادا کرے اپنے اسلام پر گواہی دے۔ مشرکین کو چھوڑ دے تو وہ اللہ کی امان میں ہے' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہر قسم کے ظلم سے بچائیں گے' ان لوگوں کا یہ حق ہے کہ نہ ان کو جلا وطن کیا جائے نہ ان سے عشر (پیداوار کا دسواں حصہ) لیا جائے' ان کا عامل انہیں میں سے ہوگا۔ بقلم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے لیے ایک فرمان تحریر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ان لوگوں کے لیے تحریر فرما دیا اس کی ذمہ داری اللہ اور محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے' بقلم خالد بن سعید۔ گواہ شد۔ حسن و حسین رضی اللہ عنہما۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان نمیر بن خرشہ کے حوالہ کر دیا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ وفد ثقیف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ ان کے لیے وج (علاقہ طائف کے ایک گاؤں) کو حرم بنا دیں (یعنی وہاں کا شکار وغیرہ حرام فرما دیں) آپ نے ان کے لیے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مسلمانوں کے نام ہے کہ وج کے عضاہ (خار دار درخت) قطع نہ کیے جائیں اور نہ وہاں شکار کیا جائے' جو اس کا مرتکب ہوگا' اسے گرفتار کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچایا جائے گا' یہ نبی محمد بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے' راقم خالد بن سعید بحکم نبی محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حکم دیا ہے کوئی شخص ہرگز اس سے نہ بڑھے اور نہ اپنے اوپر ظلم کرے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید بن سفیان الرعلی کے لیے تحریر فرمایا کہ یہ اس امر کی دستاویز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید بن سفیان الرعلی کو السوارقیہ کا کھجور کا باغ عطا فرمایا۔ اس میں کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے' جو مزاحمت کرے گا اس کا کوئی حق نہ ہوگا' اور حق انہیں کا ہوگا۔ بقلم خالد بن سعید۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عتبہ بن فرقد کے لیے تحریر فرمایا کہ یہ اس بات کی دستاویز ہے کہ نبی ﷺ نے عتبہ بن فرقد کو مکے میں مکان کی زمین دی تا کہ وہ اسے مروہ کے متصل تعمیر کر لیں۔ کوئی ان سے مزاحمت نہ کرے' جو مزاحمت کرے گا اس کا کوئی حق نہ ہوگا' حق انہیں کا ہوگا۔ بقلم معاویہ رضی اللہ عنہ۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن مالک السلمی کے لیے تحریر فرمایا کہ یہ اس امر کی دستاویز ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ذات الحناظی وذات الاسلوو کے درمیان قطعہ عطا فرمایا ہے۔ گواہ شد علی بن ابی طالب و حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہما۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلۂ کلب کے بنی جناب کے لیے تحریر فرمایا کہ ''یہ فرمان محمد نبی رسول اللہ (ﷺ) کی جانب سے بنی جناب اور ان کے خلیفوں اور ان لوگوں کے لیے ہے جو نماز قائم کرنے زکوٰۃ ادا کرنے ایمان کو مضبوط کرنے اور عہد کے پورا کرنے میں ان لوگوں کے مددگار رہیں۔ اور ان لوگوں پر لازم ہے کہ چھوٹی ہوئی (بغیر چرواہے کے) چرنے والی بکریوں پر ہر پانچ بکری میں ایک بے عیب بکری دیں۔ بار بردار غلہ لانے والے جانوروں پر بھی' راستہ بھولنے والے جانور انہیں کے لیے ہوں گے' وہ زمین بھی جس کی آبپاشی نہر اور بارش سے ہوتی ہے۔ امین کو اس کے متعلق وظیفہ ملے گا' ان لوگوں پر اس سے زیادہ نہ کیا جائے گا۔ گواہ شد۔ سعد بن عبادہ وعبداللہ بن انیس ودحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ عنہم۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مہری بن الابیض کے لیے ہے کہ خاندان مہرہ کے مومنین فنا نہ کیے جائیں گے اور نہ ان پر حملہ کیا جائے گا اور نہ ان سے جنگ کی جائے گی' ان لوگوں کے ذمہ شرائع اسلام کا قائم کرنا ہے۔ جو اس عہد کو بدلے گا تو (گویا) وہ اللہ سے جنگ کرے گا اور جو اس پر ایمان لائے گا تو وہ اللہ و رسول کی ذمہ داری میں ہوگا' گری پڑی چیز ادا کرنا ہوگی اور مواشی کو پانی پلانا ہوگا۔ خونریزی بدکلامی اور نافرمانی بری بات ہے۔ بقلم محمد بن مسلمہ الانصاری۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خثعم کے لیے تحریر فرمایا کہ خثعم کے جو لوگ (مقام) بیشہ اور اس کے دیہات میں مقیم ہیں ان کے لیے یہ ہے کہ تم لوگوں نے زمانۂ جاہلیت میں جو خون کیا ہے وہ تم سے معاف ہے' تم میں سے جو اسلام لائے خواہ خوشی سے یا ناگواری سے اس کے قبضے میں نرم یا سخت زمین کا کوئی کھیت ہے جو بارش سے سیراب ہوتا ہے یا اس کی آبپاشی چشمے سے ہوتی ہے اور وہ (کھیت) بغیر قحط سالی وخشک سالی کے سرسبز و شاداب ہو گیا تو اس کو مواشی چرانے اور اس کے کھانے کا حق ہے اور ان لوگوں کے ذمے ہر جاری پانی (والے کھیت) میں دسواں حصہ اور ہر پر (سے سیراب ہونے والے کھیت) میں بیسواں حصہ ہے گواہ شد جریر بن عبداللہ و حاضرین۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفد ثمالہ والحدان کے لیے تحریر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ساحل کے رہنے والوں اور اس اندرونی علاقے کے رہنے والوں کے لیے ہے جو علاقہ محار کے متصل ہے کہ ان لوگوں کے ذمے کھجور کے باغوں پر نہ تو اندازہ ہے نہ پیمانہ کہ ہمیشہ اسی پر عمل ہوا اور وہی ان سے وصول کیا جائے' ان لوگوں کے ذمے ہر دس وسق (پیمانہ) میں ایک وسق

ہے‘اس صحیفے کے کاتب ثابت بن قیس بن شماس ہیں‘اور شاہد سعد بن عبادہ ومحمد بن مسلمہ ہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلۂ ازد کے بارق کے لیے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بارق کے لیے ہے کہ نہ تو بارق کے بے اجازت ان لوگوں کے پھل قطع کیے جائیں اور نہ ان کی فصل ربیع یا فصل خریف کی چراگاہوں میں جانور چرائے جائیں‘ جو مسلمان ان لوگوں کے پاس کسی ایسے مقام پر گزرے کہ چراگاہ نہ ہو یا ایسی شور زمین سے گزرے جہاں اپنا اونٹ چھوڑ دے اور وہاں سے بقدر ضرورت چرلے تو اس کی تین دن کی مہمان داری (ان لوگوں کے ذمے) ہوگی۔ جب ان لوگوں کے پھل پک جائیں تو مسافر کو اتنے گرے پڑے پھلوں کا حق ہوگا جو اسے شکم سیر کر دیں بغیر اس کے کہ وہ اپنے ہمراہ اسے لاد کر لے جائے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وائل بن حجر کے لیے تحریر فرمایا: جب انہوں نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کیا تو عرض کی یا رسول اللہ مجھے میری قوم کے نام ایک فرمان تحریر فرما دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے معاویہ با اختیار رؤسا کے نام لکھ دو کہ وہ نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں‘ زکوٰۃ باہر چرنے والے مواشی اور ان کے ساتھ کے گھر میں رہنے والے مواشی پر ہے۔

مالک کو جائز نہیں کہ وہ دھوکا دے اور جانوروں کو (حساب کے وقت) ہنکا دے۔ (وصول کرنے والے کو) مناسب نہیں کہ رسی باندھ کر بلوائے اور (اپنے پڑاؤ پر) جانوروں کو منگوائے (مالک کو) بھی جائز نہیں کہ آمیزش کرے‘ (یعنی محصل کو یہ لازم ہے کہ جہاں جانور چر رہے ہوں وہیں جا کر شمار کر کے صدقے کا حساب کرے یا نہ کرے کہ اپنے پڑاؤ پر جانوروں کو منگائے اور مالک مواشی کو لازم ہے کہ وہ انہیں چھپانے کی کوشش نہ کرے) اور ان لوگوں پر مسلمانوں کے لشکروں کی مدد کرنا واجب ہے۔ ہر ایک دس پر بقدر ایک اونٹنی کے بوجھ کے ہے‘ جس (محصل) نے باج لیا۔ اس نے زیادہ ستانی کی۔

وائل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے لیے اس زمین (کی معافی) کے متعلق بھی تحریر فرما دیجئے جو زمانۂ جاہلیت میں میری تھی‘ رؤسائے قبیلۂ حمیر و رؤسائے حضرموت نے وائل کے موافق شہادت دی (کہ یہ زمین ان کی تھی)۔

آپ نے ان کے لیے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد نبی ﷺ کی جانب سے وائل بن حجر رئیس حضرموت کے لیے ہے یہ اس لیے ہے کہ تم اسلام لے آئے‘ جو زمینیں اور قلعے تمہارے قبضے میں ہیں وہ میں نے تمہارے ہی لیے مخصوص کر دیئے‘ تم سے (بطور زکوٰۃ) ہر دس میں سے ایک لیا جائے گا جس میں دو صاحب عدل غور کریں گے‘ میں نے تمہارے لیے یہ بھی کر دیا کہ اس میں تم پر ظلم نہ کیا جائے گا جب تک یہ دین قائم ہے اور نبی ﷺ اور مومنین اس پر مددگار ہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ قبیلۂ کندہ کے اشعث وغیرہ نے حضرموت کی ایک وادی کے بارے میں وائل بن حجر سے جھگڑا کیا‘ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا دعویٰ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا فیصلہ وائل بن حجر کے موافق تحریر فرما دیا۔

اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کے لیے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اہل نجران کے لیے ہے کہ ان لوگوں پر (حسب ذیل طریقے پر) آپ کے حکم کی پابندی لازم ہوگی۔ ہر زرد یا سفید یا سیاہ پھل میں یا غلام

کے باب میں حکم نبویؐ پر عمل کریں گے' لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر یہ مکرمت کی کہ یہ سب محصول دو ہزار حلے کے عوض میں چھوڑ دیا جائے گا جو اوقیہ کے حساب سے ہوں گے۔ ہر رجب میں ایک ہزار حلے واجب الاداء ہوں گے' اسی طرح ہر صفر میں ایک ہزار واجب الاداء ہوں گے' ہر حلہ اوقیہ کے حساب سے ہوگا جو زائد ہوں یا اوقیہ سے کم ہوں وہ حساب سے لیے جائیں گے۔

ان کے قبضے کی جو زرہیں یا گھوڑے یا اونٹ یا اسباب ان سے لے لیے جائیں گے وہ بھی حساب سے ہوگا اور نجران کے ذمے بیس روز تک اور اس سے کم کی میرے قاصدوں کی مہمان داری ہے۔ اور میرے قاصدوں کو ایک ماہ سے زیادہ نہ روکا جائے (یعنی جب وہ وصول کرنے جائیں تو انہیں ایک ماہ کے اندر اندر خراج دے کر رخصت کرنا ہوگا)۔ جب یمن میں جنگ ہو تو اہل نجران کے ذمے میرے قاصدوں کو تیس زرہ' تیس گھوڑے اور تیس اونٹ بطور عاریت دینے ہوں گے۔ میرے قاصد جو زرہ' گھوڑے اور اونٹ بطور عاریت لیں اس میں سے جو چیز فنا ہو جائے اس کا تاوان میرے قاصد پر ہوگا۔ یہاں تک وہ اسے ان لوگوں کو ادا کر دے۔ اہل نجران اور ان کے قرب وجوار کے لیے ان کی جان' مذہب' ملک ومال' حاضر وغائب' ان کے معابد وعبادات' اللہ کی پناہ اور محمد نبی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری میں ہیں نہ تو ان کے کسی اسقف کو تبدیل کیا جائے گا' نہ کسی راہب (عیسائی تارک دنیا) کو اس کی رہبانیت سے اور نہ کسی واقف (تارک جنگ) کو اس کی وقفانیت سے۔

اس قلیل یا کثیر مقدار میں کوئی تبدل وتغیر نہ کیا جائے گا جو ان لوگوں کے قبضے میں ہے سود کے لین دین کا کوئی حق نہ ہوگا نہ زمانۂ جاہلیت کے خون کے انتقام کا' ان میں سے جو کوئی حق کا مطالبہ کرے گا تو ان کے درمیان انصاف کیا جائے گا' نہ تو ظلم کیا جائے گا اور نہ نجرانیوں پر ظلم سہا جائے گا' جس نے سابق میں سود کھایا تو میں اس سے بری الذمہ ہوں' دوسرے کے ظلم میں ان لوگوں سے مواخذہ نہ ہوگا۔

جو کچھ اس فرمان میں مذکور ہے اس پر ہمیشہ کے لیے اللہ کی پناہ اور "محمدؐ" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری ہے' یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے' بشرطیکہ یہ لوگ بلا جبر واکراہ اپنی ذمہ داری میں نیکی وخیر خواہی کریں۔

گواہ شد۔ ابوسفیان بن حرب وغیلان بن عمرو ومالک بن عوف النصری واقرع بن حابس ومستورد بن عمرو برادر بلی ومغیرہ بن شعبہ وعامر مولائے ابی بکر رضی اللہ عنہ۔

اہل دومہ کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیدر کے لیے جو تحریر فرمایا وہ یہی ہے۔ محمد بن عمرو نے کہا کہ شیخ فرمان لائے تو میں نے اسے پڑھا' ان سے لے لیا مضمون یہ تھا' آپؐ نے یہ فرمان اس وقت تحریر فرمایا تھا جب اکیدر نے اسلام کو قبول کر لیا اور سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ دومۃ الجندل اور اس کے اطراف میں بتوں اور اصنام کو اکھیڑ پھینکا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے یہ فرمان اکیدر کے لیے ہے چھوٹے چھوٹے تالابوں کے کنارے کی زمین غیر مزروعہ زمین' وہ زمین جس کی حد بندی ہے۔ وہ زمین جس کی حد بندی نہیں کی گئی ہے' زرہ' ہتھیار' باؤلی اور قلعہ اکیدر کے لیے ہے' تم لوگوں کے لیے کھجور کے تنے' آبادی کا جاری پانی ہے۔ خمس ادا کرنے کے بعد تمہارے مویشی کو چراگاہ سے نہ ہٹایا جائے گا' نہ تمہارے ان مواشی کو شمار کیا جائے گا جن میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ تمہیں گھاس سے نہ روکا جائے گا' تم سے سوائے ان کھجور

کے درختوں کے جو اچھی طرح جڑ پکڑ چکے ہیں اور کسی سے عشر (یعنی پیداوار کا دسواں حصہ) نہیں لیا جائے گا۔ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا ہوگا اور زکوٰۃ کو اس کے حق کے مطابق ادا کرنا ہوگا۔ تم پر اس عہد و پیمان کی پابندی لازم ہوگی اس سے تمہاری سچائی اور وفاداری کا ثبوت ملے گا' اللہ اور حاضرین مسلمین اس پر گواہ ہیں۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ دومہ وایلہ وتیماء کے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ تمام عرب اسلام لے آیا تو انہیں نبی ﷺ سے خوف پیدا ہوا' اس پر ان کی تسلی کے لیے یہ فرمان تحریر فرمایا۔

محمد بن عمرو نے کہا یحنہ بن رویہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے یہ ایلہ کے بادشاہ تھے' انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس بھی (لشکر) نہ بھیج دیں جس طرح آپؐ نے اکیدر کے پاس بھیج دیا تھا' یحنہ آئے تو ان کے ہمراہ اہل شام' اہل یمن واہل بحر بھی تھے' کچھ لوگ جرباء اور اذرح کے بھی تھے۔ آپؐ نے ان لوگوں سے مصالحت فرمائی ایک معینہ جزیہ مقرر فرما دیا اور ان کے لیے یہ فرمان تحریر فرما دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' یہ امن نامہ اللہ اور محمد نبی (ﷺ) کی جانب سے یحنہ بن روبہ اور اہل ایلہ کے لیے ان کی کشتیوں اور قافلوں کے لیے ہے جو بحر و بر میں ہیں ان لوگوں کے لیے اور ان اہل شام اور اہل یمن و اہل بحر کے لیے جو ان کے ہمراہ ہیں اللہ اور محمد رسول اللہ (ﷺ) کی ذمہ داری ہے' جو کوئی (اس عہد کے خلاف) نئی بات کرے گا تو اس کا مال اس کی جان کو نہ بچا سکے گا' وہ اس شخص کے لیے حلال ہوگا جو اس کو لے لے (یعنی اس پر عمل کرے) یہ بھی حلال نہ ہوگا کہ یہ لوگ جس پانی (کے کنوئیں) پر اترتے ہیں اسے روکیں (کہ اور کوئی نہ بھرے) اور نہ خشکی و تری کے اس راستے کو جس کا وہ لوگ ارادہ کرتے ہیں۔

یہ فرمان جہیم بن الصلت وشرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے لکھا۔ عبدالرحمٰن بن جابر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس روز یحنہ بن روبہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے ان کے بدن پر سونے کی صلیب دیکھی جو ان کی پیشانی پر بندھی ہوئی تھی' جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو وہ دست بستہ کھڑے ہوگئے اور اپنے سر سے (تعظیم وسلام کا) اشارہ کیا' نبی ﷺ نے اشارے سے فرمایا کہ اپنا سر اٹھاؤ' آپؐ نے اسی روز ان سے مصالحت کر لی۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک یمنی چادر اڑھائی اور بلال کے پاس ٹھہرانے کا حکم دیا' جس روز اکیدر کو خالد لائے تو میں نے انہیں بھی اس کیفیت سے دیکھا تھا کہ ان کے بدن پر سونے کی صلیب تھی۔ اور وہ ریشمی لباس پہنے تھے۔ اس کے بعد پھر اوّل مضمون کی طرف عود کیا جاتا ہے کہ محمد بن عمرو نے کہا۔ میں نے اہل اذرح کا فرمان لکھ لیا' اس میں یہ مضمون تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' یہ فرمان محمد نبی (ﷺ) کی جانب سے اہل اذرح کے لیے ہے کہ یہ لوگ اللہ اور محمد (ﷺ) کی امان میں ہیں' ان پر ہر رجب میں سو دینار کھرے پورے پورے واجب الاداء ہوں گے' مومنین کے ساتھ خیر خواہی واحسان کرنے سے اللہ ان لوگوں کا کفیل ہوگا' مومنین میں سے جو شخص خوف وتعزیر کی وجہ سے ان لوگوں کے پاس پناہ لے جب کہ ان لوگوں کو مومنین پر اندیشہ ہو (تو اس حالت میں پناہ دینے اور احسان کرنے سے بھی اللہ کفیل ہوگا) یہ لوگ اس وقت تک امان میں ہیں جب تک کہ محمد (ﷺ) بغرض جنگ' روانگی سے پہلے تک ان سے بیان نہ کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اہل ایلہ پر جو تین سو تھے تین سو دینار

سالانہ جزیہ مقرر فرمایا تھا۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جرباد اہل اذرح کے لیے تحریر فرمایا کہ یہ فرمان محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے اہل جرباد اذرح کے لیے ہے کہ یہ لوگ اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امان میں ہیں' ان کے ذمے ہر رجب میں (بطور جزیہ) سو دینار ہیں جو اچھے اور پورے ہوں' اللہ ان کا کفیل ہے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مقنا کے لیے تحریر فرمایا کہ یہ لوگ اللہ و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امان میں ہیں' ان پر (بطور جزیہ) ان کے کاتے ہوئے سوت اور کپڑے کا اور ان کے پھلوں کا چوتھائی حصہ ہے۔

صالح مولائے توءمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مقنا سے ان کے چوتھائی کتے ہوئے سوت اور چوتھائی پھلوں کے لینے پر صلح فرمائی۔ محمد بن عمرو نے کہا کہ اہل مقنا یہودی تھے جو ساحل بحر پر رہتے تھے اور اہل جرباد اذرح بھی یہودی تھے۔

وفود عرب

(۱) قبیلۂ مزنیہ کا وفد:

کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ قبیلۂ مضر کا سب سے پہلا وفد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا مزینہ کے چار سو آدمیوں پر مشتمل تھا' یہ وفد رجب ۵ ھ میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مکانوں میں رہنے ہی کو ہجرت قرار دیا کہ تم لوگ جہاں رہو مہاجر ہو' لہٰذا تم لوگ اپنے مال و متاع کی جانب واپس جاؤ' وہ لوگ اپنے وطن واپس گئے۔

ابوعبدالرحمٰن العجلانی سے مروی ہے کہ قبیلۂ مزینہ کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جن میں خزاعی بن عبدنہم بھی تھے' انہوں نے اپنی قوم مزینہ پر آپ سے بیعت کی' ان میں سے دس آدمی ساتھ آئے جن میں بلال بن الحارث' نعمان بن مقرن' ابواسماء' اسامہ' عبیداللہ بن بردہ' عبداللہ بن درہ و بشر بن المحتفز بھی تھے۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ ایک دوسرے راوی نے بیان کیا کہ ان میں دُکین بن سعید و عمرو بن عوف بھی تھے۔

ہشام نے کہا کہ پھر خزاعی اپنی قوم کی جانب روانہ ہو گئے مگر انہوں نے ان لوگوں کی وہ کیفیت نہیں پائی جیسا ان کا خیال تھا' وہ مقیم ہو گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کو بلایا اور فرمایا کہ خزاعی کا ذکر کرو اور ان کی ہجو نہ کرو' حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا ۔

الا ابلغ خزاعیا رسولاً   بان الذمّ یغسله الوفاء

''خبردار۔ خزاعی کے پاس قاصد بھیج دے۔ کہ وفاداری مذمت کو دھو دیتی ہے۔

وانّك خير عثمان بن عمرو   واسناها اذا ذكر السناء

تم عثمان بن عمرو کی اولاد میں سب سے بہتر ہو' جب خوبی و بلندی کا ذکر کیا جائے تو ان سب میں زیادہ بلند و خوب تر ہو۔

وبايعت الرسول وكان خيرا الى خير واداك الثراء

تم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور وہ خیر تھی جو خیر کی طرف پہنچ گئی اور تمہیں ثروت نے پہنچا دیا۔

فما يعجزك او ما لا تطقه من الاشياء لا تعجز عداء

تم کو عاجز نہ کرے یا جن اشیاء کی تم کو طاقت نہیں ہے اس سے قوم عداء عاجز نہ ہو''۔

خزاعی اٹھ کھڑے ہوئے' اور کہا کہ اے قوم' ان بزرگ کے شاعر نے تم کو خاص کیا لہٰذا میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں' ان لوگوں نے کہا کہ ہم تم پر اعتراض نہ کریں گے' وہ سب لوگ اسلام لائے اور بطور وفد نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔

فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے قبیلۂ مزینہ کا جھنڈا خزاعی کو دیا' اس روز وہ ایک ہزار آدمی تھے۔ وہ (خزاعی) عبداللہ بن مغفل کے والد مغفل کے بھائی اور عبداللہ ذی البجادین کے بھائی تھے۔

(۲) وفد بنی اسد بن خزیمہ:

ہشام بن محمد الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابتدائے ۹ھ میں بنی اسد بن خزیمہ کے دس گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ جن میں حضرمی بن عامر' ضرار بن الازور' وابصہ بن معبد' قتادہ بن القائف' سلمہ بن حبیش' طلحہ بن خویلد' نقادہ بن عبداللہ بن خلف بھی تھے۔

حضرمی بن عامر نے کہا کہ ہم لوگ سخت تاریک شب اور سخت خشک سالی میں سفر کر کے آپ ﷺ کے پاس آئے ہیں حالانکہ آپؐ نے ہمارے پاس کوئی لشکر نہیں بھیجا' انہیں لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يمنون عليك ان اسلموا﴾ (کہ یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان جتاتے ہیں' آپ کہہ دیجئے کہ اللہ احسان جتاتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کر دی)۔

ان لوگوں کے ہمراہ بنی الزینہ کی بھی ایک قوم تھی جو مالک بن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد کی اولاد تھے ان لوگوں سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ الرشدہ کی اولاد ہو ان لوگوں نے عرض کی کہ ہم مثل اولاد محولہ کے نہیں ہیں یعنی مثل عبداللہ بن غطفان کے نہیں ہیں۔

بنی مالک بن مالک کے ایک شخص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نقادہ بن عبداللہ بن خلف بن عمیرہ بن مری بن سعد بن مالک الاسدی سے فرمایا کہ اے نقادہ میرے لیے ایک ایسی اونٹنی تلاش کرو جو دودھ بھی دے اور سواری کا کام بھی دے' اسے بچے سے جدا نہ کرنا۔

انہوں نے اپنے جانوروں میں تلاش کی مگر کوئی نہ ملی' البتہ اپنے چچازاد بھائی کے پاس پائی جن کا نام سنان بن ظفیر تھا' وہ اونٹنی منگائی اور نقادہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔

آنحضرت ﷺ نے اس کے تھن چھوئے اور نقادہ کو بلایا' انہوں نے اس کا دودھ دوہ لیا اور کچھ حصہ چھوڑ دیا فرمایا کہ اے نقادہ' دودھ کا وہ حصہ چھوڑ دو جس سے دوبارہ دودھ اترے۔

رسول اللہ ﷺ نے خود نوش فرمایا' اصحاب کو بلایا' نقاوہ کو اپنا بچا ہوا دیا' اور فرمایا کہ ''اے اللہ اس اونٹنی کو اور اس شخص کو جس نے اسے دیا ہے برکت دے''۔ نقاوہ نے کہا: ''یا نبی اللہ اور اس شخص کو جو اسے لایا ہے'' فرمایا ''اور اس شخص کو جو اسے لایا ہے۔

(۴) وفد بنو تمیم:

سعید بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بشر بن سفیان کو جن کو نحام العدوی بھی کہا جاتا تھا خزاعہ کے بنی کعب کے صدقات (وصول کرنے پر) مامور فرما کر بھیجا' بنی عمرو بن جندب بن العنبر ابن عمرو بن تمیم جوان (بنی کعب) کے اطراف میں اترے ہوئے تھے آئے۔ خزاعہ نے اپنے مواشی زکوٰۃ کے لیے جمع کیے تو اس امر کو بنی تمیم نے برا جانا اور (زکوٰۃ سے) انکار کیا' کمانوں کی طرف بڑھے اور تلواریں نکال لیں۔

محصل زکوٰۃ (یعنی بشیر بن سفیان) نبی ﷺ کے پاس آئے اور خبر دی فرمایا کہ ان لوگوں (کی سرکوبی) کے لیے ہے کوئی؟ عیینہ بن بدر الفزاری تیار ہو گئے۔ نبی ﷺ نے انہیں پچاس عرب سواروں کے ہمراہ' جن میں نہ کوئی مہاجر تھا نہ انصاری' بھیج دیا۔ ان لوگوں نے حملہ کیا' گیارہ مرد' گیارہ عورتیں اور تیس بچے گرفتار کر لیے۔ اور انہیں مدینے گھسیٹ لائے۔

رؤسائے بنی تمیم کی ایک جماعت جو عطارد بن حاجب' زبرقان بن بدر' قیس بن عاصم' قیس بن الحارث' نعیم بن سعد' اقرع بن حابس' ریاح بن الحارث' عمرو بن الاہتم پر مشتمل تھی آئی' کہا جاتا ہے کہ ہمراہ اسی یا نوے آدمی تھے۔ یہ لوگ مسجد میں ایسے وقت داخل ہوئے کہ بلال ظہر کی اذان کہہ چکے تھے اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے برآمد ہونے کے منتظر تھے۔

ان لوگوں نے عجلت کی اور آپ کی آمد میں دیر سمجھے تو پکارا کہ اے محمد (ﷺ) ہمارے پاس تشریف لائیے' رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے' بلال نے اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر پڑھائی۔

لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے' اقرع نے کہا کہ یا محمد (ﷺ) مجھے اجازت دیجئے کیونکہ واللہ میری سعی موجب زینت ہے اور میری مذمت عیب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں جواب دیا کہ تم نے جھوٹ کہا' یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نکلے اور بیٹھ گئے' ان لوگوں کے خطیب عطارد بن حاجب نے تقریر کی' رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا کہ تم ان کو جواب دو انہوں نے جواب دیا۔

ان لوگوں نے عرض کی کہ یا محمد (ﷺ) ہمارے شاعر کو اجازت دیجئے۔ آپ نے انہیں (شعر سنانے کی) اجازت دی' زبرقان بن بدر اٹھے اور شعر پڑھے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ان کو جواب دو' انہوں نے ان کو انہیں کے سے اشعار میں جواب دیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ واللہ آنحضرت ﷺ کا خطیب (مقرر) ہمارے خطیب سے زیادہ فصیح و بلیغ اور آپ کا شاعر ہمارے شاعر سے بڑھا ہوا ہے اور یہ سب لوگ ہم سے زیادہ بردبار و حلیم ہیں۔ انہیں لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ان الذین ینادونك من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون﴾

''جولوگ آپ کوحجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن عاصم کے بارے میں فرمایا کہ یہ اونٹ کے اون والوں کے سردار ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو واپس کردیا اوران لوگوں کے لیے بھی اسی طرح انعامات کا حکم دیا جس طرح آپؐ وفد کوانعام دیا کرتے تھے۔

بنی النجار کی ایک خاتون سے مروی ہے کہ میں اس روز اس وفد کودیکھ رہی تھی جو بلال سے اپنے انعامات کی ساڑھے بارہ بارہ اوقیہ (چاندی) لے رہے تھے' میں نے ایک بچے کودیکھا جس کواس روز انہوں نے پانچ اوقیہ دیئے۔ وہ ان میں سب سے چھوٹا تھااوروہ عمرو بن الاہتم تھا۔

محمد بن جناح برادر بنی کعب بن عمرو بن تمیم سے مروی ہے کہ سفیان بن الہذیل بن الحارث بن مصاد بن مازن بن ذویب بن کعب بن عمرو بن تمیم بطور وفد کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔

ان کے بیٹے قیس نے کہا کہ اے میرے باپ مجھے بھی اپنے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے دیجئے انہوں نے کہا کہ ہم عنقریب واپس آجائیں گے (توپھر دوبارہ چلنا)۔

عُلیم بن قیس بن سفیان نے بیان کیا کہ ہمیں ایک شتر سوار نظر آیا۔ اوراس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر وفات سنائی' ہم لوگ جھونپڑیوں سے نکل پڑے اور کہا کہ ہمارے ماں باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ میں نے یہ اشعار کہے۔

الالِیَ الویل علی مُحمّد قد کنت فی حیاته بمقعد

وفی امان من عدو متعدی

''خبردار! میری تباہی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعے پر کہ میں آپ کی حیات میں بیٹھا رہا (اورآپ کی زیارت نہ کی) میں ظالم دشمن سے بھی امن میں تھا''۔

راوی نے کہا کہ قیس بن سفیان بن الہذیل کی وفات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں علاء بن الحضرمی کے ہمراہ بحرین میں ہوئی ایک شاعر نے یہ شعر کہا ہے۔

فان یك قیس قد مضی لسبیله فقد طاف قیس بالرسول وسلما

''اگر قیس اپنی راہ چلے گئے تو کیا مضائقہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بھی تو قیس پھرے اور آنحضرت کوسلام بھی تو کیا''۔

(۴) وفد بنی عبس:

ابوالشغب عکرشہ بن اربد العبسی وغیرہ سے مروی ہے کہ بنی عبس کے نوشخص بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ یہ لوگ مہاجرین اوّلین میں سے تھے جن میں میسرہ بن مسروق' حارث بن الربیع یہی (حارث کامل بھی کہلاتے تھے) قنان بن دارم' بشیر بن الحارث بن عبادہ' ہدم بن مسعدہ' سباع بن زید' ابوالحصن بن لقمان' عبداللہ بن مالک' فروہ بن الحصین بن فضالہ تھے۔

یہ لوگ اسلام لائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعائے خیر فرمائی' اورفرمایا کہ میرے لیے ایسے شخص کوتلاش کرو جوتم

لوگوں سے عشر (دسواں حصہ بطور زکوٰۃ) وصول کرے تا کہ میں تمہارے لیے جھنڈا باندھ دوں۔ طلحہ بن عبید اللہ آئے' آپؐ نے ان کے لیے جھنڈا باندھ دیا' اور ان لوگوں کا شعار ''یا عشرہ'' مقرر فرمایا (شعار چند مخصوص الفاظ پہلے سے مقرر کر دیئے جاتے ہیں' کہ میدان جنگ میں ان کے ذریعے سے اپنی فوج کے لوگ پہچان لیے جائیں)۔

عروہ بن اذینۃ اللیثی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ قریش کا ایک قافلہ ملک شام سے آیا ہے۔ آپ نے ایک سریہ (لشکر) کے ہمراہ بنی عبس کو بھیجا اور ان کے لیے جھنڈا باندھا۔

ان لوگوں نے عرض کی' یا رسول اللہ اگر ہم لوگ مال غنیمت پائیں تو اسے کس طرح تقسیم کریں' ہم نو آدمی ہیں' فرمایا تھا کہ تمہارا دسواں میں ہوں' میں نے سب سے بڑا جھنڈا جماعت وامام کا جھنڈا کر دیا۔ بنی عبس کے لیے چھوٹا جھنڈا نہیں ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی عبس کے تین شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی' ہمارے پاس قاری (حافظ قرآن و معلم) آئے انہوں نے ہمیں خبر دی کہ جو ہجرت نہ کرے اس کا اسلام نہیں' ہمارے پاس مال (زمین) اور مواشی ہیں۔ جو ہمارا ذریعہ معاش ہیں۔ اگر اس کا اسلام نہ ہو جو ہجرت نہ کرے تو ہم اس کو فروخت کر دیں۔ اور ہجرت کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جہاں کہیں رہو اللہ سے ڈرتے رہو (تقویٰ اختیار کرو) اگر تم صمد وجازان میں رہو جب بھی وہ ہرگز تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہ کرے گا''۔

آپؐ نے ان لوگوں سے خالد بن سنان کو دریافت فرمایا' ان لوگوں نے کہا کہ ان کا کوئی پس ماندہ نہیں ہے' فرمایا' ایسے نبیؐ جن کو قوم نے ضائع کر دیا۔ اور اصحاب سے خالد بن سنان کا ذکر شروع کر دیا۔

(۵) وفد بنی فزارہ:

ابو وجزہ السعدی سے مروی ہے کہ جب ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے تو بنی فزارہ کے انیس آدمیوں کا ایک وفد دبلے اونٹوں پر آیا جس میں خارجہ بن حصن حر بن قیس بن حصن بھی تھے' یہ (حر بن قیس) ان سب میں چھوٹے تھے یہ لوگ اسلام کا اقرار کرتے ہوئے آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے وطن کا حال دریافت فرمایا تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے وطن میں قحط سالی ہے مواشی ہلاک ہو گئے' اطراف خشک ہو گئے اور ہمارے عیال بھوکے مر گئے لہٰذا اپنے پروردگار سے ہمارے لیے دعا فرمائیے۔

رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ اپنے شہر اور جانوروں کو سیراب کر دے اپنی رحمت کو پھیلا دے اور مردہ شہر کو زندہ کر دے' اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب کر دے جو مدد کرنے والی مبارک' سرسبز' شبانہ روز وسیع' فوری' غیر تاخیر کنندہ' مفید و غیر مضر ہو۔ اے اللہ ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب کر دے نہ کہ باران عذاب سے یا منہدم اور غرق کرنے اور مٹانے والی بارش سے' اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب کر اور ہمارے دشمنوں کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔

(اس دعا کے بعد) اتنی بارش ہوئی کہ لوگوں کو چھ روز تک آسمان نظر نہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے اوپر نہ ہو ہمارے اطراف ٹیلوں پر زمین سے ابھرے ہوئے پتھروں پر' وادیوں پر' اور جھاڑیوں پر

ہو۔ ابر مدینے سے اس طرح پھٹ گیا جس طرح کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

(۶) وفد مرہ:

عبدالرحمٰن بن ابراہیم المزنی نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ وفد مرہ ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ھ میں غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت حاضر ہوا' یہ تیرہ آدمی تھے جن کے رئیس حارث بن عوف تھے''۔ ان لوگوں نے عرض کی' یا رسول اللہ ہم لوگ آپ ہی کی قوم وخاندان کے ہیں' ہم لوگ لوی بن غالب کی قوم سے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا (رئیس وفد حارث بن عوف سے) فرمایا کہ تم نے اپنے متعلقین کو کہاں چھوڑا' عرض کی واللہ ہم لوگ قحط زدہ ہیں' آپ اللہ سے ہمارے لیے دعا فرمائیے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اللہ ان لوگوں کو بارش سے سیراب کر بلال کو حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کو انعام دیں۔

چنانچہ انہوں نے ان لوگوں کو دس دس اوقیہ چاندی دی اور حارث بن عوف کو زیادہ دی ان کو بارہ اوقیہ دی۔

لوگ اپنے وطن واپس گئے تو معلوم ہوا کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی اسی روز بارش ہوئی۔

(۷) وفد بنی ثعلبہ:

بنی ثعلبہ کے ایک شخص نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸ھ میں جعرانہ سے تشریف لائے تو ہم چار آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم اپنی قوم کے پسماندہ لوگوں کے قاصد ہیں' ہم اور وہ اسلام کا اقرار کرتے ہیں' آپ نے ہماری مہمان داری کا حکم دیا' ہم لوگ چند روز مقیم رہے' پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ رخصت ہوں۔ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کو بھی اسی طرح انعام دو جس طرح تم وفد کو دیتے ہو' وہ چند ٹکڑے چاندی کے لائے اور ہر شخص کو پانچ اوقیہ دیئے ہمارے پاس درہم (روپیہ) نہ تھا' اور ہم اپنے وطن واپس آ گئے۔

(۸) وفد محارب:

ابو وجزہ السعدی سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع ۱۰ھ میں وفد محارب آیا' وہ لوگ دس آدمی تھے جن میں سواء بن الحارث اور ان کے بیٹے خزیمہ بن سواء بھی تھے' یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان میں اتارے گئے' بلال صبح وشام کھانا ان لوگوں کے پاس لایا کرتے تھے۔

یہ لوگ اسلام لے آئے اور عرض کی کہ ہم لوگ اپنے پس ماندہ لوگوں کے قائم مقام ہیں' اس زمانے میں ان لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی درشت خو وسخت نہ تھا اس وفد میں انہیں کی قوم کے ایک شخص تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا تو انہوں نے عرض کی کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے زندہ رکھا کہ میں نے آپ کی تصدیق کی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قلوب اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

آپ نے خزیمہ بن سواء کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو ان کی پیشانی سفید ومنور ہوگئی' آپ نے انہیں انعام دیا جس طرح وفد کو دیا کرتے تھے' یہ لوگ اپنے متعلقین کے پاس واپس گئے۔

(۹) وفد بنی سعد بن بکر:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی سعد بن بکر نے رجب ۵ھ میں ضمام بن ثعلبہ کو جو بہادر بہت بال اور زلفوں والے تھے بطور وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا' وہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہر گئے' آپ سے سوال کیا اور سوال کرنے میں بہت سختی کی۔

پوچھا آپ کو کس نے رسول بنایا' اور کن امور کا رسول بنایا؟ آپؐ سے شرائع اسلام بھی دریافت کیے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان تمام امور کا جواب دیا۔

وہ ایسے مسلمان ہو کر اپنی قوم کی جانب واپس گئے کہ بتوں کو اکھاڑ پھینکا' لوگوں کو ان امور سے آگاہ کیا جس کا آپؐ نے حکم دیا تھا یا منع فرمایا تھا۔ اس روز شام نہ ہونے پائی کہ تمام عورت مرد مسلمان ہو گئے ان لوگوں نے مساجد تعمیر کیں اور نمازوں کی اذانیں کہیں۔

(۱۰) وفد بنی کلاب:

خارجہ بن عبداللہ بن کعب سے مروی ہے کہ بنی کلاب کے تیرہ آدمیوں کا ایک وفد ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا جن میں لبید بن ربیعہ و جبار بن سلمیٰ بھی تھے' آپ نے ان لوگوں کو رملہ بنت الحارث کے مکان میں اتارا۔ جبار و کعب بن مالک میں دوستی تھی' جب کعب کو ان لوگوں کا آنا معلوم ہوا تو انہوں نے ان لوگوں کو مرحبا کہا' جبار کو ہدیہ دیا اور ان کی خاطر کی۔

یہ لوگ کعب کے ہمراہ نکلے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے آپ کو اسلامی سلام کیا اور عرض کی کہ ضحاک بن سفیان ہمارے یہاں کتاب اللہ اور آپ کی وہ سنت لائے جس کا آپؐ نے انہیں حکم دیا تھا' انہوں نے ہمیں اللہ کی طرف دعوت دی' ہم نے اللہ و رسولؐ کے لیے قبول کر لیا انہوں نے ہمارے امراء سے زکوٰۃ وصول کی اور ہمارے فقراء کو واپس کر دی۔

(۱۱) وفد بنی رؤاس بن کلاب:

ابی نفیع طارق بن علقمہ الرؤاسی سے مروی ہے کہ ہم میں سے ایک شخص جن کا نام عمرو بن مالک بن قیس بن بجید بن رؤاس بن کلاب بن ربیع بن عامر بن صعصعہ تھا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے' وہ اپنی قومؑ کے پاس آئے' انہیں اسلام کی دعوت دی تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک اسلام نہ لائیں گے۔ جب تک بنی عقیل بن کعب پر اسی طرح مصیبت نہ نازل کر لیں جس طرح انہوں نے ہم پر کی۔ وہ لوگ ان کے ارادے سے نکلے' ہمراہ عمرو بن مالک بھی تھے' ان لوگوں نے ان پر مصیبت نازل کی' اور مواشی کو ہنکاتے ہوئے نکلے تو بنی عقیل کے ایک سوار نے جس کا نام ربیعہ بن المنتفق بن عامر بن عقیل تھا ان کو پا لیا' وہ یہ شعر کہہ رہا تھا۔

اقسمت لا اطعن الا فارسا   اذ الکماۃ لبسوا القوانسا

''میں نے قسم کھائی ہے کہ سوائے سوار کے کسی کو نیزہ نہ ماروں گا' جبکہ مسلح لوگ خود پہنیں گے''۔

ابو نفیع نے کہا کہ اے گروہ پیادہ آج کے دن تو تم بچ گئے (کیونکہ تم پیادہ ہو اور یہ سوار کے قتل کی قسم کھاتا ہے۔ اس عقیلی نے

بنی عبید بن رؤاس کے ایک شخص کو جس کا نام محرس بن عبداللہ بن عمرو بن عبید بن رؤاس تھا پالیا اس کے بازو میں نیزہ مار کر اسے بے کار کر دیا۔ محرس اپنے گھوڑے کی گردن سے لپٹ گئے اور کہا کہ اے رؤاس والو' ربیعہ نے کہا کہ گھوڑوں کے رؤاس کو پکارتے ہو یا آدمیوں کے' عمرو بن مالک ربیعہ کی طرف پلٹ پڑے انہوں نے نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔

ابی نفیع نے کہا کہ ہم لوگ مواشی کو ہنکاتے ہوئے نکلے' بنی عقیل ہماری تلاش میں آگئے یہاں تک کہ ہم لوگ تربہ پہنچ گئے وادی تربہ نے ہمارے اور ان کے درمیان سلسلہ منقطع کر دیا' بنی عقیل ہماری طرف دیکھ رہے تھے اور کوئی چیز پا نہ سکتے تھے ہم لوگ چل دیئے۔

عمرو بن مالک نے کہا کہ میں حیران تھا کہ ایک خون کر دیا حالانکہ میں اسلام لایا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ گردن سے باندھ لیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے سے نکلا' آپ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو فرمایا کہ اگر یہ (عمرو بن مالک) میرے پاس آئیں گے تو میں طوق اوپر ضرور ماروں گا۔

میں نے اپنا ہاتھ کھول دیا' آپ کے پاس حاضر ہوا اور سلام کیا' آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا' میں داہنی طرف سے آیا تو دوبارہ منہ پھیر لیا' بائیں طرف سے آیا اور عرض کی: یارسول اللہ پروردگار کو راضی کیا جاتا ہے تو وہ راضی ہو جاتا ہے' خدا آپ سے راضی ہو' آپ بھی مجھ سے راضی ہو جایئے فرمایا کہ میں تم سے راضی ہو گیا۔

(۱۲) وفد بنی عقیل بن کعب:

بنی عقیل کے ایک شخص نے اپنی قوم کے شیوخ سے روایت کی کہ ہم بنی عقیل میں سے ربیع بن معاویہ بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل و مطرف بن عبداللہ بن الاعلم بن عمرو بن ربیعہ بن عقیل وانس بن قیس بن المنتفق بن عامر بن عقیل بطور وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' ان لوگوں نے بیعت کی اور اسلام لائے' اپنی قوم کے پسماندہ لوگوں کی طرف سے بھی بیعت کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو (مقام) عقیق بنی عقیل عطا فرمایا' یہ ایک زمین تھی جس میں چشمے اور کھجور کے باغ تھے' اس کے متعلق ان لوگوں نے بیعت کی اور اسلام لائے' اپنی قوم کے پسماندہ لوگوں کی طرف سے بھی بیعت کی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو (مقام) عقیق بنی عقیل عطا فرمایا۔ یہ ایک زمین تھی جس میں چشمے اور کھجور کے باغ تھے' اس کے متعلق ان لوگوں کے لیے سرخ چمڑے پر ایک فرمان تحریر فرما دیا جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ سند ہے جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ربیع و مطرف وانس کو عطا فرمائی ہے' آپ نے ان لوگوں کو اس وقت تک کے لیے عقیق عطا فرمایا ہے۔ جب تک یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں' زکوٰۃ ادا کرتے رہیں' اطاعت و فرماں برداری کرتے رہیں۔ آپ نے ان کو کسی مسلمان کا کوئی حق نہیں دیا۔ یہ فرمان مطرف کے قبضے میں تھا۔ لقیط بن عامر بن المنتفق بن عامر بن عقیل جو رزین کے والد تھے بطور وفد آپ کی خدمت میں آئے' آپ نے انہیں ایک پانی (کا مقام) جس کا نام نظیم تھا عطا فرمایا' انہوں نے آپ سے اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی۔

آپ کی خدمت میں ابوحرب بن خویلد بن عامر بن عقیل آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرآن پڑھ کر سنایا ان کے

سامنے اسلام پیش کیا' انہوں نے عرض کی بے شک آپ اللہ سے ملے ہیں یا اس سے ملے ہیں جو اللہ سے ملا ہے' بے شک آپ ایسی بات فرماتے ہیں جس کے برابر اچھی بات ہم نہیں جانتے' لیکن میں اس دین پر جس کی آپ مجھے دعوت دیتے ہیں اور اس دین پر جس پر میں (پہلے سے) ہوں اپنے یہ تیر گھماؤں گا (یعنی قرعہ ڈالوں گا)۔ انہوں نے تیروں کو گھمایا تو کفر کا تیر ان کے خلاف نکلا دوبارہ سہ بارہ بھی ان کے خلاف نکلا رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یہ تو اسی کو قبول کرتا ہے جو آپ کی رائے ہے۔

وہ اپنے بھائی عقال بن خویلد کے پاس گئے ان سے کہا کہ تمہاری خیر کم ہے' کیا تمہیں محمد بن عبداللہ (ﷺ) سے دلچسپی ہے جو دین اسلام کی دعوت دیتے ہیں' قرآن پڑھتے ہیں انہوں نے میرے اسلام لانے پر مجھے موضع عقیق عطا فرما دیا ہے۔ عقال نے جواب دیا کہ واللہ میں تمہیں اس سے زیادہ زمین دوں گا جتنی محمد (ﷺ) تمہیں دیتے ہیں' وہ (ابوحرب) اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے نیزہ لے کر اسفل عقیق کو گئے' اس کا حصہ اسفل مع اس چشمے کے جو اس میں تھا لے لیا۔

عقال رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے' آپ نے ان کے سامنے بھی اسلام پیش کیا اور فرمایا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں' وہ کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہبیرہ بن النفاضہ موضع لبان کے دونوں پہاڑیوں کی لڑائی کے دن بہت اچھے سوار تھے' آپ نے پھر فرمایا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خالص (دودھ یا شراب) جھاگ اور پھین کے نیچے ہوتی ہے۔ آپ نے سہ بارہ ان سے فرمایا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو' انہوں نے شہادت دی اور اسلام لے آئے۔

(۱۳) وفد جعدہ:

بنی عقیل کے ایک شخص سے مروی ہے کہ الرقاد بن عمرو بن ربیعہ بن جعدہ بن کعب بطور وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے (مقام) فلج میں انہیں ایک جائیداد عطا فرمائی اور ایک فرمان تحریر فرما دیا جو ان لوگوں کے پاس ہے۔

(۱۴) وفد بنی قشیر:

علی بن محمد القرشی سے مروی ہے کہ بنی قشیر کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں ثور بن عروہ بن عبداللہ بن سلمہ بن قشیر بھی تھے' یہ اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک قطعہ زمین کا عطا فرمایا اور ایک فرمان تحریر فرما دیا' اس وفد میں حیدہ بن معاویہ بن قشیر بھی تھے۔

یہ واقعہ حجۃ الوداع سے پہلے اور غزوۂ حنین کے بعد ہوا' اس وفد میں قرہ بن ہبیرہ بن سلمہ الخیر بن قشیر بھی تھے۔ اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں (بھی کچھ) عطا فرمایا' ایک چادر اوڑھائی' اور حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے محصل زکوٰۃ بن جائیں۔ قرہ جب واپس ہوئے تو انہوں نے یہ اشعار کہے:

حباها رسول الله اذ نزلت به   وامكنها من نائل غير منفد

''وفد جب رسول اللہ ﷺ کی جناب میں حاضر ہوا تو آپ نے یہ عنایت کی' وفد کو ایسا فیض بخشا جو کبھی ختم ہونے والا نہیں۔

فاضحت بروض الخضروهي حيثلثة   وقد انحجت حاجاتها من مُحمّد

وفد کی جماعت جو بہت گرم رو تھی سرسبز مرغزار میں ٹھہر گئی' رسول اللہ ﷺ کے لطف وکرم سے اس کی حاجتیں پوری ہو گئیں۔

علیها فتی لا یردف الذم رحله نزوك لامر العاجز المتردد

اس جماعت کا سرگروہ وہ جوان ہے کہ اس کے کجاوے کے ساتھ عیب کا گزر نہیں جو لوگ عاجز و مذبذب ہیں ان کے معاملات کو وہی درست کرتا ہے''۔

(۱۵) وفد بنی البکاء:

جعد بن عبداللہ بن عامر البکائی نے جو بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھے اپنے والد سے روایت کی ۹ھ میں بنی البکاء کے تین آدمیوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء تھے جو اس زمانے میں سو برس کے تھے' ان کے ہمراہ ان کے ایک بیٹے بھی تھے جن کا نام بشر تھا' اور فجیع بن عبداللہ بن جندح بن البکاء تھے' ان لوگوں کے ہمراہ عبد عمرو البکائی بھی تھے جو بہرے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو ٹھہرانے اور مہمان رکھنے کا حکم دیا' ان کو انعامات عطا فرمائے اور یہ لوگ اپنی قوم میں واپس گئے' معاویہ نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ میں آپ کے مس (چھونے) سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں' میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرا یہ لڑکا میرے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ لہٰذا اس کے چہرے پر (دست مبارک سے) مسح فرما دیجئے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بشر بن معاویہ کے چہرے پر دست مبارک پھیر دیا' انہیں سفید رنگ کی بھیڑیں عطا فرمائیں اور برکت کی دعا دی۔ جعد راوی نے کہا کہ اکثر بنی البکاء پر قحط سالی کی مصیبت آئی مگر ان لوگوں پر نہیں آئی۔ محمد بن بشر بن معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء نے اشعار ذیل کہے ہیں۔

وابی الذی مسح الرسول برأسه ودعاله بالخیر والبرکات

''میرے باپ وہ ہیں جن کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے دست مبارک پھیرا ہے اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی ہے۔

اعطاه احمدٌ اذ اتاه اعنزاً عفرا نواجل لیس باللجبات

میرے والد کو جب وہ احمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے چند سفید اچھی نسل والی بھیڑیں عطا فرمائیں جو کم دودھ والی نہ تھیں۔

یملأن وفد الحی کل عشیة ویعود ذاك الملاء بالغدوات

جو ہر شب کو قبیلے کے وفد کو (دودھ سے) بھر دیتی تھیں' اور یہ بھرنا پھر صبح کو دوبارہ بھی ہوتا تھا۔

بورکن من مسخ وبورك مانحا وعلیه منی ماحییت صلاتی

جو عطا کی وجہ سے بابرکت تھیں۔ اور عطا کرنے والے بھی بابرکت تھے' اور جب تک میں زندہ رہوں میری طرف سے آپ پر میرا درود پہنچتا رہے''۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجیع کے لیے ایک فرمان تحریر فرمایا' کہ ''محمد نبی (ﷺ) کی جانب سے فجیع اور ان کے تابعین کے لیے' جو اسلام لائے' نماز قائم کرے' زکوۃ دے اللہ و رسول کی اطاعت کرے' مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس دے' نبی ﷺ اور ان کے اصحاب کی مدد کرے' اپنے اسلام پر گواہی دے اور مشرکین کو چھوڑ دے تو وہ اللہ عزوجل و محمد ﷺ کے امان میں ہے''۔

ہشام نے کہا کہ رسول ﷺ نے عبد عمرو الاصم کا نام عبدالرحمٰن رکھا' ان کے لیے اس پانی (یعنی کنویں کی معافی) کے لیے جس کا نام ذی القصہ تھا تحریر فرمادیا' عبدالرحمٰن اصحاب صفہ میں سے تھے۔

(۱۶) وفد واثلہ بن الاسقع اللیثی:

ابو قلابہ وغیرہ سے مروی ہے کہ واثلہ بن الاسقع اللیثی رسول اللہ ﷺ کے پاس بطور وفد آئے یہ ایسے وقت مدینے آئے جب رسول اللہ ﷺ تبوک کی تیاری فرما رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھی۔

آپؐ نے فرمایا کہ تم کون ہو' تمہیں کیا چیز لائی ہے اور تمہاری حاجت کیا ہے؟ انہوں نے آپ کو اپنا نسب بتایا اور کہا کہ میں اس لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ اللہ اور رسول پر ایمان لاؤں لہٰذا میں جو پسند کروں سب پر مجھ سے بیعت لے لیجئے' آپؐ نے ان سے بیعت لے لی۔

وہ اپنے اعزہ میں واپس گئے' انہیں خبر دی تو ان کے والد نے کہا کہ بخدا میں تم سے کبھی کوئی بات نہ کروں گا' بہن نے گفتگو سنی تو وہ اسلام لے آئیں اور ان کا سامان سفر درست کر دیا' وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کو روانہ ہوئے کہ معلوم ہوا آپ تبوک جا چکے۔

انہوں نے کہا کہ ہے کوئی جو مجھے باری باری سوار کرے اور میرا مال غنیمت کا حصہ اسی کا ہو؟ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے سوار کر لیا یہاں تک کہ انہیں رسول اللہ ﷺ سے ملا دیا وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تبوک حاضر ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اکیدر کی جانب بھیج دیا' مال غنیمت حاصل ہوا تو اپنا حصہ کعب بن عجرہ کے پاس لائے' لیکن انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا اور انہیں کے لیے جائز کر دیا' یہ کہہ کر کہ میں نے تو محض اللہ کے لیے تمہیں سواری دی تھی۔

(۱۷) وفد بنی عبد بن عدی:

اہل علم نے کہا کہ وفد بنی عبد بن عدی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جو مشتمل بر حارث بن اہبان' عویمر بن الاخرم' حبیب بن ملہ' ربیعہ بن ملہ تھا' ان کے ہمراہ قوم کی ایک جماعت بھی تھی۔

ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا محمد (ﷺ) ہم لوگ ساکن حرم و اہل حرم ہیں۔ جو لوگ اس میں ہیں ان سب سے زیادہ طاقت ور ہیں' ہم آپؐ سے جنگ کرنا نہیں چاہتے' اگر آپؐ غیر قریش سے جنگ کریں گے تو ہم بھی آپؐ کے خاندان سے محبت کرتے ہیں' اگر غلطی سے ہم میں سے کسی کا آپؐ سے خون ہو جائے تو اس کا خون بہا آپ کے ذمے ہوگا اور اگر غلطی سے آپؐ کے اصحاب

میں سے کسی کا ہم سے خون ہو جائے تو اس کا خون بہا ہمارے ذمے ہوگا' آپؐ نے فرمایا کہ ہاں۔

پھر وہ لوگ اسلام لے آئے۔

(۱۸) وفد اشجع:

اہل علم نے کہا کہ قبیلۂ اشجع کے لوگ غزوۂ خندق والے سال رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے' وہ سو آدمی تھے جن کے رئیس مسعود بن رُخیلہ تھے' یہ لوگ (محلّہ) شعب سلع میں اترے رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے' آپؐ نے ان کے لیے کھجوروں کا حکم دیا۔

ان لوگوں نے عرض کیا' یا محمد (ﷺ) ہم اپنی قوم میں سے کسی کو نہیں جانتے جس کا مکان ہم سے زیادہ آپؐ کے قریب ہو اور جس کی تعداد ہم سے زیادہ قلیل ہو' ہم لوگ آپ کی اور آپ کی قوم کی جنگ سے تنگ آ گئے ہیں' لہٰذا آپؐ کے پاس حاضر ہوئے ہیں کہ صلح کریں' آپؐ نے ان سے صلح کر لی۔

کہا جاتا ہے کہ اشجع رسول اللہ ﷺ کے بنی قریظہ سے فارغ ہونے کے بعد آئے وہ سات سو آدمی تھے' آپؐ نے ان سے صلح کر لی۔ اس کے بعد وہ اسلام لے آئے۔

(۱۹) وفد باہلہ:

اہل علم نے کہا کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مطرف بن الکاہن الباہلی اپنی قوم کے قاصد بن کر آئے اور اسلام لائے اپنی قوم کے لیے امن حاصل کیا' رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے ایک فرمان تحریر فرما دیا جس میں صدقات کے فرائض تھے۔

اس کے بعد نہشل بن مالک الوائلی جو قبیلہ باہلہ سے تھے اپنی قوم کے قاصد بن کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے' رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور ان کی قوم کے مسلمین کے لیے ایک فرمان تحریر فرما دیا جس میں شرائع اسلام تھے۔

اسے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا۔

(۲۰) وفد بنی سلیم بن منصور:

اہل علم نے کہا کہ بنی سلیم کے ایک شخص جس کا نام قیس بن نسیبہ تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ کا کلام سنا' چند باتیں دریافت کیں آپؐ نے انہیں جواب دیا اور انہوں نے ان سب کو حفظ کر لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ اسلام لے آئے' اپنی قوم بنی سلیم کی جانب واپس گئے اور کہا کہ میں نے روم کا ترجمہ (سیرت) فارس کا غیر مفہوم کلام' عرب کے اشعار' کاہن کی پیشین گوئی اور قبیلۂ حمیر کے مقرر کی تقریر سنی مگر محمد (ﷺ) کا کلام ان میں سے کسی کے بھی مشابہ نہیں۔ لہٰذا تم لوگ میری پیروی کرو اور آنحضرتؐ سے اپنا حصہ لے لو۔

جب فتح مکہ کا سال ہوا تو بنی سلیم رسول اللہ ﷺ کی جانب روانہ ہوئے آپؐ سے قدید میں ملے' یہ سات سو آدمی تھے' یہ

بھی کہا جاتا ہے کہ ایک ہزار تھے جن میں عباس بن مرداس انس بن عباس بن رغل راشد بن عبدربہ بھی تھے یہ سب لوگ اسلام لائے۔ اور عرض کی آپ ہم لوگوں کو اپنے مقدمۃ الجیش میں کر دیجئے ہمارا جھنڈا سرخ رکھیے اور ہمارا شعار "مقدم" مقرر فرمایئے۔ آپؐ نے ان کے ساتھ یہی کیا۔

وہ لوگ آپؐ کے ساتھ فتح مکہ و حنین و طائف میں حاضر ہوئے آپؐ نے راشد بن عبدربہ کو (مقام) رہاط عطا فرمایا' اس میں ایک چشمہ تھا جس کا نام عین الرسول تھا۔

راشد بنی سلیم کے بت کے مجاور تھے' ایک روز دو لومڑیوں کو اس پر پیشاب کرتے دیکھ کر یہ شعر کہا۔

ارب يبول الثعلبان برائه لقد ذل من بالت عليه الثعالب

"کیا وہ رب ہو سکتا ہے جس کے سر پر لومڑیاں موتتی ہیں۔ بے شک وہ ذلیل ہے جس پر لومڑیاں موتیں"۔

انہوں نے اس پر حملہ کیا اور اسے پارہ پارہ کر دیا' نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپؐ نے نام پوچھا' انہوں نے کہا کہ غادی بن عبدالعزیٰ۔ فرمایا کہ تم راشد بن عبدربہ ہو (غادی کے معنی گمراہ اور راشد کے معنی ہدایت یافتہ ہیں)۔

وہ اسلام لائے' ان کا اسلام خالص تھا' فتح مکہ میں نبی ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عرب کے دیہات میں سب سے بہتر خیبر ہے' اور بنی سلیم میں سب سے بہتر راشد ہیں' آپؐ نے انہیں اپنی قوم کا علم بردار بنایا۔

بنی سلیم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ہم میں سے ایک شخص جن کا نام قدر بن عمار تھا بطور وفد نبی ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اسلام لائے اور عہد کیا کہ اپنی قوم کے ایک ہزار شہسواروں کو آپ کی خدمت میں لائیں گے اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

شددت يمنى اذ اتيت محمداً بخيريد شدت بحجرة مزر

"میں رسول اللہ ﷺ کی جناب میں حاضر ہوا تو اپنے داہنے ہاتھ کو ایک بہترین ہاتھ سے وابستہ کر لیا۔

وذاك امرؤ قاسمته نصف دينه واعطيته الف امرئ غير اعسر

وہ ایسے ہیں کہ میں نے تقسیم کر کے اپنا آدھا دین ان کو دے دیا۔ اور ایسے شخص کی الفت و محبت ان کو پیش کی جو تنگ دست نہیں ہے"۔

قوم کے پاس آئے' اس واقعے کی خبر کی تو ان کے ہمراہ نو سو آدمی روانہ ہوئے۔ سو آدمی قبیلے میں چھوڑ دیئے' نبی ﷺ کے پاس ان لوگوں کو لے چلے' انہیں موت آ گئی۔

قوم کے تین آدمیوں کو وصیت کی۔ ایک عباس بن مرداس کو اور انہیں تین سو پر امیر بنایا' دوسرے جبار بن الحکم کو اور یہی فرار الشریدی تھے' ان کو بھی تین سو پر امیر بنایا' تیسرے اخنس بن یزید کو ان کو بھی تین سو پر امیر بنایا۔

ان لوگوں سے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے پاس جاؤ' تا کہ وہ عہد پورا ہو جو میری گردن پر ہے پھر ان کی وفات ہو گئی۔

یہ لوگ روانہ ہوئے' نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ خوبصورت بہت بولنے والا سچا مومن کہاں ہے۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ انہیں اللہ نے دعوت دی تو اس کو انہوں نے قبول کر لیا۔

ان لوگوں نے آپ کو واقعہ بتایا' آپؐ نے فرمایا کہ وہ ہزار کے بقیہ کہاں ہیں جن کا انہوں نے مجھ سے عہد کیا تھا' لوگوں نے عرض کی کہ اس جنگ کے خوف سے جو ہمارے اور بنی کنانہ کے درمیان ہے سو آدمیوں کو قبیلے میں چھوڑ دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان کو بھی بلا بھیجو کیونکہ اس سال تمہیں کوئی ناگوار حادثہ پیش نہیں آئے گا۔

ان لوگوں نے انہیں بھی بلا بھیجا' جو (مقام) ہدہ میں آپؐ کے پاس آ گئے' یہ وہی سو آدمی تھے جن پر مقنع بن مالک بن امیہ بن عبدالعزیٰ بن عمل بن کعب بن الحارث بن بہثہ بن سلیم امیر تھے۔

جب ان لوگوں نے لشکر کا شور سنا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ حاضر کر دیئے گئے' آپؐ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تمہارے نفع کے لیے نہ کہ تمہارے ضرر کے لیے' یہ (قبیلہ) سلیم بن منصور ہے جو آیا ہے' یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ وحنین میں حاضر ہوئے۔ مقنع ہی کے لیے امیر لشکر عباس بن مرداس نے یہ شعر کہا ہے:

القائد المائة التی وفی بها تسع المئین فتم الف اقرع

''ان سو آدمیوں کے امیر لشکر جن سے انہوں نے نوسو کو پورا کر دیا اور وہ مکمل سخت دبہادر ہزار ہو گئے''۔

(۲۱) وفد بنی ہلال بن عامر:

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بنی ہلال کی ایک جماعت حاضر ہوئی جن میں عبدعوف بن اصرم بن عمرو بن شعیبہ بن الہزم بھی تھے جو قبیلہ رؤیبہ سے تھے' آپؐ نے نام دریافت فرمایا تو انہوں نے بتایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم عبداللہ ہو ان کی اولاد میں سے ایک شخص نے یہ شعر کہا ہے۔

جدی الذی اختارت هوازن کلها الی النبی عبد عوف وافدا

''وہ میرے ہی دادا ہیں جن کو تمام قبیلۂ ہوازن نے نبی ﷺ کی خدمت میں بطور بھیجنے کے لیے منتخب کیا''۔

ان میں سے قبیصہ بن المخارق نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میں نے (ادائے قرض میں) اپنی قوم کی ضمانت کی ہے لہٰذا اس میں میری مدد فرما دیجئے۔ فرمایا: جب صدقات آئیں گے تو اس میں سے تمہیں دیا جائے گا۔

اشیاخ بنی عامر سے مروی ہے کہ زیاد بن عبداللہ بن مالک بن بجیر بن الہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن بلال بن عامر بطور وفد نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے جب وہ مدینہ شریفہ میں داخل ہوئے تو میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی ﷺ کے مکان پر چلے گئے جو زیاد کی خالہ تھیں جن کی والدہ غرہ بنت الحارث تھیں اور وہ اس زمانے میں جوان تھے۔

اسی حالت میں کہ وہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے نبی ﷺ تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ ناراض ہو کر واپس تشریف لے گئے' میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو میرے بھانجے ہیں' رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے آئے آپ مسجد کو تشریف لے گئے۔ ہمراہ زیاد بھی تھے' نماز ظہر پڑھی' زیاد کو نزدیک کیا اور ان کے لیے دعا فرمائی' اپنا ہاتھ ان کے سر پر رکھا پھر ان کی ناک کے کنارے تک اتارا۔

بنی ہلال کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ برابر زیاد کے چہرے پر برکت مشاہدہ کرتے تھے' ایک شاعر نے علی بن زیاد کے

لیے کہا ہے ۔

یاابن الذی مسح النبی برأسه ودعا له بالخیر عند المسجد

''اے اس شخص کے بیٹے جس کے سر پر نبی ﷺ نے ہاتھ پھیرا اور مسجد میں اس کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

اعنی زیاد الا ارید سواءه من غائر ارمتهم او منجد

میری مراد زیاد سے ہے' ان کے علاوہ اور کوئی مراد نہیں۔ چاہے وہ غور کا ہو یا تہامہ کا یا نجد کا۔

مازال ذاك النور فی عرنینه حتی تبتوأ بیته فی الملحد

یہ نور ان کے بشرے میں چمکتا رہا۔ یہاں تک کہ خانہ نشین ہو کے آخر قبر میں چلے گئے''۔

(۲۲) وفد عامر بن طفیل:

اہل علم نے کہا ہے کہ عامر بن الطفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب وار بد بن ربیعہ بن مالک بن جعفر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ اگر میں اسلام لاؤں تو میرے کیا حقوق ہوں گے آپ نے فرمایا کہ تمہارے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور تم پر وہی امور لازم ہوں گے جو مسلمانوں پر لازم ہیں۔

انہوں نے کہا کہ کیا آپ اپنے بعد خلافت میرے لیے کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خلافت نہ تمہارے لیے ہوگی نہ تمہاری قوم کے لیے' عرض کی اچھا تو کیا آپ یہ کرتے ہیں کہ دیہات میرے لیے ہوں اور شہر آپ کے لیے۔ آپ نے فرمایا نہیں' لیکن میں گھوڑوں کی باگیں تمہارے لیے کردوں گا کیونکہ تم شہ سوار ہو' اس نے کہا کہ کیا مجھے یہ طاقت نہیں ہے کہ میں پیادہ و سوار لشکر سے آپ پر عافیت تنگ کردوں۔ پھر یہ دونوں واپس گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ ان دونوں سے مجھے کفایت کر اے اللہ بنی عامر کو ہدایت کر۔ اور اے اللہ اسلام کو عامر بن الطفیل سے بے نیاز کر۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے عامر کی گردن پر ایک بیماری مسلط کردی جس سے اس کی زبان اس کے حلق میں بکری کے تھن کی طرح سوج کر لٹک پڑی وہ بنی سلول کی ایک عورت کے گھر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ گھینگا بیل کے کوہان کی طرح کا ہے اور سلولیہ کے گھر میں موت ہے اربد پر اللہ نے ایک بجلی بھیجی جس نے اسے قتل کردیا' اس پر لبید بن ربیعہ روئے۔

اس وفد میں مطرف کے والد عبداللہ بن الشخیر بھی تھے انہوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم پر مہربان و کرم فرما ہیں' آپ نے فرمایا کہ سردار تو اللہ ہی ہے۔ شیطان تم کو بہکا نہ دے۔

(۲۳) وفد علقمہ بن علاثہ:

اہل علم نے کہا علقمہ بن علاثہ بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب' ہوذہ بن خالد بن ربیعہ اور ان کے بیٹے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے' رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ علقمہ کے لیے جگہ کردو' انہوں نے علقمہ کے لیے جگہ کردی اور وہ آنحضرت ﷺ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے شرائع اسلام بیان فرمائے' قرآن پڑھ کرسنایا' تو انہوں نے عرض کیا کہ یا محمد (ﷺ) بے شک آپ کا رب کریم ہے' اور میں آپؐ پر ایمان لاتا ہوں' میں عکرمہ بن خصفہ برادر قیس کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں۔

ہوذہ' ان کے بیٹے اور بھتیجے بھی اسلام لائے اور ہوذہ نے بھی عکرمہ کی طرف سے بیعت کی۔

(۲۴) وفد بنی عامر بن صعصعہ:

عون بن ابی جحیفہ السوائی نے اپنے والد سے روایت کی کہ وفد بنی عامر آیا' ان لوگوں کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک عریضہ بھی تھا۔ ہم لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو (مقام) ابطح میں ایک سرخ خیمے میں پایا۔

آپ کو سلام کیا تو پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ ہم نے عرض کی کہ بنی عامر بن صعصعہ' آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں مرحبا (انتم منی وانا منکم) تم میرے اور میں تمہارا ہوں' نماز کا وقت آ گیا تو بلال اٹھے۔ اذان کہی اور اذان میں گھومنے لگے (تاکہ سب طرف آواز جائے)۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ ایک برتن لائے جس میں پانی تھا' آپؐ نے وضو کیا زائد پانی بچ گیا' ہم لوگ آپؐ کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کی کوشش کرنے لگے' بلال نے اقامت کہی' رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی' عصر کا وقت آ گیا تو بلالؓ اٹھے اور اذان کہی' اذان میں گھومنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔

(۲۵) وفد بنو ثقیف:

عبداللہ بن ابی یحییٰ الاسلمی سے مروی ہے کہ عروہ بن مسعود' غیلان بن سلمہ طائف کے محاصرے میں موجود نہ تھے' یہ دونوں جرش میں سنگ اندازی' قلعے کی نقب زنی' گوپھن وغیرہ آلات حرب کی صنعت سیکھ رہے تھے۔

یہ دونوں اس وقت آئے جب رسول اللہ ﷺ طائف سے واپس ہو چکے تھے' ان لوگوں نے آلاتِ سنگ اندازی' نقب زنی و منجنیق (گوپھن) نصب کیے اور جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔

عروہ بن مسعود کا قبول اسلام:

اللہ نے عروہ کے قلب میں اسلام ڈال دیا' انہیں اس حالت سے بدل دیا جس پر وہ تھے' وہ نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے۔

رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کے پاس جانے کی اجازت چاہی کہ انہیں بھی اسلام کی دعوت دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ لوگ تم سے جنگ کریں گے۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے نزدیک ان کے اکلوتے بیٹوں سے زیادہ محبوب ہوں' پھر عروہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اور سہ بارہ آپؐ سے اجازت چاہی تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو جاؤ۔

وہ نکلے' اور پانچ دن طائف کی طرف چلے پھر عشاء کے وقت آئے اور اپنے مکان میں گئے ان کی قوم آئی اور شرک کا سلام کیا' عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں اہل جنت کا سلام اختیار کرنا چاہیے جو "السلام" ہے' ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ تو وہ لوگ نکل کر ان کے متعلق مشورہ کرنے لگے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

صبح ہوئی تو عروہ رضی اللہ عنہ اپنی کھڑکی (کے بالاخانے) پر آئے اور اذان کہی' ثقیف ہر طرف سے نکل پڑے' بنی مالک کے ایک شخص نے جس کا نام اوس بن عوف تھا عروہ کو تیر مارا جو ان کی رگِ ہفت اندام پر (جو کلائی میں ہوتی ہے اور اسی میں فصد کھولی جاتی ہے) لگا' ان کا خون بند نہ ہوا۔

غیلان بن سلمہ و کنانہ بن عبد یالیل وحکم بن عمرو بن وہب اور حلفاء کے معززین اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے ہتھیار پہن لیے اور سب کے سب (انتقام کے لیے) جمع ہو گئے۔

عروہ رضی اللہ عنہ نے یہ کیفیت دیکھی تو انہوں نے کہا کہ میں نے اپنا خون' خون کرنے والے کو معاف کر دیا تا کہ اس کے ذریعے سے میں تمہارے درمیان صلح کرا دوں' یہ تو ایک بزرگی ہے جس کے سبب سے اللہ نے میرا اکرام کیا' اور شہادت ہے جس کو اللہ نے میرے پاس بھیج دیا مجھے ان شہداء کے ساتھ دفن کرنا جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شہید ہوئے۔

ان کی وفات ہو گئی تو لوگوں نے ان کو انہیں شہداء کے ساتھ دفن کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ ان کی مثال صاحب یٰسین کی سی ہے جنہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تو ان لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔

اہل طائف کا قبول اسلام:

ابوالملیح بن عروہ وقارب بن الاسود بن مسعود نبی ﷺ سے جا ملے اور اسلام لے آئے' رسول اللہ ﷺ نے مالک بن عوف کو پوچھا تو ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم نے انہیں طائف میں چھوڑا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ تم لوگ انہیں خبر دو کہ وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئیں تو میں ان کے اعزہ و مال انہیں واپس کر دوں گا اور مزید سو اونٹ دوں گا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپؐ نے انہیں یہ سب عطا فرمایا انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ثقیف کے لیے تو میں کافی ہوں' میں ان کے مویشی لوٹتا رہوں گا تاوقتیکہ وہ مسلمان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی قوم کے مسلمین اور قبائل پر عامل بنا دیا' وہ ثقیف کے مواشی کو لوٹتے اور لوگوں سے جنگ کرتے رہے' جب ثقیف نے یہ حالت دیکھی تو وہ لوگ عبد یالیل کے پاس گئے اور باہم یہ مشورہ کیا کہ اپنی قوم کے چند آدمی بطور وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کریں۔

عبد یالیل اور ان کے دو بیٹے کنانہ و ربیعہ اور شرحبیل بن غیلان بن سلمہ اور حکم بن عمرو بن وہب بن مقب وعثمان بن ابی العاص و اوس بن عوف و نمیر بن خرشہ بن ربیعہ نکلے اور ستر آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے' یہ چھ آدمی ان کے رئیس ہوئے۔

بعض اہل علم نے کہا یہ سب انیس آدمی تھے' یہی زیادہ ٹھیک ہے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسلمانوں کے ہمراہ ذی حرض میں تھا کہ اتفاق سے عثمان بن ابی العاص مجھ سے مل کر حالات دریافت کرنے لگے۔ جب میں نے (ثقیف کے) ان لوگوں کو دیکھا تو بہت تیزی سے نکلا کہ رسول اللہ ﷺ کو ان لوگوں کی آمد کی بشارت دوں۔

میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں ان لوگوں کی آمد کی خبر دی' انہوں نے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم مجھ سے پہلے ان لوگوں کی آمد کی خبر رسول اللہ ﷺ کو نہ دینا۔ وہ گئے اور رسول اللہ ﷺ کو خبر دی' رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کی آمد سے مسرور ہوئے۔

ان میں جو لوگ حلیف تھے وہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس اترے' مغیرہ نے ان لوگوں کا اکرام کیا' جو لوگ بنی مالک میں سے تھے نبی ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ نصب فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ ہر شب کو بعد عشاء ان لوگوں کے پاس تشریف لاتے تھے' اور ان کے پاس کھڑے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کبھی ایک قدم پر کھڑے ہوتے تھے اور کبھی دوسرے قدم پر' آپ قریش کی شکایت کرتے تھے اور اس جنگ کا ذکر فرماتے تھے جو آپ کے اور قریش کے درمیان ہوئی۔

نبی ﷺ نے ایک فیصلے پر ثقیف سے صلح کر لی' ان لوگوں کو قرآن سکھایا گیا ان پر عثمان بن ابی العاص کو عامل بنایا گیا۔

ثقیف نے لات وعزیٰ کے منہدم کرنے سے معافی چاہی آپ نے انہیں معاف فرما دیا۔ مغیرہ نے کہا کہ میں نے ان کو منہدم کیا' یہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عرب کے کسی خاندان یا قبیلے کی کسی قوم کو نہیں جانتا جن کا اسلام ان لوگوں سے زیادہ صحیح ہوا اور جو اس سے بہت بعید ہوں کہ ان میں اللہ اور اس کی کتاب کے لیے کوئی دغا پائی جائے۔

وفود قبیلۂ ربیعہ

(۲۶) وفد عبدالقیس (اہل بحرین):

عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل بحرین کو تحریر فرمایا کہ ان میں سے بیس آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوں' بیس آدمی حاضر ہوئے۔ جن کے رئیس عبداللہ بن عوف الاشج تھے' ان لوگوں میں جارود اور اشج کے بھانجے منقذ بن حیان بھی تھے ان کی آمد فتح مکہ والے سال ہوئی۔

عرض کیا گیا کہ یہ عبدالقیس کا وفد ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو مرحبا ہے' عبدالقیس بھی کیسی اچھی قوم ہے۔

جس شب کو یہ لوگ آئے اس کی صبح کو رسول اللہ ﷺ نے افق کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ضرور ضرور مشرکین کی ایک جماعت آئے گی جن کو اسلام پر مجبور نہیں کیا گیا ہے جنہوں نے اونٹوں کو (چلاتے چلاتے تھکا کر) دبلا کر دیا ہے اور زاد راہ کو ختم کر دیا ہے' ان کے ہمراہی میں ایک علامت بھی ہے' اے اللہ عبدالقیس کی مغفرت کر جو میرے پاس مال مانگنے نہیں آئے ہیں' جو اہل مشرق میں سب سے بہتر ہیں۔

یہ لوگ اپنے کپڑوں میں آئے۔ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے' ان لوگوں نے آپ کو سلام کیا' رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم میں عبداللہ بن الاشج کون ہیں۔ عبداللہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں ہوں' وہ کریہ منظر (بدشکل) آدمی تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ انسان کی کھال کی مشک نہیں بنائی جاتی' البتہ آدمی کی دو سب سے چھوٹی چیزوں کی حاجت ہوتی ہے' ایک اس کی زبان اور ایک اس کا دل۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (اے عبداللہ) تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ پسند کرتا ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ وہ کون سی' آپؐ نے فرمایا کہ حلم اور وقار' انہوں نے عرض کیا کہ یہ چیز پیدا ہوگئی ہے یا میری خلقت اسی پر ہوئی ہے' آپؐ نے فرمایا کہ تمہاری خلقت اسی پر ہوئی ہے۔

جارود نصرانی تھے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی' وہ اسلام لے آئے اور ان کا اسلام اچھا تھا۔

آپ نے وفد عبدالقیس کو رملہ بنت الحارث کے مکان پر ٹھہرایا' ان لوگوں کی مہمان داری فرمائی' یہ لوگ دس روز مقیم رہے' عبداللہ بن الاشج رسول اللہ ﷺ سے فقہ و قرآن دریافت کیا کرتے تھے۔

آپؐ نے ان لوگوں کے لیے انعامات کا حکم دیا' عبداللہ بن الاشج کو سب سے زیادہ دلایا انہیں ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی' اور منقذ بن حیان کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔

(۲۷) وفد بکر بن وائل:

اہل علم نے کہا کہ بکر بن وائل کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' ان میں سے ایک شخص نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپ قس بن ساعدہ کو پہچانتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تم میں سے نہیں ہے یہ تو قبیلہ ایاد کا ایک شخص ہے جو زمانۂ جاہلیت میں حنفی (یعنی پیرو دین ابراہیم) بن گیا' اس وقت عکاظ پہنچا کہ لوگ جمع تھے' وہ ان لوگوں سے وہ باتیں کرنے لگا جو اس سے یاد کر لی گئی ہیں۔

اس وفد میں بشیر بن الخصاصیہ وعبداللہ بن مرثد وحسان بن حوط بھی تھے' حسان کی اولاد میں سے کسی نے یہ شعر کہا ہے۔

انا ابن حسّان بن حوط و ابی رسول بکر کلھا الی النّبی

''میں حسان بن حوط کا بیٹا ہوں' میرے والد تمام قبیلہ بکر کی طرف سے قاصد بن کر نبی ﷺ کے پاس گئے تھے''۔

انہیں لوگوں کے ہمراہ عبداللہ بن اسود بن شہاب بن عوف بن عمرو بن الحارث بن سدوس بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' یہ یمامہ میں رہا کرتے تھے' وہاں جو مال تھا اسے فروخت کر کے ہجرت کی' رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجور کا ایک توشہ دان لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

(۲۸) وفد بنی تغلب:

یعقوب بن زید بن طلحہ سے مروی ہے کہ بنی تغلب کے سولہ مسلمانوں کا اور نصاریٰ کا جو سونے کی صلیبیں پہنے ہوئے تھے ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا' یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان میں اترے' رسول اللہ ﷺ نے نصاریٰ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ آپ انہیں نصرانیت پر رہنے دیں گے اور وہ لوگ اپنی اولاد کو نصرانیت میں نہ رنگیں گے' ان میں سے مسلمانوں کو آپؐ نے انعامات عطا فرمائے۔

(۲۹) وفد بنی حنیفہ:

اہل علم نے کہا ہے کہ بنی حنیفہ کے انیس آدمیوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ جن میں رحال بن عنفوہ، سلمیٰ بن حنظلہ الحجی، طلق بن علی بن قیس اور بنی شمر میں سے صرف حمران بن جابر، علی بن سنان، اقعس بن مسلمہ، زید بن عمرو، مسیلمہ بن حبیب تھے، اس وفد کے رئیس سلمیٰ بن حنظلہ تھے۔

یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان پر ٹھہرائے گئے اور مہمان داری کی گئی، ان لوگوں کو دونوں وقت کھانا دیا جاتا تھا، کبھی گوشت روٹی کبھی دودھ روٹی کبھی گھی روٹی، اور کبھی کھجور جوان کے لیے پھیلا دی جاتی تھی۔

یہ لوگ مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام کیا اور حق کی شہادت دی، آتے ہوئے مسیلمہ کو اپنے کجاوے میں چھوڑ گئے تھے چند روز مقیم رہ کر نبی محمد (رسول اللہ ﷺ) کی خدمت میں آمد ورفت کرتے رہے، رحال بن عنفوہ ابی بن کعب سے قرآن کا درس لیتے رہے۔

واپسی کا جب ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے ہر شخص کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی انعام دینے کا حکم دیا، ان لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے اپنے ایک ساتھی کو کجاوے میں چھوڑ دیا ہے جو نگرانی کرتا ہے، وہ ہماری ہمراہی میں ہے اور ہمارے اونٹوں کی حفاظت کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بھی اتنے ہی انعام کا حکم دیا جتنا اس کے ساتھیوں کو دلایا تھا، اور فرمایا تھا کہ وہ تمہارے اونٹ اور کجاوے کی نگرانی کی وجہ سے تم میں سب سے بڑے درجے کا آدمی نہیں ہے، یہ بات مسیلمہ سے کہی گئی تو اس نے کہا کہ آنحضرت ﷺ سمجھ گئے کہ آپؐ کے بعد نبوت کا معاملہ میرے سپرد ہوگا۔

لوگ یمامہ واپس گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو پانی کا ایک مشکیزہ عطا فرمایا جس میں آپؐ کے وضوء کا بچا ہوا پانی تھا اور فرمایا کہ جب تم اپنے وطن جانا تو گرجا توڑ ڈالنا، اس کی جگہ کو اس پانی سے دھوڈالنا اور وہاں مسجد بنا دینا۔

ان لوگوں نے یہی کیا، یہ مشکیزہ اقعس بن مسلمہ کے پاس رہا، طلق بن علی مؤذن ہوئے، انہوں نے اذان کہی تو اس کو گرجا کے راہب نے سنا اور کہا کہ حق کی دعوت ہے، اور بھاگ گیا، یہ اس کا آخری زمانہ تھا۔

مسیلمہ لعنۃ اللہ علیہ نے نبوت کا دعویٰ کیا، رحال بن عنفوہ نے شہادت دی کہ نبی محمد رسول اللہ (ﷺ) نے اس کو شریک کار بنایا ہے، لوگ اس سے فتنے میں مبتلا ہوئے۔

(۳۰) وفد شیبان:

عبداللہ بن حسان برادر بنی کعب سے جو بنی العنبر میں سے تھے مروی ہے کہ ان سے ان کی دونوں دادیوں صفیہ بنت علیبہ و دحیبہ بنت علیبہ نے قیلہ بنت مخرمہ کی حدیث بیان کی، یہ دونوں دادیاں قیلہ کی پروردہ تھیں۔ اور قیلہ صفیہ اور دحیبہ کے والد کی نانی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ قیلہ حبیب بن ازہر برادر بنی جناب کے عقد میں تھیں، ان کے یہاں ان سے لڑکیاں پیدا ہوئیں، ابتدائے اسلام میں حبیب بن ازہر کی وفات ہوگئی قیلہ سے ان کی لڑکیوں کو لڑکیوں کے چچا اثواب بن ازہر نے چھین لیا۔

قیلہ اوّل اسلام میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت کی تلاش میں نکلیں' ان لڑکیوں میں سے ایک لڑکی حدیباء رونے لگی' اس لڑکی کو فرصہ نے لے لیا تھا' اس کے بدن پر سیاہ اون کا کمبل تھا' قیلہ اس لڑکی کو اپنے ہمراہ لے چلیں۔

جس وقت یہ دونوں اونٹ کو دوڑا رہی تھیں تو یکا یک ایک خرگوش سوراخ سے نکلا۔ شریف حدیباء نے کہا اس بارے میں تمہارا تختہ اثوب کے تختے سے ہمیشہ بلند رہے گا (یعنی یہ تمہارے لیے فال نیک ہے) لومڑی نظر آئی تو اس پر بھی حدیباء نے کچھ کہا جس کو عبداللہ بن حسان بھول گئے' اس کے بارہ میں بھی حدیباء نے اسی طرح کہا جو خرگوش کے بارے میں کہا تھا۔

جس وقت یہ دونوں اونٹ کو بھگا رہی تھیں یکا یک اونٹ بھڑ کا' اس پر لرزہ چڑھ گیا' حدیباء نے کہا کہ امانت کی قسم تجھ پر اثوب کے سحر کا اثر پڑ گیا' میں نے (یعنی قیلہ نے) گھبرا کر حدیباء سے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے' اونٹ نے کیا کیا۔ حدیباء نے کہا کہ اپنے کپڑوں کو الٹ لو' استر کا رخ ابرہ کی طرف کرلو شکم کو پشت کی طرف پھیرلو۔ اونٹ کے گدے کو پلٹ دو۔ پھر لڑکی نے اپنا کمبل اتارا' اسے الٹ لیا اپنے شکم کو پشت کی طرف گھما دیا (یعنی رخ بدل کر بیٹھ گئی)۔

جب میں نے بھی وہی کیا جس کا مشورہ حدیباء نے دیا تھا تو اونٹ نے پیشاب کیا' پھر کھڑا ہو گیا' پیر پھیلائے اور پیشاب کیا' حدیباء نے کہا کہ اپنے سامان کو دوبارہ اپنے اوپر کرلو۔ میں نے کرلیا۔

ہم لوگ اونٹ کو دوڑاتے ہوئے روانہ ہوئے' اتفاق سے اثوب تیز چمک دار تلوار لیے ہوئے ہمارے پیچھے دوڑ رہا تھا' ہم نے مکانوں کی ایک گھنی صف کی پناہ لی' اس نے اونٹ کو ایک فرمانبردار اونٹ کی طرح درمیانی مکان کے چھجے تک پہنچا دیا' میں مکان کے اندر گھس چکی تھی۔

اس نے مجھے تلوار سے روک لیا' اس کی دھار میری پیشانی کے ایک حصے پر لگی اور کہا او لونڈی میری بھتیجی کو میرے آگے ڈال دے' میں نے لڑکی کو اس کے آگے پھینک دیا' خود نکل کر اپنی بہن کے پاس چلی جس کی شادی بنی شیبان میں ہوئی تھی تاکہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت تلاش کروں۔

ایک شب کو بہن کے یہاں تھی' وہ مجھے سوتا ہوا سمجھتی تھی' یکا یک اس کے شوہر مجلس سے آئے اور کہا کہ تمہارے والد کی قسم میں نے قیلہ کے لیے ایک سچے آدمی کو پالیا' میری بہن نے کہا کہ وہ کون ہے انہوں نے کہا کہ وہ حریث بن حسان الشیبانی ہیں جو صبح کو بکر بن وائل کے وفد کے طور پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جایا کرتے ہیں۔

میں اپنے اونٹ کے پاس گئی' ان دونوں کی گفتگو سن چکی تھی' اس پر کجاوہ کس دیا' حریث کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ دور نہیں ہیں ان سے ہمراہ لے چلنے کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ ہاں بسر وچشم۔

اونٹ تیار تھے ان صاحب صدق کے ہمراہ روانہ ہوئی' یہاں تک کہ ہم لوگ نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے' آپ لوگوں کو نماز صبح پڑھا رہے تھے' نماز اس وقت شروع کی گئی تھی جب پو پھٹ گئی تھی اور ستارے آسمان میں جھلملا رہے تھے' لوگ رات کی تاریکی کی وجہ سے باہم پہچان نہ سکتے تھے۔

میں مردوں کی صف میں کھڑی ہوگئی' میں ایک ایسی عورت تھی' جس کا زمانہ جاہلیت سے قریب تھا مجھ سے ایک مرد نے جو

صف میں میرے متصل تھے کہا کہ تم عورت ہو یا مرد؟ میں نے کہا کہ عورت' انہوں نے کہا کہ تم نے تو مجھے فتنہ میں ڈال دیا تھا' تم عورتوں کے ساتھ نماز پڑھو جو تمہارے پیچھے ہیں۔

اتفاق سے حجروں کے پاس عورتوں کی صف قائم ہو گئی تھی جس کو میں نے داخل ہونے کے وقت نہیں دیکھا تھا کہ انہیں میں ہو جاتی۔

آفتاب نکل آیا تو میں نزدیک گئی' میں یہ کرنے لگی کہ جب کسی شخص کو تر و تازہ' سرخ وسفید دیکھتی تو اس کی طرف نظر اٹھاتی تا کہ رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کے اوپر دیکھوں۔

آفتاب بلند ہو چکا تھا' کہ ایک شخص آئے' انہوں نے کہا: ''السلام علیک یا رسول اللہ'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' نبی ﷺ کے بدن پر پیوند دار و پرانی چادریں تھیں جن سے زعفران کا رنگ دور کیا ہوا تھا۔ آپؐ کے پاس کھجور کی ایک چھڑی تھی جس کا چھلکا اترا ہوا تھا' اوپر کی چھال نہیں اتری تھی' آپ ہاتھ پاؤں سمیٹے ہوئے بیٹھے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی نشست میں فروتنی و عاجزی کرتے دیکھا تو میں خوف سے کانپنے لگی' ہمنشیں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ مسکینہ کانپ رہی ہے' آپؐ نے مجھے دیکھا نہ تھا حالانکہ میں آپ کی پشت کے پاس تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے مسکینہ اطمینان سے رہو۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تو اللہ نے جو رعب میرے قلب میں ڈال دیا تھا اسے دور کر دیا۔

میرے ہمراہی آگے بڑھے' انہوں نے اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے سب سے پہلے آپؐ سے بیعت کی۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ (مقام) دہناء کے متعلق آپؐ ہمارے اور بنی تمیم کے درمیان یہ تحریر فرما دیجئے کہ ان لوگوں میں سے سوائے مسافر یا ہمسائے کے اور کوئی شخص اس مقام سے ہماری طرف نہ بڑھے فرمایا کہ اے لڑکے ان کو دہناء کے متعلق لکھ دو۔

جب میں نے دیکھا کہ آپؐ نے ان کے لیے حکم دے دیا کہ دہناء کے متعلق لکھ دیا جائے تو مجھ سے نہ رہا گیا' یہ میرا وطن اور میرا مکان تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب انہوں نے آپؐ سے یہ درخواست کی تو زمین کے متعلق انصاف نہیں کیا' یہی دہناء آپؐ کے نزدیک بھی اونٹوں کے روکنے کی جگہ اور بکریوں کی چراگاہ ہے' بنی تمیم کی عورتیں اور ان کے بچے اس کے پیچھے ہیں۔

فرمایا کہ اے لڑکے ابھی رُک جا (یعنی نہ لکھو) یہ مسکینہ سچ کہتی ہے' مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' پانی اور درخت دونوں کے لیے ہیں دونوں فتنہ انگیز کے مقابلے میں باہم مدد کرتے ہیں۔

جب حریث نے دیکھا کہ ان کے فرمان میں رکاوٹ پڑ گئی تو انہوں نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور (مجھ سے) کہا کہ میں اور تم اس طرح تھے۔ جس طرح کہا گیا ہے کہ ''بھیڑ کی موت اس میں ہے کہ دوسری بھیڑ کو اس کے سم پکڑ کے اٹھالے''۔

میں نے کہا کہ واللہ تم تاریکی میں رہبر تھے' مسافر کے ساتھ سخی اور اپنی رفیقہ کے ساتھ پاکدامن تھے' یہاں تک میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گئی۔ لیکن جب تم نے اپنے حصے کی درخواست کی تو میرے حصے پر مجھے ملامت نہ کرو۔

انہوں نے کہا کہ تمہارا باپ نہ رہے دہناء میں تمہارا کیا حصہ ہے؟ میں نے کہا کہ میرے اونٹ کے روکنے کی جگہ ہے جس کو تم اپنی عورت کے اونٹ کے لیے مانگتے ہو' انہوں نے کہا کہ لامحالہ میں رسول اللہ ﷺ کو گواہ بناؤں گا کہ جب تک زندہ ہوں تمہارا

بھائی ہوں۔ اس لیے کہ تم نے آنحضرت ﷺ کے سامنے میری مدد کی ہے' میں نے کہا کہ جب تم نے اس کو شروع کیا ہے تو میں ہرگز اسے ضائع نہ کروں گی (یعنی برادری کو)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ان (عورت) کے بیٹے کو اس پر ملامت کی جاسکتی ہے کہ وہ حجرے کے اندر سے کام کا فیصلہ کرے۔

میں روئی اور کہا: یا رسول اللہ بخدا وہ میرے یہاں عقل مند ہی پیدا ہوا تھا' جنگ ربذہ میں آپ کے ہمراہ تھا' وہ میرے لیے غلہ لانے خیبر گیا' وہاں خیبر کا بخار آ گیا' اور میرے پاس لڑکیاں چھوڑ گیا۔

آپؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' اگر تم مسکینہ نہ ہوتیں تو ہم تم کو تمہارے منہ کے بل گھسیٹتے' کیا تم میں سے کوئی شخص اس پر مغلوب ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کے ساتھ دنیا میں اچھا برتاؤ کرے (مطلب یہ ہے کہ بظاہر قیلہ کے کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ میرا لڑکا میرے لیے عذاب لانے گیا' یہی اس کی موت کا باعث ہوا)۔ اس پر آنحضرت ﷺ ناخوش ہوئے اور آپؐ کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ نیکی سے مصیبت نہیں آتی۔

جب اس کے اور اس کے درمیان وہ شخص حائل ہو گیا جو اس سے زیادہ اس کے قریب تھا تو اس نے واپس لے لیا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اے اللہ تو نے جو گزار دیا اس کو مجھ سے بھلا دے' اور جو تو نے باقی رکھا ہے اس پر میری مدد کر' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' تم میں سے ایک شخص روتا ہے' پھر اس کے پاس اس کا ساتھی روتا ہے' لہٰذا اے بندگانِ خدا اپنے بھائیوں پر عذاب نہ کرو۔

آپ نے سرخ چمڑے کے ایک ٹکڑے پر قیلہ اور دختران قیلہ کے لیے تحریر فرمایا کہ ان کے حق میں ظلم نہ کیا جائے' نہ انہیں نکاح پر مجبور کیا جائے' ہر مومن مسلم ان کا مددگار ہے' تم (عورتیں بھی) اچھا کرو' برائی نہ کرو۔

صفیہ و دحیبہ دختران علیبہ سے جن کے دادا حرملہ تھے مروی ہے کہ حرملہ نکلے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے' آپؐ کے پاس رہے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں عارف بنا دیا تب انہوں نے کوچ کیا۔

حرملہ نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو ملامت کی' قصد کیا کہ اب نہ جاؤں گا تاوقتیکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس (رہ کر) اپنے علم میں اضافہ نہ کروں' میں آیا' کھڑا ہو گیا' اور عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے کیا عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ اے حرملہ نیکی پر عمل کرو' اور بدی سے پرہیز کرو۔

میں روانہ ہو کے اپنی سواری کے پاس آ گیا واپسی میں اپنے مقام پر یا اس کے قریب کھڑا ہو گیا' عرض کی' یا رسول اللہ آپ مجھے کیا عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

فرمایا: اے حرملہ نیکی کرو اور بدی سے بچو' دیکھو کہ جب تم قوم کے پاس سے اٹھو تو تمہاری ساعت کیا پسند کرتی ہے کہ قوم تمہاری نسبت کیا کہے' بس وہی کرو اور جب تم اپنی قوم کے پاس سے اٹھو تو سوچو کہ تم اپنے حق میں قوم کے کیا کہنے کو ناپسند کرتے ہو' بس اسی سے پرہیز کرو۔

وفود اہل یمن

(۳۱) وفد قبیلۂ طے:

عبادہ الطائی نے اپنے مشائخ سے روایت کی کہ قبیلۂ طے کے پندرہ آدمیوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جن کے رئیس وسردار زید خیر تھے یہی زید خیر زید خیل بن مہلہل تھے جو بنی نبہان میں سے تھے۔ ان لوگوں میں دزر بن جابر بن سدوس بن اصمع النبہانی وقبیصہ بن الاسود بن عامر بھی تھے جو طے کی شاخ جرم سے تھے۔ بنی معن میں سے مالک بن عبداللہ بن خیبری اور قعین بن جدیلہ تھے بنی بولان میں سے بھی ایک شخص تھے۔

جب مدینے میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ مسجد ہی میں تھے ان لوگوں نے اپنی سواریوں کو مسجد کے سامنے والے میدان میں باندھ دیا' اندر گئے' اور رسول اللہ ﷺ کی جناب میں حاضر ہوئے۔

آپ نے ان لوگوں کے سامنے اسلام پیش کیا۔ سب مسلمان ہوئے ہر شخص کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی انعام میں دی زید خیل کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے عرب کے کسی شخص کا تذکرہ نہیں کیا گیا جس کو میں نے اس سے کم نہ پایا ہو جیسا کہ ذکر کیا گیا بجز زید کے کہ ان کی جتنی خوبیاں بیان کی گئیں اس سے زیادہ ہی پائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام زید خیل رکھا' آپ نے انہیں فید اور دو زمینوں کی جاگیر عطا فرمائی' اس کے متعلق انہیں ایک فرمان لکھ دیا' وہ اپنی قوم کے ساتھ واپس ہوئے مقام فروہ پہنچے تو فوت ہو گئے ان کی بیوی نے تمام فرامین پر قبضہ کر لیا جو رسول اللہ ﷺ نے زید کو لکھے تھے اور چاک کر ڈالا۔

حاتم طائی کی بیٹی بارگاہِ نبوت میں:

رسول اللہ ﷺ نے قبیلۂ طے کے بت فلس کی جانب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا تھا کہ اسے منہدم کر دیں اور ہر طرف سے گھیر لیں' وہ دو سو سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے' انہوں نے خاندان حاتم کے حاضرین پر چھاپہ مارا' دختر حاتم ان لوگوں کے ہاتھ لگیں' یہ لوگ انہیں بھی قبیلۂ طے کے قیدیوں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔

ہشام بن محمد کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کے لشکر میں سے جن صاحب نے قبیلۂ طے پر چھاپہ مارا اور حاتم کی دختر کو گرفتار کیا۔ وہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ تھے۔ (علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نہ تھے)۔

(اس گرفتاری کے وقت) عدی بن حاتم نبی ﷺ کے لشکر سے بچ کر بھاگ نکلے' اور ملک شام پہنچ گئے۔ وہ دین نصرانیت پر تھے' اپنی قوم کے ہمراہ (مقام) مرباغ جایا کرتے تھے۔

حاتم کی دختر کو مسجد نبوی کے دروازے کے ایک سائبان میں کر دیا گیا' وہ خوب صورت اور شیریں کلام تھیں' رسول اللہ ﷺ گزرے تو اٹھ کر آپ کے پاس آئیں اور عرض کی والد مر گئے وافد (بطور وفد آنے والے) (کھو گئے) لہٰذا مجھ پر احسان

فرمائیے' اللہ آپ پر احسان فرمائے گا۔

آپ نے فرمایا کہ تمہارا وافد کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ عدی بن حاتم' فرمایا' وہ تو اللہ و رسول سے بھاگنے والے ہیں۔

ایک وفد قبیلۂ قضاعہ کا شام سے آیا ہوا تھا' دختر حاتم کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے لباس عطا فرمایا' خرچ دیا اور سواری عطا فرمائی' میں انہیں (قبیلۂ قضاعہ) کے ہمراہ روانہ ہوئی' ملک شام میں عدی کے پاس آئی' ان سے کہا کہ اے قطع رحم کرنے والے ظالم تم نے اپنے بیوی بچوں کو تو سوار کرلیا اور والد کے پسماندگان کو چھوڑ دیا۔

عدی بن حاتم کا قبول اسلام:

چند روز وہ عدی کے پاس مقیم رہیں' انہوں نے عدی سے کہا' میری رائے یہ ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ سے جاملو' عدی روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ کو سلام کیا' اس وقت آپ مسجد میں تھے۔ آپ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کی کہ عدی بن حاتم۔

رسول اللہ ﷺ انہیں اپنے مکان پر لے گئے' ایک گدا بچھا دیا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور فرمایا کہ اس پر بیٹھو' رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ گئے آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا' عدی اسلام لے آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی قوم کے صدقات (محاصل) پر عامل بنا دیا۔

جمیل بن مرشد الطائی نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے کہ عمرو بن المسیح بن کعب بن عمرو بن عصر بن غنم بن حارثہ بن ثوب بن معن الطائی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ اس زمانے میں ڈیڑھ سو برس کے تھے۔

انہوں نے آنحضرت ﷺ سے شکار کو دریافت کیا' آپ نے فرمایا کہ جس کو تم قتل کرو اور اس کو خود مرتے دیکھ لو تو کھاؤ' جو شکار زخمی ہو کر بھاگ جائے' اور تمہاری نظر سے اوجھل ہو کر مر جائے تو اسے چھوڑ دو۔

یہ عرب میں سب سے بڑے تیر انداز تھے' یہی وہ شخص ہیں جن کے بارے میں شاعر امرؤ القیس بن حجر یہ شعر کہتا ہے۔

رب رام من بنی ثعل مخرج کفیه می ستره

''قبیلۂ بنی ثعل میں ایسے تیر انداز بھی ہیں کہ چھپے ہوئے مقام سے اپنی دونوں ہتھیلیاں نکال کے تیر چلاتے ہیں''۔

(۳۲) وفد تجیب:

ابوالحویرث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ۹ھ میں وفد تجیب آیا' یہ لوگ تیرہ آدمی تھے اپنے ہمراہ وہ صدقات بھی لیتے آئے جو اللہ نے ان پر فرض کیے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو مرحبا فرمایا' اچھی جگہ ٹھہرایا اور مقرب بنایا بلال کو حکم دیا کہ ان کی مہمان داری اچھی طرح کریں اور انعامات دیں۔

آپ (معمولاً) وفد کو جتنا عطا فرمایا کرتے تھے ان لوگوں کو اس سے زائد دیا اور فرمایا کہ اب تو تم میں کوئی نہیں رہا (جس کو انعام نہ ملا ہو) ان لوگوں نے عرض کی کہ ایک لڑکا ہے جس کو ہم اپنے کجاووں پر چھوڑ آئے ہیں' وہ ہم سب سے کم سن ہے' فرمایا کہ

اسے بھی ہمارے پاس لاؤ۔

لڑکا حاضر خدمت ہوا اور عرض کی میں بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتا ہوں جو بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپؐ نے
ان کی حوائج پوری کر دی ہیں میری حاجت بھی پوری فرما دیجئے۔

فرمایا تمہاری حاجت کیا ہے؟ عرض کی اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میری مغفرت کرے مجھ پر رحمت نازل کرے اور میری
امیری میرے دل میں کر دے۔ فرمایا کہ اے اللہ اس کی مغفرت کر اس پر رحمت نازل کر اور اس کی امیری اس کے دل میں کر دے۔

آپؐ نے اس کے لیے بھی اتنے ہی انعام کا حکم دیا جتنا اس کے ساتھیوں میں سے ہر ایک کو دلایا تھا' یہ لوگ اپنے متعلقین
کے پاس روانہ ہو گئے۔

سولہ آدمی بزمانہ حج رسول اللہ ﷺ سے منیٰ میں ملے' رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے اس لڑکے کو دریافت فرمایا۔ ان
لوگوں نے عرض کی کہ اسے جو کچھ اللہ دے دے اس پر اس سے زیادہ قناعت کرنے والا ہم نے کسی کو نہیں دیکھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ سے آرزو کرتا ہوں کہ ہم سب کا خاتمہ اسی طرح ہو۔

(۴۳) وفد خولان:

متعدد اہل علم سے مروی ہے کہ وفد خولان' جو دس آدمیوں پر مشتمل تھا' شعبان ۱۰ھ میں آیا' ان لوگوں نے عرض کی: یا
رسول اللہ ہم لوگ اللہ پر ایمان رکھنے والے' اس کے رسول کی تصدیق کرنے والے اور اپنی قوم کے رہ جانے والوں کے قائم مقام
ہیں' اور ہم نے آپ کی جانب اونٹوں کو تھکا کر سفر کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عم انس جو ان لوگوں کا بت تھا کیا ہوا؟ ان لوگوں نے عرض کی کہ وہ تو خراب اور بری حالت
میں ہے ہم نے اسے اس اللہ سے بدل لیا جس کو آپؐ لائے ہیں۔ اگر ہم اس کی جانب واپس ہوں گے تو منہدم کر دیں گے۔

ان لوگوں نے امور دین کے متعلق چند باتیں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیں تو آپؐ ان کے متعلق بتانے لگے' آپؐ
نے کسی کو حکم دیا کہ انہیں قرآن و حدیث کی تعلیم دے' یہ لوگ رملہ بنت الحارث کے مکان میں ٹھہرائے گئے اور ان کی مہمان داری
کی گئی۔

چند روز کے بعد جب رخصت ہونے آئے تو آپؐ نے ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی انعام دینے کا حکم دیا' یہ لوگ اپنی قوم
میں واپس گئے (اپنے اسباب کی) گرہ تک نہ کھولی جب تک عم انس نے بت کو منہدم نہ کر دیا' ان لوگوں نے ان چیزوں کو حرام کر لیا جو
رسول اللہ ﷺ نے ان پر حرام کر دی تھیں' اور انہیں حلال کر لیا جو آپؐ نے ان کے لیے حلال کر دی تھیں۔

(۴۴) وفد قبیلہ جعفی:

ابی بکر بن قیس الجعفی سے مروی ہے کہ قبیلہ جعفی کے لوگ زمانۂ جاہلیت میں دل کو حرام سمجھتے تھے' ان میں سے دو آدمی قیس
بن سلمہ بن شراحیل بنی مرآن بن جعفی میں سے اور سلمہ بن یزید بن مشجعہ بن المجمع بطور وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

یہ دونوں اخیافی بھائی تھے' ان کی والدہ ملیکہ بنت الحلو بن مالک بن حریم بن جعفی میں سے تھی اسلام لائے تو رسول

اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ دل نہیں کھاتے۔ ان دونوں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کہ بغیر اس کے کھائے ہوئے تمہارا اسلام مکمل نہیں ہوسکتا۔

آپؐ نے ان کے لیے دل منگایا' وہ بھونا گیا' آپؐ نے سلمہ بن یزید کو دیا' جب اس نے لیا تو اس کا ہاتھ کانپنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے کھالو' اس نے کھالیا اور یہ شعر کہا:

علی انی اکلت القلب کرھا وترعد حین مسته بنانی

''اس بات پر کہ میں نے جبراً دل کو کھایا۔ جب میری انگلیوں نے اسے چھوا تو وہ کانپتی تھیں''۔

رسول اللہ ﷺ نے قیس بن سلمہ کو ایک فرمان لکھ دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ''یہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے قیس بن سلمہ بن شراحیل کے لیے ہے کہ میں نے تم کو قوم مران اور ان کے موالی' حریم اور ان کے موالی اور کلاب اور ان کے موالی میں سے ان لوگوں پر عامل بنایا جو نماز کو قائم کریں' زکوٰۃ دیں' اپنے مال کا صدقہ دیں' اسے پاک وصاف کریں۔

راوی نے کہا کہ قبیلۂ کلاب میں اردوز بید و جزء بن سعد العشیرہ و زید اللہ بن سعد و عائذ اللہ بن سعد و بنی صلاءہ تھے جو بنی الحارث بن کعب میں سے تھے۔

راوی نے کہا کہ ان دونوں (قیس بن سلمہ و سلمہ بن یزید) نے کہا کہ یارسول اللہ ہماری والدہ ملیکہ بنت الحلو قیدی کو رہا کراتی تھی' فقیر کو کھلاتی تھی' مسکین پر رحم کرتی تھی' وہ مرگئی ہے' اس نے اپنی ایک بہت چھوٹی لڑکی کو زندہ درگور کردیا تھا۔ اس کا کیا حال ہے؟

فرمایا کہ جس نے زندہ درگور کیا (وہ بطور عذاب کے) اور جس کو زندہ درگور کیا گیا (وہ بطور انتقام یا شہادت) دوزخ میں ہیں' (یہ سن کر) دونوں ناراض ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

فرمایا کہ میرے پاس آؤ' دونوں واپس آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ میری والدہ بھی تمہاری والدہ کے ساتھ ہیں' مگر ان دونوں نے نہ مانا اور چلے گئے' دونوں کہتے جاتے تھے کہ واللہ جس شخص نے ہمارا دل کھایا اور یہ دعویٰ کیا کہ ہماری ماں دوزخ میں ہے وہ اس کا اہل ہے کہ ہرگز اس کی پیروی نہ کی جائے۔

یہ دونوں چلے گئے' راستے میں کسی مقام پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی ملے جن کے ہمراہ زکوٰۃ کے کچھ اونٹ تھے صحابی کو ان دونوں نے رسی سے جکڑ دیا اور اونٹ ہنکا لے گئے۔

یہ واقعہ نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو دوسرے ملعونین کے ساتھ ان دونوں پر بھی لعنت فرمائی کہ رعل و ذکوان وعصیہ ولحیان ا ملیکہ کے دونوں بیٹوں پر جو حریم و مرآن کے خاندان سے ہیں اللہ لعنت کرے۔

ولید بن عبداللہ الجعفی نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ ابوسبرہ جن کا نام یزید بن مالک عبداللہ بن الذویب بن سلمہ بن عمرو بن ذہل بن مرآن بن جعفی تھا بطور وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہمراہ ان کے بیٹے سبرہ و عزیز بھی تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے عزیز سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا عزیز۔ (غلبہ وعزت والا) فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی عزیز نہیں، تم عبدالرحمٰن ہو، یہ لوگ اسلام لے آئے۔

ابوسبرہ نے عرض کی: یارسول اللہ میری ہتھیلی کی پشت میں ایک بتوڑی ہے جو مجھے اپنی سواری کی نکیل پکڑنے سے روکتی ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالہ منگایا، اس سے بتوڑی پر مارنے لگے اور ہاتھ سے چھونے لگے۔ چنانچہ وہ جاتی رہی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے دونوں بیٹوں کے لیے دعا فرمائی۔

ابوسبرہ نے عرض کی: یارسول اللہ مجھے میری قوم کی وادی یمن بطور جاگیر عطا فرمایئے، آپؐ نے عطا فرمادی، اس وادی کا نام حردان تھا۔ یہی عبدالرحمٰن خیثمہ بن عبدالرحمٰن کے والد تھے۔

(۳۵) وفد صداء:

بنی المصطلق کے ایک شیخ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ۸ھ میں جب جعرانہ سے واپس ہوئے تو قیس بن سعد بن عبادہ کو نواح یمن میں بھیجا اور حکم دیا کہ قبیلہ صداء کو روند ڈالیں۔

وہ چار سو مسلمانوں کے ہمراہ قناۃ کے نواح میں لشکر انداز ہوئے قبیلہ صداء کا ایک شخص آیا، اس لشکر کو دریافت کیا تو اسے ان لوگوں کے متعلق بتایا گیا۔

وہ تیزی سے روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وارد ہوا اور عرض کی کہ میں آپ کی خدمت میں اپنے پس پشت والوں کے وفد کے طور پر حاضر ہوا ہوں، آپ لشکر کو واپس بلا لیجئے، میں مع اپنی قوم کے آپ ہی کا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو واپس بلا لیا۔

اس کے بعد ان (صداء کے) لوگوں میں سے پندرہ آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اسلام لائے، رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کے پس ماندہ لوگوں کی طرف سے بیعت کی اور اپنے وطن واپس گئے۔

اسلام ان لوگوں میں پھیل گیا ان میں سے سو آدمی حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

زیاد بن الحارث الصدائی سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یارسول اللہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ میری قوم کی جانب لشکر بھیج رہے ہیں لشکر کو واپس بلا لیجئے، میں مع اپنی قوم کے آپؐ ہی کا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے لشکر کو واپس بلا لیا۔

میری قوم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپؐ نے (مجھے) فرمایا کہ اے برادر صداء بیشک تمہاری قوم میں تمہاری اطاعت کی جاتی ہے، عرض کی: یہ اللہ ورسولؐ کے طفیل میں ہے۔

راوی نے کہا کہ یہی (زیاد) وہ شخص ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر میں اذان کہنے کا حکم دیا تو انہوں نے اذان کہی، بلال آئے کہ اقامت کہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ برادر صداء نے اذان کہی ہے اور جس نے اذان کہی ہے وہی اقامت کہے گا۔

(۳۶) وفد فروہ بن مسیک المرادی:

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ فروہ بن مسیک المرادی شاہان کندہ کو چھوڑ کر اور نبی ﷺ کے مطیع بن کر بطور وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں ٹھہرے' وہ قرآن اور فرائض وشرائع اسلام سیکھا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں بارہ اوقیہ چاندی انعام فرمائی ایک اچھی نسل کا اونٹ سواری کے لیے' اور عمان کا بنا ہوا ایک جوڑا پہننے کے لیے عنایت فرمایا۔

انہیں قبیلۂ مراد و مذحج و زبید پر عامل بنایا' ان کے ہمراہ خالد بن سعید بن العاص کو صدقات پر (مامور فرما کر) بھیجا' ایک فرمان تحریر فرما دیا جس میں فرائض صدقہ تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات تک برابر وہ عامل صدقہ رہے۔

(۳۷) وفد قبیلۂ زبید:

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ عمر بن معدی کرب الزبیدی قبیلۂ زبید کے دس آدمیوں کے ہمراہ مدینہ آئے' پوچھا کہ اس سرسبز جگہ میں رہنے والے بنی عمرو بن عامر کا سردار کون ہے؟ ان سے کہا گیا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

اپنی سواری کو گھسیٹتے ہوئے روانہ ہوئے تا آں کہ سعد کے دروازے پر پہنچے' سعد نکل کر ان کے پاس آئے' انہیں مرحبا کہا' کجاوے کے اتارنے کا حکم دیا۔ اور ان کی خاطر مدارات کی۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے وہ اور ان کے ہمراہی اسلام لائے چند روز مقیم رہے' پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں انعام دیا اور اپنے وطن کو واپس گئے' اپنی قوم کے ساتھ اسلام پر قائم رہے۔

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو مرتد ہو گئے' اس کے بعد پھر اسلام کی طرف رجوع کیا' جنگ قادسیہ وغیرہ میں خوب شجاعت ظاہر کی۔

(۳۸) وفد قبیلۂ کندہ:

زہری سے مروی ہے کہ اشعث بن قیس قبیلۂ کندہ کے انیس شتر سواروں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد میں آئے وضع یہ تھی کہ کاکل بڑھے ہوئے تھے' سرمہ لگا تھا' حبرہ کے جبے پہنے ہوئے تھے' جن کا حاشیہ حریر کا تھا اور اوپر سے ریشمی کپڑے تھے جن پر سونے کے پتر چڑھے ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم لوگ اسلام نہیں لائے؟ ان لوگوں نے عرض کی کیوں نہیں' فرمایا یہ کیا حال ہے جو اپنا بنا رکھا ہے؟ ان لوگوں نے اسے ڈال دیا۔

جب وطن کی واپسی کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو دس دس اوقیہ انعام دیا اور اشعث کو بارہ اوقیہ عطا فرمایا۔

(۳۹) وفد صدف:

شرجیل بن عبدالعزیز الصدفی نے اپنے بزرگوں سے روایت کی کہ ہمارا وفد نبی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا'

کل انیس آدمی تھے جو اونٹنیوں پر سوار تھے' تہمد اور چادر لباس تھا۔

یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپؐ کے مکان اور منبر کے درمیان پہنچے اور بیٹھ گئے سلام نہیں کیا۔ فرمایا: کیا تم لوگ مسلمان ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ جی ہاں فرمایا پھر سلام کیوں نہیں کیا؟

وہ لوگ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ''السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ'' آپؐ نے فرمایا وعلیکم السلام بیٹھ جاؤ' لوگ بیٹھ گئے' رسول اللہ ﷺ سے اوقاتِ نماز دریافت کیے آپؐ نے انہیں بتائے۔

(۴۰) وفد خشین:

مجن بن وہب سے مروی ہے کہ ابو ثعلبہ الخشنی اس وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب آپؐ خیبر کی تیاری فرما رہے تھے وہ اسلام لائے' آپؐ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور خیبر میں حاضر ہوئے' اس کے بعد خشین کے سات آدمی آئے اور ابو ثعلبہ کے پاس اترے' اسلام لائے' بیعت کی اور اپنی قوم میں واپس گئے۔

(۴۱) وفد سعد ہذیم:

ابو النعمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ بطور وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' ہم لوگ مدینے کے نواح میں اترے' مسجد نبویؐ کے ارادے سے نکلے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں جنازے کی نماز پڑھاتے دیکھا۔

رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم کون لوگ ہو؟ عرض کی: ہم بنی سعد ہذیم میں سے ہیں' ہم اسلام لائے' بیعت کی اور اپنی سواریوں کی طرف واپس ہوئے۔

آپؐ نے ہمارے متعلق حکم دیا تو ہم ٹھہرائے گئے۔ ہماری مہمان داری کی گئی' تین دن تک مقیم رہے' اس کے بعد آپ کی خدمت میں آئے کہ رخصت ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنا لو۔

بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا تو انہوں نے ہمیں چند اوقیہ چاندی انعام دی' ہم لوگ اپنی قوم کی طرف واپس آئے' اللہ نے انہیں بھی اسلام عطا فرمایا۔

(۴۲) وفد بلی:

رویفع بن ثابت البلوی سے مروی ہے کہ میری قوم کا وفد ربیع الاوّل ۹ھ میں آیا' میں نے ان لوگوں کو اپنے مکان (واقع محلہ) بنی حدیلہ میں اتارا' میں ان لوگوں کو لے کر محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔

آپ صبح کے وقت اصحاب کے ہمراہ اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے' شیخ وفد ابو الضباب آگے بڑھے' رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے اور گفتگو کی' یہ قوم اسلام لے آئی۔

رسول اللہ ﷺ سے ضیافت اور اپنے دینی امور میں چند باتیں دریافت کیں آپؐ نے جواب دیا' میں ان لوگوں کو اپنے مکان واپس لایا۔

رسول اللہ ﷺ ایک بوجھ کھجور لا کر فرمانے لگے کہ اس کھجور کو استعمال کرو۔ یہ لوگ کھجور وغیرہ کھایا کرتے تھے' تین دن تک رہے' پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپؐ سے رخصت ہوں۔

آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو بھی انعام دیا جیسا کہ ان کے قبل والوں کو دیا تھا' یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے۔

(۴۳) وفد بہراء (یمن):

ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ وفد بہراء یمن سے آیا جو تیرہ آدمی تھے' یہ لوگ اپنی سواریوں کو گھسیٹتے ہوئے آئے (محلہ) بنی جدیلہ میں مقداد بن عمرو کے دروازے پر پہنچے' مقداد نکل کر ان لوگوں کے پاس آئے ان کو مرحبا کہا اور مکان کے ایک حصے میں ٹھہرایا' یہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے' اسلام لائے فرائض سیکھے اور چند روز قیام کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے کہ آپؐ سے رخصت ہوں' آپؐ نے ان کو انعام کا حکم دیا' یہ لوگ اپنے متعلقین کے پاس واپس آ گئے۔

(۴۴) وفد بنی عذرہ:

ابی عمرو بن حریث العذری سے مروی ہے کہ میں نے اپنے بزرگوں کے خط میں پایا کہ بارہ آدمیوں کا وفد صفر ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' جن میں حمزہ بن نعمان العذری وسلیم وسعد فرزندان مالک و مالک بن ابی ریاح بھی تھے۔

یہ لوگ رملہ بنت الحارث النجاریہ کے مکان میں اترے' نبی ﷺ کے پاس آئے' ایام جاہلیت کا سلام کیا اور کہا کہ ہم لوگ قصی کے اخیافی بھائی ہیں' ہمیں لوگوں نے خزاعہ و بنی بکر کو مکے سے ہٹایا تھا' ہماری قرابتیں اور رشتہ داریاں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مرحبا واہلاً'' مجھ سے کسی نے تمہارا تعارف نہیں کرایا' تمہیں اسلامی سلام سے کس نے روکا ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنی قوم کی فکر میں آئے ہیں۔

امور دین کے متعلق چند باتیں نبی ﷺ سے دریافت کیں' آپؐ نے جواب دیا' سب مشرف بہ اسلام ہوئے چند روز قیام کیا' پھر اپنے متعلقین میں واپس آ گئے' آپؐ نے انہیں اسی طرح انعامات دیئے جس طرح آپ وفود کو دیا کرتے تھے' ان میں سے ایک کو آپؐ نے چادر بھی اوڑھائی۔

ابوزفر الکلبی سے مروی ہے کہ زمل بن عمرو العذری بطور وفد نبی ﷺ کے پاس آئے' انہوں نے عذرہ کے بت سے (تصدیق رسالت کے متعلق) جو کچھ سنا تھا بیان کیا' فرمایا کہ یہ (کہنے والا) کوئی مومن جن تھا (بت نہ تھا)۔

زمل اسلام لائے رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے قوم کی سرداری کا جھنڈا باندھ دیا صفین میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ انہیں کے ساتھ مرج میں تھے کہ قتل کر دیئے گئے۔

جس وقت وہ بطور وفد نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو یہ اشعار زبان پر تھے:

الیک رسول اللّٰہ اعملت نصها　　　اکلفها حزنا وقوزا من الرمل

''یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ ہی کی جانب سواری کا رخ پھیرا ہے۔ ناہموار و دشوار گزار ریگستان طے کرنے میں

اسے تکلیف دے رہا ہوں۔

لا نصر خیر الناس نصرا مؤزرا　　واعقد حبلا من حبالك في حبلي

غرض یہ ہے کہ بہترین انسان کی محکم واستوار امداد کروں۔ اور آپ ﷺ کے رشتہ مبارک کی ایک دھجی خود بھی باندھ لوں۔

واشهد ان الله لا شئ غيره　　ادين له اثقلت قدمي نعلي

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز نہیں۔ میں اس وقت تک اسی کے دین پر رہوں گا جب تک میرا جوتا میرے قدم کو بھاری رکھے''۔

(۴۵) وفد بنی سلامان:

محمد بن یحییٰ بن سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کے خطوط میں پایا کہ حبیب بن عمرو السلامانی بیان کرتے تھے کہ ہم لوگ' وفد سلامان' رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ہم سات آدمی تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ مسجد سے نکل کر ایک جنازے کی طرف جس کی آپ نے دعوت دی تھی جا رہے تھے' ہم نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ۔ فرمایا: وعلیکم' تم لوگ کون ہو؟ عرض کی' ہم سلامان سے ہیں اور اس لیے آئے ہیں کہ آپ سے اسلام پر بیعت کریں' ہم اپنی قوم کے پسماندہ لوگوں کے بھی قائم مقام ہیں۔

آپ اپنے غلام ثوبان کی طرف مڑے اور فرمایا کہ اس وفد کو بھی وہیں اتارو جہاں وفد اترتے ہیں نماز ظہر پڑھ لی تو اپنے مکان اور منبر کے درمیان بیٹھ گئے' ہم لوگ آپ کے پاس گئے' نماز شرائع اسلام اور جھاڑ پھونک کو دریافت کیا۔

آپ نے ہم میں سے ہر شخص کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی عطا فرمائی' ہم لوگ وطن واپس گئے یہ واقعہ شوال ۱۰ھ کا ہے۔

(۴۶) وفد جہینہ:

ابو عبد الرحمٰن المدنی سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ مدینے تشریف لائے تو آپ کے پاس عبد العزیٰ بن بدر بن زید بن معاویہ الجہنی جو بنی الربعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ میں سے تھے بطور وفد آئے' ہمراہ ان کے اخیافی اور چچازاد بھائی ابو روعہ بھی تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے عبد العزیٰ سے فرمایا کہ تم عبد اللہ ہو' ابو روعہ سے فرمایا کہ ان شاء اللہ تم دشمن کو دہلا دو گے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم لوگ کون ہو' انہوں نے کہا کہ ہم بنی غیان ہیں (غیان کے معنی سرکشی کے ہیں) فرمایا کہ تم بنی رشدان ہو (رشدان کے معنی ہدایت پانے کے ہیں)۔

ان لوگوں کی وادی کا نام غوی تھا (جس کے معنی گمراہی و سرکشی کے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام رشد رکھا آپ نے جہینہ کے کوہ اشعر و کوہ اجرد کے لیے فرمایا کہ یہ دونوں جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں جن کو کوئی فتنہ نہ روند سکے گا۔

فتح مکہ کے دن جھنڈا عبد اللہ بن بدر کو دیا' ان لوگوں کو مسجد کے لیے زمین عطا فرمائی' یہ مدینے کی سب سے پہلی مسجد تھی جس کے لیے زمین دی گئی۔

عمرو بن مرہ الجہنی سے مروی ہے کہ ہمارا ایک بت تھا' جس کی سب تعظیم کیا کرتے تھے' میں اس کا مجاور تھا' جب میں نے نبی ﷺ کے متعلق سنا تو اسے توڑ ڈالا۔ وہاں سے روانہ ہوا' مدینہ شریفہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا' مسلمان ہوا' کلمۂ شہادت ادا کیا' حلال وحرام کے متعلق جو احکام تھے سب پر ایمان لایا۔

اسی مضمون کو میں ان اشعار میں کہتا ہوں:

شهدت بان الله حق واننی لآلهة الاحجار اول تارك

''میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ حق ہے' بے شک میں پتھروں کے معبودوں کا سب سے پہلا چھوڑنے والا ہوں'

وشمرّت عن ساقي الازار مهاجرا اليك اجوب الوعث بعد الدكارك

میں نے اپنی پنڈلی سے تہمد چڑھا کر آپ کی طرف اس طرح ہجرت کی کہ میں سخت ودشوار راہ وزمین کو قطع کرتا ہوں۔

لا اصحب خير الناس نفسا ووالدا رسول مليك الناس فوق الحبائك

تا کہ میں ایسے شخص کی صحبت اٹھاؤں جو اپنی ذات وخاندان کے اعتبار سے سب سے بہترین اور لوگوں کے اس مالک کے رسول ہیں جو آسمانوں کے اوپر ہے''۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو قوم کی جانب بھیجا کہ انہیں اسلام کی دعوت دیں' ان سب نے اس کو قبول کیا' سوائے ایک شخص کے جس نے ان کی بات کا رد کیا۔

عمرو بن مرہ نے اس پر بددعا کی جس سے اس کا منہ ٹوٹ گیا' وہ بات کرنے پر قادر نہ رہا۔ نابینا اور محتاج ہو گیا۔

(۴۷) وفد بنی رقاش:

عبد عمرو بن جبلہ بن وائل بن الجلاح الکلبی سے مروی ہے کہ میں اور ایک شخص عاصم جو بنی عامر کے بنی رقاش میں سے تھے روانہ ہوئے' نبی ﷺ کے پاس آئے' آپؐ نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا' ہم اسلام لائے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نبی امی' صادق و پاکیزہ ہوں' خرابی اور پوری خرابی اس شخص کی ہے جو میری تکذیب کرے مجھ سے روگرداں ہو اور جنگ کرے' بہتری اور پوری بہتری اس شخص کی ہے جو مجھے جگہ دے' میری مدد کرے' مجھ پر ایمان لائے' میرے قول کی تصدیق کرے اور میرے ہمراہ جہاد کرے۔

ہم دونوں نے عرض کی کہ ہم تو آپؐ پر ایمان لاتے ہیں' آپؐ کے قول کی تصدیق کرتے ہیں' دونوں اسلام لے آئے' عمرو یہ شعر پڑھنے لگے:

اجبت رسول الله اذجاء بالهدى واصبحت بعد الجحد بالله اوجرا

''میں نے رسول اللہ کو مان لیا جب آپ ہدایت لائے پہلے میں اللہ کا منکر تھا' اب مومن ہوں اور اس کا مجھے اجر ملے گا۔

ودوعت لذات القداح وقدارى بهاسد كاعمرى وللهوا صورا

تیروں کے ذریعے سے فال وشگون لینے کے مزے میں نے ترک کر دیئے' حالانکہ ایسے ہی لہوولعب میں میری عمر گزری تھی۔

وامنت بالله العلی مکانهٗ واصبحت للاوثان ماعشت منکرا

میں اللہ پر ایمان لایا جس کی منزلت برتر ہے۔ میں جب تک زندہ ہوں بتوں کا منکر رہوں گا''۔

ربیعہ بن ابراہیم الدمشقی سے مروی ہے کہ حارثہ بن قطن بن زائر بن حصن بن کعب بن علیم الکلبی اور حمل بن سعدانہ بن حارثہ بن مغفل بن کعب بن علیم بطور وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

حمل بن سعدانہ کے لیے جھنڈا باندھا' وہ اس جھنڈے کو لے کر معاویہ کے ہمراہ صفین میں تھے۔

حارثہ بن قطن کے لیے ایک فرمان تحریر فرما دیا جس میں یہ مضمون تھا کہ یہ فرمان نبی محمد (رسول اللہ ﷺ) کی جانب سے دومۃ الجندل اور اس کے نواح کے ان باشندگان کے لیے ہے جو قبیلۂ کلب کے حارث بن قطن کے ساتھ ہیں بارش سے سیراب ہونے والی صحرائی کھجور کے درخت ہمارے ہیں' شہر کے کھجور کے درخت تمہارے ہیں جس زمین پر چشمہ وغیرہ کا پانی جاری ہو اس پر محصول عشر (دسواں حصہ) ہے اور جو بارش سے سیراب ہو اس پر محصول نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے' نہ تمہارے اونٹوں کی جمعیت کو جمع کیا جائے گا اور نہ ایک دو مواشی ہوں تو ان کو برابر کیا جائے گا تمہیں نماز کو وقت پر ادا کرنا ہوگا اور زکوٰۃ اس کے حق کے موافق ادا کرنا ہوگی تم سے گھاس نہیں روکی جائے گی' اور نہ سامان خانہ داری کا عشر (دسواں حصہ) لیا جائے گا' تم سے اس کا عہد و میثاق ہے تمہارے ذمے خیر خواہی و وفاداری اور اللہ و رسول کی ذمہ داری ہے۔ اللہ اور مومنین حاضرین گواہ ہیں۔

(۴۸) وفد بنی جرم:

سعد بن مرہ الجرمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہمارے دو آدمی بطور وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ایک کا نام اصقع بن شریح بن صریم بن عمرو بن ریاح بن عوف بن عمیرہ بن الہون بن اعجب بن قدامہ بن جرم بن ریان بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھا اور دوسرے ہودہ بن عمرو بن ریاح تھے۔

دونوں اسلام لائے رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک فرمان تحریر فرما دیا۔ مجھے بعض جرمیین نے وہ شعر سنائے جو اصقع یعنی عامر بن عصمہ بن شریح نے کہے تھے:

وکان ابوشریح الخیر عمی فتی الفتیان حمال الغرامه

''ابوشریح الخیر میرے چچا تھے۔ جو بڑے بہادر اور ذمہ داری کے برداشت کرنے والے تھے۔

عمید الحی من جرم اذا ما ذو والآ کال سامونا ظلامه

ایسی حالت میں بھی وہ قبیلۂ جرم کے سردار تھے جب کہ مال و متاع پر دست درازی کرنے والوں نے ہمیں مصیبت میں ڈال رکھا تھا۔

وسابق قومه لما دعاهم الی الاسلام احمدٌ من تهامه

جب کہ احمد (ﷺ) نے مکے سے ان کی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو وہ اس دعوت حق کے قبول کرنے میں اپنی تمام قوم سے سبقت لے گئے۔

فلباه وكان له ظهيرا فرفله على حَيّ قدامه

انہوں نے آپ کو لبیک کہا اور آپؐ کے مددگار ہو گئے۔ آپؐ نے انہیں قدامہ کے دونوں قبیلوں پر سردار بنا دیا''۔

عمرو بن سلمہ بن قیس الجرمی سے مروی ہے کہ جب یہ لوگ اسلام لائے تو ان کے والد اور قوم کے چند آدمی بطور وفد نبی ﷺ کے پاس آئے' قرآن سیکھا حوائج دینی پوری کیں۔

ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ہمیں نماز کون پڑھائے' آپؐ نے فرمایا کہ تم میں سے نماز وہ پڑھائے جس نے سب سے زیادہ قرآن یاد کیا یا سیکھا ہو۔

یہ لوگ اپنی قوم میں آئے دریافت کیا مگر کوئی ایسا شخص نہ ملا جو مجھ سے زیادہ قرآن کا جاننے والا ہو' حالانکہ میں اس زمانے میں اتنا چھوٹا تھا کہ میرے بدن پر صرف ایک چادر تھی' ان لوگوں نے مجھے امام بنایا اور میں نے انہیں نماز پڑھائی' آج تک قبیلۂ جرم کا کوئی مجمع ایسا نہ ہوا جس میں میں موجود ہوں اور امام نہ ہوں۔

راوی نے کہا عمرو بن سلمہ اپنی وفات تک برابر لوگوں کی نماز جنازہ پڑھاتے اور مسجد میں امامت کرتے۔

ابو یزید عمرو بن سلمہ الجرمی سے مروی ہے کہ ہم لوگ ایک ایسے پانی (کے کنوئیں) کے سامنے رہا کرتے تھے جس پر لوگوں کا راستہ تھا' لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ یہ امر (اسلام) کیا ہے' وہ کہتے تھے کہ ایک شخص نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ نبی ہیں' اللہ نے انہیں رسول بنایا ہے' اور یہ وحی بھیجی ہے۔

میں یہ کرنے لگا کہ اس میں سے جو کچھ سنتا تھا اسے اس طرح یاد کر لیتا تھا کہ گویا میرے سینے پر رنگ چڑھا دیا گیا ہے یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں بہت سا قرآن جمع کر لیا عرب قبول اسلام کے لیے فتح مکہ کے منتظر تھے کہتے تھے کہ دیکھتے رہو' اگر آنحضرت ﷺ ان لوگوں پر غالب آ جائیں تو آپؐ صادق و نبی ہیں۔

جب فتح مکہ کی خبر آئی تو ہر قوم نے اسلام لانے میں سبقت کی' میرے والد ہمارے ہمسایہ لوگوں کے اسلام کی خبر (آنحضرت ﷺ کے پاس) لے گئے' جب تک اللہ کو ان کا قیام منظور ہوا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقیم رہے۔ اس کے بعد آئے' جب وہ ہمارے نزدیک آ گئے تو ہم نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔

انہوں نے کہا: بخدا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے تمہارے پاس آیا ہوں آنحضرت ﷺ تمہیں اس بات کا حکم دیتے ہیں اور اس اس بات سے منع فرماتے ہیں' فلاں نماز فلاں وقت پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت' جب نماز کا وقت آئے تو کوئی تم میں سے اذان کہے' تمہاری امامت وہ شخص کرے جو تم میں سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو۔

ہمارے ہمسایہ نے غور کیا تو ان لوگوں نے کوئی شخص مجھ سے زیادہ قرآن جاننے والا نہ پایا۔ اس لیے کہ میں شتر سواروں سے یاد کیا کرتا تھا' ان لوگوں نے مجھے اپنا امام بنایا' میں انہیں نماز پڑھایا کرتا تھا حالانکہ میں چھ برس کا تھا' میرے بدن پر ایک چادر تھی کہ جب میں سجدہ کرتا تو وہ بدن سے ہٹ جاتی تھی' قبیلے کی ایک عورت نے کہا کہ تم لوگ اپنے قاری کے سرین کو ہم سے کیوں نہیں چھپاتے ان لوگوں نے مجھے بحرین کا ایک گرہ در گرہ کرتہ پہنایا جتنی مسرت مجھے اس کرتے سے ہوئی اتنی کسی چیز

سے نہیں ہوئی۔

عمرو بن سلمہ الجرمی سے مروی ہے کہ میں شتر سواروں سے ملتا تھا' وہ مجھے آیتیں پڑھاتے تھے میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے ہی میں امامت کیا کرتا تھا۔

عمرو بن سلمہ سے مروی ہے کہ میرے والد اپنی قوم کے اسلام کی خبر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپؐ نے ان لوگوں کے لیے جو کچھ فرمایا اس میں یہ بھی تھا کہ تمہاری امامت وہ شخص کرے جو تم میں سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو۔

میں ان سب میں چھوٹا تھا اور امامت کیا کرتا تھا' ایک عورت نے کہا کہ اپنے قاری کے سرین تو ہم سے چھپاؤ۔ پھر ان لوگوں نے میرے لیے کرتہ بنایا میں جتنا اس کرتے سے خوش ہوا کسی چیز سے خوش نہیں ہوا۔

عمرو بن سلمہ سے مروی ہے کہ جب میری قوم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے واپس آئی تو ان لوگوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ تمہاری امامت وہ شخص کرے جو تم میں سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو۔

ان لوگوں نے مجھے بلایا' رکوع وسجود سکھایا' میں انہیں نماز پڑھایا کرتا تھا' میرے بدن پر ایک پھٹی ہوئی چادر تھی' لوگ میرے والد سے کہا کرتے تھے کہ تم ہم سے اپنے بیٹے کے سرین کیوں نہیں چھپاتے۔

(۴۹) وفد قبیلہ ازد:

منیر بن عبداللہ الازدی سے مروی ہے کہ صرد بن عبداللہ الازدی اپنی قوم کے انیس آدمیوں کے ہمراہ بطور وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' فروہ بن عمرو کے پاس اترے' فروہ نے ان لوگوں کو سلام کیا اور ان کا اکرام کیا۔

یہ لوگ ان کے یہاں دس روز رہے' صرد ان سب میں افضل تھے' رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی قوم کے مسلمانوں پر امیر بنایا اور حکم دیا کہ وہ ان مسلمانوں کے ساتھ ان مشرک قبائل یمن سے جہاد کریں جو قرب وجوار میں ہیں۔

یہ نکلے اور جرش میں پڑاؤ کیا جو ایک محفوظ شہر تھا' اسی میں قبائل یمن تھے جو قلعہ بند ہو گئے تھے صرد نے پہلے اسلام کی دعوت دی انکار کیا تو ایک مہینے تک محاصرہ رکھا' ان کے مویشی حملہ کر کے لوٹ لیا کرتے تھے۔

وہ محاصرہ اٹھا کر کوہ شکر کی طرف چلے گئے یہ سمجھے کہ بھاگ گئے' لوگ ان کی تلاش میں نکلے۔ صرد نے اپنی صفیں آراستہ کیں اور حملہ کر دیا' جس طرح چاہا ان لوگوں کو تہ تیغ کیا بیس گھوڑے پکڑ لیے دوپہر تک طویل جنگ ہوئی۔

اہل جرش نے دو آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تھا جو متلاشی ومنتظر تھے' رسول اللہ ﷺ نے ان کو لوگوں کے مقابلے اور صرد کی فتح کی خبر دی۔

یہ دونوں اپنی قوم کے پاس آئے اور کل حال بیان کیا۔ ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا ارکان وفد اسلام لائے' آپؐ نے انہیں مرحبا فرمایا اور فرمایا کہ تم لوگ صورت کے اچھے' ملاقات میں سچے' کلام میں پاکیزہ اور امانت میں بڑے ہو' تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں۔

آپؐ نے ان لوگوں کا (میدان جنگ میں) شعار (لفظ) مبرور مقرر فرمایا' اور ان کے گاؤں کو خاص نشانوں سے محفوظ و

محدود فرما دیا۔

(۵۰) وفد غسان:

محمد بن بکیر الغسانی نے اپنی قوم غسان سے روایت کی کہ ہم لوگ رمضان ۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے آئے' کل تیرہ آدمی تھے رملہ بنت الحارث کے مکان میں اترے دیکھا کہ تمام وفود عرب سب کے سب محمد ﷺ کی تصدیق کر رہے تھے کہ ہم نے آپس میں کہا کہ عرب کے اہل بصیرت کیا اس نظر سے دیکھیں گے کہ عرب بھر میں ہم ہی برے ہیں۔

ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' اسلام لائے' تصدیق کی' اور گواہی دی کہ آپؐ جو کچھ لائے ہیں سب حق ہے' ہم جانتے نہ تھے کہ قوم ہماری پیروی کرے گی یا نہیں' رسول اللہ ﷺ نے ہمیں انعامات دیئے۔

یہ لوگ واپس ہوئے' قوم کے پاس آئے تو ان لوگوں نے ان کی بات نہیں مانی' ان لوگوں نے اپنا اسلام پوشیدہ رکھا' ان میں سے دو مسلمان مر گئے اور ایک نے جنگ یرموک میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پایا' وہ ابوعبیدہ سے ملے' اپنے اسلام کی خبر دی وہ ان کا اکرام کیا کرتے تھے۔

(۵۱) وفد بنی حارث بن کعب:

عبداللہ بن عکرمہ بن عبدالرحمن بن الحارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ ربیع الاوّل ۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار سو مسلمانوں کے ساتھ نجران بھیجا اور حکم دیا کہ جہاد کرنے سے پہلے تین مرتبہ اسلام کی دعوت دیں۔

خالد نے یہی کیا۔ جو بنی الحارث بن کعب وہاں تھے انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور اس مذہب میں داخل ہو گئے جس کی انہیں خالد نے دعوت دی تھی خالد انہیں لوگوں کے پاس ٹھہر گئے' انہیں اسلام و شرائع اسلام' کتاب اللہ و سنت رسول اللہ (ﷺ) کی تعلیم دی۔

یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو لکھا اور بلال بن الحارث المزنی کے ہمراہ بھیج کر آپ کو مسلمانوں کے غلبے اور بنی الحارث کے اسلام کی طرف تیزی سے سبقت کرنے کی خبر دی۔

رسول اللہ ﷺ نے خالد کو تحریر فرمایا کہ ان لوگوں کو خوش خبری دو اور ڈراؤ بھی' آؤ جب تو اس طرح کہ تمہارے ہمراہ ان کا وفد بھی ہو' خالد اسی طرح آئے کہ ہمراہ ان لوگوں کا وفد بھی تھا' جن میں قیس بن الحصین ذوالغصہ' یزید بن عبدالمدان' عبداللہ بن المدان' یزید بن المجمل' عبداللہ بن قراد' شداد بن عبداللہ القنانی و عمرو بن عبداللہ بھی تھے۔

خالد نے ان لوگوں کو اپنے پاس ٹھہرایا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ لوگ بھی ہمراہ تھے آپؐ نے فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں جو ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یہ بنی الحارث بن کعب ہیں۔

ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ کلمۂ شہادت ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو دس دس اوقیہ چاندی انعام عطا فرمائی' قیس بن الحصین کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی' انہیں کو رسول اللہ ﷺ نے بنی الحارث بن کعب پر امیر بنایا۔

یہ لوگ بقیہ ایام شوال میں اپنی قوم کی جانب واپس گئے' اس کے چار ماہ بعد رسول اللہ صلوات اللہ علیہ ورحمۃ وبرکاتہ کثیراً دائماً کی وفات ہوگئی۔

شعبی سے مروی ہے کہ عبدہ بن مسہر الحارثی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپؐ سے وہ چیزیں دریافت کیں جن کو وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے اور اپنے سفر میں انہوں نے دیکھی تھیں۔

نبی ﷺ انہیں وہ چیزیں بتانے لگے' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے ابن مسہر اسلام لے آؤ اور اپنے دین کو دنیا کے عوض فروخت نہ کرو' وہ اسلام لے آئے۔

(۵۲) وفد قبیلۂ ہمدان:

حبان بن ہانی' مسلم بن قیس بن عمرو بن مالک بن لائی الہمدانی ثم الارحبی نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ قیس بن مالک بن لائی الارحبی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' آپؐ مکے میں تھے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ میں اس لیے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپؐ پر ایمان لاؤں اور آپ کی مدد کروں۔

فرمایا' مرحبا' اے گروہ ہمدان کیا تم لوگ وہ اختیار کرو گے جو مجھ میں ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ جی ہاں' فرمایا: اچھا تم اپنی قوم کے پاس جاؤ' اگر انہوں بھی یہی کیا تو واپس آنا میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔

قیس اپنی قوم کی جانب روانہ ہوئے' وہ لوگ اسلام لائے' غسل کے لیے اندر گئے' قبلے کی طرف رُخ کیا' قیس بن مالک ان لوگوں کے اسلام کی خبر لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ ہوئے' عرض کی کہ میری قوم اسلام لے آئی ہے' انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپؐ سے اخذ کروں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیس کیسے اچھے قاصد قوم ہیں اور فرمایا کہ تم نے وفا کی اللہ تمہارے ساتھ وفا کرے۔

آپؐ نے ان کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا' ان کی قوم ہمدان کے (قبائل) جو خالص ونجیب تھے' جو بیرونی تھے' جو لواحق تھے اور جو ان کے موالی تھے' سب پر ان کی امارت کے لیے تحریر فرمایا کہ وہ لوگ ان کی بات سنیں اطاعت کریں اور یہ کہ ان کے لیے اللہ و رسول کی ذمہ داری ہے' جب تک تم لوگ نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

آپؐ نے قیس کو تین سو فرق (پیمانۂ یمن) بیت المال میں سے ہمیشہ کے لیے جاری فرمایا' دو سو فرق کشمش اور جوار نصف نصف اور ایک سو فرق گیہوں۔

ابو اسحٰق نے اپنی قوم کے شیوخ سے روایت کی کہ ایام حج میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو قبائل عرب کے سامنے پیش کیا' قبیلۂ ارحب کے ایک شخص جن کا نام عبداللہ بن قیس بن امام غزال تھا آپؐ کے پاس سے گزرے فرمایا: کیا تمہاری قوم کے پاس مدافعت کی قوت ہے' عرض کی جی ہاں۔

آپؐ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا' وہ مسلمان ہوئے' مگر یہ اندیشہ ہوا کہ ان کی قوم آپؐ کے ساتھ بدعہدی کرے گی' اس لیے آپؐ سے آئندہ حج کا وعدہ کیا۔

آپؐ نے ان ہمدانی کوان کی قوم کے ارادے سے روانہ فرمایا' بنی زبید کے ایک شخص ذباب نے انہیں قتل کر دیا۔اس کے بعد قبیلہ ارحب کے چند نوجوانوں نے عبداللہ بن قیس کے عوض ذباب الزبیدی کو قتل کر دیا۔

اہل علم سے مروی ہے کہ وفد ہمدان رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کیفیت سے آیا کہ ان کے بدن پر حبرہ کے بنے ہوئے کپڑے تھے جن کی گوٹ دیباج (ریشم) کی تھی' ان لوگوں میں ذی مشعار کے حمزہ بن مالک بھی تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمدان کیا اچھا قبیلہ ہے کہ مدد پر سبقت کرنے والا اور مصیبت پر صبر کرنے والا ہے انہیں میں سے اسلام کے رؤسا وابدال ہوں گے۔

یہ لوگ اسلام لے آئے' نبی ﷺ نے ان لوگوں کے متعلق تحریر فرمایا کہ ہمدان کے خارف و یام شاکر کے علاقے' اہل الہضب وحقاف الرمل مسلمانوں کے لیے ہیں۔

(۵۳) وفد بنوسعد العشیرہ:

عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ الجعفی سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے نبی ﷺ کی روانگی کی خبر سنی تو بنی انس اللہ بن سعد العشیرہ کے ایک شخص ذباب نے سعد العشیرہ کے بت پر جس کا نام فراض تھا حملہ کیا اور اسے ریزہ ریزہ کر دیا۔

اس کے بعد وہ بطور وفد نبی ﷺ کے پاس گئے' اسلام لائے۔اور یہ شعر کہے:

تبعت رسول الله اذجاء بالهدٰی وخلفت فراضا بدار هوان

''میں نے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کر لی جب آپؐ ہدایت لائے۔اور فراض کو میں نے مقام ذلت میں چھوڑ دیا۔

شددت علیه شدة فترکته کان لم یکن والدهر ذوحدثان

میں نے اس پر حملہ کیا اور اسے اس حالت میں چھوڑا۔کہ گویا وہ تھا ہی نہیں' زمانہ تو انقلاب والا ہے ہی۔

فلما رأیت الله اظهر دینه اجبت رسول الله حین دعانی

جب میں نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا' تو جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی' میں نے قبول کر لی۔

فاصبحت الاسلام ماعشت ناصرا والقبت فیها کلکلی وجرانی

میں جب تک زندہ رہوں گا اسلام کا مددگار رہوں گا۔اور اسی میں اپنا تمام زور لگاؤں گا۔

فمن مبلغ سعد العشیرة اننی شریت الذیبقی بآخرفان

ہے کوئی جو سعد العشیرہ کو یہ خبر پہنچا دے کہ میں نے فانی چیز کے عوض باقی رہنے والی چیز خریدی ہے''۔

مسلم بن عبداللہ بن شریک النخعی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبداللہ بن ذباب الانسی جنگ صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' وہ ان کے لیے کافی تھے۔

(۵۴) وفد قبیلہ عنس بن مالک:

مذحج کے عنس بن مالک کے قبیلے کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ہم میں ایک شخص تھے جو بطور وفد نبی ﷺ کے پاس

گئے' وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شام کا کھانا نوش فرما رہے تھے' آپؐ نے انہیں کھانے کے لیے بلایا تو یہ بیٹھ گئے۔

جب آپ کھانا نوش فرما چکے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب آئے اور فرمایا کہ کیا تم شہادت دیتے ہو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ ورسول ہیں' انہوں نے کہا کہ ''اشھدان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ''۔

فرمایا: تم طمع سے آئے ہو یا خوف سے' عرض کی: طمع کے متعلق یہ عرض ہے کہ بخدا آپؐ کے قبضے میں کوئی مال نہیں (جس کا کوئی لالچ کرے) اور خوف کے متعلق یہ گزارش ہے کہ بخدا میں ایسے شہر میں رہتا ہوں جہاں آپؐ کے لشکر نہیں پہنچ سکتے (کہ کوئی خوف نہ کرے) لیکن مجھے (عذاب آخرت کا) خوف دلایا گیا تو میں ڈر گیا' مجھ سے کہا گیا کہ اللہ پر ایمان لاؤ میں ایمان لے آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ قبیلۂ عنس کے اکثر لوگ مقرر ہیں' چند روزہ قیام میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آمد ورفت کرتے رہے۔

آخر آپؐ سے رخصت ہونے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روانہ ہو جاؤ آپؐ نے انہیں زادِ راہ دیا' اور فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی (مرض وغیرہ) محسوس ہو تو کسی قریب کے گاؤں میں پناہ لے لینا۔

وہ روانہ ہوئے' راستے میں شدید بخار آ گیا' انہوں نے کسی قریب کے گاؤں میں پناہ لی اور وہیں وفات پائی' اللہ ان پر رحمت کرے' ان کا نام ربیعہ تھا۔

(۵۵) وفد داریین:

عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ وغیرہ سے مروی ہے کہ داریین کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؐ کی تبوک سے واپسی کے وقت آیا۔ یہ دس آدمی تھے جن میں تمیم ونعیم فرزندان اوس بن خارجہ بن سواد بن جذیمہ بن دراع بن عدی بن الدار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن لخم' یزید بن قیس بن خارجہ' الفاکہ بن نعمان بن جبلہ بن صفارہ یا صفار بن ربیعہ بن دراع بن عدی بن الدار' جبلہ بن مالک بن صفارہ' ابوہند وطیب فرزندان ذر یعنی ذر عبداللہ بن رزین بن رعمیت بن ربیعہ بن دراع تھے' ہانی بن حبیب عزیز ومرہ فرزندان مالک بن سواد بن جذیمہ تھے۔

یہ لوگ اسلام لائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طیب کا نام عبداللہ اور عزیز کا نام عبدالرحمٰن رکھا' ہانی بن حبیب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شراب کی مشک' چند گھوڑے اور ایک ریشمی قبا جس میں سونے کے پتر لگے ہوئے تھے بطور ہدیہ پیش کی۔

آپ نے گھوڑوں اور قبا کو قبول فرما لیا (اور مشک کو قبول نہیں فرمایا) یہ قباء عباس بن عبدالمطلب کو عطا فرمائی عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں اسے کیا کروں گا (کیونکہ) اس کا پہننا جائز نہیں' فرمایا: سونا نکال کر اپنی عورتوں کے لیے اس کا زیور بنوا لو یا اسے (فروخت کر کے) خرچ کر لو' قباء کے ریشم کو فروخت کر ڈالو اور اس کی قیمت لے لو۔

عباس رضی اللہ عنہ نے اسے ایک یہودی کے ہاتھ آٹھ ہزار درم کو فروخت کر دیا' تمیم نے عرض کی' ہمارے نواح میں روم کی ایک قوم ہے جن کے دو گاؤں ہیں' ایک کا نام جری اور دوسرے کا بیت عینون ہے اگر اللہ آپ کو ملک شام پر فتح عطا فرمائے تو یہ دونوں

گاؤں مجھے ہبہ فرما دیجئے' فرمایا: وہ تمہارے ہی ہوں گے۔

جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان کو یہ گاؤں دے دیئے' انہیں ایک فرمان لکھ دیا' داریین کا وفد رسول اللہ ﷺ کی وفات تک مقیم رہا آپ نے ان لوگوں کے لیے ایک سو وسق (پیمانہ غلہ) وصیت فرمائی۔

(۵۶) وفد الرہاویین از قبیلۂ مذحج:

زید بن طلحہ التیمی سے مروی ہے کہ ۱۰ھ میں پندرہ آدمی رہاویین کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے' یہ لوگ قبیلۂ مذحج کے تھے' رملہ بنت الحارث کے مکان پر اترے۔

رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے' بڑی دیر تک باتیں کرتے رہے' ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو چند ہدایا پیش کیے جن میں ایک گھوڑا بھی مرواج نام کا تھا' آپ نے اس کے متعلق حکم دیا تو آپ کے سامنے پھرا گیا آپ نے اسے پسند فرمایا۔

یہ لوگ اسلام لائے' قرآن و فرائض سیکھے' آپ نے ان لوگوں کو بھی اسی طرح انعام دیا جس طرح آپ وفد کو دیا کرتے تھے کہ ان کے بڑے درجے والے کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی اور کم درجے والے کو پانچ اوقیہ' یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے۔

ان میں سے چند آدمی آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینے سے حج کیا' رسول اللہ ﷺ کی وفات تک مقیم رہے' آپ نے خیبر کی پیداوار سے لشکر کی مد میں ان لوگوں کے لیے ایک سو وسق جاری کرنے کی وصیت فرمائی اور فرمان لکھ دیا۔

ان لوگوں نے اس کو زمانۂ معاویہ میں فروخت کر ڈالا۔

عمرو بن ہزان بن سعد الرہاوی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم میں سے ایک آدمی جن کا نام عمرو بن سبیع تھا بطور وفد نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے ایک جھنڈا باندھ دیا۔ یہی جھنڈا لے کر انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگ صفین میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے) جنگ کی' بارگاہِ رسالت میں اپنی حاضری کے متعلق یہ اشعار کہے:

الیک رسول اللّٰہ اعملت نصها تجوب الفیافی سملقا بعد سملق

''یا رسول اللہ میں نے سواری کا رخ آپ کی جانب کر دیا ہے جو یکے بعد دیگرے دشت و بیابان کی صحرانوردی کر رہی ہے۔

علی ذات الواح اُکلفها السری تَخُبّ برحلی مرة ثم تعنق

وہ سواری جس پر لکڑی کی زین ہے میں اس کو شب نوردی کی تکلیف دے رہا ہوں' میرا سامان اٹھائے ہوئے کبھی تو جھک جاتی ہے اور کبھی گردن اونچی کر لیتی ہے۔

فمالك عندی راحة او تلجلجی بباب النبی الهاشمی الموافق

اے سواری میرے ہاں تجھے اس وقت تک آرام ملنے کا نہیں جب تک رسول اللہ ﷺ کے دروازے تک تو نہ پہنچ جائے۔

عتقت اذا من رحلة ثم رحلة وقطع دياميم وهم مسؤرق

وہاں پہنچنے کے بعد پھر تو ہر ایک سفر سے رہا و آزاد ہو جائے گی' نہ تجھے کہیں جانا پڑے گا نہ ایسی زحمت ہو گی کہ شب بھر بیدار رہے''۔

تیسرے شعر میں ''تلجج'' کا لفظ ہے' اس کے معنی بتاتے ہوئے ہشام کہتے ہیں کہ تلجج اونٹنی کے ایسے بیٹھ جانے کو کہتے ہیں کہ پھر نہ اٹھے۔

شاعر کہتا ہے:

فمن مبلغ الحسناء ان حليلها مصاد بن مذعور تلجج غادرا

''محبوبہ سے کون ہے کہ جا کے کہہ دے کہ اس کا شوہر غداری کے باعث تذبذب میں پڑ گیا ہے''۔

(۵۷) وفد غامد:

متعدد اہل علم سے مروی ہے کہ وفد غامد رسول اللہ ﷺ کے پاس رمضان میں آیا' یہ دس آدمی تھے جو بقیع الغرقد میں اترے اپنے اچھے کپڑے پہنے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ ہوئے آپ کو سلام کیا اور اسلام کا اقرار کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک فرمان تحریر فرما دیا جس میں شرائع اسلام تھے' یہ لوگ ابی بن کعب کے پاس آئے تو انہوں نے ان لوگوں کو قرآن سکھایا' اور رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو اسی طرح انعام دیا جس طرح وفد کو دیتے تھے اور یہ واپس گئے۔

(۵۸) وفد قبیلۂ النخع:

شیوخ نخع سے مروی ہے کہ قبیلۂ نخع نے اپنے دو آدمیوں کو جن میں سے ایک کا نام ارطاۃ بن شراحیل بن کعب تھا کہ بنی حارثہ بن سعد بن مالک بن النخع میں سے تھے' دوسرے جہیش کو جن کا نام ارقم تھا کہ بنی بکر بن عوف بن النخع میں سے تھے بطور وفد اپنے اسلام کی خبر کے ساتھ رسول اللہ کے پاس بھیجا' یہ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

آپؐ نے ان دونوں کے سامنے اسلام پیش کیا' دونوں نے قبول کیا اور اپنی قوم کی جانب سے بیعت کی' رسول اللہ ﷺ کو ان کی حالت اور حسن ہیئت پسند آئی' فرمایا: کیا تمہارے پیچھے تمہاری قوم میں سے کوئی تم دونوں کے مثل ہے' انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ہم اپنی قوم کے ایسے ستر آدمی چھوڑ آئے ہیں جو سب کے سب ہم دونوں سے افضل ہیں' ان میں سے ہر ایک معاملات کا فیصلہ کرتا ہے اور کاموں کو پورا کرتا ہے۔ جب کوئی کام ہوتا ہے تو لوگ ہمارے شریک و سہیم نہیں ہوتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور ان کی قوم کے لیے دعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ اے اللہ نخع کو برکت دے' ارطاۃ کو امیر قوم بنا کے ایک جھنڈا عطا فرمایا جو فتح مکہ میں ان کے ہاتھ میں تھا' وہ اسے قادسیہ میں بھی لائے تھے' اسی روز (یعنی جنگ قادسیہ میں) وہ شہید ہو گئے' ان کے بھائی درید نے اسے لے لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے' دونوں پر اللہ رحمت نازل کرے پھر اسے بنی جزیمہ کے سیف بن الحارث نے لیا اور کوفہ لے گئے۔

محمد بن عمرو الاسلمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جو سب سے آخری وفد آیا وہ وفد نخع تھا' یہ لوگ یمن سے وسط

محرم ۱۱ھ میں آئے' یہ دو سو آدمی تھے جو رملہ بنت الحارث کے مکان پر اترے' رسول اللہ ﷺ کے پاس اسلام کا اقرار کرتے ہوئے آئے۔

ان لوگوں نے یمن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی' ان میں زرارہ بن عمرو بھی تھے۔

ہشام بن محمد نے کہا کہ یہ زرارہ بن قیس بن الحارث بن عداء تھے' اور یہ نصرانی تھے۔

(۵۹) وفد بجیلہ:

عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جریر بن عبداللہ البجلی ۱۰ھ میں مدینہ آئے ہمراہ ان کی قوم کے ڈیڑھ سو آدمی تھے' رسول اللہ ﷺ نے (ان لوگوں کی آمد سے پہلے بطور پیشین گوئی حاضرین سے) فرما دیا تھا کہ اس وسیع راہ سے تمہیں ایک بہترین بابرکت شخص نظر آئے گا جس کی پیشانی پر سلطنت کا نشان ہوگا۔ جریر اپنی سواری پر نظر آئے' ہمراہ ان کی قوم بھی تھی' یہ لوگ اسلام لائے اور بیعت کی۔

جریر نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پھیلایا اور مجھے بیعت کیا اور فرمایا کہ (یہ بیعت) اس پر ہے کہ تم شہادت دو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں' نماز قائم کرو' زکوۃ دو' رمضان کے روزے رکھو' مسلمانوں کی خیر خواہی کرو۔ والی کی اطاعت کرو اگرچہ وہ حبشی غلام ہی ہو۔

عرض کی: جی ہاں۔ آپؐ نے انہیں بیعت کر لیا۔

قیس بن عزرہ الاحمسی قبیلہ احمس کے ڈھائی سو آدمیوں کے ہمراہ آئے' رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ احمس اللہ (اللہ کے بہادر) ہیں زمانۂ جاہلیت میں ان لوگوں کو یہی کہا جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج سے تم لوگ احمس اللہ (اللہ کے بہادر) ہو' بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بجیلہ کے شتر سواروں کو انعام دو اور احمسین سے شروع کرو' انہوں نے یہی کیا۔

جریر بن عبداللہ کا قیام فروہ بن عمرو البیاضی کے پاس تھا' رسول اللہ ﷺ نے ان سے ان کے پس پشت والوں کا حال دریافت فرمایا' عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا' اذان کو مساجد اور صحنوں میں غالب کر دیا' قبائل نے اپنے وہ بت توڑ ڈالے جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔

فرمایا: اچھا ذوالخلصہ (بت) کیا ہوا۔ عرض کی کہ ابھی تو اپنی حالت پر باقی ہے۔ ان شاء اللہ اس سے بھی راحت مل جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کو ذوالخلصہ کو توڑنے کے لیے بھیجا' ان کے لیے جھنڈا باندھا تو عرض کی کہ میں (سواری نہ جاننے سے) گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا ہوں' رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اے اللہ ان کو ہادی (ہدایت کرنے والا) اور مہدی (ہدایت یافتہ) بنا دے۔

وہ اپنی قوم کے ہمراہ جو تقریباً دو سو تھے روانہ ہوئے' زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ واپس آئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے

دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اسے توڑ ڈالا؟ عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا' جی ہاں (توڑ ڈالا) اس پر جو کچھ تھا میں نے لے لیا' اسے آگ میں جلا دیا ایسی گت بنادی کہ جو اس سے محبت کرتا ہے اسے ناگوار ہوگا ہمیں اس کے توڑنے سے کسی نے نہیں روکا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز قبیلۂ احمس کے پیادہ اور سواروں کے لیے دعائے برکت کی۔

(۶۰) وفد قبیلۂ خثعم:

یزید و دیگر اہل علم سے مروی ہے کہ جریر بن عبداللہ کے ذوالخلصہ کو منہدم کرنے اور قبیلۂ خثعم کے کچھ لوگوں کو قتل کرنے کے بعد وفد عثعث بن زحر و انس بن مدرک قبیلۂ خثعم کے چند آدمیوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ پر جو کچھ وہ اللہ کے پاس سے لائے ایمان لاتے ہیں آپ ہمیں ایک فرمان لکھ دیجئے کہ جو کچھ اس میں ہو ہم اس کی پیروی کریں۔

آپؐ نے ان لوگوں کو ایک فرمان لکھ دیا جس میں جریر بن عبداللہ و حاضرین کی گواہی تھی۔

(۶۱) وفد الاشعریین:

اہل علم نے کہا ہے کہ اشعریین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' وہ پچاس آدمی تھے جن میں ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ' ان کے بھائی اور ان کے ہمراہ قبیلۂ عک کے دو آدمی تھے' یہ لوگ کشتی میں بحری راستے سے آئے اور جدے میں اترے۔

جب مدینے کے نزدیک پہنچ گئے تو کہنے لگے کہ "غدًا نلقى الاحبة محمدا وحزبه" (کل ہم احباب سے ملیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ سے)۔

یہ لوگ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر خیبر میں پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدم بوس ہوئے بیعت کی اور اسلام لائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشعریین لوگوں میں ایسے ہیں جیسے تھیلی میں مشک ہو۔

(۶۲) وفد حضر موت:

اہل علم نے کہا ہے کہ وفد حضر موت وفد کندہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' یہ لوگ بنی ولیعہ شاہان حضر موت حمدہ ومخوس و مشرح والصغہ تھے یہ لوگ اسلام لائے۔

مخوس نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میری زبان سے میرے اس ہکلے پن کو دور کر دے' آپؐ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور انہیں کچھ غلہ (سالانہ) حضر موت کی پیداوار سے عطا فرمایا۔

وائل بن حجر الحضرمی بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' عرض کی کہ میں اسلام و ہجرت کے شوق میں آیا ہوں' آپؐ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

وائل بن حجر کی آمد کی خوشی میں ندا دی گئی کہ "الصلوٰۃ جامعۃ" تاکہ لوگ جمع ہو جائیں (جب کسی کام کے لیے لوگوں کو جمع کرنا مقصود ہوتا تھا تو یہی ندا دی جاتی تھی)۔

رسول اللہ ﷺ نے معاویہ بن ابی سفیان کو حکم دیا کہ انہیں ٹھہرائیں' وہ وائل کے ہمراہ پیادہ روانہ ہوئے' وائل اونٹ پر سوار تھے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اپنا جوتا میری طرف ڈال دیجئے (کہ میں اسے پہن لوں) انہوں نے کہا کہ نہیں میں ایسا نہیں ہوں کہ تمہارے پہننے کے بعد میں اسے پہنوں' معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا مجھے اپنے پاس بٹھا لیجئے۔ انہوں نے کہا کہ تم بادشاہوں کے ہم نشینوں میں نہیں ہو' معاویہؓ نے کہا کہ گرمی کی شدت میرے پاؤں جھلسا دیتی ہے' انہوں نے کہا کہ میری اونٹنی کے سائے میں چلو' بس یہی تمہارے شرف کے لیے کافی ہے۔

پیغام رسالت شاہ حضر موت کے نام:

جب انہوں نے اپنے وطن کی روانگی کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمان لکھ دیا:

یہ فرمان محمد نبی ﷺ کی جانب سے وائل بن حجر شاہ حضر موت کے لیے ہے کہ تم اسلام لائے' جو زمینیں اور قلعے تمہارے قبضے میں ہیں وہ میں نے تمہارے لیے کر دیئے تم سے دس میں سے ایک حصہ لے لیا جائے گا' جس میں صاحب عدل غور کرے گا' میں نے تمہارے لیے یہ شرط کی ہے' تم اس میں کمی نہ کرنا' جب تک کہ دین قائم ہے اور نبی و مومنین اس کے مددگار ہیں۔

ابن ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ مخوس بن معدی کرب بن ولیعہ مع اپنے ہمراہیوں کے نبی ﷺ کے پاس بطور وفد آئے' یہ لوگ روانہ ہوئے تو مخوس کو لقوہ ہو گیا' ان میں سے کچھ لوگ واپس آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ سردار عرب کو لقوہ ہو گیا' آپ ہمیں اس کی دوا بتایئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک سوئی لو اسے آگ میں تپاؤ پھر ان کی دونوں پلکوں کو الٹو۔ بس اسی میں ان کی شفاء ہے' لامحالہ اسی کی طرف جانا ہے' اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ تم لوگوں نے میرے پاس سے روانہ ہوتے وقت کیا کہا تھا (جس کی وجہ سے یہ سزا ملی' انہوں نے حضرت معاویہؓ سے متکبرانہ کلمات کہے تھے جو اللہ کو ناگوار ہوئے) ان لوگوں نے یہی کیا۔ وہ اچھے ہو گئے۔

عمرو بن مہاجر الکندی سے مروی ہے کہ ایک خاتون حضر موت کے قبیلۂ تنعہ کی تھیں جن کا نام تہناہ بنت کلیب تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک لباس بنایا۔ اپنے بیٹے کلیب بن اسد بن کلیب کو بلایا اور کہا کہ اس لباس کو نبی ﷺ کے پاس لے جاؤ وہ اسے آپؐ کے پاس لائے اور اسلام قبول کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی' ان کی اولاد میں سے ایک شخص نے اپنی قوم کو تعریض کرتے ہوئے یہ اشعار کہے ہیں:

لقد مسح الرسول ابابینا ولم یمسح وجوہ بنی بحیر

''رسول اللہ ﷺ نے ہمارے دادا کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ بنی بحیر کے چہروں پر آپؐ نے ہاتھ نہیں پھیرا۔

شبابھم وشیبھم سواء فھم فی اللؤم اسنان الحمیر

چنانچہ ان لوگوں کے بوڑھے اور جوان سب برابر ہیں' وہ سب کمینہ پن میں گدھوں کے دانتوں کی طرح ہیں''۔

کلیب جب نبی ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے یہ اشعار کہے:

من وشنر برهوت تهوی بی عذافرة الیك یاخیر من یحفی وینتعل

''میں برہوت سے آرہا ہوں' آتے ہوئے جھک جھک جاتا ہوں۔ میں آپ کی جناب میں حاضر ہورہا ہوں' اے ان سب سے بہتر جو پابرہنہ و پاپوشیدہ ہیں۔

تجوب بی صفصفا غیرا منا هله تزداد عفوا اذا اکلت الابل

سواری مجھے ایسے میدانوں سے لا رہی ہے جہاں تالابوں کے گھاٹ بھی گردآلود ہیں اونٹ جب تھک جائیں تو ان کا گردوغبار اور بڑھ جائے۔

شهرین اعملها نصا علی وجل ارجو بذاك ثواب الله یارجل

اسی دشت نوردی میں دو مہینے گزر گئے کہ ندامت کے ساتھ سفر کررہا ہوں اور اس سفر سے اللہ کے اجر و ثواب کی امید رکھتا ہوں۔

انت النبی الذی کنا نخبره وبشرتنا بك التوراة والرسل

آپ ﷺ وہی نبی ہیں جن کی ہمیں خبر دی جارہی تھی' ہمیں توریت نے اور پیمبروں نے آپ ﷺ کے متعلق بشارت دی تھی''۔

وائل بن حجر کی دربارِ نبوت میں حاضری:

علقمہ بن وائل سے مروی ہے کہ وائل بن حجر بن سعد الحضرمی بطور وفد نبی ﷺ کے پاس آئے' آپؐ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی انہیں ان کی قوم کا سردار بنایا۔

آپؐ نے لوگوں سے تقریر فرمائی کہ اے لوگو! یہ وائل بن حجر ہیں جو تمہارے پاس اسلام کے شوق میں حضرموت سے آئے ہیں۔ اس پر آپؐ نے اپنی آواز کو بلند فرمایا' پھر معاویہ سے فرمایا کہ انہیں لے جاؤ اور ان کو حرہ میں کسی مکان میں ٹھہراؤ۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں انہیں لے گیا' گرمی کی شدت سے میرے پاؤں جھلس رہے تھے' میں نے (وائل بن حجر سے) کہا کہ مجھے (اونٹ پر) اپنے پیچھے بٹھا لیجئے' انہوں نے کہا کہ تم بادشاہوں کے ہم نشینوں میں نہیں ہو' میں نے کہا کہ اچھا اپنے جوتے مجھے دے دیجئے کہ انہیں پہن کر گرمی کی تکلیف سے بچوں' انہوں نے کہا کہ اہل یمن کو یہ خبر نہ پہنچے کہ رعیت نے بادشاہ کا جوتہ پہن لیا' اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے اپنی اونٹنی کو (تیزی سے) روک لوں اور تم اس کے سائے میں چلو۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو ان کی گفتگو کی خبر دی تو فرمایا کہ بے شک ان میں جاہلیت کا حصہ باقی ہے۔ جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپؐ نے فرمان لکھ دیا۔

(۶۳) وفد قبیلہ ازدعمان:

علی بن محمد سے مروی ہے کہ اہل عمان اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کے پاس بھیجا

کہ وہ ان کو شرائع اسلام لکھائیں اور زکوٰۃ وصول کریں۔

ان لوگوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ ہوا جن میں اسد بن یبرح الطاحی بھی تھے یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے ملے آپؐ سے درخواست کی کہ ان کے ہمراہ آپ کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو ان کے معاملات کا انتظام کرے۔

مخربۃ العبدی نے جن کا نام مدرک بن خوط تھا عرض کی کہ مجھے ان لوگوں کے پاس بھیج دیجیے۔ کیونکہ ان کا مجھ پر ایک احسان ہے' انہوں نے جنگ جنوب میں مجھے گرفتار کر لیا تھا' پھر مجھ پر احسان کیا (کہ رہا کر دیا)۔

آپؐ نے انہیں کو ان لوگوں کے ہمراہ عمان بھیج دیا' ان کے بعد سلمہ بن عیاذ الازدی اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ آئے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ کس کی عبادت کرتے ہیں اور کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے انہیں بتایا تو عرض کی کہ آپؐ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ ہماری بات اور اُلفت کو جمع کر دے۔

آپؐ نے ان لوگوں کے لیے دعا فرمائی سلمہ اور ان کے ہمراہی اسلام لائے۔

(۶۴) وفد غافق:

اہل علم نے کہا ہے کہ جلیحہ بن شجار بن صحار الغافقی اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: یارسول اللہ ہم لوگ اپنی قوم کے ادھیڑ عمر کے لوگ ہیں' اسلام لائے ہیں' ہمارے صدقات میدانوں میں رُکے ہوئے ہیں۔

فرمایا کہ تمہارے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے ہیں' تم پر وہی امور لازم ہیں جو مسلمانوں پر لازم ہیں۔ عوذ بن سریر الغافقی نے کہا کہ ہم اللہ پر ایمان لائے۔ اور اس کے رسول کی پیروی کی۔

(۶۵) وفد بارق:

اہل علم نے کہا ہے کہ وفد بارق رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپؐ نے انہیں اسلام کی دعوت دی' وہ لوگ اسلام لائے اور بیعت کی' رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمان لکھ دیا کہ:

یہ فرمان محمد رسول اللہ (ﷺ) کی جانب سے بارق کے لیے ہے کہ نہ تو بارق سے بغیر دریافت کیے ہوئے ان کے پھل کاٹے جائیں گے' نہ جاڑے یا گرمی میں ان کے وطن میں جانور چرائے جائیں گے' جو مسلمان چراگاہ نہ ہونے کی وجہ سے یا خود روگھاس چرانے کے لیے ان کے پاس سے گزرے تو اس کی تین روز کی مہمان داری (ان کے ذمے) ہوگی' جب ان کے پھل پک جائیں تو مسافر کو اتنے گرے پڑے پھل اٹھانے کا حق ہوگا جو اس کے شکم کو سیر کر دیں' بغیر اس کے کہ وہ اپنے ہمراہ لاد کر لے جائے۔

گواہ شد ابوعبیدہ بن الجراح وحذیفہ بن الیمانی۔ بقلم ابی بن کعب رضی اللہ عنہم۔

(۶۶) وفد قبیلۂ دوس:

اہل علم نے کہا ہے کہ جب طفیل بن عمرو الدوسی اسلام لائے تو انہوں نے اپنی قوم کو دعوت دی' وہ اسلام لائے' اور ستر یا اسی آدمی جو قرابت دار تھے مدینے آئے' ان میں ابوہریرہ وعبداللہ بن ازیہر الدوسی رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے' یہ لوگ آپؐ کے پاس گئے اور وہیں قدم بوس ہوئے۔

ہم سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت خیبر میں سے ان لوگوں کا بھی حصہ لگایا' یہ لوگ آپؐ کے ہمراہ مدینے آئے۔
طفیل بن عمیر نے عرض کی: یارسول اللہ مجھ میں اور میری قوم میں جدائی نہ فرمایئے' آپؐ نے ان سب کو حرہ الدجاج میں ٹھہرایا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب وطن سے نکلے تو اپنی ہجرت کے بارے میں یہ شعر کہا:
''رات کو سفر کرتے' تکلیف اٹھاتے رہ نورد ہیں۔ کہ اس سفر نے کفر کی آبادی سے نجات دلادی''۔
عبداللہ بن ازیہر نے عرض کی: یارسول اللہ مجھے اپنی قوم میں شرافت ومرتبہ حاصل ہے' آپ مجھے ان پر مقرر فرمادیجئے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے برادر دوس! اسلام غریب (ہونے کی حالت میں) شروع ہوا اور غریب ہی ہو جائے گا' جو اللہ کی تصدیق کرے گا نجات پائے گا' جو کسی اور طرف مائل ہوگا برباد جائے گا۔ تمہاری قوم میں سب سے بڑے ثواب والا وہ شخص ہے جو صدق میں سب سے بڑا ہوا اور حق عنقریب باطل پر غالب ہو جائے گا۔

۶۷) وفد ثمالہ والحدان:

اہل علم نے کہا ہے کہ عبداللہ بن علس الثمالی ومسلیہ بن ہزان الحدانی اپنی اپنی قوم کے گروہ کے ساتھ مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کی جانب سے بیعت کی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو زکوٰۃ ان کے اموال پر مقرر فرمائی اس کے متعلق ایک فرمان ان لوگوں کو تحریر فرمادیا جس کو ثابت بن قیس بن شماس نے لکھا۔ اس پر سعد بن عبادہ ومحمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہما کی شہادت ہوئی۔

۶۸) وفد قبیلۂ اسلم:

اہل علم نے کہا کہ عمیرہ بن افصی قبیلۂ اسلم کی ایک جماعت کے ہمراہ آئے' ان لوگوں نے کہا کہ ہم اللہ ورسول پر ایمان لائے' آپؐ کے طریقے کی پیروی کی' آپ اپنے یہاں ہمارا ایسا مرتبہ مقرر فرمادیجئے جس کی فضیلت عرب بھی جانیں' کیونکہ ہم لوگ انصار کے بھائی ہیں اور تنگی وفراخی میں ہمارے ذمے بھی آپ کی وفاداری ومددگاری ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلم کو خدا سالم رکھے اور غفار کی خدا مغفرت کرے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلم اور تمام مسلم قبائل عرب کے لیے خواہ وہ ساحل پر رہتے ہوں یا میدان میں' ایک فرمان تحریر فرمادیا جس میں مواشی کے فرائض وزکوٰۃ کا ذکر تھا۔

اس صحیفہ کو ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے لکھا اور ابوعبیدہ بن الجراح وعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کی شہادت ہوئی۔

۶۹) وفد قبیلۂ جذام:

اہل علم نے کہا کہ رفاعہ بن زید بن عمیر بن معبد الجذامی جو بنی نصیب کے ایک فرد تھے' قبل خیبر ایک صلح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کو ایک غلام بطور ہدیہ دیا اور اسلام لائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک فرمان لکھ دیا:
یہ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے رفاعہ بن زید کے لیے ان کی قوم اور ان کے ہمراہیوں کے نام ہے' رفاعہ ان لوگوں

کواللہ کی طرف دعوت دیں' جو آ جائے وہ اللہ کے گروہ میں ہے' جو انکار کرے اسے دو ماہ کے لیے امان ہے۔

قوم نے دعوت قبول کی اور اسلام لائی۔

لقیس بن ناتل الجذامی سے مروی ہے کہ قبیلۂ جذام میں بنی نفاثہ کے ایک شخص تھے' جن کا نام فروہ بن عمرو بن النافرہ تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اسلام کی خبر بھیجی' اور ایک سفید مادہ خچر بطور ہدیہ پیش کی۔

فروہ روم کی جانب سے رومیوں سے ملے ہوئے علاقہ عرب پر عامل تھے' ان کا مستقر معان اور اس کے متصل کا علاقہ شام تھا' اہل روم کو ان کے اسلام کی خبر پہنچی تو ان کو طلب کیا' گرفتار کر کے قید کر لیا۔ پھر انہیں نکالا کہ گردن مار دیں۔

انہوں نے یہ شعر کہا:

ابلغ سراة المؤمنين باننى   سلم لربى اعظمى و مقامى

''سردار مومنین کو میری خبر پہنچا دو۔ اپنے رب کے لیے میری ہڈیاں بھی مطیع ہیں اور میرا مقام بھی فرماں بردار مقام ہے''۔

(۷۰) وفد مہرہ:

اہل علم نے کہا کہ وفد مہرہ' جن پر مہری بن الابیض رئیس تھے آیا رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا یہ لوگ اسلام لائے آپؐ نے ان کو انعام دیا اور ایک فرمان تحریر فرما دیا:

''یہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مہری بن الابیض کے لیے ان مہرہ کے متعلق ہے جو آنحضرت ﷺ پر ایمان لائیں نہ تو یہ فنا کیے جائیں نہ برباد کیے جائیں' ان پر شرائع اسلام کا قائم کرنا واجب ہے' جو اس حکم کو بدلے گا' وہ (گویا) جنگ کرے اور جو اس پر ایمان لائے گا تو اس کے لیے اللہ و رسول کی ذمہ داری ہے' گری پڑی چیز (مالک کو) پہنچانا ہوگی' مواشی کو سیراب کرنا ہوگا' میل کچیل برائی ہے' بے حیائی نافرمانی ہے۔

بقلم محمد بن مسلمہ الانصاری۔

اہل علم نے کہا کہ قبیلۂ مہرہ کے ایک شخص جن کا نام زہیر بن قرضم بن العجیل بن قباث بن قمومی بن نقلان العبدی بن الآمر بن مہری بن حیدان بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ تھا جو الشحر سے تھے' رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

رسول اللہ ﷺ ان کی بعد مسافت کی وجہ سے اکرام و مدارت فرماتے تھے' جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپؐ نے انہیں بٹھایا اور سوار کرایا۔ اور انہیں ایک فرمان تحریر کر دیا جو آج تک (بعہد مصنف) ان لوگوں کے پاس ہے۔

(۷۱) وفد قبیلۂ حمیر:

قبیلۂ حمیر کے ایک شخص سے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا اور بطور وفد آپؐ کے پاس حاضر ہوئے' مروی ہے مالک بن مرارہ الرہاوی قاصد شاہان حمیر ان لوگوں کے خطوط و خبر اسلام رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔

یہ واقعہ رمضان ۹ھ کا ہے' آپؐ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کو ٹھہرائیں' مدارات و ضیافت کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے حارث بن عبد الکلال و نعیم بن عبد کلال و نعمان سرداران ذی رعین و معافر و ہمدان کے نام تحریر فرمایا'

''امابعد! میں اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سواء کوئی معبود نہیں' تمہارے قاصد' ملک روم سے واپسی کے وقت ہمارے پاس پہنچے' انہوں نے تمہارا پیام اور تمہارے یہاں کی خبریں ہمیں پہنچائیں تمہارے اسلام اور قتل مشرکین کی خبر دی' بس اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اپنی ہدایت سے سرفراز کیا ہے' بشرطیکہ تم لوگ نیکی کرو' اللہ و رسول کی اطاعت کرو' نماز کو قائم کرو' زکوٰۃ ادا کرو اور غنیمت میں سے اللہ کا خمس اس کے نبی کا خمس اور منتخب حصہ جو صدقہ و زکوٰۃ مومنین پر فرض کیا گیا ہے' ادا کرو''۔

(۴۷) وفد اہل نجران:

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فرمان بنام اہل نجران بھیجا' ان کے چودہ شرفائے نصاریٰ کا ایک وفد آپؐ کے پاس روانہ ہوا۔ جن میں قبیلۂ کندہ کے عاقب عبدالمسیح' بنی ربیعہ کے ابوالحارث بن علقمہ اور ان کے بھائی علقمہ اور ان کے بھائی کرز۔ اور سید داؤس فرزندان حارث وزید بن قیس وشیبہ وخویلد وخالد وعمرو وعبیداللہ بھی تھے۔

ان میں تین آدمی تھے جو تمام معاملات کے منتظم تھے۔

عاقب امیر ومشیر تھے' انہیں کی رائے پر وہ لوگ عمل درآمد کرتے تھے۔

ابوالحارث اسقف (پادری) اور عالم وامام ومنتظم مدارس تھے۔ سید ان کی سواریوں کے منتظم تھے۔

کرز اور ابوالحارث یہ شعر پڑھتے ہوئے ان سب کے آگے بڑھے:

الیک تغدو قلقا وضینها معرضا فی بطنها جنینها

مخالفا دین النصاریٰ دینها

''آپ کی جناب میں اس طرح حاضر ہو رہے ہیں کہ مرکب کے شکم میں جو بچہ ہے وہ بھی مضطرب ہے۔ نصاریٰ کے مذہب سے ان کا مذہب بالکل جدا ہے''۔

(یہ شعر پڑھتے ہوئے) وہ نبی ﷺ کے پاس آئے' وفد ان کے بعد آیا' لوگ مسجد میں داخل ہوئے ان کے بدن پر حبرہ کے کپڑے اور چادریں تھیں جن پر حریر کی پٹیاں لگی تھیں۔

یہ لوگ مسجد میں مشرق کی جانب (جدھر بیت المقدس ہے) نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو رہنے دو۔

جب آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تو آپؐ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا' بات نہیں کی' عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ یہ تمہاری اس ہیئت کی وجہ سے ہے۔

اس روز وہ لوگ واپس چلے گئے' صبح کو راہبوں کے لباس میں آئے' سلام کیا تو آپؐ نے جواب دیا' انہیں اسلام کی دعوت دی' ان لوگوں نے انکار کیا' اور آپس میں بہت گفتگو اور بحث ہوئی۔

دعوتِ مباہلہ:

آپؐ نے انہیں قرآن سنایا اور فرمایا کہ میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں اگر تم انکار کرتے ہو تو آؤ میں تم سے مباہلہ کروں گا (یعنی

یہ دعا کروں گا کہ ہم دونوں میں جو فریق باطل پر ہو خدا اس پر لعنت کرے۔

اس بات پر وہ لوگ واپس گئے' صبح کو عبدالمسیح اور ان میں سے دو صاحب رائے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' عبدالمسیح نے کہا کہ ہمیں یہ مناسب معلوم ہوا ہے کہ آپؐ سے مباہلہ نہ کریں' آپؐ جو چاہیں حکم دیں' ہم مان لیں گے اور آپؐ سے صلح کر لیں گے۔

آپؐ نے ان سے دو ہزار ہتھیاروں پر (اور امور ذیل پر اس طرح صلح فرمائی کہ) ایک ہزار ہتھیار ہر رجب میں اور ایک ہزار ہر صفر میں واجب الاداء ہوں گے' اگر یمن سے جنگ ہو تو نجران کے ذمے بطور عاریت تیس زر ہیں اور تیس نیزے اور تیس اونٹ اور تیس گھوڑے ہوں گے۔ نجران اور ان کے آس پاس والوں کی جان' مال' مذہب' ملک' زمین' حاضر' غائب اور ان کی عبادت گاہوں کے لیے اللہ کی پناہ اور محمد نبی رسول (ﷺ) کی ذمہ داری ہے' نہ تو ان کا کوئی اسقف اپنی اسقفی سے نہ کوئی راہب اپنی رہبانیت سے اور نہ کوئی وقف کرنے والا اپنے وقف سے ہٹایا جائے گا۔ اس پر آپؐ نے چند گواہ قائم فرمائے جن میں سے ابوسفیان بن حرب واقرع بن حابس ومغیرہ بن شعبہ بھی تھے۔

یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے' سید و عاقب بہت ہی کم ٹھہرنے پائے تھے کہ نبی محمد ﷺ کے پاس آ گئے اور اسلام لائے آپؐ نے انہیں ابوایوب انصاری کے مکان پر اتارا۔

اہل نجران' جو فرمان نبی ﷺ نے ان کے لیے تحریر فرما دیا تھا' آپ کی وفات تک اس کے مطابق رہے (اللہ کا سلام و صلوات و رحمت و رضوان آپؐ پر ہو)۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اپنی وفات کے وقت ان کے متعلق وصیت تحریر فرمائی جب یہ لوگ سود خوری میں مبتلا ہو گئے تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ملک سے انہیں نکال دیا اور ان کے لیے تحریر فرمایا کہ:

''یہ وہ فرمان ہے جو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے نجران کے لیے تحریر فرمایا ہے کہ ان میں سے جو جائے وہ اللہ کی امان میں ہے' رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے لیے جو کچھ تحریر فرمایا اس پر عمل کرتے ہوئے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچائے' امرائے شام و عراق میں سے یہ لوگ جس کے پاس پہنچیں وہ انہیں فراخ دلی سے زمین دیں' اگر وہ اس میں کام کریں تو وہ ان کے اخلاف کے لیے صدقہ ہے' اس میں کسی کو ان پر نہ کوئی گنجائش ہے اور نہ کوئی بار' جو مسلمان ان کے پاس موجود ہو تو ان پر ظلم کرنے والے کے خلاف ان کی مدد کرے' کیونکہ یہ وہ قوم ہے جن کی ذمہ داری ہے (عراق و شام) آنے کے بعد ان کا دو سال کا جزیہ انہیں معاف کر دیا جائے گا' انہیں سوائے اس جائیداد کے جس میں یہ کام کریں اور کسی چیز میں (محصول دینے کی) تکلیف نہ دی جائے گی' نہ ان پر ظلم کیا جائے گا نہ سختی کی جائے گی۔ گواہ شد۔ عثمان بن عفان و معیقیب بن ابی فاطمہ۔ ان میں سے کچھ لوگ عراق پہنچے اور مقام نجرانیہ میں اترے جو نواح کوفہ میں ہے۔

(۷۳) وفد جیشان:

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ ابو وہب الجیشانی اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے'

ان لوگوں نے آپؐ سے یمن کی شراب کے متعلق دریافت کیا' اس ذیل میں تبع کا نام لیا جو شہد سے بنتی ہے اور مزر کا جو جو سے بنتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس سے نشہ ہوتا ہے؟ عرض کی' زیادہ پئیں تو نشہ ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس کا قلیل بھی حرام ہے جس کے قلیل سے نشہ ہوتا ہو انہوں نے آپؐ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو شراب بنائے اور اپنے کارندوں کو پلائے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔

(۴۷) وفد السباع' درندوں کا وفد:

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ جس وقت مدینے میں رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے ایک بھیڑیا آیا' رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور آواز کرنے لگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ درندوں کا قاصد ہے جو تمہارے پاس آیا ہے' اگر تم لوگ اس کا کوئی حصہ مقرر کر دو تو اس کے علاوہ کسی چیز پر نہ بڑھے گا اور اگر تم اس کو چھوڑ دو اور اس سے بچو تو وہ جو کچھ لے لے گا اس کا رزق ہو گا۔

اصحاب نے عرض کی: یا رسول اللہ ہم تو اس کے لیے کسی چیز پر بھی راضی نہیں۔ نبی ﷺ نے اس کی طرف اپنی انگلیوں سے اشارہ فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس سے جلدی چلا جا' وہ پلٹ گیا' دیکھا تو بھاگ رہا تھا۔

توریت و انجیل میں ذکر رسالت مآب ﷺ:

ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے کعب احبار سے پوچھا کہ آپ توریت میں نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی کیسی تعریف پاتے ہیں انہوں نے کہا:

ہم آپ کو اس طرح پاتے ہیں کہ (نام نامی) محمد بن عبداللہ (ﷺ) مقام ولادت مکہ اور ہجرت گاہ کھجوروں کا باغ (یعنی مدینہ) ہو گا آپ کی سلطنت شام میں ہو گی' نہ تو آپؐ (معاذ اللہ) بے ہودہ گفتار ہوں گے نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والے' بدی کا بدلہ نہ لیں گے' معاف کر دیں گے اور بخش دیں گے۔

ابو صالح سے مروی ہے کہ کعب نے کہا: محمد ﷺ کی نعت توریت میں یہ ہے محمد ﷺ میرے پسندیدہ بندے ہیں' نہ بد خلق ہیں نہ سخت کلام' نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والے ہیں' نہ برائی کے بدلے برائی' بلکہ معاف کر دیں گے اور بخش دیں گے۔ ان کی جائے ولادت مکہ اور جائے ہجرت مدینہ ہو گی ان کی سلطنت شام میں ہو گی۔

کعب سے مروی ہے کہ ہم توریت میں یہ پاتے ہیں کہ محمد (ﷺ) نبی مختار نہ بد خلق ہوں گے نہ سخت کلام نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والے ہوں گے' برائی کے عوض برائی نہ کریں گے' معاف کر دیں گے اور بخش دیں گے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا عبداللہ بن سلام کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی صفت توریت میں یہ

ہے کہ ''اے نبی ہم نے آپ کو شاہد (یعنی آپ کی شریعت کو موجود رہنے والا) بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور امیین کا محافظ بنا کر بھیجا ہے آپؐ میرے بندے اور رسول ہیں' میں نے آپ کا نام متوکل (خدا پر بھروسہ کرنے والا) رکھا ہے' نہ تو وہ بدخلق ہوں گے نہ سخت کلام نہ راستوں میں شوروغل کرنے والے۔ اور نہ برائی کے بدلے برائی کریں گے' لیکن معاف کر دیں گے اور درگزر کریں گے' میں انہیں اس وقت تک نہ اٹھاؤں گا تاوقتیکہ ان کے ذریعے سے ٹیڑھے ہو جانے والے مذہب کو سیدھا نہ کر دوں اس طرح سے کہ لوگ ''لا الہ الا اللہ'' کہنے لگیں' ان کے ذریعے سے نابینا آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور غلاف چڑھے ہوئے دلوں کو کھول دوں گا''۔

کعب کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن سلام نے سچ کہا۔

زہری سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے کہا: توریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نعت ایسی نہ رہی جو میں نے نہ دیکھ لی ہو' سوائے حلم کے' میں نے تیس دینار ایک معینہ میعاد کے لیے آپ کو قرض دیئے تھے' میں آپ کو چھوڑے رہا جب میعاد کا ایک روز رہ گیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا حق ادا کر دیجئے' اے گروہ بنی عبدالمطلب آپ لوگوں کی ٹال مٹول بہت بڑھ گئی ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا او یہودی خبیث' اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تیرا سر توڑ ڈالتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوحفص (عمر رضی اللہ عنہ) خدا تمہاری مغفرت کرے' ہم دونوں کو اس کلام کے علاوہ تم سے اس امر کی ضرورت تھی کہ تم مجھے اس کا قرض ادا کرنے کا مشورہ جو مجھ پر واجب ہے دو' وہ (یہودی) اس کا محتاج تھا کہ تم اس کا حق وصول کرنے میں اس کی مدد کرتے۔

یہودی نے کہا کہ میری جہالت وسختی سے برابر آپؐ کے حلم ونرمی میں اضافہ ہی ہوتا رہا' آپؐ نے فرمایا اے یہودی تیرے حق کا وقت تو کل ہوگا' اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوحفص اس کو اس باغ میں لے جاؤ جو اس نے پہلے روز مانگا تھا' اگر یہ راضی ہو جائے تو اس کو اتنے اتنے صاع دے دو' اور جو کچھ تم نے اس کو کہا ہے اس کی وجہ سے اتنے اتنے صاع زائد دے دو' اگر وہ راضی نہ ہو تو پھر یہی اس کو فلاں فلاں باغ سے دے دو۔

وہ کھجور پر راضی ہو گیا' عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو وہ دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور اتنا زیادہ بھی جس کا آپؐ نے حکم دیا تھا۔

یہودی نے کھجور پر قبضہ کر لیا تو کہا ''اشہد ان لا الہ الا اللہ' وانہ رسول اللہ'' اے عمر رضی اللہ عنہ آپ نے مجھے جو کچھ کرتے دیکھا مجھے اس پر محض اس امر نے آمادہ کیا کہ میں نے تمام صفات مذکورہ توریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مشاہدہ کر لی تھیں صرف حلم باقی تھا' آج میں نے وہ بھی آزما لیا' میں نے آپ کو توریت کی صفت کے مطابق پایا۔

میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ کھجور اور میرے مال کا نصف حصہ تمام فقرائے مسلمین پر صرف ہوگا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا بعض فقراء پر تو اس نے کہا کہ یا بعض فقراء پر۔ اس یہودی کے تمام گھر والے اسلام لے آئے سوائے ایک صد سالہ بڈھے کہ جو اپنے کفر پر قائم رہا۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے نبی ﷺ کی صفت مذکورہ توریت کو دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ''ہاں' واللہ توریت میں بھی آپ کی وہی صفت بیان کی گئی ہے جو قرآن میں ہے۔ یآیھا النبی انا ارسلناك شاھدًا ومبشرا ونذیرا۔ یہی توریت میں ہے کہ اے نبی! ہم نے آپ کو شاہد و بشیر و نذیر اور بے پڑھوں کا محافظ بنا کر بھیجا ہے آپ میرے بندے اور رسول ہیں' میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے' نہ تو بدخلق ہیں نہ سخت کلام نہ راستوں میں بکواس کرنے والے' برائی کے بدلے برائی نہ کریں گے' بلکہ معاف کر دیں گے اور بخش دیں گے' میں اس وقت تک انہیں وفات نہ دوں گا تاوقتیکہ میں ان کے ذریعے سے ٹیڑھے دین کو سیدھا نہ کر دوں' بایں طور کہ لوگ ''لا الہ الا اللہ'' کہنے لگیں اس کے ذریعے سے نابینا آنکھ اور بہرے کان پائیں گے اور غلاف چڑھے ہوئے دل کو اللہ اس طرح کھول دے گا کہ وہ ''لا الہ الا اللہ'' کہنے لگیں۔

کعب احبار نے بھی یہی بیان کیا سوائے اس کے کہ ان کے الفاظ بدلے ہوئے تھے جن کے معانی یہی تھے۔

کثیر بن مرہ سے مروی ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ تمہارے پاس ایسے رسول آ گئے جو نہ توسست ہیں نہ کاہل' وہ ان آنکھوں کو کھولیں گے جو نابینا تھیں' ان کانوں کو شنوا بنائیں گے جو بہرے تھے' ان قلوب کا پردہ چاک کریں گے جو غلاف میں تھے' اور اس سنت کو سیدھا کریں گے جو کج ہو گئی تھی یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ کہا جانے لگے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نعت بعض کتب (سماویہ) میں یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نہ تو بدخلق ہوں گے نہ سخت کلام' نہ بازاروں میں بکواس کرنے والے اور نہ برائی کے عوض برائی کرنے والے بلکہ معاف کریں گے اور درگزر کریں گے' ان کی امت ہر حال میں حمد (وشکر) کرنے والی ہوگی۔

ابن عباس سے ''فاسئلوا اھل الذکر'' کی تفسیر میں مروی ہے کہ ''فاسئلوا'' (دریافت کرلو) کا خطاب مشرکین قریش سے ہے کہ تم یہود و نصاریٰ سے پوچھ لو کہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر توریت و انجیل میں ہے یا نہیں۔

قتادہ سے اس آیت ''ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدیٰ الآیة'' جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی ہدایت و دلائل کو چھپاتے ہیں' کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ یہود ہیں۔ جنہوں نے محمد ﷺ کو چھپایا' حالانکہ ''وھم یجدونه مکتوبة عندھم فی التوراة والانجیل'' (وہ انہیں اپنے یہاں توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں) ''ویعلنھم اللاعنون'' (اور لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں) یعنی اللہ کے ملائکہ و مومنین۔

عیزار بن حریث سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق انجیل میں لکھا ہے کہ نہ بدخلق ہوں گے نہ سخت کلام نہ بازاروں میں بکواس کرنے والے اور نہ برائی کے بدلے برائی کریں گے بلکہ معاف کریں گے اور درگزر کریں گے۔

سہل مولائے عتیبہ سے مروی ہے کہ وہ اہل مریس کے نصرانی تھے اور اپنی والدہ اور چچا کی پرورش میں یتیم تھے' وہ انجیل پڑھا کرتے تھے۔

انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے چچا کا نسخہ (انجیل) لیا اور اسے پڑھا' جب میرے سامنے ایک ورق گزرا تو مجھے اس کی تحریر

سے تعجب ہوا۔ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے چھوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان اوراق کے کچھ حصے لئی سے جوڑے ہوئے ہیں۔

میں نے انہیں چاک کیا تو اس میں محمد ﷺ کی نعت پائی کہ ''نہ تو آپ پست قامت ہوں گے نہ بلند بالا' گورے ہوں گے اور کاکلیں ہوں گی' دونوں شانوں کے درمیان مہر ہوگی' وہ بکثرت زانو سمیٹ کر بیٹھیں گے' اور صدقہ قبول نہ کریں گے' گدھے اور اونٹ پر سوار ہوں گے بکری کا دودھ دوہیں گے' پیوند دار کرتہ پہنیں گے' جو ایسا کرے وہ تکبر سے بری ہے اور وہ ایسا کریں گے۔ وہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہوں گے ان کا نام احمد ہوگا۔

جب میں ذکر محمد ﷺ کے اس مقام تک پہنچا تو میرے چچا آ گئے' انہوں نے ان اوراق کو دیکھا تو مجھے مارا اور کہا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو ان اوراق کو کھولتا اور پڑھتا ہے میں نے کہا کہ اس میں احمد نبی ﷺ کی نعت ہے' انہوں نے کہا کہ وہ ابھی تک نہیں آئے۔

خصائل نبوی کا دِل آویز نظارہ

پیکر خلق عظیم کے اخلاق بزبان سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق دریافت کیے گئے تو انہوں نے کہا کہ آپؐ کے اخلاق بس قرآن تھے (یعنی بالکل قرآن کے مطابق تھے)۔

مسروق بن الاجدع سے مروی ہے کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق بیان کیجئے انہوں نے کہا کہ کیا تم عرب نہیں ہو جو قرآن کو پڑھو' میں نے کہا کہ ہوں کیوں نہیں' انہوں نے کہا کہ قرآن ہی آپؐ کے اخلاق تھے۔

سعید بن ہشام سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سے آگاہ کیجئے انہوں نے کہا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق قرآن تھے۔

قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قرآن انسان کے لیے بہترین اخلاق لایا ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب کا ایک گروہ جمع ہوا اور کہا کہ کاش ہم لوگ امہات المومنین کے پاس جاتے' ان سے وہ اعمال دریافت کرتے جو لوگوں نے نبی محمد ﷺ کی طرف منسوب کیے ہیں۔ شاید ہم لوگ اس کی پیروی کرتے۔

ان لوگوں نے ان کے پاس پھر انہیں بھیجا' مگر قاصد ایک ہی بات لایا کہ تم لوگ اپنے نبی ﷺ کے اخلاق دریافت کرتے ہو' آپؐ کے اخلاق قرآن تھے' آپؐ رات گزارتے تھے' نماز پڑھتے تھے اور سوتے تھے' روزہ رکھتے تھے اور روزہ نہیں بھی رکھتے تھے' اپنی بیویوں کے پاس بھی جاتے تھے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اخلاق میں سب سے بہتر تھے۔

ابی عبداللہ الجدلی سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق اپنے گھر میں کیسے تھے' انہوں نے کہا کہ آپؐ سب سے بہتر اخلاق کے تھے' نہ تو خود حد سے بڑھتے تھے اور نہ دوسروں کو فحش بات سناتے تھے' نہ آپؐ راستوں میں بکواس کرنے والے تھے' آپؐ بدی کے عوض بدی نہیں کرتے تھے بلکہ معاف کرتے اور درگذر فرماتے تھے۔

مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نہ خود حد سے بڑھتے تھے' نہ کسی کو فحش بات سناتے تھے۔

خارجہ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ کچھ لوگ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ: ہم سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق بیان کیجئے' انہوں نے کہا کہ میں تو آنحضرت ﷺ کا پڑوسی تھا میں تم سے کیا کیا بیان کروں۔ جب آپؐ پر وحی نازل ہوتی

تھی تو آپؐ مجھے بلا بھیجتے تھے اور میں اسے آپ کو لکھ دیتا تھا۔ ہم لوگ جب دنیا کا ذکر کرتے تھے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے تھے' تو کیا میں آنحضرت ﷺ کی یہ سب باتیں تم سے بیان کروں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے گھر میں تنہا ہوتے تھے تو کیونکر رہتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ آپؐ سب سے زیادہ نرم اور سب سے زیادہ صاحب کرم تھے' تمہارے مردوں میں سے ایک مرد تھے۔ سوائے اس کے کہ آپؐ ہنسنے والے اور تبسم کرنے والے تھے۔

اسود سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپؐ اپنے متعلقین کی خدمت میں مشغول رہتے تھے' جب نماز کا وقت آتا تھا تو نکل کر نماز پڑھتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ نبی ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ جو تم میں سے کوئی کرتا ہے۔ اپنے کپڑے میں پیوند لگاتے تھے' اور جوتا ٹانکتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اپنا کپڑا سیتے تھے' جوتا ٹانکتے تھے اور وہ کام کرتے تھے جو مرد اپنے گھروں میں کیا کرتے ہیں۔

اسود سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے متعلقین میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپؐ اپنے متعلقین کی خدمت میں مشغول رہتے تھے' جب نماز کا وقت آتا تھا تو نماز کو چلے جاتے تھے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ گھر کے کام کاج کیا کرتے تھے زیادہ تر آپؐ سلائی کرتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کبھی ایسی دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تھا جن میں سے ایک آسان ہو تو آپؐ اسی کو اختیار فرماتے تھے جو آسان ہو۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تھا تو آپ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے تھے۔ بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔ اور اگر وہ گناہ ہوتا تو آپؐ سب سے زیادہ اس سے دور رہنے والے تھے' اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا' سوائے اس کے کہ اللہ کی حرمت کو توڑا جائے' تو آپؐ اللہ کے لیے انتقام لیتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کبھی دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو آپؐ نے ان میں سے آسان کو اختیار فرمایا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی مسلمان پر ایسی کوئی لعنت نہیں کی جو یاد کی جائے' نہ آپؐ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا' سوائے اس کے کہ آپؐ جہاد فی سبیل اللہ میں مارتے تھے۔

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپؐ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپؐ نے اس سے انکار کیا ہو۔ سوائے اس کے کہ آپؐ سے گناہ کا سوال کیا جائے تو بے شک آپؐ سب سے زیادہ دور رہنے والے تھے' کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کو دو باتوں میں اختیار دیا گیا ہو اور

آپؐ نے ان میں سے آسان ترکو نہ اختیار فرمایا ہو۔ جب جبرئیل علیہ السلام سے درس قرآن کا زمانہ قریب ہوتا تھا تو آپؐ خیر میں تیز آندھی سے زیادہ سخی ہوتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ اپنے خادم کو مارا نہ عورت کو اور نہ کبھی کسی اور کو' سوائے اس کے کہ آپؐ جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ اپنے خادم کو مارا نہ عورت کو اور نہ کبھی کسی اور کو' سوائے اس کے کہ آپؐ جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوں' آپ کو جب کبھی دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو ان میں آپ کو سب سے زیادہ پسندیدہ آسان تر بات ہوتی تھی بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو' گناہ کی صورت میں آپؐ اس سے سب سے زیادہ دور رہنے والے تھے' کبھی کوئی بات آپؐ کے ساتھ کی گئی تو آپؐ نے اپنی ذات کے لیے اس کا انتقام نہیں لیا' تاوقتیکہ اللہ کی حرمات نہ توڑی جائیں' اس وقت بے شک آپؐ اللہ کے لیے انتقام لیتے تھے۔

ایک اور روایت کا بھی یہی مضمون ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق حسنہ کے نادر نمونے:

علی بن الحسینؓ (زین العابدین) سے مروی ہے کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی عورت کو مارا نہ خادم کو' آپؐ نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا۔ سوائے اس کے کہ آپؐ جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوں۔

ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک کنواری لڑکی اپنے پردے میں جتنی حیا کرتی ہے رسول اللہ ﷺ اس سے بھی زیادہ حیادار تھے آپؐ جب کوئی بات ناپسند فرماتے تھے تو ہم اس کو آپؐ کے چہرے سے محسوس کر لیتے تھے۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب کوئی مجرم غیر حد میں لایا جاتا تھا تو آپؐ اسے ضرور معاف کر دیتے تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبی ﷺ سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپؐ نے ''نہیں'' فرمایا ہو۔

محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی کسی چیز کے لیے ''نہیں'' نہیں فرماتے تھے جب آپؐ سے درخواست کی جاتی تھی اور آپ کرنا چاہتے تھے تو ''ہاں'' فرماتے تھے اور جب نہیں کرنا چاہتے تھے تو سکوت فرماتے تھے' آپ کی یہ بات مشہور تھی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیر میں سب سے زیادہ سخی تھے رمضان میں جب آپ کی ملاقات جبریلؑ سے ہوتی تھی تو آپ سب اوقات سے زیادہ سخی ہوتے تھے' رمضان میں جبریلؑ ختم ماہ تک ہر شب کو آپؐ سے ملتے تھے اور رسول اللہ ﷺ انہیں قرآن سناتے تھے جب جبرئیل آپؐ سے ملتے تھے تو آپ آندھی سے زیادہ خیر میں سخی ہو جاتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو گالی دیتے تھے' نہ فحش بات فرماتے تھے' اور نہ لعنت کرتے تھے' ہم میں سے کسی سے ناخوشی کے وقت یہ فرماتے تھے کہ ''اسے کیا ہوا' یا اس کی پیشانی خاک آلود ہو''۔

زیاد بن ابی زیاد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دو خصلتیں تھیں جن کو آپ کسی کے سپرد نہ کرتے تھے' رات کا وضو جب آپ اٹھتے تھے' اور سائل کھڑا رہتا تھا یہاں تک کہ آپ اس کو دیتے تھے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہ دیکھا گیا کہ آپ بیت الخلاء سے نکلے ہوں اور وضو نہ کیا ہو۔

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (زوجۂ مطہرہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میری زرد لگن سے وضو کرنا بہت پسند تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو آپؐ نے ان میں سے آسان تر کو اختیار فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا' سوائے اس کے کہ آپ کو اللہ کے بارے میں ایذاء دی جائے تو آپ انتقام لیتے تھے۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ خیرات سوائے اپنے کسی اور کے سپرد کرتے ہوں (یعنی سائل کو اپنے دست مبارک سے عطا فرماتے تھے کسی خادم سے نہیں دلواتے تھے) یہاں تک کہ آپ خود ہی اس صدقے کو سائل کے ہاتھ میں رکھتے تھے۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپؐ نے اپنے وضو (کا پانی لانے) کو کسی کے سپرد کیا ہو' آپ خود ہی اسے مہیا کرتے تھے یہاں تک کہ رات کی نماز (تہجد) پڑھتے تھے۔ (جب بھی کسی سے پانی نہیں منگاتے تھے)۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ نبی ﷺ گدھے پر بھی سوار ہوتے تھے اور غلام کے پکارنے کا جواب دیتے تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ (پکارنے کا) جواب دیتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ گدھے پر سوار ہوتے تھے' اپنے پیچھے (کسی کو) سوار بھی کر لیتے تھے اور غلام کی پکار بھی سنتے تھے۔

حمزہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میں وہ خصلتیں تھیں جو ظالم (امراء) میں نہیں ہوتیں' آپ کو جو سرخ یا سیاہ آدمی پکارتا تھا آپؐ اسے ضرور جواب دیتے تھے' اکثر آپ گری پڑی کھجور پاتے تھے تو (اللہ کی نعمت سمجھ کر) لے لیتے تھے اور اپنے منہ تک لے جاتے تھے۔ آپ کو یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ صدقے (زکوٰۃ) کی نہ ہو (تو پھر نوش نہیں فرماتے تھے) آپ گدھے کی ننگی پیٹھ پر بھی سوار ہوتے تھے جس پر کوئی چیز نہ ہوتی تھی۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ گدھے کی ننگی پیٹھ پر بھی سوار ہوئے ہیں۔

راشد بن سعد المقرئی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غلام کے پکارنے کا بھی جواب دیا ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلام کی پکار کا بھی جواب دیا کرتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ مریض کی عیادت کرتے تھے' جنازے میں شریک ہوتے تھے' گدھے پر سوار ہوتے تھے اور غلام کی پکار پر آ جاتے تھے میں نے جنگ خیبر میں آپ کو ایک گدھے پر دیکھا جس کی باگ کھجور کی چھال کی تھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھا کرتے تھے' زمین پر کھاتے تھے' غلام کی دعوت قبول

کرتے تھے فرماتے تھے اگر مجھے دست (کے گوشت) کی دعوت دی جائے تو ضرور قبول کروں اور اگر مجھے کریلی (کا گوشت) ہدیے کے طور پر دیا جائے تو ضرور قبول کروں آپؐ اپنی بکری بھی (اپنے ہاتھ سے) باندھتے تھے۔

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح غلام کھاتا ہے اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح غلام بیٹھتا ہے کیونکہ میں تو (اللہ کا) غلام ہی ہوں نبی ﷺ دوزانو بیٹھا کرتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت نے نبی ﷺ سے خفیہ طور پر آپ کے عمل کو دریافت کیا تو انہوں نے ان لوگوں کو خبر دی ان میں سے بعض نے کہا کہ میں عورتوں سے نکاح نہ کروں گا۔ بعض نے کہا میں گوشت نہ کھاؤں گا بعض نے کہا کہ میں بستر پر نہ سوؤں گا بعض نے کہا کہ میں روزہ رکھوں گا اور روزہ ترک نہ کروں گا۔

نبی ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا کی اس کے بعد فرمایا کہ ان جماعتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے فلاں فلاں بات کہی میں تو نماز پڑھتا ہوں سوتا ہوں روزہ رکھتا ہوں ترک بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح کرتا ہوں پس جو میری سنت سے منہ پھیرے وہ میرا نہیں ہے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس امت میں سب سے بہتر وہ ہے جس کی سب سے زیادہ بیویاں ہوں۔

حسن سے مروی ہے کہ جب اللہ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا تو فرمایا یہ میرے نبیؐ ہیں یہ میرے پسندیدہ ہیں ان سے محبت کرو ان کی سنت اور ان کے طریقے کو اختیار کرو جن پر دروازے بند نہیں کیے جاتے اور نہ جن کے آگے دربان کھڑے ہوتے ہیں (یعنی ان کی زندگی شاہانہ نہ ہوگی) نہ ان کے پاس صبح کو کھانے کے طباق لائے جاتے ہیں نہ شام کو۔ (یعنی بادشاہوں کی طرح لوگ نذرانہ نہیں دیتے بلکہ فاقے پر فاقے ہوتے ہیں وہ زمین پر بیٹھتے ہیں اپنا کھانا بھی زمین ہی پر کھاتے ہیں اور موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے ہیں گدھے پر سوار ہوتے ہیں اپنے پیچھے بھی کسی کو سوار کر لیتے ہیں (یعنی اپنے ساتھ بٹھانے میں عار نہیں کرتے جیسا کہ امراء کرتے ہیں) آپؐ (کھانے کے بعد) اپنی انگلیاں چاٹ لیتے ہیں۔ اور آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ جو میری سنت سے منہ پھیرے گا وہ میرا نہیں ہے۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن سمرہ سے کہا کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں اور آپؐ بہت خاموش رہنے والے آدمی تھے آپؐ کے اصحاب اشعار پڑھا کرتے تھے زمانہ جاہلیت کی باتوں کا ذکر کرتے تھے اور ہنستے تھے جب وہ ہنستے تھے تو رسول اللہ ﷺ مسکراتے تھے۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سو مرتبہ سے زیادہ بیٹھا ہوں مسجد میں آپؐ کے اصحاب اشعار پڑھا کرتے اور زمانہ جاہلیت کی باتیں بیان کرتے رسول اللہ ﷺ بھی اکثر تبسم فرما دیتے۔

عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تبسم کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہ کسی سخی کو دیکھا نہ شجاع نہ بہادر نہ پاک وصاف۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ بہادر سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ سخی تھے' ایک شب کو اہل مدینہ گھبرائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آواز کی طرف تشریف لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مدینہ سے ملے' حالانکہ آپؐ ان سب کے آگے تھے اور فرمار ہے تھے کہ ہرگز نہ ڈرو۔ آپؐ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر تھے گلے میں تلوار تھی' لوگوں سے فرمانے لگے کہ ہرگز نہ ڈرو' اور آپؐ نے فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کو دریا پایا۔

بکر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اسے تیز دوڑایا اور فرمایا کہ ہم نے اسے دریا پایا۔

قوتِ مردانہ:

صفوان بن سلیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل ایک ہانڈی لائے' میں نے اس میں سے کھایا تو مجھے جماع میں چالیس مردوں کی قوت دی گئی۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس مردوں کی قوت دی گئی تھی' جنت کے ہر شخص کو اسی مردوں کی قوت دی جائے گی۔

طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جماع میں چالیس مردوں کی قوت دی گئی تھی۔

ابوجعفر محمد بن رکانہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کشتی لڑی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پچھاڑ دیا' میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان ٹوپیوں پر عمامے باندھنے کا فرق ہے (یعنی مشرکین بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھتے ہیں اور ہم ٹوپی پر)۔

اپنی ذات سے قصاص لینے کا موقع:

عمر بن شعیب سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ شام میں آئے تو ان کے پاس ایک شخص آیا جوان سے اس امیر (حاکم) کے خلاف فیصلہ کرانا چاہتا تھا جس نے اسے مارا تھا' عمر رضی اللہ عنہ نے اس (حاکم) کے بیڑیاں ڈالنا چاہیں تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ اس کی وجہ سے اس کے بیڑیاں ڈالتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا تب تو ہم آپ کے کسی عہدے پر کام نہ کریں گے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کی وجہ سے' قید کرنے میں پرواہ نہیں کرتا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپؐ اپنی ذات سے قصاص لینے کا موقع دیتے تھے' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا تو کیا ہم اسے راضی کر دیں' انہوں نے کہا کہ تم چاہو تو اسے راضی کر دو۔

عطاء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدش کو اپنی ذات سے قصاص لینے کا موقع دیا۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے اپنی اپنی ذات سے قصاص لینے کا موقع دیا۔

حسن گفتار:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کی طرح پے در پے (تیزی سے) کلام نہیں فرماتے تھے' آپؐ جدا جدا جملوں' سے کلام فرماتے تھے' جس کو ہر سننے والا یاد کر لیتا تھا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کلام میں ترتیل وترسیل تھی (یعنی جملوں کی ترتیب نہایت خوبی سے ہوتی تھی اور بہت ٹھہر ٹھہر کر بیان فرماتے تھے)۔

قراءت اور خوش الحانی:

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قراءت آپ کی ریش مبارک کی حرکت سے معلوم ہو جاتی تھی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قراءت اس طرح تھی' انہوں نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور الحمد للہ رب العالمین'' کے ایک حرف کا طریقہ بتایا۔

قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کی کیفیت دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا کہ آپ کی قراءت مد تھی' پھر کہا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں آپؐ بسم اللہ کو الرحمٰن کو اور الرحیم کو کھینچتے تھے (مد کرتے تھے)۔

قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ نے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا جو خوبصورت اور خوش آواز نہ ہو' یہاں تک کہ اللہ نے تمہارے نبی ﷺ کو مبعوث کیا تو آپ کو بھی خوبصورت وخوش آواز بنا کر بھیجا' آپؐ (قراءت میں) لحن نہیں کرتے تھے مگر کسی قدر مد (یعنی دراز) کرتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین دن سے کم میں قرآن نہیں پڑھتے تھے۔

انداز خطابت:

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لوگوں سے خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ کی دونوں آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں' آپ آواز کو بلند کرتے تھے' اپنے غضب کو تیز کرتے تھے' گویا آپ کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہیں جو صبح یا شام کو آنے والا ہے' اس کے بعد فرماتے تھے کہ میں اور قیامت اس طرح مبعوث ہوئے ہیں' آپؐ کلمے کی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے پھر فرماتے تھے کہ بہترین ہدایت محمد (ﷺ) کی ہدایت ہے' سب سے بری بات وہ ہے جو (دین میں) ایجاد ہو' ہر بدعت (یعنی نو ایجاد) گمراہی ہے' جو مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے متعلقین کا ہے قرض یا جائیداد چھوڑ جائے تو وہ میرے سپرد ہوگا اور میرے ذمے ہوگا۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ اپنے ہاتھ میں چھڑی لے کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔

باکمال اخلاق کا بے مثال شاہکار:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ جس طرح تو نے میری پیدائش اچھی کی اسی طرح

میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔

مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا' وہ کہہ رہے تھے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بدخلق تھے نہ فحش گو' آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے اچھے اخلاق کا ہو۔

ابن عباس و عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جب رمضان آتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی کو رہا کر دیتے تھے' اور ہر سائل کو دیتے تھے۔

اسماعیل بن عیاش سے مروی ہے کہ لوگوں کے گناہوں پر سب سے زیادہ صابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ سے زیادہ کوئی عادت ناگوار نہ تھی' جب کبھی آپ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ادنیٰ سے جھوٹ کی بھی اطلاع ہو جاتی تھی تو آپؐ ان سے رک جاتے تھے یہاں تک کہ آپ کو معلوم ہو جاتا کہ انہوں نے توبہ کر لی ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص ملتا تھا اور آپؐ سے مصافحہ کرتا تھا تو آپؐ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہیں کھینچتے تھے تاوقتیکہ وہ شخص خود ہی اس کو نہ پھیرے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہم نشین کے آگے پاؤں پھیلاتے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

مولائے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا میں نے تمام عطر سونگھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ اچھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے جب کوئی شخص آپؐ سے ملتا تھا اور آپؐ کے ساتھ کھڑا ہو جاتا تھا تو آپ کا ہاتھ پکڑ لیتا تھا تو آپ بھی اس کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے اور اپنا ہاتھ نہ کھینچتے تھے تاوقتیکہ وہ خود اپنے ہاتھ کو نہ کھینچ لے۔ جب آپؐ اصحاب میں سے کسی سے ملتے تھے اور وہ (چپکے سے بات کہنے کو) آپ کا کان لے لیتے تھے تو آپ بھی ان کا کان لے لیتے تھے' پھر اس کو نہ چھڑاتے تھے تاوقتیکہ وہ خود نہ چھڑائیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی شخص آتا تھا اور آپؐ اس کے چہرے پر خوشی دیکھتے تھے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے۔

سعید المعبری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تھے تو اسے قائم رکھتے تھے' یہ نہیں کہ کبھی کریں اور کبھی چھوڑ دیں۔

حسن رفتار:

سیار بن ابی الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو ایک بازار والے کی طرح چلتے تھے نہ تو تھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے اور نہ عاجز۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک جنازے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا جب چلتا تھا تو آپؐ میرے آگے ہو جاتے تھے' میں ایک شخص کی طرف متوجہ ہوا جو میرے پہلو میں تھے' اور کہا کہ آنحضرت کے لیے ابراہیم خلیلؑ کے طرح تو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب چلتے تھے تو ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے اکثر آپ کی چادر درخت یا کسی اور چیز میں اٹک جاتی تھی مگر آپ پلٹتے نہ تھے' لوگ ہنستے تھے اور وہ آپ کے پلٹنے سے بے خوف تھے۔

زید بن مرثد سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی' گویا آفتاب ہے جو اپنے سامنے جاتا ہے' اور نبی ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا گویا زمین آپ کے لیے لپیٹ دی جاتی تھی' ہم لوگ کوشش کرتے تھے (کہ آپ کے ساتھ چلیں) حالانکہ آپ (تیز چلنے کی) کوشش نہیں کرتے تھے۔

آدابِ طعام:

اسحاق بن عیسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو تکیہ لگا کر کھاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ نہ آپ کے نشانِ قدم پر کوئی چل سکتا تھا۔

ابو جحیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے اور آنحضرت ﷺ مکے کے بالائی قطعہ (عوالی) میں تکیہ لگا کر کھانا کھا رہے تھے۔ جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یا محمد (ﷺ) بادشاہوں کی طرح؟ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے۔

زہری سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک فرشتہ آیا جو اس کے قبل آپ کے پاس نہیں آیا تھا' اس کے ہمراہ جبریل علیہ السلام بھی تھے اس فرشتے نے کہا اور جبریل علیہ السلام خاموش رہے کہ آپ کا رب آپ کو اس میں اختیار دیتا ہے کہ آپ نبی و بادشاہ ہوں یا نبی و بندہ۔ نبی ﷺ نے جبریل کی طرف ان سے مشورہ طلب کرنے والے کی طرح دیکھا' جبریلؑ نے مشورہ دیا کہ آپ تواضع کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نبی و بندہ ہونا مجھے پسند ہے۔

زہری نے کہا کہ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ نبی ﷺ نے جب سے یہ کلمہ فرمایا کبھی تکیہ لگا کر نہیں کھایا یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑ گئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے۔ میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی تہد کی گرہ کعبے کے برابر تھی اور کہا کہ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر آپ نبی و بادشاہ بننا چاہیں (تو میں بنا دوں) اور اگر نبی و بندہ بننا چاہیں (تو میں بنا دوں) جبریلؑ نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ تواضع کیجیے' میں نے کہا کہ نبی و بندہ (بننا چاہتا ہوں)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کے بعد نبی ﷺ تکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔

کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تین انگلیوں سے کھاتے دیکھا' انگوٹھے سے اور جو اس کے متصل ہے اور بیچ کی انگلی سے' میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ انگلیوں کے پونچھنے کا ارادہ کرتے تھے تو قبل اس کے کہ انہیں پونچھیں اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹتے تھے' پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے تھے' پھر اس کے قریب والی' پھر انگوٹھا۔

ابی امامہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے میرے سامنے پیش کیا کہ وہ میرے لیے مکے کی کنکریاں کو سونا بنادے' میں نے کہا کہ اے میرے رب نہیں' میں ایک روز بھوکا رہوں گا اور ایک روز پیٹ بھروں گا (یہ آپ ؐ نے تین مرتبہ یا اسی کے قریب فرمایا) جب بھوکا ہوں گا تو تیرے آگے عاجزی کروں گا اور تجھے یاد کروں گا' جب پیٹ بھروں گا تو تیری حمد کروں گا اور شکر کروں گا۔

اخلاق نبوی پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی گواہی:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے مجھے ایک کام سے بھیجا' میں نے لڑکوں کو دیکھا تو ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ نبی ﷺ آئے اور آپ ؐ نے لڑکوں کو سلام کیا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی ایک کنیز کو بھیجا' اس نے دیر کی تو آپ ؐ نے فرمایا کہ اگر قصاص (کا اندیشہ) نہ ہوتا تو میں تجھے اس مسواک سے مارتا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی مگر کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ؐ نے ہم نشینوں کے گھٹنوں کی طرف پاؤں پھیلائے ہوں نہ ایسا ہوا کہ کسی نے آپ ؐ سے مصافحہ کیا ہو اور آپ ؐ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے کھینچ لیا ہو' یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی آپ ؐ سے جدا ہو جاتا تھا' نہ ایسا ہوا کہ کوئی شخص آپ ؐ کے ساتھ کھڑا ہو گیا ہو پھر آپ اس سے ہٹ گئے ہوں تاوقتیکہ وہ شخص خود نہ ہٹے' میں نے جو کام کیا اس کے متعلق آپ ؐ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ اور یہ کیوں کیا' نہ یہ فرمایا کہ تم نے یہ اور یہ کیوں نہ کیا' میں نے عطر سونگھا ہے' مگر کوئی خوشبو رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ اچھی نہیں سونگھی' کبھی ایسا نہ ہوا کہ کسی نے آپ کی طرف (خفیہ بات کے لیے) کان جھکایا ہو اور آپ ؐ نے اپنا سر ہٹا لیا ہو۔ تاوقتیکہ وہ خود نہ ہٹ گیا ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا اشعار پڑھنا:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مثل کے طور پر یہ شعر پڑھ رہے تھے:

كفى بالاسلام والشيب للمرء ناهيا

''یعنی آدمی کو اسلام اور ضعیفی (بدی سے) روکنے کے لیے کافی ہے''۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ شاعر نے تو اس طرح کہا ہے:

كفى الشيب والاسلام للمرء ناهيا

''ضعیفی اور اسلام انسان کو بدی سے روکنے کے لیے کافی ہے''۔

پھر بھی رسول اللہ ﷺ یہی فرماتے تھے:

كفى بالاسلام والشيب للمرء ناهيا

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ ؐ اللہ کے رسول ہیں' نہ تو آپ کو شعر کا علم ہے اور نہ یہ آپ ؐ کے لیے مناسب ہے۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ آپ ؐ نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو بطور مثل شعر پڑھتے

سنا' تو انہوں نے کہا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو کبھی کبھی یہ شعر پڑھتے تھے:

ویأتیك بالاخبار من لم یُزَوِّدْ

''اور تیرے پاس وہ شخص خبریں لائے گا جس کو تر دد نہیں''۔

اخلاق کریمانہ میں حیاء کا پہلو:

یحییٰ بن عبید الجہضمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کے لیے اسی طرح تکیہ لگاتے تھے جس طرح مکان (میں بیٹھنے) کے لیے۔

مقداد بن شریح نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ کی قسم کھا کر بیان کرتے سنا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا کسی نے آپ کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے نہیں دیکھا۔

حبیب بن صالح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام استراحت میں داخل ہوتے تھے تو اپنا جوتہ پہن لیتے تھے اور اپنا سر ڈھانک لیتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (استنجاء سے) نکل کر پانی بہا دیا کرتے تھے' پھر مٹی سے مسح (تیمم) کرتے تھے میں کہتا تھا کہ یا رسول اللہ پانی تو آپ کے قریب ہے' فرماتے تھے' کیا معلوم' شاید میں اس کے پاس نہ پہنچوں۔

مولائے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ نہیں دیکھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں جاتے تھے تو تاوقتیکہ اس مقام کے قریب نہ ہو جائیں جس کا ارادہ ہوتا تھا آپ اپنے کپڑے نہ اٹھاتے تھے۔

کثرتِ عبادت:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی نماز پڑھتے تھے کہ آپ کے پاؤں پر ورم آ جاتا تھا آپ سے (کسی کو) کہا جاتا تو فرماتے تھے کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہ ہوئی تاوقتیکہ آپ کی اکثر نماز بیٹھ کر نہ ہوگئی' آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے نزدیک وہ عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ کم ہو۔

پانی پینے کا نبوی انداز:

ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے مروی ہے کہ انس برتن میں (پانی پیتے وقت) دو یا تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔ اور بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برتن میں تین مرتبہ سانس لیتے دیکھا گیا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ زیادہ خوش گوار مبارک اور نیک ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا' لہٰذا میں بھی پینے میں تین مرتبہ سانس لیتا ہوں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیاسے ہوتے تھے تو اپنی آواز پست کر دیتے تھے اور چہرہ ڈھانک

لیتے تھے۔

قابل رشک ادائیں:

عطاء سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہم گروہ انبیاء کو حکم دیا گیا ہے کہ سحری میں تاخیر کریں‘ افطار میں تعجیل کریں۔ اور نماز میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھیں۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی کسی نماز میں جمائی لیتے نہیں دیکھا گیا۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازے کے ساتھ کبھی سوار نہیں ہوئے۔

عبدالعزیز بن ابی رواد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنازے میں شریک ہوتے تھے تو خاموشی زیادہ کرتے تھے اور اپنے دل میں باتیں زیادہ کرتے تھے‘ لوگ خیال کرتے تھے کہ آپ میت کے بارے میں دل میں باتیں کرتے ہیں‘ نہ آپ کو (اس وقت) کوئی جواب دیتا تھا اور نہ آپؐ سے سوال کیا جاتا تھا۔

راشد بن سعد وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تھے تو اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے۔

رسول عربی ﷺ کا غسل اور وضوء:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاع (پانی) سے غسل کرتے تھے اور ایک مد (پانی) سے وضو کرتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں رات کو اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں رہا۔ رسول اللہ ﷺ اٹھے‘ آپؐ نے غسل کیا‘ پھر آپ ﷺ کے پاس رومال لایا گیا مگر آپؐ نے اسے نہیں چھوا فرمانے لگے۔ ہاتھ سے اس طرح یعنی نمی کو ہاتھ سے خشک کرتے رہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا‘ اپنی ریش مبارک میں خلال کیا‘ اور فرمایا کہ میرے رب نے مجھے اس کا حکم دیا ہے۔ راوی اول عبید اللہ نے اپنا داہنا ہاتھ اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کیا کہ گویا وہ اپنی داڑھی آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔

ایاس بن جعفر الحنفی سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک رومال تھا جس سے آپؐ وضو کے وقت پانی پونچھتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر چیز میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے‘ وضو کرنے میں‘ چلنے میں اور جوتا پہننے میں۔

عبادات میں عادت مبارکہ:

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح فرماتے اور اس میں اللہ کا نام لیتے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز جس میں صلیب کی تصویر ہو بغیر توڑے نہیں چھوڑتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی ضرورت کے بھولنے کا اندیشہ کرتے تھے تو اپنی چھنگلیا یا اپنی انگوٹھی میں ڈورا لپیٹ لیتے تھے۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبے اور پنج شنبے کو روزہ رکھتے تھے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا روزہ رکھتے تھے کہ کہا جاتا تھا آپؐ روزہ رکھتے ہیں' اور روزہ اتنا ترک کرتے تھے کہ کہا جاتا تھا آپؐ نے روزہ ترک کر دیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر میں کھجوروں سے افطار فرماتے تھے پھر (نماز کو) چلے جاتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی تاریک گھر میں نہیں بیٹھتے تھے تاوقتیکہ آپؐ کے لیے چراغ نہ روشن کر دیا جائے۔

خلق عظیم کا مرقع کامل:

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ تاکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس منافق کی فریاد کریں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے کھڑے نہ ہو اللہ ہی کے لیے کھڑے ہو۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نیا پھل لایا جاتا تھا تو آپؐ اسے بوسہ دیتے تھے آنکھوں سے لگاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے اللہ جس طرح تو نے ہمیں اس کا اوّل دکھایا ہے اسی طرح اس کا آخر بھی دکھا۔

ابی حمید یا ابی اسید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میری جانب سے کوئی حدیث سنو جس کو تمہارے دل مان لیں' تمہارے روئیں اور بشرے اس کے لیے نرم ہو جائیں اور تم یہ سمجھو کہ وہ تم سے قریب ہے تو میں تم سے زیادہ اس کے قریب ہوں (یعنی اگر وہ مضمون میرے اور تمہارے مناسب ہے تو سمجھ لو کہ میں نے بیان کیا ہوگا) اور جب تم میری جانب سے کوئی ایسی حدیث سنو جس کا تمہارے دل انکار کریں' اس سے تمہارے روئیں اور بشرے نفرت کریں اور تم یہ سمجھو کہ وہ تم سے بعید ہے تو میں بہ نسبت تمہارے اس سے بہت زیادہ دور ہوں (کہ میں نے ایسی بری بات نہ کہی ہوگی)۔

قبول ہدیہ ورد صدقہ:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرمالیا کرتے تھے اور صدقہ نہیں قبول فرماتے تھے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور صدقہ نہیں کھاتے تھے۔

حبیب بن عبید الرحبی سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تھی تو آپؐ فرماتے تھے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو نہیں کھاتے تھے' اور اگر کہا جاتا' کہ ہدیہ ہے تو کھا لیتے تھے۔

چند یہودی آپؐ کے پاس ایک پیالہ ثرید کا لائے تو استفسار فرمایا کہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ عرض کی کہ ہدیہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھا لیا' ان میں سے بعض نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (اس کے کھانے میں) بندے کی طرح بیٹھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے' فرمایا کہ میں بندہ ہوں اور بندے ہی کی طرح بیٹھتا ہوں۔

عون بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تھی تو آپؐ فرماتے تھے کہ یہ صدقہ ہے یا ہدیہ' اگر وہ لوگ کہتے کہ صدقہ ہے تو آپؐ اسے اہل صفہ کے پاس بھجوا دیتے تھے' اگر کہتے کہ ہدیہ ہے تو آپ اسے رکھوا لیتے' اور اہل صفہ کو بلا لیتے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس غیر قرابتداروں کے یہاں سے کھانا لایا جاتا تھا تو آپؐ دریافت کرتے تھے' اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو کھاتے تھے' اور اگر کہا گیا کہ صدقہ ہے (ہم لوگوں سے) فرماتے تھے کہ کھاؤ' خود نہیں کھاتے تھے۔

رشید بن مالک سے مروی ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔ ایک شخص ایک طباق لایا جس میں کھجوریں تھیں' فرمایا کہ یہ کیا ہے' صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اس شخص نے کہا کہ صدقہ ہے فرمایا کہ اسے اس قوم (اصحاب صفہ) کے آگے بڑھا دو۔ حسن رضی اللہ عنہ آپؐ کے آگے مٹی میں کھیل رہے تھے' انہوں نے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں رکھ لی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھ لیا' آپؐ نے اپنی انگلی ان کے منہ میں ڈال کر وہ کھجور نکال لی' اسے پھینک دیا اور فرمایا کہ ہم آل محمد (ﷺ) صدقہ نہیں کھاتے۔

نبی ﷺ کے صحابی عبداللہ بن بسر سے مروی ہے کہ میری بہن رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ بھیجا کرتی تھیں آپؐ اسے قبول فرماتے تھے۔

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے' صدقہ نہیں قبول فرماتے تھے۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسریٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ بھیجا آپؐ نے قبول فرمایا' سلاطین آپ کو ہدیہ بھیجتے تھے تو آپؐ قبول فرماتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے دست (کا گوشت) بطور ہدیہ بھیجا جائے تو میں ضرور قبول کرلوں گا' اور اگر مجھے کریلی (کے گوشت) کی دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کرلوں گا۔

حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے دست کی دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں اور اگر یہی بطور ہدیہ دیا جائے تو ضرور قبول کروں۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گئے' آپؐ کے پاس کھانا لایا گیا جس میں گوشت نہ تھا۔ فرمایا' کیا میں تمہارے یہاں ہانڈی نہیں دیکھتا ہوں؟ لوگوں نے عرض کی' جی ہاں۔ یہ بریرہ کو بطور صدقہ دیا گیا ہے' اور آپؐ صدقہ نہیں کھاتے' فرمایا کہ وہ مجھے تو بطور صدقہ نہیں دیا گیا ہے' اگر تم لوگ کھلاؤ گے تو ضرور کھالوں گا۔

ابوعبداللہ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ یہی مضمون ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ وہ بریرہ کے لیے صدقہ ہے اور بریرہ کی جانب سے ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ نے مجھ پر اور میرے اہل بیت پر صدقہ حرام کر دیا ہے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں اپنے گھر میں کھجوریں پڑی دیکھتا ہوں جن کو میرا جی چاہتا ہے'

مگر مجھے اس کے کھانے سے اس کے صدقہ ہونے کا خوف باز رکھتا ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک کھجور پر گزر ہوا جو راستے میں پڑی ہوئی تھی' فرمایا کہ اگر مجھے اس کے صدقہ ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ضرور کھا لیتا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک پڑی ہوئی کھجور پر گزر ہوا تو انہوں نے اسے کھا لیا۔

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ سو رہے تھے' سوتے سوتے جنبش کی اور بیدار ہو گئے' پہلو کے نیچے ایک کھجور پائی اسے آپ نے لے کر نوش فرما لیا' آخر شب تک سخت بے چین رہے اور آپ کو نیند نہیں آتی تھی' آپ نے بعض ازواج سے بیان کیا کہ اپنے پہلو کے نیچے ایک کھجور پائی جو کھالی' مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ صدقے کی نہ ہو۔

عبدالملک بن المغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے بنی عبدالمطلب صدقہ لوگوں کا میل کچیل ہے' لہٰذا نہ تو اسے کھاؤ اور نہ اس پر عامل (کلکٹر) بنو۔

فخر دو عالم ﷺ کی مرغوب غذائیں:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حلوا اور شہد پسند تھا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو اتفاق سے اہل مدینہ میں سے ایک درزی نے آپ کی دعوت کی تھی وہ آپ کے پاس جو کی روٹی اور بہت سی چربی لایا' اس میں لوکی بھی تھی' میں نے دیکھا کہ آپ کو لوکی پسند آ رہی تھی' میں اسے نبی ﷺ کے آگے بڑھانے لگا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب سے میں نے لوکی کو نبی ﷺ کو پسند آتے دیکھا ہے اس روز سے وہ مجھے بھی پسند ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو لوکی پسند تھے۔

ابی طالوت سے مروی ہے کہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ لوکی کھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے پیارے درخت' رسول اللہ ﷺ کے تجھے پسند فرمانے سے تو مجھے بھی کیسا پسند ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہمارے یہاں لوکی ہوتی تھی تو ہم اس میں رسول اللہ ﷺ کو ترجیح دیتے تھے۔

عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو ککڑی کھجور کے ساتھ کھاتے دیکھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہانڈی کے پاس آتے تھے' اس میں سے دست (کی بوٹی) لے لیتے تھے اور اسے نوش فرماتے تھے' پھر نماز پڑھتے تھے' نہ وضو کرتے تھے' نہ کلی کرتے تھے۔

عمرو بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے دست نوش فرمایا' پھر اٹھے کلی کی اور نماز پڑھی وضو نہیں کیا۔

اسحٰق بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ام حکیم بنت الزبیر ان میں سے تھیں جو نبی ﷺ کو اسی طرح کچھ ہدیہ بھیجتی تھیں' ایک روز

نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے ایک دست آپؐ کے آگے رکھا وہ اس کے پارچے کرنے لگیں اور نبی ﷺ نوش فرمانے لگے' پھر آپ اٹھے اور نماز پڑھی' وضونہیں کیا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گوشت نوش فرمایا اور نماز پڑھی' وضونہیں کیا۔

ابورافع سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے لیے بکری ذبح کی تو آپؐ نے فرمایا کہ اے ابورافع دست مجھے دے دو' میں نے آپ کو دے دیا' پھر فرمایا کہ دست مجھے دے دو' میں نے آپ کو (دوسرا بھی) دے دیا پھر آپؐ نے فرمایا کہ دست مجھے دے دو' عرض کی یارسول اللہ کیا بکری کے دو سے زائد دست بھی ہوتے ہیں' فرمایا اگر تم خاموش رہتے جو جو میں مانگتا تھا وہ مجھے ضرور دیتے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تر کھجور اور پکا ہوا گوشت ساتھ ساتھ نوش فرماتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا۔ روٹی کا ثرید اور کھجور کا ثرید یعنی حلوا تھا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ثرید پسند تھا۔

علی بن الاقمر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کھجور کھاتے تھے' جب آپؐ اس کے ردی حصے پر پہنچتے' تو اسے اپنے ہاتھ میں رکھ لیتے کوئی عرض کرتا کہ یہ جو بچ گئی ہے مجھے عطا فرما دیجئے تو فرماتے کہ میں جس چیز سے اپنے لیے ناخوش ہوں اس سے تمہارے لیے بھی خوش نہیں۔

عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعید نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ انہیں ایک پیالہ صاف ستھری سفید چیز بطور ہدیہ دی گئی تو انہوں نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ یہ کھانا تو میں نے دیکھا بھی نہیں' راوی نے دریافت کیا کہ کیا اس کو نبی ﷺ نہیں کھاتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپؐ نے تو اسے آنکھ سے بھی نہیں دیکھا' انہوں نے کہا کہ آپؐ کے لیے تو جَو کا آٹا پیسا جاتا اسے (بجائے چھاننے کے) دو مرتبہ (بھوسی اڑانے کے لیے) منہ سے پھونکا جاتا' پھر آپؐ کے لیے (کھانا تیار کیا جاتا اور آپ نوش فرماتے)۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے لیے رسول اللہ ﷺ کو کھاتے دیکھنے کے بعد اب آٹا نہ چھانا جائے۔

ربیع اور بنت معوذ بن عضراء دونوں سے مروی ہے' بنت معوذ کہتی ہیں کہ میں نبی محمد ﷺ کے پاس ایک دوپٹہ بھر کھجور اور پرند کے بچے کا کچھ پارچہ لائی آپؐ نے اس میں سے کھایا مجھے ایک لپ بھر کر زیور یا سونا دیا۔ اور فرمایا کہ اس کا زیور پہنو۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے شیریں پانی تلاش کیا جاتا تھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک طباق کھجور بطور ہدیہ رسول اللہ ﷺ کو دی گئی' آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور ایک ایک مٹھی لے کر مجھے دینے لگے کہ ازواج کو بھجوا دی جائیں ایک مٹھی آپؐ نے لی نوش فرمایا اور اس کی گٹھلی اپنی بائیں طرف پھینکنے لگے ایک سیاہ بکری آپؐ کے پاس سے گزری' اس نے اسے کھالیا۔

ناپسندیدہ غذائیں:

ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپؐ مجھے کھانا بھیجا کرتے تھے، جب میں آپ کی انگلیوں کا نشان دیکھتا تھا تو اس میں ہاتھ ڈالتا تھا، یہ کھانا جو آپؐ نے مجھے بھیجا ہے اس میں آپ کی انگلیوں کا نشان نہیں پایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، اس میں پیاز تھی، میں نے اس فرشتے کی وجہ سے اس کا کھانا پسند نہیں کیا جو میرے پاس آتا ہے، تم لوگ کھاؤ۔

سوید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک پیالہ (کھانا) لایا گیا جس میں لہسن تھا، آپؐ نے اس کی بو محسوس کی تو اپنا ہاتھ روک لیا، معاذ نے بھی اپنا ہاتھ روک لیا، اور ساری جماعت نے اپنے اپنے ہاتھ روک لیے، آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا ہوا انہوں نے کہا کہ آپؐ نے اپنا ہاتھ روک لیا اس لیے ہم لوگوں نے بھی اپنے اپنے ہاتھ روک لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بسم اللہ تم لوگ کھاؤ، میں تو اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم لوگ سرگوشی نہیں کرتے۔

ابوصخر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بادام کے ستو لائے گئے۔ آپؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ انہیں دور رکھو یہ تو دولت میں مست ہونے والوں کا شربت ہے۔

یزید بن قسیط سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ستو لائے گئے جو بادام کے تھے جب پیش ہوا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ بادام کے ستو، آپؐ نے فرمایا کہ اسے مجھ سے دور رکھو، یہ ناز پروردوں کے پینے کی چیز ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو گھی پنیر اور ایک گوہ بطور ہدیہ دی گئی، آپؐ نے گھی اور پنیر نوش فرمایا گوہ کے لیے فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جو میں نے کبھی نہیں کھائی، جو اسے کھانا چاہے وہ کھائے، وہ آپؐ کے دسترخوان پر کھائی گئی۔

ثابت بن ودیعہ انصاری سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک گوہ لائی گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک امت ہے جو مسخ کردی گئی (یعنی بطور عذاب انسان کو اس شکل میں بدل دیا گیا) واللہ اعلم۔

ثابت بن یزید بن ودیعہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ہمراہ تھے (شکار میں) گوہیں ملیں تو ہم نے انہیں بھونا، ایک گوہ نبی ﷺ کے پاس لائے۔ آپؐ نے ایک لکڑی لی اور اس (گوہ) کی انگلیاں گننے لگے، اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کی امت مسخ کرکے زمین کے حیوانات بنادیے گئے، مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون سے حیوان ہیں، آپؐ نے اسے نہ کھایا اور نہ منع کیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تھے کہ ایک خوان لایا گیا جس میں گوہ کا گوشت تھا، آنحضرت ﷺ نے کھانا چاہا تو میمونہ نے کہا: یارسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا: نہیں، عرض کی: یہ گوہ کا گوشت ہے، فرمایا: یہ وہ گوشت ہے جو میں نے کبھی نہیں کھایا، آپؐ کے پاس فضل بن عباس وخالد بن ولید رضی اللہ عنہم اور ایک خاتون بھی تھیں، خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا: نہیں، تم لوگ کھاؤ، فضل وخالد رضی اللہ عنہما اور ان خاتون نے کھایا، میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں وہ چیز نہ کھاؤں گی جو رسول اللہ ﷺ نہ کھائیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سات گوہیں ایک بہت بڑے پیالے میں لائی گئیں جن پر گھی پڑا ہوا تھا، فرمایا تم لوگ کھاؤ، خود نہیں نوش فرمایا، لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ کیا ہم کھالیں حالانکہ آپ نوش نہیں فرماتے؟ ارشاد

ہوا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔

ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک گوہ لائی گئی تو فرمایا: اسے پشت کی طرف پلٹ دو' لوگوں نے اسے پلٹ دیا حکم ہوا کہ اسے شکم کی طرف پلٹ دو' لوگوں نے اسے پلٹ دیا تو فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک خاندان جس پر اللہ نے غضب کیا تھا بھٹکتا رہا' اگر وہ ہوگا تو یہی ہوگا' اگر وہ ہوگا تو یہی ہوگا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب میں اور خالد بن الولید رضی اللہ عنہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کے پاس گئے میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا میں آپ لوگوں کو اس ہدیے میں سے نہ کھلاؤں جو ہمیں ام عتیق نے دیا ہے؟ فرمایا: ہاں' دو بھنی ہوئی گوہیں لائی گئیں' نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے انہیں غور سے دیکھا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی' کیا آپؐ اسے ناپسند فرماتے ہیں' فرمایا ہاں' ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں آپؐ لوگوں کو وہ دودھ نہ پلاؤں جو ہمیں بطور ہدیہ دیا گیا ہے' فرمایا بہتر ہے۔ ایک برتن دودھ کا لایا گیا' رسول اللہ ﷺ نے نوش فرمایا' آپ کی داہنی طرف میں تھا بائیں طرف خالد رضی اللہ عنہ مجھ سے فرمایا کہ پیو' یہ تمہارا ہے' چاہو تو اس میں خالد رضی اللہ عنہ کو بھی شریک کرلو' عرض کی: میں ایسا نہیں ہوں کہ آپ کے بچے ہوئے میں اپنے اوپر خالد کو ترجیح دوں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو اللہ کوئی کھانا کھلائے تو اسے یہ کہنا چاہیے کہ اے اللہ ہمیں اس میں برکت دے اور ہمیں اس سے بہتر کھلا' جس کو اللہ دودھ پلائے تو اسے یہ کہنا چاہیے کہ اے اللہ ہمیں اس میں برکت دے اور زیادہ دے' کیونکہ دودھ کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جو کھانے اور پینے سے کفایت کرے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ام حفید خالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو گھی پنیر اور چند گوہیں بطور ہدیہ بھیجیں' آپؐ نے گھی اور پنیر نوش فرمایا اور ناپسندیدگی کی وجہ سے گوہوں کو چھوڑ دیا وہ رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر کھائی گئیں۔ اگر حرام ہوتیں تو رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو آواز دی کہ آپ گوہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام کہتا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک گوہ لائی گئی تو فرمایا کہ ہم لوگ شہری ہیں' اس سے ہمیں کراہیت آتی ہے۔

عورت اور خوشبو سے محبت:

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے دنیا میں عورتوں اور خوشبو سے محبت دی گئی اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں عیش دنیا میں سوائے عورتوں اور خوشبو کے کچھ نہیں چاہتا۔

میمون سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عیش دنیا میں سے سوائے عورت اور خوشبو کے کچھ حاصل نہیں کیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں' خوشبو' عورتیں اور کھانا' آپؐ نے دو چیزیں پائیں

اور ایک چیز نہیں پائی' عورت اور خوشبو پائی کھانا نہیں پایا۔

سلمہ بن کہیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے کوئی ایسی چیز نہیں پائی جو آپ کو عورت اور خوشبو سے زیادہ پسند ہو۔

معقل بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑے سے زیادہ کوئی چیز پسند نہ تھی' پھر کہا: اے اللہ معاف کرنا' عورت سے زیادہ کوئی چیز پسند نہ تھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ خوشبودار ہوا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا برآمد ہونا جان لیتے تھے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے تو خوشبودار ہوا سے پہچان لیے جاتے تھے۔

ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے مروی ہے کہ انس (ہدیہ) خوشبو واپس نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو واپس نہیں فرماتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خوشبو پیش کی گئی ہو اور آپؐ نے واپس کر دی ہو۔

محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اے اماں' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو لگاتے تھے' انہوں نے کہا ہاں' ذکارۃ الطیب لگاتے تھے' میں نے کہا ذکارۃ الطیب کیا چیز ہے۔ انہوں نے کہا کہ مشک وعنبر۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خوشبو (سک) تھی جس میں سے آپؐ لگاتے تھے۔

ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشک کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا یہ سب سے اچھی خوشبو نہیں ہے۔

عبید بن حریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس خلوق (خوشبو) کو اچھا سمجھتے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پسند تھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب دھونی لیتے تھے تو کافور کو عود پر رکھتے تھے' اس سے دھونی لیتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح دھونی لیتے تھے۔

الفقر فخری کے تاجدار کے معاشی حالات:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی راتیں خالی پیٹ گزارتے تھے' آپؐ کے متعلقین کو رات کا کھانا نہ ملتا تھا اور ان حضرات کی روٹی اکثر جو کی ہوتی تھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک ٹکڑا روٹی کا نبی علیہ السلام کے پاس لائیں آپؐ نے فرمایا کہ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ ٹکڑا کیسا ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے ایک ٹکیا پکائی تھی میرا جی خوش نہ ہوا میں یہ ٹکڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی' فرمایا کہ تین دن کے بعد یہ سب سے پہلا کھانا ہے جو تمہارے والد کے منہ میں گیا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھوک کی وجہ سے اپنی پشت سے پتھر باندھتے تھے۔

مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک روز جس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے حدیث بیان کر رہی تھیں تو یکا یک رونے لگیں میں نے کہا کہ ام المومنین آپ کو کیا چیز رلاتی ہے کہا کھانے سے میں سیر نہیں ہوئی' جب رونا چاہا تو اس پر روئی کہ رسول اللہ ﷺ پر چار چار مہینے گزر جاتے تھے کہ آپ گیہوں کی روٹی سے پیٹ نہ بھرتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پے در پے تین تین دن تک آل محمد ﷺ صبح و شام جو کی روٹی سے بھی شکم سیر نہ ہوئے یہاں تک کہ آپؐ اللہ سے واصل ہو گئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آل محمد (ﷺ) تین دن تک گیہوں کی روٹی سے شکم سیر نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی' نہ آپؐ کے دسترخوان سے کوئی ٹکڑا روٹی فاضل اٹھایا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک چاند سے دوسرا چاند آل رسول اللہ ﷺ پر گزر جاتا تھا کہ آپ کے مکانوں میں آگ نہ سلگائی جاتی تھی' نہ روٹی کے لیے نہ ساگ کے لیے' لوگوں نے کہا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پھر یہ لوگ کس چیز سے جیتے تھے انہوں نے کہا کہ کھجور اور پانی سے' انصار ہمسایہ تھے اللہ انہیں جزائے خیر دے' ان کے دودھ والے جانور تھے' وہ لوگ آپ کو کچھ دودھ بھیج دیا کرتے تھے۔

ابوامامہ سے مروی ہے کہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ سے جو کی روٹی بھی فاضل نہ ہوتی تھی۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ آل محمدؐ میں واللہ ایک صاع (۳/۲/۱ سیر) غلہ بھی رات بھر نہ رہا' حالانکہ وہ نو گھر تھے واللہ آنحضرت ﷺ نے یہ کلمہ اللہ کے رزق کو کم سمجھ کر نہیں فرمایا' بلکہ اس سے آپ نے اپنی امت کی غم خواری کی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ واللہ آل محمدؐ پر متعدد راتیں ایسی گزرتی تھیں کہ وہ شام کا کھانا نہ پاتے تھے۔

حسینین کے مولی ولید کے بعض خاندان والوں سے مروی ہے کہ جس وقت ہم لوگ اپنی ایک گزرگاہ پر کھانا کھا رہے تھے تو ہمیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نظر آئے' ہم نے انہیں مرحبا کہا اور کہا کہ آیئے (کھانا کھایئے) انہوں نے کہا نہیں' واللہ میں اسے نہ چکھوں گا' رسول اللہ ﷺ کی اس حالت میں وفات ہوگئی کہ نہ آپ جو کی روٹی سے شکم سیر ہوئے نہ آپؐ کے اہل و عیال۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن میں دو مرتبہ شکم سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ واصل بحق ہو گئے' نہ ہم نے شکم سیری کی وجہ سے آپ کا بچا ہوا کھانا اٹھایا' یہاں تک کہ آپ اللہ سے واصل ہو گئے سوائے اس کے کہ ہم اسے کسی غیر حاضر کے لیے اٹھا لیتے تھے۔

پھر عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ آپ لوگوں کی معاش کیا تھی' انہوں نے کہا کہ پانی اور کھجور' ہمارے ہمسایہ انصار تھے اللہ انہیں جزائے خیر دے' ان کے دودھ والے جانور تھے وہ ان کا دودھ ہمیں پلاتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آل محمد تین دن تک گیہوں کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے' یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی' نہ

آپؐ کے دستر خوان سے کوئی فاضل ٹکڑا اٹھایا گیا' یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پے در پے دو یا زیادہ دن سوائے جَو کی روٹی کے آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کسی چیز سے سیر نہیں ہوئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آل محمدؐ پے در پے تین دن گیہوں کے کھانے سے شکم سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی راہ چلے گئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ واللہ آل محمدؐ پر ایک ایک مہینہ ایسا گزر جاتا تھا کہ ہم لوگ روٹی تک نہ پکاتے تھے' راوی نے پوچھا کہ ام المومنین پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نوش فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے ہمسایہ انصار تھے' اللہ انہیں جزائے خیر دے ان کے پاس کچھ دودھ ہوتا تھا اسی میں سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دیتے تھے۔

نوفل بن ایاس الہذلی سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف ہمارے ہم نشین تھے اور بڑے اچھے ہم نشین تھے' ایک روز وہ واپسی میں ہمیں بھی لے گئے ہم ان کے گھر میں داخل ہوئے' انہوں نے غسل کیا' باہر آئے اور ہمارے ساتھ بیٹھ گئے' ایک لگن لائے جس میں روٹی گوشت تھا جب وہ رکھا گیا تو عبدالرحمٰن رونے لگے' میں نے کہا کہ اے ابو محمد آپ کو کیا چیز رُلاتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تو اس حالت میں ہوگئی کہ نہ آپ جَو کی روٹی سے شکم سیر ہوئے اور نہ آپؐ کے اہل بیت' میں یہ نہیں خیال کرتا کہ ہم لوگ اس (گوشت روٹی) کے لیے چھوڑ دیئے گئے ہیں' اس لیے کہ یہ ہمارے لیے بہتر ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سوکھے ٹکڑے سے بھی شکم سیر نہ ہوئے۔ اور آپؐ دنیا کو چھوڑ گئے' تمہاری یہ کیفیت ہے کہ تم لوگ دنیا کو رائیگاں لیے ہوئے ہو' یہ کہہ کے انہوں نے اپنی انگلیاں بجائیں۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مغیرہ بن الاخنس کے پاس سے گزرا کرتے تھے اور وہ کھانا کھاتے ہوتے تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا کھانا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میدے کی روٹی اور فربہ گوشت' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میدہ (نقی) کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آٹا ہے' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تعجب کیا پھر کہا کہ اے مغیرہ تم پر تعجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ عزوجل نے اس حالت میں اٹھا لیا کہ آپ روٹی اور روغن زیتون سے بھی دن میں دو مرتبہ شکم سیر نہ ہوئے۔ تم اور تمہارے ساتھی یہاں آپس میں دنیا کو رائیگاں کیے ہوئے ہو وہ اس طرح اپنی انگلی سے بجاتے تھے کہ گویا وہ لوگ بچے ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح یا شام کے کھانے میں کبھی گوشت روٹی کو جمع نہیں کیا بجز اس کے کوئی خاص حالت پیش آئے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ولیمے میں حاضر ہوا جس میں نہ گوشت تھا نہ روٹی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تھے ان کا نان پز کھڑا ہوتا تھا ایک روز انہوں نے (ہم سے) کہا کہ کھاؤ' مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی باریک روٹی دیکھی یا بھونی ہوئی بکری تا آنکہ آپ واصل بحق ہو گئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک میں ایک روز میں دو کھانے کبھی جمع نہیں ہوئے اگر آپؐ نے گوشت

نوش فرمایا تو اس پر کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا' کھجور کھائی تو اس کے ساتھ کوئی دوسری چیز نہیں' اور اگر روٹی کھائی تو تنہا' آپؐ مریض آدمی تھے' عرب آپؐ سے کسی دوا کی تعریف کرتے تھے تو آپؐ اسی سے علاج کرتے تھے اور عجم جس کی تعریف کرتے تھے آپؐ اس سے علاج کرتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور دن میں دو مرتبہ جو کی روٹی سے بھی شکم سیر نہ ہوئے اگر ہمیں کوئی طباق بطور ہدیہ بھیجا جاتا تھا جس میں کھجور اور چربی کا برتن ہوتا تو ہم اس سے خوش ہوتے تھے۔

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک رات کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بکری کی ایک ران بھیجی میں نے وہ کاٹی اور رسول اللہ ﷺ کی خاطر اسے پکڑے رہی' یا رسول اللہ ﷺ نے کاٹی اور میں پکڑے رہی' عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ بغیر چراغ کے (آپ گوشت کاٹ رہی ہیں) انہوں نے کہا کہ اگر ہمارے پاس چراغ ہوتا تو ہم روٹی اسی سالن کے ساتھ کھاتے' آل محمد ﷺ پر ایک ایک مہینہ گزر جاتا ہے کہ نہ وہ روٹی پکاتے ہیں نہ ہانڈی چڑھاتے ہیں حمید نے کہا کہ میں نے صفوان سے بیان کیا تو انہوں نے کہا ان لوگوں پر دو دو مہینے گزر جاتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ گھر میں بیٹھی تھی' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بکری کی ایک ران بطور ہدیہ بھیجی' گھر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں اسے تاریکی میں کاٹ رہی تھی کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ کیا آپ لوگوں کے پاس چراغ نہیں ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر ہمارے پاس چراغ جلانے کو تیل ہوتا تو ہم اسے کھاتے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شب کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں سے ہمارے یہاں ایک ران آئی' میں اسے پکڑے ہوئے تھی اور نبی ﷺ کاٹ رہے تھے' یا نبی ﷺ پکڑے ہوئے تھے اور میں کاٹ رہی تھی' پھر قوم کے ایک شخص نے ان سے کہا کہ ام المومنین کیا اس وقت آپ لوگوں کے پاس چراغ نہیں ہے' انہوں نے کہا کہ اگر ہمارے پاس چراغ ہوتا تو ہم اسے کھاتے (یعنی تیل ہوتا تو اسے کھانے میں استعمال کرتے' پھر بچتا تو چراغ جلاتے)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی مگر آپ دن میں دو مرتبہ بھی روٹی اور زیتون سے شکم سیر نہ ہوئے۔

نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی وسعت رزق و کثرت فتوح کا ذکر کرتے سنا' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ بھوک کی وجہ سے اپنا دن اس طرح گزارتے تھے کہ ردی کھجوریں بھی نہ ملتی تھیں جس سے اپنا شکم مبارک بھرتے۔

نعمان بن بشیر ایک خطبے میں کہتے تھے کہ لوگو اللہ کا شکر کرو' رسول اللہ ﷺ پر اکثر ایسا دن گزرتا تھا کہ آپؐ ردی کھجور سے بھی شکم سیر نہ ہوتے تھے۔

نعمان بن بشیر منبر پر سے کہتے تھے کہ تمہارے نبی ﷺ ردی کھجور سے بھی شکم سیر نہ ہوتے تھے' اور تم لوگ جملہ اقسام کی کھجور اور مکھن کے بغیر راضی نہیں ہوتے' یا بغیر مختلف اقسام کے لباس کے راضی نہیں ہوتے۔

عمران بن زید المدانی سے مروی ہے کہ میرے والد نے کہا: ہم لوگ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ''اماں سلام علیک'' کہا انہوں نے ''وعلیک'' کہا اور رونے لگیں' پوچھا' ام المومنین آپ کا رونا کس سبب سے ہے' کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے بعض لوگ قسم قسم کے کھانے کھاتے ہیں' پھر ایسی دوائیں تلاش کرتے ہیں جن سے کھانا ہضم ہو' اس پر مجھے تمہارے نبی ﷺ یاد آ گئے' اور اسی یاد نے مجھے رُلا دیا' آپ دنیا سے اس حالت میں گئے کہ شکم مبارک ایک دن میں دو کھانوں سے نہیں بھرا۔ آپ جب کھجور سے شکم سیر ہوتے تھے تو روٹی سے شکم سیر نہ ہوتے تھے اور جب روٹی سے شکم سیر ہوتے تھے تو '' کھجور سے شکم سیر نہ ہوتے تھے بس اسی بات نے مجھے رُلایا۔

محمد بن المنکدر سے مروی ہے کہ مجھے عروہ بن زبیر ملے۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

اے ابوعبداللہ' میں نے ''لبیک'' کہا تو انہوں نے کہا کہ میں اپنی اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا وہ بولیں' اے میرے فرزند' میں نے لبیک کہا اس پر وہ کہنے لگیں کہ واللہ ہم لوگ چالیس چالیس رات اس طرح گزارتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں آگ کے نام نہ چراغ روشن ہوتا تھا نہ اور کچھ' میں نے عرض کی کہ اے اماں! پھر آپ لوگ زندہ کیوں کر رہتے تھے انہوں نے کہا کہ پانی اور کھجور سے۔

معاویہ بن قرہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ اس طرح گزارتے تھے کہ سوائے پانی اور کھجور کے کوئی غذا نہ ہوتی تھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو بطور ہدیہ کھجور دی گئی' آپ اسے ہدیۃً بھیجنے لگے' میں نے آپ کو بھوک کی وجہ سے اکڑوں بیٹھ کر اس میں سے کھاتے دیکھا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ام سلیم (والدۂ انس) نے انس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کھجور کا ایک طباق محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیجا' انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اس میں سے مٹھی بھر بھر کے بعض ازواج کو بھیجنے لگے' پھر اس میں سے اس انداز سے نوش فرمایا کہ معلوم ہوتا تھا گویا آپ کو اس کی اشتہاء ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے جَو کی روٹی اور چربی پر نبی ﷺ کی دعوت کی تو آپ نے قبول فرمالی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی وفات اسی حالت میں ہوئی کہ ہم لوگ پانی اور کھجور سے بھی شکم سیر نہ ہوئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ایسے وقت ہوئی کہ لوگ پانی اور کھجور سے پیٹ بھرتے تھے۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن میں دو مرتبہ شکم سیر نہ ہوئے' یہاں تک کہ آپ نے دنیا کو چھوڑ دیا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے (دسترخوان پر سے) کوئی چیز کبھی نہیں اٹھائی گئی اور نہ آپ کے ہمراہ کوئی چٹائی لے جائی گئی جس پر آپ بیٹھتے۔ (یعنی سفر میں)۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ روغن زیتون سر میں لگایا' جذب ہونے کے قابل نہ تھا۔

اسماء بنت یزید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی' اور جس روز آپ کی وفات ہوئی آپ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں ایک وسق (تقریباً ۵ من) جَو کے عوض رہن تھی۔

ابو حازم سے مروی ہے کہ میں نے سہل بن سعد سے پوچھا کہ کیا یہ چھلنیاں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس زمانے میں ایک چھلنی بھی نہیں دیکھی۔

رسول اللہ ﷺ نے تو جَو بھی چھنا ہوا نہیں کھایا' یہاں تک کہ آپؐ نے دنیا کو چھوڑ دیا' میں نے کہا کہ آپ لوگ (جَو کو) کیا کرتے تھے' انہوں نے کہا کہ اسے پیس لیتے تھے اس کی بھوسی پھونک دیتے تھے' جو اڑنا ہوتی تھی وہ اڑ جاتی اور جو رہ جاتی تھی اسے رہنے دیتے تھے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ایسے وقت ہوئی کہ مسلمانوں کے پاس کوئی چھلنی نہ تھی۔

سلمیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم لوگوں کے پاس کوئی چھلنی نہ تھی' جب جَو پسوائے جاتے تھے تو ہم لوگ اسے صرف پھٹک لیتے تھے۔

ابن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جَو کا آٹا بغیر چھنا کھاتے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: اے اللہ میں تجھ سے بھوک سے پناہ مانگتا ہوں' وہ بری ساتھی ہے۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات نہ ہوئی تاوقتیکہ آپ کی اکثر غذا جَو کی روٹی اور کھجور نہ ہوگئی۔

حکیم بن جابر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک کدو دیکھا گیا تو پوچھا گیا آپؐ اسے کیا کرتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہم اکثر اسی کو غذا بناتے ہیں جس پر ہمارے عیال کا گزارہ ہوتا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ بھوکے رہا کرتے تھے۔ راوی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ بھوک کیسی ہوتی تھی؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں کی کثرت سے جو آپ کو گھیرے رہتے تھے اور مہمانوں کی وجہ سے اور اس قوم کی وجہ سے جو محض اسی سے آپؐ کے ساتھ رہتی تھی آپ کبھی کوئی کھانا نہ کھاتے تھے۔ جس میں ہمراہ اصحاب اور وہ اہل حاجت جو مسجد سے پیچھے پیچھے ہو لیتے تھے نہ ہوں' جب اللہ نے خیبر فتح کر دیا تو لوگوں کو کسی قدر وسعت ہوگئی' حالانکہ اب تک تنگی تھی اور معاش نہایت دشوار تھی' یہ ایسا ملک تھا جو پتھریلا تھا زراعت نہ ہوتی تھی' باشندوں کی غذا محض کھجور تھی۔ لوگ اسی حالت پر تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینے تشریف لائے' اس روز سے آپ کی وفات تک سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا خوان رسول اللہ ﷺ کے یہاں جاری تھا' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے انصار بھی یہی کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب بکثرت ہمدردی کرتے تھے' لیکن حقوق بھی کثیر تھے' آنے والوں کی بھی کثرت تھی' ملک میں تنگی تھی کوئی معاش نہ تھی' میوے اور پھل جو نکلتے تھے وہ محض پھلوں کے رس سے نکلتے تھے جن کو لوگ اپنے کندھوں پر لاد کر لاتے تھے یا اونٹ پر اونٹ اس کو کھاتے تھے' اکثر باغوں پر خشک سالی ہو جاتی تھی اس سال وہ پھل بھی نہ ملتے تھے۔

مقدام بن معد یکرب سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں جس کو آدمی بھرے' آدمی کو اتنے لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت کو قائم رکھیں اگر اسے (اس سے زائد کھانے سے) چارۂ کار نہ ہو تو (پیٹ کا) تہائی حصہ اس کے کھانے کے لیے اور تہائی پینے کے لیے اور تہائی سانس کے لیے ہے۔

شمائل نبوی کا حسین منظر

جمالِ مصطفیٰ کی رعنائیاں:

ایک انصاری سے مروی ہے کہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے جو مسجد کوفہ میں اپنی تلوار کے پرتلے کو کمر میں لٹکائے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی صفت و کیفیت دریافت کی تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ سرخی مائل خوب گورے رنگ کے تھے۔ آپ کی آنکھیں نہایت خوبصورت سیاہ تھیں بال سیدھے (یعنی بغیر گھونگر کے) تھے۔ ریش مبارک خوب گھنی تھی رخسارہ بھرا ہوا نہ تھا۔ بال کانوں تک تھے (یعنی پٹے تھے) سینہ و شکم کے بال باریک تھے۔ گردن چاندی کا لوٹا معلوم ہوتی تھی' سینے سے ناف تک شاخ کی طرح بال تھے' سینہ و شکم میں اس کے سوا کوئی بال نہ تھا ہتھیلی بھری ہوئی تھی جب چلتے تھے تو اس انداز سے کہ گویا انحدار فرما رہے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا پتھر کی چٹان سے اتر رہے ہیں جب مڑتے تھے تو پورے مڑتے تھے (یعنی صرف گردن پھیر کر نہیں دیکھتے تھے) آپؐ کے چہرے کا پسینہ موتی معلوم ہوتا تھا پسینے کی خوشبو تیز خوشبو والی مشک سے بھی زیادہ پاکیزہ تھی' نہ پست قامت تھے نہ بلند و بالا' نہ کسی کام میں عاجز تھے اور نہ بدخلق (خلاصہ یہ کہ) میں نے آپ کا مثل نہ آپؐ سے پہلے دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بڑے سر' بڑی آنکھ' لمبی پلک آنکھ میں بڑی سرخی' گھنی داڑھی اور چمکتے رنگ والے تھے' جب آپؐ چلتے تھے تو اس طرح جھک جاتے تھے کہ گویا کسی بلندی پر چل رہے ہیں' اور جب مڑتے تھے تو پورے مڑتے تھے' آپ کی ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو بلند قامت تھے نہ پست قد' سر بڑا اور داڑھی گھنی تھی' ہتھیلی اور قدم پر گوشت تھے' رنگ میں خوب سرخی کی آمیزش تھی مونڈھے پر گوشت تھے سینہ و شکم کے بال دراز تھے' جب آپؐ چلتے تو بلندی پر چلنے کی طرح چلتے تھے گویا نشیب میں اتر رہے ہیں' نہ میں نے آپؐ سے پہلے آپ کا مثل دیکھا نہ آپؐ کے بعد۔

یوسف بن مازن الراسبی سے مروی ہے کہ کسی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم سے نبی ﷺ کا حلیہ بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ نہ تو آپ مائل بہ بلندی تھے اور نہ متوسط اندام سے زیادہ تھے مجمع میں سب سے بلند نظر آتے تھے' رنگ بہت زیادہ گورا اور سر بڑا تھا۔ حسین اور کشادہ ابرو تھے' پلکیں طویل تھیں' ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھے۔ جب چلتے تھے تو جھک جاتے تھے گویا نشیب میں اتر رہے ہیں' چہرے پر پسینہ موتی معلوم ہوتا تھا' نہ میں نے آپ ﷺ سے پہلے آپ کا مثل دیکھا نہ آپ کے بعد۔

بے مثل سراپا:

ابراہیم بن محمد سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے تھے تو کہتے تھے کہ نہ تو آپؐ انتہائی طویل تھے اور نہ کچھ ایسے پست قامت' آپؐ قوم سے بلند رہتے تھے بال نہ تو بالکل گھونگریالے تھے اور نہ محض سیدھے' بلکہ ایسے گھونگریالے تھے جو متوسط تھے' نہ تو آپؐ بہت لاغر تھے اور نہ پیشانی و چہرہ بہت پر گوشت تھا' آپؐ کے چہرے میں گولائی تھی۔ خوب گورے تھے' آنکھیں خوب صورت اور سیاہ تھیں پلکیں طویل تھیں' سر اور دونوں شانے کے درمیان کی جگہ فراخ تھی (یعنی سینہ خوب چوڑا تھا) بدن پر بال نہ تھے' سینے سے ناف تک بال تھے' ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھے' چلتے تھے تو اس طرح جھک کر کہ معلوم ہوتا تھا گویا نشیب میں جا رہے ہیں' مڑتے تھے تو پورے مڑ جاتے تھے' دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی آپؐ خاتم النبیین تھے' ہاتھ کے سب سے زیادہ سخی' دل کے سب سے زیادہ قوی اور زبان کے سب سے زیادہ سچے تھے' آپؐ سب سے زیادہ ذمہ داری کے پورا کرنے والے تھے' طبیعت میں سب سے زیادہ نرم اور میل جول میں سب سے زیادہ گرم تھے جو شخص یکایک آپ کو دیکھتا تو آپؐ سے مرعوب ہو جاتا تھا اور جسے صحبت و مخاطبت کا شرف حاصل ہوتا وہ محبت کرنے لگتا تھا۔ آپ کی تعریف کرنے والا کہتا تھا کہ نہ میں نے آپؐ کے پہلے آپ کا مثل دیکھا نہ بعد۔

عبید اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اے ابوالحسن ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کیجئے تو انہوں نے کہا کہ آپؐ خوب گورے تھے' سفیدی میں سرخی کی آمیزش تھی پلکیں طویل تھیں آنکھیں سیاہ تھیں نہ آپؐ پست قد تھے نہ بلند و بالا' البتہ قد مائل بہ بلندی تھا' شانے بڑے تھے' سینے پر بال تھے نہ تو آپؐ کے بال گھونگریالے تھے نہ سیدھے' ہتھیلی اور قدم پر گوشت تھے' جب آپؐ چلتے تھے تو اس طرح جھک کر چلتے تھے کہ گویا بلندی پر چل رہے ہیں' چہرے پر پسینہ موتی معلوم ہوتا تھا۔ میں نے نہ آپؐ کے قبل کوئی آپ کا مثل دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا تھا' میں ایک روز لوگوں کو خطبہ سنا رہا تھا کہ علمائے یہود میں سے ایک عالم اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لیے کھڑا اس میں دیکھ رہا تھا' اس نے مجھے پکارا اور کہا کہ ہم سے ابوالقاسم کا حلیہ بیان کیجئے۔

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو پست قد ہیں اور نہ نمایاں بلند قامت بال نہ بالکل گھونگریالے ہیں نہ سیدھے بلکہ دونوں کے درمیان ہیں' اور سیاہ ہیں سر بڑا ہے رنگ میں سرخی ہے' شانوں کے درمیان ہڈیاں بڑی ہیں' ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت ہیں سینے سے ناف تک کے بال طویل ہیں' پلکیں لمبی ہیں اور ابرو باہم ملی ہوئی ہیں' پیشانی کشادہ ہے دونوں شانوں کے درمیان بہت فاصلہ ہے' جب آپؐ چلتے ہیں تو اس طرح جھک کر چلتے ہیں کہ گویا نشیب میں اتر رہے ہیں' نہ میں نے آپؐ کے پہلے آپ کا مثل دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد کوئی آپ کا مثل دیکھا۔

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ خاموش ہو گیا پھر پوچھا کہ اور کیا ہے' میں نے کہا کہ یہی مجھے یاد ہے' اس عالم نے کہا کہ آپ کی

آنکھوں میں سرخی ہے داڑھی خوب صورت اور چہرہ حسین ہے کان پورے ہیں آپ سامنے بھی پورے متوجہ ہوتے ہیں اور پیچھے بھی (یعنی صرف گردن پھیر کر نہیں دیکھتے بلکہ کسی طرف دیکھنا ہوتا ہے تو سارا بدن اسی طرف پھیر لیتے ہیں)۔

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ آپ کی یہی صفت ہے عالم نے کہا کہ اور بھی ہے۔ پوچھا وہ کیا عالم نے کہا کہ آپ میں آگے کی طرف جھکاؤ ہے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہی وہ بات ہے جو میں نے اس طرح تم سے بیان کی آپ اس طرح چلتے ہیں گویا نیچے اتر رہے ہیں اس عالم نے کہا کہ میں یہی صفت اپنے والد کی کتاب میں پاتا ہوں اور میں آپ کے متعلق یہ بھی پاتا ہوں کہ آپ اللہ کے حرم وامن و بیت اللہ سے مبعوث ہوں گے پھر آپ ایک ایسے حرم کی طرف ہجرت کریں گے جس کو آپ خود حرم بنائیں گے اور اس کی حرمت بھی ایسی ہی ہوگی جیسی حرمت اس حرم کی ہے جس کو اللہ نے حرم بنایا ہے۔ ہم آپ کے ان انصار کو جن کے پاس آپ نے ہجرت فرمائی ہے اولاد عمر بن عامر کی ایک قوم پاتے ہیں جو کھجور کے باغ والے ہیں۔ ان سے قبل اس زمین کا باشندہ یہود کو پاتے ہیں۔

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ایسے ہی ہیں اور وہی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس عالم نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی اور تمام انسانوں کی طرف اللہ کے رسول ہیں۔ بس اسی عقیدے پر میں زندہ رہوں گا اور اسی پر مروں گا اور ان شاء اللہ اسی پر (قیامت میں) اٹھایا جاؤں گا پھر وہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتے تھے اور علی رضی اللہ عنہ انہیں قرآن سکھاتے تھے اور شرائع اسلام بتاتے تھے اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ اور وہ عالم وہاں سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس (عالم) کی وفات ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے تھے اور آپ کی تصدیق کی تھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے بلند تھے نہ تو آپ بہت دراز قد تھے نہ پست قامت نہ ایسے گورے جو بالکل سفید ہوں اور نہ سیاہی مائل گندم گوں (بلکہ سرخی مائل تھے) نہ آپ کے بال بالکل گھونگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ گورے اور چمک دار نورانی رنگ کے تھے جب آپ چلتے تھے تو آگے کو جھک کر چلتے تھے میں نے حریر نہ دیبا (ریشم) نہ اور کوئی چیز رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم پائی نہ میں نے آپ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار مشک یا عنبر سونگھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ گندمی رنگ کے تھے میں نے کوئی مشک یا عنبر رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قدم پر گوشت تھے۔ آپ کو پسینہ بہت آتا تھا میں نے آپ کے بعد آپ کا مثل نہیں دیکھا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ پست قد تھے نہ بلند قامت۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی پر گوشت تھی اور قدم بھی۔ آپ خوبصورت تھے میں نے آپ

کے بعد آپ کا مثل نہیں دیکھا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی باہیں لمبی تھیں' دونوں شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا' آپؐ پورے آگے کی طرف پھرتے اور پورے پیچھے کی طرف میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں' آپؐ نہ بدخلق تھے' نہ بدزبان' اور نہ بازاروں میں بکواس کرنے والے۔

محمد بن سعید المسیب سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب کسی اعرابی کو یا کسی ایسے شخص کو دیکھتے تھے جس نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا تھا تو کہتے تھے کہ کیا میں تم سے نبی ﷺ کی تعریف نہ بیان کروں؟ آپؐ کے قدم پر گوشت تھے' پلکیں لمبی تھیں اور گورے تھے۔

محبوب خدا ﷺ کی دلربا ادائیں:

آپؐ ایک دم سے سامنے متوجہ ہوتے تھے اور ایک دم سے پیچھے مڑتے تھے میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں آپ کا مثل نہ میں نے پہلے دیکھا نہ بعد کو۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کوئی چیز رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھی عارض منور گویا ایک درخشندہ آفتاب تھا' رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا گویا آپؐ کے لیے زمین لپیٹ دی جاتی تھی' ہم لوگ اپنے آپ کو (اتنا تیز چلنے کے لیے) مشقت میں ڈالتے تھے' آپؐ بے ساختہ چلتے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھے پنڈلیاں اور کلائیاں بڑی تھیں' دونوں شانے موٹے تھے اور شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا سینہ بھی خوب چوڑا تھا سر کے بال نہ سیدھے تھے نہ گھونگریالے' پلکیں لمبی اور داڑھی خوب صورت تھی' کان پورے تھے' مجمع میں بلند نظر آتے تھے' نہ دراز قد' نہ پست قامت' سب لوگوں سے زیادہ خوش رنگ تھے' ایک دم سے آگے مڑتے تھے اور ایک دم سے پیچھے مڑتے تھے۔ میں نے تو آپ کا مثل نہ دیکھا نہ سنا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی پلکیں لمبی تھیں' کولے گورے تھے' جب سامنے مڑتے تو پورے مڑتے تھے اور جب پیچھے مڑتے تھے تو پورے مڑتے تھے' میری آنکھ نے تو نہ آپ کا مثل دیکھا اور نہ ہرگز کبھی دیکھے گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا عارض منور آفتاب کی طرح روشن تھا' اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا' گویا زمین آپؐ کے لیے لپیٹ دی جاتی تھی' ہم لوگ کوشش کرتے تھے کہ آپ کو پالیں اور آپؐ بے ساختہ چلتے تھے۔

حسن کامل کا مرقع کامل:

بنی عامر کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ابو امامہ الباہلی کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابو امامہ آپ عرب ہیں' جو کچھ بیان کریں گے اسے کافی شافی بیان کریں گے' لہٰذا مجھ سے رسول اللہ ﷺ کا ایسا وصف بیان کیجئے کہ گویا میں آنحضرت ﷺ کو دیکھ

رہا ہوں۔

ابوامامہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے گورے رنگ کے تھے جس میں سرخی غالب تھی' آنکھیں سیاہ وخوبصورت تھیں' پلکیں لمبی تھیں۔ شانے موٹے تھے' بانہوں اور سینے پر بال تھے' ہاتھ پاؤں پر گوشت تھے' سینے پر ناف تک بالوں کی لکیر تھی' مردوں میں آپؐ سے لمبے بھی تھے اور ٹھگنے بھی تھے (یعنی آپؐ متوسط اندام تھے) لباس میں دوسحوی (کچے سوت کی) چادریں تھیں' تہد آپ ﷺ کے گھٹنے سے تین چار انگل نیچے رہتی تھی' جب آپؐ چادر اوڑھتے تو اسے لپیٹتے نہ تھے' بغل کے نیچے کر لیتے تھے' چلتے تو اس طرح جھک کر چلتے کہ گویا بلندی پر چل رہے ہیں' جب آپؐ مڑتے تو پورے بدن سے مڑتے تھے' آپ ﷺ کے شانوں کے درمیان خاتم نبوت تھی۔

عامری نے کہا کہ آپ نے تو اس طرح مجھ سے وصف بیان کیا کہ اگر آنحضرت ﷺ سب لوگوں میں ہوتے جب بھی میں آپ کو ضرور پہچان لیتا۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دہانہ بڑا تھا' اور ایڑی میں گوشت بہت کم تھا۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کا وصف بیان کیا تو ان سے ایک شخص نے کہا کہ کیا آنحضرت ﷺ کا چہرہ مثل تلوار کے تھا تو جابر نے کہا کہ شمس وقمر کی طرح گول تھا۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ' سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بلند نظر آتے تھے' آپؐ کے شانوں کے درمیان کا فاصلہ بہت تھا' بال کان کی لو تک پہنچ جاتے تھے اور بدن پر سرخ لباس تھا۔

براء سے مروی ہے کہ آپؐ کے شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا نہ آپؐ پست قد تھے نہ بلند قامت۔

یزید الفارسی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے امیر بصرہ ہونے کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ شیطان کو میرے مشابہ بننے کی طاقت نہیں' اس لیے جس نے مجھے (میرے واقعی حلیے کے ساتھ) خواب میں دیکھا تو اس نے مجھی کو دیکھا' تو کیا تم اس شخص کا جس کو تم نے خواب میں دیکھا ہے حلیہ بیان کر سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں' میں آپؐ سے بیان کرتا ہوں۔

میں نے ایک شخص کو دیکھا جو دو آدمیوں کے بیچ میں ہیں (یعنی صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کے) ان کا جسم وگوشت گندم گوں مائل بہ سفیدی ہے' حسین دہن ہے' آنکھیں سرمہ آلود ہیں' چہرے کے خط وخال خوبصورت ہیں' داڑھی یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی ہے (ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک اشارہ کیا) یہاں تک کہ سینے کو بھرے دے رہی ہے۔ عوف (راوی) نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ اس کے ساتھ اور کیا تعریف تھی' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تم آنحضرت ﷺ کو بیداری میں دیکھتے تو اس سے زیادہ آپ کی صفت نہ بیان کر سکتے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے عیسیٰ وموسیٰ وابراہیم علیہم السلام کو دیکھا' عیسیٰ علیہ السلام

تو گھونگریالے بال کے سرخ رنگ کے اور چوڑے سینے کے تھے‘ موسیٰ علیہ السلام گندم گوں خوبصورت جسم والے اور سیدھے بال والے تھے‘ جیسے رُط (جاٹ) ہوتے ہیں لوگوں نے عرض کی کہ ابراہیم علیہ السلام (کیسے تھے) فرمایا کہ اپنے صاحب یعنی خود آنحضرت ﷺ کو دیکھ لو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ بغیر پورے بدن کے نہ مڑتے تھے‘ جب چلتے تھے تو اس طرح اطمینان سے کہ آپؐ میں سستی نہ ہوتی تھی۔

جریری سے مروی ہے کہ میں ابی طفیل کے ہمراہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا‘ انہوں نے کہا کہ میرے سوا کوئی شخص زندہ نہیں رہا۔ جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو‘ پوچھا کیا آپ نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے؟ کہا کہ ہاں‘ میں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی کیا صفت تھی‘ انہوں نے کہا کہ آپ گورے خوبصورت اور میانہ قد کے تھے۔

جریری سے مروی ہے کہ میں نے ابی الطفیل سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آنحضرت ﷺ گورے اور خوب صورت تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سخی‘ زیادہ بہادر‘ زیادہ شجاع و دلیر‘ اور زیادہ نورانی و پاک صاف کسی کو نہیں دیکھا۔

زیاد مولائے سعد سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں‘ آپؐ نے تو اس کا قصد بھی نہیں کیا‘ آپ کا بڑھاپا آپ کی ٹھڈی اور نیچے والے ہونٹ کے درمیان اور آپ کی پیشانی میں تھا (یعنی یہاں کے چند بال سفید ہوئے تھے) اگر میں ان (سفید بالوں) کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا‘ میں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی صفت (حلیہ) کیا تھی؟

انہوں نے کہا کہ آپؐ نہ تو لمبے تھے نہ پست قد‘ نہ بہت زیادہ گورے اور نہ گندم گوں (سانولے) نہ بال بالکل سیدھے تھے نہ بالکل گھونگریالے‘ داڑھی بہت خوب صورت اور پیشانی کشادہ تھی‘ رنگ میں سرخی ملی ہوئی تھی‘ انگلیاں پر گوشت تھیں‘ سر اور داڑھی کے بال نہایت سیاہ تھے۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ (نماز کے بعد) داہنی طرف اس طرح سلام پھیرتے تھے یہاں تک کہ آپؐ کے رخسارے کا گوراپن نظر آتا تھا (یعنی اس طرح مڑتے تھے کہ صف والے آپؐ کے رخسار دیکھتے تھے)۔

شیخ بنی کنانہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ گورے‘ قوم میں بلند اور سب سے حسین تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سرخی مائل گورے تھے‘ انگلیاں پر گوشت تھیں‘ نہ بلند قامت ہی تھے نہ پست قد‘ بال نہ تو بالکل سیدھے تھے نہ بالکل گھونگریالے جب چلتے تھے تو لوگ آپؐ کے پیچھے دوڑتے تھے‘ تم آپ کا مثل کبھی نہ دیکھو گے۔

ابی الطفیل سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے روز دیکھا‘ نہ تو چہرے کے شدید گورے پن کو کبھی

بھولوں گا اور نہ بالوں کی شدید سیاہی کو وہ لوگ بھی ہیں جو آپؐ سے زیادہ لمبے ہیں اور وہ لوگ بھی ہیں جو آپؐ سے زیادہ پست قد ہیں۔ آپؐ پیادہ چل رہے تھے اور لوگ بھی پیادہ چل رہے تھے میں نے اپنی والدہ خولہ سے کہا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں پوچھا آپ کا لباس کیا تھا' انہوں نے کہا کہ وہ مجھے اب یاد نہیں۔

ام بلال سے مروی ہے کہ میں نے جب کبھی رسول اللہ ﷺ کا شکم مبارک دیکھا تو مجھے تہ کیے ہوئے کاغذ ضرور یاد آ گئے جو ایک دوسرے پر ہوتے ہیں۔

ابوایوب بن خالد سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرح کوئی آدمی مستعد نہیں دیکھا' آپ ﷺ مثل نصف چاند کے تھے۔

عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قدم سب سے خوبصورت تھے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا بایاں پاؤں پھیلا دیتے تھے' یہاں تک کہ اس کا ظاہری حصہ سیاہ نظر آتا تھا۔

محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی گرفت نہایت مضبوط تھی۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی' سب سے زیادہ بہادر سب سے زیادہ خوبصورت گورے اور خوش رنگ تھے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مونچھیں کترواتے تھے' اور آپؐ سے پہلے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی اپنی مونچھیں کترواتے تھے۔

عوف سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہنستے نہ تھے صرف مسکراتے تھے' اور پلٹتے تھے تو پورے بدن سے پلٹتے تھے (صرف گردن نہ پھیرتے تھے)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مڑتے تھے تو پورے بدن سے مڑتے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جو خوش آواز اور خوب صورت نہ ہو' سب سے آخر میں تمہارے نبی کو بھیجا۔ آپ بھی خوبصورت و خوش آواز تھے' آپؐ (قراءت میں) گٹکری نہ کرتے تھے البتہ کسی قدر مد کرتے تھے۔

نافع بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میرا بدن بھاری ہو گیا ہے' لہٰذا تم لوگ نماز کے قیام اور رکوع و سجود میں مجھ سے سبقت نہ کرو۔ (یعنی میرے قیام و رکوع و سجود کے بعد کیا کرو' کیونکہ امام سے پہلے جائز نہیں)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کوئی نماز بیٹھ کر نہ پڑھتے جب سن دراز ہوا تب بیٹھنے لگے' یہاں تک کہ جب سورت کی تیس یا چالیس آیتیں رہ جاتی تھیں تو اٹھ کر پڑھتے تھے اور سجدہ کرتے تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن اقرم الخزاعی سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ وہ اپنے والد کے ساتھ ایک سخت مین کے ہموار میدان میں تھے' جو سرزمین ''عزہ'' میں تھا' ہمارے پاس سے ایک رسالہ گزرا' ان لوگوں نے راستے کے کنارے قیام کیا مجھ سے والد نے کہا کہ نماز شروع کی گئی' اتفاق سے ان لوگوں میں رسول اللہ ﷺ بھی تھے' ان لوگوں کے ساتھ میں نے

بھی نماز پڑھی‘ وہ منظر میری آنکھوں میں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ سجدہ کرتے تھے تو گویا میں آپ کی دونوں بغلوں کے بال دیکھتا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بحالت سجدہ شکم کو زمین سے دور کیے ہوئے دیکھا‘ اور میں نے آپؐ کے بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔

میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے ہاتھ دور رکھتے تھے یہاں تک کہ جو آپؐ کے پیچھے ہوتا تھا وہ آپ کی بغل کی سفیدی دیکھتا تھا۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو آپ کی بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ منظر میری آنکھوں میں ہے کہ نبی ﷺ جب سجدے میں ہوتے تھے تو آپؐ کے کولوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو آپ کی بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ ہم سے براء رضی اللہ عنہ نے (رسول اللہ ﷺ کی نماز کی) صفت بیان کی‘ وہ اپنی ہتھیلیوں پر ٹک گئے‘ سرین بلند کر دیئے۔ اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح سجدہ کرتے تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیشانی کے بالائی حصے سے مع پیشانی کے بالوں کی جڑ کے سجدہ کرتے تھے۔

جمال رسالت کا بیان بزبان سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما:

حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ التمیمی سے دریافت کیا‘ وہ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ بیان کیا کرتے تھے میں چاہتا تھا کہ مجھ سے بھی کچھ بیان کریں‘ اس لیے میں ان کے ساتھ رہتا تھا۔

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بڑے بزرگ ومحترم ومعظم تھے‘ چہرۂ مبارک اس طرح چمکتا تھا جس طرح چاند چودھویں شب کو چمکتا ہے‘ متوسط قد والے سے لمبے اور دراز قد والے سے چھوٹے تھے سر مبارک بڑا تھا‘ بال نہ گھونگریالے تھے نہ بالکل سیدھے‘ جب بال بکھرتے تھے تو کنگھی کر لیتے تھے لیکن اگر بڑھاتے تھے تو کانوں کی لو سے آگے نہ بڑھتے تھے‘ رنگ خوبصورت اور چمکدار تھا پیشانی کشادہ تھی‘ ابرو باریک اور دراز تھیں‘ ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصے کی حالت میں متحرک ہو جاتی تھی۔ ناک ایسی تھی کہ بیچ سے بانسہ ابھرا ہوا تھا‘ اور نتھنے چھوٹے چھوٹے تھے‘ آپ کا ایک نور تھا جو ناک کے اوپر اس طرح تھا کہ جو شخص اس پر غور نہ کرے وہ سمجھے کہ آپ کی ناک ہی اتنی بلند ہے‘ داڑھی گھنی تھی‘ دہانہ بڑا تھا‘ دانت باہم ملے ہوئے نہ تھے‘ سینے پر بالوں کی لکیر باریک تھی گردن لمبی اور خوبصورت تھی‘ اس میں خون کی سی خوبصورت سرخی تھی جو صفائی میں چاندی کی طرح تھی‘ مزاج معتدل تھا‘ بدن

بھاری بڑے ضابطہ و متحمل تھے' سینہ اور پیٹ برابر تھا (یعنی ناف ابھری ہوئی نہ تھی) سینہ چوڑا تھا' دونوں شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا' پنڈلیاں موٹی تھیں' آپ نہایت نورانی و مستقل مزاج تھے گلے سے ناف تک خط کی طرح بالوں کا سلسلہ تھا' شکم و پستان پر بال نہ تھے' اس کے علاوہ شانوں اور بانہوں پر اور سینے کے بلند حصوں پر بال تھے۔ ہاتھ کے گٹے لمبے تھے' ہتھیلی کشادہ اور ہڈیاں معتدل تھیں' ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھے' ہاتھ پاؤں لمبے تھے' تلوے زمین پر نہ لگتے تھے' دونوں قدم ہموار تھے جن سے پانی دور رہتا تھا' جب چلتے تھے تو اترنے والے کی طرح اور قدم اس طرح ڈالتے تھے جیسے نشیب میں اتر رہے ہیں' بڑے وقار سے چلتے تھے بڑے تیز رفتار تھے جب چلتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ نیچے اتر رہے ہیں' اور جب مڑتے تھے تو پورے بدن سے مڑتے تھے' آنکھ نیچی رکھتے تھے۔ نگاہ جتنی دیر آسمان کی طرف رہتی تھی' یعنی آپ کی اکثر نظر مراقبہ تھا' (ہر کام میں) اصحاب سے آگے رہتے تھے جو شخص آپؐ سے ملتا تھا تو آپؐ ہی سلام میں سبقت فرماتے تھے۔

حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے (اپنے ماموں سے) کہا کہ مجھ سے آنحضرت ﷺ کی گفتگو کی صفت بھی بیان کیجئے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ برابر حزن میں رہتے تھے' ہمیشہ سوچا کرتے تھے' آپ کو کوئی راحت نہ تھی' بے ضرورت کلام نہ فرماتے تھے' اکثر خاموش رہتے تھے' کلام کی ابتداء وانتہاء نہایت بلیغ طریقے پر کرتے تھے' جامع کلام فرماتے تھے جس میں کار آمد حصہ ہوتا تھا بے کار نہ ہوتا تھا اور نہ کوئی کمی ہوتی تھی' آپ خلیق تھے' درشت خو نہ تھے نعمت کی عظمت میں کمی نہ فرماتے' اگر وہ حقیر ہوتی تو نہ اس کی مذمت کرتے تھے نہ ذائقہ کی برائی اور اس کی تعریف بھی نہ فرماتے' آپ کو دنیا اور جو کچھ دنیا کے لیے ہو ناراض نہ کرتا تھا (آپ کی ناراضی صرف دین کے لیے ہوتی تھی) جب کوئی حق دیا جاتا تھا تو نہ اسے کوئی جانتا تھا اور نہ اس کے تلف ہونے پر کوئی شہادت ہوتی تھی تاوقتیکہ آپ اس کے مددگار نہ ہوتے' آپ اپنی ذات کے لیے ناراض نہ ہوتے تھے اور نہ اس کے لیے انتقام لیتے تھے جب اشارہ کرتے تھے تو اپنی پوری ہتھیلی سے اشارہ کرتے تھے' اور جب تعجب کرتے تھے تو ہتھیلی کو پلٹ دیتے تھے' جب بات کرتے تھے تو ہتھیلی کو ملا کر داہنی ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصے میں مارتے تھے' ناخوش ہوتے تو منہ پھیر لیتے اور رُخ بدل لیتے' خوش ہوتے تو آنکھ جھکا لیتے تھے آپ کی اکثر ہنسی مسکراہٹ تک ہوتی تھی' اور جب ہنستے تھے تو اولے کی طرح چمک دار دانتوں سے ہنستے تھے۔

حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک زمانے تک اس کو حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے پوشیدہ رکھا' جب ان سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اس بات کو معلوم کر چکے ہیں۔ اور میں نے جو کچھ اپنے ماموں سے پوچھا وہ بھی پوچھ چکے ہیں' مجھے معلوم ہوا کہ وہ اپنے والد سے آنحضرت ﷺ کی آمد و رفت و نشست و برخاست اور شکل و صورت پوچھ چکے ہیں' اور انہوں نے اس میں سے کوئی بات چھوڑی نہیں ہے۔

حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے نبی ﷺ کی تشریف آوری کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ کو اپنی ذات کے لیے (گھر میں) تشریف لانے کی (اللہ کی طرف سے) اجازت تھی' جب آپ مکان میں ٹھہرتے تھے تو اس تشریف فرمائی کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے تھے۔

(وقت قیام کا) ایک حصہ اللہ کے لیے ایک حصہ اہل بیت (یعنی ازواج) کے لیے اور ایک حصہ اپنی ذات کے لیے اپنے حصے کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے تھے ان لوگوں سے کوئی چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے۔

عادت تھی کہ اہل فضل و کمال کو اپنی مجلس میں ترجیح دیتے اور بقدر ان کی دینی فضیلت کے ان کی قدر کرتے ان میں بعض ایسے تھے جو ایک حاجت والے تھے بعض دو حاجت والے اور بعض دو سے زائد حاجت والے آپؐ ان کے ساتھ مشغول رہتے اور خود انہیں سے ان باتوں کو دریافت کر کے جو ان کے اور امت کے لیے بہتر ہوتی تھیں اور ان امور کو بتا کے جو ان کے لیے مناسب ہوتے انہیں بھی مشغول رکھتے تھے فرماتے کہ جو حاضر ہے وہ ان امور کو غائب تک پہنچا دے اور میرے پاس اس شخص کی حاجت پہنچا دیا کرو جو خود اپنی حاجت مجھ تک نہ پہنچا سکے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو ثابت قدم رکھے گا' آپؐ کے یہاں سوائے ایسے امور کے کوئی ذکر نہ ہوتا اور نہ آپ کسی کی کوئی بات اس کے سوا قبول فرماتے' لوگ طالب بن کر آتے' بغیر خاص مذاق لیے ہوئے نہ جاتے' اور رہبر و مطلوب بن کر نکلتے تھے۔

حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے آنحضرت ﷺ کے باہر آنے کو پوچھا کہ آپ کیا کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی زبان روکے رہتے سوائے ایسی باتوں کے جو لوگوں کے لیے مفید ہوتیں' ان میں الفت پیدا کرتیں' اور افتراق یا نفرت سے بچاتیں۔ آپؐ ہر قوم کے بزرگ کا اکرام فرماتے' اور اسی کو ان لوگوں کا والی بناتے تھے۔

لوگوں سے پرہیز فرماتے' ان سے بچتے بغیر اس کے کہ کسی سے اپنا رخ یا اخلاق بدلیں' اصحاب کی غم خواری فرماتے اور لوگوں سے خبریں دریافت فرماتے' اچھائی کی تعریف و تائید کرتے اور برائی کی مذمت کر کے اسے کمزور و سست بنا دیتے۔

ہر امر میں معتدل تھے۔ کسی عادت میں اختلاف نہ تھا' لوگوں کی غفلت کے خوف سے غافل نہ ہوتے تھے' ہر صورتِ حال کے لیے تیار رہتے' حق سے کوتاہی نہ فرماتے' قرض حد سے نہ گزرتا کہ لوگ آپ کی مدد کریں۔

آپؐ کے نزدیک سب سے بہتر و افضل وہ لوگ تھے جن کی خیر خواہی سب سے زیادہ عام ہوتی اور سب سے بڑے مرتبے والے وہ لوگ تھے جو ہمدردی و مددگاری میں سب سے اچھے ہوتے۔

حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے آنحضرت ﷺ کی مجلس کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بغیر ذکر الٰہی کے نہ اٹھتے تھے نہ بیٹھتے تھے' مکانوں میں قیام نہ کرتے' اور ان میں قیام سے منع فرماتے۔

جب کسی قوم کے پاس پہنچتے تو وہیں بیٹھ جاتے تھے جہاں مجلس آپ کو پہنچائے (یعنی لوگوں پر سے پھاندتے نہ تھے بلکہ خالی جگہ جو سب سے آگے ملتی تھی وہیں بیٹھ جاتے تھے) اور اسی کا حکم دیتے تھے۔ اپنے ہر ہمنشیں کو (جگہ میں) اس کا حصہ دیتے تھے کوئی یہ خیال نہیں کرتا تھا کہ آپؐ کے نزدیک اس سے زیادہ قابل احترام دوسرا ہے۔

جو شخص کسی ضرورت سے آپؐ کے پاس بیٹھ جاتا یا آپؐ کے ساتھ کھڑا ہو جاتا تو آپؐ اس کے ساتھ رُکے رہتے یہاں تک کہ وہ خود ہی واپس ہو جائے اور جب کوئی شخص آپؐ سے کسی حاجت کا سوال کرتا تو آپؐ اسے یا تو اس کے ساتھ واپس کرتے

تھے یا نرم جواب کے ساتھ' آپ کا خلق وکرم سب لوگوں پر وسیع تھا' آپ ان کے لیے باپ تھے' حق میں آپؐ کے نزدیک سب برابر تھے۔

آپ کی مجلس صبر وحیاء وحلم وامانت کی مجلس تھی' جس میں آوازیں بلند نہ ہوتی تھیں نہ گھر والوں کا عیب بیان کیا جاتا تھا نہ لوگوں کی کمزوریوں کی اشاعت کی جاتی تھی سب کے ساتھ مساوات کا سلوک ہوتا' جو فضیلت پاتے تقوٰی کی وجہ سے فضیلت پاتے' متواضع رہتے' بڑوں کا وقار ملحوظ رکھتے چھوٹوں پر رحم کرتے' صاحب حاجت کے ساتھ ایثار اور مسافر کی نگہداشت کرتے تھے۔

حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اپنے ہمنشینوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کیسی تھی؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خندہ پیشانی رہنے والے' نرم اخلاق والے' سہولت کی زندگی بسر کرنے والے تھے' نہ تو درشت خو تھے نہ بدمزاج' نہ بکواس کرنے والے' نہ بے ہودہ بکنے والے نہ عیب جوئی کرنے والے' جس چیز کی خواہش نہ ہوتی اس سے تغافل برتتے نہ اس کا عیب بیان کرتے تھے اور نہ اس کی رغبت ظاہر فرماتے تھے۔

تین چیزیں آپؐ نے خود ترک فرمادی تھیں' شک کرنا' مال کثیر جمع کرنا' اور غیر مفید باتیں کرنا' تین چیزوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو چھوڑ دیا تھا' آپ کسی کی مذمت نہیں کرتے تھے' نہ کسی کو عار دلاتے تھے' اور نہ کسی کی پوشیدہ بات کا تجسس کرتے تھے۔

صرف وہی کلام کرتے جس میں آپ کو ثواب کی امید ہوتی تھی جب آپ کلام کرتے تھے تو اہل مجلس اس طرح خاموش ہو جاتے تھے جیسے ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھتی ہیں (کہ ذرا بولیں گے تو اڑ جائیں گی) پھر جب آپ خاموش ہو جاتے تھے تو لوگ کلام کرتے تھے)۔

اگر کوئی شخص آپؐ کے پاس بات کرتا تھا تو لوگ اس کی بات نہیں کاٹتے تھے' اس کے فارغ ہونے تک ایسے خاموش رہتے گویا سر پر چڑیاں بیٹھی ہیں۔ لوگ اپنے ابتدائی زمانے کی باتیں کرتے کسی بات پر ہنستے تو آپ بھی ہنستے اور جس شے سے خوش ہوتے اس سے آپ بھی خوش ہوتے۔

مسافر وغریب کو بات کرنے اور سوال کرنے میں اس کی بے ادبی پر صبر فرماتے۔ اس وقت اصحاب اسے دور ہٹا دینا چاہتے تو فرماتے کہ جب تم کسی طالب حاجت کو دیکھو کہ وہ کچھ طلب کرتا ہے تو اس کی مدد کرو' سوائے تلافی کرنے والے کے اور کسی کی مدح وثناء قبول نہیں کرتے تھے' آپ کسی کی بات کو قطع نہ کرتے تاوقتیکہ وہ خود ہی نہ گزر جائے اور روکنے یا اٹھ جانے سے قطع نہ کردے۔

حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سکوت کی کیا کیفیت تھی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت چار طور پر تھا' حلم پر' احتیاط پر' تقریر پر یعنی کسی امر کے برقرار رکھنے مان لینے اور قبول کر لینے پر۔

غور وفکر پر۔

آپ کی تقریر پر نظر ڈالنے اور لوگوں کی بات سننے میں ہوتی تھی (یعنی دیکھ کر یا سن کر کچھ نہ فرماتے تھے جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک درست ہے۔ اور آپ کا غور وفکر ان امور میں ہوتا تھا جو باقی رہنے اور فناء ہونے والے ہیں۔

حلم وصبر کے جامع تھے' آپ کو نہ تو کوئی چیز غضب ناک کرتی اور نہ بیزار' احتیاط صرف چار باتوں پر منحصر تھی نیکی کے اخذ کرنے میں کہ اس کی پیروی کریں' بدی کے ترک کرنے میں کہ اس سے باز رہیں' عقل سے غور وفکر ایسے امور میں جو امت کی بہبود کے ہوں' اور ان امور کو قائم کرنے میں جن سے امت کی دنیا وآخرت جمع ہو۔

مہر نبوت جو رسول اللہ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی

مہر نبوت:

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان تھی جو جسم و شکل میں کبوتر کے انڈے کے مشابہ تھی۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے وہ مہر نبوت دیکھی جو رسول اللہ ﷺ کی پشت میں کبوتر کے انڈے کے برابر نشان زخم کی طرح تھی۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی پشت کی مہر دیکھی جو انڈے کی مثل تھی۔

ابی رمثہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو رمثہ قریب آؤ اور میری پیٹھ سہلاؤ' میں قریب گیا' پیٹھ سہلائی' پھر اپنی انگلیاں مہر نبوت پر رکھیں اور انہیں چھوا تو وہ بال تھے جو شانوں کے پاس اکٹھا ہو گئے تھے۔

معاویہ بن قرہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں قبیلۂ مزینہ کے ایک گروہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بیعت کی' آپ کا کرتہ کھلا ہوا تھا' میں نے اپنا ہاتھ کرتے کے گریبان میں ڈالا اور مہر نبوت کو مس کیا۔

عاصم الاحول بن عبداللہ بن سرجس سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' آپ اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے' میں آپؐ کے پیچھے گھوم گیا تو آپ میرا مطلب سمجھ گئے اور اپنی پشت سے چادر ہٹا دی' میں نے مہر نبوت دیکھی جو مثل مٹھی کے تھی جس کے گرد ایسے خال تھے جو مسے معلوم ہوتے تھے' میں آیا' اسے بوسہ دیا اور کہا کہ یا رسول اللہ' اللہ آپ کی مغفرت کرے' فرمایا تمہاری بھی مغفرت کرے' بعض حاضرین نے عرض کی' یا رسول اللہ کیا یہ آپ کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ فرمایا ہاں تمہارے لیے بھی' اور آپؐ نے یہ آیت پڑھی: ﴿واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات﴾ (اے نبی آپؐ اپنی لغزشوں کی مغفرت کی دعا کیجئے اور مومنین و مومنات کے لیے بھی)۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ ''پھر میں آیا اسے بوسہ دیا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے دعائے مغفرت کیجئے۔ فرمایا کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے''۔

ابی رمثہ سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے قریب گیا' والد نے زخم کی طرح کا ایک نشان رسول اللہ ﷺ کے شانوں کے درمیان دیکھا تو عرض کی: یا رسول اللہ میں بڑا طبیب ہوں' کیا اس کا علاج نہ کر دوں؟ فرمایا نہیں' اس کا

طبیب وہی ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

ابی رمثہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے شانے میں اونٹ کی مینگنی یا کبوتر کے انڈے کی طرح کا نشان ہے۔ عرض کی: یارسول اللہ کیا اس کی دوا نہ کر دوں؟ کیوں کہ ہم لوگ اس خاندان کے ہیں جو طبابت کرتے ہیں فرمایا ''اس کی دوا وہی کرے گا جو اسے ظہور میں لایا ہے''۔

ابی رمثہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا' ہمراہ میرا بیٹا بھی تھا' فرمایا کیا تم اس سے محبت کرتے ہو' عرض کی: جی ہاں' فرمایا' نہ یہ تم پر شفقت کرے اور نہ تم اس پر شفقت کرو۔

پھر میں متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے شانوں کے پیچھے مثل سیب کے نشان ہے۔ عرض کی: یارسول اللہ میں دوا کرتا ہوں اجازت دیجئے کہ اس میں شگاف کروں اور اس کا علاج کروں' فرمایا: اس کا طبیب وہی ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

ابی رمثہ سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا' ہمراہ میرا ایک بیٹا بھی تھا۔ میں نے کہا اے میرے بیٹے یہ اللہ کے نبی ہیں جب اس نے آپ کو دیکھا تو ہیبت سے کانپنے لگا۔ جب میں پہنچا تو عرض کی یارسول اللہ میں اطباء کے خاندان سے ہوں' میرے والد بھی زمانۂ جاہلیت میں طبیب تھے۔ ہماری یہ بات مشہور ہے مجھے اس نشان کے بارے میں جو آپ کے شانوں کے درمیان ہے علاج کی اجازت دیجئے' اگر یہ زخم ہے تو میں اس میں شگاف کروں گا' اور اللہ اپنے نبی کو شفا دے گا' فرمایا کہ اس کا سوائے اللہ کے کوئی طبیب نہیں' وہ کبوتر کے انڈے کے برابر تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے بال تھے جو شانوں سے لگتے تھے۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کان کی لو تک تھے۔

براء سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کی مخلوق میں کسی کو نہیں دیکھا کہ سرخ جوڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین معلوم ہوتا' آپ کے بال شانوں کے قریب لگتے تھے۔

براءؓ سے مروی ہے کہ میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوب صورت نہیں دیکھا' جب آپ سرخ لباس میں پیادہ چلتے تھے اور بال دونوں شانوں کے قریب ہوتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں سے متجاوز نہ ہوتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ایسے تھے جو شانوں تک پہنچتے تھے یا شانوں سے لگتے تھے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں سے متجاوز نہ ہوتے تھے۔

ابی رمثہ سے مروی ہے کہ میں خیال کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے مشابہ نہ ہوں گے دیکھا تو آپ بشر تھے اور آپ کے پٹے (کانوں تک بال) تھے۔

علی رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف مروی ہے کہ آپ پٹے والے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بال پٹے سے زیادہ اور پورے بالوں سے کم تھے۔

ابوالمتوکل الناجی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بال کانوں کی لو سے نیچے تھے جو آپ کی لو کو چھپائے رہتے تھے۔

ام ہانی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کی چار مینڈھیاں یعنی بال تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اہل کتاب اپنے بال (بغیر کنگھی کے) پڑے رکھتے تھے اور مشرکین اپنے سروں میں کنگھی کرتے تھے' رسول اللہ ﷺ کو جس معاملے میں حکم نہیں دیا جاتا تھا اس میں اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی پیشانی کے بال پڑے رکھے بعد کو کنگھی کی۔

حکیم بن عمیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کنگھی کرتے تھے۔ کنگھی کرنے کا حکم دیتے تھے اور گردن تک بال رکھنے سے منع کرتے تھے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تک اللہ نے چاہا پیشانی کے بال چھوڑے رہے اس کے بعد کنگھی کرنے لگے۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سر اور داڑھی کے بال بڑھائے تھے۔

حسن بن محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے نبی ﷺ کے غسل کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے تھے حسن نے کہا کہ میرے بال بہت ہیں' تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بھتیجے رسول اللہ ﷺ کے بال تمہارے بالوں سے بہت زیادہ اور بہت پاکیزہ تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی پیشانی کے بالوں کی جڑ پر سجدہ کرتے دیکھا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے قتادہ رضی اللہ عنہ کے بالوں سے زیادہ کسی کے بال نبی ﷺ کے بالوں کے مشابہ نہیں دیکھے' اس روز قتادہ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو اس طرح دیکھا کہ نائی آپ کی حجامت بنا رہا تھا اور اصحاب آپؐ کے گرد گھوم رہے تھے جو آپؐ کے بال' سوائے ہاتھ میں لینے کے گرانا نہیں چاہتے تھے۔

داڑھی مبارک کے بال اور بڑھاپے کے آثار:

حمید الطویل سے مروی ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا' انہوں نے کہا کہ اللہ نے آپ کو بڑھاپے کی بدزیبی نہیں دی' آپؐ میں بڑھاپے کا کوئی حصہ نہ تھا جس کو خضاب کیا جاتا' داڑھی کے اگلے حصے میں صرف چند بال (سفید) تھے اور آپ کا بڑھاپا بیس بالوں تک بھی نہیں پہنچا تھا۔

حمید الطویل سے مروی ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ خضاب لگاتے تھے' انہوں نے کہا کہ آپؐ کے بالوں کی سیاہی میں سفیدی کی آمیزش اس سے بہت کم تھی (یعنی بال اتنے سفید نہ ہونے پائے تھے کہ خضاب کی ضرورت ہوتی') آپ کی داڑھی کے سفید بال بھی بیس کی مقدار تک نہ پہنچنے پائے تھے' زیریں لب سترہ بال سفید تھے۔

ثابت سے مروی ہے کہ انس سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ بوڑھے ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ نے آپ کو بڑھاپے کا عیب نہیں دیا' آپؐ کے سر اور داڑھی میں سترہ اٹھارہ بال سفید تھے۔

ثابت البنانی سے مروی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے خضاب کو دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے ایسا بڑھاپا نہیں دیکھا جس میں خضاب لگایا جاتا ہے صرف زیریں لب کے کچھ بال کھچڑی تھے' جن کو اگر تم چاہتے تو شمار کر سکتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ایسے وقت ہوئی کہ سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا' انہوں نے کہا کہ آپؐ اس عمر کو نہیں پہنچے' کچھ بڑھاپا صرف آپ کی کاکلوں میں تھا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا' انہوں نے کہا کہ آپؐ اس عمر کو نہیں پہنچے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خضاب لگایا ہے پھر میں اسی روز آیا اور خضاب لگایا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے کبھی خضاب نہیں لگایا' داڑھی کے اگلے حصے میں زیریں لب تھوڑی سی سفیدی تھی' اور سر یا کاکلوں میں تو اس قدر قلیل تھی کہ نظر بھی نہ آتی تھی۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ خضاب لگاتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ خضاب کی حد تک نہیں پہنچے' داڑھی میں چند سفید بال تھے۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کیا رسول اللہ ﷺ بوڑھے ہو گئے تھے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سر اور داڑھی میں بڑھاپا نہ تھا' صرف چند بال آپ کی مانگ میں سفید تھے' جب تیل لگاتے تھے تو تیل ان کو پوشیدہ کر لیتا تھا۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے نبی ﷺ کے بڑھاپے کو دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ جب آپؐ اپنے سر میں تیل لگاتے تھے تو بڑھاپا ظاہر نہ ہوتا تھا اور جب تیل نہیں لگاتے تھے تو ظاہر ہوتا تھا۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشانی اور داڑھی کے بال کھچڑی ہو گئے تھے' جب آپ اس میں تیل لگاتے اور کنگھی کرتے تھے تو ظاہر نہ ہوتے تھے اور جب بال بکھر جاتے تھے تو ظاہر ہوتے تھے۔

یوسف بن طلق بن حبیب سے مروی ہے کہ ایک حجام نے رسول اللہ ﷺ کی مونچھیں کتریں' داڑھی میں سفیدی دیکھی تو کترنے کا قصد کیا' نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے روکا اور فرمایا کہ اسلام میں جو کچھ بھی بوڑھا ہو گا قیامت میں اس کے لیے ایک نور ہو گا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ آپؐ اس حد تک نہیں پہنچے تھے۔

ایک شخص بنی کنانہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ذوالمجاز کے بازار میں پیدل جاتے ہوئے دیکھا' آپ کے بال گھونگریالے' سراور داڑھی کے بال سیاہ تھے۔

زیاد مولائے سعد سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا تو انہوں نے کہا کہ نہیں' آپ نے تو اس کا قصد بھی نہیں کیا' آپ کا بڑھاپا داڑھی میں زیریں لب اور پیشانی میں تھا اگر میں اسے شمار کرنا چاہتا تو شمار کرسکتا تھا۔

الہیثم بن دہر الاسلمی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا بڑھاپا زیریں لب اور پیشانی میں دیکھا میں نے اس کا اندازہ کیا تو تیس عدد سفید بال ہوں گے۔

بشیر مولائے مازنیین سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ کا بڑھاپا خضاب کا محتاج نہ تھا' زیریں لب اور پیشانی میں خفیف سی سفیدی تھی اگر ہم اسے شمار کرنا چاہتے تو شمار کر لیتے (کہ کتنے بال سفید ہیں)۔

جریر بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن بشر سے کہا کہ کیا نبی ﷺ بوڑھے ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ زیریں لب چند بال سفید ہو گئے تھے۔

جریر بن عثمان الرحبی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی عبداللہ بن بشر سے دریافت کیا کہ کیا نبی ﷺ بوڑھے ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ اس (عمر سے تو جوان تھے' لیکن داڑھی میں یا زیریں لب چند بال سفید ہو گئے تھے۔

ابی جحیفہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے وقت دیکھا کہ آپ کا یہ حصہ یعنی زیریں لب سفید ہو گیا تھا' ابو جحیفہ سے کہا گیا کہ آپ اس زمانے میں کیا کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ میں تیر کی لکڑی بناتا تھا اور اس میں لگاتا تھا۔

جحیفہ کے والد وہب السوائی سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ نیچے والے ہونٹ میں' ریش بچہ میں' ایک انگل سفیدی تھی۔

ابی جحیفہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ریش بچہ سفید ہو گیا تھا۔

قاسم بن الفضل سے مروی ہے کہ میں محمد بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور صلت بن زید کی طرف دیکھا جن کے ریش بچہ پر بڑھاپے کی آمیزش دوڑ رہی تھی (یعنی زیریں لب سفید ہو گئے تھے) محمد نے کہا کہ اس طرح نبی ﷺ کے بالوں کی سیاہی سفیدی کی آمیزش آپ کے ریش بچہ میں جاری تھی صلت اس سے بہت مسرور ہوئے۔

حجاج بن دینار بن محمد بن واسع سے مروی ہے کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ بڑھاپا بہت تیزی سے آپ کی طرف آ رہا ہے' فرمایا کہ مجھے سورت ﴿الر کتب احکمت آیاته ثم فصلت﴾ نے اور ایسی ہی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا (یعنی ان سورتوں میں قیامت کے جو ہولناک احوال بیان کیے گئے ہیں ان کے خوف سے مجھ پر بڑھاپا طاری ہو گیا)۔

ابی سلمہ سے مروی ہے کہ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ ہم لوگ سر مبارک میں بڑھاپا دیکھتے ہیں' فرمایا کہ کیونکر بوڑھا نہ ہوں'

حالانکہ میں سورۂ ﴿هود واذا الشمس كورت﴾ پڑھتا ہوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کی میں ولادت میں آپؐ سے بڑا ہوں' اور آپ مجھ سے بہتر وافضل ہیں (پھر آپ مجھ سے پہلے کیوں بوڑھے ہو گئے) فرمایا کہ سورۂ ہود اور اس کے ساتھ کی سورتوں نے اور ان واقعات نے جو مجھ سے پہلے امتوں کے ساتھ کیے گئے مجھے بوڑھا کر دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ بھی بوڑھے ہو گئے فرمایا کہ مجھے تو سورۂ ﴿الواقعه والمرسلت وعم يتسالون واذا الشمس كورت﴾ ہود نے بوڑھا کر دیا۔

عطا سے مروی ہے کہ بعض اصحاب نبی ﷺ نے عرض کی یا رسول اللہ بڑھاپا بہت تیزی سے آپ کی طرف آ رہا ہے فرمایا' ہاں' مجھے ہود اور اس کی سی سورتوں نے بوڑھا کر دیا' عطاء نے کہا کہ اس کی سی سورتیں ﴿اقترب الساعة والمرسلت واذا الشمس كورت﴾ ہیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ بوڑھے ہو گئے اور آپ پر بڑھاپا جلد آ گیا فرمایا مجھے سورۂ ہود اور اس کی سی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو کس نے بوڑھا کر دیا فرمایا کہ سورۂ ہود ﴿الواقعه والمرسلت وعم يتساءلون واذا الشمس كورت﴾ نے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ بڑھاپا آپ کی طرف تیزی سے آ گیا فرمایا کہ مجھے ہود اور اس کی سی سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس وقت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما منبر کے سامنے بیٹھے تھے ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ اپنی بعض ازواج کے حجرے سے برآمد ہوتے ہوئے اپنی داڑھی پونچھتے اسے اٹھاتے اور دیکھتے ہوئے نظر آئے۔

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی داڑھی میں بہ نسبت سر کے بڑھاپے کا اثر زیادہ تھا' جب آپؐ ان دونوں کے پاس آ کر ٹھہرے تو آپؐ نے سلام کیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل تھے اور عمر رضی اللہ عنہ سخت مزاج' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں' آپؐ پر بڑھاپا تیزی سے آ رہا ہے' آنحضرت ﷺ نے اپنی داڑھی ہاتھ سے اٹھائی اور اسے دیکھا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں مجھے سورۂ ہود اور اس کی بہنوں نے بوڑھا کر دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں' اس کی بہنیں کون سی ہیں۔ فرمایا کہ ﴿الواقعه. القارعه. سأل سائل و اذا الشمس كورت الحاقه وما الحاقه﴾۔

ثبوت خضاب کی روایات:

عثمان بن عبداللہ بن موہب سے مروی ہے کہ ہم لوگ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو وہ ہمارے پاس ایک تھیلی لائیں جس میں رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال تھے' اس میں حنا اور نیل کا (سرخ) خضاب لگا ہوا تھا۔

ابن موہب سے مروی ہے کہ انہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے سرخ بال دکھائے۔

عکرمہ بن خالد سے مروی ہے کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ کے بال ہیں جو رنگین ہیں اور خوش بودار ہیں۔

یحییٰ بن عباد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہمارا ایک سونے کا گھنگرو تھا جس کو لوگ دھوتے تھے' اس میں رسول اللہ ﷺ کے بال تھے' چند بال نکالے جاتے تھے جن کا رنگ حنا اور نیل سے بدل دیا گیا تھا۔

عثمان بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے ابی عبیدہ بن عبداللہ بن زمعہ کے خاندان کے پاس رسول اللہ ﷺ کے چند بال دیکھے جو حنا سے رنگے ہوئے تھے۔

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے چند بال دیکھے جو سرخ تھے' میں نے ان سے دریافت کیا تو کہا کہ یہ خوشبو سے سرخ ہو گئے ہیں۔

عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دونوں رخساروں کے بال کھچڑی ہو گئے تھے' آپ نے ان پر حنا اور نیل کا خضاب لگایا۔

ابی رمثہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے بال کان کی لوتک تھے' ان میں حنا کا اثر تھا۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ آپ بھی اپنی (سفید) داڑھی کا رنگ بدلتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ بھی (کبھی کبھی) اپنی داڑھی کا رنگ بدلتے تھے۔

عبید بن جریج سے مروی ہے کہ میرے والد نے کہا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور کہا: میں دیکھتا ہوں کہ سوائے اس زردی کے آپ اپنی داڑھی کا رنگ اور کسی رنگ سے نہیں بدلتے' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ بھی یہی کرتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی خلوق (خوشبو) سے زرد رنگتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی زرد رنگتے تھے۔

عبدالرحمٰن الشمالی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی داڑھی کا رنگ بیری کے عرق سے بدلتے تھے اور عجمیوں کی مخالفت کے لیے بالوں کا رنگ بدلنے کا حکم دیتے تھے۔

کراہت خضاب کی روایات:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑھاپے کا (بالوں کا سفید) رنگ بدل دو اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت نہ کرو۔

زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بڑھاپے کو بدل دو اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بڑھاپا بدل دو اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ سب سے اچھی چیز جس سے تم اپنے بڑھاپے کا رنگ بدلو حنا اور نیل ہے۔

کہمس نے عبداللہ بن بریدہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا وہ سب سے اچھی چیز جس سے تم اپنے بڑھاپے کو بدلو حنا اور نیل ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا' یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے' لہٰذا تم لوگ ان کی مخالفت کرو۔

ابراہیم بن محمد بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود اپنے بڑھاپے کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کی وہ اسے کسی رنگ سے نہیں بدلتے' فرمایا کہ تم لوگ ان کی مخالفت کرو' اور سب سے افضل چیز جس سے تم بڑھاپے کو بدلو حنا اور نیل ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا' یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے' لہٰذا تم لوگ ان کی مخالفت کرو۔

ابراہیم بن محمد بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود اپنے بڑھاپے کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کی وہ اسے کسی رنگ سے نہیں بدلتے' فرمایا کہ تم لوگ ان کی مخالفت کرو' اور سب سے افضل چیز جس سے تم بڑھاپے کو بدلو حنا اور نیل ہے۔

اسود بن یزید سے مروی ہے کہ انصار' رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے' ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے' آپ نے انہیں رنگ بدلنے کا حکم دیا' تو لوگ سرخ و زرد کے درمیان ہو گئے۔

قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو لامحالہ رنگ بدلنا پڑے تو وہ مہندی اور نیل کا خضاب کرے۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بڑھاپے کو (سیاہی سے) بدلنا پسند فرماتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے سے ایک شخص کا گزر ہوا جو مہندی کا خضاب لگائے ہوئے تھا' فرمایا: کیسا اچھا (رنگ) ہے' اس کے بعد ایک اور شخص آپ کے سامنے سے گزرا جو مہندی اور نیل کا خضاب لگائے ہوئے تھا' فرمایا: یہ تو ان سب سے اچھا ہے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رنگوں سے (بڑھاپے کو) بدل دیا کرو' اور اس میں مجھے سب سے زیادہ پسند وہ رنگ ہے جو سب سے زیادہ گہرا ہو۔

عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیاہ خضاب سے منع فرمایا:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم ہو گی جو (جنگلی) کبوتروں کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب لگائے گی' وہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھیں گے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص کی طرف (رحمت سے) نہ دیکھے گا جو سیاہ خضاب لگائے گا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ بال سیاہ کیے ہوئے ہے' شام کو جب دیکھا تو بال سفید تھے' فرمایا تم کون ہو' عرض کی میں فلاں ہوں' فرمایا تم سلطان ہو۔

زہری سے مروی ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ وہ شخص ملعون ہے جو داڑھی کو سیاہی سے بدلے۔

عبدالملک بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ عطاء سے وسمہ کے (سیاہ) خضاب کو دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ لوگوں کی بدعات میں سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت کو دیکھا ہے مگر ان میں سے کسی کو وسمے کا خضاب لگاتے نہیں دیکھا وہ لوگ تو صرف مہندی اور نیل اور اسی زردی کا خضاب لگاتے تھے۔

بالوں پر چونے کا لیپ:

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب پوشیدہ بال دور کرنے کے لیے) چونے کا لیپ لگاتے تھے تو اپنے ہی ہاتھ سے پوشیدہ مقام اور زیر ناف کا کام لیتے تھے۔

حبیب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب لیپ لگاتے تھے تو اپنے ہی ہاتھ سے زیر ناف کا کام لیتے تھے۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونہ لگایا۔

قتادہ وغیرہ سے مروی ہے کہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے' نہ ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم نے' نہ خلفاء نے اور نہ حسن رضی اللہ عنہ نے چونہ لگایا۔

قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونہ لگایا نہ ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم نے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ناخن اور مونچھیں کترانا اور زیر ناف کے بال مونڈنا فطرت ہے۔

پچھنے لگوانا:

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے۔ ابوطیبہ نے آپ کے پچھنے لگائے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے (بطور اجرت) دو صاع (غلے) کا حکم دیا' اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان پر جو محصول ہے اس میں تخفیف کر دیں۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ۱۸ رمضان کو دن کے وقت ابوطیبہ پچھنے لگانے کے آلات ہمارے پاس لائے پوچھا' تم کہاں تھے' انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ کے پچھنے لگا رہا تھا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطیبہ کو بلایا' انہوں نے آپ کو پچھنے لگائے' دریافت فرمایا کہ تمہارا خراج کتنا ہے' عرض کی کہ تین صاع' آپ نے ایک صاع کم کر دیا۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوطیبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنے لگائے' استفسار فرمایا کہ تمہارا اخراج کتنا ہے۔ عرض کی کہ اتنا اتنا ہے' آپ نے ان کا خراج کم کر دیا اور انہیں (اس پیشے سے) منع نہیں کیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے' ابوطیبہ جو بعض انصار کے آزاد کردہ غلام تھے انہوں نے آپ کے پچھنے لگائے' آپ نے انہیں دو صاع غلہ عطا فرمایا' ان کے آقاؤں سے فرمایا کہ ان کے محصول میں کمی کر دیں'

اور فرمایا کہ پچھنے لگانا تمہاری بہترین دوا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی اُجرت عطا فرمائی۔ اگر یہ (اُجرت) ناپاک ہوتی تو آپؐ اسے نہ دیتے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے اس روز آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ اسی لیے روزہ دار کے لیے پچھنے لگوانا مکروہ ہے۔

عامر سے مروی ہے کہ بنی بیاضہ کے ایک غلام نے رسول اللہ ﷺ کے پچھنے لگائے فرمایا: تمہارا اخراج کتنا ہے؟ اس نے کہا کہ اتنا اتنا ہے، آپؐ نے اس کے خراج میں کمی کردی اور اُجرت نہیں دی۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا' آپؐ نے ایک حجام کو بلایا' اس نے سینگوں کے پچھنے لگانے کے آلات سے آپؐ کے پچھنے لگائے' دو چھری کی نوک سے آپؐ کے کاٹنے لگا' ایک اعرابی آیا' اس نے آپ کو دیکھا اور وہ جانتا نہ تھا کہ پچھنے لگانا کیا چیز ہے' پریشان ہوگیا' عرض کی یا رسول اللہ آپؐ اسے کس بات پر (اُجرت) دیتے ہیں' یہ تو آپ کی کھال کاٹتا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ حجامت (پچھنے لگانا) ہے' اس نے کہا کہ حجامت کیا چیز ہے فرمایا: لوگ جو دوا کرتے ہیں ان میں سب سے بہتر چیز ہے۔

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے' اور آپؐ نے حجام کو اس کی اُجرت عطا فرمائی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے' حجام کو اُجرت دی اور زائد دی۔

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں (بحالت اعتکاف) پچھنے لگوائے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں پچھنے لگوائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بحالت احرام پچھنے لگوائے جس کا سبب یہ تھا کہ آپؐ نے اس بکری کے گوشت کا ایک لقمہ کھالیا تھا جس کو اہل خیبر کی ایک عورت نے زہر آلود کردیا تھا' جب سے آپؐ نے یہ زہر آلود لقمہ کھایا' برابر شاکی (مریض) ہی رہے۔

عطاء سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بحالت احرام پچھنے لگوائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بحالت احرام وروزہ پچھنے لگوائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بحالت روزہ پچھنے لگوائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بحالت احرام پچھنے لگوائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک درد کی وجہ سے بحالتِ احرام پچھنے لگوائے' دریافت کیا گیا کہ کیا آنحضرت ﷺ نے بحالتِ احرام مسواک بھی کی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین پچھنے لگواتے تھے' دو گردن کی رگوں میں اور ایک گدی میں۔

اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سر کی ابھری ہڈی پر جو تالو کے اوپر ہے اپنا ہاتھ رکھا اور کہا کہ یہی وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ پچھنے لگواتے تھے۔ عقیل وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس (حجام) کو فریاد رس کہا کرتے تھے (اس کا نام مغیثہ رکھا تھا)۔

عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید سے مروی ہے کہ وہ اپنے سر پر اور دونوں شانوں کے درمیان پچھنے لگوایا کرتے تھے لوگوں نے ان سے کہا کہ اے امیر یہ حجامت کیسی ہے' تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی کے پچھنے لگواتے تھے' اور کہا کہ جو اپنا یہ خون بہائے گا تو اسے نقصان نہ ہوگا' کیا ایک چیز سے دوسری چیز کا علاج نہ کیا جائے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو پچھنے گردن کی رگوں میں لگواتے تھے اور ایک گدی میں' آپ طاق عدد پچھنوں کا حکم دیتے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ دو پچھنے گردن کی رگوں میں لگواتے تھے اور ایک گدی میں۔

جبیر بن نفیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وسط سر میں (بھی) پچھنے لگوائے۔

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وسط سر میں پچھنے لگوائے آپ اس کو (مرض کا) دور کرنے والا فرمایا کرتے تھے (یعنی اس کا نام منفذ رکھا تھا)۔

بکیر بن الاشج سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت گئے جب آپ وسط سر کی رگ میں پچھنے لگوا رہے تھے' انہوں نے کہا کہ اے ابن ابی کبشہ آپ نے وسط سر کی رگ میں کیوں پچھنے لگوائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابن حابس اس میں دردسر داڑھوں کے درد' نیند اور بیماری کی شفاء ہے' راوی کہتے ہیں کہ مجھے شک ہے کہ آپ نے جنون بھی فرمایا۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر میں پچھنے لگوائے اور اصحاب کو بھی اپنے سروں میں پچھنے لگوانے کا حکم دیا۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سر میں پچھنے لگوانا ہی مغیثہ (یعنی فریاد رس وشفا دہندہ) ہے۔

جب میں نے (خیبر والی) یہودیہ کا (زہر آلود) کھانا کھالیا تو مجھے جبریلؑ نے اس کا مشورہ دیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سب سے بہتر چیز جس سے تم علاج کرو پچھنے لگوانا ہے اور قسط بحری (ایک دوا کا نام) ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جس شب میں معراج ہوئی میں ملائکہ کے جس گروہ پر گزرا اُنہوں نے یہی کہا کہ اے محمد (ﷺ) اپنی امت کو حجامت (پچھنے لگوانے) کا حکم دیجئے۔

عمرو بن سعید بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (معراج میں) میں جس فرشتے کے پاس سے یا ملاء اعلیٰ سے گزرا سب نے مجھے پچھنے لگوانے کا مشورہ دیا۔

معقل بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہینے کی ۱۷ تاریخ سہ شنبے کے روز پچھنے لگوانا سال بھر کی بیماری کی دوا ہے۔

ام سعد سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پچھنے لگواتے تھے تو میں نے آپ کو خون دفن کرنے کا حکم دیتے سنا۔ ہارون بن رئاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے' ایک شخص سے فرمایا کہ اسے اس طرح دفن کر دو کہ کوئی کتا نہ کھودے۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ میں روزہ دار کے لیے پچھنے لگانے کو اس لیے ناپسند کرتا ہوں کہ نبی ﷺ نے بحالت روزہ پچھنے لگوائے تھے تو آپ بے ہوش ہو گئے تھے۔ عکرمہ نے کہا کہ اس وقت ایک شخص منافق ہو گیا۔ (یعنی جب اس نے آپ کی بے ہوشی دیکھی تو اسے آپ کی نبوت میں شک ہوا اور وہ منافق ہو گیا)۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ روغن کنجد کی ناس لیتے تھے اور سر کو بیری کے پانی سے دھوتے تھے۔

قص شوارب

مونچھیں کتروانا:

ابن جریج سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے آپ کو مونچھیں کترواتے دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی مونچھیں کترواتے دیکھا ہے۔

عبدالرحمٰن بن زیاد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کناروں سے مونچھیں کترواتے تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مجوسی (پارسی) آیا جو اپنی مونچھیں بڑھائے اور داڑھی کتروائے ہوئے تھا' فرمایا کہ تجھے اس کا حکم کس نے دیا' اس نے کہا کہ میرے رب نے' فرمایا میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا کہ اپنی مونچھیں کترواؤں اور داڑھی بڑھاؤں۔

پوشاک ولباس مبارک

سفید لباس کا استعمال:

سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں سفید کپڑا اختیار کرنا چاہیے' اسی کو تمہارے زندہ لوگ پہنیں اور اسی کا اپنے مردوں کو کفن دو' کیونکہ یہ تمہارا بہترین کپڑا ہے۔

عمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ خوب پاک و پاکیزہ ہوتے ہیں اور اسی کا اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو اور اپنے مردوں کو اسی کا کفن دیا کرو۔

رنگین لباس کا استعمال:

براء سے مروی ہے کہ میں نے سرخ جوڑے میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔

براء سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے جسم پر سرخ جوڑا دیکھا' میں نے کوئی چیز آپؐ سے زیادہ حسین کبھی نہیں دیکھی۔

براء سے مروی ہے کہ میں نے سر پر پٹے رکھنے والوں میں سرخ جوڑے میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔

عون بن ابی جحیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں ابطح میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ آپؐ سرخ خیمے میں تھے بدن پر ایک سرخ جبہ اور سرخ جوڑا تھا' گویا پنڈلیوں کی زیبائش میری نظر میں ہے۔

زر بن حبیش الاسدی سے مروی ہے کہ قبیلۂ مراد کے ایک شخص صفوان بن عسال نبی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپؐ مسجد میں سرخ چادر پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جمعہ وعیدین میں رسول اللہ ﷺ سرخ چادر اوڑھا کرتے تھے۔

قبیلۂ کنانہ کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح دیکھا کہ جسم اطہر پر دو سرخ چادریں تھیں۔

ابی جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کو سرخ چادر اوڑھتے تھے اور عیدین میں عمامہ باندھتے تھے۔

قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہم نے آپؐ کے لیے غسل کا پانی رکھ دیا' آپؐ نے غسل کیا' ہم ایک قسم کا رنگا ہوا رومال لائے جسے آپؐ نے اوڑھ لیا' گویا شکم مبارک کی بٹوں میں کسم کا اثر آج بھی میری نظر میں ہے۔

بکر بن عبداللہ المزنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کسم کا رنگا ہوا رومال تھا' جب ازواج کے یہاں گشت کرتے تو اس کا پانی نچوڑتے تھے (اسے باندھ کر غسل کرتے تھے)۔

اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا ایک رومال دیکھا جو کسم میں رنگا ہوا تھا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اکثر رسول اللہ ﷺ کا کرتہ' چادر اور تہبند زعفران اور کسم میں رنگا جاتا تھا' آپ اسی لباس میں (گھر سے) نکلتے تھے۔

یحییٰ بن عبداللہ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے' کرتہ' چادر اور عمامہ زعفران میں رنگے جاتے تھے۔

اسماعیل بن عبداللہ جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے جسم پر چادر اور عمامہ عبیر یعنی زعفران کا رنگا ہوا دیکھا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام کپڑے زعفران میں رنگے جاتے تھے یہاں تک کہ عمامہ بھی۔

شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے کپڑے زرد رنگے جاتے تھے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام کپڑے یہاں تک کہ عمامہ بھی زعفران میں رنگے جاتے تھے۔

ابی رمثہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو سبز چادریں اوڑھے دیکھا۔

یعلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے سبز چادر کو بغل کے نیچے سے اوڑھے ہوئے دیکھا۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو وہ ایک یمن کی بنی ہوئی موٹی تہد اور ایک پیوند دار کمبل نکال لائیں' اور قسم کھائی کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اسی لباس میں ہوئی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے لیے اون کی ایک سیاہ چادر بنائی گئی۔ آپؐ نے اسے اوڑھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کے گورے پن اور اس چادر کی سیاہی کا ذکر کیا' جب آنحضرت ﷺ کو اس میں پسینہ آیا تو اون کی بومحسوس ہوئی اسے پھینک دیا' آپ کو خوشبو پسند تھی۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن فلاں بن الصامت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد بنی عبدالاشہل میں ایک کمبل میں نماز پڑھی جس کو آپؐ اوڑھے تھے' کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کے لیے آپؐ اسی پر ہاتھ رکھتے تھے۔

مشیخہ بنی عبدالاشہل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد بنی عبدالاشہل میں ایک کمبل اوڑھ کر نماز پڑھی' آپؐ جب سجدہ کرتے تھے تو کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کے لیے اسی کمبل پر ہاتھ رکھتے تھے۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بنی ہوئی چادر لائیں جس میں دو حاشیے تھے' اور عرض کی: یا رسول اللہ یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے بنی ہے' میں اسے لائی ہوں کہ آپ کو اُڑھاؤں' رسول اللہ ﷺ نے ضرورت کی بنا پر اسے لے لیا' ہم لوگوں کے پاس اس کیفیت سے تشریف لائے کہ وہی چادر آپ کی تہد تھی۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے جن کا راوی نے نام بھی بتایا اس چادر کو ہاتھ سے ٹٹولا اور عرض کی: یا رسول اللہ یہ مجھے اڑھا دیجیے' فرمایا: اچھا' پھر جب تک خدا کو منظور ہوا آپ مجلس میں بیٹھے اور واپس تشریف لے گئے' جب اندر پہنچے تو اسے تہ کیا اور اس شخص کے پاس بھجوا دیا' حاضرین نے اس سے کہا کہ تم نے اچھا نہ کیا' رسول اللہ ﷺ نے ضرورت ہونے کی وجہ سے اسے استعمال کیا اور تم نے آپؐ سے مانگ لی' حالانکہ تم جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ سائل کو ٹالتے نہیں' اس شخص نے جواب دیا کہ واللہ میں نے اسے آنحضرت سے لباس بنانے کے لیے نہیں مانگا ہے' بلکہ میں نے اسے اس لیے آپؐ سے مانگا ہے کہ جس روز میں مروں تو وہی میرا کفن ہو۔ سہل نے کہا کہ جس روز وہ مرے تو وہی چادر ان کا کفن ہوئی۔

عبداللہ مولائے اسماء سے مروی ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا ہمارے پاس ایک جبہ نکال کر لائیں جو دیبائے خسروانی کا تھا' اس کی آستین کی بغل میں خسروی دیبا تھی' اور چاک و گریبان میں اسی کی مغزی تھی' اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے جسے آپؐ پہنا کرتے تھے' جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا' عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوگئی تو میں نے اسے لے لیا' ہم لوگ اسے اپنے مریض کے لیے دھوتے ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اون کا لباس پہنا کرتے تھے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جاڑے کی رات میں اٹھے اور ازواج میں سے کسی کے کمبل میں نماز پڑھی' جو نہ باریک تھا نہ موٹا۔

عمامہ مبارک کا رنگ:

ابوزبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں اس طرح داخل ہوئے کہ سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

جعفر بن عمرو بن حریث نے اپنے والد سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے اس طرح خطبہ ارشاد فرمایا کہ سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک جھنڈا سیاہ تھا جس کا نام عقاب تھا' اور آپ کا عمامہ بھی سیاہ تھا۔

یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے سیاہ تھے۔

صالح بن غیوان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو عمامے کو اپنی پیشانی سے اٹھا دیتے تھے۔

عطاء سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا آپ کے سر پر عمامہ تھا' عمامہ سر سے اٹھایا اور آگے کے حصے پر مسح کیا۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمامہ باندھتے تو اسے دونوں شانوں کے درمیان لٹکاتے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمامہ باندھتے تو اسے دونوں شانوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک نقش و نگار کا عمامہ ہدیۃً دیا گیا' آپ نے اس کے نقش و نگار کو کاٹ ڈالا' پھر اسے باندھا۔

قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ کون سا لباس پسند تھا' انہوں نے کہا کہ یمنی چادر۔

محمد بن بلال سے مروی ہے کہ میں نے (خلیفہ) ہشام بن عبدالملک کے بدن پر رسول اللہ ﷺ کی ایک یمنی چادر دیکھی جس کے دو حاشیے تھے۔

لباس میں سندس و حریر کا استعمال:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شاہ روم نے بطور ہدیہ رسول اللہ ﷺ کو سندس کا ایک جبہ بھیجا' آپ نے اسے پہنا' گویا مجھے آپ کے ہاتھ اب بھی نظر آ رہے ہیں جو اپنے طول کی وجہ سے ہلتے تھے حاضرین کہنے لگے کہ یا رسول اللہ یہ (تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) آپ پر آسمان سے نازل کیا گیا ہے فرمایا کہ تم لوگ اس سے کیا تعجب کرتے ہو' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے سعد بن معاذ کا جنت میں ایک رومال اس سے بہتر ہے' پھر آپ نے اسے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا' انہوں نے پہنا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ میں نے تمہیں اس لیے نہیں دیا تھا کہ خود پہنو عرض کی پھر میں اسے کیا کروں' فرمایا اسے اپنے بھائی نجاشی کو بھیج دو۔

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حریر کی ایک عبا بطور ہدیہ بھیجی گئی' آپ نے پہنی اسی میں نماز پڑھی' پھر

فارغ ہوئے تو اسے اس طرح سختی سے اتار دیا کہ آپؐ اسے ناپسند کرتے ہیں۔ اور فرمایا کہ یہ متقی لوگوں کے لیے مناسب نہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش و نگار تھے آپؐ نے اس کے نقش و نگار کو دیکھا جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ میری یہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ کیونکہ ابھی اس نے مجھے نماز سے بہکایا' میرے پاس ابوجہم کی (مقام) انبج والی چادر لاؤ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوجہم بن حذیفہ نے رسول اللہ ﷺ کو ایک شامی چادر ہدیہ دی جس میں نقش و نگار تھے' رسول اللہ ﷺ اسی چادر میں نماز کو تشریف لے گئے جب واپس ہوئے تو فرمایا کہ یہ چادر ابوجہم کو واپس کر دو' کیونکہ نماز میں میری نظر اس کے نقش و نگار پر پڑی اور وہ مجھے فتنے میں ڈالنے ہی کو تھی۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چادر اوڑھی جس میں نقش و نگار تھے آپ نے وہ ابوجہم کو دے دی اور ابوجہم سے انبجانی (انبج کی بنی ہوئی) چادر لے لی' ابوجہم نے کہا: یا رسول اللہ یہ کیوں؟ فرمایا کہ نماز میں میری نظر اس کے نقش و نگار پر پڑتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے لباس مبارک کی لمبائی اور چوڑائی:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جا رہا تھا' آپ کے بدن پر نجرانی چادر تھی جس کا حاشیہ موٹا اور سخت تھا' ایک اعرابی ملا اس نے آپ کی چادر کو اس زور سے گھسیٹا کہ رسول اللہ ﷺ کی گردن کی کھال میں چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا اس نے کہا کہ یا محمد (ﷺ) اللہ کے اس مال میں سے مجھے بھی دلوایئے جو آپؐ کے پاس ہے' رسول اللہ ﷺ متوجہ ہوئے اور ہنسے' پھر اس کے لیے دینے کا حکم دیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کرتہ سوتی کم لمبان والا اور چھوٹی آستین کا تھا۔

بدیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی آستین ہاتھ کے گٹے (پہنچے) تک تھی۔

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی چادر کا طول چار ہاتھ اور عرض دو ہاتھ ایک بالشت تھا۔

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وہ چادر جس میں آپؐ وفد کے پاس تشریف لاتے اور ایک حضرمی چادر کا طول چار ہاتھ اور عرض دو ہاتھ ایک بالشت تھا۔ وہ خلفاء کے پاس تھی۔ بوسیدہ ہو گئی تھی اور اس کو انہوں نے ایک چادر میں تہ کر کے رکھا تھا' عیدین میں (نماز کے وقت) اوڑھا کرتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرتہ پہنتے تھے جس کی لمبان اور آستینیں کم تھیں۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے ابوالقاسم کو دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک تنگ آستین والا شامی جبہ تھا۔

ازار (تہبند) مبارک:

یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی تہبند سامنے سے لٹکاتے تھے اور پیچھے سے اونچی رکھتے تھے۔

عکرمہ مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب وہ تہبند باندھتے تھے تو اگلا

حصہ اتنا لٹکاتے تھے کہ اس کے کنارے ان کی پشت پا پر پڑے رہتے تھے' اور تہبند کو اپنے پیچھے سے اونچا رکھتے تھے میں نے ان سے کہا کہ آپ اس طرح کیوں تہبند باندھتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح تہبند باندھتے دیکھا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ناف کے نیچے تہبند باندھتے تھے اور آپ کی ناف کھلی رہتی تھی' عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ناف کے اوپر تہبند باندھتے تھے۔

سر مبارک ڈھانپ کر رکھنے کی عادت:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی چادر بکثرت سر سے اوڑھا کرتے تھے چادر کا کنارہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا تیل والے کا کپڑا ہے (سر کا تیل لگ جاتا تھا)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اپنی چادر سے سر ڈھانک لیا کرتے تھے' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ تیل والے یا زیتون والے کی چادر ہے۔

معاویہ بن قرہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں قبیلۂ مزینہ کے ایک گروہ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا' اور بیعت کی' آپ کا کرتہ کھلا ہوا تھا' اپنا ہاتھ کرتے کے گریبان میں ڈالا اور مہر نبوت کو مس کیا' عروہ کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو ہمیشہ جاڑے گرمی میں اسی طرح دیکھا کہ یہ دونوں کبھی گھنڈی نہیں لگاتے تھے اور گلا کھلا رکھتے تھے۔

لباس پہنتے وقت دُعا:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا بناتے تو اسے کرتہ تہبند یا عمامے کے نام سے یاد فرماتے اور فرماتے کہ اے اللہ تیرے ہی لیے حمد ہے تو ہی مجھے یہ پہناتا ہے میں تجھ سے اس کا بہترین اور جو اس کے لیے بنایا گیا ہے اس کا بہترین مانگتا ہوں۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی کپڑا پہنے تو یہ کہے:

''سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے وہ کپڑا پہنایا جس سے میں اپنا ستر چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں خوبصورتی حاصل کرتا ہوں''۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا تو انہیں ابان بن سعید نے پناہ دی' انہوں نے ان کو اپنی زین پر سوار کر لیا اور پیچھے بٹھا لیا یہاں تک کہ مکے لائے اور کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے میں آپ کو متواضع دیکھتا ہوں آپ بھی اپنی تہبند اسی طرح لٹکایئے جس طرح آپ کی قوم کے لوگ لٹکاتے ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی طرح ہمارے صاحب (یعنی آنحضرت ﷺ) اپنی نصف پنڈلیوں تک کی تہبند باندھتے ہیں' ابان نے کہا کہ اے چچا کے بیٹے بیت اللہ کا طواف کیجئے تو انہوں نے کہا کہ ہم لوگ کوئی کام نہیں کرتے' تاوقتیکہ ہمارے صاحب نہ کر لیں۔ اور ہم تو انہیں کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے)۔

ایاس بن جعفر الحنفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک رومال تھا' جب آپؐ وضو کرتے تو اسی سے پونچھتے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوڑا یا کپڑا انیس اونٹنیوں کے عوض میں خریدا۔

اسحاق بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سترہ اوقیہ چاندی کا ایک جوڑا خریدا۔

موسیٰ الحاری سے جو زمانۂ بنی امیہ میں تھے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طیلسان (عجمی عباء) کا ذکر کیا گیا فرمایا' یہ وہ کپڑا ہے جس کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔

اسماعیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر آٹھ دینار کی تھی۔

ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنا:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی چادر میں نماز پڑھتے دیکھا جس کے زائد حصے سے آپؐ زمین کی سردی وگرمی سے بچتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سب سے آخری نماز قوم کے ساتھ پڑھی وہ ایک ہی کپڑے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی جسے آپؐ ایک بغل کے نیچے اور ایک کندھے کے اوپر سے اوڑھے ہوئے تھے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں ایک ہی کپڑے میں جسے آپؐ بغل کے نیچے اور کندھے کے اوپر سے اوڑھے ہوئے تھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

موسیٰ بن ابراہیم بن ابی ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو وہ اٹھ کر ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنے لگے' ہم نے کہا کہ آپ ایک ہی کپڑے (تہبند) میں نماز پڑھتے ہیں حالانکہ آپ کی چادر بھی رکھی ہوئی ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہاں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

ام الفضل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے زمانے میں اپنے گھر میں ہمیں نماز مغرب ایک ہی کپڑے میں پڑھائی جسے آپؐ ایک بغل کے نیچے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے ہوئے تھے' آپؐ نے سورۂ مرسلٰت پڑھی' اس کے بعد وفات تک (اس طرح) کوئی نماز نہیں پڑھی۔

عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھی جس کے دونوں کنارے نیچے اوپر تھے۔

عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مکان میں ایک ہی کپڑے میں جسے آپؐ اوڑھے تھے نماز پڑھتے دیکھا۔

عمر بن ابی سلمہ المخزومی سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی کپڑا اوڑھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔

ابن عقیل سے مروی ہے کہ ہم نے جابر بن عبداللہ سے کہا کہ ہمیں اس طرح نماز پڑھایئے جس طرح آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے' انہوں نے اپنی چادر لی اسے سینے کے نیچے سے باندھا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

ابوزبیر سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا جس کو وہ ایک بغل کے نیچے سے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے جابر نے ابوزبیر کو بتایا کہ جابر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تو آپ بھی ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے جس کو ایک بغل کے نیچے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے حالانکہ ان کے پاس اور کپڑے بھی تھے۔ جابر نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک ہی تہبند باندھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا اس کے سوا آپؐ کے جسم پر کوئی کپڑا نہ تھا۔

ابن عمار بن یسار نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی کپڑے میں ہماری امامت کی جسے آپؐ ایک بغل کے نیچے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے۔ اس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے پر پڑا تھا۔ پھر جب آپ فارغ ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس میں اس میں یعنی جنابت و شب خوابی کے کپڑے میں نماز؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آپؐ کے مکان میں گیا' آپؐ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے جسے ایک بغل کے نیچے سے اور ایک شانے کے اوپر سے اوڑھے تھے۔

معاویہ بن ابی سفیان سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بہن ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ اس کپڑے میں نماز پڑھتے تھے جس میں مجامعت کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہاں' جب اس میں نجاست نہیں دیکھتے تھے۔

حالت استراحت:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چرمی گدے پر جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ لیٹا کرتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی' رسول اللہ ﷺ اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ آپؐ کے اور زمین کے درمیان سوائے ایک بوریے کے اور کچھ نہ تھا پہلو میں بوریے کے نشان پڑ گئے تھے' سر کے نیچے ایک چرمی تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی' اور سرہانے چرمی لٹکی تھی جس میں بو بھی تھی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میرے پاس ایک انصاریہ آئیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا بستر ایک تہ کی ہوئی عباء دیکھی' وہ گئیں اور آپ کو انہوں نے ایک بستر بھیجا جس میں اون بھرا تھا پھر میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ کیا ہے عرض کی: یارسول اللہ فلاں انصاریہ میرے پاس آئی تھیں انہوں نے آپ کا بستر دیکھا اور وہ گئیں اور انہوں نے یہ بستر بھیج دیا' فرمایا کہ اس کو واپس کر دو' میں نے واپس نہیں کیا۔ مجھے اچھا معلوم ہوا کہ وہ میرے گھر میں رہے آپؐ نے تین مرتبہ یہی فرمایا' پھر فرمایا کہ واللہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا اگر میں چاہتا تو اللہ میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ کر دیتا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک عباء بچھا دیتی تھیں جس پر دونوں سوتے تھے' آپؐ ایک شب کو تشریف لائے' میں نے اس (عباء) کو چوہرا کر دیا تھا' آپؐ اس پر سوئے' پھر فرمایا کہ اس شب کو میرے بستر کو کیا ہوا تھا کہ وہ

جیسا پہلے تھا ویسا نہیں تھا عرض کی یا رسول اللہ میں نے اسے چوہرا کر دیا تھا' آپؐ نے فرمایا کہ اسے اسی طرح کر دو جس طرح تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کوئی چیز جس میں صلیب ہو بغیر توڑے نہیں چھوڑتے تھے۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے مکان میں گیا تو آپ کو ایک گدے پر دیکھا۔

جندب بن سفیان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھجور کا کانٹا لگ گیا انگلی سے خون نکل آیا' فرمایا کہ یہ انگلی ہی ہے جو خون آلود ہوگئی' اللہ کی راہ میں اس کا سابقہ نہیں پڑا (یعنی یہ جہاد میں خون آلود نہیں ہوئی) آپ کو چارپائی پر لٹایا گیا جو کھجور کی چھال کی رسی سے بنی ہوئی تھی' سرہانے ایک تکیہ رکھا گیا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

عمر رضی اللہ عنہ آئے دیکھا کہ پہلو میں رسی کے نشان پڑ گئے ہیں رونے لگے تو فرمایا کہ تمہیں کیا چیز رُلاتی ہے' عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسریٰ وقیصر یاد آ گئے جو سونے چاندی کے تختوں پر بیٹھتے ہیں اور سندس واستبرق کا (ریشمی) لباس پہنتے ہیں۔ فرمایا کیا تم لوگ اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہارے لیے آخرت ہو اور ان کے لیے دنیا' اس مکان میں (جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے) چربیاں تھیں جن کی بو آتی تھی' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپؐ انہیں نکلوا دیں (تو بو جاتی رہے) فرمایا نہیں یہ گھر والوں کا سرمایہ ہے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے' آپ کو بوریے پر دیکھا جس کے نشان پہلو میں پڑ گئے تھے' اسی گھر میں کچھ بدبودار چربیاں بھی تھیں' عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے؟ عرض کی: آپؐ اللہ کے نبیؐ ہیں (اور اس حالت میں ہیں) اور کسریٰ وقیصر سونے کے تختوں پر ہیں فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ کیا تم راضی نہیں کہ دنیا ان کے لیے ہو اور آخرت ہمارے لیے۔

عطاء سے مروی ہے کہ ایک روز عمر بن الخطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے' آپؐ ایک چرمی بستر پر کروٹ لیٹے ہوئے تھے جس میں کھجور کی چھال بھری تھی' اسی مکان میں چربی بھی پڑی تھی' عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے تو فرمایا' اے عمر رضی اللہ عنہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے۔ عرض کی: میں اس پر روتا ہوں کہ کسریٰ وقیصر طرح طرح کے ریشمی فرشوں پر ہیں۔ اور آپؐ اللہ کے منتخب وبرگزیدہ ہو کر اس حالت میں ہیں جیسا میں دیکھتا ہوں' فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! نہ رو' کیونکہ اگر میں چاہتا کہ میرے ساتھ پہاڑ سونا بن کر چلیں تو ضرور چلتے' اور اگر دنیا خدا کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی (باوقعت) ہوتی تو وہ اس سے کافر کو کچھ نہ دیتا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریے پر لیٹے جلد مبارک میں بوریے کا نشان پڑ گیا' بیدار ہوئے تو میں سہلانے لگا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں کیوں نہیں اجازت دیتے کہ اس پر کوئی چیز بچھا دیا کریں جو آپ کو بوریے سے بچائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے کیا مطلب میں اور دنیا محض اس طرح ہیں جیسے ایک سوار کہ ایک درخت کے سایہ میں آیا پھر چلا گیا اور اسے چھوڑ گیا۔

ابی النضر مولائے عمر بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے' آپ ایک بوریے پر لیٹے تھے جس نے بدن میں نشان ڈال دیئے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ام سلیم کے مکان میں ایک بوریے پر نماز پڑھائی جو پرانا

ہونے کی وجہ سے خراب ہو گیا تھا' آپ ﷺ نے اسے کسی قدر پانی سے تر کر دیا پھر اس پر سجدہ کیا۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک چرمی استر کا جبہ تھا جس پر آپ نماز پڑھتے تھے' اور آپ چرمی استر کا جبہ دباغت کیا ہوا پسند فرماتے تھے (تاکہ بدبو نہ آئے)۔

جریر یا ابی جریر سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا' آپ ہم لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے۔ میں نے آپ کے تکیے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تو وہ بھیڑ کی کھال کا تھا۔

سعید المقبری سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کا ایک کھجور کا بوریا تھا جسے آپ دن کو بچھاتے تھے' جب رات ہوتی تو مسجد کے حجرے میں رکھ دیتے اور وہیں نماز پڑھتے تھے۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بوریے کا ایک حجرہ بنایا تھا آپ نے چند شب اس میں نماز پڑھی' پھر لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے۔ ایک رات کو انہوں نے آپ کی آواز نہ سنی تو خیال کیا کہ آپ سو گئے ہیں' بعض کھنکھارنے لگے کہ آپ ان کے پاس نکل آئیں' آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ میں برابر تمہارے اس برتاؤ کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ نہ کر سکو گے (یہ واقعہ نماز تراویح کے متعلق ہے) لہٰذا اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو' کیونکہ فرض نماز کے سوا آدمی کی سب سے بہتر نماز وہ ہے جو اس کے گھر میں ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا جائے نماز:

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گیا' ان کی پوتی ام کلثوم سے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی نماز کی جگہ دریافت کی تو انہوں نے مجھے مسجد دکھائی جس میں ایک چھوٹا سا بوریا تھا' میں نے چاہا کہ اسے ہٹا دوں تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اسی بوریے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چھوٹے سے بوریے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مسجد سے بوریا لا دو عرض کی' میں تو حائضہ ہوں فرمایا تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے' آپ نے کنیز سے فرمایا کہ مجھے بوریا دے دے' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ تو حائضہ ہے فرمایا کہ اس کا حیض اس کے ہاتھ میں نہیں ہے' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ ہم اسے بچھا دیں کہ آپ اس پر نماز پڑھیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے مسجد سے بوریا دے دو' عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ میں تو حائضہ ہوں فرمایا کہ وہ تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھوٹے بوریے پر نماز پڑھی۔

میمونہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث (ام المومنین) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چھوٹے بوریے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

سونے کی انگوٹھی کی ممانعت:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعدد طرق سے' مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سونے کی مہر بنوائی جب آپ اسے اپنے داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے تو اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے' پھر لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں (مہریں) بنوالیں' تو رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے' آپ نے اسے اتار ڈالا اور فرمایا کہ میں انگوٹھی (مہر) پہنتا تھا اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتا تھا آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا کہ واللہ میں اسے کبھی نہ پہنوں گا۔ نبی ﷺ نے انگوٹھی پھینک دی تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

طاؤس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی' ایک روز جس وقت آپ خطبہ فرما رہے تھے نظر اس پر پڑی اسے دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگوں کے لیے دوسری ہے پھر آپ نے اسے اتار ڈالا اور پھینک دیا اور فرمایا کہ میں اسے کبھی نہ پہنوں گا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ بائیں ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے' آپ لوگوں کے پاس برآمد ہوئے تو لوگ آپ کی طرف دیکھنے لگے آپ نے داہنا ہاتھ اپنی بائیں چھنگلیا پر رکھ لیا' پھر اپنے اہل بیت کے پاس واپس آئے اور اسے پھینک دیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی چاندی کی انگوٹھی:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے (متعدد طرق سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیصر روم کے نام فرمان تحریر فرمایا اور اس پر مہر نہیں لگائی' آپ سے کہا گیا کہ بغیر مہر کے آپ کا فرمان پڑھا نہیں جائے گا' رسول اللہ ﷺ نے ایک چاندی کی مہر بنوائی اور اس پر نقش کرایا' نقش یہ تھا ''محمد رسول اللہ'' رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں اس کی سفیدی گویا اب بھی مجھے نظر آ رہی ہے۔

حماد بن سلمہ سے مروی ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے مہر بنوائی تھی' انہوں نے کہا کہ ہاں' ایک مرتبہ آپ نے عشاء میں تقریباً نصف شب تاخیر کر دی' جب آپ نماز پڑھ چکے تو ہم لوگ متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ لوگ تو نماز پڑھ چکے اور سو گئے اور تم لوگ اس وقت تک نماز ہی میں ہو جب تک تم اس کے انتظار میں رہو' اس نے کہا کہ آپ کی انگوٹھی کی چمک جو دست مبارک میں تھی گویا اس وقت بھی میری نظر میں ہے اور انس رضی اللہ عنہ نے اپنا بایاں ہاتھ بلند کیا۔ (انگوٹھی بائیں ہاتھ میں تھی)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی جو خالص چاندی کی تھی' اور فرمایا کہ اس طرح کی انگوٹھی کوئی نہ بنوائے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی' جس کا نگینہ بھی اسی کا تھا۔

زہیر نے کہا کہ میں نے حمید سے دریافت کیا کہ نگینہ کیسا تھا تو انہوں نے بتایا کہ انہیں نہیں معلوم کہ وہ کیسا تھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کا نگینہ حبشی تھا اور نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے صرف ایک روز رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی' جب لوگوں نے چاندی کی انگوٹھیاں بنوا کر پہنیں تو نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگوٹھی پھینک دی' پھر لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک مہر بنوائی جو آپ کے ہاتھ میں رہی' آپ کے بعد پھر وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی' ان کے بعد وہ عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی' یہاں تک کہ چاہ اریس میں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے) گر پڑی' اس کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگوٹھی (مہر) چاندی کی بنوائی جس میں ''محمد رسول اللہ'' منقوش تھا' آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مہر چاندی کی تھی' اس پر ''محمد رسول اللہ'' منقوش تھا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی مہر پھینک دی اور ایک مہر چاندی کی بنوائی' آپ اسے اپنے بائیں ہاتھ میں رکھتے تھے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مہر چاندی کی تھی۔

حضور علیہ السلام کی مہر مبارک:

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مہر لوہے کی تھی جس پر چاندی کا پتر چڑھا ہوا تھا۔

مکحول سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مہر لوہے کی تھی جس پر چاندی کا پتر چڑھا ہوا تھا سوائے اس کے کہ اس کا نگینہ کھلا ہوا تھا۔

سعید سے مروی ہے کہ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' ان کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ انگوٹھی کیسی ہے۔ عرض کی: یہ انگوٹھی میں نے بنوائی ہے' فرمایا کہ اسے مجھے اتار دو' انہوں نے اسے اتار دیا تو وہ لوہے کی تھی جس پر چاندی منڈھی تھی' فرمایا کہ اس پر کیا منقوش ہے۔ عرض کی ''محمد رسول اللہ'' رسول اللہ ﷺ نے اسے لے کے پہن لیا' جو مہر آپ کے ہاتھ میں تھی وہی تھی۔

عمرو بن یحییٰ بن سعید القرشی نے اپنے دادا سے روایت کی عمرو بن سعید بن العاص جس وقت حبشہ سے آئے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے فرمایا کہ اے عمرو تمہارے ہاتھ میں یہ انگوٹھی کیسی ہے' عرض کی یا رسول اللہ یہ چھلا ہے فرمایا اس کا نقش کیا ہے عرض کی: ''محمد رسول اللہ'' اسے رسول اللہ ﷺ نے لے لیا اور اسے مہر بنا لیا' وہ آپ کی وفات تک ہاتھ میں رہی پھر' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک ان کے پاس رہی' پھر عمر رضی اللہ عنہ کی وفات تک ان کے ہاتھ میں رہی پھر اسے عثمان رضی اللہ عنہ نے پہنا' وہ اہل مدینہ کے لیے ایک کنواں کھدوا رہے تھے جس کا نام بیر اریس تھا' وہ اس کے کنارے بیٹھے ہوئے کھودنے کا حکم دے رہے تھے کہ مہر کنویں میں گر پڑی' عثمان بکثرت اپنی مہر اپنے ہاتھ سے اتارا اور پہنا کرتے تھے' لوگوں نے اسے تلاش کیا مگر کوئی اس پر قابو نہ پاسکا۔

نقش مہر نبوی ﷺ:

ابن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مہر پر ''بسم اللہ محمد رسول اللہ'' منقوش تھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی مہر پر تین سطر میں ''محمد رسول اللہ'' منقوش تھا۔ محمد ایک سطر میں رسول ایک سطر میں اللہ ایک سطر میں (اور اس کی ہیئت یہ تھی: (اللہ رسول محمد))۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہر بنوائی' اور فرمایا کہ ہم نے ایک مہر بنوائی ہے' اس میں ایک نقش کندہ کرایا ہے لہٰذا کوئی شخص اس نقش پر نقش نہ کندہ کرائے (یعنی اپنی مہر پر یہ نقش نہ کندہ کرائے)۔

طاؤس سے مروی ہے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یہاں ایسے لوگ ہیں جو گویا عجم کو چاہتے ہیں کہ کوئی فرمان بغیر مہر کے جاری نہیں کرتے' اسی بات نے آپ کو اس پر آمادہ کیا کہ اپنی مہر بنوائیں آپؐ نے اس پر ''محمد رسول اللہ'' کندہ کرایا' اور فرمایا کہ میری مہر کا سا نقش کوئی نہ کندہ کرائے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مہر کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایک مہر بنوائی ہے لہٰذا کوئی شخص اس کی خلاف ورزی نہ کرے' اس کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

حجاج بن ابی عثمان سے مروی ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کی انگوٹھی میں اللہ کا کوئی نام کندہ ہو اور وہ اسے بیت الخلاء میں لے جائے' انہوں نے کہا کہ کیا یہی رسول اللہ ﷺ کی مہر میں قرآن کی ایک آیت کندہ نہ تھی یعنی ''محمد رسول اللہ'' (اور آپؐ اسی کو پہنے ہوئے بیت الخلاء بھی جاتے تھے)۔

ابراہیم وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مہر کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مہر کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

ابوخلدہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوالعالیہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی مہر کا نقش کیا تھا' انہوں نے کہا کہ **صدق اللّٰہ ثم الحق الحق بعدہ محمد رسول اللّٰہ** (اللہ سچا ہے پھر حق حق ہی ہے اس کے بعد محمد اللہ کے رسول ہیں)۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا' جب وہ یمن سے آئے تو اس طرح کہ ہاتھ میں ایک چاندی کی مہر تھی جس کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہر کیسی ہے عرض کی: یارسول اللہ میں لوگوں کو احکام لکھا کرتا تھا' اندیشہ ہوا کہ کہیں اس میں کم وبیش نہ کر دیا جائے اس لیے میں نے ایک مہر بنوائی جس کو لگا دیتا ہوں' فرمایا: اس کا نقش کیا ہے' عرض کی: ''محمد رسول اللہ'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معاذ کی ہر چیز ایمان لائی یہاں تک کہ ان کی مہر بھی' رسول اللہ ﷺ نے اسے لے لیا اور اپنی مہر بنالی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا کنویں میں گرنا:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر وفات تک آپؐ کے ہاتھ میں رہی' ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی وفات تک ان کے ہاتھوں میں رہی' چھ برس عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی جب (خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے) بقیہ چھ سال کا وقت آیا تو ہم لوگ بیرِ اریس پر ان کے ہمراہ تھے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کو اپنے ہاتھ میں ہلا رہے تھے کہ اس کنویں میں گر پڑی' ہم لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسے تین روز تک تلاش کیا مگر نہ پا سکے۔

علی بن حسین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے' جب اس (مہر) کو عثمان رضی اللہ عنہ نے لے لیا تو وہ گر پڑی اور غائب ہوگئی' پھر علی رضی اللہ عنہ نے اس کا نقش کندہ کرا لیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے گر پڑی' تلاش کی گئی مگر نہیں ملی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مہر کا نقش ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

حماد بن سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن ابی رافع کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے دیکھا تو میں نے ان سے دریافت کیا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا' اور عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

یعلیٰ بن شداد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں نہ پہنتے تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنی' یہاں تک کہ آپؐ واصل بحق ہو گئے' نہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انگوٹھی پہنی' یہاں تک کہ وہ واصل بحق ہو گئے' اور نہ عمر رضی اللہ عنہ نے انگوٹھی پہنی یہاں تک کہ وہ واصل بحق ہو گئے' اور نہ عثمان رضی اللہ عنہ نے انگوٹھی پہنی یہاں تک کہ وہ واصل بحق ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین اصحاب کا ذکر کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین میں دو تسمے تھے۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محمد بن علی نے ان لوگوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش نکالی' انہوں نے مجھے دکھائی کہ اس کی ایڑی حضرمی جوتی کی طرح تھی اور اس کے دو تسمے تھے۔

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش میں دو تسمے تھے جن کے سرے ایڑی میں جڑے تھے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش میں دو تسمے تھے جن پر بال نہ تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش دیکھی جو پتلی ایڑی والی اور زبان کی طرح نوک دار تھی' اس کے دو تسمے تھے۔

عیسیٰ بن طہمان سے مروی ہے کہ ہم لوگ جب انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو انہوں نے حکم دیا' ایک پاپوش نکالی گئی جس کے دو تسمے تھے' پھر میں نے ثابت البنانی کو کہتے سنا کہ یہ پاپوش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

عبداللہ بن الحارث الانصاری سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نعلین دیکھیں جن میں تسمے لگے ہوئے تھے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ میں مکے میں نعلین تسمہ ڈلوانے کے لیے لے گیا' میرا خیال ہے کہ یہ ۱۰۰ھ تھا یا ۱۱۰ھ' میں ایک کفش ساز کے پاس گیا کہ وہ ان میں تسمے ڈال دے اور ان میں ایک قسم کے تسمے موجود تھے میں نے اس سے کہا کہ دوسری قسم کے تسمے ڈال دے تو اس نے کہا کہ میں ان میں اس قسم کے تسمے نہیں ڈالوں گا جیسے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی نعلین میں دیکھے ہیں میں نے کہا کہ تم نے کہاں دیکھے' اس نے کہا کہ فاطمہ بنت عبیداللہ بن عباس کے پاس میں نے اس سے کہا کہ اس میں اس قسم کے تسمے ڈال دے' اس نے اس قسم کے تسمے ڈال دیئے اور دونوں کے کان داہنی طرف کیے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ میں مکے میں ایک کفش ساز کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میری نعلین کے تسمے بنا دے' اس نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں ان میں داہنی طرف تسمے لگا دوں جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی نعلین میں دیکھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ تم نے انہیں کہاں دیکھا اس نے کہا کہ فاطمہ بنت عبیداللہ بن عباس کے پاس دیکھا ہے میں نے کہا کہ ان میں اسی طرح کے تسمے لگا دو جیسے تم نے رسول اللہ ﷺ کی نعلین میں دیکھے' اس نے دونوں تسمے داہنی طرف لگا دیئے۔

عمرو بن حریث سے مروی ہے کہ انہوں نے چند لوگوں کو دیکھا کہ وہ جوتے پہن کر نماز نہیں پڑھتے (یعنی اس کے جواز سے انکار کرتے ہیں) انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی پیوند لگی ہوئی نعلین میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

زیاد بن فیاض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (کبھی کبھی) اپنی پیوند دار نعلین میں نماز پڑھتے تھے۔

ایک اعرابی سے مروی ہے کہ میں نے تمہارے نبی علیہ السلام کی پیوند لگی ہوئی پاپوش دیکھی ہے۔

سعید بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا نبی محمد رسول اللہ ﷺ نعلین پہن کر نماز پڑھتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔

محمد بن اسماعیل بن مجمع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی حبیبہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح پایا' تو انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کو مسجد قبا میں نعلین پہن کر نماز پڑھتے دیکھا۔

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو برہنہ پا بھی نماز پڑھتے دیکھا ہے اور پاپوش پہن کر بھی' آپ (بعد نماز تسبیح پڑھنے کے لیے) داہنی جانب بھی پلٹتے تھے اور بائیں جانب بھی' سفر میں روزہ بھی رکھتے تھے اور نہیں بھی رکھتے تھے' پانی کھڑے ہو کر بھی پیتے تھے اور بیٹھ کر بھی پیتے تھے۔

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پاپوش پہن کر بھی نماز پڑھی اور برہنہ پا بھی' کھڑے ہو کر بھی اور بیٹھ کر بھی' اور آپ داہنی طرف بھی پلٹتے تھے اور بائیں طرف بھی۔

ابی سعید سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تو نعلین اتار کر بائیں طرف رکھ دیں' لوگوں نے بھی اپنی نعلین اتار دیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز ادا کر چکے تو فرمایا کہ تمہیں اپنی جوتیاں اتارنے پر کس نے آمادہ کیا' لوگوں نے عرض کی' ہم نے دیکھا کہ آپ نے اتار ڈالیں تو ہم نے بھی اتار ڈالیں' فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ ان میں نجاست بھری

ہے' جو شخص اپنی نعلین میں نجاست دیکھے تو وہ اسے چھڑا ڈالے اور اسی میں نماز پڑھے۔

محمد بن عباد بن جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اکثر نمازیں نعلین پہن کر ہوتی تھیں' آپؐ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ ان میں کچھ نجاست ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی نعلین اتار ڈالیں' پھر سب نے اپنی نعلین اتار ڈالیں' جب رسول اللہ ﷺ نماز پوری کر چکے تو فرمایا کہ تم لوگوں نے کیوں اتاریں' لوگوں نے عرض کی کہ ہم نے دیکھا کہ آپؐ نے اتار دیں تو ہم نے بھی اتار دیں' فرمایا کہ مجھے تو جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ ان میں کچھ نجاست ہے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں اپنی نعلین اتار دیں' جب لوگوں نے دیکھا کہ آپؐ نے اپنی نعلین پھینک دیں تو لوگوں نے بھی اپنی نعلین پھینک دیں' جب آپؐ نے دیکھا کہ لوگوں نے نعلین پھینک دیں تو آپؐ نے پہن لیں' اس کے بعد آپ کو نعلین اتارتے نہیں دیکھا گیا۔

ابی النضر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی پاپوش کا تسمہ ٹوٹ گیا تو آپؐ نے اسے تھوڑے سے حریر (ریشم) سے جوڑ لیا' پھر اسے دیکھنے لگے' جب نماز پوری کر چکے تو فرمایا کہ اس کو نکال دو اور وہی رہنے دو جو پہلے تھا۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیوں؟ فرمایا کہ میں نماز کی حالت میں اس کی طرف دیکھتا تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ہر حالت میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے' وضو میں کنگھی کرنے میں' پاپوش پہننے میں راوی نے کہا کہ جہاں تک ہو سکے داہنی طرف سے شروع کرنا چاہیے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر نعلین پہنتے تھے اور بیٹھ کر بھی' کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے اور بیٹھ کر بھی' آپؐ اپنی داہنی جانب سے شروع کرتے تھے اور بائیں طرف سے بھی۔

عبید بن جریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن میں دیکھتا ہوں کہ آپ بھی سبتی پاپوشیں پسند کرتے ہیں (سبتی وہ چمڑا ہے جس پر بال نہ ہوں) انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہی پہنتے اور انہیں میں وضو کرتے دیکھا ہے۔

عبید بن جریج سے مروی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ صرف سبتی (بغیر بال کے چمڑے کی) جوتیاں پہنتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

منہال بن عمرو سے مروی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے کفش بردار و آب بردار تھے۔

موزے مبارک:

عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ صاحب حبشہ نے نبی محمد ﷺ کو دو سادہ چرمی موزے بطور ہدیہ بھیجے' آپؐ ان پر مسح کرتے۔

ابن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کو دو سیاہ سادہ موزے بطور ہدیہ بھیجے' آپؐ نے پہنے اور ان پر مسح کیا۔

رسول اللہ ﷺ کی مسواک:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات یا دن کو جب سو کر بیدار ہوتے تو وضو سے پہلے مسواک ضرور کرتے۔

شداد بن عبداللہ سے مروی ہے کہ مسواک نے رسول اللہ ﷺ کے مسوڑھے پتلے کر دیئے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رات کو رسول اللہ ﷺ کی مسواک رکھ دی جاتی اور آپ مسواک شروع کرتے، جب رات کی نماز کو اٹھتے تو مسواک کرتے، وضو کرتے مختصر سی دو رکعتیں پڑھتے پھر آٹھ رکعتیں پڑھتے، تب وتر پڑھتے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ میں مسواک لے کر دانت صاف کرتے تھے۔ مسواک آپ کے منہ میں ہوتی تھی اور آپ ''عاعا'' کہتے تھے۔ گویا ابکائیاں لیتے ہیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزے کی حالت میں کھجور کی ہری شاخ سے مسواک کی، قتادہ سے کہا گیا کہ لوگ اس کو ناپسند کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ واللہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں کھجور کی ہری شاخ سے مسواک کرتے تھے۔

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں مسواک لے جاتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا کنگھا، سرمہ، آئینہ اور پیالہ:

ابن جریج سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھی دانت کا کنگھا تھا جس سے آپ کنگھا کرتے تھے۔ خالد بن معدان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں کنگھا آئینہ، تیل مسواک اور سرمہ لے جاتے تھے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکثرت سر میں تیل ڈالتے اور داڑھی پانی سے صاف کرتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سرمہ دانی تھی جس سے آپ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے۔

عمران بن ابی انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی داہنی آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے اور بائیں میں دو مرتبہ۔

محمد بن عبیداللہ بن ابی رافع نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بھی سرمہ اثمد لگاتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں اثمد استعمال کرنا چاہیے، کیونکہ یہ نظر کو تیز کرتا ہے، بال اُگاتا ہے اور آنکھ روشن کرنے والی چیزوں میں سے بہترین ہے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مقوقس نے ایک شیشے کا پیالہ نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو بطور ہدیہ بھیجا آپ اس میں پانی پیا کرتے تھے۔

عطا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک شیشے کا پیالہ تھا جس میں آپ پانی پیتے تھے۔

حمید سے مروی ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا پیالہ دیکھا جو چاندی سے بندھا ہوا تھا (شیشے کا تھا اس لیے ٹوٹ گیا تو غالباً انس رضی اللہ عنہ نے چاندی کے تار سے اسے بندھوالیا ہوگا)۔

ابی النضر سے مروی ہے کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے نہانے کا برتن پیتل کا تھا۔

سیف النبی ﷺ:

عبدالمجید بن سہیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں ہجرت فرما کے ایک تلوار بھی لائے جو ماثور کے والد کی تھی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار ذوالفقار جنگ بدر میں غنیمت میں پائی۔

ابن المسیب سے بھی اسی طرح مروی ہے اس کے بعد یہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام برقرار رکھا۔

عامر سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار ہمارے پاس نکال کر لائے تو اس کے قبضے پر چاندی چڑھی تھی اس کا وہ حلقہ اور کڑی جس میں حمائل ہوتی ہے چاندی کی تھی وہ کمزور اور پتلی ہوگئی تھی۔ منبہ بن الحجاج السہمی کی تھی اور جنگ بدر میں آپ کو ملی تھی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں ایک تلوار اپنے لیے مخصوص کر لی اس کا نام ذوالفقار تھا اور آپ نے اسی تلوار کے بارے میں غزوۂ احد میں خواب دیکھا تھا۔

علقمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کا نام ذوالفقار اور جھنڈے کا نام عقاب تھا۔ واللہ اعلم

مروان بن ابی سعید بن المعلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بنی قینقاع کے ہتھیاروں میں سے تین تلواریں ملیں ایک تیغ قلعی تھی ایک کا نام بتار اور ایک کا نام حتف (موت) تھا اس کے بعد آپ کے پاس مخذوم و رسوب تھیں جو آپ کو فلس سے ملی تھیں۔

زیاد بن ابی مریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار حنیف کی تھی جس میں تیز دھار تھی۔

عامر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار ذوالفقار کے میان پر پڑھا کہ "خون بہا مومنین پر ہے۔ اسلام میں بغیر مولیٰ کے کوئی نہ چھوڑا جائے (یعنی نومسلم کا مولیٰ ضرور بنایا جائے) اور مسلم کو کافر کے عوض قتل نہ کیا جائے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے قبضے پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔

عمرو بن عاصم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے میلان کی نوک چاندی کی تھی اس کے قبضے پر بھی چاندی چڑھی تھی اور اس کے درمیان چاندی کی کڑیاں تھیں۔

سعید بن الحسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے قبضے پر چاندی چڑھی تھی۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے میان کی نوک اور حلقے اور قبضے پر چاندی چڑھی تھی۔

زرۂ مبارک:

مروان بن ابی سعید بن المعلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو قینقاع کے اسلحہ میں دو زرہیں بھی ملیں جن میں ایک کا نام سعدیہ اور ایک کا نام فضہ تھا۔

محمد بن مسلمہ سے مروی ہے کہ میں نے غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ کے بدن پر دو زرہیں دیکھیں جن میں ایک زرہ کا

نام ذات الفضول تھا اور ایک کا فضہ میں نے غزوۂ خیبر میں آپؐ کے بدن پر دو زرہیں دیکھیں جن میں ایک ذات الفضول تھی اور ایک سعدیہ۔

عامر سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی زرہ نکال کر ہمارے پاس لائے وہ بھی یمنی تھی' باریک حلقہ دار' جب اس کی کڑیوں کے بل لٹکا دیا جاتا تھا تو زمین سے نہیں لگتی تھی اور جب چھوڑ دی جاتی تھی تو زمین سے لگتی تھی۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی زرہ میں پشت پر چاندی کے دو حلقے تھے' عبداللہ کا قول ہے کہ چھاتی پر تھے' اور خالد کہتے ہیں کہ سینے پر تھے' میں نے اسے لٹکایا تو اس نے زمین پر نشان ڈال دیا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک زرہ ابوالشحم یہودی کے یہاں جو بنی ظفر کا ایک فرد تھا جَو کے عوض رہن رکھی تھی۔

ابن عباس و عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی زرہ تیس یا ساٹھ صاع جو کے عوض رہن تھی' جو عیال کے نفقے کے لیے تھے۔

اسماء بنت یزید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی' اور جس روز آپ کی وفات ہوئی آپ کی زرہ ایک وسق جَو کے عوض ایک یہودی کے پاس رہن تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی ڈھال:

مکحول سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ڈھال تھی جس میں مینڈھے کے سر کی تصویر تھی' نبی ﷺ نے تصویر کا ہونا ناپسند کیا' صبح ہوئی تو اللہ نے اس (تصویر) کو دور کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے نیزے اور کمان:

مروان بن ابی سعید بن المعلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بنی قینقاع کے اسلحہ میں سے تین نیزے اور تین کمانیں ملیں' ایک کمان کا نام روحا تھا' درخت شوحط کی لکڑی کی کمان کا نام بیضاء تھا ایک زرد رنگ کی کمان کا نام صفراء تھا جو درخت نبع کی لکڑی کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی سواریاں:

محمد بن یحییٰ بن سہل بن ابی حثمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلا گھوڑا جس کے رسول اللہ ﷺ مالک ہوئے وہ تھا جسے آپؐ نے مدینے میں بنی فزار کے ایک شخص سے دس اوقیہ چاندی میں خریدا تھا' اس کا نام اس اعرابی کے یہاں ضرس تھا۔ نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے سکب رکھا' یہ سب سے پہلا گھوڑا تھا جس پر رسول اللہ ﷺ نے احد کی جنگ کی' اس روز سوائے اس گھوڑے کے اور ابو بردہ بن نیار کے ایک گھوڑے کے جس کا نام ملاوح تھا مسلمانوں کے ہمراہ اور کوئی گھوڑا نہ تھا۔

یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام سکب تھا۔

علقمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھوڑے کا نام سکب تھا' اس کی پیشانی سفید تھی اس کے ہاتھ پاؤں میں سفیدی

نہ تھی۔ واللہ اعلم

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھوڑے کی جس کا نام سبحہ تھا دوڑ کرائی' وہ اوّل آیا' آپؐ خوش ہوئے اور اسے پسند فرمایا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام المرتجز تھا۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن یحییٰ بن سہیل بن ابی حثمہ سے مرتجز کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ گھوڑا تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے خریدا تھا جس کے بارے میں خزیمہ بن ثابت نے آپؐ کے موافق شہادت دی تھی اور یہ اعرابی بنی مرہ کا تھا۔

ابی بن عباس بن سہل نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین گھوڑے تھے' لزاز' ظرب' اور لحیف' لزاز تو مقوقس نے بطور ہدیہ دیا تھا' لحیف ربیعہ بن ابی البراء نے بطور ہدیہ دیا تھا' آپ نے اس کے عوض میں بنی کلاب کے مواشی کی زکوٰۃ وصول کرنے کی خدمت ان کو دے دی تھی' اور ظرب فروہ بن عمرو الجذامی (والی عمان) نے بطور ہدیہ دیا تھا' ایک گھوڑا تمیم داری نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ دیا تھا جس کا نام ورد تھا جو آپؐ نے عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس گھوڑے پر چڑھ کے اللہ کی راہ میں جہاد کیا' بعد کو معلوم ہوا کہ بیچ ڈالنے کے قابل ہے۔

ابی عبداللہ واقد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر اپنے ایک گھوڑے کے پاس گئے' آستین سے اس کا منہ پوچھا تو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپؐ اپنے کرتے سے (اس کا منہ پوچھتے ہیں) فرمایا گھوڑں کے معاملے میں جبریل علیہ السلام نے مجھ پر عتاب کیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید مادہ خچر بطور ہدیہ دی گئی یہ سب سے پہلی سفید مادہ خچر اسلام میں تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا' میں (ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے) اون اور کھجور کی چھال آپؐ کے پاس لایا' میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے رسی اور راس بٹی' آپ گھر میں تشریف لے گئے۔ ایک اچھی نئی عبا لائے اور اسے تہ کیا' اس کی پشت پر اس (عباء) کا چار جامہ بنایا' آپؐ اُچکے اور سوار ہو گئے اپنے پیچھے مجھے بھی بٹھالیا۔

موسیٰ بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ دلدل نبی علیہ السلام کی مادہ خچر تھی' یہ سب سے پہلی مادہ خچر تھی جو اسلام میں دیکھی گئی' اور یہ آپ کو مقوقس نے بطور ہدیہ دی تھی' اس کے ہمراہ اس نے ایک گدھا بھی جس کا نام یعفور تھا آپ کو بطور ہدیہ دیا تھا' مادہ خچر معاویہؓ کے زمانہ تک زندہ رہی۔

زہری سے مروی ہے کہ دلدل کو فروہ بن عمرو الجذامی نے بطور ہدیہ بھیجا تھا (مگر یہ سہو ہے) اسے مقوقس نے بھیجا تھا۔

علقمہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مادہ خچر کا نام دلدل تھا۔ وہ سفید تھی' اور ینبع میں رہی یہاں تک کہ وہیں مرگئی۔ واللہ اعلم

زامل بن عمرو سے مروی ہے کہ فروہ بن عمرو الجذامی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مادہ خچر جس کا نام فضہ تھا بطور ہدیہ بھیجی' آپؐ

نے وہ مادہ خچر اور اپنا گدھا یعفور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دیا' یہ گدھا حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت مر گیا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک مادہ خچر بطور ہدیہ دی گئی' ہم نے عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ اگر ہم اس کو اپنے گھوڑوں سے گابھن کرائیں تو یہ ہمارے پاس اپنے ہی جیسی مادہ خچر لائے گی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو وہی لوگ کرتے ہیں جو جاہل ہوتے ہیں۔

علقمہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گدھے کا نام یعفور تھا' واللہ اعلم۔

ابی عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود نے اپنے والد سے روایت کی کہ انبیاء کمبل پہنا کرتے' بکریاں دوہتے اور گدھوں پر سوار ہوتے' رسول اللہ ﷺ کا بھی ایک گدھا تھا جس کا نام یعفور تھا۔

جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی مادہ خچر کا نام شہباء اور گدھے کا نام یعفور تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی سواری کی اونٹنیاں:

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ قصواء (اونٹنی) بنی الحریس کے مواشی میں تھی اس کو اور اس کے ساتھ ایک دوسری اونٹنی کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درم کو خریدا تھا' (قصواء) کو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے چار سو درہم میں لے لیا۔ وہ آپ کے پاس رہی یہاں تک کہ مر گئی' اس اونٹنی پر آپؐ نے ہجرت فرمائی' جس وقت رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف لائے تو وہ چار دانت کی تھی' اور اس کا نام قصواء جدعا تھا' عضباء تھا۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ اس کا نام عضباء تھا اور اس کے کان کا کنارہ کٹا ہوا تھا۔

جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا نام قصواء تھا۔ علقمہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا نام قصواء تھا' واللہ اعلم۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی کا نام قصواء تھا' واللہ اعلم۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی کا نام عضباء تھا' وہ کبھی (کسی اونٹ سے) پیچھے نہیں رہتی تھی' ایک اعرابی اپنے نوجوان اونٹ پر آیا اور اس نے اس کے ساتھ دوڑایا تو عضباء پیچھے رہ گئی' مسلمانوں کو ناگوار ہوا' لوگوں نے کہا کہ عضباء پیچھے رہ گئی' یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ پر واجب ہے کہ دنیا کی جو چیز بلند ہو وہ اسے نیچا کر دے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قصواء رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی تھی کہ جب کبھی دوڑ میں بھیجی جاتی تو آگے ہو جاتی ایک دفعہ وہ پیچھے رہ گئی تو اس کے پیچھے رہ جانے سے مسلمانوں کو سخت بے چینی پیدا ہوئی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ جب کسی چیز کو بلند کرنا چاہتے ہیں تو خدا اسے نیچا کر دیتا ہے۔

قدامہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج میں اپنی اونٹنی صہباء پر رمی کرتے دیکھا۔ سلمہ بن نبیط نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حج میں رسول اللہ ﷺ کو عرفہ میں سرخ اونٹ پر سوار دیکھا۔

رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں:

معاویہ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں تھیں' یہ وہی تھیں جن پر قوم نے غابہ میں چھاپہ مارا تھا' کل بیس تھیں انہیں سے رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت زندگی بسر کرتے تھے' ہر شب کو آپ کی خدمت میں دو بڑی مشکوں میں دودھ لایا جاتا تھا' ان میں وہ دودھ والی اونٹنیاں بھی تھیں جن کا دودھ بہت کثرت سے تھا' ان کا نام حناء۔ سمراء' عریس سعدیہ' بغوم یسیرہ اور دباء تھا۔

بنہان مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہماری زندگی دودھ پر تھی' یا یہ کہا کہ ہماری اکثر زندگی' غابہ میں رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں تھیں جن کو آپ ﷺ نے ازواج پر تقسیم فرما دیا تھا' ان میں سے ایک کا نام عریس تھا' ہم لوگ اس کے دودھ پر (زندگی بسر کرتے) تھے اور جتنا دودھ چاہتے (لے سکتے تھے)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کی اونٹنی جس کا نام سمراء تھا بہت دودھ والی تھی اور وہ میری اونٹنی کی طرح نہ تھی' ان سب کا چرواہا دودھ والی اونٹنیوں کو ایک چراگاہ لے گیا جو نواح جوانیہ میں تھی' وہ ہمارے گھروں پر آیا کرتی تھیں' ان دونوں (عریس وسمراء) کو لایا جاتا تھا اور ان کا دودھ دوہا جاتا تھا۔ نبی ﷺ کی اونٹنی اپنے برابر کی اونٹنیوں سے زیادہ دودھ والی پائی جاتی تھی۔

ثابت مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ضحاک بن سفیان الکلابی نے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو ایک اونٹنی جس کا نام بردہ تھا بطور ہدیہ دی' میں نے کبھی کوئی اونٹنی اس سے اچھی نہیں دیکھی' اس کا دودھ اتنا دوہا جاتا تھا جتنا وہ بکثرت دودھ دینے والی اونٹنیوں کا دوہا جائے' وہ ہمارے گھروں پر آتی تھی' اس کو ہند اور اسماء باری باری کبھی احد اور کبھی جماء میں چراتے تھے' پھر اسے اس کے ٹھکانے پر لاتے تھے اور ان کے ساتھ چادر بھر کر درخت کے گرے ہوئے یا درخت کے لاٹھی سے جھاڑے ہوئے پتے بھی ہوتے تھے' وہ رات سے صبح تک چارے میں بسر کرتی تھی' اکثر اسے آپ ﷺ کے مہمانوں کے لیے دوہا جاتا تھا' وہ لوگ پیتے تھے یہاں تک کہ پہلی رات کا دودھ وہ لوگ پی لیتے تھے۔ اور جو بچتا تھا بعد کو ہم لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا' اس کا صبح کا دودھ اچھا ہوتا تھا۔

عبدالسلام بن جبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی سات دودھ والی اونٹنیاں تھیں جو ذی الجدر اور جماء میں رہتی تھیں' ان کا دودھ ہمارے پاس آ جاتا' ایک اونٹنی کا نام مہرہ تھا ایک کا شقراء اور ایک کا دباء' مہرہ بنی عقیل کے مواشی میں سے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بھیجی تھی' وہ بہت دودھ والی تھی شقراء و دباء کو آپ ﷺ نے سوق النبط میں بنی عامر سے خریدا تھا' بردہ و سمراء و عریس و یسیرہ و حناء کا دودھ دوہا جاتا تھا اور ہر رات کو آپ ﷺ کے پاس لایا جاتا تھا' انہیں میں رسول اللہ ﷺ کا ایک غلام یسار تھا جس کو لوگوں نے قتل کر دیا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب شام ہو جاتی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی اونٹنیوں کا دودھ نہیں آتا تھا تو آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ اس کو پیاسا کرے جس نے اس شب کو آل محمد ﷺ کو پیاسا کیا۔

رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی بکریاں:

ابراہیم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی بکریاں سات تھیں' عجوہ' زمزم' سقیا' برکہ' ورسہ' اطلال اور اطراف۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سات دودھ دینے والی بھیڑیں تھیں جن کو ام ایمن چراتی تھیں۔

محمد عبداللہ بن الحصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بکریاں اُحد میں چرائی جاتی تھیں' ہر شب کو اس کے گھر پر آتی تھیں جس میں رسول اللہ ﷺ کا دورہ ہوتا تھا۔

وجیہہ کنیز ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ جنگل تشریف لے جاتے تھے' تو انہوں نے کہا کہ نہیں' واللہ میں نے آپ کو (جنگل جاتے) نہیں دیکھا ہماری سات بھیڑیں تھیں' چرواہا کبھی انہیں احد لے جاتا اور کبھی جماء اور شام کو انہیں ہمارے پاس لاتا' ذی الجدر میں رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں' رات کو ان کا دودھ ہمارے پاس آ جاتا تھا' غابہ میں بھی تھیں' رات کو ان کا دودھ بھی ہمارے پاس آ جاتا تھا' اونٹ اور بکری ہی سے ہماری اکثر زندگی تھی۔

مکحول سے مروی ہے کہ ان سے مردار کی کھال کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک بکری کا نام قمر تھا ایک روز وہ آپ کو نہ ملی' فرمایا کہ قمر کیا ہوئی' لوگوں نے عرض کی' یا رسول اللہ وہ تو مر گئی' فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیا کی' لوگوں نے عرض کی' وہ تو مردار تھی فرمایا دباغت اس کی طہارت ہے۔

ابی الہیثم بن التیہان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جن لوگوں کے یہاں بکری ہے ان کے یہاں برکت ہے۔

خالد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جن لوگوں کے یہاں تین بکریاں (چرکے) رات کو آئیں ان کے یہاں رات بھر ملائکہ رہتے ہیں جو صبح تک ان کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے خدام و آزاد کردہ غلام:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرا خیال تو یہی ہے کہ ہند و اسماء فرزندان حارثہ الاسلمی رسول اللہ ﷺ کے غلام ہی تھے یہ دونوں آپ کی خدمت کرتے تھے' انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور یہ دونوں آپ کے دروازے سے ٹلتے نہ تھے۔

سلمٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خادمہ میں تھی اور خضرہ' رضوی و میمونہ بنت سعد تھیں' ہم سب کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر دیا تھا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک کنیزہ کا نام خضرہ تھا۔

عتبہ بن جبیرہ الاشہلی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن حزم کو تحریر فرمایا کہ میرے لیے رسول اللہ ﷺ کے خدام مرد اور عورتوں اور آپ کے آزاد کردہ غلاموں کے ناموں کی تحقیق کرو۔

انہوں نے لکھا کہ ام ایمن تھیں جن کا نام برکہ تھا' یہ رسول اللہ ﷺ کے والد کی کنیز تھیں۔

رسول اللہ ﷺ ان کے وارث ہوئے تو آپ نے انہیں آزاد کر دیا' عبید خزرجی نے مکے میں ان سے نکاح کیا' ان کے

یہاں ایمن پیدا ہوئیں۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی مالک ہوئیں' جن کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے حکیم بن حزام بن خویلد نے سوق عکاظ میں چار سو درم کو خریدا' رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ وہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آپ کو ہبہ کر دیں' یہ واقعہ آپؐ کے ان سے نکاح کر لینے کے بعد ہوا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں آپ کو ہبہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آزاد کر دیا' ان کی بیوی برکہ بھی آزاد کر دیا۔

ابو کبشہ جن کی ولادت مکے میں ہوئی تھی' انہیں آپؐ نے آزاد کر دیا' انسہ جن کی ولادت سراۃ میں ہوئی تھی' انہیں بھی آپؐ نے آزاد کر دیا۔ صالح شقران کو بھی جو آپؐ کے غلام تھے آزادی دے دی سفینہ آپؐ کے ایک غلام تھے انہیں بھی آزاد کر دیا۔

ثوبان یمن کے ایک شخص تھے' جن کو رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں خرید کر آزاد کر دیا' ان کا نسب یمن میں ہے۔

رباح حبشی تھے۔ انہیں بھی رسول اللہ ﷺ نے غلامی سے رہائی عطا فرمائی۔

یسار حبشی غلام تھے جن کو آپؐ نے غزوۂ بنی عبد بن ثعلبہ میں پایا تھا' انہیں آزاد کر دیا۔

ابو رافع عباس کے غلام تھے' ان کو عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ جب عباس رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو ابو رافع نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے اسلام کا ثمرہ سنایا۔ رسول اللہ ﷺ خوش ہوئے اور انہیں آزاد کر دیا' اور ابو رافع کا نام اسلم تھا۔

فضالہ یمنی آپؐ کے آزاد کیے ہوئے غلام تھے جنہوں نے بعد کو شام کی سکونت اختیار کر لی۔

مویہبہ مزینہ میں پیدا ہوئے تھے' انہیں بھی آپؐ نے آزادی بخشی۔

رافع' سعید بن العاص کے غلام تھے' سعید کے لڑکے رافع کے وارث ہوئے ان میں سے بعض نے اسلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا اور بعض رُکے رہے' رافع رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپؐ سے ان لوگوں کے بارے میں طالب امداد ہوئے جنہوں نے آزاد نہیں کیا تھا تاکہ وہ بھی انہیں آزاد کر دیں' رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں ان سے گفتگو فرمائی تو انہوں نے آپ کو ہبہ کر دیا۔ آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا وہ کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا مولیٰ ہوں۔

مدعم' رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے' ان کو رفاعہ بن زید الجذامی نے آنحضرت ﷺ کو ہبہ کیا تھا' یہ حسمیٰ میں پیدا ہوئے تھے' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدعم کو رفاعہ بن عمرو الجذامی نے آنحضرت ﷺ کو ہبہ کیا تھا' رسول اللہ ﷺ جب خیبر آئے تو وادی القریٰ کی طرف واپس ہوئے' وہاں اپنا کجاوہ اتار رہے تھے کہ مدعم کے پاس ایک نامعلوم تیر آیا' جس نے انہیں قتل کر دیا۔ کہا گیا کہ شہادت انہیں مبارک ہو' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جس چادر کو جنگ خیبر میں اس نے ہم سے لیا تھا وہ اس پر آگ میں جلائی جائے گی۔

کرکرہ بھی رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے۔

ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک غلام کا نام رباح تھا' یہ رسول اللہ ﷺ کے اس سامان پر تھے' جس پر عیینہ بن حصن نے چھاپہ مارا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کے مکانات:

عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے ازواج نبی علیہ السلام کے مکانات اس وقت دیکھے جب ان کو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے منہدم کیا یہ کچی اینٹ کے مکان تھے' حجرے کھجور کی ٹہنیوں کے تھے' جن پر گارے کی کہگل کی ہوئی تھی' میں نے شمار کیا تو مع حجروں کے نو مکان تھے' وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے درمیان سے اس دروازے تک تھے جو باب النبی علیہ السلام کے متصل تھا' اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ بن العباس کے مکان تک۔

میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مکان اور ان کا حجرہ کچی اینٹ کا دیکھا تو ان کے ایک بیٹے سے دریافت کیا انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ دومۃ الجندل کیا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا حجرہ کچی اینٹ کا بنوالیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ کی نظر اینٹ پر پڑی' آپ اپنی ازواج میں سب سے پہلے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور فرمایا کہ اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا وہ سب سے بدتر چیز جس میں مسلمان کا مال صرف ہو' تعمیر ہے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ میں نے یہ حدیث معاذ بن محمد الانصاری سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ ایک مجلس میں جس میں عمر بن ابی انس بھی تھے میں نے عطاء خراسانی کو کہتے سنا' اور وہ قبر مبارک اور منبر شریف کے درمیان تھے' کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے حجرے کھجور کی شاخوں کے پائے' جن کے دروازوں پر سیاہ بالوں کے ٹاٹ کے پردے پڑے تھے' میں ولید بن عبدالملک کا فرمان آنے کے وقت موجود تھا جو پڑھا جا رہا تھا' اس میں انہوں نے ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں کو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کرنے کا حکم دیا تھا' میں نے اس روز سے زیادہ لوگوں کو روتے ہوئے نہیں دیکھا۔

عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اسی روز سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ واللہ میں تو یہ چاہتا تھا کہ یہ لوگ ان حجروں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتے' اہل مدینہ میں سے جو پیدا ہونے والا پیدا ہوتا اور اطراف عالم سے جو آنے والا آتا وہ دیکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کس چیز پر کفایت فرمائی یہ ایک ایسی بات تھی جو لوگوں کو بکثرت مال جمع کرنے اور باہم فخر کرنے سے نفرت دلاتی۔

معاذ نے کہا جب عطاء خراسانی اپنی حدیث سے فارغ ہوئے تو عمر بن ابی انس نے کہا کہ ان میں سے چار مکان کچی اینٹ کے تھے جن کے حجرے کھجور کی شاخ کے تھے' پانچ مکان کہگل کی ہوئی کھجور کی شاخ کے تھے جن میں حجرے نہ تھے' دروازوں پر بالوں کا ٹاٹ پڑا تھا' میں نے پردے کو ناپا تو وہ تین ہاتھ طویل اور ایک ہاتھ سے زیادہ عریض تھا۔

یہ جو تم نے اس روز کے رونے کا حال بیان کیا تو میں نے خود ایک ایسی مجلس میں دیکھا ہے جس میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندوں کی ایک جماعت تھی' جن میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور ابوامامہ بن سہل بن حنیف اور خارجہ بن زید بن ثابت بھی تھے' یہ لوگ رو رہے تھے یہاں تک کہ آنسوؤں نے ان کی داڑھیوں کو تر کر دیا تھا اس روز ابوامامہ نے کہا کہ کاش وہ چھوڑ دیئے جاتے اور منہدم نہ کیے جاتے تاکہ لوگ تعمیر میں کمی کرتے' اور دیکھتے اللہ اپنے نبی علیہ السلام کے لیے کس چیز پر راضی تھا' حالانکہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

عبداللہ بن عامر الاسلمی سے مروی ہے کہ ابوبکر بن حزم اپنی نماز گاہ میں تھے' وہیں انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس ستون کے جو قبر مبارک کے اس کنارے کے متصل ہے کہ دوسرے ستون سے ملا ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے راستے میں واقع ہے یہی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (ام المومنین) کا مکان ہے' رسول اللہ ﷺ اسی میں نماز پڑھتے تھے یہ سب آج تک اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ بن العباس کے مکان سے صحن مسجد تک ہے' آنحضرت ﷺ کے یہی مکانات ہیں جن کو میں نے کھجور کی شاخ کا دیکھا جن پر گارے کی کہگل کی ہوئی تھی اور ان پر بالوں کا ٹاٹ پڑا تھا۔

ایک شیخ اہل مدینہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے حجرے منہدم کیے جانے سے پہلے دیکھے جو کھجور کی شاخوں کے تھے' جن پر کھالوں کے ٹکڑے منڈھے تھے۔

داؤد بن شیبان سے مروی ہے کہ میں نے ازواج نبی ﷺ کے حجرے دیکھے جن پر ٹاٹ پڑے تھے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں میں ازواج نبی ﷺ کے حجروں میں داخل ہوتا تھا اور ان کی چھتیں اپنے ہاتھ سے چھو لیتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے وقف شدہ اموال:

محمد بن کعب سے مروی ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا صدقہ (یعنی وقف) رسول اللہ ﷺ کا اپنے اموال کا وقف ہے' جب مخریق احد میں قتل کر دیئے گئے اور انہوں نے یہ وصیت کی کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے اموال رسول اللہ ﷺ کے لیے ہیں' تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر قبضہ کیا اور انہیں وقف (تصدق) کر دیا۔

عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ جنگ احد میں مخریق نے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے اموال محمدؐ کے لیے ہیں' وہ انہیں جہاں اللہ بتائے خرچ کریں' یہ رسول اللہ ﷺ کے صدقات عامہ تھے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے زمانۂ خلافت میں خناصرہ میں کہتے تھے کہ میں نے مدینے میں اس زمانے میں سنا جب مشائخ مہاجرین وانصار میں سے بہت لوگ موجود تھے کہ نبی محمد ﷺ نے سات باغ اموال مخریق میں سے وقف کیے تھے' مخریق نے یہ کہا تھا کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے مال محمد (ﷺ) کے لیے ہیں وہ انہیں جہاں اللہ بتائے خرچ کریں۔ وہ غزوۂ احد میں قتل کر دیئے گئے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مخریق سب سے اچھے یہودی ہیں۔

اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے ان (باغوں) کی کھجوریں منگائیں' ایک طباق میں کھجوریں لائی گئیں' انہوں نے کہا کہ مجھے ابوبکر بن حزم نے لکھا ہے کہ یہ کھجوریں انہیں خوشوں میں سے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اس میں سے نوش فرماتے تھے۔

راوی نے کہا کہ امیر المومنین انہیں ہم میں تقسیم کر دیجئے۔ انہوں نے جب تقسیم کیں تو ہم میں سے ہر شخص کو نو نو کھجوریں ملیں۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب میں والی مدینہ تھا تو میں بھی ان باغوں میں گیا اور اس درخت کی کھجور کھائی' میں نے اس کی سی شیریں اور تازہ کھجور نہیں دیکھی۔

ابی وجزہ یزید بن عبید السعدی سے مروی ہے کہ مخریق بنی قینقاع کے سب سے بڑے امیر تھے وہ علمائے یہود اور توریت کا علم رکھنے والوں میں سے تھے' رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ آپ کی مدد کرنے کے لیے اُحد گئے' حالانکہ وہ اپنے دین (یہودی) پر تھے' محمد بن مسلمہ وسلمہ بن سلامہ سے کہا کہ اگر میں مرجاؤں تو میرے اموال محمد (ﷺ) کے حوالے ہیں' وہ جہاں انہیں اللہ بتائے خرچ کریں۔

جب ہفتے کا دن ہوا اور قریش بھاگ گئے اور مقتولین دفن کر دیئے گئے تو مخریق مقتول پائے گئے جن کے زخم بھی تھے' وہ مسلمانوں کی قبروں سے علیحدہ دفن کیے گئے' آپؐ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی' نہ اس روز اور نہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے ان کے حق میں دعائے رحمت سنی گئی' آپؐ نے اس سے زیادہ نہیں فرمایا کہ مخریق سب سے اچھے یہودی تھے' بس یہی آپ کا حکم ہے۔

عثمان بن وثاب سے مروی ہے کہ یہ سب باغ اموال بنی نضیر میں سے ہیں' رسول اللہ ﷺ اُحد سے واپس آئے تو آپؐ نے مخریق کے اموال تقسیم فرما دیئے۔

زہری سے مروی ہے کہ یہ ساتوں باغ اموال بنی نضیر میں سے ہیں۔

محمد بن سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وقف اموال بنی نضیر میں سے تھا' اور وہ سات باغ تھے (جن کے نام یہ ہے)۔

الاعواف' الصافیہ' الدلال' المثیب' برقہ' حسنیٰ' مشربہ ام ابراہیم۔

مشربہ ام ابراہیم اس لیے نام رکھا گیا کہ ابراہیم کی والدہ ماریہ اُسی میں رہتی تھیں' یہ کل مال سلام بن مشکم النضیری کا تھا۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اوقاف میں سات باغ تھے' الاعواف' الصافیہ' الدلال' المثیب' برقہ' حسنیٰ' مشربہ ام ابراہیم۔

ابن کعب نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد مسلمانوں نے اپنی اولاد پر اور اپنی اولاد کی اولاد پر وقف کیا ہے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے غنیمت میں سے تین مخصوص ومنتخب حصے تھے۔ (اموال) بنی النضیر آپ کے حوادث کے لیے وقف تھے۔

فدک مسافروں کے لیے۔

اور خیبر وقف تھا۔

خمس کو بھی آپؐ نے تین حصوں پر تقسیم کر دیا تھا۔

دو جزو مسلمانوں کے لیے تھے اور ایک جزو میں سے آپؐ اپنے اہل وعیال پر صرف فرماتے اگر کچھ فاضل رہتا تو اسے فقرائے مہاجرین میں تقسیم فرما دیتے۔

رسول اللہ ﷺ کے زیر استعمال کنویں:

مروان بن ابی سعید بن المعلی سے مروی ہے کہ میں نے ان کنوؤں کو تلاش کیا ہے جن کا پانی رسول اللہ ﷺ پیتے تھے اور

جن میں آپؐ نے برکت کی دعا فرمائی اور لعاب دہن ڈالا۔

آپؐ بیر بضاعہ کا پانی پیتے تھے جس کو بیر ابی انس کہا جاتا ہے۔

آپؐ ایک کنویں کا پانی پیتے تھے جو آج قصر بنو حدیلہ کے پہلو میں ہے۔ آپؐ جاسم کا پانی پیتے تھے۔

آب دار خانوں کا پانی بھی پیتے تھے۔

قباء کے بیر غرس کا پانی بھی پیتے تھے' اس میں آپؐ نے برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا کہ یہ جنت کا ایک چشمہ ہے۔

عبیرہ کا پانی پیتے تھے جو بنی امیہ بن زید کا کنواں ہے' اس پر آپ کھڑے ہوئے دعائے برکت فرمائی' اس میں لعاب دہن ڈالا اور اس کا پانی پیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام پوچھا تو عبیرہ بتایا گیا' آپؐ نے اس کا نام یسیرہ رکھا۔ آپ عقیق کے بیر رومہ کا بھی پانی پیتے تھے۔

سلمیٰ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب کے مکان پر اترے تو ابو ایوب آپ کی خدمت کیا کرتے تھے' آپؐ کے لیے ابی انس مالک بن النضر کے کنویں سے پانی لایا کرتے تھے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان چلے گئے تو انس بن مالک اور ہند و اسماء فرزندان حارثہ بیر سقیا سے پانی کے گھڑے لا دکر آپ کی ازواج کے مکانات پر لے جاتے تھے' پھر آپؐ کے خادم رباح جو حبشی غلام تھے آپؐ کے حکم سے کبھی بیر غرس سے پانی بھرتے تھے اور کبھی بیر بیوت السقیا سے۔

الہیثم بن نصر بن دہر الاسلمی سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تھا اور محتاجین کی جماعت کے ساتھ آپؐ کے دروازے سے وابستہ تھا' میں آپؐ کے پاس ابی الہیثم بن التیہان کے بیر جاسم سے پانی لاتا تھا' اس کا پانی بہت اچھا تھا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب آپ بیر غرس کی مینڈھ پر بیٹھے تھے کہ میں نے آج شب کو خواب میں دیکھا کہ جنت کے ایک چشمے پر بیٹھا ہوں' مراد یہی کنواں تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیر غرس جنت کا ایک چشمہ ہے۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیر غرس بھی کیسا اچھا کنواں ہے' یہ جنت کا ایک چشمہ ہے اس کا پانی سب پانیوں سے اچھا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کا پانی بھرا جاتا تھا اور آپ کو بیر غرس سے غسل کرایا جاتا تھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قباء گئے' آپؐ بیر غرس پہنچے' اس میں ایک گدھے پر پانی بھرا جا رہا تھا ہم لوگ دن کے اکثر حصے میں اس طرح کھڑے رہے کہ ہمیں اس میں پانی ہی نہ ملتا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول میں کلی کی اور اسے کنویں میں ڈال دیا تو وہ تری میں جوش مارنے لگا۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیر غرس کا پانی بھرا جاتا تھا اور اسی سے آپ کو غسل کرایا جاتا تھا۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیر بضاعہ کا پانی پلایا ہے۔

ابی بن عباس بن سہل بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت سے سنا جن میں ابو اسید و ابو حمید و ابی سہل بن سعد بھی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیر بضاعہ پر تشریف لائے' ڈول سے وضو کیا اور اسے کنویں

میں ڈال دیا' دوبارہ ڈول میں کلی کی اور اس میں لعاب دہن ڈالا اور آپؐ نے اس کا پانی پیا' آپؐ کے زمانے میں جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو فرماتے تھے کہ اسے بضاعہ کے پانی سے نہلاؤ' وہ نہلایا جاتا تھا تو اس کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ گویا رسی کو کھول دیا گیا ہے۔

ابوحمید الساعدی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بارہا بیر بضاعہ پر کھڑے دیکھا ہے' آپؐ کے گھوڑوں کو اس کا پانی پلایا جاتا تھا' آپؐ نے بھی اس کا پانی پیا اور وضو کیا اور اس کے بارے میں دعائے برکت کی۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیر رومہ کی طرف دیکھا جو قبیلہ مزنیہ کے ایک شخص کا تھا' وہ اُجرت پر اس کا پانی پلاتا تھا اور فرمایا کہ اس مسلمان کا یہ کیسا اچھا صدقہ ہو جو اسے مزنی سے خرید لے اور وقف کر دے' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس کو چار سو دینار میں خریدا اور وقف کر دیا' جب اس پر منڈیر بنادی گئی تو اُدھر سے رسول اللہ ﷺ گزرے آپؐ نے اسے دریافت کیا تو بتایا گیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر وقف کو دیا' آپؐ نے فرمایا کہ اے اللہ ان کے لیے جنت واجب کر دے' پھر آپؐ نے اس کے پانی کا ایک ڈول منگایا اور اس میں پیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیریں پانی ہے' دیکھو خبردار اس وادی میں کنوؤں کی کثرت ہوگی اور وہ شیریں ہوں گے' اور مزنی کا کنواں ان سب سے زیادہ شیریں ہے۔

مطلب بن عبداللہ بن خطیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز مزنی کے کنویں پر سے گزرے' اس کنویں کے پہلو میں ان کا ایک خیمہ تھا اور ایک گھڑا تھا جس میں ٹھنڈا پانی تھا' گرمی میں رسول اللہ ﷺ نے ٹھنڈا پانی پیا اور فرمایا کہ یہ شیریں وصاف ہے۔

محمود بن الربیع سے مروی ہے کہ انہیں وہ کلی یاد ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ڈول میں کر کے بیر انس میں ڈالی تھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اسی کنویں کا پانی پیا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بیر بیوت السقیا سے پانی بھرا جاتا تھا۔

عاصم بن عبداللہ الحکمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر جاتے وقت بیر السقیا کا پانی پیا۔ اس کے بعد بھی آپؐ اس کا پانی پیا کرتے تھے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمدللہ

ولا الہ الا اللّٰہ، واللّٰہ اکبر

اللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی نبیّك محمد و علٰی آله واصحابه وبارك وسلّم رب انعمت علّی فزد

آثارِ وفات

زندگی کے آخری ایام اور کثرت استغفار:

ابوعبیدہ بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ﴿سبحانك اللّٰھم وبحمدك' اللّٰھم اغفرلی﴾ بکثرت فرمایا کرتے تھے' پھر جب سورۂ ﴿اذا جاء نصر اللّٰه والفتح﴾ کا نزول ہوا تو فرمایا: ﴿سبحانك اللّٰھُمَّ وبحمدك' اللّٰھم اغفرلی' انك انت التواب الرحیم﴾

رسول اللہ ﷺ پر جب ﴿اذا جاء نصراللّٰه والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللّٰه افواجا فسبح بحمد ربك واستغفرہ انه کان توابا﴾ نازل ہوئی تو حسن نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی اجل قریب آ گئی' اور آپ کو کثرت تسبیح و استغفار کا حکم دیا گیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سورت ﴿اذا جاء نصر اللّٰه والفتح﴾ اللہ کی طرف بلانے والی اور دنیا سے رخصت کرنے والی ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخر عمر میں یہ کلمات بکثرت فرمایا کرتے تھے: ''سبحان اللّٰه وبحمدہ' استغفراللّٰه واتوب الیه'' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آپ کلمہ ''سبحان اللّٰه وبحمدہ' استغفراللّٰه واتوب الیه'' کی اس قدر کثرت فرماتے ہیں کہ اس سے قبل نہیں فرماتے تھے۔

حضرتؐ نے فرمایا: میرے پروردگار نے مجھے میری امت میں ایک علامت کی خبر دی کہ جب اس کو دیکھنا تو اپنے پروردگار کی حمد و تسبیح کرنا اور اس سے استغفار کرتے رہنا' میں نے اس علامت کو دیکھ لیا ہے' ﴿اذا جاء نصراللّٰه والفتح' ورأیت الناس

یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا الخ﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سورت ﴿اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا کہ مجھے میری خبر مرگ سنا دی گئی۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یہ سن کے میں رونے لگی تو فرمایا: رو نہیں میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تو ہی مجھ سے ملے گی۔ یہ سن کے میں ہنسی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح﴾

یمن کے لوگ آئے جو رقیق القلب تھے۔

فرمایا: ایمان بھی یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر آپ کی وفات سے پہلے پے در پے وحی بھیجی یہاں تک کہ آپؐ وفات پا گئے۔ سب سے زیادہ وحی اس روز نازل ہوئی جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ضرور معلوم کرلوں گا کہ ہم میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی کتنی باقی ہے انہوں نے آپؐ سے عرض کیا: یارسول اللہ اگر آپؐ اپنے لیے تخت بنا لیتے (تو بہتر ہوتا) کیونکہ لوگوں نے آپ کو بھائی بنا لیا ہے آپؐ نے فرمایا: واللہ میں برابر ان کے درمیان اسی طرح رہوں گا کہ وہ میری چادر چھینتے ہوں گے اور مجھے ان کا غبار پہنچتا ہوگا' یہاں تک کہ اللہ مجھے ان سے راحت دے گا' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے سمجھ لیا کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہم میں قلیل ہے۔

واثلہ بن الاسقع سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میری وفات تم سب کے آخر میں ہوگی؟ آگاہ رہو کہ میں وفات میں تم سب سے اوّل ہوں' کجاوے کی لکڑیوں کی طرح تم لوگ میرے پیچھے ہوگے کہ تم میں سے بعض بعض کو ہلاک کریں گے خالد بن خداش کی روایت میں (بجائے اقتادًا بمعنی کجاوے کی لکڑیاں) افنادًا بمعنی قوم و جماعت ہے۔

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس عالم میں جسے سونے والا دیکھتا ہے' دنیا کی کنجیاں دی گئیں' تمہارے نبی ﷺ کو اچھے راستے کی طرف لے گئے اور تم دنیا میں اس حالت میں چھوڑ دیئے گئے کہ سرخ و زرد و سفید حلوا کھا رہے ہو' کہ اصل سب کی ایک ہے (یعنی) شہد اور گھی اور آٹا' لیکن تم لوگوں نے نفسانی خواہشوں کی پیروی کی۔

بکر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے (جس میں) تم بھی باتیں کرتے ہو اور تم سے بھی باتیں کی جاتی ہیں' جب میرا انتقال ہوگا تو میری وفات تمہارے لیے بہتر ہوگی' تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کیے جائیں گے' اگر میں خیر دیکھوں گا تو اللہ کی حمد کروں گا اور اگر شر دیکھوں گا تو تمہارے لیے اللہ سے استغفار کروں گا۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: عنقریب مجھے دعوت دی جائے گی جو میں قبول کرلوں گا' میں تم میں دو نفیس چیزیں چھوڑنے والا ہوں کتاب اللہ اور اپنی عترت (ذریت) کتاب اللہ ایک رسی ہے جو آسمان سے زمین کی طرف دراز کی گئی ہے' اور میری عترت میرے اہل بیت ہیں مجھے لطیف و خبیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر دونوں وارد ہوں' دیکھو تم ان دونوں کے بارے میں میرے بعد کیسا برتاؤ کرتے ہو۔

آخری سال میں قرآن مجید کا دوبار دور اور طویل اعتکاف:

ابوصالح سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو قرآن سناتے اور دور کرتے تھے' جب وہ سال ہوا جس میں آپ اٹھالیے گئے تو انہوں نے دو مرتبہ سنایا' رسول اللہ ﷺ رمضان کے عشرۂ آخر میں اعتکاف کیا کرتے تھے' جس سال وفات ہوئی آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جبریل علیہ السلام ہر سال رمضان میں ایک مرتبہ نبی ﷺ کو قرآن سناتے جب وہ سال ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی' تو آپ کو انہوں نے دو مرتبہ سنایا' (محمد بن سیرین) نے کہا کہ مجھے اُمید ہے کہ ہماری قراءت آخری مرتبہ سنانے کے مطابق ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں قرآن جبریل علیہ السلام کو سناتے تھے جب نبی ﷺ اس شب کی صبح کرتے تھے جس میں آپ کو جو سنانا ہوتا تھا وہ سناتے تھے تو آپ کی صبح اس حالت میں ہوتی تھی کہ آندھی سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے' آپ سے جو چیز مانگی جاتی تھی دے دیتے تھے' جب اس (رمضان کا) مہینہ ہوا جس کے بعد آپ وفات پا گئے تو آپ نے ان کو دو مرتبہ سنایا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیر میں سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے' آپ رمضان میں ہمیشہ سے زیادہ سخی ہو جاتے تھے' یہاں تک کہ وہ ختم ہو جاتا تھا جب آپ سے جبریل علیہ السلام ملتے تھے تو رسول اللہ ﷺ ان کو قرآن سناتے تھے اور تیز آندھی سے زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

یزید بن زیاد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سال جس میں آپ اٹھالیے گئے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھ کو ہر سال ایک مرتبہ قرآن سناتے تھے مگر اس سال انہوں نے دو مرتبہ سنایا ہے' کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جو اپنے اس بھائی کی نصف عمر نہ زندہ رہا ہو جو اس کے قبل تھا' عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک سو پچیس سال زندہ رہے' یہ (میری زندگی کے) باسٹھ سال ہوئے' اس کے نصف سال بعد آپ وفات پا گئے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر نازل ہو کر ہر سال رمضان میں ایک مرتبہ آپ کو قرآن پڑھاتے تھے' جب وہ سال ہوا جس میں رسول اللہ ﷺ اٹھالیے گئے تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے آپ کو دو مرتبہ قرآن پڑھایا۔

عبداللہ نے کہا میں نے اس سال رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک سے (سن کر) پڑھا' واللہ اگر میں یہ جانتا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم ہے اور اس کے پاس مجھے اونٹ پہنچائیں گے تو میں ضرور سوار ہو کر اس کے پاس جاتا۔ واللہ میں اسے نہیں جانتا۔

رسول اللہ ﷺ پر یہود کے جادو کا اثر:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر سحر کیا گیا' آپ خیال کرتے تھے کہ یہ شے کریں گے مگر اسے کرتے نہ

تھے۔ایک روز میں نے آپ کو دعا کرتے دیکھا تو آپؐ نے (مجھ سے) فرمایا تم سمجھیں' میں جس بارے میں اللہ سے دریافت کرتا تھا اس نے مجھے بتا دیا میرے پاس دو شخص آئے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پائینتی' ایک نے کہا کہ اس شخص کی بیماری کیا ہے دوسرے نے کہا ان پر (رسول اللہ ﷺ) پر سحر کیا گیا ہے' اس نے کہا کس نے آپؐ پر سحر کیا ہے' کہا لبید بن الاعصم نے' اس نے کہا کس چیز میں (اس نے سحر کیا) کہا کنگھے میں' کنگھے سے گرے ہوئے بالوں میں' اور ایک موٹے کھجور کے درخت کے کنویں میں۔ پوچھا وہ (درخت) کہاں ہے' اس نے کہا ذی ذروان میں۔

رسول اللہ ﷺ وہاں گئے' جب واپس آئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی کہ اس کھجور کے درخت ایسے ہیں جیسے شیاطین کے سر' اور اس کا پانی ایسا ہے جیسا مہندی کا پانی' میں نے (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) کہا: یا رسول اللہ اسے لوگوں کے لیے ظاہر کر دیجئے' فرمایا: اللہ نے مجھے تو شفا دے دی' میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں لوگوں میں شر نہ برانگیختہ ہو۔

غفرہ کے آزاد کردہ غلام عمر سے مروی ہے کہ لبید بن الاعصم یہودی نے نبی ﷺ پر سحر کیا جس سے آپ کی بینائی کم ہو گئی' اصحاب نے آپ کی عیادت کی' جبرئیل اور میکائیل علیہ السلام نے آپ کو اس کی خبر دی' نبی ﷺ نے اس (ساحر) کو پکڑا تو اس نے اقرار کیا' آپؐ نے سحر کو اس گڑھے میں سے نکلوایا جو کنویں کی تہ میں تھا' پھر اسے کھینچا اور تھوک دیا' وہ (سحر) رسول اللہ ﷺ سے دور ہوا اور آپؐ نے اس (یہودی) کو معاف کر دیا۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ میں حدیبیہ سے واپس آئے اور محرم آ گیا تو یہود کے وہ رؤسا جو مدینے میں باقی تھے' ان لوگوں میں سے تھے جو اسلام ظاہر کرتے تھے' حالانکہ وہ منافق تھے' یہ لوگ لبید بن الاعصم یہودی کے پاس آئے جو بنی زریق کا حلیف اور ایسا ساحر تھا کہ یہود جانتے تھے کہ وہ ان سب میں زیادہ سحر و زہر کا جاننے والا ہے۔

ان لوگوں نے اس سے کہا کہ اے ابو الاعصم تو ہم سب سے زیادہ سحر جاننے والا ہے ہم نے محمدؐ پر سحر کیا ہے' ہمارے مردوں اور عورتوں نے ان پر سحر کیا ہے' مگر ہم لوگ (ان کا) کچھ نہ کر سکے۔ تو دیکھتا ہے کہ ہم پر ان کا کیا اثر ہے' ہمارے دین کے کیسے مخالف ہیں' جن کو وہ قتل و جلاء وطن کر چکے ہیں تو ان سے بھی آگاہ ہے۔ ہم لوگ تجھے اجرت دیں گے' تو ان پر ایسا سحر کر کہ انہیں ہلاک کر دے' تین دینار مقرر کیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر سحر کرے۔

اس نے آپؐ کے کنگھے کا اور ان بالوں کا جو کنگھا کرنے سے گرتے ہیں قصد کیا' اس میں چند گرہیں لگائیں تھوکا اور ایک موٹی کھجور کے نیچے (دفن) کر دیا' پھر اسے لے جا کر ایک کنویں کے (قریب) حوض میں (دفن) کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی بات کو محسوس کیا جو آپ کو ناپسند تھی' آپ کسی امر کے کرنے کا خیال کرتے تھے (مگر بھول جانے کی وجہ سے) اسے کرتے نہ تھے' آپ کی بصارت میں کمی آ گئی تھی' یہاں تک اس پر آپ کو اللہ نے آگاہ کیا' آپؐ نے جبیر بن ایاس الزرقی کو بلایا جو بدر میں حاضر ہوئے تھے' انہیں چاہ وزدران کے اس مقام کا راستہ بتایا جو اس کنویں کے حوض کے نیچے تھا۔ جبیر روانہ ہوئے' انہوں نے اسے نکال لیا' آپؐ نے لبید بن الاعصم کو بلا بھیجا اور اس سے فرمایا کہ تو نے جو کچھ کیا اس پر تجھے کس نے برانگیختہ کیا؟ اللہ نے مجھے تیرے سحر سے آگاہ کر دیا اور جو کچھ تو نے کیا اس کی خبر دے دی' اس نے کہا اے ابو القاسم دیناروں کی محبت

نے (مجھے برانگیختہ کیا)۔

اسحاق بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک کو اس حدیث کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ آپؐ پر تو اعصم کی لڑکیوں نے سحر کیا تھا جو لبید کی بہنیں تھیں' وہ لبید سے زیادہ ساحر اور زیادہ خبیث تھیں' لبید وہ شخص تھا جو اسے لے گیا اور کنویں کے حوض کے نیچے دفن کیا' جب ان لوگوں نے وہ گرہیں لگائیں تو رسول اللہ ﷺ کی بینائی جاتی رہی۔

اعصم کی بیٹیوں میں سے ایک نے یہ مکاری کی کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی بینائی جانے کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے خبر دی یا اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو ذکر کرتے سن لیا' وہ نکل کر اپنی بہنوں کے اور لبید کے پاس گئی اور انہیں خبر دی' ان میں سے ایک عورت نے کہا کہ اگر یہ نبی ہوں گے تو انہیں (بذریعہ وحی) خبر دے دی جائے گی' اگر نہ ہوں گے تو یہ اس کے عوض میں ہوگا' جو کامیابی آپؐ نے ہماری قوم اور ہمارے اہل دین پر حاصل کی ہے' اللہ نے آپ کو خبردار کر دیا۔

حارث بن قیس نے کہا: یا رسول اللہ' کیا ہم وہ کنواں منہدم کر دیں' آپؐ نے انکار کیا مگر حارث بن قیس اور ان کے ساتھیوں نے اسے منہدم کر دیا حالانکہ اس سے میٹھا پانی بھرا جاتا تھا۔

انہوں نے دوسرا کنواں کھودا' جب وہ دوسرا جس میں سحر کیا گیا تھا منہدم کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے کھودنے پر ان کی مدد کی یہاں تک کہ انہوں نے اس کا پانی نکالا۔ بعد کو وہ منہدم کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے سحر کو نکالا اور وہ بجائے جبیر بن ایاس الزرقی کے قیس بن محصن تھے۔

ابن المسیب اور عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ پر یہودی بنی زریق نے سحر کیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے' عورتوں کے اور کھانے پینے میں سحر کیا تھا' آپؐ پر دو فرشتے اس وقت اترے کہ آپؐ خواب و بیداری کی درمیانی حالت میں تھے' ان میں سے ایک آپؐ کے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پائینتی' ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ انہیں کیا شکایت ہے' کہا سحر کیا گیا ہے اس نے کہا کس نے آپؐ پر کیا' کہا لبید بن اعصم یہودی نے' اس نے کہا کس چیز میں' کہا ایک کھجور کے پھول میں' کہا اسے اس نے کہاں رکھا' کہا چاہِ ذروان میں ایک پتھر کے نیچے' کہا اس کا علاج کیا ہے۔ کہا کنویں کا پانی نکالا جائے پتھر اٹھایا جائے اور کھجور کا پھول نکالا جائے (یہ کہہ کر) وہ دونوں فرشتے اُٹھ گئے۔

نبی ﷺ نے علی اور عمار رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا' دونوں کو حکم دیا کہ اس حوض پر جائیں اور وہی کریں جو آپؐ نے (ملائکہ سے) سنا تھا۔ وہ دونوں گئے' اس کا پانی ایسا ہو گیا تھا گویا مہندی سے رنگ دیا گیا ہے' اس (پانی) کو انہوں نے نکالا' پتھر اٹھا کر کھجور کے پھول کو نکالا اس میں ایک بال تھا جس میں گیارہ گرہیں تھیں' یہ دونوں سورتیں نازل کی گئیں "قل اعوذ برب الفلق. قل اعوذ برب النّاس" رسول اللہ ﷺ نے یہ کیا کہ آپؐ جب ایک آیت پڑھتے تھے تو ایک گرہ کھل جاتی تھی یہاں تک کہ تمام گرہیں کھل گئیں' نبی ﷺ کھانے پینے میں اور عورتوں کے بارے میں آزاد ہو گئے۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے نبی ﷺ کے لیے گرہ لگائی' وہ ایسے شخص تھا جس پر آپ کو اطمینان تھا' اسے وہ فلاں فلاں کنویں میں لے گیا' آپ کی عیادت کے لیے دو فرشتے آئے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ جانتے ہو

کہ آپ کو کیا ہوا؟ آپؐ کے لیے فلاں انصاری نے گرہ لگائی اور اسے فلاں فلاں کنویں میں پھینک دیا۔ اگر آپؐ اسے نکال لیں تو ضرور صحت ہو جائے۔

لوگ اس کنویں کی طرف روانہ کیے گئے' پانی کو سبز پایا' انہوں نے اسے نکال لیا اور پھینک دیا' رسول اللہ ﷺ کی صحت ہو گئی۔ نہ تو آپؐ نے (اس انصاری سے) اس کے متعلق بیان کیا' نہ آپؐ کے چہرے میں (ناگواری کا کوئی اثر) دیکھا گیا۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے ذمی ساحر کے بارے میں (یہ فتویٰ) مروی ہے کہ وہ قتل نہیں کیا جائے گا' کیونکہ اہل کتاب میں سے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ پر سحر کیا مگر آپؐ نے اسے قتل نہیں کیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس (ساحر) کو معاف کر دیا۔ معاف کرنے کے بعد اسے دیکھتے تھے تو اس سے منہ پھیر لیتے تھے۔ محمد بن عمرو نے کہا کہ ہمارے نزدیک ان لوگوں کی روایت سے جنہوں نے کہا کہ آپؐ نے اسے قتل کر دیا یہ زیادہ ثابت ہے (کہ معاف کر دیا)۔

رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ زہر شہید کرنے کی یہودی کوشش:

ابراہیم سے مروی ہے کہ (صحابہ رضی اللہ عنہم) کہا کرتے تھے کہ یہود نے رسول اللہ ﷺ کو زہر دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زہر دیا۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کو ایک زہریلی بکری ہدیۃً دی' آپؐ نے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا لے کر منہ میں ڈال کر چبایا' پھر تھوک دیا' اصحاب سے فرمایا کہ رُک جاؤ کیونکہ اس کی ران مجھے بتاتی ہے کہ وہ زہریلی ہے' اس یہودیہ کو بلا بھیجا اور اس سے فرمایا کہ تو نے جو کچھ کیا اس پر تجھے کس نے برانگیختہ کیا' اس نے کہا کہ میں نے یہ جاننا چاہا کہ اگر آپؐ صادق ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی اطلاع کر دے گا اور اگر کاذب ہوں گے تو میں لوگوں کو آپؐ سے راحت دے دوں گی۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صدقہ نہیں کھاتے تھے ہدیہ کھاتے تھے' ایک یہودیہ نے آپ کو ایک پکی ہوئی بکری ہدیۃً بھیجی رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب نے اس میں سے کھایا اس بکری نے کہا میں زہریلی ہوں' آپؐ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم لوگ اپنے ہاتھ اٹھا لو' کیونکہ اس نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ زہریلی ہے سب نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے۔

بشر بن البراء مر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا بھیجا اور فرمایا کہ جو کچھ تو نے کیا اس پر تجھے کس نے برانگیختہ کیا؟ اس نے کہا میں نے جاننا چاہا کہ اگر آپؐ نبی ہوں گے تو وہ آپ کو نقصان نہ کرے گا اور اگر آپؐ بادشاہ ہوں گے تو میں لوگوں کو آپؐ سے راحت دوں گی' آپؐ نے اس کے متعلق حکم دیا تو وہ قتل کر دی گئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہود خیبر کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کو ایک بکری ہدیۃً بھیجی آپ کو اس کا علم ہو گیا کہ وہ زہریلی ہے' اسے بلا بھیجا اور فرمایا تو نے جو کچھ کیا اس پر تجھے کس نے ابھارا اس نے کہا میں جاننا چاہتی تھی کہ اگر آپؐ نبی ہیں تو اللہ اس کی اطلاع کر دے گا اور اگر آپ کاذب ہوں گے تو ہم لوگوں کو آپؐ سے راحت دلا دیں گے' رسول اللہ ﷺ جب اس کا اثر محسوس کرتے تھے تو پچھنے لگواتے تھے' آپؐ ایک مرتبہ مکے روانہ ہوئے جب احرام باندھا تو (زہر کا) کچھ اثر محسوس ہوا' آپؐ

نے پچھنے لگوائے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے تعرض (باز پرس) نہیں فرمایا۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر سحر کیا گیا' آپ کے پاس ایک شخص آیا جس نے سینگ سے آپ کی دونوں کنپٹیوں میں پچھنے لگائے۔

غفرہ کے آزاد کردہ غلام عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو قتل کا حکم دیا جس نے بکری میں زہر ملایا تھا۔

ابوالاحوص سے مروی ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ مجھے نو مرتبہ قسم کھانا اس بات پر کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہوئے ایک مرتبہ قسم کھانے سے زیادہ پسند ہے یہ اس لیے کہ اللہ نے آپ کو نبی بنایا اور آپ کو شہید کیا۔

ابو ہریرہ اور جابر بن عبداللہ اور سعید بن المسیب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ان میں بعض نے بعض سے کچھ زیادہ کہا ہے۔ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا اور آپ مطمئن ہو گئے' زینب بنت الحارث جو مرحب کی بھتیجی اور سلام بن مشکم کی زوجہ تھی' دریافت کرنے لگی کہ بکری کا کون سا حصہ محمد (ﷺ) کو زیادہ پسند ہے' لوگوں نے کہا کہ دست۔

اس نے اپنی ایک بھیڑ کو ذبح کیا' اسے بھونا ایسا زہر دینا چاہا کہ زندہ نہ چھوڑے۔ زہروں کے بارے میں یہودیوں سے مشورہ کیا تو سب نے اسی زہر پر اس سے اتفاق کیا' اس نے بکری کو زہر آلود کیا' اس کے دونوں باہوں اور شانوں (دست) میں اور زیادہ زہر بھرا۔

جب آفتاب غروب ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھا کر واپس ہوئے تو وہ آپ کے قدموں کے پاس (آ کے) بیٹھ گئی' آپ نے اس سے (حال) دریافت کیا' اس نے کہا اے ابوالقاسم ہدیہ ہے جو میں آپ کو دیتی ہوں۔

نبی ﷺ کے حکم سے اس سے لے کے آپ کے آگے رکھ دیا' اصحاب موجود تھے یا جو ان میں سے موجود تھے۔ ان میں بشر بن البراء بن معرور بھی تھے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قریب ہو جاؤ اور شب کا کھانا کھاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے دست لے کے کچھ اس میں سے منہ میں ڈال لیا' بشر بن البراء رضی اللہ عنہ نے ایک دوسری ہڈی منہ میں ڈالی۔

رسول اللہ ﷺ اپنا لقمہ اتار چکے تو بشر بن البراء رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ان کے منہ میں تھا اتارا۔ جماعت نے بھی اس میں سے کھایا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھ اٹھا لو کیونکہ یہ دست۔ اور بعض نے بیان کیا کہ یہ بکری کا شانہ۔ مجھے خبر دیتا ہے کہ زہریلا ہے۔

بشر نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کا اکرام کیا۔ میں نے اسے اپنے اسی نوالے میں جسے میں نے کھایا تھا نگلتے ہی محسوس کر لیا' مگر مجھے بیان کرنے سے صرف اس بات نے روکا کہ یہ ناگوار ہوا کہ میں کھانے سے آپ کو نفرت دلاؤں' جب آپ نے منہ کا نوالہ کھا لیا تو میں نے آپ کی جان کو چھوڑ کے اپنی جان سے رغبت نہیں کی' اور تمنا کی کہ آپ نے اسے نہ نگلا ہوتا۔ کیونکہ اس میں نافرمانی ہے بشر اپنے مقام سے اٹھنے نہ پائے کہ ان کا رنگ طیلسان (سبز کپڑے) کی طرح ہو گیا' انہیں ان کے درد نے ایک سال کی مہلت دی کہ وہ بغیر کروٹ دلائے کروٹ نہیں لے سکتے تھے یہاں تک کہ مر گئے' بعض لوگوں نے بیان کیا کہ بشر اپنے مقام سے ہٹنے بھی نہ پائے کہ انتقال کر گئے' اس میں سے کتے کو ڈالا گیا' اس نے کھایا' اپنا ہاتھ پیچھے کیا تھا کہ مر گیا۔

زہر دینے والی عورت کا قتل:

رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت الحارث کو بلا کے فرمایا کہ تو نے جو کچھ کیا اس پر تجھے کس نے برانگیختہ کیا' اس نے کہا آپؐ نے میری قوم کے ساتھ جو کچھ کیا وہ کیا' میرے باپ' چچا اور شوہر کو قتل کیا۔ میں نے کہا کہ اگر آپؐ نبی ہوں گے تو یہ دست خبر دے دے گا' بعض نے یہ بھی بیان کیا کہ اور اگر بادشاہ ہوں گے تو ہم آپؐ سے راحت پا جائیں گے وہ یہود یہ جیسی آئی تھی ویسی ہی لوٹ گئی' راوی نے کہا اسے رسول اللہ ﷺ نے بشر بن البراء رضی اللہ عنہ کے ورثا کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اور یہی ثابت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے کھانے کی وجہ سے اپنی گدی میں پچھنے لگوائے جو ابو ہند نے سینگ اور چھری سے لگائے' رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا۔ انہوں نے بھی اپنے سروں کے بیچ میں پچھنے لگوائے۔

رسول اللہ ﷺ اس کے بعد تین سال تک زندہ رہے یہاں تک کہ آپ کو وہ درد ہوا جس میں آپؐ اٹھا لیے گئے۔ آپؐ اپنے مرض کے بارے میں فرمانے لگے میں برابر اس نوالے کا اثر محسوس کرتا رہا جو خیبر کے دن کھایا تھا' یہاں تک کہ آج میری ابہر کے جو پشت میں ایک رگ ہے انقطاع کا وقت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے شہادت کی وفات پائی' (صلوات اللہ علیہ ورحمۃ وبرکاتہ ورضوانہ)۔

آنحضرت ﷺ کا شہدائے احد اور اہل بقیع کے لئے استغفار فرمانا:

علقمہ اپنی والدہ سے راوی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہتے سنا کہ ایک شب کو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے' آپؐ نے اپنے کپڑے پہنے' پھر باہر نکلے' میں نے (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) اپنی خادمہ بریرہ کو حکم دیا تو وہ آپؐ کے پیچھے ہو گئیں' جب آپ بقیع میں آئے تو اس کے قریب اتنی دیر ٹھہرے جتنی دیر اللہ نے چاہا۔ وہاں سے واپس ہوئے تو بریرہ آپؐ کے آگے آئیں' انہوں نے مجھے بتایا' آپؐ سے میں نے کچھ بیان نہیں کیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی میں نے آپؐ سے یہ واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ میں اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا تھا کہ ان کے لیے رحمت کی دعا کروں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رات کے کسی حصے میں نے نبی ﷺ کو نہ پایا تو میں آپؐ کے پیچھے گئی' اتفاقاً آپ بقیع میں تھے' آپؐ نے فرمایا ''السلام علیکم اے قوم مومنین تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں' اے اللہ ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ کر' اور نہ ان کے بعد ہمیں فتنے میں مبتلا کر'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ کی شب ان کے یہاں بسر ہوتی تھی تو آپ آخر شب میں بقیع کی طرف نکل جاتے تھے اور فرماتے تھے ''السلام علیکم اے قوم مومنین ہم سے اور تم سے جو وعدہ کیا گیا ہے (وہ حق ہے) ان شاء اللہ ہم لوگ تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ بقیع الغرقد والوں کی مغفرت فرما''۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وسط شب میں رسول اللہ ﷺ اپنی خواب گاہ سے اٹھ کھڑے ہوئے' عرض کی: یا رسول اللہ میرے باپ آپؐ پر فدا ہوں ''کہاں'' فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اہل بقیع کے لیے استغفار کروں' پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے

ہمراہ آپ کے آزاد کردہ غلام ابورافع بھی روانہ ہوئے' ابورافع بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے بہت دیر تک دعائے مغفرت فرمائی' واپس ہوئے تو فرمانے لگے مجھے دنیا کے خزانے اور بقائے دوام اور اس کے بعد میرے رب کی ملاقات اور جنت کے درمیان اختیار دیا گیا' میں نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو اختیار کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ابومویہبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وسط شب میں فرمایا' اے ابومویہبہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اہل بقیع کے لیے استغفار کروں' لہٰذا میرے ہمراہ چلو آپ روانہ ہوئے' ہمراہ میں بھی روانہ ہوا۔ آپ بقیع میں آئے' اہل بقیع کے لیے بہت دیر تک استغفار کی' پھر فرمایا تم کو وہ حالت مبارک ہو جس میں تمہیں صبح ہوئی اس حالت سے جس میں اور لوگوں کو صبح ہوئی' اسی طرح فتنے آ رہے ہیں جس طرح تاریک شب کے حصے کہ ایک کے پیچھے ایک آئے گا' آخر اوّل کے پیچھے آئے گا' آخر اوّل سے برا ہوگا۔

پھر فرمایا: اے ابومویہبہ پھر فرمایا' اے ابومویہبہ' مجھے دنیا کے خزانے اور بقائے دوام پھر جنت دی گئی' پھر ان سب کے اور میرے پروردگار کی ملاقات اور جنت کے درمیان اختیار دیا گیا' میں نے (ابومویہبہ نے) عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' آپ دنیا کے خزانے اور ہمیشگی کو جنت کے ساتھ ساتھ اختیار فرما لیجئے' فرمایا اے ابومویہبہ میں نے لقائے الٰہی اور جنت اختیار کر لی جب آپ واپس ہوئے تو وہ درد شروع ہوا جس میں آپ کو اللہ نے اٹھا لیا۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی بھیجا گیا' آپ سے کہا گیا' چلیے اور اہل بقیع کے لیے دعائے رحمت کیجئے' آپ گئے اور ان کے لیے رحمت کی دعا کی' فرمایا: اے اللہ اہل بقیع کی مغفرت فرما' پھر آ کے سو رہے' کوئی شخص آپ کے پاس بھیجا گیا اور آپ سے کہا گیا کہ چلیے اور شہدائے اُحد کے لیے دعائے رحمت کیجئے' آپ تشریف لے گئے اور ان شہداء کے لیے دعائے رحمت کی۔ آپ سر میں پٹی باندھ کر لوٹے' یہ آپ کے اس درد کی ابتداء تھی' جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

عقبہ بن عامر الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سال کے بعد اس طرح شہدائے احد کے لیے دُعائے رحمت کی جس طرح زندہ اور مردہ لوگوں کو رخصت کرنے والا آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ "میں تمہارے سامنے آگے جانے والا ہوں' میں تم لوگوں پر گواہ ہوں تم لوگوں سے (ملنے کا) وعدہ حوض (کوثر پر) ہے' میں اسے دیکھ رہا ہوں حالانکہ میں اپنے اسی مقام پر ہوں' مجھے تم سے اس کا اندیشہ نہیں کہ تم شرک کرو گے لیکن مجھے تم پر دنیا کا خوف ہے کہ تم اس میں رغبت کرو گے"۔

عقبہ نے کہا کہ یہ میری آخری نظر تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر لی۔

رسول اللہ ﷺ کے ایام علالت

علالت کا آغاز:

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ عارضہ جس میں آپ کی وفات ہوئی شروع ہوا تو آپ میمونہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تھے‘ اسی روز روانہ ہو کر میرے پاس آ گئے‘ میں نے کہا ”ہائے سر“ تو آپؐ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ ایسا ہوتا کہ میں اپنی زندگی میں تمہاری نماز جنازہ پڑھتا اور تمہیں دفن کرتا۔ میں نے کہا کہ آپؐ ایسا چاہتے ہیں‘ تو اس روز مجھے یہ نظر آتا ہے کہ آپ کسی اور عورت سے شادی کریں گے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ”ہائے سر“ کہنے کا تم سے زیادہ مستحق ہوں کیونکہ تمہارے دردسر سے میرا دردسر بہت زیادہ ہے‘ اس لیے میری طرف توجہ کرو‘ پھر رسول اللہ ﷺ میمونہ رضی اللہ عنہا کے مکان واپس گئے‘ آپ کا درد اور شدید ہو گیا۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو انہوں نے کہا ”وائے سر“ نبی ﷺ نے فرمایا: میں ”وائے سر“ (کہنے کا زیادہ مستحق ہوں) یہ آپؐ کے اس درد کی ابتداء تھی جس میں آپ کی وفات ہوئی حالانکہ آپ کسی درد کی اس طرح شکایت نہیں کرتے تھے کہ آپ کو درد ہے۔

عمر بن علی سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس روز رسول اللہ ﷺ کا عارضہ شروع ہوا وہ چہارشنبہ تھا‘ آغاز عارضے سے وفات تک تیرہ دن ہوئے۔

تکلیف کی شدت اور کیفیت مرض:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے درد ہوا تو آپ کراہنے لگے اور اپنے بستر پر کروٹیں بدلنے لگے‘ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی ایسا کرتا تو آپؐ اس پر غصہ کرتے‘ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جواب دیا کہ (بروایت الفضل بن دکین) صالحین پر (اور بروایت مسلم بن ابراہیم) مومنین‘ پر سختی کی جاتی ہے‘ اس لیے کہ مومن کو ایک کانٹے کی یا اس سے بھی کم (اور بروایت مسلم) اور درد کی تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو اس کی وجہ سے اللہ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کی ایک خطا معاف کر دیتا ہے (اور بروایت الفضل بن دکین) اللہ اس کی وجہ سے اس کا ایک گناہ معاف کر دیتا ہے۔

ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے بعض ازواج نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور ان کا گمان یہ ہے کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسے بیمار ہوئے کہ اس سے آپ کی بے قراری یا درد بڑھ گیا‘ میں نے کہا یارسول اللہ آپ گھبراتے ہیں اور بے قرار ہوتے ہیں‘ اگر ہم میں سے کوئی عورت ایسا کرتی تو آپؐ اس سے تعجب کرتے‘ فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ مومن پر سختی کی جاتی ہے کہ وہ سختی اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔

ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے درد اتنا شدید ہو گیا کہ اس نے آپ کو بے قرار کر دیا' جب افاقہ ہوا تو آپ کی کسی بیوی نے عرض کی کہ آپؐ نے مرض میں اس قسم کی شکایت کی کہ اگر ہم میں سے کوئی ایسی شکایت کرتی تو اسے خوف ہوتا کہ آپؐ اس پر غصہ کریں گے' فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مومن پر اس کے مرض میں اس لیے سختی کی جاتی ہے کہ اس کے ذریعے سے اس کے گناہ معاف کیے جائیں؟''۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جسے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ شدید درد ہوا۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا جب کہ آپ کو بخار تھا' میں نے آپ کو چھوا اور عرض کی یا رسول اللہ آپ کو شدید بخار ہے' فرمایا: ہاں مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا تمہارے دو آدمیوں کو' عرض کی: آپؐ کے اجر بھی دو ہوں گے' فرمایا' ہاں' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' روئے زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہیں' جسے مرض کی یا اور کسی بات کی تکلیف پہنچے تو اس کی وجہ سے اللہ اس کے گناہ اس طرح نہ کم کرتا ہو' جس طرح درخت اپنے پتے (خزاں میں) کم کرتا ہے۔

علقمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے' انہوں نے آپؐ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا' پھر کہا' یا رسول اللہ' آپ کو تو بہت سخت بخار ہے' فرمایا: ہاں' مجھے ایسا بخار ہوتا ہے جیسے تمہارے دو آدمیوں کو' عبداللہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ اس لیے کہ آپؐ کے لیے دو اجر ہیں فرمایا: ہاں' خبردار' کوئی عبد مسلم ایسا نہیں کہ اسے اذیت پہنچے اور اس کی وجہ سے اللہ اس کے گناہ اس طرح کم نہ کر دے جس طرح یہ درخت اپنے پتے گراتا ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی ﷺ کے پاس آئے' آپ کو ایسا سخت بخار تھا کہ ہم لوگوں میں سے کسی کا ہاتھ شدت حرارت سے آپؐ پر ٹھہر نہیں سکتا تھا' ہم لوگ تسبیح پڑھنے لگے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص انبیاء سے زیادہ سخت مصیبت میں نہیں ہوتا۔ جیسی ہم پر مصیبت سخت ہوتی ہے ویسے ہی ہمارا اجر بھی دو چند ہوتا ہے اللہ کے نیک بندوں میں سے ایک بندہ وہ ہوتا ہے کہ اس پر جوئیں مسلط کی جاتی ہیں یہاں تک کہ اسے قتل کر دیتی ہیں اور اللہ کے نیک بندوں میں ایک بندہ وہ ہوتا ہے جو برہنہ ہوتا ہے اور اسے سوائے عباء کے جسے وہ پہن لیتا ہے اور کچھ نہیں ملتا کہ ستر چھپائے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ کو بخار تھا اور آپؐ ایک چادر اوڑھے تھے' انہوں نے آپؐ کے اوپر ہاتھ رکھا تو چادر کے اوپر سے اس کی حرارت محسوس کی' انہوں نے کہا آپ کو کس قدر سخت بخار ہے' فرمایا ہم لوگوں پر اسی طرح سخت مصیبت کی جاتی ہے اور ہمارا اجر زیادہ کیا جاتا ہے۔

ابوسعید نے پوچھا کہ سب سے زیادہ مصیبت والا کون ہے' فرمایا' انبیاء' انہوں نے کہا' پھر کون' فرمایا صالحین' ان میں کا کوئی فقر میں مبتلا کیا جاتا ہے' یہاں تک کہ وہ سوائے عباء کے جسے وہ قطع کرتا ہے اور کچھ نہیں پاتا' اور جوؤں میں مبتلا ہوتا ہے' یہاں تک کہ وہ اسے قتل کر دیتی ہیں' ان میں کا ایک شخص مصیبت میں اتنا خوش ہوتا ہے جتنا تم میں کا ایک شخص عطاء میں۔

بکر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اس حالت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے کہ آپ کو بخار تھا' انہوں نے

آپ پر ہاتھ رکھا‘ شدت حرارت سے اٹھالیا‘ عرض کی یا نبی اللہ آپ کا بخار یا آپ کا باری کا بخار کس قدر سخت ہے‘ فرمایا کہ رات کو، شام کو بحمد اللہ میں نے ستر سورتیں پڑھیں‘ جن میں سات طویل تھیں‘ عرض کی یا نبی اللہ‘ اللہ نے آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے اس لیے اگر آپ اپنے نفس پر نرمی کریں یا اپنے نفس سے تخفیف کریں (تو بہتر ہو) فرمایا: کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں۔

ثابت بنانی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس حالت میں اپنے اصحاب میں برآمد ہوئے کہ آپؐ پر درد (کا اثر) معلوم ہو رہا تھا‘ آپؐ نے فرمایا: تم مجھے جس حالت میں دیکھ رہے ہو (اسی حالت میں) میں نے شب کو سات طویل سورتیں پڑھی ہیں۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ (نماز تہجد میں) اتنا قیام کرتے تھے کہ آپؐ کے دونوں قدموں پر ورم ہو جاتا تھا‘ آپؐ سے کہا گیا کہ آپؐ یہ کیوں کرتے ہیں اللہ نے تو آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں‘ فرمایا: تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز اور روزے میں خوب سعی فرماتے تھے‘ اپنے اصحاب کی طرف برآمد ہوتے تھے تو آپؐ ایک پرانی مشک کے مشابہ ہوتے تھے‘ (راوی) یزید نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ حالانکہ آپؐ سب سے زیادہ تندرست تھے۔

سعد سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ سب سے زیادہ مصیبت کس پر آتی ہے؟ فرمایا‘ انبیاء پھر جو زیادہ مشابہ ہو‘ پھر جو اس کے زیادہ مشابہ ہو‘ آدمی بقدر اپنے دین کے مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے‘ وہ اگر سخت دین دار ہے تو اس کی مصیبت بھی سخت ہوگی‘ اور اگر اس کے دین میں ڈھیلا پن ہے‘ تو وہ بقدر اپنے دین کے مبتلا ہوگا‘ بندے پر برابر مصیبتیں نازل ہوتی رہتی ہیں‘ جس سے اس کی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ جب وہ اس عالم سے رخصت ہوتا ہے تو اس پر کوئی گناہ (باقی) نہیں رہتا (یعنی وہ مصیبتیں اس کے گناہوں کو مٹاتی رہتی ہیں اور مرنے تک اسے بالکل پاک وصاف کر دیتی ہیں)۔

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ سعد بن مالک نے پوچھا‘ یا رسول اللہ سب سے زیادہ مصیبت والا کون ہے (الخ) حسب حدیث مذکورہ۔

ابو المتوکل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے آپ کا مرض شدید ہو گیا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا چلا کے (رونے لگیں) فرمایا: ٹھہرو‘ سوائے کافر کے کوئی چیخ کر نہیں روتا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ پر موت کی سختی کے بعد مومن پر موت کی شدت میں رشک کرتی ہوں۔

حضور علیہ السلام کے شفائیہ کلمات:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات سے دعائے حفظ کیا کرتے تھے: "اذهب الباس رب الناس اشف وانت الشافي لاشفاء الاشفاء ك شفاء لايغادر سقما" (اے انسانوں کے پروردگار تکلیف کو دور کر‘ شفا دے‘ تو ہی دینے والا ہے‘ بغیر تیری شفا کے شفا نہیں ہے‘ ایسی شفا دے جو کسی بیماری کو نہ باقی رکھے)۔

جب رسول اللہ ﷺ کے اس مرض میں شدت ہوگئی جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں آپ کا ہاتھ پکڑ کے سہلانے

اوران کلمات سے آپؐ کے لیے دعائے حفظ کرنے لگی۔ پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ مجھ سے چھڑا لیا' اور کہا"رب اغفرلی والحقنی بالرفیق" (اے پروردگار میری مغفرت فرما اور مجھے رفیق سے ملا دے) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آخری کلمات تھے جو میں نے آپؐ سے سنے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کرتے تھے تو اپنا ہاتھ اس کے چہرے اور سینے پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے: "اذهب الباس رب الناس واشف وانت الشافی لاشفاء الاشفاء ك شفاء لايغادر سقما".

رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپؐ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا سہارا لگا لیا' انہوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا' اسے آپؐ کے چہرے اور سینے پر پھیرنے لگیں اور یہی کلمات کہنے لگیں' رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ ان سے چھڑا لیا اور کہا:"اللھم اعلی جنة الخلد" (اے خدائے برتر' جنت خلد عطا فرما)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ بیمار ہوئے تو میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپؐ کے سینے پر پھیرنے لگی اور ان کلمات سے دعا کرنے لگی:"اذهب الباس رب الناس" آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑا لیا اور کہا"اسأل الله الرفيق الاعلیٰ والاسعد" (میں اللہ سے رفیق اعلیٰ واسعد کو مانگتا ہوں)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مرض وفات میں اپنے اوپر معوذات (حفاظت کی دعائیں) دم کیا کرتے تھے' جب آپ کو اس مرض کی شدت ہوگئی تو میں ان دعاؤں کو آپؐ پر دم کرنے لگی اور آپ کا ہاتھ آپؐ پر پھیرنے لگی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ بیمار ہوئے تو میں ایک دعا سے آپؐ کے لیے دعائے حفاظت کرتی تھی (جو یہ تھی): "اذهب الباس رب الناس بيدك الشفاء فی الا انت" (تیرے ہی ہاتھ میں شفاء ہے' تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں) "اشف شفاء لايغادر سقما" پھر جب آپ ﷺ کا مرض وفات ہوا تو میں اس دعا سے آپؐ کے لیے دعائے حفاظت کرنے گئی آپؐ نے فرمایا' میرے پاس سے اٹھ جاؤ' کیونکہ وہ (دعائیں) تو مجھے پہلے فائدہ کرتی تھیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے آپؐ کے مرض میں معوذتین (قل اعوذ برب الفلق' قل اعوذ برب الناس) سے دعائے حفظ کرتی تھیں' دم کرتی تھیں اور آپ کے چہرے پر آپ کا ہاتھ پھیرتی تھیں۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے سینے پر (ہاتھ) پھیرتی تھیں اور کہتی تھیں: "اكشف الباس رب الناس انت الطبيب و انت شافی" (اے لوگوں کے پروردگار' تکلیف دور کر' تو ہی طبیب ہے' تو ہی شفا دینے والا ہے) نبی ﷺ فرمانے لگے:"الحقنی بالرفيق' الحقنی بالرفيق" (مجھے رفیق سے ملا دے مجھے رفیق سے ملا دے)۔

قاسم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ڈنک مارا گیا تو آپؐ نے پانی اور نمک منگایا' اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر"قل هو الله احد' قل اعوذ برب الفلق' قل اعوذ برب الناس" پوری پوری پڑھی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم میں سے جو کوئی بیمار ہوتا تھا تو رسول اللہ ﷺ اس پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے تھے' اور فرماتے تھے"اذهب الباس رب الناس اشف وانت الشافی لاشفاء الاشفاء ك شفاء لايغادر سقما".

جب آپ سخت بیمار ہوئے تو میں نے آپ کا داہنا ہاتھ لے کر اسے آپ پر پھیرا اور کہا "اذهب الباس رب الناس اشف وانت الشافی" آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑا لیا اور دو مرتبہ فرمایا: "اللّٰهم اغفرلی واجعلنی فی الرفیق الاعلٰی" (اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے' مجھے آپ کی وفات کا علم اس وقت ہوا جب میں نے آپ کی گرانی محسوس کی)۔

ابن عائش نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن عائش' کیا تمہیں میں سب سے بہتر دعائے حفاظت جو دعائے حفاظت کرنے والوں کی نہ بتا دوں؟ عرض کی "ضرور" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں سورتیں "قل اعوذ برب الناس و قل اعوذ برب الفلق"۔

عبدالرحمٰن بن السائب الہلالی سے جو زوجۂ نبی ﷺ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے' مروی ہے کہ مجھ سے میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے بھتیجے ادھر آؤ' تاکہ میں تم پر رسول اللہ ﷺ کا تعویذ (رقیہ) دم کروں' انہوں نے کہا: "بسم اللّٰه ارقیك واللّٰه یشفیك من کل ذاء فیك اذهب الباس رب الناس واشف لا شافی الا انت" (میں اللہ کے نام سے جھاڑتی ہوں' اللہ تمہیں ہر اس مرض سے شفا دے جو تمہارے اندر ہے' اے لوگوں کے پروردگار تکلیف دور کر اور شفا دے' تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں فرمایا: "بسم اللّٰه تربة ارضنا' بریقة بعضنا' لیشفی سقیمنا باذن ربنا" (اللہ کے نام سے اپنی زمین کی مٹی کو ہم میں سے کسی کے تھوک سے ملاتا ہوں تاکہ ہمارے رب کے حکم سے ہمارے بیمار کو شفا دے)۔

ابوسعید سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو جبریل علیہ السلام نے آپ کو ان (کلمات سے) جھاڑا: "بسم اللّٰه ارقیك من کل شیء یؤذیك من کل حاسد وعین اللّٰه یشفیك" (اللہ کے نام سے آپ کو جھاڑتا ہوں' ہر اس چیز سے جو آپ کو ایذا دے' ہر حاسد اور نظر سے' اور اللہ آپ کو شفا دے)۔

نبی ﷺ کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو جبریلؑ نے آپ کو جھاڑا اور کہا: "بسم اللّٰه یبریك من کل داء یشفیك من شر کل حاسد اذا حسد ومن شر کل ذی عین" (اللہ کے نام سے جو آپ کو ہر مرض سے صحت دے' آپ کو ہر حاسد کے حسد سے جب وہ حسد کرے اور ہر نظر لگانے والے کے شر سے شفا دے)۔

جبیر بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام محمد ﷺ کے لیے دعائے حفاظت کیا کرتے تھے کہ "بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم' بسم اللّٰه ارقیك من کل شیء یؤذیك من شر کل ذی عین ونفس حاسد وباغ یبغیك بسم اللّٰه ارقیك واللّٰه یشفیك"۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تھے تو جبرئیل علیہ السلام آپ کو جھاڑتے تھے اور کہتے تھے: "بسم اللّٰه یبریك من کل داء یشفیك من شر حاسد اذا حسد ومن شر کل ذی عین"۔

عطاء سے مروی ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ تعویذ جو جبرئیل علیہ السلام نے نبی ﷺ کے کھانے میں یہود کے سحر کرنے کے وقت کیا یہ تھا: "بسم اللّٰه ارقیك بسم اللّٰه یشفیك من کل داء یعینك' خذ فلتمنیك' من شر حاسد اذا حسد"۔

مرض کے ایام میں صحابہ کی امامت:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے درد تھا' آپؐ کے پاس اصحاب عیادت کرنے آئے' آپؐ نے انہیں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور وہ کھڑے تھے' پھر آپؐ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ' جب اپنی نماز پوری کر لی تو فرمایا: امام تو اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے' جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو' جب رکوع کرے تو رکوع کرو جب سجدہ کرے تو سجدہ کرو' جب بیٹھے تو بیٹھ جاؤ اور ویسا ہی کرو جیسا امام کرے۔

زہری سے مروی ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سے گر پڑے' داہنا کولہا چھل گیا' ہم لوگ آپؐ کے پاس عیادت کرنے گئے' نماز کا وقت آ گیا تو آپؐ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی' ہم نے آپؐ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی' آپؐ نے نماز پوری کر لی تو فرمایا کہ امام اسی لیے کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے' جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو' جب رکوع کرے تو رکوع کرو' جب اٹھے تو اٹھ جاؤ' جب وہ "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" کہے تو "ربنا لك الحمد" کہو' اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو سب لوگ اس کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھو۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حالت میں لوگوں کی امامت کی کہ آپؐ سخت بیمار تھے اور نماز میں ابوبکر رضی اللہ عنہ پر سہارا لگائے ہوئے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام تو صرف اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے' جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو' جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو' جب وہ "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" کہے تو "ربنا لك الحمد" کہو' جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو سب مل کے بیٹھ کے نماز پڑھو۔

حضور علیہ السلام کے حکم سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت:

عبید بن عمر اللیثی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کر دی تو رسول اللہ ﷺ کو (درد میں) کمی محسوس ہوئی آپؐ نکلے اور صفوں کو چیرنے لگے۔

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آہٹ محسوس کی تو وہ سمجھ گئے کہ اس طرح سوائے رسول اللہ ﷺ کے اور کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا' وہ نماز میں اِدھر اُدھر نہیں دیکھتے تھے' پیچھے صف کی طرف ہٹے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے مقام پر واپس کر دیا' آنحضرت ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے' اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے رہے۔

جب دونوں حضرات نماز سے فارغ ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا "اللہ' اللہ رسول اللہ ہیں"۔ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ بحمد اللہ آپ تندرست ہیں' یہ دن خارجہ کی بیٹی کا ہے"۔ وہ بنی الحارث بن الخزرج کے انصار میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں' رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی۔

رسول اللہ ﷺ اپنی جانماز پر یا حجروں کی جانب بیٹھ گئے' آپؐ نے لوگوں کو فتنوں سے ڈرایا پھر آپؐ نے اتنی بلند آواز سے ندا دی کہ آپ کی آواز مسجد کے دروازے سے باہر نکل رہی تھی: واللہ لوگ مجھے ذرا بھی مجبور نہیں کر سکتے' میں صرف وہی چیز حلال

کرتا ہوں جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کر دی' اور وہی چیز حرام کرتا ہوں جو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کر دی' پھر فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اے صفیہ (رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی) جو کچھ اللہ کے پاس (نعمت آخرت) ہے اس کے لیے تم دونوں عمل کرو (بغیر عمل کے) میں تم دونوں کے کچھ کام نہ آ سکوں گا۔

آپ مجلس سے اٹھ گئے' آدھا دن بھی نہ گزرا کہ اللہ نے آپ کو اٹھا لیا۔

آخری بار زیارت مصطفیٰ ﷺ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس درد میں جس میں آپ کی وفات ہوئی' ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے' جب دوشنبہ ہوا اور وہ لوگ نماز کی صفوں میں تھے تو رسول اللہ ﷺ حجرے کا پردہ کھول کر ہماری طرف نظر کرنے لگے' آپ اس طرح کھڑے تھے کہ چہرہ گویا قرآن کا ایک ورق ہے' رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا تو ہم لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کے برآمد ہونے کی خوشی میں مسرور ہو گئے۔ حالانکہ ہم لوگ نماز میں تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے پیچھے ہٹے کہ صف سے مل جائیں' انہیں یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے برآمد ہوئے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کرو' پھر رسول اللہ ﷺ اندر ہو گئے' اور پردہ ڈال دیا' اسی روز آپ کی وفات ہو گئی۔

زہری سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا: سب سے آخری مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوشنبہ کے روز دیکھا' آپ نے جس وقت پردہ ہٹایا تو لوگ صف بستہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھے' جب آپ کو لوگوں نے دیکھا تو وہ گنگنائے' آپ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو' میں نے آپ کے چہرے کو دیکھا کہ گویا قرآن کا ایک ورق تھا' پھر آپ نے پردہ ڈال دیا اور اسی دن کے آخر میں آپ کی وفات ہو گئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت پردہ کھولا کہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف بستہ تھے' آپ نے فرمایا: مبشرات نبوت میں سے سوائے رویائے صالحہ کے جسے مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے اور کچھ باقی نہیں رہا' سوائے اس کے کہ مجھے رکوع یا سجدے کی حالت میں قراءت سے منع کیا گیا ہے' لیکن رکوع میں اپنے پروردگار کی عظمت بیان کرو' اور سجدے میں خوب دعا کرو' قریب ہے کہ تمہاری دعا قبول کر لی جائے۔

حمزہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا درد شدید ہو گیا تو آپ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب قرآن پڑھتے ہیں تو وہ نرم دل اور بہت رونے والے آدمی ہیں' اس لیے آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو ابوبکر رضی اللہ عنہ ضرور نماز پڑھائیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی گفتگو کے مطابق پھر آپ سے دہرایا' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو ابوبکر رضی اللہ عنہ ضرور نماز پڑھائیں' تم (عورتیں) یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس معاملہ (نماز) میں نے رسول اللہ ﷺ سے بار بار گفتگو کی' مجھے بکثرت (ایک ہی بات کے) دہرانے پر صرف اس امر نے برانگیختہ کیا کہ میرے دل میں یہ آیا کہ لوگ اس شخص کو پسند نہ کریں گے جو آپ کے بعد آپ کی

جگہ پر کھڑا ہو' میں یہ خیال کرتی تھی کہ جو شخص آپ کی جگہ کھڑا ہو گا لوگ اسے منحوس سمجھیں گے' میں نے یہ چاہا کہ نبی رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پھر جائیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دوشنبہ کو جس وقت مسلمان فجر کی نماز میں تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ انہیں نماز پڑھا رہے تھے' یکا یک رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ کھولا اور ان کی طرف دیکھا آپ کسی قدر مسکرائے' ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹے کہ صف میں مل جائیں انہوں نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے نکلنے کا ارادہ فرماتے ہیں۔

مسلمانوں نے جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو خوشی میں انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ اپنی نماز میں تتر بتر ہو جائیں' رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کرو' آپ حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال دیا' رسول اللہ ﷺ کی اسی روز وفات ہوگئی۔

عبیداللہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا' ان سے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے مرض کا حال بیان کیجئے' انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ سخت بیمار ہوئے تو فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا' نہیں' یا رسول اللہ' وہ آپ کے منتظر ہیں' آپ نے فرمایا میرے لیے لگن میں پانی رکھ دو' ہم نے رکھ دیا' آپ نے وضو کیا' آپ بہ دشواری اٹھے کہ کھڑے ہوں' مگر بے ہوشی طاری ہوگئی' جب افاقہ ہوا تو پوچھا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا' نہیں' وہ لوگ آپ کے انتظار میں ہیں' فرمایا' میرے لیے لگن میں پانی رکھ دو۔ ہم نے پانی رکھ دیا آپ نے وضو کیا' پھر آپ چلے کہ بہ دشواری کھڑے ہوں' مگر بے ہوشی طاری ہوگئی' افاقہ ہوگیا تو فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا نہیں' وہ آپ کے منتظر ہیں آپ نے فرمایا میرے لیے لگن میں پانی رکھ دو' ہم نے ایسا ہی کیا' آپ گئے اور وضو کیا' پھر پوچھا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا نہیں' وہ آپ کے منتظر ہیں۔

لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے (دن کی) آخری نماز عشاء کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے' رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں' قاصد آیا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیجئے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ رقیق القلب تھے کہا' اے عمر رضی اللہ عنہ تم لوگوں کو نماز پڑھا دو' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں' آخر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی نے کئی دن نماز پڑھائی۔

چند روز کے بعد نبی ﷺ کو تکلیف میں کچھ کمی محسوس ہوئی' آپ دو آدمیوں کے درمیان' جن میں ایک عباس رضی اللہ عنہ تھے (سہارا لگائے) نکلے اسی حالت میں نماز پڑھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں' نبی ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹیں' ان دونوں آدمیوں سے (جن پر سہارا لگایا تھا) فرمایا کہ مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دو' دونوں نے آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو کھڑے تھے نبی ﷺ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگے اور نبی ﷺ بیٹھے تھے۔

عبیداللہ نے کہا کہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مرض کے متعلق مجھ سے

عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو کچھ بیان کیا' کیا میں آپؐ کے سامنے پیش کروں' انہوں نے کہا بیان کرو' میں نے ان سے بیان کیا' انہوں نے اس میں سے کسی بات کا انکار نہیں کیا سوائے اس کے کہ یہ کہا کہ آیا انہوں نے تم سے اس شخص کا نام بتایا (جو سہارا دینے میں) عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا میں نے کہا نہیں' انہوں نے کہا: وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو مرض (کے زمانے میں نماز کی اطلاع دی گئی تو فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں اس کے بعد آپؐ پر بے ہوشی طاری ہوگئی جب وہ آپؐ سے دور ہوگئی تو استفسار فرمایا: آیا تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دے دیا' میں نے کہا' یا رسول اللہ وہ ایسے رقیق القلب آدمی ہیں کہ لوگوں کو (قرآن) سنا سکتے' اس لیے اگر آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں (تو مناسب ہو) آپؐ نے فرمایا: تم لوگ یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' کیونکہ بہت سے کہنے والے اور تمنا کرنے والے ہیں (جو اس منصب کے لیے کہیں گے بھی اور تمنا بھی کریں گے) اللہ اور مومنین (سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور سب کی (امامت) سے انکار کرتے ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی علالت میں شدت ہوگئی تو آپؐ نے فرمایا: (ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' میں نے کہا' یا نبی اللہ' ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب' کمزور آواز والے' قرآن پڑھتے وقت بہت رونے والے آدمی ہیں' آپؐ نے فرمایا: انہیں کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں میں نے اپنے قول سابق کا اعادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو' انہیں کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' میں یہ صرف اس لیے کہتی تھی کہ یہ (امامت) میرے والد سے باز رکھی جائے میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ لوگ اس شخص کو ہرگز قبول نہ کریں گے جو رسول اللہ ﷺ کی جگہ پر کھڑا ہوگا اور وہ ہر حادثے میں اس سے فال بدلیا کریں گے' اس لیے میں یہ چاہتی تھی کہ یہ میرے والد سے روک لیا جائے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شب دوشنبہ بیماری کی حالت میں گزاری' کوئی مرد اور کوئی عورت ایسی نہ رہی جو رسول اللہ ﷺ کے درد کی وجہ سے صبح کو مسجد میں نہ آئی ہو' مؤذن آیا اور اس نے آپ کو نماز صبح کی اطلاع دی' آپؐ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لوگوں کو نماز پڑھانے کو کہو' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز کی تکبیر کہی رسول اللہ ﷺ نے پردہ کھولا اور لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: اللہ نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں کی ہے۔

دوشنبہ کی صبح آپ کو افاقے کی حالت میں ہوئی' آپ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور اپنے غلام ثوبان پر تکیہ لگا کر برآمد ہوئے اور مسجد میں آئے۔

لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ صبح کی نماز کا سجدہ کر کے دوسری رکعت میں کھڑے تھے' لوگوں نے آپ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے' آپ آئے یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہوگئے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا تو نبی ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کے ان کی جانماز پر بڑھا دیا' دونوں (حضرات) نے مل کر صف بنائی' رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی بائیں جانب کھڑے ہو کر قرآن پڑھ رہے تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سورت پوری کر لی تو (رکوع کے بعد) دو سجدے کیے پھر بیٹھ کر تشہد (التحیات)

پڑھنے لگے' جب انہوں نے سلام پھیرا تو نبی ﷺ نے دوسری رکعت پڑھی اور واپس تشریف لے گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مصلّٰی پر آنے کا واقعہ:

عبداللہ بن زمعہ بن الاسود سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی مرض وفات میں عیادت کی' آپ کے پاس نماز کی اطلاع دینے بلال رضی اللہ عنہ آئے' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دو وہ نماز پڑھ لیں۔

میں نکلا اور اس طرح لوگوں سے ملا کہ ان سے بات نہ کرتا تھا' جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملا تو ان کے پیچھے والے کو تلاش نہیں کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے' میں نے ان سے کہا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ تم لوگوں کو نماز پڑھا دو' عمر رضی اللہ عنہ مصلّٰی پر کھڑے ہوئے' وہ بلند آواز شخص تھے' تکبیر کہی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آواز سنی' آپ نے حجرے سے سر باہر نکالا' یہاں تک کہ لوگوں نے آپ کو دیکھا' پھر آپ نے فرمایا ''نہیں' نہیں ابن ابی قحافہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نماز پڑھائیں''۔

رسول اللہ ﷺ غضب کی حالت میں یہ فرما رہے تھے عمر رضی اللہ عنہ واپس ہو گئے' انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے بھتیجے! کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم مجھے حکم دو؟ میں نے کہا نہیں' لیکن جب میں نے یہ مناسب سمجھا کہ جو آپ کے پیچھے ہے اسے نہ تلاش کروں (تو میں نے آپ سے نماز پڑھانے کو کہہ دیا) پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تم نے مجھے حکم دیا تو میرا یہی گمان تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے' اگر (میرا گمان) ایسا نہ ہوتا تو میں لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا' عبداللہ نے کہا کہ جب میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھا تو آپ کو بمقابلہ دوسروں کے نماز پڑھانے کا زیادہ مستحق پایا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مصلّٰی نبوی ﷺ پر:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نماز کا وقت آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دو' جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے مقام پر کھڑے ہوئے تو انہیں بہت رونا آیا اور وہ پریشان ہو گئے' نبی ﷺ کو نہ پانے کی وجہ سے ان (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے پیچھے جو لوگ تھے انہیں بھی بہت رونا آیا' نماز کا وقت آیا تو مؤذن نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ نبی ﷺ سے کہو کہ کسی شخص کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیں کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور جو ان کے پیچھے تھے رونے سے پریشان ہو گئے ہیں' رسول اللہ ﷺ کی زوجہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب تک اللہ اپنے رسول ﷺ کو اٹھنے کے قابل کرے عمر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

مؤذن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا' انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی' جب نبی ﷺ نے ان کی تکبیر سنی تو فرمایا یہ کون شخص ہے' جس کی تکبیر میں سنتا ہوں' آپ کی ازواج نے کہا کہ ''عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ'' اور آپ سے بیان کیا کہ مؤذن آیا تھا' اس نے کہا کہ نبی ﷺ سے کہو کہ آپ کسی شخص کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیں کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تو رونے سے پریشان ہو گئے' تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو' ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں کیونکہ وہ (عمر رضی اللہ عنہ) اگر ان (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ نہ کریں گے تو لوگ اطاعت نہیں کریں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو جب وہ مرض ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپؐ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا' پھر آپ کو (مرض میں) تخفیف معلوم ہوئی تو خود آئے' ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے انہیں اشارہ کیا' وہ اپنے مقام پر قائم رہے' نبی ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھ گئے' آپؐ نے وہ آیت شروع کی جسے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ختم کیا تھا۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو وہ مرض ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ کو نماز کی اطلاع دینے کے لیے مؤذن آیا آپؐ نے اپنی ازواج سے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں کیونکہ تم تو یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو۔

محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض کی حالت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھاؤ' کچھ افاقہ ہوا تو آپؐ باہر نکلے اس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے پھر انہیں خبر نہ ہوئی جب تک رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے دونوں شانوں کے درمیان نہ رکھا' ابو بکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹے اور نبی ﷺ ان کی داہنی جانب بیٹھ گئے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور نبی ﷺ نے بھی ان کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی' پھر جب آپؐ واپس ہوئے تو فرمایا: کوئی نبی ہرگز نہیں اٹھایا جاتا جب تک اس کی امت کا کوئی شخص اس کی امامت نہ کر لے۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ہرگز نہیں اٹھایا جاتا جب تک اس کی امت کا کوئی شخص اس کی امامت نہ کر لے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی تکبیر سنی آپؐ نے غضب کی حالت میں اپنا سر نکالا اور فرمایا: ابن ابی قحافہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں' ابن ابی قحافہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ برابر اپنے درد میں مبتلا رہے' جب آپ کو کمی محسوس ہوئی تو برآمد ہوئے تکلیف جب شدید ہوگئی اور آپؐ کے پاس مؤذن آیا تو آپؐ نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' وہ (مؤذن) ایک روز آپؐ کے پاس سے اس حکم کے لیے نکلا کہ لوگوں کو حکم دے کہ نماز پڑھیں' اور ابن ابی قحافہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) موجود نہ تھے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی' جب انہوں نے تکبیر کہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں نہیں' ابن ابی قحافہ کہاں ہیں؟ پھر صفیں ٹوٹ گئیں اور عمر رضی اللہ عنہ واپس ہوئے ہم لوگ ابن ابی قحافہ کے آنے تک جو السنح میں تھے ٹھہرے رہے' پھر آ گے بڑھ کے انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے درد میں (یہ کرتے) تھے کہ جب تخفیف ہوتی تو نکل کر لوگوں کو نماز پڑھاتے اور جب اس کی شدت محسوس کرتے تو فرماتے لوگوں کو حکم دو کہ نماز پڑھ لیں' ایک روز صبح کی نماز لوگوں کو ابن ابی قحافہ نے پڑھائی' انہوں نے ایک رکعت پڑھی' پھر رسول اللہ ﷺ نکلے اور ان کے پہلو میں بیٹھ گئے' آپؐ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کی' جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز پوری کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی علالت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نماز کے ساتھ فجر کی ایک رکعت پڑھی' پھر بقیہ

رکعت پوری کی' محمد بن عمرو نے کہا کہ میرے خیال میں ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔

حضور علیہ السلام کی زندگی میں سترہ نمازوں میں امامت:

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ سے پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کتنی نمازیں پڑھائیں' انہوں نے کہا کہ انہوں نے سترہ نمازیں پڑھائیں' میں نے کہا: تم سے کس نے یہ بیان کیا تو انہوں نے کہا مجھ سے ایوب بن عبدالرحمٰن بن صعصعہ نے بیان کیا' (اوران سے) عباد بن تمیم نے (اوران سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے (بیان کیا) کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اتنی نمازیں پڑھائیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تین نمازیں پڑھائیں (جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے)۔

ابوموسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے اور آپ کے مرض میں شدت ہوگئی تو فرمایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' یارسول اللہ' ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب ہیں' وہ جب آپؐ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو ممکن ہے لوگوں کو (گریہ وزاری کی وجہ سے قرآن) نہ سنا سکیں' آپؐ نے فرمایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' تم تو یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو۔

عبداللہ (بن مسعود) سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس دنیا سے) اٹھا لیے گئے تو انصار نے (مہاجرین سے) کہا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے (ہو) عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور کہا' اے گروہ انصار کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا' انہوں نے کہا' بے شک (جانتے ہیں) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تم میں کون شخص ہے جس کا دل اس سے خوش ہو کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے بڑھے؟ انہوں نے کہا' بے شک (جانتے ہیں) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تم میں کون شخص ہے جس کا دل اس سے خوش ہو کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے بڑھے؟ انہوں نے کہا اس سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے بڑھیں۔

ایام علالت میں شانِ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات کے قبل پانچ باتوں میں میرا زمانہ قریب تر ہے' میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ آپؐ اپنے ہاتھ کو ہلاتے تھے' کہ میرے قبل کوئی نبی ایسا نہیں ہوا کہ اس کی امت میں سے اس کا کوئی خلیل (خاص دوست) نہ ہو' آگاہ رہو کہ میرے خلیل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں' اللہ نے مجھے خلیل بنایا جیسا کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ میرے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاؤ' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر گریہ غالب ہے' اگر آپؐ چاہیں تو ہم ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بلالیں' آپؐ نے (دوبارہ) فرمایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاؤ' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب ہیں' اگر آپؐ چاہیں تو ہم ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بلالیں۔

آپؐ نے فرمایا' تم یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو' میرے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو بلاؤ کہ وہ لکھ لیں مبادا'

ابوبکر رضی اللہ عنہ (کی خلافت) کے معاملے میں کوئی طمع کرنے والا طمع کرے یا کوئی آرزو کرنے والا (خلافت کی) آرزو کرے' پھر فرمایا اس سے (یعنی کسی اور کی خلافت سے) اللہ اور مومنین انکار کرتے ہیں' اللہ اور مومنین اس سے انکار کرتے ہیں' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ (ایسا ہی ہوا کہ) اللہ نے اور مومنین نے اس سے (یعنی سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کسی اور کی خلافت سے) انکار کر دیا اللہ نے اور مومنین نے اس سے انکار کر دیا۔

محمد بن المنکدر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ میرے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاؤ' وہ لوگ ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو آپ کے پاس بلا لائے' آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی' جب افاقہ ہوا تو فرمایا: میرے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاؤ' انہوں نے ابن الخطاب کو آپ کے پاس بلا لیا تو فرمایا: تم یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو۔

اس کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا' کہ تم نے اپنے والد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جیسا کہ آپ نے تم کو حکم دیا نہیں بلایا' انہوں نے کہا کہ مجھے یہ گمان تھا کہ لوگ جب میرے والد کی آواز سنیں گے تو کہیں گے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیسے برے جانشین ہیں' لوگوں کا اس بات کو عمر رضی اللہ عنہ کے لیے کہنا مجھے زیادہ پسند تھا بہ نسبت اس کے کہ وہ بات میرے والد کے لیے کہیں۔

قاسم بن محمد نے اور عروہ نے اور عبداللہ بن عتبہ نے اس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک حدیث دوسرے کی حدیث میں داخل ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی ابتدا میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوئی' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں (اپنے دردِ سر کی وجہ سے) ''ہائے سر'' کہہ رہی تھی' فرمایا: میری زندگی ہی میں اگر ایسا ہوتا کہ میں تمہارے لیے استغفار کرتا اور تمہارے لیے دعا کرتا' تمہیں کفن دیتا اور تمہیں دفن کرتا (تو اچھا ہوتا) میں نے (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) کہا کہ ''ہائے افسوس'' خدا کی قسم آپ تو میرا مرنا چاہتے ہیں' اگر ایسا ہوتا تو آپ اس روز کسی اور سے نکاح کرتے۔

خلافت کا اشارہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہوں ''ہائے سر'' (کہنے کا مستحق کیونکہ میرا دردِ سر تم سے بہت زیادہ ہے) میں نے قصد کیا کہ کسی کو بھیج کر تمہارے والد اور تمہارے بھائی کو بلواؤں اور اپنا عہد مضبوط کر دوں تا کہ کوئی طمع کرنے والا اس امر میں طمع نہ کرے اور نہ کہنے والے (اس کے لیے) کہیں یا تمنا کرنے والے تمنا کریں۔

پھر فرمایا: ہرگز (اس کے مضبوط کرنے کی ضرورت) نہیں' (کیونکہ سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے کسی اور کی خلافت سے) اللہ بھی انکار کرے گا اور مومنین بھی رد کریں گے' یا اللہ رد کرے گا اور مومنین انکار کریں گے' بعض راویوں نے اپنی حدیث میں کہا کہ ''اللہ سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے (اور سب کی خلافت سے) انکار کرے گا''۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دو یمنی چادریں اوڑھے ہوں' میں لوگوں کا پاخانہ روندتا ہوں' اور میرے سینے میں دو داغ ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو داغ (کا مطلب یہ ہے کہ) تم دو سال تک والی (ملک) رہو گے' یمنی چادر (کا مطلب یہ ہے کہ) تم اپنے بیٹے سے خوش نہ ہو گے (ایسا ہی ہوا کہ ان کے ایک فرزند حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے باغیوں میں شریک تھے' اور پاخانہ (تو اس کا مطلب یہ ہے کہ) تمہیں ان سے اذیت نہیں پہنچے گی

(خواب سے زیادہ تعبیر سچی ہوئی)۔

محمد بن جبیر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا جو آپ سے کسی بارے میں تذکرہ کر رہا تھا' اس نے کہا کہ اگر میں آپ کے پاس آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (تو کس سے ملوں) آپ نے فرمایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا' محمد بن عمرو نے کہا کہ آپ کی مراد بعد موت تھی۔

محمد بن عمرو الانصاری نے کہا کہ میں نے عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی ﷺ نے کسی شخص سے ایک مدت تک کے لیے (قرض) ایک اونٹ خریدا' اس نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں' یعنی بعد موت کے (آؤں) تو آپ نے فرمایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔ اس نے کہا' اگر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بعد موت کے انہیں بھی نہ پایا' تو آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا اس نے کہا اگر میں آؤں اور عمر رضی اللہ عنہ کو بھی نہ پاؤں' تو آپ نے فرمایا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ بھی مر جائیں تو تجھ سے مرا جائے تو تو بھی مر جانا۔

مناقب صدیق بزبان رحمت عالم ﷺ:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ سنایا کہ اللہ نے ایک بندے کو دنیا و آخرت کے درمیان اختیار دیا تو اس بندے نے جو اللہ کے پاس تھا اسے اختیار کر لیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے' میں نے اپنے دل میں کہا کہ کیا اس شیخ کو یہ بات رلاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہی وہ شخص تھے جسے اختیار دیا گیا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ اسے جانتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم بخیریت رہو' لوگو' اپنی جان و مال میں سب سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اگر میں انسانوں میں کسی کو خلیل بناتا تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی ہوتے' لیکن مجھے ان کے ساتھ اسلام کی اخوت اور اسلامی محبت ہے' مسجد کے اندر کوئی دروازہ سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے بند کرنے سے باقی نہ رہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے اپنی جان و مال میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں' یہ تمام دروازے جو مسجد کے اندر نکلتے ہیں' سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے' سب بند کر دو۔

معاویہ بن صالح نے کہا لوگوں نے (اعتراضاً) کہا کہ آپ نے ہمارے دروازے بند کر دیئے اور اپنے خلیل کا دروازہ چھوڑ دیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے معلوم ہو گیا جو کچھ تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے بارے میں کہا' میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر نور دیکھتا ہوں اور تمہارے دروازے پر ظلمت دیکھتا ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مرض وفات میں اپنے سر میں ایک کپڑے کی پٹی باندھے ہوئے نکلے' منبر پر بیٹھے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کہ کوئی شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ سے زیادہ اپنی جان و مال میں مجھ پر احسان کرنے والا نہیں ہے' اگر میں انسانوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا' لیکن اسلامی دوستی افضل ہے' وہ تمام کھڑکیاں جو اس مسجد میں ہیں' سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے' بند کر دو۔

ایوب بن بشیر الانصاری نے بعض اصحاب رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ (حجرے سے) برآمد ہوئے

اور منبر پر بیٹھے آپؐ نے کلمۂ شہادت پڑھا' جب تشہد پورا ہو گیا تو سب سے پہلے شہدائے اُحد کے لیے استغفار کی' پھر فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو دنیا اور اللہ کے پاس کی نعمتوں کے درمیان اختیار دیا گیا' اس نے جو اس کے رب کے پاس ہے' اسے اختیار کر لیا۔

لوگوں میں سب سے پہلے اسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سمجھ گئے' انہیں معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی مراد (بندے سے) اپنی ذات ہے' وہ رونے لگے' رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے اوپر رحم کرو' وہ تمام دروازے جو مسجد میں نکلتے ہیں' سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے' سب بند کر دو' کیونکہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کے برابر کسی شخص کو اپنے نزدیک احسان میں افضل نہیں جانتا۔

ابوالحویرث سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے دروازوں کے متعلق حکم دیا کہ سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سب بند کر دیئے جائیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے چھوڑ دیجئے کہ میں ایک کھڑکی کھول لوں تا کہ جب آپؐ نماز کو نکلیں تو میں آپ کو دیکھ لوں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' نہیں۔

عاصم بن عدی سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب نے کہا: یا رسول اللہ کیا بات ہے کہ آپؐ نے کچھ لوگوں کے دروازے مسجد میں کھلے رہنے دیئے اور کچھ لوگوں کے بند کرا دیئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عباس رضی اللہ عنہ نہ میں نے اپنے حکم سے کھلے رہنے دیئے اور نہ میں نے اپنے حکم سے بند کیے (بلکہ جو کچھ کیا وہ اللہ کے حکم سے کیا)۔

زندگی اور موت میں سے انتخاب کا اختیار:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں سنا کرتی تھی کہ کوئی نبی نہیں مرتا تاوقتیکہ اسے دنیا و آخرت میں اختیار نہ دیا جائے' اشتداد مرض میں جب آنحضرت ﷺ کی آواز بیٹھ گئی تو میں نے آپ کو کہتے سنا: "مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین و الصدیقین والشھداء و الصالحین وحسن اولئك رفیقاً" (ان نبیوں اور صدیقوں اور شہداء و صالحین کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا' اور وہ لوگ بہت اچھے رفیق ہیں) مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کو بھی اختیار دیا گیا۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نبی ایسا نہیں جس کی جان قبض نہ کی جائے اسے اس کا ثواب نہ دکھایا جائے اور وہ (جان) اسی کی طرف واپس نہ کر دی جائے' پھر اسے جان کے اس کی طرف واپس کیے جانے اور (عالم آخرت میں) بلائے جانے میں اختیار نہ دیا جائے۔

''میں نے یہ بات آپؐ سے (سن کر) یاد کر لی تھی' میں آپ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھی کہ دیکھا تو آپ کی گردن جھک گئی' سمجھی شاید آپؐ نے قضا کی' مجھے وہ بات یاد آ گئی جو آپ نے کہی تھی' پھر میں نے آپ کی طرف دیکھا کہ آپ اٹھے اور آپؐ نے دیکھا' اس وقت میں نے کہا کہ واللہ آپ ہمیں اختیار نہیں کریں گے' آپؐ نے فرمایا: جنت میں رفیق اعلیٰ کے ساتھ' ان انبیاء وصدیقین وشہداء وصالحین کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا' اور یہ لوگ بہت اچھے رفیق ہیں''۔

نبی ﷺ کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نبی نہیں اٹھایا جاتا

تاوقتیکہ اسے جنت میں ٹھکانا نہ دکھا دیا جائے اور اختیار نہ دیا جائے۔

''رسول اللہ ﷺ عارضے میں مبتلا ہوئے' آپ کا سر میرے زانو پر تھا' تھوڑی دیر کے لیے آپؐ پر بے ہوشی طاری ہوئی' افاقہ ہوا تو آپؐ نے اپنی نظر مکان کی چھت کی طرف اٹھائی اور فرمایا: اے اللہ رفیق اعلیٰ''۔

''میں سمجھ گئی کہ اب آپ ہمیں اختیار نہ کریں گے اور میں جان گئی کہ جو حدیث آپ ہم سے بیان کیا کرتے تھے وہ صحیح ہے' یہ آخری کلمہ تھا جس کا رسول اللہ ﷺ نے تکلم فرمایا''۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کو جب اختیار دیا جائے گا تو آپؐ ہمیں اختیار نہ کریں گے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قبل وفات کے کہتے سنا ایسی حالت میں کہ میں آپ کو اپنے سینے سے لگائے تھی کہ ''اللّٰهم اغفرلی وارحمنی بالرفیق'' (اے اللہ میری مغفرت فرما' مجھ پر رحمت فرما' اور مجھے رفیق سے ملا دے)۔

عباد بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے نبی ﷺ کو قبل وفات' اس حالت میں کہ وہ آپ کی پشت سے سہارا لگائے ہوئے تھیں' خوب غور سے سنا' آپؐ فرماتے تھے: ''اللّٰهم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ''

مالک بن انس سے مروی ہے کہ ''مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی نہیں مرتا تاوقتیکہ اسے اختیار نہ دیا جائے جب میں نے آپ کو کہتے سنا: ''اللّٰهم الرفیق الاعلیٰ'' تو سمجھ گئی کہ آپ اب اس دنیا میں مقام نہ فرمائیں گے۔

ابی بردہ بن ابی موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھیں اور شفا کی دعا کر رہی تھیں' آپ کو افاقہ ہوگیا تو فرمایا ''نہیں میں اللہ سے جبریل ومیکائیل واسرافیل علیہم السلام کے ساتھ رفیق اعلیٰ واسعد کو مانگتا ہوں''۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے کہ یکایک رسول اللہ ﷺ بیماری کی حالت میں' سر پر کپڑے کی پٹی باندھے' برآمد ہوئے آپ نکل کر چلنے لگے یہاں تک کہ منبر پر کھڑے ہوگئے' پھر جب آپ اس پر بیٹھ گئے تو بروایت ابی ضمرہ انس بن عیاض وصفوان' فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں رسول اللہ ﷺ کی جان ہے''۔ اور بروایت محمد بن اسماعیل' فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' قیامت کے روز میں ضرور حوض پر کھڑا ہوں گا' ایک شخص کے سامنے دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی مگر اس نے آخرت کو اختیار کر لیا''۔

حاضرین میں سے سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ سمجھا' وہ روئے اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' ہم سب لوگ اپنی جان و مال اور باپ بیٹے آپؐ پر فدا کرتے ہیں' پھر آپؐ (منبر سے) اترے اور اس پر قیامت تک نہ کھڑے ہوئے۔

ازواجِ مطہرات کے مابین مساوات:

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ بیماری کی حالت میں ایک چادر پر اُٹھائے جاتے تھے اور اس طرح

ازواج پر گشت کر کے ان کی باری پوری کرتے تھے۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنی ازواج کے درمیان (اوقات) تقسیم کرتے تھے' آپ ان سب میں مساوات ملحوظ رکھتے اور فرماتے:

''اے اللہ یہ وہ ہے جس کا میں مالک ہوں' اور تو زیادہ مالک ہے اس شے کا جس کا میں مالک نہیں ہوں' یعنی حب قلبی''۔

ازواج کی اجازت سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں منتقل:

ابن شہاب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا درد شدید ہو گیا تو آپ نے اپنی ازواج سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہنے کی اجازت چاہی' کہا جاتا ہے کہ ان سے فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر آمد و رفت گراں ہے' سب نے اجازت دے دی' آپ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکل کر عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف اس طرح روانہ ہوئے کہ آپ کے دونوں قدم عباس رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے شخص کے درمیان گھسیٹ رہے تھے' آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہو گئے' غالباً ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ وہ دوسرا شخص کون تھا' لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی تو انہوں نے کہا کہ وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی ﷺ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ سخت بیمار ہو گئے اور درد شدید ہو گیا تو آپ نے اپنی ازواج سے اس امر کی اجازت چاہی کہ آپ کی تیمارداری میرے گھر میں کی جائے' سب نے آپ کو اجازت دے دی' آپ اپنے دونوں پاؤں زمین پر رگڑتے ہوئے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک اور شخص کے درمیان نکلے۔

عبیداللہ (راوی حدیث) نے کہا: جو کچھ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس کی میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی تو انہوں نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو وہ دوسرا شخص کون تھا جس کا عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا۔ میں نے کہا نہیں' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ علی رضی اللہ عنہ تھے' ان کی کسی خیر پر عائشہ رضی اللہ عنہا کا دل خوش نہیں ہوتا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں داخل ہونے کے بعد' اس حالت میں کہ آپ کا درد شدید ہو گیا تھا' فرمایا' مجھ پر سات مشکوں سے (پانی) ڈالو جن کی ڈوریاں نہ کھولی جائیں' میرے ذمے ضروری ہے کہ لوگوں سے عہد لوں' ان دونوں یعنی (میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے لانے والوں) نے آپ کو حفصہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی ﷺ کی لگن میں بٹھا دیا' ہم لوگ ان مشکوں سے آپ پر (پانی ڈالنے لگے' یہاں تک کہ آپ اپنے ہاتھ سے ہماری طرف اشارہ کرنے لگے کہ (بس) تم لوگ کر چکے' پھر آپ لوگوں کی جانب نکلے' انہیں نماز پڑھائی اور خطبہ سنایا۔

یزید بن بابنوس سے مروی ہے کہ میں نے اور میرے ایک ساتھی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (ملنے کی) اجازت چاہی' انہوں نے ہمیں اجازت دی' جب ہم لوگ داخل ہوئے تو انہوں نے (درمیان کا) پردہ کھینچ لیا اور ہمارے لیے ایک فرش بچھا دیا جس پر ہم لوگ بیٹھ گئے۔

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب میرے دروازے پر گزرتے تھے' تو مجھے کوئی ایسی بات پہنچاتے تھے جس سے اللہ نفع دے' آپ ایک روز گزرے' مگر کچھ نہیں فرمایا' پھر ایک روز گزرے مگر کچھ نہیں فرمایا' تب میں نے کہا' اے جاریہ (لونڈی) میرے

لیے دروازے پر فرش بچھا دے اس نے فرش بچھا دیا' میں آپؐ کے راستے میں اس فرش پر بیٹھ گئی اور اپنے سر پر پٹی باندھ لی۔

رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا مجھے (دردِ سر) کی شکایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بھی ''ہائے سر'' (یعنی سر کے درد) میں مبتلا ہوں' پھر آپؐ چلے گئے اور بہت تھوڑی دیر ٹھہرے تھے کہ آپ کو ایک چادر میں لاد کر لایا گیا اور میرے گھر میں داخل کیا گیا۔

آپؐ نے اپنی ازواج کو بلا بھیجا' سب آپؐ کے پاس جمع ہوئیں' فرمایا: میں علیل ہوں اور تم لوگوں کے گھروں میں گھوم نہیں سکتا' لہٰذا تم لوگ چاہو تو مجھے اجازت دے دو کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہوں' سب نے اجازت دے دی' میں آپ کی تیمار داری کرتی تھی' حالانکہ میں نے آپؐ کے قبل کسی مریض کی تیمار داری نہیں کی تھی۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب نبی ﷺ کا مرض شدید ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا: ''میں کل کہاں ہوں گا'' لوگوں نے کہا فلاں بیوی کے یہاں' آپؐ نے فرمایا: پھر میں کل کے بعد کہاں ہوں گا' لوگوں نے کہا' فلاں بیوی کے یہاں' ازواج سمجھ گئیں کہ آپ کی مراد عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں سب نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم نے اپنے دن اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج پر دورہ کیا کرتے تھے جب آپ کی تکلیف بڑھ گئی اور آپ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے تو آپ کی ازواج سمجھ گئیں کہ آپ میرے گھر میں رہنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ' ہمارا وہ دن جو ہمیں پہنچتا ہے ہماری بہن عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسواک چبا کر دی:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اسی روز واپس ہو کر میرے حجرے میں آ گئے تو میری آغوش میں کروٹ کے بل لیٹ گئے' میرے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خاندان میں سے ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں سبز مسواک تھی' رسول اللہ ﷺ نے اس مسواک کی طرف حالانکہ وہ اس کے ہاتھ میں تھی ایسی نظر سے دیکھا کہ میں سمجھ گئی کہ آپ کو اس کی خواہش ہے' میں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو یہ مسواک دوں' آپؐ نے فرمایا ہاں' میں نے اسے لے کر چبایا جب نرم ہو گئی تو آپ کو دی' آپ نے اس سے بہت زیادہ دانت صاف کیے جتنے کہ اس کے قبل میں نے آپ کو دانت صاف کرتے دیکھا تھا' پھر آپؐ نے اسے رکھ دیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی بیماری میں آپؐ کے پاس آئے میں آپ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھی' عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں مسواک تھی' آپؐ نے حکم دیا کہ میں اسے دانتوں سے نرم کر دوں' میں نے نرم کر کے رسول اللہ ﷺ کو دے دی۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہتے سنا کہ مجھ پر اللہ کے انعامات اور میرے ساتھ اس کے اچھے عطایا میں سے تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے مکان میں میری باری (کے دن) میں اور میرے ہی آغوش میں ہوئی موت کے وقت بھی میرا اور آپ کا لعاب دہن جمع ہو گیا۔

قاسم نے کہا جو کچھ آپ نے فرمایا وہ سب ہم سمجھ گئے مگر آپ کے اور آنحضرت ﷺ کے لعاب دہن میں کیونکر اجتماع ہوا۔ انہوں نے کہا' نبی ﷺ کے پاس میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ام رومان آپ کی عیادت کے لیے آئے ان کے ہاتھ میں تر مسواک تھی' رسول اللہ ﷺ کو مسواک کا بہت شوق تھا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی نظر اس کی طرف اٹھاتے ہیں۔ میں نے کہا اے عبدالرحمٰن مسواک کو دانت سے کچل کے مجھے دے دو' میں نے اسے چبایا اور رسول اللہ ﷺ کے منہ میں ڈال دیا' آپ نے اس سے مسواک کی' میرے اور آپ کے لعاب دہن کا اجتماع ہو گیا۔

مرض وفات میں دوا کا پلایا جانا:

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ علیل ہوئے تو آپ پر بے ہوشی طاری ہوئی' پھر افاقہ ہوا' جس وقت آپ کو افاقہ ہوا تو ازواج آپ کو دوا پلا رہی تھیں' آپ نے فرمایا: کیوں تم لوگوں نے مجھے دوا پلا دی' حالانکہ میں روزہ دار تھا؟ شاید اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے تمہیں اس کا حکم دیا' کیا انہیں یہ اندیشہ تھا کہ مجھے (مرض) ذات الجنب ہے؟ اللہ کی مرضی نہیں ہے کہ وہ مجھ پر ذات الجنب کو مسلط کرے' سوائے میرے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں کوئی بغیر دوا پلائے نہ چھوڑا جائے' جیسا کہ ان لوگوں نے مجھے دوا پلائی' آپ کی ازواج اٹھ کر ایک دوسرے کو دوا پلانے لگیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کولے میں درد ہو جاتا تھا جو بہت شدید ہوتا تھا' ایک روز وہی درد آپ کو ہو گیا' جس سے رسول اللہ ﷺ پر اتنی بے ہوشی طاری ہوئی کہ ہم لوگ یہ سمجھے کہ بستر پر آپ کی وفات ہو گئی' ہم نے آپ کو دوا پلا دی' جب افاقہ ہوا تو آپ سمجھ گئے کہ ہم نے آپ کو دوا پلائی ہے' فرمایا: تم لوگ سمجھتی تھیں کہ اللہ نے مجھ پر ذات الجنب کو مسلط کیا ہے' اللہ کی مرضی نہیں ہے کہ اسے مجھ پر غالب کرے واللہ گھر میں کوئی بغیر اس کے نہ رہے کہ تم اسے دوا پلاؤ' سوائے میرے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے۔

پھر گھر میں کوئی نہ بچا جسے دوا نہ پلائی گئی ہو' اتفاق سے آپ کی ازواج میں سے کسی نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں' لوگوں نے کہا' تم سمجھتی ہو گی کہ ہم تمہیں چھوڑ دیں گے' حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا ہے کہ گھر میں کوئی بغیر دوا پلائے نہ چھوڑا جائے' ہم نے انہیں بھی دوا پلا دی' حالانکہ وہ روزہ دار تھیں۔

اللہ کے نبی کو موذی مرض نہیں ہوتا:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا درد میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں شروع ہوا جب آپ کی تکلیف میں کمی ہو گئی تو آپ نے نکل کر لوگوں کو نماز پڑھائی' جب شدت محسوس کی تو فرمایا: لوگوں کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھ لیں ہم نے آپ پر ذات الجنب کا اندیشہ کیا' شدت ہو گئی تو دوا پلا دی۔

نبی ﷺ نے دوا کی تیزی محسوس کی افاقہ ہو گیا تو فرمایا: تم لوگوں نے میرے ساتھ کیا کیا' انہوں نے کہا' ہم نے آپ کو دوا پلائی' آپ نے فرمایا کس چیز کی؟ ہم نے کہا عود ہندی' قدرے کم کسم اور چند قطرے روغن زیتون کے' آپ نے فرمایا: تمہیں کس نے اس کا مشورہ دیا' انہوں نے کہا کہ اسماء بنت عمیس نے۔

فرمایا: یہ وہ طب ہے جوان کے پاس ملک حبشہ سے آئی ہے' گھر میں کوئی بغیر دوا پلائے نہ رہنے پائے' سوائے ان کے جو رسول اللہ کے چچا تھے یعنی عباس رضی اللہ عنہ' پھر فرمایا: وہ کیا چیز تھی جس کا تمہیں مجھ پر اندیشہ تھا' تو انہوں نے کہا' ذات الجنب' فرمایا: اللہ کی مرضی نہیں ہے کہ وہ اسے مجھ پر مسلط کرے۔

عثمان بن محمد الاخنسی سے مروی ہے کہ ام بشر بن البراء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت میں آپؐ کے پاس گئیں' انہوں نے کہا' یا رسول اللہ ایسا بخار آپ کو ہے کسی کو نہ ہوا ہوگا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے دو چند مصیبت ہوتی ہے' جیسا کہ ہمارے لیے دو چند اجر ہوتا ہے۔

(فرمایا) لوگ (میرے مرض کے متعلق) کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ذات الجنب ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی مرضی نہیں ہے کہ وہ اسے اپنے رسول پر مسلط کرے کیونکہ وہ تو شیطان کی مار ہے' یہ اس لقمے کی وجہ سے ہے جسے میں نے اور تمہارے بیٹے (بشر بن البراء نے یوم خیبر میں) کھایا تھا' یہ وہ وقت ہے کہ اس نے میری رگ پشت کاٹ دی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد ہوا تو لوگوں نے آپ کو دوا پلائی' آپؐ نے فرمایا: تمہیں کس نے اس کا مشورہ دیا' کیا تمہیں یہ اندیشہ ہوا کہ مجھے ذات الجنب ہوگا' اللہ کی مرضی نہیں ہے کہ وہ اسے مجھ پر مسلط کرے' تمہیں اسماء بنت عمیس نے اس کا مشورہ دیا جو اسے ملک حبشہ سے لائیں' سوائے میرے چچا عباسؓ کے گھر میں کوئی بغیر دوا پلائے نہ چھوڑا جائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر ایک دوسرے کو دوا پلانے لگے۔

ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام سے مروی ہے کہ ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما نے ہی نے آپ کو دوا پلائی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کی وجہ سے اس روز میمونہ رضی اللہ عنہا کو بھی دوا پلائی گئی حالانکہ وہ روزہ دار تھیں' یہ گویا آپ کی طرف سے ان لوگوں کو سزا تھی۔

وفات سے قبل مال کی تقسیم:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ دینار آئے جنہیں آپؐ نے سوائے چھ کے سب کو تقسیم کر دیا' چھ دینار اپنی کسی زوجہ کو دے دیئے' آپ کو نیند نہ آئی' فرمایا: وہ چھ دینار کیا ہوئے' لوگوں نے کہا آپؐ نے وہ فلاں بیوی کو دے دیئے' فرمایا وہ میرے پاس لاؤ (جب لائے گئے) تو آپؐ نے ان میں سے پانچ انصار کے پانچ گھروں میں تقسیم کر دیئے' اور فرمایا اس (ایک) کو خرچ کرو' اس کے بعد ارشاد ہوا: اب مجھے چین آیا اور آپؐ سو رہے۔

مطلب بن عبداللہ بن حطب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو آپ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھیں فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا وہ سونا کیا ہوا' انہوں نے کہا میرے پاس ہے فرمایا: اسے خرچ کر ڈالو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہوگئی' آپؐ ان کے (عائشہ رضی اللہ عنہا کے) سینے ہی پر تھے' جب افاقہ ہوا تو فرمایا: اے عائشہ! کیا وہ سونا تم نے خرچ کر دیا؟ انہوں نے کہا' واللہ نہیں' یا رسول اللہ' آپؐ نے اسے منگایا' اپنے ہاتھ پر رکھا' شمار کیا تو چھ دینار تھے' فرمایا: محمد کا اپنے رب کے ساتھ کیا گمان ہوگا

اگر وہ اس حالت میں اللہ سے ملاقات کرے کہ یہ اس کے پاس ہو' آپ نے وہ سب خرچ کر دیئے اور اسی روز آپ کی وفات ہوگئی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے' اگر یہ اُحد میرے پاس سونا (ہوکر آجائے) تو میں یہ پسند نہ کروں گا کہ اس حالت میں اس پر تین دن بھی گزریں کہ میرے پاس اس میں کا ایک دینار بھی باقی ہو اور مجھے ایسا شخص بھی ملے جو اسے بطور صدقے کے قبول کر لے' سوائے اس کے کہ میں (اس میں سے) کچھ بقدر اس قرض کے جو مجھ پر ہے محفوظ کر لوں۔

عقبہ بن الحارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر سے فارغ ہو کر لوٹے تو آپ اس قدر تیزی سے گئے کہ آپ کو کسی نے نہ پایا لوگوں کو آپ کی سرعت سے تعجب ہوا' جب آپ ان کے پاس واپس آئے تو آپ نے ان کے چہرے میں جو (اثر تعجب) تھا پہچان لیا' فرمایا میرے پاس گھر میں سونا تھا' مجھے یہ ناگوار ہوا کہ میں اسے اپنے پاس وقت گزارنے دوں اس لیے میں نے اس کی تقسیم کا حکم دے دیا۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح ہوئی تو چہرے سے معلوم ہوا کہ شب اس حالت میں گزری ہے کہ کسی امر نے آپ کو فکر میں ڈال دیا ہے' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ہم آپ کے چہرے کو متغیر پاتے ہیں' معلوم ہوتا ہے کہ آج رات آپ کو کسی امر نے متفکر کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بات) یہ ہے کہ سونے کا دو اوقیہ رات کو میرے پاس رہ گیا تھا جسے میں نے روانہ نہیں کیا تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا' سونا کیا ہوا؟ میں نے کہا' یارسول اللہ' وہ میرے پاس ہے فرمایا: یہاں لاؤ' وہ سات اوپر پانچ (دینار) کے درمیان تھے آپ نے اپنے ہاتھ میں رکھا اور فرمایا: محمدؐ کے متعلق اللہ کیا گمان کرے گا اگر وہ اللہ سے اس حالت میں ملے کہ یہ (دینار) اس کے پاس ہوں (اے عائشہ رضی اللہ عنہا) انہیں خرچ کر ڈالو۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات میں فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا وہ سونا لاؤ' وہ آپ کے پاس دینار لائیں جو نو یا سات تھے آپ نے انہیں ہاتھ میں لیا اور فرمایا کہ محمد کا کیا گمان ہے اگر وہ اللہ سے ملے اور یہ (دینار) اس کے پاس ہوں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ شام ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آٹھ درم آئے' آپ برابر اس حالت میں کھڑے یا بیٹھے رہے کہ آپ کو نیند نہ آتی تھی یہاں تک کہ ایک سائل کو سوال کرتے سنا تو آپ میرے پاس سے نکلے اور زیادہ دیر نہ گزری کہ اندر آئے' میں نے آپ کی سانس کی آواز سنی' صبح ہوئی تو عرض کی یارسول اللہ میں نے آپ کو ابتدائی شب میں بیٹھا یا کھڑا دیکھا' آپ کو نیند نہ آتی تھی یہاں تک کہ ایک سائل کو سوال کرتے سنا تو آپ میرے پاس سے نکلے اور زیادہ دیر نہ گزری کہ اندر آئے' میں نے آپ کی سانس کی آواز سنی' فرمایا: ہاں' شام ہونے کے بعد آٹھ درہم آئے اللہ کیا سمجھے گا' اگر میں اس سے اس حالت میں ملوں کہ چند درہم پاس ہوں۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات دینار تھے جو آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھ دیئے تھے

جب آپؐ بیمار ہوئے تو فرمایا: اے عائشہ! سونے (کے دینار) علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو پھر رسول اللہ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور عائشہ آپ کی بیماری میں مشغول ہو گئیں' آپؐ نے تین مرتبہ یہی فرمایا اور ہر مرتبہ آپؐ پر بے ہوشی طاری ہو جاتی تھی' اور غشی عائشہ رضی اللہ عنہا کو مشغول کر لیتی تھی' انہوں نے وہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیئے' اور علی رضی اللہ عنہ نے تصدق کر دیئے' پھر رسول اللہ ﷺ کو دوشنبہ کی شام ہوئی جو موت کی شب تھی' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی بیوی کے پاس اپنا چراغ بھیجا اور کہا کہ اس میں اپنے مشکیزے سے گھی ٹپکا دو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی موت کی شب ہوئی ہے۔

قبر پر مسجد بنانے والے بدترین خلائق:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج نے بزمانہ بیماری جناب رسالت مآب ﷺ آپؐ ہی کے حضور میں اس کنیسے کا آپس میں ذکر کیا جو ملک حبشہ میں تھا اور جس کا نام ماریہ تھا۔ انہوں نے اس کی خوب صورتی و تصاویر کا تذکرہ کیا۔ ام سلمہ و ام حبیبہ رضی اللہ عنہما ملک حبشہ میں جا چکی تھیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ قوم ہے کہ جب ان میں کوئی مرد صالح ہوتا ہے تو یہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے ہیں' وہ لوگ خدا کے نزدیک بدترین خلائق ہیں۔

یہود پر لعنت:

عائشہ و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر مرض نازل ہوا تو آپؐ اپنے چہرے پر ایک رومال (مربع و سیاہ) ڈالنے لگے' جب آپ کا دم گھٹتا تھا تو اسے اپنے چہرے سے ہٹا دیتے تھے' آپؐ اسی طرح کر رہے تھے کہ آپؐ نے فرمایا یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنا لیا' آپؐ لوگوں کو ان (یہود و نصاریٰ) کے عمل سے ڈرا رہے تھے۔

جندب سے مروی ہے کہ انہوں نے وفات سے پانچ روز قبل رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: خبردار! جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء و صالحین کی قبور کو مساجد بنا لیتے تھے مگر تم لوگ قبور کو مساجد نہ بنانا' کیونکہ میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جو آخری بات معلوم ہوئی وہ یہ تھی کہ "خدا غارت کرے یہود کو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنا لیا"۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے عارضۂ موت میں فرمایا: خدا غارت کرے یہود و نصاریٰ کو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا' (یہود و نصاریٰ کے) دونوں دین ملکِ عرب میں ہرگز باقی نہ رہیں گے۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پرستش کی جائے' اس قوم پر اللہ کا بہت سخت غضب ہوا جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنا لیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس مرض میں فرمایا جس سے آپؐ نہ اٹھے' کہ یہود و نصاریٰ پر اللہ لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا' اگر یہ (ارشاد) نہ ہوتا تو لوگ آپ کی قبر کی (محض) زیارت نہ کرتے

(بلکہ اس پر سجدہ کرتے) لیکن آپؐ نے (پہلے ہی) اس کے سجدہ گاہ بنائے جانے کا خوف ظاہر کر دیا۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے مشورہ کیا کہ آپ کو مسجد میں دفن کریں' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ میرے آغوش میں سر رکھے ہوئے تھے' جب آپؐ نے فرمایا: اللہ ان قوموں کو غارت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبریں مسجد بنالیں' تو ان سب کی رائے اس پر متفق ہوگئی کہ آپ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں اسی مقام پر دفن کریں جہاں آپ کی وفات ہوئی۔

کعب بن مالک سے مروی ہے تمہارے نبی ﷺ سے میری ملاقات کا قریب تر زمانہ آپ کی وفات سے پانچ روز پہلے کا ہے' میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے۔ انہوں نے اپنے مکانوں کو قبر بنالیا' میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں' خبردار' کیا میں نے (حق کی) تبلیغ کر دی' اے اللہ گواہ رہ' اے اللہ گواہ رہ۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بزمانہ بیماری عیادت کرنے آئے' ہم نے آپ کو اس حالت میں پایا کہ آپؐ ایک عدنی چادر سے منہ ڈھانکے کھڑے تھے آپؐ نے اپنا منہ کھول دیا اور فرمایا: اللہ یہود پر لعنت کرے جو چربی کو حرام کہتے ہیں اور اس کی قیمت کھاتے ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنا' اللہ اس قوم پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنالیا۔

وصیت نبوی ﷺ اور واقعۂ قرطاس:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پنجشنبہ کو بیمار ہوئے (یہ کہہ کر) ابن عباس رضی اللہ عنہما رونے لگے' اور کہنے لگے پنجشنبہ' اور کون سا پنجشنبہ' رسول اللہ ﷺ کا درد شدید ہوگیا تو فرمایا دوات کاغذ لاؤ' میں تمہارے لیے ایسا فرمان لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوسکو' جو لوگ آپؐ کے پاس تھے ان میں سے کسی نے کہا کہ نبی اللہ (ہمیں) چھوڑتے ہیں' پھر آپؐ سے کہا گیا کہ آیا جو آپؐ نے طلب فرمایا (دوات و کاغذ) ہم آپؐ کے پاس لائیں' آپؐ نے فرمایا اس (گفتگو) کے بعد' آپؐ نے وہ (کاغذ وغیرہ) نہیں منگایا۔

سلیمان بن ابی مسلم نے جو ابن ابی نجیح کے ماموں تھے سعید بن جبیر سے سنا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا پنجشنبہ' اسی دن رسول اللہ ﷺ کا درد شدید ہوگیا' آپؐ نے فرمایا: میرے پاس دوات و کاغذ لاؤ' میں تمہیں ایسا فرمان لکھ دوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو۔ لوگ آپس میں جھگڑنے لگے حالانکہ نبی ﷺ کے پاس جھگڑنا مناسب نہیں' پھر لوگوں نے کہا آپ کا کیا حال ہے کیا آپؐ نے ہمیں چھوڑ دیا' چلو خود آنحضرت ﷺ سے دریافت کریں۔

لوگ آپؐ کے پاس آئے اور اسی بات کو دہرانے لگے' آپؐ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو' میں تمہیں تین وصیتیں کرتا ہوں' مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو' وفد (آنے والے قاصدوں) کی اس طرح مدارات کرو جس طرح میں ان کی مدارات کیا کرتا تھا' تیسری وصیت سے راوی نے سکوت کیا (اور کہا کہ) مجھے معلوم نہیں کہ (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے) اسے بیان کیا اور میں بھول گیا' یا انہوں نے دیدہ و دانستہ اس سے سکوت کیا۔

جابر بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو وہ عارضہ ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپؐ نے ایک کاغذ منگایا کہ اپنی امت کے لیے ایسا فرمان لکھ دیں جس سے نہ وہ گمراہ ہوں نہ گمراہ کیے جا سکیں' گھر میں شور اور بات چیت ہونے لگی' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے (آپؐ سے) گفتگو کی' پھر نبی ﷺ نے یہ خیال ترک فرما دیا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری جب شدید ہوگئی تو فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ میرے پاس ایک طبق (کاغذ) لاؤ تو میں وہ بات لکھ دوں کہ میرے بعد میری امت گمراہ نہ ہو۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ (کاغذ لانے سے) پہلے آپ کی جان نہ چلی جائے میں کاغذ سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوں (مجھ سے زبانی فرما دیجئے)۔

آپ کا سر میری باہوں اور بازوؤں کے درمیان تھا کہ آپؐ وصیت فرمانے لگے' نماز اور زکوٰۃ اور جن (غلاموں) کے تم لوگ مالک ہو (ان کا خیال رکھنا)'' آپؐ اسی طرح فرما رہے تھے کہ روح پرواز کر گئی' آپؐ نے کلمۂ شہادت ''لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ'' کا حکم دیا اور فرمایا: جس نے ان دونوں (توحید و رسالت) کی شہادت دی اس پر دوزخ حرام کر دی گئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ''پنجشنبہ اور کون سا پنجشنبہ؟'' (راوی نے) کہا کہ گویا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آنسو دیکھ رہا ہوں جو ان کے رخسار پر موتی کی لڑی کی طرح (جاری) تھے ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس کتف اور دوات لاؤ' میں تمہارے لیے ایک فرمان لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو''۔ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں چھوڑتے ہیں۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے' ہمارے اور عورتوں کے درمیان پردہ تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے سات مشکوں سے غسل دو اور کاغذ و دوات لاؤ' میں تمہارے لیے ایک ایسا فرمان لکھ دوں جس کے بعد تم لوگ کبھی گمراہ نہ ہو' عورتوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی حاجت (کی چیز یعنی کاغذ وغیرہ) لے آؤ' میں نے کہا تم خاموش رہو' تم لوگ آپ کی اس طرح کی ساتھ والیاں ہو کہ جب آپؐ مریض ہوئے تو تم نے اپنی آنکھیں نچوڑ دیں (یعنی خوب روئیں) اور جب آپؐ تندرست ہوئے تو تم نے آپ کی گردن پکڑ لی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ عورتیں تم لوگوں سے بہتر ہیں۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی وفات کے وقت کاغذ منگایا کہ اپنی امت کے لیے ایسا فرمان لکھ دیں جس سے وہ گمراہ ہوں نہ گمراہ کیے جائیں۔ لوگوں نے آپؐ کے پاس شور کیا یہاں تک کہ نبی ﷺ نے اسے ترک کر دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت آیا تو گھر میں لوگ تھے جن میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آؤ میں تمہارے لیے ایک فرمان لکھ دوں کہ اس کے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہو' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر درد غالب ہے' تمہارے پاس قرآن ہے' جو کافی ہے۔

گھر والوں نے اختلاف کیا اور جھگڑنے لگے بعض وہ تھے جو کہتے تھے (کاغذ آپ کے) قریب کر دو کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے لکھ دیں' دوسرے لوگ وہی کہتے تھے جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا' جب شور و اختلاف بہت ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کو لوگوں نے پریشان کر دیا تو آپؐ نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

عبیداللہ بن عبداللہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے' مصیبت اور وہ بھی پوری مصیبت رسول اللہ ﷺ کے فرمان

لکھنے میں جو چیز حائل ہوئی وہ ان کا اختلاف اور شور وغل تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا میرے پاس دوات و کاغذ لاؤ' میں تمہارے لیے ایسا فرمان لکھ دوں' جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فلاں فلاں روم کے شہروں کا کون (فاتح) ہوگا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز مرنے والے نہیں تاوقتیکہ ہم لوگ اسے فتح نہ کرلیں اور اگر آپ (فتح کے قبل) مر گئے تو ہم لوگ آپ کا انتظار کریں گے جیسا بنی اسرائیل نے موسیٰ کا انتظار کیا تھا' زینب رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیا تم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (بات) نہیں سنتے جو تم سے عہد لیتے ہیں' لوگوں نے شور کیا تو آپ نے فرمایا اُٹھ جاؤ' لوگ اُٹھ گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے مقام پر وفات ہوگئی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس درد میں جس میں آپ کی وفات ہوئی آپ کے پاس سے نکلے' لوگوں نے پوچھا' اے ابوالحسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح صبح کی انہوں نے کہا بحمد اللہ تندرستی کی حالت میں صبح کی۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیا تم نہیں دیکھتے کہ تین (شب) کے بعد تم لاٹھی کے غلام ہو گئے۔ واللہ مجھے نظر آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس درد میں وفات پا جائیں گے' میں اولاد عبدالمطلب کے چہرے (بوقت وفات) پہچانتا ہوں' تم ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو' ہم آپ سے دریافت کریں کہ آپ کے بعد یہ حکومت کس کو ملے گی؟ اگر ہم کو ملے تو ہمیں معلوم ہو جائے' اور اگر ہمارے سوا کسی اور کو ملے تو ہم آپ سے گفتگو کریں کہ آپ ہمیں وصیت کر دیں۔

علی رضی اللہ عنہ نے کہا' واللہ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی درخواست کریں گے تو آپ ہمیں اس سے روکیں گے کہ لوگ تمہیں یہ (خلافت) کبھی نہیں دیں گے اس لیے میں آپ سے کبھی درخواست نہ کروں گا۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کی وفات کو عنقریب سمجھتا ہوں' تم ہمیں آپ کے پاس لے چلو تو ہم آپ سے دریافت کریں کہ کون آپ کا خلیفہ ہوگا' اگر ہم میں سے آپ کسی کو خلیفہ بنائیں تو بہتر ہے' ورنہ ہمیں وصیت کر دیں تا کہ ہم اس شخص کو یاد رکھیں جو آپ کے بعد (خلیفہ) ہو' علی رضی اللہ عنہ نے ان سے اس وقت وہی کہا جو پہلے کہا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیے گئے تو انہیں صاحب نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ پھیلایئے میں آپ سے بیعت کرلوں تا کہ لوگ بھی آپ سے بیعت کرلیں مگر علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے عبدالمطلب کی اولاد کو بلا بھیجا اور انہیں پاس جمع کیا' علی رضی اللہ عنہ ان کے گھر میں ایسے مقام پر تھے کہ وہاں کوئی اور نہ تھا' عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا' اے بھتیجے! میں نے ایک رائے سوچی ہے مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے بغیر مشورہ لیے کچھ کروں' علی رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کیا؟ انہوں نے کہا ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپ سے دریافت کریں کہ آپ کے بعد یہ امر (خلافت) کس کی طرف ہوگا' اگر ہم میں ہو تو ہم اسے ترک نہ کریں' واللہ ہم میں سے کسی کا روئے زمین پر کوئی مال باقی نہ رہا۔ اور اگر کسی اور میں ہو تو ہم آپ کے بعد اسے کبھی طلب نہ کریں' علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے میرے چچا یہ حکومت تو آپ ہی کی ہوگی' کوئی ہے بھی جو آپؐ سے جھگڑا کر سکے' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا پھر سب لوگ منتشر ہو گئے اور نبی ﷺ کے پاس نہیں گئے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس آپؐ کے مرض وفات میں عباس رضی اللہ عنہ آئے تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کیا چاہتے ہیں عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ آپؐ ہم میں سے کسی کو خلیفہ بنا دیں' علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ایسا نہ کیجئے' پوچھا کیوں؟ جواب دیا' مجھے اندیشہ ہے کہ آنحضرت ﷺ فرما دیں گے ''نہیں'' اور آپؐ کے نہیں کہنے کے بعد جب ہم لوگوں سے خلافت طلب کریں گے تو وہ بھی انکار کر دیں گے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا ہے۔

فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے علی رضی اللہ عنہ تم اٹھو تا کہ تمام لوگ تم سے بیعت کریں موقع جب ایک مرتبہ گزر جاتا ہے تو دوبارہ نہیں آتا' اس وقت موقع ہے' علی رضی اللہ عنہ نے کہا' کون ہے جو ہمارے سوا اس معاملے میں طمع کرے گا' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ میرا گمان ہے کہ کوئی ہو جائے گا۔

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر کے لوگ مسجد کو واپس ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ نے تکبیر سنی' پوچھا یہ کیا ہے' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ وہی ہے جس کی میں نے تمہیں دعوت دی تھی' اور تم نے مجھ سے انکار کیا تھا' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا یہ ممکن ہے' عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس قسم کا موقع دوبارہ کبھی نہیں آتا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کی جب وفات ہوگئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپؐ کے پاس سے نکلے تو علی اور عباس اور زبیر رضی اللہ عنہم آپ کے پیچھے تھے' یہ اس وقت کی بات ہے جب عباس رضی اللہ عنہ گفتگو کر رہے تھے۔

مرض وفات میں حضور علیہ السلام کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض موت میں اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور خفیہ طور پر ان سے کچھ کہا تو وہ رونے لگیں' پھر انہیں بلایا اور پوشیدہ طور پر ان سے کچھ کہا تو وہ ہنسنے لگیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ان سے اس بات کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ خبر دی کہ وہ اپنے اس درد میں اٹھا لیے جائیں گے' تو میں رونے لگی' پھر آپؐ نے مجھے یہ اطلاع دی کہ گھر والوں میں سب سے پہلے میں آپؐ سے ملوں گی' تو میں (خوش ہو کر) ہنسی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس طرح چلتی ہوئی آئیں کہ ان کی رفتار رسول اللہ ﷺ کی رفتار کے مشابہ تھی' آپؐ نے فرمایا میری بیٹی کو ''مرحبا'' پھر آپؐ نے انہیں اپنی بائیں جانب یا داہنی جانب بٹھا لیا اور خفیہ طور پر ان سے کچھ کہا وہ رونے لگیں' پھر ان سے خفیہ طور پر کچھ فرمایا تو ہنسنے لگیں میں نے کہا رونا اور ہنسنا میں نے اس طرح قریب تر نہیں دیکھا' رسول اللہ ﷺ نے تو تمہیں اپنے کلام کے لیے مخصوص کیا پھر تم روتی ہو' وہ کیا بات تھی جو بطور راز کے رسول اللہ ﷺ نے تم سے بیان کی' انہوں نے کہا میں ایسی نہیں ہوں کہ آپ کا راز فاش کر دوں۔

جب آپ کی وفات ہوگئی تو میں نے ان سے پھر دریافت کیا' انہوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ جبرئیلؑ میرے پاس ہر

سال آتے تھے اور ایک مرتبہ قرآن کا دور کرتے تھے اس سال بھی وہ آئے اور دو دور کیے میں خیال کرتا ہوں کہ میری اجل آ گئی' میں تمہارے لیے کیسا اچھا پیش رو ہوں' پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر والوں میں مجھ سے ملنے میں سب سے پہلی تم ہو گی میں اس کی وجہ سے روئی' پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم اس سے خوش نہیں کہ تم اس امت کی عورتوں یا تمام عالموں کی عورتوں کی سردار ہو جاؤ' تو میں ہنسی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وقت وفات آیا تو آپؐ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کے کان میں بات کی' وہ رونے لگیں' پھر آپؐ نے ان کے کان میں بات کہی' جس سے وہ ہنسنے لگیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات تک ان سے دریافت نہیں کیا' وفات کے بعد میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے ہنسنے اور رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ آپ کی وفات ہو جائے گی' پھر آپ نے مجھے خبر دی کہ مریم بنت عمران کے بعد میں اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی تو اس کی وجہ سے میں ہنسی۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہنستے نہیں دیکھا' سوائے اس کے کہ ان کے منہ کا کنارا کھل جاتا تھا۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمان نبوی:

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ لشکر بلقاء کی طرف لے جائیں جہاں ان کے والد اور جعفر شہید ہوئے تھے' اسامہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی تیاری کر رہے تھے اور انہوں نے جرف میں لشکر جمع کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ بیمار پڑ گئے جب افاقہ ہوا اور آپؐ نے کچھ راحت محسوس کی تو سر میں پٹی باندھ کر باہر تشریف لائے اور تین مرتبہ فرمایا: اے لوگو! اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کر دو' یہ فرما کر نبی ﷺ اندر تشریف لے گئے' بیماری بہت بڑھ گئی اور آپ کی وفات ہو گئی۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی یہ گفتگو سنی کہ آپؐ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو مہاجرین وانصار پر عامل بنا دیا' رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے منبر پر بیٹھے' آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: اے لوگو! اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کر دو' میری عمر کی قسم' اگر اب تم نے ان کی امارت کے بارے میں کلام کیا ہے تو ان کے قبل تم نے ان کے والد کی امارت میں بھی کلام کیا ہے' حالانکہ وہ امارت کے اہل ہیں جس طرح ان کے والد بھی اس کے اہل تھے' لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ روانہ ہو گیا' وہ جرف پہنچے اور لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے' وہ لوگ اس حالت میں روانہ ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدید ہو گئی تھی' اسامہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہی انتظار کر رہے تھے کہ اللہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری بہت بڑھ گئی تو میں اپنے لشکر سے پلٹ آیا لوگ بھی میرے ہمراہ آ گئے' رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری تھی' آپ ﷺ بولتے نہ تھے آپؐ اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر مجھ پر چھوڑنے لگے' میں سمجھا کہ آپؐ میرے لیے دعا کرتے ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک سریہ بھیجا جس میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی تھے ان پر آپ ؐ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو عامل بنایا' لوگوں نے ان کے بارے میں یعنی ان کے کمسن ہونے کے بارے میں طعن کیا' رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ؐ منبر پر چڑھے اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا لوگوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت میں طعن کیا ہے' انہوں نے ان سے پہلے ان کے والد کی امارت میں بھی طعن کیا تھا حالانکہ وہ دونوں اس کے اہل ہیں' اسامہ رضی اللہ عنہما میرے محبوب ترین لوگوں میں ہیں' خبردار میں تم لوگوں کو اسامہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ خیر کی وصیت کرتا ہوں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر بنایا' بعض لوگوں نے ان کی امارت میں طعن کیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ان کی امارت میں کلام کرتے ہو تو تم ان کے قبل ان کے والد کی امارت میں بھی کلام کرتے تھے خدا کی قسم وہ امارت کے اہل تھے وہ میرے محبوب ترین لوگوں میں تھے اور ان کے بعد یہ بھی میرے محبوب ترین لوگوں میں ہیں۔

عبداللہ بن سالم نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے انہیں رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرتے سنا کہ جس وقت آپ ؐ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر بنایا تو آپ کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کی برائی کی اور ان کی امارت میں کلام کیا' رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا (بروایت سالم) خبردار تم لوگ اسامہ رضی اللہ عنہ کی برائی کرتے ہو اور ان کی امارت میں طعن کرتے ہو حالانکہ اس کے قبل یہی تم ان کے باپ کے ساتھ بھی کر چکے ہو' بخدا وہ امارت کے اہل تھے' وہ سب لوگوں سے زیادہ میرے محبوب تھے اور ان کے یہ بیٹے مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں' لہٰذا ان کے بارے میں خیر کی وصیت قبول کرو' کیونکہ وہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہیں' سالم نے کہا کہ میں نے عبداللہ کو کبھی یہ حدیث بیان کرتے نہیں سنا' سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا کہ آپ ؐ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مستثنیٰ نہیں کیا۔

انصار کے متعلق فرمانِ رسالت:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم سات کنوؤں کے پانی کی سات مشکیں آپ ؐ پر ڈالیں' ہم نے اس حکم کی تعمیل کی' جب آپ ؐ نے غسل کر لیا' تو آپ کو راحت محسوس ہوئی' آپ ؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی انہیں خطبہ سنایا' شہدائے احد کے لیے دعائے مغفرت کی اور ان کے لیے (رحمت کی) دعا کی' پھر آپ ؐ نے انصار کے لیے وصیت کی' فرمایا: اے گروہ مہاجرین تم نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ تم لوگ ترقی کرو گے اور انصار نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ وہ اپنی اس حالت سے جس پر وہ آج ہیں ترقی نہیں کریں گے' وہ ایسے ہیں کہ میں نے ان کے ہاں پناہ لی' ان کے کریم کا اکرام کرو اور ان کے برے آدمی سے درگزر کرو۔

عبداللہ بن کعب نے نبی ﷺ کے کسی صحابی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر آئے اور فرمایا: اے گروہ مہاجرین تم نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ تم ترقی کرو گے اور انصار نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ وہ جس حالت پر آج ہیں' اس سے زیادہ ترقی نہیں کریں گے' میرے انصار ایسے ہیں کہ انہوں نے مجھے پناہ دی' ان میں جو نیک ہوں ان کا

اکرام کرنا جو بد ہوں ان سے درگزر اور جو محسن ہوں ان کے ساتھ احسان سے پیش آنا۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب برآمد ہوئے تو لوگ حلقہ کیے ہوئے آپ کا حال دریافت کر رہے تھے آپ نہایت تیزی سے نکلے چادر کے دونوں کنارے شانوں پر پڑے تھے اور ایک سفید کپڑے کی پٹی سر پر بندھی تھی آپ منبر پر کھڑے ہوئے لوگ اٹھ کر آپ کی طرف آ گئے یہاں تک کہ مسجد بھر گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ شہادت پڑھا جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا: لوگو انصار ایسے ہیں کہ انہوں نے مجھے پناہ دی اور ہر طرح سے میرا ساتھ دیا لہٰذا ان کے بارے میں میرا خیال رکھو ان کے محسن کو قبول کرو اور ان کے بد سے درگزر کرو۔

نعمان بن مرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض موت میں فرمایا کہ ہر نبی کا ترکہ یا جائیداد ہوتی ہے۔ انصار میرا ترکہ وجائیداد ہیں لوگ کم بھی ہوتے ہیں اور زیادہ بھی لہٰذا تم ان کے محسن کو قبول کرو اور ان کے بد کو معاف کرو۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے انصار وہ ہیں کہ مجھے اور میرے اہل بیت کو پناہ دی تم ان کے محسن کو قبول کرو اور ان کے بد سے درگزر کرو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے (یہ مضمون عبید اللہ نے اپنی حدیث میں بیان کیا) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے گئے آپ سے کہا گیا کہ یہ انصار جو مسجد میں ہیں ان کی عورتیں اور مرد آپ پر رو رہے ہیں فرمایا انہیں کون رلاتا ہے لوگوں نے کہا انہیں یہ خوف ہے کہ آپ رفیق اعلیٰ سے جا ملیں گے (پھر سب راوی اس حدیث میں متفق ہو گئے ان سب نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے آپ تیزی کے ساتھ بڑھے اور منبر پر بیٹھ گئے آپ ایک رضائی اوڑھے ہوئے تھے جس کا ایک کنارا اپنے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے اور سر میں ایک پٹی باندھے ہوئے تھے (عبید اللہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ) وہ پٹی میلی تھی (اور ابو نعیم اور ابو الولید نے کہا کہ) چکنی تھی آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: اے گروہ انصار! آدمی تو بہت ہوتے ہیں مگر انصار (مددگار) کم ہوتے ہیں کھانے میں نمک کی طرح ہوتے ہیں لہٰذا جو شخص ان کے معاملات کا والی ہو وہ ان کے محسن کو قبول کرے اور ان کے بد سے درگزر کرے (ابو الولید نے اپنی حدیث میں کہا کہ) آپ اپنے مرض موت میں نکلے تھے اور یہ آپ کی آخری مجلس تھی جس میں آپ بیٹھے یہاں تک کہ آپ اٹھا لیے گئے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح برآمد ہوئے کہ سر پر پٹی بندھی تھی انصار نے اپنے خدام اور اولاد سے آپ کا استقبال کیا آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم سب لوگوں سے محبت کرتا ہوں انصار نے جو کچھ ان پر واجب تھا ادا کر دیا جو تمہارے ذمے ہے وہ باقی نہ رہا لہٰذا ان کے محسن کے ساتھ احسان کرو اور ان کے بد سے درگزر کرو۔

الحسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گروہ انصار میرے بعد تم تکلیف سے دوچار ہو گے انہوں نے یا نبی اللہ پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہیں یہ حکم دیتا ہوں کہ تم صبر کرنا یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول سے مل جانا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مصعب بن زبیر نے انصار کے ایک کارکن کو پکڑ لیا اور اس کے ساتھ (بدی) کا قصد کیا' انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں خدا کی قسم دلاتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی وصیت انصار کے بارے میں یاد دلاتا ہوں' انہوں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس بات کی وصیت کی تو میں نے کہا آپ نے یہ وصیت کی کہ ان کے محسن کا احسان قبول کیا جائے اور ان کے بد سے درگزر کیا جائے' وہ اپنے فرش سے لپٹ گئے' یہاں تک کہ اس پر گر پڑے اور لوٹ گئے اور فرش سے اپنا رخسارہ لگالیا اور کہا رسول اللہ ﷺ کا حکم سر اور آنکھوں پر ہے' اسے (تم دونوں) روانہ کر دو یا کہا کہ اسے (تم دونوں) چھوڑ دو۔

مرض وفات میں وصیت نبوی ﷺ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وقت وفات آ گیا تو آپ کی اکثر وصیت یہ تھی ''نماز'' اور ''تمہارے لونڈی غلام'' رسول اللہ ﷺ یہ الفاظ اپنے سینے میں گنگنا رہے تھے اور آپ کی زبان اسے ادا نہ کر سکتی تھی۔

کسی شخص سے مروی ہے جنہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی اکثر وصیت جب کہ آپ کی سانس اکھڑی ہوئی تھی نماز اور لونڈی غلام کے متعلق تھی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ موت کی حالت میں فرمانے لگے: ''نماز' نماز اور تمہارے لونڈی غلام'' (یزید راوی نے کہا کہ) آپ یہ فرما رہے تھے۔ مگر زبان اسے ادا نہ کرتی تھی (عفان راوی نے کہا کہ) آپ اس کا تکلم فرماتے تھے مگر زبان ادا نہ کرتی تھی۔

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری ہوئی' افاقہ ہوا تو فرمایا: ''اپنے لونڈی غلام کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو۔ ان کو کپڑا پہناؤ' ان کے شکم کو سیر کرو' اور ان سے نرم بات کرو''۔

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخر زمانے میں وصیت فرمائی کہ دونوں دین (دین یہود و دین نصاریٰ) ملک عرب میں نہ رہنے دیئے جائیں۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے جو بات فرمائی یہ تھی کہ اللہ یہود و نصاریٰ کو غارت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا دونوں دین (یہود و نصاریٰ کے) ملکِ عرب میں نہ باقی رکھے جائیں۔

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے جو بات پوری کی وہ یہ تھی کہ آپ نے ان رہاویین کے لیے وصیت فرمائی جو الرہاء کے باشندوں میں سے تھے' انہیں آپ نے کچھ مال بھی دیا اور فرمایا: اگر میں باقی رہ گیا تو جزیرۃ العرب میں دونوں دینوں کو نہ چھوڑوں گا۔

علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے داریوں اور رہاویوں اور دوسیوں کے لیے مال کی وصیت فرمائی۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے آپ کی وفات سے تین شب پہلے سنا کہ آپ فرماتے تھے: خبردار تم میں سے کوئی شخص بغیر اس کے نہ مرے کہ اللہ کے ساتھ اس کا گمان اچھا ہو۔

کسی مکی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے زمانے میں فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا: اے فضل! یہ پٹی میرے سر پر باندھ دو' انہوں نے باندھ دی۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ہمیں اپنے ہاتھ کا سہارا دو' انہوں نے نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا' آپ کھڑے ہوئے اور ان کے سہارے سے مسجد میں داخل ہوئے' اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: تم میں سے بعض کے حقوق مجھ سے وابستہ تھے' میں بھی ایک بشر ہوں' اس لیے جس شخص کی آبرو کو میں نے کچھ نقصان پہنچایا ہو۔ تو یہ میری آبرو موجود ہے' اسے بدلہ لے لینا چاہیے' جس شخص کے جسم کو میں نے کچھ تکلیف پہنچائی ہو تو یہ میرا جسم موجود ہے' اسے بدلہ لے لینا چاہیے' جس شخص کے مال کو میں نے کچھ نقصان پہنچایا ہو تو یہ میرا مال موجود ہے' اسے لے لینا چاہیے' جان لو کہ تم میں سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرنے والا وہ شخص ہوگا کہ ان حقوق میں سے اس کا کوئی حق ہو' اور وہ اسے لے لے یا مجھے بری کر دے' تاکہ میں اپنے رب سے اس حالت میں ملوں کہ میں اپنے کو بری کر چکا ہوں' کوئی شخص ہرگز یہ نہ کہے کہ مجھے انتقام لینے میں رسول اللہ ﷺ کی عداوت و بغض کا اندیشہ تھا۔ کیونکہ یہ دونوں باتیں میری طبیعت میں نہیں ہیں۔ جس شخص کا نفس کسی بری بات میں اس پر غالب آ گیا ہو تو اسے بھی مجھ سے مدد لینا چاہیے کہ میں اس کے لیے دعا کروں گا۔

ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ آپؐ کے پاس ایک سائل آیا تھا' آپؐ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اسے تین درہم دے دیئے' فرمایا سچ ہے' اے فضل وہ درہم ان کو دے دو۔

ایک اور آدمی کھڑا ہوا' اور اس نے کہا' یا رسول اللہ' میں بخیل ہوں' بزدل ہوں' اور بہت سونے والا بھی ہوں' لہٰذا آپؐ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میرے بخل اور بزدلی اور خواب کو مجھ سے دور کر دے' رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

ایک عورت اٹھی اور اس نے کہا کہ میں ایسی ہوں' اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ سے اسے دور کر دے' آپؐ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں چلو' جب رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر واپس آئے تو آپؐ نے اپنا عصا اس کے سر پر رکھا اور اس کے لیے دعا فرمائی' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر وہ دیر تک بکثرت سجدے کرتی رہی' آپؐ نے فرمایا' سجدے دراز کرو' کیونکہ بندہ اللہ سے قریب تر جب ہوتا ہے کہ وہ سجدے کی حالت میں ہو' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ واللہ وہ مجھ سے جدا نہ ہوئی تھی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دعا کا اثر اس میں دیکھ لیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض موت میں فرمایا: اے لوگو کوئی بات بھی مجھ پر معلق نہ کرو' میں نے صرف وہی حلال کیا اور وہی حرام کیا جو اللہ نے حرام کیا۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض موت میں فرمایا: اے لوگو! واللہ کسی شے کو مجھ پر معلق نہ کرو کہ میں نے اسے حلال یا حرام کیا' میں تو صرف وہی شے حلال کرتا ہوں جسے اللہ نے حلال کیا' اور اسی شے کو حرام کرتا ہوں جسے اللہ نے حرام کیا' اے فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اے صفیہ رضی اللہ عنہا (پھوپھی رسول اللہ ﷺ) جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کے لیے عمل کرو کیونکہ میں تم دونوں کو اللہ سے کسی امر میں بے نیاز نہیں کر سکتا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اولاد عبد مناف' میں تمہیں اللہ سے کسی امر میں بے

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مصعب بن زبیر نے انصار کے ایک کارکن کو پکڑ لیا اور اس کے ساتھ (بدی) کا قصد کیا' انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں خدا کی قسم دلاتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت انصار کے بارے میں یاد دلاتا ہوں' انہوں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس بات کی وصیت کی تو میں نے کہا آپ نے یہ وصیت کی کہ ان کے محسن کا احسان قبول کیا جائے اور ان کے بد سے درگزر کیا جائے' وہ اپنے فرش سے لپٹ گئے' یہاں تک کہ اس پر گر پڑے اور لوٹ گئے اور فرش سے اپنا رخسارہ لگا لیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سر اور آنکھوں پر ہے' اسے (تم دونوں) روانہ کر دو یا کہا کہ اسے (تم دونوں) چھوڑ دو۔

مرض وفات میں وصیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات آ گیا تو آپ کی اکثر وصیت یہ تھی "نماز" اور "تمہارے لونڈی غلام" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ الفاظ اپنے سینے میں گنگنا رہے تھے اور آپ کی زبان اسے ادا نہ کر سکتی تھی۔

کسی شخص سے مروی ہے جنہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر وصیت جب کہ آپ کی سانس اکھڑی ہوئی تھی نماز اور لونڈی غلام کے متعلق تھی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت کی حالت میں فرمانے لگے: "نماز' نماز اور تمہارے لونڈی غلام" (یزید راوی نے کہا کہ) آپ یہ فرما رہے تھے۔ مگر زبان اسے ادا نہ کرتی تھی (عفان راوی نے کہا کہ) آپ اس کا تکلم فرماتے تھے مگر زبان ادا نہ کرتی تھی۔

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہوئی' افاقہ ہوا تو فرمایا: "اپنے لونڈی غلام کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو۔ ان کو کپڑا پہناؤ' ان کے شکم کو سیر کرو' اور ان سے نرم بات کرو"۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخر زمانے میں وصیت فرمائی کہ دونوں دین (دین یہود و دین نصاریٰ) ملک عرب میں نہ رہنے دیئے جائیں۔

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ سب سے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات فرمائی یہ تھی کہ اللہ یہود و نصاریٰ کو غارت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا دونوں دین (یہود و نصاریٰ کے) ملکِ عرب میں نہ باقی رکھے جائیں۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ سب سے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات پوری کی وہ یہ تھی کہ آپ نے ان رہاویین کے لیے وصیت فرمائی جو الرہاء کے باشندوں میں سے تھے' انہیں آپ نے کچھ مال بھی دیا اور فرمایا: اگر میں باقی رہ گیا تو جزیرۃ العرب میں دونوں دینوں کو نہ چھوڑوں گا۔

علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داریوں اور رہاویوں اور دوسیوں کے لیے مال کی وصیت فرمائی۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات سے تین شب پہلے سنا کہ آپ فرماتے تھے: خبردار تم میں سے کوئی شخص بغیر اس کے نہ مرے کہ اللہ کے ساتھ اس کا گمان اچھا ہو۔

کسی مکی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے زمانے میں فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا: اے فضل! یہ پٹی میرے سر پر باندھ دو‘ انہوں نے باندھ دی۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ہمیں اپنے ہاتھ کا سہارا دو‘ انہوں نے نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا‘ آپ کھڑے ہوئے اور ان کے سہارے سے مسجد میں داخل ہوئے‘ اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: تم میں سے بعض کے حقوق مجھ سے وابستہ تھے‘ میں بھی ایک بشر ہوں‘ اس لیے جس شخص کی آبرو کو میں نے کچھ نقصان پہنچایا ہو۔ تو یہ میری آبرو موجود ہے‘ اسے بدلہ لے لینا چاہیے۔ جس شخص کے جسم کو میں نے کچھ تکلیف پہنچائی ہو تو یہ میرا جسم موجود ہے‘ اسے بدلہ لے لینا چاہیے‘ جس شخص کے مال کو میں نے کچھ نقصان پہنچایا ہو تو یہ میرا مال موجود ہے‘ اسے لے لینا چاہیے‘ جان لو کہ تم میں سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرنے والا وہ شخص ہوگا کہ ان حقوق میں سے اس کا کوئی حق ہو‘ اور وہ اسے لے لے یا مجھے بری کر دے‘ تاکہ میں اپنے رب سے اس حالت میں ملوں کہ میں اپنے کو بری کر چکا ہوں‘ کوئی شخص ہرگز یہ نہ کہے کہ مجھے انتقام لینے میں رسول اللہ ﷺ کی عداوت وبغض کا اندیشہ تھا۔ کیونکہ یہ دونوں باتیں میری طبیعت میں نہیں ہیں۔ جس شخص کا نفس کسی بری بات میں اس پر غالب آ گیا ہو تو اسے بھی مجھ سے مدد لینا چاہیے کہ میں اس کے لیے دعا کروں گا۔

ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ آپؐ کے پاس ایک سائل آیا تھا‘ آپؐ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اسے تین درہم دے دیئے‘ فرمایا سچ ہے‘ اے فضل وہ درہم ان کو دے دو۔

ایک اور آدمی کھڑا ہوا‘ اور اس نے کہا‘ یا رسول اللہ‘ میں بخیل ہوں‘ بزدل ہوں‘ اور بہت سونے والا بھی ہوں‘ لہٰذا آپؐ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میرے بخل اور بزدلی اور خواب کو مجھ سے دور کر دے‘ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

ایک عورت اٹھی اور اس نے کہا کہ میں ایسی ہوں‘ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ سے اسے دور کر دے‘ آپؐ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں چلو‘ جب رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر واپس آئے تو آپؐ نے اپنا عصا اس کے سر پر رکھا اور اس کے لیے دعا فرمائی‘ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر وہ دیر تک بکثرت سجدے کرتے رہی‘ آپؐ نے فرمایا‘ سجدے دراز کرو‘ کیونکہ بندہ اللہ سے قریب تر جب ہوتا ہے کہ وہ سجدے کی حالت میں ہو‘ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ واللہ وہ مجھ سے جدا نہ ہوئی تھی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دعا کا اثر اس میں دیکھ لیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض موت میں فرمایا: اے لوگو کوئی بات بھی مجھ پر معلق نہ کرو‘ میں نے صرف وہی حلال کیا اور وہی حرام کیا جو اللہ نے حرام کیا۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض موت میں فرمایا: اے لوگو! واللہ کسی شے کو مجھ پر معلق نہ کرو کہ میں نے اسے حلال یا حرام کیا‘ میں تو صرف وہی شے حلال کرتا ہوں جسے اللہ نے حلال کیا‘ اور اسی شے کو حرام کرتا ہوں جسے اللہ نے حرام کیا‘ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اے صفیہ رضی اللہ عنہا (پھوپھی رسول اللہ ﷺ) جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کے لیے عمل کرو کیونکہ میں تم دونوں کو اللہ سے کسی امر میں بے نیاز نہیں کر سکتا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اولاد عبد مناف‘ میں تمہیں اللہ سے کسی امر میں بے

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مصعب بن زبیر نے انصار کے ایک کارکن کو پکڑ لیا اور اس کے ساتھ (بدی) کا قصد کیا' انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں خدا کی قسم دلاتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی وصیت انصار کے بارے میں یاد دلاتا ہوں' انہوں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس بات کی وصیت کی تو میں نے کہا آپؐ نے یہ وصیت کی کہ ان کے محسن کا احسان قبول کیا جائے اور ان کے بد سے درگزر کیا جائے' وہ اپنے فرش سے لپٹ گئے' یہاں تک کہ اس پر گر پڑے اور لوٹ گئے اور فرش سے اپنا رخسارہ لگالیا اور کہا رسول اللہ ﷺ کا حکم سر اور آنکھوں پر ہے' اسے (تم دونوں) روانہ کر دو یا کہا کہ اسے (تم دونوں) چھوڑ دو۔

مرض وفات میں وصیت نبوی ﷺ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وقت وفات آ گیا تو آپ کی اکثر وصیت یہ تھی ''نماز'' اور ''تمہارے لونڈی غلام'' رسول اللہ ﷺ یہ الفاظ اپنے سینے میں گنگنا رہے تھے اور آپ کی زبان اسے ادا نہ کر سکتی تھی۔

کسی شخص سے مروی ہے جنہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی اکثر وصیت جب کہ آپ کی سانس اکھڑی ہوئی تھی نماز اور لونڈی غلام کے متعلق تھی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ موت کی حالت میں فرمانے لگے: ''نماز' نماز اور تمہارے لونڈی غلام'' (یزید راوی نے کہا کہ) آپؐ یہ فرما رہے تھے۔ مگر زبان اسے ادا نہ کرتی تھی (عفان راوی نے کہا کہ) آپؐ اس کا تکلم فرماتے تھے مگر زبان ادا نہ کرتی تھی۔

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری ہوئی' افاقہ ہوا تو فرمایا ''اپنے لونڈی غلام کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو۔ ان کو کپڑا پہناؤ' ان کے شکم کو سیر کرو' اور ان سے نرم بات کرو''۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخر زمانے میں وصیت فرمائی کہ دونوں دین (دین یہود و دین نصاریٰ) ملک عرب میں نہ رہنے دیئے جائیں۔

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے جو بات فرمائی یہ تھی کہ اللہ یہود و نصاریٰ کو غارت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا دونوں دین (یہود و نصاریٰ کے) ملک عرب میں نہ باقی رکھے جائیں۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے جو بات پوری کی وہ یہ تھی کہ آپؐ نے ان رہاویین کے لیے وصیت فرمائی جو الرہاء کے باشندوں میں سے تھے' انہیں آپؐ نے کچھ مال بھی دیا اور فرمایا: اگر میں باقی رہ گیا تو جزیرۃ العرب میں دونوں دینوں کو نہ چھوڑوں گا۔

علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے داریوں اور رہاویوں اور دوسیوں کے لیے مال کی وصیت فرمائی۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے آپ کی وفات سے تین شب پہلے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے: خبردار تم میں سے کوئی شخص بغیر اس کے نہ مرے کہ اللہ کے ساتھ اس کا گمان اچھا ہو۔

کسی مکی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے زمانے میں فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا: اے فضل! یہ پٹی میرے سر پر باندھ دو انہوں نے باندھ دی۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ہمیں اپنے ہاتھ کا سہارا دو انہوں نے نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا' آپ کھڑے ہوئے اور ان کے سہارے سے مسجد میں داخل ہوئے' اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: تم میں سے بعض کے حقوق مجھ سے وابستہ تھے' میں بھی ایک بشر ہوں' اس لیے جس شخص کی آبرو کو میں نے کچھ نقصان پہنچایا ہو۔ تو یہ میری آبرو موجود ہے' اسے بدلہ لے لینا چاہیے' جس شخص کے جسم کو میں نے کچھ تکلیف پہنچائی ہو تو یہ میرا جسم موجود ہے' اسے بدلہ لے لینا چاہیے' جس شخص کے مال کو میں نے کچھ نقصان پہنچایا ہو تو یہ میرا مال موجود ہے' اسے لے لینا چاہیے' جان لو کہ تم میں سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرنے والا وہ شخص ہوگا کہ ان حقوق میں سے اس کا کوئی حق ہو' اور وہ اسے لے لے یا مجھے بری کر دے' تاکہ میں اپنے رب سے اس حالت میں ملوں کہ میں اپنے کو بری کر چکا ہوں' کوئی شخص ہرگز یہ نہ کہے کہ مجھے انتقام لینے میں رسول اللہ ﷺ کی عداوت وبغض کا اندیشہ تھا۔ کیونکہ یہ دونوں باتیں میری طبیعت میں نہیں ہیں۔ جس شخص کا نفس کسی بری بات میں اس پر غالب آ گیا ہو تو اسے بھی مجھ سے مدد لینا چاہیے کہ میں اس کے لیے دعا کروں گا۔

ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ آپؐ کے پاس ایک سائل آیا تھا' آپؐ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اسے تین درہم دے دیئے' فرمایا سچ ہے' اے فضل وہ درہم ان کو دے دو۔

ایک اور آدمی کھڑا ہوا' اور اس نے کہا' یا رسول اللہ' میں بخیل ہوں' بزدل ہوں' اور بہت سونے والا بھی ہوں' لہٰذا آپؐ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میرے بخل اور بزدلی اور خواب کو مجھ سے دور کر دے' رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

ایک عورت اٹھی اور اس نے کہا کہ میں ایسی ہوں' اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ سے اسے دور کر دے' آپؐ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں چلو' جب رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر واپس آئے تو آپؐ نے اپنا عصا اس کے سر پر رکھا اور اس کے لیے دعا فرمائی' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر وہ دیر تک بکثرت سجدے کرتے رہی' آپؐ نے فرمایا' سجدے دراز کرو' کیونکہ بندہ اللہ سے قریب تر جب ہوتا ہے کہ وہ سجدے کی حالت میں ہو' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ واللہ وہ مجھ سے جدا نہ ہوئی تھی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دعا کا اثر اس میں دیکھ لیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض موت میں فرمایا: اے لوگو کوئی بات بھی مجھ پر معلق نہ کرو' میں نے صرف وہی حلال کیا اور وہی حرام کیا جو اللہ نے حرام کیا۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض موت میں فرمایا: اے لوگو! واللہ کسی شے کو مجھ پر معلق نہ کرو کہ میں نے اسے حلال یا حرام کیا' میں تو صرف وہی شے حلال کرتا ہوں جسے اللہ نے حلال کیا' اور اسی شے کو حرام کرتا ہوں جسے اللہ نے حرام کیا' اے فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اے صفیہ رضی اللہ عنہا (پھوپھی رسول اللہ ﷺ) جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کے لیے عمل کرو کیونکہ میں تم دونوں کو اللہ سے کسی امر میں بے نیاز نہیں کر سکتا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اولاد عبد مناف' میں تمہیں اللہ سے کسی امر میں بے

نیاز نہیں کر سکتا' اے عباس بن عبدالمطلب میں تمہیں اللہ سے کسی امر میں بے نیاز نہیں کر سکتا' اے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ میں تمہیں اللہ سے کسی امر میں بے نیاز نہیں کر سکتا' دنیا میں تم لوگ مجھ سے جو چاہو مانگ لو' مگر آخرت میں صرف تمہارے عمل ہی کام آئیں گے۔

آنحضرت ﷺ کی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دُعائیں:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے نبی ﷺ اور ہمارے حبیبؐ نے ہمیں اپنی موت سے ایک ماہ قبل اپنی خبر موت کی سنا دی' میرے ماں باپ اور میری جان ان پر فدا ہوں' جب جدائی کا زمانہ قریب آ گیا تو آپؐ نے ہمیں ہماری ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع کیا' ہمارے لیے آپؐ نے سختی برداشت کی' فرمایا: تم لوگوں کو "مرحبا" اللہ تمہیں سلامتی عطا کرے' اللہ تم پر رحم کرے' اللہ تمہاری حفاظت کرے' اللہ تمہیں غنی کرے' اللہ تمہیں رزق دے' اللہ تمہیں بلند کرے' اللہ تمہیں نفع دے' اللہ تمہیں بچائے' میں تمہیں خوفِ خدا کی وصیت کرتا ہوں' اللہ سے تمہارے لیے وصیت کرتا ہوں' اسی پر تم کو چھوڑتا ہوں' اور تمہیں اللہ سے ڈراتا ہوں' میں اس کی طرف سے تمہارے لیے کھلا ہوڈرانے والا ہوں' اللہ کے حکم کے خلاف اس کے بندوں اور اس کے شہروں میں زیادتی اور فساد نہ کرو نیک انجام تو متقیوں ہی کے لیے ہے' اللہ نے فرمایا کیا متکبرین کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے۔

ہم لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ آپ کی اجل کب تک ہے' آپؐ نے فرمایا: جدائی اللہ کی طرف جنۃ الماوٰی کی طرف اور سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اور رفیق اعلیٰ کی طرف اور کاس ادنیٰ کی طرف اور حظ اور مبارک عیش کی طرف واپسی کا وقت قریب آ گیا۔

عرض کی: یا رسول اللہ! ہم آپ کو کس چیز میں کفن دیں' آپؐ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میرے انہیں کپڑوں میں یا یمنی چادروں میں۔

عرض کی: یا رسول اللہ! آپؐ پر نماز کون پڑھے گا' ہم بھی رونے لگے اور آپ بھی روئے پھر فرمایا: ٹھہر جاؤ' اللہ تم پر رحم کرے' اور تمہارے نبی کی طرف سے تمہیں جزائے خیر دے جب تم مجھے غسل و کفن دے چکنا تو مجھے میرے اسی تخت پر میرے اسی گھر میں میری قبر کے کنارے رکھ دینا' تھوڑی دیر کے لیے میرے پاس سے باہر ہو جانا' کیونکہ سب سے پہلے مجھ پر نماز پڑھیں گے وہ میرے حبیب و خلیل جبرئیل علیہ السلام ہوں گے' پھر میکائیل علیہ السلام' پھر اسرافیل علیہ السلام پھر ملک الموت کو ان کے ہمراہ ان کے تمام لشکر ملائکہ ہوں گے پھر تم ایک ایک گروہ ہو کر اندر آنا' مجھ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا' مجھے اوصاف بیان کرنے اور باآواز بلند رونے سے اذیت نہ دینا' پہلے مجھ پر میرے عزیز مرد نماز پڑھیں' پھر ان کی عورتیں پھر بعد کو تم لوگ' میرے جو اصحاب موجود نہیں ہیں انہیں سلام کہہ دینا' ان لوگوں کو جو میری اس قوم میں سے میرے دین میں میری پیروی کریں انہیں بھی سلام پہنچا دینا۔ عرض کی: یا رسول اللہ آپ کو قبر میں کون داخل کرے گا' فرمایا: میرے اعزہ' بہت سے ملائکہ کے ہمراہ' جو اس طرح تمہیں دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے۔

اختتامی کلمات اور کیفیات:

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کسی مرض کی شکایت ہوتی تھی تو آپؐ اللہ سے عافیت کی دعا کرتے تھے' جب مرض موت ہوا تو آپؐ نے شفا کی دعا نہیں کی' اور فرمانے لگے کہ اے نفس تجھے کیا ہوا کہ تو ہر جائے پناہ کی پناہ لے لیتا ہے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب نبی ﷺ پر موت نازل ہوئی تو آپؐ نے پانی کا ایک پیالہ منگایا' اسے اپنے چہرے پر پھیرنے لگے اور کہنے لگے' اے اللہ موت کی سختی پر میری مدد کر' اور تین مرتبہ یہ فرمایا: اے جبرئیل! میرے قریب ہو جاؤ' اے جبرئیلؑ میرے قریب ہو جاؤ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپؐ انتقال فرما رہے تھے' آپؐ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں پانی تھا' آپؐ اس پیالے میں اپنا ہاتھ ڈالتے تھے' پھر اپنے منہ پر پانی پھیرتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ سکرات موت پر میری مدد کر۔

ابن عباس و عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر موت نازل ہوئی تو آپؐ ایک چادر اپنے چہرے پر ڈال لیتے تھے' جب اس سے دم گھٹتا تھا' تو اسے چہرے سے ہٹا دیتے تھے اور فرماتے تھے' یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنا لیا۔

وفات نبوی ﷺ کا المناک سانحہ:

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کو تین راتیں باقی رہ گئیں تو آپؐ پر جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا' اے احمدؐ! مجھے اللہ نے آپؐ کے پاس آپ کے اکرام اور آپ کی فضیلت اور آپ کی خصوصیت کے لیے بھیجا ہے' آپ ﷺ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جسے وہ آپؐ سے زائد جانتا ہے آپؐ اپنے کو کیسا پاتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام میں اپنے کو مغموم اور کرب و بے چینی میں پاتا ہوں۔

جب تیسرا دن ہوا تو پھر جبرئیلؑ نازل ہوئے' ان کے ہمراہ ملک الموت اور ایک اور فرشتہ بھی اترا جس کا نام اسماعیل ہے' جو ہوا میں رہتا ہے' نہ کبھی آسمان کی طرف چڑھتا ہے' اور نہ کبھی زمین کی طرف اترتا ہے' وہ ایسے ستر ہزار فرشتوں پر مقرر ہے جن میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں ہے جو ستر ہزار فرشتوں پر مقرر نہ ہو۔

جبرئیلؑ ان سب کے آگے بڑھے اور کہا: اے احمد اللہ نے مجھے آپؐ کے پاس آپؐ کے اکرام اور آپ کی فضیلت اور آپ کی خصوصیت کے لیے بھیجا ہے' آپؐ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جسے وہ آپؐ سے زائد جانتا ہے آپؐ سے کہتا ہے کہ آپؐ اپنے کو کیسا پاتے ہیں' آپؐ نے فرمایا: اے جبرئیل اپنے کو مغموم اور کرب و بے چینی میں پاتا ہوں۔

ملک الموت کی آمد:

ملک الموت نے اجازت چاہی تو جبرئیلؑ نے کہا: یا احمدؐ یہ ملک الموت ہیں' جو آپؐ سے اجازت چاہتے ہیں' انہوں نے نہ آپ ﷺ سے پہلے کسی آدمی سے اجازت چاہی اور نہ آپؐ کے بعد کسی آدمی سے اجازت چاہیں گے' آپؐ نے فرمایا' انہیں اجازت دے دو۔

ملک الموت داخل ہوئے' رسول اللہ ﷺ کے آگے رُک گئے اور کہا' یا رسول اللہ یا احمدؐ! اللہ نے مجھے آپؐ کے پاس بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپؐ جو حکم فرمائیں میں اس میں آپ کی اطاعت کروں' اگر آپؐ مجھے حکم دیں تو میں آپ کی روح قبض کروں

زمیں اسے قبض کروں گا' اور اگر آپ حکم دیں کہ میں اسے چھوڑ دوں' تو میں چھوڑ دوں گا' آپ نے فرمایا: اے ملک الموت تم اطاعت کرو گے' انہوں نے کہا: مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے کہ آپ جو حکم دیں میں اس کی اطاعت کروں۔

جبریلؑ نے کہا: یا احمد! اللہ آپ کا مشتاق ہے' آپ نے فرمایا: اے ملک الموت تمہیں جس کام کا حکم دیا گیا ہے' اسے جاری کرو' جبریلؑ نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ! یہ میرا زمین پر آخری مرتبہ آنا ہے' دنیا میں مجھے صرف آپ ہی سے حاجت تھی۔

پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی' اور اس طرح تعزیت کی آواز آئی کہ لوگ آواز اور آہٹ سنتے تھے اور کسی شخص کو نہ دیکھتے تھے:

یا اہل البیت' السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ "کل نفسٍ ذائقة الموت" (ہر جان موت (کا مزہ) چکھنے والی ہے) "وانما توفون اجورکم یوم القیٰمة" (قیامت کے دن تم لوگوں کے ثواب ضرور پورے دیئے جائیں گے) بے شک اللہ کے نام میں ہر مصیبت کی تسلی ہے' ہر مرتے والے کا جانشین اور ہر فوت شدہ کا تدارک' پس اللہ ہی کا بھروسا کرو اور اسی سے اُمید رکھو' مصیبت زدہ تو صرف وہی شخص ہے جو ثواب سے محروم کیا گیا' والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس دو قریش کے آدمی آئے انہوں نے کہا کہ کیا میں تم دونوں کو رسول اللہ ﷺ کا حال سناؤں' دونوں نے کہا: ہاں' ہم سے ابوالقاسم ﷺ کا حال بیان کیجئے' انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات سے تین دن قبل کا زمانہ ہوا تو آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام اترے' پھر علی رضی اللہ عنہ نے پہلی حدیث کے مطابق بیان کیا اور اس کے آخر میں بیان کیا' کیا تم جانتے ہو کہ یہ تعزیت کرنے والے کون ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں' تو کہا یہ خضر ہیں۔

حضور علیہ السلام کا سر مبارک آغوش صدیقہ رضی اللہ عنہا میں:

طلحہ بن مصرف سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے کہا کہ کیا نبی ﷺ نے مسلمانوں کو وصیت فرمائی؟ انہوں نے کہا' آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی' مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہزیل بن شرحبیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے وصی پر زبردستی حکومت کرتے تھے؟ کیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ پسند کیا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ سے کسی اور کے لیے کوئی عہد ملا پھر ان کی ناک میں خلافت کی نکیل ڈال دی گئی (یعنی اگر رسول اللہ ﷺ کی خلافت کے لیے وصیت ہوتی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی پر عمل کرتے)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی دینار چھوڑا نہ کوئی درم' نہ کوئی بکری' نہ کوئی اونٹ اور نہ کسی بات کی وصیت کی۔

اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی؟ انہوں نے کہا' آپ کیونکر وصیت کرتے' آپ نے ایک طشت منگایا تاکہ اس میں پیشاب کریں پھر آپ میرے آغوش میں ڈھیلے پڑ گئے اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ آپ مر گئے' آپ کی وفات میرے سینے اور آغوش ہی میں ہوئی۔

اسود سے مروی ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کیا رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی' تو انہوں نے

کہا کہ آپ کا سر میرے آغوش میں تھا' آپ نے طشت منگایا' اس میں پیشاب کیا۔ آپ میرے آغوش میں ڈھیلے پڑ گئے اور مجھے خبر نہ ہوئی' پھر کب آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی؟

ابراہیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس حالت میں اٹھا لیے گئے کہ آپ نے کوئی وصیت نہیں کی' اور آپ اس حالت میں اٹھا لیے گئے کہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک روز جب کہ رسول اللہ ﷺ میرے سینے پر تھے اور آپ نے اپنا سر میرے شانے پر رکھ دیا یکا یک آپ کا سر جھک گیا' مجھے گمان ہوا کہ آپ میرے سر میں سے کچھ چاہتے ہیں' آپ کے منہ سے ٹھنڈا پانی نکلا جو میری ہنسلی کی ہڈی پر پڑا جس سے میری جلد کے روئیں کھڑے ہو گئے' مجھے یہ گمان ہوا کہ آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی تو میں نے آپ کو ایک کپڑے سے ڈھانک دیا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے گھر میں اور میرے آغوش میں ہوئی' جب آپ بیمار ہوتے تھے تو جبریل علیہ السلام آپ کے لیے ایک دعا کرتے تھے' میں بھی آپ کے لیے وہی دعا کرنے لگی تو آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا ''رفیق اعلیٰ کے ساتھ''۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آئے ان کے ہاتھ میں ایک سبز ٹہنی تھی' آپ نے اس کی طرف دیکھا تو مجھے خیال ہوا کہ آپ کو اس کی ضرورت ہے' میں نے اس کا سرا چبایا اور دانت سے کچل کر اور تر کر کے آپ کو دے دی' پھر جس طرح آپ کو میں نے مسواک کرتے دیکھا تھا اس سے زیادہ اچھی طرح آپ نے اس سے مسواک کی' آپ اسے لیے رہے' تا آنکہ وہ آپ کے ہاتھ سے گر گئی یا آپ کا ہاتھ گر گیا۔

دنیا کی اخیر ساعت اور آخرت کے پہلے دن میں بھی اللہ نے میرا اور آپ کا لعاب دہن جمع کر دیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مجھ پر اللہ کے انعامات میں سے یہ ہے کہ میری آغوش میں اور میرے گھر میں اور میری نوبت میں جس میں میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا نبی ﷺ کی وفات ہوئی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میری آغوش میں اور میری باری کے روز ہوئی جس میں میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میری آغوش اور میری ہی باری میں ہوئی جس میں میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا (یعنی اور ازواج کی باری نہیں تھی کیونکہ انہوں نے اپنے دن خوشی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیئے تھے) مجھے اپنی کمسنی سے تعجب ہوا کہ رسول اللہ ﷺ میرے آغوش میں اٹھائے گئے' میں نے آپ کو اس حالت پر بھی نہ چھوڑا' یہاں تک کہ آپ کو غسل دیا گیا' لیکن میں نے ایک تکیہ لے کر اسے آپ کے سر کے نیچے رکھ دیا۔ میں عورتوں کے ساتھ کھڑی ہو کر چیخنے لگی اور سر اور منہ پیٹنے لگی' میں نے آپ کا سر تکیہ پر رکھ دیا تھا' اور آپ کو اپنے آغوش سے ہٹا دیا تھا۔

جسد اطہر کو غسل دینے کی سعادت:

جابر بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ کعب احبار نے عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں کہا کہ ہم لوگ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے میں نے پوچھا: وہ کیا بات تھی جو سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمائی' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ سے پوچھو' کعب نے کہا وہ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہیں ہیں' انہوں نے ان سے پوچھا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کو اپنے سینے سے لگائے تھا' آپ اپنا سر میرے کندھے پر رکھے تھے' جب فرمایا ''نماز' نماز'' کعب نے کہا کہ انبیاء کا آخر زمانہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور اسی کا انہیں حکم دیا گیا ہے اور اسی پر وہ مبعوث ہوتے ہیں۔

کعبؓ نے کہا: امیر المومنین آپ کو کس نے غسل دیا' فرمایا: علی رضی اللہ عنہ سے پوچھو' ان سے کعب نے پوچھا تو انہوں نے کہا' میں آپ کو غسل دے رہا تھا' عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے' اسامہ اور شقران پانی لے کر میرے پاس آ جا رہے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض موت میں فرمایا کہ میرے بھائی کو بلاؤ' علی رضی اللہ عنہ بلائے گئے' آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے قریب ہو جاؤ' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپؐ کے قریب ہو گیا آپؐ نے مجھ پر تکیہ لگا لیا' آپؐ برابر مجھ سے تکیہ لگائے رہے اور گفتگو فرماتے رہے' نبی ﷺ کا کچھ لعاب دہن بھی میرے لگتا رہا' رسول اللہ ﷺ پر موت نازل ہوئی' میری آغوش میں آپ کو مرض کی شدت ہو گئی تو میں نے پکارا' اے عباس رضی اللہ عنہ مجھے سنبھالو میں ہلاک ہوتا ہوں' عباس رضی اللہ عنہ آئے' دونوں نے مل کے آپ کو لٹا دیا۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس حالت میں اٹھائے گئے کہ آپ کا سر علی رضی اللہ عنہ کے آغوش میں تھا۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ کا سر علی رضی اللہ عنہ کے آغوش میں تھا۔

علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دیا' فضل آپ کو آغوش میں لیے تھے اور اسامہ رضی اللہ عنہ فضل رضی اللہ عنہ کو پانی دے رہے تھے۔

ابی غطفان سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کی وفات ہوئی اور آپ کا سر کس کے آغوش میں تھا؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ علی رضی اللہ عنہ کے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے تھے' میں نے کہا کہ عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میری آغوش میں ہوئی' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا تمہیں عقل ہے؟ واللہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اسی حالت میں ہوئی کہ آپ علی رضی اللہ عنہ کے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے تھے' علی رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں کہ انہوں نے اور میرے بھائی فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کو غسل دیا' میرے والد عباس رضی اللہ عنہ نے غسل میں موجود رہنے سے انکار کیا' اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم پوشیدہ رہیں' وہ پردے کے پاس تھے۔

بعد از وفات یمنی چادر اوڑھانا:

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب آپ کی وفات ہوئی تو یمنی چادر اوڑھائی گئی۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کو یمنی چادر اوڑھائی گئی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جس وقت وفات ہوئی تو آپ کو یمنی چادر اوڑھائی گئی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رُخِ مصطفیٰ پر بوسہ:

البہی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی جب وفات ہوگئی تو آپؐ کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے' انہوں نے آپ کو بوسہ دیا اور کہا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں' آپ کیسی پاکیزہ حیات والے اور کیسی پاکیزہ وفات والے ہیں۔

البہی سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی وفات کے وقت موجود نہ تھے' وہ آپ کی وفات کے بعد آئے' آپؐ کے چہرے سے چادر ہٹائی' پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا آپ کیسی پاکیزہ حیات والے اور کیسی پاکیزہ وفات والے ہیں' بے شک آپؐ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ مکرم ہیں کہ وہ آپ کو دو مرتبہ (موت) سے سیراب کرے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور آپؐ کے پاس گئے' میں نے پردہ اٹھا دیا' انہوں نے آپؐ کے چہرے سے چادر ہٹائی اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا' پھر کہا واللہ رسول اللہ کی وفات ہوگئی' وہ آپؐ کے سر کی طرف سے ہٹ گئے اور کہا ''ہائے نبی'' پھر انہوں نے اپنا منہ جھکایا' آپؐ کے چہرے کو بوسہ دیا' اپنا سر اٹھایا اور کہا ''وائے خلیل'' پھر اپنا منہ جھکایا' آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا' پھر سر اٹھایا اور کہا ''وائے صفی'' پھر اپنا منہ جھکایا' آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا پھر آپ کو چادر اوڑھا دی اور باہر چلے گئے۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات کے بعد نبی ﷺ کے پاس جانے کی اجازت چاہی تو لوگوں نے کہا کہ آج آپؐ کے پاس جانے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں' انہوں نے کہا تم سچ کہتے ہو' وہ اندر گئے آپؐ کے چہرے سے چادر ہٹائی اور بوسہ دیا۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی ﷺ نے انہیں خبر دی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے السنح کے مکان سے گھوڑے پر آئے وہ اترے' مسجد میں داخل ہوئے انہوں نے کسی سے بات نہیں کی' یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے پھر رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا قصد کیا جو ایک یمنی چادر سے ڈھکے ہوئے تھے' انہوں نے آپ کا چہرہ کھولا' جھک کر بوسہ دیا' اور روئے' پھر کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں' واللہ آپ پر اللہ دو موتیں کبھی جمع نہ کرے گا لیکن وہ موت جو آپ پر لکھ دی گئی تھی تو اس موت سے آپؐ مر چکے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس پہنچے جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے تو کہا رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' اللہ کی بے شمار رحمتیں آپؐ پر ہوں' وہ آپ پر جھکے' بوسہ دیا اور کہا آپؐ حیات میں بھی پاکیزہ رہے اور وفات میں بھی۔

ابن عباس و عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

وفات نبوی ﷺ پر اصحابِ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حالت و کیفیت:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگ رونے لگے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مسجد میں خطیب بن کے کھڑے ہوئے اور کہا ہرگز کسی کو یہ کہتے نہ سنوں گا کہ محمدؐ مر گئے' انہیں بلا بھیجا گیا' جیسے موسیٰ بن عمران کو بلا بھیجا گیا تھا وہ اپنی قوم سے چالیس رات غائب رہے' واللہ مجھے امید ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے جو یہ گمان کریں گے کہ آپؐ مر گئے۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ آپ کی روح کو معراج ہوئی ہے' جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کی روح کو معراج ہوئی تھی' عمر رضی اللہ عنہ خطیب بن کے کھڑے ہوئے اور منافقین کو ڈرانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ مرے نہیں صرف آپ کی روح کو معراج ہوئی ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی روح کو معراج ہوئی تھی' رسول اللہ ﷺ نہیں مریں گے تاوقتیکہ قوموں کے ہاتھ اور زبانیں نہ کاٹ دیں۔

عمر رضی اللہ عنہ برابر اسی طرح کلام کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی دونوں باچھوں سے جھاگ نکل آیا' پھر عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بو بدل سکتی ہے' جیسے کہ بشر کی بو بدل جاتی ہے' رسول اللہ ﷺ رحلت فرما چکے ہیں' لہٰذا اپنے صاحب کو دفن کر دو۔ کیا تم میں سے کسی کو اللہ ایک مرتبہ موت دے گا اور رسول اللہ ﷺ کو دو مرتبہ وہ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ مکرم ہیں' پھر اگر ایسا ہی ہو جیسا تم لوگ کہتے ہو تو اللہ پر یہ امر گراں نہیں کہ وہ آپؐ پر سے مٹی کو کھود کر آپ کو نکال دے' آپؐ نہ مرے تاوقتیکہ آپؐ نے سبیل الٰہی کو واضح بنا کے نہ چھوڑا' آپؐ نے حلال کو حلال کیا اور حرام کو حرام کیا' آپؐ نے نکاح کیا اور طلاق دی (یعنی دونوں کے احکام ظاہر کیے) جنگ کی اور صلح کی' آپؐ ایسے بکریاں چرانے والے نہ تھے جن کا مالک انہیں اپنے پیچھے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لے جا کر ان پر ببول کی پتیاں اپنی پتیاں جھاڑنے کی لکڑی سے جھاڑتا ہے اور ان کے حوض کی مینڈھ اپنے ہاتھ سے پتھروں کی بناتا ہے' اور نہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تمہیں تکان پہنچانا تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو عمر اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما نے اندر آنے کی اجازت چاہی' دونوں آپؐ کے پاس آئے' چہرۂ مبارک سے چادر ہٹائی' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہائے غشی'' رسول اللہ ﷺ کی غشی کس قدر سخت ہے۔ دونوں کھڑے ہوگئے' جب دروازے تک پہنچے تو مغیرہؓ نے کہا ''اے عمر رضی اللہ عنہ واللہ رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' تم جھوٹے ہو رسول اللہ ﷺ مرے نہیں۔ تم ایسے شخص ہو کہ فتنہ تمہیں شکار کر لیتا ہے' رسول اللہ ﷺ ہرگز نہ مریں گے تاوقتیکہ آپ منافقین کو فنا نہ کر دیں''۔

خطبۂ صدیقی رضی اللہ عنہ:

ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی حالت میں آئے کہ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا خاموش ہو جاؤ تو وہ خاموش ہو گئے' ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی' پھر یہ آیت پڑھی: ﴿انك ميت وانهم ميتون﴾ آپ بھی (اے رسول) مریں گے (اور یہ لوگ بھی مریں گے) پھر انہوں نے (یہ آیت) پڑھی:

﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل نقلبتم علی اعقابکم﴾

''اور محمد بھی صرف رسولؐ ہی ہیں' ان سے پہلے تمام رسول گزر گئے' تو کیا وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم لوگ پس پشت واپس ہو جاؤ گے؟''۔

وہ آیت سے فارغ ہوئے تو کہا: جو شخص محمد کی عبادت کرتا ہو تو محمد تو مر گئے' اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہو تو اللہ زندہ ہے' وہ کبھی نہیں مرے گا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' یہ کتاب اللہ میں ہے؟ انہوں نے کہا ہاں' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے لوگو! یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں' اور مسلمانوں کے بوڑھے ہیں' لہٰذا ان سے بیعت کرو' لوگوں نے ان سے بیعت کر لی۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس حالت میں مسجد میں آئے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لوگوں سے بات چیت کر رہے تھے' وہ سیدھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں داخل ہوئے جہاں آپ کی وفات ہوئی تھی اور جو عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکان تھا' انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے یمنی چادر ہٹائی جس میں آپ ڈھکے ہوئے تھے' آپ کا چہرہ دیکھا اس پر جھکے' بوسہ دیا اور کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں' واللہ آپؐ پر اللہ دو موتیں جمع نہیں کرے گا' آپؐ بے شک اس موت سے مر گئے' جس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مریں گے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نکل کر مسجد میں لوگوں کے پاس آئے دیکھا تو عمر رضی اللہ عنہ ان سے کلام کر رہے تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمرؓ! بیٹھ جاؤ' عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے دو یا تین مرتبہ گفتگو کی' جب عمر رضی اللہ عنہ نہیں بیٹھے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر تشہد (کلمۂ شہادت وخطبہ) پڑھا' لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے تشہد کو پورا کر چکے تو کہا: ''امابعد تم میں جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا' تو محمد مر گئے اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا' تو اللہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا' اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات اوقتل نقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر اللّٰه شیئًا وسیجزی اللّٰه الشاکرین﴾.

''محمد بھی اللہ کے رسول ہیں' کیا یہ اگر مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم لوگ اپنی ایڑیوں کے بل واپس ہو جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل واپس ہو جائے گا تو وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا' اللہ شکر گزاروں کو جزا دے گا''۔

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت کی تو لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا یقین ہو گیا۔ سب نے یا ان میں سے اکثر نے اسے ان سے حاصل کیا یہاں تک کہ بعض کہنے والوں نے کہا کہ واللہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تلاوت کرنے تک گویا لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ یہ آیت بھی نازل کی گئی ہے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کا گمان ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی تلاوت کرتے میں نے سنا' میں مدہوش ہو گیا حالانکہ میں کھڑا تھا یہاں تک کہ میں زمین پر گر گیا اور میں نے یقین کر لیا کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ السنح میں تھے' عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مرے' سوائے اس کے کوئی بات میرے دل میں نہیں آتی کہ اللہ آپ کو ضرور بھیجے گا' آپ ضرور لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کھولا' اسے بوسہ دیا' اور کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' آپ حیات میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات میں بھی' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' اللہ آپ کو کبھی دو موتیں نہ چکھائے گا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر آئے اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اپنی مہلت پر قسم کھانے والے' مگر عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کلام نہ کیا' عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا: خبردار جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا' جان لے کہ محمد مر گئے' اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا' اور کہا:

﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات اوقتل نقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئًا وسیجزی الله الشاکرین﴾.

لوگ چیخ چیخ کے رونے لگے۔

انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے' انہوں نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر مہاجرین میں سے۔

ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم ان کے پاس گئے' عمر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خاموش کر دیا' عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ واللہ میں نے اس گفتگو کا صرف اس لیے ارادہ کیا تھا کہ میں نے ایک ایسی بات سوچی تھی جو مجھے پسند آئی تھی' اور مجھے اندیشہ تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس بات کو نہ بیان کریں گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی' ان کی گفتگو سب سے زیادہ بلیغ تھی' انہوں نے اپنے کلام میں کہا کہ ہم مہاجرین امیر ہیں اور تم انصار وزیر۔

حباب بن المنذر السلمی نے کہا: نہیں' واللہ ہم کبھی یہ گوارا نہ کریں گے' ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''نہیں ہم لوگ امیر ہیں اور تم لوگ وزیر ہو' قریش مسکن و دار کے اعتبار سے وسط عرب کے ہیں اور باعتبار نسب کے سب سے زیادہ شریف ہیں لہٰذا عمر اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما سے بیعت کر لو۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں' آپ ہم میں سب سے بہتر ہیں اور آپ ہم سب سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں' عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا انہوں نے ان سے بیعت کر لی' اور لوگوں نے بھی ان سے بیعت کر لی' کسی کہنے والے نے کہا کہ تم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا' تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' انہیں اللہ نے قتل کیا۔

زہری سے مروی ہے کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں خطیب بن کے کھڑے ہوئے انہوں نے کہا' خبردار' میں کسی کو یہ کہتے ہرگز نہ سنوں کہ محمد مر گئے' کیونکہ محمد مرے نہیں' انہیں ان کے

رب نے بلا بھیجا' جیسا کہ اس نے موسیٰ کو بلا بھیجا تھا اور وہ چالیس رات اپنی قوم سے غائب رہے تھے۔

زہری نے کہا کہ مجھے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے اسی خطبے میں یہ بھی کہا کہ مجھے اُمید ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ آپؐ نے وفات پائی۔

زہری نے کہا کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی قیام گاہ سے جو السنح میں تھی' ایک گھوڑے پر آئے اور مسجد نبوی میں داخل ہوئے انہوں نے کسی سے بات نہیں کی' عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا قصد کیا جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے' انہوں نے آپؐ کے چہرے سے چادر ہٹائی' جھکے' آپ کو بوسہ دیا اور رونے لگے' پھر کہا' میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں' اللہ آپؐ پر دو موتیں کبھی جمع نہ کرے گا' وہ موت جو آپؐ پر لکھی گئی تھی اب آ چکی۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس حالت میں نکلے کہ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے کلام کر رہے تھے' انہوں نے ان سے کہا کہ بیٹھ جاؤ عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا' پھر کہا کہ بیٹھو' مگر وہ نہیں بیٹھے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تشہد شروع کیا تو لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا' انہوں نے کہا "امابعد! تم میں سے جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا تو محمدؐ مر گئے اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے جو مرے گا نہیں' اللہ نے فرمایا ہے:

﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات اوقتل تقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئاً وسیجزی الله الشاکرین﴾.

راوی نے کہا واللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس آیت کے تلاوت کرنے سے پہلے گویا لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ نے یہ آیت بھی نازل کی ہے' سب لوگوں نے اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس طرح حاصل کیا کہ کوئی بشر ایسا نہ تھا جسے تم یہ آیت تلاوت کرتے نہ سنو۔

زہری نے کہا کہ مجھے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہ ہوا کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اسے تلاوت کرتے سنا تو میں مدہوش ہو گیا' یہاں تک کہ میرے دونوں قدم مجھے برداشت نہ کرتے تھے اور میں زمین پر گر پڑا' جب میں نے انہیں تلاوت کرتے سنا تو مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔

زہری نے کہا کہ مجھے انس بن مالک نے خبر دی کہ انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے صبح کو سنا جس وقت رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر بیٹھے' عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے تشہد پڑھا' پھر کہا:

"امابعد کل میں نے تم سے ایک بات کہی تھی جو ایسی نہ تھی جیسی میں نے کہی تھی' واللہ میں نے اسے نہ اس کتاب میں پایا جو اللہ نے نازل کی اور نہ اس عہد میں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے لیا وہ صرف میری آرزو تھی کہ رسول اللہ ﷺ زندہ رہیں گے"۔

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے وہ بات کہی جو وہ کہنا چاہتے تھے کہ: آپؐ ہم سب کے آخر میں وفات پائیں گے' مگر اللہ نے اپنے رسولؐ

کے لیے تمہاری نزدیکی پر اپنی نزدیکی کو پسند کیا' اور یہ وہ کتاب ہے جس کے ذریعے سے اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت کی' لہٰذا تم اسے اختیار کرو تو تم وہی راہ پاؤ گے جس کی رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی گئی۔ حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اٹھا لیے گئے تو آپ کے اصحاب نے مشورہ کیا کہ اپنے نبی ﷺ کا انتظار کرو' شاید آپ کو معراج ہوئی ہو' انہوں نے آپ کا انتظار کیا یہاں تک کہ آپ کا پیٹ بڑھ گیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا جو محمد کی پرستش کرتا تھا تو محمدؐ مر گئے اور جو اللہ کی پرستش کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے اور نہیں مرے گا۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ لوگ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نبی ﷺ کے پاس آ کر آپ کو دیکھنے لگے' انہوں نے کہا کہ آپ کیسے مر سکتے ہیں حالانکہ آپؐ ہم پر گواہ ہیں اور ہم اور لوگوں پر گواہ ہیں' پھر آپؐ مر جائیں گے حالانکہ آپؐ نے لوگوں پر شہادت نہیں دی؟ نہیں واللہ آپ نہیں مرے' آپ محض اٹھا لیے گئے جیسا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اٹھا لیے گئے اور آپؐ ضرور ضرور واپس آئیں گے' انہوں نے ان لوگوں کو ڈرایا جنہوں نے یہ کہا کہ آپؐ مر گئے' عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں اور دروازے پر انہوں نے ندا دی کہ آپ کو دفن نہ کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ مرے نہیں۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو عباس بن عبدالمطلب نکلے اور کہا کہ اگر تم میں سے کسی کے پاس رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بارے میں کوئی عہد ہے تو وہ ہم سے بیان کرے' لوگوں نے کہا ''نہیں ہے'' انہوں نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہے' انہوں نے کہا ''نہیں'' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا گواہ رہو کہ جو شخص نبی ﷺ پر کسی عہد کی کہ آپؐ نے اپنی وفات کے بعد کے لیے اس سے لیا ہے شہادت دے گا تو وہ کذاب ہوگا' قسم ہے اس اللہ کی کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں' رسول اللہ ﷺ نے انتقال کیا۔

محمد بن ابی بکر یا ام معاویہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی موت میں شک کیا گیا تو بعض لوگوں نے کہا' آپؐ مر گئے اور بعض نے کہا' نہیں مرے' اسماء بنت عمیس نے اپنا ہاتھ آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان پشت پر رکھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی' کیونکہ آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان سے مہر نبوت اٹھالی گئی۔

یوم وفات:

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۱۹ر صفر ۱۱ھ چہار شنبہ کو بیمار ہوئے آپ تیرہ رات بیمار رہے اور آپ کی وفات ۲ر ربیع الاوّل ۱۱ھ یوم دوشنبہ ہوئی۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۲۹ر صفر ۱۱ھ یوم چہار شنبہ کو بیمار ہوئے اور ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو آپ کی وفات ہوئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو ہوئی۔

ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے (دوسرے سلسلہ روایت سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو ہوئی۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دوشنبہ کو ہوئی اور آپؐ سہ شنبہ کو دفن کیے گئے۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دوشنبہ کو ہوئی' آپ بقیہ روز اور ساری رات اور دوسرے دن تک رکھے رہے یہاں تک کہ رات کو دفن کیے گئے۔

عثمان بن محمد الاخنسی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دوشنبہ کو ہوئی جب آفتاب ڈھل گیا تھا اور آپؐ چہار شنبہ کو دفن کیے گئے۔

ابی بن عباس بن سہل نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دو شنبہ کو ہوئی آپؐ دوشنبہ و سہ شنبہ کو رُکے رہے یہاں تک کہ چہار شنبہ کو دفن کیے گئے۔

مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دوشنبہ کو ہوئی اور آپؐ سہ شنبہ کو دفن کیے گئے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دوشنبہ کو زوال آفتاب کے بعد ہوئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تمہارے نبی کی وفات دوشنبہ کو ہوئی۔

البہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات کے بعد ایک شبانہ روز تک دفن نہ ہوئے حتیٰ کہ آپ کا کرتہ پھول گیا اور آپ کی خنصر میں تغیر دیکھا گیا۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ناخنوں میں جب سبزی آ گئی اس وقت مدفون ہوئے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ دن ہوا جس میں نبی ﷺ اٹھا لیے گئے تو مدینے کی ہر شے تاریک ہو گئی' ہم نے آپؐ کے دفن (کی گرد) سے اپنے ہاتھ بھی نہ جھاڑے تھے کہ اپنے قلوب کو متغیر پایا (یعنی وہ نور نہ رہا جو آپ کی حیات میں تھا)۔

رسول اللہ ﷺ کی تعزیت:

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد لوگ ایک دوسرے سے میری تعزیت کریں گے' یہ حدیث سن کے لوگ کہتے تھے کہ یہ کیا ہے (یعنی تعزیت کا کیا مطلب ہے) جب رسول اللہ ﷺ اٹھا لیے گئے تو لوگ ایک دوسرے سے مل کر رسول اللہ ﷺ کی تعزیت کر رہے تھے۔

ابی رباح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں کسی کو جب کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اپنی اس مصیبت کو یاد کر لے جو میری وفات سے ہے' کیونکہ یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

قاسم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں سے ان کے مصائب میں میری وفات کی مصیبت کی بھی تعزیت کی جائے گی۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو تعزیت کی آواز آئی جس کو لوگ سنتے تھے مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے کہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' اے اہل بیت ''کل نفس ذائقة الموت'' (ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے) ''وانما توفون اجورکم یوم القیامة'' (صرف قیامت ہی میں تمہارے اجر پورے دیئے جائیں گے) ''ان فی اللّٰہ عزاءً

من کل مصیبۃ'' بے شک اللہ کے نام میں ہر مصیبت کی تسلی ہے' وخلفًا من کل ھالك' اور ہر مرنے والے کا عوض ہے' ودر کا من کل مافات (اور ہر فوت شدہ شے کا تدارک ہے) فباللہ فثقوا (لہٰذا اللہ ہی پر بھروسہ رکھو) وایاہ فارجوا (اور اسی سے امید رکھو) انما المصاب من حرم الثواب (صرف وہی مصیبت زدہ ہے جو مصیبت کے ثواب سے محروم رہا) والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

کرتے سمیت غسل دینے کا حکم:

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک کرتے میں غسل دیا گیا (بروایت سلیمان بن بلال) جب آپ کی وفات ہوئی۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے غسل کا وقت ہوا تو لوگوں نے آپ کا کرتہ اتارنے کا ارادہ کیا' انہوں نے ایک آواز سنی کہ کرتہ نہ اتارو' آپ کا کرتہ نہیں اتارا گیا' اور آپ کو اسی حالت میں غسل دیا گیا کہ وہ کرتا آپؐ کے جسم پر تھا۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ نہلانے والوں کو گھر کی جانب سے ندا دی گئی کہ کرتہ نہ اتارو' آپ کو اسی طرح غسل دیا گیا کہ وہ کرتا آپ کے جسم پر تھا۔

شعبی سے مروی ہے کہ نہلانے والوں کو گھر کی جانب سے ندا دی گئی کہ کرتہ نہ اتارو' آپ کو اسی طرح غسل دیا گیا کہ وہ کرتہ آپؐ پر تھا۔

غیلان بن جریر سے مروی ہے کہ جس وقت لوگ نبی ﷺ کو غسل دے رہے تھے تو انہیں دفعتہً ایک ندا دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کو برہنہ نہ کرو۔

الحکم بن عتیبہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے جب نبی ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے آپ کا کرتہ اتارنا چاہا' ایک آواز آئی کہ اپنے نبی کو برہنہ نہ کرو' انہوں نے اسی طرح آپ کو غسل دیا کہ آپ کا کرتا آپؐ پر تھا۔

منصور سے مروی ہے کہ ان لوگوں کو گھر کی جانب سے ندا دی گئی کہ کرتہ نہ اتارو۔

بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلام سے مروی ہے کہ جب ان لوگوں نے نبی ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ آپ کا کرتہ اتارنے چلے' کسی منادی نے گھر کے کونے سے ندا دی کہ آپ کا کرتہ نہ اتارو۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اگر مجھے میرا معاملہ پہلے ہی معلوم ہو جاتا جو بعد کو معلوم ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو سوائے آپ کی ازواج کے کوئی غسل نہ دیتا' رسول اللہ ﷺ کی جب وفات ہوئی تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے آپؐ کے غسل میں اختلاف کیا' بعض نے کہا کہ اس طرح غسل دو کہ آپؐ کے اوپر آپؐ کے کپڑے ہوں' اسی وقت جب کہ وہ لوگ اختلاف میں تھے' انہیں غنودگی آ گئی جس سے ان میں سے ہر شخص کی داڑھی اس کے سینے پر پڑ گئی پھر کسی کہنے والے نے کہا' جو معلوم نہ ہوا کہ کون تھا آپ کو اسی طرح غسل دو کہ کپڑے آپؐ کے (جسم) پر ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو جو لوگ آپ کو غسل دے رہے تھے' انہوں نے

اختلاف کیا' پھر انہوں نے ایک کہنے والے کو سنا جو انہیں معلوم نہ ہوا کہ کون ہے کیا ہے کہ اپنے نبی کو اس طرح غسل دو کہ ان پر ان کا کرتہ ہو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کے کرتے ہی میں غسل دیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا اعزاز:

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علی بن ابی طالب اور فضل بن عباس اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے غسل دیا' علی رضی اللہ عنہ آپ کو غسل دیتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں آپؐ حیات میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات میں بھی۔

عامر سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دے رہے تھے اور فضل اور اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کو سنبھالے ہوئے تھے۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں غسل دیا گیا کہ عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور فضل آپ کو سینے سے لگائے تھے' علی رضی اللہ عنہ آپ کو اس طرح غسل دے رہے تھے کہ آپؐ پر آپ کا کرتا تھا اور اسامہ پانی دینے کے لیے آمد و رفت کر رہے تھے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عباس اور علی اور فضل رضی اللہ عنہم نے غسل دیا۔ فضل بن دکین نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ عباس رضی اللہ عنہ انہیں چھپائے ہوئے تھے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا ذمہ عباس بن عبدالمطلب علی بن ابی طالب' فضل بن عباس رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام صالح نے لیا۔

زہری سے مروی ہے کہ عباس' علی بن ابی طالب' فضل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام صالح نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا انتظام کیا اور آپ کا پردہ کیا۔

یزید بن بلال سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت کی تھی کہ انہیں میرے سوا کوئی غسل نہ دے اور نہ کوئی بغیر اس کے کہ اس کی آنکھیں ڈھانک دی جائیں میرا ستر دیکھے۔

فضل اور اسامہ دونوں آدمی مجھے پردے کے پیچھے سے پانی دیتے تھے اور ان دونوں کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی' میں کسی عضو کو بھی لیتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا تیس آدمی میرے ہمراہ اسے الٹتے پلٹتے ہیں یہاں تک کہ میں آپؐ کے غسل سے فارغ ہو گیا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی تیاری شروع کی تو سب لوگوں کو باہر کر کے دروازہ بند کر لیا' انصار نے ندا دی کہ ہم لوگ آپؐ کے ماموں ہیں اور ہمارا مرتبہ اسلام میں وہ ہے جو سب جانتے ہیں' قریش نے ندا دی کہ ہم لوگ آپؐ کے جدی عزیز ہیں' پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پکار کے کہا: اے گروہ مسلمین ہر قوم اپنے جنازے کی اپنے غیر سے زیادہ مستحق ہے' اس لیے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تم لوگ اندر جاؤ گے تو تم ان (علی و فضل و اسامہ رضی اللہ عنہم) کو آپؐ سے ہٹا دو

گے' واللہ آپؐ کے پاس کوئی نہ جائے سوائے اس کے جو بلایا گیا ہے۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار نے ندا دی کہ ہمارا بھی حق ہے کیونکہ آپؐ تو ہماری بیٹی کے بیٹے ہیں' ہمارا مرتبہ اسلام میں وہ ہے جو ہے' انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا تو انہوں نے کہا کہ وہی جماعت (علی و اسامہ و عباس رضی اللہ عنہم) آپؐ سے زیادہ محبت کرنے والی ہے' تم لوگ علی و عباس رضی اللہ عنہما سے درخواست کرو کیونکہ ان کے پاس وہی جا سکتا ہے جسے وہ چاہیں۔

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو علی و فضل و اسامہ بن زید و شقران رضی اللہ عنہم نے غسل دیا' آپؐ کے حصہ زیریں کے غسل کا انتظام علی رضی اللہ عنہ نے کیا اور فضل رضی اللہ عنہ آپ کو سینے سے لگائے تھے' عباس اور اسامہ بن زید اور شقران رضی اللہ عنہم پانی ڈال رہے تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو غسل علی رضی اللہ عنہ نے دیا اور آپ کو کفن چار آدمیوں نے دیا' یعنی علی اور عباس اور فضل اور شقران رضی اللہ عنہم نے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو علی اور فضل رضی اللہ عنہما نے غسل دیا' عباس رضی اللہ عنہ سے ان لوگوں نے کہا کہ وہ غسل کے وقت موجود رہیں' مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہمیں نبی ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم پوشیدہ رہیں۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو علی اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم نے غسل دیا' علی رضی اللہ عنہ جو قوی تھے آپ کو الٹتے پلٹتے تھے' اور عباس رضی اللہ عنہ دروازے پر تھے انہوں نے کہا کہ مجھے آپؐ کے غسل میں موجود رہنے سے صرف اس امر نے روکا کہ میں دیکھتا تھا کہ آپ مجھ سے شرماتے ہیں کہ میں آپ کو برہنہ دیکھوں۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ کو علی' فضل' عباس' اسامہ بن زید اور اوس بن خولی رضی اللہ عنہم نے غسل دیا' اور یہی لوگ آپ کی قبر میں اترے۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اور عباس' عقیل بن ابی طالب' اوس بن خولی اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا۔

زبیر بن موسیٰ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر بن ابی جہم کو کہتے سنا کہ نبی ﷺ کو علی اور فضل اور اسامہ بن زید اور شقران رضی اللہ عنہم نے غسل دیا' علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ ان کے ہمراہ فضل نے بھی' جو آپ کو الٹتے پلٹتے تھے' اسامہ بن زید اور شقران آپؐ پر پانی ڈالتے تھے' آپؐ پر آب کا کرتا تھا۔

اوس بن خولی نے کہا کہ اے علی رضی اللہ عنہ ہم تمہیں اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہمارا حصہ بھی دو' علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اندر آ جاؤ' وہ اندر گئے اور بیٹھ گئے۔

ابی جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو تین غسل دیئے گئے' بیری کے پانی سے' آپ کو اپنے کرتے میں غسل دیا گیا' آپ کو اس کنویں میں سے غسل دیا گیا جس کا نام الغرس تھا جو قبا میں سعد بن خیثمہ کا تھا اور آپؐ اس کا پانی پیتے تھے' علی رضی اللہ عنہ آپؐ کے غسل پر مامور تھے' عباس رضی اللہ عنہ پانی ڈالتے تھے فضل آپ کو سینے سے لگائے ہوئے تھے اور کہتے تھے: مجھے راحت

دیجیے آپؐ نے میری رگ قلب قطع کر دی' میں ایسی چیز محسوس کرتا ہوں جو مجھ پر دو مرتبہ نازل ہوتی ہے۔

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' انہوں نے دروازہ مضبوط بند کر دیا' پھر عباس رضی اللہ عنہ آئے ان کے ہمراہ عبدالمطلب کے خاندان والے بھی تھے' وہ لوگ دروازے پر کھڑے ہو گئے' علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں' آپؐ حیات میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات میں بھی۔

ایک ایسی پاکیزہ ہوا چلی کہ ویسی انہوں نے کبھی نہ پائی تھی' عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عورت کی طرح ناک میں بولنا چھوڑ دو' اور تم لوگ اپنے صاحب کے پاس آؤ' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس فضل کو بھیجو۔

انصار نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سے اپنے حصے میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتے ہیں' انہوں نے اپنا ایک آدمی اندر بھیجا' جن کا نام اوس بن خولی تھا' وہ اپنے ایک ہاتھ میں گھڑا لیے تھے۔

علی رضی اللہ عنہ نے اس طرح آپ کو غسل دیا کہ وہ اپنا ہاتھ آپؐ کے کرتے کے نیچے داخل کرتے تھے' فضل آپؐ پر کپڑا اڈالے ہوئے تھے اور انصاری پانی دے رہے تھے' علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایک کپڑا جس کے اندران کا ہاتھ تھا اور آپ کے جسم پر کرتے تھے۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض موت میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اے علی رضی اللہ عنہ جب میں مر جاؤں تو تم مجھے غسل دینا' انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں نے تو کبھی کسی میت کو غسل نہیں دیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم تیار کر دیئے جاؤ گے یا تمہیں آسان کر دیا جائے گا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے آپ کو غسل دیا چنانچہ میں جس کسی عضو کو پکڑتا تھا تو وہ میرے تابع ہوتا تھا' فضل اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے وہ کہتے تھے کہ اے علی رضی اللہ عنہ جلدی کرو میری پیٹھ ٹوٹی جاتی ہے۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے ابو جعفر کو کہتے سنا کہ نبی ﷺ کے حصہ زیریں کے غسل کے منتظم علی رضی اللہ عنہ تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے غسل کے وقت آپؐ سے بھی وہ چیز تلاش کی جو میت سے تلاش کی جاتی ہے (یعنی بول و براز جو میت کا پیٹ سوت کر نکالا جاتا ہے) مگر انہوں نے کچھ نہ پایا تو کہا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں آپ حیات میں بھی پاک تھے اور وفات میں بھی پاک ہیں۔

تکفین مصطفیٰ ﷺ:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کو تین سفید سوتی یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا' جن میں نہ عمامہ تھا نہ کرتا۔

عبداللہ بن نمیر کی حدیث میں عروہ نے کہا "لیکن حلہ" (جوڑہ یا چادر' تہبند یا یمنی) لوگوں کو شبہ ہوا کہ وہ نبی ﷺ کے لیے خریدا گیا ہے' تا کہ اس میں آپ کو کفن دیا جائے پھر وہ چھوڑ دیا گیا' اور آپ کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس حلے کو عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے لے لیا' انہوں نے کہا میں اسے رکھے رہوں گا تا کہ مجھے اس میں کفن دیا جائے پھر انہوں نے کہا کہ اگر اسے اللہ اپنے نبی کے لیے پسند کرتا تو ضرور اس میں آپ کو کفن دلواتا' انہوں نے اسے

فروخت کر دیا اور اس کی قیمت خیرات کر دی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ کرتہ تھا نہ عمامہ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے (دوسرے سلسلہ روایت سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ کرتہ تھا نہ عمامہ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سوتی روئی کے کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ کرتا تھا نہ عمامہ۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب بیمار تھے تو انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا انہوں نے جواب دیا کہ آپ کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

یعقوب بن زید سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ کرتا تھا نہ عمامہ۔

ابوقلابہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو تین یمنی سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

ابوقلابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین بے جوڑ یمنی سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین روئی کے سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جس میں نہ کرتا تھا نہ عمامہ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

ابوقلابہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو تین بے جوڑ سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

عبدالرحمٰن بن القاسم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ شعبہ نے کہا کہ آپ سے کس نے بیان کیا؟ تو انہوں نے کہا میں نے اسے محمد بن علی سے سنا۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں اولاد عبدالمطلب کی مجلس کی طرف بھیجا گیا جو بکثرت جمع تھے میں نے کہا کہ نبی ﷺ کو کس چیز میں کفن دیا گیا تو انہوں نے کہا تین کپڑوں میں کفن دیا گیا' جن میں نہ قبا تھی نہ کرتہ نہ عمامہ۔

مکحول سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے (متعدد سلسلہ روایت سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دو بے جوڑ اور ایک نجرانی چادر میں کفن دیا گیا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا دو سفید کپڑے تھے اور ایک چادر حبرہ (یمنی) تھی۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے (دو سلسلہ روایت سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا' جن میں ایک چادر حبرہ تھی۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں دو صحاری کپڑے

تھے۔اور ایک حبرہ۔

جعفر کہتے تھے کہ مجھے میرے والد نے اسی کی وصیت کی اور کہا کہ اس پر ہرگز کچھ اضافہ نہ کرنا' محمد بن سعد (مؤلف کتاب) کہتے ہیں کہ میں بھی (یہی) خیال کرتا ہوں۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں ایک حبرہ تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (بسلسلہ روایت) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دو سفید کپڑوں اور ایک سرخ چادر میں کفن دیا گیا۔

ابی اور زہری سے مروی ہے کہ ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں ایک چادر حبرہ تھی۔

تین چادروں میں کفن:

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین یمنی موٹی چادروں میں کفن دیا گیا' جن میں ایک تہبند ایک کرتہ' ایک لفافہ تھا۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں بنی عبد المطلب کے بوڑھوں کے پاس آیا ان سے پوچھا کہ کس چیز میں رسول اللہ ﷺ کو کفن دیا گیا' انہوں نے کہا کہ سرخ حلہ (جوڑا) اور ایک قطیفہ (چادر) میں۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو ایک قطیفہ (چادر) اور حبرہ کے جوڑے میں کفن دیا گیا۔

ابراہیم سے (بہ دو سلسلہ روایت) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حلے اور کرتے میں کفن دیا گیا فضل وطلق کی حدیث میں حلہ یمانیہ ہے (حلہ چادر و تہمد کے مجموعے کا نام ہے)۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حلہ حبرہ اور کرتے میں کفن دیا گیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سرخ نجرانی حلے میں کہ جسے آپ پہنتے تھے اور ایک کرتے میں کفن دیا گیا۔

ضحاک بن مزاحم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دو سرخ چادروں میں کفن دیا گیا۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ وہ مدینے میں بنی عبد المطلب کے چھپر میں آئے انہوں نے ان کے بوڑھوں سے دریافت کیا کہ کس چیز میں رسول اللہ ﷺ کو کفن دیا گیا تو انہوں نے کہا کہ دو سرخ کپڑوں میں جن کے ہمراہ کرتہ نہ تھا۔

محمد بن علی بن الحنفیہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ کو سات کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو دو سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن کو معاذ یمن سے لائے تھے۔

ابو عبد اللہ محمد بن سعد (مؤلف کتاب) نے کہا کہ یہ روایت وہم ہے' رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت معاذ یمن میں تھے۔(وہ وہاں سے واپس نہیں آئے تھے جو چادریں لاتے)۔

عبد اللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو حلہ حبرہ میں کفن دیا گیا' پھر وہ اتار ڈالا گیا اور سفید کپڑوں میں کفن

دیا گیا' عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس حلے نے رسول اللہ ﷺ کی جلد کو مس کیا ہے' مجھ سے یہ جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ مجھے اسی میں کفن دیا جائے' وہ اسے رکھے رہے پھر انہوں نے کہا کہ اگر اس حلے میں کوئی خیر ہوتی تو ضرور اللہ تعالیٰ اسے اپنے نبی کے لیے اختیار کرتا' مجھے اس کی حاجت نہیں' لوگوں کو ان کی پہلی رائے سے بھی تعجب ہوا اور دوسری رائے سے بھی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کفن میں عمامہ نہ تھا۔

ایوب سے مروی ہے کہ ابوقلابہ نے کہا کہ کیا تمہیں ان لوگوں کو ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کے کفن میں اختلاف کرنے سے تعجب نہیں ہے۔

جسد رسالت پر حنوط (خوشبو) کا استعمال:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حنوط لگایا گیا (حنوط ایک مرکب خوشبو ہے جو میت کے کفن میں لگائی جاتی ہے)۔

ہارون بن سعد سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس مشک تھی انہوں نے وصیت کی کہ ان کے حنوط لگایا جائے' علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مشک رسول اللہ ﷺ کے حنوط سے بچی ہوئی ہے۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آیا رسول اللہ ﷺ کے حنوط لگایا گیا تو انہوں نے کہا مجھے نہیں معلوم۔

رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کو لوگوں نے غسل دیا' کفن پہنایا اور حنوط لگایا پھر آپ کو ایک تابوت میں رکھ دیا گیا' اور مسلمانوں کے گروہ گروہ کر کے لائے گئے جو کھڑے ہو کر آپ پر نماز پڑھتے تھے' پھر وہ باہر چلے جاتے تھے اور دوسرے داخل ہوتے تھے' یہاں تک کہ سب لوگوں نے آپ پر نماز پڑھ لی۔

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کو تابوت پر رکھ دیا گیا' لوگ گروہ گروہ ہو کر آپ کے پاس آتے تھے' آپ پر نماز پڑھتے تھے اور باہر ہو جاتے تھے' کسی نے ان کی امامت نہیں کی۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک تابوت پر رکھ دیئے گئے' مسلمان گروہ گروہ کر کے داخل ہوتے تھے اور اس طرح آپ پر نماز وسلام پڑھتے تھے کہ ان کا کوئی امام نہ تھا۔

زہری سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ لوگ گروہ گروہ ہو کر داخل ہوتے تھے رسول اللہ ﷺ پر نماز پڑھتے تھے اور آپ کی نماز جنازہ میں ان کی امامت کسی نے نہیں کی۔

ابوعسیم سے جو اس موقع پر حاضر تھے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ ہم کس طرح آپ کی نماز جنازہ پڑھیں' جواب ملا کہ اس دروازے سے باہر چلے جاؤ۔

ابوحازم المدنی سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ کو اللہ نے اٹھالیا تو مہاجرین گروہ گروہ ہو کر داخل ہوئے' آپ پر نماز پڑھتے تھے اور باہر چلے جاتے تھے' پھر اسی طریقے پر انصار داخل ہوئے پھر اہل مدینہ' یہاں تک کہ جب مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں داخل ہوئیں' ان سے کسی ایسے طریقے پر آواز وفریاد ہوئی جیسی ان سے ہوتی ہے' تو انہوں نے گھر میں ایک دھماکے کی آواز سنی جس سے وہ منتشر ہو گئیں اور ساکت ہو گئیں' یکا یک کسی کہنے والے نے کہا کہ ''اللہ کے نام میں ہر مرنے والے سے تسلی ہے' ہر مصیبت کا عوض ہے' ہر فوت شدہ کا بدلہ ہے' مجبور وہ ہے جس کا نقصان ثواب نے پورا کر دیا ہو' اور مصیبت زدہ وہ ہے' جس کا نقصان ثواب نے پورا نہ کیا ہو۔

ابی بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ اپنے کفنوں میں رکھ دیئے گئے' پھر آپ کو تابوت پر رکھا گیا' لوگ ایک ایک گروہ ہو کر آپ پر نماز پڑھتے تھے' ان کا امام کوئی نہ تھا' پہلے مرد داخل ہوئے انہوں نے نماز پڑھی' پھر عورتیں۔

عبدالحمید بن عمران بن ابی انس نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کی کہ میں بھی ان لوگوں میں تھی جو نبی ﷺ پر داخل ہوئے' آنحضرت ﷺ اپنے تابوت پر تھے ہم عورتیں صف بہ صف ہو کر کھڑی ہوتی تھیں' ہم دعا کرتے تھے اور آپ پر نماز پڑھتے تھے آپ شب چہار شنبہ کو مدفون ہوئے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی سے مروی ہے کہ میں نے یہ مضمون ایک کاغذ میں پایا جس میں میرے والد کا خط ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کفن دے دیا گیا اور آپ اپنے تابوت پر رکھ دیئے گئے تو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما داخل ہوئے' دونوں نے کہا: ''السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' ان دونوں کے ہمراہ اس قدر جماعت مہاجرین وانصار کی تھی جس قدر گھر میں گنجائش تھی' انہوں نے بھی اسی طرح سلام کیا جس طرح ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا سب نے اس طرح چند صفیں بنالیں کہ اس پر ان کا امام کوئی نہ تھا' ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے جو رسول اللہ ﷺ کے قریب ہی صف اول میں تھے کہا۔

اے اللہ ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا' آپ نے پہنچا دیا' آپ نے اپنی امت کی خیر خواہی کی' راہِ خدا میں جہاد کیا یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا اور اس کے کلمات پورے ہو گئے' آپ اسی پر ایمان لائے جو یکتا ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں' اے ہمارے معبود ہمیں بھی ان لوگوں میں کر جو اس کلام کی پیروی کریں جو آپ کے ہمراہ نازل کیا گیا۔ اس طرح ہمیں اور آپ کو جمع کر دے کہ آپ ہمیں پہچان لیں اور ہم آپ کو پہچان لیں' بے شک آپ مومنین کے ساتھ بڑے مہربان اور رحم کرنے والے تھے' ہم ایمان کے عوض میں بدل نہیں چاہتے اور نہ ہم کبھی اس کے عوض میں قیمت چاہتے ہیں''۔

لوگ آمین آمین کہہ رہے تھے' ایک گروہ نکلتا تھا تو دوسرا داخل ہوتا تھا' یہاں تک کہ مردوں نے آپ پر نماز پڑھ لی' پھر عورتوں نے' اور بچوں نے' جب نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ کے مقام قبر میں انہوں نے گفتگو کی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نبی ﷺ پر نماز پڑھی وہ عباس بن عبدالمطلب اور بنی ہاشم تھے' وہ باہر آئے اور مہاجرین وانصار داخل ہوئے پھر گروہ گروہ ہو کر اور لوگ' جب مرد پڑھ چکے تو صفیں بنا کے بچے آپ کے

پاس داخل ہوئے بعد کو عورتیں' عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مثل حدیث ابن ابی سبرہ (جو اوپر مذکور ہے) مروی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوشنبہ کو آفتاب ڈھلنے سے سہ شنبہ کو آفتاب ڈھلنے تک تابوت میں رہے' لوگوں نے آپ کے تابوت پر جو آپ کی قبر کے کنارے سے قریب تھا نماز پڑھی' جب انہوں نے آپ کو قبر میں اتارنے کا ارادہ کیا تو تابوت کو آپ کے پاؤں کی جانب سرکا دیا اور اسی جگہ سے آپ داخل کر دیئے گئے' آپ کی قبر میں عباس بن عبدالمطلب فضل بن عباس' قثم بن ابی طالب اور شقران رضی اللہ عنہم داخل ہوئے۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ تابوت میں رکھ دیئے گئے' تو میں نے کہا کہ کوئی شخص آپ کے آگے کھڑا نہ ہو' شاید وہی تمہاری امامت کریں جو تمہارے زندہ و مردہ کے امام تھے' لوگ ایک ایک گروہ کر کے داخل ہوتے تھے اور ایک ایک صف کر کے اس طرح آپ پر نماز پڑھتے تھے کہ ان کا کوئی امام نہ تھا' لوگ تکبیر کہہ رہے تھے اور میں رسول اللہ ﷺ کے قریب کھڑا ہوا یہ کہہ رہا تھا:

(سلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته اللّٰهم انا نشهدان قد بلغ ما انزل الله ونصح لامته وجاهد فى سبيل الله حتى اعز الله دينه وتمت كلمته اللّٰهم فاجعلنا ممن يتبع ما انزل الله اليه و ثبتنا بعده واجمع بيننا وبينه).

''اے نبی سلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' اے اللہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ پر جو کچھ نازل کیا گیا وہ آپ نے پہنچا دیا' اور اپنی امت کی خیر خواہی کی' اللہ کے راستے میں یہاں تک جہاد کیا کہ اللہ نے اپنا دین غالب کر دیا اور اس کی بات پوری ہوگئی' اے اللہ ہمیں ان لوگوں میں کر جو لوگ کہ جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا اس کی پیروی کرتے ہیں' آپ کے بعد ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں آپ کو جمع کر دے''۔

لوگ آمین آمین کہہ رہے تھے یہاں تک کہ مردوں نے آپ پر نماز پڑھی پھر عورتوں نے اور بچوں نے۔

عمر بن محمد بن عمرو نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے وہ بنی ہاشم تھے' پھر مہاجرین اور انصار' پھر اور لوگ یہاں تک کہ وہ فارغ ہو گئے تو عورتیں اور بچے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ پر بغیر امام کے اس طرح نماز پڑھی گئی کہ مسلمان گروہ گروہ ہو کر پاس آتے نماز پڑھتے' جب فارغ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ ندا دیتے کہ جنازہ اور اہل جنازہ کو چھوڑ دو۔

روضۂ انور (آرام گاہ رسالت مآب ﷺ):

عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کے اصحاب باہم مشورہ کرنے لگے کہ آپ کو کہاں دفن کریں' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کو وہیں دفن کرو جہاں اللہ نے آپ کو وفات دی' فرش اٹھایا گیا اور آپ اس کے نیچے دفن کیے گئے۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن و یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں دفن

کیے جائیں' کسی کہنے والے نے کہا کہ منبر کے پاس' کسی نے کہا کہ جہاں نماز پڑھتے تھے اور لوگوں کی امامت کرتے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپؐ وہاں دفن کیے جائیں گے جہاں اللہ نے آپ کو وفات دی' بستر ہٹا دیا گیا اور اس کے نیچے آپ کی قبر کھودی گئی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگوں نے کہا آپ کہاں مدفون ہوں' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی مکان میں جس میں آپ کی وفات ہوئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سہ شنبہ کو رسول اللہ ﷺ کی تجہیز (غسل وکفن) سے فراغت ہوگئی تو آپ کو آپؐ کے مکان میں ایک تابوت میں رکھ دیا گیا' مسلمانوں نے آپؐ کے دفن میں اختلاف کیا ایک شخص نے کہا کہ آپ کو مسجد نبوی میں دفن کردو' دوسرے نے کہا کہ آپ کو اپنے اصحاب کے پاس بقیع میں دفن کردو' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا کہ جس نبی کی وفات ہوئی وہ اسی مقام پر مدفون ہوا جہاں اس کی روح قبض کی گئی نبی ﷺ کا وہ بستر اٹھایا گیا جس پر آپ کی وفات ہوئی تھی اور اسی کے نیچے آپ کی قبر کھودی گئی۔

یحییٰ بن بہماہ سے جو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسم وہیں مدفون ہوتے ہیں جہاں ارواح قبض کی جاتی ہیں۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ جس نبی کو وفات دیتا ہے وہ ہمیشہ اسی مقام پر مدفون ہوتا ہے جہاں اس کی روح قبض کی جاتی ہے۔

عمر بن ذر سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''میں نے اپنے خلیل (ﷺ) کو کہتے سنا کہ جو نبی جس مکان میں مرا وہ ہمیشہ اسی مکان میں دفن کیا گیا میں نے ابن ذر سے کہا کہ آپ نے اسے کس سے سنا تو انہوں نے کہا میں نے ابوبکر بن عمر بن حفص سے ان شاء اللہ سنا۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ آپ کو منبر کے پاس دفن کیا جائے' دوسروں نے کہا کہ آپ کو بقیع میں دفن کیا جائے' ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا کہ ہر نبی اپنے اسی مکان میں دفن ہوتا جہاں اللہ نے اس کی روح قبض کی ہے' پھر رسول اللہ ﷺ کو اس مقام سے ہٹایا گیا جہاں آپ کی وفات ہوئی تھی اور وہاں آپ کی قبر کھودی گئی۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ تین چاند ہیں جو میرے حجرے میں گر پڑے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بہت اچھا ہے' یحییٰ (راوی) نے کہا کہ پھر میں نے لوگوں کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی جب وفات ہوئی اور آپؐ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دفن کیے گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ یہ تمہارے تین چاندوں میں سے ایک ہیں اور ان میں سب سے بہتر ہیں۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے خواب میں اپنے حجرے میں تین چاند دیکھے' میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تو انہوں نے کہا کہ تم نے اس کی کیا تعبیر لی میں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیٹے' اس کی تعبیر لی'

ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو وہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارے بہترین چاند کو تو پہنچا دیا گیا پھر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں انہیں کے مکان میں دفن کیے گئے۔

موسیٰ بن داؤد سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکان دو حصوں پر تقسیم کیا گیا' ایک حصہ وہ ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر تھی اور دوسرا حصہ وہ جس میں عائشہ رہتی تھیں' دونوں حصوں کے درمیان ایک دیوار تھی' عائشہ رضی اللہ عنہا ایسا کرتی تھیں کہ اکثر جہاں قبر ہے رات کے سونے کے کپڑوں میں اندر چلی جاتی تھیں' جب عمر رضی اللہ عنہ دفن کر دیئے گئے تو وہ بغیر اس کے اندر نہ گئیں کہ اپنے پورے کپڑے پہنے ہوتی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن عثمان بن ابراہیم سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو بیان کرتے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس مقام پر' جہاں ان کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوئے تھے' اپنا نقاب کھول دیتی تھیں' جب عمر رضی اللہ عنہ دفن ہوئے تو وہ نقاب ڈال لیتی تھیں' پھر انہوں نے نقاب کو سر سے علیحدہ نہیں گرایا۔

حماد بن زید نے عمرو بن دینار اور عبیداللہ بن ابی یزید کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر دیوار نہ تھی' سب سے پہلے جنہوں نے اس پر دیوار بنائی وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے' عبیداللہ بن ابی یزید نے کہا کہ ان کی دیوار چھوٹی تھی' اسے عبداللہ بن زبیر نے بنایا اور بڑھایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد مبارک:

جریر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لحد (بغلی قبر) ہمارے لیے ہے اور شق (سیدھی قبر) ہمارے اغیار کے لیے' وکیع کی روایت میں ہے کہ شق اہل کتاب کے لیے' اور فضل بن دکین کی حدیث میں ہے کہ شق ہمارے اغیار کے لیے ہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مدینے میں دو آدمی تھے جو قبریں کھودتے تھے۔ ایک ان میں سے لحد (بغلی قبر) کھودتا تھا اور دوسرا شق (سیدھی قبر) لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کون سی قبر مناسب ہوگی' تو کسی نے کہا انتظار کرو ان دونوں گورکن میں سے جو پہلے آئے وہی اپنا عمل کرے' پھر وہی آیا جو لحد کھودتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مدینے میں دو قبر کھودنے والے تھے ایک لحد کھودتا تھا اور دوسرا شق' لوگوں نے انتظار کیا کہ ان میں سے کون آتا ہے' پھر وہ آیا جو لحد کھودتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے مروی ہے کہ قبر کھودنے کے لیے ابوطلحہ کو اور اہل مکہ میں سے ایک شخص کو بلا بھیجا گیا' اہل مکہ شق کھودتے تھے اور اہل مدینہ لحد کھودتے تھے' ابوطلحہ آئے اور انہوں نے آپ کے لیے لحد کھودی۔

محمد بن المنکدر سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگوں نے دو گورکنوں کو کہلا بھیجا' ایک وہ جو شق کھودتا تھا اور دوسرا لحد کھودتا تھا' وہ آیا جو لحد کھودتا تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی۔

قاسم سے مروی ہے کہ مدینے میں ایک شخص شق کھودتا تھا اور دوسرا لحد' جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اصحاب جمع ہوئے'

انہوں نے دونوں گورکنوں کو بلا بھیجا اور کہا کہ اے اللہ آپ کے لیے انتخاب کر' پہلے وہ آیا جو لحد کھودتا تھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مدینے میں دو گورکن تھے ایک ان میں سے ضریح (سیدھی قبر) کھودتا تھا اور دوسرا لحد' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ ان دونوں میں سے جو پہلے آئے گا ہم اسے حکم دیں گے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبر کھودے' پہلے وہ آیا جو لحد کھودتا تھا ہشام نے کہا کہ میرے والد اس شخص سے تعجب کرتے تھے جو ضریح میں دفن کیا جاتا تھا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحد میں مدفون ہوئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مدینے میں دو شخص تھے' ایک لحد کھودتا تھا' دوسرا لحد نہیں کھودتا تھا' لوگوں نے کہا کہ ان دونوں میں جو پہلے آئے گا وہ اپنا کام کرے گا' پہلے وہ شخص آیا جو لحد کھودتا تھا' اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی۔

اسماعیل بن محمد بن سعد سے مروی ہے کہ سعد سے کہا گیا کہ ہم لوگ آپ کے لیے لکڑیاں مہیا کریں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کریں' تو انہوں نے کہا نہیں' میرے لیے لحد کھودو' جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی۔

یعقوب بن زید وغفرہ کے آزاد کردہ غلام عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی وہ ابوطلحہ تھے۔

عامر بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ جب سعد کا وقت وفات آیا تو انہوں نے کہا کہ میرے لیے لحد کھودو اور مجھ پر کچھ اینٹ نصب کردو' جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی اور آپ کی لحد پر کچی اینٹ نصب کی گئی۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے (دوسرے سلسلے سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی' اور آپ کی لحد پر کچی اینٹ نصب کی گئی۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے (ایک اور سلسلے سے) مروی ہے کہ کھودنے میں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی اور نصب کرنے میں آپ کی لحد پر پکی اینٹ نصب کی گئی۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی اور آپ کی لحد پر کچی اینٹیں نصب کی گئیں۔ شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی اور آپ کی لحد پر کچی اینٹیں لگائی گئیں۔ عاصم الاحول سے مروی ہے کہ میں نے عامر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ لحد ہے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ضریح کھودی گئی یا لحد' انہوں نے کہا کہ آپ کے لیے لحد کھودی گئی اور آپ کی قبر میں کچی اینٹیں لگائی گئیں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی گئی آپ قبلے کی جانب سے داخل کیے گئے اور آپ کو سر کی طرف سے نہیں اتارا گیا۔

سالم بن عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ یہ تین قبریں رسول اللہ ﷺ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی سب کچی اینٹ سے بنی ہیں اور لحد ہیں تینوں قبلہ رُخ ہیں اور باہم ملی ہوئی ہیں جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (اس حدیث کے) سب (راویوں کے) اجداد اسی روضہ میں ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے قبر کھودنے کا ارادہ کیا تو مدینے میں دو شخص تھے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جو اہل مکہ کے لیے ضریح کھودتے تھے اور ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کہ اہل مدینہ کے لیے قبر کھودتے تھے اور وہ لحد کھودتے تھے عباس رضی اللہ عنہ نے دو شخصوں کو بلایا ایک کو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا دوسرے کو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس اور فرمایا اے اللہ اپنے رسولؐ کے لیے گور کن کا انتخاب فرما ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی نے ان کو پالیا۔ وہ انہیں لے آئے اور انہوں نے آپؐ کے لیے لحد کھودی۔

ابی طلحہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے نبی ﷺ کے لیے شق اور لحد میں اختلاف کیا مہاجرین نے کہا کہ آپؐ کے لیے شق کھودو جیسا کہ اہل مکہ کھودتے ہیں انصار نے کہا کہ لحد کھودو جیسا کہ ہم لوگ اپنے ملک میں کھودتے ہیں جب اختلاف بڑھا تو انہوں نے کہا اے اللہ اپنے نبیؐ کے لیے قبر کا انتخاب فرما (یہ کہہ کے) انہوں نے ابو عبیدہ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا کہ ان دونوں میں سے جو پہلے آئے وہ اپنا عمل کرے پہلے ابو طلحہ آئے انہوں نے کہا واللہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے یہ انتخاب کیا ہے کیونکہ آپؐ خود لحد کو دیکھتے تھے اور اسے پسند فرماتے تھے۔

فرش قبر:

ابو جمرہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ نبی ﷺ کی قبر میں سرخ چادر کا فرش کیا گیا وکیع نے کہا کہ یہ نبی ﷺ کے لیے خاص تھا (امت کے لیے جائز نہیں)۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس شخص نے قبر میں چادر بچھائی وہ شقران رسول اللہ ﷺ کے مولی تھے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں ایک پرانی سرخ چادر بچھائی گئی جسے آپ اوڑھا کرتے تھے چادر اس لیے بچھائی گئی کہ زمین تر تھی۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی قبر میں اس پرانی سرخ چادر کا فرش کیا گیا جسے آپ اوڑھتے تھے۔

عقبہ بن الصہباء سے مروی ہے کہ میں نے حسن رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری لحد میں میری چادر کا فرش کرنا کیونکہ زمین انبیاء کے اجسام پر غالب نہیں کی جاتی۔

قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے نیچے چادر کا فرش بچھایا گیا۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ ایک غلام نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا جب نبی ﷺ دفن کیے گئے تو اس نے اس چادر کو قبر کے کنارے دیکھا جو نبی ﷺ اوڑھا کرتے تھے اس نے اسے قبر میں بچھا دیا اور کہا کہ اسے آپؐ کے بعد کوئی نہ اوڑھے گا وہ چھوڑ دی گئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں اُتارنے والے:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاد عبدالمطلب نے قبر میں داخل کیا۔

عامر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں علی اور فضل اور اسامہ رضی اللہ عنہم داخل ہوئے مجھے مرحب یا ابن ابی مرحب نے خبر دی کہ انہوں نے اپنے ہمراہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی قبر میں داخل کیا' وکیع کی حدیث میں ہے کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میت کے ولی صرف اس کے اعزہ ہیں۔

عامر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں چار آدمی داخل ہوئے' فضل نے اپنی حدیث میں کہا: مجھے اس شخص نے یہ خبر دی جس نے ان چاروں کو دیکھا ہے۔

عامر سے مروی ہے کہ مجھ سے مرحب یا ابن ابی مرحب نے کہا: گویا میں ان چاروں کو دیکھتا ہوں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترے تھے' ان میں ایک عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں علی اور فضل اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم داخل ہوئے' ان سے ایک انصاری نے جن کا نام خولی یا ابن خولی تھا کہا: تمہیں معلوم ہے کہ میں قبور شہداء میں اترتا تھا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام شہداء سے افضل ہیں' ان لوگوں نے انہیں بھی اپنے ہمراہ داخل کر لیا۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں انہیں لوگوں نے رکھا جنہوں نے آپ کو غسل دیا' یعنی عباس' علی' فضل رضی اللہ عنہم اور آپ کے مولیٰ صالح' دیگر اصحاب نے آپ کے اعزہ کے لیے راستہ چھوڑ دیا' انہیں لوگوں نے آپ کی تکفین وتدفین کا انتظام کیا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں علی' فضل بن عباس بن عبدالمطلب' اسامہ بن زید' اور اوس بن خولی رضی اللہ عنہم اترے۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں وہ خود' عباس' عقیل بن ابی طالب اسامہ بن زید اور اوس بن خولی رضی اللہ عنہم اترے' یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے آپ کو کفن دیا تھا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں علی' فضل اور اسامہ رضی اللہ عنہم اترے' لوگ کہتے ہیں کہ صالح اور شقران اور اوس بن خولی رضی اللہ عنہم بھی اترے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں علی اور فضل اور شقران رضی اللہ عنہم اترے۔

عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز سے مروی ہے: میں نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں کون اترا تھا' انہوں نے کہا کہ آپ کے اعزہ اور ان کے ہمراہ انصار بنی الحبلی میں سے اوس بن خولی رضی اللہ عنہ۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اوس بن خولی نے کہا کہ اے ابوالحسن! میں تمہیں اللہ کا اور اپنے اسلامی مرتبے کا واسطہ دلاتا ہوں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترنے کی اجازت دو' انہوں نے کہا اترو' میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ قبر میں

اترنے والے کتنے تھے تو انہوں نے کہا علی بن ابی طالب' فضل بن عباس اور اوس بن خولی رضی اللہ عنہم۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا اعزاز:

شعبی رحمہ اللہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی' میں کوفے میں لوگوں سے بیان کرتا تھا کہ نبی ﷺ کے ساتھ وقت گزارنے میں سب لوگوں سے آخر ہوں' جب نبی ﷺ دفن کر دیئے گئے اور علی رضی اللہ عنہ قبر سے نکل آئے تو میں نے اپنی انگوٹھی (مہر) ڈال دی اور کہا: اے ابوالحسن رضی اللہ عنہ میری انگوٹھی انہوں نے کہا اترو اور اپنی انگوٹھی لے لو' میں اترا' انگوٹھی لے لی' اور قبر کی کچی اینٹ پر رکھ دی' پھر نکل آیا۔

ابی معشر سے مروی ہے کہ مجھ سے بعض مشائخ نے بیان کیا کہ جب علی رضی اللہ عنہ قبر سے باہر آ گئے تو مغیرہؓ نے اپنی انگوٹھی قبر میں ڈال دی اور علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ میری انگوٹھی' علی رضی اللہ عنہ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اندر جاؤ اور انہیں ان کی انگوٹھی دے دو انہوں نے ایسا ہی کیا۔

ابو نعیم نے بھی اسی کی شہادت دی کہ جب رسول اللہ ﷺ قبر میں رکھ دیئے گئے تو مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا کہ آپؐ کے پاؤں کی جانب کچھ رہ گیا ہے' اگر اسے درست کر دو تو بہتر ہے' انہوں نے کہا تم اندر جاؤ اور اسے درست کر دو' لوگوں نے ان پر مٹی ڈال دی' یہاں تک کہ وہ ان کی نصف پنڈلیوں تک آ گئی' وہ نکلے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور میں تم سے زیادہ قریب میرا زمانہ ہے۔

عروہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ لحد میں رکھ دیئے گئے تو مغیرہ بن شعبہؓ نے قبر میں اپنی انگوٹھی ڈال دی اور کہنے لگے میری انگوٹھی' میری انگوٹھی' لوگوں نے کہا اندر جا کے اسے لے لو' وہ اندر گئے' پھر کہا میرے اوپر مٹی ڈال دو' انہوں نے ان پر مٹی ڈالی' یہاں تک کہ وہ ان کی نصف پنڈلیوں تک آ گئی' وہ باہر آئے' جب رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈال کے برابر کر دی گئی تو انہوں نے کہا' باہر نکلو' اور دروازہ بند کر لیا' کہنے لگے میرا وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تم سب سے زیادہ قریب ہے' لوگوں نے کہا کہ میری جان کی قسم اگر تم نے سب سے آخر میں شرف حضوری کا ارادہ کیا تھا تو اسے حاصل کر لیا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی قبر میں سب لوگوں سے زیادہ مغیرہ بن شعبہ کا زمانہ ہے جنہوں نے اپنی انگوٹھی آپ کی قبر میں ڈال دی اور کہا' میری انگوٹھی' انہوں نے اتر کے اسے لیا اور کہا کہ میں نے اسے صرف اسی لیے ڈالا تھا۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ مغیرہ بن شعبہؓ نے لوگوں کے نکل آنے کے بعد نبی ﷺ کی قبر میں اپنی انگوٹھی ڈال دی کہ اس میں اتریں' علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے صرف اسی لیے اپنی انگوٹھی ڈالی کہ آپ کی قبر میں اترو اور لوگ کہیں کہ یہ بھی نبی ﷺ کی قبر میں اترے' قسم ہے اس ذات کی' جس کے قبضے میں میری جان ہے' تم اس میں کبھی نہیں اترو گے اور انہیں روک دیا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تم اس

میں اترے تھے‘ یا تمہاری انگوٹھی نبی ﷺ کی قبر میں ہے اس لیے علی رضی اللہ عنہ خود اترے‘ انہوں نے اس کے گرنے کی جگہ دیکھ لی تھی‘ وہ انہوں نے لے لی اور ان کو دے دی۔

علی بن عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ میں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ کا یہ دعوٰی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ ان کا زمانہ گزرا‘ یہ غلط ہے‘ واللہ سب سے قریب تر عہد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ‘ قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جو قبر میں جتنے لوگ تھے ان میں سب سے چھوٹے تھے اور جو لوگ اوپر چڑھے وہ ان میں سب سے آخر تھے۔

آنحضرت ﷺ کی تدفین:

ابن شہاب سے مروی ہے کہ دوشنبے کو آفتاب ڈھلنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی‘ انصار کے نوجوانوں کی وجہ سے لوگ آپ کو دفن کرنے سے باز رہے‘ آپؐ اس وقت تک دفن نہ ہوئے جب تک تہائی رات نہ گزر گئی سوائے آپؐ کے اقارب کے کوئی شخص کمال رنجیدہ نہ تھا‘ بنی غنم نے جب رسول اللہ ﷺ کی قبر کھودی گئی پھاوڑوں کی آواز سنی‘ اس وقت وہ لوگ اپنے گھروں میں تھے۔

بنی غنم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ان لوگوں نے پھاوڑوں کی آواز اس وقت سنی کہ رسول اللہ ﷺ رات کو دفن ہورہے تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو دفن کیے گئے‘ بنولیث نے کہا کہ ہم لوگ اس وقت پھاوڑوں کی آواز سن رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو دفن کیے جارہے تھے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی ﷺ کہا کرتی تھیں کہ مجھے نبی ﷺ کی وفات کی اس وقت تک تصدیق نہیں ہوئی جب تک کہ ابریقوں سے پانی گرنے کی آواز نہ آئی (یعنی جب آپ کو غسل دینے لگے تب یقین آیا کہ واقعی میں آنحضرت ﷺ اپنے خدا سے جا ملے)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے دفن کا اس وقت تک علم نہیں ہوا جب تک کہ ہم نے سہ شنبہ کو پچھلی شب پھاوڑوں کی آواز نہ سن لی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو دفن کیے گئے انصار بنی غنم کے بعض بوڑھوں نے کہا کہ ہم نے شب سہ شنبے کو آخر شب پھاوڑوں کی آواز سنی۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن محمد لبیبہ نے اپنے دادا سے روایت کی کہ دوشنبے کو آفتاب ڈھلنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور آپ سہ شنبے کو جب آفتاب ڈھل گیا تو دفن کیے گئے۔

علی رضی اللہ عنہ سے بھی مثل روایت بالا مروی ہے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اور ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات دوشنبے کو ہوئی اور آپ سہ شنبے کو مدفون ہوئے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ نبی ﷺ قبر میں قبلے کی طرف سے داخل کیے گئے' نوح بن یزید المؤدب سے مروی ہے کہ ابراہیم بن سعد سے پوچھا گیا کہ: "کم نزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الارض قال ثلثاً" (نبی ﷺ زمین میں کتنی گہرائی میں اتارے گئے تو انہوں نے کہا تین گز)۔

قبر پر پانی چھڑکنا:

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی قبر پر پانی چھڑکا گیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی قبر پر پانی چھڑکا گیا۔

قبر مصطفیٰ کی ہیئت:

ابوالبراء سے (جو مالک بن اسماعیل کے گمان میں زبیر کے خاندان کے آزاد کردہ غلام ہیں) مروی ہے کہ میں مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس مکان میں داخل ہوا جس میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی قبر ہے' میں نے ان کی قبور کو مستطیل (لمبا) دیکھا۔

سفیان بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کو مسنم (بہ شکل کوہان شتر) دیکھا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی قبر زمین سے کچھ اونچی کر دی گئی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ آپ کی قبر ہے۔

جعفر بن عمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ کی قبر ایک بالشت اُونچی تھی۔

ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعید سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی قبر مسنم تھی جس پر سنگریزے تھے۔

عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو کہتے سنا کہ میں جب چھوٹا تھا تو ان قبروں پر آیا' ان پر سرخ سنگریزے دیکھے۔

ابراہیم بن نوفل بن سعید بن مغیرہ الہاشمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں وہ دیوار گر پڑی جو نبی ﷺ کی قبر پر تھی' عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بنانے کا حکم دیا۔ جس وقت وہ بنائی جا رہی تھی تو عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے' انہوں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو اور نبی ﷺ کے مکان میں جھاڑو دو' قاسم بن محمد اٹھ کر ان کے پاس گئے اور کہا' خدا آپ کو نیک ہدایت دے' کیا میں بھی جھاڑو دوں؟ انہوں نے کہا' ہاں' تم بھی جھاڑو دو' سالم بن عبداللہ نے کہا کہ خدا آپ کو نیک بنائے کیا میں بھی جھاڑو دوں؟ انہوں نے کہا' تم سب بیٹھو اور اے مزاحم تم کھڑے ہو اور جھاڑو دو' مزاحم اٹھے' انہوں نے اس میں جھاڑو دی۔

مسلم نے کہا کہ یہ امر اب ثابت ہو گیا ہے کہ وہ مکان جس میں نبی ﷺ کی قبر ہے' عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکان ہے' اس کا اور اس کے حجرے کا دروازہ شام کی طرف ہے مکان کی چھت جس طرح تھی وہ اپنے حال پر ہے' مکان میں ایک گھڑا اور آپ کا پرانا زین ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ کی قبر کی دیوار گر

پڑی' وہ اس زمانے میں ولید کی ولایت میں مدینے کے عامل تھے' میں ان میں پہلا شخص تھا جو کھڑا ہوا میں نے رسول اللہ ﷺ کی قبر کی طرف دیکھا تو اس میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی دیوار کے درمیان قریب ایک بالشت سے زائد فاصلہ نہیں ہے' میں سمجھا کہ انہوں نے آپ کو قبلے کی طرف سے نہیں داخل کیا۔

وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر:

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اس وقت ہوئی جب آپ ساٹھ برس کے تھے۔

ابوغالب الباہلی سے مروی ہے کہ وہ علاء بن زیاد العدوی کے پاس حاضر ہوئے جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کر رہے تھے کہ اے ابوحمزہ رسول اللہ ﷺ کی عمر وفات کے روز کیا تھی' انہوں نے کہا کہ جس روز آپ کو اللہ نے وفات دی ساٹھ برس پورے ہو گئے تھے' اور آپ اس وقت بھی سب سے زیادہ جوان سب سے زیادہ حسین وجمیل اور سب سے زیادہ لحیم تھے۔

عروہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اس وقت مبعوث ہوئے جب آپ چالیس سال کے تھے اور وفات جب ہوئی تو ساٹھ سال کے تھے۔

انس بن مالک نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ جب نبی بنائے گئے تو چالیس سال کے تھے' مکے میں آپ دس سال رہے اور مدینے میں دس سال آپ کی داڑھی اور سر میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

یحییٰ بن جعدہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا جو نبی مبعوث ہوا' اسے بعثت کے بعد جو عمر دی گئی وہ اس کی عمر کی نصف ہوئی عیسیٰ بن مریم رضی اللہ عنہما چالیس سال کے لیے مبعوث ہوئے اور میں بیس سال کے لیے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی اپنی نبوت کے قبل کی عمر سے نصف عمر تک زندہ رہتا ہے' عیسیٰ بن مریم اپنی قوم میں چالیس سال رہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (بہ سہ سلسلہ) سعید بن المسیب' عائشہ' معاویہ رضی اللہ عنہم' جریر جنہوں نے معاویہ بن ابی سفیان سے سنا' ابوجعفر' قبیلہ اسلم کے ایک شخص' عائشہ' عبیداللہ بن عتبہ' عامر (دوسلسلوں سے) عبدالرحمٰن بن قاسم (اپنے والد سے) اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ ان سب حضرات سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ وفات کے وقت تریسٹھ برس کے تھے)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ پینسٹھ سال کے تھے۔ بنی ہاشم کے مولیٰ عمار سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی جب وفات ہوئی تو آپ پینسٹھ سال کے تھے۔

بنی ہاشم کے مولیٰ عمار سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جس روز رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو کتنے سال ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی قوم میں تمہارا سا آدمی مجھے نہیں دکھائی دیا جس پر یہ سنہ مخفی رہا ہو' میں نے کہا کہ میں نے جب دریافت کیا تو میرے سامنے اختلاف کیا گیا' انہوں نے کہا کیا تم حساب جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں' انہوں نے کہا چالیس سال وہ جوڑو جس وقت آپ مبعوث ہوئے اور پندرہ برس مکے میں جب آپ پوشیدہ رہتے تھے اور خوف کرتے تھے اور دس سال

آپ کی ہجرت کے مدینے میں۔

انس بن مالک' ابن عمرؓ ابن عباس' سعید بن المسیب' بسلسلہ دیگر ابن عباسؓ سے' ایک تیسرے سلسلے سے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور دوسرے سلسلے سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں دس سال قیام کیا' ابوجمرہ کی حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپؐ نے مکے میں تیرہ سال قیام کیا جس میں آپؐ پر وحی آتی رہی۔

رنج وغم سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل بیتؓ کی حالت:

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں شدت ہوئی تو بے چینی وتکلیف آپ کو بے ہوش کرنے لگی' فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''ہائے والد کی بے چینی'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے والد پر کرب نہ ہوگا' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے پدر کہ رب نے آپ کو دعوت دی اسے آپؐ نے قبول کرلیا' ہائے پدر جنت الفردوس جن کا ٹھکانا ہے' ہائے پدر جبرئیل کو ہم آپ کی خبر مرگ سنائیں گے' ہائے پدر اپنے رب سے کس قدر قریب ہوگئے'' جب آپؐ دفن کردیئے گئے تو فاطمہؓ نے کہا: اے انس کیا تم لوگوں کے دل اس سے خوش ہوئے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خاک ڈال دو۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ام ایمن والدہ اسامہ بن زید' روئیں ان سے کہا گیا' اے ام ایمن کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روتی ہو' انہوں نے کہا' نہیں واللہ میں اس لیے نہیں روتی کہ میں یہ نہیں جانتی کہ آپ ایسی چیز کی طرف گئے جو دنیا سے آپؐ کے لیے بہتر ہے' میں آسمان کی خبر پر روتی ہوں جو منقطع ہوگئی۔

عاصم بن محمد بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر روئے ذکر کرتے نہیں سنا۔

شبل بن علاء نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات آیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا روئیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پیاری بیٹی نہ رو' جب میں مروں تو ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' کہنا' یہ انسان کے لیے ہر مصیبت کا عوض ہے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ' آپ کا عوض' آپؐ نے فرمایا میرا بھی۔

ابوجعفر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہنستے نہیں دیکھا' سوائے اس کے کہ ان کے منہ کا کنارہ کسی قدر کھل گیا ہو۔

عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ ایک روز علی بن ابی طالب رنجیدہ اور چادر اوڑھے ہوئے آئے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہیں رنجیدہ دیکھتا ہوں' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو مصیبت مجھے لاحق ہوئی وہ تمہیں لاحق نہیں ہوئی' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا علی رضی اللہ عنہ جو کہتے ہیں سنو! تم سب لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مجھ سے زیادہ غمگین کسی کو دیکھا ہے؟۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے سنا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپؐ کے اصحاب میں سے بعض کو آپ کا اس قدر غم ہوا کہ قریب تھا کہ ان کی عقل پر بن جائے' میں بھی انہیں میں تھا' جن کو آپ کا غم تھا' اس وقت جب کہ میں مدینے کے قلعوں میں سے کسی قلعے میں بیٹھا ہوا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوچکی تھی تو میرے پاس سے

عمر رضی اللہ عنہ گزرے میں نے اپنے غم کی وجہ سے ان کا خیال بھی نہ کیا' عمر رضی اللہ عنہ چلے گئے' یہاں تک کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' انہوں نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ کو تعجب میں نہ ڈالوں؟ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا' انہیں سلام کیا۔ مگر انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا' دونوں میرے پاس آئے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا' اے عثمان! تمہارے بھائی میرے پاس آئے' انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ تمہارے پاس سے گزرے اور سلام کیا' مگر تم نے انہیں جواب نہ دیا' کیا بات ہے جس نے تمہیں اس امر پر برانگیختہ کیا' میں نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایسا نہیں کیا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں واللہ' مگر اے بنی امیہ یہ تمہارا حصہ ہے' میں نے کہا واللہ مجھے خبر بھی نہ ہوئی کہ تم میرے پاس سے گزرے اور نہ اس کی کہ تم نے مجھے سلام کیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تم سچ کہتے ہو' واللہ میں گمان کرتا ہوں کہ تم کسی ایسے امر میں مشغول تھے جو تم اپنے دل میں کہہ رہے تھے' میں نے کہا ہاں' پوچھا' وہ کیا بات تھی' میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور میں نے اس امت کی نجات کے وسیلے کو بھی آپؐ سے نہ پوچھا کہ وہ کیا ہے' اسی کو میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا' اور اس معاملے میں اپنی کوتاہی پر تعجب کر رہا تھا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو آپؐ سے دریافت کر لیا ہے' اور آپؐ نے مجھے بتا دیا ہے میں نے پوچھا وہ کیا ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے آپؐ سے دریافت کیا یا رسول اللہ اس امت کی نجات کا وسیلہ کیا ہے' آپؐ نے فرمایا: جو شخص مجھ سے اس کلمے کو قبول کر لے جو میں نے اپنے چچا (ابوطالب) کے سامنے پیش کیا تھا' مگر انہوں نے مجھ ہی کو واپس کر دیا' وہ ان کے لیے باعث نجات تھا' وہ کلمۂ شہادت جسے میں نے اپنے چچا پر پیش کیا یہ ہے: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (بے شک محمد کو اللہ نے رسول بنایا)۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض موت میں ازواج آپؐ کے پاس جمع ہوئیں' آپ کی زوجہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا نبی اللہ میں چاہتی تھی کہ جو تکلیف آپ کو ہے وہ مجھے ہو جاتی اور آپؐ اچھے ہو جاتے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے ان پر چشم نمائی کی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ لیا' فرمایا تم لوگ کلی کرو' انہوں نے کہا کس وجہ سے یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا: تم نے اپنی ساتھ والی کی چشم نمائی کی' واللہ وہ سچی ہیں۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی نظر جاتی رہی' ان کے پاس اصحاب عیادت کے لیے گئے انہوں نے کہا کہ میں ان دونوں آنکھوں کو صرف اس لیے چاہتا تھا کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں' جب اللہ نے اپنے نبی کو اٹھا لیا تو تبالے ہرنیاں نظر آنے سے مسرت نہیں ہوتی۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر ایک کروٹ لیٹ جاتی تھیں' انہوں نے خواب میں دیکھا کہ آپ نکل کر ان کے پاس آئے ہیں' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا واللہ یہ اس غم کی وجہ سے ہے جس میں میں مبتلا ہوں' آپ کبھی نکل کر میرے پاس نہ آئیں گے' اور انہوں نے یہ ترک کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی وراثت:

ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے ہم جو چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔

عائشہ' عمر بن الخطاب' عثمان بن عفان' علی بن ابی طالب' زبیر بن العوام' سعد بن ابی وقاص اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم کسی کو وارث نہیں بناتے' ہم جو چھوڑیں وہ صدقہ ہے اس سے رسول اللہ ﷺ کی مراد اپنی ذات تھی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی میرے وارث دینار و درہم تقسیم نہ کریں' میں جو کچھ چھوڑوں وہ میری ازواج کے نفقے اور میرے عامل کی تنخواہ کے بعد صدقہ ہے (یعنی وقف ہے)۔

ام ہانی سے مروی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب آپ مریں گے تو آپ کا وارث کون ہوگا' انہوں نے کہا میری اولاد اور بیوی' انہوں نے کہا آپ کو کیا ہوا جو ہمیں چھوڑ کے آپ نبی (ﷺ) کے وارث بن گئے' ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے دختر رسول اللہ ﷺ بخدا میں آپ کے والد کا نہ زمین کا وارث ہوا' نہ سونے کا' نہ چاندی کا' اور نہ غلام کا' نہ مال کا' فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر اللہ کا وہ حصہ (خمس) جو اس نے ہمارے لیے مقرر کیا' اور ہمارا وہ مخصوص حصہ جو آپ کے قبضے میں ہے کیا ہوگا اور کسے ملے گا؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا کہ یہ صرف ایک لقمہ ہے جو اللہ نے ہمیں کھلا دیا' جب میں مروں گا تو وہ مسلمانوں پر خرچ ہوگا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت رسول اللہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیج کر رسول اللہ ﷺ کی وہ میراث طلب کی جو اللہ نے اپنے رسول کو بغیر خونریزی کے غنیمت میں دی' اس وقت فاطمہ نبی ﷺ کا وہ صدقہ جو مدینے میں تھا اور فدک اور خمس خیبر کا بقیہ بھی طلب کرتی تھیں' ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے' ہم جو چھوڑیں صدقہ ہے' محمد (ﷺ) کے گھر والے اس مال میں صرف کھا سکتے ہیں مالک نہیں ہو سکتے' بخدا میں رسول اللہ ﷺ کے صدقات میں' جس طرح وہ عہد نبوی میں تھے' تغیر نہ کروں گا' اس میں رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ عمل کیا میں اسے خوب جانتا ہوں' ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کوئی چیز بھی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دینے سے انکار کیا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوگئیں انہوں نے ان کو چھوڑ دیا ان سے کلام نہ کیا' یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی' رسول اللہ ﷺ کے بعد وہ چھ مہینے زندہ رہیں۔

جعفر سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی میراث طلب کرنے آئیں' عباس بن عبدالمطلب بھی اپنی میراث طلب کرنے آئے ان کے ہمراہ علی رضی اللہ عنہ آئے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم کسی کو وارث نہیں بناتے' ہم جو چھوڑیں صدقہ ہے اور جو کفالت نبی ﷺ کرتے تھے وہ میرے ذمے ہے' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سلیمان' داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے زکریا علیہ السلام نے (اللہ سے) کہا کہ (مجھے ایسا فرزند عطا کر جو) میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو' ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی میراث کا معاملہ اسی طرح ہے' تم تو واللہ اسی طرح جانتے ہو جس طرح میں جانتا ہوں' علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کتاب اللہ ہے جو بول رہی ہے' لوگ خاموش ہو گئے اور واپس گئے۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ جب وہ دن ہوا جس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اسی روز ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی گئی دوسرا دن ہوا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا' علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں' انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے والد' رسول اللہ ﷺ کی میراث مجھے ملنا چاہیے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آیا اسباب خانہ داری سے یا جائیداد سے' انہوں نے کہا کہ فدک' خیبر اور صدقات مدینہ کی میں وارث ہوں جیسا کہ جب آپ مریں گے تو آپ کی بیٹیاں آپ کی وارث ہوں گی' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بخدا آپ کے والد مجھ سے بہتر تھے' آپ واللہ میری بیٹیوں سے بہتر ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے یعنی اموال موجودہ' آپ جانتی ہیں کہ آپ کے والد نے وہ آپ کو دے دیا ہے' واللہ اگر آپ ہاں کہہ دیں تو میں ضرور ضرور آپ کا قول قبول کروں گا اور ضرور ضرور آپ کی تصدیق کروں گا' انہوں نے کہا کہ میرے پاس ام ایمن آئیں اور انہوں نے مجھے اطلاع دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فدک مجھے دیا ہے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر آپ نے بھی آنحضرت کو فرماتے سنا کہ فدک آپ کے لیے ہے' اگر آپ کہہ دیں گی کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ فدک آپ کے لیے ہے تو میں آپ کی تصدیق کروں گا' فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا جو دلیل میرے پاس تھی اس سے میں آپ کو آگاہ کر چکی۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ نے سوائے اپنی ازواج کے مسکن اور ایک زمین کے' کسی چیز کی وصیت نہیں کی۔

عمرو بن الحارث جو رسول اللہ ﷺ کے سالے اور آپ کی زوجہ جویریہ کے بھائی تھے مروی ہے کہ واللہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی درہم چھوڑا نہ دینار' نہ غلام نہ لونڈی' نہ کوئی اور چیز سوائے اپنے سفید خچر' ہتھیار اور ایک زمین کے' جسے آپ نے بطور صدقہ (وقف) چھوڑا۔

عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سوائے اپنے سفید خچر' ہتھیار اور ایک زمین کے جسے آپ نے صدقہ کر دیا اور کچھ نہ چھوڑا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے رسول اللہ ﷺ کی میراث کو پوچھا تو انہوں نے کہا تمہارا باپ نہ ہو تم مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی میراث پوچھتے ہو' حالانکہ آپ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ نہ آپ نے کوئی دینار چھوڑا نہ درہم' نہ غلام نہ لونڈی' اور نہ بکری نہ اونٹ۔

علی بن حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ نے نہ دینار چھوڑا نہ درہم اور نہ غلام نہ لونڈی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم' نہ غلام نہ لونڈی نہ باندی (ایک زرہ اس حالت میں چھوڑی کہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع (تقریباً ۲ من) جو کے عوض رہن تھی۔

ایفائے عہد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرض کی ادائیگی:

زید اسلم وعمرو بن عبداللہ مولائے غفرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب ان کے پاس بحرین سے مال آیا' کہا کہ جس شخص کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہو وہ میرے پاس آئے' جابر بن عبداللہ الانصاری آئے' انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جب آپ کے پاس بحرین کا مال آئے گا تو آپ مجھ کو اس قدر دیں گے' انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا لے لو' انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے لیا' شمار کیا تو پانچ سو درہم تھے' وہ انہوں نے ان کو دیئے اور ایک ہزار اور بھی' پھر ان کے پاس دوسرے لوگ آئے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا تھا۔ ہر شخص نے وہ لے لیا جو اس سے آپ نے وعدہ کیا تھا' بقیہ مال تقسیم کر دیا گیا' ان میں سے ہر شخص کو دس دس درہم پہنچے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس بحرین کا مال آئے گا تو میں تمہیں اس قدر اور اس قدر اور اس قدر دوں گا' مگر وہ آپ کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی' جب وہ مال ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو انہوں نے کہا کہ جس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وعدہ ہو' وہ آئے جابر نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جب آپ کے پاس بحرین کا مال آئے گا تو آپ مجھے اس قدر اور اس قدر دیں گے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا لے لو' میں نے پہلی مرتبہ لیا تو پانچ سو درہم تھے' پھر دو مرتبہ اور لیا۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ہمارے پاس بحرین کا مال آئے گا تو میں تمہیں اس قدر اور اس قدر دوں گا' آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ اشارہ کیا' وہ مال ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس شخص کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وعدہ ہو وہ ہمارے پاس آئے' میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے مجھ سے کہا لے لو' میں نے ایک لپ یا چنگل بھر لیا' میں نے اسے پانچ سو درہم پایا' پھر اسی طرح دو مرتبہ اور لیا۔

جابر سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خطبہ پڑھا اور کہا کہ جس شخص کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وعدہ ہو وہ کھڑا ہو جائے جابر بن عبداللہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جب بحرین کا مال آئے گا تو میرے لیے تین مرتبہ لپ بھر کر دیا جائے گا' پھر انہوں نے ان کے لیے تین مرتبہ لپ بھر دیا۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لپ بھر لو' میں نے پہلی مرتبہ لپ بھرا تو اسے پانچ سو پایا' پھر انہوں نے کہا کہ اتنا ہی دوبارہ لپ بھر لو' میں نے ایسا ہی کیا۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے منادی کو' جب بحرین کا مال آیا تو یہ ندا دیتے سنا کہ جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو تو وہ آئے' لوگ ان کے پاس آتے تھے اور وہ انہیں دیتے تھے' پھر ابوبشر المازنی آئے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے ابوبشر جب ہمارے پاس کچھ آئے گا تو ہمارے پاس آنا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں دو یا تین لپ بھر کر دیا تو انہوں نے اسے چودہ سو درہم پایا۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا قرض ادا کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کے وعدے پورے کیے۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو علی رضی اللہ عنہ نے ایک پکارنے والے کو حکم دیا کہ وہ پکارے کہ جس شخص کے لیے رسول اللہ ﷺ کا وعدہ یا قرض ہو وہ میرے پاس آئے' وہ ہر سال یوم الحرمین میں جمرۂ عقبہ کے پاس کسی کو بھیجتے تھے جو یہ بات پکار دے' یہاں تک کہ علی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی' حسن بن علی رضی اللہ عنہما یہی کرتے تھے' یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی پھر حسین رضی اللہ عنہ یہی کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی بھی وفات ہوگئی اور ان کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہوگیا۔ (رضوان اللہ علیہم وسلام)

حضور علیہ السلام کے غم میں اشعار کہنے والے حضرات:

محمد بن عمرو الواقدی نے اپنے رجال (رواۃ) سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا (حسب ذیل) مرثیہ کہا ہے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اشعار:

یاعین ذابکی ولا تسألی وحُقَّ البکاءُ علی السیّد

''اے آنکھ! گریہ کر اور اس سے ملول نہ ہو' ایسے سردار کے شایان شان ہے کہ اس پر روئیں۔

علی خیر خِنِدفٍ[1] عند البلاءِ امسٰی یغیب فی الملحد

ایسے سردار پر جو آزمائش کے وقت بہترین ثابت ہوئے' آج ان کی شام اس طرح ہوئی کہ قبر میں دفن ہوگئے۔

فصلّی الملیك ولیّ العباد وربّ البلاد علی احمد

وہ مالک جو بندوں کا والی' اور شہروں کا پروردگار ہے رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے۔

فکیف الحیاۃ لفقد الحبیب وزین المعاشر فی المشهد

اب زندگی کی کیا صورت ہے' وہ محبوب تو کھو گیا' جو تمام حاضرین صحبت کے لیے وجۂ زینت تھا وہ تو جاتا رہا۔

فلیت الممات لنا کلنا وکنا جمیعًا مع المهتدی

اے کاش! ہم سب کو موت آجاتی' اور سب کے سب اسی ہدایت یافتہ کے ساتھ ہوتے''۔

ولهٗ ایضًا

لمّا رأیت نبیّنا مُتجدّلًا ضاقت علّی بعرضهن الدُّور

''جب میں نے اپنے پیغمبر کو' کہ سب کے پیغمبر تھے' زمین کے اندر جاتے دیکھا' تو مکانات باوجود اپنی وسعت کے مجھ پر تنگ ہوگئے۔

---

[1] خندف: جو مصیبت میں مبتلا ہو اور کامیاب ہو جائے۔

وارتعت رَوعةَ مستهام واله والعظمُ مني واهنٌ مكسور

میں اس شیدائی کی طرح خوف زدہ ہو گیا جو گھبرایا ہوا حیران و پریشان پھر رہا ہو۔ میری ہڈی کمزور وست وشکستہ ہو گئی۔

اعتيق[1] انّ حِبّك قد ثوى وبقيت منفردًا وانت حسير

اے عتیق! تیرا محبوب تو دفن ہو گیا' اب تو اکیلا رہ گیا' تکان اور تعجب تجھ پر طاری ہے۔

ياليتني من قبل مهلكِ صاحبي غيبّتُ في جَدَث علّى صخور

اے کاش میں اپنے صاحب کی وفات کے قبل ہی' کسی قبر میں اس طرح دفن ہو جاتا کہ مجھ پر پتھر ہوتے۔

فلتحدثن بدايعٌ من بعده تعيى ابّهن جوانح وصدور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے نئے نئے حوادث پیش آئیں گے' جن (کی گراں باری) سے پسلیاں اور سینے تھک جائیں گے''۔

ولهُ ايضًا

باتت همومٌ تاوبني حشدا مثل الصخورنا مست هدت الجسدا

''غم والم کے گروہ رات بھر پلٹ پلٹ کے میرے پاس آتے رہے' وہ ایسے سخت تھے کہ پتھروں کی طرح تمام شب جسم کو توڑا کیے۔

ياليتني حيثُ بنتُ الغداة به قالوا الرسول قد امسٰى ميّتا فقدا

اے کاش (اسی وقت میں بھی مر گیا ہوتا) جس وقت دن کو مجھے خبر ملی' اور لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔

ليت القيامة قامت بعد مهلكه ولا نرٰى بعده مالاً ولا ولدا

کاش آپ کی وفات کے بعد قیامت قائم ہو جاتی کہ نہ ہم آپؐ کے بعد مال و دولت کو دیکھتے نہ اولاد کو۔

والله انني على شيءٍ فقدت به من البريّة حتّٰى ادخل اللحدا

واللہ! مخلوقات میں سے جو چیز مجھ سے کھوئی جا چکی ہے میں ہمیشہ اس کی ثنا و صفت کیا کروں گا یہاں تک کہ قبر میں داخل ہو جاؤں۔

كم لِي بعدك من هم ينصبني اذا تذكّرتُ انّي لا اراكَ ابدا

آپؐ کے بعد غم والم کیا کچھ مجھے آزار پہنچاتے رہیں گے۔ جب میں یہ یاد کروں گا کہ اب کبھی مجھے آپ کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔

كان المصفاء في الاخلاق قد علموا وفي العفاف فلم نعدل به احدا

سب کو معلوم تھا کہ آپؐ کیسے پاکیزہ اخلاق تھے' عفت و پرہیز گاری میں ہم سب کسی کو بھی آپ کا ہمسر نہیں سمجھتے تھے۔

نفسي فداؤك من ميتٍ ومن بدنٍ ما اطيب الذكر والاخلاق والجسدا

میری جان آپؐ پر قربان' کیا تابوت تھا' کیسا جسم تھا' آپؐ کی یاد کتنی پاکیزہ تھی' اخلاق کیسے اچھے تھے' بدن کتنا لطیف تھا''۔

عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے اشعار:

تطاول ليلي و اعترتني القوارع وخطبٌ جليلٌ للبلية جامع

''میری رات دراز ہو گئی اور مجھے مصائب شدیدہ و حوادث عظیمہ جو بلیات کے جامع تھے پیش آئے۔

---

[1] عتیق: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطاب تھا۔

غداةُ لغى الناعى الينا محمّدا وتلك التى تستك منها المسامع

موت کی خبر دینے والے نے صبح کو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر دی۔ یہ وہ خبر تھی جس سے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔

فلوردُّ میتا قتلُ نفسی قتلُها ولکنه لا یرفع الموت دافع

اپنے آپ کو قتل کر ڈالنے سے اگر کسی مرنے والے کی زندگی واپس آ سکتی تو میں اپنے آپ کو قتل کر ڈالتا۔ لیکن موت کو کوئی دفع کرنے والا دفع نہیں کر سکتا۔

فآلیتُ لا اُثنی علٰی هُلك هالكٍ من الناس ما اوفی ثبیر وفارع

میں نے قسم کھالی تھی کہ کسی مرنے والے انسان کی موت پر اس کی مدح وثنا نہ کروں گا جب تک کہ کوہ ثبیر وکوہ فارع سر بلند ہیں۔

ولکننی باكٍ علیه ومُتبعٌ مصیبة انی الی اللّٰه راجع

لیکن میں آپؐ پر رووں گا اور آپؐ کے حادثے کے پیچھے پیچھے رہوں گا' درحقیقت مجھے اللہ ہی کی جناب میں واپس جانا ہے۔

وقد قبض اللّٰه النبیین قبله وعادٌ اصیبت بالرزٰی والتبابع

اللہ نے آپؐ سے پہلے اور انبیاء کی روحیں بھی قبض کیں' قوم عاد پر بھی مصیبت نازل ہوئی اور قوم تبع پر بھی۔

فیالیت شعری من یقوم بامرنا وهل فی قریشٍ فی امامٍ یُنازع

کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ کون ہمارا انتظام کرے گا۔ اور کیا قریش میں کوئی ایسا امام ہے جو آپ کا مقابلہ کر سکے۔

ثلاثة رهطٍ من قریش هم' هم ازمّة هذا الامرو اللّٰه صانع

قریش میں تین ہیں کہ وہی اس امر میں عنان اقتدار رکھتے ہیں' اور کام بنانے والا اللہ ہی ہے۔

علیٌّ او الصّدیق او عمرٌ لها ولیس لها بعد الثلاثة رابع

علی رضی اللہ عنہ ہیں' یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں یا عمر رضی اللہ عنہ ہیں جو اس کے لیے موزوں ہوں گے' ان تین کے بعد چوتھا کوئی نہیں۔

فان قال منّا قائلٌ غیر هذهٖ ابینا وقلنا اللّٰه راءٍ وسامع

اگر ہم میں سے کسی کہنے والے نے ان کے علاوہ کچھ کہا۔ تو ہم اس کو نہ مانیں گے اور کہیں گے کہ دیکھنے والا سننے والا اللہ ہے۔

فیا لقریش قلدوا الامر بعضهم فانّ صحیح القول للناس نافع

کیا اچھا ہو کہ قریش اپنا معاملہ انہیں میں سے کسی کے سپرد کریں' کیونکہ صحیح بات ہی لوگوں کے حق میں مفید ہوتی ہے۔

ولا تبطئُوا عنها فواقًا فانّها اذا قُطعتُ لم یُمنَ فیها المطامع

اس میں ایک ساعت بھی دیر نہ کرو اس لیے کہ جب اس کا استقرار ہو گیا تو لالچ اور طمع اس کی آرزو نہ کر سکیں گے''۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار:

واللّٰهِ ماحملت اُنثی ولا وضعت مثل النبیِّ رسولِ الامّة الهادی

''خدا کی قسم کسی عورت کو نہ ایسا حمل ہوا' نہ ایسا وضع حمل ہوا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ اُمت کو ہدایت کرنے والے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

امسٰی نساء ك عطلن البیوت فما یضر بن خلف قفاستر باوتاد

یاحضرت آپ کی بیویوں نے اس حالت میں شام کی کہ سب گھر خالی کر دیئے۔اب پیچھے میخیں لگا کے وہ پردہ نہیں تانتیں۔

مثل الرواهب یلبسن المسوح وقد ایقن بالبوس بعد النعمة البادی

راہب عورتوں کی طرح وہ گلیم پوش ہوگئی ہیں۔اوران کو نمایاں عیش وتنعم کے بعد اب تکلیف کا یقین آ گیا ہے''۔

ولهٗ ایضًا

آلَیتُ حلفة برغیر ذی دخل منّی الیه حقٍ غیر افناد

''ایسے نیک مرد کی حیثیت میں جس کی بات میں کسی کو دخل دینے کی مجال نہ ہو' میں نے قسم کھائی ہے' میری یہ قسم حق ہے' اس میں باطل کی گنجائش نہیں۔

باللّٰہ ماحملت اُنثیً ولا وضعت مثل النّبی نبی الرحمة الهادی

خدا کی قسم کسی عورت کو نہ ایسا حمل ہوا' نہ ایسا وضع حمل ہوا' جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ نبیؐ رحمت اور ہادی تھے۔

ولامشی فوق ظهر الارض من احدٍ اوفی بذمة جارٍ او بمیعاد

روئے زمین پر کوئی ایسا نہیں گزرا۔جو ہمسائے کی ذمہ داری یا وعدہ پورا کرنے میں آپؐ سے زیادہ وفا شعار ہو۔

من الذّی کان نوراً یستضاء بهٖ مبارك الامرذا حزم وارشاد

ایسے کے برابر کون ہوسکتا جو ایک نور تھا کہ اس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی۔اس کے امر میں برکت تھی' وہ احتیاط وہدایت کرنے والا تھا۔

مُصدّقًا للنبیین الا لی سلفوا وابذل الناس للمعروف للجادی

جو انبیائے سابقین کی تصدیق کرنے والا تھا۔اور طالب خیر کے حق میں سب سے زیادہ احسان کرتا تھا۔

خیر البریّة انی کنت فی نَهرٍ جادٍفا صبحت مثل المفرد الصاری

اے بہترین مخلوقات' میں پہلے ایک نہر جاری میں تھا' صبح ہوئی تو ایک تنہا تشنہ کام جیسا رہ گیا۔

امسٰی نساؤك عطلّن البیوت فما یضر بن خلف قفاسِترٍ باوتاد

آپ کی بیویوں نے اس حالت میں شام کی کہ سب گھر خالی کر دیئے' پیچھے میخیں لگا کے اب وہ پردہ نہیں تانتیں۔

مثل الرواهب یلبسن المسوح وقد ایقن بالبوس بعد النعمة البادی

راہب عورتوں کی طرح وہ گلیم پوش ہوگئی ہیں' کھلی ہوئی نعمت وآسائش کے بعد اب ان کو یقین آ گیا ہے کہ تکلیف میں دن گزریں گے''۔

ولهٗ ایضًا

ما بال عینك لا تنام کانّما کُحِلَتْ مآقیها بکُحلّ الا رثمد

''تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ نیند ہی نہیں آتی' ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان میں سرمے کی کرکری سمائی ہے۔

جزعًا علی المھدیّ اصبح ثاویا   یاخیر من وطی الحصٰی لا تبعد

اس مہدی پر جزع وفزع کی بنا پر نیند اڑ گئی جواب دفن ہو چکا ہے۔اُے سنگریزوں کو سب سے بہتر روندنے والے دور نہ ہو جانا۔

یاویح انصار النبی ورھطہٖ   بعد المغیب فی سواء المُلحَدِ

افسوس' اب حضرتؐ کے انصار اور حضرتؐ کے گروہ کا کیا ہوگا۔ جب کہ قبر میں آپ کی غیبت واقع ہو چکی ہے۔

جنبی یقیك الترب طفی لیتنی   کنتُ المغیب فی الضریح الملحد

میرا پہلو آپ کو مٹی سے بچاتا' مجھ پر افسوس ہے' اے کاش! میں ہی قبر میں غائب ہوا ہوتا۔

یابکر' آمنة المبارك ذکرہٗ   ولدته محصنةٌ بسعدٍ اسعدِ

اے آمنہؓ کے اکلوتے فرزند جن کی یاد میں برکت ہے۔ جوان پاک دامن عفیفہ سے نیک ترین سعادت کے ساتھ پیدا ہوئے۔

نورًا ضاء عیل البریّة کلھا   من یُھد للنور المبارك یھتدی

ایک ایسا نور کہ تمام مخلوق پر اس کی روشنی چمکی۔ جسے اس بابرکت نور کی راہ دکھادی گئی اسے ہدایت ہوگئی۔

أاقلیم بعدك بالمدینة بینھم   یالھف نفسی لیتنی لم اُولَدِ

مدینے میں ان لوگوں کے درمیان کیا آپؐ کے بعد میں ٹھہرا رہوں۔ وائے حسرت' کاش کہ میں پیدا ہونہ ہوتا۔

بابی واُمیّ من شھدتُ وفاته   فی یوم الاثنین النبیّ المھتدی

میرے ماں باپ اس ہدایت یافتہ نبی پر قربان جائیں جس کی وفات کے دن میں دوشنبے کو حاضر تھا۔

فضلِلتُ بعد و وفاتہٖ متلدّدا   یالیتنی صُبّحتُ سم الاسود

آپ کی وفات کے بعد میں حیران رہ گیا۔ کیا اچھا ہوتا کہ کالے سانپ کے زہر کے ساتھ میری صبح ہوتی۔

اوحَلّ امرُ اللّٰہ فینا عاجلاً   فی روحةٍ من یومنا اوفیٰ غدِ

یا ہماری نسبت اللہ کا حکم جلد آجاتا آج ہی کے دن رحلت کر جاتے یا کل۔

فتقوم ساعتنا فنلقٰی سیّدًا   محضًا مضاربه' کریم المحتد

موت کے ساتھ ہی ہماری قیامت قائم ہو جاتی تو ہم اس سردار سے ملتے۔ جس کے خیمے غل وغش سے پاک تھے اور جس کی اصل ونسل کریم تھی۔

یاربّ فاجمعنا معًا ونبیّنا   فی جنّةٍ تغفی عیون الحسَّدِ

اے ہمارے پروردگار ہم سب کو ایک ساتھ ہمارے پیغمبرؐ سے ملادے۔ اس بہشت میں جو حاسدوں کی آنکھوں میں زخم ڈال دے۔

فی جنة الفردوس واکتبھا لنا   یاذا الجلال وذا العُلا والسُودَدِ

جنت الفردوس میں ہمیں یک جا کر دے اور اس کو ہمارے لیے لازم بنادے۔ اے جلال والے' بلندی والے' اور بزرگی والے۔

والله اسمع ما حَيِيتُ بها لكِ　　الاّ بكيتُ على النّبي مُحمّدٌ

اللہ آگاہ ہے کہ جب تک زندہ ہوں کسی مرنے والے کی ستائی سنوں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر گریہ کروں گا۔

ضاقتْ بالانصار البلادنا صبحوا　　سُودًا وجوههم كلون الاسودِ

شہروں کی وسعتیں انصار پر تنگ ہو گئیں انہوں نے اس حالت میں صبح کی کہ برنگ سرمہ ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہیں۔

ولقد ولدناه وفينا قبرهٗ　　وفضول نعمته بنا لا تجحد

ہم ہی میں ان کا رشتہ ولادت تھا' ہمارے ہی ہاں ان کی قبر ہے۔ جس کثرت سے ان کی نعمتیں ہمارے ساتھ ہیں ان کا انکار نہیں ہوسکتا۔

والله اهداهُ لنا وهدى به　　انصارهٗ في كلّ ساعة مَشْهَدِ

اللہ نے بطور ہدیہ ان کو ہمیں عطا کیا اور انہیں کے ذریعے اللہ نے ہر احتیاط کے وقت انصار پیغمبر کی ہدایت فرمائی۔

صلّى الالهُ ومن يّحف بعرشِه　　والطيّبون على المبارك احمدٍ

اللہ اور جو اس کے عرش کو گھیرے ہوئے ہیں اور جتنی پاک مخلوق ہے سب اس بابرکت احمدؐ پر درود بھیجیں''۔

ولهٗ ايضًا

ياعينِ جودى بدمعٍ منكِ اَسْبال　　وه تَمَلِنَّ من سَحَّ واعْموال

''اے آنکھ اس طرح فیاضی سے آنسو بہا کہ سیلاب آ جائے۔ اور تو پے در پے سیل اشک اور نالے سے کبھی نہ اُکتائے۔

لاينفدن لى بعد اليوم دمعكما　　انّي مُصابٌ وانّي لست بالسال

آج کے بعد تمہارے آنسو میرے لیے ختم نہ ہو جائیں۔ کیونکہ میں مصیبت زدہ ہوں اور تسلی پانے والا نہیں۔

فانّ منعكما من بعد بذ لكما　　ايّاى مثل الذى قد غُرَّ بالآلِ

اشکباری کے بعد اب تم دونوں کا مجھے روکنا ایسا ہی ہے جیسے سراب سے کسی کو دھوکا ہوا ہو۔

لكن افيضى على صدرى باربعةٍ　　ان الجوانح فيها هاجسٌ صالى

اے آنکھ تو میرے سینے پر چار چار آنسو بہا۔[1] کیونکہ پسلیوں کے اندر جلا دینے والا ہمیں سوز پنہاں ہے۔

سَحّ الشعيب وماء الغرب يمنحه　　ساق بُجملةٌ ساقٍ بازلالٍ

چشمے اور مشک کے پانی کی طرح آنسو بہا۔ ایسا پانی جسے نالے سے لے کے نتھار کے سقا اٹھائے لیے پھرتا اور پلاتا ہو۔

على رسولٍ لنا محضٍ ضريبتَه　　سمح الخليقة عَفٌّ غير مجهال

ایسے پیغمبرؐ پر رو جو ہمارے تھے' خالص و مخلص تھے' تمام خلق اللہ میں سب سے بڑے روادار تھے' عفیف تھے' نادان نہ تھے۔

---

[1] اردو میں آٹھ آٹھ آنسو کہتے ہیں مگر عربی میں چار آنسو کا محاورہ ہے۔

حامی الحقیقة نسّال الودیقة فکان العُناة کریم ماجدٌ عال

جو حقیقت اور حق کے حامی تھے نہایت سخی تھے' مصیبت زدوں کو رہائی دلانے والے تھے' شریف تھے' بزرگ تھے اور سربلند تھے۔

کشاف مکرمةٍ مطعام مسغبةٍ وھاب عانیةٍ وجناء شملال

نہایت درجہ علانیہ اور کھلی ہوئی مکرمت والے بھوکوں کو بکثرت کھانا کھلانے والے جرم کے بڑے بخشنے والے تھے۔

عَفٌّ مکاسبه جزلٍ مواھبه خیر البرّیة سمح غیر نکّالِ

ان کی کمائی نہایت پاک تھی' بخشش بہت بڑی تھی' تمام مخلوق میں سب سے اچھے تھے' روادار تھے' مگر سست وضعیف نہ تھے۔

واری الزّناد و قواد الجیاد الی یوم الطراد اذا شبت باجذال

جہاد کی آگ بھڑکاتے' سواریوں کو افسر بن کے معرکے میں لے جاتے آتش جنگ مشتعل ہوتی تو سب کے آگے بڑھ جاتے۔

ولا اُذکیّ علی الرحمٰن ذا بشر لکنّ علمك عند الواحد العالی

اللہ کے حضور میں اس انسان کا میں تزکیہ نہیں کرتا۔ اے پیغمبر! تجھے اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ تو کیسا تھا۔

انّی اری الدھر والایام لفجعنی بالصالحین و ابقی' ناعم البالِ

میں دیکھ رہا ہوں کہ زمانہ مجھے اچھے اچھے بزرگوں کے غم میں مبتلا کر رہا ہے اور میں فارغ البال باقی ہوں۔

یاعین فابکی رسول اللّٰه اذذکرت ذات الالٰه فنعم القائد الوالی

اے آنکھ! جب اللہ کی ذات پاک کا تذکرہ ہو تو رسول اللہ کو رو' جو بہترین سرخیل اور بہت اچھے والی تھے''۔

ولهٗ ایضًا

نَبِّ المساکین ان الخیر فارقهم مع الرسول تولّٰی عنهم سحرا

''مسکینوں کو خبر دے دو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی خیر وخوبی بھی ان سے جدا ہو گئی جو صبح سویرے ہی ان سے منہ موڑ کے چلے گئے۔

من ذا الذی عنده رحلی وراحلتی ورزق اھلی اذا لم نونسِ المطرا

اب کون ایسا ہے کہ بارش کا سامان نہ ہو تو ہمیں اپنا بنا کے رکھے گا اور ہمارے اہل وعیال کو کھلائے پلائے گا۔

ذاك الذی لیس یخشاه مجالِسه اذا الجلیس سلطانی القول اوعثرا

وہ ایسے تھے کہ ان کی مجلس میں اگر ہمنشین سے کوئی لغزش ہو گئی یا اس نے تندی وتیزی گفتگو میں کی تب بھی اس کو خوف نہ ہوتا۔

کان الضیاء وکان النور نتبعه وکان بعد الا اله السمع والبصرا

وہ روشنی تھے' نور تھے جن کے پیچھے ہم چلتے تھے۔ اللہ کے بعد ہمارے کان اور آنکھ وہی تھے۔

فلیتنا یوم واروهٗ بمجیئِهِ دفّنوهٗ والقوا فوقه المدرا

اے کاش لوگوں نے جس دن آپ کو قبر میں دفن کیا ہے' چھپا دیا ہے' اور لحد پر خاک ڈالی ہے۔

لم يترك اللّٰه خلقًا من بريته ولم يعش بعدهُ انثٰى ولا ذكرا

کاش اس دن اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا۔ اور کوئی مادہ ونر آپ کے بعد نہ جیتا۔

ذلّت رقابُ بنى النجار كُلّهم وكان امرًا من الرحمٰن قد قدرا

تمام قبیلۂ بنی النجار کی گردنیں جھک گئیں۔ یہ بات اللہ ہی کی تقریر میں مقدر ہو چکی تھی''۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے اشعار:

ياعين فابكى بدمعٍ ذَرَى لخير البريّة والمصطفٰى

''اے آنکھ اچھی اشکبار ہو۔ ان مرنے والے کے لیے جو مخلوقات میں سب سے اچھے اور برگزیدہ تھے۔

وبكىّ الرسولَ وحُقّ البكاء عليه لدى الحربِ عند اللّقا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رو' اور جب لڑائی سر پر آ گئی تو حضرتؐ پر رونا ہی چاہیے۔

على خير من حملت ناقةٌ واتقى البريّة عند التقٰى

ان پر رو جو اونٹنی پر جتنے لوگ سوار ہو چکے ہیں' وہ ان سب سے اچھے اور سب سے زیادہ پرہیز گار تھے۔

على سيّد ماجد جحفل وخير الانام وخير اللّها

وہ جو سردار تھے' بزرگ تھے' اور تمام جہاں میں سب سے بڑھ چڑھ کے تھے۔

لهٗ حَسَبٌ فوق كُلّ الانام من هاشم ذلك المرتجى

ان کے کردار اور مناقب سب پر فائق تھے۔ ہاشم کی یادگار تھے جن پر سب کی لو لگی ہوئی۔

نخصٌّ بما كان من فضله وكان سراجًا لنا فى الدُّجا

ان کی فضیلت کی بنا پر ہم خاص طور پر ان کے ماتمی ہیں۔ جو تاریکی میں ہمارے لیے چراغ تھے۔

وكان بشيرًا لنا منذرًا ونورًا لنا ضوؤه قداضا

ہمارے حق میں وہ بشیر بھی تھے' نذیر بھی تھے۔ اور ایسے نور تھے جس کی شعاع نے ہم کو روشن کر رکھا تھا۔

فانقذنا اللّٰه فى نوره ونجى برحمته من نجا

اللہ نے اسی نور کے طفیل میں ہمیں بچایا۔ اور رحم کر کے آتش دوزخ سے نجات دی''۔

اروی بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا کے اشعار:

الا ياعين ويحك اسعدينى بد معكِ ما بقيت وطا وعينى

اے آنکھ' تیرا برا حال ہو' جب تک تو باقی ہے اپنے آنسو سے میری مدد کر اور میری بات مان۔

الا ياعين ويحك واستهلى على نور البلاد واسعدينى

اے آنکھ تیرا برا حال ہو۔ جو ملک بھر کے حق میں نور تھے' اے آنکھ میری مدد کر۔

فان عذلتكِ عاذلةٌ فقُولي علام وفيم ويحك تعذ لينی

کوئی نصیحت کرنے والی اگر تجھے نصیحت کرے تو کہہ دے کہ تیرا برا ہو کس امر پر اور کس بات میں تو مجھے نصیحت کر رہی ہے۔

علٰی نور البلادِ معا جميعا رسول الله احمد فاتركينی

میں گریاں ہوں تو ان پر گریاں جو تمام ملک میں سب کے لیے نور تھے' اللہ کے رسولؐ تھے' احمدؐ تھے۔ لہٰذا مجھے میرے حال پر چھوڑ دے۔

فإلاّ تقصری بالعذل عنّی فلُومی ما بدالك اودعینی

بایں ہمہ اگر تو مجھے نصیحت کرنے میں کمی نہیں کرتی۔ تو جیسا جی میں آئے ملامت کرلے' یا جی چاہے تو رہنے دے۔

لامرٍ هَدَّنی وادل رکنی وشیّبَ بعدَ جدّتها قُرونی

یہ ایسی مصیبت ہے جس نے مجھے پست کر دیا' میری عظمت سست کر ڈالی اور مجھ کو بوڑھا کر دیا''۔

ولها

الا يا رسول الله كنت رجاءنا وكنت بنا برّا ولم تك جافيا

''یا رسول اللہ آپؐ ہماری امید گاہ تھے' ہمارے ساتھ مراعات کرتے تھے خشک مزاج اور بدسلوک نہ تھے۔

وكنت بنارَؤُفًا رحيما نبيّنا لِيَبك عليك اليوم من كان باكيا

آپؐ ہمارے حق میں مہربان تھے' رحیم تھے' ہمارے پیغمبرؐ تھے۔ آج جسے رونا ہو آپؐ پر روئے۔

لَعَمرُكَ ما ابكی النبّی لموتهٖ ولكن لهرج كان بعدك اتيا

تیری حیات کی قسم' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر میں نہیں روتی۔ میں تو اس فتنہ و ہنگامہ پر روتی ہوں جو آپؐ کے بعد برپا ہونے والا ہے۔

كأنّ علی قلبی لذكر محمدٍ وما خِفتُ من بعد النبّی المكاويا

حضرت کو یاد کر کے اور آپؐ کے بعد پیش آنے والے حوادث سے ڈر کے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دل پر داغ لگ رہے ہیں۔

افاطم صلّی الله رب مُحمّدٌ علی جَدَثٍ امسٰی بيثرِبَ ثاويا

اے فاطمہؓ! اللہ محمدؐ کا پروردگار ہے اس قبر پر رحمت نازل کرے جو مدینے میں ہے۔

اباحسنٍ فادقتَهٗ وتركته فبكٍّ بحزنٍ آخر الدهر شاجيا

اے ابوالحسن (علی بن ابی طالب) تو حضرتؐ سے جدا ہو گیا' تو نے آپ کو چھوڑ دیا اب آخر زمانے تک دردناک رنج و غم سے حضرت پر روتا رہ۔

فدا لرسولِ الله امی وخالتی وعمّی ونفسی قُصرَة ثم خاليا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے میری ماں اور خالہ اور چچا اور ماموں سب فدا ہوں اور خود میری جان آپؐ پر قربان ہو جائے۔

صبرت وبلغت الرسالة صادقًا وقمت صليب الدين ابلج صافيا

آپؐ نے صبر کیا' ثابت قدم رہے' اللہ کے پیغام کو راستی کے ساتھ پہنچایا۔ دین کو استوار فرمایا' روشن و صاف بنایا۔

فلو انّ رب الناس ابقاك بيننا سَعِدنا و لكن أُمرنا كان ماضيا

انسانوں کا پروردگار آپ کو اگر ہمارے درمیان رہنے دیتا تو ہم کو فلاح ہوتی' لیکن ہمارا معاملہ تو چلنے والا ہی تھا۔

عليك مّن اللّٰه السلام تحيّةً وادُ خِلتَ جنّاتٍ من العدن راضيا

یا حضرتؐ آپ پر اللہ کا سلام ہو اور بہشت عدن میں بخوشی در آئیں''۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا:

عينّي جود اطوال الدّهر وانهمرا سَكبًا وسحا بدمعٍ غير تعذيرِ

''اے میری دونوں آنکھو' جب تک زمانے کی درازی قائم ہے روؤ اور جی کھول کے آنسو بہاؤ' جس میں کوئی کوتاہی نہ ہونے پائے۔

ياعين فاسحنفري بالدمع واحتفلي حتي الممات بسجلٍ غير منزورِ

اے میری آنکھ! اچھی طرح اشکبار ہو مرتے دم تک اتنے دولاب اشک بہا جس میں کمی واقع نہ ہو۔

ياعين فانهملي بالدمع واجتهدي للمصطفى دون خلق اللّٰه بالنورِ

اے میری آنکھ! اشکبار ہو' اور کوشش کر کے اشکبار ہو' ان کے لیے جو برگزیدہ تھے' نور لے کے آئے تھے' ان کے علاوہ خلق اللہ میں سے اور کسی پر نہ رو۔

بُمستهَلٍّ من الشوبوب ذي سَيَلِ فقد رُزئتُ بنيَ العدلِ والخيرِ

ایسا رونا کہ سیلاب آ جائیں' کیونکہ عدل و خیر والے پیغمبر ﷺ کی مصیبت مجھ پر نازل ہوئی ہے۔

وكنتُ من حذر للموت مشفِقةً وللّذِى خُطّ من تلك المقادير

موت سے میں بچتی تھی' ڈرا کرتی تھی' اور تقدیر میں جو لکھا جا چکا ہے اس سے خوفزدہ تھی۔

من فقد ازهرضا في الخلق ذي فخرٍ صافٍ من العيب والعاهات والزورِ

کہ اس روشن ذات کو میں کھو نہ بیٹھوں جس کے وسیع اخلاق ہیں' فخر کے لائق ہے ہر قسم کے عیب و امراض اخلاقی اور مکر و فریب سے اس کا دامن پاک ہے۔

فاذهب حميداً جزاك اللّٰه مغفرةً يوم القيامة عند النفخ في الصور

اب تو قابل تعریف اوصاف کے ساتھ جا' قیامت کے دن جب صور پھونکا جائے تو اللہ تجھے جزائے خیر دے اور مغفرت نازل کرے''۔

ولها

ياعين جودي مابقيت بعبرة سَحًا على خير البريّة احمد

''اے میری آنکھ! تو جب تک باقی ہے' احمد پر جو تمام مخلوق میں سب سے اچھے تھے' فیاضی کے ساتھ آنسو بہاتی رہ۔

ياعين فاحتفلي وسُحّي واسجمي وابكي على نور البلاد مُحمّد

اے میری آنکھ آمادہ ہو جا' اور اچھی طرح سے محمد (ﷺ) پر رو جو تمام ملک کے نور تھے۔

اَنّی لك الویلات مثل محمّد فی کلّ نائبة تنوب ومشهدِ

تجھ پر افسوس ہے' ہر ایک حادثہ اور ہر ایک معرکہ میں تجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے کہاں ملیں گے۔

فابکی المبارك والموفق ذوالتّقٰی حامی الحقیقة ذا الرّشاد المرشدِ

ان پر روجو برکت والے تھے' توفیق والے تھے' صاحب تقوٰی تھے۔ حق کے حامی تھے' ہدایت والے راہ نما تھے۔

من ذا یُفكُّ عن المُعللّ غُلّهٗ بعد المُغیب فی الضریح المُلْحَد

وہ جو قبر میں جاچکے ہیں اب ان کے بعد کون ایسا رہ گیا کہ قیدیوں کو رہا کرائے' آزادی دلائے۔

اَم من لکلّ مُدَفع ذی حاجةٍ ومسلسل یشکو الحدید مقیّدِ

اب اس حاجت مند کے کون کام آئے گا جو ہر طرف سے نکالا جاتا ہو' اسے دھکے دیئے جاتے ہوں' یا بہ زنجیر ہو' اور لوہے کی بندش کا گلہ کر رہا ہو۔

ام من لوحی اللّٰه یترك بیننا فی کلّ مَمْسٰی لیلةٍ اوفی غدٍ

اب ہر شام و سحر اللہ کی وحی کس پر آیا کرے گی جو ہمارے ہی درمیان رہ جایا کرتی تھی۔

فعلیك رحمةُ ربنا وسلامُهٗ یاذا الفواضل والندو السودد

اے فضیلتوں والے' فیاض' سردار' تجھ پر ہمارے پروردگار کی رحمت و سلام ہو۔

هَلاّ فداكَ الموت کلُّ مُلَعَّنٍ شکسُ خلایقهِ لئیم المُحتَد

تیرے بدلے ان سب کو موت کیوں نہ آئی جو لعنتی ہیں' بدخلق ہیں اصل و نسل کے کمینے ہیں''۔

ولها ایضًا

اعینی جُودُ بالدموع السواجم علی المصطفٰی بالنور من آل هاشم

''اے میری دونوں آنکھو' آنسوؤں کی جھڑی لگادو۔ ان پر جو نور کے ساتھ برگزیدہ تھے اور خاندان ہاشم کے تھے۔

علی المصطفٰی بالحقّ والنوروالهدی وبالرشد بعد المُندَباتِ العظائم

ان پر روؤ جو بڑے بڑے حوادث کے بعد برگزیدہ ہو کے آئے تھے اور حق و نور و ہدایت وارشاد کو ساتھ لائے تھے۔

وسُحا علیه وابکیاما بکیتما علی المرتضٰی للمحکمات العزائم

تم دونوں سے جہاں تک رویا جاسکے اس پسندیدۂ حق پر روؤ جس کے عزم استوار و محکم تھے۔

علی المرتضٰی للبّر والعدل والتقی وللدین والاسلام بعد المظالم

ان پر روؤ جو مظالم کے بعد نیکی و عدل و تقوٰی دین و اسلام کے پسندیدہ تھے۔

علی الطاهر المیمون ذی الحلم اوالندی وذی الفضل والداعی لخیر التراحم

پاک تھے' برکت والے تھے' متحمل تھے' فیاض تھے' صاحب فضیلت تھے' آپس میں بہترین رحم و کرم کے ساتھ رہنے سہنے کی دعوت دیا

کرتے تھے۔

أعيني ماذا بعد ماقد فجعتما به تبكيان الدهر من ولد ادم

اے میری دونوں آنکھو! جب انہیں کا غم تمہیں اٹھانا پڑا تو ان کے بعد اب اولادِ آدم میں سے کس کو روؤ گی۔

فجودا بسجلٍ واتد باكلّ شارقٍ ربيع اليتامى في السنين البوازم

اچھی طرح روؤ اور ہر صبح کو اس کا ماتم کرو جو قحط کے زمانہ میں یتیموں کا والی وارث تھا''۔

صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے اشعار:

لهف نفسي وبت كالمسلوب ارق الليل فعلة المحروب

''مجھے اپنی جان پر افسوس ہے' میں نے اس شخص کی طرح شب بسر کی جس سے سب کچھ چھن گیا ہو اور رنج و غم میں رات بھر جاگتا رہا ہو۔

من هموم وحسرةٍ ردفتني ليت انّي سقيتها بشعوب

میری یہ حالت ایسے غم و حسرت کے باعث ہوئی ہے جنہوں نے مجھے مسلسل گھیر رکھا ہے' کاش یہ تدریجاً نازل ہوئی ہوتیں۔

حين قالوا ان الرسول قد امسى وافقته منيّة المكتوب

وہ سب رنج و غم مجھ پر یکبارگی ٹوٹ پڑا جب لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے مقدر سے موافقت فرمائی۔

اذ رأينا ان النبيّ صريعٌ فاشاب القدان ايّ مشيب

جب ہم نے دیکھا کہ نبی مشرف بوفات ہیں تو ہمارے سر کے بال کیسے کچھ سفید ہو گئے۔

اذ رأينا بيوته موحشاتٍ ليس فيّهن بعد عيش حبيبي

جب ہم نے دیکھا کہ آپ کے حجرے ویران ہیں' جہاں میرے حبیب رہتے تھے وہ خالی ہو چکے ہیں۔

اورث القلب ذاكحزنا طويلا خالط القلب فهو كالمرعوب

اس حادثہ نے دل کو اتنا طویل رنج پہنچایا ہے کہ جی بیٹھ رہا ہے اور اب مرعوب جیسے ہو رہے ہیں۔

ليت شعري وكيف امسي صحيحًا بعد أن بين بالرسول القريب

کاش مجھے خبر ہوتی' میں کیسے صحیح و تندرست رہ سکتی ہوں۔ بعد اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جدا ہو گئے۔

اعظم الناس في البريّة حقًّا سيّد الناس حبّه في القلوب

وہ درحقیقت تمام مخلوق میں سب سے بڑے تھے' سب کے سردار تھے۔ ان کی محبت ہر دل میں ہے۔

فالى الله ذاك اشكو وحسبي يعلم الله جوبتي ونحيبي

میں اللہ ہی سے اس کی شکایت کرتی ہوں اور وہی مجھے کافی ہے۔ اللہ میری کلفت اور گریہ کو خوب جانتا ہے''۔

ولها

أفاطم بكي ولا تسأمي بصبحك ما طلع الكوكبُ

''اے فاطمہ رو، تارے جب تک طلوع ہوتے رہیں کسی صبح کو رونے سے تھک نہ جانا۔

هو المُرأ يبكي وحُقّ البكاءُ هو الماجد السيد الطّيّبُ

وہ ایسے تھے جن کے لیے رونا سزاوار ہے وہ بزرگ، سردار اور پاک تھے۔

فاؤحشت الارض من فقده وأيّ البريّة لا ينكب

ان کے جاتے رہنے سے زمین ویران ہوگئی اور مخلوق میں کون ہے جن پر مصیبت نہ پڑی ہو۔

فما لى بعدك حتى المما ت الا الجوى الداخل المنصب

یارسول اللہ (ﷺ) مرتے دم تک آپ کے بعد میں درد دل میں مبتلا رہوں گی۔

فبكى الرسول وحقت له شهود المدينة والغيب

رسول اللہ (ﷺ) کو روؤ، مدینہ کے حاضر و غائب سب ہی کے لیے رونا سزاوار ہے۔

لتبكيك شمطاء مضرورة اذا حجب الناس لا تحجب

وہ بدشکل عورت آپ پر روئے گی جس کی بصارت ایسی جاتی رہی ہو کہ جہاں پردہ اور حجاب کا موقع ہو وہاں بھی حجاب نہ کر سکے۔

ليبليك شيخ ابو ولدة يطوف بعقوته اشهب

آپ کو وہ پیر مرد روئے گا جس کے بہت سے چھوٹے چھوٹے لڑکے ہوں اور وہ انہیں لیے ہوئے پھر رہا ہو۔

ويبكيك ركب اذا ارملوا فلم يُلف ما طلب الطّلّب

سوار جب رہ گزار طے کرتے ہوئے مقصد میں ناکام رہیں تو وہ آپ ہی کا ماتم کریں گے۔

وتبكى الا باطح من فقده وتبكيه مكة والا خشب

آپ کے جاتے رہنے سے بطحاء روئے گا، مکہ روئے گا دیار حجاز روئے گا۔

وتبكى وعيرة من فقده بحزنٍ ويسعدها الميثب

تمام قبائل آپ کے جاتے رہنے کا درد بھرا گریہ کریں گے اور اس میں بے تابی ان کو مدد دے گی۔

فعينى مالك لاتدمعين وحقّ لدمعك يستسكب

اے میری آنکھ! تو کیوں نہیں روتی، تجھے تو دل کھول کے آنسو بہانا چاہیے''۔

ولها ايضًا

عينى جودا بدمع سجم يبادر غربا بما منهدم

''اے میری دونوں آنکھو روؤ۔ اور اچھی طرح روؤ۔

اعینی فاسحنفر او اسکبا بوجد وحزن شدید الالم

اے میری دونوں آنکھو!اس طرح روؤ کہ بجائے آنسو کے بے تابی اور سخت دردناک رنج کی تراوش ہو۔

علی صفوۃ اللّٰہ رب العباد و ربّ السماء وباری النّسم

ان پر جو اللہ کے منتخب تھے اللہ نے کہ تمام بندوں کا پروردگار اور مخلوق کا آفریدگار ہے انہیں کو انتخاب فرمایا تھا۔

علی المرتضٰی للھدٰی ولتقی وللرُشد والنّور بعد الظلم

ان پر جو ہدایت وتقویٰ وارشاد اور تاریکی کے بعد روشنی کے مرتضٰی تھے۔

علی الطاھر المرسل المجتبٰی رسولٍ تخیرہ ذوالکرم

ان پر جو پاک تھے اللہ کے فرستادہ تھے مقبول تھے ایسے رسولؐ تھے جنہیں خداوند کریم ہی نے منتخب فرمایا تھا''۔

ولھا ایضًا

ادقت فیت لیلی کالسلیب لوجد فی الجوانح ذی دبیب

''میں نے اس حالت میں رات گزاری کہ شب بھر ایسے شخص کی طرح جاگتا رہا جس کا سب کچھ چھن گیا ہو یہ حالت اس درد کے باعث تھی جو رگ وپے میں ساری تھا۔

فشیّبنی وما شابت لداتی فامسی الراس منی کالعسیب

اس درد نے پیرانہ سالی سے پہلے ہی مجھے بوڑھا بنا دیا' میرا سر ایسا سفید ہو گیا جیسے برف کے گالے سے پہاڑ کی چوٹی سفید نظر آتی ہو۔

لفقد المصطفٰی بالنور حقًا رسول اللّٰہ مالك من ضریب

یہ درد ان مصطفٰی کے جاتے رہنے کا درد ہے جو نور ہی نور تھے' حقیقتاً اللہ کے رسولؐ تھے' آپ کا کوئی نظیر نہ تھا۔

کریم الخیم ادوع مضرحیّ طویل الباع منتخبٍ نجیب

سرشت کے بہت ہی شریف' بڑے سردار بڑے بہادر' بڑے طاقتور' نہایت منتخب شریف انسان۔

ثمال المعدمین وکلّ جارٍ وما کلّ مضطھدٍ غریب

نادار بے نواؤں کے اور تمام ہمسایوں کے والی و وارث' جس پردیسی پر ظلم ہوا ہو اس کے ماوا وملجا تھے۔

فَامّا تمسِ فی جدثٍ مقیما فقِدما عشت ذاکرم وطیب

اب اگر آپ قبر میں جا رہے ہو تو کیا ہوا' آپؐ نے تمام زندگی بزرگی وبہتری میں بسر کی۔

وکنت موّفقًا فی کل امرٍ وفیما ناب من حدث الخطوب

ہر امر میں توفیق آپ کی رفیق ہوتی' جو حادثہ پیش آیا آپؐ ہی کے طفیل اس کی مشکل آسان ہوئی''۔

ولها ایضًا

عین جودی بدمعةٍ تسکاب للنبی المطهر الاواب

''اے آنکھ اچھی طرح آنسو بہا' ان پیغمبر کے لیے جو پاک تھے' اللہ کی جناب میں نہایت رجوع رکھنے والے تھے۔

واندبی المصطفٰی فعی وخصّی بدموعٍ غزیرة الا سراب

مصطفیٰ کا ماتم کر اور بڑی فیاضی کے ساتھ عام وخاص آنسوؤں سے حضرت کا سوگ منا۔

عین من تذبین بعد نبیّ خصّه اللّٰه ربنا بالکتاب

اے آنکھ! اب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد اور کون ہے جسے تو روئے گی' وہی تو تھے جن کو ہمارے پروردگار اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب سے مخصوص فرمایا تھا۔

فاتح خاتمٍ رحیم رؤوفٍ صادق القیل طیب الاثواب

آپ فاتح تھے' خاتم الانبیاء تھے' رحیم تھے' مہربان تھے' بات کے سچے تھے' پاک لباس والے تھے۔

مشفق ناصح شفیق علینا رحمةٍ من الٰهنا الوهاب

مشفق تھے' ناصح تھے' شفیق تھے ہمارے نہایت آمرزگار معبود کی جانب سے ہم پر رحمت تھے۔

رحمة اللّٰه والسلام علیه وجزاه الملیك حسن الثواب

اللہ کی رحمت وسلام آپ پر ہو' اور وہ مالک الملک آپ کو بہترین جزا دے''۔

ولها ایضًا

عین جودی بدمعةٍ وسهور واندبی خیر هالكٍ مفقود

''اے آنکھ آنسو بہا اور بیدار رہ' اور ایسے گزر جانے والے کا ماتم کر جو سب میں اچھے تھے۔

واندبی المصطفٰی بحزنٍ شدید خالط القلب فهو کالمسمود

ایسے شدید رنج کے ساتھ مصطفیٰ کا ماتم کر جو دل میں پیوست ہو گیا ہو اور دل اس رنج سے گویا ہلاک ہو رہا ہو۔

کدت اقضی الحیاة لمّا اتاه قدر خط فی کتاب مجید

قریب تھا کہ میں اپنی زندگی کا خاتمہ کر دوں جب آپ پر وہ تقدیر نازل ہوئی جو کتاب مجید میں مرقوم ہو چکی تھی۔

فلقد کان بالعباد رءوفا ولهم رحمة وخیر رشید

آپ تمام بندوں پر مہربان' ان کے حق میں رحمت' اور بہترین رہنما تھے۔

رضی اللّٰه عنه حیًّا ومیتا وجزاه والجنان یوم الخلود

زندگی اور موت ہر حال میں اللہ ان سے راضی رہے اور جزا میں اس ہیشگی کے دن انہیں بہشت عنایت فرمائے''۔

ولها ایضًا

آب لیلی علّی بالستهاد وجفا الجنب غیر وطئ الوساد

''میری رات بیداری کے ساتھ پھر آئی' بے قراری سے بستر پر پہلو لگنے نہیں پاتا۔

واعترنی الهموم جدًا بوهن لامور نزلن حقًا شداد

ایسے غموں نے مجھے گھیر رکھا ہے' کمزور کر رکھا ہے' جو حقیقت میں سخت امور لے کے اُترے ہیں۔

رحمة کان للبرّیة طرًا فهدی من اطاعه للسّداد

وہ تمام مخلوق کے حق میں رحمت تھے' جس نے ان کی اطاعت کی اس کو راہِ راست دکھائی اور سیدھی منزل پر پہنچایا۔

طیب العود و الضریبة والشیم محض الانساب داری الزّناد

پاک سرشت' پاکیزہ منش' پاکباز' نہایت شریف النسب' فیاض۔

ابلج صادق السجیة عف صادق الوعد منتهی الرّوّاد

روشن خو' عادت کے سچے' عفیف' راستی کے ساتھ وعدہ وفا کرنے والے' طلب گاروں کے منتہائے مقصود۔

عاش ما عاش فی البّریة برًّا ولقد کان نهبة المرتاد

جب تک جیے مخلوق میں نیکی کے ساتھ جیے' فیض حاصل کرنے والوں کے لیے ان کا فیض حقیقت میں مال غنیمت تھا۔

ثم ولّی عنّا فقیدًا حمیدًا فجزاه الجنان رب العباد

نہایت قابل تعریف حالت میں ہم سے منہ موڑ کے چلے گئے' بندوں کا پروردگار جزا میں ان کو بہشت بخشے''۔

ہند بنت الحارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے اشعار:

یاعین جودی بدمع منك وابتدری کما تنزل ماء الغیث فانثعبا

''اے آنکھ! ایسی فیاضی سے آنسو بہا جیسے ابر باراں مینہ برساتا ہے۔

اوفیض غربٍ علی عادیة طویت فی جدولٍ خرقٍ بالماء قد سربا

وہ پرانا کنواں اوپر سے بند ہو گیا ہو جس طرح اندر ہی اندر نالی میں اس کا پانی بہتا ہو اسی طرح تو بھی آنسو بہا۔

لقد امتنی من الانباء معضلةٌ انّ ابن آمنة المامون قد ذهبا

مجھے ایک دشوار خبر پہنچی ہے کہ آمنہ کے برکت والے فرزند جاتے رہے۔

انّ المبارك والمیمون فی جدثٍ قد الحفوه تراب الارض والحدبا

وہ صاحب یمن و برکت اب ایک قبر میں ہیں' ان پر خاک کا لحاف ڈال رکھا ہے۔

الیس او سطکم بیتًا واکرمکم خالاً وعمًا کریما لیس موتشبا

کیا تم سب میں وہ شریف گھرانے کے نہ تھے' کیا ننھیال اور ددھیال میں کوئی ایسی شرافت رکھتا تھا جس میں کسی قسم کی آلائش نہ ہو''۔

ہندؓ بنت اُثاثہ کے اشعار جو مسطح بن اثاثہ کی بہن تھیں:

أشاب ذؤابتي وأذل ركني بكاؤك فاطمة الميت الفقيدا

''اے فاطمہ اس مرنے والے پر تیرے گریہ نے میرے بال سفید کر دیئے اور قد کو جھکا دیا۔

فاعطيت العطاء فلم تكدّر واخلامت الولائد والعبيدا

یا حضرت آپ اس طرح عطا دیتے تھے کہ کسی کو کدورت نہ ہوتی چھوٹی چھوٹی لڑکیوں اور غلاموں کی بھی آپؐ خدمت کرتے تھے۔

وكنت ملاذنا في كل لزبٍ اذا هبّت شآميةٌ برودا

ہر ایک مشکل میں آپؐ ہمارے لیے جائے پناہ تھے' جب ٹھنڈی ہوا چلتی اور ٹھنڈ ہوتی تو آپؐ ہی آرام پہنچاتے۔

وانك خير من ركب المطايا واكرمهم اذا نُسبوا جدودا

جتنے لوگ سواریوں پر سوار ہوئے آپؐ ان سب میں بہترین تھے اور نسب میں شریف ترین تھے۔

رسول الله فارقنا وكنّا نرجيّ ان يكون لنا خلودا

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے جدا ہو گئے' ہم تو اپنے لیے حیات کے منتظر تھے۔

افاطم فاصبري فلقد اصابت رذيتك التهائم و النّجودا

اے فاطمہؓ! اب صبر کر تیری مصیبت نے تہامہ ونجد تک کو غمزدہ کر رکھا ہے۔

واهل البّر و الابحار طرًّا فلم تخطئ مصيبته وحيدا

خشکی وتری والے سب اس میں شریک ہیں' اس مصیبت نے کسی کو تنہا نہیں چھوڑا۔

وكان الخير يصبح في زراه سعيد الجدّ قد ولد السعود

آپؐ کے دامن سے خیر وفلاح کی صبح طلوع ہوا کرتی' آپؐ نیک بخت تھے' نیک بختی آپؐ سے پیدا ہوا کرتی''۔

ولها ايضًا

ألا ياعين بكيّ لا تملى فقد بكر النعيّ بمن هويت

''اے آنکھ رو! گھبرا نہ جا' صبح سویرے ہی ایسے کی سنائی آئی ہے جسے میں چاہتی تھی۔

قد بكر النعي بخير شخص رسول الله حقًا ما حييت

بہترین شخص کی سنائی آئی جو اللہ کے سچے پیغمبر تھے' جب تک میں زندہ رہوں ایسا دوسرا شخص نہ ملے گا۔

ولوعشنا ونحن نراك فينا وامر الله يترك ما بكيت

اگر ہم جیتے رہتے' آپ کو اپنے زمرہ میں دیکھتے کہ اللہ کے حکم نے آپ کو چھوڑ دیا ہے' تو میں نہ روتی۔

فقد بكر النّعي بذاك عمدا فقد عظمت مصيبة من لغيت

ماتمی نے قصداً یہ خبر صبح کو سنائی' اس لیے کہ یہ خبر مرگ بڑی بھاری مصیبت ہے۔

وقد عظمت مصیبته وجلت وکلّ الجهد بعدك قد لقیت

حقیقت میں یہ مصیبت بہت ہی بڑی گئی' آپؐ کے بعد ہر طرح کی تکلیف مجھے پیش آئی۔

الی ربّ البریّة ذاك نشکو فانّ اللّٰه یعلم ما اتیت

مخلوقات کے پروردگار ہی سے میں اس کی شکایت کرتی ہوں' اس لیے کہ مجھ پر جو گزری ہے اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

افاطم انّه قد هد رکنی وقد عظمت مصیبته من رویت

اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! میں پست ہوگئی واقع میں یہ بہت بڑا حادثہ ہے''۔

ولها ایضًا

قد کان بعدك ابناء وهنبثه لوکنت شاهد هالم تکثر الخطب

''آپؐ کے بعد طرح طرح کی خبریں آتی رہیں' ان کو دیکھنے سننے والے آپؐ موجود ہوتے تو معاملہ نہ بڑھتا۔

انّا فقدناك فقد الارض وابلها فاحتل لقومك واشهدهم ولاتعب

ہم آپ کو اس طرح کھو بیٹھے جیسے پانی کو زمین کھو بیٹھے' آپؐ اپنی قوم میں آئے' انہیں دیکھئے' ان کے ساتھ رہیے' اور چلے نہ جایئے۔

قد کنت بدرًا ونورًا یستضاء به علیك تنزل من ذی العزة الکتب

آپؐ چودھویں رات کے چاند تھے' ایسے نور تھے کہ اس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے' عزت والے معبود کی جانب سے آپؐ پر کتابیں اُترتی تھیں۔

وکان جبریل بالآیات یحضرنا فغاب عنّاو کلّ الغیب محتجب

جبریل جو آیتیں لے کے ہمارے پاس آیا کرتے تھے اب ہم سے غائب ہوگئے' اور ہر ایک غیب اسی طرح پردہ میں چلا جاتا ہے۔

فقد رذئت ابا سهلاً خلیقته محض الضریبة والا عراق اولغب

میں نے حقیقت میں ایسے کی مصیبت اٹھائی ہے جو والد کی حیثیت میں تھے' عادات واخلاق کے نہایت نرم' خالص کردار اور خاندان کے تھے''۔

عاتکہؓ بنت زید بن عمرو بن نفیل کے اشعار:

امست مراکبه اوحشت وقد کان یرکبها زینها

''شام ہی سے سواریاں متوحش ہیں جن پر وہ سوار ہوتے کہ سواری کی ان سے زینت بڑھ جاتی۔

وأمست تبکی علی سیّد تردّد عبرتها عینها

شام ہی سے سردار کو رو رہی ہیں' آنکھ سے رہ رہ کے آنسو آتے جاتے ہیں۔

وامست نساؤكَ ما تستفیق من الحزن یعتادها دینها

فرط رنج وغم سے آپ کی بیبیوں کو افاقہ تک نہیں' رہ رہ کے رنج بڑھتا ہے۔

وامست شواحب مثل النصّا لِ قد عطّلت وكبا لونها

وہ زرد ہوگئی ہیں' اس سوفار کی سی حالت ہوگئی ہے جو بےکار ہوگیا ہو اور اس کا رنگ جاتا رہا ہو۔

يعالجن حزنًا بعيد الذهاب وفى الصدر مكتنعٌ حينها

اس رنج وغم کی چارہ گری میں جو دیر میں جانے والا ہے اور سینے میں اس کا درد ہے۔

يضر بن بالكّف حرا لوجوه علٰى مثله جادها شونها

ہتھیلیوں سے چہرے بگاڑ رہی ہیں۔ ایسے پر ایسا ہی ہوتا ہے۔

هو الفاضل السيّد المصطفٰى على الحق مجتمعٌ دينها

وہ فاضل تھے' سردار تھے' برگزیدہ تھے' ان کی وجہ سے حق پر دین مجتمع تھا۔

فكيف حياتى بعد الرسول وقد حان ميتهٍ حينها

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد اب میں کیسے جیوں' آپ تو انتقال کر گئے''۔

اُم اَیمن رضی اللہ عنہا کے غم ناک اشعار:

عين جودى فان بذلك للدمع شفاءٌ فاكثرى مبكاء

''اے آنکھ! اچھی طرح رو' رونا ہی شفا ہے' اس لیے رونے میں کمی نہ کر۔

حين قالوا الرسول امسى فقيدًا ميّتًا كان ذاك كل البلاء

جب لوگوں نے کہا کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) چلے گئے تو ہر قسم کی آزمائش کا یہی وقت تھا۔

وابكيا خير من رزيناه فى الدنيا ومن خصّه بوحى السماء

اے دونوں آنکھوں' اس کو روؤ جس کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے' وہ دنیا میں سب سے اچھے تھے' اور وحی آسمانی سے مخصوص تھے۔

بدموعٍ غزيرةٍ منك حتٰى يقضى اللّٰه فيه خير القضاء

یہاں تک روؤ کہ اللہ اپنی بہترین قضا وقدر سے کام لے۔

فلقد كان ما علمتُ وصولاً ولقد جاء رحمةً بالضياء

میں جانتی ہوں کہ حضرت صلہ رحم کرتے تھے' رحمت بن کے اور روشنی لے کے آپ آئے تھے۔

ولقد كان بعد ذلك نورًا وسراجًا يُضئُ فى الظلماء

اسی قدر نہیں' بلکہ آپ ایسے نور اور چراغ تھے جو تاریکی میں روشن ہو۔

طيب العود و الضريبة والمعدن والخيم خاتم الانبياء

پاک خصلت' پاک منش' پاک خاندان' پاک عادت' اور آخری پیغمبر تھے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات یہاں ختم ہوگئے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتباع و پیروی کا حکم

مناقب شیخین:

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ان دونوں کی پیروی کرو جو میرے بعد ہوں گے (یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما)۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ تم لوگوں میں میرا کس قدر رہنا ہوگا۔ لہٰذا تم لوگ ان دونوں کی پیروی کرنا جو میرے بعد ہوں گے' آپ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سلسلے سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ تم لوگوں کے درمیان میری کتنی زندگی باقی ہے لہٰذا تم لوگ ان دونوں کی اقتدا کرنا جو میرے بعد ہوں گے' اور آپ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا' اور تم لوگ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی ہدایت پانا اور ابن ام امام عہد کے عہد سے تمسک کرنا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کو فتویٰ کون دیتا تھا تو انہوں نے کہا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کہ ان دونوں کے سوا میں کسی اور کو نہیں جانتا۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔

حمزہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میں جس وقت سو رہا تھا تو میرے پاس ایک پیالہ دودھ کا لایا گیا۔ میں نے پیا یہاں تک کہ اس کی خوشبو میرے ناخنوں میں جاری ہے' میں نے اپنا بچا ہوا عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا' لوگوں نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کیا تعبیر لی فرمایا علم۔

خفاف بن ایماء سے مروی ہے کہ وہ جمعہ کی نماز عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے جب عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا تو میں نے انہیں (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو) کہتے سنا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک' اے عمر رضی اللہ عنہ آپ معلم ہیں' عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کو ان سے تعجب ہوا' میں نے کہا اے ابو محمد تم ان سے کیوں تعجب کرتے ہو' انہوں نے کہا میں نے ابن ابی عتیق سے سنا کہ وہ اپنے والد سے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں کہ اس کی امت میں ایک یا دو معلم نہ ہوتے ہوں' اگر میری اُمت میں کوئی معلم ہوگا تو وہ ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ہوں گے' حق عمر رضی اللہ عنہ کے زبان و دل پر ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ اللہ نے حق کو عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر رکھ دیا ہے جس کو وہ کہتے ہیں۔ نافع بن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے حق کو عمر رضی اللہ عنہ کی زبان و دل پر کر دیا۔

ہارون البربری نے کسی اہل مدینہ سے روایت کی کہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا گیا تو میں نے فقہاء (علماء) کو ان کے پاس بچوں کی طرح دیکھا جن پر وہ (عمر رضی اللہ عنہ) اپنے علم وفقہ میں غالب تھے۔

شقیق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر عرب کے زندہ لوگوں کا علم ایک پلے میں اور عمر رضی اللہ عنہ کا علم ایک پلے میں رکھا جائے تو بے شک ان سے عمر رضی اللہ عنہ ہی کے علم کا پلہ جھک جائے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ہم عمر رضی اللہ عنہ کا حساب لگائیں تو وہ ۹/۱۰ حصہ علم کا لے گئے۔

شمر سے مروی ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا گویا تمام لوگوں کا علم عمر رضی اللہ عنہ کے ایک ناخن کے گوشت کے نیچے پوشیدہ تھا۔

عامر سے مروی ہے کہ جب کسی امر میں لوگ اختلاف کرتے تھے تو میں دیکھتا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں کیا فیصلہ کیا ہے کیونکہ وہ کسی امر میں اس وقت تک فیصلہ نہیں کرتے تھے تاوقتیکہ ان کے قبل اس میں فیصلہ نہ کیا گیا ہو یہاں تک کہ وہ مشورہ لیتے تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ میں نے عبیدہ سے دادا کی میراث یا حصے کی کوئی بات پوچھی تو انہوں نے کہا کہ تم اس کی طرف کیا قصد رکھتے ہو' میں نے اس کے بارے میں عمر رضی اللہ عنہ کے سو فیصلے یاد رکھے ہیں میں نے کہا (سو میں) سب کے سب عمر رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ تو انہوں نے کہا سب عمر رضی اللہ عنہ کے ہیں۔

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود اور ابوالدرداء اور ابوذر رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے کیا ہے' پھر خود ہی فرمایا کہ میں اسے جانتا ہوں' انہوں نے ان تینوں کو اپنی وفات تک مدینے سے نکلنے نہ دیا۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے سنا کہ کسی شخص کو اس حدیث کی روایت جائز نہیں جو اس نے نہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سنی ہو نہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں' مجھے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرنے میں کوئی مانع نہیں' آگاہ رہو کہ میں آپ ﷺ کے ان اصحاب میں سے ہوں جو آپ ﷺ سے حدیث کو خوب یاد رکھنے والے ہیں' آگاہ ہو کہ میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے کہ جس نے مجھ پر وہ بات کہی جو میں نے نہیں کہی تو اس نے اپنی نشستگاہ آگ کی بنا لی (یعنی اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے)۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قوت فیصلہ:

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے بھیجتے ہیں حالانکہ میں جوان ہوں' ان لوگوں کے درمیان مجھے فیصلہ کرنا ہوگا' حالانکہ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ فیصلہ کیا چیز ہے' آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر پھیرا' پھر فرمایا اے اللہ ان کے قلب کو ہدایت کر اور ان کی زبان کو ثابت کر' قسم ہے اس ذات کی جس نے (زمین سے) دانہ نکالا کہ پھر مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں شک نہیں ہوا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قاضی بنا کر یمن بھیجا' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے ایسی قوم کی طرف بھیجتے ہیں جو مجھ سے سوال کریں گے حالانکہ مجھے قضاء (فیصلہ کرنے) کا علم نہیں ہے' آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور

فرمایا کہ اللہ تمہارے قلب کو ہدایت کرے گا اور تمہاری زبان کو ثابت کرے گا' دولڑنے والے جو تمہارے سامنے بیٹھیں تو اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ دوسرے سے بھی سن نہ لینا جیسا کہ پہلے سے تم نے سنا' کیونکہ یہ طریقہ زیادہ مناسب ہے کہ تمہارے لیے اس سے فیصلہ ظاہر ہو جائے۔ میں برابر قاضی رہا یا (یہ کہا کہ) اس کے بعد مجھے فیصلہ کرنے میں کبھی شک نہیں ہوا۔

علی رضی اللہ عنہ سے (بہ دوسلسلہ) مروی ہے کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ایسی پرانی اور بڑی قوم کی طرف بھیجتے ہیں جو سن رسیدہ ہیں' مجھے اندیشہ ہے کہ میں صواب کو نہ پہنچوں گا' فرمایا اللہ تمہاری زبان کو ثابت کرے گا اور تمہارے قلب کو ہدایت کرے گا۔

سلیمان الاحمسی نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی آیت ایسی نہیں نازل ہوئی میرے رب نے مجھے ایسا قلب عطا کیا ہے جو عقل والا ہے اور ایسی زبان دی ہے جو گویا ہے۔

ابی الطفیل سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے کتاب اللہ کو پوچھو کیونکہ اس کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو' ہموار زمین پر نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔

محمد سے مروی ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے تاخیر کی' انہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے تو انہوں نے کہا کہ کیا تم نے میری امارت کو ناپسند کیا' انہوں نے کہا نہیں' میں نے ایک قسم کھائی تھی کہ میں اپنی چادر سوائے نماز کے لیے جانے کے اور کسی ضرورت سے نہ اوڑھوں گا' تاوقتیکہ قرآن کو جمع نہ کرلوں' لوگوں نے خیال کیا کہ انہوں نے قرآن کو اس کی تنزیل کے مطابق لکھا ہے محمد نے کہا کہ اگر یہ تحریر (قرآن) پائی جاتی تو اس میں ایک علم ہوتا' ابن عون نے کہا کہ میں نے عکرمہ سے اس تحریر کو پوچھا تو وہ اسے نہیں جانتے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ کے لیے کیا تھا کہ آپ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ میں جب آپ سے پوچھا کرتا تھا تو آپ مجھے بتا دیتے تھے اور جب میں خاموش رہتا تو از خود شروع کرتے تھے۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ سے سنا کہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے کہ جب کوئی ثقہ (معتبر آدمی) ہم سے علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے کوئی فتویٰ بیان کرتا تو ہم اس کے خلاف نہ کرتے۔ عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ بیان کیا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں علم قضاء کے سب سے بڑے عالم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ عبداللہ کہا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں علم قضاء کے سب سے بڑے عالم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ قضاء کے عالم ہیں۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک روز عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے اصحاب کے پاس گئے اور فرمایا آج میں نے ایک کام کیا ہے' مجھے اس کے بارے میں تم لوگ فتویٰ دو' انہوں نے کہا اے امیر المومنین وہ کیا ہے' فرمایا' میرے پاس سے ایک جاریہ (لونڈی) گزری' مجھے وہ اچھی معلوم ہوئی میں نے اس سے جماع کیا حالانکہ میں روزہ دار تھا' ساری جماعت نے اس کو ان پر گراں

سمجھا' علی رضی اللہ عنہ خاموش رہے' انہوں نے فرمایا اے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تم کیا کہتے ہو' انہوں نے کہا آپ نے حلال کام کیا' ایک دن کے بدلے ایک دن کا روزہ رکھ لیجئے' انہوں نے کہا تمہارا فتویٰ سب سے بہتر ہے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اس امر مشکل و دشوار سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے جس کے حل کرنے میں ابوحسن رضی اللہ عنہ نہ ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک روز عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ سنایا اور کہا کہ علی رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم قضاء کے ماہر ہیں' ابی ہم سب سے زیادہ قرآن کے ماہر ہیں' ہم ان میں سے کچھ اشیاء چھوڑیں گے جو ابی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' میں رسول اللہ ﷺ کے قول کو نہ چھوڑوں گا' حالانکہ ابی کے بعد ایک کتاب نازل ہوئی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سب سے زیادہ قضا کے جاننے والے علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم سب سے زیادہ قرآن کے جاننے والے ابی ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سب سے زیادہ عالم قضاء علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم سب سے زیادہ عالم قرآن ابی' اور ہم بہت کچھ ابی کی قراءت کی وجہ سے چھوڑتے ہیں۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ فیصلے کے ماہر ہیں اور ابی ہم سب سے زیادہ قرآن کے ماہر ہیں۔

عطاء سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ قضاء کے ماہر ہیں اور ابی ہم سب سے زیادہ قرآن کے عالم ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا فقہی مقام:

عبداللہ بن دینار الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو کچھ آنحضرت ﷺ سے سنتے تھے اس کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بھی۔

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امتیازی حیثیت:

اُبی بن کعب و انس و ابوحبہ البدری اور انس سے (ایک اور سلسلے سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب سے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں قرآن سناؤں' بعض رواۃ نے کہا کہ (بجائے قرآن کے) فلاں فلاں سورت (فرمایا) انہوں نے کہا کیا میرا وہاں ذکر کیا گیا ہے' بعض رواۃ نے کہا کہ (ابی نے کہا کہ کیا) اللہ نے آپ سے میرا نام لیا ہے' آپ نے فرمایا ہاں' ان کی آنکھوں سے خوشی سے آنسو جاری ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فبفضل اللّٰه برحمته، فبذلك فليفر حوا هو خير مما يجمعون" (اللہ کے فضل و رحمت سے' پھر اسی سے انہیں خوش ہونا چاہیے جو اس سے بہتر ہے کہ وہ جمع کرتے ہیں)۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے انہیں سورۂ لم یکن سنائی تھی۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ جب اللہ نے اپنے رسول پر: "اقرأ باسم ربك الذی خلق" نازل کی تو نبی ﷺ اُبی بن کعب کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے پاس آؤں تاکہ تم اس سورت کو سیکھ لو اور اسے

حفظ کرلو ابی بن کعب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ میری اُمت کے سب سے بڑے عالم قرآن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابوفروہ نے کہا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو کہتے سنا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابی ہم سب سے زیادہ عالم قرآن ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا علم قرآن:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سوال کیا گیا تم لوگ دو قراءتوں میں سے کس کو اولیٰ شمار کرتے ہو انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت کو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو ہر سال رمضان میں ایک مرتبہ قرآن سنایا جاتا تھا سوائے اس سال کے جس میں آپ کی وفات ہوئی' کیونکہ اس رمضان میں آپ کو دو مرتبہ قرآن سنایا گیا' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپؐ کے پاس حاضر ہوئے اور اس میں سے جو منسوخ ہو گیا یا بدل دیا گیا' وہ انہیں معلوم ہے۔

مسروق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی سورت ایسی نہیں نازل ہوئی کہ اس کے متعلق مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کس بارے میں نازل کی گئی' اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ کوئی شخص کسی ایسے مقام پر مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم ہے جہاں اونٹ یا سواریاں پہنچا ئیں گی تو میں اس کے پاس ضرور جاتا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ستر سے زائد سورتیں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے حاصل کیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے (بہ دوسلسلہ) مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ' میں نے کہا کہ میں آپ کو کیسے سناؤں' حالانکہ آپؐ ہی پر نازل کیا گیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ میں سننا چاہتا ہوں (وہب نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ) میں چاہتا ہوں کہ اسے اپنے سوا کسی اور سے بھی سنوں' میں نے آپ کو سورۃ النساء سنائی یہاں تک کہ جب میں ان آیات پر پہنچا "فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنابك علی ھؤلاء شھیدا" (پھر اس وقت کیونکر ہوگا جب ہم ہر امت کا گواہ لائیں گے اور آپ کو ان گواہوں پر گواہ لائیں گے) (صرف ابونعیم نے اپنی حدیث میں کہا کہ) آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اتنا سنانا تمہیں کافی ہے' (اور دونوں سلسلے کے راویوں نے کہا کہ (پھر میں نے آپ کی طرف دیکھا تو نبی ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی تھیں' آپؐ نے فرمایا کہ جسے یہ پسند ہو کہ وہ قرآن کی تازہ قراءت کرے جیسا کہ وہ نازل ہوا ہے تو اسے اس کو ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی قراءت میں پڑھنا چاہیے۔

مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ گویا میں اصحاب محمد ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوں' میں نے انہیں مثل حوض کے پایا' ایک حوض وہ ہے جو ایک آدمی کو سیراب کرتا ہے' ایک حوض وہ ہے جو دس کو سیراب کرتا ہے' ایک حوض وہ ہے جو سو کو سیراب کرتا ہے' ایک حوض وہ ہے کہ اگر اس پر تمام زمین کے باشندے اتر آئیں تو وہ انہیں بھی سیراب کر دے' میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اسی قسم کے حوض کے مثل پایا (جو روئے زمین کو سیراب کر دے)۔

ابوالاحوص سے مروی ہے کہ اصحاب نبی ﷺ کی ایک جماعت (یا راوی نے یہ کہا کہ) نبی ﷺ کے چند اصحاب

ابوموسیٰ کے مکان میں قرآن کا دور کر رہے تھے' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور باہر گئے تو ابومسعود نے کہا کہ جو کچھ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اسے یہ شخص جو باہر چلا گیا ان لوگوں سے زیادہ جانتا ہے' جو یہاں رہ گئے اور جو دوسرے مقام پر ہیں' ابوموسیٰ نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو جب ہم لوگ پوشیدہ ہو جائیں گے تو اس کی بات سنی جائے گی اور جب ہم لوگ غائب ہوں گے تو وہ موجود ہوگا۔

ابوعمروشیبانی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ مجھ سے نہ پوچھا کرو جب تک یہ علامہ تم میں ہیں' یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

ابوعطیہ الہمدانی سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور ایک مسئلہ پوچھا' انہوں نے فرمایا کہ تم نے میرے سوا کسی اور سے بھی اس کو پوچھا ہے' اس نے کہا ہاں ابوموسیٰ سے پوچھا ہے' اس نے انہیں ان کے قول کی اطلاع دی تو عبداللہ نے اس شخص کی مخالفت کی اور کھڑے ہو کر کہا کہ تم لوگ مجھ سے کچھ دریافت نہ کرو جب تک کہ یہ علامہ تمہارے درمیان ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ستر سورتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سیکھیں جن میں کوئی میرا شریک نہیں۔

شقیق بن سلمہ سے مروی ہے کہ جس وقت قراءتوں کے متعلق جو حکم دیا گیا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ سنایا' انہوں نے غلول (خیانت) کا ذکر کیا اور کہا کہ "من یغلل یأت بما غل یوم القیامة" (جو شخص خیانت کرے گا تو جس چیز کی اس نے خیانت کی ہے اسے قیامت میں وہ لائے گا) لوگوں نے قراءتوں میں خیانت کی ہے' مجھے اپنے محبوب کی قراءت پر پڑھنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قراءت پر پڑھوں' قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں' میں نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ستر سے زائد سورتیں حاصل کی ہیں کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اتنے بچے تھے کہ ان کے دو گیسو تھے اور داڑھی نہ تھی اور بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔

پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر میں کسی ایسے شخص کو جانتا جو کتاب اللہ کا مجھ سے زیادہ عالم ہو اور وہ ایسے مقام پر ہوتا کہ اس کے پاس اونٹ پہنچا تا تو میں ضرور اس کے پاس جاتا پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ چلے گئے شقیق نے کہا کہ میں مختلف حلقوں میں بیٹھا جن میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم تھے مگر میں نے کسی کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی تردید کرتے نہیں سنا۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ ایک روز عبداللہ اس حالت میں آئے کہ عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے جب انہوں نے ان کو آتے دیکھا تو فرمایا کہ یہ ایک صندوق ہے جو فقہ سے بھرا ہوا ہے اعمش نے بجائے فقہ کے علم کہا۔

اسد بن وداعہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ ایک صندوق ہیں جو علم سے بھرا ہوا ہے' جن کی وجہ سے میں نے اہل قادسیہ کا اکرام کیا ہے۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان قراءت:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے (یہ دو سلسلہ) اور عبداللہ بن بریدہ کے والد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

کی قراءت سنی اور فرمایا کہ ان کو آل داؤد کے مزامیر (باجوں) میں سے حصہ دیا گیا ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ایک رات کو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ ازواج نبی ﷺ نے ان کی آواز سنی' وہ بڑے خوش آواز تھے' وہ کھڑی سنتی رہیں' جب صبح ہوگئی تو' ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ازواج سن رہی تھیں' انہوں نے کہا کہ اگر مجھے علم ہوتا تو میں ضرور تم کو (تم عورتوں کو) اور اچھی طرح سناتا اور تم (عورتوں) کو مزید شوق دلاتا' (راوی) حماد نے کہا کہ میں تم (مردوں) کو اور اچھی طرح سناتا اور تم (مردوں) کو مزید شوق دلاتا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے اشعری کو کس حالت میں چھوڑا میں نے کہا کہ انہیں اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ لوگوں کو قرآن پڑھا رہے تھے آپ نے فرمایا' دیکھو وہ عقیل وفہیم ہیں' مگر یہ بات انہیں نہ سنانا' پھر مجھ سے فرمایا کہ تم نے اعراب کو کس حالت میں چھوڑا میں نے کہا اشعریوں کو؟ انہوں نے کہا نہیں' بلکہ اہل بصرہ کو میں نے کہا دیکھئے' اگر وہ یہ بات (یعنی اعراب کہنا) سن لیں تو انہیں ضرور ناگوار ہو' انہیں خبر نہ کرنا کیونکہ وہ اعرب (دیہاتی) ہیں' مگر یہ کہ اللہ کوئی ایسا آدمی عطا کرے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو۔

سلیمان یا کسی اور سے مروی ہے کہ وہ ابوموسیٰ کے کلام کو اس قصائی سے تشبیہ دیتے تھے جو ہڈی کا جوڑ معلوم کرنے میں خطا نہیں کرتا۔

قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ نے کہا کہ قاضی کو مناسب نہیں کہ وہ فیصلہ کرے تاوقتیکہ اسے حق اتنا واضح نہ ہو جائے جیسا کہ رات دن سے ظاہر ہو جاتی ہے' عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔

اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین:

ابوالبختری سے مروی ہے کہ ہم علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے اصحاب محمد ﷺ کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ان میں سے کس کا حال' ہم نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا حال بیان کیجئے' انہوں نے کہا کہ وہ حدیث وقرآن کے عالم ہوئے' اس علم کی انتہا کو پہنچے اور انہیں یہ علم کافی تھا۔

ہم نے کہا کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا حال بیان کیجئے تو کہا کہ وہ کافی طور پر علم میں رنگے ہوئے تھے' پھر وہ اس رنگ سے باہر ہوگئے۔

ہم نے کہا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا حال بیان کیجئے تو فرمایا کہ وہ مومن تھے جو بھول گئے جب یاد دلایا گیا تو یاد کرلیا۔

ہم نے کہا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا حال بیان کیجئے تو کہا کہ اصحاب محمدؐ میں سب سے زیادہ منافقین کا علم رکھنے والے تھے۔

ہم نے کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا حال بیان کیجئے تو کہا کہ انہوں نے علم کو یاد کیا پھر اس میں عاجز ہوگئے۔

ہم نے کہا کہ سلمان رضی اللہ عنہ کا حال بتایئے تو کہا کہ انہوں نے علم اوّل وعلم آخر کو پایا' وہ ایک ایسے ربار کے مانند تھے جس کی گہرائی کو ہم اہل بیتؓ میں سے بھی کوئی نہیں پا سکتا۔

ہم نے کہا: اے امیر المؤمنین آپ اپنا حال بیان کیجئے' فرمایا: میرا حال تم پوچھتے ہو' میرا حال یہ ہے کہ جب میں رسول اللہ

ﷺ سے سوال کرتا تھا تو مجھے عطا ہوتا تھا اور جب میں خاموش رہتا تھا تو از خود میرے ساتھ ابتدا کی جاتی تھی۔

قتادہ وابن سیرین سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ابورداء عویمر سے فرمایا کہ سلمان تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ ابوصالح نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ سلمان کو ان کی ماں روئے کہ وہ علم سے شکم سیر کر دیئے گئے ہیں۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی عظمت:

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بقدر فاصلہ حد نظر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ علماء کے آگے آئیں گے۔

ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن معاذ بقدر حد نظر علماء کے آگے ہوں گے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لیے علماء کے آگے علیحدہ جگہ ہوگی۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بقدر حد نظر علماء کے آگے ہوں گے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت میں سب سے زیادہ حلال وحرام کا علم رکھنے والے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا تو فرمایا: اگر تمہارے سامنے کوئی قضیہ پیش کیا گیا تو تم کس چیز (قانون) سے فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے کہا جو کتاب اللہ میں ہے اس کے موافق فیصلہ کروں گا' آپؐ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ ہو؟ انہوں نے کہا کہ جو رسولؐ نے فیصلہ کیا اس کے مطابق فیصلہ کروں گا' آپؐ نے فرمایا' اگر وہ (قضیہ) ان میں سے نہ ہو جس کا رسولؐ نے فیصلہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا پھر آپؐ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اس امر کی توفیق دی جس سے رسول اللہ ﷺ راضی ہیں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حنین روانہ ہوئے تو آپؐ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو مکے میں چھوڑ دیا تا کہ وہ اہل مکہ کو فقہ کی تعلیم دیں اور انہیں قرآن پڑھائیں۔

موسیٰ بن علی بن رباح نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے الجابیہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص فقہ کو پوچھنا چاہے وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔

ایوب بن نعمان بن عبداللہ بن کعب نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ جس وقت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ شام روانہ ہو گئے تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ان کی روانگی نے مدینے و اہل مدینہ کو فقہ میں اور جن امور میں وہ ان کو فتویٰ دیا کرتے تھے محتاج بنا دیا حالانکہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لوگوں کو ان کا حاجت مند ہونے کی وجہ سے کہا تھا کہ وہ انہیں روک لیں' مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ جس شخص نے جہاد کا ارادہ کیا اور جو شہادت چاہتا ہے تو میں اسے نہیں روکوں گا میں نے کہا

واللہ آدمی کو شہادت عطا کر دی جاتی ہے حالانکہ وہ اپنے گھر میں اپنے بستر پر ہوتا ہے جو اپنے شہر سے پورا بے نیاز ہوتا ہے کعب بن مالک نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حیات میں ہی فتویٰ دیا کرتے تھے۔

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قیامت کے روز جب علماء حاضر ہوں گے تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بقدر پتھر پھینکنے کی جگہ کے ان کے آگے ہوں گے۔

عامر سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ معاذ اس آیت کے مصداق تھے: "کان امة قانتا لله حنیفا ولم یك من المشرکین" (وہ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے) ایک شخص نے ان سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن آپ اس آیت کے مطلب و مصداق کو بھول گئے یہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان میں ہے انہوں نے کہا "نہیں" ہم انہیں ابراہیم سے تشبیہ دیتے تھے امت وہ شخص ہے جو لوگوں کو خیر کی تعلیم کرے اور قانت وہ ہے جو فرماں بردار ہو"۔

فروہ بن نوفل اشجعی سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے میں نے کہا کہ ابوعبدالرحمٰن نے غلطی کی اللہ نے تو ابراہیم ہی کو کہا کہ وہ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے علی رضی اللہ عنہ نے اسے پھر دہرایا اور کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے میں سمجھ گیا کہ انہوں نے یہ امر قصداً کیا اس لیے خاموش ہو گیا انہوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ "امۃ" کیا ہے اور "قانت" کیا ہے میں نے کہا اللہ زیادہ جانتا ہے انہوں نے کہا کہ امۃ وہ ہے جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دے اور قانت وہ ہے جو اللہ کا اور اس کے رسول کا مطیع ہو اور معاذ بھی ایسے ہی تھے جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتے تھے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے مطیع تھے۔

مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھے انہوں نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے فروہ بن نوفل نے ان سے کہا کہ ابوعبدالرحمٰن بھول گئے آپ کی مراد ابراہیمؑ ہیں انہوں نے کہا: کیا تم نے مجھے ابراہیمؑ کا ذکر کرتے سنا؟ ہم تو معاذ کو ابراہیمؑ سے تشبیہ دیتے ہیں یا انہیں ان کے ساتھ تشبیہ دی جاتی تھی ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ "امۃ" کیا ہے تو انہوں نے کہا وہ شخص ہے جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دے اور قانت وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع ہو۔

ابوالاحوص سے مروی ہے کہ ایک روز ابن مسعود اپنے اصحاب سے حدیث بیان کر رہے تھے کہ معاذ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے ایک شخص نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! ابراہیمؑ ایسے پیشوا تھے جو مطیع تھے اس شخص نے یہ گمان کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو وہم ہو گیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا امۃ وہ ہے جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دے پھر انہوں نے کہا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ قانت کیا ہے لوگوں نے کہا "نہیں" تو انہوں نے کہا کہ قانت وہ ہے جو اللہ کا مطیع ہو۔

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ ہم سے دونوں عاقلوں کا حال بیان کرو کہا جاتا تھا کہ دونوں عاقل کون ہیں تو وہ کہتے تھے کہ معاذ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما۔

اعمش سے مروی ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علم کو حاصل کرو جس طرح سے وہ تمہارے پاس آئے۔

اہل علم وفتویٰ اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین:

عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب کوئی ایسا امر پیش آتا جس میں وہ اہل الرائے اور اہل علم کا مشورہ لینا چاہتے اور مہاجرین وانصار کے آدمیوں کو بلاتے تو وہ عمر' عثمان' علی' عبدالرحمٰن بن عوف' معاذ بن جبل' ابی بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کو بھی بلاتے تھے' یہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتویٰ دیا کرتے تھے اور لوگوں کا فتویٰ صرف انہیں لوگوں کے پاس جاتا تھا' ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی حالت پر گزر گئے' عمر رضی اللہ عنہ والی ہوئے وہ بھی اسی جماعت کو بلاتے تھے' جب وہ خلیفہ تھے تو فتویٰ عثمان وابی وزید رضی اللہ عنہم کے پاس جاتا تھا۔

محمد بن سہل بن ابی حیثمہ نے اپنے والد سے روایت کی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو لوگ فتویٰ دیتے تھے وہ تین آدمی مہاجرین کے تھے اور تین انصار کے' عمر' عثمان وعلی اور ابی بن کعب' معاذ بن جبل وزید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔

عبداللہ بن دینار الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی خلافت میں جب کوئی امر شدید پیش آتا تھا تو وہ اہل شوریٰ انصار' معاذ بن جبل' ابی بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کرتے تھے۔

المسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کا علم چھ شخصوں تک ختم ہوتا تھا' عمر' عثمان' علی' معاذ بن جبل' ابی بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم (یعنی ہر شخص کو انہیں چھ سے علم حاصل ہوا)۔

مسروق سے مروی ہے کہ میں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے علم کی خوشبو حاصل کی تو میں نے ان کے علم کی انتہا چھ پر پائی عمر' علی' عبداللہ' معاذ' ابوالدرداء اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم پھر میں نے ان کے علم کی خوشبو حاصل کی تو مجھے ان کے علم کی انتہا علی و عبداللہ رضی اللہ عنہما پر ملی۔

عامر سے مروی ہے کہ اس امت میں نبی ﷺ کے بعد چھ علماء ہوئے' عمر' عبداللہ' زید بن ثابت رضی اللہ عنہم جب عمر رضی اللہ عنہ کوئی بات کہتے تھے اور یہ دونوں بھی کوئی بات کہتے تھے تو ان دونوں کا قول ان کے قول کے تابع ہوتا تھا' اور علی' ابی بن کعب' ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم جب علی رضی اللہ عنہ کوئی بات کہتے تھے اور یہ دونوں بھی کوئی بات کہتے تھے تو ان دونوں کا قول علی رضی اللہ عنہ کے تابع ہوتا تھا۔

مسروق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے عمر' علی' ابن مسعود' زید' ابی بن کعب اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم صاحب فتویٰ تھے۔

عامر سے مروی ہے کہ اس امت کے قاضی چار ہیں' عمر' علی' زید' ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم اور اس امت کے عقلاء چار ہیں' عمرو بن العاص' معاویہ بن ابی سفیان ومغیرہ بن شعبہ وزیاد رضی اللہ عنہم۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار آدمیوں سے قرآن حاصل کرو: عبداللہ بن مسعود' ابی بن کعب' معاذ بن جبل وسالم مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہم۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب مہاجرین اوّلین رسول اللہ ﷺ کے آنے سے پہلے مکے سے مدینے آئے تو وہ العصبہ میں اترے العصبہ قباء کے قریب ہے' ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم ان کی امامت کرتے تھے' اس لیے کہ وہ ان سب سے زیادہ قرآن جانتے تھے' عبداللہ بن نمیر نے اپنی حدیث میں کہا کہ ان مہاجرین اوّلین میں عمر بن الخطاب وابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہما

بھی تھے۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا علم کتاب:

یزید بن عمیرہ السکسکی سے جو معاذ کے شاگرد تھے مروی ہے کہ معاذ نے انہیں حکم دیا کہ وہ چار سے طلب علم کریں' عبداللہ بن مسعود' عبداللہ بن سلام' سلمان فارسی اور عویمر ابوالدرداء رضی اللہ عنہم سے۔

معاذ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔

معبد الجہنی سے مروی ہے کہ ایک شخص تھے جن کا نام یزید بن عمیرہ السکسکی تھا وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے' انہوں نے بیان کیا کہ جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا وقت وفات آیا تو یزید ان کے سرہانے بیٹھے رو رہے تھے ان کی طرف معاذ رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور کہا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے یزید نے کہا دیکھئے میں دنیا کے لیے نہیں روتا جو مجھے آپ سے پہنچتی تھی' میں اس علم کے لیے روتا ہوں جو مجھ سے فوت ہو گیا' معاذ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ علم جیسا تھا گیا نہیں' میرے بعد تم چار آدمیوں سے علم حاصل کرنا' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ان دس آدمیوں کے دسویں ہیں جو جنت میں ہوں گے اور عمر رضی اللہ عنہ سے' لیکن عمر رضی اللہ عنہ کو تمہارے لیے فرصت نہ ہوگی' اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے۔

معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی اور یزید کوفے میں آ گئے' وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آئے' ان سے ملے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے' ان کے اصحاب نے کہا کہ ابراہیم ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ "**ومن عندهٗ علم الكتاب**" (اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے) انہوں نے کہا کہ ان کا نام عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہے۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ "**وشهد شاهد من بني اسرائيل على مثله**" (اس قسم کی بات کی بنی اسرائیل کے ایک شاہد نے شہادت دی) انہوں نے کہا کہ اس شاہد کا نام عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہے۔

عطیہ سے اللہ کے اس قول میں مروی ہے کہ "**ان يعلم علماء بني اسرائيل**" (اسے بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں) انہوں نے کہا کہ وہ علمائے بنی اسرائیل پانچ تھے جن میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ابن یامین' ثعلبہ بن قیس اسد و اسید تھے۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی شان علم:

زاذان سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے ابوذر رضی اللہ عنہ کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ انہوں نے علم کو حفظ کیا جس میں وہ عاجز رہے' وہ بخیل و حریص تھے' اپنے دین پر بخیل تھے اور علم پر حریص تھے' وہ بکثرت سوال کیا کرتے تھے۔ انہیں علم عطا ہوتا تھا' اور انہیں روک دیا جاتا تھا' دیکھو ان کے ظرف میں ان کے لیے بھرا گیا یہاں تک کہ وہ بھر گئے' مگر ان لوگوں کو یہ نہ معلوم ہوا کہ اس قول سے آپ کی مراد کیا ہے کہ "**وعى علما عجز فيه**" (انہوں نے علم کو حفظ کیا جس میں وہ عاجز رہے) آیا وہ اس کے ظاہر کرنے سے عاجز رہے' یا اس علم سے عاجز رہے جو ان کے پاس تھا' یا اس علم کی طلب سے عاجز رہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا گیا۔

مرثد یا ابن مرثد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں ابوذر غفاری کے پاس بیٹھا تھا' ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ کیا آپ کو امیر المومنین نے فتوئی دینے سے منع نہیں کیا؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ اگر تم لوگ تلوار اس پر (اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا) رکھ دو اس بات پر کہ میں اس کلمے کو ترک کر دوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے تو میں ضرور اسے پہنچا دوں گا۔ قبل اس کے ایسا ہو (یعنی حلق پر تلوار چلے)۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے اس حالت میں (یعنی اس قدر جلد) رسول اللہ ﷺ کو ترک کر دیا (یعنی آپ بذریعہ وفات ہم سے جدا ہو گئے) کہ کوئی پرندہ آسمان پر اپنے پر بھی نہ پھڑ پھڑا نے پایا تھا کہ ہم نے آپ سے علم یاد کر لیا۔

عہد نبوی میں قرآن جمع کرنے والے اصحاب رضی اللہ عنہم:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چھ شخصوں نے قرآن جمع کیا۔ ابی بن کعب' معاذ بن جبل' ابوالدرداء' زید بن ثابت' سعد' اور ابوزید' اور مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہم نے صرف دو یا تین سورتوں کے علاوہ پورا قرآن جمع کیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ستر سے زائد سورتیں آنحضرت ﷺ سے حاصل کیں اور بقیہ قرآن انہوں نے مجمع سے سیکھا۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں انصار کے چھ شخصوں نے قرآن جمع کیا' معاذ بن جبل' ابی بن کعب' زید بن ثابت' ابوالدرداء' ابوزید اور سعد بن عبید رضی اللہ عنہم نے' جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو مجمع بن جاریہ کو ایک یا دو سورت باقی رہ گئی تھی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ابی بن کعب' زید بن ثابت' عثمان بن عفان اور تمیم داری رضی اللہ عنہم نے قرآن جمع کیا۔

قرہ بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے قتادہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ابی بن کعب' معاذ بن جبل' زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم نے قرآن پڑھا' میں نے کہا کہ کون ابوزید' تو انہوں نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ کے چچاؤں میں سے۔

محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے سوائے چار کے جو سب کے سب انصار میں سے تھے کسی نے قرآن جمع نہیں کیا تھا' پانچویں میں اختلاف کیا جاتا ہے' انصار کے وہ لوگ جنہوں نے اس کو جمع کیا زید بن ثابت' ابوزید' معاذ بن جبل' اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم ہیں' وہ شخص جن میں اختلاف ہے' تمیم داری ہیں۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن کس نے جمع کیا' انہوں نے کہا' چار نے' جو سب انصار میں سے تھے' ابی بن کعب' معاذ بن جبل' زید بن ثابت اور ایک انصاری نے جن کا نام ابوزید تھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چار نے قرآن حاصل کیا' ابی بن کعب' معاذ بن جبل' زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پانچ انصاریوں نے قرآن جمع کیا' معاذ بن جبل عبادہ بن الصامت' ابی بن کعب' ابوایوب اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہم۔

محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چار آدمیوں نے قرآن جمع کیا' ابی بن کعب' معاذ بن جبل' زید بن

ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم نے دو آدمیوں میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ عثمان و تمیم داری میں اور بعض نے کہا کہ عثمان و ابوالدرداء رضی اللہ عنہما میں۔

ابن مرسا مولائے قریش سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان نے عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قرآن جمع کیا۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ پانچ انصار نے نبی ﷺ کے زمانے میں قرآن جمع کیا' معاذ بن جبل' عبادہ بن صامت' ابی بن کعب' ابوایوب اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہم نے جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو انہیں یزید بن ابی سفیان نے لکھا کہ اہل شام اس قدر زیادہ ہو گئے اور ان کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ انہوں نے شہروں کو بھر دیا' انہیں ایک ایسے شخص کی حاجت ہے جو قرآن کی تعلیم دے اور فقہ سکھائے' لہٰذا اے امیر المومنین میری ایسے آدمیوں سے مدد کیجئے جو ان لوگوں کو تعلیم دیں' عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پانچ (مذکورۂ بالا) آدمیوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ مجھ سے تمہارے برادران اہل شام نے ایسے لوگوں کی مدد مانگی ہے جو انہیں قرآن کی تعلیم دیں اور علم دین سکھائیں تم اپنے میں سے تین سے میری مدد کرو' اللہ تم پر رحمت کرے' اگر تم لوگ قبول کرو تو آپس میں قرعہ ڈال لو اور اگر تم میں سے تین آدمی بغیر قرعے کے قبول کر لیں تو وہ روانہ ہو جائیں' انہوں نے کہا کہ ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ باہم قرعہ ڈالیں' ابوایوب تو بہت بوڑھے ہیں اور ابی بن کعب بیمار ہیں معاذ اور عبادہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہم روانہ ہوئے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حمص سے شروع کرو' کیونکہ وہاں تم لوگوں کو مختلف وجوہ پر پاؤ گے ان میں کوئی ایسا ہو گا جو سیکھ لے گا' جب تم دیکھنا کہ اس نے سیکھ لیا تو اس کے پاس لوگوں کی ایک جماعت کو بھیجنا' پھر جب تم ان لوگوں سے مطمئن ہو جاؤ تو وہاں تم میں سے صرف ایک آدمی قیام کرے' ایک دمشق روانہ ہو جائے اور دوسرا فلسطین' وہ لوگ حمص آئے' وہاں رہے' جب وہ مطمئن ہو گئے تو عبادہ وہیں مقیم ہو گئے' ابوالدرداء رضی اللہ عنہ دمشق روانہ ہو گئے اور معاذ رضی اللہ عنہ فلسطین' معاذ عمواس کے سال طاعون میں وفات پا گئے' عبادہ بعد کو فلسطین چلے گئے اور وہیں وفات پائی' لیکن ابوالدرداءؓ اپنی وفات تک برابر دمشق ہی میں رہے۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عالم نہیں ہوتا جب تک متعلم (طالب علم) نہ ہو' اور عالم نہیں ہوتا تاوقتیکہ علم پر عامل نہ ہو۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ تم اس وقت تک پورے فقیہ (عالم) ہرگز نہ ہو گے تاوقتیکہ تم قرآن کے مختلف وجوہ نہ دیکھو۔

معاویہ بن قرہ سے مروی ہے کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا علم حاصل کرو اگر تم اس سے عاجز ہو تو کم از کم اہل علم سے محبت ہی کرو' اور اگر تم ان سے محبت نہ کرو تو کم از کم ان سے نفرت نہ کرو۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ ابوالدرداء نے فرمایا کہ جو علم میں بڑھ گیا وہ درد میں بڑھ گیا۔

یحییٰ بن عباد نے اپنی حدیث میں کہا کہ سب سے زیادہ خوفناک چیز جس سے میں ڈرتا ہوں یہ ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے کہا جائے کہ تم عالم تھے اور میں کہوں ہاں' پھر کہا جائے تو تمہیں جو کچھ علم تھا اس کے مطابق تم نے کیا عمل کیا۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں علم عطا کیا گیا۔

عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر سے مروی ہے کہ معاویہ نے کہا کہ دیکھو خبردار ابوالدرداء حکماء میں سے ایک ہیں‘ دیکھو خبردار عمرو بن العاص بھی حکماء میں سے ایک ہیں‘ دیکھو خبردار‘ کعب احبار علماء میں سے ایک ہیں‘ کہ ان کے پاس پھلوں کی طرح علم تھا‘ اگرچہ ہم لوگ ان کے معاملے میں کوتاہی کرنے والے تھے۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا علم فرائض اور مہارت تحریر:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس غیر زبان میں لوگوں کے خطوط آتے ہیں‘ میں پسند نہیں کرتا کہ انہیں کوئی اور پڑھے کیا تم سے ممکن ہے کہ تم خط عبرانی یا فرمایا سریانی سیکھ لو‘ میں نے کہاہاں پھر میں نے اسے سترہ شب میں سیکھ لیا۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا کہ تم یہود کی تحریر سیکھ لو‘ کیونکہ واللہ میں اپنے خط پر یہود سے مطمئن نہیں ہوں پھر میں نے اسے نصف ماہ سے بھی کم مدت میں سیکھ لیا۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اس حالت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کہ آپؐ اپنی ضروریات لکھا رہے تھے‘ آپؐ نے فرمایا قلم اپنے کان پر رکھ لو کیونکہ زید لکھوانے کے لیے زیادہ یاد رکھتے ہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سب سے زیادہ فرائض کے عالم زید ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا میری امت میں سب سے زیادہ فرائض کے جاننے والے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ عمر و عثمان رضی اللہ عنہما قضاء وفتویٰ وفرائض وقراءت میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر کسی کو مقدم نہیں کرتے تھے۔

موسیٰ بن علی بن رباح نے اپنے والد سے روایت کی کہ جابیہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص فرائض (مسائل ترکہ ومیراث) پوچھنا چاہے وہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔

نافع سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قضاء پر عامل بنایا اور ان کے لیے تنخواہ مقرر کی۔

عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ ہر سفر میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناتے تھے‘ یا راوی نے یہ کہا کہ جس سفر کا آپ ارادہ کرتے تھے‘ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو شہروں میں بھیجا کرتے تھے اور زید کو امور مہمہ میں بھیجا کرتے تھے‘ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس نامزد لوگ بلائے جاتے تھے‘ پھر ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بھی کہا جاتا تھا تو کہتے تھے کہ زید کا رتبہ میرے نزدیک کم نہیں ہوا۔ لیکن اہل شہر ان امور میں زید کے محتاج ہیں جو انہیں پیش آتے ہیں‘ وہ جو کچھ زید کے پاس پاتے ہیں کسی اور کے پاس نہیں پاتے۔

قبیصہ بن ذویب بن طلحہ سے مروی ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مدینے میں عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں اور علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قضاء وفتوے وفرائض وقراءت کے رئیس رہے‘ اس کے بعد (یعنی علی رضی اللہ عنہ کے ترک مدینہ کے بعد) پانچ سال تک رہے ۴۰ھ میں معاویہ والی ہوئے تو بھی وہ اسی طرح رہے یہاں تک کہ ۴۵ھ میں زید کی وفات ہوگئی۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے رکاب پکڑ لی اور کہا کہ اسی طرح علماء اور بزرگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے رکاب پکڑ لی' انہوں نے کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے کنارے ہٹو' تو انہوں نے کہا کہ ہم اسی طرح اپنے علماء اور اپنے بزرگوں کے ساتھ کرتے ہیں۔

مسروق سے مروی ہے کہ میں مدینے آیا' اصحاب نبی ﷺ کو دریافت کیا تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مضبوط علم والوں میں نکلے۔

بکیر بن عبداللہ بن الاشج سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ قضاء کا علم حاصل کیا یا جس سے وہ فتویٰ دیا کرتے تھے اس کا اکثر حصہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے تھا' بہت کم ایسا ہوا کہ کوئی مقدمہ یا بڑا فتویٰ ابن المسیبؒ کے پاس آئے جسے ان اصحاب نبی ﷺ کی جانب سے بیان کیا جائے جو مدینے سے باہر تھے کہ انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس کے بعد کہاں ہیں' کیونکہ وہ معاملات قضا میں جو ان کے سامنے آئیں سب سے زیادہ عالم ہیں اور وہ سب سے زیادہ ان معاملات میں بصیرت رکھنے والے ہیں جو ان کے پاس آتے ہیں جن میں کچھ (فیصلہ کسی اور کا) سنا نہیں گیا' ابن المسیب کہتے تھے کہ مجھے زید بن ثابت کا کوئی ایسا قول نہیں معلوم جس پر مشرق و مغرب میں اجماع کر کے عمل نہ کیا جائے یا اس پر اہل مصر عمل نہ کریں ہمارے پاس ان کے سوا اور لوگوں سے احادیث و علم آتا ہے جن پر میں نے نہ اور لوگوں کو عمل کرتے دیکھا اور نہ ان کو جو ان کے درمیان ہیں۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جس روز زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا ہم ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھے میں نے کہا کہ آج انسانوں کا عالم مر گیا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا' آج اللہ ان پر رحمت کرے' وہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لوگوں کے عالم اور اس (خلافت) کے علامہ تھے' عمر رضی اللہ عنہ نے عالم لوگوں کو شہروں میں منتشر کر دیا تھا انہیں اپنی رائے سے فتویٰ دینے کو منع کر دیا تھا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مدینے ہی میں بیٹھ کر اہل مدینہ کو اور ان کے علاوہ آنے والوں کو فتویٰ دیتے رہے۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مروان نے ایک شخص کو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے پس پردہ بٹھایا پھر اس نے اسے بلایا' وہ بیٹھ کر زید سے سوال کر رہا تھا اور لوگ لکھ رہے تھے' زید نے ان لوگوں کو دیکھا اور کہا کہ اے مروان میرا عذر قبول کر' میں صرف اپنی رائے سے کہتا ہوں۔

عوف نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ جب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس طرح علم جاتا ہے' انہوں نے اپنے ہاتھ سے ان کی قبر کی طرف اشارہ کیا' وہ آدمی مر جاتا ہے جو کسی ایسی شے کا عالم ہوتا ہے کہ اس کے سوا دوسرا اس کا عالم نہیں ہوتا تو جو علم اس کے ساتھ تھا وہ چلا جاتا ہے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ جب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور وہ دفن کر دیئے گئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس طرح علم جاتا ہے۔

عمار بن ابی عمار سے مروی ہے کہ جب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ہم لوگ قصر کے سایہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھ گئے' انہوں نے کہا کہ علم اس طرح جاتا ہے' آج بہت سا علم دفن کر دیا گیا۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جس وقت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج اس امت کا

علامہ مر گیا' شاید اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کا جانشین کر دے۔

علم حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بے مثال مقام:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اپنا کپڑا پھیلاؤ' میں نے اسے پھیلا دیا' پھر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن بھر حدیث فرمائی' میں نے اپنا کپڑا اپنے پیٹ کی طرف سمیٹ لیا' میں اس میں سے کچھ نہ بھولا جو آپ نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی تھی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ سے بہت حدیثیں سنیں مگر انہیں بھول گیا' آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ' میں نے اسے پھیلا دیا پھر آپ نے اس میں اپنے ہاتھ سے پانی چھڑک دیا اور فرمایا اوڑھ تو' میں نے وہ اوڑھ لی اس کے بعد میں کوئی حدیث نہیں بھولا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو برتن محفوظ کر لیے ہیں ان میں سے ایک کو میں نے پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ نرخرہ کاٹ دیا جائے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کی کثرت کر دی' واللہ اگر کتاب اللہ عزوجل میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا' پھر وہ یہ آیت پڑھتے تھے: ﴿ان الذین یکتمون ما انزلنا من البیّنات والھُدیٰ﴾ (وہ لوگ جو ان دلائل کو اور ہدایت کو چھپاتے ہیں جو ہم نے نازل کیں) یہاں تک کہ وہ آیت کے اس حصے تک پہنچتے تھے: ﴿فاولئك اتوب علیھم وانا التواب الرحیم﴾ (یہ وہ لوگ ہیں جن سے میں درگزر کروں گا اور میں بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں)۔

پھر کہتے تھے کہ ان دونوں کا حال یہ ہے کہ ہمارے برادران مہاجرین کو بازاروں کی آمدورفت نے مشغول کر لیا تھا' ہمارے برادران انصار کو مالی کاموں نے مشغول کر لیا تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صرف اپنی شکم پری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے وہ ایسی باتیں سنتے تھے جو دوسرے لوگ نہیں سنتے تھے اور وہ ایسی باتیں یاد کر لیتے تھے جو اور لوگ نہیں یاد کرتے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی جنازے پر حاضر ہوگا تو اس کے لیے ایک قیراط ہے (قیراط دینار کا ایک حصہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم کچھ حدیث بیان کرتے ہو۔ اس پر غور کر لیا کرو کیونکہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت حدیث بیان کرتے ہو' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کا ہاتھ پکڑ کر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئے اور کہا کہ آپ انہیں بتا دیجئے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر کہتے سنا' عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی' پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے نہ تو کھجور کی کاشت نے روکا اور نہ بازاروں کی (بغرض تجارت) آمدورفت نے' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تمہیں ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہے اور تم ہم سب سے زیادہ آپ کی حدیث کے حافظ ہو۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی روایت میں کثرت کی ہے' پھر میں ایک شخص سے ملا اور کہا کہ کل عشاء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سی سورت پڑھی اس نے کہا مجھے نہیں معلوم' میں نے کہا کیا تم اس میں نہیں تھے' اس نے کہا ''ہاں'' میں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ نے فلاں فلاں سورت پڑھی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرض کی: یا رسول اللہ قیامت کے روز آپ کی شفاعت میں سب سے زیادہ سعید (کامیاب) کون ہوگا' آپؐ نے فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میرا گمان یہ تھا کہ تم سے پہلے مجھ سے یہ حدیث کوئی نہیں پوچھے گا' اس وجہ سے کہ میں حدیث پر تمہاری حرص کو دیکھتا تھا قیامت کے روز سب سے زیادہ میری شفاعت میں وہ شخص کامیاب ہوگا جس نے اپنے 1
دلی خلوص سے ''لا الٰہ الا اللہ'' کہا۔

عمرو بن یحییٰ بن سعید الاموی نے اپنے دادا سے روایت کی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حدیثیں بیان کرتے ہو جنہیں میں نے آپؐ سے نہیں سنا' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' اے ام المومنینؓ! میں نے انہیں اس حالت میں حاصل کیا ہے کہ آپ کو سرمہ دانی اور آئینے نے ان سے باز رکھا' مجھے ان چیزوں میں سے کسی نے مشغول نہیں کیا۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ میں نے یزید بن الاصم کو کہتے سنا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم نے حدیث کی کثرت کر دی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر وہ تمام باتیں بیان کر دوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں تو تم لوگ مجھے گھورے پر پھینک دو گے اور مجھ سے بات نہ کرو گے۔

محمد بن ہلال نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اگر میں تم لوگوں کو ان تمام باتوں سے آگاہ کر دوں جو میں جانتا ہوں تو لوگ مجھے جہل کی طرف منسوب کریں گے اور کہیں گے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مجنون ہے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں تم سے وہ سب بیان کر دوں جو میرے سینے میں ہے تو تم لوگ مجھے اونٹ کی مینگنیوں سے مارو گے' حسن رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ انہوں نے سچ کہا' اگر وہ ہمیں بتاتے کہ بیت اللہ منہدم کیا جائے گا اور جلایا جائے گا تو لوگ ان کی تصدیق نہ کرتے۔ ابو کثیر الغبری سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نہ چھپاتا ہے نہ لکھتا ہے۔

مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دو مرتبہ دعا فرمائی کہ اللہ مجھے حکمت عطا کرے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا' میری پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اے اللہ انہیں حکمت اور تفسیر قرآن کا علم دے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکمت عطا کر اور انہیں تفسیر کا علم دے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے' میں نے آپؐ کے لیے رات کے وضو کا پانی رکھ دیا تو فرمایا: اے اللہ انہیں دین کا علم و فہم عطا کر اور انہیں تفسیر کا علم دے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اہل بدر کو اپنے پاس حاضر ہونے کی اجازت دیتے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے کوئی مسئلہ پوچھا اور مجھ سے بھی' میں نے جواب دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے کہا کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو اس کے بعد مجھے ان پر (یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ نظر عنایت پر) کیوں کر ملامت کرتے ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ وتابعین کی نظر میں:

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ عمر وعثمان رضی اللہ عنہما دونوں ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلاتے تھے اور اہل بدر کے ہمراہ ان سے بھی مشورہ لیتے تھے' وہ عمر وعثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں اپنی وفات تک مفتی رہے۔

مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم لوگوں کی عمر پالیں تو ہم میں سے کوئی ان سے وصول نہ کرے' نضر (راوی) نے اسی حدیث میں اتنا اور زیادہ کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کیسے اچھے ترجمان قرآن ہیں (مفسر قرآن ہیں)۔

سلمہ بن کہیل سے مروی ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کیسے اچھے ترجمانِ قرآن ہیں (مفسر قرآن ہیں)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے قول وما یعلمهم الا قلیل میں (یعنی انہیں سوائے چند کے کوئی نہیں جانتا) مروی ہے کہ میں ان چند میں ہوں' اور وہ سات آدمی ہیں۔

عبیداللہ بن ابی یزید سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب کوئی امر دریافت کیا جاتا تھا تو اگر وہ قرآن میں ہوتا تھا تو وہ اسے بتادیتے تھے' اگر وہ قرآن میں نہ ہوتا اور رسول اللہ ﷺ سے مروی ہوتا تو اسے بتادیتے' اگر ان میں سے کسی سے مروی نہ ہوتا تو اپنی رائے سے اجتہاد کرتے تھے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام ان کے کثرت علم کی وجہ سے دریا رکھ دیا گیا تھا۔

عطاء سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دریا کہا جاتا تھا اور عطاء تو (بجائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہنے کے) کہا کرتے تھے کہ دریا نے کیا اور دریا نے کہا وغیرہ۔

طاؤس سے مروی ہے کہ میں نے کسی شخص کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔

لیث بن ابی سلیم سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس سے کہا کہ تم اس لڑکے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہو گئے اور تم نے اکابر اصحاب رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیا' انہوں نے کہا کہ میں نے ستر اصحاب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب وہ باہم کسی امر میں مناظرہ کرتے تھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی طرف رجوع کرتے تھے۔

یوسف بن مہران سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قرآن بہت پوچھا جاتا تھا' وہ کہتے تھے کہ وہ اس طرح ہے' اور اس طرح ہے کیا تم نے شاعر کو اس طرح کہتے نہیں سنا (یعنی محاورۂ قرآنی پر شاعر کے شعر کی شہادت لاتے تھے)۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ علی وابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں میں ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کے زیادہ عالم تھے' اور دونوں میں علی رضی اللہ عنہ مبہمات کے (یعنی جن کی مراد واضح نہیں ہے) زیادہ عالم تھے۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ عطاء نے کہا کہ کچھ لوگ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس شعر دریافت کرنے کے لیے اور کچھ لوگ عرب کی جنگیں اور ان کے واقعات (دریافت کرنے) کے لیے ان میں سے کوئی قسم ایسی نہ تھی جو وہ چاہے اور ان کے سامنے پیش نہ کرے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرے میں شہرت حاصل کی اور وہ

زبردست مقرر اور بہت علم والے تھے انہوں نے سورۂ بقرہ پڑھی اور اس کی ایک ایک آیت کی تفسیر کی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں نے ایک انصاری سے کہا کہ اصحابِ رسول ﷺ کو بلالاؤ تو ہم تم ان سے حدیث دریافت کریں کیونکہ اس وقت بہتیرے صحابی موجود ہیں' انصاری نے کہا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما تم پر تعجب ہے' کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ لوگ تمہارے حاجت مند ہیں' حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں جیسے لوگ ہیں وہ ہیں (یعنی کیسے کیسے جلیل القدر لوگ ہیں)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے یہ خیال ترک کر دیا اور خود ہی آپ کے اصحاب رسول اللہ ﷺ سے حدیث دریافت کرنے لگا' اگر مجھے کسی شخص سے حدیث پہنچتی تھی تو میں اس کے دروازے پر جاتا تھا جب کہ وہ قیلولے میں ہوتا تھا' اپنی چادر اس کے دروازے پر بچھا لیتا اور آندھی مجھ پر مٹی ڈالتی تھی' پھر وہ شخص مجھے دیکھتا تو کہتا کہ اے رسول اللہ کے چچا کے بیٹے آپ کو کیا ضرورت لائی' آپ نے مجھے کیوں نہ بلا بھیجا کہ میں آپ کے پاس آ جاتا' میں کہتا تھا کہ ''نہیں' مجھ پر آپ کے پاس آنے کا حق زیادہ ہے'' پھر میں ان سے حدیث پوچھتا تھا۔

وہ انصاری زندہ رہے' انہوں نے مجھے اس حالت میں دیکھا کہ لوگ میرے گرد جمع ہیں اور مسائل پوچھتے ہیں' کہنے لگے یہ نوجوان مجھ سے زیادہ عاقل ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اکثر حدیثیں انصار کے پاس سے پائیں' میں کسی شخص کے پاس جاتا تھا اور اسے سوتا ہوا پاتا تھا تو اگر میں چاہتا تو میرے لیے اس کو جگا دیا جاتا' مگر میں اس کے دروازے پر بیٹھ جاتا تھا' اور آندھی میرے منہ پر تھپیڑے مارتی تھی۔ وہ جب بیدار ہوتا تو میں جو چاہتا تھا اس سے پوچھتا تھا' اور واپس ہو جاتا تھا۔

ابی کلثوم سے مروی ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما دفن کر دیئے گئے تو ابن الحنفیہ نے کہا کہ آج اس امت کا اللہ والا چل بسا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حلقۂ درس:

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما چند خصلتوں میں لوگوں سے بڑھ گئے تھے' علم میں کوئی ان سے آگے نہ بڑھا' فقہ میں ان کی رائے کی حاجت ہوتی تھی' اور علم و عطاء و احسان میں' میں نے کسی شخص کو نہ دیکھا جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا' جس میں وہ سب سے آگے تھے ان سے زیادہ جاننے والا ہو' یا ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی قضاء کوئی ان سے زیادہ جاننے والا ہو' ان سے زیادہ کوئی فقیہ ہو یا سمجھ رکھتا ہو' یا ان سے زیادہ شعر و عربیت کا اور تفسیر قرآن و حساب و فرائض کا جاننے والا ہو' نہ واقعات گزشتہ کا ان سے زیادہ کوئی جاننے والا تھا' اور نہ اس معاملے میں جہاں رائے کی حاجت ہوتی کوئی ان سے زیادہ صائب الرائے تھا۔

وہ ایک روز بیٹھتے تھے تو صرف فقہ کا درس دیتے' ایک روز صرف تفسیر کا' ایک روز صرف مغازی کا' ایک روز صرف شعر کا اور ایک روز صرف تاریخ عرب کا' میں نے کسی عالم کو بغیر اس کے کبھی ان کے پاس بیٹھے نہیں دیکھا کہ وہ اس کے لیے جھک نہ گئے ہوں' اور میں نے کبھی کسی طالب علم کو نہیں دیکھا کہ اس نے ان کے پاس علم نہ پایا ہو۔

داؤد بن جبیر سے مروی ہے کہ میں نے ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سب سے زیادہ عالم ہیں۔

عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ میں نے کسی کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ حاضر الفہم' کامل العقل' کثیر العلم' متحمل مزاج نہیں دیکھا' میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا کہ وہ انہیں امور مہمہ کے لیے طلب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تمہارے پاس امر مہم آیا ہے پھر وہ اپنے قول کو آگے نہ بڑھاتے تھے حالانکہ ان کے آس پاس مہاجرین وانصار میں سے اہل بدر بھی ہوتے تھے۔

بنہان سے مروی ہے کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی ﷺ سے کہا کہ میں لوگوں کا اتفاق ابن عباس رضی اللہ عنہما پر دیکھتا ہوں' تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ بقیہ لوگوں سے زیادہ عالم ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے حج کی راتوں میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس طرح دیکھا کہ ان کے ہمراہ لوگوں کے حلقے تھے اور مناسک (احکام حج) پوچھے جا رہے تھے' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ بقیہ لوگوں سے زیادہ مناسک کے عالم ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ایک روز عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے ایک مسئلہ پوچھا جو یعلیٰ بن امیہ نے یمن سے لکھا تھا' میں نے انہیں اس کے بارے میں جواب دیا تو انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نبوت کے مکان سے بولتے ہو۔

ابی معبد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہم سب سے زیادہ عالم ہیں۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ میں نے معاویہ بن ابی سفیان کو کہتے سنا کہ تمہارے مولیٰ (یعنی عکرمہ کے آقا و آزاد کرنے والے) واللہ مردہ و زندہ سب سے زیادہ فقیہ ہیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ کعب احبار نے کہا کہ تمہارے آقا اس امت کے اللہ والے (ربانی) ہیں' جو مردہ و زندہ سب سے زیادہ عالم ہیں۔

طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مضبوط علم والوں میں سے تھے (الراسخین فی العلم میں سے تھے)۔

طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس طرح لوگوں پر چھا گئے تھے جس طرح کھجور کے لمبے درخت چھوٹے درختوں پر چھا جاتے ہیں۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے حدیث بیان کرتے تھے' پھر اگر وہ اجازت دیتے تھے کہ میں ان کے سر کو بوسہ دوں تو میں بوسہ دیتا تھا۔

مالک بن ابی عامر سے مروی ہے کہ میں نے طلحہ بن عبید اللہ کو کہتے سنا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فہم و ذکاوت و علم دیا گیا میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے کسی کو ان پر مقدم کیا ہو۔

محمد بن ابی بن کعب سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد ابی بن کعب کو اس وقت کہتے سنا کو ان کے پاس ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے' جب وہ کھڑے ہوئے تو والد نے کہا' یہ اس امت کا علامہ ہوگا' اس کو عقل و فہم دی گئی ہے' اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی ہے کہ (اللہ) انہیں دین میں فقیہ کرے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے جبریل صلوات اللہ علیہ کو دو مرتبہ دیکھا اور رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دو مرتبہ دعا فرمائی۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بخار تھا' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عیادت کے لیے آئے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے بیماری نے ہمارے ساتھ کوتاہی کی' اللہ ہی سے مدد چاہی جاتی ہے۔

ابی معبد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ مجھ سے کبھی کسی شخص نے کوئی حدیث بیان نہ کی جو میں نے اس سے پوچھ نہ لی ہو میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آتا تھا' وہ سوتے ہوتے تھے' میں ان کے دروازے پر سو جاتا تھا' اگر انہیں میری موجودگی کا علم ہو جاتا تو وہ میرے اس مرتبے کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے تھا ضرور پسند کرتے کہ انہیں میرے لیے بیدار کر دیا جائے۔ لیکن میں ناپسند کرتا تھا کہ انہیں ملول کروں۔

سلمٰی سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے ہمراہ چند تختیاں تھیں جن پر وہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ افعال ابو رافع سے پوچھ کر لکھ رہے تھے۔

ابو سلمہ حضرمی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب مہاجرین و انصار کے اکابر کے ساتھ لگا رہتا تھا' ان سے رسول اللہ ﷺ کے مغازی اور ان کے بارے میں جو قرآن نازل ہوا پوچھا کرتا تھا' میں ان میں سے جس کے پاس آیا وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میری قرابت کی وجہ سے میرے آنے سے ضرور خوش ہوا ایک روز ابی بن کعب سے جو راسخین فی العلم (مضبوط علم والوں) میں سے تھے اس قرآن کو پوچھنے لگا جو مدینے میں نازل ہوا تو انہوں نے کہا کہ اس میں ستائیس سورتیں نازل ہوئیں اور اس کا بقیہ مکے میں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جو گزر گیا اس میں ہم سب سے زیادہ عالم ہیں اور ان معاملات میں جن میں (کتاب و سنت میں سے) کوئی شے نہیں آئی ہم سب سے زیادہ فقیہ ہیں' عکرمہ نے کہا کہ میں نے ان کے قول کی ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی تو انہوں نے کہا کہ ان کے پاس بھی علم ہے اور وہ بھی رسول اللہ ﷺ سے حلال و حرام دریافت کیا کرتے تھے۔

طاؤس سے مروی ہے کہ میں نے کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اختلاف کر کے ان سے جدا ہوا ہو' پھر اس نے انہیں تسلیم نہ کیا ہو۔

یعقوب بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اس وقت انہیں کہتے سنا جس وقت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات کی خبر پہنچی' انہوں نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا کہ سب سے زیادہ بردبار اور سب سے زیادہ عالم مر گیا' بے شک ان کی وجہ سے اس امت پر ایسی مصیبت آ گئی جس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی تو رافع بن خدیج نے کہا کہ آج وہ شخص مر گیا جس کے علم کی حاجت تمام مشرق و مغرب میں تھی۔

زیاد بن میناء سے مروی ہے کہ ابن عباس' ابن عمر' ابوسعید خدری' ابو ہریرہ' عبداللہ بن عمرو بن العاص' جابر بن عبداللہ' رافع بن خدیج' سلمہ بن الاکوع' ابو واقد اللیثی اور عبداللہ بن بحسینہ رضی اللہ عنہم اپنے مشابہ اصحابؓ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات سے اپنی وفات تک مدینے میں فتویٰ دیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کیا کرتے تھے' ان میں سے جن لوگوں کی طرف فتویٰ پلٹ آیا وہ ابن عباس' ابن عمر' ابوسعید خدری' ابو ہریرہ و جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم تھے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی علمی احتیاط:

ابو جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے زیادہ کوئی محتاط نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنے تو نہ اس میں کچھ بڑھائے نہ گھٹائے۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نوجوانوں کے فقہاء میں شمار کیے جاتے تھے۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حدیث کے زبردست عالم تھے' فقہ میں زبردست عالم نہ تھے۔

عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے جو کچھ نبی ﷺ سے سنا تھا آپؐ سے اس کے لکھنے کی اجازت چاہی' آپؐ نے مجھے اجازت دی' پھر میں نے اسے لکھا' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اس کتاب کا نام ''الصادقہ'' رکھا تھا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے پاس ایک کتاب دیکھی تو میں نے دریافت کیا' انہوں نے کہا کہ یہ ''الصادقہ'' ہے اس میں وہ حدیثیں ہیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس طرح سنیں کہ ان میں میرے اور آپؐ کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا۔

چند فقیہ صحابہ رضی اللہ عنہم:

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمران بن الحصین حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے ثقہ اصحاب میں شمار کیے جاتے تھے۔

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے شام میں کوئی نہ رہا جو عبادہ بن الصامت اور شداد بن اوس رضی اللہ عنہما سے زیادہ ثقہ' زیادہ فقیہ اور زیادہ پسندیدہ ہو۔

ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب جب بیٹھ کر باتیں کرتے تھے تو ان کی باتیں فقہ ہوتی تھیں' سوائے اس کے کہ وہ کسی کو حکم دیں کہ وہ انہیں سورت پڑھ کر سنائے یا کوئی آدمی ازخود قرآن کی سورت پڑھ کر سنائے۔

حنظلہؒ بن ابی سفیان نے اپنے اساتذہ سے روایت کی کہ نوجوان اصحاب رسول اللہ ﷺ میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے زیادہ فقیہ کوئی نہیں تھا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی ﷺ:

قبیصہ بن ذویب بن حلحلہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اتنی بڑی عالم تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم ان

سے مسائل پوچھتے تھے۔

ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ جب کسی بات میں شک کرتے تھے تو عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے پوچھتے تھے' وہ ان کے پاس اس (بات) کا علم پاتے تھے۔

مسروق سے مروی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ آیا عائشہ رضی اللہ عنہا فرائض اچھی طرح جانتی تھیں' انہوں نے کہا" کیا خوب' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی استانی دیکھا کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے فرائض پوچھتے تھے۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ نہ کسی کو سنت رسول اللہ ﷺ کا عالم دیکھا' نہ کسی ایسے معاملے میں جس میں رائے کی حاجت ہو ان سے زیادہ کسی کو فقیہ دیکھا اور نہ کسی آیت کے شانِ نزول میں ان سے زیادہ عالم دیکھا' نہ فرائض ہی میں۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ ازواج نبی ﷺ نے کثیر احادیث حفظ کیں مگر نہ عائشہ و ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے برابر' عائشہ رضی اللہ عنہا' عمر وعثمان رضی اللہ عنہما کے عہد میں اپنی وفات تک فتویٰ دیتی رہیں' ان پر اللہ کی رحمت ہو' رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کے اکابر اصحاب عمر وعثمان رضی اللہ عنہما ان کے پاس بھیج کر احادیث دریافت کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عائشہ' ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کے زمانۂ خلافت میں اپنی وفات تک مسلسل اور مستقل طور پر فتویٰ دیتی رہیں (اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے) میں برابر ان کے ہمراہ رہا' اور ان کا احسان میرے ساتھ رہا' میں بحر علم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ بھی بیٹھتا تھا' میں ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھی بیٹھا ہوں' اور بہت زیادہ بیٹھا ہوں' وہاں یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یہاں تقویٰ اور علم اور عظمت اور ان امور سے آگاہی تھی جن کا انہیں (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو) علم نہ تھا۔

اکابر صحابہ سے قلت روایت کی وجہ:

محمد بن عمرو اسلمی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اکابر اصحاب سے صرف اس لیے روایت کی قلت ہے کہ وہ لوگ قبل اس کے کہ ان کی حاجت ہو وفات پا گئے' صرف عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے کثرت ہوئی اس لیے کہ یہ دونوں والی ہوئے' ان دونوں نے لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے تمام اصحاب ائمہ تھے جن کی اقتداء کی جاتی تھی' ان کے ہر کام کو جو وہ کرتے تھے یاد رکھا جاتا تھا' ان سے فتویٰ پوچھا جاتا تھا' وہ فتویٰ دیتے تھے' انہوں نے احادیث سنیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

رسول اللہ ﷺ کے اکابر اصحاب آپ سے حدیث بیان کرنے میں بہ نسبت اوروں کے بہت کم رہے' مثلاً ابوبکر وعثمان' طلحہ' زبیر' سعد بن ابی وقاص' عبدالرحمٰن بن عوف' ابی عبیدہ بن الجراح' سعید بن زید بن عمرو بن نفیل' ابی بن کعب' سعد بن عبادہ' عبادہ بن الصامت اسید بن الحضیر' معاذ بن جبل' اور انہیں کے ہم پلہ دوسرے لوگ۔

ان لوگوں سے کثیر احادیث نہیں آئیں' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے نوجوان اصحاب سے آئیں' مثلاً جابر بن عبداللہ' ابوسعید خدری' ابوہریرہ' عبداللہ بن عمر بن الخطاب' عبداللہ بن عمرو بن العاص' عبداللہ بن عباس' رافع بن خدیج' انس بن مالک' براء بن عازب رضی اللہ عنہم اور ان کے ہم پلہ لوگ۔

یہ سب کے سب فقہائے اصحاب رسول اللہ ﷺ میں شمار کیے جاتے تھے اور مع اپنے ہم جنسوں کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے اور کم عمر تھے' جیسے عقبہ بن عامر الجہنی' زید بن خالد الجہنی عمران بن الحصین' نعمان بن بشیر' معاویہ بن ابی سفیان' سہل بن سعد الساعدی' عبداللہ بن یزید الحطمی' مسلمہ بن مخلد الزرقی' ربیعہ بن کعب اسلمی اور ہند اور اسماء فرزندان حارثہ الاسلمی جو دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے اور آپ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

اکثر روایت وعلم ان اصحاب رسول اللہ ﷺ اور ان کے ہم جنسوں میں ہے۔ اس لیے کہ یہ زندہ رہے اور ان کی عمریں دراز ہوئیں۔ لوگوں کو ان کی حاجت ہوئی' رسول اللہ ﷺ کے بہت سے اصحاب آپ کی وفات سے قبل اور بعد آپ کا علم لے گئے ان سے کچھ منقول نہیں' اور بوجہ کثرت اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ان کی حاجت نہ ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تبوک میں جو آپ کا آخری غزوہ تھا' تیس ہزار مسلمان حاضر ہوئے' یہ لوگ ان کے علاوہ تھے جو اسلام لائے اور اپنے شہر و مقام میں ہی رہے اور جہاد نہیں کیا' ہمارے نزدیک وہ ان سے زیادہ تھے جنہوں نے آپ کے ہمراہ غزوۂ تبوک میں شرکت ہم نے ان میں سے ان کا شمار کیا جن کا نام ونسب ہمیں معلوم ہوسکا اور جن کا حال غزوات وسریات میں معلوم ہوسکا اور جن کا وہ مقام بیان کیا گیا کہ جہاں انہوں نے قیام کیا۔

ان میں سے جو رسول اللہ ﷺ کی حیات میں شہید ہوگئے' جو آپ کے بعد' اور جو رسول اللہ ﷺ کے پاس قاصد بن کے آئے پھر اپنی قوم میں لوٹ گئے' اور جنہوں نے آپ سے حدیث بیان کی' ان میں بعض وہ ہیں جن کا نسب واسلام معلوم ہے' بعض وہ ہیں جو صرف اس حدیث سے پہچانے گئے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی۔

بعض وہ ہیں جن کی موت رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے ہوگئی اور ان کا نسب اور ذکر اور مشہد (مقاماتِ حاضری) معلوم ہیں' کچھ ایسے ہیں جن کی موت رسول اللہ ﷺ سے جو حدیث بیان کی وہ یاد کرلی گئی' بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنی رائے سے فتویٰ دیا۔

بعض وہ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث نہیں بیان کی' شاید ان کی آپ سے صحبت ومجالست وسماع ان لوگوں سے زیادہ ہو جنہوں نے آپ سے حدیث بیان کی لیکن ہم نے اس معاملے کو (یعنی ترک روایت حدیث کو) ان کے روایت حدیث سے بچنے پر یا اس بات پر کہ بوجہ کثرتِ اصحاب رسول اللہ ﷺ ان کی حاجت نہیں ہوئی یا عبادت میں اور سفر یا جہاد فی سبیل اللہ میں مشغولی پر محمول کیا' یہاں تک کہ وہ اس حالت میں گزر گئے کہ ان سے نبی ﷺ کی کوئی حدیث یاد نہیں کی گئی' حالانکہ پورے طور پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی صحبت اور آپ سے ان کی ملاقات کا علم ہے۔

ان میں سے سب لوگ نبی ﷺ کے ساتھ نہیں رہتے تھے‘ ان میں بعض وہ ہیں جو آپؐ کے ہمراہ مقیم رہے‘ آپؐ کے ساتھ ساتھ رہے اور آپ کے ہمراہ تمام مشاہد (مقامات حاضری) میں حاضر ہوئے‘ بعض ان میں سے وہ ہیں جو آپؐ کے پاس آئے‘ انہوں نے آپ کو دیکھا‘ پھر وہ اپنی قوم کے شہر میں پلٹ گئے بعض وہ ہیں جو تھوڑے تھوڑے زمانے کے بعد آپؐ کے پاس اپنی حجاز وغیرہ کی منزل سے آتے تھے‘ ہم نے ان تمام اصحاب رسول اللہ ﷺ کو جن کا نام ہم تک پہنچا ہے المغازی میں لکھا ہے جو عرب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ان میں سے جنہوں نے آپؐ سے حدیث روایت کی‘ ان سب امور کو جہاں تک ہمیں معلوم ہوا ہم نے بیان کیا ہے‘ مگر ہم نے پورے علم کا احاطہ نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے بعد مہاجرین وانصار وغیرہم کے فرزندوں میں تابعین تھے جن میں فقہاء وعلماء تھے‘ ان کے پاس حدیث وآثار کی روایت تھی‘ فقہ وفتویٰ تھا‘ وہ گزر گئے اور اپنے بعد ایک دوسرے طبقے کو چھوڑ گئے‘ ان کے بعد ہمارے زمانے تک اور طبقے ہیں‘ ہم نے اس کی تفصیل کی ہے اور اس کو بیان کیا ہے۔

اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد اہل علم اور اہل فقہ تابعین

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ:

قدامہ بن موسیٰ الجمحی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ فتویٰ دیا کرتے تھے حالانکہ اصحاب رسول اللہ ﷺ زندہ تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہر اس قضا کا جس کا رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے فیصلہ کیا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہ رہا مسعر نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے عثمان و معاویہ رضی اللہ عنہما بھی کہا تھا۔

محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں جو لوگ مدینے میں تھے فتوے میں ان کے امام اور ان پر مقدم تھے کہا جاتا ہے کہ وہ فقیہ الفقہاء تھے۔

مکحول سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ عالم العلماء تھے۔

اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ مکحول نے کہا کہ میں نے تم سے جو حدیثیں بیان کیں وہ مسیبؒ اور شعبیؒ سے ہیں۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں مدینے آیا وہاں کے باشندوں میں سب سے بڑے فقیہ کو دریافت کیا تو مجھے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا گیا میں نے ان سے کہا کہ میں اقتباس کرنے والا (کچھ حاصل کرنے والا) ہوں عیب جوئی کرنے والا نہیں ہوں میں ان سے سوال کرنے لگا اور مجھے ایک شخص جوان کے پاس تھا جواب دینے لگا میں نے اس سے کہا کہ تم مجھ سے رُک جاؤ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اس شیخ سے کچھ یاد کروں اس نے کہا کہ لوگو اس شخص کو دیکھو جو چاہتا ہے کہ یاد نہ کرے حالانکہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں رہا ہوں۔

جب ہم لوگ نماز کو اٹھے تو میں اس شخص کے اور سعید کے درمیان کھڑا ہوا امام سے کوئی بات ہو گئی جب ہم لوٹے تو میں نے اس سے کہا کہ آیا تم نے بھی امام کی نماز میں کوئی بات ناپسند کی اس نے کہا نہیں میں نے کہا کہ کتنے ہی انسان ایسے ہیں جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں رہے حالانکہ ان کا قلب دوسرے مقام میں تھا اس نے کہا کہ کیا تم نے دیکھا کہ میں نے جو جواب دیا سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے میری مخالفت کی میں نے کہا نہیں سوائے اس کے کہ فاطمہ بنت قیس کے بارے ہیں کہ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ وہ عورت ہے جس نے مردوں کو تعجب میں ڈال دیا یا کہا کہ عورتوں کو تعجب میں ڈال دیا۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد سے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا اور کہا گیا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں یہ یہ کہا ہے معن نے اپنی حدیث میں کہا کہ قاسم نے کہا کہ وہ ہم سب سے بہتر اور ہمارے سردار ہیں محمد بن عمرو نے اپنی حدیث میں

کہا کہ وہ ہمارے سردار اور ہمارے عالم ہیں۔

ابوالحویرث سے مروی ہے کہ محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ آ کر سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے فتویٰ پوچھتے تھے' ہشام بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے زہری کو' جب کسی سائل نے سوال کیا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا علم کس سے حاصل کیا تو' یہ جواب دیتے سنا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے' اور انہوں نے سعد بن ابی وقاص' ابن عباس' ابن عمر رضی اللہ عنہم کی بھی ہم نشینی کی' اور نبی ﷺ کی ازواج عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما کے پاس بھی گئے' انہوں نے عثمان بن عفان' علی صہیب اور محمد بن مسلمہ سے بھی سنا' ان کی اکثر روایتوں کی سند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے اور وہ ان کے داماد تھے' انہوں نے عمر وعثمان رضی اللہ عنہما کے اصحاب سے بھی سنا' اور کہا جاتا تھا کہ وہ تمام امور کا' جن کا فیصلہ عمر وعثمان رضی اللہ عنہما نے کیا' ان سے زیادہ کوئی جاننے والا نہ تھا۔

سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ ہم لوگ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھتے تھے' میں اور سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اور قبیصہ بن ذؤیب' ہم لوگ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ بھی بیٹھتے تھے' لیکن سعید بن المسیب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسندات (روایات) کو بوجہ داماد ہونے کے ہم سے زیادہ جانتے تھے۔

ابوجعفر سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ سعید بن المسیب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسندات (روایات) کو بوجہ داماد ہونے کے ہم سے زیادہ جانتے تھے۔

ابوجعفر سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ ان آثار کے' جو ان سے پہلے ہو گئے سب سے زیادہ عالم ہیں' اور اپنی رائے میں سب سے زیادہ فقیہ (سمجھ دار) ہیں۔

سعید بن عبدالعزیز التنوخی سے مروی ہے کہ میں نے مکحول سے پوچھا کہ تم جن لوگوں سے ملے ان میں سب سے زیادہ عالم کون ہے تو انہوں نے کہا کہ ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں مدینے میں آیا' وہاں کے باشندوں میں سب سے زیادہ فقیہ کو دریافت کیا' تو مجھے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا گیا' میں نے ان سے مسائل پوچھے۔

شہاب بن عباد العصری سے مروی ہے کہ میں نے حج کیا' ہم مدینے میں آئے' ہم نے وہاں کے باشندوں میں سب سے زیادہ عالم کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

شہاب بن عباد سے مروی ہے کہ ان کے والد نے ان سے بیان کیا کہ ہم لوگ مدینے آئے' وہاں کے باشندوں میں سب سے زیادہ فاضل کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ ہیں' ہم لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے اہل مدینہ میں سب سے زیادہ فاضل کو دریافت کیا تو ہم سے کہا گیا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ ہیں' انہوں نے کہا کہ میں تمہیں اس شخص کو بتاؤں جو مجھ سے سو گونہ زیادہ افضل ہے' وہ عمرو بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

مالک بن انسؒ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر مجھے ضرورت ہوتی تو میں صرف ایک حدیث کی تلاش میں شبانہ روز کا سفر کرتا۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب اللہ کی کوئی آیت پوچھی گئی تو سعید نے کہا کہ میں قرآن میں

کچھ نہیں کہتا۔

مالک نے کہا کہ مجھے قاسم بن محمد سے اسی کے مثل معلوم ہوا۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) نے کہا کہ مجھے مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے اور انہیں یحییٰ بن سعید سے معلوم ہوا کہ کہا جاتا تھا کہ ابن المسیب عمر رضی اللہ عنہ کے راوی ہیں۔

مکحول سے مروی ہے کہ جب سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوگئی تو لوگ برابر ہو گئے' کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقے میں آنے سے پرہیز کرے' میں نے اس حلقے میں مجاہد کو دیکھا جو یہ کہتے تھے کہ لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ ان کے درمیان باقی ہیں۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ مدینے میں کوئی ایسا عالم نہیں جو اپنے علم کو میرے پاس نہ لائے' وہ بھی ان کے پاس لایا گیا جو سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کسی مقدمے کا فیصلہ نہیں کرتے تھے' تاوقتیکہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے نہ دریافت کرلیں' انہوں نے کسی کو ان کے پاس بھیج کر دریافت کیا مگر اس نے انہیں بلا لیا' وہ آئے اور داخل ہوئے تو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قاصد نے خطا کی' ہم نے تو اسے صرف اس لیے بھیجا تھا کہ وہ آپ سے آپ کی مجلس دریافت کرلے۔

معمر سے مروی ہے کہ میں نے زہری کو کہتے سنا کہ قریش میں چار دریا پائے' سعید بن المسیب عروہ بن زبیر' ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ۔

زہری سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر العذری کے ہمراہ بیٹھ کر ان سے اپنی قوم کا نسب معلوم کرتا تھا' ان کے پاس ایک جاہل شخص آکر اس مطلقہ کا حکم پوچھنے لگا جسے ایک ہی دفعہ میں دو طلاقیں دی جائیں پھر اس سے دوسرے آدمی نے نکاح کر لیا اور اس سے صحبت کی' اس نے بھی اسے طلاق دے دی' تو وہ عورت کس کے پاس لوٹے' آیا اپنے شوہر اوّل کے پاس انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم' تم اس آدمی کے پاس جاؤ' اور اس سے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا' میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو سعید سے ایک زمانہ پہلے ہے اور اس نے مجھے خبر دی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی عقل ہے جو اس شخص کے منہ پر پھینک دی گئی ہے۔

میں بھی سائل کے پیچھے ہولیا' اس نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا' میں سعید کے ساتھ ہوگیا' وہ مدینے کے علم پر غالب تھے' انہیں سے استفتا کیا جاتا تھا' ان سے اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام' سلیمان بن یسار جو علماء میں سے تھے' عروہ بن زبیر جو دریاؤں میں سے ایک دریا تھے' عبیداللہ بن عتبہ اور انہیں کے مثل ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن خارجہ بن زید بن ثابت' قاسم اور سالم' فتویٰ انہیں لوگوں کے پاس گیا' ان لوگوں کے پاس سے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ' ابوبکر بن عبدالرحمٰن' سلیمان بن یسار' قاسم بن محمد' باوجودیکہ قاسم فتوے سے باز رہتے تھے' سوائے اس کے کہ وہ بغیر فتویٰ دیئے کوئی چارہ نہ پائیں۔ اور بہت سے آدمی تھے جو ان کے مثل تھے اور ان سے زیادہ سن رسیدہ تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہم کے فرزند تھے جن کو میں نے پایا۔

مہاجرین وانصار میں سے بہت سے آدمی مدینے میں تھے جن سے مسائل پوچھے جاتے تھے ان لوگوں نے اپنے آپ کو اس ہیئت پر نہیں رکھا تھا جیسا کہ ان لوگوں نے کیا تھا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی لوگوں کے نزدیک چند خصلتوں کی وجہ سے نہایت ہی عظیم قدر تھی' شدید تقویٰ' پرہیز گاری وحق گوئی' بادشاہ وغیرہ کے سامنے' بادشاہ سے کنارہ کشی اور علم جس کے مشابہ کسی کا علم نہ تھا' اس کے بعد مضبوط رائے' عمدہ رائے بھی کیسی اچھی مدد ہے' یہ سب سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ میں اس زہد وفقر کی وجہ سے تھا جس میں ایسی عزت ہے جو بغیر کسوٹی کے نہیں معلوم ہو سکتی' میں ان کے روبرو کوئی مسئلہ نہیں بیان کر سکتا تھا یہاں تک کہ میں کہتا تھا کہ فلاں نے یہ یہ کہا اور فلاں نے اس اس طرح کہا' اور وہ اسی وقت جواب دے دیتے تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ میں ثعلبہ بن ابی مالک کے پاس بیٹھا کرتا تھا انہوں نے مجھ سے ایک روز کہا تم یہ چاہتے ہو' میں نے کہا ہاں' انہوں نے کہا کہ تمہیں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت لازم ہے' پھر میں ایک دن کی طرح دس سال ان کے ساتھ بیٹھا۔

فقیہان ومفتیان مدینہ:

سلیمان بن عبدالرحمٰن بن جناب سے مروی ہے کہ میں مہاجرین اور انصار کے تابعین سے ملا جو مدینے میں فتویٰ دیتے تھے' مہاجرین کے تابعین میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ' سلیمان بن یسار' ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام' ابان بن عثمان بن عفان' عبداللہ بن عامر بن ربیعہ' ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن' عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ' عروہ بن زبیر' قاسم اور سالم تھے' انصار کے تابعین میں سے خارجہ بن زید بن ثابت' محمود بن لبید' عمر بن خلدہ الزرقی' ابوبکرؓ بن محمد بن عمرو بن حزمؓ اور ابوامامہ بن سہل بن حنیف تھے۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد جو لوگ مدینے میں فتویٰ دیتے تھے' ان میں سائب بن یزید' مسور بن مخرمہ' عبدالرحمٰن بن حاطب اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہ تھے' یہ دونوں' عبدالرحمٰن وعبداللہ' عمرؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہما کی پرورش میں تھے' اور ان دونوں کے والد بدری تھے' (جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے) اور عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ سات آدمی جن سے مدینے میں مسائل پوچھے جاتے تھے اور جن کا قول آخر مانا جاتا تھا وہ سعید بن المسیب' ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام' عروہ بن زبیر' عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ' قاسم بن محمد' خارجہ بن زید اور سلیمان بن یسار تھے۔

سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے بقیہ ہیں' میں نے ایک سائل سے سنا جو سعید بن المسیب کے پاس آیا کہ وہ کہتے تھے کہ سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ کیونکہ جو آج باقی ہیں وہ ان میں سب سے زیادہ عالم ہیں۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے حسن بن محمدؒ بن علی بن ابی طالب کو کہتے سنا کہ ہمارے نزدیک سلیمان بن یسار' سعید بن المسیب سے زیادہ سمجھ والے ہیں۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں مدینے آیا' وہاں کے باشندوں میں سب سے زیادہ مسائل طلاق کے جاننے والے کو پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

جامع بن شداد سے مروی ہے کہ ہم لوگ حج کے لیے روانہ ہوئے اور مکے آئے' میں نے اہل مکہ میں سب سے زیادہ عالم کو پوچھا تو کہا گیا کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کو اختیار کرو۔

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما:

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ جابر بن زید نے میرے پاس چند مسائل بھیجے کہ میں انہیں عکرمہ سے پوچھوں اور کہنے لگے کہ عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہیں' یہ دریا ہیں اس لیے ان سے دریافت کرو۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ اگر عکرمہ لوگوں سے اپنی حدیث روک لیں تو ان کے پاس سواری کے اونٹ بندھے رہیں۔

طاؤس سے مروی ہے کہ اگر یہ مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ سے ڈرے اور اپنی حدیث روک لے تو ان کے پاس سواریاں بندھی رہیں۔

سلام بن مسکین سے مروی ہے کہ عکرمہ تفسیر کے سب سے بڑے عالم تھے۔

ایوب سے مروی ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ میں بازار جاتا ہوں اور آدمی کو بات کہتے سنتا ہوں تو اس سے بھی میرے لیے علم کے پچاس دروازے کھل جاتے ہیں۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ عکرمہ آئے' انہوں نے سعید بن جبیر موجود ہی تھے کہ حدیث بیان کی' تیس گرہیں لگائیں اور کہا کہ حدیث صحیح بیان کی۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما میرے پاؤں میں بیڑی ڈال دیتے تھے اور مجھے قرآن وحدیث کی تعلیم دیتے تھے۔

سعید بن یزید سے مروی ہے کہ ہم عکرمہ کے پاس تھے' انہوں نے کہا کہ تم لوگوں کو کیا ہوا' کیا تم لوگ نہیں ہو' ان کی مراد یہ تھی کہ میں تمہیں اپنے سے سوال کرتے نہیں دیکھتا۔

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ:

ابی جعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ مناسک حج کا عالم کوئی نہیں رہا۔

اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ عطاء کلام کرتے تھے' جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان کی تائید کی جاتی ہے۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ جب عطاء کوئی بات بیان کرتے تھے تو میں پوچھتا تھا کہ یہ علم ہے یا رائے' اگر وہ منقول ہوتی تھی تو کہتے تھے علم ہے اور اگر ان کی رائے ہوتی تھی تو کہتے تھے کہ رائے ہے۔

اسلم منقری سے مروی ہے کہ ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ ابومحمد کہاں ہیں' اس کی مراد عطاء سے تھی' لوگوں نے سعید کی طرف اشارہ کیا' اس نے پھر کہا کہ ابومحمد کہاں ہیں؟ سعید نے کہا کہ اس جگہ ہمارے لیے عطاء کے ساتھ کوئی چیز نہیں ہے' (یعنی عطاء یہاں نہیں ہیں)۔

سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس علم سے اسے اللہ کی خوشنودی مقصود ہو سوائے ان تین کے عطاء' طاؤس اور مجاہد۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ مجھ سے طاؤس نے کہا کہ جب میں تم سے کوئی حدیث بیان کروں جو میں تمہیں عطا کردوں تو اسے کسی سے نہ پوچھو۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن وعروہ بن زبیر:

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیث یا گزشتہ سنت یا عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی جو حدیث' دیکھو تو اسے لکھو' کیونکہ مجھے علم کے مٹنے اور اہل علم کے گزر جانے کا اندیشہ ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ مجھ سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کوئی شخص حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کا ان سے یعنی عمرہ سے زیادہ جاننے والا نہ رہا' انہوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ ان سے پوچھا کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن قاسم سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو عمرہ سے مسئلہ پوچھتے سنا۔

ابن شہاب کہتے تھے کہ جب مجھ سے عروہ حدیث بیان کرتے تھے پھر عمرہ حدیث بیان کرتی تھیں تو میرے نزدیک عروہ کی حدیث صحیح ہوتی تھی' جب میں دونوں کی گہرائی میں گیا تو عروہ کو ایسا دریا پایا جس کا سارا پانی نہیں نکالا جا سکتا۔

حماد بن زید سے مروی ہے کہ میں نے ہشام بن عروہ سے سنا کہ میرے والد کہتے تھے کہ تم لوگوں نے کون سا علم حاصل کیا' کیونکہ آج تم لوگ چھوٹے ہو' اور قریب ہے کہ تم لوگ بڑے ہو جاؤ گے' ہم نے تو صغر سنی میں علم حاصل کیا تھا اور ہم بڑے ہو گئے' آج ہم اس حالت کو پہنچ گئے کہ ہم سے مسائل پوچھے جاتے ہیں۔

محدث جلیل ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ:

ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اتنا علم جمع کیا ہو جتنا ابن شہاب نے جمع کیا۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ مجھ سے ابوبکر الہذلی نے جو حسن اور ابن سیرین کی مجلس میں بیٹھے تھے کہا کہ اس حدیث کے لیے میری یہ حدیث یاد رکھو جسے زہری نے بیان کیا' ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے ان کا یعنی زہری کا مثل کبھی نہیں دیکھا۔

مطرف بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے مالک بن انس کو کہتے سنا کہ مدینے میں سوائے ایک کے میں نے فقیہ محدث کسی کو نہیں پایا' میں نے کہا کہ وہ کون ہے' انہوں نے کہا کہ ابن شہاب زہری۔

معمر سے مروی ہے کہ زہری سے کہا گیا کہ لوگوں کا گمان ہے کہ آپ آزاد کردہ غلاموں سے حدیث نہیں بیان کرتے' انہوں نے کہا کہ میں ضرور ان سے حدیث بیان کرتا ہوں' لیکن جب میں مہاجرین وانصار کے فرزندوں کو پاتا ہوں تو ان پر وہ بھروسہ کرتا ہوں جو ان کے علاوہ دوسروں پر نہیں کرتا۔

عبدالرزاق سے مروی ہے کہ میں نے عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جب میں بڑا

ہوا تو طلب علم کا ارادہ کیا' میں آل عمر رضی اللہ عنہ کے اساتذہ میں سے ایک ایک شخص کے پاس جانے لگا' میں کہتا تھا کہ آپ نے سالم سے کیا سنا' جب کبھی میں ان میں سے کسی ایک کے پاس جاتا تو وہ کہتا کہ تم ابن شہاب کو اختیار کرو' کیونکہ ابن شہاب' سالم کے ساتھ رہتے تھے' حالانکہ ابن شہاب اس وقت شام میں تھے' پھر میں نافع کے ساتھ ہو گیا' اللہ نے اس ساتھ رہنے میں خیر کثیر کر دی۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ میں اور زہری جمع ہوئے' تو ہم نے کہا کہ ہم احادیث لکھ لیں انہوں نے کہا کہ جو روایتیں نبی ﷺ سے آئی ہیں وہ ہم نے لکھ لی ہیں' انہوں نے کہا کہ جو روایتیں صحابہ رضی اللہ عنہم سے آئی ہیں وہ بھی ہم لکھ لیں گے' کیونکہ وہ بھی سنت ہیں' میں نے کہا کہ وہ سنت نہیں ہیں' اس لیے ہم انہیں نہیں لکھیں گے' انہوں نے لکھا اور میں نے نہیں لکھا' وہ کامیاب رہے اور میں ناکام رہا۔

راوی نے کہا کہ یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن شہاب علم میں ہم سے کچھ آگے نہ بڑھے' سوائے اس کے کہ ہم مجلس میں آتے تھے تو وہ آگے بڑھ جاتے تھے' اپنا کپڑا اپنے سینے پر باندھ لیتے تھے اور جو چاہتے تھے پوچھتے تھے اور ہمیں صغر سنی مانع ہوتی تھی۔

زہری سے مروی ہے کہ ہم علم کا لکھنا ناپسند کرتے تھے' یہاں تک کہ ہمیں ان امراء نے لکھنے پر مجبور کیا' تو ہم نے سمجھا کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص لکھنے کو نہ روکے گا۔

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے زہری سے زیادہ عالم کسی کو نہیں دیکھا۔

مکحول سے مروی ہے کہ میں سنت ماضیہ کا زہری سے زیادہ عالم کسی کو نہیں جانتا۔

عبدالرزاق سے مروی ہے کہ میں نے معمر سے سنا کہ ہم لوگ یہ سمجھا کرتے تھے کہ ہم زہری سے بڑھ گئے' یہاں تک کہ ولید قتل کیا گیا' اتفاق سے دفاتر اس کے خزانوں سے چوپایوں پر لادے گئے جنہیں کہتا تھا کہ یہ زہری کا علم ہے۔

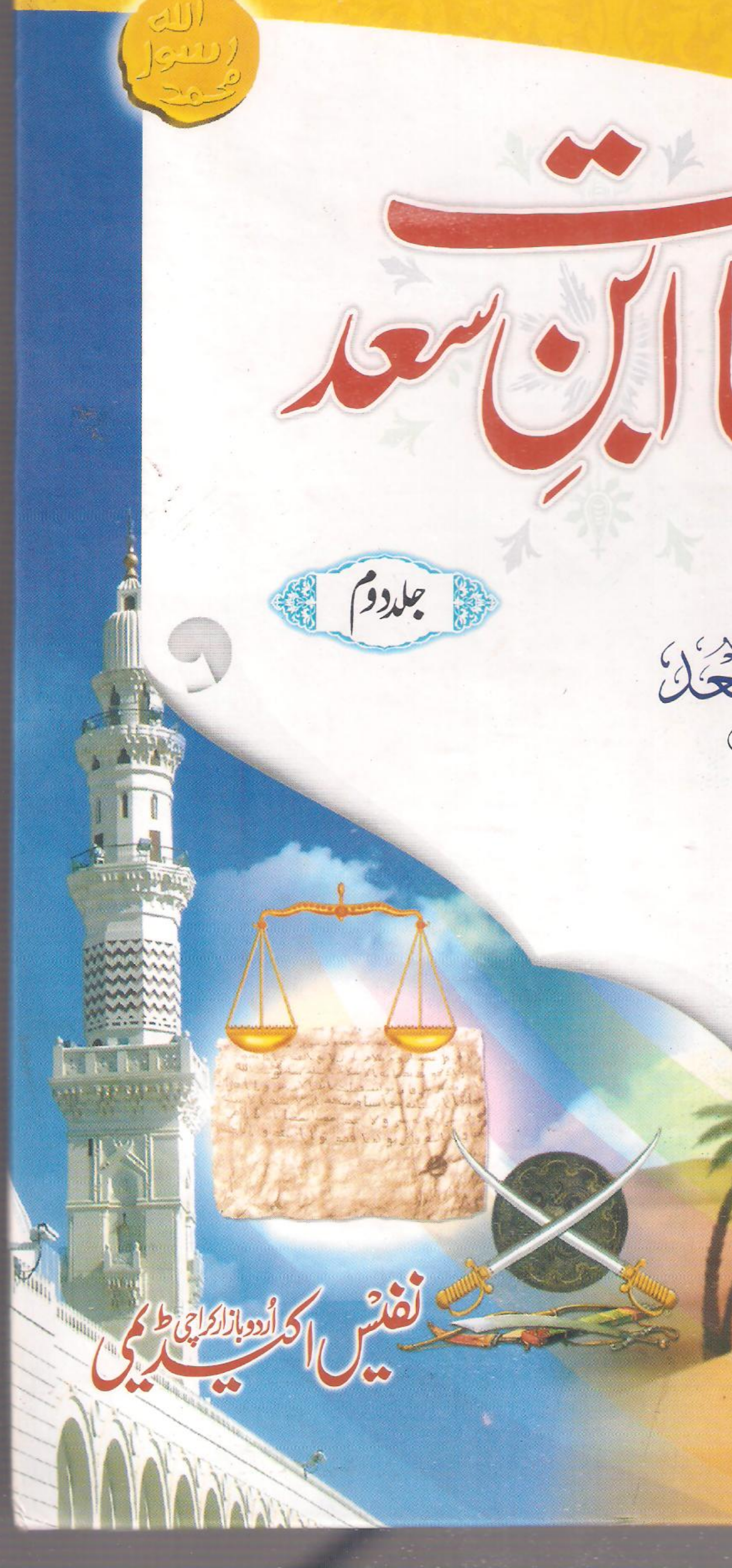
الله
رسول
محمد

طبقات ابنِ سعد

جلد دوم

مُصنّف
محمد بن سعد
(المتوفی ۲۳۰ھ)

طبقات الکبریٰ



نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی

طبقات ابن سعد

حصہ سوم

خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

علم طبقات وتراجم کی قدیم ترین کتاب ''طبقات ابن سعد'' کا وہ حصہ جس میں خلفائے راشدین' بدریین اور اجلائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال' انساب اور ان کے دینی کارنامے درج ہیں۔

مصنف

محمد بن سعدؒ (المتوفی ۲۳۰ھ)

ترجمہ

علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

نفیس اکیڈمی

اردو بازار، کراچی

طبقات ابن سعد

نام کتاب	.... طبقات ابن سعد (حصہ سوم)
مصنف	.... علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ
مترجم	.... علامہ عبداللہ العمادی مرحوم
ناشر	.... نفیس اکیڈمی اردو بازار۔کراچی
قیمت	.... -/ روپے

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

از: محمد اقبال سلیم گاھندری

یہ کتاب جو اس وقت آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ مشہور و معروف کتاب ''طبقات ابن سعد'' کا تیسرا حصہ ہے۔ اس میں حضرات خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال درج ہیں' عربی سے اردو میں ترجمہ علامہ عبداللہ العمادی مرحوم ومغفور نے کیا تھا اور علامہ عبداللہ العمادی مرحوم کا نام نامی اس بات کی ضمانت ہے کہ اس کتاب کو تاریخ اسلام کے قدیم ترین ماخذوں میں نہایت اہم مقام حاصل ہے اور یہ ترجمہ صحیح ترین ترجمہ ہے۔

علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف:

ابن سعد کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الزہری ہے۔ بنی زہرہ کی طرف ان کی نسبت حق ولاء کی وجہ سے ہے' نسلاً یہ عرب نہ تھے' بلکہ ان کے مورثِ اعلیٰ بنی زہرہ کے ایک مجاہد بزرگ کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے' اس لیے یہ زہری کہلاتے ہیں۔

ابن سعد ۱۶۸ھ ہجری میں بمقام بصرہ پیدا ہوئے اور ۲۳۰ھ ہجری میں بمقام بغداد ان کی وفات ہوئی' چونکہ یہ اپنی باسٹھ سالہ علمی زندگی میں ایک بڑی مدت تک مورخ الواقدی کے ساتھ کاتب کی خدمت انجام دیتے رہے تھے اس لیے ان کو کاتب الواقدی بھی کہا جاتا ہے' یہ اپنے زمانہ کے صاحب علم وعمل بزرگ تھے۔ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ بغداد (جلد ۵ صفحہ ۳۲۱) میں ان کا تذکرہ لکھا ہے اور ان کے بارے میں کہا ہے کہ عندنا من اھل العدالۃ یعنی ہمارے نزدیک وہ قابل اعتماد مصنف ہیں' اسی طرح امام ابن حجر العسقلانی نے تہذیب التہذیب میں ان کو صدوق یعنی سچا کہا ہے۔ ابن ایبک الصفدی نے ان کو معتبر لکھا ہے (الوافی بالوفیات ج ۳ ص ۸۸) اور ابن العماد الحنبلی نے شذرات الذہب (حوادث ۲۳۰ھ ہجری) میں ان کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے' ان کی عبادت' زہد و اتقاء کی تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ ایک مدت تک یہ ہر دوسرے دن نفل روزے رکھا کرتے تھے۔

طبقات ابن سعد کی امتیازی حیثیت:

ابن سعد کی کتاب ''طبقات الصحابہ والتابعین کو قدیم ماخذ تاریخ ہونے کی حیثیت سے ہر زمانے کے مؤرخین کے نزدیک کافی اہمیت حاصل رہی ہے۔ یہی کتاب عرف عام میں' طبقات ابن سعد کہلاتی ہے جس کا حصہ سوم اس وقت آپ کے سامنے پیش ہے۔ دارالترجمہ میں اس کتاب کی اہمیت کو ملحوظ رکھ کر علماء کے ایک بورڈ نے اردو ترجمہ کرانے کا فیصلہ کیا تھا اور یہ کام علامہ عمادی کے

سپرد کیا گیا تھا۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے اس کا اردو میں ترجمہ کرنے والے بزرگ علامہ العمادی ناظر مذہبی دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن تھے‘ علامہ عمادی مرحوم امرتھوا ضلع جونپور میں پیدا ہوئے۔ خانقاہ رشیدیہ جونپور اور لکھنؤ میں تعلیم حاصل کی بڑے بڑے نامی گرامی اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ ایک عربی رسالہ ''البیان'' کے نام سے لکھنو سے نکالتے تھے‘ کچھ دن اخبار الوکیل امرتسر کی ادارت میں شریک رہے پھر جامعہ عثمانیہ میں بلا لیے گئے۔ آخر عمر میں پینشن پر علیحدہ ہو گئے تھے‘ ۱۹۴۷ء میں بمقام حیدرآباد تقریباً ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ یہ اپنے زمانے میں علوم اسلامیہ اور اسلامی تاریخ کے مسلم الثبوت عالم سمجھے جاتے تھے‘ عربی فارسی اور اردو پر انہیں بے نظر قدرت حاصل تھی۔

نفیس اکیڈیمی نے یہ طے کر لیا ہے کہ ایسی نایاب اور اہم کتابوں کو زیور طباعت سے آراستہ کر کے اہل علم اور اہل ذوق حضرات کی خدمت میں پیش کر دے اور اس سلسلے میں جو عظیم الشان خدمت علم اور اہل علم کی انجام دی ہے اس کا اندازہ نفیس اکیڈیمی کی فہرست مطبوعات پر ایک نظر ڈالتے ہی ہر شخص کو ہو سکتا ہے۔ تاریخ طبری‘ تاریخ ابن خلدون اور طبقات ابن سعد جیسی ضخیم کتابوں کی طباعت واشاعت کوئی آسان کام نہ تھا یہ نونو اور گیارہ گیارہ ضخیم جلدوں کی کتابیں ہمارے ناتواں ہاتھوں چھپ کر سامنے آ جائیں گی‘ اس کی امید بھلا کیسے ہو سکتی تھی۔ لیکن رحمت اور توفیق خداوندی نے یہ سب کچھ کرا دیا۔ اللہ تعالیٰ جب کسی سے کوئی کام لینا چاہتا ہے تو اسے ہمت بھی دیتا ہے اور اس کے لیے اسباب بھی مہیا کر دیتا ہے۔ **وما توفیقنا الا باللّٰہ العظیم۔**

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہمیں توفیق دے اور توانائی عطا فرمائے کہ ہم علم اور اہل علم کی ہمیشہ بیش از بیش خدمات انجام دیتے رہیں۔

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد (حصہ سوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنی تیم بن مُرّہ بن کعب

خلیفۂ بلافصل جانشین پیغمبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب:

نام عبداللہ بن ابی قحافہ تھا' ابی قحافہ کا نام عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرۃ تھا' ان کی والدہ ام الخیر تھیں جن کا نام سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں عبداللہ رضی اللہ عنہ اور اسماء رضی اللہ عنہا ذات النطاقین تھیں' اوران دونوں کی والدہ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن عبداسعد بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

ازواج واولاد:

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا ان دونوں کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبدشمس بن عتاب بن اُذینہ بن سبیع بن دُہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ تھیں' اور کہا جاتا ہے کہ اُم رومان بنت عامر بن عمیرہ بن ذہل بن دُہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ تھیں۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان کی ماں اسما بنت عمیس بن معد بن تیم بن الحارث ابن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن مالک بن نسر بن وہب اللہ ابن شہران بن عفرس بن حلب بن اقتل تھیں اور ابن اقتل خثعم تھے۔

ام کلثوم بنت ابی بکر' ماں حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں' ان کی ولادت میں تاخیر ہوئی' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو وہ پیدا ہوئیں۔

عتیق کی وجہ تسمیہ:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق (آزاد) کیوں رکھا گیا؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ آگ سے (دوزخ سے) اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہیں۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ ابوقحافہ کا نام عتیق تھا' ان کے سوا کسی نے یہ نہیں بیان کیا۔

مغیرہ بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے ابن ابی ملیکہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پوچھنے بھیجا کہ ان کا کیا نام تھا' وہ ان کے پاس گئے' دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ان کا نام عبداللہ بن عثمان تھا' عتیق صرف لقب کے طور پر ہوئے۔ ابن سیرین سے مروی ہے

کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق بن عثمان تھا۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں تھی آپؐ کے اصحاب باہر کے میدان میں تھے۔ میرے اور ان کے درمیان پردہ تھا' ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے آتش دوزخ سے آزاد کی طرف دیکھنے سے مسرت ہو وہ ان کی طرف دیکھے''۔ ان کا وہ نام جو ان کے گھر والوں نے رکھا عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو تھا۔ لیکن اس پر عتیق غالب آ گیا۔

صدیق کی وجہ تسمیہ:

ابووہب مولائے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شب اسریٰ (شب معراج) میں جبریل سے کہا کہ قوم میری تصدیق نہیں کرے گی تو انہوں نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی تصدیق کریں گے' وہ صدیق ہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ تم لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق رکھا اور صحیح رکھا۔ مسلم بن البطین سے مروی ہے:

انا نعاتب لا ابالك عصبة عَلِقوا الفِرىٰ وبروا من الصديق

''اے پدر مردہ! ہم اس جماعت کو ملامت کرتے ہیں۔ جنہوں نے کذب وافتراء کو دل میں جگہ دی اور صدیق سے بیزار ہو گئے۔

وَبَردا سفاها من وزير نبيهم تبًّا لِمَن يبرأ من الفاروق

نادانی سے اپنے نبی کے وزیر سے بری ہو گئے' اس شخص کی تباہی سے جو فاروق سے بیزار ہوا۔

انی علی رغم العداة لقائل وانا بدين الصادق المصدوق

میں دشمنوں کے برخلاف قائل ہوں' اور میرا دین صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے''۔

ابراہیم بن النخعی سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ان کی رحمدلی ونرمی کی وجہ سے اوّاہ (دردمند) رکھ دیا گیا تھا۔

شان صدیق رضی اللہ عنہ بزبان علی رضی اللہ عنہ:

ابی سریحہ سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے سنا کہ خبردار ابوبکر رضی اللہ عنہ اوّاہ (دردمند ورحم دل) اور قلب کو خدا کی طرف پھیرنے والے تھے' خبردار عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ سے اخلاص کیا تو اللہ نے بھی ان سے خالص محبت کی۔

قبولِ اسلام میں اوّلیت:

ابی اروی الدوسی (اور متعدد طریق سے) مروی ہے کہ سب سے پہلے جو شخص اسلام لایا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابراہیم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سب مسلمانوں سے پہلے میرے والد اسلام لائے۔ واللہ میں اپنے والد کو بس اتنا سمجھتی تھی کہ وہ ایک دین کے پیروکار ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں اپنے والدین کو سوائے اس کے نہ سمجھتی تھی کہ وہ دونوں ایک دین کے پیروکار ہیں' ہم پر

کبھی کوئی دن ایسا نہیں گزرا کہ رسول اللہ ﷺ صبح و شام ہمارے پاس نہ آئے ہوں' (یہ ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چند سال کی تھیں)۔

عامر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کون آگے بڑھ گیا' انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ۔ اس شخص نے کہا کہ کس نے پہلے نماز پڑھی' بلال نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے۔ اس شخص نے کہا کہ میری مراد ''لشکر میں'' تھی۔ بلال نے کہا کہ میری مراد صرف ''خیر میں'' تھی۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جس روز اسلام لائے ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تجارت میں مشہور تھے۔ نبی ﷺ اس حالت میں مبعوث ہوئے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ چنانچہ وہ انہی سے (مسلم) غلام آزاد کرتے اور مسلمانوں کو قوت پہنچاتے' یہاں تک کہ وہ پانچ ہزار درہم مدینہ لائے۔ پھر ان میں وہی کرتے رہے جو مکے میں کرتے تھے۔

ہجرت کے سفر میں رفاقت نبوی:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھے روانگی یعنی ہجرت کا حکم ہو گیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول صحبت کو (نہ بھولیے گا) فرمایا تمہارے لیے (ہجرت میں بھی) صحبت ہے دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ ثور میں آئے اور اس میں پوشیدہ ہو گئے۔

عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما رات کو ان دونوں کے پاس اہل مکہ کی خبر لاتے اور صبح انہیں مکے کے لوگوں میں کرتے۔ گویا وہ رات کو مکے میں رہے۔ عامر بن فہیرہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بکریاں چراتے اور انہیں دونوں کے پاس رات بھر رکھتے جس سے دونوں دودھ پیتے۔

اسماء ان دونوں کے لیے کھانا تیار کرتی تھیں اور پھر ان کے پاس بھیج دیتی تھیں۔ کھانا کسی دسترخوان میں باندھ دیتی تھیں۔ ایک روز انہیں کوئی چیز باندھنے کو نہ ملی تو انہوں نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر باندھ دیا' ان کا نام ذات النطاقین (دو دوپٹے والی) ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک اونٹ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دوسرا اونٹ خریدا۔ ایک اونٹ پر آنحضرت ﷺ سوار ہوئے اور دوسرے پر ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ ایک اونٹ پر' جیسا کہ حماد کو معلوم ہے' عامر بن فہیرہ سوار ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ اس اونٹ سے گراں ہو جاتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بدل لیتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ عامر بن فہیرہ کے اونٹ سے بدل لیتے' اور عامر بن فہیرہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹ سے بدل لیتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر جب رسول اللہ ﷺ سوار ہوتے تو وہ بھی گراں بار ہو جاتا۔

پھر ان دونوں کے پاس شام سے ہدیہ آیا جو طلحہ بن عبیداللہ کی طرف سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام تھا اس میں شامی سفید کپڑے

تھے' دونوں نے وہ پہن لیے اور انہیں کپڑوں میں مدینے میں داخل ہوئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ہی تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جب وہ دونوں غار میں تھے تو کھانا لے جاتے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے لیے مدینے کی جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے' ان دونوں کے ہمراہ عامر بن فہیرہ تھے' ایک رہبر بھی تھا جس کا نام عبداللہ بن اریقط الدیلی تھا' وہ اس زمانے میں کفر پر تھا' مگر یہ دونوں اس سے مطمئن تھے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ جب ہم غار میں تھے تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف نظر کرے تو وہ ضرور ہمیں دیکھ لے۔ فرمایا: اے ابوبکر! ان دو کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو۔

مدح صدیق رضی اللہ عنہ بزبان حسان رضی اللہ عنہ:

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدح میں بھی کچھ کہا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا: کہو میں سنوں گا' انہوں نے کہا:

وثانی اثنین فی الغارالمنیف وقد　　طاف العدوُّبه اذصعد الجبلا

''وہ (صدیق) غار میں دو میں کہ دوسرے تھے' حالانکہ وہ جب غار میں اُترے تو دشمن ان کے اردگرد پھرتے رہے (مگر ان کو) نہ دیکھ سکے۔

وکان حبّ رسول اللّٰه قدعلموا　　من البرية لم يعدل به رجلا

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے محبِّ محبوب تھے کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ مخلوق میں کوئی شخص ان کے برابر نہیں ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے جس سے دندانِ مبارک نظر آنے لگے اور فرمایا:

''اے حسان! تم نے سچ کہا' وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے کہا ہے''۔

سفر ہجرت کے دوران نکاح:

اسماعیل بن عبداللہ بن عطیہ بن عبداللہ بن انیس نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو حبیب بن یساف کے پاس اُترے۔ ایوب بن خالد سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس اُترے۔

محمد بن جعفر بن زبیر سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس اترے۔ ان کی بیٹی سے نکاح کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک بمقام السنح بنی الحارث بن الخزرج میں رہے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حضرت ابوبکر کا عقد مواخاۃ:

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

ایک اہل بصرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ ایک روز آپ نے ان دونوں کو سامنے آتے دیکھا تو فرمایا کہ یہ دونوں سوائے انبیاء ومرسلین کے باقی تمام اولین وآخرین کے پختہ عمر جنتیوں کے سردار ہیں۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ دونوں اس طرح سامنے آئے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ سوائے انبیاء ومرسلین کے تمام اولین وآخرین کے پختہ عمر جنتیوں کے سرداروں کو دیکھے تو وہ ان دونوں سامنے آنے والوں کو دیکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں مقام صدیق رضی اللہ عنہ

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں مکانوں کے لیے زمین عطا فرمائی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے ان کے مکان کی جگہ مسجد کے پاس رکھی' یہ وہی مکان ہے جو آل معمر کے پاس گیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بدر واُحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ یوم تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سب سے بڑا جھنڈا جو سیاہ تھا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیبر کے غلے میں سے سو وسق سالانہ دیئے۔ یوم اُحد میں جب لوگ بھاگے تو وہ ان میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نجد بھیجا' انہیں ہم لوگوں پر امیر بنایا۔ ہم نے ہوازن کے کچھ لوگوں پر شب خون مارا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے سات گھر والوں کو قتل کیا۔ ہمارا شعار اُمِتْ اَمِتْ تھا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یوم بدر میں کہا گیا کہ تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل علیہ السلام ہیں اور دوسرے کے میکائیل علیہ السلام' اسرافیل علیہ السلام بہت بڑے فرشتے ہیں' یا یہ کہ صف میں موجود رہتے ہیں۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہر خلیل (دلی دوست) کی خلت سے بری ہوں' بجز اس کے کہ اللہ نے تمہارے صاحب کو خلیل بنالیا۔ (آپ کی مراد صاحب سے) اپنی ذات تھی' اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا۔

عبداللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔

جندب سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ میری امت میں میری امت کے ساتھ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہیں۔ فرمایا: عائشہ! میں نے کہا میری مراد صرف مردوں سے ہے تو آپ نے فرمایا کہ ان کے والد۔ محمد سے مروی ہے کہ اس امت کے نبی کے بعد امت کے سب سے زیادہ غیرت مند ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں برابر خواب میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کا پاخانہ روندتا ہوں۔ فرمایا تم لوگوں سے سبیل میں ہو گے (یعنی ان کی سرداری کے اہل ہو گے اور کرو گے) انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے سینے میں دو باغ دیکھے فرمایا (اس سے مراد) دو سال ہیں (یعنی تم دو سال تک سرداری کرو گے) انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ میرے جسم پر ایک یمنی جوڑا ہے۔ فرمایا (اس سے مراد) لڑکا ہے جس سے تم خوش ہو گے۔ عطا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام الفتح میں حج نہیں کیا۔ آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسلام میں جو سب سے پہلا حج ہوا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حج پر عامل بنایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال آئندہ حج کیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیے گئے تو انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو حج پر عامل بنایا۔ سال آئندہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حج پر عامل بنایا۔ عمر رضی اللہ عنہ ہر سال برابر حج کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔ عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے بھی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حج پر (پہلے سال) عامل بنایا (پھر ہر سال دس سال تک خود ہی حج کو جاتے رہے) آخری سال بھی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو عامل حج بنایا' پھر ان کی شہادت ہو گئی۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا' اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور فرمایا: اے ابوبکر! میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں اور تم ایک زینے پر چڑھے' میں تم سے ڈھائی سیڑھی آگے بڑھ گیا۔ انہوں نے کہا خیر ہے یا رسول اللہ! اللہ آپ کو اس وقت تک باقی رکھے کہ آپ اپنی آنکھوں سے وہ چیز دیکھ لیں جو آپ کو مسرور کرے اور آپ کی آنکھ کو ٹھنڈا کرے۔ آپ نے ان کے سامنے اسی طرح تین مرتبہ دہرایا' تیسری مرتبہ فرمایا: اے ابوبکر! میں نے خواب دیکھا کہ جیسے میں اور تم ایک زینے پر چڑھے' میں تم سے ڈھائی سیڑھی آگے بڑھ گیا' انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ کو اپنی رحمت و مغفرت کی طرف اٹھا لے گا اور میں آپ کے بعد ڈھائی سال زندہ رہوں گا۔

اجتہاد صدیقی رضی اللہ عنہ:

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ اس چیز میں کوئی ڈرنے والا نہ تھا جو اسے معلوم نہیں ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ اس چیز میں کوئی ڈرنے والا نہ تھا جو اسے معلوم نہیں ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی ایسا قضیہ آتا جس کے متعلق ہم نہ کتاب اللہ میں کوئی اصل پاتے اور نہ سنت میں کوئی اثر' تو وہ کہتے کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہوں' اگر صواب ہوا تو اللہ کی طرف سے ہے' اگر خطا ہوئی تو میری طرف سے ہے' اور میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔

خلافت نبوی کا اشارہ:

ابن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس کچھ سوال کرنے آئی۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ میرے پاس پلٹ کے آنا' اس نے کہا اگر میں پلٹ کر آئی اور یا رسول اللہ ﷺ آپ کو نہ پایا؟ (اس کا اشارہ موت کی طرف تھا) فرمایا: اگر تو پلٹ کے آئے اور مجھے نہ پائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملنا۔

محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک عورت کسی کام سے نبی ﷺ کے پاس آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ میرے پاس پلٹ کے آنا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں آپ کو نہ دیکھوں (اس کی مراد موت تھی) تو پھر کس کے پاس؟ فرمایا: ابوبکر کے پاس (کیونکہ آپ کو منجانب اللہ معلوم تھا کہ میرے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے)۔

حضور علیہ السلام کا مرض وفات میں حضرت ابوبکر کو امامت کے لئے نامزد کرنا:

ابی موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے' درد شدید ہو گیا تو فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل ہیں' وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (اپنی رقتِ قلب کی وجہ سے) شاید لوگوں کو قرآن سنا نہ سکیں۔ آپ نے فرمایا: ابوبکر ہی کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تم لوگ یوسف کی ساتھ والیاں ہو (کہ جس طرح انہوں نے یوسف کو زلیخا کی محبت سے بری کیا تھا' اسی طرح تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت سے بری کرنا چاہتی ہو)۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اٹھا لیے گئے تو انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہو اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے۔ عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس آئے اور کہا: اے گروہ انصار! کیا تمہیں معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں؟ ان لوگوں نے کہا: ''کیوں نہیں''۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تم میں سے کس کا دل خوش ہوگا کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے ہوں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا مرض شدید ہو گیا تو بلال رضی اللہ عنہ نماز کی اطلاع دینے آئے' فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ غمگین آدمی ہیں' وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے' اگر آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دے دیں (تو مناسب ہو) فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم آپ ﷺ سے کہو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ غمگین آدمی ہیں' وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے' اس لیے اگر آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں تو بہتر ہو۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی تو فرمایا: بے شک تم لوگ یوسف کی ساتھ والیاں ہو' ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں ایسی نہیں ہوں کہ مجھے تم سے کوئی خیر پہنچے۔ لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ نماز پڑھائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کر دی تو رسول اللہ ﷺ کو تکلیف میں تخفیف محسوس ہوئی' آپ کھڑے ہو گئے' دو آدمیوں کے سہارے اس طرح روانہ ہوئے کہ دونوں پاؤں زمین

پر رگڑ رہے تھے' اسی طرح مسجد میں داخل ہوئے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ تم جس طرح تھے اسی طرح کھڑے رہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' یا رسول اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے' آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجئے کہ نماز پڑھائیں' فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم آپ سے عرض کرو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے اس لیے عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجئے کہ نماز پڑھائیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بے شک تم لوگ یوسف کی ساتھ والیاں ہو' ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں ایسی نہیں ہوں کہ مجھے تم سے کوئی خیر پہنچے۔

فضیل بن عمرو الفقیمی سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تین مرتبہ لوگوں کو نماز پڑھائی (جس میں آپ نے خود ان کی اقتداء کی' ورنہ یوں تو انہوں نے سترہ مرتبہ نماز پڑھائی)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے والد اور بھائی کو بلا دو تاکہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک فرمان لکھ دوں' مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی کہنے والا (خلافت کے لیے) کہے اور تمنا کرے' حالانکہ اللہ بھی اور مومنین بھی سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے (سب کی خلافت سے) انکار کریں گے (اور انہی پر اتفاق کریں گے۔ ایسا ہی ہوا بھی)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عارضے میں شدت ہوئی تو آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بلایا اور فرمایا کہ "میرے پاس (کتف) کاغذ لاؤ تاکہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے فرمان لکھ دوں کہ (ان کی خلافت میں) ان پر اختلاف نہ کیا جائے۔ عبدالرحمٰن نے ارادہ کیا کہ کھڑے ہوں تو آپ نے فرمایا' بیٹھو (کاغذ لانے کی اور لکھنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ) اللہ کو اور مومنین کو اس سے انکار ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اختلاف کیا جائے۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بلا دو' میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے ایک فرمان لکھ دوں تاکہ میرے بعد کوئی ان پر اختلاف نہ کرے (بہ روایت عفان) تاکہ مسلمان ان کے بارے میں اختلاف نہ کریں۔ پھر (عائشہؓ سے) فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو' معاذ اللہ کہ مومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ (کی خلافت) میں اختلاف کریں۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ اس حالت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ ان سے سوال کیا گیا کہ اے ام المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے۔ انہوں نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔ پوچھا گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد؟ تو انہوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کو' ان سے کہا گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد' تو انہوں نے کہا کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو' وہ یہیں تک پہنچیں (کہ سوال ہی

ختم ہو گیا)۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ روز مریض رہے جب آپ تخفیف پاتے تو مسجد میں نماز پڑھتے' اور جب مرض کی شدت ہوتی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ (مسجد میں امام بن کر) نماز پڑھاتے تھے۔

حضرت ابوبکر کا خلافت کے لئے انتخاب:

ابراہیم التیمی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اٹھا لیے گئے تو عمر رضی اللہ عنہ' ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنا ہاتھ پھیلائیے کہ میں آپ سے بیعت کروں' آپ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی بنا پر اس امت کے امین ہیں۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب سے تم اسلام لائے میں نے تمہارے لیے اس سے قبل ایسی غفلت کبھی نہیں دیکھی۔ کیا تم مجھ سے بیعت کرتے ہو' حالانکہ تم میں صدیق اور ثانی اثنین (غار ثور میں دو میں سے دوسرے) موجود ہیں؟

محمد سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کیا تم لوگ (بیعت خلافت کے لیے) میرے پاس آتے ہو' حالانکہ تم میں (ثالث ثلاثہ) تین میں کے تیسرے (اللہ و رسولؐ و ابوبکر رضی اللہ عنہ غار ثور میں تھے) موجود ہیں۔

ابوعون نے کہا کہ میں نے محمد سے کہا کہ ثالث ثلاثہ (تین میں کے تیسرے) کے کیا معنی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ تم یہ آیت نہیں دیکھتے کہ:

﴿ اذ هما في الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا ﴾

''جب وہ دونوں (یعنی رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) غار میں تھے جب کہ وہ (رسول اللہ ﷺ) اپنے صاحب (ساتھی' صدیق) سے کہتے تھے کہ تم غمگین نہ ہو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

جب رسول اللہ ﷺ اور صدیق کے ساتھ اللہ تھا تو گویا غار میں تین تھے اور ان تین میں سے تیسرے صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے اس وقت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا جب انہوں نے بیعت ابی بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا کہ تم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثل کوئی نہیں' جس کی طرف (سفر کرنے کے لیے) اونٹوں کی گردنیں کاٹی جائیں۔

الجریری سے مروی ہے کہ لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ (کی بیعت) سے دیر کی تو انہوں نے کہا کہ اس امر (خلافت) کا مجھ سے زیادہ کون مستحق ہے۔ کیا میں وہ نہیں ہوں جس نے سب سے پہلے نماز پڑھی کیا میں ایسا نہیں ہوں' کیا میں ایسا نہیں ہوں' انہوں نے چند واقعات بیان کیے جو نبی ﷺ کے ساتھ پیش آئے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد انصار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما (ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ) وہاں گئے حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' بدری تھے یعنی غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ انہوں نے کہا' ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے۔ ہم لوگ واللہ اے جماعت مہاجرین تم پر حسد نہیں کرتے) لیکن ہمیں اندیشہ ہے کہ اس خلافت پر ایسی قومیں نہ غالب ہو جائیں جن کے باپ اور بھائیوں کو ہم نے قتل کیا ہے۔ ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب ایسا

ہو کہ ہمیں اپنے دشمنوں کے (غالب ہونے کا اندیشہ ہو تو) تم سے ہو سکے تو تم مر جاؤ' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی اور کہا کہ ہم لوگ امیر ہوں اور تم لوگ وزیر' یہ امر (خلافت) ہمارے اور تمہارے درمیان آدھا آدھا ہو' جیسا کہ کھجور کا پتہ کاٹا جاتا ہے۔ سب سے پہلے ان سے ابوالنعمان بشیر بن سعد نے بیعت کی۔

لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے' انہوں نے کچھ حصہ تقسیم کیا۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بنی عدی بن النجار کی ایک بڑھیا کو اس کا حصہ بھیجا تو اس نے پوچھا یہ کیا ہے' انہوں نے کہا یہ حصہ ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو دیا ہے۔ اس نے کہا: ''کیا میرے دین پر میری مدد کرتے ہو؟'' انہوں نے کہا نہیں۔ پوچھا کیا تمہیں اندیشہ ہے کہ میں اس دین کو ترک کر دوں گی جس پر میں ہوں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا: واللہ میں ان سے کبھی کچھ نہ لوں گی۔ زید ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہیں اس کی خبر دی جو اس بڑھیا نے کہا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ میں بھی اس چیز میں سے کبھی کچھ نہ لوں گا جو میں نے دے دی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطبہ خلافت:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ والی ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا' اللہ کی حمد و ثنا کی پھر کہا:

''امابعد' لوگو! میں تمہارے امر (خلافت) کا والی تو ہو گیا' لیکن میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ قرآن نازل ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقے مقرر کر دیئے' آپ نے ہمیں سکھایا اور ہم سیکھ گئے' خوب جان لو کہ تمام عقلوں سے بڑھ کر عقل مندی تقویٰ ہے اور تمام حماقتوں سے بڑھ کر حماقت بدکاری ہے' آگاہ ہو جاؤ کہ تم میں جو کمزور ہیں' میرے نزدیک وہی بڑے زبردست ہیں' یہاں تک کہ ان کا حق میں دلا دوں' اور تم میں جو زبردست ہے وہی میرے نزدیک بڑا کمزور ہے' یہاں تک کہ حق کو اس سے واپس لے کے مستحق کے سپرد کر دوں۔ لوگو! میں پیروی کرنے والا ہوں' ایجاد کرنے والا نہیں ہوں۔ اگر میں اچھا کروں تو میری مدد کرو اور اگر ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کرو''۔

وصیت نبوی اور خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ:

طلحہ بن مصرف سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح لوگوں پر وصیت تحریر فرمائی اور انہیں اس کا حکم دیا؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی' ہذیل نے کہا: کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی پر زبردستی حکومت کرتے تھے (ہرگز نہیں) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ضرور پسند تھا کہ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کوئی ہار (موتیوں کی لڑی) پاتے تو اپنی ناک میں سوراخ کر کے پہن لیتے (یعنی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہوتی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ضرور اس پر عمل کرتے)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کرنا:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ہم نے امر (خلافت) میں نظر کی۔ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں پایا کہ آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز میں آگے کر دیا۔ لہٰذا ہم اپنی دنیا کے لیے اس شخص سے راضی

ہو گئے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دین کے لیے راضی ہوئے' ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگے کر دیا (اور انہیں بالاتفاق خلیفہ تسلیم کرلیا)۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس اس حالت میں آئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو آپ نے وہیں سے قراءۃ شروع کی جہاں تک ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا' اے خلیفۃ اللہ' تو انہوں نے کہا کہ میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں' اور میں اسی سے خوش ہوں۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو مکہ ہل گیا (زلزلہ آ گیا) ابوقحافہ نے کہا کہ یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ ابوقحافہ نے کہا کہ پھر ان کے بعد لوگوں کا کون والی ہوا۔ لوگوں نے کہا تمہارے بیٹے (ابوبکر رضی اللہ عنہ) انہوں نے کہا' کیا بنوعبد شمس اور بنی مغیرہ اس سے راضی ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ جو اللہ دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں' اور جو اللہ روکے اس کا کوئی دینے والا نہیں راوی نے کہا کہ اس کے بعد پھر مکہ ہل گیا (زلزلہ آیا) جو پہلی جنبش سے کم تھی۔ ابوقحافہ نے کہا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا تمہارے بیٹے (ابوبکر رضی اللہ عنہ) مر گئے' ابوقحافہ نے کہا کہ یہ بہت بڑی خبر ہے۔

خلیفہ بننے کے بعد ذریعۂ معاش:

عطا بن السائب سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو ایک روز صبح کو وہ بازار کی طرف جا رہے تھے' ان کے کندھے پر وہ کپڑے تھے جن کی وہ تجارت کرتے تھے۔ انہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ملے۔ دونوں نے کہا' خلیفۂ رسول اللہ! آپ کہاں کا ارادہ کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا بازار کا۔ دونوں نے کہا کہ آپ یہ کرتے ہیں' حالانکہ امر مسلمین کے والی ہیں؟ انہوں نے کہا' پھر میں اپنے عیال کو کہاں سے کھلاؤں؟ دونوں نے ان سے کہا کہ آپ چلیے ہم آپ کا کچھ حصہ مقرر کرتے ہیں وہ ان کے ہمراہ گئے۔ ان لوگوں نے روزانہ نصف بکری اور پہننے کو کپڑے بیت المال سے مقرر کیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا محکمہ قضاء میرے سپرد ہے۔ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محکمۂ فئی (مال غنیمت) میرے سپرد ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مہینہ گزر جاتا' مگر دو آدمی بھی فیصلہ کرانے کے لیے میرے پاس نہ آتے (یعنی امن و دیانت اس قدر تھی کہ جھگڑے کی نوبت ہی نہیں آتی تھی)۔

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گردن پر ایک عبا پڑی ہوئی دیکھی تو اس نے کہا کہ یہ کیا ہے' مجھے دیجیے کہ میں آپ سے اس کی کفایت کروں (یعنی میں اٹھا کے پہنچا دوں) انہوں نے کہا کہ تم مجھ سے الگ رہو تم اور ابن الخطاب رضی اللہ عنہ مجھے میرے عیال سے غفلت میں نہ ڈالو۔

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ والی ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کو اتنا حصہ دو جو انہیں غنی (بے نیاز) کر دے۔ لوگوں نے کہا' ہاں' جب ان کی دونوں چادریں پرانی ہو جائیں تو انہیں رکھ دیں اور ویسی ہی دو اور لے لیں۔ سفر کریں تو اپنی سواری اور اپنے اہل کا وہ خرچ جو خلیفہ ہونے سے پہلے کرتے تھے (لے لیا

کریں) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں راضی ہوں۔

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنائے گئے تو اپنی چادریں اٹھا کر (بغرض تجارت) بازار کی طرف گئے اور کہا کہ مجھے تم لوگ میرے عیال سے غفلت میں نہ ڈالو۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ والی ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ ایسا نہ تھا کہ مجھے میرے اہل کے بارے سے عاجز کر دیتا' اب میں امر مسلمین میں مشغول ہوں۔ مسلمانوں کے مال میں ان کے لیے خدمت کروں گا اور آل ابی بکر اسی مال سے کھائیں گے۔

عمرو بن میمون نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو مسلمانوں نے ان کے لیے دو ہزار (درہم سالانہ) مقرر کر دیئے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بڑھا دو کیونکہ میرے عیال ہیں اور تم نے مجھے تجارت سے روک دیا ہے۔ پھر انہوں نے پانچ سو اور بڑھا دیئے۔ راوی نے کہا کہ یا تو دو ہزار تھے اور پانچ سو اور بڑھا دیئے یا ڈھائی ہزار تھے' پھر پانچ سو اور بڑھا دیئے۔

حضور علیہ السلام کی وفات کے دن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت:

ابی وجزہ وغیرہم سے (پانچ طرق کے علاوہ اور بھی رواۃ سے) مروی ہے کہ دوشنبہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اسی روز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی۔ ان کا مکان السخ میں اپنی زوجہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس تھا' وہ بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔ انہوں نے اپنے لیے بالوں کا ایک حجرہ بنا لیا تھا۔ مدینے کے مکان میں منتقل ہونے تک اس پر کچھ اضافہ نہ کیا۔

بیعت کے بعد بھی چھ مہینے تک وہیں السخ میں مقیم رہے۔ صبح کو پیادہ مدینے آتے اور اکثر گھوڑے پر سوار ہو کر آتے۔ جسم پر تہبند اور چادر ہوتی جو گیرو (لال مٹی) میں رنگی ہوتی' وہ مدینے پہنچ جاتے' سب نمازیں لوگوں کو پڑھاتے۔ جب پڑھ چکتے تو اپنے اہل کے پاس السخ واپس ہو جاتے' جب وہ موجود ہوتے تو لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ اور جب نہ ہوتے تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے۔ جمعے کے روز دن نکلے تک السخ میں مقیم رہ کر اپنے سر اور داڑھی کو مہندی کے (خضاب میں) رنگتے' نماز جمعہ کے اندازے سے چلتے اور لوگوں کو جمعہ پڑھاتے تاجر تھے' اس لیے ہر روز بازار جا کر خرید و فروخت کرتے۔

خدمت خلق کا جذبہ:

ان کا بکری کا ایک گلہ تھا جو ان کے پاس آتا' اکثر وہ خود ان (بکریوں) کے پاس جاتے اور اکثر ان بکریوں میں ان کی کفایت (خدمت و سربراہی) کی جاتی اور ان کے لیے انہیں چارا دیا جاتا تھا' وہ محلے والوں کے لیے ان کی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے۔

بیعت خلافت کے بعد محلے (یا قبیلے کی ایک لڑکی نے کہا) اب ہمارے گھر کی اونٹنیاں نہیں دوہی جائیں گی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سنا تو کہا: کیوں نہیں' اپنی جان کی قسم میں تمہارے لیے ضرور دوہوں گا اور مجھے اُمید ہے کہ میں نے جس چیز کو اختیار کیا وہ مجھے اس

عادت سے نہ روکے گی جس پر میں تھا' وہ ان کے لیے دوہا کرتے' اکثر وہ اسی قبیلے کی لڑکی سے کہتے کہ لڑکی کیا تو یہ چاہتی ہے کہ میں تیرے لیے دودھ میں پھین اٹھادوں یا اسے بغیر پھین کے رہنے دوں۔ جو وہ کہتی وہی کر دیتے۔

اسی حالت میں وہ چھ مہینے تک السخ میں رہے' پھر مدینے آ گئے اور وہیں مقیم ہو گئے اپنے کام پر نظر کی تو کہا' واللہ لوگوں کے امر (خلافت) میں تجارت کی گنجائش نہیں' سوائے اس کے ان کے لیے کچھ مناسب نہیں کہ فارغ رہیں اور ان کے حال پر نظر رکھیں۔ میرے عیال کے لیے بھی بغیر اس چیز کے چارہ نہیں جو ان کے لیے مناسب ہو۔ (یعنی نفقہ) انہوں نے تجارت ترک کر دی اور روز کا روز مسلمانوں کے مال (بیت المال) سے اتنا نفقہ لے لیتے جو ان کے اور ان کے عیال کے لیے کافی ہو۔ وہ حج کرتے اور عمرہ کرتے' جو مقدار ان لوگوں نے ان کے لیے مقرر کی وہ چھ ہزار درہم سالانہ تھی۔

وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس مسلمانوں کا جو مال ہے اسے واپس کر دو' میں اس مال میں سے کچھ لینا نہیں چاہتا۔ میری وہ زمین جو فلاں فلاں مقام پر ہے' مسلمانوں کے لیے ان اموال کے عوض ہے جو میں نے (بطور نفقہ) بیت المال سے لیا۔ یہ زمین' اونٹنی' تلوار پر صیقل کرنے والا غلام اور چادر جو پانچ درہم کی تھی' سب عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ۱۱ھ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو حج پر عامل بنایا' رجب ۱۲ھ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمرہ کیا۔ چاشت کے وقت مکے میں داخل ہوئے اور اپنی منزل میں آئے۔ ابوقحافہ (ابوبکرؓ کے والد) گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ چند نوجوان بھی تھے جن سے وہ باتیں کر رہے تھے' ان سے کہا گیا کہ یہ تمہارے بیٹے ہیں۔ وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی اونٹنی بٹھانے میں عجلت کی' وہ کھڑی ہی تھی کہ اتر گئے اور کہنے لگے: پیارے باپ' کھڑے نہ ہوں۔ وہ ان سے ملے اور لپٹ گئے۔ باپ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ ابوقحافہ ان کے آنے کی خوشی میں رونے لگے۔

عتاب بن اسید' سہیل بن عمرو' عکرمہ بن ابی جہل اور حارث بن ہشام بھی مکے آئے۔ ان لوگوں نے انہیں اس طرح سلام کیا: "سلامٌ علیك یا خلیفة رسول الله" اور سب نے مصافحہ کیا جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے تھے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

ان لوگوں نے ابوقحافہ کو سلام کیا۔ ابوقحافہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا' عتیق یہ جماعت ہے' ان سے صحبت اچھی رکھنا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: "لاحول و لاقوة الاّ بالله امر عظیم میری گردن میں ڈال دیا گیا ہے جس کی مجھے قوت نہیں' اور بغیر اللہ کی مدد کے دیانت نہیں کی جا سکتی"۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر گئے غسل کیا اور باہر آئے۔ ان کے ہمراہی ساتھ چلے تو انہوں نے ہٹا دیا اور کہا تم لوگ اپنی مرضی کے مطابق چلو۔

لوگ ان سے مل کے ان کے سامنے چلتے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت کرتے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ روتے۔ اسی طرح وہ بیت اللہ تک پہنچے انہوں نے اپنی چادر کو داہنی بغل سے نکال کے بائیں کندھے پر ڈال لیا' حجر اسود کو بوسہ دیا' سات مرتبہ طواف کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے مکان میں واپس آئے۔

ظہر کا وقت ہوا تو نکلے اور بیت اللہ کا طواف کیا' پھر دارالندوہ کے قریب بیٹھ گئے اور کہا کوئی شخص ہے جو کسی ظلم کی شکایت کرے یا کوئی حق طلب کرے' مگر ان کے پاس کوئی (شاکی) نہیں آیا۔ لوگوں نے اپنے والی کی نیکی کی تعریف کی' انہوں نے عصر کی نماز پڑھی اور بیٹھ گئے۔

لوگوں نے انہیں رخصت کیا' وہ مدینے کی واپسی کے لیے روانہ ہوئے۔ جب ۱۲ھ کے حج کا وقت آیا تو اس سال ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا' انہوں نے افراد کیا (یعنی صرف حج کی نیت کی) اور مدینے پر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حلیہ:

قیس بن حازم سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو گورے' دبلے اور کم گوشت والے آدمی تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب وہ اپنے شغدف میں تھیں تو انہوں نے ایک عرب کے گزرنے والے شخص کو دیکھا تو کہا کہ میں نے اس سے زیادہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ہم لوگوں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کیجئے' تو انہوں نے کہا کہ وہ گورے اور دبلے تھے' دونوں رخساروں پر بہت کم گوشت تھا۔ سینہ آگے سے ابھرا ہوا تھا۔ تہبند کو روک نہیں سکتے تھے جو ان کے کولہے سے لٹک جاتی تھی۔ چہرے میں بہت کم گوشت تھا۔ آنکھیں گڑھے میں تھیں' پیشانی ابھری ہوئی تھی' انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں۔ یہ ان کا حلیہ ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے یہ موسیٰ بن عمران بن عبداللہ ابن عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے عاصم بن عبیداللہ بن عاصم کو بالکل یہی حلیہ بیان کرتے سنا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حنا اور کسم کا خضاب لگاتے تھے۔ عمارہ نے اپنے چچا سے روایت کی کہ میں اس زمانے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا جب وہ خلیفہ تھے اور ان کی داڑھی خوب سرخ تھی۔

ابی عون نے بنی اسد کے ایک شیخ سے روایت کی کہ میں نے غزوہ ذات السلاسل میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا' وہ اپنے گندمی ناقے پر تھے۔ داڑھی ایسی تھی جیسے عرفج (گھاس) کی سفیدی وہ بوڑھے' دبلے اور گورے تھے۔

ابوجعفر انصاری سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کا سر اور داڑھی ایسی (سرخ) تھی جیسے ببول کی چنگاری۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خضاب لگانا:

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن اسود ابن عبد یغوث جوان لوگوں کے ہمنشین تھے' سفید سر اور داڑھی والے تھے' وہ ایک روز صبح کو ان لوگوں کے پاس اس حالت میں گئے کہ داڑھی کو سرخ رنگ دے رکھا تھا۔ قوم نے ان سے کہا کہ یہ زیادہ اچھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کل شام کو میری ماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی جاریہ نخیلہ کو میرے پاس بھیجا اور مجھے قسم دی کہ میں ضرور ضرور رنگوں' انہوں نے مجھے بتایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی رنگا کرتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مہندی اور کسم سے

رنگتے تھے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا جب ان کے پاس ایک شخص کا ذکر ہو رہا تھا کہ وہ مہندی کا خضاب کرتا ہے تو کہا اس سے قبل ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی مہندی کا خضاب کر چکے ہیں۔

قاسم نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (خضاب کا ذکر) شروع کرتا۔ پھر اسے بیان کرتا۔

حمید سے مروی ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا؟ تو انہوں نے کہا' آپ کا بڑھاپا ظاہر ہی نہیں ہوا۔ البتہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے مہندی کا خضاب لگایا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور کسم کا خضاب لگایا۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کس چیز کا خضاب لگاتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ مہندی اور کسم کا۔ میں نے پوچھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے؟ انہوں نے کہا کہ مہندی کا۔ پھر پوچھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ نے یہ چیز ہی نہیں پائی (یعنی بڑھاپا)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے (تین طرق سے) مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور کسم کا خضاب لگایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مہندی اور کسم کا خضاب لگایا کرتے تھے۔

سماک نے بنی خثیم کے ایک شخص سے روایت کی کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنے سر اور داڑھی میں مہندی لگائے ہوئے تھے۔

معاویہ بن اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ کیا ابوبکر خضاب کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ''ہاں'' وہ متغیر ہو رہے تھے (یعنی بالوں کا رنگ بدل رہا تھا)۔

عمار الدہنی سے مروی ہے کہ میں مکے میں انصار کے بوڑھوں کے پاس بیٹھا تھا ان سے سعد بن ابی الجعد نے پوچھا کہ کیا عمر رضی اللہ عنہ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے تھے؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں فلاں نے خبر دی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے تھے۔ قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس جایا کرتے ان کی داڑھی مہندی اور کسم کی شدید سرخی سے عرفج کی چنگاری کی طرح تھی۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ مہندی اور کسم کا خضاب کرتے تھے۔

زیاد بن علاقہ نے اپنی قوم کے کسی شخص سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور کسم کا خضاب کیا۔ انس رضی اللہ عنہ خادم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کے اصحاب میں سوائے ابی بکر رضی اللہ عنہ کے کوئی کھچڑی بال والا نہ تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان پر مہندی اور مہندی کا غلاف (خضاب کیا)۔

نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (چاہو تو بالوں کا رنگ) بدل دو اور یہود کی مشابہت نہ کرو (کہ ان کی طرح سیاہ خضاب لگانے لگو) پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور کسم سے رنگا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بھی رنگا' ان کا رنگ تیز تھا۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے زرد رنگا۔ راوی نے کہا کہ نافع بن جبیر سے پوچھا گیا کہ نبی ﷺ نے کیسا رنگا تو انہوں نے کہا کہ آپ کو بہت ہی خفیف بڑھاپا آیا تھا۔

عطا خراسانی نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سب سے اچھی چیز جس سے تم جمال حاصل کرتے ہو مہندی اور کسم ہے۔

عاصم بن سلیمان سے مروی ہے کہ ابن سیرین نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کوئی خضاب کرتا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ابن سیرین نے کہا کہ سند کے لیے مجھے یہ کافی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میرے مال میں نظر کرنا کہ جب سے میں امارت میں داخل ہوا کیا بڑھ گیا' اسے میرے بعد والے خلیفہ کے پاس بھیج دینا کیونکہ میں نے اس مال کو اپنی مشقت سے حلال یا درست بنالیا تھا اور مجھے اس طرح چکنا گوشت ملتا جس طرح تجارت میں ملتا تھا۔ ان کی وفات ہوگئی تو ہم نے دیکھا کہ ایک حبشی غلام تھا جو ان کے بچوں کو کھلاتا' اور ایک پانی کھینچنے والا اونٹ تھا جو انہیں پانی بھر دیتا۔ یا (بہ روایت عبداللہ بن نمیر) جو ان کے باغ کو سیراب کرتا۔ ہم نے دونوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا' مجھے میرے دادا یا نانا نے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اللہ کی رحمت ہو وہ اپنے بعد والے کو سخت مشقت میں ڈال گئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وقت وفات آیا تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے پاس سوائے اس اونٹنی اور اس صیقل کرنے والے غلام کے جو مسلمانوں کی تلواریں بناتا تھا اور ہماری خدمت کرتا تھا اس بیت المال میں سے اور کچھ نہیں جانتا' جب میں مروں تو اسے عمر رضی اللہ عنہ کو دے دینا۔ جب میں نے وہ عمر رضی اللہ عنہ کو دیا تو انہوں نے کہا اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے انہوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس بیماری میں جس میں ان کی وفات ہوئی ان کی کھڑکی کے قریب گئے' ہم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ نے صبح کس حال میں کی اور شام کس حال میں' وہ خود ہمارے سامنے نکل آئے اور کہا کہ جو کچھ میں کرتا ہوں کیا تم لوگ اس سے راضی نہیں؟ ہم نے کہا بے شک ہم لوگ راضی ہیں' عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ان کی تیمارداری کر رہی تھیں۔

انہوں نے کہا کہ میں اس امر پر کس قدر حریص تھا کہ مسلمانوں کے لیے ان کے مال غنیمت کو بڑھا دوں' باوجودیکہ مجھے گوشت اور دودھ ملتا تھا۔ تم لوگ نظر کرو' جب میرے پاس سے پلٹنا تو دیکھنا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہو اس کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دینا۔

یہی بات تھی جس سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا' ان کے پاس نہ کوئی دینار تھا نہ درم' صرف ایک

خادم' ایک دودھ والی اونٹنی اور ایک دودھ دوہنے کا برتن تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے پاس لاتے دیکھا تو کہا اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے انہوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔

محمد سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ تو ان پر چھ ہزار درہم تھے جو انہوں نے بطور نفقہ بیت المال سے لیے۔ وفات کے وقت انہوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے نہ چھوڑا' میں نے بیت المال سے چھ ہزار درہم لے لیے۔ میری وہ دیوار' جو فلاں فلاں مقام پر ہے' انہیں درہموں کے عوض ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ رحمت کرے۔ انہوں نے یہ چاہا کہ اپنے بعد کسی کو گفتگو کا موقع نہ دیں۔ میں ان کے بعد والی امر ہوں' حالانکہ میں نے اسے تمہارے سامنے رد کیا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کل اثاثہ:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' اے عائشہ رضی اللہ عنہا میرے پاس مال میں سے سوائے اونٹنی اور پیالہ کے کچھ نہیں جب میں مروں تو ان دونوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے جانا۔ وفات کے بعد لوگ ان دونوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ انہوں نے کہا' اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے' وہ اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال گئے۔ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے' وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے دولوحیں جمع کیں۔

خلافت کے پہلے سال مال غنیمت کی تقسیم:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میرے والد نے اپنی خلافت کے پہلے سال غنیمت تقسیم کی۔ انہوں نے آزاد کو بھی دس درہم دیئے' غلام کو بھی دس درہم دیئے' عورت کو بھی دس درہم دیئے اور اس کی باندی کو بھی دس درہم دیئے۔ دوسرے سال غنیمت تقسیم کی تو بیس بیس درہم دیئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سلمان کو وصیت:

اسیر سے مروی ہے کہ سلمان نے کہا: میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی علالت میں ان کے پاس گیا اور کہا' اے خلیفہ رسول اللہ مجھے کچھ وصیت کیجئے' میں سمجھتا ہوں کہ آپ مجھے اس دن کے بعد وصیت نہ کر سکیں گے۔ انہوں نے کہا بے شک اے سلمان عنقریب وہ فتوح ہوں گی جنہیں میں نہیں جانتا اس میں سے تمہارا حصہ وہ ہوگا جو تم نے اپنے پیٹ میں کر لیا۔ یا اپنی پیٹھ پر ڈال لیا (یعنی پہن لیا) خوب سمجھ لو کہ جو شخص پانچوں نمازیں پڑھتا ہے' وہ صبح کرتا ہے تو اللہ کے ذمے کرتا ہے اور شام کرتا ہے تو اللہ کے ذمے کرتا ہے' تم ہرگز کسی ایسے شخص کو قتل نہ کرنا جو اللہ کے ذمے والوں میں سے ہو' کیوں کہ اللہ تم سے اپنے ذمے کا مطالبہ کرے گا اور تم کو منہ کے بل دوزخ میں ڈال دے گا۔

ترکہ میں خمس کی وصیت اور اس کی توجیہہ:

خالد بن ابی عزہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کے پانچویں حصے کی وصیت کی' یا کہا کہ میں اپنے مال میں سے وہ لوں گا جو اللہ نے مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے لیا ہے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے لیے غنیمت کا وہ مال ہے جس سے میرا پروردگار راضی ہو' پھر انہوں نے خمس (پانچویں حصے) کی وصیت کی۔

اسحاق بن سوید سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خمس کی وصیت کی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت اور ان کو وصیت:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو وہ بیٹھے' خطبہ وتشہد پڑھا' پھر کہا کہ امابعد' پیاری بیٹی (عائشہ رضی اللہ عنہا) مجھے اپنے بعد سب سے زیادہ تمہاری بےفکری' بے نیازی محبوب ہے اور اپنے بعد تمہاری مفلسی ومحتاجی مجھے سب سے زیادہ گراں ہے' میں نے اپنے مال کا بیس وسق غلہ تمہیں بخش دیا' واللہ میں چاہتا تھا کہ تم اس پر قبضہ کرتیں اور اسے لے لیتیں' لیکن وہ اب تو صرف وارثوں کا مال ہے اور وہ تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ تو میرے دونوں بھائی ہیں' بہنیں کون ہیں؟ انہوں نے کہا میری زوجہ بنت خارجہ کی پیٹ والی' کیونکہ میں اسے لڑکی ہی سمجھتا ہوں۔

محمد بن الاشعث سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جب مرض کی شدت ہوئی' عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میرے اہل میں مجھے کوئی تم سے زیادہ محبوب نہیں۔ میں نے تمہیں بحرین میں ایک زمین بطور جاگیر دی تھی' میں نہیں سمجھتا کہ تم نے اس سے کچھ حاصل کیا ہو۔ انہوں نے کہا بے شک۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو تم اس باندی کو جوان کے لڑکے کو دودھ پلاتی اور ان دونوں دودھ دینے والی اونٹنیوں کو اور ان کے دوہنے والے (غلام) کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دینا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ہم نشینوں کو ان اونٹنیوں کا دودھ پلایا کرتے تھے۔ ان کے پاس مال سے کچھ نہ تھا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے غلام اور باندی اور دونوں اونٹنیوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے' انہوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔ انہوں نے غلام اور اونٹنیوں کو قبول کر لیا اور باندی انہی کو واپس کر دی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے ان (عائشہ رضی اللہ عنہا) کو بلایا اور کہا کہ اپنے بعد غنا اور بےفکری میں اپنے اہل میں تم سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں' نہ مجھے تم سے زیادہ کسی کا حقیر ومحتاج ہونا گراں ہے۔ میں نے تمہیں العالیہ کی زمین کا بیس وسق غلہ بخش دیا تھا' اگر تم اس میں سے کسی سال ایک کھجور بھی حاصل کر لیتیں' جو تمہارے لیے جمع ہوتی (تو مجھے اطمینان ہوتا) اب تو وہ وارث ہی کا مال ہے کہ تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ میں نے کہا وہ تو اسماء ہیں (جو ایک ہی بہن ہیں دو بہنیں کہاں ہیں) انہوں نے کہا کہ بنت خارجہ کے پیٹ والی' میرے قلب میں ڈالا گیا ہے کہ وہ لڑکی ہے' میں اس کے لیے خیر کی وصیت کرتا ہوں' چنانچہ ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

افلح بن حمید نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ مال جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو العالیہ میں دیا' اموال بنی النضیر میں سے بیر حجر تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عطا فرمایا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی اصلاح کی' اس میں کھجور کے درخت لگائے۔

عامر سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا' پیاری بیٹی! تمہیں معلوم ہے کہ تم سب سے زیادہ مجھے محبوب ہو اور سب سے زیادہ عزیز ہو۔ میں نے تمہیں وہ زمین دی تھی جو تم جانتی ہو کہ فلاں فلاں مقام میں ہے' میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے وہ واپس کردو کہ کتاب اللہ کے موافق میری اولاد پر تقسیم ہو' کیونکہ میرے رب نے مجھے القا کیا تھا۔ جب القا کیا تھا (یعنی دل میں ڈال دیا تھا کہ میں وہ زمین تمہیں دے دوں) حالانکہ میں نے اپنی ایک اولاد کو دوسری اولاد پر فضیلت (ترجیح) نہیں دی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ وہ دینار چھوڑا نہ درہم جس پر اللہ نے اپنا سکہ ڈھالا تھا۔

صدیق اور صدیقہ کے مابین آخری گفتگو:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو میں نے حاتم کے کلام میں سے ایک شعر پڑھا۔

لعمرك ما يغني الثراء عن الفتٰى اذا حشرجت يوما وضاق بها الصدر

''تیری جان کی قسم سخاوت، خوشحالی بندے کو (موت سے) بچا نہیں سکتی۔ جب کسی دن سانس اکھڑ جائے اور دم سینے میں اٹکے''۔

انہوں نے فرمایا کہ بیٹی اس طرح نہ کہو بلکہ یہ کہو:

وجاءت سكرة الموت بالحق ذالك ما كنت منه تحيد

''موت کی سختی آ ہی گئی' یہ وہ چیز ہے جس سے تو بھڑکتا تھا''۔

تم لوگ میری ان دونوں چادروں کو محفوظ رکھنا' جب میں مرجاؤں تو ان دونوں کو دھو ڈالنا اور مجھے ان کا کفن دینا' کیونکہ نئے کپڑے کا زندہ بہ نسبت مردے کے زیادہ محتاج ہے۔

ابی بکر بن حفص بن عمر سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آئیں جب ان کی وہی کیفیت تھی جو مرنے والے کی ہوتی ہے۔ جان سینے میں تھی تو انہوں نے بطور مثال یہ شعر پڑھا:

لعمرك مايغني الثراء عن الفتٰى اذا حشرجت يوما وضاق بها الصدر

(ترجمہ پہلے گزر گیا) انہوں نے ناراض ہونے والے کی طرح ان کی طرف دیکھا اور کہا: ام المومنین! اس طرح نہیں بلکہ اس طرح کہ:

وجاءت سكرة الموت بالحق ذالك ما كنت منه تحيد

(ترجمہ اوپر گزر گیا) (عائشہ رضی اللہ عنہا) میں نے تمہیں ایک دیوار (احاطہ) دیا تھا۔ اب اس کے متعلق میرے دل میں ایک بات آئی (کہ مجھے اپنی اولاد کے درمیان بے انصافی نہیں کرنا چاہیے' بلکہ ان میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے) تم اسے میراث میں واپس کردو۔ انہوں نے کہا بہت اچھا' میں نے اسے واپس کردیا۔ پھر فرمایا کہ دیکھو جب سے ہم امر مسلمین کے والی ہوئے نہ ہم نے ان کا کوئی دینار کھایا نہ درہم' البتہ ہم نے ان کے موٹے غلے کا آٹا اپنے شکموں میں بھرلیا اور ان کے موٹے جھوٹے کپڑے اپنی پیٹھ پر پہن لیے' ہمارے پاس مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے کچھ نہیں ہے' نہ تھوڑا بہت' سوائے اس حبشی غلام اور اس پانی کھینچنے والے اونٹ اور پرانی چادر کے۔ جب میں مرجاؤں تو تم انہیں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دینا اور بری ہو جانا۔

اثاثۂ صدیقی بارگاہ فاروقی میں:

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب قاصد یہ اشیاء لے کے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو وہ اتنا روئے کہ آنسو زمین پر بہنے لگے' کہنے لگے کہ اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے' انہوں نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا۔ اے غلام انہیں اٹھا لے۔

مال صدیق کی واپسی کے لئے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سبحان اللہ' آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عیال سے ایک حبشی غلام' ایک پانی کھینچنے والا اونٹ اور ایک پانچ درہم کی پرانی چادر چھینتے ہیں' فرمایا: اچھا تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ چیزیں کو ان کے عیال کو واپس کر دیجئے' فرمایا: نہیں' قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ یا جس طرح قسم کھائی ہو' یہ میری ولایت میں کبھی نہ ہوگا اور یہ نہ ہوگا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ موت کے وقت جن چیزوں سے سبکدوش ہوئے میں ان کے عیال کو واپس کر دوں (ایسا کرنے سے) موت زیادہ قریب ہے (یعنی اس سے مرنا اچھا مگر واپس کرنا نہیں اچھا) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو انہوں نے کہا: (شعر)

من لایزال دمعہٗ مُقنّعًا فانہ لا بد مَرّۃً مدفوق

''جس شخص کے آنسو ہمیشہ اس حالت میں جاری رہیں کہ وہ چادر میں اپنا سر چھپائے ہو تو وہ لامحالہ ایک روز مر جائے گا''۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بیٹی ایسا نہیں ہے بلکہ:

وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذالك ما کنت منہ تحید

(ترجمہ اوپر گزر گیا)

پرانی چادروں میں کفن کی وصیت:

عبداللہ بن عبید سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی جان' جان آفرین کو دے رہے تھے تو ان کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ انہوں نے کہا کہ ہائے والد۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا حاتم نے کہا: **اذا حشرجت یوما وضاق بها الصدر.** (جب کسی دن سانس اکھڑ جائے اور دم سینے میں اٹکے) تو انہوں نے کہا: بیٹی اللہ کا قول زیادہ سچا ہے: **وجاء ت سکرۃ الموت بالحق. ذالك ما کنت منہ تحید.** میں مروں تو میرے پورے کپڑے دھونا اور انہیں کو میرا کفن بنانا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: والد! اللہ نے دیا اور احسان کیا' ہم آپ کو نئے کپڑے کا کفن دیں گے۔ فرمایا زندہ مردے سے زیادہ محتاج ہے جو اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے اور اسے ڈھانکتا ہے' کفن تو صرف پیپ' خون اور کنگھی کا ہو جاتا ہے۔

المزنی کی روایت:

بکر بن عبداللہ المزنی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علیل ہوئے اور ان کی بیماری شدید ہوگئی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سرہانے بیٹھ کر (یہ شعر) کہا:

کل ذی ابل مورثها وکل ذی سَلَب مسلوب

''ہر اونٹ والے کے اونٹوں کا کوئی وارث ہوگا اور ہر غنیمت والے سے چھین لیا جائے گا (یعنی موت کے بعد)''

فرمایا: بیٹی! جیسا تم نے کہا ایسا نہیں ہے' البتہ ایسا ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وجاء ت سكرة الموت بالحق. ذالك ما كنت منه تحيد.** (موت کی سختی آ ہی گئی' حالانکہ اسی سے تو بیزار تھا)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات پا رہے تھے تو میں نے یہ شعر بطور مثال پڑھا:

وابيض يستسقى لغمام بوجهه ربيع اليتامٰى عصمة للارامل

''وہ ایسے گورے آدمی ہیں جن کے چہرے سے ابر بھی سیرابی حاصل کرتا ہے' وہ یتیموں کی بہار اور بیواؤں کی پناہ ہیں''۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ سمیہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ شعر پڑھا:

من لا يزال دمعه مقنعا فانه لابد مرة مدفوق

(ترجمہ اوپر گزر گیا) تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: **وجاء ت سكرة الموت بالحق. ذالك ما كنت منه تحيد.** (ترجمہ اوپر گزر چکا)۔

ثابت سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس شعر کو بطور مثال پڑھا کرتے تھے:

لاتزال تنعى حبيبًا حتٰى تكونه وقدير جوالفتى الوجا يموت دونه

''تو اپنے دوست کی خبر مرگ سنایا کرتا تھا حتی کہ تو بھی وہی ہوگیا' بندہ ایسی چیزوں کی آرزو کرتا ہے کہ وہ اس کے ادھر ہی مر جاتا ہے''۔

ابی السفر سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو لوگوں نے کہا: کیا ہم طبیب کو نہ بلا دیں۔ انہوں نے کہا کہ اس نے مجھے دیکھ لیا ہے' اور کہا ہے کہ میں وہی کرتا ہوں جو چاہتا ہوں۔ قتادہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے پسند تھا کہ میں سبزہ ہوتا اور کیڑے کھا جاتے۔

وفات سے ایک سال قبل آپ کو زہر دیا جانا:

ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حارث بن کلدہ اس بھنے ہوئے گوشت میں سے کھا رہے تھے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بطور ہدیہ دیا گیا تھا۔ حارث نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اٹھا لیجئے' واللہ اس میں سال بھر میں ہلاک کرنے والا زہر ہے۔ میں اور آپ ایک ہی دن مریں گے' انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ دونوں برابر بیمار رہے اور دونوں سال گزرنے پر ایک ہی دن انتقال کر گئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے خمس کی وصیت کرنا ربع کی وصیت سے زیادہ پسند ہے اور مجھے ربع کی وصیت کرنا ثلث کی وصیت کرنے سے زیادہ پسند ہے' جس نے ثلث کی وصیت کی اس نے (وارث کے لیے) کچھ نہیں چھوڑا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جانشین بنانے سے قبل اکابر صحابہ سے مشاورت:

عبداللہ البہی (اور تین طرق) سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مرض میں شدت ہوئی تو انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا کہ مجھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا حال بتاؤ۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ مجھ سے وہ بات پوچھتے ہیں جو یقیناً مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگرچہ میں زیادہ جانتا ہوں مگر تم بھی بیان کرو۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ ان کے حق میں میری جو رائے ہے وہ اس سے افضل ہیں۔

انہوں نے عثمان بن عفان کو بلایا اور کہا کہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ کا حال بتاؤ۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہم سب سے زیادہ ان سے آگاہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ' اس پر بھی جو تمہیں معلوم ہو وہ بیان کرو۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ میرا علم ان کے متعلق یہ ہے کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے اور ان کے مثل ہم میں کوئی نہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' خدا تم پر رحمت کرے۔ واللہ اگر تم ان کا حال ترک کر دیتے تو میں تمہیں بغیر بیان کیے جانے نہ دیتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں مہاجرین اور انصار سے مشاورت

انہوں نے ان دونوں کے ہمراہ سعید بن زید ابوالاعور اور اسید بن الحضیر سے اور ان کے سوا دوسرے مہاجرین وانصار سے بھی مشورہ کیا۔ اسید نے کہا' اے اللہ مجھے حق کہ توفیق دے' آپ کے بعد میں انہیں سب سے بہتر جانتا ہوں' جو رضائے الٰہی سے راضی ہیں اور ناراضی سے ناراض' ان کا باطن ظاہر سے بہتر ہے اور اس امر پر کوئی ایسا والی نہیں جو ان سے زیادہ قوی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سخت مزاجی کی شکایت کا جواب:

بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن وعثمان رضی اللہ عنہما کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا اور ان سے خلوت کرنا سنا تو وہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان میں سے کسی کہنے والے نے ان سے کہا کہ آپ اپنے پروردگار سے کیا کہیں گے' جب وہ آپ سے عمر رضی اللہ عنہ کو ہم پر خلیفہ بنانے کا پوچھے گا' حالانکہ آپ ان کی سختی دیکھتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے بٹھا دو' پھر ان لوگوں سے کہا: کیا تم لوگ مجھے اللہ کا خوف دلاتے ہو؟ تمہاری امارت سے جس نے ظلم سے توشہ حاصل کیا وہ برباد گیا' اگر اللہ مجھ سے سوال کرے گا تو میں کہوں گا کہ اے اللہ تیرے خاص بندوں میں جو سب سے بہتر تھا میں نے اسے خلیفہ بنایا' اے شخص میں نے جو تم سے کہا یہ ان لوگوں کو بھی پہنچا دینا' جو تمہارے پیچھے ہیں۔

خلافت کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نامزدگی پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تحریر لکھوانا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ لیٹ گئے' انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا کہ لکھو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ مضمون ہے جس کی ابوبکر رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ نے اپنی دنیا کے آخر زمانے میں' اس سے نکلتے وقت اور آخرت کے ابتدائی زمانے میں' اس میں داخل ہوتے وقت (اور آخرت وہ جگہ ہے) جہاں کافر بھی ایمان لاتا ہے' منکر بھی یقین کر لیتا ہے اور جھوٹا بھی سچ بولنے لگتا ہے' وصیت کی کہ میں نے اپنے بعد تم پر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا۔ لہٰذا ان کی بات سننا اور ان کی اطاعت کرنا۔ میں نے اللہ' اس کے رسولؐ' اس کے دین' اپنے نفس اور تم لوگوں کی خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی۔ عمر رضی اللہ عنہ اگر عدل کریں تو ان کے ساتھ میرا یہی گمان ہے اور ان کے

بارے میں میرا یہی علم ہے۔ اگر وہ عدل کو بدل دیں تو ہر شخص کو اس کے حاصل کیے ہوئے گناہ کی سزا ملے گی' میں نے تو خیر ہی کا ارادہ کیا۔ میں غیب کی بات نہیں جانتا' ظلم کرنے والوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس مقام پر پلٹتے ہیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

انہوں نے اس کے لکھنے کا حکم دیا اور مہر لگائی۔

تحریر لکھواتے وقت بے ہوشی:

بعض راویوں نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس فرمان کا عنوان لکھوا دیا۔ جس میں عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر رہ گیا۔ قبل اس کے کہ وہ کسی کو نامزد کریں' بے ہوش ہو گئے' عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھ دیا کہ میں نے تم پر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا' جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ تم نے جو کچھ لکھا وہ میرے سامنے پڑھو' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر پڑھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ تمہیں اندیشہ ہوگا کہ اگر اس غش میں میرا دم نکل گیا تو لوگ اختلاف کریں گے' اللہ تمہیں اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر دے' واللہ تمہیں اس لکھنے کے اہل تھے۔

نامزدگی کا فرمان:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے وہ مہر کیا ہوا فرمان لے کے نکلے' ہمراہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور اسید بن سعید القرظی بھی تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ کیا تم اس شخص سے بیعت کرتے ہو جو اس فرمان میں ہے؟ سب نے کہا ''جی ہاں'' ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس شخص کو جان لیا ہے جس کا ذکر اس فرمان میں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تنہائی میں وصیت:

ابن سعد نے کہا کہ میں ایسے شخص سے بھی آگاہ ہوں جو یہ کہتا ہے کہ (ان میں سے بعض لوگوں نے کہا ہم اس شخص کو جانتے ہیں کہ) وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ سب نے اس کا اقرار کیا۔ ان سے راضی ہو گئے اور بیعت کر لی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تنہا عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا جو مناسب سمجھا وہ وصیت کی (جس کو اللہ ہی جانتا ہے یا وہ دونوں) پھر وہ ان کے پاس سے روانہ ہو گئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دعائیہ کلمات:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کے پھیلائے اور کہا: ''اے اللہ میری نیت میں اس (فرمان) سے صرف ان لوگوں کی نیکی ہے میں نے فتنے کا اندیشہ کیا' اس لیے ان لوگوں کے معاملے میں وہ عمل کیا جس کو تو خوب جانتا ہے' ان کے لیے میں نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا۔ میں نے ان پر ان کے سب سے بہتر کو' سب سے قوی تر کو اور سب سے زیادہ راہِ راست پر چلانے کے خواہش مند کو والی بنایا' میرے پاس تیرا جو حکم آیا وہ آیا (یعنی موت کا حکم) بس تو ہی ان لوگوں میں میرا خلیفہ ہے' کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں اور ان کی پیشانیاں تیرے قبضے میں ہیں (کہ تو جدھر چاہے پھیر دے) اے اللہ ان کے لیے ان کے والی کی اصلاح کر' اسے اپنے خلفائے راشدین میں سے بنا' جو تیرے نبی رحمت کی ہدایت کی اور ان کے بعد صالحین کی ہدایت کی پیروی کرے اور اس کے لیے اس کی رعیت کی بھی اصلاح کر۔

یوم وصال اور کفن کے معاملے میں موافقت نبوی کا شوق:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عارضے میں شدت ہوئی تو انہوں نے پوچھا یہ کون سا دن ہے؟ عرض کی دوشنبہ۔ پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس روز ہوئی؟ عرض کی کہ آپ کی وفات دوشنبے کو ہوئی۔ فرمایا پھر تو میں اُمید کرتا ہوں کہ میرے اور رات کے درمیان موت ہے۔

ان کے جسم پر ایک چادر تھی جس میں گیرو (سرخ مٹی کے رنگ) کا اثر تھا۔ انہوں نے کہا کہ جب میں مروں تو اسی چادر کو دھوڈالنا اور اس کے ساتھ دونئی چادریں شامل کر لینا۔ مجھے تین کپڑوں میں کفن دینا۔ ہم لوگوں نے کہا: کیا ہم سب کو نیا ہی نہ کر لیں؟ فرمایا نہیں وہ تو صرف پیپ اور خون کے لیے ہے' زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر وہ شب سہ شنبہ کو (اپنے ارشاد کے مطابق) انتقال فرما گئے۔ رحمہ اللہ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس روز ہوئی؟ عرض کی' دوشنبے کو' انہوں نے کہا: "ماشاء اللہ میں اُمید کرتا ہوں کہ میرے اور رات کے درمیان موت ہے"۔ پوچھا: تم نے آپ کو کس چیز کا کفن دیا تھا؟ میں نے کہا تین سفید سوتی یمنی چادروں کا جن میں نہ کرتہ تھا نہ عمامہ۔ فرمایا: میری یہ چادریں دیکھو جس میں گیرو یا زعفران کا اثر ہے اسے دھوڈالنا اور اس کے ساتھ دو چادریں اور شامل کر لینا۔ میں نے کہا کہ وہ تو پرانی ہیں۔ فرمایا: زندہ نئے کا زیادہ مستحق ہے' یہ تو صرف پیپ اور خون کے لیے ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات اور تدفین:

عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کے لیے) ایک یمنی حلّہ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی میں کفن دیا' پھر وہ حلّہ نکال لیا اور آپ کو تین سفید چادروں میں کفن دیا گیا۔ عبداللہ نے وہ حلّہ لے لیا کہ وہی کپڑا میرا کفن ہو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو مس کیا تھا مگر بعد میں رائے بدل دی کہ مجھے اس کپڑے کا کفن نہ دیا جائے جسے اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیئے جانے سے روک دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات سہ شنبہ کو ہوئی اور رات ہی کو دفن کیے گئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بھی رات ہی کو ہوا۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے انہیں رات ہی کو دفن کیا۔

ایام علالت میں حضرت عمر کو نماز پڑھنے کا حکم:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے تین طریقوں سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مرض کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ انہوں نے ۷/ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ یوم دوشنبہ کو غسل کیا۔ جو ٹھنڈا دن تھا' پندرہ روز تک بخار رہا جس سے وہ نماز کو بھی نہ نکل سکے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو حکم دے دیا کرتے کہ لوگوں کو نماز پڑھادیں۔ شدت مرض کی حالت میں روزانہ لوگ عیادت کو آتے۔

وقت وفات:

اس زمانے میں وہ اپنے اس مکان میں اترے ہوئے تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مکان کے روبرو دیا تھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو آپ کی تیمارداری کے لیے آپ کے ساتھ کر دیا تھا۔ شب سہ شنبہ کی ابتدائی گھڑیوں میں ۲۲/ جمادی

الآخر ۱۳ھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

مدت خلافت:

ان کی خلافت دو سال چھ مہینے اور دس دن رہی۔ ابو معشر نے کہا کہ دو سال اور چار دن کم چار ماہ رہی۔ وفات کے وقت وہ تریسٹھ سال کے تھے اس پر تمام روایات میں اتفاق کیا گیا ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پائی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ولادت عام الفیل کے تین سال بعد ہوئی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عمر:

جریر سے مروی ہے کہ انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ وفات کے وقت تریسٹھ سال کے تھے۔ ابو اسحاق سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پوری کر لی' جب ان کی وفات ہوئی تو تریسٹھ سال کے تھے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے زیادہ سن والے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سہیل بن بیضا تھے۔

زوجہ سے غسل دلانے کی وصیت:

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انہیں ان کی زوجہ اسماء غسل دیں۔ قتادہ سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس نے غسل دیا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انہیں ان کی زوجہ اسماء غسل دیں۔ حسن سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انہیں اسماء غسل دیں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ان کی زوجہ اسماء نے غسل دیا۔

ابی بکر بن حفص سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسماء بنت عمیس کو وصیت کی کہ جب میں مروں تو تمہیں غسل دو' اور انہیں قسم دی کہ افطار کر لینا تب غسل دینا کیونکہ یہ تمہارے لیے زیادہ قوت کا باعث ہوگا (ورنہ نہلانے میں ضعف محسوس ہوگا) انہوں نے دن کے آخر میں ان کی قسم کا ذکر کیا' پانی منگا کر پی لیا اور کہا واللہ آج میں ان کے بعد قسم شکنی (حنث) نہ کروں گی۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انہیں ان کی بیوی اسماء غسل دیں' اگر وہ عاجز ہوں تو ان کے فرزند محمد ان کی اعانت کریں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یہ (راوی کا) وہم ہے اور محمد بن سعد نے کہا کہ یہ خطا ہے۔

عطا سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انہیں ان کی بیوی اسماء بنت عمیس غسل دیں' اور اگر وہ (تنہا) نہ دے سکیں تو عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مدد لیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہی ثابت ہے' ان کے بیٹے محمد ان کی کس طرح مدد کر سکتے تھے' وہ تو ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے زمانے میں ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ان کو تین سال یا اسی کے قریب ہوئے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اسماء بنت عمیس نے غسل دیا۔ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسماء بنت عمیس زوجہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب آپ کی وفات ہوئی تو غسل دیا' پھر جو مہاجرین موجود تھے ان سے دریافت کیا کہ میں روزہ دار ہوں اور آج کا دن سخت سردی کا ہے' کیا مجھ پر غسل واجب ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ نہیں۔

عطا سے مروی ہے کہ اسماء نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سردی والی صبح میں غسل دیا۔ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا ان پر غسل واجب ہے انہوں نے کہا: ''نہیں'' عمر رضی اللہ عنہ بھی سن رہے تھے مگر انکار نہیں کیا۔

غسال میت پر غسل واجب ہے' مگر حضرت اسماء کو سردی کا عذر تھا اس لیے انہیں ترک غسل کی اجازت دے دی گئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تکفین:

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ جن میں ایک سفید تھی اور ایک چادر گیرو میں رنگی ہوئی (سرخ) تھی۔ انہوں نے کہا کہ زندہ لباس کا میت سے زیادہ محتاج ہے' وہ تو صرف اس آلائش کے لیے ہے جو میت کی ناک اور منہ سے نکلتی ہے۔

بکر بن عبداللہ المزنی سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔

عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا جن میں ایک گیرو میں رنگی ہوئی تھی۔

پرانی چادر کفن میں شامل کرنے کا حکم:

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب علیل تھے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی چادروں میں کفن دیا گیا۔ انہوں نے کہا تین سوتی چادروں میں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس چادر کے متعلق جو ان کے جسم پر تھی' کہا کہ اس کو لے لینا' گیرو یا زعفران جو لگ گیا ہے اسے دھوڈالنا اور مجھے اسی میں دو اور چادروں کے ساتھ کفن دے دینا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' یہ کیا ہے کہ آپ پرانی چادر کفن میں شامل کراتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ محتاج ہے اور وہ تو صرف پیپ خون کے لیے ہے۔

کفن میں چادروں کی تعداد:

عطا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دو دُھلی ہوئی چادروں میں کفن دیا گیا۔ عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا۔

شعبہ سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے دریافت کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کتنی چادروں میں کفن دیا گیا' انہوں نے کہا کہ تین چادروں میں۔ میں نے کہا کہ تم سے کس نے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن علی سے سنا۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ شریک نے کہا کہ ان میں گرہ لگادی گئی تھی۔

سعید بن غفلہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو انہی جمع کیے ہوئے کپڑوں میں سے دو چادروں میں کفن دیا گیا۔

مطلب بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ان کی پرانی چادروں کو دھو کے انہی میں کفن دیں۔ راوی نے کہا کہ وہ رات کو دفن کیے گئے۔

سیف بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد سے سنا کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے میری انہی دونوں چادروں میں کفن دینا جن میں نماز پڑھتا تھا' انہیں دھوڈالنا کیونکہ یہ دونوں پیپ' خون اور مٹی کے لیے ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا یہی کپڑا دھوڈالنا اور اسی میں کفن دے دینا کیوں کہ زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ محتاج ہے۔

عبدالرحمن بن قاسم سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یمن کی دوسوتی دُھلی ہوئی چادروں میں کفن دیا گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا زندہ بہ نسبت مردے کے نئے کا زیادہ مستحق ہے۔ کفن تو صرف پیپ اور خون کے لیے ہے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا جن میں ایک دُھلی ہوئی تھی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کو انہی دو چادروں میں کفن دیا جائے جو جسم پر ہیں اور جنہیں وہ پہنا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے انہی میں کفن دینا کیونکہ زندہ مردے سے زیادہ نئے کا محتاج ہے۔ عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا۔ جن میں ایک دُھلی ہوئی تھی۔

مسجد نبوی میں نماز جنازہ:

صالح بن ابی حسان سے مروی ہے کہ علی بن حسین نے سعید بن المسیب سے پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ کہاں پڑھی گئی۔ انہوں نے کہا: قبر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور منبر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان پوچھا کس نے نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا' عمر رضی اللہ عنہ نے' پھر پوچھا: انہوں نے کتنی تکبیریں کہیں' فرمایا: چار۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں پر مسجد کے اندر منبر کے روبرو نماز پڑھی گئی۔ ابن نمیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

صالح بن یزید مولائے اسود سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب کے پاس تھا کہ علی بن حسین ان کے پاس سے گزرے انہوں نے سعید سے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر کہاں نماز پڑھی گئی؟ فرمایا: قبر و منبر کے درمیان۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ پڑھائی:

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر چار تکبیریں کہیں ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

محمد بن فلاں بن سعد سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد میں جب ابوبکر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ جس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے اور صہیب رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

رات کے وقت تدفین:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو دفن کیے گئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات رات کو ہوئی' ہم نے انہیں صبح ہونے سے پہلے دفن کر دیا۔

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ دریافت کیا گیا کہ کیا میت رات کو دفن ہوسکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رات ہی کو دفن کیے گئے۔

ابن السباق سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات کو دفن کیا' پھر وہ مسجد میں گئے۔ اور تین رکعت نماز وتر پڑھی۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو دفن کیے گئے۔ یحیٰی بن سعید سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو دفن کیے گئے۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کو دفن کیے گئے۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو دفن کیے گئے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دفن کیا۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات کو دفن کیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تدفین میں موجود تھا' ان کی قبر میں عمر بن الخطاب' عثمان بن عفان' طلحہ بن عبیداللہ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اترے۔ میں نے بھی اترنے کا ارادہ کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کافی ہے (تمہاری ضرورت نہیں)۔

نوحہ کرنے کی ممانعت:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان پر نوحہ قائم کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ آئے اور ان عورتوں کو ابوبکر رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرنے سے منع کیا۔ عورتوں نے باز رہنے سے انکار کیا۔ انہوں نے ہشام بن الولید سے کہا کہ میرے پاس ابی قحافہ کی بیٹی (ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہن) کو لے آؤ' انہوں نے ان کو درے سے چند ضربیں لگائیں۔ نوحہ کرنے والیوں نے یہ سنا تو سب متفرق ہوگئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ یہ چاہتی ہو کہ تمہارے رونے کی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عذاب کیا جائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میت پر اس کے عزیزوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مغرب وعشاء کے درمیان ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی' صبح ہوئی تو مہاجرین وانصار کی عورتیں جمع ہوئیں اور لوگوں نے نوحہ قائم کیا' حالانکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غسل وکفن دیا جا رہا تھا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نوحہ کرنے

والیوں کو حکم دیا تو وہ منتشر کردی گئیں' واللہ وہ عورتیں اگر اسی بات پر تھیں تو متفرق کردی گئیں اور وہ جمع ہوئی تھیں۔

پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار:

عمر بن عبداللہ بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ اور قاسم بن محمد کو کہتے سنا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے' ان کی وفات پر قبر کھودی گئی۔ سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے پاس کیا گیا اور لحد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے ملادی گئی' وہ وہیں دفن کیے گئے۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے پاس ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کا سر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کولہوں کے پاس۔ مطلب بن عبداللہ بن حطب سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرح مسطح بنائی گئی اور اس پر پانی چھڑکا گیا۔

روضۂ نبوی کا اندرونی منظر:

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا ان سے کہا کہ اے ماں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں صاحبوں کی قبریں میرے لیے کھول دیجئے' انہوں نے میرے لیے تینوں قبریں کھول دیں جو نہ بلند تھیں نہ زمین سے پیوست' سرخ کنکریلی زمین کی کنکریاں ان پر پڑی تھیں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھا کہ وہ آگے تھی' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر آپ کے سر کے پاس تھی اور عمر کا سر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے پاس تھا۔ عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قاسم نے ان حضرات کی قبور کا حلیہ بیان کیا۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کھڑا دیکھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہے تھے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لیے دُعا کر رہے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا خراج تحسین:

ابو عقیل نے ایک شخص سے روایت کی کہ علی رضی اللہ عنہ سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ دونوں ہدایت کے امام' راستہ پانے والے' راستہ بتانے والے اصلاح کرنے والے' کامیابی حاصل کرنے والے تھے جو دنیا سے اس طرح گئے کہ شکم سیر نہ تھے۔

ابو قحافہ کا استفسار:

ابن المسیب سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ نے مکے میں ایک خوف ناک آواز سنی تو کہا گیا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ تمہارے بیٹے کی وفات ہوگئی' انہوں نے کہا کہ بہت بڑی مصیبت ہے' ان کے بعد امارت کو کس نے قائم کیا؟ لوگوں نے کہا' عمر رضی اللہ عنہ نے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ان کے صاحب (ساتھی دوست) ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ورثاء:

شعیب بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ ان کے سدس (چھٹے حصے) کے وارث ہوئے' ان کے ساتھ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن اور محمد و عائشہ و اسماء و ام کلثوم اولاد

ابی بکر رضی اللہ عنہ اوران کی دونوں بیویاں اسماء بنت عمیس اور حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بھی جو بنی الحارث ابن الخزرج میں سے تھیں وارث ہوئیں' یہی حبیبہ ام کلثوم کی ماں تھیں' جوابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت پیٹ میں تھیں۔

اسحٰق بن یحییٰ بن طلحہ نے کہا کہ میں نے مجاہد کو کہتے سنا کہ ابوقحافہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی میراث کے بارے میں گفتگو کی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں اس کوابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد کوواپس کرتا ہوں۔

چھ ماہ بعد ابوقحافہ کی وفات:

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد ابوقحافہ بھی چھ مہینے اور کچھ دن سے زیادہ زندہ نہ رہے۔ محرم ۱۴ھ میں مکے میں جب وہ ستانوے سال کے تھے' انتقال ہوگیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش:

حبان الصائغ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مہر (انگوٹھی) کا نقش "نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰہُ" تھا۔ جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انہوں نے قرآن جمع نہیں کیا تھا۔ بسطام بن مسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ میرے بعد تم دونوں پر کوئی امیر نہ بنے گا۔

حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر حضرت عمر کی بیعت:

محمد سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اپنا ہاتھ بڑھاؤ کہ ہم تم سے بیعت کریں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم مجھ سے زیادہ قوی ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری قوت' باوجود آپ کے افضل ہونے کے آپ ہی کے لیے ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت کرلی۔

خضاب لگانے میں ابوجعفر کا سیدنا صدیق اکبر کی پیروی کرنا:

عروہ بن عبداللہ بن قشیر سے مروی ہے کہ میں ابوجعفر سے اس حالت میں ملا کہ میری داڑھی سفید تھی' انہوں نے کہا' تمہیں خضاب سے کون مانع ہے؟ میں نے کہا کہ میں اس شہر میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا' وسمے سے رنگ لو' میں تو اسی سے رنگتا تھا' یہاں تک کہ میرا منہ متحرک ہوگیا (یعنی رعشہ پڑ گیا) انہوں نے کہا کہ تمہارے علماء میں سے احمق لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ داڑھیوں کا خضاب حرام ہے' حالانکہ ان لوگوں نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ یا قاسم بن محمد سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خضاب کو دریافت کیا (زہیر نے کہا کہ محمد وقاسم کے نام میں شک نہیں ہے کسی اور سے ہے کہ اسے یادنہیں رہا) تو انہوں نے کہا کہ وہ مہندی اور کسم کا خضاب لگاتے تھے' صدیق رضی اللہ عنہ نے خضاب لگایا۔ میں نے کہا کہ صدیق نے؟ انہوں نے کہا کہ اسی قبلے یا کعبے کے رب کی قسم کہ وہ صدیق تھے (جنہوں نے سرخ خضاب لگایا)۔

جانشین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ خلافت:

وہب بن جریر نے کہا کہ میرے والد نے حسن سے سنا کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو وہ خطبے کے لیے کھڑے

ہوئے واللہ ان کا سا خطبہ اب تک کسی نے نہیں سنایا۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر کھڑے ہوئے کہا:

امابعد! مجھے اس امارت کا والی بنا دیا گیا' حالانکہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ واللہ میں چاہتا ہوں کہ تم سے کوئی مجھے کافی ہو جائے (یعنی اس امارت کو لے لے) سوائے اس کے کہ اگر تم لوگ مجھے مجبور کرو گے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرح عمل کروں تو میں اسے قائم نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے بندے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی سے نوازا۔ انہیں اس کے ذریعے سے معصوم کر دیا تھا۔ آگاہ ہو کہ میں تو صرف ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی ایک سے بھی بہتر نہیں' لہٰذا میری رعایت کرو' جب مجھے دیکھو کہ راہِ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو' اور اگر دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہو گیا تو سیدھا کر دو۔ آگاہ ہو کر میرے لیے بھی شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ جب مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو' میں تمہارے بالوں میں اور تمہاری کھالوں میں کوئی اثر نہیں کر سکتا۔

خلافت کے متعلق انصار کی رائے:

ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو انصار کے خطباء (مقررین) کھڑے ہوئے ان میں سے ایک شخص کہنے لگا' اے گروہ مہاجرین! رسول اللہ ﷺ تم میں سے جب کسی کو عامل بناتے تو اس کے ساتھ ہم میں سے بھی ایک آدمی کو شامل کر دیتے۔ اس لیے ہماری رائے ہے کہ اس امر (خلافت) کے دو آدمی والی ہوں ایک تم میں سے اور دوسرا ہم میں سے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا انصار کو سمجھانا:

ابوسعید نے کہا کہ خطبائے انصار یکے بعد دیگرے اسی پر تقریر کرتے رہے۔ پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین میں سے تھے' امام بھی مہاجرین ہی میں سے ہوگا' ہم لوگ اس کے انصار (مددگار) ہوں گے جیسا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے انصار تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے گروہ انصار خدا تمہیں جزا دے جو نیکی کے ساتھ زندگی بسر کرے اور تمہارے قابل (بات کہنے والے) کو ثابت قدم رکھے۔ واللہ اگر تم اس کے سوا کرتے تو ہم تم سے ہرگز صلح نہ کرتے۔

عہد صدیقی رضی اللہ عنہ کا بیت المال:

محمد بن ہلال کے والد سے اور (تین طرق سے) مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیت المال السنح میں مشہور تھا۔ جس کا کوئی محافظ نہ تھا' ان سے کہا گیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ بیت المال پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتے جو اس کی حفاظت کرے۔ انہوں نے کہا کہ اس پر کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا اس پر قفل ہے۔

راوی نے کہا کہ اس میں جو کچھ ہوتا وہ دے دیا کرتے اور کچھ باقی نہ رکھتے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ مدینے میں منتقل ہوئے تو اس کو بھی انہوں نے منتقل کیا۔ انہوں نے اپنا بیت المال بھی اسی میں کیا جس میں (رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں) تھا۔

ان کے پاس معدن قبیلہ سے اور معاون جہنیہ سے بہت سا مال آیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں معدن بنی سلیم بھی فتح ہو گیا' وہاں سے بھی صدقے کا مال ان کے پاس لایا گیا۔ یہ سب بیت المال میں رکھا جاتا۔

مال کی تقسیم میں مساوات:

ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے لوگوں پر نام بنام تقسیم کرتے۔ ہر سو انسانوں کو اتنا اتنا پہنچتا' لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے میں آزاد اور غلام' مرد اور عورت' خورد اور کلاں میں برابری کرتے۔ وہ اونٹ اور گھوڑے اور ہتھیار خریدتے۔ اللہ کی راہ میں (لوگوں کو جہاد کے لیے) سوار کرتے۔

بیواؤں میں چادروں کی تقسیم:

ایک سال انہوں نے وہ چادریں خریدیں جو بادیہ سے لائی گئی تھیں۔ جاڑے میں وہ سب مدینے کی بیوہ عورتوں میں تقسیم کر دیں۔

بیت المال میں صرف ایک درہم:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی اور وہ دفن کر دیئے گئے تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے امینوں کو بلایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیت المال میں لے گئے' ہمراہ عبدالرحمن بن عوف اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما وغیرہ بھی تھے ان لوگوں نے بیت المال کو کھولا تو اس میں کوئی درہم پایا نہ دینار' مال رکھنے کی ایک تھیلی تھی' کھولی گئی تو اس میں ایک درہم نکلا۔ ان لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی۔

مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک وزان (تولنے والا) تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جو مال ہوتا اسے وہ تولتا۔ اس وزان سے دریافت کیا گیا کہ وہ مال کس مقدار کو پہنچا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اس نے کہا دو لاکھ (درہم) کو۔

بنی عدی بن کعب بن لؤی

خلیفۂ ثانی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب:

ابن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح ابن عدی بن کعب' کنیت ابوحفص تھی' اُن کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم ابن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

ازواج واولاد اور خاندان:

عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے عبداللہ وعبدالرحمٰن اور حفصہ تھے۔ ان کی والدہ زینب بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ ابن جمح تھیں۔

زید اکبر جن کا کوئی پس ماندہ نہیں اور رقیہ' ان دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔ ام کلثوم کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

زید اصغر وعبیداللہ جو جنگ صفین میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مقتول ہوئے' ان دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت جرول بن مالک بن المسیب بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشیہ بن سلول ابن کعب بن عمر وخزاعہ میں سے تھیں۔ اسلام نے عمر رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت جرول کے درمیان تفریق کردی تھی (کیونکہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام نہیں لائیں اس لیے دونوں کا نکاح جاتا رہا)۔

عاصم ان کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح تھیں۔ ابی الاقلح کا نام قیس بن عصمۃ بن مالک بن امہ بن ضبیعہ بن زید تھا جو قبیلہ اوس کے انصار میں سے تھے۔

عبدالرحمٰن اوسط جو ابوالمجبر تھے' ان کی والدہ لہیہ ام ولد تھیں۔

عبدالرحمٰن اصغر' ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

فاطمہ' ان کی والدہ ام حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ ابن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم تھیں۔

زینب جو عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے چھوٹی تھیں' ان کی ماں فکیہہ تھیں جو ام ولد تھیں۔

عیاض بن عمر رضی اللہ عنہ ان کی والدہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل تھیں۔

نافع سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام بدل دیا' ان کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا' آپ نے فرمایا نہیں' بلکہ جمیلہ۔

جبل عمر رضی اللہ عنہ:

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے ابوبکر بن محمد بن ابی مرہ مکی سے جو امور مکہ کے عالم تھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا مکے میں وہ مکان دریافت کیا جس میں وہ جاہلیت میں رہتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایک پہاڑ کی جڑ میں رہتے تھے جس کا نام آج جبل عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ جاہلیت میں اس کا نام جبل عاقر تھا۔ اس کے بعد وہ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہوگیا اور اسی جگہ بنی عدی بن کعب کے مکانات تھے۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ضجنان کے پاس سے گزرے تو کہا کہ میں نے اپنے آپ کو اس جگہ اس وقت دیکھا ہے جب میں خطاب کی بکریاں چراتا تھا ان کا یہ حال تھا کہ واللہ میں نے ایسا بدخو درشت کلام نہیں جانا۔ میں نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امارت میں صبح کی۔ انہوں نے بطور مثال یہ شعر پڑھا۔

لا شیئی فیما تریٰ الا بشاشة　　　یبقی الا له ویودی المال والولد

''تو جو کچھ دیکھتا ہے اس میں سوائے دل بہلانے کے (یعنی بشاشت کے) کچھ نہیں ہے اللہ باقی رہے گا اور مال واولاد فنا ہو جائے گی''۔

پھر انہوں نے اپنے اونٹ سے کہا حوب (یعنی اسے چلنے کے لیے کہا)۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ سفر مکہ سے واپسی میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب شعاب ضجنان میں تھے تو لوگ ٹھہر گئے۔ وہ بہت گھنے درختوں کی جگہ تھی' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو وہاں اس وقت دیکھا ہے کہ خطاب کے اونٹ چراتا تھا۔ وہ بدخو اور درشت کلام تھے' کبھی میں اونٹوں پر لکڑیاں ڈھوتا تھا اور کبھی ان کو مارتا تھا' آج میں نے اس حالت میں صبح کی کہ لوگ میرے دور دراز مقامات میں سفر کرتے ہیں کہ مجھ پر کوئی حاکم نہیں پھر انہوں نے اس شعر سے تمثیل دی۔

لا شیئی فیما تریٰ الا بشاشة　　　یبقی الا له ویودی المال والولد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دُعائے مصطفیٰ:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ اے اللہ ان دو میں سے کسی ایک سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو' اسلام کو عزت دے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یا ابی جہل بن ہشام سے۔ ان دونوں میں اس کے نزدیک محبوب تر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یا ابوجہل بن ہشام کو دیکھتے تو فرماتے کہ اے اللہ ان دونوں میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس سے اپنے دین کو قوت دے۔ اس نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے

اپنے دین کو قوت دی۔

حسن سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے دین کو عزت دے۔

قتل پیغمبر کا ارادہ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے ہوئے نکلے۔ بنی زہرہ کا ایک شخص ملا تو اس نے کہا کہ اے عمر! کہاں کا قصد ہے انہوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے بنی ہاشم و بنی زہرہ میں تمہیں کیسے امن ملے گا۔ عمرؓ نے کہا کہ میں تمہیں سوائے اس کے نہیں سمجھتا کہ تم پھر گئے اور اپنا وہ دین چھوڑ دیا جس پر تم تھے۔ اس شخص نے کہا: اے عمرؓ! میں تمہیں ایک تعجب خیز بات نہ بتاؤں کہ تمہارے بہنوئی اور بہن بھی برگشتہ ہو گئے اور انہوں نے وہ دین ترک کر دیا جس پر تم ہو۔

عمر بہن کے گھر میں:

عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو ملامت کرتے ہوئے روانہ ہوئے اور ان دونوں کے پاس آئے۔ ان کے پاس مہاجرین میں سے ایک شخص تھے جن کا نام خباب تھا۔ خباب نے عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ سنی تو کوٹھری میں چھپ گئے' عمر رضی اللہ عنہ ان دونوں کے پاس آئے اور کہا کہ یہ گنگناہٹ کیا تھی جو میں نے تمہارے پاس سنی۔ اس وقت وہ لوگ سورۂ طٰہ پڑھ رہے تھے۔ دونوں نے کہا کہ سوائے ایک بات کے جو ہم لوگ آپس میں بیان کر رہے تھے اور کچھ نہ تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ شاید تم دونوں دین (شرک) سے برگشتہ ہو گئے۔ ان کے بہنوئی نے کہا کہ اے عمرؓ! تم نے کبھی غور کیا کہ اگر حق تمہارے دین میں نہ ہو۔

بہن اور بہنوئی پر تشدد:

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بہنوئی پر حملہ کر دیا اور سختی سے روند ڈالا۔ بہن آئیں اور انہوں نے ان کو شوہر سے علیحدہ کیا۔ عمرؓ نے ان کو ہاتھ سے ایسا دھکیلا کہ چہرے سے خون نکل آیا۔ انہوں نے غضب ناک ہو کے کہا اے عمر! اگر حق تمہارے دین میں نہ ہو تو میں گواہی دیتی ہوں کہ:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ابن خطاب کے دِل پر قرآن کا اثر:

جب عمر رضی اللہ عنہ مایوس ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ کتاب جو تمہارے پاس ہے مجھے دو کہ میں اسے پڑھوں۔ عمر رضی اللہ عنہ کتاب پڑھنے لگے تو ان کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اسے سوائے پاک لوگوں کے کوئی نہیں چھوتا اُٹھو غسل یا وضو کرو۔ عمرؓ نے اٹھ کے وضو کیا اور سورۂ طٰہ سے:

﴿ اننی انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی واقم الصلٰوۃ لذکری ﴾

''میں ہی اللہ ہوں کہ سوائے میرے کوئی معبود نہیں' میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر''۔

پڑھا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ بتاؤ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں:

یہ سن کر خباب کوٹھری سے نکل آئے اور کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ تمہیں خوشخبری ہو' میں اُمید کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شب پنجشنبہ کی دُعا تمہارے ہی لیے قبول ہوئی: **اللّٰھم اعز الاسلام بعمربن الخطاب او بعمر و بن ھشام**. (اے اللہ اسلام کو عمر بن الخطاب یا عمرو بن ہشام سے عزت دے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مکان میں تھے جو کوہ صفا کے دامن میں تھا' عمر رضی اللہ عنہ اس مکان میں آئے۔ دروازے پر حمزہ وطلحہ رضی اللہ عنہما اور چند اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب حمزہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو یہ قوم (مسلمین) عمر رضی اللہ عنہ سے ڈری۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا' اچھا یہ عمرؓ ہیں۔ اگر اللہ کو عمرؓ کے ساتھ خیر منظور ہوگی تو وہ اسلام لائیں گے' اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے اور اگر وہ اس کے سوا کوئی اور ارادہ کریں گے تو ہمیں ان کا قتل کر دینا آسان ہوگا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اندر اس حالت میں تھے کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی پھر باہر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے اچھی طرح ان کی چادر اور تلوار کی پٹی کو پکڑ لیا اور فرمایا کہ اے عمر! تم اس وقت تک باز نہ آؤ گے جب تک کہ اللہ تمہارے لیے رسوائی اور عذاب نازل نہ کرے جیسا کہ اس نے ولید بن مغیرہ کے لیے نازل کیا' اے اللہ یہ عمر بن الخطابؓ ہیں' اے اللہ دین کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے عزت دے۔ عمرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں وہ اسلام لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلیے۔

قبول اسلام میں چالیسواں نمبر:

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل نہ ہوئے اور چالیس یا چالیس سے کچھ اوپر مردوں اور عورتوں کے بعد جوان کے قبل اسلام لا چکے تھے مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کو کہا تھا کہ اے اللہ دونوں آدمیوں عمر بن الخطاب یا عمرو بن الہشام میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس سے اسلام کو عزت دے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو جبریل نازل ہوئے اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے آسمان والے بھی خوش ہوئے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ چالیس مرد اور دس عورتوں کے بعد عمر اسلام لائے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے ہی سے اسلام مکے میں ظاہر ہوا۔

صہیب بن سنان سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو اسلام ظاہر ہوا اور علانیہ اس کی دعوت دی جانے لگی۔ ہم لوگ حلقہ کر کے بیت اللہ کے گرد بیٹھے۔ ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا' جس نے ہم پر سختی کی اس سے ہم نے بدلہ لے لیا اور وہ بعض باتیں جنہیں وہ لاتا تھا ہم نے اس کا جواب دیا۔ عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پینتالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام لائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سن ولادت:

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ میری ولادت

دوسرے فجارِ اعظم سے چار سال قبل ہوئی (فجار وہ دن کہلاتا ہے جس میں قریش اور قیس بن غیلان میں جنگ ہوئی تھی) اور وہ نبوت کے چھٹے سال ذی الحجہ میں بعمر چھبیس سال اسلام لائے۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے' تو میں چھ سال کا تھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سے عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہم لوگ برابر غالب رہے۔

نماز کے لئے بیت اللہ درکھلانا:

محمد بن عبید نے اپنی حدیث میں کہا کہ ہم نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا تھا کہ عمرؓ کے اسلام لانے تک بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی استطاعت نہ تھی' جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو انہوں نے ان لوگوں سے جنگ کی' یہاں تک کہ انہوں نے ہمیں نماز کے لیے چھوڑ دیا۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام فتح تھی' ان کی ہجرت مدد تھی اور ان کی خلافت رحمت تھی' ہم نے اپنی وہ حالت دیکھی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے تک ہم لوگ بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو انہوں نے لوگوں سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم نے بیت اللہ میں نماز پڑھی۔

دربار نبوت سے فاروق کالقب:

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ ابن شہاب نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اہل کتاب ہی سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق کہا۔ مسلمانوں نے یہ لقب انہیں (اہل کتاب) کے قول سے اختیار کیا تھا' ہمیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کچھ بھی ذکر کیا۔ نہ ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ کہا' سوائے اس کے کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کے مناقبِ صالحہ میں ذکر کیا جاتا اور ان کی مدح وثنا کی جاتی تھی۔ راوی نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! عمرؓ بن الخطاب سے اپنے دین کی تائید کر۔

ایوب بن موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے حق کو عمر رضی اللہ عنہ کے قلب وزبان پر کیا ہے اور وہ فاروق ہیں کہ اللہ نے ان کے ذریعے سے حق وباطل میں فرق کر دیا۔

ابی عمر بن ذکوان سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا نام فاروق کس نے رکھا تو انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

ہجرت:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مدینے کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی تو مسلمان گروہ در گروہ ہو کر نکلنے لگے۔ مرد ایک دوسرے کو ساتھ لے لیتے اور روانہ ہو جاتے عمر وعبداللہ (راویوں) نے کہا کہ ہم نے نافع (راوی) سے پوچھا کہ (وہ لوگ) پیادہ تھے یا سوار' انہوں نے کہا دونوں (یعنی پیادہ بھی سوار بھی) اہل استطاعت سوار تھے' جو باری باری بیٹھتے اور جنہیں

سواری نہ ملی وہ پیادہ جا رہے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہجرت کے سفر پر:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اور عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن العاص بن وائل نے اضاءۃ بنی غفار کی جھاڑیوں میں ملنے کا وعدہ کیا۔ ہم لوگ پوشیدہ نکلتے تھے' ہم نے کہا کہ اگر کوئی شخص وعدے کے مقام سے بچھڑ جائے تو دوسرے جو اضاءۃ بنی غفار کے پاس صبح کریں چلے جائیں۔ میں اور عیاش بن ابی ربیعہ روانہ ہو گئے' ہشام بن العاص روک لیے گئے اور ان لوگوں کے فتنے میں پڑ گئے جب ہم العقیق میں پہنچے تو وہاں سے العصبہ کی طرف پلٹ کے قبا میں آئے اور رفاعہ بن عبدالمنذر کے پاس اُترے۔

عیاش بن ابی ربیعہ:

عیاش بن ابی ربیعہ کے پاس ان کے دونوں اخیافی بھائی ابوجہل اور حارث فرزندان ہشام بن مغیرہ آئے۔ ان کی ماں اسماء بنت مخربہ بنی تمیم میں سے تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اب تک مکے ہی میں تھے' آپ روانہ نہیں ہوئے تھے۔

ابوجہل اور حارث بہت تیز چل کے قبا میں ہمارے ساتھ پہنچے' عیاش سے کہا کہ تمہاری ماں نے نذر مانی ہے کہ ''جب تک تمہیں دیکھ نہ لیں گی کہیں سائے میں نہ بیٹھیں گی نہ سر میں تیل لگائیں گی''۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''واللہ یہ لوگ تمہیں یہاں سے واپس نہیں کر رہے ہیں بلکہ تمہارے دین سے تمہیں پھیر رہے ہیں' لہٰذا اپنے دین کے لیے خوف کرو''۔

عیاش نے کہا کہ مکے میں میرا مال ہے شاید میں اسے لے سکوں تو اس سے ہمارے لیے قوت ہو جائے گی اور میں اپنی ماں کی قسم بھی پوری کر دوں گا وہ ان دونوں کے ہمراہ روانہ ہو گئے' ضجنان میں پہنچ کے یہ اپنی سواری سے اتر پڑے اور ان کے ساتھ وہ دونوں بھی اتر پڑے۔ رسی سے باندھ کے دونوں ان کو مکے میں لائے اور کہا کہ اے اہل مکہ اپنے بے وقوفوں کے ساتھ ایسا ہی کرو' اہل مکہ نے انہیں قید کر دیا۔

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے مابین عقد مواخاۃ:

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب اور عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب اور عتبان بن مالک کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔

کہا جاتا ہے کہ عمر اور معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہما کے درمیان بھی عقد مواخاۃ ہوا تھا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مدینے میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا مکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ زمین پر تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غزوات وسرایا میں شرکت:

لوگوں نے بیان کیا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حاضر ہوئے' متعدد سرایا میں بھی شریک ہوئے' جن میں بعض کے وہ امیر بھی تھے۔

ابی بکر بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ شعبان ۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو تین آدمیوں کے ہمراہ تربہ میں قبیلہ ہوازن کی ایک شاخ کی جانب بطور سریہ روانہ کیا۔

بریدۃ الاسلمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اہل خیبر کے میدان میں اترے تو آپ نے جھنڈا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عمرے کی اجازت اور حضور علیہ السلام کی نصیحت:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا اے برادرمن! ہمیں بھی دعائے صالح میں شریک کر لینا اور ہمیں فراموش نہ کرنا۔

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرے کی اجازت چاہی' آپؐ نے اجازت دی' پھر فرمایا اے برادرم ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا۔ سلیمان نے اپنی حدیث میں کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے آپؐ نے ایک ایسا کلمہ فرمایا کہ اگر اس کے عوض مجھے ساری دنیا بھی ملے تو مسرت نہ ہو۔ سلیمان نے کہا کہ شعبہ اس کے بعد مدینے میں عاصم سے ملے اور ان سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا: اے میرے بھائی ہمیں دعا میں شریک کر لینا' ابوالولید نے کہا کہ اسی طرح کی میری کتاب میں بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

ولید بن ابی ہشام سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرے کی اجازت چاہی اور کہا کہ میں جانا چاہتا ہوں' آپؐ نے انہیں اجازت دی۔ جب عمر رضی اللہ عنہ آپؐ سے اجازت لے کے پھرے تو آپؐ نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ اے میرے بھائی کسی قدر ہمیں بھی اپنی دعا میں شامل کر لینا اور ہمیں فراموش نہ کرنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نامزدگی فراست صدیقی کی دلیل:

ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ صاحب فراست تین آدمی ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں (جو انہیں خلافت کے لیے نامزد کر گئے) موسیٰ علیہ السلام کی بیوی جس وقت انہوں نے (اپنے والد حضرت شعیب علیہ السلام سے) کہا کہ ان کو ملازم رکھ لیجئے' اور یوسف علیہ السلام کی بیوی (زلیخا کی بحالت غلامی ہی انہوں نے آثار سعادت پہچان لیے)۔

خلافت کے لئے نامزدگی:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب میرے والد کی علالت میں شدت ہوئی تو ان کے پاس فلاں فلاں شخص آئے اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ! کل جب آپ اپنے رب سے ملیں گے تو اس کا کیا جواب دیں گے کہ آپ نے ہم پر ابن الخطاب کو خلیفہ بنایا ہے

انہوں نے کہا کہ مجھے بٹھا دو' جب بیٹھ گئے تو فرمایا' کیا تم لوگ مجھے اللہ سے ڈراتے ہو؟ میں کہوں گا کہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو ان سب سے بہتر تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا' ان کے پاس علی اور طلحہ رضی اللہ عنہما آئے اور دریافت کیا کہ آپ نے کس کو خلیفہ بنایا۔ انہوں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کو۔ دونوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ انہوں نے کہا کہ کیا تم دونوں مجھے اللہ سے ڈراتے ہو' اس لیے کہ میں تم دونوں سے زیادہ اللہ کو اور عمر رضی اللہ عنہ کو جانتا ہوں۔ میں اللہ سے کہوں گا کہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو تیرے اہل میں سب سے زیادہ بہتر تھا۔

محمد بن حمزہ بن عمرو نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۲/ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ بروز سہ شنبہ سر شام ہوئی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے روز سہ شنبے کی صبح کو خلافت قبول کی۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خطبہ خلافت:

حسن سے مروی ہے کہ ہمارا خیال ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے جو خطبہ ارشاد فرمایا یہ تھا کہ انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کی' پھر کہا کہ امابعد' میں تمہارے شامل حال کر دیا گیا' اور تم میرے شامل حال کر دیئے گئے۔ میں اپنے دونوں صاحبوں کے بعد تم میں خلیفہ ہو گیا' جو شخص ہمارے سامنے ہوگا ہم خود ہی اس کا کام کریں گے (یعنی اس کے معاملات ومقدمات کی سماعت خود ہی کریں گے) اور جب ہم سے دور ہوگا تو ہم اہل قوت وامانت کو والی بنائیں گے جو اچھائی کرے گا ہم اس کے ساتھ زیادہ اچھائی کریں گے اور جو برائی کرے گا ہم اسے سزا دیں گے اور اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے۔

جامع بن شداد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر چڑھ کے سب سے پہلے جو کلام کیا تھا وہ یہ تھا کہ اے اللہ میں سخت ہوں لہٰذا مجھے نرم کر دے۔ میں کمزور ہوں مجھے توانا کر دے اور میں بخیل ہوں مجھے سخی کر دے۔

جامع بن شداد نے اپنے کسی قرابت دار سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ تین کلمات ہیں کہ جب میں انہیں کہوں تو تم لوگ ان پر آمین کہو' اے اللہ میں ضعیف ہوں لہٰذا مجھے قوی کر دے' اے اللہ میں سخت ہوں لہٰذا مجھے نرم کر دے' اور اے اللہ میں بخیل ہوں لہٰذا مجھے سخی کر دے۔

تدفین صدیقی کے بعد خطبہ فاروقی:

حمید بن ہلال نے کہا کہ مجھے ایک شخص نے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات میں موجود تھے خبر دی کہ جب عمر رضی اللہ عنہ ان کے دفن سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ان کی قبر کی مٹی سے اپنا ہاتھ جھاڑا' پھر اپنی جگہ پر خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ نے تم لوگوں کو میرے ساتھ شامل کیا اور مجھے تمہارے شامل کیا۔ اس نے مجھے میرے دونوں صاحبوں کے بعد باقی رکھا' واللہ تمہارا جو معاملہ میرے سامنے آئے گا تو اس میں کوئی شخص بغیر میرے حکم کے والی نہ ہوگا' اور جو معاملہ میری نظروں سے باہر ہوگا تو میں اس میں امانت وکفایت کے ساتھ اپنی کوشش صرف کروں گا' اگر لوگ احسان کریں گے تو میں بھی ضرور ضرور ان کے ساتھ احسان کروں گا' اور اگر بدی کریں گے تو میں ضرور ضرور انہیں سزا دوں گا۔ راوی نے کہا کہ واللہ انہوں نے اس پر کچھ زیادہ نہ کیا یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑ گئے

(یعنی جو کہا وہی کیا)۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس شخص کو معلوم ہونا چاہیے جو میرے بعد اس امر خلافت کا والی ہوگا کہ قریب و بعید کے لوگ اس کی خواہش کریں گے۔ میں اپنی طرف سے (اپنے لیے) لوگوں سے لڑوں گا' اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس امر کے لیے مجھ سے زیادہ قوی کے ہوتے ہوئے میں مقدم کر دیا گیا ہوں تو مجھے اس کا والی بننے سے اپنی گردن کا مار دیا جانا زیادہ پسند ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے بیت المال سے حصہ:

احنف سے (اور دوسرے طرق سے بھی) مروی ہے کہ ہم لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جاریہ (لونڈی) گزری' لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین کی سریہ (باندی وحرم) ہے تو اس (باندی) نے کہا کہ امیر المومنین کی کوئی سریہ نہیں ہے اور نہ وہ ان کے لیے حلال ہے' کیونکہ وہ اللہ کا مال ہے۔ ہم لوگوں نے کہا کہ پھر اللہ کے مال میں کون سا مال ان کے لیے حلال ہے۔ اس جاریہ کے پہنچنے کی دیر تھی کہ ہمارے پاس قاصد آیا اور ہمیں بلایا' ہم ان کے پاس آئے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں نے کیا کہا تھا' ہم نے کہا کہ ہم نے کوئی بری بات نہیں کہی' ایک جاریہ گزری تو ہم نے کہا یہ امیر المومنین کی سریہ ہے۔ وہ کہتے کہ وہ امیر المومنین کی سریہ نہیں ہے اور نہ وہ امیر المومنین کے لیے حلال ہے وہ اللہ کا مال ہے ہم نے کہا کہ پھر ان کے لیے اللہ کے مال میں سے کیا حلال ہے؟ انہوں نے (عمرؓ نے) فرمایا کہ میں جو چیز حلال سمجھتا ہوں تمہیں بتاتا ہوں۔ میرے لیے (سال میں) دو جوڑے حلال ہیں (ایک جوڑا) ایک چادر اور ایک تہبند کا ہوتا ہے' ایک جوڑا جاڑے میں اور ایک جوڑا گرمی میں' اور وہ سواری جس پر میں حج وعمرہ کروں۔ میری اور میرے عیال کی خوراک جیسی قریش کے آدمی کی ہوتی ہے' جو نہ تو ان کے امیروں کی ہو اور نہ ان کے فقیروں کی' پھر اس کے بعد میں بھی مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں جو سب کو پہنچے گا وہ مجھے بھی پہنچے گا۔

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے مال میں اپنے آپ کو بمنزلہ مال یتیم رکھا ہے کہ اگر میں غنی ہوں تو (اس مال سے) بچوں اور اگر فقیر ہوں تو (اس میں سے) اصول کے موافق کھاؤں (قرآن مجید میں مربی یتیم کا یہی حکم ہے) وکیع نے اپنی حدیث میں (اتنا اور) کہا کہ پھر اگر مالدار ہو جاؤں تو ادا کر دوں۔

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا: میں نے اپنی طرف سے اللہ کے مال کو بمنزلہ مال یتیم رکھا ہے۔ اگر میں غنی ہوں تو اس مال سے بچوں اور اگر فقیر ہوں تو اصول کے مطابق اُس میں سے کھاؤں۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اللہ کے مال کو بمنزلہ مال یتیم قرار دیا ہے' جو غنی ہو وہ پرہیز کرے اور جو فقیر ہو وہ اصول کے موافق کھالے۔

عروہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس مال میں سے میرے لیے صرف اتنا ہی حلال ہے جتنا میں اپنے ذاتی مال سے کھاتا تھا۔

بیت المال سے قرض:

عمران سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو جب ضرورت ہوتی تو وہ محافظ بیت المال کے پاس آتے اور اس سے قرض لے لیتے اکثر تنگی ہوتی' محافظ بیت المال ان کے پاس آ کر تقاضا کرتا اور ان کے ساتھ ہو لیتا تو وہ اس سے حیلہ کرتے (کہ فلاں وقت دوں گا) اور اکثر ان کی تنخواہ نکلتی تو وہ اسے ادا کر دیتے تھے۔

بیت المال سے شہد لینے میں آپ کا تقویٰ:

براء بن معرور کے کسی فرزند سے مروی ہے کہ ایک روز عمر رضی اللہ عنہ نکل کے منبر کے پاس آئے' وہ کچھ بیمار تھے' ان سے شہد کی تعریف کی گئی (کہ اس مرض میں مفید ہے) اور بیت المال میں ایک عُکّہ (وزن شہد) ہے' انہوں نے کہا کہ اگر تم لوگ مجھے اس کی اجازت دو (تو خیر) ورنہ وہ مجھ پر حرام ہے۔ لوگوں نے انہیں اس کی اجازت دی۔

عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ کے لئے نفقہ:

عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس یرفا کو بھیجا میں ان کے پاس آیا تو وہ فجر یا ظہر کے لیے اپنی جانماز پر تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس مال کو اس کا والی بننے کے قبل بھی بغیر حق کے حلال نہیں سمجھتا تھا اور جب سے اس کا والی ہوا ہوں بالکل اسے اپنے اوپر حرام بھی نہیں سمجھتا ہوں' میری امانت عود کر آئی۔ میں نے تمہیں اللہ کے مال میں سے ایک مہینے تک نفقہ دیا ہے' اور میں تمہیں زیادہ دینے والا نہیں ہوں لیکن میں تمہاری مدد اپنے الغابہ کے (باغ کے) پھل سے کروں گا' اسے کاٹ لو اور بیچ ڈالو' تم اپنی قوم کے تاجروں میں سے کسی کے پاس کھڑے ہو جاؤ' جب وہ کوئی چیز بغرض تجارت خریدے تو تم بھی اس کے شریک ہو جاؤ' اور نفع اپنے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو۔

اپنے خاندان کے نفقہ میں احتیاط:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دبلی لڑکی کو دیکھا کہ کودتی جا رہی ہے۔ پوچھا یہ لڑکی کس کی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آپ کی لڑکیوں میں سے ایک کی ہے' پوچھا یہ میری کون سی لڑکی ہے؟ عبداللہ نے کہا کہ میری بیٹی! فرمایا: اس کا یہ حال کیوں کر ہوا۔ عرض کی آپ کے عمل سے کہ آپ اسے نفقہ نہیں دیتے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ' میں تمہارے بچوں کی وجہ سے یہ امید نہ دلاؤں گا کہ میں تمہارے بچوں پر وسعت کر دوں گا۔

لباس وخوراک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع:

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے کہا (بروایت یزید) یا امیر المومنین (اور بروایت ابواسامہ) اے والد' اللہ نے آپ کو خوب رزق دیا اور زمین کو آپ پر فتح کر دیا مال بہت کر دیا' اگر آپ اپنے کھانے میں باریک اناج کھائیں اور لباس میں باریک کپڑا پہنیں (تو بہتر ہو) فرمایا کہ میں تمہارا فیصلہ تمہیں سے کراتا ہوں۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسی مشقت کی زندگی گزارتے تھے' وہ برابر انہیں یاد دلاتے رہے' یہاں تک کہ وہ رو دیں۔ پھر فرمایا کہ میں نے تم سے کہا ہے کہ واللہ اگر مجھ سے ہو سکے گا تو میں ضرور ضرور ان دونوں (حضرات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی مشقت کی زندگی

میں شرکت کروں گا کہ شاید میں ان دونوں کے ساتھ ان دونوں کی راحت کی زندگی میں بھی (جو آخرت میں ہے) شریک ہو جاؤں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی درخواست کا جواب:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے شدت اور اپنے نفس پر تنگی کو لازم کر لیا اللہ وسعت لایا تو مسلمان حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سوائے شدت اور اپنے نفس پر تنگی کے سب چیز سے انکار کر دیا حالانکہ اللہ نے رزق میں کشادگی دے دی ہے۔ انہیں چاہیے کہ اسی مال غنیمت میں سے جو چاہیں اپنے لیے کشادگی کر لیں۔ انہیں جماعت مسلمین کی طرف سے پوری اجازت ہے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا ان لوگوں کی خواہش سے متفق ہو گئیں۔ جب لوگ واپس ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں ان باتوں سے آگاہ کیا جو قوم نے کہی تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے حفصہؓ اے دختر عمر رضی اللہ عنہ! تم نے اپنی قوم کی تو خیر خواہی کی مگر اپنے باپ کے ساتھ بے وفائی کی' میرے خاندان والوں کا صرف میری جان و مال میں حق ہے لیکن میرے دین و امانت میں کسی کا حق نہیں۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ اپنے والد سے کہیں کہ وہ اپنی زندگی میں کچھ تو راحت کریں' انہوں نے کہا اے باپ! یا اے امیر المومنین! آپ کی قوم نے مجھ سے گفتگو کی ہے کہ آپ اپنی زندگی میں نرمی کر دیں (یعنی راحت اٹھائیں) انہوں نے جواب دیا کہ تم نے اپنی قوم کی خیر خواہی کی اور اپنے باپ کی بے وفائی۔

بیت المال سے تجارتی قرض لینے سے انکار:

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تجارت کرتے تھے حالانکہ وہ خلیفہ تھے (بروایت یحییٰ) انہوں نے شام کے لیے ایک تجارتی قافلہ تیار کیا اور کسی کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس (اور بروایت فضل) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کے پاس (بروایت یحییٰ و فضل) چار ہزار درہم قرض مانگنے کو بھیجا' انہوں نے قاصد سے کہا کہ ان سے کہو کہ وہ بیت المال سے لے لیں' پھر اسے ادا کر دیں قاصد ان کے پاس آیا اور ان کے جواب کی خبر دی تو انہیں ناگوار ہوا' پھر ان سے عمر رضی اللہ عنہ ملے اور کہا کہ تم کہتے ہو بیت المال سے لے لیں' اگر میں اس (مال) کے آنے سے پہلے مر جاؤں تو تم لوگ کہو گے کہ اسے امیر المومنین نے لیا ہے' وہ رقم انہی کو چھوڑ دو' اور قیامت میں مجھ سے اس کا مواخذہ ہو' نہیں (میں اس سے باز آیا) میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے جیسے حریص اور لالچی سے لوں کہ اگر میں مر جاؤں تو وہ اس مال کو (بروایت یحییٰ) میری میراث سے (بروایت فضل) میرے مال سے لے لے۔

سفر حج میں حضرت عمر کی سادگی:

یسار بن نمیر سے مروی ہے کہ مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ہم نے اپنے اس حج میں کتنا خرچ کیا تو میں نے کہا پندرہ دینار۔

یحییٰ بن سعید نے اپنے شیخ سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مکے روانہ ہوئے' انہوں نے واپسی تک کوئی خیمہ نصب نہیں کیا' واپس آ گئے' چمڑے کے فرش سے سایہ کر لیتے تھے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں حج میں مدینے سے مکے تک عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا۔ پھر ہم واپس آ گئے' انہوں نے کوئی خیمہ نصب نہیں کیا اور نہ ان کے لیے کوئی عمارت تھی جس کا وہ سایہ کر لیتے ہوں' صرف چمڑے کا فرش یا

چادرہ درخت پر ڈال دیا جاتا تھا اور وہ اس کے سائے میں آرام فرماتے۔

خوراک میں سادگی:

حسنؒ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اہل بصرہ کے ایک وفد کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ روزانہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تھے کہ ان کے لیے تین روٹیاں ہوتی تھیں۔ کبھی تو ہم نے بطور سالن کے روغن زیتون پایا' کبھی گھی پایا' کبھی دودھ' کبھی خشک کیا ہوا گوشت جو باریک کر کے ابال لیا جاتا تھا۔ کبھی تازہ گوشت اور یہ کم ہوتا تھا۔

انہوں نے ایک روز ہم سے فرمایا کہ اے قوم! میں اپنے کھانے کے متعلق تم لوگوں کی ناگواری و ناپسندیدگی محسوس کرتا ہوں' اگر میں چاہوں تو تم سب سے اچھا کھانے والا' تم سب سے اچھی زندگی بسر کرنے والا ہو جاؤں' میں بھی سینے اور کوہان کے سالن سے اور باریک روٹیوں کے مزے سے ناواقف نہیں ہوں۔ لیکن میں نے جل وثناء کا ارشاد سنا' جس نے ایک قوم کو ان کے کسی کام پر جو ان لوگوں نے کیا عار دلائی ہے' اس نے فرمایا:

﴿ اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا و استمتعتم بھا ﴾

''(تم لوگ اپنی پاکیزہ چیزیں) اپنی حیات دنیا میں لے جا چکے اور تم ان سے فائدہ اٹھا چکے' اس لیے حیاتِ آخر میں تمہارا حصہ باقی نہیں رہا''۔

حکام کی طرف سے وظیفہ کا مطالبہ:

ابوموسیٰ نے ہم سے گفتگو کی کہ تم لوگ امیر المومنین سے کہو کہ بیت المال سے ہمارے لیے وظیفہ مقرر فرما دیں' ہم لوگ برابر ان سے کہتے رہے' انہوں نے فرمایا کہ اے گروہ حکام! کیا تم لوگ اس چیز پر راضی نہیں ہو جس پر میں راضی ہوں' ان لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین! مدینہ ایسی زمین ہے جہاں کی زندگی سخت (اور تکلیف کی) ہے۔ ہم لوگ آپ کے کھانے کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ سیر شکم کر سکے اور اسے کھایا جائے' ہم لوگ ایسی زمین میں ہیں جو سرسبز و شاداب ہے ہمارا امیر رات کا کھانا کھلاتا ہے اور اس کا کھانا کھانے کے قابل ہوتا ہے۔

وظیفہ کی منظوری:

عمر رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر کے لیے سر جھکا لیا (اور غور کرنے لگے) پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ ''ہاں میں نے تمہارے لیے بیت المال سے روزانہ دو بکریاں اور دو جریب (ایک پیمانہ) مقرر کیا۔ صبح کے کھانے کا وقت ہو تو ایک بکری ایک جریب کے ساتھ کام میں لاؤ۔ اور تم اور تمہارے ساتھی کھاؤ۔ پھر پانی منگا کے پیو اور وہ پانی اپنے داہنی طرف والے کو پلاؤ جو اس کے ساتھ متصل ہو پھر اپنے کام کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ شام کے کھانے کا وقت ہو تو بقیہ بکری جریب کے ساتھ تم اور تمہارے ساتھی کھاؤ' پانی منگا کے پیو' دیکھو' خبردار' لوگوں کا ان کے گھروں میں پیٹ بھرو' ان کے عیال کو کھلاؤ' کیونکہ لوگوں کو تمہارا دو مٹھی اناج دے دینا نہ اچھے اخلاق پیدا کرتا ہے اور نہ ان کے بھوکے کو سیر کرتا ہے' واللہ اس پر بھی میں خیال کرتا ہوں کہ جس اراضی سے روزانہ دو بکریاں اور دو جریب لی جائیں گی تو یہ تیزی سے اس کو بربادی کی طرف لے جائیں گی۔

راحت کی زندگی بسر نہ کرنے کی وجہ:

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ حفص بن ابی العاص' عمر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں موجود ہوتے تھے مگر کھاتے نہ تھے۔ ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں ہمارے کھانے سے کیا چیز مانع ہے' انہوں نے کہا کہ آپ کا کھانا خراب اور سخت ہے اور میرے لیے عمدہ کھانا تیار ہے میں اس میں سے لوں گا فرمایا: کیا تم مجھے اس سے عاجز سمجھتے ہو کہ میں بکری کے متعلق حکم دوں کہ اس کے بال دور کر دیئے جائیں (یعنی صاف کر کے پکادی جائے) آٹے کے متعلق حکم دوں کہ وہ کپڑے میں چھان ڈالا جائے اور اس کی باریک روٹی پکائی جائے' میں ایک صاع (ساڑھے تین کلو) کشمش کا حکم دوں کہ ڈول میں رکھ کے اس پر پانی ڈالیں کہ صبح کے وقت اس کی یہ رنگت نظر آئے جیسے ہرن کا خون۔ حفص بن ابی العاص نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ آرام کی زندگی بسر کرنا جانتے ہیں۔ فرمایا: بے شک' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر مجھے اپنے حسنات کا سلسلہ ٹوٹ جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں تمہاری راحت کی زندگی میں ضرور شرکت کرتا۔

ربیع بن زیاد حارثی سے مروی ہے کہ وہ قاصد بن کے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہیں ان کی ہیئت وطریقہ عجیب معلوم ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ سے سخت وخراب کھانے کی جو انہوں نے کھایا تھا شکایت کی اور عرض کی: یا امیر المومنین آپ عمدہ کھانے' عمدہ سواری اور عمدہ لباس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

امیر المومنین اور رعایا کی مثال:

عمر رضی اللہ عنہ نے کاغذ (مثل) اٹھایا جو ان کے پاس تھا اور اس کو اپنے سر پر مارا اور کہا دیکھو' واللہ میں تمہیں یہ نہیں سمجھتا کہ تم نے اس سے اللہ کے راضی کرنے کا ارادہ کیا ہو' تم نے اس بات سے صرف میرا تقرب حاصل کرنا چاہا ہے' خدا تمہارا بھلا کرے' میں نہیں سمجھتا کہ تم میں کوئی خیر ہے' کیا تم جانتے ہو کہ میری اور ان (رعایا) کی کیا مثال ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی اور ان کی کیا مثال ہے (بیان فرمایئے) فرمایا: اس کی مثال ایک جماعت کی سی ہے جس نے سفر کیا اور اپنے اخراجات اپنی ہی قوم کے کسی شخص کے سپرد کر دیئے اور اس سے کہہ دیا کہ ہم پر خرچ کرنا' کیا اس کے لیے یہ حلال ہے کہ وہ اس مال میں سے اپنے لیے کرلے۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین! نہیں۔ فرمایا کہ میری اور ان (رعایا) کی ایسی ہی مثال ہے۔ میں نے تمہارے عمال کو اس لیے تم پر عامل نہیں بنایا کہ وہ تمہارے منہ پر ماریں یا تمہاری آبرو اور تمہارا مال لے لیں' میں نے انہیں اس لیے تم پر عامل بنایا ہے کہ وہ تمہیں تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سکھائیں' اگر کسی شخص پر اس کا عامل کسی طرح کا بھی ظلم کرے تو اسے اجازت ہے کہ وہ اس ظلم کی میرے پاس شکایت کرے کہ میں اس کا بدلہ اس سے لوں۔

رعایا سے حسن سلوک کا حکم نامہ:

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین! کیا آپ نے غور فرمالیا کہ اگر کوئی امیر اپنی رعیت کے کسی شخص کو تعلیم کے طور پر مارے تو آپ اس سے بھی قصاص لیں گے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی وجہ نہیں کہ میں اس سے قصاص نہ لوں میں نے رسول

اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی ذات سے قصاص لیتے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے امرائے لشکر کو لکھا کہ مسلمانوں کو مار کر ذلیل نہ کرنا اور نہ انھیں محروم کر کے نافرمان بنانا' انہیں محتاج بنا کے فتنے میں نہ ڈالنا اور نہ انہیں جھاڑیوں میں اتار کر ضائع کرنا۔

امیر المومنینؓ کا خطاب دیا جانا:

لوگوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہیں خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کہا جاتا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہیں خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کہا گیا مسلمانوںؓ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد جو شخص آئے گا اسے خلیفۂ رسول ﷺ کہا جائے گا تو یہ طویل ہو جائے گا۔ تم لوگ کسی ایسے نام پر اتفاق کر لو جس سے اپنے خلیفہ کو پکارو' اور جس سے بعد کے خلفاء بھی پکارے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحاب نے کہا کہ ہم مومن ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ ہمارے امیر ہیں۔ لہٰذا عمر رضی اللہ عنہ امیر المومنین پکارے گئے' وہ پہلے شخص ہیں جن کا یہ نام رکھا گیا۔

اوّلیات فاروقی رضی اللہ عنہ:

وہ پہلے شخص ہیں کہ ربیع الاوّل ۱۶ھ میں تاریخ مقرر کی' انہوں نے نبی ﷺ کی مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کو آغاز سنہ ہجری قرار دیا۔ وہ پہلے شخص ہیں کہ قرآن کو مصاحف میں جمع کیا' وہ پہلے شخص ہیں کہ رمضان کی تراویح کا طریقہ ڈالا۔ لوگوں کو اس پر جمع کیا اور شہروں میں اس کے متعلق فرمان لکھے۔ یہ واقعہ رمضان ۱۴ھ کا ہے۔ انہوں نے مدینے میں دو قاری مقرر کیے' ایک جو مردوں کو نماز تراویح پڑھائے اور دوسرا جو عورتوں کو پڑھائے۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ شراب پینے پر اسی کوڑے مارے اور لوگوں پر تہمت لگانے والوں اور ان کی نیکی میں شک کرنے والوں پر سختی کی۔ انہی نے رویشد الثقفی کا گھر جلا دیا جو ایک شراب کی دکان تھی۔ انہوں نے ربیعہ بن امیہ بن خلف (منافق) کو خیبر کی طرف جلاوطن کیا' وہ شراب والا تھا ملک روم میں جا کر مرتد ہو گیا۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ لوگوں کی نگرانی و حفاظت کے لیے مدینے میں اپنے حلقے میں رات کے وقت گشت کیا اور درہ لیا اور اس سے لوگوں کی تادیب کی۔ ان کے بعد کہا جاتا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا درہ تم لوگوں کی تلوار سے زیادہ ہیبت ناک ہے۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ بہت سی فتوحات حاصل کیں جو بہت سے شہروں اور زمینوں پر مشتمل تھیں کہ ان میں خراج اور مال غنیمت تھا۔ انہوں نے پورے عراق کو اس کی بستیوں اور پہاڑوں کو آذربائیجان' شہر بصرہ اور اس کی زمین' الاہواز' فارس اور اجنادین کے سوا پورا شام فتح کیا۔ اجنادین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہو گیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے الجزیرہ کی بستیاں' موصل مصر اور اسکندریہ فتح کیا۔ وہ اس وقت شہید کر دیئے گئے کہ ان کا لشکر رے پر تھا اور اس کا اکثر حصہ فتح کر چکے تھے۔

وہ پہلے شخص ہیں کہ السواد اور ارض الجبل کی پیمائش کی' جو شہر انہوں نے فتح کیے ان کی زمینوں پر خراج اور اہل ذمہ پر (یعنی وہ غیر مسلم جو ان کی رعایا تھے) جزیہ (ان کی جان و مال کی حفاظت و ذمہ داری کا محصول) مقرر کیا۔ دولت مندوں پر سالانہ بارہ روپے یا اڑتالیس درہم' متوسط پر سالانہ چھ روپے یا چوبیس درہم' اور غریب پر سالانہ تین روپے یا بارہ درہم مقرر کیے' اور فرمایا ایک

درہم (چار آنے) ماہوار ان میں سے کسی کو بھی گراں نہیں گزرے گا۔ عہد عمر رضی اللہ عنہ میں السواد اور الجبل کے خراج کی مقدار دو کروڑ دس لاکھ وافی تک پہنچ گئی۔ ایک وافی ایک درہم اور ڈھائی دانگ کے مساوی تھا (ایک دانگ ٦/١ درہم کے)۔

وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کوفے اور بصرے اور الجزیرے اور شام اور مصر اور موصل کو شہر بنایا' وہاں عربوں کو آباد کیا۔ انہوں نے کوفے اور بصرے میں قبائل کے لیے علیحدہ علیحدہ خطے مقرر کیے۔

وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے شہروں میں قاضی (حاکم فوجداری و دیوانی) مقرر کیے دفتر مرتب کیا (یعنی رجسٹر بنایا) اس میں لوگوں کے نام بہ ترتیب قبائل درج کیے' ان کے لیے مال غنیمت میں سے حصے مقرر کئے۔ لوگوں کو حصے تقسیم کیے۔ اہل بدر کا حصہ مقرر کیا۔ انہیں غیر اہل بدر پر فضیلت دی۔ مسلمانوں کے حصے ان کی قدر راور اسلام میں تقدم کے لحاظ سے مقرر کیے۔

عامل کی تقرری میں احتیاطی تدابیر:

وہ پہلے شخص ہیں کہ مصر سے غلہ کشتیوں میں بھر کر سمندر کے راستے سے الجار اور وہاں سے مدینہ منورہ منگایا۔ عمر رضی اللہ عنہ جب اپنے کسی عامل کو کسی شہر پر مقرر کر کے بھیجتے تھے تو اس کے مال کی فہرست لکھ لیتے تھے۔ انہوں نے ایک سو سے زائد لوگوں کا مال جب انہیں معزول کیا تو تقسیم کرالیا (یعنی جو فہرست ابتدائی سے بڑھا وہ لے لیا اگر چہ وہ تنخواہ ہی سے بڑھا' کیونکہ عامل کے لیے نفقہ ہے اور جو اس سے بڑھے وہ اسے واپس کرنا چاہیے) جن کا مال تقسیم کرالیا ان میں سے سعد بن ابی وقاص اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

عامل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی شخص کو بناتے تھے' جیسے عمرو بن العاص' معاویہ بن ابی سفیان اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم' جو ان سے افضل تھے انہیں چھوڑ دیتے تھے' جیسے عثمان و علی و طلحہ و زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اور ان کے مساوی لوگ' اس لیے کہ ان لوگوں میں عامل بننے کی صلاحیت تھی اور عمر رضی اللہ عنہ کی نگرانی اور ہیبت اثر انداز تھی۔ ان سے کہا گیا کہ کیا بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر اصحاب کو والی نہیں بناتے۔ فرمایا: مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں انہیں عمل میں آلودہ کروں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے (بروایت بعض) دارالرقیق (غلام خانہ) اور (بروایت بعض) دارالدقیق (توشہ خانہ) بنایا تھا۔ اس میں انہوں نے آٹا' ستو' کھجور' کشمش اور حاجت کی چیزیں رکھیں جن سے وہ مسافروں اور مہمانوں کی مدد کرتے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے مکے اور مدینے کے درمیانی راستوں پر بھی وہ اشیا مہیا کیں جو بے توشہ مسافر کو مفید ہوں اور اسے ایک منزل سے دوسری منزل تک پہنچا دیں۔

مسجد نبوی کی توسیع:

عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد منہدم کی اور اس میں اضافہ کیا' اضافے میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا مکان بھی لے لیا اور اسے وسیع کر کے بنا دیا' یہ اس وقت کیا جب مدینے میں لوگ زیادہ ہو گئے۔ انہی نے یہود کو حجاز سے نکال دیا اور جزیرۃ العرب سے ملک شام میں جلاوطن کر دیا۔ نجران کے نصاریٰ کو نکال کر نواح کوفہ میں آباد کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا الجابیہ میں قیام:

عمر رضی اللہ عنہ صفر ١٦ھ میں الجابیہ گئے' وہاں بیس شب قیام کیا۔ نماز میں قصر کرتے رہے (اس لیے کہ نیت پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی تھی مگر اتفاق سے روانگی میں تاخیر ہو گئی اس لیے نماز میں قصر کرنا پڑا۔ ورنہ اگر پہلے ہی سے بیس دن یا پندرہ دن کے قیام کی

نیت ہوتی تو قصر نہ کرتے) فتح بیت المقدس میں بھی موجود تھے انہوں نے الجابیہ میں غنائم تقسیم کیں۔

ملک شام اور عمواس کا طاعون:

جمادی الاولیٰ ۱۷ھ میں ملک شام کے ارادے سے روانہ ہوئے' سرغ تک پہنچے تھے کہ معلوم ہوا شام میں طاعون بہت زور سے پھیل گیا ہے وہاں سے واپس ہوئے' ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا۔ ''کیا آپ تقدیر الٰہی سے بھاگتے ہیں؟'' جواب دیا: ''ہاں' تقدیر الٰہی کی طرف''۔ انہیں کی خلافت میں ۱۸ھ میں عمواس کا طاعون ہوا۔ اسی سال تباہی کی ابتداء ہوئی' جس میں لوگوں کو قحط و خشک سالی اور بھوک کی تکلیف انیس مہینے تک رہی۔

امارت حج کی ذمہ داری:

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے پہلے سال ۱۳ھ میں لوگوں کو حج کرانے پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ اس سال انہوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس کے بعد اپنی خلافت کے پورے زمانے میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہی لوگوں کو حج کراتے رہے' انہوں نے پے در پے دس سال تک لوگوں کو حج کرایا۔ ۲۳ھ میں جو آخری حج لوگوں کو کرایا اس میں ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں تین عمرے کیے' ایک عمرہ رجب ۱۷ھ میں' ایک رجب ۲۱ھ میں اور ایک رجب ۲۲ھ میں' انہیں نے مقام ابراہیم کو اپنے مقام پر ہٹا دیا جو اس زمانے میں بیت اللہ سے ملا ہوا تھا۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مدینے اور بصرے اور کوفے اور بحرین اور مصر اور شام اور الجزیرے کو شہر بنا دیا۔

مسجد نبوی میں کنکریوں کا فرش:

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شئے آسان ہے جس سے میں قوم کی اصلاح کر سکتا ہوں۔ وہ یہ کہ ان کے ایک امیر کو دوسرے امیر کی جگہ بدل دوں۔

عبداللہ بن ابراہیم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جس نے (گرد وغبار سے بچانے کے لیے) کنکریاں ڈالیں وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے لوگ جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اپنے ہاتھ سے جھاڑتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کنکریوں کا حکم دیا تو وہ العقیق سے لائی گئیں اور مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بچھائی گئیں۔

حضرت خالد بن الولید اور مثنیٰ رضی اللہ عنہما کو معزول کرنے کی وجہ:

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خالد بن الولید اور مثنیٰ بن شیبان رضی اللہ عنہما کو ضرور ضرور معزول کر دوں گا تا کہ ان دونوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے بندوں کی مدد کرتا تھا اور محض ان دونوں کی مدد نہیں کرتا تھا۔

عبدالرحمٰن بن عجلان سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک قوم پر گزرے جو باہم (بطور مشق) تیراندازی کر رہے تھے ان میں سے ایک نے (کسی سے) کہا کہ تم نے برا کیا (یعنی غلط چلایا) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بات کی برائی تیراندازی کی برائی سے زیادہ بری ہے۔

دریائی سفر کے لئے مشورہ:

نافع سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ مجھ سے مسلمانوں کے دریائی سفر (نہ کرانے) کو کبھی نہیں پوچھے گا۔ زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے دریائی سفر کے بارے میں لکھ کر دریافت کیا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ لکڑی پر کیڑا ہے' اگر لکڑی ٹوٹ جائے تو کیڑا اہلاک ہو جائے' پھر عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دریا میں بھیجنے کو پسند نہ کیا (بروایت سعید بن ابی ہلال) عمر رضی اللہ عنہ دریائی سفر سے رُک گئے۔

فتنہ میں ڈالنے والے سے نصیحت آمیز سلوک:

عبداللہ بن بریدہ اسلمی سے مروی ہے کہ اس وقت جب کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رات کے وقت گشت کر رہے تھے' اتفاق سے ایک عورت یہ شعر کہہ رہی تھی:

هل من سبيل الى خمرٍ فاشربها ام هل سبيل الى نصر بن حجاج

''کیا شراب تک پہنچنے کا کوئی راستہ ہے کہ میں اسے پی سکوں' یا نصر بن حجاج سے ملنے کی بھی کوئی راہ ہے''۔

صبح ہوئی تو انہوں نے نصر بن حجاج کو دریافت کیا' اتفاق سے وہ بنی سلیم میں سے تھا انہوں نے اسے بلا بھیجا' وہ سب سے زیادہ خوب صورت بال والا تھا اور اس کا چہرہ سب سے زیادہ گورا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بال کتروانے کا حکم دیا' اس نے کتروا دیئے تو اس کی پیشانی نکل آئی اور حسن اور بڑھ گیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس زمین پر تم میرے ساتھ نہ رہنے پاؤ گے جہاں میں ہوں' انہوں نے اس کے لیے ان چیزوں کے مہیا کرنے کا حکم دیا جو سفر کے لیے مناسب تھیں' اور اسے بصرے روانہ کر دیا۔

عبداللہ بن بریدہ اسلمی سے مروی ہے کہ ایک رات عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ گشت کر رہے تھے' اتفاقاً وہ چند عورتوں کے پاس سے گزرے جو باتیں کر رہی تھیں' وہ کہہ رہی تھیں کہ اہل مدینہ میں سب سے زیادہ گورا کون ہے' ایک عورت نے کہا کہ ابو ذئب' صبح ہوئی تو انہوں نے اس کو دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ بھی بنی سلیم میں سے ہے' جب اسے عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو وہ سب سے زیادہ خوبصورت نکلا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ واللہ تو عورتوں کا بھیڑیا ہے' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' تو اس زمین پر میرے ساتھ رہنے نہ پائے جس پر میں ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر آپ لامحالہ مجھے روانہ کرنے والے ہی ہیں تو وہیں بھیج دیجئے جہاں آپ نے میرے چچا نصر بن حجاج اسلمی کو بھیجا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے مناسب سامان کا حکم دیا اور اسے بھی بصرے روانہ کر دیا۔

محمد سے مروی ہے کہ بَرید عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس کا ترکش بکھر گیا اور اس میں سے ایک کاغذ نکلا۔ انہوں نے اسے لے کر پڑھا تو اشعار ذیل تھے:

الا ابلغ اباحفص رسولا افدى لك من اخى ثقة زادى

''کوئی قاصد ہوتا کہ ابو حفص کو یہ خبر پہنچا دیتا' اے میرے قابل اعتماد بھائی تیرے لیے میرا سامان فدا ہے۔

قلائصا هداك الله انا ۲ شغلنا عنكم زمن الحصار

اللہ تمہیں راہِ راست دکھائے۔ ہماری سواریوں نے محاصرے کے وقت ہمیں تمہاری جانب متوجہ نہ ہونے دیا۔

فما قُلُصٌ و جدن معقلات ۳ فقا سلع مختلف البحار

مقام سلع کے پیچھے جہاں یکے بعد دیگرے دریاؤں کی گزرگاہ ہے وہیں سواریاں بندھی تھیں جو نہ ملیں۔

قلايص من بني سعد بن بكر ۴ واسلوا وجهينة او غفار

یہ سواریاں قبیلہ سعد بن بکر کی تھیں' قبیلہ اسلم کی تھیں' جہینہ کی تھیں' غفار کی تھیں۔

يعقّلهُنَّ جَعْدَةُ مِنْ سُلَيْم ۵ معبدا يبتغي سَقَطَ العَذار

قبیلہ سلیم کا آدمی ''جعدہ'' نے ان کو باندھ رکھا ہے' بار بار آتا ہے اور بے حیائی کا طالب ہوتا ہے''۔

انہوں نے فرمایا قبیلہ سلیم کے جعدہ کو میرے پاس بلاؤ۔ لوگ اسے لائے' رسی میں باندھ کر سو تازیانے اس کو مارے گئے۔ ان عورتوں کے پاس جانے سے اسے روک دیا جن کے شوہر موجود نہ ہوں۔

نماز کا ذوق وشوق:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وسط شب میں نماز پسند کرتے تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو نماز میں نسیان پیش آجاتا تھا' کسی کو اپنے پیچھے کھڑا کر لیتے تھے کہ وہ انہیں بتادے' جب وہ شخص انہیں اشارہ کرتا تھا کہ سجدہ کریں یا کھڑے ہو جائیں تو کرتے تھے۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اونٹ کے زخم میں ہاتھ ڈال کر دیکھ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ مجھ سے تیری تکلیف کو پوچھا نہ جائے۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس سال جس سال انہیں خنجر مارا گیا فرمایا: اے لوگو! میں تم سے کلام کرتا ہوں' جو شخص یاد رکھے وہ اسے اس مقام پر بیان کرے جہاں اس کی سواری اسے پہنچائے اور جو یاد نہ رکھے تو میں خدا کے لیے اس پر تنگی کرتا ہوں کہ وہ مجھ پر اس چیز کا بہتان نہ لگائے جو میں نے نہیں کہا۔

احادیث لکھنے کے لیے استخارہ:

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے احادیث لکھنے کا ارادہ فرمایا' ایک مہینے تک اللہ سے استخارہ کیا۔ پھر اس حالت میں صبح کی کہ انہیں یقینی بات سے آگاہ کر دیا گیا تھا' انہوں نے کہا کہ مجھے ایک جماعت یاد آئی جس نے (احادیث کی) کتاب لکھی تھی' وہ اسی پر متوجہ ہو گئے اور کتاب اللہ کو ترک کر دیا۔

راشد بن سعد سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس مال لایا گیا تو وہ اسے لوگوں میں تقسیم کرنے لگے' ان کے پاس لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ سعد بن ابی وقاص دھکیلتے ہوئے آگے آئے اور ان کے پاس پہنچ گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں درے سے مارا اور کہا کہ تم اس طرح آگئے کہ زمین کے سلطان الٰہی سے نہیں ڈرتے تو میں چاہتا ہوں کہ تمہیں بتادوں کہ سلطان الٰہی بھی تم سے نہیں ڈرتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعب:

عکرمہ سے مروی ہے کہ ایک حجام جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بال کاٹتا تھا ہیبت ناک آدمی تھا' عمر رضی اللہ عنہ نے کھنکھار دیا تو حجام کا پاخانہ خطا ہو گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو چالیس درم دلائے' وہ حجام سعید ابن الہیلم تھا۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے خلافت کے بارے میں مروی ہے کہ میرے بعد جو اس امر کا والی ہوگا اسے جاننا چاہیے کہ قریب وبعید اس امر کی خواہش کرے گا' بخدا (اگر میرے زمانے میں کوئی خلافت کی خواہش کرے) تو میں اپنی طرف سے اس سے ضرور جنگ کروں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مزاج گرامی:

محمد بن زید سے مروی ہے کہ علی اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد رضی اللہ عنہم سب مل کے جمع ہوئے' ان میں سب سے زیادہ عمر رضی اللہ عنہ سے بے باک (بے تکلف) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے' سب نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ امیر المومنین سے لوگوں کے لیے گفتگو کرتے (تو بہتر ہوتا) کیونکہ انسان طالب حاجت بن کر آتا ہے' اسے آپ کی ہیبت اپنی حاجت بیان کرنے سے روکتی ہے اور وہ بغیر اپنی حاجت بیان کیے واپس چلا جاتا ہے۔ عبدالرحمٰن ان کے پاس گئے اور کہا اے امیر المومنین! لوگوں پر نرمی کیجئے کیونکہ آنے والا آتا ہے' اسے آپ کی ہیبت اپنی حاجت بیان کرنے سے روک دیتی ہے اور وہ واپس چلا جاتا ہے' آپ سے گفتگو نہیں کرتا۔ فرمایا' اے عبدالرحمٰن میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں' سچ بتاؤ' کیا علی اور طلحہ و زبیر و سعد رضی اللہ عنہم نے تمہیں اس بات کا مشورہ دیا؟ انہوں نے کہا جی ہاں' فرمایا اے عبدالرحمٰن' واللہ میں لوگوں کے لیے نرم ہو گیا تھا مگر نرمی میں بھی اللہ سے ڈرا' پھر میں نے ان پر سختی کی' یہاں تک کہ سختی میں بھی اللہ سے ڈرا' پھر رہائی کی کون سی صورت ہے۔ عبدالرحمٰن اپنی چادر کو ہاتھ سے کھینچتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اٹھے کہ آپ کے بعد لوگوں کے لیے افسوس ہے' آپ کے بعد لوگوں کے لیے افسوس ہے۔

حضرت عثمان اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں مال کی تقسیم:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھ کر فارغ ہو جاتے تو لوگوں کے لیے بیٹھ جاتے۔ کوئی اپنی حاجت پیش کرتا تو اس پر غور کرتے' انہوں نے کچھ نمازیں پڑھیں جن کے بعد نہیں بیٹھے' میں دروازے پر آیا اور پکارا' اے یرفا' یرفا آیا تو میں نے پوچھا' کیا امیر المومنین کو کوئی بیماری ہے۔ اس نے کہا نہیں ہم اسی گفتگو میں تھے کہ عثمان آ گئے' یرفا اندر چلا گیا' پھر وہ ہمارے پاس آیا اور کہا کہ اے ابن عفان کھڑے ہو اور اے ابن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے ہو۔ ہم دونوں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' ان کے آگے مال کا ڈھیر لگا ہوا تھا' ہر ڈھیر پر گوشت کا ایک دست تھا' فرمایا کہ میں نے غور کیا تو مدینے میں تم دونوں سے زیادہ خاندان والا کسی کو نہیں دیکھا' تم دونوں اس مال کو لوگوں میں تقسیم کر دو' اگر کچھ بڑھے تو اسے واپس کر دینا۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے تو ہاتھ جھاڑ دیئے (یعنی انکار کر دیا) میں اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا اور کہا اگر (تقسیم کرنے میں یہ مال بجائے بڑھنے کے) کم ہو جائے تو آپ ہمیں واپس کر دیں گے۔ فرمایا پہاڑ کا پتھر (واپس کر دیں گے) کیا یہ مال اس وقت اللہ کے پاس نہ تھا' جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب محدود مقدار میں کھاتے تھے۔ میں نے کہا کیوں نہیں تھا' اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح ہوتی تو

ضرور آپ کے عمل کے خلاف کرتے۔ پوچھا' آنحضرت ﷺ کیا کرتے۔ میں نے کہا' اس وقت آپ خود بھی کھاتے اور ہمیں بھی کھلاتے۔

فکرِ آخرت کا ایک نمونہ:

میں نے دیکھا کہ وہ رونے لگے یہاں تک کہ ہچکیوں سے ان کی پسلیاں ہلنے لگیں' اور فرمایا میں چاہتا ہوں کہ یہ سب کو کافی ہو کہ میں بری ہو جاؤں' کہ نہ میرے ذمے کچھ رہے اور نہ میرے لیے کچھ بچے۔

اتباعِ نبوی کا ذوق:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مال میں سے ایک اونٹ ملا' (بروایت یحییٰ غنیمت میں سے اونٹ ملا) عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ذبح کیا' ازواج نبی ﷺ کو بھیجا' جو بچا اسے تیار کرایا' بعض مسلمانوں کی دعوت کی۔ جن میں اس روز عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ عباسؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ روزانہ ہمارے لیے ایسا ہی کریں تو ہم لوگ آپ کے پاس کھائیں اور باتیں کریں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایسا دوبارہ نہ کروں گا۔ میرے دونوں صاحب یعنی نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک عمل کر کے اور ایک راستہ چل کے گزر گئے۔ اگر میں ان کے عمل کے خلاف کروں گا تو راہ راست سے بھٹک جاؤں گا۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آ کے منبر پر بیٹھے۔ لوگ اٹھ اٹھ کے ان کے پاس آئے' اہل عالیہ (یعنی بیرون مدینہ کے دیہات کے لوگوں) نے سنا تو وہ بھی آئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تعلیم دی' اور کوئی صورت ایسی نہ رہی جو بتا نہ دی ہو' عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کے پاس آئے اور فرمایا' میں نے جن باتوں سے منع کیا ہے تم لوگوں نے بھی سن لیا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی میری منع کی ہوئی باتیں کرے گا تو اسے دو چند عذاب کروں گا' یا جیسا کہا ہو۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو کسی چیز سے روکنا چاہتے تو پہلے اپنے عزیزوں کے پاس جاتے اور کہتے کہ میں کسی کو (تم میں سے) ہرگز نہیں چاہتا کہ وہ اس چیز میں مبتلا ہو جس سے میں نے منع کیا ہے' سوائے اس کے کہ میں اسے دو چند سزا دوں گا۔

فیصلہ کرتے وقت خوفِ خدا کا غلبہ:

عروہ سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے پاس دو فریق آتے تو وہ اپنے زانو کے بل جھک جاتے اور کہتے اے اللہ ان دونوں پر میری مدد کر' کیونکہ ان میں سے ہر شخص مجھے دین سے ہٹانا چاہتا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ مجھ میں جاہلیت کی کوئی بات باقی نہیں رہی سوائے اس کے کہ میں یہ پروا نہیں کرتا کہ میں نے کن لوگوں سے نکاح کر لیا اور کن لوگوں سے نکاح کر دیا۔

حکم بن ابی العاص الثقفی سے مروی ہے کہ میں عمر بن الخطاب کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے اور اہل نجران کے درمیان کوئی قرابت ہے؟ اس نے کہا نہیں؟ واللہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اس کی گفتگو سے مسلمانوں کا ہر شخص جانتا ہے کہ اس کے اور اہل نجران کے درمیان قرابت ہے۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ

امیر المومنین اس کے اور اہل نجران کے درمیان فلاں فلاں کے قبل قرابت تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ ٹھہر جاؤ۔ میں خود نشانوں پر چل لوں گا۔

زیاد بن حدیر سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ روزہ دار اور سب سے زیادہ مسواک کرنے والا دیکھا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر مجھے خلافت کے ساتھ طاقت ہوتی تو میں ضرور اذان کہا کرتا۔

یحییٰ بن ابی جعدہ سے مروی ہے' عمر بن الخطاب نے کہا: اگر مجھے اللہ کی راہ پر چلنا نہ ہوتا یا اپنی پیشانی اللہ کے لیے زمین پر رکھنا نہ ہوتی' یا اس جماعت کی ہمنشینی نہ ہوتی جو عمدہ کلام منتخب کر لیتے ہیں' جس طرح عمدہ پھل چن لیا جاتا ہے تو اللہ سے مل جانا پسند کرتا (یعنی موت کو ترجیح دیتا)۔

عمر بن سلیمان بن ابی حثمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ شفا بنت عبداللہ نے چند نوجوانوں کو روانگی کا قصد کرتے اور آہستہ باتیں کرتے دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہم حجاج ہیں۔ انہوں نے کہا واللہ عمر رضی اللہ عنہ جب بات کرتے تو اتنے زور سے کہ دوسرے بخوبی سن لیتے' جب چلتے تو جلد جلد' اور مارتے تو بدن دکھا دیتے تھے' اور وہی سچے حاجی تھے۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ لگے رہتے تھے کہ ان سے تقویٰ سیکھیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر دو فریق میرے پاس فیصلے کے لیے آتے ہیں تو میں پروا نہیں کرتا کہ ان میں سے حق کس کے لیے ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ کے معاملات میں میری اُمت میں سب سے زیادہ سخت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

بال صاف کرنے کے لئے استرے کا استعمال:

علاء بن ابی عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حجام کو بلایا اس نے استرے سے ان کے بدن کے بال مونڈے' لوگوں نے ان کی طرف نظر اٹھائی تو فرمایا: اے لوگو! یہ سنت نہیں ہے' لیکن چونہ نرم و نازک چیزوں میں سے ہے اس لیے میں نے اسے ناپسند کیا۔ قتادہ سے مروی ہے کہ خلفاء یعنی ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بال صاف کرنے کے لئے چونہ استعمال نہیں کرتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قبل خلافت میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح خواب میں دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی داہنی جانب تھے اور عمر رضی اللہ عنہ بائیں جانب' آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ اگر تم لوگوں کی حکومت کے والی ہو جاؤ تو ان دونوں کی سیرت اختیار کرنا۔

سالم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میں معلوم نہ ہوتا تھا کہ نیکی ہے' تاوقتیکہ وہ دونوں کوئی بات یا کوئی کام نہ کرتے۔ راوی نے کہا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ دونوں (بناؤ سنگار میں)

عورتوں کے مشابہ نہ تھے اور نہ وہ سست و کاہل تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزند میں نیکی نہیں معلوم ہوتی تھی تاوقتیکہ وہ لوگ بات نہ کرتے یا کوئی کام نہ کرتے۔

معن نے کہا کہ عمر بن الخطاب مکے کے کسی راستے پر چل رہے تھے اور قطن بن ذہب کے چچا سے مروی ہے کہ وہ کسی سفر میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ الروحا کے قریب (بروایت معن وعبداللہ بن مسلمہ) انہوں نے پہاڑ سے چرواہے کی آواز سنی اس کی طرف پلٹ گئے قریب پہنچ کے زور سے پکارا کہ او بکریاں چرانے والے۔ اس چرواہے نے انہیں جواب دیا تو فرمایا کہ اے ان کے چرانے والے میں ایسے مقام سے گزرا ہوں جو تیرے مقام سے زیادہ سرسبز ہے۔ ہر چرواہے (راعی) سے اس کی رعیت کے بارے میں (قیامت کے روز) باز پرس کی جائے گی پھر وہ اونٹوں کے آنے کے راستے پر پلٹ گئے۔

ابن الحوتکیہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کچھ دریافت کیا گیا تو فرمایا: اگر میں حدیث میں گھٹانے بڑھانے کو ناپسند نہ کرتا تو تم سے بیان کر دیتا۔

بیٹے کو نصیحت:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز میں عمر بن الخطاب کے ہمراہ نکلا یہاں تک کہ وہ ایک احاطے میں داخل ہو گئے میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل تھی اور وہ احاطے کے اندر تھے۔ میں نے انہیں کہتے سنا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ امیر المومنین ہیں خوشی کی بات ہے واللہ اے فرزند خطاب تجھے ضرور اللہ سے ڈرنا ہوگا ورنہ اللہ تجھ پر عذاب کرے گا۔

عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ لوگ اس وقت تک برابر درست رہیں گے جب تک ان کے پیشوا اور ہادی درست رہیں گے۔

امام اور رعایا کا باہمی تعلق:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رعایا امام کے حقوق ادا کرتی رہتی ہے جب تک امام اللہ کے حقوق ادا کرتا رہتا ہے جب امام عیش کرنے لگتا ہے تو وہ بھی عیش کرنے لگتے ہیں۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد اسلم نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے اسلم مجھے عمر رضی اللہ عنہ کا حال بتاؤ۔ اسلم نے کہا کہ میں نے انہیں عمر رضی اللہ عنہ کے بعض حالات بتائے تو عبداللہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے کبھی کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو اتنا زیادہ کوشش کرنے والا اور اتنا زیادہ سخی ہو کہ عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ جائے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے ابوعثمان النہدی کو کہتے سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جو اگر میرے نیزے کو گویا کرنا چاہے تو وہ گویا ہو جائے کہ اگر عمر بن الخطاب میزان (ترازو) ہوتے تو ان میں بال بھر کا بھی فرق نہ ہوتا۔

محاسبۂ نفس:

ابوعمیر حارث بن عمیر نے ایک شخص سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور لوگوں کو جمع کیا۔ اللہ کی حمد وثنا

کی اور کہا کہ اے لوگو! میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ میرے لیے پھل نہ تھے کہ لوگ کھاتے سوائے اس کے کہ بنی مخزوم میں میری چند خالہ تھیں جنہیں میں میٹھا پانی پلاتا تھا۔ تو وہ میرے لیے چند مٹھیاں کشمش کی جمع کر لیتی تھیں' پھر وہ منبر سے اتر آئے۔ پوچھا گیا یا امیر المومنین اس سے آپ کا مقصد کیا ہے؟ فرمایا: میں نے اپنے دل میں کچھ محسوس کیا تو چاہا کہ اس سے کچھ کم کر دوں۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے سب سے زیادہ وہ پسند ہے جو میرے عیوب میرے سامنے بیان کر دے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہرمزان نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں کروٹ کے بل لیٹے دیکھا تو کہا کہ واللہ یہ مبارک بادشاہ ہیں۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے کا ایک کان پکڑتے اور دوسرے ہاتھ سے اس کا (دوسرا) کان پکڑتے اور اُچک کر اس کی پیٹھ پر بیٹھ جاتے۔

عاملین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھلی کچہری میں:

عطا سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے عاملوں کو حج کے وقت اپنے پاس پہنچنے کا حکم دیا کرتے' لوگ جمع ہوتے تو فرماتے' اے لوگو! میں نے اپنے عاملوں کو تم پر مقرر کر کے اس لیے نہیں بھیجا ہے کہ وہ تمہارے جان و مال کو تکلیف پہنچائیں۔ میں نے صرف اس لیے انہیں بھیجا ہے کہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کریں اور تمہاری غنیمت کو تم پر تقسیم کریں' جس کے ساتھ اس کے سوا کچھ کیا گیا ہو وہ کھڑا ہو جائے اور شکایت پیش کرے' ایک شخص کے سوا کوئی کھڑا نہ ہوا وہ کھڑا ہوا اور کہا کہ یا امیر المومنین مجھے آپ کے فلاں عامل نے سو تازیانے مارے ہیں۔ آپ نے عامل سے فرمایا کہ تم نے کس بارے میں اسے مارا؟ (اے فریادی شخص) اٹھ اور اس سے بدلہ لے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا امیر المومنین اگر آپ یہ کریں گے تو آپ پر (شکایت کا سلسلہ) بہت ہو جائے گا اور یہ فعل سنت ہو جائے گا' جسے آپ کے بعد کے لوگ اختیار کریں گے۔ فرمایا کیا میں قصاص نہ لوں' حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات سے قصاص لیتے دیکھا ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ اچھا ہمیں مہلت دیجئے کہ ہم اسے راضی کر لیں۔ فرمایا' اچھا تمہیں مہلت ہے اسے راضی کر لو۔ اس عامل کی طرف سے دو سو دینار فدیہ دیئے گئے۔ ہر تازیانے کے عوض دو دینار۔

آدابِ مسجد کا لحاظ و اہتمام:

ابی سعید مولائے ابی اُسیر سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عشاء کے بعد مسجد میں گشت کرتے تھے' جس کسی کو دیکھتے نکال دیتے سوائے اس شخص کے جو کھڑا ہوا نماز پڑھتا ہوا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے جن میں ابی بن کعب بھی تھے۔ پوچھا' یہ کون لوگ ہیں؟ ابی نے جواب دیا کہ یا امیر المومنین آپ کے عزیزوں کی ایک جماعت ہے۔ پوچھا کہ نماز کے بعد تمہیں کس چیز نے چھوڑا' انہوں نے کہا کہ ہم لوگ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے' جو شخص ان کے زیادہ قریب تھا اس سے فرمایا کہ شروع کرو' انہوں نے دعا کی چنانچہ انہوں نے ان میں سے ایک ایک آدمی کو جو دعا کر رہے تھے پڑھوایا یہاں تک کہ میری باری آئی' میں ان کے پہلو ہی میں تھا۔ فرمایا' پڑھو' میری آواز بند ہو گئی' اور خوف سے لرزنے لگا۔ انہوں

نے بھی محسوس کیا' اور فرمایا: اگر تم کہتے کہ اے اللہ ہماری مغفرت کر' اے اللہ ہم پر رحمت کر (تو بہتر ہوتا) راوی نے کہا کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے شروع کیا' اس جماعت میں ان سے زیادہ آنسو بہانے والا' ان سے زیادہ رونے والا کوئی نہ تھا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب واپس جاؤ' سب لوگ منتشر ہو گئے۔ زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پالتی مار کے بیٹھتے' چت لیٹتے اور اپنا ایک پاؤں اٹھا کے دوسرے پر رکھ لیتے۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کی مسجد میں طویل نشست ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنا پہلو نکالے (یعنی لیٹ رہے) کیونکہ وہ اس کا مستحق ہے کہ نشست اسے بیزار نہ کر دے۔ محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ قرآن جمع ہونے سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے۔

مردم شماری کا ریکارڈ:

جبیر بن الحویرث بن نقید سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیوان مرتب کرنے میں مسلمانوں سے مشورہ لیا۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو مال آپ کے پاس جمع ہو اسے ہر سال تقسیم کر دیا کیجئے اور اس میں سے کچھ نہ رکھیے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ مال کثیر لوگوں کو گنجائش دے دے گا (کہ ایک آدمی دو مرتبہ لے لے اور ایک کو ایک مرتبہ بھی نہ ملے) اگر ان کا شمار نہ کیا گیا' تاوقتیکہ آپ لینے والے اور نہ لینے والے کو نہ پہچانیں (اور اس کی یہی صورت ہے کہ دیوان میں سب کے نام درج کیے جائیں) مجھے خوف ہے کہ حکومت میں انتشار پیدا ہو جائے گا۔ ولید بن ہشام ابن مغیرہ نے کہا کہ یا امیر المومنین میں شام سے آیا ہوں' میں نے وہاں کے بادشاہوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے دفتر مرتب کیے اور لشکر بنائے آپ بھی دفتر مرتب کیجئے اور لشکر بنایئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا قول اختیار کیا۔ عقیل بن ابی طالب اور مخرمہ بن نوفل اور جبیر ابن مطعم کو بلایا' جو قریش کے نسب جاننے والوں میں تھے ان سے فرمایا کہ لوگوں کے نام ان کے مرتبے کے مطابق لکھو۔ انہوں نے لکھا تو بنی ہاشم سے شروع کیا۔ ان کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کو لکھا' پھر عمر رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کو بہ ترتیب خلافت لکھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فرمایا کہ واللہ مجھے اس طرح پسند ہے' مگر پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے شروع کرو' جو سب سے قریب ہو وہ (اس تحریر میں بھی) سب سے قریب ہو' عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اس مقام پر رکھو جہاں ان کو اللہ نے رکھا ہے۔

فرق مراتب کا لحاظ:

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس وقت دیکھا جب ان کے سامنے ناموں کی فہرست پیش کی گئی۔ اس میں اس طرح درج تھا کہ بنو ہاشم کے بعد بنو تیم اور بنو تیم کے بعد بنو عدی' میں نے انہیں فرماتے سنا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے مقام پر رکھو (یعنی اسے بڑھاؤ نہیں) شروع ان سے کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہوں۔ بنو عدی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے' بہتر ہوتا کہ آپ اپنے کو اس مقام پر رکھتے جہاں اس جماعت نے رکھا تھا۔ فرمایا: خوب' خوب' اے بنی عدی تم نے میرے نام سے بلندی چاہی کہ میں حسنات سے تمہارے باعث محروم ہو جاؤں' نہیں' اور تا بمرگ نہیں' چاہے دفتر تم پر بند ہی کیوں نہ ہو جائے' یعنی اگر چہ تم لوگ سب سے آخر میں لکھے جاؤ۔ میرے دونوں

صاحب (یعنی رسول اللہ ﷺ وابوبکر رضی اللہ عنہ) ایک طریقے پر چلے اگر میں ان کی مخالفت کروں گا تو میرے ساتھ بھی مخالفت کی جائے گی۔ واللہ ہم نے دنیا میں جو فضیلت پائی اور آخرت میں اپنے اعمال کی بدولت ہم جو کچھ اللہ کے ثواب کی اُمید رکھتے ہیں وہ صرف محمد ﷺ کے سبب سے ہے۔ آپ ہمارے اشرف ہیں' آپ کی قوم سارے عرب سے اشرف ہے' جو آپ سے زیادہ قریب ہے وہی شرف میں بھی زیادہ نزدیک ہے۔ عرب کو رسول اللہ ﷺ کی بدولت شرافت حاصل ہوئی۔ اگرچہ ہم میں سے بعض کا نسب آپ کے اجداد سے مل جاتا ہے۔ ہمارے اور آپ کے نسب ملنے میں کوئی حائل نہیں ہے' ہم آدم تک آپ سے (نسب میں) جدا نہیں ہوتے' سوائے چند باپ دادا کے' تاہم' واللہ اگر عجمی بارگاہ ایزدی میں اعمال نیک لائیں اور ہم بغیر عمل کے آئیں تو وہ لوگ قیامت میں ہم سے زیادہ محمد ﷺ سے قریب ہوں گے' لہٰذا کوئی شخص قرابت کو نہ دیکھے اور جو نعمت اللہ کے پاس ہے اس کے لیے عمل کرے' کیونکہ جس کے عمل نے اس کے ساتھ کمی کی اسے اس کا نسب پورا نہیں کر سکے گا۔

بنو ہاشم کو مقدم رکھنے کا حکم:

زہری (اور طرق متعددہ) سے مروی ہے کہ جب محرم ۲۰ھ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیوان مرتب کرنے پر اتفاق کر لیا تو بلحاظ مرتبہ بنی ہاشم سے شروع کیا' پھر جو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قریب تھے' اگر کوئی قوم رسول اللہ ﷺ کی قرابت میں مساوی ہوتی تو وہ سابقین کو (جنہوں نے نیکیوں میں سبقت کی ہے ان کو) مقدم کرتے' اس طرح انصار تک پہنچے تو فرمایا کہ سعد بن معاذ اشہلی رضی اللہ عنہ کی قوم سے شروع کرو' پھر جو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے قریب تر ہو۔

تقسیم حصص کا طریقہ:

عمر رضی اللہ عنہ نے اہل دیوان کا حصہ مقرر کیا۔ انہوں نے اہل سوابق وشواہد کو (جو لوگ نیکیوں میں اور اسلام لانے میں مقدم تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب جہاد میں حاضر ہوئے تھے) حصہ دینے میں ترجیح وفضیلت دی' حالانکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے میں مساوات اختیار کی تھی' جب اعتراض کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں ان لوگوں کو جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مقابلہ کیا ان کے برابر نہیں کر سکتا جو آپ کے ہمرکاب دشمنوں سے لڑے۔

اصحاب بدر رضی اللہ عنہم کا مقام:

عمر رضی اللہ عنہ نے' جو مہاجرین وانصار بدر میں موجود تھے' ان سے شروع کیا اور ان میں سے ہر شخص کے لیے پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر کیا' جس میں ان کے حلیف اور ان کے موالی سب برابر رکھے گئے۔ ان لوگوں کو جن کا اسلام مثل اہل بدر کے اسلام کے تھا جو مہاجرین حبشہ میں سے تھے اور احد میں حاضر ہوئے تھے' ان میں سے ہر ایک کے لیے چار ہزار درہم سالانہ مقرر کیا۔ اہل بدر کے لڑکوں کے لیے دو دو ہزار درہم مقرر کیا۔ سوائے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے کہ رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی وجہ سے ان کو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رکھا اور ان میں سے ہر ایک کے پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیے۔ عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بھی بوجہ قرابت رسول اللہ ﷺ پانچ ہزار درہم مقرر کیے۔

امہات المومنین کو اصحاب بدر رضی اللہ عنہم پر فوقیت:

ابن سعد نے کہا کہ بعضوں نے روایت کی کہ عباس رضی اللہ عنہ کے لیے سات ہزار درہم مقرر کیے باقی سب راویوں نے کہا کہ انہوں نے سوائے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو اہل بدر پر ترجیح نہیں دی۔ ان میں سے ہر بیوی کے لیے بارہ بارہ ہزار درہم مقرر کیے جن میں جویریہ بنت حارث اور صفیہ بنت حیی بھی تھیں۔ یہ متفق علیہ ہے' اور جنہوں نے قبل فتح مکہ ہجرت کی ان میں سے ہر ایک کے لیے تین ہزار درہم مقرر کیے۔

فتح مکہ میں اسلام لانے والوں میں سے ہر شخص کے لیے دو ہزار مقرر کیے' اولاد مہاجرین و انصار کے نومولود بچوں کے لیے مسلمین فتح مکہ کے برابر حصہ مقرر کیا۔ عمر بن ابی سلمہ کے لیے چار ہزار درہم مقرر کیے تو محمد بن عبداللہ بن جحش نے کہا کہ آپ عمر رضی اللہ عنہ کو ہم پر کیوں ترجیح دیتے ہیں جب کہ ہمارے آباء نے بھی ہجرت کی اور شہید ہوئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کی وجہ سے ترجیح دیتا ہوں' جو شخص روٹھے وہ ام سلمہ کے مثل ماں لائے تو میں اسے مناؤں گا۔

فرزند عمر رضی اللہ عنہ پر اسامہ بن زید کی فوقیت:

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لیے بھی چار ہزار درہم مقرر کیے تو عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی کہ آپ نے میرے لیے تو تین ہزار مقرر کیے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لیے چار ہزار' حالانکہ میں ان مقامات میں حاضر ہوا جہاں اسامہ رضی اللہ عنہ بھی حاضر نہیں ہوئے' فرمایا: میں نے انہیں اس لیے زیادہ دیا ہے کہ وہ تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے اور ان کے والد بھی تمہارے والد سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے۔

اس کے بعد انہوں نے لوگوں کے قرأت قرآن اور جہاد کے اعتبار سے حصے مقرر کیے' پھر بقیہ لوگوں کے لیے ایک باب کیا' جو مسلمان ان کے پاس مدینے میں آئے انہیں بھی انہی میں شامل کیا۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے پچیس ہزار دینار مقرر کیے۔ انہی کے ساتھ آزاد کردہ غلاموں کا بھی حصہ مقرر کیا۔

اہل یمن' شام و عراق کے لیے وظائف:

اہل یمن کے لیے بھی عطا مقرر فرمائی' شام اور عراق میں ہر شخص کو دو ہزار سے ایک ہزار' نو سو' پانچ سو اور تین سو تک عطا کیا۔ انہوں نے کسی کا تین سو سے کم نہیں کیا' اور فرمایا کہ اگر مال زیادہ ہوگا تو میں ہر شخص کے لیے چار ہزار درہم ضرور مقرر کر دوں گا' ایک ہزار اس کے سفر کے لیے' ایک ہزار اس کے ہتھیاروں کے لیے' ایک ہزار اس کے گھر والوں کے لیے اور ایک ہزار اس کے گھوڑے یا خچر کے لیے۔

ہجرت کرنے والی عورتوں کا وظیفہ:

انہوں نے نساء مہاجرات (ہجرت کرنے والی عورتوں) کا بھی حصہ مقرر کیا۔ صفیہ بنت عبدالمطلب کے لیے چھ ہزار درہم اسماء بنت عمیس کے لیے ایک ہزار درہم' ام کلثوم بنت عقبہ کے لیے ایک ہزار درہم اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لیے ایک ہزار درہم مقرر کیے اور یہ بھی روایت ہے کہ نساء مہاجرات میں سے ہر ایک کے لیے تین ہزار درہم مقرر کیے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اہل

عوالی (بیرون مدینے کے دیہات کے باشندوں) کی فہرست مرتب کی گئی۔ انہوں نے ان کی خوراک جاری کر دی' عثمان رضی اللہ عنہ ہوئے تو خوراک کے علاوہ پوشاک بھی عطا فرمائی۔

نوزائیدہ بچوں کا وظیفہ:

عمر رضی اللہ عنہ پیدا ہونے والے بچے کے سو درہم مقرر کرتے' جب وہ بڑا ہوتا تو اسے دو سو تک پہنچاتے' اور جب بالغ ہوتا تو اور زیادہ کر دیتے تھے' اگر ان کے پاس لاوارث بچہ لایا جاتا تو اس کے لیے بھی سو درہم اور مناسب تنخواہ مقرر فرماتے' جسے اس کا سرپرست ومحافظ لے لیتا۔ پھر اسے ایک سال سے دوسرے سال منتقل کرتے اور انہیں نیکی کی وصیت کرتے' ان کی رضاع (شیر خواری) ونفقہ بیت المال سے مقرر فرماتے۔

حزام بن ہشام الکعبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ خزاعہ کا دفتر (رجسٹر) لیے ہوئے قدید میں آتے تھے۔ قدید میں ہر عورت ان کے پاس اس طرح آتی تھی کہ کوئی عورت خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ان سے چھپتی نہ تھی کہ وہ خود ان کے ہاتھ میں نہ دیتے ہوں' پھر وہ جاتے تھے اور عسفان میں ٹھہرتے تھے۔ وہاں بھی ایسا ہی کرتے تھے' یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔

محمد بن زید سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حمیر کا دفتر علیحدہ تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اقدامات کی پذیرائی:

جہم بن ابی جہم سے مروی ہے کہ خالد بن عرفطہ العذری عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' آپ نے لوگوں کا حال دریافت فرمایا' عرض کی' یا امیر المومنین میں نے اپنے پیچھے والوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ اللہ سے دعا کر رہے تھے کہ وہ ان لوگوں کی عمروں میں سے کچھ آپ کی عمر میں بڑھا دے۔ جس کسی نے قادسیہ کو روندا (یعنی وہاں جہاد کیا) اس کی عطا (تنخواہ) دو ہزار یا پندرہ سو ہے۔ جو بچہ پیدا ہوتا ہے اسے سو درہم اور ہر مہینہ دو جریب (پیمانہ) دیئے جاتے ہیں' خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ ہمارا کوئی لڑکا جب بالغ ہوتا ہے تو اسے پانچ سو یا چھ سو والوں کے ساتھ شامل کر دیا جاتا ہے۔ پھر جب یہ نکلا کہ ان میں سے کسی گھر والے کے لیے ایسا بچہ ہے جو کھانا کھاتا ہے اور ان میں وہ بھی ہے جو کھانا نہیں کھاتا تو اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ اسے جہاں مناسب ہے اور جہاں نامناسب خرچ کرے۔

حق دار تک حق کو پہنچانے کی فکر:

فرمایا: فاللّٰہ المستعان (اللہ ہی سے مدد کی درخواست ہے) جو انہیں دے دیا گیا وہ انہیں کا حق ہے اور میں انہیں اس کے ادا کرنے کے لیے مستعد ہوں۔ جن میں وہ بھی ہے جو اسے لے لیتا ہے اس پر میری مدح نہ کرو' کیونکہ جو تم کو دیا گیا ہے وہ اگر خطاب کا مال ہوتا (تو میں مدح کا مستحق ہوتا' کیونکہ وہ میرے باپ کا مال ہوتا اور اب تو اللہ کا مال ہے اور تم لوگ بھی اس کے حق دار ہو) لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس میں کچھ زیادہ ہے اور یہ مناسب نہیں کہ میں اسے ان سے روکوں' اگر ان چھوٹے عربوں میں سے کسی کی عطا نکلے تو وہ اس سے بکری خریدے اور اسے اپنے دیہات میں کر دے' جب دوسری عطا نکلے تو اس سے بھی جانور خرید لے اور

اسے بھی اسی میں کر دے۔ (تو بہتر ہو) کیونکہ خدا تمہارا بھلا کرے۔ اے خالد بن عرفطہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد تم پر ایسے والی ہوں گے کہ ان کے زمانے میں عطا مال شمار نہ ہوگی' اگر ان میں سے کوئی باقی رہا یا ان کی اولاد میں سے کوئی رہا تو ان کے لیے ایک ایسی شئے ہوگی جس کا وہ اعتقاد کریں گے اور اس پر بھروسہ کریں گے' میری نصیحت تمہارے لیے کہ تم میرے پاس بیٹھے ہو ان لوگوں کی نصیحت کی طرح ہے جو اسلامی سرحدوں میں دور دراز مقامات پر ہیں۔ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ نے ان کی حکومت کا طوق میری گردن میں ڈالا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی رعیت کی خیانت کرے گا مرے گا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو تمام مال غنیمت تقسیم کرنے کا حکم:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ لوگوں کو ان کی عطائیں اور تنخواہیں دے دو۔ انہوں نے لکھا کہ ہم نے یہ کر دیا ہے اور بہت کچھ بچ گیا ہے۔ انہیں عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ وہ غنیمت جو اللہ نے عطا فرمائی' نہ عمر رضی اللہ عنہ کی ہے نہ آل عمر رضی اللہ عنہ کی' اسے بھی انہی میں تقسیم کر دو۔

مال غنیمت میں ہر مسلمان کا حصہ:

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو تین مرتبہ کہتے سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ لوگوں میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کا اس مال میں حق نہ ہو کہ وہ اسے دے دیا گیا یا اسے روک دیا گیا' ان میں سوائے غلام مملوک کے کوئی شخص ایسا نہیں جو کسی سے زیادہ حق دار ہو (یعنی غلام مملوک سے سب لوگ زیادہ حق دار ہیں) اور میں بھی اس معاملے میں ایسا ہی ہوں جیسے ان میں کا کوئی ایک شخص' لیکن ہم لوگ کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کے مطابق اپنے مراتب واقسام پر ہیں۔ ایک شخص اور اس کی اسلام میں مصیبت' ایک شخص اور اس کی اسلام میں قدامت' ایک شخص اور اس کی اسلام میں بے نیازی اور ایک شخص اور اس کی اسلام میں محتاجی (یعنی یہ مسلمانوں کی مختلف اقسام ہیں) اگر میں زندہ رہا تو کوہ صفا کے چرواہے کے پاس اسی مال میں سے اس کا حصہ ضرور ضرور آئے گا' حالانکہ وہ اپنے مقام پر ہوگا۔

مالک بن اوس بن حدثان سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ روئے زمین پر ہر ایسا مسلمان جس کی گردن کا کوئی مالک نہ ہو (یعنی وہ غلام نہ ہو) اس کا اس غنیمت میں حق ہے' وہ دیا جائے یا اس سے روکا جائے' اگر میں زندہ رہا تو یمن کے چرواہے کے پاس اس کا حق آ جائے گا قبل اس کے کہ اس کی تلاش میں اس کا چہرہ سرخ ہو۔

مال غنیمت کی کثرت پر حیرت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بحرین سے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا' ان سے ایسے وقت ملا کہ وہ (دن کی) آخری نماز عشاء میں تھے' میں نے سلام کیا تو مجھ سے لوگوں کا حال پوچھا اور فرمایا کہ تم کیا لائے ہو؟ میں نے کہا پانچ لاکھ درہم۔ ارشاد ہوا کہ تم جانتے ہو کہ تم کیا کہتے ہو' عرض کی کہ ایک لاکھ' ایک لاکھ' ایک لاکھ' ایک لاکھ' ایک لاکھ' اس طرح میں نے پانچ مرتبہ شمار کر دیا فرمایا کہ

تم نیند میں ہو۔ اپنے گھر والوں کے پاس جا کے سو رہو' صبح ہو تو میرے پاس آنا۔

میں صبح کے وقت ان کے پاس گیا تو فرمایا تم کیا لائے؟ عرض کی' پانچ لاکھ درہم۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا وہ حلال ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں' میں اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتا (یعنی انہیں حلال ہی جانتا ہوں) انہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ ہمارے پاس بہت سا مال آیا ہے' اگر تم لوگ چاہو تو میں اسے تمہارے لیے شمار کر دوں' اور اگر تم لوگ چاہو تو میں اسے تمہارے لیے پیمانے میں ناپ دوں۔ ایک شخص نے کہا کہ یا امیر المومنین' میں نے ان عجمیوں کو دیکھا ہے کہ وہ دفتر مرتب کر لیتے ہیں کہ اسی پر لوگوں کو دیتے ہیں' پھر انہوں نے بھی دیوان مرتب کیا اور مہاجرین اولین کے لیے پانچ پانچ ہزار اور انصار کے لیے چار چار ہزار اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بارہ بارہ ہزار مقرر کیے۔

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی دریا دلی:

برزہ بنت رافع سے مروی ہے کہ جب عطا نکلی تو عمر رضی اللہ عنہ نے (ام المومنین) زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو وہ حصہ بھیجا جو ان کا تھا' جب وہ ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ عمر رضی اللہ عنہ کی مغفرت کرے۔ میری دوسری بہنیں اس کی تقسیم پر مجھ سے زیادہ طاقت رکھتی ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ سب آپ کا حصہ ہے تو انہوں نے سبحان اللہ کہا اور اس سے ایک چادر کی آڑ میں چھپ گئیں اور کہا کہ انہیں ڈال دو اور ان پر کپڑا ڈھانک دو' مجھ سے فرمایا کہ اپنا ہاتھ اندر ڈالو اور اس میں سے ایک مٹھی لے لو۔ اسے فلاں اور فلاں کی اولاد کے پاس لے جاؤ' جو ان کے قرابت دار اور یتیم تھے' ان کو انہوں نے تقسیم کیا' کپڑے کے نیچے کچھ بچ گیا تو برزہ بنت رافع نے کہا کہ یا امیر المومنین' اللہ آپ کی مغفرت کرے' واللہ اس میں ہمارا بھی تو حق ہے' فرمایا کہ اچھا جو چادر کے نیچے ہے وہ تم لوگوں کے لیے ہے' برزہ نے کہا کہ ہم نے کپڑا کھولا تو پچاسی درہم پائے' پھر انہوں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا کہ اے اللہ اس سال کے بعد مجھے عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی عطا نہ ملے' ایسا ہی ہوا کہ ان کی وفات ہوگئی۔

پیدائش کے فوراً بعد بچوں کے وظائف کا تقرر:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ چند ہم سفر تجار آئے اور عیدگاہ میں اترے' عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہاری رائے ہے کہ ہم ان لوگوں کی رات بھر چوری سے حفاظت کریں دونوں رات بھر حفاظت کرتے رہے اور نمازیں پڑھتے رہے جو اللہ نے ان کے لیے فرض کی تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بچے کے رونے کی آواز سنی تو اس کی طرف روانہ ہوئے۔ اس کی ماں سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور بچے کے ساتھ بھلائی کر (یہ کہہ کے) پھر اپنے مقام پر پلٹ آئے' دوبارہ اس کے رونے کی آواز سنی تو اس کی ماں کے پاس گئے اور اس سے اسی طرح کہا اور اپنے مقام پر آ گئے' جب آخر شب ہوئی تو پھر اس کے رونے کی آواز سنی' اس کی ماں کے پاس آئے اور کہا تیرا بھلا ہو' میں تجھے بہت بری ماں سمجھتا ہوں' کیا بات ہے کہ میں تیرے لڑکے کو دیکھتا ہوں کہ رات سے اسے قرار نہیں۔ اس نے کہا' اے بندۂ خدا (وہ عورت آپ کو پہچانتی نہ تھی) تم مجھے رات سے پریشان کر رہے ہو' میں اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں تو وہ انکار کرتا ہے' فرمایا' کیوں (دودھ چھڑانا چاہتی ہو) اس نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ صرف دودھ چھوڑنے والے بچوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں پوچھا کہ اس کی کیا عمر ہے؟ اس نے کہا اتنے اتنے مہینے' فرمایا' خدا تیرا بھلا کرے' اس کے ساتھ جلدی نہ کر' انہوں نے فجر

کی نماز اس حالت میں پڑھی کہ شدت گریہ سے لوگ ان کی قراءت کو نہ سمجھ سکتے تھے۔ جب سلام پھیرا تو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خرابی ہے اس نے مسلمانوں کے کتنے بچے قتل کر دیئے۔ پھر انہوں نے منادی کو حکم دیا تو اس نے ندا دی کہ دیکھو خبردار اپنے بچوں کے ساتھ دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو۔ ہم اسلام میں پیدا ہونے والے ہر بچے کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔ اس کے متعلق انہوں نے سب طرف فرمان بھیجے کہ ہم اسلام میں پیدا ہونے والے ہر بچے کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عطا کے بارے میں مشورہ کیا کہ کس سے شروع کریں' لوگوں نے کہا کہ خود اپنے سے شروع کیجئے' مگر انہوں نے اپنی قوم سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب سے شروع کیا۔

وظائف میں سالانہ اضافہ:

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ واللہ اگر میں سال آئندہ تک زندہ رہا تو آخری آدمی کو پہلے آدمی سے ملا دوں گا (یعنی سب سے کم عطا والے کو سب سے زیادہ عطا والے کے برابر عطا دی جائے گی) اور میں سب کو مثل ایک آدمی کے کر دوں گا۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو انہوں نے یہ کہتے سنا کہ ''اگر میں سال بھر تک زندہ رہا تو میں سب سے کم مرتبے والے کو سب سے اعلیٰ مرتبے والے سے ملا دوں گا''۔ (یعنی عطا میں)۔

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر میں مال کے بہت ہونے تک زندہ رہا تو مسلمانوں کا وظیفہ تین ہزار کر دوں گا' ایک ہزار اس کی سواری کے جانور اور اسلحہ کے لیے ایک ہزار اس کے خرچ کے لیے اور ایک ہزار اس کے گھر والوں کے خرچ کے لیے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر مجھے اس امر (خلافت) میں اپنا حصہ معلوم ہو جاتا تو سرداتِ حمیرہ میں ایک چرواہے کے پاس اُس کا حصہ اس طرح آ جاتا کہ اس کی پیشانی پر پسینہ بھی نہ آنے پاتا۔

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے اہل مکہ میں دس دس درہم تقسیم کیے' انہوں نے ایک شخص کو دیا تو کہا گیا یا امیر المومنین یہ تو غلام ہے' فرمایا: اسے واپس کرو' پھر فرمایا' اسے جانے دو۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ میں لوگوں کے لیے مال صاع (پیمانہ) سے ناپوں گا۔

رعایا کی خوشحالی کی فکر اور تقسیم مال:

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک سال میں چالیس ہزار اونٹوں پر سوار کیا کرتے تھے ایک آدمی کو شام تک ایک اونٹ پر سوار کرتے اور دو آدمیوں کو عراق تک ایک اونٹ پر سوار کیا کرتے۔ پھر ان کے پاس اہل عراق میں سے ایک شخص آیا اور کہا مجھے اور سحیم (سیاہ) کو سواری دے دیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا سحیم مشک ہے اس نے کہا جی ہاں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہمارے چھوٹے حصے تک ہمارے پاس بھیج دیا کرتے تھے' حتیٰ

کہ جانور اور چوپائے بھی۔

عبداللہ بن عمیر سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں لوگوں کو زیادہ دوں گا جتنا زیادہ مال ہوگا' میں اسے ان کے لیے شمار کروں گا اور اگر اس نے مجھے تھکا دیا تو اسے ان کے لیے پیمانے سے ناپ دوں گا' پھر اگر اس نے بھی تھکا دیا تو لپ بھر کر بغیر حساب کے دوں گا۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے نام خط:

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ: اما بعد! میں سال کا وہ دن جانتا ہوں کہ بیت المال میں ایک درہم بھی باقی نہ رہے گا کہ عطا کیا جائے اللہ کو علم ہے کہ میں نے ہر حق دار کو اس کا حق ادا کر دیا۔ حسن نے کہا کہ انہوں نے اس کا صاف لے لیا اور میلا چھوڑ دیا' یہاں تک کہ اللہ نے انہیں ان کے دونوں صاحبوں سے ملا دیا۔

کثرت مال پر تشویش:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بلایا' میں آیا تو ان کے سامنے چمڑے کے فرش پر سونا پھیلا ہوا تھا' فرمایا کہ آؤ اور اسے اپنی قوم میں تقسیم کر دو' اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ اس نے اسے اپنے نبی علیہ السلام اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیوں علیحدہ رکھا اور مجھے دیا' معلوم نہیں خیر کی وجہ سے یا شر کی وجہ سے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں جھک کے اسے تقسیم کرنے لگا اور ہٹانے لگا کہ رونے کی آواز آئی' دیکھا تو عمر رضی اللہ عنہ رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اس مال کو اپنے نبی علیہ السلام اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کے ساتھ شر کا ارادہ کرنے سے نہیں روکا اور عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے ساتھ خیر کے ارادے سے نہیں دیا۔

محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ایک داماد اُن کے پاس آئے اور درخواست کی کہ وہ اُنھیں بیت المال سے کچھ دیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں جھڑک دیا اور کہا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ میں اللہ سے خائن بادشاہ بن کے ملوں۔ جب یہ وقت گزر گیا تو انھوں نے اُن کے اپنے ذاتی مال میں سے دس ہزار درہم دے دیئے۔

سالم ابی عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سب لوگوں کے لیے عطا مقرر فرمائی کسی شخص کو بھی بغیر اس کا حصہ لگائے نہیں چھوڑا' چند ایسے لوگ باقی رہ گئے کہ جن کے نہ قبائل تھے نہ موالی' ان کے لیے بھی ڈھائی سو سے تین سو تک عطا مقرر کی۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اہل بدر کے لیے جو قریش اور عرب اور موالی میں سے تھے پانچ ہزار درہم مقرر کیے اور انصار اور ان کے موالی کے لیے چار چار ہزار۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمام امہات المومنین پر ترجیح:

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عطائیں مقرر کیں' اہل بدر مہاجرین و انصار کے لیے چھ چھ ہزار مقرر کیے' ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عطائیں مقرر فرمائیں' ان میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو ترجیح دی۔ جن کے لیے انہوں نے بارہ

ہزار اور بقیہ کے لیے دس دس ہزار مقرر کیے۔ سوائے جویریہ اور صفیہ کے کہ ان کے لیے چھ چھ ہزار مقرر کیے اور پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے اسماء بنت عمیس اور اسماء بنت ابی بکر اور ام عبد والدۂ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے لیے ایک ہزار مقرر کیے۔

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو عطائے مسلمین کو تین ہزار کروں گا۔

اسود بن قیس نے ان لوگوں کے ایک شیخ سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو ادنیٰ لوگوں کی عطا دو ہزار کر دوں گا۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! جس قدر مال زیادہ ہوگا میں لوگوں کو زیادہ دوں گا' ان کے لیے شمار کیا کروں گا۔ پھر اگر اس کی کثرت نے مجھے تھکا دیا تو میں انہیں لپ بھر بھر کر بغیر حساب دوں گا کہ وہ ان کا مال ہوگا جسے وہ لیں گے۔

ماہانہ غلہ کی تقسیم اور آپ کی کمال فراست:

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے غلے کا جریب (پیمانہ) تیار کرنے کا حکم دیا۔ آٹا گوندھا گیا' اس کی روٹی پکی اور ثرید بنائی گئی' پھر انہوں نے تیس آدمیوں کی دعوت کی' عشاء کے وقت بھی ایسا ہی کیا اور فرمایا کہ آدمی کو ہر مہینے دو جریب غلہ کافی ہے۔ انہوں نے لوگوں کو ماہوار دو جریب خوراک میں دیئے' عورت' مرد' غلام سب کو دو دو جریب ماہوار۔

اموال کی دیکھ بھال اور احساس ذمہ داری:

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے جس عامل نے کسی پر ظلم کیا اور مجھے اس کی شکایت پہنچ گئی مگر میں نے اصلاح نہ کی تو گویا میں نے اس پر ظلم کیا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں کسی کو اس حالت میں عامل بنا کے گناہ کروں گا جب کہ میں اس سے زیادہ قوی پاؤں۔

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی اونٹ ساحل فرات پر ضائع ہو کے مر جائے تو مجھے اندیشہ ہے کہ اللہ مجھ سے اس کی باز پرس کرے گا۔

ابی وجزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے گھوڑوں کے لیے نقیع کو محفوظ کر رکھا تھا' ربذہ اور شرف صدقے کے اونٹوں کے لیے مخصوص تھا' آپ سالانہ تیس ہزار اونٹ اللہ کی راہ میں سواری کے لیے دیتے تھے۔

یزید بن شریک الفزاری سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو سالانہ تیس ہزار اونٹوں اور تین سو گھوڑوں پر اللہ کی راہ میں سوار کراتے پایا۔ اور گھوڑے نقیع میں چرتے تھے۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گھوڑے دیکھے جن کی رانوں پر "حبیس فی سبیل اللہ" (یعنی اللہ کی راہ میں روکا گیا ہے) لکھا ہوا تھا۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ہر سال دیکھا کہ وہ ان اونٹوں کا سامان' جھولیں اور کجاوے درست کرتے تھے جن پر اللہ کی راہ میں سوار کراتے' اور جب کسی کو اونٹ پر سوار کراتے تو اس کے ساتھ اس کا سامان بھی کر

دیتے تھے۔

مسافر خانوں کی تعمیر:

کثیر بن عبداللہ مزنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب سے مکے اور مدینے کے درمیانی راستے والوں نے عمارت بنانے کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دی اور فرمایا مسافر پانی اور سائے کا زیادہ مستحق ہے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ شادی شدہ کے بجائے غیر شادی شدہ کو جہاد کے لیے بھیجتے تھے اور قاعدے کے بدلے (یعنی جو مجبوری سے بیٹھ گیا ہو) سوار کو جہاد کے لیے ترجیح دیتے تھے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مجاہدین کی باری مقرر کرتے اور بچوں اور عورتوں کے سرحدوں پر لے جانے کو منع کرتے۔

خلافت اور بادشاہت میں فرق:

سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا' میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ عرض کی: اگر آپ نے مسلمانوں کی زمین سے ایک درہم یا اس کم و بیش حاصل کر کے خلاف حق خرچ کر دیا تو آپ بادشاہ ہیں خلیفہ نہیں ہیں' عمر رضی اللہ عنہ کے آنسو جاری ہو گئے۔

سفیان بن ابی العوجا سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ مجھے معلوم نہیں کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ' اگر میں بادشاہ ہوں تو یہ امر عظیم ہے۔ کسی نے کہا کہ یا امیر المومنین دونوں میں (یعنی بادشاہ اور خلیفہ میں) فرق ہے' فرمایا وہ کیا؟ اس نے کہا کہ خلیفہ تو بغیر حق کے کچھ نہیں لیتا' اور خلاف حق اسے خرچ نہیں کرتا' آپ تو بحمد للہ ایسے ہی ہیں' بادشاہ زبردستی وصول کرتا ہے' وہ اس سے لیتا ہے اور اس کو دیتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

عاملین کا احتساب:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمال کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے اموال کی فہرست لکھ بھیجی' ان میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے مال نصف نصف تقسیم کر دیئے' نصف انہوں نے لے لیا اور نصف ان لوگوں کو دے دیا۔

شعبی سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کو عامل بناتے تھے تو اس کا مال لکھ لیتے تھے۔

بیت المال سے وظیفہ لینے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ:

ایوب بن ابی امامہ بن سہل حنیف نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک زمانے تک اس طرح رہے کہ بیت المال سے کچھ نہیں کھاتے تھے' یہاں تک کہ فقر کی نوبت آ گئی' انہوں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوا کے ان سے مشورہ طلب کیا کہ میں نے اپنے آپ کو اس امر خلافت میں مشغول کیا ہے' مگر وہ میرے لیے کافی نہیں ہے۔ عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کھایئے۔ یہی سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے بھی کہا۔ آپ نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس معاملے میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا' صبح اور شام کا کھانا (کھایئے) عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کو اختیار کیا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا کہ واللہ میں کبوتر کے طوق گردن کی طرح تم لوگوں کے گلے میں بھی اس کا طوق ڈالوں گا بتاؤ کہ بیت المال سے میرے لیے کیا مناسب ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صبح اور شام کا کھانا' فرمایا تم نے سچ کہا۔

بیت المال میں امیر المومنین کا حق:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی خوراک اور گرمی میں ایک حلہ (چادر و تہہ بند) پہننے کو لیتے تھے' اکثر تہہ بند پھٹ جاتی تو اس میں پیوند لگاتے تھے مگر اس کی جگہ دوسری نہیں بدلتے تھے' تاوقتیکہ اس کا وقت نہ آئے کوئی سال ایسا نہ تھا کہ مال کی کثرت نہ ہوتی ہو' مگر میں دیکھتا تھا کہ ان کا لباس سال گزشتہ سے کم درجے کا ہوتا جاتا تھا۔ اس معاملے میں ان سے حفصہ رضی اللہ عنہا نے گفتگو کی تو فرمایا کہ میں تو مسلمانوں ہی کے مال سے کپڑا پہنتا ہوں اور یہ مجھے پہنچا دے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کفایت شعاری:

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے اور اپنے عیال کے خرچ کے لیے دو درم روزانہ لیتے تھے' اور انہوں نے اپنے ایک حج میں ایک سو اسی درم خرچ کیے۔

ابن الزبیر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سو اسی درم خرچ کیے اور فرمایا کہ ہم نے اس مال میں اسراف کیا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے حج میں سولہ دینار خرچ کیے اور فرمایا' اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہم نے اس مال میں اسراف کیا ہے۔ راوی نے کہا کہ ایک دینار کو بارہ درہم میں بدل دینے پر یہ روایت بھی مثل پہلی ہی روایت کے ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ والی ہوئے تو انہوں نے اور ان کے اہل وعیال نے بیت المال سے خرچ لیا۔ انہوں نے پیشہ وتجارت اپنے ذاتی مال سے کی۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہدیہ کی واپسی:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے زوجۂ عمر رضی اللہ عنہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل کو ایک فرش بطور ہدیہ بھیجا' جسے میں سمجھتا ہوں کہ ایک گز اور ایک بالشت کا ہوگا۔ عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو اسے دیکھا۔ پوچھا کہ تمہارے لیے کہاں سے آیا۔ انہوں نے کہا کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بطور ہدیہ دیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے اسے لے کے ان کے سر پر مارا جس سے ان کا سر ہل گیا' پھر فرمایا کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا لاؤ اور انہیں پیادہ چلا کے تھکا دو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ اس طرح لائے گئے کہ تھک گئے تھے اور کہہ رہے تھے' یا امیر المومنین مجھ پر عجلت نہ کیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں کیا چیز برانگیختہ کرتی ہے کہ تم میری ازواج کو ہدیہ دو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس فرش سے ان کے سر پر مارا' اور فرمایا' اسے لے لو ہمیں اس کی حاجت نہیں۔

تحائف کی وصولی میں احتیاطی تدابیر:

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اے اسلم! دروازہ بند کر دو اور کسی کو بھی اندر نہ آنے دو' پھر ایک روز انہوں نے میرے جسم پر ایک نئی چادر دیکھی تو پوچھا کہ یہ تمہارے لیے کہاں سے آئی؟ عرض کی' یہ مجھے عبیداللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما نے اوڑھائی ہے' فرمایا کہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے لے لو' مگر کسی اور سے ہرگز کچھ نہ لو۔ پھر زبیر رضی اللہ عنہ آئے' میں دروازے ہی پر تھا' انہوں نے مجھ سے اندر جانے کو کہا' میں نے کہا کہ امیر المومنین تھوڑی دیر کے لیے مشغول ہیں' انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھا کے میرے کان کے پیچھے گدی پر ایک ایسی چپت ماری کہ میں چیخ دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو پوچھا تمہیں کیا ہوا۔ عرض کی مجھے زبیر رضی اللہ عنہ نے مارا' اور سارا واقعہ بیان کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے زبیرؓ نے؟ واللہ دیکھوں گا' حکم دیا کہ انہیں اندر لاؤ' میں نے انہیں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچایا۔ عمرؓ نے پوچھا تم نے اس لڑکے کو کیوں مارا؟ زبیرؓ نے کہا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ آپ کے پاس جانے سے یہ روکتا ہے۔ پوچھا کیا تمہیں اس نے کبھی میرے دروازے سے واپس کیا ہے؟ انہوں نے کہا' نہیں' فرمایا: اگر اس نے تم سے کہا کہ تھوڑی دیر صبر کیجئے کیونکہ امیر المومنین مشغول ہیں تو تم نے اس کا عذر کیوں نہ مانا' واللہ درندہ ہی درندوں کے لیے خون نکالتا ہے اور اسے کھالیتا ہے۔

اللہ کا نام سن کر غصہ کافور:

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ بلال نے عمرؓ کے پاس جانے کی اجازت چاہی تو میں نے کہا وہ سوتے ہیں۔ انہوں نے کہا اے اسلم' تم عمر رضی اللہ عنہ کو کیسا پاتے ہو۔ میں نے کہا کہ وہ سب سے اچھے ہیں' سوائے اس کے کہ جب غضب میں ہوتے ہیں تو امر عظیم ہوتے ہیں۔ بلال نے کہا کہ اگر میں اس وقت ان کے پاس ہوتا تو ان کے سامنے قرآن اتنا پڑھتا کہ ان کا غضب چلا جاتا۔

عبداللہ بن عون بن مالک الدار نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ مجھے ایک روز عمرؓ نے ڈانٹا اور درے سے مارا' عرض کی کہ میں آپ کو اللہ یاد دلاتا ہوں' عمرؓ نے درہ ڈال دیا اور کہا کہ تم نے بہت بڑے کو یاد دلا دیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ غضب میں ہوں اور ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے یا خوف دلایا جائے یا کوئی شخص قرآن کی آیت پڑھ دے تو وہ ارادے سے باز نہ آجائیں۔

قحط کا سال:

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۱۸ھ میں لوگ حج سے واپس ہوئے تو سخت تکلیف پہنچی' شہر خشک ہو گئے' مویشی ہلاک ہو گئے اور لوگ بھوک کے مارے مرنے لگے' یہاں تک کہ لوگ بوسیدہ ہڈیوں کا سفوف کرتے تھے' صحرائی اور شہری چوہوں کے سوراخ کھودتے تھے اور جو کچھ ان میں ہوتا اسے نکال لیتے۔

عوف بن حارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال کا نام عام الرمادہ (راکھ کا سال) رکھا گیا۔ اس لیے کہ ساری (زمین خشکی کی وجہ سے) سیاہ ہو کر راکھ کے مشابہ ہو گئی تھی اور یہ کیفیت نو مہینے رہی۔

حضرت عمرو بن العاص کو امداد بھیجنے کے لئے خط:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عام الرمادہ میں عمرو بن العاص کو لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' بندۂ خدا عمر امیر المومنین کی جانب سے العاصی بن العاصی (گنہگار فرزند گنہگار) کو سلام علیک' امابعد' کیا تم مجھے اور میرے پاس والوں کو مرتا

دیکھنا چاہتے ہو جب کہ تم اور تمہارے پاس والے عیش میں ہیں؟ ہائے فریادرس' تین مرتبہ۔

حضرت عمرو بن العاص کا جواب اور امداد کی ترسیل:

عمرو بن العاص نے انہیں لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے عمر امیر المومنین کو عمرو بن العاص کی طرف سے سلام علیک میں آپ کے سامنے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ امابعد' آپ کے پاس فریاد آئی ٹھہریے ٹھہریے میں ضرور ضرور آپ کے پاس قافلہ بھیجوں گا' جس کا ایک سرا آپ کے پاس ہوگا اور دوسرا میرے پاس۔ جب پہلا غلہ آیا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی کہ تم قافلے کو روک کر اہل بادیہ کی طرف پھیر دو اور ان لوگوں میں تقسیم کردو' واللہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے بعد اس سے افضل کوئی شے تمہیں حاصل نہ ہوئی ہوگی' مگر زبیرؓ نے انکار کیا اور انکار کا سبب بھی بیان کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور صحابی آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ انکار نہ کریں گے اور ان سے گفتگو کی تو انہوں نے منظور کیا اور روانہ ہوگئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تمہیں جو غلہ ملے اسے اہل بادیہ کی طرف پھیر دو' اس کے بورے سے ان کے لحاف بنادو جسے وہ لوگ اوڑھیں' اونٹوں کو ذبح کردینا کہ وہ لوگ گوشت کھائیں اور چربی اٹھالے جائیں۔ تم انتظار نہ کرنا۔ اگر وہ کہیں کہ ہم لوگ ان چیزوں میں بارش کا انتظار کریں گے' آٹا پکائیں اور جمع کریں' شاید اس وقت تک اللہ ان کے لیے کشادگی کا حکم لائے' عمر رضی اللہ عنہ کھانا تیار کراتے' ان کا منادی ندا دیتا تھا کہ جو شخص آ کے کھانا چاہے وہ ایسا کرے اور جو اتنا لینا چاہے جو اس کو اور اس کے گھر والوں کو کافی ہو تو وہ آئے اور لے جائے۔

موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو لکھا کہ ہمارے پاس اونٹوں پر غلہ بھیجو اور دریا سے بھی بھیجو۔ عمروؓ نے اونٹوں پر بھیجا۔ میں شام کے راستوں کے سروں پر اونٹوں سے ملا جن کو امیر المومنین کے قاصدوں نے داہنے اور بائیں پھیر دیا کہ اونٹوں کو ذبح کریں' آٹا کھلائیں اور قبا پہنائیں۔ ایک شخص کو الجار بھیج کر وہ غلہ منگوایا جس کو عمرو نے مصر سے براہ دریا بھیجا تھا' اور اہل تہامہ کو بھجوادیا کہ وہ انہیں دیا جائے۔

قحط کے خاتمہ کے لئے شام وعراق سے غلہ منگوانا:

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے قاصدوں کو مکے اور مدینے کے درمیان دیکھا کہ وہ الجار کا غلہ تقسیم کر رہے تھے' یزید بن ابی سفیان نے بھی شام سے غلہ بھیجا (ابن سعد نے کہا کہ یہ غلط ہے' کیوں کہ یزید بن ابی سفیان اس زمانے میں مر چکے تھے اور عمرؓ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا کہ وہ غلہ بھیجیں) عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بھیجا کہ اسے شام کے راستوں پر لے لیں اور اس کے ساتھ وہی کریں جو عمرؓ کے قاصد کرتے ہیں' لوگوں کو آٹا دے دیں' اونٹ ان کے لیے ذبح کردیں اور انہیں عبا پہنائیں۔ سعد بن ابی وقاص نے عراق سے اسی طرح غلہ بھیجا' انہوں نے اس کی جانب بھی ایک شخص کو بھیجا کہ اسے عراق کے راستوں پر لے لے۔ وہ لوگ اونٹ ذبح کرنے لگے' آٹا تقسیم کرنے لگے اور عبا پہنانے لگے یہاں تک کہ اللہ نے قحط کو مسلمانوں سے اٹھالیا۔

عبداللہ بن عون المالکی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عمرؓ نے عمرو بن العاص کو ایک خط میں غلہ بھیجنے کا حکم دیا۔ عمرو نے خشکی وتری سے روانہ کیا۔ انہوں نے معاویہ کو لکھا کہ جس وقت تمہیں یہ خط ملے فوراً ہمارے پاس اتنا غلہ بھیجو جو سب کو کافی ہو کیونکہ وہ ہلاک ہو گئے سوائے اس کے کہ اللہ ان پر رحم کردے۔ پھر سعد کو کہلا بھیجا کہ وہ بھی غلہ بھیجیں' انہوں نے بھی ان کے پاس بھیجا۔ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو ثرید کھلاتے تھے۔ یہ روٹی ہوتی تھی جس کے ساتھ زیتون کا سالن ہوتا' جو فوراً دیگوں میں پکایا جاتا تھا' وہ اونٹ ذبح کرتے تھے اور ثرید پر کر دیتے تھے' عمر رضی اللہ عنہ بھی ساری قوم کے ساتھ کھاتے تھے جس طرح وہ لوگ کھاتے تھے۔

قحط کے دنوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خوراک:

عبداللہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی' کہ عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے' قحط کا زمانہ ہوا تو شام کو ان کے پاس روٹی لائی گئی جس میں زیتون ملا دیا گیا تھا۔ انہی دنوں میں سے کسی دن لوگوں نے اونٹ ذبح کیے اور لوگوں کو کھلائے' عمرؓ کے لیے عمدہ حصہ رکھالیا' وہ ان کے پاس لایا گیا تو اتفاق سے کوہان اور کلیجی کے ٹکڑے تھے۔ پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے' خادم نے کہا' یا امیر المومنینؓ یہ ان اونٹوں کا ہے جو ہم نے آج ذبح کیے ہیں' فرمایا' خوب' خوب' میں بہت برا والی ہوں' اگر ان کا اچھا حصہ میں کھاؤں اور ردی لوگوں کو کھلاؤں' یہ پیالہ اٹھاؤ اور ہمارے لیے اس کے سوا کوئی اور کھانا لاؤ' پھر روٹی اور زیتون لایا گیا' وہ اپنے ہاتھ سے توڑنے لگے اور اس روٹی کو زیتون لگانے لگے اور فرمایا: اے یرفا' تم پر افسوس ہے' یہ پیالہ ثمغ میں میرے گھر والوں کے پاس لے جاؤ میں نے انہیں تین دن سے کچھ نہیں دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ بے آب ودانہ ہیں' اسے ان کے سامنے رکھو۔

زمانہ قحط میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رعایا کی فکر:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے قحط کے زمانے میں ایک نیا کام کیا جسے وہ کرتے نہ تھے' لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کے اپنے گھر میں داخل ہوتے اور آخر شب تک برابر نماز پڑھتے رہتے' پھر نکلتے اور پہاڑی راستوں پر گھومتے' ایک رات کو پچھلی شب میں ان کو یہ کہتے سن رہا تھا کہ اے اللہ امت محمد یہ کی ہلاکت میرے ہاتھوں پر نہ کر۔

سائب بن یزید کہتے تھے کہ زمانہ قحط سالی میں عمر بن الخطاب ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اس نے لید کی تو جو نکلے' عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ مسلمان بھوکے مرتے ہیں اور یہ گھوڑا جو کھاتا ہے' واللہ میں اس گھوڑے پر سوار نہ ہوں گا تاوقتیکہ لوگ زندہ نہ ہوں (یعنی قحط رفع نہ ہو)۔

قوم کو گھی نہ ملے تو امیر کیوں کھائے؟

محمد بن یحییٰ بن حبان سے (دو طرق سے) مروی ہے کہ قحط کے سال عمر بن الخطاب کے پاس گھی کی چپڑی ہوئی روٹی لائی گئی انہوں نے ایک بدوی (دیہاتی) کو بلایا تو وہ ان کے ساتھ کھانے لگا۔ بدوی نوالے کے ساتھ پیالے کے کنارے سے گھی لینے لگا' اس سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم تو ایسے ہو جیسے کسی کو گھی میسر نہ ہو۔ اس نے کہا بے شک' میں نے اتنے اتنے دن سے آج تک گھی نہ کھایا نہ زیتون' اور نہ کسی کو یہ کھاتے دیکھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ نہ گھی چکھیں گے نہ گوشت تاوقتیکہ لوگ پہلے کی طرح سرسبز نہ ہو جائیں۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر ابن الخطاب نے تاوقتیکہ لوگ سرسبز نہ ہو گئے نہ گھی کھایا نہ گھی کی کوئی چیز۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں قراقر ہوا' انہوں نے قحط سالی میں گھی اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اور زیتون کھاتے تھے' اپنی انگلیوں سے پیٹ بجا کر کہا کہ تو قراقر پیدا کر' ہمارے پاس تیرے لیے سوائے اس کے کچھ نہیں ہے تاوقتیکہ قحط رفع نہ ہو۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اے پیٹ' تجھے زیتون کا خوگر رہنا پڑے گا جب تک گھی اوقیہ کے حساب سے بکتا رہے گا۔ (ایک اوقیہ: ۳½ تولے)

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ لوگوں پر قحط کی مصیبت آئی' گھی بھی گراں ہو گیا' حالانکہ عمر رضی اللہ عنہ اسے کھاتے تھے' جب گھی کم ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ میں اسے نہ کھاؤں گا' تاوقتیکہ سب لوگ اسے نہ کھا سکیں' وہ زیتون کھاتے تھے۔ انہوں نے فرمایا اے اسلم! آگ کے ذریعے سے اس کی گراں توڑ دو' میں زیتون ان کے لیے پکا دیتا' اسے وہ کھاتے' پیٹ میں قراقر ہوتا تو فرماتے کہ تو قراقر پیدا کر' مگر واللہ گھی نہ پائے گا تاوقتیکہ لوگ نہ کھائیں۔

رعایا کی تکلیف کا احساس اور گوشت سے اجتناب:

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عام الرمادہ (قحط کے سال) میں عمر بن الخطابؓ نے اپنے اوپر گوشت حرام کر لیا تاوقتیکہ لوگ نہ کھائیں' عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک بکری کا بچہ تھا' وہ ذبح کر کے بھوننے کے لیے تنور میں رکھ دیا گیا' اس کی خوشبو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو فرمایا کہ میرا یہ گمان نہیں ہے کہ گھر والوں میں سے کسی نے اس کی جرأت کی ہے' وہ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ تھے' اسلم سے فرمایا کہ جاؤ دیکھو' انہوں نے اسے تنور میں پایا' عبیداللہ نے کہا کہ مجھے چھپاؤ خدا تمہیں چھپائے (یعنی تم میری خطا کو چھپاؤ خدا تمہاری خطائیں چھپائے) اسلم نے کہا کہ جس وقت انہوں نے مجھے بھیجا انہیں معلوم تھا کہ میں ہرگز جھوٹ نہ بولوں گا' اسلم نے اسے نکال لیا اور لے کے ان کے پاس آئے' ان کے آگے رکھ کے یہ عذر کیا کہ انہیں معلوم ہو جائے گا' عبیداللہ نے کہا کہ وہ میں نے اپنے بیٹے کے لیے خریدا تھا' پھر گوشت کو میرا دل چاہا۔

خود کھانا پکا کر قوم کو کھلانا:

نافع مولائے زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اللہ ابن حنتمہ پر رحمت کرے' میں نے عام الرمادہ میں انہیں اس حالت میں دیکھا ہے کہ پشت پر دو تھیلے اور ہاتھ میں زیتون کا کپا وہ اور اسلم باری باری اٹھاتے تھے' جب مجھے دیکھا تو پوچھا' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تم کہاں سے آتے ہو' میں نے کہا کہ نزدیک سے' میں بھی باری باری سے اسے اٹھانے لگا' یہاں تک کہ ہم صرار تک پہنچ گئے' وہاں قبیلہ محارب کی ایک جماعت تھی جو تقریباً بیس گھر کے لوگ تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں کیا چیز لائی؟ ان لوگوں نے کہا کہ مصیبت' پھر ہمارے لیے مردار کی بھنی ہوئی کھال نکالی جو وہ لوگ کھاتے تھے اور پسی ہوئی بوسیدہ ہڈیاں جن پر بغیر سیر ہوئے اکتفا کرتے تھے' میں نے دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر اتار ڈالی اور تہ بند باندھ کے ان لوگوں کے لیے کھانا پکاتے رہے یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے' اسلم کو مدینے بھیجا' وہ اونٹ لائے' ان لوگوں کو سوار کرا کے الجبانہ میں اتارا اور کپڑے دیئے' عمر رضی اللہ عنہ ان

لوگوں کے اور دوسروں کے پاس آمد و رفت کرتے رہے تا آنکہ اللہ نے قحط رفع کر دیا۔ حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے قحط کے سال عمر بن الخطاب کو دیکھا کہ وہ ایک عورت کے پاس پہنچے جو آٹا گوندھ رہی تھی' فرمایا کہ اس طرح نہیں' جس طرح تو گوندھتی ہے' خود بیلن لے لیا اور کہا کہ اس طرح' پھر اسے دکھایا۔

ہشام بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ تم عورتوں میں سے ہرگز (حریرے کے لیے) کوئی آٹا نہ ڈالے تاوقتیکہ پانی گرم نہ ہو جائے' پھر اسے تھوڑا تھوڑا ڈالے اور ڈوئی سے چلائے' یہ طریقہ اسے زیادہ بڑھانے والا (پھلانے والا) ہے اور ایسا ہے کہ گٹھلیاں نہ پڑیں۔

قحط کی شدت سے آپ رضی اللہ عنہ کی رنگت میں تبدیلی:

عیاض بن سنیفہ سے مروی ہے کہ میں نے قحط کے سال عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ سیاہ رنگ کے ہو گئے تھے' حالانکہ پہلے گورے تھے' ہم لوگ پوچھتے کہ یہ کاہے سے ہوا تو فرماتے کہ ایک عربی آدمی تھا جو گھی اور دودھ کھاتا تھا' لوگوں پر قحط کی مصیبت آئی تو اس نے یہ چیزیں اس وقت تک اپنے پر حرام کر لیں' جب تک کہ لوگ سرسبز نہ ہو جائیں' اس نے زیتون کھایا تو اس کا رنگ بدل گیا' اور بھوکا رہا تو اور زیادہ تغیر ہو گیا۔

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ نے قحط دفع نہ کیا تو عمر مسلمانوں کی فکر میں مر جائیں گے۔

صفیہ بنت ابی عبید سے مروی ہے کہ مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ کی کسی حرم نے بیان کیا کہ زمانہ قحط میں عمر رضی اللہ عنہ فکر کی وجہ سے کسی بیوی کے قریب نہ گئے' یہاں تک کہ لوگ خوش حال ہو گئے۔

یزید بن فراس الدیلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطابؓ ہر روز دسترخوان پر بیس اونٹ ذبح کرتے جو عمرو بن العاص نے مصر سے بھیجے تھے۔

عمال کی طرف سے امدادی سامان:

عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک الدار نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو خشکی و دریا سے غلہ بھیجنے کو لکھا تو انہوں نے بیس کشتیاں روانہ کیں جن میں آٹا اور گھی لدا تھا اور خشکی سے ایک ہزار اونٹ بھیجے جو آٹے سے لدے تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے تین ہزار اونٹ بھیجے جن پر آٹا تھا' انہوں نے تین ہزار عبائیں بھی بھیجیں' عمرو بن العاص نے پانچ ہزار چادریں بھیجی تھیں' والی کوفہ نے دو ہزار اونٹ بھیجے جن پر آٹا لدا ہوا تھا۔

زمانۂ قحط کے متفرق واقعات:

عیسیٰ بن معمر سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی لڑکے کے ہاتھ میں خربزہ دیکھا تو فرمایا خوب' خوب' اے فرزند امیر المومنین تم میوہ کھاتے ہو حالانکہ امت محمدؐ مارے بھوک کے دبلی ہو گئی ہے' وہ بچہ نکل کے بھاگا اور رونے لگا' اس کو پوچھنے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو خاموش کیا۔ لوگوں نے کہا کہ اس کو اس نے ایک مٹھی بھر کھجور کی گٹھلی کے عوض خریدا ہے۔

محمد بن الحجازی نے جہنیہ کی ایک بڑھیا سے جس نے اپنے بچپن میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پایا تھا روایت کی کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ زمانہ قحط میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جس وقت لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے تو کہہ رہے تھے کہ ہم وہ کھلا رہے ہیں جو ہمیں کھلانے کو ملا اگر ہمیں یہ طریقہ عاجز کردے گا تو ہم ہر اس گھر والے کے ساتھ جس کا خاندان موجود ہے ان لوگوں کو کر دیں گے جن کے خاندان موجود نہیں (یعنی وہ بیرونی لوگ ہیں) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بارش برسادے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر مجھے لوگوں کے لیے اتنا مال نہ ملا جو کافی ہو تو میں ہر گھر میں بقدر ان کی تعداد کے لوگ داخل کردوں گا تاکہ وہ باہم آدھا آدھا پیٹ کھانا تقسیم کرلیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بارش اور سرسبزی لائے کیونکہ لوگ آدھے پیٹ کھانے سے ہرگز ہلاک نہ ہوں گا۔

ام بکر بنت مسور بن مخرمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عام الرمادہ میں جب اللہ نے قحط رفع کردیا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اگر اللہ اس کو رفع نہ کرتا تو میں ہرگز گھر والوں کے ساتھ ان کے مثل (یعنی اسی تعداد میں لوگوں کو شامل) کر دیتا۔

اردگرد کے تمام لوگوں کے لیے شہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کھانے کا انتظام:

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ قحط کے زمانے میں عرب ہر طرف سے کھنچ کر مدینے آ گئے تھے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کا انتظام کریں اور انھیں کھانا اور سالن دیں اصحاب اہتمام میں یزید بن اخت النمر مسور بن مخرمہ عبدالرحمٰن بن قاری اور عبداللہ بن عتبہ بن مسعود تھے شام ہوتی تو یہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو کر جس حالت میں لوگ ہوتے اس کی خبر دیتے ان میں سے ہر شخص مدینے کے ایک ایک کنارے پر تھا۔

اعراب راس الثنیہ سے راتج تک بنی حارثہ سے بنی عبدالاشہل تک اور بقیع سے بنی قریظہ تک اندر تھے ان کا ایک گروہ بنی سلمہ کے نواح میں بھی تھا جو مدینے کو گھیرے ہوئے تھے۔ لوگ ان کے پاس رات کا کھانا کھا چکے تھے کہ جنہوں نے ہمارے پاس رات کا کھانا کھایا ان کا شمار کرو لوگوں نے آئندہ شب شمار کیا تو سات ہزار پایا فرمایا کہ ان کی عورتوں اور متعلقین کا بھی شمار کرو جو نہیں آتے اور مریضوں اور بچوں کا بھی انہوں نے شمار کیا تو چالیس ہزار پایا۔ ہم چند شب ٹھہرے لوگ زیادہ ہو گئے آپ نے پھر شمار کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے شمار کیا تو ان لوگوں کو جنہوں نے ان کے پاس شام کا کھانا کھایا دس ہزار پایا اور دوسروں کو پچاس ہزار پایا۔

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارش نازل کرنے تک برابر رہے جب بارش ہو گئی تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے نو وارد میں سے ہر قوم پر لوگ مقرر کیے جو ان کو ان کی بستی کی طرف روانہ کریں اور زاد راہ کے لیے سواری اور غلہ دیں اور میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ بذاتِ خود ان لوگوں کو روانہ کرتے تھے ان لوگوں میں موت بھی واقع ہو گئی تھی میں سمجھتا ہوں کہ دو ثلث مر گئے اور ایک ثلث باقی رہے۔

مریضوں کے لئے پرہیزی کھانا:

عمر رضی اللہ عنہ کی دیگوں کے پاس عمال پچھلی ہی شب میں آ جاتے تھے جو دور دراز مقامات کے عامل تھے صبح ہوتی تو مریضوں

کو کھلاتے اور حریرہ تیار کرتے' زیتون کے متعلق حکم تھا کہ بڑی بڑی دیگوں میں آگ پر کھولا جائے تا کہ اس کی گرمی اور حرارت نکل جائے' پھر روٹی توڑی جاتی اور زیتون کے ساتھ لگا کے کھائی جاتی' عربوں کو زیتون سے بخار آنے لگا۔

قحط کے ایام میں آپ کی گھریلو زندگی:

عمرؓ نے زمانہ قحط میں اپنے لڑکوں یا بیویوں میں سے کسی کے گھر کچھ نہیں چکھا' صرف رات کو لوگوں کے ساتھ کھا لیتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے لوگوں کو سرسبز کر دیا' جس طرح وہ پہلے سرسبز تھے۔

مالک بن الحدثان سے' جو بنی نصر میں سے تھے مروی ہے کہ جب قحط کا سال ہوا تو میری قوم کے سو گھر کے لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور الجبانہ میں اترے' عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو کھانا کھلاتے جوان کے پاس آتے اور جو ان کے پاس نہ آتے۔ ان کے گھر آٹا اور کھجور اور گیہوں بھیج دیتے' ماہ بماہ میری قوم کو بھی اتنا بھیج دیتے تھے جو انہیں کافی ہوتا تھا۔

مریضوں کی تیمارداری اور ان کے مرنے والوں کے کفن کا انتظام بھی فرماتے تھے' میں نے دیکھا کہ جب ان لوگوں نے اناج کھایا تو موت واقع ہونے لگی' عمر رضی اللہ عنہ خود آتے اور نماز جنازہ پڑھتے میں نے دیکھا ہے کہ انہوں نے دس دس پر ایک دم سے نماز پڑھی۔

جب وہ سرسبز ہو گئے تو ان سے فرمایا کہ اس گاؤں (الجبانہ) سے تم لوگ جہاں رہتے تھے وہاں روانہ ہو جاؤ۔ ان کے کمزوروں کو آپ سوار کراتے یہاں تک کہ وہ لوگ اپنی بستیوں میں پہنچ گئے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سادگی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے منہ سے رال بہہ رہی تھی عرض کی آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: میں بھنی ہوئی ٹڈیاں چاہتا ہوں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے الربذہ کی ٹڈیوں کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ میرے پاس اس کی ایک یا دو ٹوکریاں ہوتیں کہ ہم اسے کھاتے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے سنا کہ میں چاہتا تھا کہ ہمارے پاس ایک یا دو ٹوکری ٹڈیاں ہوتیں کہ ہم انہیں لیتے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس زمانے میں دیکھا جب وہ امیر المومنین تھے کہ ان کے لیے ایک صاع (پیمانہ) کھجوریں ڈال دی جاتی تھیں' وہ انہیں کھاتے تھے اور ان میں کی خراب اور ردی بھی کھا لیتے تھے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک صاع کھجور جس میں ردی وخراب بھی تھیں کھائی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کی ایک ایک روایت ہے۔

عاصم بن عبیداللہ بن عاصم سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے جوتے میں ہاتھ پونچھتے تھے اور کہتے تھے کہ آل عمر رضی اللہ عنہ کے رومال ان کے جوتے ہیں۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے رات کا کھانا بہت مرتبہ عمر بن الخطاب کے پاس کھایا' وہ گوشت روٹی کھا کر اپنا ہاتھ اپنے قدم سے پوچھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ عمر و آل عمر رضی اللہ عنہ کا رومال ہے۔

مرغوب غذا:

انسؓ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو کھانوں میں سب سے زیادہ مرغوب اناج تھا اور پانی میں سب سے زیادہ مرغوب نبیذ' یعنی کھجور کا آبشورہ تھا۔

حسن سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے مقتول ہونے تک سوائے گھی یا چربی یا جوش دیئے ہوئے زیتون کے اور کسی چیز کا تیل استعمال نہیں کیا۔

احوص بن حکیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پکا ہوا گوشت لایا گیا جس میں گھی بھی تھا۔ انہوں نے اس کے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک سالن ہے۔

ابی حازم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے' انہوں نے ٹھنڈا شوربا اور روٹی ان کے آگے رکھی اور شوربے میں زیتون ٹپکا دیا' فرمایا کہ میں ایک برتن میں دو سالن نہ کھاؤں گا' یہاں تک کہ اللہ سے ملوں۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس گئے' پیاس لگی تھی' اس سے پانی مانگا تو وہ شہد لے آیا' پوچھا' یہ کیا ہے' اس نے کہا شہد ہے فرمایا: واللہ! یہ ان چیزوں میں نہیں ہوگا جن کا مجھ سے قیامت میں حساب لیا جائے گا۔

یسار بن نمیر سے مروی ہے کہ واللہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کا آٹا کبھی بغیر ان کی نافرمانی کیے ہوئے نہیں چھانا (یعنی انہوں نے چھاننے کو منع کر دیا تھا مگر یہ چھانتے تھے)۔

سائب بن یزید نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے زمانہ قحط میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آدھی رات کو نماز پڑھتے دیکھا' وہ کہتے تھے کہ اے اللہ ہمیں قحط سے ہلاک نہ کر اور ہم سے مصیبت کو دور کر دے' اس کلمے کو وہ دہراتے تھے۔

یسار بن نمیر سے (دوسرے طریق سے) مروی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کے بغیر کبھی ان کا آٹا نہیں چھانا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لباس پر سولہ پیوند:

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بدن پر زمانہ قحط سالی میں ایک تہبند دیکھی جس میں سولہ پیوند تھے۔ اور ان کی چادر چھ بالشت کی تھی' وہ کہتے تھے کہ اے اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہلاکت میرے قدموں پر نہ کر۔

استغفار کے ذریعے اللہ سے مدد طلب کرنا:

عبداللہ بن ساعدہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب مغرب کی نماز پڑھتے تو ندا دیتے کہ اے لوگو اپنے رب سے استغفار کرو' اس کی طرف رجوع کرو' اس کا فضل مانگو اور اس سے باران رحمت طلب کرو' جو باعث عذاب نہ ہو' وہ برابر ایسا ہی کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اس کو کھول دیا۔

عبداللہ بن یزید سے مروی ہے کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جو زمانہ قحط سالی میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے کہ وہ کہتے تھے اے لوگو! اللہ سے دُعا کرو کہ وہ قحط کو دور کرے' اور اپنے کندھے پر درہ رکھ کر گھومتے تھے۔

صلوٰۃ الاستسقاء کی امامت:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نماز استسقاء کے لیے نکلے' منبر پر کھڑے ہو کے یہ آیات پڑھیں: ﴿استغفروا ربکم انه کان غفارا﴾ اللہ سے مغفرت مانگو' وہ بڑا مغفرت کرنے والا ہے۔ اور کہتے تھے: ﴿استغفروا ربکم ثم توبوا الیه﴾ اپنے پروردگار سے مغفرت مانگو اور اس کی طرف رجوع کرو' اس کے بعد منبر سے اتر آئے تو کہا گیا یا امیر المومنین! آپ کو نماز استسقاء سے کس نے روکا؟ فرمایا: میں نے آسمان کے بارش والے ان ذرائع کو اختیار کیا جن سے بارش نازل ہوتی ہے۔

ابی وجزہ السعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ہمیں عیدگاہ کی طرف نماز استسقاء کے لیے لے گئے' ان کی دعا کا اکثر حصہ استغفار تھا' یہاں تک کہ میں نے کہا کہ وہ اس پر زیادہ نہ کریں گے' پھر انہوں نے نماز پڑھی' دعا مانگی اور کہا اے اللہ ہمیں سیراب کر۔

عبداللہ بن نیار اسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر اتفاق کر لیا کہ نماز استسقاء پڑھیں اور لوگوں کو (نماز کے لیے) لے جائیں تو انہوں نے اپنے عمال کو لکھا کہ وہ فلاں فلاں دن نکلیں' اپنے رب کے آگے زاری کریں اور اس سے درخواست کریں کہ وہ اس قحط کو لوگوں سے اٹھالے' اس روز وہ اس طرح نکلے کہ جسم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر تھی' عیدگاہ پہنچ کے لوگوں کو خطبہ سنایا اور گریہ وزاری کی' لوگ بھی گریہ وزاری کرنے لگے۔ ان کی دعا کا اکثر حصہ صرف استغفار تھا' جب واپسی کے قریب ہوئے تو اپنے ہاتھ اٹھا کے پھیلائے اور دعا میں تضرع وزاری کرنے لگے' عمر رضی اللہ عنہ اتنی دیر تک روئے کہ داڑھی تر ہو گئی۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عام الرمادہ میں خطبے سے پہلے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اس میں پانچ اور سات تکبیریں کہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ:

ابن ابی عون سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوالفضل ستاروں کے (طلوع ہونے کو) کتنے روز باقی رہ گئے (بروایت العوا) انہوں نے کہا کتنے دن رہ گئے' عرض کی آٹھ دن' فرمایا قریب ہے کہ اللہ خیر کرے گا اور عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ان شاء اللہ صبح کو آنا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے جب دعا میں خوب زاری کی تو عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا اور کہا کہ اے اللہ! ہم تیرے آگے تیرے نبیؐ کے چچا کو شفیع بناتے ہیں کہ ہم سے قحط کو دور کر دے اور ہمیں بارش سے سیراب کر دے' لوگ ہٹنے نہ پائے تھے کہ بارش سے سیراب کر دیئے گئے اور آسمان چند روز تک ان پر برستا رہا' جب انھیں بارش دے دی گئی اور وہ لوگ کسی قدر سرسبز ہو گئے تو انہوں نے عرب کو مدینے سے روانہ کر دیا اور کہا کہ اپنی بستیوں میں چلے جاؤ۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ قحط میں ایک روز صبح کو میں نے عمر بن الخطاب کو عاجزی و گریہ وزاری کرتے دیکھا' جسم پر

ایک چادر تھی جو گھٹنوں تک نہیں پہنچتی تھی آپ استغفار میں اپنی آواز بلند کر رہے تھے' آنکھیں رخساروں پر آنسو بہا رہی تھیں' داہنی جانب عباس بن عبدالمطلب تھے' اس روز اس طرح دعا کی کہ رو بہ قبلہ تھے اور ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کے بلند آواز سے اپنے رب کو پکارا اور دعا کی' ان کے ساتھ لوگوں نے بھی دعا کی۔ پھر آپ نے عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے کہا۔ اے اللہ ہم لوگ تیرے رسولؐ کے چچا کو تیرے سامنے شفیع بناتے ہیں۔ عباس رضی اللہ عنہ بھی بڑی دیر تک برابر ان کے پہلو میں کھڑے ہوئے دعا کر رہے تھے اور ان کی آنکھیں برس رہی تھیں۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں کھڑا کیا اور کہا کہ اے اللہ! ہم تیرے سامنے تیرے رسولؐ کے چچا کو شفیع بناتے ہیں۔

عام الرمادہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطاب:

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو! اللہ سے ڈرو' اپنے معاملات میں بھی اور ان امور میں بھی جو لوگوں سے پوشیدہ ہیں' کیونکہ میں تمہارے ساتھ مبتلا کر دیا گیا ہوں اور تم میرے ساتھ مبتلا کر دیئے گئے ہو۔ میں نہیں جانتا کہ ناراضی مجھ پر تمہارے بدلے ہے' یا تم پر میرے بدلے ہے' یا مجھے اور تمہیں دونوں کو شامل ہے۔ آؤ' کہ ہم اللہ سے دعا کریں' وہ ہمارے قلوب کی اصلاح کرے' ہم پر رحمت کرے اور ہم سے قحط کو رفع کرے' راوی نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ اس روز اس حالت میں دیکھے گئے کہ اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعا مانگ رہے تھے اور لوگوں نے بھی دعا کی وہ بھی روئے اور لوگ بھی بڑی دیر تک روئے' پھر وہ منبر سے اتر آئے۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا: اے لوگو! مجھے خوف ہے کہ ناراضی ہم سب کو شامل ہو' لہٰذا اپنے رب کو مناؤ اور ہاتھ پھیلاؤ اور اس کی طرف رجوع کرو اور نیکی کرو۔

دعائے فاروقی سے بارانِ رحمت کا نزول:

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ قحط کے زمانے میں ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ہمیں ذرا سا بھی ابر نظر نہ آتا تھا' جب عمر رضی اللہ عنہ نے نماز استسقاء پڑھائی تو ہم لوگ کچھ دن منتظر رہے' پھر ابر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے دیکھنے لگے' عمرؓ جب اندر جاتے اور باہر آتے تو زور سے تکبیر کہتے' لوگ بھی تکبیر کہتے' یہاں تک کہ ہمیں کالی گھٹائیں نظر آئیں جو سمندر سے اٹھیں' شام کا رخ اختیار کیا' پھر اللہ کے حکم سے بارش ہوگئی۔

ابی وجزہ السعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عرب کو وہ دن معلوم تھا' جس دن عمر رضی اللہ عنہ نے نماز استسقاء پڑھی' ان میں سے کچھ لوگ باقی رہ گئے تھے تو وہ نماز استسقاء کے لیے اس طرح چلے کہ گویا دُبلے گدھ ہیں جو اپنے آشیانوں سے نکل رہے ہیں' یہ لوگ اللہ سے گریہ وزاری کر رہے تھے۔

نواحی قبائل کی واپسی:

سعید بن عطا بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عام الرمادہ میں جب بارش ہوگئی تو میں نے عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اعراب کو روانہ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ نکلو نکلو اپنے شہروں کو جاؤ۔

قحط کی وجہ سے صدقہ و زکوٰۃ میں رعایت:

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمرؓ نے صدقہ موخر کر دیا' سعاۃ (صدقہ وصول کرنے والوں) کو نہیں بھیجا' جب آئندہ سال ہوا اور اللہ نے اس خشک سالی کو رفع کر دیا تو ان کو حکم دیا کہ روانہ ہوں' انہوں نے دو سال کی زکوٰۃ کے اونٹ بکریاں لیں' پھر انہیں حکم دیا کہ ایک سال تقسیم کر دیں اور ایک سال کی زکوٰۃ ان کے پاس لے آئیں۔

حوشب بن بشر الفزاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ عام الرمادہ میں ہم نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ قحط نے ہمارا مال کم کر دیا' جس کے پاس عدد کثیر تھا اس کے پاس اتنا باقی رہ گیا کہ وہ ذکر کے قابل نہ تھا' عمر رضی اللہ عنہ نے اس سال صدقہ وصول کرنے والوں کو نہیں بھیجا۔ جنہوں نے دو سال کی زکوٰۃ وصول کی' ایک سال کی زکوٰۃ تقسیم کر دی اور ایک سال کی زکوٰۃ ان کے پاس لے آئے' بنی فزارہ سے صرف ساٹھ حصے ملے' تیس تقسیم کر دیئے گئے اور تیس ان کے پاس لائے گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ صدقہ وصول کرنے والوں کو یہ حکم دیتے تھے کہ وہ لوگوں کے پاس وہیں جائیں جہاں وہ ہوں۔

کردم سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں عمر رضی اللہ عنہ نے صدقہ وصول کرنے والے کو بھیجا اور فرمایا کہ قحط نے جس کی ایک بکری اور ایک چرواہا باقی رکھا ہے اسے دینا' اور جس کے پاس دو بکریاں اور دو چرواہے بچے ہوں اس کو نہ دینا۔

حکم بن الصلت سے مروی ہے کہ میں نے یزید بن شریک الفزاری کو کہتے سنا کہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مویشی چراتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ صدقہ وصول کرنے کے لیے تمہارے پاس کون بھیجا جاتا تھا تو انہوں نے کہا کہ مسلمہ بن مخلد وہ ہمارے امیروں سے صدقہ لیتے تھے اور ہمارے فقیروں کو دے دیتے تھے۔

ریاکاری کی مذمت:

زر بن جیش سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب کو مدینے کے ایک راستے پر دیکھا' وہ گندم گوں لانبے اور ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنے والے آدمی تھے' چندیا پر بال نہ تھے' قطری چادر کو ہار کی طرح گلے میں ڈالے رہتے تھے' برہنہ پا لوگوں کو دیکھتے ہوئے چلتے تھے کہ معلوم ہوتا گھوڑے پر سوار ہیں وہ کہتے تھے کہ اے اللہ کے بندو! ہجرت کرو اور بناوٹ کی ہجرت نہ کرو' اس سے بچو کہ تم میں سے کوئی شخص خرگوش کو لاٹھی سے مارے یا اس پر پتھر مارے اور اس کے کھانے کو کہے' یہ ضروری ہے کہ تمہارے لیے دھار' نیزہ یا تیر اسے ذبح کر دے۔

عاصم سے دریافت کیا گیا کہ (ہجرت کرو اور بناوٹ کی ہجرت نہ کرو) کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے کہا کہ سچے مہاجرین بنو اور مہاجرین کے مشابہ نہ بنو کہ جیسے تم ان میں سے ہو۔

چہرے کے رنگ میں تغیر کی وجہ:

محمد بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ حدیث مشہور نہیں ہے' کہ عمر رضی اللہ عنہ گندم گوں تھے البتہ عام الرمادہ میں جب انہوں نے زیتون کھایا تو ان کا رنگ بدل گیا۔

عیاض بن خلیفہ سے مروی ہے کہ میں نے عام الرمادہ میں عمر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ سیاہ رنگ کے تھے حالانکہ وہ سفید رنگ کے گورے تھے' کہا جاتا ہے کہ یہ کاہے سے ہوا تو فرماتے کہ ایک عربی آدمی تھا' گھی اور دودھ کھاتا تھا' لوگوں پر قحط آیا تو اس نے دونوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا' اس نے زیتون کھایا جس سے اس کا رنگ بدل گیا اور بھوکا رہا تو اور زیادہ ہو گیا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سراپا:

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ بڑے گورے آدمی تھے' جن پر سرخی غالب تھی' لانبے تھے' چندیا پر بال نہ تھے۔ قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو عمر رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کرتے سنا کہ وہ گورے آدمی تھے' جن پر سرخی غالب تھی' لانبے قد کے تھے' چندیا پر بال نہ تھے' سفید بال والے تھے۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ ہم میں سیاہی صرف ہمارے ماموں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی والدہ زینب بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمع کی طرف سے آئی' ماموں سب سے زیادہ اپنی طرف کھینچنے والا ہے اور میرے پاس نکاح ہمارے ماموں کی طرف سے آیا' یہ دونوں خصلتیں میرے والد رحمۃ اللہ علیہ میں نہ تھیں' میرے والد گورے تھے۔ عورتوں سے نکاح شہوت کی وجہ سے نہیں کرتے تھے' محض اولاد کی طلب کے لیے کرتے تھے۔

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو بغیر اس کے کسی قوم کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا کہ وہ ان لوگوں سے اونچے تھے۔ عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ درازی قد میں سب پر فوقیت رکھتے تھے۔ ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے سب کام کرتے تھے۔

ابو ہلال سے مروی ہے کہ میں نے ابو التیاح کو حسن کی مجلس میں بیان کرتے سنا کہ وہ ایک چرواہے سے ملے اور اس سے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ یہ شخص جو اپنے ہاتھ سے ہر کام کرنے والا ہے اسلام لے آیا یعنی عمر رضی اللہ عنہ' اس نے کہا کہ وہ شخص جو بازار عکاظ میں کشتی لڑا کرتا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں' اس نے کہا کہ دیکھو خبردار' یا تو وہ ان لوگوں کی خیر میں وسعت کر دے گا' یا ان کے شر میں وسعت کر دے گا۔

مسلمہ بن قحیف یا بشر بن قحیف سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ موٹے آدمی تھے۔

ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایسے جسیم (خوبصورت جسم کے) تھے کہ بنی سدوس کے معلوم ہوتے تھے۔

ہلال بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے چلنے میں تیز چلتے تھے' اور وہ گندم گوں آدمی تھے جو بنی سدوس کے لوگوں میں معلوم ہوتے تھے' ان کے دونوں پاؤں کے درمیان کشادگی تھی (یعنی چلنے میں پاؤں پھیلا کے چلتے تھے)۔

نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی چندیا کے بال جاتے رہے' پھر ان کے بالوں کا جانا بہت بڑھ گیا۔

جلال فاروقی رضی اللہ عنہ:

اسلم سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب وہ غضب ناک ہوتے تھے تو اپنی مونچھ پکڑ کے اپنے منہ کی طرف

پھیر لیتے تھے اور اس میں پھونکتے تھے۔

عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اہل بادیہ میں سے ایک شخص (دیہاتی) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ یا امیر المومنین ہمارے شہر وہ ہیں جن پر زمانہ جاہلیت میں ہم نے جنگ کی اور زمانہ اسلام میں ہم اسلام لائے' اس کے بعد ہم پر غصہ کیا جاتا ہے' عمر رضی اللہ عنہ پھونکنے لگے اور اپنی مونچھ بٹنے لگے۔

کتب سابقہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نشانی:

عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے' کپڑا ان کی ران سے ہٹ گیا تو نجران کے نصاریٰ نے ان کی ران میں ایک سیاہ تل (یا لسن) دیکھا' ان لوگوں نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ وہ ہمیں ہماری زمین سے نکالے گا۔

ابی مسعود انصاری سے مروی ہے کہ ہم لوگ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے' ایک شخص گھوڑے پر سوار سامنے آیا جو اسے ایڑ مارتا ہوا چل رہا تھا' قریب تھا کہ ہمیں کچل دے' ہم اس سے ڈر کے کھڑے ہو گئے' دیکھا تو وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے' ہم نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ کے بعد کون ہے' فرمایا تمہیں نئی بات کیا معلوم ہوئی' مجھے طبیعت میں فرحت معلوم ہوئی تو میں نے گھوڑا لیا اور اس پر سوار ہوا۔

مہندی کا خضاب:

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مہندی کا خضاب کیا۔ انس بن مالک سے (ایک اور طریق سے) مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ مہندی سے بالوں کو مضبوط کرتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

خالد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ مہندی سے اپنی داڑھی کو زرد کرتے تھے اور اپنے سر کو قوت دیتے تھے۔

تاجدار عدل کے لباس اور پوشاک کی حالت:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس زمانے میں دیکھا جب وہ امیر المومنین تھے کہ اپنے (کرتے میں) شانوں میں تین پیوند لگائے ہوئے تھے' جن میں ایک دوسرے سے بڑا تھا۔

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں جمرۂ عقبہ کی رمی کرتے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک تہبند تھی جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے' حالانکہ وہ اس زمانے میں والی تھے۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے شانوں کے درمیان تین پیوند تھے۔ انس سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے شانوں کے درمیان ان کے کرتے میں چار پیوند دیکھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے' وہ ایسا کرتا پہنتے تھے' جس کی پیٹھ میں چار پیوند تھے' پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿فاکھۃً وابًّا﴾ اور فرمایا: اَلْاَبُّ کیا چیز ہے' فرمایا کہ یہ محض تکلف کو کہتے ہیں۔ پھر تم پر کیا غفلت ہے کہ

نہیں جانتے کہ الْاَبّ کیا چیز ہے۔

ابی عثمان سے مروی ہے کہ مجھے ایسے شخص نے خبر دی جس نے عمر رضی اللہ عنہ کو جمرے کی رمی کرتے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک قطری تہبند تھی، جس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔

ابی محصن الطائی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے جسم پر، جب وہ نماز پڑھ رہے تھے ایک تہبند دیکھی گئی، جس میں پیوند تھے، ان میں سے بعض چمڑے کے تھے، حالانکہ وہ امیر المومنین تھے۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی تہبند دیکھی جس میں انہوں نے چمڑے کا پیوند لگایا تھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا کرتہ دیکھا جس میں شانے کے قریب کئی پیوند تھے۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک تہبند تھی جس میں بارہ پیوند تھے اور ان میں سے ایک سرخ چمڑے کا تھا۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ میں نے اس حالت میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو رمی جمار کرتے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک تہبند تھی جس میں ان کے بیٹھنے کے مقام پر پیوند لگا ہوا تھا۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی تہبند میں بارہ پیوند تھے، جن میں بعض چمڑے کے تھے، حالانکہ وہ امیر المومنین تھے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس دن عمر بن الخطاب پر حملہ کیا گیا میں نے ان کے بدن پر زرد تہبند دیکھی۔

ابی الاشہب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کے بدن پر ایک کرتہ دیکھا تو فرمایا کہ تمہارا کرتہ نیا ہے یا پہنا ہوا ہے، انہوں نے کہا کہ نہیں، بلکہ پہنا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا کہ نیا پہنو، اچھی زندگی بسر کرو اور شہادت کی وفات پاؤ، اللہ تمہیں دنیا و آخرت کی آنکھ کی ٹھنڈک عطا کرے۔

ابی الاشہب نے مزینہ کے ایک شخص سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کے جسم پر ایک کپڑا دیکھا تو پوچھا کہ تمہارا یہ کپڑا نیا ہے یا دُھلا ہوا، انہوں نے عرض کی ''یا رسول اللہ'' دھلا ہوا ہے۔ فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ نیا پہنو، اچھی طرح زندگی بسر کرو، شہادت کی وفات پاؤ، اور اللہ تمہیں دنیا و آخرت میں آنکھ کی ٹھنڈک عطا کرے۔ عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے موٹا کپڑا پہن کر ہماری امامت کی۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے خنجر مارا گیا تو میں نے دیکھا کہ ان کے جسم پر زرد چادر تھی۔ جسے انہوں نے اپنے زخم پر ڈھانک لیا تھا اور کہتے تھے ﴿کان امر اللہ قدراً مقدوراً﴾ اللہ کا حکم اندازہ کیا ہوا ہے۔

عبدالعزیز بن ابی جمیلہ انصاری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جمعے کی نماز میں آنے میں دیر کی، جب نکلے اور منبر پر چڑھے تو لوگوں سے معذرت کی، فرمایا کہ صرف مجھے میرے اس کرتے نے روکا، میرے پاس سوائے اس کے دوسرا کرتہ نہ تھا جو سیا جا رہا تھا ان کا سنبلانی کرتہ تھا جس کی آستین پہنچے سے آگے نہیں بڑھتی تھی۔

بدیل بن میسرہ سے مروی ہے کہ ایک روز عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جمعے کے لیے نکلے' بدن پر ایک سنبلانی کرتہ تھا' لوگوں سے تاخیر کی معذرت کرنے لگے کہ مجھے میرے اس کرتے نے روکا' وہ اپنی آستین کو کھینچنے لگے' وہ اسے جب چھوڑتے تھے تو ان کی انگلیوں کے کناروں کی طرف پلٹ جاتی تھی۔

یناف بن سلمان سے' جو فلاں دیہات کے کاشت کار تھے' مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے' اپنا کرتہ میرے پاس ڈال دیا اور فرمایا کہ اسے اشنان (گھاس) سے دھوڈالو' میں نے دوقطری کپڑوں کا قصد کیا اور ان دونوں سے کرتے بنا کے ان کے پاس لایا' میں نے کہا کہ یہ پہنئے کیونکہ یہ زیادہ خوبصورت اور زیادہ نرم ہے' پوچھا کہ یہ تمہارے مال کا ہے۔ میں نے کہا میرے مال کا ہے' فرمایا اس میں کوئی اور ذمہ داری بھی شامل ہے (یعنی سلائی وغیرہ کی) میں نے کہا نہیں' سوائے اس کی سلائی کے' فرمایا کہ جاؤ میرے پاس میرا قمیص لاؤ پھر اسے انہوں نے پہن لیا جو اشنان (گھاس) سے زیادہ سبز تھا۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ دادا سے روایت کی' میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے بدن پر جب وہ خلیفہ تھے ایک تہبند دیکھی جس میں چار جگہ پیوند لگا ہوا تھا کہ ایک دوسرے سے بڑا تھا' مجھے اس کے سوا ان کی کوئی اور رتہ بند معلوم نہ تھی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے بدن پر تہبند دیکھی جس میں چودہ پیوند تھے بعض چمڑے کے تھے' ان کے بدن پر نہ کوئی کرتہ تھا اور نہ کسی چادر کا عمامہ بندھا ہوا تھا ان کے پاس درہ تھا' مدینے کے بازار میں گھوم رہے تھے۔ حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ناف پر تہبند باندھتے تھے۔

عامر بن عبیدہ الباہلی سے مروی ہے کہ میں نے انسؓ سے خز (اون اور ریشم سے ملے ہوئے کپڑے) کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں تو یہ چاہتا تھا کہ اللہ اسے پیدا ہی نہ کرتا' سوائے عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی ایسا نہیں جس نے اسے نہ پہنا ہو۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔ عمرو بن میمون نے اپنے باپ سے روایت کی کہ وہ جو دعا مانگا کرتے تھے اس میں کہتے تھے کہ:

"اللّٰھم توفنی مع الابرار ولا تخلفنی فی الاشرار وقنی عذاب النّار والحقنی بالاخیار"۔

''اے اللہ مجھے نیکیوں کے ساتھ وفات دے اور مجھے بروں میں نہ چھوڑ اور مجھے عذاب دوزخ سے بچا اور مجھے نیکوں میں ملا''۔

شہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شہادت کی تمنا:

حفصہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ والد کو کہتے سنا' اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا کر' اور اپنے نبی کے شہر میں وفات عطا کر' عرض کی یہ کہاں سے ہوگا (کہ شہادت بھی ہو اور نبی کا شہر بھی ہو' بھلا کس کی مجال ہے کہ وہ نبی کے شہر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے) فرمایا: اللہ اپنا حکم جہاں چاہے لا سکتا ہے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری راہ میں شہادت

اور تیرے نبی ﷺ کے شہر میں وفات مانگتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تین امتیازی خصوصیات:

ابی بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عوف بن مالک نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک ہی جگہ جمع کیے گئے ہیں' ان میں سے ایک شخص اورلوگوں سے تین گز بلند ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو کہا کہ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ' پوچھا کہ وہ کس سبب سے ان لوگوں سے بلند ہیں' اس نے کہا کہ ان میں تین خصلتیں ہیں' کہ وہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے' وہ شہید بنائے ہوئے شہید ہیں اور خلیفہ بنائے ہوئے خلیفہ ہیں۔

خلافت فاروقیؓ کے متعلق عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا خواب:

عوف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا انہیں خوشخبری دی اور عوف سے کہا کہ اپنا خواب بیان کرو' جب انہوں نے کہا کہ وہ خلیفہ بنائے ہوئے خلیفہ ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑک کر خاموش کر دیا۔

عمر رضی اللہ عنہ والی ہو کر ملک شام گئے' جس وقت خطبہ سنا رہے تھے ان کی نگاہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ پر پڑی' انہیں بلا کے اپنے پاس منبر پر چڑھا لیا اور فرمایا کہ اپنا خواب بیان کرو۔ انہوں نے اسے بیان کیا' فرمایا: یہ امر کہ میں اللہ کے معاملے میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا' تو میں اللہ سے آرزو کرتا ہوں کہ وہ مجھے ان لوگوں میں کر دے' لیکن خلیفہ بنایا ہوا خلیفہ تو میں خلیفہ بنایا گیا ہوں' میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس نے جو چیز میرے سپرد کی ہے اس پر میری مدد کرے' اور شہید بنایا ہوا شہید' تو مجھے کہاں سے شہادت مل سکتی ہے' میں جزیرۃ العرب میں ہوں' جہاد نہیں کرتا اور لوگ میرے اردگرد ہیں' مجھے افسوس ہے' مجھے افسوس ہے' اگر اللہ چاہے تو اسے لے آئے گا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیشگوئی:

سعد الجاری مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے ام کلثوم بنت علیؓ بن ابی طالب کو جوان کی بیوی تھیں بلایا' انہیں روتا ہوا پایا تو پوچھا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے۔ انہوں نے کہا یا امیر المومنین یہ یہودی یعنی کعب احبار جو کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ماشاء اللہ' واللہ مجھے امید ہے کہ میرے رب نے مجھے سعید پیدا کیا ہے' پھر انہوں نے کعب کے پاس کسی کو بھیج کر بلایا' جب کعب ان کے پاس آئے تو کہا یا امیر المومنین مجھ پر جلدی نہ کیجئے' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' تاوقتیکہ آپ جنت میں داخل نہ ہوں ذی الحجہ ختم نہ ہوگا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے کہ ایک مرتبہ جنت میں اور ایک مرتبہ دوزخ میں' انہوں نے کہا' یا امیر المومنین! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ہم آپ کو کتاب اللہ میں پاتے ہیں کہ آپ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر (کھڑے ہو کر) لوگوں کو اس میں گرنے سے روکتے ہیں' جب آپ مر جائیں گے تو وہ لوگ قیامت تک برابر زبردستی اس میں داخل ہوتے رہیں گے۔

شہادت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا خواب:

ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خواب میں دیکھا کہ میں نے بہت سے راستے اختیار کیے' سب مٹ گئے' ایک راستہ

رہ گیا جس پر میں چل کے ایک پہاڑ تک پہنچا' اتفاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے کہ آؤ' میں نے کہا: "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ" واللہ امیر المومنین مرجائیں گے۔ راوی نے کہا کہ آپ یہ عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ کیوں نہیں دیتے؟ جواب دیا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ خود انہی کو لکھوں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا آپ کی شہادت کے متعلق اشارہ:

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ وقوف عرفات کیا تھا۔ میرا اونٹ ان کے اونٹ کے پہلو میں تھا اور میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے لگ رہا تھا' ہم لوگ منتظر تھے کہ آفتاب غروب ہو تو لوٹیں۔ انہوں نے لوگوں کی تکبیر اور دعا اور جو کچھ وہ کر رہے تھے اسے دیکھا تو پسند کیا اور فرمایا اے حذیفہ! تمہاری رائے میں یہ طریقہ لوگوں کے لیے کب تک باقی رہے گا' عرض کی کہ فتنے پر ایک دروازہ لگا ہوا ہے' جب وہ توڑ ڈالا جائے گا یا کھول دیا جائے گا' تو وہ نکلے گا' عمر رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور فرمایا کہ وہ کون سا دروازہ ہے اور اس کا ٹوٹنا یا کھولنا کیا ہے' عرض کی کہ ایک شخص مرے گا یا قتل کیا جائے گا۔ فرمایا: اے حذیفہ! تمہاری رائے میں قوم میرے بعد کس کو امیر بنائے گی' عرض کی میری رائے میں لوگ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا سہارا لیں گے۔

جبال عرفہ کا واقعہ:

جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ جس وقت عمر رضی اللہ عنہ جبال عرفہ پر کھڑے تھے' ایک شخص کو چلاتے سنا' یا خلیفہ' یا خلیفہ' اسے ایک اور آدمی نے سنا' حالانکہ لوگ سفر کی تیاری کر رہے تھے۔ اس نے کہا تجھے کیا ہوا' خدا تیرا حلق بند کرے۔ میں اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور چلا کہ کہا کہ اس کو گالی نہ دو' میں کل عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عقبہ پر کھڑا ہوا تھا جس کی وہ رمی کر رہے تھے کہ یکا یک ایک نامعلوم کنکری آئی جو عمر رضی اللہ عنہ کے سر میں لگی' اور اس نے ان کا سر پھوڑ دیا' میں نے کسی شخص کو پہاڑ پر سے کہتے سنا کہ قسم ہے رب کعبہ کی کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس سال کے بعد اس موقف میں عمر رضی اللہ عنہ کبھی کھڑے نہ ہوں گے۔ جبیر بن مطعم نے کہا کہ اتفاق سے وہ شخص وہی تھا جو کل ہم لوگوں میں چلایا تھا اور وہ مجھ پر بہت سخت گزرا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آخری حج:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آخری حج میں جو عمر رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین کو کرایا ہم لوگ عرفے سے پلٹے' میں المحصب (منیٰ و مکے کے درمیانی مقام) سے گزری تو ایک شخص کو اپنی سواری پر کہتے سنا کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کہاں تھے۔ میں نے دوسرے آدمی کو جواب دیتے سنا کہ امیر المومنین یہاں تھے' پھر اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور گانے کی آواز بلند کر کے کہا:

عليك سلام من امام و باركت ۱ يد الله فى ذاك الاديم الممزق

''اے امام تم پر سلام ہو اور اللہ کا ہاتھ اس پھیلی ہوئی کشادہ زمین میں برکت کرے۔

فمن يسع اويركب جناحي نعامة ۲ ليدرك ماقدمت بالامس يسبق

پھر جو دوڑے گا یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہوگا' تم نے جو کچھ کل بھیجا اسے آگے جاتا ہوا پائے گا۔

قضيت اموراً ثم غادرت بعدها ۳ بوائق فى اكمها مها لم تُفَتَّق

تم نے تمام امور پورے کر دیئے' اس کے بعد تم نے اس حالت میں چھوڑ دیا کہ وہ کلیاں ہیں جو اس طرح اپنے غلاف میں ہیں کہ چٹکی نہیں ہیں''۔

اس سوار نے وہاں سے جنبش بھی نہ کی اور نہ معلوم ہوا کہ وہ کون ہے' ہم لوگ بیان کیا کرتے تھے کہ وہ جنوں میں سے تھا' عمر رضی اللہ عنہ اس حج سے آئے اور انہیں خنجر مارا گیا اور وہ انتقال کر گئے۔

محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے اسی حدیث کے مثل روایت کی ہے اور انہوں نے کہا کہ وہ شخص جس نے عرفات میں کہا کہ اے خلیفہ خدا تمہیں موت دے' اس سال کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اس موقف میں کبھی کھڑے نہ ہوں گے اور جس شخص نے جمرے پر کہا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ واللہ میں سوائے اس کے نہیں دیکھتا کہ امیر المومنین عنقریب قتل کیے جائیں گے وہ شخص قبیلہ لہب کا تھا جو الازد کے بطن سے ہے اور وہ گھوم رہا تھا۔

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یہ اشعار کہنے والا کون ہے؟ جزی اللّٰہ خیراً من امام بارکت الخ (علیك سلام من امام و بارکت) تو لوگوں نے کہا کہ مزرد بن ضرار' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اس کے بعد مزرد سے ملی تو انہوں نے خدا کی قسم کھائی کہ وہ اس سال کے موسم حج میں موجود نہ تھے۔

آثار رخصت' دعا' خطبہ:

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب منیٰ سے واپس ہوئے تو انہوں نے الابطح میں اونٹ بٹھایا سنگریزے جمع کر کے ان کا ایک چبوترہ بنایا اور اس پر اپنی چادر کا کنارہ ڈال دیا اور اس پر چت لیٹ گئے' اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا کہ اے اللہ میرا سن زیادہ ہو گیا' قوت کم ہو گئی' رعیت پھیل گئی لہٰذا تو مجھے بغیر اس کے کہ میں کچھ ضائع کروں یا کچھ گھٹا دوں اپنے پاس اٹھا لے۔ جب مدینے پہنچے تو خطبہ سنایا کہ اے لوگو! تمہارے لیے فرائض فرض کر دیئے گئے اور سنن مسنون کر دی گئیں' تم لوگ کھلے ہوئے راستے پر چھوڑ دیئے گئے' پھر داہنا ہاتھ بائیں پر مارا اور فرمایا سوائے اس کے کہ تم لوگوں کو داہنے اور بائیں گمراہ کر دو' اس سے بچنا' آیت رجم کو ترک کر کے ہلاک نہ ہونا کہ کوئی کہنے والا کہے کہ کتاب اللہ میں ہم پر دو حدیں' (سزائیں) نہیں مقرر کی گئیں' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ نے رجم فرمایا اور ہم نے بھی رجم کیا (یعنی زانی کو سنگسار کیا) واللہ! اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ میں نئی بات بڑھا دی تو میں اس کو قرآن میں لکھ دیتا' کیونکہ ہم نے اس (قرآن) میں پڑھا ہے کہ ﴿الشیخ و الشیخة اذا زینا فارجموا هما﴾ (بڈھا اور بوڑھیا جب زنا کریں تو ان دونوں کو سنگسار کر دو) سعید نے کہا کہ ذی الحجہ ختم نہ ہوا تھا کہ انہیں خنجر مار دیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شوق ملاقات الٰہی:

حسن سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ میرا سن بڑھ گیا' ہڈیاں پتلی ہو گئیں' مجھے اپنی رعیت کے انتشار کا اندیشہ ہے' بغیر عاجز ہوئے اور بغیر نشانہ ملامت بنے مجھے اپنے پاس اٹھا لے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اے اللہ میرا سن زیادہ ہو گیا ہے' ہڈی پتلی ہو گئی' مجھے اپنی رعیت کے انتشار کا اندیشہ

ہے' بغیر عاجز ہوئے اور بغیر نشانہ ملامت بنے مجھے اپنے پاس اٹھا لے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں شہادت کا اشارہ:

سعید بن ابی ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جمعے کے دن لوگوں کو خطبہ سنایا' انہوں نے اللہ کی وہ حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر فرمایا' اما بعد' اے لوگو! میں نے ایسا خواب دیکھا ہے جو بغیر اجل کی نزدیکی کے مجھے نہیں دکھایا گیا' میں نے دیکھا کہ ایک سرخ مرغ نے دو چونچیں ماریں' اسماء بنت عمیس سے بیان کیا تو کہنے لگیں کہ مجھے عجمیوں میں سے کوئی شخص قتل کرے گا۔

محمد سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ جیسے ایک مرغ نے مجھے دو چونچیں ماریں تو میں نے کہا کہ اللہ میرے پاس شہادت کو ہکالائے گا اور مجھے اعجم یا عجمی قتل کرے گا۔

نصیحت آمیز خطبہ:

معدان بن ابی طلحہ الیعمری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جمعے کے دن لوگوں کو خطبہ سنایا' جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا' پھر فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک مرغ نے مجھے چونچ ماری اور یہ مجھے بغیر میری موت کی نزدیکی کے نہیں دکھایا گیا ہے' پھر چند قوم مجھ سے فرمائش کرتی ہیں کہ اپنا خلیفہ بنا دو' اللہ ایسا نہیں ہے کہ اپنا دین اور اپنی خلافت ضائع کر دے' قسم ہے اس ذات کی جس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا' اگر کسی امر (یعنی موت) نے میرے ساتھ عجلت کی تو خلافت ان چھ آدمیوں کے درمیان (انھیں کے) مشورے سے ہوگی جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی رہے۔ مجھے معلوم ہے کہ بعض وہ قومیں میرے بعد اس امر (خلافت) میں طعن کریں گی جن کو میں نے اپنے اسی ہاتھ سے اسلام پر مارا ہے' وہ اگر (طعن) کریں تو اللہ کے دشمن' کفار اور گمراہ ہیں۔

میں نے کوئی ایسی شے نہیں چھوڑی جو میرے نزدیک کلالہ (کے حکم) سے زیادہ اہم ہو' (کلالہ وہ شخص جس کے نہ کوئی اولاد ہو' نہ والدین ہوں) میں نے اتنا کسی شئے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع نہیں کیا جتنا کلالہ کے بارے میں آپ سے رجوع کیا ہے' جب سے میں آپ کی صحبت میں ہوں میرے لیے آپؐ نے کسی چیز میں اتنی دشواری نہیں فرمائی جتنی کلالہ کے بارے میں' یہاں تک کہ انہوں نے اپنی انگلی اپنے پیٹ میں چبھوئی' پھر فرمایا کہ اے عمر! تجھے وہ آیت کافی ہے جو آخر سورۂ نسا میں ہے یعنی: ﴿یستفتونك قل الله یفتیکم فی الکلالہ﴾ الآیہ۔ اگر میں زندہ رہا تو اس کے بارے میں ایک فیصلہ کر دوں گا جس سے وہ لوگ بھی جو قرآن پڑھتے ہیں اور وہ بھی جو قرآن نہیں پڑھ سکتے فیصلہ کر سکیں گے۔

پھر فرمایا اے اللہ! میں تمام شہروں کے حکام پر تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں صرف اس لیے بھیجا تھا کہ وہ لوگوں کو ان کا دین اور ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سکھائیں' ان پر عدل کریں ان کی غنیمت ان میں تقسیم کریں اور ان کے کام میں جو مشکل ہوا ہے میرے پاس پیش کریں' اے لوگو! تم ان دونوں درختوں میں سے کھاتے ہو جن کو میں برا سمجھتا ہوں۔ پیاز اور لہسن۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب کسی آدمی سے ان دونوں چیزوں کی بو محسوس ہوتی تو آپ کے حکم سے اس کا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے بقیع کی طرف نکال دیا جاتا تھا' اگر کوئی شخص ان چیزوں کو کھائے تو ضروری ہے کہ پکا کر (بو کو) مردہ کر دے۔

کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت:

ابی حمزہ نے کہا کہ میں نے بنی تمیم کے ایک شخص سے جن کا نام جویریہ بن قدامہ تھا۔ سنا کہ میں نے اس سال حج کیا جس سال عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی' وہ مدینے آئے' لوگوں کو خطبہ سنایا کہ میں نے خواب میں ایک مرغ دیکھا جس نے مجھے چونچ ماری' وہ اس جمعے کے سوا دوسرے جمعے تک زندہ نہ رہے کہ خنجر مار دیا گیا۔

فرمایا عیادت کے لیے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اہل مدینہ' اہل شام' پھر اہل عراق آئے' جب کوئی قوم داخل ہوتی تھی تو روتے تھے اور ان کی مدح کرتے تھے۔ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو داخل ہوئے' اتفاق سے وہ اپنے زخم پر پٹی باندھے ہوئے تھے' ہم نے ان سے وصیت کی درخواست کی اور ہمارے سوا کسی نے وصیت کی درخواست نہیں کی۔

فرمایا کہ میں تمہیں کتاب اللہ (پر عمل کرنے) کی وصیت کرتا ہوں' کیونکہ تم لوگ جب تک اس کی پیروی کرو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

مہاجرین وانصار کے اکرام کی وصیت:

میں تمہیں مہاجرین کی قدر دانی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ آدمی تو بہت بھی ہوں گے اور تھوڑے بھی ہوں گے (مگر مہاجرین جو ہیں وہی رہیں گے اور یہ بھی روز بروز اٹھتے جائیں گے)۔

میں تمہیں انصار کی قدر دانی کی وصیت کرتا ہوں' کیونکہ یہ اسلام کی وہ گھاٹی ہیں جس کی طرف اسلام نے پناہ لی۔

نواحی قبائل کے متعلق وصیت:

میں تمہیں اعراب کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہی تمہاری اصل و مادہ ہیں۔ شعبہ نے کہا کہ راوی نے ہم سے دوبارہ یہ حدیث بیان کی تو اس میں اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ تمہاری اصل و مادہ ہیں اور وہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دشمن کے دشمن ہیں۔

اہل ذمہ کے حق میں وصیت:

میں تمہیں اہل ذمہ کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں (اہل ذمہ: غیر مسلم رعایا) کیونکہ وہ لوگ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری میں ہیں اور تمہارے اہل وعیال کا رزق ہیں۔ بس اب میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

محاصل کے متعلق وصیت:

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں آیا تو اتفاق سے عمر' حذیفہ اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہم کے پاس کھڑے ہوئے فرما رہے تھے کہ تم دونوں کو اندیشہ ہے کہ تم نے زمین پر اتنا بوجھ (یعنی محصول) لاد دیا جس کی اسے طاقت نہیں' عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں اپنی زمین پر دو چند کر دوں' حذیفہ نے کہا کہ میں نے زمین پر اتنا لادا ہے جس کی اسے طاقت ہے اور اس میں کوئی بڑی زیادت نہیں' فرمانے لگے کہ جو (زمین) تم دونوں کے پاس ہے' اسے دیکھو اگر تم نے زمین پر اتنا (محصول) لاد دیا ہو جس کی اسے طاقت نہ ہو' پھر فرمایا' واللہ اگر اللہ نے مجھے سلامت رکھا تو میں ضرور ضرور اہل عراق کی بیوہ عورتوں کو اس حالت میں چھوڑوں گا کہ

میرے بعد کبھی کسی کی محتاج نہ ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ:

راوی نے کہا کہ چار ہی دن گزرے تھے کہ ان پر حملہ کر دیا گیا' وہ جب مسجد میں داخل ہوئے تو دوصفوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ برابر ہو جاؤ' لوگ برابر ہو گئے تو آگے بڑھے اور تکبیر کہی' جب تکبیر کہی تو انہیں خنجر مارا گیا۔ راوی نے کہا کہ میں نے انہیں فرماتے سنا کہ مجھے کتے نے قتل کر دیا یا کتے نے کھا لیا' مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کیا فرمایا' وہ کافر (قاتل) جس کے ہاتھ میں چھری تھی دونوں طرف اڑا جو داہنے بائیں کسی آدمی کے پاس سے بغیر اسے زخمی کیے نہیں گزرتا تھا' اس نے تیرہ مسلمانوں کو زخمی کیا جن میں سے نو مر گئے' جب ایک مسلمان نے یہ دیکھا تو انہوں نے اپنے عمامے کے نیچے کی لمبی ٹوپی اس پر ڈال دی کہ اسے گرفتار کر لیں' جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ گرفتار ہو جائے گا تو اپنے بھی چھری گھونپ لی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز فجر پڑھائی:

عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو میرے اور ان کے درمیان سوائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور کوئی نہ تھا' انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا' اس روز لوگوں نے نماز فجر مختصر ادا کی' مسجد کے اطراف لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ کیا واقعہ ہے' البتہ جب انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی آواز نہ سنی تو سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے' لوگ واپس ہوئے تو سب سے پہلے جو صاحب عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ انہوں نے (ابن عباس رضی اللہ عنہما سے) فرمایا کہ دیکھو تو مجھے کس نے قتل کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما روانہ ہوئے' تھوڑی دیر تک گھومتے رہے' پھر ان کے پاس آئے اور کہا کہ مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے جو بڑھئی تھا' آپ کو قتل کیا ہے' فرمایا کہ خدا اسے غارت کرے' اسے کوئی شکایت نہ تھی' سوائے اس کے کہ میں نے اس کے متعلق ایک اچھی بات کا حکم دیا تھا۔

قاتل کے متعلق استفسار اور اظہار تشکر:

پھر فرمایا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے میری موت ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں کی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم اور تمہارے والد چاہا کرتے تھے کہ مدینہ میں کفار کی کثرت ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ اگر چاہیں تو ہم کریں' فرمایا کہ آیا اس کے بعد کہ تم لوگ اپنی گفتگو کر چکے' اپنی نماز پڑھ چکے' اپنا حج کر چکے' لوگوں نے عرض کی کہ آپ پر کوئی تنگی نہیں ہے' انہوں نے نبیذ (زلال تمر) منگا کے پی' وہ ان کے زخم سے نکل گئی' پھر انہوں نے دودھ منگا کے پیا' تو وہ بھی زخم سے نکل گیا۔ جب انہیں یقین ہو گیا کہ موت ہے تو فرمایا اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مجھ پر کتنا قرض ہے' انہوں نے حساب کیا تو چھیاسی ہزار درہم نکلے' فرمایا اے عبداللہ' اگر آل عمر رضی اللہ عنہ کا مال اس کے لیے کافی ہو تو ان کے مال سے ادا کر دینا' اور اگر ان کا مال کافی نہ ہو تو بنی عدی بن کعب سے مانگنا' اگر وہ بھی کافی نہ ہو تو قریش سے مانگنا' اور ان کے علاوہ کسی اور سے نہ کہنا۔

روضۂ انور میں تدفین کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے درخواست:

پھر فرمایا' اے عبداللہ' ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ کو سلام عرض کرتا ہے (عمر رضی اللہ عنہ ہی کہنا) امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ میں آج ان کا امیر نہیں ہوں (بعد سلام کہنا کہ وہ) کہتا ہے کہ آپ اسے اجازت دیتی

ہیں کہ وہ اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جائے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے تو انہیں اس حالت میں پایا کہ وہ بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں سلام کیا اور کہا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس امر کی اجازت چاہتے ہیں کہ انہیں ان کے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ واللہ میں اس قبر کی جگہ کو اپنے لیے چاہتی تھی لیکن آج میں انہیں اپنے اوپر ضرور ترجیح دوں گی۔

حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں تدفین کی اجازت:

جب (ابن عمر رضی اللہ عنہما) آئے تو عمر رضی اللہ عنہ کو خبر کی گئی کہ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں' فرمایا مجھے اٹھا کے بٹھاؤ' انہیں ایک آدمی نے اپنے سینے سے لگا کے بٹھا دیا' فرمایا کہ تمہارے پاس کیا (جواب) ہے۔ انہوں نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے لیے اجازت دے دی' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس خواب گاہ سے زیادہ اہم میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی۔ اے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما دیکھو جب میں مر جاؤں تو مجھے میرے تابوت پر اٹھانا' دروازے پر کھڑا کرنا اور کہنا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ چاہتا ہے' اگر عائشہ رضی اللہ عنہا اجازت دیں تو مجھے اندر لے جانا اور اگر اجازت نہ دیں تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ جب انہیں اٹھا لیا گیا تو یہ حالت تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانوں پر سوائے آج کے کوئی مصیبت ہی نہیں آئی' عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے لیے اجازت دی وہ اس مقام پر دفن کیے گئے جہاں اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا اکرام کیا۔

خلیفہ کی نامزدگی کا اختیار:

موت کا وقت آیا تو لوگوں نے کہا کہ اپنا خلیفہ بنا دیجئے' فرمایا کہ میں ان چھ آدمیوں سے زیادہ کسی کو اس امر کا اہل نہیں پاتا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی رہے' ان میں سے جو خلیفہ بنا لیا جائے وہی میرے بعد خلیفہ ہے انہوں نے علی' عثمان' طلحہ' زبیر' عبدالرحمٰن اور سعد رضی اللہ عنہم کا نام لیا' اگر سعد رضی اللہ عنہ کو (خلافت) ملے تو خیر' ورنہ ان لوگوں میں سے جو خلیفہ بنایا جائے تو سعد رضی اللہ عنہ سے مدد لی جائے کیونکہ میں نے انہیں (عراق کی گورنری سے) کسی کمزوری یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے۔ انہوں نے عبداللہ کو ان کے ساتھ کر دیا کہ وہ لوگ ان سے مشورہ کریں' مگر ان کے لیے خلافت میں کوئی حصہ نہ تھا۔

حضرت زبیر وطلحہ اور سعد رضی اللہ عنہم کی حق خلافت سے دستبرداری:

لوگ جمع ہوئے تو عبدالرحمٰن نے کہا کہ تم لوگ اپنا معاملہ اپنے میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دو' زبیرؓ نے علیؓ کے سپرد کر دیا۔ طلحہؓ نے عثمانؓ کے اور سعدؓ نے عبدالرحمٰنؓ کے تفویض کیا' جب معاملہ ان تینوں کے سپرد کر دیا گیا تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو میرے حق میں اپنے دعوے سے بری ہوتا ہے' اللہ نے مجھ پر لازم کیا ہے کہ میں تم سے افضل اور مسلمانوں کے لیے بہتر کے انتخاب سے کوتاہی نہ کروں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حق خلافت سے دستبرداری:

شیخین یعنی علی و عثمان رضی اللہ عنہما نے سکوت کیا۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم دونوں اس صورت میں اس کو میرے سپرد کرتے ہو کہ میں اس سے دست بردار ہوتا ہوں' واللہ میں تم سے افضل اور مسلمانوں کے لیے بہتر کے انتخاب سے کوتاہی نہ کروں گا' سب نے کہا ہاں' انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے تنہائی میں گفتگو کی کہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اور قدامت حاصل ہے واللہ تم پر لازم ہے کہ

اگر تم خلیفہ بنائے جاؤ تو عدل کرو' اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے جائیں تو (ان کی بات) سنو اور اطاعت کرو۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ عبدالرحمٰنؓ نے عثمانؓ سے بھی تنہائی میں گفتگو کی اور اسی طرح ان سے بھی کہا عثمانؓ نے بھی کہ ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اے عثمانؓ اپنا ہاتھ پھیلاؤ' انہوں نے اپنا ہاتھ پھیلایا تو علی رضی اللہ عنہ نے اور سب لوگوں نے ان سے بیعت کر لی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اپنے جانشین کے لئے جامع وصیت:

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد والے خلیفہ کو اللہ سے تقوے کی اور مہاجرین اولین کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حق کی حفاظت کرے اور ان کے احترام کو ملحوظ رکھے۔

اسے دوسرے شہر والوں کے ساتھ بھی خیر کی وصیت کرتا ہوں' کیونکہ وہ اسلام کے مددگار دشمن کو غیظ دلانے والے اور مال کے جمع کرنے والے ہیں' ان سے کوئی اچھی چیز بغیر ان کی مرضی کے نہ لی جائے۔

میں ان انصار کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں جنہوں نے دارالاسلام اور ایمان کو پناہ دی کہ ان کے محسن کو قبول کیا جائے اور ان کے برے سے درگزر کیا جائے۔

میں اسے اعراب کے متعلق بھی خیر کی وصیت کرتا ہوں' کیونکہ وہی لوگ عرب کی اصل اور اسلام کا مادہ ہیں اور یہ کہ ان کے کنارے کے مالوں میں سے لیا جائے جو ان کے فقراء کو دے دیا جائے۔

میں اسے اللہ کی ذمہ داری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری پوری کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ لوگوں کے عہد پورے کرے۔ ان کی طاقت سے زائد تکلیف نہ دی جائے اور جو ان کے پیچھے ہوں ان سے قتال کرے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس وقت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا میں موجود تھا' وہ صفیں برابر کر رہے تھے کہ ابولؤلؤہ آیا' اس نے انہیں زخمی کیا اور ان کے ساتھ اور بھی بارہ آدمیوں کو زخمی کیا' میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ پھیلائے کہہ رہے تھے کہ کتے کو پکڑو جس نے مجھے قتل کیا ہے' لوگ ٹوٹ پڑے' ایک اور شخص اس کے پیچھے سے آیا اور اسے گرفتار کر لیا' ان میں سے سات یا چھ آدمی مر گئے۔

عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر ان کے گھر پہنچایا گیا' طبیب آیا اور پوچھا کہ آپ کو کون سا شربت زیادہ مرغوب ہے؟ فرمایا نبیذ (زلال تمر) نبیذ منگائی گئی' انہوں نے پی تو ایک زخم سے نکل گئی' لوگوں نے کہا کہ یہ پیپ تو صرف خون کی پیپ ہے' پھر دودھ منگایا گیا' اس میں سے پیا تو وہ بھی نکلا۔ طبیب نے کہا کہ آپ کو جو وصیت کرنا ہو کیجئے' کیونکہ واللہ میں تو آپ کو اس حالت میں بھی نہیں دیکھتا کہ آپ شام کر سکیں۔

کعب بن احبار کی یاددہانی:

ان کے پاس کعب آئے اور کہا کہ میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ بغیر شہید ہوئے نہیں مریں گے' اور آپ کہتے تھے کہ کہاں سے شہید ہوں گا' میں تو جزیرۃ العرب میں ہوں (جو ہر طرح دشمن سے محفوظ ہے) پھر ایک شخص نے کہا کہ اللہ کے بندو' نماز پڑھ لو' آفتاب طلوع ہونے کو ہے لوگ واپس ہوئے' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آگے کیا' انہوں نے قرآن کی سب سے چھوٹی دونوں

سورتیں والعصر اور انا اعطینا ک الکوثر پڑھیں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عبداللہ میرے پاس وہ کاغذ لاؤ جس میں کل کے واقعے کا صحیح حال لکھ دوں اگر اللہ چاہے کہ اس امر کو پورا کرے تو ضرور اسے پورا کرے گا۔ عبداللہ نے کہا کہ یا امیر المومنین خلافت کے معاملے میں ہم آپ کے لیے کافی ہیں فرمایا نہیں' اور کاغذ ان کے ہاتھ سے لے کے اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا' پھر انہوں نے چھ آدمیوں کو بلایا' عثمان' علی' سعد ابن ابی وقاص' عبدالرحمٰن بن عوف' طلحہ بن عبیداللہ اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم:

سب سے پہلے عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا' اے عثمان رضی اللہ عنہ' اگر تمہارے ساتھی تمہارے سن کا لحاظ کریں (اور تمہیں خلیفہ بنائیں) تو تم اللہ سے ڈرنا اور لوگوں کی گردن پر بنی ابی معیط کو نہ سوار کر دینا' علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں بھی وصیت کی' پھر صہیب کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

قاتل کی گرفتاری:

عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس روز عمر رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے' میں موجود تھا' مجھے صف اوّل میں ہونے سے سوائے ان کی ہیبت کے اور کوئی امر مانع نہ تھا' وہ ہیبت ناک آدمی تھے' میں اس صف میں ہوتا تھا جو صف اوّل کے متصل ہوتی تھی' عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تک تکبیر نہ کہتے تھے جب تک کہ صف اوّل کہ صف اوّل کی طرف اپنا منہ نہ کر لیں اگر کسی کو صف سے آگے بڑھا ہوا یا پیچھے ہٹا ہوا دیکھتے تھے تو اسے درے سے مارتے تھے' یہی بات تھی جس نے مجھے اس سے روکا' عمر رضی اللہ عنہ سامنے آئے' مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولولو نے انہیں روکا' پھر بغیر دور ہوئے ان کے کان میں کچھ کہا اور تین مرتبہ خنجر مارے' میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ اس طرح اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہہ رہے تھے کتے کو پکڑو جس نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ لوگ امنڈ پڑے' اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا' پھر پیچھے سے ایک شخص نے حملہ کیا اور دبوچ لیا۔ عمر رضی اللہ عنہ اٹھا لیے گئے۔

طبیب کی طلبی:

لوگ آپس میں دھکم دھکا کرنے لگے' یہاں تک کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ اے اللہ کے بندو نماز تو پڑھ لو' سورج نکل آیا ہے' لوگوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو زبردستی آگے کیا' انہوں نے ہمیں قرآن کی سب سے مختصر دو سورتوں یعنی ''اذا جاء نصر اللہ والفتح'' اور ''انا اعطینا ک الکوثر'' سے نماز پڑھائی' عمر رضی اللہ عنہ اٹھا لیے گئے' لوگ ان کے پاس گئے' فرمایا: اے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تم جاؤ اور لوگوں کو ندا دو کہ امیر المومنین پوچھتے ہیں' کیا یہ واقعہ تم لوگوں کے مشورے سے ہوا؟ لوگوں نے کہا معاذ اللہ' نہ ہمیں علم ہے' نہ ہمیں اطلاع ہے۔ فرمایا کہ میرے لیے طبیب بلاؤ' طبیب بلایا گیا' اس نے پوچھا کہ آپ کو کون سا شربت زیادہ مرغوب ہے؟ فرمایا نبیذ' نبیذ پلائی گئی تو وہ زخم سے نکل گئی' لوگوں نے کہا کہ یہ پیپ ہے' انہیں دودھ پلاؤ' دودھ پلایا گیا تو وہ بھی نکل گیا۔ طبیب نے کہا کہ مجھے تو آپ شام کرتے نظر نہیں آتے۔ جو کرنا ہو کر لیجئے۔

کلالہ سے متعلق وضاحت:

فرمایا اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مجھے کاغذ دو (کہ میں لکھ دوں) اگر اللہ چاہے گا کہ جو کچھ اس کاغذ میں لکھا ہے جاری کرے تو اسے جاری کر دے گا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (جب انہیں تحریر منظور نہ ہوئی تو) کہا کہ اس کے مٹانے میں میں آپ کے لیے کافی ہوں' فرمایا نہیں' واللہ اسے میرے سوا کوئی نہیں مٹائے گا' عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا' اس میں دادا کا حصہ تھا (یعنی دادا کو کیا میراث ملنا چاہیے)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہما سے گفتگو:

پھر فرمایا کہ علی' عثمان' طلحہ' زبیر' عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد رضی اللہ عنہم کو میرے پاس بلاؤ' ان لوگوں میں سے سوائے علی و عثمان رضی اللہ عنہما کے اور کسی سے بات نہیں کی فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ شاید یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری قرابت اور دامادی کو اور جو کچھ اللہ نے تمہیں علم وفقہ عطا کیا ہے اس کا لحاظ کریں اگر تم اس امر کے والی ہونا تو اللہ سے ڈرنا' پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ شاید یہ قوم تمہاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی اور تمہارے سن وشرف کا لحاظ کریں' اگر تم اس امر کے والی ہونا تو اللہ سے ڈرنا اور بنی ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر ہرگز سوار نہ کرنا۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو امام بنانا:

پھر فرمایا کہ صہیب رضی اللہ عنہ کو بلاؤ' وہ بلائے گئے تو تین مرتبہ فرمایا کہ تم لوگوں کو نماز پڑھانا' اس جماعت کو ایک حجرے میں خلوت میں بات کرنا چاہیے جب یہ لوگ کسی پر اتفاق کر لیں تو ان کے مخالف کی گردن مار دینا' لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے سب چلے گئے تو فرمایا: کہ اگر یہ لوگ اجلح کو (یعنی جن کی پیشانی میں بال گرے ہوئے ہیں) بھی اس کا والی بنالیں تو وہ انہیں راستے پر چلائے گا۔

خلیفہ نامزد کرنے میں احتیاط:

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی' یا امیر المومنین! انہیں نامزد کرنے سے آپ کو کون سا امر مانع ہے' فرمایا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ زندگی میں بھی اس پر لدوں اور مرنے کے بعد بھی۔ کعب آئے اور انہوں نے کہا کہ (حق آپ کے رب کی طرف سے ہے' لہٰذا شک کرنے والوں میں نہ ہوں) میں نے آپ کو خبر دی تھی کہ آپ شہید ہوں گے تو آپ نے فرمایا کہ میرے لیے شہادت کہاں سے ہوگی' میں تو جزیرۃ العرب میں ہوں۔

خلافت کا معاملہ چھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے سپرد:

سماک سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ اگر میں خلیفہ بنا دوں تو بھی سنت ہے اور اگر خلیفہ نہ بناؤں تو بھی سنت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا' اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انہوں نے (مجھے) خلیفہ بنایا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سمجھ گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے عدول نہ کریں گے' یہی ہوا جس وقت عمر رضی اللہ عنہ نے اس معاملے کو عثمان بن عفان' علی بن ابی طالب' زبیر' طلحہ' عبدالرحمٰن بن

عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے سپرد کر دیا تو انصار سے فرمایا کہ تم ان لوگوں کو تین دن ایک کوٹھری میں داخل کرو' اگر یہ لوگ درست ہو جائیں تو خیر ورنہ پھر ان کی گردن مار دو۔

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ معاملہ (خلافت) اہل بدر میں رہے گا' جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہے گا' پھر اہل احد میں ہو گا جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہے گا' اور فلاں فلاں میں' یہ معاملہ غلام آزاد کردہ کی اولاد کے لیے نہیں ہے اور نہ فتح مکہ کے مسلمین کے لیے کچھ ہے۔

کلالہ کے مسئلہ پر سکوت:

ابورافع سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سہارا لگائے ہوئے تھے' ان کے پاس ابن عمر اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم بھی تھے' فرمایا کہ میں نے کلالہ (یعنی وہ میت جس کے ورثاء میں نہ اولاد ہو نہ والدین) کے بارے میں کچھ نہیں کہا اور نہ میں نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ بنایا' عرب کے قیدیوں میں سے جو میری وفات پائے وہ اللہ کے مال سے آزاد ہے' سعید بن زید بن عمرؓ نے کہا کہ اگر آپ مسلمانوں میں سے کسی شخص پر اشارہ کر دیتے تو لوگ آپ کو امین سمجھتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بعض ساتھیوں میں بڑی حرص دیکھی ہے' میں اس معاملے کو ان چھ آدمیوں کے سپرد کرنے والا ہوں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی رہے' پھر فرمایا کہ اگر مجھے ان دو آدمیوں میں سے ایک پا لے تو میں یہ معاملہ اس کے سپرد کر دوں' ضرور مجھے اس پر بھروسا ہے' ایک سالم مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ۔

اپنے فرزند کو خلیفہ بنانے سے گریز:

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کو میں خلیفہ بناتا وہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہوتے ایک شخص نے کہا: یا امیر المومنین آپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کیوں گریز کرتے ہیں' فرمایا: خدا تجھے غارت کرے' واللہ میں اس سے خدا کی مرضی کو نہ چاہوں گا کہ ایسے شخص کو خلیفہ بناؤں جو اپنی عورت کو اچھی طرح طلاق بھی نہ دے سکتا ہو۔

نامزدگی کے متعلق ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مشورہ:

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمر بن الخطابؓ سے کہا کہ اگر آپ خلیفہ بنا دیتے (تو مناسب ہوتا) فرمایا کس کو' پھر فرمایا کہ تم کوشش کرتے ہو' مگر تم ان کے تربیت کرنے والے نہیں جو کوشش کرتے ہو' کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر اپنی زمین کے نگران کو بلا بھیجتے ہو تو تم چاہتے ہو کہ لوٹنے تک وہ کسی کو اپنا نائب بنا دے۔ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں' فرمایا کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر اپنی بکری کے چرواہے کو بلا بھیجتے ہو تو یہ چاہتے ہو کہ وہ واپسی تک کے لیے کسی کو اپنا نائب بنا دے۔

خلیفہ نامزد کرنے کا اختیار:

حماد نے کہا کہ میں نے ایوب کو ایک شخص سے بیان کرتے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں خلیفہ بناؤں تو (بنا سکتا ہوں کیونکہ) جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے خلیفہ بنایا ہے (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے) اور اگر میں ترک کر دوں تو (تو میں ترک کر سکتا ہوں کیونکہ) جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے ترک کیا ہے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) جب انہوں نے یہ بات پیش کی تو مجھے یقین ہو گیا

کہ وہ خلیفہ بنانے والے نہیں ہیں۔

عبداللہ بن عبید سے مروی ہے کہ لوگوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں وصیت نہیں فرماتے' ہم پر کسی کو امیر نہیں بناتے؟ فرمایا: میں جس کسی کو اختیار کروں گا میرے لیے ظاہر ہو چکا ہے۔

جبیر بن محمد بن مطعم سے مروی ہے کہ مجھے خبر ملی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر مسلمانوں کے والی تم ہونا تو اولاد عبدالمطلب کو لوگوں کی گردن پر ہرگز نہ سوار کر دینا' اور عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر مسلمانوں کا معاملہ تمہارے سپرد ہو تو اولاد ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر ہرگز سوار نہ کر دینا۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے کچھ ہی پہلے ان لوگوں کی جماعت ان کے پاس آئی' عبدالرحمٰن بن عوف' عثمان' علی' زبیر' اور سعد رضی اللہ عنہم آپ نے ان لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میں نے لوگوں کے معاملے میں غور کیا' تمہارے خلاف ان میں کوئی جذبہ نہیں پایا' البتہ خود تم میں اختلاف ہو سکتا ہے' اگر ناگواری ہوگی تو وہ تمہیں میں ہوگی' معاملہ صرف ان چھ کے سپرد ہے۔ عبدالرحمٰن' عثمان' علی' زبیر' طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہم' اس وقت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے اموال (کے انتظام) میں السراۃ گئے ہوئے تھے۔

خلیفہ بننے کی صورت میں نصیحت:

آپ نے عبدالرحمٰن' عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے خطاب کر کے فرمایا کہ تمہاری قوم صرف تمہیں میں سے کسی کو امیر بنائے گی۔ اے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اگر لوگوں کا معاملہ تمہارے تفویض ہوا تو اپنے قرابت داروں کو لوگوں کی گردنوں پر نہ سوار کر دینا۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ! اگر لوگوں کا معاملہ تمہارے سپرد ہو تو تم اولاد ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر نہ سوار کر دینا' اور اے علی رضی اللہ عنہ! اگر لوگوں کے معاملے میں تم والی بنائے جاؤ تو بنی ہاشم کو ان لوگوں کی گردنوں پر نہ سوار کر دینا۔

خلافت کے لئے مشاورت:

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اٹھو اور آپس میں مشورہ کر کے اپنے میں سے ایک کو امیر بنا لو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لوگ کھڑے ہو کر مشورہ کرنے لگے۔ عثمانؓ نے ایک یا دو مرتبہ مجھے بلایا کہ مشورے میں داخل کریں' واللہ اس علم کی وجہ سے کہ ان کے معاملے میں وہی ہوگا جس کو میرے والد نے فرما دیا ہے' میں نہیں چاہتا تھا کہ شریک ہوں' واللہ میں نے انہیں کبھی کسی معاملے میں ہونٹ ہلاتے نہیں دیکھا کہ وہ امر حق نہ ہو۔

جب عثمانؓ نے بلانے میں کثرت کر دی تو میں نے کہا کہ تم لوگوں کو عقل نہیں ہے کہ امیر بنا رہے ہو' حالانکہ امیر المومنین زندہ ہیں' واللہ جیسے میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو مرقد سے جگا دیا۔ فرمایا کہ تم لوگ مہلت دو' اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے تو تین شب تک تمہیں صہیب رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں۔ پھر اپنے معاملے پر تم لوگ اتفاق کر لو' تو پھر تم میں سے بغیر تمہارے مشورے کے جو امیر بنے اس کی گردن مار دینا۔

ابن شہاب نے سالم سے روایت کی کہ میں نے عبداللہ سے پوچھا' کیا عمرؓ نے علیؓ سے پہلے عبدالرحمٰنؓ سے شروع کیا' انہوں

نے کہا کہ ہاں' واللہ۔

ابن معشر سے مروی ہے کہ ہمارے مشائخ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس معاملے میں اصلاح نہیں ہوسکتی' بغیر اس شدت کے جس میں جبر نہ ہو اور بغیر اس نرمی کے جس میں سستی نہ ہو۔

غیر مسلموں کے مدینہ داخلے پر پابندی:

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ قیدیوں میں جو بالغ ہو جائے اسے مدینہ آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے مغیرہ بن شعبہؓ نے جو کوفے کے عامل تھے انہیں ایک خط لکھ کر اپنے پاس کے ایک کاریگر غلام کا ذکر کیا اور مدینے میں داخل کرنے کی اجازت یہ کہہ کے چاہی کہ وہ لوگوں کے فائدے کے بہت سے کام جانتا ہے' وہ لوہار ہے' بڑھئی ہے' نقاش ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔

ابولؤلؤ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت:

مغیرہ نے اس پر سو درہم ماہوار (خراج) مقرر کر دیا۔ غلام عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خراج کی شدت کی شکایت کرنے آیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو اچھی طرح کیا کیا کام جانتا ہے' اس نے وہ سب کام بیان کیے جو اچھی طرح جانتا تھا' فرمایا کہ تیرے کام کی نوعیت کے لحاظ سے تو تیرا خراج زیادہ نہیں ہے' وہ ناراض ہو کر بڑبڑاتا ہوا واپس ہوا۔

قتل کی دھمکی:

عمر رضی اللہ عنہ نے چند راتیں گزاریں اس کے بعد پھر وہ غلام ان کے پاس سے گزرا تو انہوں نے اس کو بلایا اور فرمایا' کیا مجھ سے یہ نہیں بیان کیا گیا ہے کہ تو کہتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایسی چکی بنا دوں جو ہوا سے چلے' غلام ناراض اور ترش رو ہو کے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا۔ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جماعت تھی' اس نے کہا کہ میں آپ کے لیے ضرور ایسی چکی بناؤں گا جس کو لوگ بیان کیا کریں گے' غلام نے پشت پھیری تو عمر رضی اللہ عنہ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے جو ان کے ہمراہ تھی اور فرمایا کہ غلام نے ابھی مجھے قتل کی دھمکی دی۔

نماز فجر میں قاتلانہ حملہ:

چند راتیں گزریں' ابولؤلؤ نے ایک خنجر اپنے ساتھ لے لیا جس کے دو سرے تھے اور دھار بیچ میں تھی' صبح کی تاریکی میں مسجد کے کسی گوشے میں چھپ کے بیٹھ گیا' اور برابر وہیں رہا یہاں تک کہ نماز فجر کے لیے عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو جگانے نکلے' عمر رضی اللہ عنہ ایسا کیا کرتے تھے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ اس کے قریب ہوئے تو اس نے حملہ کیا اور تین خنجر مارے' ان میں سے ایک زیر ناف لگا' جس نے پیٹ کی اندرونی کھال کو کاٹ دیا اور اسی نے انہیں قتل کر دیا' پھر وہ اہل مسجد پر ٹوٹ پڑا' اور عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ گیارہ آدمیوں کو زخمی کیا۔ پھر اپنا خنجر اپنے ہی گھونپ لیا۔

زخمی حالت میں نماز کی ادائیگی:

جس وقت عمر رضی اللہ عنہ کے خون جاری ہو گیا اور لوگ پے در پے ان کے پاس آ گئے تو فرمایا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے

کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' عمر رضی اللہ عنہ پر سیلان خون کا غلبہ ہو گیا' جس سے غشی طاری ہو گئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے ایک جماعت کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کے ان کے مکان پر پہنچایا' عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو ان کی آواز اجنبی معلوم ہوئی۔ میں برابر عمر رضی اللہ عنہ ہی کے پاس رہا اور وہ بھی برابر غش میں رہے' یہاں تک کہ صبح کی روشنی پھیل گئی جب روشنی ہو گئی تو انہیں افاقہ ہوا' ہمارے چہروں پر نظر کی اور فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی' میں نے کہا جی ہاں' پھر فرمایا کہ اس کا اسلام نہیں جس نے نماز ترک کر دی' وضو کا پانی منگایا اور وضو کیا' نماز پڑھی اور فرمایا کہ اے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جاؤ اور دریافت کرو کہ مجھے کس نے قتل کیا۔

قاتل کے متعلق تفتیش:

میں نکلا' مکان کا دروازہ کھولا تو لوگ جمع تھے جو عمر رضی اللہ عنہ کے حال سے ناواقف تھے' میں نے دریافت کیا کہ امیرالمومنین کو کس نے قتل کیا' تو لوگوں نے کہا کہ انہیں اللہ کے دشمن ابولولو' مغیرہ بن شعبہؓ کے غلام نے خنجر مارا ہے۔

میں اندر گیا تو عمر رضی اللہ عنہ مجھ پر نظر جمائے ہوئے خبر دریافت کرنے لگے' جس کے لیے مجھے بھیجا تھا۔ عرض کی مجھے امیرالمومنین نے اس لیے بھیجا تھا کہ قاتل کو دریافت کروں' میں نے لوگوں سے گفتگو کی تو ان کا دعویٰ ہے کہ اللہ کے دشمن ابولولو' مغیرہ بن شعبہؓ کے غلام نے خنجر مارا' اس نے آپ کے ساتھ ایک جماعت کو بھی خنجر مارا' پھر خودکشی کر لی۔

فرمایا' سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے میرا قاتل ایسے شخص کو نہیں بنایا جو اللہ کے سامنے اس سجدے کی بنا پر مجھ سے حجت کرے جو کبھی اس نے کیا ہو' عرب ایسے نہیں جو مجھے قتل کرتے۔

علاج معالجہ کی کوشش:

سالم نے کہا کہ پھر میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پاس طبیب بلا بھیجو میرے اس زخم کو دیکھے' لوگوں نے عرب کے طبیب کو بلا بھیجا' اس نے عمر رضی اللہ عنہ کو نبیذ پلائی' نبیذ جس وقت زیر ناف کے زخم سے نکلی تو خون کے مشابہ ہو گئی۔

میں نے انصار میں سے ایک دوسرے طبیب کو بلایا' پھر بنی معاویہ میں سے (ایک طبیب کو) بلایا' اس نے انہیں دودھ پلایا تو وہ بھی زخم سے اس طرح نکلا کہ سفیدی جھلک رہی تھی۔ طبیب نے کہا کہ یا امیرالمومنین! وصیت کیجئے' عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بنی معاویہ کے بھائی نے مجھ سے سچ کہا' اگر تم مجھ سے اس کے سوا کہتے تو میں تمہاری تکذیب کرتا۔

میت پر رونے کی ممانعت:

جس وقت قوم نے سنا تو لوگ رونے لگے' عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ پر نہ روؤ' جو روئے وہ چلا جائے' کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میت پر اس کے عزیزوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔

اسی وجہ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی اولاد وغیرہ کی میت پر اپنے پاس کسی رونے والے کو نہیں ٹھہرنے دیتے تھے' عائشہ رضی اللہ عنہا' زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اعزہ کی میت پر غم کا اظہار (رویا) کرتی تھیں' ان سے عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

حدیث بیان کی گئی تو فرمایا کہ اللہ عمرو ابن عمر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے والله ان دونوں نے غلط نہیں کہا' لیکن عمر رضی اللہ عنہ بھول گئے' واقعہ صرف یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوحہ کرنے والوں پر گزرے جو اپنی میت پر رورہے تھے' تو فرمایا کہ یہ لوگ رورہے ہیں' حالانکہ ان کے ساتھی (یعنی میت) پر عذاب کیا جارہا ہے' وہ شخص (میت) گنہگار تھا۔

ابولؤلؤ کی دھمکی آمیز گفتگو:

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ جب مغیرہ بن شعبہ کا غلام آیا تو انہوں نے ایک سوبیس درہم ماہوار یا چار درہم روزانہ مقرر کیے' وہ خبیث تھا' جب چھوٹے قیدیوں کو دیکھتا تو ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتا اور روکے کہتا کہ عرب نے میرا جگر کھالیا۔

جب عمر رضی اللہ عنہ مکے سے آئے تو ابولؤلؤ ان کے ارادے سے نکلا' اس نے انہیں اس حالت میں پایا کہ صبح کے وقت بازار کی طرف جارہے تھے' عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے' اس نے کہا: یا امیر المومنین! میرے آقا مغیرہ نے مجھے جزیے کی اتنی تکلیف دی ہے جس کی مجھے طاقت نہیں' فرمایا انہوں نے تجھے کیا تکلیف دی ہے' اس نے کہا چار درم روزانہ' فرمایا کہ تو کیا بناتا ہے اس نے کہا کہ چکیاں' اور اپنے باقی کاموں سے خاموش رہا' پھر پوچھا کہ تو چکی کتنے میں بناتا ہے اس نے بتایا' فرمایا: کہ اور کتنے میں تو اسے بیچتا ہے' اس نے انہیں بتایا' تو فرمایا کہ انہوں نے تجھے کم تکلیف دی۔ جا اپنے مولیٰ کو وہی دیا کر جو انہوں نے تجھ سے مانگا۔

جب وہ پلٹا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ہمارے لیے ایک چکی نہیں بنادیتا۔ اس نے کہا کیوں نہیں' میں آپ کے لیے ایسی چکی بناؤں گا کہ بہت سے شہر والے اس کی باتیں کریں گے۔ عمر رضی اللہ عنہ اس کے کلام سے پریشان ہوگئے' علی رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ تھے' ان سے فرمایا کہ تمہاری رائے میں اس نے کیا سوچا؟ انہوں نے کہا یا امیر المومنین! اس نے آپ کو دھمکی دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے ہمیں اللہ کافی ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ اپنے کلام سے اس کی مراد غور ہے۔ (یعنی خوب غور سے چکی بنائے گا)۔

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے مروی ہے کہ ابولؤلؤ نہاوند کے قیدیوں میں سے تھا۔

ابولؤلؤ کی خودکشی:

ابوبکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے خنجر مار دیا گیا تو ابولؤلؤ بھاگا' عمر رضی اللہ عنہ پکارنے لگے "کتا' کتا" اس نے ایک جماعت کو زخمی کردیا' قریش کی ایک جماعت نے اسے گرفتار کرلیا' جس میں عبداللہ بن عوف الزہری' ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص اور بنی سہم کے ایک شخص تھے' عبداللہ بن عوف نے اس پر اپنی چادر ڈال دی' جب وہ پکڑ لیا گیا تو اپنے بھی خنجر گھونپ لیا۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ اسی نے اپنے آپ کو خنجر سے زخمی کیا یہاں تک کہ اپنے آپ کو قتل کرلیا۔ عبداللہ بن عوف الزہری نے اس کا سر کاٹ لیا۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ مجھے ابولؤلؤ نے خنجر مارا اور میں اسے صرف کتا ہی سمجھتا رہا' یہاں تک کہ اس نے مجھے تیسری مرتبہ خنجر مارا۔

قاتل کون؟

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے خنجر مارا گیا تو بدر کے مہاجرین وانصار ان کے پاس جمع ہو گئے' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ اور دریافت کرو کہ کیا تم لوگوں کے مشورہ وایماء سے یہ ہوا ہے جس سے مجھے تکلیف پہنچی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نکلے اور لوگوں سے دریافت کیا تو قوم نے کہا کہ واللہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ ہماری عمروں سے آپ کی عمر میں اضافہ کر دے۔

مصلّی نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خون عمر رضی اللہ عنہ سے رنگین ہو گیا:

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو مصیبت پہنچائی گئی تو میں نے انہیں اس حالت میں دیکھا کہ جسم پر زرد تہبند تھی' ان کی ہیبت سے میں صف اوّل چھوڑ دیتا تھا' اس روز میں صف ثانی میں تھا' وہ آئے اور فرمایا کہ اللہ کے بندو نماز پڑھو' صف سیدھی کر لو' پھر انہوں نے تکبیر کہی' اتنے میں دو یا تین خنجر مارے گئے' ان کے بدن پر زرد تہبند تھی جس کو انہوں نے سینے تک اٹھا کے پھر چھوڑ دیا اور کہتے جاتے تھے "وکان امر اللّٰہ قدراً مقدورا" (اور اللہ کا حکم اندازہ مقرر ہے)' (ابولؤلؤ) لوگوں پر ٹوٹ پڑا' اس نے قتل کیا اور دس سے زائد آدمیوں کو زخمی کیا' لوگ اس کی طرف ٹوٹ پڑے اس نے خنجر کو مضبوط پکڑ لیا اور خودکشی کر لی۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو وہ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے "وکان امر اللّٰہ قدراً مقدورا"' لوگوں نے قاتل کی جستجو کی' جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا جس کی دو دھاریں تھیں' جو شخص قریب گیا اسے وہ خنجر مارنے لگا' اس نے تیرہ آدمی زخمی کیے جن میں چار بچے اور نو مر گئے' یا نو بچ گئے اور چار مر گئے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس سال عمر کو مصیبت پہنچائی گئی' انہوں نے فجر کی نماز میں "لا اقسم بھذ البلد" اور "والتین والزیتون" کی سورتیں پڑھیں۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس وقت عمر بن الخطاب کو خنجر مارا گیا تو وہ یہ کہہ رہے تھے: "وکان امر اللّٰہ قدراً مقدورا"۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ امرائے لشکر کو لکھا کرتے تھے کہ ہمارے پاس کفار کو گھسیٹ کر نہ لاؤ' اسی کے مطابق عمل ہوتا تھا' جب انہیں ابولؤلؤ نے خنجر مارا تو پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام۔ فرمایا کیا میں نے تم لوگوں سے کہا نہیں تھا کہ ہمارے پاس کسی کافر کو گھسیٹ کر نہ لانا' مگر تم لوگ مجھ پر غالب آ گئے۔

قاتلانہ حملہ میں مسلمان زخمیوں کی تعداد:

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ جس وقت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا' میں موجود تھا' اور جس نے انہیں خنجر مارا اس نے تیرہ یا انیس آدمیوں کو خنجر سے زخمی کیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہماری امامت کی' انہوں نے فجر میں قرآن کی سب سے چھوٹی سورتیں والعصر اور اذا جاء نصر اللّٰہ پڑھیں۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جس نے عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا' اس نے مع عمر رضی اللہ عنہ کے بارہ آدمیوں کو اسی خنجر سے زخمی کیا' ان میں سے مع عمر رضی اللہ عنہ کے چھ مر گئے اور چھ اچھے ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زخم کی حالت:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو وہ اٹھالیے گئے' ان پر غشی طاری ہوگئی' ہوش آیا تو ہم نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا اور مجھ سے سہارا لگالیا ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا میں اپنی بیچ کی انگلی رکھتا مگر سوراخ بند نہ ہوتا' انہوں نے وضو کیا اور صبح کی نماز پڑھی' پہلی رکعت میں ''والعصر'' اور دوسری میں ''قل یاایھا الکافرون'' پڑھی۔

آلۂ قتل:

نافع سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے وہ چھری دیکھی جس سے عمر رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے' انہوں نے کہا کہ کل میں نے یہ ہرمزان اور جفینہ کے پاس دیکھی تھی' میں نے پوچھا کہ تم دونوں اس چھری سے کیا کرو گے' تو انہوں نے کہا کہ اس سے ہم گوشت کاٹیں گے کیونکہ ہم لوگ گوشت کو چھوتے نہیں' عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا کیا تم نے وہ چھری ان دونوں کے پاس دیکھی تھی' انہوں نے کہا کہ ہاں' عبیداللہ نے اپنی تلوار لی' ان دونوں کے پاس آئے اور قتل کر دیا۔ عثمانؓ نے انہیں بلا بھیجا وہ ان کے پاس آئے فرمایا کہ تمہیں ان دونوں آدمیوں کے قتل پر کس نے برانگیختہ کیا' وہ تو ہماری پناہ (ذمے) میں تھے۔ عبیداللہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر پچھاڑ دیا' لوگ اٹھ کر ان کے پاس آئے اور انہیں ان سے چھڑایا۔ جس وقت عثمانؓ نے انہیں بلا بھیجا تو انہوں نے تلوار لٹکائی' مگر عبدالرحمٰن نے قسم دلائی' تو انہوں نے وہ رکھ دی۔

اسلم سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو انہوں نے پوچھا کہ کس نے مجھے مصیبت پہنچائی لوگوں نے کہا کہ ابولولو نے' اس کا نام فیروز ہے' اور مغیرہ بن شعبہ کا غلام ہے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو کافروں میں سے کسی کو ہمارے پاس گھسیٹ لانے سے منع کیا تھا مگر تم نے میری نافرمانی کی۔

زخمی حالت میں بھی نماز کا اہتمام:

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے اور عرض کی نماز (پڑھ لیجئے) فرمایا' اچھا' اس آدمی کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز کو ضائع کر دیا انہوں نے نماز پڑھی حالانکہ زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو جب زخمی کیا گیا تو ان پر بے ہوشی طاری ہونے لگی' کہا گیا کہ نماز جیسی چیز سے تم لوگ ہرگز انہیں پریشان نہ کرو گے (یعنی ان سے نماز پڑھنے کو کہو گے تو وہ ہرگز پریشان نہ ہوں گے) بشرطیکہ ان میں جان ہو' کہا گیا نماز یا امیر المومنین! نماز پڑھ لی گئی ہے' وہ ہوشیار ہو گئے' فرمایا کہ نماز' اے اللہ تب تو لے لے' جس نے نماز ترک کر دی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ انہوں نے نماز پڑھی حالانکہ ان کا زخم خون بہا رہا تھا۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ جس وقت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس گئے' نماز کی اذان کہہ دی گئی تھی' کہا گیا یا امیر المومنین نماز' انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ نماز' جس نے نماز ترک کر دی اس کا اسلام میں

کوئی حصہ نہیں۔ انہوں نے نماز پڑھی حالانکہ زخم خون بہا رہا تھا' طبیب کو بلایا گیا۔ اس نے انہیں نبیذ پلائی تو وہ خون کے ہم شکل ہو کر نکل گئی' پھر اس نے انہیں دودھ پلایا تو وہ سفید نکلا' تب اس نے کہا' یا امیر المومنین' اپنی وصیت کر دیجئے۔ انہوں نے اصحاب شوریٰ کو طلب کیا' اس کا یہی سبب تھا۔

صحابہ کی زبان سے اوصاف فاروقی رضی اللہ عنہ کا بیان:

سماک سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو میں ان کے پاس گیا اور تعریف کرنے لگا' فرمایا تم کس چیز پر میری تعریف کرتے ہو' خلافت پر' یا غیر خلافت پر۔ میں نے کہا کہ سب پر' فرمایا کہ کاش مجھے اس سے بچا کے نکال دیا جاتا کہ نہ تو ثواب ملتا نہ عذاب۔

سماک الحنفی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ نے آپ کے ذریعے سے شہروں کو بنایا اور آپ کے ذریعے سے بہت سی فتوح دیں' آپ کے ذریعے سے فلاں کام کیا اور فلاں کام کیا۔ فرمایا کہ مجھے یہ پسند تھا کہ میں ان سے اس طرح نجات پا جاتا کہ نہ ثواب ہوتا نہ عذاب۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر بن الخطاب کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ تم لوگ امارت میں مجھ پر رشک کرتے تھے' واللہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں کسی طرح بھی نجات پا جاؤں' نہ کچھ مجھ پر ہو نہ میرے لیے ہو۔

سلیمان بن یسار نے ولید بن عبدالملک سے یہ روایت بیان کی تو مالک نے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا' سلیمان نے کہا' یا مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب زخمی کیے گئے تو اس کی شب کو وہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس گئے' صبح ہوئی تو لوگوں نے انہیں گھبرا دیا اور کہا کہ نماز' وہ گھبرا گئے اور فرمایا کہ ہاں' اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے جس نے نماز ترک کر دی' پھر انہوں نے نماز پڑھی' حالانکہ زخم خون بہا رہے تھے۔

حضرت ام کلثوم کی گریہ وزاری:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ شور سنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا' ہم ان کے پاس اس مکان میں گئے جس میں وہ تھے۔ علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ آواز کیا ہے۔ کسی عورت نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو طبیب نے نبیذ پلائی تو وہ نکل گئی اور دودھ پلایا تو وہ بھی نکل گیا۔ اس طبیب نے کہا کہ مجھے آپ شام کرتے نہیں دکھائی دیتے۔ لہٰذا آپ جو کرنا چاہیں کر لیجئے' ام کلثوم نے کہا ہائے عمر رضی اللہ عنہ ان کے ہمراہ عورتیں تھیں وہ بھی رونے لگیں اور سارا گھر رونے سے گونج اٹھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ اگر میرے لیے تمام روئے زمین کی چیزیں ہوتیں تو آخرت کے متعلق جو اطلاع دی گئی ہے اس کے خوف سے میں اسے فدیے میں دے دیتا۔

بارگاہ فاروقی رضی اللہ عنہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خراج تحسین:

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ واللہ مجھے امید ہے کہ آپ اس ہول کو سوائے اس مقدار کے نہ دیکھیں گے جتنا اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہے وإن منکم الاوار دھا جہاں تک ہم جانتے ہیں آپ امیر المومنین اور سید المومنین ہیں' کتاب اللہ سے فیصلہ کرتے ہیں اور برابر سے تقسیم کرتے ہیں۔ انہیں میرا قول پسند آیا تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے' فرمایا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما کیا تم اس کی میرے لیے گواہی دو گے؟ میں رکا تو انہوں نے میرے شانے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہما میرے لیے اس کی گواہی دینا' میں نے کہا جی ہاں' میں گواہی دوں گا۔

طبّی معائنہ:

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے تو لوگ ان کے پاس آنے لگے' ایک شخص سے فرمایا' میرا زخم دیکھو' اس نے ہاتھ اندر ڈال کے دیکھا' فرمایا تم نے کیا محسوس کیا' اس نے کہا کہ میں اسے اس حالت میں پاتا ہوں کہ آپ کی صرف وہی رگ باقی رہ گئی ہے جس سے آپ قضائے حاجت کرتے ہیں' فرمایا کہ تم سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ اچھے ہو' پھر اس شخص نے کہا کہ واللہ مجھے امید ہے کہ آپ کی جلد کو آگ کبھی مس نہ کرے گی' انہوں نے اس کی طرف دیکھا' ہم لوگ ان کی خوبیاں بیان کر کے رونے لگے یا ان کے لیے ہمارے دل بھر آئے (اس شخص سے) فرمایا کہ اے فلاں اس کے متعلق تمہارا علم بہت کم ہے' اگر میرے لیے زمین کی تمام چیزیں ہوتیں تو میں خبر دادہ امور کے ہول سے ان کو فدیے میں دے دیتا۔

محمد سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے سانحے کی صبح ہوئی تو میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ان کو اٹھایا' ہم نے ان کو گھر میں پہنچا دیا' کسی قدر افاقہ ہوا تو فرمایا کہ مجھے کس نے مصیبت پہنچائی۔ میں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہؓ کے غلام ابولؤلؤ نے' فرمایا یہ تمہارے ساتھیوں کا عمل ہے' میں چاہتا تھا کہ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں قیدیوں میں سے کوئی کا فر داخل نہ ہو' مگر تم لوگ اتنا مجھ پر غالب آ گئے کہ میری عقل مغلوب ہوگئی' میری طرف سے دو باتیں یاد رکھو کہ میں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور نہ میں نے کلالہ (وہ میت جس کے ورثے میں نہ اولاد ہو نہ والدین) کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا' محمد کے علاوہ دوسروں نے یہ روایت کی کہ انہوں نے فرمایا' میں نے دادا اور بھائی کی میراث کا کچھ فیصلہ نہیں کیا۔

تین باتوں میں کوئی فیصلہ نہیں کیا:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو مصیبت پہنچائی گئی تو میں ان کے پاس گیا اور کہا یا امیر المومنین آپ کو صرف اس شخص نے مصیبت پہنچائی جس کا نام ابولؤلؤ ہے۔ فرمایا کہ میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے تین باتوں میں کوئی فیصلہ نہیں کیا سوائے اس کے کہ میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں کہ میں نے غلام میں ایک غلام اور باندی کے لڑکے میں دو غلام کیے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تین باتوں کی وصیت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرے میں بیان کیا کہ جس وقت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو میں ان لوگوں میں پہلا شخص تھا جو ان کے پاس آئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے تین باتیں یاد رکھو کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ مجھے نہ پائیں گے' میں نے کلالہ کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا' میں نے لوگوں پر کسی کو خلیفہ نہیں بنایا' اور میرا ہر غلام آزاد ہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ خلیفہ بنا دیجئے' فرمایا اس میں سے میں جو بھی کروں تو اس کو انہوں نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے۔ اگر میں لوگوں کے امر کو ان کے لیے چھوڑ

دوں تو اسے نبی ﷺ نے بھی چھوڑا ہے' اور اگر میں خلیفہ بنا دوں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی جو مجھ سے بہتر تھے خلیفہ بنایا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کو جنت کی خوش خبری ہو کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی اور طویل صحبت اٹھائی آپ امر مسلمین کے والی ہوئے تو اسے قوی کر دیا اور امانت کو ادا کر دیا' فرمایا تمہارا مجھے جنت کی خوشخبری دینا' تو قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اگر میرے لیے دنیا و مافیہا ہو تو قبل اس کے کہ مجھے خبر کا علم ہو جو میرے سامنے ہے اس کے ہول سے یہ سب فدیے میں دے دوں' تمہارا مسلمانوں کی حکومت کے بارے میں کہنا تو واللہ مجھے یہ پسند ہے کہ یہ کفاف (برابر سرابر) ہو کہ نہ کچھ میرے لیے ہو نہ کچھ میرے اوپر ہو لیکن تم نے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے بارے میں بیان کیا' تو یہ تو ہے۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ جس وقت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو میں انیس میں سے نواں شخص تھا چنانچہ ہم نے انہیں اندر پہنچایا تو ہم سے اشتداد درد کی شکایت کی۔

کعب سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بادشاہ تھا کہ جب ہم اس کا ذکر کرتے تو عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے اور جب عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو اس کا ذکر کرتے' اس کے پہلو میں ایک نبی تھے جن پر وحی کی جاتی تھی' اللہ نے ان نبی ﷺ پر وحی کی کہ وہ اس سے کہہ دیں کہ تمہیں جو عہد کرنا ہو کر لو اور مجھے اپنی وصیت لکھ کر دے دو' کیونکہ تم تین دن تک مر جاؤ گے' ان نبیؑ نے اسے اس کی خبر دی' جب تیسرا دن ہوا تو وہ بادشاہ تخت اور دیوار کے درمیان پڑ گیا۔ اللہ کی طرف گڑگڑایا اور کہا کہ اے اللہ اگر تجھے معلوم ہے کہ میں حکم کرنے میں عدل کرتا تھا اور جب امور مختلف ہوتے تو میں تیری محبت کی پیروی کرتا تھا اور میں چناں تھا اور چنیں تھا تو میری عمر میں اتنا اضافہ کر دے کہ میرے بچے بڑے ہو جائیں اور رعیت بڑھ جائے اللہ نے اپنے نبی کو وحی کی کہ اس بادشاہ نے یہ اور یہ کہا اور اس نے سچ کہا' میں نے اس کی عمر میں پندرہ سال کا اضافہ کر دیا۔ اس زمانے میں اس کے لڑکے بھی بڑے ہو جائیں گے اور رعیت بھی بڑھ جائے گی۔

عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو کعب نے کہا کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنے پروردگار سے دعا کریں تو انہیں ضرور باقی رکھے گا' عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی گئی تو فرمایا کہ اے اللہ تو مجھے عاجز ہونے اور نشانہ ملامت بننے سے پہلے اٹھا لے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی زبان محاسن فاروقی کا بیان:

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ جب عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو لوگوں نے کہا کہ یا امیر المومنین اگر آپ کوئی شربت پیتے تو (اچھا ہوتا) فرمایا مجھے نبیذ پلاؤ وہ انہیں سب شربتوں سے زیادہ مرغوب تھی' نبیذ ان کے زخم سے خون کے ساتھ مل کر نکلی تو لوگوں کو اچھی طرح نہ معلوم ہوا کہ یہ وہی شربت ہے جو انہوں نے پیا ہے' لوگوں نے کہا کہ اگر آپ دودھ پیتے (تو خوب ہوتا) دودھ لایا گیا' جب انہوں نے پیا تو وہ بھی زخم سے نکلا' سفیدی دیکھی تو رونے لگے اور اپنے گرد بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو بھی رلایا' پھر فرمایا کہ یہ وقت وفات ہے' اگر میرے لیے وہ تمام ہوتا جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے تو میں ہول مطلع سے (قیامت کے وہ دہشت ناک حالات جن کی قرآن و حدیث میں اطلاع دی گئی ہے) اسے فدیے میں دے دیتا۔ لوگوں نے پوچھا کہ بس آپ کو اسی چیز نے رُلایا۔ فرمایا بے شک مجھے اس کے سوا اور کسی چیز نے نہیں رلایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' یا امیر المومنین! واللہ آپ کا سلام تھا تو نصرت تھی'

امامت تھی تو فتح تھی' واللہ آپ کی امارت نے روئے زمین کو عدل سے بھر دیا ہے' کوئی دو فریق آپس میں جھگڑا کرتے ہیں تو دونوں آپ کے فیصلے پر (بہ رضا و رغبت) اپنا جھگڑا ختم کر دیتے ہیں' فرمایا کہ مجھے بٹھا دو' جب بیٹھ گئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اپنی گفتگو کا میرے سامنے اعادہ کرو' انہوں نے اعادہ کیا تو فرمایا' کیا تم قیامت میں جب اللہ سے ملو گے تو اس کے آگے میرے لیے اس کی شہادت دو گے' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جی ہاں' عمر رضی اللہ عنہ اس سے خوش ہوئے' اور انہوں نے اس کو پسند کیا۔

آخرت بہتر بنانے کی فکر:

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ جس وقت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے تو لوگ ان کی تعریف کرنے اور انہیں رخصت کرنے آئے' عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ امارت کی وجہ سے میری پاکی و صفائی بیان کرتے ہو' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے اس حالت میں اٹھا لیا کہ وہ مجھ سے راضی تھے' پھر میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی' میں نے ان کی بھی اطاعت و فرماں برداری کی' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات بھی اس حالت میں ہوئی کہ میں مطیع و فرماں بردار تھا' مجھے کبھی اپنے اوپر کسی امر کا خوف نہیں ہوا' سوائے تمہاری اس امارت کے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو لوگ ان کے پاس آنے لگے' فرمایا: کہ اگر میرے لیے روئے زمین کی تمام اشیا ہوتیں تو میں انہیں ہول مطلع (قیامت) سے فدیے میں دے دیتا۔

شعبی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے زخمی ہونے کے بعد دودھ مانگا' پیا تو زخم سے نکلا' فرمایا اللہ اکبر' ان کے ہم نشین اس پر ان کی تعریف کرنے لگے تو فرمایا کہ وہ شخص جسے اس کی عمر نے دھوکا دیا وہ ضرور دھوکے میں ہے۔ واللہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں اس سے اسی طرح نکل جاؤں جس طرح میں اس میں داخل ہوا تھا' واللہ اگر میرے لیے وہ تمام ہوتا جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے تو میں ہول مطلع (قیامت) سے اسے فدیے میں دے دیتا۔

آلۂ قتل کی شناخت:

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس وقت عمر رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو میں ابولؤلؤ کے پاس سے گزرا اس کے ہمراہ جفینہ اور ہرمزان بھی تھے' تینوں سرگوشی کر رہے تھے' جب میں دفعتہً ان کے پاس پہنچ گیا تو وہ بھاگے' ان کے درمیان سے ایک خنجر گر پڑا جس کے دو سرے تھے اور اس کی دھار بیچ میں تھی تم لوگ دیکھو کہ جس سے عمر رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے وہ کون سا خنجر ہے' انہوں نے وہی خنجر پایا۔ عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے جس کی صفت بیان کی تھی۔

ہرمزان کے قتل کا واقعہ:

عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے سنی تو وہ گئے اور ان کی تلوار بھی پاس تھی' انہوں نے ہرمزان کو پکارا' جب وہ نکل کر ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ چل کہ ہم اپنے ایک گھوڑے کو دیکھیں' وہ اس سے پیچھے ہٹ گئے' جب وہ ان کے آگے سے گزرا تو انہوں نے اسے تلوار مار دی۔ عبیداللہ نے کہا جب اس نے تلوار کی حرارت محسوس کی تو کہا:

''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه''۔

جفینہ اور دختر ابولؤلؤ کا قتل:

عبیداللہ نے کہا کہ میں نے جفینہ کو بلایا جو الحیرہ کے نصاریٰ میں سے سعد بن ابی وقاص کا رضاعی بھائی تھا' وہ اسے اس رضاعت کی وجہ سے مدینے میں لائے جوان کے اور اس کے درمیان تھی اور مدینے میں لکھنے کی تعلیم دیتا تھا' جب میں نے اسے تلوار ماری تو اس نے اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان صلیب کا اشارہ کیا' عبیداللہ روانہ ہوئے اور انہوں نے ابولؤلؤ کی چھوٹی لڑکی کو بھی جو اسلام کا دعویٰ کرتی تھی' قتل کر دیا۔

عبیداللہ بن عمر اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے مابین تنازعہ:

عبیداللہ نے یہ ارادہ کیا کہ اس روز مدینے میں کسی قیدی کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑیں گے' مہاجرین اوّلین ان کے پاس جمع ہو گئے' انہوں نے منع کیا اور دھمکایا تو انہوں نے کہا واللہ میں ان کو اور دوسروں کو ضرور قتل کر دوں گا' انہوں نے بعض مہاجرین پر بھی تعریض کی' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ برابر ان کے ساتھ رہے اور انہیں تلوار دے دی' جب انہوں نے تلوار دے دی تو ان کے پاس سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آئے' ان دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کا سر پکڑا اور باہم لڑنے لگے یہاں تک کہ ان کے درمیان پڑ کے انہیں روکا گیا۔

عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں جھگڑا:

قبل اس کے کہ ان راتوں میں عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی جائے' عثمان آئے' انہوں نے عبیداللہ پر حملہ کیا اور دونوں باہم دست وگریبان ہوئے۔ جس روز عبیداللہ نے جفینہ اور ہرمزان اور ابولؤلؤ کی لڑکی کو قتل کیا لوگوں پر زمین تاریک ہو گئی' ان کے اور عثمانؓ کے درمیان بیچ بچاؤ کیا گیا۔

جب عثمانؓ خلیفہ بنا دیئے گئے تو انہوں نے مہاجرین وانصار کو بلایا اور کہا کہ مجھے اس شخص کے قتل کے بارے میں مشورہ دو جس نے دین میں وہ رخنہ پیدا کیا' جو پیدا کیا' مہاجرین نے ایک بات پر اتفاق کر لیا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے قتل پر والی بنا دیا' لوگوں کی اکثریت عبیداللہ کے ساتھ تھی جو جفینہ وہرمزان کے لیے کہتے تھے کہ خدا ان دونوں کو دور کر دے۔ شاید تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ان کے بیٹے کو کر دو۔

اس معاملے میں شور وغل اور اختلاف بہت ہو گیا۔ عمرو بن العاصؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ یا امیرالمومنین یہ واقعہ تو آپ کی خلافت کے آغاز سے پہلے ہوا لہٰذا آپ ان سے درگزر کیجئے۔ عمروؓ کی تقریر سے لوگ منتشر ہو گئے' عثمانؓ بھی باز آ گئے اور دونوں آدمیوں اور لڑکی کا خون بہا دے دیا گیا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر رحمت کرے' وہ ان لوگوں میں سے تھیں جنہوں نے عبیداللہ کو ان لوگوں کی قرأت پر بہادر بنایا۔

موسیٰ بن یعقوب نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ اس روز عثمان رضی اللہ عنہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہاتھا پائی کرنے لگے'

میں نے عبیداللہ کی پیشانی کے بال عثمانؓ کے ہاتھ میں دیکھے اس روز زمین لوگوں پر تاریک ہوگئی تھی۔

ابی وجزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اس روز عبیداللہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ عثمانؓ سے ہاتھا پائی کر رہے تھے' عثمان رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے کہ خدا تجھے غارت کرے' تو نے ایسے شخص کو قتل کر دیا جو نماز پڑھتا تھا اور چھوٹی بچی کو اور ایک دوسرے شخص کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے (ضمان وامان) میں تھا' تیرا چھوڑ دینا حق نہیں ہے' پھر تعجب ہے کہ جس وقت وہ والی ہوئے انہوں نے اسے کیونکر چھوڑ دیا' لیکن مجھے معلوم ہوا کہ عمرو بن العاصؓ نے اس میں دخل دیا انہوں نے اس کو ان کی رائے پر چھوڑ دیا۔

فرزند عمر رضی اللہ عنہ کی جذباتی کیفیت:

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ اس روز عبیداللہ ایک جنگلی درندے کی شکل میں تھے' وہ عجمیوں کو تلوار سے روکنے لگے' یہاں تک کہ قید خانے میں قید کر دیئے گئے' میں خیال کرتا تھا کہ اگر عثمان رضی اللہ عنہ والی ہوں گے تو انہیں قتل کر دیں گے اس لیے کہ جو کچھ انہوں نے ان کے ساتھ کیا میں نے دیکھا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں وہ اور سعدؓ سب سے زیادہ ان پر سخت تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو وصیت:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی' جب ان کی وفات ہوئی تو انہوں نے آل عمر رضی اللہ عنہ کے اکابر کو وصیت کی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے چہارم (ترکہ میں سے چوتھائی حصہ) کی وصیت کی۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں کسی کو گواہ نہیں بنایا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وقف نامہ:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ایک زمین (حصے میں) ملی تھی۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' آپ سے مشورہ طلب کیا اور کہا کہ مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی کہ کبھی کوئی مال نہ ملا جو اس سے زیادہ نفیس ہوتا' آپ اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں' فرمایا اگر تم چاہو تو اس کی اصل روک لو اور اسے تصدق کر دو (یعنی زمین وقف کر دو اور اس کی پیداوار خیرات کر دو) عمر رضی اللہ عنہ نے اسے تصدق کر دیا۔ کہا کہ اس کی اصل نہ بیچی جائے گی' نہ ہبہ کی جائے گی اور نہ میراث میں دی جائے گی۔ انہوں نے اس کو فقراء اور قرابت داروں اور غلاموں کی اور قرضداروں کی آزادی اور جہاد اور مسافر اور مہمان کے لیے اس طرح وقف کیا کہ جو اس کا متولی ہو حد شرعی کے اندر رہ کر اس میں سے کھالے تو کوئی گناہ نہیں اور اس میں سے غیر متمول دوست کو بھی کھلائے۔

بروایت ابن سیرین بجائے غیر متمول کے ''غیر متاثل مالاً'' ہے یعنی جس کے پاس مال جمع نہ ہو۔

ابن عوف نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے (یہ وقف نامہ) کسی چمڑے کے ٹکڑے یا سرخ رقعے میں پڑھا کہ ''غیر متاثل مالاً''۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسلام میں جو سب سے پہلے وقف کیا گیا وہ ثمغ (نام زمین) ہے جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا

وقف تھا۔

بیت المال سے لئے گئے قرض کی واپسی:

عثمان بن عروہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے اسی ہزار درہم قرض لیے تھے' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلایا اور فرمایا کہ اس قرض میں عمر رضی اللہ عنہ کے اموال بیچ ڈالو' پورا ہو جائے تو خیر ورنہ بنی عدی سے مانگو' اس کے بعد بھی تکمیل نہ ہو تو قریش سے مانگو اور ان کے آگے نہ بڑھو۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ بیت المال سے کیوں نہیں قرض لے لیتے کہ اسے ادا کر دیں' فرمایا معاذ اللہ' تم اور تمہارے ساتھی میرے بعد کہو کہ ہم نے تو اپنا حصہ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے چھوڑ دیا' تم تو مجھے اس سے تسلی دے دو' مگر اس کا خمیازہ میرے پیچھے ہو اور میں ایسے امر میں پڑ جاؤں کہ بغیر اس سے رہائی کے نجات نہ ملے۔ پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم اس کے ذمہ دار ہو جاؤ' وہ ذمہ دار ہو گئے' عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تک دفن نہیں کیے گئے جب تک کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے متعلق اہل شوریٰ اور متعدد انصار کو اپنے اوپر گواہ نہ بنا لیا' تدفین کو ایک جمعہ بھی نہ گزرا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس مال لے آئے اور انہوں نے ادائے مال کی سبکدوشی پر گواہوں کو حاضر کیا۔

تجہیز و تکفین کے متعلق ہدایات:

یحییٰ بن ابی راشد النصری سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب میری وفات ہو تو مجھے جھکا کے اپنے دونوں گھٹنے میری پشت میں لگا دینا اپنا داہنا ہاتھ میری پیشانی پر اور بایاں ٹھوڑی پر رکھنا' روح قبض کر لی جائے تو میری آنکھیں بند کر دینا کفن اوسط درجے کا دینا' اگر اللہ کے پاس میرے لیے خیر ہو گی تو وہ مجھے اس سے اچھا (لباس) بدل دے گا اور اگر میں اس کے سوا ہوں گا تو وہ مجھ سے چھین لے گا' اور چھیننے میں تیزی کرے گا۔ قبر بھی معمولی ہو' اگر اللہ کے پاس میرے لیے خیر ہے تو وہ اس میں بقدر میری نظر پھیلنے کی وسعت کر دے گا اور اگر میں اس کے سوا ہوا تو وہ اسے مجھ پر اتنا تنگ کر دے گا کہ میری پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جائیں گی' میرے ساتھ ہرگز کسی عورت کو نہ لے جانا' نہ میری ایسی تعریف بیان کرنا جو مجھ میں نہیں ہے کیونکہ اللہ مجھے زیادہ جانتا ہے' مجھے لے چلنے میں جلدی کرنا' اگر اللہ کے پاس میرے لیے خیر ہے تو تم مجھے اس چیز کی طرف بھیجتے ہو جو میرے لیے زیادہ بہتر ہے' اور اگر اس کے سوا ہو تو تم اپنی گردن سے اس شر کو ڈال دو گے جو تم اٹھائے ہوئے ہو۔

حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ایمان افروز وصیت:

لیث نے مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شخص سے روایت کی کہ موت کے وقت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند عبیداللہ کو وصیت کی کہ پیارے بیٹے! ایمان کی خصلتوں کو لازم پکڑنا عرض کی ارشاد ہو وہ کیا ہیں۔ فرمایا گرما کی شدت میں روزہ رکھنا' تلوار سے دشمنوں کا قتل کرنا' مصیبت پر صبر کرنا' سردی کے دن اچھی طرح وضو کرنا' ابر کے دن نماز میں تعجیل کرنا اور شراب خوری کو ترک کرنا۔

امارت کے غلاموں کی آزادی کا حکم:

ابی رافع سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سعید ابن زید عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم لوگ جان لو کہ میں نے خلیفہ نہیں بنایا اور عرب کے وہ قیدی جو اللہ کے مال میں ہیں ان میں سے جو میرے بعد زندہ رہے وہ

آزاد ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے موت کے وقت یہ وصیت کی کہ امارت کے غلاموں میں سے جو نماز پڑھتا ہے وہ آزاد کر دیا جائے' اور اگر میرے بعد والی یہ چاہے کہ تم لوگ اس کی دو سال تک خدمت کرو تو یہ اس کا حق ہے۔

عمال کو ایک سال تک برقرار رکھنے کی وصیت:

ربیعہ بن عثمان سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کے عمال ایک سال تک برقرار رکھے جائیں' عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک سال برقرار رکھا۔

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کی صفائی:

عامر بن سعد سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم لوگ سعد کو والی بناؤ تو یہی مقصود ہے ورنہ والی انہیں اپنا مشیر بنالے' میں نے انہیں ناراضی کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور تقویٰ:

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب کہ ان کا سر ان کے آغوش میں تھا' فرمایا: میرا رخسار زمین پر رکھ دو' عرض کی' آپ کو اس سے کیا کہ وہ زمین پر ہو یا میری آغوش میں' فرمایا: زمین پر رکھ دو پھر تین مرتبہ فرمایا کہ اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا' کاش میں یہ تنکا ہوتا' کاش میں نہ پیدا کیا جاتا' کاش میری ماں مجھے نہ جنتی' کاش میں کوئی چیز نہ ہوتا' کاش میں نسیاً منسیا ہوتا (یعنی بالکل مٹ جاتا)۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے آخری کلمات:

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات کا وقت تم سب کے آخر میں ہے' میں اس حالت میں ان کے پاس گیا کہ سر ان کے فرزند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی آغوش میں تھا۔ ان سے فرمایا کہ میرا رخسار زمین پر رکھ دو۔ انہوں نے کہا کہ میری ران اور زمین تو بالکل یکساں ہیں' فرمایا: میرا رخسار زمین پر رکھ دو' دوسری یا تیسری مرتبہ (یہ بھی فرمایا کہ) تمہاری ماں نہ رہے' پھر اپنے دونوں پاؤں ملائے میں نے انہیں کہتے سنا کہ میری اور میری ماں کی خرابی ہے' اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی' یہاں تک کہ ان کی روح پرواز کر گئی۔

عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آخری کلمہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہاں تک کہ قضا کر گئے یہ تھا کہ ''اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے''۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش میں ہرگز کچھ نہ ہوتا' کاش میں نسیاً منسیا ہوتا انہوں نے تنکے یا لکڑی کے مثل کوئی چیز اپنی چادر میں سے لی اور فرمایا کہ کاش میں اس کے مثل ہوتا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا سر اپنی آغوش میں رکھ لیا تو فرمایا کہ میرا سر زمین پر رکھ دو۔ اگر میری مغفرت نہ ہوئی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو کعب روتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے دروازے پر آئے کہ واللہ اگر امیر المومنین اللہ پر قسم کھالیں کہ وہ انہیں مہلت دے دے تو ضرور انہیں مہلت دے دے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے اور کہا یا امیر المومنین یہ کعب ہیں جو یہ کہتے ہیں' فرمایا تب تو واللہ میں اس سے نہیں مانگوں گا' پھر فرمایا: اگر اللہ نے میری مغفرت نہ کی تو میری اور میری ماں کی خرابی ہے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گفتگو:

مقدام بن معدی کرب سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو مصیبت پہنچائی گئی تو ان کے پاس حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر اور امیر المومنین کہہ کے پکارا تو آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ عبداللہ مجھے بٹھا دو' میں جو سنتا ہوں اس پر مجھے صبر نہیں ہے' عبداللہ نے آپ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں اپنے اس حق کی وجہ سے جو تم پر ہے تمہیں آج کے بعد رو رو کے میری خوبیاں بیان کرنے سے منع کرتا ہوں تمہاری آنکھ پر مجھے قابو نہیں ہے' جس میت کی وہ خوبیاں بیان کی جاتی ہیں جو اس میں نہیں ہیں تو ملائکہ اسے لکھ لیتے ہیں۔

گریہ وزاری کی مذمت وممانعت:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جب خنجر مارا گیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا قدرے بلند آواز سے روئیں۔ فرمایا اے حفصہ رضی اللہ عنہا! کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔ صہیب بھی بلند آواز سے روئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے صہیب تمہیں معلوم نہیں کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

محمد سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو مصیبت پہنچائی گئی تو انہیں اٹھا کر اندر لے گئے۔ صہیب نے کہا ہائے برادر! فرمایا تم پر افسوس ہے' اے صہیب تمہیں معلوم نہیں کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جس وقت خنجر مارا گیا تو ان کے پاس شربت لایا گیا جو (پیتے ہی) زخم سے نکل آیا۔ صہیب نے کہا' ہائے عمر رضی اللہ عنہ! ہائے برادر! آپ کے بعد ہمارا کون ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھہرو' برادرم تمہیں معلوم نہیں کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

ابی بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو صہیب بلند آواز سے روتے ہوئے سامنے آئے' عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا (مجھ پر روتے ہو) انہوں نے کہا' ہاں' فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر رویا جاتا ہے اس پر عذاب کیا جاتا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یہ (کفار) وہ ہیں جن کے مردوں پر ان کے زندوں کو رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔ ابن

عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عزیزوں اور گھر والوں کو اپنے اوپر رونے سے منع کیا۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے تین دن تک انہی کپڑوں میں نماز پڑھی جن میں وہ زخمی کیے گئے تھے۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے حجرۂ نبوی میں تدفین:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہلا بھیجا کہ اجازت دیجئے کہ اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن کیا جاؤں' انہوں نے کہا' واللہ! ہاں راوی نے کہا کہ (عمرؓ کے بعد) جب صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی شخص ان سے پوچھتا تھا تو وہ کہتی تھیں نہیں' واللہ میں کبھی کسی کا کہنا نہ مانوں گی۔

مالک بن انسؒ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی ہی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی انہوں نے ان کے لیے اپنی کوٹھری میں دفن ہونے کی اجازت دے دی' وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ جب میں مرجاؤں تو ان سے پھر اجازت لے لینا' اگر وہ اجازت دے دیں (تو خیر) ورنہ انہیں چھوڑ دینا (یعنی اصرار نہ کرنا) کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں انہوں نے میرے غلبے کی وجہ سے اجازت نہ دے دی ہو۔ ان کا انتقال ہوگیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں کو اجازت دی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اے لڑکے ام المومنینؓ کے پاس جاؤ' کہو کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ سے درخواست کرتا ہے کہ اجازت ہو تو اپنے دونوں بھائیوں کے پاس دفن کیا جائے' پھر میرے پاس آؤ اور خبر دو کہ ام المومنینؓ نے کیا فرمایا' ام المومنین نے کہلا بھیجا ہاں میں نے آپ کو اجازت دے دی' عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو بھیج کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں اپنے لیے قبر کھدوائی' ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بلایا اور فرمایا پیارے بیٹے' میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج کر ان سے اجازت مانگی تھی کہ اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ دفن کیا جاؤں' انہوں نے اجازت دے دی مگر مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میرے غلبے کی وجہ سے ایسا نہ ہوا ہو' اس لیے جب میں مرجاؤں تو مجھے غسل دینا' کفن دینا اور لے جا کے عائشہؓ کے دروازے پر کھڑا کرنا' کہنا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں جو اجازت چاہتے ہیں' اگر وہ اجازت دیں تو مجھے میرے صاحبوں کے ساتھ دفن کرنا' ورنہ بقیع میں دفن کر دینا' جب میرے والد کا انتقال ہوگیا تو ہم نے انہیں اٹھایا عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر ٹھہرایا' اجازت طلب کی تو انہوں نے فرمایا کہ سلامتی کے ساتھ اندر آؤ۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج کر اس امر کی اجازت چاہی کہ انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس دفن کیا جائے تو انہوں نے اجازت دے دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوٹھری تنگ ہے' لاٹھی لاؤ' وہ لائی گئی تو انہوں نے اس کے طول کا اندازہ کیا اور فرمایا اس مقدار کے مطابق قبر کھودو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تدفین عمر رضی اللہ عنہ کے بعد معمول:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں (حجرۂ مبارک میں) ہمیشہ اپنا دوپٹہ اتار دیتی تھی اور گھر میں شب خوابی کے معمولی کپڑوں میں رہتی تھی' جب سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس میں دفن کیے گئے میں برابر اپنے کپڑوں میں (بے پردگی سے) پرہیز کرتی رہی' پھر میرے اور قبور کے درمیان دیوار بنا دی گئی' بعد کو میں معمولی کپڑوں میں رہنے لگی۔ راوی نے کہا کہ انہوں نے ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبر کی شکل بیان کی۔ یہ قبریں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک کوٹھری میں ہیں۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ کے گھر کا پہرہ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے ایک گھنٹے قبل ابوطلحہ انصاری کو بلا بھیجا اور فرمایا: ابوطلحہ! تم اپنی قوم کے پچاس انصار کے ہمراہ اصحاب شوریٰ کی اس جماعت کے ساتھ ہو جاؤ' میں خیال کرتا ہوں وہ اپنے میں سے کسی ایک کے گھر میں جمع ہوں گے' تم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس دروازے پر کھڑا ہو جانا اور کسی کو ان کے پاس نہ جانے دینا' تم انہیں بھی نہ چھوڑنا تا آنکہ تیسرا دن گزر جائے اور وہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنالیں' اے اللہ تو ہی ان پر میرا خلیفہ ہے۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ مع اپنے ساتھیوں کے عمرؓ کے دفن کے وقت پہنچے پھر وہ اصحاب شوریٰ کے ساتھ ہو گئے۔ جب ان لوگوں نے اپنا معاملہ ابن عوف کے سپرد کر دیا کہ وہ انہی میں سے کسی کو منتخب کر لیں' تو ابوطلحہ مع اپنے ساتھیوں کے ابن عوف کے دروازے پر رہنے لگے' یہاں تک کہ انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ چار شنبے کو زخمی کیے گئے اور پنجشنبے کو ان کی وفات ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت:

ابوبکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ۲۶/ ذی الحجہ ۲۳ھ یوم چار شنبہ کو خنجر مارا گیا اور یکم محرم ۲۴ھ کی صبح کو یک شنبے کے دن دفن کیے گئے' ان کی خلافت دس سال پانچ مہینے اور اکیس روز رہی۔ ہجرت سے عمر رضی اللہ عنہ کی وفات تک بائیس سال نو مہینے اور تیرہ دن کا زمانہ گزرا۔ ۳/ محرم یوم دوشنبہ کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی۔ میں نے یہ روایت عثمان ابن محمد الاخنسی سے بیان کی تو انہوں نے کہا سوائے اس کے میں نہیں سمجھتا کہ تم سے غفلت ہوئی۔ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۶/ ذی الحجہ کو ہوئی اور عثمان رضی اللہ عنہ سے ۲۹/ ذی الحجہ یوم دوشنبہ کو بیعت کی گئی۔ انہوں نے اپنی خلافت محرم ۲۴ھ سے شروع کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر کے متعلق مختلف اقوال:

جریر سے مروی ہے کہ انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات اس وقت ہوئی جب وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات اس وقت ہوئی جب وہ تریسٹھ سال کے تھے۔ محمد بن عمرو نے کہا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک مدینے میں مشہور نہیں ہے۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ ساٹھ سال کے تھے۔ محمد بن عمرو نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ تمام اقوال سے زیادہ ثابت ہے' حالانکہ اس کے سوا بھی روایت کی گئی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ پچاس سال سے زائد کے تھے۔ زہری سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ پچپن سال کے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ مجھے ثابت بن عبداللہ سے بھی اسی کے مثل روایت معلوم ہوئی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو غسل دیا گیا اور کفن دیا گیا اور ان پر نماز پڑھی گئی حالانکہ وہ شہید تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو غسل و کفن دیا گیا اور حنوط (عطر میت) لگایا گیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو غسل و کفن دیا گیا' حنوط لگایا گیا اور نماز پڑھی گئی' حالانکہ وہ شہید تھے۔ عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انہیں مشک سے غسل نہ دیں یا مشک ان کے قریب نہ کریں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو پانی اور بیری سے تین مرتبہ غسل دیا گیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا' وکیع نے کہا کہ دو چادریں سحولی (سوتی) تھیں اور محمد بن عبداللہ الاسدی نے کہا کہ دو چادریں صحاری تھیں اور ایک کرتہ تھا جس کو وہ پہنتے تھے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو ایک کرتے اور ایک حلّے (چادر و تہبند) میں کفن دیا گیا۔

عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے حنوط (عطر میت) میں مشک نہ ہو۔ فضیل بن عمرو سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کے ساتھ آگ نہ لے جائی جائے نہ کوئی عورت ہو اور نہ مشک کا حنوط لگایا جائے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی:

ابن عکرمہ بن خالد سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو رکھ دیا گیا کہ ان پر نماز پڑھی جائے تو علی و عثمان رضی اللہ عنہما دونوں اس طرح آئے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اے اولاد عبد مناف تم دونوں قریب آ ہی گئے' دونوں نے اسے سن لیا۔ ان میں سے ہر ایک نے صہیب سے کہا کہ اے ابو یحییٰ اٹھو اور ان پر نماز پڑھو۔ صہیب نے ان پر نماز پڑھی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو مسلمانوں نے غور کیا' صہیب رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے انہیں فرض نمازیں پڑھاتے تھے لوگوں نے صہیب رضی اللہ عنہ کو آگے کیا۔ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی۔

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وصایا میں فرمایا کہ اگر میں اٹھا لیا جاؤں تو تین دن تک صہیب رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں' تم لوگ اپنے معاملے پر اتفاق کر لو اور اپنے میں سے کسی ایک سے بیعت کر لو۔ جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو جنازہ رکھا گیا کہ ان پر نماز پڑھی جائے۔ علی و عثمان رضی اللہ عنہما آئے کہ دونوں میں سے کوئی ان پر نماز پڑھے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ صرف امارت کی حرص ہے' تم دونوں کو معلوم ہے کہ یہ تمہارے سپرد نہیں ہے اور اس کے متعلق تمہارے سوا کسی اور کو حکم دیا گیا ہے' صہیب رضی اللہ عنہ آگے بڑھو اور نماز پڑھو' صہیب آگے بڑھے اور نماز پڑھی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھی گئی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے (دوسرے طریق سے) مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھی گئی۔

مسجد نبوی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ پر کس نے نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا صہیب رضی اللہ عنہ نے پوچھا انہوں نے کتنی تکبیریں کہیں؟ انہوں نے کہا چار۔

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار نے اپنے والد سے روایت کی کہ صہیبؓ نے عمرؓ پر چار تکبیریں کہیں۔ صالح بن یزید مولائے اسود سے مروی ہے کہ میں سعید ابن المسیب کے پاس تھا کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہما گزرے انہوں نے کہا کہ عمرؓ پر کہاں نماز پڑھی گئی جواب دیا کہ قبر و منبر کے درمیان۔

مطلب بن عبداللہ بن حطب سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی اور صہیب رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی۔

جابر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی قبر میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور صہیب بن سنان اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اترے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں دفن کیا گیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے پاس کیا گیا اور عمر رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کولہوں کے پاس۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں جب دیوار ان حضرات سے گر گئی تو اس کی تعمیر شروع کی گئی' ایک قدم ظاہر ہوا' جس سے لوگ گھبرا گئے' گمان ہوا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم ہے' کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو اسے جانتا' یہاں تک کہ عروہ نے کہا کہ واللہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم نہیں ہے' یہ عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ہے۔ طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ جس روز عمر رضی اللہ عنہ کو مصیبت پہنچائی گئی تو ام ایمن نے کہا کہ آج اسلام کمزور ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدح سرائی:

طارق بن شہاب نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کسی اور کے یقین کے مثل تھی۔ عبدالرحمٰن بن غنم سے مروی ہے کہ جس روز عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اسلام پشت پھیرنے لگا' جیسے کوئی آدمی زمین بے آب و دانہ میں ہو' اس کے پاس کوئی آنے والا آئے اور کہے کہ آج اسلام سے نہایت تیز بھاگنے کی احتیاط اختیار کر۔

سالم مرادی سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھ لینے کے بعد عبداللہ بن سلام آئے اور کہا واللہ اگر تم لوگ ان پر نماز پڑھنے میں بڑھ گئے تو ان پر ثنا (مدح) کرنے میں تم لوگ مجھ سے آگے نہ بڑھو گے' تخت کے پاس کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یہ کیسے اچھے اسلام کے بھائی ہیں۔ اے عمر رضی اللہ عنہما تم حق میں سخی تھے' اور باطل میں بخیل' خوشی کے وقت خوش ہوتے' غضب کے وقت غضب ناک' تم پاک نظر تھے' عالی ظرف تھے' نہ مدح کرنے والے تھے نہ غیبت کرنے والے۔ پھر وہ بیٹھ گئے۔

شان عمر رضی اللہ عنہ بزبان علی رضی اللہ عنہ:

جابر سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان کے لیے اچھی بات

کہی' پھر فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں کہ مجھے اللہ سے اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ ملنا اس سے زیادہ پسند ہو جتنا تمہارے درمیان چادر سے ڈھکے ہوئے انسان کے نامۂ اعمال کے ساتھ (یعنی ان کا نامۂ اعمال اتنا اچھا ہے کہ میں ان کے نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملنا پسند کرتا ہوں اور کسی کے نامۂ اعمال کو اتنا پسند نہیں کرتا)۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو فرمایا' آپ پر اللہ رحمت بھیجے' کوئی شخص مجھے تمہارے درمیان اس ڈھکے ہوئے آدمی سے زیادہ پسند نہیں کہ میں اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جب غسل وکفن دے دیا گیا اور تابوت میں رکھ دیا گیا تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس کھڑے ہو کر ثنا کی اور کہا' واللہ مجھے اس چادر سے ڈھکے ہوئے انسان سے زیادہ روئے زمین پر کوئی پسند نہیں کہ اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب چادر سے ڈھکے ہوئے تھے تو ان کے پاس علی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ روئے زمین پر مجھے اس چادر سے ڈھکے ہوئے شخص سے زیادہ کوئی پسند نہیں کہ میں اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے' اور فرمایا کہ مجھے اس چادر پوش سے زیادہ روئے زمین پر کوئی شخص محبوب نہیں کہ میں اس کے مثل نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملوں۔ ابی جعفر نے علی رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل روایت کی۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس' جن کی وفات ہو چکی تھی آئے' وہ چادر سے ڈھکے ہوئے تھے' فرمایا اللہ آپ پر رحمت کرے' واللہ زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں کہ مجھے آپ کے نامۂ اعمال سے زیادہ اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملنا پسند ہو۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو غسل وکفن دے دیا گیا اور انہیں تابوت پر رکھ دیا گیا تو ان کے پاس علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: واللہ مجھے اس چادر پوش سے زیادہ روئے زمین پر کوئی پسند نہیں کہ میں اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملوں۔

عون بن ابی جحیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا' ان پر چادر ڈھانک دی گئی تھی' علی رضی اللہ عنہ اندر آئے' انہوں نے ان کے چہرے سے چادر ہٹائی اور فرمایا: اے ابو حفص اللہ آپ پر رحمت کرے' مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں کہ میں اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

بسام الصیرفی سے مروی ہے کہ میں نے زید بن علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' مجھے سوائے اس چادر سے ڈھکے ہوئے یعنی عمر رضی اللہ عنہ کے کوئی شخص زیادہ محبوب نہیں کہ میں اس کے مثل نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

ابی جہضم سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو ان کے پاس علی رضی اللہ عنہ آئے' انہوں نے کہا کہ اللہ آپ پر رحمت کرے' مجھے اس چادر پوش سے زیادہ روئے زمین پر کوئی شخص محبوب نہیں کہ جو کچھ اس کے اعمال نامے میں ہے میں اس کے

ساتھ اللہ سے ملوں۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ میرے والد (علی رضی اللہ عنہ) عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے' پھر انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس چادر پوش سے زیادہ کوئی محبوب نہیں کہ میں اس کے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین:

زید بن وہب سے مروی ہے کہ ہم لوگ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کر کے اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں سے سنگریزے تر ہو گئے اور کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ اسلام کے لیے ایک محفوظ قلعہ تھے کہ لوگ اس میں داخل ہوتے اور اس سے نکلتے نہ تھے' پھر جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو قلعے میں دراڑ پڑ گئی' لوگ اسلام سے نکل رہے ہیں۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس قرآن کی ایک آیت کی قرأت پوچھنے آیا انہوں نے مجھے اس کی قرأت اس اس طرح بتائی' میں نے ان کی قرأت کے خلاف کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس اس طرح قرأت بتائی تھی' وہ رونے لگے یہاں تک کہ میں نے ان کے آنسو سنگریزوں کے درمیان دیکھے' پھر فرمایا کہ اسی طرح پڑھ جس طرح تمہیں عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی قرأت بتائی' واللہ یہ السیلحسین کے راستے سے بھی زیادہ واضح ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اسلام کے لیے ایک محفوظ قلعہ تھے اسلام اس میں داخل ہوتا تھا اور اس سے نکلتا نہ تھا' جب عمر رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو قلعے میں درز پڑ گئی' اب اسلام اس سے نکلتا ہے اور داخل نہیں ہوتا۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور عمر رضی اللہ عنہ کی خبر مرگ سنائی میں نے کوئی دن ایسا نہ دیکھا کہ کوئی ان سے زیادہ رونے والا اور غمگین ہو' پھر فرمایا کہ واللہ اگر میں جان لیتا کہ عمر رضی اللہ عنہ کسی کتے سے محبت کرتے تھے تو میں بھی اس سے ضرور محبت کرتا' واللہ میں ایک خاردار درخت کو بھی اسی حالت میں سمجھتا ہوں کہ اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے فراق کو محسوس کیا۔

سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین:

سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رونے لگے' کہا گیا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے' انہوں نے کہا کہ حق اور اہل حق دور نہ ہوں' آج امر اسلام سست ہے۔

عبدالملک بن زید نے سعید بن زید سے روایت کی کہ سعید بن زید روئے تو کسی کہنے والے نے ان سے کہا کہ اے ابوالاعور تمہیں کیا چیز رلاتی ہے' انہوں نے کہا کہ اسلام پر روتا ہوں کہ عمر رضی اللہ عنہ کی موت نے اسلام میں ایسا رخنہ ڈال دیا جو قیامت تک جڑ نہیں سکتا۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا خراج عقیدت:

عیسیٰ بن ابی عطا نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ایک دن عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کر رہے تھے کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ مر جائیں گے تو اسلام کمزور ہو جائے گا' مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے لیے وہ سب ہو جس پر آفتاب طلوع و غروب ہوتا ہے اور یہ کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے بعد زندہ رہوں' کسی کہنے والے نے کہا کہ کیوں' انہوں نے کہا کہ جو میں کہتا ہوں اگر تم لوگ باقی رہے تو

عنقریب دیکھو گے عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اگر کوئی والی ہوگا اور وہ لوگوں سے وہی لے گا جو عمر رضی اللہ عنہ لیا کرتے تھے تو لوگ اس میں بھی اس کی اطاعت نہ کریں گے اور اسے برداشت نہ کریں گے اور اگر وہ والی ان سے کمزور ہوگا تو اسے قتل کر دیں گے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی رائے گرامی:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کون سے گھر والے ہیں جنہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کا فراق محسوس نہ کیا ہو (اگر ایسے کوئی ہوں) تو وہ برے گھر والے ہیں۔

عمرو بن مرہ سے مروی ہے کہ حذیفہ نے کہا کہ تم سے بلا کو میلوں سوائے ان کی موت کے کسی نے دور نہیں روکا جو ایک شخص کی گردن میں ہے جس پر اللہ نے لکھ دیا کہ وہ مر جائے یعنی عمر رضی اللہ عنہ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اعتراف عظمت:

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس دن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آج مسلمانوں نے اسلام کا کنارہ ترک کر دیا۔ ذہدم نے کہا کہ ان کے بعد لوگ کتنے ہی راستوں پر چلے اس جماعت نے حق ترک کر دیا ہے یہاں تک کہ ان کے اور حق کے درمیان سخت راہ حائل ہے اگر وہ لوگ اپنے دین کو لوٹانا بھی چاہیں تو لوٹا نہ سکیں گے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسلام عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مثل آنے والے آدمی کے تھا جو نزدیکی سے بڑھتا جاتا تھا' عمر رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو وہ مثل جانے والے شخص کے ہو گیا' کہ جیسے جیسے فاصلہ بڑھتا ہے وہ گھٹتا جاتا ہے۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام کی مثال آنے والے آدمی کی تھی جو برابر آنے میں مشغول ہو' جب وہ قتل کر دیئے گئے تو اس نے پشت پھیر لی اور وہ برابر پشت پھیرنے میں مشغول ہے۔

عبداللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج لوگوں نے اسلام کا کنارہ ترک کر دیا' بخدا یہ قوم راہ مستقیم سے ہٹ گئی' اس کے ادھر سخت راستہ حائل ہو گیا کہ نہ وہ راہ مستقیم دیکھتے ہیں اور نہ اس کا راستہ پاتے ہیں۔ عبداللہ ابن ابی ہذیل نے کہا کہ اس کے بعد وہ لوگ کتنے ہی راستوں پر چلے۔

حمید الطویل سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مصیبت پہنچائی گئی تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوطلحہ نے کہا کہ اہل عرب کا کوئی گھر خواہ وہ شہر میں ہو یا دیہات میں ایسا نہیں جس میں عمر رضی اللہ عنہ کے قتل سے نقص نہ داخل ہو گیا ہو۔

شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اثر:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اصحاب شوریٰ جمع ہوئے جب ابوطلحہ نے ان کو اور ان کے عمل کو دیکھا تو کہا کہ واللہ تم لوگوں کا اس (خلافت) میں باہم مدافعت کرنا میرے لیے زیادہ خوفناک تھا بہ نسبت اس کے کہ تم لوگ اس میں باہم رشک کرو' واللہ مسلمانوں کا کوئی گھر والا نہیں جس کے دین اور دنیا میں عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے نقص نہ آ گیا ہو' یزید نے کہا کہ یہ بات میرے علم میں بھی ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے ایک شب کو (اس سے) سنا جسے میں انسان نہیں سمجھتی جس نے عمر رضی اللہ عنہ کی خبر مرگ

سنائی' وہ کہتا تھا:

جزی اللّٰہ خیراً من امیر و بارکت ۱ ید اللّٰہ فی ذاك الادیم الممزق

''خدا امیر کو جزائے خیر دے اور برکت کرے' اللہ کا ہاتھ اس کشادہ زمین میں۔

فمن یمش اویرکب جناحی نعامةٍ ۲ لیدرك ماقدمت بالا مس یسبق

جو شخص اس لیے چلے یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہو' کہ تم نے جو کچھ کل بھیجا ہے اسے پالے تو وہ پیچھے رہ جائے گا اور تمہاری چیز اس کے آگے ہی رہے گی۔

قضیت اموراً ثم غادرت بعدها ۳ بوائق فی اکما مهالم تفتق

تم نے تمام امور پورے کر دیئے اس کے بعد انہیں تم نے اس حالت میں چھوڑ دیا کہ گویا وہ کلیاں ہیں جو اپنے ان پردوں میں ہیں جو اب تک چٹکی نہیں ہیں''۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ جن نے عمر رضی اللہ عنہ پر نوحہ کہا:

علیك سلام من امیر بارکت ۱ ید اللّٰہ فی ذاك الادیم الممزق

''اے امیر تم پر سلام ہو اور برکت کرے' اللہ کا ہاتھ اس کشادہ زمین میں۔

قضیلت اموراً ثم غادرت بعدها ۲ بوائق فی اکمامها لم تفتق

تم نے تمام امور پورے کیے اس کے بعد انہیں تم نے اس حالت میں چھوڑا کہ گویا وہ کلیاں ہیں جو اپنے پردوں میں ہیں اور چٹکی نہیں ہیں''۔

بروایت ایوب بجائے بوائق کے بوائج ہے جس کے معنی حوادث و مصائب ہیں:

فمن یسع اویرکب جناحی نعامةٍ ۳ لیدرك ماقدمت بالا مس یسبق

''جو شخص اس لیے دوڑے یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہو' کہ کل جو تم نے آگے بھیجا ہے اسے پالے تو وہ پیچھے رہ جائے گا۔

ابعد قتیل بالمدینة اظلمت ۴ له الارض تهتزا العصاه باسوق

کیا مقتول مدینہ کے بعد بھی جس کے لیے روئے زمین تاریک ہے' درخت اپنے تنوں پر جھومتے رہیں گے''۔

عاصم الاسدی نے کہا:

فما کنت اخشی ان تکون وفاته ۵ بکفی سبنتی ازرق العین مطرق

''مجھے یہ اندیشہ نہ تھا کہ ان کی وفات' نیلی آنکھ والے شب رو چیتے کے ہاتھوں سے ہوگی''۔

عمرہ بنت عبدالرحمن سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ان پر رویا گیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے گفتگو:

عبداللہ بن عبیداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے دلی دوست تھے' جب عمر رضی اللہ عنہ کو مصیبت پہنچائی

گئی تو وہ اللہ سے دعا کرنے لگے کہ وہ انہیں عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دکھائے' انہوں نے ان کو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا کہ پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے تھے پوچھا کہ تم کیا کرتے ہو؟ فرمایا کہ یہ وقت ہے کہ میں فارغ ہو گیا' قریب تھا کہ میرا تخت توڑ دیا جاتا اگر میں اس سے اس کی رحیمی و کریمی کی حالت میں نہ ملا ہوتا۔

عبداللہ بن عبیداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے خلیل (حبیب صادق) تھے' جب ان کی وفات ہوئی تو میں ایک سال تک اللہ سے دعا کرتا رہا کہ ان کو مجھے خواب میں دکھا دے' میں نے انہیں ختم سال پر اس حالت میں دیکھا کہ پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے تھے میں نے کہا یا امیر المومنین' آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا یہ وہ وقت ہے کہ میں فارغ ہو گیا' قریب تھا کہ میرا تخت توڑ دیا جائے اگر میں اپنے رب سے رؤف ورحیم ہونے کی حالت میں نہ ملتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال تک اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دکھا دے' میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو فرمایا کہ قریب تھا کہ میرا تخت گر پڑے' اگر میں اپنے رب کو رحیم نہ پاتا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال تک اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خواب میں دکھا دے' خواب میں دیکھا تو میں نے کہا کہ آپ کیوں کر ملے' فرمایا میں رؤف ورحیم سے ملا اور اگر اس کی رحمت نہ ہوتی تو میرا تخت گر پڑتا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال تک اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دکھائے' میں نے انہیں ایک سال کے بعد اس حالت میں' بعالم خواب دیکھا کہ وہ اپنے چہرے سے پسینہ پونچھ رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اب میں دوڑ یا دوڑ کے مثل سے نکل گیا۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے انصار میں سے ایک شخص کو کہتے سنا کہ میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دکھائے' میں نے انہیں دس سال کے بعد اس حالت میں دیکھا کہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے تھے' میں نے کہا یا امیر المومنین آپ نے کیا کیا۔ فرمایا کہ اب تو میں فارغ ہو گیا اگر میرے رب کی رحمت نہ ہوتی تو ہلاک ہو جاتا۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں حج سے واپسی میں السقیا میں سویا' جب بیدار ہوا تو بیان کیا کہ واللہ میں نے ابھی عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے جو آگے جا رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ام کلثوم بنت عقبہ کے ایک ٹھوکر ماری جو میری ایک جانب سو رہی تھیں انہیں بیدار کر دیا' پھر وہ پلٹ کر چلے گئے' لوگ ان کی تلاش میں گئے' میں نے اپنے کپڑے مانگے ان کو پہنا اور میں نے بھی لوگوں کے ساتھ انہیں ڈھونڈا' میں پہلا شخص تھا جس نے انہیں پایا۔ واللہ میں نے اس وقت تک انہیں نہ پایا جب تک کہ تھک نہ گیا' عرض کی کہ واللہ یا امیر المومنین آپ نے لوگوں کو مشقت میں ڈال دیا ہے' واللہ کوئی شخص آپ کو پا نہیں سکتا تاوقتیکہ تھک نہ جائے' واللہ میں نے بھی آپ کو نہیں پایا تاوقتیکہ تھک نہ گیا۔ فرمایا میں تو نہیں سمجھتا کہ میں نے تیزی کی ہو' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں عبدالرحمٰن کی جان ہے کہ بے شک یہ ان کا عمل تھا۔

عبد شمس بن مناف بن قصی کی اولاد

داماد رسولؐ خلیفہ ثالث مظلوم مدینہ حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ:

نام عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف بن قصی تھا' ان کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ ابن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں' اروی کی والدہ ام حکم تھیں جن کا نام البیضا بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ابن قصی تھا۔

زمانہ جاہلیت میں عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمرو تھی' جب اسلام کا ظہور ہوا تو رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے عبداللہ رکھا اور اسی نام سے اپنی کنیت رکھ لی' مسلمانوں نے انہیں ابوعبداللہ کی کنیت سے پکارا۔ عبداللہ چھ سال کے ہوئے تو مرغ نے ان کی آنکھوں میں چونچ ماردی جس سے وہ بیمار ہوئے اور جمادی الاولیٰ ۴ھ میں انتقال کر گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز پڑھی اور ان کی قبر میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اترے۔

ازواج واولاد:

عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سوائے عبداللہ بن رقیہ کے' عبداللہ اصغر تھے' جو لاولد فوت ہو گئے' ان کی والدہ فاختہ بنت غزوان ابن جابر بن نسیب بن وہیب بن زید بن مالک بن عبد عوف ابن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان تھیں۔

پانچ بچے عمرو' خالد' ابان' عمر و مریم تھے' ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ ابن لوی بن عامر بن غنم بن دہمان بن منہب بن دوس قبیلہ ازد میں سے تھیں۔ ولید بن عثمانؓ، سعید اور ام سعید کی والدہ بنت الولید ابن عبد شمس بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم تھیں۔

عبدالملک بن عثمان لاولد مر گئے' ان کی والدہ ام البنین بنت عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزاری تھیں۔ عائشہ بنت عثمانؓ، ام ابان' ام عمرو کی والدہ رملہ بنت شیبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

مریم بنت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ نائلہ بنت الفرافصہ بن الاحوص ابن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب قبیلہ کلب میں سے تھیں۔ ام البنین بنت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ ام ولد تھیں' یہ وہی تھیں جو عبداللہ ابن یزید بن ابی سفیان کے پاس تھیں۔

شرف صحابیت:

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان اور طلحہ بن عبیداللہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم کے نشان قدم پر نکلے' دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے' آپؐ نے دونوں پر اسلام پیش کیا' انہیں قرآن پڑھ کر سنایا' حقوق اسلام سے آگاہ کیا اور اللہ کی جانب

سے بزرگی کا وعدہ کیا تو دونوں ایمان لے آئے اور تصدیق کی۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں حال ہی میں شام سے آیا ہوں' ہم لوگ معان اور الزرقا کے درمیان قریب قریب سو رہے تھے کہ ایک منادی ہمیں پکارنے لگا کہ اے سونے والو جلدی ہوا کی طرح چلو' کیونکہ احمدؐ مکے میں آ گئے' یہاں آئے تو ہم نے آپ کو سنا۔

عثمان رضی اللہ عنہ کا اسلام قدیم تھا' رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں داخل ہونے سے پہلے آپ مسلمان ہوئے۔

قبول اسلام کی پاداش میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جبر وتشدد:

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو انہیں ان کے چچا حکم بن ابی العاص بن امیہ نے گرفتار کر لیا۔ انہیں رسی سے باندھ دیا اور کہا کہ کیا تم اپنے باپ دادا کے دین سے نئے دین کی طرف پھرتے ہو' واللہ میں تمہیں کبھی نہ کھولوں گا' تاوقتیکہ تم اس دین کو ترک نہ کر دو' جس پر ہو' عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ میں اسے کبھی ترک نہ کروں گا اور نہ اس سے ہٹوں گا' جب الحکم نے اپنے دین میں ان کی سختی دیکھی تو انہیں چھوڑ دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہجرت حبشہ:

لوگوں نے بیان کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے' جنہوں نے مکے سے ملک حبشہ کی طرف ہجرت اولیٰ اور ہجرت ثانیہ کی' ان دونوں میں ان کے ہمراہ ان کی بیوی رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں لوط علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی طرف ہجرت کی۔

محمد بن جعفر بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ بنی النجار میں اوس بن ثابت برادر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس اترے۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں مکانات عطا کیے تو اس دن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مکان کا خط کھینچ دیا' کہا جاتا ہے کہ وہ کھڑکی جو اس روز عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں تھی نبی ﷺ کے دروازے کے سامنے تھی وہ وہی تھی کہ نبی ﷺ جب عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں جاتے تھے تو اس سے نکلا کرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ مابین عقد مواخاۃ:

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور اوس ابن ثابت ابی شداد بن اوس کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' اور کہا جاتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور ابی عبادہ سعد بن عثمان الزرقی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں آپ رضی اللہ عنہ کا شمار:

عبداللہ بن مکنف بن حارثہ انصاری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لیے چھوڑ دیا جو مریضہ تھیں۔ رقیہ رضی اللہ عنہا اسی روز انتقال کر گئیں جس روز زید ابن

حارثہ مدینے میں اس فتح کی خوشخبری لائے جو اللہ نے رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کا حصہ اور ثواب بدر میں لگایا' وہ انہیں کے مثل ہو گئے جو وہاں حاضر تھے۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے نکاح:

سوائے ابن ابی سبرہ کے کسی اور سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رقیہ کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ام کلثومؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا نکاح کر دیا' وہ بھی ان کے پاس انتقال کر گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیتا۔

رسول اللہ ﷺ کی نیابت کا شرف:

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ ذات الرقاع میں مدینے پر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا' نیز رسول اللہ ﷺ نے غزوہ غطفان میں جو نجد کے مقام ذی امر میں ہوا تھا انہیں مدینے پر خلیفہ بنایا تھا۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کسی شخص کو ایسا نہیں دیکھا کہ جب وہ حدیث بیان کرے تو اسے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے زیادہ پورا کرے اور اچھی طرح بیان کرے' البتہ وہ ایسے شخص تھے جو حدیث بیان کرنے سے ڈرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پوشاک اور سادگی:

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ایک خچر پر اس حالت میں سوار دیکھا کہ ان کے جسم پر دو زرد چادریں تھیں اور ان کے دو کاکل تھے۔

عبدالرحمٰن بن سعد مولائے اسود بن سفیان سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو جب وہ چاہ زوراء بنا رہے تھے ایک سفید خچر پر اس حالت میں سوار دیکھا کہ ان کی داڑھی بٹی ہوئی تھی۔

حکم بن الصلت سے مروی ہے کہ میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں خطبہ پڑھتے دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک چوکور چادر تھی جو مہندی میں رنگی ہوئی تھی۔

طبیین کے ایک شیخ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے جسم پر منبر پر ایک قوی کرتہ دیکھا۔ احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے جسم پر زرد چادر دیکھی۔

موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے جسم پر دو گیرو کی رنگی ہوئی چادریں دیکھیں۔ سلیم ابی عامر سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے جسم پر ایک یمنی چادر دیکھی جس کی قیمت سو درہم تھی۔

محمد بن ربیعہ بن الحارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اپنی عورتوں پر اس لباس میں وسعت کرتے تھے جس سے حفاظت کی جاتی تھی اور جس سے زینت حاصل کی جاتی تھی۔ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے جسم پر ایک سوت ریشم ملی ہوئی نقشین چادر دیکھی جس کی قیمت دو سو درہم تھی۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میری زوجہ نائلہ کی ہے جو میں نے انہیں اوڑھائی تھی' پھر میں اسے

اوڑھ کر ان کو اس سے خوش کرتا ہوں۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عمرو بن عبداللہ بن عنبسہ اور عروہ بن خالد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے اور عبدالرحمن بن ابی الزناد سے عثمان رضی اللہ عنہ کا حلیہ دریافت کیا تو میں نے ان کے درمیان اختلاف نہیں دیکھا' انہوں نے کہا کہ وہ ایسے آدمی تھے کہ نہ پست قد تھے' نہ بلند و بالا خوب صورت نرم کھال والے' بڑی اور گھنی داڑھی والے' گندم گوں دست میں بڑی کری والے دونوں شانوں کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھنے والے' سر میں زیادہ بال والے تھے جو اپنی داڑھی کو بٹتے تھے۔ واقد بن ابی یاسر سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اپنے دانت سونے سے باندھا کرتے تھے۔

عبیداللہ بن دارہ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو بطور مرض کے پیشاب جاری ہو گیا تھا' انہوں نے اس کا علاج کیا' اس کے بعد وہ پھر جاری ہو گیا تو ہر نماز کے لیے وہ وضو کیا کرتے تھے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمان رضی اللہ عنہ مہر کی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ عمر بن سعید سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے یہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا تو وہ اسے منگاتے تھے جو کپڑے میں لپٹا ہوتا تھا اور اسے سونگھتے تھے' ان سے کہا گیا کہ آپ یہ کیوں کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ اگر اسے کوئی شئے (تکلیف) پہنچے تو یہ ہو کہ میرے قلب میں اس کے لیے کوئی شئے یعنی محبت پڑ چکی ہو۔

اسحاق بن یحییٰ نے اپنے چچا موسیٰ بن طلحہ سے روایت کی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو جمعے کے دن اس طرح نکلتے دیکھا کہ ان کے جسم پر دو زرد چادریں ہوتیں' وہ منبر پر بیٹھتے' مؤذن اذان دیتا' وہ لوگوں سے باتیں کر کے ان سے بازار کے نرخ' آنے والے مہمان اور مریضوں کو دریافت کرتے' جب مؤذن خاموش ہو جاتا تو وہ اپنی ٹیڑھی موٹھ کے عصاء پر سہارا لگا کر کھڑے ہوتے' وہ اسی حالت میں خطبہ پڑھتے کہ عصاء ان کے ہاتھ میں ہوتا' پھر وہ بیٹھ جاتے اور لوگوں سے باتیں شروع کرتے' ان سے پہلی مرتبہ کی طرح سوالات کرتے' پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے اور منبر سے اتر آتے اور مؤذن اقامت کہتا تھا۔

موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ مؤذن اذان کہتا ہوتا تھا اور وہ لوگوں سے باتیں کر کے ان سے پوچھتے اور ان سے نرخ اور حالات دریافت کرتے رہتے تھے۔

بنانہ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ وضو کے بعد رومال سے منہ ہاتھ خشک کرتے تھے۔ بنانہ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بارش میں نہایا کرتے تھے۔

بنانہ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جب غسل کرتے تھے تو میں ان کے کپڑے ان کے پاس لاتی تھی' وہ مجھ سے کہتے تھے کہ میری طرف مت دیکھو' کیونکہ تمہارے لیے میری طرف دیکھنا حلال نہیں ہے' انہوں نے کہا کہ میں ان کی بیوی کی باندی تھی۔ بنانہ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ سفید داڑھی والے تھے۔

عبداللہ الرومی سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ رات کے وضو کے پانی کا خود انتظام کرتے تھے' ان سے کہا گیا کہ اگر آپ اپنے کسی خادم کو حکم دیں تو وہ آپ کو کفایت کریں' انہوں نے کہا ''نہیں' رات ان کے لیے بھی ہے جس میں وہ آرام کرتے ہیں''۔

انس بن مالک نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سب سے زیادہ حیا دار عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

محمد سے مروی ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ مناسک (مسائل حج) کا علم رکھنے والے عثمان رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: "ھل یستوی ھو و من یامر بالعدل وھو علی صراط مستقیم" (کیا وہ شخص (جو ظلم کرتا ہے) اور وہ شخص جو عدل کے ساتھ حکم کرتا ہے برابر ہے؟ وہ (جو عادل ہے) راہِ راست پر ہے) میں مروی ہے کہ اس عادل سے مراد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔

حسن سے مروی ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں مسجد میں سوتے ہوئے دیکھا کہ وہ اپنی چادر کو تکیہ بنائے ہوئے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں کسی کو گواہ نہیں بنایا۔ عبیداللہ بن زرارہ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جاہلیت اور اسلام میں تاجر آدمی تھے' وہ اپنا مال شرکت (مضاربت) پر دے دیا کرتے تھے۔

علاء بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمان رضی اللہ عنہ اپنا مال انہیں نصف نفع کی شرکت پر دے دیتے تھے۔

مجلس شوریٰ، انتخاب خلیفۃ المسلمین کے لیے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نامزد کردہ کمیٹی کی رکنیت:

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے' جب وہ تندرست تھے' یہ درخواست کی جاتی کہ وہ خلیفہ بنا دیں' وہ انکار کرتے' ایک روز وہ منبر پر چڑھے اور چند باتیں کہیں کہ اگر میں مرجاؤں تو تمہاری حکومت ان چھ آدمیوں کے سپرد ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں چھوڑا کہ آپ ان سے راضی تھے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے نظیر (ومثل) زبیر بن العوام' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما اور ان کے نظیر (ومثل) عثمان بن عفان' طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما اور ان کے نظیر (ومثل) سعد بن مالک رضی اللہ عنہ۔ البتہ میں فیصلہ کرنے میں اللہ سے خوف رکھنے اور تقسیم وعطا میں عدل کرنے کا حکم دیتا ہوں۔

ابوجعفر سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب شوریٰ (مشیروں) سے کہا کہ اپنے معاملے میں مشورہ کرو اگر دو اور دو ہوں شوریٰ میں رجوع کرو' اور اگر چار اور دو ہوں تو صنف اکثر کو اختیار کرو۔

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر تین اور تین کی رائے متفق ہو جائے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی صنف کو اختیار کرو اور ان کی بات سنو اور مانو۔

عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب زخمی کیے گئے تو انہوں نے تین مرتبہ کہا کہ تم لوگوں کو صہیب

نماز پڑھائیں اور اپنے معاملے میں مشورہ کرو اور حکومت ان چھ کے سپرد ہے' جو شخص تمہارے حکم میں تردد کرے یعنی تمہاری مخالفت کرے تو اس کی گردن ماردو۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اپنی وفات سے ذرا دیر پہلے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور کہا اے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تم اپنی قوم انصار کے ان پچاس آدمیوں میں ہو جاؤ جو اصحاب شوریٰ کی اس جماعت کے ساتھ ہیں' تم انہیں اتنا نہ چھوڑنا کہ تیسرا دن گزر جائے (یعنی تین دن کے اندر تم ان کے ساتھ ضرور شریک ہو جانا) یہاں تک کہ وہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنالیں' اے اللہ ان پر تو میرا خلیفہ ہے۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق:

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عمر رضی اللہ عنہ کے دفن کے وقت پہنچے' وہ برابر اصحاب شوریٰ کے ساتھ رہے' جب انہوں نے اپنی حکومت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی کہ وہ ان میں سے کسی کا انتخاب کریں تو ابوطلحہ مع اپنے ساتھیوں کے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پابندی سے رہے' یہاں تک کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔

سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی وہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ہیں' پھر علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

عمرو بن عمیرۃ بن ہنی مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے لوگوں میں سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی' پھر پے در پے لوگ آئے اور انہوں نے بیعت کی۔

اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ المخزومی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی گئی' تو وہ نکل کے لوگوں کے پاس آئے اور خطبہ سنایا' پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر کہا: لوگو! سواری کا پہلا موقع سخت ہوتا ہے آج کے بعد اور دن ہوں گے' اگر میں زندہ رہا تو تمہارے سامنے خطبہ اپنی صورت پر آئے گا' ہم خطیب تو نہیں ہیں مگر اللہ ہمیں تعلیم دے گا۔

عبداللہ بن سنان الاسدی سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے سب سے برتر صاحب نصیب سے کوتاہی نہیں کی۔

نزال بن سبرہ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے اسے خلیفہ بنایا جو زندہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے اور ہم نے اس سے کوتاہی نہیں کی۔

نزال بن سبرہ سے مروی ہے کہ میں اس مسجد میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا' انہوں نے کوئی خطبہ نہیں پڑھا جس میں یہ نہیں کہا کہ ہم نے اس شخص کو امیر بنایا جو زندہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے' اور ہم نے خطا نہیں کی۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو آٹھ دن میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مدینے سے

کوفے گئے' انہوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا: امابعد! امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی' ہم نے اس دن سے زیادہ رونے کی آوازیں کسی دن نہیں سنیں' ہم اصحاب محمدؐ نے اتفاق کرلیا۔ ہم نے اپنے سب سے بہتر اور ذی رتبہ شخص سے کوتاہی نہیں کی' ہم لوگوں نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی' تم بھی ان سے بیعت کرو۔

یعقوب بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ۲۹/ ذی الحجہ ۲۳ھ یوم دوشنبہ کو بیعت کی گئی' وہ محرم ۲۴ھ کو اپنی خلافت کے لیے متوجہ ہوئے۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی سال (۲۴ھ) حج پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ ۲۴ھ میں انہوں نے لوگوں کو حج کرایا' پھر اپنے پورے زمانہ خلافت میں عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پے در پے حج کرایا' سوائے اس سال کے کہ جس میں ان کا محاصرہ کیا گیا کہ انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو لوگوں کے حج پر روانہ کیا اور وہ ۳۵ھ تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سال کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے اور جو ۳۵ھ تھا' انہوں نے ان کو حج پر عامل بنایا' وہ گئے اور انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے لوگوں کو حج کرایا۔

زہری سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ والی ہوئے تو بارہ سال بحیثیت خلیفہ زندہ رہے۔ چھ سال اس طرح کام کرتے رہے کہ لوگوں نے ان کی کوئی بات ناپسند نہ کی' وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے زیادہ قریش کے محبوب تھے' اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ ان پر بہت سخت تھے' جب عثمان رضی اللہ عنہ ان کے والی ہوئے تو انہوں نے ان کے لیے نرمی کی' اور انہیں صلہ وانعام دیا۔

پھر انہوں نے ان کے امور میں تبدیلی کی اور آخری چھ سال میں اپنے قرابت داروں اور گھر والوں کو عامل بنایا۔ مروان کے لیے مصر کا خمس تحریر کردیا۔ اپنے قرابت داروں کو مال دے دیا۔ اور اس صلے کے بارے میں انہوں نے تاویل یہ کی کہ یہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے۔

انہوں نے اموال لے لیے' بیت المال سے قرض لے لیا اور کہا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا تھا جو ان کے لیے تھیں' میں نے انہیں لے لیا اور اپنے قرابت داروں میں تقسیم کردیا' لوگوں نے اس پر آپ کے ساتھ بدگمانی کی۔

ام بکر بنت المسور نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا: لوگو! ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اس مال میں اپنی اور اپنے قرابت داروں کی حاجت کا اندازہ کرتے تھے' میں اس میں اپنے صلہ رحم کا اندازہ کرتا ہوں۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ:

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ اہل مصر جب عثمان رضی اللہ عنہ کے ارادے سے آئے اور ذی خشب میں اترے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور کہا کہ تم ان کے پاس جاؤ' انہیں میرے پاس سے واپس کردو' ان کی پسندیدہ بات کا وعدہ کرلو' آگاہ کردو کہ مجھے ان کے مطالبات منظور ہیں اور جن امور کی بابت انہیں اعتراض ہے میں فلاں سے واپس لینے والا ہوں۔

محمد بن مسلمہ سوار ہو کے ان لوگوں کے پاس ذی خشب کو گئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے ہمراہ انصار میں سے پچاس سوار

روانہ کیے جن میں میں بھی تھا۔ مصریوں کے سرگروہ چار تھے۔ عبدالرحمٰن ابن عدیس البلوی سودان بن حمران المرادی' ابن البیاع اور عمرو ابن الحمق الخزاعی' عمرو کا نام اس قدر غالب تھا کہ لشکر اسی سے منسوب ہو گیا۔

محمد بن مسلمہ ان لوگوں کے پاس آئے' انہوں نے کہا کہ امیر المومنین یہ بات کہتے ہیں اور یہ بات کہتے ہیں انہیں ان کے قول کی خبر دی اور برابر انہیں کے ساتھ رہے' یہاں تک کہ وہ لوگ واپس چلے گئے۔

جب وہ لوگ البویب میں تھے تو وہاں ایک اونٹ دیکھا جس پر صدقے کی علامت تھی' انہوں نے اسے پکڑ لیا' اس پر عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا' اس کا سامان لے لیا' تفتیش کی تو اس سامان میں سے ایک سیسے کا بانس ملا جو مشکیزے کے اندر پانی میں تھا۔ اس میں عبداللہ بن سعد کے نام ایک فرمان تھا کہ جن لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ابتداء کی ان میں سے فلاں کے ساتھ یہ کرو اور فلاں کے ساتھ یہ کرو۔ وہ قوم دوبارہ واپس آ گئی اور ذی خشب میں اتری' عثمانؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلا بھیجا اور کہا کہ جاؤ اور انہیں میرے پاس سے واپس کرو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا' میں نہ کروں گا' وہ لوگ آئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔

سفیان بن ابی العوجا سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا کہ انہوں نے کوئی فرمان لکھا یا اس قاصد کو روانہ کیا اور کہا کہ یہ بغیر میرے علم کے کیا گیا ہے۔

عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ ذی خشب کے لشکر میں جو بھیجا گیا تھا' میں بھی تھا' لوگوں نے ہم سے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو اور جن لوگوں سے پوچھو ان سب کے آخر میں علی رضی اللہ عنہ ہوں (یعنی علی رضی اللہ عنہ سے سب کے بعد پوچھو) کہ آیا ہم لوگ مدینے میں محاصرے کے لیے آئیں؟ ہم نے اصحاب سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ سوائے علی رضی اللہ عنہ کے سب کے پاس جاؤ۔ جنہوں نے کہا کہ میں تم کو حکم نہیں دیتا پھر اگر تم نے انکار کیا تو انڈے ہیں جو بچے نکالیں گے (یعنی کامیابی یقینی ہے)۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مستعفی ہونے کا مطالبہ:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھ سے اس حالت میں عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا جب وہ مکان میں محصور تھے کہ مغیرہ بن الاخنس کے مشورے کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے' عرض کی انہوں نے آپ کو کس بات کا مشورہ دیا' فرمایا: یہ قوم میری معزولی چاہتی ہے' اگر میں مستعفی ہو گیا تو یہ مجھے چھوڑ دیں گے اور اگر میں مستعفی نہ ہوا تو مجھے قتل کر دیں گے۔

عرض کی: کیا آپ نے یہ یقین کر لیا ہے کہ اگر آپ مستعفی ہو جائیں گے تو ہمیشہ کے لیے دنیا میں چھوڑ دیے جائیں گے' فرمایا: نہیں' عبداللہ نے پوچھا' تو کیا وہ لوگ جنت و دوزخ کے مالک ہیں انہوں نے کہا نہیں' پھر پوچھا' آپ نے یہ بھی غور کیا کہ اگر آپ مستعفی نہ ہوں گے تو وہ لوگ آپ کے قتل سے زیادہ کچھ کر سکیں گے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مشورہ:

عرض کی' پھر تو میں مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ اسلام میں یہ سنت رائج کر دیں کہ جب کوئی قوم اپنے امیر سے ناراض ہو تو وہ اس کو معزول کر دے' آپ اس کرتے کو نہ اتاریے جو آپ کو اللہ نے پہنایا۔

ام یوسف بن مالک نے اپنی والدہ سے روایت کی کہ لوگ اس حالت میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تھے کہ وہ محصور تھے

اور کہتے کہ لباس خلافت اتار دیجئے' وہ کہتے کہ میں اس کرتے کو نہ اتاروں گا جو مجھے اللہ نے پہنایا' البتہ اس چیز سے باز رہوں گا جسے تم لوگ ناپسند کرتے ہو۔

خلافت سے دستبردار ہونے کی وجہ:

عبدالرحمٰن بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تمہیں ایک روز ایک کرتہ پہنائے گا' اگر منافقین تم سے اسے اتروانا چاہیں تو تم اسے کسی ظالم کے لیے نہ اتارنا۔

ابوسہلہ مولائے عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ بعض اصحاب میرے پاس ہوتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا دوں' آپ خاموش ہو گئے' میں سمجھ گئی کہ آپ انہیں نہیں چاہتے' عرض کی کہ عمر رضی اللہ عنہ کو بلا دوں' آپ خاموش رہے' جس سے میں سمجھ گئی کہ آپ انہیں نہیں چاہتے' عرض کی کیا علی رضی اللہ عنہ کو بلا دوں' پھر آپ نے سکوت فرمایا' میں سمجھ گئی تو آپ انہیں نہیں چاہتے۔ عرض کی' ابن عفان کو بلا دوں فرمایا ہاں۔

جب عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اشارہ کیا کہ ہٹ جاؤ۔ عثمان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے کچھ فرما رہے تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔

قیس نے کہا مجھے ابوسہلہ نے خبر دی کہ جب یوم الدار (یعنی مکان کے اندر عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرے کا دن) ہوا تو عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ جنگ کیوں نہیں کرتے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے' میں اسی پر صابر ہوں۔ ابوسہلہ نے کہا کہ پھر لوگوں کا خیال تھا کہ وہ یہی دن تھا (جس کا ان سے عہد لیا گیا تھا)۔

ابی امامہ بن سہل سے مروی ہے کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب وہ مکان میں محصور تھے' ہم لوگ ایسے مقام میں داخل ہوتے تھے کہ وہاں سے ان لوگوں کا کلام' جو محل میں تھے بخوبی سنائی دیتا تھا ایک روز کسی ضرورت سے عثمان رضی اللہ عنہ وہاں داخل ہوئے' باہر آئے تو ان کا رنگ بدلا ہوا تھا' فرمایا یہ لوگ اس وقت مجھے قتل کی دھمکی دیتے ہیں۔

ہم نے کہا' امیر المومنین' ان کے مقابلے میں اللہ آپ کو کافی ہے۔ فرمایا' وہ لوگ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں' میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ سوائے تین صورتوں کے کسی مسلمان کا خون حلال نہیں' وہ شخص جو ایمان کے بعد کفر کرے' یا احصان (شادی) کے بعد زنا کرے یا کسی جان کو بغیر جان کے عوض قتل کرے' واللہ نہ میں نے کبھی جاہلیت میں زنا کیا اور نہ اسلام میں' جب سے مجھے اللہ نے ہدایت دی میں نے یہ آرزو بھی نہیں کی کہ میرے لیے میرے دین کا بدل ہے' نہ میں نے کسی کو قتل کیا' پھر کس معاملے میں یہ لوگ مجھے قتل کرتے ہیں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا باغیوں سے خطاب:

مجاہدؒ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے سامنے آئے جنہوں نے ان کا محاصرہ کیا تھا اور فرمایا اے قوم! مجھے قتل نہ کرو' کیونکہ میں والی ہوں' بھائی ہوں اور مسلمان ہوں' واللہ میں نے اپنے امکان بھر سوائے اصلاح کے کچھ نہ چاہا' خواہ مجھ سے خطا ہوئی یا صواب' تم لوگ اگر مجھے قتل کرو گے تو نہ تم کبھی متفق ہو کے نماز پڑھو گے نہ کبھی متفق ہو کے جہاد کرو گے' اور نہ تمہارا مال غنیمت

تمہارے درمیان تقسیم ہوگا۔

جب ان لوگوں نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ بتاؤ' کیا تم لوگوں نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت جس بات کی دعا کی تھی (یہی خلافت عثمان رضی اللہ عنہ) وہ دعا اس طرح نہیں کی تھی کہ تم سب ایک حال میں متفق تھے۔ تم میں سے کوئی جدا نہ تھا' تم سب امیر المومنین کے دین اور حق والے تھے؟ پھر کیا تم اب یہ کہتے ہو کہ اللہ نے تمہاری دعا قبول نہیں کی' یا یہ کہ دین اللہ کے نزدیک ذلیل ہو گیا' یا یہ کہ اس خلافت کو میں نے تلوار اور غلبے سے لے لیا اور اسے میں نے مسلمانوں کے مشورے سے نہیں لیا' یا یہ کہ اللہ شروع میں میری حالت کو نہ سمجھا جواب سمجھ گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باغیوں کے لئے بددعا:

سب نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ ان کے عدد کا شمار کر لے۔ ان سب کو متفرق کر کے قتل کر دے اور ان میں سے کسی کو باقی نہ رکھ۔

اللہ نے ان میں سے جن کو اس فتنے میں قتل کیا' کیا یزید نے اہل مدینہ کی طرف بیس ہزار کا لشکر بھیجا' جس نے تین دن تک ان لوگوں کی مداہنت و نفاق کی وجہ سے مدینے میں اس طرح بداعمالی کی کہ جو چاہتے تھے وہ کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عقد مواخاۃ:

ابن لبیبہ سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب محصور ہو گئے تو وہ تہ خانے کی ایک کوٹھری سے ان لوگوں کے سامنے آئے اور پوچھا کیا تم میں طلحہ ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں ہیں۔ فرمایا: طلحہ' میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مہاجرین و انصار کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' تو آپ نے خود اپنے اور میرے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ طلحہ نے کہا کہ "یا اللہ ہاں"۔ پھر طلحہ سے اس بارے میں اعتراض کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے مجھے قسم دی' اور یہ ایک ایسا امر تھا جس کو میں نے دیکھا تھا' تو کیا میں اس کی شہادت نہ دیتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی کوشش:

ابو جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جب مکان میں محصور تھے تو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا' انہوں نے ان کے پاس آنے کا ارادہ کیا تو منافقین لپٹ گئے اور انہیں روکا۔ علی رضی اللہ عنہ نے سیاہ عمامہ جو سر پر تھا اس کے پیچ کھول ڈالے اور کہا کہ اس نے یا کہا کہ اے اللہ میں ان کے قتل سے خوش نہیں ہوں' اور نہ میں اس کا حکم دیتا ہوں۔

ابو فزار العبسی سے مروی ہے کہ عثمان نے جب وہ مکان میں محصور تھے' علی رضی اللہ عنہ سے کہلا بھیجا کہ میرے پاس آؤ۔ علی رضی اللہ عنہ چلنے کے لیے کھڑے ہوئے کہ گھر کے کچھ لوگ بھی ہمراہ ہو لیے اور روک کے عرض کی کہ سامنے کے انبوہ کو نہیں دیکھتے' عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچنا ممکن کیسے ہے۔ علی رضی اللہ عنہ کے سر پر ایک سیاہ عمامہ تھا جس کو سر سے اتار کے عثمان رضی اللہ عنہ کے قاصد کی طرف پھینک دیا اور کہا کہ انہیں اس واقعے کی خبر دے دو جو تم نے دیکھا مسجد سے نکل کے علی رضی اللہ عنہ مدینے کے بازار میں احجار الزیت تک پہنچے تھے کہ ان کے پاس قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر آ گئی' انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں ان کے خون سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں کہ میں نے

انہیں قتل کیا ہو یا ان کے قتل میں مددی ہو۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا مکان میں محاصرہ کر لیا گیا تو انہوں نے ایک آدمی کو بھیجا اور کہا کہ دریافت کرو اور دیکھو کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ان میں سے بعض کو کہتے سنا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا خون حلال ہو گیا ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو کہا کسی مسلمان کا خون حلال نہیں' سوائے اس شخص کے جو اپنے ایمان کے بعد کفر کرے' یا احصان (شادی) کے بعد زنا کرے' یا کسی کا ناحق قتل کرے اور اس کے بدلے قتل کیا جائے۔ راوی نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ کہا یا کسی اور نے کہا کہ یا اس کا خون حلال ہے جو زمین میں فساد کی سعی کرے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا ارادہ کیا تو وہ ان کے سامنے آئے' اور کہا کہ تم لوگ مجھے کس بات پر قتل کرتے ہو؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کسی شخص کا قتل حلال نہیں سوائے تین میں سے ایک کہ جو شخص اپنے اسلام کے بعد کفر کرے' تو وہ قتل کیا جائے گا' اور جو شخص احصان (شادی) کے بعد زنا کرے تو وہ سنگسار کیا جائے گا اور جو شخص کسی آدمی کو ناحق عمداً قتل کرے تو وہ قتل کیا جائے گا۔

علقمہ بن وقاص سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص نے عثمان رضی اللہ عنہ سے جو منبر پر تھے' کہا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ آپ نے اس امت کے ساتھ ہلاکت میں ڈالنے والے کام کیے۔ لہٰذا آپ بھی توبہ کیجیے اور وہ لوگ بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا منہ قبلے کی طرف پھیرا اور کہا کہ اے اللہ میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں' اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ اٹھائے۔

عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے ہمارے ساتھ ہلاکت میں ڈالنے والے کام کیے' اور وہی ہم نے آپ کے ساتھ کیا' لہٰذا آپ توبہ کیجیے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں گے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں۔

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اگر تم کتاب اللہ میں یہ پاؤ کہ میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دو تو ان میں ڈال دو۔

مدینة الرسول میں خونریزی سے گریز:

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ زید بن ثابت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور دو مرتبہ کہا کہ یہ انصار جو دروازے پر ہیں کہتے ہیں کہ اگر آپ چاہیں تو ہم لوگ اللہ کے لیے آپ کی مدد کریں۔ مگر عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خوں ریزی نہیں۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ یوم الدار میں عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم میں سب سے زیادہ مجھ سے بے نیاز وہ شخص ہے جس نے اپنا ہاتھ اور ہتھیار روک لیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں یوم الدار میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا یا امیر المومنین! نیکی یا تیغ زنی فرمایا: اے ابو ہریرہؓ! کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تم سب لوگوں کو اور مجھ کو قتل کر دو' انہوں نے کہا نہیں فرمایا: واللہ اگر تم نے ایک آدمی کو بھی قتل کیا گیا تو گویا سب آدمی قتل کر دیئے گئے۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں لوٹ گیا اور خوں ریزی نہیں کی۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے یوم الدار میں عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ان سے جنگ کیجئے' کیونکہ اللہ نے آپ کے لیے ان کا خون حلال کر دیا۔ انہوں نے کہا نہیں' واللہ میں ان سے کبھی جنگ نہ کروں گا' پھر لوگ ان کے پاس گھس آئے' حالانکہ وہ روزے سے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو مکان پر امیر بنا دیا اور کہا کہ جس پر میری فرماں برداری واجب ہو وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی فرماں برداری کرے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: یاامیرالمومنین! آپ کے ساتھ مکان میں ایسی جماعت ہے جس کی اللہ کی مدد سے تائید کی گئی ہے اور جوان لوگوں سے کم ہے۔ لہٰذا آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان سے جنگ کروں۔ فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کسی آدمی نے' یا فرمایا کہ میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں کہ کسی نے جو میرے بارے میں کسی کا خون بہایا ہو' یا فرمایا میرے بارے میں خون بہایا ہو۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ اس روز مکان میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سات سو آدمی تھے' اگر آپ اجازت دیتے تو وہ ضرور ان لوگوں کو مارتے اور وہاں سے نکال دیتے' ان لوگوں میں سے جو مکان میں تھے ابن عمر' حسن بن علی' اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

باغیوں کو تنبیہ و ترہیب:

ابولیلیٰ الکندی سے مروی ہے کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ جب کہ وہ محصور تھے' وہ ایک کھڑکی سے سر نکال کے کہہ رہے تھے کہ لوگو مجھے قتل نہ کرو اور مجھ سے معافی چاہو' واللہ اگر تم مجھے قتل کرو گے تو نہ کبھی سب مل کے نماز پڑھو گے اور نہ کبھی سب مل کے دشمن سے جہاد کرو گے' ضرور ضرور آپس میں اختلاف کرو گے اور اس طرح ہو جاؤ گے' انہوں نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کے بتایا کہ اس طرح ایک دوسرے سے مل کے خوں ریزی کرو گے۔

پھر فرمایا: اے میری قوم! میرا اختلاف تمہیں ارتکابِ جرم پر آمادہ نہ کرے' ایسا نہ ہو کہ تم پر ایسی مصیبت آئے جیسی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر آئی اور قوم لوط کا زمانہ بھی کچھ تم سے دور نہیں ہے (یعنی تم ان سب کا اپنے فرماں روا اور ہادی کی نافرمانی کا نتیجہ اور عذاب دیکھ چکے ہو) انہوں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور فرمایا تمہاری کیا رائے ہے' انہوں نے کہا: بس بس اتمام حجت کے لیے یہ بہت کافی ہے۔

ابی جعفر القاری' مولائے ابن عباس مخزومی سے مروی ہے کہ وہ مصری لوگ جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا چھ سو تھے ان کے رئیس عبدالرحمٰن بن عدیس البلوی' کنانہ بن بشر بن عتاب الکندی اور عمرو ابن الحمق الخزاعی تھے' کوفے کے دو سو باغی مالک اشتر النخعی کے ماتحت تھے' اور جو بصرے سے آئے وہ سو آدمی تھے' ان کا سردار حکیم بن جبلۃ العبدی تھا' شر میں وہ سب دستِ واحد تھے کمینہ لوگ ان کی طرف مائل ہو گئے' ان کے عہد و پیان باغیوں کے ساتھ تھے اور فتنے میں مبتلا تھے۔

اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد نہیں کی تو اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے فتنہ خونریزی کو پسند نہیں کیا اور یہ گمان کیا کہ معاملہ ان کے قتل تک نہ پہنچے گا۔ پھر انہوں نے ان کے معاملے میں جو کچھ کیا اس پر نادم ہوئے' میری جان کی قسم! اگر

صحابہ رضی اللہ عنہم اٹھتے یا ان میں سے کوئی بھی اٹھ کر باغیوں کے منہ میں صرف مٹی ہی جھونک دیتا تو وہ لوگ ضرور ذلت کے ساتھ واپس ہو جاتے۔

ابی عون مولائے مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ مصری اس وقت تک آپ کے خون اور قتل سے رکے رہے جب تک کہ کوفیوں' بصریوں اور شامیوں کی مدد عراق سے نہ آ گئی' پھر جب وہ لوگ آئے اور ان کو معلوم ہوا کہ عراق سے ابن عامر اور مصر سے عبداللہ بن سعد کے پاس سے لشکر روانہ ہو گئے' تو یہ دلیر ہو گئے' انہوں نے کہا کہ امداد آنے سے پہلے ہم عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عجلت کریں گے۔

مالک بن ابی عامر سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جو محصور تھے' آئے' واپس ہوئے تو عبدالرحمن بن عدیس' مالک اشتر اور حکیم بن جبلہ کو دیکھا تو ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا کہنے لگے واللہ وہ امر جس کے یہ لوگ رؤسا ہوں بے شک بدترین امر ہے۔

دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مظلومانہ شہادت:

حسن سے مروی ہے کہ مجھے وثاب نے خبر دی جو ان لوگوں میں تھے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ قدیم پایا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے بھی تھے' میں نے ان کے حلق پر نیزے کے زخم کے دو نشان مثل دو آنتوں کے دیکھے جو یوم الدار کو عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں لگے تھے' انہوں نے بیان کیا مجھے عثمان رضی اللہ عنہ نے بھیجا کہ اشتر کو بلاؤ' میں اس کو لے آیا۔ ابن عون نے کہا: میں خیال کرتا ہوں' انہوں نے یہ کہا کہ میں نے ایک فرش امیر المومنین کے لیے بچھا دیا اور ایک اس کے لیے۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اشتر لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں' اس نے کہا تین باتیں' جن میں سے ایک کے بغیر آپ کے لیے چارہ نہیں' فرمایا: وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا وہ لوگ آپ کو اختیار دیتے ہیں کہ یا آپ ان کے حق میں حکومت سے دست بردار ہو جائیں اور کہہ دیں کہ یہ تمہاری حکومت ہے تم جسے چاہو امیر بناؤ' یا آپ اپنی جان سے ان لوگوں کو قصاص لینے دیں' اگر آپ کو ان دونوں سے انکار ہے تو یہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے۔

فرمایا: کیا ان میں سے کسی ایک کے بغیر چارہ نہیں۔ اس نے کہا نہیں' ان میں سے بغیر ایک کے چارہ نہیں' آپ نے فرمایا: یہ ممکن نہیں کہ میں حکومت سے دست بردار ہو جاؤں' میں اس کرتے کو اتارنے والا نہیں جو اللہ نے مجھے پہنایا ہے' واللہ اگر مجھے آگے کر کے گردن ماردی جائے تو یہ زیادہ پسند ہے' بہ نسبت اس کے کہ امت محمد کو بعض پر بعض کو چھوڑ دوں' محدثین نے کہا کہ یہ کلام عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ مشابہ ہے۔

''یہ امر کہ میں اپنی جان سے قصاص لینے دوں تو واللہ مجھے معلوم ہے کہ میرے دونوں ساتھی' ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جو میرے سامنے تھے' سزا دیتے اور قصاص میں کوئی اعتراض نہ ہوتا' رہی یہ بات کہ تم لوگ مجھے قتل کرو گے تو واللہ اگر ایسا کیا تو میرے بعد کبھی تم لوگ باہم محبت نہ کرو گے' نہ کبھی مل کے نماز پڑھو گے اور نہ کبھی سب ایک ہو کے دشمن سے جنگ کرو گے''۔

اشتر چلا گیا' ہم ٹھہر گئے کہ شاید لوگ مان جائیں' اتنے میں ایک آدمی آیا جو مثل بھیڑیئے کے تھا وہ دروازے سے جھانک

کے پلٹ گیا' پھر محمد بن ابی بکرؓ تیرہ آدمیوں کے ہمراہ آیا' وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا' آپ کی داڑھی پکڑ لی اور اسے کھینچا جس سے داڑھیں گرنے کی آواز سنی گئی۔

محمد بن ابی بکرؓ نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے کام نہ آیا' ابن عامر آپ کے کام نہ آیا' آپ کے مخطوط و فرمان آپ کے کام نہ آئے' فرمایا: اے میرے بھتیجے میری داڑھی تو چھوڑ دے' اے میرے بھتیجے میری داڑھی تو چھوڑ دے۔

راوی نے کہا کہ میں نے اس قوم کے ایک شخص سے مدد طلب کرنا دیکھا جو اس کی مدد کر رہا تھا وہ ایک برچھی لے کر آپ کی طرف کھڑا ہوا یہاں تک کہ وہ اس نے آپ کے سر میں ماردی' راوی نے کہا کہ جو وہیں ٹوٹ گیا وہیں رک گیا' راوی نے کہا کہ پھر واللہ ان لوگوں نے آپ پر ایک دوسرے کی مدد کی' یہاں تک کہ آپ کو قتل کر دیا۔

قرآن شہادت عثمان کا گواہ:

عبدالرحمٰن بن محمد بن عبد سے مروی ہے کہ محمد بن ابی بکر' عمرو بن حزم کے مکان کی دیوار پر چڑھ کے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا' اس کے ہمراہ کنانہ بن بشر بن عتاب' سودان بن حمران اور عمرو بن الحمق بھی تھا' انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی زوجہ نائلہ کے پاس پایا جو قرآن میں سورۃ البقرہ پڑھ رہے تھے۔

محمد بن ابی بکر ان سب کے آگے بڑھا' عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی اور کہا' او بوڑھے احمق خدا تجھے رسوا کرے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا' میں بوڑھا احمق (نعثل) نہیں ہوں' میں اللہ کا بندہ اور امیر المومنین ہوں محمد نے کہا کہ فلاں فلاں اور معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے کام نہ آئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میری داڑھی تو چھوڑ دے' تیرے باپ تو ایسے نہ تھے کہ اس چیز کو پکڑیں جو تو نے پکڑی۔ محمد نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ جو کرنا چاہتا ہوں وہ داڑھی پکڑنے سے زیادہ سخت ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تیرے مقابلے میں اللہ سے نصرت چاہتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں۔

اس نے برچھی جو اس کے ہاتھ میں تھی آپ کی پیشانی میں ماردی' کنانہ بن بشر بن عتاب نے وہ برچھیاں اٹھائیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں اور عثمان رضی اللہ عنہ کے کان کی جڑ میں گھونپ دیں جو جاتے جاتے آپ کے حلق کے اندر پہنچ گئیں' پھر وہ تلوار لے کے آپ کے اوپر چڑھ گیا اور قتل کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز نے کہا کہ میں نے ابن ابی عون کو کہتے سنا کہ کنانہ بن بشر نے آپ کی پیشانی اور سر کے اگلے حصے پر ایک لوہے کی سلاخ ماری جس سے وہ کروٹ کے بل گر پڑے۔ پھر سودان بن حمران المرادی نے تلوار مار کے قتل کر دیا۔ لیکن عمرو بن الحمق کود کے عثمان رضی اللہ عنہ پر آیا' سینے پر بیٹھ گیا' حالانکہ آپ میں تھوڑی جان باقی تھی' اس نے آپ کے نو زخم لگائے اور کہا کہ ان میں سے تین تو میں نے اللہ کے لیے لگائے ہیں اور چھ اس غصے کی وجہ سے جو میرے قلب میں ان پر ہے۔

آخری کلمات:

زبیر بن عبداللہ نے اپنی دادی سے روایت کی کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ کو کنانہ نے برچھیوں سے مارا تو آپ نے فرمایا: بسم اللہ' میں اللہ ہی پر توکل کرتا ہوں۔ خون ان کی داڑھی پر بہہ کر ٹپک رہا تھا' قرآن سامنے تھا' انہوں نے اپنے بائیں پہلو پر تکیہ لگا لیا

"سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم" کہہ رہے تھے اور اسی حالت میں قرآن پڑھ رہے تھے' خون قرآن پر بہہ رہا تھا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے پاس آ کے رُک گیا۔ فسیکفیکھم اللّٰہ وھو السمیع العلیم. (بس عنقریب اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے آپ کو بے نیاز کر دے گا۔ اور وہی سننے اور جاننے والا ہے) انہوں نے قرآن بند کر دیا۔ سب لوگوں نے مل کے آپ کو ضرب ماری' ان لوگوں نے انہیں مارا' حالانکہ واللہ میرے باپ ان پر فدا ہوں' وہ ایک رکعت میں ساری رات کھڑے رہتے تھے' صلہ رحمی کرتے تھے' مظلوم کو کھانا کھلاتے تھے اور مشقت برداشت کرتے تھے۔

زہریؒ سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ عصر کی نماز کے وقت قتل کیے گئے' آپ کے ایک حبشی غلام نے کنانہ بن بشر پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا' سودان نے اس غلام پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ بدمعاش لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں گھس گئے' ان میں سے کسی نے چلا کے کہا کہ کیا عثمان رضی اللہ عنہ کا خون حلال ہے اور ان کا مال حلال نہیں ہے؟ لوگوں نے ان کا سامان بھی لوٹ لیا' نائلہ کھڑی ہو گئیں' انہوں نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم چور' اے اللہ کے دشمنو! تم نے جو عثمان رضی اللہ عنہ کا خون کیا یہ بہت بڑا گناہ ہے' دیکھو واللہ تم لوگوں نے انہیں قتل کر دیا' حالانکہ وہ بڑے روزہ دار' بڑے نمازی تھے' ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے۔ سب لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے نکل گئے' ان کا دروازہ ان تین آدمیوں پر بند کر دیا گیا جو قتل ہوئے تھے' یعنی عثمان رضی اللہ عنہ ان کا حبشی غلام اور کنانہ بن بشر۔

نافع سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جس روز قتل کیے گئے' اس روز صبح کو اپنے ہمراہیوں سے وہ خواب بیان کیا جو انہوں نے دیکھا تھا' انہوں نے کہا کہ میں نے گزشتہ شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عثمان! تم ہمارے پاس روزہ افطار کرنا ایسا ہی ہوا کہ آپ نے روزے کی حالت میں صبح کی اور اسی روز قتل کر دیے گئے۔

کثیر بن الصلت الکندی سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اس روز سوئے جس روز وہ قتل کیے گئے اور وہ جمعے کا دن تھا' جب وہ بیدار ہوئے تو کہا کہ اگر لوگوں کے یہ کہنے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے آرزوئیں کیں (خیالی پلاؤ پکایا) تو میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا' ہم نے کہا' اللہ آپ کو نیکی دے' آپ بیان کیجئے' ہم اور لوگوں کے قول پر نہیں ہیں۔ فرمایا: میں نے عالم رویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' ارشاد ہوا کہ تم جمعے کو ہم لوگوں میں موجود ہو گے۔

زوجۂ عثمان رضی اللہ عنہ سے' جو راوی کے خیال میں بنت الفرافصہ تھیں' مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کسی قدر سو گئے' بیدار ہوئے تو کہا کہ یہ قوم مجھے قتل کرے گی۔ میں نے کہا: امیر المومنین ہرگز نہیں۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو (خواب میں) دیکھا' ان حضرات نے فرمایا کہ تم آج شب کو روزہ ہمارے پاس افطار کرنا' یا ان حضرات نے یہ فرمایا کہ تم آج شب کو ہمارے پاس روزہ افطار کرو گے۔

ایک رکعت میں پورا قرآن:

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ شب بیداری کرتے اور ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مکے میں مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑا ہو گیا' چاہتا تھا کہ اس شب (عبادت میں) کوئی مجھ سے بڑھنے نہ پائے' ایک شخص نے میرے پہلو پر ہاتھ رکھا میں نے التفات نہیں کیا' اس نے پھر ہاتھ رکھا' میں نے

دیکھا کہ وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں' میں کنارے ہٹ گیا' وہ آگے بڑھے' ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھا اور چلے گئے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو ان کی بیوی نے کہا کہ تم لوگوں نے انہیں قتل کر دیا حالانکہ وہ ساری رات بیدار رہ کے ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے۔

ابی اسحاق نے ایک شخص سے' جس کا انہوں نے نام لیا (مگر بعد کے راوی کو یاد نہیں رہا) روایت کی کہ میں نے ایک شخص کو جو پاکیزہ خوشبو والے اور صاف ستھرے کپڑے والے تھے' کعبے کی پشت پر کھڑا دیکھا' وہ نماز پڑھ رہا تھا' اس کا غلام اس کے پیچھے تھا' جب وہ شخص رکتا تو غلام اسے بتا دیتا تھا میں نے کہا کہ یہ کون ہے' تو لوگوں نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

عطا بن ابی رباح سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی' وہ مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہوئے انہوں نے کتاب اللہ کو ایک رکعت میں جو تنہا تھی جمع کر دیا۔ اس کا نام تبیرا (کٹی ہوئی نماز) رکھا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا اور ان کے پاس گھس آئے کہ انہیں قتل کریں تو ان کی بیوی نے کہا کہ تم لوگ انہیں قتل کرو' خواہ چھوڑ دو' وہ تو ایک رکعت میں ساری رات گزار دیتے' جس میں وہ پورا قرآن جمع کرتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد باغیوں کی لوٹ مار:

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جس روز عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے اس روز ان کے خزانہ دار کے پاس پینتیس لاکھ درہم اور ڈیڑھ لاکھ دینار تھے' وہ لوٹ لیے گئے اور چلے گئے' انہوں نے ربذہ میں ایک ہزار اونٹ چھوڑے اور برادیس' خیبر اور وادی القریٰ میں دو لاکھ دینار کی قیمت کے صدقات چھوڑے جنہیں وہ تصدق کیا کرتے تھے۔

تجہیز و تکفین و تدفین:

ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ لوگ آرزو کرتے کہ ان کی میتیں حش کوکب میں دفن کی جائیں۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہا کرتے کہ عنقریب ایک مرد صالح وفات پائے گا' وہاں دفن کیا جائے گا اور لوگ اس کی پیروی کریں گے۔ مالک بن ابی عامر نے کہا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جو وہاں دفن کیے گئے۔ محمد بن سعد (مؤلف) نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمرو (الواقدی) سے بیان کی تو انہوں نے معرفت ظاہر کی۔

عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یکم محرم (۲۴ھ) کو بیعت خلافت کی گئی ۱۸/ ذی الحجہ یوم جمعہ ۳۶ھ کو عصر کے بعد قتل کر دیئے گئے (خدا ان پر رحمت کرے) اس روز روزے سے تھے' شب شنبہ کو مغرب وعشاء کے درمیان البقیع کے حش کوکب (پھولوں کے باغ) میں جو آج بنی امیہ کا قبرستان ہے' دفن کیے گئے۔ ان کی خلافت بارہ دن کم بارہ سال رہی جب وہ قتل کیے گئے تو بیاسی سال کے تھے۔ ابو معشر کہتے تھے کہ جب قتل کیے گئے تو چھتر سال کے تھے۔

مظلوم مدینہ کی نماز جنازہ:

کب اور کہاں دفن ہوئے' کس نے کس چیز پر اٹھایا' نماز جنازہ کس نے پڑھی' کون قبر میں اترا' جنازے کے ساتھ کون تھا؟

عبداللہ بن ینار الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو قبیلہ اسلم کے مکانوں کے راستے بازار کی طرف دیکھ کے حکم دیا کہ سامنے عمارت بنا کے ان کے گھر تاریک کر دو۔ اللہ ان قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کی قبریں تاریک کرے۔

نیار بن مکرم نے کہا کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا گھر تاریک ہو گیا' میں ان چار اشخاص میں سے ہوں جنہوں نے امیر المومنین کا جنازہ اٹھایا' دفن کیا اور ان پر نماز پڑھی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں پہچان لیا' اور کہا کہ تعمیر منقطع کر دو۔ ان کے گھر کے آگے عمارت نہ بناؤ۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے تنہائی میں بلا کے کہا کہ کب تم نے انہیں اٹھایا' کب دفن کیا اور کس نے ان پر نماز پڑھی؟ میں نے کہا کہ ہم نے انہیں شب شنبہ کو مغرب وعشاء کے درمیان اٹھایا۔ میں تھا اور جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ تھے' حکیم بن حزام اور ابوجہم بن حذیفہ العدوی تھے' جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ آگے بڑھے' انہوں نے ان پر نماز پڑھی (ہم نے اقتداء کی) معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی۔ حقیقت میں یہی لوگ تھے جو قبر میں اترے تھے۔

محمد بن یوسف سے مروی ہے کہ نائلہ بنت الفرافصہ اسی شب میں نکلیں' آگے اور پیچھے سے اپنا گریبان چاک کیے ہوئے تھیں' ہمراہ ایک چراغ تھا اور چلا رہی تھیں کہ "ہائے امیر المومنین"' جبیر بن مطعم نے کہا کہ چراغ گل کر دو کہ ہم لوگ پہچان نہ لیے جائیں' کیونکہ میں نے ان باغیوں کو دیکھا ہے جو دروازے پر تھے' اس پر انہوں نے چراغ گل کر دیا۔

وہ لوگ جنازہ لے کے بقیع پہنچے' جبیر بن مطعم نے نماز پڑھی' ان کے پیچھے حکیم بن حزام' ابوجہم بن حذیفہ' نیار بن مکرم الاسلمی اور عثمان کی دو بیویاں نائلہ بنت الفرافصہ اور ام البنین بنت عیینہ تھیں۔

قبر میں نیار بن مکرم' ابوجہم بن حذیفہ اور جبیر بن مطعم اترے' حکیم ابن حزام' ام البنین اور نائلہ لوگوں کو قبر کا راستہ بتا رہی تھیں' انہوں نے لحد بنائی اور ان کو داخل کر دیا' زیارت کے بعد سب متفرق ہو گئے۔

عبداللہ البہی سے مروی ہے کہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ پر سولہ آدمیوں کے ہمراہ نماز پڑھی جو مع جبیر کے سترہ تھے۔

ابن سعد (مؤلف) نے کہا کہ پہلی حدیث کہ ان پر چار آدمیوں نے نماز پڑھی' زیادہ ثابت ہے۔ ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس وقت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو میں ان کے اٹھانے والوں میں سے ایک تھا' ہم نے انہیں ایک دروازے پر اٹھایا' جلدی لے چلنے کی وجہ سے ان کا سر دروازے سے ٹکراتا' ہمیں باغیوں کا بڑا خوف لگا تھا' یہاں تک کہ ہم نے انہیں قبر میں جو حش کوکب میں تھی چھپا دیا۔

عبدالرحمٰن بن ابی زناد سے مروی ہے کہ چار آدمیوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اٹھایا' جبیر بن مطعم' حکیم بن حزام' نیار بن مکرم الاسلمی اور ایک جوان عرب تھے' میں نے راوی سے پوچھا کہ وہ جوان مالک بن ابی عامر کے دادا تھے' تو انہوں نے کہا کہ مجھے نام نہیں بتایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اور عثمانی لوگ اس حرمت کی وجہ سے مجھ سے زیادہ مشہور ہیں اور اسی وجہ سے میں ان کی رعایت کرتا ہوں۔ ابوعثمان سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ایام تشریق (۹ رذی الحجہ تا ۱۳ رذی الحجہ) کے وسط میں قتل کیے گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ریمارکس:

سعید بن زید بن عمرؓ بن نفیل سے مروی ہے کہ میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ عمر اور ان کی بہن اسلام پر میرے بیڑیاں ڈالتے تھے' تم لوگوں نے جو کچھ ابن عفان کے ساتھ کیا اگر اس پر کوہ احد ٹوٹ پڑے تو بجا ہے۔

عبداللہ بن حکیم سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد میں کبھی کسی خلیفہ کے خون بہانے میں شریک نہ ہوں گا' کہا گیا: اے ابومعبد کیا تم ان کے قتل میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں ان کے عیوب کا تذکرہ بھی معاونت قتل سمجھتا ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اگر سب لوگ قتل عثمان رضی اللہ عنہ پر متفق ہو جاتے تو ان پر اس طرح آسمان سے پتھر برسائے جاتے جس طرح قوم لوط علیہ السلام پر برسائے گئے۔

زہدالجرمی سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خطبہ سنایا کہ اگر لوگوں نے خون عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ نہ کیا تو ضرور ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''اس طرح (انہوں نے اپنے ہاتھ کا حلقہ بنایا' یعنی دسوں انگلیاں کے سروں کو ملایا) اسلام میں شگاف کیے جائیں گے ایک شگاف ایسا ہوگا جسے پہاڑ بھی پر نہ کر سکے گا۔

ابوقلابہ سے مروی ہے کہ جب ثمامہ بن عدی کو' جو صنعا میں امیر تھے اور شرف مصاحبت حاصل تھا اس سانحے کی خبر پہنچی تو وہ روئے اور بہت روئے' پھر کہا کہ یہ اس وقت ہوا کہ جب خلافت نبوت امت محمدؐ سے چھین لی گئی اور جبری سلطنت ہوگئی کہ جس نے کسی چیز پر قابو پایا وہی اس کو کھا گیا۔

ثمامہ بن عدی سے (ایک دوسرے سلسلے سے بھی) بالکل اسی کے مثل ومساوی مروی ہے۔ وہ قریش میں سے تھے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو ابوحمید الساعدی نے' جو بدر میں حاضر ہونے والوں میں سے تھے کہا کہ اے اللہ تیرے ہی لیے مجھ پر واجب ہے کہ میں ایسا نہ کروں اور میں ایسا نہ کروں اور نہ ہنسوں یہاں تک کہ موت کے بعد تجھ سے ملوں۔

ابوصالح سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ کیا گیا' جب اس کا ذکر کیا جاتا تھا' تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رو دیتے تھے' گویا میں ان کو ہائے ہائے کہتے سن رہا ہوں جب ان کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں زید بن علیؓ سے مروی ہے کہ زید بن ثابت یوم الدار میں عثمان رضی اللہ عنہ پر روتے تھے۔ اسحاق بن سوید نے کہا کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ اشعار کہتے سنا ؎

وکان اصحاب النبی عشیةً بدونٌ تنحرّ عند باب المسجد

''گویا اصحاب نبی عشاء کے وقت قربانی کے اونٹ ہیں جو مسجد کے دروازے کے پاس ذبح کیے جا رہے ہیں۔

ابکی ابا عمر ونحسن بلائه امسی رهيناً فی البقیع الغرقد

میں ابوعمرؓ پر ان کے حسن امتحان کی وجہ سے روتا ہوں جس نے اس حالت میں شام کی کہ وہ بقیع الغرقد میں مقیم تھا''۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے دن عبداللہ بن سلام کو کہتے سنا کہ آج عرب ہلاک ہو گئے۔

ابوصالح سے مروی ہے کہ جس روز عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے اس روز میں نے عبداللہ بن سلام کو یہ کہتے سنا کہ واللہ تم لوگ ایک پچھنے بھر خون بھی بہاؤ گے تو ضرور اس کی وجہ سے اللہ سے تمہیں اور زیادہ دوری ہو جائے گی۔

طاؤس سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اہل کتاب اپنی کتب میں عثمان رضی اللہ عنہ کا حال کس طور پر پاتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم قیامت کے دن قاتل اور تارک نصرت پر انہیں امیر پاتے ہیں۔ ابی قلابہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قیامت کے روز اپنے قاتلین میں حکم بنائے جائیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ نہ میں نے قتل کیا اور نہ میں نے حکم دیا' لیکن میں مغلوب ہو گیا' اس کو وہ تین مرتبہ کہتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے احجار الزیت کے پاس علی رضی اللہ عنہ کو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کے کہتے سنا کہ اے اللہ میں امر عثمان رضی اللہ عنہ سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں۔

خالد الربعی سے مروی ہے کہ اللہ کی کتاب مبارک میں ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے دونوں ہاتھ اللہ کی طرف اُٹھا کے کہتے ہیں کہ اے پروردگار مجھے تیرے مومن بندوں نے قتل کیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے انہیں میل کچیل سے پاک صاف کپڑے کی طرح کر دیا' پھر ان کے قریب آ کے انہیں اس طرح ذبح کرنے لگے جس طرح مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے یہ اس کے پہلے کیوں نہ ہوا۔ مسروق نے ان سے کہا کہ یہ آپ ہی کا عمل ہے' آپ نے لوگوں کو لکھ کے ان کی طرف خروج کرنے کا حکم دیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ''نہیں' قسم ہے اس ذات کی جس پر مومنین ایمان لائے اور جس کے ساتھ کافرین نے کفر کیا کہ میں نے اپنی اس مجلس میں بیٹھنے تک لوگوں کو سفید کاغذ میں ایک سیاہ نقطہ بھی نہیں لکھا''۔ اعمش نے کہا کہ لوگ گمان کرتے تھے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان سے لکھا گیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ تم لوگوں نے انہیں برتن کی طرح مانجا پھر ان کو قتل کر دیا' یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کو۔ جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن سیرین کو کہتے سنا کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم نے اس شخص کو برتن کی طرح مانجا' پھر اسے قتل کر دیا۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ جب وہ لوگ یعنی قاتلین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سزا کے لیے گرفتار کیے گئے تو فاسق ابن ابی بکر کو بھی گرفتار کیا گیا۔ ابوالاشہب نے کہا کہ حسن اسے نام سے نہیں پکارتے تھے بلکہ فاسق کہتے تھے انہوں نے کہا کہ وہ گرفتار کیا گیا اور گدھے کی کھال میں بھر کے جلا دیا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ حذیفہ بن الیمان نے کہا کہ اے اللہ اگر قتل عثمان رضی اللہ عنہ خیر ہے تو میرے لیے اس میں کوئی حصہ نہیں' اور اگر ان کا قتل شر ہے تو میں اس سے بری ہوں' واللہ اگر قتل عثمان رضی اللہ عنہ خیر ہو گا تو لوگ ضرور ضرور اس سے دودھ دوہیں گے' اور اگر شر ہو گا تو ضرور ضرور اس سے خون چوسیں گے۔

عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ جب کوئی نبی قتل کیا جاتا ہے تو اس کی امت سے ستر ہزار آدمی ان کے بدلے قتل کیے جاتے ہیں' اور جب کوئی خلیفہ قتل کیا جاتا ہے تو اس کے بدلے پینتیس ہزار قتل کیے جاتے ہیں۔

مطرف سے مروی ہے کہ وہ عمار بن یاسر کے پاس گئے' ان سے کہا کہ ہم لوگ گمراہ تھے' اللہ نے ہدایت کی ہم لوگ اعراب (دیہاتی' دہقان) تھے ہجرت کی' ہم میں سے مقیم قیام کر کے قرآن سیکھتا اور غازی جہاد کرتا' جب غازی آتا تو وہ قیام کر کے قرآن سیکھتا اور مقیم جہاد کرتا ہم دیکھتے تھے کہ تم ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہو جب تم ہمیں کسی کام کا حکم دیتے تو ہم اتباع کرتے تھے اور جب تم ہمیں کسی چیز سے منع کرتے تھے تو ہم اس سے باز رہتے تھے۔ ہمارے پاس امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق تمہارا خط آیا' تم نے یہ لکھا کہ ہم نے ابن عفان سے بیعت کر لی' اپنے اور تمہارے لیے انہیں پسند کر لیا۔ ہم نے بھی تمہاری بیعت کی وجہ سے ان سے بیعت کر لی' پھر تم نے انہیں کیوں قتل کر دیا۔ ایوب نے کہا کہ ہمیں اس بات کا کوئی جواب نہ ملا۔

کنانہ مولائے صفیہ سے مروی ہے کہ میں نے مکان میں قاتل عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ ایک کالا مصری تھا اس کا نام جبلہ تھا۔ وہ دونوں ہاتھ پھیلائے' یا راوی نے کہا کہ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھا کہ بوڑھے احمق کا قاتل میں ہوں۔ مسیّب بن دارم سے مروی ہے کہ جس شخص نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا وہ دشمن کے قتال میں سترہ مرتبہ اس طرح کھڑا ہوا کہ اس کے آس پاس کے لوگ شہید ہو جاتے اور اسے ذرا سی تکلیف نہ پہنچتی' یہاں تک کہ وہ اپنے بستر پر مرا۔

داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ چہارم حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

ابو طالب کا نام عبد مناف بن عبدالمطلب' عبدالمطلب کا نام شیبہ بن ہاشم' ہاشم کا نام عمرو بن عبد مناف' عبد مناف کا نام مغیرہ بن قصی اور ان کا نام زید تھا' علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن تھی' ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ازواج واولاد:

اولاد میں بیٹے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما تھے' بیٹیاں زینب کبریٰ' ام کلثوم کبریٰ تھیں' ان سب کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

ایک بیٹے محمد اکبر بن علی تھے جو ابن الحنفیہ تھے' ان کی والدہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھیں۔

ایک بیٹے عبداللہ بن علیؓ تھے جن کو مختار بن ابی عبید نے المذار میں قتل کر دیا۔ ایک بیٹے ابوبکر بن علیؓ تھے جو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید کر دیئے گئے' ان دونوں کی کوئی اولاد نہ تھی' ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن ثابت بن ربعی بن سلمٰی بن جندل ابن نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ ابن تمیم تھیں۔

چار بیٹے عباس اکبر بن علی' عثمان' جعفر اکبر اور عبداللہ تھے' جو حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ قتل کر دیئے گئے' ان کا بھی کوئی پس ماندہ نہ رہا۔ ان چاروں کی والدہ ام البنین بنت حزام بن خالد بن جعفر ابن ربیعہ بن الوحید بن عامر بن کعب بن کلاب تھیں۔

ایک بیٹے محمد اصغر بن علی تھے جو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید کر دیئے گئے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ دو بیٹے یحییٰ وعون فرزندان علیؓ تھے اور ان دونوں کی والدہ اسما بنت عمیس الخثعمیہ تھیں۔

عمر اکبر بن علی' رقیہ بنت علی' ان دونوں کی والدہ صہبا تھیں جو ام حبیب بنت ربیعہ بن بجیر بن العبد بن علقمہ بن الحارث بن عتبہ ابن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب ابن وائل تھیں' وہ قیدی تھیں جو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو اس وقت ملیں جب انہوں نے عین التمر کے نواح میں بنی تغلب پر حملہ کیا تھا۔

ایک بیٹے محمد اوسط بن علی رضی اللہ عنہ تھے' ان کی والدہ امامہ بنت ابی العاص ابن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں' امامہ کی والدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں اور زینب کی والدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔

دو بیٹیاں ام الحسن بنت علیؓ اور رملہ کبریٰ تھیں اور ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عروہ بن مسعود بن معتب بن مالک الثقفی تھیں۔

دوسری بیٹیاں ام ہانی بنت علی رضی اللہ عنہ' میمونہ' زینب صغریٰ' رملہ صغریٰ' ام کلثوم صغریٰ' فاطمہ' امامہ' خدیجہ' ام الکرام' ام سلمہ' ام جعفر' جمانہ اور نفیسہ تھیں' وہ سب متفرق امہات اولاد سے تھیں۔

علی رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی کا نام بتایا گیا' وہ ایسی لڑکی تھیں جو ظاہر نہیں ہوئیں' ان کی والدہ محیاہ بنت امرئ القیس بن عدی بن اوس ابن جابر بن کعب بن علیم تھیں جو قبیلہ کلب سے تھیں۔ بچپن میں وہ مسجد جایا کرتی تھیں تو ان سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارے ماموں کون ہیں؟ وہ کہتی تھیں "وہ وہ" اس سے ان کی مراد کلب (کتا) تھی (جو ایک قبیلے کا نام ہے)

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تمام صلبی اولاد میں چودہ بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں' ان کے پانچ بیٹوں سے نسل چلی' حسن و حسین رضی اللہ عنہما (فرزندان فاطمہؓ) محمد بن الحنفیہ' عباس بن الکلابیہ اور عمر ابن التغلبیہ سے۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) نے کہا کہ ان کے علاوہ ہمیں علی رضی اللہ عنہ کے اور بیٹے صحت کے ساتھ نہیں معلوم ہوئے۔

قبول اسلام ونماز میں اوّلیت:

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ عفان بن مسلم نے کہا کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں حالانکہ وہ دس سال کے تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن زرارہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اس حالت میں اسلام لائے کہ وہ نو سال کے تھے۔ حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کی دعوت دی تو وہ نو سال کے تھے۔

حسن بن زید نے کہا: لوگ بیان کرتے ہیں کہ نو سال سے بھی کم کے تھے۔ انہوں نے اپنے بچپن میں کبھی بتوں کی پرستش نہیں کی۔

حبۃ العرنی سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے نماز پڑھی (یزید نے کہا کہ) یا اسلام لایا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لوگوں میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد جو سب سے پہلے اسلام لائے وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

محمد بن عمرو نے کہا ہمارے اصحاب متفق ہیں کہ سب سے پہلا اہل قبلہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا وہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں۔ ہمارے نزدیک تین آدمیوں کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ ان میں سے کون پہلے اسلام لایا' ابوبکر وعلی وزید بن حارثہ رضی اللہ عنہم' ہم کسی صحیح روایت میں علی رضی اللہ عنہ کا اسلام گیارہ سال کی عمر سے پہلے کہیں پاتے۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کے مدینے روانہ ہوئے تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپؐ کے بعد مکے میں مقیم رہوں تا کہ لوگوں کی ان امانتوں کو ادا کروں جو آپؐ کے پاس تھیں' اسی لیے آپ امین کہلاتے تھے۔ میں تین دن رہا' تینوں دن میں ظاہر رہا اور ایک دن بھی نہ چھپا' پھر میں نکلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کی پیروی کرنے لگا' یہاں تک کہ میں اس وقت بنی عمرو بن عوف میں آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقیم تھے۔ میں کلثوم بن الہدم کے پاس اترا اور وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل تھی۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نصف ربیع الاوّل کو اس حالت میں پہنچے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا ہی میں تھے' اس وقت تک آپ گئے نہ تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے آئے تو آپؐ نے مہاجرین میں بعض کا بعض سے اور انصار و مہاجرین میں عقد مواخاۃ کر دیا (یعنی ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا) مواخاۃ جو کچھ تھی وہ بدر سے پہلے ہی تھی' آپ نے ان کے درمیان حق و غم خواری و ہمدردی پر عقد مواخاۃ کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے علی رضی اللہ عنہ کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھ کے فرمایا: تم میرے بھائی ہو' تم میرے وارث ہو' میں تمہارا وارث ہوں۔ جب آیت میراث نازل ہوئی تو اس نے اس مواخاۃ کی وراثت کو قطع کر دیا۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سہل بن حنیف کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم بدر میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سفید اون بطور نشان جنگ لگائے ہوئے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یوم بدر میں اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے علمبردار تھے۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر نیابت مصطفیٰ کا شرف:

''تم اس پر راضی نہیں کہ مجھ سے اسی مرتبے میں ہو جو ہارون کا موسیٰ سے تھا' البتہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں''۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یوم اُحد میں جب لوگ بھاگ گئے تو علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو نبی ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے' انہوں نے آپؐ سے موت پر بیعت کی' انہیں رسول اللہ ﷺ نے سو آدمیوں کے ہمراہ سریہ بنا کے بنی سعد کی جانب فدک میں بھیجا' فتح مکہ کے دن ان کے ہمراہ مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا تھا' آپؐ نے انہیں الفلس (بت) کی طرف بنی طے میں سریہ بنا کے بھیجا' آپؐ نے انہیں یمن بھیجا' رسول اللہ ﷺ سے کسی غزوے میں جو آپؐ نے کیا جدا نہ ہوئے' سوائے غزوہ تبوک کے کہ آپ انہیں اپنی ازواج میں چھوڑ گئے تھے۔

ابوسعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کا قصد کیا تو علی رضی اللہ عنہ کو اپنی ازواج میں چھوڑا' بعض لوگوں نے کہا کہ انہیں آپؐ کے ہمراہ روانہ ہونے میں صرف یہ امر مانع رہا کہ انہوں نے آپ کی ہمراہی کو پسند نہ کیا' علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا' آپ نے فرمایا کہ ''تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی مرتبہ حاصل ہو جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل ہوا''۔

عبداللہ بن شریک سے مروی ہے کہ ہم مدینے آئے تو سعد بن مالک سے ملے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تبوک روانہ ہو گئے اور علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ گئے۔ انہوں نے آپ سے کہا: یارسول اللہ آپ جاتے ہیں اور مجھے چھوڑتے ہیں' تو آپ نے فرمایا: تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی مرتبہ حاصل ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل ہوا۔ البتہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن مالک سے کہا کہ میں آپ سے کوئی حدیث دریافت کرنا چاہتا ہوں' حالانکہ میں آپ سے دریافت کرنے میں ڈرتا ہوں۔ انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے ایسا نہ کرو جب تمہیں معلوم ہے کہ میرے پاس کوئی علم ہے تو مجھ سے اس کو دریافت کرو' اور مجھ سے خوف نہ کرو' میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد جب آپ نے انہیں غزوۂ تبوک میں مدینے میں چھوڑ دیا تھا بیان کیجئے۔

سعد بن مالکؓ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی' آپ مجھے پیچھے رہنے والے بچوں اور عورتوں میں چھوڑتے ہیں؟ فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے اسی مرتبے میں ہو جس میں ہارون و موسیٰ علیہما السلام سے تھے' علی رضی اللہ عنہ اس قدر تیزی سے پیچھے

لوٹے کہ گویا میں ان کے قدموں سے اڑنے والے غبار کو دیکھ رہا ہوں۔ حماد نے کہا ہے کہ پھر علی رضی اللہ عنہ بہت تیز واپس آئے۔

براء بن عازب اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ جب غزوۂ جیش عسرۃ کا جو تبوک ہے وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ ضروری ہے کہ مدینے میں یا میں قیام کروں یا تم قیام کرو' آپؐ نے انہیں چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقصد جہاد روانہ ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کو کس ایسی بات نے پیچھے چھوڑ دیا جو آپ کو ان سے ناپسند آئی' علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس گئے' آپ نے ان سے فرمایا اے علی! تمہیں کیا چیز لائی؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے اس کے کوئی چیز نہیں لائی کہ میں نے لوگوں کو یہ دعویٰ کرتے سنا کہ آپ نے مجھے صرف اس لیے پیچھے چھوڑ دیا کہ آپ کو کوئی بات میری ناپسند آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے اس طرح ہو جس طرح ہارون' موسیٰ سے' سوائے اس کے کہ تم نبی نہیں ہو۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں' یا رسول اللہ' فرمایا: تو وہ اسی طرح ہے کہ تم میرے پیچھے مدینے میں رہو۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے سعید ابن جبیر سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمبردار کون تھا انہوں نے کہا کہ تم سست عقل والے ہو' پھر مجھ سے معبد الجہنی نے کہا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چلنے کی حالت میں اسے ابن میسر العبسی اٹھاتے تھے' جب جنگ ہوتی تھی تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لے لیتے تھے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک:

شعبیؒ سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' وہ چوڑی داڑھی والے تھے جو ان کے دونوں شانوں تک پھیلی ہوئی تھی' سر میں چندیہ پر بال نہ تھے' ان کے سر پر چھوٹے چھوٹے بال تھے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' مجھ سے میرے والد نے کہا کہ اے عمرو کھڑے ہو اور امیر المومنین کو دیکھو' میں کھڑا ہو کر ان کی طرف گیا تو انہیں داڑھی میں خضاب کرتے نہیں دیکھا' وہ بڑی داڑھی والے تھے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو سفید داڑھی اور سفید سر والے تھے۔ ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' ان کی چندیہ پر بال نہ تھے' وہ سفید داڑھی والے تھے' مجھے میرے والد نے اٹھایا تھا۔

عامر سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ہم لوگوں کو راستے سے ہنکا دیتے' ہم لوگ بچے تھے' وہ سفید سر اور سفید داڑھی والے تھے۔

ابواسحٰق سے مروی ہے کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھی' میں نے دیکھا کہ وہ سفید داڑھی والے تھے' سر کے دونوں کنارے بالوں سے کھلے ہوئے تھے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو سفید سر اور سفید داڑھی والا دیکھا۔ عامر سے مروی ہے کہ میں نے کبھی کوئی آدمی علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ چوڑی داڑھی والا نہیں دیکھا جو ان کے دونوں شانوں کے درمیان بھری ہوئی تھی اور سفید تھی۔

سوادہ بن حنظلہ القشیری سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ علی رضی اللہ عنہ کی داڑھی زرد تھی۔ محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ

ایک مرتبہ علی رضی اللہ عنہ نے مہندی کا خضاب لگایا پھر اسے ترک کر دیا۔

ابو رجاء نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' ان کی چندیہ پر بال نہ تھے' حالانکہ سر میں بہت بال تھے' یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا انہوں نے بکری کی کھال پہن لی ہے۔

قدامہ بن عتاب سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کا شکم بڑا تھا' شانے کی ہڈی کا سرا بھی بڑا اور موٹا تھا' ہاتھ کی مچھلی بھی موٹی تھی اور کلائی پتلی' پنڈلی کی مچھلی موٹی تھی اور اس کی ہڈی ٹخنے کے پاس سے پتلی تھی میں نے انہیں ایام سرما میں اس حالت میں خطبہ پڑھتے دیکھا کہ وہ ایک سن کا کرتہ پہنے اور دو بیرونی چادریں اوڑھے اور باندھے تھے' اس کتان (السی کے درخت) کا عمامہ باندھے تھے جو تمہارے دیہات میں بنا جاتا ہے۔

رزام بن سعد الفہی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرتے سنا کہ وہ ایسے آدمی تھے جو متوسط قامت سے زائد تھے' چوڑے شانے والے' لمبی داڑھی والے تھے' اگر تم چاہو تو جب ان کی طرف دیکھو تو کہو کہ وہ گورے ہیں' اور جب تم انہیں قریب سے اچھی طرح دیکھو تو کہو وہ گندم گوں ہیں جو گورے ہونے سے زیادہ قریب ہیں۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کا حلیہ کیا تھا' انہوں نے کہا کہ وہ گندم گوں شخص تھے جن کی گندم گونی شدت سے تھی' بھاری اور بڑی آنکھوں والے' بڑے پیٹ والے تھے' چندیا پر بال نہ تھے' قریب قریب پست قد تھے۔

ابو سعید تاجر پارچہ دبیر سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ مختلف زمانوں میں بازار آتے تھے' تو انہیں سلام کیا جاتا تھا' جب لوگوں نے انہیں دیکھا تو کہا کہ (بوزا شکنب امذ) ان الفاظ کے معنی بیان کیے گئے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ بڑے پیٹ والے ہیں' تو انہوں نے کہا کہ اس کے اوپر کے حصے میں علم ہے اور نیچے کے حصے میں کھانا۔ عامر سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کا سر اور داڑھی ایسی سفید تھی گویا روئی کا گالا' ابو الحجاج کے پانے والے ایک شخص سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں سرمے کا اثر دیکھا۔

لباس کے معاملہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سادگی:

ابو الرضی القیسی سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو بہت مرتبہ اس حالت میں دیکھا کہ وہ ہمیں خطبہ سناتے تھے' وہ ایک عمامہ تہ بند و چادر اوڑھے لپیٹتے تھے' چادر کو سب طرف سے لپیٹے ہوئے نہ تھے ان کے سینے اور پیٹ کے بال نظر آتے تھے۔

خالد ابی امیہ سے مروی ہے کہ میں نے اس حالت میں علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ ان کی تہبند گھٹنوں سے ملی ہوئی تھی۔

عبداللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کوری کا کرتہ پہنے دیکھا' جب وہ اس کی آستین کھینچتے تھے تو ناخن تک پہنچ جاتی تھی' جب ڈھیلا کر دیتے تھے تو وہ (بروایت یعلی) ان کی نصف کلائی تک پہنچ جاتی تھی اور (بروایت عبداللہ بن نمیر) نصف ہاتھ تک پہنچ جاتی تھی۔

عطا ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو انہیں موٹے کپڑوں کا بے دھلا کرتہ پہنے دیکھا۔ ابو العلاء مولائے

اسلمیین سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو ناف سے اوپر تہ بند باندھتے دیکھا۔

عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو پیوند لگی ہوئی تہبند باندھے دیکھا گیا تو ان سے کہا گیا' انہوں نے کہا کہ وہ دل کو خاکسار بناتی ہے اور مومن اس کی پیروی کرتا ہے۔

حر بن جرموز نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ محل سے نکل رہے تھے' ان کے جسم پر دو قطری کپڑے تھے' ایک تہ بند جو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک تھی اور ایک چادر پنڈلی سے اونچی اسی تہبند کے قریب تھی ان کے ہمراہ درہ (چرمی ہنٹر) تھا' جسے وہ بازاروں میں لے جاتے تھے اور لوگوں کو اللہ سے ڈرنے اور بیع میں خوبی کا حکم دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ کیل (پیمانہ) اور ترازو کو پورا کرو' گوشت میں نہ پھونکو۔ علی بن ربیعہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے جسم پر دو قطری چادریں دیکھیں۔

حمید بن عبداللہ الاصم سے مروی ہے کہ میں نے فروخ مولائے بنی الاشتر سے سنا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو بنی دیوار میں اس حالت میں دیکھا کہ میں بچہ تھا' انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو میں نے کہا ہاں آپ امیر المومنین ہیں' ایک اور شخص آیا تو کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو' اس نے کہا نہیں' پھر اس سے انہوں نے ایک زابی کرتہ خرید کر پہنا' کرتے کی آستین کھینچی تو وہ اتفاق سے چھٹ کر ان کی انگلیوں کے ساتھ رہ گئی' انہوں نے اس سے کہا کہ سی دو' جب اس نے سی دی تو کہا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کپڑا پہنایا۔

ایوب بن دینار ابوسلیمان المکتب سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ بازار میں جا رہے تھے' جسم پر ایک تہبند تھی جو نصف ساق تک تھی ایک چادر پشت پر تھی' میں نے ان کے جسم پر دو نجرانی چادریں دیکھیں۔

ام کثیرہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے ہمراہ درہ تھا' جسم پر ایک سنبلانی چادر تھی' موٹے کپڑے کا کرتہ اور موٹے کپڑے کی تہبند تھی نصف ساق تک تہبند تھی اور کرتہ۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ میں درہ لے کر بازار میں گشت کر رہے تھے ان کے لیے ایک سنبلانی کرتہ لایا گیا' جسے انہوں نے پہن لیا' اس کی آستین ان کے ہاتھوں سے باہر نکل گئیں' حکم دیا تو وہ کاٹ دی گئیں یہاں تک کہ ہاتھوں کے برابر ہو گئیں' پھر انہوں نے اپنا درہ لیا اور گشت کرنے کے لیے چلے گئے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی رضی اللہ عنہ نے چار درہم میں ایک سنبلانی کرتہ خریدا۔ درزی آیا' کرتے کی آستین کھینچی اور اتنے حصے کے کاٹنے کا حکم دیا جو ان کی انگلیوں سے آگے تھا۔

ہرمز سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو ایک سیاہ پٹی سر میں باندھے ہوئے دیکھا' معلوم نہیں اس کا کون سا سرا زیادہ لمبا تھا' وہ جو ان کے سامنے تھا یا وہ جو پیچھے' سیاہ پٹی سے ان کی مراد عمامہ تھی۔

جعفر کے مولا سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا جس کو وہ اپنے آگے

اور پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔

ابی العنبس عمرو بن مردان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا جسے وہ اپنے پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔

ابی جعفر انصاری سے مروی ہے کہ جس روز عثمان شہید ہوئے' میں نے علی رضی اللہ عنہ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا انہوں نے کہا کہ میں نے انہیں ظلۃ النساء میں بیٹھے دیکھا' اس روز جس دن عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے میں نے انہیں کہتے سنا کہ سارے زمانے میں تم لوگوں کی تباہی ہو۔

عطا ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' وہ باب صغیر سے نکلے' جب آفتاب بلند ہو گیا تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں ان کے جسم پر سکری کی طرح موٹے کپڑے کا کرتہ تھا جو ٹخنوں کے اوپر تھا' اس کی آستینیں انگلیوں تک تھیں اور انگلیوں کی جڑ کھلی ہوئی نہ تھی۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہاری تہبند دراز ہو تو اس کا پٹکا بنا لو اور جب وہ تنگ ہو تو اسے تہبند بنا لو۔ ابی حبان سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی ٹوپی باریک تھی۔

یزید بن الحارث بن بلال الفزاری سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کے سر پر مصری سفید ٹوپی دیکھی۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے بائیں ہاتھ میں مہر پہنی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش:

ابو اسحاق الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی مہر کا نقش اہل شام کی صلح کے زمانے میں پڑھا' وہ ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی مہر کا نقش ''اللہ الملک'' تھا۔

ابی ظبیان سے مروی ہے کہ ایک روز علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس نکل کر آئے جو زرد تہ بند اور سیاہ کمبل میں تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت:

لوگوں نے بیان کیا کہ جب ۱۸ / ذی الحجہ یوم جمعہ ۳۵ھ کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے اور قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی صبح کو مدینے میں علی رضی اللہ عنہ سے بیعت خلافت کر لی گئی تو ان سے طلحہ اور زبیر' سعد بن ابی وقاص' سعید بن زید بن عمرو بن نفیل' عمار بن یاسر' اسامہ بن زید' سہل بن حنیف' ابو ایوب انصاری' محمد بن مسلمہ' زید بن ثابت' خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہم اور ان تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ ہم نے جو مدینے میں تھے بیعت کر لی۔

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہوں نے جبراً بغیر رضامندی کے بیعت کی ہے' دونوں مکے روانہ ہو گئے اور وہیں عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں' پھر وہ دونوں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ خون عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے لیے مکے سے بصرے روانہ ہوئے' یہ واقعہ علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ مدینے سے عراق گئے' مدینے پر سہل بن حنیف کو خلیفہ بنا گئے۔

علی رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ ان کے پاس آ جائیں اور مدینے پر ابوالحسن المازنی کو والی بنا دیا۔ وہ ذاقاء میں اترے' عمار بن یاسر اور حسن بن علی رضی اللہ عنہم کو اہل کوفہ کے پاس بھیج کر ان سے اپنے ہمراہ چلنے کی مدد چاہی' وہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے اور انہیں بصرے لے گئے۔

جنگ جمل اور صفین:

انہوں نے طلحہ' زبیر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کا اور ان لوگوں کا جو اہل بصرہ وغیرہم میں سے ان کے ہمراہ تھے' یوم الجمل ماہ جمادی الآخر ۳۶ھ میں مقابلہ کیا اور ان پر فتح مند ہوئے' اس روز طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما وغیرہما قتل کر دیئے گئے' مقتولین کی تعداد تیرہ ہزار تک پہنچ گئی' علی رضی اللہ عنہ بصرے میں پندرہ شب قیام کر کے کوفے واپس ہو گئے۔

علی رضی اللہ عنہ' معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور جو شام میں ان کے ہمراہ تھے ان کے ارادے سے نکلے' معاویہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ ان لوگوں کے ہمراہ جو اہل شام میں سے ان کے ساتھ تھے روانہ ہوئے' صفر ۳۷ھ میں بمقام صفین ان لوگوں نے مقابلہ کیا۔

طرفین برابر چند روز تک قتال کرتے رہے' عمار بن یاسر' خزیمہ بن ثابت اور ابو عمرہ المازنی رضی اللہ عنہم جو علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے قتل کر دیئے گئے۔

اہل شام قرآن اٹھا کر جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تدبیر کی وجہ سے دعوت دینے لگے' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس جنگ کا مشورہ دیا تھا اور وہ انہی کے ہمراہ تھے۔

لوگوں نے جنگ کو ناپسند کیا اور باہم صلح کی دعوت دی' انہوں نے دو حکم باہمی فیصلے کے لیے مقرر کیے' علی رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو۔

ان لوگوں نے باہم ایک تحریر لکھی کہ وہ لوگ سال کے شروع میں مقام اذرح میں پہنچیں اور اس امت کے معاملے میں غور کریں' لوگ متفرق ہو گئے' معاویہ رضی اللہ عنہ اہل شام کی الفت کے ساتھ لوٹے اور علی رضی اللہ عنہ اختلاف اور کینے کے ساتھ کوفے واپس آئے۔

علی رضی اللہ عنہ پر ان کے اصحاب اور ہمراہیوں نے خروج کیا' انہوں نے کہا کہ سوائے اللہ کے کوئی حکم نہیں اور حرورا میں لشکر جمع کیا' اسی وجہ سے وہ ''الحروریہ'' کہلائے' علی رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کو بھیجا' انہوں نے ان لوگوں سے بحث و حجت کی تو ایک بڑی جماعت نے رجوع کیا' مگر ایک جماعت اپنی رائے پر قائم رہی۔

وہ لوگ نہروان چلے گئے' انہوں نے راستہ روک دیا اور عبداللہ بن خباب بن الارت کو قتل کر دیا۔ علی رضی اللہ عنہ ان کی جانب روانہ ہوئے' ان کو انہوں نے نہروان میں قتل کر دیا' ان میں سے ذوالثدیہ کو بھی انہوں نے قتل کر دیا۔ یہ ۳۸ھ کا واقعہ ہے۔ علی رضی اللہ عنہ کوفے واپس ہوئے' اس روز سے ان کی شہادت تک لوگوں کو ان پر خوارج کا خوف رہا۔

لوگ شعبان ۳۸ھ میں اذرح میں جمع ہوئے۔ وہاں سعد بن ابی وقاص' ابن عمر اور دوسرے اصحاب رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ بھی آئے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو آگے کیا۔ انہوں نے گفتگو کی اور علی رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی' انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو برقرار رکھا اور ان سے بیعت کر لی' لوگ اسی قرارداد پر متفرق ہو گئے۔

عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی اور علی رضی اللہ عنہ کی بیعت اور آپ کا اس کو رد کرنا

ارشاد جناب علویؓ:

لتخضبن هذه من هذه.

''اس سر سے یہ داڑھی ضرور خون میں رنگین ہوگی''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

عبداللہ بن جعفر، حسین بن علی اور محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہم کا ابن ملجم کو قتل کرنا

ابن ملجم کی بیعت لینے سے انکار:

ابوالطفیل سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی آیا' اس کو انہوں نے دو مرتبہ رد کیا' وہ ان کے پاس پھر آیا تو انہوں نے کہا کہ اس امت کے بد بخت ترین شخص کو میرے قتل سے کوئی نہیں روکے گا۔ یہ داڑھی اس سر کے خون سے ضرور ضرور خضاب کی جائے گی یا رنگی جائے گی۔ پھر انہوں نے یہ دو شعر بیان کیے:

(اشدد) حيا زيمك للموت فان الموت آتيك

موت کے لیے اپنے سینے کو مضبوط کر لے' یعنی صبر کر۔ کیونکہ موت تیرے پاس آنے والی ہے۔

ولا تجزع من القتل اذا حلّ بوا ديك

اور قتل سے پریشان نہ ہو۔ جب وہ تیری وادی میں اُترے''۔

محمد بن سعد (مؤلف) نے کہا کہ ابونعیم کے علاوہ دوسرے راویوں میں اسی حدیث میں اور اسی سند سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اتنا اور اضافہ کیا کہ ''واللہ یہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے وصیت ہے''۔

محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے المرادی سے یہ شعر کہا:

اريد حباءه ويريد قتلى عذيرك من خليك من مراد

''میں اس کو عطا کرنا چاہتا ہوں اور وہ میرا قتل چاہتا ہے' تیری ضیافت تیرے مرادی دوست کی طرف سے ہوگی''۔

شہادت سے قبل قتل کی سازش سے آ گاہی:

ابی مجلز سے مروی ہے کہ قبیلہ مراد کا ایک آدمی علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے' اس نے کہا کہ دربان مقرر کیجئے کیونکہ مراد کے لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو اس کی ان چیزوں سے حفاظت کرتے ہیں جو مقدر نہیں ہیں' جب شئے مقدر آتی ہے تو وہ اس شئے کے درمیان راستہ چھوڑ دیتے ہیں' اور موت ایک محفوظ ڈھال ہے۔

عبیدہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے بد بخت ترین شخص کو آنے سے کوئی نہیں روکے گا' وہ مجھے قتل کرے گا۔ اے اللہ! میں لوگوں سے بیزار ہو گیا ہوں اور لوگ مجھ سے بیزار ہو گئے ہیں' اس لیے مجھے ان سے راحت دے اور انہیں مجھ سے راحت دے۔

عبداللہ بن سبع سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ (آپ نے سر سے داڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) ضرور ضرور یہ داڑھی اس سر کے خون سے رنگی جائے گی' پھر بد بخت ترین کا کیوں انتظار کیا جاتا ہے۔

لوگوں نے کہا یا امیر المومنین' ہمیں اس کی خبر دیجئے تو ہم اس کے خاندان کو ہلاک کر دیں۔ آپ نے فرمایا: اس وقت واللہ تم میری وجہ سے قاتل کے علاوہ اور کو قتل کر دو گے۔

ان لوگوں نے کہا کہ پھر ہم پر کسی کو خلیفہ بنا دیجئے تو انہوں نے کہا' نہیں' میں تمہیں اس چیز کی طرف چھوڑ دوں گا جس چیز کی طرف تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا ہے۔

ان لوگوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب سے کیا کہیں گے جب اس کے پاس حاضر ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں کہوں گا' اے اللہ میں نے تجھی کو ان لوگوں میں چھوڑ دیا۔ اگر تو چاہے تو انہیں درست کر دے اور چاہے تو انہیں تباہ کر دے۔

نبل بنت بدر نے اپنے شوہر سے روایت کی کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ ضرور ضرور یہ داڑھی اس سر سے رنگی جائے گی۔

امت کا بد بخت ترین شخص:

عبید اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ اگلوں اور پچھلوں میں بد بخت ترین کون ہے۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ فرمایا اگلوں کا سب سے زیادہ بد بخت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے ہاتھ پاؤں کاٹنے والا تھا' اور پچھلوں کا بد بخت ترین وہ ہو گا جو تمہارے نیزہ مارے گا' اور آپ نے اس مقام پر اشارہ کیا جہاں وہ نیزہ مارے گا۔

ام جعفر سریہ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی' یکا یک انہوں نے اپنا سر اٹھایا' پھر اپنی داڑھی پکڑ کر اسے ناک تک بلند کیا اور کہا کہ ''تیرے لیے خوشی ہے کہ تو ضرور ضرور خون میں رنگی جائے گی''۔ پھر جمعے کے دن ان پر حملہ کیا گیا۔

حضرت حسنین کریمین اور حضرت ابن حنیفہ رضی اللہ عنہم کو ابن ملجم کی نیت پر شک:

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ حمام میں ہمارے پاس ابن ملجم آیا۔ میں اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما حمام میں بیٹھے ہوئے تھے' جب وہ داخل ہوا تو گویا وہ دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) اس سے کھٹک گئے اور پوچھا کہ تجھے کس نے اجازت دی کہ ہمارے پاس آئے' میں نے ان دونوں سے کہا کہ تم اپنی جانب سے اسے چھوڑ دو' کیونکہ میری جان کی قسم! وہ تمہارے ساتھ جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ اس سے زیادہ تکلیف دہ ہے جو اس نے کیا۔

جب وہ دن ہوا کہ اسے گرفتار کر کے لایا گیا تو ابن الحنفیہ نے کہا کہ آج میں اس کو اس دن سے زیادہ پہچاننے والا نہیں ہوں' جس دن یہ ہمارے پاس حمام میں داخل ہوا تھا (یعنی میں نے اسی روز اسے پہچان لیا تھا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا) علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اسیر ہے' اس لیے اس کی ضیافت اچھی طرح کرو اور اسے اچھا ٹھکانا دو' اگر میں بچ گیا تو قتل کروں گا یا معاف کروں گا۔ اگر میں مر گیا تو اسے میرے قصاص میں قتل کر دو' اور حد سے آگے نہ بڑھو' کیونکہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

قثم مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے میرے بڑے بیٹے کو اپنی وصیت میں لکھا کہ اس ابن ملجم کے پیٹ اور شرمگاہ میں نیزہ نہ مارنا۔

تین خارجیوں کا خفیہ اجلاس:

لوگوں نے بیان کیا کہ خوارج میں سے تین آدمی نامزد کیے گئے' عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی جو قبیلہ حمیر میں سے تھا' اس کا شمار قبیلہ مراد میں تھا جو کندہ کے بنی جبلہ کا حلیف تھا۔ البرک بن عبداللہ التمیمی اور عمرو بن بکیر التمیمی۔

یہ تینوں مکے میں جمع ہوئے' انہوں نے یہ عہد و پیمان کیا کہ ان تینوں آدمیوں کو ضرور ضرور قتل کر دیں گے' علی بن ابی طالب' معاویہ بن ابی سفیان' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم اور بندگانِ خدا کو ان سے راحت دیں گے۔

عبدالرحمٰن بن ملجم نے کہا کہ میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے تیار ہوں' البرک نے کہا کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے تیار ہوں اور عمرو بن بکیر نے کہا کہ میں تم کو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کفایت کروں گا۔

انہوں نے اس پر باہم عہد و پیمان کر لیا اور ایک نے دوسرے کو بھروسا دلا دیا کہ وہ اپنے نامزد ساتھی کے کار خیر (قتل) سے باز نہ رہے گا اور اس کے پاس روانہ ہو جائے گا' یہاں تک کہ وہ اسے قتل کر دے گا یا اس کے لیے اپنی جان دے دے گا۔

انہوں نے باہم شب ہفتدہم رمضان میعاد مقرر کر لی اور ہر شخص اس شہر کی طرف روانہ ہو گیا' جس میں اس کا ساتھی (یعنی وہ شخص جسے وہ قتل کرنا چاہتا تھا) موجود تھا۔

قطام بنت شجنہ کی طرف سے قتل علی رضی اللہ عنہ کا مطالبہ:

عبدالرحمٰن بن ملجم کوفے آیا۔ وہ اپنے خارجی دوستوں سے ملا' مگر ان سے اپنے قصد کو پوشیدہ رکھا' وہ انہیں دیکھنے جاتا تھا

اور وہ لوگ اسے دیکھنے آتے تھے۔ اس نے ایک روز تیم الرباب کی ایک جماعت دیکھی جس میں ایک عورت قطام بنت شجنہ بن عدی بن عامر بن عوف بن ثعلبہ بن سعد ابن ذہل بن تیم الرباب تھی۔ علی رضی اللہ عنہ نے جنگ نہروان میں اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔

وہ عورت ابن ملجم کو پسند آئی تو اس نے اسے پیام نکاح دیا' اس نے کہا کہ میں اس وقت تک تجھ سے نکاح نہ کروں گی جب تک تو مجھ سے وعدہ نہ کرلے۔ عبدالرحمٰن بن ملجم نے کہا کہ تو مجھ سے جو کچھ مانگے گی۔ میں وہی تجھے دوں گا' اس عورت نے کہا کہ تین ہزار درہم اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قتل۔

ابن ملجم نے کہا کہ واللہ مجھے اس شہر میں سوائے قتل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اور کوئی چیز نہیں لائی اور جو تو نے مانگا میں تجھے دوں گا۔ وہ شبیب بن بجرۃ الاشجعی سے ملا اسے اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور اپنے ساتھ رہنے کی دعوت دی۔ اس نے اس کی یہ بات مان لی۔

دو ملعون شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گھات میں:

عبدالرحمٰن بن ملجم اس شب کو جس کی صبح کو اس نے علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا تھا۔ رات بھر اشعث بن قیس الکندی سے اس کی مسجد میں سرگوشی کرتا رہا۔ جب طلوع فجر کے قریب ہوا تو اس سے اشعث نے کہا' صبح نے تجھے ظاہر کر دیا' بس کھڑا ہو۔ عبدالرحمٰن بن ملجم اور شبیب بن بجرہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اپنی تلواریں لے لیں اور آ کے اس دروازے کے مقابل بیٹھ گئے جس سے علی رضی اللہ عنہ نکلتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات:

حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں صبح سویرے ان کے (علی رضی اللہ عنہ کے) پاس آیا اور بیٹھ گیا' فرمایا: میں رات بھر اپنے گھر والوں کو جگاتا رہا۔ پھر میری آنکھوں کی (نیند) نے مجھ پر قبضہ کر لیا' حالانکہ میں بیٹھا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خواب میں) میرے سامنے آئے' عرض کی: یارسول اللہ مجھے آپ کی امت سے کس قدر تعب و فساد حاصل ہوا۔ فرمایا: اللہ سے ان کے لیے بددعا کرو۔ میں نے کہا اے اللہ مجھے ان کے بدلے وہ دے جو ان سے بہتر ہو اور ان کو میرے بدلے وہ دے جو مجھ سے بدتر ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ اور بزدلانہ حملہ:

اتنے میں ابن النباح مؤذن آئے' انہوں نے کہا کہ نماز (تیار ہے) میں نے ان کا (علی رضی اللہ عنہ کا) ہاتھ پکڑا تو وہ کھڑے ہو کر اس طرح چلنے لگے کہ ابن النباح ان کے آگے تھے اور میں پیچھے' جب دروازے سے باہر ہو گئے تو انہوں نے ندا دی کہ اے لوگو! نماز نماز' اسی طرح وہ ہر روز کیا کرتے تھے' جب نکلتے تو ہمراہ ان کا درہ ہوتا اور لوگوں کو جگایا کرتے تھے۔

دو آدمیوں نے انہیں روکا' کسی ایسے شخص نے جو وہاں موجود تھا' کہا کہ میں نے تلوار کی چمک دیکھی' اور کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا کہ اے علی رضی اللہ عنہ حکم اللہ ہی کے لیے ہے نہ کہ تمہارے لیے۔ میں نے دوسری تلوار دیکھی۔ پھر دونوں نے مل کر مارا۔ عبدالرحمٰن ابن ملجم کی تلوار پیشانی سے سر تک لگ کر ان کے بھیجے تک پہنچ گئی لیکن شبیب کی تلوار' وہ محراب میں پڑی۔

قاتل کی گرفتاری کا حکم:

میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ یہ آدمی ہرگز تم سے چھوٹنے نہ پائے' لوگ ہر طرف سے ان دونوں پر ٹوٹ پڑے مگر شبیب بچ کر نکل گیا' عبدالرحمٰن بن ملجم گرفتار کر لیا گیا اور اسے علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا گیا۔

ابن ملجم کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہدایت:

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے اچھا کھانا کھلاؤ اور نرم بستر دو' اگر میں زندہ رہا تو اس کے خون کے معاف کرنے یا قصاص لینے کا زیادہ مستحق ہوں گا اور اگر میں مر گیا تو اسے بھی میرے ساتھ کر دو۔ میں رب العالمین کے پاس اس سے جھگڑ لوں گا۔

حضرت ام کلثوم کی ابن ملجم کو سرزنش:

ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو نے امیر المومنین کو قتل کر دیا۔ اس نے کہا میں نے صرف تمہارے باپ کو قتل کیا۔ انہوں نے کہا واللہ مجھے امید ہے کہ امیر المومنین پر کوئی اندیشہ نہیں اس نے کہا تو پھر تم کیوں روتی ہو' پھر کہنے لگا: واللہ میں نے اپنی تلوار کو ایک مہینے تک زہر آلود کیا ہے' اگر وہ مجھ سے بے وفائی کرے تو اللہ اسے بعید و دور کر دے۔

اشعث بن قیس نے اپنے بیٹے قیس بن الاشعث کو اسی صبح کو علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ اے فرزند عزیز دیکھ کہ امیر المومنین نے کیوں کر صبح کی' وہ گیا اور اس نے انہیں دیکھا واپس آیا اور کہا کہ میں نے ان کی آنکھوں کو دیکھا کہ وہ ان کے سر میں گھس گئی ہیں۔ اشعث نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم' مجروح کی دونوں آنکھیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت:

علی رضی اللہ عنہ جمعے کے دن اور ہفتے کی شب کو زندہ رہے' شب یک شنبہ ۱۹/ رمضان کو ان کی وفات ہو گئی' حسن' حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے انہیں غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں کرتہ نہ تھا۔

شیر خدا رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ:

شعبیؒ سے (متعدد سلسلوں سے) مروی ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی' انہوں نے ان پر چار تکبیریں کہیں علی رضی اللہ عنہ کوفے میں مسجد جامع کے نزدیک اس میدان میں جو ابواب کندہ کے متصل ہے لوگوں کے نماز فجر سے واپس ہونے سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما ان کے دفن سے واپس ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی' لوگوں نے ان سے بیعت کر لی' علی رضی اللہ عنہ کی خلافت چار سال اور نو مہینے رہی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر:

ابی اسحٰق سے مروی ہے کہ جس روز علی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی وہ تریسٹھ برس کے تھے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ ہیضے کے سال میں جب ۸۱ھ شروع ہو گیا تو میں نے محمد بن الحنفیہ کو کہتے سنا کہ میں اپنے والد کی عمر سے بڑھ گیا' میں نے کہا کہ ان کا سن جس روز وہ قتل کیے گئے کتنا تھا' انہوں نے کہا کہ تریسٹھ برس۔ محمد بن عمر (الواقدی) نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔ طلق الاعمٰی (نابینا) نے اپنی دادی سے روایت کی کہ میں اور ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما' علی رضی اللہ عنہ پر رو رہی تھیں۔

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

ہبیرہ بن بریم سے مروی ہے کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ اے لوگو! کل ایک ایسا شخص تم سے جدا ہو گیا کہ نہ اوّلین اس سے آگے بڑھے نہ آخرین اسے پائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے میدان جنگ میں بھیجتے تھے اور اسے جھنڈا دیتے تھے' وہ اس وقت تک واپس نہیں کیا جاتا تھا تاوقتیکہ اللہ اسے فتح نہیں دیتا تھا' جبرئیل اس کے داہنی طرف رہتے تھے' اور میکائیل اس کی بائیں طرف۔ اس نے نہ چاندی چھوڑی نہ سونا' سوائے سات سو درہم کے جو اس کی عطا سے بچ گئے' جن سے اس کا ارادہ خادم خریدنے کا تھا۔

ہبیرہ بن بریم سے مروی ہے کہ جب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو حسن بن علی رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے' منبر پر چڑھے اور کہا کہ اے لوگو! رات وہ شخص اٹھا لیا گیا جس سے نہ اوّلین آگے بڑھے اور نہ آخرین اسے پائیں گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں بھیجتے تھے' اس کی داہنی طرف سے جبرئیل اسے پناہ میں لیتے تھے اور بائیں طرف سے میکائیل' وہ اس وقت تک نہیں پلٹتا تھا' جب تک اللہ اسے فتح نہ دے دیتا' اس نے سوائے سات سو درہم کے کچھ نہ چھوڑا' جس سے اس کا ارادہ خادم خریدنے کا تھا' وہ اس شب کو اٹھا لیا گیا جس میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی روح کو معراج ہوئی یعنی رمضان کی سترھویں شب۔

شیعانِ علی رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ دشمنانِ علی رضی اللہ عنہ (فرمان سیدنا حسن ابن علی رضی اللہ عنہ):

عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ ابوالحسن علی رضی اللہ عنہ کے شیعوں میں سے کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ دابۃ الارض تھے اور وہ قیامت کے قبل پھر بھیجے جائیں گے تو انہوں نے کہا کہ وہ جھوٹے ہیں' یہ لوگ ان کے شیعہ نہیں ہیں' یہ لوگ ان کے دشمن ہیں۔ اگر ہمیں دوبارہ بھیجے جانے کا علم ہوتا تو نہ ہم ان کی میراث تقسیم کرتے اور نہ ان کی بیویوں کا نکاح کرتے۔

ابن سعد نے کہا کہ اسی طرح عمرو بن الاصم سے بھی روایت ہے۔ عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس گیا جو عمرو بن حریث کے مکان میں تھے' ان سے میں نے کہا کہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ قیامت سے پہلے واپس آئیں گے' وہ ہنسے اور کہا کہ سبحان اللہ اگر ہمیں اس کا علم ہوتا تو نہ ہم ان کی عورتوں کا نکاح کرتے' اور نہ باہم ان کی میراث تقسیم کرتے۔

عبدالرحمٰن بن ملجم کا عبرت ناک انجام:

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ملجم قید خانے میں رہا' جب علی رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے' اور دفن کر دیے گئے تو حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمٰن بن ملجم کو بلا بھیجا' اسے قید خانے سے نکالا کہ قتل کریں' لوگ جمع ہو گئے اور اس کے پاس مٹی کا تیل' بوریے اور آگ لائے' ان لوگوں نے کہا کہ ہم اسے جلائیں گے تو عبداللہ بن جعفر' حسین بن علی اور محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہمیں چھوڑ دو کہ ہم اس سے اپنا دل ٹھنڈا کر لیں۔

عبداللہ بن جعفر نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے مگر اس نے فریاد نہ کی اور نہ کچھ کلام کیا۔ اس کی آنکھوں میں گرم سلائی

پھیری مگر اس نے فریاد نہ کی اور کہنے لگا کہ تم اپنے چچا کی آنکھوں میں ایسی تیز اور تکلیف دہ سلائی سے سرمہ لگاتے ہو' پھر اس نے سورۃ:

﴿ اقراء باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق ﴾

آخر تک پڑھی' اس کی دونوں آنکھیں بہہ رہی تھیں۔

عبداللہ نے حکم دیا تو اس کی زبان کھینچی گئی تا کہ اسے کاٹیں' اس نے فریاد کی۔ کہا گیا کہ ہم نے تیرے ہاتھ پاؤں کاٹے اور تیری آنکھیں نکالیں' اے اللہ کے دشمن! مگر تو نے فریاد نہ کی' جب ہم تیری زبان کی طرف گئے تو تو نے فریاد کی۔ اس نے کہا میری یہ فریاد صرف اس لیے ہے کہ میں پسند نہیں کرتا کہ دنیا میں اس حالت میں ہچکیاں لوں کہ اللہ کا ذکر نہ کرسکوں۔

انہوں نے اس کی زبان کاٹ ڈالی اور ایک کھجور کے پٹارے میں بند کر کے آگ میں جلا دیا۔ اس زمانے میں عباس بن علی اتنے چھوٹے تھے کہ ان کے بلوغ کا زمانہ بھی نہ آیا تھا۔

ابن ملجم کا حلیہ:

عبدالرحمٰن بن ملجم گندم گوں خوش رو تھا' دانتوں میں کھڑکیاں تھیں' اس کے بال کان کی لوؤں تک تھے' پیشانی میں سجدوں کا نشان تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خراج تحسین:

لوگوں نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر سفیان ابن امیہ بن ابی سفیان بن امیہ بن عبدشمس حجاز لے گئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا۔

فالقت عصاها واستقرت بها النوی ، کما قرعینا بالایاب المسافر

''اس نے عصائے سفر رکھ دیا' جدائی کے دن ختم ہو گئے' وہی مسرت حاصل ہوئی جیسے مسافر کی آنکھ اپنے گھر واپس آنے پر ٹھنڈی ہوتی ہے''۔

اصحاب رسول ﷺ بالخصوص مہاجرین وانصار اور ان کے دیگر متبعین

اہل علم وفقہ وروایت

مختصر سوانحی خاکہ مع نام ونسب وصفات وکمالات

محمد بن سعد (مؤلف کتاب) کہتے ہیں: میں نے یہ حالات حسب ذیل راویوں کی سند سے لیے ہیں: عروہ، عکرمہ، عاصم بن عمرو بن قتادہ، یزید بن رومان، موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی عن ابیہ، عبدالمجید بن عبس عن ابیہ، محمد بن جبیر ابن مطعم، سعید بن عبدالرحمٰن بن رقیش، ان کے علاوہ ایسے راویوں سے بھی میں نے روایت کی ہے جو علمائے مدینہ سے ملے تھے۔

علیٰ ہذا ابومعشر نجیح المدنی، محمد بن اسحاق (بہ دو سلسلہ) موسیٰ ابن عقبہ، زکریا بن زید بن سعد الاشہلی، زکریا بن یحییٰ بن ابی الزوائد السبعی، ابوعبیدہ بن عبداللہ بن محمد بن عمار بن یاسر، ابراہیم بن نوح بن محمد الظفری، علاوہ بریں ان راویوں سے بھی روایت کی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر میں حاضر ہوئے اور نقیبوں کی تعداد و نام، نیز ان لوگوں کی تعداد و نام سے بھی باخبر تھے جنہیں شرف صحبت نبویؐ حاصل ہوا تھا۔ و کذالک ابونعیم فضل بن دکین، معن بن عیسیٰ الاشجعی القزاز۔

ہشام بن محمد بن السائب بن بشیر الکلبی عن ابیہ وغیرہم من اہل العلم۔

ان سب صاحبوں نے مجھے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے متعلق، نیز طبقہ تابعین کے علماء وفقہاء ورواۃ محدثین کے متعلق جو کچھ بھی بتایا ان سب کو میں نے یک جا کر لیا۔ جہاں تک ان کے نام مجھے معلوم ہوئے حسب موقع ومحل بیان کر دیئے۔

تذکرہ طبقہ اولیٰ

اسلام میں سبقت کرنے والے اور شرکاء غزوۂ بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین:

یہ تمام حضرات ان مہاجرین اوّلین میں سے تھے جنہیں اپنے مقامات سے جدا ہونا پڑا، ہجرت کرنی پڑی، جلاوطن ہونا پڑا، مال ومنال چھن گیا اور دولت سے جدا کر دیئے گئے۔

ان کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے انصار بھی تھے جو دارالاسلام و دارالامان (مدینہ مبارکہ) میں مقیم تھے۔ مزید برآں، ان سب کے حلفاء وموالی۔

اور وہ جس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے حصہ اور اجر مقرر فرمایا۔

غزوۂ بدر میں مہاجرین میں سے وہ لوگ حاضر ہوئے جو بنی ہاشم ابن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی

بن غالب بن فہر میں سے تھے۔ فہر تک قریش کا اجتماع ہے' ابن مالک بن النضر ابن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان جو بنی اسماعیل بن ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام میں سے تھے۔

سید الانبیاء حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ:

الطیب المبارک سید المسلمین وامام المتقین' رسول رب العالمین' ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہشام بن عبد مناف بن قصی' آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ابن کعب بن لوی بن غالب بن فہر ہے۔

ازواج واولاد کی تفصیل:

رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں قاسم رضی اللہ عنہ تھے جن کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی۔ بعثت سے پہلے پیدا ہوئے' ایک فرزند عبداللہ تھے' وہی طیب و طاہر تھے' ان کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ اسلام میں (بعثت کے بعد) پیدا ہوئے' اور چار صاحبزادیاں زینب' ام کلثوم رقیہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہن تھیں' ان سب صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی والدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں' وہ سب سے پہلی بیوی ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا۔

آپ کے ایک فرزند ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ تھے' ان کی والدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں جن کو بطور (ہدیہ) مقوقش شاہ اسکندریہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ولد اکبر قاسم تھے' ان کے بعد زینب پھر عبداللہ' ام کلثوم' فاطمہ' اور رقیہ۔ قاسم کا انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے مکے میں سب سے پہلے میت آپ کی تھی' بعد کو عبداللہ کا انتقال ہوا تو عاص بن وائل نے کہا کہ ان کی نسل منقطع ہو گئی' یہ ابتر (بے نام ونشان) ہو گئے۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَرُ﴾ (اے نبی ﷺ آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے)۔

ذی الحجہ ۸ھ میں آپ کے فرزند ابراہیم مدینہ منورہ میں ماریہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے اور صرف اٹھارہ مہینے کے تھے کہ وفات پا گئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے درد کی ابتدا ۲۸ر صفر چہار شنبے کو میمونہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ کے مکان پر ہوئی' آپ کی وفات ۱۲ر ربیع الاوّل دوشنبے ۱۱ھ کو ہوئی۔ سہ شنبے کو آفتاب ڈھلنے کے بعد مدفون ہوئے۔ ہجرت کے بعد مدینے میں آپ کا دس سال قیام رہا' اس سے قبل بعثت سے ہجرت تک مکہ مکرمہ میں قیام رہا' آپ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے' عام الفیل میں یعنی جس سال ابرہہ بیت اللہ کو منہدم کرنے کے لیے ہاتھیوں کا لشکر لایا تھا' اسی سال ولادت ہوئی' تریسٹھ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

خطاب اسد اللہ واسد رسولہ تھا' آنحضرت ﷺ کے چچا تھے۔ سلسلہ نسب یہ تھا: حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ ہالہ بنت اہیب بن عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب بن مرہ ہیں۔ ان کی کنیت ابوعمارہ تھی۔

ان کے لڑکوں میں سے ایک یعلیٰ تھے‘ جن کی وجہ سے حمزہ کی کنیت ابویعلیٰ تھی۔ ایک فرزند عامر تھے جو لاولد مر گئے‘ ان دونوں‘ یعلیٰ وعامر کی والدہ دختر الملۃ بن مالک بن عبادہ بن حجر بن فائد بن حارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں‘ جو قبیلہ اوس کے انصار میں سے تھے۔

ایک فرزند عمارۃ بن حمزہ رضی اللہ عنہ تھے جن کے نام سے ان کی کنیت ابوعمارہ تھی‘ عمارہ کی والدہ خولہ بنت قیس بن فہد انصاریہ تھیں‘ جو ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کی اولاد میں سے تھیں۔

امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کی صاحبزادی تھیں‘ ان کی والدہ سلمٰی بنت عمیس‘ اسماء بنت عمیس الخثعمیہ کی بہن تھیں۔

یہ امامہ وہی ہیں جن کی پرورش کے بارے میں علی اور جعفر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم نے جھگڑا کیا تھا۔ ان میں سے ہر شخص چاہتا تھا کہ وہ اس کے پاس رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے جعفر کے حق میں فیصلہ کیا۔ اس لیے کہ ان کی خالہ اسماء بنت عمیس ان کے پاس تھیں (یعنی ان کی زوجہ تھیں)۔

امامہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن ابی سلمہ ابن عبدالاسد مخزومی سے کر دیا اور فرمایا کہ اے سلمہ کیا تم کو تمہارا حق مل گیا‘ قبل اس کے کہ امامہ کو اپنے پاس رکھیں وفات پا گئے۔

عمارہ‘ فضل‘ زبیر‘ عقیل اور محمد‘ یعلیٰ بن حمزہ کے لڑکے تھے جو لاولد مر گئے‘ حمزہ بن عبدالمطلب کے بیٹے باقی رہے اور نہ پوتے۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل‘ عدی بن الحمراء اور ابن الاسداد نے برا کہا‘ آپ کو گالیاں دیں اور ایذا پہنچائی‘ حمزہ بن عبدالمطلب کو معلوم ہوا تو غضبناک ہو کر مسجد حرام میں داخل ہوئے اور انہوں نے ابوجہل کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا حمزہ اسلام لائے‘ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو قوت ہوگئی۔ یہ واقعہ نبوت کے چھٹے سال ۶ نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے کے بعد ہوا۔

عمران بن مناح سے مروی ہے کہ جب حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے‘ محمد بن صالح اور عاصم بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

عبداللہ بن محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما میں عقد مواخاۃ کر دیا‘ غزوہ اُحد میں جب شریک ہوئے تو زید کو وصیت کی۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے آئے تو سب سے پہلے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہی کے لیے جھنڈا باندھا اور تیس سواروں کے ہمراہ سریے پر روانہ کیا‘ وہ لوگ اس قافلہ قریش کو روکنے کے لیے ساحل سمندر تک پہنچ گئے جو شام سے آ کر مکے کی طرف واپس جا رہا تھا اس میں تین سو سواروں کے ہمراہ ابوجہل بن ہشام بھی تھا‘ حمزہ رضی اللہ عنہ واپس ہوئے اور ان لوگوں کے درمیان جنگ نہیں ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی یہی خبر متفق علیہ ہے کہ سب سے پہلے جھنڈا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا‘ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے لیے تھا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ جنگ بدر میں حمزہ شتر مرغ کا پر بطور نشان جنگ لگائے ہوئے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ غزوہ بنی قینقاع میں رسول اللہ کا لواء حمزہ نے اٹھایا اور اس روز رایات نہ تھے' ہجرت کے بعد بتیسویں مہینے جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔ اس روز انسٹھ سال کے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار سال بڑے تھے۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت:

وہ ایسے آدمی تھے جو نہ بلند و بالا تھے نہ پست قد۔ انہیں وحشی بن حرب نے شہید کیا' ان کا پیٹ چاک کر کے جگر لے لیا اور ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کے پاس لایا' اس نے اسے چبا کے پھینک دیا پھر وہ آئی اور حمزہ رضی اللہ عنہ کو مثلہ کیا (یعنی ناک کان کاٹ لیے) اور ان سے دو کڑے' دو بازو بند اور دو پازیب بنائیں۔ وہ ان چیزوں کو اور ان کے جگر کو مکے میں لائی۔

حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک چادر کا کفن دیا گیا' جو اتنی چھوٹی تھی کہ سر ڈھانکتے تو دونوں قدم کھل جاتے' اور پاؤں ڈھانکتے تو چہرہ کھل جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چہرہ ڈھانک دو۔ آپ نے ان کے پاؤں پر حرمل' جو ایک گھاس ہے' رکھ دی۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ حمزہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ایک چادر میں کفن دیا گیا۔ عمرو بن عثمان الجحشی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ حمزہ بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہما ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ حمزہ رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے۔

حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر میں ابوبکر' عمر' علی اور زبیر رضی اللہ عنہم اترے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں نے ملائکہ کو دیکھا کہ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے ہیں اس لیے کہ وہ اس روز حالت جنابت میں تھے۔

اس روز حمزہ رضی اللہ عنہ شہداء میں سب سے پہلے شخص تھے جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی آپ نے ان پر چار تکبیریں کہیں' پھر اور شہداء ان کے پاس جمع کیے گئے۔ جب کسی شہید کو لایا جاتا تھا تو اسے حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھ دیا جاتا تھا' پھر ان پر اور اس شہید پر نماز پڑھی جاتی تھی' اس طرح ان پر ستر مرتبہ پڑھی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبدالاشہل میں اپنے مقتولین پر رونے کی آواز سنی تو فرمایا: حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے رونے والیاں نہیں ہیں' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے سنا تو بنی عبدالاشہل کی عورتوں کے پاس آئے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر روانہ کر دیا۔ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ پر روئیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو ان عورتوں کے لیے دعا فرمائی اور انہیں واپس کر دیا۔ اس کے بعد سے آج تک انصار میں سے کوئی عورت اپنی میت پر نہیں روئی تاوقتیکہ پہلے وہ حمزہ رضی اللہ عنہ پر نہ رولی ہو۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ کیا کہ احد میں نہر جاری کریں جو انہی کے نام سے منسوب ہوئی تو نہر نکالنے والوں نے انہیں لکھا کہ ہم اسے شہداء کی قبور پر سے نکال سکتے ہیں اور کہیں سے نہیں نکال سکتے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ان کی قبریں کھود ڈالو۔ راوی نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ جب وہ شہداء دوسری جگہ دفن کرنے کے لیے لوگوں کی گردنوں پر اٹھائے جا رہے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگ سو رہے ہیں۔ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں پھاوڑہ لگ گیا تو اس سے خون نکل آیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا آپ اپنے چچا کی بیٹی‘ دختر حمزہ رضی اللہ عنہ سے کیوں نہ نکاح کر لیجئے‘ کیونکہ وہ قریش بھر میں بہت خوبصورت یا بہت حسین جوان ہیں۔ آپ نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حمزہ رضی اللہ عنہ میرے رضاعی (دودھ شریک) بھائی ہیں اور اللہ نے جو نسب سے حرام کیا وہی رضاع سے بھی حرام کیا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کیا ہوا کہ میں قریش کی عورتوں میں آپ کا میلان دیکھتا ہوں اور ہمیں آپ نے چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ’’ہاں حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی‘‘۔ فرمایا ’’وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں‘‘۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے رسول اللہ ﷺ کے نکاح کا ارادہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں اور رضاع سے وہی حرام ہے جو نسب سے حرام ہے۔

عمار بن ابی عمار سے مروی ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ آپ انہیں جبریل کو ان کی اصلی صورت میں دکھائیں‘ فرمایا: تمہیں طاقت نہیں ہے کہ انہیں دیکھو انہوں نے کہا کیوں نہیں‘ فرمایا اپنے مقام پر بیٹھو‘ پھر جبریل کعبے میں اس لکڑی پر اترے جس پر مشرکین بیت اللہ کا طواف کرتے وقت اپنے کپڑے رکھ دیتے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا اپنی نظر اٹھاؤ اور دیکھو‘ انہوں نے دیکھا تو ان کے دونوں قدم مثل زمرد کے سبز تھے‘ وہ بیہوش ہو کے گر پڑے۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے حمزہ رضی اللہ عنہ کو بلا دو‘ وہ ان سب سے زیادہ مشرکین کے قرابت دار تھے۔

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ احد کے روز حمزہ بن المطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے آگے دو تلواروں سے جنگ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں اسد اللہ (اللہ کا شیر) ہوں یہ کہتے اور کبھی آگے جاتے کبھی پیچھے ہٹتے‘ وہ اسی حالت میں تھے کہ یکا یک پھسل کر اپنی پیٹھ کے بل گر پڑے‘ انہیں وحشی اسود نے دیکھ لیا۔ ابو اسامہ نے کہا کہ اس نے انہیں نیزہ کھینچ کے مارا اور قتل کر دیا‘ اسحٰق بن یوسف نے کہا کہ پھر حبشی (وحشی) نے انہیں نیزہ یا برچھا مارا اور ان کا پیٹ چاک کر دیا۔

محمد سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ احد کے دن لشکروں کے ہمراہ آئی اس نے نذر مانی تھی کہ اگر حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پر قادر ہوگی تو ان کا جگر کھائے گی‘ جب یہ صورت ہوئی کہ حمزہ رضی اللہ عنہ پر مصیبت آ گئی تو مشرکین نے مقتولین کو مثلہ کر دیا۔ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر کا ایک ٹکڑا لائے ہند اسے لے کے چباتی رہی کہ کھا جائے مگر جب نگلنے پر قادر نہ ہوئی تو تھوک دیا‘ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے آگ پر ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا ہے کہ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے گوشت میں سے کچھ بھی چکھے‘ محمد نے کہا کہ ہند مسکینہ پر یہ سختیاں تھیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم اُحد میں ابوسفیان نے کہا کہ مقتولین کو مثلہ کیا گیا ہے جو بغیر میرے مشورے کے ہوا‘ نہ میں نے حکم دیا نہ منع کیا‘ نہ میں نے پسند کیا نہ ناپسند۔ مجھے برا معلوم ہوا اور اس سے کچھ خوشی نہ ہوئی۔

راوی نے کہا کہ لوگوں نے دیکھا تو حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک تھا‘ ان کا جگر ہند نے لے کے کھانا چاہا مگر اس پر وہ قادر نہ

ہوئی‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے اس میں سے کچھ کھایا لوگوں نے کہا نہیں‘ آپ نے فرمایا کہ خدا کو منظور نہیں کہ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا کوئی جزو آگ میں داخل کرے۔

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے روز فرمایا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی قتل گاہ کس نے دیکھی‘ ایک شخص نے کہا اللہ آپ کو غالب کرے‘ میں نے ان کا مقتل دیکھا ہے آپ نے فرمایا چلو اور ہمیں دکھاؤ۔ وہ شخص روانہ ہوا اور حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا ہو گیا‘ اس نے انہیں اس حالت میں دیکھا کہ پیٹ چاک ہے اور انہیں مثلہ کر دیا گیا ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ انہیں تو مثلہ کر دیا گیا‘ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھنا گوارا نہ کیا۔ آپ مقتولین کے درمیان کھڑے ہو گئے اور فرمایا: میں ان سب پر گواہ ہوں‘ انہیں مع ان کے خونوں کے کفن دے دو۔ کوئی مجروح ایسا نہیں ہے جسے راہ خدا میں زخمی کیا جائے اور وہ قیامت کے روز اس حالت میں نہ آئے کہ اس کا خون بہتا ہو‘ رنگ اس کا خون کا ہو اور خوشبو اس کی مشک کی‘ انہیں آگے کرو جو زیادہ قرآن جانتے تھے‘ پھر انہیں لحد میں رکھ دو۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد کے روز حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاس اس مقام پر کھڑے ہوئے جہاں وہ شہید ہوئے تھے‘ آپؐ نے ایسا دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا جو اس سے زیادہ آپ کا دل دکھانے والا ہوتا‘ دیکھا کہ انہیں مثلہ کر دیا گیا تھا۔ فرمایا ”تم پر اللہ کی رحمت ہو‘ تم ایسے تھے کہ معلوم نہیں ایسا صلہ رحم کرنے والا‘ خیرات دینے والا‘ کوئی اور ہو۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمہارے بعد لوگوں کو رنج ہوگا تو میں یہ پسند کرتا کہ تمہیں بغیر کفن و دفن کے چھوڑ دوں کہ اللہ مختلف جانوں سے تمہارا حشر کرے بے شک مجھ پر لازم ہے کہ تمہارے بدلے ان میں سے ستر آدمیوں کا ضرور ضرور مثلہ کروں“۔

جبریل علیہ السلام اس وقت کہ نبی ﷺ کھڑے تھے سورۂ نحل کی آخری آیتیں لے کے اترے **”وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم به“** سے آخر آیات تک (اگر بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برا سلوک کیا گیا ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے نہایت بہتر ہے) نبی ﷺ نے اپنی قسم کا کفارہ دے دیا‘ اس سے باز آ گئے جس کا آپ نے ارادہ کیا تھا‘ اور صبر کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب یوم احد میں حمزہ رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو ان کی بہن صفیہ رضی اللہ عنہا انہیں تلاش کرنے آئیں‘ انہیں معلوم نہ تھا کہ وہ کیا ہوئے‘ وہ علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سے ملیں‘ علی رضی اللہ عنہ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنی ماں سے بیان کر دو‘ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں‘ تم اپنی پھوپھی سے بیان کر دو۔ صفیہ نے پوچھا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے کیا کیا‘ لیکن دونوں نے حقیقت حال چھپائی اور ظاہر کیا کہ وہ نہیں جانتے‘ نبی ﷺ آئے اور فرمایا کہ مجھے صفیہ کی عقل پر اندیشہ ہے‘ اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ کے دعا کی تو صفیہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور روئیں۔

آپ آئے اور حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہو گئے جن کو مثلہ کر دیا گیا تھا‘ فرمایا: اگر عورتوں کی بے صبری نہ ہوتی تو میں حمزہ رضی اللہ عنہ کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا‘ تاکہ وہ پرندوں کے پوٹوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھائے جاتے۔

مقتولین کے متعلق حکم دیا اور ان پر نماز پڑھنے لگے‘ آپ نو شہیدوں کو اور حمزہ رضی اللہ عنہ کو یک جا رکھتے ان پر سات مرتبہ تکبیر کہتے‘ پھر وہ اٹھا لیے جاتے‘ دوسرے نو کو لایا جاتا‘ آپ ان پر تکبیر کہتے‘ یہاں تک کہ آپ سب سے فارغ ہو گئے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ پر گزرے جن کی ناک کاٹ دی گئی تھی اور انہیں مثلہ کر دیا گیا تھا' فرمایا: اگر صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے دل میں رنج نہ کرتیں تو میں انہیں چھوڑ دیتا کہ چوپائے خوراک کھا لیتے اور وہ پرندوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھائے جاتے۔

انہیں ایک چادر میں کفن دیا گیا' جب ان کا سر ڈھانکا جاتا تھا تو دونوں پاؤں کھل جاتے تھے اور جب وہ پاؤں پر کھینچ دی جاتی تھی تو ان کا سر کھل جاتا تھا۔ کپڑے کم تھے اور مقتولین زیادہ' ایک اور دو اور تین آدمیوں کو ایک چادر میں کفن دیا جاتا' آپ تین اور دو آدمیوں کو ایک قبر میں جمع کرتے اور پوچھتے کہ ان' میں سے کون قرآن زیادہ جانتا ہے' جو قرآن زیادہ جانتا اس کو لحد میں مقدم کرتے۔ عروہ سے مروی ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ایک چادر میں کفن دیا گیا۔

خباب نے کہا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک چادر میں کفن دیا گیا' ان کا سر ڈھانکا جاتا تو پاؤں باہر ہو جاتے اور پاؤں ڈھانکے جاتے تو سر کھل جاتا' ان کا سر ڈھانک دیا گیا اور پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دی گئی۔

ابی اسید الساعدی سے مروی ہے کہ میں حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا جب لوگ چادر کھینچتے تھے تو ان کے دونوں قدم کھل جاتے تھے اور قدموں پر کھینچتے تھے تو ان کا چہرہ کھل جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ان کے چہرے پر کردو اور پاؤں پر اس درخت کے پتے کر دو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا تو اصحاب رو رہے تھے۔ فرمایا: تمہیں کیا چیز رلاتی ہے' کہا گیا کہ یا رسول اللہ ہم آج آپ کے چچا کے لیے ایک کپڑا بھی ایسا نہیں پاتے جو انہیں کافی ہو جائے' فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ کشت زاروں کی طرف نکلیں گے' ان میں وہ کھانا کپڑا سواری (یا آپ نے فرمایا سواریاں) پائیں گے' اپنے اعزہ کو لکھیں گے کہ ہمارے پاس آ جاؤ' کیونکہ تم ایسی زمین میں ہو جو بے گیاہ ہے' حالانکہ مدینہ ان کے لیے زیادہ بہتر ہے' اگر وہ جانتے ہوتے' جو اس کی سختی و شدت پر صبر کرے گا' میں قیامت کے روز ان کا شفیع یا شہید ہوں گا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب اس طرح آئیں کہ ان کے ہمراہ دو چادریں تھیں کہ ان دونوں میں اپنے بھائی حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو کفن دے دیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن العوام سے' جن کی وہ ماں تھیں اور وہ ان کے بیٹے تھے' فرمایا کہ اس عورت کو سنبھالو' وہ ان کے سامنے گئے کہ انہیں واپس کر دیں' صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اسی طرح میں جاؤں گی' نہ تمہارے لیے زمین ہو نہ تمہارے لیے ماں ہو' وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئیں' اتفاق سے ان کے پہلو میں ایک انصاری کی لاش تھی' حمزہ رضی اللہ عنہ کو ان دونوں میں سے جو چادر بڑی تھی اس میں کفن دیا گیا اور انصاری کو دوسری چادر میں۔

اشعث سے مروی ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آیا شہداء کو غسل دیا جائے گا تو انہوں نے کہا: ہاں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے ملائکہ کو حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دیتے ہوئے دیکھا۔ [1]

---

[1] اس جواب میں خطا ہے۔ اس لیے کہ اوّل تو حمزہ رضی اللہ عنہ کا غسل ان کے بحالت جنابت ہونے کی وجہ سے تھا۔ دوسرے وہ بھی کسی انسان نے انہیں غسل نہیں دیا۔ ملائکہ نے دیا۔ اس لیے کسی شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ جیسا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے شہداء کو غسل نہیں دیا گیا' اگرچہ ملائکہ غسل دیں' کیونکہ وہ ہماری شریعت کے مکلّف نہیں۔

ابی مالک سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے شہدائے احد پر دس دس پر اس طرح نماز پڑھی کہ ہر دس کے ساتھ حمزہ رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھتے تھے۔

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہ پر نماز پڑھی' آپ نے ان پر نو مرتبہ تکبیر کہی' پھر دوسری جماعت کو لایا گیا آپ نے ان پر سات مرتبہ تکبیر کہی' پھر دوسری جماعت کو لایا گیا تو آپ نے ان پر پانچ مرتبہ تکبیر کہی' یہاں تک کہ آپ ان سے فارغ ہو گئے سوائے اس کے آپ نے تکبیر طاق مرتبہ کہی۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو رکھا' ان پر نماز پڑھی انصار کے ایک آدمی کو لایا گیا' انہیں ان کے پہلو میں رکھا گیا' آپ نے ان پر نماز پڑھی' پھر وہ انصاری اٹھا لیے گئے اور حمزہ رضی اللہ عنہ رہنے دیئے گئے یہاں تک کہ اس روز آپ نے ان پر ستر نمازیں پڑھیں۔

شعبیؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی' ایک شخص کو لایا گیا اور اسے رکھا گیا' آپ نے ان دونوں پر ملا کے نماز پڑھی' اس شخص کو اٹھایا گیا اور دوسرے کو لایا گیا' آپ برابر یہی کرتے رہے' یہاں تک کہ آپ نے اس روز حمزہ رضی اللہ عنہ پر ستر نمازیں پڑھیں۔ ابوالضحیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے اللہ جل شانہ کے اس قول:

﴿ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتًا بل احیاء عند ربھم یرزقون ﴾

''اور ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہرگز مردہ نہ سمجھ' وہ زندہ ہیں جنہیں ان کے پروردگار کے پاس رزق دیا جاتا ہے''۔

میں نے کہا کہ یہ آیت شہدائے اُحد کے بارے میں نازل ہوئی' اور یہ آیت: ﴿ویتخذ منکم شھداء﴾ (تا کہ اللہ تم میں سے شہید بنائے) بھی انہیں کے بارے میں نازل ہوئی' اس روز ستر مسلمان شہید ہوئے' چار مہاجرین میں سے' حمزہ بن عبدالمطلب' مصعب بن عمیر جو بنی عبدالدار کے بھائی تھے' شماس بن عثمان المخزومی اور عبداللہ بن جحش الاسدی رضی اللہ عنہم بقیہ انصار میں سے تھے۔

قیس بن عباد سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو قسم کھاتے سنا کہ یہ آیات: ﴿ھذان خصمان اختصموا فی ربھم فالذین کفروا﴾ (یعنی یہ دونوں فریق ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا' جن لوگوں نے کفر کیا تو ان کے لیے آگ کے کپڑے بیونتے جائیں گے) سے ﴿ان اللّٰہ یفعل مایرید﴾ (اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے) تک بدر کے دن ان چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئیں: حمزہؓ بن عبدالمطلب' علیؓ بن ابی طالب' عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم' عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ احد سے لوٹے تو آپ نے بنی عبدالاشہل کی عورتوں کو اپنے شہداء پر روتے سنا' فرمایا: تمہارے لیے حمزہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں کہ ان کے لیے رونے والیاں نہیں ہیں' انصار کی عورتیں آپ کے پاس جمع ہوئیں اور حمزہ رضی اللہ عنہ پر روئیں' رسول اللہ ﷺ سو گئے تھے' بیدار ہوئے تو وہ رو رہی تھیں' فرمایا: ان کا بھلا ہو وہ اب تک یہیں ہیں' انہیں حکم دو کہ واپس جائیں اور آج کے بعد کسی میت پر نہ روئیں۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب احد سے فارغ ہوئے تو بنی عبدالاشہل کی عورتوں پر گزرے' انہیں ان

لوگوں پر روتے سنا جو اُحد میں شہید ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' حمزہ رضی اللہ عنہ پر کوئی رونے والیاں نہیں ہیں' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے سنا تو بنی عبدالاشہل کی عورتوں کے پاس گئے اور انہیں حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر جائیں اور حمزہ رضی اللہ عنہ پر روئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا رونا سنا تو فرمایا: یہ کون ہیں۔ کہا گیا کہ یہ انصار کی عورتیں' آپ ان کے پاس نکل کر آئے اور فرمایا: واپس جاؤ' آج کے بعد رونا جائز نہیں ہے۔

زہیر بن محمد کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تم پر برکت کرے' تمہاری اولاد پر اور تمہاری اولاد کی اولاد پر' اور عبدالعزیز ابن محمد کی روایت میں ہے کہ (آپ نے فرمایا) اللہ تم پر رحمت کرے' تمہاری اولاد پر اور تمہاری اولاد کی اولاد پر۔

محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اُحد سے واپس ہوئے تو اس حالت میں گزرے کہ بنی عبدالاشہل کی عورتیں اپنے مقتولین پر رو رہی تھیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے کوئی رونے والیاں نہیں' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنی عورتوں کو روانہ کر دیا اور انہیں مسجد کے دروازے پر اس حالت میں لائے کہ وہ حمزہ رضی اللہ عنہ پر رو رہی تھیں' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم لوگ بھی ان کے ساتھ رونے لگے' رسول اللہ ﷺ سو گئے حالانکہ ہم لوگ رو رہے تھے' آپ بیدار ہوئے اور آخری نماز عشاء پڑھ کے سو گئے' حالانکہ ہم لوگ رو رہے تھے' پھر آپ بیدار ہوئے' آواز سنی تو فرمایا: میں انہیں اس وقت تک یہیں دیکھتا ہوں ان سے کہو کہ واپس جائیں آپ نے ان کے لیے ان کے شوہر اور ان کی اولاد کے لیے دعا کی۔ صبح ہوئی تو آپ نے رونے سے اس شدت سے منع کر دیا جس شدت سے آپ اور کسی شئے (ناجائز) سے منع کرتے تھے۔

ابن المنکدر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اُحد سے آئے تو بنی عبدالاشہل پر اس حالت میں گزرے کہ انصار کی عورتیں اپنے مقتولین پر ان کی خوبیاں بیان کر کے رو رہی تھیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے کوئی رونے والیاں نہیں؟ انصار کے مرد اپنی عورتوں کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ تم اپنا گریہ و بیان محاسن حمزہ رضی اللہ عنہ سے بدل دو' رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر سنتے رہے' آپ کا قیام طویل ہوا' پھر آپ واپس ہوئے' صبح کو منبر پر کھڑے ہو کے اس طرح نوحے سے قطعاً منع کر دیا جس طرح بڑی شدت سے ناجائز شئے سے منع کرتے تھے فرمایا: ہر محاسن بیان کر کے رونے والی جھوٹی ہے سوائے حمزہ رضی اللہ عنہ کے محاسن بیان کر کے رونے والی کے۔

محارب بن دثار سے مروی ہے کہ جب حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو لوگ اپنے مقتولین پر رونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حمزہ رضی اللہ عنہ پر کوئی رونے والیاں نہیں ہیں' انصار نے سنا تو انہوں نے اپنی عورتوں کو حکم دیا' وہ ان پر روئیں' ایک عورت اپنے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے بلند آواز سے روتی ہوئی آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس عورت سے) فرمایا کہ تم نے شیطان کا کام کیا' جس وقت وہ زمین کی طرف پھینکا گیا تھا تو اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کے بلند آواز سے رو رہا تھا' وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ایک دوسرے کو قتل کرے' جو (غم سے) کپڑے پھاڑے اور جو زبان سے ایذا پہنچائے۔ ابی جعفر سے مروی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا' حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر آ کے اس کی مرمت اور اصلاح کرتی تھیں۔ ❶

---

❶ ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حالات علیحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدین) میں ملیں گے''۔

سیدنا زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ:

زید الحب بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ بن امرئ القیس ابن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود' عبدود کے والد نے ان کا نام بضمہ رکھا تھا' ابن عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات ابن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران ابن الحاف بن قضاعہ' قضاعہ کا نام عمرو ہے' ان کا نام قضاعہ اس لیے رکھا گیا کہ اس لفظ کے معنی دوری کے ہیں' وہ اپنی قوم سے دور ہو گئے تھے۔ ابن مالک بن عمرو بن مرہ بن مالک بن حمیر ابن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان' قحطان کی طرف الیمن کا اجتماع ہے۔

زید بن حارثہ کی والدہ سعدیٰ بنت ثعلبہ بن عبد عامر بن افلت ابن سلسلہ ہیں جو قبیلہ طے کے بنی معن میں سے ہیں۔

سعدیٰ والدہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کی اس طرح زیارت کی کہ زید رضی اللہ عنہ ان کے ہمراہ تھے۔ زمانہ جاہلیت میں بنی القین بن حبر کے ایک لشکر نے ڈاکہ ڈالا' وہ بنی معن کے گھروں پر گزرے' جو والدۂ زید کی قوم تھی' انہوں نے زید رضی اللہ عنہ کو اٹھا لیا' اس زمانے میں وہ کم سن بلوغ تھے اور خدمت کے قابل ہو گئے تھے۔

وہ لوگ انہیں بازار عکاظ میں لائے اور بیع کے لیے پیش کیا۔ انہیں حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی نے اپنی پھوپھی خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کے لیے چار سو درہم میں خرید لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو انہوں نے زید رضی اللہ عنہ کو آپ کے لیے ہبہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لے لیا۔ ان کے والد حارثہ بن شراحیل نے' جب وہ ان سے جدا ہو گئے تو اشعار ذیل کہے:

بکیت علی زید ولم ادرما فعل　　　احیّ فیرجی ام اتی دونه الاجل

''میں زید پر رویا اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا ہوا۔ آیا زندہ ہے جس کی امید کی جائے یا اسے موت آ گئی۔

فواللّٰه مادری وان کنت سائلا　　　اغالك سهل الارض ام غالك الجبل

مگر واللہ مجھے معلوم نہیں' اگرچہ میں تلاش میں ہوں۔ کہ آیا تجھے سطح زمین کھا گئی یا پہاڑ کھا گیا۔

فیالیت شعری هل لك الدهر رجعة　　　فحسبی من الدنیار جوعك لی بجل

اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ آیا کسی وقت تو واپس بھی ملے گا۔ میں یہ جان لیتا تو دنیا بھر کے بدلے تیری واپسی کو کافی سمجھتا۔

تذکرنیه الشمس عند طلوع ها　　　وتعرض ذکراه اذا قارب الطّفل

آفتاب اپنے طلوع کے وقت مجھے زید کی یاد دلاتا ہے اور اس کی یاد سامنے آ جاتی ہے جب تاریکی شب قریب ہوتی ہے۔

وان هبّت الارواح هیّجن ذکره　　　فیاطول ماحزنی علیه ویا وجل

ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو برانگیختہ کرتی ہیں' پھر ہائے میرا طول غم و شرمندگی۔

ساعمل نصّ العیس فی الارض جاهدًا　　　ولااسام التطواف اوتسام الابل

میں روئے زمین پر ہر جگہ اونٹ پر سوار ہو کے اس کی تلاش میں کوشش کروں گا۔ میں تلاش سے نہ تھکوں گا جب تک اونٹ نہ تھک.

جائے۔

حیاتی اوتاتی علی منیتی وکل امرئ فانٍ وان عزه الامل

میری زندگی رہے یا مجھے موت آجائے۔ ہر شخص فانی ہے اگرچہ اسے امید دھوکا دے۔

واوصی به قیسًا وعمرًا کلیهما واوصی یزید اثم من بعدهم جبل

اس کے متعلق میں قیس اور عمرو دونوں کو وصیت کرتا ہوں اور یزید کو بھی وصیت کرتا ہوں اور ان کے بعد جبل کو''۔

جبل سے ان کی مراد جبل بن حارثہ ہے جو زید سے بڑا تھا' اور یزید سے مراد زید کا اخیافی بھائی ہے جو یزید بن کعب بن شراحیل تھا۔ قبیلہ کلب کے کچھ لوگوں نے حج کیا' انہوں نے زید رضی اللہ عنہ کو دیکھا زید رضی اللہ عنہ نے انہیں پہچانا اور لوگوں نے زید رضی اللہ عنہ کو پہچانا' زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے گھر والوں کو یہ اشعار پہنچا دو کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے مجھ پر فریاد کی ہے' اور کہا کہ:

الکنی الی قومی وان کنت نائیًا بانی قطین البیت عند المشاعر

''میری قوم کو خبر پہنچا دو' اگرچہ میں دور ہوں' کہ میں بیت اللہ میں مشعر حرام کے پاس مقیم ہوں۔

نکفوا من الوجد الذی قد شجاکم ولا تعملوا فی الارض نص الاباعر

اس غم سے باز آؤ جس نے تمہیں غمگین کر دیا ہے اور آخری اونٹوں کو زمین میں کام میں نہ لاؤ۔

فانی بحمد اللّٰه فی خیر اسراۃ کرام معد کابرا بعد کابرا

کیونکہ میں بحمد اللہ شریف خاندان میں ہوں' ایسا شریف خاندان جو نسلاً بعد نسلاً بزرگ رہتا چلا آیا ہے''۔

کلبی لوگ چلے گئے' انہوں نے ان کے والد کو آگاہ کیا تو انہوں نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم میرا بیٹا موجود ہے۔ انہوں نے ان سے ان کا حال' ان کا مقام اور وہ کس کے پاس ہیں سب بیان کیا تو حارثہ و کعب فرزندان شراحیل ان کا فدیہ لے کے روانہ ہوئے' دونوں مکے آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کیا تو کہا گیا کہ آپ مسجد میں ہیں' وہ آپ کے پاس گئے اور کہا:

''اے فرزند عبداللہ و عبدالمطلب' اے فرزند ہاشم! اور اے اپنی قوم کے سردار کے فرزند! تم لوگ اہل حرم ہو' اس کے ہمسایہ ہو' اس کے بیت کے پاس ہو' غمگین کو غم سے چھڑاتے ہو اور اسیر کو کھلاتے ہو' ہم تمہارے پاس اپنے بیٹے کے معاملے میں آئے ہیں جو تمہارے پاس ہے' لہٰذا ہم پر احسان کرو' اور اس کا فدیہ قبول کرنے میں ہمارے ساتھ نیکی کرو' ہم فدیے میں آپ کی قدر کریں گے''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیا اس کے سوا کسی اور صورت پر بھی راضی ہو۔ انہوں نے کہا: وہ کیا' آپ نے فرمایا زید کو بلاؤ' انہیں اختیار دے دو' اگر وہ تمہیں اختیار کر لیں تو وہ بغیر فدیے کے تمہارے لیے ہیں' اور اگر وہ مجھے اختیار کریں تو واللہ میں ایسا نہیں ہوں کہ جو مجھے اختیار کرے میں اس کے لیے کسی اور کو اختیار کروں۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمیں نصف سے زاید دے دیا اور احسان کیا۔

آپ نے انہیں بلایا اور فرمایا' کیا تم انہیں پہچانتے ہو۔ انہوں نے کہا' ہاں' آپ نے فرمایا: یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ میرے والد اور چچا ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں وہ شخص ہوں کہ تم نے جان لیا اور اپنے لیے میری صحبت کو دیکھ لیا' پھر مجھے

اختیار کر دیا ان دونوں کو اختیار کرو زید نے کہا کہ میں وہ نہیں ہوں کہ آپ پر کسی اور کو اختیار کروں' آپ بجائے میرے ماں باپ کے ہیں۔

ان دونوں نے کہا اے زید رضی اللہ عنہ تم پر افسوس ہے کہ تم غلامی کو آزادی پر اور اپنے باپ اور چچا اور گھر والوں پر ترجیح دیتے ہو' انہوں نے کہا' ہاں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات دیکھی ہے کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ ان پر کبھی کسی کو اختیار کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وفاداری دیکھی تو انہیں حجر اسود کے پاس لے گئے اور فرمایا: اے حاضرین گواہ رہو کہ زید رضی اللہ عنہ میرے بیٹے ہیں' میں ان کا وارث ہوں' وہ میرے وارث ہیں' باپ اور چچا نے یہ واقعہ دیکھا تو ان کے دل خوش ہو گئے اور دونوں واپس گئے' پھر انہیں زید بن محمدؐ پکارا جانے لگا' یہاں تک کہ اللہ اسلام کو لایا۔

یہ سب ہم سے ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے اور انہوں نے جمیل بن مرثد الطائی وغیرہما سے روایت کی' انہوں نے اس حدیث کا کچھ حصہ اپنے والد سے' انہوں نے ابی صالح سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی اسناد میں کلام کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش ابن رئاب الاسدیہ سے ان کا نکاح کر دیا' زینب کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھیں' زید رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔ منافقین نے اعتراض کیا اور طعنہ دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیٹے کی بیویوں کو حرام کہتے ہیں' حالانکہ خود انہوں نے اپنے بیٹے زید رضی اللہ عنہ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے' اس پر اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل کی:

﴿ ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین ﴾

آخر آیت تک ''محمدؐ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں''۔

اور ﴿ ادعوھم لابائھم ﴾ (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو)۔

اس روز سے وہ بجائے زیدؓ بن محمدؐ کے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ پکارے جانے لگے' اور تمام متبنیٰ اپنے باپ کے نام سے پکارے جانے لگے' مقداد بن عمرو کی طرف منسوب ہو گئے جو ان کے والد تھے' حالانکہ اس کے قبل مقداد بن الاسود کہا جاتا تھا اور الاسود بن عبد یغوث زہری نے انہیں متبنیٰ بنایا تھا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ہم انہیں زیدؓ بن محمدؐ ہی پکارا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ ادعوھم لابائھم ﴾ (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو)۔ زید بن حارثہ الکلبی مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم زیدؓ بن محمدؐ ہی پکارا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا: ﴿ ادعوھم لابائھم ھوا قسط عند اللّٰہ ﴾ (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو یہی اللہ کے نزدیک زیادہ مناسب ہے)۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے آیت ﴿ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ﴾ (محمدؐ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں) کے متعلق مروی ہے کہ یہ زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ثابت سے مروی ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زیدؓ بن

محمد ﷺ کہا جاتا تھا۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے زید تم میرے مولیٰ ہو اور مجھ سے ہو' میری طرف ہو اور ساری قوم سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔

محمد بن الحسن بن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان دس سال کا فرق تھا' رسول اللہ ﷺ ان سے بڑے تھے' زید پست قد اور نہایت تیز گندم گوں تھے' ناک چپٹی تھی اور ان کی کنیت ابو اسامہ تھی۔ زہری وغیرہم سے پانچ سلسلوں سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جو اسلام لایا وہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے مدینے کی جانب ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے' محمد بن صالح نے کہا عاصم بن عمرو بن قتادہ کا بیان ہے کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

عاصم بن عمرو (وغیرہ سے چار سلسلوں سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ اور حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے درمیان اور زید بن حارثہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

شرقی بن قطامی وغیرہ سے مروی ہے کہ ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط' جن کی ماں اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب ابن عبد شمس تھیں' اور اروی بنت کریز کی ماں ام حکیم تھیں' جن کا نام البیضا بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے میں آئیں۔

ام کلثوم کو زبیر بن العوام' زید بن حارثہ' عبدالرحمٰن بن عوف اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم نے پیام نکاح دیا تو انہوں نے اپنے اخیافی بھائی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا' انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ سے پوچھو' وہ آپ کے پاس آئیں۔ آپ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کا مشورہ دیا۔ انہوں نے زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا اور ان کے یہاں ان سے زید بن زید اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ زید تو بچپن ہی میں مر گئے اور رقیہ عثمان رضی اللہ عنہ کی پرورش میں مر گئیں۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم کو طلاق دے دی اور درّہ بنت ابی لہب سے نکاح کر لیا' انہیں بھی طلاق دے دی اور ہند بنت العوام ہمشیرہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح اپنی آزاد کردہ باندی اور اپنی کھلائی ام ایمن سے کر دیا اور انہیں جنت کی بشارت دی' ام ایمنؓ کے یہاں ان سے اسامہ پیدا ہوئے اور ان کے نام سے ابو اسامہ ان کی کنیت ہو گئی۔

زید رضی اللہ عنہ بدر اور احد میں حاضر ہوئے' انہیں رسول اللہ ﷺ نے جب آپ المریسیع تشریف لے گئے مدینے پر خلیفہ بنایا' وہ خندق' حدیبیہ اور خیبر میں حاضر ہوئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں سے تھے جو تیر اندازوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

ابوالحویرث سے مروی ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سات سریوں کے امیر ہو کر روانہ ہوئے۔ پہلا سریہ القردہ کا تھا' انہوں نے

قافلے کو روکا اور اسے پالیا' ابوسفیان بن حرب اور سرداران قوم بچ گئے' اس روز فرات بن حیان العجلی گرفتار ہو گیا' وہ قافلے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو آپ نے اسے پانچ حصوں پر تقسیم کر دیا۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات جہاد کیے اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نو جہاد کیے' جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہم پر امیر بنایا تھا۔

وائل بن داؤد سے مروی ہے کہ میں نے البہی سے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر اس کے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو کسی لشکر کے ساتھ نہیں بھیجا کہ انہیں ان لوگوں پر امیر نہ بنایا ہو' اگر وہ آپ کے بعد رہ گئے تو آپ نے انہیں خلیفہ بنایا۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ سب سے پہلا سریہ جس میں زید رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے سریہ القردہ ہے' پھر الجموم کی جانب سریہ ہے' اس کے بعد العیص کی جانب' پھر ان کا سریہ الطرف کی جانب ہے۔ پھر حسمیٰ کی جانب اس کے بعد ام قرفہ کی جانب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ موتہ میں انہیں لوگوں میں امیر بنایا اور دوسرے امیروں پر مقدم کیا' مسلمانوں اور مشرکوں کا اس طرح مقابلہ ہوا کہ امرا پیادہ لڑ رہے تھے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لے لیا اور قتال کیا' لوگوں نے بھی ان کے ساتھ قتال کیا۔ مسلمان اپنی صفوں ہی میں تھے' زید رضی اللہ عنہ نیزہ مارے جانے سے شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز پڑھی اور فرمایا کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کرو' وہ اس جنت میں داخل ہو گئے جس کی وہ سعی کرتے تھے۔ غزوہ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ ھ میں ہوا۔ جس روز زید رضی اللہ عنہ مقتول ہوئے بچپن سال کے تھے۔

ابی میسرہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زید بن حارثہ اور جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کا حال بیان کیا آپ نے زید رضی اللہ عنہ سے ابتداء کی اور فرمایا: اے اللہ زید رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر' اے اللہ زید رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر' اے اللہ زید رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر' اے اللہ زید رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر' اے اللہ جعفر اور عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہما کی مغفرت کر۔

ابوقتادہ انصاری سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سوار تھے' مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء کے لشکر کو روانہ کیا اور فرمایا کہ تم پر امیر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں اگر زید رضی اللہ عنہ پر مصیبت آ جائے تو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں' اگر جعفر رضی اللہ عنہ پر مصیبت آ جائے تو عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جعفر رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا یا رسول اللہ مجھے یہ اندیشہ نہ تھا کہ آپ مجھ پر زید رضی اللہ عنہ کو عامل بنائیں گے' آپ نے فرمایا انہیں رہنے دو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ان میں کون بہتر ہے۔

خالد بن شمیر سے مروی ہے کہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ پر مصیبت (ہلاکت) آ گئی تو وہ رونے کے لیے تیار ہو کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا روئے کہ آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی' یا رسول اللہ یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ اپنے حبیب کی طرف حبیب کا شوق ہے۔

حضرت ابومرثد الغنوی رضی اللہ عنہ:

ابومرثد الغنوی رضی اللہ عنہ' حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے' ان کا نام کناز بن الحصین بن یربوع بن ظریف بن خرشہ

بن عبید بن سعد بن قیس ابن غیلان بن مضر تھا' وہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے دوست تھے اور بڑے لمبے قد کے آدمی تھے' سر میں بال بہت تھے اور (بروایت محمد بن اسحق و محمد بن عمر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابومرثد اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب ابومرثد الغنوی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ ابومرثد رضی اللہ عنہ بدر' احد اور خندق میں اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۲ھ میں بوڑھے ہو کے چھیاسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ:

حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور اوس بن الصامت کے درمیان' جو عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے' عقد مواخاۃ کیا تھا۔

سعد بن مالک الغنوی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ بدر کے روز اس گھوڑے پر حاضر ہوئے جس کا نام السبل تھا۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ وہ احد میں بھی حاضر ہوئے اور الرجیع کی جنگ میں شہادت پائی۔ وہ اس سریے میں امیر تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے کی طرف ہجرت فرمانے کے چھتیسویں مہینے ہوا۔

حضرت انسہ رضی اللہ عنہ (حضور علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام):

عمران بن مناخ مولائے بنی عامر بن لوی سے مروی ہے کہ جب انسہ رضی اللہ عنہ مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔ عام بن عمرو نے کہا کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انسہ مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن شہید ہوئے۔ محمد بن عمرو (الواقدی) نے کہا کہ یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں' میں نے اہل علم کو یہ ثابت کرتے دیکھا کہ وہ بدر میں شہید نہیں ہوئے' وہ احد میں بھی حاضر ہوئے اور اس کے بعد بہت زمانے تک زندہ رہے۔

محمد بن یوسف سے مروی ہے کہ انسہ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں انتقال ہوا' وہ سرداروں کی اولاد میں سے اور خالص عربی نہ تھے' ان کی کنیت ابومسرح تھی۔

زہریؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ظہر اپنے پاس آنے کی اجازت دیتے تھے اور یہی سنت ہے' اسی پر آپ کے مولیٰ انسہ رضی اللہ عنہ بھی قائم تھے۔

حضرت ابوکبشہ سلیم رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ ہیں' ان کا نام سلیم ہے' جو علاقہ دوس کے غیر خالص عربوں میں سے تھے۔ عمران بن مناخ سے

مروی ہے کہ جب ابو کبشہ مولائے رسول اللہ ﷺ نے مدینے کی جانب ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔ محمد بن عمرو نے کہا کہ ابو کبشہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر واحد اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے ہی دن ان کی وفات ہوئی جو ۲۲ر جمادی الاخریٰ ۱۳ھ سہ شنبہ تھا۔

صالح شقران بن عدی:

رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے' پہلے یہ عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو پسند آئے تو آپ نے ان کو خرید لیا' وہ حبشی تھے' نام صالح بن عدی تھا بحالت غلامی بدر میں حاضر ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں قیدیوں پر عامل بنایا' ان کے لیے حصہ نہیں لگایا' مگر انہیں ہر شخص نے جس کا کوئی قیدی تھا اجرت دی' اس طرح انہیں اس سے زیادہ مل گیا جتنا جماعت کے کسی آدمی کو حصے میں ملا تھا۔ بدر میں اور بھی تین غلام بحالت غلامی حاضر ہوئے تھے' ایک غلام عبدالرحمٰن بن عوف کا' ایک غلام حاطب بن ابی بلتعہ کا اور ایک غلام سعد بن معاذ کا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں کو اجرت دی اور ان کے لیے حصہ نہیں لگایا۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم العدوی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مولیٰ شقران کو ان تمام اشیاء پر جو اہل مریسیع کے یہاں از قسم اسباب خانہ داری واسلحہ ومویشی پائے گئے اور تمام بچوں اور عورتوں پر جو اس علاقے میں تھے عامل بنایا' آپ نے اپنی وفات کے وقت ان کے لیے وصیت فرمائی' وہ ان لوگوں میں موجود تھے جو رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے ہمراہ آپ کے غسل میں حاضر تھے' جو شقران کے علاوہ آٹھ تھے۔

عبدالمطلب بن عبد مناف بن قصی کی اولاد

سیدنا عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ سخیلہ بنت خزاعی تھیں' ابن الحویرث بن حبیب بن مالک بن الحارث بن حطیط بن جشم بن قصی جو ثقیف تھے عبیدہ کی اولاد میں معاویہ' عون' منقذ' الحارث محمد' ابراہیم' ریطہ' خدیجہ' سخیلہ' صفیہ مختلف امہات اولاد (باندیوں) سے تھے' عبیدہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے دس سال بڑے تھے' ان کی کنیت ابوالحارث بھی تھی' وہ متوسط اندام گندم گوں اور خوب صورت تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبیدہ بن الحارث رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم بن ابی الارقم میں داخل ہونے سے پہلے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبیدہؓ' طفیلؓ' حصین فرزندان حارث بن عبدالمطلب اور مسطح بن اثاثہ بن المطلب مکے سے ہجرت کے لیے روانہ ہوئے' انہوں نے بطن ناجح میں ملنے کا وعدہ کیا' مسطح رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے اس لیے کہ انہیں سانپ نے کاٹ کھایا' صبح ہوئی تو ان کے پاس خبر آئی' یہ لوگ ان کے پاس گئے' ان کو الحصاص میں پایا' پھر انہیں لے کر مدینے آئے

اور عبدالرحمٰن ابن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبیدہ بن الحارث اور طفیلؓ اور ان کے دونوں بھائیوں کو وہ مقام بطور جاگیر دے دیا جو اس روز مدینے میں ان لوگوں کے وعظ وتبلیغ کا مقام تھا اور بقیع زبیر اور بنی مازن کے درمیان تھا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عبیدہ بن الحارث اور بلال رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ اور عمیر بن الحمام انصاری سے بھی ان کا عقد مواخاۃ کیا۔ دونوں بدر میں قتل کر دیئے گئے۔

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی صعصعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے آنے کے بعد سب سے پہلے جو جھنڈا باندھا وہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے لیے تھا۔ ان کے بعد عبیدہ بن الحارث ابن المطلب کا جھنڈا باندھا اور انہیں ساٹھ ستر شتر سواروں کے ہمراہ روانہ کیا۔ یہ لوگ ابوسفیان بن حرب بن امیہ سے جو دوسو آدمیوں کے ہمراہ تھا' بطن رابغ کے چاہ احیاپر ملے' اس روز ان لوگوں کے درمیان سوائے دور سے تیراندازی کے اور کچھ نہیں ہوا۔ انہوں نے تلواریں نہیں نکالیں اور نہ ایک دوسرے کے قریب آئے' اس روز جس نے سب سے پہلا تیر پھینکا وہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔

یونس بن محمد الظفری نے اپنے والد سے روایت کی کہ بدر کے دن عبیدہ بن الحارث کو شیبہ بن ربیعہ نے قتل کیا۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے الصفراء میں دفن کر دیا۔ مجھے میرے والد نے عبیدہ بن الحارث کی قبر دکھائی تھی جو عین الجدول سے نیچے ذات اجذال کے تنگ راستے پر ہے' اور یہ الصفراء کا حصہ ہے۔ عبیدہ رضی اللہ عنہ جس روز شہید ہوئے تریسٹھ سال کے تھے۔

سیدنا طفیل بن الحارث رضی اللہ عنہ:

نام طفیل رضی اللہ عنہ بن الحارث بن المطلب بن عبدمناف بن قصی تھا' ان کی والدہ سخیلہ بنت خزاعی ثقفیہ تھیں' وہی عبیدہ بن الحارث کی بھی والدہ تھیں' طفیل کی اولاد میں عامر بن الطفیل تھے' رسول اللہ ﷺ نے طفیل بن الحارث اور منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ ابن الجلاح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' یہ محمد بن عمر کی روایت ہے لیکن محمد بن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ آپ نے طفیل بن الحارث اور سفیان بن نسر بن عمرو بن الحارث بن کعب بن زید بن الحارث انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ طفیل بدر واحد اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے اور ستر سال کی عمر میں ۳۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

سیدنا حصین بن الحارث رضی اللہ عنہ:

حصین بن الحارث بن المطلب بن عبدمناف بن قصی اور ان کی والدہ سخیلہ بنت خزاعی الثقفیہ تھیں' وہی عبیدہؓ اور طفیلؓ فرزندان حارث کی والدہ تھیں' حصین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں عبداللہ شاعر تھے' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عدی بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ ابن قصی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حصین بن الحارث رضی اللہ عنہ اور رافع بن عنجدہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ یہ محمد بن عمر کی روایت ہے لیکن محمد بن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ آپ نے حصین اور عبداللہ ابن جبیر برادر خوات بن جبیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ حصینؓ بدر واحد اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے اور ۳۲ھ میں طفیل بن

الحارث کے ایک ماہ بعد ان کی وفات ہوئی۔

سیدنا مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ:

نام مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب بن عبد مناف بن قصی' کنیت ابوعباد تھی' ان کی والدہ ام مسطح بنت ابی رہم بن عبدالمطلب ابن عبد مناف بن قصی تھیں' وہ بیعت کرنے والیوں میں سے تھیں' رسول اللہ ﷺ نے مسطح بن اثاثہ اور زید بن المزین کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ یہ محمد بن اسحٰق کی روایت ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مسطح بدر و احد اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے' ان کو اور ابن الیاس کو رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں پچاس وسق غلہ دیا' ان کی وفات ۳۴ھ میں ہوئی جب کہ وہ چھپن سال کے تھے۔

حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ:

ابن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن مناف بن قصی' ان کا نام ہشیم تھا' والدہ ام صفوان تھیں' جن کا نام فاطمہ بنت صفوان بن امیہ ابن محرث الکنانی تھا۔

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں محمد تھا جس کی ماں سہلہ بنت سہیل ابن عمرو بنی عامر بن لوی میں سے تھیں یہ وہی شخص تھا جو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں کھڑا ہوا' ان کی مخالفت پر اہل مصر کو برانگیختہ کیا' جس سے وہ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ ہو گئے۔[1]

ایک بیٹا عاصم بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ تھا' اس کی والدہ آمنہ بنت عمرو بن حرب بن امیہ تھیں۔ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سب اولاد ختم ہوگئی۔ ان میں سے کوئی نہ رہا اور ان کے والد عتبہ بن ربیعہ کی بھی سب اولاد ختم ہوگئی سوائے مغیرہ بن عمران بن عاصم بن الولید بن عتبہ بن ربیعہ کے کہ وہ شام میں تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں داخل ہو کے اس میں دعا کرنے سے پہلے اسلام لائے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ دونوں ہجرتوں میں مہاجرین حبشہ میں تھے' ہمراہ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں جن کے یہاں وہیں ملک حبشہ میں محمد بن ابی حذیفہ پیدا ہوا۔

محمد بن جعفر بن زبیر سے مروی ہے کہ جب ابوحذیفہ بن عتبہ اور سالم مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں عباد بن بشر کے یہاں اترے اور دونوں یمامہ میں قتل ہوئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عباد ابن بشر اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ عبدالرحمٰن بن ابی زناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر ہوئے' انہوں نے اپنے والد عتبہ بن ربیعہ کو جنگ کی دعوت دی تو

---

[1] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حالات علیحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدین) میں ملیں گے۔

ان کی بہن ہند بنت عتبہ نے اشعار ذیل کہے۔

الاحول الاثعل المشوم طائره ابوحذيفة شر الناس في الدين

بھینگا جس کے دانت پر دانت چڑھے ہوئے ہیں جس کا مقدر منحوس ہے۔ وہ ابوحذیفہ جو دین میں سب لوگوں سے بدتر ہے۔

اما شكرت ابا ربّاك من صغرٍ حتى شببت شبابا غير محجوف

تو نے اپنے باپ کا شکر نہ کیا جس نے تجھے بچپن سے پالا' یہاں تک کہ تو ایسا جوان ہو گیا جس میں کمر کی کجی نہیں ہے''۔

راوی نے کہا' ابوحذیفہ لمبے اور خوب صورت آدمی تھے' دانت تلے اوپر تھے جس کو اثعل کہتے ہیں اور بھینگے بھی تھے' احد اور خندق میں اور رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تمام غزوات میں حاضر ہوئے ۱۲ھ جنگ یمامہ میں جب کہ وہ ترپن یا چون سال کے تھے قتل کیے گئے۔ یہ سانحہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا۔

حضرت سالم رضی اللہ عنہ (سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام):

ابن عتبہ بن ربیعہ' موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ سالم ابن معقل اصطخر کے تھے جو ثبیتہ بنت یعار انصاریہ کے مولیٰ تھے' معقل کے بعد بنی عباد بن زید بن مالک بن عوف بن عمر بن عوف میں سے کوئی تھے جو اوس میں انیس بن قتادہ کی قوم سے تھے۔ سالم کو ثبیتہ بنت یعار نے آزاد کیا' اس لیے بنی عبید کے انصار میں ان کا ذکر ہوتا ہے' ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی موالات کی وجہ سے وہ مہاجرین میں بھی شمار ہوتے ہیں (موالاۃ: یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر ایمان لائے یا ایمان لانے کے بعد اس سے اپنا تعلق وابستہ کر لے اور اسے اپنا وارث بنا لے)۔

ابی سفیان سے مروی ہے کہ سالمؓ ثبیتہ بنت یعار انصاریہ کے غلام تھے' ابوحذیفہ کے ماتحت تھے' انہیں انصاریہ نے آزاد کر دیا' انہوں نے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کو موالاۃ کر کے ولی بنا لیا' ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں متبنیٰ کر لیا' جس سے سالم بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کہا جانے لگا۔

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو نے کہا کہ آیت ﴿ادعوهم لآبائهم﴾ (متبنیٰ لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو) کے نازل ہونے پر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی' عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سالم تو ہمارے پاس بیٹے کے طور پر تھے (اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ ان کے باپ کے نام سے انہیں نہ پکاریں' بلکہ اپنے ہی نام سے پکاریں) فرمایا: انہیں پانچ مرتبہ اپنا دودھ پلا دو تو وہ تمہارے پاس بغیر پردے کے آ سکیں گے' میں نے انہیں دودھ پلایا حالانکہ وہ بڑے تھے۔ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی بیٹی فاطمہ بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہ سے ان کا نکاح کر دیا' جب وہ جنگ یمامہ میں قتل ہو گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی میراث ان کی مولاۃ (انصاریہ) کے پاس بھیجی' ان انصاریہ نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے بھجوائی' جب بھی انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں نے انہیں اللہ کے لیے آزاد کیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بیت المال میں داخل کر دیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ سالم رضی اللہ عنہ آزاد کردہ غلام تھے' انہوں نے اپنے ثلث مال کی اللہ کی راہ میں' ثلث مال کی غلاموں کے آزاد کرانے میں خرچ کرنے کی اور ثلث مال کی اپنے آزاد کرنے والوں کے لیے وصیت کی۔

محمد سے مروی ہے کہ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم رضی اللہ عنہ کو ایک انصاریہ نے اللہ کے لیے آزاد کیا اور کہا کہ تم جسے چاہو اپنا مولیٰ بنالو' انہوں نے ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو اپنا مولیٰ بنایا' وہ ان کی بیوی کے پاس بغیر پردے کے جاتے تھے۔ بیوی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا اور کہا کہ میں اس امر کو (بطور ناگواری) ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں دیکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا انہیں دودھ پلا دو' انہوں نے کہا کہ وہ تو داڑھی والے ہیں' فرمایا مجھے معلوم ہے کہ وہ داڑھی والے ہیں۔ جنگِ یمامہ میں وہ شہید ہو گئے تو ان کی میراث انصاریہ کو دے دی گئی۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں جو ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں' انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم رضی اللہ عنہ میرے ہمراہ رہتے ہیں انہوں نے بھی وہ چیز پالی جو مرد پاتے ہیں (یعنی بلوغ) فرمایا: انہیں دودھ پلا دو' جب تم انہیں دودھ پلا دو گی تو وہ تم پر حرام ہو جائیں گے جیسا کہ ذی محرم (باپ بھائی بیٹا) حرام ہوتا ہے۔

ام سلمہ سے مروی ہے کہ تمام ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار کیا کہ کوئی شخص اس رضاع (دودھ پلانے کی) وجہ سے ان کے پاس جائے' سب نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے خاص طور پر صرف سالم کے لیے رخصت تھی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس کو میں نے (یعنی مسئلہ مذکورہ کو) ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا۔ مالک بن الحارث سے مروی ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نسب معلوم تھا اور سالم مولائے ابی حذیفہ کا نسب معلوم نہ تھا' کہا جاتا تھا کہ صالحین میں سے سالم۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سالم مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ مکے سے مہاجرین کی امامت کرتے ہوئے مدینے آئے' اس لیے کہ وہ سب سے زیادہ قرآن جانتے تھے۔

ابن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے آنے سے پہلے سالم مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ قبا میں مہاجرین کی امامت کرتے تھے' ان میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی ہوتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مہاجرین اوّلین جب مکے سے مدینے آئے تو عصبہ میں اترے جو قبا کے کنارے ہے' سالم رضی اللہ عنہ مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کی امامت کی کیونکہ وہ ان سے زیادہ قرآن جانتے تھے' عبداللہ بن نمیر نے اپنی حدیث میں کہا کہ ان میں عمر بن الخطاب ابوسلمہ بن عبدالاسد بھی تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالم رضی اللہ عنہ مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور معاذ بن ماعص الانصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن ثابت بن قیس بن شماس سے مروی ہے کہ یوم الیمامہ میں جب مسلمانوں کو شکست ہوئی' تو سالم رضی اللہ عنہ مولائے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح نہیں کیا کرتے تھے' انہوں نے اپنے لیے قبر کھودی اور اس میں

کھڑے ہو گئے اس روز مہاجرین کا جھنڈا ان کے ساتھ تھا' انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ وہ یوم یمامہ ۱۲ھ میں شہید ہو گئے' یہ واقعہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا۔

محمد بن عمرو اور یونس بن محمد الظفری کے علاوہ کوئی اور اسی حدیث میں کہتے تھے کہ پھر سالم کا سر ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کے پاس پایا گیا' یا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا سر سالم کے پاؤں کے پاس۔

عبداللہ بن شداد بن الہاد سے مروی ہے کہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم رضی اللہ عنہ یوم یمامہ میں قتل کر دیئے گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی میراث فروخت کی' دوسو درہم ملے وہ انہوں نے ان کی رضاعی ماں کو دے دیئے اور کہا اسے تم کھاؤ۔

حلفائے بنی عبد شمس

بنی غنم جو کہ حرب بن امیہ اور ابی سفیان بن حرب کے حلیف تھے

سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ:

ابن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ' ان کی کنیت ابومحمد تھی' والدہ امیمہ بنت مطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دار الارقم میں جانے سے پہلے عبداللہ' عبیداللہ اور ابواحمد فرزندان جحش اسلام لائے۔لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ اور عبیداللہ فرزندان جحش نے دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی جانب ہجرت کی' عبیداللہ کے ہمراہ ان کی زوجہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان بھی تھیں' عبیداللہ ملک حبشہ میں نصرانی ہوگیا اور اسی حالت میں مر گیا اور عبداللہ مکے واپس آ گئے۔

عمر بن عثمان الجحشی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بنو غنم ابن دودان مسلمان تھے ان کے تمام مرد اور عورتیں مدینے کی طرف ہجرت میں شریک تھیں' وہ سب نکلے اور اپنے مکانات بند کر کے چھوڑ دیئے عبداللہ بن جحش' ان کے بھائی ابواحمد بن جحش جن کا نام عبد تھا' عکاشہ بن محصن' ابوسنان بن محصن' سنان بن ابی سنان' شجاع بن وہب' اربد بن حمیرہ' معبد بن نباتہ' سعید بن رقیش' یزید بن رقیش' محرز ابن نضلہ' قیس بن جابر' عمرو بن محصن مالک' مالک بن عمرو' صفوان بن عمرو' ثقاف بن عمرو' ربیعہ بن اکثم اور زبیر بن عبید روانہ ہوئے۔یہ سب کے سب مبشر بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

عبداللہ بن عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان لوگوں میں سے تھے جو ہجرت میں مدینے کی طرف روانہ ہوئے' عورتیں اور مرد سب شریک تھے' انہوں نے اپنے دروازے بند کر دیئے' بنی غنم بن دودان بن الکبیر اور بنی مظعون کے گھروں میں سے کوئی شخص ایسا نہ رہا جو مہاجر ہو کے روانہ ہو گیا ہو۔

موسیٰ بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش اور عاصم بن ثابت بن ابی الافلح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

نافع بن جبیر سے مروی ہے کہ ہجرت کے سترھویں مہینے رجب میں رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو سریے کے طور پر نخلہ بھیجا' ان کے ہمراہ مہاجرین کی بھی ایک جماعت روانہ ہوئی جن میں کوئی انصاری نہ تھا۔آپ نے ان لوگوں پر انہیں امیر بنا دیا' انہیں ایک فرمان لکھ دیا اور فرمایا کہ جب تم دو دن تک چل لینا تو کھول کے اسے دیکھنا' پھر میرے اس حکم پر عمل کرنا جو میں نے تم کو اس

فرمان میں دیا ہے۔

نجیح ابومعشر المدنی سے مروی ہے کہ اسی سریے میں عبداللہ بن جحش کا نام امیر المومنین ہو گیا۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے یوم احد سے ایک دن قبل عبداللہ بن جحش کو کہتے سنا: اے اللہ جب یہ کفار مقابلہ کریں تو میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب وہ لوگ مجھے قتل کر کے میرا پیٹ چاک کر ڈالیں' ناک' کان کاٹ لیں' پھر جب تو مجھ سے فرمائے کہ تمہارے ساتھ ایسا کیوں کیا گیا تو میں کہوں اے اللہ تیری راہ میں جب ان لوگوں نے مقابلہ کیا تو انہوں نے ان کے ساتھ یہی کیا' اس شخص نے جس نے ان سے سنا تھا کہا کہ ان کی دعا قبول کر لی گئی اور انہیں اللہ نے وہ دے دیا جو انہوں نے دنیا میں اپنے جسم کے بارے میں مانگا' میں امید کرتا ہوں کہ میں جو مانگوں گا وہ مجھے آخرت میں دیا جائے گا۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس روز اُحد کی جانب روانہ ہوئے تو آپ شیخین کے پاس اترے' وہیں صبح کی' ام سلمہ ایک بھنا ہوا دست لائیں جسے آپ نے نوش فرمایا' نبیذ لائیں جسے آپ نے پیا' پھر اسے جماعت میں سے ایک شخص نے لے لیا اور اس نے اس میں سے پیا' پھر اسے عبداللہ بن جحش نے لے لیا' وہ اسے سب پی گئے۔ ان سے ایک آدمی نے کہا کہ کچھ پانی مجھے بھی دو' تمہیں معلوم ہے کہ کل صبح کو کہاں جاؤ گے' انہوں نے کہا ہاں مجھے اللہ سے اس حالت میں ملنا کہ سیراب ہوں' اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اس سے پیاسا ملوں اے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میں شہید کیا جاؤں' مجھے مثلہ کیا جائے پھر تو فرمائے کہ کس امر میں تیرے ساتھ ایسا کیا گیا تو میں کہوں کہ تیرے بارے میں اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں۔

عمرو نے کہا کہ عبداللہ بن جحش احد کے دن شہید ہوئے' انہیں ابوالحکم بن اخنس بن شریق الثقفی نے قتل کیا' عبداللہ بن جحش اور حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جو ان کے ماموں تھے ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے عبداللہ جس دن قتل ہوئے چالیس سال سے کچھ زیادہ تھے۔ وہ نہ بلند و بالا تھے نہ پست قد' بہت بال والے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ترکے کے ولی بنے' آپ نے ان کے بیٹے کے لیے خیبر میں مال خرید دیا۔

حضرت یزید بن رقیش رضی اللہ عنہ:

ابن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد بن خزیمہ ان کی کنیت ابوخالد تھی' بدر' احد اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' یوم الیمامہ ۱۲ھ میں شہید ہو گئے۔

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ:

ابن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن دودان بن اسد ابن خزیمہ' کنیت ابومحصن تھی' بدر' احد' خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور سریہ چالیس آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا' مگر یہ لوگ اس طرح واپس آئے کہ جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

ام قیس بنت محصن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت عکاشہ چوالیس سال کے تھے' ایک سال بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بمقام بزاخہ ۱۲ھ میں شہید ہوئے۔ عکاشہ حسین لوگوں میں سے تھے۔

عیسیٰ بن عمیلہ فزاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد ابن الولید رضی اللہ عنہ لوگوں کی واپسی کے وقت۔ ان کے روکنے کے لیے روانہ ہوئے' وہ جب وقت کی اذان سنتے تو رُک جاتے اور اذان نہ سنتے تو لوٹتے (حملہ کرتے)۔

خالد رضی اللہ عنہ جب طلیحہ اور اس کے ساتھیوں سے قریب ہوئے تو عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرام کو مخبر بنا کے اپنے آگے بھیجا کہ دشمنوں کی خبر لائیں' دونوں سوار تھے' عکاشہ کے گھوڑے کا نام الرزام تھا اور ثابت کے گھوڑے کا نام المحبر تھا۔

طلیحہ اور اس کے بھائی سلمہ بن خویلد سے سامنا ہوا' یہ اپنے لشکر سے مسلمانوں کی نقل و حرکت دریافت کرنے کے لیے نکلے تھے' طلیحہ نے عکاشہ کو تنہا گرفتار کر لیا اور سلمہ نے ثابت کو' ذرا دیر بھی نہ گزری کہ سلمہ نے ثابت بن اقرم کو قتل کر دیا۔ طلیحہ نے سلمہ کو پکار کے کہا کہ اس آدمی پر میری مدد کر' کیونکہ یہ میرا قاتل ہے' سلمہ نے عکاشہ پر حملہ کیا اور دونوں نے ان کو قتل کر دیا۔

دونوں لشکر گاہ کو گئے اور اس واقعے کی خبر دی' عیینہ بن حصن جو طلیحہ کے ہمراہ تھا خوش ہوا' طلیحہ نے اسے اپنے لشکر پر چھوڑ دیا تھا' اس نے کہا کہ یہ فتح ہے۔

خالد بن الولید مسلمانوں کے ہمراہ آئے' وہ ثابت بن اقرم کے قتل سے بہت عبرت پذیر ہوئے انہیں جانور روندر ہے تھے۔

مسلمانوں پر یہ بہت گراں گزرا' کچھ ہی دور چلے تھے کہ انہوں نے عکاشہ کی لاش کو روندا' پھر تو وہ قوم سواریوں پر گراں ہو گئی' جیسا کہ ان کے حال بیان کرنے والے نے بیان کیا' یہاں تک کہ سواریاں قدم اٹھانے کے قابل نہ رہیں۔

ابی واقد اللیثی سے مروی ہے کہ ہم لوگ دو سو سوار مقدمۃ الجیش تھے' زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہمارے امیر تھے۔ ثابت ابن اقرم اور عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ آگے تھے' جب ہم ان دونوں کے پاس سے گزرے تو ہمیں افسوس ہوا' خالد رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمان اب تک ہمارے پیچھے تھے' ہم ان دونوں کے پاس رک گئے' یہاں تک کہ خالد رضی اللہ عنہ کسی قدر نظر آئے' ان کے حکم سے ہم نے دونوں کے لیے قبر کھودی اور دونوں کو مع خون اور کپڑوں کے دفن کر دیا ہم نے عکاشہ رضی اللہ عنہ پر عجیب و غریب زخم پائے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اور ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ کے قتل میں جو روایت کی گئی اس میں ہمارے نزدیک یہ زیادہ ثابت ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ابوسنان بن محصن الاسدی رضی اللہ عنہ:

ابن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد ابن خزیمہ' بدر واحد وخندق میں حاضر ہوئے' وفات جب ہوئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔

عامر سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت الرضوان کی وہ ابوسنان الاسدی رضی اللہ عنہ تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ حدیث وہم ہے۔ ابوسنان رضی اللہ عنہ کی وفات اس وقت ہوئی جب ۵ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور اسی دن وہ بنی قریظہ کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ وفات کے وقت وہ چالیس سال کے تھے اور عکاشہ سے دو سال بڑے تھے' لیکن جنہوں نے ۶ھ میں یوم الحدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت الرضوان کی وہ سنان بن ابی سنان بن محصن تھے۔ وہ اپنے والد کے ہمراہ بدر میں حاضر ہوئے۔ احد' خندق اور تمام غزوات میں موجود تھے۔

حضرت سنان بن ابی سنان رضی اللہ عنہ:

ابن محصن بن حرثان بن قیس بن مرہ ان کی اور ان کے والد کی عمر میں بیس سال کا فرق تھا۔ بدر' احد' خندق وحدیبیہ میں شریک ہوئے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت الرضوان کی ۳۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد بن خزیمہ۔ عمرو بن عثمان الجحشی سے مروی ہے کہ شجاع بن وہب کی کنیت ابو وہب تھی۔ وہ لاغر بلند بالا اور کوز پشت (کبڑے) تھے' دوسری دفعہ کے مہاجرین حبشہ میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور اوس بن خولی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شجاع بن وہب کو چوبیس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ ہوازن کے اس مجمع کی طرف روانہ فرمایا جو بنی عامر کی زمین السی علاقہ رکیہ میں تھا' انہیں ان لوگوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ صبح کو ایسے وقت ان کے پاس پہنچے کہ وہ غافل تھے' ان کو بہت سے اونٹ اور بکریاں ملیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ شجاع بن وہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے قاصد بھی تھے جو حارث بن ابی شمر غسانی کے نام تھا' وہ لوگ غوطہ دمشق میں تھے' وہ خود اسلام نہیں لایا' اس کا دربان مری اسلام لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شجاع کے ذریعے سے سلام کہلا بھیجا' اور یہ کہ وہ آپ کے دین پر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس نے سچ کہا۔ شجاع بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے' یوم الیمامہ ۱۲ھ میں جب کہ وہ کچھ اوپر چالیس سال کے تھے شہید ہوئے۔

حضرت عقبہ بن وہب رضی اللہ عنہ:

ابن وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب تھے جو بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

حضرت ابو یزید ربیعہ بن اکثم رضی اللہ عنہ:

ابن سخبرہ بن عمرو بن کبیر بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ' اسی طرح محمد بن اسحٰق نے ان کا نسب بیان کیا۔

عمر بن عثمان الجحشی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ربیعہ بن اکثم رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو یزید تھی' وہ پست قد' موٹے اور بڑے پیٹ والے تھے' بدر میں حاضر ہوئے تو تیس سال کے تھے' احد وخندق وحدیبیہ میں بھی حاضر ہوئے۔ ۷ھ میں جب وہ سینتیس سال کے تھے خیبر میں شہید ہوئے۔ حارث یہودی نے کھجور کی شاخ سے ان کو قتل کیا۔

حضرت ابو نضلہ محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن خزیمہ۔ کنیت ابو نضلہ تھی' گورے اور خوب صورت تھے' لقب فہیرہ تھا' بنو عبدالاشہل اس بات کے مدعی تھے کہ محرز ان کے حلیف ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ کو یہی کہتے سنا کہ یوم السرح میں سوائے محرز بن نضلہ کے بنی عبدالاشہل کے مکان سے کوئی نہ نکلا۔ وہ محمد بن مسلمہ کے اس گھوڑے پر سوار تھے' جس کا نام ذواللمہ تھا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے محرز بن نضلہ اور عمارہ بن حزم کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ محمد بن عمرو نے کہا کہ وہ بدر و احد و خندق میں شریک تھے۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ محرز بن نضلہ نے کہا کہ میں نے خواب میں آسمان دنیا کو دیکھا کہ میرے لیے کھول دیا گیا ہے' یہاں تک کہ میں اس میں داخل ہو گیا اور ساتویں آسمان تک پہنچ گیا پھر میں نے سدرۃ المنتہیٰ تک صعود کیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری منزل ہے۔

میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا جو سب سے زیادہ فن تعبیر کے ماہر تھے' انہوں نے کہا کہ یہ تمہیں شہادت کی بشارت ہے' وہ اس کے ایک دن بعد قتل کر دیئے گئے' رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ یوم السرح میں غزوہ الغابہ میں روانہ ہوئے' یہی غزوہ ذی قرد ہے جو ۶ھ میں ہوا' انہیں مسعدہ بن حکمہ نے قتل کیا۔

عمرو بن عثمان الجحشی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ محرز بن نضلہ جب بدر میں حاضر ہوئے تو اکتیس یا بتیس سال کے تھے اور جب مقتول ہوئے تو سینتیس یا اڑتیس سال کے یا اسی کے قریب تھے۔

سیدنا اربد بن حمیرہ رضی اللہ عنہ:

کنیت ابومخشی تھی۔ بنی اسد بن خزیمہ ہی میں سے تھے' محمد بن اسحٰق نے اسی طرح کہا اور اس میں شک نہیں کیا۔ محمد بن عمرو نے اسی کو عبداللہ بن جعفر زہری سے روایت کیا ہے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ اربد' سوید بن مخشی جو قبیلہ طے میں سے تھے اور بنی عبد شمس کے حلیف تھے۔ ابی معشر سے مروی ہے کہ اربد ابومخشی ہیں اور ان کا نام سوید بن عدی ہے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری سے مروی ہے کہ وہ دو شخص ہیں' اربد بن حمیرہ جو بدر میں حاضر ہوئے' اس میں کوئی شک نہیں' اور سوید بن مخشی وہ ہیں جو احد میں حاضر ہوئے اور بدر میں شریک نہیں ہوئے۔

حلفائے بنی عبد شمس جو بنی سلیم ابن منصور میں سے تھے:

محمد بن اسحٰق نے کہا کہ وہ لوگ بنی کبیر بن غنم بن دودان کے حلیف تھے اور وہ بنی حجر میں سے تھے جو آل بنی سلیم میں تھے اور چند بھائی تھے۔

حضرت مالک بن عمرو رضی اللہ عنہ:

بدر و احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ ۱۲ھ میں یمامہ میں شہید ہوئے' سب نے ان کا ذکر کیا اور اس پر اتفاق کیا۔

حضرت مدلاج بن عمرو رضی اللہ عنہ:

بدر و احد اور تمام مشاہد میں حاضر ہوئے' محمد بن اسحاق اور ابومعشر اور محمد بن عمرو نے ان کا ذکر کیا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ ۵۰ھ میں خلافت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت ثقف بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن سمیط جو مالک و مدلاج رضی اللہ عنہما کے بھائی تھے‘ محمد بن اسحاق و محمد بن عمرو نے کہا کہ وہ ثقف بن عمرو تھے‘ ابومعشر نے کہا کہ وہ ثقاف بن عمرو تھے‘ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ یہ خود ان کا وہم ہے یا اس کا وہم ہے جس نے ان سے روایت کی ہے۔

ثقف بدر‘ احد‘ خندق‘ حدیبیہ و خیبر میں حاضر ہوئے‘ خیبر میں ۷ھ میں شہید ہوئے‘ اسیر یہودی نے قتل کیا۔

سولہ اشخاص

حلفائے بنی نوفل بن عبد مناف ابن قصی

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ:

ابن جابر بن وہب بن نسیب بن زید بن مالک بن حارث ابن عوف بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر‘ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

ابن سعد (مؤلف) نے کہا کہ میں نے بعض لوگوں سے سنا کہ ان کی کنیت ابوغزوان بتاتے‘ وہ بلند بالا‘ خوب صورت اور قدیم مسلمان تھے۔ دوسری مرتبہ کی ہجرت حبشہ میں شریک تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تیر اندازوں میں تھے جن کا ذکر کیا گیا۔

جبیر بن عبداللہ اور ابراہیم بن عبداللہ سے‘ جو عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے‘ مروی ہے کہ عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے جب مدینے آئے تو چالیس سال کے تھے۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عتبہ ابن غزوان اور خباب مولائے عتبہ نے جب مدینے کی جانب ہجرت کی تو عبداللہ بن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن غزوان اور ابی دجانہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

جبیر بن عبد و ابراہیم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو بصرے پر عامل بنایا‘ انہیں نے اس کو شہر بنایا اور اس کی حد بندی کی‘ پہلے وہ محض ایک قبیلہ تھا‘ انہوں نے بانس کی مسجد بنائی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عتبہ‘ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے‘ انہوں نے ان کو بصرہ عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کی بنا پر روانہ کیا جو ان کے نام تھا اور جس میں انہیں ایسا کرنے کا حکم تھا‘ ان کی ولایت بصرے پر چھ مہینے رہی‘ پھر وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینے میں آ گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرے پر والی بنا کے واپس کر دیا۔ ۱۷ھ میں ستاون سال کی عمر پا کر بصرے میں انتقال کر گئے۔ یہ زمانہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تھا‘ انہیں پیٹ کی بیماری ہوئی‘ جس سے وہ معدن بنی سلیم میں مر گئے۔ ان کے غلام سرید ان کا سامان و ترکہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لائے۔

حضرت خباب ابن غزوان رضی اللہ عنہ مولائے عتبہ رضی اللہ عنہ:

ابن غزوان جن کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور تمیم مولائے خراش بن صمہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ بدر' احد' خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ انہوں نے ۱۹ھ میں بعمر پچاس سال وفات پائی۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مدینے میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی

حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ:

ابن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی' ان کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ فرافصہ الحنفی سے ایک حدیث میں مروی ہے کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

زبیر رضی اللہ عنہ کے گیارہ لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں۔ عبداللہ' عروہ' منذر' عاصم اور مہاجر' موخر الذکر دونوں لاولد مر گئے۔ خدیجہ الکبریٰ' ام حسن اور عائشہ ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما تھیں۔

خالد' عمرو' حبیبہ' سودہ اور ہند ان کی والدہ ام خالد تھیں جو امہ بنت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ تھیں۔

مصعب' حمزہ اور رملہ' ان کی والدہ الرباب بنت انیف ابن عبید بن ماد بن کعب بن علیم بن خباب قبیلہ کلب سے تھیں۔

عبیدہ' جعفر' ان کی والدہ زینب تھیں جو ام جعفر بنت مرثد ابن عمرو بن عبد عمرو بن بشر بن عمرو بن مرثد بن سعد بن مالک بن ضبیعہ ابن قیس بن ثعلبہ تھیں۔

زینب' ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تھیں۔

خدیجہ صغریٰ' ان کی والدہ حلال بنت قیس بن نوفل ابن جابر بن شجنہ بن اسامہ بن مالک بن نصر بن قعین تھیں کہ بنی اسد میں سے تھیں۔

ہاشم بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ طلحہ بن عبیداللہ التیمی اپنے لڑکوں کا نام انبیاء کے نام پر رکھتے تھے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں' میں اپنے لڑکوں کا نام شہداء کے نام پر رکھتا ہوں' شاید اللہ انہیں شہید کرے' عبداللہ' عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نام پر' منذر' منذر ابن عمرو رضی اللہ عنہ کے نام پر' عروہ' عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام پر' حمزہ' حمزہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے نام پر' جعفر' جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نام پر' مصعب' مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے نام پر' عبیدہ' عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کے نام پر' خالد رضی اللہ عنہ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے نام پر اور عمرو' عمرو بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھا۔ عمرو بن سعید جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیر رضی اللہ عنہ جب بچے تھے مکے میں ایک شخص سے لڑے' اس کا ہاتھ توڑ دیا اور ضرب شدید پہنچائی' اس آدمی کو لاد کے صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچایا گیا' انہوں نے پوچھا' اس کا کیا حال ہے' لوگوں نے کہا زبیر رضی اللہ عنہ نے

اس سے جنگ کی تو صفیہ رضی اللہ عنہا نے (اشعار ذیل) کہے ۔

کیف رایت زبراً أأقطا حسبته، ام تمراً ام مشمعلاً صقرا !

''اے شخص تو نے زبیر رضی اللہ عنہ کو کیا سمجھا تھا۔ کیا تو نے انہیں پنیر سمجھا تھا یا کھجور۔ یا پر پھیلانے والا شکرہ''۔

عروہ سے مروی ہے کہ صفیہ زبیر رضی اللہ عنہ کو بہت مارا کرتی تھیں' حالانکہ وہ یتیم تھے' ان سے کہا گیا کہ تم نے انہیں قتل کر دیا' ان کا دل نکال لیا' اس بچے کو تم نے ہلاک کر دیا۔ تو انہوں نے کہا کہ میں انہیں صرف اس لیے مارتی ہوں کہ وہ جنگ میں داخل ہوں اور کامیاب لشکر کے سردار ہوں۔

راوی نے کہا کہ ایک روز انہوں نے کسی لڑکے کا ہاتھ توڑ ڈالا۔ اس لڑکے کو صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس لایا گیا اور ان سے کہا گیا تو انہوں نے (شعر) کہا۔

''اے لڑکے تو نے زبیر رضی اللہ عنہ کو کیا سمجھا تھا' کیا تو نے انہیں پنیر یا کھجور سمجھا تھا' یا پر پھیلانے والا شکرہ''۔

ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل سے مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چار یا پانچ دن کے بعد اسلام قبول کیا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو سولہ سال کے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی غزوے سے وہ غیر حاضر نہ تھے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ ابن الجلاح کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ وابن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر وطلحہ رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عروہ سے (تین سلسلوں سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن العوام اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

بشیر بن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر اور کعب بن مالک کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ ایک زرد عمامے کی وجہ سے پہچان لیے جاتے تھے' وہ بیان کیا کرتے تھے کہ بدر کے دن جو ملائکہ نازل ہوئے وہ زرد گھوڑوں پر سوار تھے اور زرد عمامے باندھے تھے' اس روز زبیر رضی اللہ عنہ بھی زرد عمامہ باندھے تھے۔

حمزہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن زبیر رضی اللہ عنہ کے سر پر زرد عمامہ تھا جس کو وہ لپیٹے ہوئے تھے۔ اس روز ملائکہ کے سروں پر بھی زرد عمامے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ بدر کے دن زبیر رضی اللہ عنہ کے سر پر زرد رومال تھا۔ جسے وہ لپیٹے ہوئے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ زبیر رضی اللہ عنہ کی شکل میں نازل ہوئے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف دو گھوڑے تھے جن میں سے ایک پر زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو (خاص طور پر) ریشمی لباس کی اجازت دی گئی۔

عبدالوہاب بن عطا سے مروی ہے کہ سعید بن ابی عروبہ سے ریشمی لباس کو پوچھا گیا تو انہوں نے قتادہ کی اور انس بن مالک کی روایت سے ہمیں بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (صرف) زبیر رضی اللہ عنہ کو ریشمی کرتے کی اجازت دی۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینے میں مکانوں کی حد بندی کی تو زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے زمین کا بڑا ٹکڑا مقرر کیا۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک کھجور کا باغ جاگیر میں دیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک زمین عطا فرمائی جس میں کھجور کے درخت تھے۔ یہ زمین بنی النضیر کے اموال میں سے تھی' نیز ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو الجرف بطور جاگیر دیا۔ انس بن عیاض رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ الجرف کی زمین مردہ (اوسر' ناقابل زراعت) تھی' عبداللہ بن نمیر نے اپنی حدیث میں کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو پورا العقیق عطا کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بدر و احد اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ احد میں آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے' انہوں نے آپ سے موت پر بیعت کی۔ غزوۂ فتح مکہ میں مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' واللہ تمہارے والد ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے زخمی ہونے کے بعد بھی اللہ و رسول کی دعوت کو قبول کیا (اور بحالت زخم جہاد کے لیے تیار ہو گئے)۔

ابی کبشہ انماری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم لشکر میسرہ پر تھے اور مقداد بن الاسود میمنہ پر' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے اور لوگ مطمئن ہو گئے تو زبیر و مقداد رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑوں پر آئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر ان کے چہروں سے اپنی چادر کے ساتھ غبار پونچھنے لگے اور فرمایا کہ میں نے گھوڑے کے لیے دو حصے مقرر کیے اور سوار کے لیے ایک حصہ' جو انہیں کم کرے اللہ اسے کم کرے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام کا اعزاز:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت کے لیے حواری ہیں۔ میرے حواری میری پھوپھی کے بیٹے زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں' میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

زر بن حبیش سے مروی ہے کہ ابن جرموز نے علی رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی دربان نے عرض کی: یہ ابن جرموز

قاتل زبیر رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑا اجازت مانگتا ہے' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن صفیہ (زبیر رضی اللہ عنہ) کا قاتل دوزخ میں داخل ہو جائے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہر نبی کے حواری ہیں اور میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

سلام بن ابی مطیع نے (جو انہی راویوں میں سے تھے) کہا کہ عاصم نے زر سے روایت کی کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا' انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ابن صفیہ کا قاتل دوزخ میں داخل ہو جائے اور سب راویوں نے اپنی اسناد میں بیان کیا۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احزاب (غزوۂ خندق) میں فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے پاس اس قوم کی خبر لائے' تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہوں' آپ نے پھر فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے پاس اس قوم کی خبر لائے' تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کا حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم خندق میں لوگوں کو دعوت دی کہ کوئی ہے جو آپ کے پاس بنی قریظہ کی خبر لائے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے دعوت قبول کی' آپ نے پھر انہیں دعوت دی' تو پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے قبول کی۔ آپ نے تیسری مرتبہ دعوت دی تو پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے قبول کی۔ آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ ہر نبی کے ایک حواری ہے اور میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے ایک حواری ہے اور میرے حواری (مخلص دوست) زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کا بیٹا ہوں' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بشرطیکہ تم آل زبیر رضی اللہ عنہ سے ہو ورنہ نہیں۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس سے ایک لڑکا گزرا' دریافت کیا کہ وہ کون ہے تو اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کا بیٹا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بشرطیکہ تم اولاد زبیر رضی اللہ عنہ سے ہو' ورنہ نہیں۔ دریافت کیا گیا کہ سوائے زبیر رضی اللہ عنہ کے کوئی اور بھی تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حواری کہا جاتا تھا' تو انہوں نے کہا کہ میرے علم میں کوئی نہیں ہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے یوم احزاب میں اپنے والد سے کہا کہ اے پیارے باپ میں نے آپ کو یوم احزاب میں دیکھا کہ آپ اپنے سنہرے گھوڑے پر سوار تھے انہوں نے کہا اے پیارے بیٹے' ہاں تم نے مجھے دیکھا تھا' میں نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے لیے اپنے والدین کو (دعا میں) جمع کر کے فرمانے لگے کہ "فداك ابی وامی" تم پر (اے زبیرؓ) میرے ماں باپ فدا ہوں۔

جامع بن شداد سے مروی ہے کہ میں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنے والد سے حدیث کی روایت کرتے سنا کہ میں نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا بات ہے کہ میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے نہیں سنتا' جیسا کہ فلاں اور فلاں حدیث بیان کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں تو جب سے اسلام لایا آپ سے جدا نہیں ہوا' لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں کر لے۔ وہب ابن جریر نے اپنی حدیث میں زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ واللہ

انہوں نے "متعمداً" (دیدہ ودانستہ کا لفظ) نہیں کہا' حالانکہ تم لوگ "متعمداً" بھی کہتے ہو۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ مصر بھیجے گئے' کہا گیا کہ وہاں طاعون ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو طعن (نیزہ زنی) اور طاعون (موت) کے لیے آئے ہی ہیں' راوی نے کہا کہ پھر ان لوگوں نے سیڑھیاں لگائیں اور چڑھ گئے۔ ہشام ابن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنا نام دیوان (دفتر خلافت) سے مٹا دیا۔

ابی حصین سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو چھ لاکھ درہم انعام دیا۔ وہ اپنے ماموں کے پاس بنی کاہل میں اترے' اور پوچھا کونسا مال عمدہ ہے ان لوگوں نے کہا کہ اصبہان کا مال' انہوں نے کہا کہ مجھے اصبہان کے مال میں سے دو۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ میں تغیر نہیں ہوتا تھا' یعنی بڑھاپے کا۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بچپن میں زبیر رضی اللہ عنہ کے شانوں کے بال پکڑتا' اور ان کی پشت پر لٹکا دیتا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نہ لمبے تھے نہ پست قد جو کمی کی طرف مائل ہوں' نہ وہ گوشت میں پر تھے' داڑھی چھدری' گندم گوں اور لمبے بال والے تھے۔

زبیر رضی اللہ عنہ کی وصیت

ادائے قرض اور ان کا اثاثہ:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک مکان اپنی غریب بیٹیوں پر وقف کیا تھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنے ثلث مال کی اللہ کی راہ میں وصیت کی۔

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب زبیر رضی اللہ عنہ یوم جمل میں کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا' میں ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا' انہوں نے کہا کہ اے پیارے بیٹے آج یا تو ظالم قتل کیا جائے گا یا مظلوم ایسا نظر آتا ہے کہ آج میں بحالت مظلومی قتل کیا جاؤں گا۔ مجھے سب سے بڑی فکر اپنے قرض کی ہے۔ کیا تمہاری رائے میں ہمارے قرض سے کچھ مال بچ جائے گا؟

پھر کہا کہ مال بیچ ڈالنا' قرض ادا کر دینا اور ثلث میں وصی بننا' قرض ادا کرنے کے بعد اگر کچھ بچے تو اس میں سے ایک ثلث تمہارے بچوں کے لیے ہے۔

ہشام نے کہا کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے لڑکے خبیب وعباد عمر میں زبیر رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کے برابر تھے اس زمانے میں عبداللہ کی نو بیٹیاں تھیں۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر وہ مجھے اپنے قرض کی وصیت کرنے لگے کہ اگر اس قرض میں سے تم کچھ ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ تو میرے مولیٰ سے مدد لے لینا۔

میں مولیٰ سے ان کی مراد کو نہیں سمجھا (کیونکہ مولیٰ تو عام طور پر آزاد کردہ غلام کو کہتے تھے) پوچھا کہ آپ کا مولیٰ کون ہے انہوں نے کہا "اللہ" پھر جب کبھی میں ان کے قرض کی مصیبت میں پڑا تو کہا اے زبیر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ان کا قرض ادا کردے اور وہ ادا کر دیتا تھا۔

زبیر رضی اللہ عنہ اس حالت میں مقتول ہوئے کہ انہوں نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم سوائے چند زمینوں کے جن میں الغابہ بھی تھا' گیارہ مکان جو مدینے میں تھے' دو مکان جو بصرے میں تھے' ایک مکان جو کوفے میں تھا اور ایک مکان جو مصر میں تھا۔

مقروض وہ اس طرح ہوئے کہ لوگ ان کے پاس مال لاتے کہ امانۃً رکھیں' مگر زبیر رضی اللہ عنہ کہتے کہ "نہیں (امانت کے طور پر نہیں رکھوں گا) بلکہ وہ قرض ہے' کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے"۔

وہ کبھی امیر نہ بنے' خواہ مال وصول کرنے کے یا خراج کے یا کسی اور مالی خدمت کے' البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ جہاد میں ہوتے تھے۔

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے ان کے قرض کا حساب کیا تو بائیس لاکھ درہم پایا۔ حکیم بن حزام' عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ملے اور کہا: اے میرے بھتیجے' میرے بھائی پر کتنا قرض ہے انہوں نے چھپایا اور کہا ایک لاکھ۔ حکیم نے کہا کہ واللہ میں تمہارے مال کو اتنا نہیں دیکھتا کہ وہ اس کے لیے کافی ہو۔

عبداللہ نے ان سے کہا: دیکھوں تو تم کیا کہتے ہو' اگر وہ قرض بائیس لاکھ ہو' انہوں نے کہا کہ میں تو تمہیں اس کا متحمل نہیں دیکھتا' اگر تم اس کے ادا کرنے سے عاجز جاؤ تو مجھ سے مدد لینا۔

زبیر رضی اللہ عنہ نے الغابہ ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدا تھا۔ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے سولہ لاکھ میں فروخت کیا' پھر کھڑے ہو کے کہا کہ جس کا زبیر رضی اللہ عنہ کے ذمے کچھ ہو وہ ہمارے پاس الغابہ پہنچ جائے (الغابہ کے کچھ قطعات ہنوز بچ رہے تھے)۔

عبداللہ بن جعفر آئے' جن کے زبیر رضی اللہ عنہ پر چار لاکھ تھے' انہوں نے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اگر تم لوگ چاہو تو میں معاف کر دوں' اور اگر چاہو تو اسے ان قرضوں کے ساتھ رکھو جنہیں تم مؤخر کر رہے ہو' بشرطیکہ تم کچھ مؤخر کرو۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا "نہیں" انہوں نے کہا کہ پھر مجھے ایک ٹکڑا زمین کا دے دو۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تمہارے لیے یہاں سے یہاں تک ہے۔ انہوں نے اس میں سے بقدر ادائے قرض کے فروخت کر دیا' اور انہیں دے دیا (۲۲ لاکھ میں سے ۴ لاکھ تو ادا ہو گئے) اس قرض میں سے ساڑھے چار حصے چار چار لاکھ کے باقی رہ گئے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما' معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' وہاں عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ' منذر بن زبیر اور ابن زمعہ تھے۔ معاویہؓ نے پوچھا کہ الغابہ کی کتنی قیمت لگائی گئی۔ انہوں نے کہا کہ ہر حصہ ایک لاکھ کا۔ معاویہؓ نے پوچھا کتنے حصے باقی رہے۔ انہوں نے کہا ساڑھے چار حصے۔

منذر بن الزبیرؓ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں نے لے لیا۔ عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں نے لے لیا۔ ابن زمعہ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں نے لے لیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب کتنے بچے؟ عبداللہ نے کہا

ڈیڑھ حصہ۔ انہوں نے کہا کہ وہ ڈیڑھ لاکھ میں میں نے لے لیا۔ عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چھ لاکھ میں فروخت کر دیا۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہ جب زبیر رضی اللہ عنہ کا قرض ادا کر چکے تو اولاد زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم میں ہماری میراث تقسیم کرو۔ انہوں نے کہا کہ ''نہیں'' واللہ میں تم میں تقسیم نہ کروں گا تاوقتیکہ چار سال تک زمانہ حج میں منادی نہ کرلوں کہ ''خبردار جس کا زبیر رضی اللہ عنہ پر قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے' ہم اسے ادا کریں گے''۔

چار سال تک زمانہ حج میں منادی کرتے رہے' جب چار سال گزر گئے تو میراث ان کے درمیان تقسیم کر دی۔ زبیر رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں' انہوں نے بیوی کے آٹھویں حصے کو چار پر تقسیم کر دیا' ہر بیوی کو گیارہ گیارہ لاکھ پہنچے' ان کا پورا مال تین کروڑ باون لاکھ تھا۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ کی میراث میں چار کروڑ تقسیم کیے گئے۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیر رضی اللہ عنہ کے متروکے کی قیمت پانچ کروڑ بیس لاکھ یا پانچ کروڑ دس لاکھ تھی۔

عروہ سے مروی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ کی مصر میں کچھ زمینیں تھیں اور اسکندریہ میں کچھ زمینیں تھیں' کوفے میں کچھ زمینیں تھیں اور بصرے میں مکانات تھے' ان کی کچھ مدینے کی جائیداد کی آمدنی تھی جو ان کے پاس آتی تھی۔

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ تمہاری والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب کہاں ہیں' تم اپنی تلوار سے علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے قتال کرتے ہو۔ زبیر رضی اللہ عنہ لوٹ پڑے' انہیں ابن جرموز ملا' اس نے قتل کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما' علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ قاتل ابن صفیہ (زبیر رضی اللہ عنہ) کہاں ہوگا' علی رضی اللہ عنہ نے کہا دوزخ میں۔

ابی خالد ابوالبی سے مروی ہے کہ احنف نے بنی تمیم کو دعوت دی' مگر انہوں نے قبول نہ کی' اس نے بنی سعد کو دعوت دی' انہوں نے بھی رد کر دی' وہ ایک گروہ کے ساتھ ایک کنارے ہٹ گیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر جس کا نام ذوالنعال تھا گزرے۔ احنف نے کہا کہ یہی وہ شخص ہے جو لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔

دو شخصوں نے جو اس کے ہمراہ تھے ان کا تعاقب کیا' ایک نے ان پر حملہ کر کے نیزہ مارا' دوسرے نے انہیں قتل کر دیا۔ سر بابِ خلافت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اور کہا کہ قاتل زبیر رضی اللہ عنہ کو (آنے کی) اجازت دو' علی رضی اللہ عنہ نے سنا تو کہا کہ قاتل ابن صفیہ کو دوزخ کی بشارت دے دو۔ اس نے سر کو ڈال دیا اور چلا گیا۔

جون بن قتادہ سے مروی ہے کہ یوم جمل میں (جنگ علی و عائشہ رضی اللہ عنہما جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جمل یعنی اونٹ پر کے سے آئی تھیں) میں زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' لوگ انہیں امیر المومنین کہہ کے سلام کر رہے تھے' ایک سوار جار ہا تھا' قریب آیا

اور کہا اے امیر السلام علیک' اس نے انہیں کسی بات کی خبر دی' دوسرا آیا' اس نے بھی ایسا ہی کیا' ایک اور آیا اس نے بھی ایسا ہی کیا۔

جنگ میں جب زبیر رضی اللہ عنہ نے وہ دیکھ لیا جو مقدر میں تھا (یعنی قتل) تو اس شخص (اوّل یا ثانی) نے کہا ہائے ان کی ناک کا کٹنا' یا ہائے ان کی پیٹھ کا ٹوٹنا' فضیل (راوی حدیث) نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ الفاظ ان دونوں میں سے کس نے کہے' وہ ڈر کے مارے کانپنے لگا اور ہتھیار توڑنے لگا۔

جون نے کہا کہ میری ماں مجھ پر روئے' کیا یہی وہ شخص ہے جس کے ساتھ میں نے مرنے کا ارادہ کیا تھا' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں جو کچھ دیکھتا ہوں (یعنی قتل زبیر رضی اللہ عنہ) وہ ضرور کسی ایسے سبب سے ہے جسے زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا دیکھا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہسوار بہادر تھے۔

لوگ جب اِدھر اُدھر مشغول ہو گئے تو وہ شخص واپس ہوا۔ زبیر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ جون واپس ہو کے اپنے گھوڑے پر بیٹھ گئے اور احنف سے ملے۔

احنف کے پاس دو سوار آئے' اترے اور جھک کے اس کے کان میں باتیں کرنے لگے' احنف نے اپنا سر اٹھا کے کہا' اے عمرو ابن جرموز' اے فلاں' وہ دونوں اس کے پاس آئے اور جھک گئے اس نے دونوں سے تھوڑی دیر کان میں باتیں کیں اور واپس ہو گیا۔ اس کے بعد عمرو بن جرموز احنف کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو وادی السباع میں پایا اور قتل کر دیا۔

قرۃ بن الحارث بن الجون کہتے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' سوائے احنف کے زبیر رضی اللہ عنہ کا اور کوئی ساتھی نہ تھا (یعنی یہی قاتل تھا)

خالد بن سمیر نے ایک حدیث میں جو انہوں نے روایت کی' زبیر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے' انہیں برادران بنی تمیم نے وادی السباع میں پا لیا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ جنگ جمل میں جو ۱۰ جمادی الآخر ۳۶ھ یوم پنجشنبہ کو ہوئی۔

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ لڑائی کے بعد اپنے گھوڑے پر جس کا نام ذوالخمار تھا' سوار ہو کے نکلے' ان کا ارادہ مدینے کی واپسی کا تھا' انہیں سفوان میں بنی تمیم کا ایک آدمی ملا جس کا نام النعیر بن زمام للمجاشعی تھا اس نے کہا کہ اے حواری رسول اللہ ادھر آیئے' آپ میری ذمہ داری میں ہیں' کوئی شخص آپ کے پاس نہیں پہنچنے پائے گا' وہ اس کے ساتھ ہو گئے' بنی تمیم کا ایک دوسرا شخص احنف بن قیس کے پاس آیا اور کہا کہ وادی السباع میں اس کے اور اس کے درمیان زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ احنف نے بہ آواز بلند کہا کہ میں کیا کروں' اگر زبیر رضی اللہ عنہ نے دو دھوکا دینے والے مسلمانوں میں سے ایک سے دوسرے کو قتل کرا کے اپنے گھر والوں سے ملنے کا ارادہ کرتے ہوں تو تم لوگ مجھے کیا کہتے ہو۔

عمیر بن جرموز التمیمی اور فضالۃ بن حابس التمیمی اور نفیع یا نفیل ابن حابس التمیمی نے سنا تو ان کی تلاش میں اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر گئے اور انہیں پا گئے۔ عمیر بن جرموز نے حملہ کر دیا اس نے انہیں نیزہ مار کے خفیف سا زخم لگایا۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر حملہ کر دیا۔

جب اسے یقین ہو گیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ قتل کرنے والے ہیں تو اس نے پکارا' اے فضالہ! اے نفیع! پھر اس نے کہا اے

زبیر رضی اللہ عنہ! اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو تو وہ اس سے باز آئے اور روانہ ہو گئے۔ اس قوم نے مل کر ان پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا۔ عمیر بن جرموز نے انہیں ایک ایسا نیزہ مارا جس نے انہیں کھڑا کر دیا' وہ گر پڑے' ان لوگوں نے انہیں گھیر لیا اور ان کی تلوار لے لی۔

ابن جرموز نے ان کا سر لے لیا' سر اور ان کی تلوار کو علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا' علی رضی اللہ عنہ نے تلوار لے لی اور کہا: یہ وہ تلوار ہے کہ واللہ بارہا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے بے چینی دور ہوئی' لیکن اب وہ موت اور فساد کی قتل گاہوں میں ہے۔

زبیر رضی اللہ عنہ وادی السباع میں دفن کیے گئے' علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی بیٹھ کر ان پر رونے لگے۔ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں' ان کے متعلق اہل مدینہ کہا کرتے کہ جو شخص شہادت چاہے وہ عاتکہ بنت زید سے نکاح کرے' عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس تھیں تو وہ قتل ہو کے ان سے جدا ہو گئے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں تو وہ بھی قتل ہو کے ان سے جدا ہو گئے' زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں تو وہ بھی قتل ہو کے ان سے جدا ہو گئے۔ عاتکہ نے کہا (اشعار):

غدر ابن جرموز بغارس بهمة ❊ يوم اللقاء وكان غير معدد

''ابن جرموز نے اس بہادر سوار کے ساتھ دغا کی۔ جنگ کے دن' حالانکہ وہ بھاگنے والا نہ تھا۔

ياعمر ولو نبهة لوجدته ❊ لا طائشا رعش الجنان ولا اليد

اے عمرو! اگر تو انہیں آگاہ کر دیتا تو انہیں اس حالت میں پاتا کہ وہ ایسے نادان نہ ہوتے جس کا دل اور ہاتھ کانپتا ہے۔

شلت يمينك ان قتلت لمسلما ❊ عليك عقوبة المتعمد

تیرا ہاتھ شل ہو جائے کہ تو نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ تجھ پر قتل عمد کے مرتکب کا عذاب واجب ہو گیا۔

ثكلتك امك هل ظفرت بمثله ❊ فيمن مضى فيما تروح وتغتدي

تیری ماں تجھے روئے تو کبھی ان کے ایسے شخص پر کامیاب ہوا ہے' ان لوگوں میں جو اس زمانے میں گزر گئے جس میں تو شام اور صبح کرتا ہے۔

كم غمرة قد خاضها لم يثنه ❊ عما طرادك ياابن فقع القردد

وہ کتنی ہی سختیوں میں اس طرح گھس گئے کہ انہیں ان سے باز نہ رکھا۔ تیری نیزہ زنی نے اے سفید چہرے والے''۔

جریر بن الخطفی نے (اشعار ذیل) کہے:

ان الرزية من تمضمن قبره ❊ وادى السباع لكل جنب مصرع

''مصیبت عظیمہ ہے اس کو جس نے وادی السباع میں ان (زبیر رضی اللہ عنہ) کی قبر بنوائی جہاں ہر طرف سے ان کے لیے مقتل تھا۔

لما اتى خبر الزبير تواضعت ❊ سورة المدينة والجبال الخشع

جب زبیر رضی اللہ عنہ کی خبر مرگ آئی تو۔ مدینے کی دیواریں اور پہاڑ خوف کے مارے جھک گئے۔

وبكي الزبير بناة فى ماتم ❊ ماذا يرد بكاء من لا يمع

اور زبیر رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ان کے ماتم (غم) میں روئیں۔ جو سنتا نہیں وہ رونے کا کیا جواب دے گا''۔

عروہ سے مروی ہے کہ میرے والد یوم الجمل میں شہید ہوئے' جب کہ وہ چونسٹھ برس کے تھے۔ محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے مصعب بن ثابت بن عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر ہوئے تو انیس سال کے تھے اور قتل کیے گئے تو چونسٹھ سال کے تھے۔

جریر بن عازم سے مروی ہے کہ میں نے حسن رضی اللہ عنہ سے زبیر رضی اللہ عنہ کا ذکر سنا کہ زبیر رضی اللہ عنہ پر تعجب جو انہوں نے بنی مجاشع کے اعرابی کی پناہ لی کہ مجھے پناہ دے' مجھے پناہ دے' یہاں تک کہ وہ قتل کر دیئے گئے واللہ شجاعت میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا' دیکھو میں تو محفوظ و مضبوط ذمہ داری میں تھا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ ابن جرموز نے آ کے علی رضی اللہ عنہ سے اجازت چاہی تو انہوں نے اس سے دوری چاہی اس نے کہا کیا زبیر رضی اللہ عنہ مصیبت والوں میں سے نہ تھے (جن پر قیامت میں مصیبت آئے گی) علی رضی اللہ عنہ نے کہا' تیرے منہ میں خاک' میں تو یہ اُمید کرتا ہوں کہ (قیامت میں) طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں ہوں گے جن کے حق میں اللہ نے فرمایا:

﴿ ونزعنا مافی صدورھم من غلٍ اخوانًا علی سررٍ متقابلین ﴾

''اور ہم ان کے دلوں کی کدورت دور کر دیں گے کہ وہ تختوں پر آمنے سامنے بھائی بھائی ہو کے بیٹھیں گے''۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ میں اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں ہوں گے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ونزعنا ما فی صدورھم من غلٍ اخوانًا علی سررٍ متقابلین ﴾

حلفائے بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ:

ان کی کنیت ابومحمد تھی جو لخم میں سے تھے' راشدہ بن ازب ابن جزیلہ بن لخم کے بیٹے تھے' وہ مالک بن عدی بن الحارث ابن مرۃ بن اود بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب ابن یعرب بن قحطان تھے' اور قحطان تک یمن کا اتفاق ہے۔

راشدہ کا نام خالفہ تھا' ان کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' آپ نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا بنی خالفہ (خالفہ بمعنی مخالفت کرنے والے) فرمایا تم لوگ بنی راشدہ ہو (راشدہ بمعنی ہدایت پانے والے)

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب حاطب بن ابی بلتعہ اور ان کے مولیٰ سعد نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ بن جلاح کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب ابن ابی بلتعہ اور رُخیلہ بن خالد کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حاطب رضی اللہ عنہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمان کے ساتھ مقوقش شاہ اسکندریہ کے پاس بھیجا۔ حاطب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تیراندازوں میں سے تھے جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ انہوں نے ۳۰ھ میں پینسٹھ سال کی عمر میں مدینے میں وفات پائی۔ ان پر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

اولاد حاطب میں سے ایک شیخ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ حاطب رضی اللہ عنہ خوبصورت جسم اور چھدری داڑھی والے کوز پشت (کبڑے) تھے' وہ کوتاہی قد کی طرف اتنا مائل تھے جتنا موٹی انگلیوں والا ہوتا ہے۔

یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے وفات کے دن چار ہزار دینار و درہم وغیرہ چھوڑے' وہ تاجر تھے جو غلہ وغیرہ فروخت کرتے۔ مدینے میں حاطب کا کچھ بقیہ تھا۔

سعد رضی اللہ عنہ (حاطبؓ بن ابی بلتعہ کے آزاد کردہ غلام):

ابن ابی بلتعہ جو سعد بن خولی بن سبرہ بن دریم بن قیس بن مالک ابن عمیرہ بن عامر بن بکر بن عامر الاکبر بن عوف بن بکر بن عوف ابن غدرہ بن رفیدہ بن ثور بن کلب' جو قضاعہ میں سے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سعد بن خولی بن فروہ بن القوسار تھے۔

خولی کو ایک شخص کہتا تھا کہ وہ بنی اسد میں سے تھے۔ اس نے کہا کہ ان کی بیوی بنی القوسار میں سے تھیں۔ (اشعار):

ان اینة القوسار یا صاح دلنی علیها قضاعیٌّ یحب جما لیا

''القوسار کی بیٹی کو اے صاحب مجھے ایک قضاعی نے بتایا جو حساب جمالی (حساب ابجد جو اشعار میں رائج ہے) پسند کرتا تھا''۔

میں نے خولی بن فروہ کو ان کی خواہش کے مطابق بلند زمینیں اور تکبر کرنے والے بچے عطا کیے۔

لوگوں نے اس پر اتفاق کیا کہ سعد بن خولی قبیلہ کلب سے تھے سوائے ابو معشر کے جو کہتے تھے کہ وہ مذحج میں سے تھے' ممکن ہے کہ انہیں ان کا نسب نہ یاد رہا ہو جیسا کہ اس کو دوسروں نے یاد رکھا۔

سب نے اس پر اتفاق کیا کہ انہیں گرفتاری کی مصیبت آئی' وہ حاطب بن ابی بلتعہ اللخمی کے پاس گرفتار اور غلام ہو کے پہنچے جو بنی اسد ابن عبد العزیٰ بن قصی کے حلیف تھے' انہوں نے ان پر انعام کیا۔

سعد حاطب کے ساتھ بدر و احد میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بتیسویں مہینے احد میں شہید ہوئے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹے عبد اللہ بن سعد کو انصار میں شمار کیا۔ تین آدمی تھے' سعد کا کوئی پوتا نہ تھا۔

بنی عبد الدار بن قصی حضرت مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ:

ابن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی تھے' کنیت ابو محمد تھی' والدہ خناس بنت مالک بن المضرب ابن وہب بن عمرو بن حجیر بن عبد معیص بن عامر بن لوی تھیں۔

مصعب کی اولاد میں ایک بیٹی تھیں جن کا نام زینب تھا' ان کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر ابن غنم بن دوودان بن اسد بن خزیمہ تھیں' انہوں نے عبد اللہ بن عبد اللہ ابن ابی امیہ بن المغیرہ کے ساتھ نکاح کر دیا' ان سے ان کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام قریبہ تھا۔

ابراہیم بن محمد العبدری نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جوانی' خوبصورتی اور پیشانی کے بالوں میں مکے کے جوانوں میں یکتا تھے' ان کے والدین ان سے محبت کرتے' ان کی والدہ غنی اور بہت مال دار تھیں' انہیں اچھے سے اچھے اور باریک کپڑے پہناتی تھیں' وہ اہل مکہ میں سب سے زیادہ عطر لگانے والے تھے' حضرمی جوتے پہنتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر کر کے فرماتے کہ میں نے مکے میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوب صورت بال والا' باریک کپڑے پہننے والا اور ناز و نعمت والا کسی کو نہیں دیکھا۔

جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم ابن ابی الارقم میں انہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں تو وہ آئے' اسلام لائے' آپ کی تصدیق کی اور روانہ ہو گئے' مگر اپنی والدہ اور قوم کے خوف سے اپنا اسلام چھپایا' وہ خفیہ طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آمد و رفت رکھتے۔

عثمان بن طلحہ نے انہیں نماز پڑھتے دیکھ لیا' ان کی والدہ اور قوم کو خبر کر دی' لوگوں نے انہیں گرفتار کر کے قید کر دیا' وہ برابر قید رہے یہاں تک کہ پہلی ہجرت میں ملک حبشہ گئے' جب اور مسلمان واپس آئے تو ان کے ہمراہ وہ بھی آئے' وہ موٹے ہو گئے تھے' ان کی ماں ان کو ملامت کرنے سے باز رہیں۔

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز ہم عمر بن عبد العزیز کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے' وہ مسجد بنا رہے تھے' انہوں

نے کہا کہ ایک روز نبی ﷺ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب ابن عمیر آئے' ان کے جسم پر دھاری دار چادر کا ایک ٹکڑا تھا' اس میں چمڑے کا پیوند لگا تھا' اس کی انہوں نے آستین بنالی تھی اور اس کی کھال کا پیوند لگا لیا تھا۔

اصحاب نبی ﷺ نے دیکھا تو رحم کی وجہ سے اپنے سر جھکا لیے' ان کے پاس وہ چیز بھی نہ تھی جس سے کپڑے کو بدل دیتے (یعنی وہ اتنے غریب ہو گئے تھے کہ پیوند لگانے کے لیے کپڑے کا ٹکڑا بھی نہ تھا)۔

انہوں نے سلام کیا' نبی ﷺ نے جواب دیا اور اچھی طرح ان پر اللہ کی ثناء کی اور فرمایا: الحمد للہ' دنیا کو چاہیے کہ وہ اپنے اہل کو بدل دے۔ میں نے انہیں (مصعب کو دیکھا ہے کہ مکے میں قریش کا کوئی جوان اپنے والدین کے پاس ان سے زیادہ ناز و نعم میں نہ تھا) انہیں اس سے خیر کی رغبت نے' جو اللہ و رسول کی محبت میں تھی' نکالا۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعب ابن عمیر جب سے اسلام لائے اس وقت سے احد میں شہید ہونے تک میرے دوست اور ساتھی رہے وہ ہمارے ساتھ دونوں ہجرتوں میں حبشہ گئے' جماعت مہاجرین میں وہ میرے رفیق تھے' میں نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا کہ ان سے زیادہ خوش اخلاق ہو اور ان سے کم اس سے اختلاف ہو۔

اوّلین معلم انصار ہونے کا شرف:

ابو اسحٰق سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب کو کہتے سنا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے سب سے پہلے جو لوگ مدینے کی ہجرت میں ہمارے پاس آئے وہ مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما تھے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس اترے۔

ابراہیم بن محمد العبدری نے اپنے والد سے (اور بھی متعدد طریق سے) روایت کی کہ جب عقبہ اولیٰ والے بارہ آدمی واپس ہوئے اور اسلام انصار میں پھیل گیا تو انصار نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور ایک عریضہ لکھا کہ ہمارے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجیے جو ہمیں دین کی تعلیم دے اور قرآن پڑھائے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا' وہ آئے اور سعد بن زرارہ کے پاس اترے' مصعب رضی اللہ عنہ انصار کے پاس ان کے مکانوں اور قبائل میں آتے' اسلام کی دعوت دیتے' قرآن پڑھ کے سناتے' ایک ایک دو دو آدمی مسلمان ہونے لگے' اسلام ظاہر ہو گیا اور انصار کے تمام مکانوں اور عوالی (مدینے کے آس پاس کی بستیوں) میں پھیل گیا' بجز قبیلہ اوس کے مکانات کے جو خطمہ اور وائل اور واقف کے خاندان تھے' مصعب انہیں قرآن پڑھ کے سناتے اور تعلیم دیتے تھے۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو لکھ کر اس امر کی اجازت چاہی کہ وہ ان لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائیں' آپ نے اجازت دی اور تحریر فرمایا کہ اس دن کو دیکھ لینا جس دن یہود اپنے سبت (ہفتے) کی وجہ سے بلند آواز سے نماز پڑھتے ہیں۔ جب آفتاب ڈھل جائے تو اس وقت دو رکعت سے اللہ کے قریب ہو جاؤ اور خطبہ پڑھو۔

مصعب بن عمیر نے سعد بن خیثمہ کے مکان میں جمعے کی نماز پڑھائی' وہ بارہ آدمی تھے اور اس روز (غذا میں) ان لوگوں

کے لیے صرف ایک بکری ذبح کی گئی تھی' وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام میں جمعے کی نماز پڑھائی۔

انصار کی ایک جماعت نے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے انہیں جمعہ پڑھایا' وہ ابوامامہ سعد بن زرارہ تھے' پھر مصعب بن عمیر مدینے سے ان ستر اوس وخزرج کے حجاج کے ہمراہ روانہ ہوئے جو عقبہ ثانیہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تھے' وہ سعد بن زرارہ کے رفیق سفر بن گئے اور مکے پہنچے۔

سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اپنے مکان کے قریب بھی نہ گئے' رسول اللہ ﷺ کو انصار اور اسلام کی جانب ان کی تیز رفتاری کی خبر دی' رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کو اسلام سے بعید خیال فرماتے تھے' ان کے بیان کردہ حالات سے خوش ہوئے۔

مصعب رضی اللہ عنہ کی والدہ کو معلوم ہوا کہ وہ آئے ہیں تو کہلا بھیجا کہ او نافرمان تو اس شہر میں جس میں میں ہوں اس طرح آتا ہے کہ پہلے مجھ سے نہیں ملتا' انہوں نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے کسی اور سے ملوں۔

جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کرلیا اور جو کچھ بتانا تھا بتا چکے تو اپنی والدہ کے پاس گئے' اس نے کہا کہ تم اب تک اسی غیر دین پر ہو جس پر تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دین پر ہوں' جو اسلام ہے' جس کو اللہ نے اپنے لیے اور اپنے رسول کے لیے پسند کیا ہے۔

اس نے کہا کہ تم نے اس کا کیا شکر کیا جو میں نے ایک مرتبہ ملک حبشہ میں اور ایک مرتبہ یثرب میں تمہارا غم کیا' انہوں نے کہا کہ میں اپنے دین پر قائم ہوں' اگر تم لوگ مجھے فتنے میں ڈالو (جب بھی) اس نے ان کے قید کرنے کا ارادہ کیا' تو انہوں نے کہا کہ اگر تو مجھے قید کرے گی تو جو مجھے روکے گا مجھے اس کے قتل کرنے کی حرص ہوگی۔

ماں نے کہا کہ اپنے حال پر چلا جا اور رونے لگی۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا' پیاری ماں' میں تیرا خیر خواہ ہوں تجھ پر شفیق ہوں' تو شہادت دے کہ ''لا الہ الا اللّٰہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہ'' اس نے کہا چمکتے ستاروں کی قسم' میں ہرگز تیرے دین میں داخل نہ ہوں گی' کہ میری رائے کو عیب لگایا جائے اور عقل کو ضعیف کہا جائے' میں تجھے اور تیرے دین کو چھوڑتی ہوں (جی میں جیسا آئے ویسا کرنا) البتہ میں اپنے دین پر قائم ہوں۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ہمراہ مکے میں بقیہ ذی الحجہ اور محرم وصفر میں رہے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ سے قبل ربیع الاول کے چاند کے وقت رسول اللہ ﷺ کے آنے سے بارہ شب پہلے مدینے آگئے۔

عطا سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے مدینے میں جمعہ پڑھایا اور وہ بنی عبدالدار کا ایک شخص تھا۔ راوی نے پوچھا کہ نبی ﷺ کے حکم سے؟ انہوں نے کہا ہاں' بالکل حکم سے' سفیان نے کہا کہ وہ مصعب بن عمیر تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مصعب بن عمیر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ اور مصعب بن عمیر اور ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا اور کہا جاتا ہے کہ ذکوان بن عبد قیس کے درمیان بھی۔

مصعب رضی اللہ عنہ میدان بدر میں علمبردار رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

عمر بن حسین سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا جھنڈا جو مہاجرین کا جھنڈا تھا' مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

ابراہیم بن محمد بن شرحبیل العبدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم احد میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا' مسلمان ڈگمگا گئے تو مصعب رضی اللہ عنہ اس کو لیے ہوئے ثابت قدم رہے' ابن قمیہ آیا جو سوار تھا' اس نے ان کے داہنے ہاتھ پر تلوار مار کے اسے کاٹ دیا۔ مصعب کہہ رہے تھے: ﴿وما محمد الارسول قد خلت من قبله الرسل﴾ الآیہ (محمد اللہ کے رسول ہی ہیں ان سے پہلے تمام رسول گزر گئے) انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اور اسے مضبوط پکڑ لیا۔

اس نے بائیں ہاتھ پر تلوار مار کے اسے بھی کاٹ دیا تو انہوں نے جھنڈا مضبوط پکڑ لیا اور اسے اپنے بازوؤں سے اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا اور کہہ رہے تھے ﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل﴾ الآیہ۔

اس نے تیسری مرتبہ ان پر نیزے سے حملہ کیا اور اسے ان کے جسم میں گھسیڑ دیا۔ نیزہ ٹوٹ گیا۔ مصعب رضی اللہ عنہ گر پڑے اور جھنڈا بھی گر گیا۔ بنی عبدالدار میں سے دو آدمی آگے بڑھے' سویبط بن سعد بن حرملہ اور ابوالروم بن عمیر۔ اس جھنڈے کو ابوالروم بن عمیر نے لے لیا۔ وہ برابر انہیں کے ہاتھ میں رہا' یہاں تک کہ مسلمان واپس ہوئے اور اسے لے کے مدینے میں داخل ہوئے۔

ابراہیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ یہ آیت ﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل﴾ اس روز تک نازل نہیں ہوئی تھی' اس کے بعد نازل ہوئی۔

عبداللہ بن فضل بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا مصعب بن عمیر کو دیا۔ مصعب رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو اسے ایک فرشتے نے لے لیا جو مصعب رضی اللہ عنہ کی صورت میں تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے آخر میں اس سے فرمانے لگے کہ اے مصعب رضی اللہ عنہ ادھر آؤ' فرشتہ آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ میں مصعب رضی اللہ عنہ نہیں ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ وہ فرشتہ ہے جس سے مدد کی گئی۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہما کے پاس کھڑے ہوئے جو منہ کے بل پڑے ہوئے تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ﴿من المومنين رجال صدقوا ما عاهدو الله عليه﴾ آخر تک (مومنین سے وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنے اس عہد کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا) پڑھی۔

پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیتے ہیں کہ قیامت کے دن تم لوگ اللہ کے نزدیک شہداء ہو' آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگو' ان کی زیارت کرو' ان کے پاس آؤ اور انہیں سلام کرو کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت تک جو سلام کرنے والا انہیں سلام کرے گا' یہ ضرور اس کے سلام کا جواب دیں گے۔

خباب بن الارت سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی جس سے ہم اللہ کی خوشنودی چاہتے تھے' اللہ پر ہمارا اجر واجب ہو گیا۔ ہم میں سے بعض وہ ہیں جو اس طرح گزر گئے کہ انہوں نے اپنے اجر میں سے کچھ نہ کھایا'

انہیں میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں جو یوم احد میں شہید ہوئے' ان کے لیے سوائے ایک چادر کے اور کوئی چیز نہ ملی جس میں انہیں کفن دیا جاتا۔

راوی نے کہا کہ جب ہم اسے سر پر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب ان کے پاؤں پر ڈھانکتے تو سر کھل جاتا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے جو حصہ سر کے متصل ہے اس پر کر دو اور ان کے پاؤں پر اذخر (گھاس) رکھ دو۔ اور ہم میں بعض وہ ہیں جن کے پھل پک گئے ہیں وہ انہیں کاٹتا ہے۔

ابراہیم بن محمد بن شرحبیل العبدری نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نرم کھال والے' خوب صورت بال کے' نہ لمبے نہ ٹھگنے تھے۔ ہجرت کے بتیسویں مہینے جب کہ چالیس سال یا کسی قدر زیادہ کے تھے' احد میں شہید ہوئے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس کھڑے ہوئے' ان کو کفن پہنا دیا گیا تھا' آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں مکے میں دیکھا کہ وہاں بھی تم سے زیادہ باریک کپڑے والا اور خوب صورت بال والا نہ تھا' اب تم ایک چادر میں پراگندہ سر ہو' آپ نے ان کے متعلق حکم دیا کہ دفن کیے جائیں۔ قبر میں ان کے بھائی ابو الروم بن عمیر اور عامر بن ربیعہ اور سویبط بن سعد بن حرملہ اترے۔

حضرت سویبط بن سعد رضی اللہ عنہ:

ابن حرملہ بن مالک' اور مالک شاعر تھے' ابن عمیلہ بن السباق' ابن عبدالدار بن قصی' ان کی والدہ ہنیدہ بنت خباب ابی سرحان ابن منقذ بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح جو خزاعہ میں سے تھے۔ سویبط مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب سویبط بن سعد نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو عبداللہ بن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سویبط ابن سعد اور عائذ بن ماعص الزرقی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' سویبط رضی اللہ عنہ بدر و احد میں حاضر ہوئے۔

عبد بن قصی بن کلاب کی اولاد حضرت طلیب ابن عمیر رضی اللہ عنہ:

ابن وہب بن کثیر بن عبد بن قصی' کنیت ابو عدی تھی۔ والدہ اروی بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ طلیب بن عمیر دار الارقم میں اسلام لائے اور اپنی والدہ کے پاس گئے جو اروی بنت عبدالمطلب تھیں' ان سے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہو گیا' اور اللہ کے لیے اسلام لے آیا۔

والدہ نے کہا کہ تم نے جس کی مدد کی اور قوت دی ان میں سب سے زیادہ مستحق تمہارے ماموں کے بیٹے ہیں' واللہ اگر ہم وگ اس پر قادر ہوتے جس پر مرد قادر ہیں تو ضرور ان کی حفاظت کرتے اور ان سے مدافعت کرتے۔ میں نے کہا پیاری ماں تمہیں اسلام لانے اور ان کی پیروی کرنے سے کون مانع ہے' تمہارے بھائی حمزہ تو اسلام لائے؟

انہوں نے کہا دیکھو میرے بھائی کیا کرتے ہیں' میں بھی ان عورتوں میں سے ایک ہوں گی (جو اسلام قبول کریں) میں نے کہا کہ خدا کے لیے تم سے درخواست ہے کہ خدمت نبویؐ میں حاضر ہو' سلام کرو' آپ کی تصدیق کرو اور شہادت دو کہ ''لا الہ الا اللہ''

انہوں نے کہا کہ میں شہادت دیتی ہوں کہ لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد ارسول اللہ۔

اس کے بعد وہ اپنی زبان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مددگار ہوگئیں' اپنے بیٹے کو آپ کی مدد اور فرماں برداری پر برانگیختہ کرتی رہیں۔ لوگوں نے کہا کہ دوسری ہجرت حبشہ میں طلیب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے اس کو موسیٰ بن عقبہ' محمد بن اسحٰق' ابومعشر اور محمد بن عمر سب نے بیان کیا اور اس پر اتفاق کیا۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب طلیب ابن عمیر رضی اللہ عنہما نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ عبداللہ بن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلیب ابن عمیر اور منذر بن عمرو الساعدی رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ طلیب رضی اللہ عنہ بروایت محمد بن عمر' بدر میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے (محمد بن عمر نے) اس کو ثابت کیا ہے' موسیٰ بن عقبہ' محمد بن اسحٰق اور ابومعشر نے ان کا ان لوگوں میں ذکر نہیں کیا جو بدر میں حاضر ہوئے۔

عائشہ بنت قدامہ سے (اور متعدد طرق سے) مروی ہے کہ طلیب بن عمیر یوم اجنادین میں جو جمادی الاولیٰ ۱۳ھ میں ہوا بعمر پینتیس سال شہید ہوئے' ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

اولاد زہرہ بن کلاب بن مرہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ:

ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب' جاہلیت میں ان کا نام عبد عمرو تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وہ اسلام لائے' ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا' کنیت ابومحمد تھی ان کی والدہ الشفا بنت عوف ابن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھیں۔

یعقوب بن عتبہ الاخنسی سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف عام الفیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے' یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم بن ابی الارقم میں داخل ہونے اور وہاں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف کا نام عبدالکعبہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابومحمد تم نے حجر اسود کے بوسے دینے میں کیونکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سب کچھ کیا' بوسہ بھی دیا اور ترک بھی کیا۔ آپ نے فرمایا تم نے صحیح کیا۔ لوگوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں۔ محمد بن اسحاق اور محمد بن عمر کی روایت میں۔

عبدالرحمٰن بن حمید نے اپنے والد سے روایت کی۔ مسور بن مخرمہ نے کہا کہ جس وقت میں عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان لشکر کے ساتھ چل رہا تھا' اور عبدالرحمٰن ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے میرے آگے تھے' تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سیاہ چادر والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا عبدالرحمٰن بن عوف' عثمان رضی اللہ عنہما نے مجھے پکارا' اے مسور' میں نے کہا لبیک یا امیرالمومنین' انہوں نے کہا کہ جس نے یہ دعویٰ کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ پہلی اور دوسری ہجرت میں تمہارے ماموں عبدالرحمٰن سے بہتر ہیں تو وہ کاذب ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو بنی الحارث بن خزرج میں سعد ابن الربیع کے پاس اترے۔ سعد بن الربیع نے ان سے کہا کہ یہ میرا مال ہے' میں تم آپس میں اسے تقسیم کرلیں' میری دو بیویاں ہیں' ایک سے تمہارے لیے دست بردار ہوتا ہوں' انہوں نے کہا کہ اللہ تمہارے لیے برکت کرے' جب صبح ہو تو تم مجھے بازار بتا دینا' لوگوں نے انہیں بتا دیا' وہ نکلے اور اپنے ساتھ گھی اور پنیر لے کے واپس آئے جو انہیں نفع میں حاصل ہوا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجرت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن الربیع کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن الربیع انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ عبدالرحمٰن سے سعد نے کہا کہ اے میرے بھائی' میں مال میں تمام اہل مدینہ سے زائد ہوں' تم میرا کچھ مال دیکھو اور لے لو' میری دو بیویاں ہیں ان میں سے جو تمہیں پسند آئے اسے دیکھ لو تا کہ میں اسے تمہارے لیے طلاق دے دوں۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تمہارے مال اور گھر والوں میں برکت کرے' مجھے بازار کا راستہ بتا دو' انہوں نے خرید و فروخت کی جس میں نفع ہوا۔ وہ کچھ گھی اور پنیر لائے' وہ اتنے دن ٹھہرے رہے جتنا اللہ نے ان کا ٹھہرنا چاہا۔

پھر وہ اس حالت میں آئے کہ ان کے کپڑوں پر زعفران کا اثر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا خبر ہے' انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا' اس کو مہر کیا دیا؟ انہوں نے کہا کہ کھجور کی ایک گٹھلی بھر سونا۔ فرمایا کہ ولیمہ کرو' خواہ ایک ہی بکری کا ہو' عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے خود کو اس حالت میں دیکھا کہ اگر کوئی پتھر اٹھاتا تو امید کرتا کہ مجھے اس کے نیچے سونا یا چاندی ملے گی۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انصار کی ایک عورت سے تیس ہزار درہم مہر پر نکاح کیا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں مکانوں کے لیے بطور حد خط لگایا۔ آپ نے بنی زہرہ کے لیے مسجد کے پچھلے حصے میں ایک کنارے خط لگایا' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے مکان کے حصے میں حش تھا' حش چھوٹی چھوٹی کھجوروں کا وہ باغ ہے جو سینچا نہیں جاتا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے فلاں فلاں زمین بطور جاگیر عطا فرمائی' زبیر رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان والوں کے پاس گئے اور ان سے ان کا حصہ خرید لیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابن عوف نے یہ یہ کہا تو انہوں نے کہا کہ ان کی شہادت درست

ہے خواہ وہ ان کے موافق ہو یا خلاف۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شام میں ایک زمین عطا فرمائی جس کا نام السلیل تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی' آپ نے مجھے اس کے متعلق کوئی فرمان بھی تحریر نہیں فرمایا' صرف یہ فرمایا تھا کہ جب ملک شام اللہ تعالیٰ ہمارے لیے فتح کر دے گا تو وہ زمین تمہارے لیے ہے۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد:

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سالم اکبر تھا جو قبل اسلام مر گیا۔ اس کی ماں ام کلثوم بنت عتبہ بن ربیعہ تھیں۔ ایک لڑکی ام قاسم بھی جاہلیت میں پیدا ہوئی۔ اس کی ماں بنت شیبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس تھیں۔

محمد جس کے نام سے ان کی کنیت (ابو محمد) تھی' اور ابراہیم' حمید' اسماعیل' حمیدہ اور امۃ الرحمٰن ان سب کی ماں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

معنؔ' عمرؔ' زیدؔ' امۃ الرحمٰن صغریٰ' ان سب کی ماں سہلہ بنت عاصم بن عدی بن الجد بن العجلان قبیلہ قضاعہ کی شاخ بلی کے انصار میں سے تھیں۔

عروۂ اکبر جو جنگ افریقہ میں شہید ہوئے۔ ان کی ماں بحریہ بنت ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود بن ابی ربیعہ بنی شیبان میں سے تھیں۔

سالم اصغر جو فتح افریقہ کے دن مقتول ہوئے' ان کی ماں سہلہ بنت سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی تھیں۔

ابوبکر' ان کی ماں ام حکیم بنت قارظ بن خالد بن عبید بن سوید تھیں۔ جو ان کے حلیف تھے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن جو افریقہ میں شہید ہوئے' جب وہ فتح ہوا ان کی ماں بنت ابی الحیس بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل قبیلہ اوس کے انصار میں سے تھیں۔

ابوسلمہ جن کا نام عبداللہ الاصغر تھا' ان کی ماں تماضر بنت اصبغ ابن عمرو بن ثعلبہ بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب قبیلہ کلب سے تھیں' وہ پہلی کلبیہ ہیں جن سے ایک قرشی نے نکاح کیا۔

عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن ان کی ماں اسماء بنت سلامہ بن مخربہ ابن جندل بن نہشل بن دارم تھیں۔ مصعب و آمنہ و مریم ان کی ماں ام حریت بہراء کے قیدیوں میں سے تھیں۔

سہیل جن کی کنیت ابوالابیض تھی' ان کی ماں مجد بنت یزید ابن سلامہ ذی فایش الحمیر یہ تھیں۔ عثمان' ان کی ماں غزال بنت کسریٰ ام ولد تھیں جو یوم مدائن میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے قیدیوں میں سے تھیں۔

عروہ جو لاولد مر گئے' یحییٰ اور بلال جو مختلف ام ولد سے تھے اور سب لاولد مر گئے اور ام یحییٰ بنت عبدالرحمٰن ان کی ماں زینب بنت الصباح بن ثعلبہ بن عوف بن شبیب بن مازن تھیں یہ بھی بہراء کے قیدیوں میں سے تھیں۔ جویریہ بنت عبدالرحمٰن' ان کی

ماں بادیہ بنت غیلان بن سلمہ ابن معتب الثقفی تھیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بدر و اُحد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ یوم احد میں جب لوگوں نے پشت پھیری تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

عمرو بن وہب سے مروی ہے کہ ہم مغیرہ بن شعبہ کے پاس تھے' دریافت کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس امت کے کسی اور شخص کو بھی اپنا امام بنایا۔ انہوں نے کہا ہاں' انہوں نے میرے سامنے بطور تصدیق کے اس حدیث کا اضافہ کیا' جو اس کے قریب تھی۔

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے' جب فجر کا وقت ہوا تو آپ نے میرے اونٹ کی گردن پر مارا' میں نے خیال کیا کہ آپ کو اس کی ضرورت ہے' میں آپ کے برابر ہو گیا' ہم چلے یہاں تک کہ قضائے حاجت کے لیے لوگوں سے دور ہو گئے' آپ اپنی سواری سے اتر پڑے اور پیدل چل کے نظر سے غائب ہو گئے۔

آپ بہت دیر ٹھہرے' پھر تشریف لائے اور فرمایا' مغیرہ رضی اللہ عنہ تمہیں بھی حاجت ہے۔ میں نے کہا مجھے کوئی حاجت نہیں' فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اٹھ کر مشک کے پاس گیا' یا انہوں نے کہا تو شہ دان کے پاس گیا۔ جو کجاوے کے پیچھے لٹکا ہوا تھا اسے آپ کے پاس لایا' ہاتھوں پر پانی ڈالا' آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے اور خوب اچھی طرح دھوئے' مجھے شک ہے کہ آپ نے انہیں مٹی سے ملایا نہیں' آپ نے منہ دھویا' دونوں ہاتھ آستین سے نکالنے لگے جسم پر ایک تنگ آستین کا شامی جبہ تھا' وہ تنگ ہوا تو آپ نے اپنے ہاتھ اس کے نیچے سے بالکل نکال لیے' پھر منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے۔

حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے دو مرتبہ منہ دھویا۔ میں نہیں جانتا کہ آیا اسی طرح تھا' پھر آپ نے پیشانی' عمامے' اور موزوں پر مسح کیا' ہم سوار ہو گئے تو لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ نماز شروع ہو گئی تھی' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سب کے آگے تھے' وہ انہیں ایک رکعت پڑھا چکے تھے' لوگ دوسری رکعت میں تھے' میں عبدالرحمٰن کو اطلاع کرنے چلا' آپ نے منع کیا۔ ہم دونوں نے وہ رکعت پڑھی جو پائی' اور وہ قضا کی جو ہم سے پہلے ہو گئی تھی۔

لسان نبوت سے مرد صالح کا خطاب:

ابن سعد نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمر سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ یہ غزوۂ تبوک میں ہوا مغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی لایا کرتے تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو فرمایا کہ کسی نبی کی اس وقت تک ہرگز وفات نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنی امت کے مرد صالح کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سات سو آدمیوں کے ہمراہ دومۃ الجندل کی طرف بھیجا' یہ واقعہ شعبان ۶ھ کا ہے' آپ نے ان کا عمامہ اپنے ہاتھ سے کھول ڈالا اور دوسرا سیاہ عمامہ باندھا' آپ نے اس میں سے ان کے دونوں شانوں کے درمیان بھی لٹکایا۔

وہ دومہ آئے' لوگوں کو دعوت اسلام دی' مگر انہوں نے تین مرتبہ انکار کیا' اصبغ بن عمرو الکلبی اسلام لائے جو نصرانی تھے اور

ان لوگوں کے رئیس تھے۔ عبدالرحمٰن نے کسی کو بھیج کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعے کی خبر دی تو آپ نے انہیں لکھا کہ تماضر بنت اصبغ سے وہ نکاح کر لیں۔ عبدالرحمٰن نے ان سے نکاح کر لیا اور ان سے زفاف کیا' انہیں لے آئے' وہی ام سلمہ ابن ابی عبدالرحمٰن تھیں۔

عذر کی بنا پر ریشمی لباس کی اجازت:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آبلوں کی بیماری کی وجہ سے ریشمی لباس پہنتے تھے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آبلوں کے مریض تھے' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ریشمی کرتے کی اجازت چاہی' آپ نے انہیں اجازت دی' حسن رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمان جنگ میں ریشمی لباس پہنتے تھے۔

عبدالوہاب بن عطا سے مروی ہے کہ سعید بن ابی عروبہ سے حریر (ریشم) کو پوچھا گیا تو انہوں نے قتادہ اور انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو خارش کی وجہ سے جو وہ اپنی جلد میں محسوس کرتے تھے حریر کے کرتے کی اجازت دی تھی۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جوؤں کی کثرت کی شکایت کی اور عرض کی' یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ حریر کا کرتہ پہنوں' آپ نے ان کو اجازت دے دی' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی اور عمر رضی اللہ عنہ قائم مقام ہوئے تو عبدالرحمٰن اپنے بیٹے ابوسلمہ کو لائے جو حریر کا کرتہ پہنے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا ہے۔ انہوں نے کرتے کے گریبان میں اپنا ہاتھ ڈال کے نیچے تک پھاڑ ڈالا۔ عبدالرحمٰن نے کہا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اسے حلال کر دیا ہے' انہوں نے کہا کہ آپ نے تمہارے لیے صرف اس لیے حلال کیا تھا کہ تم نے آپ سے جوؤں کی شکایت کی تھی لیکن تمہارے سوا کسی اور کے لیے تو نہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جوؤں کی شکایت کی' آپ نے ان دونوں کو جہاد میں حریر کے کرتے کی اجازت دی۔ عمرو بن عاصم نے اپنی حدیث میں کہا کہ پھر میں نے ان دونوں کے جسموں پر حریر کے کرتے دیکھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حریر کے لباس کی اجازت دی گئی تھی۔ سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایسی چادر یا جوڑا پہنتے جس کی قیمت پانچ یا چار سو درم کے مساوی ہوتی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سیاہ عمامہ باندھا اور فرمایا اس طرح عمامہ باندھا کرو۔

سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جب مکے آتے تو اپنی اس منزل میں ٹھہرنا ناپسند کرتے جس سے انہوں نے ہجرت کی تھی' یزید نے اپنی حدیث میں کہا کہ اس منزل میں ٹھہرنا ناپسند کرتے جس میں جاہلیت میں ٹھہرا کرتے تھے اور اس سے نکل جاتے تھے۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:

اے ابن عوف تم امیروں میں سے ہو اور جنت میں بغیر جھکے ہوئے ہرگز داخل نہ ہوسکو گے' اس لیے اللہ کو قرض دو کہ وہ تمہارے لیے تمہارے قدموں کو چھوڑ دے۔ ابن عوف نے کہا' یا رسول اللہ میں کیا چیز اللہ کو قرض دوں' فرمایا تم نے شام کو جو کچھ چھوڑا اسی میں شروع کرو' عرض کی: یا رسول اللہ' اس تمام مال میں' آپ نے فرمایا ہاں' ابن عوف نکلے' انہوں نے اس کا قصد کر لیا' رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا اور فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ابن عوف کو حکم دیجئے کہ وہ مہمان کی ضیافت کریں' مسکین کو کھانا کھلائیں' سائل کو دیا کریں اور ان کے ساتھ شروع کریں جو ان کے عیال ہیں' جب وہ ایسا کریں گے تو یہ اس کے عیب کا پاک کرنے والا ہوگا۔

حبیب بن مرزوق سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایک آیا' اس زمانے میں اہل مدینہ کو پریشانی تھی' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ کیا ہے تو کہا گیا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا قافلہ ہے' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ دیکھو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ گویا میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو پل صراط پر دیکھ رہا ہوں جو کبھی ڈگمگاتے ہیں اور کبھی سنبھل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ بچ گئے' حالانکہ وہ بچتے نہیں معلوم ہوتے تھے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ یہ سب اونٹ اور جو ان پر ہے صدقہ ہے' راوی نے کہا کہ ان اونٹوں پر جو کچھ تھا وہ ان سے بہت زیادہ قیمت کا تھا' اور اس روز پانچ سو اونٹ تھے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ازواج سے فرماتے سنا کہ میرے بعد جو شخص تم لوگوں کا محافظ ہوگا وہ صادق اور نیکوکار ہوگا۔ اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سلسبیل جنت سے سیراب کر۔

احمد بن محمد الارزقی نے اپنی حدیث میں کہا کہ ابراہیم بن سعد نے کہا کہ مجھ سے میرے گھر والوں نے جو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھا کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کیدمہ کا مال جو بنی النضیر سے ان کے حصے میں آیا تھا چالیس ہزار دینار کو فروخت کیا اور ازواج نبی ﷺ میں تقسیم کر دیا۔

ام بکر بنت مسور سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے وہ زمین جو انہیں عثمان رضی اللہ عنہ سے ملی تھی چالیس ہزار دینار میں فروخت کی' اس کو انہوں نے فقرائے بنی زہرہ اور حاجت مند لوگوں اور امہات المومنین میں تقسیم کیا۔ مسور نے کہا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس میں سے ان کا حصہ لایا تو انہوں نے پوچھا یہ کس نے بھیجا ہے' میں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے صابرین کے' میرے بعد اور کوئی تم پر مہربان نہ ہوگا' اللہ تعالیٰ ابن عوف رضی اللہ عنہ کو سلسبیل جنت سے سیراب کرے۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا حلیہ:

عمران بن مناح سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ میں بوڑھاپے کا تغیر نہیں ہوتا تھا۔

یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ' لمبے خوب صورت اور نرم کھال والے آدمی تھے' سینہ کسی قدر ابھرا ہوا تھا' گورے تھے رنگ سرخ تھا' ان کی داڑھی اور سر کا رنگ بدلتا نہ تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبدالرحمٰن نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

مجلس شوریٰ کے لئے رکنیت اور امارت حج:

ام بکر بنت مسور نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مجلس شوریٰ کے رُکن ہوئے تو مجھے سب سے زیادہ ان کا رکن ہونا پسند تھا' اگر وہ چھوڑ دیتے تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی رکنیت زیادہ پسند تھی' مجھے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ملے' انہوں نے کہا کہ تمہارے ماموں کا اللہ کے ساتھ کیا گمان ہے (آیا وہ اس فعل سے راضی ہوگا یا ناراض) کہ اس امر کا کوئی اور والی بنایا جائے حالانکہ وہ اس سے بہتر ہوں' انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں سوائے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے اور کسی کو پسند نہیں کرتا۔

میں عبدالرحمٰن کے پاس آیا اور ان سے اس کا ذکر کیا تو پوچھا' تم سے یہ کس نے کہا۔ میں نے کہا میں آپ کو نہیں بتاؤں گا' انہوں نے کہا کہ اگر تم مجھے نہ بتاؤ گے تو میں تم سے کبھی نہ بولوں گا میں نے کہا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے' عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ اگر چھری لی جائے اور میرے حلق پر رکھ کے دوسری جانب تک گھسیڑ دی جائے تو یہ اس سے زیادہ پسند ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اصحاب شوریٰ سے کہا کہ اس حد تک تم لوگوں کا حرج تو نہیں کہ میں تمہارے لیے کسی کا انتخاب کردوں اور خود اس سے (شوریٰ سے) آزاد ہو جاؤں' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں' سب سے پہلے میں راضی ہوں' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آپ اہل آسمان میں بھی امین ہیں اور اہل زمین میں بھی امین ہیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ۱۳ھ میں جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس سنہ میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کے بھیجا' انہوں نے لوگوں کو حج کرایا' عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ حج بھی کیا جو ۲۳ھ میں ان کا آخری حج تھا۔

اسی سال عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کی اجازت دی' وہ شغدفوں میں سوار کی گئیں' ہمراہ عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہما کو کیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر ان کے آگے چلتے اور کسی کو ان کے قریب نہ آنے دیتے' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر ان کے پیچھے چلتے' وہ بھی کسی کو ان کے قریب نہ ہونے دیتے۔

ازواج مطہرات ہر منزل پر عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اترتی تھیں' عثمان اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما انہیں گھاٹیوں میں اتارتے' لوگ انہیں گھاٹیوں کی طرف کرتے' عثمان اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما انہیں سب سے پہلی گھاٹی میں اتارتے اور کسی کو ان کے پاس سے گزرنے نہ دیتے۔ ۲۴ھ میں عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو اس سال انہوں نے بھی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حج پر روانہ کیا اور انہوں نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے' افاقہ ہوا تو پوچھا کیا میں بے ہوش ہو گیا تھا' لوگوں نے کہا' ہاں' انہوں نے کہا کہ میرے پاس دو فرشتے یا دو آدمی آئے جو ان دونوں سے زیادہ نرم ورحیم تھے' انہوں نے کہا کہ تم دونوں اس شخص کو کہاں لے جانا چاہتے ہو' جواب دیا کہ ہم اس کو عزیز امین کے پاس لے جانا چاہتے ہیں' ان دونوں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو' کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے لیے اس حالت میں سعادت لکھ دی گئی کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے۔

حمید بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ ام کلثوم سے‘ جو پہلی مرتبہ مہاجرات میں سے تھیں حق تعالیٰ کے ارشاد "استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ" (تم لوگ صبر اور صلوٰۃ سے مدد حاصل کرو) کے بارے میں روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر ایسی غشی طاری ہوئی کہ لوگوں نے خیال کیا ان کی جان نکل گئی‘ ان کی بیوی ام کلثوم نکل کے مسجد گئیں‘ وہ اس چیز سے مدد چاہتی تھیں جن کا انہیں حکم دیا گیا یعنی نماز اور صبر سے۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا سفرِ آخرت:

یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی۔ اس زمانے میں وہ پچھتر برس کے تھے۔

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعد بن مالک کو دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے جنازے کے پاس تھے اور کہہ رہے تھے "ہائے پہاڑ" یحییٰ بن حماد نے اپنی حدیث میں کہا اور تابوت ان کے شانے پر رکھا ہوا تھا۔

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے تابوت کے دونوں ستونوں کے درمیان دیکھا۔

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا: اے ابن عوف جاؤ تم نے اس دنیا کا صاف حصہ پالیا اور اس کے گندے حصے سے آگے بڑھ گئے۔

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اے ابن عوف رضی اللہ عنہ میں تم سے جدا ہوتا ہوں‘ تم نے اپنی شکم سیری سے جو ناقص تھا اسے دور کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وصیت اور ان کا ترکہ:

مخرمہ بن بکیر نے اسود کو کہتے سنا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں پچاس ہزار دینار کی وصیت کی۔

عثمان بن ثرید سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ اور تین ہزار بکریاں بقیع میں چھوڑیں‘ سو گھوڑے تھے جو بقیع میں چرتے تھے‘ الجرف میں بیس پانی کھینچنے والے اونٹوں سے زراعت کرتے اور اسی سے گھر والوں کے لیے سال بھر کا غلہ مل جاتا۔

محمد سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ان کے متروکے میں سونا تھا جو کلہاڑیوں سے کاٹا گیا‘ یہاں تک کہ لوگوں کے ہاتھوں میں اس سے چھالے پڑ گئے‘ وہ چار بیویاں چھوڑ گئے‘ ایک ایک بیوی کو اس کے آٹھویں حصے میں سے اسی اسی ہزار درہم دیئے گئے۔

صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تماضر بنت اصبغ (زوجہ عبدالرحمٰن) کو آٹھویں حصے کا چہارم پہنچا‘ وہ ایک لاکھ لے گئیں جو ایک چہارم تھا۔

کامل ابوالعلا سے مروی ہے کہ میں نے ابو صالح کو کہتے سنا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو انہوں نے تین

بیویاں چھوڑیں' ہر بیوی کو ان کے متروکے میں سے اسی اسی ہزار پہنچے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

ابی وقاص کا نام مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ ابن کلاب بن مرہ تھا۔ ان کی کنیت ابو اسحٰق تھی' والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں کون ہوں۔ فرمایا تم سعد مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ ہو' جو اس کے سوا کہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ اس حالت میں آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ میرے ماموں ہیں' آدمی کا مربی اس کے ماموں کو ہونا چاہیے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اولاد میں اسحاق اکبر تھے جن کے نام سے ان کی کنیت تھی' وہ لاولد مر گئے اور ام الحکم کبریٰ تھیں' ان دونوں کی ماں بنت شہاب بن عبداللہ بن الحارث ابن زہرہ تھیں۔

عمر' جن کو مختار نے قتل کر دیا' محمد بن سعد جو دیر الجماجم کے روز قتل ہوئے' حجاج نے ان کو قتل کیا' حفصہ' ام قاسم اور ام کلثوم' ان سب کی ماں ماویہ بنت قیس بن معدی کرب بن ابی الکیسم بن السمط ابن امرئ القیس بن عمرو بن معاویہ کندہ میں تھیں۔

عامر' اسحاق اصغر' اسماعیل اور ام عمران' ان سب کی ماں ام عامر بنت عمرو بن کعب بن عمرو بن زرعہ بن عبداللہ بن ابی جشم ابن کعب بن عمرو بہراء سے تھیں۔

ابراہیم' موسیٰ' ام الحکم صغریٰ' ام عمرو' ہند' ام زبیر اور ام موسیٰ' ان سب کی والدہ زید تھیں' ان کے بیٹے دعویٰ کرتے کہ وہ حارث ابن یعمیر بن شراحیل بن عبد عوف بن مالک بن خباب بن قیس بن ثعلبہ ابن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل کی بیٹی تھیں' جو قید میں پائی گئیں۔ عبداللہ بن سعد' ان کی ماں سلمیٰ بنی تغلب بن وائل میں سے تھیں۔

مصعب بن سعد' ان کی ماں خولہ بنت عمرو بن اوس بن سلامہ ابن غزیہ بن معبد بن سعد بن زہیر بن تیم اللہ بن اسامہ بن مالک بن بکر ابن حبیب بن عمرو بن تغلب بن وائل تھیں۔

عبداللہ اصغر' بجیر جن کا نام عبدالرحمٰن تھا اور حمیدہ' ان کی ماں ام ہلال بنت ربیع بن مری بن اوس بن حارثہ بن لام بن عمرو بن ثمامہ ابن مالک بن جدعا بن ذہل بن رومان بن حارثہ بن خارجہ بن سعد ابن مذحج تھیں۔

عمیر بن سعد اکبر جو اپنے باپ سے پہلے ہی مر گئے' اور حمنہ' ان دونوں کی والدہ ام حکیم بنت قارظ بنی کنانہ کی اس شاخ میں سے تھیں جو بنی زہرہ کے حلفا تھے۔

عمیر اصغر' عمرو' عمران' ام عمرو' ام ایوب اور ام اسحٰق' ان کی والدہ سلمیٰ بنت خصفہ بن ثقف بن ربیعہ' تیم اللات بن ثعلبہ بن عکابہ میں سے تھیں۔

صالح بن سعد' شر کے لیے الحیرہ میں اترے' جو ان کے اور ان کے بھائی عمر بن سعد کے درمیان ہوا' وہیں ان کا بیٹا بھی

اترا' یہ لوگ رأس العین میں اترے تھے' صالح کی ماں طیبہ بنت عامر ابن عتبہ بن شراحیل بن عبداللہ بن صابر بن مالک بن الخزرج ابن تیم اللہ' النمر بن قاسط سے تھیں۔

عثمان و رملہ' ان دونوں کی ماں ام حجیر تھیں۔

عمرہ' نابینا تھیں' سہیل بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا' ان کی والدہ عرب کے قیدیوں میں سے تھیں۔

سعد رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے پہلے کوئی اسلام نہیں لایا سوائے اس شخص کے جو اسی روز اسلام لایا جس روز میں اسلام لایا' حالانکہ مجھ پر ایک روز گزر گیا ہے اور میں اسلام کا ثلث ہوں۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں اسلام کا تیسرا تھا۔ سعد سے مروی ہے کہ میں ایسے روز اسلام لایا کہ اللہ نے نمازیں بھی فرض نہ کی تھیں۔

عائشہ بنت سعد سے مروی ہے کہ والد کو کہتے سنا: میں جب مسلمان ہوا تو سترہ سال کا تھا۔

ابوبکر بن اسماعیل بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب سعد و عمیر رضی اللہ عنہما فرزندان ابی وقاص نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں اپنے بھائی عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی منزل پر اترے جو انہوں نے بنی عمرو بن عوف میں بنائی تھی اور انہی کی دیوار تھی۔ عتبہ نے مکے میں ایک خون کیا تھا' وہ بھاگ کے بنی عمرو بن عوف میں اترے۔ یہ بعثت سے پہلے ہوا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مدینے میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی منزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ایک ٹکڑا زمین کا تھا۔

موسیٰ بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

سعد بن ابراہیم و عبدالوحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عامر بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اس سریے میں حمزہ بن عبدالمطلب کے ہمراہ تھے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امیر بنا کے بھیجا تھا۔

اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تیر انداز:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے اسلام میں تیر پھینکا ہم ساٹھ سوار عبیدۃ بن الحارث کے ہمراہ بطور سریہ روانہ ہوئے تھے۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص کو کہتے سنا کہ واللہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا' ہم لوگ اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا کرتے کہ ہمارے لیے کھانا نہ ہوتا جسے کھاتے'

سوائے انگور کے پتوں کے اور ببول کے یہاں تک کہ ہمارا ایک شخص اس طرح سر اٹھا کے دوڑتا جس طرح بکری دوڑتی ہے' حالانکہ اس کے لیے تیر کمان بھی نہ تھی' بنواسد مجھے دین سے پھیرنے لگے (اگر ایسا ہوتا تو) اس وقت میں ناکامیاب ہوتا اور میرا عمل برباد ہو جاتا۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا وہ سعد بن مالک ہیں۔ سعد بن مالک سے مروی ہے کہ وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ میں نے یوم بدر میں سعد کو جنگ کرتے دیکھا کہ پیادہ تھے مگر شہسواروں کی طرح لڑ رہے تھے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ایک سریے میں خرار کی جانب بھیجا' وہ بیس سواروں کے ہمراہ قافلہ قریش کو روکنے کے لیے نکلے مگر انہیں کوئی نہ ملا۔

غزوۂ احد میں سعد رضی اللہ عنہ کا منفرد اعزاز:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوائے سعد رضی اللہ عنہ کے کسی کے لیے نہیں سنا کہ آپ نے اس پر اپنے والدین کو فدا ہونے کو کہا ہو۔ میں نے آپ کو یوم احد میں یہ کہتے سنا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ' تیر اندازی کرو' میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ذکر کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم احد میں ان کے لیے (فدا کرنے میں) اپنے والدین جمع کر دیے (یعنی "فَدَاكَ اَبِی وَ اُمّی" فرمایا)

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ بنت سعد کو کہتے سنا کہ میرے والد واللہ وہ ہیں جن کے لیے نبی ﷺ نے یوم احد میں اپنے والدین جمع کیے۔

سعد بن ابی وقاص کی اولاد میں سے محمد بن بجاد سے مروی ہے کہ انہوں نے عائشہ بنت سعد سے سنا جو اپنے والد سعد سے ذکر کرتی تھیں کہ نبی ﷺ نے یوم احد میں ان سے فرمایا:

"فَدَاكَ اَبِی وَ اُمّی"۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

عائشہ بنت سعد نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: (اشعار)

الاهل اتی رسول اللّٰه انی حمیت صحابتی بصدور نبلی

"اے وہ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہے' میں نے اپنے تیروں کی نوک سے اپنے ہمراہیوں کی حفاظت کی۔

اذود بها عدوهم زیاداً بکل حزونةٍ وبکل سهل

میں ان تیروں کے ذریعے سے ان کے دشمن کو دفع کرتا تھا۔ ہر سخت زمین سے اور ہر نرم زمین سے۔

فما یعتد رامٍ من محمد بسهم مع رسول اللّٰه قبلی

مجھ سے پہلے کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کا تیرانداز نہیں شمار ہوتا تھا''۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن مالک کے لیے فرمایا کہ اے اللہ جب وہ دعا کریں تو ان کی دعا قبول کر۔

سعد سے مروی ہے کہ میں بدر میں اس حالت میں حاضر ہوا کہ میرے چہرے میں سوائے ایک بال کے نہ تھا جسے میں پیش کرتا' بعد کو اللہ نے مجھے بہت سی داڑھیاں دیں یعنی اولاد کثیر۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سعد بدر و احد میں حاضر ہوئے۔ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جب لوگوں نے پشت پھیری تو وہ ثابت قدم رہے' خندق و حدیبیہ و خیبر و فتح مکہ میں بھی حاضر ہوئے' اس روز (یعنی فتح مکہ کے دن) مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا ان کے پاس تھا' تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے' وہ ان اصحاب میں سے تھے جو تیراندازوں میں بیان کیے گئے۔

محمد بن عجلان نے ایک جماعت سے جن کا انہوں نے نام بیان کیا روایت کی کہ سعد رضی اللہ عنہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ سیاہی سے بال رنگتے تھے۔

عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میرے والد پست قد' ٹھگنے' موٹے' بڑے سر والے تھے' انگلیاں موٹی تھیں' بال بہت تھے اور سیاہ خضاب لگاتے تھے۔

وہب بن کیسان سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص کو سوت ریشم ملا ہوا (خز) کپڑا پہنے دیکھا۔ عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ مستقہ میں سعد رضی اللہ عنہ نے ہماری امامت کی۔

حکیم بن الدیلمی سے مروی ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ کنکریوں پر تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ وہ سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ محمد بن ابراہیم بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی۔

سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ لہسن کھانا چاہتے تو جنگل چلے جاتے تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ سعد رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں یہ نہیں خیال کرتا کہ میری اس خصلت کے ساتھ مجھ سے زیادہ کوئی مستحق خلافت ہو' میں نے جہاد کیا ہے جب کہ میں جہاد کو پہچانتا تھا اور میں اپنی جان نہ کھپاؤں گا' اگر کوئی شخص مجھ سے بہتر ہوگا' میں (اب) قتال نہ کروں گا تاوقتیکہ تم مجھے ایسی تلوار نہ لا دو جس کی دو آنکھیں ہوں اور ایک زبان ہو اور دو ہونٹ ہوں پھر وہ کہے کہ یہ مومن ہے اور یہ کافر ہے (مطلب یہ ہے کہ مومن و کافر ایک ہی شکل کے ہوتے' کسے مومن سمجھیں اور کسے کافر سمجھیں)۔

یحییٰ بن الحصین سے مروی ہے کہ میں نے ایک قبیلے والوں سے سنا جو بیان کرتے تھے کہ میرے والد نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو جہاد سے کیا چیز مانع ہے' انہوں نے کہا کہ تاوقتیکہ تم مجھے ایسی تلوار نہ دو جو مومن اور کافر کو پہچانتی ہو۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں مدینے سے مکے تک سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا۔ واپسی تک انہیں

نبی ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرتے نہ سنا۔

سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ سے روایت کی کہ لوگ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' ان سے کچھ دریافت کیا' وہ خاموش ہو گئے' پھر کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں تم سے ایک کہوں گا تو تم اس پر سو بڑھا لو گے۔

سعد رضی اللہ عنہ کی وصیت:

سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوا کہ قریب مرگ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ عیادت کے لیے تشریف لائے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس مال کثیر ہے اور سوائے میری بیٹی کے کوئی وارث نہیں' کیا میں اپنے دو تہائی مال کی وصیت کر دوں۔ فرمایا: نہیں' میں نے کہا اچھا آدھا۔ آپ نے فرمایا نہیں' میں نے کہا اچھا تہائی فرمایا ہاں تہائی۔ اور تہائی بھی بہت ہے' اگر تم اپنی اولاد کو غنی چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں تنگ دست چھوڑ جاؤ۔ کہ وہ لوگوں سے سوال کریں' تم ہرگز کوئی نفقہ نہیں ادا کرتے کہ تمہیں اس پر اجر نہ ملتا ہو' حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں دیتے ہو' شاید کہ تم پیچھے چھوڑ جاؤ اور اس سے ایک جماعت کو نفع ہو اور دوسری جماعت کو ضرر۔ اے اللہ میرے اصحاب کی ہجرت کو جاری رکھ' انہیں ان کے پس پشت نہ لوٹا۔ لیکن غریب سعد بن خولہ اگر مکے میں مر گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کا غم کریں گے۔

سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ میری عیادت کو تشریف لائے' میں مکے میں تھا' آپ کو یہ پسند نہ تھا کہ میں اس زمین میں مروں جہاں سے ہجرت کی۔ فرمایا: اللہ ابن عفراء پر رحم کرے' عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے کل مال کی وصیت کر دوں' فرمایا نہیں' عرض کی آدھا؟ فرمایا: نہیں' میں نے کہا تہائی کی۔ فرمایا ہاں تہائی کی' تہائی بھی بہت ہے' تم اگر اپنے ورثاء کو غنی چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں مفلس چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے دست نگر ہوں۔ جب کبھی تم اپنے گھر والوں پر کوئی نفقہ خرچ کرتے ہو تو وہ صدقہ ہے' یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جسے تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو' قریب ہے کہ اللہ تمہیں اٹھائے' پھر ایک قوم کو تم سے نفع پہنچے اور دوسروں کو ضرر راوی نے کہا کہ اس وقت سوائے ایک بیٹی کے ان کے اور کوئی نہ تھا۔

سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس' جب وہ مکے میں بیمار تھے' عیادت کو تشریف لائے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اس زمین میں نہ مر جاؤں جہاں سے میں نے ہجرت کی ہے' جیسے کہ سعد بن خولہ مر گئے' آپ اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ مجھے شفا دے' آپ نے فرمایا اے اللہ سعد کو شفا دے' اے اللہ سعد رضی اللہ عنہ کو شفا دے' اے اللہ سعد کو شفا دے۔

انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس بہت مال ہے اور سوائے ایک بیٹی کے کوئی وارث نہیں' تو کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کر دوں۔ فرمایا نہیں۔ عرض کی' دو تہائی کی وصیت کر دوں' فرمایا ہاں تہائی کی' اور تہائی بھی بہت ہے' تمہارا مال جو تم پر خرچ ہوتا ہے وہ بھی تمہارے لیے صدقہ ہے' جو خرچ تمہارے کنبے پر ہوتا ہے وہ بھی تمہارے لیے صدقہ ہے' جو خرچ تمہاری بیوی پر ہوتا ہے وہ بھی تمہارے لیے صدقہ ہے' تمہارا اپنے عزیزوں کو عیش میں یا فرمایا خیر میں چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں اس حالت میں چھوڑ دو کہ وہ لوگوں سے سوال کریں۔

محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب وہ مکے میں وصیت کرنا چاہتے تھے تو نبی ﷺ کے پاس آئے' انہوں نے

کہا کہ میرے سوائے ایک بیٹی کے کوئی نہیں' کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کر دوں' فرمایا نہیں' عرض کی' نصف کی وصیت کر دوں' فرمایا نہیں انہوں نے کہا کیا تہائی کی وصیت کر دوں' فرمایا ہاں تہائی کی' اور تہائی بھی بہت ہے۔

عمرو بن القاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ تشریف لائے' حنین روانہ ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ کو مریض چھوڑ گئے' الجوانہ سے عمرے کے لیے آئے تو ان کے پاس گئے' وہ درد میں مبتلا تھے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس مال ہے اور میرا سوائے ایک بیٹی کے کوئی وارث نہیں' تو کیا میں اپنے مال کی وصیت کر دوں' فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا کیا اس کے آدھے کی وصیت کر دوں فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا ایک تہائی کی وصیت کر دوں' فرمایا ہاں اور یہ بھی بہت ہے یا زیادہ ہے۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس مکان میں مروں گا جہاں سے ہجرت کی تھی' فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تمہیں بیماری سے اٹھائے گا' ایک قوم کو تمہارے ذریعے سے ضرر پہنچائے گا۔ (یعنی کفار کو) اور دوسروں کو تم سے نفع پہنچائے گا' اے عمرو اگر میرے بعد سعد مر جائیں تو انہیں یہاں مدینے کے راستے کی طرف دفن کرنا' اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا۔

عبدالرحمٰن الاعرج سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی خدمت کے لیے ایک شخص کو چھوڑ دیا اور فرمایا اگر سعد رضی اللہ عنہ مکے میں مر جائیں تو انہیں اس میں دفن نہ کرنا۔

ابی بردہ بن ابی موسیٰ سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا آپ کسی شخص کا اس زمین میں مرنا ناپسند فرماتے ہیں جہاں سے اس نے ہجرت کی ہے' آپ نے فرمایا ہاں۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کو تشریف لائے' آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا' میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی' فرمایا تم مریض قلب ہو' لہٰذا حارث بن کلاہ برادر ثقیف کے پاس آؤ' وہ ایسے آدمی ہیں جو طبابت کرتے ہیں' ان سے کہو کہ مدینے کی عجوہ کھجوروں میں سے سات کھجوریں مع گٹھلی کے پیس ڈالیں اور وہ تمہیں پلائیں۔

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ میرے والد کا سر جب وہ قضا کر رہے تھے میری آغوش میں تھا۔ میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے' انہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ اے فرزند تمہیں کیا چیز رلاتی ہے' میں نے کہا کہ آپ کی وفات' اس لیے کہ میں آپ کا بدل نہیں دیکھتا' انہوں نے کہا کہ میرے اوپر نہ روؤ' کیونکہ اللہ مجھے کبھی عذاب نہ دے گا۔ میں اہل جنت میں سے ہوں' اللہ مومنین کو ان حسنات کی جزا دیتا ہے جو انہوں نے اللہ کے لیے کیے' کفار کے عذاب میں ان کے حسنات کی وجہ سے تخفیف کر دیتا ہے' جب حسنات ختم ہو جاتے ہیں تو پورا عذاب ہونے لگتا ہے' ہر عمل کرنے والے کو اس شخص سے اپنے عمل کا اجر مانگنا چاہیے' جس کے لیے اس نے عمل کیا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا سفرِ آخرت:

مالک بن انس نے ایک سے زائد لوگوں کو کہتے سنا کہ سعد ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا عقیق میں انتقال ہوا' وہ مدینے لائے گئے اور وہیں دفن ہوئے۔

محمد بن عبداللہ بن برادر ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابن شہاب سے پوچھا گیا کیا میت کا ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا

مکروہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ سعد بن ابی وقاص تو عقیق سے مدینے لائے گئے۔

یونس بن یزید سے مروی ہے کہ ابن شہاب سے پوچھا گیا کہ میت کا ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو لے جانا مکروہ ہے انہوں نے کہا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تو عقیق سے مدینے لائے گئے۔

ازواج مطہرات کی طرف سے سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں لانے کی خواہش:

عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے تھے کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہلا بھیجا کہ ان کا جنازہ مسجد میں گزاریں' لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اسے ان کے حجروں کے پاس روکا گیا' ازواج رضی اللہ عنہن نے ان پر نماز پڑھی' پھر اسے اس باب الجنائز سے نکالا گیا جو المقاعد کی جانب تھا۔

ازواج کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ جنازوں کو مسجد میں داخل نہیں کیا جاتا تھا' عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ لوگوں کو اس تیزی سے اس بات کی طرف کس نے چلایا کہ وہ اس پر اعتراض کر بیٹھے جس کا انہیں علم نہیں' انہوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ مسجد میں جنازہ گزارا گیا' حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن البیضاء پر صحن مسجد ہی میں نماز پڑھی۔

عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنازۂ سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق حکم دیا ان کے پاس مسجد میں گزارا جائے' بعد کو معلوم ہوا کہ اس بارے میں اعتراض کیا گیا ہے تو انہوں نے کہا کہ لوگوں کو اعتراض کی جانب اس تیزی سے کس نے چلایا' واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن البیضاء پر مسجد ہی میں نماز پڑھی۔

صالح بن سعید نے' جو اسود کے مولیٰ تھے' روایت کی کہ میں سعید بن المسیب کے پاس تھا کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہما آئے۔ انہوں نے پوچھا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر نماز کہاں پڑھی گئی تو کہا کہ ان کا جنازہ مسجد میں ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا جنہوں نے کہلا بھیجا تھا کہ ہم جنازے کے پاس نہیں آسکتے کہ ان پر نماز پڑھیں' جنازہ لوگ اندر لے گئے' اسے ان کے سروں پر کھڑا کر دیا' اور ازواج نے ان پر نماز پڑھی۔

عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میرے والد کا اپنے محل واقع عقیق میں انتقال ہوا۔ جو مدینے سے دس میل تھا' انہیں لوگوں کے کندھوں پر لاد کے مدینے لایا گیا' مروان الحکم نے جو اس زمانے میں والی مدینہ تھے' ان پر نماز پڑھی' یہ ۵۵ھ میں ہوا اور جس روز وہ مرے تو ستر برس سے زائد کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان کے وقت وفات کے بارے میں جو کچھ ہم سے روایت کیا گیا ہے یہ سب سے زیادہ ثابت ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے محمد بن عمر کے علاوہ ان لوگوں سے سنا جو حامل علم ہیں' انہوں نے ان سے روایت کی کہ سعد رضی اللہ عنہ کا انتقال ۵۰ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم

عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے نقد مال کی زکوٰۃ میں مروان بن الحکم کے پاس پانچ ہزار درہم بھیجے اور وفات کے دن دو لاکھ پچاس ہزار درہم چھوڑ گئے۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عراق سے معزول کیا تو ان کے مال کو تقسیم کر لیا۔

حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

ابن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ' ان کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر ابن ابی وقاص اور عمرو بن معاذ برادر سعد بن معاذ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ قبل اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی جانب روانہ ہونے کے لیے ہم لوگوں کا معائنہ فرمائیں۔ میں نے اپنے بھائی عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو چھپتے دیکھا تو پوچھا' اے برادر تمہیں کیا ہوا ہے' انہوں نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ لیں گے تو بچہ سمجھ کر واپس کر دیں گے' میں روانہ ہونا چاہتا ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمائے۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیے گئے' تو آپ نے انہیں بچوں میں شمار کیا اور فرمایا کہ واپس جاؤ' عمیر رونے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ ان کی صغر سنی کی وجہ سے میں تلوار کا پرتلہ ان کے باندھا کرتا تھا' بدر میں قتل کر دیئے گئے' اس وقت وہ سولہ برس کے تھے' انہیں عمرو بن عبدود نے شہید کیا۔

قبائل عرب میں سے حلفائے بنی زہرہ

ابن کلاب

ابن ام عبد سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

ابن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کامل ابن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ مدرکہ کا نام عمرو بن الیاس ابن مضر تھا' ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی' مسعود میں غافل نے عبد بن الحارث بن زہرہ سے جاہلیت میں معاہدہ حلف کیا (جس کا مطلب یہ تھا کہ ایک فریق کی جس کسی سے حق یا ناحق جنگ ہوگی تو دوسرا فریق اس کی مدد کرے گا اور اس پر حلف وقسم کھالی جاتی تھی)۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ ام عبد بنت عبدود بن سواء بن قریم ابن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل تھیں' ان کی ماں ہند بنت عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھیں۔

علقمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میں قریب بلوغ کے تھا تو عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے جو مشرکین سے بھاگے تھے۔ (یعنی سفر ہجرت میں تھے) دونوں نے فرمایا کہ اے لڑکے تمہارے پاس کچھ دودھ ہے جو تم ہمیں پلا دو' میں نے کہا کہ میں امانت دار ہوں' تم لوگوں کو پلانے والا نہیں ہوں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس کوئی ایسی پٹھ (بکری کا بچہ) ہے جو ابھی گابھن نہ ہوئی ہو' میں نے کہا کہ ہاں۔ میں اسے آپ کے پاس لایا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ٹانگ اپنی ران میں دبائی اور اس کا تھن چھوا اور دعا کی' پھر تھن چھوڑ دیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس ایک پتھر لائے' جس کے بیچ میں گڑھا تھا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں دوہا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیا اور ان کے بعد میں نے پیا' آپ نے تھن سے فرمایا کہ سکڑ جا' اور وہ سکڑ گیا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کے بعد آپ کے پاس آیا اور کہا کہ یہ بات مجھے بھی سکھا دیجئے' تو آپ نے فرمایا کہ تم تعلیم یافتہ لڑکے ہو' میں نے آپ کے دہن مبارک سے اس طرح ستر سورتیں حاصل کی ہیں کہ ان میں کوئی میرا شریک نہیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سب سے پہلے جس شخص نے مکے میں قرآن کو ظاہر کیا وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ (بروایت ابومعشر ومحمد بن عمر) عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں' محمد بن اسحٰق نے پہلی ہجرت میں ان کا ذکر نہیں کیا' انہوں نے ملک حبشہ کی جانب دوسری ہجرت میں ان کا ذکر کیا ہے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ میں کسی چیز میں فرش کرنے کے لیے دو دینار لیے۔

محمد بن جعفر بن زبیر سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کو ہجرت کی تو وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس اترے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب ہجرت کی تو وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن مسعود اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن مسعود اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

یحییٰ بن جعدہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے آئے تو آپ نے لوگوں کو مکانات کی زمین عطا فرمائی' بنی زہرہ کے ایک قبیلے نے' جو بنو عبد زہرہ کہلاتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابن ام عبداللہ ہمارے پاس سے دور ہٹ جاؤ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیوں' کیا اس وقت بھی اللہ مجھے مبعوث کرے گا (جب کہ میں تمہارے) اس تکبر و ظلم پر خاموش رہوں) اللہ اس قوم کو برکت نہیں دیتا جو اپنے کمزور کو اس کا حق نہ دے۔ یحییٰ بن جعدہ سے بھی حدیث مذکور کے مثل مروی ہے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکانات کی حد معین فرمائی' آپ نے مسجد کے پیچھے ایک کنارے بنی زہرہ کے لیے حد معین کی' عبداللہ بن مسعود اور عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے لیے بھی مسجد کے پاس جگہ مقرر فرمائی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر ہوئے' عفراء کے دونوں بیٹوں نے ابوجہل کو زخمی کر دیا تو انہوں نے اس کی گردن ماردی' احد اور خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کا قول: ﴿الذین استجابوا للّٰه والرسول﴾ (جن لوگوں نے اللہ اور رسول کی دعوت کو قبول کیا) کی تفسیر میں مروی ہے کہ ہم اٹھارہ آدمی تھے (جنہوں نے اس دعوت کو قبول کیا تھا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے راز دار' آپ کا بستر رکھنے اور بچھانے والے' آپ کی مسواک اور نعلین مبارک رکھنے والے اور وضو کا پانی رکھنے والے تھے' یہ سفر میں ہوتا تھا۔

ابی الملیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل فرماتے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پردہ کرتے تھے اور جب آپ سوتے تو آپ کو بیدار کرتے تھے' آپ کے ہمراہ سفر میں مسلح ہو کے جاتے تھے۔

ابی الدرداء سے مروی ہے کہ کیا تم میں صاحب السواد (یعنی رسول اللہ ﷺ کے راز دار) نہیں ہیں اور صاحب السواد ابن مسعود ہیں۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کے) راز دار اور بستر اور نعلین رکھنے والے تھے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کے) راز دار اور بستر اور نعلین رکھنے والے تھے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو نعلین پہناتے اور آپ کے آگے عصا لے

کے چلتے' جب آپ مجلس میں آتے تو وہ آپ کی نعلین اتارتے' اور اپنی باہوں (بغل میں) دبا لیتے' آپ کو عصا دے دیتے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو وہ آپ کو نعلین پہنا دیتے' عصا لے کے آگے چلتے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حجرے میں داخل ہو جاتے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تاوقتیکہ میں تمہیں منع نہ کروں تمہیں اجازت ہے کہ میرے حجرے کا پردہ اٹھاؤ اور میرا راز سنو۔

ابی اسحٰق سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور میں سوائے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے آپ کا اہل کسی کو نہیں دیکھتا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں مسلمانوں کی مجلس شوریٰ کے علاوہ کسی اور کو امیر بناتا تو ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو) امیر بناتا۔

علقمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان کے طریقے' ان کے حسن سیرت اور ان کی میانہ روی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تشبیہ دی جاتی تھی' اور علقمہ رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تشبیہ دی جاتی تھی۔

شقیق سے مروی ہے کہ میں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ طریقے اور حسن سیرت اور میانہ روی میں سب سے زیادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے' آپ کے نکلنے کے وقت سے آپ کے واپس ہونے تک مجھے معلوم نہیں کہ وہ آپ کے مکان میں کیا کرتے تھے۔

ابواسحٰق سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن یزید کو کہتے سنا کہ ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمیں وہ آدمی بتاؤ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میانہ روی اور طریقے سے قریب ہوتا کہ ہم اس سے سیکھیں انہوں نے کہا کہ میں طریقے اور میانہ روی اور حسن سیرت میں سوائے ام عبد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب کسی کو نہیں جانتا' یہاں تک کہ ''انہیں مکان کی دیوار چھپالے (یعنی ان کا انتقال ہو جائے) اور محفوظ (متقی) اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ جانتے تھے کہ ابن ام عبد باعتبار وسیلے کے ان سے زیادہ اللہ کے قریب ہیں۔

ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب مجلس (دار) میں آتے تو انس کی باتیں کرتے اور بلند آواز سے کلام کرتے تاکہ لوگ مانوس ہو جائیں۔

ثویر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ جب سے میں اسلام لایا چاشت کو نہیں سویا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ دوشنبے کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کم (نفل) روزہ رکھتے کسی فقیہ (عالم) کو نہیں دیکھا' ان سے کہا گیا کہ آپ اوروں کے برابر نفل روزہ کیوں نہیں رکھتے تو انہوں نے کہا کہ میں نے روزے سے نماز کو پسند کیا ہے' جب میں بکثرت روزہ رکھوں گا تو نماز سے کمزور ہو جاؤں گا۔

ام موسیٰ سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ایک درخت پر

چڑھیں اور اس کی کوئی چیز آپ کے پاس لائیں' اصحاب نے ان کی پنڈلیوں کی باریکی دیکھی تو ہنسے' نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ کیا ہنستے ہو' قیامت کے دن عبداللہ کا قدم میزان احد سے زیادہ وزنی ہوگا۔

ابراہیم التیمی سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک درخت پر چڑھے' لوگ ان کی پنڈلیوں کی باریکی پر ہنسنے لگے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ ان پر ہنستے ہو حالانکہ میزان میں ان دونوں کا وزن جبل احد سے زیادہ۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے درخت اراک (پیلو جس کی مسواک کرتے ہیں) میں سے کچھ چنا یا توڑا کرتا تھا' قوم میری پنڈلی کی باریکی پر ہنسی تو نبی ﷺ نے فرمایا تم لوگ کس بات پر ہنستے ہو عرض کی ان کی پنڈلی کی باریکی پر۔ فرمایا وہ میزان میں احد سے زیادہ وزنی ہے۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ میں قوم کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک دبلا پتلا آدمی آیا۔ عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھنے لگے اور خوشی سے ان کا چہرہ کھل گیا' اور فرمایا: یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا' یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا' یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا' وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔

حبہ بن جوین سے مروی ہے کہ ہم علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھے' عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کوئی بات بیان کی تو قوم نے ان کی ثنا وتعریف کی' اور کہا اے امیر المومنین ہم نے کوئی آدمی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوش اخلاق ان سے زیادہ نرم تعلیم والا' ان سے زیادہ اچھا ہم نشین اور ان سے زیادہ سخت متقی کسی کو نہیں دیکھا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ یہ بات تمہارے صدق دل سے ہے؟ انہوں نے کہا ہاں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں' اے اللہ میں بھی ان کے حق میں یہی کہتا ہوں یا اس سے زیادہ جو ان لوگوں نے کہا۔

حبہ سے مروی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ کوفے میں آئے تو ان کے پاس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی ایک جماعت آئی' علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے ان کو پوچھا' یہاں تک کہ ان لوگوں کو گمان ہوا کہ وہ ان کا امتحان لیتے ہیں' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی ان کے حق میں وہی کہتا ہوں بلکہ اس سے زیادہ کہتا ہوں جو اوروں نے کہا' انہوں نے قرآن پڑھا اس کے حلال کو حلال کیا اور اس کے حرام کو حرام کیا' وہ دین کے فقیہ اور سنت کے عالم ہیں۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ ایک سال عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس میری آمد و رفت ہوئی۔ میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرتے نہیں سنا اور نہ ان کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سوائے اس کے کہ ایک روز انہوں نے ایک حدیث بیان کی' جب ان کی زبان پر آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تو ان پر درد کی بے چینی غالب ہوگئی یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ پسینہ ان کے چہرے سے ٹپک رہا ہے' پھر انہوں نے کہا کہ ان شاء اللہ اس سے زیادہ یا اس کے قریب یا اس سے کم۔

علقمہ بن قیس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر شب پنجشنبہ کو نماز کے لیے رات بھر کھڑے رہتے' میں نے انہیں کسی رات یہ کہتے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سوائے ایک مرتبہ کے' راوی نے کہا کہ میں نے ان کی طرف دیکھا تو وہ عصا پر سہارا لگائے ہوئے تھے۔ پھر عصا کی طرف دیکھا تو وہ کانپ رہا تھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک روز کوئی حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' وہ اوران کے کپڑے کانپنے لگے' پھرانہوں نے کہا کہ اسی کے مثل یا اسی کے قریب۔

عبداللہ بن مرداس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر پنج شنبے کو ہمیں خطبہ سناتے' کچھ کلمات کہتے اور خاموش ہو جاتے' جس وقت وہ خاموش ہو جاتے ہم لوگ یہ چاہتے کہ وہ ہمیں اور زیادہ سنائیں۔

عامر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہجرت گاہ حمص تھی' عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفے بھجوایا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں' میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے' لہٰذا ان سے تم لوگ علم حاصل کرو۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وظیفہ چھ ہزار درہم تھا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ وہ کم گوشت والے (دبلے) آدمی تھے۔

نفیع مولائے عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اچھا سفید کپڑا پہننے والے اور سب سے اچھی خوشبو لگانے والے تھے۔

طلحہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رات کو خوشبو سے پہچانے جاتے تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دبلے' پست قد اور نہایت گندم گوں آدمی تھے' وہ متغیر نہیں ہوتے تھے (یعنی ان کے سر اور داڑھی کے بال اپنا رنگ نہیں بدلتے تھے)۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ ہبیرہ بن بریم نے کہا کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ایسے بال تھے جن کو وہ اپنے کانوں پر اٹھاتے' ایسا معلوم ہوتا کہ گویا وہ شہد سے بنائے گئے ہیں۔ وکیع نے کہا یعنی وہ ایک ایک بال کو (علیحدہ علیحدہ) نہیں چھوڑتے تھے۔

ہبیرہ بن بریم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بال ان کی گردن تک پہنچتے تھے' میں نے انہیں دیکھا کہ جب وہ نماز پڑھتے تو انہیں اپنے کانوں کے پیچھے کر لیتے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مہر لوہے کی تھی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو پریشان ہو گئے' ہم نے کہا کہ آپ کو کبھی کسی بیماری میں اتنا پریشان ہوتے نہیں دیکھا جتنا آپ اس بیماری میں پریشان ہو گئے' انہوں نے کہا کہ اس نے مجھے پکڑ لیا ہے اور غفلت کے قریب کر دیا ہے۔

سفیان ثوری سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے موت کا ذکر کیا اور کہا کہ میں آج اسے آسان کرنے والا نہیں ہوں۔

بجیلہ کے ایک شخص جریر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو اٹھایا نہ جاؤں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے وصیت کی اور اس وصیت میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وصیت:

اگر انہیں اس مرض میں حادثۂ موت پیش آ جائے تو ان کی وصیت کا مرجع اللہ کی طرف زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی طرف اور

ان کے فرزند عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف ہے' یہ دونوں (یعنی زبیر وابن زبیر رضی اللہ عنہما) جو پسند کریں اور جو فیصلہ کریں اور ان کے لیے جائز ومباح ہے۔عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں میں سے کسی کا نکاح بغیران دونوں کی اجازت کے نہیں ہوگا' اس سے زینب کی طرف سے روکا نہ جائے گا۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' انہوں نے ان کو اور ان کے بیٹے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو وصیت کی (جو حسب ذیل ہے)۔

''یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وصیت ہے' اگر انہیں بیماری میں کوئی حادثہ پیش آ جائے تو ان کی وصیت کا مرجع زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما ہوں گے' یہ دونوں بالکل مختار ومجاز ہوں گے کہ اس کے متعلق جو انتظام کریں اور جو فیصلہ کریں ان پر اس بارے میں کسی قسم کی تنگی نہ ہوگی۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں میں سے کسی کا نکاح بغیر ان دونوں کے علم کے نہیں کیا جائے گا۔اور نہ ان امور سے ان کی بیوی زینب بنت عبداللہ الثقفیہ کی وجہ سے باز رہا جائے گا۔وصیت میں ان کے غلام کے بارے میں یہ تھا کہ جب فلاں شخص پانچ سو درہم ادا کر دے تو وہ آزاد ہے''۔

خیثم بن عمرو سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت کی کہ انہیں دو سو درہم کے حلے میں کفن دیا جائے۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے عثمان بن مظعون کی قبر کے پاس دفن کرنا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ۳۲ھ میں وفات ہوئی۔اور بقیع میں مدفون ہوئے۔

عون بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ ستر برس سے زائد کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے روایت کی گئی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی' اور کسی کہنے والے نے کہا کہ عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی' عبداللہ کی موت سے قبل ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کے لیے دعائے مغفرت کی' ہمارے نزدیک زیادہ ثابت یہ ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز پڑھی' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔

قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ رات کو دفن کیے گئے۔

ثعلبہ بن ابی مالک سے مروی ہے کہ میں ان کے دفن کی صبح کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قبر پر گزرا تو میں نے اسے اس حالت میں پایا کہ اس پر پانی چھڑکا ہوا تھا۔

ابی الاحوص سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو میں ابوموسیٰ اور ابومسعود کے پاس حاضر ہوا' ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد کوئی اپنا مثل چھوڑا ہے' تو انہوں نے کہا کہ اگر تم یہ کہو کہ ان کا مثل جب ہم چھپا دیے جائیں گے تو آئے گا اور جب ہم غائب ہوں گے تو وہ حاضر ہوگا (تو یہ شاید ہو سکے ورنہ اب تو نہیں ہے)۔

زر بن حبیش سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نوے ہزار درہم چھوڑے۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد زبیر بن العوام' عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وظیفہ مجھے دیجئے کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اعزہ بیت المال سے اس کے زیادہ مستحق ہیں' انہوں نے ان کو پندرہ ہزار درہم دیئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی' عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں دو سال سے وظیفے سے محروم کر دیا تھا' ان کے پاس زبیر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے عیال بیت المال سے زیادہ اس کے محتاج ہیں' تو انہوں نے ان کو وظیفے کے بیس ہزار یا پچیس ہزار درہم دیئے۔

سیدنا مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد ابن دہیر بن لوی بن ثعلبہ بن مالک بن الشرید بن ابی اہون بن قائش ابن دریم بن القین بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ' کنیت ابو معبد تھی۔ زمانہ جاہلیت میں اسود بن عبد یغوث الزہری سے معاہدہ حلف کیا' انہوں نے ان کو متبنیٰ بنایا اور انہیں مقداد ابن الاسود کہا جاتا تھا' جب قرآن نازل ہوا کہ "ادعوهم لآبائهم" (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو) تو مقداد بن عمرو کہا جانے لگا۔ محمد بن اسحٰق اور محمد بن عمر کی روایت میں مقداد دوسری ہجرت میں ملک حبشہ کو گئے' موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب مقداد بن عمرو نے مکے سے مدینے کو ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد بن عمرو اور جبار بن صخر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی حدیلہ میں مقداد رضی اللہ عنہ کو زمین دی' اس حصے کی جانب انہیں ابی بن کعب نے بلایا تھا۔

مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم بدر میں میرے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام سبحہ تھا۔ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم بدر میں سوائے مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ہم میں کوئی سوار نہ تھا۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے جس شخص کو اس کے گھوڑے نے دوڑایا وہ مقداد بن الاسود ہیں۔ سفیان نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جسے اس کے گھوڑے نے راہ خدا میں دوڑایا وہ مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ ہیں۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ کے مشہد میں موجود تھا' البتہ مجھے ان کا ساتھی ہونا اس سے زیادہ پسند ہے کہ جس سے ہٹایا گیا' وہ مشرکین بدر پر بددعا کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ آپؐ سے وہ بات نہ کہیں گے جو قوم موسیٰ علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی کہ ﴿فاذهب انت وربك فقاتلا انا هٰهنا قاعدون﴾ (آپ کا رب اور آپ جایئے اور آپ دونوں قتال کیجئے ہم لوگ یہیں بیٹھیں گے۔) ہم لوگ آپ کے داہنے اور بائیں' آگے اور پیچھے جنگ کریں گے۔ میں نے

نبی ﷺ کو دیکھا کہ اس بات سے آپ کا چہرہ روشن ہو گیا اور اسؓ نے آپ کو مسرور کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ مقداد بدر واحد وخندق اور تمام غزدات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے' وہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں بیان کیے گئے ہیں۔ جو تیر انداز تھے۔

ثابت سے مروی ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ نے قریش کے کسی شخص کو پیام نکاح دیا تو انہوں نے انکار کیا' نبی ﷺ نے کہا کہ میں ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب سے تمہارا نکاح کر دوں گا۔

موسیٰ بن یعقوب نے اپنی پھوپھی سے اور انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کی کہ ہم نے مقداد کا وہ غلہ جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں خیبر کی پیداوار سے پندرہ وسق جو (سالانہ) دیا تھا' معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ایک لاکھ درہم میں فروخت کر دیا۔

ابی راشد الحبرانی سے مروی ہے کہ میں مسجد سے نکلا تو مقداد ابن الاسود رضی اللہ عنہ کو صرافوں کے ایک صندوق میں بیٹھے دیکھا جو صندوق سے بھی بڑے نظر آ رہے تھے' میں نے ان سے کہا کہ اللہ نے آپ کا عذر (سفر جہاد کے لیے) ظاہر کر دیا' انہوں نے کہا کہ ہم پر سورۃ البحوث (سورۂ توبہ) نے لازم ٹھہرایا ہے کہ ﴿انفروا خفافًا وثقالاً﴾ (تم لوگ جہاد کو جاؤ' ہلکے ہو یا بھاری ہو)۔

کریمہ بنت مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں سے اپنے والد کا حلیہ بیان کیا کہ وہ گندم گوں لانبے' فراخ شکم' سر میں بہت بال تھے' داڑھی کو زرد رنگتے' جو خوب صورت تھی' نہ بڑی نہ چھوٹی بڑی بڑی آنکھیں' پیوستہ ابرو' ناک کا بانسہ بھرا ہوا اور نتھنے تنگ تھے۔

ابی فائد سے مروی ہے کہ مقداد بن الاسود نے روغن بید انجیر پی لیا جس سے مر گئے۔ کریمہ بنت مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ کی مدینے سے تین میل پر الجرف میں وفات ہوئی' لوگوں کی گردنوں پر لائے گئے' مدینے میں بقیع میں مدفون ہوئے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز پڑھی' یہ ۳۳ھ کا واقعہ ہے۔ وفات کے دن وہ ستر برس کے یا اسی کے قریب تھے۔ حکم سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' مقداد رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی ثنا کرنے لگے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہا:

لا الفینك بعد الموت تند بنی وفی حیاتی مازدّدتنی زادی

''میں تم کو اس حالت میں پاؤں گا کہ مرنے پر میرے محاسن بیان کرو گے حالانکہ تم نے جیتے جی مجھے توشہ تک نہ دیا''۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ:

ابن جندلہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب جو بنی سعد بن زید مناۃ ابن تمیم میں سے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مجھے خباب کے نسب کے متعلق موسیٰ ابن یعقوب بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ نے ابی الاسود محمد ابن عبدالرحمن سے جو عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے یتیم تھے یہی خبر دی۔ اور ایسا ہی خباب کے بیٹے بھی کہتے تھے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ان پر گرفتاری آئی' وہ مکے میں فروخت کیے گئے تو انہیں ام انمار الخزاعیہ نے خریدا جو سباع کی ماں تھیں' اور سباع عوف بن عبدعوف بن عبد بن حارث بن زہرہ کے حلیف تھے۔

کہا جاتا ہے کہ ام خباب اور ام سباع بن عبدالعزیٰ الخزاعی ایک ہی تھیں' وہ مکے میں (عورتوں کا) ختنہ کرتی تھیں' یہ وہی

تھیں کہ یوم احد میں حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اس وقت ظاہر کیا جس وقت انہوں نے سباع بن عبدالعزیٰ سے جس کی ماں ام انمار تھی کہا کہ ''او شرمگاہوں کی کاٹنے والی کے لڑکے ادھر میرے پاس آ'' خباب بن الارت آل سباع میں شامل ہو گئے اور انہوں نے اس سبب سے بنی زہرہ کے حلف کا دعویٰ کیا۔

علقمہ سے مروی ہے کہ خباب کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

خباب سے مروی ہے کہ میں لوہار تھا' اور عاص بن وائل پر میرا قرض تھا' میں اس کے پاس تقاضا کرنے آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں ہرگز ادا نہ کروں گا تاوقتیکہ تم محمدؐ کے ساتھ کفر نہ کرو' میں نے اس سے کہا کہ میں ہرگز ان کے ساتھ کفر نہ کروں گا یہاں تک کہ تو مرے اور پھر زندہ کیا جائے' اس نے کہا کہ میں مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا تو اپنے مال و اولاد کے پاس آؤں گا' اس وقت تیرا قرض ادا کر دوں گا' اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿بآیاتنا وقال لاوتین مالًا وولدا فردا﴾ تک (آیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیات کے ساتھ کفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال اور اولاد دی جائے گی)۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالارقم میں داخل ہونے سے پہلے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ ان کمزور لوگوں میں سے تھے جنہیں مکے میں عذاب دیا جاتا تا کہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

ابی لیلیٰ الکندی سے مروی ہے کہ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اجازت ہے' کیوں کہ سوائے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے اس مجلس کا تم سے زیادہ مستحق کوئی نہیں' خباب انہیں وہ نشان دکھانے لگے جو مشرکین کے عذاب دینے سے پڑ گئے تھے۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ خباب بن الارت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' انہوں نے ان کو اپنی نشست گاہ پر بٹھایا اور کہا روئے زمین پر کوئی شخص اس مجلس کا ان سے زیادہ مستحق نہیں' سوائے ایک شخص کے' خباب رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المومنین وہ کون ہے' تو فرمایا ''بلال'' خباب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ یا امیر المومنین وہ مجھ سے زیادہ مستحق نہیں ہیں' کیونکہ بلال کے لیے مشرکین میں ایسا آدمی تھا' جس کے ذریعے سے اللہ ان کی حفاظت کرتا' میرے لیے کوئی نہ تھا جو میری حفاظت کرتا' ایک روز میں نے خود کو اس حالت میں دیکھا کہ لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور آگ سلگائی' اس میں انہوں نے مجھے ڈال دیا' ایک آدمی نے اپنا پاؤں میرے سینے پر رکھا' میں زمین سے یا کہا کہ زمین کی ٹھنڈک سے سوائے اپنی پیٹھ کے نہ بچ سکا۔ پھر انہوں نے اپنی پیٹھ کھولی تو وہ سفید ہو گئی تھی۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب خباب بن الارت رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

موسیٰ بن یعقوب نے اپنی پھوپھی سے روایت کی کہ مقداد ابن عمرو اور خباب بن الارت رضی اللہ عنہما نے جب مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں کلثوم بن الہدم کے پاس اترے' دونوں برابر انہی کے مکان میں رہے یہاں تک کہ بنی قریظہ کو فتح کیا گیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خباب بن الارت اور جبر بن عتیک کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ خباب رضی اللہ عنہ بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ میں خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کے لیے آیا' جو سات جگہ سے جل گئے تھے' میں نے انہیں کہتے سنا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا کہ کسی کو مناسب نہیں کہ وہ موت کی تمنا کرے تو میں اس کی تمنا کرتا' ان کا کفن لایا گیا جو کتانی کپڑے کا تھا تو وہ رونے لگے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک چادر کا کفن دیا گیا جو ان کے پاؤں پر کھینچی جاتی تو قدموں سے سکڑ جاتی' یہاں تک کہ ان پر اذخر (گھاس) ڈالی گئی' میں نے اپنے کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس حالت میں دیکھا ہے کہ نہ ایک دینار کا مالک تھا نہ ایک درہم کا' اب میرے مکان کے کونے میں صندوق میں چالیس ہزار درہم ہیں' میں اس سے ڈرتا ہوں کہ ہماری نیکیاں ہمیں اسی زندگی میں نہ دے دی گئی ہوں۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ ہم خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کے لیے آئے' ان کا پیٹ سات جگہ سے جل گیا تھا' انہوں نے کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے کو منع نہ کر دیا ہوتا تو میں ضرور کرتا۔

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت نے خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کی' ان لوگوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ خوش ہو جاؤ کہ کل تم (اللہ کے یہاں) اپنے بھائیوں کے پاس ہو گے' وہ رونے لگے اور کہا کہ میرا حال ایسا ہی ہے' مجھے موت سے پریشانی نہیں' البتہ تم نے قوموں کا جوذکر کیا' اور ان کو میرا بھائی کہا' تو وہ لوگ اپنے ثواب جیسے تھے لے گئے' مجھے اندیشہ ہے' ان کے اعمال کا ثواب' جو تم بیان کرتے ہو' ان لوگوں کے بعد وہی نہ ہو جو ہمیں دے دیا گیا۔

عبداللہ بن عبداللہ بن حارث بن نوفل سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہارے والد کا انتقال کب ہوا تو انہوں نے کہا کہ ۳۷ھ میں۔ اس روز تہتر برس کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی سے کہتے سنا کہ خباب رضی اللہ عنہ سب سے پہلے شخص ہیں جن کی قبر علی رضی اللہ عنہ نے کوفے میں بنائی اور انہوں نے اپنی واپسی میں صفین میں ان پر نماز پڑھی۔

ابن الخباب سے مروی ہے کہ لوگ اپنی میتوں کو اپنے قبرستانوں میں دفن کرتے' جب خباب کے مرض میں شدت ہوئی تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے فرزند جب میں مروں تو مجھے اس اونچی زمین (ظہر) پر دفن کرنا' کیونکہ جب تم مجھے اس اونچی زمین پر دفن کرو گے تو کہا جائے گا کہ اونچی زمین پر اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک شخص دفن کیا گیا ہے' لوگ اپنی میتوں کو بھی دفن کریں گے جب خباب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو وہ اونچی زمین پر دفن کیے گئے' کوفے کی اونچی زمین کے سب سے پہلے مدفون خباب رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت عمیر ذوالیدین یا ذوالشمالین رضی اللہ عنہ:

نام عمیر بن عبد عمرو بن نضلہ بن عمرو بن غبشان بن سلیم بن افصی ابن حارثہ بن عمرو بن عامر' خزاعہ میں سے تھے' کنیت ابومحمد تھی' وہ اپنے کام دونوں ہاتھوں سے کرتے اس لیے ذوالیدین (دو ہاتھ والے) کہلائے عبد عمرو بن نضلہ مکے آئے' ان کے اور عبد

بن حارث بن زہرہ کے درمیان عقد مواخاۃ ہوا' عبدؓ نے اپنی بیٹی نعم بنت عبد بن حارث سے ان کا نکاح کر دیا' ان سے ان کے یہاں عمیر ذوالشمالین اور ریطہ فرزندان عبد عمرو پیدا ہوئے' ربط کا لقب مسخنہ تھا۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب ذوالشمالین عمیر بن عبد عمرو نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمیرؓ ابن عبد عمرو الخزاعی اور یزید بن حارث بن فسحم کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' دونوں کے دونوں بدر میں شہید ہوئے' عمیر ذوالشمالین کو ابو اسامہ الجسمی نے قتل کیا' عمیر ذوالشمالین بدر میں اپنے قتل کے دن تیس سال سے زائد تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مجھ سے یہ خزاعہ کی ایک بڑھیا نے بیان کیا۔

حضرت مسعود بن الربیع رضی اللہ عنہ

ابن عمرو بن سعد بن عبد العزیٰ القارۃ کے تھے' بنی عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب کے حلیف تھے' ان کی کنیت ابو عمیر تھے۔

ابو معشر اور محمد بن عمر نے مسعود بن الربیع رضی اللہ عنہ کو اسی طرح کہا اور موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق نے مسعود بن ربیعہ کہا۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ مسعود بن الربیع القاری' رسول اللہ ﷺ کے دار الارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے' رسول اللہ ﷺ نے مسعود بن ربیع القاری' اور عبید ابن التیہان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' بعض راویان علم نے بیان کیا کہ مسعود بن الربیع کے ایک بھائی بھی تھے جن کا نام عمرو بن ربیع تھا' انہوں نے بھی نبی ﷺ کی صحبت پائی اور وہ بھی بدر میں حاضر ہوئے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے ان کے بدر میں حاضر ہونے کا ثبوت نہیں دیکھا اور نہ علمائے سیرت نے ان کا ذکر کیا۔

مسعود بن ربیع بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے' ۳۰ھ میں فوت ہوئے۔ جب ان کی عمر ساٹھ سال سے زائد تھی' ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

آٹھ آدمی ہوئے۔

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

ابن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' کنیت ابو محمد تھی۔ والدہ صعبہ بنت عبد اللہ بن عمار الحضرمی تھیں' صعبہ کی والدہ عاتکہ بنت وہب بن عبد بن قصی بن کلاب تھیں اور وہب بن عبد تمام قریش کے بعد صاحب الرفادہ تھے (صاحب الرفادہ وہ لوگ جو حجاج سے ان کے ضروری انتظامات کے لیے رقم وصول کرتے)۔

طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے محمد تھے' وہی سجاد بھی تھے' انہیں کے نام سے ان کی کنیت ابو محمد ہوئی۔ اپنے والد کے ہمراہ جنگ جمل میں قتل ہوئے' دوسرے فرزند عمران بن طلحہ تھے' ان دونوں کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد بن خزیمہ تھیں۔ حمنہ کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ ‘ ان کی والدہ خولہ بنت القعقاع بن معبد بن زرارہ ابن عدس بن زید بنی تمیم میں سے تھیں‘ قعقاع کو ان کی سخاوت کی وجہ سے تیار الفرات (موج دریائے فرات) کہا جاتا تھا۔

یعقوب بن طلحہ‘ جنگ حرہ میں مقتول ہوئے‘ بڑے سخی تھے‘ اور اسماعیل و اسحٰق‘ ان کی ماں ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ ابن عبد شمس تھیں۔

زکریا‘ یوسف اور عائشہ‘ ان کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔

عیسیٰ اور یحییٰ‘ ان کی والدہ سعدی بنت عوف بن خارجہ ابن سنان بن ابی حارثہ المری تھیں۔

ام اسحٰق بنت طلحہ‘ جن سے حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے نکاح کیا‘ ان سے ان کے یہاں طلحہ (بن الحسنؓ) پیدا ہوئے‘ حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد‘ حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے ان سے نکاح کر لیا‘ ان سے ان کے یہاں فاطمہ پیدا ہوئیں‘ ام اسحٰق کی والدہ الجرباء تھیں جو ام الحارث بنت قسامہ بن حنظلہ بن وہب بن قیس بن عبید بن طریف بن مالک ابن جدعاطے میں سے تھیں۔

صعبہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہ ‘ ان کی والدہ ام ولد تھیں‘ مریم بنت طلحہ کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ صالح بن طلحہ رضی اللہ عنہ جو لاولد مر گئے‘ ان کی ماں الفرعہ بنت علی تھیں جو بنی تغلب کے قیدیوں میں سے تھیں۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بصریٰ کے بازار میں موجود تھا‘ ایک راہب اپنے صومعے میں کہہ رہا تھا کہ اہل موسم (بازار والوں) سے پوچھو کہ ان میں کوئی شخص اہل حرم (مکہ) میں سے بھی ہے؟ میں نے کہا‘ ہاں میں ہوں‘ اس نے پوچھا‘ کیا احمد ظاہر ہوئے؟ میں نے کہا کون احمد‘ اس نے کہا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے بیٹے‘ یہی وہ مہینہ ہے جس میں وہ ظاہر ہوں گے اور وہ آخری نبی ہوں گے‘ ان کے نکلنے (اور ظاہر ہونے) کی جگہ حرم (مکہ) ہے‘ ان کی ہجرت گاہ کھجور کے باغ اور پتھریلی اور شوریا پانی سے بلند زمین کی طرف ہوگی‘ دیکھو خبردار‘ تم انہیں چھوڑ نہ دینا۔

اس نے جو کچھ کہا وہ میرے دل میں بیٹھ گیا‘ میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوا‘ اور مکے آ گیا‘ دریافت کیا کہ کوئی نئی بات ہوئی ہے‘ لوگوں نے کہا ہاں‘ محمدؐ بن عبداللہ امین نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور ابن ابی قحافہ نے ان کی پیروی کی ہے۔

میں روانہ ہوا‘ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا کیا تم نے ان صاحب کی پیروی کی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں‘ تم بھی آپ کے پاس چلو‘ داخل اسلام ہو‘ اور آپ کا اتباع کرو‘ کیوں کہ آپ حق کی طرف بلاتے ہیں۔ ❶

طلحہ رضی اللہ عنہ نے راہب کی گفتگو بیان کی‘ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کو لے کے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے‘ طلحہ مسلمان ہوئے اور جو کچھ راہب نے کہا تھا اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مسرور ہوئے۔

ابوبکر اور طلحہ بن عبید اللہ اسلام لائے تو ان دونوں کو نوفل ابن خویلد بن العدویہ نے پکڑ لیا اور ایک ہی رسی میں باندھ دیا‘ بنو تیم نے بھی ان دونوں کو نہ بچایا‘ نوفل بن خویلد کو اسد قریش کہا جاتا تھا۔ اسی لیے ابوبکر و طلحہ رضی اللہ عنہما قرینین (ساتھی) کہلائے۔

---

❶ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات علیحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدین) میں ملیں گے۔

عبداللہ بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ میں الخزار سے کوچ کیا تو صبح کو آپ سے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ ملے' جو شام سے قافلے کے ہمراہ آئے تھے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شامی کپڑے پہنائے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی کہ اہل مدینہ بہت دیر سے منتظر ہیں' رسول اللہ ﷺ نے چلنے میں تیزی اختیار فرمائی' طلحہ رضی اللہ عنہ مکے چلے گئے' ضرورت سے فارغ ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ وہی شخص ہیں جو ان لوگوں کو مدینے لائے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو اسعد بن زرارہ کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہم کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

بسر بن سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلحہ بن عبیداللہ اور ابی بن کعب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے ان کے مکان کی جگہ مقرر کی۔

حارثہ الانصار اور دوسرے لوگوں سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ قافلہ قریش کی ملک شام سے روانگی کے انتظار میں تھے تو آپ نے اپنی روانگی سے دس روز پہلے طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا۔ دونوں الحورا تک پہنچے اور وہیں مقیم رہے' یہاں تک کہ قافلہ ان کے پاس سے گزرا۔

رسول اللہ ﷺ کو طلحہ و سعید رضی اللہ عنہما کے واپس آنے سے پہلے خبر معلوم ہوگئی' اصحاب کو بلایا اور قافلے کے ارادے سے روانہ ہو گئے' قافلہ ساحل کے کنارے سے روانہ ہوا اور بہت تیز روانہ ہوا' وہ لوگ اپنی تلاش سے بچنے کے لیے شبانہ روز چلے۔

طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہما مدینے کے ارادے سے روانہ ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کو قافلے کی خبر دیں' ان کو آپ کی روانگی کا علم نہ تھا' وہ اسی روز مدینے آئے جس روز رسول اللہ ﷺ نے جماعت قریش سے بدر میں مقابلہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے لیے طلحہ و سعید رضی اللہ عنہما مدینے سے روانہ ہوئے۔ آپ کو انہوں نے تربان میں پایا جو الحجہ کے راستے پر ملل اور السیالہ کے درمیان ہے' آپ بدر سے واپس آ رہے تھے' طلحہ و سعید رضی اللہ عنہما اس جنگ میں موجود نہ تھے' مگر رسول اللہ ﷺ نے بدر میں ان کے حصے اور ثواب مقرر فرمائے' اس لیے یہ بھی انہی کے مثل ہو گئے جو اس میں موجود تھے۔

میدان احد میں طلحہ کی جانثاری:

طلحہ رضی اللہ عنہ احد میں آپ کے ساتھ حاضر ہوئے' وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس روز رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے' اور آپ سے موت پر بیعت کی۔

مالک بن زہیر نے رسول اللہ ﷺ کو تیر مارا تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے بچایا' تیر ان کی چھنگلیا میں لگ گیا جس سے وہ بے کار ہو گئی' جس وقت انہیں تیر لگا تو انہوں نے کہا کہ ''حس'' (بچ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر

وہ بسم اللہ کہتے تو اس طرح جنت میں داخل ہوتے کہ لوگ انہیں دنیا ہی میں دیکھتے۔

اس روز طلحہ رضی اللہ عنہ کے سر میں ایک مشرک نے دو نیزے مارے' ایک مرتبہ جب کہ وہ اس کے روبرو تھے' دوسری دفعہ جب کہ وہ اس سے رخ پھیرے ہوئے تھے' اس سے تمام خون نکل گیا' ضرار بن الخطاب الفہری کہتا تھا کہ واللہ اس روز میں نے انہیں مارا تھا۔

طلحہ رضی اللہ عنہ خندق میں اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ عامر الشعبی سے مروی ہے کہ یوم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک اور آگے کے دانتوں میں چوٹ آئی' طلحہ بن عبیداللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے بچایا تو ان کی انگلی میں چوٹ لگی جو بے کار ہوگئی۔

قیس سے مروی ہے کہ میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کی دو انگلیوں کو دیکھا کہ بے کار ہو گئی تھیں' انہوں نے یوم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بچایا تھا۔

عائشہ وام اسحاق دختران طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے والد کے یوم احد میں چوبیس زخم لگے' جن میں سے ایک چوکور زخم سر میں تھا۔ اور پاؤں کی رگ نسا کٹ گئی تھی' انگلی شل (بے کار) ہوگئی تھی' اور باقی زخم جسم میں تھے۔ ان پر غشی کا غلبہ تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے تھے' آپ کا چہرہ بھی زخمی تھا' آپ پر بھی غشی کا غلبہ تھا' طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کو اٹھا کر پس پشت اس طرح واپس لا رہے تھے کہ جب کبھی مشرکین میں سے کوئی ملتا تو وہ اس سے لڑتے یہاں تک کہ آپ کو گھاٹی کے سہارے سے لگا دیا۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مجھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں پہلا شخص تھا جو یوم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم لوگ اپنے ساتھی کو سنبھالو آپ کی مراد طلحہ رضی اللہ عنہ سے تھی جن کے بکثرت خون بہہ گیا تھا' مگر میں نے ان کو نہیں دیکھا تھا' پھر ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔

موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس روز (غزوۂ اُحد میں) طلحہ پچھتر یا سینتیس زخموں کے ساتھ واپس آئے' جن میں ایک تو ان کی پیشانی میں چوکور تھا' ان کی رگ نسا کٹ گئی تھی' اور وہ انگلی شل (بے کار) ہوگئی تھی جو انگوٹھے کے پاس ہے۔

زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے (اپنے لیے جنت کو) واجب کر لیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں اپنے گھر میں تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب باہر میدان میں تھے' میرے اور ان لوگوں کے درمیان پردہ حائل تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے ایسے شخص کو دیکھنا پسند ہو جو زمین پر اس طرح چلتا ہے کہ اس نے اپنی حاجت پوری کر لی تو وہ طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ کیا میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں' میں نے کہا' ضرور' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی حاجت میں کامیابی حاصل کر لی۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے ایسے شخص کو دیکھنا پسند ہو جس نے اپنے حوائج میں کامیابی حاصل کر لی تو وہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

حصین نے کہا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے قتال کیا' وہ اس روز زخمی ہو گئے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو دس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ روانہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ تمہارا اشعار ''یاعشرہ'' ہے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نو آدمیوں کو سریے کے طور پر بھیجا انہیں طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے دس کیا' اور فرمایا کہ تمہارا اشعار ''عشرہ'' ہے۔

محمد نے کہا کہ میں نے کسی سے سنا جو طلحہ رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کرتا تھا کہ وہ گندم گوں بسیار مو تھے' بال تھے مگر نہ بہت آراستہ نہ بالکل پراگندہ اور کھلے ہوئے' ناک باریک اور خوب صورت تھی' بہت تیز تیز چلتے تھے' بالوں پر ضعیفی کا اثر نہیں پڑا تھا (یعنی سفید نہیں ہوئے تھے) انہوں نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ زرد رنگ کے کپڑے پہنتے تھے۔

اسلم مولائے عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما کے جسم پر دو چادریں دیکھیں جو گیرو میں رنگی ہوئی تھیں حالانکہ وہ احرام میں تھے' پوچھا: اے طلحہ! ان دونوں چادروں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا' امیر المومنین' میں نے تو انہیں مٹی میں رنگا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' اے گروہ تم لوگ آئمہ (پیشوا) ہو' لوگ تمہاری اقتداء کریں گے' اگر کوئی جاہل تمہارے جسم پر یہ دونوں چادریں دیکھے گا تو کہے گا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ رنگین کپڑے پہنتے تھے' حالانکہ وہ احرام میں تھے۔

صفیہ بنت ابی عبید یا اسلم سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے جسم پر گیرو سے رنگے ہوئی دو چادریں تھیں' حالانکہ وہ محرم (احرام میں) تھے' انہوں نے کہا اے طلحہ رضی اللہ عنہ یہ کیا ہے' تو انہوں نے کہا' امیر المومنین' وہ تو صرف مٹی ہی ہے (جس میں میں نے رنگا ہے) انہوں نے کہا کہ اے قوم تم لوگ آئمہ ہو' تمہاری اقتداء کی جائے گی' اگر کوئی جاہل تمہیں دیکھے گا تو کہے گا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ رنگین کپڑے پہنتے ہیں حالانکہ وہ احرام میں ہوتے ہیں اور محرم کا سب سے اچھا لباس سفید ہے' اس لیے لوگوں کو شبہے میں نہ ڈالو۔

اسرائیل نے کہا کہ میں نے عمران بن موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو اپنے والد سے روایت کرتے سنا کہ طلحہ بن عبیداللہ جنگ جمل میں مقتول ہوئے اور وہ سونے کی انگوٹھی پہنے تھے۔

عمران بن موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک سونے کی انگوٹھی تھی جسے انہوں نے اتار ڈالا اور اس کے بجائے پوت کا چھلہ پہن لیا' جنگ جمل میں اسی حالت میں کہ وہ چھلہ ان کی انگلی میں تھا ان پر مصیبت آ گئی (کہ مقتول ہو گئے)۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کی آمدنی ایک ہزار درہم (یومیہ) تھی۔

سعدیٰ بنت عوف المریہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور پوچھا: مجھے کیا ہوا کہ تم کو اس حالت میں دیکھتی ہوں کہ تم کو تمہارے گھر والوں سے کچھ رنج پہنچا ہے' معلوم ہو تو ہم لوگ رنج دور کریں' انہوں نے کہا ہاں' تم مرد کی بیوی ہو (کہ سمجھ گئیں) میرے پاس مال ہے جس نے مجھے غم وفکر میں ڈال دیا ہے' انہوں نے کہا کہ اسے تقسیم کر دو' انہوں نے اپنی لڑکی کو بلایا اور کہا کہ تم اپنی قوم کے پاس جاؤ' وہ لے کے اسے تقسیم کرنے لگے' میں نے سعدیٰ سے پوچھا کہ وہ مال کتنا تھا' تو انہوں نے کہا چار لاکھ درہم۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک زمین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سات لاکھ درہم کو فروخت کی' قیمت اپنے پاس اٹھا کے لے گئے' جب اس کو لائے تو انہوں نے کہا انسان اس طرح ہو کہ یہ مال رات کو اس کے پاس اور اس کے گھر میں رہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ اللہ کے امر عزیز میں سے رات کو کیا اس کے پاس آئے گا' انہوں نے اس طرح رات گزاری کہ ان کے قاصد اس مال کو لے کے مستحقین کو دینے کے لیے مدینے کی گلیوں میں پھر رہے تھے' پچھلی شب تک ان کے پاس اس میں سے ایک درہم بھی نہ تھا۔

قبیصہ بن جابر سے مروی ہے کہ میں نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ' بے مانگے' مال کثیر کا دینے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

ابن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے طلحہ بن عبید اللہ کو' جن کا قریش کے بردبار لوگوں میں شمار تھا' کہتے سنا کہ کم سے کم عیب' انسان کے گھر میں بیٹھنے پر ہوتا ہے۔

قیس سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انسان پر کم از کم عیب گوئی اس وقت ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھے۔

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ ابو محمد طلحہ کو عراق سے ہر روز ایک ہزار وافی درہم اور دو دانگ کی آمدنی ہوتی تھی۔ ❶

محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ طلحہ بن عبید اللہ کو عراق سے چار اور پانچ لاکھ کے درمیان آمدنی ہوتی تھی' اور علاقہ سراۃ سے کم وبیش دس لاکھ دینار کی آمدنی تھی' ان کی جائیدادوں کی بھی آمدنیاں تھیں' بنی تیم کا کوئی مفلس ایسا نہ تھا کہ انہوں نے اس کی اور اس کے عیال کی حاجت روائی نہ کی ہو' ان کی بیواؤں کا نکاح نہ کرایا ہو' ان کے تنگ دستوں کو خادم نہ دیا ہو اور ان کے مقروضوں کا قرض نہ ادا کیا ہو' ہر سال جب ان کی آمدنی آتی تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو دس ہزار درہم بھیجتے' انہوں نے صبیحۃ التیمی کی طرف سے تیس ہزار درہم ادا کیے تھے۔

موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا' ابو محمد (طلحہ رضی اللہ عنہ) نے کتنا مال چھوڑا' میں نے کہا بائیس لاکھ درم اور دو لاکھ دینار' حالانکہ ان کے مال میں چوری بھی کی گئی' انہیں ہر سال عراق سے ایک لاکھ کی آمدنی تھی جو علاقہ' سراۃ وغیرہا کی آمدنی کے علاوہ تھی' وہ اپنی نہر یا نالی کے کھیت سے مدینے کے گھروں میں ایک سال کا غلہ بھر دیتے' بیس آب کش اونٹوں سے

❶ وافی: چاندی کا ایک بہت چھوٹا سکہ۔

زراعت کرتے تھے' سب سے پہلے جس نے نہریا نالی کی زمین میں گیہوں بویا' وہی تھے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے سخی اور شریف اور نیک بن کے زندگی بسر کی' اور فقیر ہو کے مقتول ہوئے۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے جو مال اور جائیداد چھوڑی اس کی قیمت اور جو نقد چھوڑا اس کا مجموعہ تین کروڑ درہم تھا' انہوں نے بائیس لاکھ درہم نقد اور دو لاکھ دینار نقد چھوڑے باقی سب مال و جائیداد تھی۔

سعدیٰ بنت عوف المریہ والدہ یحییٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ جس وقت قتل ہوئے تو ان کے خازن کے ہاتھ میں بائیس لاکھ درہم تھے' ان کی جائیداد کی قیمت تین کروڑ درہم لگائی گئی۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سو بہار چھوڑ گئے کہ ہر بہار میں تین قنطار سونا تھا (ایک قنطار سو رطل کا ہوتا ہے) میں نے سنا کہ بہار بیل کی کھال ہے۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں سفر و حضر میں طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رہا' مگر مجھے عام طور پر روپے اور کپڑے اور کھانے پر طلحہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ سخی کوئی نہیں بتایا گیا۔

حکیم بن جابر الاحمسی سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے یوم جمل میں کہا کہ ہم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملے میں مداہنت و نفاق کیا' آج ہم اس کے تدارک میں اس سے زیادہ قریب کوئی شئے نہیں پاتے کہ ان کے بارے میں ہم اپنا خون خرچ کر دیں' اے اللہ! آج تو مجھ سے عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لے لے کہ تو راضی ہو جائے۔

عوف نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ مروان بن الحکم نے یوم جمل میں طلحہ رضی اللہ عنہ کے' جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کھڑے تھے' تیر مارا' تیر ان کی پنڈلی میں لگا' اس نے کہا کہ واللہ میں تیرے بعد اب کبھی قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ کو تلاش نہ کروں گا' طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مولا سے کہا کہ میرے لیے کوئی مکان تلاش کر دو' اس نے کہا کہ میں اس پر قادر نہیں ہوں' انہوں نے کہا کہ واللہ یہ وہ تیر ہے جسے اللہ نے بھیجا ہے' اے اللہ عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ مجھ سے لے لے کہ تو راضی ہو جائے۔ پھر انہوں نے ایک پتھر پر سر رکھ لیا اور انتقال کر گئے۔

نافع سے مروی ہے کہ لشکر میں طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مروان بھی تھا' اس نے طلحہ رضی اللہ عنہ کی زرہ میں ایک سوراخ دیکھا اور انہیں ایک تیر مار کے قتل کر دیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کو تیر مارا گیا تو ان کا گھوڑا دور تک چلا گیا' انہوں نے اسے ایڑ ماری۔ بنی تمیم میں انتقال کر گئے' کسی نے کہا کہ یہ اس بوڑھے کی جائے موت ہے جو ضائع کر دیا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب لوگ گھومنے لگے تو مروان نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو ایک تیر سے روکا وہ ان کے لگ گیا اور انہیں قتل کر دیا۔

شیخ کلب سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو کہتے سنا کہ اگر امیر المومنین مروان نے مجھے نہ بتا دیا ہوتا کہ انہیں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تو میں طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی کو بھی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بدلے قتل کیے بغیر نہ چھوڑتا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ مروان بن الحکم نے یوم جمل میں طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر مارا تو رگ میں سے خون بہنے لگا' جب اسے ہاتھ سے روک دیتے تو رک جاتا اور جب چھوڑ دیتے تو بہنے لگتا' انہوں نے کہا واللہ' اب تک ہمارے پاس ان لوگوں کے تیر نہیں آئے' پھر انہوں نے کہا زخم کو چھوڑ دو' کیونکہ یہ وہی تیر ہے جسے اللہ نے بھیجا ہے' انتقال کے بعد لوگوں نے انہیں الکلا کے ساحل پر دفن کر دیا۔ ان کے کسی عزیز نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے کہا کہ تم لوگ مجھے اس پانی سے چین کیوں نہیں دیتے' میں غرق ہو گیا ہوں' تین مرتبہ (خواب میں) وہ یہ کہہ رہے تھے' لوگوں نے کھود کے قبر سے انہیں نکالا تو وہ اس قدر سبز تھے جیسے (سلق) ساگ ہوتا ہے' انہوں نے ان کا پانی نچوڑ کے نکالا تو ان کی داڑھی اور چہرے کا جو حصہ زمین کے متصل تھا اسے زمین کھا گئی تھی۔ پھر انہوں نے ابوبکرہ کے مکانات میں سے ایک مکان خریدا اور اس میں انہیں دفن کیا۔

محمد بن زید المہاجر سے مروی ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ یوم جمل میں قتل کر دیئے گئے' ۱۰ر جمادی الآخرہ ۳۶ھ پنجشنبے کا دن تھا جس روز قتل کیے گئے چونسٹھ سال کے تھے۔

عیسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ باسٹھ سال کی عمر میں قتل کیے گئے۔

ابی حبیبہ مولائے طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اصحاب جمل سے فارغ ہو چکے تو عمران بن طلحہ ان کے پاس گئے' انہوں نے ان کو مرحبا کہا اور کہا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے اور تم کو ان لوگوں میں سے کرے گا جن کے متعلق فرمایا: ﴿اخوانًا علی سرر متقابلین﴾ (بھائی بھائی بن کے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے)۔

راوی نے کہا کہ فرش کے کونے پر دو شخص بیٹھے ہوئے تھے' انہوں نے کہا کہ اللہ اس سے بہت زیادہ عادل ہے کہ کل تم ان لوگوں کو قتل کرتے ہو اور جنت میں بھائی بھائی بن کے آمنے سامنے تختوں پر بھی ہو جاؤ گے' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ اٹھ کر دور سے دور کی زمین پر دفع ہو' اس وقت اور کون ہوگا اگر میں اور طلحہ رضی اللہ عنہ نہ ہوں گے۔

انہوں نے عمران سے کہا کہ میں تمہارے والد کے امہات اولاد میں سے جو باقی ہیں ان سے کیوں کر ہلاک ہو جاؤں' دیکھو ہم نے ان سالوں میں تم لوگوں کی زمینوں پر اس لیے قبضہ نہیں کیا کہ ہم انہیں لینا چاہتے ہیں' ہم نے صرف اس خوف سے انہیں لیا ہے کہ لوگ لوٹ لیں گے' اے فلاں ان کے ہمراہ ابن قرظہ کے پاس جاؤ اور انہیں حکم دو کہ وہ ان کی زمین اور ان سالوں کی آمدنی ان کے سپرد کر دیں' اے برادر زادے' جب تمہیں حاجت ہو تو ہمارے پاس آنا۔

ابو حبیبہ سے مروی ہے کہ عمران بن طلحہ' علی رضی اللہ عنہما کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ اے برادر زادے یہاں آؤ' انہیں انہوں نے اپنے فرش پر بٹھا لیا اور کہا کہ واللہ مجھے امید ہے کہ میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کو اللہ نے کہا کہ ﴿ونزعنا ما فی صدورھم من غلٍ اخوانًا علی سرر متقابلین﴾ (ہم ان کے دلوں سے کدورت نکال لیں گے جس سے وہ بھائی بھائی ہو کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے)۔ ابن الکوا نے ان سے کہا کہ اللہ اس سے بہت زیادہ عادل ہے' وہ اپنا درہ لے کے اس کے پاس گئے اور اسے مارا اور کہا کہ تیری ماں نہ رہے' تو اور تیرے ساتھی اس کا انکار کرتے ہیں۔

ربعی بن حراش سے مروی ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ابن طلحہ رضی اللہ عنہ آئے' انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو سلام کیا تو

علی رضی اللہ عنہ نے انہیں مرحبا کہا۔ ابن طلحہؒ نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ مجھے مرحبا کہتے ہیں حالانکہ آپ نے میرے والد کو قتل کر دیا اور میرا مال لے لیا' انہوں نے کہا تمہارا مال تو بیت المال میں کنارے رکھا ہوا ہے' صبح کو اپنے مال کے پاس جانا اور اسے لے لینا' لیکن تمہارا یہ کہنا کہ میں نے تمہارے والد کو قتل کر دیا' تو میں امید کرتا ہوں کہ میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ﴿ونزعنا ما فی صدورهم من غلٍ اخواناً علی سرر متقابلین﴾ فرمایا ہے ہمدان کے ایک شخص نے جو کانا تھا کہا کہ اللہ اس سے زیادہ عادل ہے تو علی رضی اللہ عنہ اس قدر زور سے چلائے کہ اس سے محل گونج گیا اور کہا کہ جب ہم لوگ یہ نہ ہوں گے (یعنی مصداق آیت) تو پھر کون ہوگا۔

ابو حمید علی بن عبداللہ الطاعنی سے مروی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ کوفے میں آئے تو انہوں نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں کو بلا بھیجا اور کہا کہ اے میرے برادر زادے تم دونوں اپنے مال کی طرف جاؤ اور اس پر قبضہ کر لو میں نے اس پر صرف اس لیے قبضہ کیا تھا کہ لوگ اسے اچک نہ لیں' مجھے امید ہے کہ میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کا اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ ﴿ونزعنا ما فی صدورهم من غلٍ اخواناً علی سرر متقابلین﴾ حارث الاعور الہمدانی نے کہا کہ اللہ اس سے زیادہ عادل ہے' علی رضی اللہ عنہ نے اس کی چادروں کو پکڑا اور دو مرتبہ کہا کہ تیری ماں نہ رہے' پھر کون (اس آیت کا مصداق ہوگا)۔

محمد الانصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم جمل میں ایک شخص آیا اور کہا کہ قاتل طلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت دو کہ وہ اندر آئے' میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اس (قاتل طلحہ رضی اللہ عنہ) کو دوزخ کی خبر سنا دو۔

حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ (رومی):

ابن مالک بن عبد بن عمرو بن عقیل بن عامر بن جندلہ بن خزیمہ ابن کعب بن سعد بن اسلم بن اوس مناۃ بن النمر بن قاسط بن ہنب ابن اقصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار' ان کی والدہ سلمی بنت تعید بن مہیض بن خزاعی بن مازن بن مالک بن عمرو ابن تمیم تھیں' ان کے والد سنان بن مالک یا چچا کسریٰ کی جانب سے الابلہ کے عامل تھے' ان لوگوں کے مکانات موصل میں تھے۔

کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ اس گاؤں میں رہتے تھے جو ساحل فرات پر جزیرے اور موصل کے متصل ہے' اس علاقے پر رومیوں نے ڈاکہ ڈالا اور انہوں نے صہیب کو قید کر لیا جو چھوٹے سے بچے تھے' ان کے چچا نے کہا کہ یہ نمری بچہ ہے' جو زبردستی گیا حالانکہ میرے گھر والے الثنی میں ہیں۔ الثنی اس گاؤں کا نام ہے جس میں ان کے اعزہ تھے۔

صہیب رضی اللہ عنہ کی روم میں پرورش ہوئی' جب ذرا بولنے لگے تو انہیں ان لوگوں سے کلب نے خرید لیا۔ اور مکے لائے' یہاں عبداللہ ابن جدعان التیمی نے خرید لیا اور آزاد کر دیا' وہ عبداللہ بن جدعان کے مرنے تک ان کے ساتھ مکے ہی میں رہے' پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے' اس لیے کہ اللہ نے ان (صہیب رضی اللہ عنہ) کے ساتھ بزرگی و کرامت کا ارادہ کیا اور ان پر توفیق اسلام کا احسان کیا۔

لیکن صہیب رضی اللہ عنہ کے بیوی بچے یہ کہتے ہیں کہ جب وہ عاقل بالغ ہوئے تو روم سے بھاگ کے مکے آئے اور عبداللہ بن جدعان سے مخالفت کر لی۔ اور ان کے مرنے تک انہی کے ساتھ مقیم رہے۔

صہیب خوب سرخ آدمی تھے نہ بہت لمبے نہ ٹھگنے بلکہ مائل بہ پستی تھے' سر میں بال بہت تھے اور مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ صہیب عرب میں سے النمر ابن قاسط کے خاندان سے تھے۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صہیب رضی اللہ عنہ روم میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں (سابق الروم ہیں)۔

حمزہ بن صہیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کی کنیت ابویحیٰ تھی' وہ کہتے کہ میں عرب میں سے ہوں اور کھانا بہت کھلاتے تھے' ان سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے صہیب رضی اللہ عنہ تمہیں کیا ہوا کہ تم نے اپنی کنیت ابویحیٰ (یحییٰ کا باپ) رکھ لی' حالانکہ تمہارا کوئی لڑکا نہیں' اور تم کہتے ہو کہ تم عرب میں سے ہو' حالانکہ تم روم کے ہو' تم بہت کھانا کھلاتے ہو جو مال کا اسراف ہے' صہیب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری کنیت ابویحیٰ رکھی (میں نے خودنہیں رکھی) رہا میرے نسب اور عرب ہونے کے دعوے پر اعتراض' تو میں النمر ابن قاسط کی اولاد سے ہوں جو موصل کے باشندے تھے لیکن میں قید کر لیا گیا' میری قوم اور اعزہ کے سمجھنے اور نسب معلوم کرنے کے بعد رومیوں نے چھوٹا بچہ ہونے کی حالت میں مجھے گرفتار کر لیا' کھانے اور اس میں اسراف کے بارے میں جو آپ فرماتے ہیں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو کھانا کھلائے اور سلام کا جواب دے۔ یہ سبب ہے جو مجھے کھانا کھلانے پر برانگیختہ کرتا ہے۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے دارالارقم کے دروازے پر ملا' رسول اللہ ﷺ اندر تھے' میں نے صہیب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو' تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو' میں نے (یعنی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے) کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ محمد کے پاس جاؤں اور ان کا کلام سنوں' صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں' پھر ہم دونوں آپ کے پاس گئے' آپ نے ہم پر اسلام پیش کیا' ہم دونوں اسلام لے آئے' دن بھر اسی حالت پر رہے' جب شام ہوئی تو ہم نکلے اور ہم اپنے کو چھپاتے تھے' عمار وصہیب رضی اللہ عنہما کا اسلام تیس سے زائد آدمیوں کے بعد ہوا۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صہیب بن سنان ان بے بس مومنین میں سے تھے جن پر اللہ کے بارے میں مکے میں عذاب کیا جاتا تھا۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ صہیب رضی اللہ عنہ نے جب مدینے کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو ان سے اہل مکہ نے کہا کہ تو ہمارے پاس ذلیل' بدمعاش بن کے آیا تھا' ہمارے یہاں تیرا مال بڑھ گیا اور تو جس حالت کو پہنچا اس حالت کو پہنچا' پھر تو اپنے آپ کو اور اپنے مال کو لیے جاتا ہے؟ واللہ یہ نہ ہونے پائے گا' انہوں نے کہا کہ کیا تمہاری رائے ہے کہ میں اپنا مال چھوڑ دوں تو تم لوگ میرا راستہ خالی کر دو گے؟ انہوں نے کہا' ہاں' صہیب رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال ان لوگوں کے لیے چھوڑ دیا' نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا: صہیب رضی اللہ عنہ کو نفع ہوا' صہیب رضی اللہ عنہ کو نفع ہوا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ صہیب رضی اللہ عنہ مہاجر ہو کے مدینے کی طرف روانہ ہوئے' قریش کی ایک جماعت نے ان کا تعاقب کیا تو وہ اپنی سواری سے اتر پڑے' ترکش میں جو کچھ تھا نکال لیا اور کہا کہ اے گروہ قریش' تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سب سے اچھا تیرانداز ہوں' بخدا تم لوگ مجھ تک اس وقت تک نہ پہنچ سکو گے جب تک کہ میں اپنے تمام تیر مار نہ لوں اور جب میرے ہاتھ

میں تھوڑے سے رہ جائیں گے تو میں اپنی تلوار سے تمہیں ماروں گا' لہٰذا تم لوگ جو چاہو کرو' اگر چاہو تو میں تمہیں اپنا مال بتا دوں اور تم میرا راستہ خالی کر دو' قریش راضی ہو گئے' صہیب رضی اللہ عنہ نے اپنا مال بتا دیا' جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا' بیع نے ابو یحییٰ کو نفع دیا' بیع نے نفع دیا راوی نے کہا کہ اسی بارے میں یہ آیت ﴿ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤف بالعباد﴾ (اور بعض وہ لوگ ہیں کہ اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو فروخت کر ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں کے ساتھ نہایت مہربان ہے) نازل فرمائی۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ ہجرت میں سب سے آخر علی اور صہیب بن سنان رضی اللہ عنہما مدینے آئے' یہ واقعہ وسط ربیع الاوّل کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں تھے اور ابھی وہاں سے ہٹے نہ تھے۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ صہیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آئے جب آپ قبا میں تھے' ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہمرکاب تھے' پاس کھجوریں رکھی تھیں جو کلثوم بن الہدم لائے تھے کہ چوہوں کو ان پر دسترس ممکن نہ تھی' راستے میں صہیب رضی اللہ عنہ کی آنکھ دکھنے آ گئی' سخت بھوک لگی تو کھجوریں کھانے لگے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صہیب کو نہیں دیکھتے کہ یہ کھجوریں کھا رہے ہیں' حالانکہ ان کی آنکھ دُکھتی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کھجور کھاتے ہو' تمہاری تو آنکھ دُکھتی ہے' صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو اسے اپنی تندرست آنکھ کی طرف سے کھاتا ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے' صہیب رضی اللہ عنہ' ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے ساتھ لیں گے مگر آپ چلے آئے اور مجھے چھوڑ دیا' قریش نے مجھے پکڑ کر قید کر دیا' میں نے اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو اپنے مال کے عوض خریدا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیع نے نفع دیا' اس موقع پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله﴾ صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ میں نے صرف ایک مد (تقریباً آدھ سیر) آٹے کا توشہ لیا جس کو ابواء میں گوندھا (اور پکایا) یہاں تک کہ میں آپ کے پاس آیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب صہیب رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو سعد بن خیثمہ کے پاس اترے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر شادی شدہ اصحاب بھی سعد ابن خیثمہ کے پاس اترے تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب بن سنان اور حارث بن الصمہ کے درمیان مواخاۃ کا رشتہ باندھا' انہوں نے کہا کہ صہیب رضی اللہ عنہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

سلیمان بن ابی عبداللہ سے مروی ہے کہ صہیب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ تم لوگ آؤ تو ہم تم سے غزوات بیان کریں' لیکن اگر تم چاہو کہ میں کہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ ممکن نہیں (یعنی میں کوئی حدیث نہیں بیان کروں گا)۔

عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اہل شوریٰ کو وصیت کرتے وقت فرمایا کہ صہیب کو تمہارے لیے نماز پڑھانا چاہیے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو مسلمانوں نے دیکھا کہ صہیب رضی اللہ عنہ انہیں عمر رضی اللہ عنہ کے حکم

سے فرض نمازیں پڑھاتے ہیں' اس لیے صہیب رضی اللہ عنہ ہی کو آگے کیا' انہی نے عمر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی۔

ابوحذیفہ نے جو اولاد صہیب رضی اللہ عنہ میں سے تھے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ صہیب رضی اللہ عنہ کی وفات مدینے میں شوال ۳۸ھ میں ہوئی جب وہ ستر برس کے تھے' وہ بقیع میں مدفون ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ صہیب رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد شدہ غلام)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے' ان کی کنیت ابوعمرو تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ' طفیل بن حارث کے جو عائشہ رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی اور ام رومان کے بیٹے تھے' غلام تھے' عامر اسلام لائے تو' انہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خرید کے آزاد کر دیا' وہ اس اجرت پر ان کی بکریاں چراتے تھے کہ دودھ اور بچہ ان کے ذمے ہوگا۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ ان کمزور مسلمانوں میں سے تھے جن پر مکے میں اس لیے عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عامر بن فہیرہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن فہیرہ اور حارث بن اوس بن معاذ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ عامر بن فہیرہ بدر و احد میں حاضر ہوئے۔ ۴ھ میں غزوۂ بیر معونہ میں شہید ہوئے' قتل کے دن وہ چالیس سال کے تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک اور دوسرے اہل علم سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ اس گروہ میں سے تھے جو یوم بیر معونہ میں مقتول ہوئے۔

ابن شہاب نے کہا کہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ دعویٰ کیا کہ جس روز وہ قتل کیے گئے تو دفن کے وقت ان کا جسد نہیں ملا' لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ملائکہ نے انہیں دفن کر دیا۔

محمد بن عمر نے ان لوگوں سے روایت کی جن کا نام اس کتاب کے شروع میں بیان کیا گیا ہے' کہ جبار بن سلمہ الکلبی نے اس روز عامر بن فہیرہ کے نیزہ مارا جو ان کے پار ہوگیا۔ عامر نے کہا کہ واللہ میں کامیاب ہوا' عامر کو بلندی پر لے گئے یہاں تک کہ وہ نظروں سے غائب ہوگئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ نے ان کے جثہ کو چھپا لیا۔ جبار نے عامر بن فہیرہ کا یہ حال دیکھا تو وہ اسلام لے آئے اور ان کا اسلام اچھا ہوا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ آسمان کی طرف اٹھا لیے گئے' ان کا جثہ نہیں پایا گیا' لوگ سمجھتے تھے کہ ملائکہ نے انہیں پوشیدہ کر دیا۔

بلال بن رباح رضی اللہ عنہ:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے' کنیت ابوعبداللہ تھی' السراۃ کے غیر خالص عربوں میں سے تھے ان کی ماں کا نام حمامہ تھا جو بنی جمح میں سے کسی کی مملوکہ تھیں۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال سابق الحبشہ ہیں (یعنی حبشیوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں)۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ مومنین کے کمزور لوگوں میں سے تھے' جب وہ اسلام لائے تو ان پر عذاب کیا جاتا کہ اپنے دین سے پھر جائیں' مگر انہوں نے ان لوگوں کے سامنے ایک کلمہ بھی ادا نہ کیا جو وہ چاہتے تھے' جو انہیں عذاب دیتا تھا وہ امیہ بن خلف تھا۔

عمیر بن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب وہ لوگ بلال رضی اللہ عنہ کے عذاب میں شدت کرتے تو وہ احد احد کہتے' لوگ ان سے کہتے کہ اس طرح کہو جس طرح ہم کہتے ہیں تو وہ جواب دیتے کہ میری زبان اسے اچھی طرح ادا نہیں کر سکتی۔

محمد سے مروی ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو ان کے مالکوں نے پکڑ لیا' انہیں پچھاڑا اور ان پر سنگریزے اور گائے کی کھال ڈال دی اور کہنے لگے کہ تمہارا رب لات وعزیٰ ہے' مگر وہ ''احد' احد'' ہی کہتے تھے' ان کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کب تک تم لوگ اس شخص پر عذاب کرو گے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں سات اوقیہ (تقریباً ۲۳ تولے سونے کے عوض) خرید لیا اور انہیں آزاد کر دیا انہوں نے یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ تم نے قرض دیا۔ انہوں نے کہا' یا رسول اللہ میں نے آزاد کر دیا۔

قیس سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو پانچ اوقیہ میں خریدا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے آیت:

﴿ مالنا لانریٰ رجالا کنا نعدھم من الاشرار اتخذنا ھم سخریا ام زاغت عنھم الابصار ﴾

''ہمیں کیا ہوا کہ ہم ان لوگوں کو (یہاں) نہیں دیکھتے جنہیں ہم بدترین لوگوں میں شمار کرتے تھے' ہم نے انہیں مسخر بنایا یا نگاہوں نے ان سے کجی کی''۔

کی تفسیر میں مروی ہے کہ ابوجہل کہتا تھا کہ بلال رضی اللہ عنہ کہاں ہے' فلاں کہاں ہے' جن کو ہم دنیا میں بدترین لوگوں میں شمار کرتے تھے ہم انہیں دوزخ میں نہیں دیکھتے' کیا وہ کسی ایسے مکان میں ہیں کہ ہم اس میں نہیں دیکھ سکتے' یا وہ دوزخ ہی میں ہیں کہ ہم ان کا مکان نہیں دیکھ سکتے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جنہوں نے اسلام کو ظاہر کیا وہ سات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر' بلال' خباب' صہیب' عمار اور سمیہ والدہ عمار رضی اللہ عنہم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت آپ کے چچا نے کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حفاظت ان کی قوم نے کی۔ دوسرے لوگ پکڑ لیے گئے' انہیں لوہے کی زرہیں پہنا کے دھوپ میں تپایا گیا' مشقت انتہا کو پہنچ گئی تو مشرکین کی خواہش کے

مطابق (کلمات زبان سے) ادا کر دیئے' ان میں سے ہر شخص اپنی قوم کے پاس سے چمڑے کے وہ فرش (نطع) لایا کہ اس پر بٹھا کے گردن ماری جاتی تھی' جن میں پانی تھا' اس میں ان لوگوں کو ڈال دیا اور اس کے کنارے پکڑ کے اٹھا لیا' سوائے بلال رضی اللہ عنہ کے (کہ وہ اس عذاب میں داخل نہیں کیے گئے تھے)۔

جب شام ہوئی تو ابوجہل آیا اور سمیہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دینے اور برا کہنے لگا' پھر انہیں نیزہ مار کر قتل کر دیا' وہ اسلام میں سب سے پہلی شہید تھیں' سوائے بلال رضی اللہ عنہ کے کیوں کہ ان کے نزدیک اللہ کی راہ میں ان کی جان ارزاں تھی' یہاں تک کہ ان لوگوں نے آگ میں ڈالا' گردن میں رسی باندھ اور اپنے لڑکوں کو حکم دیا کہ انہیں مکے کے دونوں پہاڑوں کے درمیان گھسیٹیں' اس حالت میں بھی بلال رضی اللہ عنہ احد احد کہتے تھے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب بلال رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ اور عبیدۃ بن الحارث ابن المطلب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ اور ابی رویحہ الخثعمی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' لیکن یہ ثابت نہیں' ابورویحہ بدر میں بھی حاضر نہیں ہوئے۔

محمد بن اسحٰق' بلال اور ابورویحہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الخثعمی کی مواخاۃ ثابت کرتے تھے' پھر الفرع کے کسی شخص سے (بلال رضی اللہ عنہ کی مواخاۃ ثابت کرتے تھے) اور کہتے تھے کہ جب عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے شام میں دفتر مرتب کیے تو بلال رضی اللہ عنہ شام چلے گئے اور وہیں مجاہدین کے ساتھ مقیم ہو گئے' ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بلال رضی اللہ عنہ تم اپنا دفتر کس کے پاس رکھو گے' انہوں نے کہا ابورویحہ کے پاس جن کو میں اس اخوت (برادری) کی وجہ سے کبھی نہ چھوڑوں گا' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور ان کے درمیان مقرر کر دی ہے' انہوں نے ان کو ان کے ساتھ کر دیا اور حبشہ کا دفتر خثعم کے سپرد کیا' اس لیے کہ بلال رضی اللہ عنہ انہی میں تھے' وہ شام میں آج تک خثعم میں ہیں۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے اذان کہی وہ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہو کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کرنا چاہتے تو دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور کہتے "**حی علی الصلاۃ' حی علی الفلاح' لصلاۃ یا رسول اللہ** (نماز کے لیے آیئے' فلاح و کامیابی کے لیے آیئے نماز تیار ہے یا رسول اللہ)"۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلتے اور بلال رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھ لیتے تو اقامت شروع کر دیتے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مؤذن تھے' بلال رضی اللہ عنہ' ابومحذورہ اور عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما' جب بلال رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو ابومحذورہ رضی اللہ عنہ اذان کہتے' اور اگر ابومحذورہ بھی نہ ہوتے تو عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان کہتے۔

ابن ابی ملیکہ یا کسی اور سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو کعبے کی چھت پر اذان کے

حکم دیا' انہوں نے اس کی چھت پر اذان کہی' حارث ابن ہشام اور صفوان بن امیہ بیٹھے ہوئے تھے' ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس حبشی کو دیکھو' تو دوسرے نے کہا اگر خدا اسے پسند نہ کرے گا تو اس کو بدل دے گا۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ زوال آفتاب کے بعد اذان کہا کرتے تھے اور اقامت میں قدرے تاخیر کر دیتے تھے' یا انہوں نے یہ کہا کہ اکثر اقامت میں قدرے تاخیر کر دیتے تھے' لیکن وہ اذان میں وقت سے باہر نہیں ہوتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ جب اذان کے لیے چڑھتے تو یہ شعر کہتے:

مال بلا لا تکلته امه — و ابتلّ من نضح دم جبینه

''بلال رضی اللہ عنہ کو اس کی ماں روئے۔ خون بہنے سے اس کی پیشانی تر ہو جائے''۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ عید کے دن رسول اللہ ﷺ کے آگے عصا کو لے کر چلا جاتا تھا' جس کو بلال رضی اللہ عنہ مؤذن اٹھاتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا وہ اسے آپ کے آگے گاڑ دیتے تھے (تاکہ نماز کے لیے سترہ ہو جائے) اور اس زمانے میں عیدگاہ میدان تھا۔

ابراہیم بن محمد بن عمار بن سعد القرظ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عید اور نماز استسقاء کے دن رسول اللہ ﷺ کے آگے بلال رضی اللہ عنہ عصا لے کے چلتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن سعد بن عمار بن سعد بن عمار بن سعد مؤذن وغیرہم نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کی کہ نجاشی حبشی نے رسول اللہ ﷺ کو تین عصا بھیجے تھے' ایک تو نبی ﷺ نے اپنے لیے رکھ لیا' ایک علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور ایک عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو' بلال رضی اللہ عنہ اسی عصا کو عیدین میں رسول اللہ ﷺ کے آگے لے کے چلتے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے رکھ لیا تھا' یہاں تک کہ وہ عیدگاہ میں آتے' اسے آپ کے آگے گاڑ دیتے اور آپ اسی کی طرف نماز پڑھتے' رسول اللہ ﷺ کے بعد اسی طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آگے لے کے چلتے تھے۔ پھر عیدین میں سعد القرظ' عمر بن الخطاب اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے آگے لے کے چلتے تھے اسے ان دونوں کے آگے گاڑ دیتے اور دونوں اسی کی طرف نماز پڑھتے تھے' یہ وہی عصا ہے جس کو آج والیان ملک کے آگے لے کے چلا جاتا ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو بلال رضی اللہ عنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ ے خلیفہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ مومن کا سب سے افضل عمل اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلال رضی اللہ عنہ تم چاہتے ہو' انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے میری موت تک خدا کے راستے میں باندھ دیا جائے' ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رضی اللہ عنہ' یں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور اپنی حرمت وحق یاد دلاتا ہوں' کہ میں بوڑھا اور ضعیف ہو گیا' میری موت کا وقت ب آ گیا' بلال رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک انہی کے ساتھ قیام کیا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو بلال رضی اللہ عنہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بھی اسی طرح کہا جس طرح

ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا' عمر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں ویسا ہی جواب دیا جیسا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا' مگر بلال رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہاری رائے میں میں اذان کس کے سپرد کروں' تو انہوں نے کہا سعد کے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اذان کہی ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اذان ان کے سپرد کر دی اور ان کے بعد ان کی اولاد کے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو بلال رضی اللہ عنہ نے اس وقت اذان کہی کہ آنحضرت ﷺ دفن بھی نہ ہوئے تھے' جب انہوں نے "**اشھد ان محمد الرسول اللہ**" کہا تو مسجد میں لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

رسول اللہ ﷺ دفن کر دیئے گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اذان کہو' انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اس لیے آزاد کیا ہے کہ میں آپ کے ساتھ رہوں تو اس کا راستہ یہی ہے اور اگر آپ نے مجھے اللہ کے لیے آزاد کیا ہے تو مجھے اور اسے چھوڑ دیجئے جس کے لیے آپ نے مجھے آزاد کیا' تو انہوں نے کہا کہ میں نے تمہیں محض اللہ ہی کے لیے آزاد کیا ہے' بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لیے اذان نہ کہوں گا' انہوں نے کہا کہ یہ تمہارے سپرد ہے (خواہ کہو یا نہ کہو)۔ وہ مقیم رہے یہاں تک کہ جب شام کے لشکر روانہ ہوئے تو انہی کے ساتھ چلے گئے' اور وہاں (شام) پہنچ گئے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جمعے کے دن جب ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو بلال رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! انہوں نے کہا لبیک (حاضر) انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھے اللہ کے لیے آزاد کیا ہے یا اپنے لیے' فرمایا اللہ کے لیے' بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں' انہوں نے ان کو اجازت دی' وہ شام چلے گئے اور وہیں انتقال کر گئے۔

شعبی سے مروی ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی نے یمن کے کسی گھر والے کے یہاں پیام نکاح دیا' اور کہا کہ میں اور میرے یہ بھائی دونوں حبشی غلام ہیں' ہم دونوں گمراہ تھے' اللہ نے ہمیں ہدایت کی' ہم دونوں غلام تھے' اللہ نے ہمیں آزاد کیا' اگر تم لوگ ہم دونوں نکاح کر دو گے تو الحمد للہ اور اگر تم لوگ ہم سے رکو گے تو اللہ اکبر۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ بلال رضی اللہ عنہ کے ایک بھائی خود کو عرب کی طرف منسو کرتے تھے' ان کا دعویٰ تھا کہ وہ انہی میں سے ہیں۔ انہوں نے عرب کی ایک عورت کو پیام نکاح دیا' تو ان لوگوں نے کہا کہ بلال رضی اللہ عنہ موجود ہوں گے تو ہم تم سے نکاح کر دیں گے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ آئے' انہوں نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ میں بلال رباح رضی اللہ عنہ ہوں' اور یہ میرے بھائی ہیں جو دین اور اخلاق میں بڑے آدمی ہیں' اگر تم ان سے نکاح کرنا چاہو کر دو اور اگر تم ک چاہو تو ترک کر دو۔ لوگوں نے کہا کہ جس کے تم بھائی ہو اس سے ہم نکاح کر دیں گے' ان لوگوں نے ان سے نکاح کر دیا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابو البکیر کے لڑکے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' ان لوگوں نے عرض کی کہ فلاں شخص ہماری بہن کا نکاح کر دیجئے' فرمایا کہ تم لوگ بلال رضی اللہ عنہ سے کہاں جاتے ہو' وہ لوگ دوسری مرتبہ آئے اور عرض کی یا رسول ال بہن کا فلاں شخص سے نکاح کر دیجئے۔ فرمایا کہ تم لوگ بلال رضی اللہ عنہ سے کہاں جاتے ہو' وہ لوگ تیسری مرتبہ آئے اور عرض کی

بہن کا فلاں شخص سے نکاح کر دیجئے‘ فرمایا کہ تم بلال رضی اللہ عنہ سے کہاں جاتے ہو‘ تم لوگ ایسے شخص سے کہاں جاتے ہو جو اہل جنت میں سے ہے‘ پھر ان لوگوں نے ان سے نکاح کر دیا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالبکیر کی لڑکی کا نکاح بلال رضی اللہ عنہ سے کیا۔ مقبری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالبکیر کی لڑکی کا نکاح بلال رضی اللہ عنہ سے کیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے بنی زہرہ کی عربی لڑکی سے نکاح کیا۔

ابن مراہن سے مروی ہے کہ لوگ بلال رضی اللہ عنہ کے پاس آتے اور ان کی فضیلت اور اللہ نے انہیں خیر میں جو حصہ دیا تھا اسے بیان کرتے‘ وہ کہتے کہ میں تو ایک حبشی ہوں جو کل غلام تھا۔

قیس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو بلال رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو روک لیجئے اور اگر آپ نے مجھے صرف اللہ کے لیے خریدا ہے تو مجھے اور اللہ کے لیے میرے عمل کو چھوڑ دیجئے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بلال رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۰ھ میں جب وہ ساٹھ سال سے زائد کے تھے دمشق میں ہوئی‘ باب الصغیر کے پاس کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے شعیب بن طلحہ کو جو اولاد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں سے تھے کہتے سنا کہ بلال رضی اللہ عنہ‘ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم عمر تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اگر یہ اسی طرح ہوتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تو ۱۳ھ میں بعمر تریسٹھ سال وفات ہوئی۔ اس کے اور جو ہم سے بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت کی گئی اس کے درمیان سات سال کا زمانہ ہوتا ہے (اس حساب سے بلال رضی اللہ عنہ کی عمر ستر سال کی ہوتی ہے) شعیب بن طلحہ بلال رضی اللہ عنہ کے وقت ولادت کو زیادہ جانتے ہیں جب تو وہ کہتے ہیں کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ پیدا ہوئے تھے‘ واللہ اعلم۔

مکحول سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جس نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا کہ وہ تیز رنگ کے سانولے‘ دبلے اور لانبے تھے‘ سینہ آگے کو ابھرا ہوا تھا‘ بال بہت تھے‘ رخساروں پر گوشت بہت کم تھا اور بکثرت ان کے بال کھچڑی تھے‘ ان میں تغیر نہ ہوتا (یعنی جوان معلوم ہوتے تھے)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ بلال رضی اللہ عنہ بدر و احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ اس خاندان کے یہ پانچ آدمی تھے۔

بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب

حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد المخزومی رضی اللہ عنہ

ابن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم‘ ابوسلمہ کا نام عبداللہ تھا‘ ان کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب بن ہشام بن عبد مناف بن قصی

تھیں' اولاد میں سلمہ وعمر و زینب و درہ تھے' ان کی والدہ ام سلمہ تھیں' ان کا نام ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا' زینب ان کے یہاں ملک حبشہ کی ہجرت کے زمانے میں پیدا ہوئیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالاسد رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم بن ابی الارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں تھے' ان کے ہمراہ دونوں ہجرتوں میں ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بھی تھیں' اس پر تمام روایات میں اتفاق کیا گیا ہے۔

ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے سب سے پہلے مدینے میں ہجرت کے لیے جو شخص آئے وہ ابوسلمہ بن عبدالاسد تھے۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ مکے سے مدینے کی ہجرت میں سب سے پہلے جو شخص ہمارے پاس آئے وہ ابوسلمہ بن عبدالاسد تھے' وہ ۱۰/محرم کو آئے اور رسول اللہ ﷺ ۱۲/ربیع الاوّل کو مدینے آئے' جو مہاجرین پہلے آئے اور بنی عمرو بن عوف میں اترے۔ ان سے اور جو آخر میں آئے ان کے درمیان دو مہینے کا فاصلہ تھا۔

ابی میمونہ سے مروی ہے کہ میں نے ام سلمہ کو کہتے سنا کہ ابوسلمہ نے جب مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ قبا میں مبشر بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی سلمہ بن عبدالاسد اور سعد بن خیثمہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں مکانوں کے لیے زمین دی تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے لیے ان کے مکان کی جگہ اس زمانے میں بنی عبدالعزیز الزہریین کے مکان کے پاس عطا فرمائی' ان کے ساتھ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں' بعد کو ان لوگوں نے اسے فروخت کر ڈالا اور بنی کعب میں منتقل ہو گئے۔

عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بدر و احد میں حاضر ہوئے' جس نے انہیں احد میں زخمی کیا وہ ابواسامہ الجشمی تھا' اس نے ان کے بازو میں ایک برچھی ماری' ایک ماہ تک اس کا علاج کرتے رہے' بظاہر وہ اچھا بھی ہو گیا' زخم دھوکے کے طور پر مندمل ہو گیا تھا جسے کوئی پہچانتا نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہجرت کے پینتیسویں مہینے محرم میں انہیں بنی اسد کی جانب بطور سریہ قطن بھیج دیا' وہ دس دن باہر رہے' مدینے میں آئے تو ان کا زخم پھوٹ نکلا جس سے وہ بیمار ہو گئے' ۲/جمادی الآخریٰ ۳ھ کو انتقال کر گئے' انہیں الیسیرہ کے پانی سے غسل کیا گیا جو العالیہ میں بنی امیہ ابن زید کا کنواں تھا' وہ جب قبا سے منتقل ہوئے تھے تو وہیں اترا کرتے تھے' انہیں کنویں کے دونوں کناروں کے درمیان غسل دیا گیا' اس کنویں کا نام جاہلیت میں العبیر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے الیسیرہ رکھا' انہیں بنی امیہ بن زید کے ذریعے سے اٹھوا کر مدینے میں دفن کیا گیا' میری والدہ ام سلمہ نے عدت گزاری یہاں تک کہ چار مہینے اور دس دن گزر گئے۔

قبیصہ بن ذویب سے مروی ہے کہ جب ابوسلمہ بن عبدالاسد کی وفات قریب آئی تو نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے
آپ کے اور عورتوں کے درمیان پردہ لٹکا ہوا تھا' وہ رونے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میت پر موت نازل ہوتی' اور جو کچھ
اس کے گھر والے کہتے ہیں وہ اس پر آمین کہتا ہے' روح جب آسمان پر چڑھائی جاتی ہے تو (میت کی) آنکھ اس کو دیکھتی ہے' جب ان
کا دم نکل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ ان کی آنکھوں پر پھیلائے اور انہیں بند کر دیا۔

قبیصہ بن ذویب سے مروی ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔

قبیصہ بن ذویب سے (ایک اور طریقہ سے) مروی ہے کہ ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھیں بند کر
دیں (جو کھلی رہ گئی تھیں)۔

قبیصہ بن ذویب سے (ایک تیسرے طریقہ سے) مروی ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی
آنکھیں بند کر دیں۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ بن عبدالاسد کی عیادت کے لیے ان کے پاس آئے' آپ کا آنا اور ان
کی روح کا جانا ساتھ ساتھ ہوا' اس وقت عورتوں نے کچھ کہا تو فرمایا: رُک جاؤ' اپنی جانوں کے لیے سوائے خیر کے اور کوئی دعا نہ کیا
کرو' کیونکہ ملائکہ میت کے پاس حاضر ہوتے ہیں' یا فرمایا کہ اہل میت کے پاس وہ ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں' لہٰذا اپنے لیے سوائے
خیر کے اور کوئی دعا نہ کرو' پھر فرمایا' اے اللہ قبر ان کے لیے کشادہ کر دے' اس میں ان کے لیے روشنی کر دے' ان کے نور کو بڑھا دے
اور ان کے گناہ معاف کر دے' اے اللہ ان کا درجہ ہدایت یافتہ لوگوں (مہدیین) میں بلند کر' ان کے پسماندہ لوگوں میں تو ان کا قائم
مقام ہو جا اور ہمارے اور ان کے لیے یا رب العالمین مغفرت کر دے' پھر فرمایا کہ روح جب نکلتی ہے تو نظر اس کے پیچھے ہوتی ہے' کیا
تم نے ان کی آنکھیں کھلی نہیں دیکھیں۔

سیدنا ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ:

ابن اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ امیمہ بنت حارث ابن حبالہ بن عمیر بن غبشان خزاعہ میں سے تھیں' ان کے
اموں نافع ابن عبدالحارث الخزاعی تھے جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں عامل مکہ تھے' ارقم کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور والد کا نام عبد
ناف تھا' اسد بن عبداللہ کی کنیت ابوجندب تھی۔

ارقم کی اولاد میں عبیداللہ ام ولد (باندی) سے تھے' عثمان رضی اللہ عنہ یہ بھی ام ولد سے تھے' اور امیہ اور مریم' ان کی والدہ ہند
ت عبداللہ ابن حارث بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھیں' اور صفیہ' یہ بھی ام ولد سے تھیں' اولاد ارقم کا شمار بیس سے زائد تک پہنچتا ہے جو
ب کے سب عثمان بن الارقم کی اولاد میں سے تھے' ان میں سے بعض شام میں تھے جو چند سال سے وہاں رہنے لگے تھے۔

عبیداللہ بن الارقم کی اولاد میں سب ہلاک ہو گئے' کوئی باقی نہ رہا۔

عثمان بن الارقم سے مروی ہے کہ میں اسلام میں سات کا بیٹا ہوں' میرے والد اسلام لائے جو سات میں سے ساتویں تھے'
کا مکان مکے میں صفا پر تھا' یہ وہی مکان ہے کہ نبی ﷺ ابتدائے اسلام میں اس میں رہتے تھے' اسی میں آپ نے لوگوں کو اسلام کی

دعوت دی' اسی میں قوم کثیر اسلام لائی' اسی مکان میں آپ نے شب دوشنبہ کو فرمایا کہ اے اللہ ان دونوں آدمیوں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس سے اسلام کو قوت دے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) سے' دوسرے روز صبح ہی کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آئے' دار ارقم میں اسلام لائے' پھر مسلمان وہاں سے نکلے' انہوں نے تکبیر کہی اور کھلم کھلا بیت اللہ کا طواف کیا۔ دار ارقم دارالاسلام پکارا جانے لگا اور ارقم نے اسے اپنی اولاد پر وقف کر دیا' میں نے ارقم کے مکان کا وقف نامہ پڑھا ہے جو یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ تحریر ہے جو ارقم نے اپنے اس مکان کا فیصلہ کیا جو حد و دصفا میں ہے وہ حرم میں ہونے کی وجہ سے محرم ہے' جو نہ فروخت کیا جائے گا نہ میراث بنے گا۔ گواہ شد ہشام بن العاص و فلاں شخص مولائے ہشام بن العاص۔

یہ مکان وقف قطعی رہا جس میں ان کے لڑکے رہتے تھے' اسے کرایہ پر دیتے تھے اور اس پر روپیہ وصول کرتے تھے' یہاں تک کہ ابوجعفر کا زمانہ آیا۔

یحییٰ بن عمران بن عثمان بن ارقم سے مروی ہے کہ مجھے آج وہ بات معلوم ہے جو ابوجعفر کے دل میں اس وقت آئی جب وہ صفا و مروہ کے درمیان اپنے حج میں سعی کر رہا تھا' ہم لوگ مکان کی چھت پر ایک خیمے میں تھے' وہ ہمارے نیچے سے اس طرح گزرتا تھا کہ اگر ہم اس کے سر کی ٹوپی لینا چاہتے تو لے لیتے' وہ جس وقت سے بطن وادی (صفا و مروہ کے درمیان میدان) میں اترتا صفا کی طرف چڑھتے تک ہماری طرف دیکھتا رہتا۔

جب محمد بن عبداللہ بن حسن نے مدینے میں خروج (بغاوت کا قصد) کیا تو عبداللہ بن عثمان بن ارقم اس کے ماننے والوں میں سے تھے' مگر اس کے ساتھ خروج نہیں کیا' ابوجعفر نے اسی سبب سے ان پر تہمت لگائی اور اپنے عامل مدینہ کو لکھ دیا کہ انہیں قید کر لے اور ان کے بیڑیاں ڈال دے۔ اس نے اہل کوفہ میں سے ایک شخص کو جس کا نام شہاب بن عبدرب تھا' بھیجا' اس کے ہمراہ ایک خط میں عامل مدینہ کو دیکھا کہ یہ شخص اسے جو حکم دے اس پر عمل کرے۔

شہاب' عبداللہ بن عثمان کے پاس قید خانے میں گیا' وہ بہت بوڑھے اور اسی برس سے زائد کے تھے بیڑیوں اور قید سے تنگ آ گئے تھے' اس نے ان سے کہا کیا تمہیں ضرورت ہے کہ میں تمہیں اس مصیبت سے چھڑا دوں جس میں تم ہو' اور تم میرے ہاتھ دار ارقم کو فروخت کر ڈالو' کیونکہ امیر المومنین اسے چاہتے ہیں اگر تم ان کے ہاتھ اسے فروخت کر دو تو قریب ہے کہ میں ان سے تمہارے بارے میں گفتگو کروں اور وہ تمہیں معاف کر دیں۔

انہوں نے کہا' وہ تو وقف ہے' لیکن اس میں جو میرا حق ہے وہ ان کے لیے ہے' اس میں میرے ساتھ دوسرے شرکاء میرے بھائی وغیرہ ہیں۔ اس نے کہا کہ تمہارے ذمے تو صرف تمہاری ذات کا معاملہ ہے' تم اپنا حق ہمیں دے دو اور بری ہو جاؤ' انہوں نے ان کے حق پر گواہ بنا لیے اور اس پر اس نے سترہ ہزار دینار کے حساب سے بیع نامہ لکھ لیا' اس کے بعد ان کے بھائیوں کو تلاش کیا' کثرت مال نے انہیں فتنے میں ڈال دیا' اور انہوں نے اس کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

وہ مکان ابوجعفر کا اور جس کو اس نے عطا کر دیا اس کا ہو گیا' مہدی نے اسے الخیزران والدۂ موسیٰ و ہارون کے لیے دے دیا' اس نے اسے تعمیر کیا اور اسی کے نام سے مشہور ہوا' پھر وہ امیر المومنین جعفر بن موسیٰ کے لیے ہو گیا' پھر اس میں اصحاب ا

والعدنی رہے، پھر موسیٰ بن جعفر کے لڑکے سے اس کا کل یا اکثر حصہ غسان بن عباد نے خرید لیا، ارقم کا مدینے کا مکان بنی زریق میں تھا جو نبی ﷺ کی عطیہ زمین پر تھا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارقم بن ابی ارقم کے اور ابوطلحہ زید بن سہل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ارقم بن ابی الارقم بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

عمران بن ہند نے اپنے والد سے روایت کی کہ ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ ان پر سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نماز پڑھیں، حالانکہ مروان بن الحکم مدینے پر معاویہ رضی اللہ عنہ کا والی تھا اور سعد اپنے محل واقع عقیق میں تھے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے دیر کی تو مروان نے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابی کو ایک غائب شخص کے لیے روکا جا سکتا ہے؟ اس نے ان پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو عبیداللہ بن ارقم نے مروان کو منع کیا، ان کے ہمراہ بنومخزوم بھی کھڑے تھے، ان کے درمیان گفتگو بھی ہوئی، پھر سعد رضی اللہ عنہ آ گئے، انہوں نے ان پر نماز پڑھی، یہ واقع مدینے میں ۵۵ھ میں ہوا، ارقم وفات کے وقت اسی برس سے زائد کے تھے۔

شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ:

ابن الشرید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم، شماس کا نام عثمان تھا، صرف ان کی صفائی اور خوبصورتی کی وجہ سے ان کا نام شماس رکھ دیا گیا، جو ان کے نام پر غالب آ گیا، ان کی والدہ صفیہ بنت ربیعہ ابن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں، اور ان کی والدہ النضیریہ بنت ابی قیس بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھیں، النصیریہ ہی ابی ملیکہ کی ماں ہیں، محمد بن اسحاق شماس کے نسب میں سوید ابن ہرمی کو زیادہ کرتے ہیں، لیکن ہشام بن الکلبی اور محمد بن عمر کہتے تھے کہ الشرید بن ہرمی اور وہ دونوں سوید کا ذکر نہیں کرتے تھے۔

شماس کی اولاد میں عبداللہ تھے، ان کی والدہ ام حبیب بنت سعید بن یربوع ابن عنکشہ بن عامر بن مخزوم تھیں، ام حبیب پہلی مہاجرات میں سے تھیں، شماس بروایت محمد بن اسحٰق ومحمد بن عمران لوگوں میں سے تھے جو دوسری ہجرت میں ملک حبشہ کو گئے، موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

عمر بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب شماس بن عثمان نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو مبشر بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ شماس بن عثمان بن شرید احد میں شہید ہونے تک برابر بنی عمرو بن عوف میں مبشر بن عبدالمنذر کے پاس مقیم رہے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے شماس بن عثمان اور حنظلہ بن ابی عامر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبدالرحمن بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ شماس ابن عثمان بدر واحد میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ سوائے سپر کے میں نے شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ کا کوئی مثل نہیں پایا، یعنی وہ سپر جس سے وہ رسول اللہ ﷺ کے بچانے کے لیے اس

روز یوم احد میں قتال کر رہے تھے (مطلب یہ ہے جس طرح سپر جنگ میں انسان کی حفاظت کرتی ہے' اسی طرح حضرت شماس رضی اللہ عنہ نے سپر بن کر آپ کی حفاظت کی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے اور بائیں جس طرف بھی نظر ڈالتے شماس ہی شماس کو دیکھتے' جو اپنی تلوار سے مدافعت کر رہے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا گیا' تو شماس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان سپر بن گئے' یہاں تک کہ شہید ہو گئے' ان میں کسی قدر جان باقی تھی کہ مدینے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا دیا گیا' ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے چچازاد بھائی میرے سوا کسی اور کے پاس پہنچائے جائیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں ام سلمہ کے پاس پہنچا دو' وہ ان کے پاس پہنچا دیئے گئے اور انہی کے پاس ان کی وفات ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ انہیں احد واپس کیا جائے اور وہاں اسی لباس میں جس میں ان کی وفات ہوئی دفن کر دیا جائے' حالانکہ وہ ایک دن رات زندہ رہے' لیکن انہوں نے کوئی چیز نہیں چکھی' نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز پڑھی اور نہ انہیں غسل دیا' جس روز ان کی وفات ہوئی وہ چونتیس سال کے تھے اور ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی مخزوم

حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن الحصین بن الوذیم بن ثعلبہ ابن عوف بن حارثہ بن عامر الاکبر بن یام بن عنس' جو زید بن مالک بن ادد ابن زید بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب ابن قحطان کے خاندان میں بنی مالک بن ادد کی اولاد قبیلہ مذحج کے رکن تھے۔

یاسر بن عامر اور ان کے دو بھائی حارث اور مالک اپنے ایک بھائی کو ڈھونڈنے یمن سے مکے آئے' حارث اور مالک تو یمن واپس گئے مگر یاسر مکے میں مقیم ہو گئے' انہوں نے ابوحذیفہ بن مغیرہ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے مخالفت کر لی اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے اپنی باندی سمیہ رضی اللہ عنہا بنت خیاط کا نکاح کر دیا' ان سے عمار رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

عمار رضی اللہ عنہ کو ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے آزاد کر دیا' یاسر و عمار رضی اللہ عنہما برابر ان کی وفات تک ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ ہی کے ساتھ رہے' اللہ اسلام کو لے کر آیا تو یاسر اور سمیہ اور عمار رضی اللہ عنہم اور ان کے بھائی عبداللہ بن یاسر مسلمان ہوئے' یاسر رضی اللہ عنہ کے ایک اور بیٹے تھے جو عمار اور عبداللہ سے بڑے تھے' ان کا نام حریث تھا' ان کو زمانہ جاہلیت میں بنوالدیل نے قتل کر دیا۔

یاسر رضی اللہ عنہ کے بعد ازرق' سمیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ہوئے جو حارث بن کلدہ الثقفی کے رومی غلام تھے' وہ ان لوگوں میں سے تھے جو یوم طائف میں اہل طائف کے غلاموں کے ہمراہ قلعے سے نکل کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے' انہی میں ابوبکرہ بھی تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا' سمیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ازرق سے سلمہ ابن ازرق پیدا ہوئے' جو عمار رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی تھے۔

سلمہ و عمرو عقبہ ولد الازرق نے یہ دعویٰ کیا کہ ازرق بن عمرو ابن حارث بن ابی شمر غسان میں سے تھے' وہ بنی امیہ کے حلیف

تھے اور مکے میں شریف ہو گئے' ارزق اور ان کی اولاد نے بنی امیہ میں شادیاں کیں اور ان لوگوں سے ان کی اولاد ہوئی' عمار رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالیقظان تھی۔

ارزق کے لڑکے اپنے ابتدائی حال میں اس کے مدعی تھے کہ وہ بنی تغلب میں سے ہیں' پھر وہ بنی عکب میں سے ہوئے اور اس کی تصحیح یہ ہے کہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکی کی ان لوگوں میں شادی کر دی جو ارزق کی بیٹی تھی' اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس سے سعید بن العاص نے نکاح کیا' ان کے یہاں ان سے عبداللہ بن سعید پیدا ہوئے' اخطل نے اپنے ایک بڑے قصیدے میں عبداللہ بن سعید کی مدح کی ہے۔ اس میں اس نے کہا ہے:

وتجمع نَوفَلاً وبنی عِکَبٍّ کلا الحیین افلح من اصابا

''اور تم نوفل و بنی عکب کے جامع ہو۔ یہ دونوں قبیلے ایسے ہیں کہ جس کے پاس پہنچ گئے وہ کامیاب ہو گیا''۔

انہیں خزاعہ نے بگاڑا اور یمن کی طرف منسوب کیا' انہیں اس سے فریب دیا اور کہا کہ تم لوگوں سے روم کا ذکر ڈھل نہیں سکتا' سوائے اس کے کہ تم یہ دعویٰ کرو کہ غسان میں سے ہو' وہ اب تک غسان کی طرف منسوب ہیں۔

عبداللہ بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمارؓ بن یاسرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں صہیب بن سنان سے دار ارقم کے دروازے پر ملا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تھے' میں نے ان سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو تو انہوں نے مجھ سے یہی سوال دہرایا۔ میں نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ محمدؐ کے پاس جاؤں اور ان کا کلام سنوں' انہوں نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں' ہم دونوں آپ کے پاس گئے' آپ نے ہم پر اسلام پیش کیا اور ہم نے قبول کیا' پھر ہم دونوں اس روز اسی حالت پر رہے' شام ہوئی تو نکلے اور ہم چھپتے تھے۔ عمار وصہیب رضی اللہ عنہما کا اسلام تیس سے زائد آدمیوں کے بعد ہوا۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما مکے میں ان کمزور لوگوں میں سے تھے جن پر اس لیے عذاب کیا جاتا تھا کہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

محمد بن عمر نے کہا کمزور (مستضعفین) وہ جماعت تھی جن کے مکے میں قبائل نہ تھے اور نہ ان کا کوئی محافظ تھا' نہ انہیں قوت تھی' قریش ان لوگوں پر دوپہر کی تیز گرمی میں عذاب کرتے تھے تاکہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما پر اتنا عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ یہ بھی نہ جانتے کہ کیا کہتے ہیں' صہیب رضی اللہ عنہ پر بھی اتنا عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ بھی نہ جانتے تھے کہ کیا کہتے ہیں' ابوفکیہہؓ پر بھی اتنا عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ بھی نہ جانتے کہ کیا کہتے ہیں' بلال رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کی ایک جماعت پر بھی سخت عذاب کیا جاتا تھا' اس عذاب کی بدحواسی میں بعض لوگوں کی زبان سے نادانستہ کچھ کلمات مشرکین کی مرضی کے مطابق نکل جاتے تھے۔ انہی کے بارے میں آیت نازل ہوئی: ﴿والذین ھاجروا فی اللہ من بعد ما فتنوا﴾ (اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی بعد اس کے وہ فتنے میں ڈالے گئے)۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جس نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو برہنہ تن صرف

پاجامہ پہنے دیکھا تھا' انہوں نے کہا کہ میں نے پیٹھ کو دیکھا تو اس میں بہت سے نیل اور برتیں تھیں' میں نے کہا یہ کیا ہے' انہوں نے کہا کہ یہ اس کے نشان ہیں جو مجھے قریش کے کی دوپہر کی سخت دھوپ میں عذاب دیتے تھے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ مشرکین عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو آگ میں جلاتے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرتے تو اپنا ہاتھ ان کے سر پر پھیرتے اور فرماتے: "یا نار کونی برداً و سلاماً علی عمار" (اے آگ تو عمار رضی اللہ عنہ پر برد وسلام ہو جا جیسا کہ تو ابراہیم علیہ السلام پر ہوگئی تھی) اے عمار رضی اللہ عنہ تمہیں سرکشوں کی جماعت قتل کرتی ہے۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے ٹہلتے ہوئے بطحا میں آئے' عمار اور ابی عمار اور ام عمار رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچے تو ان پر عذاب کیا جا رہا تھا' یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زمانہ اسی طرح ہے' ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کرو' اے اللہ! آل یاسر رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر دے' اور تو نے کر دی۔

ابوالزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آل عمار رضی اللہ عنہ پر گزرے جن پر عذاب کیا جا رہا تھا' فرمایا' اے آل عمار رضی اللہ عنہ! مژدہ سن لو کہ تمہارے وعدے کا مقام جنت ہے۔

یوسف مکی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمار وابی عمار وام عمار رضی اللہ عنہم پر گزرے' جن پر بطحا میں عذاب کیا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا اے آل عمار رضی اللہ عنہ خوش خبری سن لو کہ تمہارے وعدے کا مقام جنت ہے۔

محمد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمارؓ سے ملے جو رو رہے تھے' آپ ان کی آنکھیں پوچھتے اور فرماتے جاتے تھے کہ تمہیں کفار نے پکڑ کے پانی میں ڈبو دیا تو تم نے یہ اور یہ کہا' اگر وہ لوگ دوبارہ کریں تو تم ان سے یہ کہنا۔

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے مروی ہے کہ مشرکین نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو پکڑ لیا' انہیں اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے برا اور اپنے معبودان باطل کو اچھا نہ کہلا لیا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ نے فرمایا' اے عمار رضی اللہ عنہ! تمہارے پیچھے کیا ہے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ شر ہے' واللہ میں اس وقت تک نہیں چھوڑا گیا' جب تک کہ آپ کو برا اور ان کے معبودوں کو اچھا نہ کہہ دیا' فرمایا کہ تم اپنے قلب کو کیسا محسوس کرتے ہو' انہوں نے کہا وہ ایمان پر مطمئن ہے۔ فرمایا کہ اگر دوبارہ کہلائیں تو دوبارہ بھی کہہ دو۔

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے آیت ﴿الامن اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان﴾ (مگر وہ شخص جس پر جبر واکراہ کیا گیا اور اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہے) تو مجبوراً الفاظ کفر زبان پر جاری کرنے سے وہ کافر نہیں ہوتا) کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس سے مراد عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ہیں۔ ﴿ولکن من شرح بالکفر صدراً﴾ (لیکن جسے کفر کا شرح صدر ہو گیا یعنی اسے کفر کا یقین آ گیا تو وہ کافر ہو گیا) کی تفسیر میں کہا کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی سرح ہے۔

حکم سے مروی ہے کہ آیت: ﴿الامن اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان﴾ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔

ابن جریج نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو جب اللہ کی راہ میں عذاب کیا جاتا تھا تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وھم لایفتنون﴾ (وہ لوگ فتنے میں نہیں پڑتے) (باوجودیکہ ان پر عذاب

کیا جاتا ہے مگر صبر کرتے ہیں اور اپنے دین پر جمے رہتے ہیں)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت: ﴿امّن ھو قانت آناء اللیل﴾ (یا وہ شخص جو اوقات شب میں اللہ کے آگے کھڑا رہنے والا ہے) کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے مسجد بنا کے اس میں نماز پڑھی وہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ہیں۔

سفیان نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے اپنے گھر میں مسجد بنا کے نماز پڑھی وہ عمار رضی اللہ عنہ ہیں۔ لوگوں نے بیان کیا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ملک حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ کی ہجرت میں گئے۔

عمر بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ مبشر ابن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' حذیفہ رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر نہ ہوئے مگر ان کا اسلام قدیم تھا۔

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو ان کے مکان کے لیے زمین عطا فرمائی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بدر و احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ انس و جن سے قتال کیا' کہا گیا کہ یہ کیا ہے' تم نے انس سے تو قتال کیا' مگر جن سے کیونکر۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کسی منزل پر اترے' میں نے مشک اور ڈول لیا کہ پانی پیوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دیکھو' عنقریب ایک آنے والا تمہارے پاس آئے گا اور تمہیں پانی سے روکے گا' جب میں کنویں کے سرے پر تھا تو ایک کالا آدمی آیا' جیسے آزمودہ کار سپاہی ہوتا ہے' اس نے کہا واللہ آج تم اس سے ایک ڈول پانی بھی لینے نہ پاؤ گے میں نے اسے پکڑا اور اس نے مجھے پکڑا' میں نے اسے پچھاڑ دیا اور ایک پتھر لے کے اس کی ناک اور منہ توڑ دیا' مشکیزہ بھر کے اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا' آپ نے فرمایا کہ کنویں پر تمہارے پاس کوئی آیا تھا' عرض کی کہ ایک حبشی غلام آیا تھا' فرمایا تم نے اس کے ساتھ کیا کیا' میں نے آپ کو اطلاع دی' فرمایا تم جانتے ہو کہ وہ کون ہے' میں نے کہا نہیں' ارشاد ہوا کہ وہ شیطان ہے جو آ کے تمہیں پانی سے روکتا تھا۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قتل سے متعلق حضور علیہ السلام کی پیشگوئی:

عبداللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی مسجد بنائی تو ساری قوم اینٹ پتھر ڈھو رہی تھی' نبی ﷺ اور عمار رضی اللہ عنہ بھی ڈھو رہے تھے۔ عمار رضی اللہ عنہ یہ رجز پڑھ رہے تھے:

نحن المسلمون نبتنی المساجدا

''ہم مسلمان ہیں جو مسجدیں بناتے ہیں''

رسول اللہ ﷺ بھی فرمانے لگے ''المساجدا'' اور اس کے قبل عمار رضی اللہ عنہ بیمار تھے' بعض لوگوں نے کہا کہ آج عمار رضی اللہ عنہ ضرور مر جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سنا تو عمار کی اینٹ کو جھٹک دیا اور فرمایا ''ویحك'' اور ''ویلك'' نہیں فرمایا' تم پر افسوس ہے اے ابن سمیہ رضی اللہ عنہا تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ عوف نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ان کا قاتل دوزخ میں ہوگا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوم خندق میں (خندق کھدوانے میں) لوگوں کا ساتھ دے رہے تھے یہاں تک کہ آپ کا سینہ غبار آلود ہو گیا۔ آپ فرما رہے تھے۔

اللّٰھم ان العیش عیش الآخرہ فاغفر للانصار و المھاجرہ

''اے اللہ عیش تو آخرت ہی کا عیش ہے' بس تو مہاجرین وانصار کی مغفرت کر (تا کہ وہ عیش آخرت سے مستفید ہوں)''۔

عمار رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے فرمایا' اے ابن سمیہؓ! تم پر افسوس ہے' تم کو باغی گروہ قاتل کرے گا۔ ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ نے مسجد کی تعمیر شروع کی تو ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھانے لگے' عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھانے لگے' میں آیا تو میرے ساتھیوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ عمار رضی اللہ عنہ کے سر سے مٹی جھاڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اے ابن سمیہؓ! تم پر افسوس ہے' تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔

ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا کہ مجھ سے بہتر تھے' یعنی ابو قتادہ نے کہ نبی ﷺ نے اس حالت میں عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ ان کے سر سے مٹی جھاڑتے جاتے تھے کہ تم پر افسوس ہے اے ابن سمیہؓ! تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔

عبداللہ بن حارث سے مروی ہے کہ میں صفین سے معاویہ رضی اللہ عنہ کی واپسی کے وقت ان کے اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے درمیان چل رہا تھا' عبداللہ بن عمرو (بن العاص) نے کہا کہ اے باپ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عمار رضی اللہ عنہ سے کہتے سنا کہ افسوس ہے کہ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا' عمرو بن العاص نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ سنتے نہیں جو یہ کہہ رہا ہے' معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ہمیشہ ایسی کمزور باتیں لاتے ہو جن سے تم اپنے پیشاب میں ٹھوکر مارتے ہو' کیا ہم نے انہیں قتل کیا' انہیں انہی لوگوں نے قتل کیا جو انہیں لائے۔

حنظلہ بن خویلد العنزی سے مروی ہے کہ جس وقت ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' دو آدمی عمار رضی اللہ عنہ کے سر کے بارے میں جھگڑا کرتے ہوئے آئے' ان میں سے ہر شخص کہتا تھا کہ میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم میں سے کوئی ایک اپنے ساتھی سے دل خوش کر لے' مگر میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ انہیں باغی گروہ قتل کرے گا' معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عمرو تم اپنے مجنون سے ہمیں بے نیاز نہیں کر دیتے' تمہارا ہمارے ساتھ کیا حال ہے' انہوں نے کہا میرے

والد نے رسول اللہ ﷺ سے میری شکایت کی تو آپ نے فرمایا زندگی بھر اپنے والد کی فرماں برداری کرو اور ان کی نافرمانی نہ کرو میں تمہارے ساتھ تھا مگر میں نے قتال نہیں کیا۔

ہنی مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابتداء میں میں علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی کہنے لگے کہ واللہ ہم عمار رضی اللہ عنہ کو کبھی قتل نہ کریں گے' اگر ہم انہیں قتل کریں گے تو ہم ویسے ہی ہو جائیں گے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں (یعنی باغی) جنگ صفین ہوئی تو میں مقتولین کو دیکھنے گیا' اتفاق سے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی مقتول تھے' میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا' جو اپنے تخت پر لیٹے تھے' اور کہا' اے ابوعبداللہ' انہوں نے کہا تم کیا چاہتے ہو' میں نے کہا' چل کے دیکھو تو پھر میں تم سے بات کروں' وہ اٹھ کے میری طرف آئے' میں نے کہا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے حق میں تم نے کیا سنا ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں باغی گروہ قتل کرے گا' میں نے کہا کہ وہ یہ ہیں' واللہ مقتول ہیں' انہوں نے کہا یہ غلط ہے' میں نے کہا کہ میری آنکھ نے انہیں مقتول دیکھا ہے' انہوں نے کہا چل کے مجھے دکھاؤ' میں انہیں لے گیا اور ان کے پاس کھڑا کر دیا' تھوڑی دیر تک انہوں نے ان کو دیکھا' ان کا رنگ بدل گیا' پھر انہوں نے ایک اور پہلو اختیار کیا اور کہا کہ ان کو انہی لوگوں نے قتل کیا جو لے کے آئے (یعنی ان کا لانا سبب قتل ہوا' اس لیے سبب کو قتل کا گناہ ہوا)۔

ہذیل سے مروی ہے کہ نبی ﷺ تشریف لائے کہا گیا کہ عمار رضی اللہ عنہ پر دیوار گر پڑی جس سے وہ مر گئے۔ فرمایا عمار رضی اللہ عنہ نہیں مرے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے جنگ یمامہ میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو ایک پتھر کی چٹان پر دیکھا کہ سر اٹھائے ہوئے چلا رہے تھے: اے گروہ مسلمین! کیا تم جنت سے بھاگتے ہو' میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ہوں میری طرف آؤ (ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا) کہ میں ان کے کان کو دیکھ رہا تھا جو کٹ گیا تھا اور وہ اِدھر اُدھر جھول رہا تھا اور وہ نہایت سختی سے لڑ رہے تھے۔

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ بنی تمیم کے ایک شخص نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو پکارا: اے اجدع (کان کٹے) تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے میرے سب سے بہتر کان کو گالی دی' شعبہ نے کہا کہ اس کان پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مصیبت آ گئی تھی (یعنی جہاد میں کٹ گیا تھا)۔

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ اہل بصرہ نے غزوۂ ماہ کیا آل عطارد التیمی کا ایک شخص ان کا سردار تھا' اہل کوفہ نے اس کی امداد عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی سرکردگی میں کی' اس شخص نے جو آل عطارد میں سے تھا' عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اے کن کٹے (اجدع) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہیں اپنے غنائم میں شریک کریں' عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے میرے سب سے بہتر کان کو گالی دی' شعبہ نے کہا کہ اس کان پر نبی ﷺ کے ساتھ مصیبت آئی تھی' پھر اس معاملے میں عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ غنیمت صرف انہی لوگوں کے لیے ہے جو جنگ میں موجود ہوں۔

ابن سعد نے کہا کہ شعبہ نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کان جنگ یمامہ میں زخمی ہوا۔

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ ہمیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان پڑھ کے سنایا گیا کہ ''امابعد! میں نے تم لوگوں کے

پاس عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو امیر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم اور وزیر بنا کے بھیجا ہے' ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو تمہارے بیت المال پر امین بنایا ہے' دونوں اصحابِ محمدؐ اہل بدر کے شرکاء میں سے ہیں' لہٰذا تم لوگ ان کی بات سنو' ان کی اطاعت کرو اور ان کی اقتداء کرو' میں نے ابن ام عبدؓ (ابن مسعود) سے اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہے (یعنی وہ ایسے با کمال شخص ہیں کہ میں نے انہیں اپنے استفادے کے بجائے تم لوگوں کے استفادے کے لیے بھیج دیا ہے) میں نے عثمان بن حنیف کو السواد پر (عامل بنا کے) بھیجا ہے' اور ان لوگوں کے بطور خوراک ایک بکری روزانہ مقرر کی ہے' میں اس کا نصف اور اس کا شکم عمار رضی اللہ عنہ کے لیے مقرر کرتا ہوں' باقی ان تینوں میں تقسیم ہوگا۔

عبداللہ بن ابی ہذیل سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمار اور ابن مسعود اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہم کو ایک بکری روزانہ بطور خوراک دی' جس کا نصف اور پیٹ عمار رضی اللہ عنہ کے لیے' ایک چہارم عبداللہ (بن مسعود) کے لیے اور ایک چہارم عثمان کے لیے مقرر فرمایا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ ہر جمعے کو منبر پر یٰسین پڑھا کرتے تھے۔

ابن ابی ہذیل سے مروی ہے کہ میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے ایک درہم کی گھاس (قت) خریدی' اس میں انہوں نے انگور کی شاخیں بڑھا لیں تو ان پر اعتراض کیا گیا انہوں نے اس کو کھینچ لیا (یعنی ڈھیر میں سے نکال ڈالا) یہاں تک کہ اسے دو حصوں میں تقسیم کیا اور اسے اپنی پشت پر لاد کے لے گئے' حالانکہ وہ امیر کوفہ تھے (جس کو حکم دیتے وہ پہنچا دیتا)۔

مطرف سے مروی ہے کہ میں کوفے میں ایک شخص کے پاس گیا' اتفاق سے ایک اور شخص اس کے پاس بیٹھا تھا' اور ایک درزی سمور یا لومڑی کی کھال کی چادر سی رہا تھا' میں نے کہا کیا تم نے علی رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے اس طرح بنایا اور اس طرح بنایا' اس شخص نے کہا کہ او نافرمان کیا میں تجھے نہیں دیکھتا کہ تو امیر المومنین کے لیے (خالی علی رضی اللہ عنہ کہتا ہے) میرے ساتھی نے کہا کہ اے ابوالیقظان (عمار رضی اللہ عنہ) صبر کرو' وہ میرا مہمان ہے' پھر میں نے پہچانا کہ عمار رضی اللہ عنہ ہیں۔

مطرف سے مروی ہے کہ میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ لومڑی کی کھال کی چادر قطع کر رہے تھے۔ عامر سے مروی ہے کہ عمار سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کیا اب ایسا ہے' لوگوں نے کہا نہیں' انہوں نے کہا کہ ایسا ہونے تک ہمیں چھوڑ دو' جب ایسا ہوگا تو ہم تمہارے لیے اس کی تکلیف اٹھائیں گے (اور غور کر کے مسئلہ کا جواب دیں گے)۔

حارث بن سوید سے مروی ہے کہ کسی نے عمر رضی اللہ عنہ سے عمار رضی اللہ عنہ کی چغلی کھائی' عمار رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کے کہا: اے اللہ اگر اس نے مجھ پر بہتان باندھا ہے تو اس کے لیے دنیا میں کشائش کر دے اور آخرت کے ثواب کو لپیٹ دے۔

عامر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارا عزل تم کو ناگوار ہوا ہوگا' عرض کی' اگر آپ نے یہ کہا تو مجھے اس وقت بھی ناگوار ہوا تھا جب آپ نے مجھے عامل بنایا اور اس وقت بھی ناگوار ہوا جب آپ نے مجھے معزول کیا۔

ابونوفل بن ابی عقرب سے مروی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سب سے زیادہ سکوت کرنے والے اور سب سے کم کلام کرنے والے تھے' وہ کہا کرتے تھے کہ میں فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں میں فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں' اس کے بعد انہیں فتنہ

عظیم پیش آیا۔

عبداللہ بن سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو جنگ صفین میں دیکھا کہ بوڑھے اور گندم گوں تھے' ہاتھ میں نیزہ تھا' جو تھرتھراتا تھا' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نظر پڑے تو اپنے جھنڈے کی طرف دیکھ کے کہا: یہ وہ جھنڈا ہے جس کے ذریعے سے میں نے تین مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جنگ کی' یہ چوتھی مرتبہ ہے' واللہ اگر وہ لوگ ہمیں ماریں اور سعفات ہجر تک پہنچا دیں تو میں یہ معلوم کروں گا کہ ہماری مصلحت حق پر ہے اور وہ لوگ گمراہی پر ہیں۔

عبداللہ بن سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے جنگ صفین میں عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا' بوڑھے گندم گوں اور لمبے تھے' ہاتھ میں نیزہ تھا' ہاتھ کانپ رہا تھا' کہہ رہے تھے' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' اگر لوگ ہمیں ماریں اور سعفات ہجر تک پہنچا دیں تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ ہماری مصلحت حق پر ہے اور وہ لوگ باطل پر ہیں ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ وہ جھنڈا ہے جس کو لے کے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے دو مرتبہ جنگ کی اور یہ تیسری مرتبہ ہے۔

سلمہ بن کہیل سے مروی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے جنگ صفین میں کہا کہ جنت تلواروں کے نیچے ہے' پیاسا ہی آب کثیر کے پاس آتا ہے' آج دوستوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ کو چھوڑ دیا' واللہ اگر وہ لوگ ہمیں ماریں اور سعفات ہجر تک پہنچا دیں تو ہمیں معلوم ہو جائے کہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر واللہ میں نے اس جھنڈے کو لے کے تین مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگ کی ہے' یہ موقع پہلے سے زیادہ اچھا اور بہتر نہیں ہے۔

ابی البختری سے مروی ہے کہ جنگ صفین میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے پاس دودھ کا شربت لاؤ' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ دنیا کا آخری شربت جو تم پیو گے وہ دودھ کا شربت ہوگا' دودھ لایا گیا' اسے انہوں نے پیا' پھر آگے بڑھے اور قتل کر دیئے گئے۔

ابی البختری سے مروی ہے کہ اس روز عمار کے پاس دودھ لایا گیا تو وہ ہنسے اور کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے آخری شربت جو تم پیو گے وہ دودھ ہوگا' یہاں تک کہ (اسے پی کر) تم مر جاؤ گے۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے اس وقت جب کہ وہ ساحل فرات پر صفین کی طرف جا رہے تھے کہا کہ اے اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں اپنے آپ کو اس پہاڑ پر سے پھینک دوں اور لڑھک کے گر جاؤں تو میں کرتا' اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں بہت سی آگ روشن کر کے اس میں گر پڑوں تو میں کرتا' اے اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں اپنے آپ کو پانی میں ڈال کے اس میں غرق کر دوں تو میں کرتا' میں اور کسی وجہ سے جنگ نہیں کرتا' سوائے اس کے کہ تیری رضامندی چاہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اس حالت میں تیری رضامندی چاہتا ہوں تو مجھے ناکام نہ کرے گا۔

ربیعہ بن ناجذ سے مروی ہے کہ میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو اس وقت کہتے سنا' جب وہ صفین میں تھے' کہ جنت تلواروں کے نیچے ہے' پیاسا پانی کے پاس آتا ہے اور پیاسے پانی کے پاس آتے ہی ہیں' آج دوستوں نے محمدؐ اور ان کے گروہ کو چھوڑ دیا' میں نے اس جھنڈے کو لے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تین مرتبہ جنگ کی ہے' یہ چوتھی دفعہ بھی پہلی کی طرح ہے۔

ابومروان سلمہ نے کہا کہ میں صفین میں لوگوں کے ساتھ موجود تھا' ہم لوگ کھڑے ہی تھے کہ یکا یک عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نکلے' آفتاب غروب ہونے کو تھا' وہ کہہ رہے تھے کہ رات کو اللہ کی طرف جانے والا کون ہے' پیاسا پانی کے پاس آتا ہے' جنت نیزوں کی دھاروں کے نیچے ہے' آج دوستوں نے ہمیں چھوڑ دیا' آج دوستوں نے محمدؐ اور ان کے گروہ کو چھوڑ دیا۔

لؤلوہ (ام حکم بنت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی آزاد کردہ لونڈی) سے مروی ہے کہ اس روز' جس روز کہ عمار رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے' جھنڈا ہاشم ابن عتبہ اٹھائے ہوئے تھے اور اصحاب علی رضی اللہ عنہ نے اصحاب معاویہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا' عصر کا وقت ہو گیا' عمار ہاشم کے پیچھے سے قریب ہو کر ان کو آگے بڑھا رہے تھے' آفتاب غروب کے لیے جھک گیا تھا۔ عمار رضی اللہ عنہ کے پاس دودھ کا شربت تھا کہ آفتاب غروب ہو تو افطار کریں' جب آفتاب غروب ہو گیا اور انہوں نے دودھ کا شربت پی لیا تو کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دنیا سے تمہارا آخری توشہ دودھ کا شربت ہوگا' پھر وہ آگے بڑھ کے لڑے اور قتل ہو گئے' اس وقت وہ چورانوے سال کے تھے۔

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ خزیمہ بن ثابت جنگ جمل میں موجود تھے' مگر تلوار میان سے نہ نکالتے' وہ صفین میں بھی موجود تھے' انہوں نے کہا کہ میں اس وقت تک ہرگز نہ شامل ہوں گا جب تک عمار رضی اللہ عنہ قتل نہ ہوں' میں دیکھوں گا کہ انہیں کون قتل کرتا ہے' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ انہیں باغی گروہ قتل کرے گا' عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما قتل ہو گئے تو خزیمہ نے کہا کہ میرے لیے گمراہی ظاہر ہو گئی' آگے بڑھ کے لڑے اور قتل ہو گئے۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا قتل:

وہ شخص جس نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو قتل کیا ابو غادیہ مزنی تھا' اس نے انہیں ایک نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے' اس روز وہ تخت رواں یا ہودے میں بیٹھ کے جنگ کر رہے تھے' ان کی عمر چورانوے سال تھی' جب وہ نیزے کے زخم سے گر پڑے تو ایک اور شخص ان پر ٹوٹ پڑا اور سر کاٹ لیا' دونوں جھگڑتے ہوئے آئے' ہر شخص کہتا تھا کہ میں نے انہیں قتل کیا ہے' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ دونوں صرف دوزخ میں جھگڑ رہے ہیں (کہ دونوں میں سے کون دوزخی ہے)۔

ان کی زبان سے یہ بات معاویہ رضی اللہ عنہ نے سن لی' جب وہ دونوں واپس ہوئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے ایسا نہیں دیکھا کہ ایک قوم نے اپنی جانیں ہمارے لیے خرچ کیں' اور تم انہی سے کہتے ہو کہ تم لوگ دوزخ کے بارے میں جھگڑتے ہو (کون دوزخی ہے) عمرو نے کہا کہ بات تو واللہ یہی ہے' اسے تم بھی جانتے ہو' اور مجھے یہ پسند ہے کہ میں اس قسم کے واقعات سے بیس سال پہلے ہی مر جاتا۔

ابن عون سے مروی ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ اکانوے سال کی عمر میں قتل کیے گئے' ان کی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر تھی' ان کی طرف تین آدمی متوجہ ہوئے' عقبہ بن عامر الجہنی عمر ابن حارث الخولانی اور شریک بن سلمہ المرادی' یہ تینوں اس وقت ان کے پاس پہنچے کہ وہ کہہ رہے تھے' اگر تم لوگ ہمیں مار کے سعفات ہجر تک پہنچا دو تو مجھے معلوم ہوگا کہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل پر ہو' سب نے مل کر ان پر حملہ کیا اور قتل کر دیا۔

بعض لوگوں کا گمان ہے کہ عقبہ بن عامر ہی وہ شخص ہے جس نے عمار کو قتل کیا' اور یہ وہ شخص ہے جس کو انہوں نے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے حکم سے مارا تھا' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ شخص جس نے انہیں قتل کیا عمر بن الحارث الخولانی ہے۔

ربیعہ بن کلثوم بن جبر نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں واسط القصب میں عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کے پاس تھا' میں نے کہا اجازت دیجئے' یہ ابو غادیہ جہنی ہے' عبدالاعلیٰ نے کہا کہ اسے اندر لاؤ' وہ اس طرح اندر آیا کہ جسم پر چھوٹے چھوٹے کپڑے تھے' وہ لانبا اور ایسا تھا کہ گویا اس امت کا آدمی ہی نہیں ہے' جب بیٹھ گیا تو اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی' راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا' کیا تم نے اپنے ہاتھ سے بیعت کی اس نے کہا ہاں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یوم عقبہ (یعنی دسویں ذی الحجہ) کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو خبردار تمہارے خون اور تمہارے مال اپنے پروردگار سے ملنے تک (یعنی موت تک) تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں اور تمہارے اس شہر میں ہے' دیکھو خبردار' کیا میں نے پہنچادیا؟ ہم لوگوں نے عرض کی جی ہاں' فرمایا: اے اللہ گواہ رہ' پھر فرمایا کہ دیکھو خبردار میرے بعد تم لوگ کفر کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم میں سے ایک دوسرے کی گردن مارے۔ اس نے (اسی میں یہ مضمون) شامل کیا کہ ہم لوگ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو اپنے اندر رحمت خیال کرتے تھے' جس وقت ہم مسجد قبا میں بیٹھے تھے تو اتفاق سے عمار' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کو کہہ رہے تھے کہ خبردار یہ نعثل ❶ یہودی' میں ادھر ادھر دیکھنے لگا' اگر مجھے ان کے خلاف مددگار مل جاتے تو انہیں ضرور کچل دیتا اور قتل کر دیتا' میں نے کہا اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے عمار پر قادر کر سکتا ہے جنگ صفین میں وہ لشکر کے آگے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے پیادہ آئے' جب وہ دونوں لشکروں کے درمیان تھے تو انہیں ایک شخص نے تنہا دیکھ کے گھٹنے میں نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے اور خود سر سے اتر گیا' میں نے اسے تلوار ماری تو اتفاق سے عمار رضی اللہ عنہ کے سر پر پڑی۔

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے نزدیک اس سے زیادہ کھلی ہوئی گمراہی والا شخص نہیں دیکھا کہ نبی علیہ السلام سے بھی سنا جو کچھ سنا' پھر بھی عمار کو قتل کر دیا' ابو غادیہ (یعنی قاتل مذکور نے پانی مانگا تو شیشے کے برتن میں پانی لایا گیا' اس نے اس میں پینے سے انکار کیا' پھر اس کے پاس مٹی کے پیالے میں پانی لایا گیا تو اس نے پیا' ایک شخص نے جو امیر کے سرہانے نیزہ لیے کھڑا تھا کہا "اوی ید کفتا" شیشے میں پانی پینے سے تو تقویٰ کرتا ہے اور عمار رضی اللہ عنہ کے قتل سے تقویٰ نہیں کرتا۔

ابی غادیہ سے مروی ہے کہ میں نے مدینے میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو عثمان کی غیبت کرتے اور انہیں برا کہتے سنا میں نے انہیں قتل کی دھمکی دی اور کہا کہ اگر اللہ مجھے تم پر قدرت دے گا تو ضرور تم کو قتل کر دوں گا' یوم صفین میں عمار رضی اللہ عنہ لوگوں پر حملہ کرنے لگے تو کہا گیا کہ یہ عمار رضی اللہ عنہ ہیں' میں نے ان کی زرہ میں ایک سوراخ دونوں پھیپھڑوں اور پنڈلیوں کے درمیان دیکھا' ان پر حملہ کیا اور گھٹنے میں نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے' میں نے انہیں قتل کر دیا' پھر کہا گیا کہ تو نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو قتل کر دیا' میں عمرو بن

---

❶ نعثل ایک یہودی تھا جس کی تجارت مشہور تھی' داڑھی اور شباہت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دھوکا ہوتا تھا' آج کل کا یہودی نام "ناتھن" غالباً اسی کی تحریف ہے۔

العاص رضی اللہ عنہ کو خبر دے رہا تھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ان کا قاتل اوران کا سامان جنگ چھیننے والا دوزخ میں ہوگا' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اگر یہ بات ہے تو تم ان سے جنگ کیوں کرتے ہو' انہوں نے کہا کہ آپ نے تو صرف ان کا قاتل اور سالب فرمایا۔

محمد بن عمرو غیرہ سے مروی ہے کہ صفین میں خوب زور کی جنگ ہو رہی تھی اور قریب تھا کہ دونوں فریق فنا ہو جائیں' معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا' یہ وہ دن ہے کہ عرب آپس میں فنا ہو جائیں گے' سوائے اس کے کہ تمہیں اس غلام یعنی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے قتل کی خفت پالے گی' تین دن اور رات شدید جنگ رہی' لیلۃ الہریر (یعنی وہ رات جس میں کتے کی آواز سنائی دی) آخری تھی' تیسرا دن ہوا تو عمار رضی اللہ عنہ نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے جن کے پاس اس روز جھنڈا تھا کہا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں مجھے سوار کرا دو' ہاشم نے کہا: اے عمار رضی اللہ عنہ! تم پر خدا کی رحمت ہو' تم ایسے آدمی ہو کہ جنگ تمہیں خفیف اور ہلکا سمجھتی ہے' میں تو جھنڈا اس امید پر لے کے چلوں گا کہ اس کے ذریعے سے اپنی مراد کو پہنچوں' میں اگرچہ عجلت کروں گا مگر موت سے بے خوف نہیں ہوں' وہ برابر ان کے ساتھ رہے یہاں تک کہ انہوں نے سوار کیا' پھر عمار اپنے لشکر کے ساتھ کھڑے ہوئے' ذوالکلاع اپنے لشکر کے ساتھ ان کے مقابلے پر کھڑا ہوا۔ سب نے جنگ کی اور قتل ہو گئے' دونوں لشکر برباد گئے' عمار پر حوی السکسکی اور ابوالغادیہ المزنی نے حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا' ابوالغادیہ سے پوچھا گیا کہ تو نے انہیں کیسے قتل کیا؟ اس نے کہا کہ جب وہ اپنے لشکر کے ساتھ ہمارے قریب ہوئے تو انہوں نے ندا دی کہ کوئی مبارز (جنگ کرنے والا) ہے' سکاسک میں سے ایک شخص نکل کر آیا دونوں نے اپنی اپنی تلوار چلائی' پھر عمار نے سکسکی کو قتل کر دیا' انہوں نے ندا دی کہ کون جنگ کرتا ہے' حمیر میں سے ایک شخص نکل کر گیا' دونوں نے اپنی اپنی تلواریں چلائیں' عمار رضی اللہ عنہ نے حمیری کو قتل کر دیا' حمیری نے ان کو زخمی کر دیا' انہوں نے پھر ندا دی کہ کون جنگ کرتا ہے میں ان کی طرف نکل کر آیا' ہم دونوں نے دو مرتبہ تلواریں چلائیں' ان کا ہاتھ کمزور ہو چکا تھا' میں نے ان پر خوب زور سے دوسرا وار کیا جس سے وہ گر پڑے' پھر میں نے انہیں ایسی تلوار ماری کہ ٹھنڈے ہو گئے' لوگوں نے ندا دی کہ تو نے ابوالیقظان (عمار) کو قتل کر دیا' تجھے اللہ قتل کرے' میں نے کہا اپنا راستہ لے' واللہ میں پروا نہیں کرتا کہ تو کون ہے' واللہ میں اسے اس روز پہچانتا نہ تھا محمد بن المنتشر نے کہا کہ اے ابوالغادیہ قیامت کے دن تیرا مقابل ماز ندر یعنی موٹا آدمی ہوگا وہ ہنسا' ابوالغادیہ بہت بوڑھا اور موٹا تازہ اور سیاہ تھا' جس وقت عمار رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسلمانوں میں سے جس شخص پر قتل ابن یاسر رضی اللہ عنہ گراں نہ ہو اور ان کی وجہ سے اس پر دردناک مصیبت آئے تو وہ بے راہ ہے' عمار پر اللہ کی رحمت ہو' جس دن وہ اسلام لائے' عمار رضی اللہ عنہ پر اللہ کی رحمت ہو جس دن وہ مقتول ہوئے' اور عمار رضی اللہ عنہ پر اللہ کی رحمت ہو' جس روز وہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے' میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ جب چار اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تھا تو یہ چوتھے ہوتے تھے اور پانچ کے ذکر میں پانچویں ہوتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدیم اصحاب میں سے کسی ایک یا دو کو بھی اس میں شک نہ تھا کہ عمار رضی اللہ عنہ کے لیے بہت سے موقعوں پر جنت واجب ہوئی' عمار رضی اللہ عنہ کو جنت مبارک ہو' اور کہا گیا ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ حق کے ساتھ ہیں اور حق عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے' عمار رضی اللہ عنہ جہاں کہیں گھومتے ہیں حق کے ساتھ گھومتے ہیں اور عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل دوزخ میں ہوگا۔

یحییٰ بن عابس سے مروی ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے میرے کپڑوں میں دفن کرنا کیوں کہ میں دادخواہ ہوں گا۔

مثنیٰ العبدی نے ان بوڑھوں سے روایت کی جو عمار کے پاس موجود تھے کہ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے میرا خون نہ دھونا اور نہ مجھ پر مٹی ڈالنا کیوں کہ میں دادخواہ ہوں گا۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہاشم بن عتبہ اور عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہما پر نماز پڑھی' انہوں نے عمار رضی اللہ عنہ کو اپنے قریب کیا اور ہاشم کو ان کے آگے' دونوں پر ایک ہی مرتبہ پانچ یا چھ یا سات تکبیریں کہیں' شک اشعث راوی کی جانب سے ہے۔

عاصم بن ضمرہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے عمار پر نماز پڑھی اور انہیں غسل نہیں دیا۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ کی عقل قتل کے وقت تک درست تھی۔ بلال بن یحییٰ العبسی سے مروی ہے کہ جب حذیفہ کی وفات کا وقت آیا' جو قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد صرف چالیس شب زندہ رہے' تو ان سے کہا گیا کہ اے ابوعبداللہ! یہ یعنی عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے' تمہاری کیا رائے ہے' انہوں نے کہا' تم نہیں مانتے تو نا چار بتاتا ہوں' مجھے اٹھا کے بٹھا دو' انہیں ایک آدمی کے سینے کے سہارے سے بٹھا دیا' پھر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ابوالیقظان فطرت پر ہیں' ابوالیقظان فطرت پر ہیں' وہ ہرگز اسے ترک نہ کریں گے' تا وقتیکہ انہیں موت آئے یا بڑھاپا انہیں بھلا دے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ جب عمار رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو خزیمہ بن ثابت اپنے خیمے میں آئے اپنے ہتھیار ڈال دیئے' اس پر پانی چھڑکا' غسل کیا پھر قتل کیا' یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص سے اپنی وفات کے دن تک محبت کی ہو وہ ایسا نہ ہوگا کہ اللہ اسے دوزخ میں داخل کر دے' لوگوں نے کہا کہ ہم دیکھتے تھے کہ آنحضرت تم سے محبت کرتے تھے اور تم کو عامل بناتے تھے' انہوں نے کہا کہ اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ آپ مجھ سے محبت کرتے تھے یا میری تالیف قلب فرماتے تھے لیکن ہم آپ کو ایک شخص سے محبت کرتے دیکھتے تھے' لوگوں نے کہا کہ وہ کون شخص ہے انہوں نے کہا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما۔ لوگوں نے کہا کہ وہ تو صفین میں تمہارے ہی مقتول ہیں' انہوں نے کہا کہ بے شک واللہ ہم نے انہیں قتل کیا۔

حسن سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ کو عامل بناتے تھے' انہوں نے کہا واللہ کرتے تھے' مگر مجھے معلوم نہیں کہ یہ محبت تھی یا تالیف قلب' جس سے مجھے مانوس فرماتے تھے' لیکن میں دو آدمیوں پر گواہ ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت میں وفات ہوئی کہ آپ ان دونوں سے محبت فرماتے تھے' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما' لوگوں نے کہا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما جنگ صفین میں تمہارے مقتول تھے' انہوں نے کہا تم نے سچ کہا' واللہ ہم نے انہیں قتل کیا ہے۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ عمرو بن شرحبیل ابومیسرہ نے جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فاضل ترین تلامذہ میں سے تھے' خواب میں دیکھا کہ جیسے میں جنت میں داخل کیا گیا' اتفاق سے چند خیمے نصب کیے ہوئے نظر آئے' میں نے کہا یہ کس کے لیے ہیں' لوگوں نے کہا کہ ذی الکلاع اور حوشب کے لیے' حالانکہ یہ دونوں ان لوگوں میں سے تھے جو معاویہ کی ہمراہی میں قتل کیے گئے تھے'

پوچھا عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ والے کہاں ہیں' لوگوں نے کہا کہ تمہارے آگے' میں نے کہا کہ ان میں سے بعض کو قتل کیا ہے' کہا گیا کہ یہ لوگ اللہ سے ملے' انہوں نے اسے واسع المغفرۃ (بڑا مغفرت والا) پایا' میں نے کہا نہروان والے کیا ہوئے؟ کہا گیا کہ انہیں سختی و مصیبت سے دوچار ہونا پڑا (اہل نہروان نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ کے التوائے جنگ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی تھی)۔

ابی الضحیٰ سے مروی ہے کہ ابومیسرہ نے خواب میں ایک سرسبز باغ دیکھا جس میں چند خیمے نصب تھے' ان میں عمار رضی اللہ عنہ تھے' چند خیمے نصب تھے جن میں ذوالکلاع تھے۔ ابومیسرہ نے پوچھا یہ کیسے ہو گیا' ان لوگوں نے تو باہم قتال کیا ہے' جواب ملا ان لوگوں نے پروردگار کو واسع المغفرۃ (بڑا مغفرت والا) پایا۔

لؤلؤہ (ام حکم بنت عمار رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ باندی) سے مروی ہے کہ لوگوں سے عمار رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کیا کہ وہ گندم گوں' لانبے' مضطرب آدمی تھے' نیلگوں (آنکھیں تھیں' دونوں شانوں کے درمیان دوری تھی (یعنی سینہ چوڑا تھا) اور ان میں بڑھاپے کا تغیر نہ تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قتل عمار رضی اللہ عنہ میں جس امر پر اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں صفر ۳۷ھ میں جب کہ وہ ترانوے سال کے تھے قتل کیے گئے اور وہیں صفین میں دفن کیے گئے۔

حضرت معتب بن عوف رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن فضل بن عفیف یہ وہی تھے جنہیں عیہامہ بن کلیب ابن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن عامر پکارا جاتا تھا' خزاعہ میں سے تھے۔ محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب میں اسی طرح ان کا نسب بیان کیا ہے' یہی شخص تھے جنہیں معتب بن الحمرا بھی کہا جاتا تھا' ان کی کنیت ابوعوف تھی' بنی مخزوم کے حلیف تھے اور بہ روایت محمد بن اسحق و محمد بن عمر دوسری مرتبہ کی ہجرت میں وہ بھی مہاجرین حبشہ میں تھے' موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے ان کا مہاجرین حبشہ میں ذکر نہیں کیا۔

عمر بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب معتب ابن عوف رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ مبشر بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معتب ابن الحمرا اور ثعلبہ بن حاطب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ معتب بدر واحد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ کے ہمراہ حاضر ہوئے' ۵۷ھ میں جب وہ اٹھتر سال کے تھے ان کا انتقال ہوا۔ پانچ اصحاب ہوئے۔

سیدنا زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ:

ابن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح ابن عدی بن کعب بن لوی' کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی' والدہ اسماء بنت وہب بن حبیب بن حارث بن عبس بن قعین بنی اسد میں سے تھیں۔ زید رضی اللہ عنہ اپنے بھائی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے تھے اور ان سے پہلے اسلام لائے تھے۔

زید رضی اللہ عنہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے‘ ان کی والدہ لبابہ بنت ابی لبابہ ابن عبدالمنذر بن رفاعہ بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف تھیں‘ اسماء بنت زید‘ ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی عامر ابن صیفی تھیں‘ زید طویل آدمی تھے‘ طول خوب ظاہر تھا اور گندم گوں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور معن ابن عدی بن عجلان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا‘ دونوں یمامہ میں شہید ہوئے‘ زید رضی اللہ عنہ بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حاضر ہوئے‘ آپ سے انہوں نے حدیث بھی روایت کی۔

عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ اپنے غلاموں کا خیال رکھنا‘ جو تم کھاتے ہو اسی میں سے انہیں بھی کھلاؤ۔ جو تم پہنتے ہو اسی میں سے انہیں بھی پہناؤ‘ اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم معاف کرنا نہ چاہو تو اے اللہ کے بندو انہیں بیچ ڈالو اور ان پر عذاب نہ کرو۔

حجاف بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں مسلمانوں کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے‘ مسلمانوں کو شکست ہوگئی تھی‘ حنیفہ کوچ پر غالب آ گئی‘ زید کہنے لگے کہ کوچ تو کوئی کوچ نہیں‘ اور لوگ تو کوئی لوگ نہیں‘ پھر اپنی بلند آواز سے چلانے لگے کہ اے اللہ میں تیرے آگے اپنے اصحاب کے فرار کی معذرت کرتا ہوں‘ اور مسیلمہ اور حکم بن الطفیل نے جو کام کیا ہے اس سے تیرے آگے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں‘ وہ جھنڈے کو مضبوط پکڑ کر دشمن کے سینے میں بڑھنے لگے‘ انہوں نے اپنی تلوار سے مارا یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے‘ اور جھنڈا گر گیا۔ اسے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم نے لے لیا۔ مسلمانوں نے کہا کہ اے سالم رضی اللہ عنہ ہمیں خوف ہے کہ تمہاری طرف سے کوئی ہمارے پاس نہ آ جائے‘ انہوں نے کہا کہ میں بدترین حافظ قرآن ہوں گا اگر میری جانب سے تمہارے پاس کوئی آ جائے۔

کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ابومریم الحنفی سے پوچھتے سنا کہ کیا تم نے زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو قتل کیا‘ انہوں نے کہا کہ اللہ میرے ہاتھ سے ان کا اکرام کرے اور ان کے ہاتھ سے میری توہین نہ کرے‘ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری رائے میں اس روز مسلمانوں نے تم میں سے کتنے آدمیوں کو قتل کیا انہوں نے کہا کہ چودہ سو یا کچھ زائد‘ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ برے مقتولین تھے‘ ابومریم نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے باقی رکھا کہ میں نے اس دین کی طرف رجوع کیا جو اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور مسلمانوں کے لیے پسند کیا عمر رضی اللہ عنہ ان کی گفتگو سے مسرور ہوئے‘ ابومریم اس کے بعد بصرے کے قاضی تھے۔

عبدالعزیز بن یعقوب الماجشون سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے متمم بن نویرہ سے فرمایا کہ تمہیں اپنے بھائی کا کس قدر سخت رنج ہے‘ عرض کی اسی غم میں میری یہ آنکھ چلی گئی ہے‘ اور انہوں نے اس کی طرف اشارہ کیا‘ پھر میں اپنی صحیح سالم آنکھ سے رویا‘ اور اس قدر زیادہ رویا کہ جانے والی آنکھ نے بھی اس کی مدد کی اور آنسو بہائے‘ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ تو ایسا شدید رنج ہے کہ کوئی بھی اپنی میت پر اتنا غمگین نہ ہوگا۔ اللہ زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے‘ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر میں شعر کہنے پر قادر ہوتا

تو ضرور ان پر اسی طرح روتا جس طرح تم اپنے بھائی پر روئے۔

متمم نے کہا' یا امیر المومنین' اگر جنگ یمامہ میں میرے بھائی بھی اسی طرح مقتول ہوتے جس طرح آپ کے بھائی قتل کیے گئے تو میں ان پر کبھی نہ روتا' پھر عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور انہیں اپنے بھائی سے تسلی ہوئی' حالانکہ انہیں بھی ان پر بہت شدید رنج تھا' عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ صبا چلتی ہے اور میرے پاس زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خوشبو لاتی ہے' ابن جعفر نے کہا کہ میں نے ابن ابی عون سے پوچھا کہ کیا عمر رضی اللہ عنہ شعر نہیں کہتے تھے' تو انہوں نے کہا کہ نہیں' اور نہ کوئی بیت۔

محمد بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ ۱۲ھ میں خلافت ابی بکر رضی اللہ عنہ میں جنگ مسیلمہ میں یمامہ میں شہید ہوئے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ یوم احد میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم میری زرہ نہ پہننا' مگر انہوں نے پہن لی' پھر اسے اتار دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں کیا ہوا' تو انہوں نے کہا کہ میں بھی اپنے لئے وہی چاہتا ہوں جو تم اپنے لئے چاہتے ہو۔

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہما:

ابن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط ابن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی' کنیت ابوالاعور تھی' والدہ فاطمہ بنت بعجہ بن امیہ بن خویلد بن خالد بن المعمر بن حیان بن غنم بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں' ان کے والد زید بن عمرو بن نفیل دین کی تلاش میں شام آئے' یہود و نصاریٰ سے علم دین دریافت کیا مگر انہیں ان لوگوں کا دین پسند نہ آتا تو ایک عیسائی نے کہا کہ تم دین ابراہیم تلاش کرتے ہو۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا دین ابراہیم کیا ہے' اس نے کہا' وہ موحد تھے' سوائے اللہ کے' جس کا کوئی شریک نہیں اور جو یکتا ہے' کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے' وہ اس سے عداوت کرتے تھے جو اللہ کے سوا کسی اور کی کچھ بھی پرستش کرتا تھا' بتوں پر جو ذبح کیا جاتا تھا اسے نہیں کھاتے تھے زید بن عمرو نے کہا کہ یہ وہی ہے جسے میں جانتا ہوں اور میں اسی دین پر ہوں' لیکن پتھر یا لکڑی کی عبادت جسے میں اپنے ہاتھ سے بناتا ہوں تو یہ کوئی چیز نہیں' زید رضی اللہ عنہ مکے آئے اور وہ دین ابراہیم پر تھے۔

عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل دین تلاش کرتے تھے' انہوں نے نصرانیت اور یہودیت اور بتوں اور پتھروں کی عبادت کو ناپسند کیا' اپنی قوم سے اختلاف ان معبودوں کا اور اس عبادت کا ترک کرنا ظاہر کر دیا جو ان کے باپ دادا کرتے تھے' وہ ان کا ذبیحہ بھی نہیں کھاتے تھے' انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے عامر' میں نے اپنی قوم کی مخالفت کی' میں نے ملت ابراہیم کا اور جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور ان کے بعد اسماعیل علیہ السلام کا اتباع کیا جو اسی قبلے کی طرف نماز پڑھتے تھے' میں اس نبی کا منتظر ہوں جو اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے مبعوث ہوگا' مجھے معلوم نہیں کہ انہیں پاؤں گا' ان پر ایمان لاؤں گا' ان کی تصدیق کروں گا اور گواہی دوں گا کہ وہ نبی ہیں (اے عامر) اگر تمہاری مدت دراز ہو اور تم انہیں دیکھو تو میری جانب سے انہیں سلام کہہ دینا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے تو میں اسلام لایا اور آپ کو زید بن عمرو کے قول کی خبر دی' ان کی جانب سے میں نے آپ کو سلام کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا کہ میں نے جنت میں دامن کشاں دیکھا ہے۔

حجیر بن ابی اہاب سے مروی ہے کہ میں نے زید بن عمرو کو اس حالت میں دیکھا کہ صنم بوانہ کے پاس تھا اور وہ شام سے واپس آ کر آفتاب کا مراقبہ کر رہے تھے' جب آفتاب ڈھل گیا تو روبہ قبلہ ہو گئے' دو سجدوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھی' پھر کہنے لگے ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام کا یہی قبلہ ہے' میں پتھر کی عبادت نہ کروں گا' سوائے بیت اللہ کے اور کسی کی طرف نماز نہ پڑھوں گا' یہاں تک کہ مرجاؤں' وہ حج کرتے' وقوف عرفہ کرتے اور تلبیہ کہتے تھے ''لبیك لا شریك و لا ندلك'' پھر عرفے سے پیدل واپس ہوتے اور کہتے لبیك متعبداً لك مرقوقا (تیرا عبادت گزار غلام حاضر ہے)۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے سنا کہ آپ زید بن عمرو بن نفیل سے بلدح کے نشیبی حصے میں ملے ہیں' یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی سے پہلے کا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس ایک خوان بھیجا جس میں گوشت تھا' انہوں نے اس کے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ میں وہ نہیں کھاتا جو تم لوگ اپنے بتوں پر ذبح کرتے ہو' اور نہ اس میں سے کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔

محمد بن عبداللہ بن جحش سے مروی ہے کہ زید بن عمرو قریش کی مذمت ان کے ذبیحے پر کیا کرتے اور کہتے کہ بکری کو اللہ نے پیدا کیا' اس نے آسمان سے پانی نازل کیا' اس نے اس سے زمین سے سبزہ اُگایا' پھر بھی لوگ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں (ان کا یہ کہنا) اس فعل کے انکار اور اس کی گرانی کی وجہ سے تھا' میں اس میں سے نہیں کھاتا جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے زید بن عمرو ابن نفیل کو اس طرح دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے اپنی پشت کعبے سے لگائے کہہ رہے تھے' اے گروہ قریش' سوائے میرے آج تم میں سے کوئی دین ابراہیم علیہ السلام پر نہیں ہے' وہ زندہ درگور لڑکی کو بچا لیتے اور اس شخص سے جو اپنی لڑکی کے قتل کا ارادہ کرتا کہتے کہ ٹھہر جا' اسے قتل نہ کر' میں اس کے بار کا کفیل ہوں وہ اسے لے لیتے' جب وہ ٹوٹی پھوٹی بات کرنے لگتی تو اس کے باپ سے کہتے کہ اگر تو چاہے تو میں تجھے واپس کر دوں اور اگر تو چاہے تو میں اس کے بارے میں تیری کفالت کروں۔

عامر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن عمرو ابن نفیل کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وہ قیامت میں تنہا ایک امت بن کر اٹھیں گے۔

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کی وفات اس وقت ہوئی جب قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پانچ سال قبل کعبے کی تعمیر کر رہے تھے ان پر موت اس حالت میں نازل ہوئی کہ وہ کہہ رہے تھے میں دین ابراہیم پر ہوں۔ ان کے بیٹے سعید رضی اللہ عنہ بن زید الاعور اسلام لائے' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' دونوں نے آپ سے زید بن عمرو کو دریافت کیا' فرمایا اللہ زید رضی اللہ عنہ کی مغفرت کرے' ان پر رحمت کرے' وہ دین ابراہیم علیہ السلام پر مرے' اس روز کے بعد سے مسلمانوں میں کوئی یاد کرنے والا ان کے لیے دعائے مغفرت کیے بغیر نہیں رہتا تھا' سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ بھی (ان کے لیے) کہتے تھے کہ رحمہ اللہ وغفر لہ۔

زکریاء بن یحییٰ السعیدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ زید بن عمرو مرے تو حراء کی جڑ میں دفن کیے گئے' سعید ابن زید کی

اولاد میں سے عبدالرحمن اکبر تھے جن کا کوئی پسماندہ نہیں تھا' ان کی والدہ رملہ تھیں جو ام جمیل بنت الخطاب بن نفیل تھیں' زید رضی اللہ عنہ جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا' عبداللہ اکبر' جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا اور عاتکہ' ان سب کی والدہ جلیسہ بنت سوید بن صامت تھیں۔

عبدالرحمن اصغر' جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا' عمر اصغر جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا' ام موسیٰ وام الحسن ان سب کی والدہ امامہ بنت الدجیج تھیں جو غسان میں سے تھیں۔

محمد وابراہیم اصغر وعبداللہ اصغر وام حبیب کبریٰ اور ام سعید کبریٰ' یہ (ام سعید) اپنے والد سے پہلے ہی مر گئیں' اور ام زید' ان سب کی والدہ حزمہ بنت قیس بن خالد بن وہب بن ثعلبہ ابن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر تھیں۔ عمر و اصغر و اسود' ان دونوں کی والدہ ام الاسود تھیں جو بنی تغلب کی خاتون تھیں۔

عمرو اکبر اور طلحہ' یہ (طلحہ) اپنے والد سے پہلے ہی مر گئے' جن کا کوئی پسماندہ نہیں' اور ایک لڑکی زجلہ' ان سب کی والدہ ضمخ بنت اصبغ بن شعیب بن ربیع بن مسعود بن مصاد بن حصن بن کعب ابن علیم کلب میں سے تھیں۔ ابراہیم اکبر وحفصہ' ان دونوں کی والدہ بنت قربہ بنی تغلب میں سے تھیں۔

خالد' ام خالد جو اپنے والد سے پہلے ہی وفات پا گئیں۔

ام نعمان' ان سب کی والدہ ام خالد تھیں جو ام ولد تھیں۔

ام زید صغریٰ' ان کی والدہ ام بشیر بنت ابی مسعود انصاری تھیں' ام زید صغریٰ مختار بن ابی عبید کی بیوی تھیں' اور ان کی والدہ طے میں سے تھیں۔

عائشہ' زینب' ام عبدالحولا' ام صالح' ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ سعید بن زید رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں جانے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے ایمان لائے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب سعید بن زید رضی اللہ عنہما مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ بن عبدالمنذرؓ برادر ابی لبابہ کے پاس اترے۔

عبدالملک بن زید ولد سعید بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعید بن زید اور رافع ابن مالک زرقی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حارثہ انصاری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قافلہ قریش کی شام سے روانگی کا اندازہ فرمایا تو آپ نے اپنی روانگی سے دس شب پہلے طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید ابن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر دریافت کرنے کے لیے بھیجا' دونوں روانہ ہوئے' یہاں تک کہ الحوراء پہنچے' وہ برابر وہیں مقیم رہے' قافلہ ان کے پاس سے گزرا تو رسول اللہ ﷺ کو طلحہ وسعد رضی اللہ عنہما کے واپس آنے سے پہلے ہی خبر معلوم ہوگئی' آپ نے اصحاب کو بلایا اور قافلے کے قصد سے روانہ ہوئے' مگر قافلہ ساحل کے راستے سے گیا اور بہت تیز نکل گیا' لوگ تلاش کرنے والوں سے بچنے کے لیے شبانہ روز چلے' طلحہ بن عبداللہ اور سعید بن زید مدینے کے ارادے سے

روانہ ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کو قافلے کی خبر دیں' ان کو آپ کی روانگی کا علم نہ تھا۔ وہ مدینے اسی روز آئے جس روز رسول اللہ ﷺ نے بدر میں جماعت قریش سے مقابلہ کیا دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو بدر سے واپس آتے ہوئے تربان میں پایا جو الحجہ پر ملل اور السیالہ کے درمیان ہے' طلحہ وسعید رضی اللہ عنہما اس جنگ میں موجود نہ تھے' رسول اللہ ﷺ نے بدر کے اجر وحصص غنیمت میں ان کا بھی حصہ لگایا' وہ دونوں انہیں کے مثل ہو گئے جو اس میں موجود تھے' سعید رضی اللہ عنہ احد اور خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر ہوئے۔

سعید بن زید بن عمرو نفیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے حراء رکا رہ' تجھ پر سوائے نبی اور صدیق اور شہید کے کوئی نہیں ہے' راوی نے کہا' انہوں نے نو آدمیوں کا نام لیا' رسول اللہ' ابوبکر' عمر' علی' عثمان' طلحہ' زبیر' عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہم کا' اور کہا کہ اگر میں دسویں کا نام لینا چاہتا تو ضرور کرتا یعنی خود۔

سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قریش کے دس آدمی جنت میں ہوں گے' ابوبکر' عمر' عثمان' علی' طلحہ' زبیر' عبدالرحمٰن بن عوف' سعد بن ملک' سعید بن زید بن عمرو بن نفیل وابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جمعے کو دن بلند ہونے کے بعد سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہم کی وفات کی خبر آئی تو ابن عمر العقیق میں ان کے پاس آئے اور انہوں نے جمعہ ترک کر دیا۔

ابی عبدالجبار سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ بنت سعد ابن مالک کو کہتے سنا کہ میرے والد سعد بن مالک نے سعید بن زید ابن عمرو بن نفیل کو العقیق میں غسل دیا' لوگ انہیں اٹھا کر لے چلے جب سعد رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے سامنے آئے تو اندر چلے گئے' ان کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے' وہ غسل خانے میں گئے' غسل کیا اور باہر آئے تو اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ میں نے سعید رضی اللہ عنہ کو غسل دینے کی وجہ سے غسل نہیں کیا بلکہ صرف گرمی کی وجہ سے غسل کیا ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سعید بن زید رضی اللہ عنہما کو حنوط لگایا' انہیں اٹھا کے مسجد لے گئے اور نماز پڑھی مگر وضو نہیں کیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں نے سعید بن زید بن نفیل کے حنوط لگایا' کہا گیا کہ ہم آپ کے پاس مشک لاتے ہیں' انہوں نے کہا اچھا' مشک سے بہتر کون سی خوشبو ہو سکتی ہے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہما پر جمعے کے روز ماتم کیا گیا' میں نماز کی تیاری کر رہا تھا ان کے پاس چلا گیا اور نماز جمعہ ترک کر دی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہما پر جمعے کے روز دن بلند ہونے کے بعد (موت کی وجہ سے) آہ و بکا کی گئی' میں العقیق میں ان کے پاس آیا اور جمعہ ترک کر دیا۔

نافع سے مروی ہے کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہما کا انتقال العقیق میں ہوا' وہ مدینے لائے گئے اور وہیں دفن کیے گئے۔

اسماعیل بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سعید بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس بلایا گیا جو انتقال کر رہے تھے' اس

وقت نماز جمعہ کی تیاری کر رہے تھے' وہ ان کے پاس آئے اور جمعہ ترک کر دیا۔

عبدالملک بن زید ولد سعید بن زید رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہما کی العقیق میں وفات ہوئی' انہیں لوگوں کے کندھوں پر لاد کے لایا گیا اور مدینے میں دفن کیا گیا' قبر میں سعد اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اترے' یہ ۵۰ھ یا ۵۱ھ کا واقعہ ہے' جس روز وہ فوت ہوئے ستر سال سے زائد کے تھے' وہ بلند بالا' گندم گوں اور بہت بال والے تھے۔

حکیم بن محمد نے' جو مطلب بن عبد مناف کی اولاد میں سے تھے' اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعید بن زید ابن عمرو بن نفیل کی مہر میں قرآن مجید کی ایک آیت دیکھی۔ محمد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے جس میں اہل علم و اہل بلد کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہما العقیق میں مرے اور مدینے میں دفن کیے گئے' سعد بن ابی وقاص' ابن عمر رضی اللہ عنہما اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قوم' ان کے گھر والے اور ان کے لڑکے ان پر اس امر کے گواہ ہیں جس کو وہ جانتے ہیں اور روایت کرتے ہیں' اہل کوفہ نے یہ روایت کی کہ وہ ان کے پاس کوفے میں معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں فوت ہوئے' مغیرہ بن شعبہ نے نماز پڑھی جو اس زمانے میں والی کوفہ تھے۔

عمرو بن سراقہ رضی اللہ عنہ:

ابن المعتمر بن انس بن اداۃ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط ابن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی' والدہ آمنہ بنت عبداللہ بن عمیر ابن اہیب حذافہ بن جمح تھیں۔

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے مروی ہے کہ جب عمرو و عبداللہ فرزندان سراقہ بن المعتمر نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں رفاعہ بن عبدالمنذر برادر ابی لبابہ بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عمرو بن سراقہ بدر میں موجود تھے' بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحٰق و ابی معشر و محمد بن عمران سب نے اس پر اتفاق کیا' صرف محمد بن اسحٰق نے بیان کیا کہ ان کے بھائی عبداللہ بن سراقہ بھی بدر میں موجود تھے اور یہ ان کے علاوہ کسی نے نہیں بیان کیا نہ ہمارے نزدیک یہ ثابت ہے' عمرو ابن سراقہ احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب موجود تھے' عثمان بن عفان کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن سراقہ کی اس حالت میں وفات ہوئی کہ ان کی اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی عدی بن کعب اور ان کے موالی

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بن مالک:

ابن عامر بن ربیعہ بن حجیر بن سلامان بن مالک بن ربیعہ ابن رفیدہ بن غز بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی' بن دعمی ابن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان' خطاب ابن نفیل کے حلیف تھے' خطاب سے جب عامر بن ربیعہ نے معاہدہ حلف کیا تو انہوں نے ان کو بیٹا بنا لیا اور انہیں اپنی طرف منسوب کیا' اسی لیے عامر بن الخطاب کہا جاتا تھا' یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا

''ادعوھم لآبائھم'' تو عامر رضی اللہ عنہ نے اپنے نسب کی طرف رجوع کیا اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ان کا صحیح نسب وائل میں ہے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عامر بن ربیعہ کا اسلام قدیم تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہوئے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے آپ مسلمان ہوئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں' ہمراہ ان کے بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ العدویہ بھی تھیں۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سوائے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے مجھ سے پہلے مدینے کی ہجرت کے لیے کوئی نہیں آیا۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ لیلیٰ بنت ابن حثمہ یعنی ان کی بیوی سے پہلے کوئی سفر کرنے والی مدینے میں نہیں آئی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن ربیعہ اور یزید بن المنذر بن سرخ انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور وہ بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب موجود تھے' انہوں نے کہا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے (اور عامر رضی اللہ عنہ بدری تھے) کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر رات کی نماز پڑھ رہے تھے' یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب لوگ عثمان رضی اللہ عنہ پر افترا کرنے میں مشغول تھے' انہوں نے رات کی نماز پڑھی اور سو گئے' خواب میں ان کے پاس کوئی آیا اور کہا کہ اٹھو اللہ سے دعا مانگو کہ وہ تمہیں اس فتنے سے بچائے جس سے اس نے اپنے بندگان صالح کو بچایا وہ اٹھے نماز پڑھی' اور بیمار پڑے' پھر انہیں جنازے ہی کی صورت میں نکالا گیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی موت قتل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے چند روز بعد ہوئی' وہ اپنے گھر ہی میں رہے' لوگوں نے سوائے ان کے جنازے کے جو نکالا گیا اور کچھ نہ جانا۔

حضرت عاقل بن ابی البکیر رضی اللہ عنہ:

ابن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ' عاقل کا نام غافل تھا اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عاقل رکھا۔ ابوالبکیر بن عبد یالیل نے جاہلیت میں نفیل بن عبدالعزیٰ جد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے معاہدہ حلف کیا تھا' وہ اور ان کے بیٹے بنی نفیل کے حلفا تھے' ابومعشر اور محمد بن عمر' ابن ابی البکیر کہتے تھے' موسیٰ بن عقبہ' محمد بن اسحٰق اور ہشام بن محمد الکلبی' ابن البکیر کہتے تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عاقل وعامر و ایاس وخالد رضی اللہ عنہم فرزندان ابی البکیر بن عبد یالیل سب کے سب دار ارقم میں اسلام لائے' وہ ان لوگوں میں سب سے پہلے تھے جنہوں نے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عاقل وخالد وعامر و ایاس رضی اللہ عنہم فرزندان ابی البکیر ہجرت کے

لیے مکے سے مدینے کی طرف روانہ ہوئے‘ انہوں نے اپنے تمام مردوں اور عورتوں کو جمع کر لیا تھا‘ ان کے مکانوں میں کوئی باقی نہ رہا‘ دروازے بند کر دیئے گئے‘ سب لوگ رفاعہ بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عاقل بن ابی البکیر اور مبشر بن عبدالمنذر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا‘ دونوں کے دونوں بدر میں شہید ہوئے‘ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاقل بن ابی البکیر اور مجذر بن ذیاد کے درمیان عقد مواخاۃ کیا‘ عاقل بن ابی البکیر جنگ بدر میں شہید ہوئے‘ اس وقت وہ چونتیس سال کے تھے‘ انہیں مالک ابن زہیر الجشمی برادر ابی اسامہ نے شہید کیا۔

حضرت خالد بن ابی البکیر رضی اللہ عنہ:

ابن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ۔

رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ابی البکیر اور زید ابن الدثنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ خالد بن ابی البکیر بدر و احد میں موجود تھے‘ صفر ۴ھ میں یوم الرجیع میں شہید ہوئے‘ جس روز وہ قتل ہوئے چونتیس سال کے تھے‘ انہی کی مدح میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

الالیتنی فیھا شھدت ابن طارق ۱ وزیل اوما تفنی الامانی ومرثدا

’’کاش میں اس میں ابن طارق اور زید اور مرثد کے پاس موجود ہوتا اور (مجھے آرزوئیں بے نیاز نہ کرتیں۔

فدافعت عن جی خبیب وعاصم ۲ وکان شفاءً لو تدارکتُ خالدا

تو میں اپنے محبوب حبیب خبیب اور عاصم کی طرف سے مدافعت کرتا۔ اور اگر میں خالد کا انتظام کرتا تو وہ بھی شفا تھے‘‘۔

حضرت ایاس بن ابی البکیر رضی اللہ عنہ:

ابن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ۔

رسول اللہ ﷺ نے ایاس بن البکیر اور حارث بن خزمہ کے درمیان مواخاۃ کیا‘ ایاس بن ابی البکیر بدر و احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب موجود تھے۔

حضرت عامر بن ابی البکیر رضی اللہ عنہ:

ابن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ۔ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن ابی البکیر اور ثابت ابن قیس بن شماس کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ عامر بن ابی البکیر رضی اللہ عنہ بدر و احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب موجود تھے۔

حضرت واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبد مناف بن عزیز بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک ابن زید مناۃ بن تمیم‘ وہ خطاب بن نفیل کے حلیف تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ واقد بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے

سے پہلے اسلام لائے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ واقد بن عبداللہ التمیمی رضی اللہ عنہ نے جب مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقد بن عبداللہ التمیمی اور بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

واقد بن عبداللہ' عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہما کے ہمراہ سریہ نخلہ میں موجود تھے' اس روز عمرو بن الحضرمی مقتول ہوا تو یہود نے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا **عمرو عمرت الحرب** (عمرو کی جنگ نے خدمت کی) **والحضرمی حضرت الحرب** (اور حضرمی کے پاس جنگ آئی) **وواقد وقدت الحرب** (واقد کو جنگ نے روشن کیا)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان لوگوں نے ان کلمات سے فال لی' مگر یہ سب اللہ کی جانب سے یہود پر ہوا' واقد بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب موجود تھے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی ابتداء خلافت میں وفات ہوئی' ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

حضرت خولیٰ بن ابی خولیٰ رضی اللہ عنہ:

خولیٰ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عمرو بن زہیر بن خیثمہ بن ابی حمران تھا' ان کا نام حارث بن معاویہ بن حارث بن مالک بن عوف بن سعد ابن عوف بن حریم جعفی بن سعد العشیرہ بن مالک بن ادو بن مذحج تھا' وہ خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ والد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے جو بنی عدی بن کعب میں سے تھے' اس پر سب نے اتفاق کیا اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ خولی بن ابی خولی بدر میں موجود تھے' ابو معشر اور محمد بن عمر نے اپنے رجال اہل مدینہ وغیرہم سے روایت کی کہ بدر میں خولی کے ساتھ ان کے بیٹے بھی موجود تھے' ان دونوں نے ہمیں ان کا نام نہیں بتایا' لیکن محمد بن اسحٰق نے کہا کہ اس میں وہ اپنے بھائی مالک بن ابی خولی کے ساتھ موجود تھے اور دونوں جعفی میں سے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ بدر میں خولی ابن ابی خولی اور ان کے بھائی ہلال بن ابی خولی موجود تھے جو ان کے حلیف تھے ہشام بن محمد بن سائب الکلبی نے اپنی کتاب' کتاب النسب میں بیان کیا کہ بدر میں خولی ابن خولی موجود تھے' انہوں نے بھی انہیں اسی خاندان کی طرف منسوب کیا جس کی طرف ہم نے منسوب کیا انہوں نے کہا کہ ساتھ ان کے دونوں بھائی ہلال وعبداللہ فرزندان ابی خولی بھی تھے' خولی بن ابی خولی بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔ محمد بن اسحٰق نے بیان کیا کہ انؓ کے بھائی مالک بن ابی خولی جو ان کی روایت میں موجود تھے' وہ خلافت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں مرے۔

حضرت مہجع بن صالح رضی اللہ عنہ (عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد شدہ غلام):

کہا جاتا ہے کہ وہ اہل یمن میں سے تھے' ان پر قید کی مصیبت آئی' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے احسان کیا (کہ انہیں آزاد کر دیا) وہ مہاجرین اولین میں سے تھے' بدر میں دونوں کے درمیان شہید ہوئے' ان کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں میں سب سے پہلے جو شہید ہوئے وہ مہجع مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ بدر میں مسلمانوں کے سب سے پہلے مقتول مہجع مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے جنہیں عامر الحضرمی نے قتل کیا۔

بنی سہم بن عمرو بن ہصیص ابن کعب بن لؤی

حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم' ان کی والدہ ضعیفہ بنت حذیم ابن سعید بن رئاب بن سہم تھیں' خنیس کی کنیت ابوحذافہ تھی۔ یزید بن رومان سے مروی ہے کہ خنیس بن حذافہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارارقم میں جانے سے پہلے اسلام لائے۔

لوگوں نے بیان کیا خنیس رضی اللہ عنہ دوسری ہجرت میں ملک حبشہ گئے' بروایت محمد بن اسحٰق و محمد بن عمر الواقدی' موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے یہ بیان نہیں کیا۔

خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے شوہر تھے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب خنیس بن حذافہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ ابن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خنیس ابن حذافہ اور ابی عبس بن جبر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

خنیس رضی اللہ عنہ بدر میں موجود تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پچیسویں مہینے وفات ہوئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز پڑھی اور انہیں عثمان بن مظعون کی قبر کے کنارے دفن کیا' خنیس رضی اللہ عنہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ صرف ایک آدمی۔

بنی جمح بن عمرو بن ہصیص ابن کعب بن لؤی

سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ:

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ ان کی کنیت ابوسائب تھی' والدہ سخیلہ بنت العنبس بن وہبان بن وہب بن حذافہ ابن جمح تھیں' عثمان کی اولاد میں عبدالرحمٰن اور سائب تھے' ان دونوں کی والدہ خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص السلمیہ تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون عبیداللہ ابن حارث بن مطلب' عبدالرحمٰن بن عوف' ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' آپ نے ان لوگوں کے سامنے اسلام پیش کیا' انہیں شرائع اسلام کی خبر دی' سب کے سب ایک ہی وقت اسلام لائے' یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارارقم میں جانے اور دعوت دینے سے پہلے ہوا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ (بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں۔

عبدالرحمن بن سابط سے مروی ہے کہ لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ عثمان بن مظعون نے جاہلیت میں شراب کو حرام کر لیا تھا اور کہا کہ میں کوئی ایسی چیز نہ پیوں گا جو میری عقل لے جائے' مجھ پر اسے ہنسائے جو مجھ سے ادنیٰ ہے اور مجھے اس امر پر برانگیختہ کرے کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح اس شخص سے کر دوں جس سے میں نہیں چاہتا' یہ آیت سورہ مائدہ میں شراب کے بارے میں نازل ہوئی' کوئی شخص ان کے پاس سے گزرا اور کہا کہ شراب حرام کر دی گئی اور اس نے ان کے سامنے آیت تلاوت کی' انہوں نے کہا شراب کی خرابی ہو میری نظر اس میں صحیح تھی۔

عمارہ بن غراب الیحصبی سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ میں نہیں چاہتا کہ مجھے میری عورت دیکھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں؟'' انہوں نے کہا کہ میں اس سے شرماتا ہوں اور اسے ناپسند کرتا ہوں' فرمایا اللہ نے اسے تمہارے لیے لباس بنایا اور تمہیں اس کے لیے لباس بنایا' میری بیویاں میرا ستر دیکھتی ہیں اور میں ان کا دیکھتا ہوں' عرض کی یا رسول اللہ آپ ایسا کرتے ہیں' فرمایا: ہاں' انہوں نے کہا تو پھر آپ کے بعد میں بھی کروں گا' جب وہ پلٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن مظعون بڑے حیادار اور ستر چھپانے والے ہیں۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ خصی ہو کر زمین نوردی کرتے پھریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارے لیے میرے اندر عمدہ نمونہ نہیں ہے' میں تو عورتوں کے پاس آتا ہوں' گوشت کھاتا ہوں' روزہ رکھتا ہوں' اور نہیں بھی رکھتا میری امت کا خصی ہونا روزہ ہے' وہ میری امت میں نہیں ہے جو خصی کرے یا خصی بنے۔

سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو ترک ازواج سے منع فرمایا' اور اگر انہیں اس امر میں اجازت دیتے تو وہ ضرور خصی ہو جاتے۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں' انہیں بری ہیئت میں دیکھ کے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے' قریش میں تم سے زیادہ تمہارے شوہر سے کوئی بے پروا نہیں ہے' انہوں نے کہا کہ ہمارے لیے ان میں کچھ نہیں ہے ان کی رات اس طرح گزرتی ہے کہ نماز میں کھڑے رہتے ہیں' دن اس طرح گزرتا ہے کہ روزہ دار ہوتے ہیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو ازواج مطہرات نے یہ واقعہ بیان کیا' آپ ان سے ملے اور فرمایا' اے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کیا تمہارے لیے مجھ میں نمونہ نہیں ہے' عرض کی' اے کہ میرے والدین قربان' کیا بات ہے' فرمایا تم دن بھر روزہ رکھتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو' انہوں نے کہا بے شک کرتا ہوں' فرمایا: نہ کرو' تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے' تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے' لہٰذا نماز بھی پڑھو سوؤ بھی' روزہ بھی رکھو' اس کے بعد ان کی بیوی پھر ازواج مطہرات کے پاس آئیں تو اس طرح عطر میں بسی ہوئی تھیں گویا دلہن' ان لوگوں نے کہا کہ رکو' انہوں نے کہا کہ ہمیں بھی وہ چیز حاصل ہوئی جو لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون نے ایک کوٹھڑی بنائی' اس میں بیٹھ کے عبادت کیا کرتے تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم

ہوا تو ان کے پاس آئے اور اس کوٹھڑی کے دروازے کا جس میں وہ تھے ایک پٹ پکڑ کے دو یا تین مرتبہ فرمایا' اے عثمانؓ! مجھے اللہ نے رہبانیت کے ساتھ مبعوث نہیں کیا' اللہ کے نزدیک سب سے بہتر دین بخشش کرنے والی حنیفیۃ (خاص توحید و دین ابراہیمی) ہے۔

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' میں ایسا آدمی ہوں کہ جہاد میں بے عورتوں کے رہنا مجھ پر شاق گزرتا ہے' آپ مجھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصی ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں تو میں خصی ہو جاؤں گا' فرمایا' نہیں' لیکن اے مظعون' تم روزہ اختیار کرو کیونکہ یہ مجفر (قاطع الشہوت) ہے۔

عائشہ بنت قدامہ سے مروی ہے کہ عثمان و قدامہ و عبداللہ فرزندان مظعون اور سائب بن عثمان بن مظعون اور معمر بن حارث رضی اللہ عنہم نے جب مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو یہ لوگ عبداللہ ابن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔

مجمع بن یعقوب نے اپنے والد سے روایت کی کہ یہ لوگ حزام بن ودیعہ کے پاس اترے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مظعون کے اہل و عیال ان لوگوں میں ہیں جن کے مرد اور عورتیں سب کے سب جمع ہو کر ہجرت کے لیے روانہ ہوئے' اور ان میں سے مکے میں کوئی نہ رہا' ان کے مکانات تک بند کر دیے گئے۔

ام علاء سے مروی ہے کہ ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ مہاجرین مدینے میں اترے' انصار نے باہم حرص کی کہ انہیں اپنے مکانات میں ٹھہرائیں' انہوں نے ان پر قرعہ ڈالا تو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہمارے حصے میں آئے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز مدینے میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائیوں کے مکانات کے لیے زمین عطا فرمائی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون اور ابی الہیثم بن التیہان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بدر میں موجود تھے' ہجرت کے تیسویں مہینے ان کی وفات ہوئی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں بوسہ دیا کہ وہ مردہ تھے' میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے رخسار پر بہہ رہے تھے۔

عبداللہ بن عثمان بن حارث بن حکم سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز جنازہ میں) ان پر چار تکبیریں کہیں۔

عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے لیے قبرستان کی تلاش میں تھے کہ وہ اس میں دفن کیے جائیں' آپ مدینے کے اطراف آئے' فرمایا کہ مجھے اس جگہ کا حکم دیا گیا' یعنی بقیع کا' اسے بقیع لخبجیہ کہا جاتا تھا' اس کی اکثر روئیدگی غرقد تھی' (اسی لیے بقیع الغرقد مشہور ہوا) اس میں بہت سے چشمے' ببول اور خاردار درخت تھے' مچھر اس قدر تھے کہ جب شام ہوتی تو مثل دھوئیں کے چھا جاتے' سب سے پہلے جو شخص وہاں دفن ہوئے وہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سرہانے ایک پتھر رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ ہماری علامت ہے' ان کے بعد جب کوئی میت ہوتی تو کہا جاتا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم

کہاں دفن کریں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہمارے نشان (عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ) کے پاس۔

ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ میں نے عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر دیکھی ہے اور اس کے پاس کوئی بلند چیز ہے جو مثل علامت کے ہے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے جو بقیع میں دفن ہوا وہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ محمد بن الحنفیہ کے موجودہ مکان کے پاس کوڑے کی جگہ دفن کیے گئے۔

ابی نضر سے مروی ہے کہ جب عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس حالت میں گئے کہ دنیا سے کچھ تعلق نہ تھا۔

ام علاء نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی' بیان کیا کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے' ہم نے ان کی تیمارداری کی' وفات ہوگئی تو ہم نے ان کو چادروں میں کر دیا (یعنی کفن دیا) ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' میں نے کہا' اے ابوالسائب (عثمان بن مظعون) میں شہادت دوں گی کہ اللہ نے تمہارا اکرام کیا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے ان کا اکرام کیا' عرض کی یا رسول اللہ میں نہیں جانتی' میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' آپ ہی فرمائیں کہ وہ کون ہیں' فرمایا' انہیں تو موت آ گئی' واللہ مجھے ان کے لیے خیر کی امید ہے' میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں مگر نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا' عرض کی' میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' پھر اور کون ہوگا' واللہ اس کے بعد میں کبھی کسی کی پاکی نہ بیان کروں گی پھر کہا کہ اس امر نے مجھے غمگین کر دیا' میں سوگئی تو خواب میں عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے ایک بہتا ہوا چشمہ دکھایا گیا' میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو خبر دی' فرمایا یہ ان کا عمل ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ان کی بیوی نے کہا اے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ' مبارک ہو کہ تمہارے لیے جنت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نگاہ غضب سے دیکھا اور فرمایا' تمہیں کس نے بتایا' عرض کی یا رسول اللہ' وہ آپ کے سوار اور آپ کے صحابی تھے' فرمایا' واللہ میں رسول اللہ ہوں مگر معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ جیسے شخص کے لیے آپ کا یہ فرمانا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاق گزرا حالانکہ عثمان ان میں افضل تھے' جب زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو آپ نے (ان صاحبزادی سے) فرمایا کہ تم بھی ہمارے سلف خیر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے مل جاؤ (بہ روایت یزید بن ہارون) عورتیں رونے لگیں تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہیں اپنے کوڑے سے مارنے لگے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا' اے عمر رضی اللہ عنہ جانے دو تم رووَ اور شیطان کی آواز سے بچو' پھر فرمایا کہ وہ رونا جو دل اور آنکھ سے ہو تو اللہ کی طرف سے ہے اور رحمت ہے' جب ہاتھ اور زبان سے ہو تو شیطان کی طرف سے ہے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑھیا کو ان کے جنازے کے پیچھے کہتے سنا کہ اے ابوالسائب تمہیں جنت مبارک ہو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا' تمہیں کس نے بتایا' عرض کی یا رسول اللہ

ابوالسائب (کو میں جنتی کہتی ہوں وہ آپ کے صحابی ہیں) فرمایا: واللہ ہم انہیں بجز خیر کے کچھ نہیں جانتے' پھر فرمایا' تمہیں یہ کہنا بھی کافی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا' وہ شہید نہیں ہوئے جس سے میرے دل سے بالکل اتر گئے' میں نے کہا کہ اس شخص کو دیکھو' ہم سب سے زیادہ دنیا سے یک سو تھا' وہ اس حالت میں مرا کہ شہید نہیں ہوا میرے دل میں عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق یہی خطرہ رہا' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میں نے کہا (اے عمر رضی اللہ عنہ) تجھ پر افسوس ہے' ہمارے بہترین لوگ مرتے ہیں' شہید نہیں ہوتے' پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو میں نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے' ہمارے بہترین لوگ مرتے ہیں' عثمان رضی اللہ عنہ میرے دل میں اسی مقام پر آ گئے جہاں اس سے قبل تھے۔

عائشہ بنت سعد سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر میں عبداللہ بن مظعون اور قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ اور سائب بن عثمان ابن مظعون اور معمر بن حارث اترے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے کھڑے تھے۔

مطلب بن عبداللہ بن حطب سے مروی ہے کہ جب عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ بقیع میں دفن کیے گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کے متعلق حکم دیا تو وہ ان کے سرہانے لگا دی گئی' فرمایا یہ ان کی قبر کی علامت ہے' اس کے پاس دفن کیا جائے گا یعنی جو ان کے بعد مرے گا۔

عائشہ بنت قدامہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حلیے میں باہم ملتے جلتے تھے' عثمان رضی اللہ عنہ بہت سیاہ رنگ کے تھے' نہ بہت لانبے نہ بہت پستہ قد' داڑھی لمبی چوڑی تھی ایسا ہی قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کا حلیہ تھا' البتہ قدامہ دراز قد تھے' عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالسائب تھی۔

حضرت عبداللہ بن مظعون رضی اللہ عنہ:

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح' ان کی والدہ سخیلہ بنت عنبس بن وہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں' ان کی کنیت ابومحمد تھی۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبداللہ اور قدامہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں جانے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

لوگوں نے بالاتفاق بیان کیا کہ عبداللہ بن مظعون رضی اللہ عنہ ملک حبشہ کو دوسری ہجرت کے موقع پر گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مظعون اور سہیل بن عبیداللہ المعلیٰ انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' عبداللہ بن مظعون بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' خلافت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ:

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح' ان کی کنیت ابوعمر تھی' والدہ غزیہ بنت حویرث بن عنبس بن وہبان بن وہب بن حذافہ ابن جمح تھیں۔

قدامہ کی اولاد میں عمرو فاطمہ تھیں جن کی والدہ ہند بنت الولید ابن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

عائشہ' ان کی والدہ فاطمہ بنت ابی سفیان بن حارث بن امیہ ابن فضل بن منقذ بن عفیف بن کلیب بن حبشیہ خزاعہ میں سے تھیں۔ حفصہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

رملہ' ان کی والدہ صفیہ بنت الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ ابن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں' بہ روایت محمد بن اسحٰق ومحمد بن عمر' قدامہ رضی اللہ عنہ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف گئے' قدامہ رضی اللہ عنہ بدر و احد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

عائشہ بنت قدامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۶ھ میں ہوئی' اس وقت وہ اڑسٹھ سال کے تھے' مگر بڑھاپے کا تغیر نہیں ہوا تھا (یعنی سفید بال)۔

حضرت سائب بن عثمان رضی اللہ عنہما:

ابن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح' ان کی والدہ خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص السلمیہ تھیں' خولہ کی والدہ ضعیفہ بنت العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

سب کی روایت میں بالاتفاق سائب بن عثمان رضی اللہ عنہما ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائب بن عثمان رضی اللہ عنہما اور حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' حارثہ رضی اللہ عنہ بدر میں شہید ہوئے' سائب بن عثمان رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب میں سے تھے جو تیرانداز بیان کیے گئے ہیں۔

بروایت محمد بن اسحٰق ومحمد بن عمر وابی معشر' سائب ابن عثمان رضی اللہ عنہما بدر میں موجود تھے' موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں موجود تھے۔ ہشام بن محمد ابن سائب الکلبی جو بدر میں موجود تھے کہتے تھے کہ وہ سائب ابن مظعون تھے جو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ ہشام کا وہم ہے' کیونکہ اصحاب سیرت وعلمائے مغازی سائب بن عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما کو ان لوگوں میں ثابت کرتے ہیں جو بدر میں موجود تھے' وہ احد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے' جنگ یمامہ میں موجود تھے' اس روز انہیں ایک تیر لگ گیا۔

جنگ یمامہ بعہد ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۲ھ میں ہوئی' سائب اسی تیر سے تیس سال سے زائد کی عمر میں وفات پا گئے۔

حضرت معمر بن حارث بن معمر رضی اللہ عنہ:

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح' ان کی والدہ قتیلہ بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ معمر بن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں جانے سے پہلے اسلام لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معمر بن حارث اور معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہم کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' معمر بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ ان کی وفات خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔ کل پانچ اشخاص۔

بنی عامر بن لؤی

حضرت ابوسبرہ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل ابن عامر بن لوی' ان کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ابوسبرہ کی اولاد میں محمد اور عبداللہ اور سعد تھے' ان کی والدہ ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی تھیں' ابوسبرہ رضی اللہ عنہ دونوں ہجرتوں میں مہاجرین حبشہ میں تھے' دوسری ہجرت میں ان کے ساتھ ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں' یہ محمد بن اسحٰق و محمد بن عمر نے بیان کیا' موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے اس کو بیان نہیں کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی سبرہ بن ابی رہم اور سلمہ بن سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب ابوسبرہ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو منذر بن محمد بن سعید ابن احیحہ بن الجلاح کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ ابوسبرہ بدر و احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب سعادت تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مکے واپس آئے اور وہیں ٹھہر گئے' اسے مسلمانوں نے ناپسند کیا' ان کے لڑکے بھی اسے برا کہتے تھے اور انہیں الزام دیتے تھے کہ وہ مکے سے ہجرت کرنے کے بعد اسی کی طرف واپس ہو گئے اور ان میں ٹھہر گئے۔

ابوسبرہ رضی اللہ عنہ بن ابی رہم کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل ابن عامر بن لوی کنیت ابومحمد تھی والدہ بہنانہ بنت صفوان بن امیہ ابن محرث بن خمل بن شق بن رقبہ بن مخدج بن ثعلبہ بن مالک ابن کنانہ تھیں۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی عبیدہ کو ایک شخص سے عبداللہ بن مخرمہ کی اولاد کو دریافت کرتے سنا تو اس نے کہا کہ عبداللہ کی کنیت ابومحمد تھی' اولاد میں مساحق تھے۔ ان کی ماں زینب بنت سراقہ بن المعتمر بن انس بن اداۃ بن ریاح ابن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب تھیں' جس سے عبداللہ نے سنا وہ ابونوفل بن مساحق تھے' ان کے پاس ماندہ بیٹے پوتے مدینے میں تھے۔

بہ روایت محمد بن عمر' عبداللہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں' محمد بن اسحٰق نے ہجرت ثانیہ میں ان کا ذکر کیا اور ہجرت اولیٰ میں نہیں کیا' موسیٰ بن عقبہ و ابومعشر نے نہ ہجرت اولیٰ میں ان کا ذکر کیا نہ ثانیہ میں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عبداللہ ابن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مخرمہ اور فروہ بن عمرو بن وذفہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو بنی بیاضہ میں

سے تھے عقد مواخاۃ کیا' عبداللہ بن مخرمہ بدر میں حاضر ہوئے تو تیس سال کے تھے' احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے' یمامہ میں بھی حاضر ہوئے' وہ اسی روز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۲ھ میں بہ عمر اکتالیس سال شہید ہوئے۔

حضرت حاطب بن عمرو رضی اللہ عنہ:

برادر سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لوی' والدہ اسماء بنت حارث بن نوفل تھیں جو اشجع سے تھیں۔

حاطب کی اولاد میں عمرو بن حاطب تھے' ان کی والدہ ریطہ بنت علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ حاطب بن عمرو رسول اللہ ﷺ کے ارقم کے مکان میں جانے سے پہلے اسلام لائے۔

سب نے بیان کیا کہ (بہ روایت محمد بن اسحٰق و محمد بن عمر) حاطب بن عمرو نے ملک حبشہ کی دونوں ہجرتیں کیں' موسیٰ بن عقبی وابومعشر نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

عبدالرحمٰن بن اسحٰق نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہجرت اولیٰ میں سب سے پہلے جو شخص ملک حبشہ میں آئے وہ حاطب بن عمرو بن عبد شمس تھے' محمد بن عمرو نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب حاطب ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ بن عبدالمنذر برادر ابی لبابہ بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

سب نے بالاتفاق بیان کیا کہ حاطب بن عمرو بدر میں موجود تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا کہ ان کے بھائی سلیط بن عمرو بھی ان کے ساتھ بدر میں موجود تھے۔ اسے کسی اور نے بیان نہیں کیا اور یہ ثابت بھی نہیں' حاطب احد میں بھی موجود تھے۔

حضرت عبداللہ بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی' کنیت ابوسہیل تھی' ان کی والدہ فاختہ بنت عامر بن نوفل بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

بہ روایت محمد بن اسحٰق و محمد بن عمر' عبداللہ بن سہیل ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے اس کا ذکر نہیں کیا' وہ حبشہ سے مکے واپس آئے تو ان کے والد نے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر کر کے اپنے پاس رکھ لیا' اور انہیں ان کے دین میں فتنے میں ڈالا۔

عطا بن محمد بن عمرو بن عطا نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبداللہ بن سہیل مشرکین کے ہمراہ جنگ بدر کے لیے روانہ ہوئے۔ وہ اپنے والد سہیل بن عمرو کے ساتھ اسی کے نفقے اور اسی کی سواری میں تھے' ان کے والد کو شک نہ تھا کہ وہ اس کے دین کی طرف واپس آ گئے' جب بدر میں مسلمان و مشرکین ملے اور دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو عبداللہ بن سہیل مسلمانوں کی

طرف پلٹ آئے اور جنگ سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے' وہ بحالت اسلام بدر میں حاضر ہوئے' اس وقت ستائیس سال کے تھے۔ اس طریقے نے ان کے والد سہیل بن عمرو کو نہایت سخت غصہ دلایا۔ عبداللہ نے کہا کہ اللہ نے اس میں میرے اور اس کے لیے خیر کثیر کر دی۔ عبداللہ بن سہیل احد اور خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ وہ یمامہ میں بھی حاضر ہوئے اور اسی میں وہ جنگ جو اثنا میں ۱۲ھ میں خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ہوئی' شہید ہو گئے' اس وقت اڑتیس سال کے تھے' ان کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حج کیا تو مکے میں سہیل بن عمرو ان کے پاس آئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے عبداللہ کی تعزیت کی تو سہیل نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید اپنے ستر عزیزوں کی شفاعت کرے گا' مجھے امید ہے کہ میرے بیٹے مجھ سے پہلے کسی کی شفاعت نہ کریں گے۔

حضرت عمیر بن عوف رضی اللہ عنہ:

سہیل بن عمرو کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے' کنیت ابوعمرو تھی' مکے کے غیر خالص عربوں میں سے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر اور محمد بن عمر انہیں عمیر بن عوف کہتے تھے۔ محمد بن اسحاق عمرو بن عوف کہتے تھے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عمیر بن عوف رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ عمیر بن عوف بدر و احد و خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

سلیط بن عمرو نے اپنے اعزہ سے روایت کی کہ عمیر بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات مدینے میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی' اور ان پر عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

حضرت وہب بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی' عبداللہ بن سعد کے بھائی تھے' ان دونوں کی والدہ مہانہ بنت جابر اشعریین میں سے تھیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب وہب بن سعد نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے وہب بن سعد اور سوید بن عمرو رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ دونوں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے' بہ روایت موسیٰ بن عقبہ و ابی معشر و محمد بن عمر' وہب بن سعد بدر میں موجود تھے' محمد بن عمر نے اپنی کتاب میں اُن اُن لوگوں میں ذکر نہیں کیا جو بدر میں موجود تھے' وہب بن سعد احد اور خندق و حدیبیہ اور خیبر میں موجود تھے' جمادی اولیٰ ۸ھ میں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے' شہادت کے دن چالیس سال کے تھے۔

بنی عامر بن لؤی کے حلفائے اہل یمن

حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ:

یہ اہل یمن میں سے ان کے حلیف تھے' کنیت ابوسعید تھی' موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق اور محمد بن عمر نے اسی طرح بیان کیا' ابومعشر نے کہا کہ اہل یمن میں سے سعد بن خولہ کے حلیف تھے' محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے اس شخص سے سنا جو بیان کرتے تھے کہ وہ حلیف نہ تھے بلکہ ابورہم بن عبدالعزیٰ العامری کے مولیٰ تھے' بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر' ہجرت ثانیہ میں وہ مہاجرین حبشہ میں تھے' اس کو موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے بیان نہیں کیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ نے جب مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر ہوئے تو پچیس سال کے تھے' احد وخندق حدیبیہ میں موجود تھے' وہ ان سبیعہ بنت حارث سلیمہ کے شوہر تھے جن کے یہاں ان کی وفات کے کچھ ہی دیر بعد ولادت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جس سے چاہو نکاح کر لو' سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ مکے گئے تھے' وہیں وفات پائی' جب فتح مکہ کا زمانہ ہوا تو سعد بن ابی وقاص بیمار ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ سے عمرے کے لیے تشریف لائے تو ان کی عیادت کے لیے بھی گئے' اور فرمایا: اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت کو پورا کر' انہیں پس پشت واپس نہ کر' لیکن مصیبت زدہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے افسوس کرتے تھے کہ وہ مکے میں مر گئے' یہ اس لیے کہ جس نے مکے سے ہجرت کی اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند کرتے تھے کہ وہاں واپس آئے یا اس میں ارکان حج وعمرہ ادا کرنے سے زیادہ قیام کرے۔

علاء بن حضرمی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ صرف تین راتیں ہیں جن میں مہاجر بعد ادائے ارکان حج مکے میں قیام کرے۔

بنی فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ

یہ لوگ بطون قریش کے آخر بطن ہیں

امین الامۃ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ:

نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ ابن حارث بن فہر تھا' ان کی والدہ امیمہ بنت غنم بن جابر بن عبدالعزیٰ ابن عامر بن عمیرہ تھیں' امیمہ کی والدہ دعد بنت ہلال بن اہیب ابن ضبہ بن حارث بن فہر تھیں۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں یزید وعمیر تھے' ان دونوں کی والدہ ہند بنت جابر بن وہب بن ضباب بن حجیر بن عبد بن معیص ابن عامر بن لؤی تھیں' ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے لڑکے لاولد مر گئے' اس لیے ان کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارقم کے مکان میں جانے سے پہلے ابوعبیدہ بن الجراح' عثمان بن مظعون اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اور ان کے ساتھیوں کو مشرف باسلام فرمایا۔

بہ روایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر' ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ گئے اس کو موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے بیان نہیں کیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی عبیدہ بن الجراح اور سالم مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہم کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ ابن الجراح اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بدر واحد میں حاضر ہوئے' جنگ اُحد میں جب لوگ پشت پھیر کے بھاگے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ جب یوم احد میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر تیر مارا گیا اور آپ کے دونوں رخساروں میں خود کے دو حلقے گھس گئے تو میں آنحضرت ﷺ کی طرف دوڑتا ہوا آیا' ایک اور انسان مشرق کی طرف سے دوڑتا ہوا آیا' میں نے کہا: اے اللہ اسے خوشی بنا' ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی جناب میں پہنچے تو وہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے مجھ پر سبقت کی تھی' انہوں نے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں اللہ کے لیے تم سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے کیوں نہیں چھوڑ دیتے کہ رسول اللہ ﷺ کے رخسارے سے اسے کھینچ لوں' میں نے انہیں چھوڑ دیا' ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دانت سے خود کا ایک حلقہ پکڑ کے کھینچا تو پشت کے بل گر پڑے اور دانت ٹوٹ گیا' انہوں نے دوسرا حلقہ دوسرے دانت سے پکڑا تو وہ دانت بھی ٹوٹ گیا' ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں کھونڈے تھے۔

سب نے بیان کیا کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے' وہ آپ کے اکابر اصحاب میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ ذی القصہ کی طرف بطور سریہ بھیجا تھا۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا' ہم لوگ تین سو دس سے زائد تھے' آپ نے ہمیں کھجور کی ایک تھیلی توشے میں دی' انہوں نے ہمیں اس میں سے ایک ایک مٹھی دے دی' جب ہم نے ان سے مانگا تو ہمیں ایک ایک کھجور دی' جب ہم نے اسے بھی ختم کر دیا تو اس کا ختم ہونا محسوس کیا۔ ہم لوگ اپنی کمانوں سے پتے توڑتے اور اسے بغیر سیر ہوئے کھاتے اور پانی پیتے' اسی وجہ سے ہمارا نام جیش الخبط (لشکر برگ) رکھ دیا گیا' ہم نے ساحل کا راستہ اختیار کیا۔ اتفاق سے ایک مردہ جانور ریت کے ٹیلے کی طرح نظر آیا جس کا نام عنبر تھا (سمندر کی بہت بڑی مچھلی' جس کی لمبائی تقریباً ساٹھ گز ہوتی ہے) ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مردار ہے نہ کھاؤ' پھر کہا کہ رسول اللہ کا لشکر' اللہ کی راہ میں' اور ہم مضطر بھی ہیں' ہم نے اسے بیس پچیس دن تک کھایا اور خشک کر کے ساتھ لے لیا' اس کی آنکھ کے حلقے میں ہم میں سے تیرہ آدمی بیٹھ گئے' ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس کی ایک پسلی پر کھڑے ہو

گئے' لشکر کے اونٹوں میں سے خوب بڑے اور موٹے اونٹ پر کجاوہ کسا اور اسے اس کے نیچے سے گزارا' جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کس نے روکا' ہم نے کہا کہ ہم لوگ قریش کے قافلوں کو تلاش کرتے تھے' ہم نے جانور کا حال بیان کیا تو فرمایا' وہ تو صرف رزق تھا جو تم لوگوں کو اللہ نے دیا' کیا اس میں سے کچھ تمہارے ساتھ ہے؟ ہم نے کہا' جی ہاں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اہل یمن رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے درخواست کی کہ آپ ان کے ہمراہ کسی کو بھیجیں جو سنت اور اسلام کی تعلیم دے آپ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ ہر امت کا امین ہوتا ہے میری امت کے امین ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل نجران میں سے کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے' اور عرض کی' ہمارے ساتھ کسی امین کو بھیجئے' فرمایا: میں ضرور ضرور تمہارے پاس امین بھیجوں گا' جو سچا امین ہوگا' جو سچا امین ہوگا' جو سچا امین ہوگا۔ اس کو تین مرتبہ فرمایا' اصحاب رسول اللہ ﷺ اس کے لیے منتظر رہے' پھر آپ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

حذیفہ سے مروی ہے کہ سید اور عاقب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' انہوں نے کہا یا رسول اللہ' ہمارے ساتھ کسی امین کو کر دیجئے' فرمایا: میں عنقریب تمہارے ساتھ کسی امین کو بھیجوں گا جو سچا امین ہوگا' اس کے لیے لوگ منتظر رہے' پھر آپ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کیسے اچھے آدمی ہیں قتادہ سے مروی ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی مہر کا نقش یہ تھا "کان الخمس اللّٰہ" (خمس اللہ کا ہے)۔

ثابت سے مروی ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے جب وہ امیر شام تھے' کہا کہ اے لوگو! میں قریش کا ایک شخص ہوں' تم میں سے کوئی سرخ و سیاہ' تقوے میں مجھ سے زیادہ نہیں ہے' البتہ چاہتا ہوں کہ اس کی کینچلی (سلاخ) میں رہوں۔

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ کسی نے کچھ آرزو کی' اور کسی نے کچھ آرزو کی' میری آرزو یہ ہے کہ ایک مکان ہوتا جو ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جیسے لوگوں سے بھرا ہوتا' سفیان نے کہا کہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے اسلام میں کوتاہی نہیں کی' فرمایا یہی تو میری مراد ہے۔

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اگر میں ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو پاتا تو انہیں خلیفہ بناتا' پھر میرا رب مجھ سے پوچھتا تو کہتا کہ میں نے تیرے نبی کو کہتے سنا کہ وہ اس امت کے امین ہیں۔

ثابت بن حجاج سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اگر میں ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو پاتا تو انہیں خلیفہ بناتا اور ان کے خلیفہ بنانے میں کسی سے مشورہ نہ کرتا اگر ان کے متعلق مجھ سے باز پرس ہوتی تو کہتا کہ میں نے اللہ کے امین اور اس کے رسول رضی اللہ عنہ کے امین کو خلیفہ بنایا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا' مجھے یہ پسند تھا کہ مینڈھا ہوتا کہ گھر والے ذبح کر کے میرا گوشت کھا لیتے اور شوربا پی لیتے۔

معن بن عیسیٰ سے مروی ہے کہ ہم نے مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو چار

ہزار درہم اور چار سو دینار بھیجے اور قاصد سے فرمایا کہ دیکھنا وہ کیا کرتے ہیں' ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں تقسیم کر دیا' انہوں نے اسی قدر معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور قاصد سے اسی طرح فرمایا۔ جس طرح فرمایا تھا' معاذ رضی اللہ عنہ نے بھی تقسیم کر دیا سوائے ایک قلیل رقم کے کہ ان کی بیوی نے کہا تھا کہ ہمیں اس کی حاجت ہے' جب قاصد نے عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی تو فرمایا کہ سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہے' جس نے اسلام میں ایسے آدمی شامل کیے جو یہ کرتے ہیں۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے معلوم ہوا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ اگر خالد بن الولید رضی اللہ عنہ ہوتے تو جنگ میں ذوکون (بوڑھا) نہ ہوتا' یہ (کلام) ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے تنگ دل ہو کے (کہا) تھا میں بعض لوگوں کو کہتے سن رہا تھا' تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرا باپ نہ ہو' کرامت بھی ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کے لیے بے قرار رہتی ہے' واللہ وہ روئے زمین کے سب سے بہتر شخص ہیں۔

عبداللہ بن رافع مولائے ام سلمہ سے مروی ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو جب مصیبت پہنچائی گئی تو انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا' یہ واقعہ وبائے عمواس کے سال کا ہے۔

عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ میں ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے عارضہ موت میں آیا۔ جب وہ انتقال کر رہے تھے' فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی سرغ سے واپسی پر مغفرت کرے' پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ طاعون میں مرنے والا شہید ہے پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے' ڈوبنے والا شہید ہے' جلنے والا شہید ہے' جس پر دیوار گرے وہ شہید ہے' جو عورت حاملہ مر جائے وہ شہید ہے' اور پسلی کی بیماری والی (یعنی نمونیہ کی مریضہ) بھی شہید ہے۔

مالک بن یخامر سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کیا کہ دبلے پتلے لمبے چھدری داڑھی والے' ابھرے سینے والے' وہ ذہانت کے کھونڈے تھے اور ان کے چہرے میں بھرا ہوا گوشت نہ تھا۔

ابوبکر بن عبداللہ ابن ابی سبرہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی قوم کے چند آدمیوں سے روایت کی کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جب بدر میں حاضر ہوئے تو اکتالیس سال کے تھے' ان کی وفات وبائے عمواس ۱۸ھ میں بہ عہد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہوئی' ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ وفات کے دن اٹھاون سال کے تھے' وہ اپنی داڑھی اور سر کو مہندی اور نیلی سے (سرخ) رنگتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

حضرت سہیل بن بیضا رضی اللہ عنہ:

بیضا ان کی والدہ ہیں' والد' وہب بن ربیعہ بن ہلال ابن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر تھے کنیت ابوموسیٰ تھی' ان کی والدہ بیضا تھیں وہ وعد بنت حجدم بن عمرو بن عائش ابن ظرب بن حارث بن فہر تھیں' بہ روایت محمد بن اسحق و محمد بن عمر' سہیل رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب سہیل رضی اللہ عنہ و صفوان فرزندان بیضا نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ سہیل رضی اللہ عنہ جب بدر میں حاضر ہوئے تو چونتیس سال کے تھے' احد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سفر تبوک میں ندا دی' آپ نے فرمایا: یا سہیل (اے سہیلؓ!) انہوں نے کہا' لبیک (حاضر ہوں) لوگوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا تو ٹھہر گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے شہادت دی کہ "لا اله الا الله وحدهٗ لاشريك لهٗ" تو اللہ نے اسے دوزخ پر حرام کر دیا۔ سہیل رضی اللہ عنہ کی وفات ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبوک سے واپس تشریف لانے کے بعد مدینے میں ہوئی' ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضا رضی اللہ عنہ پر مسجد میں نماز پڑھی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے جنازے کو مسجد میں اپنے پاس سے گزارنے کا حکم دیا' وہ مسجد میں گزارا گیا' عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اعتراض کیا تو انہوں نے کہا کہ لوگوں کو اعتراض کی طرف اتنا تیز کس نے چلایا' واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضا پر مسجد ہی میں نماز پڑھی۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے زیادہ عمر والے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سہیل ابن بیضا رضی اللہ عنہ تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سہیل رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہوئی تو وہ چالیس سال کے تھے۔

حضرت صفوان بن بیضا رضی اللہ عنہ:

بیضا ان کی والدہ تھیں' والد وہب بن ربیعہ بن ہلال بن مالک ابن ضبہ بن حارث بن فہر تھے ان کی کنیت ابو عمرو تھی' ان کی والدہ بیضا تھیں' جو دعد بنت جحدم بن عمرو بن عایش بن ظرب بن حارث ابن فہر تھیں۔

سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن بیضا اور رافع بن المعلیٰ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا اور دونوں غزوۂ بدر میں شہید ہوئے۔

جعفر بن عمرو سے مروی ہے کہ صفوان بن بیضا رضی اللہ عنہ کو طعیمہ بن عدی نے شہید کیا' محمد بن عمر نے کہا کہ یہ ایک روایت ہے' اور ہم سے بیان کیا گیا کہ صفوان بن بیضا بدر میں شہید نہیں ہوئے۔ وہ تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' وفات رمضان ۳۸ھ میں ہوئی' ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

حضرت معمر رضی اللہ عنہ بن ابی سرح:

ابن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر' کنیت ابو سعد تھی' ان کی والدہ زینب بنت ربیعہ بن وہب ابن ضباب بن حجیر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی تھیں' اسی طرح ابو معشر ومحمد بن عمر نے کہا کہ وہ معمر بن ابی سرح رضی اللہ عنہ تھے' موسیٰ ابن عقبہ اور محمد بن اسحٰق اور ہشام بن محمد بن السائب کلبی نے کہا کہ وہ عمرو بن ابی سرح تھے۔

اولاد میں عبداللہ تھے جن کی والدہ امامہ بنت عامر بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر تھیں۔

عمیر' ان کی والدہ دختر عبداللہ بن الجراح ہمشیرہ ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ تھیں۔ معمر بن ابی سرح بہ روایت محمد بن اسحٰق

ومحمد بن عمر ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب معمر بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ معمر رضی اللہ عنہ بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ ۳۰ھ میں عثان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینے میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت عیاض بن زہیر رضی اللہ عنہ:

ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث ابن فہر' کنیت ابوسعد تھی' والدہ سلمیٰ بنت عامر بن ربیعہ ابن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر تھیں۔ بہ روایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر ملک حبشہ کی طرف دوسری ہجرت میں شریک رہے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عیاض بن زہیر رضی اللہ عنہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے۔

سب نے بیان کیا کہ عیاض بن زہیر بدر واحد وخندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' خلافت عثان بن عفان رضی اللہ عنہ میں ۳۰ھ میں مدینے میں ان کی وفات ہوئی۔ کوئی اولاد نہ تھی۔

حضرت عمرو بن ابی عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن ضبہ بن فہر جو بنی محارب بن فہر میں سے تھے' ان کی کنیت ابوشداد تھی' ابومعشر اور محمد بن عمر نے ان کو ان لوگوں میں بیان کیا جو ان دونوں کے نزدیک بدر میں موجود تھے' موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ عمرو بن حارث (بدر میں تھے) تو ہم نے اس پر محمول کیا کہ ابوعمرو کا نام حارث تھا' وہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں بھی ان لوگوں میں تھے جو بدر میں حاضر ہوئے' محمد بن اسحٰق نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ ہشام بن محمد بن السائب کلبی سے بنی محارب بن فہر کے نسب میں ہم نے جو لکھا تو اس میں بھی ہمیں ان کا ذکر نہیں ملا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عمرو بن ابی عمرو جب بدر میں حاضر ہوئے تو بتیس سال کے تھے' ۳۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

چھ آدمی ہوئے۔

قریش کے مہاجرین اوّلین اور ان کے حلفا وموالی جو بدر میں حاضر ہوئے۔ محمد بن اسحاق کے شمار میں تراسی آدمی تھے' محمد بن عمر کے شمار میں پچاسی آدمی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کر کے کل چھیاسی آدمی تھے۔

تمت بالخیر

طبقات ابنِ سعد

حصہ چہارم

مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم

یہ کتاب قدیم ترین تاریخی ماخذ میں سے ایک اہم ترین کتاب ہے، زمانہ مابعد میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال اور عہدِ اسلامی کی ابتدائی تاریخ پر کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جس میں اس کتاب سے استفادہ نہ کیا گیا ہو۔ یہ کتاب ایک خزینہ ہے صحابۂ کرام اور تابعین عظام کے احوال وانساب کا اور ایک گراں بہا مجموعہ ہے مستند اور معتبر معلومات کا۔

مُصنّف

محمد بن سعدؒ (المتوفی ۲۳۰ھ)

ترجمہ

علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

نفیس اکیڈمی

اُردو بازار، کراچی

طبقات ابن سعد

نام کتاب .... طبقات ابن سعد (حصہ چہارم)

مصنف .... علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ

مترجم .... علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

ناشر .... نفیس اکیڈمی اردو بازار۔کراچی

قیمت .... /- روپے

نفیس اکیڈمی

اُردو بازار، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم

از: محمد اقبال سلیم گاھندری

الحمد للہ کہ ان سطور کے ساتھ ابوعبداللہ بن سعد الکاتب المتوفی ۲۳۰ھ ہجری کی عظیم الشان اور ضخیم کتاب الطبقات الکبریٰ کا چوتھا حصہ ''مہاجرین وانصار'' ہدیۂ ناظرین کیا جارہا ہے' اصلی عربی کتاب کا یہ حصہ ششم وہفتم ہے اہل علم حضرات کو معلوم ہے کہ یہ کتاب قدیم ترین مصادر میں سے ایک اہم ترین کتاب ہے۔ زمانہ مابعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال اور عہد اسلامی کی ابتدائی تاریخ پر کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی ہے جس میں اس کتاب سے استفادہ نہ کیا گیا ہو اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس کتاب سے استفادہ کیے بغیر اس موضوع پر کچھ لکھا ہی نہیں جاسکتا۔ یہ کتاب ایک خزینہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم کے احوال وانساب کا' اور ایک گراں بہا مجموعہ ہے مستند اور معتبر معلومات کا۔

طبقات کبریٰ کے اس حصہ میں ''مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم'' کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ ساری کتاب اصول طبقات پر مرتب ہے اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مقامات کے ساتھ ساتھ طبقات زمانی کو ترتیب میں ملحوظ خاطر رکھا ہے اس لیے آپ کو اس میں سب سے پہلے انصار رضی اللہ عنہم کے طبقہ اولیٰ کا تذکرہ ملے گا۔ یہ کون تھے' یثرب کے کس کس قبیلہ اور بطن سے ان کا تعلق تھا ان کی کیا خصوصیات تھیں' کب ایمان لائے اور پھر کیا کیا خدمات انجام دیں یہ ساری معلومات کافی تفصیلات کے ساتھ درج ہیں۔

انصار رضی اللہ عنہم ان پرخلوص بندوں اور بندیوں کا قرآنی لقب ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کا دل وجان سے اقرار کیا اور اس کام کے لیے اپنے مال اور اپنی جانوں کی قربانی کر کے یہ ثابت کر دیا کہ خلوص بے غرضی اور للّٰہیت کا معیار یہ ہوتا ہے۔ ذرا غور تو کیجئے اس وقت جبکہ عقل وخرد کا صرف ایک ہی فیصلہ تھا کہ ان کمزوروں اور اپنے گھر سے نکالے ہوئے مہاجروں اور پریشان حال مٹھی بھر انسانوں کی مدد کرنا' ساری دنیا سے اور عرب کے جنگجو قبائل سے دشمنی مول لینا کسی طرح دانائی نہیں ہے' اس وقت عقل سیاہ کار کی رہنمائی پر لات مار کر اللہ کے ان برگزیدہ بندوں نے خود کو اور اپنی اولاد کو کس حوصلہ اور خندہ پیشانی کے ساتھ مصائب میں پھنسا دیا' کس طرح اپنے مالوں کی قربانی دی اور کس طرح جام شہادت نوش کیے' جس وقت انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے یہ ساری مصیبتیں خود جان بوجھ کر اپنے سر لے لیں اس وقت کون یہ کہہ سکتا تھا کہ اس عمل میں حضرات انصار رضی اللہ عنہم کے سامنے کسی روشن مستقبل کی ہلکی سی کرن بھی موجود نہ تھی لیکن عقل وخرد کی ساری کوتاہ اندیشیاں ان کے جذبہ ایمان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئیں۔

ان بزرگان امت میں سب سے پہلا نام حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا آپ کو ملے گا۔ سعد بن عبید کا نام نظر آئے گا' عبداللہ بن رواحہ نظر آئیں گے۔ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ اور بہت سے ایسے بزرگوں کو آپ دیکھیں گے جنہوں نے انتہائی ضعف اور کمزوری کے زمانے میں اپنے خلوص' دین داری اور دین کے لیے فداکاری کے نہ مٹنے والے نقوش انسانی تاریخ کے صفحات

پر ثبت کر کے اُسے درخشاں بنا دیا۔

ان کے حالات پڑھیے اور بار بار پڑھیے اور سوچیے کہ ہم ان ہی اسلاف کے اخلاف ہیں جو ذاتی منافع کے لیے ایمان ویقین کے زروجواہر کو مستقبل کی موہوم سربلندی واقتدار کے لیے سوداگرانہ انداز میں فروخت کر کے اللہ تعالیٰ سے ان سربلندیوں کے امیدوار ہیں جن کا مسلمانوں سے قرآن مجید میں وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ قدیم بزرگوں کے احوال ہی نہیں ہیں بلکہ وہ آئینے ہیں جن کو سامنے رکھ کر ہم اپنے چہروں کے داغ دھبوں کو دیکھ سکتے ہیں اور انہیں مٹا کر خالق کائنات کے دربار سے رضی اللہ عنہم کی سند دوام حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد آپ کو اس کتاب میں مہاجرین وانصار کے طبقہ ثانیہ کا ذکر ملے گا۔ اس میں ان نوجوانوں کا حال ملے گا جن کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کیمیا اثر نے مس خام سے کندن بنا دیا تھا۔ اس میں حضرت جعفر طیار' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت خالد بن الولید' حضرت عمرو بن العاص اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم کے احوال وسوانح حیات آپ کو نظر آئیں گے' جوانی کا گرم خون اگر ایمان ویقین صلاح وتقویٰ اور نیکی وراست روی کی ایمانی وعملی حرارتوں سے بہرہ اندوز ہو تو کیا کیا کارنامے انجام دے سکتا ہے یہ دیکھنے اور سمجھنے کی باتیں ہیں' غور سے دیکھیے اٹھتی جوانیاں اور شباب کی توانائیاں حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ آپ کو اس کے بہ غور مطالعہ کے بعد ہو سکے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ علیہم انسان ہی تھے' ہم آپ جیسے گوشت پوست کے انسان' آدمی ہی تو تھے' ان میں اختلافات بھی ہوتے تھے' انسان ہی تو تھے ان سے بھول چوک اور غلطیاں بھی ہوتی تھیں' لیکن ایک ایمان تھا' ایک لگن تھی اور ایک جذبہ رضا جوئی تھا جس نے ان کو قرآن کریم کی زبان سے اور اللہ کے دربار سے ''رضی اللہ عنہم'' کی سند حاصل کر کے عطا کر دی تھی۔ ہمیشہ یاد رکھیے کہ امت اسلامیہ کے صلاح وفلاح کی صرف ایک ہی راہ ہے لن یصلح آخر هذه الامة الابما صلح به اولها۔ اس امت کا آخر بھی اسی راہ سے صلاح وفلاح پا سکتا ہے جس راہ سے اس کا اول فائز المرام ہوا تھا۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا عبداللہ العمادی نے جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن کے لیے کیا تھا۔ اور اب کمیاب ہی نہیں نایاب تھا۔ نفیس اکیڈیمی کی طرف سے اسے اعلیٰ کتابت وطباعت کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ کام جس دھن اور صرف کثیر سے انجام دیا جا رہا ہے اس کا اندازہ آپ ہماری فہرست مطبوعات پر ایک نظر ڈال کر لگا سکتے ہیں ہم یہ اور اس طرح کی ضخیم کتابیں جن میں سے بعض ۱۲-۱۴ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں صرف تجارت ہی نہیں بلکہ اس مقصد کے تحت شائع کر رہے ہیں کہ اہل تحقیق ونظر کے لیے وہ سہل الحصول ہو جائیں اور عام لوگ اسے پڑھ کر پوری طرح فائدہ اٹھائیں اور خداوند تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اس نے جس طرح ہماری تجارت میں کامیابی عطا فرمائی ہے۔ ہمارے نیک مقاصد میں بھی ہمیں کامیابی عطا فرمائے وہ کامیابی وکامرانی ہی کیا جو اعلیٰ مقاصد کے بغیر ہو اور وہ علم ودانش ہی کیا جو دلوں کو گرم کر کے عمل صالح پر آدمی کو آمادہ نہ کر دے۔

والتوفیق من اللّٰہ

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد (حصہ چہارم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طبقہ انصارِ اولیٰ

انصار میں سے جو لوگ بدر میں حاضر ہوئے وہ اوس وخزرج' حارثہ کی اولاد میں سے تھے' حارثہ ہی کو عنقاء کہتے تھے' ابن عمرو مزیقیاء بن عامر' عمرو کا خطاب ماء السماء تھا ابن حارثہ' حارثہ غطریف مشہور تھے۔ ابن امری القیس بن ثعلبہ بن مازن بن الازد' ان کا نام درہ بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا تھا عامرہ انہیں کو کہتے تھے۔ سبا اس لیے نام رکھا گیا کہ وہ سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے قیدی گرفتار کیے۔ حسن کی وجہ سے انہیں عبد شمس پکارا جاتا تھا' ابن یشجب ابن یعرب جو الرعف بن یقطن کہ قحطان تھے اور قحطان تک یمن کا اتفاق ہے۔

جو لوگ انہیں اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ کہتے ہیں' قحطان بن الہمیع بن تیمن بن نبت بن اسمٰعیل بن ابراہیم ہشام بن محمد بن السائب الکلبی اسی طرح اپنے والد سے ان کا نسب بیان کرتے اور اپنے والد سے ذکر کرتے کہ اہل علم واہل نسب قحطان کو اسمٰعیل بن ابراہیم کی طرف منسوب کرتے تھے۔

جو لوگ کسی اور کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ کہتے ہیں قحطان بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام' اوس وخزرج کی والدہ قیلہ بنت کاہل بن عذرہ بن سعد بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ تھیں' سعد کی پرورش ایک حبشی غلام نے کی جس کا نام ہذیم تھا' وہ ان پر غالب آ گیا اور انہیں سعد بن ہذیم کہا جانے لگا۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ میرے والد محمد بن السائب الکلبی اور دوسرے اہل نسب قیلہ کا نسب اسی طرح بیان کرتے تھے بدر میں انصار میں سے وہ لوگ حاضر ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے ان کا غنیمت وثواب میں حصہ مقرر کیا۔ یہ لوگ اوس کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو میں سے تھے اور وہ النبت ابن مالک بن اوس تھے۔

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ:

ابن نعمان بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل کنیت ابوعمرو تھی والدہ کبشہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن ابجر تھیں جو خدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج تھے۔ کبشہ مبایعات (یعنی آنحضرت ﷺ سے بیعت کرنے والی عورتوں) میں سے تھیں۔

ازواج واولاد:

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں عمرو وعبداللہ تھے ان دونوں کی والدہ ہند بنت سماک بن عتیک' بن امرأ القیس بن زید بن عبدالاشہل تھیں وہ بھی مبایعات میں سے تھیں' سعد نے ان سے اپنے بھائی اوس بن معاذ کے بعد نکاح کیا۔ وہ اسید بن حضیر بن سماک

کی پھوپی تھیں' عمر بن سعد بن معاذ کی اولاد میں نولڑکے اور تین لڑکیاں تھیں' جن میں سے عبداللہ بن عمرو یوم حرہ میں شہید ہوئے آج سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اولاد ہے۔

واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کا اسلام مصعب بن عمیر العبدری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ہوا۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عقبہ آخرہ کے ستر (۷۰) اصحاب سے پہلے مدینے آ کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور انہیں قرآن پڑھایا۔ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو اس روز بنی عبدالاشہل میں سے کوئی شخص اسلام لائے بغیر نہ رہا۔ بنی عبدالاشہل کا مکان انصار کا پہلا مکان ہے جہاں عورت اور مرد سب کے سب اسلام لے آئے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے مصعب بن عمیر اور ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہما کو اپنے مکان میں منتقل کر لیا' دونوں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے مکان میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے' سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہما دونوں خالہ زاد بھائی تھے' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بنی عبدالاشہل کے بت توڑتے رہے۔

عقد مواخاۃ:

ابن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ابن معاذ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ اور ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا' بس اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ ان میں سے کیا تھا۔

اوصاف وکمالات:

عمر بن الحصین سے مروی ہے کہ بدر کے دن اوس کا جھنڈا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا' جنگ احد میں شرف ہمرکابی حاصل تھا' جس وقت لوگ پشت پھیر کے بھاگے تو وہ آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے غزوہ خندق میں بھی حاضر ہوئے۔

ابومتوکل سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بخار کا ذکر کیا اور فرمایا کہ جس کو وہ ہوگا تو دوزخ سے اس کا حصہ ہو جائے گا' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے رب سے مانگا' دعا قبول ہوئی اور بخار انہیں ہو گیا اور اس وقت تک ان سے جدا نہ ہوا تاوقتیکہ وہ دنیا سے جدا نہ ہوئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں غزوہ خندق میں گھر سے نکل کے لوگوں کے نشان قدم پر چل رہی تھی کہ پیچھے سے آہٹ سنی پلٹ کے دیکھا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے ہمراہ ان کے بھتیجے حارث بن اوس بھی ڈھال لیے ہوئے تھے میں زمین پر بیٹھ گئی اور سعد رجز پڑھتے اور کہتے ہوئے گزر گئے:

لَبِّثْ قليلا يدرك الهيجا حَمَل ما احسن الموت اذا حان الاَجَلُ

''(اے سعد) تھوڑی دیر ٹھہر جا تو تو جنگ کو برپا پائے گا۔ کیسی اچھی موت ہے جب وقت آجائے''۔

سعد رضی اللہ عنہ کے بدن پر ایک زرہ تھی جس سے ہاتھ سر اور پاؤں باہر تھے' مجھے ان کے ہاتھ اور پاؤں کا اندیشہ تھا' سعد رضی اللہ عنہ بڑے اور لانبے آدمی تھے میں کھڑی ہوئی اور ایک باغ میں گھس گئی جس میں مسلمانوں کی ایک جماعت تھی جن میں عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص خود پہنے ہوئے تھے‘ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کو کیا چیز لائی واللہ آپ بڑی بے خوف ہیں‘ بھاگنے اور مصیبت کے وقت آپ کو کیا چیز امن دے گی۔

وہ مجھے برابر ملامت کرتے رہے یہاں تک کہ میں آرزو کر رہی تھی کہ اسی وقت زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں۔ اس شخص نے اپنے چہرہ سے خود ہٹایا‘ دیکھا تو طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے کہا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ تم پر افسوس ہے‘ ملامت آج ضرورت سے زیادہ کر دی سوائے اللہ کے اور کہاں بھاگنا یا بچنا ہے۔

مشرکین قریش میں سے ایک شخص جس کا نام ابن العرقہ تھا سعد رضی اللہ عنہ کو تیر مار رہا تھا۔ اس نے کہا اسے لو میں ابن العرقہ ہوں وہ ان کی ہاتھ کی رگ (اکحل) میں لگا‘ سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ سے دعاء کی کہ اے اللہ مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک کہ تو بنی قریظہ سے میرا دل ٹھنڈا نہ کر دے‘ بنی قریظہ جاہلیت میں ان کے موالی وحلفاء تھے۔

سعد رضی اللہ عنہ کا زخم بند ہو گیا‘ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مشرکین پر آندھی بھیج دی جنگ میں مومنین کے لیے اللہ ہی کافی ہو گیا اور اللہ بڑا زبردست اور بڑی قوت والا ہے‘ ابوسفیان اپنے ہمراہیوں کے ساتھ تہامہ چلا گیا‘ عیینہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نجد چلا گیا اور بنوقریظہ واپس ہو کر اپنے قلعوں میں محفوظ ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے واپس ہوئے آپ نے خیمہ کا حکم دیا جو مسجد میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے نصب کیا گیا۔ آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے جن کے چہرے پر غبار تھا اور کہا کہ کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے حالانکہ ملائکہ نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے بنی قریظہ کا ارادہ فرمایئے اور ان سے جنگ کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ پہنی اور لوگوں کو کوچ کا حکم دیا۔ بنی غنم کے پاس تشریف لائے جو مسجد کے پڑوسی تھے اور پوچھا کہ تمہارے پاس سے کون گذرا‘ لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس سے دحیہ الکلبی گذرے ہیں دحیہ کی داڑھی اور ان کا چہرہ جبرئیل علیہ السلام کے مشابہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کے پاس آئے اور پچیس دن ان کا محاصرہ کیا جب محاصرہ شدید ہو گیا اور ان پر شدید مصیبت آ گئی تو کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اتر آؤ‘ انہوں نے ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے ان سے اشارہ کیا کہ ذبح (طے شدہ ہے‘ تم لوگ اس سے بچ نہیں سکتے لہٰذا قلعہ سے نہ اترو) ان لوگوں نے کہا کہ ہم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اتریں گے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہی کے حکم پر اترو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو بلا بھیجا‘ سعد ایک گدھے پر جس پر کھجور کی چھال کا چارجامہ تھا سوار کیے گئے‘ انہیں ان کی قوم نے گھیر لیا لوگ کہنے لگے کہ ابوعمرو! بنی قریظہ تمہارے حلفاء وموالی ہیں مصیبت زدہ ہیں اور وہ لوگ ہیں جنہیں تم جانتے ہو لہٰذا ان کے ساتھ رعایت کرنا مگر وہ کچھ جواب نہ دیتے تھے جب ان لوگوں کے مکانات کے قریب ہوئے تو قوم کی طرف التفات کیا اور کہا کہ میرے لیے وہ وقت آ گیا ہے کہ میں اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کروں۔

ابن سعد نے کہا کہ جب سعد رضی اللہ عنہ نظر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھ کر اپنے سردار کی طرف جاؤ اور انہیں اتار

لو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ہمارا سردار اللہ ہے‘ فرمایا‘ انہیں اتارو فوراً تعمیل ہوئی اور لوگوں نے انہیں اتار لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد سے فرمایا کہ بنی قریظہ کے بارے میں حکم دو انہوں نے کہا کہ سپاہی قتل کر دیئے جائیں‘ عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان کا مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

اس کے بعد سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ سے دعاء کی کہ اے اللہ اگر تو نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قریش کی کوئی جنگ باقی رکھی ہو تو مجھے بھی اس کے لیے باقی رکھ اور اگر تو نے آپ کے اور ان کے درمیان جنگ منقطع کر دی ہو تو مجھے اپنی طرف اٹھا لے پھر ان کا زخم پھٹ گیا‘ حالانکہ وہ اچھا ہو گیا تھا اور سوائے خفیف نشان کے کچھ نظر نہیں آتا تھا‘ وہ اپنے خیمے کی طرف آئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے نصب کر دیا تھا۔

سعد رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آئے‘ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رونے کو عمر رضی اللہ عنہ کے رونے سے امتیاز نہ کر سکی/ حالانکہ میں اپنے حجرے میں تھی‘ وہ لوگ اسی طرح تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ“ (آپس میں رحمدل) راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کیفیت تھی‘ فرمایا‘ آپ کی آنکھ کسی پر نہ روتی تھی۔ لیکن جب آپ کو رنج ہوتا تھا تو آپ صرف اپنی داڑھی پکڑ لیتے تھے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ سعد کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے جب آپ بیدار ہوئے تو ایک فرشتہ یا جبرئیل آئے اور کہا کہ آپ کی امت کا جو آدمی رات کو مر گیا اس کی موت سے اہل سماء خوش ہوئے (کہ ان میں ایک ایسا پاکیزہ شخص مل گیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سوائے سعد رضی اللہ عنہ کے کسی کو نہیں جانتا جن کی شام بحالت بیماری ہوئی‘ سعد رضی اللہ عنہ کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا تو انتقال ہو گیا‘ ان کی قوم آئی اور انہیں اپنے مکان اٹھالے گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور روانہ ہوئے ہمرکاب اور لوگ بھی تھے آپ نے لوگوں کو چلنے میں تھکا دیا یہاں تک کہ ان کے جوتوں کے تسمے پاؤں سے نکل جاتے تھے۔ اور چادریں شانوں سے گری پڑتی تھیں‘ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تو لوگوں کو تھکا دیا‘ فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ ہم سے پہلے ان کے پاس ملائکہ نہ آجائیں جیسا کہ ہم سے پہلے وہ حنظلہ کے پاس آ گئے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انہیں مقامات میں سے کہیں اس حالت میں دیکھے گئے کہ ان کے شانے پر زرہ تھی اور کہہ رہے تھے‘ لا بأس بالموت اذا حان الاجل جب وقت آ گیا تو موت کا خوف نہیں۔

بنو قریظہ کے بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

ابی میسرہ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اکحل (ہاتھ کی رگ) میں تیر مارا گیا‘ خون نہ بند ہوتا تھا‘ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ نے ان کی کلائی پکڑ لی خون ان کے بازو کی طرف چڑھ گیا‘ راوی نے کہا سعد کہہ رہے تھے کہ اے اللہ مجھے موت نہ دے تاوقتیکہ بنی قریظہ سے میرا دل ٹھنڈا نہ کر دے بنی قریظہ کے لوگ ان کے حکم پر قلعہ سے اترے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا‘ سعد ان کے بارے میں حکم دو‘

انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس امر کا اندیشہ ہے کہ میں ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو نہ پہنچ سکوں گا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ان کے بارے میں تمہیں فیصلہ کرو انہوں نے کہا کہ فیصلہ یہ ہے کہ ان کے سپاہی قتل کر دیئے جائیں اور ذریت قید کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو پہنچ گئے پھر دوبارہ خون جاری ہو گیا جو بند نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔ رضی اللہ عنہ۔

عبداللہ بن یزید انصاری سے مروی ہے کہ جب یوم قریظہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے سردار کو بلاؤ کہ وہ اپنے غلاموں کے بارے میں حکم دیں آپ کی مراد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے تھی' وہ آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ حکم دو' انہوں نے کہا کہ مجھے اس امر کا اندیشہ ہے کہ میں ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو نہ پہنچ سکوں گا' فرمایا تمہیں حکم دو' انہوں نے حکم دیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو پہنچ گئے۔

ابی سعد الخذری سے مروی ہے کہ بنی قریظہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا۔ وہ ایک گدھے پر آئے جب قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے سب سے بہتر یا اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ۔ پھر فرمایا کہ اے سعد یہ لوگ تمہارے حکم پر اترے ہیں انہوں نے کہا کہ میں ان لوگوں کے بارے میں یہ حکم دیتا ہوں کہ سپاہی قتل کیے جائیں اور ذریت قید کی جائے فرمایا تم نے بادشاہ (اللہ) کے فیصلے کے مطابق حکم دیا۔

عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اترے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا وہ ایک گدھے پر سوار کرا کے لائے گئے' یوم خندق میں اس زخم کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ کی رگ اکحل میں لگا تھا وہ بالکل صاحب فراش تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ مجھے ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دو انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ ان کے بارے میں اللہ نے آپ کو جو حکم دے دیا ہے آپ اسی کے مطابق کرنے والے ہیں' فرمایا: ہاں! لیکن تم ہی ان کے بارے میں مجھے مشورہ دو' انہوں نے کہا کہ اگر ان کا معاملہ میرے سپرد کیا جائے تو میں ان کے سپاہیوں کو قتل' ذریت کو قید اور اموال کو تقسیم کر دوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تم نے مجھے ان کے بارے میں وہی مشورہ دیا جس کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یوم خندق میں سعد کو مصیبت پہنچائی گئی' قریش کے ایک شخص نے جس کا نام حبان بن العرقہ تھا ان کی رگ اکحل میں تیر مار دیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ان کے لیے خیمہ نصب کر دیا کہ قریب سے ان کی عیادت کریں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق سے واپس آئے تو ہتھیار رکھ کے غسل کیا۔ آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے جو اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے' انہوں نے کہا کہ آپ نے ہتھیار رکھ دیئے حالانکہ ہم نے ابھی نہیں رکھے ان لوگوں کی طرف تشریف لے چلئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہاں (روانہ ہوں) انہوں نے کہا' اس مقام پر اور بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف روانہ ہو گئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اترے' آپ نے ان کا فیصلہ سعد بن

معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا' انہوں نے کہا کہ میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ سپاہی قتل کیے جائیں' بچے اور عورتیں قید کی جائیں اور ان کے اموال تقسیم کر دیئے جائیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنی قریظہ کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ وہ لوگ قتل کیے جائیں جو مرد ہیں اور ان کے مال تقسیم کر لیے جائیں اور ان کی عورتیں بچے قید کر لیے جائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے ان کے بارے میں اللہ کے اس حکم کے مطابق فیصلہ کیا جو اس نے سات آسمانوں کے اوپر سے کیا ہے۔

شہادت کا شوق:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ کا زخم خشک ہو کے اچھا ہو گیا تھا۔ مگر انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ مجھے اس قوم سے تیری راہ میں جہاد سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ جس نے تیرے رسول کی تکذیب کی اور انہیں (مکے سے) نکالا' اے اللہ میرا گمان ہے کہ تو نے ہمارے اور قریش کے درمیان جنگ موقوف کر دی ہے' اگر قریش سے کوئی جنگ باقی ہو تو مجھے بھی ان کے لیے باقی رکھ کہ تیری راہ میں ان سے جہاد کروں' اور اگر تو نے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ موقوف کر دی ہے تو اس زخم کو پھاڑ دے اور میری موت اسی سے کر دے' زخم اسی شب پھٹ گیا' ان کے ہمراہ مسجد میں بنی غفار کے لوگ بھی خیمے میں تھے۔ خون نے انہیں خوفزدہ کیا جو ان کی طرف بہہ رہا تھا تو ان لوگوں نے کہا کہ اے خیمے والو! یہ خون کیسا ہے جو تمہاری طرف سے ہمارے پاس آ رہا ہے' دیکھا تو سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا' اسی سے ان کی وفات ہو گئی۔

حضور علیہ السلام نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگا لیا:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا خون بہنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر ان کی طرف گئے' انہیں گلے سے لگا لیا۔ حالانکہ خون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ اور داڑھی پر بہہ رہا تھا۔ جس قدر زیادہ کوئی شخص آپ کو خون سے بچانا چاہتا تھا اسی قدر زیادہ آپ ان کے قریب ہوتے جاتے تھے' یہاں تک کہ وہ قضا کر گئے۔

اسمٰعیل بن ابی خالد نے ایک انصاری سے روایت کی کہ جب سعد نے بنی قریظہ کا فیصلہ کر دیا اور واپس آئے تو ان کا زخم پھٹ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ ان کے پاس آئے' ان کا سر لے کے اپنی آغوش میں رکھ لیا اور انہیں سفید چادر سے ڈھانک دیا گیا۔ جب وہ ان کے چہرے پر کھینچ دی گئی تو ان کے پاؤں کھل گئے وہ گورے رنگ کے موٹے تازے آدمی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ سعد رضی اللہ عنہ نے تیری راہ میں جہاد کیا' تیرے رسول کی تصدیق کی اور جو ان کے ذمہ تھا اسے ادا کر دیا' لہٰذا ان کی روح کو اسی خیر کے ساتھ قبول کر جس کے ساتھ تو نے کسی کی روح قبول کی ہے۔

آخری کلمات:

سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا تو اپنی آنکھیں کھول دیں اور کہا السلام علیکم یا رسول اللہ' دیکھئے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ سعد رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ان کا سر اپنی آغوش میں رکھ لیا تو وہ ڈرے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا کہ سعد رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے جب دیکھا کہ آپ نے ان کا سر اپنی آغوش میں رکھ لیا

تو وہ اس سے ڈر گئے' فرمایا جس تعداد میں تم لوگ گھر میں ہوا تنے ہی میں اللہ سے ملائکہ مانگوں گا کہ وہ سعد رضی اللہ عنہ کی وفات میں حاضر ہوں' ان کی ماں رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں :

ویل لامك سعدا حزامةً وجدّا

''اے سعد تیری ماں کی خرابی ہے۔ بہ اعتبار حزم کے بھی اور بہ لحاظ سنجیدگی کے بھی''۔

ان سے کہا گیا کہ تم سعد رضی اللہ عنہ پر شعر کہتی ہو' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو کیونکہ ان کے سوا دوسرے شعراء جھوٹے ہیں۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ یوم خندق میں جب سعد رضی اللہ عنہ کی رگ اکحل میں زخم لگ کر شدید ہو گیا۔ تو انہیں لوگوں نے ایک عورت کے پاس منتقل کیا جس کا نام رفیدہ تھا اور زخمیوں کا علاج کرتی تھی' نبی علیہ السلام جب ان کے پاس سے گذرتے تو پوچھتے تم نے رات کس طرح گزاری' صبح کے وقت آپ تشریف لے جاتے تو پوچھتے کہ تم نے کس طرح صبح کی' وہ آپ کو حال بتاتے۔ جب وہ رات ہوئی جس میں ان کی قوم نے انہیں منتقل کیا' ان کی تکلیف میں شدت ہو گئی اور لوگ انہیں بنی عبدالاشہل کے مکانوں میں اٹھا لے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح پوچھا کرتے تھے' اسی طرح پوچھنے کے لیے آئے' لوگوں نے کہا کہ بنی عبدالاشہل انہیں لے گئے۔

تجہیز و تکفین میں فرشتوں کی شرکت :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے ہم لوگ بھی ہمرکاب تھے' آپ نے اپنی رفتار اس قدر تیز کر دی کہ ہماری جوتیوں کے تسمے ٹوٹ گئے اور چادریں کندھوں سے گر پڑیں' اصحاب نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ آپ نے ہمیں چلنے میں تھکا دیا۔ فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ ملائکہ ہم سے پہلے ان کے پاس پہنچ کر انہیں غسل نہ دے دیں۔ جیسا کہ انہوں نے حنظلہ کو غسل دے دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں وہاں پہنچے کہ انہیں غسل دیا جا رہا تھا اور ان کی والدہ کہہ رہی تھیں :

ویل ام سعد سعدا حزامة وجدّا

''سعد کی وفات سے سعد کی ماں کی خرابی آ گئی' دوراندیشی کی بنا پر بھی اور سنجیدگی کی حیثیت سے بھی''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے ام سعد کے ہر نوحہ کرنے والی جھوٹی ہے۔

آپ انہیں لے کے نکلے' قوم نے' یا ان میں سے کسی نے' جس کو اللہ نے چاہا' آپ سے کہا کہ' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے کوئی میت ایسی نہیں اٹھائی جو سعد رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہلکی ہو' فرمایا تم پر ہلکا ہونے سے کون روک سکتا ہے' حالانکہ اتنے اتنے ملائکہ اترے ہیں (آپ نے تعداد کثیر کا نام لیا تھا مگر میں اسے یاد نہ رکھ سکا) جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترے تھے وہ بھی تمہارے ساتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔

سلمہ بن اسلم بن حریس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ ہم لوگ دروازے پر کھڑے ہوئے آپ کے پیچھے اندر جانا چاہتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے' گھر میں سوائے سعد رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ تھا' وہ چادر سے ڈھکے ہوئے تھے' میں نے آپ کو چلتے ہوئے دیکھا' جب میں نے آپ کو دیکھا تو رک گیا۔ آپ نے بھی میری طرف اشارہ کیا

کہ ٹھہر و تو میں ٹھہر گیا اور پیچھے ہٹا' آپ تھوڑی دیر بیٹھے' پھر نکلے تو عرض کی' یا رسول اللہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا حالانکہ آپ چل رہے تھے' فرمایا میں اس وقت تک مجلس پر قادر نہ ہوا تاوقتیکہ ملائکہ میں سے ایک فرشتہ نے اپنا ایک بازو میرے لیے نہ اٹھالیا' پھر میں بیٹھ گیا' رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ اے ابوعمرو تمہیں مبارک ہو' اے ابوعمرو تمہیں مبارک ہو' اے ابوعمرو تمہیں مبارک ہو۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اس حالت میں پہنچے کہ ام سعد رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں

ویل ام سعد سعدا جلادةً وجدا

''سعد کی وفات سے سعد کی ماں کی خرابی ہے' بہادری اور جلادت کے لحاظ سے بھی اور سنجیدگی کے اعتبار سے بھی''۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بس کرو اے ام سعد' سعد رضی اللہ عنہ کا ذکر نہ کرو۔ نبی ﷺ نے فرمایا بس کرو اے عمر کیونکہ سوائے ام سعد کے ہر رونے والی جھوٹی بتائی گئی ہے' وہ جو نیک بات کہیں تو وہ جھوٹی نہیں ہیں۔

جابر سے مروی ہے کہ یوم احزاب میں سعد کو تیر مارا گیا۔ ان لوگوں نے ان کی رگ اکحل کاٹ ڈالی رسول اللہ ﷺ نے اسے آگ سے داغ دیا جس سے ان کا ہاتھ پھول گیا آپ نے ان کا خون نکالا پھر دوبارہ اسے داغ دیا۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کے زخم کو داغ دیا۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' جو اپنی جان دے رہے تھے' فرمایا اے سردار قوم! اللہ تمہیں جزائے خیر دے' تم نے اللہ سے جو وعدہ کیا اسے پورا کر دیا' اللہ بھی تم سے اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ جب سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ نکالا گیا تو منافقین میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ کے جنازے اور یا سعد کے تابوت کو کس نے ہلکا کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ستر ہزار فرشتے کہ آج سے پہلے کبھی انہوں نے زمین پر قدم نہیں رکھا تھا اترے ہیں اور سعد رضی اللہ عنہ کے جنازے یا تابوت پر حاضر ہیں۔

جس وقت انہیں غسل دیا جا رہا تھا رسول اللہ ﷺ موجود تھے' آپ نے اپنا گھٹنہ سمیٹ لیا اور فرمایا کہ ایک فرشتہ آیا جس کے لیے جگہ نہ تھی میں نے اس کے لیے گنجائش کر دی ان کی والدہ رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں:

ویل ام سعد سعدا براعةً ونجدا بعدا یا ویاله ومجدا مقدماً سَدّبه مسّدا

''سعد کی وفات سے سعد کی ماں کی خرابی ہوئی۔ اعلیٰ کارگزاری میں بھی اور بہادری میں بھی۔ اس نے کیسے کیسے احسان کیے تھے اور کیسی بزرگ منشی ظاہر کی تھی۔ ان سب کے بعد یہ انجام کتنا افسوسناک ہے۔ وہ ایسا پیشوا و پیش رو تھا کہ اپنے آپ سے ہر ایک خلل کی بندش کر دی''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے ام سعد کے تمام رونے والیاں جھوٹی ہیں۔ حسن سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ موٹے تازے اور بھاری بھرکم آدمی تھے۔ وفات ہوئی تو منافقین جوان کے جنازے کے پیچھے چل رہے تھے کہنے لگے کہ ہم نے آج کی طرح کسی آدمی کو اس قدر ہلکا نہیں دیکھا۔ جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہے' یہ ان کے بنی قریظہ کے فیصلے کی وجہ سے ہے نبی ﷺ سے بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا' قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان کا جنازہ ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں ایسے ستر ہزار ملائکہ موجود تھے جو زمین پر کبھی نہیں اترے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی کو دبایا گیا' پھر انہیں چھوڑ دیا گیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بندہ صالح کے لیے فرمایا' جس کے لیے عرش ہل گیا' آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے اور ایسے ستر ہزار ملائکہ نازل ہوئے جو اس سے پہلے زمین پر نازل نہیں ہوئے تھے کہ اسے دبایا گیا' پھر چھوڑ دیا گیا۔ یعنی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو۔

سعید المقبری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کو دفن کیا تو فرمایا کہ اگر تنگی قبر سے کسی کو نجات ملی تو ضرور سعد رضی اللہ عنہ کو بھی نجات ملتی حالانکہ انہیں پیشاب کے اثر کی وجہ سے (یعنی جو بے احتیاطی سے پیشاب کرنے میں چھینٹیں پڑ جاتی ہیں ان کی وجہ سے) اس طرح دبایا گیا کہ ان کی ادھر کی پسلیاں ادھر ہو گئیں۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا آپ جب سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس کھڑے تھے کہ انہیں دبایا جا رہا ہے' اگر عمل کی وجہ سے کسی کو اس سے نجات ملتی تو سعد رضی اللہ عنہ کو بھی ضرور ملتی۔

ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کی قبر پر چادر بچھائی یا چادر اس وقت بچھائی گئی کہ آپ موجود تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا۔

بنی عبدالاشہل کے شیوخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے کو ان کی کوٹھری سے دو پایوں کے درمیان سے اٹھایا۔ یہاں تک کہ آپ نے اسے مکان (دار) سے نکالا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ دار تیس ہاتھ کا ہوتا ہے۔ (یعنی پندرہ گز کا)

ربیح بن عبدالرحمٰن بن ابی سعید الخدری نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے بقیع میں سعد رضی اللہ عنہ کے لیے قبر کھودی تھی۔ ہم جب مٹی کا کوئی حصہ کھودتے تو مشک کی خوشبو آتی یہاں تک کہ ہم لحد تک پہنچے۔

محمد بن شرحبیل بن حسنہ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کی مٹی میں سے ایک مٹھی لے لی' وہ اسے لے گیا' پھر اسے دیکھا تو وہ مشک تھی۔

محمد بن شرحبیل بن حسنہ سے مروی ہے کہ جس دن سعد رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے تو ایک شخص نے ان کی قبر کی مٹی میں سے ایک مٹھی لے لی' بعد کو اسے کھولا تو وہ مشک تھی۔

(تتمہ روایت ابوسعید الخدری) انہوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نظر آئے ہم اس کے کھودنے سے فارغ ہو گئے تھے اور کچی اینٹیں اور پانی قبر کے پاس رکھ دیا تھا۔ ہم نے ار وز دار عقیل کے پاس ان کے لیے قبر کھودی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نظر آئے آپ نے سعد رضی اللہ عنہ کو ان کی قبر کے پاس رکھ دیا اور ان پر نماز پڑھی' میں نے اتنے آدمی دیکھے جنہوں نے بقیع کو بھر دیا تھا۔

عبدالرحمٰن بن جابر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب لوگ سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس پہنچے تو اس میں چار آدمی اترے حارث بن اوس بن معاذ' اسید بن حضیر' ابو نائلہ سلکان بن سلامہ اور سلمہ بن سلامہ بن وقش' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قدموں کے پاس

کھڑے تھے۔ جب وہ اپنی قبر میں رکھ دیئے گئے تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا آپ نے تین بار تسبیح کہی تو مسلمانوں نے بھی تین مرتبہ تسبیح کہی بقیع گونج گیا رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ تکبیر کہی اور آپ کے اصحاب نے بھی تین مرتبہ تکبیر کہی یہاں تک کہ بقیع آپ کی تکبیروں سے گونج گیا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کو دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ ہم نے آپ کے چہرے میں تغیر دیکھا اور آپ نے تین مرتبہ تسبیح کہی' فرمایا تمہارے ساتھی پر قبر تنگ ہوگئی اور انہیں دبایا گیا اگر اس سے کسی کو نجات ہوتی تو سعد رضی اللہ عنہ کو ضرور ہوتی۔ پھر اللہ نے اسے کشادہ کر دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ کو حارث بن اوس بن معاذ' اسید بن حضیر اور سلمہ بن سلامہ بن وقش نے غسل دیا۔ وہ پانی ڈال رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ موجود تھے۔ پہلا غسل پانی سے دیا گیا' دوسرا پانی اور بیری سے اور تیسرا پانی اور کافور سے' انہیں تین صحاری (سوتی) چادروں میں کفن دیا گیا جن میں انہیں لپیٹ دیا گیا۔ تابوت لایا گیا جو النبیط کے پاس تھا اور مردے اس پر اٹھائے جاتے تھے انہیں تابوت میں رکھ دیا گیا۔ جس وقت انہیں مکان سے لے چلے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا گیا کہ تابوت کے پایوں کے درمیان سے انہیں اٹھائے ہوئے تھے۔

مسور بن رفاعہ قرظی سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ سعد کو لحد میں دیکھنے آئیں تو لوگوں نے انہیں واپس کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو' وہ آئیں اور قبل اس کے کہ سعد رضی اللہ عنہ پر اینٹ مٹی لگائی جائے انہیں لحد میں دیکھا تو کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تم اللہ کے پاس ہو' رسول اللہ ﷺ نے قبر پر ان سے (والدۂ سعد رضی اللہ عنہ سے) تعزیت کی' مسلمان قبر کی مٹی ڈالنے لگے اور اسے برابر کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کنارے ہٹ کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ ان کی قبر برابر کر دی گئی اور اس پر پانی چھڑک دیا گیا۔ آپ آئے اور کھڑے ہو کر ان کے لیے دعا کی پھر واپس ہوئے۔

معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مکان کی بنیاد میں دفن کیا گیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ اور ان کے صاحبین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) یا ان میں سے ایک کے بعد کسی کی جدائی مسلمانوں پر اتنی شاق نہ ہوئی جتنی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی۔

حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ گورے لانبے' اچھے خوبصورت بڑی آنکھ والے اور حسین داڑھی والے آدمی تھے انہیں غزوہ خندق ۵ھ میں تیر مارا گیا جس کے زخم سے انتقال کر گئے اس روز وہ ۳۷ سال کے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی اور وہ بقیع میں دفن کیے گئے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کی سعد رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی خواہش میں عرش ہل گیا اور تخت کی لکڑیاں ٹوٹ گئیں رسول اللہ ﷺ ان کی قبر پر جا کر رک گئے۔ جب واپس ہوئے تو پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ کو کس چیز نے روکا' فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ کو قبر میں دبایا گیا۔ میں نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں کھول دے۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت کی وجہ سے عرش ہل گیا ابی سعید

الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد رضی اللہ عنہ کی موت کی وجہ سے عرش ہل گیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم لوگ حج یا عمرہ سے فارغ ہو کے آئے تو ذی الحلیفہ میں ہمارا استقبال کیا گیا۔ انصار کے لڑکے اپنے عزیزوں کا استقبال کر رہے تھے وہ لوگ اسید بن حضیر سے ملے انہیں ان کی بیوی کی خبر مرگ سنائی اسید رضی اللہ عنہ نے منہ ڈھانک لیا اور رونے لگے' میں نے کہا اللہ تمہاری مغفرت کرے' تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو۔ تمہیں پہلی اور قدیم صحبت حاصل ہے یہ کیا ہوا کہ ایک عورت پر روتے ہو انہوں نے اپنا سر کھول دیا اور کہا کہ میری جان کی قسم آپ نے سچ کہا حق یہی ہے کہ میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بعد کسی پر نہ روؤں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے جو کچھ فرمایا ہے وہ فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے کیا فرمایا ہے' انہوں نے کہا آپ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے عرش ہل گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چل رہے تھے۔

اسماء بنت یزید بن سکن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ سے فرمایا کہ کیا اس سے بھی تمہارا غم نہ جائے گا اور تمہارے آنسو نہ تھمیں گے کہ تمہارے بیٹے سب سے پہلے شخص ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ ہنسا اور عرش ہل گیا۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے ان کی ملاقات کی فرحت میں عرش رحمٰن ہل گیا' فرحاً بہ (فرحت میں) یہ حسن کی طرف سے تفسیر ہے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی روح کے لیے عرش ہل گیا۔

رمیثہؓ سے مروی ہے کہ جس روز سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے قریب سے سنا کہ اگر میں آپ کے ہاتھ کی مہر کو بوسہ دینا چاہتی تو دے سکتی تھی کہ ان کے لیے عرش رحمٰن ہل گیا۔

یزید بن اصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے کے لیے عرش ہل گیا۔

براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حریر (ریشم) کی ایک چادر لائی گئی اصحاب اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے زیادہ نرم ہیں۔

براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حریر کی ایک چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیۃً دی گئی' ہم لوگ اسے چھوتے تھے اور تعجب کرتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس سے تمہیں تعجب ہے' عرض کی جی ہاں فرمایا جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بہت اچھے اور بہت نرم ہیں۔

واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ واقد رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے بڑے اور لانبے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو' میں نے کہا میں واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ ہوں' انہوں نے کہا بے شک تم سعد رضی اللہ عنہ کے مشابہ ہو پھر روئے اور بہت روئے اور کہا اللہ سعد رضی اللہ عنہ پر رحم کرے سعد رضی اللہ عنہ بھی سب سے بڑے اور لانبے تھے'

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دومہ (کے بادشاہ) اکیدر کی طرف لشکر بھیجا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دیباج (ریشم) کا جبہ بھیجا جو سونے (کے تار) سے بنا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہنا تو لوگ چھونے لگے اور اس کی طرف دیکھنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس جبہ سے تم لوگ تعجب کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے کبھی اس سے اچھا نہیں دیکھا۔ فرمایا واللہ جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال جو تم دیکھتے ہو اس سے بہت اچھے ہیں۔ سعد رضی اللہ عنہ کے بھائی

برادرِ سعد رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ:

ابن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل' ان کی کنیت ابوعثمان تھی' والدہ کبشہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن ابجر تھیں' ابجر حذرہ بن عوف بن حارث بن خزرج تھے' کبشہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی بھی والدہ تھیں عمرو بن معاذ کے بعد کوئی اولاد نہ رہی۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن معاذ اور عمیر بن ابی وقاص کے برادر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ بدر و احد میں حاضر ہوئے۔ ہجرت کے تیسویں مہینے یوم غزوہ احد میں شہید ہوئے' ضرار بن الخطاب الفہری نے قتل کیا' عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ جس روز قتل کیے گئے بتیس سال کے تھے' عمیر بن وقاص رضی اللہ عنہ ان سے پہلے بدر میں شہید ہو چکے تھے۔

ان دونوں کے بھتیجے:

سیدنا حارث بن اوس رضی اللہ عنہ:

ابن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل کنیت ابوالاوس تھی' ان کی والدہ ہند بنت سماک بن عتیک بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل تھیں جو اسید ابن حضیر بن سماک کی پھوپی تھیں اور مبایعات میں سے تھیں حارث بن اوس کی کوئی اولاد نہ تھی۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث ابن اوس بن معاذ اور عامر بن فہیرہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ حارث بن اوس بدر میں حاضر اور ان لوگوں میں تھے جنہوں نے کعب بن الاشرف (یہودی) کو قتل کیا' خود انہیں کے بعض ساتھی کعب پر شب کے وقت تلوار چلا رہے تھے کہ حارث کے پاؤں پر زخم لگا اور خون بہنے لگا اور وہی لوگ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھا لائے حارث غزوہ احد میں بھی شریک ہوئے اور اسی روز شوال میں ہجرت کے بتیسویں مہینے شہید ہو گئے' اپنی شہادت کے دن اٹھائیس سال کے تھے۔

سیدنا حارث بن انس رضی اللہ عنہ:

انس وہی ہیں جو ابوالحیر بن رافع امری القیس بن زید بن عبدالاشہل تھے ان کی والدہ ام شریک بنت خالد بن خنیس بن

لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ ابن خزرج بن ساعدہ خزرج میں سے تھیں' حارث بن انس رضی اللہ عنہ سے کوئی اولاد نہ تھی' غزوۂ بدر واحد میں شریک ہوئے' غزوہ احد میں ہجرت کے بیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے۔

ابوالحیر مکے آئے ہمراہ بنی عبدالاشہل کے پندرہ نوجوان تھے جن میں ایاس بن معاذ بھی تھے ان لوگوں نے عمرے کا ارادہ ظاہر کیا عتبہ بن ربیعہ کے پاس اترے اس نے ان کا اکرام کیا ان لوگوں نے اس سے اور قریش سے درخواست کی کہ وہ ان سے خزرج کے قتال پر معاہدۂ حلف کریں' قریش نے کہا کہ تمہارا شہر ہم سے دور ہے' ہمارے داعی کو تمہاری آواز کہاں جواب دے گی اور تمہارے داعی کو ہماری آواز کہاں جواب دے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حارث کے ورود کی اطلاع پر ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا' کیا تمہیں اس سے بہتر چیز بتائی جائے جس کے لیے تم آئے ہو؟ انہوں نے کہا وہ کیا؟ فرمایا میں رسول اللہ ہوں مجھے اللہ نے اپنے بندوں کی طرف مبعوث کیا ہے میں انہیں اس امر کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں' مجھ پر کتاب بھی نازل ہوئی ہے۔

ایاس بن معاذ نے جو نوعمر لڑکے تھے کہا اے قوم' واللہ یہ اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم آئے ہو' ابوالحیر نے ایک مٹھی بھر کنکریاں لے کے اپنے منہ پر ماریں اور کہا کہ ہمیں ان سے کس نے غافل کر دیا اس وقت (ہم اس مثل کے مصداق ہوں گے کہ) ایک وفد کسی قوم کے پاس جو شر لایا اسے ہم اپنی قوم کے پاس لے جائیں گے ہم اپنے دشمن کے خلاف قریش سے حلف طلب کرنے نکلے تھے پھر ہم باوجود خزرج کی عداوت کے قریش کی عداوت لے کے واپس ہوں گے۔

ابوالہیثم بن التیہان وغیرہ سے مروی ہے کہ ایاس جس وقت لوٹے مرنے تک باز نہ رہے ہم نے انہیں ان کی وفات تک کلمہ پڑھتے سنا' لوگ بیان کرتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سنا اس کی وجہ سے وہ مسلمان مرے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوالحیر اور ان کے ساتھی انصار میں سے سب سے پہلے لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی' آپ کی ان لوگوں سے ملاقات ذی المجاز میں ہوئی تھی۔

سیدنا ابوعبداللہ سعد بن زید رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن عبد بن کعب بن عبدالاشہل' ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور والدہ عمرہ بنت مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن نجار خزرج میں سے تھیں اور مبایعات میں سے تھیں سعد بن زید کی اس زمانے میں اولاد تھی' وہ عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے' یہ محمد بن عمر کی روایت ہے۔ موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحٰق اور ابومعشر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو عقبہ میں حاضر ہوئے۔

سعد بن زید بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمرکاب رہے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے المشلل میں مناۃ کی طرف بطور سریہ بھیجا تھا۔ انہوں نے اس کو منہدم کر دیا یہ رمضان ۸ میں ہوا۔

سیدنا ابوعوف سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ:

ابن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل' کنیت ابوعوف اور والدہ سلمیٰ بنت سلمہ بن سلامہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ

بن حارثہ اوس میں سے تھیں' یہی محمد بن مسلمہ کی پھوپھی تھیں۔

سلمہ بن سلامہ کی اولاد میں عوف تھے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

میمونہ ان کی والدہ ام علی بنت خالد بن زید بن تیم بن امیہ بن بیاضہ ان جعادرہ میں سے تھیں جو اوس میں سے راتج میں سکونت رکھتے تھے اور بنی زعوراء بن جشم کے حلفاء تھے۔

سلمہ بن سلامہ عقبہ اولیٰ میں شریک ہوئے اور عقبہ آخرہ میں بھی ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے اس پر محمد بن عمر' محمد بن اسحاق ابو معشر و موسیٰ بن عقبہ کا اتفاق ہے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن سلامہ اور ابی سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ العامری عامر بن لوی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن سلامہ اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا واللہ اعلم کہ اس میں سے کیا تھا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سلمہ بن سلامہ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے' ۴۵ میں بعمر ہفتاد (۷۰) سال وفات ہوئی مدینے میں مدفون ہوئے' ان کی اولاد سب مر چکی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

سیدنا ابولبشر عباد بن بشر رضی اللہ عنہ:

ابن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل' محمد بن عمر کے مطابق ان کی کنیت ابو بشر تھی اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کے مطابق ابو الربیع تھی' ان کی والدہ' فاطمہ بنت بشر بن عدی بن ابی بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف ابن خزرج بنی عبدالاشہل کی حلیف تھیں۔

عباد بن بشر کی اولاد میں صرف ایک بیٹی تھی جس کے سوا ان کی کوئی اولاد نہ تھی وہ بھی مر گئی ان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

عبادہ بن بشر' اسید بن حضیر اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم سے پہلے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے رسول اللہ ﷺ نے عباد بن بشر اور ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر۔

عباد بن بشر بدر میں شریک ہوئے وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے کعب بن اشرف (یہودی) کو قتل کیا۔ احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں بنی سلیم و مزینہ کے پاس صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ ان کے پاس دس روز مقیم رہے واپس ہو کے بنی مصطلق سے جو ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بعد خزاعہ میں سے تھے' صدقہ وصول کرنے گئے' وہاں بھی دس روز مقیم رہے اور خوشی خوشی واپس ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں حنین کے مال غنیمت پر عامل مقرر فرمایا۔ تبوک آنے اور وہاں سے کوچ کرنے تک اپنے پہرے کا عامل بنایا' وہاں آنحضرت ﷺ نے بیس دن قیام فرمایا تھا۔ جنگ یمامہ میں شریک ہوئے' اس روز ان کے لیے آزمائش اور بے پروائی' ارتکاب قتال اور طلب شہادت تھی' اسی روز ۱۲ھ میں چہل و پنج سال شہید ہوئے۔

ربیح بن عبدالرحمٰن' ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اے ابوسعید میں نے رات کو خواب دیکھا کہ آسمان میرے لیے کھول دیا گیا پھر ڈھانک دیا گیا ان شاء اللہ مجھے شہادت ہوگی' میں نے کہا واللہ تم نے بھلائی دیکھی۔

جنگ یمامہ میں دیکھا کہ وہ انصار کو پکار رہے تھے کہ تم لوگ تلواروں کے میان توڑ ڈالو اور لوگوں سے جدا ہو جاؤ اور کہنے لگے کہ ہم لوگوں کو چھانٹ دو' ہم لوگوں کو چھانٹ دو' انہوں نے انصار سے چار سو آدمی چھانٹ دیئے جن میں کوئی اور شامل نہ تھا' آگے عباد بن بشر' ابودجانہ اور براء بن مالک رضی اللہ عنہم تھے۔

یہ لوگ باب الحدیقہ تک پہنچے اور نہایت سخت جنگ کی' عباد بن بشر رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے میں نے ان کے چہرے پر تلوار کے اس قدر نشان دیکھے کہ صرف جسم کی علامت سے پہچان سکا۔

حضرت سلمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ:

ابن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل' ان کی والدہ لیلیٰ بنت الیمان تھیں اور یمان ہی حسیل بن جابر تھے' وہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کی بہن تھیں' یہ بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے۔

سلمہ بن ثابت بدر میں شریک ہوئے' غزوۂ احد میں بھی تھے اور اسی میں شہید ہوئے ابوسفیان بن امیہ بن حرب نے شہید کیا۔ یہ ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال کا واقعہ ہے۔

غزوہ احد میں ان کے والد ثابت بن وقش اور چچا رفاعہ بن وقش بھی شہید ہوئے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے سلمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کوئی اولاد نہ تھی وقش بن زغبہ کے سب لڑکے مر گئے ان میں سے کوئی نہ رہا۔

حضرت رافع بن یزید رضی اللہ عنہ:

ابن کرز بن سکن بن زعوراء بن عبدالاشہل' ان کی والدہ عقرب بنت معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔

رافع کی اولاد میں اسید تھے جو یوم حرہ میں قتل ہوئے اور عبدالرحمٰن تھے ان دونوں کی والدہ عقرب بنت سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء ابن عبدالاشہل' سلمہ بن سلامہ بن وقش کی بہن تھیں رافع بن یزید اور زعوراء ابن عبدالاشہل کی تمام اولاد مر چکی تھی' ان میں سے کوئی نہ رہا۔

رافع بن یزید بدر و احد میں شریک ہوئے ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں غزوۂ احد میں شہید ہوئے محمد بن اسحاق' موسیٰ بن عقبہ' ابومعشر اور محمد بن عمران کا یہی نسب بیان کرتے تھے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

ابومعشر و محمد بن اسحاق' رافع بن زید کہتے تھے' عبداللہ بن محمد ابن عمارۃ انصاری نے جو نسب انصار کے عالم تھے ان کی مخالفت کی تھی کہ بنی زعوراء میں کوئی سکن نہیں اور سکن صرف بنی امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل میں تھے' رافع ابن یزید بن کرز بن زعوراء بن عبدالاشہل نام تھا۔

بنی عبدالاشہل بن جشم کے حلفاء

سیدنا محمد بن مسلمہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو وہی النبیت بن مالک تھے جو اوس میں سے تھے ان کی والدہ ام سہم تھیں جن کا نام خلیدہ بنت ابی عبید بن وہب بن نودان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج ابن ساعدہ بن کعب تھا' خزرج میں سے تھیں۔

محمد بن مسلمہ کی اولاد میں دس لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔

عبدالرحمٰن' انہیں کے نام سے ان کی کنیت تھی ام عیسیٰ اور ام حارث' ان کی والدہ ام عمرو بنت سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل سلمہ بن سلامہ کی بہن تھیں۔

عبداللہ اور ام احمد' ان دونوں کی والدہ عمرہ بنت مسعود بن اوس ابن مالک بن سواد بن ظفر اور وہ کعب بن خزرج تھے جو اوس میں سے تھیں۔

سعد' جعفر و ام زید ان کی والدہ قتیلہ بنت الحصین بن ضمضم بنی مرہ بن عوف میں سے تھیں جو قیس عیلان میں سے تھے۔

انس و عمرہ' ان کی والدہ الاطبا سے تھیں جو بطون کلب میں سے ایک بطن ہے۔

قیس اور زید اور محمد' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

محمود جن کی کوئی اولاد نہ تھی اور حفصہ' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ محمد بن مسلمہ مدینے میں مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام لائے اور یہ اسید بن حضیر اور سعد بن معاذ کے اسلام کے بعد ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ اور ابوعبیدہ بن الجراح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن مسلمہ بدر و احد میں شریک ہوئے اس روز جب لوگ بھاگ گئے تو یہ ان لوگوں میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے' سوائے غزوۂ تبوک کے کیونکہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک گئے تو آپ نے انہیں مدینے پر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ محمد ان لوگوں میں بھی تھے جنہوں نے کعب بن اشرف (یہودی) کو قتل کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قرطاء کی طرف جو بنی بکر بن کلاب میں سے تھے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے تیس سواروں کے ہمراہ بطور سریہ بھیجا' وہ سلامت رہے اور غنیمت لائے آپ نے انہیں دس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ ذی القصہ بھی بھیجا تھا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرۂ قضاء کے لیے روانہ ہوئے اور ذی الحلیفہ تک پہنچے تو آپ نے سواروں کے لشکر کو آگے کیا جو سو گھوڑے تھے' ان پر محمد بن مسلمہ کو عامل بنایا۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ محمد بن مسلمہ کہا کرتے' اے لڑکو! رسول اللہ ﷺ کے مشاہد (مقامات تشریف آوری) اور مواطن (مقامات سکونت) کو مجھ سے پوچھو' میں کسی غزوے میں کبھی پیچھے نہیں رہا۔ سوائے تبوک کے کہ آپ نے

مجھے مدینے پر اپنا جانشین بنا دیا تھا' مجھ سے آپ کے سراپا کو پوچھو کیونکہ کوئی سریہ ایسا نہیں ہے جو مجھ سے پوشیدہ ہو'یا تو میں خود اس میں ہوتا یا جس وقت وہ روانہ ہوتا میں اسے جانتا تھا۔

عبایہ بن رفاعہ بن رافع سے مروی ہے محمد بن مسلمہ کالے' لانبے اور بڑے موٹے آدمی تھے۔ بروایت محمد عمر' معتدل (یعنی نہ موٹے نہ دبلے) تھے چندیا پر بال نہ تھے۔

حضور علیہ السلام کا آپ کو تلوار دینا:

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو ایک تلوار عطا فرمائی اور فرمایا کہ جب تک مشرکین سے قتال کیا جائے تم اس سے لڑنا۔ جب مسلمانوں کو دیکھنا کہ ایک دوسرے کے مقابلے پر آئے ہیں تو کسی پتھر کے پاس یہ تلوار لے کے جانا اور اسے اتنا مارنا کہ تلوار ٹوٹ جائے پھر اپنے گھر بیٹھ رہنا یہاں تک کہ کوئی خطا کار ہاتھ تمہارے پاس آئے (اور تمہیں مجبور کر کے نکالے) یا فیصلہ کرنے والی موت۔

صبیعہ بن حسین ثعلبی سے مروی ہے کہ ہم لوگ حذیفہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جس کو فتنہ کچھ کم نہ کرے گا' ہم نے کہا وہ کون ہے' انہوں نے کہا کہ محمد بن مسلمہ انصاری' جب حذیفہ کا انتقال ہو گیا اور فتنہ ہوا تو میں بھی ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا جو روانہ ہوئے میں منزل پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک کنارے خیمہ نصب ہے جسے ہوا کے تھپیڑے لگ رہے ہیں پوچھا یہ خیمہ کس کا ہے' لوگوں نے کہا کہ محمد بن مسلمہ کا' میں ان کے پاس آیا' وہ بوڑھے ہو گئے تھے' میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے میں آپ کو مسلمانوں کے سب سے بہتر لوگوں میں سمجھتا ہوں۔ آپ نے اپنا شہر اپنا مکان' اپنے عزیز اور اپنے پڑوسی چھوڑ دیئے' انہوں نے کہا کہ میں نے اسے شر کی کراہت سے چھوڑا' میرے دل میں یہ نہیں ہے کہ میں ان کے شہروں میں سے کسی شہر میں مل کے رہوں تاوقتیکہ شر وہاں سے دفع نہ ہو جہاں سے میں ہٹ گیا۔

محمد بن مسلمہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک تلوار عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے محمد بن مسلمہ' اس تلوار سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا یہاں تک کہ تم مسلمانوں کے دو گروہوں کو آپس میں قتال کرتے دیکھو' اس وقت تم اس تلوار کو پتھر پر اتنا پٹکنا کہ ٹوٹ جائے پھر تم اپنے ہاتھ اور زبان کو روک لینا یہاں تک کہ تمہارے پاس فیصلہ کرنے والی موت آجائے یا خطا کار ہاتھ' جب عثمان قتل کر دیئے گئے اور مسلمانوں کا جو حال ہوا وہ میدان میں کسی پتھر کے پاس اس کے بغیر نہ نکلتے تھے کہ اس پتھر کو اپنی تلوار سے مارتے تھے اس طرح انہوں نے اسے توڑ ڈالا۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ نے بھی اسی قسم کی حدیث روایت کی اور کہا کہ محمد بن مسلمہ کو نبی ﷺ کا سوار کہا جاتا تھا۔ انہوں نے لکڑی کی ایک تلوار بنائی تھی اور اسے رندہ کر کے میان میں کر دیا تھا جو گھر میں لٹکی ہوئی تھی' انہوں نے کہا کہ میں نے اسے اس لیے لٹکایا ہے کہ اس سے ڈرنے والے کو ہیبت دلاؤں۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ محمد بن مسلمہ کی وفات مدینے میں ۴۶ھ میں ہوئی' وہ اس زمانے میں ستر سال کے تھے ان پر مروان بن الحکم نے نماز پڑھی۔

سیدنا ابو سعد سلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ:

ابن حریس بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ ان کی کنیت ابو سعد اور والدہ سعاد بنت رافع بن ابی عمر بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار خزرج میں سے تھیں بنو حریس بن عدی کی قربت اور ان کے مکان بنی عبد الاشہل میں تھے۔ وہ لوگ ابتدائے اسلام ہی میں وفات پا گئے ان میں سے کوئی نہ رہا۔ سلمہ بن اسلم بدر و احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے عراق میں بعہد خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی کے چودھویں سال جر ابی عبید الثقفی کی جنگ میں شہید ہوئے اس وقت ۶۳ سال کے تھے۔

حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن عامر بن عمر بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک ابن اوس ان کی والدہ صعبہ بنت تیہان بن مالک ابو الہیثم بن تیہان کی بہن تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ رافع بن سہل کے بھائی تھے یہی دونوں حمراء الاسد روانہ ہوئے تھے زخمی تھے اور ایک دوسرے کو اٹھاتا تھا۔ کوئی سواری نہ تھی۔

عبداللہ بن سہل بدر و احد میں شریک تھے ان کے بھائی رافع بن سہل بھی ان کے ہمراہ احد میں تھے دونوں غزوہ خندق میں بھی شریک تھے عبداللہ اس غزوہ میں شہید ہوئے انہیں بنی عویف کے ایک شخص نے تیر مار کے قتل کر دیا۔ عبداللہ بن سہل کے کوئی اولاد نہ تھی نیز عمرو بن جشم بن حارث ابن خزرج کی اولاد بھی بہت زمانے سے مر چکی تھی وہ لوگ اہل راتج تھے البتہ اہل راتج میں غسان کی بھی ایک قوم تھی جو علیہ بن جفنہ کی اولاد میں سے تھے آل ابی سعید ان کے حلیف تھے اس زمانے میں ان کی اولاد ہے جو مدینے کے کنارے الصفراء میں رہتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ رافع بن سہل کی اولاد سے ہیں ان کے چچا عبداللہ بن سہل ہیں جو بدر میں شریک ہوئے۔

حضرت حارث بن خزمہ رضی اللہ عنہ:

ابن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عون بن عمرو بن عوف بن خزرج القواقلہ میں سے تھے اور بنی عبد الاشہل کے حلیف تھے ان کا مکان بنی عبد الاشہل میں تھا۔ حارث کی کنیت ابو بشیر تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن خزمہ اور ایاس بن ابی بکیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا حارث بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے ہجرت کے چالیسویں سال مدینہ منورہ میں وفات ہوئی اس وقت ۶۷ برس کے تھے ان کی کوئی اولاد باقی نہ تھی۔

حضرت ابو الہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ:

نام مالک بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ تھا بنی عبد الاشہل کے حلیف تھے اس پر موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر کا اتفاق ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے ان لوگوں سے اختلاف کیا اور بیان کیا کہ ابو الہیثم اوس میں سے ہیں۔ ابو الہیثم بن التیہان بن مالک بن عمرو بن زید ابن عمرو بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو اور وہ النبیت بن مالک ابن اوس تھے ان کی والدہ لیلیٰ بنت عتیک بن عمرو بن عبد الاعلم بن عامر بن زعوراء بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو تھیں اور وہ النبیت بن مالک

بن اوس تھے۔ ابوالہیثم کہا کرتے تھے کہ اگر مجھ سے لید خارج ہوتی تو میں بنی عبدالاشہل کی وجہ سے اپنی زندگی وموت اسی کی طرف منسوب کرتا۔ وہ شخص جوان کا اوران کی اکلوتی بیٹی امیمہ کا وارث ہوا وہ ضحاک بن خلیفہ الاشہلی تھا جو القعد میں بنی عبدالاشہل پر ان دونوں (ابوالہیثم وامیمہ) کے وارث ہوئے' ابوالہیثم اوران کے بھائی عمرو بن جشم کے آخری بیٹے تھے' جو مر گئے اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوالہیثم زمانہ جاہلیت میں بھی بتوں کو ناپسند کرتے اور انہیں برا کہتے تھے' وہ اور اسعد بن زرارہ توحید کے قائل تھے دونوں ان انصار اولی میں سے تھے جو مکے میں اسلام لائے۔

اسعد بن زرارہ ان آٹھ انصار میں شمار کیے جاتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکے میں ایمان لائے' یہ لوگ اپنی قوم سے پہلے مسلمان ہوئے ابوالہیثم بھی ان چھ آدمیوں میں شمار کیے جاتے ہیں جن کے متعلق روایت ہے کہ انصار میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدمبوسی مکے میں حاصل کی' وہ بھی اپنی قوم سے پہلے مسلمان ہوئے پھر مدینے میں آئے اور وہاں اسلام کو پھیلایا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ چھ آدمیوں کا معاملہ ہمارے نزدیک سب اقوال سے زیادہ ثابت ہے وہ لوگ انصار میں سے سب سے پہلے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکے میں قدمبوس ہوئے آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہوئے' ابوالہیثم ستر انصار کے ہمراہ عقبہ میں بھی شریک تھے۔ وہ بارہ نقباء (اعلان کرنے والوں) میں سے ایک ہیں' اس پر سب کا اتفاق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالہیثم بن التیہان اور عثمان بن مظعون کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ ابوالہیثم بدر واحد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجوروں کا اندازہ کنندہ بنا کے بھیجا تھا۔ انہوں نے ان لوگوں کی کھجوروں کا اندازہ کیا۔ یہ اس وقت ہوا کہ عبداللہ بن رواحہ موتہ میں شہید ہو گئے۔

محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ ابوالہیثم بن التیہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کھجور کا اندازہ کرتے تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں بھیجنا چاہا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اندازہ کرتا تھا اور جب واپس آتا تھا تو آپ میرے لیے دعا فرماتے تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں چھوڑ دیا۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ابوالہیثم بن التیہان کی وفات ہوئی۔

شیوخ بنی عبدالاشہل سے مروی ہے کہ ابوالہیثم کی وفات ۲۰ھ میں مدینے میں ہوئی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ ان لوگوں سے زیادہ ثابت ہے جنہوں نے روایت کی کہ ابوالہیثم' علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں حاضر ہوئے اور اسی روز مقتول ہوئے متقدمین اہل علم میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو اسے جانتا ہو اور ثابت کرتا ہو۔ واللہ اعلم

ابوالہیثم کے بھائی۔

حضرت عبید بن التیہان رضی اللہ عنہ:

ان کے نسب کا بھی وہی قصہ ہے جو ہم نے ابوالہیثم کے حال میں بیان کیا بقول عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری عبید اور ابوالہیثم کی والدہ لیلیٰ بنت عتیک بن عمرو تھیں۔ محمد بن اسحٰق ومحمد بن عمر بھی اسی طرح عبید بن التیہان کہتے تھے۔ لیکن موسیٰ بن عقبہ

وابومعشر اور عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ وہ عتیک بن التیہان تھے' عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ میں نے داؤد بن الحصین کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے کہ وہ عتیک بن التیہان تھے۔

محمد بن عمر وغیرہ نے کہا کہ عبید بن التیہان عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور مسعود بن الربیع القاریؓ کے درمیان جو اہل بدر میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا تھا۔ عبید بن التیہان بدر واحد میں شریک ہوئے' یوم احد میں شہید ہوئے۔ عکرمہ بن ابی جہل نے شہید کیا یہ ہجرت کے بیسویں مہینے شوال میں ہوا۔

عبید بن التیہان کی اولاد میں عبیداللہ تھے جو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور عباد تھے۔ ان دونوں کی والدہ صعبہ بنت رافع بن عدی بن زید بن امیہ علبہ بن جحفتہ کی اولاد میں سے تھیں وہ لوگ ان لوگوں کے حلفاء تھے جو سب کے سب مر گئے عبید بن التیہان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی (پندرہ آدمی) کل پندرہ اصحاب (منجملہ بنی حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو (الخزرج) کہ النبیت بن مالک بن اوس تھے)۔

حضرت ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ' ان کا نام عبدالرحمٰن تھا اور والدہ لیلیٰ بنت رافع بن عمرو بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ تھیں۔ ابوعبس کی اولاد میں محمد ومحمود تھے' ان دونوں کی والدہ ام عیسیٰ بنت مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ' محمد بن مسلمہ کی بہن تھیں اور مبایعات میں سے تھیں۔

عبیداللہ ان کی والدہ ام حارث بنت محمد بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد ابن عدی بن مجدعہ بن حارثہ تھیں۔

زید وحمیدہ' ان دونوں کی والدہ کا نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔ ابوعبس کی بہت سی بقیہ اولاد مدینے اور بغداد میں ہے۔

ابوعبس اسلام سے پہلے عربی لکھنا جانتے تھے حالانکہ عرب میں کتابت بہت کم تھی' ابوعبس اور ابو بردہ نیار جس وقت اسلام لائے تو دونوں بنی حارثہ کے بت توڑ رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ابوعبس بن جبر اور خنیس بن حذافہ کے درمیان جو اہل بدر میں سے تھے اور حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے رسول اللہ ﷺ سے پہلے شوہر تھے' عقد مواخاۃ کیا۔

ابوعبس بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے وہ ان لوگوں میں بھی تھے جنہوں نے کعب بن اشرف (یہودی) کو قتل کیا۔ عمر وعثمان رضی اللہ عنہما انہیں لوگوں سے صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔

ابی عبس حارثی سے جو اہل بدر میں سے تھے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لیے آئے وہ بے ہوشی کی حالت میں تھے جب افاقہ ہوا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اپنے کو کس حالت میں پاتے ہو انہوں نے کہا اچھی حالت میں' ہم نے اپنی ہر حالت درست پائی سوائے زکوٰۃ کے اونٹوں کے جو ہمارے اور عمال کے درمیان ہلاک ہو گئے' قریب ہے کہ ہم اس سے رہائی نہ پائیں۔

عبدالمجید بن ابی عبس سے مروی ہے کہ ابوعبس کی وفات ۳۴ میں بعہد خلافت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہوئی اس وقت وہ ستر

سال کے تھے ان پر عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور بقیع میں مدفون ہوئے ان کی قبر میں ابو بردہ بن نیار اور قتادہ بن نعمان اور محمد بن مسلمہ اور سلمہ بن سلامہ بن وقش اترے یہ سب کے سب بدر میں شریک تھے۔ ابو عبس حنا کا خضاب لگاتے تھے۔

حضرت مسعود بن عبد سعد رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ اسی طرح موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ مسعود بن سعد تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مسعود بن عبد ابن مسعود بن عامر تھے۔ ان کی کوئی اولاد باقی نہ تھی سب وفات پا چکے تھے مسعود بدر واحد میں شریک ہوئے۔

حلفائے بنی حارثہ

سیدنا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عبید بن عمرو بن کلاب بن وہمان بن غنم بن ذہل بن ہمیم ابن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔ ابو بردہ کا نام ہانی تھا۔ ان کی پس ماندہ اولاد تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی براء بن عازب کے ماموں تھے بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق وابی معشر و محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔

محمد بن لبید سے مروی ہے کہ ہم نے جن بنی حارثہ کا ذکر کیا اور وہ بدر میں حاضر ہوئے ان میں سے یہ تین آدمی ہیں ابو عبس مسعود ابو بردہ ہم نے جو نام ونسب ان کے بیان کیے اس کی بنا پر ثابت ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو بردہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ فتح مکہ میں بنی حارثہ کا جھنڈا انہیں کے پاس تھا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ احادیث بھی روایت کیں جنہیں آپ سے یاد کر لیا تھا۔

ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابی حبیبہ کہتے تھے کہ ابو بردہ بن نیار کی وفات خلافت معاویہ میں ہوئی۔ کل تین اصحاب: (کعب بن الخزرج بن عمرو من جملہ بنی ظفر کہ نبیت بن مالک بن الاوس تھے)۔

سیدنا قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن عامر بن سواد بن ظفر ان کی والدہ انیسہ بنت قیس بن عمرو ابن عبید بن مالک بن عمرو بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار جو خزرج میں سے تھے محمد بن عمر نے کہا کہ قتادہ کی کنیت ابو عمر تھی عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

قتادہ کی اولاد میں عبداللہ اور ام عمرو ان دونوں کی والدہ ہند بنت اوس بن خزمہ بن عدی بن ابی بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف قوافل حلفائے بنی عبد الاشہل میں سے تھیں۔

عمرو وحفصہ ان دونوں کی والدہ خنساء بنت خنیس غسانی تھیں کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ عائشہ بنت جری بن عمرو بن عامر بن عبد رزاح بن ظفر تھیں۔

عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ آج قتادہ کی کوئی پس ماندہ اولاد نہیں ہے۔ ان کی اولاد میں سب سے آخر میں جو لوگ رہ گئے تھے وہ عاصم و یعقوب فرزندان عمر بن قتادہ تھے عاصم بن عمر علمائے سیرت وغیرہا میں سے تھے' وہ سب وفات پا گئے' کوئی باقی نہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قتادہ بن نعمان ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے' موسیٰ بن عقبہ وابو معشر کی بھی یہی روایت ہے۔ لیکن محمد بن اسحٰق نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

قتادہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیر اندازوں میں بیان کیے گئے ہیں وہ بدر واحد میں حاضر ہوئے۔ یوم احد میں ان کی آنکھ میں تیر مارا گیا' جس سے آنکھ کا ڈھیلا بہہ کے رخسار پر آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس ایک عورت ہے جسے میں چاہتا ہوں' اگر وہ میری آنکھ دیکھ لے گی تو اندیشہ ہے کہ مجھ سے نفرت کرے گی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈھیلے کو اپنے ہاتھ سے لوٹا دیا' آنکھ برابر ہوگئی اور بینائی لوٹ آئی۔ بڑھاپے میں بھی وہ آنکھ زیادہ قوی اور زیادہ صحیح تھی۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ قتادہ بن نعمان کی آنکھ کا ڈھیلا یوم احد میں ان کے رخسارے پر گر پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اسے لوٹا دیا وہ دوسری آنکھ سے زیادہ اچھی اور تیز ہوگئی' وہ خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے غزوۂ فتح میں بنی ظفر کا جھنڈا انہیں کے پاس تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بھی روایت کیے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ قتادہ بن النعمان نے ۲۳ھ میں انتقال کیا اس وقت ۶۵ سال کے تھے ان پر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مدینے میں نماز پڑھی قبر میں ان کے اخیافی بھائی ابو سعید الخدری اور محمد بن مسلمہ اور حارث بن خزمہ اترے۔

حضرت عبید بن اوس رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن سواد بن ظفر' کنیت ابو النعمان اور والدہ لمیس بنت قیس بن قریم بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن سلمہ خزرج میں سے تھیں' ان کی پسماندہ اولاد تھی جو سب کے سب وفات پا چکے عبید بدر میں شریک تھے۔

کہتے ہیں کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے عباس اور نوفل اور عقیل کو بدر میں گرفتار کیا اور ایک رسی سے باندھ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے' نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان پر ملک کریم نے تمہاری مدد کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام مقرن (رسی میں باندھنے والا) رکھا بنو سلمہ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ابو الیسر کعب بن عمرو نے عباس کو گرفتار کیا' ایسا ہی محمد بن اسحٰق کہا کرتے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و محمد بن عمر نے بدر میں عبید کے ذکر پر اتفاق کیا۔ ابو معشر نے انہیں بیان نہیں کیا۔ ہمارے نزدیک یہ ان کا یا جس سے انہوں نے روایت کی اس کا وہم ہے اس لیے کہ عبید بن اوس کا معاملہ ان کے بدر میں ہونے کے متعلق اس قدر مشہور ہے کہ وہ مخفی نہیں۔

حضرت نصر بن حارث رضی اللہ عنہ:

ابن عبد رزاح بن ظفر' ان کی کنیت ابو حارث تھی اور والدہ سودہ بنت سواد بن الہیثم بن ظفر تھیں۔ ان کے والد حارث بن عبد رزاح کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی ان کی اولاد وفات پا چکی اور جا چکی تھی۔

ابومعشر ومحمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری اور ہشام بن محمد ابن سائب کلبی نے اسی طرح ان کا نام بتایا ان لوگوں نے ان کے نام ونسب میں کہ نصر بن حارث تھے کوئی اختلاف نہیں کیا۔ محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب میں روایت کی کہ وہ نمیر بن حارث تھے' یہ غلط ہے میرا گمان ہے کہ یہ غلطی محمد بن اسحاق کے رواۃ کی طرف سے ہے۔

حلفائے بنی ظفر

حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن مالک بن تیم بن شعبہ بن سعد اللہ بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ' ان کے کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی' محمد بن عمر نے اسی طرح ان کا اور ان کے اخیافی بھائی معتب بن عبید کا نسب بیان کیا ہے جو ان کے ساتھ بدر میں شریک تھے۔ لیکن محمد بن اسحاق نے ان لوگوں میں ان دونوں کا نام لیا جو بدر میں شریک ہوئے اور ان کا نسب نہیں بیان کیا اور کہا کہ وہ معتب ابن عبدہ تھے لیکن ہشام بن محمد بن سائب الکلبی نے اپنی کتاب النسب میں ان دونوں کا کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔

عبداللہ بن طارق بدر واحد میں شریک ہوئے وہ ان لوگوں میں تھے جو غزوۃ الرجیع میں روانہ ہوئے۔ بنی لحیان کے مشرکین نے گرفتار کر کے رسی سے باندھا کہ خبیب بن عدی کے ساتھ مکے لے جائیں جب وہ مرالظہر ان میں تھے تو انہوں نے کہا کہ واللہ میں تمہارے ساتھ نہ رہوں گا کیونکہ میرے لیے میرے ان ساتھیوں میں نمونہ ہے جو اس روز قتل کر دیئے گئے' انہوں نے اپنا ہاتھ رسی سے نکال لیا اور تلوار لے لی' لوگ ان کے پاس سے ہٹ گئے یہ ان پر حملہ کرنے لگے اور وہ ان سے چھٹنے لگے۔ لوگوں نے انہیں پتھر مار کے شہید کر دیا۔ ان کی قبر مرالظہر ان میں ہے' یوم الرجیع ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا۔

ان کے اخیافی بھائی:

حضرت معتب بن عبید رضی اللہ عنہ:

ابن ایاس بن تیم بن شعبہ بن سعد اللہ بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف ابن قضاعہ بن محمد عمر نے اسی طرح کہا' محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ معتب بن عبدہ تھے' عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ وہ معتب بن عبید ابن سواد بن الہیثم بن ظفر تھے۔

ان کی والدہ بنی عذرہ کی شاخ بنی کاہل سے تھیں۔ ان کے اخیافی بھائی عبداللہ بن طارق بن عمرو البلوی بنی ظفر کے حلیف تھے۔ بنی ظفر میں ان کا نسب جسے معلوم نہ تھا اس نے انہیں کے بھائی عبداللہ بن طارق کی وجہ سے بلی سے منسوب کر دیا۔

معتب بن عبید کے کوئی اولاد نہ تھی' ان کے بھتیجے اسیر بن عروہ ابن سواد بن الہیثم بن ظفر ان کے وارث ہوئے معتب بن عبید بدر واحد میں شریک ہوئے یوم الرجیع میں مرالظہر ان میں شہید ہوئے۔

کل پانچ اصحاب: (بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس پھر بنی امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے)۔

حضرت مبشر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ:

ابن رفاعہ بن زنبر بن امیہ بن زید' ان کی والدہ نسیبہ بنت زید بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں ان

کے کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی' رسول اللہ ﷺ نے مبشر بن عبدالمنذ ر اور عاقل بن ابی البکیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ عاقل بن ابی بکیر اور مجذر ابن زیاد کے درمیان آپ نے عقد مواخاۃ کیا۔ مبشر بدر میں شریک ہوئے اور اسی روز شہید ہوئے ابوثور نے قتل کیا۔

سائب بن ابی لبابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مبشر بن عبدالمنذ ر کا حصہ لگایا اور معن بن عدی ہمارے پاس ان کا حصہ لائے۔

ان کے بھائی:

حضرت رفاعہ بن عبدالمنذ ر رضی اللہ عنہ:

ابن زنبر بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف' ان کی والدہ نسیبہ بنت زید بن ضبیعہ بن زید تھیں' ان کی ایک لڑکی تھی جس کا نام ملیکہ تھا ان سے عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد المخز ومی نے نکاح کیا' نسیبہ کی والدہ ظبیہ بنت نعمان بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ظبیعہ بن زید تھیں۔

بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر ومحمد بن عمر' رفاعہ بن عبدالمنذ ر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے وہ بدر واحد میں حاضر ہوئے اور ہجرت کے بتیسویں مہینے ماہ شوال میں یوم احد میں شہید ہوئے ان کی کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی۔

اور ان دونوں کے بھائی:

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذ ر رضی اللہ عنہ:

ابن رفاعہ بن زنبر بن امیہ' نام بشر تھا ان کی والدہ بھی نسیبہ بنت زید بن ضبیعہ تھیں ابولبابہ کی اولاد میں سائب تھے ان کی والدہ زینب بنت خذام ابن خالد بن ثعلبہ بن زید بن عبید بن امیہ بن زید اور لبابہ (لڑکی) جن کے نام سے ان کی کنیت ابولبابہ تھیں اور جن سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا ان سے ان کے یہاں ولادت بھی ہوئی اور ان کی والدہ نسیبہ بنت فضالہ ابن نعمان بن قیس بن عمرو بن امیہ بن زید تھیں اور رسول اللہ ﷺ جب بدر کی جانب روانہ ہوئے تو آپ نے ابولبابہ کو مدینے پر عامل بنا کے روحاء سے واپس کیا ان کے لیے غنیمت وثواب میں حصہ مقرر کیا اور وہ انہیں کے مثل ہو گئے جو بدر میں شریک تھے۔

عبداللہ بن مکنف سے جو حارثہ الانصار میں سے تھے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ کو مدینے پر اپنا جانشین بنایا' ان کے لیے غنیمت وثواب کا حصہ لگایا وہ انہیں کے مثل ہو گئے جو اس میں شریک ہوئے تھے' ابولبابہ احد میں بھی حاضر ہوئے نیز رسول اللہ ﷺ جب غزوۃ السویق کے لیے روانہ ہوئے تو ان کو مدینے پر اپنا جانشین بنایا' غزوۂ فتح میں بنی عمرو بن عوف کا جھنڈا انہیں کے پاس تھا۔ وہ تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے آنحضرت ﷺ سے احادیث بھی روایت کیں ابولبابہ کی وفات عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قتل سے پہلے ہوئی اور آج ان کی پسماندہ اولاد ہے۔

ابولبابہ نے یوم بنی قریظہ میں جس وقت ایک غلطی کا ارتکاب کیا (بنی قریظہ کو اس راز سے آگاہ کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ تم کو ذبح کریں گے) تو وہ مسجد نبی علیہ السلام میں بمقام اسطوانہ مخلقہ' رسی سے بندھ گئے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کی توبہ قبول کی۔

حضرت سعد بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ:

ابن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ بن زید' یہ وہی تھے جنہیں سعد القاری کہا جاتا تھا' ان کی کنیت ابوزید تھی کوفے کے لوگ روایت کرتے ہیں کہ یہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن جمع کیا تھا' محمد بن اسحاق و ابومعشر اس طرح ان کا نسب بیان کرتے تھے کہ سعد بن عبید بن النعمان بن قیس۔

سعد بن عبید بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' ان کے بیٹے عمیر بن سعد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام کے کسی حصے کے والی تھے' سعد بن عبید ہجرت کے سولہویں سال جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے اس وقت ۶۴ سال کے تھے اپنے بعد کوئی اولاد نہیں چھوڑی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سعد بن عبید سے جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے اور جس روز ان پر موت کی مصیبت آئی وہ میدان جنگ سے بھاگے اور وہ قاری کہلاتے تھے ان کے سوا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی قاری نہیں کہلاتا تھا ان سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ملک شام میں تمہیں جہاد سے دلچسپی ہے وہاں مسلمانوں کی شدید خونریزی کی گئی اور دشمن ان پر دلیر ہو گئے شاید تم شکست کی بدنامی کا داغ دھوسکو انہوں نے کہا نہیں میں سوائے اس زمین کے اور کہیں نہیں جاؤں گا جہاں سے میں بھاگا تھا اور سوائے ان دشمنوں کے جنہوں نے میرے ساتھ وہ کیا جو کیا میں اور کسی سے نہیں لڑوں گا وہ قادسیہ آئے اور شہید ہوئے۔

سعد بن عبید سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا کہ کل ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے اور کل ہم شہید ہوں گے لہٰذا تم لوگ نہ ہمارے بدن سے خون دھونا اور نہ سوائے ان کپڑوں کے جو ہمارے بدن پر ہیں کوئی اور کفن دینا۔

حضرت ابوعبدالرحمٰن عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ:

ابن عائش بن قیس بن نعمان بن زید بن امیہ' ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن اور والدہ عمیرہ بنت سالم بن سلمہ بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں۔

عویم کی اولاد میں عتبہ وسوید تھے' سوید یوم جنگ حرہ میں قتل ہوئے اور قرظہ ان کی والدہ امامہ بنت بکیر بن ثعلبہ بن حدبہ بن عامر بن کعب بن مالک ابن غضب بن جشم بن خزرج تھیں' صرف محمد اسحاق نے عویم بن ساعدہ بن صلعجہ کہا ہے لیکن ہم نے صلعجہ کو نسب میں نہیں پایا وہ بلی بن عمرو بن الحاف قضاعہ میں سے بنی امیہ بن زید کے حلیف تھے اسے سوائے محمد بن اسحاق کے اور کسی نے نہیں بیان کیا۔ عویم کی پسماندہ اولاد مدینے اور درب الحدث میں تھی۔

عویم ان آٹھ آدمیوں میں سے تھے جن کے متعلق روایت کی گئی کہ وہ ان انصار اولیٰ میں سے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکے میں قدمبوس ہوئے اور اسلام لائے' بروایت محمد بن عمر' عویم ہر دو عقبہ میں شریک ہوئے اور بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر وہ ستر انصار کے ہمراہ عقبہ آخرہ میں حاضر ہوئے۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عویم بن ساعدہ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ بروایت محمد بن اسحاق آپ نے عویم بن ساعدہ اور حاطب بن ابی بلتعہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حمزہ بن عبداللہ بن زبیر نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ کے بندوں میں اور اہل جنت میں عویم بن ساعدہ کیسے اچھے بندے اور آدمی ہیں۔ موسیٰ نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ:

﴿ فیه رجال یحبون ان یتطهروا واللّٰه یحب المطهرین ﴾

''اس (مسجد قباء) میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں سے عویم بن ساعدہ ہیں۔ موسیٰ نے کہا عویم سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنا اجابت کا مقام پانی سے دھویا جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا۔ واللہ اعلم

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دو مرد صالح جو اپنی قوم کے ایما سے سقیفہ بنی ساعدہ کا ارادہ کر رہے تھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے ملے ان دونوں مرد صالح نے کہا اے سرگروہ مہاجرین کہاں کا قصد ہے' ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ برادران انصار سے ملنا چاہتے ہیں ان دونوں نے کہا کہ تم پر یہ ضروری نہیں کہ انصار کے پاس نہ جاؤ' اپنا کام پورا کر و یعنی جاؤ۔

ابن شہاب نے کہا کہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مرد صالح جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے ملے تھے عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی رضی اللہ عنہما تھے۔ عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ وہی ہیں جن کے متعلق ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ وہ کون ہیں جن کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿ فیه رجال یحبون ان یتطهروا واللّٰه یحب المطهرین ﴾ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے عویم بن ساعدہ نہایت خوب آدمی ہیں' ہمیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ آپ نے عویم بن ساعدہ کے علاوہ کسی اور کا بھی ذکر کیا تھا۔ عویم بن ساعدہ نے خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں وفات پائی اس وقت ان کی عمر ۶۵ یا ۶۶ کی تھی۔

حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید' ان کی والدہ امامہ بنت صامت بن خالد بن عطیہ بن حوط بن حبیب بن عمرو بن عوف تھیں۔ ثعلبہ کی اولاد میں عبیداللہ وعبداللہ وعمیر تھے ان کی والدہ بنی واقف میں سے تھیں۔

رفاعہ اور عبدالرحمٰن وعیاض وعمیرہ' ان کی والدہ لبابہ بنت عقبہ ابن بشیر غطفان میں سے تھیں' آج ثعلبہ بن حاطب کی مدینے اور بغداد میں اولاد ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن حمراء کے درمیان جو خزاعہ حلیف بنی مخزوم میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا' ثعلبہ بن حاطب بدر واحد میں شریک ہوئے۔

ان کے بھائی:

حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید' ان کی والدہ امامہ بنت صامت بن خالد بن عطیہ تھیں۔ حارث کی اولاد میں عبداللہ تھے ان کی والدہ ام عبداللہ بنت اوس بن حارثہ بنی جحجبا سے تھیں آج ان کی باقی ماندہ اولاد ہے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

عبداللہ بن مکنف سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت بدر کی طرف روانہ ہوئے تو حارث بن حاطب کو الروحاء سے بنی عمرو بن عوف کی طرف کسی کام سے جس کا آپ نے انہیں حکم دیا تھا واپس کر دیا۔ غنیمت و ثواب میں آپ نے ان کا حصہ بھی لگایا' وہ انہیں کے مثل ہو گئے جو شریک تھے۔ محمد بن اسحاق نے اسی طرح بیان کیا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ حارث احد' خندق' حدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے غزوۂ خیبر میں شہید ہوئے انہیں قلعے کے اوپر سے کسی نے تیر مارا جو دماغ میں لگا۔

سیدنا رافع بن عنجدہ رضی اللہ عنہ:

عنجدہ ان کی والدہ ہیں' والد عبدالحارث' بلی کے حلیف تھے' اور بلی قضاعہ میں سے تھے جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ انہیں (بلی) میں سے ہیں' محمد ابن اسحاق بھی اسی طرح کہا کرتے تھے' صرف ابو معشر نے انہیں عامر بن عنجدہ کہا ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رافع بن عنجدہ اور حصین بن حارث بن مطلب بن عبد مناف بن قصی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا رافع بدر و احد و خندق میں شریک تھے ان کے پسماندہ اولاد نہ تھی۔

سیدنا عبید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ:

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے اس شخص سے سنا جو کہتا تھا کہ بلی قضاعہ میں سے تھے کہ عبید انہیں (بلی) میں سے تھے اسی طرح محمد بن اسحاق نے بھی کہا بعض لوگ ان کو اور رافع بن عنجدہ کو بنی عمرو بن عوف کی طرف منسوب کرتے ہیں میں نے ان دونوں کی ولادت اور نسب کو بنی عمرو بن عوف کے انساب میں تلاش کیا مگر نہ ملا ان دونوں کی باقی ماندہ اولاد نہ تھی عبید بدر و احد و خندق میں شریک تھے۔

کل نو اصحاب: (بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف)۔

سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ:

ابن قیس' یہ قیس وہی ہیں جو ابو الاقلح بن عصمہ بن مالک بن امہ ابن ضبیعہ تھے ان کی والدہ شموس بنت ابی عامر بن صیفی بن نعمان بن مالک بن امۃ بن ضبیعہ تھیں۔ عاصم کی اولاد میں محمد تھے ان کی والدہ ہند بنت مالک بن عامر بن حذیفہ بنی جحجبان بن کلفہ میں سے تھیں ان کی اولاد میں سے احوص بن عبداللہ ابن محمد بن عاصم شاعر ہوئے عاصم کی کنیت ابو سلیمان تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن ثابت اور عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا عاصم رضی اللہ عنہ بدر و احد میں شریک ہوئے۔ غزوۂ احد میں مسلمان بھاگے تو وہ ثابت قدمی سے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے انہوں نے آپ سے موت پر بیعت کی اصحاب رسول اللہ ﷺ کے نامزد تیر اندازوں میں سے تھے۔

احد میں مشرکین کے جھنڈے والوں میں سے حارث اور مسافع فرزندان طلحہ بن ابی طلحہ کو قتل کیا ان کی والدہ سلافہ بنت سعد بن الشہید بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔ اس نے نذر مانی کہ عاصم کے کاسہ سر میں شراب پیے گی اور ان کا سر لانے والے کے لیے سو اونٹنیاں انعام رکھا۔

بنی طیان' قبیلہ ہذیل کے چند آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ آپ ان کے ہمراہ چند ایسے آدمی

روانہ کریں جو انہیں قرآن پڑھائیں اور شرائع اسلام سکھائیں آنحضرت ﷺ نے ان کے ہمراہ اپنے چند اصحاب کے ساتھ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیا۔

جب وہ لوگ اپنی بستیوں میں پہنچے تو مشرکین نے کہا کہ تم لوگ اسیر (قیدی) بن جاؤ ہم تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں کے پہنچائیں اور تمہارے ذریعہ سے قیمت حاصل کریں' عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ کبھی کسی مشرک کے پڑوس میں نہ آؤں گا۔

وہ ان سے جنگ کرنے لگے اور رجز پڑھنے لگے انہوں نے اتنی تیراندازی کی کہ ان کے تیر ختم ہو گئے پھر نیزہ مارنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھی ٹوٹ گیا تلوار رہ گئی' تب انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں نے ابتدائے روز میں تیرے دین کی حمایت کی لہٰذا آخر روز میں تو میرے گوشت کی حفاظت کر مشرکین ان کے ساتھیوں میں سے جسے قتل کرتے تھے اس کی کھال اتار لیتے تھے' انہوں نے جنگ کی' مشرکین میں سے دو کو زخمی کیا اور ایک کو قتل کیا۔ اور کہنے لگے:

انا ابو سلیمان مثل رَاما ورثت مجدی معشرًا کرامًا

''میں ابوسلیمان ہوں' میرے ہی جیسے بہادر مہمات امور کا قصد کرتے ہیں۔ میں نے اپنی بزرگی و برتری ایسوں کے لیے وراثت میں چھوڑی ہے جو شریف و کریم ہیں''۔

اصیب مرثد و خالد قیامًا

''مرثد و خالد جیسوں کو تو میں کھڑے کھڑے سمجھ لوں گا !''۔

لوگوں نے اتنی نیزہ بازی کی کہ ان کو قتل کر دیا۔ سر کاٹنا چاہا تو اللہ نے ان کے پاس بھڑ (زنبور) بھیج دی جس نے حفاظت کی' شب کو اللہ تعالیٰ نے ایک نامعلوم سیلاب بھیج دیا جو انہیں بہا لے گیا۔ وہ لوگ ان کے پاس نہ پہنچ سکے عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا تھا کہ نہ وہ کسی مشرک کو چھوئیں گے اور نہ کوئی مشرک انہیں چھوئے گا ان کا اور ان کے ساتھیوں کا قتل ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں یوم الرجیع میں ہوا۔

حضرت معتب بن قشیر رضی اللہ عنہ:

ابن ملیل بن زید بن العطاف بن ضبیعہ ان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی۔ بدر و احد میں حاضر ہوئے تھے محمد بن اسحاق نے اسی طرح تذکرہ کیا ہے۔

حضرت ابو مُلَیل بن الازعر رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن العطاف بن ضبیعہ ان کی والدہ ام عمرو بنت الاشرف ابن العطاف بن ضبیعہ تھیں کوئی اولاد باقی نہ رہی وہ بدر و احد میں حاضر ہوئے محمد بن اسحاق نے اسی طرح کہا ہے۔

حضرت عمیر بن معبد رضی اللہ عنہ:

ابن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ ان کی کوئی اولاد نہ رہی صرف محمد بن اسحٰق ان کو عمرو بن معبد کہتے تھے۔ بدر و احد

اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے یوم حنین میں وہ ان سو صبر کرنے والوں میں سے ایک تھے جن کے رزق کا اللہ تعالیٰ کفیل ہو گیا تھا۔

کل چار آدمی: بنی عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف۔

حضرت انیس بن قتادہ رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن خالد بن حارث بن عبید محمد بن اسحاق و محمد بن عمر اسی طرح انیس کو کہتے تھے' موسیٰ بن عقبہ الیاس کہتے تھے' اور ابو معشر انس کہتے تھے خنساء بنت خذام الاسدیہ کے شوہر تھے بدر و احد میں حاضر ہوئے ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں غزوہ احد میں شہید ہوئے ابو الحکیم ابن الاخنس بن شریق الثقفی نے قتل کیا۔ انیس کے کوئی باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔ صرف ایک آدمی: بنی العجلان بن حارثہ کہ بلی قضاعہ میں سے تھے اور سب کے سب بنی زید بن مالک بن عوف کے حلفاء تھے۔

حضرت معن بن عدی الجد رضی اللہ عنہ:

ابن العجلان بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بن جعل بن عمرو بن جشم بن ودم ابن ذبیان بن ہمیم بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے قبل اسلام عربی خط میں کتابت کرتے تھے حالانکہ عرب میں کتابت بہت کم تھی رسول اللہ ﷺ نے معن بن عدی اور زید بن الخطاب بن نفیل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا دونوں کے دونوں ۱۲ھ میں خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے آج معن کی باقی ماندہ اولاد ہے اور معن بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ معن بن عدی ان دو شخصوں میں سے تھے جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے اس وقت ملے جب وہ ثقیفہ بنی ساعدہ کا ارادہ کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ تم پر ضروری نہیں کہ ان کے پاس نہ جاؤ اپنا کام پورا کرو۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ جس وقت اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو وفات دی تو لوگ آپ پر روئے اور کہا کہ واللہ ہم یہ چاہتے تھے کہ آپ سے پہلے مر جاتے اندیشہ ہے کہ ہم آپ کے بعد فتنے میں نہ پڑ جائیں۔ معن نے کہا کہ واللہ میں نہیں چاہتا کہ آپ سے پہلے مر جاتا تاوقتیکہ میں آپ کی وفات کے بعد بھی تصدیق نہ کر لوں جیسا کہ آپ کی حیات میں کی معن مسیلمہ کذاب کی جنگ میں یمامہ میں شہید ہوئے۔

ان کے بھائی:

حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ:

ابن الجد بن العجلان' محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی اور عبداللہ بن محمد بن عمارہ الانصاری نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی ان کی باقی ماندہ اولاد تھی عاصم بن عدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب روانگی بدر کا ارادہ کیا تو قباء اور اہل عالیہ پر کسی وجہ سے جو آپ کو ان لوگوں سے پہنچی عاصم بن عدی کو خلیفہ بنا دیا اور ان کے لیے غنیمت و ثواب میں حصہ لگایا وہ انہیں

کے مثل ہو گئے جو اس میں شریک تھے محمد اسحاق نے بھی اسی طرح کہا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عاصم بن عدی احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور ان کے ہمراہ مالک بن الدخشم کو تبوک سے بھیجا ان دونوں نے مسجد ضرار کو جو قبا میں بنی عمرو بن عوف میں تھی آگ لگا دی۔ عاصم (قد میں) مائل بہ پستی تھے مہندی کا خضاب لگاتے تھے' معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۴۵ھ میں مدینے میں وفات پائی اس وقت ۱۱۵ سال کے تھے۔

حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن عدی بن الجد بن العجلان' ان کی کوئی باقی ماندہ اولاد نہ تھی بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے خالد بن الولید کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مرتدین کی طرف روانہ ہوئے تھے اسی طرح محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

عیسیٰ بن عمیلہ فزاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ لوگوں کے مقابلے پر روانہ ہوتے وقت کی اذان سنتے تو رک جاتے اور اگر اذان نہ سنتے تو حملہ کرتے' جب وہ اس قوم کے قریب پہنچ گئے جو بزاخہ میں تھی تو عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم کو اپنے آگے مخبر بنا کے بھیجا کہ دشمنوں کی خبر لائیں دونوں سوار تھے عکاشہ اپنے گھوڑے پر جس کا نام الرزام تھا اور ثابت اپنے گھوڑے پر جس کا نام المجر تھا۔ عکاشہ اور ثابت کا سامنا طلیحہ اور اس کے بھائی سلمہ فرزندان خویلد سے ہوا جو انہیں کی طرح اپنے پیچھے والوں کے مخبر تھے طلیحہ نے تنہا عکاشہ کو گھیر لیا اور سلمہ نے ثابت بن اقرم کو' ذرا دیر بھی نہ گزری کہ سلمہ نے ثابت بن اقرم کو قتل کر دیا' طلیحہ نے سلمہ کو آواز دی کہ اس آدمی پر میری مدد کر یہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے سلمہ عکاشہ پر پلٹ پڑا اور دونوں نے مل کر ان کو بھی قتل کر دیا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لیے آئے تو ان لوگوں کو سوائے مقتول ثابت بن اقرم کے اور کسی چیز سے خوف نہ ہوا جن کو سواریاں روند رہی تھیں یہ مسلمانوں پر گراں گزرا وہ زیادہ نہ چلنے پائے تھے کہ مقتول عکاشہ کو بھی روندا۔

ابی واقد اللیثی سے مروی ہے کہ ہم دو سو سوار مقدمہ تھے زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہمارے امیر تھے ثابت بن اقرم عکاشہ بن محصن ہمارے آگے تھے جب ہم لوگ ان دونوں کے پاس سے گزرے تو ہمیں برا معلوم ہوا' خالد اور مسلمان اب تک ہمارے پیچھے تھے ہم ان دونوں مقتولوں کے پاس کھڑے رہے یہاں تک کہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ آتے ہوئے نظر آئے ان کے حکم سے ہم نے ثابت اور عکاشہ کو مع ان کے کپڑوں اور خون کے دفن کر دیا ہم نے عکاشہ پر عجیب زخم پائے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم نے ان دونوں کے قتل کے بارے میں جو کچھ سنا اس میں یہ سب سے زیادہ ثابت ہے ان کو طلیحہ الاسدی نے ۱۲ھ میں بزاخہ میں قتل کیا۔

سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن عدی بن الجد بن العجلان' ان کی باقی ماندہ اور اولاد نہ تھی بدر واحد میں شریک تھے اسی طرح محمد بن اسحاق نے بھی بیان کیا۔

سیدنا عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن حارث بن عدی بن الجد بن العجلان' کنیت ابو حارث تھی ان کی باقی ماندہ اولاد ہے محمد بن اسحاق نے ا

طرح کہا ہے کہ ان کی اولاد میں سے ابوعبدالرحمٰن محمد بن عبدالرحمٰن العجلانی المدنی تھے ان کے پاس چند احادیث لوگوں کے امور کے متعلق تھیں جن کو وہ روایت کرتے تھے ہشام بن محمد بن سائب الکلبی وغیرہ ان سے ملے ہیں اور ان سے روایت کی ہے۔ عبداللہ بن سلمہ بدر و احد میں شریک تھے ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں وہ جنگ احد میں شہید ہوئے جس نے انہیں قتل کیا وہ عبداللہ بن الزبعری تھا۔

سیدنا ربعی بن رافع رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن زید بن حارثہ بن الجد بن العجلان' ان کے کوئی باقی ماندہ اولاد نہ تھی' موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابومعشر و محمد بن عمر نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا جو بدر میں شریک تھے' ربعی احد میں بھی موجود تھے۔ جملہ چھ آدمی: بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف۔

سیدنا جبر بن عتیک رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن ہیشہ بن حارث بن امیہ بن معاویہ' ان کی والدہ جمیلہ بنت زید بن صفی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث بن الاوس تھیں' جبر کی کنیت ابوعبداللہ تھی' اولاد میں عتیک و عبداللہ اور ام ثابت تھے ان کی والدہ ہصبہ بنت عمرو بن مالک بن سبیع قیس عیلان کے بنی ثعلبہ میں سے تھیں عبداللہ بن محمد العمارۃ الانصاری نے کہا کہ آج سوائے جبر بن عتیک کی اولاد کے بنی معاویہ بن مالک میں سے کوئی باقی نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جبر بن عتیک اور خباب بن الارت کے درمیان عقد مواخاۃ کیا جبر بن عتیک بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے' غزوہ فتح میں بنی معاویہ بن مالک کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

عبداللہ بن عبداللہ بن جبر بن عتیک نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ نبی ﷺ ان کے پاس ان کی عیادت کے لیے آئے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جبر بن عتیک کی ۶۱ھ یزید بن معاویہ کی خلافت میں بعمر ۷۱ سال وفات ہوئی۔

ان کے چچا:

حضرت حارث بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن ہیشہ بن حارث بن معاویہ' ان کی والدہ زینب بنت الصیفی بن عمرو ابن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث اوس میں سے تھیں' اسی طرح محمد بن عمر الواقدی اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اپنی کتاب میں ان رجال سے بیان کیا جن کا انہوں نے اوّل کتاب میں نام لیا ہے کہ جبر بن عتیک اور ان کے چچا حارث بن قیس بدر میں شریک تھے لیکن موسیٰ ابن عقبہ اور محمد بن اسحاق اور ابومعشر نے حارث بن قیس کو شرکائے بدر میں شمار نہیں کیا۔ محمد بن اسحاق اور ابومعشر نے کہا کہ وہ جبر بن عتیک بن حارث ابن قیس بن ہیشہ تھے اور محمد بن عمر اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ محمد بن اسحاق و ابومعشر نے یا جس سے ان دونوں نے روایت کی انہوں نے جبر بن عتیک کے نسب میں غلطی کی ان دونوں نے انہیں ان کے چچا حارث کی طرف منسوب کر دیا' ان کے ہمراہ ان کے چچا

بدر میں موجود تھے ان کا نسب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔

حلفائے بنی معاویہ بن مالک۔

حضرت مالک بن نمیلہ رضی اللہ عنہ:

نمیلہ ان کی والدہ تھیں وہ مالک بن ثابت تھے کہ مزینہ میں سے تھے۔ بدر و احد میں شریک ہوئے' جنگ احد میں' جو ہجرت ؁ کے بتیسویں مہینے شوال میں ہوئی تھی شہید ہو گئے۔

حضرت نعمان بن عصر رضی اللہ عنہ:

ابن عبید بن وائلہ بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بن جعل بن عمرو بن جشم ابن دوم بن ذبیان بن ہمیم بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ ان کی کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی محمد بن اسحاق وابومعشر وموسیٰ بن عقبہ ومحمد بن عمر نے کہا کہ نعمان بن عصر بالکسر ہے ہشام بن محمد السائب الکلبی نے کہا کہ نعمان بن عصر بالفتح ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ لقیط بن عصر بالکسر تھے۔

نعمان بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے بزمانہ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۲ھ میں وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

بنی حنش بن عوف بن عمرو بن عوف کہ اہل مسجد قباء تھے۔

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ:

ابن واہب بن العکیم بن ثعلبہ بن الحارث بن مجدعہ بن عمرو بن حنش ابن عوف بن عمرو بن عوف' سہل کی کنیت ابوسعد تھی اور کہا جاتا ہے کہ ابوعبداللہ تھی ان کے دادا عمرو بن الحارث تھے جن کو بحزج کہا جاتا تھا۔ سہل کی والدہ کا نام ہند بنت رافع بن عمیس بن معاویہ بن امیہ بن زید بن قیس بن عامرہ بن مرہ بن مالک بن الاوس تھا جو جعادرہ میں سے تھیں' ان کے دونوں اخیافی بھائی عبداللہ ونعمان وفرزندان ابی حبیبہ بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ تھے۔

سہل بن حنیف کی اولاد میں ابوامامہ تھے جن کا نام اپنے نانا کے نام پر اسعد تھا اور عثمان تھے ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت ابی امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

اور سعد تھے ان کی والدہ ام کلثوم بنت عتبہ بن ابی وقاص بن وہب ابن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھیں آج سہل بن حنیف کی بغداد و مدینے میں پس ماندہ اولاد ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل بن حنیف اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ سہل بدر و احد میں موجود تھے۔ احد میں جس وقت لوگ بھاگ گئے تو یہ ان لوگوں میں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ثابت قدم رہے اور آپ سے موت پر بیعت کی وہ اس روز تیروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (دشمنوں سے) مدافعت کر رہے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سہل کو تیر دو کیونکہ وہ سہل (نرم) ہیں۔ سہل خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اموال بنی نضیر میں سے سوائے سہل بن حنیف اور ابودجانہ سماک بن خرشہ کے کہ دونوں فقیر تھے انصار میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میرے لیے سہل بے غم کو بلاؤ یعنی سہل بن حنیف کو سہل بن حنیف صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

ابووائل سے مروی ہے کہ یوم صفین میں سہل بن حنیف نے کہا کہ اے لوگو تم اپنی رائے کو مشتبہ سمجھو' کیونکہ واللہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی ایسے امر کے لیے تلواریں اپنے کندھے پر نہیں رکھیں جس کی ہمیں طاقت نہ ہو سوائے سہل ترین امر کے جسے ہم جانتے تھے یہ دوسری بات تھی کہ آپ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہو۔

محمد بن ابی امامہ بن سہل نے اپنے والد سے روایت کی کہ سہل بن حنیف کی وفات ۳۸ھ میں کوفے میں ہوئی اور ان پر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سہل بن حنیف پر نماز پڑھی انہوں نے چھ تکبیریں کہیں۔

حنش بن المعتمر سے مروی ہے کہ جب سہل بن حنیف کی وفات ہوئی تو انہیں الرحبہ میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا انہوں نے ان پر چھ تکبیریں کہیں' بعض جماعتوں نے اس کا انکار کیا تو کہا گیا کہ وہ بدری تھے جب وہ الجبانہ تک پہنچے تو ہمیں قرظہ بن کعب اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ ملے انہوں نے کہا کہ یا امیر المومنین ہم ان کی نماز میں نہ تھے۔ فرمایا کہ تم لوگ (اب) ان پر نماز پڑھ لو۔ ان لوگوں نے ان پر نماز پڑھی ان کے امام قرظہ تھے۔ حنش الکنانی سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے الرحبہ میں سہل بن حنیف پر نماز جنازہ میں چھ تکبیریں کہیں۔

عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے پورے زمانہ سلطنت میں جنازے پر چار چار تکبیریں کہیں سوائے سہل بن حنیف کے کہ ان پر پانچ تکبیریں کہیں اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ بدری ہیں۔

عمیر بن سعید سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی جس میں پانچ تکبیریں کہیں لوگوں نے کہا کہ یہ تکبیر کیسی ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سہل بن حنیف ہیں جو اہل بدر سے ہیں' اور اہل بدر کو غیر اہل بدر پر فضیلت ہے۔ میں نے چاہا کہ تمہیں ان کی فضیلت سے آگاہ کر دوں۔

ایک شخص: بنی جحجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف۔

سیدنا ابوعبیدہ منذر بن محمد رضی اللہ عنہ:

ابن عقبہ بن احیحہ بن الجلاح بن حریش بن جحجبا' کنیت ابوعبیدہ اور والدہ ہذیل کے آل ابی قردہ میں سے تھیں' رسول اللہ ﷺ نے منذر بن محمد اور طفیل بن حارث بن مطلب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا منذر یوم بیر معونہ میں شہید ہوئے ان کی کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی احیحہ کی دوسرے بیٹے سے باقی ماندہ اولاد تھی' منذر بدر واحد میں موجود تھے۔

بنی انیف بن جشم بن عائذ اللہ کہ بلی میں سے حلفائے بنی جحجبا بن کلفہ تھے۔

حضرت ابوعقیل عبدالرحمٰن الاراش رضی اللہ عنہ:

ان کا نام عبدالرحمٰن الاراشی الانیفی بن عبداللہ بن ثعلبہ بن بیحان ابن عامر بن الحارث بن مالک بن عامر بن انیف بن جشم بن عائذ اللہ ابن تمیم بن عوذ مناۃ بن ناج بن تیم بن یراش تھا وہ اراشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ تھے' ابوعقیل کا نام عبدالعزیٰ تھا' رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن عدوالاوثان (بتوں کا دشمن) رکھا۔

ہشام بن محمد السائب الکلبی اور محمد بن عمر نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا۔ محمد بن اسحاق وابومعشر اسی طرح انہیں جشم تک منسوب کرتے تھے اور بقیہ آباؤ اجداد میں بلی تک اختلاف کرتے تھے۔

ابوعقیل بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے' جنگ یمامہ میں جو ۱۲ھ میں بزمانہ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوئی شہید ہوئے' ان کی باقی ماندہ اولاد تھی۔

جعفر بن عبداللہ بن اسلم الہمدانی سے مروی ہے کہ جب جنگ یمامہ ہوئی اور لوگ جنگ کے لیے صف بستہ ہو گئے تو سب سے پہلے جو شخص زخمی ہوا وہ ابوعقیل الانیفی تھے ایک تیر شانوں اور دل کے درمیان لگا وہ مقتل سے ہٹ گئے تیر نکال دیا گیا زخم کی وجہ سے ان کا بایاں پہلو کمزور ہو گیا دن کی ابتدائی ساعت تھی کہ انہیں کجاوے تک پہنچا دیا گیا۔

جنگ کی شدت ہو گئی تو مسلمان بھاگ کے کجاووں میں پہنچ گئے ابوعقیل زخم کی وجہ سے کمزور تھے انہوں نے معن بن عدی کو سنا کہ وہ انصار کو آواز دے رہے ہیں کہ خدا سے ڈرو اور اپنے دشمن پر حملہ کرو معن لمبے لمبے قدم اٹھا کر قوم کے پاس آ رہے تھے یہ اس وقت ہوا جب انصار نے آواز دی کہ ہمیں تنہا چھوڑ دو' ہمیں تنہا چھوڑ دو (یعنی دوسرے گروہوں سے ہمیں چھانٹ کر الگ کر دو کہ ہم جنگ کریں) ایک ایک آدمی کو پہچان پہچان کر لوگوں نے چھانٹ دیا۔

عبداللہ بن عمر نے کہا کہ ابوعقیل اپنی قوم کے پاس جانے کے لیے کھڑے ہوئے' میں نے کہا اے ابوعقیل تم کیا ارادہ کرتے ہو' تم میں جنگ کی طاقت نہیں ہے انہوں نے کہا کہ منادی نے میرا نام لے کے پکارا ہے میں نے کہا کہ وہ صرف ''اے انصار'' کہتا ہے اس کی مراد مجروحین سے نہیں ہے ابوعقیل نے کہا کہ میں بھی انصار کا ایک شخص ہوں اور میں اسے جواب دوں گا۔ اگرچہ گھٹنوں ہی کے بل ہو۔

ابوعقیل نے کمر باندھ لی اور برہنہ تلوار داہنے ہاتھ میں لے لی پھر وہ ندا دینے لگے ''اے انصار جنگ حنین کی طرح دوبارہ حملہ کرو'' لوگ جمع ہو کر جرأت کے ساتھ مسلمانوں کے پاس اپنے دشمن کے اس طرف آ رہے تھے۔ یہاں تک کہ سب باغ میں دشمن کے پاس گھس پڑے' اور مل گئے اور ہمارے اور ان کے درمیان تلوار چلنے لگی۔

میں نے ابوعقیل کو دیکھا کہ ان کا زخمی ہاتھ شانے سے کاٹ دیا گیا تھا اور وہ زمین پر پڑا تھا ان کے چودہ زخم تھے ہر زخم مہلک تھا اور انہوں نے اللہ کے دشمن مسیلمہ کو قتل کر دیا تھا۔

میں تیزی کے ساتھ ابوعقیل کے پاس گیا نزع کا عالم تھا' عرض کی اے ابوعقیل تو انہوں نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے ''لبیک کہا'' اور پوچھا کہ کس کو شکست ہوئی۔ میں نے کہا کہ آپ خوش ہوں' آواز کو اور بلند کر کے کہا کہ اللہ کا دشمن قتل ہو گیا انہوں نے اللہ

کی حمد کے ساتھ اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور انتقال کر گئے۔

آنے کے بعد میں نے ان کا تمام واقعہ عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ ہمیشہ شہادت کی دعا کیا کرتے تھے اور اسی کو طلب کرتے تھے اگر چہ میں انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب اصحاب اور پرانے اسلام والوں میں نہیں جانتا تھا۔

کل دو آدمی: بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف۔

سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہما:

ابن نعمان بن امیہ بن البرک کہ امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف تھے ان کی والدہ بنی عبداللہ بن غطفان میں سے تھیں بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے۔

احد میں تیرانداز دستے کی قیادت:

عبداللہ بدر واحد میں بھی شریک تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد میں تیراندازوں پر جو پچاس تھے انہیں عامل بنایا وہ لوگ عینین پر جو قناۃ میں ایک پہاڑ ہے کھڑے ہو گئے اور آپ نے انہیں حکم دیا اس مورچے پر کھڑے رہنا اور ہماری پشت کی حفاظت کرنا۔ ہمیں فتح مند دیکھنا تب بھی ہمارے ساتھ شرکت نہ کرنا اور اگر ہمیں مقتول ہوتے دیکھنا تب بھی ہماری مدد نہ کرنا۔

جب مشرکین کو شکست ہوئی تو مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے جہاں چاہا انہیں تہ تیغ کرنا اور لشکر کو لوٹنا اور غنائم کو لینا شروع کر دیا۔ بعض تیراندازوں نے کہا کہ تم لوگ یہاں بیکار کھڑے ہو اللہ نے دشمن کو شکست دے دی لہٰذا اپنے بھائیوں کے ساتھ تم بھی غنیمت حاصل کرو۔

دوسرے لوگوں نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہماری پشت کی حفاظت کرنا لہٰذا تم اپنی جگہ سے مت ہٹو ان لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہ تھی اللہ نے دشمن کو ذلیل کر دیا اور انہیں شکست دے دی۔

عبداللہ بن جبیر جو ان کے امیر تھے اور اس روز سفید کپڑوں کا علم لیے ہوئے تھے ان سے مخاطب ہوئے پہلے اللہ کی حمد وثنا کی جس کا وہ اہل ہے پھر اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا اور اس کا کہ کوئی امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ ہو۔

لوگ نہ مانے اور چلے گئے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تیراندازوں کی ایک قلیل جماعت رہ گئی جن کی تعداد دس تک تھی ان میں حارث بن انس ابن رافع رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

خالد بن الولید نے پہاڑ کے خلاء اور وہاں کے لوگوں کی قلت کو دیکھا تو اس جانب لشکر کو پھیر دیا عکرمہ بن ابی جہل بھی اس کے ساتھ ہو گیا دونوں تیراندازوں کے مقام تک گئے اور بقیہ تیراندازوں پر حملہ کر دیا۔ اس قوم نے ان کو تیر مارے یہاں تک کہ سب ہلاک ہو گئے۔

المناک شہادت:

عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بھی تیر مارے ان کے تیر ختم ہو گئے نیزہ بازی کی وہ بھی ٹوٹ گیا پھر انہوں نے اپنی تلوار کا میان توڑ ڈالا اور لڑے یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔

جب وہ گر پڑے تو لوگوں نے انہیں برہنہ کر کے بہت بری طرح مثلہ کیا (یعنی ناک کان کاٹے) نیزے ان کے پیٹ میں گھسے تھے انہوں نے ناف سے کولوں تک اور وہاں سے پیڑو تک چاک کر دیا تھا' ان کی آنتیں پیٹ سے نکل پڑیں تھیں۔

خوات بن جبیر نے کہا کہ جب مسلمان گھومتے ہوئے اس گذرگاہ پر آئے میں بھی اسی حالت میں ان پر گزرا' میں اس مقام پر ہنستا جہاں کوئی ہنستا' اس مقام پر اونگھتا جہاں کوئی اونگھتا اور اس مقام پر بخل کرتا جہاں کسی نے بخل کیا۔ کہا گیا کہ یہ کیا کیفیت ہے۔

میں نے انہیں اٹھایا' دونوں بازو میں نے پکڑے اور ابوحنہ نے دونوں پاؤں۔ اپنے عمامے سے ان کا زخم باندھ دیا جس وقت ہم انہیں اٹھائے ہوئے تھے مشرکین ایک کنارے تھے میرا عمامہ ان کے زخم سے کھل کر گر پڑا آنتیں باہر آ گئیں میرے ساتھی گھبرائے اور اس خیال سے کہ دشمن قریب ہے اپنے پیچھے دیکھنے لگے' میں ہنسا۔

ایک شخ نیزہ لے کے بڑھا' اسے میرے حلق کے سامنے لا رہا تھا' مجھ پر نیند غالب آ گئی اور نیزہ ہٹ گیا۔ جب میں ان کی قبر تک پہنچا تو یہ حالت دیکھی کہ پہاڑ ہم پر سخت ہو گیا۔

میرے ساتھ کمان بھی تھی انہیں میدان میں اتارا اور کمان کے کنارے سے قبر کھودی کمان میں تانت (وتر) بندھی تھی میں نے کہا کہ میں تانت کو نہ توڑوں گا اسے کھول ڈالا اور اس کے کنارے سے قبر کھودی جب پورے طور پر کھود لی تو انہیں دفن کر دیا۔

اس سے فارغ ہو کر واپس ہوئے' مشرکین اب تک کنارے ہی تھے حالانکہ ہم نے مدافعت کی تھی مگر انہوں نے اپنی واپسی تک تیراندازی نہیں کی جس شخص نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا وہ عکرمہ بن ابی جہل تھا۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ:

ابن نعمان بن امیہ بن البرک یہی امرئ القیس بن ثعلبہ تھے' ان کی والدہ بنی عبداللہ بن غطفان میں سے تھیں۔

خوات کی اولاد میں صالح وحبیب تھے جو جنگ حرہ میں مقتول ہوئے دونوں کی والدہ بنی فسقیم کی شاخ بنی ثعلبہ میں سے تھیں۔

سالم اور ام سالم اور ام قاسم' ان کی والدہ عمیرہ بنت حنظلہ بن حبیب بن احمر بن اوس بن حارثہ بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ کہ بنی انیف میں سے تھیں حنظلہ بن حبیب بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔

داؤد وعبداللہ' بروایت عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری ودیگر اہل علم ان کی کنیت انہیں (عبداللہ) کے نام سے ابوعبداللہ تھی۔ محمد بن عمر کہتے تھے خوات کی کنیت ابوصالح تھی۔ قیس بن ابی حذیفہ نے خوات بن جبیر سے روایت کی کہ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ خوات بن جبیر جاہلیت میں صاحب ذات النحیین تھے۔ [1] اسلام لائے تو ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔

عبداللہ بن مکنف سے مروی ہے کہ خوات بن جبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بدر جانے والوں میں شریک ہو گئے پھر جب وہ الروحاء پہنچے تو پتھر کی نوک لگ گئی جس سے وہ معذور ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے واپس کر دیا اور غنیمت وثواب میں حصہ لگایا وہ انہیں کے مثل ہو گئے جو وہاں حاضر تھے۔

---

[1] ذات النحیین: دو مشک والی عورت جس سے ایک شخص کے فجور کا واقعہ بہت مشہور ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ خوات احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ اعزۂ خوات بن جبیر سے مروی ہے کہ خوات بن جبیر کی ۴۰ھ میں جبکہ وہ ۷۴ سال کے تھے مدینے میں وفات ہوئی' ان کی باقی ماندہ اولاد تھی وہ مہندی اور نیل کا (سرخ) خضاب لگاتے تھے اور متوسط قد کے تھے۔

حضرت حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ:

ابن امیہ بن البرک کہ امرئ القیس بن ثعلبہ تھے' وہ خوات اور عبداللہ ابن جبیر کے چچا تھے اور ابوضیاح کے بھی چچا تھے' حارث کی والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ اوس میں سے تھیں' ان کی باقی ماندہ اولاد تھی۔

موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر اور محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی تھے۔

حضرت ابوضیاح نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ:

نام نعمان بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن البرک تھا جو امرئ القیس بن ثعلبہ تھے ان کی والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عدی بن عامر بن خطمہ اوس میں سے تھیں۔

محمد بن اسحاق و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح ابوضیاح کہا۔ ابومعشر جیسا کہ ان سے مروی ہے' ابوالضیاح کہتے تھے' لوگ ان سے تعجب کرتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اہل بدر میں ابوالضیاح نہیں ہیں' بدر و احد و خندق و حدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے' خیبر میں شہید ہوئے' اہل خیبر میں سے ایک شخص نے تلوار ماری جس نے ان کے کاسہ سر کو کاٹ دیا یہ ۷ھ میں ہوا ابوضیاح کی باقی اولاد نہ تھی۔

سیدنا نعمان بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ:

ابن نعمان بن ابی حذیفہ بن البرک کہ امرئ القیس بن ثعلبہ تھے۔ محمد بن عمر و ابومعشر نے ان کا ذکر اسی طرح کیا۔ محمد بن اسحاق نے ابن ابی خزمہ کہا' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ابن ابی خذمہ کہا۔ ہم نے انصار کے نسب کی کتاب دیکھی مگر نعمان بن امیہ کے ایسے دو بیٹے نہ پائے جن کی کنیت ابوحذمہ یا خزمہ یا خذمہ ہو اور نہ کوئی لڑکا اس نام کا پایا۔

نعمان بن ابی خذمہ' بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمر و محمد بن اسحاق و ابومعشر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں موجود تھے' وہ احد میں بھی تھے' ان کی باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ابوحنہ مالک ابن عمرو رضی اللہ عنہ:

نام مالک بن عمرو بن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف تھا۔ محمد ابن عمر نے اپنی کتاب میں اسی طرح ان کا شرکائے بدر میں ذکر کیا۔ محمد بن اسحاق و ابومعشر نے بھی ان کا ذکر کیا اور ان دونوں نے ابوحبہ کہا دونوں نے ان کا نسب نہیں بیان کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ بدر میں ایسا کوئی شخص شریک نہ تھا جس کی کنیت ابوحبہ ہو ابوحبہ بن غزیہ بن عمرو بنی مازن بن النجار میں سے تھے وہ یمامہ میں شہید ہوئے بدر میں شریک نہیں ہوئے۔

ابوحبہ بن عبدعمرو المازنی وہ شخص ہیں جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں تھے وہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ شخص جو بدر میں موجود تھے ابوحنہ بن ثابت بن النعمان بن امیہ البرک کی اولاد میں سے تھے' ابوضیاح کے بھائی تھے ان کی والدہ ام ابی ضیاح تھیں۔ احد میں شہید ہوئے ان کی باقی ماندہ اولاد نہ تھی ہم نے کتاب نسب الانصار میں عمرو بن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ کی اولاد میں انہیں نہیں پایا۔

حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ:

ابن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف' ان کے ایک بیٹے تھے جن کا نام سلمہ تھا' بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر ومحمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری سالم بن عمیر بدر میں شریک تھے۔

ابومصعب اسماعیل بن مصعب بن اسماعیل بن زید بن ثابت نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ ابوعفک بنی عمرو بن عوف میں سے تھا اور بہت بوڑھا تھا جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے وہ ایک سوبیس سال کو پہنچ چکا تھا وہ اپنے اشعار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر ابھارتا تھا اور اسلام میں داخل نہیں ہوا۔ سالم بن عمیر نے اس کے قتل کی نذر مانی اور موقع کی تلاش میں رہے موقع پاتے ہی اس کو قتل کر دیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوا۔

ابن رقیش سے جو بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھے مروی ہے کہ ابوعفک ہجرت کے بیسویں مہینے شوال میں قتل کیا گیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سالم بن عمیر احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے وہ ان رونے والوں میں سے ایک تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تبوک جانا چاہتے تھے ان لوگوں نے عرض کی کہ ہمیں سواری دیجئے وہ لوگ فقیر تھے آپ نے فرمایا میرے پاس کوئی سواری نہیں جس پر میں تم لوگوں کو سوار کروں وہ لوگ واپس گئے آنکھوں سے اس غم میں آنسو جاری تھے کہ خرچ کرنے کو کچھ نہ پایا وہ سات آدمی تھے ان میں سالم بن عمیر بھی تھے ہم نے ان سب کو ان کے مقامات میں ناموں کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ سالم بن عمیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے ان کی باقی ماندہ اولاد ہے۔

حضرت عاصم بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف' بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر ومحمد بن عمرو وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے احد میں بھی تھے' ان کی پسماندہ اولاد تھی۔

کل آٹھ اصحاب: بنی غنم بن اسلم بن امرئ القیس:

حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن مالک بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم کنیت ابوعبداللہ اور والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ بن جشم بن مالک اوس میں سے تھیں ان کے اخیافی بھائی ابوضیاح نعمان بن ثابت تھے۔

سعد کی اولاد میں عبداللہ تھے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور آپ کے ہمرکاب حدیبیہ میں شریک ہوئے ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی عامر تھیں اور ابوعامر' عبدعمرو بن صیفی بن النعمان بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو

بن عوف اوس میں سے تھے' ان کی بقیہ اولاد تھی ۲۰۰ھ میں ان کا آخری بھی مرگیا' کوئی پس ماندہ نہ رہا۔

محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بھی سعد بن خیثمہ کا یہی نسب بیان کرتے ہیں جو ہم نے بیان کیا' ہشام بن محمد السائب الکلبی بھی ان کا یہی نسب بیان کرتے تھے البتہ النحاط میں ان دونوں سے اختلاف کرتے تھے وہ الحناط بن کعب کہتے تھے لیکن موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر نے بنی غنم بن السلم کے شرکائے بدر کے ناموں اور ان کے باپ کے ناموں پر اضافہ نہیں کیا ان لوگوں کو ان کا نسب معلوم نہیں ہوا۔

ان سب کی روایت میں سعد بن خیثمہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن خیثمہ اور ابی سلمہ بن عبدالاسد کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

سب نے کہا کہ سعد بن خیثمہ انصار کے بارہ نقباء میں سے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو قافلہ قریش کی طرف روانہ ہونے کے لیے بلایا تو لوگوں نے (روانہ ہونے میں) جلدی کی۔ خیثمہ بن حارث نے اپنے فرزند سعد سے کہا کہ ہم دونوں میں سے ایک کے لیے ضروری ہے کہ وہ مدینے میں مقیم رہے' لہٰذا روانگی کے لیے مجھے اختیار کرو اور تم اپنی عورتوں کے ساتھ مقیم رہو' سعد نے انکار کیا اور کہا کہ اگر جنت کے علاوہ کوئی اور معاملہ ہوتا تو میں اس میں تمہیں ترجیح دیتا۔ میں اپنی اسی جہت میں شہادت کی امید کرتا ہوں دونوں نے قرعہ ڈالا تو سعد کا نام نکلا وہی رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب بدر روانہ ہوئے اور اسی روز شہید ہوگئے' عمرو بن عبدود نے قتل کیا' کہا جاتا ہے کہ طعیمہ بن عدی نے قتل کیا۔

حضرت منذر بن قدامہ رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن مالک بن کعب بن النحاط' بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر ومحمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی تھے ان کی کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی:

حضرت مالک بن قدامہ رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن مالک بن کعب بن النحاط' بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد ابن اسحٰق وابی معشر ومحمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری' بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی حاضر تھے ان کے کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی۔

حضرت حارث بن عرفجہ رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن مالک بن کعب بن النحاط' بروایت موسیٰ ابن عقبہ ومحمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے محمد بن اسحاق وابومعشر نے ان کے نزدیک جو شرکائے بدر تھے ان میں انہوں نے ان کا ذکر نہیں کیا' حارث احد میں بھی حاضر تھے ان کی پس ماندہ اولاد نہ تھی۔

تمیم مولائے بنی غنم بن السلم:

سب کی روایت میں بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی حاضر تھے ان کی پسماندہ اولاد نہ تھی۔

یہ پانچ آدمی قبیلہ اوس میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب بدر میں شریک ہوئے وہ لوگ جن کا آپ نے غنیمت وثواب میں حصہ لگایا' موسیٰ ابن عقبہ ومحمد بن عمر کے شمار میں ترسٹھ تھے' محمد بن اسحاق وابی معشر کے شمار میں اکسٹھ آدمی تھے اس لیے کہ محمد بن اسحاق وابوموسیٰ بن عقبہ (ابومعشر نے حارث ابن ہیشہ عم جبیر بن عتیک جو بنی معاویہ بن مالک میں سے تھے شرکائے بدر میں داخل نہیں کیا۔

خزرج اور بنی نجار میں سے جو لوگ بدر میں شریک ہوئے: یہ تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کا نام نجار (بڑھئی) صرف اس لیے رکھا گیا کہ انہوں نے بسولے سے ختنہ کیا تھا' ورنہ ان کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ تھا۔ ہشام بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ (ان کا نام نجار) اس لیے ہوا کہ انہوں نے ایک شخص کے منہ پر بسولہ مارا تھا۔

بنی نجار' بنی مالک بن نجار اور بنی غنم بن مالک بن نجار میں سے جو لوگ بدر میں شریک ہوئے:

حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ:

نام خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد بن عوف بن غنم تھا ان کی والدہ ام حسن بنت زید بن ثابت بن ضحاک بنی مالک بن نجار میں سے تھیں ان کی اولاد ختم ہوگئی ہمیں ان کے پسماندہ کا علم نہیں ہے۔

ابوایوب بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے اور بروایت محمد بن اسحاق ومحمد ابن عمر رسول اللہ ﷺ نے ابوایوب ومصعب بن عمیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب قبا سے مدینے کی طرف کوچ کیا تو آپ ابوایوب کے پاس اترے۔

ابوایوب بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے' محمد بن سعد نے شعبہ سے روایت کی کہ میں نے الحکم سے پوچھا کہ ابوایوب علی رضی اللہ عنہ کی کسی جنگ میں موجود نہ تھے انہوں نے کہا کہ وہ ان کے ہمراہ حروراء میں موجود تھے۔

ابی ایوب الانصاری سے مروی ہے کہ وہ زمانہ معاویہ رضی اللہ عنہ میں مجاہدبن کے نکلے۔

ابوایوب سے مروی ہے کہ میں بیمار پڑا' مرض میں شدت ہوگئی تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو مجھے اٹھالینا اور جب تم لوگ دشمن کے مقابلے میں صف بستہ ہونا تو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کر دینا' میں تم سے ایک حدیث بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی اگر میری وفات قریب نہ ہوتی تو میں اسے بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو اس حالت میں مرے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

محمد سے مروی ہے کہ ابوایوب بدر میں شریک تھے' مسلمانوں کے جہاد میں اگر کسی ایک میں پیچھے رہ گئے تو دوسرے میں

ضرور شریک ہوئے سوائے ایک سال کے کہ لشکر پر ایک نوجوان سپہ سالار بنا دیا گیا تو وہ بیٹھ رہے اس سال کے بعد وہ افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھ پر گناہ نہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا تھا' مجھ پر گناہ نہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا تھا۔ مجھ پر گناہ نہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا تھا۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ بیمار ہو گئے۔ لشکر پر یزید بن معاویہ امیر تھا' وہ ان کے پاس ان کی عیادت کو آیا اور پوچھا کہ آپ کی کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے انہوں نے کہا کہ ہاں میری حاجت ہے' جب میں مر جاؤں تو مجھے اونٹ پر سوار کرا کے جہاں تک گنجائش ملے دشمن کے ملک میں لے جانا' جب گنجائش نہ پانا تو وہیں دفن کر دینا اور واپس آ جانا' جب ان کی وفات ہوگئی تو اس نے انہیں سوار کیا اور جہاں تک گنجائش ملی دشمن کے ملک میں لے گیا اور دفن کر کے واپس آ گیا۔

ابوایوب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "انفروا خفافا وثقالا" (فوراً نکل پڑو چاہے ہلکے ہو یا بھاری' یعنی سامان کم ہو یا زیادہ۔ میں اپنے آپ کو تو سبکبار پاتا ہوں یا گراں بار)

اہل مکہ میں سے کسی شخص سے مروی ہے کہ یزید بن معاویہ جس وقت ابوایوب کے پاس آیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ لوگوں سے میرا اسلام کہنا لوگوں کو چاہیے کہ مجھے لے جائیں' اور جتنا دور کر سکیں کر دیں۔ انہوں نے جو کچھ کہا تھا یزید نے لوگوں سے بیان کر دیا' لوگوں نے مانا' ان کے جنازے کو جس قدر لے جا سکتے تھے لے گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ۵۲ھ میں جس سال یزید بن معاویہ نے اپنے والد معاویہ ابن ابی سفیان کی خلافت میں قسطنطنیہ کی جنگ کی اسی سال ابوایوب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ان پر یزید بن معاویہ نے نماز پڑھی' ان کی قبر روم میں قلعہ قسطنطنیہ کی بنیاد میں ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اہل روم ان کی قبر کی حفاظت اور مرمت کرتے جب قحط ہوتا تو اس کے توسل سے استسقا کرتے تھے۔

حضرت ثابت بن خالد رضی اللہ عنہ:

ابن النعمان بن خنساء بن عسیرہ بن عبد بن عوف بن غنم ان کی ایک لڑکی دبیہ تھی اس کی والدہ اوام بنت عمر بن معاویہ بن مرہ میں سے تھیں اس لڑکی سے یزید بن ثابت بن الضحاک برادر زید بن ثابت نے نکاح کیا جن کے بعد بنی مالک بن النجار میں سے کسی نے عقد کر لیا ان سے عمارہ پیدا ہوئے ثابت بن خالد کی نسل ختم ہوگئی کوئی باقی نہ رہا۔ ثابت بدر و احد میں موجود تھے۔

حضرت عمارة بن حزم رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم جو عمرو بن حزم کے بھائی تھے ان دونوں کی والدہ خالدہ بنت ابی انس بن سنان بن وہب ابن لوذان بنی ساعدہ میں سے تھیں۔

عمارہ کی اولاد میں مالک تھے جو لاولد مر گئے ان کی والدہ نوار بنت مالک بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن عدی بن النجار میں سے تھیں' مالک کے اخیافی بھائی یزید و زید فرزندان ثابت بن الضحاک بن زید بنی مالک ابن النجار میں سے تھے۔

عمارہ بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمر' عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ (جناب نبویؐ میں بمقام مکہ مکرمہ) حاضر ہوئے تھے۔

عمارہ بن حزم اور اسعد بن زرارہ و عوف بن عفراء جس وقت اسلام لائے تو یہ لوگ بنی مالک بن النجار کے اصنام توڑ رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے عمارہ بن حزم و محرز بن نضلہ کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا عمارہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے' غزوہ فتح میں بنی مالک بن النجار کا جھنڈا انہیں کے پاس تھا۔ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مرتدین کی جانب بھی روانہ ہوئے تھے ۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں بزمانہ خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت سراقہ بن کعب رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عبدالعزیٰ بن غزیہ بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم' ان کی والدہ عمیرہ بنت نعمان بن زید بن لبید بن خداش بنی عدی بن النجار میں سے تھیں۔

سراقہ کی اولاد میں زید تھے جو قادسیہ میں جنگ جسر ابی عبید میں شہید ہوئے' سعدیٰ جو ام حکیم تھیں ان دونوں کی والدہ ام زید بنت سکن بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن حارث بن الخزرج تھیں' نائلہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

ابومعشر و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری سراقہ کے نسب میں اسی طرح عبدالعزیٰ بن غزیہ کہتے تھے۔ بروایت ابراہیم بن سعد محمد بن اسحاق سے عبدالعزیٰ بن عروہ مروی ہے' اور بروایت ہارون بن ابی عیسیٰ محمد بن اسحاق سے عبدالعزیٰ بن عزرہ مروی ہے' دونوں روایتیں غلط ہیں عبدالعزیٰ بن غزیہ ہی صحیح ہے۔

سراقہ بن کعب بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ ان کی وفات معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں ہوئی' کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ:

ابن نفع بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن غنم' ان کی والدہ جعدہ بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم تھیں۔

حارثہ کی اولاد میں عبداللہ و عبدالرحمٰن تھے' سودہ' عمرہ اور ام ہشام مبایعات میں سے تھیں' ان کی والدہ ام خالد بنت یعیش بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں۔

ام کلثوم ان کی والدہ بنی عبداللہ بن غطفان میں سے تھیں۔

امۃ اللہ ان کی والدہ بنی جندع میں سے تھیں۔

ابوحارثہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی' حارثہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

حارثہ نے کہا کہ میں نے زندگی بھر میں دو مرتبہ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔ ایک تو یوم الصورین میں' جس وقت رسول اللہ ﷺ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام دحیہ بن خلیفۃ الکلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں ہمارے پاس سے گزرے' انہوں نے ہمیں مسلح ہونے کا حکم دیا۔ دوسرے موضع الجنائز کے دن' جس وقت ہم لوگ حنین سے واپس آئے' میں اس حالت میں گزرا کہ وہ نبی ﷺ سے باتیں کر رہے تھے میں نے سلام نہیں کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ اے محمد ﷺ یہ کون ہیں' فرمایا حارثہ بن نعمان' انہوں نے کہا کہ کیا یہ یوم حنین میں ان سو صابروں میں سے نہیں ہیں جن کے جنت میں رزق کا اللہ کفیل ہے اگر یہ سلام کرتے تو ہم انہیں ضرور جواب دیتے۔

محمد بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ حارثہ بن النعمان کی نظر جاتی رہی تھی انہوں نے اپنی جانماز سے حجرے کے دروازے تک ایک ڈورا باندھ دیا تھا۔ پاس ایک ٹوکری رکھ لی تھی جس میں کھجوریں وغیرہ تھیں۔ جب کوئی مسکین سلام کرتا تو وہ ان کھجوروں سے لیتے‘ ڈورا پکڑ کر دروازے تک آتے اور مسکین کو دیتے‘ گھر والے کہتے کہ ہم آپ کے لیے کافی ہیں۔ جواب دیتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ مسکین کو دینا بری موت سے بچاتا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حارثہ بن النعمان کے مکانات مدینے میں نبی ﷺ کے مکانات کے قریب تھے جب نبی ﷺ اپنے گھر والوں سے بات کرتے تو حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ ایک مکان کے بعد دوسرے مکان سے منتقل ہو جاتے‘ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کا اپنے مکانات سے ہمارے لیے منتقل ہونا شرمندہ کرتا ہے‘ حارثہ زندہ رہے یہاں تک کہ معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی‘ ان کی اولاد باقی ہے۔ ایک ابوالرجال تھے کہ نام محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حارثہ بن نعمان تھا‘ ابوالرجال کی والدہ عمرو بنت عبدالرحمٰن ابن سعد بن زرارہ بنی نجار ہیں سے تھیں۔

حضرت سلیم بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن قہد‘ قہد کا نام خالد بن قیس بن ثعلبہ بن غنم تھا۔ ان کی والدہ ام سلیم بنت خالد بن طعمہ بن سحیم الاسود بنی مالک بن النجار میں سے تھیں‘ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر تھے وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی کوئی اولاد باقی نہ تھی ان کے بھائی قیس بن قیس بن قہد کی اولاد باقی تھی بعض لوگ سلیم کے بدر میں شریک ہونے کی وجہ سے انہیں سلیم کی طرف منسوب کرتے تھے سلیم کی بھی باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔

حضرت سہل بن رافع رضی اللہ عنہ:

ابن ابی عمرو بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم‘ سہل بن رافع کے بھائی تھے‘ یہی دونوں اس میدان کے مالک تھے جس میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد تعمیر کی گئی دونوں اپنے آپ کو ابوامامہ اسعد بن زرارہ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

عبداللہ بن ابی سلول (منافق) نے کہا کہ محمدؐ نے مجھے سہل وسہیل یعنی انہیں دونوں کے میدان سے نکال دیا‘ سہل بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔ سہل سہیل کی والدہ زغیبہ بنت سہل بن ثعلبہ بن الحارث بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔

سہیل بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے ان کی وفات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی اولاد باقی نہ رہی‘ نیز عائذ بن ثعلبہ بن غنم کی تمام اولاد مر گئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

سیدنا مسعود بن اوس رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم‘ ان کی والدہ عمرہ بنت مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بنی مالک بن النجار میں سے تھیں اور مبایعات میں سے تھیں۔

مسعود بن اوس کی اولاد میں سعد وام عمر تھیں ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت اسلم بن حریس بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث اوس میں سے تھیں محمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح ان کا نسب بیان کیا۔

بروایت محمد بن اسحاق وابو معشر' مسعود بن اوس بن اصرم بن زید ہے ان دونوں نے زید کو اوس کا والد نہیں بیان کیا۔ جیسا کہ محمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ نے کیا۔

مسعود بن اوس بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے وفات خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں ہوئی ان کی اولاد باقی نہ تھی۔

ان کے بھائی:

حضرت ابوخزیمہ بن اوس رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم' ان کی والدہ عمرہ بنت مسعود ابن قیس بن عمرو بن زید تھیں' بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے' وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی ان کی اولاد باقی نہ بچی اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم کی تمام اولاد بھی وفات پا گئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

حضرت رافع بن حارث رضی اللہ عنہ:

ابن سواد بن زید بن ثعلبہ بن غنم' محمد بن عمر نے سواد کو اسی طرح کہا ہے عبداللہ ابن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ اسود بن زید بن ثعلبہ بن غنم تھے۔

رافع کا ایک بیٹا تھا جس کا نام حارث تھا رافع بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی اولاد باقی نہ رہی۔

حضرت معاذ بن حارث رضی اللہ عنہ:

ابن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم' ان کی والدہ عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں' وہ عفراء کی طرف منسوب تھے۔ معاذ بن حارث کی اولاد میں عبداللہ تھے' ان کی والدہ حبیبہ بنت قیس بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر تھیں' ظفر کا نام کعب بن الخزرج بن عمرو تھا اور وہ النبیت بن مالک بن اوس تھے۔

حارث' عوف' سلمیٰ' یہی سلمہ ام عبداللہ تھیں' اور رملہ ان سب کی والدہ ام حارث بنت سبرہ بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

ابراہیم وعائشہ ان دونوں کی والدہ ام عبداللہ بنت نمیر بن عمرو بن علی جہینہ سے تھیں۔

سارہ' ان کی والدہ ام ثابت تھیں جو رملہ بنت الحارث بن ثعلبہ ابن الحارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ روایت کی جاتی ہے کہ معاذ بن الحارث اور رافع ابن مالک الزرقی وہ پہلے انصار ہیں جو مکے میں اسلام لائے ان آٹھ آدمیوں میں ان کا شمار ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکے میں اسلام لائے اور ان چھ آدمیوں میں یہ شامل ہیں جن کے متعلق روایت ہے کہ وہ سب سے پہلے انصار ہیں جو مکے میں رسول اللہ ﷺ سے قدمبوس ہوئے اور اسلام لائے ان سے پہلے کوئی اسلام نہ لایا تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ چھ آدمیوں کا واقعہ تمام اقوال میں ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہے۔

معاذ بن الحارث باالاتفاق سب کی روایت میں دونوں عقبہ میں حاضر تھے رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن الحارث بن عفراء اور معمر بن الحارث کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئی آج ان کی پسماندہ اولاد ہے۔

ان کے بھائی:

سیدنا معوذ بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم ان کی والدہ عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں معوذ کی اولاد میں ربیع بنت معوذ تھیں ان دونوں کی والدہ ام یزید بنت قیس بن زعوراء ابن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

صرف محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے بدر میں شریک تھے یہ وہی تھے کہ خود اور ان کے بھائی عوف بن الحارث نے ابوجہل کو مارا یہاں تک کہ ان دونوں نے اس کو ٹھہرا دیا۔ ابوجہل لعنہ اللہ نے اسی روز ان دونوں کی طرف پلٹ کر دونوں کو قتل کر دیا ابوجہل بھی چت گر پڑا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے مار ڈالا معوذ بن الحارث کے بھی کوئی اولاد نہ بچی۔

ان دونوں کے بھائی:

حضرت عوف بن حارث رضی اللہ عنہ:

ابن رفاعہ بن حارث بن سعد بن مالک بن غنم ان کی والدہ عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

انہیں ان چھ آدمیوں میں شمار کیا جاتا ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکے میں اسلام لائے بروایت محمد بن عمر وہ دونوں عقبہ میں حاضر خدمت نبوی ہوئے بروایت محمد بن اسحاق وہ عقبہ آخرہ میں ستر انصار کے ساتھ قدمبوس ہوئے۔

ابومعشر و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کے مطابق وہ اور ان کے دونوں بھائی معوذ و معاذ رضی اللہ عنہما بدر میں شریک ہوئے محمد بن اسحاق ان میں ایک اضافہ کرتے تھے وہ انہیں چار بھائی بتاتے تھے جو بدر میں حاضر ہوئے وہ ان میں رفاعہ بن حارث بن رفاعہ کو بھی ملاتے تھے محمد بن عمر نے کہا کہ یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہے۔

عوف بن حارث بھی جنگ بدر میں شہید ہوئے ابوجہل بن ہشام نے بعد اس کے کہ اسے اور ان کے بھائی معوذ فرزندان حارث نے تلوار مار کے ٹھہرا دیا قتل کر دیا عوف کے باقی ماندہ اولاد ہے۔

محمد بن سیرین سے قتل ابوجہل کے بارے میں مروی ہے کہ فرزندانِ عفراء نے اسے قتل کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پورے طور پر مار ڈالا۔

سیدنا نعمان بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم' ان کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بنی مازن بن النجار میں سے تھیں وہ نعیمان تصغیر نعمان تھے۔

نعمان کی اولاد میں محمد و عامر وسبرہ ولبابہ وکبشہ ومریم وام حبیب وامۃ اللہ تھیں کہ سب متفرق ام ولد سے تھیں' حکیمہ اور ان کی والدہ بنی سہم میں سے تھیں' صرف محمد بن اسحاق نے روایت کی کہ نعیمان عقبہ آخرہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے' بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ شراب خواری کے بارے میں نعیمان یا فرزند نعیمان کو نبی ﷺ کے پاس لایا گیا آپ نے انہیں تازیانے مارے پھر لایا گیا آپ نے انہیں پھر تازیانے مارے پھر لایا گیا آپ نے انہیں پھر تازیانے مارے چار یا پانچ مرتبہ' ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ اس پر لعنت کر کس قدر زیادہ شراب پیتا ہے اور اسے کس قدر زیادہ تازیانے مارے جاتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو وہ اللہ کو اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے ایوب بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نعمان کے لیے سوائے خیر کے کچھ نہ کہو کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتے ہیں' محمد بن عمر نے کہا کہ نعمان بن عمرو زندہ رہے یہاں تک کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

سیدنا عامر بن مخلد رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن سواد بن مالک بن غنم ان کی والدہ عمارہ بنت خنساء ابن عسیرہ بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار تھیں' بدر واحد میں حاضر ہوئے' ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں جنگ احد میں شہید ہوئے ان کی پسماندہ اولاد نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن خلدہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم' ان کی اولاد میں عبدالرحمٰن وعمیرہ تھیں جن کی والدہ سعاد بنت قیس بن مخلد بن حارث بن سواد بن مالک ابن غنم تھیں' ام عون بنت عبداللہ' ان کی والدہ کو ہم نہیں جانتے۔

عبداللہ بن قیس بدر واحد میں شریک تھے عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ وہ جنگ احد میں شہید ہوئے' محمد بن عمر نے کہا کہ وہ جنگ احد میں شہید نہیں ہوئے۔ وہ زندہ رہے اور نبی ﷺ کے ہمرکاب تمام مشاہد میں رہے' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی ان کی پسماندہ اولاد نہیں ہے۔

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن سواد ابن مالک بن غنم' بروایت ابی معشر ومحمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری بدر میں حاضر تھے' موسیٰ بن عقبہ ومحمد ابن اسحاق نے جو ان کے نزدیک شرکائے بدر تھے ان میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ سب نے کہا کہ وہ احد میں تھے اور اسی روز شہید ہوئے انہیں نوفل بن معاویہ الدیلی نے قتل کیا یہ واقعہ ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں ہوا' ان کی پس ماندہ اولاد ہے۔

ان کے فرزند:

حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن زید بن سواد بن مالک بن غنم' ان کی والدہ ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بنی عدی بن النجار میں سے تھیں۔

بروایت ابی معشر و محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری' قیس بدر میں شریک تھے' موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر نہیں کیا' یہ سب نے کہا کہ وہ احد میں تھے اور اسی روز شہید ہوئے ان کی پسماندہ اولاد نہیں ہے ان کے بھائی عبداللہ بن عمرو ابن قیس کی باقی ماندہ اولاد ہے' عبداللہ کی کنیت ابوابی تھی' ان کی باقی اولاد بیت المقدس ملک شام میں ہے۔

ثابت بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن عدی بن سواد بن مالک بن غنم' بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد ابن عمرو ابومعشر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں حاضر تھے' محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک شرکائے بدر تھے' یہ سب نے کہا کہ وہ احد میں تھے اور اسی روز شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہیں ہے۔

حلفائے بنی غنم بن مالک بن النجار:

حضرت عدی بن ابی الزغباء رضی اللہ عنہ:

ابوالزغباء کا نام سنان بن سبیع بن ثعلبہ بن ربیعہ بن زہرہ بن بدیل ابن سعد بن عدی بن نصر بن کاہل بن نصر بن مالک بن غطفان بن قیس تھا یہ جہینہ میں سے تھے' رسول اللہ ﷺ نے بسبس بن عمرو والجہنی کے ساتھ ان کو مخبر بنا کے بھیجا کہ قافلے کی خبر دریافت کریں' یہ دونوں وارد بدر ہوئے انہیں معلوم ہوا کہ قافلہ گذر گیا اور ان سے بچ گیا تو واپس آ گئے نبی ﷺ کو خبر دی۔

عدی بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات ہوئی' ان کی اولاد باقی نہیں ہے۔

حضرت ودیعہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن جراء بن یربوع بن ملحیل بن عمرو بن غنم بن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ محمد بن اسحاق و محمد بن عمر نے بھی اسی طرح کہا' ابومعشر نے کہا کہ وہ رفاعہ بن عمرو بن جراء تھے جو بدر و احد میں شریک ہوئے۔

حضرت عصیمہ رضی اللہ عنہ:

اشجع کے حلیف تھے' محمد بن اسحاق و ابومعشر و محمد بن عمرو عبداللہ ابن محمد بن عمارۃ الانصاری نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا' موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت ابوالحمراء رضی اللہ عنہ:

حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے۔ ربیع بنت معوذ بن عفراء سے مروی ہے کہ ابوالحمراء مولائے حارث بن رفاعہ بدر میں تھے۔ داؤد بن الحصین سے بھی اسی قسم کی روایت مروی ہے' محمد بن عمر نے کہا کہ ابوالحمراء احد میں بھی شریک تھے۔

کل تیئس آدمی:

بنی عمرو بن مالک بن النجار اور بنی معاویہ بن عمرو فرزندان حدیلہ' حدیلہ ان کی والدہ تھیں:

سیدنا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار' کنیت ابوالمنذر اور والدہ صہیلہ بنت الاسود بن حرام بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے تھیں۔

ابی بن کعب کی اولاد میں طفیل و محمد تھے ان کی والدہ ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو بن المنذر بن سبیع بن عبد نہم قبیلہ دوس میں سے تھیں ام عمرو بنت ابی' ہمیں معلوم نہیں کہ ان کی والدہ کون تھیں۔

بہ اتفاق رواۃ ابی بن کعب عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے ابی اسلام کے قبل زمانہ جاہلیت میں بھی کتابت جانتے تھے' حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی وہ اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ آپ ابی کو قرآن سنائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے سب سے بڑے قاری ابی ہیں۔ سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب و طلحہ بن عبید اللہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا لیکن محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا ابی بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب متوسط قامت نہ پست قد نہ دراز قد تھے۔

ابی بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے سر اور داڑھی کا رنگ سفید تھا ان میں بڑھاپے کا تغیر نہ تھا۔

ابی نضرہ سے مروی ہے کہ ہم میں سے کسی نے جس کا نام جابر یا جویبر تھا کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی خلافت میں حاجت طلب کی' ان کے پہلو میں ایک شخص تھا جس کا سر اور کپڑے سفید تھے' اس نے کہا کہ دنیا میں ہماری کفایت اور آخرت تک کا ہمارا توشہ ہے اور اسی میں ہمارے وہ وہ اعمال ہیں جن کی ہمیں آخرت میں جزا دی جائے گی' عرض کی یا امیر المومنین یہ کون ہے' فرمایا کہ یہ سید المسلمین (مسلمانوں کے سردار) ابی بن کعب ہیں۔

عتی بن ضمرہ سے مروی ہے کہ میں نے ابی بن کعب کو دیکھا ہے ان کی داڑھی اور سر کا رنگ سفید تھا۔ عتی السعدی سے مروی ہے کہ میں مدینے آیا تو ایک سفید سر اور داڑھی والے شخص کے پاس بیٹھ گیا جو ابی بن کعب تھے۔

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو کیا عذر ہے جو مجھے عامل نہیں بناتے' فرمایا کہ میں تمہارے دین کا آلودہ ہونا پسند نہیں کرتا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ میری امت کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلا کے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن سناؤں انہوں نے عرض کی کیا اللہ نے آپ سے میرا نام لیا ہے۔ فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے تمہارا نام لیا ہے۔ ابی فرط مسرت سے رونے لگے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ پھر آپ نے انہیں سورۂ لم یکن سنائی۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ قرآن آٹھ راتوں میں ختم کرتے تھے۔ تمیم الداری اسے سات رات میں ختم کرتے تھے۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم قرآن کو آٹھ دن میں پڑھتے ہیں۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں تو قرآن آٹھ شب میں پڑھتا ہوں۔

زر بن حبیش سے مروی ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں کج خلقی تھی میں نے ان سے کہا کہ اے ابوالمنذر اپنی جانب سے میرے لیے نرمی کیجئے کیونکہ میں تو صرف آپ سے فائدہ حاصل کرتا ہوں۔

مسروق سے مروی ہے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اے' برادرزادے کیا ایسا ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں' فرمایا تو اس وقت ہم سے الگ رہو' جب تک ایسا ہو' جب ہوگا تو ہم تمہارے لیے اپنی رائے سے اجتہاد کریں گے۔

عتی بن ضمرہ سے مروی ہے کہ میں نے ابی بن کعب سے کہا۔ اے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کو کیا ہوا کہ ہم تو دور سے آپ کے پاس بامید حدیث آتے ہیں کہ آپ ہمیں تعلیم دیں گے مگر آپ ہمارے معاملے کو ذلیل سمجھتے ہیں گویا ہم لوگ آپ کے نزدیک ذلیل ہیں فرمایا واللہ اگر میں اس جمعہ تک زندہ رہا تو اس دن میں ایک ایسی بات کہوں گا کہ میں پرواہ نہ کروں گا کہ تم لوگ اس پر مجھے زندہ رہنے دو یا قتل کر دو۔

جب روز جمعہ ہوا تو میں مدینہ منورہ آیا اہل مدینہ کو دیکھا کہ بعض گلیوں میں ایک دوسرے کے پاس دوڑتے پھر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہے۔ کسی نے پوچھا: کیا تم اس شہر کے باشندے نہیں ہو' میں نے کہا نہیں اس شخص نے کہا کہ آج سید المسلمین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا میں نے کہا کہ آج کے مثل میں نے اس شخص سے زیادہ چھپانے میں کسی کو نہیں دیکھا۔

عتی السعدی سے مروی ہے کہ میں گرد و باد کے دن مدینے آیا تو بعض لوگ بعض کے پاس دوڑ رہے تھے' پوچھا یہ کیا ہوا کہ میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ بعض کے پاس دوڑتے ہیں' لوگوں نے کہا کہ کیا تم اس شہر کے باشندے نہیں ہو۔ میں نے کہا نہیں لوگوں نے کہا کہ آج سید المسلمین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی۔

جندب بن عبداللہ البجلی سے مروی ہے کہ میں طلب علم میں مدینے آیا۔ مسجد رسول اللہ ﷺ میں داخل ہوا۔ وہاں لوگوں کے حلقے تھے جو باتیں کر رہے تھے میں بھی حلقوں میں جانے لگا ایک حلقے میں آیا جس میں ایک دبلا پتلا آدمی تھا بدن پر دو چادریں تھیں گویا سفر سے آیا ہے۔

میں نے اسے کہتے سنا کہ رب کعبہ کی قسم اصحاب العقدہ (صاحب جائداد واملاک) ہلاک ہو گئے مجھے ان پر افسوس نہیں میرے خیال میں اس نے کئی مرتبہ یہی کہا۔ میں اس کے پاس بیٹھ گیا اس سے جو کچھ دریافت کیا گیا بیان کیا۔ پھر کھڑا ہوا اور چلا گیا اس کے جانے کے بعد میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ سید المسلمین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔

میں ان کے پیچھے پیچھے چلا یہاں تک کہ وہ اپنے مکان پر آئے نہایت خستہ حالت میں ایک پرانے مکان میں رہتے تھے مرد زاہد اور دنیا سے کنارا کش ان کے مشابہ تھے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ مجھ سے دریافت کیا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو؟ میں نے کہا کہ اہل عراق میں سے۔ انہوں نے کہا کہ اہل عراق بہت سوال کرنے والے ہیں۔

جب انہوں نے یہ کہا تو میں غضب ناک ہو گیا اور دوزانو بیٹھ کے اپنے ہاتھ اس طرح اٹھائے (انہوں نے منہ کے آگے ہاتھ اٹھا کے بتایا) پھر میں قبلہ رخ ہو گیا اور کہا کہ اے اللہ ہم تیرے آگے ان کی شکایت کرتے ہیں ہم لوگ اپنا خرچ کرتے ہیں اپنے بدن کو تھکاتے ہیں اور طلب علم کے لیے اپنی سواریوں کو سفر کراتے ہیں پھر جب ان لوگوں سے ملتے ہیں تو یہ ہم سے ترش روئی کرتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں۔

ابی روئے اور مجھے راضی کرنے لگے کہنے لگے کہ تم پر افسوس ہے میں اس جگہ نہیں گیا میں اس جگہ نہیں گیا (جہاں تم پہنچ گئے یعنی میرا یہ مطلب نہ تھا جو تم سمجھ گئے) پھر فرمایا کہ اے اللہ میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے جمعہ تک زندہ رکھا تو میں ضرور ضرور وہ بیان کر دوں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے جس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا بھی خوف نہ کروں گا۔

جب انہوں نے کہا تو میں ان کے پاس سے واپس آیا اور جمعہ کا انتظار کرنے لگا پنجشنبہ ہوا تو اپنی کسی ضرورت سے نکلا اتفاق سے رستے لوگوں سے بھرے ہوئے تھے کوئی راستہ ایسا نہ ملتا تھا کہ لوگ بھرے ہوئے نہ ہوں میں نے کہا کہ لوگوں کی یہ کیا حالت ہے لوگوں کہا کہ ہم تمہیں مسافر سمجھتے ہیں میں نے کہا بے شک لوگوں نے کہا کہ سید المسلمین ابی بن کعب کی وفات ہو گئی۔

جندب نے کہا کہ پھر میں عراق میں ابوموسیٰ سے ملا ان سے ابی کی حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہائے افسوس کاش وہ اتنا زندہ رہتے کہ تم ہمیں ان کا کلام پہنچاتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ احادیث وفات ابی کے بارے میں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کی وفات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئی جیسا کہ میں نے ان کے اعزا کو اور اپنے ایک سے زائد اصحاب کو کہتے سنا کہ ۲۲ھ میں مدینہ میں ہوئی۔ میں نے ان لوگوں سے بھی سنا ہے کہ جو کہتے تھے کہ ان کی وفات ۳۰ھ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی تھی ہمارے نزدیک تمام اقوال میں یہی سب سے زیادہ ثابت ہے اس لیے کہ عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے انہیں قرآن جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کرنے میں قریش اور انصار کے بارہ آدمیوں کو جمع کیا جن میں ابی بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

حضرت انس بن معاذ رضی اللہ عنہ:

ابن انس بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار ان کی والدہ ام اناس بنت خالد بن خنیس بن لوذان بن عبدود بنی ساعدہ کے انصار میں سے تھیں وہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی ان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی' یہ محمد بن عمر کا قول ہے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ انس بن معاذ بدر واحد میں شریک تھے ان کے ہمراہ احد میں ان کے حقیقی بھائی ابو محمد بھی حاضر تھے جن کا نام ابی بن معاذ تھا' دونوں کے دونوں غزوۂ بیر معونہ میں بھی تھے اور اسی روز دونوں شہید ہوئے۔

بنی مغالہ کہ بنی عمرو بن مالک بن النجار میں سے تھے:

حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ:

ابن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن النجار' حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر کے بھائی اور شداد بن اوس کے والد تھے' اوس بن ثابت کی والدہ سخطی بنت حارثہ بن لوذان بن عبدود بنی ساعدہ میں سے تھیں' ثابت بن المنذر اپنے والد کے بعد سخطی کے دوسرے شوہر تھے' اسلام سے پہلے عرب ایسا کرتے تھے اور اس میں کوئی عیب نہیں سمجھتے تھے۔ باتفاق رواۃ اوس ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر خدمت نبوی ہوئے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس بن ثابت اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ محمد بن اسحاق نے بھی اسی طرح کہا' محمد بن عمر نے کہا کہ اوس بن ثابت بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے وفات مدینے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی' بیت المقدس میں ان کی باقی اولاد ہے' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہوئے' محمد بن عمر کو یہ نہیں معلوم ہوا۔

ان کے بھائی:

حضرت ابو شیخ ابی بن ثابت رضی اللہ عنہ:

نام ابی بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو مالک بن النجار تھا' والدہ سخطی بنت حارثہ بن لوذان بن عبدود بنی ساعدہ میں سے تھیں وہ اور اوس قیس بن عمرو النجار کی خالہ کے اور سماک بن ثابت کی خالہ کے بیٹے تھے' سماک بن ثابت بنی حارث بن الخزرج میں سے تھے' ابو شیخ بدر واحد میں شریک تھے جنگ بیر معونہ میں شہید ہوئے جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے ماہ صفر میں ہوئی تھی' ان کی اولاد باقی نہ رہی۔

ابو طلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ:

نام زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو ابن مالک بن النجار تھا ان کی والدہ عبادہ بن

مالک بن عدی بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں ابوطلحہ کی اولاد میں عبداللہ وابوعمیر تھے ان دونوں کی والدہ ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

ابوطلحہ سے مروی ہے کہ نام زید تھا انہیں نے یہ شعر کہا ہے:

انا ابو طلحه واسمي زيدٌ وكل يوم في سلاحي صيدٌ

''میں ابوطلحہ ہوں اور میرا نام زید ہے۔ ہر روز میرا ہتھیار شکار کرتا ہے !''۔

محمد بن عمر نے کہا کہ تمام راوی اس بات پر متفق ہیں کہ ابوطلحہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر خدمت نبویؐ ہوئے' بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوطلحہ اور ارقم بن الارقم المخزومی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

ابی طلحہ سے مروی ہے کہ میں احد میں اپنا سر اٹھا کے دیکھنے لگا' قوم میں سے کسی کو نہ دیکھا جو نیند کی وجہ سے اپنی ڈھال کے نیچے نہ ہو گیا ہو۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ نے کہا کہ یوم احد میں میں بھی ان لوگوں میں تھا جن پر نیند نازل کی گئی یہاں تک کہ میری تلوار میرے ہاتھ سے کئی مرتبہ گری۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لشکر میں ابوطلحہ کی آواز ہزار آدمی سے بہتر ہے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بلند آواز تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں سے تھے جو تیرانداز بیان کیے گئے ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم حنین میں فرمایا کہ جو شخص کسی کو قتل کرے تو اس کا اسباب اسی قاتل کے لیے ہے ابوطلحہ نے اس روز بیس آدمیوں کو قتل کیا اور سب کا سامان لے لیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حج میں جب سر منڈوایا تو آپ نے اپنی داہنی جانب سے شروع کیا' انہوں نے کہا کہ اس طرح' اور ان بالوں کو آپ نے لوگوں میں تقسیم فرما دیا ہر شخص کو ایک یا دو بال یا اس سے کم یا زیادہ پہنچے' اپنی بائیں جانب بھی اسی طرح فرمایا' پھر فرمایا کہ ابوطلحہ کہاں ہیں وہ سب بال آپ نے انہیں دے دیئے' محمد نے کہا کہ میں نے عبیدہ سے بیان کیا کہ اس میں سے کچھ آل انس کے پاس موجود ہے' عبیدہ نے کہا کہ اس میں سے ایک بال کا میرے پاس ہونا روئے زمین کے تمام سونے چاندی سے زیادہ پسند ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ نے حج کیا تو آپ نے سر منڈایا' سب سے پہلے جس نے کھڑے ہو کے آپ کے بال لیے وہ ابوطلحہ تھے پھر اور لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی لیے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ ابوطلحہ کے پاس آئے آپ نے ان کے بیٹے کو جن کی کنیت ابوعمیر تھی غمگین دیکھا۔ نبی ﷺ جب انہیں دیکھتے تو مزاح فرماتے' فرمایا مجھے کیا ہوا اے عمیر کہ تمہیں غمگین دیکھتا ہوں' لوگوں نے عرض کی' یا رسول اللہ ان کی وہ چڑیا مرگئی جس سے یہ کھیلا کرتے تھے' نبی ﷺ فرمانے لگے: اباعمیر مافعل النغیر (اے ابوعمیر چڑیا کیا ہوئی)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ مالک سے مروی ہے کہ ابوطلحہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں روزہ کثرت سے رکھا کرتے تھے'

انہوں نے آپ کے بعد سوائے سفر یا بیماری کے کبھی روزہ ترک نہیں کیا' یہاں تک کہ اللہ سے مل گئے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چالیس سال تک برابر روزہ رکھتے رہے' سوائے عیدفطر واضحیٰ یا بیماری کے روزے ترک نہیں کرتے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم احد میں ابوطلحہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تیراندازی کرر ہے تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے آڑ میں تھے' وہ تیرانداز تھے' جب اپنا سر اٹھا کر دیکھتے تھے کہ ان کا تیر کہاں گرا تو ابوطلحہ بھی اپنا سر اٹھاتے تھے اور کہتے تھے اسی طرح (دیکھتے رہیے) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کوئی تیر نہیں لگے گا' میرا سینہ آپ کے سینے کے آگے ہے' ابوطلحہ اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیش کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یارسول اللہ میں طاقتور ہوں' اپنی ضروریات میں مجھے بھیجا کیجئے اور آپ جو چاہیں مجھے حکم دیا کیجئے۔ انس سے مروی ہے کہ ابوطلحہ نے لقوہ کی وجہ سے اپنے بھی داغ لیا اور انس کو بھی داغ دیا۔

ابوطلحہ سے مروی ہے کہ جنگ خیبر میں میں (اونٹ پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نشین تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابوطلحہ متوسط قامت کے اور گندم گوں رنگ کے تھے ان میں بڑھاپے کا تغیر نہ تھا۔ وفات ۳۴ھ میں مدینے میں ہوئی' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی وہ اس روز ستر برس کے تھے' اہل بصرہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے دریائی سفر کیا' اسی میں ان کی وفات ہوگئی لوگوں نے انہیں کسی جزیرے میں دفن کر دیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوطلحہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿انفروا خفافا و ثقالا﴾ تم لوگ جہاد میں جاؤ تھوڑے سامان کے ساتھ یا بہت سے سامان کے ساتھ تو انہوں نے کہا کہ میری رائے میں ہمارا رب ہمارے بوڑھوں اور جوانوں کا (راہ خدا میں) سفر چاہتا ہے۔ اے لڑکو! مجھے سامان دو' مجھے سامان دے دو' ان کے لڑکوں نے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جہاد کیا ہے۔ اب ہم لوگ آپ کی طرف سے جہاد کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ مجھے سامان دے دو' وہ دریا میں سوار ہوئے' پھر اُن کی وفات ہوگئی' لوگوں کو سات دن سے پہلے (دفن کے لیے) کوئی جزیرہ نہ ملا (سات دن کے بعد جب جزیرہ ملا) تو لوگوں نے انہیں دفن کیا' ان میں کوئی تغیر نہ ہوا تھا' جسم بالکل صحیح وسالم تھا۔

محمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ مدینے اور بصرہ میں ابوطلحہ کی بقیہ اولاد تھی عبداللہ بن محمد بن عمارہ نے کہا کہ آل ابی طلحہ اور آل نبیط بن جابر اور آل عقبہ بن کدیم سوائے بنی مغالہ و بنی عدیلہ کے باہم وارث ہوتے تھے۔

کل تین اصحاب: بنی مبذول میں سے کہ عامر بن مالک بن النجار تھے:

حضرت ثعلبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن محصن بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول' وہ عامر بن مالک بن النجار تھے۔ ان کی والدہ کبشہ بنت ثابت المنذر بن حرام بن عمرو بن زید بن مناۃ ابن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار حسان بن ثابت شاعر کی بہن تھیں۔

ثعلبہ کی اولاد میں ام ثابت تھیں' ان کی والدہ کبشہ بنت مالک ابن قیس بن محرث بن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار تھیں۔ ثعلبہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات مدینے میں عثمان بن عفان کی خلافت میں ہوئی ان کی کوئی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ ثعلبہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ جسر ابی عبیدہ میں شہید ہو گئے۔

حضرت حارث بن الصمہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول' کنیت ابوسعد تھی' ان کی والدہ تماضر بنت عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ قیس عیلان میں سے تھیں۔

حارث بن الصمہ کی اولاد میں سعد تھے جو جنگ صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقتول ہوئے ان کی والدہ ام الحکیم خویلہ بنت عقبہ بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم اوس میں سے تھیں۔

ابوالجہیم بن الحارث' جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے اور آپ سے روایت کی ہے ان کی والدہ عتیلہ بنت کعب بن قیس بن عبید ابن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن الصمہ اور صہیب بن سنان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن مکنف سے مروی ہے کہ حارث بن الصمہ بدر کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب روانہ ہوئے الروحاء پہنچے تو تھک گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینے واپس کر دیا غنیمت وثواب میں ان کا حصہ لگایا' وہ انہیں کے مثل ہو گئے جو اس میں حاضر تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حارث احد میں شریک تھے' اس روز جب کہ لوگ بھاگے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ثابت قدم رہے انہوں نے آپ سے موت پر بیعت کی عثمان بن عبداللہ بن المغیرۃ المخزومی کو قتل کیا اور اس کا اسباب لیا' جو زرہ اور خود اور عمدہ تلوار تھی اس روز ہم نے سوائے ان کے کسی کو نہیں سنا کہ اس نے اسباب چھین لیا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا۔ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے اسے (عثمان بن عبداللہ کو) ہلاک کیا۔ یوم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ میرے چچا کیا ہوئے' حمزہ کیا ہوئے' حارث بن الصمہ ان کی تلاش میں نکلے' دیر کی تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ حارث رجز پڑھتے تھے اور یہ شعر کہتے تھے۔

یارب ان الحارث بن الصمه ۔۔۔ کان رفیقا وبنا ذا ذمه

''اے پروردگار حارث بن الصمہ' رفیق تھا اور ہمارا ذمہ دار تھا۔

قدضل فی مهامةٍ مهمه ۔۔۔ یلتمس الجنة فیما ثمه

جو خطرناک مقام میں مارا مارا پھرتا ہے۔ جہاں وہ جنت تلاش کرتا ہے''۔

یہاں تک کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حارث کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کو بھی پایا اور حمزہ کو مقتول پایا۔ دونوں نے واپس آ کر نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی' حارث جنگ بیر معونہ میں بھی شریک تھے جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوئی' وہ اسی روز شہید ہوئے آج حارث بن الصمہ کی اولاد مدینے اور بغداد میں ہے۔

حضرت سہل بن عتیک رضی اللہ عنہ:

ابن النعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول' ان کی والدہ جمیلہ بنت علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مبذول تھیں۔ سہل کے ایک بھائی تھے جن کا نام حارث بن عتیک تھا' ان کی کنیت ابوخزم تھی' وہ بدر میں حاضر نہ تھے' ان والدہ بھی جمیلہ بنت علقمہ تھیں جو سہل کی والدہ تھیں۔ تنہا ابومعشر سہل بن عبید کہتے تھے حالانکہ یہ ان کی یا ان کے راوی کی خطا ہے۔

سہل بن عتیک بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے' سہل بن عتیک بدر واحد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی ان کے بھائی ابوخزم جنگ جسر ابی عبیدہ میں شہید ہوئے' انہوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی۔

تین آدمی: عدی بن النجار:

حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ ان کی والدہ ام حارثہ تھیں نام ربیع بنت النضر بن ضمضم بن زید بن حرام ابن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس بن مالک بن النضر کی پھوپھی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارثہ بن سراقہ اور السائب بن عثمان بن مظعون کے درمیان عقد مواخاۃ کیا حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بدر میں شریک تھے۔ اور اسی روز شہید ہوئے حبان بن العرقہ نے تیر مارا جو ان کے حلق میں لگا اور انہیں قتل کیا' حارثہ کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر میں حارثہ بن سراقہ دیکھنے کے لیے نکلے ان کے پاس ایک تیر آیا جس نے انہیں قتل کر دیا۔ ان کی والدہ نے کہا یا رسول اللہ آپ کو حارثہ سے میرا تعلق معلوم ہے' اگر وہ جنت میں ہوں تو میں صبر کروں ورنہ آپ کی جو رائے ہو وہ کروں' فرمایا اے والدہ حارثہ ایک جنت نہیں ہے بلکہ بہت سی جنتیں ہیں اور حارثہ اس کے افضل یا اعلیٰ فردوس میں ہیں۔

حضرت عمرو بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ:

ابن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار کنیت ابوحکیم تھی۔ والدہ ام حکیم بنت النضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار' انس بن مالک اور عمرو بن ثعلبہ کی پھوپی تھیں' عمرو بن ثعلبہ حارثہ بن سراقہ کی خالہ کے بیٹے تھے' عمرو کی اولاد میں حکیم تھے جن سے ان کی کنیت تھی' دوسرے عبدالرحمٰن تھے دونوں لاولد مر گئے' دونوں کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت محرز بن عامر رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار' ان کی والدہ سعدیٰ بنت خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط ابن کعب بن مالک بن حارثہ بن غنم بن السلم اوس میں سے تھیں اور سعد بن خیثمہ کی بہن تھیں۔

محرز کی اولاد میں اسماء اور کلثم تھے' ان کی والدہ ام سہل بنت ابی خارجہ عمرو بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں' محرز بدر میں شریک تھے ان کی وفات اس صبح کو ہوئی جس میں رسول اللہ ﷺ احد روانہ ہوئے' انہیں شرکائے احد میں شمار کیا جاتا ہے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت سلیط بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عبید بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ ان کی والدہ زغیبہ بنت زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار ابی امامہ اسعد بن زرارہ کی بہن تھیں۔

سلیط کی اولاد میں ثبیتہ تھیں' ان کی والدہ نخیلہ بنت الصمہ بن عمرو ابن عتیک بن عمرو بن مبذول حارث بن الصمہ کی بہن تھیں۔

سلیط بن قیس اور ابوصرمہ جب اسلام لائے تو دونوں بنی عدی بن النجار کے بت توڑ رہے تھے سلیط بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے جنگ جسر ابی عبیدہ میں ۱۴ھ شہید ہوئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ابوسلیط اسیرۃ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ان کا نام اسیرۃ بن عمرو تھا' عمرو کی کنیت ابوخارجہ بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھی' ان کی والدہ آمنہ بنت اوس بن عجرہ تھیں بلی میں سے تھیں جو بنی عوف بن الخزرج کے حلیف تھے۔

ابوسلیط کی اولاد میں عبداللہ اور فضالہ تھے ان دونوں کی والدہ عمرہ بنت حیہ بن ضمرہ بن الخیار بن عمرو بن مبذول تھیں۔

ابوسلیط بدر واحد میں شریک تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عامر بن امیہ رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن الحسحاس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار' عامر کی اولاد میں ہشام بن عامر تھے جنہوں نے نبی ﷺ کی صحبت پائی تھی اور بصرے میں مقیم ہو گئے تھے ان کی والدہ بہراء میں سے تھیں۔ عامر بدر واحد میں شریک تھے۔ جنگ احد میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ثابت بن خنساء رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی بروایت محمد بن عمر الاسلمی بدر میں شریک تھے کتاب نسب الانصار میں جو ہم نے عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری سے لکھی ہے عمرو بن مالک بن عدی کے یہاں کسی نے ولادت نہیں پائی۔

حضرت قیس بن السکن رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن زعور بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار ان کی کنیت ابوزید تھی' لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا۔

قیس بن السکن کی اولاد میں زید اور اسحاق اور خولہ تھے' ان کی والدہ ام خولہ بنت سفیان بن قیس بن زعوراء بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم' ابن عدی بن النجار تھیں۔

قیس بن السکن بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے جنگ جسر ابی عبیدہ میں شہید ہوئے۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ابوالاعور کعب ابن حارث رضی اللہ عنہ:

نام کعب بن الحارث بن ظالم بن عبس بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھا ان کی والدہ ام نیار بنت ایاس بن عامر بن ثعلبہ بلی میں سے تھے جو قبیلہ اوس کے بنی حارثہ بن الحارث کے حلفاء تھے۔ ابوالاعور بدر واحد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ ابوالاعور رضی اللہ عنہ کا نام حارث بن ظالم بن عبس تھا' کعب کی جو کتابوں میں مذکور ہیں ابوالاعور کے چچا تھے' جو نسب نہیں جانتا تھا اس نے ان کا وہی نام رکھ دیا حالانکہ یہ غلطی ہے۔

حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ:

ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھا' ان کی والدہ ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں۔ بدر واحد اور بیر معونہ میں شریک تھے۔ بیر معونہ میں جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا شہید ہوئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ ایسے آدمیوں کو بھیجئے جو ہمیں قرآن وحدیث کی تعلیم دیں' آپ نے انصار کے ستر آدمی بھیجے جو قاری کہلاتے تھے' ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے' یہ لوگ قرآن پڑھتے' رات کو باہم درس دیتے اور سیکھتے دن کو پانی لا کر مسجد میں رکھتے' لکڑیاں جنگل سے چنتے اور بیچ کر اہل صفہ اور فقراء کے لیے غلہ خریدتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لوگوں کو ان کے پاس بھیجا' ان لوگوں نے انہیں روکا اور منزل پہنچنے سے پہلے ہی سب کو قتل کر دیا' ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ ہماری نبی کو ہماری طرف سے پہنچا دے کہ ہم تجھ سے مل گئے' ہم تجھ سے راضی ہو گئے اور تو ہم سے راضی ہو گیا۔

انس کے ماموں حرام کے پاس ایک شخص پیچھے سے آیا اور نیزہ مارا جو ان کے پار ہو گیا حرام نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے بھائیوں سے فرمایا کہ تمہارے بھائی قتل کر دیئے گئے انہوں نے یہ کہا کہ اے اللہ ہماری طرف سے ہمارے نبی کو پہنچا دے کہ ہم لوگ تجھ سے ملے ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ام سلیم کے بھائی حرام کو ستر آدمیوں کے ساتھ بنی عامر کی طرف بھیجا' جب وہ لوگ آئے تو میرے ماموں نے ان سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھے امن دو تو میں تمہارے آگے آؤں تا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم پہنچاؤں ورنہ تم لوگ مجھ سے قریب رہو' وہ آگے بڑھے ان لوگوں نے انہیں امن دے دیا جس وقت وہ ان سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہے تھے تو انہوں نے کسی کو اشارہ کیا جس نے نیزہ مارا جوان کے پار ہو گیا انہوں نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا' وہ لوگ ان کے بقیہ ساتھیوں پر پلٹ پڑے اور قتل کر دیا سوائے ایک لنگڑے آدمی کے جو پہاڑ پر چڑھ گیا تھا۔

انس سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے اور خبر دی کہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے ملے وہ ان سے راضی ہوا اور اس نے انہیں راضی کر دیا۔

انس نے کہا کہ ہم لوگ (قرآن میں) پڑھتے تھے: ﴿بلغوا قومنا انا قد لقينا ربنا فرضي عنا وارضانا﴾ (ہماری قوم کو پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے مل گئے' وہ ہم سے راضی ہوا اور اس نے ہمیں راضی کر دیا) اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی' رسول اللہ ﷺ نے تیس صبحوں کو رعل و ذکوان و بنی لحیان اور عصیہ کے لیے جنہوں نے اللہ کی اور رحمٰن کی نافرمانی کی تھی بد دعاء کی۔

عاصم بن بہدلہ سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کو اس قوم کے پاس آنا پسند ہو جنہوں نے مشاہدہ (جمال رب) کیا تو وہ ان لوگوں کے پاس آئے۔ ان کے بھائی:

حضرت سلیم بن ملحان رضی اللہ عنہ:

ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھا۔ ان کی والدہ ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں' یہ دونوں زوجۂ ابوطلحہ والدۂ انس بن مالک ام سلیم بنت ملحان کے بھائی تھے ام حرام زوجہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے بھی بھائی تھے۔

سلیم بدر و احد اور یوم بیر معونہ میں شریک تھے' وہ اسی روز شہدائے انصار کے ساتھ شہید ہوئے یہ واقعہ ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' خالد بن زید بن حرام کی اولاد بھی تمام ہو چکی تھی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

حلفائے بنی عدی بن النجار

حضرت سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ:

ابن وہب بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ' بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے یہ وہی شخص ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے لاٹھی بھونکی' پھر انہیں دے دی اور فرمایا کہ انتقام لے لو' ایلیاء (بیت المقدس) میں ان کی بقیہ اولاد

بنی دینار بن النجار:

حضرت نعمان بن عبد عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار ان کی والدہ سمیراء بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار تھیں۔

بدر واحد میں شریک تھے احد ہی میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

حضرت ضحاک بن عبد عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار' ان کی والدہ بھی سمیرا بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل تھیں۔

بدر واحد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' نعمان وضحاک کے ایک حقیقی بھائی تھے جن کا نام قطبہ بن عبد عمرو بن مسعود تھی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی اور بیر معونہ میں شہید ہوئے۔

حضرت جابر بن خالد رضی اللہ عنہ:

ابن مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار' اولاد میں عبدالرحمٰن بن جابر تھے ان کی والدہ عمیرہ بنت سلیم بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار تھیں جابر بن خالد بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات اس حالت میں ہوئی کہ بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت کعب بن زید رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار' ان کی والدہ لیلیٰ بنت عبداللہ بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم بنی الحبلی میں سے تھیں۔

کعب کی اولاد میں عبداللہ اور جمیلہ تھیں' ان کی والدہ ام رباع بنت عبد عمرو بن مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار تھیں یہ نعمان وضحاک وقطبہ فرزندان عبد عمرو کی بہن تھیں۔

کعب بن زید بدر واحد و بیر معونہ میں شریک تھے اس روز وہ زخمی اٹھا کر لائے گئے خندق میں شریک ہوئے اور اسی روز شہید ہو گئے' ضرار بن الخطاب الفہری نے قتل کیا یہ واقعہ ذوالقعدہ ۵ھ میں ہوا۔ کعب ابن زید کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت سلیم بن حارث رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار' نعمان وضحاک وقطبہ' فرزندان عبد عمرو بن مسعود' ان کی والدہ سمیرا بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل کے ذریعہ سے اخیافی بھائی تھے' سلیم بن حارث کی اولاد میں حکیم وعمیرہ تھیں ان کی والدہ سہیمہ بنت ہلال بن دارم بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔

سلیم بن حارث بدر واحد میں شریک تھے احد میں ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد تھی۔

حضرت سعید بن سہیل رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار' موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح کہا' نسب انصار میں بھی وہ سعید بن سہیل ہیں' لیکن محمد بن اسحاق و ابومعشر نے کہا کہ وہ سعد بن سہیل تھے۔ بدر و احد میں شریک تھے' وفات کے وقت ان کے کوئی اولاد نہ تھی ان کی ایک بیٹی ہزیلہ تھیں جو مر چکی تھیں۔

حلفائے بنی دینار بن النجار

حضرت بجیر بن ابی بجیر رضی اللہ عنہ:

بلی کے حلیف تھے اور کہا جاتا ہے کہ جہینہ کے حلیف تھے بنی دینار بن النجار کہتے تھے کہ وہ ہمارے مولیٰ تھے۔ بجیر بدر و احد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' ان سب لوگوں کی اولاد ہلاک ہو چکی تھی سوائے سلیم بن حارث کی اولاد کے۔ جملہ سات آدمی:

بنی حارث بن الخزرج اور بنی کعب بن حارث بن الخزرج۔

سیدنا حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ ہزیلہ بنت عنبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج تھیں۔

سعد کی اولاد میں ام سعد تھیں جن کا نام جمیلہ تھا وہ خارجہ بن زید بن ثابت بن ضحاک کی والدہ تھیں' جمیلہ کی والدہ عمرہ بنت حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار عمارہ و حزم فرزندان حزم کی بہن تھیں۔

تمام راوی متفق ہیں کہ سعد بن الربیع عقبہ میں موجود تھے' وہ بارہ نقباء میں سے ایک تھے' سعد جاہلیت میں بھی لکھتے تھے حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن الربیع اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔ ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینے میں آئے تو آپ نے ان کے اور سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخات کیا' سعد انہیں اپنے گھر لے گئے' کھانا منگایا اور دونوں نے کھایا' انہوں نے ان سے کہا کہ میری دو بیویاں ہیں تم اللہ کی راہ میں میرے بھائی ہو' تمہارے کوئی عورت نہیں ہے' میں ایک کو چھوڑ دیتا ہوں تم اس سے نکاح کر لو' انہوں نے کہا واللہ نہیں' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے باغ چلو کہ اس کا آدھا حصہ میں تمہیں دے دوں' انہوں نے کہا نہیں اللہ تمہارے مال اور اہل و عیال میں برکت کرے' مجھے بازار کا راستہ بتا دو' وہ بازار گئے گھی اور پنیر خریدا اور فروخت کیا۔ مدینے کے کسی راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدم بوس ہوئے بدن پر زردی کا دھبہ تھا' فرمایا ٹھہرو' عرض کی' یا رسول اللہ میں نے انصار کی لڑکی سے گٹھلی بھر سونے پر نکاح کیا ہے فرمایا ولیمہ کرو خواہ ایک ہی بکری پر ہو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعد بن الربیع بدر و احد میں شریک تھے' غزوۂ احد میں شہید ہوئے' بقیہ اولاد نہ تھی' عمرو بن ابی زہیر بن مالک کی اولاد بھی ہلاک ہو چکی تھی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے احد میں سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کو اس طرح دیکھا کہ ان کے بارہ نیزے لگے تھے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب یوم احد ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی خبر کون لائے گا۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں' وہ گیا اور مقتولین میں گھومنے لگا۔ سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے' اس نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے کہ تمہاری خبر لاؤں۔ انہوں نے کہا کہ خدمت نبویؐ میں جاؤ' میرا اسلام کہو اور خبر دو کہ مجھے بارہ نیزے مارے گئے ہیں جو قتل کی حد تک پار ہو گئے ہیں۔ قوم کو آگاہ کر دو کہ اگر رسول اللہ ﷺ اس حالت میں قتل کر دیئے گئے کہ ان میں سے ایک بھی زندہ رہا تو ان کے لیے اللہ کے نزدیک کوئی عذر نہ ہوگا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی انہیں زخموں سے وفات ہوگئی' اسی روز خارجہ بن زید بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے دونوں ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے' معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کظامہ جاری کی تو ان کے منادی نے مدینے میں ندا دی کہ احد میں جس کا کوئی شہید ہو تو وہ حاضر ہو لوگ اپنے شہدا کے پاس گئے انہوں نے ان کو اس طرح تر و تازہ پایا کہ کوئی تغیر نہ ہوا تھا' سعد بن الربیع اور خارجہ بن زید رضی اللہ عنہما کی قبر کنارے تھے وہ چھوڑ دی گئی' اور اس پر مٹی ڈال دی گئی۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کو جو سعد سے تھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ دونوں سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں' ان کے باپ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے۔ چچا نے مال لے لیا اور ان دونوں کے لیے کچھ نہ چھوڑا' واللہ ان کے لیے مال نہ ہوگا تو ان کی شادیاں نہ ہوں گی' فرمایا: اس معاملے میں اللہ فیصلہ کرے گا' اللہ نے آیت میراث نازل فرمائی' رسول اللہ ﷺ نے ان کے چچا کو بلایا اور فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں کو دو ثلث دو ان کی والدہ کو آٹھواں حصہ دو اور جو بچے وہ تمہارا ہے۔

سیدنا خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ:

ابن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاعز بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج' کنیت ابو زید تھی اور والدہ السیدہ بنت عامر بن عبید بن غیان بن عامر بن خطمہ اوس میں سے تھیں۔

خارجہ کی اولاد میں زید بن خارجہ تھے' یہ وہی ہیں جن سے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان کی موت کے بعد کلام سنا گیا' حبیبہ بنت خارجہ جن سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا' ان سے ان کے یہاں ام کلثوم پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ ہزیلہ بنت عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج تھیں اور وہ دونوں سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی تھے۔

خارجہ بن زید کی بقیہ اولاد تھی جو سب مر گئی' زید بن ابی زہیر بن مالک کی بھی سب اولاد مر گئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا' خارجہ بن زید بن ابی زہیر بالاتفاق سب کی روایت میں عقبہ میں آئے تھے۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خارجہ بن زید بن ابی زہیر اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد

مواخات کیا۔ ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا' خارجہ بن زید بدر واحد میں شریک تھے' غزوۂ احد میں شہید ہوئے وہ نیزوں کی گرفت میں آ گئے۔ دس سے زائد زخم لگے ان کے پاس سے مروان بن امیہ گزرا اس نے انہیں پہچانا' اور حملہ کر کے قتل کر دیا پھر انہیں مثلہ کیا اور کہا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جس نے بدر میں میرے باپ علی پر برانگیختہ کیا' یعنی امیہ بن خلف پر اب میں اس قابل ہوا کہ اپنا دل ٹھنڈا کروں جبکہ اصحاب محمدؐ کے منتخب لوگوں کو قتل کر لیا' میں نے ابن قوقل کو قتل کیا میں نے ابن ابی زہیر یعنی خارجہ بن زید کو قتل کیا اور میں نے اوس بن ارقم کو قتل کیا۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج' بن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ کبشہ بنت واقد بن عمرو بن الاطنابہ بن عامر بن زید مناۃ بن مالک الاغر تھیں۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی' محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو کہتے سنا کہ ان کی کنیت ابو رواحہ تھی ممکن ہے کہ ان کی دونوں کنیتیں ہوں' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی وہ نعمان بن بشیر بن سعد کے ماموں تھے۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جاہلیت کے زمانے میں لکھتے تھے' حالانکہ (اس زمانے میں) عرب میں کتابت بہت کم تھی۔ بالاتفاق سب کی روایت ہیں عبداللہ عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے انصار کے بارہ نقباء میں سے ایک (نقیب تھے) بدر واحد وخندق وحدیبیہ وخیبر وعمرۂ قضاء میں شریک تھے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے اہل عالیہ کو اس فتح کی خوشخبری دینے کے لیے آگے بھیج دیا تھا جو آپ کو اللہ نے عطا فرمائی تھی۔ عالیہ بنی عمرو بن عوف وخطمہ ووائل (کی آبادی) ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے بعد موعودہ غزوۂ بدر کے لیے روانہ ہوئے تو مدینے میں انہیں اپنا جانشین مقرر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیبر میں تیس سواروں کے ہمراہ بطور سریہ اسیر بن رازم یہودی کی طرف بھیجا جس کو انہوں نے قتل کر دیا۔ پھر انہیں خارص (کھجوروں کا اندازہ کرنے والا) بنا کے خیبر بھیجا' جہاں غزوۂ موتہ میں شہید ہونے تک برابر ان لوگوں کی پیداوار کا اندازہ کرتے رہے۔

الشعبی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو اہل خیبر کے پاس بھیجا تھا انہوں نے ان لوگوں کی کھجوروں کا اندازہ کیا۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں اونٹ پر داخل ہوئے آپ عصاء سے حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے۔ ہمراہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جو آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھے اور یہ (اشعار) کہہ رہے تھے:

خلوا بنی الکفار عن سبیله　　نحن ضربنا کم علی تاویله

ضربا یزیل الهام عن مقیله

''اے اولاد کفار آپ کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ ہم نے آپ کے رجوع کرنے پر تمہیں ایسی مار ماری جو سروں کو مقام استراحت سے ہٹا دے''۔

ہمارے اشیاخ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی ناقہ غضباء پر اس طرح طواف کیا' کہ آپ کے پاس ایک عصاء تھا۔ جب آپ حجر اسود پر سے گزرتے تھے اس سے مس کر کے حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے عبداللہ بن رواحہ رجز پڑھتے تھے کہ۔

خلوا بنی الکفار عن سبیله خلوا فان الخیر مع رسوله

قد انزل الرحمٰن فی تنزیله ضرباً یزیل الهام عن مقیله

ویذهل الخیل عن خلیله

''اے اولاد کفار آپ کا راستہ خالی کر دو' کیونکہ خیر اس کے رسول کے ساتھ ہے' اللہ نے قرآن میں نازل کر دی ہے۔ ایسی مار جو سروں کو مقام استراحت سے ہٹا دے۔ اور دوست سے دوست کو بھلا دے''۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اترو اور ہمارے اونٹوں کو حرکت دو۔ (یعنی رجز پڑھو) عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ میں نے یہ کلام (یعنی رجز کہنا) ترک کر دیا ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سنو اور اطاعت کرو' اور یہ کہتے ہوئے (اپنے اونٹ سے اترے)۔

یارب لو لا انت ما اهتدینا ولا تصدقنا و لا صلینا

''اے پروردگار! اگر تو نہ ہوتا تو ہم لوگ راستہ نہ پاتے۔ نہ تو خیرات کرتے نہ نماز پڑھتے۔

فانزلن سکینةً علینا وثبت الا قدام ان لا قینا

ان الکفار قد بغوا علینا

ہم پر سکینہ (سکون واطمینان) نازل فرما۔ اور جب ہم دشمن کا مقابلہ کریں تو ہمارے قدم ثابت رکھ۔ کیونکہ کفار نے ہم پر بغاوت کی ہے''۔

وکیع نے کہا کہ دوسرے راوی نے اتنا اور اضافہ کیا۔ ع

وان ارادوا فتنةً ابینا۔ (جب انہوں نے فتنے کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا)۔

راوی نے کہا کہ پھر نبی ﷺ نے فرمایا' اے اللہ ان پر رحمت کر' اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (رحمت) واجب ہوگئی۔ محمد بن عبید کی حدیث میں یہ ہے: ع' اللهم لو لا انت ما اهتدینا. (اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن رواحہ نے صرف عمرۂ قضاء میں ۷ھ میں نبی ﷺ کے ہمراہ بیت اللہ کا طواف کیا تھا۔ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شاعر تھے۔

مدرک بن عمارہ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں مسجد رسول اللہ ﷺ میں اس وقت گزرا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے' اصحاب میں سے کچھ لوگ کنارے پر تھے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو پکارا کہ اے عبداللہ بن رواحہ! اے عبداللہ بن رواحہ! مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا ہے' میں آپ کی طرف گیا تو آپ نے فرمایا' یہاں بیٹھو' میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا' فرمایا جب تم شعر کہنا چاہتے ہو تو کیونکر کہتے ہو۔ گویا آپ اس سے تعجب فرما رہے تھے عرض کی: غور کر لوں تو

کہوں (یعنی کوئی کلام موزوں کرلوں تو سناؤں) فرمایا مشرکین ہی کو اختیار کرنا' حالانکہ میں نے کچھ تیار نہ کیا تھا' پھر غور کیا اور یہ شعر سنائے۔

خبرونی اثمان العباء متی کنتم بطاریق او دانت لکم مُضَر

''یعنی اے اثمان عباء (عباء کی قیمتو) مجھے اس وقت کی خبر دو جب تم لوگ بطریق (پادری) تھے یا قبیلہ مضر کے لوگ تمہارے نزدیک رہتے تھے''۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے میرے کلام کو ناپسند فرمایا اس لیے کہ میں نے آپ کی قوم کو اثمان عبا کر دیا تھا پھر عرض کی۔

یاهاشم الخیران اللّٰه فضلکم علی البریة فضلاً ماله غیر

''اے ہاشم خیر' اللہ نے تم کو مخلوق پر وہ فضیلت دی ہے جو تمہارے اغیار کے لیے نہیں ہے۔

انی تفرست فیك الخیر اعرفه فراسةً خالفتهم فی الذی نظروا

میں نے آپ کے اندر اپنی فراست سے خیر دریافت کر لی' جسے میں نے ایسی فراست سے دریافت کیا جو نظر کرنے والوں کے مخالف ہے۔

ولو سألت او استنصرت بعضهم فی جل امرك ما آووا ولا نصروا

اور اگر آپ طلب کریں ان میں سے کسی سے مدد چاہیں۔ کسی اپنے امر عظیم میں تو نہ وہ ٹھکانا دیں اور نہ مدد کریں'

فثبت اللّٰه مآ اتاك ومن حسن تثبیت موسیٰ ونصراً کالذی نصروا

اللہ نے جو نیکیاں آپ کو دیں انہیں اس طرح قائم رکھے۔ جس طرح موسیٰ کی اور ان کی مدد کی جن کی مدد کی گئی (قائم رکھی)''۔ آپ مسکراتے ہوئے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں بھی اللہ ثابت قدم رکھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿الشعراء یتبعهم الغاوٗن﴾ (گمراہ لوگ شعراء کی پیروی کرتے ہیں) تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کو معلوم ہے کہ میں انہیں (شعراء) میں سے ہوں۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿الا الذین أمنوا وعملوا الصٰلحت﴾ ختم آیت تک (مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے)۔

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی عیادت فرمائی مگر وہ اپنے بستر سے نہ ہٹے' فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میری امت کے شہداء کون ہیں' لوگوں نے عرض کی مسلم کا قتل شہادت ہے' فرمایا تب تو میری امت کے شہداء کم ہیں' قتل مسلم شہادت ہے' مرض شکم شہادت ہے' غرق شہادت ہے' جس عورت کو اس کا بچہ حمل میں قتل کر دے تو یہ بھی شہادت ہے۔

نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ ہائے پہاڑ' ہائے یہ' ہائے وہ اور ان کی خوبیاں شمار کرنے لگیں۔ جب افاقہ ہوا تو ابن رواحہ نے کہا کہ تم نے جو کچھ کہا (اس سے) سوائے

اس کے کہ مجھے کہا جائے کہ تم ایسے ہو (اور کیا فائدہ)۔

حسن سے مروی ہے کہ ابن رواحہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی عورتوں میں سے کسی نے کہا کہ ہائے پہاڑ ہائے عزت' ان سے کہا گیا کہ تم اس کے پہاڑ ہو' تم اس کی عزت ہو' جب افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ تم نے جو کچھ کہا اس کی مجھ سے باز پرس کی جائے گی۔

ابو عمران الجونی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے اللہ اگر ان کی موت آ گئی ہے تو ان پر آسان کر دے اور اگر ان کی موت نہ آئی ہو تو انہیں شفا دے جب کچھ آرام محسوس ہوا تو عرض کی یا رسول اللہ میری والدہ کہتی تھیں' ہائے پہاڑ' ہائے پشت اور فرشتہ لوہے کا گرز اٹھا کر کہتا تھا کہ تم ایسے ہو اگر میں کہہ دیتا کہ ہاں تو وہ اس سے مجھے پارہ پارہ کر دیتا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کسی جنگ کے موقع پر (یہ شعر) کہے۔

یانفس الا راك تكرهين الجنه احلف بالله لتنزلنه طائعة او لتكرهنه

''اے نفس کیا میں تجھے نہیں دیکھتا کہ تو جنت کو ناپسند کرتا ہے۔ بخدا تو اس میں نازل ہوگا' خوشی سے یا اسے ناپسند کر کے''۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب موتہ میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ان کے بعد جھنڈا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لے لیا' وہ بھی شہید ہو گئے اور آگے بڑھ کے جنت میں داخل ہو گئے انصار پر یہ شاق گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ان کے زخم لگا تو بزدلی کی بعد کو اپنے نفس پر عتاب کیا اور بہادری کی' وہ اسی روز شہید ہو گئے' موتہ کے امراء میں سے تھے' جنت میں داخل ہو گئے' اور اپنی قوم کے آگے ہو گئے' غزوۂ موتہ جمادی الاولی ۸ھ میں ہوا تھا۔

حضرت خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب۔ ان کی والدہ عمرہ بنت سعد بن قیس بن امرئ القیس بنی حارثہ بن الخزرج میں سے تھیں۔ خلاد سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے ان کی اولاد میں السائب بن خلاد تھے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یمن پر عامل بنایا تھا۔ دوسرے حکم بن خلاد تھے ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت عبادہ بن ولیم' سعد بن عبادہ کی بہن تھیں' ان دونوں کی اولاد ختم ہو چکی تھی' حارثہ بن امرئ القیس بن مالک الاغر کی اولاد بھی ختم ہو چکی تھی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

خلاد بدر واحد وخندق اور یوم بنی قریظہ میں شریک تھے اسی روز شہید ہوئے بنی قریظہ کی ایک عورت بنانا نے ان پر چکی گرا دی جس نے ان کا سر پھاڑ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لیے دو شہیدوں کا ثواب ہے ان کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو قتل کر دیا بنانہ حکم القرظی کی بیوی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵ھ میں ذوالقعدہ کے اواخر سے ذی الحجہ کے اوائل تک ۱۵ دن بنی قریظہ کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اترے۔

عبداللہ الخیر بن اسمٰعیل بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ یوم قریظہ میں انصار کے

ایک شخص شہید ہوئے جن کا نام خلاد تھا' ان کی ماں کو لایا گیا اور کہا گیا کہ اے والدۂ خلاد' خلاد قتل کر دیئے گئے وہ نقاب ڈالے ہوئے آئیں تو ان سے کہا گیا کہ خلاد تو قتل کر دیئے گئے اور تم نقاب ڈالے ہوئے ہو انہوں نے کہا کہ اگر مجھ سے خلاد کم کر دیئے گئے تو میں اپنی حیا کو نہ کم کروں گی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو ان کے لیے دو شہیدوں کا اجر ہے کہا گیا کہ یا رسول اللہ یہ کس لیے تو آپ نے فرمایا اس لیے کہ اہل کتاب نے انہیں قتل کیا ہے۔

حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب' ان کی والدہ انیسہ بنت خلیفہ بن عدی بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک الاغر تھیں۔

بشیر کی اولاد میں نعمان تھے انہیں سے ان کی کنیت ابو النعمان تھی اور ابیہ' ان دونوں کی والدہ عمرہ بنت رواحہ' عبداللہ بن رواحہ کی بہن تھیں' بشیر کی بقیہ اولاد تھی۔

بشیر جاہلیت میں بھی عربی لکھتے تھے' حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی' بشیر سب کی روایت میں عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے تھے' بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

عبداللہ بن الحارث بن الفضیل نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان ۷ھ میں بشیر بن سعد کو فدک میں بنی مرہ کی جانب تیس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ بھیجا۔ ان سے مریئین نے مقابلہ کیا اور بہت سخت قتال کیا بشیر کے ساتھیوں کو مصیبت پہنچائی اور ان میں سے جو بھاگا وہ بھاگا' بشیر نے نہایت سخت قتال کیا یہاں تک کہ ان کے ٹخنے میں تلوار لگ گئی اور کہا گیا کہ وہ مر گئے جب شام ہوئی تو وہ بمشکل فدک تک آئے اور وہاں چند روز تک ایک یہودی کے یہاں رہے پھر مدینے واپس آئے۔

بشیر بن محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر بن سعد کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ فدک ووادی القریٰ کے درمیان یمن وجبار کی جانب بھیجا وہاں کچھ آدمی غطفان کے تھے جو عیینہ بن حصن الفزاری کے ساتھ جمع ہو گئے تھے' بشیر ان سے ملے ان کی جماعت کو منتشر کر دیا' ان پر فتحمند ہوئے اور قتل کیا' قید کیا اور غنیمت حاصل کیا' عیینہ اور اس کے ساتھی ہر طرف بھاگے۔ یہ سریہ شوال ۷ھ میں ہوا تھا۔

عاصم بن عمر قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرۂ قضاء کے لیے ذی القعدہ ۷ھ میں روانہ ہوئے تو ہتھیار آگے بھیج دیئے اس پر بشیر بن سعد کو عامل بنایا' بشیر عین التمر میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اسی روز شہید ہوئے یہ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ہوا۔

ان کے بھائی۔

حضرت سماک بن سعد رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک الاغر' ان کی والدہ انیسہ بنت خلیفہ بن عدی بن عمرو بن امرئ القیس تھیں۔ بدر واحد

میں شریک تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت سبیع بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن عبسہ بن امیہ بن مالک بن عامرہ بن عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ خدیجہ بنت عمر بن زید بن عبدہ بن عبید بن عامرہ بن عدی بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

سبیع کی اولاد میں عبداللہ تھے ان کی والدہ بنی جدارہ میں سے تھیں وہ مر گئے اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ سبیع بدر واحد میں شریک تھے' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کہتے تھے کہ وہ سبیع بن قیس بن عائشہ بن امیہ تھے۔ ان کے بھائی:

حضرت عبادہ بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن عبسہ بن امیہ بن مالک بن عامرہ بن عدی بن کعب یہ دونوں ابوالدرداء کے چچا تھے عبادہ کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبادہ بدر واحد وخندق وحدیبیہ وخیبر وجنگ موتہ میں شریک تھے۔ اسی روز جمادی الاولیٰ ۸ھ میں شہید ہوئے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ سبیع بن قیس کے ایک حقیقی بھائی تھے جن کا نام زید بن قیس تھا' وہ بدر میں شریک نہ تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ کی صحبت پائی تھی۔

حضرت یزید بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن مالک بن احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج ابن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ فسحم قبیلہ قضاعہ کے بلقین بن جسر میں سے تھیں' وہ (یزید) انہیں کی طرف منسوب تھے' یزید فسحم اور یزید بن فسحم کہا جاتا تھا' یزید کی اولاد تمام ہو چکی تھی' آج ان کا کوئی نہیں ہے۔

حارثہ بن ثعلبہ بن کعب کی اولاد بھی تمام ہوگئی' ان میں سے بھی کوئی باقی نہ رہا رسول اللہ ﷺ نے یزید بن الحارث اور ذوالیدین عمیر بن عبد عمرو الخزاعی کے درمیان عقد مواخات کیا تھا یہ دونوں بدر میں شریک تھے اور اسی روز دونوں شہید ہو گئے' جس نے یزید بن الحارث کو شہید کیا وہ نوفل بن معاویہ الدیلی تھا' بدر کا غزوہ ہجرت کے اٹھارہ مہینے کے بعد ۱۷ رمضان کو جمعے کے دن صبح کے وقت ہوا تھا۔

بنی جشم وزید' فرزندان حارث بن الخزرج۔ جنہیں تو اُم (جوڑواں) کہا جاتا تھا' دیوان میں ان دونوں کی ولیت ایک ہی تھی یہ اس مسجد کے لوگ تھے جو السنح میں تھی' خصوصیت کے ساتھ وہی اصحاب السنح تھے۔

سیدنا خبیب بن یساف رضی اللہ عنہ:

ابن عنبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ سلمی بنت مسعود بن شیبان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ تھیں۔

خبیب کی اولاد میں ابوکثیر تھے' ان کا نام عبداللہ تھا' ان کی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی سلول بنی عوف بن الخزرج کے بنی الحبلیٰ میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن ام ولد سے تھے۔

انیسہ' ان کی والدہ زینت بنت قیس بن شماس بن مالک تھیں۔

ان سب کی اولاد تھی' مگر سب ہلاک ہو گئے۔

خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ میں اور میری قوم کا ایک شخص آپ کے پاس آیا' ہم نے اسلام قبول نہیں کیا تھا' ہم نے کہا کہ ہم اس سے شرماتے ہیں کہ کسی مشہد میں ہماری قوم حاضر ہو اور ہم ان کے ساتھ نہ ہوں' فرمایا تم دونوں اسلام لائے ہو' عرض کی نہیں' فرمایا تو ہم مشرکین سے مشرکین پر مدد نہیں چاہتے' ہم لوگ اسلام لائے اور ہمرکاب ہو گئے' میں نے ایک شخص کو قتل کیا' اس نے مجھے ایک تلوار ماری' اس کے بعد میں نے اس کی بیٹی سے نکاح کیا تو وہ مجھ سے کہا کرتی تھی کہ وہ شخص مجھ سے جدا نہ کیا گیا جس نے تمہیں یہ تلوار پہنائی' میں اس سے کہا کرتا تھا کہ وہ شخص تجھ سے جدا نہ ہو جس نے تیرے باپ کو عجلت کے ساتھ دوزخ کی طرف بھیج دیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے جب حرۃ الوبرہ پہنچے تو ایک ایسا شخص ملا جس کی بہادری و جرأت بہت مشہور تھی' اصحاب نبی ﷺ نے جب اسے دیکھا تو خوش ہوئے' قریب پہنچا تو نبی ﷺ سے عرض کی کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ کی پیروی کروں اور آپ کے ساتھ جان دوں' فرمایا کیا اللہ اور اس کے رسول پر تیرا ایمان ہے' عرض کی نہیں' فرمایا' واپس جا' ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہیں لیں گے۔

رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے' الشجرہ میں تھے کہ وہی شخص پھر ملا اس نے سابق کی طرح گفتگو کی تو نبی ﷺ نے بھی اسے وہی جواب دیا جو پہلے فرمایا تھا' اس نے کہا نہیں' فرمایا واپس جا' ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ لیں گے وہ لوٹ گیا' پھر اس نے آپ کو البیداء میں پایا اور وہی کہا جو پہلی مرتبہ کہا تھا' نبی ﷺ نے بھی اسے وہی جواب دیا جو پہلی مرتبہ دیا تھا کہ آیا اللہ اور اس کے رسول پر تیرا ایمان ہے' اس نے کہا جی ہاں' فرمایا (میرے ساتھ) چلو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ خبیب بن یساف تھے جن کے اسلام میں اتنی دیر ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہو گئے' وہ آپ سے ملے اور راستے میں اسلام لائے' بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی وہ خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب بن یساف کے دادا تھے' عبیداللہ بن عمر اور شعبہ وغیرہما نے روایت کی ہے' خبیب کی تمام اولاد ہلاک ہو گئی کوئی باقی نہ رہا۔

حضرت سفیان بن نسر رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن الحارث بن کعب بن زید بن الحارث بن الخزرج' محمد بن عمر اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح کہا۔ موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر سے جو روایت ہے اس میں سفیان بن بشر ہے۔ ممکن ہے کہ ان کے راویوں نے ان سے اس نام کو یاد نہ رکھا ہو' سفیان بدر و احد میں شریک تھے' ان کی اولاد تھی جو سب مر گئے۔

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ:

ابن عبدربہ بن ثعلبہ بن زید بن الحارث بن الخزرج عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ ان کے آباؤ اجداد میں ثعلبہ نہیں ہیں' بلکہ وہ عبداللہ بن زید بن عبدربہ بن زید بن الحارث تھے' ثعلبہ بن عبدربہ زید کے بھائی اور عبداللہ کے چچا تھے' لوگوں نے انہیں ان کے نسب میں داخل کر دیا' حالانکہ یہ خطا ہے۔

عبداللہ بن زید کی اولاد میں محمد تھے ان کی والدہ سعدہ بنت کلیب بن یساف بن عدبہ بن عمرو خبیب بن یساف کے بھائی کی بیٹی تھیں اور ام حمید بنت عبداللہ' ان دونوں کی والدہ اہل یمن سے تھیں' اور عبداللہ بن زید کی باقی اولاد مدینے میں تھی اور بہت کم تھی۔

محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ ان کے والد کی کنیت ابو محمد تھی' وہ ایسے آدمی تھے جو نہ پست قامت تھے نہ بلند بالا' محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن زید اسلام کے قبل ہی عربی لکھتے تھے حالانکہ اس وقت عرب میں کتابت بہت کم تھی۔

عبداللہ بن زید سب کی روایت میں سب ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے غزوۂ فتح میں بنی حارث بن الخزرج کا جھنڈا انہیں کے پاس تھا یہ وہی شخص ہیں جن کو خواب میں اذان کا طریقہ دکھایا گیا۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن زید نے خواب میں اذان سنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔

محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ ان کے والد (منیٰ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قربانی کے وقت حاضر تھے ہمراہ انصار کے ایک اور شخص بھی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانیاں تقسیم کر دیں اور ان کے ساتھی کو کچھ نہیں ملا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر میں اپنا سر منڈایا اور بال لوگوں کو تقسیم کیے اپنے ناخن کٹوائے وہ انہیں اور ان کے ساتھی کو دیئے' انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے پاس ہیں جو مہندی اور نیل میں رنگے ہوئے ہیں (یعنی سرخ ہیں)۔

محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ میرے والد عبداللہ بن زید کی وفات مدینے میں ۳۲ھ میں ہوئی اس وقت وہ چونسٹھ سال کے تھے' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جنازے کی نماز پڑھی۔

ان کے بھائی:

حضرت حریث بن زید رضی اللہ عنہ:

ابن عبدربہ۔ بشیر بن محمد بن عبداللہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ حریث بن زید بدر میں شریک تھے۔ محمد بن عمر اور ہمارے تمام اصحاب اس کے قائل ہیں' ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے بھی کہا کہ حریث کے متعلق کسی نے اختلاف نہیں کیا کہ وہ بدر میں شریک تھے احد میں بھی حاضر تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

کل چار اصحاب: بنی جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج:

حضرت تمیم بن یعار رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج ان کی والدہ زغیبہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن

الا بجر تھیں، ابجر خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے، زغیبہ سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ کی خالہ تھی۔

تمیم کی اولاد میں ربعی اور جمیلہ تھیں، ان دونوں کی والدہ بنی عمرو بن وقش شاعر میں سے تھیں، تمیم بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی اولاد نہ تھیں۔

حضرت یزید بن المزین رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ، محمد بن عمر نے اسی طرح بیان کیا ہے موسیٰ بن عقبہ و محمد اسحاق و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ زید بن المزین تھے، ابومعشر نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ ان کی اولاد میں عمرو اور رملہ تھے دونوں لا ولد مر گئے ان کی بقیہ اولاد نہ رہی عدی بن امیہ بن جدارہ کی اولاد بھی ختم ہوگئی ان میں سے بھی کوئی نہ رہا۔

یزید بن المزین بدر واحد میں شریک تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ:

ابن حارثہ بن ثعلبہ بن خلاس بن امیہ بن جدارہ، جن کو موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابومعشر و محمد بن عمر نے شرکائے بدر میں بیان کیا ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ان کا ذکر نہیں کیا، ان کا نسب بھی معلوم نہیں ہوا۔ کل تین اصحاب:

بنی الابجر خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج:

حضرت عبداللہ بن الربیع رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عامر بن عباد بن الابجر، ان کا نام خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھا۔ بعض نے کہا کہ خدرہ الابجر کی والدہ ہیں۔ واللہ اعلم

عبداللہ بن الربیع کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن، بن النجار تھیں، عبداللہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن اور سعد تھے ان دونوں کی والدہ قبیلہ طے میں سے تھیں، ان کی بقیہ اولاد بھی ختم ہوگئی تھی، کوئی باقی نہ تھا۔

عبداللہ بن الربیع سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے بدر واحد میں بھی شریک تھے۔

حلفائے بنی الحارث بن الخزرج

حضرت عبداللہ بن عبس رضی اللہ عنہ:

ان کی بقیہ اولاد نہ تھی موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابومعشر و محمد بن عمر نے ان کا ذکر شرکائے بدر میں کیا ہے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کہا کرتے تھے کہ یہ دونوں حلیف ایک ہی تھے ان کا نام عبداللہ بن عمیر تھا جو ان کے حلیف تھے۔

دو آدمی، بنی الحارث بن الخزرج کے حاضرین بدر نو آدمی تھے۔

بنی عوف بن الخزرج اور بنی الحبلی جو سالم بن غنم بن عوف بن الخزرج تھے ان کا پیٹ بڑا ہونے کی وجہ سے نام الحبلی (حاملہ) ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم کہ الحبلی تھے ان کی والدہ خولہ بنت المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار بنی مغالہ میں سے تھیں۔

عبداللہ بن ابی الخزرج کا سردار تھا۔ جاہلیت کے آخر زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت میں مدینے آیا تھا' عبداللہ بن ابی کی قوم نے اس کے لیے جواہرات جمع کیے تھے کہ اسے تاج پہنائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے اور اسلام ظاہر ہو گیا تو تمام قومیں آپ کی طرف بڑھیں' عبداللہ بن ابی نے حسد و بغاوت اور نفاق کیا' اس کی بزرگی جاتی رہی' وہ ابن سلول تھا۔

سلول خزاعہ میں سے ایک عورت تھی جو ابی بن مالک بن الحارث اور عبداللہ بن ابی کی ماں تھی۔ وہ عامر راہب کی خالہ کا بیٹا تھا۔

ابو عامر بھی ان لوگوں میں تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا تھا' آپ پر ایمان لاتا تھا اور لوگوں سے آپ کے ظاہر ہونے کا وعدہ کرتا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں عابد بن گیا تھا۔ اس نے ٹاٹ پہن لیا تھا۔ اور رہبانیت اختیار کر لی تھی جب اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر دیا تو اس نے حسد کیا' بغاوت کی اور اپنے کفر پر قائم رہا' مشرکین کے ساتھ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فاسق (بدکار و گناہ گار) رکھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول سے جس کا نام حباب تھا فرمایا کہ تم عبداللہ ہو کیونکہ حباب شیطان کا نام ہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص کا نام حباب تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا کہ حباب شیطان کا نام ہے۔

ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حباب شیطان ہے الشعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حباب شیطان ہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی برا نام سنتے تھے تو اسے بدل دیتے تھے۔

عبداللہ بن عبداللہ ابی کی اولاد میں عبادہ' جلیحہ' خیثمہ' خولی اور امامہ تھے ہم سے ان کی ماؤں کا نام بیان نہیں کیا گیا عبداللہ اسلام لائے اور ان کا اسلام اچھا تھا بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے انہیں اپنے باپ کے حال کا غم تھا۔ اس کا منافقین کے ساتھ رہنا ان پر گراں تھا۔

ان کا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبوک کی واپسی پر مرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے۔ آپ اس کے پاس گئے اس پر

نماز پڑھی اس کی قبر پر کھڑے ہوئے اور قبر کے پاس عبداللہ بن عبداللہ سے باپ کی تعزیت کی۔

عبداللہ بن عبداللہ یمامہ میں موجود تھے یوم جواثا میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا تھا۔ ان کی بقیہ اولاد ہے۔

حضرت اوس بن خولی رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی' ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی بن مالک بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی' عبداللہ بن ابی سلول کی بہن تھیں۔

اوس بن خولی کی اولاد میں ایک بیٹی تھی جس کا نام فسحم تھا' وہ مرگئی' اس کی بقیہ اولاد نہ تھی حارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی کی اولاد بھی مرچکی تھی ان میں سے مدینے میں سوائے ایک یا دو آدمیوں کے کوئی نہ رہا۔ یہ عبداللہ بن ابی سلول کی اولاد میں تھے۔

اوس بن خولی کاملین میں سے تھے' جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں کامل ان لوگوں کے نزدیک وہ ہوتا تھا جو عربی لکھتا تھا اور تیراندازی اور پیرنا اچھا جانتا تھا۔ یہ سب باتیں اوس بن خولی میں جمع تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس بن خولی اور شجاع بن وہب الاسدی کے درمیان جو اہل بدر میں سے تھے عقد مواخات کیا تھا۔

اوس بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرۂ قضاء کے لیے مکے میں داخل ہوئے تو آپ نے ہتھیاروں پر دوسو آدمیوں کو چھوڑا جن پر اوس بن خولی امیر تھے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور انہوں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو انصار آئے اور دروازے پر ندا دی' اللہ' اللہ' ہم لوگ آپ کے ماموں ہیں لہٰذا ہم میں سے بھی کسی کو آپ کے پاس حاضر ہونا چاہیے' ان سے کہا گیا کہ تم لوگ اپنے میں سے کسی ایک شخص پر اتفاق کرلو انہوں نے اوس بن خولی پر اتفاق کیا وہ اندر آئے اور آپ کے غسل و کفن و دفن میں اہل بیت کے ہمراہ موجود رہے اوس بن خولی کی وفات مدینے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور کہا کہ اے بھائی کے بیٹے جب میں مرجاؤں تو تم اپنے ماموؤں کے پاس آجانا جو بنی النجار میں سے ہیں' کیونکہ جو کچھ ان کے مکانات میں ہے اس کی وجہ سے وہ سب سے زیادہ حفاظت کرنے والے ہیں۔

حضرت زید بن ودیعہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن قیس بن جزی بن عدی بن مالک بن سالم الحبلی ان کی والدہ ام زینت بن حارث بن ابی الجرباء بن قیس بن مالک بن سالم الحبلی تھیں۔

زید بن ودیعہ کی اولاد میں سعد و امامہ و ام کلثوم تھیں' ان کی والدہ زینت بنت سہل بن صعب بن قیس بن مالک بن سالم

الحبلی تھیں۔

سعد بن زید بن ودیعہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں عراق آ گئے تھے اور عقرقوف میں اترے' ان کی اولاد بھی وہیں چلی گئی جن کو بنو عبدالواحد بن بشیر بن محمد بن موسیٰ بن سعد بن زید بن ودیعہ کہا جاتا تھا۔ ان میں سے مدینے میں کوئی نہ تھا۔ زید بن ودیعہ بدر و احد میں شریک تھے۔

حضرت رفاعہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم الحبلی' موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمر نے اسی طرح روایت کی ہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ رفاعہ کی کنیت ابوالولید تھی' محمد بن عمر نے کہا کہ رفاعہ کے دادا زید کی کنیت ابوالولید تھی' اسی لیے رفاعہ بن ابوالولید کہا جاتا تھا جو اپنے دادا کی طرف منسوب تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ رفاعہ بن ابی الولید تھے ابی الولید کا نام عمرو بن عبداللہ بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم الحبلی تھا۔ ان کی والدہ ام رفاعہ بنت قیس بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم الحبلی تھیں' رفاعہ بن عمرو کی اولاد مر چکی تھی۔

ابومعشر کی روایت میں اور محمد بن عمر کے بعض نسخوں میں رفاعہ بن الہاف بن عمرو بن زید ہے' واللہ اعلم رفاعہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے' بدر و احد میں شریک تھے۔

حضرت معبد بن عبادہ رضی اللہ عنہ:

ابن قشعر بن القدم بن سالم بن مالک بن سالم الحبلی' ان کی کنیت ابوخمیصہ تھی' موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح کہا ہے' ابومعشر نے کہا کہ ان کی کنیت ابوعصیمہ تھی۔ معبد بدر و احد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی سالم الحبلی بن غنم

حضرت عقبہ بن وہب رضی اللہ عنہ:

ابن کلدہ بن الجعد بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بہثہ بن عبداللہ بن غطفان جو مضر کے قیس اعلان میں سے تھے۔

عقبہ سب سے پہلے اسلام لانے والے انصار کے ساتھ اسلام لائے بالاتفاق سب کی روایت میں وہ دونوں عقبہ میں حاضر ہوئے مکے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب ہو گئے اور آپ کے ہمراہ وہیں رہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو وہ بھی آپ کے ہم رکاب رہے اسی وجہ سے عقبہ کو انصاری مہاجری کہا جاتا ہے۔

ان کی بقیہ اولاد تھی جو سعد بن زید بن ودیعہ کی اولاد کے ساتھ تھے' عقرقوف میں تھے۔ عقبہ بدر و احد میں شریک تھے' کہا

جاتا ہے کہ عقبہ بن وہب وہ شخص ہیں جنہوں نے یوم غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار سے خود کی کڑیاں کھینچی تھیں' ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کھینچی تھیں۔ جس سے ان کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔

محمد بن عمر نے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے روایت کی کہ ہماری رائے ہے کہ دونوں نے مل کے انہیں کھینچا اور نکالا تھا۔

حضرت عامر بن سلمہ رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن عبداللہ جو اہل یمن کے حلیف تھے' بدر و احد میں شریک تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عاصم بن العکیر رضی اللہ عنہ:

مزینہ کے حلیف تھے بدر و احد میں شریک تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ کل آٹھ آدمی:

قواقلہ جو بنو غنم و بنو سالم فرزندان عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھے:

سیدنا حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج' کنیت ابوالولید تھی۔

ان کی والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں۔

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ولید تھے ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی صعصعہ تھیں' ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم ابن مازن بن النجار تھے۔

محمد' ان کی والدہ ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

عبادہ رضی اللہ عنہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ وہ بارہ نقبا میں سے ایک تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادہ بن الصامت اور ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔ عبادہ رضی اللہ عنہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے عبادہ' عقبی' نقیب' بدری' انصاری تھے۔

عبادہ الولید بن عبادہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ لمبے' موٹے خوبصورت آدمی تھے' ملک شام میں رملہ میں ۳۴ھ میں ان کی وفات ہوئی اس وقت ۷۲ سال کے تھے' ان کی بقیہ اولاد تھی' محمد بن سعد نے کہا کہا میں نے کسی کو کہتے سنا کہ وہ زندہ رہے یہاں تک کہ شام میں خلافت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے بھائی:

حضرت اوس بن الصامت رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم' ان کی والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بنت نضلہ بن مالک بن العجلان تھیں۔

اوس کی اولاد میں الربیع تھے' ان کی والدہ خولہ بنت ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف تھیں' وہی وہ جھگڑنے والی تھیں جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے قرآن میں نازل کیا: ﴿قد سمع اللّٰہ قول التی تجادلك فی زوجها﴾ (اللہ نے اس عورت کا قول سنا جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑا کرتی ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے اوس بن الصامت اور مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخات کیا اوس بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے نبی ﷺ کے بعد زمانہ دراز تک زندہ رہے بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو پایا۔

عبدالحمید بن عمران بن ابی انس نے اپنے والد سے روایت کی کہ اسلام میں سب سے پہلے جس نے ظہار کیا وہ اوس بن الصامت رضی اللہ عنہ تھے (ظہار کے معنی یہ ہیں کہ اپنی بیوی کو کسی ایسی عورت کے (جو اس شخص پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جیسے ماں' بیٹی' بہن وغیرہ ہیں) کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف بلاضرورت نظر کرنا حرام ہے مثلاً پشت وشکم وران وغیرہ)۔

انہیں خفیف سا جنون تھا' کبھی افاقہ بھی ہو جاتا تھا' انہوں نے ہوش کی حالت میں اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ سے جھگڑا کیا اور کہا کہ تم مجھ پر ایسی ہو جیسے میری ماں کی پیٹھ' پھر نادم ہوئے اور کہا کہ میری رائے میں تم مجھ پر حرام ہو گئیں' انہوں نے کہا کہ تم نے طلاق کا تو ذکر نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ آئیں اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس سے آپ کو خبر دی رسول اللہ ﷺ سے کئی مرتبہ جھگڑا کیا' پھر کہا کہ اے اللہ میں اپنی تنہائی کی شدت کی اور مجھ پر ان کے فراق کی مشقت کی تجھ سے شکایت کرتی ہوں' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں بھی روئی اور گھر میں جو لوگ تھے وہ بھی ان پر رحم کر کے ترس کھا کے روئے۔

اللہ نے اپنے رسول پر وحی نازل فرمائی' آپ کا غم دور ہوا اور آپ مسکرائے' فرمایا اے خولہ اللہ نے تمہارے معاملے میں وحی نازل کی جس میں یہ ہے: ﴿قد سمع اللّٰه قول التى تجادلك فى زوجها﴾

آپ نے فرمایا کہ اپنے شوہر کو حکم دو کہ وہ ایک غلام آزاد کریں' عرض کی ان کے پاس نہیں ہے۔ فرمایا کہ انہیں حکم دو کہ دو مہینے تک روزے رکھیں' عرض کی انہیں اس کی بھی طاقت نہیں' فرمایا انہیں حکم دو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں' عرض کی یہ بھی ان کے پاس کہاں ہے' فرمایا کہ ان کو حکم دو کہ ام المنذر بنت قیس کے پاس آئیں اور ان سے نصف وسق کھجور لیں اور ساٹھ مسکینوں کو خیرات دیں۔

وہ اوس کے پاس واپس گئیں' انہوں نے دریافت کیا کہ تمہارے پیچھے کیا ہے (یعنی کیا حکم لائیں) انہوں نے کہا خیر ہے' تم برے آدمی ہو' پھر انہیں خبر دی' وہ ام المنذر کے پاس آئے اور ان سے لے کر ہر مسکین کو دو دو مد کھجور دینے لگے۔

حضرت نعمان بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن وعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج' ثعلبہ بن وعد وہ ہیں جن کا نام قوقل تھا' قوقل کے لیے غلبہ تھا' خائف جب ان کے پاس آتا تھا تو اس سے کہتے تھے کہ تو جہاں چاہے چڑھ جا۔ تجھے امن ہے' بنی غنم و بنی سالم کا نام اس وجہ سے قواقلہ ہو گیا اسی طرح وہ دیوان میں بھی بنی قوقل پکارے جاتے تھے۔

نعمان بدر و احد میں شریک تھے اسی روز شہید ہوئے' صفوان بن امیہ نے شہید کیا۔ نعمان بن مالک رضی اللہ عنہ کی بقیہ اولاد نہیں تھی یہ محمد بن عمر کا قول ہے۔

لیکن عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ بدر میں جو شریک تھے وہ نعمان الاعرج بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم تھے احد میں شہید ہوئے ان کی والدہ عمرہ بنت زیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمر ابن عمارہ بن مالک بن غصینہ میں سے تھیں جو بلی کے حلیف تھے وہ المجذر بن زیاد کی بہن تھیں۔

وہ شخص جن کو قوقل پکارا جاتا تھا نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن وعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم تھے جن کا محمد بن عمر نے ذکر کیا اور وہ بدر میں شریک نہ تھے' نہ ان کی بقیہ اولاد تھی۔

عبداللہ بن محمد عمارۃ الانصاری نے کتاب نسب انصار میں نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن وعد کا نسب اور نعمان الاعرج بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم کا نسب بیان کیا ہے ان کی اولاد کا اور اولاد کی اولاد کا بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت مالک بن الدخشم رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن الدخشم بن مرضخہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج' ان کی والدہ عمیرہ بنت سعد بن قیس بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن حارث بن الخزرج تھیں۔

مالک بن الدخشم کی اولاد میں الفریعہ تھیں' ان کی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی بن غنم تھیں اور وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔

مالک بن الدخشم بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق ومحمد بن عمر عقبہ میں حاضر ہوئے تھے لیکن ابومعشر نے کہا کہ مالک عقبہ میں حاضر نہیں ہوئے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ مالک بن الدخشم عقبہ میں حاضر نہیں ہوئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ مالک بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے تبوک سے انہیں عاصم بن عدی کے ساتھ بھیجا ان دونوں نے مسجد ضرار کو جو بنی عمرو بن عوف میں تھی آگ لگا دی مالک کی وفات جب ہوئی تو ان کی اولاد نہ تھی۔

حضرت نوفل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج۔

مالک بن العجلان اپنے زمانے میں الخزرج کے سردار تھے' وہ احیحہ بن الجلاح کی خالہ کے بیٹے تھے' نوفل بن عبداللہ بدر واحد میں شریک تھے احد میں شہید ہوئے جو ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں پیش آیا ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف' ان کی والدہ مزینہ میں سے تھیں۔ عتبان کی اولاد میں عبدالرحمن تھے' ان کی والدہ لیلیٰ بنت رئاب ابن حنیف بن رئاب بن امیہ بن زید بن سالم بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عتبان بن مالک اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد

مواخات کیا۔ ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

عتبان بن مالک بدر و احد و خندق میں شریک تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان کی نظر جاتی رہی تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ آپ ان کے پاس آئیں اور ان کے گھر کے کسی مقام میں نماز پڑھیں تا کہ وہ اسے جائے نماز بنالیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

ان شاء اللہ محمود سے مروی ہے کہ عتبان بن مالک الانصاری کی نظر جاتی رہی تھی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز جماعت میں شریک نہ ہونے کو پوچھا۔ فرمایا کہ آیا تم اذان سنتے ہو' عرض کی' جی ہاں' آپ نے انہیں اجازت نہیں دی۔

عتبان بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی' یا رسول اللہ' رات تاریک ہوتی ہے بارش اور آندھی ہوتی ہے' اس لیے اگر آپ میرے مکان پر تشریف لاتے اور اس میں نماز پڑھتے (تو کیسا اچھا) ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا کہ تم کہاں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں تو میں نے آپ سے گھر کے ایک کنارے اشارہ کر دیا' آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے پیچھے پڑھی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ آج تک مدینے میں اس مکان میں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔

عتبان بن مالک کی وفات وسط خلافت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ میں ہوئی ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' عمرو بن العجلان بن زید کی اولاد بھی لاولد مرگئی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

حضرت ملیل بن وبرہ رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم۔ ملیل کی اولاد میں زید اور حبیبہ تھیں ان دونوں کی والدہ ام زید بنت نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم' عباس بن عبادہ بن نضلہ کی پھوپی تھیں' ملیل بدر و احد میں شریک تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عصمۃ بن الحصین رضی اللہ عنہ:

ابن وبرہ بن خالد بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم۔ عصمہ کی اولاد میں دو بیٹیاں جن کا نام عفراء و اسماء تھا' دونوں کی شادی انصار میں ہوئی تھی۔

عصمہ بروایت محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی' خالد بن العجلان بن زید کی اولاد بھی لاولد مرگئی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

حضرت ثابت بن ہزال رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن قربوس بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج ثابت بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی تھی ان کی بقیہ اولاد تھی جو سب مرگئے' لوذان بن سالم بن عوف کی اولاد بھی لاولد مرگئی' ان میں سے کوئی باقی نہیں ہے۔

حضرت ربیع بن ایاس رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف ابن الخزرج۔ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

حضرت وذفہ بن ایاس:

ابن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم۔ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے جنگ یمامہ میں جو ۱۲ھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی تھی شہید ہوئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کتاب نسب انصار میں ربیع اور وذفہ فرزندان ایاس کا ذکر نہیں کیا' نہ عمرو بن غنم بن امیہ کی کوئی اولاد تھی۔

القواقلہ کے وہ حلفا جو بنی غصینہ میں سے تھے کہ بنی عمرو بن عمارہ تھے' غصینہ ان کی والدہ تھیں جن کی طرف وہ منسوب ہوئے وہ بلی میں سے تھیں۔

حضرت مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن عمرو بن شمیرہ بن شنو بن القسر ین بن تمیم بن عوذ مناۃ بن ناج بن تمیم بن اراشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

مجذر کا نام عبداللہ تھا' انہوں نے جاہلیت میں سوید بن الصامت کو قتل کر دیا تھا ان کے قتل نے جنگ بعاث کو برانگیختہ کیا' مجذر بن زیاد اور حارث بن سوید بن الصامت رضی اللہ عنہما اسلام لے آئے رسول اللہ ﷺ نے مجذر بن زیاد اور عاقل بن ابی البکیر رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا۔

حارث بن سوید مجذر بن زیار کی غفلت کی تلاش میں تھے کہ اپنے والد کے عوض انہیں قتل کریں' دونوں احد میں شریک ہوئے جب لوگ اس جولانگاہ میں دوبارہ حملہ آور ہوئے تو حارث بن سوید ان کے پاس پیچھے سے آئے اور گردن مار کے انہیں دھوکے سے قتل کر دیا۔

جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اور خبر دی کہ حارث بن سوید نے مجذر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا انہوں نے آپ کو حکم دیا کہ آپ انہیں ان کے بدلے ان کو قتل کریں رسول اللہ ﷺ نے حارث بن سوید کو مجذر بن زیاد کے بدلے قتل کر دیا۔

جس شخص نے مسجد قبا کے دروازے پر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے گردن ماری وہ عویم بن ساعدہ تھے' مجذر بن زیاد کی مدینے اور بغداد میں بقیہ اولاد ہے۔

ابی وجزہ سے مروی ہے کہ مقتولین احد کے جو تین آدمی ایک قبر میں دفن کیے گئے وہ مجذر بن زیاد' نعمان بن مالک اور عبدہ بن الحسحاس تھے۔

حضرت عبدۃ بن الحسحاس رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن زمرمہ بن عمرو بن عمارۃ بن مالک۔ مجذر بن زیاد کے چچازاد بھائی اور ان کے اخیافی بھائی تھے محمد بن عمر

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری نے اسی طرح عبدۃ بن الحسحاس کہا' لیکن محمد بن اسحاق وابو معشر نے عبدۃ بن الخشخاش کہا۔ بدرواحد میں شریک تھے' ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں غزوۂ احد میں شہید ہوئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت بحات بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ:

ابن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارۃ بن مالک۔ بدرواحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ:

ابن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک۔ بدرواحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ابن خالد بن معاویہ' بہراء میں سے تھے جو بنی غصینہ کے حلیف تھے۔

حضرت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ:

بشیر بن محمد بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عتبہ بن ربیعہ بدر میں شریک تھے' محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے اصحاب سب اس بات پر متفق ہیں کہ اس حلیف کا معاملہ ثابت ہے' محمد بن عمر نے کہا کہ وہ عبیدہ بن ربیعہ بن جبیر تھے جو بنی کعب بن عمرو بن محمون بن تام مناۃ بن شبیب بن دریم بن القین بن اہود بن بہراء تھے عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ بہز تھے اور بنی سلیم بن منصور میں سے تھے بدرواحد میں شریک تھے۔

حضرت عمرو بن ایاس رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن جشم جو اہل یمن کے غسان کے حلیف تھے' بدرواحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ کل سترہ آدمی:

بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج:

حضرت المنذر بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن خنیس بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ' ان کی والدہ ہند بنت المنذر بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔ منذر اسلام کے قبل عربی لکھتے تھے حالانکہ عرب میں کتابت بہت کم تھی۔ پھر اسلام لائے۔

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے وہ نقبا میں سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروایت محمد بن عمر' منذر ابن عمرو اور طلیب بن عمیر کے درمیان عقد مواخات کیا۔

لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن عمرو اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخات کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس طرح کیونکر ہوسکتا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے پہلے ہی اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخات کیا تھا اور ابوذر رضی اللہ عنہ اس زمانے میں مدینے سے باہر تھے وہ نہ بدر میں حاضر تھے نہ احد میں نہ خندق میں' وہ تو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینے آئے' بدر میں جب آیت میراث نازل ہوگئی مواخات ختم ہوگئی اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس میں

سے کیا تھا۔

منذر بن عمرو بدر و احد میں شریک تھے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں اصحاب بیر معونہ پر امیر بنا کے بھیجا تھا' وہ اسی روز شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں پیش آیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ منذر نے اپنے کو موت کے لیے پیش کر دیا۔ فرماتے تھے کہ وہ موت کی طرف چلے گئے حالانکہ وہ اسے جانتے تھے منذر کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک اور دوسرے اہل علم سے مروی ہے کہ منذر بن عمرو الساعدی بیر معونہ میں شہید ہوئے' یہ وہی ہیں جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ موت کے لیے آگے ہو گئے عامر بن الطفیل نے ان لوگوں پر بنی سلیم کو پکارا' وہ لوگ ان کے ساتھ روانہ ہو گئے انہوں نے سب کو قتل کر دیا سوائے عمرو بن امیہ الضمری کے جنہیں عامر بن الطفیل نے گرفتار کر لیا تھا' پھر انہیں بھیج دیا جب وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم انہیں میں سے ہو۔

حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ:

نام سماک بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج ابن ساعدہ تھا ان کی والدہ حزمہ بنت حرملہ بنی سلیم بن منصور کے بنی زغب میں سے تھیں۔

ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں خالد تھے' ان کی والدہ آمنہ بنت عمرو بن الاجش بنی سلیم بن منصور کے بنی بہز میں سے تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اور عقبہ بن غزوان کے درمیان عقد مواخات کیا تھا' ابو دجانہ رضی اللہ عنہ بدر میں شریک تھے' غزوۂ بدر میں ان کے سر پر ایک سرخ عمامہ تھا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ لشکروں میں سرخ عمامے سے پہچانے جاتے تھے' جو غزوۂ بدر میں بھی ان کے سر پر تھا' محمد بن عمر نے کہا کہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ احد میں بھی شریک تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے آپ سے انہوں نے موت پر بیعت کی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد میں ایک تلوار لی اور فرمایا' یہ تلوار کون لیتا ہے' لوگوں نے ہاتھ پھیلا دیئے۔ ہر شخص کہہ رہا تھا کہ میں' میں' فرمایا اسے اس کے حق کے ساتھ کون لے گا' ساری قوم رک گئی' ابو دجانہ رضی اللہ عنہ (سماک بن خرشہ) نے کہا کہ میں اسے اس کے حق کے ساتھ لوں گا' وہ انہوں نے لے لی اور اس سے مشرکین کی کھوپڑیاں پھاڑ دیں۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ غزوۂ احد میں جس وقت نبی ﷺ نے اپنی تلوار ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر عطا فرمائی کہ وہ اس کا حق ادا کریں گے تو وہ بطور رجز کہہ رہے تھے:

انا الذی عاهدنی خلیل بالشعب ذی الفسح لذی النحیل

''میں وہ شخص ہوں کہ مجھ سے میرے خلیل نے باغ خرما کے پاس پہاڑ کے سیلابی راستے میں عہد لیا ہے کہ

الا اکون اخر الا قول اضرب بسیف اللّٰه والرسول

میں بھاگنے والوں کے آخر میں نہ ہوں گا۔ (یہ عہد لیا ہے کہ) اللہ اور اس کے رسول کی تلوار سے ماروں''۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ غزوۂ احد میں جب لوگ واپس ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم بغیر خوف مذمت تلوار لے لو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے علی رضی اللہ عنہ) اگر تم نے قتال اچھی طرح کیا ہے (تو اس میں تم منفرد نہیں ہو) بلکہ وہ حارث بن الصمہ اور ابودجانہ رضی اللہ عنہما نے بھی اچھی طرح کیا ہے اور یہ احد کا دن تھا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابودجانہ رضی اللہ عنہ مریض تھے ان کے پاس لوگوں کی آمد ہوئی' پوچھا گیا کہ کیا بات ہے جو آپ کا چہرہ اس قدر چمکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو دو باتوں سے زیادہ قابل وثوق ہو۔ ایک تو یہ کہ میں وہ کلام نہیں کرتا جو میرے لیے مفید نہ ہو دوسرے یہ کہ میرا قلب مسلمانوں کے لیے دوست ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابودجانہ رضی اللہ عنہ یمامہ میں شریک تھے' وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔ ابودجانہ رضی اللہ عنہ اسی روز ۱۲ھ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں شہید ہوئے آج ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی بقیہ اولاد مدینہ و بغداد میں ہے۔

حضرت ابواسید مالک بن ربیعہ الساعدی رضی اللہ عنہ

نام مالک بن ربیعہ بن البدی بن عامر بن عوف بن حارثہ ابی عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھا' ان کی والدہ عمیرہ بنت الحارث بن جبل بن امیہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

ابواسید کی اولاد میں اسید اکبر اور منذر تھے ان دونوں کی والدہ سلامہ بنت وہب بن سلامہ بن امیہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

غلیظ بن ابی اسید ان کی والدہ سلامہ بنت ضمضم بن معاویہ ابن سکن تھیں جو قیس کے بنی فزارہ میں سے تھیں۔ اسید اصغر' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

میمونہ' ان کی والدہ فاطمہ بنت الحکم تھیں جو بنی ساعدہ پر بنی قشبہ میں سے تھیں۔

حبانہ' ان کی والدہ رباب تھیں جو قیس عیلان کے محارب بن حفصہ میں سے تھیں۔

حفصہ و فاطمہ' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

حمزہ ان کی والدہ سلامہ بنت والان بن معاویہ بن سکن بن خدیج تھیں جو قیس عیلان کے بنی فزارہ میں سے تھیں۔

ابواسید بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ یوم فتح مکہ میں بنی ساعدہ کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

ابی بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابواسید الساعدی کو ان کی نظر جانے کے بعد دیکھا' قصیر و پست قد تھے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے' میں نے ان کے سر کو دیکھا کہ اس میں بہت بال تھے۔

عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے ابواسید کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے' جیسا کہ میرے بھائی منڈاتے تھے۔

عثمان بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو اسید کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے ہم لوگ مکتب میں تھے۔

عثمان بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو اسید وابو ہریرہ وابو قتادہ وابن عمر رضی اللہ عنہم کو دیکھا۔ ہمارے پاس سے گزرتے تھے' ہم لوگ مکتب میں تھے ہم لوگ ان کی عبیر کی خوشبو محسوس کرتے تھے (عبیر ایک مرکب خوشبو ہے جس کا جز واعظم زعفران ہے) اسی سے وہ لوگ داڑھیاں رنگتے تھے۔

حمزہ بن ابی اسید وزبیر بن المنذر بن ابی اسید سے مروی ہے کہ ان دونوں نے (وفات کے وقت) ابو اسید کے ہاتھ سے سونے کی انگوٹھی اتاری حالانکہ وہ بدری تھے۔

عصمہ بروایت محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے' محمد بن عمر نے کہا کہ ابو اسید الساعدی کو ۶۰ھ میں عام الجماعۃ میں مدینے میں وفات ہوئی اس وقت ۷۸ سال کے تھے بقیہ اولاد مدینہ وبغداد میں ہے۔

حضرت مالک بن مسعود رضی اللہ عنہ:

ابن البدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ۔ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عبدرب بن حق رضی اللہ عنہ:

ابن اوس بن قیس بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ۔ موسیٰ بن عقبہ وابی معشر ومحمد بن عمر کی روایت میں ان کا نام و نسب اسی طرح ہے۔ محمد بن اسحاق نے عبداللہ بن حق کہا ہے۔ لیکن عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ عبدرب بن حق بن اوس بن عامر بن ثعلبہ بن وقش بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ تھے۔ عبدرب بن حق بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج

حضرت زیاد بن کعب رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عدی بن عامر بن رفاعہ بن کلیب بن مودعہ بن عدی بن غنم ابن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ۔ بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی کے بیٹے:

حضرت ضمرہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن کعب بن عمرو بن عدی بن عامر بن رفاعہ بن کلیب بن مودعہ۔ بدر واحد میں شریک تھے' اسی روز ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ ان کی بقیہ اولاد تھی جن میں بعض بسبس بن عمرو بن ثعلبہ الجہنی کی طرف منسوب تھے۔

حضرت بسبس بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن خرشہ بن زید بن عمرو بن سعد بن ذبیان بن رشدان بن قیس بن جہینہ۔

بدر و احد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت کعب بن جماز رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن ثعلبہ جو غسان کے حلیف تھے۔

محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح بیان کیا۔ لیکن محمد بن اسحاق وابومعشر نے انہیں جہینہ کی طرف منسوب کیا' موسیٰ بن عقبہ نے ان کا اور ان کے والد کا نام بیان کیا اور انہیں کسی عرب کی طرف منسوب نہیں کیا۔ کعب بن جماز بدر واحد میں شریک تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ کل نو آدمی:

بنی جشم بن الخزرج کہ بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساروہ بن تزید بن جشم تھے۔ بعدہ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ کنیت ابو جابر تھی ان کی والدہ الرباب بنت قیس بن القریم بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں رباب کی والدہ ہند بنت مالک بن عامر بن بیاضہ تھیں۔ عبداللہ بن عمرو کی اولاد میں جابر تھے' یہ عقبہ میں موجود تھے ان کی والدہ انیسہ بنت عنمہ بن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد تھیں۔

عبداللہ بن عمرو ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے وہ بارہ نقیبوں میں سے تھے بدر واحد میں شریک تھے اسی روز ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب میرے والد احد میں شہید ہو گئے تو میں ان کے پاس آیا چادر ڈھکی ہوئی تھی' ان کا چہرہ کھول کر اسے بوسہ دینے لگا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے تھے مگر آپ نے منع نہیں فرمایا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب غزوۂ احد میں میرے والد شہید ہو گئے تو میں چادر ان کے چہرے سے ہٹانے لگا اور رونے لگا' اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے منع کرنے لگے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے منع نہیں کرتے تھے۔ میری پھوپی فاطمہ بن عمرو بھی ان پر رونے لگیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان پر روؤ یا ان پر نہ روؤ ملائکہ برابر اپنے بازوؤں سے ڈھانکے رہیں گے یہاں تک کہ تم لوگ انہیں اٹھاؤ۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ غزوہ احد میں میرے والد اور ماموں شہید ہو گئے تو میری والدہ ان دونوں کو اونٹ پر مدینے لے آئیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی دی کہ شہدا کو ان کی قتل گاہوں میں دفن کرو وہ دونوں واپس کیے گئے اور دونوں اپنی اپنی قتل گاہ میں دفن ہوئے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن الجموع رضی اللہ عنہما کو ایک ہی کفن میں کفنایا گیا اور ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب شہدائے احد کو دفن کرنے کے لیے نکلے تو آپ نے فرمایا' انہیں معہ ان کے زخموں کے کفنا دو' کیونکہ میں ان پر گواہ ہوں' کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ کی راہ میں زخمی کیا جائے اور وہ قیامت کے دن اس طرح نہ آئے کہ خون بہتا ہو' رنگ زعفران جیسا اور خوشبو مشک کی سی ہو۔

جابر نے کہا کہ میرے والد کو ایک ہی چادر کا کفن دیا گیا۔ آنحضرت ﷺ فرما رہے تھے کہ ان لوگوں میں کون زیادہ حافظ قرآن تھا۔ جب کسی شخص کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا تو آپ قبر میں اس کے ساتھی سے اسے مقدم کرتے تھے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو بن حرام غزوۂ احد میں مسلمانوں کے سب سے پہلے شہید تھے جنہیں سفیان بن عبد شمس ابوالاعور السلمی کے باپ نے قتل کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے شکست کے قبل ہی ان پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا کہ عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن الجموح کو ایک ہی قبر میں دفن کرو اس لیے کہ دونوں کے درمیان صفائی ومحبت تھی۔ دوبارہ ارشاد ہوا کہ ان دونوں کو جو دنیا میں باہم دوست تھے ایک ہی قبر میں دفن کرو۔

عبداللہ بن عمرو سرخ آدمی تھے' چندیا پر بال نہ تھے' لانبے نہ تھے۔ عمرو بن جموح لانبے تھے دونوں پہچان لیے گئے اور دونوں ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے قبر سیلاب زدہ رقبے میں تھی اس میں سیلاب داخل ہو گیا قبر کھودی گئی تو ان پر چادریں پڑیں تھیں' عبداللہ کے چہرے پر زخم لگا تھا' ان کا ہاتھ اپنے زخم پر تھا۔ ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو خون جاری ہو گیا پھر ہاتھ اپنے مقام پر واپس کر دیا گیا تو خون رک گیا۔

جابر نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو ان کی قبر میں دیکھا تو گویا وہ سو رہے تھے ان میں قلیل یا کثیر کوئی تغیر نہ ہوا تھا۔

پوچھا گیا کہ کیا تم نے ان کے کفن دیکھے تھے۔ جواب دیا کہ انہیں صرف ایک چادر میں کفن دیا گیا تھا جس سے چہرہ تو چھپا تھا اور پاؤں پر (حرملہ) گھاس ڈال دی گئی تھی' ہم نے چادر کو بھی اسی طرح پایا جس طرح وہ شروع میں تھی' گھاس جوان کے پاؤں پر تھی اپنی ہیئت پر تھی' حالانکہ دفن اور اس واقعے کے درمیان چالیس سال کا زمانہ گزرا تھا۔

جابر نے اصحاب نبی ﷺ سے مشورہ لیا کہ ان کو مشک سے معطر کر دیا جائے تو ان لوگوں نے انکار کیا اور کہا کہ ان میں کوئی نئی بات نہ کرو۔ وہ دونوں اس مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کر دیے گئے۔ یہ اس لیے کیا گیا کہ پانی کا سوتہ ان پر سے گزر رہا تھا' وہ لوگ اس حالت میں نکالے گئے کہ تروتازہ تھے۔ اور کوئی تغیر نہ ہوا تھا۔

جابر سے مروی ہے کہ جس وقت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر جاری کی تو ہمیں ہمارے شہدائے احد کی طرف پکارا گیا' ہم نے انہیں چالیس سال کے بعد نکالا تو ان کے جسم نرم تھے ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ قبر میں میرے والد کے ساتھ ایک اور شخص بھی دفن کیے گئے تھے' میرا دل خوش نہ ہوا۔ یہاں تک کہ انہیں نکال کر تنہا دفن کر دیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے ان سے کہا کہ مجھے امید ہے میں صبح کو پہلا شخص ہوں گا جسے شہادت ہوگی۔ تمہیں عبداللہ کی بیٹیوں کے حق میں خیر کی وصیت کرتا ہوں' وہ شہید ہو گئے تو ہم نے دو دو آدمیوں کو ایک ایک قبر میں دفن کیا میں

نے انہیں بھی ایک دوسرے شخص کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا' ہم چھ مہینے تک ٹھہرے' میرا دل نہ مانتا تھا تاوقتیکہ میں انہیں تنہا دفن نہ کرلوں' اس لیے انہیں قبر سے نکالا زمین نے سوائے ذرا سی ان کی کان کی لو کے اور کسی چیز کو نہیں کھایا تھا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میرے والد کے ساتھ ان کی قبر میں ایک یا دو آدمی دفن کیے گئے' اس سے میرے دل میں بے چینی تھی' میں نے انہیں چھ مہینے کے بعد نکالا اور دوسری جگہ منتقل کر دیا۔ میں نے ان کی کسی چیز کو متغیر نہیں پایا سوائے چند بالوں کے جو ان کی داڑھی میں تھے اور زمین کے متصل تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب ان کی والد کی وفات ہوئی تو ان پر قرض تھا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ میرے والد اپنے اوپر قرض چھوڑ گئے' ہمارے پاس سوائے ان کے باغ کی پیداوار کے کچھ نہیں ہے' باغ کی دو سال کی پیداوار بھی اس مقدار کو نہیں پہنچے گی جو ان پر ہے' لہٰذا میرے ساتھ چلیے کہ قرض خواہ مجھ سے بدکلامی نہ کریں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے کھلیانوں میں سے ایک کھلیان کے گرد گھومے اور دعاء کی' وہاں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قرض خواہ کہاں ہیں' جتنا ان کا تھا آپ نے انہیں ادا کر دیا۔ پھر بھی اتنا ہی بچ گیا جتنا آپ نے انہیں دیا تھا۔

حضرت خراش بن الصمہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کی والدہ ام حبیب بنت عبدالرحمٰن بن ہلال بن عمیر بن الاحلم اہل طائف میں سے تھیں' خراش کو قائد الفرسین (دو گھوڑوں کا کھینچنے والا) کہا جاتا تھا۔

خراش کی اولاد میں سلمہ تھے' ان کی والدہ فکیہہ بنت یزید بن قیظی بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔ عبدالرحمٰن و عائشہ' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں خراش کی بقیہ اولاد تھی جو سب مر گئے کوئی باقی نہ رہا۔

ابی جابر سے مروی ہے کہ معاذ بن الصمہ بن عمرو بن جموح خراش کے بھائی بدر میں شریک تھے' محمد بن عمر نے کہا کہ نہ یہ ثابت ہے اور نہ اس پر اتفاق کیا گیا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ خراش بن الصمہ ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے جو تیر انداز بیان کیے گئے ہیں۔ وہ بدر و احد میں شریک تھے انہیں غزوۂ احد میں دس زخم لگے۔

حضرت عمیر بن حرام رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب جو بروایت محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے۔ موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے ان کا ذکر شرکائے بدر میں نہیں کیا۔ ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ:

ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب ان کی والدہ النوار بنت عامر بن نابی بن زید بن حرام بن کعب تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر بن الحمام اور عبیدہ بن الحارث کے درمیان عقد مواخات کیا تھا' دونوں غزوۂ بدر میں شہید ہوئے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوم بدر میں ایک خیمے میں تھے' آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر اس جنت کی طرف جاؤ جس کی وسعت آسمان وزمین کے برابر ہے اور پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ عمیر بن الحمام نے کہا کہ خوب' خوب' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کیوں تعجب کرتے ہو' عرض کیا میں امید کرتا ہوں کہ اس کا اہل ہوں گا' فرمایا بے شک تم اس کے اہل ہو' انہوں نے اپنے ترکش سے کھجوریں جھاڑیں اور انہیں چبانے لگے' پھر کہا کہ واللہ اگر میں ان کے چبانے تک زندہ رہا تو یہ بڑی طویل زندگی ہے۔ کھجوریں پھینک دیں اور قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اسلام میں انصار کے سب سے پہلے شہید عمیر بن الحمام ہیں جن کو خالد بن الاعلم نے شہید کیا۔

محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ عمیر بن الحمام کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب' ان کی والدہ ہند بنت عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب تھیں۔

معاذ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں عبداللہ اور امامہ تھیں' ان دونوں کی والدہ ثبیتہ بنت عمرو بن سعد بن مالک بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بنی ساعدہ میں سے تھیں۔

معاذ سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر تھے' بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

حضرت معوذ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن الجموح بن زید بن الحرام' ان کی والدہ ہند بنت عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام تھیں۔

بروایت موسیٰ بن عقبہ وابی معشر ومحمد بن عمر' بدر میں شریک تھے۔ محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں حاضر تھے وہ احد میں بھی شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان دونوں کے بھائی:

حضرت خلاد بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن الجموح بن زید بن حرام' ان کی والدہ ہند بنت عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام تھیں۔ تمام راوی متفق ہیں کہ وہ بدر میں شریک تھے' احد میں بھی حاضر تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سیدنا حضرت حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ:

ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب۔ کنیت ابوعمرو تھی ان کی والدہ الشموس بنت حق بن امۃ بن حرام تھیں۔

حباب کی اولاد میں خشرم اور ام جمیل تھیں' دونوں کی والدہ زینب بنت صیفی بن صخر بن خنساء بنی عبید بن سلمہ میں سے تھیں' حباب وہی تھے جن کے ماموں عمرو بن الساعدی ایک نقیب تھے وہ (حباب) بیر معونہ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

وہ تیز گئے تا کہ مر جائیں' حباب بدر میں شریک تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام پر نزول فرمایا' حباب بن المنذر رنے کہا کہ یہ منزل نہیں ہے' آپ ہمیں ایسے مقام پر لے چلئے جہاں پانی قوم کے قریب ہو کہ ہم اس پر ایک حوض بنالیں' اس میں برتن ڈال دیں' ر پانی استعمال کریں اور پھر لڑیں۔ اس کے سوا جتنے کنویں ہیں انہیں پاٹ دیں۔

جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور فرمایا کہ رائے یہی ہے جس کا حباب المنذر رنے مشورہ دیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حباب تم نے عقل کا مشورہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور آپ نے یہی کیا۔

یحییٰ بن سعد سے مروی ہے کہ یوم بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حباب المنذر رکھڑے ہوئے اور عرض کی کہ ہم ماہر جنگ ہیں' میری رائے یہ ہے کہ ہم سب کنویں پاٹ دیں' سوائے اس ایک کنویں کے جس پر ہم ان لوگوں سے مقابلہ کریں۔

آپ نے یوم قریظہ اور یوم النضیر میں بھی لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حباب بن المنذر رکھڑے ہوئے اور کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم محلات کے درمیان اتریں تا کہ ان کی خبران سے اور ان کی خبران سے منقطع ہو جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کا قول اختیار کیا۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ یوم بدر میں خزرج کا جھنڈا حباب المنذر رکے پاس تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حباب بن المنذر رجب بدر میں شریک ہوئے تو وہ ۳۳ سال کے تھے۔ سب نے ان کے بدر میں شریک ہونے پر اتفاق کیا۔

محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں شریک تھے۔ حالانکہ ہمارے نزدیک یہ ان کا وہم ہے' اس لیے کہ بدر میں حباب بن المنذر رکا معاملہ مشہور ہے حباب احد میں بھی شریک تھے۔ اس روز وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ثابت قدم رہے انہوں نے آپ سے موت پر بیعت کی' خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

جس وقت انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے کے لیے جمع ہوئے تو یہ بھی وہاں موجود تھے' ابوبکر اور عمر و ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم اور دوسرے مہاجرین بھی آئے ان لوگوں نے گفتگو کی تو حباب بن المنذر رنے کہا کہ "اناجذیلها المحکك وعُذَیقُها المرجب" [1] (میں وہ شاخ ہوں جس سے اونٹ اپنا جسم کھجاتے ہیں اور وہ میوہ نورس ہوں جو بابرکت ہے) ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو' پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی گئی اور سب لوگ منتشر ہو گئے۔

---

[1] یہ محاورہ ایسے وقت استعمال کرتے ہیں جب اپنے کو مرجع الیہ ظاہر کرنا ہو۔

حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کی وفات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔[1] ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ:

ابن نابی بن زید بن حرام بن کعب' ان کی والدہ فکیہہ بنت سکن بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن عدی بن کعب بن سلمہ تھیں ان کی بقیہ اولاد نہیں تھی۔

عقبہ' عقبہ اولیٰ میں موجود تھے۔ انہیں ان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے جو مکہ میں اسلام لائے' وہ اول انصار تھے جن کے قبل کوئی نہ تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔

عقبہ بدر واحد میں شریک تھے۔ انہوں نے اس روز اپنے خود میں سبز پٹی بطور نشان کے لگائی تھی' خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' یمامہ میں بھی شریک تھے اور اسی روز ۱۲ھ میں شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا۔

حضرت ثابت بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن حارث بن حرام بن کعب' ان کی والدہ ام اناس بنت سعد تھیں جو بنی عذرہ پھر بنی سعد ہذیم پھر قضاعہ میں سے تھیں۔

یہی ہیں جن کو ثابت بن الجذع کہا جاتا ہے' الجذع ثعلبہ بن زید تھے۔ ان کا یہ نام ان کی شدت قلب وخود رائی کی وجہ سے رکھا گیا (کیونکہ جذع کے معنی درخت کے خشک تنے کے ہیں)۔

ثابت بن ثعلبہ کی اولاد میں عبداللہ' حارث اور ام اناس تھیں' ان کی والدہ امامہ بنت عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق خزرج میں سے تھیں' ان لوگوں کی بقیہ اولاد تھی جو ختم ہوگئی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک قوم زمانہ قریب سے ان کی طرف (ثابت کی طرف) منسوب ہے۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ ثابت بن ثعلبہ الجذع تھے۔

سب کی روایت میں ثابت ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے' ثابت بدر واحد وخندق وحدیبیہ وخیبر وفتح مکہ ویوم طائف میں موجود تھے اور اسی روز شہید ہوئے۔

حضرت عمیر بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن حارث بن حرام بن کعب' بروایت موسیٰ بن عقبہ عمیر بن الحارث بن لبدہ بن ثعلبہ بن الحارث تھے' ان کی والدہ کبشہ بنت نابی زید بن بن حرام بنی سلمہ میں سے تھیں۔ تمام راوی متفق ہیں کہ وہ عقبہ میں موجود تھے۔ بدر واحد میں بھی شریک تھے جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

---

[1] الحباب بن المنذر یوم بیر معونہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں شہید ہو چکے تھے اس لیے یہ سب وہم راوی ہے۔

حرام بن کعب کے موالی

حضرت تمیم مولائے خراش رضی اللہ عنہ:

ابن الصمہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم مولائے خراش بن الصمہ اور حباب مولائے عقبہ بن غزوان کے درمیان عقد مواخات کیا تھا' تمیم بدر واحد میں شریک تھے' جس وقت ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت حبیب بن الاسود رضی اللہ عنہ:

جو بنی حرام کے مولیٰ تھے' محمد بن اسحاق وابو معشر ومحمد بن عمر نے بھی اسی طرح حبیب بن الاسود کہا' موسیٰ بن عقبہ نے اپنی روایت میں حبیب بن سعد کہا جو بنی حرام کے مولیٰ تھے' وہ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت بقیہ اولاد نہ تھی۔

بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ جو (دیوان میں) علیحدہ پکارے جاتے تھے۔

حضرت بشر بن البراء رضی اللہ عنہ:

ابن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید ان کی والدہ خلیدہ بنت قیس بن ثابت بن خالد اشجع کی شاخ بنی دہمان میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے جو تیر انداز بیان کیے گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر بن البراء معرور اور واقد بن عبداللہ التمیمی حلیف بنی عدی کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔

بشر بدر واحد وخندق وحدیبیہ وخیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے انہوں نے یوم خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ وہ زہر آلود بکری کھائی جو آپ کو یہودیہ نے ہدیۃً دی تھی۔ بشر نے اپنا لقمہ نگلا تو وہ اس جگہ سے ہٹے بھی نہ تھے کہ رنگ بدل کر طیلسان کی طرح سبز ہو گیا۔ درد نے انہیں ایک سال تک اس طرح مبتلا رکھا کہ بغیر کروٹ بدلوائے کروٹ تک نہ بدل سکتے تھے' پھر اسی سے ان کی شہادت ہو گئی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے مقام سے ہٹے نہ تھے کہ ان کی وفات ہو گئی۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بنی سلمہ' تمہارا سردار کون ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ الجد بن قیس۔ ان میں اور کوئی برائی نہیں سوائے اس کے کہ بخل ہے۔ فرمایا کہ بخل سے زیادہ اور کون مرض ہوگا۔ تمہارے سردار بشر بن براء ابن معرور ہیں۔

حضرت عبداللہ بن الجد رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید' ان کی والدہ ہند بنت سہل جہینہ کی شاخ بنی الربیعہ میں سے تھیں ان کے اخیافی بھائی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے۔ عبداللہ بدر واحد میں شریک تھے ان کے والد الجد بن قیس کی کنیت ابو وہب تھی اس نے بھی اسلام ظاہر کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جہاد بھی کئے تھے حالانکہ وہ منافق تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کیا تو اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ ومنهم من يقول ائذن لي ولا تفتني الا في الفتنة سقطوا ﴾

''ان لوگوں میں وہ بھی ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں اجازت دیجئے اور ہمیں فتنہ میں نہ ڈالئے' دیکھو خبردار یہ لوگ فتنے میں پڑ گئے ہیں''۔

عبداللہ بن الجد کی بقیہ اولاد نہ تھی' ان کے بھائی محمد بن الجد بن قیس کی بقیہ اولاد تھی۔

حضرت سنان بن صیفی رضی اللہ عنہ:

ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید' ان کی والدہ نائلہ بنت قیس بن النعمان بن سنان بن سلمہ میں سے تھیں' سنان بن صیفی کی اولاد میں مسعود تھے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

سنان سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' بدر واحد میں بھی شریک تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عتبہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید' ان کی والدہ بسرہ بنت زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔ بدر واحد میں شریک تھے' جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت طفیل بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن خنساء بن سنان بن عبید' ان کی والدہ اسماء بنت القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔

طفیل بن مالک کی اولاد میں عبداللہ اور الربیع تھے' دونوں کی والدہ ادام بنت قرط بن خنساء بن سنان بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

طفیل بن مالک سب کی روایت میں عقبہ میں شریک تھے' بدر واحد میں بھی تھے ان کی بقیہ اولاد تھی جو سب کے سب ختم ہو گئے اور لاولد مر گئے۔

حضرت طفیل بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن خنساء بن سنان بن عبید' ان کی والدہ خنساء بنت رباب بن النعمان بن سنان بن عبید تھیں جو جابر بن عبداللہ بن رباب کی پھوپی تھیں۔

طفیل سب کی روایت میں عقبہ میں شریک تھے' بدر واحد میں بھی تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ احد میں انہیں تیرہ زخم لگے تھے' غزوۂ خندق میں بھی شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے۔ وحشی نے انہیں شہید کیا تھا۔

وحشی کہا کرتے تھے کہ حمزہ بن عبدالمطلب اور طفیل بن نعمان رضی اللہ عنہما کا اللہ نے میرے ہاتھ سے اکرام کیا اور ان کے ہاتھوں سے میری توہین نہیں کی کہ میں کفر کی حالت میں قتل کر دیا جاتا۔

طفیل بن النعمان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ایک بیٹی تھیں جن کا نام الربیع تھا ان سے ابو یحییٰ عبداللہ بن عبد مناف بن النعمان بن

سنان بن عبید نے نکاح کیا ان سے ان کے یہاں ولادت ہوئی الربیع کی والدہ اسماء بنت قرط بن خنساء بن سنان بن عبید تھیں۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عبداللہ بن عبد مناف رضی اللہ عنہ:

ابن النعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ' کنیت ابویحییٰ تھی' ان کی والدہ حمیمہ بنت عبید بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں جن کا نام حمیمہ تھا' ان کی والدہ الربیع بنت الطفیل بن النعمان بن خنساء بن سنان بن عبید تھیں۔

عبداللہ بن عبد مناف بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن رئاب بن النعمان بن سنان بن عبید' ان کی والدہ ام جابر بنت زہیر بن ثعلبہ بن عبید بن سلمہ سے تھیں۔ جابر رضی اللہ عنہ کو ان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکے میں اسلام لائے۔ جابر بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں بھی بیان کی ہیں۔

الکلبی نے اس آیت ﴿یمحواللّٰہ مایشاء ویثبت﴾ (اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے) کی تفسیر میں ان سے بیان کیا کہ ﴿یمحومن الرزق ویزید فیہ ویمحو من الاجل ویزید فیہ﴾ (رزق میں سے مٹا دیتا ہے اور اس میں زیادہ کر دیتا ہے اور موت میں سے (کچھ دن) مٹا دیتا ہے اور اس میں زیادہ کر دیتا ہے)۔

میں نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ سے کس نے بیان کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوصالح نے جابر بن عبداللہ بن رئاب الانصاری سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ جابر بن عبداللہ بن رئاب الانصاری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت ﴿لھم البشری فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الآخرۃ﴾ (ان کے لیے حیات دنیا و آخرت میں خوشخبریاں ہیں) کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ رویائے صالحہ (سچے خواب) ہیں جنہیں بندہ دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں۔

حضرت خلید بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن النعمان بن سنان بن عبید' ان کی والدہ ادام بنت القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔ محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر نے خلید کو اسی طرح کہا ہے موسیٰ بن عقبیٰ وابومعشر نے خلیدہ بن قیس کہا۔ ان کے سوا دوسروں نے خالدہ بن قیس کہا عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ خالد بن قیس تھے' ان کے ساتھ ان کے ایک حقیقی بھائی بھی جن کا نام خلاد تھا۔ بدر میں شریک تھے۔

موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن عمر ومحمد بن اسحاق وابومعشر نے شرکائے بدر میں خلاد کا ذکر نہیں کیا۔ میں بھی اسے ثابت نہیں سمجھتا۔

خلید بن قیس بدر واحد میں شریک تھے جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت یزید بن المنذر رضی اللہ عنہ:

ابن سرح بن خناس بن سنان بن عبید۔ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے یزید بن المنذر اور عامر بن الربیعہ حلیفہ بنی عدی بن کعب کے درمیان عقد مواخات کیا یزید بن المنذر بدر واحد میں شریک تھے جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن محمد العمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ زمانہ قریب سے ایک قوم نے یزید بن المنذر کی طرف اپنا انتساب کیا ہے یہ باطل ہے۔ ان کے بھائی:

حضرت معقل بن المنذر رضی اللہ عنہ:

ابن سرح بن خناس بن سنان بن عبید' سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ بدر واحد میں بھی شریک تھے جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عبداللہ بن النعمان رضی اللہ عنہ:

ابن بلدمہ بن خناس بن سنان بن عبید' محمد بن عمر نے اسی طرح بلذمہ کہا۔ موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابو معشر نے بلدمہ کہا عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ بلدمہ وہ ہیں جو ابوقتادہ بن ربعی بن بلدمہ کے چچازاد بھائی تھے۔

عبداللہ بن النعمان بدر واحد میں شریک تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت جبار بن صخر رضی اللہ عنہ:

ابن امیہ بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ' ان کی والدہ عنیکہ بنت خرشہ بن عمرو بن عبید بن عامر بن بیاضہ تھیں جبار کی کنیت ابوعبداللہ تھی' سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبار بن صخر اور مقداد بن عمرو کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔

جبار بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خارص (کھجوروں کا اندازہ کرنے والا) بنا کے خیبر وغیرہ بھیجا کرتے تھے' جبار جس وقت بدر میں شریک ہوئے تو ۳۲ سال کے تھے ان کی وفات ۳۰ھ میں مدینے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ضحاک بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ' ان کی والدہ ہند بنت مالک بن عامر بن بیاضہ تھیں۔ ضحاک کی اولاد میں یزید تھے' ان کی والدہ امامہ بنت محرث بن زید بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں' ایک زمانے سے ضحاک کی بقیہ اولاد مر چکی تھی۔

ضحاک سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' بدر میں بھی شریک تھے۔

حضرت سواد بن رزن رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ' ان کی والدہ ام قیس بن القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔

محمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ان کا نام ونسب اسی طرح بیان کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ وہ اسود بن رزن بن ثعلبہ تھے انہوں نے زید کا ذکر نہیں کیا۔ محمد بن اسحاق وابومعشر نے سواد بن زریق بن ثعلبہ کہا۔ یہ ہمارے نزدیک ان کے راویوں کے نام کے پڑھنے میں خطا ہے۔

سواد بن رزن کی اولاد میں ام عبداللہ بن سواد مبایعات میں سے تھیں' ام رزن بنت سواد یہ بھی مبایعات میں سے تھیں' ان کی والدہ خنساء بنت رئاب بن النعمان بن سنان بن عبید تھیں۔

سواد بن رزن بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی عبید بن عدی اور ان کے موالی

حضرت حمزۃ بن الحمیر رضی اللہ عنہ:

اشجع کے پھر بنی دہمان کے حلیف تھے۔ محمد بن عمر نے اسی طرح کہا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے خارجہ بن الحمیر سنا ہے' محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ خارجہ بن الحمیر تھے۔ موسیٰ بن عقبٰی نے کہا کہ وہ حارثہ بن الحمیر تھے۔ اور ابومعشر سے مختلف روایتیں ہیں۔ ان کے بعض راویوں نے کہا کہ وہ حربہ بن الحمیر تھے۔

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ اشجع بنی دہمان حلیف بنی عبید بن عدی میں سے تھے۔ بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

حضرت عبداللہ بن الحمیر رضی اللہ عنہ:

جو اشجع بنی دہمان میں سے تھے۔ ان کے نام میں سب کا اتفاق ہے ان کے بارے میں کسی کا اتفاق نہیں کہ بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت نعمان بن سنان رضی اللہ عنہ:

بنی عبید بن عدی کے مولیٰ تھے اس پر سب کا اتفاق ہے' بدر واحد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ:

حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ:

ابن حدیدہ بن عمرو بن سواد کنیت ابوزید تھی۔ ان کی والدہ زینب بنت عمرو بن سنان بن عمرو بن مالک بن بہثہ بن قطبہ بن عوف بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن افصیٰ بن عمرو تھیں جو اسلم میں سے تھیں۔

قطبہ کی اولاد میں ام جمیل تھیں کہ مبایعات میں شمار تھا۔ ان کی والدہ ام عمرو بنت عمرو بن خلید بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

قطبہ سب کی روایت میں دونوں عقبہ میں حاضر تھے' ان کو ان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے جن کے متعلق مروی ہے کہ

وہ انصار میں سے سب پہلے مکہ میں اسلام لائے کہ ان کے قبل کوئی مسلمان نہ ہوا تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ تمام اقوال میں سب سے زیادہ ثابت ہے۔

قطبہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں تھے جو تیرانداز بیان کیے گئے ہیں۔ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے غزوۂ فتح میں بنی سلمہ کا جھنڈا انہیں کے پاس تھا۔ غزوۂ احد میں ان کے نو زخم لگے تھے۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قطبہ بن عامر بن حدیدہ کو بیس آدمیوں کے ہمراہ خثعم کے ایک قبیلے کی طرف نواح تبالہ میں بھیجا اور حکم دیا کہ ان لوگوں پر دفعتہً حملہ کر دیں۔

یہ لوگ الحاضر تک پہنچے اور سو گئے۔ بیدار ہو کے بڑھے اور دفعتہً حملہ کر دیا اس قوم نے بھی حملہ کیا باہم شدید لڑائی ہوئی جس میں فریقین کو بکثرت زخم لگے۔

قطبہ کے ساتھی غالب رہے اور جس کو چاہا قتل کیا۔ ان کے اونٹ اور بکریاں مدینہ ہنکا لائے خمس نکالنے کے بعد ان کے حصہ میں فی کس چار اونٹ تھے ایک اونٹ دس بکریوں کے مساوی قرار دیا گیا۔ یہ سریہ صفر ۹ھ میں ہوا تھا۔

ابو معشر نے کہا کہ قطبہ بن عامر نے غزوۂ بدر میں دونوں صفوں کے درمیان ایک پتھر پھینک دیا۔ اور کہا کہ اس وقت تک میں بھی نہ بھاگوں گا جب تک کہ یہ پتھر نہ بھاگے۔ قطبہ زندہ رہے۔ یہاں تک کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

یزید بن عامر رضی اللہ عنہ:

ابن حدیدہ بن عمرو بن سواد کنیت ابوالمنذر تھی۔ ان کی والدہ زینب بنت عمرو بن سنان تھیں۔ وہی قطبہ بن عامر کی والدہ بھی تھیں۔

یزید بن عامر کی اولاد میں عبدالرحمٰن اور منذر تھے ان دونوں کی والدہ عائشہ بنت جری بن عمرو بن عامر بن عبدرزاح بن ظفر اوس میں سے تھیں۔

یزید بن عامر سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ بدر واحد میں بھی شریک تھے مدینہ اور بغداد میں ان کی بقیہ اولاد تھی۔

حضرت سلیم بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن حدیدہ بن عمرو بن سواد ان کی والدہ ام سلیم بنت عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔ تمام راویوں کا اتفاق ہے کہ وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے بدر واحد میں بھی حاضر تھے ہجرت کے بتیسویں مہینے بماہ شوال غزوۂ احد میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ثعلبہ بن عنمہ رضی اللہ عنہ:

ابن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد ان کی والدہ جہیدہ بنت القین بن کعب بنی سلمہ میں سے تھیں۔ سب کی روایت

میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔ جب اسلام لائے تو وہ اور معاذ بن جبل اور عبداللہ بن انیس بن سلمہ رضی اللہ عنہما کے بت توڑ رہے تھے۔

بدر واحد وخندق میں شریک تھے اسی روز شہید ہوئے' ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی نے شہید کیا۔

حضرت عبس بن عامر رضی اللہ عنہ:

ابن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد۔ ان کی والدہ ام البنین بنت زہیر بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے بدر واحد میں بھی شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عباد بن عمرو بن سواد' ان کی والدہ نسیبہ بنت قیس بن الاسود ابن مری بن سلمہ میں سے تھیں۔ ابوالیسر کی اولاد میں عمیر تھے' ان کی والدہ ام عمرو بنت عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں' یہ جابر بن عبداللہ اور یزید بن ابی الیسر کی پھوپی تھیں' ان کی والدہ لبابہ بنت الحارث بن سعید مزینہ میں سے تھیں۔ حبیب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عائشہ' ان کی والدہ ام الرباع بنت عبد عمرو بن مسعود بن عبدالاشہل تھیں۔

ابوالیسر سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر ہوئے' جس وقت وہ بدر میں شریک ہوئے تو بیس سال کی تھے' احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

ابوالیسر قصیر و پست قد بڑے پیٹ والے آدمی تھے' ان کی وفات ۵۵ھ میں مدینے میں ہوئی۔ یہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔ ان کی بقیہ اولاد مدینہ میں تھی۔

حضرت سہل بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد' ان کی والدہ نائلہ بنت سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل اوس میں سے تھیں' کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین شاعر کے چچازاد بھائی تھے۔

سہل بدر واحد میں شریک تھے۔ ہجرت کے بتیسویں مہینے بماہ شوال یوم احد میں شہید ہوئے احد میں مشہور تیر والے ہیں ان کی اولاد میں ایک مرد اور ایک خاتون باقی تھیں۔

بنی سواد بن غنم کے موالی

حضرت عنترہ مولائے سلیم رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن حدیدہ بن عمرو بن سواد۔ بدر واحد میں شریک تھے' اسی روز شہید ہوئے۔ نوفل بن معاویہ الدیلی نے شہید کیا۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ وہ عنترہ بن عمرو تھے جو سلیم بن عمرو کے مولیٰ تھے۔

بقیہ بنی سلمہ:

حضرت معبد بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کی والدہ الزہرہ بنت زہیر بن حرام بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں محمد بن عمرو وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح ان کا نام ونسب بیان کیا اور اسی طرح کتاب نسب الانصار میں بھی ہے' لیکن موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر' معبد بن قیس بن صخر کہتے تھے' وہ لوگ صیفی کا ذکر نہیں کرتے تھے۔

معبد بدر واحد میں شریک تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ' محمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمرو وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے عبداللہ بن قیس کا ان لوگوں کے ساتھ ذکر کیا ہے جو بدر میں شریک تھے' موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو بدر میں موجود تھے' عبداللہ احد میں بھی شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عمرو بن طلق رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

محمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمرو بن عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ان کا ذکر شرکائے بدر کے ساتھ کیا ہے لیکن موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں ان کو شرکائے بدر میں شمار نہیں کیا۔ وہ احد میں بھی شریک تھے۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سیدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد برادر سلمہ بن سعد' ان کی والدہ ہند بنت سہل بنی الربیعہ کی شاخ جہینہ میں سے تھیں ان کے اخیافی بھائی عبداللہ بن الجد بن قیس اہل بدر میں سے تھے۔

معاذ کی اولاد میں ام عبداللہ تھیں جن کا شمار مبایعات میں تھا۔ ان کی والدہ ام عمرو بنت خالد بن عمرو بن عدی بن سنان بن بابی بن عمرو بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔

ان کے دو بیٹے تھے۔ ایک عبدالرحمٰن اور دوسرے کا نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔ نہ ان دونوں کی والدہ کا نام ہم سے بیان کیا گیا۔ معاذ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

وہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں آئے تھے۔ معاذ بن جبل جب اسلام لائے تو وہ اور ثعلبہ بن عنمہ اور عبداللہ بن انیس بنی سلمہ کے بت توڑ رہے تھے۔

عقد مواخات:

ابن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا

تھا۔ جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن خاص محمد بن اسحاق کی روایت میں جس کا ان کے سوا کسی نے ذکر نہیں کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے' حالانکہ مواخات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد بدر سے پہلے ان لوگوں میں ہوئی تھی۔ غزوۂ بدر کے بعد جب آیت میراث نازل ہوگئی تو مواخات جاتی رہی۔ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے ہی مکہ سے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان جب عقد مواخات کیا تھا تو وہ ملک حبشہ میں تھے اور سات سال بعد آئے لہٰذا یہ محمد بن اسحاق کا وہم ہے۔

معاذ جب بدر میں شریک ہوئے تو جیسا کہ ان کی قوم سے مروی ہے وہ بیس یا اکیس سال کے تھے۔ معاذ احد وخندق اور تمام مشاہد میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔

یمن کی طرف بھیجا جانا:

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ جس وقت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے قرض خواہوں نے ان پر سختی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہوں کے لیے انہیں ان کے مال سے جدا کر کے یمن بھیج دیا۔ اور فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ تمہارا نقصان پورا کر دے گا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یہ واقعہ ربیع الآخر ۹ھ کا ہے۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے یمن بھیجا تو فرمایا کہ اگر تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو اس کا فیصلہ کاہے سے کرو گے' عرض کی جو کتاب اللہ میں ہے اس سے فیصلہ کروں گا' فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ ہو' عرض کی اس سے فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہے' فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی فیصلے میں نہ ہو' عرض کی اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر برکت کے لیے مارا۔ اور فرمایا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جس سے وہ رسول اللہ کو راضی کرے۔

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کے پاس معاذ کو بھیجا اور لکھا کہ میں نے تم پر ایسے شخص کو بھیجا ہے جو میرے بہترین اصحاب میں سے ہے اور ان میں بہترین صاحب علم اور صاحب دین ہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس وقت میں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو سب سے آخر جو وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہ یہ تھی کہ لوگوں کے ساتھ اپنے اخلاق اچھے رکھنا۔

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ لنگڑے آدمی تھے' جب معلم بنا کے یمن بھیجے گئے تو انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اور نماز میں اپنا پاؤں پھیلا دیا۔ قوم نے بھی اپنے پاؤں پھیلا دیے۔ جب نماز پڑھ لی تو انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے اچھا کیا' لیکن دوبارہ نہ کرنا میں نے تو صرف اس لیے اپنا پاؤں نماز میں پھیلا دیا کہ مجھے تکلیف ہے۔

شفیق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن پر عامل بنایا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو معاذ یمن ہی کے عامل تھے' عمر رضی اللہ عنہ اس سال حج پر عامل تھے۔ معاذ مکہ آئے تو ان کے ساتھ رفیق تھا اور غلام علیحدہ تھے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اے ابوعبدالرحمٰن یہ غلام کس کے ہیں' انہوں نے کہا کہ میرے ہیں' فرمایا' وہ کہاں سے تمہارے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے ہدیۂ دیئے گئے ہیں' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا کہنا مانو اور انہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو اگر وہ خوشی سے تمہیں ان کو دے دیں تو وہ تمہارے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اس میں آپ کا کہنا نہیں مانوں گا۔ کہ ایک شے جو مجھے ہدیۂ دی گئی ہے میں اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دوں۔

رات کو سوئے صبح ہوئی تو انہوں نے کہا اے ابن الخطاب رضی اللہ عنہ میں سوائے آپ کا کہنا ماننے کے اور کوئی صورت نہیں دیکھتا' میں نے رات کو خواب' میں دیکھا کہ میں دوزخ کی طرف کھینچا یا ہنکایا یا ایسا ہی کیا جا رہا ہوں آپ میرا نیفہ پکڑے ہوئے ہیں' لہٰذا آپ ان سب کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے جائیے۔ انہوں نے کہا کہ تم اس کے زیادہ مستحق ہو کہ خود لے جاؤ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تمہارے ہیں' تم انہیں اپنے گھر والوں میں لے جاؤ۔

غلام ان کے پیچھے صف باندھ کر نماز پڑھنے لگے' جب وہ واپس ہوئے تو پوچھا کہ تم لوگ کس کی نماز پڑھتے ہو' سب نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی۔ انہوں نے کہا کہ تم لوگ جاؤ کیونکہ تم انہیں کے ہو۔

موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لشکر پر آپ کے عامل معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے۔

ذکوان سے مروی ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے' پھر آ کر اپنی قوم کی امامت کرتے تھے۔

امت کے سب سے زیادہ عالم:

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے سب سے زیادہ عالم حلال وحرام کے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ عبداللہ بن الصامت سے مروی ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا جب سے میں اسلام لایا ہمیشہ اپنی داہنی طرف تھوکا جبکہ وہ نماز میں نہ تھے اور کہا کہ جب سے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے ایسا نہیں کیا۔

محفوظ بن علقمہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنے خیمے میں داخل ہوئے تو بیوی کو دیکھا کہ خیمے کے سوراخ سے جھانک رہی ہیں' انہوں نے ان کو مارا' معاذ تربوز کھا رہے تھے ہمراہ ان کی بیوی بھی تھیں' ان کا غلام گزرا تو بیوی نے اسے تربوز کا ٹکڑا جو انہوں نے دانت سے کاٹا تھا دے دیا۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے انہیں مارا۔

ابی ادریس الخولانی سے مروی ہے کہ میں دمشق کی مسجد میں گیا۔ اتفاق سے وہاں ایک چمکدار دانت والا شخص تھا' لوگ اس کے گرد تھے۔ اگر کسی بات میں اختلاف کرتے تو اس کے پاس لے جاتے اور اس کی رائے سے رجوع کرتے' میں نے دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

جب دوسرا دن ہوا تو میں صبح سویرے گیا۔ وہ مجھ سے زیادہ سویرے آ گئے تھے۔ میں نے انہیں نماز پڑھتا ہوا پایا۔ ان کا انتظار کیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنی نماز ادا کر لی پھر میں سامنے سے ان کے پاس آیا۔ سلام کیا اور عرض کی کہ واللہ میں آپ سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں' فرمایا: اللہ کے لیے' عرض کی اللہ کے لیے۔ پھر فرمایا اللہ کے لیے' عرض کی اللہ کے لیے۔

انہوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑ کے مجھے اپنی طرف گھسیٹا اور کہا کہ تمہیں خوش خبری ہو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ میری رحمت ان دو شخصوں کے لیے واجب ہوگئی جو میرے بارے میں باہم محبت کریں' میرے بارے میں باہم بیٹھیں' میرے بارے میں باہم اپنا مال یا طاقت خرچ کریں اور میرے بارے میں باہم زیارت کریں۔

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ وہ حمص کی مسجد میں گیا۔ وہاں لوگوں کے حلقے میں ایک خوبصورت گندم گوں اور صاف دانت والا آدمی تھا۔ قوم میں وہ لوگ بھی تھے جو اس سے عمر میں بڑے تھے۔ پھر بھی وہ اس کے پاس آتے تھے اور حدیث سنتے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ صورت میں سب سے اچھے' اخلاق میں سب سے پاکیزہ دل و دست کے بحرو کان تھے۔ انہوں نے بہت قرض لے لیا تو قرض خواہ ان کے ساتھ لگ گئے۔ یہاں تک کہ چند روز وہ ان لوگوں سے اپنے گھر میں چھپے رہے۔

قرض خواہوں نے رسول اللہ ﷺ سے تقاضا کیا تو رسول اللہ ﷺ نے کسی کو معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج کر ان کو بلوایا' وہ آپ کے پاس آئے' ساتھ قرض خواہ بھی تھے۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے ہمارا حق ان سے لے لیجئے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر اللہ رحمت کرے جو انہیں معاف کر دے۔

کچھ لوگوں نے انہیں معاف کر دیا' دوسروں نے انکار کیا' اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے ہمارا حق ان سے لے لیجئے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ تم ان لوگوں کے لیے صبر کرو' رسول اللہ ﷺ نے ان سے ان کا مال لے لیا اور قرض خواہوں کو دے دیا' ان لوگوں نے اسے باہم تقسیم کر لیا۔ انہوں نے اپنے حقوق کے ۵/۷ حصے وصول کر لیے اب قرض خواہوں نے عرض کی یا رسول اللہ انہیں ہمارے لیے فروخت کر دیجئے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو' تمہارے لیے ان پر کوئی گنجائش نہیں ہے۔

معاذ بنی سلمہ کی طرف واپس ہوئے' ان سے کسی نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! اگر تم رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگ لیتے تو بہتر ہوتا' کیونکہ آج تم نے ناداری کی حالت میں صبح کی ہے' انہوں نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ آپ سے مانگوں۔

وہ دن بھر ٹھہرے پھر رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور یمن بھیج دیا اور فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ تمہارا نقصان پورا کر دے اور قرض ادا کرا دے' معاذ یمن روانہ ہو گئے' وہ برابر وہیں رہے' یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔

وہ اس سال مکے پہنچے جبکہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حج کیا' ان کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حج پر عامل بنایا تھا دونوں یوم الترویہ (۸/ذی الحجہ) کو منیٰ میں ملے اور معانقہ کیا۔ دونوں میں سے ہر ایک نے رسول اللہ ﷺ کی تعزیت کی پھر زمین پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس چند غلام دیکھے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن یہ کون لوگ ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے انہیں اپنی ایک وجہ سے پایا ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کس وجہ سے؟ انہوں نے کہا کہ وہ مجھے ہدیۃً دیئے گئے ہیں اور ان کے ذریعے سے میرے ساتھ کرم کیا گیا ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بات ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیان کرو۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس

کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

معاذ رضی اللہ عنہ سو گئے تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ آگ کے گڑھے پر ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے سے ان کا نیفہ پکڑے ہوئے آگ میں گرنے سے روک رہے ہیں۔ معاذ گھبرا گئے اور کہا کہ یہ وہی ہے جس کا عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا تھا۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے ان کے لیے جائز رکھا۔ انہوں نے اپنے بقیہ قرض خواہوں کو بھی ادا کر دیا' اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ امید ہے کہ اللہ تمہارا نقصان پورا کر دے گا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی نیابت:

عبداللہ بن رافع سے مروی ہے کہ جب ابوعبیدہ بن الجراح کی عمواس کے طاعون میں وفات ہوئی تو انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا۔ طاعون بڑھ گیا تو لوگوں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ سے دعاء کیجئے کہ وہ اس عذاب کو ہم سے اٹھا لے۔

معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ عذاب نہیں ہے یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء ہے اور تمہارے پہلے صالحین کی موت اسی میں ہوئی ہے' یہ شہادت ہے اس بات کی کہ تم میں سے اللہ جس کو چاہتا ہے اس کے ساتھ مخصوص کر دیتا ہے' اے لوگو! چار خصلتیں ہیں کہ جسے یہ ممکن ہو کہ وہ ان میں سے کسی کو نہ پائے تو اسے چاہیے کہ اسے نہ پائے۔

لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ایک زمانہ آئے گا جس میں باطل ظاہر ہوگا آدمی صبح ایک دین پر کرے گا اور شام دوسرے دین پر' وہ کہے گا' واللہ میں نہیں جانتا کہ کس دین پر ہوں' نہ بصیرت کے ساتھ وہ زندہ رہے گا نہ بصیرت کے ساتھ مرے گا۔ آدمی کو اللہ کے مال میں سے اس شرط پر مال دیا جائے گا کہ وہ جھوٹی باتیں بیان کرے جو اللہ کو ناراض کریں اے اللہ تو آل معاذ کو اس رحمت (وبا) کا پورا حصہ عطا کر۔

عمواس کے طاعون میں وفات:

ان کے دونوں بیٹے طاعون میں مبتلا ہوئے' پوچھا کہ تم دونوں اپنے کو کس حالت میں پاتے ہو' انہوں نے کہا: اے ہمارے والد حق آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے لہٰذا آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ان شاء اللہ مجھے تم دونوں صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے۔

ان کی دونوں بیویاں طاعون میں مبتلا ہوئیں اور ہلاک ہو گئیں۔ خود ان کے انگوٹھے میں طاعون ہوا تو اسے اپنے منہ سے یہ کہہ کر چھونے لگے کہ اے اللہ یہ چھوٹی سی ہے تو اس میں برکت دے' کیونکہ تو چھوٹے میں برکت دیتا ہے' یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہو گئے۔

حارث بن عمیرہ الزبیدی سے مروی ہے کہ میں اس وقت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا جب ان کی وفات ہوئی' کبھی ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی تھی اور کبھی افاقہ ہو جاتا تھا افاقے کے وقت میں نے انہیں کہتے سنا کہ تو میرا گلا گھونٹ کیونکہ تیری عزت کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

سلمہ بن کہیل سے مروی ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کے حلق میں طاعون کا اثر ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ یا رب تو میرا گلا گھونٹتا ہے۔

حالانکہ تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ عمواس کے سال جب طاعون واقع ہوا تو معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا کہ یہ عذاب ہے جو واقع ہوا ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آیا تم لوگ رحمت کو جو اللہ نے اپنے بندوں پر کی اس عذاب کے مثل کرتے ہو جو اللہ نے کسی قوم پر کیا۔ جن سے وہ ناراض ہوا۔ بے شک وہ رحمت ہے جس کو اللہ نے تمہارے لیے خاص کیا' وہ شہادت ہے جس کو اللہ نے تمہارے لیے خاص کیا' اے اللہ معاذ اور اس کے گھر والوں پر بھی یہ رحمت بھیج تم میں سے جس شخص کو مرنا ممکن ہو وہ قبل ان فتنوں کے جو ہوں گے مر جائے' قبل اس کے کہ آدمی اپنے اسلام کے بعد کفر کرے' یا کسی کو بغیر حق کے قتل کرے' یا اہل بغاوت کی مدد کرے یا آدمی یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ میں کاہے پر ہوں' اگر میں مروں یا جیوں حق پر ہوں یا باطل پر۔

ابو مسلم الخولانی سے مروی ہے کہ میں مسجد حمص میں گیا تو وہاں تقریباً (۳۰) ادھیڑ عمر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے' ان میں ایک جوان تھا جو آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے تھا۔ دانت چمکدار تھے' وہ خاموش تھا اور کچھ نہیں بولتا تھا۔ جب قوم کسی امر میں شک کرتی تھی تو اس کے پاس آ کر دریافت کرتے تھے میں نے اپنے پاس بیٹھنے والے سے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو اس نے کہا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ۔

اسحاق بن خارجہ بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ لمبے' گورے' خوبصورت دانت کے بڑی آنکھ والے تھے بھویں آپس میں ملی ہوئی تھیں' گھونگھریالے بال تھے' جس وقت بدر میں شریک ہوئے تو بیس یا اکیس سال کے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب غزوۂ تبوک میں تھے پھر یمن روانہ ہو گئے اس وقت وہ اٹھارہ سال کے تھے' ملک شام وعلاقہ اردن میں وبائے عمواس ۱۸ھ میں بخلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وفات ہوئی' اس وقت وہ اڑتیس سال کے تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مناسبت:

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تو ۳۳ سال کے تھے' معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ بھی ۳۳ سال کے تھے۔

سعید بن ابی عروبہ سے مروی ہے کہ میں نے شہر بن حوشب کو کہتے سنا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو پاتا تو انہیں خلیفہ بناتا۔ مجھ سے میرا رب ان کے متعلق پوچھتا تو میں کہتا اے میرے رب میں نے تیرے نبی کو کہتے سنا کہ قیامت کے دن جب علماء جمع ہوں گے تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بقدر پتھر پھینکنے کے ان کے آگے ہوں گے۔

ابن سعد نے کہا کہ بدر میں قبیلہ سلمہ کی کثرت کی وجہ سے سلمہ بدر کہا جاتا تھا اس قبیلے کے ۴۳ آدمی غزوے میں شریک تھے۔

بنی زریق بن عامر بن زریق بن عبد بن حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج۔

حضرت قیس بن محصن رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن مخلد بن عامر بن زریق۔ ان کی والدہ انیسہ بنت قیس بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں' محمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر نے قیس بن محصن کو اسی طرح کہا۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ قیس بن حصن تھے۔

قیس کی اولاد میں ام سعد بنت قیس تھیں' ان کی والدہ خولہ بنت الفاکہ بن قیس بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔ قیس بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت مدینے میں ان کی بقیہ اولاد تھی۔

حضرت حارث بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن مخلد بن عامر بن زریق۔ ان کی کنیت ابوخالد تھی' ان کی والدہ کبشہ بنت الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔

حارث بن قیس کی اولاد میں مخلد اور خالد اور خلدہ تھے' ان کی والدہ انیسہ بنت نسرین بن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں' واقدی نے صرف نسر کہا۔

حارث بن قیس سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمامہ میں بھی تھے' اسی روز انہیں ایک زخم لگا جو مندمل ہوگیا' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وہ پھٹ گیا جس سے ان کی وفات ہوگئی اس لیے شہدائے یمامہ میں شمار کیے جاتے ہیں' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

جبیر بن ایاس رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن مخلد بن عامر بن زریق' موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر نے جبیر بن ایاس کو اسی طرح کہا۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ جبیر بن الیاس تھے۔

بدر واحد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ابوعبادہ سعد بن عثمان رضی اللہ عنہ:

نام سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھا' ان کی والدہ ہند بنت عجلان بن غنام بن عامر بن بیاضہ بن عامر بن الخزرج تھیں۔

ابوعبادہ کی اولاد میں عبادہ تھے' ان کی والدہ سنبلہ بنت ماعص بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔

عبداللہ' ان کی والدہ انیسہ بنت بشر بن یزید بن زید بن النعمان بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔ فروہ' ان کی والدہ خالد بنت عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ بن عامر بن الخزرج تھیں۔

عبداللہ اصغر' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عقبہ' ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ میمونہ (دختر) ان کی والدہ جندبہ بنت مری بن سماک بن عتیک بن امرئ القیس' بن زید بن الاشہل بن جشم تھیں۔

غزوۂ بدرواحد میں شریک تھے' وفات کے وقت مدینے میں ان کی بقیہ اولا د تھی۔ ان کے بھائی:

حضرت عقبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ:

ابن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام جمیل بنت قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں' بدرواحد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولا د نہ تھی۔

حضرت ذکوان بن عبد قیس رضی اللہ عنہ:

ابن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق' کنیت ابوسبع تھی' ان کی والدہ اشجع میں سے تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے پہلے انصاری ہیں جو اسلام لائے' وہ اور اسعد بن زرارہ ابوامامہ' دونوں روانہ ہو کر باہم مکہ جا رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا' آپ کے پاس آ کر اسلام لائے اور مدینے واپس چلے گئے۔

ذکوان سب کی روایت میں دونوں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی' اسی لیے ان کو مہاجری انصار کہا جاتا تھا۔

بدرواحد میں شریک تھے۔ غزوۂ احد میں ابوالحکم بن الاخنس بن شریق بن علاج بن عمرو بن وہب الثقفی نے شہید کیا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوالحکم بن الاخنس پر جو سوار تھا حملہ کیا اس کے پاؤں پر تلوار ماری اور آدھی ران سے کاٹ دیا۔ اسے اس کے گھوڑے سے گرا کر ختم کر دیا یہ ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں ہوا۔ ذکوان کی بقیہ اولا د نہ تھی۔

حضرت مسعود بن خلدہ رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن مخلد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ انیسہ بنت قیس بن ثعلبہ بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ بن الخزرج تھیں۔

مسعود کی اولاد میں یزید وحبیبہ تھے' ان کی والدہ الفارعہ بنت الحباب بن الربیع' بن رافع بن معاویہ بن عبید بن الابجر تھیں' الابجر حذرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے۔

عامر ان کی والدہ قسمہ بنت عبید بن المعلی بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید تھیں۔ کہ غضب بن جشم بن الخزرج کی اولاد میں سے تھے۔ مسعود بن خلدہ بدر میں شریک تھے ان کی اولاد ختم ہو چکی تھی' کوئی باقی نہ رہا۔

حضرت عباد بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن خالد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ خویلد بنت بشر بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔ عباد کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے' ان کی والدہ ام ثابت بنت عبید بن وہب اشجع میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے بدرواحد میں بھی شریک تھے' وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد تھی۔

حضرت اسعد بن یزید رضی اللہ عنہ:

ابن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق' موسیٰ بن عقبہ وابومعشر ومحمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے

اسی طرح کہا ہے۔ صرف محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ سعد بن یزید بن الفاکہ تھے۔

اسعد بدر واحد میں شریک تھے' وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت فاکہ بن نسر رضی اللہ عنہ:

ابن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق' ان کی والدہ امامہ بنت خالد بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں' صرف محمد بن عمر نے اسی طرح الفاکہ بن نسر کہا۔ موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ فاکہ بن بشر تھے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ انصار میں نسر کوئی نہیں سوائے سفیان بن نسر کے جو بنی حارث بن الخزرج میں سے تھے۔

فاکہ کی اولاد میں دو بیٹیاں تھیں ام عبداللہ ورملہ' ان دونوں کی والدہ ام نعمان بنت نعمان بن خلدہ بن عمرو بن امیہ بن عامر بن بیاضہ تھیں۔ فاکہ بدر میں شریک تھے' وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت معاذ بن ماعص رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق' ان کی والدہ اشجع میں سے تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن ماعص اور سالم مولائے ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔

معاذ بن رفاعہ سے مروی ہے کہ معاذ بن ماعص بدر میں مجروح ہوئے' اسی زخم سے مدینہ میں وفات پا گئے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں' ثابت یہ ہے کہ وہ بدر واحد و بیر معونہ میں شریک تھے اور اسی روز صفر میں ہجرت کے چھتیسویں مہینے شہید ہوئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

حضرت عائذ بن ماعص رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق' ان کی والدہ اشجع میں سے تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائذ بن ماعص اور سویط بن عمرو العبدری کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔

عائذ بدر واحد اور یوم بیر معونہ میں شریک تھے' اسی روز شہید ہوئے۔

ابن سعد نے محمد بن سعد سے روایت کی کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ وہ بیر معونہ میں شہید نہیں ہوئے اس روز جو شہید ہوئے وہ ان کے بھائی معاذ بن ماعص تھے' عائذ بن ماعص غزوۂ بیر معونہ اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ یمامہ میں شریک تھے اور اسی روز ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہویں سال خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں شہید ہوئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت مسعود بن سعد رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق۔ ان کی اولاد میں عامر' ام ثابت' ام سعد' ام سہل اور ام کبشہ بنت الفاکہ بن قیس بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

مسعود بدر واحد وخندق یوم بیر معونہ میں شریک تھے اسی روز بروایت محمد بن عمر شہید ہوئے' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ مسعود یوم خیبر میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق کی اولاد بھی ختم ہوگئی ان میں سے کوئی نہ رہا۔

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ:

ابن مالک العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام مالک بنت ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی تھیں۔

رفاعہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے' ان کی والدہ ام عبدالرحمٰن بنت النعمان بن عمرو بن مالک بن عامر بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔

عبید' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ معاذ ان کی والدہ ام عبداللہ تھیں جو سلمٰی بنت معاذ بن الحارث بن رفاعہ بن الحارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

عبیداللہ' النعمان' رملہ' بثینہ' ام سعد' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت الفاکہ بن نسر بن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔

ام سعد صغریٰ' ان کی والدہ ام ولد تھیں' کلثم' ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

رفاعہ کے والد رافع بن مالک بارہ نقیبوں میں سے ایک نقیب تھے' جو ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے' بدر میں شریک نہ تھے' بدر میں ان کے دونوں بیٹے رفاعہ وخلاد فرزند رافع شریک تھے۔

رفاعہ احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے ابتدائے خلافت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ میں ان کی وفات ہوئی بقیہ اولاد بغداد و مدینہ میں بہت ہے۔

حضرت خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ:

ابن مالک العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام مالک بنت ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی تھیں۔

خلاد بن رافع کی اولاد میں یحییٰ تھے۔ ان کی والدہ ام رافع بنت عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔ خلاد بدر واحد میں شریک تھے ان کی بہت اولاد تھی جو مر گئے۔ اب کوئی باقی نہیں۔

حضرت عبید بن زید رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' عمرو بن عامر بن زریق کی اولاد بھی مر چکی تھی' سوائے رافع بن مالک کی اولاد کے کہ ان میں سے قوم کثیر باقی ہے' نعمان بن عامر کی اولاد میں ایک یا دو باقی ہیں۔ جملہ سولہ آدمی۔

بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج:

حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ' کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ان کی والدہ عمرہ بنت عبید بن مطروف الحارث بن زید بن عبید بن زید قبیلۂ اوس کے بنی عمرو بن زید سے تھیں۔

زیاد بن لبید کی اولاد میں عبداللہ تھے' ان کی بقیہ اولاد مدینہ اور بغداد میں ہے۔ زیاد سب کی روایت میں ستر انصار ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' زیاد جب اسلام لائے تو وہ اور بنی بیاضہ کے وفرہ بن عمرو بت توڑتے تھے۔

زیاد مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے' آپ کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طر ہجرت کی' انہوں نے بھی آپ کے ہمرکاب ہجرت کی اسی لیے زیاد کو مہاجری وانصاری کہتے تھے۔ زیاد بدر واحد وخندق اور تمام مشا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرموت پر آپ کے عامل بن لبید تھے' یمن میں جب اہل النجیر اشعث بن قیس کے ساتھ مرتد ہوئے تو جنگ مرتدین انہیں کے سپرد تھی' جب ان پر کامیا ہوئے' انہوں نے ان میں سے جسے قتل کیا اسے قتل کیا اور جسے قید کیا اسے قید کیا' اشعث بن قیس کو بیڑیاں ڈال کے ابوبکر رضی اللہ عنہ پاس بھیج دیا۔

حضرت خلیفہ بن عدی رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ' ابومعشر ومحمد بن عمر نے اسی طرح ان کا نسب بیان کیا' لیکن موسیٰ بن عقبہ بن اسحاق نے صرف خلیفہ بن عدی کہا۔ اور ان دونوں نے ان کا نسب آگے تک نہیں بیان کیا۔ خلیفہ کی اولاد میں ایک لڑکی تھی جس نام آمنہ تھا' اس سے فروہ بن عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ نے نکاح کیا۔ خلیفہ بدر واحد میں شریک تھے' وفات کے و ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ' ان کی والدہ رحیمہ بنت نابی بن زید بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن تھیں۔

فروہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے ان کی والدہ حبیبہ بنت ملیل بن وبرہ بن خالد بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن ع تھیں۔ عبید وکبشہ وام شرجیل' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

ام سعد' ان کی والدہ آمنہ بنت خلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ تھیں خالدہ ان کی والدہ ام تھیں' آمنہ' ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

فروہ بن عمرو سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور عبداللہ بن ع

ن عبدالعزیٰ بن ابی قیس کے درمیان جو بنی عامر بن لوی میں سے تھے عقد مواخات کیا۔

فروہ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے۔ غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں نائم پر عامل بنایا تھا۔ آپ انہیں مدینہ میں خارص (کھجوروں کا اندازہ لگانے والا) بنا کے بھیجا کرتے تھے' فروہ کی بقیہ اولاد تھی لیکن ب مر گئے ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

ضرت خالد بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ' ان کی والدہ سلمٰی بنت حارثہ بن الحارث بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن لک بن غضب بن جشم بن الخزرج تھیں۔

خالد بن قیس کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے' ان کی والدہ ام ربیع بنت عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ تھیں۔ خالد بن س بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے موسیٰ بن عقبہ وابو معشر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں یا جو ان کے نزدیک عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ خالد بن قیس عقبہ میں حاضر نہیں ہوئے' سب نے کہا کہ خالد بن قیس بدر واحد میں شریک ے ان کی بقیہ اولاد تھی۔ مگر سب مر گئے۔

ضرت رخیلہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ' بدر واحد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ کل پانچ آدمی تھے: بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج۔

ضرت رافع بن معلّٰی رضی اللہ عنہ:

ابن لوذان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ' ان کی والدہ ام بنت عوف مبذول بن عمرو بن مازن بن النجار تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور صفوان بن بیضاء کے درمیان عقد مواخات کیا تھا دونوں بدر میں شریک تھے' بعض روایات ں دونوں اسی روز شہید ہوئے۔ یہ بھی روایت ہے کہ صفوان اس روز شہید نہیں ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد تک زندہ رہے ں نے رافع بن معلّٰی کو شہید کیا وہ عکرمہ بن ابی جہل تھا۔

موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابو معشر ومحمد بن عمر وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کا اس پر اتفاق ہے کہ رافع بن المعلّٰی بدر ں شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی:

ضرت ہلال بن المعلّٰی رضی اللہ عنہ:

ابن لوذان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ۔ ان کی کنیت ابو قیس تھی' ان والدہ ام بنت عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار تھیں۔

موسیٰ بن عقبہ و ابومعشر و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اس پر اتفاق کیا کہ ہلال بن المعلیٰ بدر میں شریک تھے' لیکن محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں شریک تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ غزوۂ بدر میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد ہے' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ رافع بن المعلیٰ شہید بدر ہیں لیکن ہلال اس روز شہید نہیں ہوئے وہ اپنے بھائی عبید بن المعلیٰ کے ساتھ احد میں بھی شریک تھے البتہ عبید بدر میں نہ تھے۔

ہلال کی بقیہ اولاد مدینہ و بغداد میں ہے' حبیب بن عبد حارثہ کی تمام اولاد سوائے اولاد ہلال بن المعلیٰ کے سب انتقال کر گئی۔

قبیلہ خزرج کے جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب بدر میں تھے وہ محمد بن عمر کے شمار میں ایک سو پچھتر آدمی تھے۔ لیکن محمد بن اسحاق کے شمار میں ایک سو ستر تھے وہ تمام مہاجرین و انصار اور وہ لوگ کہ رسول اللہ ﷺ نے غنیمت و ثواب میں ان کا حصہ لگایا' محمد بن اسحاق کے شمار میں تین سو چودہ آدمی تھے' مہاجرین میں سے تراسی انصار کے قبیلہ اوس میں سے اکسٹھ اور خزرج میں سے ایک سو ستر۔

ابومعشر و محمد بن عمر کے شمار میں جو لوگ بدر میں شریک تھے وہ تین سو تیرہ آدمی تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے یہ روایت بھی سنی کہ وہ ۳۱۴' آدمی تھے اور موسیٰ بن عقبہ کے شمار میں ۳۱۶' آدمی تھے۔

انصار کے وہ بارہ نقیب جنہیں رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں شب عقبہ منتخب فرمایا:

عبداللہ بن ابی بکر محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جماعت والوں سے جو آپ سے عقبہ میں ملے تھے فرمایا (منیٰ میں تین مقام پر رمی کی جاتی ہے ان میں سے ایک کا نام عقبہ ہے جو کہ سے منیٰ آنے میں سب سے پہلے ملتا ہے' ۱۰ ارذی الحجہ کو اس پر رمی کی جاتی ہے شب عقبہ شب ۱۰ ارذی الحجہ کو کہتے ہیں) کہ اپنی جماعت میں سے بارہ آدمی نکال کر میرے پاس بھیجو جو اپنی قوم کے ذمہ دار ہوں جیسا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے حواری ذمہ دار تھے ان لوگوں نے بارہ آدمی منتخب کر لیے۔

کسی اور راوی نے دوسری روایت میں اتنا اور کہا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں یہ محسوس نہ کرے کہ دوسرے کا انتخاب کر لیا گیا' کیونکہ میرے لیے جبرئیل ہی انتخاب کرتے ہیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ سال آئندہ رسول اللہ ﷺ سے انصار کے ستر آدمی ملے جو آپ پر ایمان لائے آپ نے ان میں سے بارہ آدمیوں کو نقیب بنایا۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نقیبوں سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ اپنی قوم کے ذمہ دار ہو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کے حواری ذمہ دار تھے' ان لوگوں نے کہا جی ہاں۔

ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ بارہ نقیب تھے جن کے رئیس اسعد بن زرارہ تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد بن زرارہ کو نقیبوں پر نقیب (ذمہ دار و رئیس) بنایا تھا۔

نقباء کا نام ونسب اوران کی صفات ووفات:

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری اور دوسرے متعدد طریق سے مروی ہے کہ اوس میں سے تین نقیب تھے جن میں سے بنی الاشہل کے حسب ذیل دو تھے:

سیدنا ابویحییٰ اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہ:

ابن سماک بن عتیک بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل' کنیت ابویحییٰ اور ابوالحضیر تھی' ان کی والدہ بروایت محمد بن عمر ام اسید بنت النعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل تھیں' اور بروایت عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری ام اسید بن سکن بن کرز بن زعوراء بن عبدالاشہل تھیں۔

اسید کی اولاد میں یحییٰ تھے' ان کی والدہ کندہ میں سے تھیں جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے والد حضیر الکتائب جاہلیت میں شریف (سردار) تھے' اور جنگ بعاث کے دن اوس کے سردار تھے اوران تمام جنگوں میں جو اوس وخزرج میں ہوا کرتی تھیں آخری جنگ تھی اسی روز حضیر الکتائب مقتول ہوئے یہ جنگ ہو رہی تھی اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے' آپ نبی ہو چکے تھے اور اسلام کی دعوت دی تھی' اس کے چھ سال بعد آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

اشعار ذیل خفاف بن ندبۃ السلمی نے حضیر الکتائب کے بارے میں کہے ہیں:

لو ان المنایا جدن عن ذی مهابة نهبن حضیر الیوم غلق واقما

''اگر موتیں خوفناک آدمی سے بھاگتیں تو وہ اس روز حضیر سے ضرور ڈرتیں جس روز اس نے قلعہ واقم کو مقفل کر دیا تھا۔

یطوف به حتی اذ اللیل جنةً تبوّا منه مقعَدًا متنا عما

وہ اسی قلعہ کے گرد گھومتا رہا یہاں تک کہ جب رات نے اسے چھپالیا تو اس نے اس سے ایک آرام کی نشست گاہ بنالی''۔ واقم حضیر الکتائب کا قلعہ تھا جو بنی عبدالاشہل میں تھا۔

اسید بن الحضیر زمانۂ جاہلیت میں اپنے والد کے بعد اپنی قوم میں شریف تھے اسلام میں وہ عقلائے اہل الرائے میں شمار ہوتے تھے' جاہلیت میں بھی عربی لکھنا جانتے تھے حالانکہ اس زمانے میں عرب میں کتابت بہت کم تھی' وہ پیرنا اور تیراندازی اچھی جانتے تھے جس شخص میں یہ صفات جمع ہوتی تھیں اسے جاہلیت کے زمانے میں کامل کہا جاتا تھا۔ یہ سب خوبیاں اسید میں جمع تھیں ان کے والد حضیر الکتائب بھی اس میں مشہور تھے اوران کا نام بھی کامل تھا۔

واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ اسید بن الحضیر اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما ایک ہی دن مصعب بن عمیر العبدری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے۔ اسید اسلام میں سعد سے ایک گھنٹہ پہلے تھے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ستر اصحاب عقبۂ آخرہ سے پہلے مدینہ میں آکر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے' انہیں قرآن پڑھاتے تھے اور دین کا فقیہ بناتے تھے۔

اسید رضی اللہ عنہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبۂ آخرہ میں حاضر ہوئے اور بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے' رسول

اللہ ﷺ نے اسید بن الحضیر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔

اسید رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے اور وہ اکابر اصحاب رسول اللہ ﷺ جونقبا وغیر نقباء تھے بدر سے پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کا یہ گمان نہ تھا کہ وہاں رسول اللہ ﷺ کو جنگ وقتال کی نوبت آئے گی' رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہی محض قافلہ قریش کے روکنے کے لیے نکلے تھے جو شام سے واپس آ رہا تھا۔

اہل قافلہ کو یہ معلوم ہو گیا تو انہوں نے کسی کو مکہ بھیجا کہ قریش کو رسول اللہ ﷺ کی روانگی کی خبر دے' ان لوگوں نے قافلے کو ساحل سے روانہ کیا اور وہ بچ گیا۔ قریش کی جنگی جماعت اپنے قافلہ کی حفاظت کے لیے مکہ سے روانہ ہوئی' ان کا مقابلہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب سے بغیر کسی قرارو کے بدر میں ہو گیا۔

عبداللہ بن ابی سفیان مولائے ابن ابی احمد سے مروی ہے کہ اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے اس وقت ملے جب آپ بدر سے آ گئے تھے اور کہا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے آپ کو فتح مند کیا اور آپ کی آنکھ کو ٹھنڈا کیا' یا رسول اللہ واللہ میرا بدر سے پیچھے رہنا یہ گمان کر کے نہ تھا کہ آپ دشمن کا مقابلہ کریں گے' میرا گمان یہ تھا کہ وہ تجارتی قافلہ ہے' اگر میں یہ خیال کرتا کہ وہ دشمن ہے تو پیچھے نہ رہتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسید رضی اللہ عنہ احد میں شریک تھے اس روز انہیں سات زخم لگے۔ جس وقت لوگ بھاگے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ثابت قدم رہے۔ خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے اور آپ کے بلند پایہ اصحاب میں سے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہ کیسے اچھے آدمی تھے' ابن مالک سے مروی ہے کہ اسید بن الحضیر اور عبادہ بن بشر رضی اللہ عنہما مہینے کی آخری تاریک رات میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے دونوں آپ کے پاس باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ جب نکلے تو دونوں میں سے ایک کا عصاء دونوں کے لیے روشن ہو گیا۔ اس کی روشنی میں چلتے رہے۔ جب راستہ جدا ہوا تو ان میں سے ہر ایک کا عصا اس کے لیے روشن ہو گیا جس کی روشنی میں وہ چلے۔

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت کرتے تھے' بیمار ہو گئے تو انہوں نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ سلیمان بن بلال نے اپنی حدیث میں کہا کہ پھر لوگوں نے ان کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ وہ اپنے اوپر چار ہزار کا قرض چھوڑ گئے۔ ان کے مال میں ایک ہزار سالانہ کی آمدنی ہوتی تھی' لوگوں نے اس کے بیچنے کا ارادہ کیا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا۔ انہوں نے ان کے قرض خواہوں کو بلا بھیجا اور کہا کہ آیا تمہیں یہ منظور ہے کہ تم لوگ ہر سال ایک ہزار لے لو اور اسے چار سال میں پورا کر لو۔ ان لوگوں نے کہا ہاں اے امیر المومنین لوگ جائیداد فروخت کرنے سے باز رہے اور ہر سال ایک ہزار لیتے تھے۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ اسید بن الحضیر کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انہوں نے قرض چھوڑا' عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے قرض خواہوں سے مہلت دینے کی گفتگو کی۔

حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ:

نام مالک تھا۔ بلی میں سے تھے جو بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے۔ ان کی والدہ ام مالک بنت مالک' بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ میں سے تھیں۔ وہ بھی انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے۔ ابوالہیثم دونوں عقبہ اور بدر و احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے' ہم نے ان کا پورا حال بنی عبدالاشہل کے شرکائے بدر میں لکھ دیا ہے۔

بنی غنم بن السلم بن امرئ القیس بن مالک بن الاوس میں سے حسب ذیل ایک صحابی تھے۔

حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن مالک بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارث بن غنم بن السلم' کنیت ابوعبداللہ تھی' ان کی والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ بن جشم بن مالک بن الاوس تھیں۔

انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے' عقبۂ آخر اور بدر میں شریک تھے' اسی روز شہید ہوئے ہم نے ان کا پورا حال بنی غنم بن السلم کے حاضرین بدر میں لکھ دیا ہے۔

خزرج کے نو نقیب تھے جن میں بنی النجار کے حسب ذیل ایک تھے:

سیدنا ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ:

ابن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار۔ کنیت ابوامامہ تھی۔ ان کی والدہ سعاد تھیں۔ ایک روایت ہے کہ الفریعہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن الابجر تھیں' ابجر حذرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے اسعد رضی اللہ عنہ' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے۔

اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں حبیبہ و کبشہ والفریعہ تھیں جو سب مبایعات میں سے تھیں ان کی والدہ عمیرہ بنت سہل بن ثعلبہ بن الحارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی اولاد نرینہ نہ تھی اور سوائے ان بیٹیوں کے اولاد کے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ان کے بھائی اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی بقیہ اولاد تھی۔

خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب بن یساف سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ اور ذکوان بن عبدقیس مکہ معظمہ عتبہ بن ربیعہ کے پاس گئے تھے' ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا تو آپ کے پاس آئے' آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ دونوں مشرف بہ اسلام ہوئے' پھر عتبہ بن ربیعہ کے پاس نہ گئے بلکہ مدینہ واپس آئے یہ دونوں سب سے پہلے شخص تھے جو مدینہ میں اسلام لے کے آئے۔

عمارہ بن غزیہ سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے شخص ہیں جو اسلام لائے آپ سے چھ آدمی ملے جن میں چھٹے اسعد رضی اللہ عنہ تھے' یہ پہلا سال تھا۔ دوسرے سال انصار کے بارہ آدمی آپ سے عقبہ میں ملے' انہوں نے آپ سے بیعت کی' تیسرے سال آپ سے ستر انصار ملے انہوں نے آپ سے شب عقبہ یعنی ۱۰ ارذی الحجہ کی رات کو بیعت کی' آپ نے انہیں میں سے بارہ نقیب لیے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ بھی ایک نقیب تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو ان آٹھ آدمیوں میں شمار کیا جاتا ہے جن سے متعلق لوگوں کا گمان ہے کہ وہ انصار میں سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قدم بوس ہوئے اور اسلام لائے۔ ہمارے نزدیک چھ آدمیوں کا واقعہ تمام اقوال میں سب سے زیادہ ثابت ہے وہ لوگ انصار میں سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور اسلام لائے' ان سے قبل انصار میں سے کوئی اسلام نہیں لایا تھا۔

عبادہ بن الولید بن عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لیلۃ العقبہ میں اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے لوگو! تم جانتے ہو کہ تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کس بات پر بیعت کرتے ہو۔تم لوگ آپ سے اس بات پر بیعت کرتے ہو کہ عرب وعجم اور جن وانس سب سے جنگ کرو گے۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ اس کے لیے جنگ ہیں' جو جنگ کرے' اور اس کے لیے صلح ہیں جو صلح کرے' اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر لازم کر دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ مجھے اس امر پر بیعت کرتے ہو کہ گواہی دو گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں' نماز پڑھو گے' زکوٰۃ دو گے طاعت وفرماں برداری کرو گے اہل حکومت کے حکم میں جھگڑا نہ کرو گے' اور اس چیز سے میری بھی حفاظت کرو گے جس سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہو۔

سب نے عرض کی جی ہاں' انصار کے کسی کہنے والے نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ یہ تو آپ کے لیے ہے۔اور ہمارے لیے کیا ہے' فرمایا جنت اور نصرت الٰہی۔

یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ام سعد بن سعد بن الربیع کو کہتے سنا جو خارجہ بن زید بن ثابت کی ماں تھیں کہ مجھے النوار والدۂ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے سے پہلے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ وہ لوگوں کو پانچوں نمازیں اور جمعہ اس مسجد میں پڑھا رہے ہیں جو انہوں نے سہل وسہیل فرزندان رافع بن ابی عمرو بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کے میدان میں بنائی ہے انہوں نے کہا کہ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی تھی کہ جب آپ تشریف لائے تو اسی مسجد میں نماز پڑھی اور اسے تعمیر کیا۔آپ کی وہ مسجد آج تک ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مصعب بن عمیر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اسی جگہ لوگوں کو نماز اور جمعہ پڑھاتے تھے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ ہو گئے کہ آپ کے ساتھ ہجرت کریں تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ اور عمارہ بن حزم اور عوف بن عفراء جب اسلام لائے تو یہ لوگ بنی مالک بن النجار کے بت توڑ رہے تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو حلق کی بیماری ہوئی تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ داغ دو' میں تمہارے بارے میں اپنے اوپر ملامت نہ کروں گا۔

بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے حلق میں درد (ذبحہ) کی وجہ سے

دومرتبہ داغا اور فرمایا کہ میں اس سے اپنے دل میں کوئی تنگی نہیں چھوڑتا ہوں (یعنی جائز سمجھتا ہوں)۔

جابر سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ کو ذبحہ (درد حلق) تھا۔ تو اسے رسول اللہ ﷺ نے داغ دیا۔ جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی اکحل (رگ دست) میں دومرتبہ داغ دیا۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ انہیں ابی امامہ سہل بن حنیف نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی عیادت فرمائی ان کے جسم پر پتی اچھل آئی تھی۔ جب آپ ان کے پاس تشریف لائے تو فرمایا اللہ یہود کو غارت کرے جو کہتے ہیں کہ آپ نے ان سے اس مرض کو کیوں نہ دور کر دیا حالانکہ میں ان کے لیے اور اپنے لیے کسی بات پر قادر نہیں مجھے ابی امامہ کے بارے میں تم لوگ ملامت نہ کرو۔ آپ نے ان کے متعلق حکم دیا تو انہیں داغ دیا گیا اور داغ سے ان کے حلق میں دائرہ کر دیا گیا۔

یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کے متعلق جو تین تھیں رسول اللہ ﷺ کو وصیت کی‘ وہ رسول اللہ ﷺ کے عیال میں ہوگئیں‘ آپ کے ہمرکاب ازواج کے مکانوں میں گشت کرتی تھیں وہ کبشہ وحبیبہ والفارعہ (الفریعہ) دختران اسعد تھیں۔

زینب بنت نبیط بن جابر زوجۂ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوامامہ یعنی اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے میری والدہ اور خالہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو وصیت کی وہ آپ کے پاس زیور لائے جس میں سونا اور موتی تھے۔ اس کا نام الرعاث (بالی یا بندہ) تھا‘ رسول اللہ ﷺ نے وہ زیور ان کو پہنا دیئے۔ راویہ نے کہا کہ میں نے ان میں کے بعض زیور اپنے اعزہ کے پاس پائے۔

ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے جو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوامامہ اسعدؓ بن زرارہ رضی اللہ عنہ ابن عدس کی عیادت فرمائی وہ لیلۃ العقبہ میں نقبا کے رئیس تھے ان پر پتی اچھل آئی رسول اللہ ﷺ ان کے پاس عیادت کو آئے اور فرمایا کہ یہ یہود بھی بدترین ہیں۔ کہتے ہیں کہ کیوں نہ آپ نے اس مرض کو ان سے دور کر دیا۔ حالانکہ میں تمہارے لیے یا اپنے لیے کسی چیز پر بھی قادر نہیں۔ لوگ ابوامامہ کے بارے میں ہرگز ملامت نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر پتی کی وجہ سے انہیں داغ دیا گیا۔ ان کی گردن میں داغ کا ایک طوق بنا دیا گیا پھر ابی امامہ کو بہت دیر نہ گزری تھی کہ ان کی وفات ہوگئی۔

عبدالرحمٰن بن ابی الرجال سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی وفات شوال میں ہجرت کے نویں مہینے ہوئی۔ اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد تعمیر ہو رہی تھی۔ یہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے‘ رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی النجار آئے اور عرض کی‘ ہمارے نقیب مر گئے۔ ہم پر کسی کو نقیب (کفیل وذمہ دار) بنا دیجئے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا نقیب میں ہوں۔

یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے اپنے اعزہ سے روایت کی کہ جب اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ان کے غسل میں تشریف لائے۔ آپ نے انہیں تین کپڑوں میں کفن دیا جن میں ایک چادر تھی۔ آپ نے ان پر نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ کو جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا گیا اور آپ نے انہیں بقیع میں دفن کیا۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ بقیع میں سب سے پہلے جو دفن کیا گیا وہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یہ انصار کا قول ہے۔ مہاجرین کہتے تھے کہ سب سے پہلے جو بقیع میں دفن کیا گیا وہ عثمان بن

مظعون رضی اللہ عنہ تھے۔

بنی الحارث بن الخزرج کے حسب ذیل دو نقیب تھے:

حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج' ان کی والدہ ہزیلہ بنت عقبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج تھیں۔

وہ انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے' بدر واحد میں حاضر تھے اور اسی روز شہید ہوئے۔ ہم نے ان کا حال بنی الحارث بن الخزرج کے شرکائے بدر میں لکھ دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ کبشہ بنت واقد بن عمرو بن الاطنابہ بن عامر بن زید مناۃ بن مالک الاغر تھیں۔ وہ انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے۔

بدر واحد وخندق وحدیبیہ میں شریک تھے' یوم موتہ میں شہید ہوئے وہ اس روز ایک امیر تھے ہم نے ان کا حال بنی الحارث بن الخزرج کے حاضرین بدر میں لکھ دیا ہے۔

بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کے حسب ذیل دو آدمی تھے:

سیدنا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ:

ابن دلیم بن حارثہ بن خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ کنیت ابو ثابت تھی ان کی والدہ عمرہ تھیں جو الثالثہ بن مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار بن الخزرج تھیں' وہ سعد بن زید الاشہل کے جو اہل بدر تھے خالہ زاد بھائی تھے۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سعید ومحمد وعبدالرحمٰن تھے' ان کی والدہ غزیہ بنت سعد بن خلیفہ بن الاشرف بن ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

قیس وامامہ وسدوس' ان کی والدہ فکیہہ بنت عبید بن دلیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

سعد جاہلیت میں بھی عربی لکھتے تھے حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی وہ پیرنا اور تیراندازی اچھی جانتے تھے۔ جو اسے اچھی طرح جانتا تھا وہ کامل کہلاتا تھا۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور ان کے قبل ان کے آباؤ اجداد زمانہ جاہلیت میں اپنے قلعہ پر ندا دیا کرتے تھے کہ جو گوشت اور چربی پسند کرے وہ دلیم بن حارثہ کے قلعے میں آئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت پایا جب وہ اپنے قلعہ پر ندا دیتے

تھے کہ جو شخص چربی یا گوشت پسند کرے اسے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آنا چاہیے۔ میں نے ان کے بیٹے کو اسی طرح پایا کہ وہ بھی دعوت دیتے تھے۔

میں مدینہ کے راستے پر چل رہا تھا۔ اس وقت جوان تھا۔ مجھ پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گزرے جو العالیہ اپنی زمین کی طرف جا رہے تھے انہوں نے کہا کہ اے جوان' ادھر آؤ۔ دیکھو آیا تمہیں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے قلعے پر کوئی ندا دیتا ہوا نظر آتا ہے۔ میں نے نظر کی تو کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دعا:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے حمد عطا کر اور مجھے مجد (بزرگی) عطا کر۔ مجد بغیر اچھے کام کے نہیں ہے اور اچھا کام بغیر مال کے نہیں ہے اے اللہ تھوڑا میرے لیے مناسب نہیں ہے اور نہ میں اس پر درست ہوں گا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعد بن عبادہ' منذر بن عمرو اور ابودجانہ رضی اللہ عنہم جب اسلام لائے تو یہ بنی ساعدہ کے بت توڑتے تھے' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے وہ سردار و سخی تھے' بدر میں حاضر نہ تھے' وہ روانگی بدر کی تیاری کر رہے تھے اور انصار کے گھروں میں آ کر انہیں بھی روانگی پر برانگیختہ کرتے تھے' مگر روانگی سے پہلے وہ محتاج ہو گئے اور ٹھہر گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ سعد شریک نہ ہوئے۔ لیکن اس کے آرزومند تھے۔

بعض نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت و ثواب میں ان کا حصہ لگایا یہ نہ متفق علیہ ہے اور نہ ثابت۔ راویان مغازی میں سے کسی نے بھی حاضرین بدر میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن وہ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے تشریف لائے تو سعد رضی اللہ عنہ آپ کو روزانہ ایک بڑا پیالہ بھیجتے تھے جس میں گوشت کا ثرید (ثرید' روٹی کے ٹکڑے گوشت میں پکے ہوئے) یا دودھ کا ثرید یا سرکہ وزیتون یا گھی کا ثرید ہوتا تھا۔ اکثر گوشت کا ہوتا تھا' سعد کا پیالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ازواج کے مکانوں میں گھومتا تھا (یعنی جس روز آپ جہاں ہوتے تھے وہیں وہ پیالہ بھیجا جاتا تھا)۔

ان کی والدہ عمرہ بنت مسعود مبایعات میں سے تھیں۔ وفات مدینہ میں اس وقت ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ دومۃ الجندل کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یہ غزوہ ربیع الاول ۵ھ میں ہوا تھا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اس غزوے میں بھی آپ کے ہمرکاب تھے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ ان کی قبر پر آئے اور ان پر نماز پڑھی۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کی وفات اس وقت ہوئی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر تھے۔ آپ سے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام سعد کی وفات ہو گئی چاہتا ہوں کہ آپ ان پر نماز پڑھیں' آپ نے نماز پڑھی' حالانکہ ان کو ایک مہینہ گزر گیا تھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس نذر کے بارے میں استفتاء کیا جوان کی والدہ پر تھی اوراس کو پورا کرنے سے پہلے ان کی وفات ہوگئی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ان کی طرف سے ادا کردو۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہ موجود نہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری والدہ کی وفات ہوگئی میں ان کے پاس موجود نہ تھا۔ اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو یہ انہیں مفید ہوگا آپ نے فرمایا ہاں' عرض کی میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ خرما ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ سعد نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا ام سعد کی وفات ہوگئی۔ انہوں نے وصیت نہیں کی اگر میں ان کی جانب سے خیرات کروں تو انہیں مفید ہوگا۔ فرمایا ہاں' انہوں نے کہا کہ پھر کون سا صدقہ آپ کو زیادہ پسند ہے۔ فرمایا کہ پانی پلاؤ۔ (یعنی کنواں وقف کردو)۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ام سعد کا انتقال ہوا تو سعد نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کون سا صدقہ افضل ہے' فرمایا: پانی پلاؤ۔

حسن سے مروی ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا آیا میں اس حوض کا پانی پیوں جو مسجد میں ہے کیونکہ وہ صدقہ (وقف) ہے۔ حسن نے کہا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے ام سعد کے سقایہ سے پانی پیا ہے' بس کافی ہے۔

انصار کی طرف آپ کو خلیفہ بنانے کا مشورہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس وقت اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو وفات دی تو انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے' انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کی بیعت کا مشورہ کیا۔ یہ خبر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو پہنچی' دونوں روانہ ہوئے اوران لوگوں کے پاس آئے' ہمراہ کچھ مہاجرین بھی تھے۔

ان کے اور انصار کے درمیان سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بارے میں گفتگو ہوئی تو خطیب انصار کھڑا ہوا اور اس نے کہا: "**انا جذيلها المحكك وعذيقها المرجّب**" (میں وہ شاخ ہوں جس سے اونٹ اپنا جسم کھجاتے ہیں اور وہ میوۂ نورس ہوں جو بابرکت ہے) اے گروہ قریش ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے' پھر بہت شور ہونے لگا۔ اور آوازیں بلند ہوگئیں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ آپ اپنا ہاتھ پھیلایئے' انہوں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا تو میں نے ان سے بیعت کرلی اور انصار نے بھی ان سے بیعت کرلی' مہاجرین نے بھی ان سے بیعت کرلی' ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے وہ چادر اوڑھے ہوئے ان لوگوں کے درمیان تھے میں نے پوچھا کہ انہیں کیا ہوا ہے' لوگوں نے کہا کہ وہ بیمار ہیں۔

ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ تم لوگوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو قتل کردیا۔ میں نے کہا کہ اللہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو قتل کیا' واللہ ہمیں جو حالت پیش آئی تھی اس میں ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے زیادہ مستحکم کوئی امر نہیں پایا۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ اگر ہم نے بیعت نہ کی۔ اور قوم کو چھوڑ دیا تو وہ ہمارے بعد بیعت کرلیں گے پھر یا تو ہم بھی ان سے بیعت کرتے جو ہماری مرضی کے خلاف تھا یا ہم ان کی

مخالفت کرتے جس صورت میں فساد ہوتا۔

زبیر بن المنذر ابی اسید الساعدی سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم بھی آ کر بیعت کرلو کیونکہ سب لوگوں نے بیعت کرلی' تمہاری قوم نے بھی بیعت کرلی' تو انہوں نے کہا کہ نہیں' واللہ میں اس وقت تک بیعت نہ کروں گا جب تک کہ جتنے تیر میرے ترکش میں ہیں تم سب کو نہ مارلوں گا۔ اور اپنی قوم و قبیلے کے ان لوگوں کی ہمراہی میں جو میرے تابع ہیں تم لوگوں سے قتال نہ کرلوں گا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ خبر آئی تو بشیر بن سعد نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے انکار کیا اور اصرار کیا۔ وہ تم سے بیعت کرنے والے نہیں ہیں خواہ انہیں قتل کر دیا جائے اور وہ ہرگز قتل نہیں کیے جا سکتے تاوقتیکہ خزرج کو نہ قتل کیا جائے اور خزرج کو ہرگز قتل نہیں کیا جا سکتا تاوقتیکہ اوس کو قتل نہ کیا جائے۔ لہٰذا آپ لوگ انہیں نہ چھیڑیئے۔ کیونکہ آپ کا معاملہ درست ہو گیا ہے' وہ تمہیں نقصان پہنچانے والے نہیں ہیں' جب تک ان سے باز پرس نہ ہو' وہ صرف ایک آدمی ہیں' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بشیر کی نصیحت قبول کرلی اور سعد رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔

جب عمر رضی اللہ عنہ والی ہوئے تو ایک روز مدینہ کے راستے پر ان سے ملے' کہا کہو اے سعد رضی اللہ عنہ' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' کہو اے عمر رضی اللہ عنہ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم وہی ہو جو ہو' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں وہی ہوں' یہ یہ حکومت تم تک پہنچ گئی ہے' واللہ تمہارے ساتھی ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمیں تم سے زیادہ محبوب تھے واللہ میں نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ میں تمہاری نزدیکی کو ناپسند کرتا ہوں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو اپنے پڑوسی کی نزدیکی کو پسند نہ کرے وہ اس کے پاس سے منتقل ہو جائے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسے بھولا نہیں ہوں اور میں ان کے پڑوس میں منتقل ہونے والا ہوں جو تم سے بہتر ہیں۔ زیادہ زمانہ نہ گزرا کہ وہ ابتدائے خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں شام کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہو گئے اور حوران میں ان کی وفات ہوئی۔

یحییٰ بن عبدالعزیز بن سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی وفات حوران ملک شام میں خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے ڈھائی سال بعد ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ گویا ۱۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

عبدالعزیز نے کہا کہ مدینہ میں ان کی موت کا علم اس وقت ہوا کہ لڑکوں نے جو بیر مسد یا سکن میں جو دوپہر کی سخت گرمی میں گھسے ہوئے تھے کسی کہنے والے کو کنویں سے کہتے سنا کہ:

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ رمیناہ بسھمین فلم نخط فوادہ

''ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا' ہم نے انہیں دو تیر مارے' ہم نے ان کے دل پر نشانہ لگانے سے خطا نہ کی''۔

لڑکے ڈر گئے اور اس دن کو یاد رکھا' انہوں نے اس کو وہی دن پایا جس روز سعد کی وفات ہوئی تھی۔ کسی سوراخ میں بیٹھے وہ پیشاب کر رہے تھے کہ قتل کر دیئے گئے اور اسی وقت مر گئے۔ لوگوں نے ان کی کھال کو دیکھا کہ سبز ہو گئی تھی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ جب واپس آئے تو اپنے ساتھیوں سے

کہا کہ میں جراثیم محسوس کرتا ہوں' ان کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے جن کو کہتے سنا:

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ رمیناہ بسھمین فلم نخط فوادہ

''ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا' ہم نے انہیں دو تیر مارے' ہم نے ان کے دل پر نشانہ لگانے سے خطا نہ کی''۔

حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن خنیس بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ ان کی والدہ ہند بنت المنذر بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے اور بارہ نقیبوں میں سے تھے' بدر واحد میں شریک تھے بیر معونہ میں شہید ہوئے' ان کا حال بنی ساعدہ کے حاضرین بدر میں لکھ دیا ہے۔

بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کے حسب ذیل دو نقیب تھے۔

سیدنا حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ:

ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب ابن سلمہ' ان کی والدہ الرباب بنت النعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن الاوس تھیں۔

براء کی اولاد میں بشر بن البراء تھے جو عقبہ اور بدر میں حاضر ہوئے تھے' ان کی والدہ خلیدہ بنت قیس بن ثابت بن خالد وہمان کی شاخ اشجع میں سے تھیں۔ مبشر' ہند' سلافہ' رباب مبایعات میں سے تھیں' ان کی والدہ حمیمہ بنت صیفی بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

براء بن معرور سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر تھے' انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے لیلۃ العقبہ میں جس وقت ستر انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدم بوس ہوئے تو براء نقباء میں سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے کلام کیا' ان لوگوں نے آپ سے بیعت کی آپ نے ان میں سے نقیب بنائے۔

براء کھڑے ہوئے اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہمیں بزرگی دی اور آپ کو ہمیں عطا کیا۔ ہم لوگ ان میں سب سے پہلے ہوئے جنہوں نے قبول کیا ان میں سب سے آخر ہوئے جن کو آپ نے دعوت دی ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت قبول کی اور سنا اور فرماں برداری کی۔ اے گروہ اوس وخزرج اللہ نے اپنے دین سے تمہارا اکرام کیا ہے اگر تم نے فرماں برداری اطاعت اور شکر گزاری اختیار کی ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ پھر وہ بیٹھ گئے۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ براء بن معرور سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ کی طرف منہ کرنے سے پہلے حیات ووفات میں قبلہ اول کی طرف منہ کیا۔ انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ وہ بیت المقدس کی طرف منہ کریں' براء نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی۔

جب ان کی وفات کا وقت آیا تو اپنے اعزہ کو حکم دیا کہ وہ ان کا منہ مسجد حرام کی طرف کر دیں' نبی ﷺ مہاجر ہو کے آئے تو آپ نے چھ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ پھر قبلہ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔

ابو محمد بن معبد بن ابی قتادہ سے مروی ہے کہ براء بن معرور انصاری رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قبلہ کی طرف رخ کیا' وہ ستر میں سے ایک نقیب تھے' نبی ﷺ کی ہجرت سے پہلے مدینہ آئے اور قبلے کی طرف نماز پڑھنے لگے وفات کا وقت آیا تو اپنے ثلث مال کی رسول اللہ ﷺ کے لیے وصیت کی کہ آپ اسے جہاں چاہیں خرچ کریں' اور کہا کہ مجھے میری قبر میں رو بہ قبلہ رکھنا۔ نبی ﷺ ان کی وفات کے بعد آئے اور آپ نے ان پر نماز پڑھی۔

مطلب بن عبداللہ سے مروی ہے کہ براء پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے ثلث مال کی وصیت کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے جائز رکھا۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت وصیت کی کہ جب انہیں قبر میں رکھا جائے تو ان کا منہ کعبہ کی طرف کیا جائے' رسول اللہ ﷺ ان کی موت کے کچھ ہی روز بعد مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور آپ نے ان پر نماز پڑھی۔

یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والدین سے روایت کی کہ جب قبلہ پھیرا گیا تو ام بشر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ براء کی قبر ہے رسول اللہ ﷺ نے مع اپنے اصحاب کے اس پر تکبیر کہی (کہ وہ پہلے ہی سے قبلہ رخ تھی)۔

یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والدین سے روایت کی کہ نبی ﷺ جس وقت مدینہ تشریف لائے تو براء بن معرور رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جن پر آپ نے نماز جنازہ پڑھی آپ اپنے اصحاب کو لے گئے ان کے پاس صف باندھی اور کہا کہ اے اللہ ان کی مغفرت کر' ان پر رحمت کر' ان سے راضی ہو جا اور تو نے (یہ سب) کر دیا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ کی وفات نبی ﷺ کے مدینہ آنے سے پہلے ہوئی۔ جب آپ تشریف لائے تو ان پر نماز پڑھی۔

کسی اہل مدینہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی نقیب کی قبر پر نماز پڑھی' محمد بن عمر نے کہا کہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ ہی تھے جن کی نقباء میں سب سے پہلے وفات ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ام حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ ان کی والدہ الرباب بنت قیس بن القریم بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

وہ جابر بن عبداللہ کے والد تھے' سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے اور بارہ نقیبوں میں سے تھے' بدر و احد میں شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے' ہم نے ان کا حال بنی سلمہ کے حاضرین بدر میں لکھا ہے۔

قواقلہ کے نقیب:

سیدنا حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن اصرام بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج۔

ان کی والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں' کنیت ابوالولید تھی۔

عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے تھے اور بارہ نقیبوں میں سے تھے بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے ہم نے قواقلہ کے حاضرین بدر میں ان کا حال لکھا ہے۔

بنی زریق بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کے نقیب:

حضرت رافع بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ ان کی والدہ معاویہ بنت العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف' بن عمرو بن عوف' بن الخزرج تھیں' ان کی کنیت ابومالک تھی۔

رافع بن مالک کی اولاد میں۔ رفاعہ وخلاد تھے یہ دونوں بدر میں حاضر تھے اور مالک تھے' ان سب کی والدہ ام مالک بنت ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی تھیں' رافع بن مالک کاملین میں سے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں کامل وہ ہوتا تھا جو لکھنا اور پیرنا اور تیر اندازی اچھی طرح جانتا تھا۔ رافع ایسے ہی تھے حالانکہ کتابت قوم میں کم تھی۔

کہا جاتا ہے کہ رافع بن مالک اور معاذ بن عفراء انصار میں پہلے شخص ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مکہ میں قدم بوس ہو کر اسلام لائے اور اپنے ساتھ مدینہ میں اسلام لائے' اس امر میں ان دونوں کے لیے ایک روایت ہے۔ رافع کو ان آٹھ آدمیوں میں شمار کیا جاتا ہے جن کے متعلق یہ روایت ہے کہ وہ پہلے انصار ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے ان کے قبل کوئی اسلام نہ لایا تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک چھ آدمی والا معاملہ تمام اقوال میں سب سے زیادہ ثابت ہے۔ واللہ اعلم

رافع بن مالک سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' رافع بن مالک بدر میں حاضر نہ تھے' بلکہ ان کے دو بیٹے رفاعہ وخلاد حاضر تھے' لیکن احد میں حاضر تھے اور اسی روز ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے۔

عبدالملک بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے رافع بن مالک الزرقی اور سعید بن عمرو بن نفیل کے درمیان عقد مواخات کیا۔ یہ ہیں وہ اصحاب جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم پر نقیب بنایا تھا۔ اور جو تعداد میں بارہ تھے۔

کلثوم بن ہدم العمری اور وہ لوگ جن کے متعلق غیر مصدق روایت ہے کہ بدر میں حاضر تھے۔

حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ:

ابن امرئ القیس بن الحارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس۔

ابن عباس سے (متعدد طریق سے) مروی ہے کہ کلثوم بن الہدم شریف آدمی اور بہت بوڑھے تھے رسول اللہ ﷺ کے

مدینہ تشریف لانے سے پہلے اسلام لائے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی اور بنی عمرو بن عوف میں اترے تو آپ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے آپ سعد بن خیثمہ کی منزل میں حدیث بیان کیا کرتے تھے اوراس کا نام منزل العزآب تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسی لیے کہا گیا کہ آپ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے ہمارے نزدیک کلثوم بن الہدم العمری کے پاس آپ کا اترنا ثابت ہے۔

کلثوم کے پاس اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت بھی اتری تھی۔ جن میں ابوعبیدہ بن الجراح' مقداد بن عمرو' خباب بن الارت' سہیل وصفوان فرزندان بیضاء' عیاض بن زہیر' عبداللہ بن مخرمہ' وہب بن سعد بن ابی سرح' معمر بن ابی سرح' عمرو بن ابی عمرو جو بنی محارب بن فہر میں سے تھے اور عمیر بن عوف مولائے سہل بن عمرو تھے یہ سب لوگ بدر میں حاضر تھے۔

کلثوم بن الہدم کو رسول اللہ ﷺ کے مدینہ جانے کے بعد بہت دن نہ گزرے تھے کہ ان کی وفات ہوگئی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے بدر جانے سے کچھ ہی پہلے ہوا۔ ان کے اسلام میں ان پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی گئی اور وہ مرد صالح تھے۔

حضرت حارث بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن ہیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس۔

ان کی والدہ زینب بنت صیفی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث بن الاوس تھیں۔ ان کے بھائی حاطب بن قیس وہ شخص تھے جن کے بارے میں اوس وخزرج میں جنگ ہوئی تھی اس کا نام حرب حاطب تھا۔

حاطب کی والدہ بھی زینب بنت صیفی بن عمرو تھیں' وہی عتیک بن قیس کی بھی والدہ تھیں' حارث اور حاطب اور عتیک فرزندان قیس بن ہیشہ جبر بن عتیک بن قیس بن ہیشہ کے چچا تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ حارث بن قیس بدر میں حاضر تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو یہ بیان کرتے سنا' حالانکہ یہ ثابت نہیں۔

موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر نے حارث بن قیس کو ان لوگوں میں بیان نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں حاضر تھے۔

تمام علمائے انساب اپنی روایات میں اس امر پر متفق ہیں کہ ان کے بھائی کے بیٹے جبر بن عتیک بدر میں حاضر تھے' انہوں نے ان کے نسب میں غلطی کی اور انہیں جبر بن عتیک بن الحارث بن قیس بن ہیشہ کہہ دیا۔ انہوں نے ان کو ان کے چچا کی طرف منسوب کر دیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ وہ جبر بن عتیک بن قیس تھے۔ جو حارث بن قیس کے بھائی کے بیٹے تھے۔

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج۔ ان کی والدہ بنی سلیم میں سے تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ الجموح بن زید بن حرام کی اولاد میں بنی سلمہ سے تھیں۔

سعد بن مالک کی اولاد میں ثعلبہ تھے جو احد میں شہید ہوئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی سعد بن سعد' عمرو اور عمرۃ' ان کی والدہ ہند

بنت عمرو بنی عذرہ میں سے تھیں۔

سعد بن سعد کے بیٹے سہل بن سعد نے نبی ﷺ کی صحبت پائی تھی‘ ان کی والدہ ابیہ بنت الحارث بن عبداللہ بن کعب بن مالک بن خشعم تھیں۔

ابی بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ سعد بن مالک نے بدر جانے کی تیاری کی تھی‘ مگر بیمار ہوئے اور مر گئے‘ ان کی قبر کا مقام دار بنی قارظ کے پاس ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے غنیمت وثواب میں ان کا حصہ لگایا۔

عبدالمہیمن بن عباس نے اپنے دادا سے روایت کی کہ سعد بن مالک کی وفات الروحاء میں ہوئی‘ نبی ﷺ نے ان کا حصہ لگایا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ بدر میں حاضر تھے وہ سعد بن سعد بن مالک بن خالد تھے اور سہل بن سعد الساعدی کے والد تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کتاب نسب الانصار میں ان لوگوں کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح ہم نے اپنی اس کتاب میں بیان کیا ہے‘ انہوں نے یہ نہیں بیان کیا کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی بدر میں حاضر تھا۔ میں عبداللہ کے بدر میں تذکرہ نہ کرنے کو سوائے اس کے اور کچھ نہیں سمجھتا کہ وہ روانگی بدر سے پہلے بیمار ہو کر مر گئے جیسا کہ ابی وعبدالمہیمن فرزندان عباس نے اپنے باپ دادا سے روایت کی۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ان کے والد سعد بن سعد بن مالک نے نبی ﷺ کے لیے وصیت کی جو اپنے کجاوے کے آخری حصے میں لکھ دی انہوں نے آپ کے لیے اپنے کجاوے اور اپنے اونٹ کی اور پانچ وسق جو کی وصیت کی‘ نبی ﷺ نے اسے قبول کر لیا۔ اور اسے ان کے ورثاء پر واپس کر دیا۔

محمد بن سعد نے کہا کہ یہ تمہیں اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جن کا ذکر بدر میں کیا گیا ہے وہ سعد بن سعد بن مالک تھے ان کی وفات اس وقت ہوئی جب وہ بدر کی تیاری کر رہے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ وصیت کی۔

ابی اور عبدالمہیمن فرزندان عباس نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر میں ان کا حصہ لگایا۔ یہ ثابت نہیں ہے۔ راویانِ مغازی میں سے کسی نے اس کو بیان نہیں کیا۔

موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابو معشر نے سعد بن مالک اور ان کے فرزند سعد بن سعد کا ان لوگوں میں ذکر نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں حاضر تھے۔

ہمارے نزدیک یہ بھی ثابت ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی بدر میں حاضر نہ تھا شاید وہ روانگی کی تیاری کر رہے ہوں اور پھر اس کے قبل مر گئے ہوں۔ جیسا کہ ابی وعبدالمہیمن فرزندان عباس نے اپنی حدیث میں روایت کی ہے‘ سعد بن سعد بن مالک کی بقیہ اولاد ہے۔

حضرت مالک بن عمرو النجاری رضی اللہ عنہ:

ہم نے کتاب نسب انصار میں دیکھا مگر اس میں ان کا نسب نہیں پایا۔ ہم نے مالک بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول پایا۔ وہ عامر بن مالک بن النجار تھے۔ مالک بن عمرو وہی ہیں جنہیں ہم نے نسب الانصار میں اس طرح پایا کہ حارث بن الصمہ بن عمرو کے چچا ہیں' میں انہیں یہ نہیں سمجھتا۔

یعقوب بن محمد الظفری نے اپنے والد سے روایت کی کہ مالک بن عمرو النجار کی وفات جمعہ کے روز ہوئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر گئے اور آپ نے اپنی زرہ پہنی کہ احد روانہ ہوں تو آپ اس وقت نکلے جب مالک مقام جنائز کے پاس رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان پر نماز پڑھی پھر اپنا گھوڑا منگا اور سوار ہو کے احد روانہ ہو گئے۔

حضرت خلاد بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن النعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کی والدہ ادام بنت القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ۔ وہ اپنے بھائی خالد بن قیس بن النعمان بن سنان بن عبید کے ساتھ بدر میں حاضر تھے۔

محمد بن اسحاق وموسیٰ بن عقبہ وابومعشر ومحمد بن عمر نے ان کو ان لوگوں میں بیان نہیں کیا جو بدر میں شریک تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں اسے (یعنی قول عبداللہ) کو درست نہیں سمجھتا' اس لیے کہ یہ لوگ (یعنی موسیٰ بن عقبہ وغیرہ) بہ نسبت اوروں کے سیرت ومغازی کے زیادہ جاننے والے ہیں' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے جو روایت کی میں اسے درست نہیں سمجھتا۔ خلاد بن قیس کا اسلام قدیم تھا۔

حضرت عبداللہ بن خیثمہ رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کی والدہ عائشہ بنت زید بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں' عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ وہ اپنے دونوں چچا معبد وعبداللہ فرزندان قیس بن صیفی کے ہمراہ بدر میں حاضر تھے۔ موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو بدر میں حاضر تھے۔

عبداللہ بن خیثمہ کی جب وفات ہوئی تو ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کا

طبقۂ ثانیہ

حبشہ کو ہجرت کرنے والے اور غزوۂ احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہونے والے

بنی ہاشم بن عبد مناف کے مہاجرین

حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

عباس رضی اللہ عنہ کی والدہ نتیلہ بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامرہ بن زید مناۃ بن عامر تھیں' ابن عامر الضحیان بن سعد بن الخزرج بن تیم اللہ بن النمر بن قاسط بن ہنب بن اقصیٰ بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالفضل تھی۔

شعبہ مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ میرے والد عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اصحاب فیل کے آنے سے تین سال پہلے پیدا ہوئے اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سال بڑے تھے۔

ازواج واولاد:

لوگوں نے بیان کیا کہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں فضل ان کے سب سے بڑے بیٹے تھے انہیں سے ان کی کنیت ابوالفضل تھی' وہ خوبصورت تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج میں انہیں اونٹ پر ہم نشین (ردیف) بنایا تھا۔ شام میں طاعون عمواس میں ان کی وفات ہوئی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بڑے زبردست عالم تھے ان کی ترقی علم کے لیے رسول اللہ ﷺ نے دعاء فرمائی تھی' وفات طائف میں ہوئی' بقیہ اولاد تھی۔

عبیداللہ بخشش کرنے والے بڑے سخی اور مالدار تھے۔ وفات مدینہ میں ہوئی بقیہ اولاد تھی۔ عبدالرحمٰن' وفات شام میں ہوئی بقیہ اولاد نہ تھی۔

قثم' انہیں نبی ﷺ کے ساتھ شکل وشمائل میں تشبیہ دی جاتی تھی مجاہد بن کے خراسان گئے تھے' سمرقند میں وفات ہوگئی بقیہ اولاد نہ تھی۔

معبد' افریقہ میں شہید ہوئے' بقیہ اولاد نہ تھی۔ ام حبیبہ بنت العباس۔

ان سب کی والدہ ام الفضل تھیں جو لبابۃ الکبریٰ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الہرم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر تھیں۔ ام الفضل کے بطن سے عباس رضی اللہ عنہ کے ان بیٹوں کی نسبت عبداللہ بن یزید الہلالی نے قطعہ کہا:

ماولدت نجيبة من فحل　　بجبل تعلمه او سهل

''کسی شریف عورت نے کسی شوہر سے ایسے بچے نہیں جنے' کسی پہاڑ میں جسے تو جانتا ہو یا زمین پر۔

كستة من بطن ام الفضل　　اكرم بها من كهلة و كهل

مثل ان چھ بچوں کے جو ام الفضل کے بطن سے ہیں۔ جو ادھیڑ بیوی اور ادھیڑ میاں سے کیسے اچھے ہیں''۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم نے ایک ماں اور ایک باپ کی اولاد کی قبور کو بھی ایک دوسرے سے اتنا بعید نہیں دیکھا جتنا کہ عباس بن عبدالمطلب کے ان لڑکوں کی قبریں جو ام الفضل سے تھے۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد ام الفضل کے علاوہ دوسری بیویوں سے بھی تھی۔ کثیر بن العباس بن عبدالمطلب۔ فقیہ ومحدث تھے تمام بن العباس اپنے معاصرین میں سب سے سخت تھے۔ صفیہ اور امیمہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

حارث بن العباس' ان کی والدہ حجیلہ بنت جندب بن الربیع بن عامر بن کعب بن عمرو بن الحارث بن کعب بن عمرو بن سعد بن مالک بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار تھیں' حارث کی بقیہ اولاد تھی جن میں السری بن عبداللہ والی یمامہ تھے کثیر اور تمام کی اولاد آج نہیں ہے۔

بیعت عقبہ میں آپ کا کردار:

ابی البداح بن عاصم بن عدی بن عبدالرحمٰن بن عویم بن ساعدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ہم مکہ آئے تو مجھ سے سعد بن خیثمہ ومعن بن عدی وعبداللہ بن جبیر نے کہا کہ اے عویم ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو کہ آپ پر اسلام لائیں' ہم نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ حالانکہ آپ پر ایمان لائے ہیں۔

میں ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا مجھ سے کہا گیا کہ آپ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے مکان پر ہیں' ہم لوگ ان کے

پاس گئے۔ سلام کیا اور کہا کہ ہم لوگ کب ملاقات کر سکیں گے۔ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے ساتھ تمہاری قوم کا وہ شخص بھی ہے جو تمہارا مخالف ہے لہٰذا اپنا معاملہ اس وقت تک پوشیدہ رکھو کہ یہ حجاج چھنٹ جائیں' اس وقت ہم اور تم ملاقات کریں اور تمہارے لیے اس امر کو واضح کریں' پھر تم لوگ امر بین کی بنا پر داخل ہو گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس شب کا وعدہ فرمایا جس کی صبح کو نفر آخر (یعنی ۱۳رذی الحجہ کا دن) تھا کہ آپ ان لوگوں کے پاس عقبہ کے نیچے آئیں گے جہاں آج مسجد ہے۔ انہیں آپ نے یہ حکم دیا کہ نہ کسی سونے والے کو بیدار کریں اور نہ کسی غائب کا انتظار کریں۔

معاذ بن رفاعہ بن رافع سے مروی ہے کہ اس کے بعد شب نفر اول (شب ۱۲رذی الحجہ) یہ قوم روانہ ہوئی لوگ پوشیدہ طور پر جا رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ آپ کے ہمرکاب عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تھے ان کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام معاملات میں ان پر اعتماد فرماتے تھے۔

جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کلام شروع کیا' انہوں نے کہا: اے گروہ خزرج (قبیلہ اوس وخزرج کو ملا کر بھی خزرج پکارا جاتا تھا) تم لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جس بات کی طرف بلایا ہے اس بات کی طرف بلایا ہے (یعنی ہجرت مدینہ کی طرف) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے قبیلے کے معزز لوگ حفاظت کرتے ہیں' واللہ ہم میں جو ان کے قول پر ہیں وہ بھی جو ان کے قول پر نہیں ہیں وہ بھی حسب ونسب وشرف کی وجہ سے ان کے محافظ ہیں سوائے تمہارے سب لوگوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعوت رد کی ہے اگر تم لوگ اہل قوت وشجاعت اور جنگ کا تجربہ رکھنے والے اور سارے عرب کی عداوت میں ثابت قدم رہنے والے ہو تو دعوت دو' کیونکہ عرب سب مل کے تمہیں ایک ہی کمان سے تیر ماریں گے۔ لہٰذا اپنی رائے پر غور کر لو اپنے معاملے میں مشورہ کر لو اور بغیر اپنے اتفاق واجتماع کے یہاں سے نہ جاؤ۔ سب سے اچھی بات یہ ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو۔ مجھے خاص کر جنگ کا اندیشہ ہے تم لوگ اپنے دشمن سے کس طرح جنگ کرو گے۔

قوم نے سکوت کیا عبداللہ بن عمرو بن حرام نے جواب میں کہا کہ واللہ ہم لوگ اہل جنگ ہیں جو ہمیں غذا میں دی گئی ہے ہمیں اس کا خوگر بنایا گیا ہے ہم نے اپنے بزرگوں میں یکے بعد دیگرے اسے میراث میں پایا ہے ہم فنا ہونے تک تیر اندازی کریں گے نیزوں کے ٹوٹنے تک نیزہ بازی کریں گے' ہم تلواریں چلائیں گے ہم اسے اس وقت تک چلائیں گے جب تک کہ ہم میں سے یا ہمارے دشمن میں سے جو جلدی مرنے والا ہے وہ نہ مر جائے۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک تم لوگ اہل جنگ ہو کیا تمہارے پاس زرہیں ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں موجود ہیں۔

براء بن معرور نے کہا: اے عباس! تم نے جو کچھ کہا وہ ہم نے سنا۔ واللہ اگر ہمارے دل میں اس کے علاوہ ہوتا جو عبداللہ بن عمرو نے کہا تو ہم اسے ضرور کہہ دیتے ہم لوگ وفا وصدق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانیں قربان کرنا چاہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تلاوت فرمائی' انہیں اللہ کی طرف دعوت دی' اسلام کی رغبت دلائی اور وہ امر بیان فرمایا جس

کے لیے وہ لوگ جمع ہوئے تھے۔

براء بن معرور نے ایمان وتصدیق کے ساتھ اس کو قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر انہیں بیعت کیا' عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس شب کو رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑے ہوئے آپ کے لیے انصار پر بیعت کو مؤکد کر رہے تھے۔

سفیان بن ابی العوجاء سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو اس شب کو ان لوگوں کے پاس موجود تھا کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اے گروہ انصار اپنے گروہ کو پوشیدہ رکھنا کیونکہ ہم پر مخبر لگے ہوئے ہیں۔ اپنے سن رسیدہ لوگوں کو آگے کرو وہ لوگ تم سے ہمارے کلام کے نگران ومحافظ بن جائیں' ہمیں تم پر تمہاری قوم سے اندیشہ ہے جب تم لوگ بیعت کر چکو تو اپنے اپنے مقامات میں منتشر ہو جاؤ اور اپنا حال پوشیدہ رکھو۔ اگر تم نے اس امر کو اتنا پوشیدہ رکھا کہ یہ موسم چھنٹ جائے تو تم لوگ مرد ہو اور تم لوگ آج کے بعد کے لیے بھی ہو۔

براء بن معرور نے کہا کہ اے ابوالفضل ہماری بات سنو' عباس رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے' براء نے کہا' واللہ تم جس امر کو چاہتے ہو ہم پوشیدہ رکھیں تو وہ تمہارے لیے ہمارے پاس پوشیدہ رہے گا۔ وہ چیز ظاہر کی جائے گی جسے تم چاہتے ہو کہ ہم ظاہر کریں اور اپنی جان قربان کریں اور اپنی جانب سے اپنے پروردگار کو راضی کریں' ہم لوگ بہت بڑے گروہ والے اور کافی حفاظت وغلبے والے ہیں ہم لوگ جس سنگ پرستی پر تھے اس پر تھے ہم لوگ جیسے تھے ویسے تھے' آج ہمارے ساتھ کیونکر ہوگا جب کہ اللہ نے ہمیں وہ چیز دکھادی جو ہمارے اغیار پر پوشیدہ رکھی ہماری محمد ﷺ سے تائید کی (یارسول اللہ) آپ اپنا ہاتھ پھیلایئے۔

سب سے پہلے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر (بیعت کے لیے ہاتھ) مارا وہ براء بن معرور تھے۔ ایک قول ہے کہ ابوالہیثم بن التیہان تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ اسعد بن زرارہ تھے۔

سلیمان بن سحیم سے مروی ہے کہ اوس وخزرج نے باہم اس شخص کے بارے میں فخر کیا جس نے لیلۃ العقبہ میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی لوگوں نے کہا کہ اس کو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے عباس سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ اسے مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے' سب سے پہلے اس شب کو جس نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی وہ اسعد بن زرارہ تھے پھر ان کے بعد براء بن معرور' پھر اسید بن الحضیر۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ لیلۃ العقبہ میں درخت کے نیچے ستر انصار کے پاس جو سب کے سب ذی رتبہ تھے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو لے گئے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارا مقرر تقریر شروع کرے مگر خطبے میں طول نہ دے۔ تم پر مشرکین کے جاسوس ہیں اگر ان لوگوں کو علم ہو جائے گا تو وہ تمہیں رسوا کریں گے۔

ان میں سے ایک خطیب نے جو ابوامامہ اسعد بن زرارہ تھے کہا کہ یا محمد (ﷺ) آپ اپنے پروردگار کے لیے ہم سے جو چاہیں مانگیں اپنے اور اپنے اصحاب کے لیے جو چاہیں طلب کریں۔ مگر ہمیں یہ بتا دیجئے کہ جب ہم ایسا کریں تو ہمارے لیے اللہ کے پاس کیا ثواب ہے اور آپ لوگوں کے ذمہ کیا ہے۔

فرمایا: میں اپنے پروردگار کے لیے تم لوگوں سے یہ طلب کرتا ہوں کہ اسی کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

اپنے اور اپنے اصحاب کے لیے تم سے یہ طلب کرتا ہوں کہ ہمیں ٹھکانا دو اور ہماری مدد کرو جس چیز سے اپنی حفاظت کرتے ہو اس سے ہماری حفاظت بھی کرو۔

اسعد بن زرارہ نے پوچھا کہ ہم یہ کریں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا: جنت' عرض کی: پھر آپ کے لیے بھی وہ ہے جو آپ نے طلب فرمایا۔

شعبی جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ بوڑھوں اور جوانوں نے اس سے مختصر اور اس سے بلیغ خطبہ نہیں سنا۔

بدر میں زبردستی لیجایا جانا:

عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ قریش جب بدر کی طرف روانہ ہوئے تو مرالظہر ان میں تھے کہ ابوجہل اپنے خواب سے بیدار ہوا' اس نے پکار کر کہا:

اے گروہ قریش! کیا تمہاری عقل پر تباہی نہ ہوگی' تم نے کیا کیا کہ بنی ہاشم کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا۔ اگر محمد ﷺ تم پر فتح مند ہو گئے تو اس سے وہ بھی اس کے مثل ہو جائیں گے اور اگر تم محمد ﷺ پر فتح مند ہو گئے تو وہ لوگ تمہارا انتقام عنقریب تم سے' تمہاری اولاد سے اور تمہارے اعزہ سے لیں گے' لہٰذا تم انہیں اپنے صحن اور اپنے میدان میں نہ چھوڑ و انہیں اپنے ساتھ لے چلو خواہ ان سے کام نہ نکلے۔

لوگ ان کے پاس واپس گئے' عباس بن عبدالمطلب اور نوفل اور طالب اور عقیل کو زبردستی اپنے ساتھ لے لیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم بنی ہاشم میں سے جو لوگ مکہ میں تھے وہ اسلام لے آئے تھے' لیکن ظاہر کرتے ڈرتے تھے کہ ابولہب اور قریش حملہ کر کے انہیں مقید کر دیں گے جیسا کہ بنی مخزوم نے سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ وغیرہ کو پابہ زنجیر کر دیا تھا اسی لیے غزوۂ بدر میں نبی ﷺ نے فرما دیا کہ تم میں سے جو شخص عباس' طالب' عقیل' نوفل اور ابوسفیان سے ملے تو انہیں قتل نہ کرے کیونکہ یہ لوگ زبردستی لائے گئے ہیں۔

ابورافع مولائے عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔ اسلام ہم اہل بیت میں داخل ہو چکا تھا' عباس اسلام لے آئے تھے' ام الفضل اسلام لے آئی تھیں اور میں بھی اسلام لے آیا تھا' عباس اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور ان کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے' اپنا اسلام چھپاتے تھے' وہ مالدار تھے ان کا مال قوم میں پھیلا ہوا تھا۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ بدر گئے' حالانکہ اسلام پر تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر میں نبی ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی ہاشم وغیرہم کے کچھ لوگ زبردستی لائے گئے ہیں ان کو اس جنگ سے کچھ سروکار نہیں' تم میں سے کوئی شخص بنی ہاشم کے کسی شخص سے ملے تو اسے قتل نہ کرے کیونکہ وہ زبردستی لائے گئے ہیں۔

ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ ہم اپنے باپ' بیٹوں' بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کریں گے اور عباس کو چھوڑ دیں گے؟

واللہ اگر میں ان سے ملوں گا تو ضرور بضرور تلوار سے ان کی ہڈیوں کا گوشت جدا کر دوں گا۔

یہ گفتگو رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابوحفص (عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ یہ پہلا دن تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوحفص کی کنیت سے مجھے پکارا) کیا رسول اللہ ﷺ کے چچا کے منہ پر تلوار ماری جائے گی؟'' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے ابوحذیفہ کی گردن مار دینے دیجئے کیونکہ وہ منافق ہو گیا ہے۔

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ اپنی گفتگو پر نادم ہوئے' وہ کہا کرتے تھے کہ واللہ میں اپنے اس کلمے سے جو اس روز کہا بے خوف نہیں ہوں۔ میں برابر اس سے خوف میں رہوں گا سوائے اس کے کہ اللہ عزوجل بذریعہ شہادت مجھ سے اس کا کفارہ کر دے وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر میں جس وقت رسول اللہ ﷺ مشرکین سے ملے تو فرمایا کہ جو شخص بنی ہاشم کے کسی فرد سے ملے تو اسے قتل نہ کرے کیونکہ وہ لوگ زبردستی مکہ سے نکالے گئے ہیں ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ واللہ میں تو ان میں سے جس سے ملوں گا اسے ضرور قتل کر دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ایسا ایسا کہا ہے' عرض کی' جی ہاں' یا رسول اللہ ﷺ جب میں اپنے باپ اور چچا اور بھائی کو مقتول دیکھوں گا تو یہ مجھ پر گراں گزرے گا' میں نے جو کہا وہ کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہارے باپ چچا اور بھائی جنگ کی خاطر خوشی خوشی بغیر جبر و کراہ کے نکلے ہیں' یہ لوگ تو زبردستی بلا رضا و رغبت لڑائی کے لیے نکالے گئے ہیں۔

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ جب غزوۂ بدر ہوا تو قریش بنی ہاشم اور ان کے حلفاء ایک خیمے میں جمع کیے گئے' مشرکین نے ان سے اندیشہ کیا۔ ان پر ان لوگوں کو مقرر کیا جو ان کی حفاظت کریں۔ اور انہیں روکے رکھیں۔ ان میں سے حکیم بن حزام بھی تھا۔

اسیران بدر میں شمار:

عبید بن اوس سے جو بنی ظفر کے قیدیوں کے محافظ تھے مروی ہے کہ غزوۂ بدر ہوا تو میں نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور عقیل و عباس کے فہری حلیف کو گرفتار کر لیا۔ میں نے عباس اور عقیل کو رسی سے باندھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو دیکھا تو میرا نام مقرن (رسی سے باندھنے والا) رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ ان دونوں پر ایک سبز رنگ کے فرشتے نے تمہاری مدد کی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس شخص نے عباس کو گرفتار کیا وہ ابوالیسر کعب بن عمرو برادر بنی سلمہ تھے' ابوالیسر دبلے پتلے آدمی تھے اور عباس رضی اللہ عنہ بھاری جسم کے' رسول اللہ ﷺ نے ابوالیسر سے فرمایا کہ اے ابوالیسر تم نے عباس کو کس طرح اسیر کر لیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ان پر ایک شخص نے میری مدد کی جس کو نہ میں نے کبھی دیکھا تھا نہ بعد کو اس کی ہیئت ایسی ایسی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان پر ایک بزرگ فرشتے نے تمہاری مدد کی۔

محمد بن اسحاق کے علاوہ ایک دوسرے راوی نے اپنی حدیث میں اتنا اور کہا کہ ابوالیسر غزوۂ بدر میں عباس بن عبدالمطلب

کے پاس پہنچے جو بت کی طرح کھڑے تھے۔ ان سے کہا کہ تمہیں تمہارے کیے کی جزا ملے' کیا تم اپنے بھتیجے کو قتل کرو گے؟ عباس نے کہا کہ محمد کیا ہوئے کیا وہ قتل نہیں ہوئے؟ ابوالیسر نے کہا کہ اللہ بڑا غالب و بڑا مددگار ہے' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہر چیز باطل ہے۔ تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے قتل سے منع کیا ہے' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ان کی پہلی نیکی اور احسان نہیں ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر میں قوم نے اس حالت میں شام کی کہ قیدی بیڑیوں میں محبوس تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائی شب بیداری میں گزاری آپ سے اصحاب نے کہا کہ یارسول اللہ آپ کو کیا ہوا کہ آپ سوتے نہیں' فرمایا کہ میں نے عباس کی آہ بیڑیاں پہنے ہوئے سنی' لوگ اٹھ کر عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہیں کھول دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ جب بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس رات کو جاگتے رہے' بعض اصحاب نے کہا کہ یا نبی اللہ آپ کو کیا چیز جگا رہی ہے' فرمایا عباس کی آہ! ایک آدمی اٹھا اوران کی بیڑی ڈھیلی کردی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے کہ اب میں عباس کی آہ نہیں سنتا جماعت میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے کسی قدر ان کی بیڑی ڈھیلی کردی ہے' فرمایا' یہی تمام قیدیوں کے ساتھ کرو۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ جس وقت عباس بن عبدالمطلب قیدیوں کے ساتھ لائے گئے تو ان کے لیے ایک کرتہ درکار ہوا۔ لوگوں نے یثرب میں کوئی کرتہ ایسا نہ پایا جو ان کے ٹھیک ہوتا۔ سوائے عبداللہ بن ابی کے کرتے کے جو انہوں نے اپنے والد کو پہنا دیا تھا اوران کے پاس تھا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جس وقت عباس رضی اللہ عنہ قید کیے گئے تو کوئی کرتہ نہ ملا جو ان کے ٹھیک ہوتا سوائے ابن ابی کے کرتے کے۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جس وقت مدینہ لائے گئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے عباس اپنا' اپنے بھتیجے عقیل بن ابی طالب' نوفل بن الحارث اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو بن حجدم برادر بنی الحارث بن فہر کا فدیہ دو کیونکہ تم مالدار ہو۔

انہوں نے کہا' یارسول اللہ میں تو مسلمان تھا۔ لیکن قوم نے مجھ پر جبر کیا' فرمایا جو کچھ تم بیان کرتے ہو اگر حق ہے تو اللہ تمہارے اسلام کو زیادہ جانتا ہے تمہیں وہ اس کا اجر دے گا۔ لیکن تمہارا ظاہر حال وہی ہے جو ہمارے سامنے تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بیس اوقیہ سونا لینے کو فرمایا' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میرا فدیہ میرے ہی لیے ہوگا (یعنی مجھ ہی کو مل جائے گا) فرمایا نہیں۔ یہ تو وہ چیز ہے جو اللہ نے تم سے ہمیں دلائی ہے' عرض کی: میرے پاس مال نہیں ہے۔

فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے جو تم نے روانگی کے وقت مکہ میں ام الفضل بنت الحارث کے پاس رکھا تھا جبکہ تم دونوں کے ساتھ کوئی نہ تھا؟ تم نے ان سے کہا تھا کہ اگر مجھے اس سفر میں موت آ گئی تو فضل کے لیے اتنا اتنا اور عبداللہ کے لیے اتنا اتنا ہے۔ انہوں

نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا کہ اس کا سوائے میرے اور ام الفضل کے کسی کو علم نہ تھا۔ میں ضرور جانتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ عباس نے اپنا۔ اپنے بھتیجے کا اور اپنے حلیف کا فدیہ ادا کر دیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ کسی انصاری نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی' ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اپنے بھتیجے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ان کا فدیہ چھوڑ دیں فرمایا نہیں ایک درم بھی نہیں۔

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا اور اپنے بھتیجے عقیل کا فدیہ ۸۰ اوقیہ سونا ادا کیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک ہزار دینار۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عباس رضی اللہ عنہ مکہ گئے انہوں نے اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ بھیج دیا مگر حلیف کا فدیہ نہیں بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں خبر دی' ابورافع' غلام جو عباس رضی اللہ عنہ کا فدیہ لائے تھے واپس چلے گئے عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم سے کیا فرمایا تو انہوں نے قصہ بیان کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس سے زیادہ کون سا قول سخت ہوگا۔ قبل اس کے کہ تم اپنا کجاوا اتارو میں باقی بھی روانہ کر دوں گا وہ لے گئے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے ان سب کا فدیہ ادا کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت:

﴿ یآیها النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسرٰی ان یعلم اللّٰه فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرًا مما اخذ منکم ویغفر لکم واللّٰه غفور رحیم ﴾

اے نبی! ان قیدیوں سے کہہ دو جو تم لوگوں کے قبضے میں ہیں کہ اگر اللہ تمہارے قلوب میں خیر جانے گا تو جو تم سے لیا گیا اس کے عوض میں تمہیں خیر دے گا اور تمہاری مغفرت کرے گا اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے''۔

کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ آیت بدر کے قیدیوں کے بارے میں نازل ہوئی جن میں عباس بن عبدالمطلب' نوفل بن الحارث' اور عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں تھے جو اس روز گرفتار کیے گئے تھے۔ ان کے پاس بیس اوقیہ سونا تھا۔

ابو صالح مولائے ام ہانی نے کہا کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ وہ سونا مجھ سے لے لیا گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ اسی کو میرا فدیہ کر دیں آپ نے اس سے انکار فرمایا۔ پھر اللہ نے مجھے اس کے عوض بیس غلام دے دیئے کہ ہر ایک کا اندازہ بیس اقیہ کے برابر کیا جاتا ہے۔ مجھے زمزم عطا کیا جس کے بدلے مجھے اہل مکہ کا تمام مال بھی پسند نہیں اور مجھے اپنے پروردگار سے مغفرت کی امید بھی ہے۔

خفیہ مال کے بارے میں حضور علیہ السلام کا اطلاع دینا:

رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر عقیل بن ابی طالب کے فدیہ کا بار ڈالا تو عرض کی یا رسول اللہ آپ نے میری وہ حالت کر دی کہ جب تک زندہ رہوں لوگوں سے بھیک مانگتا رہوں۔ فرمایا کہ اے عباس سونا کہاں ہے؟ عرض کی کون سا سونا؟ فرمایا وہ جو تم نے روانگی کے دن ام الفضل کو دیا اور ان سے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ اس موقع پر کیا پیش آئے گا۔ لہٰذا یہ تمہارے لیے اور فضل' عبداللہ'

عبیداللہ اور قثم کے لیے ہے۔

عرض کی اس کی آپ کو کس نے خبر دی؟ واللہ سوائے میرے اور ام الفضل کے کسی کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے خبر دی' عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں اور بے شک آپ سچے ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

فدیہ کا بدلہ دنیا میں:

اللہ کے قول ﴿ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا﴾ (اگر اللہ کو تمہارے قلب میں خیر معلوم ہوگی) کا یہی مطلب ہے جس کو اس نے سچ کہا ہے) ﴿یوتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفرلکم واللّٰہ غفور رحیم﴾ (تم سے جو کچھ لیا گیا ہے اس کے عوض تمہیں اس سے بہتر دے گا۔ اور تمہاری مغفرت کرے گا۔ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے) اس نے مجھے بجائے بیس اوقیہ سونے کے عوض بیس غلام عطا کیے اور اب میں اپنے رب کی طرف سے مغفرت کا منتظر ہوں۔

حمید بن ہلال العدوی سے مروی ہے کہ علاء الحضرمی نے بحرین سے رسول اللہ ﷺ کو ۸۰ ہزار درہم بھیجے' اس سے قبل نہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس اتنا مال آیا تھا۔ حکم دیا کہ بوریے پر پھیلا دیا جائے' اور نماز کی اذان دے دی گئی۔

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مال کے پاس کھڑے ہو گئے لوگوں نے جس وقت مال دیکھا تو وہ بھی آئے۔ اس زمانے میں نہ شمار کرنے کا رواج تھا اور نہ وزن کا' سوائے مٹھی کے' عباس رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے یوم بدر میں اپنا اور عقیل بن ابی طالب کا فدیہ دیا تھا۔ جبکہ عقیل کے پاس کوئی مال نہ تھا۔ لہٰذا مجھے اس مال میں سے عطا فرمایئے' فرمایا لے لو!

عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر جو اوڑھے تھے بھر لی۔ جب چلنے کے لیے کھڑے ہوئے تو چل نہ سکے' رسول اللہ ﷺ کی طرف اپنا سر اٹھا کے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے اٹھوا دیجئے۔ آنحضرت ﷺ اتنا مسکرائے کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں اور فرمایا کہ ایک حصہ مال کا دوبارہ لے جانا۔ اتنا لے جاؤ جتنی تمہیں طاقت ہو۔

وہ اس مال کو لے گئے اور کہتے تھے کہ اللہ نے جو دو وعدے کیے تھے ان میں سے ایک پورا کر دیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ دوسرے وعدے میں کیا کرے گا ان کی مراد یہ آیت تھی:

﴿قل لمن فی ایدیکم من الاسرٰی ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفرلکم﴾

یہ اس سے بہتر ہے جو مجھ سے لیا گیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ مغفرت کے بارے میں میرے ساتھ کیا کرے گا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی ہاشم کے جتنے لوگ مشرکین کے ساتھ بدر میں حاضر تھے سب اسلام لے آئے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا اور اپنے بھتیجے عقیل کا فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد سب لوگ مکہ واپس آئے بعد کو ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔

اسحاق بن الفضل نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ عقیل بن ابی طالب نے نبی ﷺ سے کہا کہ آپ نے جن اشراف کو قبول کر لیا آیا ہم لوگ انہیں میں سے ہیں' پھر کہا کہ ابوجہل قتل کر دیا گیا۔ فرمایا کہ اب تو وادی (مکہ) بالکل تمہارے ہی لیے ہو گئی۔

عقیل نے عرض کی کہ آپ کے اہل بیت میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اسلام نہ لے آیا ہو۔ فرمایا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ میرے ساتھ شامل ہو جائیں (اور میرے ہی ساتھ مدینے میں رہیں)۔

جب عقیل ان لوگوں کے پاس یہ گفتگو لے کر آئے تو وہ لوگ روانہ ہو گئے' بیان کیا گیا ہے کہ عباس اور نوفل اور عقیل مکہ لوٹ گئے جن کو اس کا حکم دیا گیا تھا تاکہ وہ لوگ جس طرح سقایہ و رفادہ و ریاست کا انتظام کرتے تھے بدستور کریں (سقایہ چاہ زمزم کا انتظام۔ رفادہ حجاج کی آسائش کے لیے مال جمع کرنا)۔

یہ ابولہب کی موت کے بعد ہوا' زمانۂ جاہلیت میں سقایہ و رفادہ و ریاست بنی ہاشم میں تھی' اس کے بعد ان لوگوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں اپنی اولاد و اعزہ کو بھی لے آئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت:

عباس بن عیسیٰ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب کی مکہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باریابی زمانۂ خندق میں ہوئی تھی' ان دونوں کی روانگی کے وقت مقام ابواء تک ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب نے مشایعت کی' جب ربیعہ نے مکہ جانے کا ارادہ کیا تو ان سے ان کے چچا عباس اور بھائی نوفل بن الحارث نے کہا کہ تم کہاں دارالشرک میں واپس جاتے ہو' جہاں لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرتے ہیں اور آپ کی تکذیب کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غالب ہو گئے ہیں اور آپ کے اصحاب بھی بہت ہو گئے ہیں' ہمارے ساتھ چلو۔ ربیعہ بھی ان دونوں کے ہمراہ روانہ ہو گئے اور یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلم مہاجر بن کے آئے۔

ابن عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس سے مروی ہے کہ ان کے دادا عباس خود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک ہی قافلے میں آئے جس کا نام قافلۂ ابی شمر تھا یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح خیبر کے دن الجحفہ میں اترے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ ہم الجحفہ میں اترے ہیں اور شرف باریابی کا ارادہ رکھتے ہیں' یہ روز فتح خیبر کا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کو خیبر میں حصہ دیا۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمر سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ وہم ہے' اہل علم و روایت کو اس میں کچھ شک نہیں کہ عباس رضی اللہ عنہ مکہ میں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کر لیا تھا۔ حجاج بن علاط السلمی نے آ کر (اپنا قرض وصول کرنے کے لیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قریش کو وہ خبر دے دی جو وہ لوگ چاہتے تھے کہ آپ پر فتح حاصل کر لی گئی اور آپ کے اصحاب قتل کر دیئے گئے' قریش اس سے مسرور ہوئے عباس کو اس خبر نے خاموش کر دیا۔ انہیں ناگوار ہوا' اپنا دروازہ کھول دیا اور اپنے بیٹے قثم کو سینے پر بٹھالیا اور یہ کہنے لگے:

ياقثم يا شبة ذي الكرم۔ (اے قثم اے کرم والے کے مثل)۔

عباس رضی اللہ عنہ اسی حالت میں تھے کہ ان کے پاس حجاج آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی کی خبر دی اور کہا کہ آپ نے خیبر فتح کر لیا اور جو کچھ اس میں تھا وہ سب اللہ نے آپ کو غنیمت میں دے دیا عباس رضی اللہ عنہ اس سے مسرور ہوئے' انہوں نے اپنے کپڑے پہنے صبح کے وقت مسجد حرام گئے بیت اللہ کا طواف کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی' فتح خیبر کی خوشخبری اور یہ اطلاع کہ اللہ نے اہل خیبر

کے اموال آپ کو غنیمت میں دیئے قریش کو دی' مشرکین رنجیدہ ہوئے انہیں یہ ناگوار ہوا اور معلوم ہو گیا کہ حجاج ان سے جھوٹ بولے تھے۔

وہ مسلمان جو مکہ میں تھے خوش ہوئے' عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی پر مبارکباد دی' اس کے بعد عباس رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں قدم بوس ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیبر کی کھجور میں سے دو سو وسق سالانہ کی جاگیر عطا فرمائی' وہ آپ کے ہمرکاب مکہ روانہ ہوئے' فتح مکہ حنین طائف اور تبوک میں شریک تھے غزوۂ حنین میں جب لوگ آپ کے پاس سے بھاگے تو وہ اہل بیت کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

کثیر بن عباس بن عبدالمطلب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں یوم حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھا۔ میں اور ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب اس طرح آپ کے ہمرکاب رہے کہ آپ سے جدا نہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ جو فروہ بن نفاثہ الجذامی نے بطور ہدیہ دیا تھا۔

مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہوا تو اول الذکر پشت پھیر کر بھاگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر کو ایڑ مار کر کفار کی طرف بڑھانے لگے' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لگام پکڑے ہوئے اسے تیزی سے روک رہا تھا' ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس لوگوں کو ندا دو کہ اے اصحاب سمرہ (اے ببول کے درخت والو)۔ ❶

عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بلند آواز آدمی تھا۔ میں نے اپنی بلند آواز سے کہا کہ اصحاب سمرہ کہاں ہیں' واللہ جس وقت انہوں نے میری آواز سنی تو ان کا پلٹنا اس طرح تھا جیسے گائے کا پلٹنا اپنے بچوں کی طرف ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا" یا لبیک یا لبیک" (اے پکارنے والے ہم حاضر ہیں اے پکارنے والے ہم حاضر ہیں) انہوں نے کفار سے جنگ کی دعوت (ندا) انصار میں تھی جو کہہ رہے تھے کہ اے گروہ انصار اے گروہ انصار' پھر صرف بنی الحارث بن الخزرج میں رہ گئی جو پکار رہے تھے کہ اے بنی الحارث بن الخزرج اے بنی الحارث!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر دوڑائی۔ آپ اپنے خچر پر تھے اور گویا گردن اٹھا کے میدان جنگ کی طرف دیکھ رہے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وقت ہے کہ تنور گرم ہو گیا ہے' (یعنی جنگ زوروں پر ہے) آپ نے چند کنکریاں لے کے کفار کے چہروں پر ماریں اور فرمایا رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم' بھاگو۔

میں دیکھتا گیا کہ جنگ اپنی اسی ہیبت پر تھی کہ جس پر پہلے دیکھی تھی اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کنکریاں ماریں اور خود سوار ہو گئے۔ آناً فاناً مشرکین کی تلواروں کی دھاریں کند پڑ گئیں ان کی حالت برگشتہ ہو گئی اور اللہ نے انہیں شکست دے دی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ یوم حنین میں جب لوگ بھاگے تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تھے ان

---

❶ ان لوگوں نے حدیبیہ میں ببول کے درخت کے نیچے بیعت کی تھی' اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لقب سے ندا دلوائی۔

سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو ندا دو وہ بلند آواز آدمی تھے ایک ایک قبیلے کو اس طرح ندا دو کہ اے گروہ مہاجرین اے گروہ انصار اے اصحاب سمرہ یعنی اس درخت رضوان والو جس کے نیچے انہوں نے بیعت کی تھی اے اصحاب سورۂ بقرہ وہ برابر ندا دیتے رہے یہاں تک کہ لوگ ایک ہی طرف رخ کر کے (آپ کی جانب) متوجہ ہو گئے۔

ابو عبداللہ الایلی سے مروی ہے کہ غزہ کا اسقف (پادری) تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ہاشم و عبد شمس جو تاجر تھے میرے پاس مرے یہ ان دونوں کا مال ہے۔ نبی ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ ہاشم کا مال بنی ہاشم کے بوڑھوں پر تقسیم کر دو ابوسفیان بن حرب کو بلایا اور فرمایا کہ عبد شمس کا مال عبد شمس کی معمر اولاد پر تقسیم کر دو۔

سلیمان بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب اور نوفل بن الحارث رضی اللہ عنہما جب ہجرت کر کے مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان عقد مواخات کیا' مدینہ میں ایک ہی جگہ زمین عطا فرمائی اور وسط میں ایک دیوار سے آڑ کر دی دونوں ایک ہی مقام پر باہم پڑوسی ہو گئے۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی وہ شریک تھے اور شرکت میں ان کا مال برابر تھا۔ باہم محبت اور خلوص رکھنے والے تھے۔

نوفل کا مکان جو انہیں رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا تھا مقام رحبۃ القضاء میں اس جگہ تھا جہاں قریب ہی رسول اللہ ﷺ کی مسجد تھی وہ مقام آج بھی رحبۃ القضا میں ہے اور اس دارالامارۃ کے مقابل ہے جس کا نام آج دار مروان ہے۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا مکان جو انہیں رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا تھا۔ اس کے پڑوس میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی طرف دار مروان میں تھا یہ وہی دارالامارت تھا جس کا نام آج دار مروان ہے۔

آنحضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کو ایک اور مکان عطا فرمایا جو بازار میں اس مقام پر تھا جسے محرزہ ابن عباس کہتے تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کا پرنالہ:

عبید بن عباس سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ کا ایک پرنالہ عمر رضی اللہ عنہ کے راستے پر تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن کپڑے پہنے عباس رضی اللہ عنہ کے لیے دو چوزے ذبح کیے گئے تھے جب عمر رضی اللہ عنہ پرنالے کے پاس پہنچے تو اس میں وہ پانی ڈالا گیا جس میں چوزوں کا خون تھا۔ پانی بہہ کر عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ انہوں نے اس کے اکھاڑنے کا حکم دیا اور واپس ہو گئے۔ کپڑے اتار کے دوسرے پہنے پھر آئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

ان کے پاس عباس رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ واللہ اس پرنالے کا مقام وہی ہے جہاں اس کو رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم میری پیٹھ پر چڑھو اور اسے اسی مقام پر رکھو جہاں رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے یہی کیا۔

یعقوب بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جمعے کے روز مکان سے روانہ ہوئے ان پر عباس رضی اللہ عنہ کا پرنالہ ٹپک گیا جو مسجد نبوی ﷺ کو جاتے ہوئے راستے میں پڑتا تھا' عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اکھاڑ ڈالا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے میرا پرنالہ اکھاڑ ڈالا۔ واللہ وہ جس جگہ تھا وہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے نصب فرمایا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ضرور ہے کہ

تمہارے لیے میرے سوا کوئی سیڑھی نہ ہو اور اسے سوائے تمہارے کوئی ہاتھ نہ لگائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر بٹھایا' انہوں نے اپنے دونوں پاؤں عمر رضی اللہ عنہ کے شانوں پر رکھے اور پرنالہ دوبارہ اسی جگہ لگا دیا جہاں وہ پہلے تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کی قیمت:

سالم ابی النضر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب مسلمانوں کی کثرت ہوگئی تو مسجد ان کے لیے تنگ ہوگئی' عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے گرد کے تمام مکانات سوائے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے مکان اور امہات المومنین کے حجروں کے خرید لیے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابوالفضل مسلمانوں کی مسجد ان پر تنگ ہوگئی ہے۔ میں نے اس کے گرد کے تمام مکانات سوائے تمہارے مکان اور امہات المومنین کے حجروں کے خرید لیے ہیں۔ جن سے ہم مسلمانوں کی مسجد وسیع کریں گے لیکن امہات المومنین کے حجروں تک رسائی کی کوئی سبیل نہیں ہے بجز تمہارے مکان کے تم اسے بیت المال سے جس عوض میں چاہو میرے ہاتھ فروخت کردو کہ میں مسلمانوں کی مسجد وسیع کردوں عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم میری تین باتوں میں سے ایک بات مان لو یا تو اسے بیت المال سے جس قیمت پر چاہو میرے ہاتھ بیچ ڈالو یا مدینہ میں جہاں چاہو تمہیں زمین دیدوں اور تمہارے لیے بیت المال سے مکان بنادوں یا اسے مسلمانوں پر وقف کردو کہ ہم ان کی مسجد وسیع کریں۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں' ان میں سے مجھے ایک بھی شرط منظور نہیں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اپنے اور میرے درمیان جسے چاہو حکم کردو' انہوں نے کہا کہ ابی بن کعب' دونوں ابی کے پاس گئے اور ان سے قصہ بیان کیا۔ ابی نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں وہ حدیث بیان کروں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے' دونوں نے کہا کہ بیان کرو۔

انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ نے داؤد علیہ السلام کو وحی کی کہ میرے لیے ایک مکان بناؤ جس میں میرا ذکر کیا جائے انہوں نے بیت المقدس کا یہی خطہ معین کیا اتفاق ایسا ہوا کہ وہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے مکان سے مربع ہوتا تھا' داؤد نے اس سے درخواست کی کہ وہ اسے ان کے ہاتھ فروخت کردے' مگر اس نے انکار کیا' داؤد علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا کہ وہ مکان اس سے چھین لیں' اللہ نے انہیں وحی کی کہ اے داؤد علیہ السلام میں نے تمہیں یہ حکم دیا تھا کہ میرے لیے ایک گھر بناؤ جس میں میرا ذکر کیا جائے۔ تم نے یہ ارادہ کیا کہ میرے گھر میں غصب داخل کیا جائے حالانکہ غصب میری شان نہیں ہے۔ تمہاری سزا یہ ہے کہ تم اسے نہ بناؤ' انہوں نے کہا' یارب میری اولاد میں سے کوئی بنائے' فرمایا تمہاری اولاد میں سے کوئی بنائے گا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب کی تہمد کا کمر بند پکڑ کر کہا کہ میں تمہارے پاس ایک چیز لایا مگر تم وہ چیز لائے جو اس سے زیادہ ہے جو کچھ تم نے کہا اس کی وجہ سے تمہیں ضرور ضرور بری ہونا پڑے گا۔

عمر رضی اللہ عنہ انہیں گھسیٹتے ہوئے لائے اور مسجد میں داخل کیا وہاں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گروہ کے سامنے کھڑا کردیا جس میں ابوذر رضی اللہ عنہ بھی تھے' اور کہا میں اس شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیث بیت المقدس بیان کرتے

سنا جس میں اللہ نے داؤد علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ بیت المقدس کی تعمیر کریں کہ وہ اسی حدیث کو بیان کرے' ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' ایک دوسرے شخص نے کہا کہ میں نے بھی آپ سے سنا ہے' ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابی کو بلا بھیجا' ابی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ کیا تم مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں جھوٹ کی تہمت لگاتے ہو؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوالمنذر میں تم پر تہمت نہیں لگاتا۔ البتہ یہ ناپسند کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ظاہر ہو۔

مسجد نبوی کے لئے مکان وقف کرنا:

عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جاؤ میں تمہارے مکان کے بارے میں تم سے کچھ نہ کہوں گا' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آپ نے ایسا کر دیا تو میں نے اسے مسلمانوں پر وقف کر دیا جس سے میں ان کی مسجد وسیع کر دوں گا' لیکن اگر آپ مجھ سے جھگڑا کریں تو وقف نہیں کرتا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے مکان کے لیے وہ زمین دی جو آج بھی ان کی ہے اور اسے انہوں نے اسے بیت المال سے تعمیر کر دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مدینہ میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا ایک مکان تھا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اسے ہبہ کر دو یا میرے ہاتھ فروخت کر ڈالو تا کہ میں اسے مسجد میں داخل کر لوں انہوں نے انکار کیا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے اور اپنے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کو حکم بنا دو' دونوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ ابی نے عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجھ پر ابی سے زیادہ کوئی جری نہیں ہے' ابی رضی اللہ عنہ نے کہا زیادہ جری' اے امیرالمومنین آپ کے لیے ابی سے زیادہ خیر خواہ کوئی نہیں ہے' کیا آپ کو عورت کا قصہ معلوم نہیں ہے کہ جب داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کی تو انہوں نے ایک عورت کا مکان بغیر اس کی اجازت کے داخل کر لیا۔ جب وہ مردوں کے حجرے تک پہنچے تو اس کی تعمیر روک دی گئی انہوں نے کہا یا رب جب تو نے مجھے روک دیا تو یہ تعمیر میرے بعد میری اولاد پوری کرے۔

جب فیصلہ ہو چکا تو ان سے عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا میرے حق میں فیصلہ نہیں ہوا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اب وہ مکان آپ کے لیے ہے' میں نے اسے اللہ کے لیے وقف کر دیا۔

ابی جعفر محمد بن علیؒ سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین جاگیر میں دیا ہے' فرمایا اسے کون جانتا ہے' انہوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ' وہ انہیں لائے' مغیرہ نے ان کے موافق شہادت دی۔ مگر عمر رضی اللہ عنہ نے وہ علاقہ عطا نہیں فرمایا۔ گویا انہوں نے ان کی شہادت قبول نہیں کی' عباس رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو سخت وست کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اپنے والد کا ہاتھ پکڑ لو اور یہاں سے لے جاؤ۔

سفیان راوی نے ایک دوسرے طریق سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ اے ابوالفضل میں خطاب کے اسلام سے زیادہ تمہارے اسلام سے خوش ہوتا۔ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق اسلام لاتے۔

عبداللہ بن حارثہ سے مروی ہے کہ جب صفوان بن امیہ بن خلف الجمحی مدینہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ اے ابو وہب تم کس کے پاس اترے‘ عرض کی عباس بن عبدالمطلب کے پاس‘ فرمایا تم قریش میں سب سے زیادہ قریش سے محبت کرنے والے کے پاس اترے۔

ام الفضل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے پاس تشریف لائے۔ عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ ﷺ علیل تھے‘ انہوں نے موت کی تمنا کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے چچا‘ موت کی تمنا نہ کرو کیونکہ اگر تم محسن ہو تو مہلت ملنے پر تمہارے احسانات اور بڑھیں گے جو تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم بد ہو اور مہلت دی جائے تو تم اپنی بدی سے توبہ کر کے اللہ کو راضی کرنا چاہو گے اس لیے موت کی تمنا نہ کرو۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی کان کی لو سب سے زیادہ آسمان کی طرف تھی (یعنی وہ وحی الٰہی کے سب سے زیادہ منتظر تھے اور اسی طرف کان لگائے رہتے تھے)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ اور لوگوں کے درمیان کچھ رنجش تھی‘ نبی ﷺ نے فرمایا کہ عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عباس رضی اللہ عنہ کے اجداد میں سے کسی کو جو جاہلیت میں گزرے تھے برا کہا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے اسے طمانچہ مار دیا‘ اس کی قوم جمع ہوگئی انہوں نے کہا کہ واللہ ہم بھی انہیں طمانچہ ماریں گے جس طرح انہوں نے اس کو طمانچہ مارا ہے‘ ان لوگوں نے ہتھیار پہن لیے۔

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ تشریف لائے منبر پر چڑھے‘ اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا: اے لوگو! تم کس شخص کو جانتے ہو کہ وہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہے عرض کی آنحضرت ﷺ۔ فرمایا تو عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ تم لوگ ہمارے اموات کو گالیاں نہ دو جس سے ہمارے احیاء کو ایذا پہنچے۔

قوم آئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کے غضب سے اللہ سے پناہ مانگتے ہیں‘ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے دعائے مغفرت فرمایئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ منبر پر چڑھے‘ اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا اے لوگو! زمین والوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم کون ہے لوگوں نے کہا آپ ہیں۔ فرمایا‘ تو عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں عباس رضی اللہ عنہ سے ہوں۔ عباس رضی اللہ عنہ کو ایذا دے کے مجھے ایذا نہ دو اور فرمایا جس نے عباس رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

عباس بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ مہاجرین میں سے ایک شخص عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے ملے کہا کہ اے ابو الفضل کیا تم نے عبدالمطلب بن ہاشم اور الغیطلہ کاہنہ بنی سہم پر غور کیا جن کو اللہ نے دوزخ میں جمع کر دیا ہے؟ عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے درگزر کی‘ وہ ان سے دوبارہ ملے اور اسی طرح کہا تو عباس رضی اللہ عنہ نے پھر درگزر کی تیسری مرتبہ جب ملے اور اسی طرح کہا تو عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر ان کی ناک پر مارا اور اسے توڑ دیا۔

وہ اسی حالت میں نبی ﷺ کے پاس گئے جب آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے' عرض کی' عباس رضی اللہ عنہ نے مارا ہے' آپ نے انہیں بلا بھیجا' عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے مہاجرین میں سے ایک شخص کے ساتھ کیا ارادہ کیا۔ عرض کی یا رسول اللہ مجھے معلوم ہے کہ عبدالمطلب دوزخ میں ہیں' لیکن یہ مجھ سے ملے اور کہا اے ابوالفضل کیا تم نے غور کیا کہ عبدالمطلب بن ہاشم اور الغیطلہ کاہنہ بنی سہم کو اللہ نے دوزخ میں جمع کر دیا ہے تو میں نے ان سے کئی مرتبہ درگزر کی' واللہ مجھے اپنے نفس پر قابو نہ رہا' اس شخص نے بھی ان کا ارادہ نہیں کیا تھا لیکن میرے آزار پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک کا کیا حال ہے جو اس امر میں اپنے بھائی کو ایذا دیتا ہے۔ اگرچہ وہ حق ہے۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ سے بیت اللہ کی دربانی کی درخواست کرو۔ انہوں نے آپ سے درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ چیز دیتا ہوں جو اس سے بہتر ہے۔ سقایہ مع تمہارے شیرین پانی کے (یعنی آب زمزم اور اس کا پلانا تمہارے سپرد کرتا ہو) اس میں سستی نہ کرو۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے لیالی منٰی (یعنی شبہائے ۱۱/۱۲/۱۳/ ذی الحجہ) میں نبی ﷺ سے سقایہ کی بدولت مکہ میں رات گزارنے کی اجازت چاہی' آپ نے انہیں اجازت دے دی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بیت اللہ کا طواف کیا کہ آپ کے پاس ایک لاٹھی تھی' جس سے آپ حجر اسود کو جب آپ اس پر گزرتے تھے' بوسہ دیتے تھے پھر آپ سقایہ (پانی کی سبیل) پر آکے آب زمزم پینے لگے۔

عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس ایسا پانی نہ لائیں جسے ہاتھوں سے نہ چھوا ہو' فرمایا ہاں' ہاں' مجھے پلاؤ' انہوں نے آپ کو پلایا۔ آپ زمزم پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے لیے اس سے ایک ڈول بھرو' لوگوں نے اس میں سے ایک ڈول نکالا' آپ نے اس سے غرارہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے منہ سے اس میں کلی کر دی اور فرمایا کہ اس کو اسی چاہ زمزم میں ڈال دو پھر فرمایا کہ تم لوگ بے شک نیک کام پر ہو' اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اگر تمہارے مغلوب ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں خود اترتا اور تمہارے ساتھ پانی کھینچتا۔

جعفر بن تمام سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا کہ تم جو لوگوں کو کشمش کا عرق و شربت پلاتے ہو تو اس پر غور بھی کر لیا ہے کہ یہ سنت ہے جس کی تم پیروی کرتے ہو یا اسے اپنے نزدیک دودھ اور شہد سے زیادہ سہل سمجھتے ہو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جو لوگوں کو پانی پلا رہے تھے' تشریف لائے اور فرمایا مجھے بھی پلاؤ' عباس رضی اللہ عنہ نے نبیذ (یعنی کشمش کے زلال) کے پیالے منگائے اور ایک پیالہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے پیا اور فرمایا تم نے اچھا کیا' ایسا ہی کرو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد کہ تم نے اچھا کیا اسی طرح کرو اس کا سقایہ مجھ پر دودھ اور شہد بہادے تب بھی مجھے مسرت نہ ہوگی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں آل عباس رضی اللہ عنہ کے سقایہ سے پانی پیتا ہوں کیونکہ وہ سنت ہے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی' آپ نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔

حکم بن عتیبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ کا عامل بنا کے بھیجا' وہ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آ کے ان کے مال کی زکوٰۃ طلب کرنے لگے' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی دو سال کی زکوٰۃ ادا کر دی ہے' وہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا' میرے چچا نے سچ کہا' ہم نے ان سے پہلے ہی دو سال کی زکوٰۃ لے لی ہے۔

حکم سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو سعایہ (یعنی وصول زکوٰۃ) پر عامل بنایا۔ وہ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس مال کی زکوٰۃ طلب کرنے آئے' عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں سخت سست کہا' عمر رضی اللہ عنہ' علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدد چاہی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ہاتھ گرد آلود ہوں' کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کا بھائی ہوتا ہے؟ عباس رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سال کی زکوٰۃ بھی سال اوّل ہی ادا کر دی ہے۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس جگہ بیٹھئے کیونکہ آپ میرے چچا ہیں۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب اور عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی بات تھی' عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف عجلت کی تو عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور عرض کی آپ عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھتے نہیں کہ انہوں نے میرے ساتھ ایسا اور ایسا کیا' میں نے چاہا کہ انہیں جواب دوں پھر مجھے آپ سے ان کا تعلق یاد آ گیا اور میں ان سے باز رہا۔ فرمایا تم پر اللہ رحمت کرے انسان کا چچا اس کے باپ کا بھائی ہوتا ہے۔

ابی مجلز سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عباس رضی اللہ عنہ میرے والد کے بھائی ہیں لہٰذا جس نے عباس رضی اللہ عنہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔

عبداللہ الوراق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے عباس غسل نہ دیں کیونکہ وہ میرے والد ہیں اور والد اپنی اولاد کے ستر کو نہیں دیکھتا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کیجئے کہ وہ آپ کو زکوٰۃ پر عامل بنا دیں' انہوں نے آپ سے درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ لوگوں کے گناہوں کے دھوون پر آپ کو عامل بنا دوں۔

محمد بن المنکدر سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے کسی امارت پر امیر نہیں بناتے۔ فرمایا کہ وہ نفس جسے تم نجات دو اس امارت سے بہتر ہے جس کا تم احاطہ وانتظام نہ کر سکو۔

ابی العالیہ سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے چھجہ بنا لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے گرا دو' فرمایا کیا اس کی قیمت کے برابر اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں؟ فرمایا اسے گرا دو۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی

یارسول اللہ میں آپ کا چچا ہوں میرا سن دراز ہوگیا اور میری موت قریب آ گئی لہٰذا مجھے کوئی ایسی چیز تعلیم فرما دیجئے جس سے اللہ نفع بخشے' فرمایا اے عباس رضی اللہ عنہ تم میرے چچا ہو پھر بھی اللہ کے معاملے میں میں کچھ بھی تمہارے کام نہیں آ سکتا تم اپنے رب ہی سے عفو اور عافیت مانگو۔

ایوب سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ مجھے کوئی دعا بتایئے' فرمایا اللہ سے عفو اور عافیت طلب کرو۔

عثمان بن محمد الاخنسی سے مروی ہے کہ ہم نے نہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں کوئی آدمی ایسا پایا جو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو عقل میں مقدم نہ کرتا ہو۔

عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اپنے دادا سے روایت کی کہ میں نے کوفے میں علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ کاش میں نے عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا مان لیا ہوتا' کاش میں نے عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا مان لیا ہوتا انہوں نے کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو' اگر یہ امر (خلافت) ہم میں ہو (تو خیر) ورنہ آپ ہمارے ذریعے سے لوگوں کو وصیت کر دیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ کو یہ کہتے سنا کہ اللہ یہود پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا' یہ لوگ آپ کے پاس سے چلے آئے اور آپ سے کچھ نہ کہا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگوں پر قحط پڑا تو عمر رضی اللہ عنہ' عباس رضی اللہ عنہ کو لے گئے ان کے وسیلے سے بارش کی دعاء کی اور کہا کہ اے اللہ جب ہم لوگوں پر قحط ہوتا تھا تو ہم لوگ اپنے نبی علیہ السلام کو تیرے پاس وسیلہ بناتے تھے تو ہمیں سیراب کر دیتا تھا۔ اب ہم لوگ تیرے پاس اپنے نبی علیہ السلام کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں لہٰذا ہمیں سیراب کر دے۔

موسیٰ بن عمر سے مروی ہے کہ لوگوں پر قحط آیا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نماز استسقاء کے لیے نکلے اور عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں روبقبلہ کیا اور کہا کہ یہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں ہم لوگ انہیں وسیلہ بنا کے تیرے پاس آئے ہیں لہٰذا ہمیں سیراب کر۔ لوگ واپس بھی نہ ہوئے تھے کہ سیراب کر دیئے گئے۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے کھڑا کیا اور کہا اے اللہ ہم تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے پاس شفیع بناتے ہیں۔

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیوان میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے لیے سات ہزار درہم سالانہ مقرر کیے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ بعض نے روایت کی ہے کہ انہوں نے ان کی قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اہل بدر کے حصوں کے مثل ان کے لیے پانچ ہزار مقرر کیے تھے انہوں نے ان کو اہل بدر کے حصوں سے ملا دیا تھا' سوائے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو اہل بدر پر فضیلت نہیں دی تھی۔

احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ قریش لوگوں کے سردار ہیں ان میں سے کوئی کسی مصیبت میں بھی پڑتا ہے تو لوگ یا لوگوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو جاتی ہے۔

مجھے ان کے اس قول کی تاویل اس وقت تک نہ معلوم ہوئی جب تک کہ انہیں خنجر نہ مارا گیا۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو صہیب کو حکم دیا کہ تین دن تک لوگوں کو نماز پڑھائیں اور لوگوں کے لیے کھانا تیار کریں جو انہیں کھلایا جائے یہاں تک کہ وہ کسی کو خلیفہ بنالیں۔

لوگ جنازے سے واپس آئے تو کھانا لایا گیا' دسترخوان بچھائے گئے لوگ اس غم کی وجہ سے رکے جس میں وہ مبتلا تھے' عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ہم نے آپ کے بعد کھایا پیا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ہم نے آپ کے بعد بھی کھایا پیا تھا۔ موت سے تو کوئی چارہ کار نہیں لہٰذا تم یہ کھانا کھاؤ۔

اس کے بعد عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور کھایا' لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ بڑھائے اور کھایا تب میں نے قول عمر رضی اللہ عنہ کو سمجھا کہ وہ لوگ لوگوں کے سردار ہیں۔

عامر سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے بعض امور میں عمر رضی اللہ عنہ کا بہت اکرام کیا' انہوں نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین کیا آپ نے اس پر غور کیا کہ آپ کے پاس موسیٰ کے چچا مسلمان ہو کر آتے تو آپ ان کے ساتھ کیا کرتے' فرمایا کہ واللہ میں ان کے ساتھ احسان کرتا۔ انہوں نے کہا میں تو محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہوں' فرمایا اے ابوالفضل (اس معاملے میں) تمہاری کیا رائے ہے کہ واللہ مجھے تمہارے والد اپنے والد سے زیادہ پسند تھے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ اللہ' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک میں جانتا ہوں کہ تمہارے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے والد سے زیادہ محبوب تھے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنی محبت پر اختیار کیا۔

حسن سے مروی ہے کہ لوگوں میں تقسیم کرنے کے بعد بیت المال میں کچھ بچ گیا تو عباس رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے اور لوگوں سے کہا کہ کیا تم نے اس پر غور کیا ہے کہ تم میں موسیٰ علیہ السلام کے چچا ہوتے تو ان کا اکرام کرتے۔ لوگوں نے کہا ہاں' انہوں نے کہا کہ میں اس کا زیادہ مستحق ہوں اس لیے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہوں' عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کیا سب نے ان کو وہ بقیہ دے دیا جو بچ گیا تھا۔

علی بن عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت ستر غلام آزاد کیے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ معتدل قد کے تھے ہمیں عبدالمطلب کے متعلق خبر دیا کرتے تھے کہ وہ اس حالت میں مرے کہ ان سے زیادہ معتدل قد کے تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ کی وفات خلافت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں جمعہ ۱۴/رجب ۳۲ھ میں ہوئی اس وقت ۸۸ سال کے تھے۔ بقیع میں مقبرۂ بنی ہاشم میں مدفون ہوئے۔

خالد بن القاسم نے کہا کہ میں نے علی بن عبداللہ بن عباس کو دیکھا کہ وہ معتدل القناۃ یعنی طویل تھے باوجود بوڑھے ہونے کے اچھی طرح کھڑے ہوتے تھے خمیدہ نہ تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے اسلام لائے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر سے پہلے مکہ میں اسلام لائے اور اسی وقت ام الفضل بھی ان کے ساتھ اسلام لائیں۔ ان کا قیام مکہ ہی میں تھا۔ مکہ کی کوئی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ نہیں رکھتے تھے جو ہوتا تھا آپ کو لکھ دیتے تھے

جو مومنین وہاں تھے انہیں ان کی وجہ سے تقویت حاصل تھی وہ ان کے پاس رجوع کرتے تھے اور اسلام پر ان لوگوں کے مددگار تھے اسی فکر میں تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا کہ تمہارا مقام جہاد کے لیے نہایت موزوں ہے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہجرت کا خیال ترک کر دیا۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز کسی مجلس میں لیلۃ العقبہ کا ذکر فرما رہے تھے کہ اس شب کو میرے چچا عباس رضی اللہ عنہ سے میری تائید کی گئی جو انصار سے لین دین کر رہے تھے۔ (یعنی ایمان و ہجرت کا معاہدہ طے کر رہے تھے)۔

عباس بن عبداللہ بن معبد سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیوان مرتب کیا تو انہوں نے سب سے پہلے مقام دعوت میں جس سے شروع کیا وہ بنی ہاشم تھے' ولایت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما میں بنی ہاشم میں سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہی کو پکارا جاتا تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی وفات:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب جاہلیت میں بھی امور بنی ہاشم کے والی تھے۔ نملہ بن ابی نملہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو بنی ہاشم نے ایک مؤذن کو بھیجا جو اطراف مدینہ کے باشندوں میں یہ اعلان کرتا تھا کہ ان پر اللہ کی رحمت ہو جو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک ہوں لوگ جمع ہو گئے اور اطراف مدینہ سے آ گئے۔

عبدالرحمٰن بن یزید بن حارثہ سے مروی ہے کہ ہمارے پاس قباء میں ایک مؤذن گدھے پر سوار آیا اور ہمیں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع دی پھر ایک دوسرا شخص گدھے پر سوار آیا' میں نے دریافت کیا کہ پہلا شخص کون تھا اس نے کہا کہ بنی ہاشم کا مولی اور خود عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد۔

نماز جنازہ میں لوگوں کی کثرت:

اس نے انصار کے دیہات میں ایک ایک گاؤں کا رخ کیا یہاں تک وہ سافلہ بنی حارثہ اور اس کے متصل تک پہنچ گیا' لوگ جمع ہو گئے۔ ہم نے عورتوں کو بھی نہ چھوڑا۔ جب عباس رضی اللہ عنہ کو مقام جنائز میں لایا گیا تو وہ تنگ ہوا۔ لوگ انہیں بقیع لائے۔

جس روز ہم نے بقیع میں ان پر نماز پڑھی تو میں نے لوگوں کی اتنی کثرت دیکھی کہ اس کے برابر کبھی کسی کے جنازے میں لوگوں کو نہیں دیکھا تھا۔ کسی کو یہ ممکن نہ تھا کہ ان کے جنازے کے قریب جا سکے۔ بنی ہاشم پر بھی ہجوم ہو گیا۔

جب لوگ قبر تک پہنچے تو اس پر بھی ہجوم ہوا۔ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کنارے ہٹ گئے اور ایک محافظ دستے کو بھیجا جو لوگوں کو مار کر بنی ہاشم سے جدا کر رہے تھے اس طرح بنی ہاشم کو نجات ملی' وہی لوگ تھے جو قبر میں اترے اور انہیں نے لاش کو سپرد خاک کیا' میں نے ان کے جنازے پر ایک حبرہ رضی اللہ عنہ کی چادر دیکھی جو لوگوں کے ہجوم سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تھی۔

عائشہ بنت سعد سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد آیا کہ عباس رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی اس وقت ہم لوگ اپنے محل میں تھے جو مدینہ سے دس میل پر تھا میرے والد اور سعد بن زید بن عمرو بن نفیل بھی گئے' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی السمرہ سے گئے

ایک روز بعد والد واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ لوگوں کی اس قدر کثرت تھی کہ ہم لوگ مغلوب ہو گئے اور اس پر قادر نہ ہوئے کہ جنازے کے قریب جائیں۔ حالانکہ میں انہیں کندھا دینا چاہتا تھا۔

ام عمارہ سے مروی ہے کہ ہم انصار کی عورتیں سب کی سب عباس رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک تھیں ان پر رونے والوں میں ہم سب سے پہلے تھے ہمارے ساتھ بیعت کرنے والی پہلی مہاجرات بھی تھیں۔

عباس بن عبداللہ بن سعید سے مروی ہے کہ جب عباس رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تمہاری رائے ہو کہ میں ان کے غسل میں موجود رہوں تو بیان کرو میں آجاؤں وہ آئے اور گھر کے ایک کنارے بیٹھ گئے' علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ وعبیداللہ وقثم فرزندان عباس رضی اللہ عنہ نے غسل دیا۔ بنی ہاشم کی عورتوں نے ایک سال تک سوگ کیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انہیں حبرہ کی چادروں میں کفن دیا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی میں کفن دیا گیا تھا۔

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ میں نے بقیع میں عثمان رضی اللہ عنہ کو عباس رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ میں تکبیر کہتے دیکھا اگرچہ لوگوں کے بولنے کی وجہ سے ان کا اندازہ نہیں ہوسکتا تھا۔ لوگ الحشان تک پہنچ گئے تھے مردوں عورتوں اور بچوں میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا تھا۔

سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

ابی طالب کا نام عبد مناف بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھا۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ جعفر کی اولاد میں عبداللہ تھے۔ انہیں سے ان کی کنیت تھی اولاد جعفر میں عبداللہ ہی سے نسل برقرار رہی۔ محمد وعون جن کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ یہ سب کے سب جعفر کے یہاں ملک حبشہ میں بزمانہ ہجرت پیدا ہوئے۔

ان سب کی والدہ اسماء بنت عمیس بن معبد بن تیم بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن نسر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن افتل تھیں وہ خثم بن انمار کے جمع کرنے والے تھے۔

آل جعفر رضی اللہ عنہ:

عبیداللہ بن محمد بن عمر بن علی نے اپنے والد سے روایت کی کہ اولاد جعفر میں عبداللہ' عون اور محمد تھے ان کے دو اخیافی بھائی یحییٰ بن علی بن ابی طالب اور محمد بن ابی بکر تھے ان کی والدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں جانے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جعفر ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے' ہمراہ ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس تھیں۔ وہیں ان کے لڑکے عبداللہ' عون ومحمد پیدا ہوئے' وہ برابر ملک حبشہ میں رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اس کے بعد جعفر ۷ھ میں آپ کے پاس آئے' اس وقت آپ خیبر میں تھے ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے روایت کی گئی کہ ملک حبشہ کی ہجرت میں لوگوں کے امیر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

حضور علیہ السلام کی آپ سے محبت:

شعبی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے واپس ہوئے تو آپ کو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے سے لگایا۔ پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں دونوں میں سے کس پر خوشی کروں جعفر کی آمد پر یا فتح خیبر پر۔

شعبی سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب ملک حبشہ سے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا استقبال کیا۔ پیشانی کو بوسہ دیا اور انہیں چمٹالیا اور گلے سے لگالیا۔

حکم بن عتبہ سے مروی ہے کہ جعفر اور ان کے ساتھی فتح خیبر کے بعد آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں ان کا حصہ لگایا۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ وہم ہے مواخات تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد اور بدر سے پہلے ہوئی تھی' غزوۂ بدر ہوا تو آیت میراث نازل ہوئی اور مواخات منقطع ہوگئی جعفر اس زمانے میں ملک حبشہ میں تھے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی لوگوں میں گھوم رہی تھی' اتفاق سے علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہودے میں ڈال دیا اس کے بارے میں علی رضی اللہ عنہ اور جعفر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما جھگڑا کرنے لگے۔

آوازیں اتنی بلند ہوئیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب سے بیدار ہو گئے۔ فرمایا ادھر آؤ میں اس کے اور دوسری کے بارے میں تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دوں۔

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے میں اسے لایا ہوں اور میں ہی اس کا زیادہ مستحق ہوں جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اس کی خالہ میرے پاس ہیں۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شخص کے بارے میں ایسی بات فرمائی جس سے وہ خوش ہوگیا فیصلہ جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں دیا اور فرمایا خالہ والدہ ہی ہے۔

جعفر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد گھومنے لگے آنحضرت نے فرمایا یہ کیا ہے' عرض کی یہ وہ شے ہے جو میں نے حبشیوں کو اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے دیکھا ہے' اس لڑکی کی خالہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھیں اور والدہ سلمٰی بنت عمیس۔

محمد بن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اپنے والد اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا کہ تمہاری فطرت میری فطرت کے مشابہ ہے اور تمہاری خصلت میری خصلت کے مشابہ ہے تم مجھ سے ہو اور میرے شجر سے ہو۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بنت حمزہ رضی اللہ عنہ میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میری

فطرت اور خصلت کے مشابہ ہو۔ براء نے بھی نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جب انہوں نے اور علی اور زید رضی اللہ عنہم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں جھگڑا کیا تھا۔ فرمایا کہ تمہاری فطرت میری فطرت کے اور تمہاری خصلت میری خصلت کے مشابہ ہے۔

ثابت سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میری فطرت وخصلت کے مشابہ ہو۔ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا ان پر یزید بن حارثہ کو عامل بنایا اور فرمایا کہ اگر زید رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے جائیں یا شہید ہو جائیں تو تمہارے امیر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہوں گے' اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی قتل کر دیئے جائیں یا شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔

وہ لوگ دشمن سے ملے جھنڈا زید رضی اللہ عنہ نے لے لیا' انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے' اس کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اور قتال کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔ پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور لڑے۔ یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔ ان لوگوں کے بعد جھنڈا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور ان کے ہاتھ پر اللہ نے فتح دی۔

یہ خبر نبی ﷺ کے پاس آئی تو آپ لوگوں کے پاس تشریف لائے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ تمہارے بھائی دشمن سے ملے جھنڈا زید بن حارثہ نے لے لیا اور لڑے یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے یا شہید ہو گئے' جھنڈا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لیا اور قتال کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیئے گئے یا شہید ہو گئے' پھر اسے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لیا اور قتال کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیئے گئے یا شہید ہو گئے آخر کو اسے اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لیا' اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح دی۔

آنحضرت ﷺ نے آل جعفر کو تین دن کی مہلت دی اس کے بعد ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میرے بھائی پر آج کے بعد نہ رونا' پھر فرمایا کہ میرے بھائی کے لڑکوں کو میرے پاس لاؤ۔ ہمیں اس حالت میں لایا گیا کہ گویا ہم ذلیل وکمزور تھے فرمایا' میرے پاس حجام کو بلا لاؤ۔ حجام بلایا گیا تو آپ نے ہمارے سر منڈوائے اور فرمایا کہ محمد تو ہمارے چچا ابی طالب کے مشابہ ہیں عبداللہ یا عون میری فطرت وخصلت کے مشابہ ہیں۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا اور تین مرتبہ فرمایا کہ اے اللہ تو جعفر کے اہل میں ان کا خلیفہ ہو جا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کے معاملات میں برکت دے' اس کے بعد ہماری والدہ آئیں اور ہماری یتیمی بیان کر کے آپ کو غمگین کرنے لگیں' فرمایا تم ان لوگوں پر تنگدستی کا اندیشہ کرتی ہو۔ حالانکہ میں دنیا وآخرت میں ان کا ولی ہوں۔

یحییٰ بن عباد نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے میرے رضاعی باپ نے جو بنی قرہ میں سے تھے خبر دی کہ گویا میں جعفر بن

ابی طالب رضی اللہ عنہ کو غزوۂ موتہ میں دیکھ رہا ہوں جو اپنے گھوڑے سے اترے اس کا پاؤں کاٹ دیا۔ اس کے بعد قتال کیا یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لے لیا تو ان کے پاس شیطان آیا' حیات دنیا کی آرزو دلائی اور موت کو ان کے لیے بھیانک کر دیا انہوں نے کہا کہ اس وقت جبکہ ایمان قلوب مومنین میں مضبوط ہو چکا ہے تو مجھے دنیا کی آرزو دلاتا ہے پھر وہ بہادری کے ساتھ بڑھے اور شہید ہو گئے۔

ذوالجناحین کا لقب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز پڑھی ان کے لیے دعا فرمائی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی جعفر کے لیے دعائے مغفرت کرو کیونکہ وہ شہید ہیں اور جنت میں داخل ہو گئے ہیں۔ وہ اپنے یاقوت کے دو بازوؤں سے اڑ کر جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کو ایک فرشتے کی طرح دیکھا کہ جنت میں اڑتے تھے' ان کے دونوں بازوؤں سے خون بہتا تھا' زید رضی اللہ عنہ کو اس سے کم درجے میں دیکھا تو میں نے کہا کہ میرا گمان نہ تھا کہ زید رضی اللہ عنہ' جعفر رضی اللہ عنہ سے کم ہوں گے آپ کے پاس جبریل آئے اور کہا کہ زید رضی اللہ عنہ' جعفر رضی اللہ عنہ سے کم نہیں ہیں۔ لیکن اللہ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو ان کی آپ سے قرابت کی وجہ سے فضیلت دی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا جسم لایا گیا تو ہم نے ان کے دونوں شانوں کے درمیان نیزے اور تلوار کے نوے یا بہتر زخم پائے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں موتہ میں تھا۔ جب ہم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو مقتولین میں تلاش کیا۔ ہم نے انہیں اس حالت میں پایا کہ نیزے اور تیر کے نوے زخم تھے یہ ہم نے ان کے اس حصہ جسم میں پائے جو لایا گیا تھا۔

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے بدن میں ساٹھ سے زیادہ زخم پائے گئے ایک زخم نیزے کا پایا گیا جو پار ہو گیا تھا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جعفر رضی اللہ عنہ کو ایک رومی نے مارا اس نے ان کے دو ٹکڑے کر دیئے' ایک ٹکڑا تو انگور کے باغ میں جا پڑا دوسرے ٹکڑے میں تیس یا تیس سے زائد زخم پائے گئے۔

ایک شخص سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کو جنت میں اس حالت میں دیکھا کہ ان کے دونوں پر خون آلود ہیں' بازو رنگے ہوئے ہیں۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دو پر ہیں جن سے وہ ملائکہ کے ساتھ جنت میں اڑتے ہیں۔

عبداللہ بن المختار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج شب کو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ملائکہ کے ایک گروہ

کے ساتھ میرے پاس سے گزرے ان کے دوخون آلود پر تھے سفید بازو تھے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دو پر ہیں جن سے وہ ملائکہ کے ساتھ جنت میں اڑتے ہیں۔

حسن سے مروی ہے کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے دو پر ہیں جن سے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑ کے جاتے ہیں۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل اس کے کہ جعفر وزید رضی اللہ عنہما کی خبر مرگ آئے ان کی خبر مرگ سنا دی' جب آپ نے خبر مرگ سنائی تو آنسو جاری تھے۔

عامر سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جنگ موتہ میں البلقاء میں قتل کیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ تو جعفر رضی اللہ عنہ کے اہل میں اس سے بہتر خلیفہ ہو جا جیسا کہ تو اپنے کسی نیک بندے کا خلیفہ ہوا ہے۔

عامر سے مروی ہے کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے پاس جعفر رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کو بھیج دو۔ انہیں لایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ جعفر تیرے پاس بہتر ثواب کی طرف گئے ہیں لہٰذا تو ان کی ذریت میں اس سے بہتر خلیفہ بن جا جیسا تو اپنے نیک بندوں میں سے کسی کے لیے بنا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب جعفر وزید وعبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی سنائی آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیٹھے کہ چہرہ مبارک سے حزن معلوم ہوتا تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے دروازے کے پٹ سے خبر ہو رہی تھی ایک شخص آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعفر رضی اللہ عنہ کی عورتوں نے گریہ وزاری کو لازم کر لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ انہیں منع کرے' وہ شخص گیا اس کے بعد آیا اور کہا کہ میں نے انہیں منع کیا۔ مگر انہوں نے کہنا نہیں مانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ انہیں دوبارہ منع کرے' وہ شخص گیا' اس کے بعد آیا اور کہا کہ واللہ انہوں نے مجھے مغلوب کر لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر حکم دیا کہ انہیں منع کرے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ گیا اور پھر آپ کے پاس آیا اور کہا کہ واللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مجھ پر غالب آ گئی ہیں' میرا گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان عورتوں کے منہ میں مٹی ڈال دو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ تجھے ذلیل کرے تو کرنے والا نہیں ہے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب وفات جعفر رضی اللہ عنہ کی خبر آئی تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر حزن معلوم کیا۔ ایک شخص آیا اور عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتیں روتی ہیں' فرمایا ان کے پاس جاؤ اور انہیں خاموش کر دو' وہ شخص دوبارہ آیا اور اسی طرح کہا فرمایا ان کے پاس واپس جا کر انہیں خاموش کر دو' وہ سہ بارہ آیا اور اسی طرح کہا' فرمایا اگر وہ انکار کریں تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ واللہ تو نے اپنے نفس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بردار ہوئے بغیر نہ چھوڑا۔

اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا اپنا غم دور کرو پھر جو چاہو کرو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی پیداوار سے پچاس وسق کھجور سالانہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی۔

عامر سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ان کے دو بیٹوں محمد بن جعفر و محمد بن ابی بکر نے باہم فخر کیا' ہر ایک نے کہا کہ میں تم سے زیادہ بزرگ ہوں' میرے والد تمہارے والد سے بہتر ہیں' علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا کہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں' اسماء نے کہا کہ میں نے عرب کے کسی جوان کو نہیں دیکھا جو جعفر رضی اللہ عنہ سے بہتر ہو اور نہ میں نے کسی ادھیڑ کو دیکھا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہتر ہو۔ علی رضی اللہ عنہ نے اسماء سے کہا کہ تم نے ہمارے فیصلے کے لیے کچھ نہیں چھوڑا' اسماء نے کہا کہ واللہ تینوں جن میں تم سب سے کم درجے کے ہو بہتر ہیں' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم اس کے سوا کہتیں تو میں تم سے ناراض ہوتا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص جس نے جوتا پہنا اور سواریوں پر سوار ہوا اور عمامہ باندھا وہ جعفر رضی اللہ عنہ سے افضل نہ تھا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مساکین کے حق میں سب سے بہتر تھے' وہ ہمیں لے جاتے تھے اور جو کچھ گھر میں ہوتا تھا سب کھلا دیتے تھے یہاں تک کہ اگر وہ گھی کا کپہ ہمارے پاس نکال لاتے تھے جس میں کچھ نہ ہوتا تھا تو اسے نچوڑتے تھے اور ہم' جو اس میں ہوتا تھا چاٹ لیتے تھے۔

سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں طالب کے بعد ابوطالب کے لڑکوں میں سب سے بڑے تھے۔ طالب کے بقیہ اولاد نہ تھی ان کی والدہ بھی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں' طالب عقیل سے دس سال بڑے تھے' عقیل جعفر سے دس سال بڑے تھے' اور جعفر علی سے دس سال بڑے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ عمر میں سب سے چھوٹے اور اسلام میں سب سے پہلے تھے۔

عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں یزید تھے' جن سے ان کی کنیت تھی۔ سعید تھے ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عمرو بن یزید بن مدلج بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھیں۔

جعفر اکبر اور ابوسعید الاحول' یہ ان کا نام تھا (یعنی وہ احول یا بھینگے نہ تھے) ان دونوں کی والدہ ام البنین بنت الثغر تھیں (الثغر) عمرو بن الہصار بن کعب بن عامر بن عبد بن ابی بکر تھے' اور ابوبکر عبید بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھے' الثغر کی والدہ اسماء بنت سفیان تھیں جو ضحاک بن سفیان بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی بہن تھیں۔

مسلم بن عقیل' یہ وہی تھے جن کو حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے مکہ بھیجا کہ وہ لوگوں سے ان کی بیعت لیں' وہ کوفے میں ہانی بن عروہ المرادی کے پاس اترے' عبیداللہ بن زیاد نے مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کو گرفتار کر لیا اور دونوں کو قتل کر کے دار پر

لٹکا دیا اسی واقعے کو شاعر نے نظم کیا ہے:

فان کنت لاتدرین ماالموت فانظری الی هانئ فی السوق وابن عقیل

''اگر تو نہیں جانتی کہ موت کیا چیز ہے تو تو دیکھ بازار میں ہانی اور ابن عقیل کی طرف۔

تری حسدا قد غیر الموت لونه ونضح دم قد سال کل مسیل

تو ایسا جسم دیکھے گی جس کا رنگ موت نے بدل دیا ہے۔ اور خون کی وہ روانی دیکھے گی جو بہنے کی جگہ بہہ رہا ہے''۔

عبداللہ بن عقیل' عبدالرحمٰن' عبداللہ اصغر' ان کی والدہ خلیلہ تھیں جو ام ولد تھیں۔ علیؓ جن کے کوئی بقیہ اولاد نہ تھی' ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

جعفر اصغر وحمزہ وعثمان جو سب کے سب امہات اولاد (باندیوں) سے تھے۔ محمد ورملہ' ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

ام ہانی' اسماء' فاطمہ' ام القاسم' زینب اور ام نعمان' یہ سب مختلف امہات اولاد (باندیوں) سے تھیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی ان بنی ہاشم میں سے تھے جو زبردستی مشرکین کے ساتھ بدر میں لائے گئے تھے' وہ اس میں حاضر ہوئے اور اسی روز گرفتار کیے گئے' ان کے پاس کوئی مال نہ تھا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ان کا فدیہ ادا کیا۔

معاویہ بن عمار الذہبی سے مروی ہے کہ میں نے ابوعبداللہ جعفر بن محمد کو کہتے سنا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں فرمایا کہ یہاں سے میرے اہل بیت کو دیکھو' جو بنی ہاشم میں سے ہیں۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے عباس اور نوفل اور عقیل کو دیکھا اور واپس ہوئے۔ عقیل نے پکارا کہ اے والدۂ علی کے فرزند کیا تم نے ہمیں نہیں دیکھا' علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عباس اور نوفل اور عقیل کو دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور عقیل کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ فرمایا: اے ابو یزید' ابوجہل قتل کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے قوم کو قتل کر دیا تو لوگ آپ سے مکہ کے معاملے میں جھگڑا نہ کریں گے ورنہ آپ ان کے کندھوں پر سوار ہو جایئے۔

اسحاق بن الفضل نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے مشرکین کے اشراف (سرداروں) میں سے کس کو قتل کیا' فرمایا: ابوجہل قتل کر دیا گیا' انہوں نے کہا کہ اب مکہ آپ کے لیے صاف ہو گیا' لوگوں نے کہا کہ عقیل مکہ واپس آئے اور وہیں رہے' آخر ہجرت کر کے ۸ھ کے شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ ہو گئے' غزوۂ موتہ میں حاضر ہوئے' وہاں سے واپس آئے' پھر انہیں ایک مرض لاحق ہوا' فتح مکہ' طائف' خیبر اور حنین میں ان کا ذکر نہیں سنا گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیبر کی پیداوار سے ایک سو چالیس وسق کھجور سالانہ کی جاگیر عطا فرمائی۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ غزوۂ موتہ میں عقیل بن ابی طالب کو ایک انگوٹھی ملی جس میں تصویریں تھیں' وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپ نے انہیں کو دے دی' وہ ان کے ہاتھ میں تھی' قیس نے کہا کہ میں نے اسے اب تک دیکھا ہے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایک سوئی لائے اپنی زوجہ سے کہا کہ اس سے اپنے کپڑے سینا'

نبی ﷺ نے ایک منادی بھیجا کہ دیکھو خبردار کوئی شخص ایک سوئی کے یا اس سے کم کے برابر خیانت نہ کرے' عقیل نے اپنی زوجہ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری سوئی تم سے جاتی رہے گی۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا' کہ اے ابو یزید مجھے تم سے دو طرح کی محبت ہے ایک محبت تمہاری قرابت کی وجہ سے ہے اور دوسری اس وجہ سے کہ مجھے تم سے اپنے چچا (ابوطالب) کی سی محبت آتی ہے۔

عطاء سے مروی ہے کہ میں نے عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو بہت بوڑھے اور عرب کے سردار تھے انہوں نے کہا کہ اس (زمزم) پر چرخی کا سامان تھا۔ میں نے اس جماعت کے افراد اب بھی دیکھے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی ان سے ولاء (الفت) نہیں رکھتا جو اپنی چادر میں لپٹتے ہیں اور کرتے کھینچتے ہیں یہاں تک کہ ان کے کرتوں کے دامن پانی سے تر رہتے ہیں' حج سے پہلے اور اس کے بعد ایام منیٰ میں یہ نظارہ نظر آتا ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات ان کے نابینا ہونے کے بعد خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ہوئی' آج ان کی بقیہ اولاد ہے' بقیع میں ان کا مکان ربہ ہے یعنی (پالنے والا گھر) جس میں بہت سے رہنے والے اور بہت بڑی جماعت ہے۔

سیدنا نوفل بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ غزیہ بن قیس بن طریف بن عبد العزیٰ بن عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں۔

نوفل بن الحارث کی اولاد میں حارث تھے انہیں سے ان کی کنیت تھی' رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے آدمی تھے آپ کی صحبت پائی تھی اور آپ سے روایت کی ہے ان کے یہاں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عبداللہ بن الحارث پیدا ہوئے۔

عبداللہ بن نوفل جن کو نبی ﷺ سے تشبیہ دی جاتی تھی' وہ پہلے شخص ہیں جو مدینہ کے محکمہ قضاء کے والی ہوئے' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سب سے پہلے قاضی ہیں جن کو میں نے اسلام میں دیکھا یہ خلافت معاویہ بن ابوسفیان میں ہوا۔ عبدالرحمن بن نوفل جن کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ربیعہ' ان کے بھی اولاد نہ تھی۔ سعید' فقیہ (عالم) تھے۔ مغیرہ' ام سعد' ام مغیرہ اور ام حکیم۔

ان سب کی والدہ ظریبہ بنت سعید بن القشیب تھیں' قشیب کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع بن نصلہ بن محصب بن صعب بن مبشر بن دہمان بن نصر بن زہران بن کعب بن الحارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الازد تھا' ظریبہ کی والدہ ام حکیم بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں جو سعد بن ابی وقاص کی خالہ تھیں۔ نوفل بن الحارث کی اولاد کثیر مدینہ و بصرہ و بغداد میں ہے۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب مشرکین نے مکہ کے بنی ہاشم کو زبردستی بدر روانہ کیا تو ان کے بارے میں نوفل بن الحارث نے یہ شعر کہے:

حرام علی حرب احمد اننی اری احمد منی قریباً او امرہ

''مجھ پر جنگ احمد حرام ہے کیونکہ میں احمد کے احسانات کو اپنے قریب دیکھتا ہوں۔

وان تك فهر لبّت و تجهعت علیه فان الله لاشك ناصره

اگر تمام اولادفہر آپ کے خلاف ہو جائے اور جمع ہو جائے' تو کوئی شک نہیں کہ اللہ آپ ہی کا مددگار رہوگا''۔

ہشام نے کہا کہ معرف بن الخربوذ نے نوفل بن الحارث کو شعر ذیل پڑھ کر سنایا:

فقل القریش ایلبی وتخربی علیه فان الله لاشك ناصره

''قریش سے کہہ دو کہ تم لوگ آپ کے خلاف متفق ہو جاؤ اور گروہ بندی کرلو' کوئی شک نہیں کہ اللہ آپ ہی کا مددگار رہوگا''۔

نیز نوفل بن الحارث جب اسلام لائے تو انہوں نے اشعار ذیل کہے:

الیکم الیکم اننی لست منکم تبرأت من دین الشیوخ اکابر

''تم لوگ دور ہو۔ تم لوگ دور ہو کیونکہ میں تم میں سے نہیں ہوں' میں بڑے بوڑھوں کے دین سے بیزار ہو گیا۔

لعمرك ما دینی بشیئ ابیعه وما انا اذا سامت یوما بکافر

تیری جان کی قسم میرا دین اس چیز پر نہیں ہے جسے میں بیچتا ہوں۔ اور جب میں اسلام لے آیا تو کسی دن کافر نہیں ہوا۔

شهدت علی ان النبی محمدا اتی بالهدی من ربه والبصائر

میں گواہی دیتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے پاس سے ہدایت اور روشنیاں لائے ہیں۔

وان رسول الله یدعوالی التقی وان رسول الله لیس بشاعر

رسول اللہ تقوے کی دعوت دیتے ہیں۔ اور رسول اللہ شاعر نہیں ہیں۔

علی ذاك احیائم ابعث موقتا واثوی علیه میتا فی المقابر

اسی پر میری زندگی ہے اس کے بعد وقت مقررہ پر میں اٹھایا جاؤں گا' اور اسی پر موت کے بعد مجھے قبر میں دفن کیا جائے گا''۔

عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ جب نوفل بن الحارث بدر میں گرفتار کیے گئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نوفل اپنی جان کا فدیہ دو' عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جس سے میں اپنی جان کا فدیہ دوں' فرمایا کہ اپنی جان کا فدیہ ان نیزوں سے ادا کرو جو جدے میں ہیں۔ عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ رسول اللہ ہیں۔

نوفل نے انہیں نیزوں سے اپنی جان کا فدیہ ادا کیا اور وہ تعداد میں ایک ہزار تھے۔

نوفل بن الحارث مشرف بہ اسلام ہوئے' بنی ہاشم میں سے جو لوگ اسلام لائے تھے وہ ان سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے' اپنے چچا حمزہ وعباس رضی اللہ عنہما سے بھی زیادہ سن رسیدہ تھے۔ اپنے بھائی ربیعہ وابی سفیان وعبد شمس فرزندان حارث سے بھی زیادہ سن رسیدہ تھے۔

نوفل مکہ واپس گئے۔ انہوں نے اور عباس رضی اللہ عنہ نے غزوۂ خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور عباس بن عبدالمطلب کے درمیان عقد مواخات کیا۔ دونوں جاہلیت میں بھی تجارتی مال میں برابر کے شریک تھے' باہم

دوست اور مخلص تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں انہیں مسجد کے پاس مکان کے لیے زمین عطا فرمائی ان کو اور عباس رضی اللہ عنہ کو ایک ہی مقام پر زمین عطا فرمائی دونوں کے درمیان ایک دیوار سے آڑ کر دی نوفل بن الحارث کا مکان رحبۃ القضاء میں مسجد نبوی ﷺ کے متصل اس دارالامارۃ کے مقابل تھا جس کو آج دار مروان کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے نوفل بن الحارث کو بھی مدینہ میں ایک مکان عنایت فرمایا جو بازار کے پاس الثنیہ کے راستے پر ان کے اونٹوں کا طویلہ تھا۔ نوفل نے اپنی حیات ہی میں اسے اپنے لڑکوں میں تقسیم کر دیا تھا ان کے بقیہ لوگ آج تک اس میں ہیں۔

نوفل رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب فتح مکہ وحنین وطائف میں حاضر ہوئے غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ثابت قدم رہے وہ آپ کی داہنی جانب تھے انہوں نے یوم حنین میں ہزار نیزوں سے رسول اللہ ﷺ کی مدد کی تھی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوالحارث گویا میں تمہارے نیزوں کو مشرکین کی پشتوں میں ٹوٹتا ہوا دیکھتا ہوں۔

نوفل بن الحارث کی وفات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے سوا برس بعد ہوئی' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز پڑھی' بقیع تک ان کے ساتھ گئے اور وہیں دفن کیا۔

سیدنا ربیعہ بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ غزیہ بنت قیس بن طریف بن عبدالعزیٰ بن عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں' کنیت ابوارویٰ تھی۔

اولاد میں محمد وعبداللہ وعباس اور حارث تھے جن کی بقیہ اولاد نہ تھی' امیہ' عبد شمس' ارویٰ کبریٰ اور ہند صغریٰ تھیں' ان سب کی والدہ ام الحکیم بنت الزبیر بن عبدالمطلب تھیں اروی صغریٰ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

آدم بن ربیعہ' یہ وہی تھے جنہیں قبیلہ بنی ہذیل میں دودھ پلایا جاتا تھا۔ بنولیث بن بکر نے اس جنگ میں قتل کر دیا جو ان کے درمیان ہوئی تھی' وہ بچے تھے۔ مکان کے آگے گھٹنوں کے بل چلتے تھے' بنولیث نے ایک پتھر مارا جو ان کے لگا اور سر پاش پاش کر دیا انہیں کے متعلق یوم فتح میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' آگاہ ہو کہ ہر وہ خون جو جاہلیت میں ہوا میرے قدم کے نیچے ہے (یعنی اب اس کا کوئی شمار اور انتقام نہیں ہے) سب سے پہلا خون جس سے میں درگزر کرتا ہوں وہ ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے بیٹے کا خون ہے۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ میرے والد اور بنی ہاشم اس کتاب میں جس میں وہ ان کا نسب بیان کرتے تھے ان کا نام نہیں لیتے تھے' وہ کہتے تھے کہ وہ ایک چھوٹا سا بچہ تھا جس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی اور نہ اس کا نام یاد رکھا گیا۔

ہماری رائے ہے کہ جس نے آدم بن ربیعہ کہا اس نے کتاب میں دم بن ربیعہ (یعنی ابن ربیعہ کا خون لکھا) دیکھا' اور اس میں الف زیادہ کر کے آدم بن ربیعہ کہا۔ بعض روایان حدیث نے کہا کہ ان کا نام تمام ابن ربیعہ تھا دوسروں نے ایاس بن ربیعہ کہا۔ واللہ اعلم

لوگوں نے بیان کیا کہ ربیعہ بن الحارث اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے دو سال بڑے تھے جب مشرکین مکہ سے بدر کی طرف روانہ ہوئے تو ربیعہ بن الحارث شام میں تھے وہ مشرکین کے ہمراہ بدر میں موجود نہ تھے۔ اس کے بعد آئے۔

عباس بن عبدالمطلب اور نوفل بن الحارث ایام خندق میں ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے تو ربیعہ بن الحارث نے مقام ابواء تک ان دونوں کی مشایعت کی۔

مکہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو عباس اور نوفل رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم دارالشرک کی طرف واپس جاتے ہو۔ جہاں لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرتے ہیں اور آپ کی تکذیب کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غالب ہو گئے ہیں۔ آپ کے اصحاب بہت ہو گئے ہیں۔ واپس آؤ۔

ربیعہ تیار ہوئے اور ان دونوں کے ساتھ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں مسلم مہاجر بن کے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیعہ بن الحارث کو خیبر سے سو وسق سالانہ کی جاگیر دی۔

ربیعہ بن الحارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب فتح مکہ و طائف وحنین میں حاضر تھے یوم حنین میں آپ کے ان اہل بیت و اصحاب کے ساتھ ثابت قدم رہے جو ہمرکاب سعادت تھے انہوں نے مدینہ میں بنی حدیلہ میں ایک مکان بنا لیا تھا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

ربیعہ بن الحارث کی وفات مدینے میں بعہد خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے دونوں بھائی نوفل وابوسفیان بن الحارث کی وفات کے بعد ہوئی۔

سیدنا عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ غزیہ بنت قیس بن طریف بن عبدالعزیٰ بن عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں' عبداللہ کا نام عبدشمس تھا۔

اسحاق بن الفضل نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ عبدشمس بن الحارث بن عبدالمطلب قبل فتح مکہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلم مہاجر بن کے روانہ ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کا نام عبداللہ رکھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بعض غزوات میں بھی گئے' مقام صفراء میں ان کی وفات ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے کرتے میں دفن کیا اور فرمایا کہ وہ سعید تھے جن کو سعادت نے پالیا' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سیدنا ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' نام مغیرہ تھا۔ ان کی والدہ غزیہ بنت قیس بن طریف بن عبدالعزیٰ' بن عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں۔

ابوسفیان بن الحارث کی اولاد میں جعفر تھے ان کی والدہ جمانہ بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ابوالہیاج‘ ان کا نام عبداللہ تھا‘ جمانہ وحفصہ اور کہا جاتا ہے کہ حمیدہ‘ ان سب کی والدہ فغمہ بنت ہمام بن الافقم بن ابی عمرو بن ظویلم بن جعیل بن دہمان بن نصر بن معاویہ تھیں‘ کہا جاتا ہے کہ حفصہ کی والدہ جمانہ بنت ابی طالب تھیں۔

عاتکہ‘ ان کی والدہ ام عمرو بنت المقوم بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔

امیہ‘ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ ابوالہیاج کی والدہ تھیں۔ ام کلثوم جو ام ولد سے تھیں۔ اولا دابی سفیان بن الحارث سب ختم ہوگئی کوئی باقی نہ رہا۔

ابوسفیان شاعر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ہجو کیا کرتے تھے۔ اسلام میں جو داخل ہوتا تھا اس سے سخت دوری اختیار کرتے تھے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے‘ حلیمہ نے کچھ دن دودھ پلایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الفت کرتے تھے‘ آپ کے ساتھ پیدا ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بن کر مبعوث ہوئے تو آپ کے دشمن ہو گئے۔ آپ کی اور آپ کے اصحاب کی ہجو شروع کر دی بیس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن رہے کسی ایسے مقام پر پیچھے نہ رہے جہاں قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے جاتے تھے۔

جب اسلام نے خوب ترقی کر لی اور عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بجانب مکہ حرکت کرنا بیان کیا گیا تو اللہ نے ابوسفیان بن الحارث کے قلب میں اسلام ڈال دیا۔

ابوسفیان نے کہا کہ میں اپنی بیوی اور بچوں کے پاس آیا اور کہا کہ روانگی کے لیے تیار ہو جاؤ‘ کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد قریب آ گئی‘ ان لوگوں نے کہا کہ ہم سب تم پر فدا ہوں تم دیکھتے ہو کہ عرب وعجم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کر لی اور تم اب تک ان کی عداوت پر ہو۔ حالانکہ سب سے زیادہ تم ان کی مدد پسند کرتے تھے۔

میں نے اپنے غلام مذکور سے کہا کہ جلد میرا گھوڑا اور اونٹ لاؤ ہم مکہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کے لیے روانہ ہو گئے‘ مقام ابواء پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدمۃ الجیش اتر چکا تھا اور مکہ کا ارادہ کر رہا تھا۔

میں آگے بڑھنے سے ڈرا‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے خون کے لیے تیار ہو گئے تھے میں گھبرا گیا اور روانہ ہوا‘ اپنے فرزند جعفر کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ہم دونوں اس صبح کو جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ابواء میں صبح کی تقریباً ایک میل تک پیادہ چلے اور آپ کے چہرے کی طرف سے آگے آئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف سے دوسری جانب منہ پھیر لیا۔ میں بھی دوسری جانب آپ کے سامنے پلٹ گیا۔ آپ نے کئی مرتبہ مجھ سے منہ پھیرا‘ مجھے ہر قریب وبعید نے پکڑ لیا میں نے کہا کہ شاید آپ کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا جاؤں گا۔ میں آپ کی نیکی ورحم اور آپ کی قرابت آپ کے سامنے بیان کر رہا تھا۔ اسی بات نے لوگوں کو مجھ سے باز رکھا۔

میں گمان کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اسلام سے خوش ہوں گے میں اسلام لایا اور اسی حال پر ہمرکاب روانہ ہوا۔ فتح مکہ وحنین میں حاضر تھا۔ حنین میں جب ہم دشمن سے ملے تو میں اپنے گھوڑے سے اتر کر ان کی صفوں میں گھس گیا۔ ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی۔

آنحضرت ﷺ کو معلوم نہ تھا کہ میں آپ سے پہلے موت چاہتا ہوں' آپ میری طرف دیکھ رہے تھے' عباس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کے بھائی اور آپ کے چچا کے بیٹے ابوسفیان بن الحارث ہیں ان سے آپ راضی ہو جائیے۔

فرمایا میں نے کر دیا' (یعنی راضی ہو گیا) اللہ نے ان کی ہر عداوت کو جو وہ مجھ سے رکھتے تھے بخش دیا' آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میرے بھائی ہیں۔ اپنی جان کی قسم میں نے آپ کے پاؤں کو رکاب میں بوسہ دیا۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے' اسلام لائے تو یہ اشعار کہے:

لعمرك انی یوم احمل رایة لتغلب خیل اللات خیل محمدٌ

''آپ کی جان کی قسم میں روز جھنڈا اٹھاتا تھا۔ کہ لات کا لشکر محمد (ﷺ) کے لشکر پر غالب ہو جائے۔

لکا لمدلج الحیران اظلم لیلة فهذا اوانی الیوم اهدی واهتدی

تو بے شک میری یہ حالت ہوتی تھی کہ میں اس پریشان شب رو کی طرح تھا جس کی رات تاریک ہو۔ مگر آج یہ عالم ہے کہ مجھے ہدایت کر دی گئی اور میں نے ہدایت پائی ہے۔

هدانی هاد غیر نفسی ودلنی علی اللّٰه من طردت کل مطرد

مجھے ایک ایسے ہادی نے ہدایت دی جو میری ذات کے علاوہ ہے' اس نے مجھے اللہ کا راستہ بتایا جس کو میں نے پورے طور پر دھتکار دیا تھا''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلکہ ہم نے تم کو دھتکار دیا تھا۔

حبراء سے مروی ہے کہ ان سے دریافت کیا تھا کہ اے ابوعمارہ کیا تم لوگوں نے یوم حنین میں پشت پھیری تھی' براء نے جواب دیا اور میں سنتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس روز اللہ کے نبی نے پشت نہیں پھیری' آپ کے خچر کو ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب باگ پکڑ کے کھینچ رہے تھے۔ جب مشرکین نے آپ کو گھیر لیا تو آپ خچر سے اتر پڑے اور فرمانے لگے:

انا النبیّ لا کذب انا ابن عبدالمطلب

''کچھ جھوٹ نہیں کہ میں نبیؐ ہوں۔ میں فرزند عبدالمطلب ہوں''۔

اس روز آپ سے زیادہ سخت کوئی نہیں دیکھا گیا۔

عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو نبی ﷺ سے تشبیہ دی جاتی تھی' وہ شام میں آئے تھے۔ انہیں جب دیکھا جاتا تھا تو بوجہ مشابہت ابن عمر کے انہیں ابن عمر کہا جاتا تھا۔ ابوسفیان بن الحارث نے اپنے شعر (ذیل) میں کہا ہے کہ:

هدانی هاد غیر نفسی ودلنی علی اللّٰه من طردت کل مطرد

''مجھے ایک ایسے ہادی نے ہدایت کی جو میری ذات کے علاوہ ہے' اس نے مجھے اللہ کا راستہ بتایا۔ جس کو میں نے پورے طور پر دھتکا

دیا تھا۔

افرو انألي جاهدا عن محمدٍ واُدعى وان لم انتسب بمحمدٍ

میں کوشش کر کے محمدؐ سے بھاگتا تھا اور دور رہتا تھا۔ اگرچہ میں منسوب نہیں کرتا تھا مگر مجھے محمد پکارا جاتا تھا''۔

یعنی بوجہ آپ کی مشابہت کے لوگ ابوسفیان کو دھوکے سے محمدؐ پکارنے لگتے تھے۔

ابوسفیان بن الحارث اور ان کے بیٹے جعفر بن ابی سفیان عمامہ باندھے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب آپ کے پاس پہنچے تو دونوں نے کہا' السلام علیکم یا رسول اللہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چہرے سے کپڑا ہٹاؤ تاکہ پہچانے جاؤ۔ انہوں نے اپنا نسب بیان کیا۔ چہرے کھول دیئے اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوسفیان تم نے مجھے کس دھتکار کی جگہ یا کسی وقت دھتکارا تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ ملامت کا وقت نہیں ہے۔ فرمایا اے ابوسفیان ملامت نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنے چچا کے بیٹے کو وضو اور سنت سکھاؤ اور میرے پاس لاؤ۔ وہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے انہوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ آگاہ ہو جاؤ اللہ اور اس کا رسول ابوسفیان سے راضی ہو گئے' لہٰذا تم لوگ بھی ان سے راضی ہو جاؤ۔

وہ اور ان کے بیٹے جعفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب فتح مکہ' یوم حنین اور طائف میں حاضر ہوئے۔ یوم حنین میں جب لوگ بھاگے تو دونوں باپ بیٹے آپ کے ہمرکاب ثابت قدم رہے اس روز ابوسفیان کے بدن پر چھوٹی چھوٹی چادریں اور چادروں کا عمامہ تھا۔ انہوں نے ایک چادر سے اپنی کمر باندھ رکھی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑ لی تھی۔

جب غبار ہٹ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون ہے' عرض کی آپ کا بھائی ابوسفیان' فرمایا: اے اللہ تب تو وہ میرا بھائی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ابوسفیان میرے بھائی ہیں اور میرے بہترین اعزہ میں ہیں اللہ نے حمزہ کے بدلے مجھے ابوسفیان بن الحارث کو دیا ہے' اس کے بعد ابوسفیان کو اسد اللہ اور اسد الرسول کہا جاتا تھا۔

ابوسفیان بن الحارث نے یوم حنین کے بارے میں بہت سے اشعار کہے ہیں جنہیں ہم نے ان کی کثرت کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے ان کے کلام میں یہ بھی ہے:

لقد علمت افناء کعب وعامر غداة حنين حين عَمَّ التضعضع

''کعب وعامر کے گمنام لوگوں نے حنین کی صبح کو جس وقت کمزوری عام طور پر تھی یہ جان لیا کہ

بانی اخو الهيجاء ارکب حدها امام رسول الله لا اتتعتع

میں جنگ کا ماہر ہوں کہ اس کی حد تک کرتا ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اس طرح کہ میں خوف نہیں کرتا۔

رجاء ثواب الله والله واسع اليه تعالٰی کل امر ليرجع

اللہ کے ثواب کی امید پر (کرتا ہوں) اور اللہ وسعت والا ہے اسی بزرگ و برتر کی طرف تمام امور لوٹیں گے"۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان بن الحارث کو خیبر سے سووسق کھجور سالانہ کی جاگیر دی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن الحارث گرمی میں نصف النہار کے وقت نماز پڑھتے تھے جو مکروہ سمجھی جاتی تھی اس کے بعد ظہر عصر تک پڑھتے تھے۔ ایک روز علی رضی اللہ عنہ ملے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ وقت سے پہلے نماز سے فارغ ہو کر واپس ہو چکے تھے انہوں نے ان سے کہا کہ آج کیا ہے جو تم اس وقت سے پہلے واپس ہو گئے جب عموماً واپس ہوتے تھے انہوں نے کہا کہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ ان کی بیٹی کا پیام دیا۔ انہوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں تھوڑی دیر بیٹھا رہا پھر بھی کچھ جواب نہ دیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تم سے ایسی لڑکی کا نکاح کرتا ہوں جو اس سے بہت قریب ہے انہوں نے اپنی بیٹی کا ان سے نکاح کر دیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوسفیان بن الحارث نوجوان اہل جنت کے سردار ہیں انہوں نے ایک سال حج کیا۔ منیٰ میں حجام نے ان کا سر مونڈا سر میں مسہ تھا حجام نے اسے کاٹ دیا جس سے وہ مر گئے لوگوں کا خیال تھا کہ وہ شہید ہوئے یا لوگ یہ امید کرتے تھے کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ ابوسفیان کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھ پر رونا نہیں کیونکہ جب سے میں اسلام لایا ہوں کسی گناہ میں آلودہ نہیں ہوا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابوسفیان بن الحارث کی وفات مدینہ میں اپنے بھائی نوفل بن الحارث کے تیرہ دن کم چار مہینے کے بعد ہوئی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۲۰ھ میں ان کی وفات ہوئی اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی انہیں بقیع میں عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مکان کی دیوار میں دفن کیا گیا۔

انہوں نے خود ہی وفات سے تین روز قبل اپنی قبر کھودنے کا انتظام کیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے بھائی کے بعد زندہ نہ رہوں مجھے ان دونوں کے ساتھ کر دے اسی روز آفتاب بھی غروب نہ ہوا تھا کہ ان کی وفات ہو گئی ان کا مکان عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مکان کے قریب تھا۔ یہ وہی مکان تھا جو دار الکراحی کہلاتا تھا اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مکان کے پڑوس میں تھا۔

حضرت سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی کنیت ابومحمد تھی ان کی والدہ ام الفضل تھیں جو لبابہ کبریٰ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ بن قیس بن عیلان بن مضر تھیں۔

فضل بن عباس کی اولاد میں صرف ام کلثوم تھیں ان کے کوئی دوسری اولاد نہ ہوئی ان کی والدہ صفیہ بنت محمیہ بن جز بن الحارث بن عریج بن عمرو الزبیدی قبیلہ مذحج کے سعد العشیرہ میں سے تھیں۔

فضل بن عباس عباس بن عبدالمطلب کے سب لڑکوں سے بڑے تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب مکہ و حنین کا

جہاد کیا اس روز جب لوگ پشت پھیر کے بھاگے تو رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ثابت قدم رہنے والے اصحاب واہل بیت میں تھے۔

آپ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں بھی حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے (اس سفر میں اپنی اونٹنی پر) انہیں ردیف (ہم نشین) بنایا اس لحاظ سے انہیں 'ردف رسول اللہ ﷺ (رسول اللہ کا ہم نشین) کہا جاتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یوم عرفہ (۹ رذی الحجہ) کو فضل بن عباس رسول اللہ ﷺ کے ہم نشین (ردیف) تھے' وہ نوجوان عورتوں کو دیکھنے لگے اوران کی طرف نظر کرنے لگے رسول اللہ ﷺ پیچھے سے اپنے ہاتھ سے بار باران کا منہ پھیرتے تھے وہ انہیں کنکھیوں سے دیکھنے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بھائی یہ وہ دن ہے کہ جو شخص اپنے کان اور آنکھ اور اپنی زبان پر قادر رہا تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

عبداللہ بن عبید سے مروی ہے کہ یوم عرفہ میں رسول اللہ ﷺ نے فضل بن عباس کو شرف ہم نشینی بخشا' وہ خوبصورت بدن کے آدمی تھے جن کے فتنوں کا عورتوں پر اندیشہ تھا۔ فضل نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے تک برابر تلبیہ کہا۔

ابن عباس نے فضل بن عباس سے روایت کی کہ وہ نبی ﷺ کے ہم نشین تھے آپ جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے تک برابر رمی کرتے رہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عرفات سے منیٰ تک فضل بن عباس کو اپنا ہم نشین بنایا' انہوں نے کہا کہ مجھے فضل نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے تک برابر تلبیہ کرتے رہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ فضل بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے نبی ﷺ کو غسل دیا اور آپ کے دفن کو اپنے ذمہ لیا' اس کے بعد وہ مجاہد بن کے شام چلے گئے ۱۸ھ کا واقعہ ہے کہ اردن کے نواح میں جب طاعون عمواس کا زور ہوا تو انتقال کر گئے۔ یہ واقعہ خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔

سیدنا جعفر بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ جمانہ بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں' جمانہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔

جعفر کے صلب سے ام کلثوم پیدا ہوئیں جن کے فرزند سعید بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھے۔ جعفر کی اولاد کا سلسلہ چل نہ سکا۔

جس وقت رسول اللہ ﷺ (مدینہ سے فتح مکہ کے لیے) آئے جعفر بن ابی سفیان اپنے والد کے ہمراہ تھے دونوں اسلام لائے۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ وحنین کا جہاد کیا جس روز لوگ پشت پھیر کر بھاگے وہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب واہل بیت میں تھے جو آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔ اپنے والد کے ساتھ برابر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے یہاں تک

کہ اللہ نے آپ کو اٹھا لیا۔ جعفر کی وفات وسط خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ہوئی۔

سیدنا حارث بن نوفل رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔ ان کی والدہ ظریبہ بنت سعید بن القشیب تھیں' قشیب کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع بن نضلہ بن محضب بن صعب بن مبشر بن دہمان تھا جو قبیلہ ازد میں سے تھے۔

حارث بن نوفل کی اولاد میں عبداللہ بن الحارث تھے جنہیں اہل بصرہ نے ببہ کا لقب دیا تھا ابن الزبیر کی کی جنگ کے زمانے میں انہوں نے ان سے صلح کی اور ان کے والی ہو گئے۔

محمد اکبر بن الحارث' ربیعہ' عبدالرحمٰن' رملہ' ام الزبیر جو مغیرہ کی والدہ تھیں اور ظریبہ ان سب کی والدہ ہند بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

عتبہ' محمد اصغر' حارث بن الحارث' ریطہ اور ام الحارث' ان سب کی والدہ ام عمرو بنت المطلب بن ابی وداعہ بن ضبیرہ السہمی تھیں۔

سعید بن الحارث ام ولد سے تھے۔

حارث بن نوفل رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی تھی اور آپ سے روایت کی ہے' وہ اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے ان کے بیٹے عبداللہ بن الحارث رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے ان کی اصلاح فرمائی اور دعاء کی۔

رسول اللہ ﷺ نے حارث بن نوفل کو مکہ کے بعض اعمال کا امیر مقرر فرمایا انہیں ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم نے مکہ کا والی بنایا۔

عبداللہ بن الحارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز جنازہ (اس طرح) تعلیم فرمائی:

اللهم اغفرلا حيائنا و امواتنا اصلح ذات بيننا الف بين قلوبنا اللهم عبدك فلان بن فلان لانعم الاخيرا وانت اعلم به فاغفرلنا وله.

''اے اللہ ہمارے زندہ لوگوں کی اور ہمارے مردہ لوگوں کی مغفرت کر ہمارے آپس میں اصلاح کر اور ہمارے دلوں میں الفت ڈال دے' اے اللہ تیرے بندے فلاں بن فلاں کو ہم سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتے۔ تو اسے زیادہ جاننے والا ہے لہٰذا ہماری اور اس کی مغفرت کر''۔

میں نے کہا حالانکہ میں اس جماعت میں سب سے چھوٹا تھا کہ اگر میں اسے خیر نہ جانتا ہوں فرمایا' اس کے سوا کچھ نہ کہو جو تم جانتے ہو۔

علی بن عیسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ حارث بن نوفل بصرے منتقل ہو گئے تھے وہیں انہوں نے محدود مکان بنا لیا تھا۔ عبداللہ بن عامر بن کریز کی ولایت کے زمانے میں وہاں اترے تھے' بصرے میں آخر زمانۂ خلافت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں وفات ہوئی۔

سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ ام الحکیم بنت الزبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد

مناف بن قصی تھیں۔

عبدالمطلب بن ربیعہ کی اولاد میں محمد تھے ان کی والدہ ام النبین بنت حمزہ بن مالک بن سعد بن حمزہ بن مالک تھیں جو ابوالشعیرہ بن منبہ بن سلمہ بن مالک بن غدر بن سعد بن رافع بن مالک بن جشم بن حاشد بن جشم بن الخیوان بن نوف بن ہمدان تھے۔

(ام النبین) قیس بن حمزہ کی بہن تھیں' یہی مالک بن حمزہ دونوں حکموں کی موجودگی میں معاویہ بن ابوسفیان کے ساتھ تھے۔

ہشام بن محمد بن السائب نے کہا کہ مجھے والد نے خبر دی کہ حمزہ بن مالک نے چار سو غلاموں کے ہمراہ یمن سے شام کی طرف ہجرت کی اور انہیں آزاد کر دیا' سب نے شام میں ہمدان کی طرف اپنے کو منسوب کیا' اہل عراق نے شامیوں کے کثرت فریب اور اغیار کے ان کی طرف منسوب ہو جانے کی وجہ سے ان لوگوں سے شادی کرنا ناپسند کیا۔ ان کی اولاد میں اروی بنت عبدالمطلب بن ربیعہ تھیں' ان کی والدہ بنت عمیر بن مازن تھیں۔

ہشام نے کہا کہ میرے والد محمد بن السائب نے محمد بن عبدالمطلب کو پایا ہے اور ان سے روایت کی ہے' عبدالمطلب بن ربیعہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔ وہ آپ کے زمانے میں بالغ تھے۔

عبداللہ بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ انہیں عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب نے خبر دی کہ ربیعہ بن الحارث اور عباس بن عبدالمطلب یکجا ہوئے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر ہم ان دونوں لڑکوں کو (یعنی عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس کو) رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجتے اور آپ ان کو صدقات پر مامور کر دیتے تو یہ بھی وہ (خدمت) ادا کرتے جو دوسرے ادا کرتے ہیں اور وہ نفع پاتے جو دوسرے پاتے ہیں۔

یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ تم کیا چاہتے ہو انہوں نے اپنا خیال ظاہر کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسا مت کرو کیونکہ آپ کرنے والے نہیں ہیں۔ دونوں نے کہا کہ یہ تم محض ہم لوگوں پر حسد کی وجہ سے کہتے ہو واللہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی اور ان کی دامادی حاصل کی مگر ہم نے تمہارے ساتھ حسد نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں حسن رضی اللہ عنہ کا باپ ہوں تم ان دونوں کو بھیجو' اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ لیٹ گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر پڑھ لی تو ہم آپ سے پہلے حجرے کے پاس جا کے کھڑے ہو گئے' آپ ہمارے پاس سے گزرے تو کان پکڑ کے فرمایا جو دل میں ہو اسے ظاہر کرو اور حجرے میں داخل ہو گئے' ہم بھی اندر گئے آپ اس وقت زینب بنت جحش کے گھر میں تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپ ہمیں صدقات وصول کرنے پر مامور فرما دیں' تا کہ جو نفع لوگوں کو ہوتا ہے وہ ہمیں ہو اور جو (خدمت) لوگ ادا کرتے ہیں ہم ادا کریں۔

رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے اور گھر کی چھت کی طرف اپنا سر اٹھایا۔ ہم نے آپ سے گفتگو کرنے کا ارادہ کیا تو زینب نے پردے سے اشارہ کیا' گویا آپ سے کلام کرنے کو ہمیں منع کرتی ہیں۔

آپ متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ خبردار' صدقہ محمد و آل محمد کے لیے مناسب نہیں' کیونکہ وہ لوگوں کا میل ہے حکم ہوا کہ میرے پاس محمیہ بن جزء کو جو عشور (محصول زمین) پر (عامل) تھے اور ابوسفیان کو بلاؤ۔ دونوں حاضر ہوئے آپ نے محمیہ سے فرمایا کہ اس

لڑکے فضل سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دو انہوں نے ان سے نکاح کر دیا۔ ابوسفیان سے فرمایا کہ اس لڑکے (عبدالمطلب) سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دو انہوں نے مجھ سے نکاح کر دیا محمیہ سے فرمایا کہ خمس سے ان دونوں کا مہر ادا کر دو۔

علی بن عیسیٰ بن عبداللہ النوفلی سے مروی ہے کہ عبدالمطلب بن ربیعہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے تک مدینہ میں رہے اس کے بعد وہ دمشق میں منتقل ہو گئے وہیں اترے اور ایک مکان بنالیا۔ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا خلافت کا زمانہ تھا کہ دمشق میں ان کی وفات ہوئی انہوں نے یزید بن معاویہ کو وصیت کی اس نے وصیت قبول کی۔

سیدنا عتبہ بن ابی لہب رضی اللہ عنہ:

نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھا ان کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

اولاد میں ابوعلی' ابوالہیثم' ابوغلیط تھے ان کی والدہ ام عباس بنت شراحیل بن اوس بن حبیب بن الوجیہ تھیں جو حمیر کی شاخ ذی الکلاع میں سے تھیں' جاہلیت کے زمانے کی قیدی تھیں۔

عبیداللہ و محمد و شیبہ' یہ سب لاولد مر گئے اور ام عبداللہ ان سب کی والدہ ام عکرمہ بنت خلیفہ بن قیس جو الازد کے الجدرہ میں سے تھیں وہ لوگ بنی الدیل بن بکر کے حلیف تھے۔

عامر بن عتبہ' ان کی والدہ ہالہ احمریہ تھیں' بنی الاحمر بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں۔

ابو واثلہ بن عتبہ' ان کی والدہ خولان میں سے تھیں۔

عبید بن عتبہ' ام ولد سے تھے۔

اسحاق بن عتبہ' ام ولد سوداء سے تھے۔

ام عبداللہ بنت عتبہ' ان کی والدہ خولہ ام ولد تھیں۔

عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح کے زمانے میں مکہ آئے تو مجھ سے فرمایا' اے عباس تمہارے دونوں بھتیجے عتبہ و معتب کہاں ہیں ان کو میں نے نہیں دیکھا۔ عرض کی یا رسول اللہ مشرکین قریش میں سے جو لوگ چلے گئے انہیں کے ساتھ وہ بھی ہیں۔ فرمایا ان دونوں کے پاس جاؤ اور میرے پاس لے آؤ۔

میں سوار ہو کے ان کے پاس عرنہ گیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم کو بلاتے ہیں' وہ فوراً سوار ہو کے میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لے آئے اور بیعت کر لی۔

رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے۔ ان کے ہاتھ پکڑ لیے اور اس طرح لے چلے کہ آپ ان کے درمیان تھے ملتزم پر لائے جو باب کعبہ و حجر اسود کے درمیان ہے آپ نے دعا کی اور واپس ہوئے۔ عارض منور سے مسرت نمایاں تھی۔

عباس نے کہا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ' اللہ آپ کو خوش و خرم رکھے میں چہرے پر مسرت دیکھتا ہوں' فرمایا' ہاں' میں نے اپنے چچا کے ان دو بیٹوں کو اپنے رب سے مانگا تھا' اس نے مجھے دونوں عطا کر دیے۔

حمزہ بن عتبہ نے کہا کہ دونوں اسی وقت آپ کے ہمراہ حنین روانہ ہو گئے غزوۂ حنین میں حاضر ہوئے اس روز دونوں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب آپ کے اہل بیت اور ثابت قدم رہنے والے اصحاب کے ساتھ ثابت قدم رہے اس روز معتب کی آنکھ میں چوٹ لگ گئی۔ فتح مکہ کے بعد بنی ہاشم کے مردوں میں سے سوائے عتبہ و معتب فرزندان ابولہب کے کوئی مکہ میں نہیں رہا۔

حضرت معتب بن ابی لہب رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں۔

معتب کی اولاد میں عبداللہ و محمد و ابوسفیان و موسیٰ و عبیداللہ و سعید و خالدہ تھیں ان سب کی والدہ عاتکہ بنت ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں' عاتکہ کی والدہ ام عمرو بنت المقوم بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔

ابومسلم و مسلم و عباس فرزندان معتب مختلف ام ولد سے تھے۔

عبدالرحمٰن بن معتب' ان کی والدہ حمیر میں سے تھیں۔

ہم نے معتب بن ابی لہب کے اسلام کا ذکر ان کے بھائی عتبہ بن ابی لہب کے ساتھ کیا ہے۔

حِبّ رسول اللہ ﷺ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما:

ابن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ بن امری القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب۔

رسول اللہ ﷺ کے حب (محب و محبوب) تھے کنیت ابومحمد تھی۔ ان کی والدہ ام ایمن تھیں' ام ایمن کا نام برکہ تھا' رسول اللہ ﷺ کی کھلائی اور آپ کی آزاد کردہ باندی تھیں۔

حضور علیہ السلام کی آپ سے شدید محبت:

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بعض اہل علم کی روایت میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں چھوڑا' اسامہ رضی اللہ عنہ ان کے یہاں مکہ ہی میں پیدا ہوئے' بڑھے یہاں تک کہ عاقل ہو گئے انہوں نے سوائے اللہ تعالیٰ کے اسلام کے اور کچھ نہیں جانا نہ اس کے خلاف کوئی دین اختیار کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی رسول اللہ ﷺ ان سے شدید محبت کرتے تھے' وہ آپ کے پاس مثل آپ کے بعض اعزہ کے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ دروازے کی دہلیز پر پھسل کر گر پڑے جس سے ان کی پیشانی پھٹ گئی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا ان کا خون صاف کرو' عائشہ رضی اللہ عنہا کو کراہت ہوئی' رسول اللہ ﷺ ان کے زخم کو چوسنے اور اسے تھوک کر فرمانے لگے کہ اگر اسامہ رضی اللہ عنہ لڑکی ہوتے تو انہیں ضرور کپڑے پہناتا' زیور پہناتا یہاں تک کہ مشہور کر دیتا۔

ابوالسفر سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ اور عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھے تھے اسامہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس تھے رسول اللہ ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھا اور ہنسے' فرمایا کہ اگر اسامہ رضی اللہ عنہ لڑکی ہوتے تو میں انہیں زیور پہناتا' ان کی آرائش کرتا یہاں تک کہ ان کا بازار گرم ہو جاتا۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اور حسن رضی اللہ عنہ کو (گود میں) لے کر فرماتے تھے کہ اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے ایک زانو پر بٹھا لیتے تھے اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دوسرے پر پھر ہم دونوں کو چمٹا لیتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ ان دونوں پر رحمت کر کیونکہ میں بھی ان دونوں پر رحمت کرتا ہوں۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ جھنڈا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا تو فرمایا کیوں نہ اس شخص کے پاس گیا جس کے والد قتل کر دیئے گئے یعنی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس۔

قیس بن ابی عازم سے مروی ہے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنے والد کے قتل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے دوسرے دن پھر آئے اور اسی مقام پر کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آج تم سے اسی مقام پر ملوں گا جہاں کل ملا تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے مجزز المدلجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے انہوں نے اسامہ اور زید رضی اللہ عنہما کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک ہی چادر تھی جس سے سر تو چھپے ہوئے تھے لیکن قدم کھلے تھے' مجزز نے کہا کہ یہ قدم تو ایک دوسرے کا جز ہیں (یعنی دونوں باپ بیٹے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو کے میرے پاس آئے آپ کے چہرے کے خط چمک رہے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اس طرح تشریف لائے کہ آپ کے چہرے کے خطوط چمک رہے تھے' فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ابھی ابھی مجزز نے زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور کہا کہ ان میں سے بعض قدم بعض سے ہیں (یعنی ایک دوسرے کا جز ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ کی زید سے مشابہت پر خوش ہوئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات سے واپسی میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی وجہ سے تاخیر کر دی جن کے آپ منتظر تھے وہ آئے تو ایک چپٹی ناک والے کالے لڑکے تھے' اہل یمن نے کہا کہ ہم لوگ محض اس وجہ سے روکے گئے اسی سبب سے اہل یمن نے کفر کیا۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے یزید بن ہارون سے پوچھا کہ ان کے اس قول کی کیا مراد ہے کہ ''اسی سبب سے اہل یمن نے کفر کیا''، تو انہوں نے کہا کہ جب وہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتد ہوئے تو ان کا مرتد ہونا محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی توہین کرنے سے ہوا۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے واپس ہوئے تو مجھے ہم نشینی کا شرف بخشا۔ آپ اپنی سواری کی باگ کھینچ رہے تھے یہاں تک کہ اس کے دونوں کانوں کا پچھلا حصہ قریب تھا کہ کجاوے کے اگلے حصے سے لگ جائے' فرماتے تھے کہ اے لوگو تمہیں سکون و وقار لازم ہے کیونکہ اونٹ کے ضائع کرنے میں نیکی نہیں ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تشریف لائے کہ آپ کے ردیف اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے' ہم نے آپ کو اس نبیذ (شربت کشمش) میں سے پلایا تو آپ نے نوش فرمایا اور فرمایا' تم نے اچھا کیا' اسی طرح کرو۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ شب عرفہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشین تھے۔ جب آپ واپس ہوئے تو مزدلفہ پہنچنے تک سواری نے دوڑ کر قدم نہیں اٹھایا (یعنی آہستہ آہستہ چلتی رہی)۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے روز مکہ میں اس طرح داخل ہوئے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ہم نشین تھے' آپ نے کعبہ کے سائے میں اونٹ بٹھا دیا' میں لوگوں کے آگے ہو گیا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلال اور اسامہ رضی اللہ عنہما کعبہ میں داخل ہوئے۔ میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے جو دروازے کے پیچھے تھے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی انہوں نے کہا کہ تمہارے مقابل دونوں ستونوں کے درمیان۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک موٹا مصری کپڑا پہنایا جو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہدایا میں سے تھا میں نے اسے اپنی زوجہ کو پہنا دیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا کہ وہ مصری کپڑا نہیں پہنا' عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ میں نے اپنی زوجہ کو پہنا دیا' فرمایا انہیں حکم دو کہ نیچے انگیا (چولی یا کرتی) پہن لیں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ (کپڑا) ان کی ہڈیوں کی موٹائی ظاہر کرے گا۔

عبیداللہ بن مغیرہ سے مروی ہے کہ حکیم بن حزام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جوڑا ہدیۃً بھیجا جو ذی یزن کا تھا' حکیم بن حزام اس زمانے میں مشرک تھے انہوں نے اس کو پچاس دینار میں خریدا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم مشرک سے قبول نہیں کرتے لیکن جب تم نے بھیجا ہے تو ہم بہ قیمت لے لیں گے' تم نے کتنے میں لیا ہے؟ انہوں نے کہا پچاس دینار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے لیا اور پہن کر جمعہ کے لیے منبر پر بیٹھے۔ پھر آپ اترے اور وہ جوڑا (حلہ) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو پہنا دیا۔

حضرت اسامہ بن زید کی امارت میں لشکر کی روانگی:

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اس پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر بنایا' بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگ ان کی امارت پر اعتراض کرتے ہو (تو تعجب نہیں) کیونکہ تم لوگ اس سے قبل ان کے والد کی امارت پر اعتراض کرتے تھے اللہ کی قسم وہ امارت ہی کے لیے پیدا ہوئے تھے اور بے شک میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں۔

سالم نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے سنتے تھے کہ جس وقت آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا تو آپ کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کی عیب جوئی کی اور ان کی امارت میں طعن کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے جیسا کہ سالم نے مجھ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خبردار تم لوگ اسامہ رضی اللہ عنہ کی عیب جوئی کرتے ہو اور ان کی امارت میں اعتراض کرتے ہو اس کے قبل یہی تم ان کے باپ کے ساتھ کر چکے ہو اگرچہ وہ امارت ہی کے لیے پیدا ہوئے تھے اور وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے ان کے بعد ان کے یہ فرزند مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں' لہٰذا ان کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہیں۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کسی جانب روانہ کیا مگر ان کے اس جانب روانہ ہونے سے

پہلے رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنا دیئے گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے تمہیں وصیت فرمائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یہ وصیت فرمائی ہے کہ صبح کے وقت اُبنٰی پر حملہ کروں اس کے بعد انتہا تک چلا جاؤں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک سریہ بھیجا۔ جس میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے ان پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو عامل بنایا۔ لوگوں نے ان کے چھوٹے ہونے پر اعتراض کیا رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ لوگوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی امارت میں اعتراض کیا ہے۔ اس سے قبل وہ ان کے والد کی امارت میں بھی اعتراض کر چکے تھے حالانکہ وہ دونوں اسی لیے پیدا ہوئے تھے' وہ بھی میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں اور ان کے والد بھی میرے محبوب ترین لوگوں میں سے تھے' سوائے فاطمہ کے' لہٰذا میں تمہیں اسامہ رضی اللہ عنہ کے متعلق خیر کی وصیت کرتا ہوں۔

حنش سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ نبی ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس وقت عامل بنایا جب وہ اٹھارہ سال کے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر بنایا اور حکم دیا کہ وہ ساحل سمندر سے ابنٰی پر حملہ کریں۔

ہشام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو امیر بناتے تھے تو اسے آگاہ کر دیتے تھے اور ساتھیوں کو نامزد فرما دیتے تھے' وہ اس طرح روانہ ہوئے کہ ان کے ہمراہ لوگوں کے سردار اور منتخب لوگ تھے' ان کے ہمراہ عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

لوگوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے امیر بنانے میں اعتراض کیا۔ جیسا کہ انہوں نے ان کے والد کو امیر بنانے پر کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ بعض لوگوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے امیر بنانے پر اعتراض کیا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے ان کے والد کو امیر بنانے پر کیا تھا۔ حالانکہ وہ امارت ہی کے لیے پیدا ہوئے ہیں اور اپنے والد کے بعد مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں مجھے امید ہے کہ وہ تمہارے صالحین میں سے ہوں گے لہٰذا ان کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو۔

رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو مرض میں فرمانے لگے کہ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرو' لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرو' اسامہ رضی اللہ عنہ مقام جرف تک پہنچے تو انہیں ان کی زوجہ فاطمہ بنت قیس نے کہلا بھیجا کہ جلدی نہ کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ سخت علیل ہیں' وہ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

اسامہ رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا آپ لوگوں سے میری حالت جدا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ عرب کافر ہو جائیں گے وہ لوگ کافر ہو گئے تو سب سے پہلے وہی ہوں گے جن سے قتال کیا جائے گا اور اگر وہ کافر نہ ہوئے تو میں روانہ ہو جاؤں گا کیونکہ میرے ہمراہ لوگوں کے سردار اور منتخب حضرات ہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا کہ واللہ اگر مجھے پرندے اچک لے جائیں تو یہ اس سے زیادہ

پسند ہے کہ کوئی کام رسول اللہ ﷺ کے حکم سے پہلے شروع کروں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں آمل بھیج دیا اور عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت لے لی کہ ان کے پاس چھوڑ جائیں اسامہ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت دے دی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو قتال میں ہاتھ پاؤں اور درمیانی حصے کاٹنے کا حکم دیا کہ دشمن پریشان ہو جائے۔

اسامہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور ان پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے لشکر کو حکم دیا کہ خوب مجروح کریں تاکہ دشمن خوفزدہ ہو جائے اس کے بعد یہ لوگ اس حالت میں واپس ہوئے کہ صحیح و سالم تھے اور مال غنیمت میں کامیاب تھے۔

عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں سوائے اسامہ رضی اللہ عنہ کے کسی کو امارت پر لانے والا نہیں ہوں اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بھی وہ امیر تھے' یہ لوگ روانہ ہوئے ملک شام کے قریب پہنچے تو ان کو سخت کہر نے گھیر لیا۔ جس میں اللہ نے انہیں پوشیدہ کر دیا۔

مسلمانوں نے حملہ کیا اور اپنے مقصود کو پہنچے ایک ہی وقت میں ہرقل کے پاس رسول اللہ ﷺ کی وفات اور اس کے علاقے پر اسامہ رضی اللہ عنہ کے حملے کی خبر لائی گئی اس پر اہل روم نے کہا کہ اس قوم نے ہمارے ملک پر حملہ کرنے میں اپنے صاحب کی موت کی بھی پروا نہ کی' عروہ نے کہا کہ کوئی لشکر اس لشکر سے زیادہ صحیح سالم نہیں دیکھا گیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ کے مثل روایت کی اور یہ اضافہ کیا کہ جس لشکر پر انہیں عامل بنایا اس میں ابوبکر و عمر اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم بھی تھے' ان کی زوجہ فاطمہ بنت قیس نے لکھا کہ رسول اللہ ﷺ سخت علیل ہو گئے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ کیا بات پیدا ہو اس لیے اگر تم قیام کرنا مناسب سمجھو تو قیام کرو اسامہ مقام جرف ہی میں مقیم رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ آپ نے حکم دیا تھا کہ ان لوگوں کو خوب مجروح کیا جائے اور زخمی کیا جائے پھر عرب کافر ہو گئے۔

محمد بن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ کو لوگوں کا یہ اعتراض معلوم ہوا کہ آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو مہاجرین و انصار پر عامل بنا دیا۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے' منبر پر بیٹھے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کہ اے لوگو! لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرو۔ میری جان کی قسم اگر تم نے ان کی امارت میں کلام کیا ہے (تو یہ نئی بات نہیں) تم نے اس کے قبل ان کے والد کی امارت میں بھی کلام کیا ہے' وہ امارت ہی کے لیے پیدا ہوئے ان کے والد بھی اسی کے لیے پیدا ہوئے تھے۔

لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوا۔ انہوں نے مقام جرف میں پڑاؤ کیا۔ یہاں سب لوگ ان کے پاس آ گئے۔ جس وقت وہ روانہ ہوئے رسول اللہ ﷺ سخت علیل تھے' اسامہ ٹھہر گئے لوگ دیکھ رہے تھے کہ اللہ اپنے رسول کے حق میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔

اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ سخت علیل ہو گئے تو میں اپنے لشکر سے واپس آ گیا اور لوگ بھی میرے ساتھ واپس آ گئے رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری تھی آپ بات نہیں کرتے تھے' آپ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھانے لگے پھر اسے میری طرف اٹھایا میں سمجھا کہ آپ میرے لیے دعا کرتے ہیں۔

الحضرمی سے جو اہل یمامہ سے تھے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ آپ ان سے اور ان سے پہلے

ان کے والد سے محبت کرتے تھے۔ انہیں ایک لشکر پر امیر بنا کے بھیجا۔ یہ سب سے پہلا موقع تھا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو قتال میں آزمایا گیا۔ وہ (دشمن سے) ملے اور جنگ کی' ان کی شجاعت کا چرچا ہو گیا۔

کلمہ گو کا قتل:

اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آیا کہ مژدۂ فتح لانے والا پہنچ چکا تھا۔ آپ کا چہرہ (خوشی سے) چمک رہا تھا' مجھے اپنے قریب کر لیا اور کہا کہ واقعات جنگ بیان کرو۔ میں نے بیان کیا کہ جب وہ قوم بھاگی تو ایک شخص ملا۔ میں نے نیزہ اس کی طرف جھکا دیا' اس نے لا الہ الا اللہ کہا مگر میں نے اسے نیزہ مار کے قتل کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ (غضب سے) متغیر ہو گیا اور فرمایا اے اسامہ تم پر افسوس ہے' تمہیں لا الہ الا اللہ کے ساتھ کیونکر جرأت ہوئی۔ اسی کا بار بار اعادہ فرماتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ پسند تھا کہ میں اپنے ہر عمل سے جو میں نے کیا ہے بری ہو جاؤں اور اس روز از سر نو اسلام لاؤں' واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کے بعد میں کسی ایسے شخص سے قتال نہیں کرتا تھا جو لا الہ الا اللہ کہتا۔

ابراہیم التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بڑے پیٹ والے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں کبھی ایسے شخص سے قتال نہ کروں گا جو لا الہ الا اللہ کہے۔ سعد نے بھی کہا کہ واللہ میں بھی اس شخص سے قتال نہ کروں گا جو لا الہ الا اللہ کہے ان دونوں سے کسی نے کہا کہ کیا اللہ نے یہ نہیں کہا ہے کہ ﴿وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله﴾ (یہاں تک قتال کرو کہ فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لیے ہو جائے) ان دونوں نے کہا کہ ہم نے اتنا قتال کیا کہ فتنہ نہیں رہا اور دین اللہ ہی کے لیے ہو گیا۔

حدود اللہ میں سفارش پر سرزنش:

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ بعض معاملے میں اسامہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے اور اس میں آپ سے سفارش کرتے تھے' وہ ایک مرتبہ کسی حد (شرعی مقرر سزا) میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے اسامہ رضی اللہ عنہ کسی حد میں سفارش نہ کرو۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ قریش کو اس عورت کے حال نے پریشان کر دیا جس نے چوری کی تھی' ان لوگوں نے کہا کہ کون ہے جو اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرے لوگوں نے کہا کہ سوائے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ و محبوب ہیں کون جرأت کر سکتا ہے؟ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے سفارش کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کی حدود میں کیوں سفارش کرتے ہو۔

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں کو صرف اسی امر نے ہلاک کر دیا کہ جب ان میں شریف چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور کمزور چوری کرتا تھا تو اس پر حد قائم کرتے تھے اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم چوری کرتیں تو ان کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا۔

اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اولین کو فضیلت (وترجیح) دی' ان کے فرزندوں کو اس

سے کم دیا' اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر ترجیح دی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ امیر المومنین نے تم پر ایسے شخص کو ترجیح دی جو نہ تم سے عمر میں زیادہ ہے نہ ہجرت میں افضل ہے اور نہ وہ ان مشاہد میں حاضر ہوا جن میں تم حاضر ہوئے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا امیر المومنین آپ نے مجھ پر ایسے شخص کو فضیلت دی جو نہ عمر میں مجھ سے زیادہ ہے نہ ہجرت میں مجھ سے افضل ہے اور نہ وہ ایسے مشاہد میں حاضر ہوا جن میں میں حاضر ہوا' فرمایا کہ وہ کون ہے' عرض کی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرمایا تم نے عمر رضی اللہ عنہ سے سچ کہا۔ واللہ میں نے یہ اس لیے کیا کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے' اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے بس اسی لیے میں نے کیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لیے ایسا ہی حصہ مقرر کیا جیسا کہ بدریین کے لیے چار ہزار مقرر کیا تھا اور میرے لیے ساڑھے تین ہزار مقرر کیا عرض کی آپ نے میرے لیے جو مقرر کیا اسامہ رضی اللہ عنہ کے لیے اس سے زیادہ کیوں مقرر کیا حالانکہ وہ بھی انہیں مشاہد میں حاضر ہوئے جن میں میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ وہ تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے اور ان کے والد تمہارے والد سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کھجور کے درخت کی قیمت ہزار درہم تک پہنچ گئی تھی۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کھجور کے ایک درخت کا قصد کیا اسے انہوں نے چیر ڈالا اور گودا نکال کے اپنی والدہ کو کھلا دیا۔

لوگوں نے کہا کہ تمہیں اس کام پر کس نے برانگیختہ کیا حالانکہ تم دیکھتے ہو کہ کھجور کا درخت ہزار درہم کو پہنچ گیا ہے' انہوں نے کہا کہ میری والدہ نے مجھ سے فرمائش کی تھی' وہ مجھ سے جب کسی ایسی چیز کی فرمائش کریں گی جس پر میں قادر ہوں گا تو میں انہیں ضرور دوں گا۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ وہ ام المومنین میمونہ کے پاس اس حالت میں تھے' کہ ان کی پیٹ کی تہ بند لٹکی ہوئی تھی' میمونہ نے انہیں اس بارے میں شدید ملامت کی' انہوں نے کہا کہ میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی تہ بند لٹکائے تھے' میمونہ نے کہا کہ تم نے غلط کہا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ بڑے پیٹ والے تھے شاید ان کی تہ بند پیٹ کے نچلے حصہ کی طرف لٹک جاتی ہو۔

مولائے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سوار ہو کے اپنے مال کی طرف جاتے تھے جو وادی القریٰ میں تھا' وہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کو روزہ رکھتے تھے' میں نے ان سے کہا کہ آپ سفر میں بھی روزہ رکھتے ہیں حالانکہ آپ بوڑھے ہو گئے اور بڑے ہو گئے' فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کو روزہ رکھتے تھے' اور آپ نے فرمایا کہ اعمال دوشنبہ اور پنج شنبہ کو پیش کیے جاتے ہیں۔

حرملہ مولائے اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے مجھے علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ ان سے سلام کہنا اور کہنا کہ اگر آپ وہاں شہر میں ہوں تو میں بھی آپ کے ساتھ اس میں داخل ہونا پسند کروں گا۔ لیکن یہ ایسا امر ہے جس میں میری رائے نہیں ہے۔ میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا مگر انہوں نے مجھے کچھ نہ دیا۔ پھر میں حسن اور ابن جعفر کے پاس آیا تو ان لوگوں نے میرے

لیے سواری پر بار کر دیا۔

اسامہ رضی اللہ عنہ کے اہل بیت واولاد:

ہشام بن محمد السائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے ہند بنت الفاکہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم سے اور درہ بنت عدی بن قیس بن حذافہ بن سہم سے نکاح کیا' درہ کے یہاں ان سے محمد وہند پیدا ہوئیں۔

نیز انہوں نے فاطمہ بنت قیس ہمشیرۂ ضحاک بن قیس الفہری سے نکاح کیا جن سے جبیر وزید وعائشہ پیدا ہوئیں۔ ام الحکیم بنت عتبہ بن ابی وقاص اور بنت ابی ہمدان السہمی سے نکاح کیا جو بنی عذرہ کی شاخ بنی رزاح سے تھیں۔ ان کے یہاں ان سے حسن وحسین پیدا ہوئے۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے محبت کرتے تھے۔ جب وہ چودہ سال کے ہوئے تو انہوں نے ایک عورت سے نکاح کیا جن کا نام زینب بنت حنظلہ بن قسامہ تھا۔ پھر انہیں طلاق دے دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ میں خوبصورت کم کھانے والی عورت کس کو بتاؤں کہ میں اس کا خسر ہوں یہ فرما کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعیم بن عبداللہ بن النحام کی طرف دیکھنے لگے' نعیم نے کہا یا رسول اللہ گویا آپ کی مراد مجھ سے ہے' فرمایا' ہاں' انہوں نے ان سے نکاح کر لیا۔ ان کے یہاں ان سے ابراہیم بن نعیم پیدا ہوئے' ابراہیم یوم الحرہ میں قتل کیے گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کو روانات کسی زمانے میں بیس سے زیادہ نہیں ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اسامہ رضی اللہ عنہ بیس سال کے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہوں نے وادی القریٰ میں سکونت اختیار کر لی پھر مدینہ آ گئے وفات مقام جرف میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئی۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا جس وقت انتقال ہوا تو وہ (دفن کے لیے) مقام جرف میں مدینہ لائے گئے۔

سیدنا ابو رافع اسلم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام):

نام اسلم تھا' عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے غلام تھے' انہوں نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام کی خوشخبری دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا۔

عکرمہ' مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابو رافع مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا۔ اسلام ہم اہل بیت میں داخل ہو چکا تھا۔ عباس رضی اللہ عنہ اسلام لائے (ان کی زوجہ) ام الفضل بھی اسلام لائیں اور میں بھی اسلام لایا۔ اور عباس اپنی قوم سے ڈرتے تھے ان کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے اور اپنا اسلام چھپاتے تھے' وہ کثیر مال والے تھے جو ان کی قوم میں پھیلا ہوا تھا۔

اللہ کا دشمن ابولہب بدر سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اس نے بجائے اپنے عاص بن ہشام بن المغیرہ کو بھیج دیا تھا۔ وہ لوگ اسی طرح کرتے تھے کوئی شخص بغیر اس کے پیچھے نہیں رہتا تھا کہ اپنے بجائے کسی کو بھیج دے جب قریش کے اصحاب بدر کی مصیبت کی خبر

آئی تو اللہ نے اسے سرنگوں اور رسوا کر دیا اور ہم لوگوں نے اپنے دلوں میں قوت وغلبہ محسوس کیا۔

میں ایک کمزور آدمی تھا۔ ایک حجرے میں پیالے بنایا کرتا تھا اور انہیں گھڑتا تھا۔ بس واللہ میں اس میں بیٹھا ہوا اپنے پیالے بناتا تھا۔ میرے پاس ام الفضل بھی بیٹھی ہوئی تھیں جو خبر تھی اس سے ہم لوگ خوش تھے کہ یکایک بدکار ابولہب شر کے ساتھ اپنے پاؤں کھینچتا ہوا آیا۔ حجرے کی رسیوں کے پاس اس طرح بیٹھ گیا کہ اس کی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی۔

وہ بیٹھا ہوا تھا کہ لوگوں نے کہا' یہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب آیا ہے' ابولہب نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے' ادھر آؤ' میری جان کی قسم تمہارے پاس خبر ہے وہ اس کے پاس بیٹھ گیا اور لوگ کھڑے رہے اس نے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے' بتاؤ کہ لوگوں کی کیا کیفیت تھی۔

اس نے کہا' واللہ کچھ نہ تھا سوائے اس کے کہ ہم لوگ اس قوم سے ملے اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا وہ لوگ جس طرح چاہتے تھے ہمیں قتل کرتے تھے اور جس طرح چاہتے تھے ہمیں قید کرتے تھے' اللہ کی قسم باوجود اس کے میں نے لوگوں کو ملامت نہیں کی' ہم ایسے گورے آدمیوں سے ملے جو ابلق گھوڑوں پر آسمان وزمین کے درمیان (معلق) تھے' واللہ نہ وہ (گھوڑے) کسی کے لائق تھے' اور نہ کوئی شے ان کے مناسب تھی (جس سے مثال دی جائے) ابورافع نے کہا کہ میں نے حجرے کی رسیاں اپنے ہاتھ سے اٹھائیں اور کہا واللہ وہ ملائکہ تھے۔ ابولہب نے اپنا ہاتھ اٹھا کر بڑے زور سے میرے منہ پر مارا۔ میں اچھل کر اس پر گر پڑا۔ اس نے مجھے اٹھا کر زمین پر دے مارا' سینے پر چڑھ کر مارنے لگا' حالانکہ میں کمزور آدمی تھا۔

ام الفضل اٹھ کر حجرے کے کھمبوں میں سے ایک کھمبے تک گئیں اور لے کے اس سے ایسا مارا کہ سر میں گہرا زخم پڑ گیا اور کہا کہ اس کا آقا موجود نہیں ہے تو تو اسے کمزور سمجھتا ہے وہ ذلیل ہو کے پشت پھیر کے کھڑا ہو گیا۔

واللہ وہ سات رات سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اللہ نے اسے عدسہ کی بیماری لگا دی (جس میں پیشانی پر مسور کے دانے کے برابر ایک زہریلا دانہ نکل آتا ہے) اس نے اسے قتل کر دیا اس کے دونوں بیٹے اسے دو یا تین رات تک اس طرح چھوڑے رہے کہ دفن نہیں کرتے تھے' یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں سڑ گیا۔

قریش مرض عدسہ اور اس کے متعدی ہونے سے پرہیز کرتے تھے جس طرح لوگ طاعون سے پرہیز کرتے ہیں' قریش کے ایک شخص نے ان دونوں سے کہا کہ تم پر افسوس ہے' تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارا باپ اپنے گھر میں سڑ گیا ہے اور تم اسے دفن نہیں کرتے۔

ان دونوں نے کہا ہم اس زخم سے ڈرتے ہیں' اس نے کہا کہ تم چلو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ ان لوگوں نے صرف اس طرح اسے غسل دیا کہ دور سے پانی پھینک دیتے تھے اور اسے چھوتے نہ تھے پھر اسے لاد کر مکہ کے اونچے حصے میں ایک دیوار کی طرف دفن کیا اور پتھر ڈال کے اسے چھپا دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ بدر کے بعد ابورافع نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقیم ہو گئے احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر رہے' رسول اللہ ﷺ نے اپنی آزاد کردہ باندی سلمٰی کے ساتھ ان کا نکاح

کر دیا۔ وہ بھی ان کے ساتھ خیبر میں حاضر ہوئیں ان کے یہاں ابورافع سے عبداللہ بن ابی رافع پیدا ہوئے' وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے۔

حکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارقم بن ابی الارقم کو زکوٰۃ پر عامل بنا کے بھیجا انہوں نے ابورافع سے کہا کہ آیا تمہیں موقع ہے کہ میری مدد کرو اور میں تمہارے لیے عاملین کا حصہ مقرر کروں؟ انہوں نے کہا کہ (میں کچھ نہیں کہہ سکتا) تاوقتیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر نہ کروں' انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا' اے ابورافع ہم لوگ اہل بیت ہیں ہمارے لیے زکوٰۃ حلال نہیں ہے۔ قوم کا مولیٰ انہیں میں سے ہے۔

اسمٰعیل بن عبیداللہ بن رفاعہ الزرقی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہمارا خلیفہ ہم میں سے ہے' ہمارا مولیٰ ہم میں سے ہے اور ہمارا بھانجہ ہم میں سے ہے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابورافع کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد مدینہ میں ہوئی اور ان کی بقیہ اولاد تھی۔

ابوعبداللہ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ:

ابی سفیان نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ سلمان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ابی عثمان النہد سے مروی ہے کہ مجھ سے سلمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم رام ہرمز کا مرتبہ جانتے ہو' میں نے کہا' ہاں' انہوں نے کہا میں بھی اسی کے اعزہ میں سے ہوں۔

سلمان سے مروی ہے کہ میں اہل جیؑ میں سے ہوں۔

حضرت سلمان کی کہانی ان کی اپنی زبانی:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خود مجھ سے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میں اصبہان کے قصبہ جی کے باشندوں میں سے تھا۔ میرے والد اس کی زمین کے کاشتکار تھے میں تمام بندگان خدا میں سب سے زیادہ انہیں محبوب تھا' میرے ساتھ ان کی محبت برابر قائم رہی انہوں نے مجھے گھر میں اس طرح قید کر دیا جس طرح لڑکی قید کی جاتی ہے۔

میں مجوسیت میں خوب سرگرم تھا یہاں تک کہ اس آگ کا پرستار ہو گیا جس کو ہم لوگ روشن کرتے ہیں اسے بجھنے نہ دیتا تھا۔

میرے والد کی ان کے بعض علاقوں میں جائیداد تھی۔ وہ اپنے مکان میں ایک بنیاد کی مرمت کر رہے تھے۔

انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ اے میرے بیٹے مجھے اس بنیاد نے مشغول کر لیا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو لہٰذا تم میری جائیداد کی طرف جاؤ مگر دیر نہ کرنا کیوں کہ اگر تم ایسا کرو گے تو مجھے ہر جائیداد سے باز رکھو گے۔ میں جس حالت میں ہوں تم میرے نزدیک اس سے زیادہ اہم ہو۔ میں روانہ ہوا۔ نصاریٰ کے کنیسہ پر گزرا تو وہاں ان کی نماز سنی ان کے پاس چلا گیا کہ دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں' میں برابر انہیں کے پاس رہا۔ ان کی جو نماز دیکھی وہ مجھے بہت پسند آئی دل میں کہا کہ یہ ہمارے اس دین سے بہتر ہے جس پر ہم ہیں۔

میں برابر ان کے پاس رہا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا نہ والد کی جائیداد تک گیا اور نہ ان کے پاس' انہوں نے میری تلاش میں کسی کو بھیجا۔ جس وقت مجھے نصاریٰ کی حالت اور ان کی نماز اچھی معلوم ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس دین میں کہاں داخل ہو سکوں گا۔ انہوں نے کہا کہ شام میں۔

والد کے پاس گیا انہوں نے کہا اے بیٹے تم کہاں تھے‘ میں نے تمہیں نصیحت کی تھی اور حکم دیا تھا کہ دیر نہ کرنا۔ میں نے کہا کہ کچھ لوگوں پر گزرا جو کنیسہ میں نماز پڑھ رہے تھے‘ ان کی حالت اور ان کی نماز دیکھی تو مجھے پسند آئی‘ میری رائے یہ ہے کہ ان کا دین ہمارے دین سے بہتر ہے‘ انہوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے! تمہارا دین اور تمہارے باپ کا دین ان کے دین سے بہتر ہے‘ میں نے کہا واللہ ہرگز نہیں۔ انہیں مجھ پر اندیشہ ہوا تو پاؤں میں بیڑی ڈال دی اور قید کر دیا۔

میں نے نصاریٰ کو خبر کرا دی کہ میں ان کی حالت سے خوش ہوں‘ جب شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے اطلاع دینا۔ ان کے پاس ایک قافلہ آیا جن میں تاجر بھی تھے انہوں نے مجھے کہلا بھیجا۔ میں نے انہیں کہلا بھیجا کہ جب وہ لوگ واپسی کا ارادہ کریں تو مجھے اطلاع دینا۔

جب ان لوگوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو مجھے کہلا بھیجا۔ میں نے بیڑیاں اپنے پاؤں سے نکال پھینکیں اور ان لوگوں کے ہمراہ شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ شام میں آیا تو ان لوگوں کے عالم کو دریافت کیا۔ کہا گیا کہ کنیسہ والا ان لوگوں کا اسقف (عالم اور پادری) ہے۔

میں اس کے پاس آیا‘ اپنا حال بتایا اور اجازت چاہی کہ ساتھ رہ کر تمہاری خدمت کروں نماز پڑھوں اور علم حاصل کروں۔ کیونکہ مجھے تمہارے دین کی رغبت ہے اس نے کہا ٹھہر جاؤ۔

میں اس کے ساتھ ہو گیا‘ وہ اپنے دین میں برا آدمی تھا۔ لوگوں کو صدقے کا حکم دیتا تھا اور انہیں اس کی ترغیب دیتا تھا۔ جب لوگ اس کے پاس مال لاتے تھے تو وہ اسے اپنے لیے جمع کر لیتا تھا اس طرح دینار و درہم کے چار مٹکے جمع کر لیے تھے۔

اس کے بعد وہ مر گیا۔ لوگ جمع ہوئے کہ دفن کریں۔ میں نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ تمہارا یہ ساتھی بہت برا آدمی تھا وہ جو کچھ ان کے صدقے میں کیا کرتا تھا میں نے انہیں بتایا لوگوں نے پوچھا کہ اس کی پہچان کیا ہے۔ میں نے کہا تم لوگوں کو اس کا راستہ بتاتا ہوں میں نے اسے نکالا تو سات مٹکے تھے جو سونے چاندی سے بھرے ہوئے تھے۔

جب ان لوگوں نے مٹکوں کو دیکھا تو کہا کہ واللہ ہم اس شخص کو کبھی دفن نہ کریں گے انہوں نے اسے ایک لکڑی پر لٹکا دیا اور پتھر مارے دوسرے شخص کو لائے اور اس کی جگہ مقرر کیا۔

سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو پانچ وقت کی نماز اس سے بہتر ادا کرتا ہو‘ آخرت کے شوق میں اس سے بڑھا ہوا ہو۔ ترک دنیا میں اس سے زائد ہو۔ رات دن کی عبادت میں اس سے بڑھ کر مشقت اٹھانے والا ہو۔ مجھے اس سے ایسی محبت ہو گئی کہ معلوم نہیں اس سے پہلے کسی شے سے محبت کرتا تھا۔

جب اس کا وقت مقدر آیا تو میں نے اس سے کہا کہ تمہارے پاس اللہ کا جو حکم آ گیا ہے وہ تم دیکھتے ہو‘ مجھے کیا حکم دیتے ہو اور کس کے متعلق وصیت کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے جس طریقے پر میں ہوں سوائے اس شخص کے جو موصل میں ہے اور کسی کو اس طریقے پر نہیں دیکھتا۔ لوگوں نے دین کو بدل دیا ہے اور ہلاک ہو گئے ہیں۔

جب اس کی وفات ہو گئی تو میں موصل والے کے پاس آیا اسے وصیت کی خبر دی جو اس نے مجھ سے کی تھی کہ میں اس سے

ملوں اور اس کے ساتھ رہوں۔ اس نے کہا رہو۔ میں اس کے پاس اس کے ساتھی کے طریقے پر اتنا رہا جتنا اللہ نے چاہا۔

اس کے بعد اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے کہا کہ تمہارے پاس اللہ کا جو حکم آیا وہ تم دیکھتے ہو' لہٰذا کس کی جانب مجھے وصیت کرتے ہو۔ اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے مجھے سوا ایک شخص کے جو نصیبین میں ہے اور کوئی نہیں معلوم جو ہمارے طریقے پر ہو وہ فلاں شخص ہے تم اس سے ملو۔

میں اس کے پاس آیا وہ اسی طریقے پر تھا جس پر ان کے دونوں ساتھی تھے۔ میں نے اسے اپنا حال بتایا اس کے پاس اتنا قیام کیا جتنا اللہ نے چاہا۔ جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا کہ فلاں نے مجھے فلاں کی طرف (جانے کی) وصیت کی تھی اور فلاں نے فلاں کی طرف اور فلاں نے تمہاری طرف' اب تم مجھے کس طرف جانے کی وصیت کرتے ہو۔

اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اس طریق پر ہو جس پر ہم ہیں سوائے ایک شخص کے جو عموریہ ملک روم میں ہے۔ تم اگر اس سے مل سکو تو ملو۔ وہ مر گیا تو میں عموریہ والے سے ملا۔ اسے اپنا اور اس شخص کا جس نے مجھے وصیت کی تھی حال بتایا اس نے کہا ٹھہرو۔ میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔

میں نے اسے اسی طریق پر پایا جس پر اس کے ساتھی تھے وہاں بھی اتنا ٹھہرا جتنا اللہ نے چاہا۔ میرے پاس کچھ جمع ہو گیا اس سے گائے اور بکریاں لے لیں۔ اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے کہا کہ تم مجھے کس کی طرف جانے کی وصیت کرتے ہو۔

اس نے کہا اے میرے بیٹے واللہ روئے زمین پر مجھے کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جس نے اس طریقے پر صبح کی ہو جس پر ہم ہیں کہ میں تمہیں اس کے پاس جانے کی ہدایت کروں۔ لیکن ایک ایسے نبی کا زمانہ قریب آ گیا ہے جو دین حنیفیہ ابراہیم پر مبعوث ہوں گے' اپنی ہجرت گاہ سے نکلیں گے ان کا قیام دو پتھریلی جلی ہوئی زمینوں کے درمیان کھجور والے مقام پر ہو گا۔ ان کے پاس پہنچ سکو تو پہنچ جاؤ۔ ان کی چند علامتیں ہوں گی جو پوشیدہ نہ ہوں گی۔ وہ صدقہ نہیں کھائیں گے' ہدیہ کھائیں گے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی جب تم اسے دیکھو گے تو پہچان لو گے۔

اس کے بعد وہ مر گیا۔ میرے پاس قبیلہ کلب کا ایک قافلہ اترا۔ میں نے ان کے شہروں کا حال پوچھا انہوں نے مجھے بتایا۔ میں نے کہا کہ میں تمہیں اپنی یہ گائیں اور بکریاں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجھے سوار کر لو اور اپنے ملک کو لے چلو۔ وہ راضی ہو گئے۔

مجھے سوار کیا اور وادی القریٰ میں لے گئے' یہاں مجھ پر ظلم کیا کہ غلام بنا کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ میں نے کھجور کے درخت دیکھے گمان ہوا کہ یہ وہی شہر ہو گا جو مجھ سے بیان کیا گیا ہے جیسا کہ بعد کو ثابت ہوا۔

جس وقت کھجور کے درخت دیکھے تو مجھے امید ہو گئی تھی۔ میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ یہود بنی قریظہ کا ایک شخص آیا اور مجھے اس سے خرید کے مدینہ لایا واللہ میں نے اپنے ساتھی کے حال بیان کرنے کی وجہ سے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی شہر ہے جو مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔

میں اس کے پاس ٹھہر کر بنی قریظہ کے ایک باغ میں کام کرنے لگا اسی اثناء میں اللہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا۔ ان کا حال پوشیدہ رہا یہاں تک کہ آپ مدینہ تشریف لائے اور قباء میں بنی عمرو بن عوف کے پاس اترے۔

میں کھجور کے درخت پر چڑھا تھا اور میرا ساتھی نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے چچا کے خاندان کا ایک یہودی آیا۔ اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے فلاں' اللہ بنی قیلہ کو غارت کرے وہ قباء میں ایک شخص کے پاس جو مکہ سے آیا ہے جمع ہو گئے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ نبی ہے۔

اس نے یہ کہا ہی تھا کہ مجھے لرزہ آ گیا جس سے کھجور کا درخت تھرتھرانے لگا میں نے گمان کیا کہ ضرور اپنے ساتھی پر گر پڑوں گا اس کے بعد میں تیزی سے یہ کہتا ہوا اترا کہ تم کیا کہتے ہو' یہ کیا خبر ہے؟

آقا نے اپنا ہاتھ اٹھا کے بڑے زور سے مجھے ایک گھونسا مارا اور کہا کہ تجھے اس سے کیا تو اپنے کام پر متوجہ ہو۔ میں نے کہا کہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ چاہا تھا کہ اس خبر کی تحقیق کر لوں جو میں نے اس شخص کو بیان کرتے سنی۔ اس نے کہا کہ اپنی حالت کی طرف متوجہ ہو۔ میں اپنے کام پر لگ گیا اور اس سے باز آ گیا۔

شام ہوئی تو جو کچھ میرے پاس تھا جمع کیا اور چل کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آنحضرت ﷺ قبا میں تھے میں آپ کے پاس گیا آپ کے ہمراہ اصحاب کی ایک جماعت بھی تھی۔

عرض کی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھ نہیں اور ہمراہ اصحاب بھی ہیں آپ لوگ مسافر و حاجت مند ہیں۔ میرے پاس کچھ ہے جسے میں نے صدقہ کے لیے رکھا تھا۔ جب مجھ سے آپ لوگوں کا حال بیان کیا گیا تو سب سے زیادہ اس کا مستحق آپ لوگوں کو سمجھا۔ وہ آپ کے پاس لایا ہوں اس کے بعد میں نے اسے آپ کے لیے رکھ دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے (اپنے اصحاب سے) فرمایا کہ تم لوگ کھاؤ اور آپ خود باز رہے' میں نے اپنے دل میں کہا کہ واللہ (راہب کی بتائی ہوئی علامات میں سے) یہ ایک ہے میں واپس آ گیا۔

رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف منتقل ہو گئے' میں نے کچھ جمع کیا' آپ کے پاس آیا سلام کیا اور عرض کی کہ میں نے سمجھ لیا ہے کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے میرے پاس کچھ ہے چاہتا ہوں کہ اس کے ذریعے آپ کا اکرام کروں آپ کے اکرام کے طور پر ہدیہ دیتا ہوں جو صدقہ نہیں ہے۔ اس کو آپ نے بھی نوش فرمایا اور اصحاب نے بھی کھایا۔ دل میں کہا کہ یہ (راہب کی بتائی ہوئی علامات میں سے) دوسری ہے۔

میں واپس ہو گیا اور جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرا۔ پھر جب حاضر خدمت ہوا تو بقیع الغرقد میں ایک جنازے کے ساتھ پایا۔ گرد آپ کے اصحاب تھے بدن پر دو بڑی چادریں تھیں ایک کی آپ تہ بند باندھے ہوئے تھے اور دوسری کو اوڑھے ہوئے تھے میں نے آپ کو سلام کیا اور پلٹ گیا کہ پشت دیکھوں۔

آنحضرت ﷺ سمجھ گئے کہ میں کیا چاہتا ہوں اور کس بات کی تحقیق مطلوب ہے آپ نے اپنی چادر اٹھا کر پشت سے ہٹا دی میں نے مہر نبوت کو اسی طرح دیکھا جس طرح میرے ساتھی نے بیان کیا تھا میں اس پر اوندھا ہو کر بوسہ دینے لگا اور رونے لگا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ادھر پلٹ آؤ۔ میں پلٹ آیا اور آپ کے آگے بیٹھ گیا۔ آپ سے اپنا حال بیان کیا' اے ابن عباس رضی اللہ عنہما جس طرح تم سے بیان کیا۔ آنحضرت ﷺ بہت خوش ہوئے اور چاہا کہ اپنے اصحاب کو سنائیں اس کے بعد اسلام

لے آیا۔غلامی اور جس حالت میں میں تھا وہ مجھے روکے رہی یہاں تک کہ مجھ سے غزوۂ بدر واحد چھوٹ گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مکاتب بن جاؤ (مکاتب بننے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آقا سے ایک خاص رقم پر معاہدہ کرلو کہ ہم اتنا کما کے دیں گے تو آزاد ہو جائیں گے) میں نے آقا سے درخواست کی اور برابر کرتا رہا اس نے مجھے اس شرط پر مکاتب بنایا کہ میں اس کے لیے کھجور کے تین سو درخت لگا دوں اور چالیس اوقیہ چاندی دوں۔

رسول اللہ ﷺ نے (اصحاب سے) فرمایا کہ اپنے بھائی کی کھجور کے درختوں سے مدد کرو ہر شخص نے اپنی قدرت کے مطابق تیس' بیس' پندرہ اور دس (درختوں) سے میری مدد کی۔فرمایا کہ اے سلمان جاؤ اور ان کے بونے کے لیے گڑھا کھودو' مگر جب تم ان کے لگانے کا ارادہ کرو تو تاوقتیکہ میرے پاس آ کر اطلاع نہ کرلو درخت نہ لگانا۔کیونکہ میں ہی اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔

پھر میں کھودنے کے لیے اٹھا ساتھیوں نے بھی مدد کی' ہم نے تین سو تھالے بنائے' ہر شخص وہ درخت لے آیا جس سے اس نے میری مدد کی تھی' رسول اللہ ﷺ تشریف لائے انہیں اپنے ہاتھ سے رکھنے لگے تھالوں کو برابر کرتے تھے اور دعائے برکت فرماتے تھے۔یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان سب سے فارغ ہو گئے۔قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں سلمان کی جان ہے' ان میں سے کوئی پودا نہیں مرجھایا' درہم باقی رہ گئے۔

رسول اللہ ﷺ ایک روز اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لایا جو انہیں کسی معدن سے ملا تھا۔انہوں نے صدقے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (سلمان) فارسی مسکین مکاتب کہاں ہیں میرے پاس لاؤ' مجھے بلایا گیا۔میں آیا تو آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور اپنی جانب سے اس مال کے عوض ادا کر دو جو تم پر واجب ہے' عرض کی یا رسول اللہ یہ اتنا کہاں ہو گا جو مجھ پر واجب ہے فرمایا کہ اللہ تمہاری جانب سے ادا کرے گا۔

یزید بن ابی حبیب نے کہا کہ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی زبان پر رکھا۔پھر منہ سے نکال دیا۔مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور اسے اپنی طرف سے ادا کر دو۔اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے' یہ اور زائد ہے کہ سلمان نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے' میں نے اس میں سے چالیس اوقیہ تول دیا اور جو اس کا حق تھا ادا کر دیا۔ سلمان رضی اللہ عنہ آزاد ہو گئے' خندق اور بقیہ مشاہد رسول اللہ ﷺ میں آزاد مسلمان ہو کر حاضر ہوتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے انہیں وفات دے دی۔

عمر بن عبدالعزیز کہتے تھے کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس نے سلمان سے سنا تھا کہ جس وقت انہوں نے اپنا واقعہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو اس میں یہ بھی تھا کہ عموریہ والے اسقف نے ان سے کہا کہ کیا تم نے اس طرح کے آدمی کو ملک شام کی دو جھاڑیوں کے درمیان دیکھا ہے جو ہر سال رات کو نکل کر اس جھاڑی سے اس جھاڑی تک جاتا ہے اسی طرح دوسرے سال معینہ وقت پر رات کو نکلتا ہے۔لوگ اسے روکتے ہیں' وہ بیماروں کا علاج کرتا ہے اور ان کے لیے دعا کرتا ہے جس سے وہ شفا پاتے ہیں۔اس شخص کے پاس جاؤ جس امر کی تلاش ہے اس سے دریافت کرو۔

میں آیا دونوں جھاڑیوں کے درمیان لوگوں کے ساتھ ٹھہر گیا جب وہ رات ہوئی جس میں وہ جھاڑی سے نکل کر دوسری جھاڑی میں چلا جاتا تھا تو وہ نکلا لوگ اس پر غالب آ گئے وہ دوسری جھاڑی میں گھس گیا سوائے اس کے شانے کے اور سب مجھ سے پوشیدہ ہو گیا۔ میں اس کے پاس پہنچ گیا اور شانہ پکڑ لیا مگر اس نے میری طرف التفات نہ کیا۔ پوچھا کہ تجھے کیا ہوا ہے' میں نے کہا کہ میں آپ سے دین حنیفیہ ابراہیم کو دریافت کرتا ہوں اس نے کہا کہ تم ایسی شے دریافت کرتے ہو' جس کو آج لوگ دریافت نہیں کرتے' ایک نبی تمہارے قریب ہیں جو اس بیت سے نکلیں گے اور اسی دین کو لائیں گے جسے تم دریافت کرتے ہو' بس ان سے ملو۔ میں واپس ہوا جس وقت انہوں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے سلمان رضی اللہ عنہ اگر تم نے مجھ سے سچ بیان کیا ہے تو تم عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملے ہو۔

سلمان سے مروی ہے کہ میں نے اپنے آقا سے اس شرط پر مکاتبت کی کہ میں ان لوگوں کے لیے کھجور کے پانچ سو پودے لگا دوں۔ جب وہ پھل جائیں گے تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔ میں نے نبی ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تم درخت لگانے کا ارادہ کرو تو مجھے اطلاع دینا' میں نے آپ کو اطلاع دی' رسول اللہ ﷺ نے سوائے ایک درخت کے جسے میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا سب درخت اپنے ہاتھ سے لگا دیئے وہ سب پھلے سوائے ایک کے جو میں نے بویا تھا۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں فارس کے سواروں کے بیٹوں میں تھا اور کاتب تھا میرے ہمراہ دو غلام تھے۔ جب وہ دونوں اپنے معلم کے پاس سے لوٹتے تھے تو ایک عالم کے پاس جاتے تھے وہ دونوں اس کے پاس گئے میں بھی ان کے ساتھ گیا تو اس نے کہا کہ کیا میں نے تم دونوں کو کسی اور کو میرے پاس لانے سے منع نہیں کیا تھا۔

میں اس کے پاس آمد و رفت کرنے لگا اور اس کے نزدیک ان دونوں سے زیادہ محبوب ہو گیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ جب تم سے تمہارے گھر والے دریافت کریں کہ تمہیں کس نے روکا تھا۔ تو کہنا معلم نے جب معلم دریافت کرے کہ تمہیں کس نے روکا تھا تو کہنا گھر والوں نے۔

اس نے (وہاں سے) منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ منتقل ہوں گا' میں بھی اس کے ساتھ منتقل ہو گیا۔ وہ ایک گاؤں میں اترا وہاں ایک عورت اس کے پاس آتی تھی' جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے کہا کہ اے سلمان میرے سرہانے کھودو' میں نے کھود کر درہم کی ایک تھیلی نکالی اس نے مجھ سے کہا کہ اسے میرے سینے پر ڈال دو میں نے اس کے سینے پر ڈال دیا۔

وہ مر گیا تو میں نے درہموں کے متعلق قصد کیا کہ انہیں جمع کر لوں یا (اس کے سینے سے) منتقل کر دوں پھر میں نے یاد کیا' علماء وزاہدین (قسیسین ورہبان) کو اطلاع دی۔ لوگ اس کے پاس آئے میں نے کہا کہ اس نے مال چھوڑا ہے۔ گاؤں کا ایک جوان کھڑا ہوا۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ ہمارے والد کا مال ہے جن کی باندی اس کے پاس آتی تھی۔ اس نے اسے لے لیا۔

میں نے راہبوں سے کہا کہ کوئی عالم بتاؤ جس کی پیروی کروں ان لوگوں نے کہا کہ ہم روئے زمین پر آج اس شخص سے زیادہ عالم کسی کو نہیں جانتے جو حمص میں ہے' میں اس کے پاس گیا اس سے مل کر قصہ بیان کیا تو اس نے کہا کہ تمہیں صرف طلب علم لائی

ہے مگر میں روئے زمین پر اس شخص سے زیادہ عالم کسی کو نہیں جانتا جو بیت المقدس میں ہر سال آتا ہے اگر تم اب جاؤ گے تو اس کے گدھے کے ساتھ پہنچو گے۔

میں روانہ ہوا' اتفاق سے اس کا گدھا بیت المقدس کے دروازے پر تھا۔ میں اس پاس بیٹھ گیا۔ وہ نکلا تو اس سے قصہ بیان کیا اس نے کہا کہ تمہیں صرف طلب علم ہی لائی ہے میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے مجھے بیٹھنے کو کہا اور خود چلا گیا' اسے سال بھر تک نہیں دیکھا۔ جب آیا تو میں نے کہا' اے اللہ کے بندے میرے ساتھ تم نے کیا کیا۔ پوچھا کہ تم اسی جگہ ہو' میں نے کہا جی ہاں۔

اس شخص نے کہا کہ واللہ مجھے آج روئے زمین پر اس سے زیادہ عالم کوئی نہیں معلوم جو ایک کشادہ صحرا کی زمین پر نکلا ہے۔ اگر تم ابھی جاؤ تو اس میں تین نشانیاں پاؤ گے وہ ہدیہ کھاتا ہے صدقہ نہیں کھاتا اس کے داہنے شانے کی کری کے پاس کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت ہے جس کا رنگ اس کی کھال کے رنگ کی طرح ہے۔

میں اس طرح روانہ ہوا ایک زمیں مجھے اٹھاتی تھی اور دوسری گراتی تھی' اعراب کی ایک جماعت پر گزر ہوا۔ انہوں نے مجھے غلام بنا کر بیچ ڈالا' مدینہ کی ایک عورت نے مجھے خرید لیا۔ ان لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے سنا' زندگی اچھی گزرتی تھی۔

میں نے اس عورت سے کہا کہ ایک دن (کی رخصت) دو' اس نے اجازت دی' میں گیا لکڑیاں چنیں اور انہیں بیچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لایا وہ تھوڑا سا تھا' میں نے آپ کے آگے رکھ دیا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا صدقہ ہے۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا تم لوگ کھاؤ' خود آپ نے کچھ نہیں کھایا' میں نے دل میں کہا کہ یہ آپ کی علامت ہے۔

جتنے دل اللہ نے چاہا میں نے توقف کیا۔ پھر آقا سے کہا کہ مجھے ایک دن (کی رخصت) دیدو اس نے منظور کیا' میں گیا جنگل سے لکڑیاں چنیں اور پہلے سے زیادہ فروخت کیں کھانا تیار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا۔ آپ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے اسے آپ کے آگے رکھ دیا۔ پوچھا یہ کیا ہے عرض کی ہدیہ آپ نے اپنا ہاتھ رکھا۔ اصحاب سے فرمایا لو بسم اللہ' میں پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اپنی چادر اتار دی' یکا یک مہر نبوت ظاہر ہو گئی۔ میں نے کہا کہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ فرمایا: یہ کیا ہے' میں نے آپ سے اس شخص کا حال بیان کیا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا وہ جنت میں داخل ہو گا کیونکہ اسی نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ آپ نبی ہیں' فرمایا سوائے نفس مسلمہ کے ہرگز کوئی جنت میں داخل نہ ہو گا۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان رضی اللہ عنہ فارس کے سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔

سلمان رضی اللہ عنہ میرے اہل بیت میں سے ہیں:

کثیر بن عبد اللہ المزنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال جسے عام الاحزاب کہا جاتا ہے المذاد کی زمین کے ایک حصہ پر بنی حارثہ کی طرف جو اجم الشیخین ہے اس پر خندق کا نشان لگایا ہر دس آدمی کے لیے چالیس گز (خندق کھودنا) فرمایا۔

مہاجرین وانصار نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حجت کی وہ قوی آدمی تھے' مہاجرین نے کہا کہ سلمان رضی اللہ عنہ ہم میں سے ہیں اور انصار نے کہا نہیں سلمان رضی اللہ عنہ ہم میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان رضی اللہ عنہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔

حضرت سلمان غزوۂ خندق میں:

عمرو بن عوف نے کہا کہ میں سلمان' حذیفہ بن الیمان' نعمان بن مقرن المزنی اور چھ انصار رضی اللہ عنہم اصل ذباب کے نیچے داخل ہوئے۔ ہم لوگ کھودنے لگے۔ یہاں تک کہ تری تک پہنچ گئے خندق کے بیچ سے اللہ نے ایک سفید سخت پتھر نکال دیا جس نے ہمارے کدال توڑ دیئے' ہم پر بہت دشوار ہوا۔

میں نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خندق پر چڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ' آپ پر ایک ترکی خیمہ نصب تھا' سلمان رضی اللہ عنہ چڑھ کر آپ کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہ' ایک سفید چٹان خندق کے اندر سے نکلی ہے جس نے ہمارے کدال توڑ دیئے اور ہم پر دشوار ہوگئی ہے یا تو ہم اس سے درگزر کریں اور درگزر کرنا قریب ہے یا اس کے بارے میں جو حکم دیں۔ کیونکہ ہم لوگ یہ نہیں چاہتے کہ آپ کے نشان سے ہٹ جائیں۔

فرمایا اے سلمان اپنی کدال دکھاؤ۔ آپ ان کی کدال لے کے ہمارے پاس اترے ہم لوگ خندق کے ایک کنارے ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشائش کے لیے اترے اس پر ایسی ضرب لگائی کہ ٹوٹ گیا اس سے ایسی چمک پیدا ہوئی جس نے خندق کے دونوں کناروں کے درمیان روشن کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کی تکبیر کہی' ہم نے بھی تکبیر کہی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ مارا تو پھر اس سے ایسی چمک پیدا ہوئی جس نے اس کے دونوں کناروں کے درمیان روشن کر دیا گویا اندھیرے گھر میں ایک چراغ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کی تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی' تیسری ضرب لگائی تو پارہ پارہ ہو گیا۔ اس سے ایسی چمک پیدا ہوئی جس نے اس کے دونوں کناروں کے درمیان روشن کر دیا' آپ نے فتح کی تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوپر چڑھ کر سلمان رضی اللہ عنہ کی نشست گاہ میں پہنچے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک ایسی چیز دیکھی جیسی کبھی نہیں دیکھی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی جانب متوجہ ہو کے فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے بھی دیکھی۔ عرض کی یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جی ہاں ہم نے آپ کو مارتے دیکھا' موج کی طرح ایک روشنی نکلی' آپ بھی تکبیر کہہ رہے تھے ہم بھی تکبیر کہہ رہے تھے اس کے سوا ہم کوئی روشنی نہیں دیکھتے تھے۔

فرمایا تم نے سچ کہا۔ میں نے پہلی ضرب لگائی تو وہ چمک پیدا ہوئی جو تم نے دیکھی' اس نے میرے لیے حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محل اس طرح روشن کر دیئے گویا وہ کتوں کے دانت ہیں مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ میری امت ان پر غالب آئے گی۔

میں نے دوسری ضرب لگائی تو وہ چمک پیدا ہوئی جو تم نے دیکھی۔ جس نے میرے لیے ملک روم کے بنی احمر کے قصر روشن کر دیئے جو کتوں کے دانت جیسے دکھائی دیتے تھے جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی کہ میری امت ان پر غالب آئے گی۔

تیسری ضرب لگائی تو وہ چمک پیدا ہوئی جو تم نے دیکھی جس نے ساتھ ہی صنعاء کے محل روشن کر دیئے کہ گویا وہ کتوں کے دانت ہیں' جبرئیلؑ نے خبر دی کہ میری امت ان پر غالب آئے گی جن کو مدد پہنچے گی۔ لہٰذا تم لوگوں کو خوشخبری ہو اس کو آپ نے تین مرتبہ دہرایا۔

مسلمان خوش ہو گئے کہ یہ ایسے سچے نیکو کار کا وعدہ ہے جس نے ہم سے گھرے ہونے کے بعد مدد اور فتوح کا وعدہ کیا ہے انہوں نے باہم احزاب (کفاروں کے لشکروں) کو دیکھا۔ اللہ نے فرمایا:

﴿ ولما رأى المؤمنون الاحزاب قالوا هذا ماوعدنا الله و رسوله وصدق الله ورسوله.وما زادهم الا ايمانا و تسليما من المؤمنين رجال صدقوا ماعا هدوا الله عليه الى آخر الآيه ﴾

''اور جب مومنین نے احزاب (لشکر کفار) کو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ یہ وہی ہے جو ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کا رسول سچے ہیں اور اس امر نے ان میں سوائے ایمان اور تسلیم کے اور کچھ اضافہ نہ کیا۔ یہ ایسے مومن لوگ ہیں جنہوں نے اس عہد کو سچائی سے پورا کیا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا''۔

عقد مواخات:

ابن سیرین سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سلمان فارسی اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا تھا' ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ سلمان وابوالدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا تھا۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے شام میں سکونت اختیار کی اور سلمان رضی اللہ عنہ نے کوفے میں۔

انس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے سلمان اور حذیفہ رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا۔

زہری سے مروی ہے کہ وہ دونوں ہر اس مواخات کے منکر تھے جو بدر کے بعد ہوئی اور کہتے تھے کہ بدر نے میراث کو منقطع کر دیا' سلمان رضی اللہ عنہ اس زمانے میں غلامی میں تھے اس کے بعد ہی آزاد ہوئے۔ سب سے پہلا غزوہ جو انہوں نے کیا جس میں وہ شریک ہوئے غزوۂ خندق تھا جو ۵ھ میں ہوا۔

سلمان رضی اللہ عنہ علم سے سیر ہو گئے:

ابی صالح سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ 'ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس اترے' ابوالدرداء' جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تھے تو سلمان رضی اللہ عنہ انہیں روکتے تھے اور جب وہ روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تھے تب بھی روکتے تھے' ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم مجھے اس سے روکتے ہو کہ میں اپنے رب کے لیے روزہ رکھوں اور نماز پڑھوں' سلمان نے جواب دیا کہ تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی لہٰذا روزہ بھی رکھو اور ترک صوم بھی کرو' نماز بھی پڑھو اور سوؤ بھی رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ سلمان رضی اللہ عنہ علم سے سیر کر دیئے گئے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جمعہ کے روز سلمان رضی اللہ عنہ 'ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان سے کہا گیا کہ وہ سوتے ہیں' پوچھا انہیں کیا ہوا ہے لوگوں نے کہا کہ جب شب جمعہ ہوتی ہے تو وہ اس میں بیدار رہتے ہیں اور جمعہ کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے جمعہ کے دن کھانا تیار کیا سلمان ان کے پاس آئے اور کہا کہ کھانا کھاؤ۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں

روزے سے ہوں وہ برابر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے کھانا کھالیا۔

دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بیان کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے زانو پر ہاتھ مار رہے تھے' تین مرتبہ فرمایا کہ عویمر سلمان (سلمان کے یہاں کے رہنے والے) سے زیادہ عالم ہیں' راتوں میں سے شب جمعہ کو عبادت کے لیے خاص نہ کرلو نہ روز جمعہ کو اور ایام میں سے روزوں کے لیے خاص کرلو۔

قتادہ سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ' ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ام الدرداء نے شکایت کی کہ وہ رات بھر عبادت کرتے ہیں اور دن بھر روزہ رکھتے ہیں' وہ رات کو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس رہے جب انہوں نے عبادت کا ارادہ کیا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے انہیں روکا یہاں تک کہ وہ سو گئے۔ صبح ہوئی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے کھانا تیار کیا اور اتنا مصر ہوئے کہ انہوں نے افطار کیا' ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عویمر سلمان رضی اللہ عنہ تم سے زیادہ عالم ہیں اتنا نہ چلو کہ تھک جاؤ اور نہ اتنا رکو کہ تم سے آگے لوگ نکل جائیں درمیانی راستہ اختیار کرو کہ شبانہ دہری مشقیں برداشت کرسکو۔

ابی البختری سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے سلمان رضی اللہ عنہ کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ انہیں علم اول و آخر دیا گیا تھا۔ جو ان کے پاس تھا اسے پایا نہیں جاسکتا۔

زاذان سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے سلمان رضی اللہ عنہ کو پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ ایک آدمی ہیں جو ہم میں سے ہیں اور ہماری طرف ہیں' اے اہل بیت تم میں سے (سوائے سلمان رضی اللہ عنہ کے) لقمان حکیم کے مثل کون ہے جو علم اوّل و آخر کو جانتے ہیں اور جنہوں نے کتاب اوّل بھی پڑھی ہے اور کتاب آخر بھی وہ ایک دریا تھے جس کا پورا پانی نکالا نہیں جاسکتا۔

یزید بن عمیرت السکسکی سے جو معاذ کے شاگرد تھے مروی ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے انہیں چار آدمیوں سے طلب علم کا مشورہ دیا تھا جن میں سے ایک سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے سلمان رضی اللہ عنہ کا اکرام:

بنی عامر کے ایک شخص نے اپنے ماموں سے روایت کی کہ سلمان رضی اللہ عنہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ ہمیں لے چلو تاکہ سلمان رضی اللہ عنہ سے ملیں۔

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سلمان رضی اللہ عنہ کا وظیفہ چھ ہزار مقرر کیا تھا۔ مالک بن عمیر سے مروی ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا وظیفہ چار ہزار تھا۔

مسلم البطین سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کا وظیفہ چار ہزار تھا۔ مسلم البطین سے (ایک اور طریق سے) مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کا وظیفہ چار ہزار تھا۔

میمون سے مروی ہے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا وظیفہ چار ہزار تھا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار' میں نے کہا کہ اس فارسی کی کیا شان ہے چار ہزار میں اور فرزند امیر المومنین کی ساڑھے تین ہزار میں؟ لوگوں نے کہا کہ سلمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جس مشہد میں حاضر ہوئے ابن عمر رضی اللہ عنہما اس میں حاضر نہیں ہوئے۔

حسن سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کا وظیفہ پانچ ہزار تھا اور فوج کے تین ہزار آدمیوں پر عامل تھے چادر میں لکڑیاں چنتے تھے اس کا نصف بچھاتے اور نصف اوڑھتے تھے۔ جب وظیفہ ملتا تو اسے خرچ کر دیتے اپنے ہاتھ سے بوریا بنتے اور اس کی آمدنی پر گذارہ کرتے۔

مدائن کی امارت:

خلیفہ بن سعید المرادی نے اپنے چچا سے روایت کی کہ میں نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مدائن کے بعض راستوں پر گزرتے ہوئے دیکھا انہیں بانس سے لدے ہوئے اونٹ نے دھکا دیا اور تکلیف پہنچائی وہ پیچھے ہٹ کر اس کے مالک کے پاس گئے جو اسے ہنکار رہا تھا بازو پکڑ کر اسے جھنجھوڑا اور کہا کہ تو نہ مرے جب تک کہ نوجوانوں کی امارت نہ پالے۔

ثابت سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ مدائن کے امیر تھے باہر نکلتے تو اس طرح کہ اندر ایک گلابی کپڑا ہوتا اور اوپر سے پھٹا پرانا خرقہ پہنے ہوتے لوگ دیکھ دیکھ کے کہتے ''کرک آند کرک آند'' مسلمان پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں' لوگ کہتے کہ آپ کو اپنی گڑیا سے تشبیہ دیتے ہیں' وہ کہتے کوئی حرج نہیں کیونکہ خیر تو آج کے بعد ہی ہے۔

ہریم سے مروی ہے کہ میں نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ایک برہنہ گدھے پر اس طرح سوار دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک چھوٹا سا سنبلانی کرتہ تھا جس کے دامن تنگ تھے وہ لانبی پنڈلی اور بہت بال والے آدمی تھے' کرتہ اوپر کھسک کے گھٹنوں کے قریب تک پہنچ گیا تھا' میں نے لڑکوں کو جوان کے پیچھے تھے دیکھا تو کہا کہ تم لوگ امیر سے کنارے نہیں ہٹتے' سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہیں چھوڑ دو کیونکہ خیر وشر تو آج کے بعد ہی ہے۔

میمون بن مہران نے عبدالقیس کے ایک شخص سے روایت کی کہ میں سلمان فارسی کے ساتھ تھا جو ایک سریے پر امیر تھے ان کا گزر لشکر کے چند نوجوانوں پر ہوا لوگ ہنسے اور کہا کہ یہ تمہارے امیر ہیں میں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ آپ دیکھتے نہیں کہ لوگ کیا کہتے ہیں' فرمایا انہیں چھوڑ دو کیونکہ خیر وشر تو آج کے بعد ہی ہے اگر تم مٹی کھا سکو تو کھاؤ اور دو آدمیوں پر ہرگز امیر نہ بنو' مظلوم اور مضطر کی بددعا سے ڈرو کیونکہ وہ روکی نہیں جاتی۔

ثابت سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ مدائن کے امیر تھے۔ شام کے بنی تیم اللہ میں سے ایک شخص آیا جس کے ہمراہ ایک گٹھڑی انجیر کی تھی' سلمان رضی اللہ عنہ کے جسم پر اندرورد (جو ایک قسم کا فارسی پاجامہ ہے) اور عبا تھی' اس شخص نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ادھر آؤ' بوجھ اٹھاؤ وہ سلمان رضی اللہ عنہ کو پہچانتا نہ تھا۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے بوجھ اٹھالیا لوگوں نے دیکھ کر پہچانا تو کہا کہ یہ تو امیر ہیں' اس شخص نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ نہیں تاوقتیکہ تمہاری منزل تک نہ پہنچا دوں۔

بنی عبس کے ایک شیخ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بازار کو گیا ایک درہم کا چارہ خریدا سلمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا میں انہیں پہچانتا نہ تھا' ناواقفیت میں انہیں بیگار بنایا اور چارہ ان پر لاد دیا وہ ایک قوم پر سے گزرے تو لوگوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ آپ کا بوجھ ہم اٹھائیں گے' میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں' لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سلمان رضی اللہ عنہ ہیں' میں نے کہا کہ آپ کو پہچانا نہیں تھا' بوجھ رکھ دیجئے اللہ آپ کو عافیت دے انہوں نے انکار کیا اور میری منزل تک لائے فرمایا کہ میں نے یہ نیت کی تھی کہ

اسے نہیں رکھوں گا تاوقتیکہ تمہارے گھر تک نہ پہنچا دوں۔

میسرہ سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کو جب عجم نے سجدہ کیا تھا تو انہوں نے اپنا سر جھکا لیا تھا اور کہا کہ میں اللہ سے ڈر گیا۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو امارت سے کیا چیز ناپسند کراتی ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کی رضاعت (دودھ پلانے) کی شیرینی اور فطام (دودھ چھڑانے) کی تلخی۔

عبادہ بن نسی سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس عباء کا عمامہ تھا حالانکہ وہ لوگوں کے امیر تھے۔ مالک بن انس سے مروی ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سایہ جہاں جہاں گھومتا تھا اسی سے سایہ حاصل کرتے تھے' ان کا کوئی گھر نہ تھا۔ ایک شخص نے کہا کہ آپ اپنے لیے گھر کیوں نہیں بنا لیتے' جس سے گرمیوں میں سایہ اور سردیوں میں سکون حاصل ہو۔ فرمایا: اچھا' جب اس شخص نے پشت پھیری (اور جانے لگا) تو اسے پکارا اور پوچھا کہ تم اسے کیونکر بناؤ گے' عرض کی اس طرح بناؤں گا کہ اگر آپ اس میں کھڑے ہوں تو سر میں لگے اور لیٹیں تو پاؤں میں لگے سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا' ہاں۔

نعمان بن حمید سے مروی ہے کہ میں اپنے ماموں کے ہمراہ مدائن میں سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ وہ بوریا بن رہے تھے' میں نے انہیں کہتے سنا کہ ایک درہم کھجور کے پتے خریدتا ہوں اسے بنتا ہوں اور تین درہم میں فروخت کرتا ہوں ایک درہم اسی میں لگا دیتا ہوں اور ایک درہم عیال پر خرچ کرتا ہوں اور ایک درہم خیرات کر دیتا ہوں' اگر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مجھے منع نہ فرماتے تو میں اس سے باز نہ آتا۔

عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کو جب کچھ ملتا تھا تو اس سے گوشت خرید کے محدثین کی دعوت کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھاتے تھے۔

کھانا کھانے سے قبل عجیب دعا:

ابراہیم التیمی سے مروی ہے کہ جب سلمان رضی اللہ عنہ کے آگے کھانا رکھا جاتا تو کہتے **"الحمدللّٰہ الذی کفانا المؤنۃ واحسن الرزق"** (تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے ہماری ضرورت پوری کی اور ہمیں اچھا رزق دیا)۔

حارث بن سوید سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ جب کھانا کھاتے تو کہتے تھے: **"الحمدللّٰہ الذی کفانا المؤنۃ واوسع علینا فی الرزق"** (سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے ہماری ضرورت پوری کی اور ہمیں رزق میں وسعت دی)۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی سادگی اور زہد وتقویٰ:

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ میں نے سلمان رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اس خوف سے کہ خادم سے مجھے بدگمانی پیدا نہ ہو میں اس کے لیے بہت سا سامان فراہم کر دیتا ہوں۔

ابی لیلیٰ الکندی سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کے غلام نے کہا کہ مجھے مکاتب بنا دیجئے پوچھا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا نہیں' فرمایا: مکاتبت کہاں سے ہوگی' اس نے کہا کہ لوگوں سے مانگ لوں گا' فرمایا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے لوگوں کا دھوون کھلاؤ۔

ابولیلیٰ سے (ایک اور طریق سے) مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کے غلام نے کہا کہ مجھے مکاتب بنا دیجئے' پوچھا کیا تمہارے

پاس مال ہے اس نے کہا نہیں' فرمایا' تم مجھے یہ مشورہ دیتے ہو کہ لوگوں کے ہاتھ کا دھوون کھاؤں۔ راوی نے کہا کہ سلمان رضی اللہ عنہ کے مواشی کا چارہ چوری ہو گیا تو انہوں نے اپنے باندی یا غلام سے کہا کہ اگر مجھے قصاص کا خوف نہ ہوتا تو میں تجھے ضرور مارتا۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ ایک شخص سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس جو آٹا گوندھ رہے تھے آیا۔ عرض کی کہ خادم کہاں ہے' فرمایا' ہم نے اسے ایک کام سے بھیجا ہے پھر یہ ناپسند کیا کہ اس پر دو کام جمع کریں اس نے کہا کہ فلاں آپ کو سلام کہتا ہے' پوچھا تم کب سے آئے ہو' اس نے کہا تین دن سے فرمایا دیکھو اگر تم سلام نہ پہنچاتے تو یہ ایک امانت تھی جسے تم نہ ادا کرتے۔

عمر بن ابی قرہ سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم تمہاری مساجد میں امامت نہیں کریں گے اور نہ تمہاری عورتوں سے نکاح کریں گے ان کی مراد عرب سے تھی۔

ایام علالت اور آپ کی وصیتیں:

ابی اسحاق وغیرہ سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ اپنے آپ سے کہا کرتے تھے کہ اے سلمان مرجا (سلمان امیر) ابی سفیان نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کو آئے تو سلمان رضی اللہ عنہ رونے لگے' سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک تم سے راضی رہے' مرنے کے بعد تم اپنے ساتھیوں سے ملو گے اور حوض کوثر پر آپ کے پاس آؤ گے۔

سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ نہ موت کی پریشانی سے روتا ہوں اور نہ دنیا کی حرص سے البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک وصیت کی تھی کہ تم میں سے ہر ایک کا دنیا سے انتہائی عیش ایسا ہونا چاہیے جیسے سوار کا توشہ اور میرے اردگرد یہ اشیاء ہیں۔

سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کے اردگرد صرف ایک بڑا پیالہ تھا یا ایک لگن تھی یا تسلہ تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوعبداللہ ہمیں کوئی وصیت کیجئے کہ آپ کے بعد اسے اختیار کریں۔ انہوں نے کہا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ جب قصد کرو تو اس وقت اللہ کو یاد کرو جب حکم کرو تو اس وقت اللہ کو یاد کرو اور جب تقسیم کرو تو قبضے کے وقت اللہ کو یاد کرو۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ سعد بن مسعود و سعد بن مالک سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کرنے گئے تو وہ روئے' پوچھا اے ابوعبداللہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک وصیت کی تھی جسے ہم میں سے کسی نے یاد نہ رکھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کا دنیا سے انتہائی عیش سوار کے توشے کی طرح ہونا چاہیے۔

رجاء بن حیوہ سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کے اصحاب نے ان سے کہا کہ ہمیں وصیت کیجئے انہوں نے کہا کہ جو شخص تم میں سے حج یا عمرہ یا جہاد یا تحصیل قرآن میں مر سکے تو اسے مرنا چاہیے تم میں سے کوئی شخص فاجر (بدکار) اور خائن (دغا باز) ہو کے ہرگز نہ مرے۔

حسن سے مروی ہے کہ جب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا اور ان پر موت نازل ہوئی تو وہ رونے لگے' پوچھا گیا کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے' فرمایا' آگاہ ہو کہ نہ میں موت کی پریشانی سے روتا ہوں اور نہ پلٹنے کی ہوس پر روتا ہوں میں صرف ایک امر کے لیے روتا ہوں' ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی' اندیشہ ہے کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو یاد نہیں رکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کا دنیا سے انتہائی عیش سوار کے توشے کی طرح ہونا چاہیے۔

حسن سے مروی ہے کہ امیر نے سلمان رضی اللہ عنہ کی بیماری میں ان کی عیادت کی سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اے امیر تم جس وقت قصد کرو تو اپنے قصد کے وقت اور جب حکم کرو تو اپنی زبان چلنے کے وقت اور جب تقسیم کرو تو اپنے قبضے کے وقت اللہ کو یاد کرو۔ میرے پاس سے اٹھ جاؤ' امیر اس زمانے میں سعد بن مالک تھے۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی وفات:

عامر شعبی سے مروی ہے کہ جب سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی گھر والی سے کہا کہ وہ پوشیدہ چیز لاؤ جو میں نے تمہارے پاس پوشیدہ کرائی تھی' میں ان کے پاس مشک کی تھیلی لائی فرمایا میرے پاس ایک پیالا لاؤ جس میں پانی ہو انہوں نے مشک اس میں ڈال کے اپنے ہاتھ سے گھول دیا اور کہا کہ اسے میرے گرداگرد چھڑک دو کیونکہ میرے پاس اللہ کی مخلوق میں سے ایک ایسی مخلوق آئے گی جو خوشبو محسوس کرتی ہے اور کھانا نہیں کھاتی۔ پھر دروازے پر چھپ رہو اور اتر جاؤ' میں نے اسی طرح کیا تھوڑی دیر بیٹھی تھی کہ ایک جھنکار کی آواز سنی' میں چڑھی اور وہ مر چکے تھے۔

عامر شعبی سے مروی ہے کہ جس روز جلولاء فتح ہوا سلمان رضی اللہ عنہ کو مشک کی ایک تھیلی ملی وہ انہوں نے اپنی زوجہ کے پاس امانت رکھوا دی' جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ وہ مشک لاؤ' اس کو انہوں نے پانی میں گھول دیا اور کہا کہ میرے گرداگرد چھڑک دو کیونکہ ابھی ابھی میرے پاس زیارت کرنے والے آئیں گے میں نے اسی طرح کیا' اس کے بعد بہت کم دیر ہوئی تھی کہ ان کی وفات ہوگئی۔

بقیرہ زوجۂ سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے بلایا وہ اپنے ایک بالاخانے میں تھے جس کے چار دروازے تھے' انہوں نے کہا کہ اے بقیرہ یہ دروازے کھول دو کیونکہ آج میرے زیارت کرنے والے آئیں گے مجھے معلوم نہیں کہ وہ ان دروازوں میں سے کس سے میرے پاس آئیں گے انہوں نے اپنی مشک منگائی اور کہا کہ اسے تنور میں پگھلاؤ جب وہ پگھل گئی تو کہا کہ اسے میرے بستر کے گرداگرد چھڑک کے اتر جاؤ اور ٹھہری رہو عنقریب تم خبردار ہو جاؤ گی اور میرے بستر پر دیکھو گی' مجھے خبر ہوئی کہ ان کی روح پرواز کر گئی اور وہ اس حالت میں ہیں کہ گویا بستر پر سو رہے ہیں اور اسی کے قریب تھے۔

عطاء بن السائب سے مروی ہے کہ جب سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے مشک کی تھیلی منگائی جو بلنجر سے ملی تھی حکم دیا کہ اسے پگھلا کے ان کے گرداگرد چھڑک دیا جائے اور کہا کہ آج رات کو میرے پاس ملائکہ آئیں گے جو خوشبو محسوس کرتے ہیں اور کھانا نہیں کھاتے۔

عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اے میرے بھائی ہم میں سے جو شخص اپنے ساتھی سے پہلے مرے اسے چاہیے کہ وہ دیکھنے آئے' میں نے کہا کہ کیا ایسا ہوگا۔ فرمایا' ہاں' مومن کی روح آزاد رہتی ہے' زمین پر جہاں چاہے جاتی ہے اور کافر کی روح قید خانے میں رہتی ہے' سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی ایک روز جس وقت میں دوپہر کو اپنے تخت پر قیلولہ کر رہا

تھا مجھے کسی قدر غنودگی آ گئی یکا یک سلمان رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں نے بھی کہا کہ السلام علیک ورحمۃ اللہ اے ابوعبداللہ تم نے اپنی منزل کو کیسے پایا انہوں نے کہا کہ بہتر پایا' تم توکل اختیار کرو کیونکہ توکل بہترین شے ہے' تم توکل اختیار کرو کیونکہ توکل بہترین شے ہے' تم توکل اختیار کرو کیونکہ توکل بہترین شے ہے۔

مغیرہؒ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام سے مروی ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات عبداللہ بن سلام سے پہلے ہوئی۔ عبداللہ بن سلام نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا اے ابوعبداللہ تم کس حال میں ہو انہوں نے کہا خیر میں' پوچھا تم نے کس عمل کو افضل پایا انہوں نے کہا کہ میں نے توکل کو عجیب چیز پایا۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی وفات مدائن میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف

سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ:

ابن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ ام خالد بنت خباب بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ تھیں۔

خالد بن سعید کی اولاد میں سعید تھے جو ملک حبشہ میں پیدا ہو کے لاولد مر گئے' امہ بنت خالد تھیں جو ملک حبشہ میں پیدا ہوئیں جن سے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا ان سے عمرو وخالد پیدا ہوئے ان کے بعد سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا۔

ان دونوں کی والدہ ہمینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو وخزاعہ میں سے تھیں آج خالد بن سعید کی بقیہ اولاد نہیں ہے۔

محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان سے مروی ہے کہ خالد بن سعید کا اسلام قدیم تھا اپنے بھائیوں میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔

ان کے اسلام کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ خواب میں دیکھا کہ آگ کے گڑھے پر کھڑے ہیں انہوں نے اس کی وسعت ایسی بیان کی جس کو اللہ ہی زیادہ جانتا ہے پھر دیکھا کہ ان کے والد اس میں دھکیلتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان کا نیفہ پکڑے ہوئے ہیں کہ گر نہ پڑیں۔

خواب سے بیدار ہوئے تو پریشان ہوئے' کہا کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ یہ خواب سچا ہے ابوبکر بن ابی قحافہ سے ملے اور بیان کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ خیر چاہتا ہوں' یہ رسول اللہ ﷺ ہیں لہٰذا آپ کی پیروی کرو' کیونکہ تم عنقریب آپ کی پیروی کرو گے اور آپ کے ساتھ اسی اسلام میں داخل ہو گے جو تمہیں آگ میں گرنے سے روکے گا اور تمہارا باپ اس میں گرے گا۔

خالد بن سعید رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت ﷺ اجیاد میں تھے' عرض کی یا محمد (ﷺ) آپ

کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں' فرمایا' میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں' جو تنہا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں تم پتھر کی جس پرستش پر ہو اس کے چھوڑنے کی (دعوت دیتا ہوں) کہ نہ سنتا ہے' نہ دیکھتا ہے نہ ضرر پہنچاتا ہے' نہ نفع پہنچاتا ہے اور نہ یہ جانتا ہے کہ کون اس کی پرستش کرتا ہے اور کون نہیں۔

خالد نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اسلام سے مسرور ہوئے خالد پوشیدہ ہو گئے ان کے والد کو قبول اسلام کا علم ہو گیا تو تلاش میں بقیہ لڑکوں کو جو اسلام نہیں لائے تھے اور مولیٰ رافع کو بھیجا' جب مل گئے ان کے باپ ابواحیحہ کے پاس لائے۔

اس نے ملامت کی اور ڈانٹا' کوڑے سے' جو اس کے ہاتھ میں تھا۔ اتنا مارا کہ سر زخمی ہو گیا پھر کہا کہ تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کر لی' حالانکہ تم اپنی قوم سے ان کی مخالفت کو دیکھتے ہو۔ تم دیکھتے نہیں کہ وہ ہمارے معبودوں کی اور مرے ہوئے آباؤ اجداد کی عیب گوئی کرتے ہیں خالد نے کہا کہ واللہ وہ سچے ہیں اور میں نے ان کی پیروی کر لی ہے۔

ابواحیحہ کو غصہ آیا اس نے اپنے بیٹے کو آزار پہنچائی اور گالیاں دیں اور کہا کہ اے بدمعاش جہاں چاہے چلا جا واللہ میں تیرا کھانا بند کر دوں گا۔ خالد نے کہا کہ اگر تو بند کر دے گا تو اللہ مجھے رزق دے گا جس سے میں زندہ رہوں گا۔

اس نے انہیں نکال دیا اور بیٹوں سے کہا کہ تم میں سے کوئی ان سے بات نہ کرے ورنہ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جو ان کے ساتھ کیا۔ خالد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے وہ آپ ہی کے ساتھ اور ہمراہ رہنے لگے۔

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا اسلام تیسرا یا چوتھا تھا اور یہ اس وقت ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔ اطراف مکہ میں تنہا نماز پڑھتے تھے۔

ابواحیحہ کو معلوم ہوا تو اس نے انہیں بلایا اور اس دین کے ترک کرنے کو کہا جس پر وہ تھے خالد نے کہا کہ میں دین محمدی ترک نہ کروں گا' بلکہ اسی پر مروں گا۔

ابواحیحہ نے انہیں کوڑے سے مارا جو اس کے ہاتھ میں تھا' اسے اس نے ان کے سر پر توڑ دیا ان کو قید کرنے کا حکم دیا' تنگی کی اور بھوکا پیاسا رکھا۔ وہ مکہ کی گرمی میں تین تین دن تک اس طرح رہتے تھے کہ پانی تک نہ چکھتے تھے۔

خالد نے ایک سوراخ دیکھا وہ نکل کر مکہ کے اطراف میں اپنے والد سے پوشیدہ ہو گئے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت ثانیہ میں حبشہ کی طرف جانے کا وقت آیا تو وہ سب سے پہلے شخص تھے جو اس کی طرف روانہ ہوئے۔

خالد بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن العاص بن امیہ بیمار ہوا تو اس نے کہا کہ اگر اللہ نے مجھے اس بیماری سے اٹھا دیا تو مکہ کے اندر ابن ابی کبشہ کے خدا کی پرستش نہیں کی جائے گی' اس وقت خالد بن سعید نے کہا کہ اے اللہ اسے نہ اٹھانا۔

ام خالد بن خالد بن سعید بن العاص سے مروی ہے کہ میرے والد اسلام میں پانچویں شخص تھے راوی نے پوچھا کہ ان سے پہلے کون تھا انہوں نے کہا کہ علی ابن ابی طالب' ابوبکر صدیق زید بن حارثہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم میرے والد حبشہ کی پہلی ہجرت کے قبل اسلام لائے' دوسری ہجرت میں وہاں گئے نو سال رہے میں وہیں پیدا ہوئی' ہجرت نبویؐ کے ساتویں سال خیبر میں

نبی ﷺ کے پاس آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے گفتگو کی انہوں نے ہمیں بھی حصہ دیا۔ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ واپس آئے اور مقیم ہوگئے' والد رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب عمرۂ قضاء میں روانہ ہوئے' غزوۂ فتح مکہ میں وہ اور میرے چچا عمرو آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے دونوں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تبوک گئے' رسول اللہ ﷺ نے میرے والد کو صدقات یمن پر عامل بنا کے بھیجا' والد یمن ہی میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ملک حبشہ سے آنے کے بعد خالد رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ میں مقیم ہو گئے تھے آنحضرت ﷺ کے کاتب تھے انہیں نے وفد ثقیف کو اہل طائف کا فرمان لکھ دیا اور وہی تھے جو اُن لوگوں کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صلح میں گئے تھے۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے خلافت کے زمانے میں کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو خالد بن سعید رضی اللہ عنہ یمن کے عامل تھے۔

موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت صدقات حج پر خالد بن سعید رضی اللہ عنہ عامل تھے۔

ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خالد بن سعد رضی اللہ عنہ ملک حبشہ روانہ ہوئے تو ان کے ہمراہ ان کی بیوی ہمینہ بنت حلف بن اسعد الخزاعیہ بھی تھیں وہاں ان سے سعید وام خالد پیدا ہوئیں (ہمینہ) زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی زوجہ کی لونڈی تھیں ابو معشر بھی ہمینہ بنت خلف کہتے تھے لیکن موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق کی روایت میں اینہ بنت خلف ہے۔

ابراہیم بن عقبہ سے مروی ہے کہ میں نے ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا' کہ میرے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت ہو جانے کے بعد یمن سے مدینہ آئے' علی وعثمان رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اے فرزندان عبد مناف کیا تم راضی ہو گئے کہ اس امر میں تم ایک غیر شخص کے والی ہو جاؤ۔

عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نقل کر دی' مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد پر ظاہر نہیں کیا' عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر ظاہر کیا خالد رضی اللہ عنہ نے تین مہینے تک ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی۔

اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے وہ اپنے مکان میں تھے' سلام کیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں آپ سے بیعت کروں' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اس صلح میں داخل ہو جاؤ جس میں مسلمان داخل ہوئے ہیں خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا' یہ وعدہ ہے کہ رات کو بیعت کروں گا وہ اس وقت آئے' ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر تھے انہوں نے ان سے بیعت کر لی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے ان کے بارے میں اچھی تھی' ان کی تعظیم کرتے تھے جب شام پر لشکر کشی کی تو ان کے لیے مسلمانوں کا (جھنڈا) باندھا اور ان کے مکان پر لے آئے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خالد رضی اللہ عنہ کو والی بنا دیا گیا حالانکہ وہ ان باتوں کے کہنے والے ہیں جو انہوں نے کہیں' عمر رضی اللہ عنہ یہی کہتے رہے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابواروی الدوسی کو بھیجا' انہوں نے کہا کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے کہتے ہیں کہ ہمارا جھنڈا واپس کر دو۔

انہوں نے اسے نکال کر دے دیا اور کہا کہ واللہ نہ تمہاری ولایت نے ہمیں مسرور کیا تھا اور نہ تمہاری معزولی نے رنج پہنچایا قابل ملامت تو کوئی اور ہے۔

مجھے سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کوئی معلوم نہ ہوا کہ میرے والد کے پاس آئے جو ان سے عذر کرتے تھے' اور قسم دیتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حرف بھی نہ بیان کرنا۔ واللہ میرے والد ہمیشہ اپنی وفات تک عمر رضی اللہ عنہ پر مہربانی کرتے رہے۔

سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کیا تو یزید بن ابی سفیان کو لشکر کا والی بنایا اور جھنڈا یزید کو دیا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث نے اپنے والد سے روایت کی' جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو معزول کیا تو ان کے متعلق شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو جو امراء میں سے تھے وصیت کی کہ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ اگر تم پر والی بن کے آئیں تو ان کا خیال رکھنا۔ اپنے اوپر ان کا ایسا ہی حق سمجھنا جیسا تم چاہتے ہو کہ وہ اپنے اوپر تمہارا حق سمجھیں۔ تمہیں اسلام میں ان کا مرتبہ معلوم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تک وہ آپ کے والی تھے' میں نے بھی انہیں والی بنایا تھا' پھر ان کا معزول کرنا مناسب سمجھا قریب ہے کہ یہ (عزل) ان کے لیے ان کے دین میں بہتر ہو' میں کسی پر امارت کی تمنا نہیں کرتا میں نے انہیں امرائے لشکر (کے انتخاب) میں اختیار دیا تھا' انہوں نے تم کو دوسروں پر اور اپنے چچازاد بھائی پر (انتخاب میں) ترجیح دی' جب تمہیں کوئی ایسا امر پیش آئے جس میں تم کسی متقی وناصح کے مشورے کے محتاج ہو تو سب سے پہلے شخص جن سے تم مشورہ کرو ابوعبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما ہوں خالد بن سعید رضی اللہ عنہ تیسرے ہوں کیونکہ تم ان کے پاس نیکی اور خیر خواہی پاؤ گے ان لوگوں کے مقابلہ میں خود رائی سے کسی خبر کو پوشیدہ کرنے سے پرہیز کرنا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے موسیٰ بن محمد سے پوچھا کہ آیا تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس قول پر غور کیا کہ انہوں نے تم کو اوروں پر ترجیح دی' انہوں نے کہا کہ مجھے والد نے بتایا کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو معزول کیا تو انہوں نے لکھا کہ کون امیر تمہیں زیادہ پسند ہے انہوں نے کہا کہ میرے چچا کے بیٹے قرابت میں زیادہ پسند ہیں اور دین میں بھی زیادہ پسند ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے میرے دینی بھائی ہیں۔ اور چچا کے بیٹے کے مقابلے میں میرے مددگار ہیں' انہوں نے شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہونا پسند کیا۔

عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ فتح اجنادین فحل ومرج الصفر میں شریک تھے ام الحکیم بنت الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہا' عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں' وہ اجنادین میں انہیں چھوڑ کے قتل ہو گئے انہوں نے چار مہینے دس دن عدت کے گزارے' یزید بن ابی سفیان انہیں پیام نکاح دیتے تھے' خالد بن سعید رضی اللہ عنہ بھی ان کی عدت کے زمانے میں

کسی کو ان کے پاس بھیج کر پیام نکاح دیتے تھے وہ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کی طرف مائل ہو گئیں چار سو دینار (مہر) پر نکاح کر لیا۔

جب مسلمان مرج الصفر میں اترے تو خالد رضی اللہ عنہ نے ام حکیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی (رخصتی) کرنا چاہی۔ کہنے لگیں کہ اگر تم رخصتی کو اتنا مؤخر کر دیتے کہ اللہ ان جماعتوں کو منتشر کر دیتا (تو مناسب ہوتا) خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا دل کہتا ہے کہ میں ان جماعتوں میں مقتول ہوں گا انہوں نے کہا کہ تمہیں اختیار ہے۔

انہوں نے مرج الصفر کے پل کے پاس ان سے شادی کی' اسی وجہ سے اس کا نام قنطرۃ ام الحکیم (ام حکیم کا پل) ہو گیا' صبح کو ولیمہ کیا' اپنے اصحاب کو کھانے پر مدعو کیا' ابھی کھانے سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ رومیوں نے آگے پیچھے اپنی صفیں باندھ لیں' ایک شخص نشان جنگ لگائے ہوئے نکلا اور مبارز طلب کرنے لگا۔

ابو جندل بن سہیب بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ اس کی جانب نکلے تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے منع کیا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے نکل کر اسے قتل کر دیا اور اپنے مقام پر واپس آ گئے' خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نکلے جنگ کی اور قتل کر دیئے گئے۔ ام حکیم بنت الحارث نے اپنے اوپر کپڑے باندھ لیے اور بھاگیں بدن پر حلقوں کی زرہ تھی۔

نہر پر ان لوگوں نے شدید جنگ کی' دونوں فریق نے صبر کیا' تلواریں ایک دوسرے کو لگنے لگیں نہ تو کوئی تیر پھینکا جاتا تھا نہ کوئی نیزہ مارا جاتا تھا اور نہ کوئی پتھر مارا جاتا تھا' سوائے تلواروں کے لوہے پر' آدمیوں کی کھوپڑیوں پر اور ان کے بدن پر لگنے کی آواز کے سوا کچھ نہ سنائی دیتا تھا۔

اس روز ام حکیم نے خیمہ کی میخوں سے جس میں خالد بن سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کر کے رات گزاری تھی' سات آدمیوں کو قتل کر دیا' جنگ مرج الصفر محرم ۱۴ھ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

موسیٰ بن عبیدہ نے اپنے اشیاخ سے روایت کی کہ خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے جو مہاجرین میں سے تھے مشرکین کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ اس کا سامان دیبا و حریر پہن لیا۔ لوگوں نے ان کی طرف دیکھا وہ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ کیا دیکھتے ہو جو چاہے وہ خالد رضی اللہ عنہ کا سا عمل کرے اس کے بعد خالد رضی اللہ عنہ کا لباس پہنے۔

خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قریش کے ایک گروہ کے ساتھ شاہ حبشہ کے پاس بھیجا۔ وہ لوگ اس کے پاس آئے خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی زوجہ بھی تھیں' ان کے یہاں ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو وہیں پاؤں پاؤں چلی اور بولی۔

خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اس وقت آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے فارغ ہو چکے تھے' ہمراہ ان کی بیٹی بھی تھیں' عرض کی یا رسول اللہ ہم بدر میں حاضر نہیں ہوئے' فرمایا اے خالد کیا تم راضی نہیں ہو کہ لوگوں کے لیے ایک ہجرت ہو اور تمہارے لیے دو ہجرتیں ہوں' عرض کی' بے شک' یا رسول اللہ' فرمایا: تو یہ تمہارے لیے ہے۔

خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سے کہ کہ اپنے چچا کے پاس جاؤ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ آپ کو سلام کرو' وہ چھوٹی بچی گئی آپ کے پاس پیچھے سے آئی اور آپ پر اوندھی گر پڑی اس کے جسم پر ایک زرد کرتہ تھا۔ پھر اس سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

طرف اشارہ کیا۔ آپ کو دکھاتی تھی'سنہ سنہ یعنی اچھا ہے' حبشی زبان میں پرانہ کرو' پھر پرانہ کرواور کہنہ کرو۔

سیدنا عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ:

ابن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ صفیہ بنت المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں' بقیہ اولاد نہ تھیں۔

عبداللہ بن عمرو بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب خالد بن سعید رضی اللہ عنہ اسلام لائے اوران کے ساتھ ان کے باپ ابواحیحہ نے جو سلوک کیا خالد رضی اللہ عنہ اس پر بھی اپنے دین سے نہ پھرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اور ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابواحیحہ کو یہ ناگوار گزرا' رنج پہنچا' قرار دیا کہ میں ضرور ضرور اپنے مال سے یکسو ہو جاؤں گا اور نہ پھر آباؤ اجداد کی گالیاں سنوں گا اور نہ معبودوں کی مذمت' یہ مجھے ان لڑکوں کے ساتھ قیام کرنے سے زیادہ پسند ہے' مقام ظریبہ میں بجانب طائف چلا گیا جہاں اس کا مال و متاع تھا۔ اس کا بیٹا عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ اس کے دین پر تھا وہ اس سے محبت کرتا اور خوش رہتا تھا' ابواحیحہ نے (بروایت مغیرہ بن عبدالرحمٰن الخزاعی) اشعار ذیل کہے:

الالیت شعری عنك یاعمر وسائلا   اذا شبّ واشتدّت یده وسلّحا

''اے کاش میں جانتا' کاش اے عمرو میں تجھ سے پوچھتا' اس وقت کہ عمرو جوان ہو چکا تھا ہاتھ سخت ہو چکے ہوتے' اور مسلح ہو جاتا۔

اتترك امر القوم فیه بلابل   وتكشف غیظاً كان فی صدر موجحا

میں پوچھتا کہ قوم کے معاملہ کو تو اسی ہنگامے کی حالت میں چھوڑ دے گا' اور اس غیظ و غضب سے پردہ اٹھا دے گا جو سینہ میں مشتعل ہے''۔

اس کے بعد راوی اشعار نے عبدالحکیم کی حدیث کی طرف رجوع کیا جو عبداللہ بن عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' اور جو اوپر بیان کی گئی۔

ابواحیحہ مقام ظریبہ میں اپنے مال کی طرف چلا گیا تو عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے اور اپنے بھائی خالد بن سعید رضی اللہ عنہ سے ملک حبشہ میں جا ملے۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ عمرو بن سعید' خالد بن سعید کے تھوڑے ہی زمانے بعد اسلام لائے ہجرت ثانیہ میں وہ بھی مہاجرین حبشہ میں تھے۔ ان کے ساتھ ان کی زوجہ فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث بن شق بن رقبہ بن مخدج الکنانیہ بھی تھیں' محمد بن اسحاق بھی فاطمہ کا اسی طرح نام و نسب بیان کرتے تھے۔

ام خالد بنت خالد سے مروی ہے کہ میرے چچا عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ ملک حبشہ میں والد کے آنے کے دو سال بعد آئے وہ برابر وہیں رہے یہاں تک کہ دو کشتیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ سوار ہوئے ۷ھ میں اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ آپ خیبر میں تھے۔

عمر رضی اللہ عنہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ فتح مکہ، حنین وطائف وتبوک میں موجود تھے۔ جب مسلمان شام کی طرف روانہ ہوئے تو وہ بھی شریک تھے۔ جنگ اجنادین میں جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جمادی الاوّل ۱۳ھ میں ہوئی شہید ہوئے اور اس زمانے میں لوگوں پر امیر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تھے۔

یہ اصل کے اعتبار سے جزو نہم کا آخر ہے اور جزو دہم کا اوّل حصہ ''حلفائے بنی عبد شمس بن عبد مناف'' اس کے متصل ہے تمام تعریفیں اوّل میں بھی اور آخر میں بھی اللہ ہی کے لیے ثابت ہیں۔

اللهم اغفر لكاتبه و لمن سعى فيه.

وصلى الله على سيدنا محمد النبى الامى العربى المكى المدنى الابطحى الهاشمى وعلى آله وعلى جميع الانبياء عليهم السلام اجمعين.

کتاب الطبقات کی اصل کا حصہ دہم:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلفائے بنی عبد شمس بن عبد مناف

حضرت ابواحمد عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ:

ابن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ' نام عبداللہ تھا۔ ان کی والدہ امیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ ابواحمد بن جحش رضی اللہ عنہ اپنے دونوں بھائیوں عبداللہ وعبیداللہ رضی اللہ عنہما کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عمرو بن عثمان الجحشی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابواحمد بن جحش رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبداللہ اور اپنی قوم کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی مبشر بن عبدالمنذر کے پاس اترے' ابوسفیان بن حرب نے ابواحمد کے مکان کا قصد کیا اور ابن علقمہ العامری کے ہاتھ چار سو دینار کو بیچ ڈالا۔

عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے خطبے سے فارغ ہوئے تو ابواحمد مسجد حرام کے دروازے پر اپنے اونٹ پر کھڑے ہوئے اور چلانے لگے کہ میں اللہ کی قسم دیتا ہوں اے بنی عبدمناف' میرا حلف (معاہدے کا پاس کرو) اور اللہ کی قسم دیتا ہوں' اے بنی عبدمناف میرا مکان (میرے مکان کا پاس کرو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور بطور راز ان سے کچھ فرمایا۔ عثمان رضی اللہ عنہ ابواحمد کے پاس گئے ان سے کچھ کہا۔ ابواحمد اپنے اونٹ سے اترے اور قوم کے ساتھ بیٹھ گئے پھر انہیں اس کا ذکر کرتے نہیں سنا گیا یہاں تک کہ وہ اللہ سے مل گئے۔

ابواحمد کے اعزہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ فرمایا تھا کہ تمہارے لیے اس کے عوض جنت میں گھر ہے۔

ابواحمد رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کے بیچنے کے متعلق (اشعار ذیل میں) ابوسفیان سے خطاب کیا ہے:

اقطعت عقدك بيننا والجاريات الى نداما

"آیا تو نے اس معاملے کو منقطع کر دیا جو ہم میں ہوا تھا۔ اور ان معاملات کو جو جاری ہوئے تھے ندامت تک (منقطع کر دیا)۔

الا ذكرت ليالي العشر التي فيها القسامه

تو نے ان دس راتوں کو کیوں نہ یاد کیا جن میں صلح ہوئی تھی۔

عقدي وعقدك قائم ان لا عقوق ولا اثامه

میرا عہد اور تیرا عہد قائم ہے کہ نہ تو نافرمانی ہوگی نہ گناہ۔

دار ابن عمك بعتها قشرى بها عنك الغرامه

تو نے اپنے چچا کا مکان بیچ ڈالا۔ جس سے تو اپنا قرض ادا کرے گا۔

وجریت فیه الی العقوق واسوأ الخلق الزعامه

اس میں تو نے نافرمانی کا قصد کیا اور جھوٹ سب سے بری عادت ہے۔

قد کنت آوی الی ذری فیه المقامه والسلامه

ایک پناہ کی جگہ پناہ لیتا تھا' جس میں قیام وسلامتی تھی۔

ما کان عقدك مثل ما عقد ابن عمرو لابن مامه

تیرا عقد ایسا بھی تھا کہ جیسا ابن عمرو نے ابن مامہ سے کیا تھا''۔

(اشعار ذیل) بھی ابواحمد بن جحش نے اسی بارے میں کہے ہیں:

ابنی امامه کیف اخذل فیکم وانا ابنکم وحلیفکم فی العشر

''اے بنی امامہ مجھے تمہارے درمیان کس طرح نقصان پہنچایا جائے گا حالانکہ میں تمہارا بیٹا ہوں اور (ذی الحجہ) کے دس دن میں تمہارا حلیف ہوں۔

ولقد دعانی غیرکم فاتیته اوجستکم لنوائب الدهر

مجھے تمہارے اغیار نے دعوت دی' میں ان کے پاس آ گیا اور میں نے حوادث زمانہ کی وجہ سے پوشیدہ کیا''۔

اسود بن عبدالمطلب نے ابواحمد کو اس امر کی دعوت دی کہ وہ اس سے تمہاری مخالفت کریں اور کہا کہ میرا خون تمہارے خون سے پہلے اور میرا مال تمہارے مال سے پہلے (کام آئے گا) انھوں نے انکار کیا اور حرب بن امیہ سے مخالفت کر لی وہ لوگ ذی الحجہ کے دس دن میں کھڑے ہو کر اس طرح مخالفت کرتے تھے کہ ہاتھ سے ہاتھ ملاتے تھے جس طرح دو خرید و فروخت کرنے والے ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہیں ان دس دنوں سے پہلے اس کے لیے باہم وعدہ کر لیتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن رقیش رضی اللہ عنہ:

ابن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ' احد میں حاضر ہوئے' یزید بن رقیش رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے جو بدر میں شریک تھے۔

حضرت عمرو بن محصن رضی اللہ عنہ:

ابن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ احد میں حاضر ہوئے عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے جو بدر میں شریک تھے۔

حضرت قیس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

بنی اسد بن خزیمہ سے تھے' مکہ میں قدیم الاسلام تھے' ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے ہمراہ ان کی زوجہ برکہ بنت یسار الازدی بھی تھیں جو ابی تجراہ کی بہن تھیں' قیس بن عبداللہ' عبیداللہ بن جحش کے دوست تھے انہیں کے ساتھ ملک حبشہ کی طرف ہجرت

کی' عبیداللہ بن جحش نصرانی ہو گیا اور وہیں ملک حبشہ میں مر گیا قیس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔

حضرت صفوان بن عمرو رضی اللہ عنہ:

قیس عیلان کے بنی سلیم بن منصور میں سے تھے' بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ کے حلیف تھے جو بنی عبد شمس کے حلفاء تھے احد میں حاضر ہوئے مالک و مدلاج وثقف فرزندان عمرو کے بھائی تھے جو بدر میں موجود تھے۔

سیدنا حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس الاشعری رضی اللہ عنہ:

نام عبداللہ بن قیس بن سلیم بن حضراء بن حرب بن عامر بن عنز بن بکر بن عامر بن عذر بن وائل بن ناجیہ بن الجماہر بن الاشعر تھا۔ اشعر بنت بن ادد بن زید بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان تھے' ابوموسیٰ کی والدہ ظبیہ بنت وہب عک میں سے تھیں' اسلام لائی تھیں' مدینہ ہی میں ان کی وفات ہوئی۔

شرف صحابیت محمد بن عمرو غیرہ اہل علم سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مکہ آئے۔ ابواحیحہ سعید بن العاص سے مخالفت کی' مکے میں اسلام لائے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی دو کشتی والوں کے ہمراہ اس وقت آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے۔

ابی بردہ بن ابی موسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نجاشی کے ملک میں جانے کا حکم دیا۔ قریش کو معلوم ہوا تو ان لوگوں نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن الولید کو بھیجا' نجاشی کے لیے ہدیہ جمع کیا' نجاشی کے پاس ہم بھی آئے اور وہ بھی آئے۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی الجہم سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ مہاجرین حبشہ میں سے نہیں تھے نہ قریش میں ان کا معاہدہ حلف تھا' ابتدائی زمانے میں مکہ میں اسلام لائے پھر اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے گئے اور وہیں رہے یہاں تک کہ وہ اور اشعریین کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے' ان کا آنا اہل سفینتین (دو کشتی والوں) جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیوں کے ملک حبشہ سے آنے کے ساتھ ساتھ ہوا۔

یہ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر میں ایک ساتھ پہنچے' لوگوں نے کہا کہ ابوموسیٰ اہل سفینتین کے ساتھ آئے لیکن بات وہی تھی جو ہم نے بیان کی کہ ان کا آنا ان لوگوں کے آنے کے ساتھ ہوا' محمد بن اسحاق' موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے بھی ان کو مہاجرین ملک حبشہ میں شمار نہیں کیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بطور پیشین گوئی) فرمایا کہ تمہارے پاس ایسی قومیں آئیں گی جو تم سے زیادہ نرم دل ہیں' اشعری آئے' جن میں ابوموسیٰ بھی تھے' جب یہ لوگ مدینہ کے قریب ہوئے تو (ذیل کا) رجز پڑھنے لگے:

غدًا نلقى الاحبه محمدا وحزبه

''یعنی صبح ہم احباب سے ملاقات کریں گے' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ سے''۔

ذوہجرتین کا خطاب:

ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے اپنی قوم کے اٹھاون آدمیوں کے ساتھ ہجرت کی ہم تین بھائی تھے' ابوموسیٰ'

ابوبردہ اور ابورہم اور، کشتی شاہ حبشہ نجاشی کی طرف لے چلی' ان کے پاس جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی تھے' سب کے سب ایک کشتی میں اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جس وقت آپ نے خیبر فتح کیا تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے ان لوگوں کے جو آپ کے ہمراہ تھے فتح خیبر میں کسی کا حصہ نہیں لگایا' البتہ اصحاب سفینہ جعفر اور ان کے ساتھیوں کا دیگر اصحاب کے ساتھ حصہ لگایا اور فرمایا کہ تمہارے لیے دو مرتبہ ہجرت (کا ثواب) ہے' ایک مرتبہ تم نے شاہ حبشہ نجاشی کی طرف ہجرت کی اور ایک مرتبہ میری طرف۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور میرے کشتی والے ساتھی جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تھے اور وہ لوگ بقیع بطحان میں اترے ہوئے تھے تو ان میں سے ایک گروہ ہر شب کو نماز عشاء کے وقت باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تھا۔ میں اور میرے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت پہنچے کہ آپ اپنے بعض امور میں مشغول تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں رات زیادہ گزار دی' آدھی رات ہوگئی تب' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے' لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز پوری کر لی تو جو لوگ آپ کے پاس موجود تھے ان سے فرمایا تم لوگ اپنی حالت پر رہو تم سے گفتگو کروں گا اور خوش ہو جاؤ کہ تم پر اللہ کی نعمت میں سے ہے کہ اس ساعت میں سوائے تمہارے اور کوئی نماز نہیں پڑھتا ہے یا یہ فرمایا کہ تمہارے سوا یہ نماز کسی نے نہیں پڑھی۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سنا اس سے خوش ہو کے واپس ہوئے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا۔ آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اسے کھجور کھلائی' ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا وہ سب سے بڑا لڑکا تھا۔

سماک سے مروی ہے کہ میں نے عیاض اشعری سے آیت ﴿یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ﴾ (اللہ ایک ایسی قوم لائے گا جس سے آپ محبت کریں گے اور جو آپ سے محبت کرے گی) کی تفسیر میں سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یہی قوم ہے یعنی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی۔

حضور علیہ السلام کی زبان سے آپ کی خوش آوازی کی تعریف:

نعیم بن یحییٰ التمیمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' احواروں کے سردار ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ بن قیس یا اشعری کو مزامیر آل داؤد میں سے ایک مزمار دی گئی ہے (یعنی خوش آوازی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے ایک شخص کی قراءت سنی تو پوچھا کہ یہ کون ہے کہا گیا کہ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں' فرمایا انہیں مزامیر آل داؤد سے ایک مزمار دی گئی ہے (یعنی خوش آوازی) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی قراءت سن کر فرمایا انہیں مزامیر آل داؤد سے ایک مزمار دی گئی ہے۔ (یعنی خوش آوازی)

عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ کو (قرآن) پڑھتے سنا تو فرمایا کہ تمہارے بھائی کو مزامیر آل داؤد میں سے دیا گیا ہے۔

ابوعثمان سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے اگر میں کہتا کہ میں نے کبھی جھانج کی آواز نہیں سنی اور نہ بربط کی تو اس سے زیادہ اچھا ہوتا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ایک رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے' ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سنی' وہ شیریں آواز تھے' وہ کھڑے ہو کر سنتی رہیں جب انہوں نے صبح کی تو کہا گیا کہ عورتیں سنتی تھیں انہوں نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں تم عورتوں کو رغبت دلاتا اور شوق دلاتا۔

سعید بن ابی بردہ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تھا۔ سعید بن ابی بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے میرے والد یعنی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے میرے بیٹے اگر تم ہمیں اس حالت میں دیکھتے کہ ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے اور ہم پر بارش ہوتی تو ہمارے کمبل کے لباس کی وجہ سے تم ہم میں بھیڑ کی بو پاتے۔

قرآن مجید سے محبت اور تعلق:

انس بن مالک سے مروی ہے کہ مجھے (ابوموسیٰ) اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا' عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم نے اشعری کو کس حالت میں چھوڑا' میں نے کہا کہ انہیں اس حالت میں چھوڑا کہ وہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ فرمایا: خبردار' وہ بڑے آدمی ہیں' اور یہ بات انہیں نہ سنانا پوچھا کہ تم نے اعراب کو کس حالت میں چھوڑا' عرض کی اشعریوں کو؟ ارشاد ہوا' نہیں' بلکہ اہل بصرہ کو میں نے کہا اگر وہ اسے سن لیں تو انہیں شاق گزرے' فرمایا کہ (یہ بات) انہیں نہ پہنچانا' وہ اعراب ہیں' سوائے اس کے کہ اللہ کسی کو جہاد فی سبیل اللہ عطا فرمائے۔

ابوسلمہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ اے ابوموسیٰ ہمیں ذکر سناؤ' وہ ان کے پاس قرآن پڑھتے تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ اے ابوموسیٰ ہمیں ذکر سناؤ وہ ان کے پاس قرآن پڑھتے تھے۔

بصرہ کی امارت:

محمد سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا شام میں چالیس آدمی ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی امرامت کا والی ہو جائے تو اسے کافی ہو۔ انہوں نے ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ ایک گروہ آیا جن میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے' فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو بلا بھیجا تھا کہ (اے ابوموسیٰ!) میں تمہیں لشکر کی ایسی قوم کے پاس بھیجوں جن کے درمیان شیطان ہے' انہوں نے کہا کہ پھر آپ مجھے نہ بھیجئے' فرمایا کہ وہاں جہاد ہے یا لشکر ہے اور ان کو بصرہ بھیج دیا۔

عامر شعبی سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کے بعد ابوموسیٰ کو ایک سال تک ان کے عمل پر (عہدے پر) چھوڑا جائے۔

ابی نضرہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ سے کہا کہ ہمیں ہمارے رب کا شوق دلاؤ۔ انہوں نے قرآن پڑھا لوگوں نے کہا کہ نماز (کا وقت) ہے عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ کیا ہم نماز میں نہیں ہیں۔

حبیب بن ابی مرزوی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بسا اوقات ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ ہمیں

ہمارے رب کی یاد دلاؤ' ابوموسیٰ ان کے پاس قرآن پڑھتے تھے وہ قرآن میں (پڑھنے میں) خوش آواز تھے۔

ابی المہلب سے مروی ہے کہ میں نے ابوموسیٰ کو منبر پر کہتے سنا کہ جس کو اللہ نے علم دیا وہ اس کو سکھائے اور یہ ہرگز نہ کہے کہ اسے علم نہیں ہے کیونکہ وہ تکلف کرنے والوں میں سے ہوگا اور دین سے خارج ہو جائے گا۔

ابوموسیٰ کی ایک باندی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا' اگر مجھے علاقہ سوادِ عراق کا خراج دو سال ملتا رہے اور تیز و تند نبیذ پینی پڑے تو اس سے میں خوش نہ ہوں گا۔

قسامہ بن زہیر سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بصرے میں لوگوں کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو! روؤ اور اگر نہیں روتے تو رونے کی صورت بناؤ' کیونکہ اہل دوزخ روتے ہیں یہاں تک کہ اگر اس میں کشتیاں چلائی جائیں تو چلنے لگیں۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ (قحط کی وجہ سے) عرب ہلاک ہو گئے' لہٰذا مجھے غلہ بھیجو' انہوں نے غلہ بھیجا اور لکھا کہ میں نے آپ کے پاس اتنا اتنا غلہ بھیجا ہے' یا امیر المومنین اگر آپ کی رائے ہو تو مختلف شہر والوں کو لکھئے تا کہ ایک دن جمع ہوں اس روز نکلیں اور بارش کی دعا کریں' عمر رضی اللہ عنہ نے مختلف شہر والوں کو لکھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکلے دعائے بارش کی اور نماز (استسقاء) نہیں پڑھی۔

بشیر بن ابی امیہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ (ابوموسیٰ) اشعری رضی اللہ عنہ اصبہان میں اترے' لوگوں پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے انکار کیا' جزیہ (حفاظتی محصول) پیش کیا تو اس پر صلح کر لی' صلح پر رات گزاری' صبح ہوئی تو بدعہدی کی' انہوں نے لوگوں سے جنگ کی اس سے زیادہ تیزی نہ ہونے پائی کہ اللہ نے ان کو غالب کر دیا۔

ام عبدالرحمٰن بنت صالح نے اپنے دادا سے روایت کی کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اصبہان میں اترے ہوئے تھے' دادا کے دوست تھے' جب بارش ہوتی تھی تو ابوموسیٰ اس میں کھڑے ہو جاتے تھے بارش ان پر ہوتی تھی' گویا وہ اسے پسند کرتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اشعری نے' جب وہ بصرے پر عامل تھے' کہا کہ میرا سامان سفر درست کر دو فلاں فلاں دن روانہ ہونے والا ہوں۔ میں ان کا سامان درست کرنے لگا جب وہ دن آیا تو ان کے سامان میں سے کچھ رہ گیا تھا جس سے میں فارغ نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اے انس میں روانہ ہوتا ہوں میں نے کہا کہ آپ اتنا ٹھہر جاتے کہ بقیہ سامان سفر بھی درست کر دیتا تو مناسب ہوتا انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے گھر والوں سے کہہ دیا تھا کہ میں فلاں فلاں دن روانہ ہونے والا ہوں اگر میں ان سے جھوٹ بولوں گا تو وہ مجھ سے جھوٹ بولیں گے۔ اگر میں ان سے خیانت کروں گا تو وہ مجھ سے خیانت کریں گے اور اگر میں ان سے وعدہ خلافی کروں گا تو وہ مجھ سے وعدہ خلافی کریں گے' وہ روانہ ہو گئے حالانکہ ان کی ضروریات میں سے کچھ چیزیں رہ گئی تھیں جن سے فراغت نہیں ہوئی تھی۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ جس وقت بصرے سے معزول کئے گئے تو وہ اس طرح روانہ ہوئے کہ پاس چھ سو درہم سے زیادہ نہ تھے جو ان کے عیال کے وظیفے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب سوتے تھے تو اس اندیشے سے کہ ان کا ستر نہ کھل جائے کپڑے

پہن لیتے تھے۔

ابی لبید سے مروی ہے کہ ہم ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے کلام کو (بالکل صحیح و درست ہونے میں) قصاب سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ جو (ہڈی کے) جوڑ (کاٹنے) میں غلطی نہیں کرتا۔

ابی بردہ بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے طاعون کے زمانے میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں وابق کی طرف لے چلو کہ وہاں قیام کریں' ابوموسیٰ نے کہا کہ ہم تو اللہ ہی کی طرف بھاگیں گے نہ کہ وابق کی طرف (الی اللّٰہ آبق لا وابق)۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا: سلام علیک امابعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ان امور پر بیعت کر لی جن پر انہوں نے بیعت کی ہے' خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ تم بھی اگر مجھ سے ان شرائط پر بیعت کر لو گے جن پر انہوں نے کی ہے تو میں ضرور ضرور تمہارے دونوں بیٹوں میں سے ایک کو بصرے پر (عامل بنا کے) بھیج دوں گا اور دوسرے کو کوفے پر تمہارے آگے دروازہ بند نہیں کیا جائے گا۔ میں نے تمہیں اپنے ہاتھ سے لکھا ہے لہٰذا تم بھی مجھے اپنے ہاتھ سے لکھنا۔

انہوں نے کہا کہ اے میرے لڑکو' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد معجم (مشکلات) سیکھی ہے' راوی نے کہا کہ انہوں نے ان کو بچھوؤں کی طرح لکھا ہے کہ امابعد آپ نے امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر عظیم میں مجھے لکھا ہے' آپ نے جو کچھ پیش کیا ہے اس کی مجھے کوئی حاجت نہیں ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر جب وہ والی ہوئے تو میں ان کے پاس آیا' نہ تو میرے آگے دروازہ بند کیا گیا اور نہ میری کوئی حاجت بغیر پوری ہوئے رہی۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو جس وقت زخم لگا تو میں ان کے پاس آیا' انہوں نے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے' ادھر آؤ' پلٹ کر دیکھو' میں نے پلٹ کر دیکھا تو ان کا زخم بھر گیا تھا۔ میں نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ پر کوئی اندیشہ نہیں ہے' اتفاق سے یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ آیا اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم لوگوں کی حکومت کے والی ہونا تو اس شخص کے متعلق (خیر کی) وصیت قبول کرنا کیونکہ ان کے والد میرے بھائی یا دوست تھے یا اسی کے قریب انہوں نے کوئی اور کلمہ کہا' سوائے اس کے کہ میری رائے قتال کی تھی جو ان کی نہ تھی۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ کوئی ابوموسیٰ کا ہمراہی تھا جس نے ان سے اسلام کے بارے میں بغیر سوچے ہوئے گفتگو کی' اس نے مجھ سے کہا کہ قریب ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ چلے جائیں اور ان کی حدیث محفوظ نہ رہے تم ان سے (حدیث) لکھ لو' میں نے کہا' تمہاری بڑی اچھی رائے ہے میں ان کی حدیث لکھنے لگا۔

انہوں نے ایک حدیث بیان کی تو میں اسے لکھنے لگا۔ جس طرح میں لکھا کرتا تھا انہیں شک ہوا اور کہا کہ شاید تم میری حدیث لکھتے ہو' میں نے کہا جی ہاں' انہوں نے کہا تم نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب میرے پاس لاؤ' میں ان کے پاس لایا تو انہوں نے اسے مٹا دیا اور کہا کہ تم بھی اسی طرح یاد کرو جس طرح میں نے یاد کیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ایک قوم کو جمعے سے یہ امر مانع ہے کہ ان کے پاس کپڑے نہیں ہیں وہ

ایک عبا میں لوگوں کے پاس گئے۔

یونس بن عبداللہ الجرمی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو مقام نخیلہ میں تھے ان کے جسم پر سیاہ عمامہ اور سیاہ جبہ تھا اور ان کے پاس سیاہ لاٹھی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آپ رضی اللہ عنہ کو حکم بنانا:

حسن سے مروی ہے کہ (علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان) دونوں حکم ابوموسیٰ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما تھے ایک ان میں سے دنیا چاہتا تھا اور دوسرا آخرت۔

مسروق بن الاجدع سے مروی ہے کہ میں حکمین کے زمانے میں (یعنی جس زمانے میں حضرت علی وحضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے باہمی فیصلہ کے لیے دو حکموں کا تقرر ہوا تھا) ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا میرا خیمہ ان کے خیمے کے کنارے تھا' جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے صبح کی تو انہوں نے اپنے خیمے کا پردہ اٹھایا اور کہا کہ اے مسروق بن الاجدع' میں نے کہا لبیک اے ابوموسیٰ انہوں نے کہا کہ امارت وہ ہے جس میں مشورہ کیا جائے اور سلطنت وہ ہے جس پر بذریعہ شمشیر غلبہ پایا جائے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قاضی کو اس وقت تک فیصلہ کرنا جائز نہیں جب تک کہ حق اسے اس طرح واضح نہ ہو جائے جس طرح رات دن سے واضح ہوتی ہے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔

سمیط بن عبداللہ السدوسی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ نے دوران خطبہ میں کہا کہ (قبیلہ) باہلہ ایک ٹانگ کی حیثیت رکھتا تھا۔ ہم نے اسے ایک وست بنا دیا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کے کہا کہ کیا میں ان سے بھی زیادہ لئیم وسفلے کا نشان نہ بتا دوں؟ پوچھا وہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ (قبیلہ) عک اور اشعر! انہوں نے کہا کہ اسے اپنے امیر کو گالی دینے والے وہ لوگ تمہارے باپ اور میرے دادا (ہوئے) ادھر آؤ' انہوں نے ایک خیمہ نصب کر کے اس میں نظر بند کر دیا۔ ایک رکابی کھانے کی شام کو ملتی ایک صبح کو یہ اس کا قید خانہ تھا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حیاداری:

ابی مجلز سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تاریک کوٹھڑی میں نہاتا ہوں اور اپنے رب سے بوجہ حیا پیٹھ جھکا لیتا ہوں۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ جب کسی تاریک کوٹھڑی میں نہاتے تھے تو کپڑے لینے تک اپنی پیٹھ جھکائے رکھتے تھے اور سیدھے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں خالی کوٹھڑی میں نہاتا ہوں مجھے اپنے رب سے حیا روکتی ہے کہ پشت سیدھی کروں۔

عبادہ بن نسی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو دیکھا کہ بغیر تہبند کے پانی میں کھڑے ہیں انہوں نے کہا کہ میں مرجاؤں پھر زندہ کیا جاؤں' پھر مرجاؤں پھر زندہ کیا جاؤں' پھر مرجاؤں پھر زندہ کیا جاؤں تو ایسا کرنے سے مجھے یہ زیادہ پسند ہے۔

ابی عمرو الشیبانی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اپنی ناک مردار کی بدبو سے بھرنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ کسی (نامحرم) عورت کی خوشبو سے بھرے۔

لوہے یا سونے کی انگوٹھی کی ممانعت:

عبدالرحمٰن مولائے ابن برثن سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ وزیاد عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کے پاس آئے انہوں نے زیاد کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو کہا کہ تم لوگوں نے سونے کا چھلہ بنایا ہے ابوموسیٰ نے کہا کہ میری انگوٹھی تو لوہے کی ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بہت ہی برا ہے' تم میں سے جو شخص انگوٹھی پہنے اسے چاہیے کہ چاندی کی انگوٹھی پہنے۔

عبدالملک بن عمیر سے مروی ہے کہ میں نے ابوموسیٰ کو اس دروازے کے اندر اس طرح دیکھا کہ ان کے بدن پر چھوٹی چادر اور بڑی چادر حبری تھی (یعنی ثسری) عبدالملک نے کندہ کے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ راوی نے کہا کہ میں نے زہیر سے پوچھا کہ (تم نے) ابوموسیٰ کو (دیکھا) انہوں نے کہا کہ پھر اور کس کو۔

عبداللہ بن بریدہ سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا حلیہ مروی ہے کہ دبلے پتلے پست قد تھے داڑھی نہیں نکلی تھی۔ ابوموسیٰ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے اللہ ابوعامر عبید کو قیامت کے دن اکثر لوگوں سے بلند کر' جنگ اوطاس میں وہ شہید ہوئے ابوموسیٰ نے ان کے قاتل کو قتل کردیا۔ ابووائل نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور قاتل عبید دوزخ میں جمع نہیں ہوں گے۔

وفات سے قبل ہدایات:

سیار بن سلامہ سے مروی ہے کہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ دیکھو جب میں مروں تو کسی کو میری اطلاع نہ کرنا اور نہ میرے ساتھ (رونے کی) آواز اور آگ ہو' تم میں سے کسی ایک کی رات گزرنے کی جگہ میرے تابوت کے سامنے گھٹنوں کے پاس ہو۔

ربعی بن خراش سے مروی ہے کہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ان پر والدہ ابوبردہ ابنۃ الدومی رونے لگیں انہوں نے کہا کہ میں تم لوگوں میں ان سے بری ہوتا ہوں جو سر منڈائے' رنج کی باتیں کرے اور کپڑے پھاڑے۔

یزید بن اوس سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو لوگ رونے لگے' انہوں نے کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا' لوگوں نے یہ بات ان کی بیوی سے بیان کی۔ انہوں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا جو سر منڈائے اور رنج کی باتیں کرے اور کپڑے پھاڑے۔

صفعان بن محرز سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو لوگ ان پر رونے لگے۔ انہیں افاقہ ہوگیا تو کہا کہ میں تم لوگوں سے بری ہوتا ہوں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بری ہوئے' جو سر منڈائے' کپڑے پھاڑے اور رنج کی باتیں کرے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی علالت میں ان پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ابوبردہ کی والدہ چیخ کر رونے لگیں' افاقہ

ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ میں اس سے بری ہوتا ہوں جو کپڑے پھاڑے سر منڈائے اور رنج کی باتیں کرے۔ وہ اپنا منہ پیٹنے والی کو کہتے تھے۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بعض گورکن سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تم لوگ میرے لیے قبر کھودنا تو اس کی تہ کو گہرا کر دینا۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے لیے قبر گہری کرنا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی وفات:

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات ۵۲ھ میں ہوئی۔ محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے بعض اہل علم کو کہتے سنا کہ ان کی وفات اس سے دس سال پہلے ۴۲ھ میں ہوئی۔

ابی بردہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات ۵۲ھ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی رضی اللہ عنہ:

قبیلہ ازد سے تھے' بنی عبد شمس بن عبد مناف بن قصی کے حلیف تھے جو سعید بن العاص یا عتبہ بن ربیعہ کے حلیف تھے' قدیم زمانے میں مکہ میں اسلام لائے بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن عمر ومحمد بن اسحاق وابومعشر ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ میں تھے۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ انہوں نے اس سے انکار کیا کہ معیقیب کا عتبہ بن ربیعہ کے خاندان میں کوئی معاہدہ حلف تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ معیقیب اسلام لانے کے بعد مکہ سے روانہ ہو گئے بعض کہتے ہیں کہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی اور بعض کہتے ہیں کہ اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے گئے اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے۔ جس وقت یہ لوگ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے وہ خیبر میں حاضر ہوئے اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ مجھے یحییٰ بن الحکم نے جرش کا امیر بنایا۔ میں وہاں گیا تو لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر نے ان لوگوں سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض جذام والے کے لیے فرمایا کہ اس سے اس طرح بچو جس طرح درندے سے بچا جاتا ہے۔ جب وہ کسی وادی میں اترے تو تم لوگ دوسری وادی میں اترو' میں نے کہا کہ واللہ اگر ابن جعفر نے تم لوگوں سے یہ بیان کیا ہے تو غلط نہیں کہا۔

جب مجھے جرش سے معزول کر دیا اور میں مدینہ آ گیا تو عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ملا' پوچھا اے ابوجعفر' وہ حدیث کیا ہے جو اہل جرش نے مجھ سے تمہاری طرف منسوب کی ہے انہوں نے کہا واللہ ان لوگوں نے غلط کہا میں نے ان سے یہ حدیث نہیں بیان کی۔ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس برتن لایا جاتا تھا جس میں پانی ہوتا تھا تو وہ اسے معیقیب کو دیتے تھے' معیقیب ایسے شخص تھے کہ ان میں یہ مرض تیزی سے دوڑ رہا تھا وہ اس سے پیتے تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ ان کے ہاتھ سے لے لیتے اور اپنا منہ ان کے منہ کے مقام پر رکھ کر پیتے تھے' میں سمجھا کہ عمر رضی اللہ عنہ اس خیال سے بچنا چاہتے ہیں کہ ان میں متعدی ہونے کی وجہ سے کوئی چیز

اثر کرے گی۔

وہ جس کے پاس علاج سنتے تھے اس سے ان کا علاج کراتے تھے۔ یمن کے دو آدمی آئے تو پوچھا کہ کیا تمہارے پاس اس مردِ صالح کا کوئی علاج ہے' یہ مرض تیزی سے ان میں دوڑ رہا ہے انہوں نے کہا کہ کوئی ایسی چیز جو اسے دور کر دے اس پر ہم قادر نہیں البتہ اس کی ہم ایسی دوا کریں گے جو اسے روک دے اور بڑھے گا نہیں' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہی بہت ہے کہ رک جائے اور بڑھے نہیں دونوں نے پوچھا کہ اس سرزمین میں حنظل بھی پیدا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ عرض کی کہ اس میں سے کچھ ہمارے لیے پیدا کیجئے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے دو بہت بڑے ٹوکرے جمع کرنے کا حکم دیا۔ دونوں نے ہر حنظل کے دو ٹکڑے کیے معیقیب کو لٹایا ہر ایک نے ان کا ایک ایک پاؤں پکڑ لیا اور تلوے میں حنظل ملنے لگے جب گھس جاتا تھا تو دوسرا حنظل لے لیتے تھے' ہم نے معیقیب کو دیکھا کہ وہ سبز و تلخ بلغم تھوکتے تھے پھر انہیں چھوڑ دیا اور کہا کہ اس کے بعد ان کا مرض کبھی نہیں بڑھے گا' واللہ معیقیب اسی حالت میں رہے ان کا مرض بڑھتا نہ تھا' یہاں تک کہ وفات ہو گئی۔

خارجہ بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو اپنے ناشتے کے وقت بلایا تو وہ ڈرے' معیقیب بھی ساتھ تھے' انہیں جذام تھا' معیقیب نے لوگوں کے ساتھ کھایا' عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ جو تمہارے قریب اور تمہارے نزدیک ہے اس میں سے لو کیونکہ تمہارے سوا کوئی اور ہوتا تو وہ ایک پیالے میں میرے ساتھ نہ کھاتا۔ میرے اور ان کے درمیان نیزہ بھر فاصلہ تھا۔

خارجہ بن زید سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے رات کا کھانا لوگوں کے ساتھ رکھا گیا جو کھا رہے تھے' وہ نکلے' معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی سے جو ان کے دوست تھے اور مہاجرین حبشہ میں سے تھے کہا کہ قریب آؤ اور بیٹھو' قسم خدا کی اگر تمہارے سوا کوئی اور ہوتا جسے وہی مرض ہوتا جو تمہیں ہے تو وہ مجھ سے ایک نیزہ بھر سے زیادہ قریب نہ بیٹھتا۔

حضرت صبیح رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن العاص کے آزاد کردہ غلام:

محمد بن عمر نے بیان کیا کہ ہمیں ہمارے بعض اصحاب نے خبر دی کہ صبیح مولائے سعید بن العاص نے تیار ہو کر بدر کی روانگی کا قصد کیا' مگر علیل ہو گئے اور رہ گئے اپنے اونٹ پر ابو سلمہ بن عبد الاسد المخزومی کو سوار کر دیا' صبیح احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' اسی طرح محمد بن اسحاق و ابو معشر و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بھی بیان کیا۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی

حضرت سائب بن العوام رضی اللہ عنہ:

ابن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ان کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں' زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے جنگ یمامہ میں جو ہجرت نبویؐ کے بارھویں سال خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ہوئی' شہید ہوئے سائب کی بقیہ اولاد نہیں ہے۔

حضرت خالد بن حزام رضی اللہ عنہ:

ابن خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی' ان کی والدہ ام حکیم تھیں جن کا نام فاختہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد بن عبدالعزی بن قصی تھا' قدیم الاسلام تھے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن الحزامی نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن حزام دوسری ہجرت میں حبشہ روانہ ہوئے مگر راستے ہی میں سانپ نے ڈس لیا' ملک حبشہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی مر گئے' انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ومن يخرج من بيته مهاجرا الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره على الله﴾

''اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے اور (راستے ہی میں) موت آ جائے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہو گیا''۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم نے اپنے اصحاب کو اس امر پر متفق نہیں دیکھا کہ خالد بن حزام رضی اللہ عنہ مہاجرین حبشہ میں سے تھے' موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابو معشر نے بھی ان لوگوں میں بیان نہیں کیا جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی' واللہ اعلم' ان کی اولاد میں سے ضحاک بن عثمان اور مغیرہ بن عبدالرحمٰن الحزامی ہیں یہ دونوں حامل علم وراوی علم ہیں۔

حضرت اسود بن نوفل رضی اللہ عنہ:

ابن خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی' ان کی والدہ ام لیث بنت ابی لیث تھیں' ابولیث مسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس تھے' اسود مکہ میں قدیم الاسلام تھے' ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے انہیں موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق ومحمد بن عمر نے بیان کیا' ابو معشر نے بیان نہیں کیا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کے نام میں غلطی کی کہ انہیں نوفل بن خویلد کر دیا۔ حالانکہ وہ اسود بن نوفل بن خویلد ہی ہیں جو اسلام لائے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

ان کی اولاد میں سے محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل بن الاسود بن نوفل بن خویلد تھے جن کی کنیت ابوالاسود تھی یہ وہی ہیں جنہیں عروہ بن الزبیر کا یتیم کہا جاتا ہے عالم وراوی تھے۔ اسود بن نوفل کی کوئی بقیہ اولاد نہ رہی۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن اسد بن عبدالعزی بن قصی' ان کی والدہ عاتکہ بنت خالد بن عبد مناف بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھیں۔

مکہ میں قدیم الاسلام تھے' دوسری مرتبہ کی ہجرت میں ملک حبشہ کو گئے۔ سب کی روایت میں وہیں ان کی وفات ہوئی' بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت یزید بن زمعہ رضی اللہ عنہ:

ابن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزی بن قصی' ان کی والدہ قریبہ کبریٰ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں مکہ میں قدیم الاسلام تھے' سب کی روایت میں انہوں نے دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی' جنگ طائف میں

شہید ہوئے' بقیہ اولاد نہ تھی' اس روز ان کے گھوڑے نے انہیں (گرا کے) کچل دیا۔

ان کے متعلق کہا جاتا تھا کہ قلعہ طائف کی طرف کے گروہ میں تھے ان لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ مجھے امن دو کہ تم لوگوں سے گفتگو کروں ان لوگوں نے انہیں امن دیا پھر اتنے تیر مارے کہ قتل ہو گئے۔

بنی عبدالدار بن قصی

حضرت ابوالروم بن عمیر بن ہاشم رضی اللہ عنہ:

ابن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی ان کی والدہ رومیہ تھیں مصعب بن عمیر کے علاتی بھائی تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے' ہجرت ثانیہ میں انہوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی' موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق نے بھی اپنی روایت میں ان لوگوں میں بیان کیا جنہوں نے دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی' احد میں حاضر ہوئے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوالروم مہاجرین حبشہ میں سے نہیں تھے اگر وہ ان میں سے ہوتے تو ان لوگوں کے ساتھ ضرور بدر میں حاضر ہوتے جو ملک حبشہ سے بدر سے پہلے آئے تھے لیکن وہ احد میں حاضر ہوئے تھے۔

حضرت فراس بن النضر رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی ان کی والدہ زینب بنت النباش بن زرارہ تھیں جو بنی اسد بن عمرو بن تمیم تھیں مکہ میں قدیم الاسلام تھے' انہوں نے سب کی روایت میں دومرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ سوائے اس کے کہ موسیٰ بن عقبہ وابومعشر ان کے بارے میں غلطی کرتے تھے اور النضر بن الحارث بن علقمہ کہتے تھے النضر بن الحارث تو یوم بدر میں شجاعت کے ساتھ کافر مارا گیا بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر جو شخص اسلام لائے اور ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ اس کے بیٹے فراس بن النضر بن الحارث تھے اور جنگ یرموک میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت جہم بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن عبد بن شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی' ان کی والدہ رُہیمہ تھیں اخیافی بھائی جہیم بن ملت' مکہ میں قدیم الاسلام تھے سب کی روایت میں دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف اس طرح ہجرت کی تھی کہ ان کے ساتھ ان کی بیوی حریملہ بنت عبدالاسود بن خزیمہ بن قیس بن عامر بن بیاضہ الخزاعیہ بھی تھیں' ہمراہ دونوں بیٹے جو انہیں حریملہ سے تھے۔ عمرو وخزیمہ فرزندان جہم بھی تھے حریملہ بنت الاسود ملک حبشہ ہی میں وفات پا گئیں۔

حلفائے بنی عبدالدار

حضرت ابوفکیہہ رضی اللہ عنہ:

کہا جاتا ہے کہ ازد میں سے تھے بعض نے کہا کہ بنی عبدالدار کے مولیٰ تھے' مکہ میں اسلام لائے ان پر عذاب کیا جاتا تھا کہ اپنے دین سے پھر جائیں مگر وہ انکار کرتے تھے۔ بنی عبدالدار کی ایک قوم کے لوگ انہیں دوپہر کو سخت گرمی میں لوہے کی بیڑیوں میں نکالتے تھے کپڑے پہنائے جاتے تھے اور گرم ریت میں اوندھے منہ لٹا دیا جاتا تھا اور پتھر ان کی پیٹھ پر رکھ دیا جاتا تھا۔ جس سے وہ بے ہوش ہو جاتے تھے وہ برابر اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ ان کے ہمراہ ہجرت ثانیہ میں روانہ ہوئے۔

بنی زہرہ بن کلاب

حضرت عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

ابن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب' ان کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبدشمس تھیں' سعد بن ابی وقاص کے حقیقی بھائی تھے۔

ابوبکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سے روایت کی کہ عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ دس آدمیوں کے بعد اسلام لائے اور گیارھویں تھے انہوں نے اپنی والدہ سے جو سختیاں اور ایذائیں اٹھائیں وہ قریش میں سے کسی نے نہیں اٹھائیں۔ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں تیراندازی سے فارغ ہو کر آیا تو لوگ میری والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبدشمس اور میرے بھائی عامر کے پاس جو اسلام لائے تھے جمع تھے' میں نے کہا' لوگوں کی کیا حالت ہے' ان لوگوں نے کہا کہ یہ تمہاری والدہ ہیں تمہارے بھائی عامر کو پکڑا ہے اور اللہ سے یہ عہد کرتی ہیں کہ وہ نہ کسی چیز کے سائے میں بیٹھیں گی نہ کھانا کھائیں گی اور نہ پانی پئیں گی تاوقتیکہ عامر نئے دین کو ترک نہ کر دیں۔

سعد ان کے پاس گئے اور کہا کہ اے والدہ میرے پاس آؤ اور قسم کھاؤ' انہوں نے کہا کس کے لیے سعد نے کہا کہ اس کے لیے کہ تم نہ تو کسی چیز کا سایہ حاصل کرو گی نہ کھانا کھاؤ گی نہ پانی پیو گی تاوقتیکہ اپنی جہنم کی نشست گاہ نہ دیکھ لو گی۔ ماں نے کہا کہ میں تو صرف اپنے بیٹے پر نیکی کی قسم کھاتی ہوں' اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿وان جاهداك على ان تشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما في الدنيا معروفا﴾ الى آخر الآية. (اور اگر تیرے والدین تجھ پر اس امر کی کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک کر جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی فرمانبرداری نہ کر اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح رہ) عامر بن ابی وقاص احد میں حاضر ہوئے تھے۔

حضرت مطلب بن ازہر رضی اللہ عنہ:

ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب ان کی والدہ الکبیرہ بنت عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں' مکہ میں زمانہ قدیم میں اسلام لائے' دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی ہمراہ ان کی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم بھی تھیں' مطلب کی اولاد میں عبداللہ تھے' ان کی والدہ رملہ بنت ابی عوف تھیں عبد دوسری مرتبہ کی ہجرت میں ملک حبشہ میں پیدا ہوئے تھے۔

ان کے بھائی:

حضرت طلیب بن ازہر رضی اللہ عنہ:

ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب ان کی والدہ بھی الکبیرہ بنت عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں مکہ میں قدیم الاسلام تھے' بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی موسیٰ بن عقبہ وابو معشر نے انہیں بیان نہیں کیا۔

طلیب بن ازہر کی اولاد میں محمد تھے' ان کی والدہ رملہ بنت ابی عوف ابن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم تھیں' طلیب اپنے بھائی مطلب بن ازہر کے بعد رملہ کے دوسرے شوہر تھے۔

حضرت عبداللہ الاصغر بن شہاب رضی اللہ عنہ:

بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب' ان کی والدہ بنت عتبہ بن مسعود بن رباب بن عبدالعزی بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں عبداللہ کا نام عبدالجان تھا۔ جب اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا وہ عبداللہ الاصغر بن شہاب تھے زمانہ قدیم میں اسلام لائے بروایت محمد بن عمرو ہشام بن محمد بن السائب الکلبی انہوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ آئے اور مدینہ کی ہجرت سے پہلے وفات پا گئے۔ زہری کے' ماں کی جانب سے نانا تھے باپ کی طرف سے ان کے دادا' عبداللہ اکبر بن شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھے۔

عبداللہ اکبر کی والدہ بھی بنت عتبہ بن مسعود بن رباب بن عبدالعزی بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں۔

مکہ سے انہوں نے ہجرت نہیں کی مشرکین کے ساتھ بدر میں موجود تھے ان چار آدمیوں میں سے ایک تھے جنہوں نے یوم احد میں باہم عہد و پیمان کیا تھا۔ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں گے تو ضرور ضرور آپ کو قتل کر دیں گے۔ یا آپ کے آگے قتل ہو جائیں گے۔ عبداللہ بن شہاب' ابی بن خلف' ابن قمیہ اور عتبہ بن ابی وقاص۔ ان کے بھائی:

حضرت عبداللہ الاکبر بن شہاب رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب' ان کی والدہ بنت عتبہ بن مسعود بن رباب بن عبدالعزی بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں' مکہ میں بزمانہ قدیم اسلام لائے' ملک حبشہ کی دونوں ہجرتوں سے پہلے وفات پا گئے انہیں کی اولاد میں زہری فقیہ ہیں جن کا نام محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب تھا۔

حلفائے بنی زہرہ بن کلاب

حضرت عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

ابن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعید بن ہذیل بن مدرکہ ان کی والدہ ام عبد بنت عبدود بن سوی بن قریم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل تھیں ام عبد کی والدہ ہند بنت عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھیں' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی تھے' مکہ میں قدیم الاسلام تھے' سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے پھر مدینہ آ کے احد میں حاضر ہوئے۔ داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ احد میں حاضر ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد وہ تمام مشاہد میں حاضر ہوئے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینہ میں ان کی وفات ہوئی' عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز پڑھی۔

قاسم بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ میں ام عبد کا انتظار کیا حالانکہ وہ جنازے کے آگے جا چکی تھیں۔

خثیمہ سے مروی ہے کہ جب عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے پاس ان کے بھائی عتبہ کی خبر مرگ آئی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے' کہنے لگے کہ یہ رحمت ہے جسے اللہ نے بنا دیا ہے' فرزند آدم اس پر قادر نہیں۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ:

حسنہ ان کی والدہ تھیں جو عدویہ تھیں' والد کا نام عبداللہ بن المطاع بن عمرو بن کندہ تھا' بنی زہرہ کے حلیف تھے' کنیت ابو عبداللہ تھی' ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ شریک تھے۔

محمد بن اسحاق کہتے تھے کہ حسنہ والدہ شرحبیل' سفیان بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح کی بیوی تھیں' سفیان سے ان کے یہاں خالد و جنادہ پیدا ہوئے' سفیان بن معمر نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تو اپنی بیوی حسنہ کو بھی ساتھ لے گئے' خالد و جنادہ اور ان کے اخیافی بھائی شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ تھے۔

محمد بن عمر کہتے تھے کہ سفیان بن معمر بن حبیب الجمحی شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی تھے اور حسنہ سفیان کی والدہ تھیں بیوی نہ تھیں انہوں نے ملک حبشہ کو ہجرت کی تو ہمراہ ان کے بھائی شرحبیل رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ حسنہ اور دونوں بیٹے جنادہ و خالد بھی تھے۔

ابو معشر بیان کرتے تھے کہ شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ ان بنی جمح میں سے تھے جنہوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی' وہ نہ سفیان بن معمر کا ذکر کرتے تھے اور نہ ان کے کسی لڑکے کا' موسیٰ بن عقبہ نے ان میں سے کسی کا ذکر نہیں کیا' اور نہ ان کی روایت میں شرحبیل رضی اللہ عنہ کا ان لوگوں میں ذکر ہے جنہوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

حسن سے مروی ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ عمرو بن العاص جب موت کے قریب تھے تو انہوں نے اپنے دربانوں کو بلایا اور کہا کہ میں تمہارا کیسا ساتھی تھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے محبت والے ساتھی تھے کہ ہمارا اکرام کرتے' ہمیں دیتے اور یہ کرتے اور وہ کرتے انہوں نے کہا کہ میں یہ صرف اس لیے کرتا تھا کہ تم لوگ مجھے موت سے بچالو گے اور موت یہ آ گئی لہٰذا تم لوگ مجھے اس سے بچاؤ۔

قوم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا واللہ اے ابوعبداللہ ہم لوگ آپ کو ایسا نہیں سمجھتے تھے کہ آپ ایسی باریک باتیں کریں گے آپ کو معلوم ہے کہ ہم لوگ موت کو آپ سے ذرا بھی نہیں ہٹا سکتے۔ عمرو نے کہا واللہ' میں نے اس بات کو کہا ہے اور میں ضرور جانتا ہوں کہ تم لوگ ذرا بھی موت سے مجھے نہیں بچا سکتے' لیکن واللہ مجھے اپنا اس حالت میں ہونا کہ میں نے تم میں سے کسی کو بھی اس لیے نہیں اختیار کیا کہ مجھے موت سے بچائے گا فلاں فلاں امر سے زیادہ محبوب ہے وائے افسوس ابن ابی طالب پر جو کہتے ہیں کہ دربان ان کی موت کے امراء ہیں۔

عمرو نے کہا کہ اے اللہ میں بری نہیں ہوں' میرا عذر قبول کر' میں قوی نہیں ہوں میری مدد کر اور اگر تو نے مجھے رحمت کے ساتھ نہ پایا تو میں ہلاک ہونے والوں میں سے ہوں گا۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ ان کے والد نے انہیں وصیت کی کہ اے بیٹے جب میں مر جاؤں تو مجھے ایک غسل تو پانی سے دینا پھر کپڑے سے پوچھنا دوبارہ خالص پانی سے غسل دینا اور کپڑے سے پوچھنا' سہ بارہ ایسے پانی سے غسل دینا جس میں کسی قدر کافور ہو۔ پھر کپڑے سے پوچھنا۔

جب مجھے کپڑے پہنانا (یعنی کفن دینا) تو گھنڈی لگا دینا کیونکہ میں جھگڑا کرنے والا ہوں پھر تابوت پر اٹھانا تو ایسی رفتار سے لے چلنا جو دونوں رفتاروں (یعنی سست و تیز) کے درمیان ہو۔ تم میرے جنازے کے پیچھے ہونا کیونکہ اس کے آگے کا حصہ ملائکہ کے لیے ہے اور پیچھے کا بنی آدم کے لیے۔ جب مجھے قبر میں رکھ دینا تو مٹی ڈال دینا۔

اس کے بعد کہا کہ اے اللہ تو نے ہمیں حکم دیا تو ہم نے عمل کیا اور تو نے ہمیں منع کیا تو ہم نے ترک کیا۔ میں بری نہیں ہوں' میرا عذر قبول کر' میں قوی نہیں ہوں میری مدد کر' لیکن لا الٰہ الا اللہ' وہ برابر انہیں کلمات کو کہتے رہے۔ یہاں تک کہ وفات ہو گئی۔

معاویہ بن حدیج سے مروی ہے کہ میں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی عیادت کی جو سخت علیل تھے۔ میں نے کہا کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں' انہوں نے کہا کہ (مرض سے) گھلتا ہوں اور تندرست نہیں ہوتا اپنی نجات کو مصیبت سے زیادہ پاتا ہوں۔ اس حالت پر بوڑھے کی زندگی کیا ہو گی۔

عوانہ بن الحکیم سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص کہتے تھے کہ اس شخص کے لیے تعجب ہے جس پر موت نازل ہو مگر عقل اس کے ساتھ ہو تو وہ کیسے اسے نہ بیان کرے جب ان پر موت نازل ہوئی تو ان کے بیٹے عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ اے والد آپ کہا کرتے تھے کہ اس شخص پر تعجب ہے کہ جس شخص پر موت نازل ہو اور اس کی عقل اس کے ساتھ ہو تو وہ کیسے اسے نہ بیان کرے۔ لہٰذا آپ ہم سے موت کو بیان کیجئے کیونکہ آپ کی عقل آپ کے ساتھ ہے۔

معاویہ بن خدیج نے بیچ میں پڑ کے ان کی حالت درست کر دی انہوں نے دونوں کے درمیان ایک اقرار نامہ لکھا جس میں لوگوں کے لیے اور خاص کر معاویہ اور عمرو رضی اللہ عنہما کے لیے عمرو پر کچھ شرطیں مقرر کیں۔ یہ عمرو کے لیے سات سال تک مصر کی ولایت ہوگی۔ بہ ایں شرط کہ عمرو پر معاویہ کی فرمانبرداری و طاعت ضروری ہوگی۔ اس پر دونوں نے باہم اعتبار اور اقرار کر لیا۔ اور دونوں نے اپنے اپنے اوپر گواہ بنا لیے۔

عمرو بن العاص مصر پر والی ہو کے چلے گئے۔ یہ آخر ۳۷ھ میں ہوا پھر واللہ وہ مصر میں دو یا تین سال سے زائد نہ رہے کہ وفات پا گئے۔

ابن شماسۃ المہری سے مروی ہے کہ جس وقت عمرو بن العاص موت کے آثار میں تھے تو ہم لوگ ان کے پاس حاضر ہوئے وہ اپنا منہ دیوار کی طرف پھر کر خوب رو رہے تھے بیٹے کہہ رہے تھے کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ بشارت نہیں دی اور کیا آپ کو یہ بشارت نہیں دی؟ وہ اس پر بھی رو رہے تھے اور ان کا منہ دیوار ہی کی طرف تھا۔

انہوں نے ہماری طرف منہ کیا اور کہا کہ جو چیز تم سب سے بہتر مجھ پر شمار کرتے ہو وہ کلمۂ شہادت لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے لیکن میں تین حالات پر رہا ہوں۔

میں نے اپنے کو اس حالت پر دیکھا ہے کہ ایک زمانہ میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قابل بغض و عداوت کوئی نہ تھا' مجھے اس سے زیادہ کوئی امر پسند نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قابو پاؤں اور آپ کو قتل کر دوں اگر میں اس حالت پر مر جاتا تو اہل دوزخ میں سے ہوتا۔

اللہ نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تاکہ آپ سے بیعت کروں' عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنا داہنا ہاتھ پھیلایئے میں آپ سے بیعت کروں گا۔ آپ نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا فرمایا کہ اے عمرو تمہیں کیا ہوا۔ عرض کی میں کچھ شرط چاہتا ہوں' فرمایا کیا شرط کرتے ہو۔ عرض کی یہ کہ میری مغفرت کر دی جائے' فرمایا کہ اے عمرو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام انسان کے پہلے گناہوں کو ڈھا دیتا ہے۔ ہجرت بھی اپنے قبل کے گناہ ڈھا دیتی ہے اور حج بھی اپنے قبل کے گناہ ڈھا دیتا ہے۔

میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ کوئی شخص میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھا اور نہ میری نظر میں آپ سے زیادہ بزرگ تھا اگر مجھ سے درخواست کی جاتی کہ میں آپ کی تعریف کروں تو مجھے طاقت نہ تھی اس لیے کہ آپ کی بزرگی کو اپنی آنکھ میں بھرنے کی طاقت نہ تھی۔ پھر اگر میں اس حالت پر مر جاتا تو امید تھی کہ میں اہل جنت سے ہوتا۔

بعد کو چند چیزیں ہمارے قریب آ گئیں' مجھے معلوم نہیں کہ میں اس میں کیا ہوں' یا اس میں میرا کیا حال ہے۔ جب میں مر جاؤں تو نوحہ کرنے والی اور آگ میرے ساتھ نہ ہو جب تم لوگ مجھے دفن کرنا تو مٹی ڈالنا۔ اس سے فارغ ہو کے اتنی دیر میری قبر کے پاس ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کیا جائے۔ کیونکہ تمہاری وجہ سے مجھے انس رہے گا۔ یہاں تک کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے پروردگار کے قاصد کس امر کے ساتھ میرے پاس لوٹائے جاتے ہیں۔

سے زیادہ امت کے حال کے مناسب اور اس کی پراگندگی کو زیادہ جوڑنے والی نہیں دیکھی کہ ہم لوگ اس کے امور پر زبردستی قبضہ نہ کریں اور نہ اسے مجبور کریں یہاں تک کہ یہ امر امت کی رضامندی اور مشورے سے ہو۔ میں اور میرے رفیق عمرو (ایک ہی بات پر متفق ہیں (یعنی) علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے معزول کرنے پر آئندہ یہ امت اس امر میں غور کرے گی ان میں مشورہ ہوگا اپنے میں جس کو چاہیں گے والی بنائیں گے۔ میں نے علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کو معزول کر دیا ہے۔ لہٰذا تم اپنا والی امر جس کو چاہو بنالو۔

یہ تقریر کر کے ابوموسیٰ کنارے ہٹ گئے عمرو بن العاص آگے آئے اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا وہ تم لوگوں نے سن لیا۔ انہوں نے اپنے ساتھی (علی رضی اللہ عنہ) کو معزول کر دیا۔ میں نے بھی ان کے ساتھی کو معزول کر دیا جیسا کہ انہوں نے کہا۔ میں اپنے ساتھی معاویہ رضی اللہ عنہ کو قائم رکھتا ہوں کیونکہ وہ ابن عفان کے ولی اور ان کے خون کے انتقام کے طلبگار ہیں اور ان کی قائم مقامی کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ اے ابوموسیٰ تم پر افسوس ہے تمہیں عمرو اور ان کے مکائد سے کس نے معزول کر دیا۔ ابوموسیٰ نے کہا کہ میں کیا کروں انہوں نے ایک امر میں مجھ سے اتفاق کیا پھر اس سے ہٹ گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے ابوموسیٰ تمہارا کوئی گناہ نہیں گناہ کسی اور کا ہے جس نے تمہیں اس مقام پر آگے کیا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم پر خدا کی رحمت ہو انہوں نے مجھ سے وعدہ خلافی کی تو میں کیا کروں۔

ابوموسیٰ نے عمرو سے کہا کہ تمہاری مثال کتے کی سی ہے کہ اگر اس پر حملہ کرو تو زبان نکال دیتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دو تو زبان نکال دیتا ہے۔ عمرو نے جواب دیا کہ تمہاری مثال اس گدھے کی سی ہے جو دفتر اٹھاتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ امت کس کی طرف جائے گی اس کی طرف جو پرواہ نہیں کرتا کہ اس نے کیا کیا اور دوسرے کمزور کی طرف۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر الاشعری اس کے قبل مر جاتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا۔

الزہری سے مروی ہے کہ جس وقت خوارج نے علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی تو عمرو معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے تم نے میری تدبیر کو اپنے لیے کیسا دیکھا۔ جس وقت تمہارا دل تنگ تھا اور اپنے گھوڑے الورد کو سست رفتار سمجھ کر اس پر افسوس کر رہے تھے تو میں نے تمہیں مشورہ دیا کہ تم ان لوگوں کو کتاب اللہ کی طرف دعوت دو میں جانتا تھا کہ اہل عراق شبہے والے ہیں وہ اس امر پر اختلاف کریں گے۔ علی رضی اللہ عنہ تمہیں چھوڑ کر ان میں مشغول ہو جائیں گے اور وہ لوگ آخر کو (علی رضی اللہ عنہ) کے قاتل ہوں گے اور کوئی لشکر جنگ میں ان لوگوں سے زیادہ کمزور نہ ہوگا۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ جب حکومت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں ہوگئی تو انہوں نے لقمہ مصر کو عمرو کے لیے ان کی زندگی بھر کے لیے بہت سمجھا۔ عمرو نے یہ سمجھا کہ پورا معاملہ ان کی وجہ اور خوش تدبیری ان کی توجہ اور کوشش سے سلجھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ گمان کیا کہ مصر کے ساتھ شام کا بھی اضافہ کر دیں گے مگر کیا نہیں تو عمرو معاویہ سے بھڑک گئے۔ دونوں میں اختلاف اور غلط فہمی ہوگئی۔ لوگ بھی سمجھ گئے اور گمان کیا کہ ان دونوں کی رائے متفق نہ ہوگی۔

میں ان کے قریب ہو گئے باہم قاصدوں کی آمد و رفت ہوئی۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے کتاب اللہ کو قبول کر لیا۔ مگر ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کون کرے گا؟ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی ہم اپنی جماعت میں سے لیں گے جسے ہم منتخب کریں گے اور ایک تم اپنی جماعت سے لینا جسے تم منتخب کرنا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو منتخب کیا اور علی رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو۔

زیاد بن النضر سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو بھیجا ان کے ہمراہ چار سو آدمی تھے جن پر (امیر) شریح بن ہانی تھے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے جو ان لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور ان کے امور کے نگراں تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو چار سو شامیوں کے ہمراہ بھیجا۔ دونوں گروہ دومۃ الجندل پہنچ گئے۔

عمرو بن الحکم سے مروی ہے کہ جب لوگ دومۃ الجندل میں جمع ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابوموسیٰ اشعری سے کہا کہ عمرو سے ہوشیار رہنا وہ یہی چاہیں گے کہ تم کو آگے کریں اور کہیں گے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو اور مجھ سے عمر میں زیادہ ہو لہٰذا ان کے کلام میں خوب غور کر لینا۔

یہی ہوا کہ جب دونوں جمع تھے تو عمرو کہتے تھے کہ تم نے مجھ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل کی ہے اور تم مجھ سے عمر میں بھی زیادہ ہو لہٰذا تم تقریر کرو۔ پھر میں تقریر کروں گا۔ عمرو یہی چاہتے تھے کہ تقریر میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو آگے کریں تا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیں۔

دونوں اس پر متفق ہو گئے تو عمرو رضی اللہ عنہ نے خلافت کو معاویہ رضی اللہ عنہ پر باقی رکھنا چاہا مگر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (کو خلیفہ کیا جائے) عمرو نے کہا کہ مجھے اپنی رائے سے خبر دو ابوموسیٰ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم لوگ ان دونوں کو معزول کر دیں اور اس امر خلافت کو مسلمانوں کے مشورے پر چھوڑ دیں' وہ لوگ اپنے لیے جسے چاہیں انتخاب کر لیں عمرو نے کہا یہی میری بھی رائے ہے۔

دونوں لوگوں کے سامنے آئے جو جمع تھے عمرو نے ابوموسیٰ سے کہا کہ اے ابوموسیٰ دونوں کو بتا دو کہ ہم دونوں کی رائے متفق ہو گئی ہے۔ ابوموسیٰ نے تقریر کی انہوں نے کہا کہ ہماری رائے ایک ایسے امر پر متفق ہو گئی ہے جس سے ہمیں امید ہے کہ اس امت کی حالت درست ہو جائے گی۔

عمرو نے کہا کہ سچ کہا اور نیکی کی۔ ابوموسیٰ اسلام اور اہل اسلام کے کیسے اچھے نگہبان ہیں لہٰذا اے ابوموسیٰ تقریر کرو۔

ابن عباس موسیٰ کے پاس آئے ان سے خلوت میں گفتگو کی اور کہا کہ تم فریب میں ہو۔ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم شروع نہ کرنا اور ان کے بعد تقریر کرنا؟ مجھے اندیشہ ہے کہ انہوں نے تمہیں خالی بات دے دی۔ اس کے بعد وہ لوگوں کو مجمع میں اور ان کے جمع ہونے پر اس سے ہٹ جائیں گے۔ اشعری نے کہا کہ تم اس کا اندیشہ نہ کرو۔ ہم دونوں متفق ہو گئے ہیں اور ہم نے صلح کر لی ہے۔

ابوموسیٰ کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ اے لوگو ہم دونوں نے اس امت کے معاملے میں غور کیا۔ کوئی بات اس

علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ کھڑے ہوئے اہل کوفہ کو خطبہ سنایا اور کہا کہ امابعد! مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ عمرو بن العاص نے جو بدتر ابن بدتر ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ سے خون عثمان رضی اللہ عنہ کے انتقام کے مطالبہ پر بیعت کر لی ہے اور انہوں نے اس پر ان لوگوں کو برانگیختہ کیا ہے واللہ عمرو اور ان کی مدد خشک بازو ہے۔

عکرمہ بن خالد وغیرہ سے مروی ہے کہ زمانہ صفین میں عمرو بن العاص قلب لشکر میں خود اپنے ہاتھ سے قتال کرتے تھے' جب انہی دنوں میں سے ایک دن ہوا تو اہل شام و اہل عراق نے باہم قتال کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا ہماری صفوں کے پیچھے سے ایک بہت ہتھیار والا لشکر نظر آیا جنہیں میں پانچ سو سمجھتا ہوں ان میں عمرو بن العاص تھے' علی رضی اللہ عنہ ایک دوسرے لشکر کے ساتھ آئے جو تعداد میں عمرو بن العاص کے لشکر کے برابر تھا' رات کے ایک گھنٹہ تک باہم جنگ ہوئی' مقتولین کی کثرت ہوگئی عمرو بن العاص نے اپنے ساتھیوں سے چلا کر کہا کہ اے اہل شام' اپنی زمین کا خیال کرو' لوگ پیادہ ہوگئے اور وہ انہیں لے گئے۔ اہل عراق بھی پیادہ روانہ ہوئے' میں نے عمرو بن العاص کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے قتال کرتے تھے اور کہتے تھے:

وصبرنا علی مواطن ضنكٍ وخطوب تری البیاض الولید

''ہم نے ان تنگ اور خطروں کے مقامات میں صبر کیا ہے' جو بچے کو بوڑھا بنا دیتے ہیں''۔

اہل عراق کا ایک شخص آرہا تھا وہ بچ کر عمرو تک پہنچ گیا اور انہیں ایک ایسی تلوار ماری جس نے ان کا شانہ مجروح کر دیا وہ کہہ رہا تھا کہ میں ابوالسمراء ہوں' عمرو بھی اسے پا گئے اور ایسی تلوار ماری کہ اس کے آر پار کر دی' عمرو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہٹ آئے ان کے ساتھی بھی ہٹ گئے۔

عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے جنگ صفین میں عمرو بن العاص کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے لیے کرسیاں رکھی گئیں۔ لوگوں کی صفیں وہ خود قائم کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ مونچھ کترنے کی طرح (کاٹ ڈالو) وہ بغیر زرہ کے تھے میں ان سے قریب تھا اور انہیں کہتے سن رہا تھا کہ شیخ ازدی یا دجال (کا قتل) تم پر لازم ہے یعنی ہاشم بن عتبہ کا۔

الزہری سے مروی ہے کہ لوگوں نے صفین میں ایسا شدید قتال کیا کہ اس کا مثل اس دنیا میں کبھی نہیں ہوا۔ اہل شام و عراق نے بھی قتال کو ناپسند کیا۔ باہمی شمشیر زنی نے طرفین کو بیزار کر دیا تو عمرو بن العاص نے جو اس روز معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر جنگ تھے۔ کہا کہ (اے معاویہ رضی اللہ عنہ) کیا تم میری بات مانو گے کہ کچھ لوگوں کو قرآن بلند کرنے کا حکم دو جو کہیں کہ اے اہل عراق ہم تمہیں قرآن کی طرف اور جو اس کے شروع میں ہے اور اس کے ختم میں ہے اس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اے معاویہ رضی اللہ عنہ اگر تم یہ کرو گے تو اہل عراق میں باہم اختلاف ہو جائے گا اور یہ امر اہل شام میں سوائے اتفاق کے اور کچھ زیادہ نہ کرے گا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات مان لی اور عمل کیا' عمرو نے اہل شام میں سے چند آدمیوں کو حکم دیا جنہوں نے قرآن پڑھا اور ندا دی' اے اہل عراق ہم تمہیں قرآن کی دعوت دیتے ہیں' اہل عراق میں اختلاف ہوگیا۔ ایک گروہ نے کہا کہ کیا ہم کتاب اللہ اور اپنی بیعت پر نہیں ہیں دوسروں نے جو قتال کو ناپسند کرتے تھے ہماری دعوت کتاب اللہ کو قبول کر لیا۔

جب علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی سستی اور ان کی جنگ سے بیزاری دیکھی تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس امر کی دعوت دی تھی اس

خالد رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لے لیا اور تھوڑی دیر اٹھائے رہے' مشرکین ان پر حملہ کرنے لگے تو وہ ثابت قدم رہے اس پر مشرکین پس وپیش کرنے لگے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے مع اپنے اصحاب کے حملہ کر دیا' انہوں نے ان کے گروہ میں سے ایک جماعت کو جدا کر دیا ان کے بہت سے آدمیوں کو چھاپ لیا۔ پھر مسلمانوں کو جمع کیا' مشرکین ہزیمت کے ساتھ پلٹے۔

عبداللہ بن الحارث بن الفضل نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تنور (جنگ) بھڑکا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے حیرۃ میں خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ یوم موتہ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں۔

حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

(کہتے ہیں کہ) میرے[1] لیے میرے دین میں زیادہ مناسب ہے' اے محمد تم نے مجھے ایسی چیز کا مشورہ دیا ہے جو دنیا میں میرے لیے زیادہ معقول ہے اور آخرت میں بدتر' علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی گئی ہے' وہ اپنی گذشتہ روایات پر اتراتے ہیں مجھے اپنی خلافت کے کسی کام میں شریک کرنے والے نہیں ہیں۔ اے وردان میں کوچ کروں گا' وہ روانہ ہوئے' ہمراہ ان کے دونوں بیٹے بھی تھے' معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان سے خون عثمان رضی اللہ عنہ کے انتقام کے مطالبہ پر بیعت کی اور دونوں کے مابین ایک عہد نامہ لکھا گیا' جس کی نقل یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ وہ عہد نامہ ہے جو قتل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بعد بیت المقدس میں معاویہ بن ابی سفیان وعمرو بن العاص کے درمیان ہوا ہے' دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کی امانت برداشت کی ہے ہمارے درمیان اللہ اور اسلام کے امر میں باہم مدد کرنے' خلوص کرنے اور خیر خواہی کرنے پر اللہ کا عہد ہے ہم میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی کی طرح کسی کی مدد ترک نہ کرے گا اور نہ بغیر اس کے کوئی راہ اختیار کرے گا ان امور میں جو ہمارے امکان میں ہوں گے۔ ہماری حیات تک نہ بیٹا ہمارے درمیان حائل ہوگا نہ باپ' جب مصر فتح ہو جائے گا تو عمرو اس کے مالک اور اس کی امارت پر ہوں گے جس پر امیر المومنین نے انہیں امیر بنایا ہے۔ ہمارے درمیان میں ان امور پر جو ہمیں پیش آئیں گے باہم خیر خواہی مشورہ اور مدد رہے گی' لوگوں میں اور عام امور میں معاویہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما پر امیر ہیں' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ امت کو متفق کر دے پھر جب امت متفق ہو جائے گی تو دونوں اس کے عمدہ طریقے میں اس عمدہ شرط پر ان لوگوں میں بھی ہوں گے جو اللہ کے معاملے ان دونوں کے درمیان اس صحیفے میں ہے (یعنی ساری امت کے متفق ہونے پر بھی عمرو بن العاص معاویہ کے ماتحت ہوں گے) بہ قلم وردان ۳۸ھ''۔

---

[1] پہلے بیٹے کی بات ہے جنہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بجائے علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے کا مشورہ دیا تھا جو دین کے حق میں زیادہ بہتر تھا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم جو فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ:

خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں مصاحب تھا' عثمان بن طلحہ سے ملا' ان سے وہ بات بیان کی جس کا میں ارادہ کرتا تھا' انہوں نے فوراً قبول کرلیا۔ ہم دونوں روانہ ہوئے اور پچھلی شب کی تاریکی میں چلے۔ مقام الہل پہنچے تو اتفاق سے عمرو بن العاص ملے انہوں نے ہم کو مرحبا (خوش آمدید) کہا ہم نے کہا کہ تم کو بھی (مرحبا) پوچھا تمہاری روانگی کہاں ہے ہم نے انہیں خبر دی انہوں نے بھی ہمیں یہ خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد رکھتے ہیں۔ تاکہ اسلام لائیں۔

ہم تینوں ساتھ ہو گئے' یکم صفر ۸ ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ حاضر ہوئے جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا تو آپ کو یا نبی اللہ کہہ کر سلام کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا' میں اسلام لایا اور حق کی شہادت دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے عقل سمجھتا تھا اور امید کرتا تھا کہ وہ تمہیں سوائے خیر کے اور کسی کے سپرد نہ کرے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کے بعد عرض کی' میں نے اللہ کے راستے سے روکنے میں جو کچھ نقصان پہنچایا اس میں میرے لیے دعائے مغفرت کیجئے۔ فرمایا کہ اسلام اپنے قبل کے گناہوں کو قطع کر دیتا ہے' عرض کی یارسول اللہ اس کے باوجود (دعائے مغفرت فرمایئے) فرمایا اے اللہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے تیری راہ سے روکنے میں جو کچھ نقصان پہنچایا اس میں ان کی مغفرت کردے۔

خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما بھی آئے اور اسلام لائے' دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی' واللہ جس روز سے میں اسلام لایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز میں جزا دیتے تھے اس میں کسی کو میرے برابر نہیں کرتے تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مکان کے لیے زمین عطا فرمائی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے بعد اور خالد رضی اللہ عنہ کے اپنے پاس آنے کے بعد انہیں المنا (جو مکان کا نام ہے) عطا فرمایا' المنا حارثہ بن النعمان کے مکانات تھے جو انہیں اپنے بزرگوں سے وراثت میں ملے تھے وہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حبہ کر دیئے ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن الولید اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو بطور جاگیر عطا فرمایا۔

ابراہیم بن یحییٰ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ جنگ موتہ میں امراء شہید ہو گئے تو ثابت بن اقرم نے جھنڈا لے لیا اور پکارنے لگے کہ اے آل انصار! لوگ ان کی طرف لوٹنے لگے انہوں نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو کہا کہ اے ابوسلیمان تم جھنڈا لے لو خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسے نہ لوں گا۔ تم مجھ سے زیادہ اس کے مستحق ہو' تمہارے لیے سن کی بھی بزرگی ہے اور تم بدر میں بھی حاضر تھے' ثابت نے کہا کہ اے شخص اسے لو کیونکہ واللہ میں نے اسے صرف تمہارے ہی لیے لیا ہے' ثابت نے لوگوں سے کہا کیا تم خالد رضی اللہ عنہ پر متفق ہو' انہوں نے کہا ہاں۔

امیہ کا مکان بڑھیوں کے پاس تھا معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں مدینہ میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ:

ابن فردہ بن فزالہ بن زید بن امرئ القیس بن الخزرج وہ زید مناۃ بن عامر بن بکر بن عامر الاکبر بن عوف بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھے۔

دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ زمانۂ قدیم میں اسلام لائے بدر میں حاضر نہیں ہوئے انہیں جبرئیل سے تشبیہ دی جاتی تھی۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ آنحضرت نے امیہ کے تین آدمیوں کو تشبیہ دی فرمایا کہ دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ جبرئیل کے مشابہ ہیں' عروہ بن مسعود الثقفی رضی اللہ عنہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے مشابہ ہیں اور عبدالعزیٰ دجال کے مشابہ ہے۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ دحیہ الکلبی کو جبرئیل سے تشبیہ دی جاتی تھی' عروہ بن مسعود کی مثال صاحب یٰسین کی سی تھی اور عبدالعزیٰ بن قطن کو دجال سے تشبیہ دی جاتی تھی۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں نے جس شخص کو سب سے زیادہ جبرئیلؑ کے مشابہ دیکھا وہ دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت تیزی کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے میں نے دیکھا کہ آپ کے ساتھ ایک شخص تھا جو ترکی گھوڑے پر کھڑا تھا اس کے سر پر سفید عمامہ تھا جس کا کنارہ وہ اپنے شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اس کے گھوڑے کی ایال پر رکھے ہوئے تھے' عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' آپ نے ایک دم کھڑے ہو کے مجھے اس شخص سے ڈرا دیا فرمایا' کیا تم نے اسے دیکھا تھا' عرض کی جی ہاں' فرمایا: تم نے کس کو دیکھا تھا' عرض کی میں نے دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا۔ فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے۔ مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کو بطور سریہ بھیجا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر کو ایک فرمان لکھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی فرمان دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روانہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ اسے بصریٰ کے سردار کو دے دیں کہ اسے قیصر کے پاس بھیج دے' بصریٰ کے سردار نے اسے قیصر کو بھیج دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ دحیہ رضی اللہ عنہ اس سے حمص میں ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دیا۔ یہ واقعہ محرم ۷ھ کا ہے دحیہ بدر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تمام مشاہد میں حاضر ہوئے۔ خلافت معاویہ بن ابی سفیان تک زندہ رہے۔

کتاب الطبقات کے حصۂ دہم کا جزو آخر ختم ہوا۔ الحمد للہ رب العلمین وصلوٰۃ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

تذکرۂ مہاجرین کے بعد انصار کا طبقہ ثانیہ مذکور ہوگا جو بدر میں حاضر نہیں ہوئے مگر احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ وصلی اللہ علی محمد و آلہ۔

لمبان میں اس میں انہیں داخل کیا۔ تو ان کی نصف ساق تک پہنچی' آپ نے حکم دیا' ہم نے گھاس (حرمل) جمع کی اور ان کے پاؤں پر ڈال دی جو لحد میں تھے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے۔ عمر بن الخطاب اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ ہمیں کوئی حال المزنی کے حال سے زیادہ پسند نہیں جس پر ہم مر کر اللہ سے ملیں۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ:

ابن خویلد بن عبداللہ بن ایاس بن عبد بن ناشرہ بن کعب بن جدی بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ۔ ان کی بیوی سخیلہ بنت عبیدہ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں جن سے ان یہاں ایک جماعت پیدا ہوئی۔

عمرو بن امیہ بدر واحد میں مشرکین کے ساتھ آئے تھے۔ مشرکین احد سے واپس ہوئے تو وہ اسلام لے آئے' بہادر آدمی تھے کہ جن کو جرأت تھی' کنیت ابوامیہ تھی وہ وہی شخص ہیں جن سے اس طرح روایت آئی ہے۔ ابوقلابہ الجرمی عن ابی امیہ (یعنی ابوقلابہ الجرمی ابی امیہ سے روایت کرتے ہیں)۔

ابی قلابہ سے اس حدیث میں مروی ہے جو انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے عمرو بن امیۃ الضمری سے فرمایا یا ابا امیہ (اے ابوامیہ)

محمد بن عمر نے کہا کہ سب سے پہلے مشہد جس میں عمرو بن امیہ مسلمان ہو کر حاضر ہوئے بیر معونہ تھا جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا اس روز انہیں بنی عامر نے گرفتار کر لیا۔ عامر بن الطفیل نے ان سے کہا کہ میری ماں کے ذمہ ایک قیدی کا آزاد کرنا تھا لہٰذا تم ان کی طرف سے آزاد ہو۔ ان کی پیشانی کو قطع کر دیا' وہ مدینہ آئے آپ کو اصحاب کی خبر دی جو بیر معونہ میں شہید ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بچ گئے اور قتل نہیں کیے گئے جس طرح وہ لوگ قتل کیے گئے۔

عمرو بیر معونہ سے واپس آ رہے تھے کہ مدینہ کے قریب بنی کلاب کے دو آدمی ملے انہوں نے ان دونوں سے قتال کیا اور قتل کر دیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے انہیں امان تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کا خون بہا ادا کیا یہ مقتول وہی تھے جن کے سبب سے رسول اللہ ﷺ بنی النضیر کی طرف تشریف لے گئے تاکہ ان لوگوں سے ان کی دیت میں مدد مانگیں۔

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ اور ان کے ساتھ سلمہ بن اسلم بن حریش الانصاری کو بطور سریہ مکہ میں ابوسفیان بن حرب کے پاس بھیجا قریش کو معلوم ہوا تو ان کی جستجو کی' یہ دونوں پوشیدہ ہو گئے۔

عمرو بن امیہ شہر کے کنارے ایک غار میں پوشیدہ تھے کہ عبیداللہ بن مالک بن عبیداللہ التیمی پر قابو پا گئے اور اسے قتل کر دیا۔ خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی طرف قصد کیا جو دار پر تھے اور انہیں تختہ دار سے اتار لیا' مشرکین کے ایک اور شخص کو جو بنی الدیل میں سے تھا اور کانا اور لانبا تھا قتل کیا پھر مدینہ آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے آنے سے مسرور ہوئے اور دعائے خیر دی۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں دو فرمان دے کے نجاشی کے پاس بھیجا ایک میں آپ نے لکھا تھا کہ وہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب کا آپ سے نکاح کر دیں اور دوسرے میں فرمائش تھی کہ جو اصحاب ان کے پاس باقی ہیں وہ انہیں آپ کے پاس سوار کرا دیں۔ نجاشی نے ام حبیبہ کا نکاح آپ سے کر دیا اور آپ کے اصحاب کو دو کشتیوں میں آپ کے پاس روانہ کر دیا۔ مدینہ میں عمرو بن

الاقرع جیسے لوگوں سے بہتر ہیں' لیکن میں نے ان لوگوں کے قلوب کو مانوس کیا تا کہ یہ اسلام لے آئیں اور میں نے جعیل بن سراقہ رضی اللہ عنہ کو ان کے اسلام کی سپر کر دیا۔

عمارہ بن غزیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ ذات الرقاع میں جعیل بن سراقہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی سلامتی کا بشیر (خوش خبری دینے والا) بنا کے مدینے بھیجا تھا۔

حضرت وہب بن قابوس المزنی رضی اللہ عنہ:

کوہ مزینہ سے اپنی بکریاں لائے' ہمراہ ان کے بھتیجے حارث بن عقبہ بن قابوس تھے ان دونوں نے مدینے کو متغیر پایا تو دریافت کیا کہ لوگ کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ احد میں ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین قریش سے قتال کرنے گئے ہیں ان دونوں نے کہا کہ بچشم خود دیکھ لینے کے بعد ہم کوئی علامت دریافت نہیں کرتے دونوں اسلام لے آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس احد میں حاضر ہوئے قوم کو جنگ کرتے ہوئے پایا غلبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی طرف تھا۔

یہ لوگ بھی مسلمانوں کے ساتھ لوٹ میں شریک ہو گئے پیچھے سے خالد بن الولید اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہما کا لشکر آیا' سب لوگ مل گئے ان دونوں نے اتنا سخت قتال کیا کہ مشرکین کا ایک گروہ ہٹ گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے گروہ مشرکین کو بڑھتے ہوئے دیکھ کے فرمایا کہ اس گروہ کو کون ہٹائے گا۔ وہب بن قابوس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ کھڑے ہوئے اور لوگوں پر اتنے تیر برسائے کہ سب واپس ہو گئے وہب لوٹے ایک اور گروہ ہٹ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس لشکر کو کون ہٹائے گا؟ المزنی نے کہا' یا رسول اللہ میں' وہ کھڑے ہوئے اور اس لشکر کو تلوار سے دفع کیا' وہ سب بھاگے' المزنی واپس آئے۔

ایک اور لشکر ظاہر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے لیے کون اٹھے گا' المزنی نے کہا' یا رسول اللہ میں' فرمایا' اٹھو' تمہیں جنت کی خوشخبری ہے' المزنی خوش ہو کے یہ کہتے ہوئے اٹھے کہ واللہ نہ میں قیلولہ کروں گا نہ جہاد سے معافی چاہوں گا وہ کھڑے ہوئے ان لوگوں میں گھس کر تلوار مارنے لگے اور ان کے انتہائی حصہ سے نکل جاتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان ان کی طرف دیکھنے لگے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے اللہ ان پر رحمت کر۔

وہ برابر اسی طرح لڑتے رہے لوگ انہیں گھیرے ہوئے تھے کہ ایک دم سے تلواریں اور نیزے ان پر پڑنے لگے ان لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔ اس روز ان کے جسم پر بیس زخم پائے گئے جو سب کے سب نیزے کے تھے اور ہر زخم موت کے لیے کافی تھا اس روز بہت بری طرح ان کا مثلہ کیا گیا (یعنی ان کے اعضاء کاٹے گئے)۔ پھر ان کے بھتیجے حارث کھڑے ہوئے اور انہیں کے طریقے پر قتال کیا۔ وہ بھی قتل ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی لاش کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تم سے راضی ہے کیونکہ میں تم سے راضی ہوں' یعنی وہب سے۔ آپ ان کے قدموں کے پاس کھڑے ہوئے باوجود اس کے کہ آپ کو زخم لگے تھے اور کھڑا ہونا آپ پر گراں تھا مگر آپ برابر کھڑے رہے یہاں تک کہ المزنی قبر میں رکھ دیئے گئے۔

کفن ایک چادر کا تھا جس میں سرخ دھاریاں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر سر پر کھینچ دی اور اسے ڈھانک دیا اور

کہیں اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو بستیوں میں تلاش کریں۔ وہ ان کے پاس ان کے گھومنے کے مقام پر آئے ان لوگوں کے بہت بڑی جماعت تبوک میں حاضر ہوئی۔

ابورہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ ہی میں رہے۔ جب آپ جہاد کرتے تھے تو وہ بھی شریک ہوتے تھے۔ بنی غفار میں ان کا ایک مکان تھا اکثر الصفراءعنیقہ اوراس کے قرب وجوار میں اترتے تھے جو کنانہ کی زمین ہے۔

سیدنا عبداللہ وعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما فرزندان ہبیب :

بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھے۔

دونوں کی والدہ ام نوفل بنت نوفل بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔ دونوں زمانۂ قدیم میں اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب احد میں حاضر ہوئے۔ اوراسی روز شوال میں ہجرت کے بتیسویں مہینے شہید ہوئے۔

سیدنا جعال بن سراقہ الضمری رضی اللہ عنہ :

کہا جاتا ہے کہ ثعلبی تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی سواد میں ان کا شمار ہوتا تھا جو انصار بنی سلمہ میں سے تھے' فقرائے مہاجرین میں سے تھے' مرد صالح' کریہ منظر اور بدشکل تھے۔ زمانۂ قدیم میں اسلام لائے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب احد میں حاضر تھے۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ جعال بن سراقہ رضی اللہ عنہ نے احد کی طرف جاتے ہوئے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھ سے کہا گیا ہے کہ آپ کل قتل کر دیئے جائیں گے وہ بے چینی سے سانس لیتے تھے۔ نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے سینے پر پھیرا اور فرمایا کہ کیا کل سارا زمانہ نہ ہوگا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جعیل بن سراقہ مرد صالح' کریہ منظر اور بدشکل تھے خندق میں مسلمانوں کے ساتھ کام کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس روز ان کا نام بدل دیا آپ نے ان کا نام عمر رکھا مسلمان لوگ رجز پڑھنے اور کہنے لگے:

سماه من بعد جُعَيل عمر وكان للباس يوما ظهر

''آپ نے جعیل کے بعد ان کا نام عمر رکھا۔ اور آپ اس دن فقیر کے پشت و پناہ تھے''۔

رسول اللہ ﷺ ان ناموں میں سے کچھ نہ کہتے تھے سوائے اس کے کہ آپ عمر کہتے تھے۔

شریک بن عبداللہ بن ابی نمر سے مروی ہے کہ جعیل بھی مسلمانوں کے ساتھ ''**سماه من بعد جعيل عمر**'' کہنے لگے اور سب کے ساتھ وہ بھی ہنستے تھے۔ مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ پرواہ نہیں کرتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ جعال بن سراقہ تھے' تصغیر کر کے جعیل کہا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عمرو رکھا' لیکن شعر میں اسی طرح عمر آیا۔ جعال المریسیع اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ میں غنائم خیبر میں سے ان لوگوں کو دیا جن کی تالیف قلوب منظور تھی تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ آپ نے عیینہ بن حصین اور الاقرع بن حابس اور ان کے مشابہ لوگوں کو تو سو سو اونٹ عطا فرمائے اور جعیل بن سراقہ الضمری کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جعیل بن سراقہ رضی اللہ عنہ روئے زمین کے تمام عیینہ اور

میں نے تمہارے قتل کا ارادہ نہیں کیا لیکن میں تم سے یہی چاہتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایک قوم تھی جن کے لیے اللہ کی طرف سے بہت سی نیکیاں گزر گئیں پھر اگر وہ چاہے تو جو نیکیاں ان کی گزریں ان کی وجہ سے ان کی مغفرت کر دے اور اگر چاہے تو جو کچھ انہوں نے نئی باتیں کیں ان کی وجہ سے ان پر عذاب کرے' ان کا حساب اللہ پر ہے۔

سیدنا مالک و نعمان رضی اللہ عنہما' فرزندان خلف:

ابن عوف بن دارم بن غنم بن وائلہ بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن اقصیٰ بن حارثہ۔ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے ہمیں ان کے نام و نسب اسی طرح بتائے اور کہا کہ دونوں یوم احد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخبر تھے۔ اسی روز شہید ہوئے اور ایک ہی قبر میں مدفون ہوئے۔

حضرت ابورہم کلثوم بن الحصین الغفاری رضی اللہ عنہ:

نام کلثوم بن الحصین بن خلف بن عبید بن معشر بن زید بن احمس بن غفار بن ملیک بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد اسلام لائے' غزوۂ احد میں حاضر ہوئے اسی روز انہیں ایک تیر مارا گیا جو سینے میں لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے اس پر تھوک دیا جس سے وہ اچھے ہو گئے۔ ابورہم کا نام منحور رہو گیا (یعنی جس کا سینہ چھیدا جائے)۔

ابی رہم الغفاری سے مروی ہے کہ عمرۂ قضاء میں میں ان لوگوں میں تھا جو قربانی کے اونٹوں کو ہنکاتے تھے اور ان پر سوار ہوتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے جعرانہ جا رہے تھے تو ابورہم الغفاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں اپنی اونٹنی پر تھے پاؤں میں ناپاک جوتیاں تھیں' ان کی اونٹنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی سے ٹکرا گئی۔

ابورہم نے کہا کہ میری جوتی کا کنارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلی پر لگا جس سے آپ کو چوٹ لگ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاؤں پر کوڑا مارا اور فرمایا کہ تم نے میرے پاؤں کو چوٹ لگا دی اپنا پاؤں پیچھے رکھو۔ مجھے اپنے اگلے پچھلے گناہوں کی فکر ہو گئی اور اندیشہ ہوا کہ اس سخت فعل کی وجہ سے جو میں نے کیا میرے بارے میں قرآن نازل ہو گا۔

جب ہم نے جعرانہ میں صبح کی تو میں جانوروں کو چرانے کے لیے نکل گیا حالانکہ میری باری کا دن نہ تھا۔ اس خوف سے بچنا چاہتا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد مجھے بلانے کے لیے آئے گا۔

شام کو اونٹ واپس لایا۔ دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا تھا۔ میں نے کہا کہ واللہ ایک بات پیش آ ہی گئی۔ میں آپ کے پاس ڈرتے ڈرتے آیا۔ فرمایا کہ تم نے مجھے اپنے پاؤں سے دکھ دیا تو میں نے تمہیں کوڑا مارا۔ لہٰذا یہ بکریاں اس مار کے بدلے لے لو۔

ابورہم نے کہا کہ آپ کا مجھ سے راضی ہو جانا مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت تبوک کی روانگی کا ارادہ فرمایا تو ابورہم کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ دشمن کے مقابلہ پر چلنے کو

علی رضی اللہ عنہ کومعلوم ہوا کہ وہ قوم ضماد رضی اللہ عنہ کے ہیں تو کہا کہ لوگوں کو واپس کر دو۔ اونٹ واپس کر دیئے گئے۔

حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن الحارث بن الاعرج بن سعد بن رزاح بن عدی بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ' اسلم ان لوگوں میں ہیں جو خود ان کے دونوں بھائی مالک وملکان فرزندان افصیٰ بن حارثہ بن عمرو بن عامر جو ماءالسماء تھے بطون خزاعہ سے الگ ہو گئے تھے۔ بریدہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی' وہ اس وقت اسلام لائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے لیے ان پر گزرے۔

ہاشم بن عاصم الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو تنعیم میں بریدہ بن الحصیب حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی' وہ اور جو لوگ ان کے ہمراہ تھے سب اسلام لے آئے وہ لوگ قریب اسی گھر کے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی تو ان لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

منذر بن جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رات کو بریدہ بن الحصیب کو سورۂ مریم کے شروع کی تعلیم دی تھی۔

بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ بدر واحد گزرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقیم ہو گئے۔ وہ ساکنین مدینہ میں سے تھے اور آپ کے ہمرکاب مغازی میں شرکت کی۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے المریسیع کے قیدیوں کے متعلق حکم دیا تو ان کے بازو باندھ دیئے گئے اور انہیں ایک کنارے کر دیا گیا آپ نے ان پر بریدہ بن الحصیب کو عامل مقرر کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ فتح مکہ میں دو جھنڈے باندھے ایک کو بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ نے اٹھایا اور دوسرے کو ناجیہ بن الاعجم نے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ کو قبیلۂ اسلم وغفار سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت غزوۂ تبوک کا ارادہ فرمایا تو ان کو اسلم کے پاس بھیجا۔ ان لوگوں کو دشمن کے مقابلے پر چلنے کو کہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ ہی میں مقیم رہے' بصرہ جب فتح ہوا اور اسے شہر بنایا گیا تو وہاں منتقل ہو گئے اور زمین لے لی وہاں سے وہ جہاد کے لیے خراسان کی طرف روانہ ہوئے' مرو میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات ہوئی ان کے بیٹے وہیں رہے ان کی ایک جماعت آئی اور بغداد میں اتری سب نے وہیں وفات پائی۔

محمد بن ابی الفضی سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے بریدہ الاسلمی کو نہر بلخ کے پیچھے سے کہتے سنا کہ ایک لشکر کے دوسرے لشکر کو دفع کرنے کے سوا کوئی زندگی نہیں ہے۔

بکر بن وائل کے ایک شخص سے جن کا نام ہم سے نہیں لیا گیا مروی ہے کہ میں سجستان میں بریدہ الاسلمی کے ساتھ تھا بریدہ نے کہا کہ میں علی وعثمان وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم پر اعتراض کرنے لگا کہ ان کی رائے معلوم کروں قبلہ رو ہو کے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ اے اللہ عثمان رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر' اے اللہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر۔ اے اللہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر اور اے اللہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی مغفرت کر۔

اس کے بعد وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تمہارا باپ نہ رہے' کیا تم نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے' میں نے کہا واللہ

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کا ایک بت تھا جس کا نام ذوالکفین تھا انہوں نے اسے توڑ کے آگ لگا دی اور کہا:

یاذی الکفین لست من عبادك میلادنا اقدم من میلادك

انا حشوت النار فی فوادك

اس کے بعد حدیث اوّل کی طرف رجوع ہے۔

جب میں نے ذی الکفین کو آگ لگا دی تو ان لوگوں کو جو اس کا سہارا لیتے تھے ظاہر ہو گیا کہ وہ کوئی چیز نہیں ہے اور سب کے سب اسلام لے آئے' طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کی وفات تک مدینہ میں رہے۔

جنگ یمامہ میں شہادت:

جب عرب مرتد ہو گئے تو مسلمانوں کے ساتھ نکلے اور جہاد کیا۔ طلیحہ اور سارے ملک نجد سے فارغ ہو گئے پھر وہ مسلمانوں کے ساتھ یمامہ گئے' ہمراہ ان کے بیٹے عمرو بن طفیل بھی تھے' طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ یمامہ میں شہید ہو گئے۔

ان کے بیٹے عمرو بن الطفیل مجروح ہوئے' ایک ہاتھ کاٹ ڈالا گیا پھر وہ تندرست ہو گئے اور ہاتھ بھی اچھا ہو گیا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ کھانا لایا گیا۔ وہ اس سے الگ ہٹ گئے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں کیا ہوا شاید اپنے ہاتھ کی وجہ سے الگ ہو گئے انہوں نے کہا' ہاں' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ میں اسے نہ چکھوں گا تاوقتیکہ تم اپنے ہاتھ سے نہ چھولو' کیونکہ واللہ سوائے تمہارے قوم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کا کچھ حصہ جنت میں ہو۔ خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں جنگ یرموک میں شریک تھے کہ شہید ہو گئے۔

حضرت ضماد الازدی رضی اللہ عنہ:

ازدشنوءہ میں سے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ازدشنوءہ سے ایک شخص عمرے کے لیے مکہ آیا نام ضماد تھا۔ کفار قریش کو کہتے سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجنون ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر میں اس شخص کے پاس جا کر اس کا علاج کروں (تو اچھا ہو جائے گا) وہ آپ کے پاس آئے اور کہا' یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہوا سے علاج کرتا ہوں' اگر آپ چاہیں تو آپ کا علاج کروں شاید اللہ نفع دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ شہادت پڑھا' اللہ کی حمد کی اور ایسے کلمات فرمائے جنہوں نے ضماد رضی اللہ عنہ کو تعجب میں ڈال دیا۔ عرض کی میرے سامنے ان کا اعادہ فرمایئے آپ نے ان کلمات کا اعادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس کلام کے مثل کبھی نہیں سنا میں نے کاہنوں کا اور شاعروں کا اور ساحروں کا کلام سنا ہے مگر اس کا مثل کبھی نہیں سنا جو دریا کی گہرائی تک پہنچا ہوا ہے' وہ اسلام لے آئے اور حق کی شہادت دی۔ اپنے اوپر اور اپنی قوم پر آپ سے بیعت کر لی۔

اس کے بعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایک سریے میں یمن کی طرف روانہ ہوئے لوگوں کو چمڑے کے برتن ملے تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں واپس کر دو کیونکہ یہ قوم ضماد کے برتن ہیں کہا جاتا ہے کہ انہیں کسی مقام پر بیس اونٹ ملے' لوگوں نے لے لیا۔

کروُوہ آ ئے تو میں نے ان پر اسلام پیش کیا جس کو انہوں نے قبول کر لیا۔

میری بیوی آ ئیں تو میں نے ان سے بھی کہا کہ مجھ سے دور ہو کیونکہ نہ میں تمہارا ہوں نہ تم میری' انہوں نے کہا کہ میرے باپ تم پر فدا ہوں' کیوں' میں نے کہا کہ اسلام نے میرے اور تمہارے درمیان جدائی کر دی' میں اسلام لے آیا اور دین محمد کی پیروی کر لی انہوں نے کہا کہ میرا دین بھی وہی ہے جو تمہارا دین ہے۔ میں نے کہا کہ حسی ذی الشریٰ جاؤ اور اس سے خوب طہارت کرو۔

ذی الشریٰ دوس کا بت تھا اور حسی اس کے محافظ تھے وہاں پانی کا ایک چشمہ تھا جو پہاڑ سے گرتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میرے باپ تم پر فدا ہوں کیا تمہیں ذی الشریٰ کے لڑکوں سے کسی شرارت کا اندیشہ ہے؟ میں نے کہا' نہیں تمہیں جو بات پیش آئے اس کا میں ضامن ہوں' وہ گئیں غسل کیا اور آ ئیں تو میں نے اسلام پیش کیا۔ وہ اسلام لے آ ئیں۔

قبیلہ دوس کو دعوت اسلام:

میں نے دوس کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے تاخیر کی' مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ دوس مجھ پر غالب آ گئے آپ اللہ سے ان پر بد دعا کیجئے' فرمایا: اے اللہ دوس کو ہدایت دے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ اللہ سے دوس پر بد دعا کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ دوس کو ہدایت کر دے اور انہیں لے آئے۔

اس کے بعد پھر طفیل رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی قوم کی طرف روانہ ہو' انہیں دعوت دو اور ان کے ساتھ نرمی کرو۔ میں روانہ ہوا اور دوس کی بستی میں رہ کر برابر انہیں دعوت دیتا رہا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور بدر واحد وخندق کا زمانہ بھی گزر گیا۔

قوم کے ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا جو اسلام لائے تھے رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے مدینہ میں دوس کے ستر یا اسی گھر (کے لوگ) اترے ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیبر میں ملے آپ نے مسلمانوں کے ساتھ ہمارا بھی حصہ لگایا' ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کو اپنے لشکر کا میمنہ بنا دیجئے اور ہمارا شعار (جو بوقت جنگ اپنی شناخت کے لیے زبان سے کہتے ہیں) مبرور کر دیجئے' آنحضرت نے ہماری درخواست منظور فرمائی' تمام قبیلہ ازد کا شعار آج تک مبرور ہے۔

طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں برابر رسول اللہ ﷺ کے پاس رہا۔ یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو مکہ کی فتح دی' عرض کی یا رسول اللہ مجھے ذی الکفین کی طرف بھیج دیجئے جو عمرو بن حممہ کا بت تھا کہ میں اسے جلا دوں آنحضرت ﷺ نے انہیں اس کی طرف بھیجا اور انہوں نے اس کو جلا دیا۔ بت لکڑی کا تھا طفیل رضی اللہ عنہ اس پر آگ لگاتے وقت کہہ رہے تھے۔

یاذی الکفین لست من عبادك میلادنا اقدم من میلادك

انا حششت النار فی فوادك

''اے ذوالکفین میں تیرے بندوں میں نہیں ہوں۔ ہماری ولادت تیری ولادت سے پہلے ہے۔ میں نے تیرے دل میں آگ لگا دی''۔

باپ کے درمیان بھائی اور بھائی کے درمیان‘ میاں اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے‘ ہم لوگ تم پر اور تمہاری قوم پر اسی بات کا اندیشہ کرتے ہیں جو ہم میں آ گئی لہٰذا تم اس سے کلام نہ کرو اور نہ اس کی کوئی بات سنو۔

طفیل نے کہا کہ واللہ وہ لوگ برابر میرے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ میں نے ارادہ کرلیا کہ اس شخص سے کچھ نہ سنوں گا اور نہ اس سے کلام کروں گا۔ صبح کو میں مسجد گیا تو اس اندیشے سے اپنے دونوں کانوں میں روئی ٹھونس لی تھی کہ اس کے کلام کی آواز پہنچے گی یہاں تک کہ مجھے دو روئی والا کہا جاتا تھا۔

خدمت مصطفیٰ ﷺ میں حاضری کا شرف:

ایک روز صبح کو مسجد گیا‘ اتفاق سے رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ میں آپ کے قریب کھڑا ہو گیا اللہ کو اس کے سوا کچھ منظور نہ ہوا کہ وہ مجھے آپ کا کچھ کلام سنائے‘ میں نے اچھا کلام سنا‘ اپنے دل میں کہا کہ وائے گریۂ مادر‘ واللہ میں بھی ایک عقلمند شاعر ہوں مجھ پر برے سے اچھا پوشیدہ نہیں ہے۔ کیا چیز اس امر سے مانع ہے کہ یہ شخص جو کچھ کہتا ہے اسے نہ سنوں‘ جو کچھ وہ لائے اگر وہ اچھا ہو تو اسے قبول کروں برا ہو تو چھوڑ دوں۔

میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ آپ اپنے مکان کی طرف واپس ہوئے۔ میں آپ کے پیچھے گیا۔ جب آپ اندر گئے تو میں بھی ساتھ گیا۔ میں نے کہا یا محمد (ﷺ) آپ کی قوم نے مجھ سے یہ اور یہ جس سبب سے کہا‘ کہا‘ واللہ انہوں نے مجھے آپ سے اس وقت تک خوف دلانا نہ چھوڑا جب تک کہ میں نے اپنے دونوں کان روئی سے بند نہ کر لیے تا کہ میں آپ کا کلام نہ سنوں‘ اللہ تعالیٰ کو اس کے سوا کچھ منظور نہ ہو کہ وہ مجھے آپ کا کلام سنائے۔ میں نے اچھا کلام سنا‘ لہٰذا آپ اپنا معاملہ مجھ پر پیش کیجئے۔

تاثیر قرآن اور قبول اسلام:

رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی‘ انہوں نے کہا کہ واللہ میں نے کبھی اس سے اچھا کلام نہیں سنا اور نہ کوئی معاملہ اس سے زیادہ مناسب دیکھا‘ میں اسلام لاتا ہوں اور حق کی شہادت دیتا ہوں‘ عرض کی‘ یا نبی اللہ میں ایسا آدمی ہوں کہ قوم میں میری فرمانبرداری کی جاتی ہے‘ میں انہیں کے پاس لوٹنے والا ہوں‘ لہٰذا اللہ سے دعا کیجئے کہ میں جس امر کی انہیں دعوت دوں اس میں وہ میرا مددگار ہو جائے‘ فرمایا اے اللہ ان کے لیے کوئی نشانی کر دے۔

میں اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس گھاٹی میں تھا جہاں حاضر و موجود لوگ نظر آتے تھے۔ تو میری دونوں آنکھوں کے درمیاں چراغ کی طرح ایک نور پیدا ہو گیا میں نے کہا اے اللہ میرے منہ کے علاوہ اس نور کو کہیں اور پیدا کر دے میں ڈرتا ہوں کہ لوگ گمان کریں گے کہ وہ مثلہ (چہرے کا تغیر یا داغ) جو ان کے دین کے اختلاف کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے‘ وہ نور بدل کر میرے کوڑے کے سرے میں پیدا ہو گیا حاضرین اس نور کو میرے کوڑے میں اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے آویزاں قندیل۔

طفیل اپنے مکان میں داخل ہوئے انہوں نے کہا کہ میرے پاس والد آئے۔ میں نے ان سے کہا کہ اے والد مجھ سے دور رہو کیونکہ اب تم میرے نہیں ہو اور نہ میں تمہارا ہوں‘ پوچھا‘ میرے بیٹے‘ کیوں‘ میں نے کہا میں اسلام لے آیا اور دین محمد (ﷺ) کی پیروی کرلی انہوں نے کہا کہ اے فرزند میرا دین بھی وہی ہے جو تمہارا دین ہے۔ میں نے کہا کہ جاؤ غسل کرو اور اپنے کپڑے پاک

نیچے ایک عورت سحماء بھی تھی‘ میں نے کہا کہ اے ابوذر سحماء سے نکاح کر لو انہوں نے کہا میں اس سے نکاح کروں گا جو مجھے ذلیل کرے یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے جو میری عزت کرے‘ میرے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر برابر رہا۔ یہاں تک کہ حق نے میرے لیے کوئی دوست نہ چھوڑا۔

ابی اسماء الرحبی سے مروی ہے کہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ ربذہ میں تھے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں جو کالی اور آراستہ تھیں زعفران وعطر کا کوئی نشان نہ تھا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ مجھے یہ کالی کیا مشورہ دیتی ہے‘ یہ کہتی ہے کہ میں عراق جاؤں‘ وہاں لوگ مجھ پر اپنی دنیا کے ساتھ جھک پڑیں گے لیکن میرے خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے وصیت کی ہے کہ جہنم کے پل کے نیچے ایک ایسا راستہ ہے جو چکنا اور پھسلنے والا ہے‘ ہم اگر اس پر اس حالت میں آئیں کہ ہماری گٹھڑیوں میں قوت ہو گی تو ہم اس حالت سے نجات پانے کے زیادہ اہل ہوں گے کہ ہم اس پر اس حالت میں آئیں کہ لدی ہوئی پھل دار کھجور کی طرح ہوں۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ اپنی سواری پر جھکے ہوئے تھے اور مشرق کی طرف منہ کیے ہوئے تھے‘ میں نے انہیں سوتا ہوا خیال کیا‘ ان سے قریب ہو گیا اور کہا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ کیا تم سوتے ہو انہوں نے کہا نہیں بلکہ میں نماز پڑھتا تھا۔

یزید بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک کالی لڑکی ہو گئی ان سے کہا گیا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ یہ تمہاری بیٹی ہے انہوں نے کہا کہ اس کی ماں تو یہی دعویٰ کرتی ہے۔

عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے دو چادریں اوڑھیں ایک کو تہمد بنایا اس کے لمبے حصہ کو چادر بنا لیا دوسری اپنے غلام کو اڑھا دی قوم کے پاس برآمد ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ اگر تم دونوں اوڑھتے تو زیادہ بہتر ہوتا انہوں نے کہا‘ ہاں‘ لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ غلاموں کو اسی میں سے کھلاؤ جو تم کھاؤ۔ اور انہیں اسی میں سے پہناؤ جو تم پہنو۔

ایک اہل البادیہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی مجھے ان کے تمام اخلاق پسند آئے سوائے ایک خلق کے‘ پوچھا کہ وہ خلق (عادت) کیا ہے انہوں نے کہا کہ وہ عاقل تھے‘ جب بیت الخلاء سے آتے تو پانی بہا دیتے۔

سیدنا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہما:

ابن طریف بن العاص بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس بن عدثان بن عبداللہ بن زہران بن الحارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الازد۔

عبدالواحد بن ابی عون الدوسی سے جن کا قریش سے معاہدۂ حلف تھا مروی ہے کہ طفیل بن عمرو الدوسی شریف‘ شاعر‘ مالدار اور بہت دعوت کرنے والے آدمی تھے‘ مکہ میں آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں تھے۔

قریش کے کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے طفیل تم ہمارے شہر میں آئے ہو یہ شخص جو ہمارے درمیان ہے اس نے ہمیں حیران کر دیا ہے۔ ہماری جماعت کو متفرق کر دیا اور ہماری حالت کو منتشر کر دیا ہے۔ اس کا کلام مثل سحر کے ہے جو بیٹے اور

جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان دونوں نے ان کے ساتھ یہی کیا انہیں شاہراہ پر رکھ دیا' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اہل عراق کی ایک جماعت کے ساتھ جو شہر کے رہنے والے تھے آئے وسط راہ پر جنازے نے ان لوگوں کو خوف و پریشانی میں ڈالا کہ قریب تھا کہ اونٹ اسے روندڈالیں۔ غلام اٹھ کر ان کے پاس گیا اور کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں' ان کے دفن میں میری مدد کرو۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ بلند آواز سے رونے لگے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ تم تنہا جاؤ گے' تنہا مرو گے اور (قیامت میں) تنہا اٹھائے جاؤ گے' وہ اور ان کے ساتھی اترے اور انہیں دفن کیا۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے آپ کی حدیث بیان کی اور جو کچھ آپ نے ان سے اپنی روانگی تبوک میں فرمایا تھا بیان کیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی زبان سے محاسن ابوذر کا بیان:

سعید بن عطاء بن مروان نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کو ایک چادر میں دیکھا جسے وہ باندھ کر نماز پڑھتے تھے' میں نے کہا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ کیا تمہارے پاس اس چادر کے سوا دوسری چادر نہیں ہے' انہوں نے کہا کہ اگر میرے پاس ہوتی تو تم ضرور اسے میرے بدن پر دیکھتے' میں نے کہا کہ میں نے بہت دنوں پہلے تمہارے بدن پر دو چادریں دیکھی تھیں' انہوں نے کہا کہ اے بھتیجے وہ دونوں میں نے ایسے شخص کو دے دیں جو ان کا مجھ سے زیادہ محتاج تھا' میں نے کہا واللہ تم بھی تو ان کے محتاج تھے انہوں نے کہا کہ اے اللہ مغفرت کر تم تو دنیا کو بہت بڑا سمجھتے ہو' کیا تم دیکھتے نہیں کہ میرے بدن پر یہ چادر ہے اور مسجد کے لیے ایک اور ہے' میرے پاس بھیڑیں ہیں جن کا ہم دودھ دوہتے ہیں اور گدھے ہیں جن پر ہم غلہ لادتے ہیں' میرے پاس وہ شخص ہے جو ہماری خدمت کرتا ہے اور کھانے کی مشقت سے ہمیں سبکدوش کرتا ہے' پھر اور کون سی نعمت ہے جو اس سے افضل ہے جس میں ہم ہیں۔

ابی شعبہ سے مروی ہے کہ ہماری قوم کا ایک شخص ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کچھ ہدیہ پیش کرنے لگا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان کے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ ہمارے پاس گدھے ہیں جن پر ہم سوار ہوتے ہیں' بھیڑیں ہیں جنہیں ہم دوہتے ہیں' لونڈی ہے جو ہماری خدمت کرتی ہے اور ہمارے پہننے سے زیادہ عباء ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ زیادہ کا مجھ سے حساب لیا جائے گا۔

عیسیٰ بن عمیلہ الفزاری سے مروی ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو اپنی بکری کا دودھ دوہتے دیکھا ہے کہ وہ اپنی ذات سے پہلے اپنے ہمسایہ اور مہمانوں سے (اس کا پلانا) شروع کرتے تھے۔ میں نے انہیں ایک رات کو دیکھا کہ انہوں نے اتنا دوہا کہ بکری کے تھنوں میں کچھ نہ رہا۔ سب انہوں نے نچوڑ لیا اور مہمانوں کے آگے کھجوریں بھی رکھ دیں جو تھوڑی سی تھیں پھر معذرت کی کہ اگر ہمارے پاس وہ چیز ہوتی جو اس سے افضل ہے تو ہم اسے بھی لے آتے' میں نے انہیں اس رات کو کچھ چکھتے نہیں دیکھا۔

خالد بن حیان سے مروی ہے کہ ابوذر و ابودرداء رضی اللہ عنہما دمشق میں بالوں کے ایک ہی سایہ بان میں تھے۔

عبداللہ بن خراش الکعبی سے مروی ہے کہ میں نے مقام ربذہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ کو بالوں کے ایک سایہ بان میں پایا جس کے

ایسا کپڑا ہے جو کفن کے لیے کافی ہو۔

انہوں نے کہا روؤ نہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جماعت سے جن میں میں بھی تھا فرماتے سنا کہ ضرور ضرور تم میں سے ایک شخص بیابان میں مرے گا جس کے پاس مومنین کی ایک جماعت آئے گی میں وہی شخص ہوں جو بیابان میں مرتا ہے واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔ لہٰذا تم راستہ دیکھو انہوں نے کہا کہ یہ کیسے ہوگا حاجی بھی تو چلے گئے اور راستے طے ہو گئے۔

وہ ایک ٹیلے پر جاتیں کھڑی ہو کر دیکھتیں پھر واپس آ کر ان کی تیمارداری کرتیں اور ٹیلے کی طرف لوٹ جاتیں۔ اسی حالت میں تھیں کہ انہیں ایک قوم نظر آئی جن کی سواریاں انہیں اس طرح لیے جا رہی تھیں کہ گویا چرگدھ ہیں' چادر ہلائی تو تو وہ لوگ آئے اور ان کے پاس رک گئے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا' انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان کی وفات ہونے کو ہے' تم لوگ اسے کفن دو پوچھا وہ کون ہے' انہوں نے کہا' ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں' کہنے لگے کہ ان پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا کفن:

اپنے کوڑے گلوں میں ڈال لیے اور ان کی طرف بڑھے' پاس آئے تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگوں کو خوشخبری ہو' اور حدیث بیان کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی' پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جن دو مسلمانوں کے درمیان دو یا تین لڑکے مرتے ہیں اور وہ ثواب سمجھ کر صبر کرتے ہیں تو وہ دوزخ نہیں دیکھیں گے۔ تم لوگ سنتے ہو' اگر میرا کوئی کپڑا ہو جو کفن کے لیے کافی ہو تو سوائے اس کپڑے کے کسی میں کفن نہ دیا جائے' یا میری بیوی کا کوئی ایسا کپڑا ہو جو مجھے کافی ہو تو سوائے ان کے کپڑے کے کسی میں نہ کفن دیا جائے۔ میں تم کو اللہ کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں جو شخص حاکم یا نائب یا نقیب یا قاصد ہو وہ ہرگز مجھے کفن نہ دے۔

قوم ان اوصاف میں سے کسی نہ کسی کی حامل تھی' سوائے ایک نوجوان انصاری کے جس نے کہا کہ میں آپ کو کفن دوں گا کیونکہ آپ نے جو بیان کیا میں نے اس میں سے کچھ نہیں پایا۔ میں آپ کو اس چادر میں کفن دوں گا جو میرے بدن پر ہے اور ان دو چادروں میں سے ہے جو میرے صندوق میں تھیں اور انھیں میری ماں نے میرے لیے بنا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تم مجھے کفن دینا' راوی نے کہا کہ انہیں اس انصاری نے کفن دیا جو اس جماعت میں تھے اور ان کے پاس حاضر ہوئے تھے' انہیں میں حجر بن الابرد اور مالک الاشتر بھی ایک جماعت کے ساتھ تھے' یہ سب کے سب یمنی تھے۔

غریب الوطنی میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا انتقال:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مقام ربذہ جلاوطن کیا اور وہاں ان کی شئے مقدر (موت) پہنچی اور سوائے ان کی بیوی اور ایک غلام کے ان کے ساتھ کوئی نہ تھا تو انہوں نے وصیت کی کہ تم دونوں مجھے غسل وکفن دینا اور شاہراہ پر رکھ دینا' سب سے پہلے جو جماعت گزرے اس سے کہنا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں ان کے دفن میں ہماری مدد کرو۔

غلام تھا۔ اور ان لوگوں کی امامت کرتا تھا' نماز کی اذان کہہ دی گئی تھی' وہ آگے بڑھا' مگر ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کے پیچھے ہٹا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسے اشارہ کیا کہ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ اور خود اس کے پیچھے نماز پڑھی۔

ابراہیم بن الاشتر سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو وہ مقام ربذہ میں تھے۔ ان کی بیوی رونے لگیں پوچھا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے انہوں نے کہا کہ میں اس لیے روتی ہوں کہ مجھے تمہارے دفن کرنے کی طاقت نہیں اور نہ میرے پاس کوئی ایسی چادر ہے جو تمہیں کفن کے لیے کافی ہو۔

فقر غیور کے تاجدار کا آخری وقت:

انہوں نے کہا کہ روؤ نہیں' میں نے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کہ میں خدمت نبوی میں ایک جماعت کے ساتھ تھا' فرماتے سنا کہ ضرور ضرور تم میں سے ایک شخص ایک بیابان میں مرے گا جس کے پاس مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہوگی۔ جتنے لوگ اس مجلس میں میرے ساتھ تھے وہ جماعت اور آبادی میں مرے۔ سوائے میرے کوئی باقی نہیں رہا۔ میں نے اس حالت میں بیابان میں صبح کی کہ اب مرتا ہوں' لہٰذا تم راستے میں انتظار کرو۔ عنقریب وہی دیکھو گی جو میں تم سے کہتا ہوں' واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا۔ بیوی نے کہا کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ حاجی بھی تو اب نہیں انہوں نے کہا کہ تم راستے میں انتظار کرو۔

وہ اسی حالت میں تھیں کہ ایک جماعت نظر آئی جن کو ان کی سواریاں اس طرح لیے جا رہی تھیں کہ گویا وہ لوگ چرگدھ (مرغ مردار خوار) ہیں' قوم سامنے آئی لوگ ان کی بیوی کے پاس کھڑے ہو گئے اور پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا' انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان ہے جس کو تم لوگ دفن کر دو گے تو اجر ملے گا۔ پوچھا وہ کون ہے۔ ان (بیوی) نے کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے کہا کہ ہمارے ماں باپ ان پر فدا ہوں۔

لوگ اپنے کوڑے گلے میں ڈال کر ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھنے لگے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں مبارک ہو۔ تم وہ جماعت ہو کہ تمہارے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا وہ فرمایا تم لوگ خوش ہو جاؤ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جن دو مسلمانوں کے درمیان دو یا تین لڑکے ہلاک ہو جائیں اور وہ لوگ اسے (موجب اجر سمجھیں اور صبر کریں تو وہ کبھی دوزخ کو نہ دیکھیں گے۔

پھر کہا کہ میں نے آج جہاں صبح کی تم لوگ بھی دیکھتے ہو۔ اگر میرے کپڑوں میں سے کوئی چادر کافی ہوتی تو میں اسی کو کفن کے لیے اختیار کرتا' میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کوئی شخص جو حاکم ہو' یا نائب' یا قاصد مجھے ہرگز کفن نہ دے ساری قوم نے ان اوصاف میں سے کچھ نہ کچھ حاصل کیا تھا سوائے انصار کے ایک نوجوان کے جوان کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا کہ میں آپ کا ساتھی ہوں میرے صندوق میں دو چادریں ہیں جو میری والدہ کی بنی ہوئی ہیں ان میں سے ایک میرے بدن پر ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم میرے ساتھی ہو' تم مجھے کفن دو۔

ابراہیم بن الاشتر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی رونے لگیں انہوں نے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز رلاتی ہے۔ کہنے لگیں کہ میں اس لیے روتی ہوں کہ تمہارے دفن کرنے کی مجھے طاقت نہیں' نہ میرے پاس کوئی

لیے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں' تم دو آدمیوں پر بھی حکم نہ دینا اور نہ مال یتیم کے والی بننا۔

حارث بن یزید الحضرمی سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امارت کی درخواست کی تو فرمایا کہ تم ضعیف ہو اور وہ امانت ہے۔ قیامت کے روز رسوائی شرمندگی ہے سوائے اس شخص کے جو اسے اس کے حق کے ساتھ اختیار کرے اور اسے ادا کرے جو اس پر اس کے بارے میں ہے۔

غالب بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں ایک شخص سے ملا جس نے کہا کہ میں بیت المقدس میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا جب وہ داخل ہوتے تھے تو اپنے موزے اتار دیتے تھے۔ تھوکتے یا کھنکھارتے تھے تو انہیں (دونوں موزوں) پر اس نے کہا کہ جو کچھ ان کے گھر میں تھا اگر وہ جمع کیا جاتا تو ان تمام چیزوں سے اس شخص کی چادر (قیمت میں) زیادہ ہوتی۔ جعفر نے کہا کہ پھر میں نے یہ حدیث مہران بن میمونٰ سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں تو نہیں سمجھتا کہ ان کے گھر میں جو کچھ تھا وہ درہم کے بھی برابر تھا۔

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سوائے ابوذر رضی اللہ عنہ کے آج نہ میں اور نہ اور کوئی شخص ایسا باقی ہے جو اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرتا ہو' انہوں نے (اظہار افسوس کے لیے) اپنا ہاتھ اپنے سینے پر مارا۔

ابن جریج وغیرہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے ابوذر رضی اللہ عنہ کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اتنا علم (اپنے سینے میں) بھرا کہ وہ (بھرتے بھرتے) عاجز ہو گئے' وہ بخیل وحریص تھے' بخیل اپنے دین پر تھے اور حریص علم پر وہ بہت سوال کیا کرتے تھے' انہیں (جواب یا علم) دیا جاتا تھا اور ان (کی حاجت) کو روکا جاتا ہے۔ ان کے ظرف میں اتنا بھرا گیا تھا کہ وہ بھر گئے تھے۔ مگر لوگوں کو یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ (علیؓ) اپنے اس قول "دعی علما عجز فیه" سے کیا مراد لیتے تھے (انہوں نے علم کو اتنا بھرا کہ وہ بھرتے بھرتے عاجز ہو گئے) آیا جو علم ان کے پاس تھا اس کے ظاہر کرنے سے عاجز ہو گئے یا جو علم انہوں نے طلب کیا اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کرنے میں عاجز ہو گئے۔

دُنیا سے بے رغبتی:

عبداللہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قوم غفار کے ایک گروہ کے ہمراہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اس دروازے سے گیا جس سے ان کے پاس کوئی نہیں جاتا تھا۔ خوف ہوا کہ عثمان رضی اللہ عنہ ناخوش ہو جائیں' ابوذر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے' سلام کیا' پھر سوائے اس کے کوئی اور بات شروع نہ کی کہ "کیا آپ نے مجھے ان لوگوں سے سمجھ رکھا ہے' میں ان (اہل فتنہ) میں سے نہیں ہوں۔ اگر آپ مجھے حکم دیں کہ کجاوے کی دونوں لکڑیاں پکڑوں تو آپ کے حکم تک میں انہیں ضرور پکڑوں گا' پھر ان سے ربذہ جانے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے کہا' اچھا' ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں' تمہارے لیے صدقے کے اونٹوں میں سے اونٹوں کا حکم دیتے ہیں جو تمہیں مہلت کے ساتھ ملیں گے ابوذر رضی اللہ عنہ نے ندا دی کہ اے گروہ قریش دنیا کو تمہیں اختیار کرو اور تمہیں لوگ اسے سمیٹو ہمیں اس کی حاجت نہیں ہم اسے کوئی چیز نہیں سمجھتے۔

وہ روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ میں بھی چلا' ہم دونوں مقام ربذہ آئے' عثمان رضی اللہ عنہ کے مولی کے پاس پہنچے جو ایک حبشی

فقر ابوذر رضی اللہ عنہ اور انفاق فی سبیل اللہ:

عبداللہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ان کو عطا ملی ہمراہ ان کی لڑکی بھی تھی جوان کی حوائج (اسی وظیفے) سے پوری کرنے لگی اس کے پاس کچھ سامان زیادہ ہوگیا تو انہوں نے حکم دیا کہ اس سے پیسے بھنالے میں نے کہا کہ اس کو ضرورت کے لیے رکھ چھوڑیے جو آپ کو پیش آئے گی یا مہمان کے لیے جو آپ کے پاس اترے گا۔ انہوں نے کہا کہ میرے خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وصیت کی ہے کہ جس مال پر خواہ وہ سونا ہو یا چاندی بخل کیا جائے گا تو وہ اپنے مالک پر چنگاری ہے تاوقتیکہ وہ اسے اللہ کی راہ میں صرف نہ کردے۔

سعید بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی عطا چار ہزار (سالانہ) تھی جب وہ اپنا وظیفہ لیتے تو خادم کو بلاتے اس سے وہ چیزیں پوچھ لیتے جو انہیں ایک سال کے لیے کافی ہوں۔ خادم ان کے لیے خرید لیتا تھا' جو بچتا تھا اس کے پیسے کرا لیتے اور کہتے کہ جس نے سونے یا چاندی کو بخل کر کے جمع کیا وہ اپنے مالک پر آگ بن کے بھڑکے گا۔ احنف بن قیس سے مروی ہے کہ مجھ سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وظیفہ لو جب تک کہ وہ توشہ ہے اور جب وہ قرض ہو جائے تو اسے ترک کردو۔ ابی بریدہ سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ آئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملے ابوموسیٰ ان کے ساتھ رہنے لگے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ دبلے پتلے اور پست قد تھے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کالے اور گھونگھریالے بال کے آدمی تھے اشعری ان کے ساتھ رہنے لگے ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ تم مجھ سے الگ رہو اور اشعری کہتے تھے کہ میرے بھائی کو مرحبا (یعنی آنا مبارک) ابوذر رضی اللہ عنہ انہیں جواب دیتے اور کہتے کہ میں تمہارا بھائی نہیں ہوں میں تو صرف تمہارے عامل بنائے جانے سے پہلے تمہارا بھائی تھا۔

ابوذر رضی اللہ عنہ' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ ہو گئے اور کہا کہ میرے بھائی کو مرحبا! ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے الگ رہو۔ کیا تم نے ان لوگوں کے لیے عمل کیا ہے (یعنی عامل بنے ہو) انہوں نے کہا' ہاں' ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے عمارت میں طول دیا ہے یا زراعت یا مواشی اختیار کیے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم میرے بھائی ہو' تم میرے بھائی ہو۔

احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ دراز قد گندم گوں سفید سر اور داڑھی والے آدمی تھے۔

کلب بن شہاب الجرمی سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ مجھے اپنی ہڈیوں کی باریکی اور اپنے بالوں کی سفیدی نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی ملاقات سے مایوس نہیں کیا ہے۔

عبداللہ بن خراش سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو ایک سایہ بان کے نیچے دیکھا جس کے زیریں حصہ میں ایک بی بی بیٹھی تھیں' اس روایت میں لفظ ''سایہ بان'' کے ساتھ راویوں نے ''بالوں کا سایہ بان'' کہا ہے۔

محمد سے مروی ہے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کے ایک بھانجے سے پوچھا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کیا چھوڑا تو انہوں نے کہا کہ دو گدھیاں' ایک گدھا' چند بھیڑیں۔ اور چند سواری کے اونٹ۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ میں تمہیں کمزور دیکھتا ہوں اور تمہارے

ڈالا اور نہ زمین نے اسے اٹھایا' جسے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی تواضع دیکھنا پسند ہو وہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھے۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون مجھ سے اس حال پر ملے گا جس حال پر میں اسے چھوڑوں گا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سچے ہو' پھر فرمایا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچ بولنے والے پر نہ آسمان نے سایہ ڈالا اور نہ زمین نے اٹھایا۔ جسے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا زہد دیکھنا پسند ہو وہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھے۔

ابودرداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچ بولنے والے پہ نہ آسمان نے سایہ ڈالا اور نہ زمین نے اٹھایا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچ بولنے والے پر نہ آسمان نے سایہ ڈالا اور نہ زمین نے اٹھایا۔

عراک بن مالک سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قیامت کے دن میری مجلس تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگی۔ یہ اس لیے کہ میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن تم میں سب سے زیادہ میرے قریب مجلس اس شخص کی ہوگی جو دنیا سے اس طرح نکل جائے جس طرح میں نے اسے چھوڑا تھا۔ سوائے میرے واللہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس نے اس میں سے کچھ نہ کچھ حاصل نہ کیا ہو۔

احنف بن قیس کے سامنے حضور علیہ السلام کی نصیحتوں کا بیان:

احنف بن قیس سے مروی ہے کہ میں مدینہ آیا۔ پھر شام گیا۔ جمعہ کی نماز پڑھی تو ایسے شخص سے ملا جو کسی ستون کے پاس پہنچتا تو پاس والے جھک جاتے' وہ نماز پڑھتا اور اپنی نماز کو مختصر کرتا تھا میں اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس سے کہا کہ اے بندۂ خدا آپ کون ہیں انہوں نے کہا کہ میں ابوذر (رضی اللہ عنہ) ہوں' مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو میں نے کہا کہ میں احنف بن قیس ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ میں تمہیں شر کے لیے تیار نہ کروں گا۔ پوچھا کہ تم مجھے شر کے لیے کیونکر تیار کرو گے انہوں نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے منادی نے یہ ندا دی ہے کہ کوئی شخص میرے ساتھ نہ بیٹھے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سات باتوں کی وصیت فرمائی:

① مساکین سے محبت کرنے اور ان کے قریب رہنے کا حکم دیا۔

② اپنے سے کمتر کو دیکھوں اور اپنے سے برتر کو نہ دیکھوں۔

③ میں کسی سے کچھ سوال نہ کروں۔

④ میں صلۂ رحم کروں (قرابت داروں سے اچھا برتاؤ کروں) اگرچہ مجھے اچھی نظر سے نہ دیکھا جائے۔

⑤ حق کہوں اگرچہ وہ تلخ ہو۔

⑥ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کروں۔

⑦ اور مجھے یہ حکم دیا کہ "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" کی کثرت کروں کیونکہ یہ کلمات عرش کے نیچے کے خزانے کے ہیں۔

ابوذر رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میرے پاس رہو' صبح وشام تمہارے پاس (دودھ پینے کے لیے) دودھ والی اونٹنیاں آئیں گی' انہوں نے کہا کہ مجھے تم لوگوں کی دنیا کی کوئی حاجت نہیں اجازت دیجئے کہ میں ربذہ چلا جاؤں' انہوں نے اجازت دے دی اور وہ ربذہ چلے گئے۔

ربذہ میں جب پہنچے تو نماز کی اقامت کہی جا چکی تھی۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک حبشی امیر تھا وہ (مصلے سے) پیچھے ہٹا تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سنوں اور فرماں برداری کروں اگرچہ حبشی غلام ہی کی ہو۔ تم حبشی غلام ہو۔ بنی ثعلبہ کے دو بوڑھے میاں بیوی سے مروی ہے کہ ہم ربذہ میں اترے تو ایک بوڑھا پراگندہ سر اور داڑھی والا شخص گزرا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں۔ ہم نے ان کا سر دھونے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے اجازت دی اور ہم سے مانوس ہو گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کی رائے:

ہم اسی حالت میں تھے کہ ان کے پاس عراق یا کوفے کی ایک جماعت آئی اور کہا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ اس شخص (عثمان رضی اللہ عنہ) نے یہ کیا اور یہ کیا۔ کیا آپ ہمارے لیے ایک جھنڈا نصب کر دیں گے' ہم اتنے آدمی پورے کر دیں گے جتنے آپ چاہیں گے۔

انہوں نے کہا کہ اے اہل اسلام' تم لوگ مجھ پر یہ امر نہ پیش کرو اور نہ سلطان کو ذلیل کرو کیونکہ جس نے سلطان کو ذلیل کیا اس کے لیے توبہ نہیں ہے' واللہ اگر عثمان رضی اللہ عنہ مجھے بڑی سے بڑی لکڑی یا بڑے سے بڑے پہاڑ پر سولی پر چڑھا دیتے تو میں سنتا مانتا صبر کرتا سمجھتا اور مجھے نظر آتا کہ یہی میرے لیے بہتر ہے اور اگر مجھے ایک افق سے دوسرے افق (کنارۂ آسمان) تک چلاتے یا مشرق ومغرب کے درمیان چلاتے تو میں سنتا اور فرمانبرداری کرتا اور سمجھتا اور رائے قائم کرتا۔ یہی میرے لیے بہتر ہے اور اگر وہ مجھے مکان واپس کر دیتے تو میں سنتا اور مانتا اور صبر کرتا اور خیال کرتا اور یہ رائے قائم کرتا کہ میرے لیے یہی بہتر ہے۔

عبداللہ بن سیدان السلمی سے مروی ہے کہ عثمان وابوذر رضی اللہ عنہما نے تنہائی میں باتیں کیں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں ابوذر رضی اللہ عنہ مسکراتے ہوئے واپس ہوئے لوگوں نے کہا کہ تمہارے اور امیر المومنین کے لیے کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں سننے اور ماننے والا ہوں اگر وہ مجھے یہ حکم دیں کہ میں صنعاء یا عدن جاؤں اور مجھے اس کے کرنے کی طاقت بھی ہو تو میں ضرور کروں گا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ربذہ چلے جائیں۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نشین تھا۔ آپ ایک گدھے پر سوار تھے اور اس پر چار جامہ تھا یا چادر تھی۔

لسان نبوت سے آپ رضی اللہ عنہ کے سچا ہونے کا اعلان:

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچے آدمی کو نہ زمین نے اٹھایا اور نہ آسمان نے سایہ ڈالا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچ بولنے والے پر نہ آسمان نے سایہ

گئی تو مواخات ختم ہوگئی اور ابوذر رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے گئے' بدر واحد وخندق کا زمانہ گزر گیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

صبر کی تلقین:

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے امراء ہوں گے جو مال غنیمت کو خود لے لیں گے' عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا' اس وقت میں اپنی تلوار سے اتنا ماروں گا کہ آپ سے مل جاؤں' فرمایا میں تمہیں وہ طریقہ نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہے' (وہ یہ کہ) صبر کرنا' یہاں تک کہ مجھ سے مل جانا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے علمی اختلاف:

زید بن وہب سے مروی ہے کہ میں مقام ربذہ سے گزرا تو ابوذر رضی اللہ عنہ ملے' میں نے کہا کہ تم کو اس منزل میں کس نے اتارا' انہوں نے کہا کہ میں شام میں تھا۔ مجھ سے اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت میں اختلاف ہوا:

﴿ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللّٰہ ﴾

''اور وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے''۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی میں نے کہا کہ ہمارے بارے میں اور ان کے بارے میں نازل ہوئی' میرے اور ان کے درمیان اس بارے میں بحث ہوگئی۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو میری شکایت لکھی' عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ میں مدینہ آؤں۔ میں مدینہ آ گیا لوگ اس طرح مجھ پر جمع ہو گئے کہ گویا انہوں نے مجھے اس سے قبل نہیں دیکھا تھا یہ عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو کنارے ہو جاؤ اور قریب ہو جاؤ' یہ سبب ہے جس نے مجھے اس منزل پر اتارا۔ اگر مجھ پر کوئی حبشی امیر بنا دیا جاتا تو میں اس کی فرماں برداری اور اطاعت کرتا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب خبر (کوہ) سلع پہنچے تو اس سے نکل جانا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ فرمایا' میں تمہارے امراء کو نہیں دیکھتا کہ وہ تمہیں بلائیں۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو میرے اور آپ کے حکم کے درمیان حائل ہو تو کیا میں اس سے قتال نہ کروں؟ فرمایا نہیں' انہوں نے کہا کہ پھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں' فرمایا کہ (اس کی بات) سنو اور مانو اگرچہ حبشی غلام ہی ہو۔

ربذہ میں مقیم ہونے کی خواہش:

جب یہ ہوا تو وہ شام کی طرف گئے' معاویہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے شام میں لوگوں کو بگاڑ دیا ہے' عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا بھیجا۔ وہ ان کے پاس آ گئے لوگوں نے ان کے متعلقین کو بھی بھیج دیا ان لوگوں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی یا کوئی چیز دیکھی گمان کیا کہ وہ درہم ہیں مگر وہ پیسے تھے۔

وہ سوئے' صبح ہوئی تو دونوں میں سے کوئی بھی اپنے ساتھی سے کچھ نہ پوچھتا تھا۔

تیسرے روز صبح کو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے عہد لیا کہ اگر وہ اس بات کو ان سے ظاہر کریں گے جو وہ چاہتے ہیں تو وہ ضرور پوشیدہ رکھیں گے اور چھپائیں گے علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کیا تو انہیں خبر دی کہ ان کو اس شخص کے نکلنے کی خبر پہنچی جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ میں نے اپنے بھائی کو بھیجا کہ میرے پاس ان کی اور جو کچھ ان سے سنیں اس کی خبر لائیں وہ ان کی کوئی ایسی بات میرے پاس نہیں لائے جو مجھے مطمئن کرتی تو میں خود آیا تا کہ ان سے ملوں۔

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں صبح کو جانے والا ہوں تم میرے پیچھے پیچھے چلنا۔ اگر میں کوئی ایسی بات دیکھوں گا جس سے مجھے تم پر اندیشہ ہوگا تو کھڑے ہونے کا بہانہ کروں گا کہ گویا میں پانی پھینکتا ہوں پھر تمہارے پاس آؤں گا اور اگر میں کسی کو نہ دیکھوں گا تو تم میرے پیچھے ہو جانا اور جہاں میں داخل ہوں تم بھی داخل ہونا۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس ہدایت پر عمل کیا اور علی رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے آپ کو واقعہ بتایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سن کر اسی وقت اسلام لے آئے اور کہا کہ یا نبی اللہ۔ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں' فرمایا کہ اپنی قوم کے پاس جاؤ یہاں تک کہ میرا حکم پہنچے' عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اس وقت تک واپس نہ ہوں گا جب تک مسجد میں اسلام کا اعلان نہ کر دوں۔

تکالیف ومشکلات کا سامنا:

ابوذر رضی اللہ عنہ مسجد حرام میں داخل ہوئے بلند آواز سے ندا دی کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین نے کہا کہ یہ شخص بے دین ہو گیا' یہ شخص بے دین ہو گیا' لوگوں نے انہیں اتنا مارا کہ وہ گر پڑے۔

عباس رضی اللہ عنہ آئے ان پر اوندھے پڑے اور کہا کہ اے گروہ قریش تم نے اس شخص کو قتل کر دیا' تم لوگ تاجر ہو اور تمہارے راستے پر غفار رہتے ہیں' کیا یہ چاہتے ہو کہ تمہاری رہزنی کی جائے' لوگ ان سے باز آئے ابوذر رضی اللہ عنہ دوسرے روز آئے اور پھر ایسا ہی کیا لوگوں نے انہیں مارا جس سے وہ گر پڑے' عباس رضی اللہ عنہ ان پر اوندھے پڑے اور ان سے اسی طرح کہا جس طرح پہلی مرتبہ کہا تھا' لوگ ان سے باز آ گئے۔

یہی ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی ابتدا تھی۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کے شروع ہی میں اپنے بھتیجے سے ''یا ابن الامت'' (اے لونڈی کے بیٹے) کہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تک تم میں سے اعرابیت (گنوارپن) نہ گئی۔

عقد مواخات:

محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر غفاری اور منذر بن عمرو رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات کیا تھا جو بنی ساعدہ کے ایک فرد تھے اور وہی شخص تھے جنہوں نے (بیر معونہ میں) اپنے کو موت کے لیے پیش کر دیا تھا۔ محمد بن عمر نے ابوذر اور منذر بن عمرو رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات سے انکار کیا ہے اور کہا کہ مواخات تو صرف قبل بدر ہی تھی' جب آیت میراث نازل ہو

ابوذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ نے انہیں ان کے اسلام کی خبر دی' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم شام کو میرے مہمان نہ ہو گے انہوں نے کہا کیوں نہیں' انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ چلو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے مکان پر گئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں دو گیرو کے رنگ کی چادروں کی پوشاک دی۔

ابوذر رضی اللہ عنہ چند روز مقیم رہے ایک عورت کو دیکھا کہ بیت اللہ کا طواف کرتی ہے اور دنیا کی سب سے اچھی دعا کرتی ہے' کہتی ہے کہ مجھے یہ اور یہ دے اور میرے ساتھ یہ اور یہ کر سب سے آخر کو اس نے کہا کہ اے اساف اور اے نائلہ' ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان میں سے ایک کا اس کے ساتھی سے (یعنی اساف کا نائلہ سے) نکاح کر دے' وہ ان کے لپٹ گئی اور کہا کہ تو بددین ہے' قریش کے چند نوجوان آئے اور ان کو مارا بنی بکر کے چند لوگ آئے انہوں نے مدد کی اور کہا کہ ہمارے ساتھی کو کیا ہوا کہ وہ مارا جاتا ہے حالانکہ تم لوگ اپنے لڑکوں کو چھوڑ دیتے ہو' وہ لوگ باہم رک گئے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قریش کو تو نہ چھوڑوں گا تاوقتیکہ ان سے انتقام نہ لے لوں۔ انہوں نے مجھے مارا ہے۔ وہ روانہ ہو گئے اور عسفان میں قیام کیا۔ جب کبھی کوئی قافلۂ قریش غلہ لے کر آتا تھا وہ ان لوگوں کو ثنیۂ غزال لے جاتے تھے اور ان کے بارے لیتے تھے لوگ گیہوں جمع کرتے تھے' ابوذر رضی اللہ عنہ اپنی قوم سے کہتے تھے کہ کوئی شخص ایک حبہ بھی نہ چھوئے۔ تاوقتیکہ لا الہ الا اللہ نہ کہے' لوگ لا الہ الا اللہ کہتے تھے اور لوٹ کا مال لیتے تھے۔

قبولیت اسلام میں پانچواں نمبر:

ابی ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اسلام میں پانچواں تھا۔

حکام بن ابی الوضاح البصری سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا اسلام چوتھا یا پانچواں تھا۔ ابو جمرہ الضبعی سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں کو ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی ابتداء کی خبر دی کہ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تو انہوں نے اپنے بھائی کو بھیجا اور کہا کہ تم جاؤ اور میرے پاس اس شخص کی خبر لاؤ اور جو کچھ ان سے سنو بیان کرو ان کے بھائی روانہ ہوئے اور مکہ میں آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ گئے' انہیں خبر دی کہ وہ نیکی اور اخلاق حمیدہ کی خبر دیتے ہیں اور بدی سے منع فرماتے ہیں۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے میرا اطمینان نہیں کیا' وہ خود روانہ ہوئے ہمراہ ایک پرانی مشک رکھ لی جس میں پانی اور توشہ تھا' مکہ آئے اور اس سے گھبرائے کہ کسی سے کچھ دریافت کریں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو رات ہو چکی تھی مسجد (حرام) کے کسی گوشے میں سو رہے آدھی رات ہو گئی تو انہیں علی رضی اللہ عنہ لے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کن لوگوں میں سے ہیں؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بنی غفار کے ایک شخص ہیں' فرمایا کہ اپنے مکان لے جاؤ' وہ انہیں اپنے مکان لے گئے۔ ان دونوں (علی وابوذر رضی اللہ عنہما) میں سے کسی نے بھی اپنے ساتھی سے کچھ نہ پوچھا۔

ابوذر رضی اللہ عنہ صبح کو جستجو میں روانہ ہوئے' مگر آپ سے نہ ملے انہوں نے کسی سے آپ کو دریافت کرنا ناپسند کیا' پلٹ کے سو گئے' شام ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ لے گئے' انہوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اس شخص کا مکان معلوم کیا جائے' علی رضی اللہ عنہ انہیں لے گئے'

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کچھ جواب نہ دیتے تھے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا' یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ فرمایا: اللہ کی طرف جو واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور بتوں کے چھوڑنے کی (طرف) تم گواہی دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا' یا رسول اللہ میں اپنے متعلقین کے پاس واپس ہوتا ہوں۔ اور جہاد کے حکم کا انتظار کرتا ہوں۔ اس وقت آپ سے ملوں گا۔ کیونکہ میں ساری قوم کو آپ کے خلاف دیکھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے درست کہا۔

وہ واپس ہوئے' ثنیہ غزال کے نیچے رہتے تھے' قافلہائے قریش کو روکتے اور لوٹ لیتے کہتے کہ میں اس میں سے کوئی چیز تم کو واپس نہ کروں گا تاوقتیکہ یہ شہادت نہ دو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسولؐ ہیں۔

شہادت دیتے تو جو کچھ لیا تھا سب واپس کر دیتے اور اگر وہ انکار کرتے تو کچھ نہ واپس کرتے' اسی حال پر وہ رہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور بدر واحد کا زمانہ گزر ا۔ پھر وہ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں مقیم ہو گئے۔

نجیح ابومعشر سے مروی ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں بھی عبادت کرتے تھے لا الٰہ الا اللہ کہتے تھے اور بتوں کی پرستش نہیں کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے کے بعد اہل مکہ میں سے ایک شخص ان سے ملا اور کہا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ مکہ میں ایک شخص ہے جو تمہاری ہی طرح کہتا ہے جس طرح تم لا الٰہ الا اللہ کہتے ہو اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے' پوچھا کہ کن لوگوں میں سے ہے تو اس نے کہا کہ قریش میں سے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے گوگل میں سے کچھ لیا۔ اس کا توشہ بنایا اور مکہ آئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ لوگوں کی ضیافت کرتے ہیں اور انہیں کشمش کھلاتے ہیں۔ انہوں نے بھی سب کے ساتھ بیٹھ کر کھائی۔

پھر دوسرے روز پوچھا کہ اہل مکہ میں سے کسی میں تم نے کوئی نئی بات دیکھی ہے بنی ہاشم کے ایک شخص نے کہا کہ ہاں' میرے چچازاد بھائی لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ نبی ہیں' انہوں نے کہا کہ مجھے ان کو بتاؤ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دکان پر اپنی چادر منہ پر ڈالے ہوئے سو رہے تھے ابوذر رضی اللہ عنہ نے آپ کو جگایا۔ بیدار ہوئے تو انہوں نے "انعم صباحًا" (آپ کی صبح نعمت میں ہو) کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ علیک السلام' ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ جو شعر کہتے ہیں مجھے بھی سنایئے فرمایا کہ میں شعر نہیں کہتا' وہ تو قرآن ہے' میں نے اسے نہیں کہا ہے' اللہ نے کہا ہے انہوں نے کہا کہ مجھے پڑھ کر سنایئے' قرآن کی ایک سورت پڑھ کر سنائی تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے رسولؐ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو' انہوں نے کہا کہ بنی غفار میں سے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب کیا کیونکہ وہ لوگ رہزنی کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بغور دیکھنے لگے اور اس واقعے کے تعجب سے اپنی رائے درست فرمانے لگے اس لیے کہ آپ ان لوگوں کے حالات جانتے تھے۔ فرمایا کہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔

میں نے بڑھ کے آپ کا ہاتھ پکڑنا چاہا کہ حضرت کے ساتھی (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے توجہ کی جو آپ سے زیادہ مجھے جانتے تھے پوچھا کہ تم یہاں کب سے ہو' عرض کی تیس دن سے فرمایا کہ تمہیں کھانا کون کھلاتا ہے۔ عرض کی' میرے لیے سوائے آب زمزم کے کوئی کھانا نہیں۔ میں موٹا ہو گیا۔ شکم کی شکنیں جاتی رہیں۔ مجھے اپنے جگر پر بھوک کی تکلیف بھی معلوم نہیں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مبارک ہے' وہ بھوکے کی غذا ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج رات ان کی مہمانی کی مجھے اجازت دیجئے آپ نے اجازت دی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے' میں بھی ان کے ہمراہ چلا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک دروازہ کھولا اور میرے لیے طائف کی کشمش لینے لگے' یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکہ میں کھایا۔

میں نے مکہ میں قیام کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا مجھے کھجور کے ایک باغ والی زمین کی طرف روانگی کا حکم دیا گیا ہے میں اسے سوائے یثرب (مدینہ) کے اور کوئی نہیں خیال کرتا۔ کیا تم میری جانب سے اپنی قوم کو (پیام حق) پہنچا سکو گے؟ قریب ہے کہ اللہ ان لوگوں کے ذریعے سے فائدہ دے اور تمہیں ان کے بارے میں اجر دے۔

میں روانہ ہو گیا' اپنے بھائی انیس سے ملا تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے کیا کیا' میں نے کہا کہ میں اسلام لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔ انیس نے کہا مجھے بھی تمہارے دین سے انکار نہیں' میں بھی اسلام لے آیا اور میں نے بھی تصدیق کی ہم دونوں والدہ کے پاس آئے تو انہوں نے بھی کہا کہ مجھے تم دونوں کے دین سے انکار نہیں' میں بھی اسلام لے آئی اور میں نے بھی تصدیق کی۔

ہم لوگ سوار ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے ان کے نصف لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے اسلام لے آئے۔ ایماء بن رحضہ ان کی امامت کرتے تھے اور وہی ان کے سردار تھے' بقیہ لوگوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائیں گے تو ہم لوگ بھی اسلام قبول کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہ لوگ بھی اسلام لے آئے قبیلہ اسلم کے لوگ آئے اور عرض کی' یارسول اللہ' ہم بھی ان باتوں پر اسلام لاتے ہیں جن پر ہمارے بھائی اسلام لائے' وہ لوگ بھی داخل دین ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غفار کے لیے اللہ مغفرت کرے اور اسلم سے اللہ مسالمت (مصالحت) کرے۔

خفاف بن ایماء بن رحضہ سے مروی ہے کہ ابوذر راستہ روکتے تھے اور ایسے شجاع (بہادر) تھے کہ تنہا جا کر رہزنی کرتے تھے' صبح کی تاریکی میں اپنے گھوڑے کی پشت پر یا پیادہ اس طرح اونٹوں کو لوٹتے تھے گویا وہ درندے ہیں' رات کو وہ قبیلے میں جاتے تھے اور جو چاہا لے لیتے تھے۔

اللہ نے ان کے قلب میں اسلام ڈال دیا' انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا جو اس زمانے میں مکہ میں تھے اور خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے۔ وہ آپ کو دریافت کرتے ہوئے آپ کے مکان پر آئے۔ اس کے قبل انہوں نے کسی ایسے شخص کو تلاش کیا جو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دے مگر کوئی نہ ملا' وہ خود دروازے تک پہنچے اور اجازت چاہی' اندر گئے تو آپ کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے جو ایک یا دو دن پہلے اسلام لا چکے تھے اور کہہ رہے تھے' یارسول اللہ ہم اسلام کو چھپائیں گے نہیں' ہم اسے ضرور ظاہر کریں گے۔ رسول

سید الانبیاء ﷺ سے ملاقات:

انیس نے کہا کہ مجھے مکہ میں ایک کام ہے‘ اجازت دو کہ کام کر کے تمہارے پاس آؤں‘ انیس گئے اور بہت دیر کے بعد آئے تو پوچھا کہ تمہیں کس نے روکا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں ایک شخص سے ملا جو تمہارے دین پر ہے۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے اسے رسول بنایا ہے۔ پوچھا کہ لوگ اسے کیا کہتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ لوگ شاعر‘ کاہن اور ساحر کہتے ہیں۔

انیس ایک شاعر تھے۔ مگر انہوں نے کہا کہ واللہ میں نے کاہنوں کا قول بھی سنا ہے لیکن یہ باتیں کاہنوں کے قول کے مطابق نہیں ہیں‘ میں نے ان کے قول کو اقسام شعر پر بھی رکھ کر پرکھا مگر وہ کسی کی زبان پر نہیں بھرتا‘ یہ بعید ہے کہ وہ شعر ہو‘ واللہ وہ ضرور سچے ہیں اور لوگ جھوٹے ہیں۔

میں نے کہا کہ مجھے بھی فرصت دو کہ جاؤں اور دیکھوں انہوں نے کہا اچھا‘ مگر مکہ والوں سے خبردار رہنا۔ کیونکہ ان لوگوں نے ان کے ساتھ برائی اور بد اخلاقی کی ہے۔

میں روانہ ہو کر مکہ آیا‘ ایک شخص کو کمزور سمجھ کر اس سے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے جسے تم لوگ بے دین کہتے ہو۔ اس نے مجھے اشارہ کیا اور کہا کہ یہ ہے وہ بے دین مجھ پر اہل وادی ڈھیلے اور ہڈی سے ٹوٹ پڑے۔ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اٹھا تو اس طرح کہ گویا ایک سرخ بت ہوں۔

میں زمزم پر آیا‘ اس کا پانی پیا‘ اور اپنے جسم سے خون دھویا‘ اے بھتیجے تیس شبانہ روز وہاں اس طرح رہا کہ میرے لیے سوائے آب زمزم کے کچھ نہ تھا مگر میں موٹا ہو گیا۔ پیٹ کی شکنیں جاتی رہیں اور میں نے اپنے جگر پر بھوک کی کمزوری محسوس نہیں کی۔

اہل مکہ ایک روشن چاندنی رات میں تھے کہ اللہ نے ان کے دماغوں پر ضرب لگا دی سوائے دو عورتوں کے کوئی بھی بیت اللہ کا طواف نہیں کرتا تھا۔ دونوں عورتیں میرے پاس آئیں اساف اور نائلہ (بتوں) کو پکارتی تھیں۔ میں نے کہا کہ تم دونوں اساف و نائلہ میں سے ایک دوسرے کا نکاح کر دو۔

اس بات نے ان کو پکارنے سے باز نہ رکھا۔ وہ میرے پاس آئیں تو میں نے کچھ اس طرح کہا جیسے لکڑی سے آواز آئے‘ البتہ میں نے بات چھپائی نہیں‘ عورتیں پشت پھیر کے یہ کہتی ہوئی چلی گئیں۔ کہ کاش اس جگہ ہمارے گروہ میں سے کوئی ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ان دونوں کے سامنے آئے‘ آپ دونوں (حضرات) پہاڑ سے اتر رہے تھے‘ عورتوں سے پوچھا کہ تمہارے لیے کیا ہوا ہے۔ تو ان دونوں نے کہا کہ کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان ایک بے دین ہے فرمایا کہ اس نے تم دونوں سے کیا کہا۔ انہوں نے کہا کہ اس نے ہم سے ایک ایسا کلمہ کہا جو منہ بھر دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صاحب (ابوبکر رضی اللہ عنہ) آئے حجر اسود کو بوسہ دیا بیت اللہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی۔ جب نماز پوری کر لی تو میں آپ کے پاس آیا۔ میں پہلا شخص تھا جس نے آپ کو اسلامی سلام کیا‘ آپ نے فرمایا وعلیک (السلام) ورحمۃ اللہ‘ تم کن لوگوں میں سے ہو‘ عرض کی قبیلہ غفار سے‘ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی کی طرف اس طرح بڑھایا میں نے اپنے جی میں کہا کہ آپ نے یہ ناپسند کیا کہ میں نے اپنے آپ کو غفار کی طرف منسوب کیا۔

کرنے والا ہے۔ اور اگر تم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور اپنے رب کو ان صفات سے یاد کیا جن کا وہ اہل ہے تو تم اپنی نماز سے اس طرح پلٹو گے جس طرح تم کو تمہاری ماں نے پاک جنا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب عمرو بن عبسہ مکہ میں اسلام لائے تو اپنی قوم بنی سلیم کے شہروں میں واپس چلے گئے' وہ صفہ اور حاذہ میں اترا کرتے تھے جو بنی سلیم کی زمین ہے وہ وہیں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ بدر واحد و خندق وحدیبیہ وخیبر (کا وقت) گزر گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ:

نام جندب تھا۔ ابن جنادہ بن کعیب بن صعیر بن الوقعہ بن حرام بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار بن ملیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔

نعیم بن عبداللہ المجمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام جندب بن جنادہ تھا۔ ایسا ہی محمد بن عمر و ہشام بن محمد بن السائب الکلبی وغیرہ اہل علم نے کہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ابو معشر نجیح کو کہتے سنا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام بریر بن جنادہ تھا۔

ابی ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ اپنی قوم غفار سے نکلے' وہ لوگ اشہر حرام (رجب وشوال تا محرم میں قتل وقتال) کو حلال جانتے تھے۔ میں اور میرے بھائی انیس اور ہماری والدہ نکلیں' ہم لوگ روانہ ہوئے اپنے ایک ماموں کے پاس اترے انہوں نے ہمارا اکرام کیا اور ہمارے ساتھ احسان کیا۔

ان کی قوم نے ہم لوگوں پر حسد کیا' ان لوگوں نے ان سے کہا کہ جب تم اپنے متعلقین سے علیحدہ ہو گے تو انیس تمہارے خلاف ان لوگوں سے مل جائیں گے' ماموں ہمارے پاس آئے اور جو کچھ ان سے کہا گیا تھا ہم سے بیان کر دیا۔ میں نے کہا کہ گذشتہ احسان کو تم نے مکدر کر دیا۔ اب تم سے ہماری موافقت ممکن نہیں۔

ہم نے اپنے اونٹوں کو قریب کیا اور سوار ہو گئے' ماموں چادر سے منہ ڈھانک کر رونے لگے' ہم لوگ روانہ ہوئے اور مکہ کے قریب اترے۔

انیس نے ہم سے منافرہ کیا۔ [1] جتنے اونٹ ہمارے پاس تھے اتنے ہی اور فراہم کیے اور منافرے کے لیے کاہن کے پاس آئے' اس نے انیس کو ان کی حالت کی خبر دی' ہم اپنی اونٹنیوں کو اور ان کے ہمراہ دوسری اونٹنیوں کو لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے تین سال پہلے میں نے بھتیجے کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔ پوچھا کہ (یہ نماز) کس کے لیے ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے لیے۔ میں نے کہا کہ کدھر رخ کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ جدھر اللہ میرا رخ کر دیتا ہے' میں عشاء کی نماز پڑھتا ہوں۔ جب آخر سحر ہوتی ہے تو مجھے اس طرح القا کیا جاتا ہے کہ گویا میں ایک مخفی شے ہوں' یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جاتا ہے۔

---

[1] منافرہ وہی ہے جسے گنواری زبان میں آج کل ڈوئل کہتے ہیں۔

دے گا۔ جب تم اسے دیکھنا تو اس کی پیروی کرنا کیونکہ وہ سب سے بزرگ دین لائے گا۔

جب سے اس نے یہ کہا تھا تو میرا مقصد سوائے مکہ کے کہیں کا نہ ہوتا تھا۔ میں آتا تھا اور لوگوں سے پوچھتا تھا کہ کیا مکہ میں کوئی نئی بات ہوئی ہے؟ کہا جاتا تھا کہ نہیں۔ ایک بار اسی طرح سے آیا اور دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ مکہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو اپنی قوم کے معبودوں سے نفرت کرتا ہے اور دوسرے معبود کی طرف دعوت دیتا ہے۔

میں اپنے متعلقین کے پاس آیا۔ اونٹنی پر کجاوا کسا اور مکہ میں اپنی اس منزل میں آیا جہاں میں اترا کرتا تھا۔ دریافت کیا تو اسے پوشیدہ پایا اور قریش کو دیکھا کہ اس معاملے میں بہت سخت تھے۔

میں نے بہانہ تلاش کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ دریافت کیا کہ آپ کیا ہیں' فرمایا کہ نبی! میں نے کہا کہ آپ کو کس نے بھیجا۔ فرمایا اللہ نے' میں نے کہا' اس نے آپ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا' فرمایا اللہ کی عبادت کے ساتھ' جو واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور خونوں کی حفاظت بتوں کے توڑنے قرابت داروں سے اچھے برتاؤ اور راستے کے امن کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔

عرض کی یہ تو بہت اچھی باتیں ہیں جن کے ساتھ آپ بھیجے گئے' میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ کیا آپ مجھے حکم دیتے ہیں کہ آپ کے ساتھ ٹھہروں یا واپس جاؤں۔ فرمایا میں جو کچھ لایا ہوں کیا تم اس کے ساتھ لوگوں کی ناگواری نہیں دیکھتے؟ ایسی صورت میں تمہارا یہاں ٹھہرنا ممکن نہیں' تم اپنے متعلقین میں رہو۔ جب سنا کہ میں نے کسی طرف ہجرت کی تو میری پیروی کرنا۔

میں اپنے متعلقین میں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ آپ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے' میں بھی آپ کے پاس روانہ ہوا۔ اور مدینہ آیا۔ قدم بوس ہوا تو عرض کیا یا نبی اللہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں' فرمایا ہاں' تم وہی السلمی ہو جو میرے پاس مکہ میں آئے تھے۔ اور مجھ سے فلاں فلاں باتیں پوچھی تھیں۔ میں نے تم سے یہ یہ کہا تھا۔

میں نے مکہ کی اس صحبت کو بہت مغتنم سمجھا اور جان لیا کہ اس مجلس میں زمانے نے آپ کے قلب کو مجھ سے فارغ نہیں کیا' عرض کی یا نبی اللہ کس ساعت کی (نماز و دعا) زیادہ سنی (اور قبول) کی جاتی ہے۔

فرمایا آخر کی تہائی شب کی' کیونکہ اس وقت نماز حاضر کی جاتی ہے اور قبول کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو۔ جب دیکھو کہ وہ سرخ سرخ طلوع ہو گیا کہ گویا وہ ڈھال ہے تو نماز روک دو کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور کفار اس کی نماز پڑھتے ہیں۔ جب وہ بقدر ایک یا دو نیزے کے بلند ہو جائے تو نماز حاضر کی جائے گی اور قبول کی جائے گی' جب آدمی کا سایہ اس کے برابر ہو جائے تو اسے روک دو کیونکہ اس وقت جہنم سجدہ کرتی ہے' سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو کیونکہ نماز حاضر کی جائے گی اور قبول کی جائے گی۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو۔ جب دیکھو کہ آفتاب سرخ سرخ ہو کر غروب ہو گیا۔ گویا وہ ایک ڈھال ہے تو نماز روک دو۔

وضو کو بیان فرمایا کہ جب تم وضو کرو تو دونوں ہاتھ منہ اور دونوں پاؤں دھوؤ۔ وضو کر کے تم بیٹھ گئے تو یہ تمہارے لیے پاک

آپ کو بتائیں۔ اور میں ان سے ناواقف ہوں۔

فرمایا کہ جب تم صبح کی نماز پڑھو تو آفتاب طلوع ہونے تک نماز ختم کر دو۔ پھر جب طلوع ہو تو اس وقت تک نماز پڑھو جب تک کہ وہ بلند نہ ہو جائے کیونکہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں۔

جب وہ بقدر ایک یا دو نیزے کے بلند ہو جائے تو نماز پڑھو۔ کیونکہ نماز قیامت میں موجود اور حاضر کی جائے گی۔ یہاں تک کہ نیزہ سائے کے مقابل ہو جائے۔ پھر نماز روک دو اس وقت جہنم سجدہ کرتی ہے۔ پھر جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو۔ کیونکہ نماز موجود اور حاضر کی جائے گی۔

پھر عصر پڑھ کے نماز روک دو یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جائے۔ کیونکہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔ اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ مجھے وضو بھی بتائیے۔

فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اپنا وضو بطور عبادت کے کرے غرارہ اور کلی کرے ناک میں پانی ڈال کے چھینکے اور اس میں پانی کے ساتھ منہ اور ناک کے گناہ نہ بہیں۔ وہ اپنا منہ دھوئے جس طرح اللہ نے اسے حکم دیا اور اس کے چہرے اور داڑھی کے کناروں کے گناہ پانی کے ساتھ نہ بہیں۔ اپنے ہاتھ دھوئے اور پانی کے ساتھ اس کے ہاتھوں کے گناہ انگلیوں کی پوروں سے نہ بہیں۔ سر کا مسح کرے جس طرح اللہ نے حکم دیا اور پانی کے ساتھ بالوں کے کناروں سے سر کے گناہ نہ بہیں۔ اس کے بعد وہ اپنے دونوں قدم ٹخنوں تک دھوئے جس طرح اللہ نے اسے حکم دیا۔ اور اس کے قدموں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ نہ بہیں وہ کھڑا ہوا اور اللہ کی حمد و ثنا کرے جس کا وہ اہل ہے۔ دو رکعت نماز پڑھے تو اس ہیئت سے وہ اپنے گناہوں سے پاک و صاف ہو جائے گا جس طرح سے کہ پیدائش کے دن اس کی ماں نے اسے پاک و صاف جنا تھا۔

ابوامامہ نے کہا کہ اے عمرو بن عبسہ غور کرو۔ تم کیا کہتے ہو کیا تم نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ کیا آدمی کو یہ سب اپنے مقام میں دیا جائے گا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوامامہ میرا سن بڑھ گیا ہڈیاں پتلی ہو گئیں اور موت قریب آ گئی۔ مجھے کوئی ایسی حاجت نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ پر جھوٹ بولوں اگر میں نے اسے صرف ایک یا دو یا تین مرتبہ سنا ہوتا۔ میں نے تو اسے سات یا آٹھ مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ آپ سے سنا ہے۔

عمرو بن عبسہ السلمی سے مروی ہے کہ میں جاہلیت میں بھی اپنی قوم کے معبودوں (بتوں) سے متنفر تھا۔ یہ اس لیے کہ وہ باطل تھے پھر میں اہل التیماء کے کاتبوں میں سے ایک شخص سے ملا۔ میں نے کہا کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو پتھر کو پوجتے ہیں قبیلے میں اترتے ہیں تو ان کے ساتھ معبود نہیں ہوتے ایک شخص نکل کر چار پتھر لاتا ہے تین کو تو وہ اپنی ہانڈی (کے چولھے) کے لیے نصب کرتا ہے۔ اور اچھے پتھر کو معبود بنا لیتا ہے جس کی وہ پرستش کرتا ہے جب وہ کسی دوسری منزل میں اترتا ہے تو کوچ کرنے سے پہلے اگر اس سے اچھا پتھر پایا جائے تو اسے چھوڑ دیتا ہے اور دوسرے کو اختیار کر لیتا ہے میری رائے ہے کہ وہ معبود باطل ہے جو نہ نفع پہنچاتا ہے نہ ضرر۔ مجھے ایسا طریقہ بتاؤ جو اس سے بہتر ہو۔

اس نے کہا کہ مکہ سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو اپنی قوم کے معبودوں سے نفرت کرے گا اور کسی دوسرے معبود کی طرف دعوت

دیکھا۔عرض کی یارسول اللہ میں آپ کے ہمراہ ٹھہروں یا اپنی قوم میں شامل ہو جاؤں۔

فرمایا اپنی قوم میں شامل ہو جاؤ۔ کیونکہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے (وعدہ) وفا کرے گا جن کو تم دیکھتے ہو اور اسلام زندہ کردے گا۔ میں آپ کے پاس فتح مکہ سے پہلے حاضر ہوا۔سلام کیا اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میں عمرو بن عبسہ السلمی ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ سے وہ امور دریافت کروں جو آپ جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا مجھے نفع ہو اور آپ کو ضرر نہ ہو۔

قبول اسلام میں سبقت:

عمرو بن عبسہ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا یارسول اللہ کون اسلام لایا۔فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام' یا فرمایا ایک غلام اور ایک آزاد۔یعنی ابوبکر و بلال رضی اللہ عنہما انہوں نے کہا کہ میں اسلام کا چوتھا ہوں۔عمرو بن عبسہ سے مروی ہے کہ وہ اسلام میں تیسرے یا چوتھے تھے۔

ابوعمار شداد بن عبداللہ سے جنہوں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت کو پایا تھا مروی ہے کہ ابوامامہ نے کہا۔ اے عمرو بن عبسہ (تم) اونٹ کی رسیوں والے بنی سلیم کے آدمی ہو' کس بنا پر یہ دعویٰ کرتے ہو کہ اسلام کے چہارم ہو۔

انہوں نے کہا کہ میں جاہلیت میں بھی لوگوں کو گمراہی پر سمجھتا تھا اور بتوں کو ہیچ جانتا تھا۔ میں نے ایک شخص کو مکہ کی خبریں بیان کرتے اور وہاں کی باتیں کہتے سنا تو اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور مکہ آیا۔رسول اللہ ﷺ کے پاس خفیہ طور پر گیا قوم آپ کے پاس دو حصوں میں تھی۔

میں حیلہ کر کے آپ کے پاس گیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں۔فرمایا کہ میں نبی ہوں پوچھا نبی کیا' فرمایا' اللہ کا رسول! عرض کی اللہ نے آپ کو رسول بنایا ہے۔فرمایا ہاں' پوچھا کس چیز کا (رسول بنایا ہے) فرمایا کہ اس امر کا کہ اللہ کو واحد جانو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ بتوں کے توڑنے کا اور صلۂ رحم (قرابت داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے) کا حکم دیا۔عرض کی اس امر پر آپ کے ساتھ کون ہے؟

فرمایا کہ ایک آزاد ایک غلام۔اس وقت آپ کے ساتھ ابوبکر و بلال رضی اللہ عنہما تھے۔میں نے کہا کہ میں بھی آپ کا پیرو ہوں۔

فرمایا کہ تمہیں آج اس کی طاقت نہیں۔اپنے متعلقین کے پاس جاؤ جب میرے متعلق سننا کہ میں غالب ہو گیا تو مجھ سے ملنا۔

میں اپنے متعلقین کے پاس گیا۔نبی ﷺ مہاجر ہو کے مدینہ تشریف لائے' میں اسلام لے آیا اور خبریں معلوم کرنے لگا۔ یثرب سے آپ کے سوار آئے تو میں نے پوچھا کہ ان مکی شخص نے کیا کیا جو تمہارے پاس آئے ہیں۔ان لوگوں نے کہا کہ قوم نے ان کے قتل کا ارادہ کیا مگر وہ اسے نہ کر سکے' آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان رکاوٹ کر دی گئی۔میں نے لوگوں کو اس طرف دوڑتا ہوا چھوڑا۔

میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ آیا۔بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ آپ مجھے جانتے ہیں۔فرمایا ہاں' کیا تم وہ شخص نہیں ہو جو میرے پاس مکہ میں آئے تھے' میں نے کہا بے شک۔عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے وہ باتیں بتائیے جو اللہ نے

بن وہب بن حجیر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی تھیں۔ مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔

بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر انہوں نے حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شرکت کی۔ مگر موسیٰ بن عقبہ نے وابومعشر نے ان کا مہاجرین ملک حبشہ میں ذکر نہیں کیا۔

حضرت عثمان بن عبد غنم بن زہیر رضی اللہ عنہ:

ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن الحارث بن فہر بن مالک۔

ہشام بن محمد نے کتاب النسب میں بیان کیا کہ وہ عامر بن عبد غنم تھے کنیت ابونافع تھی اور والدہ بنت عبد عوف بن عبدالحارث ابن زہرو عبدالرحمٰن بن عوف کی پھوپی تھیں۔

ان کی اولاد میں نافع اور سعید تھے ان دونوں کی والدہ برزہ بنت مالک بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ تھیں' مکہ میں قدیم الاسلام تھے بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر ومحمد بن عمر ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے اس کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔

ان کا کوئی فرزند جانشین نہ تھا۔

حضرت سعید بن عبد قیس رضی اللہ عنہ:

ابن لقیط بن عامر بن امیہ بن الحارث بن فہر بن مالک مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ بروایت موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابی معشر ومحمد بن عمر انہوں نے ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی ہجرت کی تھی۔

بقیہ عرب

حضرت سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن حذیفہ بن عمرو بن خلف بن مازن بن مالک بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم بن منظور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر' کنیت ابوالنجیح تھی۔

بارگاہِ نبوت میں حاضری:

عمرو بن عبسہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ عکاظ میں تھے۔ پوچھا کہ اس امر میں کس نے آپ کی پیروی کی؟ فرمایا: ایک آزاد نے اور ایک غلام نے۔

آپ کے ساتھ سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ تھا فرمایا کہ جاؤ یہاں تک کہ اللہ اپنے رسول کو قدرت دے۔

عمرو بن عبسہ سے (ایک اور طریق سے) مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ عکاظ میں آئے ہوئے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امر (اسلام) میں کون آپ کے ساتھ ہے۔

فرمایا' میرے ساتھ دو شخص ہیں ابوبکر و بلال رضی اللہ عنہما اس وقت میں بھی اسلام لے آیا۔ میں نے اپنے آپ کو اسلام کا چہارم

وہ لکھ ہی رہے تھے کہ آپ کے پاس ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے جو نابینا تھے۔ اور کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل فرمایا۔ آپ کی ران میری ران پر تھی کہ میں نے سمجھ لیا کہ میری ران کچل جائے گی۔ پھر آپ سے (سکون) جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ﴿غیرا ولی الضرر﴾ نازل فرمایا۔

جنگ قادسیہ میں علمبرداری کا شرف:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے دوسرے طریق سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح روایت کی ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ قادسیہ میں عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے پاس سیاہ جھنڈا تھا۔ ان کے بدن پر زرہ تھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جنگ قادسیہ میں اس طرح روانہ ہوئے کہ بدن پر بڑی زرہ تھی۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن زائدہ یعنی ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جنگ قادسیہ میں اس طرح قتال کر رہے تھے کہ بدن پر مضبوط اور بڑی زرہ تھی۔

انس سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم جنگ قادسیہ میں حاضر تھے انہیں کے پاس جھنڈا تھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ پھر وہ مدینے واپس آ گئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کا کوئی ذکر نہیں سنا گیا۔

بنی فہر بن مالک

حضرت سہل بن بیضاء رضی اللہ عنہ:

بیضاء ان کی والدہ تھیں، والد وہب بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن الحارث بن فہر بن مالک تھے، ان کی والدہ بیضاء تھیں جو دعد بنت جحدم بن عمرو بن عائش ظرب بن الحارث بن فہر تھیں۔

مکہ میں اسلام لائے۔ اپنا اسلام پوشیدہ رکھا۔ قریش انہیں اپنے ہمراہ بدر میں لائے۔ وہ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے۔ گرفتار ہوئے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے شہادت دی کہ انہوں نے مکہ میں انہیں نماز پڑھتے دیکھا ہے انہیں رہا کر دیا گیا۔

جس نے اس قصے کو سہیل بن بیضاء کے بارے میں روایت کیا اس نے غلطی کی سہیل بن بیضاء عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لائے اور اپنا اسلام چھپایا نہیں انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب مسلمان ہو کر بدر میں حاضر ہوئے اس میں کوئی شک نہیں۔

جس نے اس حدیث کو ان کے اور ان کے بھائی کے درمیان روایت کر دیا اس نے غلطی کی اس لیے کہ سہیل اپنے بھائی سہل سے زیادہ مشہور تھے۔ اور وہ قصہ سہل کے بارے میں تھا۔

سہل نے مدینہ میں قیام کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بعض مشاہد میں حاضر ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تک زندہ رہیں۔

حضرت عمرو بن الحارث بن زہیر رضی اللہ عنہ:

ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن الحارث بن فہر بن مالک۔ ان کی والدہ ہند بنت المضرب بن عمرو

"سوائے ان کے جو نابینائی والے یا عذر والے ہیں"۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت:

﴿ لایستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل اللّٰه ﴾

نازل ہوئی تو عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے کہا یا رب میرا عذر بھی نازل کر دے' میرا عذر بھی نازل کر دے۔ اللہ نے "غیر اولی الضرر" نازل کر دیا۔

یہ دونوں (المومنین والمجاہدون) کے درمیان کر دی گئی۔ یعنی:

﴿ من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل اللّٰه ﴾

اس کے بعد وہ جہاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جھنڈا مجھے دے دو' کیونکہ میں نابینا ہوں بھاگ نہیں سکتا' اور مجھے دونوں صفوں کے درمیان کھڑا کر دو۔ البراء سے مروی ہے کہ جب یہ آیت:

﴿ لایستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل اللّٰه ﴾

نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو بلایا اور حکم دیا' وہ کاغذ لائے اور اس پر اس آیت کو لکھا۔ پھر ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نابینائی کی شکایت کی تو یہ حصہ نازل ہوا۔

﴿ غیر اولی الضرر ﴾

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھا آپ پر سکون نازل ہوا تو آپ کی ران میری ران پر گر پڑی۔ میں نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے زیادہ گراں نہیں پائی۔ یہ حالت جب جاتی رہی تو فرمایا کہ اے زید لکھ لو میں نے کاغذ پر لکھا:

﴿ لایستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل اللّٰه ﴾

عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے جو نابینا تھے مجاہدین کی فضیلت سنی تو کھڑے ہوئے اور عرض کی' یا رسول اللہ اس کے ساتھ کیا (معاملہ) ہوگا' جو جہاد کی طاقت نہیں رکھتا ان کا کلام ختم نہ ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سکون طاری ہوا۔ آپ کی ران میری ران پر گر پڑی۔ میں نے ویسی ہی گرانی محسوس کی جیسی پہلی مرتبہ محسوس کی تھی جب یہ حالت جاتی رہی تو فرمایا۔ اے زید پڑھو۔ میں نے پڑھا:

﴿ لایستوی القاعدون من المؤمنین ﴾

فرمایا: اس کے بعد ہی لکھو:

﴿ غیر اولی الضرر ﴾

زید نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تنہا اسی حصہ آیت کو نازل فرمایا کہ گویا میں کاغذ کے کنارے اس کو اس کے متصل کی آیت کے پاس دیکھ رہا ہوں۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھا:

﴿ لایستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل اللّٰه ﴾

﴿عبس وتولی ان جاء ہ الاعمٰی وما یدریك لعله یزکی الی قوله فانت عنه تلهی﴾

''آپ نابینا کے پاس آنے سے چیں بجبیں ہوئے اور منہ پھیر لیا۔ حالانکہ آپ کو کیا خبر شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا یا نصیحت قبول کرتا اور اسے نصیحت سے فائدہ ہوتا لیکن جس شخص نے روگردانی کی تو آپ اس کے درپے ہوئے حالانکہ اس کی پاکیزگی حاصل نہ کرنے کی آپ پر ذمہ داری نہ تھی۔ جو شخص آپ کے پاس دوڑ کر آیا وہ اللہ سے ڈرتا بھی ہے تو آپ اس سے بے پروائی کرتے ہیں''۔

یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا اکرام کیا اور دو مرتبہ اپنا جانشین بنایا۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے عامر سے پوچھا کہ کیا نابینا جماعت کی امامت کر سکتا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں' رسول اللہ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو (مدینہ پر) خلیفہ بنایا اور آپ غزوات میں تشریف لے گئے تو وہ آپ کے بجائے امامت کرتے رہے حالانکہ وہ نابینا تھے۔

ابی غفیر یعنی محمد بن سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت غزوۂ قرقرۃ الکدر میں بنی سلیم و غطفان کی طرف روانہ ہوئے تو مدینہ پر ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا جو لوگوں کو جمعہ پڑھاتے تھے اور منبر کے پہلو میں خطبہ پڑھتے تھے۔ منبر کو اپنی بائیں جانب کرتے تھے' نیز جس وقت آپ بنی سلیم کے غزوہ بحران میں گئے جو نواح القرع میں ہے تو آپ نے انہیں خلیفہ بنایا' غزوۂ احد' حمراء' الاسد' بنی النضیر' خندق' بنی قریظہ' غزوۂ بنی لحیان' غزوۂ الغابہ' غزوۂ ذی قرد اور عمرۂ حدیبیہ میں آپ تشریف لے گئے تو انہیں کو جانشین بنایا۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رات کی اذان دیں تو کھاؤ پیو یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ (صبح کی) اذان دیں۔

عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مدینہ میں ایک یہودیہ کے پاس اترے جو ایک انصاری کی پھوپھی تھی' وہ ان پر مہربانی کرتی تھی مگر اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں ایذا دیتی تھی' انہوں نے اسے مار کر قتل کر دیا۔ نبی ﷺ سے شکایت کی گئی۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ مجھ پر مہربانی کرتی تھی۔ لیکن اس نے مجھے اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں ایذا دی تو میں نے اسے مار کر قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اسے دور کرے اس نے اپنا خون باطل کر دیا۔ ابی عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ جب یہ آیت:

﴿لایستوی القاعدون من المؤمنین﴾

(یعنی جو مومن جہاد سے بیٹھنے والے ہیں وہ ثواب میں مجاہدین فی سبیل اللہ کے برابر نہیں ہیں) نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم نے کہا: یا رب تو نے مجھے (نابینائی میں) مبتلا کیا' میں کیونکر (جہاد) کروں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿غیرا ولی الضرر﴾

اذان کہیں تو کھاؤ پیو۔ یہاں تک کہ ام مکتوم رضی اللہ عنہ فجر کی اذان کہیں۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ بلال بن رباح اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن تھے' بلال رات کی اذان کہتے تھے اور لوگوں کو بیدار کرتے تھے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ فجر کی اذان کا خیال رکھتے تھے اس (کے وقت) میں کبھی غلطی نہیں کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کھاؤ پیو تاوقتیکہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان نہ کہیں۔

جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ام ابن مکتوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ میرا مکان دور ہے نظر سے معذور ہوں اور میں اذان سنتا ہوں' فرمایا کہ اگر تم اذان سنتے ہو تو اس کا جواب دو خواہ سرین کے بل ہی کیوں نہ چلنا پڑے یا فرمایا کہ گھٹنوں کے بل ہی کیوں نہ چلنا پڑے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اپنے لانے والے کی شکایت کی اور کہا کہ میرے اور مسجد کے درمیان ایک درخت حائل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم اقامت سنتے ہو' انہوں نے کہا کہ جی ہاں آپ نے انہیں ترک جماعت کی اجازت نہیں دی۔

جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 'میرا مکان دور ہے' نظر سے معذور ہوں اور میرا ایک کتا ہے' آپ نے انہیں چند روز کے لیے اجازت دے دی' پھر انہیں بھی اپنے کتے کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

آپ کی شان میں نزول آیات قرآنی:

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جن میں عتبہ بن ربیعہ اور قریش کے چند باوجاہت لوگ تھے' آپ ان لوگوں سے فرمارہے تھے کہ کیا یہ خوب نہیں ہے۔ اگر میں یہ لاؤں اور وہ لاؤں' وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ خونوں کی قسم' ہاں' ہاں' ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے آپ ان لوگوں میں مشغول تھے۔ انہوں نے آپ سے کچھ دریافت کیا تو آپ نے ان سے منہ پھیر لیا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی ﴿عبس وتولی ان جاء ہ الاعمیٰ﴾ (آپ چیں بجبیں ہو گئے اور متوجہ نہ ہوئے کہ آپ کے پاس (ابن ام مکتوم) نابینا آئے) ﴿اما من استغنیٰ﴾ (لیکن جس شخص نے بے پروائی کی (یعنی عتبہ) اور اس کے ساتھی) ﴿فانت لہ تصدی واما من جاءك یسعی وھو یخشی فانت عنہ تلھی﴾ (تو آپ اس کے درپے ہیں لیکن جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا (یعنی ابن ام مکتوم) اور وہ اللہ سے ڈرتا ہے تو آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں)۔

ضحاک سے اس آیت ﴿عبس وتولی ان جاء ہ الاعمیٰ﴾ کی تفسیر میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے ایک شخص کے درپے ہو کر اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔ عبداللہ بن ام مکتوم نابینا آئے اور دریافت کرنے لگے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے منہ پھیر رہے تھے اور چیں بہ جبیں ہو رہے تھے اور اس دوسرے شخص کی طرف توجہ فرما رہے تھے' جب وہ آپ سے سوال کرتے تھے تو آپ چیں بجبیں ہو کے منہ پھیر لیتے تھے۔ اللہ نے اپنے رسول کو پھیر دیا اور فرمایا:

شعبی سے مروی ہے کہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں خلیفہ بنایا جو لوگوں کی امامت کرتے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت بدر جانے لگے تو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا' لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے حالانکہ نابینا تھے۔

ابوعبداللہ محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) نے کہا کہ ہم سے یہ بھی روایت کی گئی کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بعد اور بدر سے پہلے مدینہ آئے۔

براء سے مروی ہے کہ مہاجرین میں سب سے پہلے جو شخص ہمارے پاس آئے وہ بنی عبدالدار بن قصی کے بھائی مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے مقام پر تھے اور اصحاب میرے پیچھے تھے پھر ہمارے پاس عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا آئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے کیا کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ لوگ اور بھی زیادہ میرے پیچھے تھے۔

براء سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے سب سے پہلے جو ہمارے پاس آئے مصعب بن عمیر اور ابن مکتوم رضی اللہ عنہما تھے' دونوں لوگوں کو قرآن سکھانے لگے۔

ابوظلال سے مروی ہے کہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا' انہوں نے پوچھا کہ تمہاری آنکھ کب جاتی رہی میں نے کہا کہ اس وقت گئی کہ میں چھوٹا تھا۔

انس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرئیل آئے' ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے' جبرئیلؑ نے پوچھا کہ تمہاری نظر کب گئی' انہوں نے کہا کہ اس وقت جب میں بچہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ جب میں بندے کی آنکھ لیتا ہوں تو اس کے بدلے سوائے جنت کے کوئی جزا نہیں پاتا۔

مؤذن رسول اللہ ﷺ ہونے کا شرف:

ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا مؤذن تھا حالانکہ نابینا تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن تھے حالانکہ نابینا تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے مؤذنوں کے کسی لڑکے نے روایت کی کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اقامت کہتے تھے' بسا اوقات ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان کہتے تھے اور بلال رضی اللہ عنہ اقامت۔

سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ رات کی (یعنی مغرب کی) اذان دیں تو کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (فجر کی) اذان دیں' انہوں نے کہا کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے وہ اس وقت تک اذان نہیں کہتے تھے' جب تک ان سے نہیں کہا جائے کہ صبح ہوگئی' صبح ہوگئی۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے (رمضان میں) فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ مغرب کی

عسکران بن عمرو مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔

ہجرت ثانیہ حبشہ میں شریک تھے' ہمراہ ان کی بیوی سودہؓ بنت زمعہ بھی تھیں' سب نے اپنی روایت میں اتفاق کیا کہ عسکران بن عمرو مہاجرین حبشہ میں تھے۔ اور ہمراہ ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ بھی تھیں۔

موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے کہا کہ عسکران کی وفات ملک حبشہ میں ہوئی' محمد بن اسحاق و محمد بن عمر نے کہا کہ عسکران مکہ واپس آ گئے تھے۔ ہجرت مدینہ سے پہلے ہی مکہ میں وفات ہوگئی۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ سے نکاح کر لیا' خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی وفات کے بعد وہ سب سے پہلی عورت تھیں جن سے آپ نے نکاح کیا۔

حضرت مالک بن زمعہ رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔

سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ زوجہ نبی ﷺ کے بھائی تھے اور قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے ہمراہ ان کی بیوی عمیرہ بنت السعدی بن وقدان بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بھی تھیں' اس پر سب نے اپنی روایت میں اتفاق کیا۔

وفات کے وقت مالک بن زمعہ کے بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ:

اہل مدینہ ان کا نام عبداللہ کہتے ہیں۔ عراق والے اور ہشام بن محمد بن السائب کہتے ہیں کہ ان کا نام عمرو تھا۔ اس کے بعد ان کے نسب پر سب نے اتفاق کیا۔

ابن قیس بن زائدہ بن الاصم بن رواحہ بن محجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی ان کی والدہ عاتکہ تھیں۔ وہی ام مکتوم بنت عبداللہ بن عنکشہ بن عامر بن مخزوم بن یقظہ تھیں۔

ابن ام مکتوم بزمانہ قدیم مکہ میں اسلام لائے۔ نابینا تھے اور بدر کے کچھ دن بعد مدینہ میں مہاجر ہو کے آئے۔ دارالقراء میں جو مخرمہ بن نوفل کا مکان تھا اترے۔ بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ بھی نبی ﷺ کے مؤذن تھے۔

غزوات کے موقع پر مدینہ میں حضور ﷺ کی نیابت کا اعزاز:

رسول اللہ ﷺ اپنے اکثر غزوات میں انہیں مدینہ پر خلیفہ بنا دیا کرتے تھے وہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ غزوات ایسے کیے کہ ان میں ابن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے حالانکہ نابینا تھے۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ لوگوں کی امامت کرتے تھے حالانکہ نابینا تھے۔

سفیان مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ہمراہ ان کے دونوں فرزند خالد و جنادہ اور شرحبیل بن حسنہ اور شرحبیل کی والدہ حسنہ بھی تھیں۔ حسنہ کو بھی انہوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرائی تھی۔ یہ محمد بن اسحاق و محمد بن عمر کی روایت میں ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا۔ موسیٰ بن عقبہ وابومعشر نے نہ سفیان بن معمر کو نہ ان کے کسی لڑکے کو ہجرت ملک حبشہ میں بیان کیا۔

بنی عامر بن لوی

حضرت نبیہ بن عثمان رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن وہبان بن حذافہ بن جمح' محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ میں ہجرت کی لیکن محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جس نے ملک حبشہ کو ہجرت کی وہ ان کے والد عثمان بن ربیعہ تھے' واللہ اعلم موسیٰ بن عقبہ وابومعشر نے ان باپ بیٹوں میں سے کسی کو بھی مہاجرین حبشہ میں شمار نہیں کیا۔

بنی عام بن لوی

حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی ان کی والدہ خولہ بنت عمرو بن الحارث بن عمرو یمن کے قبیلہ عبس میں سے تھیں' سلیط بن عمرو کی اولاد میں سلیط بن سلیط تھے ان کی والدہ قہطم بنت علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

سلیط مہاجرین اولین میں سے مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ حبشہ میں شریک تھے ہمراہ ان کی بیوی فاطمہ بنت علقمہ بھی تھیں' بروایت محمد بن اسحاق محمد بن عمر' لیکن موسیٰ بن عقبہ وابومعشر نے ہجرت ملک حبشہ میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

سلیط احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا فرمان دے کے ہوذہ بن علی الحنفی کے پاس محرم ۷ھ میں بھیجا تھا' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہجرت نبوی کے بارھویں سال جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

حضرت عسکران بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔ ان کی والدہ حبی بنت قیس بن ضبیس بن ثعلبہ بن حیان بن غنم بن ملیح بن عمرو خزاعہ میں سے تھیں۔

عسکران بن عمرو کی اولاد میں عبداللہ تھے ان کی والدہ سودہؓ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

عمیر نے پوچھا کہ آپ کو اس کی کس نے خبر دی' واللہ ہم دونوں کے ساتھ کوئی تیسرا نہ تھا۔

فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی۔

انہوں نے کہا کہ ہمیں آپ آسمان کی خبر دیتے تھے تو ہم تصدیق نہیں کرتے تھے آپ ہمیں اہل زمین کی خبر دیتے ہیں۔اب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عمیر بن وہب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد تک زندہ رہے۔

حضرت حاطب بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ان کی والدہ قتیلہ بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں' مکہ میں قدیم الاسلام تھے' ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ہمراہ ان کی بیوی فاطمہ بنت المجلل بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدودٌ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بھی تھیں۔

موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وہشام بن محمد بن السائب فاطمہ بنت المجلل کہتے تھے' ہشام ام جمیل کہتے تھے۔

ہجرت حبشہ میں حاطب کے ہمراہ ان کے دونوں بیٹے محمد وحارث فرزندان حاطب بن الحارث بھی تھے' ملک حبشہ ہی میں حاطب کا انتقال ہو گیا۔ان کی بیوی اور لڑکوں کو دونوں کشتیوں میں سے ایک میں لے کے لایا گیا۔

یہ سب موسیٰ بن عقبہ ومحمد بن اسحاق وابومعشر ومحمد بن عمر نے اپنی روایتوں میں بیان کیا ہے۔

حاطب کی اولاد میں عبداللہ بھی تھے جن کی والدہ جہیرہ ام ولد تھیں۔

ان کے بھائی:

حضرت خطاب بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ان کی والدہ قتیلہ بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔

قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں شریک تھے' ہمراہ ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار الازدی بھی تھیں جو ابی نجراۃ کی بہن تھیں۔

ملک حبشہ ہی میں خطاب کی وفات ہوئی ان کی بیوی کو دو کشتیوں میں سے ایک میں لایا گیا۔خطاب کی اولاد میں محمد تھے۔

حضرت سفیان بن معمر رضی اللہ عنہ:

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

ہشام بن محمد بن السائب نے کہا کہ سفیان کی والدہ اہل یمن میں سے تھیں۔انہوں نے اس سے زیادہ نہیں بیان کیا اور نہ ان کی والدہ کا نسب بتایا گیا۔محمد بن عمر نے کہا کہ سفیان بن معمر کی والدہ حسنہ شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ حسنہ شرحبیل کی والدہ سفیان بن معمر کی زوجہ تھیں۔ان سے ان کی اولاد میں خالد اور جنادہ فرزندان سفیان بن معمر تھے۔

حاضر ہوتے وقت میں بھول کے تلوار لیے چلا آیا۔ فرمایا کہ تم کیوں آئے؟

انہوں نے کہا کہ میں اپنے لڑکے کے فدیے میں آیا ہوں۔

فرمایا کہ تم نے حرم میں صفوان بن امیہ سے عہد کیا کہ؟ عرض کی میں نے کچھ نہیں کیا۔

فرمایا تم نے یہ کیا کہ مجھے اس شرط پر قتل کرو گے کہ وہ تمہیں یہ یہ چیزیں دے گا۔ تمہارا قرض ادا کرے گا اور تمہارے عیال کا خرچ برداشت کرے گا۔

عمیر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور بے شک آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ یا رسول اللہؐ واللہ میرے اور صفوان کے سوا اس کی کسی کو اطلاع نہ تھی۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ نے آپ کو آگاہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لیے سہولت کرو اور ان کے اسیر کو رہا کر دو۔

وہب بن عمیر کو بغیر فدیے کے رہا کر دیا گیا۔

عمیر مکہ واپس گئے' مگر صفوان بن امیہ کی طرف رخ بھی نہ کیا۔ صفوان کو معلوم ہو گیا کہ وہ اسلام لے آئے ہیں۔

ان کا اسلام بہت اچھا رہا۔ مدینہ کی طرف ہجرت کی احد اور بعد کے مشاہد میں نبی ﷺ کے ہمرکاب رہے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ عمیر بن وہب یوم بدر میں نکلے' وہ مقتولین میں گر پڑے۔ جس شخص نے انہیں زخمی کیا تھا تلوار رلے کے ان کے پیٹ پر رکھ دی۔ انہوں نے تلوار کی آواز سنی جو سنگریزوں میں تھی۔ گمان کیا کہ ان کو قتل کر دیا گیا۔

عمیر نے رات کی ٹھنڈک پائی تو کسی قدر افاقہ ہو گیا۔ وہ کھسکنے لگے اور مقتولین میں سے نکل کر مکہ واپس گئے اور اچھے ہو گئے۔

ایک روز جبکہ وہ اور صفوان بن امیہ حرم میں تھے تو انہوں نے کہا کہ واللہ میں مضبوط کلائی والا' عمدہ ہتھیار والا' خوب دوڑنے والا ہوں۔ اگر میرے عیال نہ ہوتے تو میں محمد (ﷺ) کے پاس جاتا اور اچانک قتل کر دیتا۔ صفوان نے کہا کہ تمہارے عیال میرے ذمے ہیں اور تمہارا قرض بھی میرے ذمے ہے۔

عمیر گئے اپنی تلوار لی۔ جب وہ داخل ہوئے تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا' اٹھ کر ان کے پاس آئے تلوار کی پیٹی لے لی اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ عمیر نے پکارا اور کہا کہ جو شخص تمہارے پاس دین میں داخل ہونے کو آئے اس کے ساتھ تم لوگ ایسا ہی کرتے ہو؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمر انہیں چھوڑ دو۔

انہوں نے (بجائے سلام کے) **انعم صباحاً** (یعنی نعمت میں صبح کرو) کہا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے ہمیں **انعم صباحا** کے بدلے وہ چیز دے دی جو اس سے بہتر ہے' یعنی ''السلام علیکم'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اور صفوان کا حال جو کچھ تم دونوں نے کہا مجھے معلوم ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے بتایا کہ تم نے کہا تھا کہ اگر میرے عیال نہ ہوتے اور مجھ پر قرض نہ ہوتا تو میں محمد (ﷺ) کے پاس جاتا اور اچانک قتل کر دیتا۔ اس پر صفوان نے کہا کہ تمہارے عیال اور تمہارا قرض میرے ذمے ہے۔

محمیہ بن جزء ام الفضل لبابہ بنت الحارث کے جو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کی والدہ تھیں اخیافی بھائی تھے۔

محمد بن عمرو علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف القرشی نے کہا کہ محمیہ بنی سہم کے حلیف تھے ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ محمیہ بنی جمح کے حلیف تھے ان کی بیٹی فضل بن العباس بن عبدالمطلب کے پاس تھیں۔ ان سے ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

محمیہ بن جزء مکہ میں زمانہ قدیم میں اسلام لائے۔ سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے۔ ان کے مشاہد میں سب سے پہلا المریسیع ہے جو غزوۂ بنی المصطلق ہے۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ المریسیع میں خمس کی تقسیم اور مسلمانوں کے حصوں پر محمیہ بن جزء الزبیدی کو عامل بنایا۔ آنحضرت ﷺ نے تمام مال غنیمت میں سے خمس نکالا محمیہ بن جزء اس کے محافظ تھے۔

عبداللہ بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے خمس پر محمیہ بن جزء الزبیدی کو مامور فرمایا خمس انہیں کے پاس جمع کیا۔

نافع بن بدیل بن ورقاء بنی جمح بن عمرو بن ھصیص بن کعب:

حضرت عمیر بن وہب بن خلف رضی اللہ عنہ:

ابن وہب بن حذافہ بن جمح' ان کی کنیت ابوامیہ تھی' والدہ ام بخیلہ بنت ہاشم بن سعید بن سہم تھیں۔ عمیر کی اولاد میں وہب بن عمیر بنی جمح کے سردار امیہ اورابی تھے' ان کی والدہ رقیقہ تھیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ خالدہ بنت کلدہ ابن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔

عمیر بن وہب مشرکین کے ساتھ بدر میں شریک تھے۔ ان لوگوں نے مخبر بنا کے بھیجا تھا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کا شمار کریں اور ان کی تعداد لائیں' عمیر نے تعمیل کی' بدر میں قریش کو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے سے واپس کرنے کے سخت خواہش مند تھے۔

جب ان لوگوں کو شکست ہوئی تو ان کے بیٹے وہب بن عمیر اسیر ہو گئے رفاعہ بن رافع بن مالک الزرقی نے گرفتار کیا۔

عمیر مکہ واپس گئے۔ ان سے صفوان بن امیہ نے جو ان کے ساتھ حرم میں تھا کہا کہ تمہارا قرض میرے ذمے ہے' تمہارے عیال میرے ذمے ہیں میں جب تک زندہ رہوں گا ان کا خرچ برداشت کروں گا۔ اور تمہارے لیے یہ یہ کروں گا بشرطیکہ تم محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور انہیں قتل کردو۔

انہوں نے اس شرط پر اس سے موافقت کر لی اور کہا کہ ان کے پاس جانے میں مجھے ایک بہانہ بھی ہے۔ میں کہوں گا کہ آپ کے پاس اپنے بیٹے کے فدیے میں آیا ہوں۔

عمیر مدینہ آئے' رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے خدمت نبوی میں حاضر ہوئے تو اس طرح کہ ہاتھ میں تلوار تھی' رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا کہ یہ شخص غدر کا ارادہ رکھتا ہے۔ مگر اللہ اس کے اور اس غداری کے درمیان حائل ہے۔

جب آگے بڑھا تو رسول اللہ ﷺ کی جانب جھکا۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا کہ ہتھیار لیے ہو۔ انہوں نے کہا کہ

نے کہا کہ وہ بشر بن الحارث بن قیس تھے' ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ تھے۔

حضرت سعید بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم' ان کی والدہ دختر عروہ بن سعد بن حذیم بن سلامان بن سعد بن جمح تھیں' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبد عمرو بن عمرہ بن سعد کی بیٹی تھیں' سعید ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ تھے رجب ۱۵ھ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

حضرت معبد بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم' ان کی والدہ دختر عروہ بن سعد بن حذیم بن سلامان بن سعد بن جمح تھیں' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عبد عمرو بن عروہ بن سعد کی بیٹی تھیں۔ ہشام بن محمد نے معبد بن الحارث کہا' محمد بن عمر نے معمر بن الحارث کہا۔

حضرت سعید بن عمرو التمیمی رضی اللہ عنہ:

ان لوگوں کے حلیف اور اخیافی بھائی تھے۔ ان کی والدہ دختر حرثان بن حبیب بن سواہ بن عامر بن صعصعہ تھیں موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق نے اسی طرح سعید بن عمرو کہا۔

محمد بن عمر وابومعشر نے معبد بن عمرو کہا۔ ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ تھے۔

حضرت عمیر بن رئاب رضی اللہ عنہ:

ابن حذافہ بن سعید بن سہم' محمد بن عمر نے اسی طرح کہا۔ ہشام بن محمد بن السائب نے کہا کہ وہ عمیر بن رئاب بن حذیفہ بن مہشم بن سعد بن سہم تھے۔

ان کی والدہ ام وائل بنت معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عمیر بن رئاب ہجرت ثانیہ کے مہاجرین حبشہ میں تھے جن کو سب نے اپنی روایت میں بیان کیا۔ عین التمر میں شہید ہوئے۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی سعد

حضرت محمیہ بن جزء رضی اللہ عنہ:

ابن عبد یغوث بن عویج بن عمرو بن زبید الاصغر' ان کا نام منبہ تھا زبید اس لیے ہوا کہ جب ان کے چچا اور چچا کے بیٹے بہت ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے اپنی مدد سے کون بڑھائے گا یعنی بنی اود پر مجھے کون اپنی مدد دے گا ان لوگوں نے جواب دیا' اس لیے ان سب کا نام زبید اصغر سے زبید اکبر تک زبید ہو گیا زبید اصغر بن ربیعہ بن سلمہ بن مازن بن ربیعہ بن منبہ تھے' وہ زبید اکبر تھے' انہیں تک زبید بن صعب بن سعد العشیرہ کی جو مدحج میں سے تھے جماعتیں ملتی ہیں۔

محمیہ بن جزء کی والدہ ہند تھیں' یہی خولہ بنت عوف بن زہیر بن الحارث بن حماطہ حمیر کے ذی جلیل میں سے تھیں۔

اسے گھوڑوں سے روندو' پھر خود انہوں نے اسے روند الوگ ان کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ انہیں کاٹ ڈالا۔ جب پوری شکست ہو گئی اور مسلمان لشکر کی طرف لوٹے تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان کے پاس دوبارہ گئے گوشت اعضاء اور ہڈیوں کو جمع کر کے چمڑے کے فرش میں لادا اور دفن کیا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ان کی شہادت کی خبر پہنچی تو کہا کہ اسلام کے لیے وہ کیسی اچھی مدد تھے۔ خالد بن معدان (اور دوسرے طرق) سے مروی ہے کہ مسلمانوں اور رومیوں کی سب سے پہلی جنگ اجنادین تھی جو جمادی الاولی ۱۳ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی' اس روز عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ امیر تھے۔

حضرت ابو قیس بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم' ان کی والدہ ام ولد تھیں جو حضرمیہ تھیں' مکہ میں قدیم الاسلام تھے' ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ گئے' پھر آئے اور احد میں اور اس کے بعد کے مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمرکاب رہے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۲ھ میں ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم' ان کی والدہ ام الحجاج تھیں جو بنی شنوف بن مرہ بن منات بن کنانہ میں سے تھیں۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ عبداللہ بن الحارث شاعر تھے ان کو المبرق (سفر بعید کرنے والا) کہتے تھے' یہ نام ان کے شعر ذیل کی وجہ سے رکھا گیا جو انہوں نے کہا تھا:

اذا انا لم اُبرق فلا یسعنّی من الارض برذ وقضاء ولا بحر

''جب میں سفر بعید نہ کروں گا تو مجھے ہرگز کافی نہ ہوگا۔ زمین کا میدان والا خشکی کا حصہ اور نہ سمندر''۔

مہاجرین حبشہ میں سے تھے' جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

حضرت سائب بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم ان کی والدہ ام الحجاج بنی شنوف بن مرہ بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں' حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں موجود تھے' جنگ طائف میں زخمی ہوئے اور اس کے بعد جنگ فحل میں شہید ہوئے جو سواد اردن میں پیش آئی' بقیہ اولاد نہ تھی۔ جنگ فحل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدا میں ذی القعدہ ۱۳ھ میں ہوئی۔

حضرت حجاج بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم' ان کی والدہ ام الحجاج بنی شنوف بن مرہ بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں۔ ہجرت ثانیہ میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ تھے' رجب ۱۵ھ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے' بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت تمیم یا نمیر بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم' ان کی والدہ دختر حرثان بن حبیب بن سواۃ بن عامر بن صعصعہ تھیں' صرف محمد بن اسحاق

کرلیا اور مجھے چھوڑ دیا سفیان نے کہا کہ ہشام مشاہد یرموک وغیرہ میں سے کسی میں شہید ہوئے۔

عبداللہ بن عبید اللہ بن عمیر سے مروی ہے کہ قریش کا حلقہ جس وقت مسجد کے اس مکان میں جو کعبہ کی پشت پر ہے بیٹھا ہوا تھا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ طواف کرتے ہوئے گزرے قوم نے آپس میں کہا کہ تمہارے دلوں میں ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا ان کے بھائی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ عمرو رضی اللہ عنہ نے طواف پورا کرلیا تو اس حلقے کی طرف آئے ان لوگوں کے پاس کھڑے ہو گئے اور کہا کہ تم نے مجھے دیکھ کر کیا کہا تھا؟ مجھے معلوم ہے کہ کچھ کہا تھا قوم نے کہا کہ ہم نے تمہارا' اور تمہارے بھائی ہشام کا ذکر کیا تھا۔ ہم نے کہا کہ ہشام افضل ہیں یا عمرو' انہوں نے کہا کہ تم نے ایسے شخص کی جانب رجوع کیا جو اس حقیقت سے آگاہ ہے' میں عنقریب اس کو تم سے بیان کروں گا۔ میں اور ہشام یرموک میں حاضر ہوئے انہوں نے اور میں نے رات بھر اللہ سے دعا کی کہ ہمیں شہادت عطا کرے۔ صبح ہوئی تو انہیں شہادت عطا کر دی گئی اور میں محروم رہا کیا اس واقعے میں وہ چیز نہیں کہ مجھ پر ان کی فضیلت کو تمہارے سامنے ظاہر کر دے۔

عمرو نے کہا کہ مجھے کیا ہے میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ ان نوجوانوں کو اپنی مجلس سے ہٹا دیا' ایسا نہ کرو' ان کے لیے وسعت کرو' ان سے حدیث بیان کرواور انہیں سمجھاؤ' وہ لوگ آج قوم کے چھوٹے ہیں مگر قریب ہے کہ قوم کے بزرگ ہو جائیں گے' ہم لوگ بھی قوم کے چھوٹے تھے آج ہم نے اس حالت میں صبح کی کہ قوم کے بزرگ ہیں۔

زیاد سے مروی ہے کہ یوم اجنادین میں ہشام بن العاص نے کہا کہ اے گروہ مسلمین ان غیر مختون لوگوں کو تلوار پر صبر نہیں ہے لہٰذا تم لوگ ایسا ہی کرو جیسا میں کرتا ہوں وہ صفوں میں گھس کر ان کی جماعت کو قتل کرنے لگے۔ یہاں تک کہ خود قتل کر دیئے گئے۔

ام بکر بنت المسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ ہشام بن العاص بن وائل مرد صالح تھے جنگ اجنادین میں انہوں نے مسلمانوں کی اپنے دشمن سے کسی قدر بے پروائی دیکھی تو خود اپنے چہرے سے اتار دیا اور دشمن کے قلب میں بڑھنے لگے' آواز دے رہے تھے کہ اے گروہ مسلمین میرے پاس آؤ' میرے پاس آؤ' میں ہشام بن العاص ہوں کیا تم لوگ جنت سے بھاگتے ہو' یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ انہوں نے قبیلہ غسان کے ایک شخص پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کا پھیپھڑا نکل پڑا۔ بنی غسان ہشام پر پلٹ پڑے اور اپنی تلواروں سے اتنا مارا کہ شہید ہو گئے لشکر نے انہیں روند ڈالا تھا۔ عمرو ان پر دوبارہ گزرے تو ان کا گوشت جمع کر کے دفن کیا۔

خلف بن معدان سے مروی ہے کہ جنگ اجنادین میں رومیوں کو شکست ہوئی تو وہ ایسے تنگ مقام پر پہنچے جسے ایک انسان سے زیادہ عبور نہیں کر سکتا تھا رومی قتال کرنے لگے وہ لوگ پہلے سے وہاں چلے گئے تھے اور اسے عبور کر لیا تھا ہشام بن العاص بن وائل آگے بڑھے جنگ کی اور شہید ہو کر اس سوراخ پر گر پڑے اور اسے بند کر دیا۔ مسلمان وہاں تک پہنچے تو ڈرے کہ کہیں لاش گھوڑوں سے روندی نہ جائے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے لوگو اللہ نے انہیں شہید کر دیا' ان کی روح کو اٹھا لیا اب تو وہ صرف ایک جثہ ہے' لہٰذا تم

عادت تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔

ان کے بھائی:

حضرت قیس بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم' ان کی والدہ تمیمہ بنت حرثان بنی حارث بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں۔ محمد بن عمر نے اسی طرح قیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ' کہا لیکن ہشام بن محمد السائب الکلبی نے کہا کہ قیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے والد تھے اور ان کا نام حسان تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے اور بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شریک تھے۔ موسیٰ بن عقبہ وابومعشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ:

ابن وائل بن ہشام بن سعید بن سہم' ان کی والدہ ام حرملہ بنت ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔ مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شریک تھے جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر پہنچی تو آپ کے ساتھ شامل ہونے کے ارادے سے مکہ آئے' مگر والد اور قوم نے قید کر دیا۔ خندق کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں آئے اور بعد کے مشاہد میں حاضر ہوئے' اپنے بھائی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سن میں چھوٹے تھے' بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عاص کے دونوں بیٹے ہشام وعمرو مومن ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ عاص کے دونوں بیٹے مومن ہیں۔

عاص کے دونوں بیٹوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم جس مجلس میں بیٹھتے تھے پہلی مجلس سے زیادہ مسرور ہوتے تھے ایک دن ہم دونوں آئے' لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں کے پاس باہم قرآن میں بحث کر رہے تھے جب ہم نے ان کو دیکھا تو ان سے الگ رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجروں کے پیچھے سے ان کا کلام سن رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر غضبناک ہو کر برآمد ہوئے کہ غضب آپ کے چہرے سے نمایاں تھا۔ آپ لوگوں کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اے قوم تمہارے سے پہلے امتیں اپنے انبیاء پر اختلاف کرنے اور کتاب کے ایک حصہ کو لے کے دوسرے کو چھوڑ دینے سے گمراہ ہو گئیں۔ قرآن اس لیے نازل نہیں ہوا کہ تم لوگ اس کے ایک حصہ کو لو اور دوسرے کو چھوڑ دو' اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تصدیق کرتا ہے اس میں سے تم جو کچھ جان سکو اس کا علم رکھو اور جو تم پر دشوار ہو اس پر ایمان رکھو اس کے بعد آپ میری اور میرے بھائی کی طرف متوجہ ہوئے ہم اپنے دل میں خوش ہوئے کہ آپ نے ہمیں ان لوگوں کے ساتھ نہیں رکھا۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم بہتر ہو یا تمہارے بھائی ہشام بن العاص۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہیں اپنی اور ان کی خبر دیتا ہوں ہم دونوں نے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے پیش کیا' اس نے انہیں قبول

کہ اللہ نے آج رات کو تم لوگوں کی ایک ایسی نماز سے مدد کی جو تمہارے لیے چوپایوں کے گدھوں سے بہتر ہے' ہم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی ہے' فرمایا نماز عشاء سے طلوع فجر تک وتر۔

بنی سہم بن عمرو بن ھصیص بن کعب

حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم بن عمرو بن ھصیص ان کی والدہ تمیمہ بنت حرثان بنی حارث بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں۔ وہ ان خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے شوہر تھے۔ خنیس رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر ہوئے البتہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔ لیکن وہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے۔ بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شریک تھے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان بنام کسریٰ میں آپ کے قاصد تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا فرمان بنام کسریٰ عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بھیجا' حکم دیا کہ وہ سردار بحرین کو دے دیں' سردار بحرین نے اسے کسریٰ کے پاس بھیج دیا جب اس نے اسے پڑھا تو پھاڑ دیا (بروایت المسیب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر بددعا فرمائی کہ وہ لوگ بالکل پارہ پارہ کر دیئے جائیں۔

ابی وائل سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کون ہیں۔ فرمایا کہ تمہارے والد حذافہ ہیں' حذافہ کی والدہ نے تمہارے والد کے لیے شریف لڑکا پیدا کیا۔ اس مخاطبت کے بعد ان کی والدہ نے کہا کہ اے فرزند آج تم نے اپنی والدہ کو بہت بڑے مقام پر کھڑا کر دیا تھا۔ اگر آپ کوئی دوسری بات فرماتے تو کیسا ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے یہ چاہا تھا کہ جو کچھ میرے دل میں ہے وہ ظاہر کر دوں۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ لوگوں میں ندا کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں (یعنی ان ایام میں کوئی روزہ نہ رکھے)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رومیوں نے عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر لیا تھا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں قسطنطین کو لکھا تو اس نے رہا کر دیا۔ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے والد کون ہیں۔ فرمایا کہ تمہارے والد حذافہ بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابو سلمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور بہ آواز بلند قراءت کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نہیں۔ مجھے نہ سناؤ۔ اللہ کو سناؤ۔

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اصحاب بدر میں سے تھے ان میں (مزاح) دل لگی کی

وہ چوراسی برس کے تھے۔

فضل بن دکین سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ حجاج کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کے نیزے کی انی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاؤں میں لگ گئی تھی۔ زخم بھر گیا تھا۔ لوگ حج سے واپس ہوئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کا زخم پھٹ گیا۔ وفات کا وقت آیا تو ان کی عیادت کے لیے حجاج آیا اور کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن جس نے آپ کو زخمی کیا وہ کون ہے۔ انہوں نے کہا تجھی نے تو مجھ کو قتل کیا ہے' پوچھا کس بارے میں انہوں نے کہا کہ تو نے اللہ کے حرم میں ہتھیار اٹھائے تیرے کسی ساتھی نے مجھے زخمی کر دیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ انہیں حرم میں نہ دفن کیا جائے بلکہ حرم سے باہر۔ مگر غلبۂ آراء سے انہیں حرم ہی میں دفن کیا گیا اور حجاج نے نماز پڑھی۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وفات کے وقت سالم سے کہا کہ اے فرزند اگر میں مر جاؤں تو مجھے حرم سے باہر دفن کرنا کیونکہ مہاجر ہو کے نکلنے کے بعد میں وہاں مدفون ہونا ناپسند کرتا ہوں' عرض کی اے والد بشرطیکہ ہم اس پر قادر ہوئے انہوں نے کہا کہ تم مجھے سناتے ہو' میں تم سے کہتا ہوں' اور تم کہتے ہو کہ اگر ہم اس پر قادر ہوئے۔ سالم نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ حجاج ہم پر غالب ہو جائے گا۔ اور وہی آپ پر نماز پڑھے گا' ابن عمر رضی اللہ عنہما خاموش ہو گئے۔

سالم سے مروی ہے کہ والد نے مجھے یہ وصیت کی کہ میں انہیں حرم سے باہر دفن کروں مگر ہم قادر نہ ہوئے اور حرم کے اندر فخ میں مقبرۂ مہاجرین میں دفن کیا۔

نافع سے مروی ہے کہ جب لوگ (حج سے فارغ ہو کے) واپس ہوئے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے یہ وصیت کی کہ حرم میں نہ دفن کیا جائے مگر حجاج کی وجہ سے اس پر قدرت نہ ہو سکی ہم نے انہیں ذی طوی کی طرف مقبرۂ مہاجرین میں دفن کیا ان کی وفات ۷۴ھ میں مکہ میں ہوئی۔

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ:

ابن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن بجرہ بن خلف بن صداد بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ فاطمہ بنت علقمہ بن عامر بن بجرہ بن خلف بن صداد تھیں۔

خارجہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن اور ابان تھے ان دونوں کی والدہ قبیلۂ کندہ کی ایک بیوی تھیں۔ عبداللہ وعون کی والدہ ام ولد تھیں۔

خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ مصر میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قاضی تھے جب اس روز کی صبح ہوئی جس میں خارجی پہنچا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مارے تو عمرو نماز کے لیے نہیں نکلے۔ خارجہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ خارجی بڑھا اور خارجہ کو مارا۔ اس کو خیال تھا کہ یہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں اسے گرفتار کر کے عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا گیا۔ لوگوں نے کہا کہ واللہ تو نے عمرو کو نہیں مارا خارجہ کو مارا۔ اس نے کہا کہ میں نے عمرو کا ارادہ کیا مگر اللہ نے خارجہ کا ارادہ کیا چنانچہ یہ مثل ہو گئی۔

خارجہ بن حذافہ العدوی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صبح کی نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے فرمایا

ضرور یہ کرتا اور وہ کرتا۔ جب اس نے بہت باتیں بنائیں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو ہی تو ہے جس نے مجھے تکلیف پہنچائی' تو نے اس دن ہتھیار اٹھائے جس دن ہتھیار نہیں اٹھائے جاتے' حجاج چلا گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے سوائے تین چیزوں کے دنیا کی کسی چیز پر افسوس نہیں ہے' دوپہر کی پیاس (کہ اس حالت میں نفل روزے نہ رکھے) رات کی مصیبت (کہ عبادت الٰہی میں شب کیوں نہ بسر کی) اور اس پر کہ میں نے اس باغی گروہ سے قتال نہ کیا جو ہمارے پاس گھس آیا تھا۔

بنی مخزوم کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاؤں میں زخم لگ گیا تھا تو ان کے پاس عیادت کے لیے حجاج آیا' وہ داخل ہوا' انہیں سلام کیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بستر پر تھے انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ حجاج نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن آپ جانتے ہیں کہ آپ کا پاؤں کس نے زخمی کیا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں' اس نے کہا واللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کس نے آپ کو زخمی کیا تو میں ضرور اسے قتل کر دیتا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے گردن نہیں اٹھائی نہ اس سے کلام کیا نہ اس کی طرف ملتفت ہوئے جب حجاج نے یہ دیکھا تو اس طرح اٹھ کھڑا ہوا جیسے کوئی ناراض ہو' نکل کر تیز جا رہا تھا۔ مکان کے صحن میں تھا کہ اپنے پیچھے والے کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا کہ یہ شخص گمان کرتا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ ہم عہد اول کو اختیار کریں گے۔

سعید سے مروی ہے کہ حجاج' ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عیادت کے لیے آیا۔ ان کے پاس سعید بھی تھے یعنی سعید بن عمرو بن سعید بن العاص پاؤں میں زخم لگ گیا تھا۔ اس نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں۔ ہمیں اگر معلوم ہے کہ کس نے آپ کو زخمی کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اس نے زخمی کیا جس نے حرم میں ہتھیار اٹھانے کا حکم دیا جس میں ان کا اٹھانا حلال نہیں۔

اشرس بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جو زخم لگا تھا اس کو پوچھا تو سالم نے کہا کہ میں نے پوچھا اے والد' یہ خون کیسا ہے جو اونٹنی کے شانے پر بہتا ہے انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں' تم اونٹنی کو بٹھاؤ۔ میں نے بٹھایا' پھر انہوں نے اپنا پاؤں رکاب سے نکالا۔ قدم رکاب میں چمٹ گیا تھا' انہوں نے کہا کہ مجھے خبر نہیں کہ کس نے زخمی کیا۔

ابوایوب سے مروی ہے کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات کیسے ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ جمرے کے پاس ہجوم میں ان کی انگلیوں کے درمیان محمل کے آگے کی لکڑی لگ گئی جس سے وہ بیمار ہو گئے۔ حجاج ان کی عیادت کے لیے آیا۔ جب ان کے قریب پہنچا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے دیکھا تو اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ حجاج نے ان سے کلام کیا مگر انہوں نے کچھ نہ کہا اس نے پوچھا کہ آپ کو کس نے مارا آپ کس پر شبہ کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب نہ دیا۔ حجاج چلا گیا اور کہا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ میں پہلے طریقے پر ہوں۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ مجھے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت پہنچی کہ جس مرض میں ان کی وفات ہوئی اس میں انہوں نے کہا کہ میں امور دنیا میں سے کسی پر افسوس نہیں کرتا سوائے اس کے کہ میں باغی گروہ سے قتال کرتا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو وصیت کی تھی کہ انہیں غسل دے وہ انہیں مشک سے ملنے لگا۔

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات ۷۴ھ میں مکہ میں ہوئی اور فخ میں مدفون ہوئے۔ وفات کے رو

پاس تھی‘ جب ان کی وفات ہوگئی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس چلی گئیں۔ ان کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اسے اپنے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ کو دے دیا اور سالم کو چھوڑ دیا‘ لوگوں نے اس کی وجہ سے انہیں ملامت کی۔

عبداللہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان حجاج بن یوسف کے پاس گئے‘ حجاج نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی گردن مارنے کا ارادہ کیا تھا۔ عبداللہ بن عبداللہ نے کہا‘ دیکھ واللہ‘ اگر تو یہ کرتا تو اللہ دوزخ کی آگ میں تجھے سرنگوں کر کے ڈال دیتا‘ حجاج نے سر جھکا لیا میں سمجھا کہ حجاج ابھی ان کے قتل کا حکم دے گا۔ اس کے بعد اس نے سر اٹھایا اور کہا کہ قریش میں سب سے بزرگ گھر کس کا ہے اور وہ کسی اور کی بات میں لگ گیا۔

خالد بن سمیر سے مروی ہے کہ فاسق حجاج نے منبر پر خطبہ پڑھا اور کہا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کتاب اللہ میں تحریف کر دی (اور اسے بدل دیا) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے‘ تو جھوٹا ہے‘ تو جھوٹا ہے۔ نہ انہیں اس کی طاقت تھی اور نہ ان کے ساتھ تجھے‘ حجاج نے کہا کہ خاموش رہو‘ تم بوڑھے ہو‘ بے ہودہ بکتے ہو‘ تمہاری عقل جاتی رہی ہے‘ قریب ہے کہ بوڑھا گرفتار کیا جائے‘ اس کی گردن ماری جائے اور اسے اس طرح گھسیٹا جائے کہ اس کے دونوں خصیے پھولے ہوئے ہوں اور اہل بقیع کے لڑکے گھماتے ہوں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا آخری وقت اور وفات:

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کوئی وصیت نہیں کی۔

نافع سے مروی ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما سخت علیل ہو گئے تو لوگوں نے کہا کہ وصیت کیجئے انہوں نے کہا کہ میں وصیت نہیں کرتا۔ میں زندگی میں جو کچھ کرتا تھا‘ اللہ اسے زیادہ جانتا ہے‘ اب تو میں ان لوگوں سے زیادہ اس کا مستحق کسی کو نہیں پاتا‘ میں ان کی جائیداد میں کسی کو ان کا شریک نہیں کرتا (یعنی اپنی اولاد کا)۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما علیل ہوئے تو لوگوں نے ان سے وصیت کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ زیادہ جانتا ہے کہ میں اپنے مال میں کیا کیا کرتا تھا رہی میری جائیداد اور زمین تو میں نہیں چاہتا کہ اولاد کے ساتھ اس میں کسی کو شریک کروں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ اے اللہ میری موت مکہ میں نہ کر۔

عطیہ العوفی سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ایک شامی نے اپنے نیزے کی انی ان کے پاؤں میں ماردی تھی ان کے پاس حجاج عیادت کے لیے آیا اور کہا کہ اگر میں اس شخص کو جان لیتا جس نے آپ کو تکلیف پہنچائی تو ضرور اس کی گردن ماردیتا۔ عبداللہ نے کہا کہ تو ہی تو ہے جس نے مجھے تکلیف پہنچائی‘ اس نے کہا‘ کیونکر‘ انہوں نے کہا کہ جس روز تو نے اللہ کے حرم میں ہتھیار داخل کیے تھے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما کو وہ فتنہ پہنچا جو انہیں مکہ میں پہنچا تھا اور انہیں تیر مارا گیا جس سے وہ زمین پر گر پڑے تو انہیں اندیشہ ہوا کہ زخم کا درد روکے گا۔ انہوں نے کہا کہ اے مصائب کے فرزند مجھے مناسک ادا کر لینے دے‘ درد شدید ہو گیا تو حجاج کو معلوم ہوا وہ ان کے پاس عیادت کے لیے آیا اور کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہو جاتا کہ کس نے آپ کو تکلیف پہنچائی تو

نافع سے مروی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک لاکھ درہم بھیجے' جب یہ چاہا کہ یزید بن معاویہ سے بیعت کی جائے تو (ابن عمر رضی اللہ عنہما نے) کہا کہ میرا خیال ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ سمجھتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دین اس وقت ارزاں ہے۔

محمد بن المنکدر سے مروی ہے کہ جب یزید بن معاویہ سے بیعت کی گئی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ اگر یہ خیر ہے تو ہم راضی ہیں اور اگر بلا ہے تو ہم نے صبر کیا۔

نافع سے مروی ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کے ساتھ زبردستی کی اور اسے معزول کر دیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے لڑکوں کو بلایا انہیں جمع کیا اور کہا کہ ہم نے اس شخص (یزید) سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت پر بیعت کی تھی' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن بدعہدی کرنے والے کے لیے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور وہ جھنڈا کہے گا کہ یہ فلاں کی بدعہدی ہے اللہ کے ساتھ شرک کے سوا سب سے بڑی بدعہدی یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے اللہ اور اس کے رسول کی بیعت پر بیعت کرے پھر اس کی بیعت کو توڑ دے لہٰذا تم میں سے ہرگز کوئی شخص یزید کو معزول نہ کرے اور نہ کوئی اس امر میں عجلت کرے کہ میرے اور اس کے درمیان تلوار ہو۔

نافع سے مروی ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر قسم کھائی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ضرور ضرور قتل کریں گے۔ پھر جب وہ مکہ کے قریب ہوئے تو لوگ ملے جن میں عبداللہ بن صفوان بھی تھے اور پوچھا کہ بتاؤ تم ہمارے پاس کیا لائے ہو۔ کیا تم اس لیے ہمارے پاس آئے ہو کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو قتل کرو۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ کہا کہ یہ کون کہتا ہے' یہ کون کہتا ہے' یہ کون کہتا ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر قسم کھائی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ضرور قتل کریں گے اس پر ہمارے متعلقین آنے لگے عبداللہ بن صفوان ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور دونوں ایک مکان میں داخل ہو گئے۔ میں مکان کے دروازے پر تھا۔ عبداللہ بن صفوان کہنے لگے کہ کیا آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑتے ہیں کہ وہ آپ کو قتل کر دیں واللہ اگر سوائے میرے اور میرے اہل بیت کے کوئی نہ ہوگا تب بھی میں آپ کے لیے ان سے قتال کروں گا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اللہ کے حرم میں صبر نہ کروں۔

نافع نے کہا کہ میں نے اس شب کو دو مرتبہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ابن صفوان کو سرگوشی کرتے سنا۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ قریب آئے تو لوگ ان سے ملے' عبداللہ بن صفوان بھی ملے اور پوچھا کہ تم ہمارے پاس کیا لائے۔ آئے ہو کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرو۔ انہوں نے کہا کہ واللہ میں انہیں قتل نہیں کروں گا۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے عبدالملک بن مروان پر اتفاق کر لیا تو انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے لکھا: امابعد! میں نے اللہ کے بندے امیر المومنین عبدالملک سے اللہ کی سنت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ان امور میں سماعت وطاعت کی بیعت کی جو میں کر سکوں گا اور میرے لڑکوں نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ میں نے ایک شخص کو محمد سے بیان کرتے سنا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے

زید الطائی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

محمد بن عبداللہ الانصاری نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن ابی عثمان القرشی سے پوچھا کہ تم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنی داڑھی زرد رنگتے دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے زرد رنگتے تو نہیں دیکھا البتہ داڑھی کو زرد دیکھا ہے جو بہت شوخ رنگ کی نہ تھی بلکہ ہلکی زرد تھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی' سوائے حج یا عمرے کے بڑھنے دیتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک یا دو مرتبہ سر منڈانا ترک کر دیا' سر کے پچھلے حصہ کے کنارے کتروائے' راوی نے کہا کہ وہ اصلع تھے (یعنی چندیا پر بال نہ تھے) راوی نے کہا کہ میں نے نافع سے کہا کہ کیا داڑھی سے بھی (کترواتے تھے) انہوں نے کہا کہ اس کے بھی کنارے کترواتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سال حج نہیں کیا تو انہوں نے مدینہ میں قربانی کی اور اپنا سر منڈایا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بہت سے (بال) جمع کیے تھے جو لانبے تھے یا اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ ان کے شانوں سے لگتے تھے' ہشام نے کہا کہ پھر مجھے ان کے پاس لایا گیا۔ وہ مروہ پر تھے' انہوں نے مجھے بلا کر پیار کیا' میں نے دیکھا کہ اس روز انہوں نے بال کتروائے۔

علی بن عبداللہ البارقی سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جس وقت بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو میں نے ان کی چندیا دیکھی جس پر بال نہ تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دومۃ الجندل میں علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے وعدے کا وقت ہوا تو معاویہ اور علی رضی اللہ عنہما کو اس سے نکلنے کا اندیشہ نہ تھا۔ ایک بہت بڑے دراز بختی اونٹ پر معاویہ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ کون ہے جو اس امر خلافت میں طمع کرے گا یا اس کی طرف اپنی گردن دراز کرے گا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سوائے اس روز کے میں نے کبھی اپنے دل سے دنیا کی بات نہیں کی' میں نے ارادہ کیا کہ (معاویہ رضی اللہ عنہ کے جواب میں) کہوں کہ (وہ شخص طمع کرتا ہے) جس نے تم کو اور تمہارے والد کو بربنائے اسلام مارا تھا اور اتنا مارا تھا کہ تم دونوں اسلام میں داخل ہو گئے' میں یہ کہنا چاہتا ہی تھا کہ جنت اور اس کی نعمتوں اور میووں کو یاد کر کے ان سے منہ پھیر لیا۔

ابی حصین سے مروی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس خلافت کا ہم سے زیادہ کون مستحق ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ وہ شخص تم سے زیادہ مستحق ہے جس نے تم کو اور تمہارے والد پر ضرب لگائی ہے' پھر میں نے جنت کی نعمتوں کو یاد کیا اور اندیشہ ہوا کہ اس کے کہنے سے فساد ہو گا۔

زہری سے مروی ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لوگ جمع ہوئے تو وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اس امر خلافت کا مجھ سے زیادہ کون مستحق ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں تیار ہوا کہ کھڑا ہوں اور کہوں کہ وہ شخص اس کا زیادہ حق دار ہے جس نے تم کو اور تمہارے والد کو کفر پر مارا ہے۔ پھر مجھے اندیشہ ہوا کہ میرے ساتھ وہ گمان کیا جائے گا جو مجھ میں نہیں ہے (یعنی خواہش خلافت)۔

سے کہا گیا کہ آپ زردی سے کیوں رنگتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے رنگتے دیکھا ہے۔

عبدالعزیز بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو زرد خضاب کرتے دیکھا۔ محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ داڑھی زرد تھی تہبند کرتے کے اندر تھی ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے اور عمامہ باندھے تھے جو آگے اور پیچھے لٹکتا تھا' معلوم نہیں جو آگے تھا وہ زیادہ طویل تھا یا جو پیچھے تھا۔

سلیمان الاحول سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے اس سے یہ تر ہو جاتا تھا راوی نے اپنے کرتے کے گریبان کی طرف اشارہ کیا۔

عبید بن جریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ اپنی داڑھی زرد رنگتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے' میں نے کہا کہ آپ کو سبتیہ چپل پہنتے دیکھا ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ وہی پہنتے تھے' وہی پسند فرماتے تھے اور انہیں میں وضو کرتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنی داڑھی زعفران سے رنگتے تھے۔ جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی سے رنگتے تھے یا کہا کہ آپ کو سب رنگوں سے زیادہ یہ رنگ پسند تھا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی زردی سے رنگتے تھے جس سے ان کے کپڑے بھر جاتے تھے کہا گیا کہ آپ زردی سے کیوں رنگتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی سے رنگتے دیکھا ہے آپ کو کوئی رنگ اس سے زیادہ پسند نہ تھا۔ آنحضرت ﷺ اس سے اپنے تمام کپڑے رنگتے تھے حتیٰ کہ اپنا عمامہ بھی۔

عثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ داڑھی زرد رنگتے تھے اور کرتے میں گھنڈی نہیں لگاتے تھے ایک بار وہ قریب سے گزرے اور سلام کرنا بھول گئے تو پھر لوٹے اور کہا کہ میں السلام علیکم بھول گیا تھا۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خلوق ورس سے (وہ خلوق جس میں کسم بھی شامل ہوتا تھا) اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے' اس سے ان کے کپڑے بھر جاتے تھے۔

محمد بن زید سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ خلوق و زعفران سے اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

عطا سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما (داڑھی) زرد رنگتے تھے۔ عثمان بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے اور ہم لوگ مکتب میں تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی زعفران اور کسم سے جس میں مشک ہوتی تھی زرد رنگتے تھے۔

موسیٰ بن ابی مریم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زردی کا خضاب کرتے تھے زردی ان کی داڑھی سے کرتے پر نظر آتی تھی۔

عبید بن جریج سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ اپنی داڑھی زرد رنگتے ہیں اور لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ زرد رنگتے ہیں اور رنگین کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔ جمیل بن

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی موچھیں کترواتے تھے اور اتنی کترواتے تھے کہ ان کے چہرے سے ظاہر ہوتا تھا۔

محمد بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی عثمان القرشی سے دریافت کیا کہ کیا تم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنی موچھیں کترواتے دیکھا ہے' انہوں نے کہا کہ ہاں' میں نے کہا کہ تم نے خود دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنی موچھیں کترواتے دیکھا ہے' ابوالملیح سے مروی ہے کہ میمون اپنی موچھیں کترواتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اپنی موچھیں کترواتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دونوں موچھوں کو لے لیتے تھے یعنی مونچھ کا لمبا حصہ (کترواڈالتے تھے)۔

حبیب بن الریان سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھ کتروائی ہے اتنی کہ گویا اسے منڈوا دیا' اور اپنی تہبند نصف ساق تک اٹھائی ہے۔ راوی نے کہا کہ میں نے اسے میمون بن مہران سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ حبیب نے سچ کہا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسے ہی تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مونچھ کا یہ اور یہ حصہ (کتروا) لیتے تھے ازہر (راوی) نے اپنی موچھوں کی طرف اشارہ کیا۔

عثمان بن عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس طرح موچھیں کترواتے دیکھا جو مونڈنے کے برابر ہوتی تھیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی مٹھی سے پکڑتے تھے اور جو مٹی سے بڑھتی تھی کترواڈالتے تھے۔ نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس طرح (اپنی داڑھی) مٹھی میں لیتے تھے (نافع اپنا ہاتھ ٹھوڑی کے پاس رکھتے) اور جو مٹھی سے بڑھی تھی اسے کترواڈالتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سوائے حج یا عمرے کے اپنی داڑھی بڑھنے دیتے تھے۔

عبدالکریم الجزری سے مروی ہے کہ مجھے اس حجام نے خبر دی جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی داڑھی کترتا تھا جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی۔

حارث بن عبدالرحمٰن بن ابی ذباب الدوسی سے مروی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

نوفل بن مسعود سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی داڑھی خلوق سے (جو زعفران وغیرہ سے مرکب خوشبو ہے) زرد رنگتے تھے اور میں نے ان کے پاؤں میں دو چپل دیکھے جن میں دو تسمے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خلوق کا تیل لگا کے پیری (بڑھاپے) میں تغیر کرتے تھے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے' کپڑوں میں بھی یہ زردی لگ جاتی تھی۔ ان

کلیب بن وائل سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ عمامہ اپنے پیچھے لٹکاتے تھے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا کہ ان کی گھنڈیاں کھلی تھیں' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی محلول الازار دیکھا۔

عثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اپنے کرتے میں گھنڈیاں نہیں لگاتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کی ایک مہر تھی' وہ اسے اپنے بیٹے ابی عبید کے پاس رکھتے تھے جب مہر لگانا چاہتے تھے تو اسے لے کے مہر لگاتے تھے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ لوگوں نے نافع کے پاس ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مہر کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما انگوٹھی نہیں پہنتے تھے' ان کی مہر (انگوٹھی) صفیہ کے پاس رہتی تھی جب وہ مہر لگانا چاہتے تھے تو مجھے بھیجتے تھے اور میں اسے لے آتا تھا۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مہر کا نقش عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کی مہر میں ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما'' منقوش تھا۔

انس سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مہر میں عربی میں نقش کھودنے کو منع کیا ابان نے کہا کہ میں نے محمد بن سیرین کو اس کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مہر کا نقش ''للہ'' تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اچھی طرح اپنی مونچھیں کترواتے تھے اور تہبند نصف ساق تک رہتی تھی۔

عثمان بن ابراہیم الحاطبی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تہبند کو ان کی نصف ساق تک دیکھا' میں نے دیکھا کہ وہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے۔

عثمان بن ابراہیم بن محمد بن حاطب سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے' انہوں نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا' محمد بن کناسہ نے کہا کہ عثمان بن ابراہیم کی والدہ قدامہ بن مظعون کی بیٹی تھیں۔

عثمان بن ابراہیم الحاطبی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس طرح اپنی مونچھیں کترواتے ہوئے دیکھا کہ گمان ہوا کہ وہ اسے اکھاڑتے ہیں۔

عثمان بن ابراہیم الحاطبی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ہمیشہ گھنڈیاں کھولے ہوئے ہی دیکھا۔

عاصم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے میں ان کی جلد کی سفیدی دیکھتا تھا یا ان کی جلد کی سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی۔

ضحاک بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے دریافت کیا کہ کیا تم کسی اہل علم کو جانتے ہو جو اپنی مونچھیں کترواتا ہو؟ انہوں نے کہا کہ سوائے عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم کے کسی کو نہیں جانتا' یہی دونوں ایسا کرتے تھے۔

عاصم بن محمد بن زید العمری نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی مونچھیں کترواتے تھے جس سے جلد کی سفیدی نظر آتی تھی۔

کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بہت کم گھنڈیاں لگائے دیکھا۔ ثابت بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے کرتے میں گھنڈیاں لگائے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

جمیل بن زید الطائی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے تہبند کو دیکھا کہ ٹخنوں سے اوپر اور پنڈلیوں سے نیچے تھی دو زرد چادریں اوڑھے تھے اور داڑھی زرد رنگے ہوئے تھے۔

ابی المتوکل الناجی سے مروی ہے کہ گویا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ رہا ہوں جو دو چادریں اوڑھے تھے اور گویا ان کی پنڈلی کی مچھلی کی طرف دیکھ رہا ہوں جو تہبند سے نیچے ہوتی تھی اور کرتا اوپر۔

یحییٰ بن عمیر سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ والد کے پاس کھڑے تھے بدن پر ایک اونچے دامن کا کرتا تھا۔ والد نے ان کے کرتے کا دامن پکڑ کے چہرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ گویا یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کرتہ ہے۔

صدقہ بن سلیمان الجعفی سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ بلند آواز تھے اور زرد خضاب کرتے تھے۔ بدن پر ایک دستوانی کرتہ تھا جو نصف ساق تک تھا۔

موسیٰ بن دہقان سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ نصف ساق تک کی تہبند باندھتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے عمامہ باندھا اور شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکایا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب وہ سجدہ کرتے تھے تو دونوں ہاتھ چادر سے باہر کر دیتے تھے۔ نضر ابی لؤلؤہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

حیان البارقی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک تہبند میں جسے وہ باندھے ہوئے تھے نماز پڑھتے دیکھا۔ میں نے سنا کہ وہ ایک تہبند میں کہ ان کے بدن پر اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہ ہوتا تھا فتوی دیتے تھے یا نماز پڑھتے تھے۔

عمران المنخلی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک تہبند میں نماز پڑھتے دیکھا۔

عثمان بن ابراہیم الحاطبی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھ اچھی طرح کترواتے تھے اور عمامہ باندھتے تھے اور اسے اپنے پیچھے لٹکاتے تھے۔

محمد بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی عثمان القرشی سے پوچھا۔ کیا تم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنی تہبند نصف ساق تک اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ نصف ساق کیا ہے۔ البتہ میں نے انہیں دیکھا ہے کہ کرتے کے دامن بہت چھوٹے رکھتے تھے۔

عبداللہ بن حنش سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بدن پر دو معافری (خاکی) چادریں دیکھیں اور تہبند نصف ساق تک تھی۔

ابو ریحانہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو مدینہ میں دیکھا کہ تہبند چھوڑے ہوئے مدینہ کے بازاروں میں آتے اور پوچھتے کہ یہ کیونکر فروخت ہوتا ہے یہ کیونکر فروخت ہوتا ہے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فتح مکہ میں آئے تو بیس برس کے تھے۔ ایک سرکش گھوڑے پر سوار تھے' پاس بھاری نیزہ تھا جسم پر ایک چھوٹی سی چادر تھی جس کے سرے سنبھلتے نہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے کی وجہ سے علیحدہ ہیں۔ تو فرمایا عبداللہ ہیں' عبداللہ ہیں۔ یعنی آپ نے ان کی تعریف فرمائی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فتح مکہ میں جس وقت آئے تو بیس سال کے تھے۔ موسی المعلم سے مروی ہے کہ کسی دعوت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بلائے گئے تو ایک فرش پر بیٹھ گئے جس پر گلابی رنگ کا کپڑا تھا۔ دستار خوان بچھا تو انہوں نے بسم کہہ کر اپنا ہاتھ بڑھایا' پھر اٹھالیا اور کہا کہ میں روزے سے ہوں اور دعوت کے لیے حق ہے۔

یحیی البکا سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک تہبند اور ایک چادر میں نماز پڑھتے دیکھا اپنے دونوں ہاتھوں کو اس طرح کرتے تھے (ابوجعفر راوی اپنا ہاتھ بغل میں داخل کرتے تھے) اور انگلی کو اس طرح کرتے تھے' ابوجعفر نے اپنی انگلی ناک میں داخل کی۔

قزعۃ العقیلی سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سردی محسوس ہوئی۔ حالانکہ احرام باندھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ مجھے چادر اڑھادو' میں نے چادر اڑھادی بیدار ہوئے تو اس کی خوبصورتی اور دھاریوں کو دیکھنے لگے' دھاریاں ریشم کی تھیں انہوں نے کہا کہ اگر یہ نہ ہوتا تو کوئی حرج نہ تھا۔

نافع سے مروی ہے کہ میں نے بسا اوقات ابن عمر رضی اللہ عنہما پر پانچ سو درہم قیمت کی دھاری دار چادر دیکھی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ٹسر (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) نہیں پہنتے تھے لیکن کسی لڑکے کے بدن پر دیکھتے تھے تو منع بھی نہیں کرتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ گیرو کا رنگا ہوا لباس بھی پہنتے تھے اور زعفران کا رنگا ہوا بھی۔ نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حمام یا تالاب یا نہر میں بغیر تہبند کے نہیں داخل ہوتے تھے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاؤں میں دو چپل دیکھے کہ ہر ایک میں انگوٹھے اور انگلی کے بیچ میں تسمہ تھا۔ میں نے انہیں صفا و مروہ کے درمیان دیکھا کہ بدن پر دو سفید چادریں تھیں جب وہ مسیل پر (سیلاب گاہ پر جو اس زمانے میں بھی دو سبز ستونوں سے محدود ہے) آتے تھے تو معمولی رفتار سے کسی قدر تیز چلتے تھے اور جب مسیل سے گزر جاتے تھے تو معمولی طور پر چلتے تھے' جب صفا و مروہ میں سے کسی پر آتے تھے تو بیت اللہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوتے تھے۔

زید بن جبیر سے مروی ہے کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے دو کمبل کی جھولداریاں اور ایک خیمہ ان کے یہاں دیکھا پاؤں میں دو تسمہ والے چپل تھے۔ ایک تسمہ چار انگلیوں کے درمیان تھا جس پر زبان کی طرح نوکدار بال تھے ہم لوگ اسے الحصیہ کہتے ہیں۔

جبلہ بن سحیم سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک کرتہ خرید کر پہنا پھر اسے واپس کرنا چاہا تو اس کے کرتے میں ان کی داڑھی سے زردی لگ گئی جس کی وجہ سے انہوں نے واپس نہیں کیا۔

نافع یا سالم سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں کرتے کے اوپر سے تہبند باندھتے تھے۔ الازرق بن قیس سے مروی ہے

مرجائیں گے تو تمہیں ان کے ذریعہ سے ثواب ملے گا اور اگر زندہ رہیں گے تو اللہ سے تمہارے لیے دعا کریں گے۔

عمرو بن یحییٰ نے اپنے دادا سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کچھ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ جب وہ شخص پلٹا تو اپنے آپ سے کہا کہ اچھا ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی لاعلمی ظاہر کر دی۔

ابن عون سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ ضرورت تھی تو ان کو لکھنے کا ارادہ کیا اور اپنے نام سے شروع کیا لوگ ان کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم معاویہ کی جانب۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں بازار میں صرف اس لیے جاتا ہوں کہ میں سلام کروں اور مجھے سلام کیا جائے اس کے سوا کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

کثیر بن بناتہ الحدانی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بصرے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ہدیہ لے کے آیا تو انہوں نے قبول کر لیا' ان کے مولیٰ سے پوچھا کہ آیا وہ خلافت طلب کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ نہیں' وہ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ بزرگ ہیں۔ راوی نے کہا کہ میں نے انہیں روزے کی حالت میں دوگیرو میں رنگی ہوئی چادروں میں اس طرح دیکھا کہ ان پر (وضو یا غسل کے لیے) پانی ڈالا جا رہا تھا۔

نافع سے مروی ہے کہ ایک روز ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پانی مانگا تو شیشے میں پانی لایا گیا انہوں نے دیکھا تو نہیں پیا۔

جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں سالم کے پاس تھا' انہوں نے پانی مانگا پانی ایسے پیالے میں لایا گیا جس میں چاندی کا ملمع تھا جب انہوں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اسے دیکھ کر اپنا ہاتھ روک لیا۔ اور نہیں پیا۔ میں نے نافع سے پوچھا کہ ابو عمر کو پانی پینے سے کیا چیز روکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ بات جو انہوں نے چاندی کا ملمع کیے ہوئے برتن کے بارے میں اپنے والد سے سنی ہے' میں نے کہا کہ کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما چاندی کے ملمع کیے ہوئے برتن میں نہیں پیتے تھے' وہ ناراض ہوئے اور کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما چاندی کے ملمع کیے ہوئے برتن میں پییں گے؟ واللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما تو پیتل میں وضو نہیں کرتے تھے پوچھا کس چیز میں وضو کرتے تھے کہا کہ کیتلی اور لکڑی کے پیالوں میں۔

حنتف بن السجف سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیعت کرنے میں کون سا امر مانع ہے؟ انہوں نے کہا کہ واللہ میں نے ان لوگوں کی بیعت کو سوائے قِقّہ (کھیل) کے اور کچھ نہ پایا۔ تم جانتے ہو کہ قِقّہ کیا ہے' کیا تم نے بچے کو نہیں دیکھا کہ وہ پاخانہ پھرتا ہے اور پاخانہ پھرنے میں اپنے ہاتھ رکھتا ہے تو اس کی ماں کہتی ہے کہ قِقّہ۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس فتنے میں ہماری مثال اس قوم کی سی ہے جو اس راہ پر چل رہی ہو جسے وہ جانتے ہوں' اسی حالت میں تھے کہ ابر و تاریکی نے گھیر لیا۔ بعض نے داہنی سمت اختیار کی اور بعض نے بائیں' وہ راستہ بھول گئے' ہم نے جب یہ حالت دیکھی تو کھڑے ہو گئے' تاریکی دور ہو گئی۔ پہلا راستہ نظر آیا۔ اسے پہچان کر اختیار کر لیا۔

قریش کے یہ نوجوان اس سلطنت اور اس دینار پر باہم کشت و خون کرتے ہیں' واللہ میں اپنے ایک جوتے کے برابر بھی اس چیز کے ہونے کی پرواہ نہیں کرتا جس میں بعض لوگ بعض کو قتل کریں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ذمے چند درہم تھے انہوں نے اس سے زیادہ کھرے ادا کیے۔ اس شخص نے جس کو ادا کیے تھے کہا کہ یہ میرے درہموں سے بہتر ہیں انہوں نے کہا مجھے معلوم ہے لیکن میرا دل اسی سے خوش ہے۔

ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو کھجوریں لٹائی گئیں ہم نے بھی خریدیں اور سرکہ بنایا والدہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بھیجا میں بھی قاصد کے ساتھ گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت کر کے کہا کہ اسے گرادو۔

یوسف بن مالک بن ماہک سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو عبید بن عمیر کے پاس دیکھا کہ عبید قصہ بیان کر رہے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

عاصم بن ابی النجود سے مروی ہے کہ مروان نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم بیعت کریں گے آپ عرب کے سردار ہیں اور سردار کے فرزند ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اہل مشرق کے ساتھ کیا کروں اس نے کہا کہ انہیں اتنا ماریئے کہ وہ بیعت کر لیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا واللہ اگر میرے لیے ستر سال تک سلطنت ہو اور ایک شخص بھی قتل کیا جائے تو مجھے پسند نہیں۔ مروان کہتا تھا:

انی اری فتنةً تغلی مراجلها والملك بعد ابی لیلی لمن غلبا

''میں فتنے کو دیکھتا ہوں کہ اس کی دیگیں ابل رہی ہیں۔ اور ابولیلیٰ (معاویہ) کے بعد سلطنت اس شخص کے لیے ہوگی جو غالب آئے گا''۔

ابولیلیٰ معاویہ بن یزید بن معاویہ تھے اپنے والد یزید کے بعد چالیس شب تک خلیفہ رہے یزید نے اپنی زندگی ہی میں لوگوں سے ان کے لیے بیعت لی تھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ خوارج اور خشبیہ کے زمانے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ اس گروہ اور اس گروہ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں حالانکہ یہ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ جو شخص حی علی الصلوٰۃ (نماز کے لیے آؤ) کہے گا اسے میں جواب دوں گا اور جو شخص حی علی الفلاح (فلاح کے لیے آؤ) کہے گا اسے میں جواب دوں گا اور جو شخص کہے گا کہ اپنے برادر مسلم کے قتل کو اور اس کا مال لوٹنے کو آؤ تو میں کہوں گا کہ نہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ عراق میں ایک دیہاتی سے جنگ کی اور اسے قتل کر کے سامان لے لیا جو انہیں کے سپرد کر دیا گیا۔ وہ اپنے والد کے پاس آئے اور اسے ان کے سپرد کر دیا۔

حبیب بن الشہید سے مروی ہے کہ نافع سے پوچھا گیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی منزل میں کیا کرتے تھے انہوں نے کہا کہ وہ جو کام کرتے تھے اس کی دوسروں کو طاقت نہیں۔ ہر نماز کے لیے وضو اور ہر وضو اور نماز کے درمیان قرآن پڑھا کرتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی نہ میں نے کوئی اینٹ اینٹ پر رکھی اور نہ کوئی کھجور کا درخت بویا۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارادہ کیا کہ نکاح نہ کریں حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نکاح کرو۔ اگر بچے

اے اللہ تو جانتا ہے کہ اگر ہمیں تیرا خوف نہ ہوتا تو ہم اپنی قوم قریش سے اس دنیا کے بارے میں باہم لڑ جاتے۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے طواف میں پایا تو اپنے ساتھ ان کی بیٹی کا پیام دیا مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کوئی جواب نہ دیا' عروہ نے کہا کہ میرے رائے میں انہوں نے اس امر کی موافقت نہیں کی جو میں نے ان سے طلب کی' لامحالہ میں اس معاملے میں ان سے دوبارہ کہوں گا۔

نافع نے کہا کہ ہم لوگ عروہ سے پہلے مدینہ آ گئے اور ہمارے بعد وہ آئے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے سلام کیا تو ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم نے طواف میں میری بیٹی کا ذکر کیا حالانکہ ہم لوگ اللہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے تھے' یہی امر تھا جس نے مجھے اس معاملے میں جواب دینے سے باز رکھا' جو چیز تم نے طلب کی تھی اس میں تمہاری کیا رائے ہے' کیا اب بھی اس کی حاجت ہے' عروہ نے کہا کہ اس وقت سے زیادہ میں کبھی اس پر حریص نہ تھا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کہ لڑکی کے دونوں بھائیوں کو بلاؤ۔ عروہ نے بھی کہا کہ زبیر کے لڑکوں میں سے جسے پانا بلا لانا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہمیں ان لوگوں کی ضرورت نہیں' عروہ نے کہا اچھا تو ہمارے مولیٰ فلاں (کو بلا لیا جائے) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ تو بہت بعید ہے۔

لڑکی کے دونوں بھائی آ گئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا کہ یہ عروہ ہیں جو ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں تم دونوں پہچانتے ہو۔ انہوں نے تمہاری بہن سودہ کا ذکر کیا ہے' میں ان سے اس عہد پر نکاح کرتا ہوں جو اللہ نے عورتوں کے لیے مردوں سے لیا ہے کہ یا تو نیکی کے ساتھ نکاح میں رکھنا یا احسان کے ساتھ طلاق دے کر آزاد کر دینا اور اس مہر پر نکاح کرتا ہوں جس سے مرد عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کر لیتے ہیں' اے عروہ اس قسم کے عہد پر تم راضی ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے کہا میں نے تم سے اللہ کی برکت پر اس کا نکاح کر دیا۔

عروہ نے ولیمہ کیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی بلا بھیجا۔ وہ آئے اور کہا کہ اگر تم مجھ سے کل شام کو کہہ دیتے تو میں آج روزہ نہ رکھتا۔ اب تمہاری کیا رائے ہے بیٹھوں یا واپس جاؤں انہوں نے کہا۔ نیکی کے ساتھ واپس جایئے' ابن عمر رضی اللہ عنہما چلے گئے۔

نافع سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کوئی مسئلہ پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا سر جھکا لیا۔ اور اسے پسند نہیں کیا۔ لوگوں کو گمان ہوا کہ انہوں نے مسئلہ نہیں سنا' دوبارہ عرض کی' اللہ آپ پر رحمت کرے کیا آپ نے میرا مسئلہ نہیں سنا' انہوں نے کہا کیوں نہیں' تم لوگوں کا خیال یہ ہے کہ جو کچھ ہم سے سوال کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے ہم سے نہیں پوچھے گا اللہ تم پر رحمت کرے' ہمیں اتنی مہلت دو کہ مسئلہ سمجھ لیں۔ اگر ہمارے پاس اس کا جواب ہوگا تو تمہیں بتا دیں گے ورنہ آگاہ کر دیں گے کہ ہمیں اس کا علم نہیں۔

عاصم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بغیر اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے نہیں سنا کہ ان کی آنکھیں رونے میں سبقت کرتی تھیں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ لوگ انہیں سلام کرنے لگے' اپنے گھوڑے تک پہنچے تو مجھ سے کہا کہ اے مجاہد لوگ مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ اگر میں انہیں سونا چاندی دیتا تب بھی محبوبیت میں نہ بڑھتا۔

ہاں' ارشاد ہوا' یہ مچھلی اسی کو دے دو۔ ابن سیرین سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس شعر کو مثل کے طور پر پڑھا کرتے تھے:

یحب الخمر من مال الندامیٰ ویکرہ ان تفارقہ الفلوس

''وہ اپنے ہم نشینوں کے خرچ سے شراب پینا چاہتا ہے۔ اُسے یہ مکروہ گزرتا ہے کہ پیسے اس سے جدا ہو جائیں''۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی پر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں عتاب کیا گیا کہ تم اس شیخ کے ساتھ مہربانی نہیں کرتیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ جو کھانا تیار کیا جاتا ہے وہ کسی کو بلا لیتے ہیں اور کھلا دیتے ہیں۔ بیوی نے مساکین کی ایک جماعت کو بلا بھیجا جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مسجد سے نکلنے کے راستے پر بیٹھتے تھے۔ انہیں کھانا کھلا دیا اور کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے راستے پر نہ بیٹھنا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر آئے اور کہا کہ فلاں اور فلاں کو بلاؤ' بیوی ان لوگوں کو کھانا بھیج چکی تھیں اور کہہ دیا تھا کہ اگر ابن عمر رضی اللہ عنہما تمہیں بلائیں تو ان کے پاس نہ آنا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم لوگوں نے یہ چاہا کہ میں رات کا کھانا نہ کھاؤں۔ انہوں نے اس رات کو کھانا نہیں کھایا۔

عطاء مولائے ابن سباع سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دو ہزار درہم قرض دیئے تھے انہوں نے دو ہزار درہم بھیجے۔ میں نے وزن کیا تو دو سو زائد تھے۔ خیال ہوا کہ شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما مجھے آزماتے ہیں۔ میں نے کہا اے ابوعبدالرحمن وہ تو دو سو درہم زائد ہیں۔ انہوں نے کہا وہ تمہارے لیے ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے مال میں جب کوئی چیز زیادہ پسند آتی تو اسے اپنے رب کے لیے قربان کر دیتے تھے ایک شب میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ ہم لوگ حجاج تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما رات کو اپنے نفیس اونٹ پر روانہ ہوئے جو انہوں نے مال کے عوض لیا تھا جب انہیں اس کا رات کا چلنا پسند آیا اور اس کا بٹھانا اچھا معلوم ہوا تو اس سے اترے اور کہا اے نافع تم اس کی نکیل اور کجاوہ اتار لو۔ جھول ڈال دو اور اشعار کر دو (اشعار یہ ہے کہ اسے ہار پہنا دیا جائے یا اس کے کوہان سے خون نکال دیا جائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ حرم کی قربانی کے لیے ہے) اور قربانی کے اونٹوں میں داخل کر دو۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک جاریہ (لونڈی) تھی' جب اس کے ساتھ ان کی پسندیدگی بہت بڑھ گئی تو اسے آزاد کر دیا اور اپنے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سے اس کا نکاح کر دیا۔ محمد بن یزید نے کہا کہ وہ نافع ہی تھے (جن سے انہوں نے اس کا نکاح کیا) اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ نافع نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اس لڑکے کو لے کے پیار کرتے اور کہتے کہ فلاں عورت کی خوشبو کیسی اچھی ہے یعنی اس جاریہ کی جسے انہوں نے آزاد کیا تھا۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے غلاموں میں سے کسی کو دیکھتے تھے جو انہیں اچھا معلوم ہوتا تھا تو اسے آزاد کر دیتے تھے۔ غلاموں کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی تھی۔ میں نے ان کے غلام کو دیکھا کہ بسا اوقات بھاگتا ہوا گیا اور مسجد میں رہ گیا جب انہوں نے اسے اس اچھی حالت پر دیکھا تو آزاد کر دیا۔ ان کے احباب کہتے تھے کہ واللہ اے ابوعبدالرحمن وہ لوگ صرف آپ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جو ہمیں اللہ کے ذریعے سے دھوکا دے گا ہم اس سے دھوکا کھائیں گے۔

نافع سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوا' انہوں نے سجدہ کیا تو سجدے میں یہ کہتے سنا کہ

سے بیعت کریں آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی اورامیر المومنین کے فرزند ہیں' آپ ہی اس امر (خلافت) کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ پوچھا تم جو کچھ کہتے ہو سب لوگ اس پر متفق ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا' جی ہاں سوائے ایک بہت ہی قلیل جماعت کے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سوائے ہجر کے تین کافروں کے اگر کوئی باقی نہ رہے جب بھی مجھے اس کی حاجت نہیں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے معلوم کر لیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قتال نہیں چاہتے' پوچھا' کیا آپ کی رائے ہے کہ آپ اس شخص سے بیعت کر لیں جس پر قریب قریب سب لوگ متفق ہو گئے۔ اور وہ آپ کے لیے زمینوں اور اموال میں سے اتنا لکھ دے کہ اس کے بعد نہ آپ محتاج ہوں نہ آپ کی اولاد انہوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے میرے پاس سے نکل جاؤ' پھر میرے پاس نہ آنا۔ تم پر افسوس ہے' میرا دین نہ تمہارا دینار ہے اور نہ تمہارا درہم میں آرزو کرتا ہوں کہ دنیا سے اس طرح جاؤں کہ میرا ہاتھ سفید وصاف ہو جائے۔

میمون سے مروی ہے کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما (کھانے) کی دعوت پر (لوگوں کو) جمع کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ کے سوا انہوں نے نہیں کیا' اونٹنی تھک گئی' تو انہوں نے اسے ذبح کیا۔ مجھ سے کہا کہ اہل مدینہ کو میرے پاس جمع کرو۔ میں نے کہا' اے سبحان اللہ۔ آپ کس چیز پر لوگوں کو جمع کرتے ہیں حالانکہ آپ کے پاس ایک روٹی بھی نہیں ہے' کہا اے اللہ مغفرت کر' تم کہو کہ یہ شوربا ہے اور یہ گوشت ہے پھر جو چاہے گا کھائے گا اور جو چاہے گا چھوڑے گا۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا۔ ہر چیز کی قیمت کا اندازہ کیا جو ان کے گھر میں تھی' بستر یا لحاف یا فرش اور ہر وہ چیز جو ان کے بدن پر تھی تو میں نے اسے سو درہم کے برابر بھی نہ پایا' دوسری مرتبہ پھر ان کے پاس گیا تو میں نے اسے اتنا بھی نہ پایا کہ میرے اس طیلسان (لباس) کے برابر ہوتا۔

ابو الملیح نے کہا کہ میمون کی جس وقت وفات ہوئی تو ان کا طیلسان ان کی میراث میں سو درہم کو فروخت کیا گیا۔ طیلسان کردی لباس تھے کہ اسے تیس برس تک پہنتے تھے پھر الٹ لیتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر شب اپنے گھر والوں کو ایک بڑے پیالے پر مدعو کرتے تھے۔ بسا اوقات وہ کسی مسکین کی آواز سنتے تھے تو اپنے حصہ کا گوشت روٹی اس کے پاس لے جاتے ان کے واپس آنے تک جو کچھ پیالے میں ہوتا تھا اس سے لوگ فارغ ہو جاتے تھے' پھر اگر تم اس میں کچھ پاتے تو وہ بھی پاتے' پھر اس حالت میں صبح کرتے تھے کہ روزہ دار ہوتے تھے۔

حبیب بن ابی مرزوق سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مچھلی کی خواہش کی تو ان کے لیے ان کی بیوی صفیہ نے تلاش کی۔ مچھلی مل گئی تو اسے بہت اچھی طرح تیار کیا اور ان کے پاس بھیجی' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دروازے پر ایک مسکین کی آواز سنی تو کہا کہ یہ مچھلی اسے دے دو صفیہ نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتی ہوں کہ آپ اس میں سے کچھ بھی واپس کریں' انہوں نے کہا کہ یہ اس مسکین کو دے دو۔ صفیہ نے کہا کہ ہم لوگ اس مچھلی کے عوض اسے راضی کر لیں گے کہا کہ تم لوگ جانو ان لوگوں نے سائل سے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس مچھلی کی خواہش ہے۔ اس نے کہا کہ واللہ مجھے بھی اس کی خواہش ہے سائل اس کی قیمت میں کمی بیشی کرنے لگا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایک دینار دیا۔ صفیہ نے کہا کہ ہم لوگوں نے سائل کو راضی کر لیا ہے۔

انہوں نے سائل سے کہا کہ کیا تمہیں لوگوں نے راضی کر لیا ہے اور تم راضی ہو گئے ہو اور قیمت لے لی ہے؟ اس نے کہا جی

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے مکان کو اس طرح وقف کیا کہ وہ بیع نہ کیا جائے نہ ہبہ کیا جائے اور ان کی اولاد میں سے جو شخص اس میں رہے نہ اسے اس میں سے نکالا جائے اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس میں سکونت کی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما یہودیوں پر گزرے ان لوگوں کو سلام کیا تو کہا گیا یہ لوگ تو یہودی ہیں انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ میرا اسلام مجھے واپس کر دو۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے جب کوئی شخص اپنی مجلس سے کھڑا ہوتا تھا تو وہ اس مجلس میں نہیں بیٹھتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ککڑی اور خربوزہ ناپسند کرتے تھے وہ اس وجہ سے اسے نہیں کھاتے تھے کہ اس میں نجاست (پانس) ڈالی جاتی تھی۔

نافع مولائے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنی انگلیاں کانوں پر رکھ لیں اور سواری کو راستے سے پھیر لیا۔ کہتے جاتے تھے کہ اے نافع کیا تم سنتے ہو۔ میں کہتا تھا' جی ہاں وہ چلتے رہتے تھے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ نہیں تو انہوں نے اپنے ہاتھ کانوں سے ہٹائے راستے کی طرف پلٹ آئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اسی طرح کیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب زید رضی اللہ عنہ یمامہ میں شہید ہوئے تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کا مال ان کے وارثوں کو دے دیا۔ نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زید رضی اللہ عنہ سے قرض لیتے تھے اور اپنے لیے قرض مانگتے تھے اور جہاد میں اس سے ان لوگوں کے لیے تجارت کرتے تھے۔

معاویہ بن ابی مزرد سے مروی ہے کہ میں نے ہر شنبہ کی صبح کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کو قباء کی طرف اس طرح پیادہ جاتے دیکھا کہ جوتے ان کے ہاتھ میں ہوتے تھے وہ عمرو بن ثابت العتواری پر گزرتے تھے جو شاخ کنانہ میں سے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ اے عمرو ہمارے ساتھ چلو پھر دونوں پیادہ جاتے تھے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر کرتا تھا۔ جس کام کی وہ طاقت رکھتے تھے خود کرتے' ہمارے سپرد نہ کرتے' میں نے انہیں دیکھا ہے کہ میری اونٹنی کو تھام لیتے کہ میں سوار ہو جاؤں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نرد (چوسر) اور اربع عشر (ایک کھیل جس میں چودہ مہرے ہوتے) کو توڑ ڈالتے تھے۔

الاوزاعی سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی آج تک نہ اسے توڑا' نہ بدلا' نہ کسی فتنے والے سے بیعت کی اور نہ کسی مومن کو اس کی خواب گاہ سے جگایا۔

میمون سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنا ہاتھ روکا اور شرمندہ نہیں ہوا۔ حق پر قتال کرنے والا افضل ہے۔ میمون سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سورۃ البقرہ چار سال میں سیکھی۔

میمون سے مروی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے خفیہ تدبیر کی وہ چاہتے تھے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے دل کا حال معلوم کریں کہ وہ قتال چاہتے ہیں یا نہیں انہوں نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمن آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ آپ نکلیں اور ہم لوگ آپ

قزعہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ہروی کپڑے بطور ہدیہ دیئے گئے تو انہوں نے واپس کر دیئے اور کہا کہ ہمیں ان کے استعمال سے صرف تکبر کا خوف مانع ہے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی چھوٹی لڑکی کو پیار کیا' پھر کلی کی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک ہی وضو سے سب نمازیں پڑھا کرتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے والد سے ایک تلوار میراث میں ملی ہے جسے وہ بدر میں لے گئے تھے ان کے نیام کی شام میں بہت سی چاندی ہے۔

ابی الوازع سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک اللہ آپ کو ان کے لیے باقی رکھے گا۔ وہ ناراض ہوئے اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم عراقی ہو تمہیں کس نے بتایا کہ تمہاری ماں کا بیٹا ان پر اپنا دروازہ بند نہ کرے گا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا۔ میں نے انہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم' امابعد لکھتے دیکھا۔

محمد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس کسی شخص نے لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم فلاں شخص کے لیے انہوں نے کہا کہ بس کرو اللہ کا نام اسی کے لیے ہے۔

یوسف بن ماہک سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عبید بن عمیر کے پاس گیا۔ جو اپنے ساتھیوں سے باتیں کر رہے تھے میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی ﴿فکیف اذا جئنا من کل امة بشھید﴾ (پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت کے گواہ کو لائیں گے) یہاں تک کہ انہوں نے آیت ختم کی' ابن عمر رضی اللہ عنہما رونے لگے' اتنا روئے کہ داڑھی اور گریبان آنسوؤں سے تر ہو گیا' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں تھا کہ میں نے ارادہ کیا کہ اٹھ کر عبید بن عمیر کے پاس جاؤں اور ان سے کہوں کہ اپنی بات روکو کیونکہ تم نے اس شیخ کو اذیت پہنچائی ہے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو عاص کے پاس دیکھا کہ اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے' دونوں ہاتھ شانوں کے برابر (اونچے) تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے آذربیجان میں چھ مہینے قیام کیا وہاں انہیں برف نے روکا تھا۔ نماز میں قصر کرتے تھے۔

سالم (ابی النضر) سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سلام کیا تو انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ آپ کا ہم نشین ہے انہوں نے کہا کہ یہ کیا ہے تمہاری آنکھوں کے درمیان کیا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ان کے بعد عمر وعثمان رضی اللہ عنہما کی صحبت پائی' تم نے اس جگہ یعنی اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کوئی شے دیکھی تھی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رجب کا عمرہ ترک نہیں کرتے تھے۔

سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی شان یہ تھی کہ اپنے کپڑوں کے متعلق حکم دیتے تھے تو ہر جمعے کو دھونی دی جاتی تھی۔ جب حج یا عمرے کے لیے مکہ کی روانگی کا وقت ہوتا تھا تو حکم دیتے تھے کہ ان کے کپڑوں کو دھونی نہ دیں۔

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ حجاج لوگوں کو خطبہ سناتا تھا حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں ہوتے تھے اس نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور شام کر دی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پکارا کہ اے شخص نماز کا وقت ہے بیٹھ جا۔ دوبارہ پکارا کہ بیٹھ جاؤ تیسری مرتبہ اسے پکارا کہ بیٹھ جاؤ' چوتھی مرتبہ لوگوں سے کہا ہے کہ کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر میں اٹھ کھڑا ہوں تو تم بھی اٹھ کھڑے ہو گے' لوگوں نے کہا جی ہاں' وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ نماز کا وقت ہے اے حجاج میں تجھ میں اس کی حاجت نہیں دیکھتا۔

حجاج منبر سے اترا۔ نماز پڑھی' پھر انہیں بلایا اور کہا کہ آپ نے جو کچھ کیا اس پر کس نے برانگیختہ کیا انہوں نے کہا کہ ہم صرف نماز کے لیے آتے ہیں جب نماز کا وقت ہو جائے تو اس کے وقت پر نماز پڑھا کر اس کے بعد جو بکواس چاہے کر۔

ابوعبدالملک مولائے ام مسکین بنت عاصم بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ برآمد ہوئے اور کہنے لگے' السلام علیکم' السلام علیکم' ایک زنجی پر گزرے اور کہا اے حبشی السلام علیک' ایک آراستہ لڑکی دیکھی وہ ان کی طرف دیکھنے لگی تو کہا کہ بڑے بوڑھے کی طرف کیا دیکھتی ہے جس کو لقوے نے مارا ہے اور جس سے دونوں اچھی چیزیں جا چکی ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے انگور کی خواہش کی' اپنے متعلقین سے کہا کہ میرے لیے انگور خریدو' لوگوں نے انگور کا ایک خوشہ خریدا اور افطار کے وقت لایا گیا ایک سائل بھی دروازے پر پہنچ گیا انہوں نے کہا کہ اے لڑکی یہ خوشہ اس سائل کو دے دے' بیوی نے کہا کہ سبحان اللہ وہ چیز جس کی تم نے خواہش کی ہے ہم سائل کو دے دیں سائل کو وہ چیز دیتے ہیں جو اس سے افضل ہے انہوں نے کہا کہ اے لڑکی یہ خوشہ اسے دے دے لڑکی نے وہ خوشہ سائل کو دے دیا۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک غلام کو اپنی والدہ پر وقف کیا بازار میں ایک دودھ دینے والی بکری دیکھی جو فروخت کی جا رہی تھی غلام سے کہا کہ میں اس بکری کو تمہارے حصہ سے خریدتا ہوں انہوں نے اسے خرید لیا۔ دودھ سے افطار کرنا انہیں پسند تھا۔ افطار کے وقت اس بکری کا دودھ لایا گیا اور ان کے آگے رکھا گیا تو کہا کہ دودھ بکری کا ہے بکری غلام کے حصہ سے ہے اور غلام میری ماں پر وقف ہے اسے اٹھا لو مجھے اس کی حاجت نہیں۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس مٹی کا ایک برتن لایا گیا انہوں نے اس سے وضو کیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ اپنے اوپر (کسی کے ذریعے سے) پانی ڈالنے کو ناپسند کرتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ میں نے جمعہ کے دن مدینہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے دو چادروں کو دھونی دی انہوں نے وہ چادریں اس روز استعمال کیں پھر حکم دیا تو دونوں اٹھا کر رکھ دی گئیں دوسرے دن مکہ روانہ ہوئے۔ جب مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو چادروں کو منگایا ان میں خوشبو محسوس کی تو استعمال کرنے سے انکار کیا۔ دونوں چادروں کا جوڑا (حلہ برود) تھیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما احرام' دخول مکہ اور وقوف عرفہ کے لیے غسل کرتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تم لوگ اپنا تہائی کا حصہ اختیار کرو۔

اسے قبول کر لیا اور پھوپی کے لیے دعائے خیر کی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بچھو سے جھاڑ آگیا اور ان کے ایک بیٹے کو بھی جھاڑ آگیا انہوں نے لقوے کی وجہ سے داغ لیا۔ اپنے ایک بیٹے کو بھی لقوے کی وجہ سے داغ دیا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ سے مدینہ تین دن میں گئے یہ اس لیے کہ وہ صفیہ پر مستغیث تھے۔ نافع سے مروی ہے کہ صفیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے شب عرفات میں دو روٹیاں بھیجیں جب انہوں نے سونے کا ارادہ کیا تو وہ ان کے پاس اسے لائیں کہ وہ کھائیں' انہوں نے مجھے بلا بھیجا میں سو گیا تھا۔ مجھے بیدار کیا اور کہا کہ بیٹھو اور کھاؤ۔

محمد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں تین دن کے راستے پر افطار کیا اگر میں کسی راستے پر پہنچتا تو اور بڑھتا۔

ابی غالب سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ آتے تھے تو عبداللہ بن خالد بن اسید رضی اللہ عنہما کے خاندان میں اترتے تین دن ان کی مہمانی میں رہتے پھر کسی بازار کو بھیجتے اور ان کی ضروریات خریدی جاتی تھیں۔

نافع سے مروی ہے کہ عام طور پر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نشست اس طرح ہوتی تھی۔ نافع نے اپنا داہنا پاؤں بائیں پر رکھا۔

یحییٰ بن اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے یوم عرفہ کے روزے کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نہیں رکھتے تھے میں نے کہا کہ کیا ان کے سوا (کوئی رکھتا تھا) انہوں نے کہا کہ باعتبار شیخ ہونے کے وہی تمہیں کافی ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قریب قریب رات کا کھانا تنہا کھاتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرا مچھلی کو جی چاہتا ہے لوگوں نے اسے بھون کر ان کے آگے رکھ دیا ایک سائل آیا تو انہوں نے حکم دیا اور وہ اسے دے دی گئی۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ علیل ہو گئے تو ان کے لیے چھ درہم میں چھ یا سات انگور خرید کے لائے گئے۔ ایک سائل آیا تو انہوں نے اسے (دینے کا) حکم دیا لوگوں نے کہا کہ ہم اسے دے دیں گے۔ مگر انہوں نے انکار کیا بعد کو ہم نے یہ انگور اس سائل سے خرید لیے۔

عبداللہ بن مسلم برادر زہری سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے راستے میں ایک کھجور پائی اسے لے کہ کچھ حصہ دانت سے کترا' ایک سائل کو دیکھا تو وہ اسے دے دی۔

سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کے والد نے کہا کہ اسلام کے بعد مجھے اس سے زیادہ کسی بات کی خوشی نہ تھی کہ میرے قلب نے ان مختلف نفسانی خواہشوں سے کچھ نہ پیا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کا نام سالم کیوں رکھا۔ میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا سالم مولائے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہما کے نام پر۔ پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کا نام واقد کیوں رکھا میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ واقد بن عبداللہ الیربوعی رضی اللہ عنہ کے نام پر پھر پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کا نام عبداللہ کیوں رکھا میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے نام پر۔

انہوں نے وضو کرنے سے انکار کیا۔ پھر چھوٹی سی مشک لائی تو وضو کیا۔

ایک شیخ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شاعر آیا۔ انہوں نے اسے دو درہم دیئے لوگوں نے اعتراض کیا تو کہا کہ میں اسے صرف اپنی آبرو کا فدیہ دیتا ہوں۔

سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں بازار جاتا ہوں' کوئی حاجت نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ میں سلام کروں اور مجھے سلام کیا جائے۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے بیٹھے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جنگ نہاوند کی تو انہیں مرض تنفس ہو گیا۔ لہسن کو ڈورے میں پرو کے ہریرے میں ڈالا اور پکانے لگے جب لہسن کا مزہ آ گیا تو لہسن پھینک دیا اور اسے پی گئے۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر سے آتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبر سے شروع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ السلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 'السلام علیک یا ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ السلام علیک یا ابتاہ۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر سے آتے تھے تو مسجد سے شروع کرتے تھے پھر قبر پر آ کر سلام پڑھتے تھے۔

عبداللہ بن عطا سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بغیر سلام کیے ہوئے کسی پر نہیں گزرتے تھے ان کا ایک زنجی پر گزر ہوا سلام کیا تو اس نے جواب نہیں دیا۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن یہ زنجی طمطمانی ہے' پوچھا طمطمانی کیا لوگوں نے کہا کہ ابھی کشتی سے نکالا گیا ہے' کہا کہ میں اپنے گھر سے نکلتا ہوں تو صرف اس لیے کہ سلام کروں یا مجھے سلام کیا جائے۔ نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یوم الدار (یعنی شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے دن) دو مرتبہ زرہ پہنی۔

ابی جعفر القاری سے مروی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ کوئی شخص انہیں سلام کرتا تھا تو وہ جواب دیتے تھے۔ سلام علیکم۔

واسع بن حبان سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز پڑھتے تھے تو اپنی ہر چیز کو قبلہ رخ رکھنا پسند کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنا انگوٹھا بھی قبلہ رخ رکھتے تھے۔

محمد بن عینا سے مروی ہے کہ فتنے کے زمانے میں عبدالعزیز بن مروان نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو مال بھیجا تو انہوں نے اسے قبول کر لیا۔

عبدالرحمٰن السراج نے نافع کے پاس بیان کیا کہ حسن روزانہ کنگھا کرنے کو ناپسند کرتے تھے' نافع ناراض ہوئے اور کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما دن میں دو مرتبہ تیل لگاتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی کی وصیت کو رد نہیں کیا اور نہ سوائے مختار کے کسی کے ہدیے کو رد کیا۔

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی پھوپی رملہ کو دو سو دینار کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا تو انہوں نے

اسے یاد کرے۔

ابی کثیر دینار سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے تو ان سے حمام کی تعریف کی گئی وہ اس میں تہبند کے ساتھ داخل ہوئے اتفاق سے انہوں نے برہنہ لوگوں کو دیکھا تو منہ پھیر لیا اور کہا کہ مجھے باہر لے چلو۔

سکین بن عبدالعزی العبدی سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو ایک لونڈی ان کے بال مونڈ رہی تھی انہوں نے کہا کہ چونا کھال کو نرم کرتا ہے۔

زید بن عبداللہ الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب نماز کو جاتے تھے تو اتنا آہستہ چلتے تھے کہ اگر چیونٹی ان کے ساتھ چلتی تو میں کہتا ہوں وہ اس سے آگے نہ بڑھتے۔

عبدالرحمٰن بن سعد سے مروی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا ان کا پاؤں سن ہو گیا تو میں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن آپ کے پاؤں کو کیا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اس مقام سے اس کے پٹھے جمع ہیں' میں نے کہا کہ آپ کو جو سب سے زیادہ محبوب ہے اسے پکاریئے' انہوں نے کہا "یا محمد" پھر اسے خود ہی کھول دیا۔

ابوشعیب الاسدی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو منیٰ میں دیکھا' سر منڈا چکے تھے اور حجام ان کی باہیں مونڈ رہا تھا' لوگوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھا تو کہا' دیکھو یہ سنت نہیں ہے میں ایسا آدمی ہوں جو حمام میں نہیں جاتا ایک شخص نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن آپ کو حمام میں جانے سے کون روکتا ہے' کہا کہ یہ مجھے ناپسند ہے کہ میرا ستر دیکھا جائے اس نے کہا کہ اس امر سے تو آپ کو صرف ایک تہبند کافی ہے انہوں نے کہا کہ مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں کسی اور کا ستر دیکھوں۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنا سر منڈایا اور خلوق (جو زعفران وغیرہ سے مرکب ایک خوشبو ہے) لگا لیا۔

یوسف بن ماہک سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ مروہ پر اپنا سر منڈایا اور حجام سے کہا کہ میرے بال بہت ہیں جو مجھے تکلیف دیتے ہیں میں چونا نہیں لگاتا ہوں کیا تم اسے مونڈو گے اس نے کہا جی ہاں وہ کھڑا ہو کے ان کا سینہ مونڈنے لگا لوگ گردن اٹھا کے ان کی طرف دیکھنے لگے تو انہوں نے کہا' اے لوگو یہ سنت نہیں ہے' میرے بال مجھے تکلیف دیتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کسی لڑکے کو گاتے سنتے تھے تو مارتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بعض لڑکوں کے پاس اربع عشر کا کھیل پایا تو اس کے مہرے پلے کے ان کے سر پر مارے۔

ابوالحجاج سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے منیٰ میں اپنا سر منڈایا حجام کو حکم دیا تو اس نے ان کی گردن مونڈی' لوگ جمع ہو کر دیکھنے لگے' انہوں نے کہا اے لوگو یہ سنت نہیں ہے میں نے حمام کو ترک کر دیا ہے کیونکہ وہ خوش عیشی ہے۔

والدہ عیسیٰ بن ابی عیسیٰ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پانی مانگا تو میں ان کے پاس شیشے میں لائی انہوں نے پینے سے انکار کیا پھر لکڑی کے پیالے میں لائی تو پی لیا۔ وضو کا پانی مانگا تو ان کے پاس تور (ایک چھوٹا سا برتن) اور طشت لائی مگر

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خیبر میں اپنے غلاموں کو لکھ کر حکم دیتے تھے کہ وہ لوگ جب ان کو (خط) لکھیں تو اپنے (نام) سے شروع کریں۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک بن مروان کو (خط) لکھا اور اپنے نام سے شروع کیا' انہوں نے لکھا کہ: اما بعد' ﴿فاللّٰہ لا الہ الا ھو لیجمعنکم الی یوم القیامۃ لا ریب فیہ﴾ الی آخرا لایۃ (اللہ کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ضرور ضرور قیامت میں تم لوگوں کو جمع کرے گا اس میں کوئی شک نہیں) مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمان تمہاری بیعت پر متفق ہو گئے ہیں۔ میں بھی اسی میں داخل ہوں جس میں مسلمان داخل ہوئے۔ والسلام

حبیب بن ابی مرزوق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک بن مروان کو جو اس زمانے میں خلیفہ تھے لکھا کہ ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جانب سے عبدالملک بن مروان کو'' تو کسی شخص نے جو عبدالملک کے پاس تھا کہا کہ آپ کے نام سے پہلے انہوں نے اپنے نام سے (خط) شروع کیا۔ عبدالملک نے کہا کہ ابوعبدالرحمٰن (یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کی طرف سے یہ بھی بہت ہے۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنے والد کو خط لکھتے تھے تو لکھتے تھے کہ ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جانب سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو''۔

نافع سے مروی ہے کہ میں گھر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے (چونہ) لگاتا تھا۔ ان کے بدن پر تہبند ہوتی تھی۔ جب میں فارغ ہو جاتا تو باہر آ جاتا۔ کپڑے کے نیچے وہ خود لگاتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کبھی چونہ نہیں لگایا سوائے ایک مرتبہ کے انہوں نے مجھے اور اپنے مولیٰ کو حکم دیا تو ہم دونوں نے ان کے لگایا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حمام میں نہیں جاتے تھے بلکہ اپنے گھر کوٹھڑی میں چونہ لگاتے تھے۔ نافع سے مروی ہے کہ حمام والا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے (چونہ) لگاتا تھا۔ جب وہ پیڑو تک پہنچتا تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے خود لگاتے تھے۔

بکر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حمام کو گیا انہوں نے بھی کوئی چیز باندھ لی اور میں نے بھی باندھ لی۔ میں اندر گیا وہ بھی میرے پیچھے پیچھے اندر گئے' دوسرا دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا۔ وہ بھی میرے پیچھے اندر داخل ہوئے جب میں نے تیسرا دروازہ کھولا تو انہوں نے چند آدمیوں کو برہنہ دیکھا فوراً اپنا ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیا اور کہا کہ سبحان اللہ' اسلام میں یہ امر عظیم اور سخت قبیح ہے' واپس ہوئے اپنے کپڑے پہنے اور چلے گئے۔

لوگوں نے حمام کے مالک سے کہا تو اس نے لوگوں کو نکال دیا۔ حمام کو دھویا' انہیں بلا بھیجا اور کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن حمام میں کوئی نہیں ہے۔ وہ آئے میں بھی ساتھ تھا میں اندر گیا وہ بھی میرے پیچھے پیچھے داخل ہوئے۔ میں دوسری کوٹھری میں داخل ہوا' وہ بھی میرے پیچھے پیچھے اندر داخل ہوئے پھر میں تیسری کوٹھری میں داخل ہوا تو وہ بھی اس میں داخل ہوئے۔ جب انہوں نے پانی کو چھوا تو اسے سخت گرم پایا۔ کہا کہ وہ گھر سب سے برا ہے جس سے حیا چھین لی جائے اور سب سے اچھا وہ گھر ہے کہ جو یاد کرنا چاہے تو

تو تم کیسا سمجھتے ہو' اسلم نے کہا کہ اندر یا باہر مسجد کے دروازے کا کوئی شخص قصد کرنے والا ایسا نہیں ہے جو عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد کے عمل کا ان سے زیادہ قصد کرنے والا ہو۔ مالک بن انس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر تمام امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوائے دو آدمیوں کے مجھ پر (امر خلافت میں) متفق ہو جائے تو میں ان دو سے بھی قتال نہ کروں گا۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص سے کہا کہ اگر ہم لوگوں نے قتال کیا تو دین اللہ کے لیے ہو گیا اور فتنہ نہ رہا۔ تم لوگوں نے قتال کیا تو دین غیر اللہ کے لیے ہو گیا اور فتنہ شروع ہو گیا۔

حسن سے مروی ہے کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو لوگوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ لوگوں کے سردار ہیں اور سردار کے بیٹے ہیں' آپ آمادہ ہوں تو ہم لوگوں سے بیعت لیں' انہوں نے کہا کہ واللہ اگر مجھ سے ہو سکے گا تو میری وجہ سے ایک قطرہ خون کا بھی نہ بہایا جائے گا لوگوں نے کہا کہ آپ کو ضرور ضرور نکلنا ہوگا ورنہ ہم آپ کو بستر پر قتل کر دیں گے انہوں نے قول اول ہی کی طرح جواب دیا حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان لوگوں نے طمع دلائی اور خوف بھی دلایا۔ مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ اللہ سے مل گئے۔

خالد بن سمیر سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ اگر آپ لوگوں کی حکومت قائم کریں تو سب آپ سے راضی ہوں گے' جواب دیا کہ کیا تم لوگوں نے غور کیا کہ اگر مشرق میں کوئی شخص مخالفت کرے (تو کیا ہوگا) لوگوں نے کہا کہ جو شخص مخالفت کرے گا وہ قتل کیا جائے گا۔ امت کی خیر خواہی میں کسی کا قتل (گناہ) نہیں ہے' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا واللہ اگر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نیزے کا دستہ لے اور اس کی انی سے کسی مسلمان کو قتل کرے کہ ساری دنیا میرے لیے ہو جائے تو یہ مجھے پسند نہیں۔

ابو العالیہ البراء سے مروی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے چل رہا تھا لیکن انہیں معلوم نہ تھا وہ کہہ رہے تھے کہ ایک دوسرے کو قتل کر کے تلواریں اپنے کندھوں پر رکھنے والے کہتے ہیں کہ اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنا ہاتھ (بیعت کے لیے) دیجئے۔

قطن سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تم سے زیادہ شر کوئی نہیں ہے' پوچھا کیوں' واللہ نہ میں نے ان کا خون بہایا ہے نہ ان کی جماعت کو متفرق کیا اور نہ میں نے ان کے عصاء کو توڑا۔ اس نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو تو تمہارے بارے میں (خلافت کے متعلق) دو آدمی بھی اختلاف نہ کرتے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے پسند نہیں کہ خلافت میرے پاس اس طرح آئے کہ ایک شخص ''نہیں'' کہے اور دوسرا ''ہاں''۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ بغیر تیل اور خوشبو لگائے جمعہ (کی نماز) کو نہیں جاتے تھے سوائے اس کے کہ وہ (تیل کی خوشبو) حرام ہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ عید کے روز خوشبو لگاتے تھے۔

ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عطا میں تین ہزار (سالانہ پانے والوں) میں تھے۔

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ کوئی شخص سلام میں ابن عمر رضی اللہ عنہما پر سبقت نہیں کر سکتا تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنے غلاموں سے کہا کرتے تھے کہ جب تم لوگ مجھے (خط) لکھا کرو تو اپنے نام سے شروع کیا کرو اور وہ بھی جب لکھتے تھے تو اپنے پہلے کسی (کے نام) سے شروع نہیں کرتے تھے (کیونکہ یہی سنت ہے)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا رہن سہن:

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے زادراہ کو خوش ذائقہ کرنا پسند کرتے تھے۔

یحییٰ بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو باریک غلہ ملتا تھا انہوں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مرغیاں اور چوزے اور حلواء کھاتے تھے جو پتھر کی ہانڈی میں ہوتا تھا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ فتنے کے زمانے میں کوئی امیر ایسا نہ تھا جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز نہ پڑھتا اور اپنے مال کی زکوٰۃ انہیں نہ دیتا۔

سیف المازنی سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ میں فتنے میں قتال نہیں کروں گا اور جو غالب ہوگا اس کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں حجاج کے ساتھ نماز پڑھتے تھے جب نماز میں دیر کرتے تھے تو اس کے ساتھ آنا چھوڑ دیتے تھے اور وہاں سے روانہ ہو جاتے تھے۔

حفص بن عاصم سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان لوگوں کی ایک آزاد کردہ باندی کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ اس پر رحمت کرے وہ ہم لوگوں کو یہ یہ کھانا کھلایا کرتی تھی۔

انس بن سیرین سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک تھیلی لایا تو انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے' اس نے کہا' یہ وہ چیز ہے کہ جب آپ کھائیں گے اور اس سے آپ کو بے چینی ہو تو اس میں سے کچھ کھالیں' کھانا ہضم ہو جائے گا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے چار مہینے سے کھانے سے اپنا پیٹ نہیں بھرا۔

نافع سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جوارش لایا۔ پوچھا یہ کیا ہے' اس نے کہا یہ کھانا ہضم کرتی ہے' انہوں نے کہا ایک مہینہ ہونے والا ہے میں نے کھانے سے پیٹ نہیں بھرا۔ میں اسے کیا کروں گا۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو مال بھیجا جاتا تھا تو وہ اسے قبول کر لیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ نہ میں کسی سے کچھ مانگتا ہوں اور نہ اسے واپس کرتا ہوں جو اللہ نے عطا کیا۔

نافع سے مروی ہے کہ مختار ابن عمر رضی اللہ عنہما کو مال بھیجتے تھے تو وہ اسے قبول کر لیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نہ کسی سے کچھ مانگتا ہوں اور نہ اسے واپس کرتا ہوں جو اللہ نے مجھے دیا۔

قعقاع بن حکیم سے مروی ہے کہ عبدالعزیز بن ہارون نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ اپنی حاجت مجھے لکھ بھیجئے' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم اپنے عیال سے (حاجت روائی) شروع کرو۔ بلند ہاتھ پست ہاتھ سے بہتر ہے میں بلند ہاتھ سوائے عطا کرنے والے (ہاتھ) کے اور پست ہاتھ سوائے مانگنے والے (ہاتھ) کے اور کچھ نہیں سمجھتا میں تمہارا سائل نہیں ہوں اور نہ اس چیز کا پھیرنے والا ہوں جو تمہارے ذریعے سے اللہ مجھے بھیجے گا۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان سے پوچھا گیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو لوگوں کی حکومت کا والی بنایا جائے

اختیار کرو اگرچہ وہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے مخالف ہو۔

سالم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کو کسی معاملے میں وصیت کرنا ہو تو اسے یہ حق نہیں ہے کہ تین رات تک اس طرح سوئے کہ اس کے پاس اس کی وصیت لکھی ہوئی نہ ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو میں کسی رات کو اس طرح نہ سویا کہ میری وصیت میرے پاس نہ ہو۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس انتیس ہزار درہم لائے گئے اور وہ اپنی مجلس سے نہ اٹھے تاوقتیکہ انہوں نے بانٹ نہ دیئے اور اس پر اضافہ نہ کرلیا وہ برابر دیتے رہے یہاں تک کہ جو ان کے پاس تھا ختم ہو گیا۔ اتنے میں بعض لوگ آئے جنہیں وہ دیا کرتے تھے انہوں نے ان لوگوں سے قرض لیا جن کو دیا تھا اور ان آنے والوں کو دیا' میمون نے کہا انہیں کہنے والے بخیل کہتے تھے مگر یہ جھوٹ ہے' واللہ وہ اس چیز میں بخیل نہ تھے جس میں ان کا نفع ہو۔

ابی ریحانہ سے مروی ہے کہ جو شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہم سفر ہوتا تھا وہ اس سے روزہ نہ رکھتے (اپنے لیے) اذان کہتے اور قوم کے لیے (خود) قربانی خریدنے کی شرط کر لیتے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے اور قریب قریب حضر میں روزہ ترک بھی نہیں کرتے تھے سوائے اس کے کہ بیمار ہوں یا اس زمانے میں کہ (کوئی مہمان ان کے پاس) آئے کیونکہ وہ سخی آدمی تھے چاہتے تھے کہ ان کے پاس کھانا کھایا جائے۔ کہا کرتے تھے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا اور اللہ کی رخصت کو اختیار کرنا مجھے روزہ رکھنے سے زیادہ پسند ہے۔

خالد بن الحذاء سے مروی ہے کہ جو شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہم سفر ہوتا تھا وہ اس سے یہ شرط کر لیتے تھے کہ تم ہمارے ساتھ نجاست خوار اونٹ کو نہ لو گے نہ ہم سے اذان میں جھگڑا کرو گے اور نہ بغیر ہماری اجازت کے روزہ رکھو گے۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے ان کے ساتھ بنی لیث کے ایک شخص تھے جو روزہ رکھتے تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ انہیں منع نہ کرتے تھے بلکہ حکم دیتے تھے کہ اپنی سحری کا خیال رکھیں۔

ابی جعفر القاری سے مروی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ سے مدینہ گیا ان کا ثرید (شوربا روٹی) کا ایک بڑا پیالہ تھا جس پر ان کے بیٹے' ان کے ساتھی اور ہر وہ شخص جو آئے جمع ہو جاتے تھے یہاں تک کہ بعض لوگ کھڑے ہو کر کھاتے تھے ہمراہ ایک اونٹ تھا جس پر دو توشہ دان نبیذ (عرق خرما) اور پانی بھرے ہوئے تھے ہر شخص کے لیے اسی نبیذ میں (گھلے ہوئے) ستو کا ایک پیالہ ہوتا تھا یہاں تک کہ ہر شخص خوب شکم سیر ہو جاتا تھا۔

غرباء کا اکرام:

معن سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کھانا تیار کرتے تھے اور ان کے پاس سے کوئی ذی حیثیت آدمی گزرتا تھا تو اسے نہیں بلاتے تھے ان کے بیٹے یا بھتیجے اسے بلاتے تھے اور کوئی غریب آدمی گزرتا تھا تو وہ اسے بلاتے تھے اور وہ لوگ اسے نہیں بلاتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ تم لوگ اسے بلاتے ہو جو اس کی خواہش نہیں کرتا اور اسے چھوڑ دیتے ہو جو اس کی خواہش کرتا ہے۔

لگائیں گے۔

یزید بن موہب سے مروی ہے کہ عثمان نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو (یعنی قاضی بنو) انہوں نے کہا نہ تو میں دو کے درمیان فیصلہ کروں گا اور نہ دو کی امامت کروں گا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم مجھے قاضی بناتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں، مجھے معلوم ہوا ہے قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو اپنے جہل سے فیصلہ کرے تو وہ دوزخ میں ہے، دوسرے وہ جسے خواہش نفسانی گھیر لے اور اسے جھکا لے وہ بھی دوزخ میں ہے۔ تیسرے وہ شخص جو اجتہاد کرے اور صواب کو پہنچے وہ برابر برابر ہے نہ اسے ثواب ہے نہ گناہ۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے والد بھی تو فیصلے کیا کرتے تھے۔ جواب دیا کہ بے شک میرے والد فیصلہ کرتے تھے لیکن جب انہیں کسی چیز میں دشواری ہوتی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے تھے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دشواری ہوتی تھی تو جبرئیل علیہ السلام سے پوچھتے تھے۔ میں کوئی ایسا شخص نہیں پاتا جس سے پوچھ لوں، کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے نہیں سنا کہ جس نے اللہ سے پناہ مانگی اس نے جائے پناہ سے پناہ مانگی عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک۔ پھر انہوں نے کہا کہ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپ مجھے عامل بنائیں، عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو معاف کر دیا اور کہا کہ اس کو کسی سے بیان نہ کرنا۔

خواب کی تعبیر اور تہجد کی ترغیب:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خواب دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ایک ٹکڑا کمخواب کا ہے، اور جنت کے جس مقام کا ارادہ کرتا ہوں وہ مجھے اس طرف اڑا لے جاتا ہے میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے جو مجھے دوزخ میں لے جانا چاہتے ہیں ان دونوں سے ایک فرشتہ ملا اور مجھ سے کہا کہ مت گھبراؤ پھر ان دونوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا خواب بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ رضی اللہ عنہ کیسے اچھے آدمی ہیں۔ کاش وہ رات کی نماز تہجد پڑھتے، عبداللہ رضی اللہ عنہ رات کی نماز (تہجد) پڑھا کرتے تھے۔ اور بہت پڑھتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دن بلند ہونے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بیٹھے رہتے تھے اور نماز نہیں پڑھتے تھے، پھر بازار جا کے اپنی حوائج پوری کرتے تھے گھر والوں کے پاس آتے ابتدا مسجد سے کرتے پھر دو رکعت نماز پڑھتے اور اپنے گھر میں جاتے تھے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب جوان تھے تو لوگ ان کی اقتدا ترک کیے رہے جب بوڑھے ہو گئے تو ان لوگوں نے ان کی اقتدا کی۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ مجھ سے امیر المومنین ابو جعفر نے پوچھا کہ تم لوگوں نے تمام اقوال میں سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کو کیونکر اختیار کر لیا ہے؟ میں نے کہا یا امیر المومنین وہ زندہ رہے اور لوگوں کے نزدیک انہیں علم و فضل حاصل تھا۔ ہم نے اپنے پیش رووں کو دیکھا کہ انہوں نے ان سے حاصل کیا تو ہم نے بھی ان سے حاصل کیا۔ انہوں نے کہا کہ پھر انہیں کا قول

محمد سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ ہم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کو فتنے نے نہ پایا ہو البتہ اگر میں چاہوں تو یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ سوائے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے۔

عامر شعبی سے مروی ہے کہ میں ایک سال تک ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہا مگر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اے لوگو مجھ سے دور رہو' میں ایک' ایسے حضرت کے ساتھ تھا جو مجھ سے زیادہ علم والے تھے اگر میں یہ جانتا کہ میں تم لوگوں میں اتنا زندہ رہوں گا کہ تم لوگ مجھ سے طلب کرو گے تو تمہارے لیے سیکھ لیتا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی منازل میں آپ کے آثار کا کوئی شخص ایسا اتباع نہیں کرتا تھا جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کرتے تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اولاد عمر رضی اللہ عنہ میں سب سے زیادہ عمر رضی اللہ عنہ کے مشابہ عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے اور اولاد عبداللہ رضی اللہ عنہ میں سب سے زیادہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مشابہ سالم تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی سریے میں تھا لوگوں نے تردد کیا میں بھی تردد کرنے والوں میں تھا۔ تشویش اس بات پر تھی کہ ہم لوگ لشکر سے بھاگے اور غضب کے مستحق ہوئے لہٰذا اب کیا کرنا چاہیے آخر قرار پایا کہ ہم مدینہ میں داخل ہوں گے وہیں رات کو رہیں گے۔ اور اس طرح جائیں گے کہ ہمیں کوئی نہ دیکھے گا۔ ہم داخل ہوئے اور سوچا کہ اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کریں اگر ہمارے لیے توبہ ہوگی تو ٹھہر جائیں گے اور اس کے سوا ہوگا تو چلے جائیں گے۔

ہم لوگ نماز فجر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے تو اٹھ کر آپ کی طرف گئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہم دھوکہ دینے والے ہیں فرمایا نہیں' بلکہ تم لوگ دوبارہ حملہ کرنے والے ہو' ہم لوگ نزدیک گئے' اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا تو فرمایا تم لوگ مسلمانوں کی جماعت ہو۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دھاری دار حلہ (جوڑا) پہنایا اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو دو مصری چادریں اور فرمایا کہ جتنے حصہ کو (لٹکنے کی وجہ سے) زمین چھوئے گی وہ دوزخ میں ہوگا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی جانب ایک سریہ بھیجا جس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے ان کے حصے بارہ بارہ اونٹوں کو پہنچ گئے اس کے بعد انہیں اس سے زیادہ ایک ایک اونٹ دیا گیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تغیر نہیں کیا۔

زمانۂ فتن میں آپ رضی اللہ عنہ کی حالت:

موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ اللہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر رحمت کرے (راوی نے یا تو ان کا نام لیا یا کنیت بیان کی) واللہ میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت پر قائم سمجھتا تھا جو آپ نے کی تھی کہ آپ کے بعد نہ وہ فتنے میں مبتلا ہوئے اور نہ ان میں تغیر ہوا۔ واللہ انہیں قریش اپنے پہلے فتنوں میں بھی دھوکا نہ دے سکے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ اپنے والد کے قتل میں انہیں عیب

صغریٰ ہوا تھا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یوم احد میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو میں چودہ برس کا تھا آپ نے مجھے اجازت نہیں دی۔ جب یوم خندق ہوا تو مجھے پیش کیا گیا اس وقت میں پندرہ برس کا تھا آپ نے مجھے اجازت دے دی۔

نافع نے کہا کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا جو اس زمانے میں خلیفہ تھے' میں نے ان سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا صغیر و کبیر کے درمیان یہی حد ہے عمال کو فرمان لکھا کہ پندرہ برس والے کا عطاء مقرر کریں اور اس عمر سے کم والے کو عیال میں شامل کریں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یوم احد میں مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو میں چودہ برس کا تھا آپ نے مجھے اجازت نہیں دی یوم خندق میں آپ کے سامنے پیش ہوا تو پندرہ برس کا تھا۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ تم لوگ سبط ہو' تم لوگ وسط ہو' انہوں نے کہا' سبحان اللہ سبط تو صرف بنی اسرائیل میں تھے اور امت وسط ساری امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے البتہ ہم لوگ اس قبیلہ مضر کے اوسط ہیں اور جو کوئی اس کے سوا کچھ کہے تو وہ جھوٹا اور گنہگار ہے۔

اتباعِ نبوی میں کمال:

عاصم الاحول نے کسی بیان کرنے والے سے روایت کی کہ جب کوئی ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھتا تھا تو ان میں اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار پاتا تھا۔

ابی جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ کوئی شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ احتیاط کرنے والا نہ تھا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنتے تو نہ اس میں زیادہ کرتے نہ اس میں کم کرتے نہ یہ کرتے اور نہ وہ کرتے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ جب اس شخص نے پشت پھیری تو خود بخود کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ بات پوچھی گئی جس کا انہیں علم نہ تھا تو انہوں نے کہہ دیا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش کے نوجوانوں میں دنیا میں سب سے زیادہ اپنے نفس پر قابو رکھنے والے ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ میں اپنے اصحاب سے کسی امر پر اس طرح ملا کہ اس خوف سے ان کی مخالفت کرتے ڈرتا تھا کہ ان کے ساتھ شامل نہ ہوں گا۔

محمد سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ تو جب تک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو زندہ رکھے اس طرح زندہ رکھ کہ میں ان کی پیروی کرتا رہوں کیونکہ میں امر اوّل پر ان سے زیادہ عالم کسی کو نہیں جانتا۔

الاسلام تھے یوم موتہ میں جمادی الاولی ۸ھ میں شہید ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ:

ابن المعتمر بن انس بن اذات بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی' ان کی والدہ بنت عبداللہ بن عمیر بن اہیب بن جذافہ بن جمح تھیں۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عمرو کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دونوں رفاعہ بن عبدالمنذر کے پاس اترے۔

صرف محمد بن اسحاق نے کہا کہ عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی عمرو بن سراقہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بدر میں موجود تھے۔ موسیٰ بن عقبہ وابومعشر ومحمد بن عمر وعبداللہ بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن سراقہ بدر میں حاضر نہ تھے البتہ احد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما:

ابن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر' ان کی والدہ زینت بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص تھیں۔ اپنے والد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمان ہوئے اس زمانے میں بالغ نہ تھے والد کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی' کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی آل اولاد:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارہ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔

ابوبکر' ابوعبیدہ' واقد' عبداللہ' عمر' حفصہ وسودہ' ان سب کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود بن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن کسی تھیں۔ کسی ثقیف تھے۔

عبدالرحمٰن' انہیں سے ان کی کنیت تھی' والدہ ام علقمہ بنت علقمہ بن ناقش بن وہب بن ثعلبہ بن وائلہ بن عمرہ بن شیبان بن محارب بن فہر تھیں۔

سالم' عبید اللہ' حمزہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ابوسلمہ وقلابہ' ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ زید بن عبداللہ کی والدہ سہلہ بنت مالک بن الشحاج تھیں' بنی جشم بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب میں سے تھیں۔

کم عمری کی وجہ سے بدر واحد میں عدم شرکت:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یوم بدر میں جب میں تیرہ برس کا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا' آپ نے مجھے واپس کر دیا۔ غزوۂ احد میں جب میں چودہ برس کا تھا آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے مجھے واپس کر دیا۔ غزوۂ خندق میں پندرہ برس کا تھا آپ نے قبول کر لیا۔

یزید بن ہارون نے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ وہ خندق میں سولہ برس کے ہوں گے اس لیے کہ احد وخندق کے درمیان بدر

عدی بن نضلہ کی اولاد میں نعمان ونعیم وآمنہ تھیں ان کی والدہ بنت نعجہ بن خویلد بن امیہ بن المعمور بن حیان بن غنم بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں۔

عدی بن نضلہ رضی اللہ عنہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے سب کی روایت میں ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور وہیں حبشہ میں ان کی وفات ہوئی وہ مہاجرین میں پہلے شخص ہیں جن کی وفات ہوئی اور اسلام میں پہلے شخص ہیں جن کی میراث لی گئی ان کے بیٹے نعمان بن عدی رضی اللہ عنہ وارث ہوئے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نعمان کو میسان کا عامل بنایا تھا۔ شعر بھی کہتے تھے۔ کلام یہ ہے:

اَلَا هَلْ اتى الخنساء ان حليلها بميسان يسقى فى زجاج وحنتم

''آگاہ ہو کیا یہ خبر خنساء کے پاس آئی کہ اس کے شوہر کو میسان میں شیشے اور سبز پیالوں میں پلایا جاتا ہے۔

اذا شئت غنتنى دها قين قرية ورقاصة تجثو على كل منسم

جب میں چاہتا ہوں تو مجھے گاؤں کے دہقان کا گانا سناتے ہیں۔ اور ہر موقع پر ناچنے والی پنجوں کے بل کھڑی ہوتی ہے۔

فان كنت ندمانى فبا لا كبر اسقنى ولا تسقنى بالا صغر المتثلم

اگر تو میرا ساقی ہے تو بڑے پیالے میں مجھے پلا۔ اور مجھے کنارہ ٹوٹے ہوئے چھوٹے پیالے میں نہ پلا۔

لعل امير المؤمنين ليسوه تناد منا فى الجوسق المتهدم

شاید امیر المومنین کو ناگوار ہو تھوڑے تھوڑے گرنے والے محل میں ہمارا باہم (شراب خواری کے لیے) ہم نشین ہونا''۔

خالد بن ابی بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کو یہ اشعار پڑھتے سنا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ان کا یہ کلام معلوم ہوا تو فرمایا ہاں واللہ مجھے ناگوار ہے جو شخص ان سے ملے خبر کر دے کہ میں نے انہیں معزول کر دیا ہے۔

قوم کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور معزولی کی خبر دی تو وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ واللہ میں نے جو کچھ (اپنے اشعار میں کہا) اس میں سے کچھ نہیں کیا' میں ایک شاعر ہوں ایک مضمون میں کچھ خوبی پائی تو شعر کہہ دیا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ جب تک میں زندہ ہوں تم میرے کسی عمل کے عامل نہیں ہو گے تم نے جو کہہ دیا وہ کہہ دیا۔

حضرت عروہ بن ابی اثاثہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبد العزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' محمد بن عمر کی روایت میں بھی عروہ بن ابی اثاثہ ہے ان کی والدہ نابغہ بنت خزیمہ تھیں جو عنزہ میں سے تھیں ان کے اخیافی بھائی عمرو بن العاص بن وائل السہمی تھے۔

عروہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے بروایت محمد بن عقبہ وابی معشر ومحمد بن عمر انہوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر مہاجرین حبشہ کے ساتھ نہیں کیا۔

حضرت مسعود بن سوید رضی اللہ عنہ:

ابن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ عاتکہ بنت عبد اللہ بن نضلہ بن عوف تھیں' قدیم

ذہل بن رومان کے قبیلۂ طے سے تھیں۔

امۃ بنت نعیم جن کے یہاں نعمان بن عدی بن نضلہ سے اولاد ہوئی تھی' جو بنی عدی بن کعب میں سے تھے امۃ کی والدہ عاتکہ بنت حذیفہ بن غانم تھیں۔

ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم العدوی سے مروی ہے کہ نعیم بن عبداللہ دس آدمیوں کے بعد اسلام لائے' اپنا اسلام چھپاتے تھے ان کا نام النحام (کھنکھارنے والا) صرف اس لیے رکھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں گیا تو نعیم کی نحمہ (کھنکھارنے کی آواز) سنی اس سے النحام مشہور ہو گئے۔

نعیم مکے ہی میں رہے قوم بوجہ ان کے شرف کے ہروقت گھیرے رہتی تھی جب مسلمانوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو انہوں نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا' قوم ان سے لپٹ گئی اور کہا کہ تم جو دین چاہو اختیار کرو مگر ہمارے ہی پاس رہو' وہ مکہ ہی میں رہے یہاں تک کہ ۶ھ ہوا' تب وہ مہاجر ہو کے مدینہ آئے ہمراہ ان کے خاندان کے چالیس آدمی بھی تھے بحالت اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معانقہ کیا اور انہیں بوسہ دیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نعیم بن عبداللہ النحام بنی عدی بن کعب کے فقراء کو ایک ایک مہینے کی خوراک دے دیتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ نعیم نے ایام حدیبیہ میں ہجرت کی اور بعد کے مشاہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ رجب ۱۵ھ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ اشعریہ تھیں' مکہ میں قدیم الاسلام تھے' سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ چلے گئے۔ اس کے بعد مکہ آئے اور وہیں قیام کیا مدینہ کی ہجرت میں دیر کی' لوگ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیبیہ میں قدم بوس ہوئے ان کے اور خراش بن امیہ الکعبی (کی ہجرت) میں اختلاف ہے' معمر وہی شخص ہیں جو حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھی کرتے تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بھی روایت کی ہے۔

معمر بن عبداللہ بن نضلہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سوائے گنہگار کے کوئی احتکار نہیں کرتا (احتکار یہ ہے کہ قحط سالی کے زمانے میں لوگوں کو غلے کی سخت ضرورت ہو اور کوئی شخص مزید گرانی کے انتظار میں اسے فروخت نہ کرے اور لوگوں کو بھوکا مرنے دے)۔

محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ عمرۂ قضا میں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مونڈا وہ معمر بن عبداللہ العدوی تھے۔

حضرت عدی بن نضلہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالعزی بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ بنت مسعود بن حذافہ بن سعد بن سہم تھیں۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ اس طرح آئے کہ آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے ہم لوگ مقام بطحاء میں ٹہل رہے تھے کہ عمار رضی اللہ عنہ کے والد' عمار اور ان کی والدہ کے پاس آئے ان لوگوں پر عذاب کیا جا رہا تھا' فرمایا اے آل عمار رضی اللہ عنہ صبر کرو تم لوگوں کے وعدے کی جگہ جنت ہے۔اے اللہ آل یاسر کی مغفرت فرما اور تو نے (مغفرت) کر دی۔

یوسف المکی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمار رضی اللہ عنہ اور عمار کے والد اور ان کی والدہ کے پاس سے گزرے ان پر مقام بطحاء میں عذاب کیا جا رہا تھا۔فرمایا اے آل عمار رضی اللہ عنہ صبر کرو تم لوگوں کے وعدے کی جگہ جنت ہے۔

حضرت حکم بن کیسان رضی اللہ عنہ:

بنی مخزوم کے مولی تھے حکم اس قافلۂ قریش میں تھے جس کو عبداللہ بن جحش نے نخلہ میں پا کر گرفتار کیا تھا۔مقداد بن عمرو سے مروی ہے کہ حکم بن کیسان کو میں نے گرفتار کیا امیر نے گردن مارنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ انہیں چھوڑ دو ہم انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں گے۔رسول اللہ ﷺ انہیں اسلام کی دعوت دینے لگے آپ نے بہت طول دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کب تک آپ اس سے کلام فرمائیں گے یہ تو ابد تک بھی اسلام نہ لائے گا اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں اور یہ اپنے ٹھکانے ہاویہ میں آ جائے نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف التفات نہ فرمایا یہاں تک کہ حکم اسلام لے آئے۔

عمر نے کہا کہ میں نے سوائے اس کے کچھ نہ دیکھا کہ وہ اسلام لے آئے' مجھے اگلے پچھلے واقعات نے (اس مشورے پر) مجبور کیا تھا' میں نے کہا نبی ﷺ کے سامنے وہ امر کیونکر پیش کروں جس کو آنحضرت ﷺ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں پھر میں کہتا تھا کہ اس سے صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خیر خواہی مقصود ہے بہر حال وہ اسلام لائے' ان کا اسلام بہت اچھا تھا انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا بیر معونہ میں اس حالت میں شہید ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ ان سے راضی تھے۔اور وہ جنت میں داخل ہو گئے۔

زہری سے مروی ہے کہ حکم نے کہا کہ اسلام کیا ہے' فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم صرف اسی اللہ کی پرستش کرو جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دو کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں انہوں نے کہا کہ میں اسلام لایا۔نبی ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر میں ان کے بارے میں ابھی تم لوگوں کا کہنا مان لیتا اور قتل کر دیتا تو وہ دوزخ میں چلے جاتے۔

بنی عدی بن کعب

حضرت نعیم النحام بن عبداللہ بن اسید رضی اللہ عنہ:

ابن عبد عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ بنت ابی حرب بن صداد بن عبداللہ تھیں جو بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔

نعیم کی اولاد میں ابراہیم تھے ان کی والدہ زینب بنت حنظلہ بن قسامہ بن قیس بن عبید بن طریف بن مالک بن جدعان بن

میں قدیم الاسلام تھے۔ بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے' محمد بن اسحاق ہشام بن ابی حذیفہ کہتے تھے جوان کا وہم ہے ہشام بن محمد بن السائب الکلبی اور محمد بن عمر و بنی مخزوم کی روایت میں ہاشم بن ابی حذیفہ ہے موسیٰ بن عقبہ وابومعشر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جنہوں نے ان کے نزدیک ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حضرت ہبار بن سفیان رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ بنت عبد بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی اسی عمرو بن عبدود کی بہن تھیں جس کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یوم خندق میں قتل کیا تھا۔ ہبار بن سفیان مکہ میں قدیم الاسلام تھے سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں شریک تھے' جنگ اجنادین میں شام میں شہید ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن سفیان رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ بنت عبد بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

مکہ میں قدیم الاسلام تھے سب کی روایت میں ہجرت ثانیہ میں شریک تھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

حلفائے بنی مخزوم اوران کے موالی

سیدنا یاسر بن مالک بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن کنانہ بن قیس بن الحصین بن الوذیم بن ثعلبہ بن عوف بن حارثہ بن عامر بن الاکبر بن یام بن عنس' وہ زید بن مالک بن اود بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان تھے قحطان تک اہل یمن کی مختلف جماعتیں ملتی ہیں' بنو مالک بن اود مذحج میں سے تھے۔

یاسر بن عامر اوران کے بھائی حارث اور مالک اپنے ایک بھائی کی تلاش میں یمن سے مکہ آئے حارث و مالک یمن واپس چلے گئے یاسر مکہ ہی میں رہ گئے انہوں نے ابوحذیفہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے معاہدۂ حلف کرلیا۔ ابوحذیفہ نے ان سے اپنی باندی کا نکاح کر دیا۔ جس کا نام سمیہ بنت خیاط تھا' ان سے عمار پیدا ہوئے۔ جن کو ابوحذیفہ نے آزاد کر دیا۔

یاسر و عمار ابوحذیفہ رضی اللہ عنہم کی وفات تک برابر انہیں کے ساتھ رہے' اسلام ظاہر ہوا تو یاسر و سمیہ و عمار اوران کے بھائی عبداللہ بن یاسر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے یاسر کے ایک بیٹے اور تھے جو عمار و عبداللہ سے بڑے تھے نام حریث تھا انہیں زمانۂ جاہلیت میں بنوالدیل نے قتل کر دیا۔ یاسر جب اسلام لائے تو انہیں بنی مخزوم نے گرفتار کرلیا اور عذاب دینے لگے تاکہ اپنے دین سے پلٹ جائیں۔

پریشان نہ ہوئی تھی۔ میں نے کہا کہ ان پر ایسا رونا روؤں گی جس کا اوس وخزرج تذکرہ کریں گے' وہ مسافر تھے' غریب الوطنی میں وفات پائی رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی آنحضرت ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ میں نے کھانا تیار کیا اور عورتوں کو جمع کیا ان کے رونے میں یہ مضمون ظاہر ہوا:

یا عین فابکی للولید بن الولید بن المغیرہ مثل الولید بن الولید ابی الولید کفی العشیرہ

''اے میری آنکھ ولید بن الولید بن المغیرہ رضی اللہ عنہ کے لیے رو۔ ولید بن الولید ابوالولید جیسا شخص خاندان کو کافی تھا''۔

رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا: تم نے ولید کو بالکل رحمت ہی بنا دیا۔

حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کے قافلہ میں شمولیت:

محمد بن عمر نے کہا کہ ولید کے حال میں ایک اور وجہ بھی ہے جو روایت کی گئی ہے مگر جو وجہ ہم نے پہلے ذکر کی وہ اس سے زیادہ ثابت ہے لوگوں نے بیان کیا کہ ولید بن الولید اور ابوجندل بن سہل بن عمرو رضی اللہ عنہما مکہ میں قید سے بچ کر روانہ ہو گئے اور ابوبصیر کے پاس آئے جو قافلہ قریش کے راستہ پر ساحل پر تھے دونوں انہیں کے ساتھ مقیم ہو گئے۔

قریش نے رسول اللہ ﷺ سے ولید اور ابوجندل رضی اللہ عنہما کی قرابت کے وسیلے سے درخواست کی کہ آپ نے ابوبصیر اور ان کے ساتھیوں کو (مدینہ میں) کیوں نہ داخل کر لیا کیوں کہ ہمیں ان لوگوں کی کوئی حاجت نہیں رسول اللہ ﷺ نے ابوبصیر کو تحریر فرمایا کہ وہ اور ان کے ساتھی آ جائیں۔

فرمان ایسے وقت آیا کہ وہ انتقال کر رہے تھے اسے پڑھنے لگے۔ ان کے ہاتھ ہی میں تھا کہ وفات ہو گئی' ساتھیوں نے اسی جگہ دفن کر دیا ان پر نماز پڑھی اور قبر پر مسجد بنا دی یہ قافلہ جس میں ستر آدمی تھے اور ان میں ولید بن الولید بن المغیرہ بھی تھے مدینہ کو روانہ ہو گیا جب ولید ظہر الحرہ میں تھے تو پھسل گئے اور ان کی انگلی کٹ گئی انہوں نے اسے باندھ دیا اور یہ شعر کہنے لگے:

هل انت الا اصبع دميت و فی سبيل الله ما لقيت

''تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہو گئی' تجھے جو تکلیف ملی وہ اللہ کی راہ میں ہے''۔

ولید رضی اللہ عنہ بن ولید کی وفات:

مدینہ میں داخل ہوئے اور وہیں انتقال کیا' ان کی بقیہ اولاد تھی جن میں ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن الولید بن الولید تھے' ولید بن الولید نے اپنے بیٹے کا نام بھی ولید رکھا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ولید کو بالکل رحمت ہی بنا لیا ہے' تب انہوں نے عبداللہ نام رکھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حدیث اول ہمارے نزدیک اس شخص کے قول سے زیادہ ثابت ہے جس نے کہا کہ ولید ابی بصیر کے ساتھ تھے۔

حضرت ہاشم بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ:

ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ ام حذیفہ بنت اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں' بقیہ اولاد نہ تھی مکہ

دریافت کیا انہوں نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو تنگی اور سختی میں چھوڑا ہے وہ اس طرح پابہ زنجیر ہیں کہ ایک پاؤں اپنے ساتھی کے پاؤں کے ساتھ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکہ جاؤ' لوہار کے پاس اترو جو اسلام لے آیا ہے اور اسی کے پاس پوشیدہ رہنا عیاش اور سلمہ کے پاس پہنچنے کی کوشش کرنا خبر دینا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تم مکہ سے روانہ ہو جاؤ۔

ولید نے کہا کہ میں نے یہی کیا' دونوں روانہ ہو گئے' میں بھی ان کے ساتھ چلا اور ان کو فتنے اور جستجو کے خوف سے بھگا رہا تھا یہاں تک کہ ہم مدینہ کے سنگ ریزے والی زمین کے ساحل تک پہنچ گئے۔

یحییٰ بن المغیرہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام سے مروی ہے کہ جب ولید بن الولید مدینے سے عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام کے پاس گئے تو وہ ان کے پاس روانہ ہو گئے قریش کو معلوم ہوا تو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوا عسفان تک پیچھا کیا مگر نہ کوئی نشان ملا نہ کوئی خبر' اس جماعت نے سمندر کا کنارہ اختیار کیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس گرم وخشک راستے پر روانہ ہوئے جس پر آپ مدینہ کی ہجرت کے وقت روانہ ہوئے تھے۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور ولید بن الولید مہاجر ہو کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ ہوئے قریش کے چند لوگوں نے انہیں تلاش کیا کہ واپس لائیں مگر ان پر قادر نہ ہوئے جب یہ لوگ ساحل حرہ تک پہنچے تو ولید بن الولید رضی اللہ عنہ مہاجر ہو کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ ہوئے قریش کے چند لوگوں نے انہیں تلاش کیا کہ واپس لائیں مگر ان پر قادر نہ ہوئے جب یہ لوگ ساحل حرہ تک پہنچے تو ولید بن الولید رضی اللہ عنہ کی انگلی کٹ گئی اور خون نکل آیا انہوں نے یہ شعر کہا:

هل انت الا اصبع دميت وفى سبيل الله مالقيت

''تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہو گئی' تجھے جو تکلیف ملی وہ اللہ کی راہ میں ہے''۔

دل کی حرکت بند ہو گئی مدینہ میں مر گئے تو ام سلمہ بنت ابی امیہ ان پر روئیں اور یہ اشعار کہے:

ياعين فابكى للوليد بن الوليد بن المغيره

''اے میری آنکھ تو ولید بن الولید بن المغیرہ کے لیے رو

كان الوليد بن الوليد ابو الوليد فتى العشيره

ولید بن الولید ابوالولید خاندان کا جوان تھا''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے سلمہ' اس طرح نہ کہو بلکہ یہ کہو:

''وجاءت سكرة الموت بالحق ذلك ماكنت منه تحيد''۔

''موت کی سختی آ گئی۔ یہ وہ ہے جس سے تو گریز کرتا تھا''۔

ام سلمہ بنت ابی امیہ سے مروی ہے کہ جس وقت ولید بن الولید رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو میں اتنا پریشان ہوئی کہ کسی میت پر اتنا

له يدان في الامور المبهمه كف بها يعطي وكف منعمه

مشکل کاموں میں ان کے دو ہاتھ ہو جائیں کہ ایک ہاتھ سے وہ عطا کریں اور ایک ہاتھ احسان کرنے والا ہو''۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات تک آپ ہی کے ہمراہ رہے جس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جہاد روم کے لیے لشکر روانہ کیے تو مسلمانوں کے ساتھ شام گئے' مرج الصفر واقع محرم ۱۴ھ میں شہید ہوئے یہ واقعہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں ہوا۔

حضرت ولید بن الولید بن المغیرہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ امیمہ بنت الولید بن عشی بن ابی حرملہ بن عریج بن جریر بن شق بن صعب قبیلہ بجیلہ میں سے تھیں۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ولید بن الولید اپنی قوم ہی کے دین پر رہے ان کے ساتھ بدر گئے اس روز گرفتار ہوئے ابن جحش نے ان کو پکڑا۔ کہا جاتا ہے کہ سلیط بن قیس المازنی نے گرفتار کیا جو انصار میں سے تھے۔

فدیے کے بارے میں ان کے دونوں بھائی خالد وہشام فرزندان ولید بن المغیرہ آئے عبداللہ بن جحش نے انکار کیا تاوقتیکہ وہ چار ہزار درہم نہ دیں خالد نے ارادہ کیا کہ وہ اس کو پورا نہ کرے تو ہشام نے خالد سے کہا کہ ولید تمہاری ماں کا بیٹا نہیں ہے' (یعنی تمہارا علاتی بھائی ہے اس لیے پہلوتہی کرتے ہو) واللہ اگر عبداللہ بغیر اتنی اتنی رقم کے (ان کے رہا کرنے سے) انکار کریں تو میں ضرور مہیا کروں گا۔

قبول اسلام کا واقعہ:

کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے ولید بن المغیرہ کے اسلحہ کے بغیر جو ایک کشادہ زرہ تلوار اور خود پر مشتمل تھا' فدیہ لینے سے انکار کیا اسے سو دینار کا قرار دیا گیا دونوں راضی ہو گئے اور رقم ادا کر دی ولید رہا ہو کر اپنے بھائیوں کے ساتھ ذوالحلیفہ پہنچے' یہاں سے چھوٹ کر نبی ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہوئے۔

خالد نے کہا کہ جب تمہاری یہی مرضی تھی تو پہلے ہی کیوں نہ ایسا کیا' تم نے فدیہ ادا کرایا اور والد کی نشانیاں ہمارے ہاتھ سے نکلوا دیں انہوں نے کہا کہ میں ایسا نہ تھا کہ تاوقتیکہ اپنی قوم کی طرف فدیہ نہ ادا کر دیتا اسلام لے آتا قریش کہتے کہ انہوں نے صرف فدیے سے بچنے کے لیے محمد (ﷺ) کا اتباع کیا ہے۔

وہ انہیں مکہ لے گئے۔ ولید بالکل بے خوف تھے ان دونوں نے انہیں مکہ میں بنی مخزوم کی ایک جماعت کے ساتھ قید کر دیا جو پہلے اسلام لائے تھے ان میں عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام مہاجرین حبشہ تھے رسول اللہ ﷺ نے بدر سے پہلے ان کے لیے دعا فرمائی اور بدر کے بعد ان کے ساتھ ولید بن الولید کو بھی دعا میں شریک فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے ان تینوں کے لیے تین سال تک دعا فرمائی۔

ولید بن الولید بیڑیوں سے بچ کر مدینہ آ گئے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام کو

کتابوں میں ملک حبشہ کی طرف روانہ ہونے والوں میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر نے کہا کہ عیاش بن ابی ربیعہ حبشہ سے مکہ آئے اور وہیں رہے اصحاب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ روانہ ہوئے تو وہ بھی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو لیے' جب قباء میں اترے تو ان کے دونوں اخیافی بھائی ابوجہل وحارث فرزندان ہشام آئے اور اصرار کر کے مکہ واپس لے گئے وہاں پہنچ کے بیڑیاں ڈال دیں اور مقید کر دیا۔ اس کے بعد وہ بچ کر مدینہ آ گئے رسول اللہ ﷺ کی وفات تک وہیں رہے پھر شام چلے گئے اور جہاد کیا۔ مکہ واپس آئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے ان کے بیٹے عبداللہ مدینہ سے نہیں ہٹے۔

حضرت سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ:

ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ ضباعہ بنت عامر بن قرط بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ تھیں' سلمہ مکہ میں قدیم الاسلام تھے' بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی موسیٰ بن عقبہ وابومعشر نے بھی ان کا ذکر نہیں کیا۔

محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر نے کہا کہ سلمہ بن ہشام ملک حبشہ سے مکہ واپس آ گئے ابوجہل نے قید کیا' مارا اور بھوکا پیاسا رکھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ہر نماز کے بعد دعا کرتے تھے کہ اے اللہ سلمہ بن ہشام' عیاش بن ابی ربیعہ ولید اور ان کمزور مسلمانوں کو نجات دے جو نہ کسی حیلے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ظلم سے بچنے کا راستہ پاتے ہیں۔

ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ نے اپنا سر نماز فجر کی رکعت سے اٹھایا تو فرمایا اے اللہ ولید بن الولید' سلمہ بن ہشام عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ کے کمزور لوگوں کو نجات دے' اے اللہ مضر پر اپنی گرفت سخت کر اے اللہ ان کی قحط سالی کو یوسف علیہ السلام کی قحط سالی جیسی بنا دے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز صبح میں دعا فرمائی کہ اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ ولید بن الولید اور سلمہ بن ہشام اور مکہ کے کمزور لوگوں کو کفار کے ظلم سے نجات دے' عضل' لحیان' رعل' ذکوان اور عصیہ پر اللہ لعنت کرے کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ' سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کے لیے جو مکہ میں قید تھے دعا فرماتے تھے' دونوں مہاجرین حبشہ میں سے تھے' ولید بن الولید اپنی قوم کے دین پر تھے' مشرکین کے ساتھ بدر میں آئے اور گرفتار ہوئے' انہوں نے فدیہ دیا اسلام لائے اور مکہ واپس آ گئے' قوم نے ان پر حملہ کیا اور عیاش بن ربیعہ اور سلمہ بن ہشام کے ساتھ قید کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ولید کو بھی ان دونوں کے ساتھ دعا میں شریک کیا' سلمہ بن ہشام بچ گئے اور رسول اللہ ﷺ سے مدینہ میں قدم بوس ہوئے یہ غزوۂ خندق کے بعد ہوا ان کی والدہ ضباعہ نے اشعار ذیل کہے:

اللھم رب الکعبہ المسلمہ اظھر علی کل عدو سلمہ

''اے اللہ کعبہ مسلمہ کے رب' ہر دشمن پر سلمہ کو غالب کر۔

محمد بن عمر نے کہا کہ شرحبیل رضی اللہ عنہ اور ان کے والد کا معاہدہ حلف بنی زہرہ سے تھا' صرف سفیان بن معمر الجمحی کے سبب سے بنی جمح میں ذکر کیا گیا۔

شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند پایہ اصحاب میں سے تھے متعدد غزوات میں شرکت کی' ان امراء میں سے تھے جنہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ملک شام میں مقرر کیا تھا۔ شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی وفات ملک شام میں عمواس کے طاعون سے ہوئی یہ واقعہ بعہد خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ۱۸ھ میں ہوا اس وقت وہ سرسٹھ سال کے تھے۔

بنی تیم بن مرہ

حضرت حارث بن خالد رضی اللہ عنہ:

ابن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ یمن کی تھیں' حارث مکہ میں قدیم الاسلام تھے' ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے ہمراہ ان کی بیوی ریطہ بنت الحارث ہمشیرہ صبیحہ بن الحارث بن جبیلہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بھی تھیں ریطہ سے ان کے یہاں ملک حبشہ میں موسیٰ و عائشہ و زینب و فاطمہ پیدا ہوئیں' سب راوی متفق ہیں کہ موسیٰ بن الحارث ملک حبشہ ہی میں وفات پا گئے۔

موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے کہا کہ یہ لوگ حبشہ سے بہ ارادۂ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے راستے میں کسی کنویں پر اترے' پانی پیا' ابھی ہٹے نہ تھے کہ ریطہ اور سوائے فاطمہ بنت الحارث کے ان کے تمام بچے مر گئے۔

حضرت عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' مکہ میں قدیم الاسلام تھے ہجرت ثانیہ میں شریک تھے' جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔

بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ:

ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ اسماء بنت مخربہ بن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم بنی تمیم میں سے تھیں' ابوجہل کے اخیافی بھائی تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

محمد بن اسحاق و محمد بن عمر نے کہا کہ عیاش بن ابی ربیعہ ہجرت ثانیہ میں حبشہ کو گئے ہمراہ ان کی بیوی اسماء بنت سلمہ بن مخربہ بن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم بھی تھیں ان سے ملک حبشہ ہی میں عبداللہ بن عیاش پیدا ہوئے موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے اپنی

انہوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے موت اس سے برتر ہے کہ اسے بیان کیا جائے لیکن میں اس میں سے کچھ تم سے بیان کروں گا۔ میں اپنے کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ گویا میری گردن پر کوہ رضوی ہے اور میں اپنے کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ گویا میرے پیٹ میں کھجور کے خار ہیں اور میں اپنے کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ گویا میری سانس سوئی کے ناکے سے نکلتی ہے۔

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص کی وفات عید کے دن مصر میں ۴۲ھ میں ہوئی اور وہی والیٔ مصر تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ ان کی وفات ۴۳ھ میں ہوئی۔ محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے بعض اہل علم کو کہتے سنا کہ عمرو بن العاص کی وفات ۵۱ھ میں ہوئی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص نے اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے۔ یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ان لوگوں کو دیکھو جنہوں نے تم سے پہلے درخت کے نیچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ان کے لیے دو سو دینار پورے کر دو' اپنے لیے امارت کی وجہ سے اور خارجہ بن حذافہ کے لیے ان کی شجاعت کی وجہ سے اور قیس بن العاص کے لیے ان کی مہمان نوازی کی وجہ سے دو سو دینار پورے کر دو۔

حیان بن ابی جبلہ سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص سے پوچھا گیا کہ مروت کیا ہے انہوں نے کہا کہ آدمی اپنے مال کی اصلاح کرے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ احسان کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما:

ابن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم۔

ان کی والدہ ریطہ بنت منبہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم تھیں۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی اولاد میں محمد تھے۔ انہیں سے ان کی کنیت تھی۔ ان کی والدہ بنت محمیہ بن جزء الزبیدی تھیں۔

ہشام وہاشم وعمران وام ایامیں وام عبداللہ وام سعید' ان سب کی والدہ ام ہاشم الکندیہ بنی وہب بن الحارث میں سے تھیں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو اپنے والد سے پہلے اسلام لائے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان احادیث کے لکھنے کی اجازت چاہی جو میں نے آپ سے سنیں تو آپ نے مجھے اجازت دی۔ میں نے انہیں لکھ لیا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس صحیفہ کا نام ''الصادقہ'' رکھا تھا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس ایک صحیفہ دیکھا' دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ''الصادقہ'' ہے' جس میں وہ احادیث ہیں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں کہ ان میں میرے اور آپ کے درمیان کوئی نہیں ہے۔

خالد بن یزید الاسکندرانی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے کہا یا رسول اللہ میں آپ سے جو احادیث سنتا ہوں چاہتا ہوں کہ انہیں محفوظ رکھوں۔ کیا میں اپنے قلب کے ساتھ اپنے ہاتھ سے مدد لے لوں۔ یعنی انہیں لکھ لوں۔ فرمایا' ہاں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مجھے معلوم نہیں ہو گیا کہ تم رات

بھر عبادت کرتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو؟ عرض کی میں زیادہ قوی ہوں' فرمایا کہ تم جب ایسا کرو گے تو نگاہ کمزور ہو جائے گی اور دل ضعیف ہو جائے گا۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو' یہ ہمیشہ کے روزے کے مثل ہوں گے' عرض کی میں قوت محسوس کرتا ہوں۔ فرمایا کہ صوم داؤد علیہ السلام رکھو جو ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ ترک کرتے تھے' اور (جہاد میں دشمن کا) جب مقابلہ کرتے تھے تو بھاگتے نہ تھے۔

سلیمان بن حیان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے ابوعبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما' تم (روزانہ) دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو' ایسا نہ کرو۔ کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے' تمہاری بیوی کا بھی تم پر حصہ ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حصہ ہے۔ روزہ رکھو اور روزہ ترک کرو' ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو۔ یہی ہمیشہ کا روزہ ہے' عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے اندر قوت محسوس کرتا ہوں' فرمایا داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو' ایک دن روزہ رکھو ایک دن ترک کرو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اے کاش میں نے رخصت پر عمل کیا ہوتا۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مجھے خبر نہیں ہوگئی کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو عبادت کرتے ہو؟

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک۔

فرمایا: روزہ رکھو اور روزہ ترک کرو' نماز پڑھو اور سوؤ۔ کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے' تمہارے بیٹے کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے' تمہیں یہ کافی ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو' انہوں نے کہا کہ پھر میں نے سختی کی تو مجھ پر سختی کردی گئی۔

عرض کی' یارسول اللہ میں قوت محسوس کرتا ہوں۔

فرمایا' تو اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے روزے رکھو' اس پر نہ بڑھاؤ۔

عرض کی' یارسول اللہ داؤد علیہ السلام کے روزے کیا ہیں؟

فرمایا: وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ ترک کرتے تھے۔

ابوسلمی بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (میرے متعلق) یہ خبر دی گئی کہ میں کہتا ہوں کہ میں عمر بھر روزہ رکھوں گا اور رات بھر نماز پڑھوں گا۔ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہی ہو جو کہتے ہو کہ میں جب تک زندہ رہوں گا دن کو روزہ رکھوں گا اور رات کو نماز پڑھوں گا۔ عرض کی یارسول اللہ میں نے یہ کہا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہیں اس کی طاقت نہیں ہے' لہٰذا روزہ ترک کرو اور روزہ رکھو' سوؤ اور نماز پڑھو' مہینے میں تین دن روزہ رکھو کیونکہ ایک نیکی میں دس گونہ ثواب ہے۔ اور یہ تین روزے مثل ہمیشہ کے روزے کے ہیں' عرض کی میں اس سے بہت زائد طاقت رکھتا ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو اور دو دن ترک کرو' عرض کی میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں' فرمایا کہ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن عمرو کا سن زیادہ ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کی رخصت کو قبول کر لیا ہوتا' انہی دونوں میں (جن میں وہ روزے تھے) ایام تشریق (از ۱۰ ار ذی الحجہ تا ۱۳ ار ذی الحجہ) کا کوئی دن تھا۔ عمرو نے بلایا اور کہا کہ ناشتے کے لیے آؤ' انہوں نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں' انہوں نے کہا کہ یہ تمہارے لیے جائز نہیں اس لیے کہ یہ تو کھانے پینے کے دن ہیں۔ انہوں نے ان سے پوچھا کہ تم قرآن کیونکر پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں اسے ہر شب میں (پورا) پڑھتا ہوں' پوچھا کہ کیا تم اسے ہر دس دن میں نہیں پڑھتے انہوں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ قوی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اسے ہر چھ دن میں پڑھا کرو۔

جعفر بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص ایام منیٰ (از ۱۰ ار تا ۱۳ ار ذی الحجہ) میں عمرو بن العاص کے پاس صبح کو گئے۔ انہوں نے ان کو دستر خوان پر بلایا۔ انہوں نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ دوبارہ بلایا تو انہوں نے اسی طرح کہا۔ سہ بارہ بلایا تو انہوں نے کہا' نہیں' سوائے اس کے کہ آپ نے اس کو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو' عمرو نے کہا کہ میں نے اس کو (یعنی ان ایام میں روزہ افطار نے کو) رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اے عبداللہ بن عمرو تم کتنے دن میں قرآن پڑھتے ہو؟ عرض کی' ایک دن اور ایک رات میں۔

فرمایا' سوؤ اور نماز پڑھو' نماز پڑھو اور سوؤ' اور اسے ہر مہینے میں پڑھو۔ میں برابر آپ سے بحث کرتا رہا اور آپ مجھ سے بحث کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ وہ روزے رکھو جو اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہیں' میرے بھائی داؤد علیہ السلام کے روزے' ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن روزہ ترک کرو۔

راوی نے کہا کہ پھر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی اجازت کا قبول کر لینا اس سے زیادہ پسند تھا کہ میرے لیے سرخ رنگ کے جانور ہوتے جن کے مرجانے پر میں صبر کرتا۔

خیثمہ سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے پاس گیا جو قرآن پڑھ رہے تھے۔ پوچھا کہ تم کیا چیز پڑھتے ہو' انہوں نے کہا کہ میں اپنا وہ حصہ پڑھتا ہوں جو آج رات کی نماز میں پڑھوں گا۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن عمرو۔ تم فلاں شخص کے مثل نہ ہونا جو رات کو عبادت کرتے تھے' پھر انہوں نے رات کی عبادت ترک کر دی۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بدن پر دو سرخ چادریں دیکھیں تو فرمایا کہ یہ کپڑے تو کفار کے کپڑے ہیں۔ تم انہیں نہ پہنو۔

طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے جسم پر دو سرخ چادریں دیکھیں تو پوچھا کہ کیا تمہاری ماں نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں انہیں دھو ڈالوں گا۔ فرمایا انہیں جلا ڈالو۔

رشدین بن کریب سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو کو دیکھا کہ وہ حرقانی عمامہ باندھے ہوئے تھے اور ایک بالشت یا

ایک بالشت سے کم لٹکائے ہوئے تھے۔ (یعنی پشت کی طرف)۔

عمرو بن عبداللہ بن شویفع سے مروی ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے عبداللہ بن عمرو بن العاص کو دیکھا کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔

عریان بن الہیثم سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ یزید بن معاویہ کے پاس گیا تو ایک لانبا سرخ اور بڑے پیٹ والا شخص آیا۔ اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا والد نے پوچھا یہ کون ہیں تو کہا گیا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا حلیہ بیان کیا کہ وہ سرخ بڑے پیٹ والے اور لانبے آدمی تھے۔

مسلم مولائے بنی مخزوم سے مروی ہے کہ نابینا ہونے کے بعد بھی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ شریک بن خلیفہ سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ سریانی پڑھ سکتے تھے۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو المغمس سے جمعے کو آتے تھے اور صبح کی نماز پڑھتے تھے' پھر حرم چلے جاتے تھے اور طلوع آفتاب تک تسبیح وتکبیر پڑھتے' وسط حرم میں کھڑے ہوتے لوگ ان کے پاس بیٹھ جاتے۔ ایک روز انہوں نے کہا کہ میں اپنے اوپر صرف تین مقامات سے ڈرتا ہوں۔

خون عثمان رضی اللہ عنہ میں' عبداللہ بن صفوان نے کہا کہ اگر آپ ان کے قتل سے راضی تھے تو آپ ان کے خون میں شریک ہو گئے۔

میں مال لیتا ہوں کہ آج شب کو اللہ کو قرض دوں گا (یعنی خیرات کر دوں گا) مگر وہ (مال) اپنی جگہ ہی میں صبح کرتا ہے' ابن صفوان نے کہا کہ (کیا آپ ایسے آدمی ہیں کہ نفس کے بخل وحرص سے محفوظ نہیں ہیں۔

انہوں نے کہا کہ تیسرے جنگ صفین۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے لیے اور صفین کے لیے کیا ہوگا۔ میرے لیے اور قتال مسلمین کے لیے کیا ہوگا۔ چاہتا تھا کہ اس سے دس سال پہلے مر جاتا۔ واللہ اس کے باوجود کہ نہ میں نے کوئی تلوار ماری نہ کوئی نیزہ مارا نہ کوئی تیر پھینکا۔ جن لوگوں نے ان کاموں میں سے کچھ نہ کیا ان میں کوئی آدمی مجھ سے زیادہ طاقتور نہ تھا۔

نافع نے کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا اور ایک یا دو منزل تک لوگوں کے پاس آئے تھے۔ زیاد بن سلامہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ یہ ستون ہوتا۔

حسن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے جنگ میں اکثر رجز کے اشعار میں اپنی تلوار کو نظم کیا۔

طلحہ بن عبیداللہ بن کریز الخزاعی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما جس وقت بیٹھتے تو قریش بولتے نہ تھے۔ ایک روز انہوں نے کہا کہ تم لوگ اس خلیفہ کے ساتھ کیونکر ہو گے جو تمہارے اوپر بادشاہ ہوگا اور تم میں سے نہ ہوگا' ان لوگوں نے کہا اس روز قریش کہاں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ انہیں تلوار فنا کر دے گی۔

سلیمان بن الربیع سے مروی ہے کہ میں حجاج اہل بصرہ کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ گیا۔ ہم لوگوں نے کہا کہ اگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کو دیکھتے تو ان سے باتیں کرتے عبداللہ بن عمرو بن العاص کو بتایا گیا تو ہم ان کی منزل میں آئے وہاں قریب تین سو سواریوں کے تھیں ہم لوگوں نے کہا کہ کیا ان سب پر عبداللہ بن عمرو نے حج کیا ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ وہ اور ان کے متعلقین اور ان کے احباب۔

ہم بیت اللہ گئے' وہاں ایک ایسے شخص ملے جن کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اور دو قطری چادروں کے درمیان تھے' سر پر عمامہ تھا اور بدن پر کرتہ نہ تھا۔ ہم لوگوں نے کہا کہ آپ عبداللہ بن عمرو ہیں اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور قریش کے ایک فرد ہیں۔ آپ نے کتاب اول پڑھی ہے' ہمیں کوئی شخص جس سے ہم علم حاصل کریں آپ سے زیادہ پسند نہیں' لہٰذا ہم سے کوئی حدیث بیان کیجئے شاید اللہ ہمیں اس سے نفع دے۔

پوچھا تم لوگ کون ہو' ہم نے کہا کہ ہم اہل عراق ہیں' انہوں نے کہا کہ اہل عراق میں سے ایک قوم ہے جو خود بھی جھوٹ بولتے ہیں اور (دوسرے کو بھی) جھوٹا بناتے ہیں' اور مسخرہ پن کرتے ہیں۔

ہم نے کہا کہ ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ جھوٹ بولیں اور جھوٹا بنائیں یا آپ سے تمسخر کریں' ہم سے کوئی حدیث بیان کیجئے شاید اللہ ہم کو اس سے نفع دے انہوں نے ان سے بنی قنطور بن کرکر کے بارے میں حدیث بیان کی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اپنا خیمہ حل (بیرون حرم) میں نصب کرتے تھے اور مصلی حرم میں رکھتے تھے۔ کہا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ اس لیے کہ حرم میں احدث (نئی بات اور بدعت کرنا) حل (بیرون حرم) میں کرنے سے زیادہ سخت ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اگر میں کسی شخص کو اس طرح شراب پیتے دیکھوں کہ مجھے سوائے اللہ کے کوئی نہ دیکھتا ہو تو اگر اس شخص کو قتل کر سکوں تو ضرور قتل کر دوں۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ منتظم وہط نے (جو عمرو بن العاص کی جائیداد کا نام تھا) وہط کا بچا ہوا پانی فروخت کر دیا تو اسے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے واپس کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن السلمانی سے مروی ہے کہ کعب احبار اور عبداللہ بن عمرو ملے' کعب نے پوچھا کہ کیا تم فال لیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں' پوچھا تم کیا کہتے ہو' انہوں نے کہا کہ میں کہتا ہوں' اے اللہ! سوائے تیرے عمل کے کوئی عمل نہیں' نہ سوائے تیری خیر کے کوئی خیر ہے' نہ تیرے سوا کوئی رب ہے اور نہ تیرے بغیر قوت اور (گناہ وشر سے) باز رہنا ہے انہوں نے کہا کہ تم عرب میں سے سب سے زیادہ فقیہ ہو' یہ کلمات جیسا کہ تم نے کہے ایسے ہی توریت میں لکھے ہوئے ہیں۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی وفات ۶۵ھ میں شام میں ہوئی' وہ اس زمانے میں بہتر سال کے تھے' انہوں نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

بنی جمح بن عمرو

سعید بن عامر بن حذیم رضی اللہ عنہ:

ابن سلامان بن ربیعہ بن سعد بن جمح بن عمرو بن ھصیص بن کعب' ان کی والدہ اروی بنت ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف تھیں۔ سعید کی کوئی اولاد یا پس ماندہ نہ تھا۔ پس ماندہ ان کے۔ بھائی جمیل بن عامر بن حذیم کے تھے جن کی اولاد میں سعید بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن جمیل تھے جو لشکر مہدی میں بغداد کے والی قضاء (قاضی) تھے۔

سعید بن عامر خیبر سے پہلے اسلام لائے اور مدینہ کی طرف ہجرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب خیبر اور اس کے بعد کے مشاہد میں حاضر ہوئے' ہمیں مدینہ میں ان کے کسی مکان کا علم نہیں۔

سعید بن عبدالرحمٰن الجمحی سے مروی ہے کہ جب عیاض بن غنم کی وفات ہوگئی تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سعید بن عامر بن حذیم کو ان کے عمل کا والی بنایا' حمص اور اس کے قریب شام کے علاقے پر (عامل) تھے (عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے) انہیں ایک فرمان لکھا جس میں انہیں اللہ سے ڈرنے کی اور اللہ کے کام میں کوشش کرنے کی اور اس کے حق کے ادا کرنے کی جو ان پر واجب ہے نصیحت کی تھی اور خراج مقرر کرنے اور رعیت کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دیا تھا' سعید بن عامر نے ان کے فرمان کے طریقے پر اسے قبول کیا۔

حضرت حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ:

(سے مروی ہے کہ) ہم لوگ ہرگز اسے قتل نہ کریں گے' تاوقتیکہ ہم اسے اہل مکہ کے پاس نہ بھیج دیں۔ راوی نے کہا کہ وہ لوگ مکہ پر چلائے اور کہا کہ تمہارے پاس خبر آ گئی ہے' میں نے کہا کہ اپنا مال اپنے قرض داروں کے پاس سے جمع کرنے پر تم لوگ میری مدد کرو' میں چاہتا ہوں کہ آؤں اور قبل اس کے کہ اس مقام پر تجار پہنچیں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب کے مال غنیمت میں سے کچھ حاصل کروں۔

وہ لوگ کھڑے ہوئے اور میرے لیے میرا مال اس سے زیادہ عجلت کے ساتھ جمع کر دیا جتنا میں نے سنا' اپنی بیوی کے پاس آیا جس کے پاس میرا مال تھا۔ اس سے کہا کہ میرا مال دے دو شاید میں خیبر پہنچ جاؤں اور تجار کے پہنچنے سے پہلے بذریعہ بیع کچھ حاصل کرلوں۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے سنا تو رنج سے ان کی پیٹھ ٹوٹ گئی اور کھڑے نہ ہو سکے انہوں نے اپنے ایک غلام کو بلایا جس کا نام ابو زبیبہ تھا' اس سے کہا کہ حجاج کے پاس جاؤ اور کہو کہ عباس تم سے کہتے ہیں کہ تم نے جو خبر دی ہے وہ حق ہے تو اللہ اس سے بہت بزرگ و برتر ہے' غلام آیا' حجاج نے کہا کہ ابوالفضل سے کہو کہ اپنے کسی مکان میں مجھ سے تنہائی میں ملو کہ میں ظہر کے وقت تمہارے پاس کوئی ایسی خبر لاؤں جو تم پسند کرتے ہو' مجھے ظاہر نہ کرنا۔

وہ ظہر کے وقت ان کے پاس آئے اور اللہ کی قسم دی کہ تین دن تک ظاہر نہ کریں گے عباس نے وعدہ کرلیا انہوں نے کہا

کہ میں اسلام لے آیا ہوں' میرا مال بیوی کے پاس تھا اور لوگوں پر میرا قرض تھا اگر انہیں میرا اسلام معلوم ہو جاتا تو مجھے کچھ ادا نہ کرتے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ آپ نے خیبر فتح کر لیا اس میں اللہ اور اس کے رسول ؐ کے حصے جاری ہو گئے' میں نے آپ کو اس حالت میں چھوڑا کہ آپ نے یحیٰی بن اخطب کی لڑکی سے شادی کر لی تھی۔ اور بنی ابی الحقیق کو قتل کر دیا تھا۔

حجاج اس روز شام کو روانہ ہو گئے' مدت گزر جانے کے بعد عباس رضی اللہ عنہ اس طرح آئے کہ ان کے بدن پر ایک حلہ تھا' عطر لگائے ہوئے تھے' ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی وہ آئے اور حجاج بن علاط کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے' اسے کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ حجاج کہاں ہیں ان کی بیوی نے کہا کہ وہ محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب کے مال غنیمت کے لیے گئے ہیں کہ اس میں سے خریدیں' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ شخص تمہارا شوہر نہیں ہے تاوقتیکہ تم اس کے دین کی پیروی نہ کرو۔ وہ اسلام لے آئے اور فتح خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے۔

حجاج مسجد میں آئے۔ قریش حجاج بن علاط کی خبر بیان کر رہے تھے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کی تم لوگ قسم کھاتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کر لیا۔ اور آپ کو اس حالت میں چھوڑا کہ آپ نے یحیٰی بن اخطب کی لڑکی سے شادی کر لی تھی اور ان گورے بھیڑیوں بنی ابی الحقیق کی گردنیں ماردیں جن کو تم نے خیبر و یثرب کے بنی النضیر کا سردار دیکھا ہے' اور حجاج اپنا وہ مال لے کے بھاگ گئے جو ان کی بیوی کے پاس تھا۔

لوگوں نے پوچھا کہ تمہیں یہ خبر کس نے دی انہوں نے کہا کہ حجاج نے جو میرے دل میں سچے اور میرے سینے میں معتبر ہیں تم لوگ ان کی بیوی کے پاس بھیجو (اور دریافت کرالو) ان لوگوں نے بھیجا تو معلوم ہوا کہ حجاج اپنا مال لے گئے اور جو کچھ عباس نے کہا تھا وہ سب ان لوگوں نے سچ پایا۔ مشرکین رنجیدہ ہوئے اور مسلمان خوش' قریش پانچ دن بھی نہ ٹھہرے تھے کہ ان کے پاس اس کے متعلق خبر آ گئی۔

یہ کل محمد بن عمر کی حدیث ہے جو انہوں نے اپنے ان راویوں سے روایت کی ہے جن سے انہوں نے غزوۂ خیبر کو روایت کیا ہے۔

سعید بن عطا بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جب غزوۂ مکہ کا ارادہ کیا تو آپ نے حجاج بن علاط اور عرباض بن ساریہ السلمی کو (اطراف مدینہ میں) بھیجا کہ وہ لوگوں کو مدینہ آنے کا حکم دیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حجاج بن علاط نے ہجرت کی اور مدینہ میں بنی امیہ بن زید میں سکونت اختیار کی' وہاں ایک مکان اور مسجد بنائی جو ان کے نام سے مشہور ہے۔ وہی ابونصر بن حجاج تھے ان کی روایۃً حدیث بھی ہے۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ:

ابن ابی عامر بن حارثہ بن عبد بن عیسیٰ بن رفاعہ بن الحارث بن بہثہ بن سلیم' فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ اپنی قوم کے نوسو آدمیوں کے ہمراہ گھوڑوں پر نیزوں اور مضبوط زرہوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہیں۔

معاویہ بن جاہمہ بن عباس بن مرداس سے مروی ہے کہ عباس بن مرداس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اس وقت قدم بوس ہوا جب آپ وادی المشلل سے اتر کر مکہ جا رہے تھے ہم لوگ آلات جنگ واسلحہ کے ساتھ تھے جو ہم پر ظاہر تھے اور گھوڑوں کی باگیں کھینچ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہم صف بستہ ہو گئے' آپ کے پہلو میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تھے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عیینہ یہ بنو سلیم ہیں جو اس سامان وتیاری کے ساتھ آئے ہیں جو تم بھی دیکھتے ہو' عرض کی' یارسول اللہ ﷺ ان کے پاس آپ کا داعی (بلانے والا) آیا اور میرے پاس نہیں آیا واللہ میرے ہم قوم بھی مستعد ہیں گھوڑوں اور ہتھیاروں کے ساتھ تیار ہیں' وہ لوگ شہسوار' مردان جنگی اور آنکھ کے حلقے میں تیر مارنے والے ہیں۔ عباس بن مرداس نے کہا کہ اے شخص بس کر واللہ تم بھی جانتے ہو کہ ہم لوگ تم سے اور تمہاری قوم سے زیادہ گھوڑوں کی ننگی پیٹھ پر بیٹھنے والے' نیزہ مارنے والے اور مشرقی تلواریں چلانے والے ہیں۔

عیینہ نے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا اور دغا کی تم نے جو کچھ بیان کیا اس میں ہم لوگ تم سے بہتر ہیں جس کو تمام عرب جانتے ہیں نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے دونوں کی طرف اشارہ کیا تو خاموش ہو گئے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایام خیبر میں) عباس بن مرداس کو ان لوگوں کے برابر دیا جن کی تالیف قلوب منظور تھی آپ نے انہیں چار اونٹ دیئے تو اشعار میں نبی ﷺ سے شکایت کی:

كانت نهابا تلا فيتها   وكرى على القوم بالاجرع

''جنگ میں جو غنیمت حاصل ہوئی اسے میں نے حاصل کیا۔ اور ریگستان میں قوم پر میرے حملے نے (حاصل کیا)۔

وحثى الجنود لكى يدلجوا   اذا هجع القوم الم امجع

اور میرے لشکر کے برانگیختہ کرنے نے (حاصل کیا) تاکہ لوگ رات کے وقت چلیں' جس وقت رات کو قوم سوگئی میں نہیں سویا۔

فاصبح نهبى ونهب البعيد   بين عيينة والاقرع

میں نے تاخت وتاراج کرتے ہوئے صبح کی' جو غلام تھے وہ علاقہ عیینہ واقرع کے درمیان لوٹ رہے تھے۔

الا افائل اعطيتها   عديد قوائمه الاربع

بااین ہمہ تاخت وتاراج میں نے اپنے لیے کچھ مال غنیمت حاصل نہ کیا بجز چند خوار وزبوں چوپایوں کے کہ (میرے خلاف مرضی) مجھے دیئے گئے۔

وما كان بدر ولا حابس   يفوقان مرداس فى المجمع

معرکہ میں مرداس پر نہ بدر کو فوقیت تھی نہ حابس کو۔

وقد كنت فى الحرب ذا تدرا   فلم اعط شيئا ولم امنع

اور میں جنگ میں قوت ومدافعت والا ہوں' نہ مجھے کچھ دیا گیا اور نہ مجھ سے روکا گیا۔

وما كنت دون امرى منهما   ومن تضع اليوم لا يرفع

اور میں ان دونوں آدمیوں (بدر وحابس) سے کم نہ تھا۔ اور جو آج گرا دیا گیا وہ اٹھ نہیں سکتا''۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے اشعار نبی ﷺ کے پاس پہنچائے' نبی ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے اپنے اس شعر پر غور کیا ہے:

اصبح نهبی ونهب العبید بین الاقرع وعیینه

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ یہ شعر اس طرح نہیں ہے' فرمایا پھر کیونکر ہے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے اسی طرح پڑھا جس طرح عباس نے کہا تھا' نبی ﷺ نے فرمایا برابر ہے' میں نے الاقرع سے شروع کیا یا عیینہ سے' تمہیں مضر نہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نہ شاعر ہیں نہ شعر کے روایت کرنے والے اور نہ یہ آپ کے لیے مناسب ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی زبان کاٹ دو' لوگ گھبرائے اور کہا کہ عباس کے متعلق مثلہ کرنے (اعضاء کاٹنے) کا حکم دیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں سو اونٹ دیئے اور کہا جاتا ہے کہ پچاس اونٹ دیئے۔

عروہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ایام خیبر میں ابوسفیان اور عیینہ اور الاقرع بن حابس کو جو دیا وہ دیا تو عباس بن مرداس نے (اشعار ذیل بطور شکایت) کہے:

تجعل نهبی ونهب العبید بین عیینه والاقرع

''کیا آپ میرے تاخت وتاراج کو ان غلاموں کے برابر قرار دیں گے' جو عیینہ واقرع کے درمیان لوٹ مار مچائے تھے۔

وقد کنت فی القوم ذاثروة فلم اعط شیئا ولم امنع

میں اپنی جماعت میں صاحب ثروت تھا۔ نہ مجھے کچھ ملا نہ کسی شے کو لینا چاہا تو اس سے باز رکھا گیا''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ضرور ضرور تمہاری زبان کاٹوں گا اور بلال رضی اللہ عنہ سے (خفیہ طور پر) فرمایا کہ جب میں تمہیں یہ حکم دوں کہ ان کی زبان کاٹ دو تو تم انہیں حلہ (جوڑا) دینا' فرمایا اے بلال انہیں لے جاؤ اور ان کی زبان کاٹ دو۔

بلال رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا کہ لے جائیں' عرض کی یا رسول اللہ کیا میری زبان کاٹی جائے گی' اے گروہ مہاجرین' کیا میری زبان کاٹی جائے گی' اے گروہ مہاجرین (فریاد) کیا میری زبان کاٹی جائے گی۔ انہیں بلال رضی اللہ عنہ گھسیٹ رہے تھے' جب انہوں نے فریاد کی تو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے آپ نے یہ حکم دیا ہے کہ تمہیں حلہ پہناؤں جس سے تمہاری زبان کاٹ دوں' وہ انہیں لے گئے اور خلہ دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عباس بن مرداس نے نہ مکہ میں سکونت کی نہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے اور اپنی قوم کے شہروں میں واپس چلے جاتے وادیٔ بصرہ میں اترتے اور بصرے میں بہت آتے تھے' بصریوں نے ان سے روایت کی ہے۔ ان کی پسماندہ اولاد بادیہ بصرہ میں تھی' ایک جماعت بصرے میں آ گئی تھی۔

حضرت جاہمہ بن العباس بن مرداس رضی اللہ عنہ:

اسلام لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اور آپ سے احادیث روایت کیں۔

معاویہ بن جاہمہ السلمی سے مروی ہے کہ جاہمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ جہاد کروں' آپ کے پاس آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں' فرمایا' تمہاری ماں (زندہ) ہیں عرض کی جی ہاں' فرمایا انہیں کے ساتھ رہو کیونکہ جنت ان کے قدم کے نیچے ہے' پھر دوبارہ اور سہ بارہ مختلف مجالس میں اسی کلام کے مثل (آپ نے فرمایا)۔

حضرت یزید بن الاخنس بن حبیب رضی اللہ عنہ:

ابن جرہ بن زغب بن مالک بن خفاف بن امرئ القیس بن بہثہ بن سلیم' وہ ان معن بن یزید السلمی کے والد ہیں جن سے ابوالجویریہ نے روایت کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں نے اور میرے باپ دادا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی میں نے آپ سے شکایت کی تو آپ نے مجھے کامیاب کر دیا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا یزید بن الاخنس کے لیے باندھا جو آپ نے بنی سلیم کے لیے باندھے تھے اس کے بعد یزید اور ان کی اولاد کوفے میں رہی معن بن یزید جنگ مرج راہط میں (جو شام میں ایک مقام ہے) حاضر تھے۔

حضرت ضحاک بن سفیان الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن زائدہ بن عبداللہ بن حبیب بن مالک بن خفاف بن امرئ القیس بن بہثہ بن سلیم' اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔ فتح مکہ کے دن آپ نے ان کے لیے جھنڈا باندھا۔

حضرت عقبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ:

فرقد یربوع بن حبیب بن مالک بن اسعد بن رفاعہ بن ربیعہ بن رفاعہ بن الحارث بن بہثہ بن سلیم تھے' کوفے کے شریف تھے' ان لوگوں کو الفراقدہ کہا جاتا تھا۔

حضرت خفاف بن عمیر بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن الشرید ان کا نام عمرو بن رباح بن یقظہ بن عصیہ بن خفاف بن امرئ القیس بن بہثہ بن سلیم تھا' شاعر تھے اور وہی شخص ہیں جن کو خفاف بن ندبہ کہا جاتا ہے۔ ندبہ ان کی والدہ تھیں جن کے نام سے وہ مشہور ہو گئے (ندبہ) الشیطان بن قنان کی بیٹی تھیں اور بنی حارث بن کعب میں سے قیدی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ ندبہ سوداء کی لونڈی تھیں۔

خفاف فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حاضر تھے اور بنی سلیم کا دوسرا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

حضرت ابی العوجاء السلمی رضی اللہ عنہ:

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحجہ ۷ھ میں ابن ابی العوجاء السلمی کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ بنی سلیم کی جانب بھیجا قوم ان لوگوں پر غالب آ گئی اور شدید قتال کیا' اکثر مسلمان شہید ہو گئے ان کے ساتھی ابن ابی العوجاء کو بھی مقتولین کے ساتھ زخم لگے بہ مشکل روانہ ہوئے اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یکم صفر ۸ھ کو پہنچے۔

حضرت ورد بن خالد بن حذیفہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن خلف بن مازن بن مالک بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم' اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔ فتح مکہ کے دن آپ کے لشکر کے میمنہ پر تھے۔

حضرت ہوذہ بن الحارث بن عجرہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن یقظہ بن عصیہ بن خفاف بن امرئ القیس بن بہثہ بن سلیم اسلام لائے اور فتح مکہ میں حاضر ہوئے' یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے اپنے چچازاد بھائی سے جھنڈے کے بارے میں جھگڑا کیا' اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے تھے:

لقددار هذ الامر فی غیر اهله فالصروی الامر این ترید

''یہ امر (یعنی جھنڈے کا معاملہ) اس شخص میں گھوما جو اس کا اہل نہ تھا۔ لہٰذا اے والی امر دیکھو کہ تم کہاں کا قصد کرتے ہو''۔

حضرت عرباض بن ساریہ السلمی رضی اللہ عنہ:

کنیت ابو نجیح تھی۔

حبیب بن عبید سے مروی ہے کہ عرباض بن ساریہ نے کہا کہ کاش لوگ یہ نہ کہتے کہ ابو نجیح (یعنی خود العرباض بن ساریہ) نے کیا' ابو نجیح نے کیا۔

حضرت ابو حصین السلمی رضی اللہ عنہ:

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابو حصین السلمی ان لوگوں کی کان میں سے سونا لائے اور اس سے انہوں نے وہ قرض ادا کیا جو ان پر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے برداشت کرلیا تھا۔ ان کے پاس کبوتر کے انڈے کے برابر سونا بچ گیا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کی یارسول اللہ اسے وہاں خرچ کیجئے جہاں آپ کو اللہ بتائے یا جہاں آپ کی رائے ہو۔ وہ آپ کے پاس داہنی جانب سے آئے تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ بائیں جانب سے آئے تو منہ پھیر لیا' بعدہ آپ کے سامنے سے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جھکا لیا۔

پھر جب انہوں نے آپ کے پاس (آنے میں) کثرت کی تو آپ نے وہ سونا ان کے ہاتھ سے لے لیا اور اسی سے انہیں مارا کہ اگر لگ جاتا تو ضرور زخمی ہو جاتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص اپنے مال کا قصد کرتا ہے' اسے خیرات کرتا ہے اس کے بعد بیٹھ کر لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے صدقہ تو صرف مالدار کی طرف سے ہے اور (صدقہ دو تو) اپنے عیال سے شروع کرو۔

بنی اشجع بن ریث بن غطفان بن سعد بن قیس عیلان بن مضر

حضرت نعیم بن مسعود بن عامر رضی اللہ عنہ:

ابن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن حلاوہ بن سبیع بن بکر بن اشجع۔

عبداللہ بن عاصم الاشجعی نے اپنے والد سے روایت کی کہ نعیم بن مسعود نے کہا کہ میں بنی قریظہ میں کعب بن اسد کے پاس آتا بہت دنوں تک ان کے پاس ٹھہر کر انہیں کا پانی پیتا اور کھانا کھاتا' وہ لوگ کھجوریں میری سواری پر لاد دیتے' میں اپنے متعلقین کے پاس لے آتا۔

جب احزاب (مختلف گروہ مشرکین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہوئے تو میں بھی اپنی قوم کے ساتھ چلا' میں اپنے اسی دین پر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مجھ سے واقف تھے' پھر اللہ نے میرے قلب میں اسلام ڈال دیا۔ میں نے اسے اپنی قوم سے پوشیدہ رکھا۔

ایک دن میں روانہ ہوا' مغرب وعشاء کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول تھے' مجھے دیکھا تو بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اے نعیم تمہیں کیا چیز لائی' عرض کی میں آپ کی تصدیق کرنے آیا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہ حق ہے' یا رسول اللہ آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں' فرمایا کہ جہاں تک تم ان مشرکین کے گروہ کو ہم سے دفع کر سکتے ہو کرو' عرض کی یا رسول اللہ میں بات بناؤں گا' فرمایا کہ جو تمہیں مناسب معلوم ہو بات بناؤ' تمہارے لیے حلال ہے۔

میں بنی قریظہ کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے ظاہر نہ کرنا' ان لوگوں نے کہا کہ ہم (عمل) کریں گے' میں نے کہا کہ قریش اور غطفان نے محمد علیہ السلام کے مقابلہ سے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اگر وہ لوگ (حملے وغیرہ کی) فرصت پا گئے تو اسے مال غنیمت سمجھیں گے ورنہ اپنے شہروں کو چلے جائیں گے۔ لہٰذا تم لوگ ان کی ہمراہی میں قتال نہ کرو تاوقتیکہ ان سے ضمانت نہ لے لو لوگوں نے کہا کہ تم نے ہمیں عقل کا اور ہمارے ساتھ خیر خواہی کا مشورہ دیا۔

نعیم رضی اللہ عنہ سفیان بن حرب کے پاس آئے اور کہا کہ میں تمہارے پاس خیر خواہی لایا ہوں۔ لہٰذا مجھے ظاہر نہ کرنا' اس نے کہا کہ میں (عمل) کروں گا۔ انہوں نے کہا تم جانتے ہو کہ قریظہ نے جو کچھ اپنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہے اس پر نادم ہیں اور اس کی اصلاح اور اس سے واپس ہونا چاہتے ہیں۔ میرے سامنے انہوں نے آپ کے پاس کہلایا کہ ہم لوگ قریش اور غطفان کے مقابلے پر آپؐ کے ساتھ ہوں گے اور انہیں آپ کے مقابلہ سے واپس کر دیں گے آپ ہمارے اس بازو کو جس کو آپ نے ان لوگوں کے شہروں کی طرف توڑ دیا یعنی بنی النضیر کو واپس کر دیں گے اس لیے اگر وہ لوگ تم سے ضمانت منگا بھیجیں تو کسی کو ان کے حوالے نہ کرنا اور ان سے ڈرنا۔

نعیم رضی اللہ عنہ غطفان کے پاس آئے ان سے بھی وہی کہا جو قریش سے کہا تھا وہ انہیں میں کے ایک فرد تھے اس لیے ان لوگوں نے ان کی تصدیق کی۔

بنی قریظہ نے قریش سے کہلا بھیجا کہ واللہ ہم لوگ تمہارے ہمراہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال نہ کریں گے تاوقتیکہ ہمیں اپنے میں سے ضمانت نہ دو جو ہمارے پاس رہیں۔ کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ تم لوگ بھاگ جاؤ گے اور ہمیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ جاؤ گے' ابوسفیان نے کہا کہ یہ وہی بات ہے جو نعیم رضی اللہ عنہ نے کہی تھی' ان لوگوں نے بنی غطفان کے پاس بھی اسی طرح کہلا بھیجا جس طرح قریش کے پاس کہلا بھیجا تھا اور ان سے بھی اسی طرح کہا' غطفان وقریش نے کہا کہ ہم لوگ تم کو کوئی ضمانت نہ دیں گے البتہ تم نکلو اور

ہمارے ہمراہ قتال کرو۔

یہود (بنی قریظہ) نے کہا کہ ہم لوگ توریت کی قسم کھاتے ہیں وہ خبر جو نعیم رضی اللہ عنہ نے بیان کی سچ ہے' قریش وغطفان بھی کہنے لگے کہ خبر وہی (درست) ہے جو نعیم نے بیان کی' یہ لوگ ان لوگوں کی مدد سے مایوس ہو گئے' ان کا کام مختلف ہو گیا اور سب جدا جدا ہو گئے۔

نعیم رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں نے احزاب (مختلف گروہ کفار) کے درمیان ترک جنگ کی تدبیر کی' نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ ہر طرح سے متفرق ہو گئے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز پر آپ کا امین ہوں' اس کے بعد وہ صحیح الاسلام رہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی اور مدینہ میں سکونت اختیار کی' ان کی اولاد بھی وہیں تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کرتے تو وہ آپ کے ہمرکاب رہتے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب روانگی تبوک کا قصد فرمایا تو انہیں ان کی قوم کے پاس بھیجا کہ دشمن کے جہاد کے لیے ان کے ساتھ چلیں۔

سعید بن عطاء بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعیم بن مسعود و معقل بن سنان رضی اللہ عنہما کو قبیلۂ اشجع کی جانب بھیج کر ان لوگوں کو غزوۂ مکہ کے لیے مدینہ حاضر ہونے کا حکم دیا تھا۔

خلف بن خلیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس وقت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی (تو ان کے منہ میں کیلیں تھیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ سے نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کیلیں نکالیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ حدیث وہم ہے' نعیم بن مسعود کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں ہوئی۔ وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہے۔

حضرت مسعود بن رُخیلہ بن عائذ رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن حبیب بن نبیح بن ثعلبہ بن قنفذ بن خلادہ بن مسعود بن بکر بن اشجع یوم احزاب (غزوۂ خندق) میں قبیلۂ اشجع کے سردار تھے جو مشرکین کے ساتھ تھے اس کے بعد وہ اسلام لے آئے' ان کا اسلام بہت اچھا تھا۔

حضرت حسیل بن نویرۃ الاشجعی رضی اللہ عنہ:

غزوۂ خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رہبر تھے' یہ وہی شخص تھے کہ الجناب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی کہ غطفان کی ایک جماعت الجناب میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بشر بن سعد رضی اللہ عنہ کو بطور سریہ الجناب بھیجا ہمراہ تین سو مسلمان تھے' ان لوگوں نے برکت وخیریت کے ساتھ مقابلہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن نعیم الاشجعی رضی اللہ عنہ:

غزوۂ خیبر میں حسیل بن نویرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رہبر تھے۔

حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ:

ابوسنان نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابودرداء اور عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد

مواخات کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ مسلمان ہو کر خیبر میں حاضر ہوئے' فتح مکہ کے دن اشجع کا جھنڈا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

مکحول سے مروی ہے کہ عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ پر مارا اور کہا کہ کیا تم سونا پہنتے ہو' انہوں نے اسے پھینک دیا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں نے تمہیں تکلیف دی اور تمہاری انگوٹھی ضائع کر دی۔ دوسرے دن لوہے کی پہنے ہوئے آئے تو کہا یہ اہل دوزخ کا زیور ہے' تیسرے دن چاندی کی انگوٹھی پہنے ہوئے آئے تو وہ ان سے خاموش رہے۔

حضرت جاریہ بن حمیل بن نشبہ رضی اللہ عنہ:

ابن قرط بن مرہ بن نصر بن دہمان بن یصار بن سبیع بن بکر بن اشجع' زمانۂ قدیم میں اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے بیان کیا کہ جاریہ بن حمیل' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بدر میں شریک تھے۔ یہ بات ان کے سوا علماء میں سے کسی نے بیان نہیں کی اور نہ یہ ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

حضرت عامر بن الاضبط الاشجعی رضی اللہ عنہ:

عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ابوقتادہ الانصاری کے ساتھ بطن اضم روانہ کیا تو عامر بن الاضبط الاشجعی ہمارے پاس سے گزرے اور ہمیں اسلامی طریقے سے سلام کیا' ہم لوگ تو ان سے باز رہے لیکن محلم بن جثامہ نے جو ہمارے ساتھ تھے حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور ان کا اونٹ اور اسباب اور دودھ کا برتن چھین لیا۔

ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہمارے بارے میں قرآن نازل ہوا:

﴿ یٰایھا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللّٰہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا ﴾ الی آخر الایۃ

''اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو ہوشیار رہا کرو اور جو شخص تمہیں سلام کہے اسے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو''۔ آخر آیت تک

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ ہم نے محلم بن جثامہ کا قصہ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن الاضبط کے بدلے انہیں مقید کرنے کا ارادہ فرمایا تھا' عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس کی حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی گفتگو کا واقعہ بھی سنا تھا اور اس کے بعد یہ بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خون بہا میں پچاس اونٹ فوراً ادا کرنا مناسب سمجھا اور پچاس اونٹ اس وقت کہ جب ہم لوگ مدینہ واپس ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محلم بن جثامہ کے قصہ میں برابر اس قوم کا ساتھ دیتے رہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے خون بہا کو

قبول کیا۔

حضرت معقل بن سنان بن مظہر رضی اللہ عنہ:

ابن عرکی بن فتیان بن سبیع بن بکر بن اشجع' یوم الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے اور یوم الحرہ تک زندہ رہے۔

عبدالرحمن بن عثمان بن زیاد الاشجعی نے اپنے والد سے روایت کی کہ معقل بن سنان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور فتح مکہ میں اپنی قوم کا جھنڈا لیے تھے وہ خوش مزاج جوان تھے اور اس کے بعد بھی زندہ رہے انہیں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے' جو مدینہ کی امارت پر تھا یزید بن معاویہ کی بیعت کے لیے بھیجا۔

معقل بن سنان اہل مدینہ کے ایک وفد کے ساتھ شام آئے اور وہ مسلم بن عقبہ جس کا عرف مسرف تھا یکجا ہوئے' معقل بن سنان نے مسرف سے جس نے انہیں مانوس کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ باتیں کیں کہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا ذکر کیا اور کہا کہ میں بمجبوری اس شخص کی بیعت کے لئے نکلا ہوں۔ میرا اس کی طرف روانہ ہونا بھی مقدرات میں تھا جو ایسا آدمی ہے کہ شراب پیتا ہے اور محرمات سے نکاح کرتا ہے۔

معقل نے یزید کو برا بھلا کہا اور برابرا کہتے رہے' پھر مسرف سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ باتیں تمہیں تک رہیں۔ مسرف نے کہا کہ میں آج تو اس کو امیر المومنین سے بیان نہ کروں گا' لیکن اللہ کے لیے یہ مجھ پر عہد و میثاق ہے کہ میرے ہاتھوں کو جب تم پر قابو ہوگا اور مجھے تم پر مقدرت ہوگی تو میں اس امر میں جس میں تم ہو تمہاری آنکھیں پھوڑ دوں گا۔

مسرف مدینہ آیا تو اس نے جنگ حرہ میں جس روز معقل مہاجرین کے سردار تھے اہل مدینہ پر حملہ کیا۔ معقل کو گرفتار کر کے اس کے پاس لایا گیا۔ اس نے کہا کہ اے معقل بن سنان کیا تم پیاسے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں' اللہ امیر کی اصلاح کرے' اس نے کہا کہ ان کے لیے بادام کا شربت بناؤ' لوگوں نے شربت بنایا' انہوں نے پیا تو مسرف نے ان سے پوچھا کہ تم نے پی لیا اور سیراب ہو گئے' انہوں نے کہا کہ ہاں۔

مسرف' مخرج کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ مجھے اس (شربت) سے ذلیل نہ کر' اٹھ اور معقل کی گردن مار دے پھر اس نے کہا کہ تو بیٹھ جا' نوفل بن مساحق سے کہا کہ تو کھڑا ہو اور ان کی گردن مار دے' وہ اٹھ کر ان کے پاس گیا اور گردن مار دی۔

مسرف معقل کی لاش کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ واللہ اس کلام کے بعد جو میں نے تم سے سنا تھا تم کو چھوڑنے والا نہ تھا۔ تم نے اپنے امام (یزید) پر طعنہ زنی کی تھی (کہ اسے شراب خوار و زانی کہہ دیا تھا) اس نے انہیں جرأت کے ساتھ قتل کر دیا' یہ واقعہ حرہ ذی الحجہ ۶۶ھ میں ہوا تھا۔ شاعر نے کہا کہ:

الا تلكم الانصار تنعى سراتها　　واشجع تنعى معقل بن سنان

''آگاہ ہو کہ تم انصار کی ایک جماعت اپنی جماعت کی خبر مرگ دیتے ہو۔ اور اشجع' معقل بن سنان کی خبر مرگ دیتے ہیں''۔

حضرت ابو ثعلبہ الاشجعی رضی اللہ عنہ:

ابی ثعلبہ الاشجعی سے مروی ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام میں میرے دو بچے مرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ جس شخص کے اسلام میں دو بچے مریں گے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں پر کمال رحمت کی وجہ سے اس شخص کو بھی جنت میں داخل کرے گا۔

حضرت ابو مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ:

ابی مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑی خیانت ایک گز زمین کی ہے کہ تم دو شخصوں کو پاؤ جو دونوں زمین یا مکان میں ہمسایہ ہوں ان میں سے ایک شخص اپنے بھائی کے حصے میں سے ایک گز زمین لے لے تو قیامت کے دن اس کے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔

ثقیف کی شاخ قسی بن منبہ بن بکر بن سوزان بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن اعلان بن مضر

سیدنا مغیرہ بن شعبہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ:

ابن مسعود بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف' ان کی والدہ اسماء بنت الافقم بن ابی عمرو ظویلم بن جعیل بن عمرو بن دہمان بن نصر تھیں' مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی انہیں مغیرۃ الرائے (رائے کو برانگیختہ کرنے والا) کہا جاتا تھا۔ وہ ایسے عاقل تھے کہ جب دو باتیں ان کے دل میں کھٹکتی تھیں تو ضرور کسی ایک میں راہ پالیتے تھے۔

قبول اسلام سے پہلے کی حدیث:

محمد بن یعقوب بن عتبہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ عرب کی وہ قوم تھے جو اپنے دین کو مضبوط پکڑے تھے' ہم لوگ لات (بت) کے خدام تھے اپنے متعلق میری رائے یہ تھی کہ اگر میں اپنی قوم کو دیکھوں کہ وہ اسلام لے آئے تو میں ان کی پیروی نہ کروں گا۔

بنی مالک کے ایک گروہ نے مقوقس (بادشاہ مصر) کے پاس (بطور وفد) جانے کا ارادہ کیا' انہوں نے اس کے لیے ہدایا وتحائف جمع کیے میں نے بھی ان لوگوں کے ساتھ جانے پر اتفاق کیا اور اپنے چچا عروہ بن مسعود سے مشورہ کیا' انہوں نے مجھے منع کیا اور کہا کہ تمہارے ساتھ تمہارے والد کی اولاد میں سے کوئی نہیں' لیکن میں نے سوائے روانگی کے انکار کیا۔

میں ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گیا' ان کے حلیفوں میں سوائے میرے کوئی نہ تھا ہم لوگ اسکندریہ میں داخل ہوئے' مقوقس دریا پر ایک سایہ دار مجلس میں تھا میں کشتی میں سوار ہو کر اس کی مجلس کے سامنے گیا۔

اس نے میری طرف دیکھا اور مجھ سے اندیشہ کیا' ایک شخص کو حکم دیا کہ دریافت کرے کہ میں کون ہوں اور کیا چاہتا ہوں' اس نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے اسے اپنا کام اور اس کے پاس اپنا آنا بتایا۔ ہمارے متعلق حکم دیا کہ کنیسہ میں اتارے جائیں اور ہماری مہمان داری کی جائے۔

اس نے ہمیں بلایا تو اس کے پاس گئے بنی مالک کے رئیس کی طرف دیکھا اسے اپنے قریب کیا اور اپنے پاس بٹھایا' دریافت کیا کہ کیا ساری قوم بنی مالک میں سے ہے اس نے کہا کہ ہاں سوائے ایک شخص کے جو حلیفوں میں سے ہے اس نے میرا

تعارف کرایا میں اس کے نزدیک قوم بھر میں سب سے ذلیل تھا۔

ان لوگوں نے اپنے ہدایا اس کے آگے رکھے وہ خوش ہوا اور ان کے لینے کا حکم دیا جس میں بعض کو بعض پر فضیلت دی' میرے ساتھ بخل کیا' مجھے اس قدر قلیل شے دی جو قابل ذکر نہیں۔

ہم لوگ روانہ ہوئے بنی مالک اپنے متعلقین کے لیے ہدایا خریدنے لگے وہ لوگ مسرور تھے کسی نے بھی میرے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں کی۔

وہ لوگ روانہ ہوئے اپنے ساتھ شراب لے لی تھی' وہ بھی پیتے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ پیتا تھا۔

میرا دل انکار کرتا تھا اور کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا۔ لوگ بادشاہ کے عطا کردہ تحفہ و ہدایا لیے ہوئے طائف جا رہے تھے اور اس نے میرے ساتھ جو بخل کیا اور میری توہین کی اس کی خبر میری قوم کو ہوگئی میں نے ان لوگوں کے قتل کا عزم کر لیا۔

میں بساق میں مریض بن گیا۔ سر میں پٹی باندھ لی' لوگوں نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا۔ میں نے کہا کہ درد سر ہے انہوں نے اپنی شراب رکھی اور مجھے بلایا تو میں نے کہا کہ میرے سر میں درد ہے لیکن میں بیٹھوں گا اور تم لوگوں کو پلاؤں گا' ان لوگوں نے انکار نہ کیا' میں بیٹھ کر انہیں پلانے لگا' پیالے پر پیالہ پلاتا تھا۔

جب دور چلا اور شراب کی خواہش ہوئی' میں خالص شراب دینے لگا' لوگ پی رہے تھے اور جانتے نہ تھے' شراب نے انہیں مدہوش کر دیا اور اس طرح سو گئے کہ عقل جاتی رہی میں نے حملہ کر کے سب کو قتل کر دیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا لے لیا۔

آستانہ رسالتمآب پر حاضری:

نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا پایا' میں سفری لباس میں تھا آپ کو اسلامی سلام کیا تو آپ نے ابوبکر بن ابی قحافہ کی طرف دیکھا۔ جو مجھے پہچانتے تھے' فرمایا میرے بھائی عروہ کے بیٹے ہو' عرض کی جی ہاں میں آیا ہوں کہ شہادت دوں' لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے تمہیں اسلام کے لیے ہدایت کی' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم لوگ مصر سے آئے ہو؟ میں نے کہا ہاں' پوچھا کہ وہ مالکی کہاں گئے جو تمہارے ساتھ تھے۔

میں نے کہا کہ میرے اور ان کے درمیان بعض وہ امور ہوئے ہیں جو عرب کے درمیان ہوتے ہیں ہم لوگ دین شرک پر تھے میں نے انہیں قتل کر کے سامان لے لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا ہوں کہ آپ خمس لے لیں یا جو رائے آپ کی ہو' یہ تو مشرکین کی غنیمت ہے اور میں مسلم ہوں' محمد ﷺ کی تصدیق کرتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اسلام تو میں نے قبول کر لیا لیکن ان لوگوں کے مال میں سے کچھ نہ لوں گا اور نہ اس کا خمس لوں گا' اس لیے کہ یہ بدعہدی ہے اور بدعہدی میں کوئی خیر نہیں۔

مجھے قریب و بعید کے اندیشے دامن گیر ہوئے' عرض کی یا رسول اللہ میں نے تو اس حالت میں انہیں قتل کیا کہ اپنی قوم کے دین پر تھا جب آپ کے پاس آیا تو اسلام لایا فرمایا کہ اسلام اپنے ماقبل کے گناہ مٹا دیتا ہے انہوں نے کہا کہ ان لوگوں میں سے قتل

کیے گئے۔

سیدنا عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ:

عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے میں نے اپنا خاص عضو اس ہاتھ سے نہیں چھوا۔

حکم بن الاعرج سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد نے عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ کو قاضی بنایا۔ دو شخصوں نے ان کے پاس اپنا مقدمہ پیش کیا۔ جن میں سے ایک کے خلاف شہادت قائم ہوگئی اور انہوں نے اس کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ اس شخص نے کہا کہ آپ نے بغیر غور کیے میرے خلاف فیصلہ کر دیا' واللہ یہ فیصلہ باطل ہے انہوں نے کہا کہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اٹھے اور عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے اس سے کہا کہ مجھے عہدۂ قضا سے معزول کر دو' اس نے کہا اے ابو نجید ذرا ٹھہرو' انہوں نے کہا نہیں' قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں' میں جب تک اللہ کی عبادت کروں گا دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہیں کروں گا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ بصرے سے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک بھی ایسا نہیں آیا جسے عمران بن الحصین پر فضیلت دی جاتی۔

مطرف سے مروی ہے کہ میں عمران بن حصین کے ساتھ کوفے سے بصرہ روانہ ہوا' کوئی دن ایسا نہیں آیا کہ وہ ہمیں ایک شعر نہ سناتے ہوں۔ اور کہتے تھے کہ تمہارے لیے ان کلمات میں کذب سے بچنے کا راستہ ہے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا' مجھے پسند تھا کہ وہ راکھ ہوتا جسے ہوائیں اڑاتی ہیں۔

مجیر بن الربیع سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے انہیں بنی عدی کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم ان سب کے پاس جاؤ جو مسجد میں ہوں۔ یہ عصر کا وقت تھا' پھر تم کھڑے ہو جانا۔

مجیر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ مجھے تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے جو تمہیں اسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہیں اور خبر دیتے ہیں کہ میں تم لوگوں کا خیر خواہ ہوں' وہ اس اللہ کی قسم کھاتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ایک ایسا نکٹا حبشی غلام ہونا جسے پہاڑ کی چوٹی پر دودھ والی بھیڑیں چراتے چراتے موت آ جاتی ہے' اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ کسی ایک فریق پر بھی تیراندازی کریں خواہ وہ صحیح راستے پر ہو یا غلط راستے پر لہٰذا تم لوگ بھی میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں باز رہو۔

قوم نے اپنے سر اٹھائے اور کہا کہ اے غلام اپنی طرف سے ہمیں چھوڑ دے' واللہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میل کچیل کو بھی کسی شے کے عوض کبھی نہ چھوڑیں گے وہ لوگ یوم الجمل میں صبح کو گئے واللہ بشر کثیر اس روز عائشہ رضی اللہ عنہا کے گرد قتل ہوئے جن میں ستر حافظ قرآن تھے اور جو حافظ قرآن نہ تھے اس سے بھی بہت تھے۔

ابی قتادہ سے مروی ہے کہ مجھ سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اپنی مسجد ہی میں رہو میں نے کہا کہ اگر لوگ میرے پاس گھس آئیں' تو انہوں نے کہا کہ پھر اپنے گھر میں رہو' پوچھا اگر لوگ میرے گھر میں گھس آئیں' عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

اگر کوئی شخص میرے گھر میں گھس آئے اور وہ میری جان اور مال کا خواہاں ہو تو میری رائے میں میرے لیے اس کا قتال حلال ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ تیس سال تک عمران بن حصین کو مرض استسقاء رہا جس میں ہر سال داغنے کو ان سے کہا جاتا تھا مگر وہ ان سے انکار کرتے رہے یہاں تک کہ وفات سے دو سال قبل داغ لیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ملائکہ مصافحہ کرتے تھے لیکن انہوں نے جب داغ لیا تو کنارہ کش ہو گئے۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے داغ لیا مگر داغ لینے کی سلائیاں نہ مفید ہوئیں نہ کامیاب۔

حسن سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے داغ لیا مگر وہ (سلائیاں) نہ مفید ہوئیں نہ کامیاب۔

لاحق بن عبید سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ داغنے سے منع کرتے تھے وہ مبتلا ہوئے تو داغ لیا۔ چلاتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے آگ کی سلائی سے داغا گیا جس نے نہ تکلیف سے نجات دی نہ مرض سے شفا۔

فرشتوں کا اسلام:

مطرف سے مروی ہے کہ مجھ سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ ملائکہ کی طرف سے مجھے سلام کیا جاتا ہے۔ جب مجھے داغا گیا تو سلام کرنا بند ہو گیا' پوچھا آپ کے سر کی جانب سے سلام کی آواز آتی تھی یا پاؤں کی طرف سے' انہوں نے کہا کہ سر کی طرف سے' میں نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ بغیر اس کے دوبارہ آئے آپ کی وفات ہو گی جب اس کے بعد کا زمانہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کرنا میرے لیے دوبارہ آ گیا' وہ بہت ہی کم زندہ رہے کہ وفات ہو گئی۔

مطرب بن عبداللہ بن الشخیر سے مروی ہے کہ مجھ سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو چیز مجھ سے بند ہو گئی تھی وہ لوٹ آئی یعنی ملائکہ کا سلام کرنا۔ راوی نے کہا کہ انہوں نے مجھ سے کہا' میری اس بات کو پوشیدہ رکھنا۔

مطرف سے مروی ہے کہ بیماری میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ مجھے ملائکہ سلام کرتے ہیں' اگر میں زندہ رہوں تو میری بات پوشیدہ رکھنا اور اگر مر جاؤں تو تمہارا جی چاہے تو اسے بیان کر دینا۔

مطرف سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو (ملائکہ کی طرف سے) سلام کیا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس وقت تک سلام کو نہ پایا جب تک کہ مجھ سے آگ سے داغنے کا اثر نہ چلا گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کہاں سے سلام سنتے ہیں انہوں نے کہا کہ گھر کے اطراف سے میں نے کہا کہ اگر آپ کو سر کی جانب سے سلام کیا جائے گا تو وہ آپ کی موت کے قریب ہو گا۔ انہوں نے اپنے سر کے پاس سلام کرنے کی آواز سنی۔ مگر میں نے اسے محض اپنی رائے سے کہا تھا جو ان کے وقت وفات کے موافق ہو گیا۔

مطرف بن عبداللہ بن الشخیر سے مروی ہے کہ مجھے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض وفات میں بلا بھیجا اور کہا کہ میں تم سے احادیث بیان کرتا تھا۔ شاید میرے بعد اللہ تمہیں ان سے نفع دے اگر میں زندہ رہوں تو میری بات پوشیدہ رکھنا اور اگر مر جاؤں تو اگر تم چاہو تو اسے بیان کر دینا کہ (مجھے ملائکہ کی جانب سے) سلام کیا جاتا ہے۔ جان لو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک ہی سفر میں) حج و عمرہ کو

جمع کیا ہے اس کے بارے میں نہ قرآن نازل ہوا اور نہ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا گیا جس کے بارے میں کسی نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

مطرف سے مروی ہے کہ میں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے آپ کی عیادت سے صرف یہی چیز روکتی ہے کہ میں آپ کا حال دیکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ترک عیادت نہ کرو مجھے بھی سب سے زیادہ (اپنا) وہی حال پسند ہے جو اللہ کو زیادہ پسند ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو نہایت سخت بیماری ہوئی۔ لوگ اس کی وجہ سے ان کی عیادت کو آنے لگے' کسی آنے والے نے ان سے کہا کہ ہمیں صرف یہی امر روکتا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ آپ کے پاس آنے والوں کو دیکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایسا نہ کرو کیوں کہ مجھے بھی وہی حال زیادہ پسند ہے جو اللہ کو زیادہ پسند ہے۔

حضرت عمران بن حصین کی وصیت:

حفص بن النضر السلمی نے اپنی والدہ سے جو عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں روایت کی کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے میرے عمامے سے تابوت پر باندھ دینا پھر جب دفن کر کے پلٹنا تو اونٹ ذبح کر کے کھلانا۔

ابی رجاء العطاری سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہم لوگوں کے پاس آئے' وہ ایک ایسی دھاری دار سوت اور ریشم ملی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے تھے کہ ہم نے نہ پہلے ان کے بدن پر دیکھی تھی نہ بعد کو۔ پھر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو کوئی نعمت دیتا ہے تو چاہتا ہے کہ اس کی نعمت کا اثر اس کے بندے پر دیکھا جائے۔

ابو عمران الجونی سے مروی ہے کہ انہوں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے بدن پر دھاری دار سوت و ریشم ملے ہوئے کپڑے کی چادر دیکھی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سوت ریشم ملا ہوا کپڑا استعمال کرتے تھے۔ ہلال بن یساف سے مروی ہے کہ میں بصرے آیا مسجد میں گیا تو سفید سر اور داڑھی والے شیخ کو دیکھا کہ ایک حلقے میں ستون سے تکیہ لگائے ہوئے لوگوں سے باتیں کر رہے تھے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ کی وفات:

محمد بن عمر وغیرہ نے کہا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ابوبکر و عمر سے روایت کی ہے۔ ان کی وفات زیاد بن ابی سفیان کی وفات سے ایک سال پہلے ہوئی۔ زیاد کی وفات معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت ۵۳ھ میں ہوئی۔

حضرت اکثم بن ابی الجون رضی اللہ عنہ

وہ عبدالعزیٰ بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشیہ بن کعب بن عمرو تھے' یہ وہی شخص ہیں جن کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے دجال پیش کیا گیا جو سیاہ گھونگریالے بال کا تھا جس شخص کو سب سے زیادہ اس کے مشابہ دیکھا وہ

اکثم بن ابی الجون ہیں' اکثم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جو میری اس کے ساتھ مشابہت مجھے مضر ہوگی' فرمایا نہیں تم مسلم ہو وہ کافر ہے۔

حضرت سلیمان بن صرد بن الجون رضی اللہ عنہ:

ابن ابی الجون اور وہ عبدالعزیٰ بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشیہ بن کعب بن عمرو تھے' کنیت ابو مطرف تھی' اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔

نام یسار تھا' مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے سلیمان رکھا' سن بہت زیادہ تھا اور اپنی قوم میں بھی شرف حاصل تھا' نبی ﷺ کی وفات ہوگئی تو مدینہ سے چلے گئے' کوفے میں جب مسلمان اترے تو وہ بھی وہاں جا بسے' علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگ جمل وصفین میں شریک ہوئے۔

سلیمان ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو کوفے آنے کی دعوت دی' لیکن جب وہاں آئے تو وہ ان سے الگ رہے اور ان کے ہمراہ جنگ میں شریک نہ ہوئے' وہ بہت شکی اور انتظار کرنے والے آدمی تھے' حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو وہ اور مسیب بن نجبۃ الفزاری اور وہ تمام لوگ جنہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کی مدد ترک کی اور ان کے ساتھ جنگ میں شرکت نہیں کی نادم ہوئے۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے جو کچھ کیا اس سے نجات اور توبہ کی کیا صورت ہے آخر کار شروع ماہ ربیع الاول ۶۵ھ میں النخیلہ میں لشکر جمع کیا۔ سلیمان بن صرد کو اپنے امور کا والی بنایا اور کہا کہ ہم لوگ شام جائیں گے اور خون حسین رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کریں گے ان لوگوں کا نام توابین (توبہ کرنے والے) رکھا گیا' کل چار ہزار تھے۔

یہ لوگ روانہ ہوئے اور عین الوردہ میں آئے جو قرقیسیا کے نواح میں ہے' اہل شام کی ایک جماعت نے ان کا مقابلہ کیا جو بیس ہزار تھے اور ان پر امیر حصین بن نمیر تھا انہوں نے ان سے قتال کیا۔

سلیمان بن صرد نے کوچ کیا اور لڑے' یزید بن الحصین بن نمیر نے ایک تیر مار کر انہیں قتل کر دیا' وہ گرے اور کہا کہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا' ان کے اکثر ساتھی قتل کر دیئے گئے' جو بچ گئے وہ کوفے واپس آ گئے' سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ اور مسیب بن نجبہ کے سر مروان بن الحکم کے پاس ادہم بن محرز الباہلی لے گیا' سلیمان بن صرد جس روز قتل ہوئے ترانوے سال کے تھے۔

حضرت خالد الاشعر بن خلیف رضی اللہ عنہ:

ابن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشہ بن کعب بن عمرو وہ ان حزام بن ہشام بن خالد الکعبی کے دادا تھے جن سے محمد بن عمر وعبداللہ بن مسلمہ بن قعنب وابوالنضر ہاشم بن القاسم نے روایت کی ہے' حزام قدید میں اترا کرتے تھے۔

خالد الاشعر فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے' رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ وہ اور کرز بن جابر رسول اللہ ﷺ کے اس راستے کے خلاف چلے جس سے آپ داخل ہوئے' راستہ بھول گئے مشرکین کا ایک لشکر ملا' دونوں شہید کر دیئے گئے' جس نے خالد الاشعری کو قتل کیا وہ ابی الاجدع الجمحی کا بیٹا تھا' ہشام بن محمد بن السائب کہتے تھے کہ وہ حبیش بن خالد الاشعری

تھے۔

حضرت عمرو بن سالم بن حضیرہ رضی اللہ عنہ:

ابن سالم جو بنی ملیح بن عمرو بن ربیعہ میں سے تھے اور شاعر تھے' رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں اترے تو انہوں نے آپ کو ایک بھیڑ اور ایک اونٹ ہدیہ بھیجا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عمرو کو برکت عطا فرمائے' عمرو اور بدیل بن ورقاء اسی روز رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو قریش کا حال بتایا۔ فتح مکہ کے دن عمرو ایک جھنڈا بنی کعب کے ان تین جھنڈوں میں سے اٹھائے ہوئے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے لیے باندھا تھا' یہ وہی شخص ہیں جو اس روز یہ شعر پڑھتے تھے:

لا هم انی ناشد محمدا حلف ابينا وابيه الا تلدا

''اے اللہ میں محمد (ﷺ) کو اپنے باپ اور ان کے باپ الاتلد کے معاہدۂ حلف کی قسم دیتا ہوں''۔

حضرت بدیل بن ورقاء بن عبدالعزیٰ رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن جزی بن عامر بن مازن بن عدی بن عمرو بن ربیعہ' ان کو اور بسر بن سفیان کو نبی ﷺ نے لکھ کر اسلام کی دعوت دی تھی۔

ان کے بیٹے نافع بن بدیل اپنے والد سے پہلے اسلام لائے بیر معونہ میں مسلمانوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور اسی روز شہید ہو گئے۔

عبداللہ بن بدیل جنگ صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں قتل ہوئے۔

بدیل بن ورقاء رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب فتح مکہ و حنین میں شریک تھے رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کو حنین سے الجعرانہ تک تقسیم کیا اور ان پر بدیل بن ورقاء الخزاعی کو عامل بنایا' رسول اللہ ﷺ نے جب روانگی تبوک کا ارادہ کیا تو ان کو اور عمرو بن سالم اور بسر بن سفیان کو بنی کعب کی طرف بھیجا کہ یہ لوگ ان سے اپنے دشمن کے مقابلے میں چلنے کو کہیں' یہ سب رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تبوک میں حاضر ہوئے' بدیل بن ورقاء رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں بھی حاضر ہوئے۔

بدیل بن ورقاء سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے (منیٰ میں) ایام تشریق (۱۰/۱۱/۱۲/۱۳ ذی الحجہ) میں ندا دینے کا حکم دیا کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں لہٰذا روزہ نہ رکھو۔

حضرت ابوشریح خویلد بن عمرو الکعبی رضی اللہ عنہ:

نام خویلد بن عمرو بن صخر بن عبدالعزی بن معاویہ بن المحترش بن عمرو بن زمان بن عدی بن عمرو بن ربیعہ تھا۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ فتح مکہ میں خزاعہ کی شاخ بنی کعب کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا لیے ہوئے تھے' وفات ۶۸ھ میں مدینہ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے احادیث بھی روایت کی ہیں۔

حضرت تمیم بن اسد بن عبدالعزیٰ رضی اللہ عنہ:

ابن جعونہ بن عمرو بن الضرب بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو' فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے اور نبی ﷺ کی

صحبت پائی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام الفتح میں تمیم بن اسد الخزاعی کو بھیجا' انہوں نے حرم کے ان بتوں کو توڑ ڈالا جن پر غیر اللہ کو پکارا جاتا تھا اور ان کے نام کی قربانی ہوتی تھی۔

حضرت علقمہ بن الفغوا ابن عبید رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن زمان بن عدی بن عمرو بن ربیعہ' قدیم الاسلام تھے' ابن شرجبیل کے چشموں پر اترا کرتے تھے جو ذی خشب اور مدینہ کے درمیان تھے' کثرت سے مدینہ آتے تھے' تبوک کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہبر تھے۔ ان کے بھائی:

حضرت عمرو بن الفغواء رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن عمرو بن الفغواء الخزاعی نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا۔ آپ کا ارادہ یہ تھا کہ بعد فتح مکہ مجھے ابوسفیان کے پاس مال دے کے بھیجیں کہ وہ اسے مکے میں قریش میں تقسیم کر دیں' فرمایا کہ اپنا ساتھی ڈھونڈ لو' میرے پاس عمرو بن امیہ الضمری آئے اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نکلنا چاہتے ہو اور ساتھی ڈھونڈتے ہو۔ میں نے کہا ہاں' انہوں نے کہا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں نے ساتھی پا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ تمہیں ساتھی مل جائے تو مجھ سے اجازت لے لینا۔ آپ نے فرمایا کہ کون؟ عرض کی عمرو بن امیہ الضمری' فرمایا کہ جب ان کی قوم کی آبادی میں اترنا تو ان سے ہوشیار رہنا کیونکہ کہنے والے نے کہا ہے کہ "اخوك البكری و لا تامنه" (تیرا بھائی البکری ہے اور تو اس سے بے خوف نہ رہ)۔

ہم روانہ ہوئے جب میں مقام ابواء میں آیا تو انہوں نے کہا کہ میں اپنی قوم سے جو ودان میں ہے جا کے اپنی حاجت پوری کرنا چاہتا ہوں' تم میرا انتظار کرو' میں نے کہا کہ کامیابی کے ساتھ (جاؤ) جب وہ پلٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یاد آیا' اپنے اونٹ پر کجاوا کسا اور اسے تیز بھگاتا ہوا روانہ ہوا' اصافر میں ایک جماعت کے ہمراہ انہوں نے مجھے روکا میں نے اونٹ کو بھگایا۔ اور ان سے آگے نکل گیا۔

جب انہوں نے دیکھا کہ میں ان سے بچ گیا تو واپس ہو گئے۔ عمرو بن امیہ الضمری میرے پاس آئے اور کہا کہ مجھے اپنی قوم کے پاس ایک ضرورت تھی' میں نے کہا بے شک پھر ہم دونوں روانہ ہوئے اور مکہ آئے میں نے مال ابی سفیان کو دے دیا۔

حضرت عبداللہ بن اقرم الخزاعی رضی اللہ عنہ:

عبیداللہ بن عبداللہ بن اقرم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں صحرائے نمرہ میں اپنے والد کے ساتھ تھا کہ سواروں کی ایک جماعت گزری انہوں نے راستے کے کنارے اونٹ بٹھا دیئے' مجھ سے والد نے کہا کہ اے میرے بیٹے تم اپنی بکریوں میں رہو تاکہ میں اس قوم کے پاس جاؤں اور ان لوگوں سے سوال کروں وہ روانہ ہوئے اور میں بھی روانہ ہوا۔ یعنی وہ بھی قریب ہو گئے اور میں بھی قریب گیا' دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے' نماز کا وقت تھا میں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی گویا میں آپ کے بغل کے بالوں کو دیکھ رہا ہوں جب آپ نے سجدہ کیا تھا۔

حضرت ابولاس الخزاعی رضی اللہ عنہ:

ابی لاس الخزاعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے ایک ایسے اونٹ پر حج کے لیے سوار کیا۔ جس پر سواری نہیں کی گئی تھی' ہم نے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رائے نہیں ہے کہ آپ ہمیں اس پر سوار کریں' فرمایا کوئی اونٹ ایسا نہیں ہے جس کے کوہان میں شیطان نہ ہو' لہٰذا جب اس پر سوار ہو تو اللہ کا نام یاد کرو جس طرح میں تمہیں حکم دیتا ہوں' پھر اسے اپنی خدمت کے لیے استعمال کرو کیونکہ اللہ ہی سوار کرتا ہے۔ ان لوگوں میں سے جو کمزوری کی وجہ سے جدا رہے تھے۔

حضرت اسلم بن افصٰی بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عامر!

انہیں میں سے:

حضرت جرہد بن رزاح رضی اللہ عنہ:

ابن عدی بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن افصٰی شریف تھے کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی' اہل صفہ (فقرائے صحابہ رضی اللہ عنہم) میں سے تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ وہ جرہد بن خویلد الاسلمی تھے۔

زرعہ بن عبدالرحمٰن بن جرہد الاسلمی نے اپنے دادا جرہد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے میری ران کھلی ہوئی تھی' فرمایا' اپنی ران ڈھانکو کیونکہ ران ستر میں سے ہے۔

محمد بن عمر نے جرہد بن رزاح کہا' اسی طرح ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے بھی کہا' انہوں نے بھی ان کا نسب وہی بیان کیا جو اسلم تک ہم نے بیان کیا' مدینہ میں جرہد کا زقاق بن حنین میں ایک مکان تھا۔ وفات مدینہ میں آخر خلافت معاویہ بن ابی سفیان اور شروع خلافت یزید بن معاویہ میں ہوئی۔

حضرت ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ:

نام جیسا کہ محمد بن عمر نے ابو برزہ کے کسی لڑکے سے بیان کیا۔ عبداللہ بن نضلہ تھا ہشام بن محمد بن السائب الکلبی وغیرہ اہل علم نے کہا کہ ان کا نام نضلہ بن عبداللہ تھا۔ بعض اہل علم نے کہا کہ ابن عبیداللہ بن الحارث بن حبال بن ربیعہ بن دعبل بن انس بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم بن افصٰی تھے اور دعبل تک عیال ہیں' قدیم الاسلام تھے اور فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

ابی برزہ سے مروی ہے کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سب لوگوں کو امن ہے سوائے عبدالعزیٰ بن خطل اور بدکار بنانہ کے' پھر میں نے عبدالعزیٰ بن خطل کو جو کعبہ کے پردوں میں لٹکا ہوا تھا قتل کر دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن خطل بنی الادرم بن تیم بن غالب بن فہر میں سے تھا۔ ابی برزہ الاسلمی سے مروی ہے کہ میں

نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو میں کروں' فرمایا کہ راستے سے ایذا پہنچانے والی چیز (کانٹے پتھر وغیرہ) دور کرو' یہی تمہاری خیرات ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو برزہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک برابر آپ کے ہمرکاب جہاد کرتے رہے' جب مسلمان بصرے میں اترے تو وہ بھی بصرے میں جا بسے اور وہاں ایک مکان بنالیا اس میں ان کے پس ماندگان تھے' اس کے بعد خراسان کا جہاد کیا اور وہیں وفات پائی۔

حسن بن حکیم سے مروی ہے کہ مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا کہ ابو برزہ الاسلمی کا ایک بہت بڑا پیالہ ثرید کا صبح کو اور ایک بہت بڑا پیالہ شام کو بیوگان و یتامیٰ و مساکین کے لیے ہوتا تھا۔ سیار بن سلامہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو برزہ کو سفید سر اور داڑھی والا دیکھا۔

کمبل کا لباس:

ثابت البنانی سے مروی ہے کہ ابو برزہ کمبل کا لباس پہنتے تھے ان سے ایک شخص نے کہا کہ آپ کے بھائی عائذ بن عمرو سوت اور ریشم ملا ہوا لباس پہنتے ہیں اور آپ کے لباس سے نفرت کرتے ہیں انہوں نے کہا تم پر افسوس ہے' عائذ کے مثل کون ہے ان کا مثل کوئی نہیں پھر وہ شخص عائذ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کے بھائی ابو برزہ کمبل کا لباس پہنتے ہیں اور آپ کے لباس سے نفرت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے ابو برزہ کمبل کا لباس پہنتے ہیں اور آپ کے لباس سے نفرت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے ابو برزہ کے مثل کون ہے' ابو برزہ کے مثل کوئی نہیں جب ان دونوں میں سے ایک کی وفات ہوئی تو انہوں نے وصیت کی کہ ان پر دوسرا بھائی نماز پڑھے۔

ثابت البنانی سے مروی ہے کہ ثابت بن عمرو سوت ریشم ملا ہوا لباس پہنتے تھے اور گھوڑے پر سوار ہوتے تھے اور ابو برزہ سوت ریشم ملا ہوا لباس (خز) نہیں پہنتے تھے اور نہ گھوڑے پر سوار ہوتے تھے بلکہ گیرو میں رنگی ہوئی دو چادریں استعمال کرتے تھے۔

ایک شخص نے دونوں کے درمیان چغل خوری کا ارادہ کیا عائذ بن عمرو کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ ابو برزہ کو نہیں دیکھتے کہ آپ کے لباس و وضع وطریقے سے نفرت کرتے ہیں اور (خز) سوت ریشم ملا ہوا کپڑا نہیں پہنتے نہ گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں عائذ نے کہا کہ ابو برزہ پر اللہ رحمت کرے ابو برزہ کے مثل ہم میں کون ہے۔ وہ شخص ابو برزہ کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ عائذ کو نہیں دیکھتے کہ آپ کی وضع اور طریقے سے نفرت کرتے ہیں گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں اور (خز) سوت ریشم ملا ہوا لباس پہنتے ہیں انہوں نے کہا کہ عائذ پر اللہ رحمت کرے ہم میں عائذ کے مثل کون ہے۔

عبد اللہ بن زیاد سے مروی ہے کہ جس نے ہمیں حوض کی خبر دی اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو برزہ اس جگہ تھے' ابو برزہ موٹے آدمی تھے جب اس نے انہیں دیکھا تو کہا کہ تمہارا یہ محمدی پست قد ہے ابو برزہ ناراض ہوئے اور کہا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں کہ میں بغیر رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا اپنے اوپر عیب لگائے ہوئے نہیں مرا' پھر وہ غصہ میں آئے اور یہاں تک کہ عبید اللہ کے تخت پر بیٹھ گئے ان سے حوض (کوثر) کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا جو شخص اس کی تکذیب کرے اللہ اسے

اس پرواہ نہ کرے اور نہ اللہ اسے اس سے سیراب کرے' وہ ناراض ہوتے ہوئے چلے گئے۔

ابوالمنہال سیار بن سلامہ سے مروی ہے کہ جب ابن زیاد (کی امارت) کا زمانہ ہوا تو ابن زیاد کو نکالا گیا۔ شام میں (امارت کے لیے) ابن مروان جہاں کھڑا ہوا کھڑا ہوا ابن الزبیر مکہ میں کھڑے ہوئے' وہ لوگ قاری کہلاتے تھے' بصرے میں کھڑے ہوئے میرے والد کو شدید غم ہوا۔ ابوالمنہال اپنے والد کی بہترین تعریف کرتے تھے راوی نے کہا کہ انہوں نے مجھ سے کہا میرے ساتھ اس شخص ابو برزہ کے پاس چلو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہ میں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ:

ابی بن اوفی سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات جہاد کیے جن میں ہم لوگ ٹڈیاں کھاتے تھے۔
عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات جہاد کیے' ہم لوگ آپ کے ساتھ ٹڈیاں کھاتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ کوفیوں نے عبداللہ بن ابی اوفی کے متعلق ان کے مشاہد کے بارے میں روایت کی ہے وہ تم دیکھتے ہو لیکن ہماری روایت میں سب سے پہلا مشہد جس میں وہ ہمارے نزدیک حاضر ہوئے خیبر ہے' پھر اس کے بعد کے مشاہد ہیں۔

اسماعیل بن ابی خالد نے عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت کی ہے کہ میں نے ان (ابن ابی اوفی) کے ہاتھ میں ایک تلوار کے زخم کا نشان دیکھا۔ پوچھا یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ مجھے حنین کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ حنین کی جنگ میں حاضر تھے' انہوں نے کہا کہ ہاں' اور اس سے پہلے بھی۔ اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی کو دیکھا کہ ان کا خضاب سرخ تھا۔

ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی کو دیکھا کہ وہ سر اور داڑھی والے تھے۔

ابی سعید البقال سے مروی ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی کے سر پر بھورے رنگ کی (خز) سوت ریشم ملی ہوئی کپڑے کی ٹوپی دیکھی۔

عمرو سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے (کوئی مضمون) سنا وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے۔ (یعنی حدیبیہ میں درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے تھے)۔

سعید بن طہمان سے مروی ہے کہ ہم لوگ عبداللہ بن ابی اوفی کے ہمراہ خوارج سے قتال کر رہے تھے' عبداللہ کا ایک غلام خوارج سے مل گیا ہم لوگوں نے اسے پکارا جو اس کے کنارے (ساحل) پر تھا کہ اے فیروز تیرے مولیٰ عبداللہ یہ ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر وہ ہجرت کریں تو بہت اچھے آدمی ہیں' ابن ابی اوفی نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن کیا کہتا ہے ہم نے کہا' وہ کہتا ہے کہ اگر وہ ہجرت کریں تو بہت اچھے آدمی ہیں۔ انہوں نے تین مرتبہ کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ میری ہجرت کے بعد بھی کوئی ہجرت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جو باغیوں کو قتل کرے اور باغی اسے قتل کریں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ مدینہ ہی میں رہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو کوفے کی طرف چلے

گئے اور وہیں اترے جہاں مسلمان اترے تھے۔ اسلم کے محلے میں ایک مکان بنالیا۔ پھر بصرے چلے گئے وفات ۸٦ھ میں کوفے میں ہوئی۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوفے میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے آخر میں وفات ہوئی۔

محمد بن اعین ابوالعلانیہ المرائی سے مروی ہے کہ میں کوفے میں تھا' عبداللہ بن ابی اوفی کو دیکھا کہ انہوں نے کوفے کی مسجد الرمادہ سے احرام باندھا اور تلبیہ کہنے لگے۔

حضرت سنان بن عبداللہ الاکوع رضی اللہ عنہ:

نام سنان بن عبداللہ بن قشیر بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ تھا وہ اور ان کے دونوں بیٹے عامر وسلمہ رضی اللہ عنہما قدیم الاسلام تھے۔ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مستفید ہوئے۔

حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہما:

شاعر تھے۔

مجزاۃ بن زاہر سے مروی ہے کہ عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہما نے جنگ خیبر میں مشرکین کے ایک شخص کو مار کے قتل کر دیا اور اپنے آپ کو زخمی کر لیا۔ انہوں نے کہنا شروع کیا کہ میں نے اپنے آپ کو قتل کر لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا' ان کے لیے دو اجر ہیں۔

زہری وغیرہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی روانگی خیبر میں عامر بن سنان سے فرمایا تھا کہ اے بنی الاکوع اترو اور ہمارے لیے اپنی بعض لذیذ اشیا (اشعار) شروع کرو' عامر اپنی سواری سے اتر پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رجز کے اشعار سناتے تھے۔ اور کہتے تھے:

اللهم لولا انت ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

''یا اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے۔ نہ زکوۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

فالقين سكينة علينا وثبت الاقدام ان لاقينا

اگر ہم دشمن کا مقابلہ کریں تو اے اللہ ہم پر سکون نازل کر اور ہمیں ثابت قدم رکھ۔

انا اذا صيح بنا اتينا وبالصياح عولوا علينا

جب ہمیں پکارا گیا تو ہم آ گئے' اور پکارنے ہی کے ذریعے سے ہم سے مدد مانگی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تم پر رحمت کرے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ذریعے سے ہمیں فائدہ پہنچایئے۔

عامر یوم خیبر میں شہید ہو گئے' وہ مشرکین میں سے ایک شخص کو تلوار مارنے گئے تو تلوار پلٹ آئی۔ انہوں نے اپنے آپ کو زخمی کر لیا اور ان کی وفات ہو گئی انہیں اٹھا کر مقام رجیع لایا گیا اور محمود بن مسلمہ کے ساتھ غار کے اندر ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

محمد بن مسلمہ نے عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ مجھے میرے بھائی کی قبر کے پاس زمین دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لیے ایک گھوڑا دوڑانے بھر کی جگہ ہے اور اگر تم نے عمل (کاشت وغیرہ) کیا تو دو گھوڑے دوڑانے بھر کی جگہ ہے۔

اسید بن حضیر نے کہا کہ عامر کا عمل رائیگاں ہوگیا۔ اس لیے کہ انہوں نے خودکشی کر لی رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا جس نے یہ کہا اس نے غلط کہا کیونکہ ان کے لیے دو اجر ہیں' وہ مجاہد ہونے کی حالت میں مقتول ہوئے' وہ جنت میں بھجنگے کی طرح تیرتے ہیں۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عامر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں اپنی عمدہ چیزوں میں سے کچھ سناؤ' عامر رضی اللہ عنہ شاعر تھے وہ اتر کر حدی (وہ اشعار جن سے اونٹ مست ہو کر چلتا ہے) پڑھنے اور کہنے لگے:

اللهم لو لا انت ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

''اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے اور نہ زکوۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

فاغفر فداء لك ما اقتنينا انا اذا صيح بنا اتينا

ہم نے جو کچھ جمع کر لیا تیرے قربان' مغفرت کر دے' جب ہمیں پکارا گیا تو ہم آ گئے۔

وبالصياح عولوا علينا

اور پکارنے ہی کے ذریعے سے ہم سے مدد مانگی گئی''۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ حدی خواں کون ہے' لوگوں نے کہا ابن الاکوع۔ فرمایا اللہ ان پر رحمت کرے' قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ (ان کے لیے رحمت) واجب ہوگئی' یا نبی اللہ آپ نے ہمیں ان کے ذریعے سے کیوں نہ فائدہ پہنچایا۔

راوی نے کہا کہ خیبر ہی میں ان پر مصیبت آ گئی' وہ یہود کے ایک شخص کو مارنے لگے تو ان کی تلوار کی نوک ان کے گھٹنے کی چپنی میں لگی لوگوں نے کہا کہ عامر رضی اللہ عنہ کا عمل رائیگاں گیا کہ انہوں نے خودکشی کر لی۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ تشریف آوری کے بعد حاضر ہوا آپ مسجد میں تھے' عرض کی یا رسول اللہ ﷺ لوگ خیال کرتے ہیں کہ عامر رضی اللہ عنہ نے اپنا عمل رائیگاں کر دیا فرمایا کون کہتا ہے۔ عرض کی انصار کے کچھ لوگ کہتے ہیں جن میں فلاں فلاں ہیں اور اسید بن حضیر ہیں۔ فرمایا' غلط کہا جس نے کہا۔ ان کے لیے دو اجر ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا کہ ایک مجاہد نے جہاد کیا۔ ایک عربی نے قطع کیا۔ اس میں اس کے مثل پیدا ہوا۔

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما:

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب سات جہاد کیے۔ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہم پر امیر بنایا تھا نو جہاد کیے۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا ہم نے چند مشرکین سے جہاد کیا ان پر شب خوں مارا اور قتل کیا۔ ہمارا شعار ''امت امت'' تھا اس شب کو میں نے اپنے ہاتھ سے سات گھر والوں کو قتل کیا۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب سات جہاد کیے' راوی نے کہا کہ انہوں نے حدیبیہ' خیبر' حنین اور یوم القرد کا ذکر کیا اور کہا کہ بقیہ غزوات میں بھول گیا۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں الغابہ کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام سے ملا اسے کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں پکڑ لی گئیں۔ میں نے کہا کہ اسے کس نے پکڑا۔ اس نے کہا کہ غطفان نے۔

میں گیا اور ندا دی' وائے صبح' وائے صبح' یہاں تک کہ اپنی آواز ان لوگوں کو سنا دی جو دونوں سنگریزے والی سرزمین کے درمیان تھے' پھر گیا اور اونٹنیوں کو ان لوگوں سے چھین لایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ آئے' عرض کی یا رسول اللہ قوم پیاسی ہے ہم نے ان کے ساتھ اتنی عجلت کی کہ وہ اپنے ہونٹ سیراب نہ کر سکے۔ فرمایا اے ابن الاکوع غالب ہو تو نرمی کیا کرو کیونکہ اب ان کو غطفان کی طرف روانہ کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا۔

بیعت رضوان میں شمولیت:

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حدیبیہ میں درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور کنارے بیٹھ گیا جب لوگ کم ہو گئے تو آپ نے فرمایا: اے سلمہ تمہیں کیا ہوا کہ بیعت نہیں کرتے۔ عرض کی یا رسول اللہ میں نے بیعت کر لی' راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا اے ابو مسلم تم لوگوں نے آپ سے کس امر پر بیعت کی تھی انہوں نے کہا کہ موت پر۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ سلمہ کی کنیت ابوایاس تھی۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ میں آئے پھر مدینہ کی واپسی کے لیے روانہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج ہمارے سب سے اچھے سوار ابوقتادہ ہیں اور ہمارے سب سے اچھے پیادے سلمہ ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو حصے دیئے ایک حصہ سوار کا ایک حصہ پیادے کا۔

ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھا' خبر دی گئی کہ وہ مشرکین کا جاسوس ہے' فرمایا جو شخص اسے قتل کرے گا اس کا سامان اسی کا ہوگا۔ میں اس سے ملا اور قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اسباب مجھے دے دیا۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیہات میں رہنے کی اجازت چاہی' آپ نے اجازت دے دی۔

عبدالرحمٰن بن زید العراقی سے مروی ہے کہ مقام ربذہ میں ہمارے پاس سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے ہماری طرف اپنا ہاتھ نکالا جو ایسا بڑا تھا کہ گویا اونٹ کا پیر انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے اسی ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ہم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسہ دیا۔

ایاس بن سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے۔ یعنی حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی۔ ان لوگوں کے بارے میں قرآن نازل ہوا:

﴿لقد رضی الله عن المؤمنين اذیبا یعونك تحت الشجرة﴾

''اللہ مومنین سے راضی ہوا ہے جب کہ وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کرتے تھے''۔

ایاس بن سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ واقعہ حدیبیہ ذی القعدہ ۶ھ میں ہوا۔ ہم لوگ اس میں سولہ سو تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی جہل کے اونٹ کو ہدی (قربانی حج وعمرہ) بنایا۔

اللہ کے نام پر مال خرچ کرنا:

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو شخص اللہ کے نام پر ان سے سوال کرتا تھا وہ اسے ضرور دیتے تھے اور اس (طریقہ سوال کو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ الحاف (گڑگڑا کر مانگنا ہے جس کی مذمت آئی ہے)۔

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ جو شخص سلمہ بن الاکوع سے جب اللہ کے نام پر ان سے سوال کرتا تھا تو افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جو اللہ کے نام پر بھی نہ دے گا تو وہ اور کس چیز پر دے گا۔ کہتے تھے کہ یہ سوال الحاف ہے (گڑگڑا کر مانگنا ہے)۔

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ وہ موضع المصحف تلاش کرتے تھے جس میں تسبیح پڑھتے تھے' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس مقام کو تلاش کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ قبیلے اور منبر کے درمیان ایک بکری گزرنے بھر کی جگہ تھی۔

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ جب نجدہ غالب ہو گیا اور اس نے صدقات وصول کر لیے تو سلمہ سے کہا گیا کہ آپ ان لوگوں سے دوری نہیں اختیار کرتے' انہوں نے کہا واللہ نہ میں دوری اختیار کرتا ہوں اس سے بیعت کرتا ہوں انہوں نے اپنا صدقہ ان لوگوں کو دے دیا۔

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما اپنے مال کا صدقہ خریدنا ناپسند کرتے تھے۔ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کو اربعہ عشر کھیلنے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ گناہ ہے۔ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے وضو کیا سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا' دونوں پاؤں دھوئے اور اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے اور اپنا بدن تر کیا۔

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ پانی سے استنجا کیا کرتے تھے۔

سلمہ سے مروی ہے کہ انہوں نے (ستو' کھجور اور گھی کا مرکب) حلوا کھایا۔ نماز کا وقت آ گیا تو وہ اٹھ کر نماز کو گئے اور وضو نہیں کیا۔

یزید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ حجاج نے سلمہ کو کچھ انعام دیا تو انہوں نے اسے قبول کر لیا۔

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالملک بن مروان ہمارے پاس انعامات کے لیے مدینہ سے کوفے لکھتا تھا۔ ہم جاتے تھے اور لے لیتے تھے۔

محمد بن عجلان بن عمر بن عبیداللہ بن رافع سے مروی ہے کہ میں نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں اتنی کترواتے تھے جو منڈانے کے برابر تھا۔

ایاس بن سلمہ سے مروی ہے کہ ابو سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی وفات ۷۴ھ میں مدینہ میں ہوئی جب وہ ۸۰ سال کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سلمہ نے ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔

حضرت اہبان بن الاکوع رضی اللہ عنہما:

بھیڑیے سے گفتگو کرنے والے مشہور ہیں' بروایت ہشام بن محمد بن السائب ان کی اولاد میں جعفر بن محمد بن عقبہ بن اہبان بن الاکوع ہیں' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عقبہ میں اہبان بن الاکوع کو کلب وبلقین و غسان کے صدقات پر عامل بنا کے بھیجا تھا۔

ہشام نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن محمد کے بعض لڑکوں نے اسی طرح نسب بیان کیا محمد بن الاشعث کہتے تھے کہ میں اوروں سے زیادہ اسے جانتا ہوں' عقبہ بن اہبان مکلم الذئب (بھیڑیے سے کلام کرنے والے) ابن عباد بن ربیعہ بن کعب بن امیہ بن یقظہ بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ۔

محمد بن عمر کہتے تھے مکلم الذئب (بھیڑیے سے کلام کرنے والے) اہبان بن اوس الاسلمی تھے' انہوں نے اس کا نسب نہیں بیان کیا۔

بھیڑیے سے گفتگو:

بین میں رہتے تھے جو بلاد اسلم میں ہے جس وقت وہ اپنی بکریاں حرۃ الوبرہ (نام صحرا) میں چرا رہے تھے تو ایک بکری پر بھیڑیا جھپٹا (اور پکڑ لی) انہوں نے اس کو چھین لیا بھیڑیا کنارے ہٹ گیا۔ اپنی دم کے بل بیٹھ گیا اور کہا کہ تم پر افسوس ہے مجھ سے وہ رزق کیوں روکتے ہو جو مجھے اللہ نے دیا ہے۔

اہبان الاسلمی اپنے دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجانے لگے اور کہنے لگے کہ میں نے اس سے زیادہ عجیب امر کبھی نہیں دیکھا۔ بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ عجیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ان کھجور کے درختوں کے درمیان ہیں اس نے مدینہ کی طرف اشارہ کیا۔

پھر اہبان اپنی بکریاں مدینہ ہنکا لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ سے انہوں نے بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے تعجب فرمایا' اور حکم دیا کہ جب وہ عصر کی نماز پڑھیں تو اسے اصحاب سے بیان کریں' انہوں نے بیان کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا یہ ان علامات میں سے ہے جو قبل قیامت ہوں گی۔

اہبان اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ان کی کنیت ابو عقبہ تھی' وہ کوفے میں اترے اور وہاں بنی اسلم میں ایک مکان بنالیا۔ ان کی وفات معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی ولایت میں ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ:

ابی حدرد کا نام سلامہ بن عمیر بن ابی سلامہ بن سعد بن مساب بن الحارث بن عبس بن ہوازن بن اسلم بن افصیٰ تھا۔ بعض نے کہا کہ ابو حدرد کا نام عبداللہ تھا۔ عبداللہ کی کنیت ابو محمد تھی سب سے پہلا مشہد جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حاضر ہوئے حدیبیہ تھا۔ پھر خیبر اور اس کے بعد کے مشاہد۔

محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ابو حدرد نے اپنی بیوی کے مہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگی تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ وہم ہے' حدیث یہ ہے کہ ابوحدرد الاسلمی کے بیٹے نے اپنے بیوی کے مہر میں رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ان کا کتنا مہر باندھا ہے۔ انہوں نے کہا' دوسو درہم' فرمایا کہ اگر تم لوگوں نے بطحان سے اخذ کیا ہوتا تو زیادہ نہ کرتے۔

عبداللہ بن ابی حدرد کی وفات اےھ میں ہوئی۔ اس زمانے میں وہ ۸۱ برس کے تھے' انہوں نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

حضرت ابوتمیم الاسلمی رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد اسلام لائے یہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے غلام مسعود بن ہنیدہ کو عرج سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیادہ بھیجا تھا کہ آپ کو غزوۂ احد میں قریش کے آنے کی اور جو تعداد اور سامان اور تیاری اور لشکر اور ہتھیار ان کے ہمراہ ہیں اس کی خبر دے۔

مسعود بن ہنیدہ رضی اللہ عنہ' اوس بن حجر ابی تمیم الاسلمی کے آزاد کردہ غلام:

مسعود بن ہنیدہ سے مروی ہے کہ میں دوپہر کو الخذوات میں تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نظر آئے جو ایک اور شخص کو لا رہے تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا' وہ ابوتمیم کے خالص دوست تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ابی تمیم کے پاس جاؤ۔ میرا سلام کہو اور کہو کہ مجھے ایک اونٹ اور توشہ اور رہبر بھیجیں۔

میں روانہ ہوا اور اپنے مولیٰ کے پاس آیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیام سے آگاہ کیا انہوں نے مجھے اپنے متعلقین کا ایک ہودے والا اونٹ جس کا نام الذیال تھا ایک مشک دودھ اور ایک صاع کھجور دی اور رہبر بنا کے مجھے بھیجا' مجھ سے کہا کہ انہیں راستہ بتا دو یہاں تک کہ تمہاری ضرورت نہ رہے۔

میں ان لوگوں کو کوہ رکوبہ تک لے گیا۔ جب ہم اس پر چڑھے تو نماز کا وقت آ گیا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی داہنی جانب تھے اسلام میرے قلب میں داخل ہو گیا میں اسلام لے آیا اور آپ کے دوسرے پہلو میں کھڑا ہو گیا' آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ کر ہٹایا ہم دونوں نے آپ کے پیچھے صف باندھ لی۔ مسعود نے کہا کہ میں سوائے بریدہ بن الحصیب کے بنی سہم میں سے کسی کو نہیں جانتا جو مجھ سے پہلے اسلام لایا ہو۔

مسعود بن ہنیدہ سے مروی ہے کہ جب ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب قبا میں اترے تو ایک مسجد پائی جس میں اصحاب نبی ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور سالم مولائے ابوحذیفہ نماز پڑھاتے تھے رسول اللہ ﷺ نے اس میں اضافہ کیا۔ انہیں نماز پڑھائی' میں آپ کے ہمراہ قبا میں مقیم رہا یہاں تک کہ پانچ نمازیں پڑھیں۔ پھر میں رخصت ہونے کو آیا آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا' کہ انہیں کچھ دے دو' انہوں نے مجھے بیس درہم دیئے اور ایک چادر اڑھائی میں اپنے مولیٰ کے پاس واپس آیا میرے پاس حلہ الطعینہ (جوڑا) تھا۔ پھر میں قبیلہ میں آیا میں مسلمان تھا۔ مجھ سے میرے مولیٰ نے کہا کہ تم نے جلدی کی' میں نے کہا اے میرے مولیٰ میں نے ایسا کلام (قرآن مجید) سنا کہ اس سے اچھا کلام نہیں سنا تھا بعد کو میرے مولیٰ اسلام لائے۔

ابن مسعود بن ہنیدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ نبی ﷺ کے ہمرکاب المریسیع میں حاضر ہوئے' انہیں ان کے مولیٰ نے آزاد کر دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے دس اونٹ عطا فرمائے۔

حضرت سعد مولائے الاسلمیین:

عبداللہ بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ العرج میں تھے' میں آپ کا رہبر تھا ہم لوگ رکوبہ میں چلے میں پہاڑوں میں چلا اور انہیں میں رہ گیا رسول اللہ ﷺ الخذوات سے گزرے جو العرج سے قریب ہے۔ ابو تمیم نے آپ کے پاس توشہ اور اپنے غلام مسعود کو رہبر بنا کے بھیجا۔ ہم سب روانہ ہو کے الجثجاثہ پہنچے جو مدینہ سے ایک برید (۱۲ میل) کے فاصلے پر ہے رسول اللہ ﷺ نے وہاں نماز پڑھی۔ آج اس جگہ آپ کی مسجد ہے۔ ہم نے اپنے دستر خوان کا بقیہ کھانا صبح کے وقت کھایا۔ شام کو ایک بکری ذبح کی تھی اور اسے بھون لیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں بنی عمرو بن عوف کا راستہ کون بتائے گا۔ راوی نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب سعد بن خیثمہ کے پاس اترا' اسلمیین کے مولیٰ سعد اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔

ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ:

زمانۂ قدیم میں اسلام لائے۔ نبی ﷺ کی صحبت پائی آپ ہی کے ساتھ رہتے تھے اہل صفہ میں سے تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے۔

ربیعہ بن کعب الاسلمی سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے پاس سوتا تھا۔ آپ کو وضو کا پانی دیتا تھا رات کے ایک حصے میں "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" اور دوسرے حصہ میں "الحمدللّٰہ رب العالمین" سنتا تھا۔

ابو عمران الجونی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ابوبکر و ربیعہ الاسلمی رضی اللہ عنہما کو ایک زمین عطا فرمائی جس میں کھجور کا ایک درخت تھا جڑ اس کی ربیعہ کی زمین میں تھی اور شاخ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زمین میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ درخت میرا ہے ربیعہ نے دعویٰ کیا کہ میرا ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ تیزی کی۔ ربیعہ کی قوم کو معلوم ہوا تو وہ ان کے پاس آئے' ربیعہ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں تم میں سے ہر شخص کو قطعاً ان سے کچھ کہنے کو منع کرتا ہوں جس سے وہ ناراض ہوں اور ان کی ناراضی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ ناراض ہوں پھر اپنے رسول کی ناراضی کی وجہ سے اللہ ناراض ہو۔

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غصہ فرو ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ اے ربیعہ (درخت) مجھے واپس کر دو۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کو واپس نہ دوں گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس گئے۔ ربیعہ نے حاضر خدمت ہونے میں ان پر سبقت کی اور عرض کی میں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول کے غضب سے اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ فرمایا کہ کیا واقعہ ہے انہوں نے آپ کو قصے کی خبر دی' نبی ﷺ نے فرمایا' ہاں تم انہیں واپس نہ کرنا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا منہ دیوار کی طرف کر کے رونے لگے۔ نبی ﷺ نے اس شخص کے لیے شاخ کا حکم دیا جس کے لیے جڑ تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ربیعہ بن کعب مدینہ میں نبی ﷺ کے ساتھ رہ کر آپ کے ہمرکاب جہاد کرتے تھے' رسول

اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو ربیعہ مدینہ سے چلے گئے اور یمن میں اترے جو بلاد اسلم میں سے ہے اور مدینہ سے ایک برید (۱۲) میل کے فاصلے پر ہے ربیعہ جنگ حرہ تک زندہ رہے اور حرہ کا واقعہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں ہوا۔

حضرت ناجیہ بن جندب الاسلمی رضی اللہ عنہ:

اسلم کے ایک بطن بنی سہم میں سے تھے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے' رسول اللہ ﷺ جب حدیبیہ روانہ ہوئے تو آپ نے اپنی ہدی (قربانی حج) پر ان کو عامل بنایا اور حکم دیا کہ وہ اسے لے کے ذوالحلیفہ تک آگے جائیں۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرۂ قضاء کے لیے روانہ ہوئے تو آپ نے اپنی ہدی (قربانی حج) پر ناجیہ بن جندب الاسلمی کو مقرر فرمایا' وہ ہدی کو درختوں میں چارہ تلاش کرتے ہوئے آگے لے جانے لگے ان کے ہمراہ قبیلہ اسلم کے چار جوان بھی تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابن جندب فتح مکہ میں شریک تھے' حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی ہدی پر عامل بنایا۔ ناجیہ بنی سلمہ میں اترے تھے' معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں مدینہ میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت ناجیہ بن الاعجم الاسلمی رضی اللہ عنہ:

حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ عطاء بن ابی مروان نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے چودہ اصحاب نے بیان کیا کہ ناجیہ بن الاعجم وہی شخص ہیں کہ حدیبیہ کے کنویں میں تیر ڈالا تو آب شیریں ابلنے لگا اور لوگ پانی کے گرد اگرد لوٹے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جنہوں نے تیر ڈالا وہ ناجیہ بن جندب تھے دوسری روایت ہے کہ البراء بن عازب رضی اللہ عنہ تھے' یہ بھی مذکور ہے کہ عباد بن خالد الغفاری تھے۔ لیکن اول الذکر زیادہ ثابت ہے کہ ناجیہ بن الاعجم تھے' رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ میں قبیلۂ اسلم کے لیے دو جھنڈے باندھے جن میں ایک ناجیہ الاعجم نے اٹھایا۔ اور دوسرا بریدہ بن الحصیب نے۔ ناجیہ بن الاعجم کی وفات مدینہ میں آخر زمانے خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ہوئی۔ کوئی پسماندہ نہ تھا۔

حضرت حمزہ بن عمرو الاسلمی رضی اللہ عنہ:

محمد بن حمزہ سے مروی ہے کہ حمزہ بن عمرو کی کنیت ابو محمد تھی' وفات ۶۱ھ میں ہوئی' اس وقت وہ ۷۱ سال کے تھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حمزہ بن عمرو نے کہا کہ جب ہم لوگ تبوک میں تھے اور منافقین نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی العقبہ میں بھگا دی جس سے آپ کے کجاوے کا کچھ سامان بھی گر پڑا تو میری پانچوں انگلیوں میں نور پیدا کر دیا گیا روشنی ہوگئی اور سامان میں سے جو چھوٹ گیا تھا' کوڑا اور گدھ' وغیرہ' وہ میں اٹھانے لگا۔

حمزہ بن عمرو وہ شخص ہیں کہ کعب بن مالک کو ان کی توبہ (قبول ہونے) کی اور جوان کے بارے میں قرآن نازل ہوا تھا اس کی بشارت دی تو انہوں نے اپنے بدن کی دونوں چادریں اتار کے انہیں اڑھا دیں۔

کعب نے کہا کہ واللہ میرے پاس ان دو چادروں کے سوا کچھ نہ تھا ورنہ وہ بھی دے دیتا۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں نے ابوقتادہ سے دو چادریں مانگ لیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن الاشیم الاسلمی رضی اللہ عنہ:

سلمہ بن وردان سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن الاشیم الاسلمی کو دیکھا کہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے سفید سر اور داڑھی والے تھے۔

حضرت محجن بن الادرع الاسلمی رضی اللہ عنہ:

بنی سہم میں سے تھے یہ وہی شخص ہیں جن کے لیے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ رم کرو اور میں ابن الادرع کے ساتھ ہوں' مدینہ میں رہتے تھے خلافت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وہیں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن وہب الاسلمی رضی اللہ عنہ:

نبی ﷺ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے' جس وقت نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو وہ عمان میں تھے رسول اللہ ﷺ کی خبر پہنچی تو وہ (عبداللہ بن وہب) اور حبیب بن زید المازنی عمان سے عمرو بن العاص کے پاس روانہ ہوئے' مسیلمہ نے ان لوگوں کو روکا۔ ساری قوم بچ گئی' حبیب بن زید اور عبداللہ بن وہب پر کامیابی حاصل کر لی گئی' مسیلمہ کذاب نے کہا کیا تم دونوں شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ حبیب نے شہادت دینے سے انکار کیا تو ان کو اس نے قتل کر ڈالا اور ان کا ایک ایک عضو کاٹ ڈالا' عبداللہ بن وہب نے اقرار کر لیا اگرچہ ان کا قلب ایمان پر مطمئن تھا اس نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ قید کر دیا' خالد بن الولید رضی اللہ عنہ اور مسلمان یمامہ میں اترے اور ان لوگوں نے مسیلمہ سے قتال کیا تو عبداللہ بن وہب بچ کے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس آئے جو خالد بن الولید رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھے انہوں نے مسلمانوں کے ہمراہ حملہ کر کے مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں سے شدید قتال کیا۔

حضرت حرملہ بن عمرو الاسلمی رضی اللہ عنہ:

وہ ان عبدالرحمٰن بن حرملہ کے والد تھے جن سے سعید بن المسیب نے روایت کی ہے۔

حرملہ بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے اس طرح حجۃ الوداع کیا کہ میرے چچا سنان بن سنہ مجھے اپنا ہم نشین' (ردیف) بنائے ہوئے تھے۔ جب ہم لوگوں نے وقوف عرفات کیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اپنی ایک انگلی دوسری انگلی پر رکھی' میں نے اپنے چچا سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کیا فرماتے ہیں' انہوں نے کہا فرماتے ہیں کہ حصی الخذف (مٹر کے دانے) کے برابر کنکریوں سے رمی کرو۔

حضرت سنان بن سنہ الاسلمی رضی اللہ عنہ:

حرملہ بن عمرو کے چچا تھے' حرملہ عبدالرحمٰن بن حرملہ الاسلمی کے والد تھے جن سے سعید بن المسیب نے روایت کی ہے۔ سنان بن سنہ اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔

حضرت عمرو بن حمزہ بن سنان الاسلمی رضی اللہ عنہ:

منذر بن جہم سے مروی ہے کہ عمرو بن حمزہ بن سنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے' وہ مدینہ آئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیہات واپس جانے کی اجازت چاہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی وہ روانہ ہوئے۔ جب الضبوعہ میں تھے جو مکہ کی طرف المحجہ کے راستے پر مدینہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے تو انہیں عرب کی ایک خوبصورت لڑکی ملی' شیطان نے انہیں بہکایا وہ اس سے مبتلا ہوئے اور شادی شدہ نہ تھے۔ پھر نادم ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کے خبر دی تو آپ نے ان پر اس طرح حد قائم فرمائی کہ ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ انہیں ایسے کوڑے سے تازیانے مارے جو دو کھالوں سے بنایا گیا ہو اور نرم ہو۔

حضرت حجاج بن عمرو الاسلمی رضی اللہ عنہ:

وہ ان حجاج کے والد تھے جن سے عروہ بن زبیر نے روایت کی ہے' حجاج بن حجاج نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔

حجاج بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو (سفر حج میں) تھک جائے۔ یا لنگڑا ہو جائے تو حلال (احرام سے باہر ہو گیا اور اس پر دوسرا حج فرض ہے) راوی نے کہا کہ میں نے ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کو اس حدیث کی خبر دی تو ان دونوں نے فرمایا کہ سچ کہا۔

حجاج بن الحجاج نے اپنے والد سے روایت کی کہ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے رضاع (دودھ پینے) کی مذمت کیا چیز لی جائے گی تو آپ نے فرمایا کہ لونڈی یا غلام۔

حضرت عمرو بن نہم الاسلمی رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ گئے ثنیہ ذات الحنظل کے راستے پر آپ کے رہبر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ کے آگے آگے چلے اور آپ کو اس پر لے جا کے ٹھہرا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ آج کی شب اس ثنیہ کی مثال ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل کا وہ دروازہ (جس کے متعلق) اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ:

﴿ ادخلوا الباب سجد اوقولوا حطة ﴾

''دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہو کہ گناہوں کو معاف کر''۔

فرمایا کہ آج کی شب جو شخص اس ثنیہ سے گزرے گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

حضرت زاہر بن الاسود بن مخلع رضی اللہ عنہ:

نام عبداللہ بن قیس بن دعبل اور انہیں تک پرورش پائی تھی۔ ابن انس بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن افصی۔

مجزاۃ بن زاہر بن الاسود الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی' جوان لوگوں میں سے تھے جو درخت حدیبیہ کے نیچے حاضر ہوئے تھے' میں آگ سلگا رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو گدھے کے گوشت سے منع کرتے ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب مسلمان کوفے میں اترے تو زاہر بھی وہیں اترے ان کے بیٹے مجزاۃ بن زاہر کوفے کے شریف تھے عمرو بن الحمق کے ساتھیوں میں سے تھے۔

حضرت ہانی بن اوس الاسلمی رضی اللہ عنہ:

ہانی بن اوس سے مروی ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو درخت حدیبیہ کے نیچے حاضر ہوئے تھے' گھٹنے میں درد ہو گیا تو جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھ لیتے تھے۔

حضرت ابومروان معتب بن عمرو الاسلمی رضی اللہ عنہ:

نام معتب بن عمرو تھا جن سے ان کے بیٹے عطاء بن ابی مروان نے روایت کی اور لوگوں نے عطا بن ابی مروان سے روایت کی۔ معتب بن عمرو الاسلمی سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ ماعز بن مالک حاضر ہوئے انہوں نے کہا کہ میں نے زنا کیا آپ نے تین مرتبہ منہ پھیر لیا۔ جب چوتھی مرتبہ کہا تو آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ کیا تم نے اس سے نکاح کیا' عرض کی جی ہاں' یہاں تک کہ یہ عضو اس کے عضو میں پوشیدہ ہو گیا جس طرح سلائی سرمہ دانی میں اور ڈول کی رسی کنوئیں میں پوشیدہ ہو جاتی ہے۔

حضرت بشیر بن بشیر الاسلمی رضی اللہ عنہ:

بشیر بن بشیر الاسلمی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جو اصحاب شجرہ (درخت حدیبیہ والوں) میں سے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس ناپاک درخت سے کھائے تو وہ ہم سے سرگوشی نہ کرے۔ یہ حدیث یزید بن معاویہ کی بیعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کے بیان میں حمید سے طول کے ساتھ مروی ہے۔

حضرت ہیثم بن نصر بن زہر الاسلمی رضی اللہ عنہ:

محمد بن عمرو بن زہر کہتے تھے' ہیثم بن زہر سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور ریش بچے کو دیکھا۔ اندازہ کیا تو تیس عدد سفید بال ہوں گے۔

حضرت حارث بن حبال رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن دعبل بن انس بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی بہ روایت ہشام بن محمد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔

حضرت مالک بن جبیر بن حبال رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن دعبل' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی' بروایت ہشام بن محمد بن السائب الکلبی حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

(کتاب ابن حیویہ کے بارھویں جزو کا آخری حصہ اور اس کے بعد تیرھواں حصہ ہے اور بنی مالک بن افصیٰ کا ذکر ہے جو نیز کمزور تھے۔ الحمد للہ رب العالمین وصلوٰۃ علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنی مالک بن اقصی جو اسلم کے بھائی تھے اور وہ بھی ان لوگوں میں تھے جو کمزور تھے۔

سیدنا اسماء بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

ابن سعد بن عبداللہ بن غیاث بن سعد بن عمرو بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن اقصٰی اور بنی حارثہ تک بنی مالک بن اقصٰی کا پیٹ ہے۔

اسماء بن حارثہ کی اولاد میں غیلان بن عبداللہ بن اسماء بن حارثہ تھے جو ابو جعفر منصور کے قواد (فوجی سرداروں) میں سے تھے۔ ان کا بنی عباس کی دعوت میں (یعنی دفتر مجاہدین و وظیفہ یافتگان میں) ذکر تھا۔

اسماء بن حارثہ الاسلمی سے مروی ہے کہ میں یوم عاشورہ (۱۰/محرم) کو رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ فرمایا اے اسماء کیا آج تم نے روزہ رکھا ہے؟ عرض کی نہیں' فرمایا' روزہ رکھو' عرض کی یا رسول اللہ میں نے تو صبح کا کھانا کھالیا ہے' فرمایا' دن کے باقی حصہ میں روزہ رکھو اور اپنی قوم کو بھی حکم دو کہ عاشورہ کا روزہ رکھیں۔

میں نے اپنا جوتا اٹھا کے پاؤں میں ڈالا اور اپنی قوم کے پاس آیا میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں' ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو صبح کا کھانا کھالیا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ باقی دن میں روزہ رکھو۔

سعید بن عطاء بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسماء و ہند فرزندان حارثہ کو قبیلۂ اسلم کی جانب بھیجا کہ دونوں ان لوگوں سے کہیں کہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو حکم دیتے ہیں کہ رمضان میں مدینہ میں حاضر ہو یہ اس وقت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ مکہ کا ارادہ فرمایا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسماء بن حارثہ کی وفات ۶۶ھ میں ہوئی۔ اس زمانے میں وہ ۸۰ سال کے تھے۔ محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے دوسرے اہل علم کو کہتے سنا کہ اسماء کی وفات بصرے میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت اور زیاد کی ولایت میں ہوئی۔

ان کے بھائی:

حضرت ہند بن حارثہ الاسلمی رضی اللہ عنہ:

حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے اسماء و ہند فرزندان حارثہ کو رسول اللہ ﷺ کا خادم ہی دیکھا' زمانۂ دراز سے آپ کے دروازے پر رہنا اور دونوں کا آپ کی خدمت کرنا ان کا شیوہ تھا۔ دونوں محتاج تھے ان کے پسماندہ یمن میں تھے۔ ہند بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی وفات مدینہ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے زمانۂ خلافت میں ہوئی۔

بعض اہل علم نے بیان کیا کہ یہ لوگ آٹھ بھائی تھے جنہوں نے نبی ﷺ کی صحبت پائی سب کے سب بیعۃ الرضوان میں

(جو درخت حدیبیہ کے نیچے لی گئی) حاضر تھے' وہ آٹھوں بھائی اسماء' ہند وخداش وذویب وحمران وفضالہ وسلمہ ومالک فرزندان حارثہ بن سعد بن عبداللہ بن غیاث تھے۔

حضرت ذوئب بن حبیب الاسلمی رضی اللہ عنہ:

بنی مالک بن اقصیٰ برادران اسلم میں سے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ ہم سے ذوئب صاحب ہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ہلاک شدہ ہدی (جانوران قربانی) کو دریافت فرمایا۔

مدینہ میں ان کا مکان تھا معاویہ بن ابی سفیان کے زمانۂ خلافت تک زندہ رہے۔

حضرت ابونعیم بن ہزال الاسلمی رضی اللہ عنہ:

وہ ابونعیم بن ہزال تھے جو بنی مالک بن اقصیٰ برادران اسلم میں سے تھے اوران ماعز بن مالک کے ساتھی تھے جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فعل زنا کی وجہ سے جوانہوں نے کیا تھا حکم دیا کہ آپ کے پاس آئیں اور آپ ہی کے پاس ٹھہریں۔

یزید بن نعیم بن ہزال نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ماعز کے والد نے اپنے بیٹے ماعز کے متعلق مجھے وصیت کی تھی۔ وہ میری پرورش میں تھے' ان کی میں اس سے بھی زیادہ خوبی سے کفالت کرتا تھا جیسی کوئی کسی کی کرتا ہے۔ ایک روز وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ میں ایک بڑے مہر والی عورت کا پیام دیتا تھا جسے میں پہچانتا تھا۔ میں نے اس سے اپنا مقصود حاصل کر لیا۔ اب اپنے کیے پر نادم ہوں' تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس جائیں اور آپ کو اطلاع دیں' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور زنا کا اقرار کر لیا وہ شادی شدہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مقام حرا لے جانے کا حکم دیا ہمراہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ انہیں سنگسار کر دیں جب پتھر لگے تو العقیق کی طرف بھاگے انہیں الکیس میں پکڑ لیا گیا جس شخص نے انہیں وظیف حمار میں پکڑا وہ عبداللہ بن انیس تھے وہ برابر انہیں پتھر مارتے رہے یہاں تک کہ قتل کر دیا۔

عبداللہ بن انیس' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اطلاع دی فرمایا کہ تم لوگوں نے انہیں کیوں نہ چھوڑ دیا۔ شاید وہ توبہ کرتے اور اللہ ان کی توبہ قبول کر لیتا پھر فرمایا کہ اے ہزال تم نے اپنے یتیم کے ساتھ بہت برا کیا اگر تم اپنی چادر کے کنارے سے ان کی ستر پوشی کرتے تو تمہارے لیے بہتر ہوتا۔

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے معلوم نہ تھا کہ اس امر کی گنجائش ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو بلایا جس سے انہوں نے یہ فعل کیا تھا۔ فرمایا چلی جا اور اس سے آپ نے کچھ باز پرس نہ کی لوگوں نے ماعز کے بارے میں چہ مگوئی کی اور بہت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے ایسی توبہ کی کہ اگر ایسی توبہ میری امت کا ایک ایک گروہ کرتا تو میں ان سب سے درگزر کرتا۔

حضرت ماعز بن مالک الاسلمی رضی اللہ عنہ

اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی یہ وہی شخص تھے جو ایک گناہ کے مرتکب ہوئے اور نادم ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس آئے اور اقرار کیا۔ وہ شادی شدہ تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق حکم دیا تو انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے ایسی توبہ کی کہ اگر ویسی توبہ میری امت کا ایک گروہ کرتا تو میں ان سب سے درگزر کرتا۔

ابن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ماعز بن مالک کے لیے دعائے مغفرت کرو۔

(اور بقیہ قبائل الازد میں سے پھر دوس بن عدثان بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن الحارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الازد میں سے)۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:

محمد بن عمر نے کہا کہ ان کا نام عبد شمس تھا۔ اسلام لائے تو عبداللہ رکھا دوسروں نے کہا کہ ان کا نام عبد نہم تھا اور کہا جاتا ہے کہ عبد غنم تھا' یہ بھی کہتے ہیں کہ سکین تھا۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ ان کا نام عمیر بن عامر بن عبد ذی الشری بن طریف بن غیاث بن ابی صعب بن ہنیہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس تھا' ان کی والدہ دختر صفیح بن الحارث بن شابی بن ابی صعب بن ہنیہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن دوس تھیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ماموں سعد بن صفیح بنی دوس کے سخت لوگوں میں سے تھے قریش کے جس شخص کو پکڑ لیتے اسے ابی ازیہر الدوسی کے بدلے قتل کر ڈالتے۔

اسلام کا پہلا تعارف:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مدینہ میں آیا تو رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے بنی غفار کے ایک شخص کو پایا جو نماز فجر میں لوگوں کی امامت کر رہے تھے میں نے انہیں پہلی رکعت میں سورۂ مریم اور دوسری رکعت میں ویل للمطففین پڑھتے سنا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو راستے میں یہ شعر کہا:

یالیلةً من طولها وعنائها علٰی انها من دارة الکفر بخت

''اے شب کی درازی اور اس کی مشقت۔ علاوہ اس کے کہ اس نے کفر کے مقام سے پھینک دیا''۔

راستے میں میرا غلام بھاگ گیا' جب میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے بیعت کر لی تو آپ کے پاس ہی تھا کہ یکایک غلام نظر آیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ تمہارا غلام ہے' عرض کی کہ وہ اللہ کی راہ کے لیے ہے اور میں نے اسے آزاد کر دیا۔

ابتدائی حالات:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں یتیمی کی حالت میں پیدا ہوا۔ مسکینی کی حالت میں ہجرت کی بسرت بنت غزوان کا اپنے پیٹ کے کھانے اور پاؤں کی نوبت پر اجیر (مزدور وملازم) تھا' جب وہ لوگ اترتے تھے تو میں خدمت کرتا تھا اور جب وہ لوگ سوار ہوتے تھے تو میں حدی (وہ اشعار جن سے اونٹ مست ہو کے خوب چلتا ہے) پڑھتا تھا۔

پھر اللہ نے اس سے میرا نکاح کر دیا۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے دین کو معتدل و مستقیم بنایا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو امام بنایا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دختر غزوان کو پیٹ کے کھانے اور پاؤں کی نوبت پر کرائے کو دے دیا' وہ مجھے تکلیف دیتی تھی' مجبور کرتی تھی کہ میں کھڑا ہو کر چلوں اور برہنہ پا زمین پر چلوں اللہ نے اس سے میرا نکاح کر دیا۔ تو میں اسے تکلیف دیتا تھا کہ وہ کھڑے ہو کر برہنہ پا زمین پر چلے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ابن عفان رضی اللہ عنہ اور دختر غزوان کا اپنے پیٹ کے کھانے اور پاؤں کی نوبت پر نوکر تھا کہ جب وہ سوار ہوتے تھے تو میں انہیں چلاتا تھا اور جب اترتے تھے تو ان کی خدمت کرتا تھا۔ دختر غزوان نے ایک روز مجھ سے کہا کہ تم ضرور ضرور کھڑے ہو کر چلو گے اور ضرور ضرور برہنہ پا چلو گے بعد کو اللہ نے اس سے میرا نکاح کر دیا تو میں نے کہا کہ تم ضرور ضرور برہنہ پا چلو گی اور ضرور ضرور کھڑی ہو کر چلو گی۔

محمد سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ناک چھنکی ان کے بدن پر کتان کی گیروی رنگ کی چادر تھی انہوں نے اسی میں ناک چھنک لی پھر انہوں نے کہا کہ واہ واہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کتان میں ناک چھنکتا ہے حالانکہ میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان آنے والا آتا تھا اور سمجھتا تھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جنون ہے۔ حالانکہ مجھے جنون نہ تھا صرف بھوک تھی میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ میں ابن عفان اور دختر غزوان کا اپنے پیٹ کے کھانے اور اپنے پاؤں کی نوبت پر نوکر تھا کہ جب وہ لوگ کوچ کرتے تھے تو میں انہیں چلاتا تھا اور جب اترتے تھے تو میں ان کی خدمت کرتا تھا' پھر ایک روز اس (دختر غزوان) نے کہا کہ تمہیں ضرور پیادہ چلنا ہوگا اور ضرور کھڑے ہو کر چلنا ہوگا اس کے بعد اللہ نے اس سے میرا نکاح کر دیا تو میں نے اس سے کہا کہ تمہیں ضرور پیادہ چلنا ہوگا اور ضرور ضرور کھڑے ہو کر چلنا ہوگا۔

عمار بن ابی عمار سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جس مشہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب شریک ہوا۔ آپ نے اس میں میرا حصہ ضرور لگایا سوائے اس کے کہ جو خیبر میں تھا کیونکہ وہ اہل حدیبیہ کے لیے مخصوص تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ حدیبیہ اور خیبر کے درمیان آئے تھے۔

دربار رسالت میں حاضری:

عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ھ میں اس وقت آئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے۔ وہ خیبر چلے گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب مدینہ آئے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے تین سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی' ان سالوں میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اس کے یاد کرنے سے اور سمجھنے سے زیادہ پسند مجھے کوئی چیز بھی نہ تھی۔

حمید بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چار سال تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔

عراک بن مالک کے والد نے اپنی قوم کے ایک گروہ سے روایت کی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ

بطور وفد کے مدینہ آئے رسول اللہ ﷺ خیبر جا چکے تھے آپ نے مدینہ پر بنی غفار کے ایک شخص کو جن کا نام سباع بن عرفہ تھا اپنا جانشین بنایا تھا۔ وہ نماز فجر میں تھے' انہوں نے پہلی رکعت میں ''کھیعص'' اور دوسری رکعت میں ''ویل للمطففین'' پڑھی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نماز میں کہتا تھا کہ:

ویل لابی فلان له مکیالان اذا اکتال بالوا فی و اذا کال کال بالناقص.

فلاں کے والد کی خرابی ہے کہ جس کے پاس دو پیمانے ہیں (ایک پورا اور ایک کم) کہ جب وہ تلوائے تو پورے سے (تلوائے) اور جب خود تول کے دے تو کم سے طول کے دے۔

جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو سباع کے پاس آئے' پھر کچھ توشہ لے کے رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں آئے آپ خیبر فتح کر چکے تھے پھر آپ نے مسلمانوں سے گفتگو کی تو انہوں نے ہمیں اپنے حصوں میں شریک کر لیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا قبول اسلام:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی مومن اور مومنہ ایسی نہیں جو مجھے سنے اور مجھ سے محبت نہ کرے' راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا یہ آپ کو کون بتاتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا تو وہ انکار کرتی تھیں۔

ایک روز میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں وہ باتیں سنائیں جو میں ناپسند کرتا تھا۔

میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا وہ انکار کرتی تھیں اور آج میں نے انہیں دعوت دی تو آپ کے بارے میں وہ باتیں سنائیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں۔ آپ اللہ سے دعا کیجئے وہ میری والدہ کو اسلام کی طرف پھیر دے۔

آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی' میں اپنے گھر آیا تو دروازہ بھڑا ہوا تھا اور پانی کے بہنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

والدہ نے اپنا شلوکا پہنا اور جلدی سے اوڑھنی اوڑھی۔ پھر کہا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اندر آؤ' میں اندر داخل ہوا تو کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

میں دوڑتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ خوشی سے اسی طرح رو رہا تھا جس طرح غم سے رویا تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ خوش ہو جائیے اللہ نے آپ کی دعا قبول کر کے میری والدہ کو اسلام کی ہدایت دی۔

پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ' اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے اور میری والدہ کو مومنین و مومنات کا محبوب بنا دے' جو مومنہ و مومن مجھے سنتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔

حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھوک کی شکایت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلا مجھے صرف بھوک نے نکالا تھا۔ میں نے رسول

اللہ ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت کو پایا۔ ان لوگوں نے بھی یہی کہا کہ واللہ ہمیں صرف بھوک نے نکالا ہے۔

ہم لوگ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ فرمایا کہ تم لوگوں کو اس وقت کیا چیز لائی۔ عرض کی یا رسول اللہ ہمیں بھوک لائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک طباق منگایا جس میں کھجوریں تھیں ہم میں سے ہر شخص کو دو دو کھجوریں عطا فرمائیں اور فرمایا کہ یہی دو دو کھجوریں کھاؤ اور پانی پیو تو آج کے دن تمہیں کافی ہوں گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک کھجور کھالی اور ایک کھجور اپنی تھیلی میں رکھ دی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم نے یہ کھجور کیوں اٹھالی عرض کی کہ اسے اپنی والدہ کے لیے اٹھالیا ہے۔ فرمایا اسے کھالو۔ کیونکہ میں تمہیں ان کے لیے دو کھجوریں دوں گا میں نے وہ کھالی اور آپ نے مجھے ان کے لیے دو کھجوریں عطا فرمائیں۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے تاوقتیکہ وہ وفات نہ پاگئیں حج نہیں کرتے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وجہ تسمیہ:

عبداللہ بن رافع سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگوں نے آپ کی کنیت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیوں رکھ دی؟

انہوں نے کہا کہ کیا تم مجھ سے ڈرتے نہیں' میں نے کہا کہ کیوں نہیں واللہ میں آپ سے ضرور ڈرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے متعلقین کی بکریاں چراتا تھا اور میری ایک چھوٹی سی بلی تھی۔ جب رات ہو جاتی تھی تو میں اسے درخت پر رکھ دیتا تھا اور صبح ہوتی تھی تو میں اسے پکڑ کر اس سے کھیلتا تھا اسی لیے لوگوں نے میری کنیت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (بلی کا باپ) رکھ دی۔

حافظہ کی کمزوری کی شکایت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ میں نے آپ سے بہت حدیثیں سنیں مگر انہیں بھول جاتا ہوں۔

فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے اسے پھیلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دن بھر حدیث بیان فرمائی' میں نے اپنی چادر اپنے سینے سے لگالی آپ نے مجھ سے جو کچھ بیان کیا تھا۔ میں اسے نہیں بھولا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے اسے پھیلا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دن بھر حدیث بیان فرمائی۔ میں نے اپنی چادر اپنے سینے سے لگالی۔ آپ نے مجھ سے جو کچھ بیان کیا تھا میں اسے نہیں بھولا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرض کی یا رسول اللہ قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ سعادت کون حاصل کرے گا؟ فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میرا گمان تھا کہ مجھ سے یہ حدیث تم سے پہلے کوئی نہیں پوچھے گا اس لیے کہ میں تمہارا شوق حدیث دیکھتا تھا' قیامت کے دن میری شفاعت سب سے زیادہ سعادت وہ شخص حاصل کرے گا جو اخلاص کے ساتھ اپنے دل

سے لا الٰہ الا اللہ کہے گا۔

الزہری سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ:

﴿ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدی من بعد مابیناه للناس فی الکتاب الآیة ﴾

''بے شک جو لوگ ان دلائل وہدایات کو اس کے بعد چھپاتے ہیں کہ ہم نے اسے کتاب میں لوگوں کے لیے واضح طور پر بیان کر دیا ہے یہی لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور ان پر لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں''۔

آپ سے کثیر روایات کی توجیہہ:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت روایات کی ہیں حالانکہ وعدہ کا مقام (قیامت) اللہ ہی کے لیے ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ مہاجرین کو کیا عذر ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ احادیث نہیں روایت کرتے۔

میرے ساتھی مہاجرین کو بازار کے معاملات مشغول رکھتے تھے اور میرے ساتھی انصار کو ان کی زمینیں اور ان کا انتظام مشغول رکھتا تھا۔ میں ایک مسکین آدمی تھا اور بہت زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی اختیار کرتا تھا جب وہ لوگ باہر ہوتے تھے تو میں حاضر ہوتا تھا اور جب وہ لوگ بھولتے تھے تو میں یاد رکھتا تھا۔

ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے حدیث بیان فرمائی اور فرمایا کہ کون اپنی چادر پھیلاتا ہے کہ میں اس میں اپنی حدیث انڈیل دوں اور وہ اسے اپنے سینے سے لگالے' پھر جو مجھ سے سنا ہے اسے کبھی نہ بھولے۔

میں نے اپنی چادر پھیلا دی۔ آپ نے مجھ سے حدیث بیان کی میں نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ واللہ میں جو کچھ آپ سے سنتا تھا اسے کبھی نہیں بھولتا تھا۔ واللہ اگر کتاب اللہ میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں تم سے کبھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدیٰ من بعد ما بیناه للناس فی الکتاب اولئك یلعنهم الله ویلعنهم اللاعنون ﴾

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس سے علم دریافت کیا گیا اور اس نے اسے چھپایا تو اسے قیامت کے دن آگ کی لگام ڈال کے لایا جائے گا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر سورۂ بقرہ میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں تم لوگوں سے کبھی کوئی حدیث نہ بیان کرتا:

﴿ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدیٰ من بعد ما بیناه للناس فی الکتاب اولئك یلعنهم الله ویلعنهم اللاعنون ﴾

لیکن وعدے کا دن (قیامت کا دن) اللہ ہی کے لیے ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو اس علم کو چھپائے جس سے نفع حاصل ہوتا ہو تو قیامت کے دن اس کے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دوظرف بھر کر (حدیثیں) یاد کیں۔ لیکن ان میں سے ایک (ظرف) کو تو میں نے پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ گلا کاٹ ڈالا جائے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر میں تم لوگوں کو سب بتا دوں جو میں جانتا ہوں تو لوگ مجھے ڈھیلے ماریں اور کہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مجنون ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے اگر وہ سب میں تم لوگوں سے بیان کر دوں تو ضرور تم لوگ مجھے اونٹ کی مینگنیوں سے مارو گے۔

حسن نے کہا کہ انہوں نے سچ کہا۔ واللہ اگر ہمیں وہ بتاتے کہ بیت اللہ منہدم کیا جائے گا یا جلایا جائے گا تو لوگ ان کی تصدیق نہ کرتے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں:

اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تم نے بہت زیادہ بیان کیا' قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر تم لوگوں سے وہ سب بیان کر دیتا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے تو تم لوگ مجھے چھلکے مارتے اور مجھ سے کلام نہ کرتے۔

عبداللہ بن شقیق سے مروی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کعب سے مسئلہ دریافت کرنے آئے۔ کعب قوم میں تھے پوچھا کہ تم اس سے کیا چاہتے ہو۔

انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں کوئی شخص مجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا حافظ نہیں ہے۔

کعب نے کہا کہ تم نے کسی چیز کا طلب گار ایسا نہ پایا ہوگا جو زمانے کے کسی دن اس چیز سے سیراب نہ کر دیا جائے' سوائے طالب علم یا طالب دنیا کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسی قسم کی حکیمانہ باتوں کے لیے تمہارے پاس آیا تھا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ جو شخص جنازے کی نماز پڑھے گا تو اس کے لیے ایک قیراط (ثواب) ہے' اور اس کی نماز پڑھے اور اس کے ساتھ جائے تو اس کے لیے دو قیراط (ثواب) ہے' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ غور کر لو کہ تم کیا بیان کرتے ہو' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا' اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئے انہوں نے ان سے اس کو دریافت کیا۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! مجھے بازار کے معاملات رسول اللہ ﷺ (کی صحبت) سے باز نہیں رکھتے تھے' مجھے تو رسول اللہ ﷺ جو کلمہ بتاتے تھے یا جو لقمہ کھلا دیتے تھے اہم معلوم ہوتا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا لباس مبارک:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے (دوسرے طریق سے) نبی ﷺ سے اسی کے مثل مروی ہے۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا کہ خز (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) جو آپ نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو پہنایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی ایک خاکی رنگ کی چادر اڑھائی وہ اسے اس کی چوڑان سے دہرا کرتے تھے' پھر اسے کچھ کیڑا لگ گیا (یا پھٹ گئی) تو اسے جوڑ لیا اور اس طرح رفو نہیں کیا جس طرح لوگ رفو کرتے ہیں' گویا میں ان کی ریشم کی چادروں کو دیکھتا ہوں۔ وہب بن کیسان سے مروی ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو خز (سوت

ریشم ملا ہوا کپڑا) پہنتے دیکھا۔

المقبری سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بدن پر خز کی چادر دیکھی ہے۔ محمد زیاد سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بدن پر خز کی چادر دیکھی ہے۔ قتادہ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خز پہنتے تھے۔

سعید بن ابی سعید سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بدن پر ایک چادر دیکھی جس میں دیبا کی گھنڈیاں لگی تھیں۔

جنّاب بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گیرو کے رنگے ہوئے کپڑے پہنتے تھے۔

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چادر اوڑھنے کا طریقہ بغل کے نیچے سے تھا۔

قرہ بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سخت مزاج تھے‘ انہوں نے کہا نہیں‘ بلکہ وہ نرم مزاج تھے‘ پوچھا ان کا رنگ کیسا تھا انہوں نے کہا کہ گورا‘ میں نے کہا کیا وہ خضاب کرتے تھے‘ انہوں نے کہا اس طرح کہ جیسا تم (میری داڑھی میں) دیکھتے ہو‘ محمد بن سیرین نے اپنا ہاتھ اپنی داڑھی کی طرف جھکایا جو سرخ تھی‘ میں نے کہا ان کا لباس کیسا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ایسا ہی جیسا تم (مجھے) دیکھتے ہو‘ اور محمد بن سیرین کے بدن پر کتان کی دو گیروی رنگ کی دو چادریں تھیں انہوں نے کہا کہ ایک روز انہوں نے ناک چھنکی اور کہا کہ واہ واہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کتان میں ناک چھنکتا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ وہ مہندی کا خضاب کرتے تھے‘ انہوں نے ایک روز اپنی داڑھی پکڑ کے کہا کہ گویا میرا خضاب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا خضاب ہے‘ میری داڑھی مثل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی داڑھی کے ہے۔ میرے بال مثل ان کے بالوں کے ہیں‘ میری چادریں مثل ان کی چادروں کے ہیں اور ان کے بدن پر دو گیرو کے رنگ کی چادریں تھیں۔

محمد سے مروی ہے کہ ایک روز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر میں ناک چھنکی‘ پھر کہا کہ واہ واہ‘ کتان میں ناک چھنکتا ہے۔

ابو ہلال نے کہا کہ غالباً ایک مدنی شیخ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنے رخساروں کے بال کترواتے تھے۔ اور ان کی داڑھی زرد تھی۔

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر جوتہ پہننے کو اور اپنے کرتے پر تہہ باندھنے کو ناپسند کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لبیبۃ الطائفی سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مسجد میں تھے‘ ابن خثیم نے کہا کہ میں نے عبدالرحمٰن سے استدعا کی‘ مجھ سے ان کا حلیہ بیان کیجئے تو انہوں نے کہا کہ وہ گندم گوں آدمی تھے دونوں شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا دو کاکل والے تھے اور آگے کے دو دانتوں کے درمیان فاصلہ تھا۔

ضمضم بن جوس سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں گیا ایک شیخ نظر آئے جو سر کے بالوں کو گوندھے ہوئے تھے اور ان کے دانت خوب چمکدار تھے‘ میں نے کہا آپ کون ہیں آپ پر اللہ رحمت کرے‘ انہوں نے کہا کہ میں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) ہوں۔

عثمان بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے اس وقت ہم لوگ مکتب میں (پڑھتے) تھے۔

قرہ بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خضاب کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہاں میرا یہ خضاب کرتے تھے۔ اور وہ اس روز مہندی کے خضاب میں تھے۔

بحرین کی امارت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بحرین کا عامل تھا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے اور اسلام کے دشمن یا اے اللہ کے اور اس کی کتاب کے دشمن تم نے اللہ کا مال چرایا' میں نے کہا نہیں' میں اس کا دشمن ہوں جو ان دونوں (اللہ و اسلام یا کتاب اللہ) سے عداوت کرے' میں نے چوری نہیں کی بلکہ میرے گھوڑوں کی نسل بڑھی اور میرے حصے جمع ہو گئے' انہوں نے مجھ سے بارہ ہزار درہم لے لیے۔

بعد کو مجھ سے کہلا بھیجا کہ تم عامل کیوں نہیں بنتے' میں نے کہا نہیں' پوچھا کیوں' کیا یوسف علیہ السلام نے عمل نہیں کیا ہے (یعنی انتظام ملک) میں نے کہا کہ یوسف علیہ السلام تو نبی (علیہ السلام) کے بیٹے نبی (علیہ السلام) تھے' میں آپ لوگوں کے عمل (عہدہ) سے دویا تین چیزوں سے ڈرتا ہوں' پوچھا کہ پانچ سے کیوں نہیں کہتے' میں نے کہا کہ میں ان سے نہیں ڈرتا کہ لوگ میری آبرو کو بدنام کریں گے یا میرا مال لے لیں گے اور میری پشت پر ماریں گے۔ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ بغیر حلم کے کلام کروں یا بغیر علم کے فیصلہ کروں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن اور اس کی کتاب کے دشمن کیا تم نے اللہ کا مال چرایا۔ میں نے کہا کہ میں نہ اللہ کا دشمن ہوں نہ اس کی کتاب کا دشمن ہوں۔ البتہ میں اس کا دشمن ہوں جو ان دونوں کا دشمن ہے' میں نے اللہ کے مال کی چوری نہیں کی ہے۔ پوچھا کہ پھر تمہارے پاس دس ہزار درہم کہاں سے جمع ہو گئے' میں نے کہا کہ یا امیر المومنین میرے گھوڑے کی نسل بڑھی میرے حصے ملتے رہے اور میری عطا ملتی رہی' امیر المومنین نے ان کے متعلق حکم دیا تو وہ لے لیے گئے۔

راوی نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ امیر المومنین کی مغفرت فرما۔ اسحاق بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم نے امارت کو کیسا محسوس کیا۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت آپ نے مجھے (امارت پر) بھیجا تھا تو میں اسے ناپسند کرتا تھا۔ اور آپ نے جس وقت معزول کیا ہے تو میں اسے پسند کرتا تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بحرین سے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چار لاکھ درہم لائے' پوچھا کیا تم نے کسی پر ظلم کیا' انہوں نے کہا نہیں' پوچھا کیا تم نے کوئی چیز بغیر اس کے حق کے لی۔ انہوں نے کہا نہیں' پوچھا تم اپنے لیے کتنا لائے' انہوں نے کہا بیس ہزار' پوچھا کہ تم نے وہ کہاں سے پایا' انہوں نے کہا میں تجارت کرتا تھا۔ حکم دیا کہ اپنے سرمائے اور تنخواہ کو دیکھو اور اسے لے لو اور جو زائد ہوا سے بیت المال میں داخل کر دو۔

سعید بن الحارث سے مروی ہے کہ مروان جب باہر ہوتا تھا یا حج کرتا تھا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا جاتا تھا۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ مروان مدینے پر (امیر) رہا کرتا تھا۔ اور جب وہاں سے نکلتا تھا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیتا تھا۔

عبداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ مروان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر خلیفہ بنایا اور خود مکہ روانہ ہو گیا۔

ابی رافع سے مروی ہے کہ مروان اکثر مدینہ پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا کے خود گدھے پر سوار ہوتا جس پر ایک چارجامہ کسا جاتا' اور اندر اس کے کھجور کی چھال کا گودا ہوتا تھا۔ اس طرح وہ روانہ ہوتا تھا۔ اگر کسی شخص سے ملتا تو کہتا کہ راستے سے بچو امیر آتا ہے۔ اکثر لڑکے شب کو لعبۃ الغراب (کوے کا کھیل) کھیلتے تھے' وہ بے خبر ہوتے تھے اسی حالت میں مروان اپنے آپ کو ان کے درمیان ڈال دیتا تھا اور اپنے پاؤں سے مارتا تھا۔ لڑکے ڈر کر بھاگ جاتے' اکثر وہ مجھے رات کو کھانے پر بلاتا اور کہتا کہ ہڈی امیر کے لیے چھوڑ دو' میں دیکھتا تو روغن زیتون میں پکی ہوئی ثرید (شوربے میں دم دی ہوئی روٹی) ہوتی تھی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے بخار سے زیادہ کوئی بیماری پسند نہیں اس لیے کہ وہ ہر جوڑ کو درد کا حصہ دے دیتا ہے اور اللہ ہر جوڑ کو اس کے اجر کا حصہ دے دیتا ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ راوی نے ان سے سنا جو قبیلۂ اسلم کی مجلس میں تھے اور ان لوگوں کی مجلس منبر سے قریب تھی' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے' وہ (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) مجلس اسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ کہنے لگے کہ مرجاؤ' اے سرداران اسلم' مرجاؤ اے گروہ اسلم مرجاؤ' تین مرتبہ (کہا) اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی مرے گا۔

عبید بن باب سے مروی ہے کہ میں برتن سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر پانی ڈال رہا تھا اور وہ وضو کر رہے تھے۔ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا تو انہوں نے کہا کہ تم کہاں کا ارادہ رکھتے ہو۔ اس نے کہا بازار کا۔ انہوں نے کہا کہ تم اپنی واپسی سے پہلے موت خرید سکو تو خرید نا' پھر کہا کہ مجھے اس وجہ سے اللہ سے خوف ہے کہ اس نے موت کو عاجل کر دیا ہے۔

حبیب بن ابی فضالہ سے مروی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح موت کا ذکر کیا کہ گویا انہیں اس کی آرزو ہے' بعض ساتھیوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد تم کیونکر موت کی تمنا کرتے ہو کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ موت کی تمنا کرے نہ نیکو کار کو نہ بدکار کو۔ نیکو کار کو تو اس لیے کہ اس کی نیکی میں اضافہ ہوگا' اور بدکار تو وہ (توبہ کر کے اللہ کو) منالے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں کیونکر موت کی تمنا نہ کروں جبکہ میں خوف کرتا ہوں کہ مجھے چھ چیزیں پالیں گی' گناہ کا خفیف سمجھنا' حکمتوں کا فروخت کرنا' رحموں کا قطع کرنا' لشکروں کی اور نشے کی کثرت لوگ قرآن کو گانے کے آلات بنالیں گے۔

ایام علالت:

ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو بیمار تھے میں نے کہا اے اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو شفا دے' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ تو مجھے واپس نہ کر (صحت نہ دے) اس کو دو مرتبہ کہا پھر کہا کہ اے ابوسلمہ اگر تم سے مرنا ممکن ہو تو تم بھی مرجاؤ کیونکہ قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے' عنقریب علماء پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے ہر ایک شخص کو موت زر سرخ سے زیادہ محبوب ہوگی' یا عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی مسلمان کی قبر پر گزرے گا اور کہے گا کہ

مجھے پسند تھا کہ اس قبر والا میں ہوتا۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو میں عیادت کے لیے ان کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو شفا دے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ تو اس (صحت) کو واپس نہ کر' پھر کہنے لگے کہ اے ابوسلمہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے ایک شخص کو موت زر سرخ سے زیادہ محبوب ہوگی اور اے ابوسلمہ' اگر میں کچھ دن اور زندہ رہا تو عنقریب آدمی قبر پر آئے گا اور کہے گا کہ کاش اس کے یا تمہارے بجائے (اس قبر میں) میں ہوتا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ان کے پاس سے کوئی جنازہ گزرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ جاؤ میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں۔

سعید سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ میری قبر پر شامیانہ نہ لگانا اور نہ میرے ساتھ آگ لے چلنا۔ جب مجھے تم لوگ اٹھانا تو جلدی لے چلنا کیونکہ اگر میں نیک ہوں گا تو تم مجھے میرے رب کے پاس لاؤ گے اور اگر میں اس سے سوا ہوں گا تو وہ صرف ایک ایسی چیز ہوگی جسے تم لوگ اپنے کندھوں سے پھینک دو گے۔

عبدالرحمٰن بن مہران مولائے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ میری قبر میں شامیانہ نہ نصب کرنا اور نہ میرے ساتھ آگ لے چلنا' مجھے جلدی لے چلنا' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ صالح یا مومن تابوت پر رکھ دیا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے آگے کرو اور جب کافر یا بدکار اپنے تخت پر رکھ دیا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ ہائے ہائے میری خرابی تم لوگ مجھے کہاں لیے جاتے ہو۔

عبدالرحمٰن بن مہران سے مروی ہے کہ مروان ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے آیا اس نے انہیں غشی میں پایا تو کہا کہ اللہ آپ کو صحت دے' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ اے اللہ سختی کر (یعنی مرض میں) اور قطع کر دے (یعنی زندگی کو) مروان نکلا تو اسے اصحاب القطا کے قریب ایک آدمی ملا جس نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قضاء کر گئے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مروان ان کے مرض موت میں ان کے پاس آیا اور کہا کہ اللہ آپ کو شفا دے' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ میں تیری ملاقات کو پسند کرتا ہوں لہٰذا تو بھی میری ملاقات کو پسند کر۔ مروان اصحاب القطا تک بھی نہ پہنچا تھے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی۔

سلم بن بشیر بن حجل سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی بیماری میں روئے تو ان سے کہا گیا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے انہوں نے کہا کہ میں تمہاری اس دنیا پر نہیں روتا ہوں میں اپنے سفر کی دوری اور توشے کی کمی پر روتا ہوں' میں نے جنت ودوزخ کی منزل کی راہ پر صبح کی ہے' مجھے معلوم نہیں کہ ان میں سے کس کی طرف مجھے چلایا جائے گا۔

سفر آخرت سے قبل نصائح:

ابوسلمہ سے مروی ہے کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا' وہ انتقال کر رہے تھے انہوں نے اپنے متعلقین سے کہا کہ نہ میرے عمامہ باندھنا اور نہ کرتہ پہنانا' جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تجہیز وتکفین:

ثابت بن مسحل سے مروی ہے کہ لوگ عوالی (اطراف مدینہ) سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (کی نماز جنازہ) کے لیے آئے ولید بن عتبہ مدینہ کا امیر تھا۔ اس نے ان لوگوں کے پاس کہلا بھیجا کہ بغیر مجھے اطلاع دیئے ان کو دفن نہ کرنا اور خود ظہر کے بعد سو گیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے جو موجود تھے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو باہر نکالو۔ انہیں بعد ظہر باہر نکالا موضع الجنائز تک لے گئے عصر کا وقت قریب آ گیا تو قوم نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھ لو ولید کے قاصد نے کہا کہ تاوقتیکہ امیر نہ آجائیں ان پر نماز نہیں پڑھی جائے گی ولید عصر کے وقت نکلا لوگوں کو نماز پڑھائی' پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی' حالانکہ لوگوں میں ابن عمر وابو سعید الخدری بھی تھے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر ولید بن عتبہ نے نماز پڑھی جو امیر مدینہ تھا۔ جس روز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو مروان بن الحکم عمل مدینہ سے معزول تھے۔

محمد بن ہلال نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس روز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی میں حاضر تھا' ابو سعید الخدری اور مروان جنازے کے آگے چل رہے تھے۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا' وہ اس کے آگے چل رہے تھے اور کثرت سے ان پر رحمت کی دعا کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد کر کے مسلمانوں تک پہنچائی۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو عثمان رضی اللہ عنہ کے لڑکے ان کا جنازہ اٹھائے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ ان کی اس رائے کی حفاظت کے لیے جو عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں تھی بقیع پہنچے۔

ثابت بن مسحل سے مروی ہے کہ ولید بن عتبہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع دی تو انہوں نے لکھا کہ دیکھو انہوں نے کس کو چھوڑا۔ ان کے ورثہ کو دس ہزار درہم دے دو' ان کے عہد کو اچھا کرو اور ان لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو کیونکہ وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کی تھی اور مکان (محاصرے) میں ان کے ہمراہ تھے اللہ ان پر رحمت کرے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذوالحلیفہ میں اترا کرتے تھے' مدینے میں ان کا ایک مکان تھا جو انہوں نے اپنے مولیٰ کو دے دیا تھا۔ اس کے بعد لوگوں نے اسے عمر بن بزیع کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' ان کی وفات ۵۹ھ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے آخری زمانہ خلافت میں ہوئی۔ وفات کے روز ۷۸ سال کے تھے انہیں نے عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رمضان ۵۸ھ میں نماز پڑھی اور ام سلمہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شوال ۵۹ھ میں نماز پڑھی حالانکہ ولید بن عتبہ والی مدینہ تھا۔ وہ الغابہ سوار ہو کے چلا گیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

کولوگوں کونماز پڑھانے کاحکم دے گیاانہوں نے شوال میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر نماز پڑھی اس کے بعد اسی سال ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

ابوالروی الدوسی رضی اللہ عنہ:

ازد میں سے تھے' ذوالحلیفہ میں رہا کرتے تھے' وہ عثمانی تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے پہلے ان کی وفات ہوئی۔

حضرت سعد بن ابی ذباب الدوسی رضی اللہ عنہ:

سعد بن ابی ذباب سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مسلمان ہوا' عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری قوم کے وہ اموال جو بوقت قبول اسلام ان کے قبضہ میں تھے انہیں کے لیے کر دیجیے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دیا اور مجھے ان پر عامل بنا دیا' عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے عامل بنایا۔

سعد اہل السراۃ میں سے تھے' انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی قوم سے شہد کے بارے میں گفتگو کی اور کہا کہ اس کی زکوٰۃ دو کیونکہ اس پیداوار میں یا مال میں کوئی خیر نہیں جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔ لوگوں نے پوچھا کہ تم کتنی زکوٰۃ مناسب سمجھتے ہو' میں نے کہا کہ دسواں حصہ' میں نے ان لوگوں سے دسواں حصہ لے لیا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اور جو واقعہ تھا اس کی انہیں خبر دی' عمر رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور فروخت کر کے قیمت صدقات مسلمین میں شامل کر دی۔

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ:

بحینہ ان کی والدہ تھیں' وہ الارت کی بیٹی تھیں اور الارت حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف بن قصی تھے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد مالک بن القشب تھے اور قشب جندب بن نصلہ بن عبداللہ بن رافع بن مخضب بن مبشر بن صعب بن دہمان بن نصر بن زہران بن کعب بن الحارث بن عبداللہ بن نصر بن الازد تھے۔ وہ اپنی قوم بنی مخضب سے کسی امر میں ناراض ہوئے تو قسم کھائی کہ ایک گھر مالک کو اور ان لوگوں کو جمع نہیں کرے گا۔ وہ مکہ چلے گئے۔ مطلب بن عبد مناف سے معاہدۂ حلف کر لیا اور بحینہ بنت الحارث بن المطلب سے نکاح کر لیا۔ ان کے یہاں ان سے عبداللہ پیدا ہوئے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابومحمد تھی زمانۂ قدیم میں اسلام لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی' حاجی اور بزرگ تھے' ہمیشہ روزہ رکھتے تھے' مدینہ سے تیس میل پر بطن ریم میں رہتے تھے اور وہیں مروان بن الحکم کے آخر زمانۂ عمل میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات ہوئی۔

ان کے حقیقی بھائی:

حضرت جبیر بن مالک رضی اللہ عنہ:

ان کی والدہ بحینہ بنت الحارث بن عبدالمطلب تھیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ہوئی تھی۔

بنی مہلب کے ایک شخص:

حضرت حارث بن عمیر الازدی:

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حارث بن عمیر الازدی کو اپنے فرمان کے ساتھ شاہ بصریٰ کے پاس بھیجا' جب وہ موتہ میں اترے تو شرحبیل بن عمرو الغسانی نے روکا' پوچھا کہ تم کہاں کا قصد کرتے ہو' انہوں نے کہا کہ شام کا' پوچھا شاید تم محمد (ﷺ) کے قاصدوں میں ہو' انہوں نے کہا' ہاں میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں اس نے ان کے متعلق حکم دیا تو انہیں رسی میں جکڑ دیا گیا۔ پھر آگے کر کے زبردستی گردن ماردی ان کے سوا رسول اللہ ﷺ کا کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا' رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ کو سخت ناگوار ہوا۔ لوگوں کو بلایا۔ حارث بن عمیر کی اور ان کے قتل کرنے کی خبر دی' لوگ بہت تیز روانہ ہوئے۔ غزوۂ موتہ کا یہی سبب تھا۔

قضاعہ بن مالک بن عمرو بن مرہ بن زید بن حمیر کی شاخ جہینہ بن زید بن لیث بن سود اسلم بن الحاف بن قضاعہ:

حضرت عقبہ بن عامر بن عبس الجہنی رضی اللہ عنہ:

کنیت ابو عمرو تھی۔

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ مجھے نبی ﷺ کا آنا معلوم ہوا تو اپنی کمائی کے مقام میں تھا' میں نے اسے ترک کر دیا اور آپ کے پاس آیا' عرض کی یا رسول اللہ میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ سے بیعت کروں' فرمایا بیعت عرب بیعت چاہتے ہو یا بیعت ہجرت۔ میں نے آپ سے بیعت کر لی اور مقیم ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک روز فرمایا کہ یہاں جو شخص قبیلہ معد سے ہو وہ کھڑا ہو جائے' لوگ کھڑے ہوئے میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم بیٹھو آپ نے میرے ساتھ یہی دو یا تین مرتبہ کیا' عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم معد میں سے نہیں ہیں' فرمایا نہیں' عرض کی' ہم لوگ کن میں سے ہیں فرمایا تم لوگ قضاعہ بن مالک بن حمیر میں سے ہو۔

ابو عشانہ سے مروی ہے کہ میں نے عقبہ بن عامر کو دیکھا کہ سیاہ خضاب کرتے اور کہتے نغیر اعلاها وتابی اصولها (ہم ان بالوں کا بالائی حصہ متغیر کر دیتے ہیں' حالانکہ ان کی جڑیں (سیاہی سے) انکار کرتی ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عقبہ بن عامر صفین میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' پھر مصر چلے گئے وہیں رہتے تھے' وہاں انہوں نے ایک مکان بنا لیا۔ خلافت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے آخر زمانے میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ:

محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی' دوسروں نے کہا کہ ان کی کنیت ابو طلحہ تھی۔

محمد بن الحجازی الجہنی سے مروی ہے کہ زید بن خالد الجہنی کی وفات ۷۸ھ میں مدینہ میں ہوئی اس وقت ۸۵ برس کے تھے' انہوں نے ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے علاوہ محمد بن عمر کے کہتے سنا کہ زید بن خالد کی وفات کوفے میں آخر زمانہ خلافت معاویہ بن

ابی سفیان رضی اللہ عنہما میں ہوئی۔

حضرت نعیم بن ربیعہ بن عوفی رضی اللہ عنہ:

ابن جراء بن یربوع بن طحیل بن عدی بن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ اسلام لائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے' درخت کے نیچے بیعت کی۔

حضرت رافع بن مکیث بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن جراء بن یربوع بن طحیل بن عدی بن الربعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ' اسلام لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے انہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ اس سریے میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے جس میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسمیٰ کی جانب بھیجا تھا۔ اور جمادی الآخرہ ۶ھ میں ہوا تھا۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے رافع کو اسی قوم کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پر بشیر بنا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا' اونٹنی رافع سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے راستہ میں لے لی اور اسی قوم کو واپس کر دی یہ اس وقت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جو کچھ ان لوگوں سے لیا گیا ہے واپس کر دیں اس لیے کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے آپ نے ان کے لیے ایک فرمان لکھ دیا۔

کرز بن جابر الفہری کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الجدر بھیجا تو رافع بن مکیث بھی ان کے ساتھ تھے عبدالرحمٰن کے سریہ دومۃ الجندل میں بھی شریک تھے فتح مکہ کے دن انہوں نے جہینہ کے ان چار جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا اٹھایا تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے باندھے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صدقات جہینہ پر (عامل بنا کے) بھیجا تھا کہ وہ ان سے زکوٰۃ وصول کریں' مدینے میں ان کا ایک مکان اور مدینے میں جہینہ کی مسجد تھی۔

حضرت جندب بن مکیث بن عمرو رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی کرز بن جابر الفہری کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرنیین کی جانب بطور سریہ بھیجا جنہوں نے ذی الجدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں لوٹی تھیں تو جندب بھی ان کے ہمراہ تھے۔

سعید بن عطاء بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوۂ مکہ کا ارادہ فرمایا۔ آپ نے جندب و رافع فرزندان مکیث کو قبیلۂ جہینہ کی جانب بھیجا کہ وہ انہیں رمضان میں مدینہ میں حاضر ہونے کا حکم دیں' جس وقت آپ نے روانگی تبوک کا ارادہ فرمایا تب بھی آپ نے ان دونوں کو جہینہ کی جانب بھیجا کہ ان سے اپنے دشمن کے جہاد کے لیے چلنے کو کہیں۔

جندب بن مکیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب وفد آتا تھا تو آپ اپنے اچھے کپڑے پہنتے تھے اور اپنے بلند پایہ اصحاب کو بھی اس کا حکم دیتے تھے' جس روز وفد کندہ آیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ جسم مبارک پر

حلہ یمنی تھا اور ایسا ہی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بدن پر بھی۔

حضرت عبداللہ بن بدر بن زید رضی اللہ عنہ:

ابن معاویہ بن حسان بن اسعد بن ودیعہ بن مبذول بن عدی بن غنم بن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ۔

نام عبدالعزیٰ تھا' اسلام لائے تو بدل کر عبداللہ رکھا گیا۔ ان کے والد بدر بن زید وہی ہیں جن کا ذکر عباس بن مرداس نے اپنے شعر میں کیا ہے کہ:

وما كان بدر وما حابس يفوقان مرداس فى المجمع

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرز بن جابر الفہری کو بطور سریہ ان عرنیین کی جانب بھیجا جنہوں نے ذی الجدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں لوٹی تھیں تو عبداللہ بن بدر بھی ان کے ساتھ تھے۔ فتح مکہ کے دن وہ ان چار آدمیوں میں سے ایک تھے جنہوں نے جہینہ کے جھنڈے اٹھائے تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے باندھے تھے۔

عبداللہ بن بدر مدینہ میں رہتے تھے' وہاں ان کا ایک مکان تھا۔ اور بادیہ قبیلہ میں بھی رہتے تھے جو جبال جہینہ میں تھا انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وفات معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت میں ہوئی۔

حضرت عمرو بن مرہ بن عبس رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن الحرث بن مازن بن سعد بن مالک بن رفاعہ بن نصر بن غطفان بن قیس بن جہینہ۔

زمانہ قدیم میں اسلام لائے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی آپ کے ہمرکاب مشاہد میں حاضر ہوئے۔ وہ پہلے شخص تھے جو یمن میں قضاعہ میں شامل ہوگئے۔ بعض البلویین نے اسی کے بارے میں کہا کہ ؎

فلا تهلكوا فى لجةٍ قالها عمرو

''تم لوگ اس بحر عمیق میں ہلاک نہ ہو جس میں عمرو ہلاک ہوئے''۔

ان کی اولاد دمشق میں تھی۔

عمرو بن مرہ الجہنی سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قبیلۂ معد کا ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ میں کھڑا ہو گیا' فرمایا تم بیٹھ جاؤ' پھر فرمایا جو قبیلۂ معد کا ہو وہ کھڑا ہو جائے تو میں کھڑا ہو گیا' تو فرمایا تم بیٹھ جاؤ' پھر فرمایا کہ جو قبیلۂ معد کا ہو کھڑا ہو جائے تو میں کھڑا ہو گیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ہم کن لوگوں میں سے ہیں' فرمایا تم لوگ قضاعہ بن مالک بن حمیر میں سے ہو۔

حضرت سبرہ بن معبد الجہنی رضی اللہ عنہ:

وہ ان ربیع بن سبرہ کے والد تھے جن سے زہری نے روایت کی ہے۔ ربیع نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' آپ نے متعہ (حج کے احرام سے عمرہ) کرنے کو منع فرمایا۔

سبرہ کا مدینہ میں قبیلۂ جہینہ میں ایک مکان تھا' آخر عمر میں مقام ذوالمرہ میں وہ ٹھہر گئے تھے۔ ان کے پس ماندہ آج تک وہیں ہیں۔

وفات معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے زمانۂ خلافت میں ہوئی۔

حضرت معبد بن خالد رضی اللہ عنہ:

زرعۃ الجہنی کے والد تھے۔ زمانۂ قدیم میں اسلام لائے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرز بن جابر الفہری کو بطور سریہ عرنیین کی جانب بھیجا جنھوں نے مقام ذی الجدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں لوٹیں تھیں تو معبد بھی ان کے ساتھ تھے۔ فتح مکہ کے روز وہ بھی ان چار میں سے ایک تھے جنھوں نے جہینہ کے چار جھنڈے اٹھائے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے باندھے تھے وہ ان سب سے زیادہ بادیہ میں رہنے والے تھے۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ وفات ۷۲ھ میں ہوئی۔ اس وقت ۸۹ سال کے تھے۔

حضرت ابوضبیس الجہنی رضی اللہ عنہ:

زمانۂ قدیم میں اسلام لائے۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرز بن جابر الفہری کو بطور سریہ عرنیین کی جانب بھیجا جنھوں نے مقام ذی الجدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ والی اونٹنیاں لوٹی تھیں تو وہ بھی ان کے ساتھ تھے یہ واقعہ شوال چھ ہجری میں ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی۔ فتح مکہ میں بھی حاضر ہوئے' بادیہ (دیہات) میں رہا کرتے تھے۔ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے آخر زمانۂ خلافت میں وفات ہوئی۔

حضرت کلیب الجہنی رضی اللہ عنہ:

غنیم بن کثیر بن کلیب الجہنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج میں دیکھا کہ عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ مزدلفہ میں آگ روشن تھی۔ آپ وہاں کا قصد فرما رہے تھے' یہاں تک کہ اس کے قریب اتر گئے۔

حضرت سوید بن صخر الجہنی رضی اللہ عنہ:

زمانۂ قدیم میں اسلام لائے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرز بن جابر الفہری کو بطور سریہ عرنیین کی جانب بھیجا جنھوں نے مقام ذی الجدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹنیاں لوٹی تھیں تو وہ بھی ان کے ساتھ تھے' یہ شوال ۶ھ میں ہوا' اس کے بعد وہ حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی۔ فتح مکہ میں وہ ان چار میں سے ایک تھے جنھوں نے جہینہ کے چار جھنڈے اٹھائے جو ان لوگوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھے تھے۔

حضرت حضرت سنان بن وبرا الجہنی رضی اللہ عنہ:

انصار بنی سالم کے حلیف تھے المریسیع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حاضر ہوئے' یہ وہی شخص ہیں جنھوں نے جہجاہ بن سعد سے اس روز ڈول پر جھگڑا کیا' دونوں پانی بھرتے تھے کہ اختلاف ہو گیا۔ دونوں نے جھگڑا کیا اور اپنے اپنے قبائل کو ندا دی' سنان نے انصار کو پکارا اور جہجاہ نے آواز دی کہ اے آل قریش! اس روز (سردار منافقین) عبداللہ بن ابی بن سلول نے کلام کیا۔ اپنے بہت مرتبہ کے کلام میں کہا کہ اگر ہم لوگ مدینہ واپس جائیں گے تو عزت والے لوگ ضرور ضرور وہاں سے ذلیل کو نکال دیں گے زید بن ارقم نے اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چغلی کھائی تو عبداللہ بن ابی نے انکار کیا۔ زید کی تصدیق اور ابن ابی کی تکذیب میں قرآن نازل ہوا۔

حضرت خالد بن عدی الجہنی رضی اللہ عنہ:

خالد اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔ انہوں نے آپ سے روایت کی۔

خالد بن عدی الجہنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جس کے پاس اپنے بھائی سے کوئی احسان بغیر مانگے اور بغیر حرص کے آئے تو اسے قبول کر لے اور واپس نہ کرے کیونکہ وہ رزق ہے جو اللہ نے اس کے پاس بھیجا ہے۔

حضرت ابو عبدالرحمٰن الجہنی رضی اللہ عنہ:

اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی' انہوں نے آپ سے روایت بھی کی ہے۔

ابی عبدالرحمٰن الجہنی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ یکا یک دو سوار نظر آئے آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ (یہ دونوں) کندی مذحجی ہیں' وہ آپ کے پاس آئے تو دونوں (بنی) مذحج میں سے تھے ایک قریب آیا کہ آپ سے بیعت کرے جب اس نے آپ کا ہاتھ پکڑا تو کہا' یارسول اللہ کیا آپ نے غور فرمایا کہ وہ شخص کون ہے جو آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی پیروی کرے۔ اس کے لیے کیا (ثواب) ہے' فرمایا کہ اس کے لیے خوشخبری ہے۔ اس نے آپ کا ہاتھ چھوا اور واپس ہو گیا۔ دوسرا شخص آیا آپ کا ہاتھ پکڑا کہ بیعت کرے اور کہا یارسول اللہ آپ نے غور فرمایا کہ اس شخص کے لیے کیا (ثواب) ہے جو آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی پیروی کرے حالانکہ اس نے آپ کو نہ دیکھا ہو۔ فرمایا کہ اس کے لیے خوش خبری ہے۔ پھر اس کے لیے خوش خبری ہے۔ اس نے آپ کا ہاتھ چھوا اور واپس ہو گیا۔

ابی عبدالرحمٰن الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سوار یہود کی طرف جائے تو تم لوگ انہیں پہلے سلام نہ کرو' جب وہ تمہیں سلام کریں تو کہو "وعلیکم"

حضرت عبداللہ بن خبیب الجہنی رضی اللہ عنہ:

اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی آپ سے روایت کی۔ معاذ بن عبداللہ بن خبیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ بارش کی تاریک شب میں نکلے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کریں کہ آپ ہمارے لیے دعا فرمایئے' میں نے آپ کو پایا تو فرمایا کہو مگر میں نے کچھ نہ کہا پھر فرمایا کہو' مگر میں نے کچھ نہ کہا' پھر فرمایا کہو تو عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کہوں۔ فرمایا جس وقت تم شام کرو' اور جس وقت تم صبح کرو تو تین مرتبہ قل ھو اللہ احد اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس) پڑھو' یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہیں۔

حضرت حارث بن عبداللہ الجہنی رضی اللہ عنہ:

معبد الجہنی سے مروی ہے کہ ضحاک بن قیس نے حارث بن عبداللہ الجہنی کو میرے ذریعے سے بیس ہزار درہم بھیجے اور کہا کہ ان سے کہنا کہ امیر المومنین نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر خرچ کریں' لہٰذا آپ ان درہموں سے مدد لیجیے' میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح کرے' امیر نے آپ کے ہاتھ آپ کے پاس یہ درہم بھیجے ہیں' میں نے انہیں ان درہموں کا حال بتایا' پوچھا تم کون ہو' میں نے کہا کہ معبد بن عبداللہ بن عویمر ہوں انہوں نے کہا اچھا' پھر کہا کہ امیر نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ آپ کے وہ

کلمات دریافت کروں جو یمن کے (عیسائی) عالم نے فلاں فلاں دن کہے تھے۔ انہوں نے کہا اچھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا۔ اگر یقین ہوتا کہ آپ کی وفات ہو جائے گی تو میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوتا۔ میں چلا گیا۔ میرے پاس عیسائی عالم آیا اور کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات ہوگئی' پوچھا کب' اس نے کہا آج' اگر میرے پاس ہتھیار رہوتا تو میں اس سے ضرور قتال کرتا۔

زیادہ زمانہ نہ گزرا کہ میرے پاس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خط آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور آپ کے بعد لوگوں نے بطور خلیفہ کے مجھ سے بیعت کر لی لہٰذا تم ان لوگوں سے بیعت لو جو تمہارے پاس ہیں' میں نے کہا کہ جس شخص نے مجھے اس روز اس بات کی خبر دی وہ اس کا زیادہ اہل ہے کہ اسے علم ہوگا۔

میں نے اسے بلا بھیجا اور کہا کہ تم نے جو کچھ کہا تھا سچ تھا۔ اس نے کہا کہ میں جھوٹ بولنے والا نہیں ہوں' پوچھا تم اسے کہاں سے جانتے ہو' اس نے کہا کہ وہ نبی جس کا حال ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں یہ ہے کہ وہ فلاں فلاں دن مرے گا' پوچھا' اس کے بعد ہم لوگ کیوں کر رہوں گے۔ اس نے کہا کہ تمہاری چکی (ترقی کے ساتھ) پینتیس سال تک گھومے گی جس میں ایک دن کا بھی اضافہ نہ ہوگا۔

حضرت عوسجہ بن حرملہ بن جذیمہ رضی اللہ عنہ:

ابن سبرہ بن خدیج بن مالک بن الحرث بن مازن بن سعد بن مالک بن رفاعہ بن نصر بن غطفان بن قیس بن جہینہ۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اسی طرح ان کا نسب مجھ سے بیان کیا اور ہشام نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار آدمی پر عوسجہ بن حرملہ کو امیر بنایا۔ انہیں ذامر (کی زمین) بطور جاگیر عطاء فرمائی۔ محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے یہ امر کسی اور سے نہیں سنا۔

حضرت نبتہ الجہنی رضی اللہ عنہ:

محمد بن سعد نے کہا کہ نبتہ الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' برہنہ تلوار باہم لی دی نہ جائے۔

حضرت ابن حدیدۃ الجہنی رضی اللہ عنہ:

انہیں بھی صحبت حاصل تھی' یہ وہی شخص ہیں جنہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ملے اور پوچھا کہ کہاں کا قصد کرتے ہو تو انہوں نے کہا کہ میں نے نماز عصر کا ارادہ کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جلدی جاؤ کیوں کہ وہ شروع ہوگئی ہے۔

حضرت رفاعہ بن عرادۃ الجہنی رضی اللہ عنہ:

بعضوں نے اہل عرابہ کہا' ابن عرابہ اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔

بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

حضرت رویفع بن ثابت البلوی رضی اللہ عنہ:

مقام جناب میں رہتے تھے اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی آپ سے روایت کی ہے۔

حضرت ابو الشموس البلوی رضی اللہ عنہ:

مقام حبق میں رہتے تھے' اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔

حضرت طلحہ بن البراء بن عمیر رضی اللہ عنہ:

ابن وبرہ بن ثعلبہ بن غنم بن سری بن سلمہ بن انیف بن جشم بن تمیم بن عوذ مناۃ بن ناج بن تیم بن اراشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی' بنی عمرو بن عوف کے انصار میں ان کا معاہدۂ حلف تھا۔ وہی شخص ہیں جن کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ تو طلحہ سے اس طرح ملاقات کر کہ تو ان سے ہنستا ہو اور وہ تجھ سے ہنستے ہوں۔ محمد بن سعد نے کہا کہ مجھے طلحہ کے نسب اور ان کے اس قصہ کی ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے خبر دی۔

حضرت ابو امامہ بن ثعلبہ البلوی رضی اللہ عنہ:

ابی بردہ بن نیار کے چچازاد بھائی اور براء بن عازب کے ماموں تھے۔

عبداللہ بن منیب بن عبداللہ بن ابی امامہ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ابو امامہ بن ثعلبہ کو صحبت حاصل تھی' وہ ابی بردہ بن نیار کے چچازاد بھائی تھے انہیں بھرے ہوئے آب کثیر سے اپنے ہاتھ دھوتے ہوئے دیکھا گیا تو اعتراض کیا گیا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس طور پر آب کثیر سے وضو کرنے کا حکم دیا ہے کہ اس میں ہم میں سے کوئی کسی کو ایذا نہ دے۔

حضرت عبداللہ بن صیفی بن وبرہ رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن غنم بن سری بن سلمہ بن انیف' بنی عمرو بن عوف میں تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کی' محمد بن سعد نے کہا کہ مجھے اس کے متعلق ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد کی روایت سے خبر دی۔

بنی عذرہ بن سعد بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ:

حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ:

ابن ابرہہ بن سنان بن صیفی بن الہائلہ بن عبداللہ بن غیلان بن اسلم بن حزاز بن کاہل بن عذرہ' بنی زہرہ بن کلاب کے حلیف تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور آپ سے روایت کی' سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جنگ قادسیہ میں انہیں والی جنگ بنایا تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ وہی شخص ہیں جنہوں نے جنگ نخیلہ میں خوارج کو قتل کیا تھا۔ کوفے میں رہتے تھے اور وہاں ایک مکان بنا لیا تھا۔ آج ان کے بقیہ و پس ماندگان ہیں۔

حضرت حمزہ بن النعمان بن ہوذہ رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن سنان بن البیاع بن دلیم بن عدی بن حزار بن کاہل بن عذرہ عذرہ کے سردار تھے اور اہل حجاز میں پہلے شخص تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی عذرہ کی زکوٰۃ لائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وادی القریٰ سے بقدر ان کا کوڑا مارنے اور ان کا گھوڑا

دوڑانے کے زمین بطور جاگیر عطا فرمائی' وادی القریٰ ہی میں رہے اور وہاں مکان بنالیا یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔

حضرت ابوخزامۃ العذری رضی اللہ عنہ:

مقام جناب میں رہتے تھے جو عذرو بلی کی زمین ہے' اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی' آپ سے روایت کی۔

(اشعریین میں سے اور وہ لوگ الاشعر کی اولاد ہیں جن کا نام بنت بن ادد بن زید بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سباء بن یشجب بن یعرب بن قحطان تھا)۔

حضرت ابو بردہ بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن سلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن غزہ بن بکر بن عامر بن عذرہ بن وائل بن ناجیہ بن الجماہر بن الاشعر' ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے' اسلام لائے اور اپنی قوم کے بلاد سے ہجرت کی' مدینے میں ان کی آمد مع اشعریین کے جنہوں نے ہجرت کی تھی اور کہا جاتا ہے کہ وہ پچاس آدمی تھے ان دونوں کشتی والے (مہاجرین) کی آمد کے ساتھ ہوئی جو ملک حبشہ سے آئے تھے۔

ابو بردہ بن قیس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

حضرت ابو عامر الاشعری رضی اللہ عنہ:

ان اشعریین میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے آپ کے ہمرکاب فتح مکہ وحنین میں حاضر ہوئے یوم حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبیلہ ہوازن کے ان مشرکین کے پیچھے روانہ کیا جو اوطاس کی جانب چلے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے جھنڈا باندھا۔

وہ ان لوگوں کے لشکر تک پہنچ گئے۔ مشرکین میں سے ایک شخص آگے آیا اور کہا کہ کون جنگ کرتا ہے۔ ابو عامر نکلے اور اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے ان لوگوں سے نو مرتبہ جنگ قبول کی۔ جب دسواں ہوا تو ابو عامر اس کے لیے نکلے۔ اس نے ابو عامر کو مار کے (تلوار) ان کے آر پار کر دی۔

وہ اس حالت میں اٹھائے گئے کہ کچھ جان باقی تھی' ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنایا اور اس کو خبر دی کہ زرد عمامہ والا شخص ان کا قاتل ہے' ابو عامر نے ابوموسیٰ کو وصیت کی' جھنڈا انہیں دے دیا۔ اور کہا کہ میرا گھوڑا اور ہتھیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دینا' ابو عامر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے قتال کیا یہاں تک کہ اللہ نے انہیں فتح دی ابو عامر رضی اللہ عنہ کے قاتل کو بھی قتل کر دیا۔ ان کا گھوڑا' ہتھیار اور ترکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ان کے بیٹے کو دے دیا۔ اور فرمایا کہ اے اللہ ابو عامر کی مغفرت کر اور انہیں جنت میں میری امت کے بلند ترین لوگوں میں کر۔

ان کے بیٹے:

حضرت عامر بن ابی عامر رضی اللہ عنہ:

انہوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔ آپ کے ہمراہ جہاد کیا اور آپ سے روایت کی۔

حضرت ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ:

اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی' آپ کی ہمراہی میں جہاد کیا اور آپ سے روایت کی۔

ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ کو تلاش کنندہ لشکر پر امیر بنایا اور جب ہوازن کے لوگ بھاگے تو آپ نے ابو مالک کو ان کی تلاش کا حکم دیا۔

ابی مالک الاشعری نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ وضو ایمان کا جزو ہے۔

ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے احباب کو جمع کیا اور کہا کہ ادھر آؤ۔ کیا تمہیں نماز پڑھا دی گئی ہے یا بھلا دی گئی۔ راوی نے کہا کہ وہ (مالک) اشعریین میں سے ایک شخص تھے انہوں نے ایک تسلا پانی منگایا تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ دھوئے' کلی کی' ناک میں پانی ڈالا' تین مرتبہ منہ اور تین مرتبہ دونوں باہیں دھوئیں' سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا اور دونوں پاؤں دھوئے' پھر ظہر کی نماز پڑھی' اس میں انہوں نے دو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھی اور بیس تکبیریں کہیں۔

حضرت حارث الاشعری رضی اللہ عنہ:

اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔ آنحضرت ﷺ سے روایت بھی کی۔

حارث الاشعری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اللہ نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ کلمات کا حکم دیا کہ وہ ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو حکم دیں کہ وہ لوگ بھی ان پر عمل کریں۔

(اور حضارمہ سے (یعنی حضرموت کے باشندے) اور وہ یمن کے علاقے سے تھے)۔

سیدنا حضرت علا بن الحضرمی رضی اللہ عنہ:

حضرمی کا نام عبداللہ بن ضماد بن سلمیٰ بن اکبر تھا جو حضرموت علاقہ یمن کے تھے اور بنی امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف کے حلیف تھے' ان کے بھائی میمون بن الحضرمی اس کنویں کے مالک تھے جو مکہ کے بلند حصہ میں الابطح میں تھا جس کا نام بیر میمون تھا اور اہل عراق کے راستے پر مشہور تھا انہوں نے اس کو زمانۂ جاہلیت میں کھودا تھا' علاء بن الحضرمی زمانۂ قدیم میں اسلام لائے۔

قاصد مصطفیٰ ﷺ ہونے کا اعزاز:

علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے الجعرانہ سے واپسی میں مجھ کو منذر بن ساوی کے پاس بحرین بھیجا' رسول اللہ ﷺ نے ایک فرمان بنام منذر بن ساوی لکھ کر انہیں کے ہاتھ بھیجا جس میں آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی تھی اور ان کو اجازت دی کہ زکوٰۃ جمع کریں' رسول اللہ ﷺ نے علاء کے لیے ایک یادداشت لکھ دی جس میں اونٹ اور گائے اور بکری اور پھلوں اور مالوں کی زکوٰۃ کے فرائض تھے' تاکہ وہ اسی کے مطابق لوگوں سے زکوٰۃ وصول کریں یہ بھی حکم دیا کہ جن کے امراء سے زکوٰۃ وصول کریں انہیں کے فقراء کو دے دیں' رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہمراہ ایک جماعت کو بھیجا جن میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ان سے فرمایا کہ ان کی صلاح نیک کو قبول کریں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حسن سلوک:

سالم مولائے بنی نصر سے مروی ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا اور انہیں میرے ساتھ نیکی کی وصیت فرمائی' جب ہم دونوں روانہ ہوئے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے متعلق مجھے نیکی کی وصیت فرمائی' لہٰذا بتاؤ کہ کیا چاہتے ہو' میں نے کہا کہ مجھے اپنا مؤذن بنا لیجئے اور امین نہ بنائیے' انہوں نے یہ (خدمت) انہیں دے دی۔

عمرو بن عوف حلیف بنی عامر بن لؤی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا' پھر انہیں معزول کر دیا اور ابان بن سعد کو عامل بنا کے بھیجا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو عبدالقیس کے بیس آدمیوں کے ہمراہ اپنے پاس آنے کو تحریر فرمایا تھا وہ عبدالقیس کے بیس آدمیوں کو آپ کے پاس لائے' ان کے سردار عبداللہ بن عوف الاشج تھے' علاء نے بحرین پر منذر بن ساوی کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ ان بیس آدمیوں کے وفد نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معزول کر دیا اور ابان بن سعید بن العاص کو والی بنایا' ان سے فرمایا کہ تم عبدالقیس کے متعلق نیکی کی نصیحت قبول کرو اور ان کے سرداروں کی عزت کرنا۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے بدن پر ایک سنبلانی کرتہ دیکھا جس کی آستینیں لمبی تھیں تو آپ نے اسے انگلیوں کے کناروں کے پاس سے کاٹ ڈالا۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ میں نے سائب بن یزید سے پوچھا کہ آپ نے مکہ کی سکونت کے بارے میں کیا سنا ہے تو انہوں نے کہا کہ علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مہاجر کے لیے ارکان حج سے نکلنے کے بعد تین دن کے قیام کا حق ہے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی کہ انہوں نے سائب بن یزید سے پوچھا تو سائب نے کہا کہ میں نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ارکان حج سے نکلنے کے بعد مکہ میں مہاجر تین رات ٹھہرے۔

(عود بحدیث اوّل)

راوی نے کہا کہ ابان بن سعید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک بحرین کے عامل رہے' ربیعہ بحرین میں مرتد ہو گیا۔ ابان بن سعید مدینے آ گئے اور انہوں نے اپنا عہدہ ترک کر دیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ انہیں بحرین واپس کر دیں مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا عامل نہ بنوں گا۔

بحرین میں بطور عامل تقرری:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے بھیجنے کا تصفیہ کیا' انہیں بلایا اور کہا کہ میں نے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان عمال میں پایا جنہیں آپ نے والی بنایا ہے' میں نے مناسب سمجھا کہ تمہیں کو اس کا والی بناؤں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں والی بنایا تھا۔ لہٰذا اللہ کا خوف تم پر لازم ہے۔

علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ مدینے سے سولہ سواروں کے ہمراہ اس طرح روانہ ہوئے کہ ان کے ساتھ فرات بن حیان العجلی رہبر تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے لیے ایک فرمان لکھ دیا کہ جس مسلمان پر گزریں وہ ان کے ہمراہ اپنے دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہو۔

علاء اپنے پیروؤں کے ساتھ چلے اور قلعہ حواثا میں اترے' انہوں نے ان لوگوں سے اتنا قتال کیا کہ ان میں سے کوئی نہ بچا پھر القطیف آئے وہاں عجمیوں کی ایک جماعت تھی ان سے بھی لڑے اور ایک حصہ کو نقصان پہنچایا' وہ لوگ بھاگے اور الزارہ میں گھس گئے۔

علاء ان کے پاس آئے اور ساحل دریا کی ایک زمین پر اترے' انہوں نے ان لوگوں سے قتال کیا اور یہاں تک محاصرہ کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ والی ہوئے' اہل الزارہ نے صلح چاہی تو علاء رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح کر لی۔

اس کے بعد علاء نے اہل دارین کی جانب رخ کیا اور دریا عبور کر کے ان لوگوں سے جنگ کی مقاتلین کو قتل کر دیا اور ان کے اہل وعیال قید کر لیے گئے۔

علاء نے عرفجہ بن ہرثمہ کو اسیاف فارس کی جانب روانہ کیا۔ انہوں نے کشتیوں میں سفر کیا وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے ملک فارس کا ایک جزیرہ فتح کیا اور اس میں مسجد بنائی' بار یخان اور اسیاف کو لوٹ لیا' یہ واقعہ ۱۴ھ میں ہوا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خط:

عامر شعبی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو جو بحرین میں تھے لکھا کہ تم عتبہ بن غزوان کے پاس جاؤ کیونکہ میں نے تمہیں ان کے عہدے کا والی بنا دیا اور خوب سمجھ لو کہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جاؤ گے جو مہاجرین اولین میں سے ہیں اور جن کے لیے اللہ کی جانب سے نیکیاں مقرر ہو چکی ہیں۔

میں نے انہیں اس لیے معزول نہیں کیا کہ وہ پارسا مضبوط اور سخت رعب والے نہ تھے' بلکہ میں نے یہ خیال کیا کہ اس نواح میں مسلمانوں کے لیے تم ان سے زیادہ کار آمد ہو گے' میں ان کے حقوق جانتا ہوں' میں نے تم سے پہلے ایک شخص کو والی بنایا تھا مگر وہاں پہنچنے سے پہلے ان کی وفات ہوگئی اگر اللہ چاہے گا کہ تم والی ہو تو تم والی ہونا اور اگر اللہ چاہے کہ عتبہ والی ہوں تو مخلوق اور حکم اللہ ہی کا ہے جو تمام عالموں کی پرورش کرنے والا ہے۔

جان لو کہ اللہ کا امر اسی حفاظت کے لیے محفوظ ہے جس کے ساتھ اس نے نازل کیا ہے' لہٰذا تم اس پر نظر رکھو جس کے لیے پیدا کیے گئے ہو اسی کے لیے عمل کرو اور ماسوا کو ترک کر دو' کیونکہ دنیا ختم ہونے والی ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے والی شے ہے' لہٰذا تمہیں وہ شے جس کا شر باقی رہنے والا ہے اس شے سے غافل نہ کر دے جس کی خیر اس کے پیچھے آنے والی ہے۔

اللہ کی ناراضی سے اللہ ہی کی طرف بھاگو۔ اللہ اپنے حکم اور اپنے علم میں جس کے لیے چاہتا ہے فضیلت جمع کرتا ہے ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے اس کی طاعت پر اور اس کے عذاب سے نجات پر مدد مانگتے ہیں۔

علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ جن میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو بکرہ بھی تھے بحرین سے روانہ ہوئے ابوبکرہ کو

جس وقت وہ بصرے آئے البحرانی کہا جاتا تھا' بحرین میں ان کے یہاں عبداللہ بن ابی بکرہ پیدا ہوئے۔ جب یہ لوگ لیاس میں تھے جو الصعاب کے قریب ہے اور الصعاب بنی تمیم کی زمین میں ہے تو علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بحرین لوٹ گئے اور ابو بکرہ بصرے آ گئے۔

بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں نے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کی تین باتیں دیکھیں کہ ہمیشہ ان سے محبت کروں گا' میں نے انہیں دیکھا کہ جنگ دارین میں اپنے گھوڑے پر دریا کو عبور کیا۔

مدینہ سے بحرین کے ارادے سے چلے الدہنا میں تھے کہ پانی ختم ہوگیا انہوں نے اللہ سے دعاء کی تو ریت کے نیچے سے چشمہ پیدا کر دیا گیا' سب سیراب ہوئے اور کوچ کیا۔

ایک شخص کا کچھ اسباب رہ گیا تھا' وہ لوٹے' اسباب لے لیا اور پانی نہیں پایا۔ میں علاء کے ساتھ بحرین سے لشکر بصرہ کی جانب روانہ ہوا ہم لوگ لیاس میں تھے کہ ان کی وفات ہوگئی' ہم ایسے مقام پر تھے جہاں پانی نہ تھا۔ اللہ نے ہمارے لیے ایک ابر ظاہر کیا اور ہم پر بارش ہوئی' ہم نے انہیں غسل دیا' اپنی تلواروں سے ان کے لیے قبر کھودی' ہم نے ان کے لیے لحد (بغلی قبر) نہیں بنائی تھی' واپس ہوئے کہ لحد بنائیں مگر ان کی قبر کا مقام نہیں پایا' ابو بکرہ علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر بصرے لے گئے۔

حضرت شریح الحضرمی رضی اللہ عنہ:

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شریح الحضرمی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایسے شخص ہیں جو قرآن کو تکیہ نہیں بناتے۔

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ:

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ یمنی تھے جو بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے' زمانہ قدیم میں اسلام لائے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور آپ سے روایت کی۔

حضرت لبید بن عقبہ رضی اللہ عنہ:

ابن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل۔

ان کی والدہ ام البنین بنت حذیفہ بن ربیعہ بن سالم بن معاویہ بن ضرار بن ضبیان قضاعہ کے بنی سلامان بن سعد ہذیم میں سے تھیں۔ لبید بن عقبہ ہی کے متعلق (قرآن میں) اس شخص کے لیے مساکین کو کھانا کھلانے کی اجازت نازل ہوئی جو روزے پر قادر نہ ہو۔

محمود بن لبید فقیہ (عالم) لبید بن عقبہ کے بیٹے تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے' دوسرے بیٹے منظور و میمون تھے ان سب کی والدہ ام منظور بنت محمود بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی' بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھیں جو اوس میں سے تھیں۔

عثمان و امیہ اور ام الرحمٰن' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ولید بن عقبہ کے پسماندہ تھے جو سب کے سب ختم ہو گئے' ان میں سے

کوئی باقی نہ رہا۔

حضرت حاجب بن بریدہ رضی اللہ عنہ:

اہل راتج میں سے تھے وہ لوگ بنی زعوراء بن جشم برادران عبدالاشہل بن جشم تھے ۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو

عمرو النبیت تھے۔

سیدنا حضرت ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج۔

ان کی والدہ حبیبہ بنت ابی حبیبہ بن الحباب بن انس بن زید بن مالک بن النجار بن الخزرج تھیں' کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ ام خالد بنت ثابت بن سنان بن عبید بن الابجر تھیں اور ابجر خدرہ تھے۔

براء کے یہاں یزید اور عبید اور یونس اور عازب اور یحییٰ اور ام عبداللہ پیدا ہوئیں ہم سے ان کی والدہ کا نام نہیں بیان کیا گیا۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمارہ تھی لوگوں نے بیان کیا کہ عازب رضی اللہ عنہ بھی اسلام لائے تھے' ان کی والدہ بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔ اور ان کی اولاد میں براء وعبید تھے اور ام عبداللہ تھیں جو بیعت کرنے والی تھیں ان سب کی والدہ حبیبہ بنت ابی حبیبہ بن الحباب تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ ام خالد بنت ثابت تھیں ہم نے مغازی میں عازب کا کچھ بھی ذکر نہیں سنا۔ البتہ ان کی حدیث اس کجاوے کے بارے میں سنی جس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے خریدا تھا۔

براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عازب سے تیرہ درہم میں ایک کجاوا خریدا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عازب سے کہا کہ براء کو حکم دو کہ وہ میرے پاس کجاوا اٹھا لائیں۔ عازب نے ان سے کہا کہ نہیں تاوقتیکہ ہم آپ سے یہ بیان نہ کریں کہ جب آپ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکلے اور مشرکین آپ لوگوں کو ڈھونڈتے تھے تو آپ دونوں صاحبوں نے کیا کیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ پچھلی رات کو مکہ سے نکلے اس رات اور دن جاگتے رہے یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی اور آفتاب سر پر آ گیا تو میں نے اپنی نظر ڈالی کہ آیا مجھے کوئی ایسی جگہ نظر آتی ہے' جہاں ہم لوگ پناہ لے سکیں۔ مجھے ایک چٹان نظر آئی تو میں اس کے پاس پہنچا تو اس سے کچھ سایہ دیکھا۔ بقیہ سائے کی طرف نظر کی تو اسے (سائے کے رخ سے) برابر کیا۔ میں نے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک کمبل بچھایا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ جایئے آپ لیٹ گئے۔

میں جا کر اپنے گردا گرد دیکھنے لگا۔ کوئی ڈھونڈنے والا تو نظر نہیں آتا مجھے ایک چرواہا نظر آیا جو اپنی بکریاں چٹان کی طرف ہانک رہا تھا' وہ بھی اس سے وہی چاہتا تھا جو ہم چاہتے تھے یعنی سایہ۔

میں نے پوچھا کہ تم کس کے غلام ہو۔ اس نے کہا کہ قریش کے ایک شخص کا۔ اس نے اس کا نام لیا تو میں نے پہچانا پھر میں

نے کہا کہ تمہاری بکریوں میں کچھ دودھ بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں‘ میں نے کہا کیا تم دوہو گے؟ اس نے کہا ہاں‘ میں نے اسے حکم دیا تو اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کو باندھا۔ پھر حکم دیا کہ اپنے ہاتھ جھاڑ ڈالے‘ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس طرح اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ اس نے تھوڑا سا دودھ دوہا۔

میں اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک چھوٹی سی مشک بھی لے گیا تھا جس کے منہ پر کپڑے کی ڈاٹ تھی میں نے دودھ پر ٹپکایا جس سے اس کا نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ کی بیداری کے ساتھ ہی پہنچا‘ عرض کی‘ یارسول اللہ نوش فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا نوش فرمایا کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر عرض کی یارسول اللہ ہم لوگ روانگی کے لیے تیار ہیں۔

وہاں سے ہم لوگوں نے کوچ کیا۔ قوم کے لوگ ہمیں تلاش کرتے تھے مگر کسی نے ہمیں نہ پایا سوائے سراقہ بن مالک بن جعشم کے جو اپنے گھوڑے پر سوار تھا‘ عرض کی یارسول اللہ یہ ڈھونڈنے والا ہم سے مل گیا فرمایا کہ غم نہ کرو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

جب وہ قریب آ گیا تو اس کے اور ہمارے درمیان بقدر دو یا تین نیزوں کے فاصلہ رہ گیا۔ عرض کی یارسول اللہ یہ تلاش کرنے والا ہم سے مل گیا‘ میں رونے لگا فرمایا کہ تم کیوں روتے ہو۔ میں نے کہا کہ واللہ میں اپنی جان پر نہیں روتا ہوں بلکہ میں آپ پر روتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعاء فرمائی کہ اے اللہ تو ہمیں اس سے جس طرح تو چاہے کافی ہو جا اسے اس کے گھوڑے نے زمین میں اپنے پیٹ تک دھنسا دیا۔

وہ اس سے کود پڑا اور کہا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے معلوم ہے کہ یہ تمہارا عمل ہے لہٰذا تم اللہ سے دعا کرو کہ وہ مجھے اس حالت سے نجات دے جس میں میں ہوں تو واللہ میں ان تلاش کرنے والوں کو جو میرے پیچھے ہیں بہکا دوں گا یہ میرا ترکش ہے لہٰذا ایک تیرا س میں سے بطور علامت کے لے لیجئے کیونکہ آپ عنقریب فلاں فلاں مقام میں میرے اونٹ اور بکریوں پر گزریں گے آپ ان میں سے اپنی ضرورت بھر لے لیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں تمہارے اونٹوں کی کوئی حاجت نہیں ہے اور اس کے لیے دعا فرمائی۔ وہ پلٹ کر اپنے ساتھیوں کی جانب روانہ ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں آپ کے ہمرکاب روانہ ہوئے ہم لوگ رات کو مدینہ آئے قوم نے آپ کے بارے میں جھگڑا کیا کہ آپ کس کے پاس اتریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آج شب کو بنی النجار کے پاس اتروں گا جو عبدالمطلب کے ماموں ہیں ان کے ذریعے میں ان کا اکرام کروں گا۔

جس وقت ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو لوگ راستے اور اپنے مکانوں کی (چھتوں) پر اور لڑکے اور نوکر غل مچاتے ہوئے نکل آئے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے‘ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے‘ صبح ہوئی تو آپ روانہ ہوئے اور وہاں اترے جہاں آپ کو حکم دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ (نماز میں) کعبہ کی طرف منہ کریں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ قد نرٰی تقلب وجهك فی السماء فلنو لینك قبلة ترضاها فول وجهك شطر المسجد الحرام ﴾

''ہم آسمان کی طرف آپ کا منہ اٹھانا دیکھتے ہیں ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے آپ خوش ہوں گے لہٰذا آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے''۔

آپ نے (نماز میں) کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔

بعض بے وقوف لوگوں نے کہا کہ (وما ولا هم عن قبلتهم التی كانوا علیها) (انہیں اس قبلہ سے کس نے پھیرا جس پر وہ تھے) تو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا کہ:

﴿ قل للّٰه المشرق والمغرب یهدی من یشاء الی صراط مستقیم ﴾

''آپ فرما دیجئے مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست بتا دیتا ہے''۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص نے نماز پڑھی' نماز کے بعد وہ نکلے انصار کی ایک جماعت پر گزرے جو عصر کی نماز کے رکوع میں بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے تھے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے کعبہ کی طرف منہ کیا۔ قوم پھر گئی اور کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔

براء نے کہا کہ مہاجرین میں سے سب سے پہلے جو شخص ہمارے پاس آئے وہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ برادر بنی عبدالدار بن قصی تھے۔ ہم نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ آپ اپنی جگہ پر ہیں اور آپ کے اصحاب میرے پیچھے پیچھے آتے ہیں۔

ان کے بعد عمرو بن مکتوم نابینا برادر بنی فہر آئے' ہم نے پوچھا کہ تمہارے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کیا کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ وہ لوگ قریب تر میرے پیچھے ہیں۔

ان کے بعد ہمارے پاس عمار بن یاسر اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود اور بلال رضی اللہ عنہم آئے۔ ان لوگوں کے بعد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیس شتر سواروں کے ساتھ آئے۔ ان کے بعد ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے' آپ کے ہمراہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

براء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے ہی میں نے قرآن کی چند سورتیں پڑھیں پھر ہم لوگ نکلے کہ قافلہ کا مقابلہ کریں مگر معلوم ہوا کہ وہ لوگ بچ کے نکل گئے۔

کم عمری کی وجہ سے بدر سے واپسی:

براء سے مروی ہے کہ میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما یوم بدر میں چھوٹے سمجھے گئے اس لیے ہم دونوں اس میں حاضر نہیں ہوئے۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ یوم بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو چھوٹا سمجھ کر واپس کر دیا۔

براء سے مروی ہے کہ یوم بدر میں میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما چھوٹے سمجھے گئے۔

ابو اسحٰق سے مروی ہے کہ میں نے براء کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آتے ہی میں نے قرآن کی سورتوں میں (سبح

اسم ربك الاعلى) پڑھی۔

غزوات واسفار میں حضور ﷺ کی ہمرکابی:

براء سے مروی ہے کہ یوم بدر میں میں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چھوٹے تھے۔ ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب پندرہ غزوات کیے حالانکہ میں اور عبداللہ ہم عمر تھے۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ میں اٹھارہ سفروں میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہا۔ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے قبل ظہر کے دو رکعتیں ترک کی ہوں۔

ابی بسرہ الجہنی سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھارہ غزوات کیے' آپ کو سفر یا حضر میں کبھی نہیں دیکھا کہ آفتاب ڈھلنے کے بعد دو رکعتیں ترک کی ہوں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے براء بن عازب کو غزوۂ خندق کی اجازت دی اس وقت وہ پندرہ سال کے تھے' آپ نے اس کے قبل اجازت نہیں دی۔

ابی السفر سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ براء کوفے میں رہتے تھے۔ وہیں مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے پسماندہ تھے۔ براء نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ان کے بھائی:

حضرت عبید بن عازب رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عدی' وہ ان کی ماں کی طرف سے بھی بھائی تھے۔ عبید بن عازب کی اولاد میں لوط وسلیمان ونویرہ وام زید تھیں' جن کا نام عمرہ تھا۔ ان لوگوں کی والدہ کا نام ہم سے بیان نہیں کیا گیا۔ عبید بن عازب ان دس انصار میں سے ایک تھے جنہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفے بھیجا تھا۔ کوفے میں ان کی بقیہ اولاد و پسماندگان تھے۔

حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ:

ابن رافع عدی بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو اور عمرو ہی النبیت تھے' ان کی والدہ فاطمہ بنت بشر بن عدی بن ابی بن غنم بن عوف خزرج کے بنی نوفل میں سے تھیں۔ جو بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے۔

اسید کی اولاد میں ثابت ومحمد وام کلثوم وام الحسن تھیں' ان کی والدہ امامہ بنت خدیج بن رافع بن عدی' اوس کے بنی حارثہ میں سے تھیں۔

سعد وعبدالرحمٰن وعثمان وام رافع' ان کی والدہ زینب بنت وبرہ بن اوس بنی تمیم میں سے تھیں۔

عبیداللہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ ان کی والدہ ام سلمہ بنت عبداللہ بن ابی معقل بن نہیک بن اساف تھیں۔

اسید بن ظہیر کی کنیت ابو ثابت تھی۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو غزوۂ احد میں چھوٹے سمجھے گئے اور خندق میں حاضر ہوئے ان کے والد ظہیر اہل العقبہ میں سے تھے۔ (یعنی جنہوں نے ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں بیعت کی تھی) ان کی بقیہ اولاد و پسماندگان ہیں۔

حضرت عرابہ بن اوس رضی اللہ عنہ:

ابن قیظی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث' ان کی والدہ شیبہ بنت الربیع بن عمرو بن عدی بن زید بن جشم تھیں۔ عرابہ کی اولاد میں سعید تھے ان کی والدہ کا نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔

ان کے والد اوس اور ان کے دونوں بھائی عبداللہ و کباثہ فرزندان اوس احد میں حاضر ہوئے۔ یوم احد میں عرابہ چھوٹے سمجھ کر واپس کیے گئے' غزوۂ خندق میں انہیں اجازت دی گئی۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ یوم احد میں عرابہ بن اوس کا سن چودہ سال پانچ مہینے کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں واپس کر دیا۔ اور اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عرابہ بن اوس رضی اللہ عنہ وہی شخص ہیں جن کی الشماخ بن ضرار شاعر نے مدح کی ہے' وہ مدینے آیا تھا' انہوں نے اس کی سواری پر کھجوریں لاد دی تھیں تو اس نے کہا:

رایت عرابة الاوسی یمنی　　الی الخیرات منقطع القرین

''میں نے عرابۃ الاوسی کو دیکھا کہ وہ خاندان سے بچھڑنے والے کی خیرات کی طرف بڑھتے ہیں۔

اذا مارایة رفعت لمجد　　تلقاها عرابة بالمین

جب بزرگی کے لیے کوئی جھنڈا بلند کیا جاتا ہے تو عرابہ اسے داہنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں''۔

حضرت علبہ بن یزید الحارثی الانصاری رضی اللہ عنہ:

انصار میں سے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے مشہور صحابی تھے۔ ہم نے بنی حارثہ کے انصار کے نسب میں تلاش کیا مگر کہیں ان کا نسب نہیں پایا۔

حرام بن سعد بن محیصہ سے مروی ہے کہ علبہ بن زید الحارثی اور ان کے (قرابت) والے وہ قوم تھی جن کے پاس نہ مال تھا نہ پھل۔ جب تر کھجوریں آئیں تو ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس نہ کوئی کھجور ہے' نہ سونا' نہ چاندی ہمارے پاس وہی گشت کرتا ہے جسے آپ بھیجتے ہیں اور آپ کے پاس سال اول سے بچ گیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ان کے بدلے کھجوریں مع ان کی لکڑی کے خرید لو۔ ان لوگوں نے یہی کیا۔ قوم کے لوگ یہ چاہتے تھے کہ اپنے عمال کو تنخواہ میں کھجوریں دیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ نبی ﷺ کی جانب سے ان لوگوں کے لیے اجازت تھی اور دوسروں کے لیے مکروہ ہے۔

علبہ فقراء میں سے تھے۔ لوگ خیرات دینے لگے' ان کے پاس کچھ نہ تھا کہ خیرات کرتے' انہوں نے اپنی آبرو خیرات کی اور کہا کہ میں نے اس کو حلال کر دیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے تمہارا صدقہ قبول فرمالیا۔

علبہ رضی اللہ عنہ ان رونے والوں میں سے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے روانگیٔ تبوک کا ارادہ فرمایا تو وہ لوگ آپ کے پاس سواری مانگنے آئے' فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تم لوگوں کو سوار کراؤں وہ لوگ اس غم سے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہمراہی میں ایک غزوہ چھوٹتا ہے روتے ہوئے واپس گئے اللہ تعالیٰ نے آپ پر ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی:

﴿ ولا علی الذین اذا ما اتوك لتحملهم قلت لا اجد ما احملکم علیه تولوا واعینهم تفیض من الدمع حزنا ان لا یجدوا ما ینفقون ﴾

''اوران لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جبکہ وہ آپ کے پاس آئے تاکہ آپ انہیں سوار کرائیں تو آپ نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تم کو سوار کراؤں تو وہ لوگ اس طرح واپس ہوئے کہ ان کی آنکھیں اس غم سے آنسو بہا رہی تھیں کہ انہیں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے کو کچھ نہیں ملتا''۔

علبہ بن یزید رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے تھے۔

حضرت مالک وسفیان فرزندان ثابت رضی اللہ عنہما:

دونوں النبیت کے انصار میں سے تھے محمد بن عمر نے اپنی کتاب میں ان دونوں کا ذکر ان لوگوں میں کیا جو بیر معونہ میں شہید ہوئے' دوسروں نے ان کا ذکر نہیں کیا ہم نے کتاب نسب النبیت میں ان دونوں کو تلاش کیا مگر نہ پایا۔

بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس

حضرت یزید بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف ان کی والدہ نائلہ بنت قیس بن عبدہ بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں۔

یزید کے ہاں مجمع پیدا ہوئے' ان کی والدہ حبیبہ بنت الجنید بن کنانہ بن قیس بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن الحارث بن قطعیہ بن عبس بن بغیض تھیں۔

عبدالرحمٰن' ان کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الافلح بن عصمہ بن مالک بن امۃ ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں ان کے اخیافی بھائی عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

عامر بن یزید' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

یزید بن حارثہ کی وفات مدینے میں ہوئی ان کے پسماندگان تھے۔

حضرت مجمع بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید' ان کی والدہ نائلہ بنت قیس بن عبدہ بن امیہ تھیں۔

مجمع بن حارثہ کے یہاں یحییٰ وعبیداللہ پیدا ہوئے' دونوں یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' عبیداللہ اور جمیلہ' ان کی والدہ جمیلہ بن

ثابت بن الدحداحہ بن نعیم بن غنم بن ایاس تھیں جو بلی میں سے تھیں۔

محمد بن عمر وغیرہ نے کہا کہ بنی عامر بن العطاف بن ضبیعہ کو زمانۂ جاہلیت میں اپنی قوم میں شرف کی وجہ سے سونے کا پتر کہا جاتا تھا۔

مجمع بن حارثہ سے مروی ہے کہ مدینہ سے واپس ہوتے ہوئے ہم لوگ صحبان میں تھے کہ میں نے لوگوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا' وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (قرآن) نازل ہوا ہے' میں بھی لوگوں کے ساتھ دوڑا' ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ "انا فتحنالك فتحامبينا" (ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی) پڑھ رہے تھے' جبرئیل نے اس کو نازل کیا تو کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل آپ کو مبارک باد دیتے ہیں' جب آپ کو جبرئیل علیہ السلام نے مبارک باد دی تو مسلمانوں نے بھی مبارک باد دی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعید بن عبید قاری بنی عمرو بن عوف کی مسجد کے امام تھے۔ جب وہ قادسیہ میں شہید ہو گئے تو بنی عمرو بن عوف نے امامت کے بارے میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے جھگڑا کیا۔ سب نے اتفاق کیا کہ مجمع بن حارثہ کو آگے کریں' عمر رضی اللہ عنہ مجمع پر عیب لگاتے تھے اور ان سے چشم پوشی کرتے تھے۔ اس لیے کہ وہ مسجد ضرار کے (جو منافقین نے قباء میں بنائی تھی) امام تھے' عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو آگے کرنے سے انکار کیا۔

اس کے بعد انہوں نے ان کو بلایا اور کہا کہ اے مجمع میں تمہیں خوب جانتا ہوں اور لوگ تو جو کہتے ہیں وہ کہتے ہیں' انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین میں جوان تھا۔ اور میری نسبت باتیں لوگوں میں تیزی سے مشہور ہو گئی تھیں مگر آج تو میں نے دیکھ لیا ہے جس حالت میں میں ہوں میں نے اشیاء کو پہچان لیا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی نسبت دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم سوائے خیر کے ان کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ انہوں نے قرآن حفظ کر لیا ہے اور سوائے چند سورتوں کے کچھ یاد کرنا باقی نہیں ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں آگے کیا اور مسجد بنی عمرو بن عوف میں ان لوگوں کا امام بنا دیا۔ مسجد بنی عمرو بن عوف کی طرح اور کوئی مسجد معلوم نہیں جس کے امام کے بارے میں رشک کیا گیا ہو۔

مجمع رضی اللہ عنہ کی وفات مدینہ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے زمانۂ خلافت میں ہوئی ان کے پسماندگان نہ تھے۔

حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ:

ابن خذام بن خالد بن ثعلبہ بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف ان کی والدہ امامہ بنت بجاد بن عثمان بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید تھیں۔

ثابت بن ودیعہ کے یہاں یحییٰ و مریم پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ وہبہ بنت سلیمان بن رافع بن سہل بن عدی بن زید بن امیہ بن مازن بن سعد بن قیس بن الایہم بن غسان تھیں جو ساکنین زانج حلفائے بنی زعوراء بن جشم برادر عبدالاشہل بن جشم میں سے تھیں اور ان لوگوں کی دعوت (یعنی دفتر فوج و وظیفے میں نام) بنی عبدالاشہل میں تھا۔ ثابت کی کنیت ابوسعد تھی' ان کے والد ودیعہ بن خذام منافقین میں سے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابن ابی ودیعہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو جمعہ کو اس طرح غسل کرے جس طرح اس کا غسل جنابت ہوتا ہے اور تیل عطر لگائے بشرطیکہ یہ اس کے پاس ہو اور اپنے پاس کے کپڑوں میں سے سب سے اچھے کپڑے پہنے اور دو کے درمیان جدائی نہ کرے اور جب اس کے پاس امام آئے تو وہ اس کے (خطبے کے) لیے خاموش رہے تو اس کے دو جمعوں کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

سعید نے کہا کہ میں نے یہ حدیث ابن حزم سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ خدا ان کی مغفرت کرے تمہارے والد نے غلطی کی دو جمعوں کے درمیان اور چار کے اضافے میں۔

حضرت عامر بن ثابت رضی اللہ عنہ:

ابن سلمہ بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف' ان کی والدہ قتیلہ بنت مسعود الخطمی تھیں' مسعود وہی تھے جنہوں نے عامر بن مجمع بن العطاف کو قتل کر دیا عامر بن مجمع بن العطاف جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ہوئی تھی۔ ان کے پس ماندگان نہ تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن زید بن نجدہ بن مالک بن لوذان بن عمرو بن عوف بنو مالک بن لوذان کو بنو سمیعہ کہا جاتا تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں ان لوگوں کو بنی صماء کہا جاتا تھا۔ صماء مزینہ کی ایک عورت تھی جس نے ان کے والد مالک بن لوذان کو دودھ پلایا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا نام سمیعہ رکھا (یعنی سننے والی کی اولاد' کیونکہ الصماء بہری کو کہتے ہیں) عبدالرحمٰن بن شبل کی والدہ ام سعید بنت عبدالرحمٰن بن حارثہ بن سہل بن حارثہ بن قیس بن عامر بن مالک بن لوذان تھیں۔

عبدالرحمٰن کے یہاں عزیز و مسعود و موسیٰ و جمیلہ پیدا ہوئیں' ہمیں ان کی والدہ کا نام نہیں بتایا گیا۔

عبدالرحمٰن بن شبل نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے کوے کی ٹھونگ ماری ہوئی چیز اور درندے کے روندے ہوئے جانور (کے کھانے) سے منع فرمایا۔

حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ:

ابن عبید بن (النعمان) بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف۔ ان کے والد شرکائے بدر میں سے تھے' سعد قاری وہی تھے جن کے متعلق اہل کوفہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے فرزند زید نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا' سعد قادسیہ میں شہید ہوئے۔ ان کے بیٹے عمیر بن سعد نے نبی ﷺ کی صحبت پائی اور انہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حمص کا والی بنایا۔

عمیر بن سعد سے مروی ہے کہ وہ امیر حمص اور اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے تھے منبر پر کہا کرتے تھے کہ دیکھو کہ اسلام ایک محفوظ دیوار اور مضبوط دروازہ ہے اسلام کی دیوار عدل ہے اور اس کا دروازہ حق ہے۔ جب دیوار ڈھا دی گئی اور دروازہ توڑ ڈالا گیا تو اسلام کو فتح کر لیا گیا' اسلام برابر محفوظ رہے گا' جب تک سلطان شدید رہے گا اور سلطان کی شدت تلوار سے قتل کرنا اور کوڑے

سے مارنا نہیں ہے بلکہ حق کا ادا کرنا اور عدل کا اختیار کرنا ہے۔

حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ:

جُلاس بن سُوید بن الصامت کی بیوی کے بیٹے تھے' فقیر تھے جن کے پاس کوئی مال نہ تھا اور جلاس کے آغوش میں یتیم تھے اور وہی ان کے کفیل تھے۔ اوران پر خرچ کرتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ انصار کے ایک شخص نے جن کا نام جلاس بن سوید تھا اپنے لڑکوں سے کہا کہ واللہ محمد جو کچھ کہتے ہیں اگر یہ حق ہوا تو ہم بھی حمیر میں سے کچھ ہیں' یہ بات ایک لڑکے نے سنی جس کا نام عمیر تھا۔ وہ ان کا پروردہ اور بھتیجا تھا۔ لڑکے نے کہا کہ اے چچا اللہ سے توبہ کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا وہ قسمیں کھانے لگے اور کہنے لگے کہ (للہ یا رسول اللہ میں نے نہیں کہا' لڑکے نے کہا کہ اے چچا بے شک کہا' واللہ تم نے کہا ہے لہٰذا اللہ سے توبہ کرو' ایسا نہ ہو کہ قرآن نازل ہو اور جو کچھ تم نے کہا ہے وہ اس میں مجھے بھی تمہارے ساتھ کردے۔

راوی نے کہا کہ قرآن نازل ہوا کہ:

﴿ یحلفون باللّٰہ ماقالوا ولقد قالوا کلمة الکفر و کفروا بعد اسلامھم وھموا بما لم ینالوا ﴾ الی آخر الآیة.

''یہ لوگ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کلمۂ کفر کہا اور اپنے اسلام کے بعد کفر کیا اور اس چیز کا قصد کیا جو انہیں حاصل نہ ہوئی''۔

اور یہ آیت بھی نازل ہوئی:

﴿ فان یتوبوایك خیرالھم وان یتولوا یعذ بھم اللّٰہ عذابا الیما ﴾

''پھر اگر یہ لوگ توبہ کریں تو ان کے لیے بہتر ہے اور اگر انکار کریں تو اللہ انہیں دردناک عذاب دے گا''۔

جلاس نے اعتراف کیا ہے کہ میں نے کہا ہے اللہ نے میرے سامنے توبہ پیش کی ہے میں توبہ کرتا ہوں۔ ان کی توبہ قبول کر لی گئی اسلام میں ان کا ایک مقتول تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیت اور اس کا خون بہا عطا فرمایا اس کو انہوں نے خرچ کر ڈالا انہوں نے مشرکین میں مل جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ راوی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا کہ تمہارے کانوں نے وفا کی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جلاس کا یہ کلام غزوۂ تبوک میں ہوا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب غزوۂ تبوک میں وہ شریک تھے' غزوۂ تبوک میں اس قدر منافقین آپ کے ہمراہ گئے تھے' کہ تبوک سے زیادہ وہ لوگ کبھی کسی غزوہ میں نہیں گئے' ان لوگوں نے نفاق کی باتیں کیں جلاس نے بھی جو کچھ کہا وہ کہا تو عمیر بن سعید نے جو اس غزوے میں ان کے ساتھ تھے ان کے قول کو رد کیا۔

عمیر نے ان سے کہا کہ مجھے کوئی شخص تم سے زیادہ محبوب نہیں اور نہ تم سے زیادہ مجھ پر کسی کا احسان ہے' میں نے تم سے وہ گفتگو سنی ہے کہ اگر میں اسے چھپاؤں تو واللہ میں ہلاک ہو جاؤں اور اگر اسے ظاہر کروں تو تم ضرور ضرور رسوا ہو گے' ان دونوں میں سے ایک بات مجھ پر بہ نسبت دوسری کے سہل ہے' وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور جلاس نے جو کچھ کہا تھا اس کی آپ کو خبر دی۔ جب قرآن نازل ہو گیا تو جلاس نے اپنے گناہ کا اعتراف کر لیا اور ان کی توبہ اچھی ہوئی انہوں نے اس چیز کو نہ روکا جو وہ عمیر بن سعید کے

ساتھ کرتے تھے۔ یہی بات تھی جس سے ان کی توبہ معلوم ہوئی۔

حضرت جدی بن مرہ رضی اللہ عنہما:

ابن سراقہ بن الحباب بن عدی بن الجد بن عجلان بن جو بلی قضاعہ حلفائے بنی عمرو بن عوف میں سے تھے' خیبر میں شہید ہوئے انہیں ان کے دونوں پستانوں کے درمیان کسی نے نیزہ مار دیا۔ جس سے وفات ہوگئی۔ ان کے والد مرہ بن سراقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حنین میں شہید ہوئے۔

حضرت اوس بن حبیب رضی اللہ عنہ:

بنی عمرو بن عوف میں سے تھے خیبر میں قلعہ ناعم پر شہید ہوئے۔

حضرت انیف بن وائلہ رضی اللہ عنہ:

بنی عمرو بن عوف میں سے تھے خیبر میں قلعہ ناعم پر شہید ہوئے۔

حضرت عروہ بن اسماء بن الصلت السلمی رضی اللہ عنہ:

بنی عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔

عروہ سے مروی ہے کہ جنگ بیر معونہ میں مشرکین نے عروہ بن الصلت کو امن دینے کی خواہش کی مگر انہوں نے انکار کیا وہ عامر بن الطفیل کے دوست تھے باوجود یکے ان کی قوم بنی سلیم نے اس کی خواہش کی مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں تم لوگوں کی امان قبول نہیں کرتا اور نہ اپنے آپ کو اپنے ساتھیوں کے مقتل سے ہٹاتا ہوں' وہ آگے بڑھے اور قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے' یہ واقعہ ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں پیش آیا۔

حضرت جزء بن عباس رضی اللہ عنہ:

بنی جحجبا بن کلفہ کے جو بنی عمر بن عوف میں سے تھے۔ حلیف تھے ۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ:

ابن الفاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ بن عامر بن غیان بن عامر بن خطمہ' خطمہ کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن الاوس تھا۔ خزیمہ کی والدہ کبیشہ بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ تھیں۔ خزیمہ بن ثابت کے یہاں عبداللہ وعبدالرحمن پیدا ہوئے ان دونوں کی والدہ جمیلہ بنت زید بن خالد بن مالک تھیں جو بنی نوفل میں سے تھیں۔ عمارہ بن خزیمہ' ان کی والدہ صفیہ بنت عامر بن طعمہ بن زید الخطمی تھیں۔

خزیمہ بن ثابت اور عمیر بن عدی بن خرشہ نے بنی خطمہ کے بت توڑے تھے' خزیمہ بن ثابت ہی ذوالشہادتین (دو شہادت والے) تھے (یعنی وہ ایک گواہ کی بجائے دو گواہ کے مانے گئے)۔

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت نے اپنے چچا سے روایت کی' جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ساتھ لے لیا تا کہ قیمت عطا فرمائیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رفتار تیز کر دی اور اعرابی آہستہ

چلا۔

لوگ اعرابی سے مل کر گھوڑے کا نرخ پوچھنے لگے انہیں معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے خرید لیا ہے بعض لوگوں نے اعرابی کو گھوڑے کی قیمت اس سے بھی زیادہ پیش کی جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمائی تھی نرخ جب بالا ہو گیا تو اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور کہا کہ اگر آپ یہ گھوڑا خریدتے ہیں تو خرید لیجئے ورنہ میں اس کو بیچتا ہوں۔

نبی ﷺ نے جس وقت اعرابی کا کلام سنا تو آپ کھڑے ہو گئے اعرابی کے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا میں تجھ سے خرید نہیں چکا ہوں اعرابی نے کہا نہیں واللہ میں نے اسے آپ کے ہاتھ نہیں بیچا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک میں نے اسے تجھ سے خرید لیا ہے۔

لوگ نبی ﷺ اور اعرابی کے پاس جمع ہونے لگے اور وہ دونوں سوال و جواب کر رہے تھے اعرابی کہنے لگا کہ آپ کوئی گواہ لایئے جو یہ شہادت دے کہ میں نے آپ کے ہاتھ بیچا۔ جو مسلمان آیا اس نے اعرابی سے کہا تجھ پر افسوس ہے رسول اللہ ﷺ ایسے نہیں ہیں کہ سوائے حق کے کوئی بات کہیں۔

اتنے میں خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آئے رسول اللہ ﷺ اور اعرابی کا سوال و جواب سنا اعرابی کہنے لگا کہ آپ کوئی گواہ لایئے جو یہ شہادت دے کہ میں نے آپ کے ہاتھ بیچا ہے خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے آپ کے ہاتھ بیچا ہے رسول اللہ ﷺ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم کیسے شہادت دیتے ہو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کی تصدیق سے رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت بجائے دو آدمیوں کی شہادت کے کر دی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے خزیمہ بن ثابت کے ان بھائی کا نام نہیں بیان کیا گیا جنہوں نے یہ حدیث بیان کی ہے ان کے دو بھائی تھے ایک کا نام وحوح تھا جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور دوسرے کا نام عبداللہ تھا جن کے پس ماندگان تھے ان دونوں کی والدہ بھی خزیمہ کی والدہ کبیشہ بنت اوس بن عدی بن امیہ الخطمی تھیں۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خزیمہ تم کاہے سے شہادت دیتے ہو حالانکہ تم تو ہمارے ساتھ نہ تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آسمان کی خبر میں آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ جو فرماتے ہیں اس میں ہم آپ کی تصدیق نہ کریں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت (کے برابر) کر دی۔ ضحاک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ بن ثابت کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر کر دی۔

عامر سے مروی ہے کہ خزیمہ بن ثابت وہ شخص تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر قرار دی رسول اللہ ﷺ نے کسی سے کچھ سودا خریدا تو اس شخص نے کہا کہ آپ جو فرماتے ہیں اس پر اپنے گواہ لایئے۔ خزیمہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کے لیے گواہی دیتا ہوں فرمایا کہ تمہیں کس نے بتایا۔ عرض کی میں جانتا ہوں کہ آپ سوائے حق کے کچھ نہیں کہتے ہم تو اس سے بھی زیادہ اپنے دین میں آپ پر ایمان لائے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت جائز رکھی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے کچھ مانگا تو نبی ﷺ نے انکار کیا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے شہادت دی

کہ نبی ﷺ اس کے مقابلہ میں سچے ہیں اور اس کا آپ پر کوئی حق نہیں ہے' رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت جائز رکھی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم ہمارے پاس موجود تھے انہوں نے کہا نہیں مگر مجھے معلوم ہے کہ آپ جھوٹ نہیں بولتے اس کے بعد خزیمہ کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت کے برابر کر دی گئی۔

ابن خزیمہ نے اپنے چچا سے روایت کی کہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خواب میں وہ دیکھا جو سونے والا دیکھتا ہے کہ گویا وہ نبی ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کر رہے ہیں انہوں نے نبی ﷺ کو خبر دی تو آپ ان کے لیے لیٹ گئے اور فرمایا کہ اپنے خواب کی تصدیق کر لو انہوں نے آپ کی پیشانی پر سجدہ کیا۔

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے والد نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کرتا ہوں میں نے آپ کو اس کی خبر دی۔ فرمایا روح روح سے ملاقات نہیں کرتی' نبی ﷺ نے اپنا سر اس طرح بڑھا دیا تو انہوں نے اپنی پیشانی نبی ﷺ کی پیشانی پر رکھ دی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ غزوۂ فتح میں بنی خطمہ کا جھنڈا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس تھا خزیمہ بن ثابت صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور اسی روز ۳۷ھ میں مقتول ہوئے ان کے پسماندگان تھے' کنیت ابو عمارہ تھی۔

سیدنا عمیر بن حبیب رضی اللہ عنہ:

ابن حباشہ بن جویبر بن عبید بن غیان بن عامر بن خطمہ ان کی والدہ ام عمارہ تھیں جو جمیلہ بنت عمرو بن عبید بن غیان بن عامر بن خطمہ تھیں۔

ابی جعفر الخطمی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عمیر بن حبیب بن خماشہ (بروایت عفان حماشہ) نے کہا کہ ایمان بڑھتا گھٹتا ہے۔ پوچھا گیا کہ ایمان بیشی کیا ہے اور کمی کیا ہے انہوں نے کہا کہ جب ہم اللہ اللہ کو یاد کریں اور اس سے ڈریں تو یہ اس کی بیشی ہے اور جب غفلت کریں اور بھول جائیں اور گم کر دیں تو یہ اس کی کمی ہے۔

حضرت عمارہ بن اوس رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن عبید بن امیہ بن عامر بن خطمہ' ان کی والدہ صفیہ بنت کعب بن مالک بن غطفان بن ثعلبہ میں سے تھیں۔

عمارہ کے یہاں صالح پیدا ہوئے جن کی کنیت ابو واصل تھی اور رجاء وعامر ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عمرو وزیاد اور ام خزیمہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمارہ بن اوس الانصاری سے مروی ہے کہ ہم نے عشاء کی نماز پڑھی تھی کہ ایک شخص نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر ندا دی اس وقت ہم لوگ نماز میں تھے کہ قبلہ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔ ہمارے امام اور مرد اور عورتیں اور بچے کعبہ کی طرف پھر گئے۔

بنی السلم بن امرئ القیس بن مالک بن الاوس

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ:

ابن خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط کہا جاتا ہے کہ نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم' ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی عامر الراہب تھیں ابو عامر عبد عمرو بن صیفی بن النعمان بن مالک بن امۃ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھے اور اوس میں سے تھے۔

عبداللہ بن سعد کے یہاں عبدالرحمٰن اور ام عبدالرحمن پیدا ہوئیں ان کی والدہ امامہ بنت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول بنی الحبلی بن سالم بن عوف بن الخزرج میں سے تھیں۔

مغیرہ بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن سعد بن خیثمہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ بدر میں شریک تھے تو انہوں نے کہا' ہاں' اور عقبہ میں بھی اپنے والد کے ساتھ ان کا ہمنشین (ردیف) ہو کر۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمر سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ وہ مجھے معلوم ہے اور یہ وہم ہے۔ عبداللہ بن سعد نہ بدر میں حاضر ہوئے نہ احد میں۔

خیثمہ بن محمد بن عبداللہ بن سعد بن خیثمہ نے اپنے آباواجداد سے روایت کی کہ عبداللہ بن سعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حدیبیہ وحنین میں حاضر ہوئے جس روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی وہ سن میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کم تھے۔ لوگوں کے عبدالملک بن مروان (کی خلافت) پر اتفاق کر لینے کے بعد مدینہ میں ان کی وفات ہوئی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ جب وہ حدیبیہ میں حاضر ہوئے تو غالباً اٹھارہ سال کے تھے۔

بنی وائل بن زید بن قیس بن عامر بن مرہ بن مالک بن الاوس۔ مرہ بن مالک بن الاوس کی اولاد الجعادرہ کہلاتی تھی:

سیدنا حضرت محصن بن ابی قیس رضی اللہ عنہ:

ابن السلت' ابی قیس کا نام صیفی تھا' وہ شاعر تھے۔ السلت کا نام عامر بن جشم بن وائل تھا ان کے بھائی عامر بن ابی قیس کے پس ماندگان تھے جو سب ختم ہو گئے ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

ابو قیس اسلام کے قریب ہی تھے' انہوں نے اپنے شعر میں ملت حنیفیہ کا ذکر کیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کیا تھا انہیں یثرب میں حنیف (بت پرستی سے یکسو رہنے والا) کہا جاتا تھا۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے متعدد طرق سے ایک گروہ سے حدیث ابی قیس جمع کر کے روایت کی کہ اوس و خزرج میں سے کوئی شخص ابی قیس بن السلت سے زیادہ ملت حنیفیہ کا بیان کرنے والا اور اس کا دریافت کرنے والا نہ تھا وہ یثرب کے یہود سے دین کو دریافت کیا کرتے تھے وہ لوگ انہیں یہودیت کی دعوت دیتے تھے وہ ان کے قریب ہو چلے تھے کہ انکار کر دیا۔

وہ شام کی طرف آل جفنہ کے پاس نکل گئے ان لوگوں سے باز پرس کی تو انہوں نے ان کو (اپنے ساتھ) شامل کر لیا۔

ابوقیس نے عیسائی درویشوں اور علماء سے پوچھا تو انہوں نے ان کو اپنے دین کی دعوت دی‘ مگر انہوں نے اس کا ارادہ نہ کیا اور کہا کہ میں اس میں کبھی داخل نہ ہوں گا۔ ان سے شام کے ایک راہب (عیسائی درویش) نے کہا کہ تم دین حنیفیہ چاہتے ہو۔ ابوقیس نے کہا کہ یہی چیز ہے جسے میں چاہتا ہوں۔ راہب نے کہا کہ یہ دین ابراہیم تمہارے پیچھے ہے جہاں سے تم نکلے ہو‘ ابوقیس نے کہا کہ میں دین ابراہیم پر ہوں اور میں اسی دین پر رہوں گا اور اسی پر مروں گا۔

ابوقیس حجاز واپس آ کے مقیم ہو گئے عمرے کے لیے مکہ روانہ ہوئے تو زید بن عمرو بن نفیل ملے ان سے ابوقیس نے کہا کہ میں دین ابراہیم دریافت کرنے ملک شام گیا تھا تو کہا گیا کہ وہ تمہارے پیچھے ہے زید بن عمرو نے کہا کہ میں نے شام اور جزیرے اور یہود یثرب سے معلوم کرنا چاہا مگر ان لوگوں کے دین کو باطل سمجھا اور دین تو دین ابراہیم ہی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا‘ بیت (اللہ) کی طرف نماز پڑھتا ہے اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ نہیں کھاتا ہے‘ ابوقیس کہتے تھے کہ دین ابراہیم پر سوائے میرے اور زید بن عمرو بن نفیل کے کوئی نہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور قبیلۂ خزرج اور قبیلۂ اوس کے گروہوں میں سے پورے بنی عبدالاشہل اور ظفر وحارثہ ومعاویہ وعمرو بن عوف رضی اللہ عنہم سب اسلام لے آئے سوائے ان لوگوں کے جو اوس میں سے تھے اور وہ لوگ وائل اور بنو خطمہ وواقف وامیہ بن زید تھے جو ابی قیس بن السلت کے ساتھ تھے۔

ابوقیس ان کا رئیس ان کا شاعر اور ان کا خطیب (مقرر) تھا جنگ میں وہی ان کی رہنمائی کرتا تھا وہ اسلام لانے کے قریب تھا اس نے اپنے شعر میں حنیفیت (ترک بت پرستی) کا ذکر کیا تھا اور نبی ﷺ کا حال اور آپ کے متعلق جو کچھ یہود خبر دیتے تھے‘ وہ سب بیان کرتا تھا اور یہ بھی کہ آپ کی جائے ولادت مکہ میں اور جائے ہجرت یثرب ہے چنانچہ اس نے نبی ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد کہا کہ یہی نبی ﷺ ہیں جو زندہ ہیں اور یہی ان کا دارالہجرت ہے۔

جب جنگ بعاث ہوئی تو وہ اس میں شریک ہوا۔ جنگ بعاث اور رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے درمیان پانچ سال کا فصل تھا‘ یثرب میں وہ مشہور تھا اور اسے حنیف (تارک بت پرستی) کہا جاتا تھا اس نے شعر کہے جس میں دین کا ذکر کیا:

ولو شاء ربنا کنا یهودا وما دین الیهود بذی شکیل

”اگر ہمارا رب چاہتا تو ہم یہودی ہوتے۔ حالانکہ دین یہود راست نہیں ہے۔

ولو شاء ربنا کنا نصارٰی مع الرهبان فی جبل الجلیل

اور اگر ہمارا رب چاہتا تو ہم نصاریٰ ہوتے۔ راہبوں کے ساتھ کوہ جلیل میں ہوتے۔

ولکنا خلقنا اذ خلقنا حنیفا دیننا عن کل جیل

لیکن ہم جب پیدا کیے گئے تو اس طرح پیدا کیے گئے کہ ہمارا دین ہر گروہ سے یکسو تھا۔

نسوق الهدی ترسف مذعنات تکشف عن منا کبها الجلول

ہم لوگ ہدیٰ (قربانی حج کو مکے کی طرف) ہنکاتے ہیں جو اپنے شانوں کی جھولیں کھولے ہوئے فرمانبردار ہو کر چلتی ہیں“۔

رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس سے کہا گیا کہ اے ابوقیس یہی تو تمہارے وہ صاحب ہیں جن کی تم صفت بیان کرتے تھے' اس نے کہا بے شک وہ حق کے ساتھ بھیجے گئے۔ ہیں' نبی ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امر کی شہادت کی طرف کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

آنحضرت ﷺ نے اسلام کے طریقے بیان فرمائے' ابوقیس نے کہا کہ یہ کس قدر اچھا اور کیسا عمدہ ہے میں اپنے معاملے میں غور کروں گا پھر آپ کے پاس آ ؤں گا۔

قریب تھا کہ وہ اسلام لاتا مگر عبداللہ بن ابی (منافق) سے ملا اس نے پوچھا کہ کہاں سے (آتے ہو) اس نے کہا محمد (ﷺ) کے پاس سے انہوں نے کیسا اچھا کلام میرے سامنے پیش کیا جو وہی ہے جسے ہم جانتے ہیں اور جس کی علمائے یہود ہمیں خبر دیتے تھے۔

اس سے عبداللہ بن ابی نے کہا کہ واللہ تم نے جنگ خزرج کو ناپسند کیا تو ابوقیس ناراض ہوا اور کہا کہ واللہ ایک سال تک اسلام نہ لاؤں گا وہ اپنے مکان واپس گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ سال سے پہلے ہی مر گیا۔

یہ واقعہ ہجرت کے دسویں مہینے ذی الحجہ میں ہوا۔

داؤد بن الحصین نے ان لوگوں کے اشیاخ سے روایت کی کہ (ابوقیس کو) مرتے وقت کلمۂ توحید پڑھتے سنا گیا (مگر رسالت کی تصدیق نہ کی)۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جو شخص اپنی عورت کو چھوڑ کے مرتا تھا تو اس کا بیٹا اگر چاہتا تو اس عورت سے نکاح کرنے کا زیادہ مستحق ہوتا تھا بشرطیکہ وہ عورت اس کی ماں نہ ہو۔

تمّت

طبقاتِ ابنِ سعد

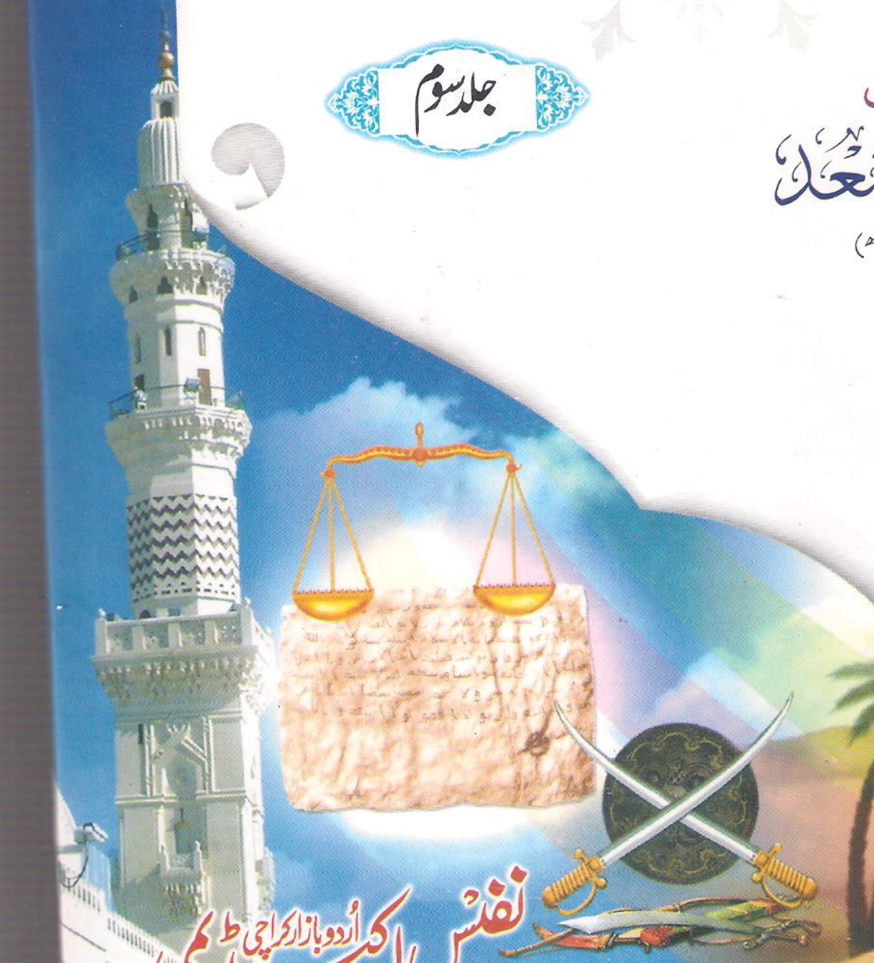
جلد سوم

مصنّف

محمد بن سعد

(المتوفی ۲۳۰ھ)

طبقات الکبریٰ



نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

طبقاتِ ابنِ سَعد

حصہ پنجم

تابعینؒ و تبع تابعینؒ

یہ کتاب اس عہد سے متعلق ہے جب اسلامی معاشرہ عروج پر تھا اور طاقتِ ربانی کا سرچشمہ ریگزارِ عرب سے پھوٹ کر نہ صرف دوسرے ملکوں بلکہ دوسرے برِّ اعظموں کو بھی سیراب کر رہا تھا۔ اس حصہ میں تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ اہمیت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دیکھا۔ اسی طرح تابعینؒ وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور دیکھا اور تبع تابعینؒ وہ حضرات ہیں جنھوں نے تابعینؒ کے عہد کا مشاہدہ کیا۔ یہی وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جن کے زمانے میں اندلس سے انڈونیشیا تک نصف کرۂ ارض کے افق پر اسلام کا سورج چمکنے لگا۔

مُصنّف
محمد بن سعد (المتوفی ۲۳۰ھ)

ترجمہ
علامہ عبداللہ العمادی

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار، کراچی

طبقات ابن سعد

نام کتاب .... طبقات ابن سعد (حصہ پنجم)

مصنف .... علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ

مترجم .... علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

اضافہ عنوانات وحواشی .... مولانا عبدالمنان صاحبؒ

ناشر .... نفیس اکیڈمی اردو بازار۔کراچی

قیمت .... /- روپے

نفیس اکیڈمی اُردو بازار، کراچی

قصرِ اسلام کے ستون

چوھدری محمد اقبال سلیم گاھندری

رسول اللہ ﷺ کی گود میں آنکھ کھولنے‘ خلفائے راشدین کے سائے میں پروان چڑھنے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نگرانی میں تربیت پانے کے بعد اسلامی معاشرے نے جوانی کی منزل میں قدم رکھا۔ جوانی‘ لغزش جس کی فطرت ہے اور عزم و استقلال جس کا جوہر۔ جو نیند میں ہو تو شورِ قیامت بھی نہ چونکا سکے اور جاگنے پر آئے تو زاہد شب زندہ دار رشک کرے۔ سہل پسندی پر آمادہ ہو تو حشر کی پرواہ نہ کرے اور جہد کی منزل میں قدم رکھے تو پہاڑوں کو پیچھے دھکیل دے۔

طبقات ابن سعد کا حصہ پنجم اسی عہد سے متعلق ہے جب اسلامی معاشرہ جوان ہو چکا تھا اور طاقت ربانی کا سرچشمہ ریگزار عرب سے پھوٹ کر نہ صرف دوسرے ملکوں بلکہ دوسرے براعظموں کو بھی سیراب کر رہا تھا اس حصہ میں تابعین اور تبع تابعین کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ اہمیت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ دیکھا اور ان سے رشد و ہدایت کا سبق لیا اسی طرح تابعین وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور دیکھا اور تبع تابعین وہ حضرات جنہوں نے تابعین کے عہد کا مشاہدہ کیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب منافقین نے مصلحت کا لبادہ اتار کر کھلم کھلا مفاد پرستی کو اپنا شعار بنا لیا تھا لیکن ان بزرگوں نے اسلام دشمنی کے طوفانوں کی زد پر دین کامل کا چراغ جلائے رکھا اور یہ انہی کی پامردی اور استقلال کا ثبوت تھا کہ سنگین تنظیمی کمزوریاں اور شدید اندرونی اختلافات پیدا ہو جانے کے باوجود تبلیغ اور فتوحات کا سیل رواں بڑھتا رہا حتیٰ کہ اندلس سے انڈونیشیا تک نصف کرہ ارض کے افق پر اسلام کا سورج چمکنے لگا۔

اس عہد کے بارے میں جتنی تواریخ اور تذکرے ہمارے پاس موجود ہیں ان میں ابوعبداللہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ کی تصنیف طبقات الکبریٰ بنیادی اہمیت رکھتی ہے اور متاخرین نے ہمیشہ اس سے استفادہ کیا ہے۔ ابوعبداللہ بن سعد کی وفات ۲۳۰ھ میں ہوئی۔ ان کا دور ہارون الرشید اور مامون الرشید کا عہد تھا جو علم کی اشاعت کا سنہرا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کتاب کے متعدد نسخے بغداد کی تاراجی کے دوران ضائع ہو گئے لیکن کسی طرح ایک نسخہ ہندوستان پہنچا اور اس گرانقدر تصنیف کا کچھ حصہ پہلی مرتبہ انیسویں صدی عیسوی میں آگرہ سے طبع ہوا۔ بعد میں بڑے اہتمام سے بیروت میں اس کی اشاعت ہوئی اور اب تو پوری عرب دنیا میں اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ تقریباً نایاب ہے۔ چنانچہ علم التواریخ کے شائقین و محققین کے تقاضے پورے کرنے کے لیے نفیس

اکیڈمی نے زر کثیر صرف کر کے نہایت اعلیٰ پیمانے پر اس کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ چار حصے پیشتر شائع ہو چکے ہیں جن میں پہلے دو حصے اخبار النبی ﷺ کے عنوان سے تیسرا حصہ خلفائے راشدین کے اور چوتھا' مہاجرین وانصار کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اور اب پانچواں حصہ تابعین وتبع تابعین پیش خدمت ہے۔

طبقات ابن سعد کے حصہ پنجم میں جن عظیم ہستیوں کا ذکر ہے ان میں عبدالرحمٰن بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواہش ظاہر کی تھی کہ کاش رسول اللہ ﷺ سے میرے دس بیٹے ہوتے اور ہر بیٹا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے مثل ہوتا۔ اس میں سلیمان بن ابی حثمہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہیں خلیفہ دوئم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق مسجد نبوی میں خواتین کو تراویح پڑھانے کی اہم خدمت سونپی گئی تھی۔ عبداللہ بن عامر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ ہمارا بیٹا ہے اور سب سے زیادہ ہم سے مشابہ ہے۔ محمد بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ تم تمام بنی آدم سے جو اس وقت موجود ہیں بہتر ہو۔ ان برگزیدہ لوگوں میں مالک بن ابی عامر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کی زبان کو پورے عرب میں سند کا درجہ حاصل تھا' محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے مقام ابراہیم پر قدم رکھنے پر حجاج جیسے جابر حاکم کو ڈانٹ دیا تھا۔

ان میں علی اصغر بن حسین رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو عرصہ دراز تک اہل بیت کے قافلہ سالار رہے۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اگرچہ تابعین میں شامل تھے مگر اپنی بندگی اور علم وفضل کے باعث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں بھی فتویٰ دیا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جس قدر بھی معلومات ہم تک پہنچی ہیں ان میں بیشتر کے راوی وہی تھے۔ پھر انہی میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے اپنے عہد خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کی یاد تازہ کر دی تھی۔

ان عظیم ہستیوں کے حالات کا مطالعہ اسلامی نظام ومعاشرے کو سمجھنے اور اس عہد سے آج کے دور کا موازنہ کرنے میں مدد دیتا ہے۔ خاص کر آج کل جبکہ ملک کا دستور مرتب کیا جا رہا ہے اس کتاب کا مطالعہ قطعاً ناگزیر ہے۔

طبقات ابن سعد کے حصہ ششم' ہفتم اور ہشتم کا ترجمہ جامعہ عثمانیہ نے شائع نہیں کیا۔ ہم نے ان تینوں حصہ کا اردو ترجمہ مولوی نذیر الحق میرٹھی اور مولانا راغب رحمانی دہلوی سے کروالیا ہے۔ جو سلسلہ وار شائع کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان کوششوں کو شرف قبول بخشے۔

والتوفيق من الله

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد (حصہ پنجم)

طبقہ ثانیہ ۳۳۹

طبقۂ رابعہ

طبقۂ خامسہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب جنہوں نے طائف کی سکونت اختیار کر لی تھی

طائف کے حسب ذیل فقہاء ومحدثین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب جو بحرین میں تھے ۳۸۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طبقہ اُولیٰ تابعین اہل مدینہ

عبدالرحمٰن بن سعد بن یربوع المخزومی رحمۃ اللہ علیہ:

روایت ہے کہ ایک قافلے میں لوگوں نے شب بسر کرنے کے بعد جب صبح کو روانگی کا ارادہ کیا تو آپ بھی ساتھ چلے وہ حالت میری نظر میں ہے کہ آپ اپنے اونٹ کو چھڑی سے مار رہے تھے اور آپ کی ران کھل گئی تھی۔ سفیان بن عیینہ نے سعد بن عبدالرحمٰن بن یربوع رحمۃ اللہ علیہ کو اسی طرح کہا' مگر یہ ان کے نسب میں وہم وغلطی ہے' وہ تو عبدالرحمٰن بن سعد بن یربوع المخزومی تھے۔

عبدالرحمٰن بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم یقیظ بن مرہ۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابومحمد تھی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت دس سال کے تھے' ان کے والد حارث کی وفات ۱۸ھ میں عمواس' ملک شام کے طاعون میں ہوئی' ان کی بیوی فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ سے جو عبدالرحمٰن ابن الحارث کی والدہ تھیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں پرورش:

عبدالرحمٰن عمر رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے' کہا کرتے تھے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بہتر (یتیم کا) پرورش کرنے والا نہیں دیکھا' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' مدینے میں ان کا بہت بڑا مکان تھا' عبدالرحمٰن بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ کی وفات معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔

وہ شریف سخی اور بامروت آدمی تھے' جنگ جمل میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے' عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ مجھے بصرے جانے سے اپنے گھر میں بیٹھ رہنا زیادہ پسند تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے دس لڑکے ہوتے جن میں سے ہر لڑکا عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کے مثل ہوتا۔

ابی بکر بن عثمان المخزومی سے جو آل یربوع میں سے تھے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کا نام ابراہیم تھا' جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی ولایت کے زمانے میں یہ ارادہ کیا کہ جن لوگوں کے نام انبیاء کے نام پر ہیں ان کے نام بدل دیں تو وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' انہوں نے ان کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ رکھا' یہی نام آج تک باقی رہا۔

دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے قرابت:

پھر عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں محمد اکبر پیدا ہوئے‘ جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا‘ انہیں سے ان کی کنیت تھی‘ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ جن کو راہب قریش کہا جاتا ہے‘ عمر وعثمان وعکرمہ وخالد ومحمد اصغر اور حنتمہ جن کے یہاں عبداللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہما سے اولاد ہوئی اور ام حجین وام حکیم وسودہ ورملہ ان سب کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

عیاش بن عبدالرحمٰن‘ عبداللہ جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور ابوسلمہ جو بچپن ہی میں بغیر پس ماندہ چھوڑے مر گئے‘ حارث جو بغیر پس ماندہ چھوڑے مر گئے‘ اسماء‘ عائشہ جن سے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا‘ ام سعید وام کلثوم وام الزبیر‘ ان سب کی والدہ ام الحسن بنت الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں‘ ام الحسن کی والدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن وعوفاء و زینب وریطہ جن کے یہاں عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے اولاد ہوئی‘ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ان سے ان کی بہن (حنتمہ کی وفات) کے بعد نکاح کیا تھا‘ اور فاطمہ وحفصہ‘ ان سب کی والدہ سعدیٰ بنت عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ بن مرہ بن نشبہ بن غیظ بن مرہ تھیں۔

ولید بن عبدالرحمٰن‘ ابوسعید اور ام سلمہ جن سے سعید بن العاص بن سعید بن العاص نے نکاح کیا‘ اور قریبہ ان سب کی والدہ ام رسن بنت الحارث بن عبداللہ بن الحصین ذی الغصہ (غصے والے) بن یزید ابن شداد بن قنان بن سلمہ بن وہب بن ربیعہ بن الحارث بن کعب تھیں۔

سلمہ بن عبدالرحمٰن وعبیداللہ وہشام مختلف ام ولد سے تھے۔

زینب بنت عبدالرحمٰن‘ کہا جاتا ہے کہ ان کا نام مریم تھا‘ ان کی والدہ مریم بنت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدیغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ‘ ان کی والدہ امیہ بنت نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھیں۔

عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں محمد وعبدالرحمٰن پیدا ہوئے‘ ان دونوں کی والدہ امتہ بنت عبداللہ بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔

عبداللہ‘ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عمر‘ ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر صدیق وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے‘ مدینے میں چھلنی اور تلوار والوں کے پاس ان کا مکان تھا۔

صبیحہ بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبیلہ بن عامر بن کعب بن سعد تیم بن مرہ۔ ان کی والدہ زینب بنت عبداللہ بن ساعدہ بن مشنوء بن عبد بن جتر خزاعہ میں سے تھیں۔

صبیحہ بن الحارث کی اولاد میں اجشن' معبد' عبداللہ اکبر' ایک بیٹی زینبہ اور ام عمر کبریٰ تھیں' ان کی والدہ عاتکہ بنت یعمر بن خالد بن معروف بن صخر بن المقیاس بن حشر تھیں۔

عبدالرحمٰن' عبداللہ اصغر جن کی کنیت ابوالفضل تھی' ام عمر و صغریٰ' ان کی والدہ امتہ بنت عمرو بن عبدالعزیٰ بن عنین بن عبدالعزیٰ بن عامرہ بن عمیرہ ابن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں۔

عبداللہ' ام صالح' ام جمیل وام عبید' ان سب کی والدہ زینب بنت وہب ابن ابی التوائم ہذیل میں سے تھیں۔ حبیبہ بنت صبیحہ جن سے کلیب بن عوف کے معبد ابن عروہ نے نکاح کیا اور ان سے ان کے یہاں اولاد ہوئی۔

صبیحہ کی اولاد میں سب سے زیادہ شریف عبدالرحمٰن بن صبیحہ تھے' مدینہ میں پنجرے والوں کے پاس ان کا مکان تھا۔

عبدالرحمٰن بن صبیحہ کی اولاد میں محمد وموسیٰ تھے' ان کی والدہ بنت راشد آل ابی التوائم کے ہذیل میں سے تھیں' روایت ہے کہ وہ ام علی بنت ہلال بن عمرو بن عامر تھیں جو ہذیل پھر بنی حطیط میں سے تھیں۔

صخر بن عبدالرحمٰن' ان کی والدہ ام یحییٰ بنت جبیر بن عمرو بن ابی قائد خزامہ میں سے تھیں۔

رفاقت صدیقی رضی اللہ عنہ میں سفر کی سعادت:

عبدالرحمٰن بن صبیحہ التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے صبیحہ تمہارا عمرے کو جی چاہتا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں' انہوں نے کہا کہ اپنی سواری قریب لاؤ۔ میں اسے قریب لایا تو ہم دونوں عمرے کے لیے روانہ ہوئے' صبیحہ نے اس سفر میں ان کے کچھ افعال بیان کیے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جنہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا اور ان سے حدیث سن کر یاد رکھی وہ عبدالرحمٰن بن صبیحہ تھے' شاید وہ اور ان کے والد صبیحہ دونوں مل کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ گئے اور دونوں نے ان سے حکایت کی۔

عبدالرحمٰن ثقہ (جن کی روایت حدیث معتبر ہے) اور قلیل الحدیث تھے (جنہوں نے بہت کم حدیثیں روایت کی ہیں)۔

نیار بن مکرم الاسلمی رحمۃ اللہ علیہ:

ان چار اصحاب میں سے تھے جنہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دفن کیا' نماز جنازہ پڑھی اور ان کی قبر میں اترے۔ نیار نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے (حدیث) سنی ہے' ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما:

ابن ربیعہ بن مالک بن عامر بن ربیعہ بن حجر بن سلامان بن مالک بن رفیدہ ابن عنز بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصیٰ بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن ربیعہ بن نزار جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے والد الخطاب بن نفیل کے حلیف تھے۔

عبداللہ کی کنیت ابومحمد تھی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت پانچ یا چھ سال کے تھے۔

عبداللہ ابن عامر کے گھر حضور علیہ السلام کی تشریف آوری:

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مکان میں آئے' میں چھوٹا بچہ تھا کھیلتا ہوا نکلا تو والدہ

نے کہا کہ اے عبداللہ ادھر آؤ میں تمہیں کچھ دوں گی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے انہیں کیا دینے کا ارادہ کیا ہے' عرض کی ایک کھجور دینے کا ارادہ ہے' فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کروگی تو تم پر ایک جھوٹ لکھا جائے گا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ اپنی صغر سنی کی وجہ سے عبداللہ بن عامر نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کلام یاد رکھا ہو' انہوں نے ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے یاد رکھا اور ان لوگوں سے اور اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے دو خلفاء یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو پایا جو غلام کو افترا (یعنی کسی پر زنا کی تہمت لگانے میں بجائے اسی کے) پر چالیس تازیانے مارتے تھے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور ان دونوں کے بعد کے خلفاء کو غلام کی تہمت زنا میں چالیس تازیانے مارتے ہوئے پایا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما کی وفات ۸۵ھ میں عبدالملک بن مروان کے زمانہ خلافت میں مدینے میں ہوئی' وہ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ابوجعفر الانصاری رحمۃ اللہ علیہ:

نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔

ابی جعفر الانصاری سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کا سر اور داڑھی (خضاب کی سرخی سے) مثل ببول کی چنگاری کے تھی۔

ابوسہل الساعدی رحمۃ اللہ علیہ:

ہم سے ان کا نام نہیں بیان کیا گیا۔

ابی سہل الساعدی سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی' انہوں نے ان کی قراءت کا طریقہ بیان کیا۔

اسلم رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کنیت ابوزید تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے ۱۲ھ میں خریدا' اسی سال اشعث بن قیس کو گرفتار کر کے لایا گیا تھا' ان کا پابہ زنجیر ہونا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرنا میری نظروں میں ہے' وہ کہتے تھے کہ اے خلیفہ رسول اللہ' اپنی جنگ کے لیے مجھے آگے کر دیجئے اور اپنی بہن سے میرا نکاح کر دیجئے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ استدعا قبول کر لی ان پر احسان کیا (کہ آزاد کر دیا) اور اپنی بہن ام فروہ بنت قحافہ سے نکاح کر دیا' ان کے یہاں ان سے محمد بن الاشعث پیدا ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کی ہے کہ انہوں نے ان کو اپنی زبان کا کنارہ پکڑ کر یہ

کہتے ہوئے دیکھا کہ اسی نے مجھے بہت سے مقامات میں اتارا' اسلم نے عمر و عثمان رضی اللہ عنہما وغیر ہما سے بھی روایت کی ہے۔

حضرت اسلم رحمۃ اللہ علیہ کا قبیلہ:

اسامہ بن زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ہم لوگ اشعریوں کی قوم میں سے ہیں لیکن ہم لوگ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے احسان کا انکار نہیں کر سکتے۔

عثمان بن عبید اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے بتائے کہ اسلم مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کن لوگوں میں سے تھے' انہوں نے کہا کہ وہ بجادہ کے حبشی تھے' عثمان بن عبید اللہ نے کہا کہ اسی طرح میں نے اپنے والد کو بھی کہتے سنا کہ اسلم حبشی بجادی تھے۔

زید بن اسلم سے خود ان کی روایت کی ہوئی ایک حدیث میں ہے کہ اسلم مولائے عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو زید تھی' اسلم مولائے عمر رضی اللہ عنہ کی وفات مدینے میں عبد الملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی۔

ہنّی مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ:

عمرو بن عمیر بن ہنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زمین کے اندارے (بڑے اور بہت پانی کے کنوئیں) کے سوا اور کسی چیز کی حفاظت نہیں کرتے تھے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی حفاظت کرتے دیکھا ہے' وہ اس کی ان گھوڑوں کے لیے حفاظت کرتے تھے جن پر (سوار ہو کے) جہاد کیا جاتا تھا' زکوٰۃ کے اونٹ جو دبلے لئے جاتے تھے انہیں ربذہ اور اس کے مضافات میں چرنے کے لیے بھیج دیتے تھے' ان کے لیے وہ کسی چیز کی حفاظت نہ کرتے تھے' کنویں والوں کو حکم تھا کہ جو ان کے پاس آ کر پانی پیے اور چرائے اس کو نہ روکیں۔

پھر جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہوئے اور لوگوں کی کثرت ہوئی اور انہوں نے شام و عراق و مصر لشکر بھیجے تو ربذہ کی حفاظت کی اور مجھے اس کی حفاظت پر عامل بنایا۔

مالک الدار رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' وہ لوگ جبلان حمیر کی طرف منسوب تھے' مالک الدار نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی' ان سے ابو صالح السمان (گھی والے) نے روایت کی' مشہور آدمی تھے۔

ابو قرہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبد الرحمٰن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ المخزومی' ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔ ابی قرہ مولائے عبد الرحمٰن بن الحارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کچھ تقسیم کی' میرے لیے بھی وہی حصہ لگایا جیسا کہ میرے آقا کے لیے۔

محمد بن اسماعیل نے ابن ابی ذئب سے روایت کی کہ ابو قرہ کے آقا بنی مخزومہ کے ایک شخص تھے جو ان کے علاوہ تھے جنہوں نے ان کو آزاد کیا تھا۔

زید بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ:

ابن معدی کرب بن ولیعہ بن شرحبیل بن معاویہ بن حجرہ القرد بن الحارث الولادہ ابن عمرو بن معاویہ بن الحارث الاکبر بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ بن کندہ' اور وہ (کندہ) کندی بن عفیر بن عدی بن الحارث بن مرہ بن اود بن زید بن یشجب ابن عریب بن زید بن کہلان بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔

حارث کا نام الولادہ محض ان کی کثرت اولاد کی وجہ سے ہوا' حجر کا نام القرد رکھا گیا' القرد ان کی زبان میں سخی اور بخشش کرنے والے کو کہتے ہیں' حارث الولادہ حجر بن عمرو آکل المرار (درخت تلخ کھانے والے) کے بھائی تھے۔

ملوک اربعہ (چاروں بادشاہ) مخوس ومشرح وجمد وابضعہ فرزندان معدی کرب بن ولیعہ تھے' بطور وفد کے اشعث بن قیس کے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے پھر اپنے شہروں کو گئے اور مرتد ہو گئے' یوم النجیر میں قتل کیے گئے' وہ لوگ ملوک (بادشاہ) اسی وجہ سے کہلائے کہ ان میں سے ہر ایک شخص کی ایک ایک وادی (دو پہاڑوں کے درمیان کا میدان) تھا اور وہ اس کی ہر چیز کا مالک تھا۔

قریش کے ساتھ معاہدہ:

کثیر و زید و عبدالرحمٰن فرزندان صلت نے مدینے کی جانب ہجرت کی' وہیں سکونت اختیار کر لی' قریش کے بنی جمح بن عمرو سے معاہدۂ حلف کر لیا' ان لوگوں کا دیوان و دعوت (دفتر وظیفہ وفوج میں نام) انہیں لوگوں کے ساتھ رہا' یہاں تک کہ جب امیر المومنین المہدی کا زمانہ ہوا تو انہوں نے ان لوگوں کو بنی جمح سے نکال کر حلفائے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ میں داخل کیا' آج ان کی دعوت ان کے ساتھ ہے اور ان کے عیال اب تک بنی جمح میں ہیں۔

زید بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اگر میں کسی چور کو گرفتار کرتا تو میں یہ پسند کرتا کہ اللہ اس کی پردہ پوشی کرے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ زید بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ نے عمر و عثمان رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے' اور وہ قلیل الحدیث تھے۔ ان کے بھائی:

کثیر بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ:

ابن معدی کرب بن ولیعہ بن شرحبیل بن معاویہ بن حجر القرد بن الحارث الولادہ۔

نافع سے مروی ہے کہ کثیر بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ کا نام قلیل تھا' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کثیر رکھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ کثیر بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے' کنیت ابوعبداللہ تھی۔ انہوں نے عمر و عثمان و زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہم سے روایت کی ہے۔ خود اپنی ذات سے بزرگ اور نیک حال تھے' مدینے کی عیدگاہ میں ان کا بہت بڑا مکان تھا' ان کے پہلے عیدین کی عیدگاہ اسی (مکان) کے پاس تھی' وہ (مکان) بطحاء الوادی کے راستے میں تھا جو وسط مدینہ میں تھی۔

کثیر بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں محمد بن عبداللہ بن کثیر تھے جو سخی اور بامروت اور فقیہ تھے' حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو جب ابوجعفر نے والی مدینہ بنایا تو انہوں نے ان کو قاضی بنایا' پھر جب مہدی والی خلافت ہوئے تو انہوں نے

عبدالصمد بن علی کو مدینے سے معزول کر دیا اور محمد بن عبداللہ بن کثیر بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا والی بنا دیا۔

ان دونوں کے بھائی:

عبدالرحمٰن بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ برادر کثیر بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے کچھ افعال مروی ہیں۔ راوی نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ انہوں نے کسی اور سے بھی کوئی حدیث روایت کی ہے۔

عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ:

ابن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب' ان کی والدہ جمیلہ بنت عاصم بن ثابت بن قیس تھیں' اور وہ ابوالاقلح بن عصمہ ابن مالک بن امۃ بن ضبیعہ بن زید تھے جو انصار بنی عمرو بن عوف میں سے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم کی والدہ کا نام بدل دیا' ان کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ جمیلہ۔

ایوب سے مروی ہے.................

عبیداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ:

الحیرۃ اور وہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے دودھ شریک بھائی تھے' مدینے میں قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ عبیداللہ نے کہا کہ میں نے انہیں تلوار ماری' جب انہوں نے تلوار کی آہٹ پائی تو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان سختی پیدا کر لی' عبیداللہ چلے گئے اور ابولؤلؤ کی لڑکی کو جو اسلام کا دعویٰ کرتی تھی قتل کر دیا۔

شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر آپ کی جذباتی کیفیت:

عبیداللہ نے اس روز یہ ارادہ کیا تھا کہ مدینے کے (غلام) قیدیوں کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑیں گے' مہاجرین اولین جمع ہوئے' عبیداللہ کا یہ ارادہ سخت گراں گزرا' ان پر سختی کی اور قیدیوں کے قتل سے روکا۔

عبیداللہ نے کہا کہ واللہ میں ان کو اور دوسروں کو بھی ضرور ضرور قتل کروں گا۔ دوسروں سے ان کی مراد بعض مہاجرین تھے' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ خوشامد کرتے رہے یہاں تک کہ ان سے تلوار لے لی۔

ان کے پاس سعد رضی اللہ عنہ آئے' دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کا سر پکڑ کر باہم پیشانی پکڑنے لگا مگر لوگ حائل ہو گئے۔

پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے' ابھی لوگوں نے ان سے بیعت نہیں کی تھی انہوں نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سر پکڑ لیا' دونوں میں بیچ بچاؤ کر دیا گیا' اس روز زمین لوگوں پر تاریک ہو گئی اور سب اس واقعے سے بہت غمگین ہوئے' عبیداللہ نے جفینہ و ہرمزان اور دختر ابی لؤلؤ کو قتل کر دیا تو لوگوں کو اندیشہ ہوا کہ انہیں سزا نہ دی جائے۔

ابی وجزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اس روز عبیداللہ کو اس حالت میں دیکھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور وہ ایک دوسرے کی پیشانی پکڑ رہے تھے' عثمان رضی اللہ عنہ کہتے تھے خدا تجھے غارت کرے تو نے ایسے شخص کو قتل کیا جو نماز پڑھتا تھا تو نے ایک

چھوٹی بچی کو اور ایک اور شخص کو جو رسول اللہ ﷺ کی پناہ میں تھا قتل کیا' حق کو تیرے چھوڑنے کی گنجائش نہیں' پھر مجھے عثمان رضی اللہ عنہ سے تعجب ہوا کہ جس وقت وہ والی ہوئے انہیں کیونکر چھوڑ دیا لیکن مجھے معلوم ہوا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس معاملے میں مداخلت کر کے انہیں اپنی رائے سے پھیر دیا۔

عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ہرمزان اور دختر ابولؤلؤ کو قتل کیا تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی پیشانی پکڑ کر کھینچنے لگے' سعد رضی اللہ عنہ ان کی پیشانی پکڑ کے گھسیٹتے تھے اور کہتے تھے کہ:

لا اسد الا انت تنهت واحدا وغالت اسود الارض عنك الغوائل

''سوائے تمہارے شیر نہیں ہیں کہ تم تنہا ڈکارتے ہو (جتنا بہت سے شیر مل کے ڈکارتے ہیں) روئے زمین کے شیروں نے تمہاری جانب سے مفاسد مٹا دیئے''۔

یہ شعر کلاب بن علاط برادر حجاج کا ہے' عبیداللہ نے کہا کہ:

تعلم انی لحم ما لا تسیغه فكل من خشاش الارض ما كنت آكلا

''تم جانتے ہو کہ میں اس چیز کا گوشت ہوں جو تمہارے حلق سے نہیں اتر سکتا۔ لہٰذا تم جب تک کھا سکو زمین کے کیڑے مکوڑے کھاتے رہو''۔

پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آئے' عبیداللہ سے گفتگو شروع کی اور خوشامد کر کے ان سے تلوار لے لی' وہ قید خانے میں قید کر لیے گئے' جب عثمان رضی اللہ عنہ والی ہوئے ان کو رہا کر دیا۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ اس روز عبیداللہ ایک جنگجو درندے کی شکل میں تھے' جو عجمیوں کو تلوار سے روکتے تھے' یہاں تک کہ قید خانے میں قید کر دیئے گئے۔ میں خیال کرتا تھا کہ اگر عثمان رضی اللہ عنہ والی ہوں گے انہیں قتل کر دیں گے' اس لیے کہ میں نے وہ سب دیکھا تھا جو انہوں نے ان کے ساتھ کیا تھا' اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے وہ اور سعد رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ ان پر سخت تھے۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جس وقت تم نے ابولؤلؤ کی لڑکی کو قتل کیا تو اس کا کیا گناہ تھا' عثمان رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو علی رضی اللہ عنہ کی رائے اور رسول اللہ ﷺ کے اکابر اصحاب کی رائے ان کے قتل کی ہوئی' لیکن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے اتنی بحث کی کہ انہوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اگر میں عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر قادر ہوتا اور مجھے سلطنت ملتی میں ضرور ان سے قصاص لیتا۔

عکرمہ مولائے ابن عباس سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ اگر عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر قادر ہوں تو انہیں قتل کر دیں۔

زہری سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے مہاجرین وانصار کو بلایا اور کہا کہ مجھے اس شخص کے قتل کے بارے میں مشورہ دو جس نے دین میں رخنہ ڈالا' مہاجرین وانصار متفق ہو کر عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے قتل پر جرأت دلاتے تھے' اکثر لوگوں نے کہا کہ اللہ ہرمزان اور جفینہ کو دور کرے کہ عبیداللہ کو ان کے والد کے پیچھے بھیج دینا چاہتے ہیں۔ اس قول کی کثرت ہو

گئی' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا امیر المومنین یہ امر (قتل) اس کے قبل ہوا کہ آپ کو لوگوں پر سلطنت حاصل ہو' لہٰذا آپ ان سے درگذر کیجئے' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے کلام سے لوگ منتشر ہو گئے۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا تو لوگوں نے دونوں (مقتولین جفینہ و ہرمزان) کے خوں بہا پر اتفاق کیا اور اس پر بھی متفق ہوئے کہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کے بدلے قتل نہ کیا جائے' دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔

لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ میں شمولیت:

جب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو انہوں نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا' وہ بھاگ کے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس چلے گئے' انہیں کے ساتھ رہے اور جنگ صفین میں قتل ہوئے۔

یزید بن یزید بن جابر کہتے تھے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا کہ علی رضی اللہ عنہ جس حالت میں ہیں تم دیکھتے ہو کہ بکر بن وائل ان کی مہمان داری کرتے ہیں' کیا تمہاری رائے ہے کہ تم الشہباء جاؤ' انہوں نے کہا ہاں' عبیداللہ اپنے خیمے میں واپس آئے اور ہتھیار پہنے' سوچا خوف ہوا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے حال پر قتل کر دیئے جائیں گے۔

ایک مولیٰ (آزاد کردہ غلام) نے کہا کہ میرے باپ آپ پر قربان ہوں' معاویہ رضی اللہ عنہ صرف موت کے لیے آپ کو آگے کرتے ہیں' اگر آپ کو فتح ہوئی تو وہ والی ہو جائیں گے اور اگر آپ قتل کر دیئے گئے تو انہیں آپ سے اور آپ کے ذکر سے فرصت مل جائے گی' لہٰذا میرا کہنا مانئے اور عذر کر دیجئے' انہوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے' تم نے جو کچھ کہا میں سمجھ گیا' بحریہ بنت ہانی ان کی بیوی نے کہا کہ مجھے کیا ہوا کہ تمہیں عجلت کرتے دیکھتی ہوں' انہوں نے کہا کہ مجھے امیر نے حکم دیا ہے کہ الشہباء جاؤں' کہنے لگیں' واللہ وہ مثل اس صندوق کے ہے جو کوئی اس کو اٹھاتا ہے وہ ضرور قتل کر دیا جاتا ہے' تم قتل کر دیئے جاؤ گے اور جو شخص (یہ) چاہتا ہے وہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خاموش رہو' واللہ میں آج تمہاری قوم میں بہت کشت وخون کروں گا۔

بیوی نے کہا کہ (میری قوم کا کوئی) مقتول نہ ہوگا' معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمہیں فریب دیا ہے' اور تمہیں خود تمہیں سے دھوکا دیا ہے' ان پر تمہارا ہونا گراں ہے' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے آج سے پہلے اس کے متعلق تمہارے بارے میں فیصلہ کر لیا تھا' اگر تم علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوتے یا اپنے گھر میں بیٹھتے تو یہ زیادہ بہتر ہوتا' تمہارے بھائی نے یہی کیا ہے' حالانکہ وہ تم سے بہتر ہیں' انہوں نے کہا' خاموش رہو' بات کرتے اور مسکراتے جاتے تھے' کہنے لگے کہ تم اپنی قوم کے قیدیوں کو اسی خیمے کے گرد دیکھو گی۔

بیوی نے پھر کہا' واللہ مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے قوم کے پاس جاؤں گی کہ تمہارا جسم مانگ کر اسے دفن کروں' تمہیں فریب دیا گیا ہے' تم ایسی قوم سے بھڑتے ہو جو موٹی گردن والے ہیں' ان میں ایسا سرکش بھی ہے کہ لوگ اسے اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہلاکت کی طرف دیکھتے ہوں' وہ اگر لوگوں کو کھانا پینا ترک کرنے کا حکم دے تو لوگ اسے نہ چکھیں' انہوں نے کہا کہ ملامت کو کم کرو کیونکہ ہمارے نزدیک تمہاری بات نہیں مانی جائے گی۔

جنگ صفین میں شراکت:

پھر عبیداللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' معاویہ رضی اللہ عنہ نے الشہباء کو ان کے ماتحت کر دیا' وہ بارہ ہزار تھے اور آٹھ ہزار اہل شام کو بھی ان کے ماتحت کیا' ان میں ذوالکلاع مع قبیلہ حمیر کے تھے۔

ان لوگوں نے جنگ کی ٹھان لی اور ارادہ کیا کہ علی رضی اللہ عنہ تک پہنچ جائیں جب انہیں قبیلہ ربیعہ نے دیکھا تو گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور نیزہ بازی شروع کر دی' چاروں طرف سے گھیر کے ان پر جھپٹے اور ایسا شدید قتال کیا کہ سوائے نیزوں اور تلواروں کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ عبیداللہ قتل کر دیئے گئے اور ذوالکلاع بھی مارے گئے' جس نے عبیداللہ کو قتل کیا وہ زیاد بن حصفہ التیمی تھا۔

تجہیز و تکفین:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ کی بیوی سے کہا کہ اگر تم اپنی قوم میں جا کر ان لوگوں سے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی لاش کے بارے میں گفتگو کرتیں تو بہتر ہوتا' وہ سوار ہو کے ان کے پاس گئیں' ہمراہ وہ بھی تھا جو انہیں پناہ دے۔

وہ ان لوگوں کے پاس آئیں اور اپنا نسب بیان کیا' لوگوں نے کہا کہ ہم نے پہچان لیا' تمہیں مرحبا بتاؤ کیا کام ہے' انہوں نے کہا کہ یہ لاش جسے تم لوگوں نے قتل کیا ہے اسے لے جانے کی اجازت دو۔

بکر بن وائل کے نوجوان کھڑے ہوئے' لاش کو خچر پر رکھ کر باندھ دیا' بیوی نے لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رخ کیا' معاویہ رضی اللہ عنہ نے لاش کو ایک تابوت میں رکھا' قبر کھودی اور ان پر نماز پڑھ کے دفن کر دیا' پھر رونے لگے' کہتے تھے کہ ابن فاروق رضی اللہ عنہ قتل کر دیا گیا' زندگی و موت میں وہ تمہارے خلیفہ کا فرماں بردار رہا لہٰذا اس کے لیے دعائے رحمت کرو' اگرچہ اللہ نے اس پر رحمت کی تھی اور اسے خیر کی توفیق دی تھی۔

بحریہ بھی ان پر رو رہی تھیں' معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا تھا جب انہیں معلوم ہوا تو کہنے لگیں کہ تمہیں تو ہو کہ ان کے لڑکوں کو یتیم کرنے اور ان کی جان لینے میں عجلت کی' ان پر بعد کے امر عظیم کا پورا خوف تھا' معاویہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دیکھتے نہیں' یہ عورت کیا کہتی ہے' اور جو کچھ سنا تھا بیان کر دیا۔

عمرو نے کہا کہ واللہ تم پر تعجب ہے تم نہیں چاہتے کہ لوگ کچھ کہیں۔ واللہ لوگوں نے تو ان لوگوں کے بارے میں کہا ہے جو ہم سے اور تم سے بہتر تھے' تو وہ لوگ تمہارے بارے میں نہ کہیں گے۔ اے شخص اگر اس سے چشم پوشی (صبر) نہ کرو گے جو تم دیکھتے ہو تو تم خود اپنی طرف سے غم میں رہو گے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ یہی رائے مجھے اپنے والد سے میراث میں ملی ہے۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قتل میں ہم سے اختلاف کیا گیا ہے۔ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ انہیں قبیلہ ربیعہ نے قتل کیا اور کوئی کہتا ہے کہ ہمدان کے کسی شخص نے قتل کیا' کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ انہیں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے قتل کیا اور کوئی کہتا ہے کہ بنی حنفیہ کے کسی شخص نے قتل کیا۔

ابی الحسن سعد مولائے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں جنگ صفین کی رات کو حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ہمراہ نکلا' ہمدان کے پچاس آدمی ساتھ تھے اور چاہتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ سے جا ملیں' وہ دن ایسا تھا کہ فریقین کے درمیان بہت شر ہوا تھا۔

ہم لوگ ہمدان کے ایک کانے آدمی کے پاس سے گزرے جس کا نام مذکور تھا' اس نے اپنے گھوڑے کی پچھاڑی ایک مقتول کے پاؤں سے باندھی تھی' حسن بن علی رضی اللہ عنہما اس کے پاس ٹھہر گئے' سلام کیا اور کہا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا' میں ہمدان کا آدمی ہوں' پوچھا تم یہاں کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اوّل شب میں نے اس مقام پر اپنے ساتھیوں کو چھوڑا تھا' میں ان کی واپسی کا منتظر ہوں' انہوں نے کہا کہ یہ مقتول کون ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے اس کے سوا کچھ معلوم نہیں کہ یہ ہم پر بہت سخت تھا' ہمیں سخت شکست دیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں طیب بن الطیب ہوں' جب تلوار مارتا تھا تو کہتا تھا کہ میں ابن الفاروق رضی اللہ عنہ ہوں' اللہ نے اسے میرے ہاتھ سے قتل کیا۔

حسن رضی اللہ عنہ اتر کے اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تھے' ان کے ہتھیار اس شخص کے آگے تھے' وہ اسے علی رضی اللہ عنہ کے پاس لائے' علی رضی اللہ عنہ نے ان کا سامان اسے دے دیا اور اس کی چار ہزار درہم قیمت لگا کے (اسے دے دی)۔

ابی زرین سے مروی ہے کہ میں صفین میں اپنے مولی کے ہمراہ تھا' چہارم شب گزر جانے کے بعد میں نے علی رضی اللہ عنہ کو گشت کرتے دیکھا' لوگوں کو حکم دیتے تھے اور منع کرتے تھے' لوگوں نے جمعہ کی صبح کی تو مقابلہ کیا اور شدید قتال کیا' عمار بن یاسر اور عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی مقابلہ کیا' عبیداللہ نے کہا کہ میں طیب بن الطیب ہوں' عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ تم خبیث بن الطیب ہو۔ پھر عمار رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کر دیا' اور کہا کہ انہیں حضرمیوں میں سے کسی نے قتل کیا۔

محمد بن عمر نے کہا' مجھے دوسری سند اور دوسرے راوی سے معلوم ہوا کہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس روز عمار رضی اللہ عنہ کا کان کاٹ ڈالا' لیکن ہمارے نزدیک زیادہ ثابت یہ ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ کا کان جنگ یمامہ میں کاٹا گیا۔

ابوحمزہ محمد بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔ کنیت ابوحمزہ تھی' ان کی والدہ جمانہ بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

محمد بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ یہاں حمزہ پیدا ہوئے' انہیں سے ان کی کنیت تھی' ان کے علاوہ قاسم وحمید وعبداللہ اکبر تھے کہ وہی عائذ اللہ تھے۔

عائذ اللہ کی والدہ جویریہ اس ابوعزہ شاعر کی بیٹی تھیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہادری کے ساتھ غزوہ احد میں قتل کیا'

ابوعزہ کا نام عمرو بن عبداللہ ابن عمیر بن اہیب بن حذافہ بن جمح تھا۔

ایک بیٹے عبداللہ تھے اور ایک جعفر جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا' علاوہ ان کے حارث وعثمان وام کلثوم وام عبداللہ تھیں' ان سب کی والدہ امۃ اللہ بنت عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

علی ومحمد' ام ولد سے تھے' ام عبیداللہ اور ایک دوسری بیٹی بھی ام ولد سے تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت محمد بن ربیعہ دس سال سے زائد تھے' ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت کی ہے' البتہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملے تھے اور ان سے روایت کی ہے۔

محمد بن ربیعہ بن الحارث سے مروی ہے انہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ بال لمبے تھے' یہ ذوالحلیفہ میں ہوا' محمد نے

کہا کہ میں اپنی اونٹنی پر تھا اور ذی الحجہ میں حج کا ارادہ کر رہا تھا' مجھے انہوں نے حکم دیا کہ سر کے بال کتروا دوں' میں نے تعمیل کی۔

محمد بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبدالرحمٰن الاعرج (لنگڑے) محمد بن ربیعہ بن الحارث کے آزاد غلام تھے۔

عبداللہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ ضریبہ بنت سعید بن القشب تھیں' قشب کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع بن نضلہ بن مخضب بن صعب بن مبشر بن دہمان تھا جو الازد میں سے تھے' ضریبہ کی والدہ حکیم بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں' سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

عبداللہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد (معلوم نہ ہو سکی)۔

عبداللہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے۔

ابوالغیث سے مروی ہے کہ ۴۲ھ میں جب پہلی مرتبہ مروان بن الحکم معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف سے والی مدینہ ہوا تو اس نے عبداللہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب کو مدینے کا قاضی بنایا' میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ یہ پہلے قاضی ہیں جن کو میں نے اسلام میں دیکھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے ساتھیوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ عبداللہ ابن نوفل بن الحارث' مروان بن الحکم کی جانب سے مدینے کے پہلے قاضی تھے' حالانکہ ان کے اہل بیت ان کے یا اور کسی بنی ہاشم کے قاضی مدینہ ہونے کا انکار کرتے ہیں' ان کے اہل بیت نے کہا کہ ان کی وفات معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد بھی زمانہ دراز تک زندہ رہے۔ اور ۸۴ھ عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔

عبیداللہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

علی بن زید بن جدعان سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن نوفل وسعید بن نوفل ومغیرہ بن نوفل سب قرائے قریش میں سے تھے اور جب سورج نکلتا تھا تو صبح ہی کو جمعہ کی نماز کے لیے چلے جاتے تھے' اس سے وہ اس ساعت کو چاہتے تھے جس میں (مغفرت کی) امید کی جاتی ہے۔ عبیداللہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ سو گئے تو انہیں (بیدار کرنے کے لیے) جھنجھوڑا گیا (یا ان کی پیٹھ میں دھکا دیا گیا) اور کہا گیا کہ یہی وہ ساعت ہے جس کو تم چاہتے ہو' انہوں نے سر اٹھایا (اور اس طرح مسجد کی طرف بھاگے) کہ وہ مثل اس ابر کے تھے جو آسمان پر چڑھتا ہے' یہ اس وقت ہوا کہ آفتاب ڈھل گیا تھا۔

مغیرہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ ضریبہ بنت سعید بن القشب تھیں' قشب کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع

بن نصلہ بن محصب بن صعب ابن مبشر بن دہمان تھا جو الازد میں سے تھے۔

مغیرہ کے یہاں ابوسفیان پیدا ہوئے جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا' ان کی والدہ آمنہ بنت ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

عبدالملک اور عبدالواحد' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

سعید ولوط واسحاق وصالح وربیعہ وعبدالرحمٰن مختلف ام ولد سے تھے۔

عبداللہ وعون بھی ام ولد سے تھے۔

امامہ وام المغیرہ' ان دونوں کی والدہ بنت ہمام بن مطرب بنی عقیل میں سے تھیں۔

علی بن الحسین سے مروی ہے کہ کعب نے مغیرہ بن نوفل کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ قیامت میں میری شفاعت کرنا' انہوں نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور کہا کہ میں کیا ہوں' میں تو مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں' انہوں نے پھر ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے خوب زور سے پکڑ لیا' اور کہا کہ آل محمد کا کوئی مومن ایسا نہیں جسے قیامت میں شفاعت کا حق نہ ہو' پھر کہا کہ اسے (یعنی شفاعت کو) اس کے (یعنی حدیث کے) بدلے یاد رکھنا۔

عبدالملک بن المغیرہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ کعب الاحبار نے میرا ہاتھ پکڑا' زور سے دبایا اور کہا کہ میں اسے تمہارے پاس چھپاتا ہوں تاکہ تم اسے قیامت میں یاد کرو۔ انہوں نے کہا کہ میں اس میں سے کیا یاد کروں گا' انہوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن درجہ بدرجہ اپنے قرابت داروں سے شفاعت شروع کریں گے۔

سعید بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ان کی والدہ ضریبہ بنت سعید بن القشب تھیں جن کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع بن نصلہ بن محضب بن صعب بن مبشر بن دہمان تھا' ازد میں سے تھے۔

سعید بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں اسحاق اکبر وحنظلہ اور ولید وسلیمان واشعث وام سعید جن کا نام امتہ تھا پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام الولید بنت ابی خرشہ ابن الحارث بن مالک بن المسیب خزاعہ کے بنی خبشیہ میں سے تھیں۔

اسحاق اصغر ویعقوب وام عبداللہ وام اسحاق' یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔ رقیہ ان کی والدہ ام کلثوم بنت جعفر بن ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ سعید بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ فقیہ وعابد تھے۔

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہما:

ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی' ان کی والدہ ہند بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف ابن قصی تھیں۔

بچپن میں سعادت:

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے تو ان کی والدہ ہند بنت ابی سفیان جن کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ تھیں انہیں لائیں، رسول اللہ ﷺ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو پوچھا کہ اے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے' انہوں نے کہا کہ یہ آپ کے چچا اور میری بہن کا بیٹا ہے' یہ حارث بن نوفل بن الحارث ابن عبدالمطلب اور ہند بنت ابی سفیان بن حرب کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور دعا فرمائی۔

خاندان اور اولاد:

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہما کی اولاد میں عبداللہ بن عبداللہ ومحمد بن عبداللہ تھے' ان دونوں کی والدہ خالدہ بنت معتب بن ابی لہب بن عبدالمطلب تھیں' خالدہ کی والدہ عاتکہ بنت ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ عاتکہ کی والدہ ام عمرو بنت المقوم بن عبدالمطلب تھیں۔

اسحاق بن عبداللہ وعبیداللہ بن عبداللہ' عبیداللہ الارجوان تھے' فضل بن عبداللہ اور ام الحکم بنت عبداللہ' جن کے یہاں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب سے یحییٰ ومحمد کہ لاولد مر گئے اور عالیہ فرزندان محمد بن علی پیدا ہوئے' ام الحکم کے والد کی والدہ عبداللہ کی بیٹی تھیں' اور زینب بنت عبداللہ وام سعید بنت عبداللہ وام جعفر' ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت العباس بن ربیعہ ابن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ' ان کی والدہ بنت محمد بن صیفی بن ابی رفاعہ بن عابد ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

عون بن عبداللہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں' ضربیہ بنت عبداللہ بھی ام ولد سے تھیں' خالدہ بنت عبداللہ بھی ام ولد سے تھیں' اور ام عمرو وہند دختران عبداللہ بھی ام ولد سے تھیں۔

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ وہ زمانہ عثمان رضی اللہ عنہ میں مکے پر امیر تھے۔

عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ میرے والد نے عثمان رضی اللہ عنہ کی امارت میں نکاح کیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی دعوت کی' صفوان بن امیہ آئے جو بہت بوڑھے تھے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے نوچو کیونکہ وہ زیادہ لذیذ وعمدہ (طریقہ) ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن الحارث کی کنیت ابومحمد تھی۔ انہوں نے الجابیہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے خطبہ سنا ہے۔ اور عثمان بن عفان وابی بن کعب وحذیفہ ابن الیمان وعبداللہ بن عباس اور ابن والد حارث بن نوفل رضی اللہ عنہم سے بھی (حدیث) سنی ہے' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہما اپنے والد کے ساتھ بصرے منتقل ہو گئے تھے' وہاں انہوں نے مکان بنا لیا تھا' ان کا لقب ببہ تھا' جب مسعود بن عمرو کا زمانہ آیا اور عبیداللہ ابن زیاد بصرے سے نکل گیا اور لوگوں نے آپس میں آمد ورفت کی اور قبائل وعشائر نے باہم بلایا تو ان سب نے اپنے معاملے میں اتفاق کر کے عبداللہ بن الحارث بن نوفل رضی اللہ عنہما کو اپنی نماز اور اپنے مال غنیمت کا والی

بنا دیا' اس کے متعلق عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو لکھ دیا کہ ہم لوگ ان سے راضی ہو گئے ہیں' عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے انہیں بصرے پر برقرار رکھا۔

عبداللہ بن الحارث بن نوفل رضی اللہ عنہما منبر پر چڑھے' اور لوگوں سے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت لی' یہاں تک کہ انہیں غنودگی آ گئی' مگر وہ لوگوں سے بیعت لیتے رہے' حالانکہ اپنا ہاتھ پھیلائے ہوئے سو رہے تھے۔ سحیم بن وثیل الیربوعی نے شعر کہا:

بایعت ایقاظا واوفیت بیعتی وبَبَّةُ قد بایعته ونائم

''میں نے بیدار لوگوں سے بیعت کی اور میں نے اپنی بیعت کو پورا کر دیا۔ اور ببہ سے میں نے اس حالت میں بیعت کی وہ سو رہے تھے''۔

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہما ایک سال تک بصرے کے عامل رہے' پھر معزول کر دیئے گئے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ المخزومی عامل ہوئے اور عبداللہ بن الحارث بن نوفل عمان چلے گئے یہاں ان کی وفات ہو گئی۔

سلیمان بن ابی حثمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حذیفہ غانم بن عامر (بن عبداللہ) بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ شفاء بنت عبداللہ بن عبد شمس بن خلف بن صدار بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب تھیں۔

سلیمان بن ابی حثمہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ابوبکر وعکرمہ ومحمد پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ امۃ اللہ بنت المسیب بن صیفی بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

عثمان بن سلیمان' ان کی والدہ میمونہ بنت قیس بن ربیعہ بن ریعان بن حرثان ابن نصر بن عمرو بن ثعلبہ بن کنانہ بن عمرو بن قین بن فہم تھیں۔

زمانۂ فاروقیؓ میں عورتوں کی امامت:

سلیمان بن ابی حثمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بالغ تھے' عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں عورتوں کی امامت کا حکم دیا تھا اور انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے (حدیث) سنی ہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سلیمان بن ابی حثمہ رمضان میں عورتوں کی امامت کرتے تھے۔

ابی بکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو حکم دیا کہ وہ عورتوں کو تراویح پڑھائیں۔

عمر بن عبداللہ العنسی سے مروی ہے کہ ابی بن کعب اور تمیم الداری دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تراویح کے لیے کھڑے ہو کر مردوں کو نماز پڑھاتے تھے' اور سلیمان بن ابی حثمہ مسجد کے صحن میں عورتوں کو تراویح پڑھاتے تھے۔ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عورتیں اور مرد ایک ہی قاری سلیمان بن ابی حثمہ رحمۃ اللہ علیہ پر جمع ہو گئے' عورتوں کو حکم دیتے' وہ رک جاتیں' یہاں تک کہ مرد گزر

جاتے' پھر انہیں چھوڑ دیا جاتا تھا۔

ربیعہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الہدیر بن عبدالعزیٰ بن عامر بن الحارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ سمیہ بنت قیس بن الحارث بن نصلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں۔

ربیعہ بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ وام جمیل ایک ام ولد سے پیدا ہوئے۔

عبدالرحمٰن وعثمان وہارون وعیسیٰ وموسیٰ ویحییٰ وصالح مختلف ام ولد سے پیدا ہوئے۔

ربیعہ بن عبداللہ بن الہدیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے' ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

ابن المنکدر سے مروی ہے کہ ربیعہ بن عبداللہ بن الہدیر کو کہتے سنا کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا۔

ان کے بھائی:

منکدر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الہدیر بن عبدالعزیٰ بن عامر بن الحارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ سمیہ بنت قیس بن الحارث بن نصلہ بن عوف بن عویج ابن عدی بن کعب تھیں۔

منکدر بن عبداللہ کے یہاں عبیداللہ اور ام عبیداللہ پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ سعدہ بنت عبیداللہ عبداللہ بن شہاب بنی زہرہ میں سے تھیں۔

محمد بن المنکدر رقیبہ اور عمر وابوبکر وام یحییٰ مختلف ام ولد سے تھیں۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں:

ابی معشر سے مروی ہے کہ منکدر بن عبداللہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے' انہوں نے پوچھا کہ تمہارے اولاد ہے؟ عرض کی نہیں' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو میں وہ سب تمہیں ہبہ کر دیتی' شام ہوتے ہوتے معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس مال بھیجا' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں کس قدر جلد مبتلا ہوگئی منکدر کو دس ہزار درہم بھیج دیئے' انہوں نے اسی سے ایک لونڈی خریدی وہی محمد وعمر وابوبکر کی ماں تھیں۔ یعنی ام ولد تھیں)۔

عبداللہ بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ اسماء بنت سلامہ بن مخربہ بن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم تھیں۔

عبداللہ بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حارث اور امۃ اللہ پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ ہند بنت مطرف بن سلامہ بن مخربہ بن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم تھیں۔

عبداللہ بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ ملک حبشہ میں پیدا ہوئے' ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت کی ہے' البتہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' مدینے میں ان کا ایک مکان تھا۔

حارث بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

حارث بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام عبدالغفار بنت عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں۔

عبدالعزیز و عبدالملک و عبدالرحمٰن و ام حکیم و حنتمہ' ان سب کی والدہ حنتمہ بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام تھیں۔

محمد و عمر و سعد و ابوبکر و ام فروہ و قریبہ و ابیہ و اسماء' ان سب کی والدہ عائشہ بنت محمد بن الاشعث بن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلہ کندہ میں سے تھیں۔

عیاش بن الحارث ایک ام ولد سے تھے' اور عمر ایک ام ولد سے۔

ام داؤد ام الحارث' ان دونوں کی والدہ ام ابان بنت قیس بن عبداللہ ابن الحصین ذی الغصہ بن یزید بن شداد بن قنان الحارثی تھیں۔

ام محمد و امۃ الرحمٰن' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالرحمٰن و عبداللہ اکبر' ان دونوں کی والدہ عاتکہ بنت صفوان ابن امیہ بن خلف الجحمی تھیں۔

بصرہ کی گورنری:

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو بصرے کا عامل بنایا تھا' بہت تیز بولنے والے آدمی تھے' بصرے کے پیمانے پر نظر پڑی تو کہا کہ یہ بڑا پیمانہ بہت اچھا ہے (قباع صالح ہے) لوگوں نے ان کا لقب القباع (احمق) رکھ دیا۔

واعظ اور پارسا تھے' رنگ میں سیاہی تھی اس لیے کہ ان کی والدہ ایک حبشی عیسائی تھیں' وہ مر گئیں تو حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ ان کے پاس آئے ساتھ بغرض تعزیت اور لوگ بھی آئے مگر سب کنارے رہے' ان کے دین والے لوگ آئے اور ان کا انتظام کیا' ان لوگوں کی بہت بڑی جماعت ان کے پاس آئی اور وہ سب علیحدہ تھے۔

حارث بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ابوالاسود الدؤلی نے (اشعار ذیل میں) عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے کہا ہے:

امیر المؤمنین ابابکر ارحنا من قباع بنی المغیرہ

''اے ابوبکر! اے امیر المومنین! ہمیں قبیلہ بنی مغیرہ کے قباع سے نجات دلائیے۔

حمد ناہ ولمناہ فاعیا علینا مایمرلنا زیرہ

ہم انہیں اچھا بھی سمجھے اور قابل ملامت بھی' ان کے معاملے نے تو ہمیں عاجز و حیران کر دیا۔

سوی ان الفق تکح اکول وسھاك مخاطبه كثيره

یہ اور بات ہے کہ وہ جوان ہیں خوب نکاح کرتے ہیں۔ خوب کھاتے ہیں اور تیز بولنے والے ہیں جن کا کلام بہت ہے۔

کانا حین جئناہ اظمننا بضبعان تورط فی خطیرہ

جس وقت ہم لوگ ان کے پاس آتے ہیں تو گویا ایک ایسے بجو کے قریب آتے ہیں جو گھر میں گھس آیا ہو''۔

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے انہیں بصرے سے معزول کر دیا' ان کی ولایت ایک سال رہی' ان کے بجائے مصعب بن الزبیر کو عامل بنایا' وہ بصرے آئے مختار بن ابی عبید کے مقابلے کے لیے جانے کی تیاری کی۔

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ:

ابن سعید ابی احیحہ بن العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ ام کلثوم بنت عمرو بن عبداللہ بن قیس بن عبدود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لوی تھیں' کلثوم کی والدہ ام حبیب بنت العاص بن امیہ ابن عبدشمس تھیں۔

آل واولاد کی تفصیل:

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے یہاں عثمان اکبر پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے' محمد و عمر پیدا ہوئے' عبداللہ اکبر اور حکم دونوں لاولد مر گئے' ان سب کی والدہ ام البنین بنت الحکم بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

عبداللہ بن سعید کی والدہ ام حبیب بنت جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل تھیں۔

یحییٰ بن سعید اور ایوب جو لاولد مر گئے' ان دونوں کی والدہ عالیہ بنت سلمہ بن یزید مشجعہ بن المجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی بن سعد العشیرہ مذحج میں سے تھیں۔

ابان بن سعید اور خالد اور زبیر جو دونوں لاولد مر گئے' ان سب کی والدہ جویریہ بنت سفیان بن عویف بن عبداللہ بن عامر بن ہلال بن عامر بن عوف بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ تھیں۔

عثمان اصغر بن سعید و داؤد سلیمان و معاویہ و آمنہ' ان سب کی والدہ ام عمرو بنت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھیں۔ ام عمرو کی والدہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ابن عبدشمس تھیں۔

سلیمان اصغر بن سعید' ان کی والدہ ام سلمہ بنت حبیب بن بجیر بن عامر ابن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔

سعید بن سعید' ان کی والدہ مریم بنت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھیں' مریم کی والدہ نائلہ بنت الفرافصہ بن الاحوص قبیلہ کلب سے تھیں۔

عنبسہ بن سعید ایک ام ولد سے تھے۔ عقبہ بن سعید اور مریم' دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ ابراہیم بن سعید' ان کی والدہ بنت سلمہ بن قیس بن علاثہ بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب تھیں۔

جریر بن سعید و ام سعید بنت سعید' ان دونوں کی والدہ عائشہ بنت جریر بن عبداللہ البجلی تھیں۔

رملہ بنت سعید و ام عثمان بنت سعید و امیمہ بنت سعید' ان سب لڑکیوں کی والدہ امیمہ بنت عامر بن عمرو بن ذبیان بن ثعلبہ بن عمرو بن یشکر بجیلہ میں سے تھیں اور بجیلہ ابی اراکہ کی بہن تھیں اور وہ الرواع بنت جریر بن عبداللہ البجلی تھیں۔

حفصہ بنت سعید اور عائشہ کبریٰ وام عمر وام یحییٰ' وفاختہ وام حبیب کبریٰ ام حبیب صغریٰ وام کلثوم وسارہ وام داؤد وام سلیمان وام ابراہیم وحمیدہ' یہ سب لڑکیاں مختلف ام ولد سے تھیں۔

عائشہ صغریٰ بنت سعید ان کی والدہ ام حبیب بنت بجر عامر بن مالک بن جعفر ابن کلاب تھیں۔

وفات نبوی کے وقت آپ کی عمر:

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو سعید نو یا قریب نو سال کے تھے' یہ اس لیے کہ ان کے والد عاص بن سعید بن العاص بن امیہ جنگ بدر میں بحالتِ کفر مارے گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مکالمہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں بے رُخی کرتے دیکھتا ہوں' گویا تمہارا گمان یہ ہے کہ میں نے ہی تمہارے والد کو قتل کیا ہے۔ میں نے اسے قتل نہیں کیا اسے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا' اور اگر میں اسے قتل کرتا تو میں ایک مشرک کے قتل سے عذر نہ کرتا۔ میں نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ ہی قتل کرتے تو آپ حق پر تھے اور وہ باطل پر تھا' عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات نے ان سے خوش کر دیا۔

عمرو بن سعید' یحییٰ بن سعید الاموی نے اپنے دادا سے روایت کی کہ سعید ابن العاص رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر البلاط والے مکان اور اپنے چچاؤں کی زمین کے قطعات میں جو رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے زیادہ کرنے کو کہا: عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صبح کی نماز ہمارے ساتھ پڑھنا' سویرے آنا اور مجھے اپنی حاجت یاد دلانا۔

انہوں نے کہا کہ میں نے یہی کیا' جب وہ واپس ہوئے تو میں نے کہا کہ یا امیر المومنین میری وہ حاجت جس کے متعلق آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اسے آپ کو یاد دلاؤں' وہ میرے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے' فرمایا کہ اپنے مکان کی طرف چلو' میں اس کے پاس پہنچا' انہوں نے میرے لیے زمین میں اضافہ کر دیا اور اپنے پاؤں سے نشان کر دیا۔

عرض کی' یا امیر المومنین اور زیادہ دیجیے' کیونکہ میرے متعلقین اولاد بہت بڑھ گئی ہے۔ فرمایا تمہیں یہ کافی ہے' یہ بات اپنے ہی تک پوشیدہ رکھنا کہ میرے بعد وہ شخص والی امر ہوگا جو تمہارے ساتھ صلہ رحم (سلوک) کرے گا۔ اور تمہاری حاجت پوری کرے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قرابت:

میں خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے۔ انہوں نے خلافت کو شوریٰ و رضامندی سے حاصل کیا' میرے ساتھ صلہ رحم کیا اور احسان کیا' میری حاجت پوری کی اور اپنی امانت میں شریک کیا۔

لوگوں نے کہا کہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قرابت کی وجہ سے انہیں کے نواح میں رہے' جب عثمان

رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفے سے معزول کر دیا تو سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو بلا کر انہیں عامل بنایا' کوفے میں آئے تو اس وقت تک نوجوان ناز پروردہ ناتجربہ کار تھے' انہوں نے کہا کہ میں منبر پر تاوقتیکہ وہ خوب پاک صاف نہ کیا جائے نہ چڑھوں گا۔

حکم ہوتے ہی منبر دھویا گیا' سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اس پر چڑھے' اہل کوفہ کو خطبہ سنایا جس میں ان لوگوں کو قصوروار بتایا' نااتفاقی اور اختلاف کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ یہ بستی قریش کے بچوں کا باغ ہے۔

لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کی شکایت کی' انہوں نے کہا کہ جب کبھی تم میں سے کوئی شخص اپنے امیر سے ذرا سی بھی سختی دیکھتا ہے تو وہ ہم سے خواہش کرتا ہے کہ ہم اسے معزول کر دیں۔

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ مدینے وفد کے طور پر عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' بڑے بڑے مہاجرین وانصار کے پاس تحفے اور چادریں بھیجیں۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھی بھیجا' جو کچھ انہیں بھیجا تھا وہ انہوں نے قبول کیا اور کہا کہ بنی امیہ نے مجھے میراث محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی قدر فوقیت دی ہے' واللہ اگر میں زندہ رہا تو اس کی وجہ سے ان لوگوں کو اس طرح کھرچوں گا جس طرح قصاب کندے (یعنی قیمہ کوٹنے کی لکڑی) سے میلے گوشت کو کھرچتا ہے۔

بحیثیت عامل کوفہ:

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کوفے واپس آئے اور وہاں کے باشندوں کو سخت نقصانات پہنچائے' چند مہینے کم پانچ سال تک عامل رہے۔

ایک مرتبہ انہوں نے کوفے میں کہا کہ تم میں سے کس نے چاند دیکھا ہے؟ یہ عید الفطر کا واقعہ ہے قوم نے کہا کہ ہم نے نہیں دیکھا۔ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے۔ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کیا ساری قوم میں سے صرف تم نے اپنی اس کانی آنکھ سے دیکھا ہے۔ ہاشم نے کہا کہ تم مجھے میری آنکھ سے عیب لگاتے ہو حالانکہ وہ اللہ کی راہ میں گئی ہے' ان کی آنکھ پر جنگ یرموک میں چوٹ لگی تھی۔

ہاشم نے اپنے مکان میں بغیر روزے کے صبح کی اور اپنے ساتھ لوگوں کو ناشتہ کرایا' سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو ان کو بلا بھیجا' مارا اور ان کا مکان جلا دیا۔

ام الحکم بنت عتبہ بن ابی وقاص جو مہاجرات میں سے تھیں اور نافع بن ابی وقاص کوفے سے روانہ ہوئے' مدینے آئے اور سعید رضی اللہ عنہ نے ہاشم کے ساتھ جو کچھ کیا تھا اسے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا' سعد رضی اللہ عنہ' عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا' عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاشم کے بدلے سعید رضی اللہ عنہ تمہارے لیے ہیں تم انہیں مارنے کے عوض میں مارو۔ سعید رضی اللہ عنہ کا مکان ہاشم کے مکان کے بدلے تمہارے لیے ہے' لہٰذا اسے جلا دو جیسا کہ انہوں نے ان کا مکان جلا دیا۔

عمر بن سعد جو اس زمانے میں بچے تھے دوڑتے ہوئے گئے اور سعد رضی اللہ عنہ کے مکان میں جو مدینے میں تھا آگ لگا دی' یہ خبر عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوئی تو انہوں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور ان سے باز رہنے کی درخواست کی' جس سے وہ باز آ گئے۔

مالک بن الحارث الاشتر' یزید بن کفف' ثابت بن قیس' کمیل بن زیاد النخعی' اور زید و صعصعہ فرزندان صوحان العبدی اور حارث بن عبداللہ الاعور' جندب ابن زہیر الذدی ابوزینب الازدی اور اصغر بن قیس الحارثی نے کوفے سے عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب کوچ کیا اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کی درخواست کی۔

سعید بھی بطور وفد عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' ان لوگوں کے ساتھ ساتھ پہنچے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے سعید رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے سے انکار کیا اور اپنے عمل پر واپس جانے کا حکم دیا۔

اہل کوفہ کی بغاوت:

اشتر اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسی شب کو روانہ ہوا' دس رات میں کوفے چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔ منبر پر چڑھ کر کہا کہ یہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ تمہارے پاس آیا ہے جو گمان کرتا ہے کہ یہ بستی قریش کے لڑکوں کا باغ ہے' حالانکہ یہ بستی تم لوگوں کے سروں کے گرنے کا مقام ہے' تمہارے نیزوں کا مرکز ہے اور تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی غنیمت ہے' جو شخص اپنے اوپر اللہ کا حق سمجھتا ہے وہ الجرعہ تک اٹھ کر جائے۔

لوگ روانہ ہوئے' الجرعہ میں جو کوفے اور حیرہ کے درمیان تھا لشکر قائم کیا۔ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ آئے العذیب میں اترے۔

اشتر نے یزید بن قیس الارحبی اور عبداللہ بن کنانہ العبدی کو بلایا' دونوں بڑے جنگجو تھے' ان کو پانچ پانچ سو سواروں پر امیر بنایا اور کہا کہ تم کو سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس جانا ہے' تم اسے نکال دو اور اس کے صاحب (عثمان رضی اللہ عنہ) سے ملا دو' اگر وہ انکار کرے تو اس کی گردن مار کے اس کا سر میرے پاس لے آؤ۔

وہ دونوں سعید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' ان سے کہا کہ اپنے صاحب (عثمان رضی اللہ عنہ) کی جانب کوچ کرو' انہوں نے کہا کہ میرے اونٹ پیاسے ہیں' چند روز انہیں چارہ دوں گا' ہم مصر میں آئیں گے' اپنی ضروریات خریدیں گے توشہ لیں گے' پھر میں کوچ کروں گا' ان دونوں نے کہا کہ نہیں' واللہ ایک ساعت بھی نہیں۔ تمہیں ضرور ضرور کوچ کرنا ہوگا یا ہم لوگ تمہاری گردن مار دیں گے۔

جب انہوں نے ان دونوں کا اصرار دیکھا تو عثمان رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے کوچ کیا' اور وہ دونوں اشتر کے پاس آئے اور اسے خبر دی' اشتر اپنی چھاؤنی سے کوفے واپس گیا' منبر پر چڑھا' اللہ کی حمد و ثنا بیان کی' اور کہا کہ اے اہل کوفہ واللہ مجھے تمہارے اور اللہ ہی کے لیے غصہ آیا' ہم نے اس شخص (سعید رضی اللہ عنہ) کو اس کے صاحب (عثمان رضی اللہ عنہ) سے ملا دیا' میں نے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو تمہاری نماز اور تمہاری سرحد کا اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کو تمہاری غنیمت پر والی بنایا ہے۔

وہ اترا اور کہا کہ اے ابوموسیٰ تم منبر پر چڑھو' ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں تاوقتیکہ تم لوگ آؤ' امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت کرو اور اپنی گردنوں میں انہیں کی بیعت کی تجدید کرو۔

لوگوں نے ان کی یہ بات قبول کر لی۔ انہوں نے ان کی ولایت قبول کر لی اور ان لوگوں کی گردنوں میں عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تجدید کی' انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھ دیا' عثمان رضی اللہ عنہ کو اس سے تعجب ہوا اور وہ مسرور ہوئے۔ اہل کوفہ کے شاعر عتبہ بن الوعل التغلبی نے کہا کہ:

تصدق علینا ابن عفان واحتسب وامر علینا الاشعری لیا لیا

''اے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ نیکی کرو اور احسان کرو اور ہم پر چند راتوں کے لیے الاشعری رضی اللہ عنہ کو امیر بنا دو''۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا' ہاں۔ اگر میں زندہ رہا تو مہینوں اور برسوں کے لیے انہیں امیر بناتا ہوں۔

جو کچھ کہ اہل کوفہ نے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تو جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ پر جراءت کی گئی ہے تو یہ سب سے پہلی کمزوری تھی جو ان میں آ گئی۔

کوفے پر ابوموسیٰ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے والی رہے' یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع:

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ جس وقت کوفے سے واپس آئے تو مدینے ہی میں رہے' یہاں تک کہ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ان کا محاصرہ کر لیا' سعید رضی اللہ عنہ مکان میں برابر ان لوگوں کے ہمراہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے جو ان کے ہمراہ تھے' وہ ان سے جدا نہ ہوئے اور ان کے لیے قتال کرتے رہے۔

عبداللہ بن ساعدہ سے مروی ہے کہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ' عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین کب تک آپ ہمارے ہاتھوں کو روکیں گے' ہم لوگوں کو کھایا جا رہا ہے' یہ وہ قوم ہے کہ ان میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے ہم پر تیراندازی کی ہے اور ایسے بھی ہیں جنہوں نے ہمیں پتھر مارے ہیں اور ان میں وہ بھی ہے جو اپنی تلوار نیام سے باہر کیے ہوئے ہے' لہٰذا ہمیں آپ حکم دیجئے۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ میں ان لوگوں کا قتال نہیں چاہتا' اگر میں ان کا قتال چاہتا تو مجھے امید تھی کہ ان سے محفوظ ہو جاتا' لیکن میں انہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں' اور انہیں بھی اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو ان لوگوں کو ہمارے پاس لائے ہیں۔ عنقریب ہم لوگ اپنے رب کے پاس جمع ہوں گے' رہا قتال تو میں واللہ تمہیں قتال کا حکم نہیں دوں گا۔

سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ ہم کسی کو کبھی آپ سے نہ پوچھیں گے' انہوں نے نکل کر قتال کیا یہاں تک کہ ان کا سر پھٹ گیا۔

مصعب بن محمد بن عبداللہ بن ابی امیہ سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے اس روز سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو قتال کرتے دیکھا تھا کہ اس روز انہیں ایک شخص نے ایک ایسی تلوار ماری جس نے دماغ کو زخمی کر دیا' میں نے انہیں اس حالت میں دیکھا ہے کہ وہ جب جنگ کا شور سنتے تھے تو ان پر بیہوشی طاری ہو جاتی۔

جنگ جمل سے قبل عوام سے خطاب:

لوگوں نے بیان کیا کہ مکے سے جب طلحہ وزبیر وعائشہ رضی اللہ عنہم بصرے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو ان کے ہمراہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور مروان بن الحکم اور عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید اور مغیرہ بن شعبہ بھی تھے' جب یہ لوگ مر الظہر ان میں اترے جس کو ذات عرق کہا جاتا ہے تو سعید بن العاص کھڑے ہوئے' اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا:

امابعد! عثمان رضی اللہ عنہ دنیا میں پسندیدہ ہو کے زندہ رہے اور اس سے گئے تو ان کی کمی محسوس کی جا رہی ہے' انہوں نے نیکی و

شہادت کی وفات پائی' اللہ ان کے حسنات کو بڑھائے اور ان کے سیئات کو گھٹائے' ان کے درجات کو ان انبیاء وشہداء وصدیقین و صالحین کے ساتھ بلند کرے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے اور رفاقت کے لیے یہی لوگ اچھے ہیں۔

اے لوگو! تمہارا دعویٰ ہے کہ تم لوگ خون عثمان رضی اللہ عنہ کے انتقام کے لیے نکلے ہو' اگر تم لوگ یہی چاہتے ہو تو قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ انہیں سواریوں کے آگے اور پیچھے ہیں' لہٰذا اپنی تلواروں سے ان پر ٹوٹ پڑو' ورنہ اپنے اپنے گھر واپس جاؤ اور مخلوق کی رضامندی میں اپنے آپ کو قتل نہ کرو' لوگ قیامت میں کچھ بھی تمہارے کام نہ آ سکیں گے۔

مروان بن الحکم نے کہا کہ ہم واپس نہیں جائیں گے ہم ان کے بعض کو بعض سے ماریں گے' ان میں سے جو قتل کر دیا جائے گا اس میں کامیابی ہو جائے گی' اور اس سے فرصت مل جائے گی اور جو بچنے والا بچ جائے گا تو ہم اسے اس حالت میں تلاش کریں گے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے قتل کی وجہ سے سست و کمزور ہو گا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپ کی تائید:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا کہ رائے تو وہی مناسب ہے جو سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے سوچی ہے' جو قبیلہ ہوازن کا ہو اور میرے ساتھ ہونا چاہے تو وہ ایسا کرے' ان میں سے کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو گئے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ طائف میں اترے اور وہیں رہے تا آنکہ جنگ جمل وصفین کا وقت گزر گیا۔

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ مع ان لوگوں کے جنہوں نے ان کی پیروی کی روانہ ہوئے' مکے میں اترے' اور وہیں رہے یہاں تک کہ جنگ جمل وصفین کا وقت گزر گیا۔

طلحہ وزبیر وعائشہ رضی اللہ عنہم اور ان کے ہمراہ عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید ومروان بن الحکم اور قریش وغیرہ میں سے ان کے متبعین بصرے روانہ ہو گئے۔ جنگ جمل میں شریک ہوئے' جب معاویہ رضی اللہ عنہ والی خلافت ہوئے تو مروان بن الحکم کو والی مدینہ بنایا پھر انہیں معزول کر دیا اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو والی بنایا' حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی وفات ان کی اسی ولایت میں ۵۰ھ میں مدینے میں ہوئی' ان پر سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

مروان بن الحکم

نام ونسب اور خاندان:

ابن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ ام عثمان یعنی آمنہ بنت علقمہ بن صفوان بن امیہ بن محرث بن خمل بن شق بن رقبہ بن مخدج بن الحارث بن ثعلبہ بن مالک بن کنانہ تھیں۔ آمنہ کی والدہ صعبہ بنت ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھیں۔

مروان بن الحکم کے یہاں تیرہ بیٹا بیٹی پیدا ہوئے' عبدالملک کہ انہیں سے ان کی کنیت تھی' اور معاویہ وام عمرؓ ان کی والدہ عائشہ بنت معاویہ ابن المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

عبدالعزیز بن مروان اور ام عثمانؓ' ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت زبان ابن الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب قبیلہ کلب کی تھیں۔

بشر بن مروان اور عبدالرحمٰن جو لاولد مر گیا' ان دونوں کی والدہ قطیہ بنت بشر بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔

ابان بن مروان وعبیداللہ وعبداللہ کہ لاولد مر گیا اور ایوب وعثمان وداؤد ورملہ' ان سب کی والدہ ام ابان بنت عثمان بن عفان بن ابی العاص ابن امیہ تھیں۔ ام ابان کی والدہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

عمرو بن مروان وام عمروؓ ان کی والدہ زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد ابن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

محمد بن مروان اور ان کی والدہ زینب ام ولد تھیں۔

ابتدائی حالات:

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت مروان بن الحکم آٹھ سال کے تھے' اپنے والد کے ساتھ مدینے ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ ان کے والد حکم بن ابی العاص کی وفات مدینے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔ پھر مروان اپنے چچازاد بھائی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے' ان کے کاتب تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کریمانہ سلوک:

ان کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ نے مالوں کا حکم دیا' اس بارے میں اپنے صلہ قرابت اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی واحسان کی تاویل کرتے' لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے انہیں مقرب بنانے اور ان کی بات ماننے پر سخت نکتہ چینی کرتے اور خیال کرتے کہ ان امور کا اکثر حصہ جو عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے مروان کا ہے' یہ محض مروان کی رائے ہے نہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی۔

عثمان رضی اللہ عنہ جو کچھ مروان کے ساتھ کرتے' اور انہیں مقرب بناتے لوگ اس پر معترض تھے' مروان انہیں ان کے اصحاب اور لوگوں پر برانگیختہ کرتے' لوگ ان کے بارے میں جو گفتگو کرتے اور ان کی وجہ سے جو دھمکی دیتے وہ سب انہیں پہنچاتے تھے' اور یقین دلاتے تھے کہ وہ اس کے ذریعے سے ان سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔

عثمان رضی اللہ عنہ کریم وسلیم وحبیب تھے' وہ ان باتوں میں سے بعض میں ان کی تصدیق کرتے اور بعض کا ان سے انکار کر دیتے' مروان ان کے سامنے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کرتے' وہ انہیں اس سے روکتے اور ڈانٹتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مکالمہ:

جب عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو مروان ان کے لیے سخت قتال کر رہے تھے' اسی زمانے میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کا ارادہ کیا' مروان وزید بن ثابت وعبدالرحمٰن ابن عتاب بن اسید بن ابی العیص ان کے پاس آئے اور سب نے عرض کی کہ اے ام المومنین اگر آپ قیام کرتیں تو خوب ہوتا۔ کیونکہ امیر المومنین جیسا کہ آپ دیکھتی ہیں' محصور ہیں' آپ کا قیام ان چیزوں میں سے ہے جس سے اللہ ان کے پاس (محاصرے کو) دور کر دے گا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اپنی سواری پر بیٹھ چکی اور اپنے راحت وآرام کو ترک کر دیا میں قیام کرنے پر قادر نہیں ہوں۔

ان لوگوں نے پھر اسی بات کو دہرایا اور انہوں نے جو جواب دیا تھا اسی کا اعادہ کیا' مروان یہ کہتے ہوئے اٹھے:

وحرق قیس علی البلاد حتی اذا ما اسْتعَرت اجدنا

''اور قیس نے شہروں کو آگ لگا دی یہاں تک کہ جب وہ بھڑک جائے گی تو اسے گل کرے گا''۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے اشعار کو مجھ پر صادق کرنے والے' اگر تمہارے اور تمہارے ان ساتھی کے جن کے معاملے نے تمہیں مشقت میں ڈالا ہے دونوں کے پاؤں میں چکی (بندھی) ہو اور تم دونوں سمندر میں ڈوبتے ہو تب بھی مجھے کے جانا پسند ہے۔

باغیانِ خلافت سے مقابلہ:

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ یوم الدار میں مروان سخت قتال کر رہے تھے' اس روز ان کے ٹخنے میں ایسی تلوار لگی جس سے یہ گمان ہوتا کہ وہ اس زخم سے مر جائیں گے۔

ابی حفصہ مولائے مروان سے مروی ہے کہ اس روز مروان بن الحکم رجز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ کون مجھ سے قتال کرے گا۔ مقابلے پر عروہ ابن شییم بن البیاع اللیثی آیا' لیثی نے گدی پر تلوار ماری جس سے مروان اپنے منہ کے بل گر پڑا' عبید بن رفاعہ بن رافع الرزقی اٹھ کر جو چھری ان کے پاس تھی وہ لے کے اس کے پاس گئے کہ اس کا سر کاٹ دیں' ان کی رضاعی ماں فاطمہ الثقفیہ جو ابراہیم بن العربی حاکم یمامہ کی دادی تھیں اٹھ کر گئیں اور کہا کہ اگر تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو تو قتل تو کر چکے' اب گوشت کاٹ کے کیا کرو گے' عبید بن رفاعہ شرما گئے اور چھوڑ دیا۔

عیاش بن عباس سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو اس روز ابن البیاع کے پاس موجود تھا۔ ابن البیاع مروان بن الحکم سے قتال کر رہا تھا' اس کی قبا میری نظر میں ہے جس کے دامن اس نے کمربند کے نیچے کر لیے تھے اور قبا کے نیچے زرہ تھی' اس نے مروان کی گدی پر ایک ضرب ماری جس نے اس کی گردن کی رگیں کاٹ دیں اور وہ اوندھے منہ گر پڑا' لوگوں نے یہ قصد کیا کہ اس کا کام تمام کر دیں' کہا گیا کہ کیا تم لوگ گوشت کاٹو گے' تو اسے چھوڑ دیا گیا۔

عبید بن رفاعہ سے مروی ہے کہ مجھ سے یوم الدار (قتل عثمان رضی اللہ عنہ) کے بعد والد نے جو مروان بن الحکم کا ذکر کر رہے تھے' کہا کہ اے اللہ کے بندو' میں نے اس کے ٹخنے پر ایسی تلوار ماری کہ میں تو یہی خیال کرتا تھا کہ وہ مر گیا' لیکن ایک عورت نے مجھے غیرت دلائی اور کہا کہ تم اس کا گوشت کاٹ کے کیا کرو گے' مجھے غیرت آئی' اور چھوڑ دیا۔

نافع سے مروی ہے کہ یوم الدار میں مروان کو ایسی تلوار ماری گئی جس نے ان کے دونوں کان کاٹ دیئے' ایک شخص آیا جو چاہتا تھا کہ ان کا کام تمام کر دے' اس کی ماں نے اس سے کہا کہ سبحان اللہ کیا تم میت کے جسم کا مثلہ (قطع اعضا) کرو گے؟ اس نے انہیں چھوڑ دیا۔

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد:

لوگوں نے کہا کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم خون عثمان رضی اللہ عنہ کے انتقام کی طلب میں بصرے گئیں تو مروان بن الحکم ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا' اور اس روز بھی اس نے سخت قتال کیا' جب اس نے لوگوں کو بھاگتے اور طلحہ بن

عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو کھڑے دیکھا تو کہا واللہ' عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا ذمہ دار یہی ہے' یہی سب سے زیادہ ان پر سخت تھا' میں آنکھ سے دیکھنے کے بعد کوئی علامت تلاش نہ کروں گا۔ ایک تیر نکال کے مارا اور قتل کر ڈالا۔

مروان نے اتنا قتال کیا کہ اسے بحالت زخم اٹھا کے عنزہ کی ایک عورت کے مکان پر پہنچایا گیا' ان لوگوں نے اس کا علاج کیا اور اس کی نگرانی کی' مروان کے متعلقین ان لوگوں کا اس امر پر برابر شکریہ ادا کرتے رہے۔

اصحاب جمل بھاگ گئے' مروان چھپ گیا' اس کے لیے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے امان لی گئی' انہوں نے امان دے دی' مروان نے کہا کہ مجھے اس وقت تک نہ قرار آئے گا جب تک کہ میں ان سے بیعت نہ کروں۔ وہ ان کے پاس آیا اور بیعت کی۔

مدینہ کی گورنری:

اس کے بعد مروان بن الحکم مدینے چلا گیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ والی خلافت ہوئے۔ ۴۲ھ میں انہوں نے مروان بن الحکم کو والی مدینہ بنا دیا' پھر اسے معزول کر دیا اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو والی بنا دیا۔ انہیں بھی معزول کر کے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو والی بنایا۔ وہ اس کی وفات تک مدینے کے والی رہے' مروان ان کے زمانے میں مدینے سے معزول تھا۔

واقعہ حرہ اور مروان:

یزید نے ولید بن عتبہ کے بعد عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو والی مدینہ بنایا' ایام حرہ میں اہل مدینہ نے حملہ کیا تو انہوں نے عثمان بن محمد اور بنی امیہ کو مدینہ سے نکال دیا اور ان لوگوں کو شام کی طرف جلاوطن کر دیا' انہیں میں مروان بن الحکم بھی تھا۔

انہوں نے ان لوگوں سے قسمیں لیں کہ وہ اہل مدینہ کے پاس واپس نہ آئیں گے اور اگر قادر ہوں گے تو اس لشکر کو واپس کرانے پر قادر ہوں گے۔ جو مسلم بن عقبہ المری کے ہمراہ اہل مدینہ کی جانب روانہ کیا گیا ہے۔

یہ لوگ مسلم بن عقبہ کے سامنے آئے اسے سلام کیا' وہ ان لوگوں سے مدینہ واہل مدینہ کو دریافت کرنے لگا' مروان اسے خبر دینے لگا اور اسے لوگوں کے خلاف برانگیختہ کرنے لگا۔

مسلم نے اس سے کہا کہ تم لوگوں کی کیا رائے ہے' امیر المومنین کے پاس جاتے ہو یا میرے ساتھ چلتے ہو' ان لوگوں نے کہا کہ ہم امیر المومنین کے پاس جاتے ہیں' البتہ مروان نے کہا کہ میں تو تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

مروان اس کے ساتھ معین ومددگار بن کے واپس ہوا اور اہل مدینہ پر فتح پائی' لوگ قتل کیے گئے' مدینہ تین مرتبہ لوٹا گیا۔ مسلم بن عقبہ نے یہ واقعہ یزید کو لکھا۔ مروان بن الحکم کا شکریہ لکھا' اپنے ساتھ اس کی مدد' اس کی خیر خواہی اور اس کے قیام کا بھی ذکر کیا۔

مروان یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام میں آیا' یزید نے اس کا شکریہ ادا کیا' اپنا مقرب بنایا اور نزدیکان صحبت میں سے کیا' مروان یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات تک شام میں رہا۔

یزید نے اپنے بعد اپنے بیٹے معاویہ بن یزید کو ولی عہد نامزد کیا تھا' لوگوں نے اس سے بیعت کر لی اور اس کے پاس تمام آفاق سے بیعت کی خبر آ گئی سوائے اس اختلاف کے جو ابن الزبیر اور اہل مکہ کی طرف سے ہوا۔

معاویہ بن یزید تین مہینے اور کہا جاتا ہے کہ چالیس رات والی رہے‘ وہ برابر گھر ہی میں رہے لوگوں کے پاس نہ آ سکے کیونکہ علیل تھے۔ دمشق میں ضحاک بن قیس الفہری کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے تھے‘ جب معاویہ بن یزید سخت علیل ہوئے تو ان سے کہا گیا کہ اگر آپ کسی کو ولی عہد اور خلیفہ بنا دیتے تو بہتر ہوتا۔

معاویہ نے کہا کہ واللہ مجھے اس خلافت نے زندگی میں کوئی نفع نہ دیا جو میں اسے مرنے کے بعد بھی اپنی گردن میں ڈالوں‘ اگر وہ خیر ہوتی تو آلِ ابی سفیان نے اس سے بہت سی خیر اس طرح جمع کر لی ہوتی کہ بنی امیہ اس کی حلاوت نہ لے جاتے اور میں اس کی تلخی کو اپنی گردن میں نہ ڈالتا۔ واللہ‘ اللہ تعالیٰ مجھ سے کبھی اس کی باز پرس نہ کرے گا (کہ تم نے کسی کو ولی عہد یا خلیفہ کیوں نہیں بنایا)۔

جب میں مر جاؤں تو ولید بن عتبہ بن ابی سفیان مجھ پر نماز پڑھیں اور ضحاک بن قیس لوگوں کو پنجگانہ نماز پڑھائیں‘ یہاں تک کہ لوگ اپنے لیے کسی کو خلیفہ منتخب کر لیں اور کوئی شخص خلافت کو قائم کرے۔

معاویہ بن یزید دفن کر دیئے گئے‘ تو مروان بن الحکم ان کی قبر پر کھڑا ہوا اور کہا کہ تم جانتے ہو کہ تم نے کس کو دفن کیا‘ لوگوں نے کہا کہ معاویہ بن یزید کو‘ اس نے کہا کہ یہ ابو لیلیٰ ہیں‘ ازنم الفزاری نے کہا:

انی اری فتناً تغلی مراجلها فالملك بعد ابی لیلی لمن غلبا

''میں دیکھتا ہوں کہ فتنوں کی دیگیں ابلتی ہیں۔ ابو لیلیٰ کے بعد سلطنت اس کی ہوگی جو غالب آئے گا''۔

شام میں لوگوں میں اختلاف ہوا۔ امرائے لشکر میں سے سب سے پہلے جس نے مخالفت کی اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو دعوت دی وہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ تھے جو حمص میں تھے اور زفر بن الحارث کہ قنسرین میں تھے‘ دمشق میں خفیہ طور پر ضحاک بن قیس نے دعوت دی۔ پھر انہوں نے لوگوں کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کی علانیہ دعوت دی‘ سب نے ان کی یہ دعوت قبول کر لی اور ان کی بیعت کر لی۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوا تو انہوں نے ضحاک بن قیس کو شام کی عہدہ داری کے لیے لکھ دیا‘ ضحاک بن قیس نے ان امرائے لشکر کو لکھا جنہوں نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کی طرف دعوت دی تھی‘ وہ ان کے پاس آئے۔

ابن زیاد کی سازش:

مروان نے یہ دیکھا تو وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے ارادے سے مکے روانہ ہوا کہ ان سے بیعت کرے اور ان سے بنی امیہ کے لیے امان لے لے۔ اس کے ساتھ عمرو بن سعید بن العاص بھی روانہ ہوا‘ یہ لوگ اذرعات میں تھے جو اب شہر البثنیہ ہے کہ عراق سے آتا ہوا عبیداللہ بن زیاد ملا‘ اس نے مروان سے کہا کہ کہاں کا قصد ہے‘ اس نے اپنا ارادہ بیان کیا‘ عبیداللہ نے کہا‘ سبحان اللہ کیا تم اپنے لیے اس بات پر راضی ہو‘ تم ابی خبیب سے بیعت کرو گے‘ حالانکہ بنی عبد مناف کے سردار ہو؟ واللہ تم ان سے زیادہ خلافت کے مستحق ہو۔

مروان نے اس سے کہا‘ پھر کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ رائے یہ ہے کہ واپس چلو اور اپنی بیعت کی طرف دعوت دو۔ میں

قریش اور ان کے موالی کا تمہارے لیے ذمہ دار ہوں' ان میں سے کوئی تمہاری مخالفت نہ کرے گا۔ عمرو بن سعید نے کہا کہ عبیداللہ نے سچ کہا' بے شک تم قریش کی جڑ' ان کے شیخ اور ان کے سردار ہو' لوگ صرف اس لڑکے خالد بن یزید بن معاویہ کی طرف نظر کریں گے تو تم اس کی ماں سے نکاح کر لو' وہ تمہاری تربیت میں ہو جائے گا' اور اپنی طرف دعوت دو' میں تم سے اہل یمن کا ذمہ دار ہوں وہ لوگ میری مخالفت نہ کریں گے۔ عبیداللہ کو وہ لوگ مانتے تھے' عبیداللہ نے کہا کہ اس شرط پر کہ تم اپنے بعد میرے لیے بیعت لینا۔ اس نے کہا' ہاں۔

مروان و عمرو بن سعید اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے واپس ہوئے۔ عبیداللہ بن زیاد جمعہ کو دمشق میں آیا' مسجد میں گیا' نماز پڑھی پھر نکلا اور باب الفرادیس میں اترا' روزانہ سوار ہو کے ضحاک بن قیس کے پاس جاتا' سلام کرتا پھر اپنے مکان واپس آ جاتا۔ اس نے ایک روز ان سے کہا کہ اے ابو انیس تم پر تعجب ہے کہ شیخ قریش ہو کر ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی طرف دعوت دیتے ہو اور اپنے آپ کو چھوڑتے ہو' حالانکہ لوگوں کے نزدیک تم ان سے زیادہ پسندیدہ ہو' لہٰذا تم اپنی طرف دعوت دو۔

انہوں نے تین دن تک اپنی طرف دعوت دی' اس پر لوگوں نے کہا کہ تم ہماری بیعت و عہد ایک شخص کے لیے لے چکے' پھر بغیر اس کے اس نے کوئی حادثہ پیدا کیا ہو تم اس کی معزولی کی طرف دعوت دیتے ہو۔ ضحاک نے یہ دیکھا تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی طرف دعوت دینے پر واپس ہوئے۔ اس واقعے نے لوگوں کے نزدیک انہیں مفسد بنا دیا اور ان سے بددل کر دیا۔

عبیداللہ بن زیاد نے کہا کہ جس نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کا ارادہ کیا اس نے ان کے ساتھ مکر کیا۔ وہ مدائن اور الحصون میں جنگ کرنے اور اپنے پاس لشکر جمع کرنے نہیں آئے (یعنی ان مقامات میں) ان کے لیے جو بیعت ہوئی وہ محض تمہاری وجہ سے ہوئی) اب تم کیا چاہتے ہو' تم دمشق سے نکلو اور لشکروں کو اپنے ساتھ لو۔

ضحاک نکلے اور المرج میں اترے' عبیداللہ دمشق میں اور مروان و بنی امیہ تدمر میں' عبداللہ و خالد فرزندان یزید بن معاویہ الجابیہ میں اپنے ماموں حسان بن مالک بن بحدل کے پاس رہے۔

عبیداللہ نے مروان کو لکھا کہ میں لوگوں کو تمہاری بیعت کی دعوت دیتا ہوں' تم حسان بن مالک کو لکھو کہ وہ تمہارے پاس آئے' وہ تمہاری بیعت سے تمہیں ہرگز نہیں پھیرے گا۔ پھر تم ضحاک کے پاس جاؤ' اس نے تمہارے لیے میدان تیار کر دیا ہے۔

مروان نے بنی امیہ اور ان کے موالی کو دعوت دی' ان لوگوں نے اس سے بیعت کر لی' اس نے (زوجۂ یزید) والدۂ خالد بنت ابی ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ سے نکاح کر لیا۔ اور حسان بن مالک بن بحدل کو لکھ کر دعوت دی کہ اس سے بیعت کرے اور اس کے پاس آئے' مگر اس نے انکار کیا۔

مروان کو کوئی تدبیر بن نہ پڑی تو اس نے عبیداللہ کو بلا بھیجا' عبیداللہ نے لکھا کہ تم اپنے ہمراہ بنی امیہ کو لے کے اس کے مقابلے کے لیے نکلو' مروان اور کل بنو امیہ حسان بن مالک کے مقابلے کے لیے نکلے' وہ الجابیہ میں تھا' جو لوگ وہاں تھے آپس میں اختلاف کر رہے تھے' مروان نے اسے اپنی بیعت کی دعوت دی۔

حسان نے کہا کہ واللہ اگر تم لوگ حسان سے بیعت کر لو گے تو تم پر کوڑے کا بندھن اور جوتے کا تسمہ اور درخت کا سایہ بھی

حسد کرے گا۔ کیونکہ مروان اور آل مروان قیس کے اہل بیت ہیں' چاہتے ہیں کہ مروان دس کا بھائی ہو اور دس کا باپ بایں ہمہ اگر تم نے اس سے بیعت کر لی تو تم لوگ ان کے غلام ہو جاؤ گے' لہٰذا تم لوگ میرا کہنا مانو' اور خالد بن یزید سے بیعت کرو۔

روح بن زنباع نے کہا کہ بڑے سے (یعنی مروان سے) بیعت کر و اور چھوٹے کو (یعنی خالد کو) جوان ہونے دو۔

حسان بن مالک نے خالد سے کہا کہ اے میرے بھانجے میری خواہش تو تمہارے ہی بارے میں ہے مگر لوگوں نے تمہاری کم سنی کی وجہ سے انکار کیا ہے اور مروان ان لوگوں کے نزدیک تم سے اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے زیادہ محبوب ہے' خالد نے کہا کہ لوگوں نے میری بیعت سے انکار نہیں کیا بلکہ تم عاجز ہو کہ میرے لیے بیعت لو' اس نے کہا ہرگز نہیں۔

حسان اور اہل اردن نے مروان سے اس شرط پر بیعت کر لی کہ مروان سوائے خالد بن یزید کے اور کسی کے لیے بیعت نہ لے گا۔ خالد کے لیے حمص کی امارت ہو گی اور عمرو بن سعید کے لیے دمشق کی امارت ہو گی۔

الجابیہ میں مروان کی بیعت ۱۵/ ذی القعدہ ۶۴ھ یوم دوشنبہ کو ہوئی' عبید اللہ بن زیاد نے اہل دمشق سے مروان بن الحکم کے لیے بیعت لی' اس کے متعلق مروان کو لکھ دیا تو مروان نے کہا کہ اگر اللہ چاہے تو وہ میرے لیے ایسی مکمل خلافت کر دے گا کہ اس کی مخلوق میں سے کوئی شخص مجھے اس سے نہ روک سکے گا' حسان بن مالک نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔

مروان الجابیہ سے چھ ہزار لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا اور مرج راہط میں اترا' اس کے ساتھیوں میں سے جو دمشق وغیرہم کے لشکریوں میں سے تھے سات ہزار آدمی اس سے مل گئے' اب وہ تیرہ ہزار کے ساتھ ہو گیا جن میں اکثر پیادہ تھے' مروان کے لشکر میں صرف اسی آزاد غلام تھے جن میں چالیس عباد بن زیاد کے تھے اور چالیس باقی لوگوں کے۔

مروان کے میمنے پر عبید اللہ بن زیاد (امیر) تھا اور میسرے پر عمرو بن سعید' ضحاک بن قیس نے امرائے لشکر کو لکھا' سب اس کے پاس المرج میں پہنچ گئے اور وہ تیس ہزار کے ساتھ ہو گیا۔

ان لوگوں نے وہاں بیس روز اس طرح قیام کیا کہ روزانہ قتال کرتے' ضحاک بن قیس اور اس کے ساتھ قبیلہ قیس کے بہت سے آدمی مارے گئے' ضحاک بن قیس مارا گیا اور لوگ بھاگ گئے تو مروان اور جو لوگ اس کے ہمراہ تھے دمشق آئے' اس نے اپنے عاملوں کو لشکروں پر مقرر کر کے بھیج دیا' تمام اہل شام نے اس کی بیعت کر لی۔

خالد بن یزید سے بدسلوکی:

مروان نے خالد بن یزید بن معاویہ کو کسی قدر حکومت کا لالچ دلایا تھا' پھر اسے مناسب معلوم ہوا تو اپنے دونوں بیٹوں عبد الملک اور عبد العزیز فرزندان مروان کو اپنے بعد خلافت کے لیے نامزد کیا' اس نے یہ چاہا کہ خالد کی قدر گھٹا دے' ان کے مرتبے میں کمی کر دے اور لوگوں کو اس سے بے رغبت کر دے' حالانکہ وہ جب اس کے پاس آتا تھا تو اسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لیتا تھا۔

خالد ایک روز اس کے پاس آیا اور حسب معمول اس مجلس میں بیٹھنے لگا جس میں وہ اسے اکثر بٹھاتا تھا' مروان نے اسے جھڑک دیا اور کہا کہ او تر سرین والے کے بیٹے (تخ) دور ہو' واللہ میں نے تجھ میں ذرا بھی عقل نہ پائی۔

خالد اسی وقت غضبناک ہو کر واپس اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا کہ تو نے مجھے رسوا کیا' تو نے میرے ساتھ قصور کیا' مجھے

سرنگوں اور ذلیل کیا۔ پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا' تو نے اس شخص کے ساتھ نکاح کیا جس نے میرے ساتھ یہ یہ کیا اور جو کچھ مروان نے کہا تھا اس سے اسے آگاہ کیا۔

ماں نے کہا کہ یہ بات تم سے کوئی اور نہ سننے پائے اور نہ مروان کو معلوم ہونے پائے کہ تم نے مجھے کچھ بتایا ہے' تم جس طرح میرے پاس آتے تھے آتے رہو' اور اس وقت تک اس بات کو پوشیدہ رکھو جب تک کہ اس کا انجام نہ دیکھ لو' میں اس کے لیے تمہیں کافی ہوں اور میں اس سے تمہاری حفاظت کروں گی۔

خالد خاموش ہو گیا اور اپنے مکان چلا گیا۔

مروان کی موت:

مروان آیا اور ام خالد بنت ابی ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا جو اس کی بیوی تھی' اس سے کہا کہ خالد نے تم سے کیا کہا' میں نے آج اس سے کیا کہا' اور اس نے میری جانب سے تم سے کیا بیان کیا' اس نے کہا کہ خالد نے مجھ سے کچھ نہیں بیان کیا اور نہ مجھ سے کچھ کہا۔

مروان نے کہا کہ کیا اس نے تم سے میری شکایت نہیں کی' میری تقصیر جو اس کے ساتھ ہوئی اور جو گفتگو میں نے اس سے کی وہ اس نے تم سے بیان نہیں کی' اس نے کہا یا امیر المومنین تم خالد کی نظر میں بہت بزرگ ہو' وہ تمہاری تعظیم میں اس سے بہت زیادہ ہے کہ تمہاری طرف سے کچھ بیان کرے یا تم کچھ کہو تو وہ اس سے رنج کرے' تم تو اس کے والد کے قائم مقام ہو۔

مروان جھک گیا اور یہ سمجھا کہ معاملہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے اس سے بیان کیا ہے اور اس نے سچ کہا ہے' وہ ٹھہرا رہا یہاں تک کہ جب اس کے بعد کا وقت ہوا' اور قیلولے کا وقت آیا تو وہ اس کے پاس سو گیا۔

والدہ خالد زوجۂ مروان اور اس کی باندیاں اٹھیں' دروازے بند کر دیئے' اس نے ایک تکیے کا ارادہ کیا اور اسے اس کے منہ پر رکھ دیا' پھر وہ اور اس کی باندیاں اسے بیہوش کرتی رہیں یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

وہ کھڑی ہوئی اور اس نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور اپنی باندیوں اور خدمت گاروں کو بھی حکم دیا' انہوں نے بھی چاک کیا اور اس پر چیخ چیخ کر روئیں اور کہا کہ امیر المومنین یکا یک مر گئے۔

یہ واقعہ یکم رمضان ۶۵ھ کو ہوا اور مروان اس روز چونسٹھ سال کا تھا' اس کی ولایت شام و مصر پر آٹھ مہینے سے نہ بڑھی اور کہا جاتا ہے کہ چھ مہینے سے زیادہ نہ رہی (پہلے یہ روایت آ چکی ہے کہ ۱۵/ ذی القعدہ ۶۴ھ کو مروان سے بیعت کی گئی' اس حساب سے اس کی ولایت پورے ساڑھے نو مہینے رہی)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیشینگوئی:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک روز اسے دیکھا تو کہا کہ یہ اپنی کاکلیں سفید ہونے کے بعد ضرور ضرور گمراہی کا جھنڈا اٹھائے گا اور اس کے لیے ایک مرتبہ اس طرح حکومت ہوگی جس طرح کتا اپنی ناک چاٹتا ہے۔

اس کے بعد اہل شام نے عبد الملک بن مروان سے بیعت کر لی' شام و مصر عبد الملک کے قبضے میں رہے' جس طرح اس کے

والد کے قبضے میں تھے، عراق و حجاز ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے قبضے میں رہے، اور دونوں کے درمیان سات سال تک فتنہ رہا۔ پھر مکے میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۷۲ھ یوم سہ شنبہ کو قتل کیے گئے جو اس وقت بہتر سال کے تھے، ان کے بعد عبدالملک ابن مروان کی حکومت پورے طور قائم ہو گئی۔

مروان نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس نے کوئی چیز صلہ رحم (قرابت) کے لیے ہبہ کی تو وہ اس میں رجوع نہ کرے۔

عثمان اور زید بن ثابت اور بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی ہے۔ مروان نے سہل بن سعد الساعدی سے بھی روایت کی ہے۔

مروان اپنی ولایت مدینہ کے زمانے میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیتا اور جس چیز پر وہ اتفاق کرتے اسی پر عمل کرتا، اس نے پیمانہ (صاع) جمع کیے، ان سب کو جانچا اور اسے اختیار کیا جو سب سے زیادہ درست تھا، اس نے حکم دیا کہ اس سے ناپا جائے، وہ صاع مروان کہلایا، حالانکہ وہ صاع مروان نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا صاع تھا لیکن مروان نے سب صاعوں کو جانچا تھا اور ان میں جو سب سے زیادہ درست تھا اسی پر پیمائش قائم کر دی تھی۔

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما

ابن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی، اور والدہ جاجہ بنت اسماء بن الصلت بن حبیب بن حارثہ ابن ہلال بن جزام بن سمال بن عوف بن امرئ القیس بن بہثہ بن سلیم بن منصور تھیں۔

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما کے بارہ لڑکے اور چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

عبدالرحمٰن ام ولد سے تھے جو لا ولد یوم الجمل میں مقتول ہوئے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے پہلے ہی وفات پا گئے اور عبدالملک و زینب، ان سب کی والدہ کیسہ بنت الحارث بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں۔ کیسہ کی والدہ بنت ارطاۃ بن عبد شرجیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی تھیں اور بنت ارطاۃ کی والدہ اروی بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

عبدالحکیم و عبدالحمید، دونوں کی والدہ ام حبیب بنت سفیان بن عویف بن عبداللہ بن عامر بن ہلال بن عامر بن عوف بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ تھیں۔

عبدالمجید ام ولد سے تھے۔

عبدالرحمٰن اصغر کہ ابو السنابل تھے اور عبدالسلام جو لا ولد مر گئے، ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

عبدالرحمٰن بھی جو ابو النضر تھے ام ولد سے تھے۔

عبدالکریم و عبدالجبار اور امۃ الحمید، ان سب کی والدہ ہند بنت سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں، ہند کی والدہ حنفاء بنت ابی جہل بن ابی ہشام بن المغیرہ تھیں، اور حنفاء کی والدہ اروی بنت اسید بن ابی العیص

بن امیہ تھیں۔

ام کلثوم بنت عبداللہ ان کی والدہ امۃ اللہ بنت الوارث ابن الحارث بن ربیعہ بن خویلد بن نفیل بن عمرو بن کلاب تھیں۔

امۃ الغفار بنت عبداللہ' ان کی والدہ ام ابان بنت مکلبہ بن جابر بن اسمین بن عمرو بن سنان بن عمرو بن ثعلبہ بن یربوع بن الدول بن حنفیہ قبیلہ ربیعہ سے تھیں۔

عبدالاعلیٰ بن عبداللہ اور امۃ الواحد ام ولد سے تھیں۔

ام عبدالملک' ان کی والدہ بنی عقیل میں سے تھیں۔

حضور علیہ السلام کا شفیقانہ برتاؤ:

لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عامر ہجرت کے چار سال بعد مکے میں پیدا ہوئے' ۷ھ میں جب عمرہ قضا ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لیے مکہ تشریف لائے تو ابن عامر کو جو تین سال کے تھے آپ کے پاس لایا گیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور چبا کے ان کے تالو میں لگادی' انہوں نے زبان نکال کے اسے چاٹا اور اپنا منہ کھول دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈال دیا اور فرمایا کیا یہ السلمیہ کا بیٹا ہے' لوگوں نے عرض کی' جی ہاں' فرمایا یہ ہمارا بیٹا ہے اور تم سب سے زیادہ ہمارے مشابہ ہے' وہ سیراب ہوگا۔ عبداللہ ہمیشہ شریف رہے' سخی کریم اور بہت مال واولاد والے تھے' تیرہ سال کے تھے جب ان کے یہاں عبدالرحمن پیدا ہوئے۔

بصرہ کی امارت:

لوگوں نے کہا کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ والی خلافت ہوئے تو انہوں نے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو چار سال تک بصرے کی امارت پر برقرار رکھا جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اشعری کے بارے میں وصیت کی تھی' پھر انہیں معزول کردیا اور بصرے پر اپنے ماموں زاد بھائی عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو والی بنایا جو پچیس سال کے تھے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میں نے تمہیں کمزوری وخیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا' مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا تم کو عامل بنانے کا زمانہ یاد ہے مجھے تمہاری فضیلت معلوم ہے' تم مہاجرین اولین میں سے ہو' لیکن میں عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما کا حق قرابت ادا کرنا چاہتا ہوں اور میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ تمہیں تیس ہزار درہم دے دیں۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے بصرے سے اس حالت میں معزول کیا کہ میرے پاس نہ کوئی دینار تھا نہ درہم' یہاں تک کہ مدینے سے میرے عیال کے وظیفے آئے میں اس وقت تک بصرہ چھوڑنے کے قابل نہ ہوا جب تک کہ میرے پاس اہل وعیال کے مال میں سے دینار ودرہم نہ ہوگیا۔ انہوں نے ابن عامر رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں لیا۔

ان کے پاس ابن عامر رضی اللہ عنہما آئے اور کہا کہ اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے بھائی کی اولاد میں مجھ سے زیادہ آپ کی فضیلت کا جاننے والا کوئی نہیں ہے' اگر آپ قیام کریں تو آپ ہی اس شہر کے امیر ہیں اور اگر آپ کوچ کریں تو آپ کے ساتھ احسان کیا جائے گا' انہوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔ پھر کوفے کی جانب کوچ کیا۔

ابن عامر سخی' بہادر' اپنی قوم اور اپنے قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنے والے' ان لوگوں میں محبوب اور رحیم تھے' بسا

اوقات جہاد کرتے' لشکر میں کجاوہ گر پڑتا تو اتر کر اس کی اصلاح کرتے۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب بن عبدشمس کو بحستان روانہ کیا۔ انہوں نے اسے اس صلح پر فتح کیا کہ وہاں نیولے اور ساہی کو نہیں مارا جائے گا' یہ شرط وہاں کالے پھندار سانپ کے ہونے کی وجہ سے ہوئی' کیونکہ یہ دونوں انہیں کھا جاتے ہیں۔

فتوحات ابن عامر رضی اللہ عنہما:

ابن عامر رضی اللہ عنہما مقام الداور گئے اور اسے بھی فتح کیا' ابن عامر ملک البارز اور قلعہ ہائے فارس پر جنگ کرتے رہے' علاقہ اصطخر کے البیضاء کے باشندے اس پر غالب آ گئے تھے' ابن عامر رضی اللہ عنہما ادھر بھی گئے اور اسے دوبارہ فتح کیا انہوں نے جور کو اور علاقہ دارابجرد کے الکاریاں اور الفنسجان کو بھی فتح کیا۔

پھر ان کے دل میں خراسان کی خواہش پیدا ہوئی' ان سے کہا گیا کہ وہاں یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ ہے اور اس کے پاس فارس کے لنگن ہیں' جس وقت اہل نہاوند کو شکست ہوئی تو وہ لوگ خزانے کسریٰ کے پاس اٹھا لے گئے تھے' انہوں نے اس کے بارے میں عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا' عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اگر تم چاہو تو وہاں جاؤ۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما نے تیاری کی' لشکر بھیجے اور خود بھی روانہ ہوئے' بصرے میں نماز پڑھانے پر ابوالاسود الدولی کو مامور کیا اور خراج پر راشد الجدیدی کو جو الازد میں سے تھے' پھر وہ اصطخر کے راستے پر روانہ ہوئے اور خراسان و کرمان کا درمیانی راستہ اختیار کیا۔ یہاں تک کہ جنگ طبسین کے لیے (جو خراسان کے دو شہر ہیں) نکلے اور دونوں کو فتح کر لیا' مقدمہ لشکر پر قیس بن الہیثم ابن اسماء بن الصلت السلمی تھے' ان کے ہمراہ عرب کے نوجوان تھے۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما نے مرو کی طرف توجہ کی' اور حاتم بن النعمان الباہلی اور نافع بن خالد الطاحی کو روانہ کیا' دونوں نے آدھا آدھا شہر فتح کر لیا' قوت و غلبے کے ساتھ اس کے دیہات کو بھی فتح کر لیا شہر کو ان دونوں نے صلح سے فتح کیا۔

یزدجرد پہلے ہی قتل کیا جا چکا تھا' شکار کے لیے نکلا تھا' ایک چکی میں دانت بنانے والے کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے مارا۔ دانت بنانے والا اسے برابر کلہاڑی سے مارتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس کا بھیجہ گرا دیا۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما نے مروالروز کا قصد کیا اور عبداللہ بن سوار بن ہمام العبدی کو روانہ کیا' انہوں نے اسے فتح کیا' یزید الجرشی کو زام و باخرز و جوین کی جانب روانہ کیا' ان سب کو انہوں نے قوت و غلبے کے ساتھ فتح کیا' عبداللہ بن خازم کو سرخس کی جانب بھیجا' ان لوگوں کے رئیس (مرزبان) نے صلح کر لی۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما نے ابرشہر' طوس' طخارستان' نیشاپور' بوشنج' باذغیس' ابیورد' بلخ' الطالقان اور الفاریاب کو بھی طاقت سے فتح کیا' پھر صبرہ بن شیمان الازدی کو ہرات کی جانب بھیجا' انہوں نے دیہات فتح کر لیے' شہر پر قابو نہ چلا' عمران بن الفضیل البرجمی کو مابل کی جانب بھیجا' انہوں نے اسے فتح کر لیا۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما نے احنف بن قیس کو خراسان میں چھوڑا' چار ہزار آدمیوں کے ہمراہ مرو میں اترے' پھر حج کا احرام

باندھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھ کر ڈرایا' انہیں کمزور بنایا اور کہا کہ تم نے مصیبت کو چھیڑ لیا۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے باہمی تعلق:

عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ اپنی قوم قریش کے ساتھ احسان کرو جو انہوں نے کیا' علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین ہزار درہم اور کپڑے بھیجے' جب درہم وغیرہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا الحمدللہ ہم دیکھتے ہیں کہ میراث محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اغیار کھاتے ہیں۔

عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے ابن عامر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اللہ تمہاری رائے کو رسوا کرے' کیا تم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین ہزار درہم بھیجتے ہو' انہوں نے کہا کہ میں نے بہت زیادہ دینا پسند نہ کیا اور آپ کی رائے معلوم نہ تھی' انہوں نے کہا کہ اور زیادہ دو' ابن عامر رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار درہم اور وہ چیز جو ان درہموں کے ساتھ تھی بھیجی۔

علی رضی اللہ عنہ شام کی مسجد میں گئے اور اپنے حلقے میں پہنچے' اہل حلقہ ابن عامر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ قریش کے ساتھ احسانات کا تذکرہ کر رہے تھے' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تو جوانان قریش کے سردار ہیں' جن کا کوئی مقابل نہیں ہے۔ انصار نے بھی گفتگو کی' ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ احسان کرنے سے ان کو مجبور کر کے اسلام لانے والوں نے محض عداوت کی وجہ سے انکار کیا۔

عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے ابن عامر رضی اللہ عنہما کو بلا کے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن اپنی آبرو بچاؤ' انصار نے گشت کیا' ان کی زبانیں تمہیں بھی معلوم ہیں' انہوں نے انصار میں بھی خوب احسانات کیے اور کپڑے تقسیم کیے' لوگوں نے ان کی تعریف کی۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اپنے کام پر واپس جاؤ' وہ اس حالت میں واپس ہوئے کہ لوگ کہہ رہے تھے: ''ابن عامر نے کہا'' اور ''ابن عامر نے کیا'' ابن عامر نے کہا کہ جب کمائی حلال ہوتی ہے تو خرچ بھی پاک ہوتا ہے۔ اہل بصرہ جب ان کی تاب نہ لائے تو عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھ کر جہاد کی اجازت چاہی' انہوں نے اجازت دے دی۔

ابن عامر نے ابن سمرہ کو آنے کو لکھا' وہ آئے' بست اور اس کے مضافات کو فتح کیا' کابل و زابلستان گئے اور ان دونوں کو بھی فتح کر لیا' غنائم ابن عامر کے پاس بھیج دیئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابن عامر خراسان پر بتدریج قبضہ کرتے رہے یہاں تک کہ ہرات' بوشنج' سرخس' ابرشہر' طالقان' فاریاب اور بلخ فتح کر لیا' یہی خراسان تھا جو ابن عامر و عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں تھا۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما بصرے ہی کے امیر رہے' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حکم سے عامر ابن عبدقیس العنبری کو بصرے سے شام بھیجا' بصرے میں بازار بنائے جس کے لیے مکانات خرید کے منہدم کیے اور بازار بنائے۔

سماجی خدمات:

وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرے میں خز (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) پہنا' خاکی رنگ کا جبہ پہنا تو لوگوں نے کہا کہ امیر نے ریچھ کی کھال پہن لی' سرخ جبہ پہنا تو لوگوں نے کہا' کہ امیر نے لال کرتہ پہنا۔ وہ پہلے شخص ہیں کہ عرفات میں حوض بنائے' ان حوضوں تک نہر جاری کی' اور لوگوں کو سیراب کیا' جو آج تک جاری ہے۔

عمال کی شکایتیں جب زائل ہوگئیں اور عثمان رضی اللہ عنہ ان سب سے راضی ہو گئے تو ان شرائط میں جو لوگوں سے کیں یہ بھی تھا کہ ابن عامر رضی اللہ عنہما کو ان لوگوں میں محبوب ہونے اور ان کے اس قبیلہ قریش کے ساتھ احسان کرنے کی وجہ سے انہیں بصرے پر برقرار رکھے۔

لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملے میں الجھ گئے تو ابن عامر رضی اللہ عنہما نے مجاشع بن مسعود کو بلایا اور ایک لشکر عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب ان کی مدد کے لیے نامزد کیا' لوگ روانہ ہوئے' بلاد حجاز کے قریبی حصوں میں تھے کہ ان کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نکلی' ان کو ایک شخص ملا' دریافت کیا کہ کیا خبر ہے' اس نے کہا معاذ اللہ' اللہ کا دشمن پیر دراز ریش (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) قتل کر دیا گیا' یہ ان کے بال ہیں' زفر بن الحارث نے جو اس زمانے میں غلام تھے اور مجاشع ابن مسعود کے ساتھ تھے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا' وہ پہلا مقتول تھا جو خون عثمان رضی اللہ عنہ میں قتل کیا گیا' مجاشع بصرے واپس گئے۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما نے یہ دیکھا تو جو کچھ بیت المال میں تھا سب لا دلیا' بصرے پر عبداللہ بن عامر الحضرمی کو قائم مقام بنایا اور خود مکے کی طرف روانہ ہو گئے' وہاں طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچے جو شام کا ارادہ کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ نہیں' آپ لوگ بصرے آیئے وہاں لوگوں پر میرے احسانات ہیں' وہ مال کی جگہ ہے اور اس میں لوگوں کی ایک تعداد ہے' واللہ اگر میں چاہتا تو اس سے نہ نکلتا یہاں تک کہ بعض کو بعض سے لڑا دیتا' طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے کیوں نہ ایسا کیا' کیا تم شیم کے کندھوں پر ڈر گئے۔

سب کی رائے بصرے جانے پر متفق ہو گئی' ابن عامر ان لوگوں کو بصرے لائے جب جنگ جمل میں جو ہونا تھا وہ ہوا' لوگوں کو شکست ہو گئی' عبداللہ ابن عامر زبیر کے پاس آئے' ان کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ اے ابو عبداللہ میں تمہیں امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں قسم دیتا ہوں' کیونکہ آج کے بعد یہ امت اندیشہ ہے کہ باقی نہ رہے گی۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دونوں لشکروں کو پریشان ہونے کے لیے چھوڑ دو' کیونکہ خوف شدید کے ساتھ امیدیں ہوتی ہیں۔

ابن عامر شام کے لشکر میں شامل ہو گئے' دمشق میں اترے' ان کے بیٹے عبدالرحمٰن جنگ جمل میں مارے گئے' انہیں سے ان کی کنیت تھی۔

حارثہ بن بدر ابو العنبس الغدانی نے ابن عامر کی روانگی دمشق کے بارے میں اشعار ذیل کہے:

اتانی من الانباء ان ابن عامر　　اناخ والقی فی دمشق المراسیا

''میرے پاس خبر آئی کہ ابن عامر نے دمشق میں قیام کیا اور (وہیں) لنگر ڈال دیئے۔

یطیف بحمامی دمشق و قصره　　بعیشك ان لم یاتك القوم راضیا

دمشق کے دونوں حمام اور اس کے ایوان کا طواف کر رہا ہے۔ تیری زندگی کی قسم اگر قوم کو خوش نہ کر سکا تو کیا ہوگا۔

رأی یوم انقاء الفراض وقیعةً　　وکان الیها قبل ذلك داعیا

وہ ایک ہنگامے کو خود دیکھ رہا ہے یہ وہی ہنگامہ ہے جس کے برپا ہونے کی پہلے خود اس نے دعوت دی تھی۔

کان السریجیات فوق رؤسهم　　بوارق غیث راح اوطف دانیا

ایسا نظر آتا ہے کہ ان کے سروں پر تلواریں اس طرح چمک رہی ہیں جیسے ابر میں برق تاباں ہو یا چمکنے کے قریب ہو۔

فتد ندید الم یر الناس مثله وکان عراقیافا صبح شامیا

اس نے ایسی نظیر دکھائی جیسی کسی نے نہ دیکھی تھی۔ وہ پہلے عراقی مسلک کا تھا مگر اب شامی ہو گیا''۔

جنگ صفین میں عدم شراکت:

ابن عامر رضی اللہ عنہا بصرے سے چلے گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے وہاں عثمان بن حنیف الانصاری کو بھیجا' وہ وہیں تھے کہ عائشہ وطلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم ان کے پاس آئے' عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہا شام میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے' جنگ صفین میں ان کا کوئی ذکر نہیں سنا گیا۔

البتہ جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تو انہوں نے بسر بن ابی ارطاۃ کو والی بصرہ بنایا پھر معزول کر دیا' ان سے ابن عامر نے کہا کہ وہاں ایک قوم کے پاس میری کچھ امانتیں ہیں' اگر آپ مجھے والی بصرہ نہ بنائیں گے تو وہ چلی جائیں گی' انہوں نے تین سال تک ابن عامر کو والی بصرہ بنایا۔

وفات:

ابن عامر کی وفات معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک سال پہلے ہوئی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ ابوعبدالرحمٰن پر رحمت کرے جن پر ہم فخر کرتے تھے اور ناز کرتے تھے۔

عبیداللہ بن عدی الاکبر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الخیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی۔ ان کی والدہ ام قتال بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

عبیداللہ بن عدی کے یہاں مختار پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

حمید بنت عبیداللہ کی والدہ میمونہ بنت سفیان بن فہم تھیں' عبیداللہ کی ایک بیٹی اور تھیں جن کی والدہ بھی قبیلہ فہم سے تھیں۔

عبیداللہ بن عدی نے عمر و عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ مدینے میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مکان کے پاس ان کا مکان تھا' عبیداللہ بن عدی کی وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔ ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہ عنہما:

ابن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب' ان کی والدہ لبابہ بنت ابی لبابہ بن عبدالمنذر رابن رفاعہ بن زنبر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصار میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن زید کے یہاں عمر پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام عمار بنت سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن الحارث بن مالک بن حطیط ابن جشم بن قصی تھیں۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن اور ایک اور لڑکے' دونوں کی والدہ فاطمہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھیں فاطمہ کی والدہ ام حکیم بنت

الحارث بن ہشام ابن المغیرہ تھیں۔

عبدالعزیز اور عبدالحمید جو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے والی کوفہ تھے اور ام جمیل وام عبداللہ' ان سب کی والدہ میمونہ بنت بشر بن معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھیں۔

اسید وابوبکر ومحمد وابراہیم' ان سب کی والدہ سودہ بنت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما تھیں۔

عبدالملک اور ام عمرو وام حمید وحفصہ وام زید' یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت عبدالرحمٰن بن زید ابن الخطاب رضی اللہ عنہما چھ سال کے تھے' انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے (حدیث) سنی۔

عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں اور عاصم بن مرابن الخطاب رضی اللہ عنہ دریا میں بحالت احرام تھے وہ میرا سر پانی میں ڈبو دیتے اور میں ان کا سر پانی میں ڈبو دیتا' حالانکہ عمر رضی اللہ عنہ ساحل سے دیکھ رہے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عبدالحمید کے والد کی طرف دیکھا جن کا نام محمد تھا۔ ایک شخص انہیں کہہ رہا تھا کہ اے محمد اللہ تمہارے ساتھ یہ کرے اور یہ کرے' عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو گالی دیتے سنا تو کہا کہ اے ابن زید قریب آؤ' کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہارے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی جاتی ہے۔ واللہ جب تک میں زندہ ہوں تمہیں محمد نہیں پکارا جائے گا' ان کا نام انہوں نے عبدالرحمٰن رکھا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے حنوط (عطر میت) لگایا' انہیں کفن دیا' اٹھایا اور مسجد میں گئے' نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا' محمد بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن زید نے عبداللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہما کے زمانے میں وفات پائی۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن زید یزید بن معاویہ کی طرف سے والی مکہ تھے' وہ اس کے پاس گئے اور سات روز ٹھہرے' ایک سفید پیشانی اور سفید پاؤں والے گھوڑے پر وہ اس طرح بھگاتے ہوئے نکلے کہ ان کے ہاتھ پر ایک باز تھا' میں نے کہا کہ جوان کے پاس ہے بہتر ہے' میں ان کے قریب گیا اور ان سے کلام کیا تو ان کی عقل میں فتور پایا' یزید نے انہیں مکے واپس کر دیا۔ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس لوگوں کی آمد ورفت پسند کی۔ یزید کو یہ معلوم ہوا تو انہیں مکے سے معزول کر دیا اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو اس کا والی بنایا۔

عبدالرحمٰن بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ ریاح بن ریاح بن قرط بن رزاح ابن عدی بن کعب ان کی والدہ امامہ بنت الدجیج قبیلہ غسان کی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن سعید کے یہاں زید پیدا ہوئے اور سعید جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور فاطمہ' ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمرو بن عبدالرحمٰن کی والدہ بنی خطمہ میں سے تھیں' ایک روایت یہ ہے کہ ان کی والدہ ام ثابت تھیں' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ام

اناس بنت ثابت ابن قیس بن شماس تھیں۔

ابوبکر بن عثمان سے جو آل یربوع میں سے تھے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن ابن سعید بن زید بن عمرو العدوی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' ان کا نام موسیٰ تھا' انہوں نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا جو آج تک قائم ہوگیا' یہ اس وقت ہوا جب عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ جو لوگ انبیاء کے ہم نام ہیں ان کے نام بدل دیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو عبدالرحمٰن بن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کی طرف بلایا گیا' وہ جمعہ کی نماز کے لیے اپنے کپڑوں میں عود کی دھونی دے رہے تھے' ان کے پاس گئے' ہم لوگ بھی ساتھ ہو لیے' ان کے حکم سے میں نے عبدالرحمٰن بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دیا ابن عمر رضی اللہ عنہما پانی ڈالتے رہے' ایک شخص نے ان کے سر کے اگلے حصے اور چہرے کو غسل دیا' نتھنوں اور منہ میں پانی ڈالا' ان کی گردن اور سینے اور شرم گاہ کو غسل دیا۔

برہنہ کرنے سے پہلے ان کی شرم گاہ کو کپڑے سے ڈھانک کے غسل دیا' قدموں تک پہنچے تو انہیں پلٹ دیا اور پیچھے کے حصے کو غسل دیا جیسا کہ ہم نے ان کے آگے کے حصے کو غسل دیا تھا' پھر اس نے ان کے گھٹنوں کے بل بٹھا دیا اور ایک شخص نے ان کے شانے پکڑ لیے' پیٹ نچوڑا' ایک شخص ان پر پانی ڈالتا جاتا تھا۔

ایک مرتبہ پانی سے غسل دیا' دوبارہ بیری کے پانی سے' تیسری مرتبہ بھی پانی سے اور اس پر کافور چھڑکتا جاتا تھا' یہ تین غسل ہوئے' پھر انہیں کسی کپڑے سے پوچھا' نتھنوں میں' منہ اور کانوں میں اور مقام اجابت میں روئی رکھ دی۔

کفن لایا گیا جو پانچ کپڑے تھے' انہیں کرتہ پہنایا گیا جس میں گھنڈیاں نہ تھیں آگے کے حصے میں اور سر اور چہرے کے پاس حنوط (عطر میت) لگایا گیا تاآنکہ ان کے پاؤں تک پہنچ گیا' جو بڑھا وہ پاؤں پر لگا دیا گیا' چہرہ اور سر عمامے میں لپیٹا گیا' پھر تین چادروں میں رکھا گیا' وہ ان میں اس طرح اور اس طرح داخل کیے گئے گرہ نہیں لگائی گئی۔ نافع نے کہا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن سعید بن زید اور واقد بن عبداللہ بن عمر کو اسی طرح غسل دیا گیا۔

عبدالرحمٰن ثقہ قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما:

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رئاب تھیں' حمنہ کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبدمناف بن قصی تھیں۔

محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما کے یہاں ابراہیم الاعرج پیدا ہوئے جو شریف و بہادر تھے' عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے خراج عراق کا والی بنایا تھا' اور سلیمان بن محمد' انہیں سے ان کی کنیت تھی' اور داؤد وام القاسم' ان سب کی والدہ خولہ بنت منظور بن زبان ابن سیار بن عمر بن جابر بن عقیل بن ہلال بن سمی بن مازن بن فزارہ تھیں' ان لوگوں کے اخیافی بھائی حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب تھے جن کی والدہ بھی خولہ بنت منظور بن زبان تھیں۔

نام رکھنے کے لئے حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا جانا:

ابراہیم بن محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا نام رکھ دیجئے' فرمایا ان کا نام محمد اور کنیت ابوسلیمان ہے' میں اپنے نام اور اپنی کنیت کو ان کے لیے جمع نہیں کروں گا۔

محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما کی دایہ سے مروی ہے کہ جب محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو ہم انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم لوگوں نے ان کا کیا نام رکھا' عرض کی محمد' فرمایا یہ میرے ہمنام ہیں' ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔

ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد سے مروی ہے کہ محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ جو لوگوں میں سے اور ان کے اہل بیت میں سے تھے کہتے تھے کہ محمد بن طلحہ کی کنیت ابوالقاسم تھی' انہوں نے اپنے بیٹے کی بھی یہی کنیت رکھی اور ان کا نام بھی محمد رکھا' ان کے والد محمد بن عمران بن ابراہیم پہلی کنیت لیتے تھے' ابوسلیمان محمد بن طلحہ کی وہ کنیت تھی جو پہلے ہم سے روایت کی گئی' ان کے اہل بیت اسی کو بیان کرتے تھے اور اسی کو روایت کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عبدالحمید کے والد کی طرف دیکھا' ان کا نام محمد تھا' ایک آدمی انہیں کہہ رہا تھا کہ اللہ تمہارے ساتھ یہ کرے اور وہ کرے' انہیں گالیاں دینے لگا' عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہا کہ اے ابن زید میرے قریب آؤ' کیا میں نہیں دیکھتا کہ محمد کہ تمہارے سبب سے گالی دی جاتی ہے' واللہ جب تک میں زندہ ہوں تمہیں محمد نہیں پکارا جائے گا۔ انہوں نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

امیر المومنین نے طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو بلا بھیجا جو اس زمانے میں سات تھے' ان کے بڑے اور سردار محمد بن طلحہ تھے' چاہا کہ ان کا نام بدل دیں تو محمد بن طلحہ نے کہا کہ یا امیر المومنین میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ واللہ جنہوں نے میرا نام محمد رکھا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' اٹھ جاؤ' اس کی طرف کوئی گنجائش نہیں جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا۔

محمد بن عثمان العمری نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کو ضرر نہ ہوگا اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین ہوں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن طلحہ کی ذاتی فضیلت اور ان کی عبادت کی وجہ سے ان کا نام سجاد (بہت سجدے کرنے والا) رکھ دیا گیا تھا' انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت سنی ہے' انہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترنے کا حکم دیا تھا' والد کے ہمراہ جنگ جمل میں موجود تھے اور اسی روز شہید ہوئے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

جب لوگ بصرے آئے تو انہوں نے بیت المال کو لے لیا جس پر طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے مہر لگا دی تھی' نماز کا وقت آ گیا تو طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما ایک دوسرے پر ڈالنے لگے' قریب تھا کہ نماز فوت ہو جائے' پھر اس پر صلح ہوئی کہ ایک نماز عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما

پڑھائیں اور ایک نماز محمد بن طلحہ۔

پہلی نماز میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما آگے بڑھے تو انہوں محمد بن طلحہ نے پیچھے کر دیا' محمد بن طلحہ آگے بڑھے تو انہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے پیچھے کر دیا' دونوں نے قرعہ ڈالا تو محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما نے قرعہ میں انہیں غالب کر دیا' وہ آگے بڑھے اور نماز میں یہ سورۃ پڑھی: ﴿ سال سائل بعذاب واقع ﴾

جنگ جمل میں شرکت:

لوگوں نے بیان کیا کہ جنگ جمل میں محمد بن طلحہ نے نہایت شدید قتال کیا۔ جب معاملہ مضبوط ہو گیا اور اونٹ کے پیر کاٹ ڈالے گئے اور ہر وہ شخص قتل کر دیا گیا جس نے اس کی نکیل پکڑی' تو محمد بن طلحہ آگے بڑھے' انہوں نے اونٹ کی نکیل پکڑی جس پر عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں' عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا' اے ام المومنین آپ کی کیا رائے ہے' انہوں نے کہا کہ میری رائے ہے کہ تم تمام بنی آدم سے (جو اس وقت موجود ہیں) بہتر ہو' وہ پکڑے رہے۔

عبداللہ بن مکعبر جو بنی عبداللہ بن غطفان کا ایک شخص تھا اور بنی اسد کا حلیف تھا سامنے آیا ان پر نیزے سے حملہ کر دیا' اس سے محمد نے کہا کہ میں تجھے "حٰمٓ" یاد دلاتا ہوں' مگر اس نے انہیں نیزہ مار کے قتل کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ جس نے انہیں قتل کیا وہ ابن مکیس الازدی تھا' بعضوں نے کہا کہ معاویہ بن شداد العبسی تھا اور بعضوں نے کہا کہ عصام بن المقشعر النصری تھا۔

محمد رحمۃ اللہ علیہ کو سجاد (بہت سجدہ کرنے والا) کہا جاتا تھا' وہ سب سے زیادہ طویل نماز پڑھنے والے تھے' ان کے قاتل نے اشعار ذیل کہے:

واشعث قوام بآيات ربه قليل الاذى فيما ترى العين مسلم

''وہ پریشان حالت والے کہ اپنے پروردگار کی آیتوں پر نہایت درجہ قائم رہنے والے تھے جہاں تک آنکھ دیکھ سکتی ہے بہت کم آزار مسلمان تھے۔

هتكت له بالرمح حبيب قميصه فَخَرَّ صريعا لليدين وللضم

میں نے نیزہ سے ان کے کرتے کا گریبان چاک کر دیا۔ وہ اپنے ہاتھوں اور منہ کے بل پچھڑ کے گرے۔

يذكر فى حٰمٓ والرمح شارع فهلّا تلا حٰمٓ قبل التقدم

مجھے اس وقت حٰم یاد دلاتا ہے جب کہ نیزہ بازی شروع ہو گئی۔ اس نوبت آنے سے پہلے خود حٰم کیوں نہ پڑھی۔

منى غير شيئ غير ان ليس تابعا عليًّا ومن لايتبع الحق يندم

وہ کسی امر حق پر نہیں ہے جو علی کے تابع نہیں ہے اور جو حق کے تابع نہیں ہوتا وہ پشیمان ہوتا ہے''۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جنگ جمل میں لوگ تیرہ ہزار مقتول چھوڑ بھاگے' اسی شب کو علی رضی اللہ عنہ اپنے ہمراہ روشنی لے کے مقتولین میں گئے تو محمد بن طلحہ بن عبیداللہ کی لاش پر گزرے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف اپنا سر پھیر کر کہا کہ اے حسنؓ! رب کعبہ کی قسم

جیسا کہ تم دیکھتے ہو سجاد (محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ) مقتول ہیں' ان کے والد نے انہیں میدان میں پچھاڑا' اگر ان کے والد نہ ہوتے اور ان کے ساتھ ان کی نیکی نہ ہوتی تو وہ اپنے تقوے اور بزرگی کی وجہ سے اس میدان میں نہ نکلتے۔

حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ کو انہوں نے اس سے بے نیاز نہیں کیا تھا' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے حسنؓ! نہ میرے لیے ہے نہ تمہارے لیے' حالانکہ وہ اس سے پہلے ان سے کہہ چکے تھے کہ اے حسنؓ! تمہارے والد کو یہ پسند تھا کہ وہ اس دن سے بیس سال پہلے مر چکے ہوتے۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عوف بن عبدعوف بن الحارث بن زہرہ بن کلاب' ان کی والدہ ام کلثوم بن عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی تھیں' ام کلثوم کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس ابن عبد مناف بن قصی تھیں' اور اروی کی والدہ ام حکیم یعنی بیضاء بنت عبدالمطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن کے یہاں قریر اور ام القاسم اور شفیہ جو الشفاء تھیں' پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام القاسم بنت سعد بن ابی وقاص بن اہیب ابن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔

عمر والمسور وسعد وصالح زکریا وام عمرو' ان سب کی والدہ ام کلثوم بنت سعد بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔

عتیق وحفصہ کی والدہ بنت مطیع بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف ابن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں۔

اسحاق بن ابراہیم کی والدہ ام موسیٰ بنت عبداللہ بن عوف بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔ عثمان بن ابراہیم' ان کی والدہ علیاء بنت معروف بن عامر بن خرنق تھیں۔

ہود بن ابراہیم وشفیہ صغریٰ دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

زبیر بن ابراہیم اور ام عباد' دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

ام عمرو صغریٰ بھی ام ولد سے تھیں۔

ولید بن ابراہیم بھی ام ولد سے تھے۔

ابراہیم کی کنیت ابو اسحاق تھی۔

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رویشد الثقفی کا گھر جلا دیا جو شراب کی دکان تھی' عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کیا تھا' میں نے اسے آگ کی چنگاری کی طرح بھڑکتے ہوئے دیکھا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سوائے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کے کسی لڑکے کا عمر رضی اللہ عنہ سے سن کر یاد کر کے روایت کرنا ہمیں نہیں معلوم۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد اور عثمان وعلی وسعد بن ابی وقاص وعمرو بن العاص وابی بکرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی

ہے' ابراہیم بن عبدالرحمن کی وفات ۷۶ھ میں پچھتر سال کی عمر میں ہوئی۔

مالک بن اوس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحدثان جو بنی نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر میں سے تھے۔

لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں گھوڑے کی سواری کی' قدیم (مسلمان) تھے لیکن اپنے اسلام میں دیر کی' ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور آپ سے کچھ روایت کی ہو' عمر بن الخطاب اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ ۹۲ھ میں مدینہ میں وفات ہوئی۔

عبدالرحمن بن عبد رحمۃ اللہ علیہ:

القاری' بنی قارہ میں سے تھے' قارہ محلم بن غالب بن عائذہ بن یثیع بن ملیح بن الہون بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کے بیٹے تھے' ان لوگوں کا نام قارہ صرف اس لیے رکھا گیا کہ یعمر الشداخ بن عوف اللیثی نے چاہا کہ ان لوگوں کو قبیلہ کنانہ کی شاخوں میں تقسیم کر دیں تو ان میں سے ایک شخص نے کہا:

دعونا قارةً لا تنفرونا فنجعل مثل جفال الظليم

''ہمیں قارہ (چھوٹی پہاڑی) پر چھوڑ دو۔ ہمیں بھگاؤ نہیں کہ ہم شتر مرغ کی طرح بھاگیں''۔

اس وجہ سے ان لوگوں کا نام قارہ رکھا گیا' انہیں لوگوں کے بارے میں ایک کہنے والا کہتا ہے کہ اس نے قارہ سے انصاف کیا جس نے باہم ان سے تیراندازی کی' وہ لوگ تیرانداز تھے' قارہ حابیش میں سے تھے' حابیش میں سے حارث بن عبد مناۃ بن کنانہ اور مصطلق تھے' جن کا نام جذیمہ تھا اور حیا تھے جن کا نام عامر تھا' یہ دونوں سعد خزاعی کے فرزند تھے اور عضل تھے' قارہ الہون بن خزیمہ کی اولاد میں سے تھے' عضل ہی ابن الدیش بن محلم تھے۔

ان لوگوں کا نام احابیش اس لیے رکھا گیا کہ وہ سب متجش تھے یعنی جمع تھے' اور سب بنی بکر کے پاس خلفائے قریش تھے اور کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے ایک پہاڑ پر جس کا نام حبشی تھا معاہدۂ حلف کیا تھا جو مکے سے دس میل کے فاصلے پر تھا' اسی سبب سے وہ لوگ احابیش کہلائے' قارہ نے بنی زہرہ بن کلاب میں معاہدۂ حلف کیا تھا جو جاہلیت میں حلف صحیح تھا' اور انہوں نے بنی زہرہ میں جہاں چاہا نکاح کیا' ان کی اکثر مائیں بنی زہرہ میں سے ہیں۔

عبدالرحمن بن عبدالقاری نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان سے عروہ بن الزبیر نے روایت کی ہے' عبدالرحمن کی وفات ۸۰ھ میں عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں مدینے میں ہوئی' اس زمانے میں ابان بن عثمان بن عفان مدینے کے امیر تھے' وفات کے دن عبدالرحمن بن عبد اٹھتر سال کے تھے۔

ابراہیم بن قارظ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی قارظ' نام خالد بن الحارث بن عبید بن تیم بن عمرو بن الحارث ابن مبذول بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ تھا۔

ابوقارظ مکے میں داخل ہوئے' خوبصورت تھے اور شاعر تھے' قریش نے کہا کہ یہ ہمارے حلیف' ہمارے معاہد' ہمارے بھائی

اور ہمارے مددگار رہیں' ہم سب ان کے مددگار ہیں' سب نے انہیں بلایا کہ ٹھہرائیں اور نکاح کریں' مگر انہوں نے کہا کہ مجھے تین دن کی مہلت دو۔

کوہ حراء پر گئے اور تین دن تک اس کی چوٹی پر عبادت کی' اترے تو یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ قریش میں سب سے پہلے جو شخص ملے گا اس سے محالفت کر لیں گے' سب سے پہلے انہیں جو صاحب ملے وہ عبدعوف بن عبد بن الحارث ابن زہرہ' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے دادا تھے' انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا' دونوں روانہ ہوئے اور مسجد میں آئے' بیت اللہ کے پاس کھڑے ہوئے اور معاہدہ حلف کیا' عبدعوف نے ان کے لئے حلف کو مضبوط کر دیا۔

ابراہیم بن قارظ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے (روایت) سنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ مجھے اہل کوفہ نے اس طرح تنگ کیا کہ نہ وہ کسی امیر سے خوش ہیں اور نہ کوئی امیر ان سے خوش ہے۔

عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسعود بن نافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل جو بنی زہرہ بن کلاب کے حلفا تھے' ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عتبہ کو بازار پر عامل بنایا' انہیں حکم دیا کہ سوتی کپڑے سے محصول لیا کریں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عتبہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' بعد کو وہ کوفہ منتقل ہو گئے اور وہیں رہے' کوفے ہی میں عبدالملک بن مروان کی خلافت اور بشر بن مروان کی ولایت عراق میں ان کی وفات ہوئی۔

ثقہ وعالی قدر وکثیر الحدیث وکثیر الفتویٰ وفقیہ تھے۔

نوفل بن ایاس الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

نوفل بن ایاس الہذلی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رمضان میں بزمانہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مسجد میں (تراویح کے لیے) گروہ گروہ ہو کر یہاں اور یہاں کھڑے ہوتے تھے' لوگ زیادہ خوش آواز کی طرف جھکتے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں نے قرآن کو گانا بنا لیا ہے' واللہ اگر مجھ سے ہو سکا تو ضرور اس طریقے کو بدل دوں گا' وہ صرف تین ہی رات ٹھہرے کہ ابی بن کعب کو حکم دیا تو انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ عمر رضی اللہ عنہ سب سے آخری صف میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ بدعت ہے تو کیسی اچھی بدعت ہے۔

حارث بن عمرو الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے' عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں جن میں نماز کے بارے میں ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے نام ان کا فرمان بھی ہے' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی روایت کی ہے۔ حارث بن عمرو کی وفات ۷۰ھ میں ہوئی۔

اور ہمارے مددگار رہیں، ہم سب ان کے مددگار ہیں، سب نے انہیں بلایا کہ ٹھہرائیں اور نکاح کریں، مگر انہوں نے کہا کہ مجھے تین دن کی مہلت دو۔

کوہ حراء پر گئے اور تین دن تک اس کی چوٹی پر عبادت کی، اترے تو یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ قریش میں سب سے پہلے جو شخص ملے گا اس سے مخالفت کرلیں گے، سب سے پہلے انہیں جو صاحب ملے وہ عبدعوف بن عبد بن الحارث ابن زہرہ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے دادا تھے، انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑلیا، دونوں روانہ ہوئے اور مسجد میں آئے، بیت اللہ کے پاس کھڑے ہوئے اور معاہدہ حلف کیا، عبدعوف نے ان کے لئے حلف کو مضبوط کردیا۔

ابراہیم بن قارظ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے (روایت) سنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ مجھے اہل کوفہ نے اس طرح تنگ کیا کہ نہ وہ کسی امیر سے خوش ہیں اور نہ کوئی امیر ان سے خوش ہے۔

عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسعود بن نافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل جو بنی زہرہ بن کلاب کے حلفا تھے، ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عتبہ کو بازار پر عامل بنایا، انہیں حکم دیا کہ سوتی کپڑے سے محصول لیا کریں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عتبہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، بعد کو وہ کوفہ منتقل ہو گئے اور وہیں رہے، کوفے ہی میں عبدالملک بن مروان کی خلافت اور بشر بن مروان کی ولایت عراق میں ان کی وفات ہوئی۔

ثقہ و عالی قدر و کثیر الحدیث و کثیر الفتویٰ و فقیہ تھے۔

نوفل بن ایاس الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

نوفل بن ایاس الہذلی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رمضان میں بزمانہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مسجد میں (تراویح کے لیے) گروہ گروہ ہو کر یہاں اور یہاں کھڑے ہوتے تھے، لوگ زیادہ خوش آواز کی طرف جھکتے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں نے قرآن کو گانا بنا لیا ہے، واللہ اگر مجھ سے ہوسکا تو ضرور اس طریقے کو بدل دوں گا، وہ صرف تین ہی رات ٹھہرے کہ ابی بن کعب کو حکم دیا تو انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ عمر رضی اللہ عنہ سب سے آخری صف میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ بدعت ہے تو کیسی اچھی بدعت ہے۔

حارث بن عمرو الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے، عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں جن میں نماز کے بارے میں ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے نام ان کا فرمان بھی ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی روایت کی ہے۔ حارث بن عمرو کی وفات ۷۰ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن ساعدۃ الہذ لی رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو محمد تھی' انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ابن ساعدۃ الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب تجار بازار میں غلے کے پاس جمع ہو جاتے تو انہیں اپنے درہ سے مارتے یہاں تک کہ وہ اسلم کی گلیوں میں گھس جاتے تھے' اور کہتے تھے کہ ہمارا راستہ بند نہ کرو' ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

نضر بن سفیان الہذ لی رحمۃ اللہ علیہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' اور ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

علقمہ بن وقاص رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محصن بن کلدہ بن عبد یالیل بن طریف بن عتوارہ عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔ مدینے میں بنی لیث میں ان کا مکان تھا اور وہیں ان کے پس ماندگان تھے' ان کی اولاد میں سے محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص وہ شخص ہیں جنہوں نے ابی مسطحہ سے روایت کی ہے۔ علقمہ بن وقاص کی وفات مدینے میں عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔

عبداللہ بن شداد:

ابن اسامہ بن عمرو الہاد بن عبداللہ بن جابر بن عبداللہ بن جابر بن بشر بن عتوارہ ابن عامر بن لیث' ان کی والدہ سلمیٰ بنت عمیس خواہر اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تھیں' عمرو کا نام الہادی اس لیے رکھا گیا کہ رات کے وقت راستہ چلنے والوں اور مہمانوں کے لیے روشنی کیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن شداد نے عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ثقہ و قلیل الحدیث اور شیعی تھے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ عبداللہ بن شداد بنت حمزہ کے اخیافی بھائی تھے۔ عبداللہ بن شداد بن الہاد سے مروی ہے کیا تم جانتے ہو کہ بنت حمزہ کا مجھ سے کیا رشتہ تھا' وہ میری اخیافی بہن تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن شداد بکثرت کوفہ آیا کرتے اور پھر وہیں رہتے تھے' وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ نکلے جو عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے ساتھ نکلے تھے' جنگ دجیل میں مقتول ہوئے۔

جعونہ بن شعوب:

اسود بن عبد شمس بن مالک بن جعونہ بن عویرہ بن شجع بن عامر بن لیث کی اولاد میں تھے۔ شعوب قبیلہ خزاعہ کی ایک عورت تھیں جو اسود کی والدہ تھیں' اسود ابی سفیان بن حرب کے حلیف تھے اور بحالت کفر ان کے ساتھ احد میں آئے تھے' یہ وہی شخص ہیں کہ یوم احد میں جب حنظلہ غسیل (ملائکہ) کو شہید کیا تو انہیں چھڑایا۔

جعونہ بن شعوب نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے (حدیث) سنی ہے۔

حماس اللیثی:

بنی کنانہ میں سے تھے‘ ابوعمرو بن حماس کے جو انہیں لوگوں میں سے تھے والد تھے‘ مدینے میں ان کا مکان تھا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے‘ قلیل الحدیث شیخ تھے۔

عبداللہ بن ابی احمد:

ابن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ جو بنی عبد شمس بن عبد مناف کے حلفا تھے۔

ملیح بن عوف السلمی:

ملیح بن عوف السلمی سے مروی ہے کہ کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کے دروازے پر ایک دروازہ بنالیا ہے اور اپنے محل پر ایک بانس کا چھپر ڈال لیا ہے‘ انہوں نے محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور مجھے بھی ان کے ہمراہ جانے کا حکم دیا۔ میں بستیوں کا رہبر تھا‘ ہم دونوں روانہ ہوئے۔

امیر المومنین نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ اس دروازے اور چھپر کو جلا دیں اور سعد رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ کے لیے ان کی مسجد میں کھڑا کریں‘ یہ اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو بعض اہل کوفہ سے خبر ملی کہ سعد رضی اللہ عنہ نے خمس کی بیع میں نرمی کی ہے۔

ہم لوگ سعد رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے‘ انہوں نے دروازہ اور چھپر جلا دیا اور سعد رضی اللہ عنہ کو کوفے کی مساجد میں کھڑا کیا‘ لوگوں سے سعد رضی اللہ عنہ کا حال پوچھنے لگے اور کہنے لگے کہ امیر المومنین نے انہیں اس کے متعلق حکم دیا ہے‘ مگر کوئی ایسا شخص نہ ملا جو سوائے نیکی کے ان کے متعلق کچھ کہتا۔

سنین ابوجمیلہ:

بنی سلیم کے ایک شخص تھے‘ ان کی چند حدیثیں ہیں جو انہوں نے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنیں‘ صالح بن کیسان کی حدیث میں جو زہری سے مروی ہے انہوں نے سنین ابی جمیلہ السلیطی سے روایت کی ہے‘ ان کا مکان العمق میں تھا۔

زہری سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوجمیلہ سنین کو کہتے سنا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک پڑا ہوا بچہ پایا‘ میرے عریف (پروردہ) نے اس کا ذکر ان سے کیا تو انہوں نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ ہر لڑکا آزاد ہے‘ اس کی میراث تمہارے لیے ہے اور رضاعت ہمارے ذمے۔

مالک بن ابی عامر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو بن الحارث بن غیمان بن خثیل بن عمرو بن الحارث ذواصبح بن عوف ابن مالک بن زید بن عامر بن ربیعہ بن بنت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن معرب‘ محض ان کی فصاحت کی وجہ سے ان کا نام معرب رکھا گیا‘ اس لیے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے زبان عربی کو قائم کیا‘ ابن مہرم قحطان بن الہمیسع ابن تیمن بن قیس بن بنت بن اسماعیل بن ابراہیم۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی اویس بن عم مالک بن انس نے مجھ سے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا‘ مالک بن انس فقیہ اہل مدینہ مالک بن ابی عامر کی اولاد سے تھے۔

ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ حج یا عمرے میں مکے کے راستے پر ایک درخت کے نیچے تھے کہ مجھ سے عبدالرحمٰن ابن عثمان بن عبیداللہ نے کہا کہ اے مالک میں نے کہا تم کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا کیا تمہیں وہ کام منظور ہے جس کی طرف ہمیں اوروں نے بلایا مگر ہم نے ان سے انکار کر دیا میں نے کہا کس کام کی طرف انہوں نے کہا کہ اس امر کی طرف کہ ہمارا خون تمہارا خون ہو اور ہمارا خون رائگان تمہارا خون رائگاں ہو قسم ہے اللہ کی جو کہتا ہے کہ دریا نے ایک بال بھی تر نہ کیا' مالک نے کہا کہ میں نے ان کی یہ بات منظور کر لی اسی سبب سے آج تک ان لوگوں کا شمار بنی تیم میں ہے۔

مالک بن ابی عامر سے مروی ہے کہ میں جمرہ کے پاس (منیٰ میں) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے قریب اس وقت موجود تھا جب ان کے ایک پتھر لگا جس سے ان کے خون نکل آیا' ایک آدمی نے ایک آدمی کو پکارا کہ یا خلیفہ' قبیلہ خثعم کے ایک شخص نے کہا کہ واللہ تمہارے خلیفہ گئے' کہ ان کے تو خون نکل آیا' اور ایک آدمی پکارتا ہے یا خلیفہ' آیندہ سال عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

مالک بن ابی عامر نے عمر و عثمان وطلحہ بن عبیداللہ وابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے وہ ثقہ تھے اور ان کی احادیث صحیح ہیں۔

عبداللہ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحضرمی جو حلفائے بنی امیہ میں سے تھے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سن کر روایت کی ہے۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن الحضرمی اپنے ایک غلام کو جس نے چوری کی تھی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن حاطب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی بلتعہ لخم میں سے تھے' بنی راشدہ بن اذب بن جزیلہ بن لخم کے ایک فرد تھے اور بنی عمرو بن امیہ بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ کے حلفا تھے' عمرو بن امیہ مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔ عبدالرحمٰن کی کنیت ابو یحییٰ تھی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' ۶۸ھ میں مدینے میں ان کی وفات ہوئی۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

محمد بن الاشعث:

ابن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین ابن الحارث بن معاویہ بن الحارث الاکبر بن معاویہ بن ثور بن مرتع (بن معاویہ) ابن کندی بن عفیر' ان کی والدہ ام فروہ بنت ابی قحافہ عثمان (بن عامر) بن عمرو ابن کعب بن سعد بن تیم تھیں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ محمد بن الاشعث کی کنیت ابوالقاسم تھی' عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے تھے' لوگوں نے ان کی کنیت ابوالقاسم رکھ دی' محمد بن الاشعث نے عمر وعثمان رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ان دونوں سے اپنی یہودیہ پھوپی کو دریافت کیا جو مر گئی تھی۔

عبداللہ بن حنظلہ الغسیل رضی اللہ عنہما:

ابن ابی عامر الراہب' ان کا نام عبد عمرو بن صیفی بن النعمان بن مالک ابن امۃ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو

بن عوف بن مالک بن الاوس تھا' ان کی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی بن سلول بنی الحبلی میں سے تھیں۔

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کے یہاں عبدالرحمٰن وحنظلہ پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ اسماء بنت ابی صیفی بن ابی عامر بن صیفی تھیں۔

عاصم والحکم کی والدہ فاطمہ بنت الحکم بنی ساعدہ میں سے تھیں۔

انس وفاطمہ کی والدہ سلمٰی بنت انس بن مدرک خثعم میں سے تھیں۔

سلیمان وعمر وامۃ اللہ' ان کی والدہ ام کلثوم بنت وحوح بن الاسلت بن جشم بن وائل بن زید جعادرہ اوس میں سے تھیں۔

سوید ومعمر وعبداللہ والحر ومحمد وام سلمہ وام حبیب وام القاسم وقریبہ وام عبداللہ' ان سب کی والدہ ام سوید بنت خلیفہ خزاعہ کے بنی عدی بن عمرو میں سے تھیں۔

غزوۂ اُحد کے بعد آپ کی پیدائش ہوئی:

حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ نے جب (جہاد کے لیے) احد جانے کا ارادہ کیا تو اپنی بیوی جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی بن سلول سے صحبت کی' ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما ان کے حمل میں آ گئے' حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ اسی روز شہید ہو گئے' انہیں ملائکہ نے غسل دیا' ان کے بیٹے کو فرزند غسیل ملائکہ کہا جاتا ہے۔

جمیلہ کے یہاں عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما اس کے نو مہینے کے بعد پیدا ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو وہ سات برس کے تھے' بعضوں نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن حنظلہ بن الراہب سے مروی ہے کہ ہمیں عمر رضی اللہ عنہ نے نماز مغرب پڑھائی' اس طرح کہ پہلی رکعت میں کچھ نہ پڑھا' دوسری رکعت میں فاتحۃ القرآن اور ایک سورۃ پڑھی' پھر دوبارہ فاتحۃ القرآن اور ایک سورۃ پڑھ کے نماز پوری کی' اس سے فارغ ہوئے تو دو سجدے کیے اور سلام پھیرا۔

ایام حرہ میں اہل مدینہ کی قیادت:

عبداللہ بن زید وغیرہم سے مروی ہے کہ شب ہائے حرہ میں اہل مدینہ اٹھ کھڑے ہوئے تو انہوں نے بنی امیہ کو مدینے سے نکال دیا اور یزید بن معاویہ کا عیب اور اس سے اختلاف ظاہر کیا' سب نے عبداللہ بن حنظلہ پر اتفاق کیا اور اپنا معاملہ ان کے سپرد کر دیا' انہوں نے ان لوگوں سے موت پر بیعت کر لی اور کہا:

''اے قوم! اللہ سے ڈرو جو یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں' واللہ ہم لوگ اس وقت تک یزید کے مقابلے پر نہیں نکلے جب تک کہ ہمیں یہ خوف نہ ہوا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائیں جائیں گے' وہ ایسا شخص ہے جو ماؤں بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا ہے' شراب پیتا ہے اور نماز ترک کرتا ہے' واللہ اگر میرے ساتھ ایک شخص بھی نہ ہو تو میں (جہاد میں) اللہ کے لیے امتحان لوں گا''۔

لوگ ہر طرف سے جوق در جوق آ رہے تھے اور بیعت کر رہے تھے' ان راتوں میں عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کے سوائے مسجد

کے اور کوئی خواب گاہ نہ تھی۔ غذا میں قدرے ستو پینے پر اضافہ نہ کرتے جس سے روزہ افطار کر کے دوسرے دن تک اسی طرح گزارتے' وہ برابر روزہ رکھتے تھے اور تواضع کی وجہ سے انہیں آسمان کی طرف سر اٹھاتے نہیں دیکھا گیا۔

اہل مدینہ سے خطاب:

اہل شام جب وادی القریٰ کے قریب آ گئے تو عبداللہ بن حنظلہ نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی' منبر پر چڑھے' اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا کہ اے لوگو! تم محض اپنے دین کی وجہ سے ناراض ہو کے نکلے ہو' لہٰذا اللہ کو اچھا امتحان دو کہ وہ اس کی وجہ سے تمہارے لیے اپنی مغفرت واجب کر دے اور اس کی وجہ سے تم پر اپنی خوشنودیاں اتارے' مجھے اس شخص نے خبر دی ہے جو اس تاریک مزاج قوم کے ساتھ اترا ہے کہ آج ذی خشب اس قوم کی منزل ہے اور ان کے ہمراہ مروان بن الحکم بھی ہے' ان شاء اللہ اس کے اس عہد و پیمان کو توڑنے کی وجہ سے جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس کیا تھا' اللہ اسے نیک راستہ نہ دکھائے گا۔

لوگوں نے شور بلند کیا اور مروان کو گالیاں دینے لگے' کہنے لگے کہ وہ بزدل کا بیٹا بزدل ہے' ابن حنظلہ لوگوں کو خاموش کرنے لگے اور کہنے لگے کہ گالی کوئی چیز نہیں' البتہ سچائی سے ان کا مقابلہ کرو' واللہ جو قوم سچائی کرتی ہے وہ اللہ کی قدرت سے مدد کو گھیر لیتی ہے' انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور قبلہ رو ہو کے کہا کہ اے اللہ ہم لوگ تجھی پر بھروسا کرتے ہیں' تجھی پر ایمان لائے ہیں اور تجھی پر ہمارا توکل ہے' تیری ہی طرف ہم نے اپنی پشتوں کا سہارا لگایا ہے' یہ کہا اور منبر پر سے اتر آئے۔

شہر نبی کی بے حرمتی کرنے والوں سے شدید جنگ:

اس قوم نے مدینے میں صبح کی' اہل مدینہ نے ان سے شدید قتال کیا' لیکن شامیوں کی کثرت ان پر غالب آ گئی' مدینے کے تمام اطراف سے ان کا دخول ہو گیا۔ عبداللہ بن حنظلہ نے اس روز دو زرہیں پہنیں اور اپنے ساتھیوں کو قتال پر اُبھارنے لگے' لوگ قتال کرنے لگے اور اس قدر مقتول ہوئے کہ سوائے عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کے جھنڈے کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا' اس جھنڈے کو وہ اپنے ساتھیوں کی مختصر جماعت کے ہمراہ تھامے ہوئے تھے۔

ظہر کا وقت آ گیا تو انہوں نے اپنے مولیٰ سے کہا کہ تم میری پشت کی حفاظت کرو۔ میں نماز پڑھ لوں' انہوں نے چار رکعت نماز ظہر اطمینان کے ساتھ پڑھی' جب نماز ادا کر لی تو ان کے مولیٰ نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن کوئی باقی نہ رہا' ہم کب تک ٹھہریں' ان کا جھنڈا قائم تھا جسکے گرد پانچ آدمی تھے' مولیٰ سے کہا کہ تم پر افسوس ہے ہم تو صرف اس پر نکلے ہیں کہ مر جائیں گے۔

نماز سے فارغ ہو گئے' بدن پر بہت سے زخم تھے' تلوار گلے میں ڈالی اور زرہ اتار دی' ریشم کے دو کلائی کے خول پہنے اور لوگوں کو قتال پر ابھارا' حالانکہ اہل مدینہ کھدیڑے ہوئے چوپایوں کی طرح تھے اور اہل شام انہیں ہر طرف سے قتل کر رہے تھے۔

جرأت مندانہ شہادت:

جب لوگوں کو شکست ہو گئی تو ابن حنظلہ نے زرہ پھینک دی' بالکل ننگے ہو گئے اور بلا زرہ کے قتال کرنے لگے یہاں تک کہ لوگوں نے انہیں قتل کر دیا' اہل شام میں سے کسی نے ایک تلوار ایسی ماری جس سے ان کے دونوں شانے کٹ گئے پھیپھڑا نکل آیا اور وہ گر کر شہید ہو گئے۔

مسرف اپنے گھوڑے پر مقتولین میں گھومنے لگا' ہمراہ مروان بن الحکم بھی تھا۔ عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما پر گذر ہوا' وہ اپنی انگشت شہادت پھیلائے ہوئے تھے۔ مروان نے کہا کہ واللہ اگر تم نے اسے مرنے کے بعد کھڑا کیا ہے تو (تعجب نہیں کیونکہ) تم نے زمانہ دراز تک اسے زندگی میں بھی کھڑا کیا ہے۔

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما شہید ہو گئے تو لوگوں کے لیے ٹھہرنا ممکن نہ تھا' وہ ہر طرف بھاگے عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کے قتل کے ذمہ دار وہ شخص تھے کہ انہیں نے ابتدا کی اور ان کا سر کاٹا' ان میں سے ایک اسے مسرف کے پاس لے گیا اور کہنے لگا کہ یہ امیر قوم کا سر ہے۔

مسرف نے اپنے گھوڑے ہی پر سے سجدے کا اشارہ کیا اور کہا کہ تم کون ہو' اس نے کہا' میں بنی فزارہ کا ایک شخص ہوں' پوچھا' تمہارا نام کیا ہے' اس نے کہا مالک۔ پھر پوچھا' تم نے ان کا قتل اور ان کا سر کاٹنا اپنے ذمے لیا۔ اس نے کہا ہاں۔

ایک دوسرا شخص آیا جو اہل حمص کے السکون میں سے تھا' نام سعد بن الجون تھا' اس نے کہا اللہ امیر کی اصلاح کرے' ہم دونوں نے انہیں اپنے نیزوں سے مارنا شروع کیا' نیزے ان کے بھونک دیئے اور اپنی تلواروں سے انہیں مارا یہاں تک کہ وہ جس چیز سے لگتی تھیں' اسے ان کی باڑھیں الٹ دیتیں۔

فزاری نے کہا کہ غلط ہے' سکونی نے کہا کہ اسے طلاق وحریت کی قسم دو یعنی یہ قسم دو کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کی بیویوں پر طلاق اور اس کے تمام مملوک آزاد فزاری نے قسم کھانے سے انکار کیا سکونی نے جس طور پر کہا تھا قسم کھا لی۔ مسرف نے کہا کہ امیر المومنین (یزید) تمہارے معاملے میں فیصلہ کریں گے۔

اس نے ان دونوں کو روانہ کر دیا جو یزید کے پاس اہل حرہ اور ابن حنظلہ کے قتل کی خبر کے ساتھ آئے' اس نے ان دونوں کو بڑے بڑے انعامات دیئے اور شرف بخشا' اس کے بعد حصین بن نمیر کے پاس واپس کر دیا۔ دونوں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے محاصرے میں قتل کیے گئے۔

واقعہ حرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوا۔

شہادت کے بعد خواب میں زیارت:

عبداللہ بن ابی سفیان سے مروی ہے کہ والد کو کہتے سنا کہ میں نے عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کو شہید ہونے کے بعد اس طرح خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت خوبصورت تھے' پاس ان کا جھنڈا بھی تھا' میں نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن کیا تم مقتول نہیں ہوئے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں' میں اپنے پروردگار سے ملا تو اس نے مجھے جنت میں داخل کر دیا' میں اس کے میوؤں میں جہاں چاہتا ہوں جاتا ہوں' میں نے کہا کہ آپ کے ہمراہیوں کے ساتھ کیا کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ میرے ساتھ میرے اسی جھنڈے کے گرداگرد ہیں جس کی گرہ قیامت تک نہیں کھولی جائے گی۔ میں نیند سے ہوشیار ہوا تو سمجھا کہ وہ بہت بہتر ہے جو میں نے ان کے لیے دیکھا۔

محمد بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک ابن النجار' کنیت ابوعبدالملک تھی' ان کی والدہ عمرہ بنت

عبداللہ بن الحارث ابن جماز غسانی کے بنی حبالہ بن غنم میں سے تھیں کہ خزرج کے بنی ساعدہ کے حلیف تھے۔

محمد بن عمرو کے یہاں عثمان اور ابوبکر فقیہ اور ام کلثوم پیدا ہوئیں' ان کی والدہ کبشہ بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ بن عدس بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔

عبدالملک بن محمد اور عبداللہ و عبدالرحمٰن اور ام عمرو کی والدہ شبیۃ بنت النعمان بن عمرو بن النعمان بن خلدہ بن عمرو بن امیہ بن عامر بن بیاضہ تھیں۔

نام رکھنے میں حضور علیہ السلام سے مشاورت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو نجران یمن پر عامل بنایا: وہاں ان کے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ۱۰ھ میں ایک لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام محمد رکھا اور کنیت ابوسلیمانؓ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھا کہ نام محمد رکھو اور کنیت ابوعبدالملک۔ ابن حزم نے ایسا ہی کیا۔

ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے تمام لڑکوں کو جمع کیا جن کا نام کسی نبی کا نام تھا اور انہیں گھر لائے کہ نام بدل دیں' ان لوگوں کے والد آئے اور اس پر شہادت دی کہ ان میں سے اکثر کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو چھوڑ دیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے والد بھی انہیں میں تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عمرو نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' ان سے روایت کی ہے' وہ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔ محمد بن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی چادر سات سو درہم میں خریدی اور اسے اوڑھتے تھے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ محمد بن عمرو نے ایام حرہ میں اہل شام کو بہت قتل کیا' وہ ان لوگوں کے لشکر پر حملہ کر کے ان کی جماعت کو پراگندہ کر دیتے' وہ سوار تھے' اہل شام میں سے کسی نے کہا کہ اس نے ہمیں جلا دیا اور ہمیں اندیشہ ہے کہ یہ اپنے گھوڑے پر بچ جائے گا۔ لہٰذا اس پر ایک ساتھ حملہ کر دو' کسی نہ کسی سے تو شکست کھا جائے گا۔ کیونکہ ہم اسے تجربہ کار اور بہادر سمجھتے ہیں۔

لوگوں نے ان پر حملہ کر کے نیزوں پر پرو لیا' وہ مر کے گر پڑے' اہل شام کا ایک شخص ان کے گلے میں چمٹ گیا' دونوں گر پڑے' محمد بن عمرو شہید ہو گئے تو لوگ ہر طرف بھاگے' اور مدینے میں داخل ہو گئے' شامیوں کے لشکر اس میں گشت کر کے لوٹتے اور قتل کرتے تھے۔

محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ محمد بن عمرو بن حزم نے یوم الحرہ میں نماز پڑھی حالانکہ ان کے زخم خون بہا رہے تھے' اور وہ صرف نیزوں میں پرو کے قتل کیے گئے۔

خالد بن القاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے محمد بن عمرو کو اس حالت میں دیکھا کہ سر پر خود تھا' جب نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو اسے اپنے پہلو میں رکھ دیا' اور غیر مسلح ہو کے نماز پڑھی۔

ابراہیم بن یحییٰ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ اس روز محمد بن عمرو اپنی بلند آواز سے کہہ رہے تھے کہ اے گروہ انصار ان

لوگوں کو بہادری سے مارو کیونکہ وہ لوگ ایسے ہیں جو طمع دنیا پر قتال کرتے ہیں اور تم لوگ وہ ہو جو آخرت پر قتال کرتے ہو' وہ ان کے چھوٹے چھوٹے لشکروں پر حملہ کر کے انہیں منتشر کرنے لگے یہاں تک کہ وہ قتل کر دیئے گئے۔

عبداللہ بن ابی سفیان مولائے ابن ابی احمد بن جحش نے اپنے والد سے روایت کی کہ بدکار مسرف بن عقبہ اپنے گھوڑے پر مقتولین میں گشت کر رہا تھا' ہمراہ مروان بن الحکم بھی تھا' محمد بن عمرو بن حزم پر گذرا۔ دیکھا تو منہ کے بل پیشانی زمین پر رکھے ہوئے مردہ پڑے تھے' مروان نے کہا کہ واللہ اگر تم مرنے کے بعد اپنی پیشانی کے بل (یعنی سربسجدہ) ہو تو تم نے بہت زمانے تک زندگی میں بھی اسے فرش کیا ہے۔ مسرف نے کہا واللہ میں تو ان لوگوں کو اہل جنت ہی سمجھتا ہوں۔ مگر اہل شام تم سے یہ بات نہ سن لیں کہ تم انہیں فرمانبرداری سے تردد میں ڈال دو' مروان نے کہا کہ ان لوگوں نے (یعنی اہل مدینہ نے دین کو) متغیر کر دیا اور بدل دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جنگ حرہ مدینے میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں ہوئی۔ محمد بن عمرو بن حزم کے پس ماندگان مدینے اور بغداد میں تھے۔

عمارہ بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن الفاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ بن عامر بن غیان بن عامر بن خطمہ' ان کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن الاوس بن حارثہ تھا' وہ انصار میں سے تھے' ان کی والدہ صفیہ بنت عامر بن طعمہ بن زید الخطمی تھیں۔

عمارہ بن خزیمہ کے یہاں اسحاق پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے' ان کی والدہ عبیدہ بنت عبداللہ بن ثابت بن الفاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ تھیں۔

محمد اور صفیہ' دونوں کی والدہ ودیعہ بنت عبداللہ بن مسعود بن عبداللہ بن عمرو الخطمی تھیں۔

منیعہ بنت عمارہ اور حمادہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمارہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اپنے والد سے کہتے تھے کہ تمہیں کیا ہوا کہ تم اپنی زمین فروخت نہیں کرتے' عمرو بن العاص سے اور اپنے والد سے بھی سنا ہے' ان کے والد خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین (دو شہادت والے یعنی اکیلے بجائے دو گواہوں کے قرار دیئے گئے) تھے۔

عمارہ کی کنیت ابو محمد تھی' ان کی وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی ابتدائے خلافت میں ہوئی۔ اس وقت پچھتر سال کے تھے۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن خلاد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق' خزرج میں سے تھے۔

یحییٰ بن خلاد کے یہاں مالک وعلی و عائشہ وعثیمہ پیدا ہوئیں' جن کی والدہ ام ثابت بنت قیس بن عمرو بن رباب بن بکر تھیں۔

ام کلثوم وحمیدہ' ان کی والدہ ام یحییٰ بنت عامر بن عمرو بن خالد بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

رملہ' ان کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

حضور علیہ السلام نے آپ کا نام رکھا:

علی بن یحییٰ بن خلاد سے مروی ہے کہ جب یحییٰ بن خلاد پیدا ہوئے تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا' آپ نے کھجور چبا کے ان کے حلق میں لگائی اور فرمایا کہ میں ان کا ایسا نام رکھوں گا کہ یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے بعد نہیں رکھا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام یحییٰ رکھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یحییٰ بن خلاد نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

عمرو بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق' خزرج میں سے تھے' ان کی والدہ النوار بنت عبداللہ بن الحارث بن جماز حلیف بنی ساعدہ تھیں' جماز غسان کے حبالہ بن غنم میں سے تھے۔

عمرو بن سلیم کے یہاں عثمان اور نعمان پیدا ہوئے' ان کی والدہ حبیبہ بنت النعمان بن عجلان بن النعمان بن عامر بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق انصار میں سے تھیں۔

سعد وایوب' دونوں کی والدہ ام البنین بنت ابی عبادہ سعد بن عثمان ابن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

عمرو بن سلیم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ بالغ ہونے کے قریب تھے' نیز انہوں نے ابوقتادہ الانصاری اور ابوحمید الانصاری سے بھی روایت کی ہے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

حنظلہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو بن حصن بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام سعد بنت قیس بن حصن بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

حنظلہ بن قیس کے یہاں محمد و ام جمیل پیدا ہوئیں' دونوں کی والدہ ام عیسیٰ بنت عبداللہ بن ہشام بن زہرہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ قریش میں سے تھیں۔

عمرو بن حنظلہ کی والدہ ام عثمان بنت عمرو بن عبداللہ بن عمرو بن حصن بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

عمر و اصغر' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ' ان کی والدہ ام موسیٰ بنت الحارث بن عتبہ بن عبید بن المعلیٰ ابن لوذان بن حارثہ غضب بن جشم بن الخزرج کی اولاد میں تھیں۔

عبیداللہ و سعد فرزندان حنظلہ' ان دونوں کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

زہری سے مروی ہے کہ میں نے انصار میں سے کسی کو حنظلہ بن قیس الزرقی سے زیادہ ہوشیار اور عمدہ رائے والا نہیں دیکھا' گویا وہ قیس کے آدمی تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حنظلہ بن قیس نے عمر و عثمان و رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور زہری نے ان سے روایت کی ہے۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ابو ہارون مسعود بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الربیع بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ حبیبہ بنت شریق بن ابی حثمہ' ہذیل میں سے تھیں۔

مسعود بن الحکم کے یہاں ابراہیم و عیسیٰ وابوبکر و سلیمان و موسیٰ و اسماعیل و داؤد و یعقوب و عمران و ایوب اکبر وام ابراہیم پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ میمونہ بنت ابی عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

ایوب اصغر و سارۃ کی والدہ ام عمرو بنت المثنیٰ بن حکیم بن بخیہ بن ربیعہ بن ریاح بن عوف بن ربیعہ بن ہلال بن شمخ بن فزارہ تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مسعود بن الحکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے' کنیت ابوہارون تھی' بڑے شریف بامروت اور ثقہ تھے۔ عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور ان سے محمد بن المنکدر اور ابوالزناد نے روایت کی ہے۔

مخلد رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالحارث بن مخلد الزرقی' کتاب نسب الانصار میں سے ہم ان کے نسب پر اتنا واقف نہ ہوئے جتنا ہم چاہتے تھے۔ مخلد نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

عبداللہ بن ابی طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

نام زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھا' ان کی والدہ ام سلیم بنت لحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں جو انس بن مالک کی والدہ تھیں۔

عبداللہ بن ابی طلحہ کے یہاں قاسم ام ولد سے پیدا ہوئے۔

عمیر و زید و اسماعیل و یعقوب و اسحاق و عبدہ وام ابان' ان کی والدہ شبیبہ بنت رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان الزرقی تھیں۔

محمد بن عبداللہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ بن عبداللہ اور کلثوم ام ولد سے تھے۔

ابراہیم و رقیہ وام عمرو' ان کی والدہ عائشہ بنت جابر بن صخر بن امیہ ابن خنساء بنی سلمہ میں سے تھیں۔

عمر بن عبداللہ اور معمر و عمارہ' ان کی والدہ ام کلثوم بنت عمرو بن حزم بن زید بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔

جنگ حنین میں عبداللہ ام سلیم کے حمل میں تھے' وہ حنین میں موجود تھیں۔ عبداللہ مدینے میں ابوطلحہ ہی کے مکان میں رہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرزند ابی طلحہ بیمار تھے' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے' بچے کی وفات ہو گئی' واپس آئے تو پوچھا کہ میرا بیٹا کیسا ہے' ام سلیم نے کہا کہ جیسا وہ تھا اس سے اب بہت سکون میں ہے' وہ ان کے پاس شب کا کھانا لائیں' انہوں نے کھایا' پھر ان سے صحبت کی' جب فارغ ہوئے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بچے کو دفن کرو۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں:

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے صبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی' فرمایا کہ کیا آج شب کو تم نے صحبت کی ہے۔

عرض کی جی ہاں‘ فرمایا: اے اللہ ان دونوں کے لیے برکت کر۔ ام سلیم کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا‘ پھر مجھ سے (یعنی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے یاد رکھنا تاکہ ہم اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں۔

وہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور اس کے ساتھ چند کھجوریں بھی بھیجیں‘ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو لے لیا اور پوچھا‘ کیا اس کے ساتھ کچھ ہے‘ لوگوں نے عرض کی جی ہاں کھجوریں ہیں‘ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں لیں انہیں چبایا اور اپنے منہ سے لے کر بچے کے منہ میں کر دیا اس کے تالو میں لگایا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ام سلیم کا ایک لڑکا جو ابوطلحہ سے تھا سخت بیمار ہو گیا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مسجد چلے گئے اس لڑکے کی وفات ہو گئی‘ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کی ضروریات مہیا کر لیں اور کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بیٹے کی موت کی خبر نہ کرنا‘ وہ مسجد سے واپس آئے تو بیوی نے شام کا کھانا جس طرح تیار کرتی تھیں کیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا بچہ کیسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جیسا تھا اس سے بہتر ہے۔

ام سلیم شام کا کھانا ان کے پاس لائیں‘ انہوں نے اور جو احباب ان کے ساتھ تھے سب نے کھایا‘ پھر وہ اٹھ کر اس کام کو گئیں جس کے لیے عورت جاتی ہے (یعنی زینت کے لیے) انہوں نے اپنی بیوی سے صحبت کی۔ جب آخر شب ہوئی تو بیوی نے کہا کہ اے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کیا تم فلاں کو دیکھتے نہیں کہ ان لوگوں نے کوئی چیز عاریت لی اور اس سے فائدہ اٹھایا‘ جب وہ ان سے مانگی گئی تو یہ ان پر گراں گزرا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان لوگوں نے انصاف نہیں کیا‘ بیوی نے کہا کہ تمہارا فلاں بیٹا بھی اللہ کی طرف سے عاریت تھا‘ اس نے اسے اپنے پاس کر لیا‘ انہوں نے ”اناللہ الخ“ پڑھا اور الحمدللہ کہا۔

صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے‘ آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تم دونوں کی شب میں برکت دے۔ عبداللہ بن ابی طلحہ ان کے حمل میں آ گئے وہ رات کو پیدا ہوئے تو انہیں یہ گوارا نہ ہوا کہ بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے تالو میں کچھ لگائے ہوئے خود اس کے تالو میں کچھ لگائیں۔ انہوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بھیجا۔

انس نے کہا کہ میں نے عجوہ کھجوریں لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹوں پر قطران لگا رہے تھے‘ عرض کی‘ آج شب کو ام سلیم کے یہاں بچہ پیدا ہوا‘ انہوں نے اس کے تالو میں کچھ لگانا بغیر آپ کے لگائے ہوئے پسند نہ کیا‘ فرمایا‘ تمہارے ساتھ کچھ ہے‘ عرض کی‘ عجوہ کھجوریں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور لے کے چبائی اور اپنے لعاب میں ملا کے اس کے منہ میں ڈال دی‘ بچہ چاٹنے لگا‘ فرمایا کہ انصار کی پسندیدہ چیز کھجور ہے۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نام رکھ دیجئے۔ فرمایا اس کا نام عبداللہ ہے۔

عبداللہ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

محمد بن ابی ابن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار‘ ان کی والدہ ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو بن المنذر بن سبیع بن عبدنہم قبیلہ دوس کی تھیں۔

محمد بن ابی کے یہاں قاسم اور ابی اور معاذ اور عمرو اور محمد اور زیاد پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ عائشہ بنت معاذ بن الحارث بن رفاعہ بن الحارث بن سواد بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔

محمد بن ابی کی کنیت ابو معاذ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ان سے بسر بن سعید نے روایت کی۔ ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔ محمد یوم الحرہ میں مقتول ہوئے جو ذی الحجہ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں پیش آیا۔

طفیل بن ابی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار' والدہ ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو بن المنذر بن سبیع بن عبد نہم قبیلہ دوس میں سے تھیں۔

طفیل بن ابی کے یہاں ابی و محمد اور عبدالعزیز و عثمان اور ام عمرو پیدا ہوئیں۔ ان کی والدہ ام القاسم بنت محمد بن ابی ذرہ بن معاذ بن زرارہ قبیلہ اوس کے بنی ظفر میں سے تھیں۔

طفیل بن ابی کا لقب ابو بطن تھا' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دوست تھے' انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور اپنے والد اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' ثقہ اور درست حدیث والے تھے۔

ان دونوں کے بھائی:

ربیع بن ابی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار' ان سے اور ان کے والد سے بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے نکاح کیا' انہوں نے کہا جی ہاں۔ (بروایت عثمان بن عمر از موسیٰ ابن دہقان)۔

محمود بن لبید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عقبہ بن رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل' ان کی والدہ ام منظور بنت محمود بن مسلمہ بن خالد بن عدی قبیلہ اوس کے بنی حارثہ میں سے تھیں۔

محمود بن لبید کے یہاں حضیر و ام منظور پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمارہ ام کلثوم' ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

شیبہ کی والدہ بنت عمر بن ضمرہ' قیس عیلان کے بنی فزارہ میں سے تھیں۔

ام لبید اور ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

محمود بن لبید رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے' انہیں کے والد کے بارے میں یہ رخصت آئی کہ جو روزہ پر قادر نہ ہو وہ مساکین کو کھانا کھلا دے' محمود بن لبید نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے ان کے پس ماندگان تھے جو مر گئے' ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

محمود بن لبید کی وفات ۹۶ھ میں مدینے میں ہوئی۔ ثقہ قلیل الحدیث تھے۔

سائب بن ابی لبابہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالمنذر بن رفاعہ بن زنبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو ابن عوف بن مالک بن الاوس۔

سائب بن ابی لبابہ کے یہاں حسین وملیکہ پیدا ہوئے۔ دونوں کی والدہ ام الحسن بنت رفاعہ بن شہران بن خالد بن ثعلبہ بن العجلان تھیں اور قضاعہ حلیف بنی عمرو ابن عوف میں سے تھیں۔

معاویہ بن السائب اور بشیر اور ام الحسن کی والدہ ام ولد تھیں۔

زینب بنت السائب کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

سائب بن ابی لبابہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ نبی ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے' عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ قلیل الحدیث اور ثقہ تھے۔

ولید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں وفات ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن عویم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ساعدہ بن عائش بن قیس بن النعمان بن زید بن امیہ' ان کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

عبدالرحمٰن نبی علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے عبدالملک بن مروان کے آخر زمانہ خلافت میں مدینے میں وفات ہوئی' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔ ان کے بھائی:

سوید بن عویم:

ابن ساعدہ' ان کی والدہ امامہ بنت بکر بن ثعلبہ بنی غضب بن جشم بن الخزرج میں سے تھیں' ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

ایوب بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد بن النعمان بن اکال بن نوذان بن الحارث بن امیہ بن معاویہ ابن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف' انصار کی شاخ اوس میں سے تھے۔ کنیت ابوسلیمان تھی' نبی ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان سے زہری نے۔ ثقہ تھے' کثیر الحدیث نہ تھے' جنگ حرہ میں شریک ہوئے' اس میں ان کے بہت سے زخم آئے اس کے دو سال بعد وفات ہوئی۔ اس وقت پچھتر سال کے تھے' ان کی اولاد میں عبداللہ بن ایوب تھے جو لاولد مر گئے' ان کا کوئی پس ماندہ نہ رہا۔

ثعلبہ بن ابی مالک القرظی رحمۃ اللہ علیہ:

ابو مالک کا نام عبداللہ بن سام تھا' ثعلبہ کی کنیت ابو یحیٰی تھی' ابو مالک یمن سے آئے اور کہا کہ ہم لوگ کندہ سے ہیں جو دین یہود پر ہیں' انہوں نے ابن سعیہ کے یہاں شادی کی جو بنی قریظہ میں سے تھے اور انہیں لوگوں سے معاہدۂ حلف کر لیا' اسی لیے قرظی کہلائے۔

ثعلبہ نے عمر و عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' ان کی کنیت ابو جعفر تھی جو داؤد ابن سنان کی روایت سے معلوم ہوئی۔

داؤد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے ثعلبہ کو دیکھا کہ اپنا سر اور داڑھی مہندی سے زرد رنگتے تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ثعلبہ اپنی وفات تک بنی قریظہ کے امام رہے' اور بوڑھے تھے اور قلیل الحدیث تھے۔

ولید بن عبادہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الصامت بن قیس احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج' ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی صعصعہ تھیں' اور وہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو ابن غنم بن مازن بن النجار تھے۔ ولید بن عبادہ کے یہاں خالد پیدا ہوئے' ان کی والدہ قبیلہ طے کی تھیں۔

محمد' ان کی والدہ حبہ بنت النعمان بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم بن فہر ابن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں۔

عبادہ اور حارث اور مصعبا اور عبداللہ اور مسلمہ' ان کی والدہ بزیعہ بنت ابی حارثہ بن اوس بن سکن بن عدی بن عبید بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو ابن عوف بن الخزرج تھیں۔

صالح کی والدہ بنی سعد بن بکر بن ہوازن سے تھیں۔

ہشام کی والدہ ام ولد تھیں۔

یحییٰ کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

ام عیسیٰ اور حکیمہ' ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

ولید بن عبادہ آخر عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے' ان کی وفات شام میں خلافت عبدالملک بن مروان کے زمانے میں ہوئی۔ ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

سعید بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن ابی حزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج ابن ساعدہ بن کعب بن الخزرج' ان کی والدہ غزیہ بنت سعد بن خلیفہ بن الاشراف ابن ابی حزیمہ ثعلبہ بن ظریف بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج تھیں۔

سعید بن سعد کے یہاں شرحبیل و خالد و اسماعیل و زکریا و محمد و عبدالرحمن و حفصہ و عائشہ پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ ثبیتہ بنت ابی الدرداء عویمر بن زید ابن قیس بن عائشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن لوی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج تھیں۔

یوسف' ان کی والدہ ام یوسف بنت ہمام قبیلہ ہوازن کے بنی نصر بن معاویہ میں سے تھیں۔ یحییٰ و عثمان و غزیہ و عبدالعزیز و ام ابان و ام البنین مختلف ام ولد سے تھے۔

سعید بن سعد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا ہے' بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا بھی ہے۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عباد بن تمیم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن غزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار' ان کی والدہ ام ولد تھیں' دو حقیقی بھائی معمر وثابت فرزندان تمیم تھے' جو یوم الحرہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں مقتول ہوئے۔

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ عباد بن تمیم المازنی نے کہا کہ میں غزوۂ خندق میں پانچ سال کا تھا' مجھے کچھ باتیں یاد ہیں' ہم لوگ عورتوں کے ساتھ قلعوں میں تھے' اہل قلعہ بجز باری باری کے سوتے نہ تھے' اس خوف سے کہ بنی قریظہ ان پر حملہ نہ کر دیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ زہری نے عباد بن تمیم سے روایت کی ہے۔

محمد بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

ابن قیس بن شماس بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب ابن الخزرج بن الحارث بن الخزرج ان کی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی ابن سلول بنی الحبلی میں سے تھیں' ان کے اخیافی بھائی عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر راہب تھے' حنظلہ وہی ہیں جو غسیل ملائکہ تھے۔

محمد بن ثابت کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے جو یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' سلیمان بھی یوم الحرہ میں مقتول ہوئے اور یحییٰ بھی' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت حفص ابن صامت بن حارثہ بن عدی بن قیس بن زید بن مالک بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

اسماعیل وعائشہ کی والدہ ام کثیر بنت النعمان بن العجلان بن النعمان بن عامر ابن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔

اسحاق وابراہیم ویوسف وقریبہ' ان کی والدہ امتہ اللہ بنت السائب ابن خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

عیسیٰ وحمیدہ کی والدہ ام عون بنت عبدالرحمٰن بن معمر بن عبداللہ بن ابی ابن سلول بنی الحبلی میں سے تھیں۔

سعد بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الصمہ بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول اور وہ عامر بن مالک بن النجار تھے' ان کی والدہ ام الحکم تھیں' وہ خولہ بنت عقبہ بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل قبیلہ اوس میں سے تھیں۔

سعد بن الحارث کے یہاں صلت اور ام الفضل پیدا ہوئیں' ان کی والدہ جمال بنت قیس بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی قریشی تھیں۔

عمرو' ان کی والدہ ام سعید بنت سہل بن عتیک بن النعمان بن عمرو ابن مبذول تھیں۔ سعد بن الحارث صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں مقتول ہوئے۔

ابوامامہ بن سہل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حنیف بن واہب بن الحکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن عمرو جو خزرج بن عوف بن عمرو بن عوف تھے اور اوس میں سے تھے' ان

کی والدہ حبیبہ بنت ابی امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔ حبیبہ مبایعات میں سے تھیں' ابوامامہ کا نام اسعد اپنے نانا کے نام پر تھا اور کنیت بھی انہیں کی کنیت پر تھی' ان کے نانا اسعد بن زرارہ بنی النجار کے نقیب (کفیل و ذمہ دار) تھے۔

ابوامامہ بن سہل کے یہاں محمد و سہل و عثمان و ابراہیم و یوسف یحییٰ و ایوب و داؤد و حبیبہ و امامہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عتیک بن الحارث بن عتیک بن قیس بن ہیشہ بن الحارث اوس کے بنی معاویہ میں سے تھیں۔

صالح بن ابی امامہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ وہی تھے جن کی کنیت و نام اپنے نانا کی کنیت و نام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوامامہ و اسعد رکھا۔ ہمیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کچھ روایت کی' عثمان و معاویہ و زید بن ثابت اور اپنے والد سہل بن حنیف رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابی عمرہ کا نام بشیر بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول تھا' اور مبذول عامر بن مالک بن النجار تھے' ان کی والدہ ہند بنت القوم بن عبدالمطلب ابن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب قریش کی تھیں' ہند کی والدہ برہ بنت عدی بن رباب بن سہم بھی قریش کی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ کے یہاں عبداللہ بن حمزہ و علقمہ و حبانہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام سعد بنت شعبان بن الحارث بن علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مبذول تھیں اور وہ عامر بن مالک بن النجار تھے۔

ابوعمرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔ جنگ صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور مقتول ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے عثمان و زید بن خالد الجہنی و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف اوس میں سے تھے' ان کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح بن عصمہ بن مالک بن امتہ بن ضبیعہ بن زید بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں' ان کے اخیافی بھائی عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

عبدالرحمٰن بن یزید کے یہاں عیسیٰ پیدا ہوئے جو یوم الحرہ میں مقتول ہوئے اور اسحاق و جمیلہ اور ام عبداللہ وام ایوب وام عاصم پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ حسنہ بنت بکیر بن جاریہ بن عامر بن مجمع تھیں۔

جمیل' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالکریم و عبدالرحمٰن' ان دونوں کی والدہ امامہ بنت عبداللہ بن سعد بن خیثمہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن یزید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے اور قدیم تھے' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی' عمر بن عبدالعزیز

رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے قاضی مدینہ تھے ولید بن عبدالملک کے زمانہ خلافت میں مدینے میں وفات ہوئی' عبدالرحمن بن یزید کی کنیت ابومحمد تھی' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

مجمع بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید' ان کی والدہ حبیبہ بنت الجنید بن کنانہ بن کنانہ بن قیس بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بنی عبس میں سے تھیں۔

مجمع بن یزید کے یہاں اسماعیل واسحاق ویعقوب وسعدی وام اسحاق وام النعمان پیدا ہوئیں' ان کی والدہ سالمہ بنت عبداللہ بن ابی حبیبہ بن الازمر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ بن زید بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔

ابوسعید المقبری رحمۃ اللہ علیہ:

نام کیسان تھا' بنی لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے بنی جندع کے مولیٰ تھے' ان کا مکان مقابر کے پاس تھا اس لیے لوگوں نے مقبری کہا۔

سعید بن ابی سعید المقبری نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بنی جندع کے ایک شخص کا غلام تھا' اس نے مجھے چالیس ہزار درہم اور ہر عید الاضحیٰ کو ایک بکری پر مکاتب بنا دیا' مال (وقت سے پہلے) مہیا ہوگیا۔ میں اس کے پاس لایا تو اس نے وقت معینہ کے سوا لینے سے انکار کیا۔

میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اے یرفا مال لے کے بیت المال میں رکھ دو' شام کو ہمارے پاس آ ؤ تو ہم تمہاری آزادی لکھ دیں گے اگر تمہارا مولیٰ چاہے گا تو اسے لے لے گا اور اگر چاہے گا تو چھوڑ دے گا۔

میں مال اٹھا کر بیت المال میں لے آیا' جب میرے مولیٰ کو معلوم ہوا تو اس نے آ کر مال لے لیا' میں اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لایا تو انہوں نے کہا کہ جب سے آزاد ہوئے تم نے کچھ مال لیا' عرض کی نہیں' فرمایا اسے واپس لے جاؤ' پہلے ہم سے کچھ لینا پھر بعد کو ہمارے پاس لانا۔

ابی سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں مکاتب تھا' اپنے مولیٰ سے کہا کہ میرا بدل کتابت لے لیں' مگر انہوں نے انکار کیا' میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بیان کیا تو انہوں نے کہا اے یرفا اس سے مال لے کے بیت المال میں ایک کنارے رکھ دو اور مجھ سے کہا کہ جاؤ تم آزاد ہو۔ میں دوسرے سال ان کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لایا' انہوں نے پوچھا کہ تو نے ہم سے کچھ لیا ہے جو ہم نے تمہارے لیے مقرر کیا ہے' عرض کی نہیں' انہوں نے وہ مال مجھے واپس کر دیا۔

ابی سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس دو سو درہم لایا اور کہا کہ لیجیے یہ میرے مال کی زکوٰۃ ہے۔ فرمایا اے کیسان کیا تم آزاد ہو گئے' میں نے کہا جی ہاں' فرمایا جاؤ اسے خیرات کر دو۔

ولید بن کثیر سے مروی ہے کہ میں نے سعید المقبری کو اپنے والد سے روایت کرتے سنا کہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لایا' انہوں نے فرمایا کہ تم نے ہمارے دیوان سے کچھ لیا ہے میں نے کہا نہیں' فرمایا تو اسے لے جاؤ۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوسعید نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ ثقہ وکثیر الحدیث تھے' ان کی وفات ۱۰۰ھ میں عمر بن العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں ہوئی' اوروں نے کہا کہ ان کی وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔

ابوعبید سعد رحمۃ اللہ علیہ:

زہری نے ایک مرتبہ انہیں عبدالرحمٰن بن از ہر کا مولیٰ کہا' دوبارہ دوسرے مقام پر عبدالرحمٰن بن عوف کا مولیٰ کہا' اسی طرح اوروں نے بھی کہا ہے۔

زہری نے کہا کہ وہ قدماء واہل فقہ میں سے تھے' انہوں نے کہا کہ میں عبد بن عمر کے ساتھ حاضر ہوا۔ انہوں نے عثمان وعلی وابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' نام سعد تھا' مدینے میں ۹۸ھ میں وفات ہوئی' ثقہ تھے اور ان کی حدیثیں ہیں۔

ابوکثیر افلح رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ' ان کی کنیت ابوکثیر تھی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے افلح کو چالیس ہزار درہم پر مکاتب بنایا' لوگ افلح کو مبارک باد دینے لگے اور کہنے لگے کہ اے ابوکثیر تمہیں آزادی مبارک ہو' جب ابوایوب اپنے متعلقین کے پاس لوٹے تو وہ ان کے مکاتب بنانے پر پشیمان ہوئے' ان کو بلا بھیجا اور کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم کتاب (مکاتب نامہ) مجھے واپس کر دو اور اسی حالت پر لوٹ جاؤ جس حالت پر تم تھے۔

ان سے ان کی بیوی بچوں نے کہا کہ کیا تم اس غلام کو واپس لیتے ہو جسے اللہ نے آزاد کر دیا ہے' افلح نے کہا کہ واللہ وہ مجھ سے جو مانگیں گے میں انہیں ضرور دوں گا' وہ اپنی مکاتبت ان کے پاس لائے اور اسے توڑ دیا' جب تک اللہ نے چاہا وہ ٹھہرے' پھر ابوایوب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا بھیجا اور کہا کہ تم آزاد ہو' اور جو تمہارا مال ہے وہ بھی تمہارا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ افلح عین التمر کے ان قیدیوں میں تھے جنہیں خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں گرفتار کر کے مدینے بھیج دیا تھا' میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ افلح کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا اور مدینے میں ان کا مکان تھا' ذی الحجہ ۶۳ھ میں بعہد خلافت یزید بن معاویہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبید رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبید بن المعلیٰ برادر ابی سعید بن معلیٰ الزرقی' عبید کی کنیت ابوعبداللہ تھی' عین التمر کے ان قیدیوں میں تھے جنہیں خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں گرفتار کر کے مدینے بھیج دیا تھا' لوگ کہتے ہیں کہ عبید بن مرہ ہی نفیس بن محمد بن زید بن عبید تاجر کے دادا تھے' وہ اس نفیس محل کے مالک تھے جو حرہ اقم کے نواح میں تھا۔ عبید مولائے عبید بن المعلیٰ کی وفات بزمانہ حرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوئی۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

شماس رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم' سورۂ یوسف عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی زبان سے سن کر حفظ کی تھی اور اسے نماز میں

پڑھا کرتے تھے' ان سے ان کے بیٹے عثمان بن شماس نے روایت کی ہے۔

سائب بن خباب رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس' ان کی کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی۔ میں نے کسی کو یہ بیان کرتے بھی سنا کہ ان کی کنیت ابو مسلم تھی' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔ انہوں نے عمرو زید بن ثابت سے روایت کی ہے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات ۷۷ھ میں مدینے میں ہوئی جبکہ وہ بہتر سال کے تھے۔ مالک بن انس سے مروی ہے کہ سائب بن خباب کی وفات ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے ہوئی۔

عبید بن ام کلاب رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ عبید بن سلمۃ اللیثی تھے جو مدینے سے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر لے کے نکلے' سرف میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا استقبال کیا اور انہیں ان کے قتل کی اور لوگوں کے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے کی خبر دی' وہ مکہ واپس گئیں' عبید علوی تھے۔

ابن مرسا رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے قریش تھے' جنہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی' قلیل الحدیث تھے۔

ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ابو اسید عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ہرمزان رحمۃ اللہ علیہ:

اہل فارس میں سے تھے۔ جب جلولاء کو مسلمانوں نے فتح کر لیا تو یزدجرد (شاہ ایران) حلوان سے نکل کر اصبہان چلا گیا' پھر اصطخر میں آیا۔ اس نے اپنے وزیر ہرمزان کو تستر بھیجا' انہوں نے اس کی حفاظت کی اور قلعہ میں محفوظ ہو گئے۔ ان کے ہمراہ سونے کے کنگن اور اہل تستر کا مال کثیر تھا' وہ قلعہ شہر کے منتہا پر جبل کے متصل تھا۔ جس کے اطراف پانی کی ایک خندق تھی اور کسی قدر رسد ان کے پاس اصبہان سے آتی تھی۔

بارگاہ فاروقی میں پیشی:

وہ لوگ اسی حالت میں جب تک اللہ نے چاہا ٹھہرے' ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے دو سال تک اور کہا جاتا ہے کہ اٹھارہ مہینے تک ان کا محاصرہ کیا' پھر اہل قلعہ عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر اترے' ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ہرمزان کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ ان کے ہمراہ بارہ عجمی قیدی بھی تھے' جن کے بدن پر ریشمی لباس اور سونے کے پٹکے اور سونے کے کنگن تھے' ان لوگوں کو ان کی اسی ہیئت میں مدینے لائے' لوگ تعجب کرنے لگے۔ پھر ان لوگوں کو عمر کے مکان پر لائے تو انہیں ان لوگوں نے نہ پایا' ہرمزان نے فارسی میں کہا کہ تمہارے بادشاہ کھو گئے' ان لوگوں سے کہا کہ وہ مسجد میں ہیں۔

یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انہیں اس طرح سوتا پایا کہ اپنی چادر کو تکیہ بنائے ہوئے تھے' ہرمزان نے کہا کہ تمہارے بادشاہ یہی ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ خلیفہ ہیں۔ پوچھا کیا ان کے لیے دربان ونگہبان نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ان کی موت تک اللہ ان کا نگہبان ہے' ہرمزان نے کہا کہ یہ سلطنت مبارک ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ہرمزان کو دیکھا تو کہا کہ میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں' پھر فرمایا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے اس کو اور اس کے گروہ کو اسلام کے ذریعے سے ذلیل کر دیا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے وفد سے فرمایا کہ اس طرح کلام کرو کہ مجھے حسن کلام و کثرت کلام سے بچاؤ۔ انس بن مالک نے کہا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کیا' اپنے دین کو عزت دی اور جس نے اسے ناراض کیا اسے بے یار و مددگار کر دیا اور ہمیں ان کی زمین و ملک کا وارث بنا دیا' ان کے مال و اولاد ہمیں غنیمت میں دے دیئے' ہمیں اس طرح ان پر غالب کر دیا کہ ہم جسے چاہیں قتل کریں اور جسے چاہیں زندہ رکھیں۔

عمر رضی اللہ عنہ فرحت سے رونے لگے' پھر ہرمزان سے فرمایا کہ تمہارا مال کیا ہوا' انہوں نے کہا کہ جو میرے باپ دادا کی میراث ہے وہ تو میرے پاس ہے لیکن جو ملک اور بیت المال کا میرے قبضے میں تھا تو اسے آپ کے عامل نے لے لیا۔ فرمایا کہ اے ہرمزان اللہ نے جو برتاؤ تم لوگوں کے ساتھ کیا اسے تم نے کیا سمجھا' ہرمزان نے انہیں جواب نہ دیا تو فرمایا تمہیں کیا ہوا کہ تم بولتے نہیں؟ عرض کی' کیا میں آپ سے زندہ کا کلام کروں یا مردے کا۔ فرمایا کیا تم زندہ نہیں ہو۔

ہرمزان نے پینے کا پانی مانگا' عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم پیاس اور قتل کو تم پر جمع نہ کریں گے۔ پھر اس کے لیے انہوں نے پانی منگایا' لوگ لکڑی کے پیالے میں ان کے پاس پانی لائے' ہرمزان نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پیو' تم پر کوئی خوف نہیں ہے' تاوقتیکہ تم اسے پی نہ لو میں تمہیں قتل کرنے والا نہیں ہوں۔

انہوں نے برتن کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ اے گروہ عرب جس حالت میں تم غیر دین پر تھے تمہاری یہ حالت تھی کہ ہم تم لوگوں کے ساتھ غلاموں کا سا برتاؤ کرتے' تمہارا فیصلہ کرتے اور تمہیں قتل کرتے تھے' ہمارے نزدیک تمام اقوام میں تم لوگوں کا حال سب سے بدتر تھا اور ان سب سے کم درجہ تھا' پھر جب اللہ تمہارے ساتھ ہو گیا تو اللہ کے مقابلے کی طاقت کسی کو نہ تھی۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کا حکم دیا تو انہوں نے کہا کہ کیا آپ نے مجھے امان نہیں دی ہے۔ فرمایا کیونکر؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ بات کرو تم پر کوئی خوف نہیں' آپ نے فرمایا کہ پانی پیو تم پر کوئی خوف نہیں تاوقتیکہ تم اسے پی نہ لو میں تمہیں قتل نہ کروں گا۔ انس بن مالک وابوسعید الخدری وزبیر ابن العوام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہرمزان نے سچ کہا۔ فرمایا خدا اسے غارت کرے اس نے اس طرح مجھ سے امان لے لی کہ مجھے خبر بھی نہ ہوئی۔

عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو ہرمزان کے بدن پر جو زیور اور ریشمی کپڑے تھے وہ اتار لیے گئے' انہوں نے سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ سے جو دبلے کالے اور اس طرح سے پتلی بانہوں والے تھے کہ گویا وہ دونوں جلی ہوئی ہیں۔ فرمایا کہ ہرمزان کے کنگن پہنو' انہوں نے دونوں کنگن اور ان کے کپڑے پہنے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے کسریٰ اور اس کی قوم سے ان کے زیور اور ان لوگوں کے کپڑے چھین کر سراقہ بن مالک بن جعشم کو پہنا دیئے۔

قبول اسلام کا عجیب واقعہ:

عمر رضی اللہ عنہ نے ہرمزان اور ان کے ساتھیوں کو اسلام کی دعوت دی تو ان لوگوں نے انکار کیا' علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! ان لوگوں کے اور ان کے بھائیوں کے درمیان جدائی کر دیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ہرمزان اور جفینہ وغیرہما کو دریا میں سوار کرا دیا اور فرمایا کہ اے اللہ ان لوگوں کو تھکا دے' انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ ان لوگوں کو شام کی طرف روانہ کر دیں' انہیں (اللہ کی جانب سے پانی میں گرا کر) تھکا دیا' وہ لوگ غرق نہیں ہوئے اور واپس آ کے اسلام لائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے لیے (اور مسلمانوں کی طرح) دو دو ہزار سالانہ عطا مقرر کر دی' ہرمزان کا نام عرفطہ رکھا گیا۔

مسور بن مخرمہ نے کہا کہ میں نے روحاء میں ہرمزان کو عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کے احرام میں اس طرح دیکھا کہ ان کے بدن پر جرے کی چادریں تھیں۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے روحاء میں ہرمزان کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کے احرام میں اس طرح دیکھا کہ ان کے بدن پر جرے کی چادریں تھیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس کا پیٹ ہرمزان سے زیادہ دبلا اور دونوں شانوں کے درمیان ہرمزان کے شانوں کے درمیانی فاصلے سے زیادہ فاصلہ ہو۔

وہ تابعین کہ عثمان وعلی وعبدالرحمٰن بن عوف وطلحہ وزبیر وسعد وابی بن کعب وسہل بن حنیف وحذیفہ ابن الیمان وزید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ:

محمد اکبر بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھے۔ ان کی والدہ حنفیہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ ابن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھیں' اور کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ' یمامہ کے قیدیوں میں تھیں جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں۔

حسن بن صالح سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن الحسن کو بیان کرتے سنا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے محمد ابن الحنفیہ کی والدہ کو علی رضی اللہ عنہ کو دیا۔

محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ:

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کی والدہ کو دیکھا کہ وہ سندھی اور کالی تھیں' وہ بنی حنیفہ کی لونڈی تھیں اور ان لوگوں میں سے نہ تھیں' خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے صرف ان کے غلاموں پر صلح کی تھی اور خود ان لوگوں پر ان سے صلح نہیں کی تھی (یعنی جنگ یمامہ میں اس طرح صلح کی کہ ان لوگوں کے غلام مسلمانوں کو مل جائیں گے اور خود وہ لوگ غلام نہیں بنائے جائیں گے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نام وکنیت کی اجازت:

منذر الثوری سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ سے سنا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے آپ کا نام وکنیت ایک

شخص کا رکھنے میں) علی رضی اللہ عنہ کے لیے رخصت (اجازت) تھی۔ انہوں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کے بعد میرے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہو تو میں آپ کے نام پر اس کا نام رکھوں اور آپ کی کنیت پر اس کی کنیت رکھوں؟ فرمایا ہاں۔

ربیع بن المنذر الثوری نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی و طلحہ رضی اللہ عنہما کے درمیان بحث ہوئی تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی تمہاری سی جرأت نہ کرے کہ تم نے آپ کا نام بھی رکھ لیا اور آپ کی کنیت بھی رکھ لی' حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں کوئی ان دونوں کو جمع نہ کرے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک گستاخ وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جراءت کرے' اے فلاں' جاؤ اور میرے لیے قریش کے فلاں اور فلاں کو بلا لاؤ۔ وہ لوگ آئے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ کس امر کے گواہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ اس کی شہادت دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تمہارے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا میں نے اپنا نام اور اپنی کنیت اسے بخش دی' اس کے بعد میری امت میں سے کسی کے لیے حلال نہیں (کہ وہ میرا نام اور کنیت رکھ لے)۔

کنیت کے بارے میں اقوال:

ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد سے مروی ہے کہ محمد بن علی کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ محمد ابن الحنفیہ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

عبدالاعلیٰ سے مروی ہے کہ محمد بن علی کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ وہ بڑے عالم و متقی تھے۔

اولاد اور خاندان:

محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے جو ابوہاشم تھے اور حمزہ و علی و جعفر اکبر' ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسن بن محمد جو بنی ہاشم کے اہل عقل اور خوش مزاج اور ذہین لوگوں میں سے تھے' وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ارجاء[1] میں کلام کیا' ان کا کوئی پس ماندہ نہ تھا' ان کی والدہ جمال بنت قیس بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ابراہیم بن محمد' ان کی والدہ مسرہ بنت عباد بن شیبان بن جابر بن اہیب بن نسیب بن زید بن مالک بن عوف بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن غیلان بن مضر تھیں جو بنی ہاشم کے حلیف تھے۔

قاسم بن محمد و عبدالرحمٰن جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور ام ابیہا' ان سب کی والدہ ام عبدالرحمٰن تھیں جن کا نام برہ بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔

جعفر اصغر و عون و عبداللہ اصغر' ان سب کی والدہ ام جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب تھیں۔ عبداللہ بن محمد رقیہ' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

---

[1] اس عقیدے کے قائلوں کو مرجیہ کہتے ہیں' یعنی ایمان پورا ہو تو تاخیر عمل اس کو ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

جنگ جمل میں علمبرداری:

منذر الثوری سے مروی ہے میں نے محمد ابن الحنفیہ کو جنگ جمل کا ذکر کرتے سنا کہ جب ہم لوگوں نے صف باندھ لی تو علی رضی اللہ عنہ نے جھنڈا مجھے دے دیا' بعض لوگ مقابلے کے لیے بعض کے قریب ہو گئے تو انہوں نے میری جانب سے پہلوتہی دیکھی تو مجھ سے جھنڈا لے لیا اور خود اسے لے کے قتال کیا' اس روز میں نے اہل بصرہ میں سے ایک شخص پر حملہ کیا اور جب اسے دبوچ لیا تو اس نے کہا کہ میں ابی طالب کے دین پر ہوں' وہ جو چاہتا تھا جب مجھے معلوم ہو گیا تو میں اس سے باز آ گیا' لوگوں کو شکست ہو گئی تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجروح کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی بھاگنے والے کا تعاقب کرنا۔ انہوں نے ان لوگوں کے ہتھیار اور گھوڑے وغیرہ جن سے قتال کیا گیا تھا' ان لوگوں میں بطور غنیمت تقسیم کر دیئے۔ ہم نے ان لوگوں سے وہ ہتھیار اور گھوڑے خچر وغیرہ لے لیے جو وہ ہمارے مقابلے پر لائے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قسم و کفارہ:

محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میرے والد معاویہ اور اہل شام سے جہاد کرنا چاہتے تھے' وہ اپنا جھنڈا باندھنے لگے' اور قسم کھائی کہ اسے نہ کھولیں گے تاوقتیکہ روانہ نہ ہو جائیں' لوگ انکار کرنے لگے' ان کی رائے میں اختلاف پڑ گیا اور بزدلی ظاہر ہونے لگی' والد اپنا جھنڈا کھول کے قسم کا کفارہ دینے لگے' یہاں تک کہ انہوں نے یہ چار مرتبہ کہا۔

میں ان کا حال دیکھتا تھا' وہ حال دیکھتا تھا جس سے میں خوش نہ تھا' اس روز میں نے مسور بن مخرمہ سے گفتگو کی' ان سے کہا کہ تم ان سے کہتے نہیں کہ کہاں جاتے ہیں' ٹھہریں' واللہ مجھے تو ان لوگوں کے پاس کوئی فائدہ نظر نہیں آتا' مسور نے کہا اے ابوالقاسم وہ اس کام کے لیے جاتے ہیں جو مقدر ہو چکا ہے' میں نے ان سے گفتگو کی' انہیں دیکھا کہ سوائے جانے کے اور ہر چیز سے انکار کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ناراضگی:

محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی وہ حالت دیکھی جو دیکھی تو کہا کہ اے اللہ میں نے انہیں بیزار کر دیا ہے اور انہوں نے مجھے بیزار کر دیا ہے' میں نے ان لوگوں کو ناراض کیا ہے اور انہوں نے مجھے ناراض کیا ہے' لہٰذا مجھے تو ان کے بدلے وہ لوگ دے جو ان سے بہتر ہوں اور انہیں میرے بدلے وہ دے جو مجھ سے بدتر ہو۔ محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جنگ صفین میں علی رضی اللہ عنہ کے پیادہ لشکر پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما امیر تھے' محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ ان کا جھنڈا اٹھائے تھے۔

جنگ صفین میں شرکت:

عبداللہ بن زریر الغافقی سے جو صفین میں علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے مروی ہے کہ ایک روز میں نے لوگوں کی وہ حالت دیکھی کہ ہم نے اور اہل شام نے مقابلہ کیا' ہم لوگوں نے ایسا قتال کیا کہ مجھے گمان ہوا' اب کوئی نہ بچے گا' اتنے میں ایک پکارنے والے کی آواز سنی کہ اے گروہ مسلمین' اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو' عورتوں اور بچوں کے لیے کون رہے گا' روم کے لیے کون رہے گا' ترک کے لیے کون رہے گا' دیلم کے لیے کون رہے گا' جو بچ گئے ہیں انہیں میں اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو۔

میں نے اپنے پیچھے حرکت محسوس کی متوجہ ہوا تو دیکھا کہ خود علی رضی اللہ عنہ تھے جو جھنڈے کو حرکت دے رہے تھے اور اسے لے کے دوڑ رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے اسے ٹھہرا دیا' ان سے ان کے بیٹے محمد ملے' میں انہیں ان سے کہتے ہوئے سن رہا تھا کہ اے میرے بیٹے تم اپنے جھنڈے کے ساتھ رہو' کیونکہ میں آگے بڑھ کر قوم میں جاتا ہوں' (راوی نے کہا کہ) میں دیکھ رہا تھا کہ جب وہ تلوار مارتے تھے تو ہجوم پھٹ جاتا تھا پھر وہ ان لوگوں میں پلٹتے تھے۔

اہل بیت کے عالی حبداروں کو تنبیہ:

منذر الثوری سے مروی ہے کہ میں محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا' انہیں کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں کسی کی نجات پر نہ اس کے اہل جنت میں سے ہونے پر شہادت دیتا اور نہ اپنے ان والد پر جن سے میں پیدا ہوا' قوم نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہا کہ لوگوں میں علی رضی اللہ عنہ کے مثل کون ہے جن کے لیے فلاں فضیلت ہے اور فلاں فضیلت ہے۔

محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جب الشعب میں تھے کہا کہ اگر میرے والد علی رضی اللہ عنہ اس امر کو پاتے تو یہ ضرور ان کے کوچ کرنے کا مقام ہوتا۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عرب کے دو اہل بیت کو اللہ کا شریک بنالیا ہے' ہمیں اور ہمارے ان چچازاد بھائیوں کو یعنی بنی امیہ کو۔ محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قریش کے دو اہل بیت اللہ کے شریک بنائے گئے ہیں' ہم اور بنو امیہ۔

مہدی کہہ کر پکارنے والے کو جواب:

ابی حمزہ سے مروی ہے کہ لوگ محمد بن علی کو "سلام علیک یا مہدی" (کہہ کر) سلام کرتے تھے' انہوں نے کہا کہ میں مہدی (ہدایت یافتہ) ہوں' نیکی و خیر کا راستہ بتاتا ہوں۔ میرا نام اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے' میری کنیت اللہ کے نبی کی کنیت ہے' تم میں سے جب کوئی سلام کرے تو کہے "سلام علیک یا محمد"۔ "السلام علیک یا ابا القاسم"۔

نسہال بن عمرو سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن الحنفیہ کے پاس آیا' اس نے انہیں سلام کیا' انہوں نے سلام کا جواب دیا' اس نے پوچھا کہ آپ کیسے ہیں' انہوں نے اپنے ہاتھ کو جنبش دی اور کہا کہ تم لوگ کیسے ہو' کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تمہیں معلوم ہو کہ ہم لوگ کیسے ہیں' اس امت میں ہماری مثال ایسی ہے جیسی بنی اسرائیل کی مثال آل فرعون میں تھی جو ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا' یہ لوگ بھی ہمارے بیٹوں کو ذبح کرتے ہیں اور بغیر ہماری اجازت کے ہماری عورتوں سے نکاح کرتے ہیں۔

وجہ فضیلت:

عرب نے یہ دعویٰ کیا کہ ان کے لیے عجم پر فضیلت ہے تو عجم نے کہا کہ یہ کیونکر' ان لوگوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عربی تھے' ان لوگوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا' لوگوں نے کہا کہ قریش نے یہ دعویٰ کیا کہ ان کے لیے عرب پر فضیلت ہے تو عرب نے کہا کہ یہ کاہے سے' ان لوگوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قریشی تھے' اگر قوم نے سچ کہا تو ہمارے لیے بھی لوگوں پر فضیلت ہے (کیونکہ ہم بھی قریشی ہیں)۔

ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ:

اسود بن قیس سے مروی ہے کہ میں خراسان میں عزہ کے ایک شخص سے ملا' انہوں نے کہا کہ میں ابن الحنفیہ کا خطبہ تمہارے

سامنے پیش نہ کروں میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا کہ میں ان کے پاس پہنچا تو وہ ایک جماعت کے اندر لوگوں سے باتیں کر رہے تھے میں نے کہا کہ السلام علیک یا مہدی انہوں نے کہا وعلیک السلام میں نے کہا مجھے آپ سے کچھ حاجت ہے پوچھا خفیہ یا علانیہ میں نے کہا خفیہ انہوں نے کہا بیٹھو میں بیٹھ گیا۔

انہوں نے ایک گھنٹہ قوم سے باتیں کیں پھر کھڑے ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہوا۔ جب وہ اپنے گھر میں گئے تو ان کے ساتھ میں بھی اندر گیا' انہوں نے کہا کہ اپنی حاجت بیان کرو۔ میں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کلمہ شہادت اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدًا عبدهٗ ورسولهٗ پڑھا' پھر میں نے کہا:

اما بعد! واللہ آپ لوگ قریش میں سب سے زیادہ ہمارے قریب نہ تھے کہ ہم آپ کی قرابت پر آپ سے محبت کرتے' البتہ آپ لوگ قریش بھر میں سب سے زیادہ ہمارے نبی ﷺ سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں' ہمارے نبی ﷺ سے آپ لوگوں کی اسی قرابت کی وجہ سے ہم نے آپ لوگوں سے محبت کی' برابر آپ لوگوں کی محبت میں ہم پر عیب لگایا گیا یہاں تک کہ اس پر گردنیں ماری گئیں اور شہادتیں باطل کی گئیں' ہم لوگوں کو شہروں سے دفع کر دیا گیا اور ہمیں اذیت دی گئی' یہاں تک کہ میں نے تو یہ ارادہ کر لیا کہ کسی ویران زمین میں چلا جاؤں' اور اللہ کی اس وقت تک عبادت کروں کہ اس سے جاملوں' کاش آل محمد ﷺ کا حال مجھ سے مخفی رہتا۔

بالآخر میں نے یہ قصد کیا کہ ان اقوام کے ساتھ جن کی اور ہماری شہادت (یعنی کلمہ شہادت) ایک ہے اپنے ان امراء پر خروج (بغاوت) کروں جو خروج کرتے ہیں' اور قتال کرتے ہیں اور ہم لوگ مقیم رہیں' اس شخص کی مراد خوارج سے تھی' ہمیں پیچھے ہی پیچھے آپ کی جانب سے احادیث پہنچتی تھیں' میں نے چاہا کہ آپ سے بالمشافہ کلام کروں اور آپ کے متعلق کسی سے نہ پوچھوں۔ میرے دل میں سب لوگوں سے زیادہ آپ کا اعتبار ہے اور آپ مجھے سب سے زیادہ پسند ہیں کہ میں آپ کی پیروی کروں۔ آپ کی رائے کے مطابق رائے قائم کروں اور جس طرح آپ خلاصی دیکھیں (اسی پر عمل کروں) میں یہی کہتا ہوں اور اپنے اور آپ کے لیے اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔

محمد بن علی نے اللہ کی حمد وثنا کی اور کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد عبدہٗ ورسولہٗ پڑھا' پھر کہا کہ اما بعد' ان باتوں سے بچو کیونکہ یہ تم پر عیب ہیں' اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب کو اختیار کرو' کیونکہ اسی سے تمہارے اوّل کی ہدایت تھی اور اسی سے تمہارے آخر کو ہدایت کی جائے گی' میری جان کی قسم اگر تمہیں ایذا دی گئی (تو کیا تعجب) جو تم سے بہتر تھے انہیں بھی ایذا دی گئی ہے۔

تمہارا یہ کہنا کہ میں نے قصد کر لیا ہے کہ کسی ویران زمین میں چلا جاؤں گا اور اللہ کی عبادت کرتا رہوں گا تاوقتیکہ اس سے ملوں' لوگوں کے معاملات سے الگ رہوں گا' کاش آل محمدؐ کے حالات مجھ پر مخفی رہتے۔ تو ایسا نہ کرنا کیونکہ یہ راہبوں کی بدعت ہے' قسم ہے میری جان کی آل محمدؐ کا حال اس آفتاب کے طلوع سے زیادہ واضح ہے۔

تمہارا یہ کہنا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ان اقوام کے ساتھ جن کی اور ہماری شہادت واحد ہے' اپنے ان امراء پر خروج کروں جو بغاوت کرتے ہیں اور قتال کرتے ہیں اور ہم لوگ قیام کریں تو ایسا نہ کرنا' امت سے جدا نہ ہو' اس قوم یعنی بنی امیہ سے ان

کے ان کے تقیے کے ذریعے سے بچو۔ ان کی ہمراہی میں قتال نہ کرو۔

میں نے کہا کہ ان کا تقیہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ ان لوگوں کی دعوت پر اپنے آپ کو ان کے پاس حاضر کر دو تو اس کے ذریعے سے اللہ تمہارے خون اور تمہارے دین کو بچا دے گا۔ اور تمہیں اللہ کا وہ مال مل جائے گا جس کے تم ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہو۔

میں نے کہا آپ نے اس پر بھی غور کیا کہ مجھے قتال اس طرح گھمائے کہ اس سے چارہ نہ ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ تم اپنے ایک ہاتھ کی دوسرے ہاتھ سے اللہ کے لیے بیعت کرو اور اللہ کے لیے قتال کرو' اللہ کچھ اقوام کو ان کی نیتوں کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا اور کچھ اقوام کو ان کی نیتوں کی وجہ سے دوزخ میں داخل کرے گا۔

میں تمہیں اس امر سے اللہ کو یاد دلاتا ہوں کہ تم میری طرف سے وہ بات پہنچاؤ جو تم نے مجھ سے نہیں سنی یا مجھ پر وہ بات لگاؤ جو میں نے نہیں کہی' میں اپنی یہی بات کہتا ہوں اور اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے مغفرت چاہتا ہوں۔

محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بیعت کرو اور اپنی نیت کے موافق قتال کرو۔ محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ یہ بجلی کی سی چمک ہے جسے کچھ بھی قیام نہیں۔

حرم میں سکونت کی تاکید:

محمد ابن الحنفیہؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابی الطفیل سے کہا کہ اسی مکان میں رہو اور حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر ہو جاؤ' یہاں تک کہ ہمارا حکم آئے کیونکہ ہمارا حکم جب آئے گا تو اس میں کوئی خفا نہ ہوگا جیسا کہ آفتاب میں کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو اس میں کوئی خفا نہیں ہوتا' تمہیں کیا معلوم اگر لوگ کہیں کہ وہ مشرق سے آئے گا اور اللہ اسے مغرب سے لے آئے اور تمہیں کیا معلوم کہ لوگ تم سے کہیں کہ وہ مغرب سے آئے گا اور اللہ اسے مشرق سے لے آئے' اور تمہیں کیا معلوم کہ شاید وہ ہمارے پاس اس طرح لایا جائے جس طرح دلہن لائی جاتی ہے۔

ربیع المنذر الثوری نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن الحنفیہ نے کہا کہ جو ہم سے محبت کرے گا اللہ اسے نفع دے گا۔ اگرچہ وہ دیلم میں ہو۔

شیعوں سے ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیزاری:

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ مجھے پسند تھا کہ میں اپنے ان شیعوں سے رہائی حاصل کر لیتا اگرچہ یہ رہائی میرے بعض اعزہ کے خون ہی کے عوض میں کیوں نہ حاصل ہوتی' انہوں نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے جوڑ اور رگوں پر رکھا اور کہا کہ (میں ان سے کیوں گلوخلاصی چاہتا ہوں) ان لوگوں کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے' ان لوگوں کے شر پھیلانے کی وجہ سے' یہاں تک کہ ان میں سے کسی ایک کہ ماں جس نے اسے جنا ہے اس پر اتنا اور غلا یا جائے کہ وہ قتل کر دی جائے۔

اللہ کی رحمت کا حقدار:

حارث الازدی سے مروی ہے کہ محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس شخص پر اللہ رحمت کرے جس نے اپنے نفس کو بے نیاز کیا' اپنا ہاتھ روکا' زبان بند کی اور اپنے گھر میں بیٹھ گیا' اس کے لیے وہی ہے جو وہ چاہے' اور وہ اس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے محبت

کرے' سوائے اس کے کہ بنی امیہ کے اعمال ان لوگوں میں مسلمانوں کی تلوار سے زیادہ تیزی سے گھس رہے ہیں اور سوائے اس کے کہ اہل حق کے لیے ایک دولت ہے جسے اللہ جب چاہے گا لائے گا' ہم میں اور تم میں سے جو اس کو پائے گا وہ بڑے بلند مقام میں ہوگا اور جو مر گیا تو جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور بہت پائیدار ہے۔

نیت پر اجر:

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ جو شخص کسی سے اس کے عدل کی وجہ سے جو اس سے ظاہر ہو محبت کرے حالانکہ وہ شخص اللہ کے علم میں اہل دوزخ میں سے ہو تو اللہ اسے اس کی اس سے محبت پر اجر دے گا' جس طرح وہ کسی اہل جنت سے محبت کرتا (تو اسے اجر ملتا) اور جو شخص کسی سے اس کے ظلم کی وجہ سے جو اس سے ظاہر ہو اللہ کے لیے بغض کرے حالانکہ وہ شخص اللہ کے علم میں اہل جنت میں سے ہو تو اللہ اسے اس کے اس شخص سے بغض پر اسی طرح اجر دے گا' جس طرح اس نے کسی اہل دوزخ سے بغض کیا ہوتا (تو اسے اجر ملتا)۔

مختار بن ابی عبید کی عراق روانگی:

ام بکر بنت المسور سے مروی ہے کہ مختار بن ابی عبید' عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پہلے محاصرے میں سب سے زیادہ سختی سے ان کے ہمراہ تھا اور انہیں یہ یقین دلاتا تھا کہ وہ ان کا شیعہ ہے' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما اس سے متعجب تھے' اس پر الزام لگایا جاتا تھا تو وہ اس کے خلاف کوئی کلام نہ سنتے تھے۔ مختار محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی آمد و رفت رکھتا تھا' محمد کی رائے اس کے بارے میں اچھی نہ تھی' وہ اس کی لائی ہوئی باتوں کا بیشتر حصہ قبول نہ کرتے۔

مختار نے کہا کہ میں عراق جانے والا ہوں' محمد نے اس سے کہا جاؤ' یہ عبداللہ بن کامل الہمدانی بھی تمہارے ساتھ جائیں گے' انہوں نے عبداللہ سے کہا کہ اس سے ہوشیار رہنا' تمہیں معلوم رہے کہ وہ زیادہ امانتدار نہیں ہے' مختار ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا جان لیجئے کہ میرا عراق میں ہونا میرے یہاں قیام کرنے سے زیادہ آپ کے لیے مفید ہے' عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اسے اجازت دے دی۔

وہ اور ابن کامل روانہ ہوئے' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو اس کی خیر خواہی میں شک نہ تھا حالانکہ وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دغا کرنے پر مصر تھا' یہ دونوں (مختار و ابن کامل) روانہ ہوئے' ان کو ایک شخص العذیب میں ملا' مختار نے کہا کہ ہمیں لوگوں کا حال بتاؤ' اس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ جیسے وہ کشتی گھومتی ہے جس کا کوئی ملاح نہیں ہوتا' مختار نے کہا کہ میں اس کشتی کا وہ ملاح ہوں جو اسے قائم کرے گا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مختار جب عراق میں آیا تو اس نے عبداللہ بن مطیع کے پاس آمد و رفت شروع کی' وہ اس زمانے میں عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے والی کوفہ تھے اس نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی خیر خواہی ظاہر کی اور خفیہ طور پر ان پر عیب لگایا' لوگوں کو ابن الحنفیہ کی طرف (بیعت کی) دعوت دی اور ابن مطیع کے خلاف برانگیختہ کیا' اس نے ایک جماعت کو بڑا لشکر بنانا شروع کیا' جب ابن مطیع نے یہ دیکھا تو وہ اس سے ڈر کے عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بھاگ گیا۔

ابن الحنفیہ کا نام لے کر لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش:

اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ وغیرہ سے مروی ہے کہ مختار جب کوفے میں آیا تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما پر سب سے زیادہ سخت تھا اور سب سے زیادہ ان کا عیب گو۔ لوگوں کو یہ تعلیم دینے لگا کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما پہلے اس امر خلافت کو ابوالقاسم ابن الحنفیہ کے لیے طلب کیا کرتے تھے پھر انہوں نے ان پر ظلم کیا' مختار ابن الحنفیہ کا اور ان کے حال اور ان کے تقویٰ کا ذکر کرنے لگا کہ انہوں نے مختار کو کوفے بھیجا ہے تا کہ وہ ان کے لیے بیعت کی دعوت دے' اور انہوں نے اسے ایک خط لکھ دیا ہے جسے وہ کسی غیر تک نہ پہنچائے گا اور خط اس شخص کو پڑھ کر سنائے گا جس پر بھروسا کرے گا۔

ابن الحنفیہ کی بیعت کے لئے خفیہ مہم:

مختار لوگوں کو محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی دعوت دینے لگا اور لوگ خفیہ طور پر اس سے ان کی بیعت کرنے لگے' جن لوگوں نے اس سے بیعت کی تھی ان میں سے ایک جماعت نے اس کے بارے میں شک کیا' ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس شخص کو اپنے عہد دے دیئے جس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ ابن الحنفیہ کا قاصد ہے' حالانکہ ابن الحنفیہ مکے میں ہیں' وہ نہ ہم سے دور ہیں نہ پوشیدہ' لہٰذا ہم میں سے ایک جماعت ان کے پاس جائے اور اس امر کو ان سے دریافت کرے جو یہ شخص ان کی جانب سے لایا ہے اگر یہ سچا ہوا تو ہم اس کی مدد کریں گے اور اس کے کام میں اس کی اعانت کریں گے۔

حقیقت جاننے کے لئے عراقی وفد کی ابن الحنفیہ سے ملاقات:

ان کی ایک جماعت روانہ ہوئی' وہ لوگ ابن الحنفیہ سے مکے میں ملے اور انہیں مختار کا معاملہ اور جس کی اس نے لوگوں کو دعوت دی تھی بتایا' انہوں نے کہا کہ ہم لوگ بھی جس طرح تم دیکھتے ہو خیال کرتے ہیں' میں نہیں چاہتا کہ ناحق کسی مومن کے قتل کے ذریعے سے مجھے سلطنت دنیا حاصل ہو' مجھے یہ پسند ہے کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے ہمارا مددگار بنا دے' لہٰذا تم کذابین سے بچو اور اپنی جانوں اور اپنے دین کا خیال کرو' اس بات پر وہ لوگ واپس ہوئے۔

جعلی خط اور جھوٹے گواہ:

مختار نے محمد ابن الحنفیہ کی جانب سے ایک خط ابراہیم بن الاشتر کے نام لکھ لیا' ان کے پاس آیا اور ملنے کی اجازت چاہی' کہا گیا کہ مختار آل محمد کا امین اور ان کا قاصد آیا ہے' انہوں نے اسے اجازت دی' دعا دی اور مرحبا کہا' اسے فرش پر اپنے ساتھ بٹھایا۔

مختار نے گفتگو کی' وہ باتونی تھا' اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر کہا کہ تم لوگ وہ اہل بیت ہو کہ اللہ نے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کا تم کو شرف دیا ہے ان کے ساتھ جو کچھ کیا گیا وہ تمہیں بھی معلوم ہے' وہ لوگ محروم کر دیئے گئے' ان کا حق ان سے روکا گیا اور وہ اس حالت تک پہنچ گئے جو تم نے دیکھی' مہدی (ابن الحنفیہ) نے تمہارے نام ایک خط لکھا ہے' یہ لوگ اس پر گواہ ہیں۔

یزید بن انس الاسدی اور احمر بن شمیط البجلی اور عبداللہ بن کامل الشاکری اور ابوعمرہ کیسان مولائے بجیلہ نے کہا کہ ہم لوگ گواہ ہیں کہ یہ ان کا خط ہے' جس وقت یہ خط انہوں نے اس کو دیا تھا تو ہم لوگ موجود تھے۔

ابراہیم نے اسے لے کے پڑھا اور کہا کہ میں پہلا شخص ہوں جو اس کو قبول کرتا ہے' ہمیں تمہاری طاعت اور مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے' لہٰذا تمہیں جو مناسب معلوم ہو کہو اور جس چیز کی طرف چاہو دعوت دو' ابراہیم ہر روز سوار ہو کے اس کے پاس آتے' اس نے لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا کیے' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو بھی خبر پہنچی تو انہیں محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعجب ہوا۔

ابن زیاد کا قتل:

مختار کا معاملہ روز بروز شدید ہونے لگا اور اس کے پیرو بڑھنے لگے' وہ قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ اور مددگاران قتل کو تلاش کر کے انہیں تہ تیغ کرنے لگا' اس نے ابراہیم بن الاشتر کو بیس ہزار آدمیوں کے ساتھ عبیداللہ بن زیاد کی طرف روانہ کیا چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر مختار کے پاس بھیج دیا' مختار اس کے پاس گیا' پھر ابن زیاد کے سر کو ایک ڈبے میں رکھ کے محمد ابن الحنفیہ اور علی بن الحسین اور بقیہ بنی ہاشم کے پاس بھیج دیا۔

علی بن الحسین نے عبیداللہ کا سر دیکھا تو حسین رضی اللہ عنہ پر رحمت بھیجی اور کہا کہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو وہ ناشتہ کر رہا تھا' ہمارے پاس بھی عبیداللہ کا سر لایا گیا تو ہم لوگ ناشتہ کر رہے ہیں' بنی ہاشم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے مختار کی ثناء میں خطبہ نہ پڑھا ہو' دعا نہ کی ہو اور اس کے حق میں تعریف کے کلمات نہ کہے ہوں' حالانکہ ابن الحنفیہ مختار کا حال اور جو کچھ اس کی طرف سے انہیں معلوم ہوتا اسے ناپسند کرتے' اس کے اکثر افعال سے بیزاری ظاہر کرتے' ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے کہ اس نے ہمارا انتقام لے لیا' اس نے ہمارے کنبے کا بدلہ دے دیا۔ اس نے ہمیں ترجیح دی اور ہمارے ساتھ احسان کیا' وہ عوام کے روبرو مختار کی تعریف کرتے۔

محمد بن علی المہدی کے نام مختار کا خط:

مختار کا معاملہ مضبوط ہو گیا تو اس نے محمد بن علی المہدیؒ کے لیے خط لکھا۔

مختار بن ابی عبید کی جانب سے جو آل محمدؐ کے انتقام کا طالب ہے۔ اما بعد' اللہ تبارک وتعالیٰ کسی قوم سے انتقام نہیں لیتا تاوقتیکہ ان کے ساتھ انصاف نہیں کر لیتا' اللہ تعالیٰ نے فاسقین کو اور فاسقین کی جماعتوں کو ہلاک کر دیا' کچھ باقی رہ گئے ہیں' مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے آخر کو بھی ان کے اوّل سے ملا دے گا۔

یزید کا انتقال اور اہل بیت کی مکہ روانگی:

حسین بن الحسن بن عطیہ العوفی نے اپنے باپ دادا وغیرہم سے روایت کی کہ جب مدینے میں معاویہ بن ابی سفیان کی خبر مرگ آئی تو اس زمانے میں حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور محمد بن الحنفیہ اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما وہیں تھے' ابن عباس رضی اللہ عنہما مکے میں تھے' حسین اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما مکے روانہ ہو گئے' ابن الحنفیہ مدینے میں مقیم رہے' انہوں نے مسرف کے لشکر کی نزدیکی اور ایام حرہ کا حال سنا تو انہوں نے بھی مکہ کی جانب کی کوچ کیا اور وہ بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقیم ہو گئے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت سے انکار:

یزید بن معاویہ کی جب خبر مرگ آئی اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے لیے بیعت لی اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی تو

انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنی بیعت کی دعوت دی' مگران دونوں نے ان کی بیعت سے انکار کیا اور کہا کہ اس وقت تک کہ تمہارے لیے شہر جمع ہو جائیں اور لوگ تمہارے لیے منتظم ہو جائیں ہم بیعت نہیں کریں گے' یہ دونوں جب تک کہ ہوسکا اسی حالت پر قائم رہے۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کبھی ان دونوں سے ہنسی میں کہتے' کبھی وہ ان دونوں سے نرمی کرتے اور کبھی غصہ ظاہر کرتے تھے' پھر انہوں نے ان دونوں پر سختی کی' ان دونوں کے درمیان سخت کلامی اور جھگڑا ہوا' معاملہ شدت پکڑتا گیا یہاں تک کہ ان دونوں کو ان سے سخت خوف پیدا ہوا' ان دونوں کے ہمراہ عورتیں اور بچے بھی تھے۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں کے ساتھ سختی کی' ان کا محاصرہ کر لیا اور انہیں ایذا دی محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قصد کیا' ان کی دشنام دہی ظاہر کی اور ان کو عیب لگائے' انہیں اور بنی ہاشم کو مکے میں اپنے شعب میں رہنے کا حکم دیا اور ان پر نگران مقرر کر دیئے' جو کچھ وہ ان سے کہتے تھے اس میں یہ بھی تھا کہ یا تو تم لوگ ضرور ضرور بیعت کرو گے یا میں تم لوگوں کو ضرور ضرور آگ سے جلا دوں گا' جس سے ان لوگوں کو اپنی جانوں کا خوف ہوا۔

ابو عامر سلیم کی ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

ابو عامر سلیم نے کہا کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کو زمزم میں اس طرح قید دیکھا کہ لوگوں کو ان کے پاس جانے کی ممانعت تھی' میں نے کہا کہ واللہ میں ضرور ان کے پاس جاؤں گا۔ میں داخل ہوا تو پوچھا کہ آپ کا اور اس شخص (ابن الزبیر رضی اللہ عنہما) کا کیا حال ہے؟

ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ انہوں نے مجھے بیعت کی دعوت دی تو میں نے کہا کہ میں بھی مسلمانوں میں سے ہوں' جب وہ لوگ تم پر متفق ہو جائیں گے تو میں بھی مثل ایک مسلمان کے ہوں گا' مگر وہ مجھ سے اس امر پر راضی نہیں ہوئے' تم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ' انہیں میری طرف سے سلام کہو اور کہو کہ تمہارے بھتیجے کہتے ہیں کہ تمہاری کیا رائے ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ابن الحنفیہ کو بیعت نہ کرنے کی ہدایت:

سلیم نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا' جن کی بصارت جا چکی تھی' انہوں نے کہا کہ تم کون ہو' میں نے کہا کہ ایک انصاری ہوں' انہوں نے کہا کہ بہت سے انصار ایسے ہیں جو ہم پر ہمارے دشمن سے زیادہ سخت ہیں' میں نے کہا کہ آپ خوف نہ کیجئے میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بالکل آپ ہی کے ہیں' انہوں نے کہا کہ پھر بیان کرو' میں نے انہیں ابن الحنفیہ کے قول سے آگاہ کیا' جواب دیا' میرے بھتیجے سے کہو کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی اطاعت نہ کریں' اور خوشی سے ان کے فرمانبردار نہ بنیں' سوائے اس کے اس پر کچھ اضافہ نہ کرنا۔

اہل کوفہ کے نام محمد بن حنفیہ کا پیغام:

میں ابن الحنفیہ کے پاس آیا اور جو کچھ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تھا وہ انہیں پہنچایا' ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفے آنے کا قصد کیا' مختار کو معلوم ہوا تو اس پر ان کی تشریف آوری شاق گزری' اس نے کہا کہ مہدی میں ایک علامت ہے کہ وہ تمہارے اس شہر میں

آئیں گے ایک شخص انہیں بازار میں تلوار مارے گا جو نہ انہیں نقصان پہنچائے گی اور نہ کاٹے گی' ابن الحنفیہ کو یہ معلوم ہوا تو وہ مقیم رہے۔

احباب نے ان سے کہا کہ اگر آپ کوفے میں اپنے شیعوں کے پاس قاصد بھیجتے اور انہیں اس حال سے آگاہ کر دیتے جس میں آپ لوگ ہیں تو بہتر ہوتا' انہوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ کو اپنے شیعوں کے پاس کوفے بھیجا' وہ ان لوگوں کے پاس آئے اور کہا کہ میں اس جماعت (بنی ہاشم) پر ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے بے خوف نہیں ہوں' اور ان لوگوں کو ان کے اس خوف کی اطلاع دی جس میں وہ مبتلا تھے۔

مکہ پر مختار کی لشکر کشی:

مختار نے مکے کے لیے ایک لشکر تیار کیا' اس نے ان میں سے چار ہزار آدمیوں کو نامزد کیا' ابوعبداللہ الجدلی کو ان لوگوں پر امیر بنایا اور ان سے کہا کہ جاؤ اگر تم بنی ہاشم کو زندہ پانا تو تم اور تمہارے ساتھی ان کے قوت بازو بن جانا اور اس بات کو جاری کرنا جس کا وہ لوگ تمہیں حکم دیں' اور اگر تمہیں معلوم ہو کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں کو قتل کر دیا ہے تو تم اہل مکہ سے مقابلہ کرنا تا آنکہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما تک پہنچو' اور آل زبیر کا ایک رواں اور ایک ناخن بھی نہ چھوڑنا۔ اس نے مزید کہا کہ اے اللہ کے لشکر' اللہ نے تمہیں اس روانگی سے شرف بخشا ہے اور اس طریقے سے تم لوگوں کے لیے دس عمرہ اور دس حج کا ثواب ہے۔

یہ قوم اپنے ساتھ ہتھیار لے کر روانہ ہوئی یہاں تک کہ وہ لوگ مکے میں اترے' ایک مخبر آیا کہ جلدی کرو' مجھے تم لوگ اس حالت میں دکھائی دیتے ہو کہ شاید ان لوگوں کو پا جاؤ' لوگوں نے کہا کہ اے طاقت رکھنے والو جلدی کرو' ان میں سے آٹھ سو آدمی منتخب کیے گئے جن کا رئیس عطیہ بن سعد بن جنادہ العوفی تھا' یہ لوگ مکے میں داخل ہوئے' انہوں نے ایسی تکبیر کہی کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے سنی تو بھاگ کر دارالندوہ میں گھس گئے' اور کہا جاتا ہے کہ کعبے کے پردوں میں لٹک گئے اور کہا کہ میں اللہ سے پناہ مانگنے والا ہوں۔

عطیہ نے کہا کہ پھر ہم لوگ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان دونوں کے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے' جو مکانوں میں تھے' اطراف جلانے کی لکڑیاں دیوار کی چوٹی تک بلند جمع کر دی گئی تھیں' اگر ان میں آگ لگ جاتی تو تاوقتیکہ قیامت قائم نہ ہوتی ان لوگوں میں سے کوئی نظر نہ آتا' ہم نے لکڑی اور ایندھن کو دروازوں سے ہٹایا' علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جو اس زمانے میں بالغ تھے عجلت کی اور نکلنے کے ارادے سے لکڑیوں ہی میں بھاگے تو ان کی پنڈلیوں سے خون نکل آیا۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھی سامنے آئے' ہم اور وہ لوگ دن بھر مسجد میں صف بستہ رہے' سوائے نماز کے اور کسی امر کے لیے واپس نہ جاتے' یہاں تک کہ صبح ہوئی اور ابوعبداللہ الجدلی لوگوں کے ہمراہ آئے' ہم نے ابن عباس اور ابن الحنفیہ سے کہا کہ آپ لوگ ہمیں چھوڑ دیجئے تو ہم ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے لوگوں کو راحت دے دیں (یعنی ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کر دیں)۔

دونوں نے کہا کہ یہ وہ شہر ہے جسے اللہ نے محترم بنایا ہے' اس نے اسے کسی کے لیے حلال نہیں کیا ہے (کہ اس میں خون ریزی کرے) سوائے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وہ بھی ایک ساعت کے لیے' نہ آپ سے پہلے اس نے اسے کسی کے لیے حلال کیا اور نہ آپ کے بعد وہ اسے کسی کے لیے حلال کرے گا' بس تم لوگ ہماری حفاظت کرو اور ہمیں پناہ دو۔

عطیہ نے کہا کہ ان لوگوں نے کوچ کیا تو ایک منادی پہاڑ پر ندا دیتا تھا کہ اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی لشکر کو غنیمت نہیں ملی' اس لشکر کو بھی غنیمت نہیں ملی' لشکر تو سونا چاندی غنیمت میں پاتے ہیں مگر تم لوگوں نے ہمارے خون غنیمت میں پائے' لشکر والے بنی ہاشم کو لے گئے' ان کو منیٰ میں اتارا' جب تک اللہ نے ان لوگوں کا وہاں قیام چاہا مقیم رہے' پھر وہ لوگ طائف روانہ ہو گئے اور وہاں مقیم رہے جب تک کہ رہ سکے' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات طائف میں ۶۸ھ میں ہوئی' محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر نماز پڑھی اور ہم لوگ ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ باقی رہے۔

فریضۂ حج کی ادائیگی:

حج کا زمانہ ہوا تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے مکے سے حج کیا' اپنے ساتھیوں کو لے کے عرفات پہنچے۔

ابن الحنفیہ طائف سے اپنے طرفداروں کے ہمراہ پہنچے اور عرفات میں وقوف کیا۔ نجدہ بن عامر الحنفی بھی اپنے خارجی ساتھیوں کو لے کے اسی سال آیا' اس نے بھی ایک کنارے وقوف کیا۔ بنی امیہ نے ایک جھنڈے پر حج کیا' ان لوگوں نے بھی عرفات میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ وقوف کیا۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال (۶۸ھ میں) چار جھنڈوں نے عرفات میں وقوف کیا۔ محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک جھنڈے پر تھے جنہوں نے جبل المشاۃ کے پاس قیام کیا تھا' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حج کیا جن کے ساتھ جھنڈا تھا' انہوں نے اس زمانے کے مقام امام میں قیام کیا' محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کو آگے لے گئے یہاں تک کہ انہوں نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے مقابل قیام کیا اور نجدۃ الحروری اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہنچا' اس کے ہمراہ بھی ایک جھنڈا تھا' اس نے ان دونوں کے پیچھے وقوف کیا۔ بنی امیہ بھی پہنچے اور ان کے ساتھ بھی جھنڈا تھا' انہوں نے ان دونوں کے بائیں جانب وقوف کیا' سب سے پہلا جھنڈا جو لہرا رہا تھا وہ محمد بن الحنفیہ کا تھا' پھر نجدہ نے ان کی پیروی کی اس کے بعد بنی امیہ کا جھنڈا تھا اور آخر کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا جھنڈا تھا' اور لوگ ان کے پیرو تھے۔

میدان عرفات میں ابن زبیر اور ابن حنفیہ کا اجتماع:

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس شب کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما' ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لوٹنے کے بعد ہی پلٹے' جب ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے تاخیر کی اور ابن الحنفیہ اور نجدہ اور بنی امیہ گزر چکے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا ابن الزبیر رضی اللہ عنہما امر جاہلیت کے منتظر ہیں' وہ روانہ ہو گئے تو ان کے پیچھے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما بھی روانہ ہوئے۔

مخرمہ بن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو کہتے سنا کہ میں عرفات سے واپس ہوا' جب آفتاب غروب ہو گیا اور یہی سنت ہے (کہ غروب کے بعد تاخیر نہ کی جائے) پھر مجھے معلوم ہوا کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کہتے تھے' محمد نے عجلت کی' محمد نے عجلت کی' نہ معلوم کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے واپسی عرفات میں تاخیر کس سے اختیار کی۔

سعید بن محمد بن جبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے حج کو قائم کیا (یعنی وہی منتظم و امام تھے) اور اسی سال محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی الخشبیہ کے چار ہزار آدمیوں کے ہمراہ حج کیا' وہ منیٰ کی بائیں گھاٹی میں اترے۔

ثویر سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ منیٰ کی بائیں گھاٹی میں دیکھا۔

محمد بن جبیر کی ابن حنفیہ سے ملاقات:

سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے فتنے کا اندیشہ ہوا تو میں اسی کے پاس (یعنی محمد ابن الحنفیہ اور ابن الزبیر اور نجدہ اور بنی امیہ کے پاس) گیا' پہلے محمد ابن الحنفیہ کے پاس آیا' وہ شعب (گھاٹی) میں تھے۔ میں نے کہا: اے ابوالقاسم اللہ سے ڈرو' ہم لوگ مشعر حرام (مزدلفہ) اور بلد حرام (حرم محترم) میں ہیں' لوگ اس بیت اللہ کی جانب وفد الٰہی ہیں۔ لہٰذا ان کے حج میں فساد نہ کرو۔

انہوں نے کہا کہ واللہ میرا اس کا ارادہ نہیں ہے' نہ میں بیت اللہ کے اور کسی شخص کے درمیان حائل ہوں گا اور نہ کوئی حاجی میری جانب سے لایا جائے گا' البتہ میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے اور جو کچھ وہ چاہتے ہیں اس سے اپنی جان بچاؤں گا اور اس امر خلافت میں صرف اس کا طالب ہوں کہ مجھ پر دو شخص اختلاف نہ کریں (کہ ایک کہے میں خلیفہ ہوں دوسرا کہے میں خلیفہ ہوں اور پھر شروع خونریزی ہو) تم مجھ سے مطمئن رہو' البتہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور ان سے گفتگو کرو' تم نجدہ سے بھی ضرور ملو اور اس سے بھی گفتگو کرو۔

محمد بن جبیر کی ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے ملاقات:

محمد بن جبیر نے کہا کہ پھر میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا ان سے اسی طرح کی گفتگو کی جس طرح کی ابن الحنفیہ سے کی تھی' انہوں نے کہا کہ میں وہ شخص ہوں کہ مجھ پر اتفاق کر لیا گیا ہے اور لوگوں نے مجھ سے بیعت کر لی ہے' یہ لوگ (یعنی بنی ہاشم) مخالف ہیں' میں نے کہا کہ آپ کے لیے خونریزی سے رکنا ہی بہتر ہے' انہوں نے کہا کہ میں یہی کروں گا۔

ابن جبیر کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات:

پھر میں نجدۃ الحروری کے پاس آیا' انہیں ان کے ہمراہیوں میں پایا' میں نے عکرمہ غلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی انہیں کے پاس دیکھا' عکرمہ سے کہا کہ اپنے صاحب کے پاس جانے کی میرے لیے اجازت مانگو وہ اندر گئے' کچھ دیر نہ گزری تھی کہ اجازت مل گئی' میں داخل ہوا' اور ان پر معاملے کی عظمت ظاہر کی' ان سے بھی وہی بیان کیا جو ان دونوں شخصوں سے کہا تھا' انہوں نے کہا کہ یہ امر کہ میں خود کسی سے قتال شروع کروں تو ایسا نہیں ہوگا' البتہ جو شخص ہم سے قتال شروع کرے گا ہم بھی اس سے قتال کریں گے' میں نے کہا کہ میں نے ان دونوں شخصوں کو دیکھا ہے' وہ آپ سے قتال کرنا نہیں چاہتے۔

ابن جبیر کی بنی امیہ کے گروہ سے ملاقات:

اس کے بعد میں بنی امیہ کے گروہ میں آیا' ان لوگوں سے بھی اسی قسم کی گفتگو کی جیسی کہ اس جماعت سے کی تھی' انہوں نے کہا کہ ہم لوگ اپنے جھنڈے پر ہیں' ہم کسی سے قتال نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ کوئی ہم سے قتال کرے' ان جھنڈوں میں میں نے واپس ہونے میں ابن الحنفیہ کے ساتھیوں سے زیادہ سلیم اور زیادہ ساکن کسی کو نہیں دیکھا۔

محمد بن جبیر نے کہا کہ میں نے اس شب کو محمد ابن الحنفیہ کے پہلو میں وقوف کیا تھا' جب آفتاب غائب ہو گیا تو وہ میری

طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابوسعید واپس چلو' وہ واپس ہوئے اور ان کے ساتھ میں بھی واپس ہوا۔ وہ سب سے پہلے واپس ہوئے۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عرفات میں ابن الحنفیہ کے ساتھیوں کو تلبیہ کہتے دیکھا' ابن الزبیر اور ان کے ساتھیوں کو بھی میں نے دور سے دیکھا تو وہ لوگ آفتاب ڈھلنے تک تلبیہ کہتے رہے پھر بند کر دیا۔ ایسا ہی بنی امیہ نے بھی کیا' لیکن نجدہ نے جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہا (یعنی عرفات سے منیٰ تک)۔

مختار کے بارے میں حضرت ابن عباس اور ابن حنفیہ کا خیال:

ابوالعریان الجاشعی سے مروی ہے کہ ہمیں مختار نے دو ہزار سواروں کے ساتھ محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیجا' ہم لوگ انہیں کے پاس تھے' ابن عباس رضی اللہ عنہما مختار کا ذکر کرتے' کہتے کہ انہوں نے ہمارا انتقام لے لیا' ہمارے قرض ادا کر دیئے اور ہمیں خرچ دیا۔

محمد ابن الحنفیہ مختار کے بارے میں کچھ نہ کہتے' نہ نیک نہ بد' محمد کو معلوم ہوا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے پاس کچھ (مخفی و سینہ بہ سینہ) علم ہے' وہ ہم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور کہا کہ واللہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز (یعنی علم مخفی وغیرہ) کے وارث نہیں ہوئے' سوائے اس کے کہ جو ان دو تختیوں کے درمیان ہے (یعنی قرآن مجید) پھر انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں اس طرح اتروں کہ یہ صحیفہ میری تلوار کے قبضے میں ہو' میں نے پوچھا کہ صحیفے میں کیا ہے' انہوں نے کہا کہ (یہ مضمون ہے کہ) جو شخص کوئی نئی بات کرے یا کسی نئی بات کرنے والے کو (یعنی بدعت کو یا بدعتی کو) پناہ دے (تو اسے یہ یہ عذاب ہوگا وغیرہ)۔

محمد بن علی رضی اللہ عنہ کا مکہ سے اخراج:

ولید الرتاج سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ محمد بن علی رضی اللہ عنہ مکے سے نکال دیئے گئے تو شعب علی رضی اللہ عنہ میں اترے' ہم لوگ کوفے سے روانہ ہوئے کہ ان کے پاس آئیں' ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملے' ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی شعب میں ان کے ہمراہ تھے' انہوں نے ہم سے کہا کہ اپنے ہتھیار اکٹھا کر لو اور عمرہ کا احرام باندھو' پھر بیت اللہ میں داخل ہو اور اس کا اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کرو۔

وردان سے مروی ہے کہ میں بھی اس مختصر جماعت میں تھا جو محمد بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف (جانے کے لیے) نامزد کی گئی تھی' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ان کو تاوقتیکہ وہ ان سے بیعت نہ کریں مکے میں داخل ہونے سے منع کر دیا تھا اور انہوں نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا' ہم لوگ ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے اہل شام (کے پاس جانے) کا قصد کیا تھا۔ عبدالملک بن مروان نے تاوقتیکہ وہ اس سے بیعت نہ کر لیں انہیں شام میں داخل ہونے سے روکا۔

ہم لوگ جہاں گئے انہیں کے ساتھ گئے' اگر وہ ہمیں قتال کا حکم دیتے تو ہم لوگ ان کی ہمراہی میں ضرور قتال کرتے۔ انہوں نے ایک روز ہمیں جمع کیا اور ہم میں کوئی چیز تقسیم کی جو قلیل تھی' اس کے بعد اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ اپنے کجاووں میں ہی رہو اور اللہ سے ڈرو' اس چیز کو اختیار کرو جسے تم نیکی سمجھتے ہو اور اسے ترک کرو جسے تم بدی سمجھتے ہو' تمہیں صرف اپنے آپ ہی کو امر معروف و نہی منکر کرنا چاہیے' تمہیں اور لوگوں کا معاملہ ترک کرنا چاہیے' ہمارے امر کے منتظر رہو جیسا کہ آسمان و زمین منتظر ہیں۔ کیونکہ ہمارا

امر جب آئے گا تو وہ ایسا ہوگا کہ جیسے روشن آفتاب۔

مختار کی موت کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی ابن الحنفیہ کو دعوت بیعت:

لوگوں نے کہا کہ مختار بن ابی عبید ۶۸ھ میں مقتول ہوا۔ ۶۹ھ شروع ہوا تو عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے عروہ بن الزبیر کو محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا کہ امیر المومنین آپ سے کہتے ہیں کہ میں کبھی آپ کو چھوڑنے والا نہیں ہوں تاوقتیکہ آپ مجھ سے بیعت نہ کرلیں' ورنہ میں آپ کو دوبارہ قید کردوں گا' اللہ نے اس کذاب کو قتل کر دیا ہے جس کی مدد کا آپ دعویٰ کرتے تھے' دونوں عراق والوں نے مجھ پر اتفاق کرلیا ہے' لہٰذا مجھ سے بیعت کر لیجئے ورنہ اگر آپ بیعت سے رکے تو پھر میرے اور آپ کے درمیان جنگ ہے۔

ابن الحنفیہ کا عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو جواب:

ابن الحنفیہ نے عروہ سے کہا کہ تمہارے بھائی کو قطع رحم اور توہین حق کی طرف کس چیز نے مائل کر دیا اور انہیں عذابِ الٰہی کی تعجیل سے جس کی بقاء اور ہمیشگی میں تمہارے بھائی کو بھی شک نہیں' کس نے غافل کر دیا' ورنہ وہ تو مجھ سے زیادہ مختار اور اس کی ہدایت کے مداح تھے' واللہ میں نے مختار کو داعی یا ناصر بنا کے نہیں بھیجا' مختار جس قدر زیادہ ان سے جدا تھا اس سے زیادہ ہم سے جدا تھا۔ اگر وہ کذاب تھا تو زمانہ دراز تک باوجود اس کے کذب کے انہوں نے اسے مقرب بنایا اور اگر وہ اس کے علاوہ تھا تو وہ اسے زیادہ جانتے ہیں' میرے پاس اس کے خلاف (علم) نہیں ہے اور اگر خلاف بھی ہوتو میں نے اس کے پڑوس میں قیام نہیں کیا' میں اس شخص کے پاس گیا جو مجھے دعوت دیتا تھا' میں نے اس امر کے بارے میں اس سے بھی انکار کیا لیکن اس جگہ واللہ تمہارے بھائی کا ایک ساتھی ہے جو وہی چاہتا ہے جو تمہارے بھائی چاہتے ہیں' دونوں دنیا پر قتال کرتے ہیں۔

عبدالملک بن مروان اور اس کے لشکر کو گویا تم بھی دیکھ رہے ہو کہ تمہارے بھائی کی گردن کو گھیرے ہوئے ہے' میں یہ ضرور سمجھتا ہوں کہ عبدالملک کا پڑوس میرے لیے تمہارے بھائی کے پڑوس سے زیادہ بہتر ہے' اس نے مجھے خط لکھ کر جو کچھ اس کے پاس ہے میرے سامنے پیش کیا ہے اور مجھے اپنے پاس بلایا ہے۔

عروہ نے کہا کہ پھر آپ کو اس سے کون امر مانع ہے' انہوں نے کہا کہ میں اللہ سے استخارہ کرتا ہوں' یہی تمہارے ساتھی کو (یعنی بھائی کو) زیادہ پسند ہے (کہ میں عبدالملک کے پاس چلا جاؤں) عروہ نے کہا کہ یہ میں ان سے بیان کروں گا۔ محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ اگر آپ ہماری بات مانتے تو ہم عروہ کی گردن مار دیتے۔ ابن الحنفیہ نے کہا کہ میں کس بناء پر ان کی گردن ماروں' وہ تو ہمارے پاس اپنے بھائی کا پیام لے کے آئے' ہمارے پاس قیام کیا' ہمارے اور ان کے درمیان گفتگو ہوئی۔ پھر ہم نے انہیں ان کے بھائی کے پاس واپس کر دیا' جو بات تم نے کہی وہ غدر (بدعہدی) ہے اور غدر میں خیر نہیں' جو کچھ تم کہتے ہو اگر وہ میں کرتا تو مکے میں قتال ہوتا' حالانکہ تم لوگ جانتے ہو کہ میری رائے یہ ہے کہ اگر تمام لوگ مجھ پر متفق ہو جائیں سوائے ایک انسان کے تو میں اس ایک انسان سے بھی قتال نہ کروں گا۔

عروہ کی ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے سفارش:

عروہ واپس ہوئے‘ محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے جو کہا تھا‘ اس کی ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو خبر دی اور کہا کہ واللہ میری رائے نہیں ہے کہ آپ ان سے مداخلت کیجئے‘ آپ انہیں چھوڑ دیجئے کہ وہ آپ کے پاس سے چلے جائیں اور اپنی صورت چھپائیں‘ پھر عبدالملک ان کا امام ہوگا جو انہیں شام میں لے جا کے تاوقتیکہ وہ اس سے بیعت نہ کریں انہیں نہ چھوڑے گا‘ اور ابن الحنفیہ تاوقتیکہ اس پر سب لوگ اتفاق نہ کرلیں اس سے کبھی بیعت نہ کریں گے۔ پھر اگر وہ اس کے پاس چلے گئے تو وہ ان سے آپ کی کفایت کرے گا کہ یا تو وہ انہیں قید کرے گا یا قتل کرے گا اور آپ اس سے بری ہو جائیں گے۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا غصہ فرو ہو گیا۔

عبدالملک بن مروان کی ابن الحنفیہ کو امداد کی پیشکش:

ابوالطفیل نے کہا کہ عبدالملک بن مروان کا ایک خط قاصد لے کے آیا اور شعب میں داخل ہوا‘ محمد ابن الحنفیہؒ نے وہ خط پڑھا‘ انہوں نے ایسا خط پڑھا کہ اگر عبدالملک وہ خط اپنے کسی بھائی یا بیٹے کو لکھتا تو اپنی مہربانیوں پر اضافہ نہ کرتا (جو اس نے اس میں ظاہر کی تھیں) اس میں یہ تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے آپ پر تنگی کی ہے‘ آپ کے تعلق قرابت کو قطع کیا ہے اور آپ کے حق کی توہین کی ہے تا کہ آپ ان سے بیعت کریں‘ آپ نے اپنے دین اور اپنی جان کی طرف نظر کی ہے‘ آپ نے جو کچھ کیا اسے خوب سمجھ کر کیا ہے‘ یہ ملک شام حاضر ہے‘ آپ اس میں جہاں چاہیے اتریئے‘ ہم لوگ آپ کا اکرام کرنے والے اور آپ کے تعلق قرابت کی وجہ سے آپ کے ساتھ احسان کرنے والے اور آپ کا حق پہچاننے والے ہیں۔

عبدالملک کی دعوت پر ابن الحنفیہ کی شام روانگی:

ابن الحنفیہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ صورت ہے جس کی طرف ہم روانہ ہوں گے‘ وہ روانہ ہوئے‘ ہم بھی ان کے ساتھ چلے ان کے ہمراہ قبیلہ عزہ کے بہت سے لوگ تھے جو یہ شعر پڑھتے تھے

انت امام الحق لسنا نمتری　　انت الذی فرغی به ونرتجی

”ہمیں کچھ شک نہیں کہ آپ امام حق ہیں۔ آپ ہی وہ ہیں جس سے ہم لوگ راضی ہیں اور جس کے ذریعے سے ہم (نجات) کی امید کرتے ہیں۔

انت ابن خیر الناس من عبد النبیؐ　　یا ابن علی سرو من مثل علی

حتی تحل ارض کلب وبلی

آپ ان کے فرزند ہیں جو نبیؐ کے بعد سب سے بہتر تھے‘ اے فرزند علی رضی اللہ عنہ آپ جائیے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کے مثل کون ہے۔ یہاں تک کہ آپ قبیلہ کلب وبلی کی زمین میں اتریئے“۔

ابوالطفیل نے کہا کہ ہم لوگ روانہ ہوئے‘ ایلہ میں اترے تو ہمارے ساتھ ان لوگوں نے ہمسائیگی کا اچھا برتاؤ کیا اور ہم نے بھی ان کے ساتھ اسی طرح کی ہمسائیگی کی ان لوگوں نے ابوالقاسم (ابن الحنفیہ) سے نہایت محبت کی‘ ان کی اور ان کے ساتھیوں کی تعظیم کی ہم نے نیکی کی تاکید کی اور بدی سے روکا کہ نہ ہمارے قریب اور نہ ہمارے سامنے کسی پر ظلم کیا جائے۔

عبدالملک کی ابن الحنفیہ کو دعوتِ بیعت:

عبدالملک کو معلوم ہوا تو اس پر یہ شاق گزرا اس نے قبیصہ بن ذوئب اور روح بن زنباع سے کہ دونوں اس کے خاص لوگوں میں سے تھے ان کا ذکر کیا انہوں نے کہا کہ تاوقتیکہ وہ تم سے بیعت نہ کرلیں یا تم انہیں حجاز واپس نہ کردو ہم انہیں چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتے کہ وہ تمہارے قریب قیام کریں ان کی جو خصلت ہے وہ ہے۔

عبدالملک نے انہیں لکھا کہ آپ میرے ملک میں آیئے اور اس کے ایک کنارے اتریئے میرے اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے درمیان یہی جنگ ہے' جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے' آپ کا مرتبہ وعزت ہے' میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ بغیر مجھ سے بیعت کیے میری سلطنت میں قیام نہ کریں اگر آپ مجھ سے بیعت کرلیں تو آپ وہ کشتیاں لے لیجئے جو قلزم سے ہمارے پاس آئی ہیں۔ وہ سو کشتیاں ہیں' وہ اور جو ان میں ہے آپ ہی کا ہے' آپ کے لیے بیس لاکھ درہم ہیں جن میں سے پانچ لاکھ فوراً آپ کو دے دوں گا اور پندرہ لاکھ اس کے ساتھ ہی دے دوں گا۔ جب آپ اپنے اور اپنی اولاد کے اور اپنے قرابت داروں کے اور اپنے موالی کے اور اپنے ہمراہیوں کے قرض کا ارادہ کریں گے' اگر آپ انکار کریں تو میرے ملک سے کسی ایسے مقام میں منتقل ہو جایئے جہاں میری سلطنت نہ ہو۔

ابن الحنفیہ کا عبدالملک کو جواب:

محمد بن علی رضی اللہ عنہما نے اسے لکھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد بن علی کی جانب سے عبدالملک بن مروان کو سلام علیک' میں تجھ سے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ امابعد زمانہ دراز سے تمہیں اس امر میں میری رائے معلوم ہے' میں اسے کسی سے چھپاتا نہیں ہوں۔ واللہ اگر یہ امت مجھ پر اتفاق کرلے سوائے اہل الزرقاء کے تو میں کبھی ان سے قتال نہ کروں گا اور نہ میں انہیں علیحدہ کردوں گا تاوقتیکہ وہ متفق نہ ہوں۔

جو کچھ مدینے میں ہوا اس سے بھاگ کر میں مکے میں اترا اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا پڑوس اختیار کیا' انہوں نے میری ہمسائیگی میں بدی کی اور مجھ سے یہ خواہش کی کہ میں ان سے بیعت کروں' میں نے اس سے انکار کیا تاوقتیکہ لوگ تم پر یا ان پر متفق نہ ہوں۔ اس صورت میں میں بھی اس میں داخل ہو جاؤں گا جس میں لوگ داخل ہوں گے اور میں بھی انہیں میں سے ایک شخص ہو جاؤں گا۔

تم نے مجھے خط لکھ کر اپنے پاس بلایا' میں آیا اور تمہارے جوار میں ایک کنارے اترا' واللہ میرے پاس مخالفت نہیں' میرے ساتھ میرے ہمراہی تھے' ہم نے کہا کہ رخیصہ الاسعار کی بستی (ہمارے لیے زیادہ مناسب ہے) ہم تمہاری ہمسائیگی کے بھی قریب ہوں گے اور تمہاری مہربانی کو بھی حاصل کریں گے' پھر تم نے جو کچھ لکھا وہ لکھا' ان شاء اللہ ہم تمہارے پاس سے واپس جائیں گے۔

ابن الحنفیہ کی مراجعت:

ابی حمزہ سے مروی ہے کہ میں محمد بن علی کے ساتھ تھا۔ ہم لوگ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات کے چالیس دن گزرنے کے بعد طائف سے ایلہ روانہ ہو گئے' عبدالملک نے انہیں ایک عہد نامہ لکھا تھا کہ وہ اور ان کے ساتھی اس کے ملک میں داخل ہوں'

یہاں تک کہ لوگ کسی ایک شخص پر مصالحت کرلیں' جب لوگ کسی شخص پر اللہ کے عہد و میثاق کے مطابق صلح کرلیں گے تو انہیں عبدالملک لکھ دے گا۔

محمد شام میں آ گئے تو عبدالملک نے ان سے کہلا بھیجا کہ یا تو آپ مجھ سے بیعت کیجئے یا میرے ملک سے نکل جائیے' اس زمانے میں ہم لوگ سات ہزار آدمی تھے' محمد نے اس کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہارے ملک سے نکل جاؤں گا مگر اس شرط پر کہ میرے ساتھیوں کو امن دیا جائے اس نے منظور کرلیا۔

محمد کھڑے ہوئے' انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی' پھر کہا کہ اللہ تمام امور کا مالک و حاکم ہے اللہ نے جو چاہا وہ ہوا اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ ہر آنے والی چیز قریب ہے' نزول امر سے پہلے ہی تم نے اس کے ساتھ عجلت کی۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگوں کی پشت پر وہ لوگ ہیں جو آل محمدؐ سے قتال کریں گے' آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اہل شرک پر پوشیدہ نہیں ہے' آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امر تاخیر میں ڈال دیا گیا ہے' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ وہ امر تم میں ضرور ضرور پلٹے گا جیسا کہ شروع ہوا تھا۔ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے تمہارے خونوں کی حفاظت کی اور تمہارے دین کی حفاظت کی' تم میں سے جو یہ چاہے کہ امن و حفاظت کے ساتھ اپنے جائے پناہ اور اپنے شہر مکے میں آئے تو وہ انتظام کرے۔

مکہ میں داخلہ کی ممانعت:

ان کے ساتھ سات ہزار میں سے نو سو آدمی رہ گئے انہوں نے عمرے کا احرام باندھا اور قربانی حرم کے اونٹ کو ہار پہنایا کہ معلوم ہو یہ حرم میں ذبح کرنے کے لیے ہے' پھر ہم لوگوں نے بیت اللہ کا قصد کیا۔

ہم لوگوں نے حرم میں داخل ہونے کا قصد کیا تو ہمیں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا لشکر ملا' اس نے ہمیں داخل ہونے سے روکا' محمد نے کہلا بھیجا کہ میں اس طرح آیا ہوں کہ تم سے قتال کا ارادہ نہیں ہے اور اسی طرح واپس ہوں گا کہ قتال نہ کروں' ہمیں چھوڑ دو کہ ہم داخل ہو کر اپنا نسک (عمرہ) ادا کرلیں پھر ہم تمہارے پاس سے چلے جائیں گے۔ مگر انہوں نے انکار کیا' حالانکہ ہمارے ہمراہ قربانی کے اونٹ بھی تھے جن کو ہم نے ہار پہنا دیے تھے۔

ابن الحنفیہ کی مدینہ واپسی:

ہم لوگ مدینے واپس چلے گئے' حجاج (بن یوسف) آیا اس نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کیا پھر وہ بصرے و کوفے چلا گیا' جب وہ چلا گیا تو ہم لوگ گئے اور ہم نے اپنا نسک (عمرہ) ادا کیا' میں نے محمد بن علی کے بدن سے جوؤں کو جھڑتے دیکھا ہے' جب ہم نے اپنا نسک (عمرہ) ادا کرلیا تو مدینے واپس آ گئے' محمد بن علی تین مہینے رہے' پھر ان کی وفات ہوگئی۔

اسماعیل بن مسلم الطائی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالملک ابن مروان نے ایک خط لکھا (جس کا عنوان یہ تھا کہ) منجانب امیر المومنین عبدالملک بنام محمد بن علی' جب انہوں نے خط کا عنوان دیکھا تو کہا کہ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملعون اور آزاد کردہ منبروں پر ہیں' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' وہ ایسے امور ہیں جن کو قرار نہیں

دیا جائے گا۔

ابن الحنفیہ کو مکہ چھوڑ دینے کا حکم:

ابوالطفیل نے کہا کہ ہم لوگ واپسی کے لیے آمادہ ہوئے' انہوں نے موالی کو اور اہل کوفہ و بصرے کو جو ان کے ہمراہ تھے واپسی کی اجازت دے دی' وہ لوگ مدین سے واپس ہو گئے ہم لوگ مکے آئے اور ان کے ہمراہ منیٰ کے شعب (گھاٹی) میں اترے ہم لوگ دو یا تین رات بھی نہ ٹھہرے تھے کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس کہلا بھیجا کہ اس منزل سے آپ روانہ ہو جایئے اور وہاں ہمارے پڑوس میں نہ رہیے۔

ابن الحنفیہ نے کہا کہ صبر کیجئے' آپ کا صبر بھی اللہ ہی کی توفیق سے ہوگا' یہ بڑی بات نہیں ہے کہ اس امر پر صبر نہ کیا جائے جس پر سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں کیا اور اگر میں اس کا ارادہ کرتا تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما میرے ساتھ ایسی بے فائدہ حرکت نہ کرتے' اگرچہ میں تنہا ہی ہوتا اور ان کے ساتھ وہ سب جماعتیں ہوتیں جو ان کے ساتھ ہیں' لیکن واللہ میں نے اس کا ارادہ نہیں کیا' میں دیکھتا ہوں کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما میری ہمسائیگی میں برائی کرنے میں کمی کرنے والے نہیں ہیں' لہٰذا ان کے پاس رہنا اچھا نہیں۔

وہ طائف چلے گئے اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ یکم ذی القعدہ ۷۲ھ کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے قتال کے لیے حجاج آیا' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کر لیا اور انہیں ۱۷ر جمادی الآخرہ یوم سہ شنبہ ۷۳ھ کو قتل کر دیا' ابن الحنفیہ نے اس سال طائف سے حج کیا' اپنے شعب (گھاٹی) واپس ہو کر وہیں مقیم ہو گئے۔

حجاج کی طرف سے دعوت بیعت:

حسن بن علی بن محمد ابن الحنفیہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب محمد بن علی ۷۲ھ میں شعب میں داخل ہوئے تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما قتل نہیں ہوئے تھے اور حجاج ان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے' حجاج نے ابن الحنفیہ سے کہلا بھیجا کہ عبدالملک سے بیعت کر لیں۔

ابن الحنفیہ نے کہا کہ تمہیں مکے میں میرا قیام اور طائف و شام جانا معلوم ہے' جو میری جانب سے انکار ہے کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما یا عبدالملک سے بیعت کروں تاوقتیکہ لوگ ان دونوں میں سے کسی ایک پر متفق نہ ہو جائیں' میں وہ شخص ہوں کہ میرے پاس مخالفت نہیں ہے۔

جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے اختلاف کیا تو میں نے ان سے علیحدگی اختیار کی کہ وہ متفق ہو جائیں۔ میں نے اللہ کے شہروں میں سب سے زیادہ محترم شہر کی پناہ لی جس میں پرندے تک کو امن ہے' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے میرے ہمسائیگی میں بدی کی' میں شام کی طرف منتقل ہو گیا' عبدالملک نے میرا قرب ناپسند کیا' میں حرم کی طرف منتقل ہوا' اگر ابن الزبیر رضی اللہ عنہما مقتول ہو گئے اور لوگ عبدالملک پر متفق ہو گئے تو میں (عبدالملک کے لیے) تم سے بیعت کر لوں گا۔

حجاج نے ان کی اس بات سے راضی ہونے سے انکار کیا تاوقتیکہ وہ عبدالملک کے لیے بیعت نہ کریں' ابن الحنفیہ نے اس سے انکار کیا اور حجاج نے انہیں اس پر قائم رکھنے سے انکار کیا' محمد برابر اسے جواب دیتے رہے۔ یہاں تک کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما قتل کر دیئے گئے۔

حجاج کی دھمکی اور ابن حنفیہ کا جواب:

سہل بن عبید بن عمرو الحارثی سے مروی ہے کہ جب عبدالملک نے حجاج کو مکے و مدینے بھیجا تو اس سے کہا کہ تمہیں محمد ابن الحنفیہ پر کوئی اختیار نہیں ہے' حجاج آیا تو اس نے انہیں دھمکی دی اور کہا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے زمانے کے کسی دن میں آپ پر قابو دے گا اور آپ پر اختیار دے دے گا اس وقت میں یہ کروں گا اور یہ کروں گا' انہوں نے کہا کہ اے اپنی جان کے دشمن تو جھوٹا ہے' کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لیے روزانہ تین سو ساٹھ لحظے ہیں' مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے اپنے بعض لحظے عطا کر دے گا اور تجھے مجھ پر اختیار نہ دے گا۔ اس بات کو حجاج نے عبدالملک کو لکھا تو عبدالملک نے اسے شاہ روم کو لکھا' شاہ روم نے اسے لکھا کہ واللہ یہ بات نہ تمہارے خزانے کی ہے نہ تمہارے اہل بیت کے خزانے کی' بلکہ اہل بیت نبوت کے خزانے کی ہے۔

حسن بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ میرے والد نے حجاج سے بیعت نہیں کی۔ جب ابن الزبیر رضی اللہ عنہما مقتول ہو گئے تو حجاج نے انہیں بلا بھیجا' آئے تو کہا کہ اللہ نے عدو اللہ کو قتل کر دیا۔ ابن الحنفیہ نے کہا کہ جب لوگ بیعت کریں گے تو میں بھی بیعت کر لوں گا' اس نے کہا واللہ میں آپ کو ضرور قتل کر دوں گا۔ انہوں نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لیے روزانہ تین سو ساٹھ لحظے ہیں اور ہر لحظے میں تین سو ساٹھ قضیئے ہیں' امید ہے کہ وہ اپنے قضایا میں سے کسی ایک قضیئے میں ہمیں تجھ سے کفایت کرے گا۔

عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت:

اس بات کو حجاج نے عبدالملک کو لکھا' عبدالملک کو اس خط سے بہت تعجب ہوا' اس نے اس کے متعلق صاحب الروم کو لکھا' اس لیے کہ صاحب الروم نے اسے دھمکی دی تھی کہ اس کے مقابلے کو بہت سی فوج جمع کی ہے' عبدالملک نے یہ کلام صاحب الروم کو لکھا اور حجاج کو لکھا کہ ہم نے معلوم کر لیا ہے کہ محمد مخالف نہیں ہیں' وہ تمہارے پاس آئیں گے اور تم سے بیعت کریں گے' تم ان کے ساتھ مہربانی کرنا۔

جب لوگ عبدالملک پر متفق ہو گئے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی بیعت کر لی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن الحنفیہ سے کہا کہ اب کچھ اختلاف باقی نہیں رہا لہٰذا بیعت کر لو۔ ابن الحنفیہ نے عبدالملک کو لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم' اللہ کے بندے عبدالملک امیر المومنین کو محمد بن علی کی جانب سے اما بعد' میں نے جب امت کو دیکھا کہ اس نے اختلاف کیا تو میں ان سے علیحدہ ہو گیا' پھر جب یہ امر تمہارے پاس پہنچ گیا اور لوگوں نے تم سے بیعت کر لی تو میں بھی انہیں میں سے کسی ایک شخص کے مثل ہو گیا' میں بھی اس نیک کام میں داخل ہوتا ہوں جس میں وہ لوگ داخل ہوئے' میں تم سے بیعت کرتا ہوں' تمہارے لیے حجاج سے بیعت کر لی اور تمہارے پاس اپنی بیعت بھیج دی۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے تم پر اتفاق کر لیا ہے' ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمیں امن دو اور وفا پر عہد و میثاق دو' کیونکہ غدر (بے وفائی و بدعہدی) میں کوئی خیر نہیں ہے' اور اگر تم انکار کرو تو اللہ کی زمین کشادہ ہے۔

عبدالملک کا عہد و میثاق:

عبدالملک نے خط پڑھا تو قبیصہ بن ذویب اور روح بن زنباع نے کہا کہ تمہیں ان سے اختلاف کی اب کوئی وجہ باقی نہیں

رہی اگر وہ باہمی جنگ چاہتے تو ضرور اس پر قادر تھے مگر انہوں نے تسلیم کر لیا اور بیعت کر لی لہٰذا ہماری رائے یہ ہے کہ آپ ان کے لیے بھی عہد و میثاق و امان تحریر کر دیجئے اور ان کے ساتھیوں کے لیے بھی عہد لکھ دیجئے اس نے یہی کیا۔

عبدالملک نے انہیں لکھا کہ آپ ہمارے نزدیک پسندیدہ ہیں اور ہمارے ساتھ آپ کی قرابت اور محبت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے زیادہ ہے آپ کے لیے عہد و میثاق ہے اللہ کا ذمہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ ہے کہ نہ آپ کو نہ آپ کے ساتھیوں کو کسی ایسی چیز سے برانگیختہ کیا جائے گا جو آپ کو ناگوار ہو آپ اپنے شہر واپس جایئے اور جہاں چاہے جایئے میں جب تک زندہ ہوں آپ کی مدد اور نیکی ترک نہ کروں گا حجاج کو لکھ کر اس نے ان کے ساتھ ہمسائیگی کے اچھے برتاؤ اور ان کے اکرام کا حکم دیا۔ ابن الحنفیہ مدینے واپس آ گئے۔

ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالملک کی ملاقات:

معاویہ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی رافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب محمد بن علی رضی اللہ عنہ مدینے چلے گئے اور اپنا مکان بقیع میں بنا لیا تو عبدالملک کو لکھ کر اس کے پاس آنے کی اجازت چاہی عبدالملک نے انہیں اپنے پاس آنے کی اجازت دی وہ اس کے پاس ۷۸ھ میں گئے جس سال کہ جابر بن عبداللہ کی وفات ہوئی۔ دمشق میں عبدالملک کے پاس آئے تو پھر اجازت چاہی اس نے اجازت دی اور اپنے قریب اتارا حکم دیا کہ ان کی اتنی ضیافت کی جائے جو انہیں اور ان کے ہمراہیوں کو کافی ہو۔

عبدالملک کا ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے حسن سلوک:

وہ عام لوگوں کی اجازت کے وقت عبدالملک کے پاس جاتے جب عبدالملک اجازت دیتا تو اپنے اہل بیت سے شروع کرتا پھر انہیں اجازت دیتا اور وہ سلام کرتے پھر کبھی بیٹھتے اور کبھی واپس ہو جاتے۔ اس کو قریب ایک مہینے کے گزر گیا تو انہوں نے تنہائی میں عبدالملک سے گفتگو کی اپنی قرابت و رحم کا ذکر کیا اور جو قرض تھا وہ بیان کیا۔

عبدالملک نے قرض ادا کرنے اور ان کے ساتھ صلہ رحم کرنے کا وعدہ کیا اور حکم دیا کہ اپنی حوائج پیش کریں محمد نے اپنا قرض اور اپنی حوائج اپنی اولاد اور دوسرے خاص لوگوں اور اپنے موالی کے لیے وظائف کی درخواست پیش کی عبدالملک نے فراخ دلی سے ان کی سب باتوں کو منظور کر لیا۔ موالی کے بارے میں وظائف مقرر کرنے میں البتہ تنگی کی محمد نے اصرار کیا تو اس نے ان لوگوں کا وظیفہ مقرر کیا مگر ان کے ساتھ کمی کی انہوں نے اس سے گفتگو کی تو اس نے ان کے وظائف بھی بڑھا دیئے۔ اس طرح ان کی کوئی حاجت نہ رہی جسے اس نے پورا نہ کر دیا ہو انہوں نے اس سے واپسی کی اجازت چاہی تو انہیں اجازت دے دی۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ ابن الحنفیہ نے کہا کہ میں عبدالملک کے پاس گیا تو اس نے میری حوائج پوری کر دیں میں اس سے رخصت ہوا اور جب اس کی آنکھوں سے پوشیدہ ہونے کے قریب ہو گیا تو اس نے مجھے ابوالقاسم ابوالقاسم کہہ کے پکارا۔ میں پلٹا تو مجھ سے کہا کہ کیا تم جانتے نہیں کہ اللہ کو معلوم ہے کہ جس دن تم بڑے میاں (عبدالملک کے والد مروان) کے ساتھ جو کچھ کر رہے تھے وہ کر رہے تھے تو تم ان کے ساتھ ظلم کر رہے تھے (یہ اس واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے دن ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مروان بن الحکم کی چادر پکڑ کر اسے زمین پر رگڑا تھا) عبدالملک نے کہا کہ وہ میری نظر میں ہے اور میرے لیے اس روز برتری تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار:

زید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں ابان بن عثمان کے ہمراہ عبدالملک بن مروان کے پاس گیا' اس کے پاس ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے' عبدالملک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار منگائی' لائی گئی تو اس نے صیقل کرنے والے کو بلایا' اس نے اسے دیکھا تو کہا کہ میں نے اس سے بہتر کوئی تلوار کبھی نہیں دیکھی' عبدالملک نے کہا کہ واللہ لوگوں نے اس کے مالک کا مثل بھی نہیں دیکھا۔ اے محمد یہ تلوار مجھے دے دو' محمد نے کہا کہ تمہاری رائے میں ہم میں جو اس کا زیادہ مستحق ہو وہی اسے لے لے۔ عبدالملک نے کہا کہ اگر تمہارے لیے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) قرابت ہے تو ہر ایک کے لیے قرابت وحق ہے۔

حجاج کے خلاف شکایت:

محمد نے وہ تلوار عبدالملک کو دے دی اور کہا کہ اے امیر المومنین! اس شخص یعنی حجاج نے جو اس کے پاس تھا مجھے ایذا دی ہے اور میرے حق کی توہین کی ہے' اگر پانچ درہم کا معاملہ بھی ہو تو وہ مجھے بلا بھیجتا ہے' عبدالملک نے کہا کہ آپ کو اس پر کوئی اختیار نہیں ہے۔

حجاج اور ابن الحنفیہ کی گفتگو:

جب محمد واپس ہوئے تو عبدالملک نے حجاج سے کہا کہ تم ان سے ملو اور ان کی شکایت رفع کرو۔ وہ ان سے ملا اور کہا کہ مجھے امیر المومنین نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ کی شکایت رفع کروں' اسے کامیابی نہ ہو جو آپ کے ساتھ برائی کرے۔

محمد نے کہا کہ اے حجاج تم پر افسوس ہے' خدا کا خوف کرو اور اللہ سے ڈرو' کوئی صبح ایسی نہیں جو اللہ کے بندے کرتے ہوں اور اللہ کے یہاں اپنے ہر بندے کے لیے تین سو ساٹھ لحظے نہ ہوتے ہوں نہ اگر وہ گرفت کرے تو اپنی قدرت سے گرفت کرے گا اور اگر معاف کرے تو اپنے علم سے معاف کرے گا' لہٰذا تم اللہ سے ڈرو۔ حجاج نے ان سے کہا کہ آپ مجھ سے جو مانگیں گے وہ میں آپ کو ضرور دوں گا۔ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تم کرو گے؟ حجاج نے کہا کہ جی ہاں! انہوں نے کہا کہ میں تم سے صرم الدہر (زمانے سے انقطاع) مانگتا ہوں۔

حجاج نے اس کا ذکر عبدالملک سے کیا' عبدالملک نے راس الجالوت کو بلا بھیجا' محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہا تھا وہ اس کے گوش گزار کیا کہ ہم میں سے ایک شخص نے ایک حدیث بیان کی جو سوائے اس کے کسی سے نہیں سنی' اسے محمد کے قول (صرم الدہر) سے آگاہ کیا۔ راس الجالوت نے کہا کہ یہ کلمہ سوائے بیت نبوت کے اور کہیں سے نہیں نکلا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ (بیت اللہ میں) حجاج نے اپنا پاؤں مقام (ابراہیم) پر رکھنا چاہا تو ابن الحنفیہ نے اسے ڈانٹا اور منع کیا۔

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ کعبے کے اندر داخل ہوئے ہر کونے میں دو دو رکعتیں اس طرح (کل) آٹھ رکعتیں پڑھیں۔

سفیان سے مروی ہے کہ محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دنیا نہیں جائے گی تاوقتیکہ لوگوں کے اختلافات اپنے رب کے

بارے میں نہ ہوں۔

محمد ابن الحنفیہ کی پوشاک ولباس وغیرہ:

ابی مالک سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ سفید ترکی گھوڑے پر رمی جمار کر رہے تھے۔ سفیان التمار سے مروی ہے کہ وہ یوم الترویہ (۸/ذی الحجہ) کو اپنے سر میں مہندی اور نیل کا خضاب لگائے ہوئے تھے حالانکہ احرام میں تھے۔

ثویر سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ مہندی اور نیل کا خضاب کرتے تھے۔ سفیان التمار سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ اپنے قربانی کے اونٹوں کے داہنی جانب اشعار کیا۔ (اشعار یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ کے کوہان میں برچھی مار کے خون نکال دیتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ یہ حج یا عمرے کی قربانی کے لیے ہے)

سلیمان الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے عرفات میں محمد ابن الحنفیہ کے بدن پر زردخز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی چادر دیکھی۔

ابی اسحاق الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے عرفات میں ابن الحنفیہ کے بدن پر خز کی چادر دیکھی۔

رشدین سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ سیاہ حرقانی عمامہ باندھتے اور اسے ایک بالشت یا اس سے کم (پشت کی طرف) لٹکاتے۔

عبدالواحد ابن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

نصر بن اوس سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی ابن الحنفیہ کے جسم پر ایک زرد میلا لحاف دیکھا۔

ابی ادریس سے مروی ہے کہ مجھ سے محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تمہیں خز پہننے سے کون امر مانع ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ اس میں حریر (ریشم استعمال) کیا جاتا ہے۔

ابی ادریس سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو مہندی اور نیل کا خضاب لگاتے ہوئے دیکھا تو ان سے کہا کہ کیا علی رضی اللہ عنہ خضاب کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر آپ کو کیا ہوا' انہوں نے کہا کہ میں اس کے ذریعے سے عورتوں کے لیے جوان بنتا ہوں۔

صالح بن میثم سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں مہندی کا اثر دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے' انہوں نے کہا کہ میں اپنی والدہ کے مہندی لگاتا تھا۔

محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی والدہ کے تیل لگاتے تھے اور ان کے کنگھی کرتے تھے۔

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو مہندی لگائے ہوئے دیکھا' میں نے انہیں آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے دیکھا اور میں نے ان کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ مجھے والد نے محمد ابن الحنفیہ کے پاس بھیجا' میں ان کے پاس گیا تو وہ اپنی آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے داڑھی کو سرخ رنگے ہوئے تھے' میں والد کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے مجھے ایک بوڑھے مخنث کے پاس بھیجا

تھا' انہوں نے کہا کہ اے بدبودار عورت کے لڑکے' وہ محمد بن علی ہیں۔ ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ وہ مٹکے کی نبیذ پیتے تھے۔

ربیع المنذر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم ابن الحنفیہ کے ساتھ تھے' انہوں نے وضو کرنا چاہا موزے پہنے تھے' اس لیے موزے اتارے اور پاؤں پر مسح کیا۔

ابی عمر سے مروی ہے کہ ابن الحنفیہ عیدین اور جمعہ اور شعب (منیٰ میں حج کے موقع پر) غسل کیا کرتے اور وہ پچھنوں کا خون بھی دھوڈالتے۔

رشدین بن کریب سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

ابن حنفیہ کی وفات:

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو ۸۱ھ میں کہتے سنا کہ یہ میرے لیے پینسٹھواں سال ہے' میں اپنے والد کے سن سے بڑھ گیا جن کی وفات تریسٹھ سال میں ہوئی تھی ابن الحنفیہ کی وفات اسی سال ۸۱ھ میں ہوئی۔

زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے ابوہاشم عبداللہ بن محمد ابن الحنفیہ سے دریافت کیا کہ آپ کے والد کہاں دفن کیے گئے تو انہوں نے کہا کہ بقیع میں۔ میں نے کہا کس سنہ میں' انہوں نے کہا کہ ۸۱ھ کے شروع میں' اس روز وہ پینسٹھ سال کے تھے' جس (سنہ) کو وہ پورا نہ کرنے پائے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ ابن الحنفیہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کوئی روایت کی۔ زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے ابوہاشم عبداللہ بن محمد ابن الحنفیہ کو بقیع کے ایک جانب اشارہ کر کے کہتے سنا کہ یہ میرے والد ابوالقاسم کی قبر ہے۔ ان کے والد کی وفات محرم ۸۱ھ میں ہوئی' وہ سال طغیانی کا ہے کہ اہل مکہ پر ایک سیلاب آیا جو حاجیوں کو بہالے گیا۔

ابوہاشم نے کہا کہ جب ہم نے انہیں بقیع میں رکھ دیا تو ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے جو اس زمانے میں عبدالملک بن مروان کی جانب سے والی مدینہ تھے کہ ان پر نماز پڑھیں' بھائی نے مجھ سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے' میں نے کہا کہ ابان ان پر نماز نہیں پڑھ سکتے تاوقتیکہ ہم سے اجازت نہ طلب کریں' ابان نے کہا کہ تم لوگ اپنے جنازے کے زیادہ حق دار ہو جسے چاہو آگے کرو کہ ان پر نماز پڑھے' ہم نے کہا تم آگے بڑھو اور نماز پڑھو' وہ آگے بڑھے اور نماز پڑھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ پھر میں نے زید بن السائب سے بیان کیا کہ مجھے بروایت عویمر الاسلمی معلوم ہوا کہ اس روز ابوہاشم نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ امام نماز جنازہ کا زیادہ مستحق ہے' اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم آپ کو آگے نہ کرتے' زید بن السائب نے کہا کہ میں نے ابوہاشم کو اسی طرح کہتے سنا کہ ابان آگے بڑھے اور انہوں نے ان پر نماز پڑھی۔

عمر اکبر بن علی رضی اللہ عنہ:

ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ صہباء کہ ام حبیب بنت ربیعہ بن بجیر بن العبد بن علقمہ بن الحارث بن عتبہ ابن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب بن وائل تھیں' قیدی تھیں' خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو اس وقت ملیں جب انہوں نے عین التمر کے علاقے میں بنی تغلب پر حملہ کیا۔

عمر بن علی رضی اللہ عنہ کے یہاں محمد وام موسیٰ وام حبیب پیدا ہوئیں' ان کی والدہ اسماء بنت عقیل بن ابی طالب تھیں۔

عمر نے حدیث روایت کی ہے' ان کی اولاد میں متعدد لوگ تھے جن سے روایت کی گئی ہے ہم نے ان کا ذکر ان کے طبقے اور مقام میں کیا ہے۔

عبیداللہ بن علی رضی اللہ عنہ:

ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی بن سلمٰی بن جندل بن نہشل بن حازم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم تھیں۔

مختار کی بدسلوکی:

عبیداللہ بن علی حجاز سے کوفے میں مختار کے پاس آئے اور اس سے کچھ مانگا مگر اس نے نہیں دیا اور کہا کہ کیا تم مہدی (ابن الحنفیہ) کا خط لائے ہو' انہوں نے کہا نہیں' اس نے چند روز تک انہیں قید رکھا پھر رہا کر دیا اور کہا کہ ہمارے پاس سے نکل جاؤ' وہ مختار سے بھاگ کر مصعب بن الزبیر کے پاس بصرے گئے اور اپنے ماموں نعیم بن مسعود التمیمی ثم النہشلی کے پاس اترے' مصعب نے ان کے لیے ایک لاکھ درہم کا حکم دیا۔

مصعب بن الزبیر نے لوگوں کو اپنے دشمن کے مقابلے کی تیاری کا حکم دیا اور روانگی کا وقت معین کر دیا' انہوں نے لشکر قائم کیا' چلنے سے پہلے بصرے پر عبیداللہ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر کو قائم مقام بنایا' مصعب روانہ ہوئے تو عبیداللہ بن علی بن ابی طالب اپنے ماموؤں میں رہ گئے' خود ان کے ماموں نعیم بن مسعود مصعب کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔

مصعب بصرے سے جدا ہو گئے تو بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم عبیداللہ ابن علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم بھی آپ کے ماموں ہیں' آپ میں ہمارا بھی حصہ ہے لہٰذا آپ ہمارے ساتھ چلئے کیونکہ ہم لوگ آپ کی کرامت (بزرگی) چاہتے ہیں' وہ راضی ہو گئے اور ان لوگوں کے یہاں منتقل ہو گئے۔

بنی سعد کے ہاں قیام:

بنی سعد نے انہیں اپنے یہاں اتارا اور ان سے بیعت خلافت کی' حالانکہ وہ خود ناپسند کرتے تھے' کہتے تھے کہ اے قوم جلدی نہ کرو اور نہ یہ کام کرو' مگر ان لوگوں نے انکار کیا' مصعب کو معلوم ہوا تو انہوں نے عبیداللہ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر کو لکھ کر انہیں (کام کرنے سے) عاجز بنایا اور انہیں عبیداللہ بن علی سے لوگوں نے جو جدید بیعت کی تھی اس سے آگاہ کیا۔

مصعب نے ان کے ماموں نعیم بن مسعود کو بلایا اور کہا کہ میں تمہارا اکرام کرتا تھا اور اپنے اور تمہارے درمیان احسان کرتا تھا' تمہیں کس امر نے بصرے میں اپنے بھانجے کو چھوڑنے پر برانگیختہ کیا کہ وہ لوگوں کو جمع کریں اور انہیں دھوکا دیں۔

نعیم نے خدا کی قسم کھائی کہ نہ انہوں نے یہ کیا اور نہ انہیں اس قصے کے ایک حرف کا بھی علم ہے' مصعب نے ان کی بات قبول کر لی اور ان کی تصدیق کی اور کہا کہ میں نے عبیداللہ کو لکھ کر انہیں اس واقعے سے غفلت کرنے پر ملامت کی ہے' نعیم بن مسعود نے کہا کہ انہیں کوئی برانگیختہ نہ کرے' میں ان کے معاملے کا تم سے ذمہ دار ہوں' میں انہیں تمہارے پاس لاؤں گا۔

نعیم روانہ ہوئے اور بصرے آئے' بنی حنظلہ اور بنی عمرو بن تمیم جمع ہوئے۔ وہ ان لوگوں کے لیے بنی سعد میں آئے اور کہا کہ واللہ جو کام تم لوگوں نے کیا اس میں تمہارے لیے خیر نہیں' تم نے پورے بنی تمیم کی ہلاکت کا ارادہ کیا ہے' لہٰذا میرے بھانجے کو میرے حوالے کر دو۔

بیعت کے معاملہ سے برأت:

تھوڑی دیر تک باہم ملامت ہوتی رہی' پھر بنی سعد نے ان کو نعیم کے حوالے کر دیا' وہ روانہ ہوئے اور انہیں مصعب کے پاس لائے۔ مصعب نے پوچھا کہ برادر من جو کام تم نے کیا اس پر تمہیں کس نے برانگیختہ کیا' عبیداللہ نے اللہ کی قسم کھائی کہ انہوں نے اس کی خواہش نہیں کی اور تاوقتیکہ لوگوں نے اسے کر نہ لیا انہیں اس کا علم بھی نہیں ہوا' میں نے اسے ناپسند کیا تھا اور اس سے انکار کیا تھا' مصعب نے ان کی تصدیق کی اور ان کی بات قبول کر لی۔

مصعب بن الزبیر نے اپنے سردار مقدمہ لشکر عباد الحبطی کو حکم دیا کہ مختار کی فوج کی جانب روانہ ہوں' وہ بڑھے اور ان کے ساتھ عبیداللہ بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی آگے بڑھے' یہ لوگ المذار میں اترے' مختار کا لشکر بھی آگے بڑھا' وہ لوگ ان کے مقابلے پر اترے' مصعب بن الزبیر کے ساتھیوں نے ان پر شب خون مارا' مختار اور اس کے پورے لشکر کو قتل کر دیا' سوائے ان لوگوں کے جو جان بچا کے بھاگے اور کوئی نہ بچا۔ عبیداللہ بن علی بن ابی طالب بھی اسی شب کو قتل ہو گئے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ' ان کی والدہ ام سعید بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص السلمی تھیں۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں محمد وسعید والیاس وام عثمان وام عمرو وفاختہ پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ام حبیب بنت ابی کریم بن عامر بن عبد ذی الشریٰ ابن عتاب بن ابی صعب بن فہم بن ثعلبہ بن سلیم بن غانم بن دوس تھیں۔ مریم ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

سعید کے دادا حزن:

سعید بن المسیب بن حزن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان کے دادا حزن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے' عرض کی حزن (سخت زمین) فرمایا نہیں تم سہل (زمین نرم) ہو' عرض کی' یا رسول اللہ میرا جو نام والدین نے رکھا ہے میں اسی سے لوگوں میں مشہور ہو گیا' نبی علیہ السلام خاموش ہو گئے۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پھر ہم برابر حزونۃ (سختی) اپنے خاندان میں محسوس کرتے ہیں۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کا سنہ ولادت:

علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چار سال بعد پیدا ہوئے اور چوراسی سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

طلحہ بن محمد بن سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعید رحمۃ اللہ علیہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے اور بہتر سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے بارے میں میں نے جس امر پر لوگوں کا اتفاق دیکھا وہ یہ ہے کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال بعد پیدا ہوئے۔ یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے۔ میں نے اہل علم کو اس کی تصحیح کرتے نہیں دیکھا' اگر چہ وہ لوگ ان سے روایت کرتے ہیں۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دو سال گزرنے کے بعد پیدا ہوا' ان کی خلافت دس سال چار ماہ رہی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی روایات:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے ایک کلمہ سنا ہے جس کا کوئی سننے والا میرے سوا زندہ نہیں ہے' عمر رضی اللہ عنہ جب کعبے کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَام وَمِنْكَ السَّلَام.

''اے اللہ تو ہی تمام عیوب سے پاک ہے یا تو ہی باقی ہے اور تجھ ہی سے بقاء ہستی ہے''۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے منبر پر عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ مجھے جو شخص معلوم ہوگا کہ اُس نے جماع کر کے غسل نہیں کیا خواہ اُسے انزال ہو یا نہ ہو تو میں اُسے سزا دوں گا۔

بکیر بن الاشج سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔

مالک نے کہا کہ انہیں معلوم ہوا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' اگر مجھے رات دن صرف ایک حدیث کی طلب میں چلنا پڑتا (تو میں عمر بھر چلتا)۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جو فیصلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے اور جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے کیے ان کا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہ رہا۔

مسعر نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے عثمان و معاویہ رضی اللہ عنہما کے فیصلوں کو بھی کہا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہر وہ فیصلہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ہر وہ فیصلہ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا اور ہر وہ فیصلہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کیا اس کا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہ رہا۔

راوی نے کہا' میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہر وہ فیصلہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا مجھ سے (زیادہ اس کا جاننے والا نہ رہا)۔

شرف تلمذ:

ہشام بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے اس وقت زہری کو کہتے سنا جب ان سے ایک سائل نے دریافت کیا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا علم کس سے حاصل کیا تو انہوں کہا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے' وہ سعد بن ابی وقاص اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی صحبت میں بیٹھتے' ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما کے پاس جاتے' انہوں نے عثمان بن عفان وعلی وصہیب ومحمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم سے سنا ہے' ان کی اکثر روایت کی سند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے جن کے وہ داماد تھے' انہوں نے عمر وعثمان رضی اللہ عنہما کے اصحاب سے سنا ہے' کہا جاتا تھا کہ عمر وعثمان رضی اللہ عنہما نے جو فیصلے کیے ہیں ان کا ان سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

حالات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے واقفیت:

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ ابن المسیب کو راوی عمر رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا' لیث نے کہا کہ یہ اس لیے کہ وہ ان کے احکام اور فیصلوں کے سب سے زیادہ حافظ تھے۔

قدامہ بن موسیٰ الجمحی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ فتویٰ دیا کرتے تھے' حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب زندہ تھے۔

محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ اپنے زمانے میں مدینے میں جو لوگ تھے فتوے میں ان سب پر مقدم اور ان کے رئیس سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ تھے' وہ فقیہ الفقہاء کہلاتے تھے۔ مکحول سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ عالم العلما تھے۔

مکحول سے مروی ہے کہ میں جو حدیث تم لوگوں سے بیان کرتا ہوں وہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اور شعبی سے ہے۔

ابن ابی الحویرث سے مروی ہے کہ محمد بن جبیر بن مطعم سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس فتویٰ پوچھنے آتے تھے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ گزشتہ آثار واحادیث کے سب سے زیادہ عالم اور اپنی رائے کے سب سے زیادہ فقیہ (سمجھ دار) ہیں۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں مدینے آیا اور اہل مدینہ میں سب سے زیادہ فقیہ کو دریافت کیا تو مجھے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا گیا' میں نے ان سے مسئلہ دریافت کیا۔

شہاب بن عباد العصری سے مروی ہے کہ میں نے حج کیا' پھر ہم لوگ مدینے آئے اور یہاں کے سب سے بڑے عالم کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں:

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنا کوئی فیصلہ صادر نہیں کرتے تھے تاوقتیکہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت نہ کر لیتے' انہوں نے ایک آدمی کو مسئلہ دریافت کرنے کے لیے ان کے پاس بھیجا تو اس نے انہیں بلایا' سعد عمر کے پاس آئے' عمر نے کہا کہ قاصد نے خطا کی (کہ آپ کو بلا لایا) ہم نے تو اسے صرف اس لیے بھیجا تھا کہ وہ آپ سے آپ کی مجلس ہی میں مسئلہ دریافت کر لے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کہا کرتے تھے کہ مدینے میں کوئی ایسا عالم نہیں جو اپنا علم میرے پاس نہ لائے اور میں اس علم کے پاس لایا جاتا ہوں جو سعید بن المسیبؒ کے پاس ہے۔

قوت حافظہ:

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیبؒ نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے اپنا نسب ان سے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ خلافت معاویہؓ کے زمانے میں تمہارے والد میرے پاس بیٹھے ہیں' انہوں نے مجھ سے فلاں فلاں بات پوچھی تو میں نے فلاں فلاں جواب دیا۔ عمران کہتے تھے کہ مجھے تو ایسا کبھی نہیں معلوم ہوا کہ سعید بن المسیبؒ کے کان پر کوئی بات گزری ہو اور ان کے قلب نے اسے یاد نہ کرلیا ہو۔

ابن زبیر کی بیعت نہ کرنے پر کوڑوں کی سزا:

عبداللہ بن جعفر وغیرہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن الزبیرؓ نے جابر بن الاسود بن عوف الزہری کو مدینے پر عامل بنایا انہوں نے لوگوں کو ابن الزبیرؓ کی بیعت کی دعوت دی' سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ نہیں' تاوقتیکہ لوگ متفق نہ ہو جائیں' انہوں نے سعیدؒ کو ساٹھ تازیانے مارے' ابن الزبیرؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے جابر کو لکھ کر ملامت کی اور کہا کہ ہمارے اور سعید کے لیے (بیعت) نہیں ہے' انہیں چھوڑ دو۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ جابر بن الاسود نے جو ابن الزبیرؓ کی جانب سے عامل مدینہ تھا چوتھی بیوی کی عدت گزرنے سے پہلے پانچویں سے نکاح کرلیا تھا' جب اس نے سعید بن المسیبؒ کو مارا تو سعید جن پر کوڑے لگتے جاتے تھے چلائے کہ واللہ کتاب اللہ پر توجہ نہیں کی گئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنٰی و ثلث و رباع ﴾

''جو عورتیں تمہیں پسند آئیں دو دو تین تین چار چار سے نکاح کرو''۔

تو نے چوتھی کی عدت گزرنے سے پہلے پانچویں سے نکاح کرلیا ہے' وہ بھی چند شب کی ہے' جو تجھے مناسب معلوم ہو کر لے' پھر تو تجھے عنقریب وہ بات پیش آئے گی جسے تو پسند نہ کرے گا' اسے بہت کم زمانہ گزرا تھا کہ ابن الزبیرؓ قتل کر دیے گئے۔

ابن زبیرؓ کے خواب کی تعبیر:

عمر بن حبیب بن قلیع سے مروی ہے کہ میں ایک روز سعید بن المسیبؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' مجھ پر بہت سی چیزیں تنگ تھیں اور قرض کا بار تھا' میں سعید بن المسیبؒ کے پاس اس طرح بیٹھا تھا کہ خبر نہ تھی کہ کہاں جاؤں گا' ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ اے ابو محمد میں نے ایک خواب دیکھا ہے' انہوں نے کہا وہ کیا' اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ گویا میں نے عبدالملک ابن مروان کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا' پھر اسے منہ کے بل لٹا کر اس کی پیٹھ میں چار میخیں ٹھونک دیں۔

سعید نے کہا کہ تم نے یہ نہیں دیکھا ہے' اس نے کہا' بے شک میں نے ہی یہ دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہیں تعبیر بتاؤں گا تاوقتیکہ تم مجھے نہ بتاؤ (کہ یہ خواب کس نے دیکھا ہے) اس نے کہا کہ ابن الزبیرؓ نے دیکھا ہے اور انہیں نے مجھے آپ

کے پاس بھیجا ہے۔

سعید نے کہا کہ اگر تم نے ان کا خواب صحیح بیان کیا تو عبدالملک بن مروان انہیں قتل کر دے گا' عبدالملک کی پشت سے چار بیٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک خلیفہ پیدا ہوگا۔

عمر بن حبیب نے کہا کہ میں عبدالملک بن مروان کے پاس ملک شام گیا اور اسے سعید بن المسیب کی جانب سے اس کی خبر دی' اس خبر نے اسے مسرور کیا اور مجھ سے سعید کو اور ان کے حال کو دریافت کیا' میں نے اسے خبر دی' اس نے میرا قرض ادا کرنے کا حکم دیا' مجھے اس سے خیر حاصل ہوئی۔

تعبیر خواب کے دلچسپ واقعات:

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے عبدالملک ابن مروان کو مسجد نبوی ﷺ کے قبلے میں چار مرتبہ پیشاب کرتے ہوئے خواب میں دیکھا' میں نے سعید بن المسیب سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر تم نے خواب سچ بیان کیا تو عبدالملک کی پشت سے چار خلفاء مسجد نبویؐ کے قبلے میں کھڑے ہوں گے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعید بن المسیب سے زیادہ تعبیر خواب کے جاننے والے تھے' انہوں نے یہ علم اسماء بنت ابی بکر سے حاصل کیا تھا' اور اسماء نے اپنے والد ابوبکر سے حاصل کیا تھا۔

شریک بن ابی نمر سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرے دانت ٹوٹ کے میرے ہاتھ میں گر پڑے پھر میں نے انہیں دفن کر دیا سعید ابن المسیب نے کہا کہ اگر تم نے اپنا خواب صحیح بیان کیا تو تم نے اپنے خاندان کے ہم سن لوگوں کو دفن کر ڈالا۔

مسلم الخیاط سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن المسیب سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے ہاتھ پر پیشاب کر رہا ہوں' انہوں نے کہا کہ اللہ سے ڈرو کیونکہ تمہارے نکاح میں کوئی محرم ہے' اس شخص نے غور کیا تو اتفاق سے اس کی بیوی کے اور اس کے درمیان رضاع کا تعلق تھا۔ (یعنی جس عورت نے اس شخص کو دودھ پلایا تھا اسی نے اس کی بیوی کو بھی دودھ پلایا تھا)۔

ان کے پاس ایک دوسرا شخص آیا اور کہا کہ اے ابومحمد' میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا زیتون کی جڑ میں پیشاب کر رہا ہوں' انہوں نے کہا کہ غور کرو کہ تمہارے نکاح میں کون ہے' معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے نکاح میں کوئی محرم ہے' اس نے غور کیا تو اتفاق سے وہ عورت تھی جس سے اس کا نکاح حلال نہ تھا۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کبوتری منارۂ مسجد پر گر پڑی' انہوں نے کہا کہ حجاج عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی بیٹی سے نکاح کرے گا۔

مسلم الخیاط سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن المسیب کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بکرا ثنیہ سے دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ ذبح کرو' ذبح کرو' اس شخ نے کہا میں نے ذبح کیا' سعید نے کہا کہ ابن ام صلاء مر گیا' وہ ہٹا بھی نہ تھا

کہ اس کے پاس خبر آ گئی کہ وہ مر گیا محمد بن عمر نے کہا کہ ابن ام صلاء اہل مدینہ کے موالی میں سے تھا جو لوگوں کی چغل خوری کرتا تھا۔

عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن السائب سے جو خاندان قارہ سے تھے مروی ہے کہ قبیلہ فہم کے ایک شخص نے ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ آگ میں گھسا ہے انہوں نے کہا کہ اگر تم نے اپنا خواب صحیح بیان کیا تو تمہیں اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک کہ تم بحری سفر نہ کرلو اور تمہیں قتل کے ذریعے سے موت آئے گی' اس نے بحری سفر کیا اور وہ ہلاکت کے قریب ہو گیا۔ جنگ قدید میں تلوار سے قتل کیا گیا۔

حصین بن عبیداللہ بن نوفل سے مروی ہے کہ مجھے اولاد کی طلب تھی مگر میرے یہاں اولاد نہ ہوتی تھی' ابن المسیب سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری گود میں ایک انڈا ڈال دیا گیا انہوں نے کہا کہ مرغی عجمی ہے' لہٰذا تم عجم میں رشتہ تلاش کرو' پھر میں نے ایک باندی لی تو لڑکا پیدا ہوا حالانکہ میرے یہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص خواب دیکھتا تھا اور ان سے بیان کرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا۔

ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ خواب میں خشک کھجور سے ہر حال میں رزق مراد ہے اور تر کھجور سے اس کے موسم میں رزق مراد ہے۔ ابن المسیبؒ نے مروی ہے کہ خواب کا آخر چالیس سال ہے' یعنی اس کی تعبیر میں (مطلب یہ ہے کہ چالیس سال کی عمر میں جو خواب دیکھیں اس کی تعبیر اکثر درست ہوتی ہے)۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ خواب میں بیڑی دیکھنا ثبات دین کی علامت ہے' ایک شخص نے کہا کہ اے ابو محمد میں نے خواب میں دیکھا کہ سایے میں بیٹھا ہوں' پھر اٹھ کر دھوپ میں چلا گیا' ابن المسیبؒ نے کہا کہ واللہ اگر تم نے اپنا خواب صحیح بیان کیا ضرور ضرور اسلام سے نکل جاؤ گے' اس نے کہا کہ اے ابو محمد مجھے خواب میں یہ دکھایا گیا کہ میں سایے سے نکالا گیا اور دھوپ میں داخل کیا گیا' پھر مجھے بیکار کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ تمہیں کفر پر مجبور کیا جائے گا' اس نے عبدالملک بن مروان کے زمانے میں بغاوت کی' اس گرفتار کر کے مجبور کیا گیا' وہ باز آیا اور مدینے آیا۔ وہی یہ واقعہ بیان کرتا تھا۔

ولید وسلیمان کی بیعت سے انکار:

عبداللہ بن جعفر وغیرہ سے مروی ہے کہ عبدالعزیز بن مروان کی وفات مصر میں جمادی ۸۴ھ میں ہوئی عبدالملک نے اپنے دونوں بیٹوں ولید اور سلیمان کو ولی عہد بنایا اور تمام شہروں میں ان دونوں کی بیعت کے لیے لکھ دیا' اس زمانے میں مدینے پر اس کا عامل ہشام بن اسماعیل المخزومی تھا اس نے لوگوں کو ان دونوں کی بیعت کی دعوت دی' لوگوں نے بیعت کر لی' سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کے لیے بلایا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میں غور نہ کرلوں بیعت نہیں کروں گا۔

انکار بیعت پر جبر وتشدد کا سامنا:

ہشام بن اسماعیل نے انہیں ساٹھ تازیانے لگوائے' کمبل میں باندھ کے گشت کراتے رہے اور اسی حالت میں راس الثنیہ تک لے گئے' جب پلٹایا تو انہوں نے کہا کہ تم لوگ مجھے کہاں پلٹاتے ہو' جواب دیا قید خانے کی طرف انہوں نے کہا کہ واللہ اگر مجھے

یہ گمان ہوتا کہ اس میں اتنی سختی ہے تو کبھی یہ نہ پہنتا' لوگوں نے انہیں قید خانے لے جا کے قید کر دیا۔

ہشام نے عبدالملک کو لکھ کر ان کی مخالفت اور ان کے حال کی خبر دی' عبدالملک نے اسے ملامت کی اور کہا کہ واللہ سعید کے ساتھ احسان کرنے کی زیادہ حاجت ہے بہ نسبت اس کے کہ تو انہیں مارے' ہمیں خوب معلوم ہے کہ سعید کے پاس اختلاف ونفاق نہیں ہے۔

مسور بن رفاعہ سے مروی ہے کہ قبیصہ بن ذؤیب عبدالملک بن مروان کے پاس ہشام بن اسماعیل کا خط لے کے آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ اس نے سعید کو مارا اور انہیں گشت کرایا۔ قبیصہ نے کہا کہ اے امیر المومنین ہشام اس قسم کے امور میں آپ پر خود رائی کرتا ہے' ابن المسیب کو مارتا ہے اور انہیں گشت کراتا ہے' جس وقت سعید کو مارا جاتا تھا تو سعید نہ کبھی اس سے زیادہ جھگڑالو تھے نہ اس سے زیادہ مکار' اگر انہوں نے بیعت نہیں کی تو اس کی طرف سے یہ نہ ہونا چاہیے تھا' سعید رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کے فساد و فتنے کا اسلام و اہل اسلام پر اندیشہ کیا جائے' وہ اہل الجماعہ والسنۃ میں سے ہیں۔

عبدالملک کی معذرت اور آپ کا جواب:

قبیصہ نے کہا کہ اے امیر المومنین انہیں اس بارے میں معذرت لکھئے۔ عبدالملک نے کہا کہ تم اپنی طرف سے انہیں لکھو' میری رائے سے اور ہشام نے انہیں مارنے میں میری جو مخالفت کی اس سے خبر دو۔ قبیصہ نے سعید کو لکھ دیا۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے جب خط پڑھا تو کہا کہ میرے اور مجھ پر ظلم کرنے والے کے درمیان اللہ ہے۔

اسیری کے دوران تکالیف:

عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں قید خانے میں سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا' ایک بکری ذبح کر کے کھال ان کی پشت پر لپیٹ دی گئی تھی' لوگوں نے اس کے بعد ان کے لیے ایک ہری چھڑی تیار کی' وہ جب اپنے بازوؤں کی طرف نظر کرتے تو کہتے کہ اے اللہ ہشام سے میری مدد کر۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے مابین گفتگو:

طلحہ بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث ابن ہشام قید خانے میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے' وہ سعید سے باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ تم اس کی وجہ سے قید کیے گئے۔ انہوں نے کہا اے ابوبکر اللہ سے ڈرو' اس کے ماسوا پر اسی کو ترجیح دو' ابوبکر اسی کو ان کے سامنے دہرانے لگے کہ تم اس کی وجہ سے قید کیے گئے اور تم نے نرمی نہ کی۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ واللہ تم بصر کے بھی نابینا ہو اور قلب کے بھی۔

ابوبکر ان کے پاس سے چلے گئے' انہیں ہشام بن اسماعیل نے بلا بھیجا اور پوچھا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو جب سے ہم نے مارا وہ کچھ نرم ہوئے؟ ابوبکر نے کہا کہ واللہ جب سے تم نے ان کے ساتھ جو کچھ کیا وہ کیا ان سے زیادہ سخت زبان کوئی نہیں ہے لہٰذا اس شخص سے باز آؤ۔

رہائی کا حکم:

ہشام بن اسماعیل کے پاس عبدالملک بن مروان کا ایک خط آیا جس میں اس نے اسے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے مارنے کے بارے میں ملامت کی تھی اور کہا تھا کہ تمہیں کیا نقصان تھا اگر تم سعید رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ دیتے اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا اسے دبا دیتے' ہشام بن اسماعیل نے جو کچھ سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا تھا اس پر نادم ہوا اور انہیں رہا کر دیا۔

دور اندیشی اور تواضع:

اسلم ابوامیہ مولائے بنی مخزوم سے جو ثقہ تھے مروی ہے کہ سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ جب قید کیے گئے تو ان کی بیٹی نے بہت سا کھانا تیار کر کے ان کے پاس بھیجا کھانا آیا تو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بلایا اور کہا کہ میری بیٹی کے پاس جاؤ اور کہو کہ اب اس طرح دوبارہ کبھی نہ کرنا' کیونکہ یہ ہشام بن اسماعیل کی حاجت ہے جو چاہتا ہے کہ میرا مال چلا جائے اور جوان لوگوں کے ہاتھ میں ہے میں اس کا محتاج ہو جاؤں' مجھے معلوم نہیں کہ میں کب تک محبوس رہوں گا لہٰذا تم اسی کھانے کا خیال رکھو جو میں اپنے گھر میں کھاتا تھا اور وہی مجھے بھیجنا' وہ انہیں یہی بھیجتی تھیں اور وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ میرا گمان ہے کہ اللہ کی ذات کے بارے میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کا نفس ان کے نزدیک ایک مکھی کے نفس سے بھی زیادہ ذلیل تھا۔

ابوالملیح وغیرہ سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو پچاس تازیانے مارے' انہیں حرہ میں ٹھہرایا اور کمبل کی لنگوٹی پہنائی' سعید نے کہا کہ واللہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ یہ لوگ مارنے سے زیادہ میرے ساتھ کچھ نہ کریں گے تو میں کبھی ان کے لیے لنگوٹی نہ پہنتا' مجھے تو صرف یہ اندیشہ ہوا کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے' میں نے کہا کہ لنگوٹی اس کے نہ ہونے سے زیادہ ستر کرنے والی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ انہیں عبدالملک بن مروان کی خلافت میں مارا گیا' (یہ مطلب نہیں کہ خود عبدالملک نے مارا)۔

دین دشمنوں کی رسوائی کے لئے بددعا:

آل عمر رضی اللہ عنہ کے ایک شخص سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ بنی امیہ پر بددعا کیجئے' انہوں نے کہا کہ ''اے اللہ اپنے دین کو عزت دے' اپنے اولیاء کو غالب کر' اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عافیت کے ساتھ اپنے دشمنوں کو رسوا کر''۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ قوم کا خیال ہے کہ آپ کو جس امر نے حج سے باز رکھا وہ یہ ہے کہ آپ نے نذر مانی ہے کہ جب کعبے کو دیکھیں گے تو ابن مروان پر اللہ سے بددعا کریں گے' انہوں نے کہا' میں نے تو یہ نہیں کہا' اور یوں تو میں کوئی نماز ایسی نہیں پڑھتا جس میں ان لوگوں پر اللہ سے بددعا نہ کرتا ہوں' میں نے انتیس سال تک حج وعمرہ کیا ہے حالانکہ مجھ پر صرف ایک حج اور عمرہ فرض تھا' میں تمہاری قوم کے کچھ لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ قرض لے کے حج وعمرہ کرتے ہیں اور مرجاتے ہیں' قرض ان کی جانب سے ادا نہیں کیا جاتا' ایک جمعہ مجھے حج نفل وعمرہ سے زیادہ پسند ہے۔

علی نے کہا کہ میں نے حسن کو اس کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے کوئی (معقول) بات نہیں کہی' اگر ایسا ہوتا جیسا کہ انہوں نے کہا تو اصحاب رسول اللہ ﷺ نہ (نفل) حج کرتے اور نہ عمرہ کرتے۔

ابی یونس القرنی سے مروی ہے کہ میں مسجد مدینہ میں داخل ہوا تو وہاں سعید تنہا بیٹھے ہوئے تھے' پوچھا کیا حال ہے' انہوں نے کہا کہ ان کے پاس کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں۔

سرکاری وظیفہ لینے سے انکار:

عمران سے مروی ہے کہ بیت المال میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی عطا کے انتالیس ہزار درہم باقی تھے' انہیں بلایا جاتا مگر وہ انکار کرتے اور کہتے کہ مجھے ان کی حاجت نہیں تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ میرے اور بنی مروان کے درمیان فیصلہ نہ کردے۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ حجاج کا کیا حال ہے کہ نہ تو وہ آپ کے ساتھ بدی کرتا ہے' نہ آپ کو چھیڑتا ہے اور نہ اذیت دیتا ہے' انہوں نے کہا کہ واللہ مجھے نہیں معلوم' سوائے اس کے کہ وہ ایک روز اپنے والد کے ساتھ مسجد میں آیا' نماز پڑھی' نہ وہ اس کے رکوع کو پورا کرتا تھا نہ سجود کو' میں نے ایک مٹھی بھر سنگ ریزے لے کے اسے مارا' راوی کا گمان یہ ہے کہ حجاج نے کہا کہ اس کے بعد میں ہمیشہ نماز اچھی پڑھتا تھا۔

شاہی قاصد اور آپ کی شان بے نیازی:

عمران بن عبداللہ بن طلحہ بن خلف الخزاعی سے مروی ہے کہ عبدالملک ابن مروان نے حج کیا' مدینے آیا تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر ایک شخص کو سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا کہ انہیں بلائے اور انہیں حرکت نہ دے' قاصد ان کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین دروازے پر کھڑے ہیں آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہ امیر المومنین کو مجھ سے کوئی حاجت ہے اور نہ مجھے امیر المومنین سے کوئی غرض۔ ان کی جو حاجت مجھ سے ہے وہ پوری ہونے والی نہیں ہے۔

قاصد واپس گیا اور خبر دی تو اس نے کہا کہ ان کے پاس پھر جاؤ اور کہو کہ میں صرف آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں' انہیں حرکت نہ دینا' وہ ان کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین کی بات مانئے' سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا' اس پر قاصد نے ان سے کہا کہ اگر امیر المومنین نے آپ کے بارے میں مجھے حکم نہ دے دیا ہوتا تو میں بغیر آپ کا سر لیے نہ جاتا' امیر المومنین آپ کے پاس بھیجتے ہیں کہ وہ آپ سے بات کریں تو آپ اس قسم کی گفتگو کرتے ہیں۔

سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر وہ کوئی بھلائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ تمہارے لیے ہے (یعنی میری طرف سے تمہارے ساتھ بھلائی کریں) اور اگر وہ اس کے سوا کچھ کرنا چاہتے ہیں تو میں اپنی گرہ نہ کھولوں گا (قاعدہ تھا کہ کمر و زانو کے درمیان رومال کو لپیٹ کے باندھ لیتے کہ اس سے بیٹھنے میں سہارا ملتا اسی کو گرہ کھولنا کہتے) تاوقتیکہ انہیں جو فیصلہ کرنا ہے وہ نہ کر لیں' قاصد اس کے پاس آیا اور آگاہ کیا' اس نے کہا کہ ابو محمد پر اللہ کی رحمت ہو' انہوں نے محض سختی کی وجہ سے انکار کیا۔

عمرو بن عاصم نے اپنی حدیث میں اسی سند سے کہا کہ جب ولید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو مدینے آیا۔ مسجد میں ایک شیخ کو دیکھا کہ لوگ ان کے پاس جمع ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں۔ لوگوں کے کہا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ' جب وہ بیٹھ گیا تو انہیں بلایا' قاصد ان

کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین کا حکم مانئے' انہوں نے کہا کہ شاید تم نے میرا نام لینے میں غلطی کی یا شاید انہوں نے تمہیں میرے علاوہ کسی اور کے پاس بھیجا ہو۔

قاصد واپس آیا اور خبر دی تو وہ ناراض ہوا اور ان کے ساتھ (بدی کا) قصد کیا' اس زمانے میں کچھ لوگ باقی تھے' اس کے پاس آئے اور کہا کہ امیر المومنین وہ اہل مدینہ فقیہ قریش کے شیخ اور آپ کے والد کے دوست ہیں' آپ سے پہلے کسی بادشاہ نے یہ خواہش نہیں کی کہ وہ اس کے پاس آئیں' لوگ اس سے برابر کہتے رہے یہاں تک کہ وہ ان سے باز آیا۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان مدینے آیا' دوپہر کی نیند سے بیدار ہوا تو دربان سے کہا کہ دیکھو مسجد میں اہل مدینہ میں سے کوئی مجھ سے بات کرنے والا ہے' وہ گیا' اتفاق سے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے حلقے میں تھے۔ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہوا جہاں سے سعید اسے دیکھتے تھے' اس نے آنکھ اور انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا' پھر پلٹا' مگر سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حرکت نہ کی اور نہ اس کے پیچھے روانہ ہوئے' اس نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرا اشارہ سمجھ گئے۔

ولید کے ساتھ ملنے سے انکار:

دربان ان کے قریب آیا اور دوبارہ اشارہ کیا پھر کہا کہ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ میں آپ کی طرف اشارہ کرتا ہوں' انہوں نے کہا کہ تمہیں کیا کام ہے' اس نے کہا کہ امیر المومنین بیدار ہوئے ہیں اور مجھ سے کہا کہ مسجد میں دیکھو کوئی مجھ سے بات کرنے والا ہے' آپ امیر المومنین کا حکم مانئے۔ پوچھا کیا اس نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے؟ اس نے کہا نہیں' البتہ یہ کہا کہ جاؤ اور دیکھو اہل مدینہ میں سے کوئی ہم سے بات کرنے والا ہے؟ میں نے آپ سے زیادہ خوش ہیئت کسی کو نہیں دیکھا۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جاؤ اور اسے خبر دو کہ میں اس سے بات کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

دربان یہ کہتا ہوا گیا کہ مجھے تو یہ بڈھا پاگل معلوم ہوتا ہے۔ عبدالملک کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں نے مسجد میں سوائے ایک بڈھے کے اور کسی کو نہ پایا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا مگر وہ کھڑا نہیں ہوا' میں نے اس سے کہا کہ امیر المومنین نے کہا ہے کہ دیکھو مسجد میں تمہیں کوئی مجھ سے بات کرنے والا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں امیر المومنین سے بات کرنے والوں میں سے نہیں ہوں' اور مجھ سے کہا کہ امیر المومنین کو خبر کر دو' عبدالملک نے کہا کہ وہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ ہیں' لہٰذا انہیں چھوڑ دو۔

بنی امیہ کے بارے میں رائے:

ابی بکر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے جب بنی امیہ کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو وہ کہتے کہ میں ان کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو مجھ سے میری رب نے کہلوایا ہے کہ "ربنا اغفرلنا ولا خواننا" (اے ہمارے پروردگار ہماری اور ہمارے بھائیوں کی مغفرت کر) یہاں تک کہ وہ آیت پوری کرتے تھے۔

نماز کا خصوصی شغف واہتمام:

عثمان بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ تیس سال سے میں نے اپنے متعلقین میں اذان نہیں سنی (یعنی اذان کے وقت مسجد میں ہوتے تھے)۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں چالیس سال سے نماز سے واپس ہوتے لوگوں سے نہیں ملا۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ چالیس سال سے ان سے نماز باجماعت فوت نہیں ہوئی' نہ انہوں نے لوگوں کی گدیاں دیکھیں (یعنی ہمیشہ صف اوّل میں جگہ لی) عمران نے کہا کہ باوجود اس کے سعید رحمۃ اللہ علیہ بکثرت بازار کی آمد و رفت کرتے تھے۔

ابن شہاب نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اگر آپ صحرا میں رہتے تو خوب ہوتا۔ میں نے ان سے صحرا کا' اس کی زندگی اور اس کی تاریکی کا ذکر کیا' سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تاریکی ہونے پر کیسے گذر ہو گا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میرے مکان کے بعد مجھے مدینے میں کسی مکان نے راستہ نہ بھلایا سوائے اس کے کہ میں اپنی بیٹی کے مکان پر کبھی کبھی آجاتا ہوں اور اسے سلام کرتا ہوں۔

میمون بن مہران سے مروی ہے مجھے معلوم ہوا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کے چالیس سال اس طرح گزر گئے کہ جب مسجد میں آتے تو اپنے متعلقین کو اس طرح پاتے کہ وہ لوگ نماز ادا کر کے مسجد سے باہر ان کا استقبال کرتے۔

گوشہ نشینی:

بشر بن عاصم سے مروی ہے کہ میں نے سعید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میرے چچا آپ نکل کر اپنی قوم کے ساتھ لہسن نہیں کھاتے (یعنی لطف معاشرت نہیں اٹھاتے) انہوں نے کہا کہ اے میرے بھیجے' اس سے اللہ کی پناہ کہ میں پچیس یا پانچ نمازیں ترک کروں' حالانکہ میں نے کعب کو کہتے سنا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ یہ دودھ اس طرح پانی بن جائے کہ قریش ان گھاٹیوں میں اونٹوں کی دُموں کے پیچھے جائیں' شیطان تنہا کے ساتھ ہے اور وہ دو سے بہت دور ہے (یعنی جماعت اگرچہ پسندیدہ ہے مگر میرے لیے عزلت ہی مناسب ہے)۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان کی آنکھیں دُکھنے آئیں' لوگوں نے کہا کہ اے ابو محمد اگر آپ وادی عقیق چلے جاتے اور وہاں سبزے کو دیکھتے تو اس (مرض) میں کمی محسوس کرتے' انہوں نے کہا کہ رات کو اور صبح کو جو حوادث آتے ہیں ان سے بچنے کی کیا تدبیر ہے۔

ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ میں نے لیالی حرہ (یزید کی لشکر کشی کے زمانے) میں اپنے کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ مسجد میں مخلوق خدا میں سے سوائے میرے کوئی نہ تھا' اہل شام گروہ گروہ ہو کر داخل ہوتے اور کہتے کہ اس پاگل بڈھے کو دیکھو' کسی نماز کا وقت نہ آتا کہ میں قبر (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) میں اذان کی آواز نہ سنتا ہوں' اذان سننے کے بعد میں آگے بڑھتا اور اقامت کہہ کر نماز پڑھ لیتا' حالانکہ مسجد میں میرے سوا کوئی نہ ہوتا۔

ایام حرہ میں مسجد نبوی میں قیام:

طلحہ بن محمد بن سعید نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایام حرہ میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تھے نہ انہوں نے یزید کی بیعت کی اور نہ وہاں سے ہٹے' ان لوگوں کے ساتھ جمعہ بھی پڑھتے اور نماز عید کے لیے بھی جاتے' شامی قتل کر رہے تھے اور لوٹ رہے تھے اور سعید مسجد ہی میں تھے کہ اس سے سوائے رات بھر کے ہٹتے نہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو میں لوگوں کے

محفوظ ہونے تک قبر (نبی ﷺ) سے اذان کی آواز سنتا تھا' جماعت کی خبر مجھے نہیں معلوم۔

ابن حرملہ سے مروی ہے کہ میں نے بردمولائے ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی نماز اپنے گھر میں کیا تھی' مسجد میں ان کی نماز کوتو ہم جانتے ہیں' انہوں نے کہا کہ واللہ میں جو کچھ جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ بہت نماز پڑھتے تھے سوا اس کے کہ "ص والقرآن ذی الذکر" پڑھتے۔

عطاء سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کے دن جب مسجد میں داخل ہوتے تو تاوقتیکہ وہ نماز سے فارغ نہ ہولیں اور امام واپس نہ ہولے کوئی بات نہیں کرتے تھے' اس کے بعد وہ چند رکعتیں پڑھتے تھے' پھر بیٹھنے والوں کی طرف متوجہ ہوتے اور ان سے مسائل پوچھے جاتے تھے۔

تقویٰ و پرہیز گاری:

یزید بن حازم سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ پے درپے روزہ رکھتے تھے' جب آفتاب غائب ہوجاتا تو ان کے لیے ان کے گھر سے پانی لایا جاتا' اسے وہ پیتے تھے۔

عاصم بن العباس الاسدی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ (اللہ کی) یاد دلاتے تھے اور (اللہ کا) خوف دلاتے تھے۔

عاصم بن العباس سے مروی ہے کہ میں نے ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو رات کے وقت اپنی سواری پر قرآن پڑھتے سنا' وہ بہت پڑھتے تھے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو (نماز میں) "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" بلند آواز سے پڑھتے سنا۔

عاصم سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ شعر سننا پسند کرتے تھے' خود اسے نہیں پڑھتے تھے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اپنے ناخن بڑھنے نہ دیتے تھے' میں نے سعید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ اپنی مونچھیں اس طرح کترواتے تھے جو منڈانے کے مشابہ تھا' میں نے انہیں دیکھا کہ جو شخص ان سے ملتا اس سے مصافحہ کرتے۔ میں نے دیکھا کہ بہت ہنسنے کو ناپسند کرتے تھے' جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور جب وضو کرتے تو اپنی انگلیوں کے درمیان خلال کرتے تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ انبیاء کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھنا ناپسند کرتے تھے۔ علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے کجاوے میں نفل نماز پڑھتے تھے۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ (ازار کے اندر) غرقی باندھے ہوتے۔

عمران سے مروی ہے کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر کس تعداد میں ہرات کے کرتے دیکھے۔ وہ یہی سفید قیمتی چادریں استعمال کرتے تھے۔ عیدین میں عید الفطر و عید الضحیٰ میں ان کی حرارت آجاتی۔

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کسی سے جھگڑا نہیں کرتے تھے' اگر کوئی انسان ان کی چادر مانگتا تو اس کی طرف پھینک دیتے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کپڑے پر نماز پڑھنے کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ بدعت ہے۔

غنیمہ جاریہ سعید سے مروی ہے کہ سعید اپنی بیٹی کو (بنات العاج) ہاتھی دانت کی گڑیوں سے کھیلنے کی اجازت نہیں دیتے تھے' البتہ ڈھول کی اجازت دے دیتے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا گیا تو انہوں نے جواب دیا' پھر پکارا گیا تو پھر جواب دیا' سہ بارہ پکارا گیا تو انہوں نے قاصد کو سنگ ریزے مارے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مجھے کپڑے سے زیادہ کوئی تجارت پسند نہیں تاوقتیکہ اس میں قسمیں نہ واقع ہوں۔

عیب دار کی پردہ پوشی:

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میں نے ایک شخص کو نشے میں پایا' کیا اس کے متعلق آپ کی رائے میں مجھے یہ گنجائش ہے کہ سلطان تک اس کی شکایت نہ پہنچاؤں۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں جواب دیا کہ اگر تم اسے اپنی چادر میں چھپا سکو تو چھپاؤ۔

عمران بن عبداللہ بن طلحۃ الخزاعی سے مروی ہے کہ رمضان میں مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شربت لایا جاتا' کوئی شخص یہ خواہش نہیں کرتا تھا کہ وہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شربت لائے اور وہ اسے پئیں' اگر ان کے مکان سے شربت لایا جاتا تو وہ اسے پی لیتے اور اگر ان کے مکان سے کچھ نہیں لایا جاتا تو وہ تاوقتیکہ واپس نہ ہوں کچھ نہیں پیتے تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان سے درہم کے خردے کہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ فساد فی الارض (زمین کے اندر فساد) ہے۔

زہری نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ وہ چادر لپیٹ کر نماز پڑھتے تھے' جب سجدے کا ارادہ کرتے تو اس کی بندش کھول دیتے' سجدہ کرتے پھر لوٹتے تو چادر لپیٹ لیتے۔

عبادت کی حقیقت:

مالک بن انس نے مروی ہے کہ برد مولائے ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ لوگ جو کرتے ہیں اس سے بہتر آپ نے نہیں دیکھا' سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں' برد نے کہا کہ ان میں سے ایک آدمی ظہر پڑھتا ہے پھر عصر تک برابر اپنے دونوں پاؤں سیدھے کیے نماز پڑھتا رہتا ہے۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے برد تم پر افسوس ہے' یہ عبادت نہیں ہے' تم جانتے ہو کہ عبادت کیا ہے۔ صرف اللہ کے حکم میں غور کرنا اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا عبادت ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور ابن مروان کے متعلق رائے:

حکم بن ابی اسحاق سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' انہوں نے اپنے مولیٰ سے کہا کہ خوف خدا کر کے مجھ پر جھوٹ نہ بولنا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما پر جھوٹ کہا' پھر میں نے اسی مولیٰ سے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ ابو محمد کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما زیادہ پسند ہیں یا اہل شام؟ یہ بات سعیدؒ نے سن لی' انہوں نے کہا کہ اے عراقی تمہیں دونوں

میں سے کون زیادہ پسند ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اہل شام سے زیادہ پسند ہیں' انہوں نے کہا کیا میں ابھی تمہیں مضبوط نہ پکڑلوں اور کہوں کہ یہ زبیری ہے' میں نے کہا کہ آپ نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے آپ کو بتا دیا' لہٰذا آپ بھی مجھے بتائیے کہ ان دونوں میں آپ کو کون زیادہ پسند ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں' میں نہیں پسند کرتا۔

سلامتی کے لئے دعا:

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ بہ کثرت کہا کرتے تھے "اَللّٰھُمَّ سَلِّم سَلِّم" (اے اللہ محفوظ رکھ محفوظ رکھ)۔

فتنۃ النساء سے بچنے کی تلقین:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں اسی سال کو پہنچ گیا' میرے نزدیک عورتوں سے زیادہ کوئی چیز خوفناک نہیں' ان کی بینائی بھی قریب قریب جاتی رہی تھی۔

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے عورتوں کے خوف سے زیادہ اپنے نفس پر کسی کا خوف نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابو محمد نہ آپ جیسا شخص عورتوں کی خواہش کرتا ہے اور نہ عورتیں اس کی خواہش کرتی ہیں' انہوں نے کہا کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا میں تم سے کہتا ہوں' حالانکہ وہ بہت بوڑھے تھے' آنکھوں سے پانی بہا کرتا تھا اور کم نظر آتا تھا۔ عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ مدینے میں ہمیشہ روزہ رکھتے تھے (عیدین اور) ایام تشریق (۱۱و۱۲و۱۳ ذی الحجہ) میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عیال کی کمی دو تونگریوں میں سے ایک تونگری ہے۔

ابن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کی بددعا کا اثر:

علی بن زید سے مروی ہے کہ مجھ سے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اپنے قائد (اونٹ کی نکیل پکڑ کے چلنے والے) سے کہو کہ وہ اس شخص کے چہرے اور اس کے جسم کو دیکھے' وہ گیا اور دیکھا تو کالا آدمی تھا' واپس آیا تو کہا کہ میں نے ایک حبشی کا چہرہ دیکھا جس کا جسم سفید ہے' انہوں نے کہا کہ اس شخص نے طلحہ و زبیر و علی رضی اللہ عنہم کے گروہ کو گالی دی' میں نے منع کیا نہ مانا تو بددعا کی' اور کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تیرا منہ کالا کرے۔ اس کے منہ میں ایک پھوڑا نکلا اور چہرہ کالا ہو گیا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان سے دراہم کے خردے کو پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ زمین میں فساد برپا کرنا ہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب اللہ کی کوئی آیت دریافت کی گئی (یعنی اس کی تفسیر) تو سعید نے کہا کہ میں قرآن میں (اپنے رائے سے) کچھ نہیں کہتا' مالک نے کہا کہ مجھے قاسم سے بھی اسی طرح کی روایت پہنچی۔

ابن حرملہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ قریش کے ایک شخص سے ملے جن کے ہمراہ بارش کی رات میں چراغ تھا' انہوں نے ان کو سلام کیا اور کہا کہ اے ابو محمد آپ نے کس طرح رات کی۔ کہا الحمد للہ' جب وہ شخص اپنے مکان پر پہنچا تو اندر چلا

گیا اور کہا کہ ہم آپ کے ہمراہ چراغ بھیجتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے تمہارے نور کی حاجت نہیں' مجھے اللہ کا نور تمہارے نور سے زیادہ پسند ہے۔

شعائر اسلامی کا احترام وتکریم:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ تم لوگ (مصحف یعنی قرآن کو) مصیحف (چھوٹا سا قرآن) اور مسجد کو مسیجد (چھوٹی سے مسجد) ہرگز مت کہو اس کی تعظیم کرو' جس کی اللہ نے تعظیم کی وہ بزرگ و بہتر ہے۔

ابن حرملہ سے مروی ہے کہ میں قریب صبح نکلا تو ایک نشے والا پایا' اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے گھر میں لایا' سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور کہا کہ اگر کوئی شخص کسی نشے والے کو پائے تو کیا وہ اسے سلطان کے حوالے کر دے کہ وہ اس پر حد قائم کرے۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم اسے اپنی چادر میں چھپا سکو تو ایسا کرو۔

میں اپنے گھر واپس آیا اس شخص کو افاقہ ہو گیا تھا' جب اس نے مجھے دیکھا تو میں نے اس میں حیا محسوس کی' اس سے کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی' اگر کل شام کو تم گرفتار کر لیے جاتے تو تمہیں ضرور حد لگائی جاتی (یعنی اسی تازیانے) اور تم لوگوں میں مثل مردے کے ہو جاتے کہ تمہاری شہادت جائز نہ ہوتی' اس نے کہا' واللہ میں کبھی اس کا اعادہ نہ کروں گا' ابن حرملہ نے کہا میں نے دیکھا کہ اب تک اس کا حال اچھا ہے۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بھتیجے سے دو درہم (مہر) پر کیا۔

ابن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کا نکاح:

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے قریش کے ایک نوجوان سے اپنی بیٹی کی شادی کی' شام ہوئی تو بیٹی سے کہا کہ اپنے کپڑے باندھ لو اور میرے ساتھ چلو' انہوں نے اپنے کپڑے باندھ لیے پھر بیٹی سے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھو' بیٹی نے دو رکعت نماز پڑھی اور خود انہوں نے بھی دو رکعت نماز پڑھی' پھر انہوں نے ان کے شوہر کو بلا بھیجا اور بیٹی کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھ دیا' کہا کہ انہیں لے جاؤ' وہ انہیں اپنے مکان لے گئے۔

ان کی والدہ نے زوجہ کو دیکھا تو کہا کہ یہ کون ہیں' انہوں نے کہا کہ میری بیوی سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی جن کو انہوں نے میرے حوالے کر دیا' والدہ نے کہا کہ میری صورت تمہاری صورت پر حرام ہے اگر تم اس وقت تک ان کے پاس گئے جب تک کہ میں ان کے ساتھ وہ بناؤ سنگار نہ کر لوں جو قریش کی عورتوں کا کیا جاتا ہے۔ انہوں نے ان کو اپنی والدہ کے سپرد کر دیا۔ ماں نے ان کا سنگار کیا پھر شوہر نے ان سے زفاف کیا۔

عمامہ و دستار:

عبید بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ سیاہ عمامہ باندھتے تھے اور اسے اپنے پیچھے چھوڑ دیتے تھے' میں نے ان کے بدن پر تہ بند' طیلسان (جو ایک لباس ہے) اور دو موزے دیکھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو عمامہ باندھے ہوئے دیکھا' ان کے سر پر سفید عمامے کے ساتھ باریک ٹوپی تھی' عمامے میں سرخ دھاریاں تھیں اور عمامے کو اپنے پیچھے ایک بالشت لٹکاتے تھے۔

عثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ پر سیاہ عمامہ دیکھا۔ عثیم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ عید الفطر و عید الاضحیٰ میں سیاہ عمامہ باندھتے تھے اور اس پر سے سرخ چادر اوڑھتے تھے۔

عثمان بن عثمان المخزومی سے مروی ہے کہ ہم نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر سرخ چادر دیکھی۔ عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ بسا اوقات نماز میں اپنی تہبند ڈھیلی کر دیتے تھے اور بسا اوقات اسے باندھ لیتے تھے۔

پوشاک و لباس:

خالد بن الیاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر ایک کرتہ دیکھا جو ان کی آدھی پنڈلیوں تک اور آستینیں ان کی انگلیوں کے کناروں سے نکلی ہوئی تھیں' کرتے پر ایک چادر تھی جو پانچ گز (۵ ہاتھ) اور ایک بالشت کی تھی۔

اسماعیل بن عمران سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ طیلسان لباس پہنتے تھے جس کی گھنڈیاں ریشم کی تھیں۔ اسماعیل سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر ایک طیلسان دیکھا جس پر ریشم کی گھنڈیاں تھیں' میں نے کہا کہ آپ کے طیلسان کی گھنڈیاں تو ریشم کی ہیں' انہوں نے کہا کہ ہم نے اسے پائیدار پایا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو سوائے سفید کے اور کسی رنگ کا کپڑا پہنے نہیں دیکھا۔

سعید بن مسلم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر گیرو رنگ کا چادرہ اور کرتا دیکھا۔ سعید بن مسلم سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا تھا کہ پاجامہ پہنتے تھے' میں نے سعید رحمۃ اللہ علیہ کے (بالوں میں) پٹے دیکھے جن میں وہ مانگ نکالتے تھے۔

عثیم بن فسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ عشاء کے وقت پاجامے اور چادر میں آئے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح دیکھا کہ ان کے جسم پر دو ریشم کی چادریں گیروے رنگ کی تھیں اور ایک لالے کا کرتا' جس کی آستینوں سے ان کے ہاتھ باہر رہتے تھے۔

ابو معشر سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ پر خز (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) دیکھا۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) سجدے کا نشان نہ تھا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ بہت زیادہ اپنی مونچھیں نہیں کترواتے تھے' (ہاں) اسے بہتر طریقے سے کترواتے تھے۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ خضاب نہیں لگاتے تھے۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔ ابو الغصن سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو سفید سر اور داڑھی والا دیکھا۔

ربیعہ بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ان میں بڑھاپے کا تغیر نہیں تھا۔ ابو المقدام

ہشام بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جوتیاں پہنے ہوئے نماز پڑھتے تھے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جو کوئی ایسی بات پوچھی جاتی جو انہیں دشوار ہوتی تو وہ کہتے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو۔ کیونکہ وہ صالحین کی صحبت میں بیٹھے ہیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ میں نے لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ کتابوں سے ڈرتے تھے' اگر اس زمانے میں ہم لکھتے ہوتے تو سعید کے علم و رائے سے ہم بہت کچھ لکھ لیتے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ جب مکتب سے گزرتے تو بچوں کو دیکھ کے کہتے کہ ہمارے بعد یہی لوگ ہوں گے۔

ایام علالت میں نماز کا اہتمام:

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی بیماری کے زمانے میں دیکھا کہ چت لیٹے نماز پڑھتے تھے اپنے سر سے سینے تک اشارہ کرتے اور سر تک کچھ نہیں اٹھاتے تھے' سعید نے کہا کہ مریض جب بیٹھنے پر قادر نہ ہو تو اشارہ کرے اور اپنے سر تک کچھ نہ اٹھائے۔

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا جو سخت بیمار تھے' چت لیٹ کر اشارے سے ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے انہیں ''والشمس وضحٰہا'' پڑھتے سنا۔

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ میں ایک جنازے میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا' ایک شخص نے کہا کہ اس کے لیے استغفار کرو' انہوں نے کہا کہ ان کا رجز خوان کیا کہتا ہے میں نے تو اپنے متعلقین کو منع کر دیا ہے کہ میرے ساتھ ان کا رجز خواں رجز پڑھے اور لوگ یہ کہیں کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہو گئی' مجھے وہی کافی ہے جسے لے کے پروردگار کے پاس واپس جاؤں۔ میں نے اسے بھی منع کر دیا ہے کہ میرے ساتھ عود دان لے جائیں' کیونکہ اگر میں پاک ہوں تو جو اللہ کے پاس ہے وہ میرے لیے ان کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے (ایک دوسرے طریق سے بھی) اسی کے مثل مروی ہے۔

وصیت اور آخری کلمات:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب میری وفات کا وقت آئے تو میں نے اپنے متعلقین کو تین باتوں کی وصیت کی ہے کہ میرے ساتھ رجز خواں نہ چلے' نہ ہمراہ آگ ہو' اور (تجہیز و تکفین میں) میرے ساتھ عجلت کی جائے' کیونکہ اگر میرے پروردگار کے پاس میرے لیے خیر ہے تو وہ اس سے بہتر ہے جو تمہارے پاس ہے۔

ابی حازم سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے مرض موت میں کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میری قبر پر نصب نہ کرنا' نہ مجھے سرخ چادر پر اٹھانا اور نہ میرے ساتھ آگ لے چلنا' نہ کسی کو اطلاع کرنا' مجھے وہی کافی ہے جو میرے رب کے پاس مجھے پہنچا دے' اور نہ ان کا رجز خواں میرے ساتھ ہو۔

بستر کو قبلہ رخ کرنے کا واقعہ:

عبدالرحمن بن الحارث المخزومی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ علیل ہوئے' بیماری بہت بڑھ گئی تو عیادت کے لیے نافع بن جبیر بن مطعم آئے ان پر بیہوشی طاری ہوگئی تو نافع بن جبیر بن مطعم نے کہا کہ ان کا بستر قبلے کے رخ کر دو' لوگوں نے کر دیا' جب افاقہ ہوگیا تو کہا کہ تمہیں کس نے حکم دیا کہ میرا بستر قبلے کی طرف پلٹ دو' کیا نافع بن جبیر نے تمہیں حکم دیا' نافع نے کہا جی ہاں' سعید نے کہا کہ اگر میں قبلے وملت پر نہ ہوا تو تمہارا میرے بستر کو پھیرنا مفید نہ ہوگا۔

نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا جو اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے' میں نے ان کے بیٹے محمد سے کہا کہ ان کا بستر پلٹ دو اور انہیں قبلہ رخ کر دو۔ سعید نے کہا کہ ایسا نہ کرو' میں اسی پر پیدا ہوا۔ اسی پر مروں گا اور ان شاء اللہ اسی پر اٹھایا جاؤں گا۔

مغیرہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے' ان پر غشی طاری تھی' انہیں قبلہ رخ کر دیا گیا' جب افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ یہ کس نے کیا' کیا میں مرد مسلم نہیں ہوں کہ جہاں کہیں ہوں میرا رخ اللہ ہی کی طرف ہے۔

محمد بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ وفات کے وقت جب سخت علیل ہو گئے تو انہیں قبلے کی طرف پھیر دیا گیا۔ جب افاقہ ہوگیا تو پوچھا کہ میرا بستر کس نے پلٹا؟ قوم خاموش رہی' انہوں نے کہا کہ یہ فعل نافع بن جبیر کا ہے۔ کیا میں اسلام پر نہیں ہوں جہاں کہیں ہوں؟

زرعہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ جس روز سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی میں ان کے پاس موجود تھا' کہتے تھے کہ اے زرعہ میں تمہیں اپنے بیٹے محمد پر گواہ بناتا ہوں کہ وہ کسی کو میری اطلاع نہ کریں' مجھے وہی چار آدمی کافی ہیں جو مجھے اٹھا کر میرے رب تک لے جائیں گے اور نہ میرے ساتھ کوئی بلند آواز سے رونے والی ہو جو میرے بارے میں وہ (صفات) بیان کرے جو مجھ میں نہیں ہیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے دینار چھوڑے اور کہا کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ یہ میں نے صرف اس لیے چھوڑے کہ میں ان کے ذریعے سے اپنا دین اور اپنا حسب (ونسب) محفوظ کروں۔

دارِ فانی سے رحلت:

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ جس روز سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی میں ان کے پاس موجود تھا۔ میں نے ان کی قبر کو دیکھا کہ اس پر پانی چھڑکا گیا تھا۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات مدینے میں ۹۴ھ میں ولید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ہوئی' وہ پچھتر سال کے تھے' جس سال سعید کی وفات ہوئی بہ کثرت فقہاء نے انتقال کیا' اس وجہ سے اسے سنۃ الفقہا کہا جاتا ہے۔

لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ جامع' ثقہ' کثیر الحدیث' ثبت یعنی مستقل مزاج یا قابل وثوق' فقیہ' مفتی' مامون یعنی جن پر اعتماد تھا کہ وہ جو کچھ فرمائیں گے صحیح فرمائیں گے۔ متقی' عالی رتبہ وبلند پایہ شخص تھے۔

عبداللہ بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ ام ہشام آمنہ بنت ابی الخیار تھیں' ابی الخیار کا نام عبد یالیل بن عبد مناف بن عامر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث تھا۔

عبداللہ بن مطیع کے یہاں اسحاق پیدا ہوئے جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا' اور یعقوب' دونوں کی والدہ ریطہ بنت عبداللہ بن عبداللہ بن الولید بن المغیرہ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

محمد وعمران' ان کی والدہ ام عبدالملک بنت عبداللہ بن خالد بن اسید ابن ابی العیص بن امیہ تھیں۔ ابراہیم وبریہہ کی والدہ ام ولد تھیں۔ اسماعیل وزکریا کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

فاطمہ کی والدہ ام حکیم بنت عبداللہ بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب تھیں۔ ام سلمہ وام ہشام ان کی والدہ دختر خراش بن امیہ بن ربیعہ بن الفضل بن منقذ ابن عفیف بن کلیب بن حبشیہ بن خزاعہ تھیں۔

عبداللہ بن مطیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے' سقیاء اور ابواء کے درمیان ان کی زمینیں اور کنواں تھا جو بیر (چاہ) ابن مطیع کے نام سے مشہور تھا' لوگ وہاں اترتے تھے۔

امیہ بن محمد بن عبداللہ بن مطیع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مطیع نے فتنۂ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدینے سے بھاگنے کا ارادہ کیا' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سنا تو ان کی جانب نکلے' ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں ان لوگوں کو اطاعت کا عہد کبھی نہ دوں گا' انہوں نے کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے ایسا نہ کرنا کیونکہ میں شاہد ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص اس حالت پر مر جائے کہ بیعت نہ کی ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

ابی عون سے مروی ہے کہ جب حسین بن علی رضی اللہ عنہما مکے کا ارادہ کر کے مدینے سے نکلے تو ابن مطیع پر گزرے' وہ اپنا کنواں کھود رہے تھے' انہوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کہاں کا قصد کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مکے کا ارادہ ہے' مزید بیان کیا کہ وہاں جو ان کے شیعہ ہیں انہوں نے لکھا ہے (اور بلایا ہے) ابن مطیع نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ اپنی ذات سے ہمیں مستفید کیجئے اور ان لوگوں کے پاس نہ جایئے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کیا لیکن ابن مطیع نے کہا کہ میں نے یہ کنواں کھودا ہے اور آج ہی کا دن ہے کہ ڈول میں کچھ پانی نکلے گا' اگر اس میں ہمارے لیے اللہ سے برکت کی دعا کر دیتے (تو بہتر ہوتا) انہوں نے کہا کہ اس کا پانی لاؤ' ڈول میں اس کا پانی لایا گیا۔ انہوں نے اس میں سے پیا پھر کلی کی اور اسے کنویں میں ڈال دیا وہ شیریں ہو گیا اور بہت پانی ہو گیا۔

عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما ابن مطیع کے پاس سے گزرے' وہ اپنے کنویں پر تھے جس کو انہوں نے کھودا تھا' حسین رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے اترے تو ابن مطیع نے انہیں اٹھا لیا اور اپنے تخت پر بٹھا دیا' پھر کہا کہ میرے ماں باپ

آپ پر فدا ہوں آپ اپنے آپ کو ہمیں لوگوں میں رکھیے' کیونکہ واللہ اگر وہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے تو یہ قوم ہم لوگوں کو ضرور غلام بنا لے گی۔

اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایام حرہ میں جب یزید بن معاویہ نے ارادہ کر لیا کہ مدینے پر لشکر کشی کرے گا تو عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے اس سے ان لوگوں کے بارے میں گفتگو کی اور اسے ان لوگوں پر نرم کیا اور کہا کہ تو ان لوگوں کے سبب سے اپنے آپ ہی کو قتل کرے گا۔

یزید نے کہا کہ میں پہلا لشکر بھیجوں گا اور حکم دوں گا کہ وہ مدینے سے گزرتے ہوئے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جانب جائیں' کیونکہ انہوں نے ہمارے لیے جنگ قائم کی ہے۔ اہل لشکر مدینے کو راستہ بنائیں مگر اہل مدینہ سے قتال نہ کریں' اگر اہل مدینہ فرمانبرداری کا اقرار کر لیں تو انہیں چھوڑ دیں اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھ جائیں اور اگر وہ لوگ اقرار کرنے سے انکار کریں تو ان سے قتال کریں۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اسے بہت بڑی گنجائش سمجھا اور قریش کے ان تینوں حضرات عبداللہ بن مطیع وابراہیم بن نعیم النحام وعبدالرحمٰن بن عبداللہ ابن ربیعہ کو کہ اہل مدینہ نے اپنا معاملہ ان کے سپرد کر دیا تھا لکھ کر ان لوگوں کو اس واقعے کی خبر دی اور کہا کہ جو گزرے اس کا استقبال کرو' سلامت وامن کو غنیمت جانو اور اس کے لشکر کا مقابلہ نہ کرو بلکہ ان لوگوں کو اپنے پاس سے گزر جانے دو' تینوں نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ لشکر کبھی ہمارے پاس داخل نہ ہونے پائے گا۔

سعید بن ابی ہند سے مروی ہے کہ اہل مدینہ نے ایام حرہ میں اپنا معاملہ عبداللہ بن مطیع کے سپرد کر دیا تھا۔ وہی اس کے منتظم تھے۔

اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ قریش نے باہم رشک کیا کہ وہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنائیں۔ اس زمانے میں عبداللہ بن مطیع وابراہیم بن نعیم ومحمد بن ابی جہم وعبدالرحمٰن بن عبداللہ ابی ربیعہ تھے کہ عمر میں بھی اور شرف میں بھی بے پایاں شہرت رکھتے تھے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جس نے عبداللہ بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت منبر پر دیکھا کہ یزید کے مخرخیض میں تھے اور لشکر ذی خشب میں' انہوں نے منبر پر تقریر کی اور کہا کہ اے لوگو تم پر اللہ سے تقویٰ اور اس کے کام میں کوشش لازم ہے بزدلی اور آپس کی نزاع واختلاف سے بچو' موت کے لیے تیار رہو' واللہ نہ اس سے کوئی مفر ہے نہ بھاگنے کی جگہ' آدمی کا مقابلے پر بہ نیت ثواب قتل ہونا اس سے ضرور بہتر ہے کہ وہ پشت پھیرتے ہوئے قتل کیا جائے اور اس کی گردن پکڑی جائے۔ یہ گمان نہ کرو کہ اس قوم کے پاس زندگی ہے' لہٰذا ان کے لیے اپنی جانیں خرچ کرو' کیونکہ وہ لوگ بھی موت کو ایسا ہی ناپسند کرتے ہیں جیسا تم اسے ناپسند کرتے ہو۔

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یوم الحرہ میں تم نے کیونکر نجات پائی حالانکہ تم نے اہل شام کا جو غلبہ دیکھا وہ دیکھا' عبداللہ نے کہا کہ ہم کہتے تھے کہ اگر وہ لوگ ایک مہینے قیام کریں تب بھی ہم میں سے کسی کو قتل نہ کر سکیں

گے جب ہمارے ساتھ جو کیا گیا وہ کیا گیا' خدا نے انہیں ہم پر غالب کر دیا اور لوگ بھاگے تو مجھے حارث بن ہشام کا شعر یاد آیا:

وعلمت انی ان اُقاتل واحدا اُقتل ولا یضر وعدوی مشھدی

''مجھے معلوم ہو گیا کہ اگر میں نے تنہا قتال کیا تو میں قتل کر دیا جاؤں گا اور میرا موجود ہونا میرے دشمن کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا''۔

میں بھاگ کے چھپ گیا اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے جا ملا' میں پورے طور پر تعجب کرتا تھا کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس وہ لوگ تین مہینے تک کیوں نہیں پہنچے حالانکہ ان پر راستے بند کر دیئے تھے اور منجنیق نصب کر دی تھی' ان کے متعلق ان لوگوں نے مختلف عمل کیے تھے' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس وقت خوارج کے ایک گروہ اور ایک دوسری مختلف جماعت کے علاوہ کوئی دوسرا مدافعت کرنے والا نہ تھا' یوم الحرہ میں ہمارے ساتھ دو ہزار آدمی مدافعت کرنے والے تھے مگر ہم اہل شام کو ایک دن سے زیادہ نہ روک سکے۔

عیسیٰ بن طلحہ کہتے تھے کہ عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا کہ یوم الحرہ میں مسلم بن عقبہ سے بچ کے مکے میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے مل گئے' پھر عراق بھاگے' حالانکہ ہر سمت انہوں نے ہم پر بہت زیادتی کی ہے' لیکن میری رائے ان سے اور اپنی قوم کے دوسروں سے درگزر کرنا ہے' ان لوگوں کے قتل سے (گویا) میں اپنے آپ ہی کو قتل کروں گا۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے تمام امور میں ان کے ساتھ تھے۔ جب ۶۴ھ کے حج سے لوگ لوٹے اور ۶۵ھ شروع ہو گیا تو اہل مکہ نے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے بیعت کر لی' سب سے پہلے ان کی بیعت کرنے والے عبداللہ ابن مطیع اور عبداللہ بن صفوان اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عبید بن عمیر تھے اہل آفاق جو موجود تھے سب نے ان سے بیعت کی۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے منذر بن الزبیر کو والی مدینہ اور عبداللہ بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ کو والی کوفہ اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو والی بصرہ بنایا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مختار نے ابن ابی عبید سے عراق کی جانب عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے بغاوت کرنے پر اصرار کیا اس نے اسے اجازت دے دی۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ابن مطیع کو جو کوفے پر ان کے عامل تھے لکھ کر مختار کا حال جو ان کے نزدیک تھا بیان کیا' مختار کوفے آیا تو ابن مطیع کے پاس آمد و رفت شروع کی' اس نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی خیر خواہی ظاہر کی مگر خفیہ طور پر ان کی برائی کے درپے ہوا اور ابن الحنفیہ کی بیعت کی جانب دعوت دی' لوگوں کو ابن مطیع کے خلاف برانگیختہ کیا اور ایک جماعت بنا کر روانہ ہوا۔ معاملہ اس قدر بڑھ گیا کہ اس کے لشکر نے ابن مطیع کے لشکر پر حملہ کیا اور لوگوں کو ہلاک کیا' ابن مطیع بھاگ گئے۔

محمد بن یعقوب بن عتبہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن مطیع کو اطلاع دی گئی کہ کوفے پر مختار کی نیت خراب ہو گئی ہے تو انہوں نے ایاس بن المضارب العجلی کو جو ابن مطیع کے شحنہ تھے اس کی جانب بھیجا' انہوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور محل کو لائے' راستے میں شیعہ اور موالی مل گئے۔ ان لوگوں نے اسے چھڑا لیا' ایاس بن المضارب قتل کر دیئے گئے اور ان کے ساتھ بھاگ گئے۔

ابن مطیع نے راشد بن ایاس بن المضارب کو شحنہ بنایا' مختار نے اپنے ساتھیوں میں ایک شخص کو حبشیہ کی ایک جماعت کے

ہمراہ ان کی جانب روانہ کیا' اس نے انہیں بھی قتل کر دیا اور راشد کا سر مختار کے پاس لایا' پھر جب عبداللہ بن مطیع نے یہ دیکھا تو انہوں نے اس شرط پر اپنی جان و مال پر امان طلب کی کہ وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس چلے جائیں گے' مختار نے انہیں پناہ دے دی اور وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس چلے گئے۔

ام بکر بنت المسور سے مروی ہے کہ ابن مطیع بغیر امان لیے بھاگے' مختار نے انہیں تلاش نہیں کیا اور کہا کہ میں تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا فرمانبردار ہوں' ابن مطیع کیوں چلے گئے۔

ریاح بن مسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن مطیع نے عمر بن سعد ابن ابی وقاص سے کہا کہ تم نے ہمدان اور رے کو اپنے چچا کے بیٹے کے قتل پر اختیار کر لیا۔ عمر نے کہا کہ وہ ایسے امور ہیں جن کا فیصلہ آسمان سے ہو چکا تھا' میں نے قبل جنگ اپنے چچا کے بیٹے سے عذر کیا مگر انہوں نے نہ ماننا تھا نہ مانا' جب ابن مطیع نکلے اور مختار سے بھاگے تو مختار اپنے ساتھیوں کو عمر بن سعد کے مکان پر لے گیا انہیں ان کے مکان میں قتل کر دیا اور ان کے بیٹے کو بھی بہت بری طرح قتل کیا۔

عبداللہ بن ابی فروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابن مطیع کوفے سے نکلے تو ان کے پیچھے مختار نے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے نام ایک خط بھیجا جس میں اس نے ابن مطیع کی شکایت کی' انہیں بزدل بتایا اور کہا کہ میں آپ کا فرمانبردار ہو کر کوفے آیا' یہاں عبداللہ بن مطیع کو بنی امیہ کے معاملے میں چشم پوشی کرنے والا پایا' آپ کی بیعت کا بار اپنی گردن پر لینے کے بعد مجھے اس کی گنجائش نہ تھی کہ میں انہیں اس حالت پر برقرار رکھتا' وہ کوفے سے چلے گئے اور میں اپنی جانب سے آپ کی فرمانبرداری پر ہوں۔

ابن مطیع ابن الزبیر کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو اس کے خلاف خبر دی کہ وہ ابن الحنفیہ کی بیعت کی دعوت دیتا ہے' مگر ابن الزبیر نے ان کا قول قبول نہ کیا اور مختار کو لکھا کہ میرے پاس بہ کثرت تمہارے خلاف وہ امر بیان کیا گیا کہ میں نے گمان کیا کہ تم اس سے بری ہو' لیکن قلب کے لیے یہ ضروری ہے کہ لوگ جو کچھ کہیں وہ اس میں واقع ہو جائے' تم نے جب اپنی بہترین رائے کی طرف رجوع کیا تو ہم تم سے قبول کرتے ہیں اور تمہاری تصدیق کرتے ہیں' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اسے کوفے کے لوگوں پر والی مقرر کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ اس کے بعد عبداللہ بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ مکے میں عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقیم رہے یہاں تک کہ ان کی وفات عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے قتل سے کچھ ہی پہلے ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ ام کلثوم بنت معاویہ بن عروہ بن صخر بن یعمر بن نفاثہ بن عدی ابن الدیل بن بکر تھیں۔

عبدالرحمٰن بن مطیع کے یہاں ہشام پیدا ہوئے جن کا سوائے عورتوں کے کوئی پسماندہ نہ تھا' اور محمد اکبر و مطیع و عبدالملک و محمد اصغر' ان سب کی والدہ ام سلمہ بنت مسعود بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ تھیں۔

عبدالرحمٰن بن مطیع کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ ان دونوں کے بھائی:

سلیمان بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ ام ہشام آمنہ بنت ابی الخیار تھیں۔ ابی الخیار کا نام عبد یالیل بن عبد مناف بن عامر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث تھے۔ سلیمان بن مطیع کے یہاں محمد پیدا ہوئے' ان کی والدہ بنی نصر میں سے کوئی تھیں۔ سلیمان بن مطیع یوم الجمل میں مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یربوع بن عنکثہ بن عامر بن مخزوم' ان کی والدہ ام عبید اروی بنت عمر کی بن عمرو بن قیس بن سوید بن عمرو بنی عدی میں سے تھیں' عبدالرحمٰن بن سعید کے یہاں عثمان بن ابوبکر وسعید وعمر پیدا ہوئے' ان کی والدہ ربیعہ بنت یزید بن عبداللہ ابن عمرو بن حبیب بن عتاب بن رناب بنی عبس میں سے تھیں۔

عباس وخالد ویحییٰ' ان کی والدہ ام الحکم بنت بلعاء بن نہیک بن معاویہ ابن الوحید بنی عامر کی تھیں۔ عکرمہ' ان کی والدہ ام الفضل بنت عکرمہ بن ربیعہ بنی ہلال میں سے تھیں۔

محمد جو ام ولد سے پیدا ہوئے تھے ام حکیم کی والدہ عاتکہ بنت سعد بن الاعشی خزاعہ کے بنی المصطلق میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن کی کنیت ابومحمد تھی۔ ۱۰۹ھ میں بعمر اسی سال وفات ہوئی' حدیث میں ثقہ تھے۔

عمرو بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو حممہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ بن لوی ابن عامر بن غنم بن وہمان بن منہب بن دوس تھیں۔

عمرو بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں عثمان پیدا ہوئے جو لا ولد مر گئے' اور خالد' دونوں کی والدہ رملہ بنت معاویہ بن ابی سفیان بن امیہ تھیں۔

عبداللہ اکبر بن عمرو جو المطرف تھے' ان کی والدہ حفصہ بنت عبداللہ بن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہا تھیں۔ عثمان اصغر بن عمرو' ان کی والدہ بنت عمارہ بن الحارث بن عوف بن ابی حارثہ بن مرہ بن نشبہ بن غیظ بن مرہ تھیں۔ عمر بن عمرو' ومغیرہ' ابوبکر وعبداللہ اصغر' اور ولید کئی ام ولد سے تھے۔ عائشہ وام سعید' ایک ام ولد سے تھیں۔

عمرو نے اپنے والد اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' ثقہ تھے ان کی احادیث ہیں۔ سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن فرزندان صحابہ رضی اللہ عنہم کو سیاہی سے خضاب کرتے دیکھا ان میں سے عمرو بن عثمان بن عفان بھی تھے۔

عمر بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ بن لوی بن عامر بن غنم بن وہمان بن منہب بن دوس تھیں۔

عمر بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں زید و عاصم ام ولد سے پیدا ہوئے۔ عمر بن عثمان نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی' ان سے زہری نے روایت کی' مدینے میں ان کا مکان تھا' قلیل الحدیث تھے۔

ابان بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ بن لوی بن عامر ابن غنم بن وہمان بن منہب بن دوس تھیں۔

ابان بن عثمان کے یہاں سعید پیدا ہوئے جن سے ان کی کنیت تھی' ان کی والدہ بنت عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں۔

عمرو عبدالرحمٰن وام سعید' ان کی والدہ ام سعید بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام تھیں۔ عمر اصغر و مروان' اور ام سعید صغریٰ' ام ولد سے تھیں۔

محمد بن عمر نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی کہ یحییٰ بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ عبدالملک بن مروان کی جانب سے مدینے پر عامل تھے' ان میں حماقت تھی' عبدالملک کے پاس بطور وفد کے عبدالملک کی بغیر اجازت گئے۔ عبدالملک نے کہا کہ تمہیں بغیر میری اجازت کے میرے پاس کیا چیز لائی' تم نے مدینے پر کس کو عامل بنایا' انہوں نے کہا کہ ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو' اس نے کہا لامحالہ تم وہاں واپس نہ جاؤ' عبدالملک نے ابان کو مدینے پر برقرار رکھا اور انہیں اس پر ان کی عہدہ داری کے متعلق لکھ دیا۔

ابان نے عبداللہ بن قیس بن مخرمہ کو قضاء سے معزول کر دیا اور نوفل بن مساحق کو قضائے مدینے کا والی بنایا' ابان کی ولایت مدینے پر سات سال رہی' اسی میں دو سال انہوں نے لوگوں کو حج کرایا' انہیں کی ولایت کے زمانے میں جابر بن عبداللہ اور محمد ابن الحنفیہ کی وفات ہوئی۔ بحیثیت والی کے ان دونوں پر نماز پڑھی' اس کے بعد عبدالملک بن مروان نے ابان کو مدینے سے معزول کر دیا اور ہشام بن اسماعیل کو اس کا والی بنایا۔

خارجہ بن الحارث سے مروی ہے کہ ابان کے برص (سفید داغ) بہت تھے' ہاتھ میں جس جس جگہ وہ تھا اسے رنگتے تھے' چہرے کے داغ البتہ نہیں رنگتے تھے' محمد بن عمر نے کہا کہ ان میں شدت سے بہرہ پن تھا۔

بلال بن ابی مسلم سے مروی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کی آنکھوں کے درمیان تھوڑا سا سجدے کا نشان دیکھا۔

داؤد بن سنان مولائے عمر بن تمیم الحکمی سے مروی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کو دیکھا کہ داڑھی زرد رنگتے تھے۔ داؤد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کو دیکھا کہ سر اور داڑھی مہندی سے زرد رنگتے تھے۔

حجاج بن فرافصہ نے ایک شخص سے روایت کی کہ میں ابان بن عثمان کے پاس گیا' ابان نے کہا کہ جس نے صبح کے وقت "لا الٰہ الا اللّٰہ العظیم سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہ لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ" کہا تو اس روز ہر بلا سے محفوظ رہے گا' اس زمانے میں ابان کو فالج تھا' انہوں نے کہا کہ حدیث اسی طرح ہے جس طرح میں نے تم سے بیان کی' مگر جس روز میں اس میں مبتلا ہوا میں نے اسے کہا نہ تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابان اپنی وفات سے ایک سال قبل فالج میں مبتلا ہوئے کہا جاتا ہے کہ ابان کو مدینے میں فالج کی شدت کی وجہ سے فالج ہوا' وفات مدینے میں یزید بن عبدالملک کے زمانے میں ہوئی' ابان نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ ثقہ تھے اوران کی احادیث ہیں۔

سعید بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف' ان کی والدہ فاطمہ بنت الولید بن عبد شمس بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔ فاطمہ کی والدہ اسماء بنت ابی جہل بن ہشام بن المغیرہ تھیں اور اسماء کی والدہ اروی بنت ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس تھیں' اروی کی والدہ رقیہ بنت الحارث ابن عبید بن عمر بن مخزوم تھیں اور رقیہ کی والدہ رقیہ بنت اسد بن عبدالعزی بن قصی تھیں' رقیہ کی والدہ خالدہ بنت ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

سعید بن عثمان کے یہاں محمد پیدا ہوئے' ان کی والدہ رملہ بنت ابی سفیان ابن حرب بن امیہ تھیں' وہ قلیل الحدیث تھے۔

حمید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عوف بن عبدعوف بن الحارث بن زہرہ بن کلاب' ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں' ام کلثوم کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی' اور اروی کی والدہ ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد ابن قصی تھیں' ام حکیم البیضاء کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم اور فاطمہ کی والدہ صخرہ بنت عبد بن عمران بن مخزوم تھیں' صخرہ کی والدہ تخمر بنت عبد بن قصی بن کلاب اور تخمر کی والدہ سلمٰی بنت عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں۔ حمید کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔

حمید بن عبدالرحمٰن کے یہاں ابراہیم پیدا ہوئے جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا اور مغیرہ وحبانہ کبریٰ وام کلثوم وام حکیم' ان سب کی والدہ جویریہ بنت ابی عمرو بن عدی بن علاج بن ابی سلمہ الثقفی تھیں جو ان لوگوں کے حلیف تھے۔ عبداللہ پیدا ہوئے ان کی والدہ قریبہ بنت محمد بن عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔ عبداللہ اصغر وبلال وعونہ وحلیمہ صغریٰ وبرکیہ ایک ام ولد سے تھیں'

عبدالملک ایک ام ولد سے تھے اور عبدالرحمٰن بن حمید دوسری ام ولد سے تھے۔ حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رمضان میں عمر وعثمان رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ شب تاریک کو دیکھتے تو مغرب کی نماز پڑھتے اس کے بعد افطار کرتے۔

حمید بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عمر وعثمان رضی اللہ عنہما رمضان میں مغرب کی نماز پڑھتے' انہوں نے ''میں نے دیکھا'' نہیں کہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں ہمارے نزدیک مالک کی حدیث زیادہ ثابت ہے۔ حمید نے عمر کو نہ دیکھا نہ ان سے کچھ سنا' شاید انہوں نے عثمان سے سنا ہو' اس لیے کہ وہ ان کے ماموں تھے اور وہ ان کے پاس اسی طرح جاتے تھے جس طرح ان کے چھوٹے بڑے لڑکے ان کے پاس جاتے تھے' انہوں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور معاویہ بن ابی سفیان اور ابوہریرہ اور

نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ تھیں۔ ثقہ و عالم و کثیر الحدیث تھے۔ حمید بن عبدالرحمٰن کی وفات بعمر تہتر سال ۹۵ھ میں مدینے میں ہوئی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ ان کی وفات ۱۰۵ھ میں ہوئی' یہ غلط و خطا ہے اور ممکن نہیں ہے کہ اس طرح ہو' نہ ان کی عمر کے حساب سے اور نہ ان کی روایت کے حساب سے' ۹۵ھ زیادہ صحیح اور صواب کے قریب تر ہے' واللہ اعلم۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب' ابو سلمہ ہی عبداللہ اصغر تھے' ان کی والدہ تماضر بنت الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث ابن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب بن ہبل قضاعہ کی شاخ کلب میں سے تھیں' وہ پہلی کلبیہ تھیں جن سے قرشی نے نکاح کیا۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کے یہاں سلمہ پیدا ہوئے جن سے ان کی کنیت تھی اور تماضر پیدا ہوئیں۔ ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسن وحسین وابوبکر وعبدالجبار وعبدالعزیز و نائلہ وسالمہ' ان سب کی والدہ ام حسن بنت سعد بن الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب کلب قضاعہ میں سے تھیں۔

عبدالملک وام کلثوم صغریٰ کی والدہ ام ولد تھیں۔

ام کلثوم کبریٰ' جن سے بشر بن مروان بن الحکم نے نکاح کیا اور ان سے ان کے یہاں اولاد ہوئی' ام کلثوم کی والدہ ام عثمان بنت عبداللہ بن عوف تھیں۔

ام عبداللہ وتماضر صغریٰ واسماء' ان کی والدہ بریہہ بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مکمل بن عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔ عمر بن ابی سلمہ جن کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سعید بن العاص بن امیہ جب پہلی مرتبہ معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے والی مدینہ ہوئے تو انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کو قاضی مدینہ بنایا' سعید بن العاص معزول کر دیئے گئے اور مروان دوبارہ والی مدینہ ہوا تو اس نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کو قضاء سے معزول کر دیا اور ان کے بھائی مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف کو شحنہ اور قضاء کا حاکم بنایا۔

محمد بن عبداللہ بن ابی یعقوب سے مروی ہے کہ بشر بن مروان کی امارت کے زمانے میں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن ہم لوگوں کے پاس بصرہ آئے' خوبصورت آدمی تھے' چہرہ گویا ہرقلی دینار تھا۔

شعبی سے مروی ہے کہ کوفے میں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن ہمارے پاس آئے' میرے اور ابو بردہ کے درمیان چلنے لگے تو ہم نے ان سے کہا کہ تم نے اپنے شہر میں جن لوگوں کو چھوڑا ان میں سب سے زیادہ فقیہ کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ شخص جو تم دونوں کے درمیان ہے۔

یونس بن یوسف سے مروی ہے کہ ابو سلمہ نے مقام عرج میں ایک بلی خریدی حالانکہ بحالت احرام تھے' بعد میں اسے ذبح کر

ڈالا' سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ وہ چھوٹے ہیں' بڑے ان سے زیادہ فقیہ ہیں۔

ابی سلمہ سے مروی ہے کہ وہ مہندی اور نیل کا خضاب اتنا کرتے تھے کہ قائم رہتا تھا' (یعنی بال سفید نہیں ہونے دیتے تھے)۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ وہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو اپنے سر اور داڑھی میں مہندی کا خضاب لگاتے دیکھتے تھے۔ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم نے والد سے روایت کی کہ انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو سیاہی سے خضاب کرتے دیکھا۔

معن بن عیسیٰ نے دوبارہ اسی حدیث کو اسی سند سے بیان کیا کہ انہوں نے ابوسلمہ کو وسمے کا خضاب کرتے دیکھا' ان کا نام عبداللہ تھا۔ سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ابوسلمہ وسمے کا خضاب کرتے تھے۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوسلمہ پر زرد رنگ کے خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی چادر دیکھی۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو گواہ بناتے ہوئے سنا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اے حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو' اے اللہ روح القدس سے ان کی تائید کر۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوسلمہ نے اپنے والد (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) اور زید بن ثابت اور ابی قتادہ اور جابر بن عبداللہ ابی ہریرہ اور ابن عمر اور عبداللہ ابن عمرو اور ابن عباس اور عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' ثقہ وفقیہ وکثیر الحدیث تھے۔ ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات بہتر سال کی عمر میں بعہد خلافت ولید بن عبدالملک ۹۴ھ میں ہوئی' یہ ان لوگوں کے قول سے زیادہ ثابت ہے جو کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

مصعب بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ:

ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ' کنیت ابوزرارہ تھی' ان کی والدہ ام حریث بہراء کے قیدیوں میں سے اور قضاعہ کے قبیلے میں سے تھیں۔

مصعب بن عبدالرحمٰن کے یہاں زرارہ پیدا ہوئے جن سے ان کی کنیت تھی اور عبدالرحمٰن' ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت الاسود بن عوف ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔ مصعب بن مصعب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ام الفضل' ان کی والدہ ام سعید بنت الخارق بن عروہ تھیں۔

فاطمہ وام عون' دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت عبیداللہ بن شہاب بن عبداللہ ابن الحارث بن زہرہ تھیں۔ لوگوں نے بیان کیا کہ جب مروان بن الحکم خلافت معاویہ کے زمانے میں دوبارہ والی مدینہ ہوا تو اس نے مصعب بن عبدالرحمٰن کو شحنہ اور مدینے کا قاضی بنایا' جو مشکوک ہوتے وہ ان پر سخت تھا۔ والیان مدینہ ہی قاضیوں کا انتخاب کرتے۔ اور انہیں مقرر کرتے۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف عبداللہ ابن الزبیر سے مل گئے اور انہیں کے ساتھ رہے۔ عمرو بن الزبیر جب عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کے ارادے سے مکے آئے تو عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے مصعب بن

عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو ایک جماعت کے ہمراہ ان کی جانب روانہ کیا' ان کے ساتھی ان سے جدا ہو گئے اور عمرو گرفتار ہو گئے' یہ اس لیے ہوا کہ عمرو بھاگ کر ابن علقمہ کے مکان میں گھس گئے' اسے بند کر لیا تو مصعب بن عبدالرحمٰن نے اسے گھیر لیا۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حصین ابن نمیر کی جنگ میں لوگوں کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ مسور نے وہ ہتھیار نکالے جنہیں مدینے سے لائے تھے' ہم لوگ اس طرح قتال کر رہے تھے کہ مسور پر ان کے ہتھیار تھے اور مصعب بن عبدالرحمٰن لوگوں کو بہت سختی سے پشت کی طرف سے بڑھا رہے تھے۔

ابن نمیر کے ساتھیوں نے حملہ کر کے ہمیں دھکیل دیا تو مسور نے مصعب ابن عبدالرحمٰن سے کہا کہ اے میرے ماموں کے فرزند کیا تم اس غلبے کو نہیں دیکھتے جو ان لوگوں نے ہم پر حاصل کیا ہے؟ پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن تمہاری کیا رائے ہے' جواب دیا کہ اگر ہم لوگ کمین گاہ میں چھپیں تو شاید اللہ ہمیں ان پر فتح دے' ہمراہ منتخب بہادروں کو لے لو۔

مصعب سو خوارج کے ہمراہ ان لوگوں کے لیے کمین گاہ میں چھپے' صبح کے وقت روانہ ہوئے' ان لوگوں نے وہ کامیابی حاصل کی جو وہ لوگ حاصل کیا کرتے تھے۔ مصعب نے اپنے ساتھیوں سے ان کو گھیر لیا۔ ان میں سے سوائے ایک شخص کے جو بھاگ گیا اور کوئی نہ بچا۔ یہ خبر مسور کے پاس آئی تو وہ اس سے مسرور ہوئے۔

ابی عون سے مروی ہے کہ میں مسور کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا' مجھے اس سے زائد ابن صفوان کے متعلق نہ معلوم ہوا جو کہتے تھے کہ اے ابوعبدالرحمٰن اس قوم کے ساتھ جو ہم پر غالب تھے' مصعب نے جو کچھ کیا اس نے ہمیں مسرور کر دیا' مسور نے کہا کہ وہ سب کے سردار ہیں' اے اللہ مصعب کو ہمارے لیے زندہ رکھ کیونکہ وہ ہمارے ساتھیوں میں سب سے زیادہ کافی اور سب سے زیادہ ہمارے دشمن کے ہلاک کرنے والے ہیں' پھر مسور نے کہا کہ وہ ویسے ہی ہیں۔

یحییٰ بن عباد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حصین بن نمیر کی جنگ میں ایک روز اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ ابن نمیر نے ہماری جانب بہت سے ہتھیار والا لشکر روانہ کیا جس میں عبداللہ بن مسعدہ الفزاری بھی تھا' ان لوگوں نے بہت بری اور نہایت خراب طریقے کی بات ہم سے حاصل کی۔

میں نے والد کو ان لوگوں پر غضبناک دیکھا' انہوں نے کہا کہ جنگ میں یہ کون سا طریقہ ہے' یہ تو عورتوں کا فعل ہے۔ مصعب سے کہا کہ اے ابوزرارہ ہم لوگوں کے ساتھ حملہ کرو' مصعب نے اس طرح حملہ کیا کہ گویا وہ حملہ آور اونٹ ہیں' والد نے بھی حملہ کیا اور میں بھی ساتھ ہو گیا۔ ایک جماعت ہمارا قصد کیے آ رہی تھی۔

میں نے تلواروں کو دیکھا کہ تھوڑی رکی رہیں' آدمیوں کی کھوپڑیاں اور ان کے ہاتھ گویا گلویوں کے ٹکڑے تھے' یہاں تک کہ ہم لوگ عبداللہ بن مسعدہ کے قریب بچ کر پہنچ گئے' مصعب نے اسے ایسی کاری ضرب ماری کہ تلوار اس کی زرہ کاٹ کے ران تک پہنچ گئی' ابن ابی ذراع نے اسے دوسری جانب سے تلوار ماری' انہوں نے اس کے ایک دوسرے مقام کو زخمی کر دیا۔

مجھے معلوم نہ ہوا کہ ہم لوگوں نے اس کے بعد اسے اپنی جانب نکلتے دیکھا' وہ مجروح ہو کر اپنے لشکر میں مقیم رہا تا آنکہ لوگ واپسی کے لیے پلٹے۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم اوروں کے قتل کیے ہوئے لوگوں سے مصعب بن عبدالرحمٰن کے قتل کیے ہوئے لوگوں کو پہچان لیتے تھے یہ امتیاز مصعب کے جست وخیز سے قائم ہو جاتا تھا (جو بحالت مقابلہ ان سے نمایاں ہوتا) میں نے اس مقام کو دیکھا ہے جہاں اس روز ابن مسعدۃ الفزاری کھڑا ہو کر قتال کر رہا تھا' جب لوگ واپس ہوئے تو میں نے اہل شام کے مقتولین کو شمار کیا چودہ مقتول پائے' ان میں سے سات کو مصعب بن عبدالرحمٰن نے قتل کیا تھا جن کو ہم جست وخیز سے پہچانتے تھے۔ یہ ان کا اچھلنا کودنا تھا۔

مسلمہ بن عبداللہ بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں نے حصین بن نمیر کے ساتھیوں میں سے بہتوں کو قتل کر دیا' لیکن جیسے ہی ان کا کوئی آدمی مقتول ہوتا تھا وہ دفن کر دیا جاتا تھا' کوئی مقتول نظر نہ آتا تھا۔

راوی کہتے تھے کہ جس روز غلبہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو ہوا مصعب بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نکلے' پانچ آدمیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ واپس آئے تو اس طرح تلوار خمیدہ تھی' کہنے لگے:

انا النوروها بیضًا ونصدرها حُمرًا وفیها انحناءٌ بعد تقویم

''ہم تلواروں کو سفید لے جاتے ہیں اور سرخ واپس لاتے ہیں جن میں راستی کے بعد کجی پیدا ہو جاتی ہے''۔

والد نے کہا کہ مصعب کی ایک ہی ضرب ایسی ہوتی تھی کہ مضروب کے خاندان میں یتیمی پیدا کر دیتی تھی۔ شرحبیل بن ابی عون نے والد سے روایت کی کہ جب مسور کے رخسارے اور ان کی بائیں کنپٹی پر پتھر لگا تو ان پر غشی طاری ہوگئی' ہم نے انہیں اٹھا لیا' ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو خبر ہوئی تو وہ بھی ہمارے پاس دوڑے ہوئے آئے اور ان کے اٹھانے والوں میں ہو گئے' مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف اور عبید بن عمیر نے بھی ہمیں پا لیا۔ مسور مر گئے تو ان لوگوں نے ان کا انتظام کیا اور انہیں دفن کیا' اس کے تھوڑے ہی زمانے کے بعد مصعب بن عبدالرحمٰن کی بھی وفات ہوگئی' وہ اور حصین بن نمیر اب تک مکے ہی میں تھے۔

مسور بن مخرمہ اور مصعب بن عبدالرحمٰن کی وفات ہوگئی تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے لیے دعوت (بیعت) ظاہر کی' لوگوں نے ان سے بیعت خلافت کر لی' اس کے قبل وہ لوگوں کو یہ سمجھاتے تھے کے خلافت لوگوں کے مشورے سے ہوگی۔ مسور و مصعب کی وفات سے قبل ان کا شعار ''لاحکم الا اللہ'' (سوائے اللہ کے کسی کی حکومت نہیں) تھا۔

مصعب بن عبدالرحمٰن کی وفات ۶۴ھ میں مکے میں ہوئی۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

طلحہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عوف بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ' ان کی والدہ فاطمہ بنت مطیع بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں۔

طلحہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں محمد پیدا ہوئے جن سے ان کی کنیت تھی' اور عاتکہ اور طیبہ ان سب کی والدہ ام حسن بنت ابی اشیلہ حارث بن عباس بن جابر بن عمرو ابن حبیب بن مرو بن شیبان بن محارب بن فہر تھیں۔ عمران' ان کی والدہ ام ابراہیم بنت المسور بن مخرمہ بن نوفل بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ تھیں' ام ابراہیم کی والدہ جویریہ بنت عبدالرحمٰن بن عوف تھیں۔

ام عبداللہ ان کی والدہ امۃ الرحمٰن بنت المسور بن مخرمہ تھیں۔

ابراہیم وام ابراہیم وام ابیہا و ربیحہ ان سب کی والدہ ہند بنت عبدالرحمٰن ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھیں۔

عبداللہ ان کی والدہ فاختہ بنت کلیب بن جزی بن معاویہ بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل تھیں۔

عمر ان کی والدہ ام ولد تھیں ایک اور بیٹی تھیں جن سے مروان بن محمد بن مروان بن الحکم نے اپنی خلافت سے پہلے نکاح کیا تھا' وہ انہیں کے پاس وفات پا گئیں۔

طلحہ بن عبداللہ بن عوف والی مدینہ تھے' سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ جب ان کا ذکر کرتے تو کہتے کہ ہمارا کوئی والی ان کے مثل نہیں ہوا' بڑے سخی و کریم تھے۔

فرزدق (شاعر) مدینے میں آیا۔ اس نے ان کی اور دوسرے قریش کی مدح کی تھی' پہلے طلحہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی تو انہوں نے اسے ایک ہزار دینار دیئے پھر وہ دوسروں کے پاس آیا تو لوگ پوچھنے لگے کہ طلحہ نے اسے کتنا دیا' کہا گیا کہ ایک ہزار دینار' وہ لوگ بھی اس سے کم دینا پسند نہ کرتے تھے' فرزدق کی زبان پر وہ اعتراض کرتے اور اسے برداشت کرتے جو اسے طلحہ نے دیا تھا' کہا جاتا تھا کہ طلحہ نے لوگوں کو مصیبت میں ڈال دیا۔

طلحہ کی یہ حالت تھی کہ جب ان کے پاس مال ہوتا تو اپنے دونوں دروازے کھول دیتے' احباب و اغیار انہیں گھیر لیتے' سب کو کھلاتے' انعام دیتے اور سواری عطا کرتے' جب ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو اپنے دروازے بند کر دیتے' ان کے پاس کوئی نہ آتا۔

بعض متعلقین نے ان سے کہا کہ دنیا میں آپ کے احباب سے بدتر کوئی نہ ہوگا کہ جب آپ کے پاس کچھ ہوتا ہے تو وہ لوگ آتے ہیں اور جب کچھ نہیں ہوتا تو نہیں آتے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں ان سے بہتر کوئی نہیں' اگر یہ لوگ ہمارے پاس تنگی کے وقت آتے تو ہم یہ قصد کرتے کہ ان کے لیے تکلف برداشت کریں' جب وہ لوگ ہمارے پاس کچھ آنے تک رکے رہے تو یہ ان کی نیکی و احسان ہے۔

طلحہ نے اپنے چچا عبدالرحمٰن بن عوف اور ابی ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے سنا ہے' ثقہ و کثیر الحدیث تھے' ۹۷ھ میں بعمر بہتر سال مدینے میں ان کی وفات ہوئی۔

موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ خولہ بنت القعقاع بن سعید بن زرارہ بن عدس بن زید بنی تمیم میں سے تھیں۔ قعقاع کو ان کی سخاوت کی وجہ سے ''تیار الفرات'' (دریائے فرات کا جاری کرنے والا) کہا جاتا تھا۔

موسیٰ بن طلحہ کے یہاں عیسیٰ و محمد پیدا ہوئے' یہی محمد اس زمانے میں کوفے کے امیر تھے' جب لوگ ابی فدیک خارجی کی جانب گئے تھے اور انہیں (محمد) کے لیے عبیداللہ بن شبل البجلی نے کہا تھا:

تباری ابن موسیٰ یا ابن موسیٰ ولم تکن   یداك جمیعا تعدلان له یدا

''اے (محمد) بن موسیٰ تم (عمر) بن موسیٰ (بن عبیداللہ بن معمر) سے دوڑ کرتے ہو۔ حالانکہ تمہارے دونوں ہاتھ مل کر بھی اس کے ایک ہاتھ کے برابر نہیں ہیں''۔

ابراہیم بن موسیٰ و عائشہ جن سے عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا' اس سے ان کے یہاں بکار پیدا ہوا' پھر ان سے علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے نکاح کیا اور قریبہ بنت موسیٰ' ان سب کی والدہ ام حکیم بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا تھیں۔ عمران بن موسیٰ کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام جیدا تھا' انہیں عمران کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے:

ان يك يا جناحُ علي دين   فعمران بن موسٰي يستدينَ

''اے جناح اگر مجھ پر کچھ قرض ہے تو عمران بن موسیٰ بھی قرض لیتے ہیں (یعنی ان کے قرض لینے کے بعد میرا مقروض ہونا تعجب نہیں)''۔

خالد بن سمیر سے مروی ہے کہ کذاب مختار بن ابی عبید کوفہ آیا تو معززین بھاگ کر ہمارے پاس بصرے میں آئے' ان میں موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ بھی تھے لوگ ان کے زمانے میں سمجھتے تھے کہ وہی مہدی ہیں اور انہیں گھیر لیا' میں بھی انہیں میں سے تھا۔

موسیٰ بن طلحہ بہت دیر تک خاموش رہنے والے' بہت کم بولنے والے' بہت غم و فکر والے' بوڑھے تھے' انہیں دنوں میں سے کسی دن انہوں نے کہا کہ واللہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ یہ ایسا فتنہ ہے جس کی انتہا ہے تو مجھے فلاں وفلاں چیز کے ہونے سے زیادہ پسند تھا۔

انہوں نے اسے بہت خطرناک بتایا' ایک شخص نے کہا کہ اے ابومحمد وہ کیا چیز ہے جس سے آپ ڈرتے ہیں اور جو فتنے سے بھی زیادہ شدید ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ''ہرج'' سے ڈرتا ہوں' ہرج کیا ہے' ہرج یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب بیان کرتے تھے کہ قیامت سے پہلے اس طور پر قتل ہوگا کہ لوگ کسی امام پر متفق نہ ہوں گے حتیٰ کہ ان پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ یہ ہرج ایسا ہی ہے' خدا کی قسم اگر وہ یہی ہے تو مجھے یہ پسند ہے کہ میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر ہوتا کہ نہ تمہاری آواز سنتا اور نہ تمہارے کسی داعی کو لبیک کہتا یہاں تک کہ میرے پاس میرے رب کا داعی آ جاتا۔

اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے' پھر کہا کہ اللہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یا ابوعبدالرحمٰن پر رحمت کرے' واللہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اپنے اسی عہد پر ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ان سے لیا تھا کہ نہ فتنے میں مبتلا ہوئے اور نہ ان میں کوئی تغیر ہوا' واللہ قریش انہیں اپنے پہلے ہی فتنے میں نہ نکال سکے۔

(راوی نے کہا کہ) میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ اپنے والد پر ان کے قتل کے بارے میں معترض ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفے کی طرف منتقل ہو کے وہیں سکونت اختیار کر لی ۱۰۳ھ میں وفات ہوئی' صقر بن عبداللہ المزنی نے ان پر نماز پڑھی جو عمر بن ہبیرہ کی طرف سے کوفے کے عامل تھے' فضل بن دکین نے کہا کہ ان کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن موہب سے مروی ہے کہ میں نے موسیٰ کو سیاہی کا خضاب کرتے دیکھا۔ اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عیسیٰ و موسیٰ فرزندان طلحہ کو دیکھا کہ وہ صرف یہ کرتے تھے کہ اس حصار کا اظہار کریں۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عیسیٰ و موسیٰ فرزندان طلحہ کی آستینوں کو دیکھا کہ چار انگل یا ایک بالشت ان کی

انگلیوں سے بڑھ جاتی تھیں۔ عیسیٰ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ میں نے موسیٰ بن طلحہ کے سر پر خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی ٹوپی دیکھی۔

ابی الزبیر الاسدی سے مروی ہے کہ موسیٰ بن طلحہ نے اپنے دانت سونے سے باندھے تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے اپنی طرف والوں کو اور ان کے اہل بیت کو ان کی کنیت ابوموسیٰ بیان کرتے دیکھا' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عیسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ سعدیٰ بنت عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ المری تھیں۔

عیسیٰ بن طلحہ کے یہاں یحییٰ پیدا ہوئے جن کی والدہ عائشہ بنت جریر بن عبداللہ البجلی تھیں۔ محمد بن عیسیٰ' جن کی والدہ ام حبیب بنت اسماء بن خارجہ بن حصن بن حذیفہ بن عبداللہ بنی فزارہ میں سے تھیں۔

عیسیٰ بن عیسیٰ جن کی والدہ ام عیسیٰ بنت عیاض بن نوفل بن عدی بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔ عیسیٰ کی وفات عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

یحییٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم' ان کی والدہ سعدیٰ بنت عوف ابن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ المری تھیں۔

یحییٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں طلحہ پیدا ہوئے جن کی والدہ ام ابان وام اناس بنت ابی موسیٰ الاشعری تھیں' یحییٰ بن طلحہ کے اخیافی بھائی عبداللہ بن اسحاق بن طلحہ تھے۔

ان کے یہاں اسحاق بن یحییٰ پیدا ہوئے جن کی والدہ حسنا' بنت زبار بن الابرد قبیلہ کلب کے مصاد بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن حلیم میں سے تھیں۔

سلمہ بن یحییٰ اور عیسیٰ اور سالم اور بلال جن کی حزین الکنانی نے مدح کی ہے کہ:

بلال بن يحيیٰ غرّة لا خفابها لكل أُناسٍ غرة و هلال

''بلال بن یحییٰ پہلی رات کے چاند ہیں جن میں کوئی پوشیدگی نہیں۔ پہلی رات کا چاند سب کے لیے ہے''۔

اور مجمع بن یحییٰ ومسلمہ وام محمدٗ یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔

ام حکیم وسعدیٰ جن سے سلیمان بن عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا اور وہ بغیر اولاد ہوئے مرگئیں' اور فاطمہ' ان سب کی والدہ سودہ بنت عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ المخزومی تھیں۔

یعقوب بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبد

مناف بن قصی تھیں۔

یعقوب بن طلحہ کے یہاں یوسف پیدا ہوئے جن کی والدہ ام حمید بنت عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بن المغیرہ المخزومی تھیں ام حمید کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔

طلحہ' ان کی والدہ ام الحلاس بنت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ تھیں۔ اسماعیل و اسحاق' دونوں اپنے والد کی حیات ہی میں لاولد مر گئے اور ابوبکر' ان تینوں کی والدہ جعدہ بنت الاشعث بن قیس الکندی تھیں۔ یعقوب سخی و کریم تھے' یوم الحرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں لشکر یزید کے ہاتھوں مقتول ہوئے' ان کے قتل اور اہل حرہ کی مصیبت کی خبر کوفے میں الکروس بن زید الطائی لائے۔ اسی واقعے کے متعلق عبداللہ بن الزبیر الاسدی نے (اشعار ذیل) کہے:

لعمری لقد جاء الكرّوس كاظما على خبر للمسلمين وجميع

''میری جان کی قسم الکروس اس خبر پر صبر کرتے ہوئے آئے جو مسلمانوں کے لیے دردناک ہے۔

حديثٌ اتاني عن لوى بن غالب فما رقأت ليل التمام دموعي

لوی بن غالب کی جانب سے میرے پاس ایسی خبر آئی کہ تمام رات میرے آنسو نہ تھمے۔

يخبران لم يبق الا ارامل والاومٌ قد سال كل مريع

جو یہ خبر دیتے ہیں کہ سوائے بیوگان کے اور سوائے اس خون کے جو ہر سیلاب گاہ میں بہا ہے کوئی نہ بچا۔

قُرومٌ تلاقت من قريش تَانُصِلت باصهب من ماء السمام نقيع

سرداران قریش نے مقابلہ کیا انہیں زہروں کا سرخ ٹھنڈا پانی پلایا گیا۔

فكم حول سلعٍ من عجوزٍ مصابة وابيض فيّاض اليدين صريع

کوہ سلع کے گرد کتنی ہی بوڑھیاں تھیں جو مصیبت زدہ تھیں اور کتنے ہی ہاتھوں کے فیاض گورے آدمی (مقتول) چت پڑے تھے۔

طلوع ثنايا البحد سامٍ بطرفه قُبيل تلاقيهم اَشَمَّ منيع

جو بزرگی کی گھاٹیوں پر ظاہر ہونے والے اور اپنے خاندان کی وجہ سے بلند تھے۔ جو ان لوگوں کے مقابلے سے کچھ ہی پہلے محفوظ سردار تھے۔

وذى سنةٍ لم يبق للشمس قُبُلُها و ذى صِغوةٍ غض العظام رضيع

ایسے سالخوردہ کہ آفتاب کے لیے ان کی (روشنی کے) سامنے کچھ باقی نہ رہا۔ ایسے خردسال جن کے ہڈیاں بھی نرم تھیں اور دودھ پیتے بچے تھے۔

شبابٌ كيعقوب بن طلحة اقضرت منازله من رومةٍ وبقيع

یعقوب بن طلحہ جیسے جوانوں کے رومہ و بقیع کے مکانات ویران ہو گئے۔

فواللّٰه ما هذا العيش فيشتهى هيننى ولا موت يريح سريع

واللہ نہ تو یہ عیش خوشگوار ہے جس کی خواہش کی جائے اور نہ فوراً آنے والی موت ہے جو راحت دے''۔

زکریا ء بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم' ان کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں' ام کلثوم کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بنی الحارث بن الخزرج کے انصار میں سے تھیں۔

زکریا بن طلحہ کے یہاں یحییٰ وعبید اللہ پیدا ہوئے' دونوں کی والدہ عیطل بنت خالد بن مالک بن اجش بن گوزین موالہ بن ہمام بن ضب بن القین بن مالک بن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد تھیں۔

ام اسمٰعیل وام یحییٰ ان کی والدہ ام اسحٰق بنت جبلۃ بن الحارث کندہ میں سے تھیں۔ ام ہارون' جن کی والدہ ام ولد تھیں۔

اسحاق بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم' ان کی والدہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

اسحاق بن طلحہ کے یہاں عبد اللہ' ابوبکر جو لاولد مر گئے اور عبید اللہ پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ ام اناس بنت ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ تھیں۔

مصعب ایک ام ولد سے' معاویہ ایک اور ام ولد سے' یعقوب ایک دوسری ام ولد سے اور حفصہ وام اسحاق دونوں ایک ام ولد سے تھیں۔

عمران بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبید بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم' ان کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رئاب بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھیں۔

عمران بن طلحہ کے یہاں عبد اللہ واسحاق ومحمد وحمید پیدا ہوئے' جن کی والدہ دختر اوفی بن الحارث بن عوف بن ابی حارث تھیں' ان کی اولاد کی بھی اولاد تھی جو سب مر گئے' عمران کی اولاد میں کوئی نہ رہا۔

محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب' ان کی والدہ ماریہ بنت قیس بن معدی کرب بن ابی الکیسم بن السمط بن امرئ القیس بن عمرو بن معاویہ کندہ میں سے تھیں۔

محمد بن سعید کے یہاں اسماعیل وابراہیم وعبد اللہ' کہ دونوں لاولد مر گئے اور ام عبد اللہ وعائشہ مختلف ام ولد سے پیدا ہوئیں۔ محمد بن سعد نے عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں مگر بہت نہیں ہیں' انہوں نے عبد الرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے ہمراہ خروج کیا تھا' جنگ دیر الجماجم میں موجود تھے' لوگ حجاج بن یوسف کے پاس لائے تو اس نے انہیں قتل کر دیا۔ ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد سے مروی ہے کہ محمد بن سعد کی کنیت ابو القاسم تھی۔

عامر بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب' ان کی والدہ ام عامر تھیں جن کا نام مکیہ بنت عمرو بن کعب بن عمرو بن زرعہ بن بہراء تھا' وہ قضاعہ میں سے تھیں۔

عامر بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں داؤد و یعقوب و عبداللہ پیدا ہوئے' مؤخر الذکر دونوں کے پسماندہ نہ تھے' اور ام اسحاق و حفصہ و حمیدہ و ام ہشام و ام علی' ان سب کی والدہ ام عبید اللہ بنت عبداللہ بن موہب بن رباح بن مالک بن غنم بن ناجیہ اشعریین میں سے تھیں' عبداللہ بن موہب بنی زہرہ کے حلیف تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عامر بن سعد کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی' اوروں نے کہا کہ ان کی وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔ ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عمر بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ' ان کی والدہ ماریہ بنت قیس بن معدی کرب بن ابی الکیسم بن السمط بن امرئ القیس کندہ میں سے تھیں۔

عمر بن سعد کے یہاں حفص و حفصہ پیدا ہوئیں' جن کی والدہ ام حفص تھیں' ان کا نام مریم بنت عامر بن ابی وقاص تھا۔ عبداللہ اکبر' جن کی والدہ ام ولد تھیں ان کا نام سلمٰی تھا۔

عبدالرحمٰن اصغر و ام عمرو' ان دونوں کی والدہ ام یحییٰ بنت عبداللہ بن معدی کرب بن قیس بن معدی کرب کندہ میں سے تھیں۔

حمزہ و عبدالرحمٰن و محمد و مغیرہ جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور حمزہ اصغر ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔ محمد اصغر و مغیرہ اور عبداللہ مختلف ام ولد سے تھے۔ عبداللہ اصغر' ان کی والدہ کندہ میں سے تھیں۔ ام یحییٰ و ام سلمہ و ام کلثوم و حمیدہ و حفصہ صغریٰ و ام عمرو صغرا و ام عبداللہ مختلف ام ولد سے تھیں۔

عمر بن سعد کوفے میں تھے' عبید اللہ بن زیاد نے رے و ہمدان کا انہیں عامل بنایا اور ہمراہ ایک لشکر بھیجا' حسین بن علی رضی اللہ عنہما عراق آئے تو عبید اللہ بن زیاد نے عمر بن سعد کو ان کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا' ہمراہ اپنے لشکر کے چار ہزار آدمی بھیجے' ان سے کہا کہ اگر حسین رضی اللہ عنہ میرے پاس آئیں اور اپنا ہاتھ بیعت کے لیے میرے ہاتھ پر رکھ دیں تو خیر ورنہ تم ان سے قتال کرنا۔

عمر نے انکار کیا' ابن زیاد نے دھمکی دی کہ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو میں تمہیں خدمت سے معزول کر دوں گا اور تمہارا مکان منہدم کر دوں گا' انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کی جانب روانگی منظور کر لی' ان سے قتال کیا تا آنکہ حسین رضی اللہ عنہ قتل کر دیے گئے' جب مختار بن ابی عبید کوفے پر غالب ہوا تو اس نے عمر بن سعد اور ان کے بیٹے حفص کو قتل کر دیا۔

عمرو بن سعد:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ' ان کی والدہ سلمٰی بنت خصفہ بن ثقف بن ربیعہ بن تیم اللات بن ثعلبہ بن

عکایہ ربیعہ میں سے تھیں' ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

عمیر بن سعد:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ' ان کی والدہ سلمٰی بنت حصفہ بن ثقب بن ربیعہ بن تیم اللات بن ثعلبہ بن عکایہ ربیعہ میں سے تھیں' ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

مصعب بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ' ان کی والدہ خولہ بنت عمرو بن اوس بن سلامہ بن غزیہ بن معبد بن سعد بن زہیر بن تیم اللہ بن اسامہ بن مالک بن بکر بن حبیب بن تغلب بن وائل تھیں۔

مصعب بن سعد کے یہاں زرارہ ویعقوب وعقبہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام حسن بنت فرقد بن عوف بن عبد یغوث بن الحلیس بن عبد مناف بن بکر سعد بن ضبہ ابن اد تھیں۔

ام حسن وسلامہ' دونوں کی والدہ سکینہ بنت الحلیس بن ہاشم بن عتبہ بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔ مصعب ثقہ وکثیر الحدیث تھے محمد بن عمر نے کہا کہ مصعب کی وفات ۱۰۳ھ میں ہوئی۔

ابراہیم بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ' ان کی والدہ زبراء تھیں' جن کے متعلق ان کے فرزند یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ حارث بن یعمر بن شراحیل ابن عبد عوف بن مالک بن خباب بن قیس بن ثعلبہ بن عکایہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل کی بیٹی تھیں اور وہ بطور قیدی کے حاصل کی گئیں۔

ابراہیم نے علی سے روایت کی ہے' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

یحییٰ بن سعد:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ۔

اسماعیل بن سعد:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ' ان کی والدہ ام عامر تھیں جن کا نام ملکیہ بنت عمرو بن عمرو بن کعب بن عمرو بن زرعہ تھا' قضاعہ کے بہراء میں سے تھیں۔

اسماعیل بن سعد کے یہاں یحییٰ پیدا ہوئے جن کی والدہ دختر سلیمان بن از ہر ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔ ابراہیم وابوبکر ومحمد واسحاق ویعقوب وموسیٰ وعمران مختلف ام ولد سے تھے۔ ام یحییٰ ایک ام ولد سے اور ام ایوب دوسری ام ولد سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن سعد:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ' ان کی والدہ ام ہلال بنت ربیع بن مری بن اوس بن حارثہ بن لام قبیلہ

طے کی تھیں۔

ابراہیم بن نعیم رحمۃ اللہ علیہ:

نحام بن عبداللہ بن اسید بن عبد بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ زینب بنت حنظلہ بن قسامہ قبیلہ طے کے قیس بن عبید بن طریف بن مالک بن جدعاء بن ذہل بن رومان میں سے تھیں۔

زینب بنت قسامہ پہلے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بیوی تھیں' اسامہ رضی اللہ عنہ چودہ ہی سال کے تھے کہ ان کو طلاق دے دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ میں کم خوراک یا نازک یا کیزہ عورت کس کو بتاؤں' جو اس سے نکاح کرے گا۔ اس کا خسر میں ہوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعیم رضی اللہ عنہ کی جانب نظر فرمانے لگے تو نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شاید آپ کی مراد مجھ سے ہے' فرمایا: ہاں! نعیم رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا' ان کے یہاں اس سے ابراہیم بن نعیم پیدا ہوئے۔

ابراہیم بن نعیم کے یہاں محمد پیدا ہوئے جن کی والدہ دختر عباس بن سعید قبیلہ نمر الازد کی تھیں۔ زید و عبداللہ و عبیداللہ و ابوبکرہ امہات اولاد سے تھے۔

ان کی ایک اور بیٹی تھیں جن کی والدہ رقیہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھیں۔ رقیہ کی والدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھیں' اور ام کلثوم کی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

یوم حرہ میں ابراہیم بن نعیم بھی ایک سرگروہ تھے' اسی روز ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کر دیئے گئے' مسرف بن عقبہ کے ہمراہ مروان بن الحکم ان پر گزرا' وہ اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھے ہوئے تھے' مروان نے کہا کہ تم نے موت میں بھی اس کی حفاظت ویسی ہی کی جیسی حیات میں کی تھی' مسرف نے کہا کہ واللہ میں تو ان لوگوں کو جنتی ہی سمجھتا ہوں مگر تمہاری یہ بات اہل شام نہ سن لیں کہ انہیں فرمانبرداری سے پھیر دے' مروان نے کہا کہ ان لوگوں نے (دین کو) متغیر کر دیا اور بدل دیا تھا۔

محمد بن ابی الجہم:

ابن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ خولہ بنت القعقاع بن معبد بن زرارہ بن عدس بن زید بن عبداللہ بن دارم بن تمیم کی تھیں۔

محمد بن ابی الجہم کے یہاں عبیداللہ و حذیفہ و سلیمان و ام خالد و ام جہم و مریم و عبدالرحمن مختلف امہات اولاد سے پیدا ہوئے۔ محمد بن ابی الجہم یوم حرہ میں ایک سرگروہ تھے اور اسی روز ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کیے گئے۔

عبدالرحمن بن عبداللہ:

ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ لیلی بنت عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس بن زید بن عبداللہ بن دارم بنی تمیم میں سے تھیں۔

عبدالرحمن بن عبداللہ کے یہاں عمرو پیدا ہوئے جن کی والدہ ام بشیر بنت ابی مسعود تھیں' ابو مسعود عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرہ بن عسیرہ بن عطیہ بن جدارہ ابن عوف بن الحارث خزرج کے تھے' ان کے اخیافی بھائی زید بن حسن بن علی بن ابی

طالب رضی اللہ عنہما تھے۔

عثمان بن عبدالرحمٰن وابراہیم وموسیٰ وام حمید وام عثمان' ان کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھیں' ام کلثوم کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

ابوبکر ومحمد کی والدہ فاطمہ بنت الولید بن عبد شمس بن المغیرہ تھیں' فاطمہ کی والدہ اسماء بنت ابی جہل بن ہشام تھیں۔ عبداللہ وام جمیل ام ولد سے تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بھی یوم الحرہ میں ایک سرلشکر تھے وہ بچ گئے اس روز مقتول نہیں ہوئے' ان کی وفات اس کے بعد ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن حویطب:

ابن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی' ان کی والدہ انیسہ بنت حفص بن الاحنف بنی عامر بن لوئی کی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن حویطب کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور عبیداللہ ہوئے' ان دونوں کی والدہ ام عتبہ بنت عبداللہ بن معاویہ ابن عامر عبدالقیس کی تھیں۔

محمد بن عبدالرحمٰن وعاتکہ' دونوں کی والدہ ام حبیب بنت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بنی عدی بن کعب میں سے تھیں' عبدالرحمن بن حویطب یوم الحرہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں مقتول ہوئے۔

ابوسفیان بن حویطب:

ابن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی' ان کی والدہ آمنہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ تھیں' آمنہ کی والدہ صفیاء بنت ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

ابوسفیان حویطب کے یہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جن کی والدہ امۃ الرحمٰن بنت عمرو بن علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی تھیں۔

عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے مولیٰ تھے۔ عثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ ایک عرب نے عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کی لڑکی کا پیام دیا تو عطاء نے ان سے کہا کہ نہ تو ہم تمہاری شرافت نسب کا انکار کرتے ہیں اور نہ تمہارے مرتبے کا' لیکن ہم اپنے ہی جیسوں سے نکاح کریں گے' تم اپنے خاندان میں نکاح کرو۔

عثیم نے کہا کہ میں نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی تو انہوں نے کہا' عطاء نے جو چاہا وہ اچھا چاہا۔ عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اور ان کے لوگ ہاتھ میں لاٹھی لے کر رات کو پیادہ چلا کرتے تھے۔

عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب وعبداللہ بن مسعود وخوات بن جبیر وابوایوب الانصاری وابوواقد اللیثی وابورافع

وعبداللہ بن سلام و زید بن خالد الجہنی وابو ہریرہ وابو سعید الخدری و ابن عمر و عائشہ و میمونہ وابو عبداللہ الصنابحی رضی اللہ عنہم سے سنا ہے البتہ مالک بن انس نے کہا کہ عطاء بن یسار نے عبداللہ الصنابحی سے روایت کی ہے وہ ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عطاء کی وفات بعمر چوراسی سال ۱۰۳ھ میں ہوئی۔ محمد بن عمر کے سوا اوروں نے کہا کہ عطاء کی وفات ۹۴ھ میں ہوئی، مگر یہ مشتبہ ہے ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ ان کے بھائی:

سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے مولیٰ تھے اور کہا جاتا ہے کہ خود سلیمان ان کے مکاتب تھے۔

سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کی اجازت چاہی انہوں نے میری آواز پہچان لی تو کہا کہ کیا تم سلیمان ہو۔ عرض کی، جی ہاں سلیمان ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تم نے وہ بدل کتابت ادا کر دیا جس کا اقرار کیا تھا؟ عرض کی، جی ہاں صرف تھوڑا اسا رہ گیا ہے۔ فرمایا اندر آؤ بدل کتابت میں سے تم پر کچھ بھی باقی رہے تو تم مملوک (غلام) ہی ہو۔ حسن بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ فہیم تھے۔

عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں اتنی چھوٹی کراتے کہ معلوم ہوتا گویا انہیں مونڈ دیا ہے۔ زہری سے مروی ہے کہ ابو عبدالرحمٰن کو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ سلیمان بن یسار تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے اپنے اصحاب میں اس امر میں اختلاف نہیں دیکھا کہ سلیمان کی کنیت ابو تراب تھی، بنی حدیلہ میں رہتے تھے، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے جو اس زمانے میں ولید بن عبدالملک کی طرف سے والی مدینہ تھے بازار مدینہ کے والی تھے۔

سلیمان نے زید بن ثابت وابی واقد اللیثی وابی ہریرہ وابن عمر وعبیداللہ وعبداللہ فرزندان عباس وعائشہ وام سلمہ ومیمونہ وعروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے، ثقہ و بزرگ و بلند مرتبہ فقیہ وکثیر الحدیث تھے۔ سلیمان بن یسار کی وفات بعمر تہتر سال ۱۰۷ھ میں ہوئی۔ محمد بن عمر کے سوا اوروں نے کہا کہ سلیمان کی وفات ۱۰۳ھ یزید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔

ان دونوں کے بھائی:

عبداللہ بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے مولیٰ تھے ان سے بھی روایت کی گئی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

ان کے تینوں بھائی:

عبدالملک بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی ان سے بھی روایت کی گئی ہے یہ چار بھائی تھے سب سے روایت کی گئی ہے، عبدالملک قلیل الحدیث تھے۔

فرافصہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شیبان بن سمیع بن مسلمہ بن عبید بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ لجیم بن علی بن بکر بن وائل ربیعہ میں سے قریش کے حلیف تھے۔ انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

قبیصہ بن ذویب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حلحلہ بن عمیر و بن کلیب بن اصرم بن عبداللہ بن قمیر بن حشیہ بن سلول بن کعب ابن عمرو جو خزاعہ میں سے تھے' کنیت ابواسحاق تھی' انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا۔ مدینے میں کوچہ نقاشین میں کھجور والوں کے یہاں مکان تھا' ملک شام میں منتقل ہو گئے تھے۔

عبدالملک بن مروان کے نزدیک سب سے زیادہ ذی اثر تھے' اس کی مہر پر مامور تھے' ڈاک انہیں کے سپرد تھی' خطوط آتے تو وہ پڑھ کے عبدالملک کے پاس پہنچاتے اور مضمون کی اسے اطلاع دیتے۔

قبیصہ کی وفات ۸۶ھ میں عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی' ان کے والد صحابی تھے' خود وہ بھی ثقہ و مامون و کثیر احدیث تھے۔

ابوغطفان بن طریف رحمۃ اللہ علیہ:

المری جو بنی عصیم و ہمان بن عوف بن سعد بن ذبیان میں سے تھے' ابوغطفان عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے تھے اور ان کے کاتب تھے' مروان کے بھی کاتب تھے' اور قلیل الحدیث تھے۔ مدینے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے پاس الثنیہ میں ان کا مکان تھا۔

ابی بکر بن محمد سے مروی ہے کہ ابوغطفان بن طریف مروان کے کاتب تھے۔

ابومرہ رحمۃ اللہ علیہ:

عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے' محمد بن عمر نے کہا کہ ام ہانی بنت ابی طالب کے مولیٰ تھے' لیکن عقیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے سے ان کی ولایت کی طرف منسوب کر دیئے گئے' پرانے شیخ تھے' انہوں نے عثمان بن عفان وابی ہریرہ وابی واقد اللیثی رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

جعفر بن عبداللہ:

ابن بحینہ ' بحینہ عبداللہ کی والدہ تھیں جو ابومالک حارث ارت الازدی بن المطلب ابن عبد مناف بن قصی کی دختر تھیں' بنی المطلب کے وہ حلیف تھے۔ جعفر بن عبداللہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

عبداللہ بن عتبہ:

ابن غزوان بن جابر بن نسیب بن وہیب بن زید بن مالک بن عبدعوف بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن

قیس بن عیلان بن مضر عبداللہ بن عتبہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیے گئے۔

ولید بن ابی الولید رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جنہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا۔

طبقۂ ثانیہ

تابعین اہل مدینہ:

راویان اسامہ وابن عمر و جابر وحدری ورافع وابن عمر وابی ہریرہ وسلمہ وابن عباس وعائشہ وام سلمہ ومیمونہ رضی اللہ عنہم۔

عروۃ بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب کنیت وخاندان:

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔ عروۃ بن الزبیر سے یہاں عبداللہ وعمر واسود وام کلثوم وعائشہ وام عمر پیدا ہوئیں ان کی والدہ فاختہ بنت الاسود بن ابی البختری بن ہاشم بن الحارث ابن اسد عبدالعزیٰ تھیں۔

یحییٰ بن عروہ ومحمد وعثمان وابوبکر وعائشہ وخدیجہ ان سب کی والدہ ام یحییٰ بنت الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

ہشام بن عروہ وصفیہ ام ولد سے تھے۔

عبیداللہ بن عروہ ان کی والدہ اسماء بنت سلمہ بن عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد بنی مخزوم کی تھیں۔ مصعب بن عروہ وام یحییٰ ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام واصلہ تھا۔

اسماء بنت عروہ ان کی والدہ سودہ بنت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما تھیں سودہ کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود الثقفی تھیں۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جنگ جمل سے میں اور ابوبکر ابن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام اس لیے واپس کر دیے گئے کہ ہم دونوں کو لوگوں نے بچہ سمجھا۔

روایت حدیث میں ثقاہت:

محمد بن عمر نے کہا کہ عروہ نے اپنے والد اور زید بن ثابت واسامہ بن زید وعبداللہ بن الارقم وابی ایوب ونعمان بن بشیر وابی ہریرہ ومعاویہ وعبداللہ بن عمرو وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن الزبیر ومسور بن مخرمہ وعائشہ رضی اللہ عنہم ومروان بن الحکم وزینب بنت ابی سلمہ وعبدالرحمٰن بن عبد بن القاری وبشیر بن ابی مسعود الانصاری ویزید بن الصلت ویحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب وجمہان مولائے اسلمیین سے روایت کی ثقہ وکثیر الحدیث ومامون وفقیہ وبرتر ومستقل (ثبت) تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ یوم الحرہ میں میرے والد نے وہ کتب فقہ جو ان کی تھیں جلا دیں' اس کے بعد وہ کہا کرتے کہ مجھے ان کتب کا اپنے پاس ہونا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میرے پاس میرے اہل و مال کے برابر ہو۔

عادات و خصائل:

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عروہ بن الزبیر کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں اچھی طرح نہیں کترواتے تھے' البتہ ان کا کچھ حصہ اچھی طرح لے لیتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اے میرے بیٹو مجھ سے پوچھو' کیونکہ میں اس حالت میں چھوڑ دیا گیا ہوں کہ گویا عنقریب مجھے بھلا دیا جائے گا۔ جب میں (پہلے کی) حدیث کی تحقیق کرتا ہوں تو آج کی حدیث اس سے صاف ہو جاتی ہے۔ ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ان کے والد روانہ غسل کرتے تھے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کو زرد چادر اوڑھتے دیکھا۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کی مثال (یعنی سر پر اوڑھنے کا رومال) برگ دینار سے (زرد) رنگا جاتا تھا اور سب سے آخری کپڑا جو انہوں نے پہنا وہ ان کے لیے برگ و دینار میں زرد رنگا گیا تھا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ ریشمی گھنڈیوں کا طیلسان پہنتے تھے جو شرفا کا لباس تھا' حالانکہ وہ احرام میں ہوتے تھے اور اس کی گھنڈیاں نہیں لگاتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ کرتے اور شالی رومال میں جسے وہ کرتے سے ملا لیتے تھے نماز پڑھتے تھے۔ ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کے جسم پر خز کی چادر دیکھی۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ گرمی میں سندس (ریشم) کی قبا پہنتے تھے جس کا استر حریر (ریشم) کا تھا۔ محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کے بدن پر خز (غیر خالص ریشم) کی خاکی رنگ کی یا اسی قسم کی چادر دیکھی۔ عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ عروہ قریب سیاہی کے خضاب لگاتے تھے مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ اس میں وشمہ شامل کرتے تھے یا نہیں۔ ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ان کے والد پے در پے روزہ رکھتے تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ان کے والد سوائے عید الفطر و عید النحر کے ہمیشہ روزہ رکھتے تھے' ان کی وفات بھی روزے ہی کی حالت میں ہوئی۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ عروہ کے ساتھ سفر کرتے روزے بھی رکھتے اور ترک بھی کرتے' مگر وہ نہ ہمیں روزے کا حکم دیتے اور نہ خود روزہ ترک کرتے۔

ابو المقدام ہشام بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کو اپنے جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔ سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ عروہ کے پاؤں میں (اکلہ کی) بیماری تھی' انہوں نے اپنا پاؤں کاٹ ڈالا تھا۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ مجھ سے عروہ

حدیث بیان کرتے پھر عمرہ حدیث بیان کرتیں جس سے حدیث عروہ کی تصدیق ہوتی' جب میں نے عمرہ کی گہرائی کا اندازہ کیا تو معلوم ہوا کہ عروہ بحر ناپیدا کنار ہیں۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ "سلام علیك. امابعد" لکھنا پسند کرتے تھے' تاوقتیکہ اس کے ساتھ یہ نہ ملائیں کہ "فانی احمد الیك الله الذی لا اله الا هو" میں تم سے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں)۔

عبداللہ بن حسن سے مروی ہے کہ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما اور عروہ بن الزبیر عشاء کے بعد مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حصے میں ہر شب کو بیٹھا کرتے تھے' میں بھی ساتھ بیٹھتا تھا' بنی امیہ کے مظالم اور ان کا ساتھ دینے کا ایک شب تذکرہ ہو رہا تھا کہ علی و عروہ وغیرہما اس کو بدل نہیں سکتے۔ دونوں صاحبوں نے اس عذاب الٰہی کا ذکر کیا جس کا خوف تھا کہ ان لوگوں پر نازل ہوگا۔ عروہ نے علی سے کہا کہ اے علی جو شخص اہل جور سے علیحدہ رہے اور اللہ جانتا ہو کہ ایسے لوگوں کی کرتوت سے وہ ناخوش ہے تو خواہ ان سے میل جول ہی کیوں نہ رکھتا ہو مگر ان لوگوں پر عذاب الٰہی کی صورت میں امید ہے کہ وہ محفوظ رہے گا' عروہ نے (وہاں سے) نکل کر وادی عقیق میں سکونت اختیار کر لی۔ عبداللہ نے کہا کہ میں (وہاں سے) نکل کر سویقہ کو چلا گیا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ مجھے والد نے یہ وصیت کی کہ مجھ پر حنوط (عطریت) نہ چھڑکنا۔ عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ عروہ بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات الفرع کے نواح میں اپنی مجاج کی زمینداری میں ہوئی اور وہی جمعہ کے روز ۹۴ھ میں دفن کیے گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس سال کو فقہاء کی کثرت وفات کی وجہ سے "سنۃ الفقہاء" کہا جاتا ہے۔ عروہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی' مدینے میں ان کا بہت بڑا امکان تھا۔

منذر بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی' ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہما تھیں' قاسم سے ایک حدیث میں مروی ہے کہ منذر بن الزبیر کی کنیت ابوعثمان تھی۔

منذر کے یہاں محمد پیدا ہوئے جن کی والدہ عاتکہ بنت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل تھیں۔ عبدالرحمٰن و ابراہیم و قریبہ' ان سب کی والدہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما تھیں۔ عبیداللہ' ان کی والدہ حسان بن نہشل کی دختر بنی سلمہ بن جندل میں سے تھیں۔

عمرو و ابوعبیدہ و معاویہ و عاصم و فاطمہ جو ہشام بن عروہ کی بیوی تھیں' ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔ عمرو عون و عبداللہ' امہات اولاد سے تھے۔

مصعب بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العوام بن خویلد' ان کی والدہ رباب بنت انیف بن عبید بن مصاد بن کعب بن علیم بن خباب قبیلہ کلب کی تھیں۔

مصعب بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں عکاشہ و عیسیٰ اکبر جو اپنے والد مصعب کے ساتھ قتل کیے گئے اور سکینہ پیدا ہوئیں' ان سب

کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ بن السائب ابن ابی حبیش بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔ عبداللہ بن مصعب ومحمد' دونوں کی والدہ عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ تھیں' عائشہ کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔

حمزہ وعاصم وعمر ایک ام ولد سے تھے' جعفر ایک ام ولد سے'مصعب بن مصعب جو حضیر تھے ایک ام ولد سے' سعد ایک ام ولد سے' منذر ایک ام ولد سے اور عیسیٰ اصغر ایک ام ولد سے۔ رباب بنت مصعب' ان کی والدہ سکینہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھی۔ سکینہ بنت مصعب' ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

مصعب بن عبداللہ بن مصعب الزبیری سے مروی ہے کہ مصعب بن الزبیر کی کنیت ابوعبداللہ تھی' حالانکہ ان کا کوئی بیٹا نہ تھا جس کا نام عبداللہ ہو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی مصعب بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ کو والی عراق بنایا' انہوں نے بصرے سے ابتدا کی' وہاں اترے' ایک لشکر عظیم کے ہمراہ مختار بن ابی عبید کی طرف روانہ ہوئے' وہ کوفے میں تھا' مصعب نے جنگ کی مختار قتل ہوا' اس کا سر اپنے بھائی عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج دیا اور اس کے عاملوں کو دیہات اور قصبات میں منتشر کر دیا۔

اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے منبر پر مصعب بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ خوبصورت کسی امیر کو نہیں دیکھا۔

مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ میں نے عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے پوچھا کہ مصعب بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ کب مقتول ہوئے' انہوں نے کہا کہ ۱۵ ر جمادی الاولی ۷۲ھ یوم پنجشنبہ کو جس شخص نے انہیں قتل کیا وہ عبدالملک بن مروان تھا۔

جعفر بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی' ان کی والدہ زینب تھیں کہ وہی ام جعفر بنت مرثد بن عمرو بن عبد عمرو بن بشر بن عمرو بن مرثد بن سعد بن مالک ابن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبہ تھیں۔

جعفر بن الزبیر کے یہاں محمد وام حسن وحمادہ ام ولد سے پیدا ہوئیں۔ ثابت ویحییٰ' ان دونوں کی والدہ بثامہ بنت عمارہ بن زید بن ثابت بن الضحاک ابن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

صالح وہند وام سلمہ ایک ام ولد سے تھیں' شعیب وآدم وعمیر ونوح ایک ام ولد سے تھے' ام صالح وعائشہ وام حمزہ کی والدہ ایک ام ولد تھیں' یعقوب وفاطمہ وام عبیدہ کی والدہ بھی ایک ام ولد تھیں' ام عبداللہ وام الزبیر وسودہ کی والدہ ایک ام ولد تھیں' مریم ایک ام ولد سے پیدا ہوئیں۔ ام عروہ کی والدہ ایک ام ولد تھیں اور عائشہ کی والدہ بھی ایک ام ولد تھیں۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے جعفر بن الزبیر کو دیکھا کہ اپنی مونچھ بہت زیادہ نہیں کترتے تھے اسے وہ اچھی طرح کترتے تھے۔

مصعب بن عبداللہ نے کہا کہ جعفر بوڑھے ہوئے اور زندہ رہے' سلیمان بن عبدالملک کے آخری زمانہ خلافت میں وفات پائی۔

خالد بن الزبیر:

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی‘ ان کی والدہ ام خالد تھیں جن کا نام امۃ بنت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ تھا۔ خالد بن الزبیر کے یہاں محمد اکبر و رملہ پیدا ہوئیں جن کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ محمد اصغر و موسیٰ و ابراہیم و زینب‘ ان کی والدہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ازہر بن عوف تھیں۔

سلیمان بن خالد و ام سلیمان‘ دونوں کی والدہ ام محمد بنت عبداللہ بن عمرو ابن الحصین ذی الغصہ الحارثی تھیں۔ نبیہ بن خالد و ہمیمہ‘ ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں‘ خالد بن خالد اور ہند ایک ام ولد سے پیدا ہوئے اور ام عمرو بنت خالد دوسری ام ولد سے ہوئیں۔

عمرو بن الزبیر:

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ‘ ان کی والدہ ام خالد تھیں‘ وہی امۃ بنت خالد بن سعید بن العاص تھیں۔ عمرو بن الزبیر کے یہاں محمد و ام عمرو پیدا ہوئیں‘ دونوں کی والدہ ام یزید بنت عدی بن نوفل بن عدی بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ تھیں۔ عمرو بن عمرو و حبیبہ‘ ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ ام عمرو بنت عمرو‘ ان کی والدہ بنی غفار میں سے تھیں۔

یزید بن معاویہ نے عمرو بن سعید بن العاص کو جو مدینے کے عامل تھے لکھا کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جانب سے لشکر روانہ کرو‘ عمرو بن سعید نے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے سب سے بڑے دشمن کو دریافت کیا تو کہا گیا کہ ان کے بھائی عمرو ابن الزبیر ہیں‘ انہوں نے ان کو مدینے کا شحنہ بنا دیا‘ عمرو بن الزبیر نے قریش اور انصار کے بہت سے آدمیوں کو تازیانے مارے اور کہا کہ یہ لوگ عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے شیعہ ہیں۔

عمرو بن سعید نے انہیں اہل شام کے ایک لشکر کے ہمراہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جانب روانہ کیا اور قتال کا حکم دیا‘ عمرو روانہ ہوئے مکے آئے اور ذی طویٰ میں اترے۔ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ان کی جانب مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا‘ یہ لوگ ان سے ملے‘ انیس بن عمرو الاسلمی جو عمرو بن الزبیر کی فوج کے امیر تھے قتل کر دیئے گئے‘ عمرو مع اپنے ساتھیوں کے بھاگے اور لوگ متفرق ہو گئے۔ عبیدۃ بن الزبیر‘ عمرو بن الزبیر کے پاس آئے اور کہا کہ میں تمہیں عبداللہ سے پناہ دیتا ہوں‘ وہ انہیں گرفتار کر کے اس طرح لائے کہ دونوں پاؤں پر خون ٹپک رہا تھا‘ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ یہ خون کیسا ہے‘ عمرو نے کہا:

ولیسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا ولکن علی اقدامنا تقطر الدما

''ہم لوگ ایسے نہیں کہ ہماری ایڑیوں پر ہمارے زخم خون بہائیں۔ لیکن وہ ہمارے قدموں پر خون بہاتے ہیں‘ یعنی پیش قدمی کرتے ہوئے ہم زخمی ہو سکتے ہیں‘ بھاگتے نہیں کہ اس حالت میں مجروح ہو جائیں''۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن‘ حرم میں خون ریزی کرنے والے حلال سمجھنے والے تو باتیں بھی بناتا ہے حکم دیا کہ ان سے ہر اس شخص کا قصاص لیا جائے جس کو انہوں نے مارا تھا یا جس پر ظلم کیا تھا۔

مصعب بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے انہوں نے سو تازیانے مارے حالانکہ نہ وہ والی تھے نہ میں نے کوئی بدی کی تھی‘ نہ

کسی ناجائز فعل کا ارتکاب کیا تھا اور نہ کسی فرمانبرداری سے ہاتھ کھینچا تھا' عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے حکم دیا کہ عمرو کو کھڑا کیا جائے' مصعب کو تازیانہ دیا اور کہا کہ مارو' مصعب نے انہیں سو تازیانے مارے' اس ضرب کے بعد وہ صحیح وسالم ہو گئے۔

قید خانے سے نکلنے کے بعد عمرو اپنی اس منزل کے بیرونی میدان میں جس میں وہ رہتے تھے بیٹھے ہوئے تھے کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما ان کے پاس سے گزرے' پوچھا' اے ابو یکسوم کیا میں تمہیں زندہ نہیں دیکھتا' حکم دیا کہ انہیں قید خانے کی طرف گھسیٹتے ہوئے لے جائیں' وہ پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ راستے ہی میں وفات ہو گئی' عبداللہ نے حکم دیا کہ انہیں شعب الجیف (مرداروں کی گھاٹی) میں پھینک دیا جائے' اس کی تعمیل ہوئی۔ شعب الجیف وہی مقام ہے جہاں عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو اس کے بعد سولی دی گئی۔

عبیدہ بن الزبیر:

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی' ان کی والدہ زینب تھیں جو ام جعفر بنت مرثد بن عمرو بن عبدعمرو بنی قیس بن ثعلبہ میں سے تھیں۔ عبیدۃ بن الزبیر کے یہاں ام ولد سے منذر پیدا ہوئے۔

زینب ان کی والدہ ام عبداللہ بنت مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ ابن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

حمزہ بن الزبیر:

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ' ان کی والدہ رباب بنت انیف ابن عبید بن مصاد بن کعب بن علیم بن جناب قبیلہ کلب سے تھیں' حمزہ مصعب بن الزبیر کے حقیقی بھائی تھے۔

حمزہ کے یہاں عمارہ پیدا ہوئے' ان کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انہوں نے کوئی پس ماندہ نہ چھوڑا' عروہ وجعفر فرزندان زبیر ان کے وارث ہوئے۔

قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ' ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب ابن سعد بن تیم بن مرہ تھا' ان کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام سودہ تھا۔

قاسم بن محمد کے یہاں عبدالرحمٰن وام فروہ پیدا ہوئیں' ام فروہ جعفر بن محمد ابن علی بن حسین بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی والدہ تھیں۔

ام حکیم بنت القاسم وعبدۃ' ان کی والدہ قریبہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما تھیں۔ قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ شب عرفہ کو عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے سر منڈاتی تھیں۔ اور ہمارا حلقہ بنا کر ہمیں مسجد بھیجتی تھیں' پھر دوسرے دن ہمارے پاس قربانی کرتی تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قاسم نے عائشہ وابوہریرہ وابن عباس رضی اللہ عنہم واسلم مولائے عمر وعبداللہ بن عمرو وصالح بن خوات بن جبیر الانصاری سے روایت کی ہے۔

گفتگو میں احتیاط:

ابن عون سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد حدیث کو اس کے تمام پہلوؤں سے روایت کرتے تھے۔ عبیداللہ سے مروی ہے کہ قاسم قرآن کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔

ابن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ قاسم سوائے امر ظاہر کے اور کسی کا جواب نہیں دیتے تھے۔ قاسم سے مروی ہے کہ انہوں نے کسی امر (کے جواب) میں کہا میری رائے یہ ہے مگر میں نہیں کہتا کہ وہ حق ہے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس مشورے کی طرف کسی نے مجبور نہیں کیا' اور نہ میں اس کے کسی جزو میں ہوں' انصاری نے کہا کہ گویا ان کی رائے یہ تھی کہ والی جب اپنے پاس والے سے کسی علمی امر میں مشورہ کرے تو اس پر اجتہاد کرنا واجب ہے۔

قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آدمی پر جو کچھ اللہ نے فرض کیا ہے اس کے جاننے کے بعد اس کا جاہل رہنا اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی بات کہے جس کا اسے علم نہ ہو۔

قدریہ کی مذمت:

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ قاسم نے اس قوم سے جو تقدیر کا ذکر کر رہی تھی کہا کہ تم بھی اس امر سے باز رہو جس سے اللہ باز رہا۔ عکرمہ بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے سالم و قاسم کو قدریہ پر لعنت کرتے سنا۔

عبداللہ بن العلاء سے مروی ہے کہ میں نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ مجھے احادیث لکھوا دیں۔ انہوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں احادیث کی کثرت ہوگئی تو انہوں نے حکم دیا کہ احادیث ان کے پاس لائی جائیں' لوگ جب لائے تو ان کو جلا دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ اہل کتاب کی نقالی ہے' راوی نے کہا کہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حدیث لکھنے سے منع کر دیا۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ وہ اور ان کے ساتھی عشاء کے بعد حدیث بیان کرتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قاسم اور سالم بن عبداللہ کی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ہی مجلس تھی' ان دونوں کے بعد عبدالرحمٰن بن القاسم وعبیداللہ بن عمر وہاں بیٹھتے' ان کے بعد مالک بن انس بیٹھے' وہ جگہ قبر و منبر کے درمیان عمر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے روبرو تھی۔ مالک بن انس کہتے تھے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر قاسم خلافت کے لیے ہوتے (تو بہتر ہوتا)۔

خودداری کا عجیب واقعہ:

سلیمان بن قتہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبیداللہ نے میرے ہمراہ عبداللہ ابن عمر و قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے' میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا' حمام کر رہے تھے' انہوں نے اپنا ہاتھ نکالا تو میں نے دینار ان کے ہاتھ میں ڈال دیئے' انہوں نے کہا کہ یہ صلہ رحم ہے' ضرورت پر یہ ہمارے پاس آئے ہیں' میں قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا' ان کی بیوی نے کہا کہ اگر قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ان کے چچا کے بیٹے ہیں تو میں ان کی پھوپی کی بیٹی ہوں' لہذا مجھے دے دو۔ دینار ان کو دے دیئے۔

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر سبز خز کی ٹوپی اور سابری چادر دیکھی جس پر رنگین دھاریاں کسی قدر زعفران سے رنگی ہوئی تھیں' ایوب نے کہا کہ وہ ایسے ایک لاکھ درہم بھی چھوڑ دیتے جس میں انہیں کچھ بھی شک ہوتا۔

علی بن عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ میں نے سفیان سے قاسم بن محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا ذکر سنا' انہوں نے ان کی بزرگی بیان کی اور کہا کہ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن ابن القاسم کے لیے بھی بزرگی تھی۔

سفیان نے کہا کہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو کسی زکوۃ کے بارے میں جس پر ان کے والد منتظم تھے تذکرہ کرتے سنا تو کہا کہ واللہ تم لوگ ایسے شخص سے بات کرتے ہو جس نے اس میں سے کبھی ایک کھجور بھی نہیں حاصل کی۔ انہوں نے کہا کہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ اے میرے بیٹے تم بقدر اپنی واقفیت کے یہ کہتے ہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلاف کے متعلق بہترین رائے:

قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا اختلاف لوگوں کے لیے رحمت تھا۔ عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اوّل نہار میں مسجد آتے۔ دو رکعت نماز پڑھ کے لوگوں کے درمیان بیٹھتے' پھر لوگ ان سے مسائل پوچھتے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر سے صبح کو مسجد آتے' نماز پڑھتے اور لوگوں کے لیے بیٹھ جاتے' لوگ ان کے پاس بیٹھ جاتے تھے۔

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ بہت ضعیف ہو گئے تھے' اپنی منزل سے سوار ہو کے مسجد منیٰ میں آتے اور اتر پڑتے' پھر مسجد سے جمار (جمرات) تک پیادہ جاتے' پیادہ چل کر ان پر رمی کرتے اور پیدل ہی مسجد کی جانب لوٹتے' جب مسجد میں آتے تو سوار ہو جاتے۔

خصائل اور لباس کی تفصیل:

افلح سے مروی ہے کہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی انگوٹھی کا نقش انہیں کا نام تھا۔ افلح بن حمید سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی انگوٹھی کے نگینے میں ان کا اور ان کے والد کا نام لکھا ہوا تھا' انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ حنظلہ سے مروی ہے کہ میں نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی جس میں ان کا نام تھا۔ حنظلہ سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی انگوٹھی چاندی کی تھی جو ان کے بائیں ہاتھ کی خنصر میں تھی اس کا نقش ''القاسم بن محمد'' تھا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں بالکل نہیں کترواتے تھے' اسے اچھی طرح کترواتے تھے۔

مختار بن سعد الاحول مولائے بنی مازن سے مروی ہے کہ میں نے قاسم ابن محمد رضی اللہ عنہ کے ناخن سفید دیکھے' ان پر کبھی مہندی کی زردی نہیں دیکھی۔

افلح بن حمید سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے کرتے اور جبے کی آستینیں دیکھیں جو ان کی انگلیوں سے چار انگل یا ایک بالشت یا اسی کے قریب آگے بڑھ جاتی تھیں۔ موسیٰ بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو خز پہنتے دیکھا۔ خالد

بن الیاس سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر خز کا جبہ خز کی چادر اور خز کا عمامہ دیکھا۔

موسیٰ بن ابی بکر الانصاری سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ مرو کا کپڑا اور خز پہنتے تھے۔ ابومعشر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

افلح سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ خز کا جبہ زیتیہ پہنتے تھے اور عبدالرحمٰن بن القاسم خز کی چادر اوڑھتے تھے۔ عباد بن ابی علی سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد پر سبز خز کی ٹوپی اور سابری چادر دیکھی جس پر رنگین دھاریاں کسی قدر زعفران سے رنگی ہوئی تھیں۔ عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔ عطاف بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے بدن پر زرد خز کا جبہ اور اون کی چادر تھی۔

معاذ بن العلاء سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ کجاوے پر غباری رنگ کے خز کی چادر' بدن پر زرد خز کا جبہ اور گیرو کے رنگ کی چادر تھی۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر باریک کرتہ دیکھا۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت دیکھا جب بیماری میں ان کی عیادت کو گیا تھا' ان کے بدن پر زرد رنگ کی ایک تہبند تھی جس سے نصف ران باہر نکلی ہوئی تھی۔

ابوزبر عبداللہ بن العلاء بن زبر سے مروی ہے کہ میں قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا وہ ایک زرد رنگ کے خیمے میں تھے اور نیچے زرد فرش اور سرخ تکیے تھے۔ میں نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن یہ وہی چیز ہے جس کے متعلق میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس میں سے جسے استعمال کیا جائے کوئی حرج نہیں۔ (شبابہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ) تکلف کا کپڑا مکروہ ہے۔ خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی۔

سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت دیکھا جب انہوں نے شادی کی تھی وہ قدرے زعفران کے رنگ کی چادر اوڑھے تھے۔

عبدالرحمٰن بن القاسم سے مروی ہے کہ ان کے والد قاسم بحالت احرام خفیف عصفر (زرد رنگ کی گھاس) کی رنگی ہوئی چادریں استعمال کرتے تھے۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ خز کا لباس پہنتے تھے' اور بدن پر زرد تہبند تھی۔ خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر سفید عمامہ دیکھا جو ایک بالشت سے زیادہ پیچھے لٹکا ہوا تھا۔ محمد بن عمر سے مروی ہے کہ قاسم کے بدن پر خاکی خز کی چادر دیکھی۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو خضاب لگاتے نہیں دیکھا۔ ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو اپنا سر اور داڑھی مہندی سے رنگتے ہوئے دیکھا۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔ داؤد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ سر اور داڑھی میں مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنا سر اور داڑھی قریب میرے خضاب کے رنگتے تھے۔ محمد بن عمرو کی داڑھی کا خضاب زردی مائل مہندی کا تھا اور ان کا سر شوخ سرخ تھا۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ان کے بدن پر باریک کرتا تھا اور وہ اپنی داڑھی تیل سے زرد کرتے تھے۔

افلح بن حمید سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنی وصیت لکھوائی تو کہا کہ لکھو کاتب نے لکھا کہ یہ وہ ہے جس کی قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی جو گواہی دیتا ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں' قاسم نے کہا کہ اگر آج سے پہلے ہم اس کے گواہ نہ تھے تو ہم بدنصیب ہیں۔

سلیمان بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات قدید میں ہوئی' انہوں نے کہا کہ میرے انہیں کپڑوں میں جن میں میں نماز پڑھتا تھا (یعنی) میرے کرتے اور تہبند اور چادر میں مجھے کفن دینا' ان کے بیٹے نے کہا کہ اے والد آپ دو کپڑے نہیں چاہتے؟ انہوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی اسی طرح تین کپڑوں میں کفن دیا گیا' اور زندہ بہ نسبت میت کے نئے کپڑے کا زیادہ محتاج ہے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر تعریف نہ کی جائے۔ یزید سے مروی ہے کہ میں قاسم کی وفات میں موجود تھا' ان کی وفات قدید میں ہوئی' مشلل میں دفن کیے گئے' قدید اور اس کے درمیان قریب تین میل کا فاصلہ ہے' ان کے بیٹے نے تابوت اپنے کندھے پر رکھ لیا اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ مشلل پہنچ گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قاسم کی وفات ۱۰۸ھ میں ہوئی' جب وہ ستر یا بہتر برس کے تھے' تو ان کی نگاہ جا چکی تھی' ثقہ اور بلند و عالی مرتبہ فقیہ و امام و کثیر الحدیث و متقی تھے' ان کی کنیت ابو محمد تھی۔

عبداللہ بن محمد:

ابن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام سودہ تھا' عبداللہ یوم الحرہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں مقتول ہوئے ان کا کوئی پسماندہ نہ تھا۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما:

ابن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ قریبہ صغریٰ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم تھیں' ان کی خالہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے یہاں ابوبکر و طلحہ و عمران و عبدالرحمٰن پیدا ہوئے' نفیسہ' جن سے ولید بن عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا اور ام فروہ' ان سب کی والدہ عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ تھیں' عائشہ کی والدہ ام کلثوم بنت ابی

بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔

ام ابیہا بنت عبداللہ' ان کی والدہ مریم بنت عبداللہ بن عقال العقیلی تھیں۔

عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما' یہ وہی تھے جنہیں ابن ابی عتیق کہا جاتا تھا' ان کی والدہ رمیثہ بنت الحارث بن حذیفہ بن مالک بن ربیعہ بن اعیا بن مالک بن علقمہ ابن فراس بنی کنانہ میں سے تھیں۔

عبداللہ بن محمد کے یہاں محمد وابوبکر وعثمان وعبدالرحمن وعمر و عاتکہ و عائشہ وزینب پیدا ہوئیں' جن کی والدہ ام ابیہا بنت عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما تھیں۔

عائشہ بنت عبداللہ' کہا جاتا ہے کہ ان کا نام ام کلثوم تھا' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ آمنہ بنت عبداللہ' ان کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان التیمی تھیں' ام اسحاق کی اخیافی بہن فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھیں۔

سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

نام ونسب وکنیت:

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ سالم رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوعمیر تھی۔

سالم رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں عمر وابوبکر پیدا ہوئے جن کی والدہ ام الحکم بنت یزید بن عبد قیس تھیں۔ عاصم وجعفر وحفصہ وفاطمہ' جن کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالعزیز وعبدہ ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوعمر تھی' ابن ابی فدیک نے کہا کہ محمد بن ہلال نے ان سے ملاقات کی اور مسائل پوچھے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ سالم رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

نمازی مسلمان کے قتل سے انکار:

عطاء بن السائب سے مروی ہے کہ حجاج (بن یوسف) نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو تلوار دی اور ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا' سالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو' اس نے کہا ہاں' آپ اس کام کو جاری کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ پوچھا' کیا تم نے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔

سالم رحمۃ اللہ علیہ حجاج کے پاس واپس گئے' تلوار اس کے آگے پھینک دی اور کہا کہ اس شخص نے بیان کیا کہ مسلمان ہے اور آج صبح کی نماز پڑھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے نماز صبح پڑھی تو وہ اللہ کی ذمہ داری میں ہے۔

حجاج نے کہا کہ ہم اسے نماز صبح پر قتل نہیں کرتے تھے' وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے قتل عثمان رضی اللہ عنہ پر مدد کی تھی' سالم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہاں مجھ سے زیادہ عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والا کون ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نظر میں آپ کا مقام:

اس کی خبر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ہوئی تو فرمایا کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کیا' لوگوں نے کہا کہ انہوں نے یہ یہ کیا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عقلمند ہے' عقلمند ہے۔ خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سالم رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں ملامت کی جاتی تو وہ کہتے:

یلو موننی فی سالمٍ والو مهم وجِلْدة بین العین والانف سالم

''سالم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں اور میں انہیں ملامت کرتا ہوں سالم رحمۃ اللہ علیہ تو ایسے ہیں جیسے آنکھ اور ناک کی درمیانی کھال''۔

انگوٹھی کا نقش:

حنظلہ سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی انگوٹھی چاندی کی تھی جو ان کے بائیں ہاتھ کی خنصر میں تھی اس کا نقش ''سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما'' تھا۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا۔ خالد سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح دیکھا کہ ہاتھ میں انگوٹھی تھی' حالانکہ وہ حالت احرام میں تھے۔

سر اور داڑھی کے بال:

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں بالکل نہیں کترتے تھے' اس میں سے اچھی طرح کترتے تھے۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔ ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کے سر اور داڑھی کو سفید دیکھا۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کے سر اور داڑھی کو سفید دیکھا۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو خضاب کرتے نہیں دیکھا۔

لباس وپوشاک:

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی اور میں نے ان کے سر پر سفید عمامہ دیکھا' جس کا ایک بالشت سے زیادہ حصہ وہ اپنے پیچھے لٹکاتے تھے۔

امام دار مصقلہ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے بدن پر کتان کا کرتا دیکھا جو آگ کی طرح (سرخ) تھا۔ داؤد بن سنان مولائے عمر بن تمیم الحکمی سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ ان کے بدن پر آدھی پنڈلی تک کا کرتا تھا۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ کتان کا کرتا اور چادر استعمال کرتے تھے۔ ایوب سے مروی ہے کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کرتے اور ایک جبے میں جس کے اوپر انہوں نے تہبند باندھ لی تھی' ہماری امامت کی۔ نافع سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما' عبداللہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ارغوانی (سرخ) چار جامے پر سوار ہوتے تھے۔

عطاف بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ ایسی چھوٹی تہبند باندھتے تھے جس کا حاشیہ نہ ہوتا تھا حالانکہ ان کا شکم فراخ تھا۔

کثیر بن زید سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ ایک کرتا پہنے نماز پڑھتے' گھنڈیاں کھلی ہوتیں۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے کرتے میں گھنڈی نہیں دیکھی' نہ جاڑے میں نہ گرمی میں۔ فطر سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو تہبند کھولے ہوئے دیکھا۔

عبدالملک بن قدامہ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا کہ ان کے کرتے کی گھنڈیاں کھلی ہوئی تھیں۔ عبدالملک بن قدامہ الجمحی سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے کرتے کی گھنڈیاں کھول کر نماز پڑھتے دیکھا۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو اس طرح مسجد سے نکلتے دیکھا کہ ان کی گھنڈی کھلی ہوئی تھی۔ خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو کرتے کی گھنڈیاں کھولے ہوئے دیکھا۔ خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ بحالت احرام اکثر اپنی پشت دھوپ میں رکھتے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو مکے کے راستے پر حج میں بحالت احرام دیکھا' وہ تلبیہ (لبیک لبیک الخ) کہہ رہے تھے حالانکہ پشت کھولے ہوئے اور چادر اپنی رانوں پر ڈالے ہوئے تھے' میں نے دیکھا کہ ان کی کھال آفتاب کی وجہ سے اکھڑ رہی تھی۔

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ عمرے کے سفر سے واپس آئے جب وہ ایسے سواروں سے ملتے تھے جو تہلیل (لا الٰہ الا اللہ) کہہ رہے تھے تو وہ اور ان کے ساتھی تکبیر کہتے۔

سلیمان بن ابی الربیع سے مروی ہے کہ میں سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس گیا' دیکھا کہ بیٹھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے' قیام چوزانو ہو کر کرتے اور جب جلوس کا ارادہ کرتے تو دوزانو بیٹھ جاتے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ان کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو وہ درست کر کے ایک ہی جوتی پہنے چلتے' جب اس باب میں کہا جاتا تو کہتے کہ اس سے مجھے کیا ضرر پہنچا' کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کھجور کی چھال کا تسمہ بنا لیتے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ گھر میں آتے تھے اور ہم لوگوں کو کھیلتا ہوا پاتے تھے' حالانکہ ہم بچے تھے مگر وہ ہمیں اپنی چادر کے کنارے سے مارتے تھے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ صبح ہی کو صدقۂ فطر کی کھجوریں لے جاتے' اور نوحہ کرنے والی

اور ہمارے مددگار رہیں ہم سب ان کے مددگار ہیں سب نے انہیں بلایا کہ ٹھہرائیں اور نکاح کریں مگر انہوں نے کہا کہ مجھے تین دن کی مہلت دو۔

کوہ حراء پر گئے اور تین دن تک اس کی چوٹی پر عبادت کی اترے تو یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ قریش میں سب سے پہلے جو شخص ملے گا اس سے مخالفت کر لیں گے سب سے پہلے انہیں جو صاحب ملے وہ عبدعوف بن عبد بن الحارث ابن زہرہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے دادا تھے انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا دونوں روانہ ہوئے اور مسجد میں آئے بیت اللہ کے پاس کھڑے ہوئے اور معاہدہ حلف کیا عبدعوف نے ان کے لئے حلف کو مضبوط کر دیا۔

ابراہیم بن قارظ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے (روایت) سنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ مجھے اہل کوفہ نے اس طرح تنگ کیا کہ نہ وہ کسی امیر سے خوش ہیں اور نہ کوئی امیر ان سے خوش ہے۔

عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسعود بن نافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل جو بنی زہرہ بن کلاب کے حلفا تھے ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عتبہ کو بازار پر عامل بنایا انہیں حکم دیا کہ سوتی کپڑے سے محصول لیا کریں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عتبہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے بعد کو وہ کوفہ منتقل ہو گئے اور وہیں رہے کوفے ہی میں عبدالملک بن مروان کی خلافت اور بشر بن مروان کی ولایت عراق میں ان کی وفات ہوئی۔

ثقہ و عالی قدر و کثیر الحدیث و کثیر الفتویٰ و فقیہ تھے۔

نوفل بن ایاس الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

نوفل بن ایاس الہذلی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رمضان میں بزمانہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مسجد میں (تراویح کے لیے) گروہ گروہ ہو کر یہاں اور یہاں کھڑے ہوتے تھے لوگ زیادہ خوش آواز کی طرف جھکتے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں نے قرآن کو گانا بنا لیا ہے واللہ اگر مجھ سے ہو سکا تو ضرور اس طریقے کو بدل دوں گا وہ صرف تین ہی رات ٹھہرے کہ ابی بن کعب کو حکم دیا تو انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ عمر رضی اللہ عنہ سب سے آخری صف میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ بدعت ہے تو کیسی اچھی بدعت ہے۔

حارث بن عمرو الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں جن میں نماز کے بارے میں ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے نام ان کا فرمان بھی ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی روایت کی ہے۔ حارث بن عمرو کی وفات ۷۰ھ میں ہوئی۔

یہاں ابوبکر و عمر و عبداللہ و محمد و ام عمر پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ عائشہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما تھیں۔

قاسم بن عبداللہ اور ابوعبیدہ و عثمان و ابوسلمہ و زید و عبدالرحمن و حمزہ و جعفر' یہ دونوں (حمزہ و جعفر) تو (جڑواں) تھے' اور قریبہ و اسماء' ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔ اسماعیل ایک ام ولد سے تھے۔ خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ کی کنیت ابوبکر تھی۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے عبیداللہ بن عبداللہ کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی۔ اور عمامہ دیکھا جسے وہ اپنے پیچھے ایک بالشت سے زیادہ لٹکاتے تھے۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے جسم پر کسم کی رنگی ہوئی دو چادریں دیکھیں جن میں وہ بعد عصر جاتے اور انہیں میں عشاء میں آتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبیداللہ بن عبداللہ جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں عبداللہ ابن عبداللہ سے عمر میں زیادہ تھے' ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ عبیداللہ بن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر تھے' عبیداللہ کی قبر پر ایک خیمہ تھا اور پانی چھڑکا ہوا تھا۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

حمزہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں' وہی سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی بھی والدہ تھیں۔ حمزہ کی کنیت ابوعمارہ تھی' زہری نے ان سے روایت کی ہے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

حمزہ بن عبداللہ کے یہاں عمر و ام المغیرہ و عبدہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام حکیم بنت المغیرہ بن الحارث بن ابی ذویب تھیں۔ عثمان و معاویہ و ام عمر و ام کلثوم و ابراہیم و ام سلمہ و عائشہ و لیلیٰ مختلف امہات اولاد سے پیدا ہوئیں۔

زید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ زید بن عبداللہ کے یہاں محمد و ام حمید و ام زید و فاطمہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام حکیم بنت عبیداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما تھیں۔

عبداللہ بن زید و ابراہیم و عمر و فاطمہ و حفصہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام ولد حکمیہ تھیں۔ سودہ بنت زید ام ولد یمانیہ سے پیدا ہوئیں۔

زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سب سے بڑے بیٹے تھے' وہ انہیں ان کی حیات ہی میں چھوڑ کر کوفے آ گئے اور وہیں مقیم ہو گئے' ان کی وفات بھی وہیں ہوئی' یمن اور کوفے میں ان کی پس ماندہ اولاد تھی۔

بلال بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ بلال کے یہاں عبدالرحمن پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام سعید بنت ابی

نعیم ابن عامر بن سیار بن ضبیعہ قبیلہ خزاعہ میں سے تھیں۔

واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ' ان کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود الثقفی تھیں۔ واقد بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ امتہ اللہ بنت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ بنی مخزوم میں سے تھیں۔ زہری سے مروی ہے کہ واقد بن عبداللہ کی وفات بحالت احرام السقیا میں ہوئی' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں پانچ کپڑوں میں کفن دیا جن میں کرتا اور عمامہ بھی تھا۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ واقد بن عبداللہ کی وفات السقیا میں ہوئی' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان پر نماز پڑھ کر انہیں دفن کر دیا۔ پھر اعراب کو بلایا اور سبق دینے لگے' میں نے کہا کہ آپ نے ابھی ابھی واقد کو دفن کیا اور آپ اعراب کو سبق دیتے ہیں' فرمایا کہ اے نافع تم پر افسوس ہے' تم جب اللہ کو دیکھو کہ وہ کسی امر پر غالب آ گیا تو اس سے غافل ہو جاؤ۔

محمد بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ قتیلہ بنت عمرو ابن الارزق بن قیس بن النعمان بن معدی کرب بن علکب بن کنانہ بن تیم بن اسامہ بن مالک بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب بن وائل تھیں۔

محمد بن جبیر کے یہاں سعید پیدا ہوئے انہیں سے ان کی کنیت تھی اور ام سعید وام سلیمان وام حبیب وام عثمان وحمیدہ' ان سب کی والدہ فاختہ بنت عدی الاصغر بن الخیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھیں۔

سہلہ بنت محمد ان کی والدہ ام سعید بنت عیاض بن عدی بن الخیار بن عدی تھیں۔ عمر بن محمد وایوب وابان وابوسلیمان' ان سب کی والدہ ام ایوب بنت سعد بن ابی وقاص تھیں۔ جبیر بن محمد' ان کی والدہ کبشہ بنت شرحبیل بن عریب بن عبد کلال تھیں۔ عبدالرحمٰن وعبداللہ وعبیدہ امہات اولاد سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ محمد بن جبیر اور ان کے بھائی نافع بن جبیر مدینے میں اپنے والد کے مکان میں رہتے تھے' محمد کی وفات سلیمان بن عبدالملک کے عہد خلافت میں ہوئی۔

ابی مالک الحمیری سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو جس روز ان کے بھائی محمد بن جبیر کی وفات ہوئی دیکھا کہ اپنی چادر پشت سے اتارے ہوئے جا رہے تھے' راوی نے کہا کہ محمد ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ ام قتال بنت نافع بن ضریب بن نوفل تھیں۔ نافع بن جبیر کے یہاں محمد وعمرو وابوبکر پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ ام سعید بنت عیاض بن عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل تھیں۔

علی بن نافع ان کی والدہ میمونہ بنت عبداللہ بن العباس رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب ابن ہاشم تھیں۔ نافع کی کنیت ابو محمد تھی۔ ولید بن عبداللہ بن جمیع سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ سیاہی کا خضاب لگاتے تھے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن موہب سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ سیاہی کا خضاب لگاتے تھے۔

ابوالغصن ثابت بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دانتوں کو سونے کے گھیروں سے باندھے ہوئے دیکھا۔ ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ سوائے سفید کے اور کوئی رنگ نہیں پہنتے تھے۔ ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ سفید عمامہ اور بے استر کی ٹوپی پہنتے تھے۔ موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ خز پہنتے تھے۔

نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مجھ سے کہا گیا' لوگ کہتے ہیں کہ گویا میں تکبر کرتا ہوں' واللہ میں گدھے پر سوار ہوا ہوں' کملی استعمال کی ہے اور بکری کا دودھ دوہا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے یہ افعال کیے' اس میں ذرا بھی کبر نہیں۔

عمران بن موسیٰ سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ حج کو پیادہ جاتے تھے حالانکہ ان کی سواری کجاوہ کسی ہوئی ان کے پیچھے ہوتی تھی۔

جویریہ ابن اسماء وعبداللہ بن جعفر بن نجیح سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ علاء بن عبدالرحمن الحرقی کے حلقہ درس میں بیٹھے جو لوگوں کو پڑھا رہے تھے جب فارغ ہوئے تو (نافع نے) کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس کیوں بیٹھا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اس لیے بیٹھے کہ (درس) سنیں۔ انہوں نے کہا نہیں' میں اس لیے تم لوگوں کے پاس بیٹھا کہ تمہارے پاس بیٹھنے سے اللہ کے آگے تواضع کروں۔

دوسرے راوی نے کہا کہ نماز کا وقت آ گیا تو نافع نے ایک شخص کو (امامت کے لیے) آگے کر دیا' جب نماز پڑھ لی تو کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں آگے کر دیا' اس نے کہا کہ آپ نے اس لیے مجھے آگے کر دیا کہ میں آپ لوگوں کو نماز پڑھاؤں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے تمہیں اس لیے آگے کر دیا تھا کہ میں تمہارے پیچھے نماز پڑھنے سے اللہ کے آگے تواضع کروں۔

عبدالرحمن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات مدینے میں ۹۹ھ میں آخر خلافت سلیمان بن عبدالملک میں ہوئی۔ نافع نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' ثقہ تھے' ان کی اکثر حدیثیں اپنے بھائی سے ہیں۔

ابوبکر بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی تھیں۔

ابوبکر کے یہاں عبدالرحمن پیدا ہوئے جن کی نسل ختم ہوگئی عبداللہ وعبدالملک وہشام جن کا کوئی بقیہ تھا' سہیل جن کا کوئی بقیہ نہ تھا اور حارث ومریم' ان سب کی والدہ سارہ بنت ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

ابوسلمہ جن کا کوئی بقیہ نہ تھا اور عمر وام عمرو جن کا نام ربیحہ تھا' ان سب کی والدہ قریبہ بنت عبداللہ بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں' قریبہ کی والدہ زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر ابن مخزوم تھیں اور زینب کی والدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

فاطمہ بنت ابی بکر' ان کی والدہ رمیثہ بنت الولید بن طلیہ بن قیس بن عاصم المنقری تھیں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابوبکر' عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پیدا ہوئے' ان کی بزرگی اور کثرت نماز کی وجہ سے انہیں راہب قریش کہا جاتا تھا' بینائی جاتی رہی تھی' ان کا کوئی نام نہ تھا' کنیت ہی سے پکارے جاتے تھے' جنگ جمل میں وہ اور عروہ بن الزبیر چھوٹے سمجھ کر واپس کر دیئے گئے' ابومسعود الانصاری و عائشہ و ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور وہ ثقہ وفقیہ وکثیر الحدیث و عالم و عاقل و بلند مرتبہ وسخی تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر خز کی چادر دیکھی۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں بالکل نہیں کتروایا کرتے تھے بلکہ خوبی کے ساتھ کترتے تھے۔

عثمان بن محمد سے مروی ہے کہ عروہ نے بنی مصعب کے مالوں میں سے کوئی مال ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بطور امانت رکھ دیا' کل مال یا اس کا کچھ حصہ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ضائع ہو گیا' عروہ نے کہا بھیجا کہ آپ پر تاوان نہیں ہے' آپ تو صرف امین تھے' ابوبکر نے کہا کہ مجھے بھی معلوم ہے کہ مجھ پر تاوان نہیں ہے' لیکن آپ ایسے نہ تھے کہ قریش سے بیان کرتے کہ میری امانت برباد گئی' انہوں نے اپنا کوئی مال فروخت کر کے ادا کر دیا۔ عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اپنے غسل خانے میں داخل ہوئے' اسی میں ناگہانی طور پر ان کی وفات ہوگئی۔

عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے عصر کی نماز پڑھی اور غسل خانے میں داخل ہوئے' گر پڑے تو کہنے لگے کہ واللہ مجھے اس دن کے شروع میں کوئی چیز حادث نہیں ہوئی' راوی نے کہا کہ مجھے معلوم نہ ہوا کہ ان کی وفات تک سورج غروب ہو گیا تھا' یہ ۹۴ھ میں مدینے میں ہوا' محمد بن عمر نے کہا کہ اس سال کو فقہاء کی کثرت وفات کی وجہ سے سال فقہاء کہا جاتا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبدالملک بن مروان ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعظیم وتکریم کرتا تھا' اس نے ولید و سلیمان کو ان کے اکرام کی وصیت کی تھی' عبدالملک نے کہا کہ اہل مدینہ ہمارے یہاں برا اثر پیدا کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ کسی امر کے کرنے کا قصد کرتا ہوں' مگر ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کر کے ان سے شرماتا ہوں اور اس امر کو ترک کر دیتا ہوں۔

عکرمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

عکرمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں عبداللہ اکبر پیدا ہوئے' ان کی والدہ عاتکہ بنت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ تھیں۔ محمد' ان کی والدہ ام سلمہ بنت عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن المغیرہ تھیں۔

عبداللہ اصغر و حارث' ان دونوں کی والدہ دختر عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن المغیرہ تھیں۔ عثمان' ان کی والدہ ام عبدالرحمٰن بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن زمعہ بن الاسود تھیں۔ ام سعید بنت عکرمہ ام ولد سے تھیں۔ عکرمہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی' ان کی وفات یزید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں ہوئی' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل بن عمرو تھیں۔ محمد بن

عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں قاسم و فاختہ پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ ام علی بنت یسار بن قیس بن الحارث بنی الحارث بن عبد مناۃ بنی کنانہ میں سے تھیں۔

خالد وابوبکر وسلمہ و ہشام وحنتمہ وام حکیم' ان سب کی والدہ ام سلمہ بنت عبداللہ ابن ابی احمد بن جحش تھیں۔ زہری نے محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے' وہ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ' ان کی والدہ سعدیٰ بنت عوف بن خارجہ ابن سنان بن ابی حارثہ بن مرہ بن نشبہ بن غیظ بن مرہ تھیں۔ مغیرہ کی کنیت ابوہاشم تھی۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حارث ومعاویہ وسعدیٰ پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ ام البنین بنت حبیب بن یزید بن الحارث بنی مرہ کی تھیں۔

عیینہ وام البنین' ان دونوں کی والدہ فارعہ بنت سعید بن عیینہ بن حصن بن حذیفہ ابن بدر الفزاری تھیں۔ ابراہیم وسیع ایک ام ولد سے تھے اور یحییٰ وسلمہ ایک ام ولد سے۔

عبدالرحمٰن وہشام وابوبکر' ان تینوں کی والدہ ام یزید بنت الاشعث بنی جعفر ابن کلاب میں سے تھیں۔ عثمان وصدقہ وربیحہ' ان سب کی والدہ بہیم بنت صدقہ بن شعیب قبیلہ کلب کے بنی حلیم بن خباب میں سے تھیں۔ محمد' ان کی والدہ ام خالد بنت خالد بن محمد بن عبداللہ بن زہیر بن ابی امیہ ابن المغیرہ تھیں۔

ام البنین' ان کی والدہ ام البنین بنت عبداللہ بن حنظلہ بن عبیدہ بن مالک بن جعفر تھیں۔ ریطہ' ان کی والدہ قریبہ بنت واقع بن حکمہ بن نجبہ بن ربیعہ بن رباح تھیں۔ آمنہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مغیرہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کئی مرتبہ مجاہد بن کے ملک شام گئے۔ وہ اس لشکر مسلمہ میں تھے جو ملک روم میں روک لیے گئے تھے' یہاں تک کہ ان لوگوں کو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے واپس کیا' ان کی بینائی جاتی رہی' مدینے میں واپس آ گئے اور مدینے ہی میں ان کی وفات ہوئی' انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ انہیں شہداء کے ساتھ احد میں دفن کیا جائے' مگر ان کے متعلقین نے یہ نہیں کیا اور انہیں بقیع میں دفن کیا۔ ان سے روایت کی گئی ہے' ثقہ وقلیل الحدیث تھے' البتہ مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے راوی تھے جسے ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا تھا' مغازی کی تعلیم ان کے ہاں بہت تھی' اور ہمیں تعلیم مغازی کی تاکید بھی کیا کرتے۔

ابوسعید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ' ان کی والدہ ام رسن بنت الحارث بن عبداللہ بن الحصین ذی الغصہ بنی الحارث بن کعب میں سے تھیں۔

ابوسعید کے یہاں محمد پیدا ہوئے' ان کی والدہ میمونہ بنت عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب تھیں۔ ولید' ان کی والدہ امامہ بنت عبداللہ بن الحصین ذی الغصہ الحارثی تھیں۔ ابوسعید خلافت یزید بن معاویہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں قتل کیے گئے۔

تابعین طبقہ ثانیہ

علی بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام غزالہ تھا ان سے حسین کے بعد زبید مولائے حسین بن علی نے نکاح کیا' ان سے ان کے یہاں عبداللہ بن زبید پیدا ہوئے' وہ علی بن حسین کے اخیافی بھائی تھے' اوران علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد حسین رضی اللہ عنہ سے پس ماندہ اولاد تھی۔ اور وہ علی اصغر بن حسین تھے۔ لیکن علی اکبر بن حسین رضی اللہ عنہ نہر کربلا پر اپنے والد کے ساتھ قتل کر دیئے گئے اوران کی پس ماندہ اولاد نہ تھی۔ چنانچہ علی اصغر بن حسین بن علی کے یہاں الحسن بن علی پیدا ہوئے جولا ولد مر گئے۔ اورالحسین اکبر جولا ولد مر گئے اورابومحمد ابوجعفر فقیہ اورعبداللہ' اوران سب کی والدہ ام عبداللہ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہا تھیں۔ اورعمرو زید جوکوفے میں قتل کیے گئے جن کو یوسف بن عمر الثقفی نے ہشام بن عبدالملک کے زمانہ خلافت میں قتل کر کے دار پر لٹکا دیا۔ اورعلی بن علی وخدیجہ' اوران سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ اورحسین اصغر بن علی وام علی بنت علی اورانہیں کا نام علیہ تھا' اوران دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ اورکلثوم بنت علی وسلیمان کہ جن کی بقیہ اولاد نہ تھی اورملیکہ چندام ولد سے تھے۔ اور القاسم وام الحسن جن کا نام حسنہ تھا اورام الحسین وفاطمہ چندام ولد سے تھیں۔

میدان کربلا میں:

علی بن الحسین اپنے والد کے ساتھ (کربلا میں) تھے' اس وقت تیرہ سال کی عمر تھی اور بحالت بیماری اپنے بستر پر سورہے تھے' جب حسین رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے' تو شمر بن ذی الجوشن نے کہا کہ انہیں بھی قتل کر دو۔ ان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ کیا ہم ایسے نوخیز جوان مریض کو قتل کر دیں جس نے قتال نہیں کیا۔ عمر بن سعد آئے' انہوں نے کہا کہ نہ ان عورتوں سے بولو اور نہ اس مریض سے۔

پناہ دینے والے کا عجیب سلوک:

علی بن الحسین رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے انہیں میں سے ایک شخص نے پوشیدہ کر دیا اورخوبی کے ساتھ میری مہمان نوازی کی' میرے ساتھ خاص برتاؤ کیا۔ جب میں باہر جاتا اوراندر آتا تو رویا کرتا اور کہتا کہ اگر کسی شخص کے پاس نیکی ووفاداری ہے تو وہ اسی شخص کے پاس ہے۔

بالآخر ابن زیاد کے منادی نے ندا دی کہ خبردار' جو شخص علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو پائے وہ انہیں ہمارے پاس لے آئے' ہم نے ان کے بارے میں تین سو درہم انعام مقرر کیا ہے۔

واللہ وہ شخص روتا ہوا میرے پاس آیا' میرے ہاتھ گردن کی طرف باندھنے لگا اور کہنے لگا کہ میں ڈرتا ہوں' واللہ وہ مجھے ان

لوگوں کے پاس بندھا ہوا لے گیا' ان کے حوالے کر دیا اور تین سو درہم لے لیے' میں ان درہموں کو دیکھ رہا تھا۔

ابن زیاد کے سامنے پیشی:

میں گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس پہنچا دیا گیا' اس نے کہا کہ آپ کا کیا نام ہے' میں نے کہا علی بن حسین رضی اللہ عنہ۔ پوچھا کیا اللہ نے علی رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کر دیا؟ میں نے کہا کہ میرے ایک بڑے بھائی تھے جن کا نام بھی علی تھا' انہیں لوگوں نے قتل کر دیا۔ اس نے کہا' نہیں' اللہ نے انہیں قتل کیا' میں نے کہا کہ:

﴿ اللّٰہ یتوفی الا نفس حین موتھا ﴾

''اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت لے لیتا ہے''۔

اس نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ زینب بنت علی رضی اللہ عنہ (بن ابی طالب) نے پکار کر کہا کہ اے ابن زیاد تجھے ہم لوگوں کے خون (تو کر چکا) کافی ہیں' میں اللہ کے واسطے تجھ سے درخواست کرتی ہوں کہ بغیر مجھے ان کے ساتھ قتل کیے انہیں قتل نہ کرنا' اس نے انہیں چھوڑ دیا۔

یزید کا ابن حسین سے سلوک:

حسین رضی اللہ عنہ کا اسباب اور ان کے بقیہ متعلقین جب یزید بن معاویہ کے پاس لائے گئے اور وہ لوگ اس کے پاس داخل کیے گئے تو اہل شام میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ ان لوگوں کے قیدی ہمارے لیے حلال ہیں۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو جھوٹا اور ذلیل ہے' یہ تیرے لیے نہیں ہے تاوقتیکہ تو ہماری ملت سے باہر نہ ہو جائے اور ہمارے خلاف دین نہ اختیار کرے۔

یزید نے دیر تک کنکھیوں سے دیکھا اور اس شامی سے کہا کہ بیٹھ اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں کہ ہمارے پاس قیام کریں تاکہ ہم آپ کے ساتھ احسان کریں اور آپ کے لیے آپ کا حق پہنچائیں تو آپ (قیام) کیجئے اور اگر آپ چاہیں کہ میں آپ کو آپ کے شہر واپس کر دوں اور آپ کے ساتھ احسان کروں (تو میں یہ بھی کر سکتا ہوں)۔

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں' مجھے میرے شہر کو واپس کر دو' اس نے انہیں ان کے شہر واپس کر دیا' اور ان کے ساتھ احسان کیا۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسین تھی اور دوسری حدیث میں ہے کہ ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ عیزار بن حریث سے مروی ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے کہا کہ حبیب ابن حبیب کو مرحبا۔

نصر بن اوس سے مروی ہے کہ میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو' میں نے کہا کہ قبیلہ طے سے' انہوں نے کہا کہ خدا تمہیں زندہ رکھے اور تمہاری قوم کو زندہ رکھے جن کی طرف تم نے نسبت کی' تمہارا قبیلہ بڑا اچھا قبیلہ ہے' میں نے کہا کہ آپ کون ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں علی بن الحسین رضی اللہ عنہ ہوں۔ میں نے کہا کہ کیا وہ اپنے والد کے ساتھ قتل نہیں کیے گئے' انہوں نے کہا کہ اے میرے پیارے فرزند اگر وہ قتل کر دیئے جاتے تو تم انہیں نہ دیکھتے۔

مقبری سے مروی ہے کہ مختار نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو ایک لاکھ درہم بھیجے' انہوں نے قبول کرنا بھی پسند نہ کیا اور واپس کرنے سے بھی ڈرے' انہوں نے ان کو لے لیا اور اپنے پاس رکھے رہے جب مختار قتل کر دیا گیا تو علی بن حسین نے عبدالملک بن

مروان کو لکھا کہ مختار نے مجھے ایک لاکھ درہم بھیجے تھے' میں نے انہیں واپس کرنا بھی ناپسند کیا اور لینا بھی ناپسند کیا' وہ میرے پاس ہیں لہٰذا کسی کو بھیجو کہ انہیں لے لے۔ عبدالملک نے لکھا کہ اے بھتیجے آپ انہیں لے لیجئے' وہ میں نے آپ کے لیے حلال کر دیئے ہیں' انہوں نے ان کو قبول کر لیا۔

عیسیٰ بن دینار مؤذن سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر سے مختار کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کعبے کے دروازے پر کھڑے ہوئے مختار پر لعنت کر رہے تھے' ان سے ایک شخص نے کہا کہ اللہ مجھے آپ پر فدا کرے' آپ اس پر لعنت کرتے ہیں حالانکہ وہ محض آپ ہی لوگوں کے بارے میں ذبح کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ بڑا جھوٹا تھا' اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولا کرتا تھا۔

تقیہ سے برأت اور تقیہ بازوں کی مذمت:

ابی جعفر سے مروی ہے کہ ہم لوگ بغیر تقیے کے ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں' اور میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ پر گواہی دیتا ہوں کہ وہ بھی ان لوگوں کے پیچھے بغیر تقیے کے نماز پڑھتے تھے۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا چھوڑ دینے والا کتاب اللہ کو اپنے پس پشت پھینک دینے والے کے مثل ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ ڈرتا ہو' کہا گیا کہ اس کا خوف کیا ہے' انہوں نے کہا کہ سرکش ظالم سے ڈرے کہ وہ اس پر ظلم کرے گا یا شرارت کرے گا۔

حُبِّ اہل بیت کی ترغیب:

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے جو ان ہاشمیوں میں سب سے افضل تھے جن کو میں نے پایا سنا کہ اے لوگو' ہم سے اسلامی محبت کرو' کیونکہ ہم سے تمہاری محبت برابر رہی یہاں تک کہ وہ ہم پر عار ہو گئی۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سے اسلامی محبت کرو۔ کیونکہ واللہ ہمارے متعلق تمہارے اقوال برابر رہے' یہاں تک کہ تم نے ہمیں لوگوں کے نزدیک قابل نفرت بنا دیا۔

عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن موہب سے مروی ہے کہ ایک جماعت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان کی تعریف کی' انہوں نے کہا کہ تم لوگ کس قدر جھوٹے ہو اور کس قدر اللہ پر جرأت کرنے والے ہو۔ ہم اپنی قوم کے صالحین میں سے ہیں اور ہمیں یہی کافی ہے کہ ہم اپنی قوم کے صالحین میں سے ہیں۔

یزید بن عیاض سے مروی ہے کہ زہری سے قتل خطا سرزد ہو گیا تو وہ نکلے اور اپنے متعلقین کو چھوڑ دیا' ایک خیمہ نصب کر لیا اور کہا کہ مجھ پر کسی مکان کی چھت سایہ فگن نہ ہو گی ان کے پاس سے علی بن حسین رضی اللہ عنہ گزرے اور کہا کہ اے ابن شہاب تمہاری مایوسی تمہارے گناہ سے بہت زیادہ ہے اللہ سے ڈرو اور اس سے طلب مغفرت کرو۔ اس مقتول کے متعلقین کو خون بہا بھیج دو اور اپنے متعلقین کے پاس واپس جاؤ۔ زہری کہا کرتے تھے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا سب سے زیادہ مجھ پر احسان ہے۔

عثمان بن عثمان سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکی کا اپنے آزاد کردہ غلام سے نکاح کر دیا اور اپنی ایک

لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ عبدالملک بن مروان نے انہیں لکھ کر اس واقعے پر عار دلائی۔ علی رضی اللہ عنہ نے اسے لکھا کہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کے اندر اچھا نمونہ ہے' رسول اللہ ﷺ نے صفیہ بنت حیی کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کر لیا' اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا اور ان سے اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا۔

مروان کا سلوک:

عبداللہ بن علی بن حسین سے مروی ہے کہ جب حسین رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو مروان نے میرے والد سے کہا کہ آپ کے والد نے میرے والد سے چار ہزار دینار مانگے تھے مگر وہ میرے پاس موجود نہ تھے' آج میرے پاس موجود ہیں' آپ اگر چاہیں تو لے لیجئے۔ والد نے وہ لے لیے۔ اولاد مروان میں سے کسی نے ان کے متعلق کچھ نہ کہا یہاں تک کہ جب ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اس نے والد سے کہا کہ ہمارا وہ حق کیا ہوا جو آپ لوگوں کی طرف ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ محفوظ و قابل شکر گزاری ہے' اس نے کہا وہ آپ ہی کا ہے۔

شعیب بن ابی حمزہ سے مروی ہے کہ زہری جب علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو کہتے کہ وہ اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ میانہ رو اور سب سے بہتر عبادت گزار اور مروان بن الحکم و عبدالملک بن مروان کو ان سب سے زیادہ محبوب تھے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ ان سے یوم الحرہ کو دریافت کیا کہ آپ اس میں کوئی آپ کے اہل بیت میں سے بھی نکلا تھا' انہوں نے کہا کہ نہ اس میں آل ابی طالب میں سے کوئی نکلا اور نہ بنی عبدالمطلب میں سے' وہ لوگ اپنے گھروں ہی میں رہے' پھر جب مسرف آیا اور اس نے لوگوں کو قتل کیا اور عقیق کو گیا تو اس نے میرے والد علی بن حسین کو دریافت کیا کہ آیا وہ موجود ہیں۔ کہا گیا کہ ہاں' اس نے کہا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں انہیں نہیں دیکھتا۔

والد کو معلوم ہوا تو وہ اس کے پاس آئے' ہمراہ محمد بن علی ابن الحنفیہ کے دونوں بیٹے ابو ہاشم عبداللہ اور حسن بھی تھے۔ جب اس نے والد کو دیکھا تو انہیں مرحبا کہا اور ان کے لیے اپنے تخت پر گنجائش کر دی' پوچھا کہ آپ میرے بعد کیسے رہے' انہوں نے کہا کہ میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں' مسرف نے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے آپ کے ساتھ نیکی کی نصیحت کی ہے' والد نے کہا کہ اللہ امیر المومنین کو صلہ دے' پھر اس نے ابو ہاشم اور حسن فرزندان محمد کو دریافت کیا تو میں نے کہا کہ وہ دونوں میرے چچا کے بیٹے ہیں' اس نے ان دونوں کو مرحبا کہا اور وہ سب اس کے پاس سے واپس ہوئے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ علی بن حسین بن ابی طالب رضی اللہ عنہما عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے پاس ان سے کچھ پوچھنے کے لیے آئے۔ عبیداللہ بن عبداللہ کے ساتھی ان کے پاس تھے اور وہ نماز پڑھ رہے تھے' علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے' نماز سے فارغ ہو کر عبیداللہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے' ان لوگوں نے کہا کہ اللہ آپ سے مستفید کرے' آپ کے پاس یہ صاحب آئے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے فرزند اور ان کے جانشین ہیں اور آپ سے کچھ دریافت کرتے ہیں' اگر آپ ان کی ضرورت پوری کر دیتے (تو بہتر ہوتا) پھر جو کام کر رہے ہیں کرتے۔ عبیداللہ نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ افسوس ہے جو اس شان کو طلب کرے اس کے لیے ضروری ہے کہ مشقت بھی اٹھائے۔

ایک شیخ سے جن کا نام مستقیم تھا مروی ہے کہ ہم علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس رہتے تھے' ان کے پاس سائل آتا تو کھڑے ہو جاتے اور اسے دیتے اور کہتے کہ صدقہ سائل کے ہاتھ میں پڑنے سے پہلے اللہ کے ہاتھ میں پڑتا ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا۔

مسعود بن مالک سے مروی ہے کہ مجھ سے علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سعید ابن جبیر کیسے ہیں؟ میں نے کہا نیک ہیں' انہوں نے کہا کہ وہ ایسے شخص ہیں جو ہمارے پاس سے گزرتے ہیں تو ہم ان سے فرائض اور وہ اشیاء دریافت کرتے ہیں جن کے ذریعے سے اللہ ہمیں فائدہ دیتا ہے بے شک وہ چیز ہمارے پاس نہیں جس کی یہ اہل عراق ہم پر تہمت لگاتے ہیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ عثمان رضی اللہ عنہ حق کے طور پر قتل نہیں کیے گئے۔

نماز میں کمال درجہ خشیت الٰہی:

عبداللہ بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ علی بن الحسین رضی اللہ عنہ جب چلتے تھے تو ان کے ہاتھ ران سے آگے نہ بڑھتے تھے اور نہ وہ اپنے ہاتھ ہلاتے تھے' جب نماز کو کھڑے ہوتے تو لرزہ طاری ہو جاتا' ان سے کہا گیا کہ آپ کو کیا ہوا تو انہوں نے کہا کہ تم لوگ نہیں جانتے کہ میں کس کے آگے کھڑا ہوتا ہوں اور کس سے مناجات کرتا ہوں۔

علی بن محمد سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ جنگ سے منع کرتے تھے' اہل خراسان کی ایک جماعت ان سے ملی' انہوں نے اس ظلم کی شکایت کی جو انہیں اپنے والیوں سے پہنچتا تھا' علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو صبر اور باز رہنے کا حکم دیا اور کہا کہ میں وہی کہتا ہوں جو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ:

﴿ ان تعذبهم فانهم عبادك و ان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم ﴾

''اگر تو ان لوگوں کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو بے شک تو عزت والا اور حکمت والا ہے''۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر اس طرح مکے کی جانب روانہ ہوتے اور واپس آتے کہ اسے کوڑا نہیں مارتے تھے' اور اسلم مولائے عمر کو اپنے ہمراہ بیٹھا لیتے تھے قریش کے ایک شخص نے کہا کہ آپ قریش کو چھوڑ کر بنی عدی کے ایک غلام کو اپنے ہمراہ بیٹھا لیتے ہیں۔ علی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ انسان صرف اس جگہ بیٹھتا ہے جہاں اسے نفع ہوتا ہے۔

یزید بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ وسلیمان بن یسار کو دیکھا کہ دونوں قبر ومنبر کے درمیان سورج بلند ہونے تک بیٹھ کر باتیں کرتے اور باہم تذکرہ کرتے' جب اٹھنے کا ارادہ کرتے تو عبداللہ بن ابی سلمہ انہیں کوئی سورۃ پڑھ کر سناتے پھر جب وہ پڑھنے سے فارغ ہوتے تو وہ لوگ دعا کرتے' حماد نے کہا کہ وہ الماجشون تھے۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ سیاہی سے خضاب کرتے تھے۔

جبہ و دستار:

موسیٰ بن ابی حبیب الطائفی سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو مہندی اور نیل سے خضاب کرتے دیکھا' علی بن

حسین رضی اللہ عنہ کے جوتے دیکھے جن کا سرا گول تھا' ان میں کوئی نوک نہ تھی۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے متعلقین کو مہندی اور نیل کا خضاب کرتے دیکھا۔ حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی زرد خز کی چادر تھی جسے وہ جمعہ کو اوڑھتے تھے۔ عثمان بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے بدن پر خز کی چادر اور خز کا جبہ دیکھا۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو عراق سے کھالوں کا ایک جبہ بطور ہدیہ بھیجا گیا وہ اسے پہنتے تھے' مگر جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اسے اتار دیتے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا لومڑی کی کھالوں کا جبہ تھا وہ اسے پہنتے تھے۔ مگر جب نماز پڑھتے تو اسے اتار دیتے۔

نصر بن اوس الطائی سے مروی ہے کہ میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو اس حالت میں تھے کہ بدن پر سرخ پرانی چادر تھی اور گیسو شانوں تک چھوٹے ہوئے تھے۔

یزید بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے جسم پر ایک کردی موٹا طیلسان (جبہ) اور یمنی موٹے موزے دیکھے۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ خز کی چادر پچاس دینار میں خریدتے اس میں جاڑا گزارتے پھر اسے فروخت کر کے اس کی قیمت خیرات کر دیتے' مصر کے شہر الشمون کی بنی ہوئی دو چادروں میں کہ ایک دینار کی ہوتیں گرمی گزار دیتے' بیچ میں مختلف کپڑے پہن لیا کرتے اور کہتے تھے کہ "من حرم زينة الله التي اخرج لعباده" (اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی کس نے حرام کی) عمامہ باندھتے تھے عیدین میں ان کے لیے مشکیزے میں بغیر جھاگ کی نبیذ بنائی جاتی تھی' جب احرام کا ارادہ کرتے تو غسل کے بعد تیل یا خوشبو لگاتے تھے۔

عبداللہ بن سعید بن ابی ہند سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے سر پر سفید چھوٹی ٹوپی دیکھی جو منڈھی ہوئی تھی۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ سفید عمامہ باندھتے اور پس پشت شملہ (بروایت ابن ابی اویس) ایک بالشت یا قدرے زائد لٹکا لیتے۔

عادات وخصائل:

ابوجعفر سے مروی ہے کہ علی بن الحسین رضی اللہ عنہ بیت الخلاء میں گئے' میں دروازے پر کھڑا ہوا تھا' اور ان کے وضو کا پانی رکھ دیا تھا' وہ نکلے اور کہا کہ اے میرے فرزند' میں نے کہا' لبیک (حاضر ہوں) انہوں نے کہا کہ میں نے بیت الخلاء میں ایک ایسی چیز دیکھی جس نے مجھے شک میں ڈال دیا۔ میں نے کہا وہ کیا چیز ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے مکھیوں کو دیکھا کہ نجاست پر گرتی ہیں پھر اڑ کر انسان کی کھال پر بیٹھتی ہیں' میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ایک کپڑا بناؤں کہ جب بیت الخلاء جاؤں تو اسے پہن لوں۔ پھر کہا کہ مجھے ایسی چیز مناسب نہیں جس کی لوگوں کو گنجائش نہ ہو۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ ان کے والد علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے دو مرتبہ اپنا مال اللہ کے اور اپنے درمیان تقسیم کر دیا (یعنی آدھی دولت اللہ کی راہ میں دے دی اور آدھی خود رکھی) اور کہا کہ اللہ اس گناہ گار مومن کو پسند کرتا ہے جو توبہ کرنے والا ہو۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ (زمانہ حج میں) شب عرفہ و صبح مزدلفہ میں جب واپس ہوتے تو معمولی رفتار سے چلتے اور کہتے کہ ابن الزبیر جب اپنی سواری کو اپنے ہاتھ پاؤں سے مارتے تھے تو وہ درستی پر نہ تھے۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو سفر میں جمع کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی کرتے تھے' حالانکہ نہ آپ عجلت میں ہوتے اور نہ خوف میں۔

جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ جمار کی طرف (جہاں منیٰ میں رمی کی جاتی ہے) پیادہ جاتے تھے' منیٰ میں ان کا ایک مکان تھا' جب اہل شام انہیں ایذا دینے لگے تو وہ (مقام) قرین الثعالب یا قرین الثعالب کے قریب منتقل ہو گئے' وہ سوار ہوتے اور جب وہ اپنی منزل میں آ جاتے تو جمار تک پیادہ چلتے۔ نصر بن اوس سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ کھجور میں ڈالتے اور بوڑھے اور بچے کو برابر دیتے۔

حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہمارے پاس والد علی بن الحسین رضی اللہ عنہ آئے' میں اور جعفر ایک احاطے میں کھیل رہے تھے' والد نے محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جعفر پر کتنا (زمانہ) گزرا' انہوں نے کہا کہ سات سال' انہوں نے کہا کہ انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو۔

مظلومیت کا شکوہ:

ابن عمرو سے مروی ہے کہ میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ آپ کی اصلاح کرے آپ نے کس حالت میں صبح کی' انہوں نے کہا کہ میں اہل مصر کے کسی بوڑھے کو تمہاری طرح خیال نہیں کرتا تھا کہ وہ نہیں جانتا کہ ہم نے کس حالت میں صبح کی' لیکن جب تم نہیں جانتے یا تمہیں نہیں معلوم تو میں تمہیں بتاؤں گا۔

ہم نے اپنی قوم میں اس طرح صبح کی جس طرح بنی اسرائیل نے فرعون والوں میں' جو ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیا کرتے تھے اور عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے' ہمارے بوڑھے اور ہمارے سردار نے اس حالت میں صبح کی کہ منبروں پر ان کی بدگوئی یا گالی سے ہمارے دشمن کے پاس تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔

قریش نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ شمار کرتے ہیں کہ تمام عرب پر انہیں فضیلت ہے' اس لیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہیں میں سے ہیں' بغیر آپ کے ان کی کوئی فضیلت شمار نہیں کی جا سکتی' اور عرب نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ بھی ان (قریش) کے لیے اس کا اقرار کرتے ہیں۔

عرب نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں عجم پر فضیلت ہے اس لیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہیں (عرب) میں سے ہیں' بغیر آپ کے ان کی کوئی فضیلت شمار نہیں کی جا سکتی۔ عجم نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ بھی ان (عرب) کے لیے اس کا اقرار کرتے ہیں۔

اگر عرب سچ کہتے تھے کہ انہیں عجم پر فضیلت ہے اور قریش سچ کہتے تھے کہ انہیں عرب پر فضیلت ہے اس لیے کہ محمد ﷺ انہیں میں سے ہیں تو ہم اہل بیت کو قریش پر فضیلت ہے۔ اس لیے کہ محمد ﷺ ہم میں سے ہیں' انہوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ہمارا حق لیتے تھے اور ہمارا حق پہچانتے نہ تھے' تم نہیں جانتے کہ ہماری کیوں کر گزری تو اب جان لو کہ اس طرح گزر گئی۔

راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کو سنانا چاہتے تھے جو لوگ بیت اللہ میں موجود تھے۔ سالم مولائے ابی جعفر سے مروی ہے کہ ہشام بن اسماعیل' علی بن حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کو ایذا دیا کرتا تھا کہ منبر پر اس کے متعلق بیان کرتا اور علی رضی اللہ عنہ کی بدگوئی کرتا' جب ولید بن عبدالملک والی بنایا گیا تو اس نے اسے معزول کر دیا اور حکم دیا کہ لوگوں کے سامنے اسے کھڑا کیا جائے۔

کمالات ومحاسن:

راوی نے کہا کہ ہشام کہا کرتا تھا کہ خدا کی قسم' میرے نزدیک سب سے اہم علی بن حسین رضی اللہ عنہ ہیں' میں کہا کرتا تھا کہ وہ مرد صالح ہیں' ان کی بات سنی اور مانی جاتی ہے۔

ہشام بن اسماعیلؒ مواخذہ کے لیے لایا گیا تو علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکوں اور حامیوں کو جمع کر کے منع کر دیا کہ اس شخص سے تعرض نہ کریں۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنی کسی ضرورت سے صبح کو ادھر سے گزرے' سامنا ہوا تو ہشام بن اسمٰعیل نے ان سے پکار کر کہا کہ **"اللّٰہ یعلم حیث یجعل رسالتہ"** (اللہ جانتا ہے جہاں وہ اپنی پیمبری رکھتا ہے)۔

عبداللہ بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہشام بن اسماعیل معزول کر دیا گیا تو انہوں نے ہمیں اس سے ان امور کا انتقام لینے سے منع کیا' جنہیں ہم لوگ ناگوار سمجھتے تھے' جب والد نے ہمیں جمع کیا تو کہا کہ یہ شخص معزول کر دیا گیا اور اسے لوگوں کے لیے کھڑا کرنے کا حکم دیا گیا لیکن تم میں سے کوئی شخص ہرگز اس کی روک ٹوک نہ کرے۔

میں نے کہا کہ اے میرے والد! یہ کیوں' واللہ اس کا نقش ہمارے نزدیک بہت برا ہے۔ اور ہمیں بھی ایسے ہی دن کی تلاش تھی' انہوں نے کہا کہ اے میرے فرزند' ہم اس کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں' واللہ آل حسین رضی اللہ عنہ میں سے کسی نے اسے ایک حرف بھی نہ کہا یہاں تک کہ اس کی حکومت پارہ پارہ ہوگئی۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی موت کی کسی کو اطلاع نہ کریں اور انہیں لے چلنے میں جلدی کی جائے' انہیں سوتی کپڑے کا کفن دیا جائے اور سر میت میں مشک نہ شامل کی جائے۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ جب علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی ایک ام ولد کو ان کی شرم گاہ کو غسل دینے کا حکم دیا۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی وفات ۹۴ھ میں مدینے میں ہوئی اور انہیں بقیع میں دفن کیا گیا' اس سال کو فقہا کے کثرت انتقال کی وجہ "سنۃ الفقہا" کہا جاتا تھا۔

حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میرے والد علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی وفات ۹۴ھ میں ہوئی' ہم نے ان پر بقیع میں نماز پڑھی' فضل بن دکین کہتے تھے کہ ان کی وفات ۹۲ھ میں ہوئی' ان کے اہل بیت واہل شہر نے ایسی کوئی چیز نہیں کی جس سے میں انہیں جانتا۔ جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ جب علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ اٹھاون سال کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ تمہیں اس امر پر دلالت کرے گا کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ تیرہ یا چودہ سال کی عمر میں (واقعہ کربلا میں) اپنے والد کے ساتھ تھے' جن لوگوں نے یہ کہا کہ وہ بچے تھے کہ سبزہ بھی آغاز نہ ہوا تھا ان کا قول کوئی چیز نہیں' لیکن وہ اس روز مریض تھے انہوں نے جنگ نہیں کی' وہ اس زمانے میں کس طرح اس حالت میں ہو سکتے ہیں کہ ان کے سبزہ آغاز نہ ہوا ہو' حالانکہ ان کے یہاں ابوجعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہو چکے تھے' ابوجعفر جابر بن عبداللہ سے ملے ہیں اور لوگوں نے ان سے روایت کی ہے اور جابر کی وفات ۷۸ھ میں ہوئی۔

مقبری سے مروی ہے کہ جب علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو رکھا گیا کہ ان پر نماز پڑھی جائے تو لوگ اور اہل مسجد (نبویؐ) ان کی طرف ٹوٹ پڑے۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تنہا رہ گئے تو خشرم نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اے ابومحمد آپ مکان صالح میں اس مرد صالح کے پاس نہیں حاضر ہوتے سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے مسجد میں دو رکعت پڑھنا اس مرد صالح کے پاس مکان صالح میں حاضر ہونے سے زیادہ پسند ہے۔

عیثم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سلیمان بن یسار کو دیکھا کہ ان کی جانب روانہ ہوئے' انہوں نے ان پر نماز پڑھی اور ان کے ساتھ گئے' وہ کہتے تھے کہ مجھے جنازے میں حاضر ہونا نفل نماز سے زیادہ پسند ہے۔

بے ریا سخاوت و فیاضی:

شیبہ بن نعامہ سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو بخیل کہا جاتا تھا' جب ان کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے ان کی یہ حالت پائی کہ مدینے کے سو گھر والوں کو پوشیدہ طور پر خوراک دیتے تھے' لوگوں نے کہا کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ ثقہ و مامون وکثیر الحدیث اور عالی مرتبہ و بلند پایہ و پرہیز گار تھے۔

عبدالملک بن المغیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالملک کے یہاں خدیج وعبدالرحمن ونوفل واسحاق و یزید وضریبہ وحبابہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت سعید بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ عبدالملک کی کنیت ابومحمد تھی' قلیل الحدیث تھے' ان کی وفات عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں ہوئی۔

ابوبکر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی حثمہ بن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ امتہ اللہ بنت المسیب بن صیفی بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

ابوبکر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں محمد و عبداللہ اور چند لڑکیاں پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں ۔ حارث' ان کی والدہ ایک ام ولد تھے۔

ام کلثوم' ان کی والدہ دختر شافع بن انس بن عبدہ بنی معیص بن عامر بن لوی میں سے تھیں ۔ ابوبکر بن سلیمان نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور ان سے زہری نے روایت کی ہے ۔ ان کے بھائی:

عثمان بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی حثمہ بن حذیفہ بن غانم' ان کی والدہ میمونہ بنت قیس بن ربیعہ بن ربعان بن حرثان بن نصر بن عمرو بن ثعلبہ بن کنانہ بن عمرو بن قین قبیلہ فہم سے تھیں ۔ عثمان بن سلیمان کے یہاں عمرو محمد پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں ۔ عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روایت کی گئی ہے ۔

عبدالملک بن مروان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں ۔

عبدالملک بن مروان کے یہاں ولید پیدا ہوئے جو والی خلافت ہوئے اور سلیمان کہ وہ بھی والی خلافت ہوئے' مروان اکبر جو لاولد مر گئے اور داؤد کہ وہ بھی لاولد مر گئے' اور عائشہ' ان سب کی والدہ ام الولید بنت العباس بن جزء بن الحارث بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن الحارث بن قطیعہ بن عبس بن بغیض تھیں ۔

یزید بن عبدالملک جو والی خلافت ہوئے' اور مروان' اور معاویہ جو لاولد مر گئے ۔ ان سب کی والدہ عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس تھیں ۔

ہشام بن عبدالملک جو والی خلافت ہوئے' ان کی والدہ ام ہشام بنت ہشام ابن اسماعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں ۔

ابوبکر بن عبدالملک نام بکار تھا' ان کی والدہ عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی تھیں ۔ حکم بن عبدالملک جو لاولد مر گئے ۔ ان کی والدہ ام ایوب بنت عمرو بن عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ تھیں' ام ایوب کی والدہ ام الحکم بنت ذویب بن حلحلہ بن عمرو بن کلیب الاعمیٰ ابن اصرم بن عبداللہ بن قمیر بن حبشیہ بن سلول تھیں ۔

عبداللہ بن عبدالملک و مسلمہ و منذر و عنبسہ و محمد سعید الخیر و حجاج مختلف ام ولد سے تھے ۔ فاطمہ بنت عبدالملک جن سے عمر بن عبدالعزیز بن مروان نے نکاح کیا ۔ ان کی والدہ المغیرہ بنت المغیرہ بن خالد بن العاص بن ہشام بن المغیرہ تھیں ۔

عبدالملک کی کنیت ابوالید تھی ۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۲۶ھ میں ان کی ولادت ہوئی' یوم الدار میں اپنے والد کے ساتھ تھے' اس وقت عمر دس سال کی تھی' انہوں نے ان لوگوں کا حال اور ان کی بات یاد رکھی' مسلمان ۴۲ھ کے سرما میں بغرض جہاد ملک روم گئے' وہ پہلا سرمائی جہاد تھا کہ وہ لوگ اس کے لیے وہاں گئے ۔ معاویہ نے اہل شہر پر عبدالملک بن مروان کو عامل بنایا جو

اس زمانے میں سولہ سال کے تھے۔ عبدالملک بن مروان نے لوگوں کو بحری سفر کرایا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک مدنی سے مروی ہے کہ میں نے ایک شیخ کو کثیر بن الصلت کے مکان کے پاس بیان کرتے سنا کہ ایک روز معاویہ بن ابی سفیان نے اجلاس کیا' ان کے ہمراہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی تھے' عبدالملک بن مروان ان دونوں کے پاس سے گزرے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ نوجوان کس قدر با ادب اور مروت والا ہے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امیر المومنین' اس نوجوان نے چار خصلتیں اختیار کر لیں اور تین خصلتیں ترک کر دیں۔ جب وہ بات کرتا ہے تو خوش گفتاری سے اور اس سے بات کی جاتی ہے تو ہمہ تن سماعت بن جاتا ہے' جب ملاقات کرتا ہے تو خنداں پیشانی سے' اور اگر اس کی مخالفت کی جائے تو بہت کم بار ڈالتا ہے' جس گفتگو سے عذر کیا جاتا ہے اسے ترک کر دیتا ہے' کمینہ لوگوں کی صحبت سے عذر کرتا ہے اور ایسے شخص سے مزاح کو ترک کرتا ہے جس کی عقل و مروت پر بھروسہ نہیں۔

ایام حرہ میں مدینہ سے اخراج:

مقبری سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان اپنے والد کی زندگی اور ان کی ولایت کے زمانے میں ایام حرہ تک مدینے میں رہے' جب اہل مدینہ نے حملہ کیا اور یزید بن معاویہ کے عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینے سے نکال دیا اور بنی امیہ کو بھی نکال دیا تو عبدالملک اپنے والد کے ساتھ روانہ ہوئے' راستے میں مسلم بن عقبہ ملا جسے یزید بن معاویہ نے ایک لشکر کے ہمراہ اہل مدینہ کی طرف بھیجا تھا۔

مروان و عبدالملک بن مروان جن کے چیچک نکلی ہوئی تھی اس کے ساتھ واپس ہوئے' عبدالملک ذی خشب میں رہ گئے' انہوں نے ایک قاصد کو حکم دیا کہ نخیص میں قیام کرے جو مدینہ و ذی خشب کے درمیان مدینے سے بارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ اور دوسرے قاصد کو حکم دیا کہ جنگ میں حاضر ہو کر ان کے پاس اس کی خبر لائے' انہیں یہ اندیشہ تھا کہ حکومت اہل مدینہ کی ہو جائے گی۔

عبدالملک ذی خشب میں مروان کے محل میں بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے کہ قاصد اپنا کپڑا اہلاتا ہوا آ گیا' عبدالملک نے کہا کہ بے شک یہ خوشخبری دینے والا ہے' ان کے پاس وہ قاصد آیا جو نخیص میں تھا اور خبر دی کہ اہل مدینہ قتل کر دیئے گئے اور شامی فوج شہر میں داخل ہو گئی' عبدالملک نے سجدۂ شکر ادا کیا اور صحت پانے کے بعد مدینے میں داخل ہوئے۔

علاوہ محمد بن عمر کے اور مؤرخین نے کہا کہ اہل مدینہ نے جب ان لوگوں کو نکالا تھا تو ان سے عہد و پیمان لے لیا تھا کہ وہ ان کے مخفی پہاڑی راستوں کو نہ بتائیں گے اور نہ ان کے خلاف کسی دشمن کی مدد کریں گے' پھر جب انہیں وادی القریٰ میں مسلم بن عقبہ ملا تو مروان نے اپنے بیٹے عبدالملک سے کہا کہ تم مجھ سے پہلے اس کے پاس جاؤ شاید کہ میرے بدلے تم اسے کفایت کرو۔

عبدالملک اس کے پاس گئے' مسلم نے ان سے کہا کہ تمہارے پاس جو خبر ہے وہ لاؤ مجھے لوگوں کی خبر بتاؤ اور کہو کہ تمہاری کیا رائے ہے' انہوں نے کہا کہ اچھا' پھر اسے اہل مدینہ کی خبر دی' ان کے مخفی پہاڑی راستے بتائے کہ کیوں کر ان کے پاس آ سکتے ہیں اور کہاں سے ان پر داخل ہوں اور کہاں اتریں۔

مروان اس کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ جو خبر تمہارے پاس ہے لاؤ' اس نے کہا کہ کیا عبدالملک تمہارے پاس نہیں آئے؟ اس نے کہا کہ ہاں' مروان نے کہا کہ جب تم عبدالملک سے مل لیے تو مجھ ہی سے مل لیے' اس نے کہا بے شک' مسلم نے کہا کہ عبدالملک بھی کیسے آدمی ہیں میں نے بہت کم قریش کے لوگوں میں سے کسی شخص سے گفتگو کی ہے جو ان کے مشابہ ہو۔

امارت سے پہلے کی حالت:

اہل اردن میں سے ایک شخص سے مروی ہے کہ مسلم بن عقبہ کے مدینے آنے کے وقت ہم لوگ اس کے ساتھ تھے' ذی المروہ کے ایک باغ میں داخل ہوئے تو اتفاق سے ایک خوبصورت وخوش ادا نوجوان کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا' تھوڑی دیر تک ہم اس باغ میں گھومے' نماز سے فارغ ہوا تو اس نے مجھ سے کہا کہ اے اللہ کے بندے کیا تم اسی لشکر میں ہو۔ میں نے کہا ہاں' اس نے کہا کہ کیا تم لوگ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کا قصد کرتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ میں نہیں پسند کرتا کہ روئے زمین پر جو کچھ ہے وہ سب میرے لیے ہو اور میں جنگ کے لیے ان کی جانب روانہ ہوں' آج روئے زمین پر ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ راوی نے کہا کہ وہ نوجوان عبدالملک بن مروان تھا' عبدالملک بعد کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مبتلا ہوئے اور ان کو مسجد حرام میں قتل کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالملک علماء وفقہاء کی صحبت میں بیٹھتے تھے' ان سے علم حاصل کیا تھا اور قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ۳/ذی القعدہ ۶۴ھ یوم چارشنبہ کو الجابیہ میں مروان بن الحکم سے بیعت خلافت کی گئی' پھر اس نے ضحاک بن قیس الفہری کا مرج راہط میں مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد عبدالملک وعبدالعزیز فرزندان مروان نے اپنے والد کے لیے بیعت خلافت لی۔

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ یکم رمضان ۶۵ھ کو دمشق میں مروان کی وفات ہوئی' اس روز عبدالملک خلافت کی طرف متوجہ ہوئے۔

اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعب بن الزبیر نے عبدالملک کی جانب نکلنے کی تیاری کر لی اور روانہ ہو گئے' باجمیراء میں آئے جو انبار سے تین فرسخ اسی طرف ساحل فرات پر ایک گاؤں ہے وہاں اترے' عبدالملک کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے لشکروں کو جمع کیا اور عراق کے ارادے سے مصعب کے قتال کے لیے روانہ ہوئے۔

انہوں نے روح بن زنباع سے اس حالت میں کہ وہ سامان سفر تیار کر رہے تھے کہا کہ واللہ اس دنیا کا معاملہ بھی عجب ہے۔ میں نے اپنے آپ کو اور مصعب بن الزبیر کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ جس مقام پر ہم دونوں جمع ہوتے تھے وہاں اگر ایک رات کو بھی میں انہیں نہ پاتا تھا تو گویا میں بے چین ہو جاتا تھا اور وہ مجھے نہ پاتے تھے تو وہ بھی ایسا ہی کرتے تھے' میرے پاس تھوڑا سا کھانا بھی لایا جاتا تھا تو میں نہیں سمجھتا تھا کہ میرے لیے اس کا کھانا جائز ہے تاوقتیکہ میں وہ سب یا اس کا کچھ حصہ مصعب کے پاس نہ بھیج دوں' لیکن اب ہم دونوں تلوار تک پہنچ گئے' یہ سلطنت بار آور نہیں ہوتی' باپ یا بیٹا جو کوئی اس کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے تلوار ہی ہوتی ہے۔

عبدالملک یہ گفتگو محض اس لیے کر رہے تھے کہ خالد بن یزید بن معاویہ وعمرو ابن سعید بن العاص دونوں ان کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے اس گفتگو کو انہوں نے ان دونوں کو سنانا چاہا تھا وہ اس زمانے میں دونوں سے ڈرتے تھے انہیں معلوم تھا کہ اہل شام کے نزدیک عمرو بن سعید سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں' اور خالد بن یزید بن معاویہ کو مروان نے ولی عہد بنانے کی امید دلائی تھی' مگر اس نے عبدالملک کو اور عبدالملک کے بعد عبدالعزیز کو ولی عہد بنا دیا خالد مایوس ہو گیا اور بحالت امید وبیم عبدالملک کے ساتھ تھا۔

یحییٰ بن عبداللہ بن ابی فروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عبدالملک دمشق سے بہ قصد عراق جنگ مصعب کے لیے روانہ ہوئے تو وہ بطنان حبیب بلبلہ کے اسی طرف تھے کہ خالد بن یزید اور عمرو بن سعید یک جا بیٹھے' دونوں نے عبدالملک کے حال اور باوجود ان کے فریب دینے اور لغو وعدے کرنے کے ان کے ہمراہ اپنی روانگی کا تذکرہ کیا' عمرو نے کہا کہ میں تو واپس ہوتا ہوں' خالد نے انہیں ہمت دلائی۔

عمرو دمشق واپس آئے اور شہر میں داخل ہو گئے' حالانکہ اس زمانے میں اطراف ایک مضبوط شہر پناہ تھی' انہوں نے اہل شام کو بلایا تو لوگ فوراً ان کے پاس آ گئے' عبدالملک نے انہیں نہ پایا تو پوچھا کہ ابوامیہ کہاں ہیں' کہا گیا کہ وہ واپس گئے' عبدالملک بھی لوگوں کو دمشق واپس لے گئے' شہر دمشق کے دروازے پر اترے اور سولہ دن مقیم رہے' یہاں تک کہ عمرو نے اسے ان کے لیے کھول دیا اور ان سے بیعت کر لی۔

عبدالملک نے ان سے چشم پوشی کی' پھر ان کے قتل کا ارادہ کر لیا اور انہیں ایک روز بلا بھیجا' عمرو کے دل میں یہ آیا کہ یہ پیام شر ہے' وہ مع اپنے ہمراہیوں کے سوار ہو کے ان کے پاس گئے' انہوں نے ایک زرہ پہنی جس سے اپنے کو چھپائے ہوئے تھے' عبدالملک کے پاس گئے' اس نے تھوڑی دیر باتیں کیں' پھر یحییٰ بن الحکم کو حکم دیا کہ جب میں نماز کو جاؤں تو ان کی گردن مار دیں۔

عمرو بن سعید کا قتل:

عبدالملک ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابوامیہ یہ کیسے کنویں ہیں جو ہمارے لیے کھودے جاتے ہیں' انہوں نے وہ سب یاد دلایا جو ان سے سرزد ہوا تھا اور نماز کو چلے گئے' اور واپس آئے تو دیکھا کہ یحییٰ نے ان کی طرف پیش قدمی نہیں کی' عبدالملک نے انہیں گالی دی' وہ خود اور ان کے ساتھی عمرو بن سعید پر بڑھے اور انہیں قتل کر دیا۔

اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال عبدالملک نے قیام کیا' مصعب سے جنگ نہیں کی' مصعب کوفہ واپس چلے گئے' جب سال آئندہ آیا تو مصعب کوفے سے روانہ ہوئے اور باجمیراء میں آ کے مقیم ہو گئے' عبدالملک کو معلوم ہوا تو انہوں نے ان کی جانب روانگی کی تیاری کی۔

رجاء بن حیوہ سے مروی ہے کہ جب عبدالملک نے مصعب کی جانب روانگی طے کر لی تو اس کے لیے تیاری کی اور اہل شام کے لشکر کثیر کے ہمراہ روانہ ہوئے' عبدالملک بھی روانہ ہوئے اور مصعب بھی بڑھے یہاں تک کہ مسکن میں دونوں کا مقابلہ ہوا' لوگ جنگ کے لیے نکلے' قوم میں سے بعض نے بعض کے مقابلے پر صف باندھ لی۔

ربیعہ وغیرہ نے مصعب سے دغا کی تو انہوں نے کہا کہ آدمی کو ہر حال میں مرنا ہے لہٰذا واللہ اس کا کریم واحسن ہو کے مرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ ان لوگوں سے گریہ وزاری کرے جنہوں نے اسے تنہا چھوڑ دیا' میں کبھی ان لوگوں سے مدد نہ چاہوں گا اور نہ اور کسی سے۔

انہوں نے اپنے بیٹے عیسیٰ سے کہا کہ تم آگے بڑھ کر جنگ کرو' ان کے بیٹے نزدیک گئے اور قتال کیا یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے۔ ابراہیم بن الاشتر آگے بڑھا' نہایت شدید جنگ کی قوم نے اس پر ہجوم کر لیا اور وہ بھی قتل کر دیا گیا۔

لوگ مصعب کی جانب روانہ ہوئے جو اپنے تخت پر تھے' انہوں نے تخت ہی پر سے ان لوگوں سے شدید جنگ کی یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے' عبیداللہ ابن زیاد بن ظبیان آیا اور ان کا سر کاٹ کے عبدالملک کے پاس لایا' عبدالملک نے اسے ایک ہزار دینار دیئے مگر اس نے لینے سے انکار کیا۔

عبدالملک نے اہل عراق کو اپنی بیعت کی دعوت دی' لوگوں نے ان سے بیعت کر لی اور وہ ملک شام واپس ہوئے۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد وغیرہ سے روایت کی کہ جب عبدالملک ابن مروان نے مصعب بن الزبیر کو قتل کر دیا تو حجاج بن یوسف کو دو ہزار لشکر اہل شام کے ہمراہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جانب مکہ روانہ کیا' طارق بن عمرو کو لکھ کر حکم دیا کہ حجاج سے مل جائے' طارق اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جو پانچ ہزار تھے روانہ ہوئے اور حجاج سے مل گئے۔

ان لوگوں نے ابن الزبیر کا محاصرہ کر لیا اور جنگ کی' ان پر آلات سنگ اندازی نصب کیے ۷۲ھ میں جب ابن الزبیر رضی اللہ عنہما محصور تھے تو حجاج نے لوگوں کو حج کرایا' حجاج و طارق واپس ہو کے بیر میمون میں اترے' دونوں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا اور نہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے قتل ہونے تک عورتوں اور خوشبو کی قربت کی۔ قتل ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے بعد دونوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور اونٹوں کی قربانی کی۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہما یکم ذی القعدہ ۷۲ھ سے چھ ماہ سترہ یوم تک محصور رہے اور ۱۷/ جمادی الاوّل ۷۳ھ یوم سہ شنبہ کو قتل کیے گئے' ان کا سر عبدالملک بن مروان کو ملک شام بھیج دیا گیا۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۷۳ھ میں لوگوں نے عبدالملک بن مروان کی خلافت پر اتفاق کر لیا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیعت نامہ لکھ دیا' ابوسعید الخدری وسلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما نے بھی لکھ دیا۔

سکوں پر نقش کا رواج:

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالملک بن مروان نے ۷۵ھ میں دینار و درہم ڈھالے' وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ان کا ڈھالنا اور ان پر نقش کرنا ایجاد کیا۔

خالد بن ربیعہ بن ابی ہلال نے اپنے والد سے روایت کی کہ جاہلیت کے وہ مثقال جن پر عبدالملک بن مروان نے سکے کا نشان لگایا شامی مثقال سے ایک حبہ کم بائیس قیراط کے تھے اور وہ سات کے وزن میں دس تھے۔ ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ ان اوزان پر عبدالملک سے اتفاق کر لیا گیا۔

فریضۂ حج کی ادائیگی:

ابن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۷۵ھ میں عبدالملک ابن مروان نے لوگوں کے لیے حج قائم کیا' جب وہ مدینے میں گزرے تو اپنے والد کے مکان میں اترے اور چند روز مقیم رہے پھر روانہ ہو کے ذوالحلیفہ تک پہنچ گئے' لوگ بھی ان کے ہمراہ روانہ ہوئے' ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے البیداء سے احرام باندھنے کو کہا' عبدالملک نے البیداء سے احرام باندھا۔

قبیصہ بن ذؤیب سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو البیداء سے احرام باندھنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو حرم میں داخل ہونے کے بعد بیت اللہ کا طواف کرنے تک تلبیہ کہتے دیکھا' بعد طواف تلبیہ سے رُک گئے' پھر موقف کی روانگی تک برابر تلبیہ کہتے رہے۔ راوی نے کہا کہ میں نے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے یہ سب دیکھا ہے مگر ہم لوگ تو بجائے تلبیہ کے صرف تکبیر کو اختیار کرتے ہیں۔

عبدالملک بن مروان سے مروی ہے کہ انہوں نے حج میں چار روز خطبہ سنایا' یوم الترویہ (۸رذوالحجہ) سے پہلے' یوم عرفہ (۹رذوالحجہ) کو' پھر یوم النحر (۱۰رذوالحجہ) کی صبح یعنی ۱۱رذوالحجہ کو اور یوم النضر الاول (۱۲رذوالحجہ) کو۔

عبداللہ بن عمرو بن اؤیس العامری کہتے تھے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو قبیصہ بن ذؤیب سے کہتے سنا کہ کیا تم نے رخصتی میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) کسی وقتی دعاء کو سنا ہے انہوں نے کہا نہیں' تو عبدالملک نے کہا کہ نہ میں نے۔

حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک ابن مروان کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب ساتواں شوط (پھیرا) ہوا تو وہ پناہ مانگنے کے لیے بیت اللہ کے قریب ہوئے' میں نے انہیں کھینچ لیا تو کہا کہ اے حارث تمہیں کیا ہو گیا ہے' میں نے کہا کہ اے امیر المومنین کیا آپ معلوم نہیں کہ جس نے سب سے پہلے یہ فعل کیا وہ آپ کی قوم کی بوڑھیوں میں سے ایک بڑھیا تھی۔ عبدالملک روانہ ہو گئے اور انہوں نے پناہ نہیں مانگی۔

موسیٰ بن میسرہ سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے طواف قدوم کیا' جب طواف کی دو رکعتیں پڑھیں تو حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے کہا کہ صفا کی طرف نکلنے سے پہلے حجر اسود کی طرف چلئے' عبدالملک قبیصہ کی طرف متوجہ ہوئے' قبیصہ نے کہا کہ میں نے اہل علم میں سے کسی کو اس کی طرف پلٹتے ہوئے نہیں دیکھا' عبدالملک نے کہا کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ طواف کیا مگر انہیں اس کی طرف پلٹتے ہوئے نہیں دیکھا' پھر عبدالملک نے کہا اے حارث تم مجھ سے سیکھو جیسا کہ میں نے تم سے سیکھا کہ جب میں نے بیت اللہ سے پلٹنے کا ارادہ کیا تو تم نے مجھے منع کیا' انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین جو آپ کا پہلا علم ہے اس پر عمل کیجئے' میں نے بھی آپ کے علم سے فائدہ اٹھایا۔

جابر ابن عبداللہ کی عبدالملک سے ملاقات:

عوف بن الحارث سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو دیکھا کہ عبدالملک کے پاس آئے عبدالملک نے مرحبا کہا اور اپنے نزدیک بلایا' جابر نے کہا کہ اے امیر المومنین جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں مدینہ وہ طیبہ ہے جس کا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (طیبہ) رکھا' اور

اس کے باشندے (آج) محصور ہیں' اگر امیر المومنین کی رائے ہو کہ ان کے ساتھ نیکی کریں اور ان کے حقوق پہچانیں۔

راوی نے کہا کہ عبدالملک نے اسے ناپسند کیا اور ان سے رخ پھیر لیا' جابر اصرار کرنے لگے یہاں تک کہ قبیصہ نے اپنے بیٹے کو' جو انہیں لائے تھے کیونکہ جابر کی بینائی جا چکی تھی' اشارہ کیا کہ انہیں خاموش کر دو۔

راوی نے کہا کہ ان کے بیٹے انہیں خاموش کرنے لگے تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم پر افسوس ہے تم میرے ساتھ کیا کرتے ہو' انہوں نے کہا کہ خاموش رہو' جابر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور جب نکلے تو انہوں نے قبیصہ کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا اور کہا کہ اے ابوعبداللہ یہ لوگ بادشاہ ہو گئے ہیں' اللہ نے اچھا امتحان لیا ہے' کیونکہ جب تمہارا ساتھی (عبدالملک) تم سے سنتا ہے تو تمہارے لیے (کہنے میں) کوئی عذر نہیں ہے۔

قبیصہ نے کہا کہ سنتا بھی ہے اور نہیں بھی سنتا' جو اس کے موافق ہوتا ہے سنتا ہے' تمہارے لیے امیر المومنین نے پانچ ہزار درہم کا حکم دیا ہے' لہٰذا تم ان سے اپنے زمانے پر مدد حاصل کرو' (یعنی ان درہموں سے اپنی زندگی کا زمانہ بسر کرو) جابر نے وہ لے لیے۔

حج سے واپسی پر مدینہ میں خطاب:

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۷۵ھ میں عبدالملک ابن مروان نے حج کیا' واپسی میں مدینے سے گزرے' منبر پر لوگوں کو خطبہ سنایا' پھر اپنے دوسرے خطیب کو کھڑا کیا حالانکہ وہ خود منبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔

خطیب نے تقریر میں اہل مدینہ سے شدید جنگ کا ذکر کیا' اس نے ان لوگوں کے خلاف اطاعت اور عبدالملک اور ان کے اہل بیت کے بارے میں بدظنی کا اور اہل حرہ کے فعل کا ذکر کیا اور کہا کہ اے اہل مدینہ میں نے تمہارے لیے سوائے اس گاؤں کے کوئی مثل نہیں پائی جس کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے:

﴿ ضرب اللّٰه مثلا قريةً كانت آمنةً مطمئنة يأتيها رزقها رغداً من كل مكان فكفرت بانعم اللّٰه فاذاقها اللّٰه لباس الجوع والخوف بما كانوا يصنعون ﴾

''اور اللہ ایک ایسے گاؤں کی مثال بیان فرماتا ہے جو امن چین سے تھا کہ اس کی روزی بھی ہر جگہ سے بافراغت چلی آتی تھی' پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے ان کے ان برے کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے اس بات کا مزہ بھی چکھا دیا کہ بھوک اور خوف کو ان کا لباس بنا دیا''۔

ابن عبد اٹھ کھڑے ہوئے اور خطیب سے کہا کہ تم جھوٹے ہو' تم جھوٹے ہو' ہم لوگ ایسے نہیں ہیں' تم اس کے بعد کی آیت پڑھو:

﴿ ولقد جاءهم رسول منهم فكذبوه فاخذهم العذاب وهم ظالمون ﴾

''اور البتہ ان کے پاس انہیں میں سے رسول بھی آیا مگر انہوں نے اس کو جھٹلا دیا تب تو ان کو ظلم کرتے ہوئے عذاب نے آ پکڑا''۔

ہم لوگ تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں (اور یہ آیت کفار کے بارے میں ہے)۔

جب ابن عبد نے یہ کہا تو دربان ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں گھیر لیا' یہاں تک کہ ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ لوگ انہیں قتل کر دیں

گے' عبدالملک نے ان لوگوں کو منع کیا' جب خطیب فارغ ہو گیا اور عبدالملک مکان میں گئے تو ابن عبد کو بھی ان کے پاس پہنچا دیا گیا۔

راوی نے کہا کہ عبدالملک نے (اتنا انعام دیا کہ) ان کے انعام سے زیادہ کسی کو انعام نہیں دیا اور انہیں ایسا لباس پہنایا کہ ان کے لباس سے زیادہ کسی کو نہیں پہنایا۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن عبد سے مروی ہے کہ جب عبدالملک نے وہ تقریر کی جو کی اور میرے والد نے اس کو رد کیا تو دربان میرے والد پر جھپٹ پڑے' وہ لوگ ان کو عبدالملک بن مروان کے پاس لے گئے۔ انہوں نے اہل شام کے روبرو ان پر کسی قدر غصے کا اظہار کیا۔

جب اہل شام چلے گئے تو ان سے کہا کہ اے ابن عبد جو کچھ تم نے کیا میں نے دیکھا ہے اور میں نے اس کو معاف کر دیا ہے لیکن میرے بعد کسی والی کے ساتھ ایسا کرنے سے بچنا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تم سے اتنا تحمل نہ کرے گا جتنا میں نے کیا ہے۔ قریش کا یہ قبیلہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے' ہمارا حلیف بھی ہم میں سے ہے اور تم بھی ہم میں سے ایک ہو۔ تمہارا قرض کتنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ پانچ سو دینار۔

عبدالملک نے ان کے لیے پانچ سو دینار کا حکم دیا۔ اور اس کے سوا انہیں سو دینار انعام دیئے' ایک جوڑا دیا جس میں سبز خز کی چادر تھی کہ اس کا ایک ٹکڑا ہمارے پاس ہے۔

ثعلبہ بن ابی مالک القرظی سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو دیکھا کہ انہوں نے شعب میں مغرب وعشاء کی نماز پڑھی' میں انہیں جمع (مزدلفہ) سے ادھر ہی مل گیا' میں ان کے ساتھ چلا تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے نماز پڑھی' میں نے کہا جان کی قسم نہیں' انہوں نے کہا کہ تمہیں نماز سے کس نے روکا' میں نے کہا کہ میں اب تک وقت کے اندر ہوں' انہوں نے کہا کہ جان کی قسم نہیں' تم وقت کے اندر نہیں ہو۔

پھر کہا کہ شاید تم ان لوگوں میں سے ہو جو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں۔ میرے والد نے مجھے شاہد بتایا کہ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مغرب وعشاء شعب میں پڑھی۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر میں نے (عبدالملک سے) کہا کہ امیر المومنین' آپ جیسے لوگ اس قسم کا کلام کرتے ہیں حالانکہ آپ امام ہیں' مجھے ان پر یا اوروں پر طعن کرنے کا کیا حق ہے میں تو ان کے ساتھ تھا' لیکن میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ اس وقت تک نماز نہیں پڑھتے تھے جب تک کہ مزدلفہ نہ پہنچ جائیں' مجھے عمر رضی اللہ عنہ کی سنت سے زیادہ کوئی سنت پسند نہیں۔

انہوں نے کہا کہ اللہ عمر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے' مگر عثمان رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کو زیادہ جانتے تھے' اگر عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کیا ہوتا تو عثمان رضی اللہ عنہ ضرور ان کی پیروی کرتے' عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عمر رضی اللہ عنہ کی حالت کی پیروی کرنے والا کوئی نہ تھا۔

سوائے نرمی کے عثمان رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت میں سے کسی چیز سے اختلاف نہیں کیا' کیونکہ عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے لیے یہاں تک نرمی کی کہ وہ خود مغلوب ہو گئے اور اگر ان کی جانب سے بھی لوگوں پر ایسی ہی سختی کی جاتی جیسا کہ ان پر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سختی کی تو لوگوں کو ان سے وہ کامیابی حاصل نہ ہوتی جو انہوں نے حاصل کر لی۔

وہ لوگ کہاں ہیں جن میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا طریقہ جاری تھا' یوں تو لوگ آج بھی ہیں اے ثعلبہ میری رائے ہے کہ سلطان کی خصلت لوگوں کے ساتھ گشت کرتی ہے' اگر آج کوئی شخص اس سیرت پر چلے (جو عثمان رضی اللہ عنہ کی تھی) تو لوگوں کو ان کے گھروں میں لوٹا جائے' رہزنی کی جائے' لوگ باہم ظلم کریں اور فتنے برپا ہوں' اس لیے والی کے لیے ضروری ہے کہ ہر زمانے میں وہ ایسی سیرت رکھے جو اس زمانے کے لیے مفید ہو۔

ابن کعب سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو کہتے سنا کہ اے اہل مدینہ جو پہلا طریقہ تھا اس کے اختیار کرنے کے سب سے زیادہ حقدار تم لوگ ہو۔ اس مشرق کی جانب سے ہمارے پاس ایسی احادیث کا سیلاب آیا ہے جنہیں ہم نہیں جانتے پہچانتے' اور ان میں سے ہم سوائے قرأت قرآن کے اور کچھ نہیں پہچانتے' لہٰذا تم لوگ اسی کو اختیار کرو جو تمہارے قرآن میں ہے' جس پر تم کو امام مظلوم (عثمان رضی اللہ عنہ) نے جمع کیا ہے اور تم ان فرائض کو اختیار کرو جن پر تمہیں امام مظلوم رضی اللہ عنہ نے جمع کیا ہے کیونکہ انہوں نے اس کے بارے میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا ہے اور وہ خدا ان پر رحمت کرے اسلام کے کیسے اچھے مشیر تھے' ان دونوں نے جس کو ثابت پایا اس کو ثابت رکھا اور جو ان دونوں کی رائے کے خلاف تھا اسے انہوں نے ساقط کر دیا۔

عبدالعزیز بن مروان کی معزولی کا ارادہ:

مؤرخین نے بیان کیا کہ عبدالملک بن مروان نے یہ قصد کیا تھا کہ وہ اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو (ولی عہدی سے) معزول کر دیں' اور اپنے دونوں فرزند ولید و سلیمان کو اپنے بعد ولی عہد خلافت کریں' قبیصہ بن ذؤیب نے منع کیا اور کہا کہ یہ نہ کیجئے' کیونکہ اس سے آپ ایک فتنہ انگیز آواز کو اپنے اوپر برانگیختہ کر لیں گے' شاید انہیں موت آ جائے جس سے آپ کو ان سے راحت مل جائے۔

عبدالملک اس سے باز رہے مگر ان کا دل ان سے جھگڑتا تھا کہ انہیں معزول کر دیں۔ ایک رات کو ان کے پاس روح بن زنباع الجذامی آئے جو عبدالملک کے پاس اس طرح سوتے تھے کہ دونوں کا تکیہ ایک ہوتا تھا اور وہ عبدالملک کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ تھا۔

انہوں نے کہا کہ امیر المومنین' اگر آپ انہیں معزول کر دیں گے تو دو بھیڑیں بھی باہم نہ لڑیں گی۔ انہوں نے کہا کہ اے ابوزرعہ یہ تمہاری رائے ہے' کہا کہ جی ہاں' واللہ' اور میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو آپ کی یہ بات قبول کرے گا' تو انہوں نے کہا کہ ان شاء اللہ ہم اعلان کریں گے' پھر وہ اسی حالت پر تھے۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ اللہ نے چاہا تو یہ ایک چھوٹی سی نصیحت کی بات ہوگی' اسی حالت میں تھے کہ عبدالملک بن مروان سو گئے روح بن زنباع ان کے پہلو میں تھے' یکا یک ان دونوں کے پاس قبیصہ بن ذؤیب رات ہی کو آئے۔

عبدالملک نے دربانوں کو حکم دے دیا تھا کہ قبیصہ بن ذؤیب کو رات یا دن میں جس وقت بھی آئیں میرے پاس آنے سے روکا نہ جائے بشرطیکہ میں تنہا ہوں یا کسی ایک شخص کے ساتھ ہوں' اور اگر میں عورتوں کے پاس ہوں تو انہیں مجلس میں پہنچا دیا جائے اور مجھے ان کی اطلاع کر دی جائے۔

قبیصہ آئے' مہر اور ڈاک انہیں کے سپرد تھی' عبدالملک سے پہلے ان کے پاس خبریں آتی تھیں' وہ ان سے پہلے خطوط کو پڑھتے' پھر انہیں کھلا ہوا عبدالملک کے پاس لاتے' اور قبیصہ کی بزرگداشت کی بنا پر وہ انہیں پڑھتے تھے۔ قبیصہ ان کے پاس گئے اور کہا کہ یا امیر المومنین اللہ آپ کو بھائی کے عوض اجر دے' پوچھا کیا ان کی وفات ہوگئی؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔

عبدالملک بن مروان نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا' پھر روح کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابوزرعہ جس پر ہم دونوں نے اتفاق کیا تھا اور جس کا ہم نے ارادہ کیا تھا اس میں اللہ ہمیں کافی ہوگیا' اے ابواسحاق یہ امر تمہارے مخالف تھا۔

قبیصہ نے کہا کہ وہ کیا بات ہے' اس پر جو بات تھی اس سے انہوں نے ان کو آگاہ کیا' قبیصہ نے کہا کہ امیر المومنین پوری عقلمندی تو تاخیر ہی میں ہے اور عجلت میں جو خرابی ہے وہ ہے۔ عبدالملک نے کہا بسا اوقات عجلت میں خیر کثیر ہوتی ہے' کیا تم نے عمرو بن سعید کو نہیں دیکھا' کیا ان کے معاملے میں عجلت تاخیر سے بہتر نہ تھی۔ عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک کو مصر پر امیر بنایا اور ولید و سلیمان کو اپنے بعد ولی عہد خلافت بنایا اور شہروں میں لکھ دیا۔ لوگوں نے ان دونوں کے لیے بیعت کر لی۔ عبدالعزیز کی وفات ۸۵ھ میں ہوئی۔

علمی حیثیت:

اہل مدینہ سے مروی ہے کہ عبدالملک نے عثمان رضی اللہ عنہ سے (احادیث) یاد کی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ابوہریرہ و ابی سعید الخدری و جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے بھی (احادیث) سنی تھیں' اور قبل خلافت عابد و حاجی تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو دیکھا' مدینے میں کوئی نوجوان ان سے زیادہ تیز رو' ان سے زیادہ طالب علم اور ان سے زیادہ محنتی نہ تھا۔

ابن قبیصہ بن ذؤیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ حجروں کے پیچھے سے عبدالملک بن مروان کی آواز سنتے تھے کہ اے اہل نعمت' جب عافیت و نعمت دونوں تمہیں حاصل ہیں تو (اللہ کی نافرمانی کر کے) اس میں کچھ کمی نہ کرو۔ محمد بن صہیب سے مروی ہے کہ انہوں نے عبدالملک بن مروان کو منیٰ میں اونٹ خریدتے ہوئے دیکھا۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے سونے سے دانت باندھنے کو ابن شہاب سے دریافت کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں' عبدالملک بن مروان نے بھی اپنے دانت سونے سے باندھے تھے۔ زہری سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان اپنے دانت سونے سے باندھتے تھے۔

وفات:

عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے دانت سونے سے باندھے۔

ابو معشر نجیح سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان کی وفات دمشق میں ۱۵ شوال ۸۶ھ یوم پنجشنبہ کو ہوئی' عمر ساٹھ سال کی تھی' بیعت سے وفات تک اکیس سال اور ڈیڑھ مہینے خلافت کی' اس میں سے نو سال تک عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرتے رہے' ان کی شام کی خلافت تسلیم کی جاتی تھی' پھر قتل مصعب کے بعد عراق کی' عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے قتل اور سب لوگوں کے ان

(کی بیعت) پر اتفاق کر لینے کے بعد سات دن کم تیرہ سال اور چار مہینے زندہ رہے۔

ہم سے روایت کی گئی ہے کہ ان کی وفات پچھتر سال کی عمر میں ہوئی' پہلی روایت زیادہ ثابت ہے اور ان کی ولادت کے حساب سے درست ہے۔

عبدالعزیز بن مروان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ لیلیٰ بنت زبان بن الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب قبیلہ کلب سے تھیں' کنیت ابوالاصبغ تھی۔

عبدالعزیز کے یہاں عمر رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جو والی خلافت ہوئے۔ عاصم و ابوبکر پیدا ہوئے اور محمد' جو لاولد مر گئے' ان سب کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بن نفیل بن عدی بن کعب میں سے تھیں۔

اصبغ بن عبدالعزیز جن کے نام سے ان کی کنیت تھی اور ام عثمان و ام محمد ایک ام ولد سے تھے۔ سہیل و سہل و ام الحکم' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل السہمی تھیں۔

زبان بن عبدالعزیز و جزیا ایک ام ولد سے تھے۔ ام البنین' ان کی والدہ لیلیٰ بنت سہیل بن حنظلہ بن الطفیل بن مالک ابن جعفر بن کلاب تھیں۔ عبدالعزیز نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

مروان بن الحکم نے عبدالملک بن مروان کو اور ان کے بعد عبدالعزیز بن مروان کو ولی عہد بنایا' انہیں والی مصر بھی بنایا' عبدالملک نے اس عہد سے پر انہیں برقرار رکھا۔

ان کا وجود عبدالملک پر گراں تھا' انہوں نے ان کے معزول کرنے کا ارادہ کیا کہ ان کے بعد ولید و سلیمان کی بیعت خلافت کی جائے مگر قبیصہ بن ذؤیب نے انہیں اس سے روکا۔ قبیصہ کے سپرد ان کی مہر تھی اور وہ ان کا اکرام و عظمت کرتے تھے' وہ اس سے رک گئے۔

عبدالعزیز کی وفات مصر میں ۸۵ھ میں ہوئی' عبدالملک بن مروان کو یہ خبر رات کو پہنچی صبح ہوئی تو انہوں نے لوگوں کو بلایا اور اپنے بعد ولید کی بیعت خلافت لی پھر ولید کے بعد سلیمان کی۔

محمد بن مروان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام زینب تھا۔ محمد بن مروان کے یہاں مروان پیدا ہوئے جو والی خلافت ہوئے اور بنی امیہ کے آخری خلیفہ تھے' یہ وہی ہیں جن کو اولاد عباس رضی اللہ عنہ نے اس وقت قتل کر دیا جس وقت انہوں نے اپنی دعوت (بیعت) کا اظہار کیا۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ یزید' ان کی والدہ رملہ بنت یزید بن عبیداللہ بن شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھیں۔

عبدالرحمٰن' ان کی والدہ ام جمیل بنت عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب بن نفیل تھیں۔ منصور ایک ام ولد سے تھے۔ عبدالعزیز ایک ام ولد سے تھے۔ عبدہ و رملہ مختلف ام ولد سے تھیں۔ زہری نے محمد بن مروان سے روایت کی ہے۔

عمرو بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العاص بن سعید ابی احیحہ بن العاص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ ام البنین بنت الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

عمرو بن سعید کے یہاں امیہ وسعید و اسماعیل و محمد و ام کلثوم پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ام حبیب بنت حریث بن سلیم بن عش بن لبید بن قداء بن امیہ بن عبد اللہ ابن رزاح بن ربیعہ بن حرام بن ضنہ بن عبد بن کبیر بن عذرہ قضاعہ میں سے تھیں۔

عبد العزیز و عبد الملک و رملہ' ان کی والدہ سودہ بنت الزبیر بن العوام ابن خویلد تھیں۔ موسیٰ وعمران' ان دونوں کی والدہ عائشہ بنت مطیع بن ذی اللحیہ بن عبد ابن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب بنی عامر میں سے تھیں۔ عبد اللہ و عبد الرحمن ایک ام ولد سے تھے۔

ام موسیٰ' ان کی والدہ نائلہ بنت فریض بن ربیع بن مسعود بن مصاد بن حصن ابن کعب بن حلیم قبیلہ کلب کی تھیں۔ ام عمران بنت عمرو' ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

شہادت حسین کے وقت والی مدینہ:

مؤرخین نے کہا کہ عمرو بن سعید قریش کے لوگوں میں سے تھے' یزید بن معاویہ نے انہیں والی مدینہ بنایا تھا' حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت وہ مدینے ہی کی ولایت پر تھے' یزید نے ان کے پاس حسین رضی اللہ عنہ کا سر بھیجا تو انہوں نے اس کو کفن دے کے بقیع میں ان کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دیا۔

یزید نے انہیں لکھا کہ عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جانب ایک لشکر روانہ کریں' انہوں نے ان کی جانب لشکر روانہ کیا اور اہل لشکر پر عمرو بن الزبیر بن العوام کو عامل بنایا' ایک سال عمرو بن سعید نے لوگوں کو حج کرایا۔ اہل شام کو وہ سب سے زیادہ محبوب تھے اور وہ لوگ ان کی اطاعت و فرماں برداری کرتے تھے۔

عبد الملک بن مروان والی خلافت ہوئے تو انہیں ان سے خوف ہوا' عمرو انہیں مغالطہ دے کر دمشق میں محفوظ ہو گئے' دمشق کو پھر ان کے لیے کھول دیا اور ان سے بیعت خلافت کر لی۔

عبد الملک ان سے بے خوف نہ ہونے کی وجہ سے برابر گھات میں رہتے' ایک روز انہیں تنہا بلا بھیجا اور ان امور کی بدولت ان پر عتاب کیا جن کو معاف کر چکے تھے۔ پھر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا۔ عمرو کی کنیت ابو امیہ تھی۔ عمرو نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ عالیہ بنت سلمہ بن یزید بن مشجعہ بن المجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی بن سعد العشیرہ تھیں۔

یحییٰ بن سعید کے یہاں سعید و اسماعیل و ربیحہ جو ام رباح تھیں اور فاختہ و رقیہ و ام عمر پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام عیسیٰ بنت عبید اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھیں۔

عمرو وعثمان' ان دونوں کی والدہ زینب بنت عبدالرحمٰن بن الحکم ابن ابی العاص تھیں۔ عمر' ان کی والدہ ام عمرو بنت عمر بن جریر بن عبداللہ البجلی تھیں۔ ابان وعنبسہ وحصین ومحمد وہشام مختلف ام ولد سے تھے۔

امنہ' ان کی والدہ ام سلمہ بنت الحلیس بن حبیب بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔ ربلہ وعلیہ وفاختۃ الصغریٰ' ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ ام عثمان' ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ یحییٰ بن سعید قلیل الحدیث تھے۔

عنبسہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عنبسہ بن سعید کے یہاں ایک ام ولد سے عبداللہ اور ایک ام ولد سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔

خالدہ' ان کی والدہ ام النعمان بنت محمد بن الاشعث بن قیس بن معدی کرب ابن معاویہ بن جبلہ الکندی تھیں۔

عبدالملک' ان کی والدہ اروی بنت عبداللہ بن عبداللہ بن عامر بن کریز ابن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں۔ عثمان ایک ام ولد سے تھے۔

سعید وام عنبسہ وام کلثوم' ان سب کی والدہ ام عمر بنت عمر بن سعد بن ابی وقاص تھیں۔ حجاج ومحمد وسلیمان وزیاد ومروان وآمنہ وام عثمان وام ابان وام خالد مختلف ماؤں سے تھے۔ ام الولید' ان کی والدہ رواح بنت عمیر بن الشلیل بن قیس بن مسعود بن قیس ابن خالد ذی الحدین تھیں۔

عنبسہ بن سعید نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ درہ بنت عقبہ ابن رافع بن امرأ القیس بن زید بن عبد الاشہل اوس میں سے تھیں۔

عبداللہ بن قیس کے یہاں محمد وموسیٰ ورقیہ پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ام سعید بنت کباثہ بن عرابہ بن اوس بن قیظی بن عمرو انصار کی شاخ بنی حارثہ میں سے تھیں۔ مطلب وحکیم' ان دونوں کی والدہ ام ایاس بنت یزید بن عبداللہ بن ذی حضن حمیر میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن وحکم وعبداللہ وام الفضل' ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عبدالرحمٰن ابن عبداللہ بن ابی صعصعہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

عبدالملک وام سلمہ' ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ ان کے بھائی۔

محمد بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ درہ بنت عقبہ ابن رافع بن امرأ القیس بن زید بن عبد الاشہل تھیں۔

محمد بن قیس کے یہاں یحییٰ اکبر وعمر اکبر وام القاسم وجمال وصعبہ الکبریٰ وام عبداللہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام جمیل بنت المسیب بن ابی السائب بن عابد ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

حسن وحسین وحکیم وصعبہ الصغریٰ وقیس اکبر وقیس اصغر ومحمد اصغر وجمال صغریٰ وحفصہ وام الحسن وفاطمہ' ان سب کی والدہ ام الحسن بنت الحکیم بن الصلت بن مخرمہ تھیں۔

عمرو اصغر ایک ام ولد سے تھے اور یحییٰ اصغر ایک ام ولد سے تھے۔

مغیرہ بن ابی بردہ رحمۃ اللہ علیہ:

بنی عبدالدار بن قصی میں سے تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ازہر بن عوف بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ' ان کی والدہ ام سلمہ بنت خفاجہ بن ہرثمہ بن مسعود بنی نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن میں سے تھیں۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن کے یہاں جعفر وعبدالرحمٰن وام عمر اور حفصہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام جمیل بنت عبداللہ بن مکمل بن عوف بن عبد بن الحارث ابن زہرہ تھیں۔

زہری نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مکمل بن عوف بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ' ان کی والدہ قبیلہ حمیر کی شاخ یحطب کی تھیں' ان پر گرفتاری کی مصیبت آئی۔

عبدالرحمٰن کے یہاں حسن وام حبیب پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ خدیجہ بنت ازہر بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔

سعد ومروان وبریہہ وام عمرو وہند' ان سب کی والدہ ام النعمان بنت عبدالرحمٰن بن قیس بن خلدہ تھیں۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے زہری نے روایت کی ہے۔

معاذ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عثمان بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ معاذ بن عبدالرحمٰن کے یہاں عبدالرحمٰن ہوئے' ان کی والدہ زینبہ تھیں جو ام عمرو بنت عتیبہ تھیں اور بنی سعد بن بکر میں سے تھیں۔

اویس' ان کی والدہ مریم بنت عقبہ بن ایاس بن عتمہ بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔ اسماء' ان کی والدہ منقریہ تھیں۔ ان کے بھائی:

عثمان بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عثمان بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد ابن تیم بن مرہ۔

نوفل بن مساحق رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لوئ' ان کی والدہ مریم بنت مطیع بن الاسود بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔

نوفل بن مساحق کے یہاں سعد بن نوفل پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت ابی سبرہ بن ابی رُہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک تھیں۔

معقل بن نوفل' ان کی والدہ ضبہ بنت سبرہ بن عبداللہ بن الاعلم بنی عقیل ابن کعب میں سے تھیں۔ عبدالملک و مروان وسلیمان مختلف ام ولد سے تھے۔

نوفل کی بہت تھوڑی حدیثیں ہیں۔

عیاض بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد بن ابی سرح بن الحارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل ابن عامر بن لوئ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عیاض کے یہاں وہب وعبداللہ وسالم پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ ام حسن بنت عمرو بن اویس تھیں۔ اور سعد بن عیاض۔

عثمان بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن ابی خرشہ بن عمرو بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن جذیمہ ابن مالک بن حسل بن عامر بن لوئ' ان کی والدہ امیمہ بنت عبداللہ بن مسعود بن الحارث ابن صبح بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل تھیں۔

عثمان بن اسحاق کے یہاں عبدالرحمٰن اور ایک اور شخص پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ ام حبیب بنت مر بنی عقیل میں سے تھیں۔ زہری نے عثمان بن اسحاق سے روایت کی ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ماعز' زہری نے ان سے روایت کی ہے۔

شعیب بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ شعیب کے یہاں عمرو وعمر پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت مرہ ابن عمرو بن عبداللہ بن عمر الجمحی تھیں۔

عبداللہ وشعیب اور عائذہ' جن سے حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ ابن العباس نے نکاح کیا' ان سب کی والدہ عمرہ بنت عبیداللہ بن العباس ابن عبدالمطلب تھیں۔

شعیب نے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے اور ان سے ان کے بیٹے عمرو بن شعیب نے روایت کی ہے' ان کی حدیث اپنے والد سے ہے اور ان کے والد کی حدیث اپنے دادا یعنی عبداللہ بن عمرو سے ہے۔

عثمان بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن سراقہ بن المعتمر بن انس بن اواۃ بن ریاح بن عبداللہ ابن قرط بن زراح بن عدی بن کعب' ان کی والدہ زینب بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھیں جو اولاد عمر رضی اللہ عنہ میں سب سے چھوٹی تھیں۔

عثمان کے یہاں عمر پیدا ہوئے' انہیں کے نام سے ان کی کنیت تھی' اور عبداللہ وعمر وابوبکر وزبیر وعبدالرحمٰن' ان سب کی والدہ عبدہ بنت الزبیر بن المسیب بن ابی السائب صیفی بن عابد بنی مخزوم میں سے تھیں۔

حفصہ ایک ام ولد سے تھیں اور فاطمہ ایک ام ولد سے۔عثمان بن عبداللہ نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔

ہشام بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ امۃ بنت المطلب بن ابی البختری بن ہشام بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔

ہشام بن اسماعیل کے یہاں ولید اور ام ہشام پیدا ہوئیں جو ہشام ابن عبدالملک بن مروان کی والدہ تھیں' ان دونوں کی والدہ مریم بنت لجاء ابن عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ تھیں۔

ابراہیم ومحمد ایک ام ولد سے تھے اور خالد وحبیب ایک ام ولد سے۔ ہشام بن اسماعیل اہل علم وروایت میں سے تھے۔ عبدالملک بن مروان کی جانب سے والیٔ مدینہ ہوئے۔

پھر عبدالملک کی وفات ہوگئی' یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے سعید بن المسیب کو مارا تھا' جب انہیں ولید بن عبدالملک کی بیعت کی دعوت دی' جس وقت انہیں ان کے والد نے ولی عہد خلافت بنایا تو سعید نے انکار کیا اور کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ کیا کرتے ہیں تو انہوں نے انہیں مارا اور انہیں گھمایا اور قید کر دیا' عبدالملک کو معلوم ہوا تو انہوں نے اس کو ناپسند کیا' ان کے فعل سے ناراض ہوئے اور کہا کہ انہیں اور سعید کو کیا ہوا' سعید کے پاس مخالفت نہیں ہے۔

محمد بن عمار رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یاسر بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن الحصین بن الوذیم بن ثعلبہ ابن عوف بن حارثہ بن عامر الاکبر بن یام بن عنس مذحج میں سے تھیں جو قریش کے ابی حذیفہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے حلفاء میں سے تھے محمد بن عمار سے روایت کی گئی ہے۔

حمزہ بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سنان بن مالک بن عبد عمرو بن عقیل بن النمر بن قاسط بن ربیعہ جو قریش کے عبداللہ بن جدوان التیمی کے حلیف تھے' انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

صیفی بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سنان بن مالک۔

عمارۃ بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سنان بن مالک' ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

عبداللہ بن خباب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الارت بن جندلہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب بن سعد' بنی سعد بن زید ابن مناۃ بن تمیم میں سے تھے' زمانہ جاہلیت میں خباب پر قید کی مصیبت آئی' ام انمار بنت سباغ الخزاعیہ کو ملے جو بنی زہرہ بن کلاب کے حلفاء میں سے تھیں۔ ام انمار نے انہیں آزاد کر دیا۔

عبدالقیس کے ایک شخص سے' جو خوارج کے ساتھ تھے اور بعد کو ان سے جدا ہو گئے مروی ہے کہ خوارج ایک گاؤں میں داخل ہوئے۔ عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ گھبرا کر ان کے پاس آئے' ان لوگوں نے کہا کہ آپ نہ ڈریئے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ تم لوگوں نے مجھے ڈرا دیا' ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہرگز نہ ڈریئے۔ انہوں نے کہا واللہ تم لوگوں نے مجھے ڈرا دیا ہے' ان لوگوں نے کہا کہ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی خباب رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں' انہوں نے کہا کہ ہاں۔

ان لوگوں نے کہا کہ کیا آپ نے اپنے والد سے کوئی ایسی حدیث سنی ہے جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو' اگر سنی ہے تو ہم سے بیان کیجئے' انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے اپنے والد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک فتنے کا ذکر کرتے سنا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا' اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا' اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اس فتنے کو پانا تو اللہ کے مقتول بندے بننا۔ ایوب (راوی) نے کہا کہ میں اس کو سوائے اس کے نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ایسے بندے نہ بننا جو قاتل ہو۔

ان لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ حدیث اپنے والد سے سنی ہے کہ وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے' انہوں نے کہا کہ ہاں' وہ لوگ انہیں نہر کے کنارے پر لے گئے' اور گردن مار دی' ان کا خون اس طرح بہا کہ گویا جوتے کا تسمہ ہے جو پانی سے نہیں ملا' ان لوگوں نے ان کی ام ولد کا بھی پیٹ چاک کر ڈالا' اسی سبب سے علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے قتال کو حلال سمجھا۔

محمد بن اسامہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن زید الحب بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ بن امرئی القیس بن عامر ابن النعمان بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور ابن کلب' زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کو اس باندی کی وجہ سے اولاد مدینہ کہا جاتا تھا' جس نے عبدالعزیٰ بن امرئی القیس کو پالا تھا' اسی وجہ سے وہ لوگ اس کی طرف منسوب ہو گئے۔

محمد بن اسامہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ولید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں ہوئی' ان سے یزید بن عبداللہ بن قسیط نے روایت کی ہے' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔ ان کے بھائی:

حسن بن اسامہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ' ان سے ان کے بیٹے محمد بن الحسن وغیرہ نے روایت کی ہے' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

جعفر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن امیہ بن خویلد بن عبداللہ بن ایاس بن عبدناشرہ بن کعب بن جدی ابن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ جعفر بن عمرو بن امیہ عبدالملک ابن مروان کے رضاعی بھائی تھے۔ عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں ان کے پاس آئے اور مسجد دمشق میں بیٹھ گئے' اہل شام اپنے دفتر کی ترتیب سے عبدالملک کے روبرو پیش کیے جارہے تھے' یمن کے لوگ ان کے گرد تھے جو کہہ رہے تھے کہ اطاعت کرو۔ جعفر نے کہا کہ سوائے اللہ کے کسی کی اطاعت نہیں ہے' لوگوں نے ان پر حملہ کردیا اور کہا کہ کیا تم امیرالمومنین کی اطاعت کو کمزور کرتے ہو' یہاں تک کہ ستون سے ان پر حملہ کیا' جعفر بڑی مشقت سے بچے۔

یہ خبر عبدالملک کو معلوم ہوئی تو انہوں نے ان کو بلا بھیجا' انہیں ان کے پاس پہنچادیا گیا' عبدالملک نے کہا کہ کیا تم نے اپنے اس عمل پر غور کیا' واللہ اگر یہ لوگ تمہیں قتل کردیتے تو میرے نزدیک تمہارے بارے میں کچھ نہ تھا' تمہیں ایسے امر میں جانے کی کیا ضرورت تھی جو مفید نہیں' تم ایسی قوم کو دیکھتے ہو جو میری سلطنت واطاعت میں شدت کرتے ہیں' پھر تم آتے ہو اور اسے کمزور کرتے ہو۔ اس سے احتیاط کرو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جعفر بن عمرو کی وفات ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی' انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے اور ان سے زہری نے روایت کی ہے' ثقہ تھے اور ان کی حدیثیں ہیں۔ ان کے بھائی:

زبرقان بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن امیہ بن خویلد' ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

ایاس بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الاکوع' ان کا نام سنان بن عبداللہ بن قشیر بن خزیمہ بن مالک بن سلامان ابن اسلم بن افصیٰ تھا۔ خزاعہ میں سے تھے۔

ایاس کی کنیت ابوسلمہ تھی' وفات ۱۱۹ھ میں مدینے میں ہوئی جبکہ وہ ستر سال کے تھے۔ ایاس بن سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی کنیت ابوبکر تھی۔ ثقہ تھے' ان کی بہت سی احادیث ہیں۔

محمد بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو الاسلمی' ان سے اسامہ بن زید اللیثی نے روایت کی ہے' اور خود انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن حرملہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن زراح بن عدی بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ' انہوں نے اپنے ولد سے روایت کی ہے' ان کے ایک بیٹے زرعہ بن عبدالرحمٰن تھے جن سے ابوالزناد نے روایت کی ہے۔

طارق بن ابی مخاشن الاسلمی رحمۃ اللہ علیہ:

مدینے میں رہتے تھے' ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

ابوعثمان بن سنہ الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

عطاء بن یزید اللیثی رحمۃ اللہ علیہ:

کنانہ کے لوگوں میں سے تھے' کنیت ابومحمد تھی' ۱۰۷ھ میں وفات ہوئی اور اس وقت بیاسی سال کے تھے' انہوں نے ابوایوب اور تمیم الداری اور ابوہریرہ اور ابوسعید الخدری اور عبیداللہ بن عدی بن الخیار رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' ان سے زہری نے روایت کی ہے' کثیر الحدیث تھے۔

عمارہ بن اکیمہ اللیثی رحمۃ اللہ علیہ:

کنانہ کے لوگوں میں سے تھے' کنیت ابوالولید تھی' اناسی سال کی عمر میں ۱۰۱ھ میں وفات ہوئی۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان سے زہری نے صرف ایک حدیث روایت کی ہے' بعض ایسے محدثین ہیں جو یہ کہہ کر ان سے سند نہیں لیتے کہ وہ شیخ مجہول ہیں۔

حمید بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الخثم الدئلی' کنانہ میں سے تھے اور قدیم تھے' انہوں نے سعد وابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' ان سے بکیر بن عبداللہ بن الاشج اور زہری نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

سنان بن ابی سنان الدئلی رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ دئل میں سے تھے' بیاسی سال کی عمر میں ۱۰۵ھ میں وفات ہوئی۔ ان سے زہری نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عتبہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم ہذیل بن مدرکہ میں سے تھے جو بنی زہرہ کے حلفاء تھے' ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبیداللہ بن عبداللہ ابن عتبہ شعر کہتے تھے' اس کے بارے میں ان سے کہا جاتا تو جواب دیتے کہ کیا تم لوگوں نے مریض سینہ کو نہیں دیکھا کہ اگر بلغم نہ تھوکے تو مر جائے گا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبیداللہ عالم تھے' بینائی جاتی رہی تھی' انہوں نے ابوہریرہ وابن عباس وعائشہ وابی طلحہ وسہل بن حنیف وزید بن خالد وابی سعید الخدری رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے ثقہ وفقیہ وکثیر العلم وکثیر الحدیث وشاعر تھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عبیداللہ بن عبداللہ کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے اس سے اچھی طرح چن لیتے تھے' ان کی وفات ۹۸ھ میں مدینے میں ہوئی' اوروں نے کہا کہ ۹۹ھ میں ہوئی۔

زہری سے مروی ہے کہ ابوسلمہ' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کر کے ان سے مسائل جمع کرتے تھے' عبیداللہ بن عبداللہ ان

سے عمدہ طریقہ سے سوال کر کے کلام میں ان پر غالب آ جاتے تھے۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حاطب بن ابی بلتعہ جو قبیلہ لخم میں سے تھے کہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کا حلیف تھا۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پیدا ہوئے' کنیت ابو محمد تھی' انہوں نے ابن عمر وابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے' ثقہ وکثیر الحدیث تھے' وفات مدینے میں ۱۰۴ھ میں ہوئی۔ ان کے بھائی:

عبداللہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حاطب بن ابی بلتعہ' یزید بن معاویہ کی خلافت میں جنگ حرہ کے دن ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کر دیئے گئے۔

حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ:

یعنی ابن علی بن الاسقع الاسلمی' جو اسلمیوں میں سے تھے' انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور زہری نے ان سے روایت کی ہے۔

عیاض بن خلیفہ الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

عوف بن الطفیل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن سنجرہ بن جرثومہ بن عادیہ بن مرہ بن جشم بن الاوس بن عامر ابن حصین بن النمر بن عثمان بن نصر بن زہران بن کعب' قبیلہ ازد سے تھے' طفیل بن الحارث عائشہ وعبدالرحمٰن فرزندان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کے ان دونوں کی (سوتیلی) ماں ام رومان کے رشتے سے بھائی تھے۔ حارث بن سنجرہ نے السراۃ سے آ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے معاہدہ حلف کیا تھا' ان کے ہمراہ ان کی بیوی تھیں' ام رومان بھی تھیں' جب وہ مر گئے تو ان کی بیوی سے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا۔

عبدالرحمٰن بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جعشم بن مالک بن عمرو بن تیم بن مدلج بن مرہ بن عبد مناۃ بن کنانہ' ان سے زہری نے روایت کی اور ان کی احادیث ہیں۔

ربیع بن سبرہ رحمۃ اللہ علیہ:

الجہنی' انہوں نے اپنے والد سے روایت کی جو صحابی تھے' زہری نے ربیع ابن سبرہ سے روایت کی ہے۔

عبید بن السباق الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے مذی کے بارے میں سہل بن حنیف سے روایت کی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔

عبیدہ بن سفیان الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے قلیل الحدیث شیخ تھے۔

سائب بن مالک الکنانی رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

صفوان بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ:

ابن برادر اسامہ بن زید بن حارثۃ الکلبی رضی اللہ عنہما جو اسامہ رضی اللہ عنہ کی دختر کے شوہر تھے انہوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے اور ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

ملیح بن عبداللہ السعدی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ان سے محمد بن عمرو بن علقمہ اللیثی نے روایت کی ہے۔

عراک بن مالک الغفاری رحمۃ اللہ علیہ:

بنی کنانہ میں سے تھے اور مدینے میں بنی غفار میں رہتے تھے مدینے میں یزید ابن عبدالملک کی خلافت میں وفات پائی۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ان سے زہری نے روایت کی ہے اور ان کے فرزند خثیم بن عراک پارسا اور اسلام میں سخت مزاج تھے زیاد بن عبیداللہ الحارثی کی جانب سے مدینے کے افسر شحنہ تھے زیاد ابوالعباس اور ابوجعفر کی ابتدائے خلافت میں مکے اور مدینے کے والی تھے۔

ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے عراک بن مالک کو دیکھا کہ مثل مونڈنے کے وہ اپنی مونچھیں نہیں کترواتے تھے بلکہ اسے اچھی طرح چن لیتے تھے۔

ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے عراک بن مالک کو دیکھا کہ سوائے ایام ممنوعہ کے وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

محرر بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن عبد ذی الشری بن طریف بن عتاب بن ابی صعب بن منبہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس جو ازد میں سے تھے وفات مدینے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں ہوئی انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ قلیل الحدیث تھے۔

عمرو بن ابی سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن اسید بن جاریہ بن عبداللہ بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن عوف بن قسی ثقفی تھے بنی زہرہ کے حلیف اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں (ساتھیوں) میں سے تھے ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

نہار بن عبداللہ القیسی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے۔

انصار کا یمنی طبقہ

عباد بن ابی نائلہ:

سلکان بن سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل' ان کی والدہ ام سہل بنت رومی بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل تھیں۔

عباد کے یہاں یونس وام سلمہ وام عمرو وام موسیٰ وسلمہ وقریبہ پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ ام الحارث بنت الحباب بن زید بن تیم بن امیہ بن بیاضہ بن خفاف جوراتج کے رہنے والے قبیلہ اوس کے بعادرہ میں سے تھیں۔

ام العلاء وام عمرؤان دونوں کی والدہ صفیہ بنت معبد بن بشر بن خالد بن ظالم قیس عیلان کے بنی ہاربہ بن دینار میں سے تھیں۔

عباد بن ابی نائلہ اور ان کے بیٹے سلمہ بن عباد ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں قتل کر دیئے گئے۔

زید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمر جو نبیت بن مالک ابن الاوس تھے۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

زید بن محمد کے یہاں قیس وام زید پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ بنی محارب ابن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر میں سے تھیں۔ زید بن محمد یوم الحرہ میں قتل کیے گئے۔

حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم الحرہ میں مدینے کے مکانات میں جو مکان سب سے پہلے لوٹا گیا' اور جنگ ہنوز منقطع نہ ہوئی تھی' وہ بنی عبدالاشہل کا مکان تھا' ان لوگوں نے نہ تو مکانوں میں کوئی اثاثہ چھوڑا اور نہ عورتوں کے بدن پر کوئی زیور اور کپڑا۔ کوئی فرش ایسا نہ تھا جس کا اون نہ نوچ ڈالا گیا ہو' اور کوئی مرغی اور کبوتر نہ تھا جو ذبح نہ کر دیا گیا ہو' وہ مرغیوں اور کبوتروں کو اپنے میں سے کسی کے پیچھے شکار بند میں لٹکا لیتے۔

ہم لوگ نکل کر اس گھر سے اس گھر تک جاتے' تین روز اسی طرح سے گزرے' مسرف عقیق میں تھا اور لوگ مصیبت میں مبتلا تھے' ہم لوگوں نے محرم کا چاند اس حالت میں دیکھا کہ محمد بن سلمہ کے مکان میں شامی گھسے تھے اور عورتیں پراگندہ ہوگئی تھیں۔

زید بن محمد بن مسلمہ اور ان کے ہمراہ ایک جماعت آواز کی طرف بڑھی۔ انہوں نے دس آدمیوں کو لوٹتے ہوئے پایا' دروازے پر' احاطے میں اور گھروں میں ان لوگوں نے جنگ کی۔ شامی سب کے سب قتل کر دیئے گئے' جو کچھ لوٹا گیا تھا سب انہوں نے حاصل کر لیا' اپنے قیمتی سامان کو انہوں نے اندھیرے کنوئیں میں ڈال کر اوپر سے مٹی بھر دی۔

ایک دوسری جماعت سامنے آئی' انہوں نے بھی اسی مقام پر جنگ کی' زید بن محمد بن مسلمہ اور سلمہ بن عباد بن سلامہ بن وقش اور جعفر بن یزید بن سلکان قتل کر دیئے گئے اور وہ سب لوگ بچھڑے ہوئے پائے گئے' زید بن محمد پر تلوار کے چودہ زخم تھے جن میں سے چار ان کے چہرے پر تھے۔

عبداللہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو کہ وہی بیت بن مالک بن الاوس تھے' ان کی والدہ لبنیٰ بنت قرہ بن علقمہ بن علاثہ بنی جعفر بن کلاب میں سے تھیں۔

اور ناعصہ وعائشہ' ان دونوں کی والدہ ام الاشعب بنت عبداللہ ابن قرہ بن علقمہ بن علاثہ تھیں۔ ام جعفر' ان کی والدہ ام الاشعث بنت رفاعہ بن خدیج بن رافع قبیلہ اوس کے بنی حارثہ میں سے تھیں۔

عبداللہ بن رافع نے اپنے والد سے روایت کی ہے' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبیداللہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ' ان کی والدہ اسماء بنت زیاد بن طرفہ بن مصاد بن الحارث بن مالک بن النمر بن قاسط بن ربیعہ تھیں۔

عبیداللہ کے یہاں فضل پیدا ہوئے جن کے نام سے ان کی کنیت تھی اور عونہ وام الفضل وبریہہ وام رافع' ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبیداللہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔ پچاسی سال کے تھے کہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ۱۱۱ھ میں وفات ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ' ان کی والدہ اسماء بنت زیاد ابن طرفہ نمر بن قاسط کے خاندان سے تھیں۔ عبدالرحمٰن کے یہاں ہریرہ وسکینہ پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ ام الحسن بنت اسید بن ظہیر بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ تھیں۔

سہل بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ' ان کی والدہ اسماء بنت زیاد بن طرفہ نمر بن قاسط کے خاندان سے تھیں۔

سہل بن رافع کے یہاں منذر پیدا ہوئے اور عمران جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا' اور سلیمان ومحمد وعائشہ وام عیسیٰ وام حمیدہ' ان سب کی والدہ ام المنذر بنت رفاعہ ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ تھیں۔

رفاعہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ' ان کی والدہ اسماء بنت زیاد بن طرفہ نمر بن قاسط کے خاندان سے تھیں۔ رفاعہ کے یہاں ایک ام ولد سے عبایہ وامرأ القیس پیدا ہوئے' ایک ام ولد سے زمیل اور ایک ام ولد سے نفیع پیدا ہوئے۔ سہل وعائشہ ومیمونہ' ان سب کی والدہ ہند بنت ثعلبہ بن الزبرقان بن بدر التمیمی تھیں۔ عبدہ اسماء وبکرہ ایک ام ولد سے تھیں۔ رفاعہ بن رافع کی کنیت ابوخدیج تھی' ان کی وفات مدینے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں ہوئی۔

عبید بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبید کے یہاں رافع و عیاش و رفاعہ پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ حمیدہ بنت ابی عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ تھیں۔

حرام بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محیصہ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ' قبیلہ اوس کے تھے' ان سے زہری نے روایت کی ہے' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔ حرام کی کنیت ابوسعید تھی' وفات ستر سال کی عمر میں ۱۱۳ھ میں مدینے میں ہوئی۔

نملہ بن ابی نملہ رحمۃ اللہ علیہ:

نام عمرو بن معاذ بن زرارہ بن عمرو بن عدی بن الحارث بن مر بن ظفر تھا' قبیلہ اوس کے تھے' ان کی والدہ کبشہ بنت حاطب بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ ابن معاویہ قبیلہ اوس کے بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں' ان کی اولاد تھی' مگر سب ختم ہو گئے' مر بن ظفر کی بھی سب اولاد تمام ہو گئی' ان میں سے کوئی نہ رہا' نملہ نے اپنے والد سے اور زہری نے نملہ سے روایت کی ہے۔

عمرو و محمد و یزید ابنائے ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

ابن قیس بن الخطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر' وہ کعب بن الخزرج بن عمرو تھے اور وہ نبیت بن مالک بن الاوس تھے' ان تینوں کی والدہ ام حبیب بنت قیس ابن زید بن عامر بن سواد بن ظفر تھیں' تینوں یوم الحرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کر دیئے گئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

صالح بن خوات رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف جو اوس کے تھے' ان کی والدہ بنی فقیم کے بنی ثعلبہ میں سے تھیں۔ صالح بن خوات کے یہاں خوات وابوحنہ و برہ و ام موسیٰ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام حسن بنت ابی حنہ بن غزیہ بنی مازن بن النجار سے تھیں۔ ہضبہ بنت صالح' ان کی والدہ بنی قصامہ کے بنی انیف سے تھیں۔ صالح بن خوات نے اپنے والد سے روایت کی ہے' وہ قلیل الحدیث تھے۔

حبیب بن خوات رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امرئ القیس' ان کی والدہ بنی فقیم کے بنی ثعلبہ سے تھیں۔ حبیب کے یہاں داؤد پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ حبیب بن خوات ذی الحجہ ۶۳ھ کے ایام الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

عمرو بن خوات رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبیر بن النعمان' ان کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔ بقیہ اولاد نہ تھی۔

یحییٰ بن مجمع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف' قبیلہ اوس کے تھے' ان کی والدہ

سلمٰی بنت ثابت بن الدحداحہ ابن نعیم بن غنم بن ایاس بنی قضاعہ سے تھیں۔ یحییٰ بن مجمع کے یہاں مجمع پیدا ہوئے جن کی بقیہ اولاد کوئی نہ تھی۔ یحییٰ بن مجمع یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔ ان کے بھائی:

عبید اللہ بن مجمع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف' ان کی والدہ سلمٰی بنت ثابت ابن الدحداحہ بن نعیم بنی قضاعہ سے تھیں' عبید اللہ بن مجمع کے یہاں عمران ودحداحہ ومریم پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ لبنیٰ بنت عبد اللہ بن بتیل بن الحارث بن قیس بن زید بن ضبیعہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔

عبید اللہ بن مجمع یوم الحرہ میں قتل کیے گئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

یزید بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ودیعہ بن خذام ابن خالد بن ثعلبہ بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف' قبیلہ اوس کے تھے' ان کی والدہ بنی قضاعہ حلفائے بنی عمرو بن عوف کے بنی انیف سے تھیں۔ یزید کے یہاں عبد اللہ واسماعیل پیدا ہوئے زہری نے یزید بن ثابت بن ودیعہ سے روایت کی ہے۔

محمد بن جبر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عتیک بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف' قبیلہ اوس کے تھے' یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔ بقیہ اولاد نہ تھی' ان کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بدر میں شریک تھے۔

عبد الملک بن جبر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عتیک' انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے۔

ابو البداح بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عدی بن الجد بن العجلان بنی قضاعہ کے ان لوگوں میں سے تھے جو اوس کے بنی عمرو بن عوف کے حلفاء تھے' محمد بن عمر نے کہا کہ ابو البداح لقب ہے کہ ان کے نام پر غالب آ گیا۔ کنیت ابو عمرو تھی۔ وفات ۱۱۷ھ میں بعہد خلافت ہشام بن عبد الملک چوراسی سال کی عمر میں ہوئی۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔ ان کے بھائی:

عباد بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عدی' یزید بن معاویہ کی خلافت میں ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

خارجہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار' ان کی والدہ ام سعد جمیلہ بنت سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس ابن مالک بن ثعلبہ بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔ خارجہ بن زید کے یہاں زید وعمرو وعبد اللہ ومحمد وحبیبہ وحمیدہ وام یحییٰ وام سلیمان پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام عمرو بنت حزم بنی مالک بن النجار سے تھیں۔

ابراہیم بن یحییٰ بن زید سے مروی ہے کہ خارجہ بن زید کی کنیت ابوزید تھی۔ خارجہ بن زید سے مروی ہے کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے خارجہ بن زید کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدوں کا نشان دیکھا جو بہت نہ تھا' نہ ان کی ناک پر اس کا کوئی اثر تھا۔

زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے خارجہ بن زید کو دیکھا کہ جن اوقات میں برہنہ ہوتے تو اپنی چادر لٹکائے رہتے اور جب ان کے بدن پر کرتہ ہوتا تو میں نے انہیں چادر لٹکاتے نہیں دیکھا' ان کا جسم خوبصورت تھا۔ زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے زید بن خارجہ کو خز کی چادر استعمال کرتے ہوئے دیکھا اور زرد رومال اوڑھے ہوئے دیکھا اور سفید عمامہ باندھتے دیکھا' خارجہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی ہے' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔ خارجہ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ستر سیڑھیاں بنائی ہیں جب میں اس سے فارغ ہوا تو منہدم کر دیا' یہ میرا سترواں سال ہے جس کو میں نے پورا کر لیا ہے' اسی سال ان کی وفات ہوئی۔ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ خارجہ بن زید کی وفات ۱۰۰ھ بزمانہ خلافت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مدینے میں ہوئی۔ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے ان پر نماز پڑھی' وہ اس زمانے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے مدینے کے والی تھے' اور میں نے ان کے جنازے پر ایک چادر دیکھی جو لٹکتی ہوئی تھی۔ زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں خارجہ بن زید کے جنازے پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ ان کی قبر پر پانی چھڑکا جا رہا تھا۔

سعد بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار' ان کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔ سعد بن زید کے یہاں قیس و سعید جو سعدان تھے اور عبدالرحمٰن پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ داؤد و حبیبہ ایک ام ولد سے تھیں اور سلیمان و سعد دوسری ام ولد سے۔ سعد بن زید سے روایت کی گئی ہے' ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

سلیمان بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار ان کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج سے تھیں۔ سلیمان بن زید کے یہاں سعید و حمید و محمد و عبداللہ پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ ام حمید بنت عبداللہ بن قیس بن صرمہ بن ابی انس بنی عدی بن النجار سے تھیں' سلیمان بن زید بن ثابت یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

یحییٰ بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار ان کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔ یحییٰ بن زید کے یہاں زکریا و ابراہیم پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ بستامہ بنت عمارہ بن زید بن ثابت بن الضحاک بنی مالک بن النجار سے تھیں۔ یحییٰ بن زید بن ثابت یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

اسماعیل بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن الضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار' ان کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج سے تھیں۔ کنیت ابومصعب تھی۔

اسماعیل بن زید کے یہاں مصعب پیدا ہوئے' ان کی والدہ امامہ بنت جلیحہ بن عبادہ بن عبداللہ بن ابی ابن سلول بنی الحبلی میں سے تھیں۔ سعد بن اسماعیل' ان کی والدہ میمونہ بنت بلال بنی ہلال سے تھیں۔

اسماعیل بن زید' زید بن ثابت کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے' انہوں نے اپنے والد سے کچھ روایت نہیں کی' اور نہ انہوں نے ان کو پایا' البتہ دوسروں سے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

سلیط بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن الضحاک بن زید بن لوذان' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ سلیط بن زید کے یہاں یسار پیدا ہوئے' ان کی والدہ زینب تھیں۔ حبیبہ و حلید' ان دونوں کی والدہ نائلہ بنت عمرو بن حزم تھیں۔

سلیط بن زید بن ثابت یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن الضحاک' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالرحمٰن کے یہاں سعید وام کلثوم وام ابان پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ عمرہ بنت عبدالعلاء بن عمرو بن الربیع بن الحارث بنی مالک بن النجار سے تھیں۔ عبدالرحمٰن بن زید یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' ان کی اولاد باقی نہ رہی۔

عبداللہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن الضحاک' ان کی والدہ ام ولد تھیں' یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' بقیہ اولاد نہ تھی۔

زید بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن الضحاک' یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔ یوم الحرہ میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سات بیٹے مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن حسان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار' ان کی والدہ سیرین قبطیہ تھیں جو ماریہ قبطیہ والدہ ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی بہن تھیں' ان کو آنحضرت ﷺ نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دیا تھا' ان سے عبدالرحمٰن بن حسانؒ پیدا ہوئے' وہ ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کے خالہ زاد بھائی تھے' عبدالرحمٰن شاعر تھے انہوں نے اپنے والد وغیرہ سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن کے یہاں ولید و اسماعیل وام فراس پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام شیبہ بنت السائب بن یزید بن عبداللہ تھیں۔ سعید بن عبدالرحمٰن شاعر تھے' ان سے بھی روایت کی گئی ہے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ حسان بن عبدالرحمٰن وفریعہ۔ عبدالرحمن

بن حسان کی کنیت ابوسعید تھی' شاعر و قلیل الحدیث تھے۔

عمارہ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کریم بن عدی بن حارثہ بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن النجار' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' بقیہ اولاد نہ تھی۔

محمد بن نبیط رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جابر بن مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار' ان کی والدہ فریعہ مبایعہ بنت ابی امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بنی مالک بن النجار سے تھیں۔ محمد بن نبیط کے یہاں عثمان وابوامامہ وعبداللہ وام کلثوم پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عمارۃ بن الحباب بن سعد بن قیس بن عمرو ابن زید مناۃ بنی مالک بن النجار سے تھیں۔ محمد بن نبیط یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبدالملک بن نبیط رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جابر بن مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار' ان کی والدہ فریعہ بنت ابی امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس تھیں۔ عبدالملک کے یہاں ابوامامہ عمرو ومحمد ونبیط پیدا ہوئے' ان تینوں کی والدہ ام کلثوم بنت یحییٰ بن خلاد بن رافع بن مالک بنی زریق سے تھیں۔ عبدالملک یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

حجاج بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن غزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار' ان کی والدہ ام الحجاج بنت قیس بن رافع بن اذینہ قبیلہ اسلم سے تھیں' وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی سعید الخدری رحمۃ اللہ علیہ:

نام سعد بن مالک بن سنان بن ثعلبہ بن عبید بن الابجر تھا' ابن الابجر خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن الحارث ابن قیس بن ہیشہ بن الحارث تھیں جو اوس کے بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی معاویہ میں سے تھیں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی کنیت ابومحمد تھی۔ عبداللہ بن محمد بن عمارہ نے کہا کہ ان کی کنیت ابوجعفر تھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی سعید کے یہاں عبداللہ وسعید جو ربیج تھے پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ ام ایوب بنت عمیر بن الحویرث تھیں جو الخدرہ کے سعید بن محارب کی اولاد میں تھیں۔ کثیر الحدیث تھے مگر معتبر نہ تھے' محدثین انہیں ضعیف سمجھتے ہیں اور ان سے استدلال نہیں کرتے۔ عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابی سعید کی وفات بہتر سال کی عمر میں ۱۱۲ھ میں مدینے میں ہوئی۔

حمزہ بن ابی سعید الخدری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن الحارث بن قیس بن ہیشہ بنی معاویہ میں سے تھیں۔ حمزہ کے یہاں مسعود پیدا ہوئے'

ان کی والدہ خولہ بنت الربیع تھیں۔ مالک وام یحییٰ' ان دونوں کی والدہ فارعہ بنت خالد بن سواد بن غزیہ بن وہیب ابن خلف بنی عدی بن النجار کے حلیف بنی قضاء سے تھیں۔ حمزہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

سعید بن ابی سعید الخدری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن الحارث بن قیس بن ہیشہ بنی معاویہ میں سے تھیں۔ سعید کے یہاں حمزہ و ہند پیدا ہوئیں' ہند سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے' ان کی والدہ فعمہ بنت بشیر بن عتیک بن الحارث ابن عتیک بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ قبیلہ اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف سے تھیں۔ ولید بن سعید' ان کی والدہ ام حسن بنت محمد بن الولید بنی قضاعہ سے تھیں۔

بشیر بن ابی مسعود رحمۃ اللہ علیہ:

نام عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرہ بن عسیرہ بن عطیہ بن جدارہ بن عوف ابن الحارث بن الخزرج تھا۔

بشیر بن ابی مسعود کے یہاں ام ثعلبہ وام سلمہ پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ قیس عیلان کے بنی سلیم بن منصور سے تھیں۔ عروہ بن الزبیر نے بشیر بن ابی مسعود سے روایت کی ہے۔

محمد بن النعمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عمرو بن جروہ بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔ محمد کے یہاں نعمان ورواحہ وعبدالکریم وعبدالحمید مختلف ام ولد سے پیدا ہوئے۔

یزید بن النعمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن بشیر بن سعد' ان کی والدہ نائلہ بنت بشیر بن عمارہ بن حسان بن جبار بن قرط قبیلہ کلب کے بنی ماویہ سے تھیں۔ عبدالعزیز وصدقہ ونعیم' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالواحد اور عبدالرزاق جو لاولد مر گئے' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ شبیب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالملک وعبدالکریم' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ اسماعیل جو لاولد مر گئے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ جابر وسعید' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ ام البنین وحمیدہ' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ خلیدہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ سفیان' جو لاولد مر گئے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ابیہ ایک ام ولد سے تھیں۔

محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن زید بن عبدربہ بن زید بن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ سعدیٰ بنت کلیب ابن یساف بن عتبہ تھیں۔ محمد بن عبداللہ بن زید کے یہاں بشیر بن محمد پیدا ہوئے' جن کی وفات بغیر اپنا پس ماندہ چھوڑے ہوئے ہوگئی۔ محمد بن عبداللہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خبیب بن یساف بن عتبہ بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ عونہ بنت ابی مسعود عقبہ بن

عمرو بن ثعلبہ بنی جدارہ سے تھیں۔ عبدالرحمٰن کے یہاں وہ خبیب بن عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جن سے عبیداللہ بن عمرو و شعبہ و مالک بن انس وغیرہم نے روایت کی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن خبیب بن یساف' یزید بن معاویہ کی خلافت میں ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

خلاد بن السائب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئی القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھے' ان کی والدہ انیسہ بنت ثعلبہ ابن زید بن قیس بن النعمان بن مالک تھیں۔

خلاد بن السائب کے یہاں ابراہیم پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ایک دختر جذیمہ پیدا ہوئیں' ان کی والدہ جمیلہ بنت تمیم بن یعار بنی جدارہ میں سے تھیں۔ ام سعد و ام سہل' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

خلاد ثقہ و قلیل الحدیث تھے' ان کے والد نبی ﷺ کے صحابی تھے۔

عباس بن سہل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن الخارج بن ساعدہ' ان کی والدہ عائشہ بنت خزیمہ بن وحوح بن الاجثم بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔

عباس بن سہل کے یہاں ابی و عبدالسلام و ام الحارث و آمنہ و ام سلمہ پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ جمال بنت جعدہ بن مالک بن سعد بن نافذ بنی سلیم ابن منصور میں سے تھیں۔ عبدالمہیمن و عنبسہ' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ عہد عمر رضی اللہ عنہ میں پیدا ہوئے اور جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو عباس بن سہل پندرہ سال کے تھے' انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس کے بعد وہ الگ ہو کر عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس مدینے سے چلے گئے' انہوں نے ابی حمید الساعدی سے روایت کی ہے' ثقہ تھے' کثیر الحدیث نہ تھے۔

عباس بن سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ہم لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تھے' میں پندرہ سال کا تھا' لوگ سردی و گرمی سے سجدوں میں کپڑوں پر اپنے ہاتھ رکھتے تھے۔ محمد بن عمرو غیرہ نے کہا کہ عباس بن سہل کی وفات ولید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں ہوئی۔

حمزہ بن ابی اُسید رحمۃ اللہ علیہ:

نام مالک بن ربیعہ بن البدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج ابن ساعدہ تھا' ان کی والدہ سلامہ بنت والاان ابن سکن بن خدیج قیس عیلان کے بنی فزارہ میں سے تھیں' حمزہ کی کنیت ابو مالک تھی۔

حمزہ بن ابی اسید کے یہاں یحییٰ پیدا ہوئے۔ سلمہ بن میمون مولائے ابی اسید سے مروی ہے کہ میں نے حمزہ بن ابی اسید الساعدی کے بدن پر ایک چادر دیکھی جس کے سروں کے تار بٹے ہوئے تھے۔

ابن الغسیل سے مروی ہے کہ حمزہ بن ابی اسید کی وفات مدینے میں ولید ابن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی' قلیل الحدیث

تھے' ان سے ان کے بیٹے یحییٰ ابن حمزہ نے روایت کی ہے۔

منذر بن ابی اسید الساعدی رحمۃ اللہ علیہ:

نام مالک بن ربیعہ بن البدی تھا' ان کی والدہ سلامہ بنت وہب بن سلامہ ابن امیہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔ منذر کے یہاں زبیر وسوید وام الحسن الحوصاء پیدا ہوئیں' تینوں کی والدہ ماویہ بنت عبداللہ بنی عذرہ کی تھیں۔ بشر وخلیدہ' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

خالد وحفصہ کی والدہ ام جعفر بنت عمرو بن امیہ بن خویلد الضمری قبیلہ کنانہ سے تھیں۔ سعید جن کے نام سے ان کی کنیت تھی اور عائشہ وسودہ وفاطمہ' ان سب کی والدہ عمرہ بنت ابی حمید عبدالرحمٰن بن عمرو بن سہل بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ ابن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

عبداللہ بن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ' خزرج میں سے تھے۔ ان کی والدہ عمیرہ بنت جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید' بنی سلمہ سے تھیں۔ عبداللہ بن کعب کے یہاں عبدالرحمٰن ومعمر ومعقل ونعمان وخارجہ وعمرہ وعائشہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ خالدہ بنت عبداللہ بن انیس بنی سلمہ کے حلیف بنی البرک بن دبرہ سے تھیں۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نابینا ہوگئے تھے' ان کے تمام بیٹوں میں سے عبداللہ ان کے قائد (لے چلنے والے یا سہارا دینے والے) تھے۔ عبداللہ بن کعب نے عثمان رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے ثقہ تھے' ان کی احادیث بھی ہیں۔

عبیداللہ بن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ' ان کی والدہ عمیرہ بنت جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید بنی سلمہ سے تھیں۔ عبیداللہ بن کعب کے یہاں ام ابیہا پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ملیکہ بنت عبداللہ ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بنی سلمہ سے تھیں۔ خالدہ ان کی والدہ ام سعید بنت عبداللہ بن انیس جو ان لوگوں کے حلیف تھے۔ ام عثمان وام بشر' ان دونوں کی والدہ سہلہ بنت النعمان بن جبیر بن امیہ ابن خنساء بن عبید بنی سلمہ سے تھیں۔ عمیرہ بنت عبیداللہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبیداللہ بن کعب کی کنیت ابوفضالہ تھی' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

معبد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب' ان کی والدہ عمیرہ بنت جبیر ابن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔ معبد کے یہاں کعب وام کلثوم پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ حفصہ بنت النعمان بن جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بنی عبید سے تھیں۔ معبد بن کعب نے ابوقتادہ سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالرحمٰن کے یہاں بشیر وکعب ومحمد وحمیدہ پیدا ہوئیں'

ان کی والدہ ام البنین بنت ابی قتادہ بن ربعی بنی سلمہ میں سے تھیں۔ ام الفضل' ان کی والدہ ام سعید بنت عبداللہ بن انیس تھیں جو بنی سلمہ کے حلیف تھے۔ کنیت ابوالخطاب تھی' ثقہ تھے' حدیث میں اپنے بھائی سے بڑھ کے تھے۔ وفات سلیمان بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔

عبداللہ بن ابی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ربعی بن بلذمہ بن خناس بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ' قبیلہ خزرج کے تھے' ان کی والدہ سلافہ بنت البراء بن معرور بن صخر بنی سلمہ کی تھیں۔ عبداللہ بن ابی قتادہ کے یہاں قتادہ و نسیرہ و ام البنین پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ام کثیر بنت عبدالرحمٰن بن ابی المنذر بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بنی سلمہ کی تھیں۔ یحییٰ و ظبیہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبداللہ بن ابی قتادہ کی کنیت ابویحییٰ تھی' انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ربعی بن بلذمہ' ان کی والدہ سلافہ بنت البراء بن معرور بن صخر بنی سلمہ کی تھیں۔ عبدالرحمٰن بن ابی قتادہ ذی الحجہ ۶۳ھ کے یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔ انہوں نے کوئی پس ماندہ نہیں چھوڑا۔

ثابت بن ابی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ربعی بن بلذمہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ثابت کے یہاں عبدالرحمٰن و مصعب و ابوقتادہ و کبشہ و عبدہ و ام البنین پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ثابت بن ابی قتادہ کی کنیت ابومصعب تھی' انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے' وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔ قلیل الحدیث تھے۔

یزید بن ابی الیسر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد تھا۔ خزرج کے بنی سلمہ میں سے تھے۔ یزید کے یہاں سعد و عبداللہ پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ کبشہ بنت ثابت ابن عبید بن النعمان بن عمرو بن عبید بنی مالک بن النجار کی تھیں۔ یزید بن یزید و ام سعید' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ ام ابان بنت یزید' ان کی والدہ فاطمہ بنت ابی سلمہ بن عمرو بن قیس بن عدی ابن النجار سے تھیں۔ یزید بن ابی الیسر ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن جابر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ' ان کی والدہ سہیمہ بنت مسعود بن اوس بن مالک بن سواد بن ظفر تھیں۔ عبدالرحمٰن کے یہاں عقبہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام البنین بنت سلمہ ابن خراش بن الصمہ بن عمرو بن الجموح تھیں۔ ام خالد' ان کی والدہ ام ایوب بنت یزید بن عبداللہ بن عامر بن نابی بن زید ابن حرام تھیں۔ عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی ہے' ان کی اور ان کے بھائی کی روایت میں ضعف ہے' ان دونوں سے استدلال نہیں کیا جاتا۔ ان کے بھائی:

محمد بن جابر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن عمرو بن حرام' ان کی والدہ ام الحارث محمد بن سلمہ ابن سلمہ بن خالد بنی حارثہ کی تھیں۔ محمد کے یہاں کلیب پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام سلمہ بنت الربیع بن الطفیل ابن مالک بن خنساء بن عبید بنی سلمہ کی تھیں۔ محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبید بن رفاعہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق' خزرج کے تھے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبید بن رفاعہ کے یہاں زید وسعید ورفاعہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ ہند بنت رافع بن خلدہ بن بشر بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔ اسماعیل وام موسیٰ وحمیدہ وبریہہ وام البنین کبریٰ وزیدہ وام عمرو' ان سب کی والدہ سمیکہ بنت کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بنی سلمہ کی تھیں۔ عبدالرحمٰن وام عبدالرحمٰن ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ اسحاق' ان کی والدہ ام صفوان بنت ابی عثمان بن عبداللہ بن وہب ابن ریاح تھیں۔ امۃ اللہ ونسیبہ وعائشہ وام البنین صغریٰ وعبید بن عبید مختلف ام ولد سے تھے۔

معاذ بن رفاعہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام عبداللہ سلمٰی بنت معوذ بن الحارث بن رفاعہ بن الحارث بن سواد بن مالک ابن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔ معاذ بن رفاعہ کے یہاں حارث وسعد ومحمد وموسیٰ وامیہ پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ عمرہ بنت النعمان بن عجلان بن النعمان بن عامر بن العجلان بن عمرو ابن عامر بن زریق تھیں۔

نعمان بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عبید بن معاویہ بن صامت بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھا' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ نعمان کے یہاں طلحہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام عبادہ بنت قیس بن عبید ابن الحریر بن عمرو بن الجعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار تھیں۔ محمد ویحییٰ' ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت کعب بن عمیر بن فہم بن قیس بن عیلان' نعمان کی بقیہ اولاد پس ماندہ ہیں۔

معاذ بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ:

عبید بن معاویہ بن صامت بن زید بن خلدہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ معاویہ بن ابی عیاش کے یہاں محمد ورملہ وجعدہ ام اسحاق پیدا ہوئیں۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں' معاویہ بن ابی عیاش کی تمام اولاد ختم ہوگئی' ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

سلیمان بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ:

عبید بن معاویہ بن صامت' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ سلیمان کے یہاں عیسیٰ وحسنا وام الولید وزید پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام کلثوم بنت ہلال بن المعلی بن لوزان بن حارثہ بنی غضب بن جشم بن الخزرج کی تھیں۔ سلیمان بن ابی عیاش یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' ان کی اولاد ختم ہوگئی' کوئی باقی نہ رہا۔

بشیر بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ:

عبید بن معاویہ بنت صامت' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ بشیر کے یہاں یحییٰ وزکریا وام ایاس وام القاسم وحکمۃ پیدا ہوئیں'

ان کی والدہ کلب قضاعہ کی تھیں۔ ام الحارث ان کی والدہ بنی سلمہ سے تھیں۔

بشیر بن ابی عیاش یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' ان کی اولاد ختم ہوگئی' کوئی باقی نہ رہا۔

فروہ بن ابی عبادہ رحمۃ اللہ علیہ:

سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام خالد بنت عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ بن عامر بن الخزرج تھیں۔ فروہ کے یہاں عثمان پیدا ہوئے جو یوم الحرہ میں اپنے والد کے ساتھ مقتول ہوئے۔ سلمہ وداؤد وام جمیل' ان سب کی والدہ ام کلثوم بنت قیس بن ثابت بن خلدہ ابن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔ عبدالرحمٰن' ان کی والدہ کبشہ بنت عبدالرحمٰن بن الحویرث بن شریح کندہ سے تھیں۔ فروہ بن ابی عبادہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' ان کے والد سعد بن عثمان اہل بدر میں سے تھے۔

عقبہ بن ابی عبادہ رحمۃ اللہ علیہ:

سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عقبہ کے یہاں سعد واسماعیل وعبداللہ وعائشہ پیدا ہوئیں' ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی عیاش بن عبید بن معاویہ بن صامت بن زید بن خلدہ بن عامر' ابن زریق تھیں۔ عقبہ بن ابی عبادہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

مسعود بن عبادہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام ولد تھیں' مسعود بن عبادہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

ثابت بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد بن قیس بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق' ان کی والدہ کبشہ بنت یزید ابن زید بن النعمان بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔ ثابت کے یہاں عبدالرحمٰن ومحمد وام سعید وحفصہ وعائشہ وام حسن وام مسعود پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ کبشہ بنت ابی عیاش عبید بن معاویہ بن صامت ابن زید الزرقی تھیں۔

عمر بن خلدہ الزرقی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے (حدیث) سنی ہے' عبدالملک بن مروان کی خلافت میں مدینے کے والی قضاء تھے۔ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن خلدہ کو مسجد میں مقدمات کا فیصلہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ابن ابی ذئب سے مروی ہے کہ میں عمر بن خلدہ کے پاس حاضر ہوا' وہ قضائے مدینہ پر مامور تھے' ایک شخص سے جو ان کے سامنے پیش کیا گیا' کہہ رہے تھے کہ اے خبیث جا اور اپنے آپ کو قید کر۔ وہ شخص گیا حالانکہ اس کے ہمراہ کوئی سپاہی نہ تھا۔ ہم لوگ اس کے ساتھ ہو گئے' اس وقت ہم نوعمر تھے' وہ شخص داروغہ قید خانہ کے پاس آیا اور اپنے آپ کو قید ہونے کے لیے پیش کر دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عمر بن خلدہ ثقہ وقلیل الحدیث تھے' وہ ہیبت ناک' بہادر' پرہیزگار اور متقی تھے' عہدۂ قضاء کی کوئی تنخواہ نہ لی' جب معزول کر دیئے گئے تو ان سے کہا گیا کہ اے ابوحفص جس کام میں آپ تھے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں

نے کہا کہ ہمارے بھائی تھے، ہم نے ان سے تعلق قطع کر دیا تھا اور ہماری ایک چھوٹی سی زمین تھی جس سے ہم زندگی بسر کرتے تھے، ہم نے اسے فروخت کر کے قیمت خرچ کر دی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ پہلے زمانے میں مدینے میں دو آدمی اس طرح باہم گفتگو کرتے کہ ایک شخص اپنے ساتھی سے کہتا کہ تم تو قاضی سے بھی زیادہ مفلس ہو، مگر آج قاضی والی وجابر و بادشاہ وصاحب جائیداد وزمیندار وتاجر و مالدار بن گئے۔

عمر بن ثابت الخزرجی رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

اسحاق بن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عجرہ بن امیہ بن عدی بن عبید بن الحارث۔ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ ان بنی قضاعہ سے تھے جو بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی نوفل کے حلیف تھے۔ اسحاق بن کعب ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عجرہ بن امیہ بن عدی بن عبید بن الحارث، ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

ابوعفیر رحمۃ اللہ علیہ:

نام محمد بن سہل بن ابی حثمہ تھا۔ ابوحثمہ کا نام عبداللہ بن ساعدہ بن عامر ابن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھا، اوس کے تھے، ان کی والدہ تحیا بنت البراء ابن عاذب بن الحارث بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھیں۔ ابوعفیر محمد بن سہل کے یہاں عفیر وجعفر و براء اور ایک دختر دبیہ وامیرہ جو طلہ تھیں بدیہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ عفراء بنت دحیہ بن محیصہ بن مسعود بن کعب ابن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھیں۔ عیسیٰ، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ابوعفیر نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عمر بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی الحکم، فطیون کے بنی عمرو بن عامر کی اولاد میں سے تھے۔ یہ لوگ اوس انصار کے حلیف تھے، دیوان عطاء میں بنی امیہ بن زید کے سلسلے میں شامل تھے، بنوامیہ بن زید سلسلہ اوس کے آخری رکن تھے۔

عمر کی کنیت ابوحفص تھی، ثقہ تھے، ان کی حدیثیں درست ہیں، وفات ہشام ابن عبدالملک کی خلافت میں ۱۱۷ھ میں ہوئی۔ اس زمانے میں وہ اسی سال کے تھے۔

طبقہ ہذا کے موالی

بسر بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمیین کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے۔ یزید بن ہارون نے اپنی ایک حدیث کی سند میں بسر بن سعید کو ابن الحضرمی کا

مولیٰ کہا ہے۔ بسر حضر میین کے مکان میں رہتے تھے جو بنی حدیلہ میں تھا۔ وہاں ان لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ بسر نے سعد بن ابی وقاص وعبداللہ بن انیس' زید بن ثابت وابو ہریرہ وابوسعید الخدری وعبیداللہ الخولانی رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' عبیداللہ میمونہ بنت الحارث کی پرورش میں تھے۔

بسر عابدین وتارکین دنیا واہل زہد میں سے تھے' ثقہ وکثیر الحدیث اور متقی تھے' ایک دفعہ کسی ضرورت سے بصرہ آئے' مدینے واپس جانے کا ارادہ کیا تو فرزدق شاعر ان کے رفیق ہو گئے' اہل مدینہ کو اس وقت تک خبر نہ ہوئی جب تک کہ یہ دونوں ایک ہی شغدف میں نمودار نہ ہوئے۔ اہل مدینہ کو اس سے تعجب ہوا' فرزدق کہتے تھے کہ میں نے بسر بن سعید سے بہتر رفیق نہیں دیکھا اور بسر کہتے تھے کہ میں نے فرزدق سے بہتر رفیق نہیں دیکھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ بسر بن سعید کی ۱۰۰ھ میں بہ عہد خلافت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مدینے میں وفات ہوئی' اس وقت اٹھتر سال کے تھے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ بسر بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی اس حالت میں وفات ہوئی کہ انہوں نے کفن تک نہ چھوڑا' عبداللہ بن عبدالملک بن مروان کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انہوں نے اسی مدی سونا چھوڑا (ایک مدی = ۱۹' صاع کے اور ایک صاع = ۱/۳/۴ سیر)۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دونوں کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ اگر ان دونوں کا ٹھکانا ایک ہی ہوتا تو واللہ مجھے عبداللہ بن عبدالملک کی سی زندگی بسر کرنا زیادہ پسند ہوتا' ان سے مسلمہ بن عبدالملک نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ (کلام یا یہ خیال تو) آپ کے اہل بیت کے نزدیک ذبح کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ ہم تو اہل فضل کو ان کے فضل سے یاد کرنا نہ چھوڑیں گے۔

عبیداللہ بن ابی رافع رحمۃ اللہ علیہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ تھے' انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور وہ ان کے کاتب تھے' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثوبان' اخنس بن شریف الثقفی کے خاندان کے مولیٰ تھے' ان میں سے بعض لوگ یمن کی طرف منسوب تھے' محمد بن عبدالرحمٰن کی کنیت ابوعبداللہ تھی' انہوں نے زید بن ثابت وابو ہریرہ وابوسعید الخدری وابن عباس وابن عمر ومحمد بن ایاس ابن ابی البکیر رضی اللہ عنہم سے اور اپنی ماں سے اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

حمران بن ابان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ بصرہ منتقل ہو کر وہیں رہتے تھے' ان کی اولاد نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ لوگ نمر بن قاسط بن ربیعہ سے ہیں۔ کثیر الحدیث تھے۔ میں نے محدثین کو ان کی حدیث سے استدلال کرتے نہیں دیکھا۔

عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوداؤد تھی' محمد بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے مولیٰ تھے' انہوں نے عبداللہ بن بحینہ وابی ہریرہ وعبدالرحمٰن

بن عبد القاری رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

عثمان بن عبید اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے ان صاحب کو دیکھا ہے جو اپنی حدیث کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی تھی اعرج کو پڑھ کر سناتے' وہ کہتے کہ اے ابوداؤد یہ تمہاری حدیث ہے۔ انہوں نے کہا' جی ہاں' راوی نے کہا کہ پھر میں کہتا تھا کہ مجھ سے عبدالرحمن نے حدیث بیان کی جو میں نے آپ کو پڑھ کر سنائی ہے' انہوں نے کہا ہاں' کہو کہ مجھ سے عبدالرحمن ابن ہرمز نے بیان کیا ہے۔

عبداللہ بن الفضل سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن ہرمز اسکندریہ چلے گئے اور وہیں مقیم ہو گئے ۱۱۷ھ میں ان کی وفات ہوئی' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

یزید بن ہرمز رحمۃ اللہ علیہ:

دوس کے خاندان ابی ذباب کے مولیٰ تھے' کنیت ابو عبداللہ تھے یوم الحرہ میں موالی کے امیر تھے' ان کی وفات اس کے بعد ہوئی' ان کے بیٹے عبداللہ بن یزید ابن ہرمز گنے ہوئے فقہائے اہل مدینہ میں سے تھے۔ یزید ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

سعید بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالحباب' مولائے حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما' انہوں نے ابو ہریرہ وابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' وفات مدینے میں ۱۱۷ھ میں ہوئی' سعید کو مولائے شمسہ کہا جاتا تھا' شمسہ ایک نصرانیہ تھیں جو حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر اسلام لائے تھیں۔ سعید ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

سلمان ابو عبداللہ الاغر رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے جہینہ خطیب تھے' انہوں نے ابو سعید الخدری وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ان لڑکوں کو کہتے سنا کہ سلمان نے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ہے' میں ان لوگوں کے سوا کسی اور سے اس بات کو ثابت نہیں پاتا۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابو عبداللہ القراظ رحمۃ اللہ علیہ:

قدیم تھے' انہوں نے سعد بن ابی وقاص وابی ہریرہ رضی اللہ عنہما سے حدیث سنی ہے۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی ثور' بنی نوفل بن عبد مناف کے مولیٰ تھے۔

سعید ابن مرجانہ رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو عثمان تھی' ان کی ذات میں فضیلت تھی' ان کی روایت ہے' وہ الگ ہو کر علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے پاس ہو رہے تھے۔ ۹۷ھ میں ستر سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں۔

عبید بن حنین رحمۃ اللہ علیہ:

خاندان زید بن الخطاب کے مولیٰ تھے۔ کنیت ابوعبداللہ تھی' ابی فلیح بن سلیمان ابن ابی المغیرہ بن حنین کے چچا تھے' کہا جاتا ہے کہ وہ عین التمر کے ان قیدیوں میں تھے جنہیں خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینے بھیجا تھا' عبید بن حنین نے زید بن ثابت وابی ہریرہ وابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' ثقہ تھے' کثیر الحدیث نہ تھے۔

عبید بن حنین سے مروی ہے کہ میں نے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے سورۂ اعراف پڑھ کر سنائیے' انہوں نے کہا کہ مجھے یاد نہیں ہے' تم اسے پڑھ کر مجھے سناؤ' میں نے انہیں پڑھ کر سنائی تو انہوں نے ایک الف یا ایک واؤ کی بھی گرفت نہیں کی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عبید بن حنین کی پچانوے سال کی عمر میں ۱۰۵ھ میں مدینے میں وفات ہوئی۔

عبداللہ بن حنین رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی بقیہ وپس ماندہ اولاد مدینے میں تھی' ان کے بیٹے ابراہیم بن عبداللہ بن حنین اہل علم کے راویوں میں سے تھے' ان سے زہری وغیرہ نے روایت کی ہے۔ وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے موالی ہیں' آج تک وہ لوگ اس (غلامی) کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حنین مثقب کے مولیٰ تھے' مثقب مسحل کے شماس کے اور شماس عباس رضی اللہ عنہ کے۔

اسامہ بن زید اللیثی سے مروی ہے کہ اس زمانے میں جب کہ یزید بن عبدالملک خلیفہ بنائے گئے میں عبداللہ بن حنین کے پاس گیا' ان کی وفات اس واقعے کے قریب ہی ہوئی۔ قلیل الحدیث تھے۔

عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام الفضل بنت الحارث الہلالیہ جو عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم کے لڑکوں کی والدہ تھیں۔ عمیر کی کنیت ابوعبداللہ تھی' انہوں نے ام الفضل وابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ انہوں نے صلوۃ الخوف میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' بعض روایات میں عمیر مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے حالانکہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ کے مولیٰ تھے' عمیر کی وفات مدینے میں ۱۰۴ھ میں ہوئی۔ ان کے بیٹے:

عبداللہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کو بعض لوگ اپنے روایات میں مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں' حالانکہ وہ ام الفضل کے مولیٰ تھے۔

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ محمد بن راشد سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ عکرمہ غلام تھے' انہیں خالد بن زید بن معاویہ نے علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے چار ہزار دینار میں خرید لیا' عکرمہ کو معلوم ہوا تو علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے مجھے چار ہزار دینار میں فروخت کر دیا' انہوں نے کہا ہاں' انہوں نے کہا کہ یہ تمہارے لیے بہتر نہیں ہے کہ اپنے والد کا علم چار ہزار دینار میں فروخت کر ڈالو۔ علی رضی اللہ عنہ خالد کے

پاس گئے اور عکرمہ کو واپس مانگا' خالد نے ان کو واپس کر دیا' پھر انہوں نے ان کو آزاد کر دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنے غلاموں کے نام عرب کے ناموں پر رکھتے تھے (جیسے) عکرمہ و سمیع و کریب۔ انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ تم نکاح کرو' کیونکہ بندہ جب زنا کرتا ہے تو اللہ اس سے نور ایمان چھین لیتا ہے' بعد کو اللہ اسے اس کی طرف واپس کرے یا روک لے (یہ اسے اختیار ہے)۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما میرے پاؤں میں بیڑی ڈال کر قرآن و حدیث کی تعلیم دیتے تھے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی:

﴿ لم تعظون قوماً الله مهلكم اومعذبهم عذاباً شديداً ﴾

''تم لوگ اس قوم کو نصیحت کیوں کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا ان پر عذاب شدید کرنے والا ہے''۔

عکرمہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' مجھے معلوم نہیں کہ وہ قوم نجات پا گئی یا ہلاک ہو گئی' میں برابر ان سے بیان کرتا رہا اور انہیں سمجھاتا رہا یہاں تک کہ انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ نجات پا گئے۔ عکرمہ نے کہا' پھر انہوں نے مجھے ایک جوڑا دیا۔ سلام بن مسکین سے مروی ہے کہ عکرمہ سب سے زیادہ تفسیر کے عالم تھے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس حالت میں کہا جب ہم لوگ منیٰ سے عرفات کی طرف جا رہے تھے کہ یہ دن تمہارے دنوں میں سے ہے۔ میں ان کے ساتھ رہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ پر (خزانہ علم) کھولنے لگے۔

تبحر علمی، وسعت علمی:

ایوب سے مروی ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ میں بازار جاتا ہوں اور کسی کو کوئی کلمہ کہتے سنتا ہوں تو اس سے میرے لیے علم کے پچاس دروازے کھل جاتے ہیں۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ جابر بن زید نے مجھے چند مسائل دیئے کہ میں انہیں عکرمہ سے دریافت کروں' اور کہنے لگے کہ یہ عکرمہ ہیں' یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ ہیں' یہ دریا ہیں' لہٰذا ان سے دریافت کرو۔ سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ اگر عکرمہ لوگوں سے اپنی حدیث بیان کرنے سے باز رہیں تو ضرور ان کی جانب سفر کیا جائے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ تم لوگ عکرمہ سے وہ احادیث روایت کرتے ہو کہ اگر میں ان کے پاس ہوتا تو وہ انہیں نہ بیان کرتے' عکرمہ آئے اور انہوں نے ان سے وہی سب حدیثیں روایت کیں' لوگ خاموش تھے' سعید نہیں بولے' عکرمہ کھڑے ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ اے ابو عبداللہ تمہارا کیا حال ہے' ابن جبیر نے انگلیوں پر تین کا شمار کر کے کہا کہ درست روایت کی۔ ابو ایوب سے مروی ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا جو میرے پیچھے میری تکذیب کرتے ہیں' یہ لوگ میرے روبرو میری تکذیب کیوں نہیں کرتے' جب میرے روبرو میری تکذیب کریں گے تو واللہ یہ میری تکذیب ہو گی۔

حماد بن زید سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ایوب سے کہا' کہ اے ابو بکر کیا عکرمہ پر کذب کی تہمت لگائی جاتی ہے' وہ خاموش رہے' پھر کہا کہ میں تو انہیں تہمت نہیں لگاتا۔

حبیب سے مروی ہے کہ عکرمہ عطاو سعید کے پاس سے گزرے اور ان دونوں سے حدیث بیان کی‘ جب عکرمہ کھڑے ہو گئے تو میں نے کہا کہ جو کچھ انہوں نے آپ دونوں سے بیان کیا کیا آپ لوگ اس سے انکار کرتے ہیں۔ دونوں نے کہا کہ نہیں۔

ایوب سے مروی ہے کہ میرا قصد تھا کہ سفر کر کے عکرمہ کے پاس جاؤں خواہ وہ کتنے ہی دور کیوں نہ ہوں‘ میں بصرے کے بازار میں تھا اتفاقاً میرا ان کا ساتھ ہو گیا‘ وہ ایک گدھے پر سوار تھے‘ مجھ سے کہا گیا کہ یہ عکرمہ آ گئے‘ لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے‘ میں اٹھ کر پاس گیا مگر کسی چیز پر قادر نہ ہوا ان سے پوچھتا‘ مسائل مجھے فراموش ہو گئے۔ میں ان کے گدھے کے پہلو میں کھڑا ہو گیا‘ لوگ ان سے پوچھنے لگے اور میں یاد کرتا رہا۔

عبدالرزاق نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو بیان کرتے سنا کہ جب عکرمہ الجند (لشکر) میں آئے تو طاؤس نے انہیں اپنے اونٹ پر سوار کر دیا‘ ان سے کہا گیا کہ تم نے انہیں اونٹ دے دیا حالانکہ انہیں صرف تھوڑا سا بھی کافی تھا‘ انہوں نے کہا کہ میں نے اس غلام کا علم اس اونٹ کے عوض میں خرید لیا۔

عمرو بن مسلم سے مروی ہے کہ عکرمہ طاؤس کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو ساٹھ دینار کے قیمتی اونٹ پر سوار کر دیا اور کہا کہ میں اس غلام کا علم ساٹھ دینار میں نہ خریدلوں۔

ایوب سے مروی ہے کہ عکرمہ ہمارے پاس آئے تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے یہاں تک کہ انہیں ایک گھر کی چھت پر چڑھا دیا گیا‘ ایوب نے کہا کہ سب سے پہلے ہم لوگ عکرمہ کی صحبت میں شریک ہوئے تو جب کسی سوال کا جواب دیتے تو کہتے کہ تمہارے حسن بصری بھی ایسے ہی اچھے جواب دیتے ہیں۔

طاؤس سے مروی ہے کہ اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے یہ مولیٰ اللہ سے ڈریں اور اپنی حدیث بیان کرنے سے باز رہیں تو ان کی جانب سفر کیا جائے۔ ایوب سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے جس نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان آمد و رفت کی تھی اس شخص کے بارے میں بیان کیا جس نے کسی معصیت (گناہ) کی نذر کی تھی‘ سعید نے کہا اسے پورا کیا جائے‘ عکرمہ نے کہا کہ اسے پورا نہ کیا جائے۔

وہ شخص سعید کے پاس گیا اور انہیں عکرمہ کے قول کی خبر دی‘ سعید نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام باز نہ آئے گا تاوقتیکہ گردن میں رسی ڈال کر اسے گشت نہ کرایا جائے۔

وہ شخص عکرمہ کے پاس گیا اور انہیں آگاہ کیا۔ عکرمہ نے کہا کہ تم۔ بہت برے آدمی ہو‘ اس نے کہا کیوں‘ انہوں نے کہا کہ جس طرح تم نے مجھے خبر پہنچا دی اسی طرح انہیں بھی پہنچا دو‘ ان سے کہو کہ یہ نذر اللہ کے لیے ہے یا شیطان کے لیے۔ اگر وہ دعویٰ کریں کہ اللہ کے لیے ہے تو ضرور ضرور غلط کہیں گے‘ اور اگر یہ دعویٰ کریں‘ کہ شیطان کے لیے تو ضرور ضرور کفر کریں گے۔

ایوب سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک دوست نے بیان کیا کہ میں ایک جماعت کے ساتھ سعید و عکرمہ و طاؤس کے پاس بیٹھا ہوا تھا‘ خیال ہے کہ انہوں نے عطاء کا نام بھی لیا تھا‘ اس روز عکرمہ صاحب الحدیث تھے (یعنی حدیث بیان کرتے تھے) (لوگوں کی محویت کی یہ حالت تھی کہ) گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔

جب وہ فارغ ہوئے تو بعض اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے تھے انہوں نے کہا تیس شمار کیے' بعض سر کو جنبش دینے والے اس طرح اپنے سر کو جنبش دیتے تھے' ان لوگوں میں سے کسی نے کسی چیز میں ان کی مخالفت نہیں کی' سوائے اس کے کہ جب انہوں نے مچھلی کا ذکر کیا تو کہا کہ او تھلے پانی میں وہ دونوں مچھلی کو چلاتے تھے' سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو میں نے کہتے سنا کہ وہ دونوں اس (مچھلی) کو ٹوکری میں رکھ لیتے تھے۔

لباس وخوراک کی تفصیل:

خالد بن صفوان سے مروی ہے کہ میں نے حسن سے کہا کہ آپ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ کو دیکھتے نہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیذ الجر (کشید کی ہوئی نبیذ) کو حرام کر دیا' انہوں نے کہا کہ واللہ مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سچ کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیذ الجر کو حرام فرمایا۔

مغیرہ بن مسلم سے مروی ہے کہ جب عکرمہ خراسان آئے تو ابومجلز نے کہا کہ ان سے دریافت کرو کہ حاجی کے گھنٹے (آواز جرس) کیا ہیں' عکرمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس سرزمین میں یہ کہاں ہے' حاجی کا جرس روانگی ہے' ابومجلز سے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ سچ کہا۔

ابوالطیب موسیٰ بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو سمرقند سے آتے ہوئے دیکھا' وہ ایک گدھے پر اس طرح سوار تھے کہ نیچے دو تھیلے تھے جن میں ریشم تھا کہ عامل سمرقند نے دیا تھا' ہمراہ ایک غلام تھا' میں نے عکرمہ کو سمرقند میں سنا' ان سے کہا گیا کہ آپ کو ان شہروں میں کیا چیز لائی' تو انہوں نے کہا کہ حاجت۔

عمران بن حدیر سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو اس حالت میں دیکھا کہ عمامہ پھٹا ہوا تھا' میں نے کہا کہ میں آپ کو اپنا عمامہ نہ دے دوں' انہوں نے کہا کہ ہم سوائے امراء کے کسی سے نہیں قبول کرتے۔

عمران حدیر سے مروی ہے کہ میں اور ایک اور شخص عکرمہ کے پاس گئے' ہم نے ان کے سر پر پھٹا ہوا عمامہ دیکھا' میرے ساتھی نے ان سے کہا کہ یہ عمامہ کیسا ہے' ہمارے پاس چند عمامے ہیں' عکرمہ نے کہا کہ ہم لوگوں سے کوئی چیز نہیں لیتے' ہم تو صرف امراء سے لیتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں' انسان خود اپنے آپ پر مطلع ہے' وہ خاموش ہو گئے' میں نے کہا کہ حسن نے کہا کہ اے ابن آدم تیرا عمل تجھ سے زیادہ ثابت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حسن نے سچ کہا۔

خالد الحذاء سے مروی ہے کہ وہ تمام چیزیں جن کو محمد نے کہا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی گئی' وہ صرف عکرمہ سے انہوں نے سنا جو ان سے زمانہ مختار میں کوفے میں ملے تھے۔

سعید بن یزید سے مروی ہے کہ ہم لوگ عکرمہ کے پاس تھے' انہوں نے کہا کہ تم لوگوں کو کیا ہوا کہ مفلس ہو گئے۔ خالد الحذاء سے مروی ہے کہ عکرمہ نے ایک شخص سے جو ان سے سوال کر رہا تھا' کہا تمہیں کیا ہوا کہ تمہارا سب ختم ہو گیا۔

ایوب سے مروی ہے کہ خالد الحذاء عکرمہ سے سوال کر رہے تھے پھر خالد خاموش ہو گئے' عکرمہ نے کہا کہ تمہیں کیا ہوا کہ تمہارے پاس جو کچھ تھا ختم ہو گیا۔

سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ حنا کا خضاب کرتے تھے۔ سماک سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی ہے۔ فطر سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کے بدن پر ذہبی چادر دیکھی ہے۔ عصام بن قدامہ سے مروی ہے کہ عکرمہ صرف ایک سفید جبے میں ہماری امامت کرتے تھے‘ نہ ان کے بدن پر کرتا ہوتا تھا نہ تہبند نہ چادر۔

ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عکرمہ سے کہا کہ اے ابوعبداللہ آپ نے کس طرح صبح کی (بروایت عارم) انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شر کے ساتھ صبح کی کہ میں خارش و بواسیر میں مبتلا تھا (بروایت سلیمان) انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شر کے ساتھ صبح کی۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ انہیں خارش و بواسیر ہے۔ یعلی بن حکیم سے مروی ہے کہ عکرمہ سے کہا گیا کہ آپ نے کیوں کر صبح کی‘ انہوں نے کہا کہ میں نے شر کے ساتھ صبح کی۔ کہا گیا کہ اے ابوعبداللہ آپ اس طرح کیوں کہتے ہیں‘ انہوں نے کہا کہ اسے اللہ نے فرمایا ہے:

﴿ ولنبلونكم بالشرّ والخير فتنة ﴾

''اور ہم ضرور ضرور تم لوگوں کا شر و خیر کو فتنہ بنا کر امتحان لیں گے''۔

انتقال:

دختر عکرمہ سے مروی ہے کہ عکرمہ کی وفات اسی سال کی عمر میں ۱۰۵ھ میں ہوئی۔ خالد بن القاسم البیاضی سے مروی ہے کہ عکرمہ اور کثیر عزۃ شاعر کی وفات ۱۰۵ھ میں ایک ہی روز ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ دونوں پر ایک ہی جگہ بعد ظہر موضع الجنائز میں ساتھ ساتھ نماز پڑھی گئی۔ لوگوں نے کہا کہ آج سب سے بڑے فقیہ اور سب سے بڑے شاعر کی وفات ہوگئی۔

خالد بن القاسم کے سوا کسی اور نے کہا کہ ان دونوں کی موت میں متفق ہونے اور رائے میں مختلف ہونے پر تعجب کیا‘ عکرمہ کے متعلق گمان کیا جاتا تھا کہ ان کی رائے خوارج کے موافق تھی جو (دنیا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوبارہ واپسی کے) انتظار پر تکفیر کرتے تھے‘ اور کثیر شیعی تھا‘ رجعت (واپسی حضرت علی رضی اللہ عنہ) پر ایمان رکھتا تھا‘ عکرمہ نے ابن عباس و ابی ہریرہ و حسین بن علی و عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ابونعیم الفضل بن دکین نے کہا کہ عکرمہ کی وفات ۱۰۷ھ میں ہوئی۔ کسی اور نے کہا کہ ۱۰۶ھ میں ہوئی۔

مصعب بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت الزبیری سے مروی ہے کہ عکرمہ خوارج کی سی رائے رکھتے تھے‘ انہیں مدینے کے کسی والی نے طلب کیا اور داؤد ابن الحصین کے پاس پوشیدہ کر دیا‘ انہیں کے پاس ان کی وفات ہوئی‘ لوگوں نے کہا کہ عکرمہ کثیر العلم وکثیر الحدیث اور دریاؤں میں سے ایک دریا تھے‘ ان کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا‘ لوگ ان کے ثقہ ہونے کے بارے میں کلام کرتے ہیں۔

کریب بن ابی مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابورشدین تھی‘ عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے مولیٰ تھے۔ موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ کریب نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کتب میں سے ایک بار شتر بھر کتابیں ہمارے پاس رکھی تھیں۔ علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب کتاب کا ارادہ

کرتے تھے تو انہیں لکھتے تھے کہ ہمیں فلاں فلاں کتاب بھیج دو وہ اسے لکھتے تھے پھر دونوں (اصل ونقل) میں سے ایک بھیج دیتے تھے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ انہوں نے کریب اور ان کے ساتھیوں کے لمبے لمبے طیلسان (ایرانی جبے) دیکھے جن کی گھنڈیاں ریشم کی تھیں۔ موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ کریب کی وفات ۹۸ھ میں سلیمان بن عبدالملک ابن مروان کے آخر زمانہ خلافت میں مدینے میں ہوئی' ثقہ وحسن الحدیث تھے (یعنی ان کی حدیث سند کے اعتبار سے اچھی تھی)۔

ابومعبد رحمۃ اللہ علیہ:

نام نافذ' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ تھے۔ عمرو سے مروی ہے کہ ابومعبد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موالی میں سب سے زیادہ سچے تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابومعبد کی وفات مدینے میں ۱۰۴ھ میں آخر زمانہ خلافت یزید بن عبدالملک میں ہوئی۔ ثقہ وحسن الحدیث تھے۔

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ان سے ابن ابی ذئب وچند اہل مدینہ وغیرہ نے روایت کی ہے' مالک بن انس نے ان سے روایت نہیں کی۔

یحییٰ بن سعید القطان نے کہا کہ میں نے مالک بن انس سے پوچھا کہ آپ شعبہ مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ قرا (علماء) کے مشابہ نہ تھے' ان کی بہت سی احادیث ہیں مگر ان سے استدلال نہیں کیا جاتا' ان سے ابن ابی ذئب وغیرہ نے روایت کی ہے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ شعبہ مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات ہشام بن عبدالملک کی وسط خلافت میں ہوئی۔

دُفیف رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' وفات ۱۰۹ھ میں ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی' ان سے حمید الاعرج وغیرہ نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

ابوعبیداللہ مولائے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

ابی عبیداللہ مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز میں انگلیاں چٹکانے سے منع کیا۔

ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب۔

مقسم رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب' مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما محض اس لیے کہا گیا کہ سب کو چھوڑ کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے' ان کے ساتھ رہنے لگے اور ان سے روایت کی' بنی ہاشم سے انہیں بہت محبت تھی۔ مقسم کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ ام سلمہ سے سن کر روایت کی ہے۔

ذکوان رحمۃ اللہ علیہ:

ابو عمرو مولائے عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ذکوان قریش کی امامت کرتے تھے' ان کے پیچھے عبدالرحمٰن بن ابی بکر بھی ہوتے تھے' اس لیے کہ وہ سب سے زیادہ قرآن کے عالم تھے۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حراء و ثبیر کے درمیان مقیم تھیں' ان کے پاس قریش کے لوگ آتے' نماز کے وقت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ہماری امامت کرتے اور اگر عبدالرحمٰن موجود نہ ہوتے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ذکوان ہماری امامت کرتے تھے۔ محمد بن عمر وغیرہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکوان کو مدبر بنا دیا تھا' (یعنی میری وفات کے بعد تم آزاد ہو) اور کہہ دیا تھا کہ مجھے دفن کرنے کے بعد تم آزاد ہو۔ ان کی احادیث بہت کم ہیں' زمانۂ جنگ حرہ میں ان کی وفات ہوئی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ذی الحجہ ۶۳ھ کے یوم حرہ میں جو یزید بن معاویہ کی خلافت میں ہوا قتل کر دیئے گئے۔

ابو یونس رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ان سے قعقاع بن حکیم وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ابولبابہ رحمۃ اللہ علیہ:

عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ نام مروان تھا۔

نبہان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' آپ نے ان کو مکاتب بنا دیا تھا (یعنی ایک معینہ رقم ادا کرنے پر آزادی ملے گی) وہ رقم ادا کر کے آزاد ہو گئے۔ ان سے زہری نے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ نبہان کی کنیت ابو یحیٰی تھی۔

ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ موسیٰ بن عبیدۃ الربذی سے مروی ہے کہ ثابت مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں مدینے میں ہوئی۔ قلیل الحدیث تھے۔

نصاح بن سرجس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یعقوب مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' یہ مکاتب تھے۔ شیبہ بن نصاح نے اپنے والد سے روایت کی کہ ام سلمہ نے مجھے چند اقساط پر مکاتب بنایا کہ میں انہیں ادا کروں' میں نے ان سے گفتگو کی کہ کچھ کم کر دیں اور سونے یا چاندی پر توڑ کر لیں۔ وہ راضی ہو گئیں' میں نے فوراً ادا کر دیا۔ انہوں نے کچھ معاوضہ کم کر دیا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ نصاح سے سوائے ان کے بیٹے شیبہ ابن نصاح کے کسی اور نے بھی روایت کی ہے۔ شیبہ اور ابو جعفر و یزید بن القعقاع مولائے ابن عیاش اپنے زمانے میں قراۃ میں اہل مدینہ کے امام تھے۔

عبداللہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کر دینے کی وجہ سے مولیٰ تھے' انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حدیث سنی تھی اور یہاں تک

زندہ رہے کہ ان سے عبداللہ بن ابی یحییٰ و موسیٰ بن عبیدہ وقدامہ بن موسیٰ و جاریہ بن ابی عمران نے حدیث سنی' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

ناعم بن اجیل رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' ان سے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

قیس رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' کنیت ابوقدامہ تھی' انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے پچھنے لگوائے حالانکہ وہ روزے سے تھیں۔

ابو میمونہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' کنیت ابوقدامہ تھی' انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور ان سے سالم بن یسار مولائے ذوسبین نے روایت کی ہے' اپنے زمانے میں اہل مدینہ کے قاری تھے۔ یہ وہی ہیں جن سے نافع بن ابی نعیم نے پڑھا ہے۔

کثیر بن افلح رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ' محمد سے مروی ہے کہ میں سو رہا تھا کہ کثیر بن افلح کو خواب میں دیکھا' یوم الحرہ میں وہ قتل ہو گئے تھے' مجھے معلوم ہوا کہ وہ مقتول ہیں اور میں خواب میں ہوں' اور یہ محض خواب ہے جو میں نے دیکھا ہے' مجھے یہ ناپسند ہوا کہ انہیں ان کی کنیت سے پکاروں' اسی مکان میں ہذیل ابن حفصہ بنت سیرین بھی تھے' دونوں کی کنیت ایک ہی تھی' مجھے ہذیل کے بیدار ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ کثیر ابن افلح کو ان کے نام سے پکارا تو انہوں نے مجھے جواب دیا' میں نے کہا کیا تم مقتول نہیں ہوئے' انہوں نے کہا کیوں نہیں' میں نے کہا کہ تم لوگوں کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ بہتر ہے۔ میں نے کہا کہ تم لوگ شہید ہو۔ انہوں نے کہا نہیں' مسلمان جب باہم مقابلہ کریں اور ان میں کچھ مقتول ہوں تو وہ شہید نہیں ہوتے' البتہ ہم لوگ ندباء (مقتول و مجروح) ہیں۔ سعید نے کہا کہ بعض اصحاب نے مجھ سے اسی بات کو بیان کیا اور مجھے یہ ہشام سے یاد نہیں۔ ان کے بھائی:

عبدالرحمٰن بن افلح رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ابی ایوب الانصاری جو خارجہ بن زید بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ کے دودھ شریک بھائی تھے' انہوں نے عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے سنا ہے۔ ان دونوں کے بھائی:

محمد بن افلح رحمۃ اللہ علیہ:

ابوایوب الانصاری کے مولیٰ تھے' ان سے انہوں نے روایت بھی کی ہے۔

عمرو بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک قرآن لکھا گیا تھا۔ رافع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے موالی تھے' انہیں کے بارے میں اشعار ذیل کہے گئے تھے:

وَاَخْدُمِ الْقَوام حَتّٰى تُخْدَمْ تكن شريك رافع واسلم

''اے مخاطب تو قوموں کی خدمت کرتا کہ تو مخدوم ہو جائے۔ تو رافع و اسلم کا (خدمت کرنے میں) شریک ہو جا''۔

ان کے پس ماندہ و بقیہ اولاد تھی' جو لخم کی طرف منسوب تھے' عاصم المیر سم شاعر انہیں کی اولاد میں سے تھے۔

نافع رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے زبیر بن العوام' زبیر رضی اللہ عنہ کے بعد زندہ رہے' ان سے مصعب بن ثابت ابن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

ابو حبیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ' جو موسیٰ بن عقبہ بن ابی عیاش مولائے زبیر رضی اللہ عنہ کے دادا تھے' موسیٰ بن عقبہ کی والدہ ابی حبیبہ کی بیٹی تھیں۔

جراح رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' انہوں نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اور ان سے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور نافع نے روایت کی ہے۔

سالم بن شوال رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

سالم البراد رحمۃ اللہ علیہ:

سالم ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے شداد' جو سالم الدوسی کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے سعد سے روایت کی ہے۔

سالم بن سلمہ ابو سبرۃ الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

سالم بن سرج رحمۃ اللہ علیہ:

سالم بن الخربوذ کے نام سے مشہور تھے۔ یہ وہ ابو النعمان تھے جنہوں نے ام عبیۃ الجہنیہ سے اور ان سے اسامہ بن زید اللیثی نے روایت کی ہے۔

سالم ابو الغیث رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن مطیع العدوی' جنہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ثقہ و حسن الحدیث تھے۔

سالم بن سبلان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے بنی نصر بن معاویہ' قبیلہ ہوازن کے تھے' ان کی اصل مصر سے تھی' ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی و سفر کا سامان ان کے سپرد تھا' انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

ابو صالح السمان رحمۃ اللہ علیہ (گھی والے):

زیات (روغن زیتون والے) تھے' نام ذکوان تھا' غطفان کے مولی تھے' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جویریہ کے مولی تھے' جو خاندان قیس کی ایک خاتون تھیں' اور قیس' ابو سہیل بن ابی صالح المدنی تھے۔ اہل مدینہ میں سے عبداللہ بن دینار وقعقاع بن حکیم وزید بن اسلم وسمی مولائے ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام المخزومی نے اور اہل کوفہ میں سے حکم وعاصم بن ابی النجود وسلیمان الاعمش نے ان سے روایت کی ہے۔

ابو صالح ثقہ وکثیر الحدیث تھے' کوفے میں سامانِ تجارت لاتے' محلّہ بنی اسد میں اترتے اور بنی کاہل کی امامت کرتے تھے۔ محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ ابو صالح نے کہا کہ ایسا کوئی شخص نہیں جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتا ہو اور میں اسے نہ جانتا ہوں کہ وہ صادق ہے یا کاذب۔

عاصم سے مروی ہے کہ ابو صالح کی داڑھی بڑی تھی' وہ اس میں خلال کرتے تھے۔ مؤرخین نے کہا کہ ابو صالح کی وفات ۱۰۱ھ میں مدینے میں ہوئی۔

ابو صالح باذام رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام ہانی بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان سے سماک ومحمد بن السائب الکلبی واسماعیل بن ابی خالد نے روایت کی ہے۔

ابو صالح سمیع رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ انہیں سے انہوں نے روایت کی ہے۔

ابو صالح الغفاری رحمۃ اللہ علیہ:

ابو صالح میسرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابو صالح مولائے ضباعہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے سفاح' نام عبید تھا۔ ان سے بسر بن سعید نے روایت کی ہے۔

ابو صالح مولائے سعدیین رحمۃ اللہ علیہ:

مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو عثمان تھی۔ انصار کے مولی تھے' ان سے یحییٰ بن سعید الانصاری وغیرہ اہل مدینہ نے روایت کی ہے اور اہل مکہ نے بھی روایت کی ہے۔

بشیر بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے بنی حارثہ بن الحارث جو انصار میں سے تھے' پھر اوس میں سے' شیخ کبیر وفقیہ تھے اور اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا' انہوں نے اپنے گھر والوں میں سے بھی جو بنی حارثہ کے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے چند آدمیوں کو پایا تھا جن میں سے رافع بن خدیج وسوید بن النعمان وسہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہم تھے' انہوں نے ان لوگوں کے ذریعے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث قسامت روایت کی ہے۔ ان سے یحییٰ بن سعید الانصاری نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

نافع رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ابی قتادۃ الانصاری' یہ وہی ابو محمد تھے جن سے صالح بن کیسان نے روایت کی ہے۔ قلیل الحدیث تھے۔

وہیب رحمۃ اللہ علیہ:

بوجہ آزاد کرنے کے زید بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے' زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے' ان سے انہوں نے روایت کی ہے۔

حرملہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ عبدالرحمٰن بن ابی زناد سے مروی ہے کہ وہ اسامہ بن زید بن حارثہ الکلبی رضی اللہ عنہما کے مولیٰ تھے' زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے لگے جس سے انہیں مولائے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہا جانے لگا اور اسی سے شہرت ہوگئی' ان سے زہری نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

زید ابو عیاش رحمۃ اللہ علیہ:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے البیضاء بالسلت (سفید رنگ کے جو) کو دریافت کیا تھا۔

حمید بن نافع رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے صفوان بن خالد الانصاری' یزید بن ہارون نے یحییٰ بن سعید الانصاری سے اسی طرح کہا' میں نے ایک شخص سے سنا جو بیان کرتے تھے کہ وہ ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے۔ انہوں نے ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی' ان کے ہمراہ حج کیا تھا۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی' وہ ان افلح بن حمید کے والد تھے جن سے ثوری اور چند اہل مدینہ وغیرہم نے روایت کی ہے۔

شعبہ نے کہا کہ میں نے عاصم الاحول (بھینگے) سے اس عورت کے متعلق دریافت کیا جو وفات شوہر کے بعد ترک زینت کرے۔ انہوں نے کہا کہ حفصہ بنت سیرین نے کہا کہ حمید بن نافع نے حمید الحمیری کو خط لکھا جس میں زینب بنت ابی سلمہ کی حدیث کا ذکر کیا۔ شعبہ نے کہا کہ پھر میں نے عاصم سے کہا کہ میں نے اس کو حمید بن نافع سے سنا ہے۔ انہوں نے پوچھا' تم نے؟ میں نے کہا کہ ہاں' اور وہ یہی ہیں جواب تک زندہ ہیں۔ شعبہ نے کہا کہ عاصم کا خیال تھا کہ سو سال سے ان کی وفات ہو چکی ہے۔

رافع بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے آل شفاء' انہیں مولائے ابی طلحہ بھی کہا جاتا تھا' انہوں نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے روایت کی ہے۔

زیاد بن ابی زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ المخزومی۔ مالک بن انس سے مروی ہے کہ زیاد مولائے ابن عیاش عابد و گوشہ نشین تھے' ہمیشہ تنہا رہ کر اللہ کا ذکر کرتے' زبان میں لکنت تھی' پشمینہ پہنتے تھے اور گوشت نہیں کھاتے تھے' چند درہم پاس تھے جو علاج میں کام آتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دوست تھے' جب وہ خلیفہ ہوئے تو زیاد ان کے پاس آئے اور انہیں نصیحت کی' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنے نزدیک کیا اور ان سے تنہائی میں گفتگو کی' ان دونوں میں بہت گفتگو ہوئی' دمشق میں زیاد کی بقیہ اولاد و پس ماندہ تھے۔ اسماعیل بن ابی خالد وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے زائدہ' انہوں نے سعد بن ابی وقاص و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما سے سنا اور ان سے ابوصالح السمان' ابوسہیل و بکیر بن عبداللہ بن الاشج نے روایت کی ہے۔

عجلان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے مشمعل' انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

عجلان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس' محمد بن عجلان کے والد تھے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ان سے ان کے بیٹے محمد بن عجلان و بکیر بن عبداللہ بن الاشج نے روایت کی ہے۔

جمہان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے اسلمیین' انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور عروہ بن الزبیر و موسیٰ ابن عبیدہ الربذی نے ان سے روایت کی ہے۔

بہی رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبداللہ بن یسار تھا' زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے مولی تھے۔ کنیت ابومحمد تھی' کوفے میں رہنے لگے تھے اور ان سے کوفیوں نے روایت کی ہے' مجھے ان کے نام و کنیت کے متعلق ان کی اولاد میں سے ایک شخص نے خبر دی جن کا نام محمد بن یحییٰ ابن محمد بن عبداللہ البہی تھا۔

ابوالسائب رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ہشام بن زہرہ' انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے علاء بن عبدالرحمٰن نے' ابن یعقوب نے روایت کی۔

ابوسفیان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن ابی احمد بن جحش انہوں نے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔ ابن ابی حبیبہ سے مروی ہے کہ وہ بنی عبدالاشہل کے مولیٰ تھے لیکن سب سے الگ ہو کر ابن ابی احمد بن جحش کے ساتھ ہو گئے تھے اس لیے ان کے مولیٰ مشہور ہو گئے۔ ابی سفیان مولائے ابی احمد سے مروی ہے کہ میں ماہ رمضان میں بنی عبدالاشہل کے یہاں تراویح پڑھتا تھا' میری قرأت محمد بن مسلمہ وسلمہ بن سلامہ ابن وقش نے سنی۔ وہ دونوں ٹھہر کر سنتے تھے۔ حالانکہ میں اس زمانے میں ایک مملوک غلام تھا' ان دونوں نے کہا کہ اس امام میں کوئی حرج نہیں۔ داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ ابوسفیان رمضان میں بنی عبدالاشہل کی مسجد میں امامت کرتے تھے' حالانکہ وہ مکاتب تھے اور ان میں وہ جماعت بھی تھی جو بدر اور (قبل از ہجرت بیعت) عقبہ میں شریک تھے۔ داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ ابوسفیان مولائے ابن ابی احمد' بنی عبدالاشہل کی امامت کرتے تھے' ان میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل محمد بن مسلمہ وسلمہ بن سلامہ بن وقش بھی تھے' وہ ان کی امامت کرتے تھے اور انہیں نماز پڑھاتے تھے اگرچہ مکاتب تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن ثابت الانصاری سے مروی ہے کہ ابوسفیان رمضان میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرتے تھے' حالانکہ مکاتب تھے' ابوسفیان ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ثابت الاحنف رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عیاض مولائے عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ ثابت الاعرج (الاحنف) بن عیاض مولائے عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن زید کی ام ولد زینب سے نکاح کر لیا۔ عبداللہ ابن عبدالرحمٰن موجود نہ تھے' جب وہ آئے تو مجھے بلایا' میرے لیے رسیاں اور کوڑے مہیا کر لیے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تم نے بغیر میرے علم ورضامندی کے میرے والد کی ام ولد سے کیوں نکاح کر لیا۔ میں نے کہا کہ مجھ سے ان کا نکاح اس شخص نے کیا جن کو تم نے ان کے نکاح کا ولی بنا دیا تھا' میں نے ان سے کھلم کھلا نکاح کیا' چھپا کے نہیں کیا۔ راوی نے کہا کہ عبداللہ نے حکم دیا کہ ثابت کو باندھ دیا جائے اور کہا کہ میں انہیں اس وقت تک مارتا رہوں گا جب تک کہ وہ یا تو مر نہ جائیں یا انہیں طلاق نہ دیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے انہیں تین طلاق دے دی اور انہوں نے مجھ پر گواہ بنا لیے۔

میں نے وہاں سے نکل کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس معاملے میں استفتاء کیا' انہوں نے کہا طلاق تم پر لازم نہیں ہے' میں سوار ہو کر ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما اس زمانے میں والی مکہ تھے' ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ تجھ پر طلاق نہیں اور مجھے زینب کے ساتھ رہنے کا حکم دیا' میں نے (طلاق سے) رجوع کر لیا اور ان کے ساتھ رہا' میں نے ولیمہ کیا' جن کی میں نے دعوت کی تھی ان میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی میرے پاس آئے۔ فلیح نے کہا کہ میں نے زینب کو ان کے پاس دیکھا اور میں نے ان سے زینب کے بیٹے کو اب تک دیکھا ہے۔ زیاد بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے ثابت بن الاعرج سے کہا کہ تم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہاں سنا' انہوں نے کہا کہ میرے آقا جمعے کے روز مجھے جگہ رکھنے کے لیے بھیجتے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آتے اور نماز سے پہلے حدیث بیان کرتے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ جس زمانے میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے ثابت الاحنف کو اپنی بیوی کے طلاق دینے پر مجبور کیا

اس زمانے میں مدینے کے والی جابر بن الاسود تھے‘ وہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جانب سے والی تھے۔ مالک بن انس نے بھی ثابت الاحنف سے یہ حدیث سنی ہے۔

عبدالرحمٰن بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ:

وہی ابوالعلاء بن عبدالرحمٰن تھے‘ حرقہ کے مولیٰ تھے‘ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

نعیم بن عبداللہ المجمر رحمۃ اللہ علیہ:

جو آزاد کرنے کے سبب سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے‘ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ومحمد بن عبداللہ بن زید بن عبدربہ الانصاری اور علی بن یحییٰ الزرقی سے سنا۔ ثقہ تھے ان کی احادیث ہیں۔

شرحبیل بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے انصار‘ کنیت ابوسعد تھی‘ دیرینہ شیخ تھے۔ زید بن ثابت وابی ہریرہ وابی سعید الخدری رضی اللہ عنہم اور اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے‘ آخر زمانے تک زندہ رہے یہاں تک کہ حواس میں خلل آ گیا اور سخت محتاج ہو گئے۔ ان سے حدیثیں مروی ہیں‘ مگر شرحبیل سے استدلال نہیں کیا جاتا۔

داؤد بن فراہج مولائے قریش رحمۃ اللہ علیہ:

محمد بن عمر نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ وہ بنی مخزوم کے مولیٰ تھے‘ انہوں نے ابوہریرہ وابوسعید الخدری رضی اللہ عنہما سے سنا ہے اور قدیم الموت تھے‘ ان کی احادیث ہیں۔ داؤد بن فراہج سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے مولیٰ سفیان نے حدیث بیان کی۔

ابوالولید رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عمرو بن خداش۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوحسن البراد رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے بنی نوفل۔ ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

عبیداللہ بن دارۃ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے آل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

عطاء رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ابن سباع‘ کنیت ابومنصور تھی‘ ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

حکم بن مینا رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے آل ابی عامر الراہب‘ ان کے بیٹے بیان کرتے تھے کہ ابوعامر نے انہیں ابوسفیان بن حرب کو ہبہ کر دیا تھا‘ ابوسفیان نے انہیں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کر ڈالا‘ عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں آزاد کر دیا۔ آج ان کی بقیہ اولاد ہے جو اپنے مولیٰ ہونے کو عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں‘ مینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تبوک میں تھے۔

زیاد بن میناؒ:

مولائے اشجع' ان سے عبدالحمید بن جعفر نے روایت کی ہے۔ ان کے بھائی:

سعید بن میناؒ:

تابعین اہل مدینہ کا طبقہ ثالثہ

علی بن عبداللہؒ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ زرعہ بنت مشرح بن معدی کرب بن ولیعہ بن شرحبیل بن معاویہ بن حجر القرد ابن الحارث الولادہ بن عمرو بن معاویہ بن الحارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن ثور تھیں۔ ثور قبیلہ کندہ کے تھے۔

علی کی کنیت ابومحمد تھی۔ رمضان ۴۰ھ میں اس شب کو پیدا ہوئے جس میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے' ان کا نام انہیں کے نام پر رکھا گیا' اور ان کی کنیت ابوالحسن بھی انہیں کی کنیت پر رکھی گئی' ان سے عبدالملک بن مروان نے کہا کہ واللہ میں تمہارے لیے نام وکنیت دونوں برداشت نہ کروں گا اور دو میں سے ایک کو بدل دیا۔ کنیت کو بدل کے ابومحمد کر دیا۔

علی بن عبداللہؒ کے یہاں محمد بن علی پیدا ہوئے' ان کی والدہ عالیہ بنت عبیداللہ بن العباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔ داؤد بن علی وعیسیٰ بن علی' دونوں ایک ام ولد سے تھے۔

سلیمان بن علی وصالح بن علی' دونوں ایک ام ولد سے تھے۔ احمد و بشر و مبشر' جن میں سے کسی کی بقیہ اولاد نہ تھی اور اسماعیل وعبدالصمد یہ سب کے سب ایک ام ولد سے تھے۔ عبداللہ اکبر جن سے اولاد باقی نہ رہی' ان کی والدہ ام ابیہا بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب تھیں۔

عبیداللہ بن علی جن کی بقیہ اولاد نہ تھی' ان کی والدہ بنی الحریش کی ایک خاتون تھیں۔ عبدالملک بن علی وعثمان وعبدالرحمٰن و عبداللہ اصغر سفاح جو ملک شام چلے گئے تھے۔ اور یحییٰ و یعقوب وعبدالعزیز و اسماعیل اصغر وعبداللہ اوسط کہ احنف تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' یہ سب کے سب مختلف ام ولد سے تھے۔

فاطمہ بنت علی وام عیسیٰ کبریٰ وام عیسیٰ صغریٰ وامینہ ولبابہ و بریہہ کبریٰ و بریہہ صغریٰ ومیمونہ وام علی وعالیہ دختران علی جو سب کی سب مختلف ام ولد سے تھیں۔ ام حبیب بنت علی' ان کی والدہ ام ابیہا بنت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بن ابی طالب ابن عبدالمطلب تھیں۔

ام عیسیٰ صغریٰ بنت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' عبداللہ بن الحسین بن عبداللہ ابن العباس رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں مگر ان سے ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی اور وہ انہیں چھوڑ کے وفات پا گئے' یہ ان کے ورثے کے ساتھ ان کی وارث ہوئیں۔ امینہ بنت علی' یحییٰ بن جعفر بن تمام بن العباس بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں' مگر ان سے ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

لبابہ بنت علی بن عبداللہ بن العباس' عبیداللہ بن قثم بن العباس بن عبیداللہ ابن العباس بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں' ان سے ان کے یہاں محمد پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے اور بریہہ پیدا ہوئیں' بریہہ بنت عبیداللہ بن قثم سے ابی امیر المومنین المنصور جعفر بن ابی جعفر نے نکاح کیا۔ وہی جعفر اصغر تھے جن کو ابن الکردیہ کہا جاتا تھا' لیکن علی بن عبداللہ بن عباس کی بقیہ بیٹیوں کو ناموری حاصل نہ ہو سکی۔

فاطمہ بنت علی' ان سب لڑکیوں میں سب سے زیادہ عمر والی اور سب سے زیادہ بزرگی والی اور سب سے زیادہ سخی تھیں' ان کے بھائی اور بھتیجے ابوالعباس و ابوجعفر منصور وغیرہ ان کی عقل و دانش و تدبر کی وجہ سے ان کا اکرام اور تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والد کی اولاد میں سب سے کم عمر تھے۔ روئے زمین پر سب قریشیوں سے زیادہ خوبصورت و حسین اور سب سے زائد نمازی تھے' ان کی کثرت عبادت و بزرگی کی وجہ سے انہیں سجاد (بکثرت سجدہ کرنے والا) کہا جاتا تھا۔

ابی المغیرہ سے مروی ہے کہ اگر ہم لوگ علی بن عبداللہ بن العباس رضی اللہ عنہما کے لیے موزہ اور جوتہ تلاش کرتے تو ہم اسے نہ پاتے تاوقتیکہ دوسرا نہ بنوائیں' اگر وہ غضبناک ہوتے تو تین دن تک ان کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا۔ رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔

عبیداللہ بن محمد ابن عائشہ القرشی ثم التیمی سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سلیمان کو وصیت کی۔ اعتراض کیا گیا کہ آپ سلیمان کو تو وصیت کرتے ہیں اور محمد کو چھوڑے دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ان کو وصیتوں سے آلودہ کرنا پسند نہیں۔

عبداللہ بن محمد سے مروی ہے' میرے والد نے کہا کہ میں نے بزرگوں کو کہتے سنا ہے کہ بنی عباس میں خلافت پہنچی تو ایسی حالت میں پہنچی کہ روئے زمین پر کوئی شخص ان لوگوں سے زیادہ قاری قرآن و افضل و عابد مقام حمیمہ میں نہ تھا۔ عطاف بن خالد الوابصی سے مروی ہے کہ میں نے علی بن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ سیاہی کا خضاب لگاتے تھے' ان سے عبداللہ بن طاؤس نے روایت کی ہے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات ۱۱۸ھ میں ہوئی۔ ابومعشر وغیرہ نے کہا کہ ان کی وفات ملک شام میں ۱۱۷ھ میں ہوئی۔

عباس بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ زرعہ بنت مشرح ابن معدی کرب بن ولیعہ تھیں' ولیعہ کندہ کے تھے' زرعہ ان کے بھائی علی ابن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی والدہ تھیں۔

عباس بن عبداللہ بن عباس' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیٹوں میں سب سے بڑے تھے' انہیں سے ان کی کنیت تھی' عباس بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عباس بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ مریم بنت عباد بن مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی بن سلمٰی بن جندل بن نہشل بن دارم ابن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم بن مر بن اد بن طانچہ بن الیاس ابن مضر تھیں۔ عون بن العباس' ان کی والدہ حبیبہ بنت الزبیر رضی اللہ عنہا بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔ محمد بن العباس وقریبہ بنت العباس' دونوں کی والدہ جعدہ بنت الاشعث ابن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلۃ الکندی تھیں' جعدہ کا نکاح ثانی حسن ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے بعد عباس بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہوا۔

عباس بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب کی تمام اولاد ختم ہوگئی کوئی نہ رہا۔ آج عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کی اولاد میں سوائے علی بن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اولاد کے اور کسی سے اولاد نہیں چلی' خلافت بھی انہیں میں ہے اور تعداد بھی انہیں کی کثیر ہے۔

عبداللہ بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبداللہ بن عبیداللہ کے یہاں حسن وحسین پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ اسماء بنت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔

عبداللہ بن عبیداللہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سن کر روایت کی ہے' ان سے ان کے بیٹے حسین بن عبداللہ وغیرہ نے روایت کی ہے' وہ ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں۔ عبداللہ بن عبیداللہ کی اولاد ختم ہوگئی کوئی باقی نہ رہا۔ ان کے بھائی:

عباس بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ ام ولد تھیں' وہ ماں کی طرف سے عبداللہ کے بھائی نہ تھے۔ عباس بن عبیداللہ کے یہاں عباس بن العباس پیدا ہوئے جن کا کوئی بقیہ نہ تھا' اور سلیمان وداؤد اور قثم اکبر کہ لاولد مر گئے اور قثم اصغر جو ابوجعفر کی طرف سے عامل یمامہ تھے اور ام جعفر ومیمونہ جو محمد کی والدہ تھیں' اور عبدہ بنت العباس وعالیہ وام جعفر' یہ سب مختلف ام ولد سے تھیں۔ عباس بن عبیداللہ کی بقیہ اولاد و پس ماندگان بغداد میں تھے' عباس بن عبیداللہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔

جعفر بن تمام رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی' ان کی والدہ عالیہ بنت نہیک بن قیس بن معاویہ بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ میں سے تھیں۔ جعفر بن تمام کے یہاں یحییٰ واسمہ وعلیہ پیدا ہوئیں۔ وہ سب ایک ام ولد سے تھے۔ ام حبیب بنت جعفر' ان کی والدہ رعون بنت سلیمان بن النعمان بن قیس ابن معدی کرب کندہ سے تھیں۔ ام جعفر بنت جعفر' ان کی والدہ ام عثمان بنت ابی بکر بن ابی قیس تھیں۔ ابوقیس عمرو بن حبیب بن سیار بن نزار بن معیص بن عامر بن لوی تھے۔ جعفر بن تمام بن عباس کی اولاد بھی ختم ہو گئی' ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ جعفر ابن تمام سے بھی حدیث روایت کی گئی ہے۔

عبداللہ بن معبد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف' ان کی والدہ ام جمیل بنت السائب بن الحارث بن حزن بن بجیر بن الہزم

بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال ابن عامر بن صعصعہ تھیں۔

عبداللہ بن معبد کے یہاں معبد و عباس اکبر و عبداللہ بن عبداللہ وام ابیہا پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام محمد بنت عبیداللہ بن العباس بن عبدالمطلب ابن ہاشم تھیں۔ محمد بن عبداللہ جن کا کوئی بقیہ نہ تھا' ان کی والدہ جمرہ بنت عبداللہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

ابراہیم بن عبداللہ و عباس اوسط اور عباس اصغر جو مکے کے والی تھے اور عبداللہ ابن عبداللہ ولبابہ' یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔ عبداللہ بن معبد سے روایت کی گئی ہے' وہ ثقہ تھے۔

عبداللہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ خالدہ بنت معتب بن ابی لہب بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔ عبداللہ بن عبداللہ بن الحارث کے یہاں سلیمان و عیسیٰ پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ عاتکہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ حمادہ ایک ام ولد سے تھیں۔

زہری نے عبداللہ بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے روایت کی ہے' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

اسحاق بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت العباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ اسحاق بن عبداللہ بن الحارث کے یہاں عبداللہ و عبدالرحمٰن وطلاب و یعقوب پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عبدالرحمٰن بن العباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ ہند وام عمر' دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

صلت بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ صلت بن عبداللہ کے ہاں یحییٰ پیدا ہوئے' ان کی والدہ امامہ بنت المغیرہ ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ حمید' ان کی والدہ زینب بنت عبداللہ بن ابی احمد بن جحش ابن رئاب الاسدی تھیں۔ فاطمہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ صلت فقیہ و عابد تھے۔

محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب' ان کی والدہ ہند تھیں کہ ام خالد بنت خالد ابن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔ محمد بن عبداللہ کے یہاں قاسم و معاویہ پیدا ہوئے۔ دونوں کی کوئی بقیہ اولاد نہ تھی' ان دونوں کی والدہ ضریبہ بنت الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

جعفر و قبیصہ' ان دونوں کی والدہ حمیدہ بنت ابی سفیان بن الحارث ابن عبدالمطلب تھیں۔ زہری نے محمد بن عبداللہ بن نوفل سے روایت کی ہے۔

زید بن حسن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ ام بشیر بنت ابی مسعود تھیں' ابومسعود ہی عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرہ بن عسیرہ ابن عطیہ ابن جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے۔

زید بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں محمد پیدا ہوئے جو بغیر اپنا پس ماندہ چھوڑے ہوئے وفات پا گئے۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسن بن زید جو ابی جعفر منصور کی جانب سے والی مدینے تھے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

نفیسہ بنت زید جن سے ولید بن عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا تھا' وہ انہیں کے نکاح میں وفات پا گئیں' ان کی والدہ لبابہ بنت عبداللہ بن العباس رضی اللہ عنہما ابن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے زید بن حسن کو دیکھا کہ سوار ہو کر سوق الظہر میں آتے اور وہاں ٹھہرتے' لوگ ان کی طرف دیکھ کر ان کے عظیم الشان اخلاق سے تعجب کرتے اور کہتے کہ ان کے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ زید نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ جس روز زید بن حسن کا انتقال ہوا میں اپنے والد کے ہمراہ سوار ہو کے گیا' ان کی وفات مدینے سے چند میل کے فاصلے پر بطحائے ابن ازہر میں ہوئی' انہیں اٹھا کر مدینے لایا گیا۔ جب ہم دونوں راس الثنیہ پر آئے جو دونوں مناروں کے درمیان ہے تو اونٹ پر ایک محمل میں زید بن حسن کی میت نظر آئی۔ عبداللہ بن حسن بن حسن ان کے آگے پیادہ چل رہے تھے' چادر سے اپنی کمر باندھے ہوئے تھے اور پشت پر (از قسم لباس) کچھ نہ تھا۔ مجھ سے والد نے کہا کہ اے میرے فرزند میں اترتا ہوں' تم سواری کو تھام لو' واللہ اگر میں سوار رہا اور عبداللہ پیدل چلتے رہے تو ان کے نزدیک مجھے کبھی کوئی خیر حاصل نہ ہوگی' میں گدھے پر سوار ہو گیا اور والد اتر کر پیادہ چلنے لگے' یہاں تک کہ زید کو ان کے مکان واقع بنی حدیلہ میں داخل کر دیا گیا' وہاں انہیں غسل دیا گیا اور تابوت پر نکال کر بقیع لایا گیا۔

حسن بن حسن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ خولہ بنت منظور ابن زبان بن سیار بن عمرو بن جابر بن عقیل بن ہلال بن سمی بن مازن بن فزارہ تھیں۔

حسن بن حسن کے یہاں محمد پیدا ہوئے' ان کی والدہ رملہ بنت سعید ابن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب تھیں۔

عبداللہ بن حسن جو کوفے میں ابو جعفر منصور کے قید خانے میں وفات پا گئے۔ حسن بن حسن جو ابی جعفر کے قید خانے میں وفات پا گئے' ابراہیم بن حسن' ان کی وفات بھی اپنے بھائی کے ہمراہ قید خانے میں ہوئی۔ زینب بنت حسن جن سے ولید بن عبدالملک ابن مروان نے نکاح کیا' پھر طلاق دے دی اور ام کلثوم بنت الحسن' ان سب کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھیں۔ اور فاطمہ کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھیں۔

جعفر بن حسن وداؤد وفاطمہ وام القاسم قسیمہ ملیکہ' ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ جن کو حبیبہ فارسیہ کہا جاتا اور جدیلہ کے آل ابی البس کی (مملوکہ) تھیں۔ ام کلثوم بنت حسن ایک ام ولد سے تھیں۔

محبت اہل بیت میں غلو کی ممانعت:

فضیل بن مرزوق سے مروی ہے کہ میں نے حسن بن الحسن کو ایک شخص سے کہتے سنا جو ان لوگوں میں سے تھا کہ ان (اہل بیت) کے بارے میں غلو کرتے تھے (یعنی ان کا مرتبہ حد سے زیادہ بڑھاتے تھے) کہ تم لوگوں پر افسوس ہے۔ تم لوگ اللہ کے لیے ہم سے محبت کرو' اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں تو تم لوگ ہم سے محبت کرو' اور اگر ہم اللہ کی نافرمانی کریں تو ہم سے بغض کرو۔

ایک رافضی سے مکالمہ:

ایک شخص نے ان سے کہا کہ آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے اہل قرابت اور آپ کے اہل بیت ہیں (اس لیے ہم لوگ آپ کی مدح میں مبالغہ کرتے ہیں) انہوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے' اگر اللہ تعالیٰ بغیر اللہ کی اطاعت کے رسول اللہ ﷺ کی کسی قسم کی قرابت کے سبب سے کسی کو (اپنے عذاب سے) بچاتا تو وہ بالضرور اس کے سبب سے ان لوگوں کو فائدہ پہنچاتا جو باعتبار ماں اور باپ کے ہم سے زیادہ آنحضرت ﷺ کے قرابت دار ہیں (مثلاً حسن وحسین رضی اللہ عنہما) واللہ میں تو ضرور ڈرتا ہوں کہ ہم میں سے گنہگار کو دو چند عذاب دیا جائے گا اور مجھے ضرور امید ہے کہ ہم میں سے نیکوکار کو دو چند اجر دیا جائے گا' تم لوگوں کی خرابی ہو (ہماری مدح کرنے میں مبالغہ کرنے سے) اللہ سے ڈرو' اور ہم لوگوں کے بارے میں حق کہو۔ کیونکہ حق ہی تمہارے مقاصد (مدح سرائی) کو بہت زیادہ پہنچانے والا ہے اور حق سے ہم بھی تم سے راضی ہوں گے۔

پھر فرمایا کہ اگر یہی دین الٰہی ہے جو تم لوگ کہتے ہو تو بے شک ہمارے بزرگوں نے ہمارے ساتھ برائی کی (کہ یہ دین اور یہ نجات کا راستہ صرف تمہیں بتایا اور ہمیں نہ بتایا) ان بزرگوں نے نہ تو ہمیں اس دین کی اطلاع دی اور نہ ہمیں اس پر عمل کرنے کی رغبت دلائی۔

اس کے جواب میں ان سے اس رافضی نے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے لیے نہیں فرمایا: ''من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ'' (جس سے میں محبت کرتا ہوں اس سے علی رضی اللہ عنہ بھی محبت کرتے ہیں) تو انہوں نے کہا' واللہ اگر رسول اللہ ﷺ اس سے خلافت وسلطنت مراد لیتے تو وہ ان لوگوں سے اس کو اسی طرح صاف صاف بیان فرما دیتے جس طرح آنحضرت ﷺ نے نماز و زکوٰۃ وروزہ رمضان وحج بیت اللہ کو صاف صاف بیان فرمایا' آپ ضرور ضرور ان لوگوں سے فرماتے کہ اے لوگو! میرے بعد علی رضی اللہ عنہ تمہارے ولی (حاکم وخلیفہ) ہیں' کیونکہ سب لوگوں سے زیادہ امت کے خیر خواہ رسول اللہ ﷺ تھے۔

اگر معاملہ اس طرح ہوتا جس طرح تم لوگ کہتے ہو کہ (اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور) اللہ اور اس کے رسولؐ نے اس خلافت اور نبی ﷺ کے بعد آپ کی قائم مقامی کے لیے علی رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا تو اس معاملے میں علی رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ خطاوار اور سب سے زیادہ مجرم تھے کیونکہ جس امر کا انہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا انہوں نے اسے ترک کر دیا (کیونکہ آپ کے بعد انہوں نے یقیناً پچیس سال تک خلافت نہیں حاصل کی) یا (اگر انہیں آپ کے ارشاد کے مطابق

آپ کی قائم مقامی کا موقع نہ مل سکا تھا تو کم از کم یہی کرتے کہ) اس کے بارے میں لوگوں سے معذرت کر دیتے (کہ میں ان وجوہ سے امتثال امر پر قادر نہ ہو سکا)۔

ابوجعفر محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھیں۔ ابوجعفر کے یہاں جعفر بن محمد وعبداللہ بن محمد پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ ام فروہ بن قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔ ابراہیم بن محمد' ان کی والدہ ام حکیم بنت اسید بن المغیرہ بن الاخنس بن شریف الثقفی تھیں۔ علی بن محمد وزینب بنت محمد' دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

ام سلمہ بنت محمد' ان کی والدہ بھی ایک ام ولد تھیں۔ جابر سے مروی ہے کہ مجھ سے محمد بن علی نے کہا کہ اے جابر باہم مخاصمت نہ کرو کیونکہ خصومت قرآن کی تکذیب کرتی ہے۔ ابی جعفر سے مروی ہے کہ اہل خصومات کے ساتھ نہ بیٹھو' کیونکہ یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کی آیات میں گھستے ہیں۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی سے کہا کہ کیا آپ اہل بیت میں سے کوئی شخص کسی (غیر مشرکانہ) گناہ کو شرک خیال کرتا تھا' انہوں نے کہا کہ نہیں' میں نے کہا کہ کیا آپ اہل بیت میں سے کوئی شخص (دنیا میں علی رضی اللہ عنہ کی) رجعت (واپسی) کا قائل تھا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ کیا آپ اہل بیت میں سے کوئی شخص ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا تھا' انہوں نے کہا کہ نہیں' بلکہ ہر ایک نے ان دونوں سے محبت کی اور ان دونوں سے دوستی کی اور ان دونوں کے لیے دعائے مغفرت کی۔

ابی الضحاک سے مروی ہے کہ ابوجعفر نے کہا کہ اے اللہ میں مغیرہ بن سعید بیان سے تیرے آگے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں۔ جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اپنی والدہ کے سر میں جوئیں دیکھا کرتے تھے۔ یوسف بن الماجر الحداد سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر کو ایک خچر پر سوار دیکھا' ان کے ہمراہ ایک غلام تھا جو ان کے دونوں جانب پیادہ چل رہا تھا۔

معاویہ بن عبدالکریم سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی کے بدن پر خز کا جبہ اور خز کی دستار دیکھی۔ ابی جعفر سے مروی ہے کہ ہم آل محمد خز اور کسم اور گیرو کا رنگا ہوا اور یمنی چادر استعمال کرتے ہیں۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یمنی چادریں اور خز اور گیرو اور کسم کے رنگے ہوئے کپڑے استعمال کرتے ہیں۔ اسماعیل بن عبدالملک سے مروی ہے کہ میں نے ابی جعفر کے جسم پر ریشمی گوٹ کی چادر دیکھی اعتراض کیا تو انہوں نے کہا کہ چادر میں دو اُنگل کی ریشمی گوٹ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

موہب سے مروی ہے کہ میں نے ابی جعفر کے سر پر سرخ شالی رومال دیکھا۔ عبدالاعلیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے محمد بن علی کو دیکھا کہ اپنا عمامہ پیچھے لٹکاتے تھے۔ جابر سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی کے سر پر ایک عمامہ دیکھا جس میں (ریشمی) گوٹ تھی' ایک چادر تھی جسے وہ استعمال کرتے تھے' اس میں بھی (ریشمی) گوٹ تھی۔ محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر کو دیکھا کہ ایک چادر میں نماز پڑھتے تھے جسے وہ اپنے پیچھے باندھ لیتے تھے۔ حکیم بن حکیم بن عبادہ بن حنیف سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر کو

مسجد میں تہ کیے ہوئے طیلسان سے (جو ایک قسم کا ایرانی جبہ ہے) تکیہ لگائے ہوئے دیکھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک ان اشراف واہل مروت کا یہی فعل رہا جو مسجد میں رہتے تھے' کہ وہ لوگ تہ کیے ہوئے طیلسانوں پر تکیہ لگاتے اور یہ اس طیلسان و چادر کے علاوہ ہوتا جو ان کے بدن پر تھا۔

عبدالاعلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی سے وسمہ یعنی سیاہ خضاب کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم اہل بیت کا وہی خضاب ہے۔ ثویر سے مروی ہے کہ ابوجعفر نے کہا کہ اے ابوالجہم تم کس چیز کا خضاب لگاتے ہو' میں نے کہا کہ مہندی اور نیل کا۔ انہوں نے کہا کہ یہی ہم اہل بیت کا خضاب ہے۔

عروہ بن عبداللہ بن قشیر الجعفی سے مروی ہے کہ مجھ سے ابوجعفر نے کہا کہ میں وسمے کا خضاب لگاتا ہوں۔ ہارون بن عبداللہ بن الولید المعیصی سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی کی ناک اور پیشانی پر سجدے کا نشان دیکھا جو بہت نہ تھا۔ ابوجعفر سے مروی ہے کہ تم لوگ ہنسی یا بہت ہنسی سے پرہیز کرو کہ یہ علم کو ضائع کر دیتی ہے۔ محمد بن علی سے مروی ہے کہ میری انگوٹھی میں میرا نام (کندہ) ہے' جب میں جماع کرتا ہوں تو اسے اپنے منہ میں کر لیتا ہوں۔

سعید بن مسلم بن بانک ابومصعب سے مروی ہے کہ انہوں نے محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے بدن پر ایک چادر دیکھی' انہوں نے کہا کہ مجھ سے سالم مولائے عبداللہ ابن علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے یہ دعویٰ کیا کہ محمد نے وصیت کی تھی کہ انہیں اسی (چادر) میں کفن دیا جائے۔ محمد بن علی سے مروی ہے کہ انہوں نے یہ وصیت کی کہ انہیں اسی کرتے میں کفن دیا جائے جس میں وہ نماز پڑھتے تھے۔

عروہ بن عبداللہ بن قشیر سے مروی ہے کہ میں نے جعفر سے پوچھا کہ آپ کو کس چیز میں کفن دیا جائے' انہوں نے وصیت کی کہ ان کے کرتے میں اور میں اس کی گھنڈیاں کاٹ دوں' اور ان کی اس چادر میں جو وہ اوڑھا کرتے تھے' اور میں ایک یمنی چادر خریدوں کیونکہ نبی ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں ایک یمنی چادر بھی تھی۔ سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی نعش پر حبرہ کی چادر دیکھی تھی (یعنی اس پر دھاریاں تھیں)۔ جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی سے سنا جو فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے صدقے کا کچھ تذکرہ کر رہے تھے کہ یہ اٹھاون سال میرے پورے کر دیئے جائیں گے۔ اسی وقت (یعنی اٹھاون سال کے ختم پر) ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہماری روایت میں ہے کہ ان کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی کہ وہ تہتر سال کے تھے' اوروں نے کہا کہ ان کی وفات ۱۱۸ھ میں ہوئی۔ ابونعیم الفضل بن دکین نے کہا کہ ان کی وفات ۱۱۴ھ میں مدینے میں ہوئی۔ وہ ثقہ وکثیر العلم والحدیث تھے' ان سے کوئی ایسا شخص روایت نہیں کرتا جس کی حدیث سے استدلال کیا جائے۔

عبداللہ بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت الحسن ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھیں۔ وہی ابوجعفر کی بھی والدہ تھیں۔ عبداللہ بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے یہاں محمد پیدا ہوئے جن کے سیاہ وسفید داغ تھے' وہ کوز (کبڑے) تھے'

اسحاق جو بھورے (ابیض) تھے ام کلثوم جو بہری تھیں اور ام علی جن کا نام علیہ تھا سب ایک ام ولد سے تھے۔ قاسم و عالیہ ایک ام ولد سے تھیں۔

عمر بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عمر بن علی کے یہاں علی وابراہیم وخدیجہ پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔ جعفر جن کے چہرے پر دانے تھے' ان کی والدہ ام اسحاق بنت محمد ابن عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب تھیں۔

محمد بن عمر و موسیٰ جو پستہ قد اور موٹے تھے اور خدیجہ وحبہ ومحبہ وعبدہ' ان سب کی والدہ ام موسیٰ بنت عمر بن علی بن ابی طالب تھیں۔

فضیل بن مرزوق سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن علی و حسین بن علی سے جو جعفر کے چچا تھے دریافت کیا کہ کیا آپ اہل بیت میں کوئی شخص ایسا ہے جس کی اطاعت فرض کی گئی ہو' جس کے لیے آپ لوگ یہ پہچانتے ہوں (یعنی آپ کو وہ شخص معلوم ہے جس کی اطاعت فرض کی گئی ہو) اور جس شخص نے اس (مفترض الطاعۃ) کے لیے یہ وصف نہیں پہچانا اور مر گیا تو وہ جاہلیت (وکفر) کی موت مرا' ان دونوں (عمر بن علی و حسین بن علی) نے کہا کہ نہیں' واللہ یہ (مفترض الطاعۃ) ہم میں نہیں ہے' جس شخص نے ہم لوگوں کے بارے میں یہ کہا تو وہ کذاب (بڑا جھوٹا) ہے۔

فضیل بن مرزوق نے کہا کہ پھر میں نے عمر بن علی سے کہا کہ اللہ آپ پر رحمت کرے' کیا آپ لوگوں کے گمان میں یہ مرتبہ علی رضی اللہ عنہ کے لیے تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وصیت کی تھی' پھر حسن رضی اللہ عنہ کے لیے تھا کہ انہیں علی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی' پھر یہ (مرتبہ) حسین رضی اللہ عنہ کے لیے تھا کہ انہیں حسن رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی' پھر علی بن حسین رضی اللہ عنہ (زین العابدین) کے لیے تھا کہ انہیں حسین رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی' پھر محمد بن علی کے لیے تھا کہ انہیں علی (زین العابدین) نے وصیت کی تھی' انہوں نے کہا کہ واللہ میرے والد کا انتقال ہو گیا مگر انہوں نے دو حرف کی بھی وصیت نہیں کی' خدا ان (بہتان باندھنے) والوں کو غارت کرے' واللہ یہ صرف ہم لوگوں کے ذریعے سے پیٹ بھرنے والے لوگ ہیں۔

راوی نے کہا کہ یہ خنیس خبیث ہے (جس نے آپ لوگوں پر یہ بہتان باندھا ہے انہوں نے کہا کہ) خنیس خبیث کون' (راوی نے کہا کہ) معلی بن خنیس' انہوں نے کہا' ہاں' معلی بن خنیس' واللہ میں اپنے بستر پر بڑی دیر تک سوچتا رہا' جس وقت ان لوگوں کو معلی بن خنیس نے گمراہ کر دیا تو میں اس قوم سے تعجب کرتا تھا جس کی عقلوں کو اللہ نے تاریک کر دیا۔

زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ زید بن علی کے یہاں یحییٰ بن زید پیدا ہوئے جو خراسان میں مقتول ہوئے' سلم ابن احوز نے قتل کیا' انہیں اس کے پاس نصر بن سیار نے بھیجا تھا' ان کی والدہ ریطہ بنت ابی ہاشم عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب تھیں۔

عیسیٰ بن زید و حسین بن زید نابینا و محمد بن زید' یہ سب ایک ام ولد سے تھے۔ عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ مجھے سالم

حاجب و مولائے ہشام نے خبر دی کہ زید بن علیؓ ہشام کے پاس سے اس طرح نکلے کہ اپنی مونچھ ہاتھ میں لیے ہوئے بٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ جب کبھی کسی نے زندگی کو دوست رکھا تو وہ ذلیل ہوا' پھر وہ چلے گئے' ان کا رخ کوفے کی طرف تھا۔

کوفے میں انہوں نے اور ہشام بن عبدالملک کے عامل عراق یوسف ابن عمر الثقفی نے بغاوت کی' زید بن علی کی جانب ان لوگوں کو روانہ کیا گیا جو ان سے جنگ کریں' انہوں نے جنگ کی' وہ لوگ زید سے جدا ہو گئے' جنہوں نے ان کی ہمراہی میں بغاوت کی تھی' زید قتل کر کے لٹکا دیئے گئے۔

سالم نے کہا کہ اس کے بعد میں نے ہشام کو اس قول کی خبر دی جو زید نے اس روز کہا تھا جس روز وہ ہشام کے پاس سے نکلے تھے' انہوں نے کہا کہ تیری ماں تجھ پر روئے' آج سے پہلے مجھے اس کے متعلق کیوں نہ خبر دی' جو چیز زید کو راضی کر سکتی تھی وہ صرف پانچ لاکھ درہم تھے' یہ ہم پر اس سے بہت زیادہ آسان تھے جس کی طرف کہ زید گئے۔

سحبل بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے خلفاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کے نزدیک خون بہانا ہشام بن عبدالملک سے زیادہ ناپسند اور زیادہ باعث تکلیف ہوتا' زید بن علی و یحییٰ بن زید کے قتل سے انہیں سخت رنج ہوا' انہوں نے کہا کہ مجھے یہ پسند تھا کہ میں ان دونوں کی پیروی کر لیتا۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد اپنے والد سے روایت کرتے تھے کہ خلفاء میں کوئی ایسا نہ تھا جسے ہشام بن عبدالملک سے زیادہ خون ناگوار ہو' انہیں زید بن علی کی بغاوت بہت گراں معلوم ہوئی تاوقتیکہ ان کا سر نہ لایا گیا اور لاش کوفے میں نہ لٹکا دی گئی کچھ نہ ہو سکا' اس کا انتظام یوسف بن عمر نے ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب اولادِ عباس غالب ہوئی تو عبداللہ بن علی بن عبداللہ ابن عباس نے ہشام بن عبدالملک کا قصد کیا' لاش قبر سے نکال کے لٹکا دی اور کہا کہ یہ اس کا بدلہ ہے جو انہوں نے زید بن علی کے ساتھ کیا تھا' زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ ۲ صفر ۱۲۰ھ یوم دو شنبہ کو قتل کیے گئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۲۲ھ میں قتل ہوئے' قتل کے روز ان کی عمر بیالیس سال کی تھی' زید بن علی نے اپنے والد سے حدیث سنی اور زید سے عبدالرحمٰن بن الحارث بن عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ نے روایت کی' ان سے بسام الصیرفی و عبدالرحمٰن بن ابی الزناد و غیرہما نے روایت کی ہے۔

حسین الاصغر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما بن ابی طالب بن عبدالمطلب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ حسین بن علی کے یہاں عبداللہ و عبیداللہ الاعرج (لنگڑے) و علی و ہشیمہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام خالد بنت حمزہ بن مصعب بن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ تھیں۔ محمد بن حسین ایک ام ولد سے تھے۔

حسن الاحول (بھینگے) بن حسین و جاریہ' ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ امینہ بنت حسین' ان کی والدہ انصار بنی حارثہ کی ایک خاتون تھیں۔ ابراہیم و فاطمہ' ایک ام ولد سے تھیں۔

حسین بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنے والد کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور اس وقت تک زندہ رہے کہ انہیں محمد بن عمر نے

پایا اوران سے روایت کی' ہم نے انہیں ان کے بھائیوں کے طبقے میں شامل کر دیا حالانکہ نہ عمر میں ان لوگوں کے مماثل تھے نہ ویسے اہل علم سے ان کو روایت علم کا موقع ملا تھا۔

عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحنفیہ بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ' کنیت ابو ہاشم تھی' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ بن محمد کے یہاں ہاشم پیدا ہوئے' جن سے ان کی کنیت تھی' اور محمد اصغر' ان دونوں کا کوئی بقیہ نہ تھا' ان کی والدہ بنت خالد بن علقمہ بن الحویرث بن عبداللہ ابن ابی اللحم بن مالک بن عبداللہ بن غفار بن ملیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ ابن کنانہ تھیں۔

محمد اکبر بن عبداللہ و لبابہ بنت عبداللہ' ان دونوں کی والدہ فاطمہ بنت محمد ابن عبیداللہ بن العباس بن عبدالمطلب تھیں۔ علی بن عبداللہ اور ایک اور شخص جن کا نام ہم کو نہیں بتایا گیا' ان دونوں کی والدہ ام عثمان بنت ابی حدیر تھیں' ابو حدیر عیاش بن عبدہ بن مغیث بن الجد ابن العجلان بنی قضاعہ سے تھے۔ طالب وعون وعبیداللہ مختلف ام ولد سے تھے۔

ریطہ جو یحییٰ بن زید بن علی کی والدہ تھیں کہ خراسان میں قتل کیے گئے۔ ریطہ کی والدہ بھی ریطہ تھیں جو ام الحارث بنت الحارث بن الحارث بن نوفل بن الحارث ابن عبدالمطلب تھیں۔ ام سلمہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

ابو ہاشم (عبداللہ بن محمد) صاحب علم و روایت تھے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے' شیعہ ان سے ملتے اور محبت کرتے' بنی ہاشم کے ساتھ شام میں تھے کہ وفات کا وقت آ گیا۔ انہوں نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کو وصیت کی کہ تم اس حکومت کے مالک ہو اور وہ تمہاری اولاد میں ہوگی' انہوں نے شیعہ کو ان کے پاس بھیج دیا اور اپنی کتابیں اور روایتیں انہیں دے دیں۔ وفات حمیمہ ابن سلیمان بن عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی۔

حسن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحنفیہ بن علی بن ابی طالب' ان کی والدہ جمال بنت قیس بن مخرمہ ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ حسن کی کنیت ابو محمد تھی' بنی ہاشم کے ظریفوں اور عقلمندوں میں سے تھے۔ فضیلت وصورت میں اپنے بھائی ابو ہاشم پر مقدم تھے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عقیدۂ ارجاء میں گفتگو کی۔

زاذان ومیسرہ سے مروی ہے کہ ہم حسن بن محمد بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' اور اس کتاب پر ملامت کی جو انہوں نے مسئلہ ارجاء میں تالیف کی تھی۔ انہوں نے زاذان سے کہا کہ اے ابو عمر مجھے یہ پسند تھا کہ اسے نہ لکھتا اور مر جاتا۔ ابوالغریان انیس سے مروی ہے کہ میں نے حسن بن محمد کے بدن پر باریک کرتا اور باریک عمامہ دیکھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ حسن بن محمد کی وفات عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں ہوئی۔ ان کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔

محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب' ان کی والدہ اسماء بنت عقیل ابن ابی طالب بن عبدالمطلب تھیں۔ محمد بن عمر کے یہاں عمر و عبداللہ و عبیداللہ پیدا ہوئے' ان میں سے ہر ایک سے حدیث روایت کی گئی ہے' ان سب کی والدہ خدیجہ بنت علی بن حسین

بن علی رضی اللہ عنہما ابن ابی طالب تھیں۔

جعفر بن محمد' ان کی والدہ ام ہاشم بنت جعفر بن جعفر بن جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب ابن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھیں۔

معاویہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ پھر معاویہ جن کا کوئی بقیہ نہ تھا' اور محمد' ان سب کی والدہ ام عون بنت عون ابن العباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ سلیمان بن معاویہ ایک ام ولد سے تھے۔ حسن و یزید وصالح وحمادہ وابیہ' ان سب کی والدہ فاطمہ بنت حسن بن حسین ابن علی بن ابی طالب تھیں۔ علی بن معاویہ جن کو عامر بن ضبارہ نے قتل کر دیا' ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ یزید بن عبداللہ بن الہاد نے معاویہ بن عبداللہ بن جعفر سے روایت کی ہے۔

اسماعیل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جعفر بن ابی طالب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ اسماعیل بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ وابوبکر و محمد پیدا ہوئے۔ ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ ام کلثوم و جعفر ایک ام ولد سے۔ زید ایک ام ولد سے تھے۔ اسماعیل نے اپنے والد سے روایت کی ہے' اور ان سے عبداللہ بن مصعب ابن ثابت نے روایت کی۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

ابن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس' ان کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب بن نفیل بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوحفص تھی۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں عبداللہ وبکر وام عمار پیدا ہوئیں' ان تینوں کی والدہ لمیس بنت علی بن الحارث بن عبداللہ بن الحصین ذی الغصبہ بن یزید بن شداد ابن قنان الحارثی تھیں۔

ابراہیم بن عمر' ان کی والدہ ام عثمان بنت شعیب بن زبان بن الاصبغ بن عمرو ابن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب تھیں۔ اسحاق بن عمرو یعقوب وموسیٰ جو لاولد مر گئے' ان سب کی والدہ فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان تھیں۔ عبدالملک بن عمرو ولید و عاصم و یزید و عبداللہ و عبدالعزیز وزبان وامۃ وام عبداللہ ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ لوگوں نے کہا کہ عمر کی ولادت ۶۳ھ میں ہوئی جس سال کہ میمونہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آرزو:

نافع سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش اپنی اولاد میں سے مجھے وہ شاندار شخص معلوم ہوتا جو زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوگی۔

عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں خصیف کا خواب:

خصیف سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جن کے داہنی جانب ایک شخص ہیں اور بائیں جانب بھی ایک شخص ہیں' اتنے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آئے اور چاہا کہ ان صاحب اور ان کے داہنی طرف والے ساتھی کے درمیان بیٹھیں مگر وہ ساتھی اپنے صاحب سے مل گئے (جس سے بیٹھنے کی جگہ جاتی رہی) عمر رحمۃ اللہ علیہ گھوم گئے اور چاہا کہ ان صاحب اور ان کے بائیں جانب والے ساتھی کے درمیان بیٹھیں' مگر وہ بھی اپنے صاحب سے مل گئے' پھر انہیں درمیانی صاحب نے کھینچ کر اپنے آغوش میں بٹھا لیا (خواب دیکھنے والے نے) پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں' لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ عمر رضی اللہ عنہ۔

نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں اکثر ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کرتا تھا کہ اولادِ عمر رضی اللہ عنہ میں وہ کون شخص ہے جس کے چہرے پر علامت ہے اور جو زمین کو عدل سے بھر دے گا۔

عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم لوگ بیان کرتے تھے کہ یہ حکومت ختم نہ ہوگی تاوقتیکہ اولادِ عمر رضی اللہ عنہ میں سے اس امت کا والی ایک ایسا شخص نہ ہو جو عمر رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلے اور چہرے پر ایک مسا ہو۔ راوی نے کہا کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ وہ ہلال بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں' ان کے چہرے پر مسا بھی تھا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لایا' ان کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب تھیں۔

یزید (راوی حدیث ہذا) نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے والد کے ایک گھوڑے نے مار کر سر زخمی کر دیا' ان کے والد خون پونچھنے لگے اور کہنے لگے کہ تم سعید ہوتے اگر تمہارا سر بنی امیہ کا زخمی کیا ہوا ہوتا۔

عبدالعزیز بن مروان کا نکاح:

ابن شوذب سے مروی ہے کہ جب عبدالعزیز بن مروان نے والدۂ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے منتظم سے کہا کہ میرے لیے پاک مال میں سے چار سو دینار جمع کرو' میں ایک ایسے خاندان میں نکاح کرنا چاہتا ہوں جن میں صلاحیت وتقویٰ ہے' انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے نکاح کیا۔

عمر بن عبدالعزیز بحیثیت والیٔ مدینہ:

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ربیع الاوّل ۸۷ھ میں پچیس سال کی عمر میں والیٔ مدینہ ہوئے' ولید بن عبدالملک جب خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے عمر رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ولایت سپرد کی' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے مدینے کے محکمہ قضاء پر ابو بکر بن محمد بن عمر بن حزم کو مقرر کیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

حفص بن عمر بن ابی طلحہ الانصاری سے مروی ہے کہ ولید بن عبدالملک کی خلافت اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مدینہ منورہ کی ولایت کے زمانے میں جب عمر رحمۃ اللہ علیہ نے مدینے سے حج کا قصد کیا تو ان کے پاس انس بن مالک رضی اللہ عنہ آئے' وہ اس زمانے میں

مدینے ہی میں تھے اور کہا کہ اے ابوحمزہ کیا میں تمہیں نبی ﷺ کے خطبات سے آگاہ نہ کروں۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مکے میں یوم الترویہ (۸رذی الحجہ) سے ایک دن پہلے اور عرفات میں یوم عرفہ (۹رذی الحجہ) کو اور منیٰ میں یوم النحر (۱۰رذی الحجہ) کے دوسرے دن اور یوم النفر (۱۲رذی الحجہ) کے دوسرے دن خطبہ ارشاد فرمایا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کسی کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو اس نوجوان یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے زائد رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہو۔

عبادت میں انہماک:

ضحاک نے کہا کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے نماز پڑھتا تھا' وہ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں طول دیتے اور آخری رکعتوں میں تخفیف کرتے' عصر کی قرأت کو مختصر کرتے' مغرب میں قصار المفصل (یعنی سورۂ زلزال سے سورۂ ناس تک) پڑھتے' عشاء میں وسط المفصل (یعنی سورۂ طارق سے سورۂ بینہ تک) پڑھتے اور فجر میں طوال المفصل (یعنی سورہ حجرات تا سورۂ بروج) پڑھتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ضحاک کو یہ حدیث شریک بن عمر سے بیان کرتے سنا' شریک نے اس میں شک نہیں کیا۔

ضحاک سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ دوران وعظ کلام انہیں موضوع سے باہر لے گیا' وہ منبر ہی پر تھے کہ موضوع کی طرف رجوع کیا اور کہا استغفر اللہ' استغفر اللہ (میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں)۔ عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ عیدگاہ پیادہ جاتے تھے۔

علی بن بذیمہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مدینے میں دیکھا کہ سب سے اچھا لباس پہنتے' سب سے زیادہ خوشبو لگاتے اور سب سے آہستہ چلتے۔ بعد کو میں نے انہیں دیکھا کہ وہ راہبوں کی طرح تیز چلتے تھے' لہٰذا جو شخص تم سے یہ کہے کہ رفتار بھی امر فطری ہے (کہ اس کی تیزی یا سستی میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی) تو عمر رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل کے بعد تم اس کی تصدیق نہ کرنا۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابوبکر بن محمد ابن عمرو بن حزم سے کہا کہ میں ایسا کوئی امر نہیں پاتا جو میرے نزدیک اس حق سے زیادہ خوش مزہ ہو کہ خواہش کے موافق نکلے۔ یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

ابن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے:

عبدالجبار بن ابی معن سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اس وقت سنا جب ان سے ایک شخص نے سوال کیا کہ اے ابومحمد مہدی کون ہے تو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کیا تم مروان کے مکان میں گئے ہو' اس نے کہا نہیں' انہوں نے کہا کہ مروان کے مکان میں جاؤ تم مہدی کو دیکھ لو گے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دربار میں آنے کی لوگوں کو اجازت دی' وہ شخص بھی گیا' مروان کے مکان میں داخل ہوا تو امیر کو اس حالت میں دیکھا کہ لوگ ان کے پاس جمع تھے۔

وہ شخص سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس واپس آیا اور کہا کہ اے ابومحمد میں مروان کے مکان میں گیا مگر کوئی ایسا شخص نہیں

دیکھا کہ اسے مہدی کہتا۔ سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' اور میں (سعید رحمۃ اللہ علیہ کا قول) سن رہا تھا' کہ کیا تم نے زخمی سر والے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا' اس نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے کہا کہ بس وہی مہدی ہیں۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ نبی ہم میں تھے اور مہدی بنی عبد شمس میں ہوں گے' میں سوائے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اور کسی کو مہدی نہیں سمجھتا۔ یہ قول عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں کہا گیا تھا۔

مولائے ہند بنت اسماء سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا' لوگوں کا گمان ہے کہ مہدی آپ لوگوں میں ہیں' انہوں نے کہا کہ یہ ایسا ہی غیر معتبر ہے جیسا کہ ہے' البتہ وہ بنی عبد شمس میں ہیں۔ راوی نے کہا کہ گویا انہوں نے عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مراد لیا۔

اہل بیت رسول سے عقیدت و محبت:

فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا اور بہت بہت رحمت کی دعا دی' کہا کہ میں اس زمانے میں ان کے پاس گئی جب وہ امیر مدینہ تھے' انہوں نے ہر خواجہ سرا اور دربان کو نکال دیا' گھر میں سوائے میرے اور ان کے کوئی باقی نہ رہا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اے دختر علی رضی اللہ عنہ واللہ مجھے روئے زمین پر کوئی خاندان آپ لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں اور آپ لوگ تو مجھے اپنے متعلقین سے بھی محبوب ہیں۔

فقہاء مدینہ کو ہدایات:

عبدالرحمٰن بن ابی زناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ والی مدینہ ہو کر وہاں آئے تو دربان نے ملاقاتیوں کے نام لکھے' وہ لوگ اندر گئے اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کیا' نماز ظہر پڑھ لی تو ان دس فقہائے مدینہ کو بلایا' (۱) عروۃ بن الزبیر (۲) عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ (۳) ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث (۴) ابوبکر بن سلیمان ابن ابی حثمہ (۵) سلیمان بن یسار (۶) قاسم بن محمد (۷) سالم بن عبداللہ (۸) عبداللہ بن عبداللہ ابن عمر (۹) عبداللہ بن عامر بن ربیعہ (۱۰) خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔

عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے شایان شان حمد و ثنا کی اور کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو ایک ایسے امر کے لیے بلایا ہے' جس پر آپ لوگوں کو ثواب ملے گا اور آپ لوگ حق پر میرے مددگار رہوں' میں یہ چاہتا ہوں کہ بغیر آپ کی رائے کے یا بغیر ان کی رائے کے جو آپ لوگوں میں سے موجود ہوں کسی امر کا فیصلہ نہ کروں' اگر آپ کسی سرکاری ملازم کو ظلم کرتے دیکھیں یا آپ کو میرے کسی عامل کے ناحق کچھ لینے کی خبر معلوم ہو تو ہر اس شخص کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جسے یہ معلوم ہو کہ وہ مجھے ضرور خبر دے' ان لوگوں نے انہیں جزائے خیر کی دعا دی اور چلے گئے۔

خلافت سے پہلے اور بعد کی زندگی میں فرق:

حجاج الصواف (کمبل بیچنے والے) سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب والی مدینہ تھے تو انہوں نے مجھے اپنے لیے کپڑا خریدنے کا حکم دیا' میں نے ان کے لیے کپڑے خریدے' ان میں سے ایک کپڑا چار سو درہم کا تھا' انہوں نے اس کا کرتا بنوایا'

ہاتھ سے چھوا تو کہا کہ یہ کس قدر سخت اور موٹا ہے' پھر جب وہ خلیفہ تھے تو اپنے لیے ایک کپڑا خریدنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اسے چودہ درہم میں خریدا' انہوں نے ہاتھ سے چھوا تو کہا کہ سبحان اللہ یہ کیسا نرم اور کس قدر باریک ہے۔

محمد بن خالد سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ قریش میں سب سے زیادہ معطر رہنے والے اور سب سے زیادہ خوش لباس تھے' جب وہ خلیفہ ہوئے تو سب سے زیادہ معمولی لباس اور سب سے زیادہ موٹی غذا پر زندگی بسر کرنے لگے' جتنے زوائد تھے سب ترک کر دیئے۔

نماز کی اطلاع کا اہتمام:

ابراہیم بن محمد بن عمار بن سعد القرظ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مکان میں نماز کی اطلاع دیتے تھے' کہتے تھے:

''السلام عليك ايها الامير ورحمة الله وبركاته حي على الصلاة حي على الفلاح الصلاة رحمك الله''.

''اے امیر السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نماز کے لیے آیئے' فلاح وکامیابی کے لیے آیئے' اللہ آپ پر رحمت کرے' نماز کا وقت آ گیا ہے''۔

حالانکہ لوگوں میں فقہاء بھی تھے جو اس کو ناپسند نہیں کرتے تھے۔

ابراہیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب والیٔ مدینہ تھے تو کہا کہ ظہر یا عشاء کے لیے اذان کہو تو دو رکعت نماز پڑھو' پھر اتنی دیر بیٹھو کہ یہ یقین ہو جائے کہ تمہاری اذان مدینے کے دور دراز حصے کے آدمی نے سن لی اور اس نے قضائے حاجت کے بعد وضو کیا' کپڑے پہنے اور آسانی کے ساتھ چل کر مسجد میں چار رکعت نماز پڑھی اور بیٹھ گیا۔ تم اتنی دیر کے بعد اقامت کہو۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مدینے میں ہم لوگوں کی امامت کرتے مگر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بلند آواز سے نہ پڑھتے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ قبلہ رخ ایک ہی سلام کرتے تھے۔

سلیمان بن عبدالملک کی علالت:

رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن سلیمان بن عبدالملک نے خز کے سبز کپڑے پہنے اور آئینے میں دیکھا تو کہا' واللہ میں جوان بادشاہ ہوں' مسجد کو گئے کہ لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائیں' مگر واپس بھی نہ ہوئے تھے کہ بخار آ گیا۔

جب وہ سخت علیل ہو گئے تو ایک فرمان لکھ کر اپنے بیٹے ایوب کو ولی عہد بنایا حالانکہ وہ نابالغ لڑکے تھے۔ میں نے کہا' امیر المومنین' آپ کیا کرتے ہیں' خلیفہ جب اپنی قبر میں ہوتا ہے تو جو چیز اس سے یادگار رہتی ہے یہ ہے کہ وہ کسی مرد صالح کو جانشین بنائے۔

سلیمان نے کہا کہ یہ ایسا فرمان ہے جس میں میں اللہ سے استخارہ کرتا ہوں اور غور کرتا ہوں' میں نے ابھی مصمم ارادہ نہیں کیا ہے' ایک یا دو دن ٹھہر کر انہوں نے اس فرمان کو چاک کر ڈالا۔

مجھے بلایا اور پوچھا کہ داؤد بن سلیمان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ میں نے کہا کہ وہ قسطنطنیہ میں ہیں اور آپ کو معلوم نہیں کہ زندہ ہیں یا مرگئے۔ کہا کہ اے رجاء پھر تمہاری رائے کس کی ہے۔ عرض کی' امیر المومنین رائے تو آپ ہی کی ہے' میں یہ چاہتا ہوں کہ جس کو بیان کیا جائے اس پر غور کرلوں۔ سلیمان نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تمہاری رائے کیسی ہے' اس نے کہا واللہ میں انہیں فاضل وبرگزیدہ مسلمان جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ان صفات کے باوجود اگر میں انہیں والی بنادوں اور اولاد عبدالملک میں سے کسی کو والی نہ بناؤں تو لامحالہ فتنہ ہوگا' اور لوگ کبھی ان کو اپنے اوپر والی نہ رہنے دیں گے' بجز اس صورت کے کہ میں ان میں سے کسی ایک کو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بعد (والی) کردوں۔

یزید بن عبدالملک اس زمانے میں حج کو گئے تھے' انہوں نے کہا کہ یزید بن عبدالملک کو عمر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد (والی) کردوں گا' یہ ان تدابیر میں سے ہے جس سے ان لوگوں کو تسکین ہوجائے گی اور وہ راضی ہوجائیں گے' میں نے کہا کہ آپ کی رائے صائب ہے' انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا۔

سلیمان بن عبدالملک کی وصیت:

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ فرمان ہے اللہ کے بندے سلیمان امیر المومنین کی جانب سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے لیے' میں نے اپنے بعد انہیں والی خلافت بنایا اور ان کے بعد یزید بن عبدالملک کو' لہٰذا تم لوگ ان کی بات سننا' ان کی اطاعت کرنا' اللہ سے ڈرنا اور اختلاف نہ کرنا کہ (بصورت اختلاف دشمنوں کی طرف سے) تم میں طمع کیا جائے"۔

فرمان پر مہر لگادی' کعب بن حامز شحنہ کو حکم دیا کہ میرے متعلقین کو جمع کرو' کعب نے ان لوگوں کو بلا کے جمع کردیا۔ سلیمان نے رجاء سے کہا کہ یہ فرمان ان لوگوں کے پاس لے جاؤ' کہو کہ یہ فرمان میرا ہے اور حکم دو کہ وہ اس شخص سے بیعت کریں جس کو میں نے والی بنایا ہے۔

رجاء نے یہی کیا اور ان لوگوں سے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ جو شخص اس (فرمان) میں ہے ہم اس کی اطاعت کریں گے اور سنیں گے' پھر خواہش ظاہر کی کہ ہم اندر جاکر امیر المومنین کو سلام کریں گے' رجاء نے کہا بہتر۔ لوگ اندر گئے' سلیمان نے اس فرمان کی طرف اشارہ کرکے جو رجاء بن حیوۃ کے ہاتھ میں تھا اور لوگ اس کی طرف دیکھ رہے تھے' کہا کہ یہی فرمان ہے' یہی میری وصیت ہے' اس فرمان میں میں نے جس کو نامزد کردیا ہے اس کی سنو اور اطاعت کرو اور بیعت کرو' لوگوں نے ایک ایک کرکے عمر رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرلی' پھر انہوں نے مہر لگا کر فرمان کو رجاء کے ذریعے روانہ کردیا۔

امارت وسلطنت سے گریز:

جب لوگ منتشر ہوگئے تو میرے پاس عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آئے اور کہا کہ اے ابوالمقدام' سلیمان کو مجھ سے محبت تھی۔ میرا احترام تھا اور میرے ساتھ مہربان ومحسن تھے' اندیشہ ہے کہ وہ اس حکومت کا کوئی حصہ میرے سپرد نہ کردیں' لہٰذا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ میرے احترام اور میری محبت کا واسطہ اگر ایسا ہی ہے تو تم مجھے آگاہ کردو کہ میں اسی وقت اس سے مستعفی ہوجاؤں' قبل اس کے کہ وہ حالت آئے کہ میں اس امر پر قادر نہ ہوں جس پر اب ہوں۔ رجاء نے کہا کہ واللہ میں آپ کو ایک حرف بھی نہ بتاؤں گا'

عمر رحمۃ اللہ علیہ ناراض ہوکر چلے گئے۔ مجھے ہشام بن عبدالملک ملے اور کہا کہ اے رجاء مجھے تمہارے ساتھ پرانی محبت واحترام ہے اور میں شکر گزار رہوں گا' لہٰذا مجھے آگاہ کرو کہ کیا یہ حکومت میری ہوگی' اگر مجھے ملے تو میں معلوم کرلوں اور اگر کسی اور کو ملے تو میں گفتگو کروں کیونکہ مجھ جیسا کوئی نہیں ہے جس کے ساتھ کوتاہی کی گئی ہو اور یہ حکومت اس سے علیحدہ کی گئی ہو' لہٰذا مجھے خبر دو' اللہ گواہ ہے کہ میں تمہارا نام کبھی نہ بیان کروں گا۔ میں نے انکار کیا اور کہا کہ نہیں' واللہ میں تمہیں اس کا ایک حرف بھی نہ بتاؤں گا جو مجھ سے بطور راز کے امیر المومنین نے کہا ہے۔

ہشام واپس گئے' وہ مایوس تھے' اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارتے اور کہتے کہ جب یہ حکومت مجھ سے علیحدہ کی جائے گی تو پھر کس کو ملے گی کیا عبدالملک کی اولاد سے نکل جائے گی' واللہ میں تو خاص اولاد عبدالملک ہوں۔

سلیمان بن عبدالملک کی رحلت:

میں سلیمان بن عبدالملک کے پاس گیا' نزع کا عالم تھا' موت کی سکرات نے گھیر لیا تھا' میں انہیں قبلہ رخ کرنے لگا۔ ہچکیاں لینے کی حالت میں کہنے لگے کہ اے رجاء اب تک اس کا وقت نہیں آیا' میں نے یہ دو مرتبہ کیا' تیسری بار انہوں نے کہا کہ اے رجاء اگر تم کچھ چاہتے ہو تو ایسے کرو' اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبدهٗ ورسوله". میں نے ان کا رُخ بدل دیا' وفات ہوگئی' ان کی آنکھیں بند کردیں اور ایک سبز چادر سے ڈھانک کے دروازہ بند کردیا' ان کی بیوی نے جوان کا انتظار کررہی تھیں مجھ سے دریافت کرایا کہ ان کی کیا حالت ہے' میں نے کہا کہ سو گئے ہیں اور اوڑھ لیا ہے' قاصد نے خلیفہ کو چادر سے ڈھکا ہوا دیکھا تو واپس گیا اور ان کی بیوی کو خبر دی' انہوں نے مان لیا اور یقین آ گیا کہ وہ سوتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت:

میں نے دروازے پر ایسے شخص کو بٹھا دیا جس پر مجھے اعتبار تھا اور اسے نصیحت کردی کہ ہٹے نہیں تاوقتیکہ میں اس کے پاس نہ آجاؤں' اور نہ خلیفہ کے پاس کسی کو جانے دے۔

میں نکلا اور کعب بن حاضر العنسی کو بلا بھیجا' انہوں نے امیر المومنین کے اعزہ کو جمع کیا' لوگ مسجد وابق میں جمع ہوگئے۔ میں نے ان سے کہا کہ بیعت کرو' انہوں نے کہا کہ ہم لوگ تو ایک مرتبہ بیعت کر چکے ہیں' دوبارہ پھر کیے لیتے ہیں' میں نے کہا کہ امیر المومنین کا حکم ہے کہ اس مہر کیے ہوئے فرمان میں جس امر کا حکم دیا گیا ہے اور جس شخص کو نامزد کیا گیا ہے اس سے بیعت کرو' ان لوگوں نے فرداً فرداً دوبارہ بیعت کی۔

سلیمان کی وفات کے بعد جب لوگ بیعت کر چکے تو میں نے خیال کیا کہ اب معاملہ مضبوط ہوگیا ہے۔ میں نے کہا کہ اب اپنے صاحب (یعنی امیر المومنین سلیمان) کے پاس اٹھ کر جاؤ کیونکہ ان کی وفات ہوگئی ہے' لوگوں نے "انا لله وانا اليه راجعون" کہا' میں نے انہیں فرمان پڑھ کر سنایا' جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے تک پہنچا تو ہشام نے پکار کر کہا کہ ہم تو ان سے بیعت نہیں کریں گے' میں نے کہا کہ واللہ میں تمہاری گردن ماردوں گا' اٹھو اور بیعت کرو' وہ اپنے پاؤں گھسیٹتے ہوئے اٹھے۔

میں نے عمر رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں بازو پکڑ کر انہیں منبر پر بٹھا دیا' جو واقعہ ان کے متعلق ہوا اس پر وہ انا لله وانا اليه راجعون

پڑھ رہے تھے اور ہشام خلافت نکل جانے کی وجہ سے انا اللہ الخ پڑھ رہے تھے۔

سلیمان بن عبدالملک کی تجہیز و تکفین:

جب ہشام عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے تو کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون فرزند عبدالملک کے مقابلے میں کس وقت یہ خلافت تمہارے پاس پہنچ گئی۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہاں انا للہ وانا الیہ راجعون جب وہ باوجود میری ناگواری کے میرے پاس پہنچ گئی۔ سلیمان کو غسل و کفن دیا گیا' ان پر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھی۔

شاہی سواری استعمال کرنے سے انکار:

تدفین سے فراغت ہوگئی تو عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شاہی سواریاں اور ترکی گھوڑیاں اور گھوڑے اور خچر اس طرح لائے گئے کہ ہر جانور کے لیے ایک سائیس بھی تھا۔ پوچھا یہ کیا ہے' لوگوں نے کہا کہ یہ شاہی سواریاں ہیں' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرا جانور میرے لیے زیادہ مناسب ہے' وہ اپنے خچر پر سوار ہوئے اور یہ سب جانور واپس کر دیئے۔ پھر وہ آئے' کہا گیا کہ آپ تو منزل خلافت میں قیام فرمائیں گے' انہوں نے کہا کہ اس میں تو ابوایوب رضی اللہ عنہ کے اہل و عیال ہیں' میرا خیمہ کافی ہے تا آنکہ وہ لوگ منتقل ہو جائیں' وہ اپنی منزل میں مقیم رہے یہاں تک کہ بعد کو ان لوگوں نے منزل خلافت کو خالی کر دیا۔

جب اس روز کی شب ہوئی تو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے رجاء میرے لیے کسی کاتب کو بلالاؤ' میں نے اسے بلا دیا' میں ان سے وہ چیز دیکھ چکا تھا جو پورے طور پر مجھے مسرور کرتی تھی۔ انہوں نے سواریوں اور منزل سلیمان کے بارے میں جو کچھ کرنا تھا وہ کیا' میں نے کہا کہ دیکھنا چاہیے' کاتب کے بارے میں کیا کرتے ہیں' فرمان لکھواتے ہیں یا کچھ اور؟

کاتب بیٹھ گیا تو انہوں نے ایک فرمان اپنی زبان سے بول کر کاتب سے بغیر کسی نقل کے لکھوایا' انہوں نے لکھوایا اور خوب لکھوایا' اسے مکمل و مختصر کیا' پھر اس فرمان کے متعلق حکم دیا تو سب شہروں میں لکھ کر بھیجا گیا۔

عبدالعزیز بن ولید کی آمد:

عبدالعزیز بن الولید کو جو باہر تھے وفات سلیمان بن عبدالملک کی خبر پہنچی' انہیں عمر رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں کی بیعت اور سلیمان کا انہیں ولی عہد بنانے کا حال معلوم نہ تھا' ہمراہیوں نے ان سے بیعت کر لی اور وہ دمشق پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے' پھر انہیں معلوم ہوا کہ سلیمان کی ایک وصیت کے مطابق لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کر لی ہے۔

وہ آئے اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے' ان سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اپنی جانب سے بیعت لی اور دمشق کا ارادہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایسا ہوا تھا' اس لیے کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ خلیفہ مرحوم نے کسی کو نامزد کیا ہے' مجھے مال کے لٹ جانے کا اندیشہ ہوا۔

عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ واللہ اگر تم سے بیعت کر لی جاتی اور تم والیٔ حکومت ہو جاتے تو میں تم سے جھگڑا نہ کرتا اور اپنے گھر میں بیٹھ رہتا۔ عبدالعزیز نے کہا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ آپ کے سوا کوئی اور اس حکومت کا والی ہو۔ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کر لی۔

امارت وحکومت سے پہلو تہی کی کوشش:

رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ جب سلیمان بن عبدالملک کی حالت خراب ہوئی تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دارالخلافت میں آتے جاتے اور آمد ورفت کرتے دیکھا' بلا کر مجھ سے کہا کہ اے رجاء میں تمہیں اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم امیر المومنین سے میرا ذکر نہ کرنا اور اگر وہ تم سے مشورہ طلب کریں تو میرے متعلق انہیں مشورہ نہ دینا' واللہ مجھے اس حکومت کی قوت نہیں ہے' اگر تم میری جانب سے امیر المومنین کو برگشتہ نہ کرو تو میں تمہیں (ایسا کرنے پر) اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ میں نے انہیں ڈانٹ دیا اور کہا کہ تم ضرور حریص خلافت ہو اور طمع کرتے ہو کہ میں تمہارے متعلق مشورہ دوں' وہ شرما گئے اور میں اندر چلا گیا۔

مجھ سے سلیمان نے کہا کہ اے رجاء اس حکومت کے لیے تم کس کو مناسب سمجھتے ہو' اور تمہاری رائے میں کس کو ولی عہد بناؤں' میں نے کہا کہ امیر المومنین' اللہ سے ڈریئے' آپ اللہ کے پاس جانے والے ہیں اور وہ آپ سے اس حکومت کو اور جو کچھ اس میں آپ نے کیا ہے پوچھنے والا ہے' انہوں نے کہا کہ پھر تم کس کو مناسب سمجھتے ہو۔ میں نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو۔

سلیمان کہا کہ میں امیر المومنین عبدالملک کی اس وصیت کو کیا کروں جو انہوں نے ولید کو اور مجھ کو فرزندان عاتکہ کے بارے میں کی تھی کہ ان دونوں میں سے جو زندہ رہے اسے ولی عہد بنانا۔ عرض کی' دونوں کو عمر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کر دیجئے' انہوں نے کہا کہ تم نے درست کہا اور تمہیں خیر کی توفیق دی گئی' میرے پاس کاغذ لاؤ۔

یزید کی ولی عہدی کی وصیت:

میں کاغذ لایا تو انہوں نے عمر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد یزید کی ولی عہدی لکھ دی اور اس پر مہر کر دی' میں نے لوگوں کو بلایا جو ان کے پاس گئے' خلیفہ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں نے کاغذ میں اپنی وصیت لکھ کر رجاء کو دے دیا ہے اور انہیں اپنا علم بتا دیا ہے اور وہی اس کاغذ میں ہے' تم لوگ بھی گواہ رہو اور کاغذ پر مہر کر دو' لوگ اس پر مہر کر کے چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد سلیمان کی وفات ہو گئی۔

نوحہ وزاری سے ممانعت:

میں نے عورتوں کو نوحہ وزاری سے روکا اور نکل کر لوگوں کے پاس گیا' لوگوں نے کہا' اے رجاء امیر المومنین کیسے ہیں؟ میں نے کہا جب وہ علیل ہوئے اس وقت سے زیادہ سکون کا کوئی وقت نہیں آیا' لوگوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر میں نے کہا کہ تم لوگ یہ نہیں جانتے کہ یہ امیر المومنین کی وصیت ہے اور تم لوگ اس پر گواہ ہو' انہوں نے کہا بے شک' میں نے کہا کہ کیا تم لوگ اس سے خوش ہو' ہشام نے کہا بشرطیکہ اس میں عبدالملک کی اولاد میں سے کوئی ہو' ورنہ نہیں۔ میں نے کہا کہ اگر اس میں اولاد عبدالملک میں سے کوئی شخص ہو تو ہشام نے کہا کہ اس وقت ہاں۔ میں اندر گیا' تھوڑی دیر ٹھہرا رہا' پھر عورتوں سے کہا کہ چلا کر روؤ' اور میں باہر آ گیا فرمان پڑھا' لوگ جمع تھے اور عمر رحمۃ اللہ علیہ بالا خانے کے ایک کونے پر تھے۔

ثقیف کے شیوخ سے مروی ہے کہ وفات سلیمان کے بعد عمر رحمۃ اللہ علیہ کی ولی عہدی پڑھ کر سنائی گئی' عمر وابق کے مقام میں تھے' ثقیف کا ایک شخص کھڑا ہوا جس کا نام سالم تھا اور عمر رحمۃ اللہ علیہ کے ماموؤں میں سے تھا' اس نے عمر کا بازو پکڑ کر انہیں کھڑا کر دیا۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ واللہ نہ تو تم اس سے اللہ کے طالب ہو اور نہ اس کی بدولت تمہیں دنیا ملے گی۔ خالد بن بشر نے اپنے والد سے

روایت کی کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ والی ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا' ان کے لیے فرش بچھایا گیا تھا' منبر سے اترے اور فرش چھوڑ کر ایک کنارے بیٹھ گئے' کہا گیا کہ آپ سلیمان کے محل میں منتقل ہو جائیں تو بہتر ہوگا' انہوں نے مثل کے طور پر اشعار ذیل پڑھے:

فلولا التقیٰ ثم النهی خشیة الردیٰ لعاصیت فی حب الصبیٰ کل ذاجر

''اگر تقویٰ نہ ہوتا' عقل نہ ہوتی' ہلاکت کا خوف نہ ہوتا' تو عشق و محبت میں ہر ایک نصیحت گر کی میں نافرمانی کرتا۔

قضٰی ما قضٰی فیما مضیٰ ثم لاتریٰ له صبوة اخری اللیالی الغوابر

سابق میں جو کیا کیا' اب زندگی بھر تم ان سے کوئی اخلاقی کمزوری نہ دیکھو گے''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ خلافت:

سیار بن ابی الحکم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے جو چیز انوکھی معلوم ہوئی وہ یہ تھی کہ جب انہوں نے سلیمان بن عبدالملک کو دفن کر دیا تو ان کے پاس سلیمان کا وہ گھوڑا لایا گیا جس پر وہ سوار ہوا کرتے تھے' مگر وہ اس پر نہیں سوار ہوئے اپنے اسی گھوڑے پر بیٹھے جس پر آئے تھے' محل کے اندر گئے تو ان کے لئے فرش بچھائے گئے جن پر سلیمان بیٹھا کرتے تھے' مگر وہ ان پر نہیں بیٹھے' وہاں سے نکل کر مسجد کو گئے اور منبر پر چڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا کی' پھر کہا:

''امابعد! بے شک تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ اس کتاب کے بعد جو ان پر نازل کی گئی کوئی اور کتاب ہے' دیکھو خبردار' اللہ نے جو حلال کر دیا ہے وہ قیامت تک حلال ہے اور جو حرام کر دیا ہے وہ قیامت تک حرام ہے' آگاہ ہو کہ میں قاضی (حکم دینے والا) نہیں ہوں بلکہ حکم الٰہی نافذ کرنے والا ہوں' میں مبتدع (نیا کام کرنے والا) نہیں ہوں بلکہ متبع (پیروی کرنے والا) ہوں' کسی شخص کا یہ حق نہیں کہ اللہ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کی جائے' میں تم سے بہتر نہیں ہوں' میں تمہیں میں سے ایک شخص ہوں' سوائے اس کے کہ اللہ نے مجھے تم سے زیادہ گراں بار بنا دیا ہے''۔ پھر انہوں نے اپنی حاجت بیان کی۔

سرکاری سامان استعمال کرنے سے انکار:

اسماعیل بن ابراہیم کاتب زیاد بن عبیداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر رحمۃ اللہ علیہ سلیمان کی قبر سے واپس ہوئے تو سلیمان کے گھوڑے ان کے پاس پیش کیے گئے' وہ مسکرائے اور اپنے سفید خچر کی طرف اشارہ کیا' اسے لایا گیا' وہ اس پر سوار ہو کر واپس ہوئے' دیکھا تو سلیمان کے فرش ان کی منزل میں بچھے ہوئے تھے' انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے جلدی کی' ایک ارمنی فرش لے کر اس کو اپنے اور زین کے درمیان ڈال دیا اور کہا کہ دیکھو واللہ اگر میں مسلمانوں کے کاموں میں مشغول نہ ہوتا تو تجھ پر نہ بیٹھتا۔ منذر بن عبید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بعد نماز جمعہ والی بنائے گئے تو میں نے عصر میں ان کی حالت بدلی ہوئی پائی۔

مدینہ کی ولایت ابوبکر بن محمدؒ کے سپرد کرنا:

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ سلیمان بن عبدالملک نے ابوبکر بن محمد بن حزم کو مدینے کا والی بنایا

تھا جب سلیمان کی وفات ہوگئی اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ والئ خلافت ہوئے تو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر کو مدینے کا امیر بنایا اور انہوں نے ابوطوالہ کو قاضی بنایا۔

عمال کا تقرر و تبدیلی:

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب کو والئ کوفہ بنایا' ابوالزناد کو کاتب بنا کے ان کے ماتحت کیا' وہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات تک کوفے کے محکمہ حرب و خراج پر رہے' اور انہوں نے عامر الشعبی کو (کوفے) کا قاضی بنایا' عدی بن ارطاۃ کو ولایت بصرہ سپرد کی' انہوں نے حسن بن ابی الحسن کو قاضی بنایا' عامر نے خلیفہ کو استعفادے دیا' انہوں نے منظور کرلیا۔

عروہ بن محمد بن عطیہ السعدی کو والئ یمن بنایا' عدی بن عدی الکندی کو والئ جزیرہ' اور اسماعیل بن عبیداللہ بن ابی المہاجر کو والئ افریقہ' جو ان کی وفات تک اس عہدے پر رہے' محمد بن سوید الفہری کو والئ دمشق بنایا اور جراح بن عبداللہ الحکمی کو والئ خراسان۔

سلیمان بن موسیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جس روز سے خلیفہ بنائے گئے وفات تک برابر حقوق واپس کراتے رہے۔

عبدالمجید بن سہیل سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ حقوق کی واپسی اپنے اعزہ سے شروع کی' جو حقوق ان لوگوں کے قبضے میں تھے انہوں نے واپس کرادیئے بعد کو دوسروں کے ساتھ یہی کیا۔ اس پر عمر بن الولید کہتے تھے کہ تم لوگ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص کو لائے اور اس کو اپنے اوپر والی بنایا' اس نے تمہارے ساتھ یہ کیا (کہ حقوق واپس کرادیئے)۔

مظلومین کے حقوق کی واپسی کا فرمان:

ابوبکر بن ابی سبرہ نے کہا کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حقوق واپس کرائے تو انہوں نے کہا کہ مناسب یہی ہے کہ اپنے آپ سے پہلے کسی اور سے شروع نہ کروں' جو زمین اور سامان ان کے قبضے میں تھا اس پر نظر ڈالی اور ادا کر کے اس سے بری ہوگئے' حتیٰ کہ انگوٹھی کا نگ دیکھ کر کہا کہ یہ ان اشیاء میں سے ہے جو مجھے ولید ابن عبدالملک نے اس مال میں سے دی تھی جو ان کے پاس ملک مغرب سے آیا تھا۔ وہ اس سے بھی بری ہوگئے۔ اسحاق بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت سے اپنی خلافت تک کے حقوق واپس دلاتے رہے' انہوں نے معاویہ و یزید بن معاویہ کے ورثاء کے قبضے سے حقوق نکالے۔

ایوب السختیانی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حقوق (یعنی وہ جائیداد و اسباب جو ناحق لوگوں کو مل گیا تھا) لے کر بیت المال کو واپس کردیا' اور اگر بیت المال میں کسی کا حق آ گیا تھا تو اسے بھی واپس کردیا' اور حکم دیا کہ جتنے سال تک یہ مال دوسری جگہ رہا اس کے مالک کی طرف سے زکوٰۃ دی جائے' اس کے بعد دوسرا فرمان نافذ کیا کہ جب وہ مال باہر رہا تو ایک سال سے زیادہ کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔

عراق کی غضب شدہ جائیداد کی واپسی:

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں عراق میں اہل حقوق کے حقوق واپس کرنے کو لکھا' ہم نے واپس کردیئے۔ عراق کے بیت المال میں جو کچھ تھا سب ختم ہوگیا' یہاں تک کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے شام سے

ہمارے پاس مال بھجوایا۔

ابوالزناد نے کہا کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ اہل حقوق کو حقوق بغیر قطعی شہادت کے واپس کر دیتے' اس میں کم از کم پر کفایت کرتے جب وہ کسی کے حق کی کوئی صورت معلوم کر لیتے تو اس کو واپس کر دیتے' شہادت پیش کرنے کی تکلیف نہ دیتے تھے' اس لیے کہ وہ اس کو حکام کا ظلم سمجھتے تھے۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے پاس عمر رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی فرمان ایسا نہ آتا جس میں کسی حق کی واپسی' سنت کے احیاء بدعت کے مٹانے اور تقسیم یا عطا کے اندازہ کرنے یا نیکی کا حکم نہ ہوتا' یہاں تک کہ وہ دنیا سے چلے گئے۔

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے لکھا کہ دفاتر کو حقوق کے بارے سے پاک کرو' ہر اس ظلم کو دیکھو جو مجھ سے پہلے کسی مسلم یا معاہد کے حق میں ہوا اور اس کو اسے واپس کر دو' اگر ان کے مالک مر چکے ہوں تو وہ ان کے وارثوں کو واپس کر دو۔

امراء اور رعایا میں مساوات کا اہتمام:

موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فرمان سنا جو ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے نام تھا کہ تم اپنے گھر کے اندر اجلاس کرنے سے بچنا' لوگوں کے سامنے مجلس عام میں بیٹھ کر خوش منظری کے ساتھ صلح کرانا تمہارے نزدیک ایک دوسرے پر ترجیح نہ ہو' یہ ہرگز نہ کہنا کہ لوگ امیر المومنین کے اعزہ ہیں' کیونکہ آج میرے نزدیک امیر المومنین کے اعزہ اور دوسرے لوگ برابر ہیں' بلکہ مجھے امیر المومنین کے اعزہ کے متعلق یہ گمان کرنے کا حق ہے کہ ان سے جو جھگڑتا ہے وہ اس پر زبردستی کرتے ہیں' جب تمہیں کوئی امر دشوار معلوم ہو تو اس کے بارے میں مجھے لکھنا۔

بدعات کی روک تھام:

حزم بن ابی حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک تقریر میں کہا کہ ہر وہ بدعت جسے اللہ میرے ہاتھ پر میرے گوشت کے ٹکڑے کے عوض مردہ کر دے اور ہر وہ سنت جسے اللہ میرے ہاتھ پر قائم کر دے یہاں تک کہ اس کا انجام میری جان پر ہو تو میرے لیے یہ آسان ہے۔ حماد بن ابی سلمان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مسجد دمشق میں کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے ندا دی کہ اللہ کی نافرمانی میں ہماری اطاعت واجب نہیں۔

عوام کو دربار خلافت میں حاضری کی آسانی:

سیار سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے کہا کرتے کہ اپنے وطن کو چلے جاؤ' کیونکہ میں تم کو تمہارے شہروں میں یاد رکھوں گا اور یہاں ہونے پر تم کو بھول جاؤں گا' البتہ اگر کسی شخص پر کوئی عامل ظلم کرے تو اسے مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں' وہ میرے پاس آ جائے۔

عبداللہ بن واقد سے مروی ہے کہ سب سے آخری خطبہ جو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا یہ تھا کہ اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا:

''اے لوگو! اپنے شہروں کو واپس جاؤ' کیونکہ میں تم کو تمہارے شہروں میں یاد رکھوں گا اور اپنے پاس رہنے میں بھول جاؤں گا' سوائے اس کے کہ میں نے تم پر لوگوں کو عامل بنایا ہے' میں نہیں کہتا کہ وہ تم میں بہتر ہیں' لیکن وہ ان سے بہتر ہیں جو ان میں بدتر ہیں' اگر کوئی عامل کسی کا حق تلف کرے تو اسے میرے پاس آنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں' واللہ اگر میں اس مال کو اپنی ذات اور اپنے اعزہ سے روکوں اور تم لوگوں کو دینے میں بھی بخل کروں تو اس وقت میں بڑا بخیل ہوں گا' واللہ اگر میں سنت کو قائم نہ کروں یا حق کی سیرت نہ اختیار کروں تو مجھے اتنی دیر بھی جینا پسند نہیں جتنی دیر کہ ایک تھن دودھ کے دوسرے تھن کے دوہنے میں لگتی ہے۔

بنی مروان کا احتجاج:

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بعض بنی مروان کی جانب سے ایک خط آیا جس نے انہیں غضبناک کر دیا' غصے سے بھڑک اٹھے اور کہا کہ اللہ کے واسطے بنی مروان میں قربانی ہوگی اور بخدا اگر یہ قربانی ہوگی تو میرے ہی ہاتھوں سے ہوگی' ان لوگوں کو یہ معلوم ہوا تو باز آ گئے' وہ ان کے استقلال کو جانتے تھے کہ اگر کسی معاملے میں پڑ گئے تو اسے پورا کر کے رہیں گے۔

ابی عمرو الباہلی سے مروی ہے کہ بنی مروان عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے ہمارے ساتھ سلوک میں بہ نسبت ان لوگوں کے جو آپ سے پہلے تھے کمی کر دی ہے' یہ کہہ کر اپنی ناراضی کا اظہار کیا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر تم لوگوں نے اس قسم کی باتوں کا پھر اعادہ کیا تو میں اپنا اونٹ کسوں گا اور مدینہ منورہ پہنچ کے اس معاملے کو مجلس شوریٰ کے سپرد کر دوں گا' دیکھو میں صاحب شوریٰ اعیمش کو یعنی قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو پہچانتا ہوں۔

افلح بن حمید سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو کہتے سنا کہ آج ہر وہ شخص بول سکتا ہے' جو پہلے بول نہ سکتا تھا' ہمیں سلیمان کے حق میں ان کے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو والی بنانے کی وجہ سے رحمت کی امید ہے' عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات کے وقت کہا کہ اگر حکومت میں سے میرا کچھ بھی ہوتا تو میں قاسم بن محمد سے تجاوز نہ کرتا (یعنی انہیں کو والی بناتا) قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے ان کے لیے دعائے رحمت کی اور کہا کہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ تو اپنے چھوٹے سے خاندان کے انتظام میں بھی کمزور ہے' امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کو کیسے قائم کر سکتا ہے۔

اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر حکومت میں کچھ میرے سپرد ہوتا تو میں قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اور اعوص کے اسماعیل بن عمرو بن سعید ابن العاص رضی اللہ عنہ سے تجاوز نہ کرتا' اسماعیل بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ عابد و بے تعلق تھے' گوشہ نشینی اختیار کر کے اعوص میں قیام کر لیا تھا' سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ سلیمان کے لیے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ بنانے کی وجہ سے رحمت کی اُمید رکھتے ہیں۔

عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے (مثل روایت بالا) خارجہ بن زید ابن ثابت کو بھی کہتے سنا۔

غیر ضروری سامان کی قیمت راہ خدا میں:

سلمہ بن عثمان القرشی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ بنائے گئے تو اپنے غلام' لباس و عطر

پر اور ضرورت سے زائد اشیاء پر نظر کی' ہر وہ چیز فروخت کر دی جس کی حاجت نہ تھی' اس کی قیمت تیس ہزار دینار کو پہنچ گئی' انہوں نے اس کو راہِ خدا میں صرف کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فرزند سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے کسی خادم نے مجھے خبر دی کہ جس دن سے وہ والی ہوئے اپنی وفات تک کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

سماجی و رفاعی اقدامات:

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ والی بنائے گئے تو انہوں نے ہر مقام کی چونگی منسوخ کر دی' اور ہر مسلمان کا جزیہ منسوخ کر دیا۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے حکم دیا کہ پانی کی جتنی باؤلیاں اور کنوئیں ہیں سب کے لیے ہیں اور سب ان سے پانی لے سکتے ہیں البتہ جو بہت چھوٹے کم آب ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ یحییٰ بن واضح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ خراسان کے راستے پر مسافر خانے بنائے جائیں۔

عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں دو تقسیموں میں موجود تھا جو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کے درمیان کی تھیں' انہوں نے پورے طور پر مساوات اختیار کی۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ سوائے تاجر کے سب کے لیے عطا مقرر کرو۔

ربیعہ بن عطاء بن یعقوب مولائے ابن سباع الخزاعی سے مروی ہے کہ میں سلیمان بن یسار کے پاس جاکے بیٹھا اور ان سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کا ذکر کیا جو ابوبکر بن حزم کے پاس آیا تھا کہ غنیمت میں تاجر کا حصہ نہ لگایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے درست کیا' تاجر تو اپنی تجارت کی وجہ سے مسلمانوں کے اصلاحی کاموں سے علیحدہ ہے۔

وظائف کا تعین:

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ لوگوں کے لیے عطاء زیادہ سے زیادہ دو ہزار مقرر کی کہ ''شرف عطاء'' (باعزت مقدار) یہی تھی۔

وظائف کی تقسیم:

غسان بن عبدالحمید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دو سال اور دس دن کم پانچ مہینے میں اہل مدینہ کے لیے تین عطائیں نکالیں۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں میری قوم کے لیے میرے ذریعے تین عطائیں جاری ہوئیں اور لوگوں کے لیے دو عام تقسیمیں۔

سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جب وہ خلیفہ تھے کہتے سنا کہ تمہارے لیے یہ حلال نہیں کہ مردہ لوگوں کے لیے عطاء لو' ان کی ہمیں اطلاع دو' اور ہر مولود کی ہمیں تحریری اطلاع دو کہ ہم اس کا حصہ مقرر کر دیں۔

ثابت بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیزؒ کا وہ فرمان سنا جو ہمیں پڑھ کر سنایا جا رہا تھا کہ ہر مولود کی ہمیں اطلاع دو' ہم اس کا حصہ مقرر کر دیں گے' اور اپنے مردوں کی بھی ہمیں خبر دو کیونکہ وہ تو تمہارا ہی مال ہے (یعنی مردوں کا جو حصہ بند کیا جائے گا ہم تمہیں کو واپس کر دیں گے)۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ مجھے میری دایہ ابوبکر ابن حزم کے پاس لے گئی' انہوں نے میرے ہاتھ پر ایک دینار رکھ دیا' میں بچہ تھا ۱۰۰ھ میں پیدا ہوا تھا' سال آئندہ ہمیں ایک اور دینار دیا گیا' اس طرح دو دینار ہو گئے۔ اسی سے میں نامزد کیا گیا۔

ہیثم بن واقد سے مروی ہے کہ میری ولادت ۹۷ھ میں ہوئی' عمرؒ خلیفہ بنائے گئے تو میں تین سال کا تھا۔ میں نے ان کی تقسیم میں تین دینار پائے۔

الجار کے غلہ کی تقسیم کا طریقۂ کار:

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے الجار کے غلے کی تقسیم میں لوگوں میں برابری کی' الجار کا غلہ زیادہ سے زیادہ فی کس ساڑھے چار اردب ہوتا تھا (ایک اردب: ۲۴ صاع اور ایک صاع: ۳/۱/۲ سیر)۔ افلح بن حمید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے الجار کے غلے کی تقسیم میں صرف ان لوگوں میں برابری کی جن کے لیے حصہ مقرر کیا گیا تھا اور وہ شخص جس کو اس (حصے یا تقسیم) سے پہلے کچھ ملتا تھا وہ اس کو لیتا رہا۔ کیونکہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بھی الجار کے غلے میں لوگوں کے درمیان کمی بیشی کی تھی۔

ابراہیم بن یحییٰ سے مروی ہے کہ الجار کے غلے میں میرے بیس اردب تھے' جب عمرؒ خلیفہ ہوئے تو وہ قائم رکھے گئے' انہوں نے میرے ان اعزہ میں برابری کی جن کے لیے حصہ مقرر کیا۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابوبکر بن محمد بن عمرو ابن حزم کو عمرؒ کے کہنے سے رات کو بھی اسی طرح کام کرتے دیکھا جس طرح وہ دن کو کرتے تھے۔

ادائے حقوق کے لئے شب بیداری:

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیزؒ کو دیکھا کہ عشاء کی نماز پڑھ کے بیت المال سے شمع منگاتے کہ مسلمانوں کے معاملات و مقدمات میں فرمان لکھیں اور وہ ہر مقام پر بھیجا جائے' جب صبح ہوتی تو ادائے حقوق کے لیے اجلاس کرتے' اور صدقات مستحقین میں تقسیم کرنے کا حکم دیتے۔ جس شخص کو صدقہ دیا جاتا میں نے دیکھا کہ دوسرے سال اس کے پاس اتنے اونٹ ہوتے کہ ان پر زکوٰۃ عائد ہوتی۔

زکوٰۃ کی تقسیم:

مہاجر بن یزید سے مروی ہے کہ ہمیں عمر بن عبدالعزیزؒ نے بھیجا' ہم نے لوگوں میں زکوٰۃ تقسیم کی' میں نے لوگوں کو اس حالت میں دیکھا کہ دوسرے سال ان سے زکوٰۃ وصول کی گئی جن کو زکوٰۃ دی گئی تھی۔

میں عمر کو دیکھا کرتا تھا کہ اپنے اعزہ کو یا اپنی ذاتی ضرورت کے متعلق کچھ لکھتے تو بیت المال کی شمع اٹھا لینے کا حکم دیتے اور دوسری شمع منگاتے (جوان کی ذاتی تھی)۔

میں انہیں دیکھتا تھا کہ اپنے کپڑے خود دھویا کرتے اور اتنی دیر ہمارے پاس نہ آتے' ان کے پاس سوائے اس کے اور کپڑے نہ تھے۔ انہوں نے ہمارے ساتھ کوئی نئی بات نہیں کی' میں نے ان کی ایک دہلیز دیکھی جو ٹوٹ گئی تھی' اس کی مرمت کے بارے میں کہا گیا تو کہا کہ اے مزاحم کیا مناسب نہیں کہ ہم اس کو چھوڑ دیں اور دنیا سے چلے جائیں اور کوئی نیا کام نہ کریں۔

انہوں نے ہر سرزمین میں طلاء کو (جو انگور کے عرق کو دو حصے جلا کر اور ایک حصے باقی رکھ کر بنایا جاتا تھا) حرام کر دیا تھا۔

عبداللہ بن العلاء بن زبر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ کئی سال گرسنگی میں گزر گئے کیونکہ میں نافرمانوں میں تھا اور میری عطاء روک دی گئی تھی' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے میری عطا جاری کر دی اور حکم دیا کہ گزشتہ عطاء بھی مجھے دی جائے۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے وظیفہ کی بحالی:

خلید بن دعلج سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے تو حسن وابن سیرین کو بلا کر ان دونوں سے کہہ رہے تھے کہ تمہاری جو عطائیں روک دی گئی تھیں میں جاری کرتا ہوں' ابن سیرین نے کہا کہ اگر یہی اہل بصرہ کے ساتھ کیا جائے تو میں بھی منظور کرتا ہوں' ورنہ نہیں۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ مال میں گنجائش نہیں ہے' حسن نے (بے چون وچرا) قبول کر لیا۔

ابراہیم بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ خارجہ سے جو روک دیا گیا تھا وہ انہیں دیوان سے دیا جائے' خارجہ ابوبکر بن حزم کے پاس گئے اور کہا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ امیر المومنین پر اس کی وجہ سے حجت قائم کی جائے کیونکہ میرے مثل اور لوگ بھی ہیں۔ اگر اس معاملے میں امیر المومنین ان سب کو شامل کر دیں تو میں بھی منظور کروں گا' اور اگر انہوں نے اس میں مجھے مخصوص کیا ہے تو میں ان کے لیے اسے پسند نہیں کرتا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ مال میں اس کی گنجائش نہیں' گنجائش ہوتی تو میں ضرور کرتا۔

قیدیوں کے لیے وظائف:

ابی بکر بن حزم سے مروی ہے کہ ہم لوگ فرمان عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق قیدیوں کے عطاء کا انتظام کرتے تھے' قیدی اپنی عطاء لینے نکلتے' اور عمر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے لکھا کہ جو تھوڑے ہی دن سے غائب ہو تو دفتر میں (اس کی عطاء) دے دو' جس کا پتہ نہ ہو اس کے آنے تک یا اس کی موت کی خبر آنے تک اس کی عطا ملتوی کر دو' بذریعہ وکیل حیات نامہ پیش کرے (اس کی عطاء) اس کے وکیل کو دے دو۔

مقروض کی طرف سے قرض کی ادائیگی:

عیسیٰ بن ابی عطاء سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھا کہ انہوں نے مدیونین کے حصے سے ایک مقروض کی جانب سے پچھتر دینار ادا کیے۔

یعقوب بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ اور بشیر ابن محمد' عبداللہ بن زید بن عبدربہ' عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی خلافت کے زمانے میں آئے اور خناصرہ میں ان سے ملے' دونوں نے اپنے قرض کا ذکر کیا تو انہوں

نے ہر ایک کی جانب سے چار چار سو دینار ادا کیے' پروانہ جاری ہو گیا کہ ان کو بنی کلب کی زکوٰۃ میں سے جو بیت المال میں بچی ہوئی رکھی ہے دیا جائے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ بچی ہوئی زکوٰۃ وہ تھی کہ بنی کلب میں کوئی ایسا شخص نہیں پایا گیا جس کی جانب سے قرض ادا کیا جاتا' اس کا زائد حصہ بطور عزل (بقیہ) کے بیت المال میں داخل کر دیا گیا کہ اس سے مدیونین کی جانب سے قرض ادا کیا جائے' اس (بچی ہوئی زکوٰۃ) کا مطلب یہی ہے۔

عبدالرحمٰن بن جابر سے مروی ہے کہ قاسم بن مخیمرہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور ان سے اپنا قرض ادا کرنے کی درخواست کی' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تمہارا قرض کتنا ہے' انہوں نے کہا' نوے دینار' انہوں نے کہا کہ مدیونین کے حصے میں سے ہم نے اسے تمہاری جانب سے ادا کر دیا۔

عرض کی' امیر المومنین مجھے تجارت سے بے نیاز کر دیجئے' پوچھا' کس طرح؟ عرض کی' فریضے (وظیفے یا حصے) سے' انہوں نے کہا کہ ہم نے تمہارے لیے ساٹھ درہم وظیفہ مقرر کر دیا' اور خادم و مکان کا بھی حکم دے دیا' قاسم بن مخیمرہ کہتے تھے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے تجارت سے بے نیاز کر دیا' میں ضرور اپنا دروازہ بند کر دوں گا۔ اور اس کے بعد مجھے کوئی فکر نہ ہو گی۔

ابوعفیر محمد بن سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ تھے تو انہوں نے میری جانب سے بنی کلاب کی زکوٰۃ سے دو سو پچاس دینار ادا کیے اور اس کے متعلق لکھ دیا۔

مال خمس کو مستحقین تک پہنچانے کا اہتمام:

طلحہ بن عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن انہوں نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ یہی رائے رہی اور جو ان کے مشیر تھے ان کی بھی یہی رائے تھی کہ جو خلیفہ ہو اس پر لازم ہے کہ خمس کا مال مستحقین خمس ہی پر خرچ کرے' وہ لوگ ایسا نہیں کرتے تھے۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ ہوئے تو اس خمس میں غور کیا' اس کو انہوں نے پانچوں مقامات میں خرچ کیا (یعنی ایک حصہ اللہ و رسول کا اور چار حصے غنیمت حاصل کرنے والوں کے) انہوں نے خمس میں اہل حاجت کو ترجیح دی' خواہ وہ کہیں بھی تھے' اگر حاجت (ہر جگہ) یکساں ہوتی تو خمس کی مقدار تک اس میں وسعت کر دیتے۔

مہاجر بن یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ مال خمس میں لونڈی غلام بھی ان کے پاس لائے جاتے' اکثر میں نے دیکھا کہ وہ ان کو ایک ہی قسم میں رکھتے تھے' میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اس پانی کے متعلق پوچھا جو راستے میں رکھا جاتا ہے اور اسے خیرات کیا جاتا ہے کہ میں اسے پیوں' انہوں نے کہا ہاں' اس میں کوئی حرج نہیں' میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ میں والی مدینہ تھا' مسجد کے لیے پانی تھا جو خیرات کیا جاتا تھا' کسی فقیہ کو نہیں دیکھا جو اس پانی کے پینے سے پرہیز کرتا۔

نومسلموں سے حسن سلوک:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ اکثر ان لوگوں کو مال دیا کرتے تھے جنہیں اسلام کی رغبت دلائی جاتی تھی۔ عمر

بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک بطریق کو جس کو اسلام کی رغبت دلائی تھی ایک ہزار دینار دیئے۔ ابوالجویریہ الجرمی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دشمن کے ایک شخص کا فدیہ لیا جس کو ایک لاکھ درہم کے عوض واپس کر دیا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا حکم تھا کہ اہل شہر پر مسافروں کی مہمان نوازی لازم نہیں (خلافت کی جانب سے اس کا انتظام تھا)۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ امام کے حصے کے علاوہ ایک تہائی سے زائد نہ دیا جائے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ترکی گھوڑوں کو عربی گھوڑوں میں ملا دو (یعنی تقسیم غنیمت میں دونوں قسموں کو یکساں سمجھو)۔ نافع سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ تھے تو تمام اطراف میں حکام کو لکھا کہ چودہ سال والے کو جنگ میں نامزد نہ کریں اور پندرہ سال والے کو جنگ میں نامزد کریں۔

محمد بن بشر بن حمید سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ جب عطا نکالتے تو اپنے حکام کو لکھتے کہ جس شخص کے سو دینار ہوں اس سے سوائے عربی گھوڑے اور زرہ اور تلوار اور تیر و نیزہ کے اور کچھ نہ قبول کیا جائے۔

مرتد کی سزا کا نفاذ:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مرتد سے تین دن تک توبہ کا مطالبہ کیا جائے' اگر توبہ کر لے تو خیر' ورنہ اس کی گردن ماردی جائے۔

سنگین جرائم پر کڑی سزائیں:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اس آیت میں سلطان کو (سزا کا) اختیار دیا گیا ہے:

﴿ انما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادًا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ﴾

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں (یعنی اس کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں) اور زمین میں فساد برپا کرتے پھرتے ہیں تو ان کی یہی سزا ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی دی جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں اِدھر اُدھر سے کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیا جائے''۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ شہر کے اندر جنگ نہ ہونا چاہیے۔

ظالم اور فریبی کی سزا:

عثمان بن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جب وہ خلیفہ تھے کہتے سنا کہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے کرنے والوں کو اور نہ کسی والی کو ان میں کچھ گنجائش ہے' وہ دونوں صرف اللہ ہی کے لیے ہیں' جن کو والی قائم کرے' ایک یہ کہ ملک میں ظلم و فساد کی وجہ سے جو قتل کیا جائے' دوسرے وہ جو فریب سے قتل کیا جائے۔

قیدی عورت سے نکاح کی ممانعت:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قیدی عورت سے جب تک وہ قید ہے ہرگز نکاح نہ کیا جائے۔ سلیمان بن حبیب

سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قیدی اپنے مال میں جو تصرف کرے اسے جائز رکھو۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب آدمی جنگ میں اپنے گھوڑوں کی پیٹھ پر اعمال کر رہا ہو تو وہ اپنے مال میں جو تصرف کرے وہ جائز ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ذمی کا (کسی کو) امان (دینا) جائز نہیں۔ سہیل الاشجعی سے مروی ہے کہ ملک روم میں ہمیں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فرمان پڑھ کر سنایا گیا جس میں انہوں نے ہمارے والی کو قلعے پر منجنیق نصب کرنے کا حکم دیا تھا سالم بن عبداللہ میرے پاس فرمان کو سن رہے تھے مگر انہوں نے اسے ناپسند نہیں کیا۔ صالح بن محمد بن زائدہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ قلعوں میں دشمن پر دھواں (غاز) چھوڑنے میں حرج نہیں سمجھتے تھے۔

مسلم اور ذمی جاسوسوں کو سزا:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ملک روم میں ان کے پاس دو جاسوسوں کو لایا گیا' جن میں ایک مسلمان اور ایک ذمی تھا' انہوں نے ذمی کو قتل کر دیا اور مسلمان کو سزا دی۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جانور کے ہاتھ پاؤں کاٹنے سے منع کیا جب وہ کھڑا ہو۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں لکھا کہ معدن سے خمس نہ لیا جائے بلکہ زکوٰۃ لی جائے۔ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اچھا کیا جو انہوں نے معدن سے زکوٰۃ لی' پہلے اسی طرح تھا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے پیرنے کو جائز رکھا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عنبر میں خمس ہے۔ اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی آخر عمر میں سنا کہ عنبر میں کچھ (زکوٰۃ وغیرہ) نہیں ہے۔

قاصد اور وکیل کا مال غنیمت کا حق:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قاصد اور ڈاک لے جانے والا اور وکیل جو لشکر سے بھیجے جائیں' مسلمانوں کے ساتھ (غنیمت میں) ان کے حصے لگائے جائیں گے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ اس شخص کے ہاتھ مال غنیمت بیچنے کا حکم دیتے تھے جو زائد قیمت دے۔ عمر بن شراحیل سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ سامری[1] فرقے کے ذبیحوں میں کوئی حرج نہیں۔ صالح بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ (غنیمت میں ایک شخص کے) دو گھوڑوں کا حصہ لگایا جائے گا' ان دو کے علاوہ اور گھوڑے بھی ہوں تو اسپ جنیبت سمجھے جائیں گے۔

عبدالعزیز بن عمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کی خلافت کے زمانے میں گھوڑوں کی دوڑ ہوتی تھی۔ خالد بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ جب صائفہ (جہاد موسم گرما) کا وقت آئے تو کسی شخص کو کفار کے

---

[1] سامری یہودیوں کا ایک خاص فرقہ' جن کی تورات علیحدہ ہے اور عام یہودیوں سے بعض عقائد میں بھی مختلف ہیں' نابلس میں ان کی آبادی ہے۔

اور روغن زیتون سے تمہاری طبیعت کیسے بھرتی ہے انہوں نے کہا کہ میں اس میں اس میں خمیر کر دیتا ہوں جب مجھے اس کی اشتہا ہوتی ہے تو کھا لیتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ اسی روز سالم رحمۃ اللہ علیہ کو بخار آ گیا اور مدینے آنے تک برابر بخار میں مبتلا رہے۔

وفات:

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی وفات آخر ذی الحجہ ۱۰۶ھ میں ہوئی اس روز ہشام بن عبدالملک (خلیفہ) مدینے ہی میں تھا اس نے اس سال لوگوں کو حج کرایا تھا پھر وہ مدینے آیا تو سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی وفات میں شریک ہو گیا اسی نے ان پر نماز پڑھی۔

تجہیز و تکفین:

خالد بن القاسم سے مروی ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے لوگوں کی کثرت کی وجہ سے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی نماز جنازہ بقیع میں پڑھی جب ہشام نے بقیع میں بھی ان کی کثرت دیکھی تو اس نے ہشام بن ابراہیم المخزومی کو حکم دیا کہ ان میں سے چار ہزار آدمی جہاد کے لیے منتخب کر لیے جائیں اس سال کا نام عام الاربعۃ آلاف یعنی سال چار ہزار رکھ دیا گیا جب لوگ گرمائی لشکر میں داخل ہوتے تو چار ہزار آدمی مدینے سے ساحلوں کی طرف روانہ ہو جاتے اور لوگوں کی واپسی ان کے گرمائی لشکر سے نکلنے تک وہیں رہتے۔

ابوسلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس روز سالم ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی میں نے جعفر بن سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی چادر اتار دی اور صرف کرتا پہنے ہوئے روانہ ہوئے مجھے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے پاس بھیجا کہ تم ان سے کہو کہ اپنی چادر اوڑھ لیں قاسم کی بصارت اس زمانے میں جا چکی تھی مگر انہیں اس (چادر اتارنے) کی اطلاع کر دی گئی تھی۔

عبداللہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط ابن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی ان کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود ابن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن قسی تھیں اور یہی قسی ثقیف تھے صفیہ کی والدہ عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ تھیں اور عاتکہ کی والدہ زینب بنت ابی عمرو بن امیہ تھیں۔

عبداللہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں عمر پیدا ہوئے ان کی والدہ ام سلمہ بنت المختار بن ابی عبید بن مسعود تھیں۔ عبدالحمید وعبدالعزیز والی مدینہ اور عبدالرحمن وابراہیم اور ام ابراہیم ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عبدالرحمن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھیں۔

ریاح بن عبداللہ ان کی والدہ حبابہ بنت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ تھیں۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خز کا لباس پہنتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنا ہاتھ ان پر رکھ کر تکیہ لگاتے اور خز کے کپڑے پر اعتراض نہ کرتے تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ کے وفات ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے شروع میں مدینے میں ہوئی ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان کی والدہ ام ولد تھیں وہی سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی والدہ بھی تھیں۔ عبیداللہ بن عبداللہ کے

عورتوں کو ناپسند کرتے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کی ایک چھوٹی سی چھلنی دیکھی جس سے وہ ان کے سامنے کھیلتی تھیں۔ عبدالرحمن بن المجبر سے مروی ہے کہ ہم لوگ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے آغوش میں یتیم تھے' وہ ہمارے پرانے کپڑے جمع کر کے کسی چیز میں پوشیدہ کر دیتے تھے۔

سچ کی تلقین:

ابوعبدالملک بن مزوان بن جبرالبزاز سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سات گز کپڑے کی تلاش میں آئے' میں نے ان کے سامنے کپڑا پھیلا دیا' اتفاق سے وہ سات گز سے کم تھا' انہوں نے کہا کیا تم نے مجھ سے کہا نہ تھا کہ سات گز کا ہے' میں نے کہا ہم لوگ اس کا اسی طرح نام رکھ لیتے ہیں' انہوں نے کہا کہ اسی طرح تو جھوٹ ہو جاتا ہے۔

منکرین تقدیر پر لعنت:

عکرمہ بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو ان قدریوں پر لعنت کرتے سنا جو قدر (تقدیر) کی تکذیب کرتے ہیں تاوقتیکہ وہ لوگ اس (قدر) کے خیر و شر پر ایمان نہ لائیں (یعنی یہ نہ کہیں کہ بھلائی اور برائی سب اللہ ہی کی طرف سے ہے)۔

عکرمہ بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جماعت کے قصہ گو وغیرہ کے پاس نہیں آتے تھے۔ موسیٰ المعلم سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ ہتھیلیاں بھر بھر کے کھجوریں کھاتے تھے۔

خودنمائی سے اجتناب:

عطاف بن خالد سے مروی ہے کہ میں سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھڑا تھا' ان کے پاس ایک لڑکے کو لایا گیا جس کے ہمراہ اور بھی لڑکے تھے مگر ان میں سخت تر وہی تھا' اس نے اپنی تہبند سے ایک تاگا گھسیٹا اور کاٹ کے اسے اپنی دو انگلیوں کے درمیان جمع کیا' اس میں دو یا تین مرتبہ پھونکا' پھر اسے کھینچا تو بالکل درست تھا' کوئی نقص نہ تھا' سالم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر اس کے معاملے کا مجھے کچھ اختیار ہوتا تو میں اسے سولی دے دیتا۔

خالد بن القاسم البیاضی سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی آستینوں کو دیکھا کہ ان کی انگلیوں کے برابر تھیں۔ عبیداللہ بن عمر بن حفص سے مروی ہے کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ قرآن کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوایوب انصاری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما اور اپنے والد سے روایت کی ہے' میں نے عبداللہ بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو سنا ہے کہ وہ تعمیر کعبہ کے بارے میں اپنے والد کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سناتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری قوم نے ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں میں کمی کر دی۔ سالم رحمۃ اللہ علیہ ثقہ و کثیر الحدیث متقی اور بلند مرتبہ لوگوں میں سے تھے۔

غذا اور خوراک:

عبیداللہ بن عمر بن حفص سے مروی ہے کہ یوم عرفہ میں ہشام بن عبدالملک نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو صرف دو کپڑوں میں دیکھا اور اچھی حالت میں پایا' پوچھا کہ اے ابوعمر تمہاری غذا کیا ہے' انہوں نے کہا کہ روٹی اور روغن زیتون ہشام نے کہا کہ روٹی

پیچھے بغیر قوت و آدمی و لشکر و سامان کے ہرگز نہ داخل ہونے دینا۔

مسلم قیدیوں کی رہائی کے لئے فدیہ کی ادائیگی:

ربیعہ بن عطاء سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے میرے ہمراہ فرمان لکھا اور مال ساحل عدن بھیجا تا کہ میں مرد و عورت اور غلام و ذمی کا فدیہ ادا کروں۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فدیے میں ایک مسلمان کے عوض دس رومی (کافر) دیئے اور مسلمان کو لے لیا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک قیدی لایا گیا جس کو مسلمہ بن عبدالملک نے گرفتار کیا تھا' خبر آئی کہ اس کے اعزہ نے ان سے درخواست کی ہے کہ وہ لوگ سو مثقال (سونا) اس کا فدیہ دیں گے' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو واپس کر دیا اور سو مثقال (سونا) لے لیا' (ایک مثقال: ۴ ۱/۲ ماشہ)۔

ربیعہ بن عطاء سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو سنا کہ جب وہ خلیفہ تھے تو قیدیوں کا قتل کرنا ناپسند کرتے تھے' وہ لوگ غلام بنائے جاتے تھے یا آزاد کر دیئے جاتے تھے۔

چور و زانی کی سزا:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جو شخص دار الحرب میں چوری کر کے وہاں سے نکل آئے گا تو (بھی) اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ یزید بن ابی سمیہ سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا۔ انہوں نے ایک شخص کو جس نے دار الحرب میں کسی پر (زنا) کی تہمت لگائی تھی' جب وہ لوگ وہاں سے نکلے تو اسی درے کی حد لگائی (یعنی اسی تازیانے کی سزا دی)۔

شرابی کو کوڑوں کی سزا:

خازم بن حسین سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خناصرہ میں دیکھا کہ ایک شخص لایا گیا جس کے خلاف یہ شہادت دی گئی کہ دار الحرب میں شراب پی' انہوں نے اس کو اسی تازیانے مارے۔

ابی صخر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک چور کو لایا گیا جس نے قبل از تقسیم مال غنیمت میں سے چوری کی تھی' پوچھا کیا وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے مال غنیمت پر گھوڑا دوڑایا ہے (یعنی جنگ میں شریک ہوا ہے) کہا گیا کہ نہیں' انہوں نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

منذر بن عبید سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو وابق میں دیکھتا تھا کہ جب وہ پوری نماز پڑھتے تھے تو لوگوں کو جمعے کی نماز پڑھاتے تھے اور جب دو رکعتیں پڑھتے تھے (یعنی مسافر ہونے کی وجہ سے قصر کرتے تھے) تو جمعے کی نماز نہیں پڑھاتے تھے' سوائے اس کے کہ وہ کسی ایسے شہر پر گزرتے جہاں جمعہ پڑھایا جاتا تھا (تو وہ بھی جمعے کی نماز پڑھاتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جہاد کا پورا چلہ (رباط) چالیس دن ہے۔ ابان بن صالح سے مروی ہے کہ میں نے وابق میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ ہم لوگ رباط میں ہیں۔

عبداللہ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ سوائے ان آویزشوں کے لوگ کہیں ہلاک

نہ ہوں گے وہ لکھا کرتے تھے کہ محل آویزش تک سوائے جماعت و صاحب قوت کے اور کوئی نہ جائے ان میں سے بعض بعض کو اختیار کرے کہ سب واپس آئیں یا سب ہلاک ہو جائیں۔

مجاہدین کو ہدایات:

صفوان بن عمرو سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا جب وہ خلیفہ تھے اپنے عامل کے پاس فرمان آیا کہ رومیوں کے کسی قلعے پر اور ان کی کسی جماعت سے ہرگز ہرگز قتال نہ کرنا' تاوقتیکہ انہیں اسلام کی دعوت نہ دے دو اگر وہ قبول کر لیں تو باز رہو' اگر انکار کریں تو جزیہ ہے' اور اگر جزیے سے بھی انکار کریں تو ان سے مساوی طور پر جنگ کرو۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میرے والد کی تلوار کے قبضے پر چاندی چڑھی ہوئی تھی' اسے انہوں نے اتار ڈالا اور اس پر لوہا چڑھا دیا۔ خالد بن القاسم سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو چیتوں پر سوار ہوتے دیکھا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ فتح کے وقت بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہم جس کو امن دے دیں خواہ وہ جس زبان میں ہو اسے امن ہے۔

مسلمان کو امان دینے کا حق ہے:

منذر بن عبید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس ذمی کے بارے میں جو مسلمانوں کے ساتھ جہاد کرے اور دشمن کو پناہ دے دے مجھے لکھا کہ اس کا امان دینا جائز نہیں ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی جانب سے کوئی ادنیٰ مسلمان بھی امان دے سکتا ہے' اور یہ (ذمی) مسلم نہیں۔

کھیتیاں برباد کرنے کی ممانعت:

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ تھے تو دشمن کی کھیتی پر لشکر کے اچانک حملے سے پناہ مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی دشمن کی کھیتی پر لشکر کے اچانک حملے سے بیزاری ظاہر کرتے تھے۔ عیاش بن سلیم سے مروی ہے کہ اس ذمی (کافر رعایا) کے بارے میں جو کنیسہ کے متعلق وصیت کر کے اپنے مال میں سے یہود یا نصاریٰ کے لیے کچھ وقف کر دے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ جائز ہے۔

نومسلم سے جزیہ نہ لینے کا حکم:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی اس حالت میں اسلام لائے کہ (اس کا) جزیہ ترازو کے پلڑے میں ہو تو وہ اس سے نہ لیا جائے گا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ ذمی جو سال پورا ہونے سے ایک دن بھی پہلے اسلام لائے اس سے جزیہ نہ لیا جائے۔

قیدیوں سے حسن سلوک:

موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ قیدیوں کی نسبت غور کیا جائے اور خطرناک لوگوں سے ضمانت لی جائے' ان لوگوں کے گرمی اور جاڑے کی خوراک کے لیے بھی لکھا' موسیٰ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ہمارے پاس ان لوگوں

کو ماہانہ خوراک دی جاتی تھی اور ایک جوڑا جاڑے میں دیا جاتا تھا اور ایک گرمی میں۔

یحییٰ بن سعید مولائے مہری سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے امرائے لشکر کو لکھا کہ جو لوگ قید خانوں میں ہیں۔ ان کے حال پر نظر کرو' ایسے لوگ جن کے ذمے کوئی حق ہو' انہیں اس وقت تک قید نہ کرو جب تک کہ وہ حق ثابت نہ ہو جائے' جس کا معاملہ دشوار ہو' مجھے لکھو' خطرناک لوگوں سے ضمانت لو کیونکہ قید ان کے لیے عذاب ہے' سزا میں حد سے نہ بڑھو' ایسے مریضوں کا خیال رکھا جائے جن کا کوئی نہ ہو اور نہ ان کے پاس مال ہو' جب تم کسی قوم کو قرض میں قید کرو تو ان کو اور بدمعاش (خطرناک) لوگوں کو ایک کوٹھری میں اور ایک ہی قید خانے میں نہ جمع کرو' عورتوں کے لیے علیحدہ قید خانہ بناؤ۔ جس کو قید خانے کا داروغہ بناؤ غور کر لو کہ وہ ایسا شخص ہو جس پر بھروسہ کیا جا سکے اور رشوت نہ لیتا ہو' کیونکہ جو رشوت لیتا ہے وہ وہی کرتا ہے جو اس کو (رشوت دینے والے کی طرف سے) کہا جاتا ہے۔

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ ہر ہفتہ قیدیوں کا معائنہ کریں اور خطرناک (بدمعاش) لوگوں سے ضمانت لے لیں۔

حجاج سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالحمید کو بدمعاش (خطرناک) لوگوں کے بارے میں لکھا کہ انہیں قید خانے کا پابند کر دیں' جاڑے میں ایک لبادہ اور گرمی میں دو چادریں انہیں اُڑھائیں' وغیرہ وغیرہ جوان لوگوں کے مناسب تھا۔

ابی بکر بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ مجھے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ بدمعاشوں اور خونیوں کو بیڑی میں جکڑ دو' میں نے لکھ کر دریافت کیا کہ ان لوگوں کے کیسی بیڑی ڈالی جائے' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ بے شک اگر اللہ چاہے گا تو انہیں بیڑی سے زیادہ سخت چیز میں مبتلا کرے گا' ان کے ایسی بیڑی ڈالی جائے کہ جب وہ عذر کی حالت میں ہو تو اس پر بیڑی آسان ہو' لیکن بیڑی کا جواز' تو میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سنا ہے کہ انہوں نے لکھا کہ لوگوں کو' جن میں قیس بن مکشوح المرادی وغیرہ تھے' میرے پاس بیڑی ڈال کے بھیجا جائے۔

عورتوں کے حمام جانے کی ممانعت:

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان آیا' ہمیں پڑھ کر سنایا گیا کہ حمام کے اندر بغیر تہبند کے نہ جانا چاہیے' میں نے دیکھا ہے کہ حمام والے کو اور جو شخص برہنہ اندر جاتا تھا اس کو سزا دی جاتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان پڑھا جاتا تھا کہ قربانیاں قبلہ رخ کرو' نافع بن جبیر میری طرف متوجہ ہوئے' میں ان کے پاس تھا' انہوں نے کہا کہ اس سے کون ناواقف ہے۔

معقل بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ مردوں میں سے کوئی شخص حمام میں بلا تہبند کے نہ داخل ہو اور عورتیں قطعاً نہ جائیں۔

باغی خوارج سے جنگ کا حکم:

عبدالرحمٰن بن ابی زناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں عراق میں خوارج کی ایک

جماعت نے بغاوت کی میں اس زمانے میں عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید عامل عراق کے ہمراہ عراق ہی میں تھا' جب ان لوگوں کے معاملے کی اطلاع عمر رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی تو انہوں نے عبدالحمید کو فرمان لکھا کہ وہ ان لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی دعوت دیں' جب اچھی طرح دعوت دے چکے اور اثر نہ ہوا تو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ان سے جنگ کرو' کیونکہ اللہ نے جس کے لیے تمام تعریفیں ہیں ان لوگوں کے لیے کوئی سند نہیں بنائی جس سے وہ ہم پر حجت کر سکیں۔

عبدالحمید نے ان کی جانب ایک لشکر روانہ کیا جس کو خوارج نے شکست دے دی۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے مسلمہ بن عبدالملک کو اہل شام کے ایک لشکر کے ساتھ ان لوگوں کی جانب روانہ کیا اور عبدالحمید کو لکھا کہ تمہارے لشکر نے جو بدکاروں کا لشکر ہے' جو کچھ کیا مجھے معلوم ہوا' میں نے مسلمہ بن عبدالملک کو تمہارے پاس بھیجا ہے' لہٰذا ان کے اور ان لوگوں کے درمیان راستہ صاف کر دو۔ مسلمہ نے شامی لشکر کے ہمراہ ان لوگوں سے مقابلہ کیا' جنگ شروع ہی ہوئی تھی کہ اللہ نے ان کو خوارج پر غالب کر دیا۔

عون بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت میں مجھے ان خوارج کی جانب بھیجا جنہوں نے ان کے خلاف بغاوت کی تھی' میں نے ان لوگوں سے گفتگو کی کہ وہ کیا چیز ہے جس سے تم ناراض ہو' انہوں نے کہا کہ ہم صرف اس لیے ناراض ہیں کہ وہ اپنے اہل بیت پر جو ان سے پہلے ہوئے ہیں لعنت نہیں کرتے۔ یہ ان کی مداہنت (دینی بے حیائی) ہے' عمر رحمۃ اللہ علیہ ان کے قتال سے باز رہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے لوگوں کا مال لیا اور رہزنی کی' عبدالحمید نے اس کے متعلق لکھا تو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ جب ان لوگوں نے مال لیے اور راستے کو خوفناک کر دیا تو ان سے قتال کرو کیونکہ وہ ناپاک ہیں۔

عون بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ خوارج کو کتاب وسنت پر عمل کرنے کی دعوت دی جائے۔ خازم بن حسین سے مروی ہے کہ میں نے خوارج کے بارے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا وہ فرمان پڑھا جو ان کے عامل کے نام تھا کہ اگر اللہ تم کو ان لوگوں پر فتح دے اور غالب کرے تو تم جو مال واسباب ان کا پانا ان کے مالکوں کو واپس کر دینا۔

قیدی خوارج کے لیے فرمان:

منذر بن عبید سے مروی ہے کہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید کے نام عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان آیا کہ جن خوارج کو گرفتار کرنا انہیں قید کر دینا یہاں تک کہ وہ لوگ راہِ راست پر آ جائیں۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا اس حالت میں انتقال ہوا کہ ان کی قید میں خوارج کی ایک جماعت تھی۔

کثیر بن زید سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں خناصرہ آیا' دیکھا کہ وہ مؤذنوں کو بیت المال سے تنخواہ دیتے تھے۔

منذر بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مؤذن سے کہتے سنا کہ (تکبیر) اقامت جلدی کہا کرو اور اس میں ترجیع نہ کرو۔

زمانۂ خلافت میں نماز کا اہتمام:

سلیمان بن موسیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ تھے' میں نے ان کے مؤذن کو خناصرہ میں دیکھا کہ وہ

ان کے دروازے پر سلام کرتا تھا کہ ''السلام علیک امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' وہ سلام ختم کرنے نہ پاتا تھا کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نماز کو نکل آتے تھے۔

ابی عبیدہ مولائے سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے خناصرہ میں مؤذن کو عمر رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھا' وہ کہتا تھا کہ السلام علیک' امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نماز کو آیئے' نماز تیار ہے' اللہ آپ پر رحمت کرے' میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ مؤذن کو دوبارہ کہنے کی ضرورت پڑی ہو' اکثر ہم ان کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہیں مگر جب مؤذن نے ''قد قامت الصلوٰۃ'' کہا تو انہوں نے کہا کہ لوگو کھڑے ہو جاؤ۔

میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی خلافت میں قبلے کی طرف رُخ کرنے والوں اور اس کی تعظیم کرنے والوں کے حلقے میں دیکھا کہ مؤذن اذان کہتا تھا تو لوگ اپنے حلقوں سے کھڑے ہو جاتے تھے اور نماز کی اقامت کہی جاتی تو لوگ اقامت کے وقت کھڑے ہوتے تھے' میں نے یہ مغرب میں دیکھا۔

مسلم بن زیاد مولائے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اس اندیشے سے تیرہ مؤذن تھے کہ وہ لوگ ان کے نکلنے سے پہلے اذان ختم نہ کر دیں' مسلم بن زیاد نے کہا کہ میں نے سوائے ایک مرتبہ کے ان لوگوں کو مل کر اذان کہتے کبھی نہیں دیکھا' عمر رحمۃ اللہ علیہ اکثر پہلی اذان میں نکلتے تھے اور کبھی دوسری اذان میں اور کبھی تیسری اذان میں۔

عمرو بن المہاجر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ کلمات اذان دو دو مرتبہ ہیں اور کلمات اقامت ایک ایک مرتبہ' میں نے سالم ابن عبداللہ اور ابوقلابہ کو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس حالت میں دیکھا ہے کہ ان کی اذان دو دو مرتبہ اور اقامت ایک ایک مرتبہ ہوتی تھی مگر یہ دونوں ان سے اختلاف نہ کرتے تھے۔

فطری حیاء اور طہارت:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے گھر میں تہبند پہن کے غسل کرتے تھے۔ یزید بن ابی مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو تانبے (کے برتن) میں وضو کرتے دیکھا ہے' منذر بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وضو کر کے رومال سے اپنا منہ پونچھتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ شرمگاہ کو چھونے سے بھی وضو کرتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ اس چیز کے کھانے سے بھی وضو کرتے تھے جس کو آگ نے چھوا ہے' یہاں تک کہ شکر سے بھی۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ گرم پانی سے وضو کرتے اور اسے پیتے تھے' اس کی وجہ سے وضو نہ کرتے تھے۔ آزاد کردہ کنیز عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جب وہ پیچھے کی طرف جاتے تھے تو اپنا سر ڈھانک لیتے تھے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بھائی سہیل بن عبدالعزیز پر نماز جنازہ پڑھتے دیکھا'

انہوں نے ہر تکبیر میں دونوں ہاتھ شانے تک اٹھائے اور داہنی طرف آہستہ سے سلام پھیرا' میں نے انہیں جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا' اس روز تابوت دونوں پایوں کے درمیان اٹھائے ہوئے تھے۔

بذاتِ خود نماز کی امامت:

میں نے خناصرہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھی پہلی تکبیر میں انہیں آواز کو بلند کرتے اور قرأت کرتے ہوئے سنا' صف اوّل کو الحمدللّٰہ رب العالمین' الرحمٰن الرحیم' مالك یوم الدین کی آہستہ قرأت سنا رہے تھے' بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے تھے' جب وہ واپس ہوئے تو میں نے (اسحاق نے) پوچھا کہ یا امیر المومنین کیا آپ بسم اللہ کو آہستہ پڑھتے ہیں' انہوں نے کہا کہ اگر میں آہستہ پڑھتا تو ضرور بلند آواز سے بھی پڑھتا۔

عمر بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جمعے کے دن خطبے میں اتنا جہر (بلند آوازی) کرتے دیکھا کہ اکثر اہل مسجد ان کا خطبہ سن لیتے تھے۔ حالانکہ وہ چلاتا نہ تھا۔

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے والی دمشق عثمان ابن سعد کو لکھا کہ جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو قرأت سناؤ اور خطبہ سناؤ تو اسے سمجھاؤ۔

جمعہ کے دو خطبے:

عمرو بن المہاجر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جمعے کے دن دو خطبے پڑھتے اور بیٹھ جاتے' دونوں کے درمیان قدرے سکوت کرتے' پہلا خطبہ ہمیں بیٹھ کر سناتے' ہاتھ میں عصا ہوتا جس کو وہ اپنی رانوں پر رکھ لیتے' لوگوں کا گمان تھا کہ وہ عصاءِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے' پہلے خطبے سے فارغ ہو کر قدرے سکوت کرتے' پھر کھڑے ہو کر اسی عصاء پر سہارا لگا کے دوسرا خطبہ پڑھتے' تھک جاتے تو اس پر سہارا نہ لگاتے اور اسے اٹھائے رہتے' جب نماز شروع کرتے تو اسے اپنے قریب رکھ دیتے۔

محمد بن المہاجر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جمعے کی نماز میں جب تشہد (التحیات) پڑھنے کے لیے بیٹھتے تو سلام پھیرنے تک عصاء کو اپنی رانوں پر رکھے رہتے۔

عمرو بن المہاجر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جمعے کے دن جب وہ سلام پھیرتے تو عصاء کو اپنے کان تک لے جاتے اور اسے زمین پر ٹیکتے نہ تھے' مکان سے لاتے تو اسے اٹھائے رہتے' خطبہ پڑھتے تو اس پر سہارا لگا لیتے' اور خطبہ پورا کر کے نماز شروع کرتے تو اسے اپنے پہلو میں رکھ دیتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ سرخ رنگ کی جانماز اور فرش پر نماز پڑھتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے جب وہ خلیفہ تھے مروی ہے کہ شفق وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد ہوتی ہے (اور اس کے بعد عشاء وقت آتا ہے)۔

عیدین میں معمولات:

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جو خناصرے میں تھے دیکھا کہ شب عرفہ عصر کی نماز کے بعد واپس ہوئے اور اپنے مکان کو چلے گئے' مسجد میں نہیں بیٹھے' مغرب کے وقت باہر آئے۔ یوم الاضحیٰ کو جب آفتاب طلوع ہو گیا تو

برآمد ہوئے اور خطبے میں تخفیف کی۔ عید الفطر میں انہوں نے اس کو زیادہ طویل کیا تھا' میں نے دیکھا کہ عید گاہ کی جانب پیادہ روانہ ہوئے۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں لکھا کہ تم لوگ جمعہ وعید کے لیے سوار ہو کر نہ جایا کرو۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ یوم عرفہ (۹رذی الحجہ) کی ظہر سے ایام تشریق (۹ر۱۰ر۱۱ر۱۲ر۱۳ رذی الحجہ) کے آخر دن کی نماز عصر تک تکبیر کہتے تھے۔

عبداللہ بن العلاء سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ہر نماز کے بعد تکبیر ''اللہ اکبر وللہ الحمد'' تین بار کہتے سنا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ عید گاہ جانے سے پہلے کچھ کھا لیا کرتے تھے۔

عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خناصرہ میں دیکھا کہ عید گاہ پیدل جاتے' منبر پر چڑھ کر ٹھہر ٹھہر کے سات تکبیریں کہتے' ایک مختصر سا خطبہ پڑھتے' دوبارہ پانچ تکبیریں کہتے' پھر پہلے سے بھی مختصر خطبہ پڑھتے' میں نے دیکھا کہ ان کے پاس عید گاہ میں مینڈھا لایا گیا' اس کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور حکم دیا کہ تقسیم کر دیا جائے' اس میں سے کچھ بھی ان کے گھر نہیں گیا۔

عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو بلند آواز سے تکبیر کہتے سنا کہ دوسرے سن سکیں' پہلی رکعت میں سات تکبیروں کے بعد قرأت کرتے' دوسری میں پانچ تکبیریں اور قرأت' پہلی رکعت میں ''ق والقرآن المجید'' اور دوسری میں ''اقتربت الساعۃ'' پڑھتے' ہر دو تکبیر کے درمیان دعا کرتے' اللہ کی حمد اور اس کی تکبیر کہتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے۔ عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ عید میں جب منبر پر چڑھتے تو سلام کرتے۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ میں نے عید الفطر میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جب وہ خلیفہ تھے' دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقف میں سے ہمارے لیے کھجوریں منگائیں اور کہا کہ عید گاہ جانے سے پہلے کھالو' میں نے پوچھا کہ کیا اس معاملے میں کوئی چیز منقول ہے؟ انہوں نے کہا ہاں' مجھ سے ابراہیم ابن عبداللہ بن قارظ نے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن تاوقتیکہ کچھ کھا نہ لیتے (عید گاہ) نہ جاتے' یا کہا کہ آپ یہ حکم دیتے تھے کہ کوئی شخص (عید گاہ) نہ جائے تاوقتیکہ کھا نہ لے۔

صدقہ فطر دینے کی تلقین:

عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ خناصرہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جب وہ خلیفہ تھے عید الفطر سے ایک روز پہلے خطبہ پڑھا جمعے کا دن تھا' انہوں نے صدقہ فطر کا ذکر کیا اور اس پر لوگوں کو ابھارا' کہا کہ ہر انسان پر ایک صاع کھجور اور دو مد گیہوں کا دینا ضروری ہے' جس کا صدقہ نہیں اس کی نماز بھی نہیں' عید الفطر کے روز انہوں نے اسے تقسیم کیا' انہیں آٹے اور ستو دو دو مد دیئے جاتے تھے اور وہ اسے قبول کر لیتے تھے۔

یزید بن ابی مالک سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنی خلافت میں افطار میں سب سے زیادہ عجلت اور سحری میں

تاخیر کو پسند کرتے' البتہ فجر میں شک ہوتا تو کھانے پینے سے باز رہتے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جب دیکھا کہ لوگ بغیر علم کے قسامۃ پر قسم کھاتے ہیں تو انہوں نے ان سے قسم لی اور قتل کو معاف کر کے دیت (خون بہا) کر دیا' (قسامۃ) یہ ہے کہ کسی محلے میں مقتول کی لاش پائی جائے اور قاتل کا پتا نہ لگے تو مقتول کے وارث کے انتخاب پر محلے کے پچاس آدمیوں کو یہ قسم دی جائے گی کہ نہ ہم نے قتل کیا اور نہ ہمیں قاتل کا علم ہے' اس کے بعد خوں بہا تمام اہل محلّہ سے وصول کر کے مقتول کے ورثا کو دے دیا جائے گا۔

ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص بصرے میں قتل کیا گیا' سلیمان بن عبدالملک نے لکھا کہ پچاس آدمیوں کو قسم دو' اگر وہ قسم کھائیں تو اس کے بدلے قاتل کو قتل کر دو' مگر ان لوگوں نے نہ تو قسم دی اور نہ اس کو قتل کیا یہاں تک کہ سلیمان کی وفات ہوگئی اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے' اس کے بارے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا گیا تو انہوں نے لکھا کہ اگر دو عدل والے اشخاص اس کے قتل پر گواہی دیں تو قاتل کو قصاص میں قتل کر دو' ورنہ قسامۃ کی وجہ سے اسے قتل نہ کرو۔

قسامۃ میں قسم کھانے والوں کی سزا:

عثمان البتی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانے میں ہمارے پاس ان کا فرمان آیا کہ جو شخص قسامۃ میں قسم کھائے اسے انیس تازیانے کی سزا دی جائے۔

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت میں مجھے لکھا کہ علاماتِ حرم کو از سرِ نو تعمیر کروں۔

عامل حج کو ہدایات:

عبدالرحمٰن بن یزید بن عقلیہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن حزم کو جن کو انہوں نے عامل حج بنایا تھا لکھا کہ تمہارے عمل کی ابتدا یوم الترویہ (۸؍ذی الحجہ) سے ایک دن پہلے ہوتی ہے کہ تم لوگوں کو نماز ظہر پڑھاؤ اور تمہارے عمل کا آخری وقت یہ ہے کہ منیٰ کے آخری دن (۱۳؍ذی الحجہ) آفتاب غروب ہو جائے' محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی یہی امر ہے۔

منیٰ میں تعمیرات کی ممانعت:

عبدالعزیز بن ابی رواد سے مروی ہے کہ ہمارے پاس ۱۰۰ھ میں کے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان آیا جس میں انہوں نے کے کے مکانات کے کرایے سے اور منیٰ میں عمارت بنانے سے منع کیا تھا۔ اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے کے مکانات کے کرایے سے منع کرتے تھے۔

شراب پر سخت پابندی:

عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ منصف (انگوروں کا وہ عرق جس کو پکا کر نصف کر لیا جائے) شراب ہے۔

ہارون بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں خناصرہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ شراب کی مشکوں کو پھاڑ ڈالنے اور شیشیوں کے توڑ ڈالنے کا حکم دیتے تھے۔

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت میں لکھا کہ ذمی مسلمانوں کے شہروں میں شراب نہ لائیں' وہ لوگ نہیں لاتے تھے۔

عبدالمجید بن سہیل سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں خناصرہ آیا' ایک مکان میں شرابیوں اور کمینوں کی ایک جماعت تھی' میں نے کوتوال سے بیان کیا اور کہا کہ وہ لوگ شراب پر جمع ہیں' ضرور وہ (شراب کی) دکان ہے' شحنہ نے کہا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا تھا' انہوں نے کہا کہ جو لوگ مکانوں میں پوشیدہ ہیں انہیں چھوڑ دو۔

شرابیوں کو سزائیں:

عبادہ بن نسی سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا' ایک شخص کو شراب پینے کی سزا دے رہے تھے' انہوں نے اس کے کپڑے اتار کے اسی تازیانے مارے' میں نے دیکھا کہ بعض تازیانوں نے کھال پھاڑ دی اور بعض نے کھال نہیں پھاڑی' اس سے کہا کہ اگر تو دوبارہ پیئے گا تو تجھے ماروں گا اور تاوقتیکہ تو نیک نہ بن جائے تجھے قید میں رکھوں گا۔ اس نے کہا کہ یاامیر المومنین میں اس بارے میں دوبارہ پینے سے اللہ سے توبہ کرتا ہوں' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے چھوڑ دیا۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت میں والیٔ مصر کو لکھا کہ تم کسی سزا میں تیس تازیانے سے تجاوز نہ کرنا سوائے اس کے کہ وہ حد ہو (حدوہ سزا ہے' جو قرآن مجید نے معین کر دی ہے' یہ اسی تازیانے ہیں)۔

جانور سے بدکاری کی سزا:

صخر المدلجی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی خلافت میں ایک ایسے شخص کو لایا گیا جس نے چوپایے سے بدکاری کی تھی' انہوں نے اسے حد نہیں لگائی بلکہ حد سے کم مارا۔

ابوسلمہ بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ خناصرہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ایسی جماعت میں لایا گیا جنہوں نے ایک ہی طہر میں ایک باندی سے صحبت کی تھی (دو حیضوں کے درمیان جو زمانہ گزرتا ہے وہ طہر کہلاتا ہے) انہوں نے ان لوگوں کو دردناک سزا دی' اور اس کے بچے کے لیے قیافہ شناسوں کو بلایا۔

حق شفعہ کے متعلق احکام:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب شفعہ واقع ہو جائے اور حدیں مقرر کر دی جائیں اور راستے پھیر دیئے جائیں تو پھر شفعہ نہیں۔ زہری سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت میں عبدالحمید کو لکھا کہ قرب کی وجہ سے (شفعہ کا) حکم نہ دیں۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ذمی کی موافقت میں شفعہ کا فیصلہ کیا۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی خلافت میں دیکھا کہ شفعہ کے بارے میں غائب کو یہ حلف دیتے تھے کہ تم کو (اس مکان کا فروخت ہونا) نہیں معلوم ہوا' اگر وہ خاموش رہا (تو خیر) اور اگر اس نے قسم کھالی تو

اسے حق شفعہ دیتے تھے۔

عبدالرحمن بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جب وہ خلیفہ تھے ایک تحریر لکھی جس میں خطرہ کے مقدمات تھے' اس پر مہر لگا دی' ان کا ساتھی اسے لے گیا' اس پر کوئی گواہ نہ تھا مگر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جائز رکھا۔

اسماء بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ صبح کے وقت تلاوت قرآن بہت کم ترک کرتے اور زیادہ دیر تک نہ کرتے۔ جویریہ ابن اسماء سے مروی ہے کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے مزاحم میرے قرآن کے لیے ایک رحل لاؤ' وہ ان کے پاس رحل لائے' جس سے خوش ہو کر پوچھا کہ تمہیں یہ کہاں سے ملا۔ انہوں نے کہا' یا امیرالمومنین میں خزانے میں گیا وہاں یہ لکڑی پائی جس سے میں نے رحل بنوائی' انہوں نے کہا کہ جاؤ اور بازار میں اس کی قیمت معلوم کر دو گئے تو لوگوں نے اس کی قیمت نصف دینار لگائی' عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر اطلاع دی' انہوں نے کہا کہ تمہاری رائے میں اگر ہم بیت المال میں ایک دینار رکھ دیں تو اس سے بری ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں نے تو اس کی قیمت نصف دینار لگائی ہے' حکم دیا کہ بیت المال میں دو دینار رکھ دو۔ جویریہ ابن اسماء سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کاتب کو اس بات پر معزول کر دیا کہ اس نے (بسم اللہ) کا بم لکھا اور سین نہیں بنائی۔

تقویٰ خوف خدا:

مغیرہ بن حکیم سے مروی ہے کہ مجھ سے فاطمہ بنت عبدالملک نے زوجہ عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے مغیرہ میری رائے میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو عمر رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ نمازی و روزہ دار ہوں مگر یہ کہ میں نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہو جو عمر رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ اپنے رب سے ڈرتا ہو تو ایسا کوئی نظر نہیں آیا' جب وہ دن کی آخری نماز (یعنی) عشا پڑھتے تھے تو اپنے آپ کو نماز کی جگہ ڈال کر دعا کرتے اور روتے' یہاں تک کہ نیند ان پر غالب آ جاتی' بیدار ہو کے پھر دعا کرتے اور روتے یہاں تک کہ نیند غالب آ جاتی۔ صبح تک وہ اسی حالت میں رہتے تھے۔

خوراک میں سادگی:

ابن علاقہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے چند مصاحب تھے جو ان کے پاس حاضر رہتے اور مشورے دیتے' عمر رحمۃ اللہ علیہ ان کی سنتے تھے' ایک روز وہ لوگ حاضر ہوئے مگر خلیفہ نے صبح کو برآمد ہونے میں دیر کر دی' ان لوگوں نے آپس میں کہا' معلوم ہوتا ہے کہ آج امیرالمومنین کچھ خفا ہیں۔ یہ بات مزاحم نے سنی تو اندر گئے کسی سے کہہ کے انہیں بیدار کرایا اور مصاحبین کی گفتگو سے آگاہ کیا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کو باریابی کی اجازت دی' جب وہ لوگ ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے آج شب کو چنا اور مسور کھا لیا' اس نے میرے نفخ کیا۔ بعض مصاحبین نے کہا کہ یا امیرالمومنین' اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "فکلوا من طیبات مارزقناکم" (ہم نے جو پاکیزہ رزق تمہیں دیا ہے اس میں سے کھاؤ) عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا افسوس ہے' تم آیت کو اس کے راستے کے خلاف لے گئے اس کی مراد تو صرف طیب الکسب (پاک کمائی ہے) نہ کہ طیب الطعام (پاکیزہ و عمدہ کھانا)۔

محمد بن ابی سدرہ سے جو بوڑھے آدمی تھے مروی ہے کہ میں نے ایک رات عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا' پیٹ (کے درد) سے وہ تڑپ رہے تھے' عرض کی' یا امیر المومنین آپ کو کیا ہوا' انہوں نے کہا کہ میں نے مسور کھائی تھی' بس اسی سے تکلیف ہوگئی' پھر کہا کہ میرا پیٹ' میرا پیٹ تو گناہوں میں آلودہ ہے' ابن ابی سدرہ نے کہا کہ جب مؤذن اقامت شروع کرتا تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو قبلہ رُخ ہو جانے کا حکم دیتے تھے۔ میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ علماء کے معلم تھے۔

عبدالعزیز بن عمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آخری نماز عشاء کے بعد وتر سے پہلے باتیں کرتے تھے مگر جب وتر پڑھتے تو پھر کسی سے بات نہیں کرتے تھے۔

بیت المال کے مشک کی خوشبو سے اجتناب:

ریاح بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں خزانوں سے مشک نکالتا تھا' جب وہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھی جاتی تو وہ اس کی خوشبو محسوس ہونے کے اندیشے سے اپنی ناک بند کر لیتے تھے' مصاحبین میں سے ایک شخص نے کہا' یا امیر المومنین اگر آپ اس کی خوشبو محسوس کریں تو کوئی نقصان نہیں' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سوائے اس کی خوشبو کے کیا اور بھی کچھ اس سے حاصل کیا جاتا ہے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں قاضی (حکم دینے والا) نہیں ہوں' میں منفذ (حکم الٰہی کا نافذ کرنے والا) ہوں' میں تم میں سے کسی سے بہتر نہیں ہوں' البتہ تم سب سے زیادہ گراں بار ہوں' میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں متبدع (اپنی طرف سے کوئی کام کرنے والا) نہیں ہوں بلکہ متبع (پیروی کرنے والا) ہوں۔ اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابوبکر بن حزم سے کہا کہ میں نے کسی امر کو اپنے نزدیک اس حق سے زیادہ لذیذ نہیں پایا جو خواہش کے موافق ہو۔

نعیم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں فخر کے اندیشے سے بہت سا کلام ترک کر دیتا ہوں۔ عبداللہ بن ابی ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قیدیوں کے بارے میں لکھا کہ کسی کے ایسی بیڑی نہ ڈالی جائے جو نماز پوری کرنے سے روکے۔

پہلا فرمان: -حق دار کا حق ادا کرو

ابوسعید مولائے ثقیف سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے پہلا فرمان' جس کو قاضی عبدالحمید نے پڑھا' وہ تھا جس میں ایک سطر یہ تھی کہ ''امابعد' انسان کی بقا شیطان کے وسوسے اور سلطان کے ظلم کے بعد نہیں ہے' لہٰذا میرا یہ فرمان جب تمہارے پاس پہنچے تو تم ہر حقدار کو اس کا حق دے دینا۔ والسلام

عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا صائفہ (جہاد موسم گرما) پر بھیجا اور کہا کہ اے عمرو تم سب سے آگے نہ ہونا کہ قتل کر دیئے جاؤ تو تمہارے ساتھی بھاگیں اور نہ سب کے آخر میں ہونا کہ لوگوں کو بزدل و بزدل کر دو' تم وسط میں رہنا' جہاں سے لوگ تمہارا ہونا دیکھیں اور تمہاری بات سنیں' جن مسلمانوں اور ان کے غلاموں اور ذمیوں پر تمہیں موقع ملے ان کا فدیہ ادا کرنا۔

بیت المال میں احتیاط:

خالد الحذا سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ چھوٹے یا شمعیں جو رفاہ عام کے لیے ہوتیں ذاتی اغراض یا اپنے اعزہ کے لیے نہ استعمال کرتے' خاص کھانے سے بھی پرہیز کرتے' کہا گیا کہ اگر آپ کھانے سے اپنا ہاتھ روکیں گے تو اور لوگ بھی ہاتھ روک لیں گے' انہوں نے حکم دیا کہ تین یا چار درہم بیت المال میں شامل کر دیا جائے' پھر شریک طعام ہو گئے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ مجھ سے ایک شخص کی شکایت کی گئی ہے کہ آپ کو گالی دیتا ہے' میں نے گردن مارنے کے ارادے سے اسے قید کر دیا ہے' اب جو حکم ہو اس سے آگاہ فرمائیے' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میں تم سے اس کا قصاص ضرور لیتا' کوئی شخص کسی کو گالی دینے سے قتل نہیں کیا جا سکتا' سوائے اس کے کہ وہ (معاذ اللہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے' اگر تم چاہو تو اس شخص کو بھی گالی دو ورنہ رہا کر دو۔

قاضی کے اوصاف:

مزاحم بن زفر سے مروی ہے کہ میں اہل کوفہ کے ایک وفد کے ہمراہ عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا' وہ ہم لوگوں سے شہر کو' ہمارے امیر اور قاضی کو پوچھنے لگے' پھر کہا کہ پانچ خصلتیں ہیں کہ اگر قاضی میں ان میں سے ایک بھی کم ہو تو وہ ناقص ہوگا۔ اس کا فہیم ہونا' حلیم ہونا' عفیف و پارسا ہونا' سخت ہونا' اور اس کا عالم ہونا کہ جو نہ جانتا ہو وہ اس سے دریافت کرے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قاضی کے لیے اس وقت تک قاضی ہونا مناسب نہیں جب تک کہ اس میں پانچ خصلتیں نہ ہوں: عفیف و پارسا ہو' حلیم و بردبار ہو' جو کچھ اس سے پہلے ہو چکا ہے اسے جانتا ہو' ذی رائے لوگوں سے مشورہ لیتا ہو' لوگوں کی ملامت کی پروا نہ کرتا ہو۔

خلافت کے زمانہ میں آپ کی جسمانی حالت:

یحییٰ بن خلاد سے مروی ہے کہ محمد بن کعب القرظی' عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے' عمر رحمۃ اللہ علیہ اچھے جسم کے تھے وہ انہیں دیکھنے میں اتنا محو ہو گئے کہ پلک تک نہ جھپکاتے تھے' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے ابن کعب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو جس طرح کہ پہلے کبھی نہیں دیکھتے تھے۔ عرض کی یا امیر المومنین' میں نے جب آپ کو دیکھا تھا تو اچھے تن و توش کا پایا تھا' اب دیکھتا ہوں کہ رنگ زرد پڑ گیا ہے' جسم لاغر ہو گیا ہے اور بال گر گئے ہیں' انہوں نے کہا کہ ابن کعب' اس وقت تم پر کیا گزرے گی کہ مرنے کے تین دن بعد مجھے قبر میں اس حالت میں دیکھو کہ آنکھوں کے ڈھیلے رخساروں پر نکل پڑے ہوں اور نتھنوں اور منہ سے پیپ جاری ہو' کیڑے پڑے ہوں' اس حالت میں تو تم سب سے زیادہ مجھ سے نفرت کرو گے۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں ان کے پاس آیا اور بہت غور سے انہیں دیکھنے لگا' انہوں نے کہا کہ اے ابن کعب تم تو میری طرف ایسی نظر کر رہے ہو جیسی مدینے میں کبھی نہیں کرتے تھے' میں نے کہا یا امیر المومنین' بے شک مجھے اس سے تعجب ہو رہا ہے کہ آپ کا جسم لاغر ہو گیا' بال دراز ہو گئے اور رنگ بدل گیا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس وقت کیا ہوگا جب تین (سال) کے بعد تم مجھے اس حالت میں قبر میں دیکھو گے کہ نتھنوں سے کیڑے نکلتے ہوں گے' اور آنکھوں کے

ڈھیلے رخساروں پر بہتے ہوں گے‘ اس وقت تو تم سب سے زیادہ مجھ سے نفرت کرو گے‘ پھر انہوں نے کہا کہ وہ حدیث جو تم نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کی تھی دوبارہ سناؤ۔ میں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شے کے لیے شرف ہوتا ہے اور سب سے زیادہ شریف وہ مجلس ہے جس کا رُخ قبلے کی طرف کیا جائے‘ تم لوگ صرف امانت کے ساتھ ہم نشینی کرو‘ سونے والوں کا قصد نہ کرو‘ نہ باتیں کرنے والوں کا‘ اور نہ دیواروں کو چھپاؤ‘ سانپ بچھو کو نماز میں بھی مارڈالو۔

وہیب بن الورد سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ محمد بن کعب القرظی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے‘ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ وہ انہیں گھور رہے ہیں‘ کہا کہ اے ابن کعب میں تم کو اپنی طرف ایسی تیز نظر کرتے دیکھتا ہوں جیسی پہلے کرتے نہ دیکھا تھا۔ محمد نے کہا کہ امیر المومنین‘ آپ کے حال پر بہت ہی تعجب ہے جو ہمارے بعد بدل گیا۔

عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کیا تم نے یہ محسوس کیا‘ محمد بن کعب نے کہا کہ حالت اس سے بھی بڑھی ہوئی ہے‘ سوائے اس کے کہ یہ آپ ہی کی طرف سے ظاہر ہو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابن کعب پھر کیا ہوگا اگر تم تین (سال) کے بعد مجھے اس حالت میں دیکھو کہ قبر میں آنکھوں کے ڈھیلے نکل آئے ہوں اور رخساروں پر بہتے ہوں اور دونوں ہونٹ دانتوں سے جدا ہو کر سکڑ گئے ہوں منہ کھل گیا ہو‘ پیٹ پھول کے سینے سے اونچا ہو گیا ہو‘ اور آنتیں سرین سے باہر آ گئی ہوں۔

محمد بن کعب کا مشورہ:

محمد بن کعب نے کہا کہ اے اللہ کے بندے‘ اگر خود آپ کو اس امر کا الہام ہوا ہے تو غور کیجئے‘ اللہ کے بندوں کو اپنے نزدیک تین مراتب دیجئے جو آپ سے بڑے ہوں‘ انہیں ایسے مرتبے میں رکھیے کہ گویا وہ آپ کے باپ ہیں۔ جو ہم عمر ہوں انہیں ایسے مرتبے میں رکھیے کہ گویا وہ آپ کے بھائی ہیں‘ اور جو آپ سے چھوٹے ہوں تو انہیں ایسا درجہ دیجئے کہ گویا وہ آپ کے فرزند ہیں‘ پھر ان تینوں میں سے ایسا کون ہے جس کے ساتھ آپ بدی کرنا پسند کریں‘ یا وہ آپ کی ایسی حالت دیکھ سکے جو اسے ناگوار ہو۔

عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے عبداللہ (اللہ کے بندے) میں ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی (بدی کرنا پسند نہ کروں گا)۔ یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس نے اپنے دین کو مقدمات کا نشانہ بنا دیا تو وہ بہت بھٹکتا پھرے گا۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں ایک رات کی صحبت میں عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا‘ انہوں نے باتیں کیں اور نصیحت کی‘ وہ ایک شخص کو تاڑ گئے جس نے آنسو بہائے تھے اور خاموش ہو گئے‘ عرض کی‘ یا امیر المومنین‘ اپنا کلام جاری رکھیے‘ شاید اللہ آپ کے سبب سے اس شخص کو نفع دے جس کو وہ پہنچے اور وہ اسے سنے‘ انہوں نے کہا کہ اے میمون کلام فتنہ ہے‘ انسان کے لیے عمل‘ قول سے زیادہ بہتر ہے۔

رات کو عوام سے ملاقات کا معمول:

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ایک شب میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس شبینہ میں تھا‘ میں نے کہا‘ یا امیر المومنین‘ اس حالت پر جس پر میں آپ کو دیکھتا ہوں آپ کا رہنا نہیں ہو سکتا۔ آپ دن کو لوگوں کی ضروریات اور ان کے کاموں میں مشغول

ہوتے ہیں اور اس وقت ہمارے ساتھ ہیں' اللہ ہی زیادہ جانتا ہے جس پر آپ اعتماد کرتے ہیں' انہوں نے میری بات کو ٹال دیا' اور کہا' اے میمون' لوگوں کی ملاقات کو میں نے ان کی عقل شناسی کا ذریعہ پایا۔

اطاعت خداوندی کی ترغیب:

سلام سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ منبر پر چڑھے' اور کہا کہ اے لوگو! اللہ سے ڈرو' اللہ کے خوف ہی میں اس کے ماسوا کا بدل ہے اور اللہ کے خوف کا کوئی بدل نہیں' لوگو! اللہ سے ڈرو' اس کی اطاعت کرو جو اللہ کی اطاعت کرے اور اس کی اطاعت نہ کرو جو اللہ کی نافرمانی کرے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جو شخص بغیر علم کے کوئی عمل کرے گا' اس سے بجائے اصلاح کے فساد زیادہ سرزد ہوگا' جس نے اپنے کلام اور عمل میں موافقت نہ کی اس کی غلطیاں بہت ہوں گی اور پسندیدہ باتیں کم' مومن کی جائے پناہ صبر ہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آج میرے لیے تمام امور میں کوئی مرضی کے موافق بات نہیں ہوئی سوائے ان مواقع کے جن میں اللہ کا فیصلہ (جاری) ہوا۔

موت کو کثرت سے یاد رکھنے کی ہدایت:

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ عنبسہ بن سعید نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ سے پہلے کے خلفا ہم لوگوں کو انعامات دیا کرتے تھے' میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ اس مال کو خود اپنے اور اپنے اعزہ سے روک دیا ہے ہم لوگوں کے عیال ہیں لہٰذا اجازت دیجئے کہ ہم اپنی جائیداد اور تالابوں کی طرف رجوع کریں' انہوں نے کہا کہ بے شک مجھے تم میں سب سے زیادہ پسند وہ ہے جو یہ کرے' جب انہوں نے پشت پھیری تو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے پکارا اور کہا کہ اے عنبسہ موت کو کثرت سے یاد کرو' کیونکہ تم جب اپنی زندگی اور حالت کی تنگی میں ہو گے اور موت کو یاد کرو گے تو یہی حالت تمہیں فراخی معلوم ہوگی' تم جب کسی سرور و خوش حالی میں ہو اور موت کو یاد کرو تو یہ حال تم پر تنگ ہو جائے گا۔

محمد بن زبیر الحنظلی سے مروی ہے کہ غالباً میں رات کو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا' روٹی کے ٹکڑے اور روغن زیتون کھا رہے تھے' انہوں نے کہا کہ قریب آ کے تم بھی کھاؤ' میں نے کہا کہ جسے سردی لگی ہو اس کا کھانا برا ہے۔ پھر انہوں نے یہ شعر سنائے:

اذا ماماات میت من تمیم وسرك ان یعیش فجیٔ بزاد

''جب قبیلہ تمیم میں سے کوئی مر جائے اور تمہیں پسند ہو کہ وہ جی اٹھے تو توشہ لاؤ۔

بخبزا وبلحم او بتمرٍ اوالشیئ الماخف فی البجاد

روٹی یا گوشت یا کھجور لاؤ یا ایسی چیز جو لپٹی ہوئی ہو''۔

اور انہوں نے ایک تیسرا شعر بھی پڑھا جس کا قافیہ یہ تھا:

لیا کل راس لقمان بن عاد

''تاکہ لقمان بن عاد کا سر کھائے''۔

عرض کی'امیر المومنین' میں نہیں خیال کرتا تھا کہ یہ شعر بھی اس میں ہے' انہوں نے کہا کہ بے شک وہ اسی میں ہے۔ عبیداللہ نے کہا کہ اس مصرع کا شروع یہ ہے:

تراہ ینقل البطحاء شھرا لیاکل رأس لقمان بن عاد

''تم اسے اس حالت میں دیکھو گے کہ مہینہ بھر سنگریزے ادھر سے اُدھر اٹھا اٹھا کے رکھتا رہے گا کہ ملے تو لقمان بن عاد کا سر کھالے''۔

عبیداللہ بن محمد التیمی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد وغیرہ کو بیان کرتے سنا کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے تو ان کے قرابت داروں کو جو وظائف ملتے تھے وہ انہوں نے بند کر دیئے اور ان سے وہ جاگیریں بھی لے لیں جو ان کے قبضے میں تھیں۔

سفارش کرنے پر پھوپھی کو جواب:

لوگوں نے ان کی پھوپھی ام عمر سے شکایت کی وہ ان کے پاس گئیں اور کہا کہ تمہارے قرابت دار شکایت کرتے ہیں کہ تم نے ان سے وہ چیز لے لی جو تمہارے سوا دوسروں کی دی ہوئی تھی' انہوں نے کہا کہ میں نے ان کا کوئی حق یا کوئی ایسی چیز جو ان کی ہو بند نہیں کی اور نہ میں نے ان سے کوئی حق یا کوئی شے جو ان کی تھی لی۔

ام عمر نے کہا کہ میں ان لوگوں کو اعتراض کرتے ہوئے دیکھتی ہوں' مجھے اندیشہ ہے کہ کسی سخت دن وہ لوگ تم پر ٹوٹ پڑیں گے' انہوں نے کہا کہ سوائے روز قیامت کے میں کسی دن سے نہیں ڈرتا' اس (روز قیامت) کے شر سے اللہ مجھے بچائے۔

انہوں نے ایک دینار' ایک ٹکڑا لوہا اور ایک انگیٹھی منگائی' دینار کو آگ میں ڈال دیا اور پھونکنے لگے' جب سرخ ہو گیا تو اسے کسی چیز سے لے کے نیچے ڈال دیا' کچھ آواز آنے لگی اور دھواں اٹھنے لگا' انہوں نے کہا کہ اے پھوپھی آپ کو اس قسم کی تکلیف سے اپنے بھتیجے پر رحم نہیں آتا۔

ام عمر اٹھ کر قرابت داروں کے پاس گئیں اور کہا تزوجون الی عمر فاذا نزعوا الشبہ جزعتم اصبروا له (عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خاندان میں نکاح کرتے ہو' اولاد میں جب ان کی شباہت ظاہر ہوتی ہے تو جزع وفزع کرتے ہو' اب اس پر صبر کرو)۔

عبیداللہ بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ نے ہر چیز بدل دی' یہاں تک کہ اپنی رفتار بھی' انہوں نے کہا کہ واللہ' جیسی رفتار میری تھی میں تو اس کو جنون سمجھتا ہوں' جب وہ چلتے تھے تو ہاتھ اٹھاتے اور چھوڑتے تھے۔

فکر آخرت:

عمر بن مجاشع سے مروی ہے کہ ایک روز عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مسجد کی طرف چلے' ہاتھ اٹھا کر چھوڑنے لگے' پھر رک گئے اور رونے لگے' لوگوں نے کہا' امیر المومنین' آپ کو کس چیز نے رلایا' انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ کو جنبش دی' بعد کو اندیشہ ہوا کہ آخرت میں اللہ اس میں ہتھکڑی نہ ڈال دے۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ ایک شخص عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور خیالات وعقائد کے متعلق کچھ دریافت کیا' انہوں نے کہا کہ اعرابی کا اور اس بچے کا طریقہ اختیار کرو جو مکتب میں ہوتا ہے' اس کے سوا جو ہو اس کو چھوڑ دو۔ عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں علماء مثل شاگردوں کے تھے۔ سفیان سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی غیبت کی' کہا گیا کہ تجھے ان کے سامنے کہنے سے کون روکتا ہے' اس نے کہا کہ متقی کے منہ میں لگام دی ہوئی ہے۔

ابی مجلز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے نوروز ومہرجان میں (جو رافضیوں کی عید کے دن ہیں) اپنے پاس کوئی تحفہ لانے سے منع کیا۔

ربیعۃ الشعوذی سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے کے لیے ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہوا' مگر وہ ملک شام کے کسی مقام پر رُک گیا' میں ایک سواری بیگار لے کر ان کے پاس آیا' وہ خناصرہ میں تھے' پوچھا کہ مسلمانوں کے پر کیا ہوئے' میں نے کہا' امیر المومنین' مسلمانوں کے پر کیا' کہا' ڈاک' میں نے کہا کہ وہ فلاں جگہ ختم ہوگئی۔ انہوں نے کہا کہ پھر تم کیسے ہمارے پاس آئے' میں نے کہا کہ بیگار کی سواری پر جو نبطیوں سے لی تھی' انہوں نے کہا کہ میری سلطنت میں بھی تم لوگ بیگار لیتے ہو' پھر انہوں نے حکم دیا تو مجھے چالیس تازیانے مارے گئے۔ اللہ ان پر رحمت کرے۔

اہل کوفہ کے لئے اصلاحی فرمان:

ابوالعلاء تاجر چوب سے مروی ہے کہ جس وقت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان کوفے کی مسجد میں لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا تو میں بھی موجود تھا' لکھا تھا کہ جس کے ذمے امانت ہو اور وہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کو اللہ کے مال میں سے دے دو' کوئی شخص عورت سے نکاح کرے اور مہر دینے سے قاصر ہو تو اس کو بھی اللہ کے مال (بیت المال) میں سے دے دو نبیذ (زلال کشمش وخرما) حلال ہے لہٰذا جو مشک میں ہو اس کو پیو' سب لوگوں نے پیا' ابوالعلا نے کہا کہ پھر تو یہ ہوگیا کہ جب کوئی شادی ہوئی تو لوگ اتنی بڑی مشک بنا لیتے کہ اس میں دس مٹکے سما جائیں۔

حجاج کی بھیڑوں کو فروخت کرنے کا حکم:

یونس بن عبداللہ التمیمی الیربوعی سے مروی ہے کہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ یہاں ایک ہزار بھیڑیں ہیں جو حجاج کی تھیں یا حجاج کے پاس تھیں' عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ انہیں فروخت کر کے قیمت اہل کوفہ میں تقسیم کر دو' عبدالحمید نے لوگوں سے کہا کہ لکھو' انہوں نے بدنظمی کی اور غلط لکھا' عمر کو اطلاع دی کہ لوگوں نے بدنظمی کی ہے۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ہم وہی ان کے سپرد کریں گے جو اللہ نے ہمارے سپرد کیا ہے' انہیں اسی طرح دے دو جس طرح انہوں نے لکھا ہے' لوگوں کو سات سات درہم ملے' ہر روز عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے خیر ہی آیا کرتی تھی۔

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دمشق کے دارالضرب کے افسر کو لکھا کہ مسلمانوں کے فقراء تمہارے پاس جو ناقص دینار لائیں اسے پورے وزن کے دینار سے بدل دیا کرو۔

ابن ثوبان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حق کے مطابق زکوۃ لی اور حق ہی کے مطابق خرچ کی' عاملین کو بقدر

ان کے عمل کے اتنا دیا جتنا ان کے برابر والوں کو ملتا تھا اور کہا کہ اللہ ہی کے لیے حمد ہے جس نے مجھے موت نہ دی تاوقتیکہ میں نے اس کے فرائض میں سے ایک فریضے کو قائم نہ کرلیا۔ عمر بن مہاجر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ ہر واعظ قبلہ ہے۔

عرب وموالی میں مساوات:

ابوبکر بن ابی مریم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عرب اور موالی (آزاد کردہ غلاموں) کو رزق (وظیفہ) معونت (اعانت) وعطاء (سالیانہ) میں برابر کردیا۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے آزاد کردہ موالی کا حصہ پچیس دینار مقرر کیا تھا۔

عمرو بن مہاجر ابی عبید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ اگر میں لوگوں کو کسی چیز کی تادیب کرتا تو میں مؤذن کے اقامت شروع کرتے ہی کھڑے ہونے پر مارتا کہ آدمی اپنے داہنے اور بائیں والے کو برابر کرلے۔

سپہ سالار کے لئے احکامات:

اوزاعی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سرداران لشکر کو لکھا کہ معرکہ جہاد میں تمہاری سواری ایسی ہو کہ جتنے مسلمان سوار ہوں ان سب کے مقابلے میں تمہارا ہی جانور کمزور نکلے۔

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو عاملین کی ترقی کے بارے میں مشورہ دیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ان لوگوں کا اپنی خیانت کے ساتھ اللہ سے ملنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں اس سے ان کے خونوں کے ساتھ ملوں۔ میمون سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عامل کو لکھا: امابعد' مالکان زمین کو ان خراجی زمینوں کے فروخت کرنے کی اجازت دے دو جو ان لوگوں کے قبضے میں ہیں' وہ لوگ جو کچھ فروخت کرتے ہیں مسلمانوں ہی کی غنیمت اور جزیہ معینہ ہے۔

میمون سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک عامل آیا' پوچھا' تم نے کتنی زکوۃ جمع کی' اس نے کہا کہ اتنی اتنی' پوچھا کہ تم سے پہلے جو عامل تھے اس نے کتنی جمع کی تھی' اس نے کہا کہ اتنی اتنی اس نے اس سے زائد بیان کیا جو خود جمع کیا تھا۔ عمر نے کہا کہ یہ (زائد) کہاں سے آیا تھا اس نے کہا کہ امیرالمومنین' جزیے میں فارسیوں سے ایک دینار' خادم سے ایک دینار اور کھیت سے پانچ درہم لیے جاتے تھے' آپ نے یہ سب کم کردیا' انہوں نے کہا' نہیں واللہ میں نے اسے کم نہیں کیا' بلکہ اللہ نے کم کردیا۔

ابوالملیح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی بھیڑ' بکری' اونٹ کے جائز ہونے کا حکم لکھا جو کسی کی ملک نہ ہوں اور چھوٹے پھرتے ہوں' وہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ نے پیدا کیا ہے' لہٰذا کوئی ایک شخص کسی دوسرے سے زیادہ اس کا مستحق نہیں (یعنی سب کا حق برابر ہے)۔

احیاء سنت کا عزم اور عملی جدوجہد:

ابوالملیح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان سنت کے زندہ کرنے اور بدعت کے مٹانے کے لیے آئے اور یہ کہ تم لوگوں کو مناسب ہے کہ میرے متعلق تمہارا گمان یہ ہو کہ مجھے نہ تمہارے مال کی حاجت ہے' نہ اس کی جو میرے قبضے میں ہے اور نہ اس کی جو تمہارے قبضے میں ہے' یہ کہ اللہ کی نافرمانی کا جو ارتکاب کرے وہ اس کے عذاب کا مستحق ہے۔ فرات بن مسلم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا سیب کو جی چاہا' انہوں نے اپنے گھر بھیجا' مگر کچھ نہ ملا کہ سیب خریدتے' وہ سوار ہوئے اور ہم بھی ان

کے ساتھ ہوئے' ایک گرجا پر گزر ہوا' انہیں گرجا والوں کے غلام ملے جن کے پاس سیب کے خوان تھے' وہ ان میں سے ایک خوان کے پاس کھڑے ہو گئے اور سیب لے کر سونگھا پھر خوان میں رکھ دیا' اور کہا کہ تم لوگ اپنے گرجا میں چلے جاؤ' میں نہیں جانتا کہ تم نے میرے ساتھیوں میں سے کسی کو کچھ بھیجا ہے۔

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے خچر کو حرکت دی اور ان کے پاس پہنچ کر کہا' امیر المومنین' سیبوں کو آپ کا جی چاہا مگر نہ ملے' اور ہدیۃً دیا گیا تو آپ نے واپس کر دیا' انہوں نے کہا کہ مجھ کو اس کی ضرورت نہیں' میں نے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ وابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہدیہ نہیں قبول کرتے تھے' انہوں نے کہا کہ ان حضرات کے لیے وہ ہدیہ تھا' مگر وہی ان کے بعد عمال حکومت کے لیے رشوت ہے۔

کاغذ کے ٹکڑے کی واپسی:

فرات بن مسلم سے مروی ہے کہ میں ہر جمعے کو اپنے خطوط عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیا کرتا تھا' ایک مرتبہ پیش کیا تو انہوں نے ایک بچا ہوا کاغذ جو بقدر ایک بالشت یا چار انگل کے تھا لے لیا اور اس پر اپنی ضرورت کی کوئی چیز لکھی' میں نے کہا کہ امیر المومنین سے غفلت ہو گئی (کہ پرایا کاغذ استعمال کیا) دوسرے دن کہلا بھیجا کہ آؤ اور اپنے خطوط بھی لاؤ' میں خطوط ان کے پاس لے گیا' انہوں نے مجھ کو کسی کام سے بھیج دیا' واپس آیا تو کہنے لگے کہ اب اتنا وقت نہیں رہا کہ ہم تمہارے خطوط کو دیکھیں' میں نے کہا' نہیں' آپ نے تو کل دیکھا تھا' انہوں نے کہا کہ ان خطوط کو لے لو' دوبارہ جب بلاؤں تو لانا۔ میں نے اپنے خطوط کھولے تو ان میں اتنا ہی بڑا ایک کاغذ پایا جتنا کہ انہوں نے لیا تھا۔ معمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا' امابعد' کسی عامل کو طبقہ عام وطبقہ خاص سے دو دو عطاء نہ دو' اس لیے کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ دہری عطاء لے' اور جس نے اس میں سے کچھ لیا ہو تو اس سے لے لو اور پھر وہیں لوٹا دو جہاں سے لی تھی۔ والسلام

قیدیوں اور غلاموں کے بارے میں فرمان:

معمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا' امابعد جو لوگ تمہارے قید خانوں اور تمہارے ملک میں ہوں ان کے متعلق نیکی کی وصیت قبول کرو' تاکہ تم انہیں ہلاکت تک نہ پہنچا دو' ان کے لیے مناسب روٹی اور آرام کا انتظام کرو۔ عبیداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ میرے لیے کوئی مخصوص دعا نہ کرو' عام مومنین ومومنات کے لیے دعا کرو' اگر میں بھی مومن ہوں گا تو ان کے ساتھ شریک ہو جاؤں گا۔ ابوالملیح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ میرے نزدیک حدود (جرائم کی قرآنی سزا) کا قائم کرنا ایسا ہی ہے جیسے نماز وزکوٰۃ کا قائم کرنا۔

پلوں اور گزرگاہوں کے ٹیکس کا خاتمہ:

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: میں نے خیال کیا تھا کہ اگر پلوں اور گزرگاہوں پر عامل مقرر کر دیے جائیں گے تو وہ قاعدے کے مطابق زکوٰۃ لیں گے' مگر بدعاملوں نے حکم کی خلاف ورزی کر کے ظلم کیا' میری رائے ہے کہ ہر شہر میں ایک شخص مقرر کر دوں جو صاحب زکوٰۃ سے زکوٰۃ لے' پلوں اور گزرگاہوں پر لوگوں سے زکوٰۃ نہ لی جائے۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ میں سلیمان بن عبدالملک کے پاس بیٹھا تھا' ایک شخص آیا جس کا نام ایوب تھا' بنج کے پل پر اس مال کو لا دتا جو بطور زکوٰۃ کے لیا جاتا تھا' عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ شخص مفسد ہے جو برا مال لادتا ہے' تخت نشین ہوئے تو انہوں نے پلوں اور گزرگاہوں پر زکوٰۃ دینے سے لوگوں کو آزاد کر دیا۔

غرباء اور مسافروں کے لئے دارالطعام:

وہیب بن الورد سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مساکین و فقراء و مسافرین کے لیے دارالطعام بنایا تھا' اصحاب اہتمام کو حکم تھا کہ اس لنگر خانے سے خود کچھ نہ لیں' یہ محض فقراء و مساکین و مسافرین کے لیے ہے۔ ایک روز تشریف لائے' دیکھا کہ ان کی ایک آزاد کردہ کنیز کے پاس ایک پیالہ ہے' جس میں گھونٹ بھر دودھ ہے' پوچھا یہ کیا ہے' اس نے کہا کہ آپ کی فلاں زوجہ حاملہ ہیں جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے' ان کا گھونٹ بھر دودھ کو جی چاہا' عورت جب حاملہ ہو اور کسی چیز کو اس کا جی چاہے اور وہ اسے نہ دی جائے تو جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے اس کے گر جانے کا اندیشہ ہوتا ہے' اس لیے یہ ایک گھونٹ دودھ میں نے دارالطعام سے لے لیا۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی زوجہ کے پاس لے گئے' وہ بلند آواز تھے اور کہہ رہے تھے' کہ جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اگر اسے صرف فقراء و مساکین کا کھانا روک سکتا ہے تو اللہ اسے نہ روکے' پھر وہ اپنی بیوی کے پاس گئے' بیوی نے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے' انہوں نے کہا کہ یہ کنیز خیال کرتی ہے کہ جو کچھ تمہارے پیٹ میں ہے اسے مساکین و فقراء کا کھانا ہی روک سکتا ہے' اور اگر اسے یہی روک سکتا ہے تو اللہ اسے نہ روکے۔ زوجہ نے کنیز سے کہا کہ تیری خرابی ہو اسے واپس لے جا' بخدا میں اسے نہ چکھوں گی اس نے اسے واپس کر دیا۔

گستاخ رسول کی سزا:

سہیل بن ابی صالح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے کے اور کسی کو گالی دینے میں کوئی قتل نہیں کیا جائے گا۔

عاجزی و انکساری:

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس کی اس شان (اسلام) کے سوا کوئی اور شان ہو (تو ہوا کرے) میری شان تو وہی ہے جو اللہ نے لکھ دی ہے کہ جس چیز پر عمل کا حکم ہوا میں اسی پر عامل رہا اور جس چیز میں کوتاہی کا حکم تھا میں نے اس میں کوتاہی کی' میں نے جو نیکی کی ہے اللہ کی مدد اور رہبری کی ہے' اور میں اسی سے اس کی برکت مانگتا ہوں اس کے سوا ہوا تو میں خدائے برتر سے اپنے گناہ کی مغفرت چاہتا ہوں۔

ابی سنان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب بیت المقدس آتے تو اسی مکان میں اترتے جس میں میں تھا۔ انہوں نے کہا کہ ابو سنان اس گھر والوں میں کوئی شخص اس وقت تک ہانڈی نہ چڑھائے جب تک کہ میں باہر نہ چلا جاؤں' جب بستر پر آتے تو اپنی رجز ین خوش آواز سے پڑھتے تھے:

﴿ان ربکم اللّٰہ الذی خلق السمٰوات والارض﴾ (پوری آیت) پھر پڑھتے:

﴿ افامن اهل القرىٰ ان يأتيهم بأسنا بياتاوهم نائمون ﴾ سے ﴿ وهم يلعبون ﴾ تک۔
وہ اسی قسم کی آیات کو تلاش کر کے پڑھتے تھے۔ (جن میں قیامت وعذاب الٰہی سے ڈرایا گیا ہے)۔ محمد بن عیینہ المہلبی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا پیام پڑھا جو یزید بن المہلب کے نام تھا۔

''سلام علیک' میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں امابعد' سلیمان بن عبدالملک کو جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے تھے' اللہ نے ان کے عمدہ اوقات واحوال پر اٹھالیا' اللہ ان پر رحمت کرے' انہوں نے مجھے خلیفہ بنایا ہے' لہٰذا تم ان لوگوں سے جو تمہارے پاس ہیں میری اور عبدالملک کی' بشرطیکہ وہ میرے بعد خلیفہ ہوں' بیعت لو' اگر یہ خلافت جس کا والی میں ہوں بیویاں بنانے اور مال جمع کرنے کے لیے ہوتو اللہ مجھے اس اچھی جگہ پہنچا دے جہاں اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو پہنچایا ہے' مجھے قیامت میں سخت حساب اور باریک بازپرس کا اندیشہ ہے' سوائے اس کے کہ اللہ اعانت کرے' والسلام علیک ورحمۃ اللہ''۔

ٹیکس وصول کرنے والوں کو ہدایات:

عمر بن بہرام الصراف سے مروی ہے کہ ہمیں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان پڑھ کر سنایا گیا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' اللہ کے بندے امیر المومنین عمر رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے عدی بن ارطاۃ اور ان مسلمین ومومنین کو جو ان کے پاس ہوں' سلام علیکم' میں تمہارے سامنے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' امابعد' ذمیوں کے حال پر نظر کرو اور ان کے ساتھ مہربانی کرو' جب ان میں سے کوئی بوڑھا ہو جائے اور اس کے پاس مال نہ ہوتو اس پر تم خرچ کرو' اگر اس کا کوئی دوست ہوتو حکم دو کہ وہ اس پر خرچ کرے' اس کے زخم کا بدلہ لو' جیسا کہ اگر تمہارا کوئی (غیر مسلم) غلام ہو اور وہ بوڑھا ہو جائے تو تمہارے لیے اس پر خرچ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں یہاں تک کہ وہ مر جائے یا آزاد ہو جائے' مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم شراب پر محصول لیتے ہو اور اسے اللہ کے بیت المال میں جمع رہنے دیتے ہو' دیکھو' خبردار' اللہ کے بیت المال میں سوائے پاک مال کے اور کوئی مال نہ داخل کرنا' والسلام علیکم''۔

مثلہ کی سخت ممانعت:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے ایک عامل کو لکھا کہ خبردار مجھے مثلہ کی اطلاع نہ ہونے پائے' سر اور داڑھی کا منڈانا بھی مثلہ ہے۔

خراج کی وصولی میں عدل اور نرمی:

عبدالرحمٰن الطویل سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے میمون بن مہران کو لکھا کہ میمون تم نے مجھے لکھ کر حکم وخراج جمع کرنے کی شدت کا ذکر کیا ہے' حالانکہ میں نے اس کے متعلق تمہیں کسی ایسے کام کی تکلیف نہیں دی جو تمہیں دشواری میں ڈال دے' جو حق و پاک ہوا سے (خراج میں) وصول کرو اور جو حق تمہیں خوب واضح ہو جائے اس کے موافق فیصلہ کرو' اگر کوئی معاملہ تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو مجھے پیش کرو' کسی امر کو جو تم پر گراں ہو لوگ ترک کر دیں تو نہ دین قائم رہ سکتا ہے نہ دنیا۔

رعایا سے حسن سلوک کا حکم:

میمون نے کہا کہ میں دیوان دمشق پر مامور تھا' لوگوں نے ایک اپاہج شخص کے لیے وظیفہ معین کیا' میں نے کہا کہ اپاہج کے ساتھ احسان کرنا مناسب ہے' مگر وہ تندرست آدمی کے برابر وظیفہ لے تو یہ مناسب نہیں۔ ان لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے میری شکایت کی اور کہا کہ یہ شخص ہمیں دشواری میں ڈالتا ہے' ہم پر گراں ہے اور ہمارے ساتھ سختی کرتا ہے۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ جب تمہارے پاس یہ فرمان آئے تو لوگوں کو دشواری میں نہ ڈالنا' ان کے ساتھ سختی نہ کرنا اور نہ ان پر گراں ہونا' کیوں کہ میں ان امور کو پسند نہیں کرتا۔

عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے معادن (کانوں) کے بارے میں لکھا کہ میں نے غور کیا تو ان کا نفع خالص پایا اور ضرر عام' لہٰذا ان لوگوں کو ان میں کام کرنے سے روکو' جو زمین محفوظ کر لی جائے اس کو عام کر دو کہ سب پر مباح ہے' بارش کے مقامات سے کسی کو نہ روکا جائے۔

کنیز کے لباس کے لیے حکم:

عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ کنیز کو سر بند کا (اوڑھنی جو سر پر باندھی جاتی ہے اور اس کے اوپر دوپٹہ ہوتا ہے) لباس ہرگز نہ دیا جائے اور نہ آزاد عورتوں کے مشابہ کیا جائے۔

والئ یمن کے نام فرمان:

ایوب بن موسیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عامل یمن عروہ کو لکھا: امابعد' میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ مسلمانون کے حقوق واپس کر دو' مگر تم مجھ سے رجوع کرتے ہو' اور اپنے اور میرے درمیان فاصلے کا بھی خیال نہیں کرتے اور نہ موت آنے کو سمجھتے ہو' میں نے تو اگر کبھی لکھا کہ کسی مسلمان کو ایک بکری جو اس کا حق ہے واپس کر دو تو یہ بھی ضرور لکھ دیا کہ وہ خاکی رنگ کی ہو یا سیاہ' لہٰذا غور کر لو کہ مسلمانوں کو ان کے حقوق واپس کرو' اور مجھ سے رجوع نہ کرو۔

عذاب آخرت کا خوف:

سفیان سے مروی ہے کہ لوگوں نے عبدالملک بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ تمہارے والد نے قوم کی مخالفت کی اور یہ کیا اور وہ کیا' انہوں نے کہا' میرے والد کہتے ہیں کہ "انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم" (اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے روز قیامت کے عذاب کا خوف ہے) اپنے والد کے پاس گئے اور انہیں آگاہ کیا' پوچھا' پھر تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ میرے والد کہتے ہیں "انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم" عرض کی میں نے یہی کہا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا "ابقاك الله" اللہ آپ کو باقی رکھے' میں نے کہا' اس بات سے تو فراغت ہو چکی' نیکی و پرہیز گاری کی دعا کرو۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مجھے سرخ اونٹ اچھے نہیں معلوم ہوتے' اسی لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس میں اختلاف تھا۔

گا کر اذان دینے کی ممانعت:

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیغام میں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں ''امابعد'' لکھا ہے۔ سفیان سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیوی یا بیٹی کو چت لیٹ کر سوتے دیکھا تو انہیں منع کیا۔ عمر بن سعید بن ابی حسین سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مؤذن تھے' جب وہ اذان کہتے تو ڈر سے کانپنے لگتے' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک کنیز کو کہتے سنا کہ کبوتر اذان دے رہا ہے' انہوں نے مؤذن کو کہلا بھیجا کہ سیدھی طرح اذان کہو اور گاؤ نہیں ورنہ اپنے گھر میں بیٹھو۔

خچر فروخت کرنے کی وجہ:

طلحہ بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ایک خچر جس کے چارے کی انہیں مقدرت نہ تھی چرنے کو جنگل بھیجا' پھر اسے فروخت کر ڈالا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا احترام:

محمد بن النضر سے مروی ہے کہ لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اصحاب محمد ﷺ کے اختلاف کا ذکر کیا' انہوں نے کہا کہ یہ ایک ایسا امر ہے جس کو اللہ نے تم لوگوں کے ہاتھوں سے باہر کر دیا' لہٰذا اپنی زبانوں کو بھی کام میں نہ لاؤ۔ قتادہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اہل دیوان سے نصف درہم صدقہ فطر لیتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فرد کے عمل سے پوری قوم کو عذاب میں نہیں ڈالتا' مگر جب نافرمانیاں غالب ہو جاتی ہیں تو سب پر عذاب آ جاتا ہے۔

صفائی کا اہتمام نہ کرنے کی سزا:

اسامہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب جمعے کی نماز پڑھتے تو دربانوں کو بھیجتے اور حکم دیتے کہ مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہوں' کوئی ایسا شخص ان کے پاس سے گزرے جو بال چھوڑے ہو اور ان میں کنگھی نہ کرتا ہو تو اس کے بال کتر ڈالیں۔ حمیدہ دایہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیٹیوں کو چت لیٹ کر سونے سے منع کرتے اور کہتے کہ جب تم میں سے کوئی چت لیٹی ہو تو شیطان اس پر غالب آ کر بہکانے کی طمع کرتا ہے۔

اہل بصرہ کو خوشحالی پر اللہ کا شکر ادا کرنے کا حکم:

ابی ہاشم سے مروی ہے کہ عدی بن ارطاۃ نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ اہل بصرہ کو اتنا مال حاصل ہو گیا ہے کہ مجھے ان کے اترانے کا اندیشہ ہے' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ جب اہل جنت کو جنت میں داخل کرے گا تو ان کے ''الحمد للہ'' کہنے سے خوش ہو گا' لہٰذا جو لوگ تمہارے پاس ہیں انہیں الحمد للہ کہنے کا حکم دو۔

مغیرہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے چند مصاحب تھے جو لوگوں کے معاملات میں غور کیا کرتے' عمر رحمۃ اللہ علیہ اٹھنے کا ارادہ کرتے تو ان کے اور مصاحبین کے درمیان یہ علامت تھی کہ وہ کہتے: ''اذا شئتم'' (تم لوگ جی چاہو)۔ موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر میں سنت کو قائم نہ کروں اور حق کی خصلت نہ اختیار کروں تو مجھے اتنی دیر جینا بھی پسند نہیں جتنی

کہ بکری کا ایک تھن دودھ کے دوسرا تھن دوہنے میں لگتی ہے۔ یعقوب بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن ارطاۃ کولکھا کہ لوگوں سے مائدہ' نوبہ اور مکس (محصول کے اقسام) اٹھالو' میری جان کی قسم یہ مکس نہیں ہے بلکہ بخس (نقصان) ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لاتبخسوا الناس اشياء هم ولا تعثوا فى الارض مفسدين﴾ (لوگوں کی چیزوں میں خیانت نہ کرو اور نہ زمین میں فساد کرتے پھرو) جوشخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے اس سے قبول کرلو اور جو نہ لائے تو اللہ اس سے حساب لینے والا ہے۔

عاملین کوعدل واحسان کی تلقین:

یعقوب بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بعض عاملوں کولکھا کہ اگر تم اس قدر عدل واحسان واصلاح میں رہنے پر قادر ہو جس قدر کہ تم سے پہلے کے لوگ جور وظلم وعدوان (سرکشی) میں تھے تو کہو لاحول ولاقوۃ الا باللہ (گناہ سے باز رہنا اور نیکی کی طاقت بغیر اللہ کی مدد کے نہیں ہے)

یعقوب بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ امیرالمومنین آپ پر سلام ہو (السلام علیک) انہوں نے کہا کہ اپنے سلام کو عام کرو (یعنی السلام علیکم کہ تم سب پر سلام ہو' کہو)۔

نومسلموں سے جزیہ لینے کی ممانعت:

یعقوب بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو والی مصر حیان بن شریح نے لکھا کہ اہل ذمہ (غیرمسلم رعایا) تیزی سے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور انہوں نے جزیے کو توڑ دیا ہے' عمر نے لکھا' امابعد' اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو داعی (حق کی دعوت دینے والا) بنا کر بھیجا ہے' آپ کو جابی (محصول جمع کرنے والا) بنا کر نہیں بھیجا' جب میرا فرمان تمہیں پہنچے اور دیکھو کہ اہل ذمہ تیزی سے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور انہوں نے جزیہ توڑ دیا ہے تو تم اپنی مراسلت کو تہ کر دو اور چلے آؤ۔ ابی سہیل نافع بن مالک سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تلاوت کی:

﴿ فانكم وما تعبدون ما انتم عليه بفاتنين الامن هو صالي الجحيم ﴾

''پھر تم اور جن کو تم پوجتے ہو خدا (کی راہ) سے کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے' مگر اس کو جو خود جہنم میں جانے والا ہے''۔

منکرین تقدیر کے بارے میں رائے:

اور کہا کہ اے ابوسہیل اس آیت نے گروہ قدریہ کے لیے (جن کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان خود اپنے افعال کا خالق ہے اور اسے نیکی وبدی کا اختیار کامل ہے) کوئی حجت باقی نہیں رکھی' ان لوگوں کے بارے میں کیا رائے ہے۔ میں نے کہا کہ ان سے توبہ کرنے کو کہا جائے' اگر توبہ کرلیں تو خیر ورنہ گردنیں ماردی جائیں' انہوں نے کہا کہ میری بھی یہی رائے ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی پر سزا:

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت کے زمانے میں کسی کو مارتے نہیں دیکھا سوائے ایک شخص کے جس نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہا تھا' انہوں نے اسے تیس کوڑے مارے۔

سچے گواہ کو دھمکانے پر سزا:

عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر تھا' جس وقت کہ قریش کے کچھ لوگ ان کے سامنے جھگڑا کر رہے تھے (اور مقدمہ پیش کر رہے تھے) ان میں سے بعض لوگ بعض کی مدد کرنے لگے' عمر نے کہا کہ مجھے ان کے درمیان مدد دینے سے بچنا چاہیے' اگر یہ ایسا امر ہوتا کہ میں تم لوگوں کو حکم دے دیتا تو تم لوگ ضرور مجھ سے ناراض ہوتے' ان کے پاس گواہ آ کر گواہی دینے لگے' جس کے خلاف شہادت تھی وہ گواہ کی طرف گھورنے لگا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے ابن سراقہ عنقریب ہے کہ لوگ باہم حق کی گواہی نہ دیں' کیونکہ میں اس کو دیکھتا ہوں کہ گواہ کو گھورتا ہے' جو شخص معتبر گواہ کو ایذاء دے اسے تم تیس تازیانے مارو اور منظر عام پر کھڑا کر دو۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے' ان سے باتیں کیں اور بہت کیں' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تم جو کچھ بیان کرتے ہو ہم اسے سن چکے ہیں' مگر تم بیان کر کے بھول جاتے ہو (اس لیے ایک ہی بات کو بار بار کہتے ہو)۔ محمد بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عامل مصر کو لکھا کہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدود (سزاؤں) کے سوا اور کوئی سزا تیس تازیانے سے نہ بڑھانا۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ وہ پانی جس سے وہ وضو و غسل کرتے ہیں مطبخ عام میں گرم نہ کیا جائے۔ جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ جو عیدگاہ پیادہ جانے کی طاقت رکھتا ہے اسے پیادہ جانا چاہیے۔ طلحہ بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جنازے پر (نماز کی) تکبیر نہ کہتے تھے' تاوقتیکہ اس سے حنوط (عطر میت) نہ زائل کر دیا جاتا۔

اسماعیل بن رافع سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ ہونے کے بعد ایک گرجا میں (جو مسجد بن گیا تھا) نماز کی امامت کی۔ عثمان بن عبدالحمید بن لاحق نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ پڑھا' وہاں ایک اور گروہ بھی تھا' گروہ کے ایک شخص نے کہا کہ اس نے غلطی کی' عمر نے کہا کہ تم نے جو کچھ سنا اس نے تمہیں غلطی (پر غور کرنے) سے باز نہیں رکھا۔

خیار سے مروی ہے کہ میں ایک مجلس میں تھا' عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلافت سے پہلے ہمارے پاس آئے اور بیٹھ گئے' سلام نہیں کیا' پھر انہیں یاد آیا تو کھڑے ہوئے اور سلام کر کے بیٹھے۔ رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مکحول سے کہا کہ خبردار مسئلہ تقدیر میں تم اس امر کے قائل نہ ہونا جس کے یہ لوگ یعنی غیلان اور ان کے ساتھی قائل ہیں۔ ربیع بن سبرہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عامل کو لکھا کہ تریاق میں سوائے سریع التاثیر سانپ کے اور کوئی زخمی (جانور) نہ ڈالو۔

مقدمہ کا فیصلہ کرنے میں تاخیر گوارا نہ تھی:

عبدالرحمٰن بن حسن بن القاسم الازرقی نے جن کے ماموں جراح ابن عبداللہ الحکمی تھے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے' قریش کے کچھ لوگ ان کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کر رہے تھے' انہوں نے فیصلہ کر دیا' جس کے خلاف

فیصلہ تھا اس نے کہا کہ اللہ آپ کی اصلاح کرے' میرے گواہ ہیں جو موجود نہیں' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حق کو حق دار کے لیے سمجھ لینے کے بعد فیصلے میں تاخیر نہیں کر سکتا' تم جاؤ' اگر اپنی شہادت وحق کو میرے پاس لائے جو ان لوگوں کے حق سے زیادہ مستحکم ہوا تو میں سب سے پہلا شخص ہوں گا کہ خود اپنے فیصلے کو اپنے خلاف کر دوں گا۔

ذمیوں کو دعوت اسلام:

عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ تھے تو عامل خراسان جراح بن عبداللہ الحکمی کو لکھا کہ جزیہ ادا کرنے والوں کو اسلام کی دعوت دیں' اگر وہ اسلام لائیں تو ان کا اسلام قبول کریں' جزیہ موقوف کر دیں' ان کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو مسلمانوں پر ہیں۔

ذمیوں کا قبول اسلام:

شرفائے اہل خراسان میں سے ایک شخص نے ان سے کہا کہ دعوتِ اسلام کی ترغیب صرف اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ انہیں جزیہ معاف کر دیا جائے' لہٰذا آپ ختنہ کے ذریعے ان کا امتحان لیجئے' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں ختنہ کی وجہ سے انہیں اسلام سے برگشتہ کر دوں گا' وہ لوگ اگر اسلام لائے اور ان کا اسلام اچھا ہوا تو وہ خود ہی تیزی کے ساتھ پاکی کی طرف جائیں گے۔ ان کے ہاتھ پر تقریباً چار ہزار آدمی اسلام لائے۔

مثالی امن وامان:

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ لوگوں پر عامل بنائے گئے تو بکریوں کے چرواہوں نے جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے کہا کہ یہ کون بندہ صالح ہے جو حاکم بنا ہے' کہا گیا کہ تم اس کے متعلق کیا جانتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ جب وہ لوگوں پر خلیفہ بنے گا تو عدل کرے گا' ہماری بکریوں سے بھیڑیے رُوکے جائیں گے۔

موسیٰ بن اعین سے جو محمد بن ابی عیینہ کے چرواہے تھے مروی ہے کہ ہم لوگ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں کرمان میں بکریاں چراتے تھے' بکریاں اور بھیڑیے اور وحشی جانور ایک ہی مقام پر چرتے تھے ایک شب کو ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بھیڑیا بکری کے گلے میں آیا' ہم لوگوں نے کہا' غالباً وہ نیک بندہ (عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) وفات پا گیا' حماد نے کہا کہ مجھ سے انہوں نے یا دوسرے شخص نے بیان کیا کہ وہ لوگ منتظر رہے' معلوم ہوا کہ ان کی وفات اسی شب کو ہوئی۔

یونس بن ابی شیب سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ ہونے سے پہلے اس طرح بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا کہ تہ بند پیٹ کی بٹوں میں پوشیدہ تھا (یعنی بہت موٹے تھے) پھر میں نے انہیں خلیفہ ہونے کے بعد اس حالت میں دیکھا کہ اگر میں ان کی پسلیوں کو بغیر اس کے کہ انہیں چھوؤں شمار کرنا چاہتا تو ضرور کر لیتا۔ یونس بن ابی شیب سے مروی ہے کہ کسی عید کے موقع پر (بغرض نماز) میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا' سرداران قوم آئے اور منبر کو گھیر لیا' ان کے اور لوگوں کے درمیان خالی جگہ تھی' عمر رحمۃ اللہ علیہ آئے' منبر پر چڑھ کر انہوں نے لوگوں کو سلام کیا' خالی جگہ دیکھی تو لوگوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا لوگ آگے بڑھے یہاں تک کہ سرداروں سے مل گئے۔ ابی ہاشم تاجر انار سے مروی ہے کہ ایک شخص عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب

میں دیکھا کہ بنی ہاشم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں (کہ ان کے بجائے مجھ سے شکایت کرتے ہو)۔

اہل بیت سے والہانہ محبت:

جویریہ ابن اسماء سے مروی ہے کہ میں نے فاطمہ بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا' ان کے لیے دعائے رحمت کی' اور کہا کہ جس زمانے میں وہ امیر مدینہ تھے میں ان کے پاس گئی' انہوں نے ہر پہرے والے اور خواجہ سرا کو میرے پاس سے ہٹا دیا' گھر میں سوائے میرے اور ان کے کوئی نہ رہا انہوں نے کہا کہ اے دختر علی رضی اللہ عنہ روئے زمین پر کوئی خاندان مجھے تم لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں' تم لوگ تو مجھے اپنے خاندان سے بھی زیادہ محبوب ہو۔

باغ فدک:

ابراہیم بن جعفر بن محمد الانصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص حصہ (صفی) تھا جو مسافروں کے لیے وقف تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے درخواست کی کہ آپ فدک انہیں ہبہ کر دیں' مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا' کسی لالچ کرنے والے نے اس کا لالچ نہیں کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور فدک کا معاملہ اسی طریقے پر رہا' ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے' انہوں نے اس کو اسی طریقے پر چلایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی اور عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے' انہوں نے بھی اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلایا' ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ہوئے اور فدک کا معاملہ اسی طرح رہا۔

باغ فدک پر مروان کا قبضہ:

۴۰ھ میں معاویہ رضی اللہ عنہ پر جب جماعت غالب آ گئی تو انہوں نے مروان بن الحکم کو والی مدینہ بنایا' مروان نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ کر فدک مانگا' انہوں نے ان کو دے دیا' فدک مروان کے قبضے میں رہا جو اس کے پھل ہر سال دس ہزار دینار کو فروخت کر ڈالتے تھے' مروان مدینے سے علیحدہ کر دیئے گئے' معاویہ رضی اللہ عنہ ان سے ناراض ہو گئے اور فدک بھی ان سے لے کے اپنے وکیل مدینہ کو دے دیا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ سے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے مانگا' مگر انہوں نے انکار کیا' سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے مانگا تو انہیں دینے سے بھی انکار کیا' پھر جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ مروان کو والی مدینہ بنایا تو انہوں نے اسے بغیر مروان کی خواہش کے مروان کو واپس کر دیا اور اس کی گزشتہ آمدنی بھی انہیں کو واپس کر دی۔

باغ فدک پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قبضہ:

فدک مروان کے قبضے میں رہا' انہوں نے اس کا نصف عبدالملک کو اور نصف عبدالعزیز بن مروان کو دیا' عبدالعزیز نے وہ نصف حصہ جو ان کے قبضے میں تھا' عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ہبہ کر دیا' عبدالملک کی وفات ہوگئی تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ولید سے ان کا حق اور سلیمان سے ان کا حق مانگا' دونوں نے اپنا اپنا حق ہبہ کر دیا۔ اس طرح فدک بنی عبدالملک سے نکل کر تنہا عمر ابن

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ہو گیا۔

فدک کے سلسلہ میں والیٔ مدینہ کو خط:

جعفر نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس حالت میں والیٔ خلافت ہوئے کہ ان کے اور ان کے عیال کا خرچ فدک سے چلتا تھا' آمدنی کم وبیش دس ہزار دینار سالانہ تھی' جب وہ والیٔ خلافت ہوئے اور فدک کو دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد میں جو معمول تھا اور بعد کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک کی جو کیفیت رہی اس سے انہیں آگاہ کیا گیا' عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو ایک فرمان لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' اللہ کے بندے امیر المومنین عمر کی جانب سے ابوبکر بن محمد کو سلام علیک' میں تم سے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' امابعد' میں نے فدک کے معاملے میں غور کیا اور اس کے حال سے بحث کی' معلوم ہوا کہ وہ میرے لیے مناسب نہیں' میں نے یہی بہتر سمجھا کہ اسے اسی حال پر واپس کر دوں جس پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد میں تھا' اور ان حضرات کے بعد جو کچھ ہوا اسے ترک کر دوں' لہٰذا جیسے ہی تمہیں یہ فرمان پہنچے اس پر قبضہ کر کے کسی ایسے شخص کو اس پر مقرر کرو جو اس میں حق کو قائم کرے۔ والسلام علیک۔ ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں مجھے لکھا کہ قلعہ کتیبہ (خیبر) کے متعلق دریافت کر کے مجھے بتاؤ کہ وہ خمس میں تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص حصہ تھا۔

ابوبکر نے کہا کہ میں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ابی الحقیق سے صلح کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ نطاۃ اور قلعہ شق (واقع خیبر) کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا' کتیبہ بھی انہیں کا ایک جزو تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ حصے کر دیئے۔ اس کے ایک سہم پر ''للہ'' (اللہ کے لیے) لکھ دیا اور فرمایا کہ اے اللہ تو اپنا حصہ کتیبہ میں کر دے' سب سے پہلے یہی سہم کتیبہ تھا جس پر ''للہ'' نکلا۔ کتیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خمس تھا' دوسرے حصے بے نشان تھے' کوئی علامتیں نہ تھیں' وہ اٹھارہ حصے ہو کر مساوی طور پر مسلمانوں کے لیے تھے۔ ابوبکر نے کہا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اسی طرح لکھ دیا۔

باغ فدک کی واپسی:

محمد بن بشر بن حمید المزنی نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بلا کر کہا کہ یہ چار ہزار یا پانچ ہزار دینار لو۔ اور ابوبکر بن حزم کے پاس لے جاؤ' ان سے کہو کہ اس میں پانچ یا چھ ہزار کتیبہ کے مال سے شامل کرو' کہ دس ہزار دینار ہو جائیں' یہ رقم بنی ہاشم پر تقسیم کر دو' مرد اور عورت' صغیر و کبیر میں مساوات کرو۔

ابوبکر نے اسی طرح کیا' زید بن حسن ناراض ہوئے' ابوبکر سے شکایت کی کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ میرے اور بچوں کے درمیان مساوات کرتے ہیں' ابوبکر نے کہا کہ آپ کی جانب سے یہ گفتگو امیر المومنین کو نہ پہنچنی چاہیے کہ وہ ناراض ہوں' آپ لوگوں کے بارے میں اب تک ان کی رائے اچھی ہے۔

زید نے کہا کہ میں خدا کے واسطے تم سے درخواست کرتا ہوں کہ انہیں لکھ دو اور اس سے آگاہ کر دو' ابوبکر نے عمر کو لکھا کہ زید بن حسن نے ایسی بات کہی جس میں سختی تھی اور زید نے جو کچھ کہا اس سے عمر رحمۃ اللہ علیہ کو آگاہ کر دیا۔ راوی نے کہا کہ میں نے عرض کی'

امیر المومنین' زید کے قرابت دار اور سگے رشتہ دار ہیں (جن کی وجہ سے انہیں زیادہ حاجت ہے) عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی شکایت وسخت کلامی کی پروا نہ کی اور انہیں چھوڑ دیا۔

فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط:

فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں خط لکھا' جس میں ان کے احسان پر شکر ادا کیا اور اللہ کی قسم کھائی کہ امیر المومنین' آپ نے اسے خادم دیا جس کے پاس کوئی خادم نہ تھا' اسے پوشاک دی جو برہنہ تھا' اس سے عمر مسرور ہوئے۔ یحییٰ بن ابی یعلیٰ سے مروی ہے کہ جب ابوبکر بن حزم کے پاس مال مذکور آیا تو انہوں نے اسے تقسیم کر دیا' ہر شخص کو پچاس دینار ملے' مجھے فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ نے بلایا اور کہا کہ لکھو میں نے لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' اللہ کے بندے امیر المومنین عمر کو فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے سلام علیک' میں آپ کے سامنے اسی اللہ کی حمد کرتی ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' امابعد' اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی اصلاح کرے اور جو بار خلافت ان کے سپرد کیا ہے اس میں ان کی مدد کرے اور ان کے دین کی حفاظت کرے۔

امیر المومنین نے ابوبکر بن حزم کو لکھا کہ ہم لوگوں میں کتیبہ (قلعہ خیبر) کا مال تقسیم کیا جائے یہ وہ امر ہے جو ان سے پہلے ہدایت یافتہ آئمہ راشدین کیا کرتے تھے' ہمیں اس کا علم ہوا' مال ہم میں تقسیم کر دیا گیا' اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو صلہ دے اور ان کو وہ بہترین جزا دے جو اس نے اپنے والیوں میں سے کسی کو دی ہے' کیونکہ ہم لوگوں پر مصیبت آ گئی تھی اور ہم اس کے محتاج تھے کہ ہمارے ساتھ حق کا برتاؤ کیا جائے۔

امیر المومنین' میں آپ سے اللہ کی قسم کھاتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے جس کے پاس کوئی خادم نہ تھا اس نے خادم رکھ لیا' جو برہنہ تھا اس نے لباس بنا لیا اور جس کے پاس خرچ نہ تھا اس کو خرچ مل گیا' فاطمہ نے یہ خط ایک قاصد کے ذریعے عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا۔

فاطمہ بنت حسین کے لئے وظیفہ کا حکم:

راوی نے کہا کہ مجھے اس قاصد نے بتایا کہ میں عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا' فاطمہ کا خط پڑھ کر سنایا تو ان کی یہ حالت ہوئی کہ اللہ کا شکر کرتے اور اس کی حمد کرتے' میرے لیے انہوں نے دس دینار کا حکم دیا' فاطمہ کو پانچ سو دینار بھیجے اور کہا کہ جو مصیبت آپ کو پیش آئے اس میں اس سے مدد حاصل کیجئے' انہیں ایک خط لکھا جس میں ان کے اور ان کے اہل بیت کے فضائل بیان کیے اور اس حق کا ذکر کیا جو اللہ نے ان لوگوں کے لیے واجب کیا ہے۔ راوی نے کہا کہ میں یہ مال ان کے پاس لایا۔

اولاد عبدالمطلب کا اظہار طمانیت:

جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ذی القربیٰ کی آمدنی عبدالمطلب کی اولاد میں تقسیم کر دی' ان بیویوں کو جو اولاد عبدالمطلب میں نہ تھیں کچھ نہیں دیا' صرف ان بیویوں کو دیا جو عبدالمطلب کے خاندان کی تھیں۔

یحییٰ بن شبل سے مروی ہے کہ میں علی بن عبداللہ بن عباس و ابوجعفر محمد بن علی کے پاس بیٹھا تھا' ایک شخص آیا اور عمر بن

عبدالعزیزؒ کی غیبت کرنے لگا' دونوں نے اسے منع کیا اور کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے سے آج تک خمس ہم لوگوں پر تقسیم نہیں کیا گیا تھا' عمر بن عبدالعزیزؒ نے اسے اولادِ عبدالمطلب پر تقسیم کر دیا' میں نے کہا کہ کیا انہوں نے اولادِ عبدالمطلب کو دیا' انہوں نے کہا کہ عمرؒ نے اس کو اولادِ عبدالمطلب سے آگے نہیں بڑھایا (یعنی ان کو دیا اور کسی کو نہیں دیا)۔

یزید بن عبدالملک النوفلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس سے ہمارے یہاں خمس کا مال آیا جس میں ان کے پاس کا اور کتیبہ کا مال تھا' یہ سب انہوں نے بنی ہاشم کے مردوں اور عورتوں پر تقسیم کر دیا' اس پر بنی عبدالمطلب کے بارے میں عرض کیا گیا تو انہوں نے لکھا کہ وہ تو بنی ہاشم ہی میں ہیں اور انہیں بھی دیا گیا۔ عبدالملک بن مغیرہ نے کہا کہ بنی ہاشم کی ایک جماعت نے ایک خط لکھا اور اسے قاصد کے ہاتھ عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس بھیجا' اس خط میں انہوں نے عمرؒ کے اس احسان کا شکریہ ادا کیا جو انہوں نے ان لوگوں کے ساتھ کیا اور یہ کہ جب سے معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے یہ لوگ برابر مصیبت میں رہے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا کہ آج سے پہلے بھی میری یہی رائے تھی اور میں نے ولید بن عبدالملک اور سلیمان سے اس کے بارے میں گفتگو کی تھی' مگر ان دونوں نے انکار کر دیا تھا جب میں خود والیٔ خلافت ہوا تو اس چیز کا قصد کیا جس کو میں سمجھتا ہوں کہ ان شاء اللہ حق کے زیادہ موافق ہے۔

آلِ عبدالمطلب میں مال کی تقسیم:

حکیم بن محمد سے جو بنی عبدالمطلب میں سے تھے مروی ہے کہ جب عمرؒ کا فرمان آیا کہ بنی ہاشم پر تقسیم کیا جائے تو ابوبکر بن حزم نے ہم لوگوں کو علیحدہ کرنے کا ارادہ کیا' اولادِ عبدالمطلب نے کہا کہ ہم لوگ ایک درہم بھی نہ لیں گے اگر وہ لوگ نہ لیں' چند روز تک ابوبکر ہم لوگوں کے پاس آمد و رفت کرتے رہے' پھر عمر بن عبدالعزیزؒ کو لکھا' مشکل سے انتیس دن گزرے ہوں گے کہ ان کے پاس جواب آیا کہ اپنی جان کی قسم میں نے ان لوگوں میں تفریق نہیں کی' وہ لوگ قدیم و کہنہ معاہدۂ حلف میں اولادِ عبدالمطلب ہی میں ہیں' لہٰذا ان سب کو اولادِ عبدالمطلب ہی کی طرح کر دو۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب سے مروی ہے کہ سب سے پہلا مال جس کو عمر بن عبدالعزیزؒ نے تقسیم کیا وہ تھا جو انہوں نے ہم اہل بیت کے پاس بھیجا' خواتین کو اتنا ہی دیا جتنا کہ مرد کو اور بچے کو بھی عورت کے برابر دیا' ہم اہل بیت کو تین ہزار دینار پہنچے' انہوں نے ہمیں لکھا کہ اگر میں زندہ رہا تو میں آپ کے تمام حقوق دوں گا۔

فارس کے باغات پر عشر کے متعلق حکم:

یحییٰ بن اسماعیل بن ابی المہاجر نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر ابن عبدالعزیزؒ نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فارس کے عامل پھلوں کو ان کے مالکوں کے پاس اندازہ کر کے قیمت ایسے نرخ سے لگاتے ہیں جس پر لوگ باہم خرید و فروخت نہیں کرتے' اس اندازہ کی ہوئی قیمت پر اس کی چاندی لیتے ہیں' کردوں کے چند گروہ راستے سے عشر (آمدنی کا دسواں حصہ وہ یک) وصول کرتے ہیں۔

اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ ان امور میں سے تم نے کسی امر کا حکم دیا ہے یا اس کے معلوم ہونے کے بعد تم اس پر راضی ہو تو ان شاء اللہ میں کوئی ایسی بحث نہ کرتا جو تمہیں ناگوار معلوم ہوتی' میں نے بشر بن صفوان و عبداللہ بن عجلان و خالد بن سالم کو بھیجا ہے کہ اس معاملے

کی تحقیقات کریں' اگر وہ اس کو سچ پائیں تو لوگوں کو وہ پھل واپس کر دیں جوان سے لیا گیا' اور اس نرخ کے مطابق لیں جس پر اہل ملک ان کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں' جو باتیں مجھے معلوم ہوئیں ان میں سے کوئی بات وہ لوگ بغیر تحقیق کیے نہ چھوڑیں گے لہٰذا تم ان کو نہ روکنا۔

بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت:

یونس بن عبید سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین! میں فلاں ابن فلاں ہوں' میرے دادا جنگ بدر میں شہید ہوئے اور والد جنگ احد میں' وہ اپنے بزرگوں کے مناقب بیان کرنے لگا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے عنبسہ بن سعید کی طرف دیکھا جو ان کے پاس تھے' انہوں نے کہا کہ واللہ یہ مناقب تم لوگوں کے نہیں' اے مسکن ودیر الجماجم کے رہنے والو:

تلك المكارِمِ لا تعبان من لبن شيبا بماءٍ فعادا بعد ابو الا

''بزرگیاں یہ ہیں' دودھ کے دو پیالے نہیں ہیں جن میں پانی ملایا گیا ہو کہ بعد کو پیشاب بن کر نکل جائے''۔

بشر بن عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بشر بن سلمہ کو لکھا: امابعد' اس معاملے کو درست رکھو جو تمہارے اور اللہ کے درمیان ہے اور جان لو کہ میں نے تمہیں بہت بڑی امانت میں شریک کیا ہے' اگر تم نے اللہ کے حقوق میں سے کوئی حق ضائع کر دیا تو تم اس کے نزدیک اس کی مخلوق بھر سے ذلیل ہو گے اور عمر تمہیں اللہ سے ہرگز نہ بچا سکے گا۔

خالد بن یزید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے توضیح کر کے میت پر رونے اور کھیل تماشے کے بارے میں عاملوں کو لکھا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ بیوقوفوں کی عورتیں زمانہ جاہلیت کے فعل کی طرح میت پر اپنے بال کھول کر نوحہ کرتی ہوئی نکلتی ہیں' حالانکہ انہیں جب سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ ''یضرو لیضر بن بخمرھن علی جیوبھن'' (اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں) دوپٹے اتارنے کی اجازت نہیں دی گئی' لہٰذا تم لوگ نوحہ خوانی کے روکنے میں سختی سے حکم دو۔

لہو ولعب کو ترک کرنے کا حکم:

یہ عجمی ایسی چیزوں سے کھیلتے ہیں جو شیطان نے ان کے لیے خوبصورت بنا دی ہیں' تم ان مسلمانوں کو جو تمہارے پاس ہیں سختی سے منع کرو' میری جان کی قسم ان کے لیے وہ وقت آ گیا ہے کہ اس کو ترک کر دیں' باوجودیکہ وہ کتاب اللہ کو پڑھتے ہیں (کھیل تماشے سے باز نہیں آتے) لہٰذا اس باطل ولہو ولعب سے جو گانا ہو یا اس کے مشابہ کوئی اور چیز' سختی سے منع کرو' اگر باز نہ آئیں تو ان میں سے جو اس کا ارتکاب کرے اسے اس طرح سزا دو کہ حد سے متجاوز نہ ہو۔

اہلیہ کا قیمتی ہیرا بیت المال میں جمع کرا دیا:

خلید بن عجلان سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت عبدالملک (زوجہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس ایک ہیرا تھا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا' انہوں نے کہا کہ میرے والد امیر المومنین نے دیا ہے' انہوں نے کہا کہ یا تو تم اسے بیت المال میں داخل کر دو یا طلاق کی اجازت دو' مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے اور تمہارے ساتھ وہ ہیرا بھی ایک ہی گھر میں ہو' انہوں نے کہا کہ اگر اس سے چند گونہ زائد بھی میرے پاس ہو تو اس پر میں آپ ہی کو ترجیح دیتی ہوں' یہ کہا اور اس کو بیت المال میں داخل کر دیا۔

جب یزید بن عبدالملک والی ہوئے تو ان سے کہا کہ اگر تم چاہو تو وہ یا اس کی قیمت تمہیں واپس کر دوں' انہوں نے کہا کہ مجھے اس کی خواہش نہیں' میں نے عمر رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بطیب خاطر اسے دیا تھا' ان کی وفات کے بعد اسے واپس کر لوں؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں' یزید نے اسے اپنی بیوی بچوں میں تقسیم کر دیا۔

ایک قبیح رسم کا خاتمہ:

لوط بن یحییٰ الغائدی سے مروی ہے کہ بنی امیہ کے تمام والیان حکومت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دیتے تھے' جب عمر رحمۃ اللہ علیہ والی ہوئے تو وہ اس سے باز رہے' اس پر کثیر عزۃ الخزاعی نے (غالی شیعہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رجعت کا قائل تھا' عکرمہ نے اس کی تکفیر کی تھی) اشعار ذیل کہے:

وَلِيتَ فلم تَشْتِمْ عليًّا ولم تخف ۱ بريًّا ولم تتبع مقالة مجرمِ

''(اے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) آپ والی ہوئے مگر علی رضی اللہ عنہ کو گالی نہیں دی' نہ (گالی سے) الگ رہنے والے کو خوف دلایا اور نہ کسی مجرم کی بات کی پیروی کی۔

تكلمت بالحق المبين وانما ۲ متبين آيات الرسدى بالتكلم

آپ نے کھلے ہوئے حق کو بیان کر دیا' اور ہدایت کی نشانیاں تو بیان کرنے ہی سے ظاہر ہوتی ہیں۔

فصدقت معروف الذى قلت بالذى ۳ فعلت فاضحى راضياً كل مسلم

''پھر آپ نے اس خیر کی تصدیق کی جو آپ نے کہا اسی کو کیا' لہٰذا ہر مسلمان خوش ہو گیا''۔

ادریس بن قادم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے میمون بن مہران سے کہا کہ میمون اس خلافت کے مددگاروں پر میرے لیے کیا صورت ہے کہ میں ان پر بھروسا کروں اور ان سے مطمئن ہو جاؤں' انہوں نے کہا کہ امیر المومنین اس میں آپ اپنا دل نہ لگائیے کیونکہ آپ تو بازار ہیں اور ہر بازار میں وہی چیز لائی جاتی ہے جو اس میں رائج ہوتی ہے' جب لوگ جان جائیں گے کہ آپ کے پاس سوائے صحیح کے کچھ نہیں چلتا تو صحیح ہی لائیں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلافات پر سکوت:

خالد بن یزید بن بشر نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے علی و عثمان رضی اللہ عنہما اور جنگ جمل و صفین کو اور اس واقعے کو جو ان لوگوں کے درمیان ہوا پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ نے میرا ہاتھ روک دیا' میں ناپسند کرتا ہوں کہ اپنی زبان کو اس میں آلودہ کروں۔

خالد بن یزید بن بشر نے اپنے والد سے روایت کی کہ مسلمانوں کو صائفہ (موسم گرما کی لشکر کشی) میں رومیوں کا ایک کم سن غلام ملا' اس کے اعزہ نے فدیہ دینے کو کہلا بھیجا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے مشورہ کیا' لوگوں نے ان کی مخالفت کی تو انہوں نے کہا کہ تم پر کوئی گناہ نہیں' اگر ہم اس کے کم سن ہونے کی حالت میں فدیہ لے لیں امید ہے کہ اللہ اس کے بڑے ہونے کے بعد اس کی گرفتاری کا موقع دے دے' ان لوگوں نے اس سے بہت مال فدیے میں لیا' ہشام کی خلافت کے آخر میں گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔

زمین پر بسم اللہ لکھنے کی ممانعت:

محمد بن الزبیر الحنظلی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا جو زمین پر (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) لکھ رہا تھا' انہوں نے اسے منع کیا اور کہا کہ دوبارہ نہ لکھنا۔

ابو یعقوب بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالحمید ابن عبدالرحمٰن کو جوان کی طرف سے عراق کے عامل تھے دس ہزار درہم انعام دیا۔

شوق شہادت:

یزید بن عیاض بن جعدبہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بن ابی کریمہ کو لکھا کہ اللہ کی تعظیم جل جلالہ اس کے خوف کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جس کو اس نے کسی ایسی چیز میں مبتلا کیا ہو جس میں اس نے مجھے مبتلا کیا ہے اور کوئی شخص جو اللہ کی نافرمانی کرے مجھ سے زیادہ سخت حساب میں پڑنے والا اور اللہ کے نزدیک ذلیل نہیں ہے' میں جس حال میں ہوں اس کے انجام پر قادر نہیں' مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مرتبہ جس پر میں ہوں کہیں ہلاکت نہ ہو' سوائے اس کے کہ اللہ اپنی رحمت سے اس کا تدارک کردے' مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا ارادہ رکھتے ہو' برادر من' میں چاہتا ہوں کہ جب تم اپنا مورچہ لینا تو اللہ سے دعا کرنا کہ مجھے بھی وہ شہادت عطا کرے' کیونکہ میرا حال سخت ہے اور خطرہ بڑا' میں اس اللہ سے دعا کرتا ہوں جس نے مجھے اس چیز میں مبتلا کیا جس میں اس نے مجھے مبتلا کیا ہے کہ وہ مجھ پر رحمت کرے اور معاف کردے۔

خالد بن یزید بن بشر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میمون بن مہران و رجاء بن حیوۃ و ریاح بن عبیدۃ الکندی' عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص لوگوں میں سے تھے اور وہ جماعت' جو ان کے نزدیک ان لوگوں سے کم تھی' عمرو بن قیس و عون بن عبداللہ بن عتبہ و محمد بن زبیر الحنظلی پر مشتمل تھی۔

گورنر کی اہلیت:

مسلمہ بن محارب وغیرہ سے مروی ہے کہ بلال بن ابی بردہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن ابی بردہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور مسجد کی اذان کے معاملے میں ان کے سامنے جھگڑا کیا' عمر رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں سے شک میں پڑ گئے (کہ واقعی کون مؤذن بننے کا مستحق ہے)۔

عمر رحمۃ اللہ علیہ نے خفیہ طور پر ہر ایک کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ ان دونوں سے علیحدہ علیحدہ دریافت کرے کہ اگر میں امیر المومنین سے کہوں کہ وہ تم کو عراق کا والی بنا دیں تو تم میرے لیے کیا کرو گے' اس شخص نے بلال سے ابتداء کی' ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں تمہیں ایک لاکھ دوں گا' وہ شخص ان کے بھائی کے پاس آیا' انہوں نے بھی اس سے ایسا ہی کہا۔

اس شخص نے عمر کو خبر دی' انہوں نے حکم دیا کہ تم دونوں اپنے شہر کو چلے جاؤ' عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو لکھا کہ بلال کو جو بلال شر ہے والی نہ بنانا اور نہ ابو موسیٰ کی اولاد میں سے کسی اور کو۔ بعض نے کہا کہ انہوں نے لکھا: بلیل شر کو والی نہ بنانا' انہوں نے بلال کی (تحقیر کے لیے) تصغیر کر دی۔

فضول خرچی پر تنبیہ:

عوانہ بن الحکم الکلبی سے مروی ہے کہ سلیمان بن عبدالملک کی وفات وابق میں ہوئی اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ واللہ نہ میں نے اس کی خواہش کی اور نہ تمنا کی' بس اللہ سے ڈرو' اپنی جانب سے حق ادا کرو اور حقوق واپس کرو' کیونکہ واللہ مجھے اہل قبلہ میں سے کسی پر غصہ نہیں ہے' سوائے اسراف کرنے والوں کے' یہاں تک کہ اللہ اسے میانہ روی کی طرف واپس کر دے' انہوں نے مسلمہ کو جو ملک روم میں تھے لکھ کر واپس آنے کا حکم دیا اور لوگوں کو واپسی اور اجازت کو کہلا بھیجا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مشعل راہ بنانا:

مثنیٰ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سالم کو لکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ (فاروق) کی سیرت لکھیں' سالم نے جواب لکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک ایسے زمانے میں تھے جو آپ کا سا زمانہ نہ تھا' وہ ایسے لوگوں کے ساتھ تھے جو آپ کے ساتھیوں جیسے نہ تھے' اگر آپ اپنے زمانے اور اپنے لوگوں میں ویسا ہی عمل کریں گے جیسا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے اور اپنے لوگوں میں کیا تو مثل عمر رضی اللہ عنہ کے اور افضل بن جائیں گے۔

عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے مروی ہے کہ لوگ سلیمان بن عبدالملک کے پاس گھوڑے لے گئے' قبل اس کے کہ وہ انہیں جاری کریں ان کی وفات ہوگئی' عمر رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے شرمائے اور انہوں نے ان گھوڑوں کو جاری کر دیا جو جمع کیے گئے تھے' آخری گھوڑا بھی جو آیا تھا اس طرح دے دیا کہ انہوں نے کسی کو نامراد نہیں رکھا' اس کے بعد وفات تک کوئی گھوڑا جاری نہیں کیا۔

مسلمہ بن محارب سے مروی ہے کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے عدی کو لکھا کہ سر برآوردگان قبائل کے نائب تو ہم مرتبہ ہیں' تم سرداران لشکر کے نائبوں کو دیکھو جس کی دیانت داری سے ہمارے لیے اور اس کی فوج کے لیے راضی ہوا سے باقی رکھو اور جس سے راضی نہ ہو اس کو ایسے شخص سے بدل دو جو اس سے بہتر ہو اور دیانت داری اور تقوے میں زیادہ افضل ہو۔ حسن بن ابی العمرملۃ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ بنا کے جانے سے قبل دیکھا' اس وقت یہ حالت تھی کہ تم ان کے چہرے میں خیر پہچان لیتے' جب وہ خلیفہ ہوئے تو مجھے ان کی پیشانی پر موت نظر آئی۔ مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب مدینے سے روانہ ہوئے تو کہا کہ اے مزاحم' ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم ان لوگوں میں سے نہ ہوں جن کو مدینے نے نکال دیا ہے۔

آزادی کے اختیار پر کنیزوں کا رونا:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین کے کسی مخصوص شخص سے مروی ہے کہ جس وقت خلافت انہیں پہنچی تو لوگوں نے ان کے مکان میں رونے کی بلند آواز سنی' دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کنیزوں کو (کنیزی میں رہنے اور آزاد ہو جانے کا) اختیار دے کر کہا ہے کہ مجھ پر ایک ایسا امر نازل ہو گیا ہے' جس نے ہمیں تم سے روک دیا ہے' جو یہ چاہے کہ میں اسے آزاد کر دوں تو میں نے اسے آزاد کر دیا' اور جس کو میں روکوں گا تو اس کو مجھ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا' وہ ان سے مایوس ہو کر رونے لگیں۔

احساس ذمہ داری:

ابی عبیدة بن عقبہ بن نافع القرشی سے مروی ہے کہ میں فاطمہ بنت عبدالملک (زوجہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا حال بتاؤ' انہوں نے کہا کہ جب سے اللہ نے انہیں خلیفہ بنایا اس وقت سے اپنی وفات تک مجھے تو نہیں معلوم کہ انہوں نے کبھی جنابت یا احتلام کی وجہ سے غسل کیا ہو۔

ہشام سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت عبدالملک نے فقہا میں سے کسی کو بلا بھیجا اور کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ امیر المومنین جو کچھ کرتے ہیں اس کی انہیں طاقت نہیں ہے' پوچھا وہ کیا ہے' فاطمہ نے کہا کہ جب سے وہ والی ہوئے اپنی بیوی سے کوئی تعلق نہ رکھا' فقیہ مذکور عمر سے ملے اور کہا' امیر المومنین' مجھے ایک ایسی بات معلوم ہوئی ہے کہ اندیشہ ہے آپ کو اس کی قدرت نہ ہوگی' پوچھا وہ کیا ہے؟ فقیہ نے کہا کہ آپ کے متعلقین کے لیے بھی آپ پر حق ہے۔ عمر نے کہا کہ وہ شخص اس کے پاس کیسے آ سکتا ہے جس کی گردن میں امت محمد ﷺ کا کام ہو جس کو قیامت میں اللہ پوچھنے والا ہو۔

ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب وابق میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ والی ہوئے تو ایک رات کو گشت کے لیے نکلے' ہمراہ ایک سپاہی بھی تھا' وہ مسجد میں گئے' تاریکی میں ایک شخص کے پاس سے گزرے جو سو رہا تھا' اسے ان کی خبر ہوگئی' سر اٹھا کر کہا کہ کیا تم پاگل ہو' عمر نے کہا' نہیں' سپاہی نے مارنے کا ارادہ کیا تو عمر نے کہا کہ خبردار' اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم مجنون ہو' میں نے کہا نہیں۔

سفیان سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اگر آپ ہمارے لیے فرصت نکالتے (تو بہتر ہوتا) عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ فرصت کہاں' فرصت تو گئی' فرصت تو سوائے اللہ کے یہاں کہیں نہیں۔ سفیان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے فرصت دو کیونکہ میرے لیے کام ہے اور حوائج ہیں۔

خوف خدا سے گریہ وزاری:

سری بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کی حمد کی' پھر اشک کی روانی نے ان کا حلق بند کر دیا' انہوں نے کہا کہ اے لوگو! تم اپنی آخرت درست کرو' دنیا خود بخود درست ہو جائے گی' تم اپنے باطن کو درست کرو' ظاہر آپ ہی درست ہو جائے گا' واللہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ اس کے اور آدم کے درمیان اس کا کوئی باپ ہو اور وہ مر نہ گیا ہو' بے شک موت ہی اس کی رگ و پے میں پیوست ہونے والی ہے۔

ریاح بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ کو لکھا کہ تم میرے پاس خطوط کی مراسلت کرتے رہتے ہو' میں جس حق کے متعلق تم کو لکھوں اسے نافذ کر دیا کرو' کیوں کہ موت کا وقت معلوم کرنے کا کوئی آلہ ہم نہیں جانتے۔ مزید بن حوشب برادر عوام سے مروی ہے کہ میں نے حسن رضی اللہ عنہ اور عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ (خدا سے) ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا' گویا دوزخ صرف انہیں دونوں کے لیے پیدا ہوئی تھی۔

موت سے بے خوفی:

ارطاط بن المنذر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک جماعت تھی جو ان سے درخواست کرتی تھی کہ اپنے

کھانے کی نگرانی کیجئے (کہ کوئی زہر نہ دے دے) نماز پڑھئے تو کوئی نگہبان ہو کہ حملہ کرنے والا قتل نہ کر دے' طاعون جہاں ہو وہاں سے دور رہیے' انہیں وہ لوگ یہ کہتے کہ پہلے کے خلفاء کا یہی عمل تھا' عمر ان سے پوچھتے کہ پھر وہ لوگ کہاں ہیں' جب ان لوگوں نے بہت زور دیا تو کہا کہ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں سوائے قیامت کے کسی اور دن سے ڈرتا ہوں تو میرے خوف کو امن نہ دے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ہم لوگ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے' گمان یہ تھا کہ وہ ہم سے استفادہ کریں گے' مگر ہم لوگ جب ان کے پاس سے نکلے تو انہیں کے محتاج تھے۔ خصیف نے کہا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا۔

خوشبو سلگانے کی رسم کا سدّ باب:

محمد بن عجلان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے خلفاء مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایام جمعہ میں لوبان سلگانے اور رمضان میں اس کی صفائی و خوشبو کا خرچ عشر و صدقہ (زکوٰۃ زمین و مال) سے جاری کرتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ والی ہوئے تو انہوں نے اس رسم کو بند کرنے اور مسجد سے خوشبو کا اثر مٹانے کو لکھا' ابن عجلان نے کہا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ خوشبو کے نشان پانی اور رومالوں سے دھوتے تھے۔

عبید بن الولید سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو بیان کرتے سنا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے لیے عام مطبخ میں پانی گرم کیا جاتا تھا جس سے وہ وضو کرتے' ان کو اس کا علم نہ تھا بعد کو معلوم ہوا تو پوچھا کہ کتنی مدت سے پانی گرم کرتے ہو' لوگوں نے کہا کہ ایک مہینہ یا اس کے قریب' انہوں نے مطبخ میں اتنا ایندھن ڈال دیا۔

عبید بن الولید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب رعایا کے معاملے کی باتیں کرتے تو بیت المال سے چراغ جلاتے اور جب اپنے ذاتی معاملے کی باتیں کرتے تو ذاتی مال کا چراغ جلاتے۔ ایک شب وہ اسی حالت میں تھے کہ چراغ دھیما ہو گیا' اٹھ کر قریب گئے کہ اسے درست کریں' کہا گیا کہ امیر المومنین ہم لوگ آپ (کی خدمت) کے لیے کافی ہیں' انہوں نے کہا کہ میں کھڑا ہوں جب بھی عمر ہوں اور بیٹھوں جب بھی عمر ہوں۔

کبھی جھوٹ نہ بولا:

ابراہیم السکری سے مروی ہے کہ سلیمان بن عبدالملک اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے آزاد کردہ غلاموں کے درمیان گفتگو ہوئی۔ اس کو سلیمان نے عمر سے بیان کیا' جس وقت وہ ان سے گفتگو کر رہے تھے سلیمان نے کہا تم نے جھوٹ کہا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ جب سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا عیب ہے میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ مجاہد سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا' مجھے تیس درہم دیئے اور کہا کہ اے مجاہد یہ میرے وظیفے میں سے ہیں۔

غلام آزاد کرنے کا واقعہ:

حفص بن عمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک غلام کو آزاد نہیں کیا' وہ ان کے لیے لکڑیاں جمع کرتا اور مینگنیاں چنتا تھا' غلام نے ان سے کہا کہ سوائے میرے اور آپ کے سب لوگ خیر میں ہیں' انہوں نے کہا کہ جاؤ تم بھی آزاد ہو۔ اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی خلافت کے زمانے میں آیا' انہیں اس حال میں پایا کہ خمس کے لیے

علیحدہ بیت المال بنایا تھا' زکوٰۃ کے لیے علیحدہ اور غنیمت کے لیے علیحدہ۔

کفایت شعاری:

عمر بن میمون سے مروی ہے کہ میں اور عمر امت کے معاملات میں حفاظت کیا کرتے تھے' میں نے ان سے کہا کہ امیر المومنین! ان دفتروں کو دیکھئے کہ موٹے قلم سے لکھ کر طول دیا جاتا ہے حالانکہ وہ مسلمانوں کے بیت المال کا ہے' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے تمام اطراف میں لکھا کہ موٹے قلم سے دفتر میں ہرگز نہ لکھا جائے اور طول نہ دیا جائے' ان کے فرمان بھی مختصر ہو کے ایک بالشت یا اس کے قریب رہ گئے۔

حفص بن عمر بن ابی الزبیر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر ابن حزم کو لکھا: اما بعد' تم نے اپنے خط میں بیان کیا ہے کہ وہ کاغذ جو تمہارے پاس تھے ختم ہو گئے ہیں' ہم نے تمہارے لیے اس سے کم نہیں مقرر کیے تھے جتنے تم سے پہلے والوں کے لیے مقرر کیے جاتے تھے' لہٰذا اپنے قلم کو باریک کرو اور سطروں کو قریب' جامع طور پر اپنے حوائج ظاہر کرو کیونکہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے مال سے وہ چیز نکالوں جس سے وہ مستفیض نہ ہوں۔ عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے بیت المال سے کبھی کچھ وظیفہ نہیں لیا اور نہ اسے کم کیا' اسی پر ان کی وفات ہوگئی۔

مرتے دم تک عدل کرتے رہنے کی تمنا:

سبرہ بن عبدالعزیز بن الربیع بن سبرہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک دن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ واللہ میری دلی خواہش ہے کہ ایک روز عدل کروں اور اسی حالت میں اللہ مجھے اٹھا لے' ان کے بیٹے عبدالملک نے کہا کہ امیر المومنین' واللہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اونٹنی کا دودھ دوہنے میں ایک تھن سے دوسرے تھن تک ہاتھ لے جانے میں جتنی دیر لگتی ہے اتنی دیر آپ عدل کریں اور اسی حالت میں اللہ آپ کو اپنے پاس بلائے' پھر کہا کہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اگرچہ مجھ کو اور آپ کو ہانڈیاں اُبال دیں' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔

احتساب نفس:

جویریہ ابن اسما سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرا نفس ہی بڑا حریص ہے کہ جب کوئی چیز دی گئی تو اس سے بہتر کی حرص پیدا ہوگئی' جب اسے وہ چیز دے دی گئی جو جس سے افضل دنیا میں کوئی چیز نہ تھی (یعنی خلافت) تو اسے اس چیز کا شوق ہوا جو اس سے بھی افضل ہے (یعنی جنت) سعید نے کہا کہ جنت خلافت سے افضل ہے۔

میمون سے مروی ہے کہ میں چھ مہینے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مقیم رہا مگر نہیں دیکھا کہ انہوں نے اپنی چادر بدلی ہو' سوائے اس کے کہ ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک دھودی جاتی تھی اور ہلکا سا زعفرانی رنگ دے دیا جاتا تھا۔

مردار کی ہڈیوں سے بنی اشیاء:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ام ولد سے مروی ہے کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے تیل مانگا تیل اور ہاتھی کی ہڈیوں کا کنگھا ان کے پاس لائی' انہوں نے کنگھا واپس کر دیا اور کہا کہ یہ مردار ہے۔ میں نے کہا کہ اسے مردار کس نے بنایا' انہوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے'

ہاتھی کو کس نے ذبح کیا۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اور مزاحم کو فجر کی نماز سے پہلے بلا بھیجا' ہم ان کے پاس آئے' انہوں نے نہ تیل لگایا تھا اور نہ تیار ہوئے تھے' انہوں نے کہا کہ تم نے تیل سے عجلت کی' کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں کر سکتا کہ کنگھا منگا کے اسے اپنی داڑھی میں کرے۔

خوراک ولباس کا حال:

اسماعیل بن عیاش سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں چوبداروں کے سردار عمرو بن المہاجر سے پوچھا کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر میں کیا پہنا کرتے تھے' انہوں نے کہا کہ استر دار سیاہ جبہ۔ یعلیٰ بن حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی چادریں چھ ہاتھ ایک بالشت لمبی اور سات بالشت چوڑی تھیں۔

عمارہ بن ابی حفصہ سے مروی ہے کہ مسلمہ بن عبدالملک عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے' اپنی بہن فاطمہ بنت عبدالملک زوجہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آج امیر المومنین نے فاقے کی حالت میں صبح کی ہے' میں ان کا کرتہ میلا دیکھتا ہوں' لہٰذا انہیں اس کے علاوہ کوئی دوسرا کرتہ پہنا دو کہ ہم ان کے پاس لوگوں کو آنے کی اجازت دیں۔ وہ خاموش ہو گئیں' انہوں نے پھر کہا کہ امیر المومنین کو اس کے سوا دوسرا کرتہ پہنا دو' تو انہوں نے کہا کہ واللہ ان کے پاس اس کے سوا کوئی کرتہ نہیں۔

قمیص کی قیمت:

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں ریشم کا ٹکڑا سلیمان بن عبدالملک کے پاس لایا' ان کے یہاں عمر کو دیکھا کہ سب سے زیادہ سخت اور موٹی گردن والے تھے' عمر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہونے کے بعد ایک ہی سال گزرا تھا کہ میں ان کے پاس آیا' انہوں نے باہر آ کے ہمیں نماز پڑھائی' حالت یہ تھی کہ بدن پر ایک کرتہ تھا جو ایک دینار یا اسی کے قریب قیمت کا تھا' ایک رومال (ملیہ) بھی اسی قیمت کا تھا اور ایک عمامہ تھا جس کو انہوں نے اپنے شانوں کے درمیان لٹکا لیا تھا' وہ دبلے ہو گئے تھے' گردن بھی پتلی ہو گئی تھی۔

امیر المومنین کا باوقار لباس:

رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سب سے زیادہ عطر لگانے والے اور سب سے اچھا لباس پہننے والے اور چلنے میں سب سے آہستہ خرام تھے' جب خلیفہ ہوئے تو لوگوں نے ان کے کپڑوں کی قیمت کا اندازہ بارہ درہم کیا' یہ کپڑے ٹوپی' عمامہ' کرتہ' قبا' شالی رومال' موزے اور مصری چادر پر مشتمل تھے۔

سعید بن سوید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو جمعے کی نماز پڑھائی' حالت یہ تھی کہ بدن پر ایک کرتہ تھا جس کے چاک میں آگے اور پیچھے پیوند لگا ہوا تھا' نماز سے فارغ ہو کے وہ بھی بیٹھے اور ان کے ساتھ ہم بھی بیٹھ گئے' جماعت میں سے ایک شخص نے کہا کہ اگر آپ لباس پہنیں اور بنائیں (تو بہتر ہے) تھوڑی دیر تک سر جھکائے رہے جس سے ہم سمجھے کہ یہ بات انہیں ناگوار گزری' پھر انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ بہترین میانہ روی غصے کے وقت اور بہترین عفو قدرت کے وقت ہے۔

ازہر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خناصرہ میں لوگوں کو خطبہ سناتے دیکھا' بدن پر ایک پیوند لگا ہوا کرتہ

تھا۔ عمر بن مہاجر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے جبے ٹخنے اور جوتے کے تسمے کے درمیان تک دیکھے۔ معرف بن واصل سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اس طرح نکلے آئے کہ بدن پر دو سبز چادریں تھیں۔

عبید بن الولید بن ابی السائب الدمشقی سے مروی ہے کہ میں نے والد کو بیان کرتے سنا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خز کا ایک خاکی اور ایک زرد جبہ تھا اور خز کی ایک خاکی اور ایک زرد چادر تھی' جب خاکی جبہ پہنتے تو زرد چادر اوڑھتے اور جب زرد جبہ پہنتے تو خاکی چادر اوڑھتے' پھر انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔

عمر بن موسیٰ الانصاری سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا' وہ برآمد ہوئے' سر پر ایک خاکی رنگ کا شالی رومال تھا' میں نے عمر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا یہ خز کا ہے' انہوں نے کہا مجھے نہیں معلوم۔

ربیع بن صبیح سے مروی ہے کہ مجھ سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے کسی دیکھنے والے نے بیان کیا کہ وہ طیالسہ کے جبے میں بغیر تہ بند کے نماز پڑھتے تھے۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ اپنی مونچھیں بالکل صاف نہ کر دیتے بلکہ اچھی تراشتے۔ ابوالغصن سے مروی ہے کہ مجھے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مشک کی خوشبو محسوس ہوتی تھی۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ پیشانی پر سجدے کا نشان نہ تھا۔ ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے منبر پر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کبھی تلوار نہیں دیکھی۔

ایوب سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے چوتھی قبر کا مقام بیان کیا گیا' جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس ہے' لوگوں نے اس کو ان کے لیے پیش کیا اور کہا کہ اگر آپ مدینے کے قریب ہوتے (تو وہاں دفن ہونے کا امکان تھا) انہوں نے کہا کہ مجھے اللہ کا سوائے آگ کے ہر قسم کا عذاب کرنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ یہ جانے کہ میں اپنے کو اس مقام کا اہل سمجھتا ہوں۔

ایوب سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ امیر المومنین اگر آپ مدینے آتے اور وہاں اللہ تعالیٰ آپ کو موت دیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ آپ دفن کیے جاتے' انہوں نے کہا کہ واللہ خدا کا مجھے سوائے آگ کے ہر قسم کا عذاب دینا' جس پر مجھے صبر بھی نہ ہو سکے' اس سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ یہ جانے کہ میں اپنے کو اس کا اہل سمجھتا ہوں۔

اوزاعی سے مروی ہے کہ محمد بن المقدام نے فاطمہ بنت عبدالملک زوجہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کی رائے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مرض وفات کی ابتداء کس سے ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ میری رائے میں اس کی ابتداء یا اکثر حصے کی ابتداء خوف الٰہی سے ہوئی۔

عبدالمجید بن سہیل سے مروی ہے کہ میں نے طبیب کو دیکھا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے نکلا' ہم نے پوچھا کہ آج آپ نے ان کا قارورہ کیسا دیکھا' اس نے کہا کہ قارورے میں کوئی اندیشہ نہیں' البتہ انہیں لوگوں کے معاملات کی فکر ہے۔ ابن لہیعہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے بعض خطوط میں پایا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خوفِ خدا قتل کر دے گا۔

قبر کی زمین کی قیمت:

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائے مرض میں موجود تھا۔ یکم رجب ۱۰۱ھ کو

علیل ہوئے‘ بیس روز بیمار رہے‘ کسی ذمی کو بلا بھیجا‘ ہم لوگ دیر سمعان میں تھے‘ اس سے اپنی قبر کے لیے زمین کی قیمت چکائی‘ ذمی نے کہا کہ امیر المومنین یہ تو بڑی مبارک بات ہے کہ آپ کی قبر میری زمین میں ہو‘ میں نے اسے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے‘ مگر عمر نے انکار کیا‘ آخر اس زمین کو دو دینار میں خریدا اور دونوں دینار منگا کر اسے دے دیئے۔ ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے وفات سے پہلے اپنی قبر کی زمین دس دینار میں خریدی۔

ایام علالت:

شیخ اہل مکہ سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت عبدالملک اور ان کے بھائی مسلمہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے‘ ایک نے دوسرے سے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم لوگ ان پر گراں ہوں‘ دونوں اس وقت گئے کہ قبلے کے خلاف رخ کیے ہوئے تھے‘ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے تو وہ قبلے کی طرف منہ کیے ہوئے تھے‘ کوئی کہنے والا کہتا کہ ہم انہیں نہیں دیکھیں گے تو وہ کہتے:

تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لايريدون علوّا فى الارض ولافسادا والعاقبة للمتقين.

''یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے کریں گے جو زمین میں برتری و فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور آخرت (کی بھلائی) پرہیز گاروں ہی کے لیے ہے''۔

عمارۃ بن ابی حفصہ سے مروی ہے کہ مسلمہ بن عبدالملک عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مرض موت میں آئے اور کہا کہ آپ اپنے متعلقین کے لیے کس کو وصیت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب میں اللہ کو بھول جاؤں تو یاد دلا دینا‘ دوبارہ انہوں نے یہی پوچھا کہ اپنے متعلقین کے لیے آپ کس کو وصیت کرتے ہیں‘ انہوں نے کہا کہ ان میں میرا دوست وہ اللہ ہے جس نے قرآن نازل کیا اور وہ صالحین سے محبت کرتا ہے۔

ان وليى الله الذى نزل الكتاب وهو يتولى الصالحين.

یزید بن عبدالملک کو وصیت:

سلیمان بن موسیٰ سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو یزید بن عبدالملک کو لکھا: ''اما بعد‘ تم اس سے بچنا کہ تمہیں غلبے کے وقت پچھڑنا نہ پڑے کہ پھر اس کو لغزش کہا جائے اور تمہیں (اصلی حالت پر) لوٹنے کا موقع نہ دیا جائے اور جس کو تم نے پیچھے کر دیا وہ تمہاری تعریف نہ کرے گا‘ اور جس کے خلاف تم نے فیصلہ کیا ہے وہ تمہیں معذور نہ جانے گا والسلام''۔

سالم بن بشیر سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے یزید بن عبدالملک کو لکھا: ''سلام علیک‘ اما بعد‘ مجھے یہی چیز نظر آتی ہے جو میرے ساتھ ہے (یعنی موت) میرا گمان یہی ہے کہ خلافت عنقریب تمہیں پہنچے گی‘ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ سے ڈرنا‘ تم دنیا اس شخص کے لیے چھوڑ دو جو تمہاری مدح نہ کرے‘ اور اس کو پہنچاؤ جو تمہیں معذور نہ جانے‘ والسلام علیک''۔

پانچ کپڑوں میں کفن:

عبدالعزیز بن عمر سے مروی ہے کہ میرے والد نے وصیت کی تھی کہ انہیں پانچ سوتی کپڑوں کا کفن دیا جائے۔ ابوبکر بن محمد

بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی تھی کہ انہیں پانچ کپڑوں کا کفن دیا جائے جن میں کرتہ اور عمامہ بھی ہو۔ خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی تھی کہ انہیں پانچ کپڑوں کا کفن دیا جائے جن میں کرتہ وعمامہ بھی ہو انہوں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اعزہ میں سے جو مرتا تھا وہ اس کو اسی طرح کفن دیتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال و ناخن کفن میں رکھنے کی وصیت:

عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے وفات کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال اور ناخن منگائے اور کہا کہ جب میں مر جاؤں تو یہ بال اور ناخن لے کے میرے کفن میں رکھ دینا' لوگوں نے یہی کیا۔ سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان سے مروی ہے کہ میں عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا' انہوں نے اپنی آزاد کردہ کنیز سے کہا کہ میرا گمان ہے کہ تم میرے لیے حنوط (عطرمیت) کا انتظام کرو گی' اس میں مشک شامل نہ کرنا۔

عدل کے بے تاج بادشاہ کی رحلت:

سفیان بن عاصم سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ انہیں داہنی کروٹ پر قبلہ رخ کر دیا جائے۔ مغیرہ بن حکیم سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت عبدالملک نے کہا کہ میں عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مرض موت میں کہتے سنتی تھی کہ اے اللہ ان لوگوں پر میری موت کو پوشیدہ رکھ اگرچہ وہ دن کی ایک ہی ساعت کے لیے ہو' جب وہ دن ہوا جس دن کہ ان کی وفات ہوئی تو میں ان کے پاس سے چلی گئی تھی اور دوسرے مکان میں بیٹھی تھی' میرے اور ان کے درمیان دروازہ حائل تھا' وہ اپنے خیمے میں تھے' میں نے انہیں کہتے سنا کہ:

تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لايريدون علوّا فى الارض ولافسادا والعاقبة للمتقين.

اتنے میں ان کی آواز بند ہو گئی' جب کوئی حس وحرکت نہ سننے میں آئی تو میں نے وصیف سے' جو ان کا خادم تھا کہا کہ امیر المومنین کو دیکھو کیا وہ سوتے ہیں' جب وہ ان کے پاس گئے تو چیخ ماری' میں بھی دوڑی' دیکھا تو جان بحق تسلیم کر چکے تھے' رخ قبلے کی طرف تھا' آنکھیں ڈھانک لی تھیں' ایک ہاتھ منہ پر رکھ لیا تھا اور دوسرا آنکھوں پر۔

قبر میں چہرہ روشن اور قبلہ رُخ ہونا:

رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مرض موت میں مجھ سے کہا کہ تم بھی ان لوگوں میں ہونا جو مجھے غسل وکفن دیں اور میری قبر میں اتریں' جب مجھے میری لحد میں دیکھ دینا تو کفن کی گرہ کھول کے میرے چہرے کو دیکھنا' کیونکہ میں نے تین خلفاء کو دفن کیا ہے' ہر ایک کو جب قبر میں رکھا تو گرہ کھول دی' چہرے کو دیکھا تو سیاہ اور قبلہ رُخ سے پھرا ہوا تھا۔ رجاء نے کہا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے عمر رحمۃ اللہ علیہ کو غسل وکفن دیا اور ان کی قبر میں اترے' جب میں نے گرہ کھول کر دیکھا تو کاغذوں کی طرح تھا' اور قبلہ رُخ تھا۔

مخلد بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پچاس (دن) سے ملاقات کی وہ بنی میں اترے ہوئے تھے' فاضل وبہترین وسن رسیدہ تھے۔ یوسف بن ماہک سے مروی ہے کہ جس وقت ہم لوگ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر مٹی برابر کر

رہے تھے تو آسمان سے ایک کاغذ گرا جس میں لکھا تھا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' اللہ کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دوزخ سے پناہ دے''۔

مدت خلافت و تاریخ وفات:

عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ۲۰/رجب ۱۰۱ھ کو وفات ہوئی' اس وقت وہ انتالیس سال اور چند ماہ کے تھے' خلافت دو سال پانچ مہینے کی۔ وفات دیر سمعان میں ہوئی۔

ہیثم بن واقد سے مروی ہے کہ میری ولادت ۷۸ھ میں ہوئی اور عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ وابق میں ۲۰/صفر ۹۹ھ میں خلیفہ بنائے گئے' جو عطاء انہوں نے سالانہ مسلمانوں میں تقسیم کی اس سے مجھے تین دینار ملے۔ وفات ۲۵/رجب ۱۰۱ھ یوم چہارشنبہ کو خناصرہ میں ہوئی' بیس دن بیمار رہے' ان کی خلافت دو سال پانچ مہینے اور چار دن رہی' انتالیس سال اور چند ماہ کی عمر میں وفات ہوئی اور دیر سمعان میں دفن کیے گئے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات انتالیس سال پانچ ماہ کی عمر میں ہوئی۔ سعید بن عامر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ وفات کے دن انتالیس سال اور چند ماہ کے تھے۔ ابوبکر بن عیاش سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر انتالیس سال گزرے تھے۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال کے تھے۔ سفیان نے کہا کہ میں نے ان کے فرزند سے پوچھا کہ وہ کس سن کو پہنچے تھے' تو انہوں نے کہا کہ چالیس سال سے زائد نہ تھے اور دو سال سے کچھ زائد خلیفہ رہے۔ معاویہ بن صالح سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے لوگوں کو وصیت کی کہ میرے لیے قبر کھودنا مگر گہری نہ کرنا کیونکہ زمین کا بہترین حصہ اوپر کا ہے اور بدترین نیچے کا۔ وہیب بن الورد سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جب وفات ہوگئی تو فقہاء ان کی بیوی کے پاس تعزیت کرنے آئے اور کہا کہ ہم اس لیے آپ کے پاس آئے ہیں کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کریں کیوں کہ.......................

طبقہ سادسہ

بن رافع بن خدیج وطماح' ان کی والدہ ام یحییٰ بنت طماح ابن عبدالحمید بن رافع بن خدیج تھیں' محمد کی کنیت ابوعبداللہ تھی' وفات ابوجعفر کی خلافت میں مدینے میں ہوئی۔

عبداللہ بن الہریر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن بن رافع بن خدیج' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبداللہ بن الہریر کے یہاں فضل پیدا ہوئے' ان کی والدہ سہلہ بنت حابس ابن امرئ القیس بن رفاعہ بن رافع بن خدیج تھیں۔ سبرہ و عیسیٰ والمنذر و عفراء وام رافع' ان کی والدہ تامہ بنت بن عیسیٰ بن سہل ابن رافع بن خدیج تھیں۔

محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سہل بن ابی حثمہ کا نام عبداللہ بن ساعدہ بن عامر بن عدی بن جشم ابن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھا' ان کی والدہ قیس عیلان کے اشجع میں سے تھیں۔ محمد بن یحییٰ کے یہاں حمادہ پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ام الحسن بنت عمر ابن عبدالعزیز بن محمد بن ابی عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث تھیں۔

محمد بن یحییٰ کی کنیت ابوعبداللہ تھی' ان کی وفات مہدی کی خلافت میں ۱۶۶ھ میں ہوئی۔

عبدالمجید بن ابی عبس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محمد بن ابی عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالمجید بن ابی عبس کے یہاں احمد و مریم پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ شریفہ بنت القاسم بن محمد بن ابی عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ تھیں۔ عبدالمجید کی کنیت ابومحمد تھی' وفات مہدی کی خلافت ۱۶۴ھ میں ہوئی' قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الفضیل بن الحارث بن عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیہ بن عامر بن خطمہ' ان کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن الاوس تھا' ان کی والدہ مریم بنت عدی ابن الحارث بن عمیر الخطمی تھیں۔ عبداللہ بن الحارث کے یہاں حارث و عیسیٰ پیدا ہوئے' دونوں کی والدہ حبابہ بنت عیسیٰ بن معن بن معبد بن شریق بن اوس بن عدی بن امیہ ابن عامر بن خطمہ تھیں۔ عبداللہ کی کنیت ابوالحارث تھی' وفات مہدی کی خلافت ۱۶۴ھ میں ہوئی۔

خالد بن القاسم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمن بن خالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ' وہ خزرج کے تھے۔ خالد بن القاسم کے یہاں ام القاسم پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ خالد کی کنیت ابومحمد تھی' وفات ترانوے سال کی عمر میں ۱۶۴ھ میں ہوئی' قلیل الحدیث تھے۔

سعید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی زید جو معلّی بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک ابن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی اولاد میں سے تھے۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سعید بن محمد بن ابی زید' دین و تقویٰ و فضل و عقل والوں میں سے تھے' ان کی ایک چھوٹی سی شور زمین تھی جس سے دو دینار سالانہ ملتے' وہ اسی آمدنی پر ثابت قدم تھے اور اسی پر قناعت کرتے تھے' ان کی کنیز اور وہ خود صبح کو جاتے' اپنی زمین سے کچی گری ہوئی کھجوریں چنتے اور اس کنیز سے اپنے متعلقین کے پاس بھیج دیتے' اشدت پر بہت صابر تھے' تھوڑا یا بہت اس کا کبھی کسی سے شکوہ نہ کرتے۔

کچھ بھیجا جاتا تو کہتے کہ میں مالدار ہوں اور جو انہیں کچھ بھیجتا اس سے سخت ناراض اور بے انتہا رنجیدہ ہوتے' سب سے

زیادہ اپنے نفس کو عیوب سے پاک رکھتے' ہمارے پاس صرف دو کپڑوں میں آ کر حدیث بیان کرتے' یہی دو کپڑے جاڑے میں بھی اور گرمی میں بھی ہوتے جن کو ہم ہمیشہ صاف اور ستھرا دیکھتے۔

ولیمے کی دعوت دی جاتی تو قبول کر لیتے مگر کچھ کھاتے نہ تھے اور دعوت کرنے والوں کو دعا دیتے' کہا جاتا کہ ابو محمد آپ کیوں نہیں کھاتے تو جواب دیتے مجھے یہ پسند نہیں کہ اپنے پیٹ کو عمدہ کھانے کا خوگر بناؤں جس سے یہ اس کھانے پر راضی نہ ہو جو میں اسے کھلاتا ہوں' میں نہیں چاہتا کہ اس کی خواہش کروں۔

جب عبدالرحمٰن بن ابی الزناد خراج مدینے کے والی ہوئے تو انہوں نے سعید ابن محمد بن ابی زید کو سو دینار بھیجے' سعید نے کہا کہ واللہ میں ان کو کبھی قبول نہ کروں گا اور نہ یہ میرے لیے مناسب ہے۔ سبحان اللہ' کیا انہیں اس ہدیے سے شرم نہیں آتی' عبدالرحمٰن نے سعید کو کسی ولایت کا والی بنایا اور قبیلہ اسد و طے کا ساعی (محصول وصول کرنے کا عہدہ دار) مقرر کیا' انہوں نے کہا کہ میں یہ خدمت بھی نہ کروں گا۔

عبدالرحمٰن ان کے پاس قاصد بھیجتے رہے' آخر سعید بن محمد ان کے پاس آئے اور کہا کہ میں سمجھ گیا کہ تم میرے ساتھ احسان کرنا چاہتے ہو' میرے ساتھ تمہارا پورا احسان یہ ہے کہ مجھے ان خدمات سے معاف کرو' مجھے ان کی ضرورت نہیں' بحمد اللہ میرے پاس اس سے بچنے بھر کا ہے' عبدالرحمٰن نے انہیں چھوڑ دیا اور معاف کر دیا۔

ابن ابی حبیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

نام ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ تھا اور کنیت ابو اسماعیل' عبداللہ بن سعد ابن زید الاشہلی کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے' بڑے نمازی و عبادت گزار تھے' ساٹھ برس روزے رکھے تھے' وفات بیاسی سال کی عمر میں بعہد خلافت مہدی ۱۶۵ھ میں ہوئی' قلیل الحدیث تھے۔

کثیر بن عبداللہ بن عوف رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے' ضعیف سمجھے جاتے تھے۔

یزید بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جعدبہ اللیثی' انہیں (لیثیون) میں سے تھے' کنیت ابوالحکم تھی' بصرہ منتقل ہو گئے تھے اور وہیں مہدی کی خلافت میں وفات ہوئی' قلیل الحدیث تھے اور ضعیف سمجھے جاتے تھے۔

اسامہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن اسلم مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بن نفیل' کنیت ابوزید تھی۔ قاسم بن محمد و سالم بن عبداللہ اور نافع مولائے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا تھا' کثیر الحدیث تھے مگر معتبر نہ تھے' وفات ابوجعفر کی خلافت میں مدینے میں ہوئی۔

عبداللہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن اسلم مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' حدیث میں اسلم کی اولاد میں سب سے زیادہ معتبر تھے' وفات مہدی کی ابتدائے

خلافت میں مدینے میں ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن اسلم مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' وفات ابتدائے خلافت ہارون الرشید میں مدینے میں ہوئی' کثیر الحدیث مگر نہایت ضعیف تھے۔

داؤد بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن دینار مولائے آل حنین' بنی عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے موالی میں سے تھے' کنیت ابوسلیمان تھی۔ محمد بن محمد بن ابی یحییٰ سے مروی ہے کہ خالد بن دینار مولائے آل حنین موالی بنی عباس تھے' بڑے بامروت تھے۔

میں والد کے ہمراہ مسجد میں تھا کہ ایک پکارنے والا دروازے پر ندا دے رہا تھا کہ جو خالد بن دینار کے جنازے پر آئے' اللہ اس پر رحمت کرے۔ لوگ اپنے گھروں سے نکلے' ابھی جنازے کے منتظر تھے کہ ایک شخص ان کے مکان سے نکل کر آیا اور کہا کہ اللہ تم لوگوں کو اجر دے' واپس جاؤ ان کی نبض چل رہی ہے' لوگ واپس گئے۔ اس کے بعد وہ زندہ رہے اور تین بیٹے پیدا ہوئے' داؤد بن خالد و شمیل بن خالد و یحییٰ بن خالد' سب کے سب عامل حدیث و روای علم ہوئے' خالد کے یہاں بھی بیٹیاں پیدا ہوئیں' ان کے بیٹے بھی بالغ ہوئے اور ان کے یہاں بھی اولاد پیدا ہوئی' وہ لوگ تاجر تھے۔

عبدالصمد بن علی والی مدینہ ہو کر آئے تو انہوں نے ان لوگوں کو تعلق والا (آقا و غلام ہونے) کی وجہ سے بلا بھیجا اور جو عہدہ خالی تھا پیش کیا' ان لوگوں نے کہا کہ اللہ امیر کی اصلاح کرے' ہم لوگ تو تاجر ہیں' ہمیں شاہی عہدے میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں' لہٰذا ہمیں اس سے معاف کیجئے' انہوں نے ان لوگوں کو معاف کر دیا' وہ ان کا اکرام کیا کرتے تھے۔

شمیل بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن دینار مولائے آل حنین موالی بنی عباس بن عبدالمطلب' ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

یحییٰ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن دینار مولائے آل حنین موالی بنی عباس بن عبدالمطلب' ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عبدالعزیز بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی سلمۃ الماجشون' کنیت ابوعبداللہ تھی' آل ہدیر التیمی کے مولیٰ تھے۔ وفات مہدی کی خلافت میں ہجرت نبوی کے ۱۶۴ سال بعد بغداد میں ہوئی۔ مہدی نے ان پر نماز پڑھی اور مقابر قریش میں دفن کیا' ثقہ و کثیر الحدیث تھے' بہ نسبت اہل مدینہ کے اہل بغداد نے ان سے زیادہ روایت کی ہے۔

یوسف بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی سلمہ' یعقوب ہی ماجشون تھے' ان کے اور ان کے چچا کے بیٹے اس نام سے منسوب ہو گئے۔ یوسف بن الماجشون سے مروی ہے کہ میں سلیمان بن عبدالملک کے زمانے میں پیدا ہوا' سلیمان نے میری عطا مقرر کی' جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ والی ہوئے تو

انہوں نے دیوان کا معائنہ کیا' میرے نام پر پہنچے تو کہا کہ مجھے اس لڑکے کی ولادت کا کسی نے نہیں بتایا' یہ چھوٹا ہے اور اہل فرائض میں سے نہیں ہے' انہوں نے مجھے ناکام واپس کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال:

فلیح بن سلیمان:

ابن ابی المغیرہ بن حنین کہ خاندان زید بن الخطاب بن نفیل العدوی کے مولیٰ تھے' عبید بن حنین جنہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' ابو فلیح سلیمان ابن ابی المغیرہ کے چچا تھا۔ فلیح کا نام عبدالملک تھا مگر لقب نام پر غالب آ گیا۔ فلیح جب ابو جعفر کی طرف سے والیٔ مدینہ ہوئے تو حسن بن زید بن حسن بن علی رضی اللہ عنہما پر سختی کی' دونوں کے درمیان سخت کلامی بھی ہوگئی تھی' حسن بن زید انہیں ایذا دیتے اور پریشان کرتے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبداللہ بن ذکوان تھا' ذکوان رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے مولیٰ تھے' رملہ بنت شیبہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ عبدالرحمٰن کی کنیت ابو محمد تھی' ولادت ۱۰۰ھ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں ہوئی۔ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ محمد بن عبدالعزیز الزہری ابوالزناد کے پاس آئے اور مدینے کے محکمہ قضا کے والی (قاضی) ہو گئے۔ عبدالرحمٰن ابن ابی الزناد اور عبداللہ بن محمد بن سمعان کے درمیان بحث اور جھگڑا ہوا' عبدالرحمٰن نے عبداللہ کو باتیں سنائیں' عبداللہ نے (لوگوں سے) کہا کہ ان کے خلاف گواہی دو' اور انہیں محمد بن عبدالعزیز (قاضی مدینہ) کے سامنے لائے' عبدالرحمٰن کے خلاف شہادت دی گئی' قاضی نے ان کو قید کر دیا اور سترہ تازیانے مارے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن ابی الزناد مدینے کے والیٔ خراج ہو گئے' اصحاب خیر و تقویٰ اور علمائے حدیث سے مدد لیا کرتے تھے' اپنے کام میں بڑے فاضل اور کثیر الحدیث عالم تھے' ایک شخص نے انہیں قرآن سنایا' قراءت خوش الحانی سے کی' جو لوگ وہاں موجود تھے ان میں سے بعض ہنسے' عبدالرحمٰن خاموش رہے' جب وہ شخص چلا گیا تو انہوں نے ان لوگوں پر عتاب کیا اور کہا کہ تم کو اس (خلاف تہذیب حرکت) سے شرم نہیں آتی۔

راوی نے کہا کہ ایک شخص نے ان کو حدیث سنائی جس کو وہ لکھتے تھے اور یہ نہیں چاہتے تھے کہ اس کو ہر شخص سنے' جب وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا تو وہ عبدالرحمٰن کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اگر میں ان سے کہتا کہ اس کو پوشیدہ رکھنا تو وہ اس پر غل مچاتے' لیکن میں نے انہیں چھوڑ دیا' وہ نہیں جانتے کہ میں اس کو پوشیدہ رکھتا ہوں' انہوں نے اس کی پروانہ کی' اور وہ ان تمام حدیثوں کی طرح رہی جو ان کے پاس تھیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد بغداد آئے' لوگوں سے حدیث بیان کی' بیمار ہو کے وہیں ۱۷۴ھ میں چوہتر سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ کثیر الحدیث وضعیف تھے۔ ان کے بھائی:

ابوالقاسم بن ابی الزناد رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے بھی روایت کی گئی ہے وہ بھی بغداد آ گئے تھے اور لوگوں نے ان سے سنا۔

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی الزناد کی کنیت ابوعبداللہ تھی' ان کی اور ان کے والد کی عمر میں سترہ سال کا فرق تھا اور موت میں اکیس شب کا فرق رہا' دونوں باب التبین کے مقابر میں دفن ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ مجھ سے ابوبکر بن محمد بن عمرو ابن حزم ملے اور کہا کہ عبدالرحمٰن! تمہارے یہاں اولاد ہوئی' میں نے کہا' ہاں' پوچھا' تم کتنے سال کے ہو میں نے کہا' سترہ سال کا' میں سترہ سال کا تھا کہ میرے یہاں محمد پیدا ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عبدالرحمٰن نے علقمہ وشریک بن عبداللہ بن ابی نمر اور سوائے ابوالزناد کے جتنے ان کے والد کے راوی تھے سب سے ملاقات کی' ان سے حدیث بیان کرنے کی درخواست کی جاتی تو انکار کرتے اور کہتے کہ میں حدیث بیان کروں حالانکہ والد (ابھی) زندہ ہیں' مگر سوائے حدیث کے بعد اس حدیث کے جو ان سے خاص تھی۔

والد بزرگوار کی خدمت اور تعظیم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے اور ان سے بہت زیادہ ڈرتے' میں نے ایک روز ان کو اس حالت میں دیکھا کہ پسلی میں درد تھا' دروازے پر بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے کہ والد اجازت دیں تو واپس جائیں' حالانکہ درد شدید تھا' جب ان کے والد کا قاصد نکلا اور کہا کہ واپس جائیے تو وہ واپس ہوئے۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ چلے جاتے تو کچھ حرج نہ تھا' انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ کیا اس وقت ضرورت تھی؟ اگر میں اتنا ٹھہرتا جتنا اللہ چاہتا اور والد اجازت نہ دیتے تو میں اپنی جگہ سے نہ ہٹتا۔

محمد بن عبدالرحمٰن میں ایسی خصلتیں تھیں کہ ان میں ایک بھی نظرانداز نہیں کی جا سکتی' ان خصلتوں میں سے ایک بھی اگر کسی شخص میں ہو تو وہ کامل ہو جائے' قرأت قرآن' قرأت سنتر' عربیت' عروض' حساب' اجازت نامے' دفاتر میں رکھنا اور حقوق (مقدمات) کی یادداشتیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے قاضی محمد بن عمران الطلحی سے اس وقت سنا کہ ان کے پاس ایک خط لایا گیا اور سنایا جا رہا تھا کہ اسے محمد بن عبدالرحمٰن کے سامنے پیش کرو' کہا گیا کہ نہیں' انہوں نے کہا کہ لے جاؤ اور ان کے سامنے پیش کرو' پھر میرے پاس لاؤ۔ تقسیم وفرائض اور اس کے حساب اور اس کی تقسیم اور حدیث کو یقین اور فہم کے ساتھ سب سے زیادہ وہی جانتے تھے۔

سلیمان بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو زید بن اسلم پر جرأت کرے اور ان سے کہے کہ کیا آپ نے محمد بن عبدالرحمٰن کے سوا بھی کسی سے سنا ہے' مگر میں نے ان کو زید بن اسلم سے کہتے سنا ہے کہ اے ابواسامہ میں نے سنا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سب سے زیادہ اپنے والد کے ساتھ نیکی کرتے تھے ان کے والد حلقے میں ہوتے اور وہ پیچھے ہوتے' ان کے والد کہتے اے محمد' وہ اس وقت تک جواب نہ دیتے جب تک کہ اپنے والد کے سرہانے آ کے کھڑے نہ ہو جاتے' پھر لبیک کہتے' ان کے والد اپنی ضرورت بتاتے' ہیبت کی وجہ سے وہ سمجھ نہ سکتے اور دوبارہ سمجھنے کی درخواست کرتے' پھر وہ انہیں

بتاتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عبدالرحمٰن اپنے والد عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کے ہمراہ بغداد میں تھے' وفات والد کے اکیس دن کے بعد ۱۷۴ھ میں ہوئی' اس وقت ستاون سال کے تھے' دونوں (باپ بیٹے) باب التین کے مقابر میں دفن کیے گئے۔ سوائے محمد بن عمر کے ان سے اور کسی نے روایت نہیں کی۔

ابو معشر نجیح رحمۃ اللہ علیہ:

بنی مخزوم کی کسی عورت کے مکاتب تھے' بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو گئے تھے۔ ام موسیٰ بنت منصور الحمیر یہ نے ان کا ولاء (حق میراث آقا بعد آزادی غلام) خرید لیا تھا۔ وفات بغداد میں ۱۷۰ھ میں ہوئی' کثیر الحدیث وضعیف تھے۔

اسمٰعیل بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عقبہ' موسیٰ بن عقبہ کے بھتیجے تھے' کنیت ابواسحاق تھی' نافع مولائے ابن عمر و عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو دیکھا تھا اور دونوں سے صحیح حدیث روایت کی' مغازی (واقعات جنگ) کے متعلق اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتے تھے جن سے محمد بن عمر و اسمٰعیل بن ابی اویس وغیرہ نے سنا' وفات مہدی کی خلافت کے شروع میں مدینے میں ہوئی۔

محمد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

الجوسق' مولائے بنی مخزوم' کنیت ابوعبداللہ تھی' وفات ۱۶۰ھ میں ہوئی۔

محمد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جماز' مولائے بنی تمیم بن مرہ' کنیت ابوعبداللہ تھی' فقیہ تھے اور احادیث کے متعلق اپنی رائے میں بصیرت رکھتے تھے' لیکن اس کو ترک کر کے عبادت کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ وفات ۱۷۷ھ میں مدینے میں ہارون کی خلافت میں ہوئی۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ جب محمد بن مسلم بن جماز کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے سوائے چند اشیاء کے اور کوئی وصیت نہیں کی' انہوں نے کہا کہ میں گھر والوں کی شکایت سنا کرتا تھا جو وہ ہمارے اس پرنالے کے متعلق کرتے تھے کہ ان کے مکان کے راستے میں ہے۔ میں نے اپنے بزرگوں کو اسی طرح اس مکان میں پایا کہ پرنالہ اپنے مقام پر تھا' میں نے ارادہ کیا کہ اسے دوسری جگہ بدل دوں' مگر مکان میں کوئی ایسا موقع نہ پایا جو اس کے لیے مناسب ہو' میں منتقل کرنے کے ارادے سے جاتا تھا مگر ہمت نہ ہوتی تھی' ڈرتا تھا کہ اپنی بھتیجیوں کو جو چھوٹی چھوٹی پردہ نشین لڑکیاں ہیں منتقل کروں تو ان کے والد کی حال ہی میں وفات ہوئی ہے وہ رنجیدہ ہوں گی' لہٰذا چاہتا ہوں کہ تم لوگ صاحب خانہ سے پرنالے کے بارے میں گفتگو کرو کہ مجھے اس کی اجازت دے دیں' البتہ اگر اس میں نقصان ہو تو بحال رکھا جائے۔

اسحاق بن شعیب بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ نے مجھ سے اجازت چاہی تھی کہ میرے مکان میں ایک روشندان کھولیں جو ان کے تاریک مکان کو روشن کر دے اور وہ روشن دان کی بلندی تک اونچا کریں گے کہ ہماری بے پردگی نہ ہو' میں نے انہیں اجازت دے دی تو وہ سامان لے آئے' پھر مجھے خیال آیا کہ میرے بھائی کی لڑکیاں کمسن ہیں اور مجھے ان کی بے پردگی کا اطمینان نہیں

ہے اس لیے میں نے انکار کر دیا لہٰذا تم لوگ اسحاق سے گفتگو کرو کہ وہ میرے ہاں کہنے اور پھر نہیں کہنے کو معاف کر دیں۔

یہ تین درہم ہیں کہ تیس سال سے زائد مدت سے میرے صندوق کے خانے میں ہیں۔ میں ہتھیار کی مشق کرتا تھا' معلوم نہیں کہ وہ میرے ہیں یا امانت ہیں یا قرضدار نے ادا کیے ہیں' دریافت کرنا اور لوگ اس کے بارے میں جو مشورہ دیں اس پر عمل کرنا۔ فلاں خاندان کے لوگوں نے میرے پاس ایک طشت دو دینار میں رہن رکھا تھا' مجھے خبر دی گئی کہ میرے متعلقین نے ایک مرتبہ اس میں کھانا کھایا ہے' لہٰذا اس کے مالک سے میرے لیے معاف کرا لو' اگر وہ معاف کر دے (تو خیر) ورنہ دونوں دینار اسے واپس کر دو۔ جو نفقہ کہ میں نے چھوڑا ہے وہ تقریباً ستر دینار ہیں' ان کا ایک ثلث بطور وصیت میرے بھائی کی لڑکیوں کے لیے ہے اور دو ثلث بطور میراث میرے بھائی کے بیٹوں کے لیے۔

سحبل بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی یحییٰ' ابن یحییٰ کا نام سمعان تھا کہ اسلمیین کے مولیٰ تھے' سحبل کا نام عبداللہ تھا اور کنیت ابو محمد تھی' فاضل و عاقل و کریم تھے۔ وفات ۱۶۲ھ میں بعہد خلافت مہدی مدینے میں ہوئی' کچھ زیادہ قلیل الحدیث نہ تھے۔

سلیمان بن بلال رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو محمد تھی' قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے' وہ بربری (زنجباری) خوبصورت' خوش ہیئت و عاقل تھے' مفتی شہر اور مدینے کے والیٔ خراج تھے۔ وفات ۱۷۲ھ میں بزمانہ خلافت ہارون مدینے میں ہوئی' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن قسیط اللیثی' انہیں لیثیون میں سے تھے۔ ان کے بھائی:

قاسم بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن قسیط اللیثی' انہیں لیثیون میں سے تھے۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن خالد بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ' ان کی والدہ ام ولد تھیں' ابوالزناد وغیرہ سے روایت کی ہے۔ یہی ہیں کہ قصی کہلاتے تھے اور اسی نام سے مشہور تھے۔

اُبی بن عباس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سہل بن سعد بن مالک بن خالد جو خزرج کے بنی ساعدہ میں سے تھے۔ ان کی والدہ جمال بنت جعدہ بن مالک بن سعد بن نافذ بن غیظ بن عوف' بنی سلیم کی تھیں۔ ابی کے یہاں سہل و کلثم پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ عاتکہ بنت عبدالرحمٰن بن خزیمہ بن فراس بن حارثہ بنی سلیم کی تھیں۔ ابی کے یہاں سہل و کلثم پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ عاتکہ بنت عبدالرحمٰن بن خزیمہ بن فراس بن حارثہ بنی سلیم کی تھیں۔

عبدالمہیمن بن عباس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سہیل بن سعد بن مالک بن خالد' خزرج کے بنی ساعدہ میں سے تھے۔ان کی والدہ ام ولد تھیں۔عبدالمہیمن بن عباس کے یہاں عمر وظبیہ پیدا ہوئیں' دونوں کی والدہ امیمہ بنت عبداللہ بن الربیع بنی سلیم سے تھیں۔

عمر وو ابیہ' ان دونوں کی والدہ عبدہ بنت عمران جہینہ میں سے تھیں۔ سیدہ' ان کی والدہ ام عمرو بنت سہم بن معروف جہینہ کی شاخ حرقہ سے تھیں۔

ایوب بن النعمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد کہ بنی سلمہ کی تھیں' ان کی والدہ ام عثمان تھیں' بنت عمرو بن عبداللہ بن انیس جو بنی سلمہ کے حلیف تھے۔

ایوب بن النعمان کے یہاں ثواب پیدا ہوئے' ان کی والدہ سکینہ بنت مطروف بن عبدالعزیز بن ابی الازغر اسلم کی تھیں۔

عثمان بن الضحاک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ ابن قصی' محمد بن عمر الواقدی وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔ان کے بیٹے:

ضحاک بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام بن خویلد بن اسد ابن عبدالعزیٰ بن قصی' جن سے مصعب بن عبداللہ الزبیری وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

ہشام بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام المخزومی' ان کی والدہ بنی مرہ کی تھیں' ہشام بن عروہ ہی کے ساتھ رہتے تھے اوران کے مخصوصین میں سے تھے' ان سے انہوں نے بہت کچھ سنا مگر کوئی روایت نہیں کی' انہیں مرد بزرگ سمجھا جاتا تھا' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کاربند تھے۔

جب امیر المومنین ہارون نے حج کیا تو ابوبکر بن عبداللہ الزبیری کہ اس زمانے میں والیٔ مدینہ تھے ہارون سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے' ہمراہ چند معززین اہل مدینہ کو بھی لے گئے جن میں ہشام بن عبداللہ بھی تھے' ابوبکر خلیفہ سے مقام نقرہ میں ملے اور سلام کیا' انہوں نے ان لوگوں کو دریافت کیا جو ہمراہ تھے' ابوبکر نے ہشام بن عبداللہ کا ذکر کیا اور ان کی تعریف کی' ہارون نے ان کو بلایا' وہ گئے' سلام کیا' دعا دی اور ایسی نصیحت آمیز باتیں کیں جن سے خوش ہو کے ان کو قضائے مدینہ کا والی بنا دیا اور چار ہزار دینار انعام دیئے۔

ہشام سخی تھے' اعزہ کے ساتھ نیکی کرتے' کنیت ابوالولید تھی۔

قاسم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن دینار مولائے عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔

طبقہ سابعہ

دراوردی رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبدالعزیز بن محمد بن عبید بن ابی عبید تھا' کنیت ابومحمد تھی' قبیلہ قضاعہ کے برک بن دبرہ برادر کلب بن دبرہ کے مولیٰ تھے' خاندانی تعلق خراسان کے ایک گاؤں دراورد سے تھا۔ وہ خود مدینے میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی' مدینے ہی میں علم حاصل کیا اور احادیث سنیں اور وہیں رہے' ۱۸۷ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ کثیر الحدیث تھے اور غلطی کرتے تھے۔

عبدالعزیز بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ:

ابوحازم کا نام سلمہ بن دینار تھے' بنی اشجع کے مولیٰ تھے' عبدالعزیز کی کنیت ابوتمام تھی' ۱۰۷ھ میں ان کی ولادت ہوئی اور ۱۸۴ھ میں مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمعے کے دن ناگہانی طور پر وفات ہوگئی' ان کا مکان فروخت کیا گیا تو اس میں چار ہزار دینار مدفون پائے گئے' کثیر الحدیث تھے مگر دراوردی سے کم۔

ابوعلقمہ الفروی رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن ابی فروہ تھا۔ آل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے' نافع وسعید بن ابی سعید المقبری وصلت بن زبید سے ملے ہیں اور ان لوگوں سے روایت بھی کی ہے' انہیں اتنی عمر ملی کہ ہم لوگ ۱۸۹ھ میں مدینے میں ان سے ملے' اس کے بعد ان کی وفات ہوئی۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی یحییٰ' مولائے اسلم' کنیت ابواسحاق تھی' اپنے بھائی سحبل سے دس سال چھوٹے تھے۔ وفات ۱۸۴ھ میں مدینے میں ہوئی' کثیر الحدیث تھے' ان کی حدیث ترک کردی گئی تھی لکھی نہیں جاتی تھی۔

حاتم بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابواسماعیل تھی۔ محمد بن عمر سے مروی ہے کہ حاتم بن اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بنی عبدالمدان بن الدیان کے' جو بنی الحارث بن کعب سے تھے' مولیٰ تھے' انہوں نے مجھے اپنے والد کا دفتر دیا اور کہا کہ تاوقتیکہ میں مر نہ جاؤں اس کا ذکر نہ کرنا' ان کا خاندان کوفی تھا مگر وہ مدینے میں منتقل ہوکر رہ پڑے اور یہیں ۱۸۶ھ میں ہارون الرشید کی خلافت میں وفات ہوئی' ثقہ وقابل اطمینان وکثیر الحدیث تھے۔

محمد بن عمر الواقدی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن واقد' کنیت ابوعبداللہ الواقدی تھی' اسلم کی شاخ بنی سہم کے مولیٰ تھے' مدینے سے منتقل ہو کر بغداد کی سکونت اختیار کر لی' امیر المومنین عبداللہ ابن ہارون کی جانب سے چار سال تک عسکر مہدی میں محکمہ قضا رہے' مغازی و سیرت و فتوح کے زبردست عالم اور حدیث و احکام میں لوگوں کے اختلاف اور اتفاق کے جید فاضل تھے' انہوں نے اس کو ان کتابوں میں واضح طور پر بیان کیا ہے جن کو تصنیف و تالیف کیا اور ان میں حدیثیں بیان کی ہیں۔

ہارون الرشید کے لئے مقامات مقدسہ کی زیارت کا اہتمام:

عبداللہ بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ مجھ سے واقدی نے کہا کہ امیر المومنین ہارون الرشید نے حج کیا اور مدینہ آئے' یحییٰ بن خالد سے کہا کہ مجھے ایک ایسے شخص کی تلاش ہے جو مدینہ منورہ اور مشاہد سے (یعنی ان مقامات سے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک پہنچا) خوب واقف ہو (اس امر سے بھی آگاہ ہو کہ) جبرئیل علیہ السلام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول کیوں کر ہوتا تھا' اور وہ آپ کے پاس کس کس صورت سے آتے تھے اور قبور شہدا کو بھی جانتا ہو۔ یحییٰ بن خالد نے دریافت کیا تو سب نے مجھی کو بتایا' انہوں نے مجھے بلا بھیجا' میں ان کے پاس آیا' یہ عصر کے بعد کا وقت تھا' مجھ سے کہا کہ اے شیخ! امیر المومنین اعزہ اللہ چاہتے ہیں کہ آپ عشا کی نماز مسجد میں پڑھیں اور ہمارے ساتھ ان مشاہد تک چلیں' ہمیں ان سے اور اس مقام سے آگاہ کریں جہاں جبریل علیہ السلام آتے تھے (اس کے صلے میں) آپ مقرب ہو جائیں گے۔

میں نے عشا کی نماز پڑھ لی تو باہر شمعیں نظر آئیں اور دو شخص گدھوں پر سوار میرے پاس آئے' یحییٰ نے کہا وہ شخص کہاں ہے' میں نے کہا' یہ میں ہوں' میں انہیں مسجد کے مکانات کی طرف لایا اور بتایا کہ یہی وہ مقام ہے جہاں جبرئیل علیہ السلام آتے تھے' ہارون الرشید و یحییٰ اپنے گدھوں سے اتر پڑے' دو دو رکعت نماز پڑھی اور تھوڑی دیر تک اللہ سے دعا کی' پھر وہ سوار ہو گئے اور میں ان کے آگے ہوا۔

کوئی مقام یا مشہد ایسا نہ تھا جہاں میں ان کو نہ لے گیا ہوں' ہر جگہ وہ نماز پڑھتے اور دعا کرتے' تمام رات اسی طرح گزار دی' مسجد کو جس وقت واپس ہوئے تو فجر طلوع ہو چکی تھی اور مؤذن نے اذان کہہ دی تھی' جب وہ اپنی قیام گاہ کو پہنچے تو یحییٰ بن خالد نے مجھ سے کہا کہ اے شیخ! جانا نہیں۔ میں نے صبح کی نماز مسجد میں پڑھی' وہ مکے کی روانگی کو تیار تھے' صبح ہونے کے بعد یحییٰ بن خالد نے مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دی' قریب بٹھایا اور کہا کہ امیر المومنین اعزہ اللہ برابر روتے رہے' تم نے انہیں جو کچھ بتایا اس سے بہت خوش ہوئے' تمہارے لیے دس ہزار درہم کا حکم دیا ہے' سربند توڑہ مجھے دے دیا گیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے شیخ! اسے لو' یہ تمہارے لیے مبارک ہو' ہم لوگ آج روانگی کو تیار ہیں' کوئی حرج نہیں' اگر تم ہم سے ملو خواہ ہم کہیں ہوں اور کسی جگہ بھی ٹھہرے ہوں۔ امیر المومنین نے کوچ کیا اور میں اپنے مکان آ گیا' ساتھ یہ مال بھی تھا' ہم نے اس سے قرض ادا کیا اور بعض لڑکوں کی شادی کی' ہمیں فراخی ہو گئی۔

یحییٰ بن خالد کی پیشکش اور امام واقدی کا سفر:

اس کے بعد زمانے نے ہمارا ساتھ نہ دیا اور بدی کی' میری بیوی ام عبداللہ نے کہا کہ اے ابوعبداللہ تمہارا بیٹھنا مناسب

نہیں' امیر المومنین کے وزیر نے تمہیں پہچان لیا ہے اور جہاں کہیں وہ مقیم ہوں تم سے اپنے پاس آنے کی خواہش کی ہے۔ میں مدینے سے روانہ ہوا' خیال تھا کہ امیر المومنین عراق میں ہوں گے لہٰذا عراق آیا' امیر المومنین کی خبر دریافت کی تو لوگوں نے کہا کہ رقہ میں ہیں' میں نے مدینہ واپس جانے کا ارادہ کیا' پھر سوچا کہ وہاں پریشان حال ہوں گا' اس لیے رقے کے ارادے سے اس جگہ گیا جہاں کرایے کی سواری ملتی تھی۔

لشکر کے چند نوجوان ملے جو رقے کا ارادہ رکھتے تھے' ان لوگوں نے مجھے دیکھا تو پوچھا کہ اے شیخ! کہاں کا ارادہ ہے' میں نے مختصراً اپنا حال بیان کیا اور بتایا کہ رقہ جانا چاہتا ہوں۔ اونٹ والوں کے کرایے پر غور کیا تو اس کو اپنے لیے دو چند پایا' ان لوگوں نے کہا کہ اے شیخ! کیا تم کشتی کا سفر پسند کرتے ہو' وہ ہمارے لیے اونٹوں کے کرایے سے زیادہ سہل اور آسان ہے' میں نے کہا کہ اس کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا' یہ معاملہ تم لوگوں کے سپرد ہے۔ ہم لوگ کشتیوں تک گئے اور کرایے کا تصفیہ کیا۔ میں نے ان لوگوں سے زیادہ کسی کو اپنے ساتھ شفقت و نیکی کرنے والا اور حزم و احتیاط برتنے والا نہیں دیکھا' وہ لوگ میری خدمت اور اہتمام طعام میں ایسی مشقت برداشت کرتے جو بیٹا ہی اپنے باپ کے لیے کر سکتا ہے۔

بالآخر ہم رقہ میں اس مقام پر پہنچے جہاں پروانہ راہداری دیکھا جاتا تھا' یہ معاملہ نہایت دشوار تھا' ان لوگوں نے سردار کو اپنی جماعت کے متعلق لکھا اور مجھے بھی اس میں شریک کر لیا' چند روز ٹھہرے رہے' نام بنام ہر شخص کی اجازت آ گئی' اس جماعت کے ساتھ میں بھی چلا اور انہیں کی قیام گاہ خان نزول میں ٹھہرا۔

میں ان لوگوں کے ساتھ چند روز مقیم رہا' یحییٰ بن خالد سے ملنا چاہا تو دشواری ہوئی' ابوالبختری کے پاس آیا جو مجھے پہچانتے تھے' ان سے ملا تو انہوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ تم نے اپنے آپ کو دھوکا دیا اور غلطی کی' مگر میں یحییٰ سے تمہارے ذکر کو ترک نہ کروں گا۔ میں صبح و شام ان کے دروازے پر جاتا رہا' اس آمد و رفت میں خرچ گھٹ گیا' ہمراہیوں سے شرم آنے لگی' کپڑے پھٹ گئے اور ابوالبختری کی جانب سے بھی مایوس ہو گیا' میں نے اپنے ہمراہیوں کو کچھ خبر نہ دی اور مدینے کی طرف واپس ہوا' کبھی کشتی میں بیٹھتا اور کبھی پیادہ چلتا' اسی طرح نجلین میں اترا۔ بازار میں بیٹھا ستا رہا تھا کہ بغداد سے ایک قافلہ آیا' دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مدینہ رسول اللہ ﷺ کے رہنے والے ہیں' ان کے ساتھ بکار الزبیری ہیں جن کو امیر المومنین نے مدینے کا والی قضا بنا کے بھیجا ہے۔ زبیری میرے بڑے گہرے دوست تھے' سوچا کہ قیام کر لیں اور تکان رفع ہو جائے تو ان سے ملوں' جب وہ بیدار ہوئے اور صبح کا ناشتہ کر چکے تو میں ان کے پاس آیا' اذن مانگا تو اجازت دی۔

میں ان کے پاس گیا اور سلام کیا' پوچھا اے ابوعبداللہ اتنے دن باہر کیا کرتے رہے' میں نے اپنا اور ابوالبختری کا حال بتایا' انہوں نے کہا' کیا تمہیں معلوم نہ تھا کہ ابوالبختری کسی سے تمہارا ذکر کرنا اور نام لینا نہیں چاہتے' پھر اب کیا رائے ہے' میں نے کہا' رائے یہ ہے کہ مدینے واپس چلا جاؤں' انہوں نے کہا کہ یہ تو مناسب نہیں' تم جس بنا پر وہاں سے نکلے اسے جانتے ہی ہو' بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ چلو۔ میں یحییٰ سے تمہارے معاملے کا ذکر کروں گا۔ میں اس جماعت کے ہمراہ سوار ہو کے روانہ ہوا' رقے پہنچ گیا' جب ہم پروانہ راہداری کے مقام سے آگے بڑھ آئے تو انہوں نے پوچھا کہ میرے ساتھ چلتے ہو۔ میں نے کہا نہیں' میں اپنے

ساتھیوں کے پاس جاؤں گا' اور کل صبح تمہارے پاس آؤں گا' پھر دونوں مل کے یحییٰ بن خالد کے مکان پر چلیں گے۔

میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا' معلوم ہوتا تھا کہ گویا میں آسمان سے اتر پڑا ہوں' ان لوگوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ تمہارا کیا حال تھا' ہم تو تمہارے معاملے سے غم میں تھے' میں نے اپنا حال بتایا' جماعت نے مجھے زبیری کے ساتھ رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ کھانے پینے کی فکر نہ کرنا۔ صبح کو زبیری کے مکان پر گیا' معلوم ہوا کہ وہ یحییٰ بن خالد کے پاس سوار ہو کر گئے میں یحییٰ بن خالد کی ڈیوڑھی پر آیا' دیر تک بیٹھا رہا' بڑے انتظار کے بعد زبیری نکلے' مجھ سے کہا کہ اے عبداللہ میں ان سے تمہارا حال بیان کرنا بھول گیا' تم ٹھہرو میں پھر جاتا ہوں۔

وہ اندر گئے' میرے پاس دربان آیا اور کہا کہ اندر چلئے' میں بری حالت میں ان کے پاس گیا' یہ واقعہ رمضان میں پیش آیا' ختم ماہ کو تین یا چار دن باقی تھے' یحییٰ بن خالد نے مجھے اس حال میں دیکھا تو ان کے چہرے سے رنج کا اثر ظاہر ہوا' مجھے سلام کیا اور اپنے قریب بٹھا لیا' کچھ لوگ اور بھی تھے جو ان سے باتیں کر رہے تھے' گفتگو میرے سامنے دہرائی میں اس کے قبول کرنے سے باز رہا۔ اور ایسے دلائل پیش کیے جو ان کے موافق نہ تھے' وہ لوگ عمدہ جواب دینے لگے' میں خاموش ہو گیا۔ مجلس ختم ہو گئی' لوگ چلے گئے' میں بھی نکلا' یحییٰ بن خالد کا خادم آیا' مجھ سے پردے کے پاس ملا' اور کہا کہ وزیر آپ کو آج شام اپنے پاس روزہ افطار کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

میں نے اپنے ساتھیوں کو اس واقعے کی خبر دی اور کہا کہ اندیشہ ہے کہ انہوں نے میرے متعلق غلطی کی ہو' ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ دو روٹیاں اور ایک ٹکڑا پنیر کا ہے اور یہ جانور ہے جس پر تم سوار ہونا' غلام تمہارے پیچھے ہو گا' اگر دربان اجازت دے دے تو اندر جانا اور توشہ غلام کو دے دینا' دوسری صورت پیش آئے تو کسی مسجد میں جا کر کھانا کھا لینا۔

میں واپس ہوا اور یحییٰ بن خالد کی ڈیوڑھی پر پہنچا' لوگ مغرب کی نماز پڑھ چکے تھے' دربان نے دیکھا تو کہا کہ شیخ تم نے دیر کر دی' متعدد مرتبہ قاصد تمہاری تلاش میں باہر آ چکا ہے' جو کچھ پاس تھا غلام کو دے دیا اور اسے ٹھہرنے کو کہا' اس کے بعد اندر گیا' لوگ پہنچ چکے تھے' میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا' پانی لایا گیا' ہم نے ہاتھ دھوئے' میں بہ نسبت دوسروں کے ان سے قریب تھا' ہم نے افطاری کھائی' عشا کا وقت آ گیا تو انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی' پھر ہم اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ یحییٰ مجھ سے سوال کرنے لگے' حالانکہ میں سب سے الگ تھا' لوگ ایسے جواب دے رہے تھے کہ میرے نزدیک ان کے خلاف دلائل تھے' جب رات زیادہ گئی تو لوگ باہر نکلے' میں بھی ان کے پیچھے نکلا' ایک غلام ملا اور کہا کہ وزیر تمہیں حکم دیتے ہیں کہ کل شام کو ان کے پاس آج جس وقت آئے تھے' اس سے پہلے آنا' یہ کہا اور ایک تھیلی دی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ اس میں کیا ہے مگر اس نے مجھ میں خوشی بھر دی' میں غلام کے پاس آیا اور سوار ہو گیا' ہمراہ دربان بھی تھا' اس نے مجھے ساتھیوں تک پہنچا دیا' میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ چراغ منگاؤ' تھیلی کو کھولا تو دینار تھے۔

ساتھیوں نے پوچھا کہ یحییٰ کی طرف سے کیا چیز تمہارے ذمے کی گئی؟ میں نے کہا کہ غلام نے حکم دیا ہے کہ ان کے پاس آج رات کے وقت سے پہلے پہنچوں' دینار گنے تو پانچ سو تھے۔ بعض نے کہا کہ تمہاری سواری کا جانور میرے ذمے ہے' کسی نے کہا کہ زین اور لگام اور جو اس کے مناسب ہو میرے ذمے ہے' کسی نے حمام اور داڑھی کا خضاب اور خوشبو اپنے ذمے لی' اور کسی نے

لباس مہیا کرنے کا ذمہ لیا' میں غور کرتا تھا کہ یہ جماعت کس ہیئت میں ہے۔ میں نے سو دینار گنے اور صاحب اہتمام کو دیئے' سب نے قسم کھائی کہ ایک دینار یا ایک درہم بھی بے جا صرف نہ ہوگا' صبح ہوئی تو ہر شخص اپنے ذمے کی چیز مہیا کرنے کے لیے روانہ ہوا' میں ظہر کی نماز بھی نہ پڑھنے پایا تھا کہ سب سے بھلا آدمی بن گیا باقی رقم زبیری کے پاس لے گیا۔

انہوں نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو بہت خوش ہوئے' میں نے کل واقعہ سنایا' انہوں نے کہا کہ میں مدینے جانے والا ہوں' میں نے کہا' اچھا' تم جانتے ہو کہ اپنے عیال کو چھوڑ آیا ہوں' دو سو دینار دیئے کہ انہیں پہنچا دیں۔ ان کے پاس سے نکلا' تھیلی لے کر اپنے ساتھیوں کے یہاں آیا' عصر کی نماز پڑھی اچھی طرح اپنی ہیئت درست کی' پھر یحییٰ بن خالد کے در پر حاضر ہوا' دربان نے دیکھا تو اٹھ کر میرے پاس آیا اور اندر جانے کی اجازت دی۔ یحییٰ کے پاس گیا' انہوں نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو بہت خوش ہوئے' اپنی جگہ پر بیٹھ گیا' جو حدیث وہ پوچھتے میں بیان کرتا' لوگوں نے جو کچھ بیان کیا تھا اس کے مخالف و مغائر میرے جوابات تھے' ان کے چہروں سے میں اس کا اندازہ کر رہا تھا' یحییٰ متوجہ ہو کر یہ حدیث اور وہ حدیث مجھ سے پوچھنے لگے اور جو کچھ وہ پوچھتے میں اس کا جواب دیتا' حاضرین خاموش تھے کوئی کچھ نہ بولتا تھا۔

مغرب کا وقت ہوا تو یحییٰ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی' دستر خوان بچھا اور ہم لوگوں نے کھانا کھایا' پھر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے' علمی مباحث شروع ہو گئے اور یحییٰ نے یہ کیا کہ قوم کے بعض لوگوں سے پوچھتے تھے اور رُک جاتے تھے۔ واپسی کا وقت ہوا تو سب لوگ اور ان کے ساتھ میں بھی چلا۔ قاصد باہر ملا اور کہا کہ وزیر آپ کو روزانہ اسی وقت آنے کا حکم دیتے ہیں جس وقت آج آئے تھے' اس نے مجھے ایک تھیلی دی' میں واپس ہوا' ہمراہ دربان کا قاصد بھی تھا' جس نے مجھے اپنے ساتھیوں تک پہنچا دیا' ان کے پاس چراغ ملا' تھیلی ان لوگوں کے حوالے کر دی' وہ مجھ سے زیادہ اس تھیلی سے خوش ہوئے۔ صبح ہوئی تو میں نے ان سے کہا کہ یہاں قریب ہی ایک مکان' کنیز' غلام جو روٹی پکا سکے اور اسباب و سامان خانہ داری فراہم کر دو' ظہر کی نماز ابھی نہیں پڑھی تھی کہ انہوں نے یہ سب میرے لیے مہیا کر دیا' میں نے درخواست کی کہ افطار میرے پاس کریں' اس کو ان لوگوں نے بڑی دشواری کے بعد قبول کیا۔ میں ہر شب کو وقت معینہ پر یحییٰ بن خالد کے پاس جاتا' مجھے دیکھ کے بہت خوش ہوتے ہر شب کو پانچ سو دینار دیتے' شب عید ہوئی تو کہا کہ ابو عبداللہ کل تم امیر المومنین سے ملنے کے لیے ایسا لباس پہنو جو قاضیوں کے لباس سے بہتر ہو' اور ان کے جلو میں رہو' مجھ سے تمہارا حال پوچھیں گے تو میں بتاؤں گا۔

عید کی صبح ہوئی تو میں بہت اچھے لباس میں روانہ ہوا۔ امیر المومنین بھی عید گاہ کو تشریف لے چلے' مجھے کنکھیوں سے دیکھتے رہے' میں برابر شاہی جلوس میں تھا' ان کے واپس ہونے کے بعد میں یحییٰ بن خالد کے در پر گیا۔ یحییٰ امیر المومنین کے مکان میں داخل ہونے کے بعد ہمیں ملے' مجھ سے کہا کہ ابو عبداللہ ہمارے ساتھ اندر آؤ' میں اندر گیا' لوگ بھی اندر گئے' مجھ سے کہا کہ ابو عبداللہ امیر المومنین نے تمہیں دریافت کیا' میں نے انہیں حج کا واقعہ بتایا اور کہا کہ تم وہی شخص ہو جس نے اس شب کو سیر کرائی تھی' تمہارے لیے تیس ہزار درہم کا حکم دیا ہے' میں ان شاء اللہ کل ادا کر دوں گا۔ اس روز میں واپس ہوا' دوسرے دن یحییٰ بن خالد کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ وزیر کو صالح کرے' ایک ضرورت پیش آ گئی' میں نے اس کا فیصلہ وزیر پر رکھا ہے' اللہ تعالیٰ انہیں اس کے پورا کرنے کی

عزت دے۔ پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ مکان جانے کی اجازت' کیونکہ اہل وعیال کا بہت اشتیاق ہے' انہوں نے کہا کہ ایسا نہ کرو' میں ان سے گفتگو کرتا رہا۔

آخر اجازت دے دی اور تیس ہزار درہم بھی مرحمت فرمائے' حکم دیا کہ ایک آتش بار کشتی اس کے پورے سامان کے ساتھ تیار کی جائے اور ملک شام کے تحائف خریدے جائیں کہ میں اپنے ہمراہ مدینے لے جاؤں' وکیل عراق کو حکم دیا کہ مدینے تک کا کرایہ ادا کریں' مجھے ایک دینار یا ایک درہم کے خرچ کی بھی تکلیف نہ دی جائے۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا' انہیں واقعے سے آگاہ کیا اور قسم دی کہ جو کچھ میں پیش کروں وہ اسے قبول کرلیں' مگر ان لوگوں نے قسم کھائی کہ میرے ایک دینار یا ایک درہم کا بھی نقصان نہ کریں گے' واللہ اخلاق میں ان لوگوں کے مثل کسی کو نہیں دیکھا' پھر مجھے اپنے محب محبوب یحییٰ بن خالد (کی مدح) کے لیے کیوں کر ملامت کی جاسکتی ہے۔

فقر وفاقہ کی زندگی اور ایک عجیب واقعہ:

عبداللہ بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ میں واقدی کے پاس بیٹھا تھا' یحییٰ بن خالد برمک کا ذکر کیا گیا' انہوں نے ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور بہت زیادہ رحمت کی دعا کی' ہم نے کہا کہ ابوعبداللہ تم بہت زیادہ ان کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہو' جواب دیا کہ میں کیوں کر اس شخص کے لیے دعائے رحمت نہ کروں جس کے حال سے تمہیں خبر دیتا ہوں۔ شعبان کے دس دن سے کم باقی رہ گئے تھے کہ مکان میں نہ آٹا تھا نہ ستو اور نہ دنیا کے سامان میں سے کوئی چیز' دل میں اپنے تین بھائیوں کا خیال آیا کہ ان سے اپنی حاجت کہوں گا۔

میں ام عبداللہ کے پاس گیا جو میری بیوی تھیں' انہوں نے کہا کہ ابوعبداللہ' آخر کیا کرنے والے ہو' ہم لوگ اس حالت میں ہیں کہ گھر میں نہ تو سامان دنیا میں سے کچھ ہے' نہ کھانا' نہ ستو' نہ اور کوئی چیز' اور یہ مہینہ (رمضان) آ گیا ہے۔ میں نے کہا کہ اپنے تین بھائیوں کا انتخاب کیا ہے جن سے حاجت بیان کروں گا' پوچھا کہ وہ مدنی ہیں یا عراقی' میں نے کہا بعض مدنی اور بعض عراقی' کہا کہ بیان کرو' کون ہیں' میں نے کہا کہ فلاں شخص' انہوں نے کہا کہ آدمی تو شریف و مالدار ہیں مگر احسان جتاتے ہیں' میں مناسب نہیں سمجھتی کہ تم ان کے پاس جاؤ' لہٰذا دوسرے کا نام بتاؤ' میں نے دوسرے کا نام لیا اور کہا کہ فلاں شخص' انہوں نے کہا کہ آدمی شریف و مالدار ہے مگر بخیل۔ میں تمہارے لیے مناسب نہیں سمجھتی کہ اس کے پاس جاؤ' پھر میں نے کہا کہ فلاں شخص' انہوں نے کہا کہ وہ کریم و شریف آدمی ہے' مگر اس کے پاس کچھ نہیں' وہاں جانے میں کوئی حرج نہیں۔

میں ان کے پاس گیا' دستک دی تو انہوں نے اپنے پاس آنے کی اجازت دی' اندر گیا تو مرحبا کہا اور مجھے نزدیک بٹھایا' پوچھا کہ ابوعبداللہ تمہیں کیا چیز لائی۔ میں نے قرب رمضان اور اپنی تنگ حالی کا ذکر کیا' انہوں نے تھوڑی دیر غور کیا' پھر مجھ سے کہا کہ فرش کی تہ الٹ کر تھیلی لے لو' اسے دھو ڈالو اور خرچ کرو' اس میں سرمہ آلود درہم ہیں۔ میں تھیلی لے کے اپنے مکان آیا' ایک شخص کو بلایا' جو میری ضروریات فراہم کرتا تھا' اس نے کہا کہ آٹا دس قفیز (پیمانہ) لکھ لو' چاول ایک قفیز اور شکر اتنی' تمام چیزیں لکھا دیں۔

ہم اسی حالت میں تھے کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنی' میں نے کہا' دیکھو تو یہ کون ہے' کنیز نے کہا کہ یہ فلاں بن فلاں

بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں' میں نے کہا' انہیں (اندر آنے کی) اجازت دو' ان کی تعظیم کے لیے میں کھڑا ہو گیا۔ مرحبا کہا اور قریب بٹھا لیا۔ پوچھا' اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کیا چیز لائی' انہوں نے کہا کہ چچا' اس (رمضان) کی آمد نے نکالا' حالت یہ ہے کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔

تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا' پھر کہا کہ فرش کی تہ الٹ کر تھیلی میں جو کچھ ہو لے لیجئے' انہوں نے تھیلی لے لی' اپنے دوست سے کہا کہ جائیے' وہ چلے گئے' ام عبداللہ آئیں اور پوچھا کہ اس نوجوان کی حاجت کے متعلق کیا کیا' میں نے کہا کہ وہ تھیلی انہیں دے دی' بولیں تمہیں توفیق دی گئی اور تم نے نیکی کی۔

میں نے مکان کے قریب اپنے ایک دوست کے بارے میں غور کیا' جوتا پہنا اور ان کے پاس گیا' دروازہ کھٹکھٹایا تو انہوں نے اجازت دی' میں اندر گیا' انہوں نے مجھے سلام کیا' مرحبا کہا اور اپنے نزدیک بٹھا لیا' پوچھا ابوعبداللہ تمہیں کیا چیز لائی۔ رمضان کی آمد اور اپنی تنگ دستی بیان کی تو کچھ سوچ میں پڑ گئے' پھر مجھ سے کہا کہ فرش کی تہ الٹ کر تھیلی نکالو' نصف تم لو اور نصف ہمیں دو' اتفاق سے وہ بعینہ میری تھیلی تھی' میں نے پانچ سو درہم لے لیے اور پانچ سو انہیں دے دیے۔ مکان پہنچ کے اس شخص کو بلایا جو میری ضروریات فراہم کرتا تھا اور کہا کہ لکھ لو پانچ قفیز آٹا' اس نے تمام چیزیں لکھ لیں۔

اتنے میں دروازے پر کسی نے دستک دی' میں نے خادمہ سے کہا کہ دیکھو تو یہ کون ہے' وہ نکلی اور واپس آ کے کہا کہ معزز خادم ہے' میں نے کہا کہ اسے (آنے کی) اجازت دے دو وہ آیا تو یحییٰ بن خالد کا ایک خط تھا' انہوں نے مجھ سے فوراً اپنے پاس آنے کی درخواست کی تھی۔

اس شخص سے کہا کہ تم باہر جاؤ' کپڑے پہنے اور اپنی سواری پر خادم کے ساتھ روانہ ہوا۔ یحییٰ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا' اپنے مکان کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے' میں نے سلام کیا تو انہوں نے مرحبا کہا اور قریب بٹھا لیا' غلام سے کہا کہ تکیہ لاؤ' میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ مجھ سے کہا کہ ابوعبداللہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں بلایا۔ میں نے کہا' نہیں کہنے لگے کہ رات تمہارے حال اور اس ماہ (رمضان کی آمد نے مجھے بیدار رکھا' تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ وزیر کو صالح کرے' میرا قصہ طویل ہے' انہوں نے کہا قصہ طویل ہے تو زیادہ دلچسپ ہوگا۔ میں نے ام عبداللہ کی گفتگو' اپنے بھائیوں کا ذکر اور ان بھائیوں کے بارے میں ان کا جواب بیان کیا' انہیں طالبی کی اور دوسرے بھائی کی جس نے ہمدردی کی تھی خبر دی۔

حکم ہوا کہ قلم دوات لاؤ' خازن کو ایک رقعہ لکھا تو ایک تھیلی آئی جس میں پانچ سو دینار تھے' مجھ سے کہا کہ ابوعبداللہ رمضان میں اس سے مدد حاصل کرو۔ خازن کو ایک رقعہ اور بھیجا تو ایک پوٹلی آئی جس میں دو سو دینار تھے' فرمایا کہ یہ ام عبداللہ کے لیے ہے' ان کی نیک رائے اور حسن عقل کی بنا پر' ایک اور رقعہ بھیجا تو دو سو دینار آئے' کہا کہ یہ طالبی کے لیے ہیں' چوتھا رقعہ بھیجا تو ایک پوٹلی آئی جس میں دو سو دینار تھے' کہا کہ یہ تمہارے ہمدرد کے لیے ہیں' پھر مجھ سے کہا کہ ابوعبداللہ' اللہ کی نگہبانی میں روانہ ہو جاؤ۔

میں فوراً سوار ہو کے اپنے دوست کے پاس آیا' جنہوں نے تھیلی سے ہمدردی کی تھی' انہیں دو سو دینار دیے اور یحییٰ بن خالد کے واقعے سے آگاہ کیا' قریب تھا کہ انہیں شادی مرگ ہو جائے' طالبی کے پاس آیا' پوٹلی دی اور یحییٰ ابن خالد سے جو گفتگو ہوئی تھی

بیان کی' انہوں نے دعا کی اور شکر کیا' میں اپنے مکان آیا' ام عبداللہ کو بلا کر پوٹلی دے دی' انہوں نے دعا کی اور جزائے خیر کی دعا دی۔ اس کے بعد مجھے کیوں کر برامکہ کی محبت پر' خاص کر یحییٰ بن خالد پر' ملامت کی جاسکتی ہے۔

دار فانی سے رحلت:

وفات ذی الحجہ ۲۰۷ھ میں ہوئی' جو اس وقت عہدہ قضا پر تھے' محمد بن سماعہ التیمی نے جو اس زمانے میں بغداد کے غربی جانب کے قاضی تھے' ان پر نماز پڑھی۔

محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ہارون امیر المومنین کو وصیت کی تھی' انہوں نے ان کی وصیت قبول کی اور قرض ادا کیا' وفات کے دن محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کا سن اٹھہتر سال کا تھا۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ان کی وفات ۲۰۳ھ کے شروع میں ہوئی۔

حسین بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما بن ابی طالب' کنیت ابوعبداللہ تھی' نظر جاتی رہی تھی' والدہ ام ولد تھیں۔ حسین بن زید رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ملیکہ پیدا ہوئیں اور میمونہ' میمونہ سے امیر المومنین مہدی نے نکاح کیا' مہدی کی وفات کے بعد عیسیٰ بن جعفر اکبر بن المنصور نے نکاح کیا مگر ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور علیہ بنت حسین ان سب کی والدہ کلثم الصماء بنت عبداللہ بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھیں۔

یحییٰ بن حسین وسکینہ کہ ہنوز جوان نہیں ہوئی تھیں اور فاطمہ بنت حسین' جن سے محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نکاح کیا اور حسن وسلیمان وخدیجہ وزینب اور حسین جن کی بقیہ اولاد نہ تھی' پیدا ہوئے' ان کی والدہ خدیجہ بنت عمر بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما بن ابی طالب تھیں۔

علی وجعفر' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ حسین کی احادیث ہیں۔

عبداللہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما بن العوام بن خویلد بن اسد ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبداللہ بن مصعب کے یہاں ابوبکر پیدا ہوئے جو امیر المومنین ہارون کی جانب سے والئ مدینہ تھے' ان کی والدہ عبدہ تھیں' یہی ام عبداللہ بنت طلحہ ابن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما تھیں۔

مصعب' ان کی والدہ امۃ الجبار بنت ابراہیم بن جعفر بن مصعب ابن الزبیر تھیں۔ امۃ الجبار کی والدہ فاختہ بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الاسود ابن ابی البختری تھیں۔ محمد اکبر ومحمد اصغر اور علی واحمد' ان سب کی والدہ خدیجہ بنت ابراہیم ابن ابراہیم بن عثمان تھیں' عثمان ہی قرین بن عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم ابن حزام تھے۔ قرین کی والدہ سکینہ بنت الحسین بن علی رضی اللہ عنہما بن ابی طالب تھیں۔ عبداللہ بن مصعب کی کنیت ابوبکر تھی۔ وفات انہتر سال کی عمر میں ربیع الاوّل ۱۸۴ھ میں رقہ میں ہوئی' ان کے ایک فرزند کی ولادت وفات کے بعد ہوئی جن کا نام عبداللہ رکھا گیا' ان کی والدہ ام ولد تھیں' ان کی احادیث ہیں۔

عامر بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن عروہ بن الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد' ان کی والدہ ام حبیب بنت محمد بن صفوان بن امیہ بن خلف الجمحی تھیں' وفات ہارون کی خلافت میں بغداد میں ہوئی۔ عامر شاعر لوگوں کے امور کے عالم تھے' کنیت ابوالحارث تھی۔

عبداللہ بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما' بڑے عابد تھے ان کی والدہ امۃ الحمید بنت عبداللہ بن عیاض بن عمرو بن بلبل بن بلال بن احیحہ بن الجلاح' اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔ عبداللہ بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ عابد' ناسک (حاجی) اور عالم تھے' وفات ۱۸۴ھ میں مدینے میں ہوئی۔

عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب ابن سعد بن تیم۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ امیر المومنین ہارون نے انہیں مدینہ منورہ کا قاضی بنایا' وہاں سے معزول کر کے مکہ معظمہ کا عہدۂ قضا دیا' دوبارہ معزول کر کے مدینہ منورہ پر بحال کیا' پھر معزول کر دیا تو امیر المومنین کے پاس چلے گئے اور انہی کے ساتھ رہے' ہارون رے گئے تو وہ بھی ساتھ گئے۔ ۱۸۹ھ میں رے ہی میں ان کی وفات ہوئی۔ عبداللہ بن محمد کی کنیت ابو محمد تھی۔ قلیل الحدیث تھے۔

ابن ابی ثابت الاعرج رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبدالعزیز بن عمران بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف ابن عبد بن الحارث بن زہرہ تھا۔ ان کی والدہ امۃ الرحمٰن بنت حفص بن عمر ابن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھیں۔

عبدالعزیز بن عمران کے یہاں عبیدۃ کبریٰ پیدا ہوئیں' ان کی والدہ امۃ الواحد بنت عائذ بن معن بن عبداللہ بن عاصم بن عدی بن الجد بن العجلان تھیں۔

فاطمہ و عبیدہ صغریٰ یہی فصیحہ تھیں' ان کی والدہ صعبہ بنت عبداللہ بن ربیعہ ابن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔ ابراہیم وام یحییٰ وامۃ الرحمٰن وام حفص وام البنین وام عمرو' ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔ برہ وام محمد' ان دونوں کی والدہ حمیدہ بنت محمد بن بلال بن ابی بکر بن عبداللہ ابن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما تھیں۔

ابن الطویل رحمۃ اللہ علیہ:

نام محمد بن عبدالرحمٰن تھا' عبدالرحمٰن الطویل بن طلحہ بن عبداللہ بن عثمان ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھے۔ قلیل الحدیث تھے۔

ابوضمرہ رحمۃ اللہ علیہ:

نام انس بن عیاض اللیثی تھا' لیثیون میں سے تھے' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

محمد بن معن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محمد بن معن الغفاری' کنیت ابومعن تھی' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محمود بن عبداللہ بن محمد بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ ابن حارثہ اوس کے تھے' ان کی والدہ کبلہ بنت السائب قیس عیلان کے بنی محارب بن خصفہ میں سے تھیں۔

ابراہیم بن جعفر کے یہاں یعقوب واسماعیل وامامہ مختلف ام والد سے پیدا ہوئے۔ ابراہیم بن جعفر کی کنیت ابواسحاق تھی' وفات ۱۹۱ھ میں ہوئی۔

زکریا بن منظور القرظی رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابویحییٰ تھی' کانے تھے' ابوحازم وعمر مولائے غفرہ سے ملے تھے۔

معن بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن معن' کنیت ابویحییٰ تھی' اشجع کے مولیٰ تھے' مدینے میں ریشم (کا کپڑا) بناتے' ریشم خریدتے' بننے کے لیے غلام تھے' وہ خرید کرانہیں بتادیتے تھے' ۱۹۸ھ میں مدینے میں ان کی وفات ہوئی' ثقہ وکثیر الحدیث وقابل اعتماد تھے۔

محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسلم بن ابی فدیک' کنیت ابواسماعیل تھی' بنی الدیل کے مولیٰ تھے' ۱۹۹ھ میں مدینے میں وفات ہوئی' حمید الخراط ومحمد بن اسحاق وعبدالرحمٰن ابن حرملہ وضحاک بن عثمان وربیعہ بن عثمان ویحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ سے روایت کی ہے' کثیر الحدیث تھے' مگران کی حدیث حجت نہیں۔

عبداللہ بن نافع الصائغ رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابومحمد تھی' بنی مخزوم کے مولیٰ تھے' بڑی پابندی سے مالک بن انس کے ساتھ رہتے تھے اور کسی کو ان پر مقدم نہ کرتے تھے۔ رمضان ۲۰۶ھ میں مدینے میں وفات ہوئی' معن سے کم تھے۔

ابوبکر الاعشیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبدالحمید بن عبداللہ تھا' عبداللہ ہی ابواویس بن عبداللہ بن اویس ابن مالک بن عامر تھے' ان کی والدہ مالک بن انس کی بہن تھیں' ابوبکر عربیت وقرأت وروایت کے ماہر تھے' یہ چیزیں انہوں نے نافع بن ابی نعیم وسلیمان بن بلال وغیرہ سے حاصل کی تھیں۔ ان کے بھائی:

اسماعیل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ ہی ابواویس بن عبداللہ بن اویس بن مالک ابن ابی عامر تھے' ان کی والدہ مالک بن انس کی بہن تھیں' اسماعیل کی کنیت ابوعبداللہ تھی' انہوں نے مالک بن انس اور اپنے والد اور کثیر بن عبداللہ ونافع بن ابی نعیم ودیگر شیوخ اہل مدینہ سے روایت کی ہے۔

مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یسار الیساری' کنیت ابومصعب تھی' یسار قبیلہ اسلم کے ایک شخص کے مکاتب تھے' عبداللہ بن ابی فروہ نے ان کی جانب سے بدل کتابت ادا کر دیا اور وہ آزاد ہو گئے' پھر وہ اور ان کے بیٹے عبداللہ بن ابی فروہ کے خاندان کے ساتھ اور ان کی دعوت میں ہو گئے' مطرف مالک بن انس کے شاگردوں میں تھے' ثقہ اور بہرے تھے' ۲۲۰ھ کے شروع میں مدینے میں وفات ہوئی۔

عبدالعزیز بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمر والاکبر بن اویس بن سعد الاکبر بن ابی سرح بن الحارث بن الحبیب بن جذیمہ ابن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔

عبداللہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما بن العوام بن خویلد بن اسعد بن عبدالعزیٰ ابن قصی' ان کی والدہ ام ولد تھیں' جن کا نام عصیمہ تھا۔

مصعب بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما بن العوام' ان کی والدہ امۃ الجبار بنت ابراہیم بن جعفر بن مصعب بن الزبیر بن العوام تھیں۔

عتیق بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن صدیق بن موسیٰ بن عبداللہ بن زبیر بن العوام' کنیت ابوبکر تھی' ان کی والدہ حفصہ بنت عمر بن عتیق بن عامر بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما تھیں' حفصہ کے دادا عمر بن عتیق اور ان کے والد عتیق بن عامر قدید میں قتل کر دیے گئے' عتیق ابن یعقوب سوارقیہ میں رہنے لگے' پھر مدینے میں آ کر وہیں مقیم ہو گئے' مالک بن انس کے ساتھ رہے' ان کی کتابیں الموطا وغیرہ لکھیں' عبداللہ بن عبدالعزیز العمری العابد کے ساتھ رہا کرتے تھے اور عتیق ہمیشہ بہترین مسلمان تھے۔ ۲۲۷ھ یا ۲۲۸ھ میں وفات ہوئی۔

عبدالجبار بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سلیمان بن نوفل بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ' بنی عامر بن لوی میں سے تھے' ان کی والدہ بنت عثمان الزبیر بن عبداللہ بن الولید بن عثمان بن عفان تھیں' یہی ان کی اور ان کے سب بھائیوں کی والدہ تھیں' عبدالجبار امیر المومنین مامون کی جانب سے مدینے کے والیٔ قضا تھے' ان کے والد سعید بن سلیمان بھی مہدی کی جانب سے مدینے کے والیٔ قضا تھے' عبدالجبار کے پاس احادیث تھیں اور ان سے سنی گئی' وفات ۲۲۹ھ میں مدینے میں ہوئی۔

ابوغزیہ رحمۃ اللہ علیہ:

نام محمد بن موسیٰ تھا' بنی مازن بن النجار میں سے تھے' ننھیال کی جانب سے اسامہ بن زید بن حارثہ الکلبی رضی اللہ عنہما کی اولاد میں تھے۔ روایت وفتویٰ وفقہ میں علم وبصیرت رکھتے تھے' عبیداللہ بن الحسن العلوی کی ولایت مدینہ کے زمانے میں مدینے کے والیٔ قضاء تھے' یہ زمانہ امیر المومنین المامون کی خلافت کا تھا۔

ابو مصعب رحمۃ اللہ علیہ:

نام احمد بن ابی بکر بن مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھا۔ مالک بن انس سے سنا اور ان سے روایت کی' فقہائے اہل مدینہ تھے' ابو غزیہ کے بعد عبید اللہ بن الحسن کی جانب سے مدینے کے والیٔ قضا و شرط (شحنہ) رہے۔

یعقوب بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عیسیٰ بن عبدالملک بن حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف' کنیت ابو یوسف تھی' ان کے والد محمد بن عیسیٰ مدینے کے بلند مرتبہ اور اہل مروت میں سے تھے' جسیم وخوبصورت تھے' یعقوب کثیر العلم تھے' بکثرت احادیث سنی تھیں' مالک ابن انس کی صحبت نہیں پائی' لیکن مالک کے بعد فقہا اور ان لوگوں کے راویوں اور ان کے اہل علم سے ملے تھے' حافظ حدیث تھے۔

محمد بن عبید اللہ:

ابن محمد بن ابی زید' کنیت ابو ثابت تھی' خاندان عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مولیٰ اور تاجر تھے' انہوں نے مالک وغیرہ راویان اہل مدینہ سے سنا تھا' فاضل و برگزیدہ تھے' محرم ۲۲۷ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

ابراہیم بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محمد بن حمزہ بن مصعب بن الزبیر بن العوام' ان کی والدہ خالد ابن الزبیر بن العوام کے خاندان سے تھیں' ان کے والد کی والدہ ام ولد تھیں' اور دادا کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ ابراہیم کی کنیت ابو اسحاق تھی' حمزہ بن مصعب اور ان کے بیٹے عمارہ بن حمزہ قدید میں قتل کر دیئے گئے۔ ابراہیم بن حمزہ نے مالک بن انس کی صحبت نہیں پائی' عبدالعزیز ابن محمد الدراوردی اور عبدالعزیز بن ابی حازم وغیرہ راویان اہل مدینہ سے سنا تھا' ثقہ اور حدیث میں نہایت صادق تھے' ربذہ میں اکثر آ کر قیام کرتے اور وہاں اس میں تجارت کرتے' عیدین میں مدینے حاضر ہوتے۔

عبدالملک بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن ابی سلمہ الماجشون' کنیت ابو مروان تھی' مالک بن انس کے شاگرد تھے' صاحب فقہ و روایت تھے۔

(تابعین کے طبقہ ہفتم کا یہ آخری حصہ تھا جو تابعین کے طبقات کا بھی آخری حصہ ہے)۔

رسول اللہ ﷺ

کے وہ اصحاب جو مکہ معظّمہ میں مقیم ہو گئے تھے

ابوسبرہ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوئی' ان کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سوائے ابوسبرہ کے مہاجرین اہل بدر میں سے ہم کسی کو نہیں جانتے' جو نبی ﷺ کی وفات کے بعد مکہ واپس آ کر وہاں مقیم ہو گئے ہوں' وہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد مکہ واپس ہوئے اور مقیم ہو گئے' ان کا یہ فعل مسلمانوں نے ناپسند کیا' ان کے لڑکے اس کا انکار کرتے تھے اور اس کی تردید کرتے تھے کہ مکے سے ہجرت کرنے کے بعد واپس آ کر اس میں مقیم ہو گئے ہوں' اس کے ذکر سے وہ لوگ ناراض ہوتے تھے۔ ابوسبرہ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ:

ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ اسماء بنت مخربہ ابن جندل بن ابیر بن نہشل بن وارم بنی تمیم میں سے تھیں' ابوجہل بن ہشام کے اخیافی بھائی تھے' عیاش مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔ پھر آ کے نبی ﷺ کی وفات تک مدینے ہی میں رہے' بعد کو شام چلے گئے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا' واپس آ کر مکے میں وفات تک مقیم رہے۔ لیکن ان کے بیٹے عبداللہ بن عیاش رضی اللہ عنہ وفات تک مدینے ہی میں رہے۔

عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ:

ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ اسماء بنت مخربہ ابن جندل بن ابیر بن نہشل بن وارم تھیں' زمانہ جاہلیت میں عبداللہ کا نام بحیر تھا' رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں والی یمن بنایا تھا۔

حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ:

ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ اسماء بنت مخربہ ابن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم تھیں' حارث بن ہشام فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک مکے ہی میں مقیم رہے' ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شام چلے گئے' جنگ فحل واجنادین میں شریک ہوئے' ۱۸ھ میں بزمانہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب عمواس کے طاعون میں وفات ہوئی۔

عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ:

ابو جہل کا نام عمرو بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا' ان کی والدہ ام مجالد بنت یربوع بنی ہلال بن عامر کی تھیں' عکرمہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ میں اسلام لائے' اور مکے ہی میں مقیم رہے۔ حجۃ الوداع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبیلہ ہوازن پر عامل بنایا کہ ان سے زکوٰۃ وصول کریں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اس زمانے میں وہ تبالہ میں تھے' پھر مجاہد بن کر شام چلے گئے' ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ اجنادین میں شہید ہو گئے۔

عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ:

ابن ابی السائب بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی' ان کی والدہ رملہ بنت عروہ ذی البردین بنی ہلال بن صعصعہ میں سے تھیں' عبداللہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں وہیں ان کی وفات ہوئی۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب وہ عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ کے دفن سے فارغ ہوئے اور لوگ ان سے (فارغ ہو کر) کھڑے ہو گئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے' ان کے پاس ٹھہرے' دعا کی اور پھر واپس ہوئے۔ مجاہد سے مروی ہے کہ ہم چار کا ذکر لوگوں سے فخر یہ کرتے تھے' اپنے فقیہ' قصہ گو' مؤذن اور قاری کا' ہمارے فقیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے' مؤذن ابو محذورہ' قاری عبداللہ ابن السائب اور قصہ گو عبید بن عمیر رضی اللہ عنہم تھے۔

خالد بن العاص رضی اللہ عنہ:

ابن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن مخزوم' ان کی والدہ عاتکہ بنت الولید ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں' عکرمہ بن خالد اور الحارث بن خالد شاعر ان کے فرزند تھے' خالد بن العاص فتح مکہ کے دن مشرف بہ اسلام ہوئے اور وہیں مقیم رہے' ان کی بقیہ اولاد ہے۔ خالد بن العاص رضی اللہ عنہ والیٔ مکہ ہوئے تھے۔

عطاء سے مروی ہے کہ میں نے ابو محذورہ کو دیکھا کہ اذان نہ کہتے تاوقتیکہ خالد بن العاص رضی اللہ عنہ کو دروازہ مسجد سے داخل ہوتے نہ دیکھ لیتے۔

قیس بن السائب رضی اللہ عنہ:

مجاہد کے مولی کو آزاد کیا تھا۔ مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت میرے آقا قیس بن السائب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی: ﴿وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين﴾ (اور ان لوگوں پر جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے ایک مسکین کی خوراک فدیہ ہے) انہوں نے روزہ ترک کیا اور ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا۔

عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ:

ابن ابی العیص بن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ اروی بنت ابی عمرو بن امیہ بن عبدشمس تھیں۔ فتح مکہ پر اسلام لائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین تشریف لے گئے تو عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکے کا عامل بنایا جو لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے' ان

سے فرمایا: تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کن لوگوں پر عامل بنایا' عرض کی' اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا: میں نے تمہیں اہل اللہ (اللہ والوں) پر عامل بنایا ہے۔

اس سال عتاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے لیے حج کا انتظام کیا' ہجرت کا یہ آٹھواں سال تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ عامل مکہ تھے۔ ان کے بھائی:

خالد بن اسید رضی اللہ عنہ:

ابن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی' فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور وہیں مقیم رہے۔

حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ:

ابن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ رقیہ بنت الحارث بن عبید بن عمر ابن مخزوم تھیں' فتح مکہ پر اسلام لائے اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک وہیں مقیم رہے' عثمان رضی اللہ عنہ نے بلایا تو مدینے چلے گئے اور وہیں ان کی خلافت میں وفات پائی۔ مروان بن الحکم کے والد اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔

عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن نوفل بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ خدیجہ یا امامہ بنت عیاض بن رافع خزاعہ کی تھیں' فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عقبہ بن الحارث سے سنا کہ میں نے ام یحیٰی بنت ابی اہاب سے نکاح کیا' ایک حبشی عورت آئی اور دعویٰ کیا کہ اس نے ہم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا' عرض کی کیا وہ جھوٹی ہے' فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ جھوٹی ہے اور جو کہنا تھا وہ کہہ دیا' تم اسے اپنے سے جدا کر دو۔

عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ:

ابن ابی طلحہ' ابی طلحہ کا نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ابن قصی تھا' ان کی والدہ سلافۃ الصغریٰ بنت سعد بن الشہید انصار میں سے تھیں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عثمان مکہ واپس آ کر مقیم ہو گئے' معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ابتدائی زمانہ خلافت میں وہیں ان کی وفات ہوئی۔

شیبۃ الحاجب رضی اللہ عنہ:

ابن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی' ان کی والدہ ام جمیل بنت عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی تھیں۔ شیبہ قریش کے ہمراہ قبیلہ ہوازن کے پاس حنین چلے گئے اور وہیں اسلام لائے' شیبہ رضی اللہ عنہ ہی صفیہ بنت شیبہ کے والد تھے' یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہے۔

نضیر بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی' کنیت ابوالحارث تھی۔ ان کی والدہ حارث بن عثمان بن عبدالدار بن قصی کی بیٹی تھیں۔ حنین میں اسلام لائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حنین کے مال غنیمت سے سو اونٹ دیے تھے' ان کے بھائی نضر بن

الحارث کو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن صفراء میں بہادری کے ساتھ قتل کر دیا تھا۔ نضیر کی اولاد میں محمد بن المرتفع بن النضیر تھے جن سے سفیان بن عیینہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ابو السنابل بن بعلک رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن السباق بن عبدالدار بن قصی' ان کی والدہ عمرہ بنت اوس ابن ابی عمرو بنی عذرہ میں سے تھیں' سبیعہ بن الحارث الاسلمیہ ان کی بی بی تھیں۔

صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ:

ابن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئ' کنیت ابو وہب تھی' ان کی والدہ صفیہ بنت معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔ صفوان حنین میں اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حنین کے مال غنیمت سے پچاس اونٹ دیئے۔

صفوان بن امیہ سے مروی ہے کہ جنگ حنین میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا' آنحضرت ﷺ میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت تھے' پھر اتنا عطا فرمایا کہ آپ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ صفوان بن امیہ سے کہا گیا کہ اس کا اسلام نہیں جو ہجرت نہ کرے' وہ مدینے آ گئے اور نبی ﷺ کو اس کی اطلاع کی' فرمایا: اے ابو وہب! جب تم مکے کی ریگستانی زمین کی طرف لوٹے تھے تو میں نے تمہارے خلاف قصد کیا تھا۔ ہجرت کے بعد وہ پھر مکے واپس آ گئے اور وہیں مقیم رہے' جس زمانے میں لوگ مکے سے جنگ جمل کو نکلے' ان کی وفات ہوئی۔ یہ شوال ۳۶ھ میں ہوا' لوگوں کو جنگ جمل میں شریک ہونے کی ترغیب دیتے تھے۔

ابو محذورہ رضی اللہ عنہ:

نام اوس بن معیر بن لوذان بن ربیعہ بن عویج بن سعد بن جمح تھا' ان کی والدہ خزاعیہ تھیں۔ ابن سعد نے کہا کہ ایک شخص کو ابو محذورہ کا نسب بیان کرتے سنا کہ ان کا نام سمرہ بن عمیر بن لوذان بن وہب بن سعد بن جمح تھا' ان کا ایک حقیقی بھائی تھا۔ جس کا نام اوس تھا اور جنگ بدر میں بحالت کفر مارا گیا۔

ابو محذورہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے' ہجرت نہیں کی۔ زبیر بن المنذر بن ابی اسید الساعدی نے اپنے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن تشریف لائے تو ابو محذورہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کا مؤذن بنوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اذان کہا کرو' وہ بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ اذان کہا کرتے تھے' جب رسول اللہ ﷺ مدینے واپس ہوئے تو ابو محذورہ رہ گئے کہ مکے میں اذان کہیں۔ انہوں نے ہجرت نہیں کی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ اب تک اذان مسجد حرام مکہ میں ان کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں میں وراثۃً چلی آتی ہے' ابو محذورہ کی وفات مکے میں ۵۹ھ میں ہوئی۔

مطیع بن الاسود رضی اللہ عنہ:

ابن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ انیسہ بنت عامر بن الفضل خزاعہ کی تھیں' اور

عجماء (یعنی گونگی) تھیں، مطیع فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ عامر سے مروی ہے کہ عصاۃ قریش (یعنی جن کا نام عاصی بمعنی نافرمان تھا) میں سے سوائے مطیع (فرماں بردار) کے کوئی شخص نہیں پایا گیا جس کا نام عاصی (نافرمان) ہو اور رسول اللہ ﷺ نے مطیع رکھ دیا ہو۔ محمد بن سعد نے کہا کہ مطیع کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ:

ابن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ بشیرہ بنت عبداللہ بن عدی بن کعب میں سے تھیں، فتح مکہ میں اسلام لائے۔ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی وفات ہوئی۔

ابوقحافہ رضی اللہ عنہ:

نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی تھا' ان کی والدہ قتیلہ بنت اواۃ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی ابن کعب تھیں۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہو کر مطمئن ہو گئے اور مسجد میں بیٹھے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس ابوقحافہ کو لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم نے ان بوڑھے کو کیوں نہ چھوڑ دیا کہ میں ہی ان کے پاس آتا' عرض کی' یا رسول اللہ انہیں زیادہ مناسب ہے کہ وہ آپ کے پاس آئیں بہ نسبت اس کے کہ آپ ان کے پاس جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے آگے بٹھالیا' دست مبارک ان کے سینے پر رکھا اور فرمایا' اے ابوقحافہ اسلام قبول کرو تو سلامت رہو گے (ورنہ دوزخ میں جاؤ گے) وہ مشرف بہ اسلام ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھ لیا' جب انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچایا گیا تو سر اور داڑھی کی یہ کیفیت تھی کہ مثل ثغامہ (سفید درخت) کے معلوم ہوتے تھے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس بڑھاپے (کے رنگ) کو بدل دو اور اسے سیاہی سے بچاؤ۔

جابر سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں ابوقحافہ کو لایا گیا' ان کا سر ثغامہ (سفید درخت) معلوم ہوتا تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو ازواج مطہرات کے پاس لے جاؤ (غالباً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو ابوقحافہ کی حقیقی پوتی تھیں) کہ بڑھاپے کے رنگ کو بدل دیں' انہیں سیاہی سے (یعنی کالے خضاب سے) بچانا۔

عکرمہ بن خالد سے مروی ہے کہ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا ان کا سر ثغامہ (درخت سفید) معلوم ہوتا تھا' چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی' پھر آپ نے فرمایا کہ بڑے میاں کے سر کا رنگ حنا سے بدل دو۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوقحافہ کی داڑھی میری نظر میں ہے' ایسی سرخ معلوم ہوتی تھی جیسے درخت عرفج کی چنگاری۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابوقحافہ نے ہجرت نہیں کی' مکے ہی میں رہے' ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ابوقحافہ چھٹے حصے کے ان کے وارث ہوئے' اس کو انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد کو واپس کر دیا' ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی وفات مکے میں محرم ۱۴ھ میں ہوئی۔ اس وقت ستانوے برس کے تھے۔

مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ:

ابن عمیر بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ان کی والدہ ہند بنت الحارث بن مسروق بنی غنم بن مالک بن کنانہ میں سے تھیں۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ قنفذ کا نام خلف تھا۔ مہاجر نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔

مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ:

ابی وداعہ کا نام حارث بن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص ابن کعب بن لوئی تھا' ان کی والدہ اروی بنت الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف تھیں۔

سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی' ان کی والدہ حبی بنت قیس بن ضبیس خزاعہ میں سے تھیں۔ سہیل بن عمرو باوجود اپنے شرک پر قائم ہونے کے نبی ﷺ کے ہمراہ مکے سے حنین گئے' پھر الجعرانہ میں اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس روز انہیں غنائم حنین میں سے سو اونٹ عطا فرمائے' سہیل نے نبی ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں۔ ابن سعد بن ابی فضالۃ الانصاری رضی اللہ عنہ سے جو صحابی تھے مروی ہے کہ جن ایام میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے اور سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کو غازی بنایا تو میں اور وہ ملک شام تک ساتھ رہے' پھر میں نے سہیل سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ تم میں سے کسی کا اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر کھڑا رہنا بھی اپنے متعلقین میں ساری عمر کی عبادت سے بہتر ہے۔ سہیل نے سنا کہ میں دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہوں گا تاوقتیکہ موت نہ آ جائے اور میں مکے کبھی واپس نہ جاؤں گا' ۱۸ھ کی وبائے عمواس میں ملک شام میں وفات پا گئے' کنیت ابویزید تھی۔

عبداللہ بن السعدی رضی اللہ عنہ:

سعدی کا نام عمرو بن واقدان بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل ابن عامر بن لوئی تھا' ان کی والدہ حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعید بن سہم کی بیٹی تھیں' عبداللہ بن السعدی فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔

حویطب بن عبدالعزیٰ:

ابن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوئی کنیت ابو محمد تھی' ان کی والدہ زینب بنت علقمہ بن غزوان بن یربوع ابن الحارث بن منقذ تھیں' حویطب بن عبدالعزیٰ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔

منذر بن الجہم سے مروی ہے کہ حویطب بن عبدالعزیٰ العامری ایک سو بیس سال کی عمر کو پہنچے' ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں رہے' فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حنین' طائف میں حاضر ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں حنین کے مال غنیمت میں سے سو اونٹ عطا فرمائے' حویطب کی وفات ۵۴ھ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

ضرار بن الخطاب رضی اللہ عنہ:

ابن مرداس بن کبیر بن عمرو بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب ابن فہر' قریش کے شہسوار اور شاعر تھے' فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے' یمامہ گئے اور وہاں شہید ہو گئے۔

ابوعبدالرحمٰن الفہری رضی اللہ عنہ:

میں نے ایک شخص سے سنا کہ ان کا نام کرز بن جابر تھا۔ ابی عبدالرحمٰن الفہری سے مروی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ حنین میں شریک ہوئے' انہوں نے اس کے متعلق ایک طویل حدیث بیان کی ہے۔

عتبہ بن ابی لہب رضی اللہ عنہ:

ابولہب کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی تھا۔ ان کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبدمناف بن قصی تھیں۔

فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے' ہجرت نہیں کی' غزوۂ حنین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے' اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اہل بیت و اصحاب آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے ان میں وہ بھی تھے۔ بنی ہاشم میں سے فتح مکہ کے بعد سوائے عتبہ و معتب فرزندان ابولہب کے کسی نے مکہ میں قیام نہیں کیا۔

معتب بن ابی لہب رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی' ان کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ تھیں' فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حنین گئے اور اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اہل بیت و اصحاب ثابت قدم رہے ان میں وہ بھی تھے' اسی روز ان کی آنکھ زخمی ہوئی۔

یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ:

ابن ابی بن عبیدہ بن ہمام بن الحارث بن بکر بن زید بن مالک بن حنظلہ ابن مالک بن زید مناۃ بن تمیم' ان کی والدہ منیہ بنت جابر بن وہیب بن نسیب ابن زید بن مالک بن الحارث بن عوف بن مازن بن منصور تھیں' یعلیٰ بن امیہ بنی نوفل بن عبدمناف کے حلیف تھے' وہ خود اور ان کی والدہ امیہ اور ان کے بھائی سلمہ بن امیہ اسلام لائے' یعلیٰ و سلمہ فرزندان امیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تبوک میں حاضر ہوئے' یعلیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ یعلیٰ بن امیہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب غزوۂ جیش العسرۃ (تنگی کے لشکر یعنی غزوۂ تبوک) میں تھا' یہ میرا سب سے زیادہ قابل وثوق عمل تھا۔

حجیر بن ابی اہاب رضی اللہ عنہ:

ابن عزیز بن قیس بن سوید بن ربیعہ بن زید بن عبداللہ بن دارم' بنی تمیم کے تھے اور بنی نوفل بن عبدمناف کے حلیف تھے۔

عمیر بن قتادہ رضی اللہ عنہ:

ابن سعد بن عامر بن جندع بن لیث بن بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ' عبید ابن عمیر اللیثی کے والد تھے۔ عبداللہ بن عبید بن عمیر

نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے اس کے طریقے بتائے' حدیث طویل ہے۔

ابوعقرب رضی اللہ عنہ:

نام خویلد بن خالد بن بجیر بن عمرو بن حماس بن عریج بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ تھا۔ اسلام لائے اور نبی ﷺ کے ساتھ رہے۔ ان کے بیٹے:

عمرو بن ابی عقرب رضی اللہ عنہ:

نبی ﷺ کی صحبت پائی' آپ کو دیکھا اور آپ سے روایت کی۔ ابی نوفل بن ابی عقرب کے دادا تھے۔ ابی نوفل کا نام معاویہ بن مسلم بن عمرو بن ابی عقرب تھا' ابونوفل آخر تک بصرے میں رہے اور ان سے بصریین نے روایت کی۔

ابوالطفیل رضی اللہ عنہ:

نام عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عمیر بن جابر بن حمیس بن جزء بن سعد بن لیث تھا۔

کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ:

صفوان بن امیہ کے اخیافی بھائی تھے۔ کلدہ بن الحنبل سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن صفوان بن امیہ نے نبی ﷺ کو میرے ہاتھ پیوسی اور ہرن کا بچہ اور کھیرے بھیجے' نبی ﷺ وادی کے بالائی قلعے میں تھے' میں اندر گیا' نہ اجازت مانگی اور نہ سلام کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ باہر جاؤ اور کہو' السلام علیکم' میں اندر آتا ہوں۔ یہ واقعہ صفوان کے اسلام کے بعد کا ہے۔ ایک روایت اور بھی ہے مگر اس میں امیہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے کلدہ سے سنا ہے۔

بسر بن سفیان رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عویمر بن صرمہ بن عبداللہ خزاعہ کے تھے۔ انہیں کو نبی ﷺ نے اسلام کی تحریری دعوت دی تھی۔

کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ:

ابن ہلال بن جریہ بن عبدنہم بن حلیل بن حبشیہ بن سلول' خزاعہ کے تھے۔ یہ وہی شخص ہیں کہ جب نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینے کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کے نقش قدم پر چلے' اس غار تک پہنچ گئے جس میں آپ دونوں تھے' اور کہا کہ نشان قدم یہاں تک ختم ہو گیا۔ یہی وہ شخص ہیں کہ نبی ﷺ کا قدم مبارک دیکھ کر کہا کہ یہ اسی قدم کا جزو ہے جو مقام ابراہیم میں ہے یعنی قدم ابراہیم صلوات اللہ علیہ وسلمہ کا۔ کرز نے بڑی عمر پائی' فتح مکہ کے دن اسلام لائے' معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنے عامل مکہ کو لکھا کہ اگر کرز بن علقمہ زندہ ہوں تو ان سے کہو کہ علامات حرم بتا دیں۔ انہوں نے بتا دیئے' وہی اب تک ان لوگوں کے علامات ہیں۔

تمیم بن اسد رضی اللہ عنہ:

ابن سوید بن اسعد بن مشنوء بن عبد بن جبتر خزاعہ سے تھے اور شاعر تھے۔ نبی ﷺ نے انہیں فتح مکہ کے دن حرم کے بتوں کو توڑنے کا حکم دیا۔

اسود بن خلف رضی اللہ عنہ:

ابن اسعد بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو بن ربیعہ' خزاعی تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے دن حاضر خدمت ہوئے۔

اسود بن خلف سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن قرن کے پاس لوگوں سے بیعت لیتے دیکھا' قرن وہ مصقلہ (صیقل کرنے کا مقام) تھا جس کی طرف ابی ثمامہ کے مکانات کا پانی بہتا تھا اور جو ابن سمرہ کے مکان اور اس کے اطراف کے درمیان تھا' اسود نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ مرد' عورتیں' بچے اور بوڑھے حاضر خدمت ہوئے اور اسلام پر کلمہ شہادت لا الٰہ الا اللہ ومحمد عبدہ ورسولہ پر بیعت کر رہے تھے۔

بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالعزیٰ بن ربیعہ بن جری بن عامر بن مازن بن عدی بن عمرو ابن ربیعہ' خزاعی تھے' یہ وہی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی تحریری دعوت دی تھی۔

ابوشریح الکعبی رضی اللہ عنہ:

نام خویلد بن صخر بن عبدالعزیٰ بن معاویہ بن المحترش بن عمرو بن زمان ابن عدی بن عمرو بن ربیعہ تھا' خزاعی تھے' زمان ومازن دونوں بھائی تھے۔

نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ:

ابن حبالہ بن عمیر بن الحارث' حارث غبشان بن عبد عمرو بن عمرو بن لوی ابن ملکان بن افصیٰ تھے جو خزاعی تھے' نافع بن عبدالحارث مکے پر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے والی تھے۔

علقمہ بن الفغواء رضی اللہ عنہ:

ابن عبید بن عمرو بن زمان بن عدی بن عمرو بن ربیعہ' خزاعی تھے۔

محرش الکعبی رضی اللہ عنہ:

بعض راوی انہیں مخرش کہتے ہیں۔

عبداللہ بن حبشی الخثعمی رضی اللہ عنہ:

عبدالرحمٰن بن صفوان رضی اللہ عنہ:

عبدالرحمٰن بن صفوان سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن میں نے کپڑے پہنے اور روانہ ہوا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بیت اللہ سے برآمد ہوئے تو میں قدم بوس ہوا۔ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے کیا کیا' انہوں نے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھی۔

لقیط بن صبرۃ العقیلی رضی اللہ عنہ:

مکے کے قریب رکیہ وجلدان کے نواح میں رہا کرتے اور کثرت سے مکے میں آ کر قیام کرتے۔

ایاس بن عبدالمزنی رضی اللہ عنہ:

کیسان رضی اللہ عنہ:

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں برء العلیا کے پاس نماز پڑھائی۔ عبدالرحمٰن بن کیسان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ ثنیۃ العلیا میں دن کو آخری دو نمازیں ظہر یا عصر میں سے ایک نماز ایک ہی چادر میں پڑھ رہے تھے جس کو آپ اس طرح اوڑھے ہوئے تھے کہ اس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے پر ڈال لیا تھا۔

مسلم رضی اللہ عنہ:

رائطہ بنت مسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب حنین حاضر ہوئے' آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا کہ غراب (کوا) فرمایا' تمہارا نام مسلم ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابزیٰ مولائے خزاعہ رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھی' آنحضرت ﷺ جب سجدہ کرتے تو تکبیر نہیں کہتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ مکے کے والی تھے' نافع بن الحارث جب عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ ہوئے تو انہیں اپنا جانشین بنا گئے تھے۔

اہل مکہ کا وہ طبقہ اولیٰ

جس نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے

علی بن ماجدۃ السہمی رحمۃ اللہ علیہ:

ماجدہ کے والد تھے' ابوبکر وعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن قتادہ اللیثی' کنیت ابوعاصم تھی' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔ ابوخلف مولائے بنی جمح نے ایک حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ جس میں عبید بن عمیر کا ذکر ہے کہ ان کی کنیت ابوعاصم تھیں۔ ثابت سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سب سے پہلے جس نے قصہ بیان کیا وہ عبید بن عمیر تھے۔ کسی نے عطاء سے کہا کہ ''جن لوگوں نے قصہ بیان کیا ان میں سب سے پہلے کون ہے'' انہوں نے کہا کہ عبید بن عمیر۔ عطاء سے مروی ہے کہ میں اور عبید بن عمیر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے' انہوں نے کہا یہ کون ہیں' عرض کی' میں

عبید بن عمیر ہوں۔ فرمایا کہ اہل مکہ کے قصہ گو عرض کی جی ہاں فرمایا کہ کمی کرو کیونکہ ذکر (اللہ کی یاد) ثقیل (ثواب میں گراں) ہے۔ عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے عبید بن عمیر کو دیکھا کہ سر کے بال ان کی گدی تک یا اسی کے قریب تک تھے۔ عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے عبید بن عمیر کو دیکھا کہ داڑھی زرد تھی۔

ابوسلمہ بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالاسد المخزومی' ان کی والدہ ام جمیل بنت المغیرہ بن ابی العاص ابن امیہ تھیں۔ انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

حارث بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی ربیعہ بن المغیرۃ المخزومی' ان کی والدہ ام ولد تھیں' قلیل الحدیث تھے۔

نافع بن علقمہ رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن ابی عمار رحمۃ اللہ علیہ:

جو قریش میں سے تھے' انہوں نے کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ایسے مقام پر نماز پڑھتے دیکھا جہاں لوگوں میں آسیب کا خطرہ تھا۔ قلیل الحدیث تھے۔

سباع بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

بنی زہرہ کے حلیف تھے' عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ قلیل الحدیث تھے۔

ہشام بن خالد الکعبی رحمۃ اللہ علیہ:

خزاعہ کے قبیلے سے تھے اور قلیل الحدیث تھے' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے ثنیہ لغت کے پیچھے قدید میں رہا کرتے تھے' اُن کے والد خالد الاشعر اور کرز بن جابر الفہری فتح مکہ کے دن شہید کر دیئے گئے' یہ دونوں راستہ بھول گئے تھے' مشرکین کا ایک لشکر ملا جس نے ان لوگوں کو قتل کر دیا' یہی ان حزام بن ہشام کے والد تھے جن سے عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب اور ابوالنضر ہاشم بن القاسم اور محمد بن عمر وغیرہ نے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن صفوان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن امیہ بن خلف' انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

سعید بن الحویرث رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

خیثم رحمۃ اللہ علیہ:

قارہ کے ایک شخص تھے' عبداللہ بن عثمان بن خیثم کے دادا تھے' عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ خیثم سے مروی ہے جو القارہ کے ایک شخص تھے سعید نے کہا کہ وہ ابن خیثم کے دادا تھے (انہوں نے کہا) کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آئے جو لوگوں کو (کوہ) مروہ کے

پاس زمین دے رہے تھے انہوں نے کہا کہ امیر المومنین مجھے بھی زمین دیجئے جو میرا اور میری اولاد کا مکان ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور کہا کہ وہ اللہ کا حرم ہے اس میں وہاں کا رہنے والا اور باہر والا برابر ہے۔

طبقہ ثانیہ

مجاہد بن جبر رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوالحجاج تھی' قیس بن السائب المخزومی کے مولیٰ تھے۔ مجاہد سے مروی ہے کہ میں اپنے آقا سائب کی جو نابینا تھے' رہبری کرتا تھا' وہ کہتے کہ اے مجاہد کیا آفتاب ڈھل گیا' میں ہاں کہتا تو وہ اٹھ کر ظہر کی نماز پڑھتے۔ ابراہیم بن عبدالاعلیٰ سے مروی ہے کہ مجاہد کی کنیت ابوالحجاج تھی۔ فضل بن میمون سے مروی ہے کہ میں نے مجاہد کو کہتے سنا کہ میں نے قرآن کے تیس دور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کیے ہیں۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے مجاہد کو دیکھا کہ سر اور داڑھی سفید تھی۔ قرۃ بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے مجاہد کو دیکھا کہ سر اور داڑھی سفید تھی۔ لیث سے مروی ہے کہ عطاء اور طاؤس اور مجاہد انگوٹھی نہیں پہنتے تھے۔ اعمش سے مروی ہے کہ میں جب مجاہد کو دیکھتا تھا تو خیال کرتا تھا کہ وہ ایسے ''خربندج''[1] ہیں جس کا گدھا کھو گیا ہے اور وہ فکر میں ہیں۔ مجاہد سے مروی ہے کہ سیاہ خضاب کو ناپسند کرتے تھے۔

ابوبکر بن عیاش سے مروی ہے کہ میں نے اعمش سے کہا کہ لوگوں کو کیا ہوا جو مجاہد کی تفسیر سے پرہیز کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ لوگ سمجھتے تھے کہ مجاہد اہل کتاب سے پوچھتے ہیں' دوسری روایت میں ہے کہ وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ مجاہد جابر کی کتاب سے روایت کرتے ہیں۔ مجاہد کے بعض شاگردوں سے مروی ہے کہ مجاہد کی وفات سجدے کی حالت میں ہوئی۔ سیف بن سلیمان سے مروی ہے کہ مجاہد کی وفات مکے میں ۱۰۳ھ میں ہوئی۔ ابن جریج سے مروی ہے کہ مجاہد وفات کے دن تراسی سال کی عمر کو پہنچ گئے تھے۔

فضل بن دکین سے مروی ہے کہ مجاہد کی وفات ۱۰۲ھ میں سجدے کی حالت میں ہوئی۔ یحییٰ بن سعید القطان نے کہا کہ مجاہد کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی' فقیہ' عالم' ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ:

ابی رباح کا نام اسلم تھا' عطاء الجند کے جو یمن کے دیہات میں سے تھا' غیر خالص عربوں میں سے تھے' مکے میں پیدا ہوئے اور ابو میسرہ بن ابی خثیم الفہری کے خاندان کے مولیٰ تھے۔ عطاء سے مروی ہے کہ میری اتنی عمر تھی کہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کو سمجھتا تھا۔ عبدالملک سے مروی ہے کہ عطاء کی کنیت ابومحمد تھی۔ عطاء سے مروی ہے کہ وہ قرآن کی تعلیم دیتے تھے' لوگوں نے کہا کہ وہ ثقہ و عالم وفقیہ وکثیر الحدیث تھے۔

---

[1] معرب ''خربندہ'' وہ شخص جو گدھے کی رکھوالی کرتا ہو۔

اسلم المنقری سے مروی ہے کہ میں ابوجعفر کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا کہ عطاء ابن رباح ان کے پاس سے گزرے‘ کہنے لگے کہ روئے زمین پر عطاء بن رباح سے زیادہ مسائل حج کا جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

بسام الصیرفی سے مروی ہے کہ کسی نے ابوجعفر کے پاس مسائل حج کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ روئے زمین پر عطاء بن ابی رباح سے زیادہ مسائل حج کا جاننے والا کوئی نہیں ہے۔ قتادہ سے مروی ہے کہ عطاء سب سے زیادہ مسائل حج کا علم رکھتے تھے۔

اسلم المنقری سے مروی ہے کہ ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ ابومحمد کہاں ہیں‘ لوگوں نے سعید بن جبیر کی طرف اشارہ کیا‘ پھر اس نے کہا کہ ابومحمد کہاں ہیں‘ سعید نے کہا کہ اس جگہ عطاء کے ہوتے ہوئے ہمارے لیے کچھ نہیں ہے۔ سلمہ سے مروی ہے کہ سوائے ان تین شخصوں عطاء وطاؤس ومجاہد کے میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو اس علم سے صرف خدا کی خوشنودی چاہتا ہو۔ اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ عطاء کلام کرتے تھے‘ جب ان سے مسئلہ دریافت کیا جاتا (تو ان کے علم کی یہ حالت تھی) گویا (منجانب اللہ) ان کی تائید کی جاتی تھی۔

یعقوب بن عطاء سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو کوئی چیز اس قدر یاد کرتے نہیں دیکھا جس قدر مسائل بیع کو یاد کرتے تھے۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عطاء ابن ابی رباح سے بہتر کوئی مفتی نہیں دیکھا‘ ان کی مجلس میں صرف اللہ ہی کا ذکر ہوتا تھا جس کا سلسلہ منقطع نہ ہوتا اور لوگ بھی اسی میں مشغول رہتے تھے‘ اگر وہ کلام کرتے یا ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو اچھا جواب دیتے تھے۔

معاذ بن سعید الاعور سے مروی ہے کہ ہم لوگ عطاء کے پاس تھے‘ ایک شخص نے کوئی حدیث بیان کی‘ دوسرے شخص نے درمیان سے اسے کاٹ دیا‘ عطاء ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ کیسے اخلاق ہیں اور یہ کسی طبیعتیں ہیں‘ واللہ ایک شخص ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہے جو میں اس سے زیادہ جانتا ہوں اور اکثر تو وہ اسے مجھی سے سنے ہوئے ہوتا ہے مگر میں اس کے آگے خاموش ہو جاتا ہوں اور اسے یہ باور کراتا ہوں کہ گویا میں نے اس کے قبل اسے نہیں سنا۔ عمرو بن عاصم نے کہا کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن المبارک سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں اپنا جوتا نہ اتاروں گا تاوقتیکہ مہدی (راوی حدیث) کے پاس جا کر اس کو ان سے نہ سن لوں۔

ابوالملیح سے مروی ہے کہ میں نے اور ایک اور شخص نے حج کیا‘ میں عطاء بن ابی رباح کے پاس آیا کہ ان سے کوئی مسئلہ دریافت کروں‘ ان کے پاس بیٹھ گیا‘ ایک حبشی حنا کا خضاب لگا رہا تھا‘ ان کے پاس والی مکہ کا قاصد آیا اور اس نے انہیں اٹھا دیا‘ میں پلٹ کر ان کے پاس نہیں آیا۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ عطاء جب کچھ بیان کرتے تو میں پوچھتا کہ یہ علم ہے یا (آپ کی) رائے‘ اگر وہ مقتول ہوتا تو علم کہتے اور ان کی رائے ہوتی تو رائے کہتے۔ عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ واللہ تمام روئے زمین والوں کے ایمان کو میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے برابر نہیں سمجھتا اور میں اہل مکہ کے ایمان کو عطاء کے ایمان کے برابر نہیں سمجھتا۔ عطاء سے مروی ہے کہ اپنے مردہ

والدین کی طرف سے صدقہ فطر دیتے تھے اور وفات تک ایسے کرتے رہے۔ ابو معاویۃ المغربی سے مروی ہے کہ میں نے عطاء بن ابی رباح کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان دیکھا۔ فطر سے مروی ہے کہ میں نے عطاء کو دیکھا کہ داڑھی میں زرد خضاب کرتے تھے۔ بعض اہل علم سے مروی ہے کہ عطاء کالے' کانے' چپٹی ناک والے' لنجے اور لنگڑے تھے' اس کے بعد نابینا ہو گئے تھے' اہل مکہ کا فتویٰ ان کے اور مجاہد کے زمانے میں انہیں دونوں کے پاس تھا اور اس کا اکثر حصہ عطاء کے پاس تھا۔ محمد بن عمر سے مروی ہے کہ عطاء کی وفات مکے میں ۱۱۵ھ میں ہوئی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ جس روز ان کی وفات ہوئی اٹھاسی سال کے تھے۔ ابو الملیح سے مروی ہے کہ عطاء کی وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی' جب میمون کو ان کی خبر مرگ پہنچی تو کہا کہ انہوں نے اپنے بعد کوئی اپنا مثل نہیں چھوڑا۔

یوسف بن ماہک رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے اپنی والدہ سے جن کا نام مسیکہ تھا روایت کی ہے۔ ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ یہ یوسف بن ماہک ہیں جو موت کی تمنا کرتے ہیں' انہوں نے اس کی مذمت کی اور کہا کہ انہیں کیا معلوم کہ موت سے کیسا سابقہ پڑے گا۔ ام یوسف بنت ماہک سے مروی ہے کہ جب یوسف کی موت کا وقت آیا تو وصیت کی کہ انہیں ان کے کپڑوں میں کفن دیا جائے' انہیں کپڑوں میں وہ جمعے کی نماز پڑھاتے تھے' اور یہ وصیت کی کہ ان کے چہرے پر اور اس کپڑے پر جو جنازے پر اڑھایا جائے حنوط (عطر میت) نہ لگائیں اور کہا کہ میرے دونوں پاؤں کسی عمامے سے باندھ دیں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یوسف بن ماہک کی وفات ۱۱۳ھ میں ہوئی۔ میں نے کسی اور سے سنا کہ ان کی وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

مقسم رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے صحبت یافتہ اور عبداللہ بن الحارث بن نوفل ابن الحارث بن عبدالمطلب کے آزاد کردہ غلام تھے۔ کنیت ابو القاسم تھی' ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہے اور ان سے روایت کی ہے' بعض لوگ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہنے اور خدمت کرنے کی وجہ سے انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) کہتے تھے' حالانکہ وہ عبداللہ بن الحارث ہی کے مولیٰ تھے' سب نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ان کی وفات ۱۰۱ھ میں ہوئی' کثیر الحدیث وضعیف تھے۔

عبداللہ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف' ان کی والدہ ریطہ بنت عبداللہ بن خزاعی بن اسید ثقیف کی تھیں۔ عبداللہ بن خالد کے یہاں خالد وامیہ وعبدالرحمٰن پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ ام جحیر بنت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ابن قصی تھیں۔ عثمان بن عبداللہ' ان کی والدہ ام سعید بنت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھیں۔ عبدالعزیز وعبدالملک' ان دونوں کی والدہ ام حبیب بنت جبیر بن مطعم ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھیں۔

عمران بن عبداللہ وعمرو وقاسم وام عمرو وزینب' ان سب کی والدہ سریہ بنت عبد عمرو بن حصین بن حذیفہ بن بدر الفزاری تھیں۔ محمد وحصین ومخارق وام عبدالعزیز وام عبدالملک وام محمد ومریم' ان سب کی والدہ ملیکہ بنت الحصین بن عبد یغوث بن الارزق قبیلہ مراد کی تھیں۔ ابو عثمان بن عبداللہ ایک ام ولد سے تھے اور حارث بن عبداللہ ایک ام ولد سے۔ عبداللہ بن خالد قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن بن سابط بن ابی حمیضہ بن عمرو بن اہیب بن حذافہ بن جمح' اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کی وفات مکے میں ۱۱۸ھ میں ہوئی۔ ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن ابی ملیکہ۔ بن عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن (سعد بن) تیم ابن مرہ' ان کی والدہ میمونہ بنت الولید بن ابی حسین بن الحارث بن عامر بن نوفل ابن عبدمناف تھیں۔ ابی ملیکہ کا نام زہیر تھا۔ عبداللہ بن عبیداللہ کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ مجھے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے والی قضاء بنایا تھا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے مجھے قضائے طائف پر مامور کر کے بھیجا' میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ انہوں نے مجھے قضائے طائف پر مامور کر کے بھیجا ہے' مگر مجھے بغیر آپ سے مسائل قضا پوچھے چارہ نہیں' انہوں نے مجھ سے کہا' اچھا' تمہیں جو معاملہ پیش آئے مجھ سے دریافت کر لینا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ میں طائف میں قاضی تھا۔ نافع بن عمرو سے مروی ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ رمضان کی تراویح میں قاریوں کی قرأت کو گراں سمجھتے تھے' مجھ سے کہا کہ میں تو تراویح کی ایک رکعت میں سورۂ ملائکہ پڑھتا تھا مگر کسی نے اس کی شکایت نہیں کی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن السائب کے بعد ابن ابی ملیکہ رمضان میں مکے میں لوگوں کو تراویح پڑھاتے تھے۔ ابن ابی ملیکہ کی وفات مکے میں ۱۱۷ھ میں ہوئی' انہوں نے ابن عباس و عائشہ و ابن الزبیر و عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔ ان کے بھائی:

ابوبکر بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن ابی ملیکہ بن عبداللہ بن جدعان' ان کی والدہ میمونہ بنت الولید ابن ابی حسین بن الحارث بن عامر بن نوفل بن عبدمناف تھیں۔ ابوبکر بن عبیداللہ کے یہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے' ان کی والدہ عونہ بنت مصعب ابن عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں' انہوں نے ابوبکر سے روایت کی ہے۔ قلیل الحدیث تھے۔

ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن ابی یزید کے والد تھے۔ ان سے ان کے فرزند نے روایت کی ہے۔

ابو نجیح رحمۃ اللہ علیہ:

ثقیف کے مولیٰ اور عبداللہ بن ابی نجیح کے والد تھے' ابی نجیح کا نام یسار تھا' قلیل الحدیث تھے۔ واقدی نے کہا کہ ان کی وفات ۱۰۹ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمیر بن قتادۃ اللیثی۔ داؤد العطاء سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عبید بن عمیر اہل مکہ میں سب سے زیادہ فصیح تھے۔ ایک ایسے شخص سے مروی ہے جو عبداللہ بن عبید بن عمیر کی بیماری میں ان کے پاس تھے کہ ان سے کہا گیا کہ آپ کا جی کیا چاہتا ہے تو انہوں نے کہا کہ میرا جی صرف ایسے ماہر قرأت کو چاہتا ہے جو میرے پاس قرأت کرے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عبید بن عمیر کی وفات مکے میں ۱۱۳ھ میں ہوئی' ثقہ وصالح تھے' ان کی احادیث ہیں۔

عمرو بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح الجمحی' ان کی والدہ بنت مطیع بن شریح بن عامر بن عوف بن ابی بکر بن کلاب تھیں۔ ان سے عمرو بن دینار وز ہری نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

صفوان بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح' ان کی والدہ حقہ بنت وہب بن امیہ بن ابی الصلت الثقفی تھیں۔ صفوان بن عبداللہ بن صفوان کے یہاں عبداللہ وآمنہ پیدا ہوئیں۔ ان کی والدہ ام الحکم بنت امیہ بن صفوان تھیں۔ زہری نے ان سے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن صفوان بن امیہ بن خلف' ان کی والدہ ابی بن خلف کی بیٹی تھیں۔ یحییٰ بن حکیم کے یہاں شرحبیل پیدا ہوئے' ان کی والدہ حسینہ بنت کلدہ ابن الحنبل تھیں۔ یحییٰ بن حکیم' یزید بن معاویہ کی جانب سے والیٔ مکہ تھے۔ ان سے روایت بھی کی گئی ہے۔

عکرمہ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ کلیب بن حزن بن معاویہ بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل کی بیٹی تھیں۔ عکرمہ بن خالد کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ حفصہ بنت عبداللہ بن کلیب بن حزن تھیں۔ سلیمان وام سعید ایک ام ولد سے تھیں۔ ام عبدالعزیز' ان کی والدہ جلالہ بنت عبداللہ بن کلیب بن حزن تھیں۔ ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں۔

محمد بن عباد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جعفر بن رفاعہ بن امیہ بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ زینب بنت عبداللہ بن السائب بن ابی السائب المخزومی تھیں' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ہشام بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ہشام بن العاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ ام حکیم بنت ابی حبیب بن امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر ابن مخزوم تھیں۔ ہشام بن یحییٰ کے یہاں یحییٰ وعبدالرحمٰن واسماعیل پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ ام حکیم بنت خالد بن العاص بن ہشام بن المغیرہ تھیں۔ ان کی احادیث ہیں۔

مسافع بن عبداللہ الاکبر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ ابی طلحہ کا نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھا' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ مسافع بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ ومصعب وعبدالرحمٰن پیدا ہوئے ان سب کی والدہ سعدہ بنت عبداللہ بن وہب بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ابن قصی تھیں۔ مسافع قلیل الحدیث تھے۔

عبدالحمید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ' ان کی والدہ ابی عمرو بن الجحن بن المرقع کی بیٹی تھیں اور قبیلہ ازد کی شاخ فامد سے تھیں۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے بیان کیا کہ جحن ابن المرقع بطور وفد کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔ عبدالحمید ثقہ وقلیل الحدیث تھے' ان سے ابن جریج وسفیان نے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن طارق رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علقمہ بن غنم بن خالد بن عریج بن جذیمہ بن سعد بن عوف بن الحارث ابن عبد مناۃ بن کنانہ۔ عبدالرحمٰن قلیل الحدیث تھے۔

نافع بن سرجس رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

مسلم بن یناق رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

ایاس بن خلیفہ البکری رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

ابوالمنہال رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبدالرحمٰن بن مطعم تھا۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابو یحییٰ الاعرج رحمۃ اللہ علیہ:

نام مصدع تھا' معاذ ابن عفراء انصاری کے مولیٰ تھے' ان کی احادیث ہیں۔

ابوالعباس الشاعر رحمۃ اللہ علیہ:

نام سائب بن فروخ تھا' بنی جذیمہ بن عدی بن الدیل بن بکر بن عبد مناۃ ابن کنانہ کے مولیٰ تھے۔ قلیل الحدیث تھے اور شاعر تھے' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں مکے میں تھے مگر ان کا دل بنی امیہ کے ساتھ تھا۔

عطاء بن مینا رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

طبقہ ثالثہ

امیہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ ام حجیر بنت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھیں' قلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن ابی خداش رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عتبہ بن ابی لہب بن عبدالمطلب بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ صفیہ بنت ارا کہ بنی الدیل کی تھیں۔ ابراہیم بن ابی خداش کے یہاں عتبہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ ہند بنت قیس ابن طارق سکاسک سے تھیں' حمیر کے حلیف تھے۔

محمد بن المرتفع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن النضیر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ محمد بن المرتفع کے یہاں ایک ام ولد سے جعفر پیدا ہوئے۔ محمد بن المرتفع ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابن الرہین رحمۃ اللہ علیہ:

نضر بن الحارث بن کلد کی اولاد سے تھے جو غزوۂ بدر میں بحالت کفر مارا گیا۔

قاسم بن ابی بزہ رحمۃ اللہ علیہ:

بعض اہل مکہ کے مولیٰ تھے' محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات ۱۲۴ھ میں مکے میں ہوئی۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے' بروایت محمد بن سعد ابی بزہ کا نام نافع تھا۔

حسن بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یناق' وفات طاؤس سے پہلے ہوئی۔ طاؤس کی وفات ۱۰۶ھ میں ہوئی۔ ہزبر ادر حسن بن مسلم نے ایک شخص سے کہا کہ جب تم کوفہ آنا تو لیث بن ابی سلیم کو تنگ کرنا اور کہنا کہ ابن حسن مسلم کی کتاب واپس کر دیں' کیوں کہ وہ انہوں نے ان سے لی ہے۔ حسن بن مسلم ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں۔

عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ:

باذان کے مولیٰ تھے' عجمی تھے' عرب میں پیدا ہوئے۔ طاؤس سے مروی ہے کہ انہیں ابن دینار نے اپنا کان ہر عالم کے لیے قیف (......) بنا دیا تھا۔ ابن طاؤس سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے کہا کہ جب تم مکہ آنا تو عمرو بن دینار ہی کی صحبت میں رہنا کیونکہ ان کے دونوں کان علماء کی قیف تھے۔

سفیان نے کہا کہ عمر مسجد (حرم) میں آنا ترک نہ کرتے تھے حالانکہ انہیں گدھے پر سوار کر کے لایا جاتا تھا' میں نے انہیں اپاہج ہی پایا' کم سنی کی وجہ سے انہیں سوار نہیں کرا سکتا تھا' پھر ان کے سوار کرانے کی مجھ میں طاقت آ گئی' ان کا مکان (حرم سے)

دور تھا' ان کی عمر پورے طور پر ہمیں معلوم نہ تھی۔

ایوب کہتے تھے کہ جو روایت عمرو کی کسی سے روایت کی جاتی تھی تو میں انہیں آگاہ کرتا تھا' کہتا تھا' کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو آپ کے لیے لکھ دوں' تو وہ کہتے تھے۔ ہاں۔ سفیان نے کہا کہ عمرو بن دینار سے کہا گیا کہ سفیان آپ کی روایت لکھتے ہیں تو وہ کروٹ لیٹ گئے اور روئے اور کہا کہ میں اسے منع کرتا ہوں جو میری روایت لکھے' سفیان نے کہا کہ پھر ہم نے ان سے کوئی روایت نہیں لکھی' ہم یاد رکھتے تھے۔

معمر سے مروی ہے کہ میں نے عمرو بن دینار کو کہتے سنا کہ جو لوگ ہم سے رائے دریافت کرتے ہیں انہیں ہم آگاہ کرتے ہیں تو وہ اسے اس طرح لکھ لیتے ہیں کہ گویا وہ پتھر میں نقش ہے' ممکن ہے کہ ہم کل اس سے رجوع کر لیں۔ ایک شخص نے عمرو بن دینار سے کچھ دریافت کیا' انہوں نے جواب نہیں دیا' اس شخص نے کہا کہ اس کے متعلق میرے دل میں کچھ ہے' لہٰذا مجھے جواب دیجئے' عمرو نے کہا کہ واللہ تمہارے دل میں جبل ابی قبیس کے برابر (اعتراض وشبہ) ہوتا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میرے دل میں اس میں سے بال کے برابر بھی ہو۔

سفیان سے مروی ہے کہ عمرو بن دینار نے کہا کہ مجھ سے ابن ہشام نے کہا کہ میں آپ کے لیے وظیفہ جاری کر دوں کہ آپ لوگوں کو فتویٰ دیا کریں' میں نے کہا کہ میں اسے نہیں چاہتا۔ سفیان سے مروی ہے کہ عمرو معانی بیان کرتے تھے اور وہ فقیہ تھے۔ سفیان سے مروی ہے کہ میں نے ایوب کو کچھ روایتیں لکھ دیں' اور ان کے متعلق عمرو بن دینار سے دریافت کیا۔ سفیان سے مروی ہے کہ عمرو خضاب نہیں لگاتے تھے۔

فضیل بن دکین سے مروی ہے کہ عمرو بن دینار کی وفات ۱۲۶ھ میں ہوئی۔ بلد حرام کے مفتی تھے' ان کی وفات کے بعد ابن ابی نجیح فتویٰ دیا کرتے تھے' عمرو ثقہ وثبت (حافظ) وکثیر الحدیث تھے۔

ابوالزبیر رحمۃ اللہ علیہ:

نام محمد بن مسلم بن تدرس تھا۔ عطاء سے مروی ہے کہ ہم لوگ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہتے تھے' وہ ہم سے حدیث بیان کرتے' جب ہم ان کے پاس سے نکلتے تو باہم ان کی حدیث کا ذکر کرتے' ابوالزبیر ہم سب سے زیادہ حدیث یاد رکھتے تھے۔ سفیان سے مروی ہے کہ ابوالزبیر خضاب نہیں لگاتے تھے۔

ابوالزبیر سے مروی ہے کہ عطاء مجھے جابر رضی اللہ عنہ کے آگے کر دیا کرتے کہ میں لوگوں کے لیے حدیث دریافت کروں۔ ثقہ و کثیر الحدیث تھے' سوائے اس کے کہ شعبہ نے انہیں کسی وجہ سے ترک کر دیا تھا' ان کا دعویٰ تھا کہ انہوں نے کسی معاملے میں ان کا کوئی فعل دیکھا' لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

عبیداللہ بن ابی یزید رحمۃ اللہ علیہ:

خاندان قانظ کے مولیٰ تھے' بنی کنانہ کے ان لوگوں میں سے تھے جو بنی زہرہ کے حلیف تھے' ابن جریج وسفیان بن عیینہ نے ان سے روایت کی ہے۔

سفیان نے کہا کہ میں نے عبیداللہ بن ابی یزید سے کہا کہ آپ کس کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاتے تھے تو انہوں نے کہا کہ عطاء اور عوام کے ساتھ' طاؤس خواص کے ساتھ جاتے تھے۔ سفیان نے کہا کہ میں ان سے پوچھتا کہ آپ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کیا کام کرتے دیکھا' اور کس حالت سے دیکھا' میں ان سے مسائل دریافت کرتا اور جو کچھ وہ چاہتے ان کے پاس لاتا۔

راوی نے کہا قبل اس کے کہ میں ابن جریج سے ملتا وہ ہم سے عبیداللہ کی حدیث بیان کرتے' ہم ان سے ان کو پوچھتے تو وہ کہتے کہ یہ پرانے شیخ تھے' اس سے ہمیں شبہ دلاتے کہ ان کی وفات ہو چکی۔

ایک مرتبہ میں مکے میں کسی مکان کے دروازے پر اپنے کام میں مصروف تھا کہ ایک شخص کو کہتے سنا کہ ہمیں عبیداللہ بن ابی یزید کے پاس لے چلو' میں نے کہا کہ کون عبیداللہ ابن ابی یزید' اس نے کہا کہ اس مکان میں ایک شخص ہیں جنہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی ہے' مگر وہ اس قدر کمزور ہو گئے ہیں کہ باہر نہیں نکل سکتے' میں نے کہا کہ کیا میں تم لوگوں کے ہمراہ ان کے پاس چل سکتا ہوں' ان لوگوں نے کہا کہ ہاں۔

ہم ان کے پاس گئے' وہ لوگ ان سے مسائل پوچھنے لگے اور وہ ان لوگوں سے بیان کرنے لگے' میں نے کہا کہ میں انہیں وہ حدیثیں بتاؤں گا جو ابن جریج نے ان کی روایت سے ہم سے بیان کی ہیں' وہ مجھ سے ان حدیثوں کے متعلق بیان کرنے لگے۔ اس روز میں نے ان سے چند حدیثیں سنیں' پھر ابن جریج کے پاس آیا اور پاس بیٹھ گیا' انہوں نے حدیث بیان کرنا شروع کی' یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبیداللہ بن ابی یزید نے یہ یہ حدیث بیان کی' میں نے کہا کہ عبیداللہ بن ابی یزید نے مجھ سے یہ بیان کیا' بولے کہ تم بھی ان کے پاس جا پہنچے۔ راوی نے کہا کہ پھر میں ان کی وفات تک برابر ان کے پاس آمد و رفت کرتا رہا۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے دریافت کیا کہ عبیداللہ ابن یزید کی وفات کب ہوئی' تو انہوں نے کہا کہ ۱۲۶ھ میں' وہ ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

ولید بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی مغیث' قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن ایمن رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن بن معبد رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن عمرو القاری رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

قیس بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو عبداللہ تھی' عطاء بن ابی رباح کے بعد ان کی مجلس کے خلیفہ تھے' انہیں کے قول کے مطابق فتویٰ دیتے اور اس میں مستقل ہو گئے تھے' لیکن ان کی عمر زیادہ نہیں ہوئی' ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ۱۱۹ھ میں وفات ہو گئی' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن ابی نجیح رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابویسار تھی' ثقیف کے مولیٰ تھے۔ سفیان سے مروی ہے کہ ابن ابی نجیح خضاب نہیں لگاتے تھے ۱۳۱ھ کے طاعون سے پہلے ان کی وفات ہو چکی تھی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن نجیح کی وفات ۱۳۲ھ میں مکے میں ہوئے' ثقہ وکثیر الحدیث تھے' لوگ بیان کرتے ہیں کہ قدر کے قائل تھے۔

سلیمان الاحول رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی نجیح کے ماموں تھے۔ ثقہ تھے' ان کی حدیثیں ہیں۔

عبدالحمید بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ قلیل الحدیث تھے۔

ہشام بن حجیر رحمۃ اللہ علیہ:

سفیان بن عیینہ نے کہا کہ مجھ سے ابن شبرمہ نے کہا کہ مکے میں ہشام بن حجیر کا نظیر نہ تھا' ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں۔

ابراہیم بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ:

بعض اہل مکہ کے مولیٰ تھے۔ سفیان سے مروی ہے کہ ابراہیم بن میسرہ حدیث جیسی سنتے تھے ویسی ہی بیان کرتے تھے۔ سوائے عبدالرحمٰن بن یونس کے مروی ہے کہ ابراہیم بن میسرہ کی وفات مروان بن محمد کی خلافت میں ہوئی' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی عمار' قریش سے تھے' ان کے والد وہی ہیں جنہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی کہ انہوں نے ان کو خوب صورت فرش پر نماز پڑھتے دیکھا' ثقہ تھے اور ان کی احادیث ہیں۔

خلاد بن الشیخ رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن کثیر الداری رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ تھے' ان کی حدیثیں صحیح ہیں۔

اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابونعیم الفضل بن دُکین سے مروی ہے کہ اسماعیل بن کثیر کی کنیت ابوہاشم تھی' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

کثیر بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن المطلب بن ابی وداعہ بن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم' ان کی والدہ عائشہ بنت عمرو بن ابی عقرب تھیں۔ ابی عقرب' خویلد بن عبداللہ بن خالد بجیر بن حماس ابن عریج بن بکر بن مناۃ بن کنانہ تھے۔ انہیں سفیان بن عیینہ نے دیکھا ہے اور ان سے روایت کی ہے' ان کی وفات اس طرح ہوئی کہ کوئی پس ماندہ نہ تھا۔ شاعر وقلیل الحدیث تھے۔

صدیق بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہما' کنیت ابوبکر تھی۔ ان کی والدہ ام اسحاق بنت مجمع بن زید بن جاریۃ بن العطاف بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔ ابن جریج نے صدیق ابن موسیٰ سے روایت کی ہے۔

صدقہ بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

غیر خالص عرب اور بعض اہل مکہ کے مولیٰ تھے۔ وفات ابتدائے خلافت بنی عباس میں ہوئی۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ میں نے صدقہ بن یسار سے کہا کہ لوگوں کا گمان ہے کہ تم لوگ خوارج ہو' انہوں نے کہا کہ میں ان میں تھا پھر اللہ نے مجھے بچا دیا' ان کا خاندان اہل جزیرہ سے تھا۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی حسین' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عمر بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی حسین۔

عثمان بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبیر ابن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی' ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں۔

حمید بن قیس الاعرج رحمۃ اللہ علیہ:

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے خاندان کے مولیٰ تھے' اہل مکہ کے قاری تھے' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔ وہیب بن الورد سے مروی ہے کہ اعرج مسجد (حرم) میں قرأت کرتے تھے۔ جب وہ قرآن ختم کرتے تو لوگ ان کے پاس جمع ہوتے' جس شب کو انہوں نے قرآن ختم کیا ان کے پاس عطاء آئے تھے۔

سفیان بن عیینہ نے کہا کہ حمید الاعرج اہل مکہ میں سب سے زیادہ علم حساب وعلم فرائض جانتے تھے' اہل مکہ سوائے ان کی قرأت کے اور کسی کی قرأت پر جمع نہیں ہوتے تھے' انہوں نے مجاہد سے قرأت حاصل کی تھی' مکے میں ان سے اور عبداللہ بن کثیر سے اچھا کوئی قاری نہ تھا۔ ان کے بھائی:

عمر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

لقب' سندل تھا' لوگوں کے ساتھ فحش کلامی اور عجلت کرتے' اس لیے لوگ ان کی حدیث سے باز رہے اور انہیں ترک کر دیا۔ حدیث میں ضعیف اور ناقابل اعتبار تھے۔ محمد بن سعد نے کہا کہ عمر بن قیس وہی ہیں کہ مالک کے ساتھ گستاخی کی تھی' انہوں نے کہا کہ کبھی وہ خطا کرتے ہیں اور کبھی صواب کو نہیں پہنچتے' یہ واقعہ والی مکہ کے پاس آیا تو اس نے ان سے کہا کہ لوگ مالک ہی جیسے ہوتے ہیں اور شیخ نے بے پروائی کی ہے' مالک کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ میں ان سے کبھی نہ بولوں گا۔

منصور بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن طلحہ بن الحارث بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار' ان کی والدہ صفیہ بنت شیبۃ الحاجب بن عثمان بن ابی طلحہ تھیں۔ منصور بن عبدالرحمٰن کے یہاں امۃ الکریم وصفیہ پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ ہشام بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے منصور بن عبدالرحمٰن کو جو خالد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیت اللہ کے حاجب (دربان) تھے دیکھا ہے' بہت بوڑھے تھے۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

سعید بن ابی صالح رحمۃ اللہ علیہ:

وفات ۱۲۹ھ میں ہوئی۔ قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خثیمؒ قارہ کے تھے اور بنی زہرہ کے حلیف تھے' ان کی وفات آخر خلافت ابوالعباس واوّل خلافت ابوجعفر میں ہوئی۔ ثقہ تھے اور ان کی احادیث حسن ہیں۔

داؤد بن عاصم الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

مزاحم بن ابی مزاحم رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

مصعب بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبیر بن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار' ان کی والدہ ام عمیر بنت عبداللہ الاکبر بن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ تھیں' قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن صیفی المخزومی' ثقہ تھے۔ ان کی احادیث ہیں۔

وہیب بن الورد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی الورد' مولائے بنی مخزوم' سکونت مکے میں تھی' عبادت گزاروں میں تھے' ان کی زہد ومواعظ کی حدیثیں ہیں' نام عبدالوہاب تھا' تصغیر کر کے وہیب کہہ دیا گیا' ان سے عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ان کے بھائی:

عبدالجبار بن الورد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی ملیکہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔

خالد بن مفرس رحمۃ اللہ علیہ:

سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے بنی البرصاء۔ قلیل الحدیث تھے۔

عمرو بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن قمطہ، قلیل الحدیث تھے۔

یعقوب بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی رباح' ان کی احادیث ہیں۔

عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے اسماءؓ قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن فروخ رحمۃ اللہ علیہ:

بنوذ بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے ابی عیینہ نے روایت کی ہے۔ قلیل الحدیث تھے۔

وردان صائغ رحمۃ اللہ علیہ:

وہ مکے میں تھے۔ ان سے سفیان بن عیینہ نے روایت کی کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سونے کے عوض میں سونا (لینے دینے) کو پوچھا۔

زُرزُر رحمۃ اللہ علیہ:

سفیان بن عیینہ نے کہا کہ وہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے مولیٰ اور قلیل الحدیث تھے۔

عبدالواحد بن ایمن رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ وہ عتبہ بن ابی لہب کے غلام تھے' عتبہ کی وفات ہوگئی تو ان کے بیٹے کے وارث ہوئے' پھر انہیں ابن ابی عمرو نے خرید کر آزاد کر دیا۔ فرزندان عتبہ نے ولاء (میراث غلام) کی شرط ٹھہرالی (کہ یہ مریں گے تو ان کے مال کے ہم وارث ہوں گے) وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے بیان کیا تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بریرہ روایت کی۔

محمد بن شریک رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے وکیع بن الجراح اور ابونعیم الفضل بن دکین نے روایت کی ہے۔

طبقہ رابعہ

عثمان بن الاسود الجمحی رحمۃ اللہ علیہ:

وفات ۱۵۰ھ میں مکے میں ہوئی' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

مثنیٰ بن الصباح رحمۃ اللہ علیہ:

غیر خالص عرب تھے' محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات ۱۴۹ھ میں ہوئی' دوسروں نے کہا ۱۴۷ھ میں ہوئی۔ داؤد بن عبدالرحمٰن العطاردی سے مروی ہے کہ میں نے اس مسجد (حرم) میں مثنیٰ بن الصباح اور زنجی بن خالد سے زیادہ عبادت گزار کسی کو نہیں پایا۔ ان کی احادیث ہیں' (حدیث میں) ضعیف تھے۔

عبید اللہ بن ابی زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

بعض اہل مکہ کے مولیٰ تھے۔ وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

عبدالملک بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جریج' کنیت ابوالولید تھی' جریج ام حبیب بنت جبیر کے غلام تھے جو عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کی بیوی تھیں' اس لیے وہ ان کی ولاء کی طرف منسوب ہو گئے (یعنی مولیٰ کہلانے لگے) عبدالملک بن عبدالعزیز عام الجحاف ۸۰ھ میں پیدا ہوئے' مکہ معظمہ میں ایک سال سیلاب آیا تھا' اس کا نام عام الجحاف تھا۔ محمد بن عبداللہ الانصار سے مروی ہے کہ ابن جریج ہم لوگوں کے پاس بصرے میں سفیان بن معاویہ کی ولایت میں ابراہیم بن عبداللہ کے خروج سے ایک سال پہلے آئے۔ محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے ابن جریج سے محدث کے پاس حدیث پڑھنے کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تم جیسے (فاضل) اس کو دریافت کریں' لوگوں نے صحیفے (تحریری احادیث) کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ اسے لے کے یہ کہے کہ جو کچھ اس میں ہے' میں اسے بیان کرتا ہوں اور انہیں پڑھے نہیں' لیکن جب اسے پڑھ لے تو وہ برابر ہے (خواہ وہ لکھا ہو یا نہ لکھا ہو)۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ سے مروی ہے کہ ابن جریج نے کہا کہ مجھے احادیث سنن لکھ دو' میں نے ایک ہزار حدیثیں لکھ کر ان کے پاس بھیج دیں جو انہوں نے مجھے پڑھ کر سنائیں اور نہ میں نے انہیں پڑھ کر سنائیں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد میں نے ابن جریج کو بہت سی احادیث اس طرح بیان کرتے سنا کہ ہم سے ابوبکر بن ابی سبرہ نے بیان کیا۔ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ میں ابن جریج کے پاس موجود تھا' جب وہ ہشام بن عروہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے ابوالمنذر جو کتاب تم نے فلاں شخص کو دی ہے وہ تمہاری ہی حدیث ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں! محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد میں نے ابن جریج کو اتنی بار یہ کہتے سنا ''مجھ سے ہشام بن عروہ نے حدیث بیان کی'' کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔ ابن جریج نے کہا کہ میں یمن کے ویران ملک میں آیا اور لوگوں کے لیے علم کا صندوق جھاڑ دیا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابن جریج کی ابتدائے عشرۂ ذی الحجہ ۱۵۰ھ میں وفات ہوئی' اس وقت وہ چھہتر سال کے تھے' وہ اعلیٰ درجے کے ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

حنظلہ بن ابی سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمن بن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح' ان کی والدہ حفصہ بنت عمرو بن ابی عقرب بنی عریج بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں' وفات ابوجعفر کی خلافت میں ۱۵۱ھ میں ہوئی' ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں۔

زکریا بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرزاق نے کہا کہ مجھ سے والد نے کہا کہ تم زکریا بن اسحاق کے ساتھ رہا کرو کیوں کہ میں نے انہیں ایک ہی مقام میں ابن ابی نجیح کے پاس دیکھا ہے۔ میں ان کے پاس آیا' وہ بھول گئے تھے اور البادیہ میں رہنے لگے تھے' پھر مجھے معلوم ہوا کہ ابن المبارک ان کے پاس آئے اور اپنے ہمراہ ان کی کتاب لے گئے۔ ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے مغیرہ بن المہلب بن ابی صفرۃ العتکی۔ احمد بن محمد الارزقی سے مروی ہے کہ عبدالعزیز بن ابی رواد کی وفات ۱۵۹ھ میں مکے میں ہوئی' ان کی احادیث ہیں' فرقہ مرجیہ میں سے تھے' صلاح وتقویٰ وعبادت میں مشہور تھے۔

سیف بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

بعض لوگ ابن ابی سلیمان کہتے ہیں۔ بنی مخزوم کے مولیٰ تھے' ان کی وفات ۱۵۰ھ کے بعد مکے میں ہوئی' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

طلحہ بن عمرو الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

وفات ۱۵۲ھ میں مکے میں ہوئی' کثیر الحدیث اور (روایت میں) بہت ہی ضعیف تھے' ان سے لوگوں نے روایت کی ہے۔

نافع بن عمر الجمحی رحمۃ اللہ علیہ:

شہاب بن عباد العبدی سے مروی ہے کہ نافع بن عمر الجمحی کی وفات ۱۶۹ھ میں مکے میں ہوئی' ثقہ وقلیل الحدیث تھے' ان کی نسبت کچھ اختلاف تھا۔

عبداللہ بن المؤمل المخزومی رحمۃ اللہ علیہ:

شہاب بن عباد نے کہا کہ عبداللہ بن المؤمل کی وفات مکے میں حسین والے سال میں فخ میں ہوئی یا اس کے ایک سال بعد۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

سعید بن حسان المخزومی رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی سلیمان۔ قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن ابی ربیعہ، قلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن یزید الخوزی رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، خوزی اس لیے کہلاتے تھے کہ مکے میں شعب الخوز میں رہتے تھے، وفات ۱۵۱ھ میں ہوئی، ان کی احادیث ہیں، ضعیف تھے۔

رباح بن ابی معروف رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن لاحق رحمۃ اللہ علیہ:

ابراہیم بن نافع رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی ملیکہ، انہیں کوشوہر جرہ کہا جاتا ہے۔ احادیث ضعیف ہیں۔

سعید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن قماذین، قلیل الحدیث تھے۔

حزام بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خالد الاشعری الکعبی، قدید میں رہتے تھے، ان سے ابوالنضر ہاشم بن القاسم ومحمد بن عمر وعبداللہ بن مسلمہ بن قعنب وغیرہم نے روایت کی ہے۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبدالوہاب بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبر، اپنے والد سے روایت کرتے تھے۔ حدیث میں ضعیف تھے۔

ابن ابی سارہ رحمۃ اللہ علیہ:

طبقہ خامسہ

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی عمران، کنیت ابومحمد تھی، بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ والے بنی عبداللہ ابن رویبہ کے مولیٰ تھے۔ سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے، خاندان کوفے کا تھا، ان کے والد خالد بن عبداللہ القسری کے عاملوں میں سے تھے۔ جب خالد عراق سے معزول کردیئے گئے اور یوسف بن عمر الثقفی والیٔ عراق ہوئے تو انہوں نے خالد کے عمال کی تلاش کی، وہ لوگ بھاگے عیینہ بن ابی سفیان مکے میں آ گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ عبدالرحمٰن بن یونس سے مروی ہے کہ سفیان بن عیینہ کو کہتے سنا کہ میں سب سے پہلے جن کی مجلس میں بیٹھا وہ ابوامیہ عبدالکریم تھے، اس وقت میری عمر پندرہ سال کی تھی۔ ان کی وفات ۱۹۶ھ میں ہوئی۔

سفیان نے کہا کہ میں نے ۱۱۶ھ میں پھر ۱۲۰ھ میں حج کیا' زہری ہمارے پاس ابن ہشام خلیفہ کے ہمراہ ۱۲۳ھ میں آئے اور ۱۲۴ھ میں روانہ ہوئے' میں نے ان سے سعد بن ابراہیم کی موجودگی میں حدیث پوچھی' انہوں نے جواب نہ دیا۔ سعد نے کہا کہ اس لڑکے کو جو اس نے آپ سے پوچھا جواب دیجئے' انہوں نے کہا کہ میں تو اسے اس کا حق ادا کر دوں گا' میں اس زمانے میں سولہ برس کا تھا' سفیان نے کہا کہ میں ۱۵۰ھ اور ۱۵۲ھ میں یمن گیا' معمر زندہ تھے اور ثوری مجھ سے ایک سال پہلے گئے تھے۔

حسن بن عمران بن عیینہ بن ابی عمران' فرزند برادر سفیان سے مروی ہے کہ میں نے اپنے چچا سفیان کے ہمراہ ۱۹۷ھ میں حج کیا' یہ ان کا آخری حج تھا' ہم مزدلفہ میں تھے اور وہ نماز پڑھ چکے تھے کہ اپنے بستر پر لیٹ گئے اور کہا میں اس جگہ ستر سال میں آیا ہوں' ہر سال یہی کہا ہے کہ اے اللہ اس مقام کی زیارت کا میرے لیے یہ آخری موقع نہ کر' میں بکثرت اس کو اللہ سے مانگنے سے شرماتا ہوں' وہ واپس ہوئے اور آنے والے سال میں شنبہ یکم رجب ۱۹۸ھ کو ان کی وفات ہوگئی' حجون میں دفن کیے گئے' ثقہ و ثبت و حجۃ و کثیر الحدیث تھے' اکانوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

داؤد بن عبدالرحمٰن العطار رحمۃ اللہ علیہ:

احمد بن محمد بن الولید الازرقی سے مروی ہے کہ داؤد العطار کے والد عبدالرحمٰن شام کے نصرانی طبیب تھے' مکہ آ کر رہ گئے اور وہیں ان کی اولاد پیدا ہوئی جو سب کے سب اسلام لائے' وہ انہیں کتاب و قرآن و فقہ کی تعلیم دیتے تھے' جبیر بن مطعم بن عدی ابن نوفل بن عبد مناف کے خاندان نے ان سے روایت کی' داؤد بن عبدالرحمٰن ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے' ان کے والد عبدالرحمٰن منارۂ مسجد حرام کے نیچے جو صفا کی جانب تھا بیٹھتے تھے' ان کے متعلق مثل کہی جاتی تھی کہ عبدالرحمٰن سے زیادہ کافر ان کے اذان و مسجد کے قریب ہونے اور ان کے لڑکوں کے حال اور ان کے اسلام کی وجہ سے (یہ مثل کہی جاتی تھی) وہ لڑکوں کو اعمال لشکر کی اجازت دیتے اور ادب کی تاکید کرتے اور مسلمان اہل خیر کی صحبت پر برانگیختہ کرتے' داؤد بن عبدالرحمٰن کی ۱۷۴ھ میں مکے میں وفات ہوئی' کثیر الحدیث تھے۔

زنجی رحمۃ اللہ علیہ:

نام مسلم بن خالد بن سعید بن جرجہ تھا' ان کا خاندان شام کا تھا' سفیان بن عبدالاسد المخزومی کے خاندان کے مولیٰ تھے' کہا جاتا ہے کہ مولائے موالاۃ تھے' مولائے عتاقہ نہ تھے (یعنی محض ان کی ترغیب پر اسلام لانے کی وجہ سے خاندان میں شامل ہو گئے تھے۔ جسے عقد موالاۃ کہا جاتا تھا' مولائے عتاقہ نہ تھے' یعنی ان لوگوں کے آزاد کرنے کی وجہ سے ان سے تعلق نہ تھا)۔

ابوبکر بن محمد بن ابی مرۃ المکی سے مروی ہے کہ مسلم بن خالد سرخی مائل گورے تھے۔ زنجی لقب تھا جو انہیں بچپن میں دیا گیا تھا۔ احمد بن محمد بن الولید الازرقی سے مروی ہے کہ زنجی بن خالد فقیہ و عابد تھے' ہمیشہ روزہ رکھتے تھے' کنیت ابو خالد تھی' وفات مکے میں ۱۸۰ھ میں ہارون کے زمانے خلافت میں ہوئی' کثیر الحدیث تھے اور اپنی حدیث میں بکثرت خطا اور غلطی کرتے تھے' اپنی ذات تک بہت اچھے آدمی تھے لیکن غلطی کرتے تھے۔ داؤد العطار حدیث میں ان سے بلند رتبہ تھے۔

محمد بن عمران الحجبی رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عثمان المخزومی رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن سلیم الطائفی رحمۃ اللہ علیہ:

مکے میں رہتے تھے اور وہیں وفات پائی' چمڑے کا کام کرتے تھے' انہوں نے اسماعیل بن کثیر و عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے روایت کی ہے' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

فضیل بن عیاض التیمی رحمۃ اللہ علیہ:

بنی یربوع کی ایک فرد تھے' کنیت ابوعلی تھی' ولادت خراسان کے ایک گاؤں ابی ورد میں ہوئی' بڑے ہو کر کوفہ آ گئے' منصور بن المعتمر وغیرہ سے حدیث سنی' عابد بن کر مکہ منتقل ہو گئے' وہیں سکونت اختیار کر لی' اور آغاز ۱۸۷ھ میں بزمانہ خلافت ہارون وفات ہوئی' ثقہ و ثبت و فاضل و عابد و متقی و کثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن رجاء رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعمران تھی' ثقہ و کثیر الحدیث تھے' لنگڑے تھے' بصرے کے باشندے تھے منتقل ہو کر مکے میں رہ گئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔

بشر بن السری رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالمجید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی رواد' کنیت ابوعبدالمجید تھی' کثیر الحدیث اور ضعیف تھے' فرقہ مرجیہ سے تھے۔

عبداللہ بن الحارث المخزومی رحمۃ اللہ علیہ:

حمزۃ بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمیر' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ابوعبدالرحمٰن المقریٔ رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبداللہ بن یزید تھا' رجب ۲۱۳ھ میں مکے میں وفات پائی' ان کا خاندان بصرے کا تھا۔ ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عثمان بن الیمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ہارون' کنیت ابوعمرو تھی' وفات یکم ذی الحجہ ۲۱۲ھ کو مکے میں ہوئی' ان کی حدیثیں ہیں۔

مؤمل بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ و کثیر الغلط تھے۔

علاء بن عبدالجبار العطار رحمۃ اللہ علیہ:

بصرے کے تھے' مکے میں سکونت اختیار کر لی۔ کثیر الحدیث تھے۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو عثمان تھی۔ ۲۱۷ھ میں مکے میں وفات ہوئی۔

احمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الولید الازرقی' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن الزبیر الحمیدی المکی رحمۃ اللہ علیہ:

بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے تھے' سفیان بن عیینہ کے شاگرد اور ان کے راوی تھے' ربیع الاوّل ۲۱۹ھ میں مکے میں ان کی وفات ہوئی۔ ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے وہ اصحاب جنہوں نے طائف کی سکونت اختیار کرلی تھی

عروۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

ابن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف جو قسی بن منبہ ابن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر تھے' عروہ کی کنیت ابو یعفور تھی' ان کی والدہ سبیعہ بنت عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ عبداللہ بن یحییٰ نے متعدد اہل علم سے روایت کی کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ فرمایا تو عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ طائف میں نہیں تھے بلکہ جوش میں دبابات و منجنیق (آلات حرب جن سے دشمن کی فوج پر پتھر پھینکے جاتے ہیں) کا کام سیکھتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کے بعد طائف آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب میں اسلام ڈال دیا۔ ربیع الاوّل ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اسلام سے بہت خوش ہوئے۔ عروہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اترے تھے مگر مغیرہ بن شعبہ نے نہ چھوڑا اور اپنے پاس لے گئے۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کے پاس جانے کی اجازت چاہی کہ انہیں اسلام کی دعوت دیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تو وہ لوگ تم سے جنگ کریں گے' عرض کی وہ لوگ اگر مجھے سوتا ہوا پائیں گے تو بیدار نہ کرسکیں گے۔

عروہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے' پانچ رات چلے' عشاء کے وقت طائف آئے اور اپنے مکان میں داخل ہوئے ان کے پاس (بنی) ثقیف آئے اور طریقہ جاہلیت کے مطابق سلام کیا' انہوں نے اعتراض کیا اور کہا تمہیں اہل جنت کا سلام' السلام' اختیار کرنا چاہیے' لوگوں نے انہیں ایذا دی اور سخت سست کہا مگر انہوں نے ان سے درگزر کیا۔ لوگ ان کے پاس سے چلے گئے اور مشورہ کرنے لگے' صبح ہوئی تو عروہ رضی اللہ عنہ اپنی کھڑکی پر آئے اور اذان کہی' ہر طرف سے بنی ثقیف نکل کر ان کے پاس آگئے' بنی مالک میں سے ایک شخص نے جس کا نام اوس بن عوف تھا انہیں تیر مارا جو رگ ہفت اندام میں لگا اور خون بند نہ ہوا۔

غیلان بن سلمہ اور کنانہ بن عبد یالیل اور حکم بن عمرو اور معززین حلفاء اٹھ کھڑے ہوئے اور ہتھیار سے مسلح ہو کر کہا کہ یا تو ہم اپنے آخری شخص تک مر جائیں گے یا دس روسائے بنی مالک سے ان کا انتقام لیں گے۔

عروہ نے یہ دیکھا تو کہا کہ میرے بارے میں جنگ نہ کرو' میں نے اپنے خون کرنے والے کو معاف کر دیا ہے کہ اس کے ذریعے سے تم لوگوں میں صلح کراؤں' یہ تو ایک کرامت ہے جس کے ذریعے سے اللہ نے میرا اکرام کیا ہے اور شہادت ہے جسے اللہ نے مجھ تک بھیجا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جنہوں نے مجھے اس کے متعلق خبر دے دی تھی کہ تم لوگ مجھے قتل کرو گے۔

انہوں نے اپنی قوم کو بلا کر کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے ان شہدا کے ساتھ دفن کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب' قبل اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کے پاس سے کوچ کریں قتل کیے گئے' وفات ہوگئی تو لوگوں نے انہیں ان شہدا کے ساتھ دفن کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے قتل کی خبر پہنچی تو فرمایا عروہ کی مثال صاحب یٰسین کی ہے کہ اپنی قوم کو اللہ کی طرف دعوت دی تو ان لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔

ابو ملیح بن عروہ رضی اللہ عنہما:

ابن مسعود بن معتب بن مالک۔ راوی نے کہا کہ جب عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قتل کر دیے گئے تو ان کے فرزند ابو ملیح ابن عروہ رضی اللہ عنہما اور ان کے بھتیجے قارب بن الاسود بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اہل طائف سے کہا کہ تم نے عروہ کو قتل کر دیا ہے' ہم کسی بات پر تم سے اتفاق نہ کریں گے۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدمبوس ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جسے چاہو موالاۃ (عقد محبت) کر لو' عرض کی ہم تو اللہ اور اس کے رسول سے موالاۃ کرتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو سفیان بن حرب تمہارے ماموں ہیں لہٰذا ان سے معاہدۂ حلف کر لو۔ اس ارشاد کی تعمیل کی اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس اترے۔ رمضان ۹ھ میں وفد ثقیف کے آنے تک مدینے میں مقیم رہے۔ ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو معاہدہ کرنا تھا کیا اور اسلام لائے' ابو ملیح اور قارب بن الاسود رضی اللہ عنہما بھی وفد کے ساتھ واپس گئے۔ ابو ملیح نے عرض کی' یا رسول اللہ! میرے والد تو قتل کر دیئے گئے' ان پر دو سو مثقال سونا قرض ہے' اگر لات کے زیورات سے ادا فرمانا مناسب سمجھیں تو ادا فرما دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔

قارب بن الاسود رضی اللہ عنہ:

ابن مسعود بن معتب بن مالک' عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے برادر زادے تھے۔ ابو ملیح بن عروہ رضی اللہ عنہما نے اپنے والد کا قرض ادا کرنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو قارب بن الاسود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے والد اسود بن مسعود کی جانب سے (بھی قرض ادا فرما دیجئے) کیونکہ انہوں نے بھی عروہ رضی اللہ عنہ کی طرح قرض چھوڑا ہے' لہٰذا اسے بھی سرکشوں کے مال سے ادا فرما دیجئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسود تو کافر مرا ہے' قارب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اس کا حق قرابت ادا فرمائیں گے' قرض تو مجھ پر ہے اور مجھی سے اس کا مطالبہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تب تو میں ادا کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ

واسود کا قرض سرکشوں کے مال سے ادا فرما دیا۔

حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن وہب بن معتب بن مالک' اس وفد ثقیف میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اسلام لائے۔

غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ:

ابن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف' سلمہ بن معتب کی والدہ کنہ بنت کسیرہ بن ثمالہ ازدی تھیں' ان کے اخیافی بھائی اوس بن ربیعہ ابن معتب تھے' دونوں کنہ کے فرزند تھے جن کی طرف منسوب کیے جاتے تھے۔ غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ شاعر تھے' کسریٰ کے پاس گئے اور اس سے درخواست کی کہ ان کے لیے طائف میں قلعہ بنوا دے' اس نے قلعہ بنوا دیا۔

اسلام آیا تو غیلان مسلمان ہوئے' اس وقت ان کے پاس دس عورتیں تھیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے چار کو انتخاب کر لو اور بقیہ کو چھوڑ دو' انہوں نے کہا کہ یہ عورتیں اس طرح تھیں کہ کوئی یہ نہ جانتی تھی کہ ان میں سے مجھے کون زیادہ محبوب ہے' لیکن آج وہ اسے معلوم کر لیں گی۔

ان میں سے چار کو منتخب کر لیا' جسے رکھنا چاہتے تھے اس سے کہتے تھے کہ سامنے آؤ اور جس کو نہیں چاہتے تھے اس سے کہتے کہ پیچھے جاؤ' اس طرح چار کو منتخب کر لیا اور بقیہ کو چھوڑ دیا۔

عروہ بن غیلان بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نافع غیلان بن سلمہ کے غلام تھے' نبی ﷺ کے پاس بھاگ آئے اور اسلام لائے۔ غیلان ابھی مشرک تھے' غیلان اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی ولاء (میراث غلام) واپس کر دی۔ ان کے بھائی:

شرحبیل بن غیلان رضی اللہ عنہ:

ابن سلمہ بن معتب' وہ بھی اس وفد میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا۔ شرحبیل کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔

عبد یالیل بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف اس وفد ثقیف کے رئیس تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا' وہ لوگ اسلام لائے' عبد یالیل رضی اللہ عنہ' عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہم عمر تھے۔

کنانہ بن عبد یالیل رضی اللہ عنہما:

ابن عمرو بن عمیر بن عقدہ بن غیرہ بن عوف' شریف (یعنی سردار) تھے' وفد ثقیف کے ساتھ اسلام لائے۔

حارث بن کلدہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن علاج' نام عمیر بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن ثقیف تھا' طبیب عرب تھے' جس کو کوئی بیماری ہوتی تو نبی ﷺ ان کے پاس جانے کا مشورہ دیتے' پھر ان سے اس کی بیماری کو دریافت فرماتے تھے' سمیہ والدۂ زیادۃ الحارث بن کلدہ کی کنیز تھیں۔ ان کے فرزند:

نافع بن الحارث رضی اللہ عنہما:

ابن کلدہ' عبداللہ کے والد تھے جو بصرہ منتقل ہو گئے تھے' وہاں انہوں نے لشکر کا تعلق ترک کر دیا تھا۔

علاء بن جاریہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف' بنی زہرہ کے حلیف تھے۔

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ:

ابن بشر بن عبد دہمان بن عبداللہ بن ہمام بن ابان بن یسار بن مالک بن حطیط ابن جشم بن ثقیف۔ عثمان بن العاص وفد ثقیف کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' سب سے کمسن تھے' لوگ انہیں اپنے کجاؤں پر چھوڑ جاتے کہ اس کی حفاظت کریں۔

جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آ کے سو گئے اور دوپہر ہو گئی تو عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' ان لوگوں سے پہلے چھپ کے اسلام لائے' اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کو دریافت کرتے اور آپ سے قرآن سننے لگے' چند سورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کے پڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتا ہوا پاتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قصد کرتے' ان سے دریافت کرتے اور پڑھواتے' ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے' ان سے پوچھتے اور قرآن سنتے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور آپ کو ان سے محبت ہو گئی۔

جب وفد اسلام لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے وہ تحریر لکھ دی جس پر ان سے صلح تھی اور ان لوگوں نے اپنے وطن کی واپسی کا ارادہ کیا تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی کو امیر بنا دیجئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو امیر بنا دیا' حالانکہ وہ سب سے چھوٹے تھے' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام پر ان کی حرص دیکھی تھی۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آخری وصیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمائی یہ تھی کہ کوئی ایسا مؤذن بناؤ جو اذان کا معاوضہ نہ لے' قوم کی امامت کرو تو ان کے کمزور ترین کا اندازہ کر لو اور جب خود نماز پڑھو تو تم (جانو) اور یہ (نماز جانے) یعنی خواہ طویل پڑھو یا خفیف۔

عبداللہ بن الحکم سے مروی ہے کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا عامل بنایا' آخری وصیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یہ تھی کہ لوگوں کو نماز آسان پڑھانا۔

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طائف پر عامل بنایا تو فرمایا کہ لوگوں کو نماز آسان پڑھانا' آپ نے آگاہ کیا یا اندازہ مقرر کر دیا کہ ﴿اقرأ باسم ربك الذی خلق﴾ اور قرآن کی اسی کے مشابہ سورتیں (پڑھانا بڑی بڑی سورتیں نہ ہوں)۔

موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ طائف کے عامل تھے۔ مطرف سے مروی ہے کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وخلافت عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہ تک طائف کے عامل رہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بحرین پر عامل مقرر کرنا چاہا تو لوگوں نے عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ کا نام لیا' انہوں نے کہا کہ یہ وہ امیر ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف پر مامور فرمایا' میں انہیں معزول نہ کروں گا۔

لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین انہیں حکم دیجئے کہ جسے چاہیں اپنا جانشین کر دیں' اور آپ ان سے مدد لیجئے' اس صورت میں عزل نہیں ہوگا' انہوں نے کہا کہ ہے تو اچھا' ان کو لکھا کہ جس کو چاہے خلیفہ بنا دیجئے اور آپ میرے پاس آیئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو طائف پر اپنا قائم مقام کیا اور خود عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے' عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین کا والی بنا دیا' بحرین سے معزول ہوئے تو مع اپنے اہل بیت کے بصرے کی سکونت اختیار کر لی اور وہاں کے شرفاء میں ہو گئے۔ بصرے کا وہ مقام جسے شط عثمان کہا جاتا ہے انہیں کی طرف منسوب ہے۔ ان کے بھائی:

حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ:

ابن بشر بن عبد دہمان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی۔

اوس بن عوف الثقفی رضی اللہ عنہ:

بنی مالک کے ایک فرد تھے' یہی وہ شخص تھے کہ عروہ بن مسعود الثقفی رضی اللہ عنہ کو تیر مار کر قتل کیا تھا' اس کے بعد وفد ثقیف کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثقیف سے صلح کرنے سے پہلے انہیں ابی ملیح بن عروہ رضی اللہ عنہما اور قارب بن الاسود بن مسعود رضی اللہ عنہ سے خوف تھا' اس بناء پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو انہوں نے ان دونوں کو منع کر دیا اور کہا کہ کیا تم مسلمان نہیں ہو' انہوں نے کہا کہ بے شک ہیں' کہا کہ شرک کے زمانے کا انتقام لیتے ہو' حالانکہ یہ اسلام کے ارادے سے آئے ہیں اور انہیں ذمہ داری وامان ہے' اگر وہ مسلمان ہوتے تو ان کا خون تم لوگوں پر حرام ہو جاتا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان قرابت کرا دی' سب نے باہم مصافحہ کیا اور وہ لوگ ان سے باز آ گئے۔ اوس بن عوف کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی۔

اوس بن حذیفہ الثقفی رضی اللہ عنہ:

عمرو بن اوس نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم وفد ثقیف کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' احلافیین مغیرہ بن شعبہ کے پاس اترے اور مالکیین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خیمے میں اتارا۔

راوی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد عشاء ان لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے اور کھڑے کھڑے باتیں کرتے' پاؤں دکھنے لگتے تو کبھی ایک پاؤں پر اور کبھی دوسرے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر گفتگو اہل مکہ وقریش کی شکایت ہوتی' فرماتے کہ ہمارے اور ان کے درمیان جنگ مساوی تھی' کبھی ہمارے خلاف ہوتی اور کبھی مفید۔

ایک شب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے' ہم نے عرض کی' یا رسول اللہ رات آپ کو ہم لوگوں سے کس نے باز رکھا' فرمایا' جنوں کی ایک جماعت میرے پاس اتری تھی' وظیفہ قرآن کچھ باقی رہ گیا تھا اس لیے بغیر اس کے پڑھے ہوئے مسجد سے نکلنا مجھے اچھا معلوم نہ ہوا۔

محمد بن عبداللہ الاسدی نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ صبح ہوئی تو ہم نے اصحاب سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں سے بیان کیا کہ آپ کے پاس جنوں کی ایک جماعت ایسے وقت میں اتری کہ آپ پر قرآن کا وظیفہ باقی تھا' آپ لوگ قرآن کا وظیفہ کس طرح سے پڑھتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ہم لوگ تین سورتیں' پانچ سورتیں' سات سورتیں' نو سورتیں' گیارہ سورتیں' پڑھتے ہیں اور حزب مفصل جو سورۂ قاف سے ختم تک ہے تلاوت کرتے ہیں۔

اوس بن حذیفہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ احلاف و بنی مالک کے ستر آدمی طائف سے نکلے' احلافیین مغیرہ بن شعبہ کے پاس اترے اور ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک خیمے میں اتارا جو دولت خانہ اور مسجد کے درمیان تھا' اس کے بعد انہوں نے وہی مضمون بیان کیا جو حدیث بالا میں مذکور ہوا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات لیالی حرہ (٦٣ھ) میں ہوئی۔

اوس بن اوس الثقفی رضی اللہ عنہ:

اوس بن اوس الثقفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جمعے کے دن جو شخص طہارت کرے' نہائے' سویرے سے مسجد جائے' امام کے قریب بیٹھے' خطبہ سنے اور خاموش رہے تو اس کے لیے ہر اس قدم پر جو وہ چلے گا' ایک سال کے روزے نماز کا ثواب ہوگا۔ ایک شخص سے جن کے دادا اوس بن اوس تھے مروی ہے کہ میرے دادا نے نماز میں اشارہ کیا کہ میرے جوتے مجھے دے دو' میں نے جوتے انہیں دے دیئے' انہوں نے جوتوں کے ساتھ نماز پڑھی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نعلین میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

اوس بن اوس یا اویس بن اوس سے مروی ہے کہ میں نے نصف ماہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قیام کیا' آپ کو دیکھا کہ دو برابر کے نعلین میں نماز پڑھتے تھے اور نماز میں اپنے داہنے اور بائیں تھوکتے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ یہ اوس بن اوس ہی ہیں (اویس بن اوس نہیں ہیں) شعبہ کو ان کا نام زیادہ یاد تھا۔ انہوں نے قیس کی طرح شک نہیں کیا۔

حارث بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن اوس الثقفی۔ حارث بن عبداللہ بن اوس الثقفی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اس عورت کا مسئلہ پوچھا جسے (منیٰ سے رمی کے بعد) روانہ ہونے سے پہلے حیض آجائے' انہوں نے کہا کہ اس کا سب سے آخری فعل طواف بیت اللہ ہونا چاہیے' حارث نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی مجھے اسی طرح فتویٰ دیا ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم اپنے سامنے ہی (کی بات) سے شک میں تھے (کہ رسول اللہ ﷺ کا فتویٰ ملنے پر بھی مجھ سے پوچھا حالانکہ) تم مجھ سے پوچھ کے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتے کہ میں خلاف نہ بتاتا۔ محمد بن سعد نے کہا کہ ابو غسان مالک بن اسماعیل النہدی نے ہم سے یہی حدیث بیان کی مگر نام میں خطا کی۔ انہوں نے سند حدیث میں حارث بن عبداللہ کے بجائے عبداللہ بن الحارث سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص حج یا عمرہ کرے تو اس کا آخری زمانہ بیت اللہ میں ہونا چاہیے۔ محمد بن سعد نے کہا کہ وہ حارث بن عبداللہ بن اوس ہی ہیں

جیسا کہ ابوعوانہ نے یعلیٰ بن عطاء کی روایت سے یاد رکھا۔

حارث بن اویس الثقفی رضی اللہ عنہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

شرید بن سوید الثقفی رضی اللہ عنہ:

شرید بن سوید الثقفی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکان کا پڑوسی اس کے غیر سے اس مکان کا زیادہ حق دار ہے (یعنی اسے حق شفع حاصل ہے)۔

شرید' عمرو بن الشرید کے والد تھے' ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر اپنا ہم نشین بنایا تھا اور امیہ بن ابی الصلت کے شعر پڑھوائے تھے' انہوں نے کہا' میں شعر سنانے لگا تو فرمایا عنقریب وہ اسلام لائیں گے۔ شرید بن سوید کی وفات یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں ہوئی۔

نمیر بن خرشہ الثقفی رضی اللہ عنہ:

وفد ثقیف کے ان افراد میں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

سفیان بن عبداللہ الثقفی رضی اللہ عنہ:

والی طائف تھے' اس وفد میں بھی تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا۔

حکم بن سفیان الثقفی رضی اللہ عنہ:

ابوزہیر بن معاذ الثقفی:

ان کی یہ حدیث کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے النباۃ علاقہ طائف میں خطبہ ارشاد فرمایا'' ان سے ان کے بیٹے ابوبکر بن ابی زہیر نے روایت کی ہے۔

کردم بن سفیان الثقفی رضی اللہ عنہ:

ابن جریج سے مروی ہے کہ کردم بن سفیان الثقفی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی' یا رسول اللہ میں نے نذر مانی ہے کہ بوانہ میں دس اونٹ کی قربانی کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نے نذر مانی ہے اس وقت زمانہ جاہلیت کی کوئی بات تمہارے دل میں تھی' عرض کی' یا رسول اللہ واللہ نہ تھی' فرمایا کہ جاؤ اور قربانی کرو۔

وہب بن خویلد رضی اللہ عنہ:

ابن طویلم بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف' مسلمان ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں وفات پائی۔ ان کی میراث میں بنو غیرہ نے جھگڑا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ (میراث) وہب بن امیہ بن ابی الصلت کو دی۔

وہب بن اُمیہ رضی اللہ عنہ:

ابن ابی الصلت بن ربیعہ بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔ امیہ بن ابی الصلت شاعر ان کے والد تھے۔

ابو محجن بن حبیب رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف' شاعر تھے' ان کی احادیث ہیں۔

حکم بن حزن الکلفی رضی اللہ عنہ:

بنی کلفہ بن عوف بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازان میں سے تھے۔ شعیب بن زریق الطائفی سے مروی ہے کہ میں ایک شخص کے پاس بیٹھا جنہیں نبی ﷺ کی صحبت حاصل تھی اور نام حکم بن حزن الکلفی تھا' انہوں نے کہا کہ میں بطور وفد کے رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ میں سات کا ساتواں یا نو کا نواں شخص تھا' ہمارے لیے اجازت مانگی گئی' بعد اجازت ہم حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کی زیارت اس لیے کی ہے کہ ہمارے لیے کوئی عمدہ چیز منگائیں' لہٰذا آپ ہمارے متعلق حکم دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے ہمیں اتارا اور ہمارے لیے کچھ کھجوروں کا حکم دیا' حالت یہ تھی کہ یہ بھی تھوڑی تھیں' ہم نے اس سے چند روز گزارے' انہیں ایام میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب جمعے میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ عصا یا کمان پر تکیہ لگا کے کھڑے ہوئے' اللہ کی حمد وثنا میں چند مبارک و پاکیزہ کلمات فرمائے' پھر فرمایا کہ اے لوگو! تم کو جن چیزوں کا حکم دیا گیا ان سب کے بجالانے کی تمہیں ہرگز طاقت نہ ہوگی یا تم ہرگز نہیں کر سکو گے' لہٰذا درست کرو اور خوشخبری حاصل کرو۔

زفر بن حرثان رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن حرثان بن ذکوان بن کلفہ بن عوف بن نصر بن معاویہ ابن بکر بن ہوازن' وفد کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے۔

مقرّس بن سفیان رضی اللہ عنہ:

ابن خفاجہ بن النابغہ بن عتر بن حبیب بن وائلہ بن دہمان بن نصر بن معاویہ ابن بکر بن ہوازن' وفد کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے' جنگ حنین میں شریک ہوئے' عباس بن مرداس نے اپنے شعر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

یزید بن الاسود العامری رضی اللہ عنہ:

بنی سواۃ میں سے تھے۔ جابر بن یزید بن الاسود السوائی نے اپنے والد سے روایت کی کہ حجۃ الوداع میں ہم نے مسجد منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی' جب آنحضرت ﷺ نماز پوری کر کے متوجہ ہوئے تو دو آدمیوں کو دیکھا کہ نماز نہیں پڑھی تھی' فرمایا کہ ان دونوں کو میرے پاس لاؤ' ان دونوں کو اس حالت میں لایا گیا کہ (خوف سے) ان کے شانے تھرتھرا رہے تھے۔ فرمایا کہ تمہیں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس نے روکا۔ عرض کی' یارسول اللہ ﷺ ہم نے اپنے کجاووں میں نماز پڑھ لی۔ فرمایا کہ جب تم لوگ آؤ اور امام نماز پڑھتا ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھو' کیونکہ وہ تمہارے لیے نفل ہے۔ یزید بن الاسود سے مروی ہے کہ وہ

حنین میں مشرکین کے ساتھ تھے' پھر اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی' کنیت ابوحاجزہ تھی۔

عبید اللہ بن معیۃ السوائی رضی اللہ عنہ:

سعید بن السائب الطائفی سے مروی ہے کہ میں نے بنی سواۃ کے ایک شیخ سے بنی عامر بن صعصعہ کے ایک شخص سے سنا جن کا نام عبید اللہ بن معیہ تھا' اور ولادت نبی ﷺ کے عہد میں یا اس کے قریب ہوئی تھی' زمانہ جاہلیت بھی پایا تھا کہ غزوۂ طائف میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے دو شخص طائف کے باب بنی سالم کے پاس قتل کر دیئے گئے' انہیں اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچایا گیا۔ آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا تو حکم دیا کہ ان کو اسی مقام پر دفن کیا جائے جہاں وہ زخمی ہوئے یا جہاں ان سے مقابلہ کیا گیا' دونوں اپنے مقتل اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان دفن کیے گئے اور اسی جگہ قبر بنائی گئی جہاں ان سے مقابلہ کیا گیا تھا۔

ابورزین العقیلی رضی اللہ عنہ:

نام لقیط بن عامر بن المنتفق تھا۔ ابی رزین سے مروی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی' یا رسول اللہ میرے والد اس قدر بوڑھے ہیں کہ نہ حج کر سکتے ہیں اور نہ عمرہ اور نہ سفر' فرمایا کہ تم اپنے والد کی جانب سے حج وعمرہ کرو۔ محمد بن سعد نے کہا کہ ابوالولید نے (اپنی روایت میں) سفر کا ذکر نہیں کیا۔ عفان ویحییٰ بن عباد نے (اپنی روایتوں میں) اس کا ذکر کیا ہے۔

ابوطریف رضی اللہ عنہ:

طائف کے حسب ذیل فقہاء ومحدثین

عمرو بن الشرید بن سوید الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

عاصم بن سفیان الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ابو ہندیہ رحمۃ اللہ علیہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' یہ ان محمد بن ابی ہندیہ کے والد تھے جن سے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔

عمرو بن اوس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حذیفہ الثقفی' اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن الحارث بن مالک بن حطیط بن جشم بن ثقیف' ان کی والدہ ام الحکم بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ تھیں اور ماموں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھے' انہیں کو فرزند ام الحکم کہا جاتا تھا' ان کے دادا عثمان بن عبداللہ تھے جو غزوہ حنین میں مشرکین کا جھنڈا لیے تھے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کر دیا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ

خدا اسے دور کرے' وہ قریش سے بغض رکھتا تھا۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' وہ والیٔ مصر و کوفہ تھے' آج ان کی اولاد کی سکونت دمشق میں ہے۔

وکیع بن عدس رحمۃ اللہ علیہ:

شعبہ نے یعلیٰ بن عطاء کی روایت سے اسی طرح کہا ہے' ابورزین العقیلی کے بھتیجے تھے' کنیت ابو مصعب تھی' انہوں نے اپنے چچا ابورزین سے اور ان سے یعلیٰ بن عطاء نے روایت کی ہے۔ حماد بن سلمہ وابوعوانہ نے کہا کہ یعلیٰ بن عطاء نے وکیع بن عدس سے روایت کی ہے۔

یعلیٰ بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ:

بنی امیہ کے آخر زمانہ سلطنت میں واسط آ کر مقیم ہو گئے تھے' ان سے شعبہ و ہشیم وابوعوانہ اور ان کے ساتھیوں نے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن یزید الطائفی رحمۃ اللہ علیہ:

وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی۔

بشر بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سفیان الثقفی۔ اپنے والد سے روایت کی ہے۔ بشر بن عاصم بن سفیان الثقفی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے مصدقین (صدقہ وصول کرنے والوں) کو گرمیوں کے آغاز میں بھیجا کرتے تھے۔

ابراہیم بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ:

عطیف بن ابی سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

وفات ۱۴۰ھ میں ہوئی۔

عبید بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

محمد بن ابی سوید رحمۃ اللہ علیہ:

ابوبکر بن ابی موسیٰ بن ابی شیخ رحمۃ اللہ علیہ:

سعید بن السائب الطائفی رحمۃ اللہ علیہ:

وکیع وحمید الرواسی ومعن بن عیسیٰ نے ان سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یعلیٰ بن کعب الثقفی' وکیع وابوعاصم النبیل وابونعیم ومحمد بن عبداللہ الاسدی وغیرہم نے ان سے روایت کی ہے۔

یونس بن الحارث الطائفی رحمۃ اللہ علیہ:

جن سے وکیع بن الجراح وابوعاصم النبیل وغیرہما نے روایت کی ہے۔

محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن افلح الطائفی۔ وکیع وغیرہ نے ان سے سنا ہے۔

محمد بن ابی سعید الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

محمد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سوسن الطائفی' مکے میں رہتے تھے' ان سے وکیع بن الجراح وابونعیم ومعن بن عیسیٰ وغیرہم نے سنا ہے۔

یحییٰ بن سلیم الطائفی رحمۃ اللہ علیہ:

وفات تک مکے ہی میں رہے' چمڑے کا کام کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب جو یمن میں رہتے تھے

ابیض بن حمال المازنی رضی اللہ عنہ:

حمیر کے تھے۔ عبدالمنعم بن ادریس بن سنان نے کہا کہ از د کے تھے' اور عمرو بن عامر کی ان اولاد میں تھے جنہوں نے مآرب میں اقامت اختیار کر لی تھی۔

ابیض بن حمال سے مروی ہے کہ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ملح کو جاگیر میں مانگا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرما دیا' جب سامنے سے ہٹا تو کسی نے عرض کی' یارسول اللہ' معلوم ہے کہ آپ نے انہیں کیا چیز بطور جاگیر عطا فرما دی' انہیں تو کثیر آب رواں (کا کنواں) عطا فرما دیا' آنحضرت نے رجوع فرمالیا۔

راوی نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی' یارسول اللہ! جو درخت پیلو تقسیم نہ کیے گئے ہوں (میں لے لوں) فرمایا کہ جن پر (چرنے کے لیے) اونٹوں کے پاؤں نے پہنچتے ہوں (وہ لے لو)۔

ابیض بن حمال سے مروی ہے کہ وہ بطور وفد مدینے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اپنے تین بھائیوں پر جو کندہ کے تھے اسلام لائے۔ تینوں زمانہ جاہلیت میں ان کے غلام تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ستر (کپڑے کے) جوڑوں پر صلح فرمائی' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مآرب کا ملح شذا بطور جاگیر مانگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دے دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس مانگا تو انہوں نے اسے واپس کر دیا۔ بعد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جوف مراد میں پہاڑوں کی پشت پر زمین عطا فرمائی۔

ابیض بن حمال سے مروی ہے کہ ان کے چہرے میں مرض داد تھا جس نے چہرے کا رنگ بدل دیا تھا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر مسح کیا' اس روز سے وہ نہ بڑھا' اگرچہ نشان تھا۔

فروہ بن مسیک رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن سلمہ بن الحارث بن الذویب بن مالک بن منبہ بن عطیف ابن عبداللہ بن ناجیہ بن یحابر جو مالک بن ادو

تھے اور مذحج سے تھے۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ فروہ بن مسیک کندہ کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کے تابع ہو گئے اور ۱۰ ھ میں قدمبوس ہوئے' شریف آدمی تھے' انہیں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس اتارا' صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے۔ آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے' انہوں نے سلام کیا اور عرض کی' یا رسول اللہ' میں اپنی قوم سے پیچھے ہو گیا' (یعنی اسلام میں میں نے اپنی قوم سے تاخیر کی) فرمایا تم کہاں اترے' عرض کی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس۔ فرمایا: اللہ سعد رضی اللہ عنہ پر برکت کرے۔

رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تو وہ حاضر ہوتے' اور قرآن و فرائض و شرائع اسلام سیکھتے' پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں قبیلہ مراد و زبید و مذحج سب پر عامل بنا دیا' وہاں وہ جایا کرتے تھے' آنحضرت ﷺ نے ان کے ہمراہ خالد بن سعید ابن العاص رضی اللہ عنہ کو بھی صدقات (وصول کرنے) کے لیے بھیجا تھا' جو رسول اللہ ﷺ کی وفات تک وہیں ان کے ساتھ رہے۔ مجن بن وہب الخزاعی نے اپنی قوم سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فروہ بن مسیک کو بارہ اوقیہ (سونا) انعام فرمایا' ایک عمدہ اونٹ سواری کے لیے اور ایک حلہ (جوڑا) عمان کے بنے ہوئے کپڑوں کا بھی عطا فرمایا۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو فروہ بن مسیک اسلام پر قائم رہ کر اپنے فرماں برداروں کے ہمراہ مخالفین پر حملہ کرتے رہے' وہ مرتد نہیں ہوئے جیسا کہ (قبائل یمن) کے اور لوگ مرتد ہو گئے تھے۔

ہشام بن محمد الکلبی سے مروی ہے کہ فروہ بن مسیک شاعر تھے۔

قیس بن مکشوح رضی اللہ عنہ:

مکشوح کا نام ہبیرہ بن عبد یغوث بن الغزیل بن سلمہ بن بدا ابن عامر بن عوثبان ابن زاہر بن مراد تھا' ہبیرہ بن عبد یغوث قبیلہ مراد کے سردار تھے' کشح (پہلو) آگ سے داغ دیا گیا تھا اس لیے انہیں مکشوح کہا گیا' ان کے بیٹے قیس بن مکشوح مذحج کے سوار تھے' بطور وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہیں نے اسود العنسی کو قتل کیا جس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن عمرو بن عصم بن عمرو بن زبید الصغیر' وہ منبہ بن ربیعہ بن سلمہ ابن مازن بن ربیعہ بن منبہ تھے اور منبہ زبید کے مورث اعلیٰ قبیلہ مذحج کے تھے' عمرو ابن معدی کرب عرب کے شہسوار تھے۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ عمرو بن معدی کرب قبیلہ زبید کے دس آدمیوں کے ہمراہ مدینہ آئے' اس وقت وہ اپنے اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے آبادی میں داخل ہوئے تو کہا کہ اس پست بستی کے باشندوں میں بنی عمرو بن عامر کا سردار کون ہے' کہا گیا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں' وہ اپنی سواری کو ہنکاتے ہوئے آگے بڑھے اور ان کے دروازے پر اونٹ بٹھا دیا۔

سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے' مرحبا کہا' کجاوہ کھلوایا' ان کا اکرام کیا اور حفاظت کی' پھر انہیں نبی ﷺ کے پاس لے گئے' وہ اسلام لائے اور چند روز قیام کیا' رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھی انعام دیا جس طرح آپ وفد کو انعام دیا کرتے تھے' وہ اپنے شہر کے ارادے سے واپس ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو مرتدین یمن کے ساتھ عمرو بن معدی کرب بھی مرتد ہو گئے' پھر انہوں نے اسلام کی طرف رجوع کیا اور عراق کو ہجرت کی' فتح قادسیہ وغیر ہا میں شریک ہوئے' ان کا اچھا امتحان لیا گیا۔

صرد بن عبداللہ الازدی رضی اللہ عنہ:

جرش میں رہتے تھے۔ منیر بن عبداللہ الازدی سے مروی ہے کہ صرد بن عبداللہ الازدی اپنی قوم کے انیس آدمیوں کے ہمراہ آئے اور فروہ ابن عمرو البیاضی کے پاس اترے' انہوں نے ان کی حمایت کی اور اکرام کیا' یہ لوگ دس روز تک ان کے پاس مقیم رہے' صرد ان میں سب سے بڑے قاضی (قوت فیصلہ رکھنے والے) تھے۔

نبی ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے' رسول اللہ ﷺ ان سے مسرور ہوتے اور ان کی قوم کے اسلام لانے والوں پر امیر بنا دیا' مشرکین یمن میں سے جو ان کے قریب تھے انہیں مسلمانوں کے ہمراہ جہاد کرنے کا حکم دیا اور انہیں اس جماعت کے ساتھ جو ان کے ہمراہ تھی نیکی کی وصیت فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وہ روانہ ہوئے' جرش میں اترے' اس زمانے میں وہ ایک محفوظ اور بند شہر تھا۔ بعض قبائل یمن وہاں قلعہ بند تھے' صرد نے انہیں اسلام کی دعوت دی' جو اسلام لایا اسے چھوڑ دیا اور اپنے ساتھ ملا لیا اور جس نے انکار کیا اس کی گردن ماردی' انہوں نے لوگوں کا مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے۔ پھر بہت دن چڑھے قتل کیا۔ موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت صرد بن عبداللہ الازدی جرش کے عامل تھے۔

نمط بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن سعد بن مالک بن لائی بن سلمان بن معاویہ بن سفیان بن ارحب بن ہمدان کے تھے' بطور وفد اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس ۱۰ھ میں مدینہ آئے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں اناج کی زمین دی جو آج تک ان لوگوں کے پاس ہے۔

حذیفہ بن الیمان الازدی رضی اللہ عنہما:

موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت دبا کے عامل حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما تھے۔

صحر الغامدی الازدی رضی اللہ عنہ:

قیس بن الحصین رضی اللہ عنہ:

ذی الغصہ بن یزید بن شداد بن قنان بن سلمہ بن وہب بن عبداللہ ابن ربیعہ بن الحارث بن کعب مذحج سے تھے۔ قیس بن الحصین خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بطور وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی ﷺ نے انہیں بنی الحارث پر امیر بنا دیا' ایک فرمان لکھ دیا اور ساڑھے بارہ اوقیہ انعام دیا' وہ اور ان کے ہمراہی اپنے شہر نجران یمن میں واپس ہوئے' چار ہی مہینے ٹھہرنے پائے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

عبداللہ بن عبدالمدان رضی اللہ عنہ:

ان کا نام عمرو بن الدیان تھا اوران کا نام یزید بن قطن بن زیاد بن الحارث بن مالک بن ربیعہ بن کعب بن الحارث بن کعب تھا' مذحج سے تھے' عبداللہ اس وفد میں تھے جو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا' ان کا نام عبدالحجر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون ہو' انہوں نے کہا کہ میں عبدالحجر ہوں۔ فرمایا: تم عبداللہ ہو۔ ان کے بھائی:

یزید بن عبدالمدان رضی اللہ عنہ:

ابن الدیان بن قطن بن زیاد بن الحارث بن مالک' شریف و شاعر تھے اور وفد میں تھے۔ ہشام بن الکلبی نے کہا کہ ''الدیان الحاکم'' دیان حاکم تھے۔

یزید بن المحجل رضی اللہ عنہ:

ان کا نام معاویہ بن حزن بن موالہ بن معاویہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن الحارث بن کعب تھا' مذحج سے تھے' اس وفد میں وہ بھی تھے جو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نجران سے آیا تھا۔ انہیں خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان میں اتارا تھا' ان کے والد کا نام محجل اس سفیدی کی وجہ سے تھا جو ان میں تھی' وہ رئیس تھے۔

شداد بن عبداللہ القنانی رضی اللہ عنہ:

بنی الحارث بن کعب میں سے تھے' اس وفد میں شریک تھے جو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا تھا۔

عبداللہ بن قراد رضی اللہ عنہ:

بنی الحارث بن کعب میں سے تھے' اس وفد میں تھے جو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ نجران سے آیا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دس اوقیہ انعام دیا' وہ اوران کے ہمراہ جو ہم قوم تھے اپنے وطن واپس ہوئے' چار ہی ماہ گزرے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

زرعہ ذویزن الحمیری رضی اللہ عنہ:

شہاب بن عبداللہ الخولانی سے مروی ہے کہ زرعہ ذویزن اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تحریر فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور آپ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ مالک ابن مرارہ الرہادی نے مجھ سے بیان کیا کہ حمیر میں سب سے پہلے تم اسلام لائے اور تم نے مشرکین کو قتل کیا لہٰذا تم خیر کی خوشخبری سنو اور خیر کی امید رکھو۔

حارث و نعیم فرزندانِ عبد کلال و نعمان

قیل ذی رعین رضی اللہ عنہ:

شہاب بن عبداللہ الخولانی سے مروی ہے کہ حارث و نعیم فرزندان عبد کلال و نعمان قیل ذی رعین (رئیس ذی رعین) ومعافر وہمدان اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو بلا کر فرمایا کہ ان لوگوں کو لکھو کہ: ''ملک روم سے مدینہ واپس آنے پر ہمیں تم لوگوں کا قاصد ملا' تم نے جو کچھ بھیجا وہ اس نے پہنچایا' تمہارے یہاں کی خبر دی اور ہمیں تمہارے اسلام اور قتل مشرکین سے

آ گاہ کیا' بے شک اللہ نے تمہیں اپنی ہدایت کا راستہ بتا دیا ہے' اگر تم لوگ نیکی کرو گے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کرو گے' اچھی طرح نماز ادا کرو گے' زکوٰۃ دو گے' مال غنیمت سے اللہ کا خمس اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اور اس کا خاص حصہ اور وہ صدقہ جو مومنین پر فرض ہے دو گے (تو تمہیں فلاح و کامیابی ہوگی)''۔

مالک بن مرارہ الرہاوی رضی اللہ عنہ:

رہا' قبیلہ مذحج کی ایک شاخ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے فرمان کے ساتھ شاہان حمیر کے پاس بھیجا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو یہ ان کے ہمراہ تھے' اپنے ایک فرمان میں ان لوگوں کے متعلق انہیں وصیت کی تھی۔

مالک بن عبادہ رضی اللہ عنہ:

وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان قاصدوں میں سے تھے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یمن بھیجا تھا' اپنے ایک فرمان میں ان لوگوں کے متعلق انہیں وصیت کی تھی۔

عقبہ بن نمر رضی اللہ عنہ:

وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان قاصدوں میں سے تھے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یمن بھیجا تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرمان میں زرعہ ذی یزن کو ان لوگوں کے متعلق وصیت فرمائی تھی اور حکم دیا تھا کہ زکوٰۃ جمع کر کے قاصدوں کو دے دیں۔

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ:

وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان قاصدوں میں سے تھے' جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یمن بھیجا تھا۔

زرارہ بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عدار بن الحارث بن عوف بن جشم بن کعب بن قیس بن سعد بن مالک ابن النخع' قبیلہ مذحج کے تھے' اس وفد نخع میں تھے' جو وسط محرم ۱۱ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا' وہ دو سو آدمی تھے' رملہ بنت الحدث کے مکان پر اترے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسلام کا اقرار کرتے ہوئے آئے' معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یمن میں بیعت کر چکے تھے۔ زرارہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اس سفر میں ایک عجیب خواب دیکھا' فرمایا: تم نے کیا دیکھا' عرض کی' میں نے خواب میں ایک گدھی کو دیکھا کہ قبیلے میں چھوڑا ہے' اس کے یہاں بھورے رنگ کا بھیڑ کا بچہ پیدا ہوا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی کوئی کنیز چھوڑی ہے جو حمل کی حالت میں ہے' عرض کی' جی ہاں' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی کنیز چھوڑی ہے جو حاملہ ہے' فرمایا: اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے جو تمہارا بیٹا ہے۔

عرض کی' اس کے اسفع واحوی (بھورے' سبز و سرخ) ہونے کی کیا تعبیر ہے' فرمایا کہ میرے قریب آؤ' وہ آپ کے قریب

گئے تو فرمایا کہ کیا تمہارے برص (سفید داغ) ہے جسے تم چھپاتے ہو عرض کی جی ہاں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ اس کا کسی کو علم نہیں اور نہ آپ کے سوا اس پر کسی کو اطلاع ہے فرمایا کہ وہ (بھورا رنگ) یہی ہے۔

عرض کی یارسول اللہ میں نے نعمان بن المنذر رضی اللہ کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ ان کے بدن پر دو بندے دو چوڑیاں اور دو پازیب ہیں فرمایا کہ یہ ملک عرب ہیں جو اپنی عمدہ شکل اور صورت کی طرف واپس ہوئے ہیں۔ عرض کی میں نے ایک کھچڑی بال والی بوڑھیا کو (خواب میں) دیکھا جو زمین سے نکلی ہے فرمایا کہ یہ دنیا کی بقیہ (عمر) ہے۔

عرض کی میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی جو میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان حائل ہوگئی وہ کہتی ہے کہ بنیا و نابینا جلا جلا تم مجھے کھاؤ میں تمہارے متعلقین و مال کو کھالوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک فتنہ ہے جو آخر زمانے میں ہوگا۔

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ کیا چیز ہے فرمایا کہ لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے اور آپس میں لڑیں گے سر سے سر مل جائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو باہم ملا کر اور نکال کر اشارہ فرمایا (اس فتنے میں) بدکار اپنے کو نیکوکار سمجھے گا اور مومن کا خون مومن کے نزدیک پانی پینے سے زیادہ حلال ہوگا اگر تمہارا بیٹا مر جائے گا تو تم اس فتنے کو پاؤ گے اور اگر تم مر گئے تو تمہارا بیٹا اس کو پائے گا عرض کی یارسول اللہ اللہ سے دعا کیجئے کہ میں اسے نہ پاؤں رسول اللہ نے فرمایا کہ اے اللہ یہ اس فتنے کو نہ پائیں ان کی وفات ہوگئی اور عمرو زندہ رہے وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے کوفے میں عثمان رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی۔

ارطاط بن کعب رضی اللہ عنہ:

ابن شراحیل بن کعب بن سلامان بن عامر بن حارثہ بن سعد بن مالک بن النخع وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہوئے ان کے لیے جھنڈا باندھا گیا جس کو وہ لے کے قادسیہ میں آئے قتل کر دیئے گئے تو وہ جھنڈا ان کے بھائی درید بن کعب نے لے لیا اور وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔

اَرقم بن یزید رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن عبداللہ بن الحارث بن بشر بن یاسر بن جشم بن مالک بن بکر بن عوف ابن النخع وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے۔

وبر بن یحنس رضی اللہ عنہ:

ان غیر خالص عربوں میں سے تھے جو یمن میں تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے روانہ ہو کے یمن کے غیر خالص عربوں کے پاس آئے نعمان بن بزرج کی لڑکیوں کے پاس اترے وہ سب اسلام لائیں انہوں نے فیروز بن الدیلمی کو بلا بھیجا وہ مسلمان ہوئے مرکبوذ کو بلایا وہ بھی اسلام لائے ان کے بیٹے عطاء بن مرکبوذ پہلے شخص تھے جنہوں نے صنعا میں قرآن کو جمع کیا یمن میں باذان اسلام لائے اپنے اسلام کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجی یہ واقعہ ۱۰ھ کا ہے۔

فیروز بن الدیلمی رضی اللہ عنہ:

فارس کے ان لوگوں کی اولاد میں ہیں جن کو کسریٰ نے سیف بن ذی یزن کے ہمراہ یمن بھیجا تھا' انہوں نے حبشیوں کو یمن سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا' جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم ہوا تو فیروز بن الدیلمی وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر احادیث روایت کی ہیں' بعض محدثین تو کہتے ہیں' ہم سے فیروز بن الدیلمی نے حدیث بیان کی اور بعض کہتے ہیں الدیلمی نے' دونوں ایک ہی شخص ہیں' سب کی مراد فیروز بن الدیلمی سے ہوتی ہے' یہ بات اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے جس کو ایک ہی شخص نے روایت کیا ہے' لوگ ان کے نام میں اختلاف کرتے ہیں جیسا کہ میں نے تم سے بیان کیا۔ دیلمی سے مروی ہے کہ عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ سرد ملک میں ہیں اور گیہوں کی شراب سے مدد لیتے ہیں' فرمایا' کیا وہ نشہ کرتی ہے' عرض کی' جی ہاں' فرمایا' بس تو پھر اسے نہ پیو' انہوں نے دوبارہ پوچھا' فرمایا کہ کیا وہ نشہ کرتی ہے' عرض کی جی ہاں' فرمایا تو بس پھر اسے نہ پیو' عرض کی لوگ اس سے باز نہیں آ سکتے' فرمایا' اگر اس سے باز نہ آئیں تو قتل کر دو۔ محمد بن سعد نے کہا کہ یہ حدیث ہمیں دیلم الحمیری کی روایت سے بھی پہنچی ہے۔ فیروز بن الدیلمی نے ایک حدیث قدر کے بارے میں روایت کی ہے' فیروز کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

عبدالمنعم بن ادریس نے کہا کہ ان کی اولاد بنی ضبہ کی طرف منسوب تھی' ان لوگوں نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں ہم لوگوں پر گرفتاری کی مصیبت آئی' فیروز ان لوگوں میں تھے جنہوں نے اس اسود بن کعب العنسی کو یمن میں قتل کیا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ اسے مرد صالح فیروز بن الدیلمی نے قتل کیا' فیروز کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یمن میں ہوئی۔

داذویہ رضی اللہ عنہ:

غیر خالص عربوں میں سے تھے' بہت بوڑھے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام لائے' وہ بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے اسود بن کعب العنسی کو قتل کیا' اس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

قیس بن مکشوح' عنسی کی قوم سے ڈرے' انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ داذویہ نے اسے قتل کیا ہے اور داذویہ پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا کہ اس سے عنسی کی قوم کو خوش کریں۔ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے مہاجر بن ابی امیہ کو لکھا کہ قیس بن مکشوح کو بیڑیاں ڈال کے ان کے پاس بھیج دیں' انہوں نے بیڑیاں ڈال کے ان کو بھیج دیا' ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے مرد صالح داذویہ کو قتل کر دیا' انہوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔

قیس نے گفتگو کی' قسم کھائی کہ میں نے قتل نہیں کیا' اور کہا کہ یا خلیفہ رسول اللہ' اپنی جنگ کے لیے مجھے باقی رکھیے' مجھے جنگ میں بصیرت ہے اور دشمن کے لیے داؤ گھات معلوم ہیں' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں باقی رکھا' عراق بھیج دیا اور حکم دیا کہ کوئی کام ان کے سپرد نہ کیا جائے' صرف جنگ میں مشورہ لیا جائے۔

نعمان رضی اللہ عنہ:

سباء کے یہودی تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کے مسلمان ہوئے' پھر اپنی قوم کے ملک کو واپس گئے' اسود بن کعب العنسی کو معلوم ہوا تو اس نے انہیں بلا بھیجا اور پکڑ کے ان کا ایک ایک عضو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

یمن کے حسب ذیل محدثین

طبقہ اولیٰ

مسعود بن الحکم الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملے' ان سے حدیث روایت کی ہے۔

سعد الاعرج رحمۃ اللہ علیہ:

یعلیٰ ابن منیہ کے ساتھیوں میں سے تھے' انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن البیلمانی رحمۃ اللہ علیہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اخماس میں سے تھے (یعنی غلام تھے اور مال غنیمت کے اس پانچویں حصے میں تھے جو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا تھا) عبدالمنعم بن ادریس نے کہا کہ وہ یمن کے ایرانیوں کی اولاد میں تھے' عبدالرحمٰن نجران میں رہتے تھے' ولید ابن عبدالملک کی ولایت میں ان کی وفات ہوئی۔

حجر المدری رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان کے تھے' انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اوران سے طاؤس نے روایت کی ہے۔

ضحاک بن فیروز الدیلمی رحمۃ اللہ علیہ:

ابنائے اہل فارس سے تھے' اپنے والد سے روایت کی ہے۔

ابوالاشعث الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ:

شراحبل بن شرحبیل بن کلیب بن ادہ' ابنائے فارس میں سے تھے' آخر عمر میں دمشق کی سکونت اختیار کر لی تھی' ان سے شامیوں نے روایت کی ہے' وفات معاویہ ابن سفیان رضی اللہ عنہ کے قدیم زمانہ خلافت میں ہوگئی تھی۔

حنش بن عبداللہ الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ:

وہ بھی ابناء میں سے تھے' پھر منتقل ہو کر مصر کی سکونت اختیار کر لی تھی' ان سے مصریوں نے روایت کی ہے' وہیں ان کی وفات ہوئی۔

شہاب بن عبداللہ الخولانی رحمۃ اللہ علیہ:

وہب الذماری رحمۃ اللہ علیہ:

ذمار میں رہتے تھے جو یمن کا ایک گاؤں ہے' انہوں نے کتبِ (سماویہ) پڑھی تھیں۔

طبقہ ثانیہ

طاؤس بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ:

حبیب ابن ثابت سے مروی ہے کہ طاؤس کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ طاؤس' بجیر بن ریسان الحمیری کے مولیٰ تھے اور جند میں رہتے تھے' فضل بن دکین وغیرہ نے کہا کہ وہ ہمدان کے مولیٰ تھے۔ عبدالمنعم ابن ادریس نے کہا کہ ابن ہوذۃ الہمدانی کے مولیٰ تھے۔ طاؤس کے والد جو اہل فارس میں سے تھے دور سے آئے تھے اور اس گھر والوں سے موالاۃ کر لی تھی' وہ جند میں رہا کرتے تھے۔

عادات وخصائل:

بنی طاؤس سے مروی ہے کہ طاؤس زردی کا خضاب لگاتے تھے۔ جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو دیکھا کہ تیز سرخی والی مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

حنظلہ سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو دیکھا کہ سر اور داڑھی میں حنا کا خضاب کرتے تھے۔ فطر سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو دیکھا کہ وہ مہندی سے خضاب کرتے تھے۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو سب سے زیادہ کپڑے سے چہرہ چھپاتے دیکھا' راوی نے کہا کہ میں نے فطر سے کہا کہ کیا وہ بکثرت کپڑے سے چہرہ چھپاتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔

ہانی بن ایوب الجعفی سے مروی ہے کہ طاؤس اس طرح کپڑے سے چہرہ چھپاتے کہ کبھی اس کو ترک نہ کرتے۔ خارجہ بن مصعب سے مروی ہے کہ طاؤس کپڑے سے چہرہ چھپاتے تھے اور جب رات ہوتی تو کھول دیتے تھے۔ یونس بن الحارث سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو کپڑے سے چہرہ چھپاتے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔ طاؤس سے مروی ہے کہ وہ سابری باریک کپڑے کو اور اس کی تجارت کو ناپسند کرتے تھے۔

عمارۃ بن زاذان سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس یمنی کو دیکھا کہ ان کے جسم پر دو گیروے رنگ کی چادریں تھیں۔ ابوالاشہب سے مروی ہے کہ میں نے احرام کی حالت میں طاؤس کو دیکھا کہ جسم پر گیرو سے رنگی ہوئی دو چادریں تھیں۔ ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اس طرح عمامہ باندھنا ناپسند کرتے تھے کہ اس کا کچھ حصہ ٹھوڑی کے نیچے نہ کریں۔

ایوب السختیانی سے مروی ہے کہ وہ عبداللہ بن طاؤس سے پوچھتے کہ آپ کے والد سفر میں کیا پہنتے تھے' انہوں نے کہا کہ تلے اوپر دو کرتے پہنتے جن کے نیچے تہ بند نہیں باندھتے تھے۔

یعقوب بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے حالت احرام میں طاؤس کے بدن پر گیرو سے رنگی ہوئی دو چادریں دیکھیں۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر الملیکی سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) سجدوں کا نشان دیکھا۔

اسماعیل بن مسلم سے مروی ہے کہ لوگوں نے حسن کے پاس طاؤس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ طاؤس' طاؤس (مور) کیا

ان کے عزیزوں سے یہ تہ ہوسکا کہ وہ اس کے سوا ان کا کوئی اور نام یا اس سے بہتر نام رکھتے۔ ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کے پاس جب خطوط جمع ہو جاتے تو وہ انہیں جلوا دیتے۔ حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ مجھ سے طاؤس نے کہا کہ جب میں تم سے حدیث بیان کروں اور وہ ثابت کر دوں تو پھر اس کو ہر گز کسی سے نہ پوچھو۔

طاؤس سے مروی ہے کہ وہ یمن سے اس وقت آتے کہ لوگ عرفے میں ہوتے اور مکے سے پہلے عرفے سے (حج) شروع کرتے۔ عبدالکریم بن ابی المخارق سے مروی ہے کہ طاؤس نے ہم لوگوں سے کہا کہ جب میں طواف کروں تو مجھ سے کچھ نہ پوچھو کیونکہ طواف بھی نماز ہی ہے۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ انسان کے اللہ کے نام پر بھیک مانگنے کو ناپسند کرتے تھے۔ طاؤس سے مروی ہے کہ وہ اپنی کسی لڑکی کو خواہ وہ کالی ہو یا نہ ہو بغیر اس کے نہ رہنے دیتے تھے کہ اس سے عیدالفطر و عیدالاضحیٰ میں ہاتھ پاؤں پر مہندی لگواتے اور کہتے کہ یہ عید کا دن ہے۔

حنظلہ سے مروی ہے کہ میں طاؤس کے ہمراہ جا رہا تھا' ایک قوم پر ان کا گزر ہوا جو قرآن فروخت کر رہے تھے' انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔

محمد بن سعید سے مروی ہے کہ طاؤس کی دعا یہ تھی کہ "اَللّٰھُمَّ احرمنی المال والولد وارزقنی الایمان والعمل" (اے اللہ مجھے مال اور اولاد سے محروم رکھ اور مجھے ایمان و عمل عطا کر)۔

طاؤس سے مروی ہے کہ میں کسی ساتھی کو مالدار اور ذی شرف سے زیادہ برا نہیں جانتا۔ عبداللہ بن طاؤس سے مروی ہے کہ طاؤس کہتے تھے کہ جب تمہیں یہودی و نصرانی سلام کرے تو اس سے کہو کہ "علاك السّلٰم" (سلامت تجھ پر غالب رہے)۔

سلمہ بن وہرام سے مروی ہے کہ لوگ ایک چور کو طاؤس کے پاس لے گئے' انہوں نے ایک دینار اس کا فدیہ دیا اور اسے آزاد کر دیا۔ طاؤس سے مروی ہے کہ وہ بروایت ابن عباس خلع و طلاق کا تذکرہ کرتے اور سعید بن جبیر اعتراض کرتے' طاؤس ان سے ملے اور کہا کہ میں نے تمہارے پیدا ہونے سے پہلے قرآن پڑھا ہے اور ایسے وقت میں اسے سنا ہے کہ تم اس وقت ثرید (بھیگی روٹی) کی فکر میں رہتے تھے۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے اپنے ان عراقی بھائیوں سے تعجب ہے جو حجاج (بن یوسف) کو مومن کہتے ہیں۔ طاؤس سے مروی ہے کہ تم جو کچھ سیکھتے ہو اپنے لیے سیکھو کیوں کہ لوگوں سے امانت چلی گئی' وہ حدیث کا حرف حرف شمار کرتے تھے۔

قیس بن سعد سے مروی ہے کہ طاؤس ہم میں ایسے ہی تھے جیسے ابن سیرین تم لوگوں میں۔ ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے طاؤس سے ایک مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے گلے میں رسی ڈال کر نچایا جائے۔

ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے طاؤس سے ایک مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے اسے جھڑک دیا' اس نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن' میں تو آپ کا بھائی ہوں' انہوں نے کہا مسلمانوں کو میرا بھائی (کوئی نہیں)۔

داؤد بن شابور سے مروی ہے کہ ایک شخص نے طاؤس سے کہا کہ ہمارے لیے دعا کیجئے' انہوں نے کہا کہ میں اس وقت اس کے لیے خلوص نہیں پاتا۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ محمد بن یوسف نے طاؤس کو تحصیل وصول کے بعض کاموں پر مقرر کیا' ابراہیم نے کہا کہ میں نے طاؤس سے پوچھا کہ آپ نے کس طرح کام کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم آدمی سے کہتے تھے کہ خدا تم پر رحم کرے تم اس مال کی زکوٰۃ دیتے ہو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے' اگر وہ ہمیں دیتا تو اس سے لے لیتے اور اگر وہ پشت پھیرتا تو ہم اسے بلاتے نہ تھے۔

ابو اسحاق الصنعانی سے مروی ہے کہ طاؤس و وہب بن منبہ کسی اچھے وقت محمد بن یوسف برادر حجاج بن یوسف کے پاس گئے جو ہم پر عامل تھا' طاؤس کرسی (چارپائی) پر بیٹھ گئے' محمد نے کہا کہ اے غلام یہ طیلسان (چادر فارسی) ابو عبدالرحمٰن (طاؤس) کو اڑھادو' ان لوگوں نے وہ انہیں اڑھادی' وہ اپنے شانے ہلاتے رہے یہاں تک کہ اپنے اوپر سے طیلسان کو گرادیا۔

محمد بن یوسف کو غصہ آیا تو وہب نے طاؤس سے کہا کہ واللہ اگر تمہیں اس کے ہم پر ناراض کرنے کی پروا نہیں ہے تو نہ ہو' تم اس طیلسان کو لے کر فروخت کر دیتے اور اس کی قیمت مساکین کو دے دیتے' انہوں نے کہا کہ ہاں' اگر ایسا نہ ہوتا کہ میرے بعد یہ کہا جاتا کہ اسے طاؤس نے لے لیا ہے' پھر اس میں وہ نہ کیا جاتا جو میں کرتا ہوں تو میں ضرور کرتا۔

عمران بن عثمان سے مروی ہے کہ عطا کہا کرتے کہ اس مسئلے میں طاؤس کیا کہتے ہیں' میں کہتا کہ اے ابو محمد آپ اسے کس سے لیتے ہیں' انہوں نے کہا' ثقہ طاؤس سے۔ ابی بشر سے مروی ہے کہ طاؤس نے قریش کے چند نوجوانوں سے جو کعبے کا طواف کر رہے تھے کہا کہ تم لوگ ایسا لباس پہنتے ہو جو تمہارے بزرگ نہیں پہنتے تھے اور تم لوگ ایسی چال چلتے ہو جو ناچنے والے بھی اچھی طرح نہیں چل سکتے۔

عبدالملک سے مروی ہے کہ طاؤس قارن ہو کر (یعنی حج قرآن کی نیت سے) آتے تھے مگر عرفات جانے تک مکہ نہیں آتے تھے۔ عبداللہ بن طاؤس سے مروی ہے کہ والد کے ہمراہ ہمارا سفر مکہ ایک مہینے تک ہوتا تھا جب ہم لوگ واپس ہوتے تو وہ ہمیں دو مہینے تک چلاتے تھے' ہم نے ان سے کہا تو انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آدمی اپنے مکان آنے تک اللہ ہی کی راہ میں رہتا ہے۔

مرض الموت اور وفات:

لیث سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو مرض موت میں دیکھا کہ اپنے بستر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور اسی پر سجدہ کرتے تھے۔ سیف بن سلیمان سے مروی ہے کہ طاؤس کی وفات مکے میں یوم الترویہ (۸ر ذی الحجہ) سے ایک روز پہلے ہوئی' ہشام بن عبدالملک نے اس سال حج کیا تھا اور وہ اسی ۱۰۶ھ میں خلیفہ ہوئے تھے' انہیں نے طاؤس کی نماز جنازہ پڑھائی' وفات کے دن ان کی عمر ننانوے سال کی تھی۔

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابناء فارس میں سے تھے' کنیت ابو عبداللہ تھی۔ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری اُمت میں دو شخص ہوں گے جن میں ایک وہب ہوگا جس کو اللہ حکمت عطا کرے گا اور دوسرا غیلان ہوگا جس کا فتنہ

اس امت پر شیطان کے فتنے سے بدتر ہوگا۔

داؤد بن قیس الصنعانی سے مروی ہے کہ میں نے وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ میں نے بانوے کتابیں پڑھی ہیں جو سب کی سب آسمان سے نازل کی گئی ہیں' ان میں سے بہتر مسیحی عبادت گاہوں اور لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں اور بیس کو سوائے چند کے کوئی نہیں جانتا' میں نے ان سب میں یہ مضمون پایا کہ جس نے مشیت کا کوئی حصہ بھی اپنی طرف منسوب کر لیا وہ کافر ہے۔

مثنیٰ بن الصباح سے مروی ہے کہ وہب بن منبہ چالیس سال تک اس حالت میں رہے کہ کسی ذی روح کو برا نہ کہا' اور بیس سال تک اس طرح رہے کہ عشاء اور صبح کے درمیان وضو نہیں کیا' وہب نے کہا کہ میں نے تیس کتابیں پڑھی ہیں جو تیس نبیوں پر نازل ہوئی ہیں۔

عبدالمنعم بن ادریس سے مروی ہے کہ وہب بن منبہ کی وفات صنعا میں ۱۱۰ھ میں شروع خلافت ہشام بن عبدالملک میں ہوئی۔

ہمام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابناء فارس میں سے تھے' اپنے بھائی وہب بن منبہ سے بڑے تھے' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے ہیں اور ان سے بہت روایت کی ہے' وفات وہب سے پہلے ۱۰۱ھ یا ۱۰۲ھ میں ہوئی۔ کنیت ابو عقبہ تھی۔

معقل بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابناء میں سے تھے' کنیت ابو عقیل تھی۔ وفات اپنے بھائی وہب سے پہلے ہوئی۔ ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عمر بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابناء میں سے تھے' کنیت ابو محمد تھی' ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عطاء بن مرکبوذ رحمۃ اللہ علیہ:

ابناء میں سے تھے' ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔ قاری قرآن تھے' وہ اور وہب بن منبہ بظاہر پہلے شخص تھے جنہوں نے یمن میں قرآن جمع کیا۔

مغیرہ بن حکیم الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ:

ابناء میں سے تھے۔

سماک بن الفضل الخولانی رحمۃ اللہ علیہ:

اہل صنعاء میں سے تھے۔

عمرو بن مسلم الجندی رحمۃ اللہ علیہ:

زیاد بن الشیخ رحمۃ اللہ علیہ:

ابناء اہل صنعا میں سے تھے۔

طبقہ ثالثہ

عبداللہ بن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو محمد تھی' وفات امیر المومنین ابوالعباس کی خلافت کے شروع میں ہوئی۔

حکم بن ابان رحمۃ اللہ علیہ:

اہل عدن میں سے تھے۔ ۱۵۴ھ میں وفات ہوئی۔

سلم الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ:

جو عطاء سے روایت کرتے ہیں۔

اسماعیل بن شروس رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعروہ تھی' قبیلہ ازد کے مولیٰ تھے' راشد کی کنیت ابوعمرو تھی اور ازد کے مولیٰ تھے' وہ اہل بصرہ سے تھے' پھر منتقل ہو کر یمن میں رہ گئے' جب معمر بصرے سے روانہ ہوئے تو ابوایوب نے ان کی مشایعت کی اور ان کی دعوت کی معمر اپنی ذات سے بامروت وحلیم وسخی آدمی تھے۔

عبیداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ میں بصرے میں ایوب کا مکے سے آنے کا انتظار کر رہا تھا' وہ اس طرح آئے کہ معمر اونٹ پر ان کے ہم نشین تھے' معمر اپنی والدہ کی زیارت کے لیے آئے تھے' میں ان کے پاس آیا تو وہ مجھ سے عبدالکریم کی حدیث پوچھنے لگے' میں بیان کرنے لگا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات رمضان ۱۵۳ھ میں ہوئی' عبدالمنعم ابن ادریس نے کہا کہ ان کی وفات شروع ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ عبدالرزاق سے دریافت کیا کہ مجھے اس کے متعلق بتایئے جو لوگ معمر کے بارے میں کہتے ہیں کہ جو کچھ (علم) تم لوگوں کے پاس تھا وہ انہیں کے ساتھ جاتا رہا' عبدالرزاق نے کہا کہ معمر کی وفات ہمارے پاس ہوئی اور ہمارے ہی پاس ان کی موت آئی' ان کی زوجہ سے ہمارے قاضی مطرف ابن مازن نے نکاح کیا۔

یوسف بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابراہیم بن سعید بن داذویہ ابناء میں سے تھے کنیت ابوعبداللہ تھی صنعا کے قاضی ومفتی تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات ۱۵۳ھ میں ہوئی اور عبدالمنعم بن ادریس نے کہا کہ ۱۵۱ھ میں ہوئی۔

بکار بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سہوک ابناء میں سے تھے جند میں رہتے تھے ان سے عبداللہ بن المبارک وغیرہ نے روایت کی ہے۔

عبدالصمد بن معقل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن منبہ وہ وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں۔

طبقہ رابعہ

رباح بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے خاندان معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے انہیں دیکھا ہے صاحب فضل اور معمر بن راشد کی حدیث کے عالم تھے۔

مطرف بن مازن رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوایوب تھی صنعاء کے محکمہ قضا کے والی تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ وہ کنانہ کے مولیٰ تھے اور منبج میں ان کی وفات ہوئی عبدالمنعم بن ادریس نے کہا کہ قیس کے مولیٰ تھے اور وفات ہارون کے زمانہ خلافت میں رقہ میں ہوئی۔

ہشام بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی ابناء میں سے تھے اور قاضی یمن تھے معمر ابن جریج وغیرہما سے بکثرت روایت کی ہے۔ وفات ۱۵۷ھ میں یمن میں ہوئی۔

عبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ:

ابن نافع کنیت ابوبکر تھی قبیلہ حمیر کے مولیٰ تھے وفات وسط شوال ۲۱۱ھ کو یمن میں ہوئی۔ ہمام بن نافع کی روایت ہے۔ جو انہوں نے سالم بن عبداللہ وغیرہ سے کی ہے۔

ابراہیم بن الحکم بن ابان رحمۃ اللہ علیہ:

غوث بن جابر رحمۃ اللہ علیہ:

اسماعیل بن عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن معقل بن منبہ' کنیت ابوہشام تھی' وفات ۲۱۰ھ میں یمن میں ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب جو یمامہ میں رہتے تھے

مجاعہ بن مرارہ رضی اللہ عنہ:

ابن سلمٰی بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ بن لجیم ابن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن ربیعہ' وہ اس وفد بنی حنیفہ کے ارکان میں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے تھے۔

دخیل برادر زادہ مجاعہ بن مرارہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن الولید یمامہ کے ارادے سے جب فرض میں اُترے تو انہوں نے دوسو سوار کے لشکر کو آگے بھیجا اور کہا کہ تم جن لوگوں کو پاؤ انہیں گرفتار کرلو' وہ لوگ روانہ ہوئے' انہوں نے مجاعہ بن مرارۃ الحنفی کو ان کی قوم کے تیئیس آدمیوں کے ہمراہ جو بنی نمیر کے ایک شخص کی تلاش میں نکلے تھے گرفتار کرلیا۔

مجاعہ سے پوچھا گیا تو کہا کہ واللہ میں مسیلمہ کے قریب بھی نہیں جاتا' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا ہوں' پھر میں اسلام لایا اور تبدل وتغیر نہیں کیا' قوم کو خالد کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے سب کی گردن ماردی' مجاعہ کو باقی رکھا' انہیں قتل نہیں کیا' وہ شریف تھے' انہیں ''مجاع الیمامہ'' (یمامہ کا بے حیا) کہا جاتا تھا۔

ساریہ بن عمرو نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ کو اہل یمامہ کی ضرورت ہے تو ان کو یعنی مجاعہ بن مرارہ کو باقی رکھیے' خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل نہیں کیا' لوہے کی ایک مضبوط زنجیر میں جکڑ کر اپنی بیوی ام تمیم کے حوالے کر دیا' انہوں نے مجاعہ کو اور مجاعہ نے حنیفہ کے فتح مند ہونے کی صورت میں ان کو قتل سے پناہ دے دی' اس پر باہم حلف سے معاہدہ ہو گیا۔

خالد رضی اللہ عنہ انہیں بلاتے' باتیں کرتے اور یمامہ وبنی حنیفہ ومسیلمہ کا حال دریافت کرتے' مجاعہ کہتے کہ واللہ میں نے اس کی پیروی نہیں کی ہے' میں تو مسلمان ہوں' انہوں نے کہا کہ پھر تم کیوں نہ ہمارے پاس چلے آئے یا تم نے اس طرح کی گفتگو کیوں نہیں کی جس طرح کی ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ نے کی تھی' انہوں نے کہا کہ اگر آپ کی رائے ان سب باتوں کو معاف کرنے کی ہو تو معاف کر دیجیے' انہوں نے کہا کہ میں نے معاف کر دیا۔ یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے قتل مسیلمہ کے بعد یمامہ اور اس کے اندر کی تمام چیزوں کے متعلق خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے صلح کی تھی' خالد بن الولید رضی اللہ عنہ انہیں وفد کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور ان کے اسلام اور کارگزاری کا تذکرہ کیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں معاف کر دیا اور امان دے دی' ان کے اور وفد کے لیے امان نامہ لکھ دیا۔ اور ان لوگوں کو ان کے وطن یمامہ واپس کر دیا۔

ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ:

ابن النعمان بن مسلمہ بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول ابن الحنفیہ الحنفی‘ رسول اللہ ﷺ کے ایک قاصد ان کے پاس سے گزرے‘ ثمامہ رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کا ارادہ کیا‘ ان کے چچا نے اس سے روکا‘ رسول اللہ ﷺ نے ثمامہ رضی اللہ عنہ کا خون حلال کر دیا۔ اس کے بعد ثمامہ رضی اللہ عنہ عمرے کی نیت سے روانہ ہوئے‘ جب مدینے کے قریب آئے تو رسول اللہ ﷺ کے قاصدوں نے بغیر کسی عہد و پیمان کے انہیں گرفتار کر لیا‘ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے‘ انہوں نے کہا کہ اگر آپ سزا دیں گے تو ایک گنہگار کو سزا دیں گے اور معاف کریں گے تو ایک شکرگزار کو معاف کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کا گناہ معاف کر دیا اور وہ اسلام لائے‘ رسول اللہ ﷺ نے عمرے کے لیے مکہ جانے کی انہیں اجازت بھی دے دی وہ گئے اور عمرہ کر کے واپس آئے‘ انہوں نے قریش پر تنگی کر دی‘ یمامہ سے ایک دانہ بھی ان کے پاس نہ جانے دیتے۔

جب مسیلمہ ظاہر ہوا اور نبوت کا دعویٰ کیا تو ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ اپنی قوم میں کھڑے ہوئے‘ انہیں وعظ و نصیحت کی اور کہا کہ ایک ہی امر کے لیے دو نبی جمع نہیں ہوتے‘ محمد ﷺ اللہ کے ایسے رسول ہیں کہ ان کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہے اور نہ کسی قسم کی نبوت کے ساتھ کوئی نبی شریک کیا جاتا ہے‘ انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی:

﴿ حم تنزیل الکتاب من اللّٰہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الٰہ الا ھو الیہ المصیر ﴾

”حم۔ کتاب کا نازل کرنا اللہ زبردست دانا کی طرف سے ہے جو گناہ کا معاف کرنے والا اور توبہ کا قبول کرنے والا سخت سزا دینے والا مقدور والا ہے‘ جس کے سوا کوئی معبود نہیں‘ اسی کے پاس پھر جانا ہے“۔

یہ کلام اللہ ہے‘ یہ (کلام مسیلمہ) اس کے مقابلے میں کہاں ہے‘ اے مینڈک‘ یہ ایسی پاک وصاف ہے کہ نہ شراب کو روکتی ہے اور نہ پانی کو گندہ کرتی ہے‘ واللہ تم لوگ بھی سمجھتے ہو کہ یہ وہ کلام ہے جو کینے سے نہیں نکلا ہے۔ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ یمامہ آئے تو ان کے اس فعل کو پسند کیا‘ اور اس سے ان کے اسلام کی صحت کو پہچانا۔

علی بن شیبان رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عبداللہ بن عمرو بن عبدالعزیٰ بن سحیم بن مرہ بن الدول بن حنیفہ۔ عبدالرحمٰن بن علی نے اپنے والد سے جو وفد میں تھے روایت کی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی‘ آنحضرت ﷺ نے کنکھیوں سے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع و سجدہ میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا‘ نماز پوری کر لی تو فرمایا کہ اے گروہ مسلمین اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع و سجدہ میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔

ہم نے آنحضرت ﷺ کے پیچھے دوسری نماز پڑھی‘ آنحضرت ﷺ نے نماز پوری کر لی‘ ایک شخص تنہا صف کے پیچھے

نماز پڑھ رہا تھا' آنحضرت ﷺ نماز پوری کر کے اس کے پاس کھڑے ہوئے' اس شخص نے بھی نماز پوری کر لی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نماز دوبارہ پڑھو' کیوں کہ صف کے پیچھے تنہا شخص کی نماز نہیں ہوتی۔ عبدالرحمن بن علی بن شیبان نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھتا جو رکوع و سجود کے درمیان پشت سیدھی نہیں کرتا۔

طلق بن علی الحنفی رضی اللہ عنہ:

وہ ابو قیس بن طلق تھے۔ طلق سے مروی ہے کہ ہم لوگ بطور وفد نبی ﷺ کی جانب روانہ ہوئے' خدمت نبویؐ میں آئے اور بیعت کی' ساتھ نماز پڑھی۔ عرض کی ہمارے وطن میں ایک مسیحی عبادت خانہ ہے' ہم نے خواہش کی کہ وضو کا بچا ہوا پانی عنایت ہو' آنحضرت ﷺ نے پانی منگا کر اس سے وضو کیا اور کلی کی' پھر اسے ایک چمڑے کے ظرف میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اسے لے جاؤ' جب تم اپنے وطن میں آنا تو مسیحی عبادت خانے کو توڑ ڈالنا اور اس کی جگہ اس پانی سے دھو کر مسجد بنا لینا۔

عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ گرمی سخت ہے اور وطن دور' پانی خشک ہو جائے گا' فرمایا: اس میں پانی ملاتے رہنا کیونکہ وہ اس کی پاکیزگی ہی بڑھائے گا۔ ہم لوگ روانہ ہوئے' اپنے وطن آئے' مسیحی عبادت خانہ توڑ ڈالا اور اس کی جگہ کو دھویا' وہاں مسجد بنا کر نماز کی اذان کہی۔

طلق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا کہ آنحضرتؐ اپنی مسجد بنا رہے تھے اور مسلمان اس میں کام کر رہے تھے' میں مٹی کا گارا بنانا جانتا تھا' پھاوڑہ لے کر گارا بنانے لگا' رسول اللہ ﷺ میری طرف دیکھ کر فرما رہے تھے کہ یہ حنفی گارے کا کام جانتا ہے۔ قیس بن طلق نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے شوہر کو نہ روکے خواہ وہ (عورت) کجاوے کی پشت پر ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک شب میں دو وتر (نمازیں) نہیں ہیں۔

خدمت نبویؐ میں ایک شخص آیا' عرض کی' یا نبیؐ اللہ ہم میں سے جب کوئی اپنی شرمگاہ چھوئے تو کیا وضو کرے' فرمایا: وہ تو تمہارے جسم کا ایک حصہ ہی ہے' (جیسے اور حصوں کے چھونے سے وضو نہیں ہے اسی طرح اس سے بھی نہیں ہے)۔

ایک شخص بعد ظہر حاضر خدمت ہوا' اور عرض کی' یا نبی اللہ! کیا ہم میں سے کوئی شخص ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے' آنحضرت ﷺ نے سکوت فرمایا' عصر کی نماز کا وقت آیا تو اپنا تہبند کھول ڈالا اور چادر پر تہبند باندھ کے دونوں کو اپنے کندھے پر ڈال لیا' جب نماز عصر ادا کر لی اور فارغ ہوئے تو فرمایا کہ وہ شخص جو ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو دریافت کرتا تھا کہاں ہے۔ اس شخص نے کہا کہ یا نبی اللہ میں ہوں' فرمایا: کیا ہر شخص دو کپڑے پا سکتا ہے۔

ہرماس بن زیاد الباہلی رضی اللہ عنہ:

ہرماس بن زیاد الباہلی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ والد مجھے اپنے اونٹ پر اپنے

ساتھ بٹھائے ہوئے تھے' میں چھوٹا بچہ تھا' میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ یوم الاضحیٰ (۱۰ رذی الحجہ) کو منیٰ میں اپنی کان کٹی اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ہرماس بن زیاد الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں یوم الاضحیٰ کو اونٹ پر والد کا ہم نشین تھا اور منیٰ میں نبی ﷺ اپنی اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

جاریہ ابونمران الحنفی رضی اللہ عنہ:

نمران بن جاریہ الحنفی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک قوم نے ایک جھونپڑی کے بارے میں باہم جھگڑا کیا اور مقدمہ نبی ﷺ کے پاس لائے۔ آنحضرت ﷺ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ہمراہ کر دیا' حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ ان لوگوں کے حق میں کیا جن کے قریب رسی تھی' وہ نبی ﷺ کی خدمت آئے اور آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا' آنحضرت ﷺ نے اس کو جائز رکھا۔

یمامہ کے حسب ذیل فقہاء ومحدثین

ضمضم بن حوس الہفانی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے ابوہریرہ وعبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما سے اور اُن سے عکرمہ بن عمار وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ہلال بن سراج رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مجاعۃ الحنفی' ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے روایت کی ہے۔

ابوکثیر الغبری رحمۃ اللہ علیہ:

نام یزید بن عبدالرحمٰن بن امیہ بن اذینہ السحیمی تھا' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے روایت کی' ابوکثیر سے اوزاعی وعکرمہ بن عمار نے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن اسود رحمۃ اللہ علیہ:

محکمہ ڈاک کے افسر تھے۔

ابوسلام رحمۃ اللہ علیہ:

نام ممطور تھا' ان سے یحییٰ بن کثیر نے روایت کی ہے۔

یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ:

طے کے مولا اور اہل بصرہ میں سے تھے' یمامہ میں منتقل ہوگئے۔ یحییٰ بن ابی کثیر الیمامی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے چچا نصر بن یحییٰ بن ابی کثیر کو دیکھا ہے' انہیں کے نام سے یحییٰ بن ابی کثیر الیمامی کی کنیت تھی (یعنی ابونصر) دوسرے راوی نے کہا کہ یحییٰ بن ابی کثیر کی کنیت ابوایوب تھی۔

ایوب السختیانی سے مروی ہے کہ روئے زمین پر یحییٰ بن ابی کثیر کے مثل کوئی باقی نہیں ہے۔ اسماعیل بن علیہ سے مروی ہے کہ میں ایوب کے پاس حاضر تھا جب وہ یحییٰ بن ابی کثیر کو خط لکھ رہے تھے۔ سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ یحییٰ بن ابی کثیر کے اپنے پاس آنے کی امید کرتے تھے۔ ابونعیم الفضل بن دکین سے مروی ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر کی وفات ۱۲۹ھ میں ہوئی۔ بنی تمیم کے ایک اہل علم نے کہا کہ کثیر کا نام دینار تھا۔

عکرمہ بن عمار العجلی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے ایاس بن سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ' ہرماس بن زیاد الباہلی' عاصم بن شمیخ الغیلانی سے جو بنی تمیم کے ایک فرد تھے' عطاء بن ابی رباح' ضمضم بن حوس' حضرمی بن لاحق' یحییٰ بن ابی کثیر' ابوالنجاشی مولائے رافع بن خدیج' طارق بن عبدالرحمٰن القرشی اور

سماک الحنفی ابوزمیل سے روایت کی ہے' قاسم بن محمد' سالم بن عبداللہ' نافع مولائے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما' طاؤس ابوکثیر الغبری اور یزید الرقاشی سے سنا ہے۔

ایوب بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابویحییٰ تھی' یمامہ کے قاضی تھے' انہوں نے ایاس بن سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ' قیس بن طلق اور عبداللہ بن بدر سے روایت کی ہے' ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم وطیسلہ ابن علی وابوکثیر العنبری الحیمی وابوالنجاشی مولائے رافع بن خدیج ویحییٰ بن ابی کثیر و یزید بن عبداللہ بن قسیط سے سنا ہے۔

عبداللہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی کثیر' انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

خالد بن الہیثم رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوالہیثم تھی' بنی ہاشم کے مولیٰ تھے' انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اور ان سے محمد بن عمر نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔

محمد بن جابر الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

کوفے میں پیدا ہوئے' عمیر بن سعید سے سنا ہے۔

ایوب بن النجار الیمامی رحمۃ اللہ علیہ:

یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کی ہے۔

عمر بن یونس الیمامی رحمۃ اللہ علیہ:

عکرمہ بن عمار سے روایت کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب جو بحرین میں تھے

اشج عبدقیس رضی اللہ عنہ (منذر بن عائذ):

محمد بن سعد نے کہا کہ ہم سے ان کے نام میں اختلاف کیا گیا ہے۔ عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے بحرین کے بیس آدمی حاضر خدمت ہوئے جن کے رئیس عبداللہ بن عوف الاشج رضی اللہ عنہ تھے' ان میں بنی عبید کے تین آدمی' بنی غنم کے تین آدمی اور بنی عبدالقیس کے بارہ آدمی تھے' ہمراہ جارود نصرانی بھی تھے۔ عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس وقت یہ لوگ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفد عبدالقیس حاضر ہے' فرمایا: انہیں مرحبا' عبدالقیس کیسی اچھی قوم ہے' اس روز ان کے رئیس عبداللہ ابن عوف الاشج رضی اللہ عنہ تھے۔

وفد آیا' جب ان لوگوں سے ذکر کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے' سب نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو سلام کریں گے۔ وہ لوگ اپنے کپڑوں میں آئے' اونٹ رملہ بنت الحرث کے مکان کے دروازے پر بٹھا دیئے تھے' ارکان وفد یہی کیا کرتے تھے۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا' رسول اللہ ﷺ ان سے دریافت فرمانے لگے کہ تم میں عبداللہ الاشج رضی اللہ عنہ کون ہے' وہ کہنے لگے یارسول اللہ! ابھی آتے ہیں' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے سفر کے کپڑے اتار کے اچھے کپڑے پہن لیے تھے' گندمی رنگ کے آدمی تھے' جب آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک گندمی رنگ کا آدمی دیکھا۔ عبداللہ نے عرض کی' یارسول اللہ! انسان کی کھال کی مشک میں پانی نہیں پیا جاتا' انسان کو تو صرف اس کی دو سب سے چھوٹی چیزوں کی حاجت ہوتی ہے یعنی دل اور زبان کی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے' عرض کی یارسول اللہ' وہ دونوں کون سی ہیں' فرمایا ''علم اور انتظار'' عرض کی' یارسول اللہ یہ وہ چیز ہے جو پیدا ہوگئی ہے یا میری فطرت اسی پر ہے' فرمایا' تمہاری فطرت اسی پر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی ضیافت وفد عبدالقیس پر دس روز تک جاری رہی' عبداللہ الاشج رسول اللہ ﷺ سے فقہ وقرآن دریافت کرتے' اور جب بیٹھتے تو رسول اللہ ﷺ انہیں اپنے نزدیک کر لیتے' ابی بن کعب رضی اللہ عنہ آتے اور انہیں قرآن سناتے۔ رسول اللہ ﷺ نے وفد کے لیے انعامات کا حکم دیا' ان سب پر عبداللہ الاشج رضی اللہ عنہ کو فضیلت دی' آنحضرت ﷺ نے انہیں ساڑھے بارہ اوقیہ عطا فرمایا' رسول اللہ ﷺ وفد کو جو انعامات دیا کرتے تھے یہ اس سے زیادہ تھا۔

یونس سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے دعویٰ کیا کہ اشج بنی عصر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم میں دو عادتیں ہیں جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے' عرض کی' وہ دونوں کون سی ہیں' فرمایا: ''حلم وحیا'' عرض کی' یہ دونوں قدیم ہیں یا جدید' فرمایا: قدیم۔ عرض کی' تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ایسی دو خصلتوں پر پیدا کیا جنہیں وہ پسند کرتا ہے۔

راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اشج عبدالقیس سے فرمایا کہ تم میں دو عادتیں ہیں جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے' انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ کون سی ہیں' فرمایا: حلم وحیا۔ عرض کی کیا اس کو میں نے اسلام میں حاصل کیا ہے یا میری فطرت اسی پر ہے۔ فرمایا: تمہاری فطرت اسی پر ہے' عرض کی تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ایسی فطرت پر پیدا کیا جسے وہ پسند کرتا ہے۔

ہشام بن محمد بن سائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ اشج عبدالقیس کا نام منذر بن الحارث بن عمرو بن زیاد بن عصر بن عوف بن عمرو بن عوف بن جذیمہ ابن عوف بن بکر بن عوف بن انمار بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصی بن عبدالقیس ابن افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ تھا' لیکن علی بن محمد بن عبداللہ ابن ابی یوسف المدائنی نے کہا کہ ان کا نام منذر بن عائذ بن الحارث بن المنذر ابن النعمان بن زیاد بن عصر تھا۔ حسن سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے عائذ ابن المنذر الاشج سے فرمایا۔ محمد بن بشر العبدی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ بحتری سے اشج کا نام پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ان کا نام منذر بن عائذ تھا۔

جارود رضی اللہ عنہ:

نام بشر بن عمرو بن حنش بن المعلیٰ تھا' جو حارث بن زید بن حارثہ بن معاویہ ابن ثعلبہ بن جذیمہ بن عوف بن بکر بن عوف بن انمار تھے' انہیں جارود رضی اللہ عنہ اس لیے کہا گیا کہ عبدالقیس کا علاقہ ان کے باعث تباہ ہوگیا' کچھ بقیہ رہ گیا تھا تو وہ اسے اپنے ماموؤں کے یہاں جو بنی شیبان کے بنی ہند میں سے تھے جلدی سے لے گئے اور ان میں مقیم ہو گئے' ان کا اونٹ خارشی تھا اس نے لوگوں کے اونٹوں میں خارش پھیلا دی تو وہ مر گئے' لوگوں نے کہا کہ بشر نے سب کو تباہ کیا' بس ان کا نام جارود (ہلاکو) رکھ دیا گیا۔ شاعر کہتا ہے:

جودناهم بالسيف من كل جانب كما جرد الجارود بكر بن وائل

''ہم نے ان کو ہر طرف سے تلوار سے ہلاک کیا' جیسا کہ جارود نے بکر بن وائل کو ہلاک کیا''۔

جارود کی والدہ درمکہ بنت رویم ہمشیرہ یزید بن رویم پدر حوشب ابن یزید الشیبانی تھیں' جارود جاہلیت میں شریف تھے اور نصرانی تھے' وفد کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور اس کو ان کے سامنے پیش کیا' جارود نے عرض کی' میں ایک دین پر تھا' اب آپ کے دین کے لیے اپنا دین ترک کردوں گا' تو کیا آپ میرے دین کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے اس امر کا ذمہ دار ہوں کہ اللہ نے تمہیں ایسے دین کی ہدایت کی جو اس سے بہتر ہے' جارود اسلام لائے' ان کا اسلام اچھا تھا کذب کا ان پر الزام نہیں لگایا گیا تھا۔

وطن کی واپسی کا ارادہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی' فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر تمہیں سوار کرادوں' عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور میرے وطن کے درمیان بہت سے راستہ بھولے ہوئے اونٹ ہیں' کیا میں ان پر سوار ہولوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو دوزخ کا ایندھن ہیں' ان کے قریب نہ جانا۔

جارود نے ارتداد کا زمانہ پایا تھا' جب معرور بن المنذر بن النعمان کے ساتھ ان کی قوم واپس آئی تو جارود کھڑے ہوئے' شہادت حق ادا کی' اسلام کی دعوت دی اور کہا کہ اے لوگو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور جو شہادت نہ دے گا' میں اس کے لیے کافی ہوں' پھر یہ شعر پڑھا:

رضينا بدين الله من كل حادثٍ وبالله والرحمٰن ترضى به ربّا

''ہم ہر حادثے میں اللہ کے دین پر راضی ہیں' اور ہم اللہ والرحمٰن کے رب ہونے کو پسند کرتے ہیں''۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے قدامہ ابن مظعون کو بحرین کا والی بنایا' قدامہ رضی اللہ عنہ اپنے عہدے پر روانہ ہو گئے' انہوں نے اس طرح انتظام کیا کہ نہ تو کسی مقدمے میں شکایت کی جاتی تھی نہ کسی خلل کی' سوائے اس کے کہ وہ نماز میں حاضر نہ ہوتے تھے۔

سردار عبدالقیس جارود' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ امیر المومنین قدامہ رضی اللہ عنہ نے شراب پی ہے' میں نے

اللہ کے حدود میں سے ایک حد دیکھی ہے' مجھ پر واجب ہے کہ اسے آپ کے پاس پہنچا دوں' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے بیان پر کون گواہ ہے۔ جارود نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس آنے کو لکھا' وہ آئے' جارود آ کر عمر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ان پر کتاب اللہ کو قائم کیجئے' عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم گواہ ہو یا فریق' جارود نے کہا کہ میں گواہ ہوں' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے اپنی شہادت ادا کر دی ہے' جارود خاموش ہو گئے۔

دوسرے روز پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا ان پر حد قائم کیجئے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے تو تم فریق ہی معلوم ہوتے ہو' ان کے خلاف صرف ایک ہی شخص گواہ ہے' دیکھو خبردار تم اپنی زبان قابو میں رکھو ورنہ میں تم سے بری طرح پیش آؤں گا۔ جارود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ یہ تو حق نہیں ہے کہ شراب تمہارے چچا کا بیٹا پیئے اور برائی تم میرے ساتھ کرو۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں روک دیا۔

عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ جارود العبدی جب آئے تو انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ملے اور کہا کہ واللہ امیر المومنین تمہیں ضرور تازیانے ماریں گے' جارود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ تمہارے ماموں کو تازیانے ماریں گے یا تمہارے والد اپنے رب کا گناہ کریں گے' اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تم اس خبر سے مجھے دل شکستہ کرنا چاہتے ہو۔

جارود عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ ان پر کتاب اللہ قائم کیجئے' عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑک دیا کہ واللہ اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو تمہارے ساتھ یہی کرتا' جارود نے کہا کہ واللہ اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو میں اس کا قصد نہ کرتا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے سچ کہا' واللہ تم گھر سے کنارہ کش اور بڑے خاندان والے ہو' عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر تازیانے مارے۔ علی بن محمد سے مروی ہے کہ جارود کہا کرتے تھے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے بعد قریشی کے خلاف قریشی کے سامنے شہادت دیتے ڈرتا تھا۔

حکم بن ابی العاص نے جارود کو جنگ سہرگ میں بھیجا' ۲۰ھ میں عقبۃ الطین میں شہید کر دیئے گئے' اسی لیے اس کو عقبۃ الجارود کہا جاتا ہے' جارود کی کنیت ابو غیاث تھی' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابو المنذر تھی۔

ان کی اولاد میں منذر و حبیب و غیاث تھے' جن کی والدہ امامہ بنت النعمان جذیمہ کے نصفات میں سے تھیں۔ عبداللہ و سلم' ان دونوں کی والدہ دختر جد تھیں کہ عبدالقیس کے بنی عایش کے ایک فرد تھے۔ مسلم و حکم' جن کی بقیہ اولاد نہ تھی' وہ بجستان میں قتل کر دیئے گئے اور ان کے بیٹے اشراف تھے۔

منذر بن جارود سردار و سخی تھے' علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں اصطخر کا والی بنایا تھا' جو شخص ان کے پاس آتا وہ اس کے ساتھ احسان کرتے' عبیداللہ بن زیاد نے انہیں سرحد ہند کا والی بنایا' وہیں ۶۱ھ یا شروع ۶۲ھ میں ان کی وفات ہوئی' اس وقت وہ ساٹھ سال کے تھے۔

صحار بن عباس العبدی رضی اللہ عنہ:

بنی مرہ بن ظفر بن الدیل کے تھے' کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی' وہ بھی وفد عبدالقیس میں تھے۔ خالدہ بنت طلق سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ صحار عبدالقیس آئے' عرض کی یا رسول اللہ اس شراب کے

بارے میں کیا حکم ہے جو ہم اپنے پھلوں سے بناتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا' انہوں نے تین مرتبہ یہی پوچھا۔

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی' نماز ادا کر لی تو فرمایا کہ نشہ کرنے والی چیز کو کون دریافت کرتا تھا' تم مجھ سے نشہ والی چیز کو پوچھتے ہو' تو نہ اسے تم خود پیئو اور نہ اپنے بھائی کو پلاؤ' کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے' ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص اسے نشہ کی لذت حاصل کرنے کے لیے پیئے اور پھر وہ اسے قیامت کے دن شراب پلائے' صمار ان لوگوں میں تھے' جنہوں نے خون عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کیا تھا۔

سفیان بن خولی رضی اللہ عنہ:

ابن عبد عمرو بن خولی بن ہمام بن الناتک بن جابر بن جدر جان بن عساس ابن لیث بن حداد بن ظالم بن ذہل بن عجل بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصیٰ ابن عبدالقیس' وفد کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

محارب بن مزیدۃ رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن ہمام بن معاویہ بن شبابہ بن عامر بن حطمہ بن عمرو بن محارب عبدالقیس کے تھے' بطور وفد نبی ﷺ کے پاس آئے تھے۔

عبیدہ بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن ہمام بن معاویہ بن شبابہ' بطور وفد نبی ﷺ کے پاس آئے تھے۔

زارع بن الوازع العبدی رضی اللہ عنہ:

وفد عبدالقیس میں تھے۔ اس کے بعد انہوں نے بصرے کی سکونت اختیار کر لی تھی۔

ابان العبدی رضی اللہ عنہ:

وفد میں تھے' بعض نے حدیث میں کہا کہ وہ غسان تھے۔

جابر بن عبداللہ العبدی رضی اللہ عنہ:

منقذ بن حیان العبدی رضی اللہ عنہ:

یہ ان اشج کے بھانجے تھے' جن کے چہرے پر نبی ﷺ نے مسح کیا تھا (اور داد کی شکایت رُک گئی تھی)۔

عمرو بن المرجوم رضی اللہ عنہ:

مرجوم کا نام عبد قیس بن عمرو بن شہاب بن عبداللہ بن عصر بن عوف ابن عمرو تھا' عبدالقیس کے تھے' وفد میں تھے' یہی ہیں جو خاندان عبدالقیس میں سب سے پہلے بصرہ آئے۔

شہاب بن المتروک رضی اللہ عنہ:

متروک کا نام عباد بن عبید بن شہاب بن عبداللہ بن عصر تھا۔ عبدالقیس کے تھے اور وفد میں تھے۔

عمرو بن عبد قیس رضی اللہ عنہ:

بنی عامر بن عصر سے تھے' اشج کے بھانجے اور ان کی دختر امامہ بنت الاشج کے شوہر تھے' انہیں اشج نے بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کا علم حاصل کریں' اور کھجور بار کرا دی' جس سے ظاہر ہو کہ اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں' ساتھ بنی عامر ابن الحارث کا ایک رہبر جس کا نام اریقط تھا کر دیا' ان سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہدیہ نوش فرماتے ہیں اور صدقہ نہیں کھاتے اور دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے' لہٰذا تم اس کا علم حاصل کرو۔

عمرو بن عبد قیس روانہ ہوئے' ہجرت کے سال مکہ آئے' نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھجوریں لائے' عرض کی یہ صدقہ ہے' آنحضرت ﷺ نے اس کو قبول نہیں فرمایا' پھر اس کو انہوں نے کسی اور کے ہاتھ بھجوایا اور کہا کہ یہ ہدیہ ہے' آنحضرت ﷺ نے اسے قبول فرما لیا' انہوں نے حیلہ کیا اور آنحضرت ﷺ کے شانوں کے درمیان دیکھ لیا' نبی ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی' وہ اسلام لائے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں ''الحمد'' اور ''اقراء باسم ربک الذی خلق'' تعلیم فرمائی' اور فرمایا کہ اپنے ماموں کو دعوت دو۔

عمرو واپس ہوئے' ان کا رہبر مکے میں مقیم ہو گیا' یہ بحرین آئے' گھر میں اسلامی سلام کے ساتھ داخل ہوئے' ان کی بیوی نفرت سے اپنے والد کے پاس چلی گئیں اور کہا کہ رب کعبہ کی قسم عمرو رضی اللہ عنہ بے دین ہو گئے' باپ نے بیٹی کو جھڑک دیا اور کہا کہ میں اس عورت کا دشمن ہوں جو اپنے شوہر کی مخالفت کرے۔

اشج ان کے پاس آئے تو انہیں انہوں نے واقعہ بتایا اور کچھ زمانے تک اپنا اسلام چھپایا' پھر وہ اپنے اسلام کو پوشیدہ کیے ہوئے اہل ہجر کے سترہ اور بقول بعض بارہ آدمیوں کے ہمراہ بطور وفد نبی ﷺ کی جانب روانہ ہوئے' یہ لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر اسلام لائے۔

طریف بن ابان رضی اللہ عنہ:

ابن سلمہ بن جاریہ جو بنی جدیلہ بن اسد بن ربیعہ کے تھے' بطور وفد نبی ﷺ کی خدمت میں آئے۔

عمرو بن شعیث رضی اللہ عنہ:

عبد القیس کے بنی عصر میں سے تھے' بطور وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

جاریہ بن جابر رضی اللہ عنہ:

بنی عصر کے تھے اور وفد میں شریک تھے۔

ہمام بن ربیعہ رضی اللہ عنہ:

بنی عصر کے تھے اور وفد میں شریک تھے۔

خزیمہ بن عبد عمرو رضی اللہ عنہ:

بنی عصر کے تھے اور وفد کے ایک رکن تھے۔

عامر بن عبد قیس رضی اللہ عنہ:

بنی عامر بن عصر کے تھے اور وفد میں شریک تھے' ان عمرو بن عبد قیس کے بھائی تھے جن کو الاشج نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم حاصل کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

عقبہ بن جروہ رضی اللہ عنہ:

بنی صباح بن لکیز بن افصی بن عبد القیس کے تھے اور وفد میں تھے۔

مطر رضی اللہ عنہ:

عقبہ بن جروہ کے اخیافی بھائی اور قبیلہ عنزہ کے حلیف تھے۔

سفیان بن ہمام رضی اللہ عنہ:

بنی ظفر بن ظفر بن محارب بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصی بن عبد القیس سے تھے' بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے۔ ان کے فرزند:

عمرو بن سفیان رضی اللہ عنہ:

یہ وہی شخص ہیں کہ ابن الاشعث جب بصرہ آئے تو انہیں کے مکان میں اترے' بعد کو زاویہ چلے گئے۔

حارث بن جندب العبدی رضی اللہ عنہ:

بنی عائش بن عوف بن الدیل سے تھے اور بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ہمام بن معاویہ رضی اللہ عنہ:

ابن شبابہ بن عامر بن حطمہ' عبد القیس سے تھے اور بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

طبقات ابنِ سعد

حصہ ششم

اصحابِ کوفہؓ وتابعینؒ

وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ جنھوں نے کوفے کی اقامت اختیار کی جو اصحاب علم وفن اور صاحبِ فتویٰ وتقویٰ کہلائے جن کے دم قدم سے دینی علم کی مشعلیں روشن ہوئیں محفلوں میں علم وعرفان کے پھول کھلے اور جو اسلامی تہذیب وروایت کا مرقع ثابت ہوئے۔ نیز ان کے بعد آنے والے تابعین اور اہل علم وفقہ کے حالات۔

مصنف
محمد بن سعدؒ (المتوفی ۲۳۰ھ)

ترجمہ
مولوی نذیر الحق میرٹھی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

طبقات ابن سعد

نام کتاب .... طبقات ابن سعد (حصہ ششم)
مصنف .... علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ
مترجم .... مولوی نذیر الحق میرٹھی
اضافہ عنوانات وحواشی .... مولانا عبدالمنان صاحب
ناشر .... نفیس اکیڈمی اردو بازار۔ کراچی
قیمت .... /- روپے

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کوفہ میں اقامت اختیار فرمانے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم

از: چوہدری محمد اقبال سلیم گاھندری

یہ کتاب جواس وقت آپ کے پیش نظر ہے اسلامی تاریخ وتذکرہ کی قدیم ترین کتاب اور خیر القرون کے بزرگوں کا قدیم ترین تذکرہ طبقات ابن سعد کا حصہ ششم ہے۔ابن سعد کی وفات ۲۳۰ھ میں ہوئی ہے۔

یہ کتاب ہمیشہ ہی سے قدیم ترین اور وسیع ترین ماخذ تاریخ میں شمار ہوتی رہی ہے۔اور زمانہ مابعد کے ارباب تاریخ مثلاً ابن الاثیر جزری' ابن کثیر دمشقی' ابن خلدون المغربی اور ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہم جیسے بزرگانِ تاریخ وروایات نے اس کتاب کو بطور ماخذ تاریخ اپنی جلیل القدر تصانیف میں ہمیشہ اپنے سامنے رکھا ہے۔اس کتاب کی عظمت وافادیت کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے۔کہ اہل علم کے نزدیک اس کتاب کا مطالعہ تاریخ اسلامی کے ہر طالب علم کے لیے ناگزیر سمجھا جاتا ہے۔

اس عظیم ووسیع کتاب کا یہ حصہ جواس وقت پیش کیا جارہا ہے۔چھٹا حصہ ہے۔اس میں ابن سعد نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال لکھا ہے۔جوشہر کوفہ میں آبسے تھے۔اوران تابعینؒ یعنی شاگردانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کیا ہے۔جوعموماً شہر کوفہ میں رہتے تھے۔

شہر کوفہ عہد خلافت فاروقی میں ایک فوجی چھاؤنی کی حیثیت سے آباد ہوا اور بہت جلد ایک اچھا بڑا شہر بن کر تیار ہوگیا۔ بلکہ عراق میں اس کا محل وقوع سابق دولت ساسانیہ ایران کے مقبوضات عراق میں بحری راستہ کے قریب اور سرزمین عرب سے نزدیک ہونے کی وجہ سے فوجی اور کشوری دونوں اعتبار سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔جہاں ابتداء ہی میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما قیام پذیر تھے۔اور جہاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جیسے خلیفہ راشد کی مسند خلافت بچھی ہوئی تھی۔

یہی وہ شہر ہے جہاں حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رہا کرتے تھے۔زمانہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ہی یہ شہر اہل روایات' اہل قانون اور زبان دانوں کا مرکز بن چکا تھا۔اور ابن سعد کی پیدائش سے پہلے ہی کوفہ کے نواح میں عباسی خلفاء کا اوّلین دارالخلافہ انبار تعمیر ہو چکا تھا۔یہیں سے تاریخ اسلامی کے تمدن آفریں دور کی ابتداء ہوتی ہے۔جس کی تکمیل خلیفہ منصور کے نو تعمیر شہر بغداد میں ہوئی۔

بہرحال طبقات ابن سعد کا یہ حصہ ششم اسی شہر کوفہ میں اقامت پذیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کا تذکرہ ہے۔اندازہ

لگا یئے کہ اس حصہ میں کیا کچھ نہیں اور کیوں نہ یہ کتاب مؤرخین کی آنکھ کا تارا بن جاتی۔

اس حصہ کا ترجمہ مولوی نذیر الحق صاحب میرٹھی نے کیا ہے اور اردو ترجمہ کا حق ادا کر دیا ہے بہت سلیس اور عام فہم۔

ملک کے موجودہ سیاسی اور بدلتے ہوئے معاشی حالات میں ایک ناشر کے لیے اپنے موجودہ کام کو جاری رکھنا ہی ایک بڑا مشکل مسئلہ بن گیا ہے چہ جائیکہ حوصلہ مندانہ ارادوں کی تکمیل۔ اس کے لیے تو صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ ع

اللہ اگر توفیق نہ دے' انسان کے بس کی بات نہیں

لیکن شکر ہے اللہ رحیم و رؤف کا اس نے توفیق عطا فرمائی۔ حالات پر قابو پانے کے لیے توانائی بھی دی۔ اور ہم اس حوصلہ مندانہ ارادہ کی تکمیل کی طرف ایک قدم اور آگے بڑھ سکے' دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبولیت و افادیت دونوں عطا فرمائے۔ آمین!

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد (حصہ ششم)

مہاجرین وانصار کا مقام قرآن حکیم کی نظر میں:

مہاجرین وانصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے عمل سے دنیا والوں اور آئندہ نسلوں کو یہ بتلا دیا اور کر کے دکھا دیا کہ اللہ والے یعنی حقیقی معنوں میں مومن اور سچے مسلمان وہ ہوتے ہیں جو اللہ کی راہ میں یعنی اس کے دین کی حفاظت واشاعت میں اپنا سب کچھ قربان کر دیں' جن کو دین دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پیارا ہو' جو ہر حال میں دین کو دنیا پر مقدم رکھیں اور صدق واخلاص کا پیکر اور ایثار و قربانی کا مجسمہ ہوں۔ ہر صحابی کی زندگی ہمیں یہی سبق دیتی اور ہماری مردہ رگوں میں خون حیات دوڑاتی ہے' مومن ومسلم کی زندگی کی معراج رضائے الٰہی کا حصول ہے اور اس کا انحصار' ایمان' عمل صالح' جہاد اور ایثار وقربانی ہے' اور یہی صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی کے چار ستون تھے' جن کی وجہ سے ان کو بارگاہِ الٰہی سے یہ سند ملی:

﴿ وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (سورۃ التوبۃ پارہ: ۱۰)

''اور سبقت لے جانے والے مہاجرین وانصار میں سے پہلے لوگ اور وہ جنہوں نے احسان کے ساتھ ان کی پیروی کی' اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ اور اس نے ان کے لیے باغ تیار کیے ہیں' جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ انہیں میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے''۔

سابقون: 'سبق' کے معنی ہیں۔ چلنے میں آگے بڑھ جانا۔ یہ ہر قسم کے تقدم پر بولا جاتا ہے۔ فضیلت وبزرگی حاصل کرنے پر بھی بولا جاتا ہے اور اس سے مراد نفوذ بھی ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرنے' ایمان لانے' نیک اعمال بجا لانے' فضیلت وبزرگی حاصل کرنے اور اللہ کی رضامندی وخوشنودی حاصل کرنے میں سبقت کی اور آنے والے مسلمانوں کے لیے اس کا اعلیٰ نمونہ چھوڑا تا کہ وہ بھی انہی کے نقوش قدم پر چلیں۔ جس طرح انہوں نے دنیوی ترقی وکامرانی اور اُخروی نجات وسعادت حاصل کی تھی اسی طرح اس دور کے مسلمان بھی حاصل کریں۔ اگر وہ ترقی وکامرانی کے ایک مسلمان کی حیثیت سے خواہاں ہیں تو جس طرح مہاجرین نے قربانی' انصار نے ایثار اور باہمی محبت واخوت کا دنیا والوں کے سامنے عظیم الشان مظاہرہ کیا اسی طرح ایثار و قربانی اور محبت واخوت کا ثبوت اس دور کے مسلمان بھی دیں اور ایک دوسرے پر ان صفات میں سبقت کریں جس طرح انہوں نے سبقت کی تھی۔

آیت زیر بحث میں دوسرا لفظ ''اوّل'' اس کے معنی ہیں اصل کی طرف رجوع کرنا۔ اوّل ہونا کئی لحاظ سے ہوتا ہے۔ جیسے زمانے کے لحاظ سے' ریاست ومرتبے کے اعتبار سے وغیرہ۔ جب کہ سورۃ الانعام میں ہے ﴿اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ میں پہلا مسلمان ہوں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ ایمان واسلام میں دوسروں کو میرا اقتداء کرنا چاہیے' قرآن نے ان کو وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کہا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ قیامت تک کے مسلمانوں کو ان مقدس نفوس کا اقتداء کرنا چاہیے۔

راہ حق میں ہجرت کی حقیقت:

برأت وہجرت حقیقت میں دعوتِ حق کا دوسرا مرحلہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور داعیانِ حق کے لیے پہلا مرحلہ تبلیغ کا مرحلہ ہوتا

ہے۔یعنی پہلے وہ انسانوں کے سامنے دعوتِ توحید دیتے ہیں۔ان کو دلنشیں انداز میں توحید کی حقیقت اور شرک وبت پرستی کی ضلالت وتباہ کاری سے پرزور دلائل کے ساتھ بار بار واقف وآگاہ کرتے ہیں۔غیر اللہ کی بندگی سے نجات دلا کر خدائے واحد کی بندگی اختیار کرنے کی تاکید وہدایت کرتے ہیں۔یہ کام انتہائی سرگرمی وتندہی اور جوش وانہماک سے برابر کیے چلے جاتے' جتنے بھی زہرہ گداز مصائب وآلام اس راہ میں پیش آتے ہیں ان کو ہنسی خوشی برداشت کیے چلے جاتے ہیں اور اس طرح تبلیغ کے ذریعہ اپنی قوم یا اپنی سوسائٹی کا جوہر نکال لیتے ہیں۔اس قوم یا ملک میں جتنے بھی قابل اور سعید انسان ہوتے ہیں ان سب کو محض اپنی تبلیغ' اپنے اخلاق اور اپنی پاکیزگی سے اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔جس طرح مقناطیس لوہے کو کھینچ لیتا ہے اسی طرح ایک نبی یا داعیٔ حق جوہر قابل رکھنے والے افراد کے قلوب کو مسخر کر لیتا ہے۔اس طرح جب اس کی قوم یا سوسائٹی کا جوہر نکل آتا ہے تو صرف چھاچھ کی مانند افراد اس میں باقی رہ جاتے ہیں۔مکہ میں ہجرت کے بعد جو عرب یا دیہاتی باقی رہ گئے تھے شاید انہیں کے حق میں ارشاد ہوا ہے:

﴿ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾ (سورۃ التوبۃ)

''اعراب یا دیہاتی کفر ونفاق میں بڑے سخت ہیں اور اسی کے زیادہ لائق ہیں کہ اس کی حدود کو نہ جانیں' جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیا اور اللہ علم وحکمت والا ہے''۔

یعنی یہ قرآن کی کایا پلٹ تعلیم کا اعجاز وکمال تھا کہ ایسے سخت لوگوں کو جو علم سے اس قدر دور تھے کہ یہ حدود اللہ کا علم حاصل کرنے کے لیے گویا پیدا ہی نہیں ہوئے تھے' ان کو بھی حدود اللہ پر قائم کر دکھایا۔اس سے مقصود یہ بتلانا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس کی اصلاح قرآن نہ کر سکتا ہو۔اب جن لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ان کے حق میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (سورۃ التوبۃ)

''اور اعراب میں ایسے بھی ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے ہاں قرب اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔سنو وہ ان کے لیے قرب ہی کا ذریعہ ہوگا' اللہ انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ اور آخرت پر سچا ایمان وہی ہے جو مومن میں مالی قربانی کا جذبہ پیدا کرے۔نیک اعمال میں سب سے بڑا نیک عمل مالی قربانی ہے۔یہ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔اسی کی وجہ سے مہاجرین وانصار نے وہ قرب مکان حاصل کیا کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔اور یہ ان کا بہت بڑا مرتبہ اور بہت بڑی فضیلت ہے۔

ہجرت کے ذریعہ مہاجرین نے ثابت کر دیا کہ ان کو اللہ سے شدید محبت تھی' وہ رسول اللہ کے سچے عاشق تھے اور اللہ کی راہ میں مر مٹنے والے۔

اسلام میں ہجرت کا مقام اور اہمیت:

قرآن مجید میں جتنے انبیاء علیہم السلام کی ہجرت کا ذکر ہے' اس سے یہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ہجرت کا اعلان اس وقت کیا جب

کہ ان کی قوموں نے ان کو سنگسار کر دینے یا قتل کر دینے یا اپنے ملک سے نکال دیئے جانے کا آخری فیصلہ کر لیا۔ ایسی ہجرت کا حکم ہر زمانے کے لیے ہے۔ دنیا میں جب کبھی اور جہاں کہیں بھی مسلمان دعوتِ حق اور اسلامی تبلیغ کا حق ادا کر دیں اور وہاں ان کا ایک مسلمان کی حیثیت سے جینا ناممکن ہو جائے تو یہ حکم ہے کہ وہ وہاں سے ہجرت کر جائیں۔ بشرطیکہ کوئی ایسا دارالسلام بھی موجود ہو جیسا مدینہ میں ہجرت کے بعد بن گیا تھا۔ اگر کہیں ہجرت کر جانا ممکن نہ ہو تو پھر وہیں راہِ حق میں فنا ہو جائیں اور اپنے دین و اخلاق پر کوئی آنچ نہ آنے دیں۔

یہ ہجرت اس ہجرت سے بالکل مختلف ہے جو ایک قوم دوسری قوم کی ناانصافیوں زیادتیوں اور چیرہ دستیوں سے مجبور ہو کر کرتی ہے۔ جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔ یہ ہجرت ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف یا ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف ہوتی ہے' یہ ہجرت جان و مال کی حفاظت کے لیے ہوتی ہے اس میں دین و اخلاق کا جذبہ کارفرما نہیں ہوتا' صرف قوم پرستی کا جذبہ محرک ہوتا ہے۔ اس کو ہجرت الی اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ صحیح معنوں میں ہجرت وہی ہے جو عہدِ نبوت میں مہاجرین نے کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے رضامندی کی سند حاصل کی تھی۔ ان کی شان دنیا سے نرالی ہے۔

دنیا کی ہر قوم اور ہر انسان اپنے مقصد کے لیے قربانی دیتا ہے' اپنا وقت' اپنی محنت' اپنی قابلیت' اپنی راحت و آسائش قربان کرتا ہے۔ تب کہیں جا کر کوئی مقصد حاصل ہوتا ہے اور کچھ عرصے تک مصائب و آلام برداشت کر لینا' کوئی انوکھی بات نہیں۔ دنیا میں ہمیشہ ایسا ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ ہر با مقصد انسان اپنے مقصد کے حصول کے لیے۔ مالی نقصان بھی برداشت کر سکتا ہے جسمانی اذیتیں بھی سہہ سکتا ہے اور کبھی جان بھی دے سکتا ہے۔ مگر جیتے جی ہمیشہ کے لیے اپنی دولت و جائیداد پر لات مار دینا' اہل و عیال اور خویش و اقارب کو چھوڑ دینا' دوستانہ تعلقات کا توڑ لینا' اپنے تمام اغراض و مفاد کو اپنے مقصد پر قربان کر دینا اور یہ سب کچھ اپنی خوشی سے برداشت کر لینا یہ صرف مہاجرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا سب سے بڑا ایثار' سب سے بڑی قربانی' سب سے بڑا کمال اور سب سے بڑا اشرف ہے۔

انہوں نے صرف اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری اور خوشنودی کے لیے جلاوطنی اختیار کی' اپنے گھر بار' اپنی دولت و جائیداد اور اہل و عیال تک سے منہ موڑا۔ اس جذبہ ایثار و فدویت کی مثال دنیا کی کوئی قوم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ نہ آج اس کی کوئی مثال دی جا سکتی ہے اور نہ شاید قیامت تک دی جا سکے گی۔ یہ تھی ان کی خداپرستی' دینداری اور حقیقی عظمت و شان۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے فضائل و مناقب سے سارا قرآن بھرا پڑا ہے۔ ہم نے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف دو تین آیتوں پر ہی اکتفا کیا ہے۔

لسانِ نبوی سے ہجرت کی عظمت کا بیان:

اب ہجرت کے بارے میں دو تین حدیثیں بھی نمونۃً ملاحظہ فرمالیجئے اور اپنے دین و ایمان کو تازہ کر لیجئے۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک اعرابی نے آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ہجرت کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے ہجرت بہت ہی سخت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "اعمال کا دارومدار نیت پر ہے پس جس کی ہجرت دنیا کے لیے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی نیت سے ہوگی تو یہ ان ہی چیزوں کے لیے ہوگی۔ اس کا اللہ و رسول کی خوشنودی سے کوئی تعلق نہ ہوگا"۔ (بخاری)

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "ہم لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت خالص نیت سے اللہ و رسول کی خوشنودی کے لیے کی تھی۔ اس لیے ہم اجر کے مستحق ہو گئے"۔ (بخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم طلوع آفتاب کے وقت آنحضرت ﷺ کے پاس تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عنقریب قیامت کے دن میری امت کے کچھ لوگ ایسے اٹھیں گے کہ جن کا نور آفتاب کی مانند ہوگا"۔ ہم لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا فقراء مہاجرین جن کے ذریعہ مصیبتوں کا تحفظ کیا جاتا ہے' اپنی حسرتیں اور تمنائیں سینوں میں لیے ہوئے دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ یہ لوگ مختلف اقطاع عالم سے اٹھائے جائیں گے۔

اب آپ سمجھ لیجئے کہ مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور عظمت وشان کیا ہے؟ ہمارے مایہ ناز مؤرخ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے امت پر کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ ان مقدس نفوس کے سوانح حیات' کارنامے اور سیرتیں دے گئے' اس باب میں کتنا اہم اور کتنا قیمتی سرمایہ ہمارے لیے چھوڑ گئے؟ اور اس کی تبلیغ واشاعت دین کی کتنی بڑی ٹھوس خدمت ہے۔

آپ کا محبوب علمی ادارہ "نفیس اکیڈمی" یہ نایاب وگراں قدر علمی سرمایہ اسی نیت کے ساتھ آپ تک پہنچا رہا ہے۔ اب اس کی پذیرائی وقدردانی آپ کا کام ہے۔ ہم نے اپنی بساط کے مطابق یہ اندوختہ آخرت آپ کے حوالہ کر دیا ہے۔ ہمارا علمی فرض پورا ہوا اب آپ اپنا فرض ادا کریں۔

"گر قبول اُفتد زہے عزوشرف"

نذیر الحق (میرٹھی)

مؤرخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۶۹ء

کوفہ کے مہاجر صحابہ رضی اللہ عنہم

وہ اصحابِ رسول اللہ ﷺ جنہوں نے کوفے کی اقامت اختیار کی' جو اصحاب علم وفن اور صاحبِ فتویٰ وتقویٰ کہلائے' جن کے دم قدم سے دینی علم کی مشعلیں روشن ہوئیں' محفلوں میں علم وعرفان کے پھول کھلے اور جو اسلامی تہذیب وروایات کا مرقع ثابت ہوئے۔

نیز ان کے بعد آنے والے تابعین رحمہم اللہ اور اہل علم وفقہ!

کوفہ اور اہل کوفہ کا تعارف:

کوفے کے متعلق ہم سب سے پہلے حضرت علامہ شبلی رحمہ اللہ کی ''الفاروق'' سے اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

دوسرا شہر جو بصرے سے زیادہ مشہور ہوا وہ کوفہ تھا۔ مدائن وغیرہ جب فتح ہو چکے تو سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ یہاں رہ کر عرب کا رنگ روپ بدل گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ اہل عرب کو وہاں کی آب وہوا راس نہیں آ سکتی' ایسی جگہ تلاش کرنی چاہیے جو بری وبحری دونوں حیثیتیں رکھتی ہو' چنانچہ سلیمان اور حذیفہ رضی اللہ عنہما نے جو خاص اسی کام پر مامور رہے کوفے کی زمین انتخاب کی' یہاں کی زمین ریتلی اور کنکریلی تھی اور اسی وجہ سے اس کا نام کوفہ رکھا گیا۔ اسلام سے پہلے نعمان بن منذر کا خاندان' جو عراق کا فرمانروا تھا' ان کا پایہ تخت یہی مقام تھا اور ان کی مشہور عمارتیں خورنق اور سدیر اسی کے آس پاس واقع تھیں' منظر نہایت خوشنما اور دریائے فرات سے صرف ڈیڑھ دو میل کا فاصلہ تھا' اہل عرب اس مقام کو غدا العذار یعنی عارض محبوب کہتے تھے۔ کیونکہ وہ مختلف قسم کے عمدہ عربی پھولوں مثلاً اقحوان' شقائق' فیصوم اور خزامی کا چمن زار تھا۔ غرض ۱۷ھ میں اس کی بنیاد شروع ہوئی اور جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تصریح کے ساتھ لکھا تھا ۴۰ ہزار کنبوں کی آبادی کے قابل مکانات بنائے گئے۔

ہیاج بن مالکؓ کے اہتمام سے عرب کے جدا جدا قبیلے جدا جدا محلوں میں آباد ہوئے۔ شہر کی ساخت اور وضع کے لیے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تحریری حکم آیا تھا کہ شارع ۴۰۔ ۴۰ ہاتھ اور اس سے گھٹ کر ۳۰۔ ۳۰ ہاتھ اور ۲۰۔ ۲۰ ہاتھ چوڑے رکھے جائیں اور گلیاں ۷۔ ۷ ہاتھ چوڑی ہوں۔ جامع مسجد کی عمارت جو ایک مربع بلند چبوترہ دے کر بنائی گئی تھی' اس قدر وسیع تھی کہ اس میں چالیس ہزار آدمی آ سکتے تھے' اس کے ہر چہار طرف دور دور تک زمین کھلی چھوڑ دی گئی تھی۔ عمارتیں اوّل گھاس پھونس کی تھیں لیکن جب آگ لگنے کا واقعہ پیش آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دی اور اینٹ گارے کی عمارتیں تیار ہوئیں۔ جامع مسجد کے آگے ایک وسیع سائبان بنایا گیا' جو دو سو ہاتھ لمبا تھا ستون نوشیروانی عمارت سے نکال کر لائے گئے تھے۔ اس موقعہ پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ باوجود اس کے کہ دراصل نوشیروانی عمارت کا کوئی وارث نہ تھا اور اصول سلطنت کے لحاظ سے اگر کوئی وارث ہو سکتا تھا تو خلیفہ

وقت ہوتا' لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عدل وانصاف تھا کہ مجوسی رعایا کو ان ستونوں کی قیمت ادا کی گئی۔ ان کی تخمینی قیمت جو ٹھہری اور ان کے جزیے میں سے مجرا دی گئی۔ مسجد سے دو سو ہاتھ کے فاصلے پر ایوانِ حکومت تیار ہوا جس میں بیت المال یعنی خزانے کا مکان بھی شامل تھا۔

ایک مہمان خانہ عام بھی تیار کیا گیا جس میں باہر کے آئے ہوئے مسافر قیام کرتے تھے اور ان کو بیت المال سے کھانا ملتا تھا۔ چند روز کے بعد بیت المال میں چوری ہوگئی اور چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہر جزئی واقعہ کی خبر بھی پہنچتی تھی' انہوں نے سعد کو لکھا کہ ایوان حکومت مسجد سے ملا دیا جائے چنانچہ روزبہ نام کے ایک پارسی معمار نے' جو مشہور استاد تھا اور تعمیرات کے کام پر مامور تھا نہایت خوبی اور موزونی سے ایوان حکومت کی عمارت کو بڑھا کر مسجد سے ملا دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے روزبہ کو معہ اور کاریگروں کے اس صلہ میں دربار خلافت کو روانہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی بڑی قدر دانی کی اور ہمیشہ کے لیے روزینہ مقرر کر دیا۔ جامع مسجد کے سوا ہر ہر قبیلے کے لیے جدا جدا مسجدیں تعمیر ہوئیں جو قبیلے آباد کیے گئے' ان میں یمن کے بارہ ہزار اور نزار کے آٹھ ہزار آدمی تھے اور قبائل جو آباد کیے گئے ان کے نام حسب ذیل ہیں سلیم' ثقیف' ہمدان' بجیلہ' تیم اللات' تغلب' بنی اسد' نخع' کندہ' ازد' مزینہ' تمیم ومحارب' اسد وعامر' بجالہ' جدیلہ واخلاط' مذحج اور ہوازن وغیرہ۔

یہ شہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے زمانے میں اس عظمت وشان کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو راس الاسلام یعنی اسلام کا سر فرمایا کرتے تھے اور درحقیقت یہ عرب کی طاقت کا اصلی مرکز بن گیا تھا۔ زمانہ بعد میں اس کی آبادی برابر ترقی کرتی چلی گئی۔ مگر یہ خصوصیت قائم رہی کہ آباد ہونے والے عموماً عرب کی نسل سے ہوتے تھے۔ ۶۴ھ میں اس کی مردم شماری ہوئی تو ۵۰ ہزار گھر خاص قبیلہ ربیعہ ومضر کے اور ۲۴ ہزار گھر اور قبائل کے تھے۔ اہل یمن کے ۶ ہزار گھر ان کے علاوہ تھے' ابن بطوطہ جس نے آٹھویں صدی میں اس مقدس مقام کو دیکھا تھا۔ اپنے سفرنامے میں لکھا ہے کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے جو ایوانِ حکومت بنایا تھا' اس کی بنیاد اب بھی قائم ہے۔ اس شہر کی علمی حیثیت یہ ہے کہ فن نحو کی بنیاد یہیں ہوئی۔ یعنی ابوالاسود دؤلی نے اوّل اوّل نحو کے قواعد یہیں بیٹھ کر وضع کیے۔ فقہ حنفی کی بنیاد یہیں پڑی۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی شرکت سے فقہ کی جو مجلس قائم کی وہ یہیں قائم کی۔ حدیث' فقہ اور علوم عربیت کے بڑے بڑے آئمہ فن' جو یہاں پیدا ہوئے ان میں امام نخعی' حماد' امام ابوحنیفہ اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہم یادگارِ زمانہ تھے۔

(الفاروق۔ حصہ دوم۔ ص ۳۹،۳۸)

اہل کوفہ کے طبقات کا تعارف

تاریخ اسلام میں کوفہ کی حیثیت:

نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کوفہ میں مختلف ذہنیتوں اور مسالک کے لوگ ہیں''، وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا: آپ نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو جو خط لکھا اس کا سرنامہ تھا ''اہل اسلام کے سربراہوں کے نام''۔

جابرؒ عامر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ والوں کو لکھا ''الی رأس العرب'' عرب کے سر کی طرف۔

بنی عامر کے ایک شخص کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی طرف جو خط لکھا اس میں اہل کوفہ کا ذکر ان الفاظ میں ''اللہ کا نیزہ یا بھالا'' ایمان کا خزانہ اور عرب کا سر' اپنی سرحدوں کی حفاظت کرنے والے اور شہروں کو تہذیب وتمدن سے آراستہ وپیراستہ کرنے والے۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے شمر بن عطیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''عراق میں یہ ایمان کا خزانہ ہے' اللہ کی تلوار ہے اور اس کا نیزہ ہے جہاں چاہتا ہے رکھ دیتا ہے۔ قسم خدا کی اللہ ضرور ضرور کوفہ والوں کی مدد کرے گا۔ زمین کے مشارق ومغارب میں' جیسا کہ اس نے کنکریوں سے مدد کی تھی''۔

عمار الدھنی رحمۃ اللہ علیہ سالم رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ سلمان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ''کوفہ اسلام اور مسلمانوں کا قبہ ہے''۔

سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''جس جوش وجذبے کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مدینہ کی حفاظت کی جاتی تھی' اسی جوش وجذبے کے ساتھ کوفے کی مدافعت کی جاتی ہے' جو شخص بھی اس کو خراب وویران کرنا چاہے گا اللہ اسے ہلاک وبرباد کرے گا''۔

یہی مضمون اگلی روایت کا ہے۔ اور اس سے اگلی روایت کا مضمون بھی یہی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ خدا کی قسم کوئی بستی وشہر والا اپنے شہر کی حفاظت ومدافعت اس طرح نہیں کرتا جس طرح کوفے کی کرتے ہیں۔ مگر اصحاب محمدؐ جنہوں نے آپ کی پیروی کی''۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اگلی روایت کا بھی یہی مضمون ہے۔

سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ابی صادق نے کہا ''میں اس بات کو سب سے زیادہ جانتا ہوں کہ سب سے پہلے دجال کس شہر والوں کا دروازہ کھٹکھٹائے گا'' لوگوں نے پوچھا وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا وہ تم ہی لوگ تو ہوگے۔

شعبیؒ کہتے ہیں کہ قرظہ ابن کعب الانصاریؓ نے کہا ''ہم نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ باصرار ہمیں رخصت

کرنے کے لیے ہمارے ساتھ چلے۔ آپ نے وضوو غسل کیا دومرتبہ اور فرمایا۔ تم جانتے ہو میں تمہیں رخصت کرنے تمہارے ساتھ کیوں آ رہا ہوں؟ ہم نے کہا ہاں۔ ہم جانتے ہیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس لیے آپ ہمارے ہمراہ چل رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا (ہاں یہ بات تو ہے ہی۔ ایک اور اہم بات بھی ہے) تم ایسے لوگوں کی طرف جا رہے ہو کہ وہ تلاوتِ قرآن کرتے رہتے ہیں اور اس طرح گنگناتے رہتے ہیں جیسے شہد کی مکھیاں بھنبناتی ہیں۔ تم احادیث کے ذریعہ ان کو اس چیز سے روک مت دینا۔ [1] کہ وہ احادیث کے ذکر وشغف میں مشغول ہو کر قرآن کو مہجوری کی حالت میں ڈال دیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی روایات بہت کم بیان کیا کرنا۔ جاؤ دین کی حفاظت واشاعت کا کام سرانجام دو اور اس کام میں، میں تمہارا شریک ہوں۔

سلمہ ابن کہیل نے حبۃ العرنی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا ''اے کوفہ والو! تم عرب کا سر اور اس کا تاج ہو اور تم میرے تیر ہو جو اِدھر اُدھر پھینکا جاتا ہے (یعنی تم مدافعت، اشاعت اور جہاد کا کام خوب کر رہے ہو) میں نے تم پر ایک اللہ کا بندہ عامل بنا کر بھیجا ہے اور میں نے اس کو اپنے نفس پر ترجیح دی ہے۔

---

[1] اللہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس قدر حقیقت شناس، ذہین وفطین اور دور اندیش تھے کہ یہ ہدایت فرمائی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تلاوتِ قرآن کے ذوق وشوق میں کمی واقع ہو جائے۔ قرآن وحدیث دونوں کے فہم وعمل میں وہ ربط وتوازن قائم رہنا چاہیے جو حضرت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے عملاً دکھایا اور بتلایا۔ کاش اس زمانے کے اہل علم اس نکتے کو سمجھ سکیں۔ (مترجم)

کوفہ کی امارت اوروزارت کے لئے حضرت عمار بن یاسر

اور

سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم کا تقرر

حارثہ بن المضرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے وہ حکم نامہ پڑھا تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا تھا۔ اس کا مضمون یہ تھا:

''میں نے تم پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو امیر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم و وزیر بنا کر بھیجا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بیت المال کی افسری بھی دی ہے' یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ذی وقار اصحاب میں سے ہیں جو معرکہ بدر میں شریک تھے۔ اس لیے ان کے احکام کو دل سے سننا اور اطاعت کرنا۔ ان کی پیروی کرنا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے تمہارے لیے ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو اپنی ذات پر ترجیح دی ہے''۔

ابی اسحاق حارثہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم نامہ پڑھا گیا' جس کا مضمون یہ تھا:

''میں تمہاری طرف عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہما کو امیر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم و وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ اور گرامی قدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں اور اصحاب بدر ہیں' میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو تمہارے بیت المال کا افسر بھی بنایا ہے' ان دونوں سے دین کا علم حاصل کرو اور ان دونوں کی اطاعت و پیروی کرو۔ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے نفس پر ترجیح دی ہے''۔

حارثہ کہتے ہیں کہ مدائن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بکریاں بھیجی گئیں' عمار رضی اللہ عنہ کے لیے نصف اور چوتھائی حصہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے اور چوتھائی حصہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے۔

حارثہ بن مضرب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا۔ وکیع رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں یہ ہے کہ ہمارے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نامہ پڑھا گیا۔ میں نے تم پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر بھیجا ہے' وکیع رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم و وزیر بتلایا گیا ہے۔

ابونعیم وقبیصہ نے مؤدب و وزیر روایت کیا ہے۔ اور اس روایت میں ہے۔ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرامی قدر صحابہ رضی اللہ عنہم اور اصحابِ بدر میں سے ہیں' سوان دونوں کی اطاعت و پیروی کرو' ان کا حکم سنو۔ میں نے اللہ کے بندے (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو اپنے نفس پر ترجیح دی ہے۔

عفان بن مسلم اور موسیٰ بن اسماعیل کہتے ہیں کہ داؤد نے عامر سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہجرت کر

کے حمص میں آ گئے تھے' پھر جلد ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ میں بھیج دیا اور کوفہ والوں کو لکھا کہ میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ میں نے اپنے نفس پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی ہے پس ان سے دین سیکھو۔

ابراہیم علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے میں نے اہل کوفہ کے لیے اپنے نفس پر ایک اللہ کے بندے کو ترجیح دی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا علمی مقام:

ضحاک کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے اہل کوفہ کے لیے اپنے نفس پر ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو ترجیح دی ہے۔ بے شک وہ ہم میں سب سے زیادہ سمجھدار اور علم کی بھرپور حفاظت کرنے والے ہیں''۔

ابن وودرعہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا۔ فرمایا وہ بھرپور علم کی حفاظت کرنے والے ہیں اور میں نے اہل قادسیہ کے لیے ان کو ترجیح دی ہے۔

ابی خالد رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی صورت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم نے اپنی نیک خدمات کا آپ سے صلہ چاہا۔ آپ نے اہل شام کو انعام دینے میں ہم پر ترجیح دی۔ ہم نے کہا: اے امیر المومنین! آپ ہم پر اہل شام کو فضیلت دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس میں تمہارے لیے شکایت کی کون سی بات ہے کہ میں نے اہل شام کو ان کے دور ہونے کی وجہ سے فضیلت دی ہے اور میں نے تمہارے لیے تو تو ام عبد کو اپنی ذات پر ترجیح دی ہے (کیا تمہارے لیے فضیلت کی یہ بات کافی نہیں)۔

اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا مغرب سے قبل دو رکعت نہ پڑھنا:

ابراہیم کہتے ہیں کوفہ میں تین سو اصحاب الشجرہ (یعنی وہ اصحاب جنہوں نے بیعت رضوان کی تھی) آئے اور ستر اہل بدر میں سے۔ ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کسی نے نماز قصر کی ہو اور نہ وہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

عثمان بن مغیرہ کہتے ہیں کہ ہم سالم کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس ایک عورت کوئی فتویٰ پوچھنے آئی۔ ہم نے اس کے بارے میں باہمی گفتگو کی۔ اس نے کہا میرے حجرے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا سر ہے۔ مجھے کوئی مسجد مسجد کوفہ سے زیادہ محبوب نہیں کہ میں اس میں چار رکعتیں پڑھوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''مجھ پر کوئی دن اتنا بھاری نہیں ہوتا کہ میں تمہارے فرات کے کنارے پر ٹھہروں اور برکاتِ جنت میں سے کوئی برکت حاصل کروں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سب سے زیادہ ہدایت یافتہ لوگ اہل کوفہ ہیں۔ قاسم کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب اس بستی کے چراغ ہیں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس بستی کے چراغ ہیں (جو لوگوں کو علم دین کی روشنی دے رہے ہیں)۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں اصحاب علم کی رائے:

ابی خالد عامر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی اصحاب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والا نہیں (علم وفقہ میں ان کا مقام سب سے بلند ہے)۔ مغیرہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ سچے صحابی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے)۔ ابراہیم التیمی کہتے ہیں کہ ہم میں ستر شیوخ اصحاب عبداللہ رضی اللہ عنہ میں سے تھے۔

ابی یعلیٰ کہتے ہیں کہ ان میں (قبیلہ) بنی ثور کے تیس شیوخ سے سوائے ربیع بن خثیم کے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ منصور سے اور وہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب یا شاگردوں میں بڑے بڑے ارباب فقہ وعلم تھے' جو قاری اور مفتی تھے۔ وہ یہ تھے: علقمہ' اسود' مسروق' عبیدہ' حارث ابن قیس اور عمرو بن شرحبیل رحمہم اللہ۔

ایوب رحمۃ اللہ علیہ محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشہور ومعروف اور جید علماء میں پانچ بڑے ممتاز ونمایاں تھے۔ ان میں بعض عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کو مقدم سمجھتے تھے' بعض علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کو مگر اس باب میں کوئی اختلاف نہیں کہ ان سب کے آخر شریح رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے وہ یہ ہیں: عبیدہ' علقمہ' مسروق' ہمدانی اور شریح رحمہم اللہ۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ ابتداء ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی یا شریح رحمۃ اللہ علیہ سے۔

ہشامؒ محمدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر اصحاب جنہوں نے ان کی احادیث کو ضبط وحفظ کر رکھا تھا' وہ پانچ تھے۔ وہ سب ان میں آخر شریح رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھتے تھے کہتے ہیں کہ بعض ان کی ابتداء حارث رحمۃ اللہ علیہ سے کرتے تھے اور دوسرے مقام پر عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کو رکھتے تھے۔ بعض عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہلا درجہ دیتے تھے۔ پھر علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اور پھر مسروق رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ تھا۔

عبدالجبار بن عباس رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا ''میں عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا اور کچھ سوال ان سے کیے' انہوں نے مجھ سے پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ میں نے کہا: میں اہل کوفہ میں سے ہوں۔ یہ سن کر عطاؒ نے کہا کہ ہم نے تو علم تم لوگوں سے حاصل کیا ہے۔

عمارہ ابن القعقاع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شبرمہ سے سنا انہوں نے کہا ''میں نے بنی ثور سے زیادہ بہادر وغیرت مند' عبادت گزار اور دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا''۔

ابن عون رحمۃ اللہ علیہ' محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے کوفہ کے جن لوگوں کو چھوڑا ہے ان سے زیادہ علم وفقہ کو جاننے والا اور بہادر وشجاع کسی کو نہیں دیکھا۔

سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ اے ابا سعید! علم وفقہ میں اول اہل بصرہ ہیں یا اہل کوفہ؟ کہا۔ حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ اہل کوفہ سے ابتدا کیا کرتے تھے اور کوفہ میں جتنے عرب اور ان کے گھر ہیں اتنے بصرے میں نہیں۔

مالک بن مغولؒ کہتے ہیں کہ شعبیؒ نے کہا میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جن جن کی صحبت میں رہا اور ان سے علمی

استفادہ کیا ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ عالم وفقیہہ اور دینی نفع پہنچانے والا کسی کو نہیں پایا۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں استفادہ کرنے والوں میں سب سے زیادہ حلیم و بردبار' عالم وفقیہہ اور خونریزی سے بچنے والا اور کسی کو نہیں دیکھا' سوائے اصحابِ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے۔ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ' مسعر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حبیب بن ابی ثابت سے پوچھا کہ علم میں زیادہ دستگاہ رکھنے والے وہ ہیں یا وہ لوگ؟ فرمایا: وہ لوگ (یعنی کوفہ والے)۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔ یہ آپ کا نسب نامہ ہے۔ اور آپ کی کنیت ابوالحسن ہے' آپ کی والدہ ماجدہ کا نسب نامہ یہ ہے۔ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔ آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے' پھر کوفہ میں اقامت گزین ہوگئے۔ ایک کشادہ زمین میں آباد ہوگئے جس کو ''رحبۃ علی'' کہا جاتا تھا' خاص طور پر آپ نے اسی کو اپنی اقامت گاہ بنالیا اور آپ اس قصر حکومت میں اقامت پذیر نہیں ہوئے جو آپ سے پہلے حکمرانوں کی رہائش گاہ ہوتی تھی۔ آپ' اللہ ان پر رحمت کرے ستائیسویں رمضان ۴۰ھ جمعہ کی صبح میں شہید کردیئے گئے۔ جب کہ آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ آپ کوفے کی جامع مسجد قصر امارۃ میں دفن کیے گئے۔ جس نے آپ کو شہید کیا وہ عبدالرحمن بن ملجم خارجی تھا۔ اللہ اس پر اور اس کے والدین پر لعنت کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ہم نے ان کا ذکر ان لوگوں کے ذکر میں تفصیل سے کیا ہے جو بدر میں شریک ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

سعد نام' ابواسحاق کنیت' والد کا نام مالک اور ابووقاص کنیت۔ والدہ کا نام حمنہ تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ سعد بن مالک بن وہب بن عبد مناف بن قصی۔

آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ آپ نے قادسیہ کو فتح کیا تھا اور کوفے میں رہائش اختیار کی' انہوں نے وہاں قبائل عرب کو آباد کیا اور ان کے لیے مکانات بنوائے (جس کی تفصیل ہم الفاروق کے حوالے سے ابتدا میں بیان کر آئے ہیں) ان کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا گورنر بنایا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی گورنر رہے۔ پھر انہی کے عہد میں ان کو معزول کردیا گیا اور ان کی جگہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط گورنر ہوئے معزولی کے بعد یہ مدینہ میں لوٹ آئے۔

آپ نے اپنے قصر عقیق میں' جو مدینہ سے دس میل کے فاصلے پر ہے' وفات پائی۔ لیکن آپ کا جنازہ لوگوں کے کندھوں پر مدینہ میں لایا گیا اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ یہ ۵۵ھ تھا۔ آپ کی نماز مروان بن الحکم نے پڑھائی جو مدینہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا والی تھا۔ جب آپ نے وفات پائی تو آپ کی عمر تقریباً ستر سال تھی۔ آپ بصرہ میں بھی جایا کرتے تھے۔ ان کی وفات کے بارے میں محمد ابن عمر نے اسی طرح کہا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ وہ ۵۷ھ تھا۔ اور ہم نے ان کا ذکر بھی تفصیل سے اصحاب بدر میں کیا ہے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ:

سعید نام' ابوالاعور کنیت' والد کا نام زید اور والدہ کا نام فاطمہ بنت بعجہ تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن قرظ بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوالقرشی العدوی۔ ماں کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے۔ فاطمہ بنت بعجہ ابن امیہ بن خویلد بن خالد بن المعمور بن حیان بن غنم بن کلیح بن خزاعہ۔

یہ بدر میں شریک ہوئے تھے اور کوفہ میں مقیم ہو گئے تھے' پھر مدینہ کو لوٹ آئے۔ مقام عقیق میں وفات پائی آپ کا جنازہ مدینہ میں لایا گیا اور وہیں دفن کیے گئے۔ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے ان کی صحبت میں رہے اور یہ واقعہ ۵۱ھ کا ہے۔ جب کہ ان کی عمر ۷۰۔۷۲ سال کی تھی۔ ان کی وفات کے بارے میں محمد بن عمر نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ (عقیق میں نہیں) بلکہ کوفے میں فوت ہوئے' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں' اور ان کے جنازے کی نماز حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ وہ اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفے کے والی (گورنر) تھے۔ اور ہم نے ان کا ذکر بھی بدریین کے سلسلے میں کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

آپ ہذلی ہیں اور بنی زہرہ بن کلاب کے حلیف' ابوعبدالرحمٰن کنیت ہے۔ یہ بدر میں شریک ہوئے تھے' حمص میں ہجرت کر گئے تھے' تھوڑے ہی عرصے کے بعد ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفے بھیج دیا تھا اور کوفے والوں کو لکھا تھا'' میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم و وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں' میں نے ان کو اپنے نفس پر ترجیح دی ہے ان سے دین سیکھو' اس بنا پر آپ کوفے میں مقیم ہو گئے اور وہیں مسجد کے پاس اپنا مکان بنا لیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں مدینہ میں آ گئے تھے۔ وہیں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئے یہ ۳۲ھ کا واقعہ ہے جب کہ آپ کی عمر ۷۲ سال کی تھی' ہم نے ان کا ذکر بھی تفصیل کے ساتھ بدریین کے باب میں کیا ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما:

آپ یمن کے عنس میں سے تھے اور وہ بنی مخزوم کے حلیف تھے۔ عمار نام' ابوالیقظان کنیت' والد کا نام یاسر اور والدہ کا نام سمیہ تھا۔ یہ بھی کوفے میں مقیم ہو گئے تھے اور ہمیشہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے ان کے ساتھ تمام واقعات وحالات کا مشاہدہ کیا۔ صفین میں قتل کیے گئے۔ ۳۷ھ میں وہیں دفن کیے گئے۔ اس وقت ان کی عمر ۷۳ سال تھی۔ یہ بھی بدر میں شریک ہوئے تھے اور ہم نے بدریین میں ان کا ذکر بالتفصیل کیا ہے۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ:

یہ ام انمار بنت سباع بن عبدالعزیٰ خزاعیہ بنی زہرہ ابن کلاب کے حلفاء اور غلام تھے خباب نام اور ابوعبداللہ کنیت تھی۔ یہ بھی بدر میں شریک ہوئے۔

محمد بن سعد کہتے ہیں۔ میں نے ان کا یہ ذکر سنا ہے کہ وہ عرب تھے' بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم میں سے یہ غلام ہو گئے تھے۔

ام عمار نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ کوفے میں مقیم ہو گئے تھے اور وہیں اپنا مکان بنا لیا تھا۔ خوش منظر' سوج جھبس میں۔ وہیں وفات پائی۔ یہ جنگ صفین کے موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پھر گئے تھے' ۳۷ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھی اور کوفہ میں ہی دفن ہوئے اس وقت ان کی عمر ۷۳ سال تھی۔ اور ہم نے ان کا ذکر بھی بدریین میں کیا ہے۔

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ:

ابن واہب بن عکیم' بنی جشم بن عوف بن عمرو بن عوف یہ اوس میں سے تھے۔ ابو عدی کنیت تھی بدر میں شریک ہوئے تھے جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کو خیر باد کہا تو ان کو مدینہ کا والی بنا دیا تھا۔ پھر ان کو حکم دیا کہ وہ ان کے پاس آ جائیں سو آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کے پاس آ گئے اور جنگ صفین میں ان کے ساتھ شریک رہے اور ہمیشہ آپ ہی کا ساتھ دیا۔ پھر کوفے میں لوٹ آئے۔ ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ یہیں وفات پائی جب کہ آپ کی عمر ۳۸ سال کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی اور چھ تکبیریں کہیں اور کہا کہ یہ اہل بدر میں سے تھے اور ان کا ذکر بھی ہم نے بدریین میں کیا ہے۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما:

وہ حسیل بن جابر' بنی عبس حلفاء بنی عبد الاشہل میں سے ہیں۔ ابو عبد اللہ کنیت ہے۔ یہ جنگ احد میں اور دوسری جنگوں میں شریک ہوئے۔ ۳۶ھ میں مدائن میں فوت ہوئے۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر لانے والوں میں تھے۔ کوفے میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ مدائن میں اپنے پیچھے اپنے بیٹے پوتے چھوڑے۔ اور ہم نے ان کا ذکر جنگ اُحد کے شرکاء میں کیا ہے۔

حضرت ابو قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ:

یہ انصاری ہیں' خزرج کے بنی سلمہ میں سے ایک ہیں۔ جنگ احد میں شریک ہوئے۔ ان کا نام محمد بن اسحاق نے الحارث بن ربعی بتلایا ہے۔ عبد اللہ بن محمد بن عمارہ انصاری و محمد بن عمر کہتے ہیں کہ ان کا نام نعمان بن ربعی تھا۔ دوسروں نے عمرو بن ربعی بھی بتلایا ہے۔ یہ بھی کوفہ میں آباد ہو گئے تھے اور وہیں وفات پائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی مگر محمد بن عمر اس سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن عبد اللہ بن ابو قتادہ نے بیان کیا ہے کہ ابو قتادہ نے مدینہ میں وفات پائی۔ ۵۴ھ میں اس وقت وہ ستر سال کے تھے۔

حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ:

ان کا نام عقبہ بن عمرو ہے یہ بنی خوارہ بن عوف بن الحارث بن خزرج میں سے ہیں۔ لیلۃ العقبہ میں شریک ہوئے' وہ اس وقت چھوٹے تھے اس لیے بدر میں شریک نہیں ہوئے۔

ہاں جنگ اُحد میں شریک ہوئے اور کوفہ میں آباد ہو گئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین کے لیے روانہ ہوئے تو ان کو کوفہ پر اپنا قائم مقام بنا گئے تھے۔ پھر ان کو معزول کر دیا اور یہ مدینہ میں لوٹ آئے اور یہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں فوت ہوئے اور آپ نے اپنی کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ:

عبداللہ نام' ابوموسیٰ کنیت' والد کا نام قیس' والدہ کا نام طیبہ آپ قبیلہ اشعریہ میں سے تھے اس لیے اشعری کہلائے' محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے متعلق یہ ذکر سنا ہے کہ آپ یمن سے مکہ میں آئے اور اسلام قبول کیا اور حبشہ میں ہجرت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خیبر کے مال غنیمت میں سے حصہ مرحمت فرمایا جب کہ مجاہدین اسلام خیبر فتح کر کے واپس آئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرے کا گورنر بنا دیا تھا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد معزول کر دیا۔ اس کے بعد آپ کوفے میں آ گئے اور وہیں اپنا مکان بنالیا۔ پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کو کوفے کا والی بنا دیا' جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اس وقت آپ کوفے کے حاکم تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو اپنا دارالخلافہ بنایا' آپ ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور جب جنگ صفین میں جنگ و صلح کا معاملہ دو ثالثوں کے سپرد کیا گیا تو ان میں سے ایک آپ تھے ۴۲ء میں کوفے میں ہی آپ نے وفات پائی۔ لیکن عبداللہ بن ابی جہم کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حبشے کے مہاجرین میں نہیں تھے اور آپ نے ۵۲ھ میں وفات پائی۔

حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ:

آپ کا مجوسی نام مابہ تھا' اسلام لانے کے بعد آپ کا نام سلمان رکھا گیا' ابوعبداللہ کنیت تھی (آپ اصفہان کے ''جی'' نامی قریہ کے باشندے اور وہاں کے زمیندار تھے) یہ اس وقت اسلام لائے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے یہ مذہب عیسوی کے سچے پیرو تھے۔ کتاب پڑھا کرتے تھے اور کسی اور دین کی تلاش میں تھے۔ بنی قریظہ کے غلام ہو گئے تھے اور انہوں نے ان کو مکاتب بنا دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مکاتبت کی رقم ادا کر کے ان کو آزاد کر دیا تھا اور وہ بنی ہاشم میں شامل ہو گئے تھے۔ خندق کے کھودنے کے کام میں شریک رہے۔ یہ بھی کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ اور خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدائن میں فوت ہوئے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ:

یہ ابن الحارث انصاری ہیں بنی حارثہ بن الحارث اوس میں سے' ابوعمارہ کنیت ہے۔ کوفہ میں آباد ہوئے اور وہیں مکان بنالیا تھا۔ محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پھر مدینہ میں آ گئے تھے اور وہیں وفات پائی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے حضرت مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائی۔ ان کی اولاد کوفے میں رہی یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت عبید بن عازب رضی اللہ عنہ:

یہ ان دس انصار میں سے ایک ہیں جن کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ کوفے بھیجا تھا۔ ان کی اولاد بھی کوفہ میں رہی۔

قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ:

یہ بنی اوس و بنی عبدالاشہل کے حلیف بن الحارث بن الخزرج میں سے انصاری ہیں ابوعمرو کنیت ہے یہ بھی ان دس انصاریوں میں سے ہیں جن کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کوفے بھیجا تھا اور وہاں انصاریوں کے محلے میں اپنا مکان بنا لیا تھا۔ وہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں وفات پائی اور انہی نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ:

یہ بھی قبیلہ بن الحارث بن الخزرج میں سے ایک انصاری ہیں۔ محمد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی کنیت ابوسعد بتلائی ہے ان کی کنیت ابوانیس بھی بتلائی گئی ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مریسیع میں شریک ہوئے تھے اور کوفے میں آ کر قبیلہ کندہ کے محلے میں اپنا مکان بنا لیا تھا اور مختار کے زمانے میں یہیں ان کا انتقال ہوا جب کہ ان کی عمر ۷۸ سال کی تھی۔

الحارث بن زیاد رضی اللہ عنہ:

یہ بنی ساعدہ میں سے ایک انصاری ہیں اور کوفے میں آ کر انصار میں اپنا مکان بنا لیا تھا۔

عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ:

یہ ابن زید الخطمی انصاری ہیں۔ کوفے میں آباد ہو کر وہیں اپنا مکان بنا لیا تھا۔ وہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان کو کوفہ کا گورنر بنا دیا تھا۔

نعمان بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ان کا نسب نامہ یہ ہے ابن مقرن بن عائذ بن مجیر بن نصر بن حبشیہ بن کعب ابن عبد بن ثور بن ہذمہ بن لاطم بن عثمان بن مزینہ' ابوعمرو کنیت ہے' واقعہ خندق میں شریک تھے اور کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ''کسکر'' کا گورنر بنا دیا تھا' پھر معزول کر دیا تھا' اور نہاوند کی جنگ میں مجاہدین کی طرف بھیج دیا تھا۔ محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے کثیر بن عبداللہ مزنی نے اپنے والد سے روایت کی کہ یہ نہاوند میں شریک ہوئے تھے اور یہ بھی کہا ہے کہ اس وقت نعمان بن عمرو بن مقرن لوگوں کے امیر تھے جب ان کو ہزیمت ہوئی تو پہلے شہید نعمان بن مقرن ہی تھے' محمد بن عمر کہتے ہیں واقعہ نہاوند ۲۱ھ میں ہوا تھا' ایاس بن معاویہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: آپ کس قبیلے میں سے ہیں؟ کہا میں مزنیہ کا ایک آدمی ہوں۔ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ دن یاد دلاتا ہوں جس دن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ممبر پر نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی تھی۔

معقل بن مقرن رضی اللہ عنہ:

وہ ابوعبداللہ بن معقل ہیں۔ ان کی اولاد اور بھائی کوفے میں رہے۔

سنان بن مقرن رضی اللہ عنہ:

وہ اور ان کے بھائی خندق کے کھودنے میں شریک ہوئے۔

سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ:

آپ کی کنیت ابوعدی ہے۔ اور ان کے بھائی:

عبدالرحمٰن بن مقرن رضی اللہ عنہ:

ان کے بھائی ہیں۔

عقیل بن مقرن رضی اللہ عنہ:

ان کی کنیت ابوحکیم ہے۔

عبدالرحمٰن بن عقیل رضی اللہ عنہ:

یہ مقرن کے بیٹے ہیں۔ مجاہد نے کہا ہے کہ بنومقرن سات تھے۔ محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ بھی خندق میں شریک ہوئے تھے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ:

مغیرہ نام' ابوعبداللہ کنیت۔ نسب نامہ یہ ہے مغیرہ بن شعبہ بن ابی عامر بن مسعود بن معتب بن مالک بن عمرو بن عوف بن قیس۔

صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرے کا گورنر بنادیا تھا' پھر بصرے کی گورنری سے معزول کر کے کوفے کا گورنر بنادیا تھا' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کو کوفے کی گورنری سے معزول کر کے ان کی جگہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو گورنر بنا دیا تھا۔ پھر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو پھر کوفے کا گورنر بنادیا تھا اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ (یہ غزوہ خندق کے سال ۵ھ میں مشرف باسلام ہوئے)۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے استحکام میں انہوں نے بڑے تدبر کا ثبوت دیا۔ بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے' بڑے بڑے جباروں کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مطیع بنایا' ان کو بڑے بڑے خطروں سے بچایا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت استوار کرنے میں پورا زور صرف کیا۔ کوفے میں ہی انہوں نے وفات پائی۔

ابن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو عید کے دن اونٹ پر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا محمد بن ابی موسیٰ ثقفی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی وفات کوفے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ۵۰ھ میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ستر سال کی تھی۔ آپ کا قد لمبا تھا۔ ایک آنکھ جنگ یرموک میں جاتی رہی تھی۔

زیاد بن علاقہ کہتے ہیں کہ میں نے جریر بن عبداللہ سے سنا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت لوگوں سے کہا کہ اپنے امیر سے معافی مانگو۔ وہ تو صرف امن وعافیت چاہتے تھے۔

خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ:

یہ قبیلہ قضاعہ میں سے ابن ابرہ بن سنان العذری ہیں' جو قبیلہ بنی زہرہ بن کلاب کا حلیف تھا انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

صحبت حاصل کی اور حضور سے روایت کی۔ جنگِ قادسیہ کے موقعہ پر ان کو امیر قتال بنا دیا تھا۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے نخیلہ کے دن خارجیوں کو قتل کیا تھا۔ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ وہیں اپنا گھر بنا لیا تھا اور آج تک ان کی اولاد وہاں باقی ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ:

عبداللہ نام' باپ کا نام اوفیٰ' نسب نامہ یہ ہے۔ علقمہ بن خالد بن الحارث بن ابی اسید بن رفاعۃ ابن ثعلبہ بن ہوازن بن اسلم بن افصی بن خزاعہ۔ ابوعبداللہ کنیت ہے۔ شعبہ عمر سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں جنہوں نے بیعت رضوان کی تھی۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ہمیشہ مدینہ میں ہی رہے۔ پھر کوفے میں آ کر دوسرے مسلمانوں کی جگہ اپنا گھر بنا لیا تھا اسلم کے محلے میں کبھی کبھی بصرے بھی چلے جاتے تھے۔ ۸۷ھ میں کوفے میں وفات پائی۔ قتادہ حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ کوفے میں رسول اللہ کے آخری صحابی ہیں جنہوں نے وہاں وفات پائی۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ:

یہ بنی ثعل میں سے ایک ہیں' ابوطریف کنیت ہے۔ کوفے میں آ کر اپنا مکان بنا لیا تھا محلہ طے میں ہمیشہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے' جنگ جمل وصفین میں ان کے شریک رہے۔ یوم جمل میں ان کی آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ مختار کے زمانے میں کوفے میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۷۸ سال کی تھی۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ان کی کنیت ابوعمر ہے۔ جس سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اسی سال اسلام لائے تھے۔ حضور نے ان کو ذی الخلصہ کی طرف بھیجا تھا اس کو منہدم کرنے کے بعد کوفے مین آ کر آباد ہو گئے اور بجیلہ کے محلے میں اپنا گھر بنا لیا تھا' سراۃ میں وفات پائی جب کہ کوفے پر ضحاک بن قیس حکومت کر رہا تھا اور یہ زیاد بن ابی سفیان سے ڈھائی سال بعد کی بات ہے۔

اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ:

یہ معدی بن کرب کندی کے بیٹے ہیں' یہ بنی الحارث بن معاویہ میں سے تھے' ابومحمد کنیت تھی' وفد کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے' پھر یمن کو لوٹ گئے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو یہ مرتد ہو گئے۔ ان کے مقام بخیر کا زیاد بن لبید البیاضی نے محاصرہ کر لیا۔ اور اس میں داخل ہو کر اور ان کو گرفتار کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا' وہ تائب ہوئے اور آپ نے ان پر احسان کیا اور اپنی بہن کو ان کے نکاح میں دے دیا جب لوگ عراق میں آباد ہونے کے خیال سے نکلے تو یہ بھی ان کے ہمراہ کوفے میں آ کر آباد ہو گئے اور کندہ کے محلے مین اپنا مکان بنا لیا اور وہیں فوت ہوئے۔ اس وقت حضرت امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کوفے میں تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر چکے تھے۔ انہوں نے ہی ان کے جنازے کی نماز پڑھائی۔

اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس تھی۔ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم اس کو

غسل دو تو مجھے بلا لینا۔ لوگوں نے آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے حنوط سے ان کا وضو کرایا۔

سعید بن حریث رضی اللہ عنہ:

نسب نامہ یہ ہے: ابن عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم۔ یہ بھائی ہیں عمرو بن حریث کے اور یہ اپنے بھائی عمرو سے مقدم ہیں کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ فتح مکہ کے موقع پر موجود تھے۔ یہ اس وقت صرف ۱۵ سال کے تھے۔ پھر لوٹ آئے اور کوفے میں اپنے بھائی عمرو بن حریث کے ہمراہ آ گئے۔

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ:

نسب نامہ یہ ہے: ابن عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ابوسعید کنیت ہے' محمد بن عمر کہتے ہیں کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو یہ اس وقت بارہ سال کے تھے۔

ابونعیم کہتے ہیں کہ انہوں نے کوفے میں آباد ہو کر اپنا مکان مسجد کی جانب بنا لیا تھا جو بڑا تھا اور مشہور تھا' محمد بن سعد کہتے ہیں کہ جب زیاد بن ابی سفیان بصرے چلا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کو کوفے میں خلیفہ بنا دیا تھا۔ ۸۵ھ میں کوفے میں ہی ان کی وفات ہوئی عبدالملک بن مروان کے زمانے میں' اور ان کی اولاد وہیں رہی۔

سمرۃ بن جنانہ رضی اللہ عنہ:

ان کا نسب نامہ یہ ہے: ابن جندب بن حجیر بن رباب بن حبیب بن سواءۃ بن عامر بن صعصعہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ یہ اور ان کا بیٹا روایت کرتے ہیں۔

جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ:

یہ سوائی ہیں اور وہ بنی زہرہ بن کلاب کے حلیف تھے' جابر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ بھی کوفے میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ بنی سواءۃ کے محلے میں اپنا مکان بنا لیا تھا۔ عبدالملک بن مروان کے زمانے میں وہیں فوت ہوئے اس وقت کوفے پر بشر بن مروان حاکم تھے۔

حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ:

یہ غفاری ہیں' ابوسریحہ کنیت ہے۔ یہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔

ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ:

نسب نامہ یہ ہے۔ ابن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبدشمس۔ ان کی والدہ اروی بنت کریز بن حبیب بن عبدشمس اور وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی ماں کے بھائی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفے کا گورنر بنا دیا تھا اور انہوں نے وہاں مسجد کے پاس اپنا بڑا مکان بنا لیا تھا۔ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر کے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر بنا دیا تھا۔ ولید رضی اللہ عنہ مدینہ میں واپس آ گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک ہمیشہ وہیں رہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں امر

خلافت میں نزاع اور جنگ وجدل ہوا تو یہ دونوں سے الگ رہے۔ ان میں سے کسی کا ساتھ نہیں دیا۔ یہاں تک کہ یہ معاملہ ختم ہوا' انہوں نے مقام رقہ میں وفات پائی وہیں ان کی اولاد رہی اور ان کے بعض بیٹے کوفے میں رہے۔ کوفے میں ان کا ایک بہت بڑا مکان دار القصار بن کے نام سے مشہور ہے۔

عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ:

نسب نامہ یہ ہے۔ ابن الکاہن بن حبیب بن عمرو بن القین بن رزاح بن عمرو بن سعد ابن کعب بن عمرو خزاعہ۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ کوفے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ ہر حال میں ان کے ہمراہ رہے اور یہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کر کے آئے تھے اور ان کی شہادت میں اعانت کی تھی۔ ان کو عبدالرحمٰن ابن ام الحکم نے جزیرے میں قتل کر دیا تھا اور سب سے پہلے جس کا سر لایا گیا وہ یہی تھے۔

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ:

نسب نامہ یہ ہے۔ ابن الجونؓ بن ابی جون' اور وہ عبدالعزیٰ بن منقذ بن ربیعہ بن احرم بن حبیش بن حرام بن حبشیہ بن سکون بن کعب بن خزاعہ ہیں۔ ابو مطرف کنیت ہے۔ ان کا نام یسار تھا جب یہ اسلام لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام سلیمان رکھ دیا اور یہ بڑی عمر کے تھے' کوفے میں آ کر بنی خزاعہ میں اپنا مکان بنا لیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے۔ یہ ان میں سے ہیں جنہوں نے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تھا کہ آپ کوفے میں آ جائیے۔ جب آپ کوفے میں آئے تو ان سے الگ ہو گئے' ان کا ساتھ نہ دیا۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو یہ بہت ہی نادم ہوئے۔ جنہوں نے آپ کی توہین وتذلیل کی تھی ان میں سے بعض نادم ہوئے۔ اپنے فعل سے توبہ کی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اور ایک لشکر کی صورت میں مقام نخیلہ میں آئے۔ ان کو توابین کہا جاتا ہے۔ ان کا پیچھا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے کیا' پھر وہ شام کی طرف نکل گئے۔ جب ارض جزیرہ میں مقام وردہ چشمے پر آئے تو ان کو اہل شام کی ایک جماعت ملی جن کا سردار حصین بن نمیر تھا۔ دونوں لشکروں میں جنگ ہوئی۔ بہت سے ان میں سے قتل ہوئے اور بہت تھوڑے سے بچے۔ سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بھی اسی دن مارا گیا۔ یہ ۶۵ھ کا واقعہ ہے۔ ماہ ربیع الآخر۔ جب یہ قتل ہوئے تو ان کی عمر ۹۳ سال تھی۔

ہانی بن اُوس رضی اللہ عنہ:

یہ اسلمی ہیں۔ کوفے میں آ کر محلہ اسلم میں مکان بنا لیا تھا۔ یہ خلافت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس وقت کوفے کے گورنر تھے۔ یہ ان میں سے تھے جنہوں نے بیعت رضوان کی تھی۔ ان کے گھٹنے میں کوئی تکلیف تھی۔ جب سجدہ کرتے کہ اس کے نیچے تکیہ رکھ لیتے۔

حارثہ بن وہب ووائل بن حجر رضی اللہ عنہ:

حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ ہیں' اور حضرت وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ ہیں۔ عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ وائل بن حجر سے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میرے سر پر بڑے بڑے بال تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ شہد کی مکھی کا چھتہ ہے۔ میں آیا اور میں نے اپنے تمام بال کٹوا دیئے۔ پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ تم نے اپنے بال کیوں کٹوا دیئے؟ عرض کیا کہ میں نے سنا کہ حضورؐ نے فرمایا: ذباب! میں نے اس سے یہ سمجھا کہ یہ کوئی عیب و نقص کی بات ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرا یہ مطلب تو نہ تھا۔ خیر اچھا ہوا جو کچھ تم نے کیا۔ کہا گیا ہے کہ ذباب ایک یمانی کلمہ ہے۔

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ:

یہ مرادی ہیں۔ اور وہ بنی ربض بن زاہر بن عامر بن عوبثان بن زاہر ابن مراد ہیں۔ زر بن حبیش کہتے ہیں' میں صفوان بن عسال المرادی سے ملا۔ میں نے اس سے کہا آپ کو رسولِ خدا ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے؟ اس نے کہا ہاں مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی ہے۔ میں نے تو بارہ غزوے حضور ﷺ کے ساتھ کیے ہیں۔ صمام زر سے بیان کیا کرتے تھے کہ میں وفد کی صورت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تھا۔ مجھے اس وفد میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور دوسرے اصحاب رسول اللہ ﷺ لے گئے تھے۔ میں اس وقت صفوان بن عسال المرادی سے ملا تھا۔

اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ:

ثعلبی' قیس عیلان میں سے ہیں اور ان کی ایک حدیث ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس چند اعراب کے ساتھ چند سوالات کرنے آیا تھا۔

مالک بن عوف رضی اللہ عنہ:

ابن نضلہ بن خدیج بن جشیمین حدید بن غنم بن کعب بن عصمہ بن جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن قیس عیلان میں سے تھے۔ یہ ابوالاحوص اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں سے ہیں۔ شعبہ کہتے ہیں کہ ہمیں اسحاق نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالاحوص سے سنا کہ وہ اپنے والد سے بیان کرتے تھے کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرا چہرہ تکلیف و مصیبت سے مرجھایا ہوا اور متغیر تھا۔ حضورؐ نے مجھ سے پوچھا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے کہا: ہاں ہے۔ پوچھا تمہارے پاس کیا مال ہے؟ عرض کیا: میرے پاس گھوڑے ہیں' اونٹ ہیں' غلام ہیں اور بکریاں ہیں۔ ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں اتنا مال و دولت عطا فرمایا ہے تو اس فارغ البالی کا اثر تمہارے چہرے اور لباس سے تو ظاہر ہونا چاہیے (یعنی اگر اللہ تعالیٰ جائز طور پر مال و دولت عطا فرمائے تو اچھی غذا' اچھا لباس اور اچھی صورت کوئی بری چیز نہیں۔ مالداری کا اثر جسم و لباس سے بھی ظاہر ہونا چاہیے)۔

عامر بن شہر رضی اللہ عنہ:

یہ ہمدانی ہیں۔

یعنی کا بیان ہے کہ عامر بن شہر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمدانی حبش کے قلعہ جبل الحقل میں قلعہ بند ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ ان کو دشمنوں سے محفوظ رکھا' یہاں تک کہ ہمدانیوں پر اہل فارس نے حملہ کر دیا' اور وہ ایران والوں سے ہمیشہ جنگ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جنگ بھڑک اٹھی اور طویل ہو گئی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان پر چڑھائی کی اور عامر بن شہر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے عامر! تم تو ایرانی بادشاہوں کے ندیم رہے ہو۔ کیا تم ہمارے مطیع بن سکتے ہو' اگر تم ہم سے کسی چیز پر راضی ہو جاؤ تو ہم اس کو قبول

کرلیں گے اور اگر تم ہمارا آنا ناگوار سمجھتے ہو تو ہم بھی اس کو ناگوار سمجھیں گے' میں نے کہا: ہمیں آپ کی اطاعت منظور ہے۔ سو اس کے بعد میں مدینہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ میں اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ آپ کے پاس بیٹھ گیا اور عرض کیا' ہمیں کچھ نصیحت فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا: ''میں تمہیں تقویٰ اللہ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ تم قریش کی بات سنو اور ان پر عمل کرو''۔

میں نے یہ سن کر عرض کیا کہ بس ہمارے لیے یہ نصیحت کافی ہے اور ہم آپ کی نصیحت کو خوشی سے قبول کرتے ہیں۔ پھر میں نے یہ ارادہ کرلیا کہ میں اپنی قوم میں واپس نہیں جاؤں گا۔ میں اپنے دوست نجاشی کے پاس آ گیا۔ ہم ایک مجلس میں بیٹھے تھے کہ اس کے پاس ایک چھوٹا بچہ آیا اور ایک تختی پر لکھا ہوا پڑھ کر سنانے لگا پس میں ہنس پڑا۔ نجاشی نے پوچھا تم کس بات پر ہنسے؟ کہا اس بچہ کی قرأت پر میں ہنسا جو اس نے آپ کے سامنے پڑھی۔ اس نے کہا کہ واللہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی یہی بات نازل ہوئی تھی اور انجیل میں بھی یہی تھا کہ اس زمین پر لعنت برسے گی جس پر بچے حکمران ہوں گے۔ یہ سن کر میں واپس لوٹ آیا کہ یہی کلمہ میں نے آنحضرت ﷺ سے بھی سنا تھا اور آپؐ نے یہی فرمایا تھا' جو نجاشی سے سنا۔ میں بھی مسلمان ہو گیا اور میری قوم بھی اور سہل میں آباد ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے مالک ذی مران کو بھی ایک مکتوب لکھا آپ نے مالک ابن مرارہ رہاوی کو یمن کی طرف بھیجا' عکہ ذوجنوان والے بھی اسلام لے آئے اور کہا گیا کہ تم لوگ جا کر آنحضرت ﷺ سے امان لے آؤ۔ حضور ﷺ نے ان کو امن کی ضمانت دے دی اور یہ امان نامہ لکھا دیا'' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عک ذی جنوان کے لیے۔ اگر یہ اپنے مال اور غلاموں وغیرہ میں سچے ہیں تو اللہ و رسول کی طرف سے ان کی حفاظت ہے''۔ اور خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو بھی لکھوا دیا۔

عبیط بن شریط رضی اللہ عنہ:

یہ اشجعی قیس غیلان میں سے ہیں۔ وہ ابوسلمہ بن نبیط ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ اور چچا کے ساتھ حج کیا۔ میرے باپ نے کہا: کیا تو اس سرخ اونٹنی والے صاحب کو دیکھ رہا ہے جو خطبہ دے رہا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ ابی مالک اشجعی کہتے ہیں عبیط بن شریط رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے باپ کے پیچھے اونٹنی پر سوار تھا اور آنحضرت ﷺ جمرۃ کے نزدیک خطبہ دے رہے تھے' آپ نے فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں' ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے مغفرت چاہتے ہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ کون سا دن زیادہ عزت و احترام والا ہے' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آج کا دن۔ فرمایا: کون سا مہینہ زیادہ محترم ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یہ مہینہ' پوچھا کون سا شہر زیادہ محترم ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ شہر آپ نے فرمایا کہ تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسا کہ آج کا دن' یہ مہینہ اور یہ شہر (تمہیں ایک دوسرے کی جان و مال کی حفاظت کرنی چاہیے۔ نہ کسی کی جان لینی چاہیے نہ مال)۔

سلمہ بن نبیط کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ کیا آپ اس خطبے کے گواہ اور سننے والے ہیں' کہا اے بیٹے اگر تو اس واقعہ اور توحید و رسالت کی گواہی کو چھپائے گا تو گنہگار ہوگا اور جو وبال ان پر آئے گا وہ تجھ پر بھی آئے گا۔ اے بیٹے! میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میں (ان کفار و مشرکین میں) بیٹھوں اور دوزخ کی آگ میں داخل ہوں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے یوم النحر میں آنحضرت ﷺ کو (مذکورہ بالا) سرخ اونٹنی پر خطبہ دیتے سنا تھا۔

سلمہ بن یزید رضی اللہ عنہ:

ابن مشجعہ بن مجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی بن سعد العشیرۃ بن مذحج۔ یہ ایک وفد میں آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام لے آئے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت بھی کی ہے کہ آنحضرت ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے' میں کھڑا ہوا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ کے بعد ہم پر امراء ہوں۔ ہم سے اپنا حق مانگیں مگر ہمارا حق نہ دیں۔

عرفجہ بن شریح اور صخر بن عیلہ رضی اللہ عنہما:

عرفجہ اشجعی ہیں ان کو ابن صریح بھی کہا گیا ہے۔ صخر بن عیلہ ابن عبداللہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن علی بن اسلم بن احمس یہ بجیلہ میں سے ہیں۔ ابوحازم ان کی کنیت ہے۔ عثمان بن ابی حازم صخر بن عیلہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی چچی کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کے پاس لے آیا۔ مغیرہ بھی ان کی تلاش میں آ گئے اور حضور ﷺ سے اپنی چچی کے بارے میں پوچھا؟ آپ نے فرمایا وہ ہمارے پاس ہیں' حضورؐ نے مجھے بلایا اور فرمایا: کہ اے صخر! جو لوگ اسلام قبول کر لیتے ہیں تو وہ اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیتے ہیں' پس ان کو ان کے حوالے کر دو کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت ﷺ نے بنی سلیم کے لیے پانی عطا فرمایا۔ بنی سلیم کے لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پانی مانگا پس حضور ﷺ نے مجھے بلایا اور کہا کہ اے صخر! جو لوگ ایمان لے آتے ہیں تو وہ اپنی جانیں اور مال محفوظ کر لیتے ہیں۔ ان کو دے دے سو میں نے ان کو حوالہ کر دیا۔

عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ:

ابن اوس بن حارثہ بن ام الطائی۔ یہ اسلام لائے' نبی ﷺ کی صحبت ان کو میسر آئی' بعد میں یہ کوفے میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ اسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عیینہ بن حصن کی طرف بھیجا گیا تھا' جب وہ یوم بطاح میں قید ہوا۔ یہ گرفتار کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ کیونکہ یہ مرتد ہو گیا۔ بطاح بنی تمیم کے کنوئیں کا نام ہے۔

اوس بن حارثہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے عہد رسول اللہ ﷺ میں حج کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ لوگ رات کو جمع ہوتے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے مقام عرفات میں رات ہی کو پھر وہاں سے لوٹ آئے۔ پھر لوگوں کے ساتھ جمع ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں رات ہی کو اپنے قافلہ میں لوٹ آیا۔ کیا میرا حج ہو گیا؟ آپ نے فرمایا: کہ جس نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی' جماعت کے ساتھ اور ہمارے ساتھ مقام عرفات میں کھڑا ہوا۔ اور عرفات سے ہمارے ساتھ لوٹ آیا۔ اسی رات کو یا دن کو تحقیق اس کا حج مکمل ہو گیا اور اس کا فریضہ ادا ہو گیا۔

مہلب بن یزید رضی اللہ عنہ:

ابن عدی بن قنافہ بن عدی بن عبد شمس بن عدی بن اخزم الطائی۔ ان کا نام سلاقہ تھا ان کے سر پر بال نہ تھے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا بال اُگ آئے اس لیے ان کو مہلب کہا جانے لگا۔ وہ ابوقبیصہ بن مہلب ہیں جو اس سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

زاہر و نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہما:

ابومحزرۃ بن زاہر اسلمی۔ یہ ان میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ نافع کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن ابی وقاص بن زہیب بن عبد مناف بن زہرۃ۔ یہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔

لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ۔ یہ مشہور شاعر ہیں ابوعقیل کنیت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ اور اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر کوفے کی طرف ہجرت کی اور وہیں آباد ہو گئے اور ان کے ہمراہ ان کے بیٹے بھی تھے۔ جس رات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مقام نخیلہ پر آ کر ٹھہرے اور حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مصالحت کی' اسی رات کو ان کا انتقال ہوا۔ اور بنی جعفر بن کلاب کے صحراء میں دفن کیے گئے۔ ان کے بیٹے اپنے دیہات میں لوٹ آئے۔ لبید رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد کبھی شعر نہیں کہا اور یہ فرمایا: اللہ نے میری شاعری کو قرآن سے بدل دیا ہے۔

حبہ وسواء رضی اللہ عنہما خالد کے بیٹے:

اعمش سلام بن شرحبیل سے حبہ بن خالد اور سواء بن خالد رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ یہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ کوئی عمارت تعمیر کر رہے تھے' ہم نے بھی اس کام میں حضور کی مدد کی یہاں تک کہ ہم اس کام سے فارغ ہو گئے۔ پھر ہم نے آپ سے جو کچھ سیکھنا تھا سیکھ لیا یعنی ضروری دینی علم حاصل کر لیا۔

سلمہ بن قیس وثعلبہ بن الحکم رضی اللہ عنہما:

یہ اشجعی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ ثعلبہ بن الحکم نے اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ حنین میں شریک ہوئے۔

عروہ بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ:

بارقی ازد میں سے ہیں۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عروہ بن ابی الجعد بارقی اور سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما شریح رضی اللہ عنہ سے پہلے کوفے میں قاضی رہے ہیں' براز الورد میں ان کا گھوڑا بندھا رہتا تھا جس کو انہوں نے بیس ہزار درہم میں خریدا تھا۔ ان کو قیمتی گھوڑے رکھنے کا شوق تھا۔ ان کے اصطبل میں عمدہ نسل کے گھوڑے بندھے رہتے تھے۔

شبیب بن غرقدہ کہتے ہیں کہ میں نے عروۃ البارقی کے پاس تقریباً ستر گھوڑے دیکھے ہیں ان سے یہ حدیث بھی مروی ہے'

جہاد کے لیے بندھا ہوا گھوڑا قیامت کے دن بڑی نیکی ہوگی۔

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ:

ان کا نسب نامہ یہ ہے ابن ہلال بن جریج بن مرہ بن حزن بن عمرو بن جابر بن خشین ابن لائی بن عضم بن شمخ بن خزارہ۔ یہ انصار کے حلیف تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت وزیارت نصیب ہوئی تھی۔ جب یہ کوفے میں آئے تو زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرے کا عامل بنا دیا تھا ابویزید مدینی کہتے ہیں کہ جب حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں انہوں نے وفات پائی تو ان کو اتنی شدید سردی محسوس ہوئی کہ ان کے لیے آگ جلائی گئی۔ ایک آگ کی انگیٹھی ان کے سامنے رکھی گئی اور ایک پیچھے۔ ایک داہنے اور ایک بائیں رکھی گئی کہتے ہیں اس سے بھی ان کی سردی نہ گئی اور وہ یہ کہتے رہے' جو کچھ میرے پیٹ میں ہے۔ میں اس کا کیا کروں۔ یہ کہتے کہتے فوت ہوگئے۔

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن سفیان بجلی۔ وہ علقی ہیں۔ علقہ بجیلہ کے بیچ کے حصہ کا نام ہے۔ بعض ان کو ان کے باپ کی طرف منسوب کرتے' اور جندب بن عبداللہ کہتے ہیں بعض اس کے دادا کی طرف منسوب کرتے اور جندب بن سفیان کہتے ہیں اور یہ ایک ہی بات ہے۔

مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عوف بن ثعلبہ بن عامر بن ذہل بن مازن بن ذبیان' ابن ثعلبہ بن دول بن سعد مناۃ بن غامد بن الازد۔ کوفے میں بیت الازد ان کا گھر ہے۔ یہ اسلام لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر آئی اور کوفے میں آباد ہوگئے۔ وہیں ان کا بیٹا ابو مخنف لوط بن یحییٰ پیدا ہوا۔

حارث بن حسان رضی اللہ عنہ:

یہ بکری ہیں۔ حارث بن حسان کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے ارادے سے نکلے مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ سیاہ جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اچانک حضرت بلال رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے ہوئے آئے۔ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ آج صورت حال کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کہیں بھیج رہے ہیں۔

جابر بن ابی طارق رضی اللہ عنہ:

بجیلہ کے احمسی خاندان میں سے ہیں اور وہ ابوحکیم بن جابر ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

ابو حازم رضی اللہ عنہ:

اور ان کا نام عوف بن الحارث بن عوف بن حشش بن ہلال بن الحارث بن رزاح بن کلب بن عمرو بن لوئ بن رھم بن معاویہ بن اسلم ابن احمس بن بجیلہ ہے۔ اور وہ ابوقیس بن ابی حازم ہیں' قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حازم رضی اللہ عنہ کو سورج کی دھوپ میں خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے ان کو حکم دیا کہ وہ سائے میں آجائیں۔

قطبہ بن مالک اور معن بن یزید رضی اللہ عنہما:

قطبہ بن مالک بنی ثعلبہ میں ہیں اور وہ زیاد بن علاقہ کے چچا ہیں۔

معن بن یزید۔ ابن الاخنس بن حبیب بن جرد بن زعب بن مالک بن خفاف بن عصیہ بن خفاف بن امراء القیس بن بھثہ بن سلیم بن منصور ہیں۔ ابوالجویریہ معن بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ میرے باپ اور دادا نے بھی کی۔ معن بن یزید رضی اللہ عنہ کوفے میں آباد ہو گئے تھے اور ضحاک بن قیس فہری کے ساتھ ایک معرکے میں شہید ہوئے۔

طارق بن الاشیم ابومریم السلولی رضی اللہ عنہ:

طارق بن اشیم اشجعی ہیں اور وہ ابوابی مالک ہیں۔ ابی مالک بن سعد اور یہ طارق رضی اللہ عنہما' حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ابومریم السلولی کا نام مالک بن ربیعہ ہے اور وہ ابوبرید بن ابی مریم۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عطاء بن سائب کی حدیث روایت کرتے ہیں۔

حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ:

نسب نامہ یہ ہے۔ ابن نصر بن اسامہ بن الحارث بن معیط بن عمرو بن جندل بن مرہ بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن۔ ماں کی طرف سلسلہ نسب یہ ہے ام جندل بن مرہ سلول ربنہ ذہل بن شیبان بن ثعلبہ۔ اسی نسبت سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ حبشی اسلام لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کا درجہ حاصل کیا اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں شہید ہوئے۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا آخر آپ کو کیا خوف اور مجبوری ہے کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دے رہے ہیں؟ کہا میرے نزدیک اس سے بڑا نیکی اور حق پرستی کا کوئی نیک عمل نہیں۔

دکین بن سعید اور برمہ بن معاویہ رضی اللہ عنہما:

دکین بن سعید خثعمی ہیں۔ بعض ان کو ابن سعید بتلاتے ہیں۔ ان سے قیس بن ابی حازم روایت کرتے ہیں' برمہ بن معاویہ ابن سفیان بن منقذ بن وہب بن عمیر بن نصر بن قعین بن الحارث ابن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمۃ۔ وہ ابوقبیصۃ بن برمہ ہے۔ جو اس سے حدیث روایت کرتا ہے۔

خریم بن الاخرم رضی اللہ عنہ:

ابن شداد بن عمرو بن الفاتک بن قلیب بن عمرو بن اسد بن خزیمہ ہیں۔ یونس بن ابی اسحاق شمر بن فاتک سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے ان سے فرمایا اے خریم! اگر تمہارے اندر دو خصلتیں نہ ہوتیں تو تم اچھے آدمی ہوتے۔ عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ وہ دو خصلتیں کون سی ہیں؟ مجھے ایک کافی ہے! فرمایا اپنے بال پورے کرو اور اپنی ازار ٹخنے سے اونچی کرو' سو انہوں نے اپنے بال ٹھیک کرا لیے اور ازار ٹخنے سے اونچی کر لی۔ اس کے سوا ان کی

کوئی حدیث نہیں۔ ان کا ایک بیٹا ایمن بن خریم شاعر تھا۔ وہ کہتا ہے:

وَلَسْتُ لِقَاتِلٍ رَجُلاً يُصَلِّي عَلٰى سُلْطَانٍ اٰخَرَ مِنْ قُرَيْشٍ
لَهٗ سُلْطَانُهٗ وَعَلَيَّ اِثْمِيْ مَعَاذَ اللّٰهِ مِنْ جَهْلٍ وَّطَيْشٍ
اَاَقْتُلُ مُسْلِمًا فِيْ غَيْرِ حَقٍّ فَلَسْتُ بِنَافِعِيْ مَا عِشْتُ عَيْشِيْ

''اور میں اس شخص کو قتل کرنے والا نہیں جو قریش کے علاوہ کسی اور بادشاہ کا دعا گو اور خیر خواہ ہے اس کے لیے دلیل ہے اور مجھ پر گناہ ہے۔ میں ایسے جہل اور غصے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں' کیا میں کسی مسلمان کو ناحق قتل کروں۔ جب تک میں جی رہا ہوں یہ کام مجھ سے نہ ہوگا''۔

شعبیؒ اس ایمن بن خریم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ میرے باپ اور میرے چچا دونوں بدر میں شریک ہوئے تھے اور ان دونوں نے عہد کیا تھا کہ کسی مسلمان کو قتل نہ کریں گے۔

دوسرے ارباب سیر نے کہا ہے کہ وہ دونوں بدر میں شریک نہیں ہوئے۔ ابو معشر اور محمد بن عمر و رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں بدر میں شریک نہیں ہوئے۔ بدر میں تو صرف قریش و انصار' ان کے حلیف اور ان کے غلام شریک ہوئے تھے۔

ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ:

ازور کا نام مالک بن اوس بن جذیمۃ بن ربیعہ بن مالک بن مالک ابن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمۃ ہے۔ یہ بہترین سوار تھے۔ اسلام لائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث لقوح روایت کرتے ہیں۔ یمامہ کی جنگ میں انہوں نے بڑی بہادری اور بے جگری سے سخت جنگ کی یہاں تک کہ آپ کی دونوں پنڈلیاں کاٹ دی گئیں' آپ گھٹنوں کے بل لڑتے رہے یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے۔

عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ یمامہ میں زخمی پڑے رہے۔ اس سے پہلے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پہنچیں ان کا انتقال ہو گیا۔

فرات بن حیان اور یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہما:

فرات بن حیان ابن ثعلبہ بن عبدالعزیٰ بن حبیب بن حبہ بن ربیعہ بن سعد بن عجل۔ یہ بنی سہم کے حلیف تھے۔ کوفے میں آ کر اپنا مکان بنا کر آباد ہو گئے تھے بنی عجل ہیں۔ ان کی اولاد کوفے میں رہی۔ یعلیٰ بن مرۃ ابن وہب بن جابر بن عتاب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد ابن عوف بن ثقیف۔ یہ وہ ہیں جن کو یعلیٰ بن سبابۃ بھی کہا جاتا ہے۔ سبابۃ ان کی والدہ یا دادی ہیں حفص الثقفی کہتے ہیں کہ میں نے سنا یعلیٰ بن مرۃ ثقفیؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ یعلیٰ بن مرۃ بیعت رضوان میں' خیبر میں' فتح مکہ میں اور غزوہ طائف و حنین میں شریک ہوئے۔

عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ:

یہ ثقفی ہیں۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قبل غروب آفتاب کی حدیث روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی عقیل رضی اللہ عنہ:

ثقفی ہیں حجاج بن یوسف کے گروہ میں سے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن علقمہ ثقفی عبدالرحمٰن بن ابی عقیل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں ایک وفد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے بعد اپنا قصہ بیان کیا۔

عقبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ:

ان کا نسب نامہ یہ ہے ہر بوع بن حبیب بن مالک بن اسعد بن رفاعہ بن ربیعہ بن رفاعہ بن الحارث بھشۃ بن سلیم بن منصور۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کا شرف حاصل ہوا۔ کوفے میں آباد ہو گئے تھے اور ان کو فراقدہ کہا جاتا تھا۔

جابر عامر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال کو لکھا کہ ''ہر وہ انگوٹھی جس میں عربی الفاظ نقش ہوں اسے توڑ دو'' اس حکم کے مطابق عقبہ بن فرقد کی انگوٹھی توڑ دی گئی کیونکہ اس میں نقش تھا۔

ابوعثمان ہندی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عقبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کے جسم پر کسم کی ایک لمبی قمیص دیکھی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک قینچی منگائی کہ اس کو چاروں طرف سے کاٹ دیں۔ عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے امیر المومنین! مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ آپ کاٹیں۔ لایئے میں خود کاٹے دیتا ہوں۔

عبید بن خالد رضی اللہ عنہ:

یہ سلمی ہیں۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے دو شخصوں میں بھائی چارہ کرایا۔ ان میں سے ایک کا انتقال ہو گیا۔

طارق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

یہ محاربی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں ''جب تم میں سے کوئی شخص تھوکے تو اپنے آگے اور داہنی طرف نہ تھوکے''۔

ابی صخرہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے طارق بن عبداللہ کی قوم کے ایک شخص نے بیان کیا کہ طارق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں ذی مجاز کے بازار میں تھا۔ کہ میرے سامنے سے ایک نوجوان شخص گزرا۔ جو سرخ چادر اوڑھے ہوئے تھا اور وہ کہہ رہا تھا:

﴿ یَاۤاَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا ﴾

''اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو اور نجات و کامرانی حاصل کرو''۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی دیکھا کہ ایک شخص اس کے پیچھے یہ کہتا جا رہا ہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اس کی بات مت مانو۔ میں نے پوچھا' یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ بنی ہاشم کا لڑکا ہے۔ یہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور اس کے پیچھے اس کا چچا عبدالعزیٰ ہے۔

کچھ عرصے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لے آئے اور لوگ آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانے لگے۔ یہ شہرہ سن کر ہم نے بھی مدینہ کے سفر کا ارادہ کر لیا اور مقام ربذہ سے روانہ ہو گئے' ہمارے ساتھ ہودج میں ایک

پردہ دار عورت بھی تھی۔ جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے کہا ربذہ سے۔ پوچھا آپ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ ہم تو صرف مدینہ کے ارادے سے آئے ہیں۔ پوچھا یہاں آپ کے آنے کی کیا غرض ہے؟ کیا ہم اپنی اہل وعیال کے لیے رسد اور کھجوریں لینے آئے ہیں۔ ہمارے پاس ایک سرخ اونٹ بھی ہے۔ اس نے کہا کہ کیا آپ اپنا اونٹ بیچنا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں (یہی تو ہماری غرض ہے) پوچھا۔ کیا قیمت لو گے؟ ہم نے کہا اتنی اتنی قیمت اور ایک صاع کھجور۔ اس نے کہا جو کچھ تم نے مانگا ہے ٹھیک ہے' کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے ان سے مانگا تھا' اس میں اس نے کوئی کمی نہیں کی۔ پھر اس نے ہاتھ مارا اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر چل دیا۔ جب وہ چلا گیا۔ تو ہم نے کہا' بخدا یہ ہم نے کیا کیا کہ ہم جس شخص کو جانتے پہچانتے نہیں اس کے ہاتھ سودا کرلیا۔ عورت بیٹھی ہوئی تھی وہ کہہ رہی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے ایسا شخص دیکھا ہے جس کا چہرہ چاند کی مانند چمک رہا ہے۔ وہ تم پر کوئی ظلم نہیں کرے گا۔ نہ تمہارے ساتھ کوئی دھوکا یا فریب کرے گا میں تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضمانت دیتی ہوں۔ اتنے میں ایک شخص آیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں۔ یہ کھجوریں لو۔ خوب پیٹ بھر کر کھاؤ اور تول کر دیکھ لو۔ کہ یہ اتنی ہی کھجوریں جتنی تم نے مانگی تھیں۔ ہم نے ان کو تولا وہ پوری تھیں اور ان سے ہمارا پیٹ بھر گیا۔

پھر ہم مدینہ میں داخل ہوئے اور مسجد نبویؐ میں آئے تو ہم نے دیکھا اور سنا کہ یہ تو وہی شخص ہے جس سے ہم نے سودا کیا تھا۔ آپؐ خطبہ دے رہے تھے۔ فرمایا: صدقہ کیا کرو کہ صدقہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور داہنا ہاتھ بہتر ہے بائیں سے (یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے سے بہتر ہے) اور صدقات وخیرات اپنے اہل وعیال اور نزدیکوں سے شروع کرو۔ تیری ماں ہے تیرا باپ ہے۔ تیری بہن ہے اور تیرا بھائی ہے۔ پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ (ایسا نہ کرو کہ تم دوسروں پر اپنی دولت لٹاتے رہو اور تمہارے عزیز وقریب بھوکے سوتے رہیں۔ سخاوت کرنی ہو تو اپنے گھر اور پڑوس سے شروع کرو)۔

اتنے میں بنی یربوع کا ایک شخص داخل ہوا۔ انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ یہ شخص بنی یربوع قبیلے کا ہے۔ ایام جاہلیت میں انہوں نے ہمارا ایک آدمی قتل کیا تھا ہمیں ان سے بدلہ لینے کا موقعہ دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اب اسلام لانے کے بعد ایام جاہلیت کے خون معاف ہو گئے ہیں۔

ابن ابی شیخ المحاربی رضی اللہ عنہ:

ابن ابی شیخ کہتے ہیں کہ ہم رسول خدا ﷺ کے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا اے معشر محارب اللہ تمہاری مدد کرے۔ مجھے عورت کا دودھ نہ پلاؤ۔ قیس بن ربیع کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جب امراء القیس شیراز آیا تو کہا یہ ہے عورت کا دودھ پلانا۔

عبیدہ بن خالد رضی اللہ عنہ:

یہ محاربی ہیں۔ اشعث بن سلیم کے چچا۔ اشعث ابن سلیم کہتے ہیں کہ میں نے اپنی چچی کو اس کے چچا سے کہتے ہوئے سنا کہ ہم مدینہ میں جارہے تھے۔ ایک انسان کہہ رہا تھا: اپنی ازار کو اونچا کرو بے شک جو شخص اپنے کپڑے کو (گندگی سے) بچاتا ہے وہی

اپنے رب کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچاتا ہے' میں نے اس شخص کی طرف توجہ کی تو رسول اللہ ﷺ کو پایا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو میری چادر لٹک رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میری زندگی تیرے لیے نمونہ نہیں؟ میں نے نظر ڈالی تو آپؐ کی ازار نصف پنڈلی تک تھی۔

سالم بن عبید رضی اللہ عنہ:

یہ اشجعی ہیں۔ انہوں نے سحری کھانے کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ بعد میں یہ کوفے میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔

نوفل الاشجعی رضی اللہ عنہ:

یہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''جب تو سونے کا ارادہ کرے تو قُلْ یَآاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھ لیا کر۔ یہ شرک سے پاک کرنے والی سورت ہے' اور وہ ابوجہم ابن نوفل ہیں۔

سلمہ بن نعیم رضی اللہ عنہ:

یہ بھی اشجعی ہیں۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں' ان سے حدیث سنی۔ بعد میں یہ بھی کوفے میں آباد ہو گئے تھے' اور نبی ﷺ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملا کہ اس نے (کسی قسم کا) شرک نہیں کیا' وہ جنت میں داخل ہوا''۔

شکل بن حمید رضی اللہ عنہ:

یہ عبسی ہیں اور وہ ابوشتر بن شکل ہیں۔ ان کی حدیث یہ ہے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''اے اللہ میں اپنے کانوں' اپنی آنکھوں اور ہر قسم کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

اسود بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ:

یہ یربوعی ہیں۔ یہ کہتے ہیں۔ میں حجۃ الوداع میں شریک تھا۔ آپؐ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: ''جس کو مجھ سے کوئی بدلہ لینا ہو تو آج لے لے''۔

رُشید بن مالک رضی اللہ عنہ:

یہ سعدی ہیں۔ ابوعمیرہ کنیت ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں یوم فجاء کے دن رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص کھجوروں کا ایک طبق لے کر آیا۔ حضورؐ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اس نے کہا: یہ صدقہ ہے' آپؐ نے فرمایا: تو پھر لوگوں کو دے دو۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اس میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور ان کے منہ میں اپنی انگلی ڈال کر وہ کھجور نکال کر پھینک دی اور فرمایا: ''آل محمد صدقہ نہیں کھایا کرتے''۔

فجیع بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ان کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن جندج بن بکناء بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری یہ کہتے ہیں میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پوچھا ہمارے لیے مردار کی کیا چیز حلال ہے؟ آپؐ نے اس کو تفصیل سے بتلایا۔

عتاب بن شمیر رضی اللہ عنہ:

عتاب بن شمیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا بوڑھا باپ اور بھائی ہیں' میں ان کی طرف جاتا ہوں' شاید وہ مسلمان ہو جائیں تو میں ان کو آپؐ کے پاس لے آؤں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان کے لیے بہتر ہے اور اگر وہ اپنی حالت پر قائم رہیں تو اسلام تو اب پھیل جانے والا ہے۔

ذوالجوشن بن ربیعہ:

ہشام بن محمد بن سائب کلبی کہتے ہیں کہ اس کا نام شرحبیل بن اعور بن عمرو بن معاویہ ہے اور وہ ضباب بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ ہے۔

دوسرے ارباب سیر نے کہا ہے کہ اس کا نام جوشن بن ربیعہ کلابی ہے اور وہ باپ ہے اس شمر بن ذی الجوشن کا جس نے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قتل کیا تھا۔ شمر اپنی کنیت ابو سابغہ بتلایا کرتا تھا۔ ابو اسحاق سبیعی کہتے ہیں کہ جوشن بن ربیعہ کلابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک گھوڑا ہدیۃً آپؐ کے حضور پیش کیا۔ اور وہ اس وقت تک مشرک تھا' اس لیے حضور ﷺ نے اس کا ہدیہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا اگر آپ چاہیں تو اس کو مجھ سے خرید لیں۔ آپؐ نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ پھر آپؐ نے اس سے کہا کہ اے ذی الجوشن کیا تو چاہتا ہے کہ شروع میں ہی اسلام قبول کر لے؟ کہا نہیں۔ فرمایا: اسلام قبول کرنے سے تجھے کون سی چیز روکتی ہے؟ اس نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی قوم آپ کو جھٹلا رہی ہے اور چاہتی ہے کہ آپ کو نکال دے یا قتل کر دے۔ سو آپ انتظار کریں اگر آپؐ ان پر غالب آ گئے اور وہ ناکام ہوئے تو میں آپؐ پر ایمان لا کر آپ کی پیروی کروں گا اور اگر آپؐ غالب نہ آئے تو پھر میں آپ کی پیروی نہ کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا: تو عنقریب ہی دیکھ لے گا کہ میں کس طرح ان پر غالب آتا ہوں (اور اسلام سارے ملک عرب میں پھیلتا ہے)۔

کہتے ہیں کہ واللہ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ مکہ کی طرف سے ہمارے پاس ایک سوار آیا۔ ہم نے پوچھا سناؤ مکہ کی کیا خبر ہے؟ اس نے کہا محمد ﷺ اہل مکہ پر غالب آ گئے ہیں (مکہ فتح ہو گیا ہے اور مشرکین مکہ مغلوب ومفتوح ہو گئے ہیں) ذوالجوشن کو افسوس اور دکھ ہوا کہ اس نے کیوں نہ اس وقت اسلام قبول کر لیا جب کہ آنحضرت ﷺ نے اس کو اس کی دعوت دی تھی' عیسیٰ بن یونس اپنے باپ سے اور وہ ذی الجوشن ضبابی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: کہ جب رسول مقبول ﷺ جنگ بدر سے فارغ ہو کر آئے تو میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' اور عرض کیا' یا رسول اللہ! میں آپؐ کے پاس چار دانت والا گھوڑا لایا ہوں اس کو لے لیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تو جنگ بدر سے پہلے آتا تو میں لے لیتا۔ آج ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔

اس سے اگلی روایت کا مضمون بھی یہی ہے۔ یعنی اسی طرح وہ گھوڑا لے کر آیا اور آپؐ نے فرمایا: اے ذی الجوشن تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔ اس نے کہا نہیں۔

غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ:

یہ مزنی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا ایک دن اس قدر فقر و فاقہ میں گزرا کہ ہمیں اپنے مال میں کھانے کی کوئی چیز میسر نہ آئی۔ سوائے اس کے کہ میرے پاس ایک موٹا گدھا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھے کے گوشت کو حرام کر دیا تھا۔ میں آپ کے پاس آیا اور اپنی حالت بیان کی کہ یا رسول اللہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں صرف ایک موٹا گدھا ہے اور آپ نے اس کو حرام کیا ہے۔ فرمایا: تم اس کا گوشت کھا سکتے ہو میں نے تو اس کو حرام کیا تھا جو بہت پھرتے رہتے اور گندگی کھاتے ہیں۔

عامر اور الاعز المزنی رضی اللہ عنہما:

یہ ابو ہلال بن عامر المزنی ہیں۔

اور یوں بھی کہا جاتا ہے یہ جہنی ہیں۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے ہیں یہ خطبہ میں یہ دعویٰ کیا کرتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے "اے لوگو! اپنے رب کی طرف رجوع کرو' گناہوں سے توبہ کرو۔ میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں"۔

ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ:

ابن نہیک بن ورید بن سفیان بن ضباب بنی حارث بن کلاب میں سے ہیں۔ وہ بنی حارث کے وفد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' ان کی کنیت ابو الحکم تھی۔ اس کو حکمت و دانائی کی وجہ سے ابو الحکم کہا جاتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ تمہاری کنیت ابو الحکم کیوں ہے؟ اس نے کہا کہ جب ہمارے درمیان کوئی جھگڑا ہوتا ہے تو لوگ میرے پاس آتے ہیں تو میں انصاف کے ساتھ ان کا فیصلہ کر دیتا ہوں۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کیا تمہارا کوئی لڑکا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں' پوچھا۔ ان میں بڑا کون ہے میں نے عرض کیا شریح۔ حضورؐ نے فرمایا پھر تو تم ابو شریح ہوئے۔

ابو سبرہ رضی اللہ عنہ:

ان کا نام یزید بن مالک ہے۔ بن عبداللہ بن ذویب بن سلمۃ بن عمرو بن ذہل بن مران بن جعفی بن سعد العشیرہ۔ من زحج اور یہ خیثمہ بن عبدالرحمٰن بن ابی سبرۃ ابو اسحاق خیثمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرا دادا مدینہ میں آیا تو میرے لڑکا پیدا ہوا۔ میں نے اس کا نام عزیز رکھا اور اس بات کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ عبدالرحمٰن ہے۔

مسور بن یزید رضی اللہ عنہ:

یہ اسدی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے نماز کی امامت کرائی' قرأت میں آپ سے کوئی آیت چھوٹ گئی۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے فلاں آیت نہیں پڑھی۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر تم نے اسی وقت کیوں نہیں یاد دلایا۔ (یعنی نماز میں ہی لقمہ کیوں نہیں دیا)۔

بشیر بن خصاصہ رضی اللہ عنہ:

ان کا نام رحم بن معبد سدوسی ہے۔ میں نے ابی زیاد بن لقیط سدوسی سے سنا اور انہوں نے یہ حدیث بیان کی' لیلٰی بشیر کی عورت کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام بشیر رکھا تھا۔ اس سے پہلے اس کا نام رحم تھا۔

نمیر ابو مالک رضی اللہ عنہ:

یہ خزاعی ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ داہنے گھٹنے پر رکھے ہوئے تھے اور نماز میں اپنی انگلی سے اشارہ کیا (تشہد میں)۔

ابو رمثہ تیمی' ابوامیہ الفزازی اور خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہم:

ابو رمثہ تیمی کا نام حبیب بن حیان ہے۔

ابوامیہ فرازی کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو پچھنے لگواتے ہوئے دیکھا۔ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ یہ ابن فاکہ خطمی انصار میں سے ہیں' کنیت ابوعمارۃ ہے۔ وہ ذوشہادتین ہیں یہ کوفے میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آئے۔ ہمیشہ کوفے میں ہی رہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا یہاں تک کہ جنگ صفین میں قتل کیے گئے۔ ۳۷ھ میں اور اپنے پیچھے اپنی اولاد چھوڑی۔

مجمع بن جاریہ' ثابت بن ودیعہ اور سعد بن بجیر رضی اللہ عنہم:

ابن عامر بن مجمع بن عطاف بن ضبیعہ بن زید۔ یہ بنی عمرو بن عوف میں سے ہیں۔ کوفی کہتے ہیں کہ وہ ان میں سے ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا۔ سوائے ایک سورۃ یا دو سورتوں کے۔ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں۔

ثابت بن ودیعہ ابن خذام بنی عمرو بن عوف میں سے ہیں اور یہ آنحضرت ﷺ سے کئی احادیث روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنی آخری عمر میں کوفے میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔

سعد بن بجیر رضی اللہ عنہ' یہ وہ ہیں جن کو سعد بن حبہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بنی عمرو بن عوف کے حلیف بجیلہ میں سے ہیں۔ جنگ اُحد میں یہ بہت چھوٹے تھے۔ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ یہیں وفات پائی۔ ان کے جنازے کی نماز حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور پانچ تکبیریں کہیں' ان کے ایک بیٹے کا نام خنیس ابن سعد بن حبہ ہے۔ دوسرے بیٹے کا نام ابو یوسف القاضی ان کا نام یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حبہ ہے۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ:

ابن عبادہ بن دلیم۔ یہ بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے ہیں' ابوعبدالملک کنیت ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو مصر کا گورنر بنا دیا تھا۔ پھر اسے معزول کر دیا۔ اس کے بعد یہ مدینہ آ گئے۔ پھر دوبارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آ ملے۔ ہمیشہ کوفے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی رہے۔ ابواسحاق یریم بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ قیس بن سعد نہر دجلہ پر آئے وضو کیا' موزوں پر مسح

کیا۔ اس طرح کہ میں گویا ان کی انگلیوں کے نشان دیکھ رہا ہوں موزوں پر' پھر آ کر لوگوں کی امامت کرائی۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ قیس بن سعد ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے' یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے پھر حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ آ ملے۔ آپ نے ان کو مقدمۃ الجیش کے طور پر شام کی طرف بھیج دیا۔ پھر حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی' تو یہ مدینہ کی طرف لوٹ گئے۔ پھر ہمیشہ مدینہ میں ہی رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں فوت ہوئے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ:

یہ بنی حارث بن خزرج میں سے ہیں۔ ان کی ماں کا نام عمرہ بنت رواحہ ہے اور بھائی کا نام عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ۔ نعمان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو مدینہ میں سب سے پہلی پیدائش نعمان ہی کی ہوئی۔ یہ ربیع الآخر کا مہینہ تھا ہجرت رسول اللہ کا چودھواں مہینہ تھا۔ یہ اہل مدینہ کی روایت ہے۔ اہل کوفہ ان سے بہت سی روایتیں کرتے ہیں۔ جن میں وہ کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا سنا۔ یہ روایتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ بڑی عمر کے تھے۔ اہل مدینہ ان کی پیدائش کے بارے میں جو روایتیں کرتے ہیں' ان کے خلاف یہ بڑی عمر کے ثابت ہوتے ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر دیا تھا اور یہ شام کو چلے گئے۔ جب یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے نعمان کو بلا لیا اور یہ حمص کا گورنر ہو گئے۔ مرج راہط کے معرکے میں جب ضحاک بن قیس کو قتل کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۶۴ھ کا ہے' مروان بن الحکم کی خلافت کا زمانہ تھا تو نعمان بن بشیر حمص سے نکل گئے' اہل حمص انہیں اسے تلاش کر کے پکڑ لیا اور انہیں قتل کر کے ان کا سر لٹکا دیا سماک بن حرب کہتے ہیں کہ معاویہ نے ان کو کوفے کا گورنر بنا دیا تھا۔ خدا کی قسم یہ بڑا خطیب تھا۔

ابولیلیٰ' عمرو بن بلیل اور شیبان رضی اللہ عنہم:

ابولیلیٰ کا نام و نسب یہ ہے: بلال بن بلیل بن احیحۃ بن جداح' یہ بنی عمرو بن عوف میں سے ہیں اور وہ ابوعبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ۔ اس نے کوفے میں اپنا مکان بنا لیا تھا۔ عمرو بن بلیل ابن احیحۃ بن الجلاح' بنی عمرو بن عوف سے۔

شیبان بن ہبیرہ کے دادا ہیں۔ یہ انصاری تھے۔ شیبان اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا' اور ازواج مطہرات کے حجروں سے کسی ایک حجرے کے پاس بیٹھ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کھانسنے کی آواز سن لی۔ پوچھا کیا ابو یحییٰ ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں حضور میں ہوں۔ آپ نے فرمایا تو آؤ ہمارے ساتھ صبح کے ناشتے میں شریک ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ میرا ارادہ بھی آج روزہ رکھنے کا تھا مگر ہمارے مؤذن نے طلوع فجر سے پہلے ہی اذان دے دی اور اس کی آنکھ میں بھی کچھ تکلیف تھی۔

قیس بن ابی عزرۃ الانصاری اور حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہما:

حنظلہ بن تمیم کے کاتب تھے پھر بنی اسید بن عمرو بن تمیم کے کاتب ہو گئے' انہوں نے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک نامہ لکھا اس لیے ان کو کاتب کہا جانے لگا کیونکہ عرب بہت کم پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔

ریاح بن ربیع‘ معقل بن سنان‘ عدی بن عمیرہ اور مرداس بن مالک رضی اللہ عنہم:

ریاح بن ربیع رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

معقل بن سنان‘ یہ اشجعی ہیں‘ ذی الحجہ میں یوم الحرۃ میں قتل ہوئے۔ یہ ۶۳ھ کا واقعہ ہے۔ عدی بن عمیرہ کندی ہیں۔ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے قیس بن ابی حازم روایت کرتے ہیں۔ وہ ابو عدی بن عدی بن عمیرہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے مصاحبین میں سے ہیں۔ مرداس بن مالک اسلمی ہیں۔ ان سے قیس بن ابی حازم روایت کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن حسنہ جہنی اور عبداللہ ابوالمغیرہ رضی اللہ عنہما:

یہ عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں ایک ایسے شخص کے پاس پہنچا جو لوگوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ میں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا کوئی وصف مجھ سے بیان کرو کہ میں نے حضورؐ کو نہیں دیکھا۔ اس نے حضور ﷺ کے کچھ اوصاف بیان کیے۔ پھر میں روانہ ہوا‘ عرفات کے راستے میں کھڑا ہو گیا۔ میرے سامنے سے سواروں کے لشکر گزرنے لگے۔ میرے سامنے سے سواروں کا ایک لشکر گزرا میں نے اس پر نظر ڈالی۔ اس میں میں نے نبی اکرم ﷺ ﷺ کو پہچان لیا۔ آپ لشکر کے بیچ میں تھے جب آپؐ میرے نزدیک آئے‘ سواروں میں سے ایک شخص نے کرخت آواز میں مجھ سے کہا کہ سواروں کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ رسول اکرم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا‘ اس شخص سے تعرض نہ کرو یہ بہت مشتاق اور گرویدہ معلوم ہوتا ہے۔ پھر حضورؐ میری طرف متوجہ ہوئے۔ میں نے آپ کی اونٹنی کی نکیل آگے بڑھ کر پکڑ لی اور عرض کیا۔ مجھے کوئی ایسا نیک عمل بتلایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور دوزخ کی آگ سے بچا لے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو اس پر عمل کرے گا؟ عرض کیا کیوں نہیں۔ ضرور کروں گا۔ فرمایا تو لے سن اور سمجھ لے اس عمل کو اچھی طرح (وہ عمل یہ ہے) تجھے صرف ایک خدائے واحد کی عبادت و بندگی کرنی چاہیے اور تجھے اس کی ذات وصفات میں کسی کو کسی حیثیت سے بھی شریک نہ کرنا چاہیے۔ نماز کو قائم کر‘ زکوٰۃ ادا کر‘ رمضان کے روزے رکھ‘ حج بیت اللہ کر‘ لوگوں سے وہ سلوک کر جو تو خود چاہتا ہے کہ لوگ مجھ سے سلوک کریں اور لوگوں کے لیے وہ بات نہ کر جو تو خود اپنے لیے ناپسند کرتا ہے (یعنی جو بات تو اپنے لیے چاہتا ہے وہی دوسروں کے لیے کر اور جو بات اپنے لیے پسند نہیں کرتا وہ دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کر) پس میں نے اونٹنی کی نکیل چھوڑ دی۔

ابو شہم رضی اللہ عنہ:

قیس بن ابی حازم ابو شہم سے روایت کرتے ہیں کہ قبل از اسلام ان کی حالت یہ تھی کہ مدینہ میں ایک لونڈی ان کے سامنے سے گزری۔ وہ اپنی خواہش نفس کو ضبط نہ کر سکے۔ آگے بڑھ کر اس کی کمر پکڑ لی (مگر پھر سنبھل گیا) کہتے ہیں کہ میں دوسرے دن صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے آپ نے اس کا دامن پکڑ کر پوچھا کہ کیا تم وہی ہو جس نے کل یہ حرکت کی تھی (میں بہت ہی شرمندہ اور نادم ہوا) عرض کیا: یا رسول اللہ! میں پھر کبھی ایسی حرکت نہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا تو بس تم راہِ راست پر آ گئے۔ پھر میں نے آپؐ سے بیعت کی (یہ ہے ایک مومن کی شان کہ اگر اس سے کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً

شرمندہ ونادم ہو اور توبہ کر لے)۔

ابوالخطاب رضی اللہ عنہ:

مجھ سے ثوری نے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک شخص سے جس کو ابوالخطاب رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا' سنا کہ اس سے ایک شخص نے وتر کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں نصف رات میں وتر پڑھے جائیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نصف شب گزارنے کے بعد آسمان دنیا پر اپنی تجلی فرماتا ہے اور کہتا ہے ''ہے کوئی گنہگار' ہے کوئی اپنے گناہوں سے معافی مانگنے والا اور ہے کوئی دعا کرنے والا'' صبح صادق تک اس کی رحمت یہی پکارتی رہتی ہے (کہ ہے کوئی گنہگار کہ مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور میں اس کو معاف کر دوں۔ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں)۔

حریز رضی اللہ عنہ:

یا ابوحریز: یہ کہتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپؐ اس وقت مقام منیٰ میں کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے۔ میں نے آپ کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا تو اس سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔

رسیم رضی اللہ عنہ:

ابن الرسیم اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے کہا: ''ہم ایک وفد کی صورت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے برتنوں میں پینے کے متعلق سوال کیا۔ آپؐ نے ہمیں اس سے منع کر دیا' ہم دوبارہ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری زمین بڑی ناگوار ہے وہاں پانی کی قلت ہے فرمایا: جو جہاں پر چیز پاؤ پیو۔

ابن سیلان رضی اللہ عنہ:

ابن سیلان کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپؐ نے آسمان کی طرف سر مبارک اٹھایا اور فرمایا ''بابرکت ہے تیری ذات۔ تو نے ان پر فتنے نازل کیے ہیں''۔

ابوطیبہ اور ابوسلمیٰ رضی اللہ عنہما:

ابوطیبہ رضی اللہ عنہ ان میں سے ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطیہ عطا فرمایا تھا۔

ابوسلمیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے تھے۔ ابن جابر اپنی حدیث میں کہتے ہیں کہ میں ابوسلمیٰ رضی اللہ عنہ سے کوفے کی مسجد میں ملا تھا۔ انہوں نے روایت کی کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ''سبحان اللہ آفریں ہے۔ میزان میں کتنے بھاری ہیں یہ کلمات طیبات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ اور کیسی اچھی ہے وہ مسلمان عورت کو وہ اپنے نیک بچے کی موت پر صبر کرے''۔

بنی تغلب کا ایک شخص:

وہ حرب بن ہلال ثقفی کا ماں کی طرف سے دادا ہے۔ حرب بن ہلال ثقفی کہتے ہیں کہ بنی تغلب کا ایک شخص کہتا ہے میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے مجھے احکام شریعت کی تعلیم دی۔ میں نے اس کو اچھی طرح یاد کر لیا۔ سوائے

عشور کے مسئلے کے۔ میں نے پوچھا کہ کیا وہ عشر (دسواں حصہ) نکالیں' آپؐ نے فرمایا مسلمانوں پر عشر نہیں ہے یہ تو یہود ونصاریٰ پر ہے۔ کہتے ہیں عشور سے مراد جزیہ ہے (یعنی مسلمانوں پر جزیہ نہیں یہ تو یہود ونصاریٰ پر ہے)۔

طلحہ بن مطرف کے دادا رضی اللہ عنہ:

الایامی: یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے اس طرح مسح کیا' دونوں ہاتھوں کی تین انگلیوں کو ملا کر پیشانی کے بالوں کے اُگنے کی جگہ سے مسح شروع کیا اور اپنے ہاتھوں کو گدی تک کھینچا اور پھر واپس ہاتھوں کو وہیں لے آئے اور اپنی داڑھی تک۔ یزید کہتے ہیں ہم اسی پر عمل کرتے ہیں۔

ابومرحب رضی اللہ عنہ:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو قبر مبارک میں اتارا تھا ان میں سے چوتھے عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ ہیں۔ محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ ہم اس حدیث کو صحیح نہیں جانتے اور نہ ابومرحب کو جانتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس باب میں صحیح حدیث وہ ہے جو تمام بلاد اسلامیہ میں مشہور ہے اور جس کو معمر زہری سے وہ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ چار جلیل القدر صحابی جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے غسل اور کفن دفن پر مقرر فرمایا تھا وہ یہ ہیں۔ حضرت عباسؓ' حضرت علیؓ' حضرت فضل اور حضرت شعران رضی اللہ عنہم۔

قیس بن حارث رضی اللہ عنہ:

یہ اسدی ہیں اور قیس بن ربیع کے دادا ہیں۔ قیس ابن الحارث کہتے ہیں کہ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کے پاس آٹھ عورتیں تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ ان میں وہ صرف چار رکھیں اور باقی چھوڑ دیں۔

فلتان بن عاصم اور عمرو بن احوص رضی اللہ عنہما:

فلتان جرمی ہیں اور وہ خالو ہیں عاصم بن کلاب جرمی کے۔

عمرو بن الاحوص' وہ ابوسلیمان ہیں اور سلیمان کی والدہ ام جندب ازدیہ وہ عورت ہے جس نے رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت کی ہے ''جمرے کو کنکریاں مارنا پتھر مارنے کے مثل ہے''۔

نقادۃ الاسدی اور مستورد بن شداد رضی اللہ عنہما:

نقادۃ الاسدی ابن عبداللہ بن خلف بن عمیرہ بن مری بن سعد بن مالک ابن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کو آپؐ نے ایک شخص کے پاس بھیجا جس نے ایک اونٹنی دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن اس شخص نے اس سے انکار کر دیا۔

مستورد بن شداد۔ یہ ابن عمرو بنی محارب بن فہر میں سے ہیں۔ قیس ابن حازم کہتے ہیں کہ مجھے مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے ''یہ دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی دریا میں ڈالے پس چاہیے کہ اس کو دیکھے کہ وہ کیا لے کر لوٹتی ہے'' (مطلب یہ کہ دنیا آخرت کے مقابلے میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ بالکل

حقیر اور ناچیز ہے)۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ مستورد بن شداد رسول اللہ ﷺ سے چند اور احادیث بھی روایت کرتے ہیں۔ محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس روز آنحضرت ﷺ نے رحلت فرمائی یہ مستورد رضی اللہ عنہ بچے تھے اور کوفے میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ ان سے کوفی روایت کرتے ہیں۔

محمد بن صفوان' محمد بن صیفی اور وہب بن خنبش رضی اللہ عنہم:

محمد بن صفوان رضی اللہ عنہ' نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ایک حدیث خرگوش کے بارے میں روایت کی ہے۔ محمد بن صیفی آنحضرت ﷺ سے ایک حدیث عاشورا کے بارے میں روایت کرتے ہیں وہب بن خنبش۔ یہ قبیلہ طے کے ہیں۔

مالک بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

یہ خزاعی ہیں۔ ان کی حدیث ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی' اتنی ہلکی اور مختصر نماز میں نے کبھی کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی (یعنی آپ کی نماز بہت ہی مختصر تھی۔ قرأت لمبی نہیں کی) بشر خزاعی خالد سے اور وہ مالک بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے ہمراہ ایک غزوے میں شریک ہوا۔ میں نے ایسی ہلکی اور مختصر نماز کسی اور امام کے پیچھے نہیں پڑھی۔

ابو کاہل الاحمسی' عمرو بن خارجہ اور ضابح بن الاعسر رضی اللہ عنہم:

ابو کاہل بجیلہ میں سے ہیں اور ان کا نام قیس بن عائذ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ ایک اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور ایک حبشی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے ہے۔

عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ' یہ ابن المنتفق اسدی ہیں۔ ضابح بن الاعسر رضی اللہ عنہ احمسی بجیلہ میں سے ہیں۔

مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ:

ان کی کنیت ابوصفوان ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں ہجرت سے پہلے مکہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے مجھ سے ایک پاجامہ خریدا۔

عمیر ذی مران اور ابوجحیفۃ السوائی رضی اللہ عنہما:

عمیر ذی مران رضی اللہ عنہ وہ مجالد بن سعید ہمدانی کے دادا ہیں۔ ان کی طرف رسول اللہ ﷺ نے ایک خط لکھا تھا اور یہ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ ابوجحیفۃ السوائی' ان کا نام وہب بن عبداللہ' یہ بنی سواءۃ بن عامر بن صعصعہ میں سے ہیں۔ یہ آنحضرت ﷺ سے چند احادیث روایت کرتے ہیں۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے یہ سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت ابوجحیفہ جوان نہیں ہوئے تھے (ابھی بچہ ہی تھے) البتہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا بھی ہے اور ان سے سنا بھی ہے۔ یہ بشر بن مروان کی حکومت میں کوفے میں فوت ہوئے۔

طارق بن زیاد رضی اللہ عنہ:

یہ جعفی ہیں۔ علقمہ بن وائل طارق بن زیاد جعفی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ!

ہمارے درخت خرما ہیں کیا ہم ان کا مقطر بنا سکتے ہیں؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا دوا کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں؟ فرمایا: وہ دوا ہے۔

ابوالطفیل رضی اللہ عنہ

عامر بن واثلہ کنانی۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کے آٹھ سال پائے ہیں اور میں جنگ اُحد کے سال پیدا ہوا تھا۔ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا۔

حجد تہ' یزید بن لغامہ اور ابوخلاد رضی اللہ عنہم:

زیاد حجد تہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے مجھ سے بیان کیا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا آپ نماز کے لیے نکلے آپ کے سر مبارک پر مہندی اور خوشبو کا اثر تھا۔

یزید بن لغامہ ضبی ہیں۔ یزید لغامہ ضبی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو پایا ہے اور آپ نے فرمایا ہے: ''جب میں کسی شخص کا دوسرے شخص سے بھائی چارہ کرا دوں (یعنی دو مسلمانوں کو آپس میں دینی بھائی بنا دوں) تو اس شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے ہونے والے بھائی سے اس کا اور اس کے باپ کا نام پوچھ لے اور یہ کہ وہ کس قبیلے سے ہے اس سے محبت اور اخوت کا حق ادا ہوتا ہے۔

ابوخلاد رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔ یہ ابوخلاد کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی ایسے مرد مومن کو پاؤ کہ وہ دنیا سے علیحدگی اختیار کیے ہوئے ہو (یعنی دنیا پر فریفتہ نہ ہو بقدر ضرورت دنیا سے تعلق رکھتا ہو اور آخرت کی فکر سے غافل نہ ہو) اور کم گو ہو تو اس کی صحبت و معیت اختیار کرو وہ تم کو حکمت دین سکھا دے گا۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا پہلا طبقہ

کوفے کے وہ تابعینؒ جو حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان بن عفان' حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن عبد شمس بن سلمۃ بن ہلال بن عوف بن جشم بن نقر بن عمرو بن لوئی بن رہم بن معاویہ' بن اسلم' بن احمس بن الغوث بن انمار بن بجیلہ۔ وہ والدہ ہیں اس کی اور وہ بیٹی ہے صعب بن سعد عشیرہ کی۔ شعبہ قیس بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں غزوہ کیا ہے۔

طارق رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت خالد بن الولید' حضرت حذیفہ بن الیمان' حضرت سلمان فارسی' حضرت ابوموسیٰ اشعری' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم' اور اپنے بھائی ابوعزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' جوان سے بڑے تھے۔ سلمان اس کا زیادہ ذکر کیا کرتے تھے۔

قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ:

نام عوف بن عبد الحارثؒ نسب نامہ یہ ہے۔ عوف بن حشیش بن ہلال بن الحارث بن رزاح بن کلب بن عمرو بن لوئی بن احمس۔

قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت خباب' حضرت خالد بن ولید' حضرت حذیفہؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت عقبہ بن عامرؓ حضرت جریر بن عبداللہؓ حضرت عدی بن عمیرہ اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ قادسیہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔

اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ میں نے قیس رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ وہ قادسیہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ میں اس خطبہ میں شریک تھا۔ جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مقام حیرہ پر دیا تھا۔

محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس سے قیس رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عراق کی حکومت کے دوران حیرہ والوں سے صلح کی تھی تو وہ اس وقت موجود تھے' اور یہ تمام واقعات جنگ قادسیہ سے ہی منسوب کیے جاتے ہیں۔

عمرو بن عاصم الکلابی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم سے عمرو بن ابی زائدہ نے کہا کہ میں نے دیکھا قیس بن ابی حازم اپنی داڑھی رنگا کرتے تھے۔

محمد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بن عبدالملک کی خلافت کے آخری دنوں میں وفات پائی۔

رافع بن ابی رافع رحمۃ اللہ علیہ:

یہ قبیلہ طے میں سے ہیں۔ وہ رافع بن عمرو ہیں۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے ابن عمیرہ بن جابر بن حارثہ بن عمرو بن محضب بن حزمر بن لبید بن سنبس بن معاویہ بن جزول بن ثعل۔ ان کو رافع الخیر بھی کہا جاتا تھا۔

انہوں نے ذات السلاسل میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جہاد کیا جب کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف بھیجا گیا تھا ان کے ساتھ رافع نے بھی جہاد کیا اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت میں بھی رہے اور ان سے روایت بھی کرتے ہیں۔ یہ اس جہاد کے بعد اپنی قوم اور اپنے شہر میں واپس آ گئے اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عراق سے شام کی طرف روانہ ہوئے تو یہ رافع بن ابی رافع رحمۃ اللہ علیہ ان کو راستہ بتلا رہے تھے۔ یہ ان کو ایک جنگل میں لے پہنچے۔ اس واقعہ پر کہا۔

لِلّٰہِ دَرُّ رَافِعٍ اَنّٰی اھْتَدٰی　　فَوَّزَ مِنْ قُرَاقِرٍ اِلٰی سُوٰی

خِمْسًا اِذَا مَا سَادَھَا الْجَیْسُ بَکٰی　　مَاسَادَھَا قَبْلَکَ مِنْ اِنْسٍ اُرٰی

''کیسا عجیب آدمی ہے رافع جو میرا رہنما بنا۔ قراقر کے جنگل بیابان میں لے آیا' جب جیس تک پہنچے تو وہ رو پڑا (کہ میں یہ کہاں آ گیا اور ان کو کہاں لے آیا؟) میں سمجھتا ہوں تجھ سے پہلے یہاں کسی انسان کا گزر نہیں ہوا''۔

پھر اپنی آخری عمر میں یہ اپنی قوم کے عریف ہو گئے تھے' اس سے طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

سوید بن غفلۃ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عوسجہ بن عامر بن وداع بن معاویہ بن الحارث بن مالک بن عوف بن سعد بن حریم بن جعفی بن سعد العشیرہ۔ قبیلہ مذحج سے۔

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا۔ یہ ایک وفد میں حضورؐ کے پاس آئے تھے اس کے بعد آپ رحلت فرما گئے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی صحبت و معیت حاصل کی۔ صفین کی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی' لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔ ان کی کنیت ابوامیہ تھی۔ ابوالولید الطیالسی اور ہشام دونوں کہتے ہیں کہ سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عامل زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے آیا' میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے پاس جو حکم نامہ تھا اس کو پڑھا اس میں لکھا تھا جانوروں کے بچوں اور ماؤں میں تفریق نہ کی جائے' نہ بچھڑے ہوؤں کو ملایا جائے (جانوروں کی زکوٰۃ لیتے وقت اس کو مدنظر رکھا جائے) سو اس کے پاس ایک شخص اپنی موٹی تازی' گول مٹول اور بھرپور اونٹنی دینے کے لیے لے آیا' اس کو عامل نے لینے سے انکار کر دیا۔ دوسری لایا اس سے بھی انکار کر دیا۔ اور کہا اگر میں تجھ سے تیرا بہترین جانور لے لوں گا تو مجھ پر کون سا آسمان سایہ کرے گا اور کون سی زمین اٹھائے گی۔ جب میں حضورؐ کے پاس جاؤں گا۔

ابراہیم بن عبدالاعلیٰ سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے ابوامیہ۔

نفاعہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے سوید بن غفلۃ رحمۃ اللہ علیہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ سیاہ بالوں کا بنا ہوا کپڑا پہنے ہوئے تھے۔

علی بن مدرک سے روایت ہے کہ سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ دوپہر کے وقت جب کہ گرمی وحرارت شدید ہوتی تھی اذان دے دیا کرتے تھے۔ حجاج مقام دیر میں تھا اس نے اذان سنی تو کہا اس مؤذن کو میرے پاس لاؤ سوید رحمۃ اللہ علیہ کو اس کے سامنے لایا گیا۔ حجاج نے کہا کہ یہ تمہیں کیا ہوا کہ تم دوپہر کے وقت اذان دے دیتے ہو؟ اور نماز پڑھ لیتے ہو؟ اس نے کہا: کہ میں نے اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ حجاج نے کہا: کہ نہ تم اذان دیا کرو اور نہ امامت کرایا کرو۔

ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو یوں روایت کرتے ہیں کہ اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام بھی ہے۔ اس روایت میں ہے حجاج نے کہا اس کو اذان وامامت سے روک دو۔

ابوعوانہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ حجاج کی گورنری کے زمانے میں سوید رحمۃ اللہ علیہ روپوش رہے لوگ ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے۔

حنش بن الحارث بن لقیط رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سوید بن غفلۃ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں ہمارے سامنے گزرتے تھے۔ وہاں ان کی ایک عورت بنی اسد میں سے رہتی تھی' ان وقت اس کی عمر ۱۲۷ سال کی تھی۔ وہ کبھی رکوع کرتے اور کبھی نہ کرتے۔ عبداللہ بن قشیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سوید بن غفلۃ رحمۃ اللہ علیہ کو ابرق بن مالک رحمۃ اللہ علیہ نے دو کپڑوں میں دفن کیا۔

خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سوید بن غفلۃ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے نصیحت ووصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو کسی کو خبر نہ دینا' نہ میری قبر پختہ بنوانا' نہ اس پر کوئی خوشبو سلگانا۔ نہ کسی عورت کو آنے دینا اور میرے کپڑوں میں ہی مجھے کفن دینا۔

محمد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سوید بن غفلۃ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفے میں عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں ۸۱۔۸۲ھ میں وفات پائی۔

دکین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سوید بن غفلۃ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۱۲۸ سال تھی۔

اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

یہ قبیلہ نخع میں سے ہیں۔ نسب نامہ یہ ہے۔ ابن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان بن کہل بن بکر بن عوف بن نخع۔ کنیت ابوعمرو ہے۔ یہ علقمہ بن قیس کے بھتیجے ہیں۔ یہ اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ علقمہ سے بڑے تھے۔ کہا گیا ہے کہ یہ ام علقمہ کے مہر میں اس کے پاس چلے گئے تھے اس کے ہمراہ اس کی دادی کو بھی بھیج دیا تھا۔

یہ حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اس وقت حدیث سنی جب کہ ہجرت سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تھا۔ نیز یہ حضرت سلمانؓ حضرت ابوموسیٰؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کرتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہیں کی۔

شعبہ حکم سے روایت کرتے ہیں کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ منصور اپنے بعض اصحاب سے بھی روایت کرتے ہیں کہ یہ سخت گرمی کے موسم میں بھی روزہ رکھا کرتے تھے' جب کہ سرخ اونٹ بھی گرمی کی شدت سے بلبلا اٹھتے ہیں۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ بھی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں' کہ سخت گرمی کی وجہ سے ان کی زبان خشک ہو جاتی تھی۔ حتیٰ کہ سفر میں بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔ سخت گرمی اور پیاس سے ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب اسود رحمۃ اللہ علیہ سے کہا جاتا کہ آپ اپنے جسم کو کیوں اتنی تکلیف و اذیت دیتے ہیں؟ وہ کہتے مجھے اس سے راحت ملتی ہے۔ حنش بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ حد سے زیادہ روزے رکھنے کی وجہ سے جاتی رہی تھی۔

حارث النخعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اسود رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مکہ سے ایک سفر کیا۔ جب نماز کا وقت آتا تو وہ جس حال میں بھی ہوتے سواری سے اتر پڑتے اور نماز پڑھتے ان کی اونٹنی کی نکیل خواہ نشیب و فراز میں ہوتی یا وہاں کنکر پتھر ہوتے۔ بہر حال اور بہر صورت وقت پر نماز پڑھتے۔

ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ نے حج و عمرے کے درمیان ۸۰ مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھ لیتے۔ اور علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کپڑوں میں ہی تمتع کرتے۔ اشعث بن ابوالشعثاء کہتے ہیں میں نے اسود رحمۃ اللہ علیہ اور عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا' وہ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ ان کے والد کوفے سے ہی تکبیر کہتے ہوئے نکلتے۔ اسود رحمۃ اللہ علیہ کبھی جمیرا سے ہی احرام باندھ لیتے۔ ابن السائب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اسود رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ اپنے گھر میں ہی چادر میں لپٹے ہوئے اور احرام کی حالت میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میری اس حالت پر گرفت نہ کرو' میں بوڑھا آدمی ہوں۔ (اور مجھے یہی ادا پسند ہے)۔

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ کبھی کبھی جبانہ عرزم سے ہی احرام باندھ لیتے اور کبھی کبھی رات کو ہی مکہ میں داخل ہو جاتے۔

عبدالرحمٰن بن اسود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے نہیں سنا کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ حلال ہونے کے بعد ہی اس کو حج یا عمرے کا نام دیتے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ میری نیت کو خوب جانتا ہے' جب یہ تلبیہ کرتے تو کہتے لَبَّیْکَ غَفَّارِ الذُّنُوْب۔ اے گناہوں کے بخشنے والے میں حاضر ہوں۔ کبھی کہتے: لَبَّیْکَ حنانك۔ حاضر ہوں میں رحمت کرنے والے۔

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کے جنازے کی نماز نہ پڑھتے تھے جس نے حج کرنے کی استطاعت رکھتے ہوئے بھی حج نہ کیا ہو اور مر گیا ہو۔

عمارہ کہتی ہیں کہ ایک شخص تھا مقلاص' وہ حج کرنے کی توفیق رکھتا تھا لیکن اس نے حج نہیں کیا اسود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر یہ مر گیا تو میں اس کے جنازے کی نماز نہیں پڑھوں گا۔

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے کہ ایک مرتبہ اسود رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور ان سے کہا کہ اے عبداللہ! اگر آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملیں تو

میرا اسلام کہہ دیں۔

ابو معشر کہتے ہیں کہ اسود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تفقہ فی الدین کو لازم سمجھتے تھے' اور علقمہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقہ کو لازم سمجھتے تھے۔ باوجود اس کے جب وہ آپس میں ملتے تو کسی قسم کا اختلاف نہ کرتے۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ رمضان کی ہر دو راتوں میں قرآن ختم کیا کرتے۔ مغرب اور عشاء کے درمیان سو لیتے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ سات دنوں میں قرآن پڑھتے۔

عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "میرے نزدیک عراق میں اسود سے زیادہ کوئی شخص معزز و محترم نہیں"۔

ابن السائب کہتے ہیں کہ میں ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا کہ اتنے میں اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ آئے اور انہوں نے ان سے کچھ پوچھا۔ جب معلوم ہوا کہ یہ اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ ہیں تو ان سے معانقہ کیا۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ کی ماں مقعدہ تھی۔

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسود رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے ابو عمرو! اسود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا لبیک۔ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اپنا ہاتھ بڑھایئے۔ حسن بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اسود رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے سیاہ بالوں کا بنا ہوا کپڑا پہن رکھا تھا اور سیاہ عمامہ تھا۔ آپ زیادہ تر عمامہ باندھا کرتے تھے اور پیچھے شملہ چھوڑ دیتے۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ جوتوں سمیت نماز پڑھ لیتے۔ آپ کا سر اور داڑھی زرد ہوتی۔ داڑھی کو رنگ دیتے تھے۔ آپ نماز کے لیے بھاگتے ہوئے آتے۔

اسود رحمۃ اللہ علیہ کا ایک صاف ستھرا تولیہ ہوتا آپ وضو کے بعد اس سے اپنا ہاتھ منہ پونچھ لیتے۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ کو اس مرض کی حالت میں پکڑے ہوئے تھے جس میں آپ نے وفات پائی۔ آپ قرأت سے فارغ ہوئے تو دعا کی۔ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ اہل کوفہ کے مال کا سر ہیں۔

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے جان کنی کی حالت میں کہا اگر تیری استطاعت ہے تو میں جو آخری کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ رہا ہوں تو بھی پڑھ تا کہ تیرا خاتمہ ایمان پر ہو۔ اس نے ایسا ہی کیا اور کہا میری قبر پختہ نہ بنانا۔ نہ بلند آواز سے نوحہ و ماتم کرنا۔

۷۵ھ میں کوفے میں اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی۔ وہ ثقہ راوی تھے اور ان سے بہت سی صحیح احادیث مروی ہے۔

مسروق بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

مسروق نام' ابو عائشہ کنیت' ان کے والد کا خاندانی نام اجدع اور اسلامی نام عبدالرحمٰن تھا وہ یمن کے مشہور خاندان ہمدان کے سردار اور عرب کے نامور شہسوار معدی کرب کے عزیز تھے۔ نسب نامہ یہ ہے۔ مسروق بن اجدع (عبدالرحمٰن) بن مالک بن امیہ بن عبداللہ بن سلیمان بن معمر بن حارث بن سعد بن عبداللہ بن ودائعہ بن عمرو بن عامر بن ناشح اسدی۔

ہشام بن کلبی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عہد فاروقی میں ایک مرتبہ یمن کے وفد میں مسروق رحمۃ اللہ علیہ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ کون ہیں؟ عرض کیا: مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اجدع تو شیطان کا نام ہے تم مسروق بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ہو اس وقت سے ان کے والد کا نام بدل گیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ خود اجدع ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے اور آپ نے ان کا یہ نام سن کر عبدالرحمٰن سے بدل دیا تھا (بہرحال اجدع کا نام عبدالرحمٰن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رکھا ہوا ہے)۔ اس کے بعد مسروق رحمۃ اللہ علیہ لکھا کرتے تھے۔ مسروق بن عبدالرحمٰن کی طرف سے۔

ابوالضحیٰ کی روایت ہے کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے داہنے بائیں سلام پھیرا۔ اور فوراً کھڑے ہو گئے گویا وہ کسی گرم پتھر پر تھے۔

یہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت خباب بن الارتؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہ اور حضرت عبید بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرتے ہیں۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کچھ روایت نہیں کرتے۔

مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی انگوٹھی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نقش تھا۔ یہ چادر اوڑھے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے اور اپنے ہاتھ باہر نہ نکالتے تھے۔

یہ یمن کے مشہور شہسواروں میں سے تھے۔ قادسیہ کے مشہور معرکے میں شریک ہوئے۔ تینوں بھائی شہید ہوئے۔ لڑتے لڑتے ان کا ہاتھ شل ہو گیا۔ اور سر میں گہرا زخم آیا۔ اس کا نشان باقی رہا۔ اس نشان کو وہ بہت محبوب رکھتے تھے۔ اس کے مٹ جانے کو ناپسند کرتے تھے۔ ان کے تین بھائی تھے۔ عبداللہؓ ابوبکر اور منتشر۔ یہ تینوں معرکہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔

باہمی جنگوں سے کنارہ کشی:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ کسی جنگ میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ تھے۔ جب ان سے پوچھا جاتا کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ کیوں نہیں دیا۔ تو کہتے تم لوگوں کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ فرض کرو کہ جب ہم لوگ ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آراء ہوں اور فریقین اسلحہ نکال کر ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہوں، اس وقت تمہاری آنکھوں کے سامنے آسمان میں کوئی دروازہ کھل جائے اور اس سے فرشتے اتر کر دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر کہیں:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴾

''اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ تم ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ۔ مگر یہ کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت کے طریقے سے حاصل ہو اور اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ حال پر رحیم ہے''۔

تو اب تم یہ بتاؤ کہ ان فرشتوں کا یہ کہنا فریقین کے لیے مانع جنگ ہوگا یا نہیں (تم یہ آیت سن کر جنگ سے رک جاؤ گے یا نہیں؟) وہ کہتے کہ ہاں ضرور رک جائیں گے۔ اس پر وہ کہتے خدا کی قسم تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آسمان کا دروازہ کھول چکا ہے اور اس کے راستے سے ایک فرشتہ اتر کر تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے تمہیں یہ حکم سنا چکا ہے، جو صحائف میں موجود ہے، اور اس کو کسی چیز نے منسوخ تو نہیں کر دیا ہے۔

اس سے اگلی روایت عامر سے ہے مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا کہ جب مومنین کی دو صفیں آپس میں لڑنے کے لیے صف بستہ ہوں اور اس وقت کوئی فرشتہ آسمان سے نمودار ہو کر ندا دے:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ ...... الخ ﴾

تو تمہارا کیا خیال ہے۔ لوگ جنگ سے رُک جائیں گے یا جنگ بدستور کرتے رہیں گے؟ میں نے کہا ہاں وہ ضرور رُک جائیں گے۔ وہ بے حس اور جامد پتھر تو نہیں ہیں (کہ خدا کی آواز اور اسلام کی پکار ہی نہ سنیں) یہ جواب سن کر انہوں نے کہا کہ خدا کا ایک سماوی صفی اس حکم کے ساتھ ایک ارضی صفی (برگزیدہ نبیؐ) پر نازل ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے باوجود لوگ نہ رُکے۔ حالانکہ ایمان بالغیب عینی مشاہدے کے ایمان سے بہت بہتر ہے۔

صفین میں جنگ سے روکنے کی کوشش:

عاصم سے روایت ہے کہ مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ عام مسلمانوں کو روکنے کے لیے صفین کے میدان میں گئے اور دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر وعظ کیا:

لوگو! میری بات غور و توجہ سے سنو! ذرا غور کرو کہ اگر ایک منادی آسمان سے تمہیں یہ ندا دے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس باہمی جنگ و قتال سے روکتا ہے۔ کیا تم آسمان کی یہ آواز سن کر اس کی اطاعت کرو گے؟۔

لوگوں نے کہا: ہاں ضرور اطاعت کریں گے۔ فرمایا: تو لو سنو خدا کی قسم کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ حکم لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو چکے۔ اور یہ حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے باقی رہے گا۔ اس کے بعد آپ نے وہی آیت تلاوت فرمائی جو اوپر گزر چکی۔

فضل و کمال:

مرہ کہتے ہیں کہ ہمدانیوں میں مسروق رحمۃ اللہ علیہ جیسا صاحب فضل و کمال شخص کوئی پیدا نہیں ہوا۔ ابو اسحاق کہتے ہیں کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے حج کیا۔ جب تک مکہ میں رہتے سجدے ہی میں سوتے تھے۔ ایک مرتبہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ چند آدمیوں کے ہمراہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے حکم دیا کہ میرے لڑکے کے لیے شہد گھولو۔ جب وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ شہد سے ان کی تواضع کیا کرتی تھیں پھر آپ نے فرمایا کہ اس شہد کو چکھ لو اگر میں روزہ دار نہ ہوتی تو خود چکھ لیتی۔ ہم نے کہا: اے ام المومنین! ہم بھی روزہ دار ہیں' آپ نے پوچھا یہ تم نے کیسا روزہ رکھا ہے؟ کہا ہم نے اس خیال سے احتیاطاً روزہ رکھا ہے کہ اگر آج رمضان کا چاند ہو گیا ہو گا تو یہ رمضان کا روزہ ہو جائے گا اور اگر رمضان نہ ہوا تو نفلی روزہ ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا (یہ تم نے تہا روزہ کیوں رکھ لیا) اگر تمام لوگ روزہ رکھیں' تو تم بھی روزہ رکھو اور تمام لوگ نہ رکھیں تو تم بھی نہ رکھو لیکن میں نے تو یہ رمضان کا روزہ رکھا ہے (مطلب یہ کہ شک کے دن احتیاط کے طور پر روزہ نہیں رکھنا چاہیے)۔

آپ کی بے نیازی اور توکل و قناعت کا یہ عالم تھا کہ ایک دن مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے اس حالت میں صبح کی گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہ تھا۔ بیوی نے کہا: کہ عائشہ کے باپ آج آپ کے بچوں کے لیے کھانے کو کچھ نہیں۔ یہ سن کر مسروق رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور کہا خدا کی قسم وہ ضرور ان کے لیے رزق کا سامان کر دے گا۔ ایک مرتبہ خالد بن اسید نے ان کو تیس ہزار کی گراں قدر رقم بھیجی انہوں نے اس رقم کو

قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کے اعزہ نے بہت سمجھایا کہ لے لیجئے۔ اس رقم سے صدقہ کیجئے۔ عزیزوں کے ساتھ سلوک کیجئے اور اس قسم کے دوسرے نیک کاموں پر خرچ کیجئے گا۔ مگر انہوں نے پھر بھی قبول نہ کیا۔

بے نیازی اور فیاضی:

وہ دولت دنیا سے ہمیشہ بے نیاز رہے جس کا ثبوت مذکورہ بالا واقعہ ہے۔ جب آپ کشتی پر سوار ہوتے تو طہارت کے خیال سے ایک اینٹ لے لیتے جس پر سجدہ کرتے۔ جب انہیں کوئی رقم ہاتھ آتی تو اس کو خدا کی راہ میں صرف کر دیتے دس ہزار کی ایک رقم فی سبیل اللہ خرچ کر دی۔

علی بن الاقمر کہتے ہیں کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ رمضان میں ہماری امامت کرایا کرتے تھے۔ ایک رکعت میں سورہ عنکبوت پڑھتے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے کسی شعر کے بیت کے بارے میں کچھ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا میں شعر کو ناپسند کرتا ہوں۔ مسروق رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی بیوی دونوں اس بات کو پسند کرتے تھے کہ ان میں سے ایک فرات پر جائے پانی کی ایک پکھال اونٹ پر بھر کر لائے اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت صدقہ کر دے۔

دنیا کی کسی شئے میں ان کے لیے کوئی کشش نہ تھی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ان کے ہم مشرب و ہم مذاق تھے ان میں اور مسروق رحمۃ اللہ علیہ میں راز و نیاز کی باتیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا سعید رحمۃ اللہ علیہ! اب کوئی شئے ایسی نہیں جس کی جانب میلان خاطر باقی رہا ہو بجز اس کے کہ اپنے چہروں کو اس مٹی میں آلودہ کریں۔

عبادت اور اطاعت گزاری:

مسروق رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل کا پیکر تھے اخلاق کا سرچشمہ خشیت الٰہی ہے۔ یہ خوف خدا سے ہر وقت لرزتے رہتے تھے۔ آپ علم کی اصل ہی خوف خدا سمجھتے تھے اور اس کے مقابلے میں غرور عمل کو جہل تصور کرتے تھے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے انسان کے لیے یہ علم کافی ہے کہ وہ خدا سے ڈرتا رہے اور جہل یہ ہے کہ اپنے علم و عمل پر غرور کرے آپ اپنے نفس کا محاسبہ اور گناہوں کو یاد کر کے ان کے لیے استغفار کرنے کو ضروری سمجھتے تھے چنانچہ فرماتے تھے کہ انسان کے لیے ایسی مجالس ہونی چاہئیں جن میں بیٹھ کر وہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے خدا سے استغفار کرے۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ طاعون سے بھاگتے تھے مگر محمد کو اس بات کا یقین نہ آیا۔ انہوں نے کہا کہ ان کی بیوی سے چل کر پوچھنا چاہیے۔ ہم ان کے پاس گئے اور ان سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم ایسا نہیں ہے۔ وہ کبھی بھی طاعون سے نہیں بھاگتے تھے البتہ جس زمانے میں طاعون کی وبا پھیلتی تو وہ کہتے کہ یہ ذکر و شغل کے ایام ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تنہائی میں عبادت کروں۔ چنانچہ وہ عبادت کرنے کے لیے گوشہ خلوت اختیار کر لیتے تھے اور اپنے نفس پر ایسی سختیاں کرتے تھے کہ بسا اوقات میں ان کی حالت دیکھ کر ان کے پیچھے بیٹھ کر رویا کرتی تھی۔ اس لیے کہ ان کے قدموں پر ورم آ جایا کرتا تھا۔ میں نے سنا ہے وہ کہا کرتے تھے کہ جو طاعون سے یا پیٹ کے درد میں یا دم گھٹ کر یا غرق ہونے سے مرے وہ شہید ہے۔

شعبیؒ کہتے ہیں کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سائل کو سوال کرتے ہوئے سنا کہ وہ دنیا سے بے رغبتی دلا رہا ہے اور آخرت کی طرف راغب کر رہا ہے' مسروق رضی اللہ عنہ نے اس بات کو ناگوار سمجھا کہ اس کو کچھ دیا جائے اور اس بات سے ڈرے کہ کہیں میں ان میں سے نہ ہوں۔ اس سے کہا کہ نیکی کی توفیق مانگ۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شاگردی کا اعتراف:

علمی اعتبار سے علمائے تابعین میں حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کا بہت اونچا مقام ہے انہیں آغاز عمر سے ہی طلب علم کا ذوق و شوق تھا۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ان سے زیادہ علم کا طلب کرنے والا کوئی نہ تھا۔ اس پر مزید خوش قسمتی اور فضل الٰہی یہ کہ ان کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جیسی عالمہ و فاضلہ کی شفقت و محبت میسر آ گئی تھی۔ نورٌ علی نور والا معاملہ ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک جوہر قابل کو اور بھی زیادہ چمکا دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان سے والہانہ اور مادرانہ محبت تھی' وہ انہیں اپنا بیٹا کہہ کر پکارتی تھیں۔ چنانچہ ابواسحاق کا کہنا ہے کہ خود مسروق کہتے ہیں کہ جب کبھی مجھے کوئی مشکل مرحلہ پیش آتا تو میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف رجوع کرتا۔

ابوالضحیٰ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ کسی معاملے میں مسروق نے ایک شخص کی سفارش کی' اس نے اس کے شکریے میں ایک لونڈی لا کر پیش کر دی۔ اس سے آپ بہت برہم ہوئے اور کہا کہ اگر مجھے پہلے سے تمہارے اس خیال کا علم ہوتا' تو میں کبھی تمہاری سفارش نہ کرتا۔ اب تو جتنی سفارش کر چکا وہ کر چکا۔ اب جتنی ضرورت اور باقی رہ گئی ہے' اس کے بارے میں کچھ نہ کہوں گا۔ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ جو شخص کسی کا حق دلانے یا ظلم کا انسداد کرنے کے لیے کسی کی سفارش کرے اور اس کے معاوضے میں اسے کوئی ہدیہ دیا جائے اور سفارش کرنے والا اسے قبول کرے تو وہ ہدیہ اس پر حرام ہے' (گویا حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ اور تفقہ فی الدین پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مہر تصدیق ثبت کر دی) اہل علم کہتے ہیں کہ ہم حکماً رشوت یا حرام چیز لینے کو کفر سمجھتے ہیں۔

دُنیا سے بے رغبتی:

ابواسحاق کا بیان ہے کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی لڑکی کی شادی سائب بن اقرع کے ساتھ کی' اور ان سے مہر کے علاوہ دس ہزار اپنے لیے وصول کیے اور یہ کل رقم مجاہدین فی سبیل اللہ مساکین اور مکاتب غلاموں کی آزادی پر خرچ کر دی۔

عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے بھتیجے کا ہاتھ پکڑ کر ایک مزبلہ (کوڑے کے ڈھیر) پر لے گئے اور فرمایا: میں تم کو دنیا دکھاتا ہوں' لو دیکھو یہ دنیا ہے کہ اس کو کھا کر دفنا دیا' پہن کر پرانا اور بوسیدہ کر دیا' سوار ہو کر لاغر کر دیا' اس کے لیے خون بہایا' محارم اللہ کو حلال اور رحم کو قطع کیا۔

منصب قضاء:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ منصب قضاء پر بھی فائز رہے۔ قاسم کہتے ہیں کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ اس کا کوئی معاوضہ یا ماہانہ نہ لیتے تھے۔ انہیں قضاءت کا اس قدر شوق و ذوق تھا کہ کہا کرتے تھے کہ مجھے کسی مقدمے میں صحیح اور حق کے موافق فیصلہ کرنا

ایک سال کے جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ پسند ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ان اصحاب میں سے تھے جن کا شغل ہی درس وافتاء تھا۔ شعبیؒ کہتے ہیں کہ یہ قاضی شریح سے زیادہ فتوے کا علم رکھتے تھے اور قاضی شریح قضاء کا زیادہ علم رکھتے تھے۔ قاضی شریح اپنے فیصلوں میں مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ لیا کرتے تھے اور مسروق رحمۃ اللہ علیہ افتاء میں شریح سے زیادہ فائق تھے۔ وہ تو ان سے مشورہ لیا کرتے تھے مگر مسروق رحمۃ اللہ علیہ ان کے مشورے سے بے نیاز تھے۔

یہ حدیث کے ساتھ ساتھ سنت کی بھی تعلیم دیتے اور خود بھی سنت کی پابندی کرتے۔ اتباع سنت کے خیال سے دو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ شقیق کہتے ہیں کہ میں نے مسروق رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے حتی الامکان جان بوجھ کر کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو مجھے دوزخ میں لے جانے والا ہو نہ میں نے دینار و درہم جمع کیے' نہ کسی مسلمان پر کوئی ظلم کیا اور نہ میں نے تاحدامکان سنت رسول اللہ' سنت صدیق اور سنت فاروق پر عمل کرنا چھوڑا۔

آخری کلمات اور وفات:

ابووائل کی روایت ہے کہ دم آخر بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا "خدایا! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی سنت کے خلاف طریقے پر نہیں مر رہا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے اپنی تلوار کے علاوہ کسی انسان کے پاس کوئی سونا چاندی نہیں چھوڑا ہے۔ اسی کے ذریعہ مجھے کفن دینا (یعنی یہی تلوار بیچ کر میرے کفن کا انتظام کرنا)۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے مرتے وقت کفن تک کی قیمت نہ چھوڑی اور اس کے لیے قرض کی وصیت کی۔ مگر یہ ہدایت کردی کہ زراعت پیشہ اور چرواہے سے نہ لیا جائے بلکہ مویشی رکھنے والے یا تجارت پیشہ سے لیا جائے۔

مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے بارش کی دُعا:

ان وصایا اور ہدایات کے بعد آپ نے سلسلہ وسط میں وفات پائی اور یہیں سپرد خاک کیے گئے زندگی میں تو ان کی ذات سے دینی فیوض وبرکات مل ہی رہے تھے' وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ خشک سالی اور قحط کے مواقع پر لوگ ان کے مزار پر انوار پر جمع ہو کر اللہ تعالیٰ سے بارش اور خوشحالی کی دعا کرتے اور اللہ ان پر پانی برسا دیتا' اور لوگ شاداں وفرحاں واپس آتے۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ہم علقمہ کے علاوہ کسی کو علمی فضیلت وبرتری میں مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی برابر نہیں سمجھتے۔ انہی کا بیان ہے کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۳ھ میں وفات پائی۔ حدیث وسنت میں مسروق رحمۃ اللہ علیہ کا علم بہت وسیع تھا۔ اس فن میں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ' حضرت معاذ بن جبل اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہ وغیرہ فقیہہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی فیض پایا۔ یہ بڑے ثقہ راوی تھے' اور ان کی روایات کردہ حدیثیں صحیح ہیں۔

سعید بن نمران رحمۃ اللہ علیہ:

ابن نمران الناعطی ہمدانیوں میں سے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا ......الخ ﴾

''بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے''۔

اس کی شرط یہ ہے: لَمْ یُشْرِکُوْا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو کسی حیثیت سے بھی شریک نہیں کیا۔ سعید بن نمران حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ بن عباس کو یمن کا حاکم بنایا تو ان کا شریک کار سعید بن نمران کو بھی بنا دیا تھا ان کا بیٹا مسافر بن سعید مختار کے اصحاب میں سے تھا۔

نزال بن سبرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ کہتے ہیں کہ ہم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم اور تم بنی عبد مناف میں سے ہیں' تم بھی عبداللہ کے بیٹوں میں سے ہو اور ہم بھی عبداللہ کے بیٹوں میں سے ہیں۔ اگلی روایت ہے: ہم بنی عبد مناف ابن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبد مناف بن قصی قریش میں سے ہیں۔

نزال بن سبرۃ حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت ابو مسعود انصاری اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ضحاک کا بیان ہے کہ مجھ سے نزال نے کہا جب تم مجھے قبر میں رکھو تو یوں دعا کرنا: ''اے اللہ! اس قبر میں اور قبر میں اتارنے والوں پر برکت نازل فرما''۔ یہ ثقہ راوی تھے۔ اور ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

زہرہ بن حمیضہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ زہرہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار ہوا۔ راستے میں جو بھی ملتا تھا آپ اس کو سلام کرتے تھے۔ یہ زہرہ بہت کم احادیث بیان کرتے تھے۔

معدی کرب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے شعر سنانے کی فرمائش کی اور فرمایا: تم اسلام میں شعر کہنے والے پہلے شخص ہو۔

وہ تابعین رحمۃ اللہ علیہم جو حضرت عمر بن الخطاب' حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب اور پیدائش:

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نام' ابو شبل کنیت' مشہور محدث ابراہیم نخعیؒ کے ماموں ہیں اور اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کے چچا۔ نسب نامہ یہ ہے: علقمہ بن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان بن کہل بن بکر بن عوف بن نخع نخعی۔ یہ حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ' حضرت علیؓ' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ' حضرت حذیفہؓ' حضرت سلمان اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے۔ عادات وخصائل اور اخلاق میں آپ ذاتِ نبوی کا نمونہ تھے۔ ابراہیم کا بیان

ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ طور وطریق اور عادات وخصائل میں نبی ﷺ سے مشابہ تھے۔ اور علقمہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے۔

ابو معمر کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن شرحبیل کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا آؤ ایک ایسے شخص کے پاس چلیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہو بہو نمونہ ہے۔ وہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ان کی تصویر علم وعمل نظر آتی ہے یہ کہہ کر وہ ہمیں علقمہ کے پاس لے آئے۔

شغف بالقرآن:

قرآن کے ساتھ ان کو غیر معمولی شغف وانہماک تھا۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ علقمہؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن پڑھا۔ انہوں نے کہا تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں تو نے قرآن کو صحیح طور پر اور بنا سنوار کر پڑھا۔

انہی کا بیان ہے کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اے ابوشبلی! کیا آپ مومن ہیں؟ فرمایا ہاں امید تو یہی رکھتا ہوں، یہی ابراہیم کہتے ہیں کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ پانچ دن میں قرآن ختم کر لیتے تھے۔ کبھی کبھی ایک رات میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔ ابراہیم کہتے ہیں ایک مرتبہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ مکہ گئے شب کے وقت انہوں نے طواف شروع کیا، پہلے سات پھیروں میں طویل سورتیں ختم کیں، دوسرے سات پھیروں میں مئین سورتیں ختم کیں، تیسرے سات پھیروں میں مثانی اور چوتھے پھیروں میں بقیہ سورتیں ختم کر ڈالیں۔

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حجرے میں ان کے سامنے قرآن پڑھا کرتے تھے۔ آپ کی آواز بہت اچھی تھی اور خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے تھے۔

اسود رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کو تشہد اسی طرح سکھار ہے تھے جس طرح قرآن کی سورتیں ان کو سکھایا کرتے تھے، مطلب یہ کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی قرأت کی صحت کے لیے کبھی کبھی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو قرآن پڑھ کر سنایا کرتے تھے، یہ چونکہ نہایت خوش گلو اور شریں آواز تھے اس لیے ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہیں ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھنے کی ہدایت کرتے تھے یہ خود فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے خوش آوازی عطا فرمائی تھی اس لیے ابن مسعود رضی اللہ عنہ مجھ سے قرآن پڑھوا کر سنتے اور فرماتے: میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں، خوش آوازی کے ساتھ پڑھا کرو، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ حسن صوت قرآن کی زینت ہے۔

جنگ صفین میں شرکت:

منصور کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے پوچھا کیا علقمہ رحمۃ اللہ علیہ جنگ صفین میں شریک ہوئے تھے؟ فرمایا ہاں، انہوں نے یہاں تک قتال کیا کہ ان کی تلوار خون سے رنگین ہو گئی اور ان کا بھائی ابی بن قیس بھی اسی لڑائی میں مارا گیا۔

شمائل وخصائل:

عبدالسلام بن حرب کا بیان ہے کہ میں نے ایک بوڑھے شخص سے سنا کہ ہم جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ آئے۔ امام جمعہ کا خطبہ دے رہا تھا۔ ان سے کہا گیا کہ اے ابوشبلی! داخل نہ ہو۔ کہا یہ مجلس ہے اس سے مجھے کون روک

سکتا ہے۔ یہ کہا اور مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کے دن سفر کی حالت میں نہ غسل کیا کرتے تھے اور نہ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

عموماً آپ ہر کام آیت قرآنی کے اشارے سے شروع کرتے۔ کھانے کے وقت قرآن کی اس آیت:

﴿ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ﴾

''ہاں اگر وہ بیبیاں خوشدلی سے تمہارے لیے چھوڑ دیں مہر میں سے کچھ حصہ تو اس کو کھاؤ مزہ دار اور خوش گوار سمجھ کر''۔

اس آیت کی طرف اشارہ کر کے بیوی سے کھانا مانگتے کہ مجھے ان لذیذ اور خوشگوار کھانوں میں سے کھلاؤ' ابراہیم کہتے ہیں کہ میں آپ کے ہمراہ ہوتا جب رکاب پر پاؤں رکھتے تو کہتے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. جب زین پر اچھی طرح بیٹھ جاتے تو کہتے:

سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

''پاک ذات ہے وہ جس نے ہمارے لیے اس کو مسخر کیا ہم اس کے نزدیک ہونے والے نہ تھے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں''۔

کہتے ہیں کہ میں علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ایک سفر کے لیے نکلا۔ جب آپ نے رکاب میں پاؤں رکھا تو کہا اے اللہ! میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اگر تو آسان کر دے تو حج ہوگا ورنہ عمرہ ہوگا۔ میں نے ان کو جمعہ کے دن غسل کرتے نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ مکہ میں داخل ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے ایک چادر لی اور اسی میں لپٹ کر بیٹھ گئے۔ حالانکہ وہ حالت احرام میں تھے۔ اپنے منہ اور ناک کو بھی چادر سے ڈھانپ لیا' ابراہیم ہی کا بیان ہے کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے نجف میں نماز قصر کی اور اسود رحمۃ اللہ علیہ نے قادسیہ میں۔ جب وہ دونوں مکہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

ریاءکاری سے اجتناب:

عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی آپ مسجد میں نماز پڑھ کر وہاں بیٹھ جایا کریں تا کہ ہم لوگ آپ سے مسائل پوچھ لیا کریں۔ آپ نے فرمایا: میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ لوگ اشارہ کریں کہ یہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

امراء کے تعلق سے پرہیز:

آپ امراء سے میل جول اور ان کے یہاں آمدورفت کو ناپسند کرتے تھے۔ اس میں اپنا اخلاقی نقصان تصور کرتے تھے' ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ آپ امراء کے یہاں جایا کریں تا کہ وہ آپ کا مرتبہ پہچانیں' آپ نے فرمایا: میں ان سے جتنی باتیں دور کروں گا اور جتنی چیزیں کم کروں گا اس سے زیادہ چیزیں وہ مجھ سے گھٹا دیں گے (یعنی میں ان سے جتنی برائیاں دور کروں گا' اتنی ہی وہ میری بھلائیاں دور کر دیں گے)۔

ابوعون کہتے ہیں کہ میں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا علقمہ رحمۃ اللہ علیہ افضل ہیں یا اسود رحمۃ اللہ علیہ؟ فرمایا علقمہ رحمۃ اللہ علیہ افضل ہیں۔

ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب کوفہ اور بصرہ دونوں کی ولایت ابن زیاد سے متعلق ہوئی تو اس نے مجھ سے کہا کہ تم بھی میرے ساتھ چلنا۔ میں نے جا کر علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا انہوں نے کہا کہ ان لوگوں (یعنی امراء) سے تم کو جو کچھ حاصل ہوگا' اس سے

زیادہ بہتر چیز وہ تم سے لے لیں گے (یعنی تم ان سے کوئی دنیوی نفع حاصل کرلو گے مگر وہ تمہارے اخلاق کونقصان پہنچائیں گے جو د
کی تمام چیزوں سے بہتر ہے)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد لوگوں نے ان سے درخواست کی کہ اب آپ ہمیں درس حدیث وسنت دیں۔ آپ نے جواب دیا کہ کیا آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ لوگ میرے پیچھے پیچھے چلیں۔

آپ سے کہا گیا کہ اگر آپ امیر کے پاس جاتے اسے نیکی اور انصاف کی نصیحت کرتے تو کتنا اچھا ہوتا' فرمایا: میں ان کی دنیا میں سے کچھ حاصل کرنا نہیں چاہتا مگر یہ کہ وہ میرے دین سے جو دنیا سے افضل ہے کچھ حاصل کریں۔

آپ کی علمی حیثیت:

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ سورۂ بقرہ میں میری کوئی گرفت کرو' یہ سورۃ سنا کہ پوچھ کہ اس میں میں نے کچھ چھوڑا تو نہیں؟ میں نے کہا ایک حرف چھوٹ گیا ہے انہوں نے خود ہی کہا کہ فلاں حرف۔ میں نے کہا ہاں۔

ایک مرتبہ ایک وفد میں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانے والا تھا ان کا نام لکھ دیا گیا' انہیں معلوم ہوا تو فو ابو بردہ کو لکھا کہ میرا نام کاٹ دو۔

یہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! آپس میں دینی علم کی باتوں کا ذکر اور چرچا کیا کرو کہ یہ ذکر ہی علم کی زندگی ہے' لوگوں ۔
علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں یعنی جو مسجد میں داخل ہو تو کیا کہے؟ فرمایا: وہ کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ. سلامتی ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں آپ پر' اللہ اور اس ک فرشتے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

نخعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کے ہاتھ اپنا اونٹ یا کوئی جانور بیچا' اسے یہ بات ناپسند ہوئی اور چاہا کہ جانور بھی لوٹا دے اور اس کی قیمت بھی۔ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ جانور تو ہمارا ہے مگر اس کے درہم لینے کا کوئی حق نہیں۔ سو جانور تو لیا اور درہم واپس کر دیئے۔

ابوقیس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ابراہیم علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کے جانور کی رکاب تھامے ہوئے ہیں اور وہ غلام یک چشم تھے' م کہتے ہیں کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ ربانیین میں سے تھے۔

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اور اسودؒ کہتے ہیں کہ مصافحہ کرنے سے سلام ودعا پوری ہو جاتی ہے اور حج میں عرفہ میں امام کے دو نمازیں پڑ سے حج تمام ہو جاتا ہے۔

عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ میں دس سال تک علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کا نانبائی رہا ہوں۔ حضر کی حالت میں۔

وصیت اور وفات:

اسود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرض الموت میں وصیت کی تھی کہ دم آخر مجھے کلمہ طیبہ کی تلقین کی جائے تا میری زبان سے آخری کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ نکلے اور کسی کو میری موت کی خبر نہ دی جائے۔ میرے دفن میں جلد

کی جائے اور کسی کو جاہلیت کی طرح نوحہ نہ کرنے دیا جائے۔ بین کرنے والی عورتیں ساتھ نہ ہوں۔

ان کی وفات ۲۷ھ کوفے میں ہوئی۔ آپ ثقہ راوی تھے۔ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

عبیدہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

سلمانی قبیلہ مراد سے ہیں۔

محمدؒ عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو سال قبل مسلمان ہوئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہیں ہوئی۔

محمد بن عمر کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہجرت کی اور یہ حضرت عمرؓ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ اپنی قوم کے عریف تھے۔ یہی کہتے ہیں کہ عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی قوم کے سردار تھے جو عطیات ملتے ان کو ان کے درمیان تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ تقسیم کے بعد ایک درہم بچ رہا۔ فرمایا اس پر قرعہ اندازی کرو۔ ایک شخص ان کے قریب آیا اور کہا کہ یہ قرعہ اندازی درست نہیں۔ انہوں نے کہا کہ کیا ہم اپنی جنگوں میں ایسا نہیں کیا کرتے تھے؟ اس نے کہا جب تم ایسا کرتے تھے قوم کے درمیان تقسیم کر دیتے تھے پھر قرعہ اندازی کرتے تھے مگر اس طرح کہ کوئی بھی ایسا باقی نہ رہتا تھا کہ اس میں سے کسی کو حصہ نہ ملے (صرف ایک شخص کو ہی نہیں مل جاتا تھا) اب اگر آپ ایسا کریں گے تو یہ ایک ہی شخص لے جائے گا دوسرے محروم رہ جائیں گے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا تم نے ٹھیک کہا ہے پھر آپ نے حکم دیا کہ اس سے کوئی چیز خرید لی جائے اور سب میں تقسیم کر دی جائے۔ محمد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اہل کوفہ! کیا تم اس بات سے عاجز ہو کہ تم سلمان و ہمدانی کی مانند ہو جاؤ۔ یعنی حارث بن ازمع اور بس اعور کی مانند۔ وہ دونوں نصف آدمی ہیں۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ عبیدہ یک چشم تھے۔

محمد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں پانچ اصحاب ارباب فضل و کمال تھے۔ بعض ان میں عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کو مقدم بتلاتے ہیں' بعض علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کو مقدم سمجھتے ہیں اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ان کے آخر شریح رحمۃ اللہ علیہ ہیں' کہا گیا ہے کہ حماد رحمۃ اللہ علیہ کو بھی انہی میں شمار کیا جاتا ہے متفق علیہم وہ پانچ یہ ہیں: عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ' علقمہ رحمۃ اللہ علیہ' مسروق رحمۃ اللہ علیہ' ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور شریح رحمۃ اللہ علیہ۔

حماد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے شروع کیا یا شریح رحمۃ اللہ علیہ سے۔

نعمان بن قیس کی روایت ہے کہ عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موت کے وقت اپنی تحریروں کو منگایا اور ان کو مٹا دیا اس خیال سے کہ ان کا غلط استعمال نہ کیا جائے۔ اور یہ تحریف کا نشانہ نہ بنیں۔

انہی کا بیان ہے کہ قبیلے کی بوڑھی عورتیں جب اقامت کی آواز سنتیں تو نماز کے لیے جلدی اٹھتیں کہ یہ عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز ہے۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ اپنا ایک جھگڑا (مقدمہ) لے کر عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ اور صلح صفائی کر دیں۔ آپ نے فرمایا: میں اس وقت تک کوئی فیصلہ نہ کروں گا جب تک تم امیر کے حکم کی طرح میرے حکم کی تعمیل نہ کرو۔ پھر قاضی یا کسی غیر کو کوئی حق نہ رہے گا۔

محمد کا بیان ہے کہ میں نے عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آیت کے بارے میں پوچھا: انہوں نے فرمایا کہ تم زیادہ باریکیوں اور گہرائیوں میں نہ جاؤ۔ تقویٰ اللہ کو لازم پکڑو اپنے آپ کو زیادہ غور و تعمق سے روکے رکھو۔ وہ لوگ چلے گئے جو قرآن کے صحیح فہم و عمل کا حق ادا کیا کرتے تھے۔

عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پینے کی چیزوں میں لوگوں میں اختلاف ہوا۔ میرا اس اختلاف سے کوئی سروکار نہ تھا تیس سال سے میں نے سوائے شہد' دودھ اور پانی کے کوئی چیز نہیں پی۔

محمد کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے نبیذ کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہا لوگوں نے پینے کی نئی نئی چیزیں ایجاد کر لی ہیں۔ مجھے ان چیزوں سے کوئی تعلق نہیں۔ میں تو بیس سال سے سوائے شہد' دودھ اور پانی کے اور کچھ نہیں پیتا۔

محمد ہی کا بیان ہے کہ میں نے عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دیئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال ہیں آپ کا کیا خیال وعقیدہ ہے؟ جواب دیا اگر میرے پاس ان میں سے ایک بال بھی ہو تو میں اسے دنیا بھر کے سونے چاندی سے زیادہ قیمتی اور پیارا سمجھوں گا۔

نعمان بن قیس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ مرنے کے بعد قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ آپ اپنے ہاتھ میں جھنڈا لیے ہوئے ہوں گے اور وہ فتوحات حاصل کریں گے جو آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی کو حاصل نہیں ہوئیں۔ آپ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ مجھے دوبار موت دے گا اور دوبار زندہ کرے گا تو اس میں میرے لیے کوئی خیر و بہتری نہیں۔ حصین سے روایت ہے کہ عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازے کی نماز اسود بن یزید پڑھائیں۔

ان کی وفات کے بعد اسود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ غسل و کفن اور دفن میں جلدی کرو۔ اس سے پہلے کہ کذاب یعنی مختار آئے ۲ے ھ میں ان کی وفات ہوئی اور اسود رحمۃ اللہ علیہ نے غروب آفتاب سے پہلے ان کے جنازے کی نماز پڑھا دی۔

ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام شفیق بن سلمہ اسدی ہے۔ یہ بنی مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ میں سے ہیں' عمرو بن مروان کہتے ہیں کہ میں نے ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا؟ فرمایا ہاں میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا میں نے آپ کو دیکھا نہیں۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ شفیق سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پاس قادسیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک کتاب آئی۔ اس کو عبداللہ بن ارقم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا۔ شفیق کا بیان ہے کہ انہوں نے مجھ سے کہا اے سلیمان؟ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر سے بزاخہ

کے دن کا بھاگا ہوا ہوں۔ میں اونٹ سے گر پڑا قریب تھا کہ میری گردن ٹوٹ جائے۔ اگر میں اس دن مر جاتا تو دوزخ کی آگ میں جاتا۔

ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقرر کردہ صدقہ وصول کرنے والا عامل آیا۔ وہ ہر ایک سے پچاس اونٹوں میں سے ایک اونٹ بطور زکوٰۃ لیتا۔ میرے پاس ایک مینڈھا تھا میں وہی لے آیا اور اس سے کہا کہ یہ صدقہ لے لیجئے۔ اس نے کہا نہیں اس میں کوئی صدقہ نہیں۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے ابووائل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا آپ جنگ صفین میں شریک ہوئے تھے؟ فرمایا ہاں۔ ابوزیاد کہتے ہیں کہ میں نے ابووائل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا مسروق رحمۃ اللہ علیہ؟ کہا میں مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا ہوں' ان سے پوچھا گیا کہ آپ بڑے ہیں یا ربیع بن خثیم؟ آپ نے کہا میں ان سے عمر میں بڑا ہوں اور وہ عقل میں مجھ سے بڑے ہیں۔ شفیق ابن سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے مجھے چار تحفے عطا فرمائے اور کہا کہ ایک تکبیر اولیٰ دنیا مافیہا سے بہتر ہے۔

مسلم اعور ابووائل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک غزوہ کیا' انہوں نے اس موقعہ پر فرمایا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''حریر اور دیباج کے کپڑے نہ پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں میں پانی نہ پیو۔ یہ چیزیں کافروں کے لیے دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے یہ آخرت میں ہوں گی''۔

ابوالحسن کہتے ہیں کہ میں ابوبردہ اور شفیق کے پاس گیا۔ وہ دونوں بیت المال پر زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر تھے۔ میں ایک دوسرے موقعہ پر گیا تو صرف ابووائل رحمۃ اللہ علیہ ہی وہاں موجود تھے۔ مجھ سے کہا: زکوٰۃ کو اس کے مستحقین پر لوٹا دو۔ میں نے کہا ہم مؤلفہ قلوب کے حصے کے بارے میں کیا کریں گے؟ کیا ہم دوسرے مستحقین کو دے دیں گے۔

دولتِ دنیا سے بے رغبتی:

(یہ صحیح معنوں میں اللہ کے بندوں اور علمائے حق کی اخلاقی زندگی کا طرۂ امتیاز ہے) ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے اور ابن زیاد کے تعلقات و مراسم تھے۔ صرف اس حد تک کہ بس جان پہچان تھی۔ جب وہ کوفے کے علاوہ بصرے کا حاکم بھی ہو گیا تو مجھ سے کہا آپ میری صحبت و معیت اختیار کریں تاکہ آپ مجھ سے کوئی فائدہ حاصل کریں۔ سو میں علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور اس بارے میں ان کا مشورہ لیا۔ انہوں نے کہا آپ ان سے جو کچھ دنیوی فائدہ حاصل کریں گے اس سے زیادہ وہ تم سے دینی فائدہ حاصل کر لیں گے۔ اس سے تمہارے دین واخلاق کو نقصان پہنچے گا۔ اس کے کچھ عرصے بعد ابن زیاد نے ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کو بیت المال کا افسر بنا دیا۔ پھر اسے معزول بھی کر دیا۔

ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو خلیفہ بنایا۔ تو ان کی وفات کے بعد میں نے کہا کہ کاش معاویہ رضی اللہ عنہ لوٹ کر آئیں اور ملک وقوم کی حالت دیکھیں کہ یزید نے کیا بگاڑ پیدا کر دیا ہے۔

حجاج کے ساتھ مکالمہ:

جب حجاج کرنے میں آیا تو ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کو بلا بھیجا۔ آپ اس کے پاس آئے اور حسب ذیل گفتگو ہوئی:

حجاج: آپ کا کیانام ہے؟

ابووائل رحمۃ اللہ علیہ: آپ میرا نام جانتے ہیں جبھی تو آپ نے مجھے بلایا ہے۔ پھر نام پوچھنے کی کیا ضرورت؟

حجاج: آپ اس شہر میں کب آئے؟

ابووائل رحمۃ اللہ علیہ: چند دن ہی ہوئے ہیں کہ میں اپنے اہل وعیال کو یہاں لایا ہوں۔

حجاج: آپ قرآن کا کتنا فہم وعمل رکھتے ہیں؟

ابووائل رحمۃ اللہ علیہ: میں قرآن جتنا پڑھتا ہوں اور سمجھتا ہوں بس قرآن کا اتنا ہی حصہ کافی ہے اگر میں اس پر عمل کروں۔

حجاج: میں نے آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ اپنے کسی عامل (حاکم) سے آپ کو متعلق کردوں اور آپ اس کے کام میں معاون ہوں۔

ابووائل رحمۃ اللہ علیہ: آپ مجھے کون سے عامل سے متعلق کرنا چاہتے ہیں اور میں اس کی کیا مدد کرسکتا ہوں۔

حجاج: میں آپ کو سلسلہ کے امیر سے متعلق کرنا چاہتا ہوں۔

ابووائل رحمۃ اللہ علیہ: سلسلہ کے حالات اور انتظام درست نہیں ہوسکتا۔ مگر ایسے اعوان ورجال کے ذریعہ جو تجربہ کار' قابل اور منتظم ہوں۔ اگر آپ مجھ سے مدد لینا چاہتے ہیں تو کسی ایسے بوڑھے سے مدد لیجئے جو بارعب ہو اور برے لوگوں پر اس کی ہیبت ہو۔ اگر آپ مجھے اس خدمت سے معاف ہی کردیں تو مجھے یہ بات پسند ہے۔ اور اگر بہر حال کسی عامل سے متعلق کرنا ہی چاہتے ہیں تو کردیجئے۔ خدا کی قسم اے امیر! میں آپ کو وہ رات یاد دلاتا ہوں جس نے میری نیند مجھ پر حرام کردی تھی۔ میں نے دیکھا کہ لوگوں پر آپ کی اتنی ہیبت طاری ہے اور وہ آپ سے اتنا ڈرتے ہیں کہ وہ کبھی کسی امیر سے اتنا نہیں ڈرے (آپ اپنے ظلم واستبداد میں کمی کریں)۔

حجاج: آپ نے تو یہ بات کہہ دی۔ اگر کوئی اور کہتا تو میں اس کو قتل کرادیتا۔ مجھے اہم امور در پیش ہیں انہی کی وجہ سے لوگوں پر ہیبت طاری ہے۔ اگر آپ میری مدد کریں گے تو مجھے خوشی ہوگی' اگر میں نے آپ کی ضرورت نہ سمجھی تو میں آپ کو معاف کردوں گا ورنہ ضرور آپ سے مدد لوں گا۔ جایئے اللہ آپ پر رحم کرے۔

جب میں ان کے دربار سے نکلا تو پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا کہ اس پر نظر پڑے۔

سفیان ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ ابووائل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''اے اللہ! حجاج کو خاردار جھاڑ کا کھانا کھلا' جو نہ اسے فربہ کرے اور نہ اس کی بھوک رفع کرے'' (یہ سورۂ الغاشیہ کی آیت کا ٹکڑا ہے) اگر وہ تجھے محبوب ہے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ کو اس بارے میں شک ہے (کہ وہ دوزخ میں جائے گا اور اس کو یہ کھانا ملے گا) فرمایا نہیں اس میں شک تو نہیں مگر مجھے اس پر افسوس ہے۔

ابن عون کہتے ہیں کہ میرے ہمراہ ایک شخص ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ اس نے آپ سے کہا' اے ابووائل آپ حجاج کے بارے میں کس بات کی گواہی دیتے ہیں؟ کہا کیا تو مجھے یہ حکم دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی حکمت پر کوئی حکم لگاؤں۔

ابوہاشم کہتے ہیں کہ میں نے حجاج کے زمانے میں ابووائل کو دیکھا وہ اشاروں میں باتیں کرتے تھے۔ اعمش کا بیان ہے کہ ابراہیم نے مجھ سے کہا کہ شقیق کی صحبت ومعیت لازم پکڑو۔ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو پایا ہے۔ وہ ان سے علمی استفادہ کرتے اور ان کو اکابر میں شمار کرتے تھے۔

اوصاف وکمالات:

عاصم کہتے ہیں کہ ابووائل نماز میں اور راستے میں اِدھر اُدھر التفات نہ کرتے تھے (پورے خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے تھے) بھدلہ کا بیان ہے کہ میں نے ابووائل کو سجدے میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ''اے اللہ! مجھے معاف کردے اور بخش دے۔ اگر تو مجھے معافی دے گا تو فضل کرے گا اور اگر عذاب دے گا تو یہ ظلم نہ ہوگا''۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ جب ابووائلؒ سے قرآن میں سے کچھ پوچھا جاتا تو فرماتے میں جس چیز کو سمجھنا چاہتا ہوں اللہ مجھے صحیح فہم عطا فرما دیتا ہے۔ عطاء بن سائب کا کہنا ہے کہ ابووائل اس امر کو مکروہ سمجھتے تھے کہ قرآن کو حرف یا اسم کہا جائے۔ عاصم کہتے ہیں کہ جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابووائل کو دیکھتے تو کہتے یہ تائب ہے۔ جب آپ کو پکارا جاتا تو بجائے لَبَّیْکَ کہنے کے آپ لَبَّیَ اللّٰہُ' اللہ تجھے عقل وسمجھ دے' کہتے۔

احمد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ شقیق کی بصارت جاتی رہی تھی۔ معرف بن واصل کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم تیمی کو ابووائل کے پاس دیکھا۔ ان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا' جب ابراہیم کچھ نصیحت کرتے تو ابووائل رو پڑتے' جب عذابِ الٰہی سے ڈراتے تب بھی رو پڑتے۔

عاصم کا بیان ہے کہ ابووائل کی ایک جھونپڑی تھی اسی میں وہ بھی رہتے اور ان کا گھوڑا بھی۔ جب جہاد کے لیے جاتے تو اسے توڑ دیتے اور جب واپس آتے تو بنا لیتے۔ ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ تجارت کے ذریعہ حاصل کیا ہوا ایک درہم مجھے ان دس دراہم سے زیادہ پیارا ہے جو خیرات وبخشش سے حاصل ہوں۔

اعمش کا کہنا ہے کہ میں نے دیکھا ابووائل کا پاجامہ نصف پنڈلی تک تھا اور آپ کا کرتہ اس کے اوپر تھا' اس کے اوپر چادر تھی۔ انہی کا کہنا ہے کہ شقیق اپنی داڑھی رنگتے تھے۔

اسود بن ہلال ابووائل کی زیارت کے لیے آئے۔ ابووائل نے کہا: اچھا ہوتا آپ مجھے نہ ملتے۔ اس نے پوچھا کیوں؟ ابووائل یہ آپ نے کیا فرمایا: کہا میں تمہاری زندگی کو ناپسند کرتا ہوں۔ میں تم پر فتنوں سے ڈرتا ہوں۔ اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے۔ اس نے کہا اے ابووائل آپ ایسا خیال نہ کریں۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں۔ میں دن میں پچاس نمازیں پڑھتا ہوں' جب میں مرجاؤں گا اور میرے عمل کا وزن کیا جائے گا تو کسی کی نماز میری نماز سے زیادہ نہ ہوگی' کسی کی نیکی میری نیکی سے زیادہ نہ ہوگی اور کسی کے روزے میرے روزوں سے زیادہ نہ ہوں گے۔

ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کی وفات:

عاصم ابن بھدلہ کہتے ہیں کہ جب ابووائل کا انتقال ہوگیا تو ابوبردہ نے ان کی پیشانی چوم لی' انہوں نے حجاج کے بعد حجاج کے زمانے میں وفات پائی۔ یہ حضرت علی' حضرت عمر' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت اسامہ بن زید' حضرت حذیفہ' حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ شام میں آکر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث سنی' نیز ابن زبیر' سلیمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ابن معیز السعدی سے اور ابن معیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ مسروق' کردوس' عمرہ ابن شرحبیل' یسار بن نمیر' سلمہ بن سبرہ اور عمرو بن الحارث رحمہم اللہ سے بھی

روایت کرتے ہیں۔ ثقہ راوی تھے اوران سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ:

یہ جہنی ہیں۔ نسب نامہ یہ ہے۔ حسیل بن نصر بن مالک بن عدی' بن الطول بن عوف بن غطفان بن قیس بن جہینۃ قضاعہ سے' ابوسلیمان کنیت ہے۔ یہ حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تمام حالات وواقعات میں شریک رہے۔

حکم زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آذربائیجان کا جہاد کیا اس وقت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بھی ہم میں موجود تھے۔ ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم آیا کہ تم ایک ایسے ملک میں ہو جن کا کھانا پینا اور لباس حرام کا ہے سو تم کو اپنا کھانا پینا اور لباس حلال و پاکیزہ رکھنا چاہیے۔

زید بن وہب کے غلام کہتے ہیں کہ آپ ہماری امامت کراتے تھے۔ جنازے پر چار تکبیریں کہتے تھے اور جب کسی کو سلام کہتے تو یوں کہتے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ وَطَیِّبُ صَلٰوتُهٗ.

''سلامتی ہو تم پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں اس کی مغفرتیں اور اچھائیاں ہوں تم پر''۔

آپ داڑھی رنگتے تھے۔ حجاج کے زمانے میں جماجم کے بعد انہوں نے وفات پائی یہ بھی ثقہ راوی تھے اور کثیر الروایت۔

عبداللہ بن سخبرہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ازدی ہیں' کنیت ابو معمر' حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت خباب رضی اللہ عنہم اور علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ حدیث اسرائیل ابو معمر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''جو شخص اپنے آپ کو ایسے نسب سے منسوب کرتا ہے جس کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں کہ یہ کفر باللہ کے برابر ہے''۔

ابی معمر کہتے ہیں کہ جب عمر رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنے پر رکھتے۔ جب کوئی حدیث بیان کرتے تو بالکل اسی انداز میں بیان کرتے جس انداز سے وہ حدیث سنی ہوتی۔ انہوں نے عبیداللہ بن زیاد کی ولایت میں کوفے میں وفات پائی۔ ثقہ راوی تھے۔ اوران سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

یزید بن شریک رحمۃ اللہ علیہ:

وہ ابو ابراہیم التیمی ہیں۔ حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت حذیفہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ اپنی قوم کے سردار تھے۔ ثقہ راوی تھے اور بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

ابوعمرو الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوعمرو الشیبانی کا نام سعد بن ایاس ہے۔ قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت حذیفہ اور حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہم انصاری سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بڑی عمر پائی۔ ثقہ راوی ہیں اوران سے

بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

انہوں نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی۔ قادسیہ کی جنگ میں یہ چالیس سال کے بھرپور جوان تھے۔

زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ:

زر نام' ابومریم کنیت۔ نسباً اسدی تھے۔ نسب نامہ یہ ہے۔ زر بن حبیش بن حباشہ ابن اوس بن ہلال اسدی۔ یہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ' حضرت عبداللہؓ' حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ' حضرت ابی بن کعبؓ' حضرت حذیفہ اور حضرت ابووائل رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ لیلۃ القدر ۲۷ رمضان ہے۔

یہ ۱۲۰ سال کے بوڑھے تھے' بڑھاپے کی وجہ سے سر اور داڑھی ہلتی تھی۔ ۱۲۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اعضاء میں رعشہ پیدا ہو گیا تھا۔ باختلاف روایت ۸۲ھ یا ۸۳ھ میں وفات پائی۔ مذہبی علوم کے علاوہ عربی زبان کے بڑے فاضل تھے۔ اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے استفادہ کرتے تھے۔ زر علوی ہیں اور دوسرے تابعی ابووائل عثمانی' باوجود اس فرق کے دونوں ایک ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے۔ اور باہم اس اختلافِ مسلک کا ذکر نہ کرتے تھے۔ دونوں ایک ہی مسجد میں نماز پڑھتے تھے (باوجود اختلاف مسلک کے دونوں محبت واخلاق کے ساتھ رہتے تھے)۔

ابی النجود کہتے ہیں کہ زر بن حبیش ایک ہی کپڑے میں آتے اور لوگوں کے ساتھ ایک ہی صف میں بیٹھ جاتے ایک مرتبہ اذان دے رہے تھے۔ ایک انصاری کا اُدھر سے گزر ہوا اس نے کہا: ''ابومریم! میں تم کو اس سے بالاتر سمجھتا تھا انہوں نے کہا کہ جب تک میں زندہ رہا تم سے نہ بولوں گا۔ کثیر الحدیث ثقہ راوی تھے۔

عمرو بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ:

عمر نام' ابومیسرہ کنیت' قبیلہ ہمدان سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ بنی وادعۃ کی مسجد کے امام تھے' آیات قرآنی کی تفسیر وتاویل پر پوری نظر رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: ''اَلْجَوَارِ الْكُنَّس'' کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا: میری رائے میں اس سے مراد نیل گاؤ ہے۔ آپ نے کہا کہ میری بھی یہی رائے ہے۔

بڑے مخیر اور فیاض تھے۔ اپنی آمدنی کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور خیرات کرتے تھے۔ بعض اوقات اپنے گھر آتے تو خالی ہاتھ آتے۔ ایک مرتبہ اپنے بھتیجے سے کہا کہ تم بھی ایسا کیوں نہیں کرتے' اس نے کہا اگر میں یہ سمجھتا کہ اس سے میری ضرورتوں میں کمی نہ ہو گی تو میں بھی ایسا ہی کرتا۔ آپ نے فرمایا: میں تو اپنے رب سے یہ شرط نہیں لگاتا (کہ اگر میری ضرورتوں میں کمی نہ ہو تو پھر میں ضرور خیرات کروں گا)۔

ان کے قبیلے میں کوئی ان کے ہمسر نہ تھا۔ ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ ہمدانیوں میں کوئی شخص ابومیسرہ کا مثل نہ تھا' کسی نے کہا مسروق رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کی مثل نہیں؟ جواب دیا مسروق رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں۔ آپ اور آپ کے ساتھی سادہ لباس پہنتے۔ پاکیزہ جگہ پر اللہ کا

ذکر کرتے۔غذا بھی سادہ اور کم تھی۔

انہوں نے اپنی بیوی کو وصیت کی کہ اگر لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام رہین رکھنا اور اگر لڑکی پیدا ہو تو اس کا نام ام الرہین رکھنا۔ لڑکی پیدا ہوئی تو اس نے اس کا یہی نام رکھ دیا۔

آپ نے مرنے سے پہلے وصیت کی کہ ایام جاہلیت کی طرح کسی کو میرے جنازے کی خبر نہ دی جائے' جنازہ لے جانے میں جلدی کرنا۔ میری قبر پر ہری شاخ رکھنا کہ مہاجرین اس کو مستحب سمجھتے تھے۔ قبر کو اونچی نہ کرنا کہ اس کو وہ ناپسند کرتے تھے۔ لحد بنانا اسے سرکنڈوں سے پاٹنا۔

مرض الموت میں لوگوں سے فرمایا: میں مرنے کے لیے بالکل آمادہ ہوں۔ پیش آنے والے مرحلے کے علاوہ اور کسی چیز کا خوف میرے دل میں نہیں ہے۔ نہ میرے پاس مال و دولت ہے نہ مجھ پر کسی کا قرض ہے نہ بچے ہیں پھر مجھے مرنا آسان کیوں نہ ہو۔ وصیت کی کہ ان کے جنازے کی نماز قاضی شریح پڑھائیں۔

مرتے وقت مجھے کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب ان کے جنازے کے پیچھے چل رہے تھے کہ وہ بھی اسی بات کو پسند کرتے تھے۔ ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا قاضی شریح گھوڑے پر سوار جنازے میں شریک ہیں۔ نیز ابوجحیفہ کو دیکھا کہ جنازے کا پایہ پکڑے ہوئے ہیں' اور کہہ رہے ہیں' اے اللہ! ابومیسرہ کو بخش دے۔ میں ان سے کبھی علیحدہ نہیں ہوا۔ آج موت نے علیحدہ کر دیا۔ آپ نے کوفے میں عبیداللہ بن زیاد کی حکومت میں وفات پائی۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن نام' ابوعیسیٰ کنیت' والد کا نام یسار اور کنیت ابی لیلیٰ تھی اس نے نام کی جگہ لے لی۔ نسب نامہ یہ ہے عبدالرحمٰن بن یسار بن ہلال بن بلیل' بن احیحہ بن الحلاج بن الجریش ابن جحجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف اوسی انصاری۔

اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے استفادہ:

یہ حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت ابی ابن کعب' حضرت سہل بن حنیف' حضرت خوات بن جبیر' حضرت عبداللہ بن زید' حضرت کعب بن عجرہ' حضرت براء بن عازب' حضرت ابوذر' حضرت ابوالدرداء' حضرت ابوسعید خدری' حضرت قیس بن سعد اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے ۱۲۰' انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ کو پایا۔ ان سے علمی استفادہ کیا۔ ان کے فیوض و برکات نے ان کو دولت علم سے مالا مال کر دیا۔ اسی لیے ان کو قرآن وحدیث اور فقہ جملہ علوم وفنون میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ آپ فتاویٰ کے جوابات دینے میں بڑے محتاط تھے' کہا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سو بیس انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ جب ان میں سے کسی سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ اپنا پہلو بچا کر چاہتا تھا کہ دوسرا شخص جواب دے دے اور اب یہ حال ہے کہ لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔

ایک دوسری روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''میں نے اس مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سو بیس انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا اور ان سے استفادہ کیا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی حدیث بیان نہیں کرتا تھا بلکہ یہی چاہتا کہ کوئی دوسرا ہی یہ فرض سرانجام دے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک سوار آپ کے پاس آیا اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اس نے عید کا چاند دیکھا ہے۔ اے لوگو! روزہ کھول لو' پھر ایک پانی سے بھرے ہوئے برتن کے پاس گیا۔ اس سے وضو کیا اور اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد اس سوار نے کہا کہ میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ اس مسئلے کے متعلق دریافت کروں کہ میں نے یہ جو کچھ کیا ہے (یعنی موزوں پر مسح) یہ ناجائز تو نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ میرے اور امت کے نزدیک بہتر اور جائز ہے۔ جیسا تو نے کیا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

قرآن مجید سے تعلق:

قرآن وحدیث اور فقہ جملہ علوم میں آپ کو درک تھا۔ خاص طور پر قرآن سے تو خاص شغف تھا۔ آپ کے یہاں ہر وقت قراء کا مجمع لگا رہتا تھا۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خاص مکان تھا جس میں بہت سے مصاحف رکھے رہتے تھے۔ یہاں ہر وقت قراء کا مجمع رہتا تھا۔ صرف کھانے کے وقت یہ لوگ یہاں سے اٹھتے تھے۔

ثابت بنانی کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ مغرب کی نماز پڑھ کر قرآن کھول کر بیٹھ جاتے اور طلوع شمس تک پڑھتے رہتے۔ ثابت اور حماد بن سلمہ بھی یہی روایت کرتے ہیں۔

ابوفروہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کیا۔ آپ کے پاس رومال لایا گیا تو آپ نے اسے پھینک دیا۔

مسلم جہنی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کی نماز میں امام خطبہ دے رہا تھا۔ اس موقعہ پر محمد بن سعد آئے تو عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے انگلی سے ان کو اشارہ کیا کہ خاموش رہو (مطلب یہ کہ جب خطبہ ہو رہا ہو تو بولنا نہیں چاہیے)۔ ابوفروہ کی روایت ہے کہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ مجھے حکم دیتے کہ میں صفیں سیدھی کراؤں۔ آپ کے بالوں کی دو چوٹیاں بندھی رہتیں جب نماز پڑھتے تو کھول لیتے۔

طبیعت میں سادگی:

طبعاً سادگی پسند تھے۔ تکلفات کو ناپسند کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک ریشمی چادر آپ کے لیے بنا دی گئی مگر آپ نے اس کو ناپسند کیا۔ باوجود اس سادگی کے آپ کی عظمت وہیبت کا یہ عالم تھا کہ لوگ بادشاہوں جیسی آپ کی عزت کرتے۔

محدثین میں علمی مقام:

آپ حدیث کے ممتاز حفاظ میں سے تھے۔ اس بارے میں ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کو امام کہتے ہیں۔ حدیث میں ان کا علم اتنا وسیع اور مسلم تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تک ان کے حلقہ درس میں شریک ہوتے اور ان کی احادیث سنتے۔ حفظ حدیث کے لیے وہ مذاکرہ ضروری سمجھتے تھے۔ دوسروں کو ہدایت کرتے تھے کہ حدیث کی زندگی ان کے مذاکرے میں ہے۔

فقہی کمالات:

ان کا فقہی کمال بھی مسلم تھا۔ جب حجاج نے کوفے کے عہدۂ قضاء کا انتظام کرنا چاہا تو اس کی نظر انہی پر پڑی اور چاہا کہ اس عہدے پر انہیں مقرر کر دے۔ اس کے ایک پولیس افسر جوشب نے اس کی مخالفت بھی کی اور کہا کہ اگر آپ علی بن ابی طالب

رضی اللہ عنہ کو قاضی بنانا چاہتے ہیں تو انہیں بنا دیجئے۔ مگر حجاج نے انہی کو قاضی بنایا۔

انہیں اپنے دور قضا میں سخت آزمائش سے دوچار ہونا پڑا اس لیے کہ ان کا پورا گھرانہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فدائیوں میں سے تھا۔ ان کے والد ابی لیلیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں جنگ صفین میں مارے گئے تھے' پھر خود یہ بھی جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پرجوش حامیوں میں سے تھے۔

حجاج نے ان پر دباؤ ڈالا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تبرا کہیں۔ مگر یہ تو یہ کرتے تھے صاف طور پر اور علی الاعلان حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا نہ کہتے تھے۔ اس طرح کب تک کام چلتا اس لیے کہا گیا کہ جھوٹوں پر لعنت کرو اور وہ حضرت علی' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور مختار بن ابی عبید ہیں۔ انہوں نے جھوٹوں پر لعنت تو کی مگر ان بزرگوں کا تعین نہ کیا۔ اس بنا پر حجاج نے انہیں معزول کیا اور مارا۔

اختلاف مسلک اور وسعت ظرفی:

عبدالرحمٰن علوی تھے۔ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے قائل تھے۔ ان کے معاصر ایک شخص عبداللہ بن حکیم عثمانی تھے لیکن اختلاف عقیدے کے باوجود دونوں ایک ہی مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔ ابن مرۃ کا بیان ہے کہ جب عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سنتے کہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر اور ان کی حدیثیں بیان کر رہے ہیں تو کہتے کہ ہم بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے اور ان کی صحبتوں میں رہے ہیں' مگر ہم نے تو کبھی وہ باتیں نہیں سنیں جو یہ لوگ بیان کر رہے ہیں۔ میرے لیے تو صرف یہ بات کافی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں آپ کے داماد ہیں' سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے باپ ہیں اور جنگ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک تھے' کیا آپ کی فضیلت وعظمت کے لیے صرف اتنی باتیں کافی نہیں ہیں۔ لوگ کیوں بحثیں' مناظرے اور جھگڑے کرتے ہیں۔

وفات:

لوگ حق وصداقت' حق پرستی اور اخلاق کی بات کہاں سنتے اور سمجھتے ہیں۔ حجاج کب تک ان کو گوارا کرتا۔ یہ بھی حجاج کے مظالم سے تنگ آ گئے تھے۔ اس کی مخالفت میں ابن اشعث کے ساتھ ہو گئے تھے۔ اور اسی کے ساتھ جنگ میں کام آئے۔

عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ:

یہ جہنی ہیں۔ ابو معبد کنیت ہے۔ حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ بہت بوڑھے تھے۔ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ ان سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا کہ ''مردار کے بالوں' کھالوں اور ہڈیوں سے کوئی فائدہ حاصل نہ کرو'' میں اس وقت جوان تھا اور اپنی بستی میں تھا۔

ہلال الوزان کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اطاعت وفرماں برداری کی بیعت کی تھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ دونوں روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب مؤذن کی اذان میں سنتے: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ تو کہتے۔ جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا وہ کافر ہیں۔

مسلم جہنی کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فدائی تھے اور عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شیدائی تھے اور یہ کوفے کی مسجد جہنیہ کے امام تھے جب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ ان کے کفن دفن میں شریک ہوئے' یہ دونوں بزرگ ایک دوسرے کی مثل تھے۔ دونوں دوست اور بھائیوں کی طرح رہتے۔

عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کہتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں سنا کہ دونوں میں کسی اختلاف کا کبھی ذکر آیا ہو۔

حکم کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کچھ جمع کر کے نہیں رکھا۔ میں نے ان کو یہ کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جَمَعَ فَاَوْعٰی۔ جمع کیا (مال و دولت کو) اور سینت سینت کر رکھا (میں اس لیے کچھ جمع نہیں کرتا)۔ ہلال ابن حمید کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا ہے' میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کبھی کسی خلیفہ کے قاتلوں کی مدد نہ کروں گا۔ ان سے کہا گیا۔ تو کیا آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی مدد کی تھی؟ آپ نے کہا کہ میرا ذکر بھی انہیں لوگوں میں کیا جاتا ہے۔

یہ کوفے میں حجاج بن یوسف کی گورنری کے زمانے میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن ابی ہذیل رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ربیعہ کے قبیلہ عنزی میں سے ہیں' ابو مغیرہ کنیت ہے۔ حضرت عمرؓ' حضرت علیؓ' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ' حضرت عمار بن یاسرؓ حضرت ابن عباسؓ' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم' اور زرعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

ابی الہذیل کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ ایک بوڑھے کو لایا گیا جو شراب کے نشہ سے بدمست تھا۔ آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے۔ ہمارے بچے تک روزہ دار ہیں (اور تو رمضان کے مہینے میں شراب پیتا ہے) آپ نے اسے اسی کوڑوں کی سزا دی۔

انہی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''سوائے بیت اللہ کے اور کسی جگہ زیارت کی نیت سے اور اہتمام کے ساتھ سفر نہ کرو''۔

عبداللہ بن ابی ہذیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل کوفہ مجھ سے ایسے مسائل پوچھا کرتے تھے جو میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کرتا اور کتاب میں جمع کر لیا کرتا تھا۔ وہ سب میری کتاب میں لکھے ہوئے تھے۔ ان سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔

حارثہ بن مضرب رحمۃ اللہ علیہ:

حارثہ بن مضرب عبدی ہیں۔ یہ حضرت عمرؓ' حضرت علیؓ' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ' حضرت عمارؓ' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

یونس بن ابی اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا۔ حارثہ بن مضرب رحمۃ اللہ علیہ زعفران اور ورس کا خضاب کیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ قبیلہ مراد کے جملی ہیں۔ حضرت عمرؓ حضرت علی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابن مرہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ بوڑھے ہو گئے تھے۔ ہم سے حدیثیں بیان کرتے۔ ہم صحیح حدیثوں کو مان لیتے تھے اور بعض کا انکار کر دیتے تھے۔

مرہ بن شراحیل رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ہمدانی ہیں۔ وہ مرۃ الخیر اور مرۃ الطیب ہیں۔ حضرت عمرؓ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ ثقہ راوی ہیں۔

عبید بن نضیلہ رحمۃ اللہ علیہ:

خزاعی ہیں۔ ابو معاویہ کنیت ہے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' اور علم فریضہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ حسن بن صالح کہتے ہیں کہ یحییٰ بن وثاب نے عبید بن نضیلہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے اور عبید بن نضیلہؒ نے علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے اور علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پڑھا ہے۔ تو اس سے زیادہ صحیح قرأت اور کس کی ہو سکتی ہے؟

بشر بن مروان کی ولایت کے زمانے میں عبید بن نضیلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفے میں وفات پائی۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا وہ طبقہ جو حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہیں کرتا۔

عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ:

اودی ہیں' اود بن صعب بن سعد العشیرۃ مذحج سے۔ یہ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ہی یمن میں حدیث سنی ہے۔ نیز ابو مسعود انصاری' حضرت عبداللہ بن عمرؓ' سلمان بن ربیعہ اور ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ ان کی وفات ۷۴ھ یا ۷۵ھ میں مروان بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔ یہ جب مسجد میں داخل ہوتے تو خوف الٰہی سے لرزتے ہوئے۔

معرور بن سوید رحمۃ اللہ علیہ:

معرور بن سوید اسدی ہیں۔ بنی سعد بن الحارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد میں سے ہیں۔ یہ حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ واصل کہتے ہیں ابن سوید ہم سے کہا کرتے تھے۔ میرے بھتیجو! مجھ سے علم حاصل کرو۔ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

ہمام بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ہمام بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ نخعی ہیں۔ حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ابی مسعود انصاری' حضرت ابی الدرداء'

حضرت عدی بن حاتم' حضرت جریر بن عبداللہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کوفے میں حجاج کی ولایت میں فوت ہوئے۔ یہ یوں دعا مانگا کرتے تھے' اے اللہ مجھے نیند سے نئی قوت و توانائی عطا فرما۔ میرا دن اور میرا جاگنا تیری اطاعت میں بسر ہو۔ نماز کی حالت میں کھڑے کھڑے سو جاتے۔ مسجد میں اعتکاف کرتے۔

حارث بن ازمع رحمۃ اللہ علیہ:

حارث بن ازمع رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن ابی بشینہ بن عبداللہ بن مر بن مالک بن حرب بن الحارث بن سعد بن عبداللہ بن وداعۃ' ہمدان میں سے ہیں۔ حارث بن الازمع رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے بھائی شداد بن الازمع رحمۃ اللہ علیہ کوفے کے شرفاء میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت عمرؓ' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی ہے۔ بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جب کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کوفے کے گورنر تھے' ان کا انتقال ہوا۔

اسود بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ:

اسود بن ہلال محاربی ہیں۔ محارب بن حصفہ بن قیس بن غیلان بن مضر۔ یہ حضرت عمرؓ' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

اور سلیم بن حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ:

سلیم رحمۃ اللہ علیہ اسود بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہجرت کی۔ میں اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ میں آیا۔ جب مسجد میں داخل ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا:

''لوگو! حج کرو اور قربانی دو کہ اللہ تعالیٰ قربانی کو دوست رکھتا ہے''۔

انہوں نے کوفے میں' حجاج کے زمانے میں واقعہ دیر جماجم کے بعد وفات پائی۔ سلیم بن حنظلہ بکری ہیں۔ حضرت عمرؓ' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

نعمان بن حمید رحمۃ اللہ علیہ:

نعمان بن حمید رحمۃ اللہ علیہ بکری ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ یہ سلمان سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے خالو کے ہمراہ مدائن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مصافحہ کیا۔ اور ان کا جھنڈا ازکل کا تھا۔ ان کی کنیت ابوقدامہ ہے یہ بہت کم حدیث بیان کیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ' ابن مسعود الہذلی بنی زہرہ بن کلاب کے حلیف ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تھا۔ آپ کوفے والوں کے قاضی تھے۔ ابی حصین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو ریشمی لباس پہنے ہوئے دیکھا۔ یہ حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قاضی تھے اور ثقہ راوی ہیں۔

ابوعطیہ رحمۃ اللہ علیہ الوداعی:

ابوعطیہ الوداعی رحمۃ اللہ علیہ ہمدانی ہیں۔ ان کا نام مالک بن عامر ہے اور وہ ابوحمیرہ ہمدانی ہیں حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولایت کے زمانے میں کوفے میں وفات پائی۔ ثقہ ہیں۔ بہت سی احادیث ان سے مروی ہیں۔

عامر بن مطر رحمۃ اللہ علیہ:

عامر بن مطر شیبانی ہیں' حضرت عمر' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ بہت کم حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ طائی ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ عبداللہ بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نماز عصر کا وقت رہتا ہے کہ سوار آسانی سے دو میل سفر طے کرلے اور پیدل چلنے والا ایک میل''۔

عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ' ابن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان بن کہل بن بکر بن عوف بن النخع مذحج سے۔ وہ اسود بن قیس کے بھائی ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ''ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موزوں پر مسح کرنے کا مسئلہ پوچھنے آئے۔ آپ اُٹھ کر گئے' پیشاب کیا' پھر وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔ ہم نے کہا ہم تو آپ کے پاس موزوں پر مسح کرنے کا مسئلہ پوچھنے آئے تھے۔ آپ نے فرمایا: یہ مسئلہ میں نے تمہیں خود عمل کر کے دکھادیا اور بتلادیا ہے۔

یہ اپنی داڑھی رنگا کرتے تھے۔ حسن بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن یزید کو سیاہ بالوں کا شامی لباس پہنے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو بہت پیچ دار عمامہ اوڑھے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ اپنی دستار کے شملے پر نماز پڑھ لیتے تھے۔ سیاہ عمامہ بھی باندھ لیتے' ان کی کنیت ابا بکر تھی۔ واقعہ جماجم سے پہلے حجاج کی ولایت میں ان کا انتقال ہوا۔ ثقہ ہیں اور بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہ کا وہ طبقہ جو حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہے۔

عابس بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

عابس بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ مذحج کے قبیلہ نخعی میں سے ہیں۔ حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ راوی ہیں۔ چند احادیث مروی ہے۔

کلیب بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ:

کلیب بن شہاب بنی قضاعہ کے جرمی ہیں۔ وہ ابوعاصم بن کلیب ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے

ہیں۔ ثقہ ہیں۔ بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ (علماء) ان کی حدیث کو حسن اور اس سے حجت لاتے ہیں۔

زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ:

زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ ابن حجر بن الحارث بن الہجرس بن صبرۃ بن حدرجان بن عساس بن لیث بن حداد بن ظالم بن ذہل بن عمرو بن ودیعۃ ابن أفصی بن عبدالقیس بن أفصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ ابن نزار۔ صعصعہ اس کی ماں اور باپ کا بھائی تھا۔

عبید بن لاحق کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے کہا: جندب اور جندب کیا ہے؟ زید نے خیر کو اس سے قطع کر دیا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے سنا ہے کہ آپ نے رات یہ فرمایا ہے کہ جندب سے خیر کی کوئی امید نہیں' آپ نے فرمایا: دو شخص اس امت میں ہوں گے۔ ان میں سے ایک مارے گا۔ حق و باطل میں تمیز کرے گا اور دوسرا اللہ کی راہ میں اس کے ہاتھ سے مارا جائے گا' پھر دوسرا اس کی پیروی کرے گا۔

اجلح کہتے ہیں کہ جندب کو ولید بن عقبہ کے سامنے ایک ساحر نے قتل کیا اور زید کا ہاتھ کاٹا گیا اور جنگ میں مارا گیا۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ حدیث بیان کر رہے تھے۔ ایک اعرابی نے کہا: مجھے تیرا حدیث بیان کرنا بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے' تیرا ہاتھ مجھے خاک آلود نظر آتا ہے۔ اس نے کہا کہ کیا تو بایاں ہاتھ نہیں دیکھتا۔ اس نے کہا خدا کی قسم مجھے یہ معلوم نہیں کہ تیرا داہنا ہاتھ کٹے گا یا بایاں۔ زید نے کہا: اللہ نے سچ فرمایا ہے:

﴿ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ﴾ (سورۃ التوبۃ پارہ: ۱۱)

''دیہاتی کفر و نفاق میں بڑے سخت ہیں اور وہ اسی کے زیادہ لائق ہیں کہ اس کی حدود کو نہ جانیں' جو اللہ نے اپنے رسول پر اتارا''۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زید کا ہاتھ جنگ نہاوند میں کاٹا گیا۔

ابوالہذیل رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل کوفہ کا ایک وفد آیا' ان میں زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ بھی تھا۔ اس کو شام کا ایک شخص اپنی مدد کے لیے لایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا: اے اہل کوفہ تم مسلمانوں کا خزانہ ہو۔ اگر تم اہل بصرہ کے لیے مدد مانگتے ہو میں ان کی مدد کروں گا اور اہل شام کے لیے مدد مانگتے ہو تو ان کی بھی مدد کروں گا زید کے لیے کہا کہ اس کے لیے ایسا سلوک کرو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں تمہیں سزا دوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ کو اور اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جو وہ اپنے معزز ساتھیوں کے ساتھ کیا کرتے تھے اور پھر لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ یہی سلوک کرو۔

ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ ایک لشکر میں تھے جس کی سپہ سالاری حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ لشکر کی امامت کرتے تھے۔ آپ جمعہ کے دن زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ سے کہتے کہ کھڑے ہو کر لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو۔

حمید بن ہلال سے روایت ہے کہ زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہا: ''اے امیر المومنین! آپ امت کی طرف مائل ہوں۔ امت آپ کی طرف مائل ہوگی۔ آپ امت کے ساتھ عدل وانصاف کریں۔ امت آپ کے ساتھ انصاف کرے گی'' یہ تین مرتبہ کہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم میرا حکم سنو گے اور اطاعت کرو گے؟ کہا ہاں' فرمایا: تو شام میں چلے جاؤ۔ وہ اسی وقت اہل شام کی طرف آ ملے۔ وہ اور اس کے ساتھی امیر کی اطاعت کو اس کا حق سمجھتے تھے۔

غیلان بن جریر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ کو جنگ جمل کے دن میدان جنگ سے زخمی حالت میں لایا گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ کیا آپ کو ابوسلمان نے جنت کی بشارت دی تھی؟ کہا' تم کہتے ہو اس بات پر قدرت رکھتے ہو اور دوزخ کی آگ میں جانے کی بھی ہمت رکھتے ہو۔ تم کچھ نہیں جانتے کہ مرنے کے بعد تم جنت میں جاؤ گے یا دوزخ میں۔ ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ ہم نے لوگوں سے ان کی آبادیوں میں جہاد کیا اور ہم نے ان کے امیر کو قتل کیا۔ افسوس ہے ہم پر ظلم کیا گیا اور ہم نے صبر کیا۔

پھر نصیحت کی کہ میرے ازار کو باندھ دینا۔ میرے جسم کو خون سے نہ دھونا۔ غسل نہ دینا' میرے جسم سے کپڑے نہ اتارنا۔ ہاں موزے اتار دینا۔ اور مجھے رات کی تاریکی میں دفنانا' میں قیامت کے دن اپنے رب سے فریاد کروں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ بھی وصیت کی میرے ساتھ میرا قرآن بھی دفن کر دینا۔ ثقہ ہیں۔ بہت کم روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الہاد اللیثی۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ یہ حمزہ کی بیٹی کے بھائی ہیں۔ ام عبداللہ بن شداد بن الہاد سلمی بنت عمیش' الخثعمیہ' رخت اسماء بنت عمیس حمزہ بن عبدالمطلب کے پاس تھیں۔ اس سے بنت عمارہ پیدا ہوئی۔ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے۔ تو یہ شداد بن الہاد رحمۃ اللہ علیہ کے نکاح میں آئیں۔ اس سے عبداللہ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی ہے۔ میں جماعت کی آخری صف میں تھا۔ آپ سورۂ یوسف کی قرأت کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ آیت اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَى اللّٰهِ تک پہنچے۔ یہ یوم دجیل میں قتل کیے گئے۔ شیعہ تھے۔ ثقہ فقیہ ہیں۔ ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

ربعی بن حراش رحمۃ اللہ علیہ اور عبایہ بن ربعی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جحش بن عمر بن عبداللہ بن بجاد بن عبد بن مالک بن غالب ابن قطیعۃ بن عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان بن مضر۔

محمد بن السائب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام قبول کرنے کا دعوت نامہ حراش بن جحش کو بھیجا' اس نے آپ کے مکتوب گرامی کو پھاڑ کر پھینک دیا۔ یہی کہتے ہیں کہ یہ ربعی بن حراش رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

حجاج کا بیان ہے کہ میں نے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا' کیا ربعیؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پایا ہے؟ کہا ہاں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں مگر یہ نہیں کہتے کہ ''میں نے ان سے ایسا سنا ہے''۔

انہوں نے حجاج کی ولایت میں واقعہ جماجم کے بعد وفات پائی۔ کوئی اولاد نہیں چھوڑی البتہ ان کا ایک بھائی مسعود ابن حراش ان کے بعد باقی رہا۔ وہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔ ابونعیم کی روایت یہ ہے کہ ربعیؒ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں وفات پائی۔ یہ ۱۰۱ھ تھا۔ ثقہ ہیں۔ بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔ عبایہ بن ربعیؒ، اسدی ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' اور بہت کم احادیث بیان کرتے ہیں۔

وہب بن الاجدع رحمۃ اللہ علیہ:

وہب بن الاجدع' ہمدانی ہیں اور پھر خارفی۔ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جب کوئی آدمی حج کرنے آئے تو اس کو چاہیے کہ بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کرے'' یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ بہت کم احادیث بیان کیا کرتے تھے۔

نعیم بن دجاجہ رحمۃ اللہ علیہ:

نعیم رحمۃ اللہ علیہ اسدی ہیں' حضرت عمرؓ حضرت علی اور حضرت ابی مسعود انصاری رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں' بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

شریح بن ہانی رحمۃ اللہ علیہ:

شریح بن ہانی' ابن یزید بن نہیک بن درید بن سفیان بن الضباب بن بنی الحارث ابن کعب' یہ حضرت عمرؓ حضرت علی اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔

قاسم بن مخیمرہ کہتے ہیں کہ مجھ سے شریح بن ہانی الحارثی نے کہا: ''میں نے کسی حارثی کو اس سے افضل نہیں دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شریح حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ ان کے ہمراہ ہو کر جنگیں لڑیں اور ان کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے بڑی عمر پائی۔ سجستان میں عبیداللہ بن بکرۃ کے ہمراہ قتل کیے گئے۔ ثقہ ہیں۔ کئی حدیثوں کے راوی ہیں۔

ابو خالد رحمۃ اللہ علیہ الوالبی رحمۃ اللہ علیہ:

ابو خالد بنی اسد بن خزیمۃ میں سے ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ یہ ابو خالد الوالبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک وفد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ میرے ساتھ میری بیوی بھی تھی' میں وہاں ٹھہرا اور بلند آواز سے قرآن پڑھا۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خیر مقدم کرنے نکلے تا کہ ان کو عزت و احتشام کے ساتھ لائیں۔ آپ نے ہمیں دیکھ کر فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں مغموم دیکھ رہا ہوں۔

ابو الاسود بن قیس العبدی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح حیرۃ میں شامل ہوئے۔ جمعہ کے بارے میں حضرت

عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

مستظل بن حصین رحمۃ اللہ علیہ:

مستظل بن حصینؒ ازد کے بارقی قبیلہ میں سے ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

شبیب بن غرقدہ کہتے ہیں کہ مجھ سے مستظل بن حصین رحمۃ اللہ علیہ بارقی ازدی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے ''رب کعبہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ عرب کب ہلاک ہوں گے (یعنی کمزور اور ذلیل و خوار ہوں گے) جب ان کی سیاست و حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھ آ جائے گی جو رسول اللہ کے صحابی نہ ہوں گے اور جاہلیت کی روک تھام نہیں کریں گے۔

یہی مستظل کہتے ہیں کہ ہم میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی اور ان کا انتظار کیا۔ مگر آپ نہ آئے۔ آخر ہم نے اس کی نماز پڑھی اور اسے دفنا دیا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور اس کی قبر کے سامنے کھڑے ہو کر اس کے لیے دعا کی۔ یہ ثقہ ہیں اور بہت کم حدیث روایت کرتے ہیں۔

قیس بن خارفی رحمۃ اللہ علیہ:

قیس بن خارفی ہمدانی ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ابو اسحاق قیس سے ہی روایت کرتے ہیں کہ وہ خارفیین کے سردار تھے۔ کہتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور میں نے عرض کیا' میرے اہل و عیال ہجرت کرنا چاہتے ہیں' سو آپ نے ابن ابی ربیعہ کو لکھ دیا کہ ان کے لیے سامان سفر فراہم کرے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے سنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔ تیسرے نمبر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر ہمارا زمانہ آیا تو فتنے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پس جو اللہ کو منظور ہے وہی ہو گا۔

زیاد بن حدیر رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں۔ بنی مالک میں سے ایک ہیں۔ ابن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ یہ حضرت عمر' حضرت علی اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ابراہیم بن مہاجر کہتے ہیں کہ میں نے زیاد بن حدیر رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''اسلام میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے عشر (پیداوار کا دسواں حصہ) نکالا۔

کہتے ہیں کہ زیاد بن حدیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیچھے کوفے میں اپنا ایک لڑکا ابو حوالہ چھوڑا جو قاری تھا اور کوفے کی جامع مسجد کا امام۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا وہ طبقہ جو صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے مگر حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نہیں کرتا۔

سلمان بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یزید بن عمرو بن سہم بن ثعلبہ بن غنم بن قتیبہ بن معن ابن مالک بن اعصر۔ اور وہ منبہ بن سعد بن قیس بن عیلان بن مضر۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کو آپ نے کوفے کا قاضی بنایا تھا۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ سلمان بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کو کوفے کی قضا کے لیے بھیجا گیا۔ کہتے ہیں کہ میں صرف چالیس دن عہدۂ قضاء پر متمکن رہا۔

کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سلمان بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے لنجر کا جہاد بھی کیا تھا۔ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی ولایت میں اور اسی میں شہید ہوئے۔ ثقہ ہیں۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ:

نام ونسب: شریح نام' ابوامیہ کنیت' نسب نامہ یہ ہے۔ شریح بن حارث بن قیس بن الجہم ابن معاویہ بن عامر بن رائش بن حارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن کندہ کندی یہ نسلاً عرب نہ تھے بلکہ عجم کے ان خانوادوں میں سے تھے جو کندہ کے حلیف بن کر یمن میں آباد ہو گئے تھے۔ ان میں سے سوائے شریح رحمۃ اللہ علیہ کے کوفے میں اور کوئی نہیں آیا۔ ابراہیم کا بیان ہے کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ شاعر بھی تھے۔ میں نے یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا ہے کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ بڑے باکمال شاعر اور قاضی تھے۔ دکین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں' میں نے سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا ہے کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ کن میں سے ہیں؟ کہا میں اہل یمن کندہ میں سے ہوں۔

بزبان خود اپنا تعارف:

یہ حدیث وفقہ کے ماہر اور بصرہ کے ممتاز حفاظ حدیث میں سے تھے' علاوہ ازیں قیافہ شناس اور باکمال شاعر بھی تھے۔ یہ تاریخ اسلام کے نہایت ممتاز ومشہور قاضی ہیں۔ عطاء بن السائب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک دیہاتی عرب آیا اور پوچھا آپ کن میں سے ہیں۔ فرمایا میں ان میں سے ہوں جن پر اللہ نے اسلام کی توفیق دے کر احسان عظیم فرمایا: وہ اعرابی یہ کہتا ہوا چلا گیا خدا کی قسم میں نے آپ جیسا قاضی نہیں دیکھا۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک شخص آیا۔ اور کہا مجھے کون قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچاتا ہے؟ ہم نے کہا کہ دیکھ یہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان سے ملو۔ ان کے پاس جا کر اس نے پوچھا۔ اے ابوعبداللہ آپ کس قبیلے اور خاندان سے تعلق رکھتے ہیں؟ فرمایا میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق دے کر احسان عظیم فرمایا ہے۔ ویسے میں قبیلہ کندہ میں سے ہوں۔ وہ لوٹ کر ہمارے پاس آیا اور کہا' اللہ آپ لوگوں پر رحم کرے۔ آپ نے مجھے ایک عجیب شخص کے پاس بھیجا۔ ہم نے کہا اس نے تم سے کیا کہا؟ اس نے جواب دیا۔ اس نے کہا میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کو اللہ نے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی۔ اور ویسے میں قبیلہ کندہ میں سے ہوں۔ ہم نے کہا' کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق بخشی ہے ان پر ایمان وتقویٰ کا بھاری بوجھ ڈال دیا ہے۔ اس شخص کی یہی مراد تھی۔

علمی مقام:

عہدۂ قضاء پر تقرر سے پہلے ان کے تفقہ فی الدین' علم وذکاوت عدل گستری اور جرأت وبیباکی کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ ان کی قابلیت وصلاحیت مسلم ہو چکی تھی کہ یہ متنازعہ فیہ معاملات میں فیصلہ کرنے میں حیرت انگیز کمال رکھتے ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کی اس استعداد وصلاحیت سے اچھی طرح واقف ہو گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے ان کو کوفے کا قاضی بنایا۔

عہدۂ قضاء پر تقرر کا واقعہ:

اس تقرر کا واقعہ یہ ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے بشرط پسندیدگی ایک گھوڑا خریدا اور اس کا امتحان کرنے کے لیے ایک سوار کو دے دیا۔ گھوڑا سواری میں چوٹ کھا کر زخمی ہو گیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ یہ واپس ہو جائے تو اچھا ہے گھوڑے والے سے کہا کہ اپنا یہ گھوڑا واپس لے لے۔ مالک نے لینے سے انکار کر دیا' اور نزاعی صورت پیدا ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آؤ ہم تم دونوں کسی کو اپنا حکم بنا کر فیصلہ کرا لیں' اور شریح رحمۃ اللہ علیہ کو ثالث بنا لیا گیا۔ شریح رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ کیا کہ اے امیر المومنین! یا تو آپ گھوڑے کو اسی حالت میں مالک کو واپس دیں جس صورت میں آپ نے اس سے لیا تھا۔ اگر مالک سے اجازت لے کر سواری کرائی گئی تھی تو گھوڑا واپس کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اس فیصلہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفے کا قاضی بنا دیا۔ اور فرمایا کہ یہ پہلا دن ہے کہ میں نے شریح رحمۃ اللہ علیہ کو پہچانا۔

جھوٹی گواہی کا سدباب:

قاضی صاحب کا سب سے مقدم فرض یہ ہے کہ وہ سچائی پر خود بھی قائم رہے اور دوسروں کو بھی قائم رکھے' فیصلہ کرنے میں کسی خارجی یا داخلی دباؤ میں نہ آئے۔ باپ بیٹے اور بیوی تک کی پرواہ نہ کرے اور کسی حال میں بھی حق و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ قدرتِ فیاضہ نے یہی وصف و کمال قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا تھا۔

تنازعات و مقدمات کو جو چیز خراب کرتی ہے وہ جھوٹی شہادتیں ہیں اور دوسری چیز قاضی کا کسی کے دباؤ یا اثر میں آ جانا۔ شریح رحمۃ اللہ علیہ نے حتی الامکان دونوں کا انسداد کر کے دنیا والوں کے سامنے حق و انصاف کا ایک اعلیٰ نمونہ رکھ دیا۔ چنانچہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ کو جب ثبوت کے گواہ مشکوک نظر آتے۔ مگر ان کی ظاہری صداقت پر کوئی گرفت بھی نہ ہو سکتی تو وہ پہلے گواہوں سے کہتے کہ دیکھو میں نے تم کو طلب نہیں کیا ہے۔ اگر تم واپس جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ تمہاری شہادت پر اس مقدمے کا فیصلہ ہو گا تمہاری شہادت سے میں بری الذمہ ہو جاتا ہوں۔ اگر کوئی غلط فیصلہ ہو گیا تو بس تم کو خدا کے سامنے اس کی جوابدہی کرنی ہو گی۔ اگر اس طرح سمجھانے پر بھی کوئی گواہ اپنی شہادت پر قائم رہتا تو اس شہادت کی بنا پر مقدمے کا فیصلہ کر دیتے۔

بعض اوقات یہ بھی کہہ دیتے کہ بخدا میں تیرا فیصلہ کر دوں گا' باوجود اس کے کہ میری رائے میں تو ظالم نظر آتا ہے۔ لیکن پھر بھی میں اپنے ظن و گمان پر فیصلہ نہ کروں گا۔ میں تو گواہوں کی شہادت پر فیصلہ کروں گا۔ میرے فیصلے سے تیرے لیے کوئی ایسی چیز حلال نہیں ہو سکتی جس کو اللہ نے حرام کر دیا ہو۔

خفیہ تحقیقات کا اہتمام:

بختری کہتے ہیں کہ وہ شریح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہا کہ اس مقدمے میں آپ نے کب فیصلہ کیا ہے' آپ نے فرمایا: لوگوں نے جیسی گواہی دی اسی کے مطابق میں نے فیصلہ کر دیا۔ مطلب یہ کہ ''شریح'' سے پہلے اسلامی عدالت میں خفیہ تحقیقات کا طریقہ رائج نہ تھا۔ سب سے پہلے قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جاری کیا۔ چونکہ یہ ایک نئی بات تھی اس لیے لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ آپ نے تحقیقات کا یہ طریقہ کیوں جاری کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب لوگوں نے نئی نئی باتیں جاری کر دیں تو میں نے بھی نیا

طریقہ جاری کر دیا۔ لوگوں نے حق پوشی اور جرائم کی نئی نئی صورتیں پیدا کر لیں تو میں نے بھی تحقیقات کی نئی صورت اختیار کر لی۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ ثبوت کو قسم سے زیادہ اہم سمجھتے تھے۔ اور تنہا حلف کو زیادہ اہمیت نہ دیتے تھے۔ بلکہ ثبوت کے ساتھ قسم لیتے تھے۔

مقدمے کا فیصلہ کر دینے کے بعد بھی اگر فریقین کچھ کہنا چاہتے تو انہیں اس کا موقعہ دیتے احنف کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں شریح رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں گیا۔ انہوں نے ایک شخص کے خلاف فیصلہ کر دیا' اس نے کہا ابھی جلدی نہ کیجئے۔ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ شریح نے اسے اس کا موقعہ دیا۔ جب وہ کہہ چکا تو کہا کیا میں تمہیں چھوڑ دوں۔ تم نے بہت فضول باتیں کیں۔ تم نے جو کچھ کہا ہے اس پر ثبوت پیش کرو۔

فیصلہ کرنے میں احتیاط اور سرعت:

آج دنیا میں انصاف حاصل کرنے میں جتنی بھی دقتیں' رکاوٹیں اور تکلیفیں پیش آ رہی ہیں' سب جانتے ہیں۔ مسلمانوں کو قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ پر فخر ہے کہ انہوں نے حتی الامکان اپنے دور قضاء میں ان کو دور کرنے کی کوشش کی۔ مقدمات کے فیصلوں میں تاخیر سے فریقین پر جو کچھ گزرتی ہے اس سے کون واقف نہیں۔ مگر ذرا اسلام کے قاضی کو دیکھئے۔ ذکوان کہتے ہیں کہ جس روز آندھی اور بارش ہوتی تو وہ مقدمات کا فیصلہ اپنے گھر پر ہی کیا کرتے تھے (یعنی فیصلے میں تاخیر کو روا نہ رکھتے تھے)۔

ایک مرتبہ ان کے دو لڑکوں نے ایک مقدمہ کے سلسلے میں کچھ پوچھا' انہوں نے جواب دیا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تم کو تمہارے فریق پر بھڑکاؤں (یہ ہے غیر جانبداری اور انصاف پسندی کہ اپنے لڑکوں کا بھی خیال نہ کیا)۔

بیٹے کے خلاف فیصلہ:

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے عدل گستری کے وہ اعلیٰ نمونے دنیا والوں کے لیے چھوڑے ہیں' جو اپنی نظیر آپ ہیں۔ عامر کا بیان ہے کہ ان کے ایک لڑکے اور بعض دوسرے اشخاص کے درمیان کسی حق کے بارے میں تنازعہ تھا۔ لڑکے نے تمام حالات و واقعات بتا کر پوچھا کہ اگر میرا حق نکلتا ہو اور مقدمے میں کامیابی کی امید ہو تو میں دعویٰ کر دوں ورنہ خاموش رہوں۔ شریح رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمے کی نوعیت پر غور کر کے دعویٰ کر دینے کا مشورہ دیا۔ لیکن جب مقدمہ ان کے سامنے پیش ہوا تو لڑکے کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ جب فیصلہ دے کر وہ گھر آئے تو لڑکے نے کہا' ابا جان آپ نے یہ کیا کیا؟ اگر میں نے آپ سے پہلے مشورہ نہ کر لیا ہوتا اور آپ میرے خلاف فیصلہ کر دیتے تو مجھے کوئی شکایت نہ ہوتی۔ لیکن مشورہ دینے کے بعد آپ نے مجھے ذلیل کیا۔ شریح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جان پدر! تو مجھے ان جیسے روئے زمین کے تمام انسانوں سے زیادہ عزیز ہے لیکن خدا مجھے تجھ سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ جب تو نے مجھ سے مشورہ کیا تو مجھے حقیقت کا علم نہ تھا۔ مگر مقدمہ دیکھنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ حق ان لوگوں کا ہے۔ اگر میں تجھ سے اس وقت ظاہر کر دیتا تو تو ان سے صلح کر لیتا اور ان لوگوں کا حق ضائع ہو جاتا۔ (اللہ اکبر! یہ ہے تقویٰ اور اسلامی سیرت و کردار۔ باپ ہو تو ایسا حق پرست اور بیٹا ہو تو ایسا فرماں بردار کہ باپ کی بات سن کر سر تسلیم خم کر دیا)۔

جابر بن عامر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے ایک لڑکے نے ایک ملزم کی ضمانت دی۔ وہ ملزم بھاگ گیا۔ شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اس

کے بدلے میں اپنے لڑکے کو قید کر دیا۔ قید خانے میں اس کو کھانا بھیجا کرتے تھے۔

واصل مولیٰ ابن عیینہ کہتے ہیں کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ کی مہر پر نقش تھا ''مہر ظن سے بہتر ہے''۔

غیر جانبدارانہ فیصلہ کی ایک مثال:

ابراہیم کا بیان ہے کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ جب گھر سے عدالت کو جانے لگتے' تو یہ کلمات کہتے ''عنقریب ظالم اس حصے کو جان لے گا جو اس نے کم کیا ہے اور ظالم کو سزا کا اور مظلوم کو مدد کا انتظار کرنا چاہیے''۔ بھوک اور غصے کی حالت میں مقدمہ کی سماعت نہ کرتے بلکہ عدالت سے اٹھ جاتے تھے۔

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ان کے ایک ہم خاندان نے ایک شخص پر کوئی ظلم کیا' شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ایک ستون سے بندھوا دیا۔ جب وہ فیصلہ کر کے اٹھے تو اس شخص نے کچھ کہنا چاہا' آپ نے فرمایا کہ کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ میں نے تم کو قید نہیں کیا ہے بلکہ حق نے تم کو قید کیا ہے۔

ابو حصین کہتے ہیں کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں دو شخصوں کا مقدمہ آیا۔ آپ نے ان میں سے ایک کے خلاف مقدمہ فیصل کر دیا۔ اس نے کہا میں جانتا ہوں آپ نے یہ فیصلہ کیوں کیا ہے (یہ در پردہ رشوت کا الزام تھا) قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث سنائی کہ رشوت دینے اور لینے والے اور جھوٹے پر اللہ لعنت کرتا ہے'' (آپ ہمیشہ رشوت سے محفوظ رہے) محمد کا بیان ہے کہ ایک مقدمے میں ایک مدعی نے اپنے فریق سے قسم لی اور قسم لینے کے بعد اس کے خلاف ثبوت پیش کیا۔ آپ نے کہا عادل ثبوت جھوٹی قسم سے زیادہ بہتر ہے۔

آپ گواہوں کی گواہی دینے سے قبل ہر طرح اس کی ذمہ داری کو سمجھا دیتے تھے اور اس کو حق وانصاف کی گواہی پر ابھارتے تھے۔

وہ خود اپنے فیصلے کے خلاف اپیل سننے کے لیے تیار رہتے تھے چنانچہ کہا کرتے تھے ''جو شخص میرے فیصلے کے خلاف دعویٰ کرے تو میرا فیصلہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک مدعی اپنے دعوے کو ثابت کر دے۔ حق بہر حال میرے فیصلے کے مقابلے میں زیادہ حق ہے۔

قریبی عزیز کی گواہی نا قابل اعتبار:

ابن ابی شیبہ کا بیان ہے کہ قاضی شریح نے عزیز کے مقابلے میں عزیز کی شہادت کو نا قابل اعتبار قرار دیا تھا۔ یہ قانون بنا دیا تھا کہ لڑکے کی شہادت باپ کے متعلق باپ کی شہادت لڑکے کے متعلق' بیوی کی شہادت شوہر کے متعلق' شوہر کی شہادت بیوی کے متعلق' آقا کی شہادت غلام کے متعلق اور غلام کی شہادت آقا کے متعلق اور اجیر کی شہادت اس شخص کے متعلق جس نے اس اجرت پر کسی کام کے لیے رکھا ہو' قبول نہیں کی جاسکتی مخالف کی' شریک کی اور مترددشخص کی گواہی بھی جائز نہیں (الغرض شہادت کے قانون کو انہوں نے اتنا بے لاگ اور حق نواز بنا دیا تھا کہ امکانی حد تک جھوٹی گواہی کا پورا پورا انسداد کر دیا)۔

ایک مرتبہ ان کی عدالت میں ایک گواہ کو جس کا نام ربیعہ تھا پکارا گیا اس نے کوئی جواب نہ دیا' پکارنے والے نے دوبارہ جھلا کر اس کو کافر کہہ کر پکارا۔ اس خطاب پر وہ بول اٹھا شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کہا تم نے خود کفر کا اقرار کر لیا ہے اس لیے تمہاری شہادت

قابل قبول نہیں۔

شرعی فیصلہ کے مقابلہ میں خاندانی رواج کی حیثیت:

مجھ سے اگر کوئی اہل علم یہ پوچھے کہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت وعظمت اور کمال کیا تھا تو میں عرض کروں کہ قاضی صاحب نے مسلمانوں کو یہ سبق دیا اور خود بھی عمل کر کے بتلایا اور دکھایا ہے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت وفرمانبرداری کا نام ہے۔ مسلمانوں کو اپنی خواہشات وجذبات' خاندانی رسم ورواج اور انسانوں کے بنائے ہوئے ظالمانہ قوانین کے مقابلے میں صرف اللہ کے بھیجے ہوئے قانون شریعت کی پیروی کرنی چاہیے اور صرف اسلامی قانون کے ذریعہ ہی دنیا میں حقیقی امن وعدل قائم ہوسکتا ہے۔ اس سے ہٹ کر وہ قیامت تک بھی اپنے باطل نظریوں' باطل نظاموں اور باطل قوانین کے ذریعہ امن وعدل قائم نہیں کر سکتے۔ یہ ہے قاضی صاحب کی فضیلت وعظمت۔ مترجم

یہی وجہ ہے کہ آپ مقدمات میں خاندانی رواج کو قبول نہیں کیا کرتے تھے۔ محمد کہتے ہیں کہ چند غزالوں نے ایک مقدمہ دائر کیا۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ اس معاملے میں ہمارا خاندانی رواج یہ رہا ہے۔ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہارے خاندانی رواج تمہارے گھر تک ہیں۔

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ ثبوت کے ساتھ قسم لیتے تھے۔ ایک مقدمے میں ایک مدعی نے اپنے فریق سے قسم لی' قسم لینے کے بعد اس کے خلاف ثبوت پیش کیا۔ شریح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ عادل ثبوت جھوٹی قسم سے زیادہ بہتر ہے۔

عجیب مقدمہ کا دلچسپ فیصلہ:

یہ تو آپ معلوم کر ہی چکے ہیں کہ قاضی شریح کو شاعری میں بھی کمال حاصل تھا۔ ایک ایسا انوکھا مقدمہ جس میں مدعی نے نظم میں بات کی اور اس کو قاضی کی طرف سے نظم میں ہی جواب ملا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ایک عورت کا ایک لڑکا تھا۔ اس نے شوہر کی وفات کے بعد دوسری شادی کر لی۔ اس عورت کا دعویٰ یہ تھا کہ لڑکے کی ولایت و سرپرستی میرے ذمہ ہے اس کی ساس نے قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں یہ دعویٰ دائر کر دیا کہ لڑکے کی ولی میں ہوں کیونکہ میں اس کے باپ کی ماں ہوں۔ ساس نے اپنا یہ مقدمہ نظم میں پیش کیا۔

(۱) اَبَا اُمَيَّةَ اَتَيْنَاكَ وَاَنْتَ الْمَرْءُ نَاتِيَهْ

(۲) اَتَاكَ اِبْنِىْ وَاُمَّاهُ وَكِلْتَانَا نُفَدِّيْهِ

تَزَوَّجْتِ فَهَاتِيَهْ وَلَا يَذْهَبُ بِكَ التِّيْهُ

(۳) فَلَوْ كُنْتِ تَأَيَّمْتِ لَمَا نَازَعْتِنِىْ فِيْهِ

(۴) اَلَا يَا اَيُّهَا الْقَاضِىْ هٰذِىْ قِصَّتِىْ فِيْهِ

''(۱،۲) اے ابوامیہ ہم آپ کے پاس انصاف حاصل کرنے آئے ہیں' میرا پوتا اور اس کی ماں تیرے پاس آئے ہیں۔ ہم دونوں اس پر فدا ہیں (۳) (بہو سے خطاب کر کے) جب تم نے دوسری شادی کر لی تو لڑکا مجھے دے دو زبردستی نہ

کرو۔ بیوہ ہو جانے کے بعد تم اس کے بارے میں مجھ سے کیوں جھگڑا کرتی ہو۔ (۴) قاضی سے خطاب کرتے ہوئے۔ قاضی صاحب ہم دونوں کا لڑکے کے بارے میں یہ قصہ اور مقدمہ ہے''۔

عرب کی زبان دانی اور شاعری کی داد دیجئے کہ بہو نے بھی ساس کے دعویٰ کا جواب نظم میں ہی دیا۔

اَلَا یَااَیُّهَا الْقَاضِیْ قَدْ قَالَتْ لَکَ الْجَدَّهْ
وَقَوْلًا فَاسْتَمِعْ مِنِّیْ وَلَا تُبْطِرْنِیْ رَدَّهْ
اَعِزِّی النَّفْسَ عَنْ اِبْنِیْ وَکَبِدِیْ حِمِلَتْ کَبِدَهْ
فَلَمَّا کَانَ فِیْ حُجْرِیْ یَتِمًا ضَائِعًا وَحُدَهْ
تَزَوَّجْتُ رَجَاءَ الْخَیْه مَنْ یَکْفِنِیْ فَقْدَهْ
وَمَنْ یُظْهِرُلِیْ وَدَّهْ وَمَنْ یَکْفُلُ لِیْ رِفْدَه

''قاضی صاحب! آپ نے دادی کا بیان سن لیا۔ جو کچھ اس نے کہا اب میری بات بھی سن لیجئے اور اس کو رد نہ کیجئے۔ میں اپنے دل کو اپنے لڑکے سے تقویت اور تسلی دیتی ہوں۔ میں نے ہمیشہ اس کو کلیجہ سے لگا کر رکھا ہے۔ مجھ بیوہ کی گود میں تنہائی کی وجہ سے اس یتیم کے ضائع ہو جانے کا خطرہ تھا سو میں نے اس کی بھلائی اور نگہداشت کی خاطر ایسے شخص سے شادی کر لی جو اس کو ضائع نہ ہونے دے اور اس کی کفالت کر سکے''۔

چونکہ ساس بہو دونوں نے نظم میں اپنا مقدمہ پیش کیا تھا۔ اس لیے قاضی صاحب نے بھی نظم میں ہی اس کا فیصلہ سنایا۔

قَدْفَهِمَ الْقَاضِیْ مَا قَدْ قُلْتُمَا وَقَضٰی بَیْنَکُمَا ثُمَّ فَصَلْ
بِقَضَاءٍ بَیِّنٍ بَیْنَکُمَا وَعَلَی الْقَاضِیْ جَهْدٌ اِنْ عَقَلْ
قَالَ لِلْجَدَّةِ بِیْنِیْ یَا الصَّبِیِّ وَخُذِیْ اِبْنَکِ مِنْ ذَابِ الْعِلَلْ

''تم دونوں نے جو کہا قاضی نے اسے اچھی طرح سمجھ لیا اور تم دونوں کے درمیان ایک فیصلہ کر دیا۔ فیصلہ بھی ظاہر' اگر قاضی سمجھ دار ہے تو اس پر کوشش کر کے حقیقت کا پتہ چلانا فرض ہے (سو میں نے حقیقت پالی ہے) پھر دادی سے کہا لڑکے اس حیلہ ساز سے لے کر الگ ہو جا' اگر وہ صبر کرتی اور نکاح نہ کرتی تو بچہ اس کے پاس رہتا''۔

(دیکھا آپ نے ایک قاضی میں جن اوصاف اور صلاحیتوں کی ضرورت ہے' اسے جس ذہانت وفطانت کا مالک ہونا چاہیے اور جو فضل وکمال اس میں پایا جانا چاہیے وہ تمام اوصاف وخصائص کس طرح حضرت قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں قدرت نے جمع کر دیے تھے۔ مترجم)

شعبی رحمۃ اللہ علیہ' شریح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ''یہ دو باتیں مجھ میں جمع نہیں ہوسکتیں کہ میں قاضی بھی ہوں اور گواہ بھی''۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے اردلی نے ایک شخص کو کوڑوں سے مارا' انہوں نے اس مضروب سے اسے کوڑے لگوائے۔

ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کو پانچ سو روپیہ انعام دیا۔ عمیر بن سعید کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شریح رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں تراویح کی نماز پڑھایا کریں۔ جابر بن زید کا بیان ہے کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ ہمارے یہاں بصرہ میں قریب قریب ایک سال تک قاضی رہے اس قلیل مدت میں انہوں نے ایسی بے مثل قضاءت کی کہ اس کے قبل اور مابعد کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

مکحول رحمۃ اللہ علیہ خود بھی بہت بڑے عالم اور فقیہہ تھے' ان کا بیان ہے کہ میں چھ مہینے تک شریح رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں معلومات حاصل کرنے کے لیے جاتا رہا۔ میں ان سے کچھ پوچھتا نہ تھا۔ ان کے فیصلے میری معلومات کے لیے کافی ہوتے تھے۔

قاسم کہتے ہیں کہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی مہر پر دو شیر نقش تھے۔ ان کے درمیان ایک درخت تھا' اسماعیل کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ اپنی عدالت میں فیصلے کرتے تھے اور وہ ریشمی یا سیاہ رنگ کے بالوں کی چادر اوڑھے ہوتے تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ پگڑی باندھتے تھے۔ عمامہ کا شملہ پیچھے چھوڑ دیتے تھے۔ نماز کی حالت میں آپ اپنی چادر سے ہاتھ باہر نہ نکالتے تھے۔ اپنی چادر پر سجدہ کر لیتے۔

فتن کے زمانے میں آپ کا معمول:

جابر بن عامر کہتے ہیں کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ اہل مقدمہ کے دلالوں کے سخت مخالف تھے' انہیں اپنی عدالت سے نکلوا دیتے اور لوگوں کو ان سے بچنے کی ہدایت کرتے تھے۔ وہ فتنہ وفساد کو سخت ناپسند کرتے تھے ان کی زندگی میں بڑے بڑے سیاسی انقلابات آئے۔ ہنگامے ہوئے۔ لیکن شریح رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب سے اپنا دامن بچائے رکھا۔ فتنوں سے بچنے میں وہ بڑے محتاط تھے۔ نہ کسی سے حالات پوچھتے تھے اور نہ خود کوئی رائے ظاہر کرتے تھے۔ بس اپنے کام سے کام رکھتے تھے۔ میمون کہتے ہیں کہ عبدالملک اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا ہنگامہ برسوں جاری رہا اور اسی فتنے کے زمانے میں شریح رحمۃ اللہ علیہ نو سال تک کوفے کے قاضی رہے اس دوران میں نہ آپ نے کسی سے کوئی خبر دریافت کی اور نہ خود کچھ کہا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ فتنوں سے بچے رہے۔ فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق وعنایت سے ہوا۔

عبادت وریاضت:

قضاء کی اہم ذمہ داریوں اور مشغولیتوں کے باوجود وہ عبادت وریاضت میں کافی وقت صرف کرتے۔ ان کے غلام ابوطلحہ کا بیان ہے کہ جب وہ صبح کی نماز پڑھ کر گھر واپس آتے تھے تو گھر کے دروازے بند کر کے قریب قریب آدھے دن تک عبادت ونوافل میں مشغول رہتے۔ جب احرام باندھ لیتے تو بالکل خاموش اور حد سے زیادہ محتاط رہتے۔ خیثمہ کہتے ہیں کہ جب ان سے پوچھا جاتا آپ نے کیسے صبح کی؟ آپ فرماتے اللہ کی نعمت کے ساتھ۔

حسن اخلاق کے پیکر:

قاسم اور ابواسحاق کا بیان ہے کہ آپ نہایت ہی خوش اخلاق اور منکسر مزاج تھے۔ سلام کرنے میں ہمیشہ خود سبقت کرتے۔ دوسرے کو پہلے سلام کرنے کا موقعہ ہی نہ دیتے۔ کوئی شخص سلام میں شریح رحمۃ اللہ علیہ پر سبقت نہیں کر سکتا تھا۔ عیسیٰ بن حارث کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ سبقت کرنے کی کوشش کرتا' مگر کبھی کامیاب نہیں ہوا۔ جب کوئی آ کر آپ کو السلام علیکم کہتا تو آپ اس کے جواب میں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے اور اگر کوئی رحمۃ اللہ بھی کہتا تو آپ اس کے جواب میں وبرکاتہ بڑھا دیتے۔ عیسیٰ بن حارث کہتے ہیں کہ اکثر راستے میں آمنا سامنا ہو جاتا۔ میں اس انتظار میں رہتا کہ اب سلام کروں۔ اب سلام کروں کہ اتنے میں وہ قریب پہنچ کر پہلے ہی السلام علیکم کہہ دیتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب بھی دو شخص آپس میں ملتے ہیں تو بخدا ان میں بہتر وہ شخص ہوتا ہے جو سلام میں پہل کرے۔ تمیم بن سلمہ کہتے ہیں کہ راستے میں آپ کی نظر ایک درہم پر پڑی آپ نے اس کو نہیں اٹھایا۔ یونہی پڑا رہنے دیا۔

سفیان بن ابراہیم کا بیان ہے کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اسود رحمۃ اللہ علیہ کو ایک اونٹنی تحفۃً بھیجی انہوں نے اس کے متعلق علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا انہوں نے کہا یہ تمہارے بھائی نے بھیجی ہے اسے قبول کرلو۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھتے تھے۔ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے شریح رحمۃ اللہ علیہ کو سیاہ چوغے میں نماز پڑھتے ہوئے اور جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک شخص کو ابن زیاد سے کچھ ضرورت تھی اس نے اس بارے میں شریح سے گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا کون شخص ہے جو ابن زیاد پر قدرت رکھتا ہو۔ ایک پرندہ بھی مجھ سے زیادہ ابن زیاد پر قدرت واثر رکھتا ہے (مطلب یہ کہ میں اس سے کوئی سفارش نہیں کرسکتا)۔

آپ کے پیدائشی طور پر داڑھی مونچھ نہ تھی۔ تنخواہ صرف پانچ سو درہم ماہوار پاتے تھے مجاہد کہتے ہیں آپ ہدیہ قبول کر لیتے تھے۔ مگر اسے اسی جیسا کوئی تحفہ لوٹا دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ بخیل و کنجوس بدی میں حد سے بڑھنے والا ہے اس سے بچو۔ عامر کہتے ہیں کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر والوں کو رات کے وقت دفن کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنے بیٹے عبداللہ کو رات کو دفن کیا' وہ اسی کو بہتر سمجھتے تھے۔

وفات:

آپ نے ایک سو سال سے زیادہ عمر پائی۔ ضعف پیری کی وجہ سے استعفاء دے دیا تھا۔ دم آخر وصیت کی کہ مجھے رات کو دفن کیا جائے' بغلی قبر کھودی جائے۔ کسی کو جنازے کی اطلاع نہ دی جائے۔ جنازے کے ساتھ نوحہ نہ کیا جائے جنازے کو آہستہ آہستہ لے جایا جائے۔ اور قبر پر چادر نہ ڈالی جائے۔

سنہ وفات میں اختلاف ہے۔ ۷۶ھ سے ۷۹ھ تک کسی سنہ میں انتقال فرمایا۔

صبی بن معبد رحمۃ اللہ علیہ:

صبی بن معبد جہنی ہیں' یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

قبیصہ بن جابر رحمۃ اللہ علیہ:

قبیصہ بن جابر کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن وہب بن مالک بن عمیرہ بن حذار بن مرہ بن الحارث بن سعد ابن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ یہ حضرت عمر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے جماجم سے پہلے وفات پائی۔ ثقہ ہیں' ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

اور یسار بن نمیر رحمۃ اللہ علیہ:

یسار بن نمیر رحمۃ اللہ علیہ ' یہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے خزانچی تھے۔ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اوران سے کوفیین روایت کرتے ہیں۔ ثقہ ہیں۔ بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

عفیف بن معدی کرب، حصین بن حدیر اور قیس بن مروان رحمۃ اللہ علیہم:

عفیف بن معدی کرب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم مدینے میں آئے ہمارے سامنے سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرے' ان کے ہاتھ میں درہ تھا' اس کے بعد طویل قصہ ہے۔ حصین بن حدیر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

قیس بن مروان رحمۃ اللہ علیہ جعفی ہیں جن سے خیثمہ بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں اور قیس حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور کہا: اے امیر المومنین! میں نے ایک ایسے شخص کو چھوڑ دیا جو مجھے قرآن سے غافل کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ قیس ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جزیرے میں خروج کیا تھا۔ وہ بڑا شریف اور کریم تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حامی تھا۔

یسیر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

سکونی بنی ہند میں سے۔ حضرت عمر اور سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ یہ یسیر بن عمرو حجاج کے زمانے میں عریف تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو اس وقت میں دس سال کا تھا۔ انہوں نے حجاج کی ولایت میں جماجم سے قبل وفات پائی ثقہ ہیں اور کئی احادیث کے راوی ہیں۔

عبایہ بن رداد رحمۃ اللہ علیہ:

عبایہ بن ردّاد رحمۃ اللہ علیہ ان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ "سورۂ فاتحہ یعنی الحمد شریف کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اور کوئی آیت اس کے ساتھ" ایک شخص نے اس سے کہا: اگر تو امام کے پیچھے ہو (تو پھر کیا کرے؟) کہا تو ایسی صورت میں تو اپنے نفس میں پڑھ لے۔

خرشتہ بن الحر رحمۃ اللہ علیہ:

حرشتہ بن الحرؒ۔ ابن قیس بن حصین بن حذیفہ بن بدر الفرازی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' نیز حضرت حذیفہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما سے بھی۔

حنظلہ الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوعلی بن حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

بشر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

بشر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ۔ رمضان سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حصین بن سبرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

حصین بن سبرۃ رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورۂ یوسف پڑھی۔

سیار بن معرور رحمۃ اللہ علیہ:

سیار بن معرور کو ابن معرور بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''یہ مسجد وہ ہے جس کی بنیاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔

حسان بن المخارق رحمۃ اللہ علیہ:

حسان بن المخارق رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابوقرۃ الکندی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوقرۃ الکندی رحمۃ اللہ علیہ کوفے کے قاضی تھے۔ ان کا نام فلان بن سلمۃ ہے۔ یہ حضرت عمرؓ حضرت سلمان اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ مشہور و معروف تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

عمرو بن ابی قرہ رحمۃ اللہ علیہ:

عمرو بن ابی قرۃ کندی ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا مکتوب آیا کہ لوگوں کا عجیب حال ہے کہ لوگ بیت المال سے مال تو لے لیتے ہیں تا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ پھر اس کے خلاف کرتے ہیں۔ جہاد نہیں کرتے۔

معقل بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ:

معقل بن ابی بکر ہلالی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

کثیر بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ:

کثیر بن شہاب ابن الحصین ذی الغصہ' اس نام سے ان کو اس لیے موسوم کیا گیا کہ ان میں غصہ تھا۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن زید ابن شداد بن قنان بن سلمہ بن وہب بن عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث ابن کعب مذحج ہے۔ ان کے باپ شہاب بن الحصین تھے۔ انہوں نے اپنے باپ حصین کے قاتل کو ایک جنگ میں قتل کیا تھا۔ کثیر بن شہاب کوفے میں مذحج کے سردار تھے۔ بڑے بخیل تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رے کا حاکم بنا دیا تھا۔ ان کے بیٹے محمد بن زہرہ ہیں جو ماسبذان میں آباد ہو گئے تھے۔ اور اسی کے والی بھی ہوئے۔

مسعود ابن حراش اور ان کے بھائی ربیع ابن حراش رحمۃ اللہ علیہما:

مسعود بن حراش بھائی ہیں ربعی بن حراش کے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کم روایت کرتے تھے۔ ربیع بن حراش رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ بھائی ہے مسعود بن حراش رحمۃ اللہ علیہ کا۔ یہ وہ ہے جس نے موت کے بعد کلام کیا۔ اور ربعی بن حراش رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے مر گیا۔

عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں کہ ربعی بن حراش سے کہا گیا' تیرا بھائی مرگیا ہے۔ یہ فوراً پہنچا۔ اپنے بھائی کے سرہانے بیٹھ گیا اس کے لیے دعا کی۔ مغفرت مانگی پھر اس کا چہرہ کھولا اور کہا: السلام علیکم' میں بھی تیرے بعد اپنے رب سے ملنے والا ہوں۔ تو شاداں وفرحاں اپنے رب سے ملے گا۔ جو تجھ پر غضبناک نہ ہوگا۔ میں بھی اپنے رب سے شاداں وفرحاں ملوں گا۔ میرا رب مجھ پر غضبناک نہ ہوگا۔ اور مجھے ریشمی لباس پہنائے گا۔ میں نے موت کو بہت آسان پایا ہے۔ بخلاف تم لوگوں کے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ میں اپنے رب سے سرخرو ہو کر ملوں گا۔

عبدالملک بن عمیر' ربعی بن حراش سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بھائی ربیع شدید مرض میں مبتلا ہوا' اس سے وہ بہت بے چین ہوا۔ کہتے ہیں کہ میں کسی ضرورت کے لیے اس کے پاس سے چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد لوٹ کر آیا تو پوچھا کیا حال ہے میرے بھائی کا؟ لوگوں نے بتلایا کہ تیرا بھائی تو مرگیا۔ میں نے کہا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)۔

حارث بن لقیط رحمۃ اللہ علیہ:

حارث بن لقیط نخعی ہیں اور وہ ابوحنش ہیں جس سے ابونعیم روایت کرتے ہیں۔ حارث بن لقیط جنگِ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حنش بن الحارث کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو اور بعض ان لوگوں کو جو جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے' دیکھا ہے وہ اپنی داڑھیاں رنگتے تھے۔ اور یہ بھی کہا کہ وہ طیاسی لباس پہنتے تھے' نیز یہ کہ میں نے اپنے باپ کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی دیکھی ہے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

سلیک بن مسحل رحمۃ اللہ علیہ:

سلیک بن مسحل۔ عبسی ہیں۔ نبیذ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔ بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

زیاد بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ:

زیاد بن عیاض۔ اشعری ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ عامر زیاد بن عیاض سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں مقام جابیہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔ میں آپ کی قرأت نہ سن سکا۔ اس سے آگے طویل حدیث ہے۔

اگلی روایت ہے کہ زیاد بن عیاض نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی اس میں ہمارے ساتھ انہوں نے کچھ بھی نہیں پڑھا۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! آپ نے قرأت نہیں کی۔

عیاض الاشعری رحمۃ اللہ علیہ:

عیاض الاشعریؒ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ یتیموں' بیواؤں اور غلاموں کو کھانا ہم پہنچایا کرتے تھے۔ یہ

بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

شبیل بن عوف رحمۃ اللہ علیہ:

شبیل بن عوف بجیلہ کے احمسی ہیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں صدقہ کا حکم دیا۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم اپنے گھوڑوں اور غلاموں پر دس دس خرچ کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو کیا میں تمہاری اس انفرادی خیرات کو اجتماعی رنگ نہ دوں۔ پھر حکم دیا کہ ہمارے غلاموں کے لیے دو دو جریبیں ہیں۔

ابن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے شبیل بن عوف کو یہ کہتے سنا ہے "میں نے حصول دنیا کے لیے اپنی جوتی کبھی نہیں گھسائی۔ میں کبھی ایسی مجلس میں نہیں بیٹھا جس کی مجھے کوئی حاجت نہ ہو۔ میں جنازے کے انتظار میں رہا اور میں نے کبھی کسی شخص کو برا نہیں کہا"۔

محمد سعد کہتے ہیں حدیث میں شبل آیا ہے اور شبیل شبلی کی تصغیر ہے۔ ثقہ ہیں۔ بہت کم روایت کرتے ہیں۔

سعید بن ذی لعوۃ رحمۃ اللہ علیہ:

سعید بن ذی لعوۃ۔ اصغر۔ وہ ابوکرب بن زید بن سعید بن الحضیب بن ذی لعوۃ الاکبر ہیں۔ اور وہ عامر بن مالک بن معاویہ بن دودان بن بکیل بن جشم ابن خیران بن ترف بن ہمدان ہیں۔ سعید بن ذی لعوۃ۔ اور ان کے بھائی داؤد بن سعید دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عامر کہتے ہیں میں سعید بن ذی لعوۃ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے لیے جمع شدہ پانی میں طائف کی خشک کھجوریں بھگو دیتے تھے پھر اس سے دو مشکیں بھر لیتے' جب صبح ہوتی تو اسے پیتے۔ حدیث میں طویل قصہ ہے۔

ریاح بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ریاح بن الحارث نخعی ہیں۔ حضرت عمرؓ' حضرت عمار بن یاسرؓ' حضرت سعید بن زید بن عمرو ابن نفیل رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ نخعی کا بیان ہے کہ ریاح بن الحارث کو میں نے یہ کہتے سنا کہ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ فیصلہ کیا کرتے تھے ان لوگوں کے درمیان جو اسلام اور بعثت نبویؐ سے پہلے آپس میں ایک دوسرے کو گالی دیا کرتے تھے۔ نیز یہ کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص میرے اہل بیت سے کسی کو کسی عرب کے قبیلے میں غلام دیکھے تو اسے ایک غلام کے بدلے میں دو غلام اور ایک لونڈی کے بدلے میں دو لونڈیاں فدیہ دے کر چھڑا لے۔

عبداللہ بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن شہاب خولانی ہیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ خیثمہ بن عبدالرحمٰن' عبداللہ بن شہاب خولانی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: "میں اس بات پر گواہ ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص اور اس کی بیوی آئے اس کی بیوی خلع (شوہر سے علیحدگی) چاہتی تھی آپ نے اسے اس کی اجازت دی اور کہا کہ میں تجھے تیرے مالک سے آزاد کرتا ہوں۔

حسان بن فائد رحمۃ اللہ علیہ:

حسان بن فائد عبسی ہیں۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ”مردوں میں بزدلی اور بہادری دو فطری جذبے ہیں“ یہ بہت کم روایت کرتے تھے۔ان سے ابو اسحاق سبیعی روایت کرتے ہیں۔

بکیر بن فائد، حمیل ابو جروہ اور نباتۃ الجعفی رحمۃ اللہ علیہم:

یہ حسان بن فائد کے بھائی ہیں۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے صلام بن صالح نباتۃ الجعفی بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حمیل ابو جروہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو جریر البجلی' سلامۃ اور ہانی بن حزام رحمۃ اللہ علیہم:

ابو جریر البجلی حضرت عمر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک اعرابی ملا' اس کے ساتھ ایک ہرن تھا' میں نے اس کو قتل کر دیا اور اس کو ذبح کر لیا۔ میں نے اس کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ آپ نے فرمایا دو گواہ لاؤ تا کہ میں تمہارا فیصلہ کروں۔ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہما کو لے آیا۔ فیصلہ ہوا کہ میں ایک بکرا دوں۔

سلامۃ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے ایک صاحب حوض کو مارا اور کہا: کہ ایک حوض مردوں کے لیے بنا اور ایک عورتوں کے لیے۔

ہانی بن حزام حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت کے ساتھ ایک غیر مرد کو پایا۔ میں نے ان دونوں کو قتل کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عامل کو صاف طور پر لکھا کہ اس سے قصاص لیا جائے۔ اور در پردہ لکھا کہ وہ دیت لے لے۔

عبداللہ بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن مالک ازدی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مغرب کی تین رکعتیں اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں۔

مسلمہ بن قحیف رحمۃ اللہ علیہ:

مسلمہ بن قحیف بکر بن وائل سے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا' انہوں نے چند لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا جب تم چاشت کی نماز پڑھا کرو تو ذرا زیادہ دن چڑھے پڑھا کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے بندو! چاشت کی نماز پڑھا کرو۔

بشر بن قحیف رحمۃ اللہ علیہ:

بشر بن قحیف۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں آپ کے پاس آیا۔ آپ کھانا کھا رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! میں آپ سے بیعت کرنے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے میرے کسی

امیر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں کی ہے۔ فرمایا: جب تو نے میرے امیر کے ہاتھ پر بیعت کی تو گویا میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان کی دوسری روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کہا میں اپنی خوشی یا ناگواری دونوں حالتوں میں آپ کی اطاعت کی بیعت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: بلکہ یوں کہو کہ میں اپنی استطاعت کے مطابق آپ کی اطاعت کروں گا۔

نہیک بن عبداللہ' مدرک بن عوف اور اسیم بن حصین رحمۃ اللہ علیہم:

نہیک بن عبداللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرفات سے واپس ہوئے' وہ بھی تھے اور اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ بھی۔ آپ نے ایک پھیرے سے زیادہ نہیں کیا یہاں تک کہ منیٰ میں آ گئے۔ مدرک بن عوف بجیلہ احمسی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''عقلمند وہ ہیں جو رات کے پہلے حصے میں ہی وتر پڑھ لیتے ہیں (کہ شاید رات کے آخری حصے میں آنکھ نہ کھلے) اور عبادت میں مضبوط وہ لوگ ہیں جو وتر رات کے آخری حصے میں پڑھتے ہیں اور یہی افضل ہے''۔ اسیم بن حصین عبسی ہیں۔ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔

ابوالملیح رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالملیح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''اس شخص کا اسلام نہیں جو نماز نہیں پڑھتا'' پوچھا گیا کہ کیا یہ آپ نے منبر پر کہا: کہا ہاں منبر پر کہا۔

دحیہ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

دحیہ بن عمرو' حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا میں نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ آپ نے جواب دیا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَاتِهٖ یا یہ فرمایا: وَمَغْفِرَتِهٖ۔

ہلال بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ہلال بن عبداللہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صفا و مروہ کے درمیان طواف کرتے دیکھا ہے۔ جب آپ بطن مسیل پر آئے تو جلدی کی۔

حملہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

حملہ بن عبدالرحمٰن بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

اسق رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں آپ کا مملوک تھا اور نصرانی تھا آپ مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے اور کہتے کہ اگر تو اسلام قبول کر لے تو میں اپنی امانت میں تیری مدد کروں میرے لیے یہ جائز نہیں کہ میں

مسلمانوں کی امانت میں اس کی مدد کروں جوان کے دین پر نہیں۔ میں انکار کر دیتا۔ آپ فرماتے۔ اچھا تیری مرضی ''دین میں کوئی جبر وسختی نہیں'' جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے مجھے آزاد کر دیا اور میں نصرانی ہی رہا۔ فرمایا: جہاں تیری خوشی ہو جا۔ میری طرف سے تو آزاد ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے شریک سے پوچھا کہ ہلال نے اسحق سے سنا ہے؟ کہا ہاں۔ دعویٰ تو وہ یہی کرتا ہے۔

ربیع بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن انس بن دیان اور وہ یزید بن قطن بن زیاد بن الحارث بن مالک بن ربیعہ بن کعب بن الحارث بن کعب قبیلہ مذحج سے۔

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کوئی ایسا شخص بتلاؤ کہ جو امیر قوم ہو مگر وہ اس طرح رہتا ہو کہ گویا وہ امیر نہیں اور جب وہ ان میں ہو اور وہ امیر نہ ہو تو ایسا معلوم ہو کہ گویا وہ امیر ہے۔ لوگوں نے کہا ایسا شخص تو ہمارے علم میں ربیع بن زیاد بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اور کوئی نہیں وہ بہت ہی متواضع اور بہت ہی نیک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خراسان کے گورنر ہو گئے تھے۔ ان کا ایک بھائی تھا جس کو مہاجر بن زیاد کہا جاتا تھا۔ وہ بھی صالح تھا۔ تستر کے معرکے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی زیر کمان قتل کیا گیا۔ اس کی شان میں ایک شاعر کہتا ہے ۔

وَيَوْمَ قَامَ اَبُوْمُوْسٰى بِخُطْبَتِهٖ رَاحَ الْمُهَاجِرُنِيْ فِيْ حَلِّ بَاجْمَالِيْ
فَاالْبَيْتُ بَيْتُ بَنِي الدَّيَّانَ نَعْرِفُهٗ فِيْ آلِ مَذْحِجْ مِثْلُ الْجَوَاهِرُ الْعَالِيْ

''اور اس دن جب کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ مہاجر خوش بخت وکامران ہوا اجمال کے کھولنے سے یعنی اللہ کی راہ میں شہید ہو کر آل مذحج میں اگر کسی جوہر قابل اور نیک لوگوں کا گھر ہے تو وہ بنی دیان کا گھر ہے یعنی ربیع بن زیاد اور مہاجر بن زیاد کا''۔

تستر کے معرکے میں مہاجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عزم کر لیا تھا کہ میں نے اپنا نفس اللہ کی راہ میں بیچ دیا ہے۔ اس روز سے وہ روزے سے تھے۔ اس کا بھائی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس کے اس عزم اور روزہ دار ہونے کی خبر دی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حکم دیتا ہوں کہ جو روزہ دار ہو وہ روزہ افطار کر لے' سو مہاجر رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ افطار کر لیا۔ پھر میدانِ جہاد کو روانہ ہو گیا اور شہید ہوا۔ ابن بریدہ کی روایت ہے۔ وہ ربیع بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کا وصف یوں بیان کرتے ہیں۔ وہ بڑے ہلکے پھلکے یعنی دبلے پتلے آدمی تھے۔

سوید بن مثعبہ رحمۃ اللہ علیہ:

سوید بن مثعبہ یربوعی ہیں۔ بنی تمیم میں سے اور یہ کوفے کے کاتبوں میں سے ایک کاتب تھے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایام میں انہوں نے بڑی عمر پائی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہیں کرتے' عابد اور مجتہد تھے۔

ابوحبان تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں سوید بن مثعبہ کے پاس گیا۔ وہ کپڑا اوڑھے ہوئے تھے۔ میں نے ان کی عورت کو کہتے سنا۔ میں آپ پر فدا ہوں یہ آپ کا کیا حال ہے کہ نہ آپ کھاتے پیتے ہیں' نہ کوئی بچھونا بچھاتے ہیں' میں نے دیکھا کہ وہ گردن جھکائے بیٹھے ہیں' جب مجھے دیکھا تو کہا: بھتیجے! میں اسی حالت میں ہوں۔ میری پیٹھ زمین سے نہیں لگی۔ میں اس بات کو

بھی پسند نہیں کرتا کہ اپنے ناخن کٹواؤں۔

معضد بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

معضد بن یزید۔ عجلی کنیت ابوزیاد ہے۔ یہ بھی بڑے عابد وزاہد تھے۔ بڑی بڑی محنتیں ومشقتیں برداشت کرتے' لذات دنیوی سے کنارہ کش رہتے تھے۔ یہ اور دوسرے اصحاب عبداللہ پہاڑوں اور صحراؤں میں نکل جاتے اور عبادتیں وریاضتیں کرتے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور ان کو اس طرح عبادت وریاضت سے روکا۔ انہوں نے خلافت' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں آذربائیجان میں جہاد کیا اور اسی میں شہید ہوئے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ معضد کہا کرتے تھے۔ یعنی نماز میں یوں دعا مانگا کرتے تھے مجھے نیند سے شفا دے تاکہ میں تھوڑا سویا کروں اور جاگا زیادہ کروں۔ اس کے بعد انہوں نے سوتے ہوئے کوئی خواب نہیں دیکھا' یہ سجدے میں ہی سو جاتے تھے' پھر اٹھ بیٹھتے تھوڑی دیر ٹہلتے اور کہتے اے اللہ! مجھے نیند سے نجات دے۔ یہ ثقہ راوی تھے۔ بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

قیس بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

قیس بن یزید ان کے بھائی ہیں۔ یہ اطراف شہر میں تجارتی کاروبار کرتے تھے۔ معضد کہتے تھے قیس مجھ سے بہتر ہے۔ وہ تجارتی کاروبار بھی کرتا ہے اور مجھ پر بھی خرچ کرتا ہے۔

اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

ابتدائی تعارف:

حضرت اویس قرنی تابعین میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔ ہم ان کو سید التابعین اور خیر التابعین کہہ سکتے ہیں۔ عشق رسول اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زندگی کا طرۂ امتیاز ہے۔ اور ان کی پوری زندگی دردوسوز اور صدق واخلاص کا دل آویز پیکر تھی۔ اللہ ان کی قبر کو پرنور کرے اور ان پر اپنی رحمت نازل کرے۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ یمنی تھے اور قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے تھے اور ان کو بارگاہِ رسالت سے غائبانہ ''خیر التابعین'' کا لقب عطا ہوا تھا۔ یہ سند بہت بڑی اور لائق صد ستائش ہے۔ نسب نامہ یہ ہے: اویس بن عامر بن خبزو بن مالک ابن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن دودان بن ناجیہ بن مراد بن مالک مذحجی۔

پہلی شناخت کا واقعہ:

اس اللہ کے بندے اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ہستی کو اس طرح اللہ کی راہ میں فنا کر دیا تھا کہ اصطلاح صوفیہ کے مطابق وہ صحیح معنوں میں فنافی اللہ کا نمونہ اور راشد حباللہ کی زندہ تصویر بن گئے تھے۔ اگرچہ اپنی ذات کی نفی اسلامی نظریہ حیات کے خلاف ہے' لیکن عشق ومحبت اور جذب وشوق کے پیکروں کو عقل ومنطق کی ترازو میں نہیں تولا جاسکتا۔ اسلام کا نظریہ اپنی جگہ برحق اور عاشقانِ رسول کا معاملہ اپنی جگہ اہم۔ اب اربابِ عقل وخرد اس کا توازن ڈھونڈتے پھریں' حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے تو فنافی اللہ کا وہ نمونہ دکھایا ہے

جس کو دیکھ کر نفس و شیطان پر موت طاری ہو جاتی اور عقل انسانی جھوم جھوم جاتی ہے۔ ان کا نام آتے ہی میرے جذبات عقیدت بے قابو ہوئے جا رہے ہیں۔

اسیر بن جابر کہتے ہیں کہ کوفے میں ایک محدث تھا' ہم اس سے درس حدیث لیا کرتے تھے جب درس و وعظ ختم ہو جاتا تو ہم متفرق ہو جاتے مگر ایک مختصر سا گروہ وہیں رہ جاتا' ان میں ایک ایسا شخص تھا کہ وہ ایسے ایسے اسرار و رموز اور حکمت و دانش کی باتیں کرتا جن کو ہم سمجھ نہیں سکتے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟ جو ہمارے ساتھ درس میں شریک ہوتا ہے اور ایسی ایسی باتیں کرتا ہے ان میں سے ایک شخص نے کہا ہاں۔ میں اس کو جانتا پہچانتا ہوں۔ وہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس سے مجھے ان کی قدر و منزلت کا احساس اور ان کی زیارت کا شوق ہوا اور میں اس کو ہمراہ لے کر ان کے حجرے پر پہنچا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ باہر تشریف لائے میں نے ان سے کہا: بھائی! آپ ہم سے کیوں چھپتے اور کنارہ کش رہتے ہیں؟ فرمایا میں ننگا ہوں اس لیے آپ لوگوں سے چھپتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ ان کے اصحاب ان کا مذاق اڑاتے اور ایذائیں دیتے تھے۔ میں نے کہا یہ لیجئے چادر اس کو اوڑھ لیجئے۔ انہوں نے واپس کر دی۔ میں نے اصرار کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر میں آپ کی چادر لے کر اوڑھ لوں اور میرے ہم قوم مجھے دیکھ لیں تو کہیں گے اس ریا کار کو دیکھو ایک آدمی کے ساتھ لگ گیا۔ اور دھوکہ دے کر اس کی چادر لے لی۔ لیکن میں نے اصرار کر کے ان کو چادر دے ہی دی۔ اور کہا ہمارے ساتھ چلو۔ دیکھیں وہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ وہ چادر اوڑھ کر ہمارے ساتھ ہو لیے' جیسے ہی ایک مجمع کے سامنے سے گزرے تو لوگوں نے کہا ذرا اس ریا کار کو دیکھو کہ اس شخص کو چمٹا رہا اور اس کی چادر لے لی۔

یہ الفاظ سن کر میں نے ان لوگوں سے کہا تم لوگوں کو شرم نہیں آتی تم اسے ہر حالت میں تمسخر و استہزاء کا نشانہ بناتے ہو۔ آخر تم اس اللہ کے بندے سے چاہتے کیا ہو؟ اس کو کیوں ایذا دیتے ہو؟ جب وہ ننگے ہوتے ہیں تب بھی مذاق اڑاتے ہو' اور جب چادر اوڑھ لیتے ہیں تب بھی ریا کاری کا الزام لگاتے ہو۔ میں نے ان کو اسی طرح بہت ڈانٹا اور ان کو برا بھلا کہا کہ انہوں نے چادر لینے سے انکار کر دیا تھا۔ میں نے خود باصرار ان کو چادر دی ہے تو تم ان کو ریا کار ٹھہرا رہے ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے غائبانہ تعارف:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ایک علامت بتلا دی تھی۔ کہ خیر التابعین رحمۃ اللہ علیہ قبیلہ مراد کا ایک شخص ہے اس کا نام اویس ہے۔ وہ تمہارے پاس یمن کی امداد میں آئے گا۔ اس کے جسم پر برص کے داغ ہیں۔ سب مٹ چکے ہیں صرف ایک درہم کے برابر باقی ہے۔ اس کی ماں ہے جس کی وہ خدمت کرتا ہے۔ جب وہ خدا کی قسم کھاتا ہے تو اس کو پوری کرتا ہے۔ اگر تم اس کی دعائے مغفرت حاصل کر سکو تو حاصل کرنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آپ سے دُعا کروانا:

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ برابر اس کی تلاش میں رہے۔ جب یمن سے فوجی مدد آئی تو آپ تلاش کرتے کرتے اویس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے۔ پوچھا آپ ہی اویس بن عامر ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں جب سب حالات ان سے

پوچھ لیے اور ایک ایک علامت ان میں دیکھ لی تو فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمہارے پاس اہل یمن کی مدد کے ساتھ قبیلہ مراد اور قرن کا ایک شخص اویس بن عامر آئے گا اس لیے آپ میرے لیے دعا فرمائیے۔ یہ سن کر حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لیے دعا کی۔

پھر آپ نے ان سے پوچھا اب آپ کا کہاں کا قصد ہے؟ عرض کیا کوفے کا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ کے متعلق وہاں کے عامل کو لکھے دیتا ہوں۔ حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں مجھے عوام کے زمرے میں رہنا ہی زیادہ پسند ہے۔

اس واقعہ کے دوسرے سال کوفہ کا ایک معزز شخص حج کے لیے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے اویس رحمۃ اللہ علیہ کا حال پوچھا' اس نے کہا وہ نہایت تنگ دستی اور خستہ حال میں ایک جھونپڑے میں رہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے اویس رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد بیان کیا چنانچہ یہ شخص بھی واپس جا کر اویس رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور دعائے مغفرت کا طالب ہوا' آپ نے فرمایا: تم ابھی ابھی تازہ اور ایک مقدس سفر سے واپس آ رہے ہو۔ تم ابھی اپنے گھر بھی نہیں گئے اس لیے تم میرے لیے دعا کرو۔ پھر پوچھا تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے تھے؟ اس نے کہا ہاں' اس کے بعد آپ نے اس کے لیے دعا کی۔

اسیر بن جابر کہتے ہیں کہ میں ایک بار ان سے ملنے گیا اور عرض کیا کہ آپ کا عجیب حال ہے جس کو ہم سمجھ نہیں سکتے۔ آپ ہم سے روپوش رہتے ہیں۔ فرمایا: آپ لوگوں کا بھی میرے ساتھ عجیب معاملہ ہے۔ آپ میرے پیچھے پیچھے کیوں چلتے ہیں۔ میں ایک ضعیف انسان ہوں میری بہت سی ضروریات ہیں آپ کی وجہ سے میں ان کو پورا نہیں کر سکتا۔ انسان کے لیے بس اپنا عمل ہی کافی ہے۔

جنگِ صفین میں شہادت:

جب سے آپ کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہوئی تھی اور آپ کی عظمت وشان کا پتہ چلا تھا اس وقت سے آپ ایسے روپوش ہوئے کہ بس جنگ صفین میں ہی لوگوں نے ان کو دیکھا۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا بیان ہے کہ اہل شام میں سے ایک شخص نے پکارا۔ کہا تم میں کوئی شخص اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''اویس قرنی خیر التابعین میں سے ہے'' پھر اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور لشکر میں داخل ہو گیا۔

سلام بن مسکین کہتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے: ''میرا دوست اس امت میں اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہے''۔

اسیر بن جابر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اویس رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ میرے لیے دعائے مغفرت کریں' کہا میں آپ کے لیے دعائے مغفرت کر سکتا ہوں۔ آپ تو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں (مجھے تو صحابیت کا درجہ حاصل نہیں ہوا) انہوں نے کہا: کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''خیر التابعین ایک شخص ہے۔ اس کو اویس رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا ہے''۔

محمد کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اگر کوئی شخص ان سے ملے تو ان سے میری مغفرت کی دعا کے لیے کہے۔ اسیر بن جابر سے ایک یہ بھی روایت ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں گزر چکی۔

زہد وتقویٰ:

آپ کے زہد کا یہ عالم تھا کہ گھر بار لباس اور کھانے پینے وغیرہ جملہ علائق دنیوی سے ہمیشہ آزاد رہے۔ ایک نہایت بوسیدہ اور شکستہ مکان میں رہتے تھے۔ لباس میں ایک اون کی چادر اور ایک اون کا ازار ہوتا تھا۔ کبھی وہ بھی میسر نہ آتا تھا۔ لوگ ننگے بدن دیکھ کر چادر اور لباس دے دیا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے: ''خدایا! میں تجھ سے بھوکے جگر اور ننگے بدن کی معذرت چاہتا ہوں۔ لباس جو میرے جسم پر اور غذا جو میرے پیٹ میں ہے اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے''۔

قبیلہ مراد کا ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فرمایا: وَعَلَیْکُمْ پوچھا۔ اے اویس رحمۃ اللہ علیہ آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: الحمدللہ میں بخیر ہوں۔ پوچھا زمانہ آپ پر کیسا گزر رہا ہے؟ فرمایا تم ایسے شخص کا اور زمانے کا کیا حال پوچھتے ہو جس کا یہ حال ہو کہ اگر شام ہو تو اسے صبح تک کی اُمید نہ ہو اور اگر صبح کرے تو شام تک کی اُمید نہ ہو۔ (جو یوں زندگی گزار رہا ہو اس کا کیا حال پوچھتے ہو) میرے بھائی! موت کسی بندۂ مومن کو خوش نہیں رہنے دیتی۔ خدا کے عرفان نے مومن کے لیے چاندی سونے کی کوئی قیمت باقی نہیں رکھی۔ مرادی بھائی! خدا کے کاموں میں مومن کے فرض کی ادائیگی نے ان کا کوئی دوست باقی نہیں چھوڑا ہے۔ خدا کی قسم چونکہ ہم لوگ لوگوں کو اچھے کاموں کی تلقین کرتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں اس لیے انہوں نے ہم کو اپنا دشمن سمجھ لیا ہے۔ اور اس میں ان کو فاسق مددگار مل گئے ہیں جو ہم پر تہمتیں رکھتے ہیں لیکن خدا کی قسم ان کا یہ رویہ مجھ کو حق بات کہنے سے باز نہیں رکھ سکتا (دنیا والوں کا اہل حق کے ساتھ یہ رویہ ہمیشہ رہا ہے اور آج بھی یہی حال ہے۔ دنیا پرستوں نے اہل حق کا جینا مشکل بنا رکھا ہے)۔

ہرم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

ابن حبان کہتے ہیں کہ میں اویس قرنی کی زیارت کے شوق میں کوفہ گیا اور ان کو تلاش کرتے کرتے فرات کے کنارے پر جا پہنچا۔ دیکھا ایک شخص تنہا بیٹھا نصف النہار کے وقت کنارے پر وضو کر رہا ہے اور کپڑے دھو رہا ہے۔ میں اویس رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف اور علامتیں سن چکا تھا۔ پہچان گیا کہ بس یہ وہی ہیں۔ وہ فربہ اندام تھے۔ رنگ گندم گوں تھا۔ بدن پر بال زیادہ تھے۔ سر منڈا ہوا تھا داڑھی گھنی تھی۔ بدن پر ایک صوف کا ازار اور صوف کی ایک چادر تھی چہرہ بہت بڑا اور مہیب تھا۔ قریب پہنچ کر میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور میری طرف دیکھ کر کہا خدا تم کو زندہ رکھے۔ میں نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ انہوں نے مصافحہ کرنے سے انکار کر دیا اور پھر کہا: خدا تم کو زندہ رکھے۔ میں نے کہا اویس! اللہ آپ پر اپنی رحمت نازل کرے اور آپ کی مغفرت کرے۔ یہ آپ کا کیا حال ہے؟ ان کی ظاہری خستہ حالت دیکھ کر میرے آنسو نکل پڑے۔ مجھے روتا دیکھ کر وہ بھی رونے لگے اور مجھ سے فرمایا: ہرم بن حبان! خدا تم پر رحم کرے۔ میرے بھائی تم کیسے ہو؟ تم کو میرا پتہ کس نے بتایا؟ میں نے کہا خدا نے اس جواب پر انہوں نے فرمایا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلاً۔ ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پاک ذات ہے ہمارا رب۔ ہمارے رب کا وعدہ سچا اور پورا ہونے والا ہے۔

میں نے درخواست کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنایئے۔ فرمایا میں نے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور نہ میں آپ کی صحبت سے بہرہ ور ہوا۔ البتہ آپ کے دیکھنے والوں کو دیکھا ہے۔ تم لوگوں کی طرح مجھے بھی کچھ حدیثیں پہنچی ہیں۔ لیکن میں اپنے

لیے یہ دروازہ کھولنا نہیں چاہتا کہ محدث' یا قاضی یا مفتی کہلاؤں۔ مجھے خود اپنے نفس کے بہت کام ہیں۔ میں نے کہا تو کچھ قرآن میں سے ہی سنایئے؟ یہ سن کر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور رونے لگے اور

﴿ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. حٰمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ. اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴾

تلاوت کی' جب هُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ تک پہنچے تو چیخ مار کر رونے لگے اور غشی طاری ہوگئی۔ افاقہ ہوا تو فرمایا: مجھے تنہا رہنا ہی پسند ہے۔ آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں۔

عبدة بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ:

عبدة بن ہلال ثقفی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں ان کا روزہ تڑوایا تھا۔ آپ خود کہتے ہیں مجھ پر کوئی رات نیند کے ساتھ نہیں گزری اور کوئی دن روزے کے بغیر نہیں گزرا۔ یعنی ہمیشہ رات کو قیام کرتے اور دن کو روزہ رکھتے۔ اللہ ان پر اپنی رحمت نازل کرے۔

ابو غدیرة الضبی رحمۃ اللہ علیہ:

ابو غدیرة الضبی۔ ان کا نام عبد الرحمٰن بن خصفہ ہے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بنی ضبہ کے ایک وفد میں آئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی ضرورتیں پوری کیں۔

سعد بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

سعد بن مالک عبسی ہیں۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حلام بن صالح عبسی روایت کرتے ہیں۔

حبیب بن صہبان رحمۃ اللہ علیہ:

حبیب بن صہبان۔ اسدی ہیں' ان کی کنیت ابو مالک ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت روایت کرتے ہیں۔ مشہور ثقہ راوی ہیں۔ قلیل الروایت ہیں۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا وہ طبقہ جو حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہے۔

حارث بن سوید رحمۃ اللہ علیہ:

یہ تیمی ہیں۔ حضرت علی' حضرت عبد اللہ بن مسعود' حضرت حذیفہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی کنیت ابو عائشہ ہے۔ عبد اللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے آخری ایام میں انہوں نے کوفے میں وفات پائی۔ ثقہ ہیں ان سے بہت سی روایتیں ہیں۔

حارث بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

مذحج کے جعفی ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ خیثمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ

اشعری رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز پڑھی۔ حالانکہ پہلے ان کی نماز پڑھائی جا چکی تھی۔

حارث الاعور رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن کعب بن اسد بن خالد بن حوث۔ نام عبداللہ ابن سبع بن صعب بن معاویہ بن کثیر بن مالک بن جشم بن حاشد بن خیران بن نوف بن ہمدان' اور حوث وہ سبع کا بھائی ہے یہ ابواسحاق کا گروہ سبیعی ہے۔ حارث حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا ایک قول بہت برا اور غمگین کرنے والا ہے۔ اور یہ ضعیف الروایۃ ہیں۔

علباء بن احمر سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: ''ایک درہم میں علم کون خریدتا ہے؟'' سو حارث اعور نے ایک درہم میں ایک کاپی خرید لی' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بہت سی باتیں علم وحکمت کی لے کر بطور یادداشت اس میں محفوظ کرلیں۔ اس کے بعد ایک خطبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ اے اہل کوفہ تم پر نصف آدمی غالب آ گیا۔

عامر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہت سی حدیثیں اور باتیں پوچھتے ہوئے حارث اعور سے دیکھا ہے (یعنی یہ دونوں بہت سی حدیثیں حارث اعور سے پوچھا کرتے تھے)۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حارث اعور بہت جھوٹا تھا۔ ابواسحاق کا بیان ہے کہ کہا جاتا تھا کہ کوفے میں عبیدہ اور حارث اعور سے زیادہ علم فرائض کا جاننے والا اور کوئی نہیں۔

ابواسحاق سے روایت ہے کہ حارث اعور ان کی قوم کا امام تھا وہ اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور جنازے کی نماز بھی اس کے پیچھے پڑھ لیا کرتے تھے۔ جب وہ کسی جنازے کی نماز پڑھاتا تو وہ صرف داہنی طرف کا سلام پھیرتا۔ ابواسحاق کا ہی بیان ہے کہ حارث اعور نے وصیت کی کہ اس کے جنازے کی نماز عبداللہ بن یزید انصاری پڑھائیں' سو انہوں نے اس کے جنازے کی نماز پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں پھر ہم قبر تک اس کے ہمراہ گئے۔ اس کو قبر میں رکھا گیا۔ میں نے دیکھا اس کے اوپر سے چادر اتار لی گئی صرف کفن رہ گیا۔ پھر اس کی قبر پر ایک ہری بھری شاخ گاڑ دی گئی۔

ابواسحاق کا بیان ہے کہ حارث اعور نے وصیت کی تھی کہ اس کے جنازے کی نماز عبداللہ بن یزید پڑھائیں۔ سو اس کو پیروں کی طرف سے قبر میں اتارا گیا کیونکہ یہ سنت ہے اس کے کفن کے اوپر جو چادر اڑھائی گئی تھی وہ کھینچ لی گئی۔ عبداللہ بن یزید کا بیان ہے کہ صرف وہ کفن کافی ہے جو مرد کو دیا جاتا ہے' پھر حکم دیا کہ سبز شاخ قبر پر گاڑ دی جائے جب اس کو قبر میں داخل کر دیا گیا تو دعا مانگنے اور قبر پر کپڑا ڈالنے سے آپ نے منع کر دیا۔ فرمایا سنت یہی ہے۔

عبداللہ بن یزید اس وقت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے کوفے کے عامل تھے۔

عمیر بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

عمیر بن سعید نخعی ہیں۔ حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت عمار اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کوفے میں خالد بن عبداللہ کی ولایت کے زمانے میں وفات پائی۔

۱۱۵ھ میں۔ انہوں نے محمد بن جابر الجعفی کو پایا ہے اور ان سے روایت بھی کرتے ہیں۔ ثقہ راوی ہیں۔ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

سعید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ:

سعید بن وہب' ہمدانی ہیں' بنی یحمد بن موھب بن صادق بن نیاع بن دومان اور یہ سب نیاعی ہیں ہمدان سے۔ یہ حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت خباب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ یمن میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث سنی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے زمانے میں ہجرت سے قبل یہ ہر حال میں ہمیشہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ اسی لزوم صحبت کی وجہ سے ان کو قراد یعنی چچڑی کہا جاتا تھا۔ یہ سلمان' ابن عمر' ابن الزبیر اور شریح رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرتے ہیں۔

یہ اپنی داڑھی رنگا کرتے تھے۔ کوفے میں عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ۷۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ثقہ ہیں۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

ہبیرہ بن یریم رحمۃ اللہ علیہ:

ہبیرہ بن یریم رحمۃ اللہ علیہ' یہ ہمدان کے شبامی ہیں۔ شبام وہ عبداللہ بن اسعد بن جشم بن حاشید ہیں۔ شبام ان کا ایک پہاڑ تھا۔ اسی نام سے وہ موسوم ہوئے۔ اس کا باپ یریم ابوالعلاء بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔ یہ ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان کو یہ کہتے سنا: کہ ''روزہ دوزخ کی آگ کی ڈھال ہے''۔

عمر بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

عمر بن سلمۃ۔ ابن عمیرہ بن مقاتل بن الحارث بن کعب بن علوی بن علیان ابن ارحب بن دعام ہمدان سے۔ یہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں یہ وہ ہیں جن کو حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے محمد بن الاشعث بن قیس کے ہمراہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اس کا چہرہ بشریٰ' رعب وداب اور فصاحت و بلاغت کو دیکھا سنا تو بڑا تعجب کیا' پوچھا کہ کیا تم مضری ہو؟ کہا نہیں پھر فرمایا:

اِنِّی لِمَنْ قَوْمٍ بَنَی اللّٰہُ مَسْجِدَ ھُمْ — عَلٰی کُلِّ بَادٍ فِی الْاَنَامِ وَحَاضِرٖ
اٰبَوَّتُنَا اٰبَاءُ صِدْقٍ نَمَی بِھِمْ — اِلَی الْمَجْدِ اٰبَاءُ کِرَامُ الْعَنَاصِرٖ
وَاُمَّاتُنَا اَکْرَمُ بِھِنَّ عجائِزاً — وَرِثْنِ الْعُلَا عَنْ کَابِرٍ لَعْدَ کَابِرٖ
حَبَّا ھُنَّ کَافُوْرٌ وَمِسْكٌ وَّعَنْبَرٌ — وَلَیْسَ اِبْنُ ھِنْدٍ مِنْ جُنَاۃِ الْمَغَافِرٖ

ابوالزعراء رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالزعرا کا نام عبداللہ بن ہانی ہے۔ حضرمی ہیں اور ان کا شمار کندہ میں ہوتا ہے۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ تھے اور قلیل الروایت۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ

نام عبداللہ بن حبیب۔ حضرت علیؓ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔ ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' سعد بن عبیدہ ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کی تعلیم حاصل کرتا اور دیتا ہے''۔ اس لیے میں ہر اس مجلس میں بیٹھتا ہوں جس میں قرآن کی تعلیم وتدریس ہو۔ میں نے قرآن کی قرأت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حاصل کی ہے۔ یہ امام مسجد تھے۔

ان کا کہنا ہے کہ ہم نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم سے قرآن کی تعلیم حاصل کی ہے' جن کا طریقہ یہ تھا کہ وہ صرف دس آیتوں کا مفہوم سمجھتے اور جب تک ان پر عمل نہ کرتے آگے نہ بڑھتے قرآن کے فہم کے ساتھ ساتھ عمل بھی کرتے جاتے (یہ قرآنی فہم وعمل ہی تو تھا جس نے انہیں آسمان ہدایت کے روشن ستارے بنایا) ہمارے بعد قرآن کے وارث ایسے لوگ ہوں گے کہ وہ پانی کی طرح قرآن پی جائیں گے (نہ کچھ سمجھیں گے اور نہ عمل کریں گے) قرآن کے الفاظ ہی رٹتے چلے جائیں گے' فہم وعمل سے ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا اور اسی کا نام تلاوت قرآن رکھ دیں گے۔ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ ابوخالد کہتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ صرف بیس آیتیں صبح کو تلاوت کرتے اور دس شام کو۔

بے لوث قرآنی خدمت:

عمرو بن حریث نے آپ کے پاس کوئی رقم بھیجی۔ لانے والے نے کہا کہ آپ نے ان کے لڑکے کو قرآن پڑھایا ہے یہ اس کا معاوضہ ہے۔ آپ نے وہ رقم یہ کہہ کر لوٹا دی کہ ہم اللہ کی کتاب پر اجرت نہیں لیتے۔

ابن بھدلہ کہتے ہیں کہ ہم ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا کرتے تھے' وہ کہا کرتے تھے کہ ابی الاحوص کے علاوہ کسی قصہ گو واعظ کے پاس نہ بیٹھو' شقیق کی مجلس میں نہ جایا کرو اور نہ ابووائل اور سعد بن عبید کی مجلس میں۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت وصحبت میں رہا آپ فقیہہ تھے انہوں نے فرمایا: ''ایک قفیز (بارہ صاع کا ایک پیمانہ) جو کے بدلے ایک قفیز گیہوں نہ لو' کہ یہ مکروہ ہے''۔

عبداللہ بن وہب کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے قرآن پڑھایا ہے۔ میرے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے صدقہ فطر دینا کبھی ترک کیا ہو۔ ہمیشہ ہمارے تمام گھر والوں کی طرف سے خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے اور آزاد ہوں یا مملوک سب کی طرف سے ایک صاع صدقہ فطر دیا کرتے تھے۔

فرماتے ہیں کہ کاش نماز پڑھنے والا نمازی یہ جانے کہ قبلے کی طرف منہ کرنے کی حقیقت کیا ہے اور اس میں کون سی حکمت پنہاں ہے (وہ یہ کہ ایک مسلمان اپنی پوری زندگی کا رخ اللہ کی طرف کردے اور کلی طور پر اللہ کا بندہ بن جائے)۔

عطاء بن سائب ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو مومن ہے یا مسلمان؟ اس نے کہا ہاں اگر اللہ چاہے' (تو میں مومن اور مسلمان ہوں) آپ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ نہ کہہ (یوں کہہ کہ ہاں میں مومن اور

مسلمان ہوں) وہ کہتے ہیں کہ میں نے مسعر سے پوچھا کہ اے ابوسلمہ! میں کہتا ہوں کہ حقیقت میں مومن ہوں (کیا میرا یہ کہنا صحیح ہے؟) کہا ہاں، تو مومن باطل ہوگا؟ کیا کسی شخص کا یہ کہنا صحیح اور اچھا ہے کہ اگر اللہ چاہے تو اس کا یہ نام رکھو (مطلب یہ کہ اپنے فہم وشعور اور عزم وارادے سے یہ سمجھنا اور کہنا چاہیے کہ میں مومن اور مسلمان ہوں، ان شاء اللہ کہنے کی ضرورت نہیں)۔

سعد بن عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوعبدالرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک قمیص میں نماز پڑھی۔ نہ ان پر کوئی چادر تھی اور نہ ازار۔

عطاء بن سائبؒ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔ میں یہ کہنے کو مکروہ سمجھتا ہوں کہ کوئی یہ کہے کہ میں نے اس چیز کو ساقط کردیا بلکہ بجائے اس کے یوں کہے کہ میں اس سے غافل ہوگیا۔ یہ کہتے ہیں کہ جب تجھ سے یہ پوچھا جائے کہ تو کیسا ہے؟ تو کہنا چاہیے الحمدللہ میں بخیر ہوں۔

عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ابوعبدالرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ آپ اپنے ایک غلام کو (کسی بیماری کی وجہ سے) داغ دے رہے تھے۔ میں نے کہا یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ (علاج کیوں نہیں کرتے؟) میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ کوئی مرض ایسا نہیں جس کی اللہ نے شفا نازل نہ کی ہو۔

یہی کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ عبدالرحمن بن حبیب کے پاس آیا۔ وہ مسجد میں ہی اپنے تمام امور سرانجام دے رہے تھے۔ میں نے کہا آپ پر اللہ رحم کرے آپ اپنے بستر پر ہوتے، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی ہے: ''جب تک ایک نمازی اپنے مصلی پر نماز میں مشغول رہتا ہے اس وقت تک فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! اس کی مغفرت کر اور اس پر اپنا رحم کر''۔ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ مجھے موت بھی مسجد ہی میں آئے۔ (اس لیے میں ہمیشہ مسجد ہی میں رہتا ہوں۔ خواہ نماز کا وقت ہو یا نہ ہو)۔

عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ ہی کا بیان ہے کہ ہم موت کے وقت ابوعبدالرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے آپ نے فرمایا: میں اللہ کی رحمت ومغفرت کا امیدوار ہوں میں نے ۸۰ رمضان پورے روزوں کے ساتھ گزارے ہیں۔ ابوعبدالرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات عبدالملک بن مروان کی خلافت اور بشر بن مروان کی ولایت میں کوفے میں ہوئی۔ ثقہ راوی تھے۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

عبداللہ بن معقل رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن معقل ابن مقرن مزنی ہیں۔ ابوولید کنیت ہے۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن معقل رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں شریک ہوا۔ ایک شخص نے کہا کہ اس قبر والے نے وصیت کی تھی کہ اس کی قبر پر سرسبز شاخ گاڑی جائے۔ ثقہ راوی تھے اور کئی حدیثوں کے راوی ہیں۔

عبدالرحمن بن معقل رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمن بن معقل ان کا بھائی ہے۔ یہ بھی حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اس کی روایتوں میں جو اس کے باپ سے ہیں (محدثین نے) کلام کیا ہے (کہ وہ کس درجے کی ہیں) وہ چھوٹے تھے۔ اللہ ان پر رحمت کرے۔

سعد بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ:

سعد بن عیاض ثمالی ازد میں سے ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' یہ بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

ابوفاختہ سعید بن علاقہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابوفاختہ کا نام سعید بن علاقہ ہے۔ یہ جعدۃ بن ہبیرہ مخزومی کے آقا ہیں۔ حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ربیع بن عمیلہ رحمۃ اللہ علیہ:

ربیع بن عمیلہ فزاری ہیں اور وہ ابورکین بن ربیع ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ ہیں' اور کئی حدیثوں کے راوی ہیں۔

قیس بن سکن رحمۃ اللہ علیہ:

قیس بن سکن اسدی ہیں۔ بنی سواءۃ بن الحارث بن سعد بن ثعلبہ بن دودان بن اسد حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت مصعب بن الزبیر بن عوام کے زمانے میں کوفے میں وفات پائی۔ ثقہ ہیں کئی احادیث کے راوی ہیں۔

ہزیل بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ:

ہزیل بن شرحبیل مذحج کے اوری ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور ثقہ راوی تھے۔

ارقم بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ:

ارقم بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ ان کے بھائی ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی کوئی روایت کی ہے یا نہیں۔ اس کا بھائی ہزیل بھی ان سے روایت کرتا ہے۔ یہ ثقہ راوی تھے اور بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابوالکنود الازدی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالکنود الازدی کا نام عبداللہ بن عوف ہے۔ بعض عبداللہ بن عویمر بتلاتے ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

حکم کا بیان ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوالکنود نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی' آپ نے دو سلام کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ یہ ثقہ راوی تھے۔

چند احادیث کے راوی ہیں۔

شداد بن معقل رحمۃ اللہ علیہ:

شداد بن معقل اسدی ہیں۔ اسد بنی خزیمہ۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔

حبہ بن جوین رحمۃ اللہ علیہ:

حبۃ بن جوین۔ بجیلہ کے عرنی ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' عبدالملک بن مروان کی خلافت کے اوّلین ایام میں ۷۷ھ میں وفات پائی۔ کئی حدیثوں کے راوی ہیں' مگر ضعیف ہیں۔

عمیر بن مالک ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:

عمیر بن مالک ہمدانی ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے صرف دو حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ اللہ ان پر رحمت کرے۔

عمرو بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

عمرو بن عبداللہ' اصم الوداعی ہمدان سے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت علی اور مسروق رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے بہت کم روایتیں ہیں۔

عبداللہ بن سنان رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن سنان اسدی ہیں۔ اسد بنی خزیمہ' ابوسنان کنیت ہے۔ حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ جماجم سے قبل حجاج کے دور میں وفات پائی۔ ثقہ راوی ہیں۔ کئی حدیثیں ان سے مروی ہیں۔

زاذان ابوعمر رحمۃ اللہ علیہ:

زاذان ابوعمر۔ یہ کندہ کے مولی ہیں۔ حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت سلمان حضرت براء بن عازب اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

عنترہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ زاذان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے' آپ کی مجلس میں لوگوں کا جمگھٹا تھا۔ آپ نے ان کو اپنے نزدیک بلایا اور اپنے پاس بٹھایا۔

زاذان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ مسائل پوچھے جو لوگوں نے مجھ سے پوچھے تھے' حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بہت سے لوگوں کے رزق کا انتظام کیا کرتے تھے۔ میرا مولیٰ بھی ان سے رزق حاصل کرتا تھا اور ہم اسی سے کھاتے پیتے تھے۔ حجاج کے زمانے میں جماجم کے بعد ان کا انتقال ہوا ثقہ تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

عباد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

عباد بن عبداللہ اسدی ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' ہیں۔ چند حدیثوں کے راوی ہیں۔

کمیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

کمیل بن زیاد۔ابن نہیک بن ہشیم بن سعد بن مالک بن الحارث بن صہبان بن سعد بن مالک بن نخع مذحج سے۔ یہ حضرت عثمانؓ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگِ صفین میں شریک ہوئے۔ اپنی قوم میں شریف وممتاز اور مطاع تھے کوفے میں حجاج بن یوسف نے اس کو بلا کر قتل کر دیا۔

قیس بن عبد رحمۃ اللہ علیہ:

قیس بن عبد رحمۃ اللہ علیہ۔ ہمدانی ہیں' یہ عامر بن شراحیل بن الشعبی کے چچا ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

حصین بن قبیصہ:

حصین بن قبیصہ رحمۃ اللہ علیہ اسدی ہیں۔ اسد بن خزیمہ' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ابو القعقاع الجرمی رحمۃ اللہ علیہ:

ابو القعقاع جرمی۔ قضاعہ سے ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوا اور میں یافع کا غلام تھا۔

ابو زرین رحمۃ اللہ علیہ:

ابو رزین۔ ان کا نام مسعود ہے اور ابو وائل کے آقا ہیں۔

شقیق بن سلمۃ رحمۃ اللہ علیہ:

شقیق بن سلمہ اسدی ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

عاصم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کیا آپ کو اس بات سے تعجب نہیں ہوتا کہ ابو رزین رحمۃ اللہ علیہ بوڑھا ہو گیا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وہ لڑکا تھا' اور میں جوان تھا۔ ان سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔

عرفجہ رحمۃ اللہ علیہ:

عرفجہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نے دو رکعتوں میں رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھی۔

معدی کرب رحمۃ اللہ علیہ:

معدی کربؒ، یہ ہمدان کے مشرقی ہیں۔ مشرق یمن کا ایک موضع ہے جس کی طرف وہ منسوب ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن بن عبداللہ۔ ابن مسعود ہذلی اور حلیف بنی زہرہ۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔ وہ روایتیں جو یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان میں محدثین کو کلام ہے۔ کیونکہ یہ چھوٹے تھے۔

شتیر بن شکل رحمۃ اللہ علیہ:

شتیر بن شکل' ابن حمید عبسی۔ حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوفے میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ کم روایت کرتے تھے۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا وہ طبقہ جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔

ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عوف بن مالک بن نضلۃ الجشمی ہے۔ قبیلہ ہوازن سے۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت حذیفہ اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور اپنے والد سے بھی روایت کرتے ہیں ان کو صحبت میسر تھی' زید بن صوحان سے۔

علی ابن الاقمر کا کہنا ہے کہ میں نے ابوالاحوص کو یہ کہتے سنا کہ ''ہم تین بھائی تھے۔ ایک حروریہ میں مارا گیا۔ اور دوسرا فلاں فلاں دن قتل ہوا اور تیسرا میں ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ اللہ میرے ساتھ کیا معاملہ کرے گا''۔

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابواسحاق سے پوچھا ابوالاحوص کیسا تھا؟ کہا وہ مسجد میں ہم پر پانی ڈالتا تھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیثیں سناتا۔

عاصم کہتے ہیں کہ ہم ابوعبدالرحمٰن سلمی کی مجلس میں آیا کرتے تھے اور ابھی بچے ہی تھے وہ ہم سے کہا کرتے تھے کہ قصہ گو واعظوں کی مجلس میں نہ بیٹھا کرو سوائے ابوالاحوص کے اور شقیق اور سعد بن عبیدہ کی مجلس سے بھی اجتناب برتو۔

عاصم کہتے ہیں کہ میں نے ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر ایک خاص قسم کے ریشم کی چادر دیکھی ہے۔ یہ ثقہ تھے۔ کئی حدیثوں کے راوی ہیں۔

ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ:

یہ تابعین کے ان بلند پایہ ارباب فضل وکمال میں سے ہیں جن کا علم وتقویٰ آج تک امت مسلمہ سے خراج تحسین وصول کر رہا ہے' اور قیامت تک کرتا رہے گا۔ مترجم۔

نام ونسب:

نام ربیع' بن خثیم بن عائذ بن عبداللہ بن منقذ بن ثور ثوری (ربیع ان تابعین میں ہیں جنہوں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا دور مقدس پایا لیکن شرف صحابیت سے محروم رہے مگر اس دور کی برکات سے مالا مال ہوئے۔ اور علم وعمل اور زہد وتقویٰ اور

صدق وصفا کا پیکر کہلائے' صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ فیض حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پایا' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے خصوصیت کے ساتھ بہت زیادہ تعلق رہا ہے۔ ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ ان کی بارگاہ میں ربیع کو اتنا تقرب اور سعادت حاصل تھی کہ جب وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو جب تک دونوں کی تنہائی کی صحبت ختم نہ ہو جاتی کسی کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہ ملتی۔ جب دونوں اپنی علمی ضرورتیں پوری کر لیتے تو پھر کسی کو اجازت ملتی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر ان کے شعور واخلاص اور فضائل وکمالات کا اتنا اثر تھا کہ وہ ان سے فرمایا کرتے کہ ابو یزید! اگر تم کو رسول اللہ ﷺ دیکھتے تو تم سے محبت فرماتے۔ جب میں تم کو دیکھتا ہوں تو مجھے متواضعین یاد آتے ہیں۔

عاصم کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' ربیع بن خیثم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے تو کہتے: وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ (اور متواضعین کو خوشخبری دیتے)۔

عبادت میں ذوق وانہماک:

ابی عبیدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیع سے زیادہ لطیف العبادۃ یعنی عبادات کو پورے شعور وخلوص' ظاہری وباطنی آداب کو ملحوظ رکھنے والا اور ذوق وانہماک سے بجالانے والا اور کسی کو نہیں دیکھا۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ربیع رحمۃ اللہ علیہ کی جس مجلس میں بھی میں بیٹھا وہ کہا کرتے تھے کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں کسی بات کو دیکھوں اور اس پر مجھ سے گواہی طلب کی جائے اور میں اس کی گواہی نہ دوں' میں کسی حاجت مند کو دیکھوں اور اس کی مدد نہ کروں اور کسی مظلوم کو دیکھوں اور اس کی مدد نہ کروں۔

آپ تنہائی پسند تھے' نہ کہیں جاتے آتے تھے' نہ کسی مجمع میں بیٹھتے تھے۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب سے آپ سن شعور کو پہنچے' نہ کسی مجلس میں بیٹھے' نہ کسی شاہراہ پر گئے۔ اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے تھے کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں کسی مقام پر جاؤں اور وہاں کوئی ایسی بات دیکھوں جس میں شہادت کے لئے بلایا جاؤں اور شہادت نہ دے سکوں۔ یا کسی گرانبار آدمی کو دیکھوں اور اس کی مدد نہ کر سکوں یا مظلوم کو دیکھ کر اس کی اعانت نہ کر سکوں۔

ابوحبان اپنے والد کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی دنیا کا ذکر کرتے نہیں سنا' صرف ایک مرتبہ اتنا پوچھا کہ تمہارے محلے میں کتنی مسجدیں ہیں؟

وعظ ونصیحت:

آپ کو قرآنی تفسیر وتاویل اور فکر واستدلال کا خاص ملکہ حاصل تھا جو ان کے مواعظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کا وعظ عموماً یہ ہوتا تھا:

''اے خدا کے بندے ہمیشہ بھلائی کی بات کہا کر' بھلائی پر عمل کیا کر' ہمیشہ اچھی اور عمدہ خصلتوں کا مظاہرہ کیا کر' اپنی مدت (حیات) کو زیادہ نہ سمجھ' اپنے قلب کو سخت نہ بنا (دلوں کی سختی گناہوں کی کثرت سے پیدا ہوتی ہے) اور تو ان لوگوں کی مانند نہ بن جو کہتے ہیں ہم نے سنا' حالانکہ وہ نہیں سنتے۔ (یہ قرآن کی اس آیت کا مفہوم ہے):

﴿ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴾ (سورۂ انفال)

''ان لوگوں کی طرح نہ بنو جو کہتے ہیں ہم نے سنا۔ حالانکہ وہ نہیں سنتے''۔

اے اللہ کے بندے! اگر تو اچھے کام کرتا ہے تو برابر کئے چلا جا۔ کیوں کہ عنقریب تجھے وہ دن پیش آنے والا ہے جب تو یہ حسرت وافسوس کرے گا کہ کاش زیادہ سے زیادہ نیک کام کئے ہوتے۔ اگر تجھ سے کچھ گناہ سرزد ہو چکے ہیں (تو ان کو چھوڑنے اور آئندہ کے لیے نہ کرنے کا عہد کر) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴾ (سورۂ ھود: ۱۰)

''نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں اور یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے (بہترین اور جامع) نصیحت ہے''۔

اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے ذریعہ جو علم عطا فرمایا ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کر اور جو علم اس نے تجھے عطا نہیں کیا' بلکہ اپنے لیے مخصوص رکھا ہے' اس کو اس کے جاننے والے کے سپرد کر کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ. اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ. وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴾ (سورۂ ص: ۵)

''اے پیغمبر! کہہ دے کہ میں اس پر تجھ سے کوئی اجر نہیں چاہتا اور میں تکلیف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ قرآن دونوں عالموں کے لیے نصیحت ہے۔ اور ایک وقت آئے گا جب تم کو اس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی''۔

موت کو زیادہ یاد کیا کر۔ اس دن کو یاد کیا کر و جب تمام مخفی باتیں ظاہر ہو جائیں گی اور تمام اعمال سامنے آ کھڑے ہوں گے''۔

بنی ثور کی خصوصیات:

(ہر خاندان کی کچھ نہ کچھ خصوصیات اور روایات ہوا کرتی ہیں۔ جو کم و بیش اس کے ہر فرد میں پائی جاتی ہیں۔ یہ کچھ تو ماحول سے بنتی ہیں' کچھ ماں باپ سے وراثتاً ملتی ہیں اور کچھ تعلیم و تربیت سے پیدا کی جاتی ہیں۔ حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ جس خاندان سے تعلق رکھتے تھے وہ بنی ثور تھا۔ اور بنی ثور عبادت و ریاضت میں ممتاز و نمایاں تھے۔ اس لیے ربیع رحمۃ اللہ علیہ میں یہ خصوصیت بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ مترجم)

ابراہیم کہتے ہیں کہ ربیع بن خثیم علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا کرتے تھے۔ ان کا قبیلہ مسجد میں بہت زیادہ بیٹھنے والا تھا۔ ایک مرتبہ مسجد میں کچھ عورتیں داخل ہوئیں' تو آپ مسجد میں نہیں گئے۔ کہا گیا آپ مسجد میں کیوں داخل نہیں ہوتے! فرمایا: اس وقت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کا دروازہ بند ہے۔ میں ان کی مشغولیت میں مخل نہیں ہونا چاہتا۔

شقیق روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے چند اصحاب کے ساتھ ربیع کی ملاقات کو گئے۔ ایک شخص نے راستے میں پوچھا آپ کہاں جاتے ہیں؟ ہم نے کہا ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لیے۔ اس نے کہا آپ لوگ ایک ایسے شخص کے پاس جا رہے ہیں کہ جب وہ کوئی بات کہتا ہے تو جھوٹ نہیں کہتا۔ جب وہ وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اگر اس کے پاس امانت

رکھو تو خیانت نہیں کرتا۔

گفتگو میں احتیاط:

(وہ گھر میں بھی عموماً خاموش رہتے تھے۔ بہت کم باتیں کرتے تھے' کوئی فضول کلمہ تو ان کی زبان سے کبھی نکلتا ہی نہ تھا) ایک شخص آپ کی خدمت میں بیس سال رہا۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے بیس سال کی طویل مدت میں ان کی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہیں سنا جس پر نکتہ چینی کی جا سکے۔ اسی شخص کا بیان ہے کہ میں نے بیس سال کے عرصہ میں ربیع رحمۃ اللہ علیہ کو کلمہ خیر کے علاوہ دوسرا کلمہ کہتے ہوئے نہیں دیکھا۔

ابو قیس کہتے ہیں کہ میں ربیع رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا "نیکی اور خیر کی بات کہا کرو' نیک عمل کیا کرو (قول و فعل دونوں کو پابند شرع بناؤ) اور نیک اجر پاؤ"۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا جاتا آپ نے صبح کیسے کی؟ آپ کا کیا حال ہے؟ تو آپ فرماتے ہم نے صبح کمزور اور گنہگار کی حیثیت سے کی' اپنا رزق کھاتے ہیں اور اپنی موت کا انتظار کرتے ہیں۔

آپ کے پاس کوئی شخص آتا تو آپ کی عزلت نشینی اور خاموشی ٹوٹ جاتی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کرتے۔ ہر شخص سے فرماتے اچھی باتیں کہا کرو' خود بھی اچھی باتوں پر عمل کیا کرو' ہمیشہ بھلائی پر رہا کرو' جہاں تک ہو سکے نیک کاموں میں زیادتی کرو اور برے کاموں میں کمی۔ ہر شخص کو فضول گوئی سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ باتیں کم کیا کرو اور اگر ہو سکے تو فضول باتوں کی بجائے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا کرو لوگوں کو نیکی کا حکم دیا کرو۔ برے کاموں سے روکا کرو' قرآن کی تلاوت کیا کرو' دین و اخلاق کی باتیں پوچھا کرو اور نفس و شیطان کی پیروی سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم مجھے خود اپنے نفس پر اطمینان نہیں ہے کہ دوسروں کو برا کہوں' لوگوں کا عجیب حال ہے کہ وہ دوسروں کے گناہوں پر تو ڈرتے ہیں لیکن خود اپنے گناہوں کی طرف سے بے خوف رہتے ہیں۔

علم کے بقدر عمل کی ترغیب:

جب بھی کوئی شخص آپ کے پاس آتا تو اس سے فرماتے: اللہ کے بندے! تو احکام الٰہی کا جتنا بھی علم رکھتا ہے اس کے مطابق اللہ کے احکام کی اطاعت کر۔ تم محض اپنی نیکی سے نیک نہیں بن سکتے بلکہ دوسروں کو بھی نیک بنانے اور گناہوں سے بچانے کی کوشش کرو۔ تم نیکی کا حق ادا نہیں کر سکتے جیسا کہ نیکی کا حق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر نیک کام محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی و خوشنودی کے لیے کرو (اس میں ریاکاری کا شائبہ نہ ہو) تم برائی سے نہیں بچ سکتے جیسا کہ برائی سے بچنے کا حق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنی شریعت نازل ہوئی ہے اس پوری شریعت پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے (حتی الامکان احکام شریعت پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے رہو) جو گناہ تم لوگوں سے چھپ کر کرتے ہو' وہ اللہ پر ظاہر ہیں۔ تم اللہ سے اپنی کوئی بات مخفی نہیں رکھ سکتے اپنے ظاہری اور مخفی گناہوں کا علاج کرو اور ان کا علاج سچی توبہ ہے اور پھر وہ گناہ نہ کرے۔

عاجزی طبع پر سیدنا ابن مسعود کی گواہی:

آپ فرماتے ہیں ہر وہ نیک عمل جس کا مقصد رضاءِ الٰہی کا حصول نہ ہو وہ بے کار ہے۔ ان سے کہا گیا۔ آپ کبھی کسی کو برا نہیں کہتے۔ فرمایا: خدا کی قسم مجھے تو خود اپنے نفس پر اطمینان نہیں ہے۔ دوسروں کو کیا برا کہوں۔ لوگوں کا عجیب حال ہے کہ وہ دوسروں کے گناہوں پر تو ڈرتے ہیں' لیکن خود اپنے گناہوں سے بے خوف ہیں۔

ان کے عجز و نیاز اور خاکساری کو دیکھ کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تم کو دیکھ کہ مجھے متواضعین کی یاد آجاتی ہے۔ مسلم ابی عبداللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مسجد میں نمازیوں کا بڑا ہجوم تھا۔ جب جماعت کھڑی ہونے لگی اور لوگ آگے بڑھے تو ایک شخص نے جو ربیع رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے تھا' اس نے کہا آگے بڑھے لیکن ہجوم کی وجہ سے آگے بڑھنے کا راستہ نہ تھا اس لیے آپ آگے نہ بڑھ سکے۔ اس نے غصے میں پیچھے سے ان کی گردن میں کونچا دیا' آپ اس کو جانتے بھی نہ تھے' آپ نے اس سے صرف اتنا کہا کہ خدا تم پر رحم کرے۔ خدا تم پر رحم کرے' اس شخص نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو وہ ربیع رحمۃ اللہ علیہ تھے' انہیں دیکھ کر وہ فرطِ ندامت سے رونے لگا۔ ایک شخص نے ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ عمر میں آپ بڑے ہیں یا ربیع؟ انہوں نے جواب دیا کہ سن میں میں ان سے بڑا ہوں لیکن عقل میں وہ مجھ سے بڑے ہیں۔

خوفِ خدا اور فکرِ آخرت:

وہ صرف اپنے ہی قبیلے میں نہیں بلکہ پوری جماعت تابعین میں عابدترین افراد میں سے تھے زہد و ورع کے اعتبار سے ممتاز ترین تھے۔ زہد و ورع' عبادت و ریاضت اور اعمالِ حسنہ کا سرچشمہ خشیت الٰہی ہے۔ ساری ساری رات عبادت کرتے تھے۔ جن آیات میں موعظت یا خوفِ الٰہی کا مضمون ہے ان کو پڑھتے پڑھتے صبح کر دیتے۔ آپ کے غلام نسیر ابوطعمہ کا بیان ہے کہ ربیع رحمۃ اللہ علیہ رات کی تاریکی میں تہجد پڑھتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے:

﴿ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴾ (سورۂ جاثیہ:۲)

''کیا جنہوں نے برائیاں کی ہیں' یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر کر دیں گے' جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے۔ جن کی زندگی اور موت برابر ہے۔ وہ لوگ کیا برا فیصلہ کرتے ہیں''۔

تو اس قسم کی آیتوں کو دُہراتے دُہراتے صبح کر دیتے۔ آپ نوافل بھی کثرت سے مسجد میں ہی پڑھتے تھے آپ عذابِ دوزخ کا معمولی نمونہ دیکھ کر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ لوہار کی بھٹی کی طرف سے گزرے تو بھٹی دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔

نماز باجماعت کا اہتمام:

نماز باجماعت کبھی ناغہ نہ ہونے دیتے تھے۔ آخر عمر میں فالج کے اثر سے چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے لیکن اس حالت میں بھی نماز باجماعت نہ چھوڑتے تھے۔ ابوحیان اپنے والد کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ربیع رحمۃ اللہ علیہ فالج سے بالکل معذور ہو گئے

تھے لیکن نماز کے لیے پیروں سے گھسٹتے ہوئے یا دوسروں کا سہارا لے کر مسجد میں آتے تھے۔ لوگ کہتے ابو یزید! اس حالت میں تو آپ کو گھر میں ہی نماز پڑھ لینے کی اجازت ہے پھر اس تکلیف کی کیا ضرورت ہے؟ جواب دیتے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح سننے کے بعد جہاں تک ہو سکے اس کا جواب (عملاً) دینا چاہیے' خواہ گھٹنے کے بل چلنا پڑے۔

انفاق فی سبیل اللہ کا دلچسپ واقعہ:

منذر ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ربیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر والوں سے خبیص (ایک قسم کا کھانا) پکانے کو کہا۔ چونکہ وہ اپنے لیے کبھی کسی چیز کی فرمائش نہ کرتے تھے اس لیے ان کی بیوی نے بڑے اہتمام سے خبیص تیار کیا۔ ان کے پڑوس میں ایک دیوانہ رہتا تھا' ربیع رحمۃ اللہ علیہ وہ خبیص لے کر اس کے پاس پہنچے اور اس کو کھلانے لگے۔ اس کے منہ سے لعاب بہتا جاتا تھا۔ جب اسے کھلا کر واپس گھر آئے تو ان کی بیوی نے کہا میں نے اتنے اہتمام سے زحمت اُٹھا کر تو خبیص تیار کیا تو تم نے ایک ایسے شخص کو کھلا دیا جو یہ بھی نہیں جانتا کہ اس نے کیا کھایا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ نہیں جانتا تو خدا تو جانتا ہے۔

(یعنی اللہ کے بندوں کی امداد و دست گیری کرنا' بھوکوں کو کھانا کھلانا' ننگوں کو کپڑا پہنانا' اور عام فلاں و بہبود کے کاموں میں اپنا مال' اپنا علم اور اپنی محنت خرچ کرنا۔ یہ ہے انفاق فی سبیل اللہ' یہ بندۂ مومن کی سب سے بڑی صفت ہے' اپنی ذاتی ضرورتوں پر تو سب ہی مال خرچ کرتے ہیں۔ خوبی اور نیکی کی بات یہ ہے کہ دوسروں کی ضرورتوں پر بھی مال خرچ کیا جائے اور اپنی ضرورتوں کو نظر انداز کر کے دوسروں کی ضرورت پوری کر دینا تو یہ بہت بڑی نیکی کی بات اور خدا پرستی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ مترجم)

یہ صفت ربیع رحمۃ اللہ علیہ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپ کو شیرینی مرغوب تھی مگر جب کوئی سائل آتا تو آپ شکر اسے دے دیتے۔ لوگ آپ سے کہتے بھلا وہ یہ شکر لے کر کیا کرے گا۔ اس سے بہتر تو اس کے لیے روٹی تھی۔ فرماتے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ﴾ اور وہ اللہ کی محبت میں بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

تقویٰ اور احتیاط:

جو شخص آپ سے وصیت کی درخواست کرتا تو آپ اسے قرآنی آیات و احکام لکھوا دیتے۔ چنانچہ ایک شخص نے آپ سے درخواست کی تو آپ نے اسے قرآن پاک کی یہ آیت ﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ﴾ (کہہ دیجئے آؤ! میں تمہیں بتلاؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کن کن چیزوں کو حرام کیا ہے) ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (تا کہ تم متقی بن جاؤ) تک لکھوا دی (اس آیت کریمہ میں اسلامی معاشرے کے بنیادی امور اور خدو خال بیان ہوئے) اس نے کہا میں آپ کے پاس اس لیے آیا تھا کہ آپ مجھے کچھ وصیت کریں گے۔ آپ نے فرمایا: بس اسی پر عمل کرو۔ اس سے بڑھ کر اور نصیحت کیا ہو سکتی ہے۔

بکر بن ماعز کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ربیع رحمۃ اللہ علیہ کی بچی نے کہا: ابا! میں کھیلنے جاتی ہوں؟ فرمایا جاؤ اچھی باتیں کہو۔ بھلا چھوٹی سی بچی اس کو کیا سمجھتی کہ اچھی باتیں کون سی ہیں اور بری باتیں کون سی؟ وہ بضد گئی کہ میں تو کھیلنے جاتی ہوں۔ لوگوں نے کہا جب یہ کھیلنے جانا چاہتی ہے تو آپ اسے جانے کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا: میں یہ نہیں چاہتا کہ میرے نامۂ اعمال میں یہ لکھا جائے کہ میں نے کھیل کا حکم دیا۔

نردشیر کا کھیل لہو ولعب ہے۔ شریعت کی رو سے ناجائز ہے۔ ربیع رحمۃ اللہ علیہ شدت احتیاط میں کہا کرتے تھے کہ میں نردشیر کے پانسوں کو اپنے ہاتھوں سے الٹنا خنزیر کے گوشت کو اٹھا لینے سے زیادہ ناپسند کرتا ہوں۔

منذر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ان کے پاس ایک سائل آیا۔ آپ نے فرمایا اس کو شکر دو‘ ان کی بیوی نے کہا یہ شکر لے کر کیا کرے گا؟ آپ نے کہا کہ میں تو اپنا جذبہ خیر پورا کرلوں گا۔ اس موقعہ پر آپ نے فرمایا: کہ فضول کلام سے بچا کرو۔ تم کہو کہ اللہ نے اپنی کتاب میں یہ کہا ہے اور تم عملاً اس کی تکذیب کرو۔ تمہارا کلام ہمیشہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہونا چاہیے‘ نیکی کا حکم دینے اور بدی سے روکنے کے لیے زبان کھولنی چاہیے۔ ہمیشہ قرآن کی تلاوت کرتے رہنا چاہیے اگر سوال کرو تو نیکی کے متعلق اور برے کاموں سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔

تکلیف پر صبر وشکر:

داؤد وقطان کہتے ہیں کہ جب ربیع رحمۃ اللہ علیہ پر فالج کا حملہ ہوا اور آپ معذور ہو گئے تو بکر بن ماعز آپ کی خدمت کیا کرتے تھے‘ ان کا سر دھوتے‘ بال سنوارتے نہلاتے دھلاتے۔ ایک دن آپ ان کا سر دھلا رہے تھے کہ ان کا لعاب بہہ پڑا‘ یہ دیکھ کر وہ رو پڑے۔ آپ نے پوچھا: کیوں روتے ہو؟ میں ہر حال میں راضی برضائے الٰہی ہوں اور ہر حال میں خوش ہوں۔

شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے کوفے میں بنی ثور سے زیادہ فقیہ اور عبادت گزار شیوخ اور کسی قبیلے میں نہیں دیکھے۔ ابی بکر زبیدی کا بیان ہے کہ میں نے ثوریوں اور عرنیوں سے زیادہ مسجد میں بیٹھنے والا کوئی خاندان نہیں دیکھا۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہم ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے‘ ان کی عیادت کے لیے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا ہمارے لیے دعا فرمایئے انہوں نے یوں دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ وَبِیَدِکَ الْخَیْرُ کُلُّہٗ، وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ، وَاَنْتَ اِلٰہُ الْخَلْقِ کُلِّہٖ، نَسْئَلُکَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ.

’’اے اللہ! صرف تیرے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں۔ تمام بھلائیاں تیرے ہی ہاتھ میں ہیں‘ تمام امور کا رجوع تیرے ہی طرف ہے۔ تو ہی تمام مخلوق کا واحد الٰہ ہے‘ ہم تجھ سے تمام بھلائیاں مانگتے ہیں اور ہر قسم کے شر سے تیری ہی پناہ مانگتے ہیں‘‘۔

فرماتے ہیں کہ میں بندے کی اس روش کو پسند نہیں کرتا کہ وہ اپنی دُعاؤں اور شعروں میں یہی کہتا رہے کہ اے رب مجھ پر رحمت فرما (اُس کی بندگی اور ربوبیت کے حقوق بھی تو ادا کرے‘ نہ کہ صرف رحمت ہی مانگتا رہے)۔ میں نے کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھ پر یہ فرض عائد کیا ہے۔ میرے متعلق وہی فیصلہ فرما جو مجھ پر فرض ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ:

(آپ صرف عالم وفاضل‘ فقیہہ وعابد اور متقی وپرہیزگار ہی نہ تھے بلکہ مجاہد بھی تھے‘ حقیقت یہ ہے کہ سچا مومن جہاں عابد وزاہد ہوتا ہے‘ وہاں لازمی طور پر مجاہد بھی ہوتا ہے اگر وہ میدان جنگ میں دشمنان دین سے قتال نہیں کرتا تو ہر وقت جہاد بالنفس میں

مصروف رہتا ہے۔مترجم)

عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جنگ میں ربیع رحمۃ اللہ علیہ کا رفیق جہاد تھا' اس میں انہیں غنیمت میں بہت سے غلام اور مویشی ملے۔ چند دنوں کے بعد مجھے ان کے پاس جانے کا اتفاق ہوا تو ان میں سے کوئی چیز بھی نظر نہ آئی۔ میں نے پوچھا وہ غلام اور مویشی کیا ہوئے؟ جواب میں فرمایا:

﴿لَنْ تَنَالُو الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾

''تم ہرگز ہرگز نیکی کے کمال کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم اپنی پیاری چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو) لہٰذا میں نے ان سب کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا''۔

توکل علی اللہ:

(توکل اور اعتماد علی اللہ کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ ہر کام کے لیے اس کے مطلوبہ اسباب و وسائل فراہم کیے جائیں اور محنت و کوشش کی جائے اور اس کا نتیجہ کامیابی ہوتی ہے یا ناکامی یہ اللہ کے سپرد کر دیا جائے۔ یہ توکل کا ادنیٰ درجہ ہے۔ اس سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ سرے سے دنیوی اسباب و وسائل ہی نہ اختیار کیے جائیں کہ جو کچھ ہونا ہے ہو رہے گا۔ میں ہر حال میں راضی برضائے الٰہی رہوں گا۔ حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ تقویٰ و توکل کے اسی مقام پر فائز تھے۔مترجم)۔

آپ فالج جیسے موذی اور زندہ درگور کر دینے والے مرض میں مبتلا ہوئے۔ مگر علاج نہ کیا نہ کبھی لب پر کوئی حرف شکایت والم آیا۔ لوگ آپ سے کہتے کہ آپ علاج کیوں نہیں کرتے؟ آپ جواب دیتے کہ عاد و ثمود اور اصحاب رس سب گزر گئے' ان کے درمیان بہت سے مرض تھے اور ان میں علاج کرنے والے بھی موجود تھے لیکن نہ تو علاج کرنے والے ہی رہے اور نہ علاج کرانے والے سب مٹ گئے۔

آخری کلمات:

بالآخر فالج نے مرض الموت کی شکل اختیار کر لی۔ آپ نے لوگوں میں یہ اقرار و اعتراف کیا کہ میں اپنے نفس پر اللہ کو گواہ بناتا ہوں' وہ اپنے نیک بندوں کی شہادت' انہیں بدلہ دینے اور ثواب دینے کے لیے کافی ہے میں خدا کی ربوبیت' دین اسلام' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور قرآن کی امامت سے راضی ہوں اور اپنی ذات اور اس شخص سے جو میری اطاعت کرے اس بات پر راضی ہوں کہ ہم سب عابدین کے زمرے میں عبادت کریں' حمد کرنے والوں میں اس کی حمد کریں اور مسلمانوں کی خیر خواہی کریں۔

وفات:

مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روایت ہے کہ آپ نے اپنی موت کے وقت وہ وصیت کی جو اوپر گزر چکی۔ منذر ثوری کا بھی یہی بیان ہے (یہ وصیت بڑی جامع و مانع ہے جو ہم مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہدایت ہے) آپ کا انتقال کوفے میں عبداللہ بن زیاد کی ولایت میں ہوا۔

ابوالعبیدین رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام معاویہ بن سبرہ بن سواءہ بن عامر بن صعصعہ ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مقرب اصحاب میں سے تھے اوران سے روایت کرتے ہیں۔ یہ بنی نمیر میں سے تھے اور نابینا تھے۔ قلیل الروایت تھے۔

حریث بن ظہیر رحمۃ اللہ علیہ:

حریث بن ظہیر' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

مسلم ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ:

مسلم ابوسعید' ابی الیعفور مسلم ابوسعید سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے ہمراہ زید بن خلیدہ کے پاس آیا۔ انہوں نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا ضرور تم پر آئے گا کہ ہر شخص تمنا کرے گا کاش اس کے پاس اونٹ بکریاں اور کوئی جائیداد ہوتی۔

قبیصہ بن برمہ رحمۃ اللہ علیہ:

قبیصہ بن برمہ ان کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن معاویہ بن سفیان بن منقذ بن وہب بن نمیر بن نصر بن قطعین ابن الحارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ قبیصہ اپنی قوم کا سردار تھا اور یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔ سلام اسدی کہتے ہیں کہ عطاء قبیصہ کو عطیات دے کر بھجا کرتے تھے اور وہ تقسیم کیا کرتے تھے یہ اپنی داڑھی رنگا کرتے تھے۔

صلہ بن زفر رحمۃ اللہ علیہ:

صلہ بن زفر رحمۃ اللہ علیہ' عبسی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت حذیفہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کوفے میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائی' ثقہ تھے اوران سے کئی احادیث مروی ہیں۔

ابوالعثاء المحاربی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالشعثاء المحاربی۔ ان کا نام سلیم بن اسود ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حجاج بن یوسف کے زمانے میں کوفے میں وفات پائی۔

مستورد بن احنف رحمۃ اللہ علیہ:

مستورد بن الاحنف' فہری ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ راوی ہیں اوران سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

عامر بن عبدہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کنیت ابوایاس ہے' بجیلہ میں سے ہیں اور قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے۔

ابن معیز السعدی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں گیا اور مسجد بنی حنیفہ سے گزرا۔

شداد بن الازمع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی بشینہ بن عبداللہ بن مرہ بن مالک بن حرب بن الحارث بن سعد بن عبداللہ بن وداعہ ہمدان میں سے ۔ یہ اور ان کا بھائی حارث بن الازمع رحمۃ اللہ علیہ دونوں کوفے کے شرفاء میں سے تھے ۔ شداد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے ۔ انہوں نے کوفے میں بشر بن مروان کی ولایت میں وفات پائی ۔ ثقہ راوی ہیں ۔ مگر بہت کم روایت کرتے ہیں ۔

عبداللہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی ہیں' عمرو بن عتبہ بن فرقد سلمی کے خالو ہیں ۔ یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ۔ ثقہ ہیں ۔ کم روایت کرتے ہیں ۔

عتریس بن عرقوب رحمۃ اللہ علیہ:

شیبانی ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ۔

عمرو بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن المصطلق ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ۔

ثابت بن قطبہ رحمۃ اللہ علیہ:

مزنی ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ۔ ثقہ ہیں اور بہت سی احادیث کے راوی ہیں ۔

ابوعقرب الاسدی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ۔ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن آپ کے پاس آیا ۔ میں نے آپ کو گھر کے اوپر پایا مگر وہ ہمارے پاس نہیں آئے ۔ یہاں تک کہ سورج نکلے ۔ کہتے ہیں کہ ہم صبح کو آپ کے پاس آئے اور ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہوئے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ لیلۃ القدر رمضان کی آخری سات راتوں میں سے ایک رات ہے ۔

عبداللہ بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں ۔ ان کی کنیت ابومریم ہے ۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو رکوع کی حالت میں یہ کہتے ہوئے سنا: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ.

ابوعامر اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ میں نے سنا' ابومریم بنی اسد کے آدمی ہیں' انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو سنا ظہر میں قرأت کرتے تھے ۔ یہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کرتے ہیں ۔

خارجہ بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ بنی تمیم کے برجمی ہیں ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ۔ بہت کم روایت کیا کرتے تھے ۔

سحیم بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ:

اشجعی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے تھے۔ اور بہت کم روایت کرتے تھے۔

عبداللہ بن مرداس رحمۃ اللہ علیہ:

محاربی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور بہت کم روایت کیا کرتے تھے۔

ہیثم بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ "میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ نمازی نماز میں ایک پیر کھڑا کر کے اور ایک پیر بچھا کر التحیات پڑھے نہ کہ دونوں پیر بچھا کر" یہ بہت کم روایت کرتے ہیں۔

مروان ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ:

عجلی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ ان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ "دولت مند کا حقوق کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا اس کا ظلم ہے۔ اگر چہ کسی کا قرض ہو پھر بھی اس کا حق ادا نہ کرنا برا ہے"۔

ابوحیان رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ "جب کسی نے سجدہ سے سر اٹھالیا۔ امام کے سر اٹھانے سے پہلے اور امام دوسرے سجدے میں چلا گیا تو پھر اسے سر اٹھانے تک ٹھہرے رہنا چاہیے"۔ (مطلب یہ کہ رکوع یا سجدے میں امام کے سر اٹھانے سے پہلے سر نہیں اٹھانا چاہیے)۔

ابویزید رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو امام کے پیچھے قرأت کرتے ہوئے دیکھا۔ میرا گمان ہے کہ یہ واقعہ نماز ظہر کا ہے یا نماز عصر کا۔

عبیدہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

عبدی۔ حضرت عثمان، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ "وہ جنت جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کان سے سنا وہ ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں (یعنی جو راتوں میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرتے اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں)۔

الاخنس رحمۃ اللہ علیہ:

ابوبکیر بن الاخنس' ان کو بکیر الضخم بھی کہا جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور پوچھا کہ ایک شخص ایک عورت سے زنا کرتا ہے اور پھر اسی کو اپنے نکاح میں لے آتا ہے' اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴾

''اور وہ جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی برائیوں کو معاف کر دیتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو''۔

ابو ماجد الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابوالجعد رحمۃ اللہ علیہ:

وہ ابوسالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ اشجعی ہیں اور ان کے مولیٰ۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک شخص کسی عورت سے زنا کرتا ہے اور پھر اسی سے نکاح کر لیتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ دونوں زنا کار ہیں۔ دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ نیچے کے راوی نے سالم سے کہا۔ یہ آپ کے والد کا کون سا شخص تھا؟ کہا کہ کتاب اللہ کا قاری تھا اور بہت کم روایت کرتا تھا۔

سعد بن الاخرم رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔

ضرار الاسدی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے دنیا کی حرص و ہوس کو دس حصوں میں تقسیم کیا۔ اور اس کا ایک حصہ شام کو بتلایا۔

ابوکنف رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عم مہاجر بن شماس رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما دونوں سے روایت کرتے ہیں۔

ابولیلیٰ الکندی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت عثمان غنی' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت حاضر ہوا' جب کہ وہ محصور تھے اور باغیوں نے ان پر ہجوم کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا: مجھے قتل نہ کرو۔ یہ ایک طویل حدیث ہے۔

خشف بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

یہ طائی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور قلیل الروایت ہیں۔

منہال رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ابن عمرو نہیں ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ "اگر کوئی شخص مجھ سے زیادہ قرآن کا علم رکھنے والا ہوتا تو اس کو میں اپنا فہم وعمل پہنچا دیتا"۔

نفیع رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ہیں اور اُنہی سے روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوشبو کو پسند کرتے اور صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔

عدسہ الطائی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں ایک پرندہ کو شکار کر کے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس لایا جس کو شراف سے پکڑا تھا آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ اس پرندہ کو پکڑوں۔

سلیمان بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حصین اور حلام بن صالح روایت کرتے ہیں۔

حلام ابن صالح' سلیمان بن شہاب عیسیٰ سے اور وہ عبداللہ بن معتم عبسی سے دجال کے بارے میں ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں۔

محمد کہتے ہیں کہ مجھ سے اس کے بعد گھر والوں نے بیان کیا کہ ابن معتم وہ ہے جو جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے اور وہ روایت کرتے ہیں کہ ان کو صحبت حاصل تھی۔

مؤثر بن غفاوہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ شب اسریٰ کی روایت (یعنی معراج کا واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں)۔

والان رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ان سے غلام کے ذبیحہ کا مسئلہ پوچھا۔

عمیرۃ بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

کندی ہیں۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "جب تو حج کا ارادہ کرے تو اس کو پورا کر"۔

ابو البرضراض رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں ایک روایت کرتے ہیں۔

ابوزید رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ میں ''لیلۃ الجن'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔

وائل بن مہانہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ قلیل الروایت تھے۔

بلاز بن عصمہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

وائل بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہر زمین و آسمان کا فاصلہ پانچ سو سال کا ہے۔ زر وائل بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا: کہ مجھ پر سات تکبیریں کہنا۔ جیسا کہ تم نے اپنے بھائی پر سات تکبیر کہیں۔ ابو حصین کہتے ہیں کہ میں نے وائل بن ربیعہ کو ایک خاص قسم کا ریشمی کپڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ مسیب بن رافع وائل بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں۔

ولید بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

بجلی' پھر قسری بنی خزیمہ میں سے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن حلام رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور قلیل الروایت تھے۔

فلفلہ الجعفی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ قلیل الروایت ہیں۔

یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ:

عامری ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ ''تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارے پاس چوڑے سر اور ناک والے آئیں گے''۔

ارقم بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم پر ترک خروج کریں گے۔

حنظلہ بن خویلد رحمۃ اللہ علیہ:

شیبانی' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ''اللہ کا بزرگ بندہ وہ ہے جو بارگاہ

الٰہی میں یہ دعا مانگا کرے' اے اللہ میں تجھ سے اپنی اور اپنے گھر والوں کی خیر مانگتا ہوں''۔

عبدالرحمٰن بن بشر رحمۃ اللہ علیہ:

ارزق الانصاری۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابی مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ قلیل الحدیث تھے۔

براء بن ناجیہ رحمۃ اللہ علیہ:

کاہلی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ''اسلام کی چکی پھرتی ہے''۔

تمیم بن حذلم رحمۃ اللہ علیہ:

ضبی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابوحیان کہتے ہیں کہ تمیم بن حذلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے۔ اور بہت کم حدیث بیان کیا کرتے تھے۔

حوط العبدی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔

عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن فرقد سلمی اور ان کے خالو عبداللہ بن ربیعہ سلمی ہیں۔ عتبہ بن فرقد ان کے باپ کی صحبت میں رہے تھے۔ عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور یہ بڑے عبادت گزاروں میں سے تھے۔ عتبہ بن فرقد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے اور سورۂ مومن کا پہلا رکوع شروع کیا۔ جب اس آیت تک پہنچے:

﴿ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ﴾

''اور آپ ان کو ایک قریب آنے والے مصیبت کے دن سے (یعنی روز قیامت) سے ڈرایئے جس وقت کلیجے منہ کو آجائیں گے اور (غم سے) گھٹ گھٹ جائیں گے''۔

تو آپ رونے لگے۔ قرأت ختم کر دی بیٹھ گئے۔ پھر کھڑے ہوئے اور یہی آیت پڑھی' پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور آیت ختم کر دی۔ اسی طرح اس آیت کو پڑھتے پڑھتے اور روتے روتے صبح کر دی۔ پھر فرمایا: قرآن کی تلاوت کا حق یا حسن عمل یہ ہے بیٹے! یوں عمل کر۔

عمرو بن عتبہ اور معضد بن یزید العجلی دونوں نے کوفے کے عین بیچ میں مسجد بنائی۔ سو ان کے پاس حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور فرمایا کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ اس بے ضرورت مسجد کو گرا دوں۔ عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ شہید ہوئے اور علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی نماز پڑھائی۔ ثقہ راوی ہیں ان سے چند احادیث مروی ہیں۔

قیس بن عبد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ہمدانی ہیں۔ عامر بن شراحیل الشعبی کے چچا ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

قیس بن حبتر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حبذا المکروھان.

عنبس بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یزید بن حیان کا بیان ہے کہ یہ مسجد میں نماز پڑھتے۔ سجدہ کرتے تو چڑیاں آپ کی پشت پر آ بیٹھتیں (سجدے میں اتنی دیر اور محویت ہوتی) اور اُڑ جاتیں۔ یہ کم روایت کرتے تھے۔

لقیط بن قبیصہ رحمۃ اللہ علیہ:

فزاری۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حصین بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ:

فزاری۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

شبرمہ بن الطفیل رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ایک شخص اپنے دین کو لے کر ایک بادشاہ کے پاس جاتا ہے۔ جب اس کے پاس سے واپس ہوتا ہے تو اس کا دین اس کے ساتھ نہیں ہوتا۔ ایک شخص نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! یہ کیسے؟ فرمایا اس طرح کہ وہ اس کو کسی ایسی بات پر آمادہ یا راضی کر دیتا ہے جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن حنیس رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپ کو میں نے بڑا خوش لباس اور خوشبو سے معطر دیکھا ہے۔ آپ کی طبیعت میں بڑی نفاست و پاکیزگی تھی۔

عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابوعمران بن عمیر مولیٰ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ آپ سے روایت کرتے ہیں یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مکہ کے ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نکلے۔ قنطرۃ الحیرۃ مقام پر پہنچ کر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

ان کی والدہ کہتی ہیں کہ ان کے باپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جمعہ کی نماز پڑھی' نیز یہ بھی کہ انہوں نے نہر حیرہ پر اتر کر دو رکعت نماز پڑھی عصر کی (یعنی قصر کر کے)۔

کردوس بن عباس رحمۃ اللہ علیہ:

غطفان کی شاخ ثعلبی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور بہت کم روایت کرتے ہیں۔

سلمہ بن صہیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے ابو اسحاق سبیعی روایت کرتے ہیں۔ سلمۃ کا کہنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے۔

عبدہ النہدی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو عبیدہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسعود الہذلی۔ یہ اپنے والد سے بہت سی روایتیں کرتے ہیں۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ یہ کہا جاتا ہے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔ ہاں ابی موسیٰ اور سعید بن زید الانصاری رضی اللہ عنہما سے سنا ہے۔ یہ ثقہ راوی تھے اور ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

ابن مرۃ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبیدہ سے پوچھا کہ کیا آپ کو حضرت عبداللہ بن مسعود سے کوئی روایت یاد ہے؟ فرمایا: نہیں۔

اسماعیل بن ابی خالد سے روایت ہے کہ میں نے ابو عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے وہ بڑے خوبصورت تھے۔ ایک اونٹنی پر سوار تھے اور ان کا چہرہ دینار کی طرح دمکتا تھا یہ ایک خاص قسم کا ریشمی لباس پہنتے تھے۔ اور سیاہ عمامہ باندھتے تھے۔

سعید القطان کہتے ہیں کہ علماء ابو عبیدہ بن عبداللہ کو بڑی فضیلت دیتے تھے۔

عبید بن نضیلہ رحمۃ اللہ علیہ:

خزاعی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے قرآن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا' قرأت ان سے حاصل کی۔ سو اس سے زیادہ کس کی قرأت بھروسے کے قابل ہو سکتی ہے؟

انہوں نے کوفے میں بشر بن مروان کی ولایت میں وفات پائی۔ ثقہ راوی تھے' اور بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا وہ طبقہ جو حضرت عثمان' حضرت ابی بن کعب' حضرت معاذ بن جبل' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت حذیفہ' حضرت اسامہ بن زید' حضرت خالد بن ولید' حضرت ابی مسعود انصاری' حضرت عمرو بن العاص' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم' وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی حضرت عمر' حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے کچھ روایت نہیں کرتا۔

موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

نسب نامہ یہ ہے۔ ابن عبیداللہ بن عثمان' بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ۔ ان کی والدہ خولہ بنت القعقاع بن معبد بن زرارہ قبیلہ تیم میں سے تھیں۔ یہ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ وہیں ۱۰۳ھ میں وفات پائی۔ ان کے جنازے کی نماز صفر ابن عبداللہ مزنی نے پڑھائی۔ یہ عمرو بن ہبیرہ کی طرف سے کوفے کے عامل تھے۔ انہوں نے سونے کے دانت لگوا لیے تھے۔ خاص قسم کا ریشمی لباس پہنتے تھے' داڑھی کو وسمہ لگاتے تھے ان کے گھر والے ان کی کنیت ابو عیسیٰ کرتے تھے۔

یہ حضرت عثمان' حضرت طلحہ' حضرت زبیر اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں' ان کی کنیت ابو محمد بھی بتلائی جاتی ہے۔

سلمۃ بن سبرہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ہمیں خطبہ دیا۔ یہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ابووائل رحمۃ اللہ علیہ ان سے روایت کرتے ہیں۔

عزرۃ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

یہ احمس بنی دھن میں سے ہیں۔ بجلی ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ شام کی جنگوں میں ان کے ہمراہ رہے ہیں۔ ان سے ابووائل رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

اوس بن ضمعصج رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمی ہیں۔ حضرت سلمان اور حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بڑی عمر پائی' مشہور ثقہ راوی تھے۔ مگر کم روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ بھی پایا۔

الاشتر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام مالک بن الحارث بن عبد یغوث بن مسلمہ بن ربیعہ بن الحارث ابن جدیمہ بن سعد بن مالک بن النخع ہے۔ مذحج میں سے ہیں۔ یہ اشتر وہی ہیں جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مشہور اصحاب میں سے ہیں' جنگ جمل اور صفین میں ان کے ساتھ ہر حال میں شریک رہے' اور تمام حالات وواقعات کا مشاہدہ کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو مصر کا والی بنادیا تھا۔ جب یہ مصر کو روانہ ہوئے' مقام عریش پر پہنچے' شہد کا شربت پیا اور ان کا انتقال ہوگیا۔

یحیٰی بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ثقفی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ مشہور راوی تھے۔ مگر کم روایتیں کرتے ہیں۔

بلال العبسی رحمۃ اللہ علیہ:

روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جمعہ کی نماز حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھی۔

ابوداوٗد رحمۃ اللہ علیہ:

مدائن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ایک خطبہ میں شریک تھے۔

ھیثم بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ:

نسب نامہ یہ ہے۔ ابن اقیش بن معاویہ بن سفیان بن ہلال بن عمرو بن جشم بن عوف ابن النخع مذحج میں سے تھے۔

خطیب اور شاعر تھے۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے والد اسود بن اقیش قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

ان کے بیٹے عریان بن الہیثم قبیلہ مذحج کے شرفاء میں سے تھے۔ خالد بن عبداللہ قسری حاکم کوفہ نے ان کو شرط کا والی بنا دیا تھا۔

ابو عبداللہ الفائشی رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان سے ہیں۔ حضرت حذیفہ اور حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ قلیل الروایت ہیں۔

عبید بن کرب رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔ کنیت ابو یحییٰ ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابی المقدام کے ساتھی ہیں۔

ابو عمار الفائشی رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان میں سے ہیں۔ حضرت حذیفہ اور حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

ابو راشد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے خطبہ دیا اور اس کو طویل کیا جائز حد تک۔ پھر فرمایا کہ ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ ہم خطبہ زیادہ طویل کریں۔

فائد بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔ حضرت حذیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔

خالد بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

سعد بن حذیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الیمان۔ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی بصیر رحمۃ اللہ علیہ:

عبدی ہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

سلیم بن عبد رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو الحجاج الازدی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے ابو اسحاق سبیعی روایت کرتے ہیں۔

مجمع ابوالرداع الازجی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

شبث بن ربعی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوعبدالقدوس بن حصین بن عثیم بن ربیعہ بن زید بن ریاح بن یربوع بن حنظلۃ ہے۔ قبیلہ بنی تمیم میں سے۔

حفص بن غیاث کہتے ہیں کہ میں نے اعمش رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ میں شبث کے جنازے میں شریک تھا' ان کی قبر پر اس کے تمام غلام' لونڈیاں' گھوڑے اور اونٹنیاں آ کھڑی ہوئیں اور ان کے غلام ولونڈیاں ان کو یاد کر کے روتے اور مختلف طرح سے ان کو یاد کرتے تھے۔

مسیّب بن نجبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ربیعہ بن ریاح بن عوف بن ہلال بن شمخ بن فرارہ۔

یہ جنگِ قادسیہ میں شریک ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تمام حالات میں ساتھ دیا۔ یوم العرردہ میں ان توبہ کرنے والوں میں تھے' جنہوں نے حضرت سیدنا حسین پر خروج کیا تھا اسی دن قتل ہوئے' حصین ابن نمیر نے مسیّب بن نجبہ کا سر ادھم بن محرز الباہلی کے ساتھ عبیداللہ ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ عبیداللہ بن زیاد نے اس کا سر مروان بن الحکم کے پاس بھیج دیا اور اس نے دمشق میں اس کو لٹکا دیا۔

مطر بن عکامس السلمی رحمۃ اللہ علیہ اور ملحان بن ثروان رحمۃ اللہ علیہ:

دونوں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

فضیل بن یزدان رحمۃ اللہ علیہ:

سفیان رحمۃ اللہ علیہ اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ فضیل بن یزدان رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ کو فلاں شخص گالی دیتا ہے اس نے کہا میں اس پر نہیں بلکہ شیطان پر لعنت بھیجتا ہوں جس نے اسے اس بداخلاقی پر آمادہ کیا۔ اللہ مجھے بھی معاف کرے اور اس کو بھی۔

وہ طبقہ جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔

حجر بن عدی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ اکبر بن الحارث بن معاویہ بن الحارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن کندی۔ اس کا باپ عدی ادبر ہے۔ حجر نے جاہلیت کا زمانہ بھی پایا اور اسلام کا بھی۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ یہ اپنے باپ ہانی بن عدی کے ہمراہ ایک وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ حجر قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوا اور اس نے مروج عذری کو فتح کیا تھا۔ اور انعام ملا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھا جنگِ جمل وصفین میں ان کے ہمراہ رہا۔

جب زیاد بن ابی سفیان کوفے کا گورنر ہوا تو اس نے حجر بن عدی کو بلایا۔ اور کہا کہ میں تجھے جانتا ہوں' ہمارا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو نزاع ومعاملہ ہے تو اچھی طرح جانتا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت وعقیدت رکھتا ہے۔ تو نے ان کے ساتھ

شریک ہو کر سب کچھ کیا ہے۔ اگر چہ تو گردن زدنی ہے مگر میں تجھے معاف کرتا ہوں' اپنی زبان روک اور اپنی حیثیت کو پہچان۔ میں اس وقت برسر اقتدار ہوں۔ تیرے ساتھ جو معاملہ چاہوں کر سکتا ہوں۔ لہٰذا تو ان سے الگ ہو کر ہمارا ساتھ دے۔ تیری قدر و منزلت ہو گی اور ہر حاجت پوری ہو گی' پس اے ابو عبدالرحمٰن! اب تو اچھی طرح سوچ سمجھ لے اور جو راستہ چاہے اختیار کر۔ اپنے آپ کو بے وقوف شیعوں سے بچا۔ ان کا ساتھ نہ دے۔ وہ تجھے بہکا رہے ہیں۔ اگر تو حب علی رضی اللہ عنہ سے باز نہ آیا تو میں تجھے سزا دوں گا۔

حجر نے یہ سب کچھ سن کر کہا: میں سب کچھ سمجھتا ہوں۔ پھر اس کے پاس سے نکل کر اپنے گھر آیا' اس کے ساتھ شیعہ بھی آ گئے۔ انہوں نے پوچھا: امیر نے کیا کہا اور تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے سب کچھ کہہ دیا کہ امیر نے یہ یہ کہا ہے۔ انہوں نے کہا تو نے اس سے کیا نصیحت حاصل کی؟ اس نے بعض باتوں پر اعتراض کیا۔ اور کچھ باتوں کے مان لینے پر آمادگی ظاہر کی۔ شیعوں میں بھی اختلاف ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے سردار ہیں اور اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ اس کی اطاعت سے انکار کر دیں اور اپنے مسلک و روش پر ڈٹے رہیں۔ اس پر یہ مجلس ختم ہو گئی۔

جب وہ مسجد میں آیا اس کے ہمراہ وہ بھی آئے تو اس کے پاس ابن زیاد کے خلیفہ عمرو بن حریث نے ایک قاصد بھیجا' زیاد اس وقت بصرہ میں تھا' قاصد نے کہا کہ یہ شیعوں کی جماعت ابھی تک تمہارے ساتھ ہے حالانکہ تم نے تو امیر کی اطاعت اختیار کر لی ہے؟ اس نے قاصد سے کہا' تم غلط روش پر ہو' میں تمہاری روش اختیار کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ جاؤ تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو' قاصد نے یہ بات عمرو بن حریث کو لکھ دی۔ عمرو بن حریث نے ابن زیاد کو لکھ دیا کہ اگر کوفے کو بچانا ہے تو جلدی کوفے پہنچو' چنانچہ وہ فوراً کوفے آیا اور حجر بن عدی کے پاس جریر بن عبداللہ بجلی' خالد بن عرفہ عذری' حلیف بنی زہرہ اور دیگر شرفاء کو بھیجا کہ وہ عدی اور اس کی جماعت کو عذر و بغاوت سے روکیں اور سمجھائیں۔ اور وہ اپنی زبانوں کو روکیں۔ یہ لوگ حجر کے پاس آئے۔ مگر اس نے اور اس کی جماعت نے ان کی کوئی بات نہ سنی۔ نہ کسی نے ان کے ساتھ کلام کیا' اور مصالحت کی یہ کوشش ناکام رہی۔

حالات یہاں تک خراب ہوئے کہ آخر کار حجر اور اس کے ساتھیوں کو زیاد کے سامنے پیش کیا گیا' زیاد نے اس سے اور اس کے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ تم نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ افسوس ہے تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر' حجر نے کہا' بات اصل میں یہ ہے کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت اور فرمانبرداری نہیں کروں گا۔

حجر کی اس نمرود سرکشی پر زیاد نے کوفہ کے ستر شریف و معتبر لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ حجر اور اس کے ساتھیوں کی اس سرکشی اور بغاوت پر اپنی گواہی لکھو' انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب اس طرح یہ گواہیاں مکمل ہو گئیں تو اس وفد کے ساتھ حجر اور اس کے ساتھیوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب اس بات کی خبر پہنچی تو آپ نے عبدالرحمٰن بن الحارث ابن ہشام المخزومی کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ وہ ان کو رہا کر دیں۔ لیکن ان کو اس میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ زیاد کا خط پیش کرو۔ سو آپ کے سامنے وہ خط پڑھا گیا۔ وہ سب گواہ بھی آئے اور شہادتیں دیں۔ آپ نے ان کو قتل کر دینے کا حکم صادر فرمایا' حجر اور اس کے ساتھیوں کو مقام ''عذراء'' میں لے

جایا گیا۔ حجر نے پوچھا یہ کون سا قریہ ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ عذراء ہے۔ اس نے کہا الحمد للہ۔ میں پہلا مسلمان ہوں جس پر اللہ کی راہ میں کتے بھونکے ہیں۔

ہر شخص کو ایک ایک شامی کے حوالہ کیا گیا کہ وہ اس کو قتل کر دے۔ حجر کو حمیر کے ایک شخص کے حوالہ کیا گیا۔ جب وہ آپ کے قتل پر آمادہ ہوا تو انہوں نے کہا: مجھے صرف دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دو۔ اس نے اجازت دے دی۔ آپ نے وضو کیا اور نماز شروع کر دی۔ وہ ذرا طویل ہوئی۔ طنزاً کہا گیا کہ کیا اب آپ موت کے ڈر سے ان رکعتوں کو طول دے رہے ہیں۔ آپ نے سلام پھیر کر ان سے کہا کہ میں نے کوئی ایسا وضو نہیں کیا جس کے بعد نماز نہ پڑھی ہو اور اس سے زیادہ ہلکی نماز میں نے کبھی نہیں پڑھی۔ اگر میں موت سے ڈرتا اور گھبراتا تو تم مجھے کفن بردوش' تلوار بکف اور اپنی قبر کھدی ہوئی دیکھتے (یعنی میں اس طرح صبر وشکر کے ساتھ تمہارے ہمراہ نہ ہوتا اور مقتل میں نہ آتا بلکہ تم سے جنگ کرتا اور لڑتا ہوا مارا جاتا) ان کے عزیز و اقرباء ان کے لیے کفن بھی لے کر آئے تھے اور قبر بھی کھود رکھی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ ہی نے ان کے لیے کفن بھی بھیجا اور قبر بھی کھدوائی تھی۔ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مرنے سے پہلے یوں دعا مانگی:

''اے اللہ! ہم موت کو لبیک کہتے اور مرنے کے لیے تیار ہیں۔ اہل عراق نے ہمارے خلاف گواہیاں دی ہیں اور اہل شام ہمیں قتل کر رہے ہیں''۔

یہ کہہ کر آپ نے قتل کے لیے گردن جھکا دی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل پر بنی سلامان بن سعد کے ایک شخص ہدبہ بن فیاض کو مامور کیا تھا اسی نے ان کو قتل کیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ وہ تیرہ آدمی تھے۔ ان میں سے جب سات قتل کر دیئے گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے باقی چھ کو معاف کر دیا۔ وہ قتل سے بچ گئے۔

یہ مشہور و معروف ثقہ راوی تھے' مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور سے کوئی روایت نہیں کی۔

صعصہ بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حجر بن الحارث بن الہجرس بن صبرة بن حدجان بن عساس بن لیث بن حداد بن ظالم بن ذہل بن عجل بن عمرو بن ودیعہ بن افصی بن عبدالقیس بن ربیعہ۔

صعصہ زید بن صوحان کا بھائی تھا اس کی ماں اور باپ کا۔ ان کی کنیت ابوطلحہ تھی۔ کوفے کے کاتبوں میں سے تھا اور خطیب بھی تھا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھا وہ اور اس کے دو بھائی زید وسیحان صوحان کے بیٹے جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں شریک ہوئے۔ سیحان صعصہ سے پہلے خطیب تھے۔ جنگ جمل میں صعصہ علمبردار تھا۔ جب وہ مارا گیا تو جھنڈا زید نے لے لیا۔ وہ بھی مارا گیا۔

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے جن باتوں سے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔

یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کرتا ہے۔اس نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی گورنری کے زمانے میں کوفے میں وفات پائی۔ثقہ راوی تھا بہت کم روایت کرتا تھا۔

عبد خیر بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان کے حیوانی ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے۔ان کی کنیت ابوعمارہ ہے۔

محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ۔کوفے میں آباد ہو گئے تھے' دیر الجماجم میں عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے ہمراہ خروج کیا تھا۔ان کو حجاج کے پاس لایا گیا۔اس نے انہیں قتل کرا دیا۔ان کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ثقہ راوی تھے' کئی احادیث کے راوی ہیں۔

مصعب بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی وقاص' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔وہیں ۱۰۳ھ میں وفات پائی۔ان سے اسماعیل بن ابی خالد وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ثقہ راوی تھے ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

عاصم بن ضمرہ رحمۃ اللہ علیہ:

قیس عیلان کے سلولی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔بشر بن مروان کی ولایت کے زمانہ میں کوفے میں فوت ہوئے۔ثقہ تھے۔کئی احادیث کے راوی ہیں۔

زید بن یثیع رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی اور حضرت حذیفہ الیمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

شریح بن النعمان رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان کے صائری ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔بہت کم روایت کرتے تھے۔

ہانی بن ہانی رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔شیعہ تھے۔منکر۔

ابوالہیاج الاسدی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عبید بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان کے خارفی ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابواسحاق السبیعی روایت کرتے ہیں۔مشہور

راوی تھے۔ حدیث کم روایت کرتے تھے۔

میسرہ ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ:

مولی کندہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ عطاء بن سائب ان سے روایت کرتے ہیں میسرۃ سے کئی احادیث مروی ہیں۔

میسرہ بن عزیز رحمۃ اللہ علیہ:

کندی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جب ان کے آقا نے وفات پائی اور ایک لڑکی چھوڑی تو ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ترکہ کا نصف حصہ مجھے دیا اور نصف لڑکی کو۔

میسرہ ابوجمیلہ رحمۃ اللہ علیہ:

بنی تیم کے ظہوی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

میسرہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

نہدی ہیں۔ ان کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جو شطرنج کھیل رہے تھے۔ ان کو کہا: مَاهٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ. یہ کیا بت ہیں جن کو تم پوج رہے ہو۔ یعنی اس برے کام سے باز آؤ۔

ابوظبیان الجنبی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام حصین بن جندب بن عمرو بن الحارث بن مالک بن وحشی ابن ربیعہ بن منبہ بن یزید بن حرب بن علۃ بن جلد بن مالک بن ادد ہے۔ مذحج میں سے ہیں۔ کہا جاتا ہے یزید بن حرب کے چھ بیٹے تھے ان میں سے ایک منبہ ابن یزید ہے۔ ابوظبیان حضرت علیؓ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ۹۰ھ میں کوفے میں وفات پائی۔ ثقہ ہیں۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

حجیہ بن عدی رحمۃ اللہ علیہ:

کندی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ہند بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ مراد کے جملی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حنش بن المعتمر رحمۃ اللہ علیہ:

کنانی ہیں۔ کنیت ابومعتمر ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

اسماء بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ:

فزاری ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

اصبغ بن نباتہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن عمرو بن فاتک بن عامر بن مجاشع بن دارم۔ بنی تمیم میں سے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان کے اصحاب میں سے تھے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کوتوال بھی تھے۔ داڑھی رنگتے تھے' شیعہ تھے۔ ان کی روایت ضعیف ہے۔

قابوس بن المخارق رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ربیعہ بن ناجذ رحمۃ اللہ علیہ:

ازدی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

ازدی ہیں۔ بنی والبہ میں سے ایک ہیں۔ حضرت علی' حضرت زید بن ارقم اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی کنیت ابوالمغیرہ تھی۔

فطر کہتے ہیں کہ میں نے علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے۔ ان کی داڑھی سفید تھی۔ ہم اس وقت بچے تھے۔ ہمیں انہوں نے سلام کیا۔ مشہور ثقہ راوی تھے۔

ابوصالح السمان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام ذکوان ہے۔ اور وہ ابوسہیل بن ابی صالح' قیس کی عورت جویریہ کے مولیٰ ہیں وہ اہل مدینہ تھے کوفے میں بنی ماحل کے محلے میں آ کر آباد ہو گئے تھے اور ان کے امام تھے' یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ابوصالح سے اہل کوفہ حکم بن عتیبہ' عاصم بن ابی النجود اور اعمش روایت کرتے ہیں اور اہل مدینہ سے عبداللہ بن دینار' قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم روایت کرتے ہیں۔

مغیرہ اپنے والد سے اور وہ ابوصالح سمان سے روایت کرتے ہیں کہ ''میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا یا کسی شخص نے پوچھا کہ میرے پاس کچھ دراہم ہوتے ہیں' میں ان کو اپنی حاجت وضرورت پر خرچ نہیں کرتا' ان سے اور دراہم خرید لیتا ہوں پھر ان کو اپنی ضرورت پر خرچ کرتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں ایسا نہ کرو بلکہ اپنے دراہم سے سونا خرید لو پھر سونے سے دراہم خرید لو اور ان کو اپنی حاجت پر صرف کرو''۔

ابوصالح ثقہ تھا۔ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

ابوصالح الزیات رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام سمیع ہے۔ بہت کم حدیثیں بیان کرتے ہیں۔

ابوصالح الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عبدالرحمٰن بن قیس ہے۔ یہ بھائی ہیں طلیق بن قیس حنفی کے۔ یہ ثقہ راوی تھے۔ حدیث کم روایت کرتے تھے۔

عمارہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

جرمی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عمارہ بن عبد رحمۃ اللہ علیہ:

سلولی۔ حضرت علی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

ابو صالح الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام ماہان ہے۔

ابو عبداللہ الجدلی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام ونسب یہ ہے۔ عَبْدَ ۃ بن عبد بن عبداللہ بن ابی یَعمر بن حبیب بن عائذ ابن مالک بن وائلہ بن عمرو بن ناج بن یشکر بن عدوان۔ اور اُس کا نام الحارث ہے۔ ابن عمرو بن قیس بن عیلان بن مضر۔ الحارث کو عَدْ وان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے بھائی فَہم بن عمرو سے دُشمنی کی اور اس کو قتل کر دیا۔ عدوان کی ماں اور فہم جدیلہ بنت مُرّ ابن طانجہ تمیم بن مُرّ کی بہن سے منسوب تھی۔ ان کو حدیث میں ضعیف بتلایا جاتا ہے اور یہ شدید قسم کا شیعہ تھا۔ یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ مختار کا کوتوال تھا۔ یہ عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے پاس ۱۰۸ھ میں کوفے میں آیا تھا۔ تا کہ اُن کا ساتھ دے اور محمد بن حنفیہ کو اُس ارادے سے روکے جو ابن زبیر کے خلاف اُن کا تھا۔

مُسلم بن نذیر رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم میں سے سعدی ہیں اور یہ عُتَیّ ابن ضَمرہ سعدی کے چچا کے لڑکے ہیں۔ یہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور مسلم بن نذیر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ بہت کم حدیثیں روایت کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ رجعت پر ایمان رکھتے تھے۔

ابو خالد الوالبی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام ہرمز ہے۔ بنی اسد کے موالی میں سے ہیں اور حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں۔

ناجیہ بن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

عمیرہ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ فرات کے کنارے پر تھے۔ ایک کشتی گزری جس کا بادبان کھلا ہوا تھا۔

عبدالرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خارف الفائشی۔ ہمدان میں سے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ قلیل الحدیث تھے۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نکلے آپ کا ارادہ مسکن کا تھا۔ آپ نے جسر اور قنطرہ کے درمیان دو رکعتیں پڑھیں (یعنی نماز قصر کی)۔

عبدالرحمن بن زید رحمۃ اللہ علیہ ہمدانی کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ مال تقسیم کر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اس تقسیم میں سے مجھے کوئی حصہ کیوں نہیں دیتے؟ اس وقت میرے جسم پر عمدہ لباس تھا آپ نے میری طرف دیکھا اور اچھے لباس میں پایا آپ نے فرمایا تو اس سے غنی ہے' تجھے کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے عرض کیا ہاں بات تو یہی ہے۔ آپ نے فرمایا تو پھر تیرے لیے اس مال میں بہتری نہیں۔ یہ بڑے خوبصورت' وجیہہ اور گھنے بالوں والے تھے اور عمدہ و نفیس لباس پہنتے تھے۔

ظبیان بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ عکل کے کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے ان دونوں کو انہوں نے ایک لحاف اور بستر میں پایا تھا اور ان کے پاس شراب و خوشبو رکھی ہوئی تھی' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ دونوں خبیث ہیں۔ آپ نے فرمایا: حد کے علاوہ ان دونوں کو کوڑے لگاؤ۔

عبدالرحمن بن عوسجہ رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی نہمی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور بہت کم روایت کرتے ہیں۔

ریان بن صبرہ رحمۃ اللہ علیہ:

حنفی' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ نہروان میں شریک ہوئے۔ کہتے ہیں کہ میں ان میں تھا جو نکالے گئے تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے خوش ہو گئے' اس سے پہلے کہ وہ ان کے پاس پہنچیں' جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو آپ سجدہ میں تھے۔

عبداللہ بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور یہ بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

یزید بن حلیل رحمۃ اللہ علیہ:

نخعی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور قلیل الروایت ہیں۔

سوید بن جہبل رحمۃ اللہ علیہ:

اشجعی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں اور مشہور و معروف نہیں۔

حجار بن ابجر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جابر بن بجیر بن عائذ بن شریط بن عمرو بن مالک بن ربیعہ۔ عجل میں سے' یہ ایک شریف آدمی تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عدی بن الفرس رحمۃ اللہ علیہ:

بنی عبید بن رواس میں سے۔ ان کا نام الحارث بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعۃ ہے انہوں نے اپنی بیوی کو ایک مجلس

میں تین طلاقوں کا اختیار دے دیا تھا کہ وہ اپنے نفس پر تین طلاقیں واقع کر لے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو طلاق بائن قرار دیا' اور طلاق واقع ہو گئی۔

قبیصہ بن ضبیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور بہت کم روایت کیا کرتے تھے۔

مغیرہ بن حذف رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' ہمدان سے ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا:

اے امیر المومنین! میں نے قربانی کے لیے ایک حاملہ گائے خریدی ہے اور اس نے بچہ دے دیا ہے' آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں اور اس کے بچہ کے بارے میں؟ آپ نے فرمایا: تجھے اس کا دودھ نہیں دوہنا چاہیے۔ ہاں اس کے بچہ کے دودھ پینے کے بعد جو دودھ بچ جائے وہ تو نکال سکتا اور اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ سو اس نے عید الاضحیٰ کے دن اس گائے اور اس کے بچے دونوں کو اپنے گھر والے سات افراد کی طرف سے بطور قربانی ذبح کر دیا۔

ریاش بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی عورت سے کہا تو طالق بتہ ہے' کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو تین طلاقیں قرار دیا۔

کعب بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ العبدی کا بیان ہے کہ میں نے کعب بن عبداللہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کھڑے ہوئے۔ پیشاب کیا' پھر وضو کیا اور اپنے موزوں و جوتوں پر مسح کیا اور پھر نماز ظہر ادا کی۔

خالد بن عرعرہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں۔

حبیب بن حماز رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابن النباح رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مؤذن ہیں۔ اور مکاتب غلام تھے۔ مکاتبت کے بارے میں ایک حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ جب مجھے مکاتب کر دیا گیا (مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کا آقا اسے اس شرط پر آزاد کر دے کہ اگر تو

مجھے اتنی رقم ادا کر دے تو تو آزاد ہے) تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے مکاتب غلام بنا دیا گیا ہے۔ آپ نے پوچھا تیرے پاس کچھ رقم ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: اپنے بھائیوں کو جمع کر وان سے مدد لو۔ سو بھائیوں نے مل کر رقم جمع کی۔ شرط کی رقم کے علاوہ کچھ بچ بھی رہی۔ وہ میرے کام آئی۔ میں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور سب کچھ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ رقم اپنے مالک کو دے کر آزاد ہو جاؤ۔

حریث بن مخش رحمۃ اللہ علیہ:

قیسی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔

طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ خوارج کی طرف روانہ ہوئے۔ اس کے بعد وہ حدیث خوارج روایت کرتے ہیں۔

نجی الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حدیث کم بیان کیا کرتے تھے اور ان کے بیٹے بھی۔

عبداللہ بن نجی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن سبع رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یزید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

اودی۔ وہ ابوداؤد ادریس کے بیٹے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عنترہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ابو ہارون بن عنترہ ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی کنیت عنترہ ابو وکیع تھی۔

ولید بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

لیثی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اٹھائیسویں رمضان کو روزہ رکھ لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں حکم دیا کہ اس دن کا قضا روزہ رکھیں۔

یزید بن مذکور رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یزید بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

خارفی ہیں۔ان کوارجی ہمدان میں سے بھی کہا جاتا ہے۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے۔

ابو ماویۃ الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عبدالاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابراہیم بن عبدالاعلیٰ کے باپ۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حیان بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ''جس نے دروازہ بند کیا یا دروازے پر پردہ ڈالا اس پر مہر واجب ہے''۔یہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

ابن عبید بن الابرص رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو بشیر رحمۃ اللہ علیہ:

یہ نماز استسقاء (بارش کی دعا) کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

تمیم بن مشیح رحمۃ اللہ علیہ:

یہ گری پڑی چیز کے بارے میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

شریک بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔مشہور ومعروف ہیں،قلیل الحدیث ہیں۔

کثیر بن نمر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمی۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو حیۃ الوادعی رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان سے ہیں۔یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ نے کشادہ زمین پر پیشاب کیا اور پھر آپ نے وضو کیا یہ دوسری حدیث یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ ''جب تو وضو کرے تو اپنی ناک میں بھی پانی ڈال''۔

ثعلبہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

بنی تمیم کے حمانی۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔بہت کم روایت کرتے ہیں۔

عاصم بن شریب رحمۃ اللہ علیہ:

زبیدی۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ریاش بن عدی رحمۃ اللہ علیہ:

کندی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

قنبر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشہور غلام۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پینے کے لیے پانی مانگا۔ میں پانی کا ایک پیالہ لے آیا۔ اور اس میں میں نے پھونک ماری۔ آپ نے اس پانی کے پینے سے انکار کر دیا اور فرمایا تو ہی اس کو پی لے۔

ابو رجاء رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ایک تلوار لے کر بازار کو چلے اور فرمایا کہ اگر میرے پاس ازار خریدنے کے پیسے ہوتے تو میں یہ تلوار نہ بیچتا۔ ان کا نام یزید بن محجن ضبی ہے۔

خرشہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں روایت کرتے ہیں جو اپنی عورت سے جماع کرتا ہے مگر انزال نہیں کرتا۔

زیاد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن نباح نے نماز عصر کی اذان دی۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ آپ کھڑے ہوئے اور عصر کی نماز پڑھی ہمارے ہمراہ۔

ابو نصر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے نکلا' مجھے ذی الحلیفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ملے۔ وہ حج و عمرہ دونوں کی تکبیر جہر کر رہے تھے' اس کے بعد طویل حدیث ہے۔

معقل الجعفی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک وسیع میدان میں پیشاب کیا' پھر وضو کیا اور اپنی نعلین پر مسح کیا۔

ابو راشد السلمانی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان پر آیا اور آواز دی کہ اے امیر المومنین! اے امیر المومنین آپ نے جواب دیا لبیک لبیک۔ میں حاضر ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ میں اپنے اونٹ چرا رہا تھا' ایک

اونٹ کے چوٹ لگی میں نے اس کو ذبح کر لیا۔ مگر میرے گھر والے اس کے گوشت کو نہیں کھاتے۔ آپ نے فرمایا: اس کا گوشت مسکینوں کو کھلا دے (یعنی ایک ہے تقویٰ اور ایک ہے فتویٰ۔ تقویٰ یہ ہے کہ ایک شخص یقینی طور پر جانتا ہے کہ یہ شریعت کے خلاف ہے' اس سے اجتناب کرے اور دوسرے یہ کہ ایک چیز شک و یقین دونوں کے درمیان ہے۔ شبہ ہے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز' اس حالت میں اس سے پرہیز کرنا احتیاط ہے۔ یہ احتیاط کا حکم تھا اس حالت میں اگر خود اس کا استعمال نہ کرے تو دوسرے عاجزوں اور مسکینوں کو دے دے)۔

ابو رملہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک وسیع میدان میں آفتاب نکلنے کے بعد آئے۔ وہاں کسی کو نہ پایا پوچھا لوگ کہاں گئے۔ بتلایا گیا کہ لوگ مسجد میں ہیں۔ ایک شخص کو بھیج کر کسی کو بلایا اور ان سے پوچھا یہ لوگ وہاں کیا کر رہے تھے؟ اس نے کہا کچھ لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور کچھ باتیں کر رہے تھے۔ جب وہ سب آ گئے تو آپ نے فرمایا: لوگو شیطان کی نماز سے بچو (یعنی جب سورج آدھا اندر اور آدھا باہر ہو تو نماز نہ پڑھا کرو۔ یہ شیطان کی نماز ہوگی پورا سورج نکل لینے دیا کرو) جب آفتاب دو نیزوں تک بلند ہو جائے تو آدمی کو چاہیے کہ وہ دو رکعتیں نماز پڑھ لے۔ یہ صلوٰۃ اشراق ہے۔

ابو سعید الثوری رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ "تاجر فاجر (خدا کا نافرمان) ہے' سوائے اس تاجر کے جو اپنا (جائز) حق لیتا ہے اور دوسرے کا حق بھی ادا کرتا ہے"۔

ابو الغریف رحمۃ اللہ علیہ:

اس کا نام عبید اللہ بن خلیفہ ہمدانی ہے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک وسیع میدان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا آپ نے پیشاب کیا پھر آپ نے پانی منگایا اور اس سے اپنی دونوں ہاتھ دھوئے' پھر قرآن کے پہلے حصہ سے قرآن کی تلاوت فرمائی' یہ بہت کم حدیث روایت کرتے تھے۔

اصبح العامری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بھائی! بنی عامر مجھ سے اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام کے متعلق پوچھا کرو' اس لیے کہ ہم اہل بیت ہیں۔ سب سے زیادہ کتاب و سنت کو جانتے ہیں۔

عبد الرحمٰن بن سوید رحمۃ اللہ علیہ:

کاہلی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میرے سامنے اس مسجد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دعائے قنوت پڑھی وہ یہ تھی:

اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ، وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ نَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ، اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ وَ لَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ.

''اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی دعا کرتے ہیں' تجھ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ ہماری بھاگ دوڑ تیرے ہی لیے ہے' ہم تیری ہی رحمت و مغفرت کی اُمید رکھتے ہیں۔ تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کفار کو ملنے والا ہے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں' تجھ ہی سے مغفرت طلب کرتے ہیں' تیری حمد وثنا بیان کرتے ہیں۔ تیری نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری نہیں کرتے اور جو تیرے باغی اور نافرمان ہیں ان سے علیحدگی اور کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں''۔

حصین بن جندب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک کشادہ زمین میں پیشاب کرتے ہوئے دیکھا' پھر آپ نے اپنی نعلین پر مسح کیا اور نماز پڑھی۔

مالک بن الجون رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ بیٹھے' پیشاب کیا' پھر پانی منگا کر وضو کیا اور موزوں و نعلین پر مسح کیا۔

حارث بن ثوب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز پڑھی' سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے اللہ کے بندو! نماز تمام کرو'' (نماز کی پوری پوری پابندی کرو اور اس کے ظاہری و باطنی آداب کو ملحوظ رکھو)۔

ابو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس یزید بن ملفف داخل ہوا اور کوئی اعتراض کیا۔

سائب رحمۃ اللہ علیہ:

ابو عطاء بن السائب۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا: سائب آیئے ہم آپ کو ایک ایسا شربت پلاتے ہیں کہ اس کے پینے کے بعد تم تمام دن پیاسے نہ ہو گے؟ میں نے عرض کیا: ہاں ضرور پلایئے امیر المومنین! آپ نے وہ شربت منگایا اور میں نے پی لیا۔ پھر آپ نے پوچھا کہ جانتے ہو یہ شربت کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا: یہ تین حصہ دودھ ہے۔ تین حصہ شہد اور تین حصہ مکھن۔

عبداللہ بن ابی المحل رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بابل کے ایک پتھر کے پاس سے گزرے آپ نے اس پر نماز نہیں پڑھی۔

نہیک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

سلولی۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک گرجا میں ایک راہب کے پاس شیطان آیا۔ جس نے ستر سال اللہ کی عبادت کی تھی۔

الاغر بن سلیک رحمۃ اللہ علیہ:

ایک دوسری روایت میں یہ الاغر بن حنظلہ ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ شاید وہ اپنے دادا سلیک بن حنظلہ کی طرف منسوب ہیں۔

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تین شخص ہیں جن پر اللہ اپنا غضب نازل کرتا ہے' ایک بوڑھا زانی' دوسرا بہت زیادہ ظلم کرنے والا مالدار اور تیسرا فقیر منکر و متکبر''۔

الاغر کی کنیت ابومسلم ہے۔

عمرو ذی مر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا' پھر ایک چلو پانی لے کر اپنے سر پر ڈالا اور اسے ملا۔

عبداللہ بن ابی الخلیل رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

عمرو بن بعجہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ مدائن میں ایک دیہاتی نے سواری کے لیے ایک خچر پیش کیا' آپ نے جب زین کے اگلے حصے پر ہاتھ رکھا تو پھسل گیا۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ دیباج کی کاٹھی ہے' یہ سن کر آپ نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا۔

حمید بن عریب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اس شخص کے بارے میں جس نے جنگ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی کونچیں کاٹی تھیں۔

سعید بن ذی حدان رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کی زبان مبارک سے جنگ کو دھوکا و فریب فرمایا ہے''۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی المجل رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بابل کے ایک پتھر کے پاس سے گزرے آپ نے اس پر نماز نہیں پڑھی۔

نہیک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

سلولی۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک گرجا میں ایک راہب کے پاس شیطان آیا۔ جس نے ستر سال اللہ کی عبادت کی تھی۔

الاغر بن سلیک رحمۃ اللہ علیہ:

ایک دوسری روایت میں یہ الاغر بن حنظلہ ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ شاید وہ اپنے دادا سلیک بن حنظلہ کی طرف منسوب ہیں۔

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تین شخص ہیں جن پر اللہ اپنا غضب نازل کرتا ہے' ایک بوڑھا زانی' دوسرا بہت زیادہ ظلم کرنے والا مال دار اور تیسرا فقیر منکر و متکبر''۔

الاغر کی کنیت ابو مسلم ہے۔

عمرو ذی مر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا' پھر ایک چلو پانی لے کر اپنے سر پر ڈالا اور اسے ملا۔

عبداللہ بن ابی الخلیل رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

عمرو بن بعجہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ مدائن میں ایک دیہاتی نے سواری کے لیے ایک خچر پیش کیا' آپ نے جب زین کے اگلے حصے پر ہاتھ رکھا تو پھسل گیا۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ دیباج کی کاٹھی ہے' یہ سن کر آپ نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا۔

حمید بن عریب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اس شخص کے بارے میں جس نے جنگ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی کونچیں کاٹی تھیں۔

سعید بن ذی حدان رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کی زبان مبارک سے جنگ کو دھوکا و فریب فرمایا ہے''۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کرتے ہیں۔

رافع بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

بجلی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی اور انہیں سے روایت کرتے ہیں۔

اکتل بن شماخ رحمۃ اللہ علیہ:

عکلی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ بن نجی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص ایک حسین وجمیل اور فصیح شخص کو دیکھ کر خوش ہونا چاہے وہ اکتل بن شماخ کو دیکھ لے''۔

اوس بن معلق رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

طریف رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیت المال پر مامور تھا۔ آپ نے سبز رنگ کے ایک گھڑے سے نبیذ پی۔

تابعینؒ کا دوسرا طبقہ

وہ حضرات جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت جابر بن عبداللہؓ حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت عامر بن شراحیل (امام شعبی) رحمۃ اللہ علیہ:

عامر نام' ابو عمر کنیت ہے۔ شعبی قبیلے کی نسبت سے شعبی کہلاتے ہیں۔ یمن کے مشہور خاندان حمیری سے ہیں۔ حمیری خاندان میں ایک مشہور شخص حسان بن عمرو گزرا ہے۔ یہ شخص یمن کی ایک پہاڑی ذوالشعبین میں پیدا ہوا اور مرنے کے بعد یہیں دفن ہوا۔

وجہ تسمیہ:

یمن میں ایک مرتبہ سخت بارش ہوئی۔ اس میں ان کا علاقہ بہہ گیا۔ یہ ایک پہاڑی میں آباد ہو گئے اس میں ایک پتھر کا دروازہ تھا۔ اس کو توڑ کر یہ شخص اندر داخل ہوا۔ دیکھا کہ اس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے سونے کا اور اس پر ایک شخص مرا ہوا بیٹھا ہے ہم نے اسے ناپا تو وہ بارہ گز کا نکلا' اس کے جسم پر زر و جواہر کا قیمتی لباس تھا۔ اس کے سر پر یاقوت کا تاج تھا' اس کے پہلو میں ایک سونے کی تختی رکھی تھی۔ ایک طرف ایک شخص جس کا سر اور داڑھی سفید تھی' اس کے بالوں کی دولٹیں اس کے دونوں طرف پڑی تھیں اور ایک تختی پر خط حمیری میں لکھا ہوا تھا ''اے رب حمیر تیرے نام سے۔ میں حسّان بن عمرو القیل ہوں۔ میں امید کے ساتھ زندہ رہا اور اپنی موت مر گیا۔ خزہید کے دنوں میں۔ اور خزہید کون ہے؟ اس میں بارہ ہزار انسان ہلاک ہوئے' میں ان میں سے آخری قیل تھا۔ میں ذی الشعبین کی پہاڑی میں آ گیا۔ اس کے پہلو میں تلوار لٹکی ہوئی تھی۔ خط حمیری میں لکھا تھا کہ میں ان سے خون کا بدلہ لوں گا۔

محمد بن مرہ شعبانی کہتے ہیں۔ وہ حسان بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن جشم بن عبد شمس بن ذو شعبین کہتے ہیں۔ یہ یمن کا ایک پہاڑ ہے۔ یہ اس پہاڑ میں اقامت گزین ہو گیا تھا اور اس کا لڑکا بھی' یہیں اس نے اور اس کے بیٹے نے وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔ دونوں اسی لیے اس کی طرف منسوب ہیں۔

ان میں سے جو کوفے میں آباد ہو گئے تھے ان کو شعبیون کہا جاتا ہے۔ انہی میں سے عامر شعبی ہیں اور جو لوگ شام میں آباد ہو گئے تھے ان کو شعبانیوں کہا جاتا ہے۔ اور جو یمن میں ہی رہے ان کو آل ذی شعبین کہا جاتا ہے' نیز جو لوگ اور مغرب میں آباد ہوئے ان کو اشغوب کہا جاتا ہے۔ وہ سب بنو حسان بن عمرو ذی شعبین ہیں۔ علی بن حسان بن عمرو کے بیٹے عامر بن شراحیل کا گروہ ہیں۔ یہ یمن ہمدان کے احمور میں آباد تھے اور احمور مختلف آبادیاں تھیں سائدوں کی۔ جن میں آل ذی بارق و سبیع' آل ذی حدان' آل ذی رضوان' آل ذی لعوہ' آل ذی مروان اور اعراب ہمدان تھے۔ غدر و یام' نہم' شاکر اور ارحب وغیرہ۔ ہمدانیوں میں حمیر قبائل کی کثرت تھی۔ خاص کر آل ذی حوال وغیرہ۔

عامر شعبیؒ بڑے دبلے پتلے تھے وہ اوران کے بھائی دونوں توام پیدا ہوئے تھے۔ان سے کہا گیا کہ اے ابوعمرو؟ آپ اتنے دبلے پتلے کیوں ہیں؟ فرمایا اس لیے کہ ہم رحم مادر میں دو بھائی رہے ہیں۔ وہ جنگ جلولاء کے سال پیدا ہوئے تھے۔انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا۔

۵۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت:

حضرت عامر رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی جماعت موجود تھی۔ پھر ان کی بود و باش بھی ایک ایسے مقام پر تھی جو مرکزی حیثیت رکھتا تھا جہاں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اقامت پذیر تھے اس لیے انہیں پانچسو صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔اڑتالیس صحابہ رضی اللہ عنہم سے فیض حاصل کیا۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آٹھ دس مہینے قیام کر کے علوم نبوت سے فیضیاب ہونے کا موقعہ ملا۔ یہ وجہ ہے کہ وہ امام العصر کہلائے اور علم حدیث میں ممتاز ونمایاں ہوئے۔یہی وجہ ہے کہ یہ ان جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ‘ حضرت ابن عمرو‘ حضرت ابن عباس‘ حضرت عدی بن حاتم‘ حضرت سمرہ بن جندب‘ عمرو بن حریث‘ حضرت عبداللہ بن یزید انصاری‘ حضرت مغیرہ بن شعبہ‘ حضرت براء بن عازب‘ حضرت زید بن ارقم‘ حضرت ابن ابی اوفی‘ حضرت جابر بن سمرہ‘ حضرت ابی جحیفہ‘ حضرت انس بن مالک‘ حضرت عمران بن حصین‘ حضرت بریدہ اسلمی‘ حضرت جریر بن عبداللہ‘ حضرت اشعث بن قیس‘ حضرت ابوموسیٰ اشعری‘ حضرت حسن بن علی‘ حضرت عبداللہ بن عمرو العاص‘ حضرت نعمان بن بشیر‘ حضرت جابر بن عبداللہ‘ حضرت وہب بن خنبس طائی‘ حضرت حبشی بن جنادۃ السلولی‘ حضرت عامر بن شہر حضرت محمد بن صیفی‘ حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب‘ حضرت عروۃ البارقی‘ حضرت فاطمہ بنت قیس‘ حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ‘ حضرت علقمہ بن قیس‘ حضرت فروہ بن نوفل اشجعی‘ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ‘ حضرت حارث الاعور‘ حضرت زہیر بن الغین‘ حضرت عوف بن عامر‘ حضرت اسود بن یزید‘ حضرت سعید بن ذی لعوۃ‘ حضرت ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن اور حضرت ابی ثابت ایمن جو یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

(اتنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے انہوں نے فیض پایا۔علاوہ ازیں بڑے بڑے تابعین سے بھی استفادہ کیا۔یوں امام العصر کہلائے)۔

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابی اسحاق سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا شعبی رحمۃ اللہ علیہ؟ جواب دیا وہ مجھ سے دو سال بڑے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے شرف تلمذ:

آپ آٹھ دس مہینے مدینہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس مقیم رہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مختار کے ڈر سے بھاگے اور یہاں ان کو پناہ ملی۔امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے علم حساب وریاضی حارث اعور سے سیکھا۔

ابن ابی عزہ کہتے ہیں کہ میں خراسان میں امام عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دس مہینے رہا وہ دو رکعتوں سے زیادہ نہ کرتے تھے۔

شیعت سے توبہ اور شیعہ مذہب کی پرزور مذمت:

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ یہ ابتداء میں شیعہ تھے لیکن جب شیعوں کے اعمال دیکھے‘ ان کے خیالات وعقائد سنے اور ان کی

باتیں سنیں تو ان کے مذہب سے تائب ہو گئے اور ان کی مذمت کرنے لگے۔

مالک بن مغول شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر شیعہ پرند ہوتے تو گدھ ہوتے اور اگر چار پائے ہوتے تو گدھے ہوتے۔

اگرچہ شیعوں کے بارے میں آپ کی رائے بڑی سخت تھی مگر آپ نے جادۂ اعتدال سے باہر قدم نہیں نکالا چنانچہ فرماتے ہیں "صالح مومنین اور صالح بنی ہاشم کو دوست رکھو' لیکن شیعہ نہ بنو' جو چیز تمہارے علم میں نہیں ہے اس میں بھلائی کی امید رکھو لیکن مرجی نہ بنو (مرجیہ ایک فرقہ ہے) اس بات پر ایمان ویقین رکھو کہ بھلائیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور برائیاں تمہارے اپنے نفس سے صادر ہوتی ہیں۔ لیکن اس عقیدے میں بھی قدری نہ بنو (قدریہ بھی مسلمانوں کا ایک پرانا فرقہ ہے۔ جس کا عقیدہ تھا کہ انسان اپنے اعمال میں بالکل آزاد وخود مختار ہے) جس شخص کو تم اچھے اعمال کرتے دیکھو' خواہ وہ نک چپٹا سندھی کیوں نہ ہو' اسے دوست رکھو۔

حجاج اور حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ:

محمد بن سعد کی روایت ہے کہ دیر جماجم کے معرکہ کے بعد امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ عرصہ تک روپوش رہے اور یزید بن مسلم کو لکھا کہ تم حجاج سے میری صلح صفائی کرا دو۔ انہوں نے جواب میں لکھ بھیجا کہ بخدا مجھ میں اتنی ہمت وجرأت نہیں ہے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اس کے پاس خود چلے جائیں جب وہ دربار عام کرے تو اس وقت دفعتہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیں۔ اس بات کا میں وعدہ کرتا ہوں آپ مجھے جس بات کا گواہ بنائیں گے میں اس کے بارے میں آ کر آپ کی گواہی اور صفائی بیان کر دوں گا۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مشورہ پر عمل کیا۔ ایک دن دفعتہ حجاج کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ اس نے دیکھتے ہی کہا: اچھا آپ شعبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ پھر ان کے سامنے اپنے انعامات واحسانات بیان کیے۔ آپ نے ہر ہر انعام واحسان کا اقرار واعتراف کیا۔ حجاج نے کہا کہ میں نے آپ کو جو مرتبہ واعزاز بخشا اور کسی کو نہیں بخشا۔ کہا بے شک ٹھیک ہے اے امیر المومنین! کہا میں نے آپ کو بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا آپ کو آگے سے آگے بڑھایا' کہا بے شک صحیح ہے۔ پھر حجاج نے کہا: میں نے آپ کے وظیفہ میں اضافہ کیا آپ کی مانند کسی کو یہ انعام نہیں دیا۔ آپ کو اپنی قوم کا امام وسردار بنایا کسی اور کو یہ اعزاز نہ بخشا تھا۔ آپ کو آپ کے قبیلہ کا عریف (چودھری) بنایا اور میں نے سرکاری وفود میں ہمیشہ عبدالملک کے پاس آپ کو بھیجا۔ ایک مرتبہ رتبیل والی سجستان کے پاس سفیر بنا کر بھیجا۔ جہاں آپ کو بڑا انعام واکرام ملا۔ الغرض حجاج اپنے احسانات گنواتا جاتا تھا اور آپ اقرار کرتے جاتے تھے۔

آخر میں حجاج نے پوچھا آپ نے عدو الرحمن (یعنی عبدالرحمن) بن اشعث کا ساتھ کیوں دیا؟ آپ نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے ندامت کا اظہار کیا۔ اس پر حجاج نے آپ کی خطاؤں کو معاف کر دیا۔

آپ نے فرمایا یہ خطائیں میرے لیے فتنہ تھیں' ہم نے اس کے ساتھ نیک اور متقی لوگوں کو نہیں پایا۔ وہ چند شریر لوگ تھے جو آپ سے قوی نہ تھے۔ میں نے یہ سب باتیں یزید بن ابی مسلم کو لکھ دی تھیں' میں نے ان پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے لکھ دیا تھا کہ

وہ میرے اور آپ کے درمیان صلح صفائی کرادے مگر اس نے یہ ہمت وجرأت نہ کی۔ حجاج نے کہا تو آپ نے مجھے کیوں نہ لکھا؟ فرمایا کچھ ایسے ہی موانعات تھے جن کی وجہ سے آپ کو نہ لکھا۔ غرض یہ کہ حجاج اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ میں صلح صفائی ہوگئی اور آپ امن وامان کے ساتھ لوٹے۔

قوت حافظہ:

آپ کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ کبھی قلم دوات سے کام نہیں لیا۔ ایک مرتبہ جو حدیث سن لیتے تھے وہ ہمیشہ کے لیے سینے میں محفوظ ہو جاتی تھی۔ خود فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی سفید کاغذ کو کتابت سے سیاہ نہیں کیا۔ یعنی کبھی کچھ لکھا نہیں۔ جب کسی نے کوئی حدیث سنائی تو وہ میرے سینے میں محفوظ ہوگئی اس کے دوبارہ سننے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

فرماتے ہیں کہ میں نے بیس سال کے عرصے میں کسی سے کوئی ایسی نئی حدیث نہیں سنی جس سے میں بیان کرنے والے سے زیادہ واقف نہ رہا ہوں۔ اہل حجاز' بصرہ اور کوفہ تینوں مرکزوں کے محدثین کی احادیث کا ان سے بڑا کوئی حافظ نہ تھا۔ سنن کے بھی بہت بڑے عالم تھے۔ مکحول رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ سنن ماضیہ کا عالم نہیں دیکھا۔ ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ صاحب آثار تھے اور ابراہیم صاحب قیاس۔

روایت حدیث میں احتیاط:

علم حدیث نہایت ہی نازک اور ذمہ داری کا علم ہے۔ اس لیے آپ دوسروں سے حدیث لینے میں بڑے محتاط تھے۔ وہ احادیث صرف انہی بزرگوں سے لیتے تھے جو عقل وفہم اور تقویٰ ودیانت بھی رکھتے ہوں اور سیرت وکردار کے اعتبار سے ان پر بھروسہ کیا جاسکتا ہو۔ قبول حدیث میں ان کا اصول یہ تھا کہ علم اسی شخص سے حاصل کرنا چاہیے جس میں زہد وعبادت اور عقل ودانش دونوں چیزیں جمع ہوں۔ جو شخص صرف عقل ودانش رکھتا ہو مگر تقویٰ ودیانت کا مالک نہ ہو یا وہ شخص جو تنہا زہد وعبادت رکھتا ہو مگر عقل وفہم نہ رکھتا ہو۔ یہ دونوں علم کی حقیقت کو نہیں پاسکتے۔

صرف یہی نہیں کہ آپ حدیث قبول کرنے میں احتیاط برتتے تھے بلکہ حدیث بیان کرنے میں بھی احتیاط کرتے تھے۔ حدیث میں اپنی رائے وتحقیق کا دخل نہ ہونے دیتے تھے چنانچہ محمد بن حجادۃ کا بیان ہے کہ جب حضرت عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی ایسا مسئلہ پوچھا جاتا جس کے بارے میں ان کے پاس قرآن وحدیث کا علم نہ ہوتا اور پوچھنے والا کہتا تو اپنی رائے سے ہی کچھ فرمایئے تو آپ فرماتے میں دین میں اپنی رائے کو دخل نہیں دیتا۔ حتی الامکان اپنی رائے دینے سے بچتے تھے۔ فرماتے میری رائے کیا کرو گے اس پر پیشاب کرو۔

حدیث میں علمی مقام:

روایت بالمعنی کا مفہوم یہ ہے کہ کسی روایت کے الفاظ کے بغیر اس کے معنی اپنی سمجھ کے مطابق بیان کیے جائیں مطلب یہ کہ آپ روایت میں الفاظ کی پابندی نہایت ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ ابن عون کی روایت ہے کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ حدیثیں بالمعنی روایت

کرتے تھے (مگر اسی احتیاط کے ساتھ جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا) آپ فرماتے۔ تم جو کچھ مجھ سے سنو اسے لکھ لیا کرو۔

عبداللہ بن ابی سفر کہتے ہیں کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں عالم نہیں ہوں مگر میں نے کسی عالم کو نہیں چھوڑا جس سے علم حاصل نہ کیا ہو اور ابوحصین تو ایک صالح آدمی ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ خود ایک ممتاز عالم دین تھے فقیہہ تھے۔ کوفے کی مسند افتاء پر فائز تھے پھر بھی انکسار کا یہ عالم تھا کہ میں عالم نہیں''۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم وفقیہہ تھے مگر شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے تفقہ فی الدین کے ایسے قائل تھے کہ جو مسئلہ ان کو معلوم نہ ہوتا' اس کے سائل کو امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا' انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ اسی اثناء میں سامنے سے شعبی رحمۃ اللہ علیہ گزرتے ہوئے نظر آئے۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے سائل سے کہا کہ اس شیخ کے پاس جا کر پوچھو اور جو جواب وہ دیں مجھے بھی آ کر بتلانا۔ سائل نے جا کر وہ مسئلہ دریافت کیا۔ انہوں نے بھی اپنی لاعلمی ظاہر کی' جب ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہا واللہ یہ فقیہہ ہے' اور فقہا اسے کہتے ہیں (کہ محض اپنی رائے سے کچھ نہیں کہتے)۔

صلت بن بہرام کہتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کو جو علم میں شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا ہم پایہ' ان سے زیادہ لَا اَدْرِی (میں نہیں جانتا) کہنے والا نہیں دیکھا۔

عمرو بن سعید کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا' آپ نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی تھی۔ اب وہ میرے حافظے سے نکل گئی۔ آپ نے فرمایا: مجھے کچھ بتلاؤ تو میں جانوں کہ وہ کون سی حدیث تھی' میں نے کہا مجھے کچھ یاد نہیں آتا۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث سنا کر کہا کہ یہ تو نہیں ہے؟ میں نے کہا یہ نہیں ہے۔ آخر میں انہوں نے ایک شعر پڑھ کر کہا: یہ تو نہیں ہے۔

فکر آخرت:

باوجود اس کے کہ آپ جید عالم وفقیہہ اور امام تھے' خوف وخشیت کا یہ حال تھا کہ سفیان کے ایک قول کے مطابق ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: ''کاش میں اس علم سے برابر سرابر چھوٹ جاتا۔ نہ مجھ سے اس کا مواخذہ ہوتا اور نہ مجھے اس کا صلہ ملتا''۔

صالح بن صالح ہمدانی کہتے ہیں کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ چند ایسے لوگوں کے پاس کھڑے ہو گئے کہ وہ ان سے بیزار تھے اور ان کو دیکھنا نہ چاہتے تھے۔ جب آپ نے ان کا کلام سنا تو یہ شعر کہا۔

هَنِيئاً مَرِيْئاً غَيْرَ دَاءٍ مُخَامِرٍ لِعِزَّةٍ من اَعْمَرا صِنَا مَا اسْتَحَلَّتِ

صالح بن مسلم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ میں ہاتھ دیئے ٹہلتے ٹہلتے مسجد میں جا پہنچے۔ وہاں حماد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں اور اصحاب کا مجمع لگا ہوا تھا اور ایک شور وغل برپا تھا شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شور وغل سن کر کہا خدا کی قسم ان بازاریوں نے تو اس مسجد کو میرے لیے ناگوار بنا دیا ہے۔ یہ کہا اور لوٹ آئے۔

فقیہہ اور عالم کی پہچان:

علماء حق کی شان اور پہچان ہی یہ ہے کہ وہ شور وہنگامہ اور فتنہ وفساد سے کنارہ کشی کرے۔ غور فرمایئے آپ نے معمولی علمی

شور وغل سن کر مسجد ہی کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی سفر کہتے ہیں کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھ پر ایک ایسا زمانہ گزرا کہ میں کسی مجلس میں بیٹھنا گوارا نہ کرتا تھا۔ بس یہی ایک مسجد تھی جس میں میں بیٹھا کرتا تھا (شور وغل نے مجھ سے یہ بھی چھڑا دی) اس سے تو کسی کوڑے کے ڈھیر پر بیٹھ رہنا اچھا ہے۔

آپ کہا کرتے تھے کہ فقیہہ وہ ہے جو خدا کے محارم سے بچتا رہے۔ اور عالم وہ ہے جو خدا کا خوف کرتا ہے۔ تم لوگوں کو چاہیے کہ کم استعداد علماء اور جاہل عبادت گزاروں سے بچتے رہو (یعنی علماء سوء اور پیران ریا کار سے اجتناب کرو) جو لوگ اپنی رائے سے کوئی مسئلہ کہتے تو آپ فرماتے کہ اس کی رائے پر پیشاب کرو۔ تم تو صرف قرآن وحدیث اور اصحاب محمدؐ سے واسطہ رکھو' کسی حال میں قرآن وحدیث کو نہ چھوڑو۔

خصائل اور لباس:

آپ ایک خاص قسم کا ریشمی لباس پہنتے تھے' کبھی کبھی شعراء کی مجلس میں بھی بیٹھتے تھے۔ شعر وسخن سے دلچسپی تھی کہا کرتے تھے کہ یہ حکومت کے وظائف وعطیات گدھے کے پیشاب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ بہت سے لوگوں کو جہنم میں لے جاتے ہیں۔

عطیۃ السراج کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ شعبی کے پاس مسجد میں آیا' یہ جہنیہ کی ایک مسجد تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس مسجد میں تقریباً میں نے تین سو صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے۔

زید بن خطاب کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ عراق کے گورنر ہوئے تو آپ نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو کوفہ کا قاضی بنا دیا۔ آپ باب الفیل کے نزدیک ایک گوشے میں مقدمات کے فیصلے کیا کرتے تھے۔

حسن بن صالح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر سفید عمامہ اور اس کا لٹکا ہوا شملہ دیکھا ہے۔

عمرو بن شعیب المسلی کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے کہا کہ انہوں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک نہایت سرخ رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا' لیث کہتے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کی چادر زیادہ سرخ تھی یا ان کی داڑھی۔ کبھی کبھی سرخ عمامہ بھی باندھ لیتے تھے جس زمانے میں آپ قاضی تھے۔ آپ داڑھی رنگتے تھے کبھی سبز چادر بھی اوڑھ لیتے تھے۔ ایک خاص قسم کا ریشمی سبز لباس بھی زیب بدن فرماتے۔ چادر اور لباس کے رنگ مختلف ہوتے تھے۔ زرد ازار بھی پہن لیتے تھے۔

عبید بن عبدالملک کہتے ہیں کہ میں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو شیر کی کھال پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ فرماتے ہیں گورخر کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔

مجالد کا بیان ہے کہ میں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو لومڑی کی کھال کی پوستین پہنے دیکھا۔ اسی میں آپ نماز بھی پڑھ لیتے تھے۔

حجاج بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا۔ میں نے ابواسحاق سے پوچھا۔ عمر میں آپ بڑے ہیں یا شعبی رحمۃ اللہ علیہ؟ فرمایا شعبی رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے ایک یا دو سال بڑے ہیں۔

دار فانی سے رحلت:

طارق بن عبدالرحمٰن کی روایت ہے کہ میں شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے ان کے پاس آیا۔ تو میں نے آپ کو دیکھا کہ

کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں ایک قمیص اور ازار میں' ان پر چادر نہ تھی۔

خلف بن تمیم مالک سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے والد کا بیان ہے کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ جب بھی مجلس سے اٹھتے تو یہ کہا کرتے۔ کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا اور لاشریک ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ دین وہی ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اسلام وہی ہے جس کا وصف قرآن نے بیان کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں اللہ کی کتاب قرآن ویسا ہی ہے جیسا کہ نازل ہوا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حق بالکل ظاہر اور روشن ہے۔

ایک شخص نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے کہا کہ اللہ کہئے؟ فرمایا: مجھے کیا ہوا کہ میں اللہ نہ کہوں۔ آپ نے ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۷ سال کی تھی۔ آپ نے اچانک وفات پائی۔ اللہ ان پر اپنی رحمت کرے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب:

سعید نام' ابوعبداللہ کنیت' یہ بنی والبہ بن حارث اسدی کے غلام تھے۔ اسی وجہ سے وہ والبی کہلاتے ہیں۔ سعید بن جبیر ہی سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا: آپ کن میں سے ہیں؟ میں نے کہا بنی اسد سے۔ پھر پوچھا: شرفاء عرب میں سے ہو یا غلاموں میں سے؟ میں نے عرض کیا' میں غلاموں میں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: تو یوں کہو نا کہ آپ ان میں سے ہیں جن پر بنی اسد میں سے اللہ نے اپنا انعام واحسان کیا (کہ مسلمان ہونے کی سعادت بخشی)۔

حضرت ابومسعود البدری رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

ابی معشر حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''میں نے عید کے دن ابومسعود البدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ میرے گیسو تھے' انہوں نے کہا: اے غلام (لڑکے یا اے بچے! عید کے دن امام کے ساتھ نماز پڑھنے سے پہلے کوئی نماز نہیں۔ ہاں نماز عید کے بعد تم دو رکعتیں طویل قراءت کے ساتھ پڑھ سکتے ہو''۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہما سے بھی روایت کرتے ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا حدیثیں سناؤ۔ میں نے عرض کیا کہ میں اور آپ کی موجودگی میں حدیثیں سناؤں (یہ تو ایسا ہوا جیسے آفتاب کے سامنے چراغ جلانا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں سناؤ' یہ تو خدا کی نعمت ہے کہ تم میرے سامنے حدیثیں بیان کرو۔ اگر صحیح بیان کرو گے تو بہت اچھا اور اگر کہیں غلطی کرو گے تو میں اس کی تصحیح کر دوں گا (یہ گویا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف سے سب سے بڑی سند ملی)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حلقہ درس میں شرکت:

امام نووی کا بیان ہے کہ سعیدؒ تابعین کے بڑے آئمہ میں سے تھے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کو علمائے اعلام بتلاتے ہیں۔

تفسیر‘ حدیث‘ فقہ زہد وعبادت اور اخلاق وتقویٰ وغیرہ جملہ کمالات اوصاف میں وہ بڑے بڑے اماموں کا ہم پایہ اور سر گروہ تابعین سے تھے۔

آپ نے یوں تو بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اکتساب فیض کیا لیکن حبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے خصوصیت کے ساتھ فیض پایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا حلقہ درس بڑا وسیع اور عظیم وجلیل تھا۔ جس میں قرآن‘ تفسیر‘ حدیث‘ فقہ‘ فرائض‘ ادب وانشاء اور شعر وشاعری کے دریا بہتے تھے‘ سعید سب سے زیادہ یہیں سے سیراب ہوئے اور بحر بیکراں بنے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں بڑی پابندی کے ساتھ ان کے حلقۂ درس میں شریک ہوتا تھا اور میرے علم حاصل کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ باہر کے جو سائلین سوالات کرتے تھے اور جو جو مسائل پوچھتے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جوابات دیا کرتے تھے میں ان کو خاموشی کے ساتھ اور بڑے غور سے سنا کرتا تھا۔ کبھی کبھی خود بھی کچھ پوچھ لیتا تھا۔ ان سوالات میں حدیثیں بھی ہوتی تھیں اور فقہ کے مسائل بھی۔ لیکن انہیں قلم بند کرنے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے منع کر رکھا تھا۔ کچھ مدت تک اسی زبانی یاد پر انحصار رہا مگر بعد میں لکھنے کی اجازت مل گئی تھی۔ پھر لکھنا شروع کر دیا۔ بعض دن اتنی کثرت سے مسائل پیش آتے کہ لکھتے لکھتے ان کی بیاض پر ہو جاتی۔ تو کپڑوں پر‘ کبھی ہتھیلی پر اور کبھی کسی اور چیز پر لکھ لیتے۔

حسن بن مسلم کہتے ہیں کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نابینا ہونے سے پہلے ان سے اتنے مسائل پوچھتے کہ لکھ نہ سکتے۔ جب وہ نابینا ہو گئے تو لکھنا شروع کر دیا۔ جب یہ خبر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ملی تو وہ ناراض ہوئے۔

بنی وادعہ کے مؤذن کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ان کے قدموں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان سے کہہ رہے تھے کہ مجھے دکھاؤ کہ تم مجھ سے حدیث کس طرح بیان کرتے ہو‘ تم نے مجھ سے بے شمار حدیثیں سنیں اور سمجھی ہیں۔

جعفر بن ابی المغیرہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بینائی جاتی رہی‘ تو جو کوئی آپ سے کوئی مسئلہ پوچھنے آتا تو اس سے فرماتے۔ تم میں ابن ام دھماء (یعنی سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ) موجود ہیں ان سے مسائل پوچھ لیا کرو۔

ابو حصین کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا وہ تمام حدیثیں جو آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنیں اور تمام مسائل جو آپ نے ان سے پوچھے‘ ان کا دار ومدار صرف زبانی یادداشت پر ہے؟ کہا نہیں۔ میں آپ کی مجلس میں بیٹھا رہتا تھا۔ کوئی کلام نہیں کرتا تھا۔ وہ جتنی حدیثیں بیان کرتے‘ میں ان کو یاد کر لیتا۔ اور کبھی لکھ بھی لیتا تھا۔

عبداللہ بن مسلم بن ہرمز کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ حدیث لکھنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ایوب کا بیان ہے کہ سعید نے کہا: میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مسائل پوچھتا تھا اور بیاض میں لکھ لیتا تھا میں نے ان سے مسئلہ ایلاء کے متعلق بھی پوچھا تھا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں ان کا جواب تمہیں بتلاؤں کہ انہوں نے کیا فرمایا؟ میں نے کہا ضرور بتلائیے۔ ہمیں آپ کے علم پر بھروسہ ہے‘ کہا انہوں نے اس بارے میں فرمایا اس سے مراد امراء ہیں۔

فرماتے ہیں کہ جب ہم اہل کوفہ کو کسی مسئلے میں اختلاف ہوتا تو میں اسے اپنی کتاب میں لکھ لیتا اور پھر وہ حضرت ابن

عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھ لیتا وہ اصل مسئلہ سمجھا دیتے۔

اوصاف و کمالات:

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ریاضی کے بڑے ماہر تھے۔ علم فرائض میں خاصہ ملکہ تھا۔ ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس فرائض کا ایک سائل آیا۔ آپ نے اس سے کہا کہ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ وہ مجھ سے زیادہ علم حساب جانتے ہیں' وہ تم کو وہی بتلائیں گے جو فرض مقرر ہے۔

ان کا اپنا بیان ہے کہ میری مہر پر نقش تھا عَزَّ رَبِّی وَاقْتَدَرَ (میرے رب نے مجھے عزت واقتدار بخشا ہے) میں نے اس کا ذکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا۔ آپ نے مجھے اس سے منع کیا اور میں نے اسے مٹا دیا۔

مسعود ابن مالک کہتے ہیں مجھ سے ایک مرتبہ علی بن حسین نے کہا۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیا کیا؟ میں نے کہا وہ ایک صالح آدمی ہیں۔ یہ وہ شخص تھا جو ہمارے پاس آتا اور مسائل پوچھتا' فرائض کے متعلق اور دوسرے مسائل میں جن سے اللہ ہمیں نفع پہنچاتا۔

بعض کوتاہ نظر اصحاب ان کو زیادہ حدیث بیان کرنے پر ملامت کرتے تھے آپ انہیں جواب دیتے مجھے تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے حدیث بیان کرنا زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں اسے اپنے ساتھ اپنی قبر میں لے جاؤں۔

محمد بن حبیب کا بیان ہے کہ جب سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اصفہان میں قیام پذیر تھے اور لوگ ان سے حدیثیں پوچھتے تو آپ ان کو نہ بتاتے لیکن جب کوفہ میں آئے تو یہ فیض جاری کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ اصفہان میں تو آپ حدیثیں بیان نہ کرتے تھے اور یہاں بیان کرتے ہیں؟ فرمایا اپنی متاع وہاں پیش کرو جہاں اس کے قدر دان ہوں۔

قرآن مجید سے خاص شغف:

آپ کے نزدیک عبادت محض نماز روزہ اور تسبیح و تہلیل نہیں بلکہ اس کا دائرہ پوری کی پوری زندگی ہے۔ آپ اطاعت کو سب سے بڑی عبادت سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے جو شخص خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے وہ ذاکر ہے اور جو نافرمانی کرتا ہے وہ ذاکر نہیں خواہ وہ کتنی ہی تسبیح اور تلاوت قرآن کیوں نہ کرے۔ آپ سے کسی نے سوال کیا کہ سب سے بڑا عبادت گزار کون ہے؟ فرمایا جو کچھ گناہوں میں مبتلا ہو کر پھر ان سے تائب ہو گیا اور جب اس نے اپنے گناہوں کو یاد کیا تو ان کے مقابلے میں اپنے اعمال کو بے حقیقت سمجھا۔ عبدالملک بن ابی سلیمان کا بیان ہے کہ سعید دو راتوں میں قرآن ختم کرتے تھے۔

حماد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے خانہ کعبہ میں ایک رکعت میں قرآن ختم کیا ہے۔ عفان بن مسلم اور موسیٰ بن اسماعیل دونوں کہتے ہیں کہ آپ ہمیں ہر روز دو مرتبہ بعد نماز فجر اور بعد نماز عصر وعظ و درس دیا کرتے تھے۔

رفاء کہتے ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینے میں مغرب اور عشاء کے درمیان سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ آتے اور قرآن کی تلاوت شروع کر دیتے۔

صعب ابن عثمان کا بیان ہے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جب سے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہیں اس

وقت سے میں پوری پابندی کے ساتھ دوراتوں میں قرآن ختم کرتا ہوں۔ ہاں اگر سفر کی حالت میں ہوں یا مریض ہو جاؤں تو پھر مجبور ہو جاتا ہوں''۔

ابو ہاشم کی روایت ہے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''میں جمعہ کے دن اپنے اَوراد و وظائف پڑھتا رہتا ہوں یہاں تک کہ امام خطبہ کے لئے آئے''۔

ابوشہاب کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ رمضان میں ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے' کبھی ایسا ہوتا کہ ایک آیت کو بار بار پڑھتے رہتے یا دو مرتبہ پڑھتے۔

عطاء بن سائب کا بیان ہے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے کہا۔ میرے بعد تم حدیث کا علم کس سے حاصل کرو گے؟ اس نے کہا ہم آپ کے سوا یہ علم کسی سے حاصل نہ کریں گے۔ فرمایا: بے شک' اعمیٰ اور ابن الصیقل تمہیں قرآن کے علم سے بے نیاز کر دیں گے۔

سعید بن عبید کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو امامت کراتے ہوئے دیکھا' وہ بار بار اس آیت کو دہراتے تھے اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْ اَعْنَاقِهِمْ الخ۔

ابوشہاب کی روایت ہے کہ رمضان میں سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے پھر گھر واپس آ کر تھوڑی دیر آرام کرتے۔ اس کے بعد پھر آ کر ہمارے ساتھ سات تراویحات پڑھتے اور تین وتر پڑھتے اور پچاس آیتوں کی مقدار دعائے قنوت پڑھتے۔ جب نماز میں ایک سورۃ ختم کر لیتے تو کہتے: صَدَقَ الصَّادِقُ الْبَارُّ۔ سچے باری تعالیٰ نے سچ فرمایا۔

عبدالکریم کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: ''مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے سر پر کوڑے لگائے جائیں اس بات سے کہ امام جمعہ کا خطبہ دے رہا ہو اور میں کوئی کلام کروں۔ صبح صادق کے بعد آپ کسی سے کلام نہیں کیا کرتے تھے۔

سفیان کہتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ ایک شخص نے دیکھا کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک بڑے لڑکے کی پیشانی چومی۔

کھانے کے بعد کی دُعا:

عطاء بن السائب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اَشْبَعْتَ وَ اَرْوَيْتَ فَهَنِّنَا وَ رَزَقْتَ وَ اَكْثَرْتَ وَ اَطَبْتَ وَ فَزِدْنَا۔

''اے اللہ تو نے ہمیں سیر کیا' غذا بہم پہنچائی' ہم تازہ دم اور قوی ہوئے۔ پس تو نے ہمیں کثرت سے پاکیزہ رزق دیا اس میں زیادتی کر''۔

یزید بن مہلب کی روایت ہے کہ میں سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا۔ جب امام غیر المغضوب عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہتا تو جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ' آمین۔ اے اللہ میری مغفرت کر ایسا ہی ہو۔ جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتا تو سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءُ الارضين ن السَّبْعِ وَمِلْءُ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ۔ ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار تیرے ہی لیے ہیں تمام تعریفیں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی بھرپور تعداد میں' جو کچھ

ان کے درمیان ہے اور ان کے علاوہ بھی۔ یعنی بے حد و بے شمار تعریفیں ہیں تیرے لیے' یہی کہتے رہے اور اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں چلے گئے۔

ذوق عبادت وتقویٰ:

آپ اپنی قوم کی مسجد میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آپ کو غیبت کرنا اور غیبت سننا دونوں باتیں ناپسند تھیں' مسلم البطین کا بیان ہے کہ سعید اپنے سامنے کسی کو غیبت نہ کرنے دیتے تھے غیبت کرنے والے سے فرماتے کہ جو کچھ تمہیں کہنا ہے اس شخص کے منہ پر کہو۔

آپ اپنے نفس کو اتنا حقیر سمجھتے تھے کہ گنہگاروں کو بھی ان کے گناہوں پر ٹوکتے ہوئے شرماتے تھے' فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک شخص کو گناہ میں مبتلا دیکھتا ہوں' لیکن خود اپنا نفس اپنی نگاہ میں اتنا حقیر ہے کہ دوسرے کو ٹوکتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔

جعفر بن ابی المغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو روزے کی حالت میں سرمہ لگاتے دیکھا ہے اور میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو بے نیام تلوار کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اسمٰعیل بن عبدالملک کا کہنا ہے کہ آپ طاق یعنی محراب مسجد کے اندر نماز پڑھ لیتے تھے اور صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے آپ اپنے عمامہ کا بالشت بھر شملہ چھوڑتے تھے۔

مسلم بطین کا بیان ہے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ شکر افضل[1] ہے یا صبر؟ فرمایا: صبر اور عافیت زیادہ پسند ہے۔

علمائے سوء کا فتنہ:

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ امت مسلمہ کے لیے سب سے بڑا فتنہ اور تباہی کی جڑ علماء سوء کو سمجھتے تھے۔ چنانچہ ہلال بن خباب نے آپ سے پوچھا۔ لوگوں کی ہلاکت کہاں سے ہوگی؟ فرمایا: ''ان کے علماء کے ہاتھوں''۔[2]

---

[1] شکر یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی تمام طاقتوں' صلاحیتوں اور اسباب و وسائل کو احکام الٰہی کے مطابق صحیح موقعہ ومحل پر صحیح طور پر استعمال کیا جائے اور صبر یہ ہے کہ اقامت حق وعدل کی راہ میں جتنی تکلیفیں' مصیبتیں' رکاوٹیں اور مصائب پیش آئیں ان کو بہ خندہ پیشانی برداشت کیے چلے جانا اور راہ حق میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جانا یہ صبر واستقامت کامیابی اور رضائے الٰہی کے حصول کی شرط اوّل ہے۔ (مترجم)

[2] حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ اس اُمت کو تین طبقوں نے ذلیل وخوار اور تباہ و برباد کیا ہے۔ ظالم ومستبد اور فاسق وفاجر حکمران و بادشاہ' علمائے سوء اور پیران ریاکار' قرآن وحدیث میں ایسے لوگوں کے حق میں سخت مذمت اور وعیدیں آئی ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث ہے:

عُلَمَاءُ هُمْ شَرٌّ مَنْ تحت اديم السماء مِن عندهم تخرج الفتنة وفيهم تعود.

یعنی زمین پر بدترین فتنہ ان کے علماء ہوں گے۔ ان سے فتنے پھوٹ پھوٹ کر نکلیں گے اور انہیں میں لوٹیں گے۔ عہد نبوت اور خلافت راشدہ سے لے کر آج تک یہی اُمت کے لیے سب سے بڑا فتنہ بنے ہوئے ہیں۔ جہاں صالح بادشاہ وحکمران' علمائے حق اور سچے پیران عظام اصلاح وانقلاب کی کوشش کرتے رہے وہاں علماء سوء ہمیشہ ان کی کوششوں پر پانی پھیرتے' مسلمانوں کو بگاڑتے اور ان کی دنیا تباہ کرتے رہے۔ یہی ہیں جنہوں نے مسلمانوں سے ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کی روح سلب کی اور شرک وبدعت کا دلدادہ بنایا اور ان کے ایمان واخلاق کو تباہ کیا۔ (مترجم)

تفسیر قرآن میں مہارت:

قراءت اور تفسیر دونوں فنون میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ آیات قرآن کی شان نزول اوران کی تفسیر وتاویل میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ چنانچہ ابو یونس قزی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ آیت پڑھی۔ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ مگر نہ تو ان مردوں عورتوں اور لڑکوں میں سے۔

تو انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: اس میں جن مردوں، عورتوں اور لڑکوں کا ذکر ہے ان سے مراد مکہ کے وہ مظلوم تھے جو طرح طرح ستائے جارہے تھے۔ میں نے یہ سن کر کہا کہ میں ایسے ہی لوگوں کے پاس سے آرہا ہوں (یعنی میں حجاج کے ستم رسیدہ لوگوں میں سے ہوں)۔ سعید نے کہا بھتیجے! ہم نے تو اس کے خلاف بڑی کوشش کی لیکن کیا کیا جائے خدا کی مرضی یہی ہے۔

(اس میں ہم مسلمانوں کے لیے ایک بڑا سبق آموز نکتہ ہے کہ دنیا میں جن ظالموں اور فاسقوں نے ظلم وفساد مچا رکھا ہے، ان کے متعلق ان سے نجات پانے کی امکان بھر کوشش کرنے سے پہلے یہ کہنا کہ ہم کیا کریں اللہ کی مرضی یہی ہے۔ یہ ہمارے نام نہاد مقتداؤں اور پیشواؤں کی حماقت ونادانی ہے۔ ہاں امکانی جدوجہد کے بعد جو نتیجہ ظاہر ہو اس کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کی مرضی یہی ہے۔ کاش ہم اس نکتے کو سمجھ سکیں۔ مترجم)

اعمش رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ (بے شک میری زمین کشادہ ہے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب کسی زمین میں فساد برپا کیا جائے اور وہاں گناہوں کی کثرت ہو جائے تو اس سے نکل جاؤ (یہاں آپ ہمیں ایک بہت عمدہ سبق دے گئے کہ جس ملک وقوم میں فتنہ وفساد پھیل جائے۔ فسق وفجور کی کثرت ہو جائے اور اپنے دین واخلاق کا بچانا ناممکن ہو جائے تو وہاں سے ہجرت کر جاؤ بشرطیکہ ہجرت کرنا ممکن ہو)۔

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی سرگرمیاں اور مجاہدانہ کارنامے

یہاں سے ہم حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی سرگرمیوں اور مجاہدانہ کارناموں کا ضروری وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ آپ صرف قرآن' حدیث فقہ کلام اور زہد وتقویٰ میں ہی ممتاز ونمایاں نہ تھے بلکہ ان تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ مصلح اور مجاہد بھی تھے۔ مذہب وسیاست دونوں کے بلند مقام پر فائز تھے۔ گوشہ نشین' عافیت پسند عابد وزاہد ہی نہ تھے بلکہ جبر واستبداد اور ظلم وفساد کے خلاف مجاہد حق وصداقت بھی تھے۔ ان کے مجاہدانہ کارنامے اس دور کے آرام طلب اور عافیت پسند عابدوں کے لیے بڑے سبق آموز ہیں۔ اسی لیے ہم ان کو نمایاں حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ مترجم

جامع مسجد کوفہ میں امامت:

حضرت سعید جبیر رحمۃ اللہ علیہ ایک زمانہ تک مدینہ میں رہے' کچھ دنوں عراق کے مختلف شہروں میں رہ کر علم وعرفان کی بارشیں کرتے اور تشنگانِ علوم نبوت کو سیراب کرتے رہے۔ پھر کوفہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ کوفے میں قیام کے دوران کچھ دنوں عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قاضی کوفہ کے کاتب رہے اور کچھ دنوں ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے کاتب بھی رہے۔

حجاج ان کا بڑا قدردان تھا۔ ان کی بڑی عزت کرتا تھا۔ انہیں جامع کوفہ کا امام بنا دیا تھا اور عہدۂ قضا بھی سونپ دیا تھا لیکن کوفہ والوں نے ان کے خلاف سخت احتجاج کیا کہ قاضی کو عربی النسل ہونا چاہیے۔ اس لیے حجاج نے ان سے عہدۂ قضا لے کر ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور ان کو ہدایت کر دی کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے سے کام کریں۔

حجاج کی مخالفت اور گرفتاری:

حجاج تو آپ پر انعامات کی بارش کر رہا تھا مگر آپ ان انعامات سے متاثر نہ تھے' اس کو اس کے مظالم کی وجہ سے برا سمجھتے تھے اس لیے جب ابن اشعث نے حجاج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو آپ نے اس کا ساتھ دیا ان کی وجہ سے کوفہ کے بہت سے قراء اور علماء بھی ابن اشعث کے ساتھ ہو گئے۔ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ جماعت علماء وقراء کے سرگروہ تھے اور میدانِ جنگ میں لوگوں کو حجاج اور بنو اُمیہ کے خلاف یہ کہہ کر اُبھارتے تھے کہ یہ لوگ اسلامی عدل وانصاف اور خلفاء کے طریقے کو چھوڑ کر ظالمانہ طور پر حکومت کر رہے ہیں' خدا کے بندوں پر اپنی مرضی سے حکومت کر رہے ہیں اور ان پر ظلم ڈھا رہے ہیں۔ فسق وفجور کی سرپرستی کرتے ہیں' نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ذلیل وخوار کرتے ہیں اس لیے ان کی بے دینی' ظلم وجور اور فسق وفجور کے خلاف جہاد کرو۔ بدی کا زور توڑو اور نیکی کو غالب کرو۔

ابتداء میں ابن اشعث کی بڑی قوت تھی' اس کو حجاج کے مقابلے میں کچھ فتوحات بھی حاصل ہوئیں اس نے عراق کا بڑا حصہ بھی فتح کر لیا تھا۔ لیکن حجاج کی مخالفت نے عبدالملک کی حکومت کی مخالفت کی شکل اختیار کر لی۔ حکومت کی مخالفت میں وہ کہاں ٹھہر سکتا

تھا' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیر جماجم کے معرکے میں اس کو شکست فاش ہوئی۔ وہ شکست کھا کر سیستان بھاگ گیا۔

اس کی شکست کے بعد حضرت سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ مکہ میں چلے آئے۔ مکہ کے والی خالد بن عبداللہ قسری نے ان کو گرفتار کرا کر حجاج کے پاس بھیج دیا۔ وہ ان کا سخت ترین دشمن ہوگیا تھا۔ ان کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

حجاج کے ساتھ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز مکالمہ:

ایمان اور جہاد یعنی ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ مومن کا طرۂ امتیاز ہے۔ جو حقیقی معنوں میں مومن ہوتا ہے رہی لازمی طور پر مجاہد ہوتا ہے۔ ایمان کے ساتھ ہی نفس کے ساتھ جہاد شروع ہوجاتا ہے بالآخر ظلم واستبداد کے خلاف میدان جنگ میں آجاتا ہے۔ وہ دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتا۔ وہ موت کا ڈر اپنے سینے سے نکال کر باہر پھینک دیتا ہے اور شہادت کو اپنی زندگی کی معراج تصور کرتا ہے۔ حضرت سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہمیں یہی سبق دیتی ہے۔ ذرا اس شیر دل مرد حق کی جرأت و بیباکی اس مکالمے سے نگاہِ تصور میں لایئے:

حجاج: تمہارا کیا نام ہے؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ۔

حجاج: نہیں بالکل نہیں اس کے برعکس تم شقی بن کسیر ہو۔

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: معاف فرمایئے میری ماں آپ سے زیادہ میرے نام سے واقف تھیں۔

حجاج: تمہاری ماں بھی بدبخت تھی اور تم بھی بدبخت ہو۔

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: غیب کا علم تو صرف اللہ کو ہے۔

حجاج: میں تمہاری دنیا کو دہکتی ہوئی آگ سے بدل دوں گا۔

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: اگر مجھے اس بات کا یقین ہوتا کہ یہ بات آپ کے اختیار میں ہے تو میں آپ کو اپنا معبود بنالیتا۔

حجاج: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: وہ امام ہدیٰ اور نبی رحمت تھے۔

حجاج: تم حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟ وہ جنت میں ہیں یا دوزخ میں؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: اگر میں جنت و دوزخ میں گیا ہوتا اور یہ دیکھ آتا کہ یہ دونوں خلفاء راشد کہاں ہیں تو پھر بتلا سکتا تھا۔ اب میں کیا جانوں کون کہاں ہیں۔ عالم غیب کی خبر میں کیا دے سکتا ہوں؟

حجاج: خلفاء کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: میں ان کا وکیل نہیں ہوں۔

حجاج: اچھا تم ان میں سے کس کو زیادہ پسند کرتے ہو؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: جو میرے خالق کے نزدیک زیادہ پسندیدہ تھا۔

حجاج: خالق کے نزدیک کون زیادہ پسندیدہ تھا؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: اس کا علم خدا ہی کو ہے۔

حجاج: عبدالملک کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: تم ایسے شخص کے بارے میں کیا پوچھتے ہو جس کے گناہوں میں سے ایک گناہ تمہارا وجود ہے۔

حجاج: تم ہنستے کیوں نہیں؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: وہ کیسے ہنس سکتا ہے' جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور مٹی کو آگ کھا جاتی ہے۔

حجاج: اگر یہ بات ہے تو ہم تفریحی مشاغل سے ہنستے کیوں ہیں؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: سب کے دل یکساں نہیں ہوتے۔

حجاج: تم نے کبھی تفریح کا سامان دیکھا بھی ہے؟

اس کے بعد حجاج نے حکم دیا (ہمارے فن کار کہاں ہیں وہ) عود اور بانسری بجا کر (اپنے فن کا مظاہرہ کریں تاکہ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو بھی معلوم ہو کہ دنیا کی دلچسپیاں اور رونقیں یہ ہیں) مگر ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نغمہ وساز سن کر رو دیئے۔ حجاج نے کہا یہ رونے کا کیا موقعہ ہے۔ موسیقی تو ایک تفریحی چیز ہے' آپ نے جواب دیا کہ تمہارا عود نالۂ غم ہے اور بانسری کی پھونک نے مجھے وہ دن یاد دلا دیا جس دن صور پھونکا جائے گا۔ عود ایک کاٹے ہوئے درخت کی لکڑی ہے جو ممکن ہے کہ ناحق کاٹی گئی ہو اور اس کے تار بکریوں کے پٹھوں کے ہیں جو ان کے ساتھ قیامت کے دن اٹھائی جائیں گی۔

یہ سب باتیں سن کر حجاج نے کہا سعید تمہاری حالت قابل افسوس ہے۔ فرمایا: وہ شخص افسوس کے قابل نہیں جو آگ سے نجات دے کر جنت میں داخل کیا گیا ہو۔

حجاج: کیا میں نے تمہیں کوفہ کا امام نہیں بنایا تھا؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: ہاں بنایا تھا۔

حجاج: کیا میں نے تمہیں عہدۂ قضا دے کر سرفراز نہیں کیا تھا؟ اور جب کوفہ والوں نے تمہاری اس بناء پر مخالفت کی کہ قاضی کو عربی النسل ہونا چاہیے تو اس پر میں نے ابو بردہ کو قاضی بنایا اور اسے ہدایت کی کہ تمہارے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرے۔

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: یہ بھی بالکل صحیح ہے۔

حجاج: کیا میں نے تم کو ایک لاکھ روپے کی خطیر رقم حاجت مندوں میں تقسیم کرنے کے لیے نہیں دی تھی؟ اور پھر اس کا کوئی حساب و کتاب بھی نہیں مانگا۔

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: یہ بھی درست ہے۔

حجاج: جب تمہیں میرے ان احسانات کا اقرار ہے تو پھر کس چیز نے میری مخالفت پر آمادہ کیا۔

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: میری گردن میں ابن اشعث کی بیعت کا طوق تھا اور میں اس کی اطاعت پر مجبور تھا۔

حجاج: تمہیں ایک دشمن خدا کی بیعت کا اتنا فکر واحساس تھا اور اس کے مقابلے میں تم نے امیر المومنین کی بیعت کا کوئی خیال نہ کیا۔ خدا کی قسم میں تمہیں قتل اور واصل جہنم کیے بغیر یہاں سے نہ اٹھوں گا۔ بتاؤ تم کس طرح قتل کیا جانا پسند کرتے ہو؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: خدا کی قسم تم جس طرح مجھے دنیا میں قتل کرو گے خدا تعالیٰ تم کو آخرت میں اسی طرح قتل کرے گا۔

حجاج: کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں معاف کر دوں؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: اگر تم مجھے معاف کر دو گے تو وہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی جانب سے ہوگا (تمہارا کچھ احسان نہ ہوگا)۔

حجاج: تو لو سنو! میں تم کو ضرور قتل کر دوں گا۔

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: اللہ تعالیٰ نے میرا ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔ اس سے آگے پیچھے موت آ ہی نہیں سکتی اگر وہ وقت آ گیا ہے تو بے شک تم مجھے ضرور قتل کر دو گے اس سے کسی طرح مفر نہیں۔ اگر نہیں آیا ہے اور عافیت مقدر ہے تو تمہاری کیا مجال کہ مجھے قتل کر دو۔ بہر حال جو کچھ بھی اللہ کو منظور ہے تم وہی کرو گے۔

یہ سن کر حجاج نے آپ کو قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ یہ حکم سن کر حاضرین میں سے ایک شخص رونے لگا۔ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا تم کیوں روتے ہو؟ اس نے کہا میں آپ کے قتل کیے جانے پر رو رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس پر رونے کی ضرورت نہیں۔ یہ واقعہ تو خدا تعالیٰ کے علم میں پہلے سے موجود تھا۔ ایسا ہونا ہی تھا' پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ﴾ (سورۂ حدید: پارہ ۲۸)

''تم کو زمین اور اپنی جانوں میں جو مصیبتیں پہنچیں' ان کو پیدا کرنے سے پہلے ہم نے ان کو کتاب میں لکھ رکھا ہے''۔

(صبر واستقامت اور رضا بقضائے الٰہی کا یہ وہ ایمان افروز مظاہرہ تھا جو قیامت تک ہم مسلمانوں کے ایمانوں کو گرماتا رہے گا)۔

مقتل کی طرف روانگی اور شوقِ شہادت:

صبر ورضا کی آپ نے حد کر دی' بڑی ہنسی خوشی اور والہانہ انداز سے مرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ کیا مجال جو ذرا سا بھی خوف وہراس طاری ہوا ہو شہادت کی بے تاب تمنا رکھنے والے مردِ مومن کے پاکیزہ قلب میں خوف وہراس کا گزر کہاں! مقتل میں جانے سے پہلے اپنے صاحبزادے کو دیکھنے کے لیے بلایا۔ وہ آ کر رونے لگا۔ بیٹے کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: بیٹے روتے کیوں ہو' ستاون سال کے بعد تمہارے باپ کی زندگی تھی ہی نہیں' پھر رونے کا کون سا مقام ہے۔

اللہ اکبر کس قدر صبر واستقامت ہے کہ بڑی ہنسی خوشی اور شاداں وفرحاں مقتل کی طرف جا رہے ہیں مئے عشق الٰہی سے سرشار ہیں۔ دیکھنے والے انگشت بدنداں رہ گئے۔ یہ مردِ مومن ہے یا صبر واستقامت کا پہاڑ۔ حجاج کو اطلاع دی گئی کہ آپ نے تو قتل کا حکم دے کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کر لیا مگر اس مردِ مومن کا یہ حال ہے کہ وہ والہانہ مقتل کی طرف جا رہا ہے۔ خوف وہراس کیسا' اسے تو حد سے زیادہ خوشی ہے کہ میں اللہ کی راہ میں مر رہا ہوں۔ اس نے واپس بلا کر پوچھا کہ میاں مردِ حق آپ ہنس کس بات پر رہے ہیں؟ فرمایا خدا کے مقابلے میں تمہاری جرأتوں اور تمہارے مقابلے میں اس کے حلم پر۔ (سبحان اللہ کیا بات ہے مردِ مومن کی مرتے مرتے وہ نقشِ وفا ثبت کر گیا جو قیامت تک تاباں ودرخشاں رہے گا)۔

شہادت گاہ اُلفت میں:

حجاج نے اپنے سامنے ہی قتل کا چمڑا بچھانے کا حکم دیا۔ جب چمڑا بچھ گیا تو قتل کا حکم دیا سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اتنی مہلت مانگی کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ ظالم حجاج اس وقت بھی اپنی فرعونیت سے باز نہ آیا کہا اگر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو تو اجازت مل سکتی ہے۔ فرمایا کچھ حرج نہیں۔ ﴿اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ (تم جدھر بھی رُخ کرو اُدھر ہی اللہ کا چہرہ ہے (یعنی وہ کسی جہت کے ساتھ محدود و مقید نہیں۔ وہ سب جگہ ہے۔ جدھر بھی اپنا رُخ کرو ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی خالقیت' ربوبیت' الوہیت' قدرت اور حکمت کے آثار پاؤ گے) پھر یہ آیت پڑھی:

﴿اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (الانعام:۹)

''میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اس ذات کی طرف کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں''۔

حجاج نے حکم دیا ان کو سر کے بل جھکا دو۔ یہ سن کر خود سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سر کو خم کیا اور یہ آیت پڑھی:

﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى﴾

''اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر تم کو دوبارہ اسی سے نکالیں گے''۔

مطلب یہ کہ آپ نے ہر ہر قدم پر اپنے مومن ہونے کا ثبوت دیا' ہر ہر طرح حجاج کی سوئی ہوئی فطرت کو جھنجھوڑا اور اس کی مسلمانی پر بھرپور طنز کی مگر اس ظالم کی فطرت نہ جاگی اور اس کی فرعونیت میں کوئی فرق نہ آیا۔ موت کو سر پر دیکھ کر آپ نے کلمہ شہادت پڑھا اور بارگاہِ ایزدی میں دعا کی:

''خدایا میرے قتل کے بعد پھر اس (حجاج) کو کسی کے قتل پر قادر نہ کرنا''۔

خون کا فوارہ اور روحانی قوت:

اس دنیا میں ہمیشہ اہل حق کی شہادتیں ہوتی رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ مجاہدین حق وصداقت ہمیشہ راہ حق میں ہنس ہنس کر اپنی جانیں فدا کرتے رہے مگر جو بات حضرت سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت میں ہے وہ کسی میں نظر نہیں آتی۔ حضرت سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے شہادت گہہ الفت میں ایسے ایسے نقوش ثبت کیے ہیں جو قیامت تک کے مسلمانوں کے دلوں میں خون حیات دواڑتے رہیں گے۔

جلاد شمشیر براں لیے حجاج کے حکم کا منتظر تھا' اس نے حکم دیا دفعتہً تلوار چمکی اور کشتہ حق کا سر زمین پر تڑپنے لگا۔ زمین پر گرنے کے بعد زبان سے آخری کلمہ لا الٰہ الا اللہ نکلا۔

اس دلدوز واقعہ کے بعد جو تعجب انگیز واقعہ ظہور پذیر ہوا وہ بڑا البصیرت افروز ہے شہید ہونے والوں کے جسم سے عموماً جو خون نکلتا ہے اس سے بہت زیادہ خون آپ کے جسم سے نکلا۔ جس نے تمام درباریوں کو محو حیرت کر دیا۔ حجاج نے اطباء کو بلا کر اس کا سبب دریافت کیا کہ ان کے جسم سے خون کے فوارے کیوں پھوٹ پڑے؟ انہوں نے جواب دیا خون رُوح کے تابع ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو

پہلے قتل کیا گیا ان کی روح قتل سے پہلے اس کے حکم سنتے ہی تحلیل ہو چکی تھی اور ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر حکم قتل کا کچھ بھی اثر نہ تھا۔

شہادت کا یہ واقعہ ۹۴ھ میں پیش آیا۔ اس وقت آپ کی عمر باختلاف روایت ۵۷ یا ۴۹ سال کی تھی۔ آپ کی شخصیت معمولی شخصیت نہ تھی' آپ کی شہادت نے تمام دنیائے اسلام میں صف ماتم بچھا دی۔ اکابر تابعین سخت متاثر و مضطرب ہوئے۔ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''خدایا ثقیف کے فاسق (یعنی حجاج سے) اس کا انتقام لے۔ خدا کی قسم تمام روئے زمین کے باشندے بھی ان کے قتل میں شریک ہوتے تو خدا ان سب کو منہ کے بل دوزخ کی آگ میں جھونک دیتا۔

شمائل وخصائل:

رنگ سیاہ' سر اور داڑھی دونوں سفید' خضاب لگانا پسند نہ کرتے تھے آپ سے وسمہ کے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا: خدا تو بندہ کے چہرے کو نور سے روشن کرتا ہے اور بندہ اس کو سیاہی سے بجھا دیتا ہے۔

ایک قابل غور بات یہ ہے کہ آپ نے عبدالملک اور حجاج کی مخالفت کے جوش میں حق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا' درحقیقت آپ نے ظلم واستبداد کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا اور علماء کو درس دیا تھا کہ حتی الامکان جبر واستبداد اور فسق و فجور کا غلبہ تسلیم نہ کرو' بدی کی قوت کو نیکی کی قوت پر کبھی غالب نہ آنے دو اور اگر تم نے ظلم وفساد کی روک تھام میں بقدر امکان کوشش نہ کی تو تمہارا حشر بھی ظالموں کے ساتھ ہوگا۔ جس آگ میں وہ جلیں گے اسی آگ میں تمہیں بھی جلنا پڑے گا۔

اسدی کا بیان ہے کہ میں نے سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میرا آقا (جس کا میں غلام ہوں) حجاج کا حامی اور اس کے ساتھ ہے۔ اگر میں حجاج کے خلاف ابن اشعث کے ساتھ ہو جاؤں اور لڑتے لڑتے جان دے دوں تو مجھ سے اس کا مواخذہ تو کوئی نہ ہوگا؟ آپ نے جواب دیا۔ تم ابن اشعث کا ساتھ نہ دو' حجاج کے خلاف مت لڑو۔ اگر تمہارا آقا یہاں موجود ہوتا تو تم کو لے کر حجاج کی حمایت میں لڑتا۔

لاتقية فی الاسلام:

ابی الصہباء سے روایت ہے کہ سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا'' ان سے ذکر کیا گیا کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسلام میں تقیہ نہیں۔ سعید نے بھی کہا بے شک اسلام میں تقیہ نہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس سے یہ گمان کیا اور خطرہ محسوس کیا کہ اب وہ ضرور کسی آزمائش میں مبتلا ہوں گے۔ پکڑے جائیں گے اور نہ معلوم کیا حشر ہو۔

ان کی شہادت سے تمام تابعین میں کہرام مچ گیا۔ ابراہیم کہتے ہیں سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ قتل کر دیئے گئے۔ اللہ ان پر اپنی رحمت نازل کرے' انہوں نے اپنے پیچھے کوئی اپنے جیسا عالم نہیں چھوڑا۔ میمون بن مہران کہتے ہیں کہ سعید رحمۃ اللہ علیہ مر گئے۔ اس حالت میں کہ زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں جو سعید رحمۃ اللہ علیہ کا محتاج نہ ہو۔

اسماعیل بن عبدالملک کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو سفید عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ چادر اوڑھ کر نماز پڑھ لیتے تھے اور ہاتھ باہر نہ نکالتے تھے۔

ابو بردہ بن ابی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

عامر نام' ابو بردہ کنیت۔ یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ بھائی کے ساتھ ہی اسلام لائے۔ ان ہی کے ساتھ حبشہ گئے۔ پھر وہاں سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ آئے۔سعید بن ابی بردہ بیان کرتے ہیں کہ ابو بردہ نے کہا: مجھے میرے والد نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ میں ان سے دین کی تعلیم حاصل کروں۔سو میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔آپ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور کیوں آئے ہو؟ میں نے سب کچھ بتلا دیا۔آپ نے مجھ سے مرحبا کہا: میری حوصلہ افزائی کی۔ میں نے عرض کیا مجھے میرے والد نے آپ کے پاس دین کی تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے لیے بھیجا ہے۔آپ نے فرمایا: بھتیجے! تم ایک ایسی جگہ آئے ہو جہاں کے لوگ تجارتی کاروبار کرتے ہیں اگر یہاں کا کوئی مال دار شخص تمہیں گھاس کا ایک تنکا بھی ہدیہ دے تو اسے قبول نہ کرنا اس لیے کہ وہ سود کا ہوگا۔

ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ جب میں مدینے میں آیا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے عرض کیا ''آپ اس گھر میں کیوں داخل نہیں ہوتے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوا کرتے تھے اور جس میں نماز پڑھا کرتے تھے۔اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوریں اور ستو کھلایا کرتے تھے۔آپ نے فرمایا: بھتیجے! (وہ زمانہ گیا جب تمام مسلمان پاکیزہ زندگی بسر کیا کرتے تھے) اب تم ایسی جگہ ہو جہاں ہر چیز میں غیر محسوس انداز میں سود کی ملاوٹ ہے (اب لوگ حرام کی کمائی سے اجتناب کرنے میں اتنا اہتمام نہیں کرتے جتنا عہد نبوت میں کیا کرتے تھے)۔

ابی الحسن کہتے ہیں کہ ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ اور ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ بیت المال کے افسر تھے۔ ابونعیم کا بیان ہے کہ کوفہ کا محکمہ قضا قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے سپرد ہوا تھا۔

یزید بن مردانبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہیں اور قرآن پاک ان کے آگے لٹکا ہوا ہے۔ابن معاویہ نخعی کہتے ہیں کہ ابو بردہ بن ابی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ایک جنازے پر آئے' قبیلہ کے امام نے جنازے کی نماز پڑھانے کے لیے ان کو آگے کیا۔

ان کی وفات کوفہ میں ۱۰۳ھ میں ہوئی۔ایک دوسری روایت میں ۱۰۴ھ ہے۔

موسیٰ بن ابی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھائی ہیں ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ کے۔ ان کی ماں کا نام ام کلثوم بنت الفضل بن عباس بن عبدالمطلب ہے۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

ابو بکر بن ابی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے بھائی ہیں۔ اپنے والد وغیرہ سے روایت کرتے ہیں قلیل الروایت ہیں۔ ضعیف مانے جاتے ہیں۔ ان کا خالد بن عبداللہ کی ولایت میں انتقال ہوا اور یہ ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے تھے۔

عروہ بن المغیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شعبۃ الثقفی' ابویعفور کنیت' اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ شعبی روایت کرتے ہیں کہ عروۃ بن المغیرۃ بن شعبہ کوفے کے امیر تھے اور ان کے گھر والوں میں سب سے بہتر تھے۔

عقار بن المغیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شعبۃ الثقفی۔ یہ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

یعفور بن المغیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شعبۃ الثقفی۔ یہ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

حمزہ بن المغیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شعبۃ الثقفی۔ یہ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ:

نام ونسب یہ ہے: ابراہیم نام' ابوعمران کنیت' نسب نامہ یہ ہے: ابراہیم بن یزید بن اسود بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن سعد ابن مالک بن النخع مذحج سے۔ یہ یک چشم تھے۔ نخع قبیلہ مذحج کی ایک شاخ ہے۔ یہ لوگ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔

مزاج میں سادگی اور انکساری:

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فضل وکمال اور زہد وتقویٰ کی وجہ سے کوفہ کے ممتاز ترین تابعین میں سے تھے لیکن عجز ونیاز اور خاکساری کا یہ عالم تھا کہ کوئی جان بھی نہ سکتا تھا کہ یہ کون ہیں؟ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں اپنی مجلس میں ایک نوجوان ابراہیم کا ذکر سنا کرتا تھا مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ سب سے زیادہ عالم تھے لیکن وہ ہم میں ایسے رہتے تھے گویا ہمارے ساتھ نہیں۔ یہی یک چشم نوجوان علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں بیٹھا کرتا تھا' وہ لوگوں میں بالکل گمنام تھے۔ ان کی قوت حافظہ اتنی قوی تھی کہ خود فرماتے ہیں ''میں نے کبھی کچھ نہیں لکھا''۔

عبدالملک بن ابی سلیمان کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ کہتے کہ تمہارے اندر ابراہیم موجود ہیں اور تم پھر مجھ سے مسائل پوچھنے آتے ہو۔ سفیان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی یہ بات سنتے تو بڑا تعجب کرتے اور کہتے کہ میں ان کے علم کا محتاج ہوں۔

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے چچا اور اسود رحمۃ اللہ علیہ ان کے ماموں دونوں کوفہ کے ممتاز محدثین میں سے تھے ابراہیم نے انہی کے دامن میں پرورش پائی تھی۔ ابوزرعہ نخعی کا بیان ہے کہ وہ ممتاز ترین علمائے اسلام میں سے تھے اور ان کو حدیث وفقہ دونوں میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ لیکن وہ ریا اور شہرت ونا موری کو ناپسند کرتے تھے۔ اعمش کہتے ہیں کہ ہم شقیق کی مجلس میں آتے تو بڑا ہجوم اور رونق پاتے اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں آتے تو وہاں کچھ بھی نہ پاتے۔

علمی رعب و دبدبہ:

اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے بھی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے جب بھی کسی حدیث کا ذکر کیا تو آپ نے اس کے متعلق میری معلومات میں اضافہ ہی کیا (یعنی حدیث میں اس قدر تعمق اور تبحر حاصل تھا) زبید کا کہنا ہے کہ میں نے جب کبھی بھی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی چیز کے متعلق کچھ پوچھا تو ان میں ناگواری کے آثار نظر آئے۔ مغیرہ کی روایت ہے کہ ہم ابراہیم سے امیر کی طرح ڈرتے تھے (یعنی فروتنی وخاکساری کا تو یہ حال تھا کہ جو آپ نے سنا اور رعب وجلال اتنا تھا کہ لوگ جس طرح امیر سے ڈرتے تھے اسی طرح ان سے ڈرتے تھے)۔

طلحہ کہا کرتے تھے کہ کوفہ میں سب سے بڑی ہستیاں دو ہیں۔ ابراہیم اور خیثمہ آپ کو علم سفینہ سے زیادہ علم سینہ پر اعتماد تھا۔ قوت حافظہ اتنی قوی تھی کہ کتابت کی ضرورت نہ سمجھتے تھے۔

فضیل کا بیان ہے کہ میں نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے کچھ مسائل کو ایک کتاب میں جمع کیا تھا۔ لیکن مجھے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اس کو مجھ سے چھین لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب انسان لکھ لیتا ہے تو اس پر اس کو اعتماد ہو جاتا ہے اور جب انسان علم کی جستجو کرتا ہے تو خدا اس کو بقدر کفایت علم عطا فرماتا ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے علمی استفادہ:

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کو جس چیز نے زیادہ چمکایا وہ یہ تھی' آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ ابومعشر کا بیان ہے کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج مطہرات کے پاس جاتے رہتے تھے اور ان سے علمی استفادہ کرتے تھے۔ خاص کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑی عقیدت وارادت تھی کہ یہ ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ علوم نبوت کی وارث اور فقیہہ بھی تھیں۔ ان کی مجلسوں میں یہ زیادہ حاضری دیتے۔ اگرچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا سماع ثابت نہیں لیکن ان کی جیسی برگزیدہ ہستیوں کی مجلس میں شریک ہو جانا ہی حصول برکت وسعادت کے لیے کافی تھا۔

ایوب نے اعتراض کیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ بچپن میں بلوغ کے پہلے اپنے چچا اور ماموں علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اور اسود رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حج کو جاتے تھے اور ان لوگوں کو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عقیدت وارادت اور ان کی مجلسوں میں آنا جانا تھا۔ یہ سعادت وبرکت کیا کم ہے؟ کہ انہوں نے بچپن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سرخ کپڑوں میں دیکھا تھا۔

علمی کمالات کے باوجود آپ علم کا اظہار کرنا اچھا نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ زبید کہتے ہیں کہ میں جب کبھی آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتا تو آپ کہتے کہ کیا تمہیں میرے علاوہ کوئی عالم نہ ملا کہ تم اس سے یہ مسئلہ دریافت کر لیتے' یہی بات ابی حصین بھی روایت کرتے ہیں۔

فرامین نبوی کو بیان کرنے میں احتیاط:

ابن معین ان کی مرسل (مرسل روایت اس کو کہتے ہیں جس کا کوئی راوی درمیان میں سے چھوٹ گیا ہو) حدیثوں کو امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل روایات سے زیادہ پسند کرتے تھے۔ ابراہیم حدیث کی روایت میں الفاظ کی پابندی کو بعینہ ضروری نہیں سمجھتے تھے

اور بالمعنی روایت کو کافی سمجھتے (یہ روایت بالمعنی اِس زمانے میں تو چل گئی کیونکہ علماء اور عوام دونوں میں اطاعت الٰہی کا جذبۂ اتباع شریعت کا ولولہ اور ذوق سلیم تھا' ان کے عقائد واعمال میں شرک وبدعت کا دخل نہ ہوا تھا' اور ان کے دلوں میں کوئی کھوٹ اور نیتوں میں فتور نہ تھا۔ لیکن جب شرک وبدعت کا سیلاب آ گیا اور دلوں میں نفاق پیدا ہو گیا تو یہ روایت بالمعنی مسلمانوں کے عقائد واعمال پر قیامت ڈھا گئی۔ حدیثوں کا نام لے لے کر اور ان کو اپنی پسند ورائے کا لباس پہنا پہنا کر بے شمار مشرکانہ عقائد واعمال گھڑ لیے گئے اور امت واحدہ بہتر تہتر ٹکڑوں میں بٹ گئی)۔

آپ اگرچہ روایت بالمعنی کو کافی سمجھتے تھے لیکن اس کے ساتھ اس کے اس پہلو کا بھی اندازہ تھا جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا اس لیے وہ کسی روایت کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنے میں بڑے محتاط تھے' آپ کو بہت سی مرفوع روایات (ایسی روایات جن کا سلسلہ اسناد صحیح طور پر رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہے) حفظ تھیں مگر ان کو اس خیال سے روایت نہ کرتے تھے کہ کہیں کوئی بھول چوک نہ ہو جائے۔ ابو ہاشم کی روایت ہے کہ میں نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا آپ کو رسول خدا ﷺ سے کوئی حدیث نہیں پہنچی جس کو آپ ہم سے بیان کریں؟ فرمایا: کیوں نہیں لیکن میں عمر' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما' علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اور اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنا اس لیے زیادہ آسان اور بہتر سمجھتا ہوں۔ یعنی وہ روایت کی ذمہ داری کو خوب سمجھتے تھے۔ چنانچہ حسن بن عبیداللہ کا بیان ہے کہ میں نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ آپ ہم لوگوں سے حدیث کیوں نہیں بیان کرتے؟ فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں فلاں شخص کی طرح ہو جاؤں' اگر تم کو اس کی خواہش ہے تو قبیلے کی مسجد میں آیا کرو۔ وہاں جب کوئی شخص کچھ پوچھے گا تو تم بھی اس کا جواب سن لو گے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ لوگ قرآن ذکر کرتے ہوئے ڈرتے تھے (کہ ہم سے قرآن سمجھنے اور سمجھانے میں کوئی غلطی نہ ہو جائے) اور اب یہ زمانہ ہے کہ جس کا دل چاہتا ہے وہ مفسر بن بیٹھتا ہے (اس زمانے میں تو اس کی ابتداء تھی اور اب تو یہ حال ہے کہ خود ساختہ مفسرین قرآن' اپنی رائے اور پسند سے قرآنی آیات کی نئی نئی تفسیریں کر کر کے امت میں انتشار اور نزاع وتصادم پھیلا رہے ہیں قرآن کا نام لے کر جس کا جو جی چاہتا ہے کہہ دیتا ہے۔ قرآن کی کوئی نہیں سنتا۔ بس اپنی اپنی کہے جا رہے ہیں) مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں علم کا ایک کلمہ بھی اپنے منہ سے نہ نکالوں' جس زمانے میں' میں فقیہہ ہوا وہ بہت ہی برا زمانہ ہے۔ میں نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے جب وہ مجمعوں میں ہوتے تھے تو اپنی بہترین احادیث بھی بیان نہ کرتے تھے۔

اس احساس ذمہ داری سے احتیاط کا یہ عالم تھا کہ مسائل کے جوابات دینے سے بھی کتراتے تھے اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ ابراہیم سے کہا میں چند مسائل آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں؟ فرمایا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں کسی شئے کے متعلق کہوں کہ وہ اس طرح ہے اور وہ اس کے خلاف ہو۔

فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص علم کا ایک کلمہ بھی اس نیت سے منہ سے نکالتا ہے کہ اس سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے تو وہ اس کے وسیلے سے وہ سیدھا جہنم میں گرتا ہے' نہ کہ جس کی شروع سے آخر تک یہی نیت ہو۔

عقائد واعمال کی درستگی کا اہتمام:

صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ اس امر کو خوب اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اسلامی زندگی کی بنیاد ایمان وعمل صالح ہے عقائد کی

اصلاح و درستی سے اعمال درست ہوتے ہیں اور ظاہر کی پاکیزگی باطن کی صفائی سے حاصل ہوتی ہے' اس بناء پر ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ عقائد کے بارے میں سلف کے عقائد سے سرمو تجاوز نہ کرتے تھے۔ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد ارجاء کا ایک نیا عقیدہ پیدا ہوا۔ جس سے ایک نئے فرقے مرجیہ نے جنم لیا۔ بعض تابعین بھی اس عقیدے سے متاثر ہو گئے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے ارجاء بدعت ہے۔ تم لوگ ہمیشہ اس سے بچتے رہو۔ مرجیہ کے پاس نہ بیٹھو۔ ان کے پاس جو لوگ آتے جاتے تھے اور ان کے عقائد میں اس نئے عقیدہ کا ذرا سا شائبہ بھی پایا جاتا تو اس کو اپنے پاس آنے سے منع کر دیتے تھے (اس عقیدے اور اس فرقے کو ہم اپنی طرف سے ضروری تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ مترجم)۔

فرقہ مرجیہ کا تعارف:

اس فرقے کا نام مرجیہ اس لیے ہوا کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ جس نے ایک مرتبہ کلمہ توحید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ لیا بس وہ مسلمان ہو گیا۔ خواہ وہ اس کلمے کے بنیادی معنی و مفہوم سمجھے یا نہ سمجھے۔ یعنی توحید و رسالت کی حقیقت کو سمجھے یا نہ سمجھے بس وہ مومن اور مسلمان ہو گیا اس کے بعد وہ تمام عمر شرک و معصیت کی نجاست میں سر سے پیر تک دھنسا رہے اور گناہ کیے چلا جائے وہ ہرگز ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔

ان کا کہنا یہ ہے کہ ایمان فقط ایک قول ہے اس میں احکام و اعمال کا کوئی دخل نہیں اگر کوئی مسلمان اسلام کے کسی حکم پر عمل کر لے تو اچھی بات ہے اور نہ کرے تو کوئی ہرج بھی نہیں' کلمہ توحید ایک قول ہے۔ یہی ایمان ہے۔ ایمان میں کمی و بیشی نہیں ہوتی۔ عام مسلمانوں فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام کے ایمان میں کوئی فرق نہیں۔ جس نے زبان سے توحید کا اقرار کر لیا اگرچہ شریعت کے کسی حکم پر عمل نہ کیا وہ مومن ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایمان کا عمل سے کوئی تعلق نہیں۔ گویا ان ظالموں اور نادانوں نے یہ سمجھا کہ اسلام انسانوں سے صرف ایمان کا مطالبہ کرتا ہے۔ عمل کا مطالبہ نہیں کرتا۔

یہ ہے عقیدۂ ارجاء جس کو اکابر تابعین نے بدعت بتلایا۔ اس کی سختی سے تردید اور روک تھام کی۔ خاص کر ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ تو اس کے سخت مخالف تھے مگر چونکہ اس عقیدے سے نفس کو احکام الٰہی کی پابندی سے آزادی مل جاتی تھی' حق پرستی کی جگہ نفس پرستی کی تمام راہیں کھل جاتی تھیں۔ اور عہد نبوت اور خلافت راشدہ کے بعد کا مسلمان یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح اس کو اسلام میں عمل کے اعتبار سے کچھ مل جائے وہ مسلمان بھی رہے۔ جنت بھی ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ خدا بھی خوش رہے اور دین پر عمل بھی ہو جائے' اس لیے عقیدۂ ارجاء ہمارے سارے اسلامی لٹریچر میں پھیل گیا' ہمارے دل و دماغ پر چھا گیا اور ایمان باللہ و جہاد فی سبیل اللہ کی روح فنا کے گھاٹ اُتر گئی۔

ہر زمانے کے علمائے حق اور مجاہدین حق و صداقت نے مسلمانوں کو خدا پرستی اور نیک عمل کی تلقین کی۔ ایمان و عمل صالح کا صحیح مفہوم ذہنوں میں پیوست کرنا چاہا اور انہیں اسلام کی صراطِ مستقیم پر کھینچ لانا چاہا مگر کبھی بھی ان کی مساعی حسنہ کامیاب نہ ہو سکیں اور وہ بدستور عمل صالح سے محروم اور فسق و فجور میں غرق ہوتے چلے گئے۔ اس خطرے کو تابعین نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے سختی سے اس عقیدے کی تردید کی لیکن افسوس اور صد ہزار افسوس کہ اس فتنے کی بیخ کنی نہ ہو سکی' باوجود اس کے کہ

ہمارے یہاں بے شمار علماء وصوفیہ اور مشائخ موجود ہیں' پھر بھی مسلمانوں میں خدا پرستی و نیک عملی کی روح پیدا نہیں ہوتی ۔ مترجم

فتنۂ مرجیہ کی مذمت:

ابن عون کہتے ہیں کہ میں ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا۔ انہوں نے مرجیہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ تمہیں ان کی صحبت اور ان کے عقیدے سے بچنا چاہیے۔ انہوں نے ایک نئی راہ اور نیا عقیدہ اپنی رائے سے نکالا ہے۔ عقیدۂ ارجاء بدعت ہے اور ایک فتنہ ہے۔ آپ ہمیشہ اس عقیدے سے بچنے اور ان کی مجلسوں سے الگ رہنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ حکیم ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مجھے اس امت کے لیے مرجیہ سے زیادہ خطرہ ہے۔ مرجیہ کے چند لوگ ان کے پاس آئے اور انہوں نے اپنے عقیدے کی باتیں کرنی شروع کیں آپ کو بڑا غصہ آیا اور فرمایا اگر تمہارا عقیدہ یہی ہے تو میرے پاس نہ آیا کرو۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مرجیہ کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ان کو اہل کتاب سے زیادہ مبغوض سمجھتا ہوں (اہل کتاب مسلمانوں کے لیے اتنے خطرناک اور گمراہ کن نہیں جتنے مرجیہ ہیں)۔

محل کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ وہ لوگ ہم سے کہتے ہیں کہ تم بھی ہماری طرح مومن بن جاؤ؟ آپ نے فرمایا جب تم سے وہ یہ بات کہیں تو تم کہہ دیا کرو فَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ آخر آیت تک (کہو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے' اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اور جو کچھ ابراہیم پر نازل کیا گیا تمام احکام وشرائع پر ایمان لاتے ہیں)۔

تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حسن ظن:

امت مسلمہ کے حق میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف بھی ایک مستقل مسئلہ بنا ہوا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے بارے میں صحیح روایات بھی ہیں اور غلط بھی۔ صحیح وغلط میں فرق وامتیاز کرنا خواص کے لیے بھی مشکل ہے اور عوام کے لیے تو ناممکن۔ اس لیے حق واعتدال کی راہ یہی ہے کہ ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا جائے۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک تھا۔ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلافات پر تنقید' اظہار رائے اور فریقین میں سے کسی کی جانب داری کو ناپسند کرتے تھے اور سکوت سے کام لیتے تھے۔ ان کے ایک شاگرد نے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے اختلاف کے بارے میں ایک سوال کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں سبائی ہوں نہ مرجی (یعنی نہ سبائی ہوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی بات کہوں اور نہ مرجی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لب کشائی کروں) اسی طرح ایک شخص نے ایک مرتبہ ان سے کہا کہ مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ تمہارا یہ خیال سنتے تو تم کو سزا دیتے۔ اگر تم کو اس قسم کی باتیں کرنی ہیں تو میرے پاس نہ بیٹھا کرو۔ آپ فرمایا کرتے تھے مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت ہے۔ لیکن میں آسمان سے منہ کے بل گرنا پسند کرتا ہوں اور یہ گوارا نہیں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی قسم کا سوء ظن رکھوں۔

کمالات ومحاسن:

آپ فضائل اخلاق سے آراستہ وپیراستہ اور بڑے عابد وزاہد تھے' راتیں عبادت میں گزارتے تھے۔ طلحہ کا بیان ہے کہ جب لوگ سو جاتے تھے اس وقت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ عمدہ حلہ پہن کر اور خوشبو لگا کر مسجد چلے جاتے تھے۔ اعمش کی روایت ہے کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

اکثر نماز پڑھ کر ہمارے یہاں آتے تھے اور دن چڑھے تک یہ حال رہتا تھا کہ بیمار معلوم ہوتے تھے۔ ایک دن ناغہ دے کر پابندی کے ساتھ روزہ رکھتے تھے۔

ابی مسکین کہتے ہیں کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بڑے مہمان نواز تھے۔ اگر ان کے گھر میں کھجوریں ہوتیں اور کوئی آنے والا آتا اور ان کھجوروں کے سوا گھر میں اور کچھ نہ ہوتا تو وہی کھجوریں پیش کر دیتے اگر کوئی سائل آتا تو کھجوریں ہی دے دیتے۔

آپ چھوٹی چھوٹی باتوں میں سخت گیر نہ تھے۔ معمولی باتوں میں سختی کرنا پسند کرتے تھے۔ ایک دن آپ کے یہاں دو شخص آئے ان میں سے ایک کا بند کھلا ہوا تھا اور دوسرے کے بال گندھے ہوئے تھے ان کو دیکھ کر فرقد سنجی نے کہا اے ابوعمران! آپ اس شخص کو بند کھولنے اور دوسرے کو بال گوندھنے سے منع نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم میں بنی اسد کی سنگدلی یا بنی تمیم کی سختی کیوں پیدا ہو گئی ہے (بھلا کہیں سنگدلی اور سختی سے بھی لوگوں کی اصلاح ہوا کرتی ہے) ان میں سے ایک شخص کو گرمی لگ رہی تھی اس لیے اس نے بند کھول دیا اور دوسرا شخص نماز کے وقت بال کھول دیتا ہے (کون سی ایسی بات ہے کہ میں اس سے ان کو منع کروں)۔

باوجود علمی جلالت وشان کے ٹیک لگا کر بیٹھنے تک کا امتیاز گوارا نہ تھا۔ کبھی کبھی حصول اجر وثواب کے لیے دوسروں کا بوجھ اٹھا لیتے تھے۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے بسا اوقات ابراہیم کو بوجھ اٹھائے ہوئے دیکھا ہے۔

اصلاح کا ایک دلچسپ واقعہ:

اسلامی زندگی کی بنیاد دو چیزوں پر ہے توحید اور سنت۔ مسلمانوں کے تمام عقائد واعمال میں توحید اور سنت کی روح اور اتباع شریعت کا جذبہ کارفرما ہونا چاہیے۔ ان دونوں کے مقابلے میں دو گمراہیاں ہیں شرک اور بدعت۔ یہ دونوں گمراہیاں مسلمانوں کو اسلام کی راہ راست سے ہٹا کر جہنم میں لے جانے والی ہیں اس لیے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں کی تردید اور بیخکنی میں نہایت سخت اور محتاط تھے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے۔

اللہ کے بزرگ بندوں سے دعا کی درخواست کرنا بدعت نہیں ہے۔ اس پر تو صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کا عمل رہا ہے لیکن چونکہ اس سے عوام میں بدعتوں کا دروازہ کھلتا اور خدا سے تعلق ٹوٹتا ہے اس لیے آپ اسے بھی پسند نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے درخواست کی کہ اے ابوعمران! میرے حق میں دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے شفا عطا کرے مگر آپ کو یہ درخواست ناگوار گزری اس سے کہا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مغفرت کی دعا کی درخواست کی' انہوں نے دعا کی بجائے کہا کہ خدا تمہاری مغفرت نہ فرمائے یہ سن کر وہ شخص حیران ہو گیا اور الگ ہٹ گیا۔ پھر دوبارہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو بلایا اور دعا کی کہ خدا تمہیں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جگہ داخل کرے۔ اس کے بعد اس سے پوچھا کہ اب تم راضی ہو (لو سنو میں نے ایسا کیوں کیا؟) تمہارا حال یہ ہے کہ تم میں سے بعض لوگ ایک شخص کے پاس یہ عقیدہ لے کر جاتے ہیں کہ اس نے تمام مراتب ومقامات قرب حاصل کر لیے ہیں اور وہ بزرگ وصالح ہستی بن گیا ہے (مگر حقیقت حال خدا ہی بہتر جانتا ہے' یہاں سے تمہارے عقیدے کا بگاڑ شروع ہو جاتا ہے پھر تم خدا کو چھوڑ کر اسی کو اپنا حاجت روا ومشکل کشا بنا لیتے ہو۔ اس لیے میں نے تمہیں سبق دیا) ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ اس شخص کو سنا

کر کہا کہ دیکھو سنت کی ہر عقیدے و عمل میں پابندی کرو اور بدعتوں سے اجتناب کرو' سنت کی پابندی اور بدعت سے اجتناب کا یہاں تک خیال رکھتے تھے۔ عیاض بن مغیرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جو مسح کرنے سے منہ موڑتا ہے وہ سنت سے منہ موڑتا ہے اور یہ چیز شیطان کی طرف سے ہوتی ہے (کہ وہ سنت کی راہ سے ہٹا کر بدعت کی راہ پر ڈال دیتا ہے)۔

فضیل کہتے ہیں اس سے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی مراد مسح کو ترک کرنا تھی۔ یعنی جس نے مسح کرنا ترک کیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے منہ موڑا۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ جب ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوتے تو سلام کرتے۔ اگر ہمیں کچھ پوچھنا ہوتا تو پھر سلام کرتے۔ اگر ہمیں کچھ پوچھنا ہوتا تو پھر سلام کرتے اور پھر کلام کو سلام پر ہی ختم کرتے۔

ظالموں پر لعنت کا قرآنی جواز

اسلام کا مقصد دنیا میں امن وعدل کا قیام ہے اس لیے دنیا میں جتنی چیزیں بھی ظلم وفساد پھیلانے والی ہیں ان سب کو مٹانا چاہتا ہے اور یہی وجہ یہ کہ علمائے حق ہمیشہ ظالم و جابر بادشاہوں اور حاکموں کے خلاف علم جہاد بلند کرتے اور ان کی مخالفت کرتے رہے۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ میں بھی یہ صفت موجود تھی۔ مگر حکیمانہ و مشفقانہ انداز کے ساتھ۔ آپ کے سلاطین و امراء کے ساتھ دوستانہ تعلقات و مراسم بھی تھے۔ ان میں باہم ہدایا و تحائف کا تبادلہ ہوا کرتا تھا ممتاز امراء ان کی خدمت کیا کرتے تھے یہ ان کو قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے البتہ ظالم و جفا کار امراء کے سخت خلاف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حجاج میں اور ان میں نہیں بنتی تھی۔ آپ اسے بہت برا بھلا کہا کرتے تھے۔ بعض اوقات اس پر لعنت بھی بھیجتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حجاج اور اس جیسے ظالموں پر لعنت بھیجنے کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ خود اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ. (خبردار ہو جاؤ۔ اللہ ظالموں پر لعنت کرتا ہے) مطلب یہ کہ ظالموں پر لعنت کرنا منافی اخلاق نہیں۔ حجاج کی موت پر آپ اس قدر خوش ہوئے سجدے میں گر پڑے اور آنکھوں سے اشک مسرت رواں ہو گئے۔

ہدیہ قبول فرمانا:

ابن عون کہتے ہیں کہ سلاطین آپ کے پاس آیا کرتے اور مسائل پوچھا کرتے تھے۔ زہیر الازدی کہتے ہیں کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ حلوان میں میرے والد کے پاس آئے' انہوں نے قیمتی نفیس کپڑے چادریں اور ایک ہزار درہم بطور ہدیہ پیش کیے' آپ نے قبول فرما لیے۔

نعیم بن ابی ہند نے ایک مٹکا طلاء آپ کو بطور ہدیہ پیش کیا۔ آپ نے اسے قبول کیا۔ اس کو بڑا میٹھا پایا اور اس کو پکوا کر نبیذ بنوالیا۔

آپ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کسی کو کوئی چیز ہدیۃً یا تحفۃً دی جائے اور وہ اس کو لینے سے انکار کر دے۔ جب آپ سے پوچھا جاتا۔ آپ نے کیسے صبح کی؟ فرماتے اللہ کی نعمت سے۔

لغو کام میں مشغول لوگوں کو سلام نہ کرنا:

حماد بن ابی سفیان کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ چند لوگوں پر گزرے' آپ نے ان کو سلام نہیں کیا' لوگوں کو ان کی یہ بات ناگوار گزری' آپ کو بھی اس کا احساس ہوا پھر واپس آئے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوعمران! آپ ہمارے پاس سے گزرے مگر سلام نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہیں کچھ ایسے ناجائز اور ناگوار مشاغل میں دیکھا اس لیے سلام نہیں کیا۔

خوش ذوق اور خوش لباس:

آپ بڑے خوش ذوق اور خوش لباس تھے' رنگین اور بیش قیمت لباس پہنتے تھے زعفرانی اور سرخ لباس استعمال کرنے میں بھی مضائقہ نہ سمجھتے تھے۔ جاڑوں کے لباس میں سمور کی سنجاف لگی ہوتی تھی' عمامہ بھی باندھتے تھے۔ کبھی سمور کی ٹوپی بھی پہن لیتے تھے۔ لوہے کی انگوٹھی بھی پہنتے تھے اس پر نقش تھا ذُبابُ اللّٰہِ وَنحن لہٗ امام شعرانی کہتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو چھپانے کے لیے رنگین لباس پہنتے تھے۔

آپ کے حکیمانہ اقوال بہت ہیں۔ ان میں سے چند ایک پیش کیے جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

① انسان چالیس سال تک جس سیرت پر قائم رہے' پھر وہ نہیں بدل سکتی۔

② ایمان کے بعد انسان کو سب سے بڑی دولت جو عطا کی گئی ہے وہ تکلیفوں پر صبر کرنا ہے اسی لیے بیماری کا حال بیان کرنا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب مریض سے اس کی حالت پوچھی جائے تو اس کو چاہیے کہ پہلے اچھا کہے' اس کے بعد اصل حالت بیان کرے کیونکہ شکوۂ غم صبر کے خلاف ہے۔

③ انسان کے لیے یہ معصیت کافی ہے کہ لوگ دین یا دنیا کے معاملے میں اس پر انگشت نمائی کریں۔

④ جو شخص علم کا ایک کلمہ بھی اس نیت سے منہ سے نکالتا ہے کہ اس سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے تو وہ اس سے سیدھا جہنم میں گرتا ہے۔

⑤ اگر میں اہل قبلہ میں سے کسی سے قتال کو حلال سمجھتا تو ان حشبیہ والوں سے قتال کرتا۔

دارالبقاء کی طرف روانگی:

ابی الہیثم کہتے ہیں آپ مریض تھے میں آپ کے پاس عیادت کے لیے پہنچا تو آپ رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا' آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں دنیا چھوڑنے پر نہیں رو رہا بلکہ اپنی دولڑکیوں کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ دوسرے دن میں پہنچا تو آپ کا انتقال ہو چکا تھا اور آپ کی زوجہ محترمہ رو رہی تھیں۔

ابن عون کہتے ہیں کہ جب ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تو ہم آپ کے گھر آئے پوچھا: آپ نے کیا وصیت کی ہے کہا گیا کہ آپ نے وصیت کی ہے کہ میری قبر لحد والی بنائی جائے اور پختہ نہ کیا جائے اگر تم چار بھی میری میت اُٹھانے والو ہو تو میری وجہ سے کسی پانچویں کو تکلیف نہ دی جائے۔ ابن عوف کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو رات کے وقت دفن کیا۔ یہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی وفات کے بعد امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا آپ نے پوچھا کہ کیا تم ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے غسل و دفن میں شریک ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا'

ہاں' یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعد ایک شخص عالم بھی اپنے جیسا نہیں چھوڑا۔ نہ کوفہ میں' نہ شام نہ بصرہ میں اور نہ کوئی اور ایک روایت میں ہے کہ اب حجاز میں بھی آپ جیسا کوئی نہ رہا۔

حجاج کی موت کے چند دن بعد آپ بیمار پڑے تھے۔ آخر دم تک نہایت مضطرب و بے قرار رہے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا' اس سے زیادہ خوف اور خطرہ کا وقت اور کون سا ہوگا کہ خدا کا قاصد دوزخ یا جنت کا پیغام لے کر آئے۔ میں اس پیام کے مقابلے میں قیامت تک موجودہ صورت کا قائم رہنا پسند کرتا ہوں۔ اسی مرض میں آپ نے کوفے میں' ولید بن عبدالملک کے زمانہ خلافت میں انچاس یا پچاس سال کی عمر میں ۹۶ھ میں وفات پائی۔

ابراہیم التیمی رحمۃ اللہ علیہ:

نام ونسب: نام ابراہیم' کنیت ابواسماء' نسب نامہ یہ ہے: ابراہیم بن یزید بن شریک بن تیم الرباب تیمی' یہ بھی کوفہ کے عابد و زاہد تابعین میں سے تھے۔

عوام بن خوشب کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم کو سرخ چادر میں لپٹے ہوئے دیکھا۔ میں ان کے گھر میں داخل ہوا میں نے دیکھا کہ آپ سرخ کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور سرخ پردہ لٹکا ہوا ہے۔

حجاج اور ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ:

حجاج ثقفی حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا سخت دشمن تھا (جن کا ذکر آپ اوپر ملاحظہ کر چکے ہیں) ان پر قابو پانے کی کوشش میں رہا کرتا تھا' مگر وہ اس کی دسترس سے باہر تھے' ایک آدمی کو ان کی تلاش میں لگا رکھا تھا' ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کو اس دشمنی کا علم تھا۔ تلاش کرنے والے آدمی ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کو پہچانتے نہ تھے وہ لوگ ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی جگہ پکڑ لائے۔ ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص و ایثار ملاحظہ فرمائیے کہ انہوں نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کو بچانے کے لیے کہہ دیا کہ میں ابراہیم ہوں۔ حجاج نے انہیں زنجیروں میں جکڑوا کر دیماس کے قید خانہ میں مقید کر دیا۔ حجاج نے یہ قید خانہ سنگین مجرموں کے لیے خاص طور پر بنوایا تھا۔ یہ قید خانہ کیا تھا آدمی کے لیے ایک قبر تھی اس میں سردی' گرمی اور دھوپ سے بچنے کا کوئی انتظام نہ تھا۔

چند دنوں میں ہی حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ وروپ بدل گیا' حتیٰ کہ ان کی والدہ بھی ان کو نہ پہچان سکتی تھیں۔ لیکن وہ نہایت صبر واستقلال کے ساتھ قید کے زہرہ گداز مصائب برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ اسی قید خانہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی وفات کے بعد حجاج نے خواب میں دیکھا کہ آج شہر میں ایک جنتی شخص مر گیا ہے۔ صبح کو اس نے حقیقت حال کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ قید خانہ میں ابراہیم کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس ظالم کا ضمیر اب بھی بیدار نہ ہوا کہا کہ یہ خواب ایک شیطانی وسوسہ معلوم ہوتا ہے اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی لاش کو گڑھے میں پھینکوا دیا۔

سفیان ثوری ابی حیان سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابراہیم تیمی نے فرمایا: ''میں اپنے قول وعمل میں موازنہ کرتا ہوں تو جھوٹا بننے سے خوف معلوم ہوتا ہے۔

دولت سے بے نیازی:

دوسرے تابعین کی طرح آپ زہد و تقویٰ میں ممتاز تھے۔ ان کے والد بھی بڑے عابد و زاہد تابعی تھے' انہوں نے بڑی دولت پیدا کی لیکن دنیا کی محبت کو اپنے دل میں جگہ نہ دی۔ ان کے لباس سے ان کی دولت و ثروت کا اندازہ نہ لگایا جا سکتا تھا۔ ایک مرتبہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے جسم پر روئی کا معمولی کرتہ جس کی آستین ہتھیلیوں تک لٹکتی تھیں' دیکھ کر کہا آپ کوئی ڈھنگ کا لباس کیوں نہیں پہنتے بھلا یہ بھی کوئی لباس ہے جواب دیا بیٹا جب میں بصرہ میں تھا' اس وقت ہزاروں روپے کمائے لیکن ان سے میری خوشی اور مسرت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا اور نہ پھر دوبارہ دولت کمانے کی خواہش پیدا ہوئی میں چاہتا ہوں کہ جو پاک اور حلال کمائی کا لقمہ میں کھاتا ہوں وہ اس شخص کے منہ میں جائے' جو سب سے زیادہ مبغوض ہو کیونکہ میں نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ صحابی سے سنا ہے کہ قیامت کے دن ایک درہم رکھنے والے سے زیادہ دو درہم رکھنے والے سے حساب ہوگا۔

ذوق و شوق عبادت:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بڑے عابد و زاہد تھے اور فاقہ کشی پر ان کو بڑی قدرت تھی۔

عبادت میں اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ ان کی تکبیر اولیٰ کبھی قضا نہ ہوئی۔ جو تکبیر اولیٰ فوت کر دے آپ اس کو صحیح معنوں میں عابد نہ سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ جس کو تکبیر اولیٰ فوت کرتے ہوئے دیکھو اس سے ہاتھ دھو ڈالو۔

نماز میں کیف و استغراق کا یہ عالم تھا کہ سجدہ کی حالت میں چڑیاں پیٹھ پر اڑ اڑ کر بیٹھتی تھیں اور چونچیں مارتی تھیں۔ دو دو مہینے مسلسل روزے رکھتے تھے۔

خیثمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی سبرۃ' ان کا نام یزید بن مالک بن عبداللہ بن الزویب بن سلمۃ ابن عمرو بن ذہل بن مران بن جعفی بن سعد العشیرۃ' مذحج سے۔

شعبہ وابی اسحاق خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب میرے باپ پیدا ہوئے تو میرے دادا نے ان کا نام عزیز رکھا۔ اور اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا نہیں اس کا نام عبدالرحمٰن رکھو۔

عبیداللہ کہتے ہیں کہ خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ میں پیدا ہوئے۔ خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو ناموں عبداللہ و عبدالرحمٰن کو زیادہ پسند کرتے تھے۔

اہل کوفہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اور خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ محبت و عقیدت رکھتے تھے۔

نعیم بن ابی ہند کہتے ہیں کہ میں نے خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کے ساتھ حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ ایک گدھے پر سوار تھے اور کہہ رہے تھے' ہائے افسوس (ایک قابل قدر اہل علم جاتا رہا) خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ' ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سن کر روایت کرتے ہیں۔ خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا۔

نعیم بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

خزاعی ہیں۔ ۱۰۰ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔ ان سے اعمش رحمۃ اللہ علیہ روایت

کرتے ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔

عمارہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

تیم اللہ بن ثعلبہ کے تیمی ہیں۔ ان سے اعمش رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے سلیمان بن عبدالمالک کے زمانے میں وفات پائی۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عمارہ کو مغازی میں ایک شخص ملا۔ انہوں نے اس سے کہا میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ کیا آپ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی علمی مجلس میں ہمارے ساتھ نہ بیٹھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ اس کے پاس ستر دینار تھے ان میں سے ان کو تیس دینار عطا کیے۔

ابوالضحیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

مسلم بن صبیح الہمدانی' حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانے میں وفات پائی۔ وہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ راوی ہیں بہت سی احادیث ان سے مروی ہیں۔

تمیم بن طرفہ رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ طے سے ہیں۔ حجاج کے زمانہ میں ۹۷ھ میں وفات پائی۔ ثقہ راوی ہیں مگر بہت کم روایت کرتے ہیں۔

حکیم بن جابر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی طارق احمسی بجیلہ سے۔ ولید بن عبدالملک کی ولایت میں وفات پائی۔ ثقہ راوی تھے' بہت کم روایت کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یزید بن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان بن کہل بن بکر بن عوف بن النخع قبیلہ مذحج سے۔

زہیر ازدی کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آپ کی اجازت کے بغیر حاضر ہوا کرتا تھا جب تک میں نابالغ رہا۔ بالغ ہونے کے بعد میں ان سے اجازت لے لیا کرتا تھا۔ اس طرح ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے علمی استفادہ کا بہت زیادہ موقعہ ملا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کو بیٹا کہہ کر پکارا کرتی تھیں۔

صقب ان سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں ایک مسئلہ پوچھنے کے لیے بھیجا۔ میں اس وقت بالغ ہوگیا تھا۔ میں آیا اور پردے کے پیچھے سے آواز دی' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آواز پہچان لی کہا آ جاؤ۔ میں نے کہا میرے والد نے یہ مسئلہ پوچھا ہے کہ غسل کو واجب کون سی چیز کرتی ہے؟ فرمایا جب دونوں شرمگاہیں مل جائیں۔

طلق بن غنام کہتے ہیں کہ میں نے ابواسرائیل کو یہ کہتے سنا کہ جب میں عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا تو کہتا کہ یہ تو عرب کے دیہاتیوں میں سے ایک دیہاتی ہے۔ اپنے لباس اور سواری وغیرہ میں۔ وہ خچر پر بھی سواری کرتے تھے۔

فطر کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ کو خز کی چادر اوڑھے دیکھا ہے' وہ حنا کا خضاب لگاتے تھے۔

ابی نام بن طلق کہتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں ہم میں اور اسود بن یزید کے بچپن کے تعلقات تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ اس بات کا اتنا لحاظ کرتے تھے کہ جب کسی سفر میں جاتے یا سفر سے واپس آتے تو ہم لوگوں کو آ کر سلام کیا کرتے تھے۔

سلام' اسلام کی نشانی ہے' اس کو اتنی اہمیت دیتے تھے کہ بلا قید مذہب و ملت مسلم و غیر مسلم سب کو سلام کرتے۔ سنان بن حبیب سلمی کا بیان ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ پل کی طرف گیا۔ راستے میں جو بھی یہودی یا نصرانی ملتا تھا تو آپ سب کو سلام کرتے۔ میں نے کہا آپ مشرکوں کو بھی سلام کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: سلام مسلم کی نشانی ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ لوگ مجھے پہچان لیں کہ میں مسلمان ہوں۔

رمضان میں اپنے قبیلہ کی امامت کرتے تھے اور اہل قبیلہ کے ساتھ بارہ تراویح پڑھتے تھے اس میں ایک تہائی قرآن سناتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ خود علیحدہ بھی ایک ایک ترویحہ میں بارہ بارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

ابن عبید اللہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ نے عید کی رات ہمارے ساتھ نماز پڑھی ان کے پاؤں میں کچھ تکلیف تھی۔ روزے کی حالت میں اپنے پاؤں پانی میں ڈالے ہوئے تھے۔

محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ آپ حج کے سلسلے میں ہمارے یہاں آئے۔ ان کے ایک پاؤں میں کچھ تکلیف تھی مگر اس حالت میں بھی وہ صبح تک نماز پڑھتے رہے اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ آپ نے اپنی زندگی میں اسی حج اور اسی عمرے کیے۔

عبداللہ بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانے میں وفات پائی۔ ثقہ راوی تھے۔ بہت سی صحیح احادیث ان سے مروی ہیں۔

سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ:

غطفانی غلام ہیں۔

منصور کہتے ہیں جب سالم حدیث بیان کرتے تو کثرت سے حدیثیں بیان کرتے اور جب ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ حدیث بیان کرتے تو بڑے احتیاط سے کام لیتے۔ میں نے ابراہیم سے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو فرمایا کہ سالم حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے اس لیے وہ زیادہ حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانہ میں ۱۰۰ھ یا ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔ ثقہ راوی تھے اور بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

عبید بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ سالم کے بھائی ہیں۔ ان سے روایت کرتے ہیں۔ بہت کم روایت کرتے ہیں۔

عمران بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھی سالم کے تیسرے بھائی ہیں یہ بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔

زیاد بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھی سالم کے بھائی ہیں اور انہی سے روایت کرتے ہیں۔

مسلم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھی سالم کے بھائی ہیں۔ کہا گیا ہے یہ سات بھائی تھے۔ دو ان میں شیعہ تھے' دو مرجیہ تھے اور دو خارجی تھے۔ ان کے باپ کہا کرتے تھے۔ اے بیٹو! تم نے اللہ کا نام لے کر اپنے اندر خود اختلاف پیدا کرلیا ہے۔ تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی۔ اس نے اتحاد و اتفاق کا حکم دیا تھا تم نے نزاع و اختلاف پیدا کرلیا۔

ابوالبختری الطائی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام علی بن عبداللہ بن جعفر نے سعید بن ابی عمران بتلایا ہے۔ اور بعضوں نے سعید بن جبیر بتلایا ہے۔ یہ قبیلہ طے کے بنی نبہان کے غلام تھے۔

عمرو ابن مرہ کہتے ہیں کہ جماجم کے معرکہ میں قاریوں کی جماعت نے ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا امیر بنالینا چاہا۔ مگر انہوں نے کہا کہ نہیں ایسا نہ کرو میں غلاموں میں سے ہوں۔ تم اپنا امیر عرب میں سے کسی آزاد شخص کو بناؤ۔ یہ عبدالرحمٰن بن الاشعث کے ہمراہ یوم جماجم میں شہید ہوئے ۸۳ھ میں۔ ابوالبختری اور ان کے ساتھی بڑے منکسر المزاج تھے' جب کوئی ان کی تعریف کرتا تو اس کو اس سے منع کرتے کہ اس سے قلب میں عجب پیدا ہوتا ہے۔

عطاء بن سائب کہتے ہیں کہ ابوالبختری نوحہ سنا کرتے اور رویا کرتے تھے۔ ربیع بن حسان کہتے ہیں کہ میں نے ابوالبختری کو قباء میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

شعبہ کہتے ہیں کہ نہ ابوالبختری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور نہ انہوں نے اس کو دیکھا۔ سلمہ بن کہیل کہتے ہیں کہ مجھے ابوالبختری کے بارے میں تعجب ہے کہ وہ بہت حدیثیں روایت کرتے ہیں اور درمیان میں کوئی نہ کوئی راوی چھوڑ دیتے ہیں اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرتے ہیں مگر انہوں نے کسی صحابی سے نہیں سنا۔ لہٰذا ان کی جو حدیثیں سنی ہوئی مسلسل ہیں وہ حسن ہیں اور ان کے علاوہ جتنی بھی حدیثیں ہیں وہ ضعیف ہیں۔

ذر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن زرارہ بن معاویہ بن عمیرہ بن منبہ بن غالب بن وقش بن قاسم بن مرھبۃ' قبیلہ ہمدان سے۔ یہ ذر بن عبداللہ بڑے فصیح و بلیغ قصہ گو تھے۔ مرجیہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور وہ ابوعمر بن ذر ہیں یہ ان قاریوں میں سے تھے جنہوں نے عبدالرحمٰن بن الاشعث کے ساتھ ہوکر حجاج بن یوسف کے خلاف جہاد کیا تھا۔

حکم کہتے ہیں کہ میں نے جماجم کے معرکہ میں یہ کہتے سنا کہ یہ معرکہ قتال تو ایک فولادی پنجہ کے خلاف برد کی مانند ہے۔ یعنی ایک قسم کی شطرنج کی بازی ہے۔ یہ بازی وہ ہوتی ہے کہ حریف کے تمام مہرے پٹ جائیں فقط شاہ باقی رہ جائے اور یہ بمنزلہ نصف مات کے ہوتی ہے۔

مسیب بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

یہ اسدی ہیں۔ یحییٰ بن طلحہ ابن مسیب بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن ہبیرہ نے ان کو بلایا کہ محکمہ قضا ان کے سپرد کردیں مگر انہوں نے اس منصب کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ۱۰۵ھ میں وفات پائی۔

ثابت بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

انصاری ہیں۔

یہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ملے۔ کہتے ہیں میں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ ثقہ راوی تھے بہت سی احادیث روایت کرتے ہیں۔ ان سے اعمش رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

ابو حازم الاشجعی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام سلمان ہے۔ عزۃ الاشجعی کے غلام ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے۔ ثقہ راوی تھے۔ کئی صالح حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

مری بن قطری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عدی بن حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔

مالک بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی ہیں۔ ثقہ راوی ہیں بہت سی صحیح حدیثوں کے راوی ہیں۔ ان سے اعمش رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

یحییٰ بن الجزار رحمۃ اللہ علیہ:

بجیلہ کے غلام ہیں۔ حکم کہتے ہیں یہ شیعہ تھے اور بڑا غلو کرتے تھے۔ ثقہ تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

حسن العرنی رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ بجیلہ سے۔ ثقہ راوی تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

قبیصہ بن ہلب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یزید بن عدی بن قنافہ بن عدی بن عبدشمس بن عدی بن اخزم۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے والد ایک وفد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور حضور سے سنا تھا۔

ابو مالک الغفاری رحمۃ اللہ علیہ:

صاحب تفسیر ہیں۔ حدیث بہت کم بیان کرتے تھے۔

ابو صادق الازدی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عبداللہ بن ناجذ ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام مسلم بن یزید ہے۔ ازدشنوءۃ سے۔ ابوسلمہ صائغ کہتے ہیں میں نے ابو صادق کو دیکھا آپ کی داڑھی سفید تھی اور سر کے بال بھی سفید تھے۔

ابوبکر بن شعیب کہتے ہیں کہ میں نے ابوصادق کو تبان اور قطیفہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

ابن الحجاب کہتے ہیں کہ ابوصادق نہ تو کوئی سنت روزہ رکھتے تھے اور نہ فرض نماز کے علاوہ سنت نماز پڑھتے تھے۔ نہ فرض سے پہلے اور نہ اس کے بعد۔ اور نہ وہ زیادہ متقی تھے حدیث بہت کم بیان کرتے تھے۔ ان کے بارے میں علماء نے کلام کیا ہے۔

ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام باذام ہے۔ باذان بھی بتلایا گیا ہے۔ ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام تھے۔ یہ صاحب تفسیر ہیں۔ یعنی تفسیری روایتیں کرتے ہیں۔ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' ابوصالح کلبی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن السائب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں۔ ابوصالح سے سماک بن حرب اور اسماعیل ابن ابی خالد بھی روایت کرتے ہیں۔

عاصم کہتے ہیں کہ ابوصالح بہت لمبی داڑھی رکھتے تھے اور اس میں خلال کیا کرتے تھے۔

یزید بن البراء رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عازب بن الحارث الانصاری۔ اوس کے بنی حارثہ میں سے۔ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ عدی بن ثابت سے روایت کرتے ہیں۔

سوید بن البراء رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عازب۔ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ عمان کے امیر تھے اور بہترین امراء میں سے تھے۔

موسیٰ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یزید بن زید الخطمی' قبیلہ اوس کے انصاری ہیں اور ان کی ماں موسیٰ بنت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما ہیں۔

رباح بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم بن جریر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ البجلی۔ ان سے عبدالملک بن عمیر روایت کرتے ہیں۔ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم اور ابان ابن جریر بن عبداللہ کو دیکھا ہے میرے دادا حناء اور کتم کا خضاب کیا کرتے تھے۔

ابوزرعۃ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جریر بن عبداللہ البجلی۔ یہ اپنے دادا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ہلال بن یساف رحمۃ اللہ علیہ:

اشجعی ہیں۔

ان کی کنیت ابوالحسن تھی۔ ثقہ راوی تھے۔ بہت سی احادیث روایت کرتے ہیں۔

سعد بن عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی ہیں۔

ان سے اعمش اور حصین روایت کرتے ہیں۔ عمرو بن ہبیرۃ کی ولایت کے زمانے میں انہوں نے وفات پائی۔ ثقہ راوی

تھے۔ کثیر الحدیث ہیں۔

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یزید النخعی ' یہ اسود بن یزید نخعی کے بھتیجے ہیں۔ ان کی کنیت ابوجعفر تھی۔ وہ عبادت میں بڑا لطف وسرور لیتے تھے اس لیے ان کو دانا بھی کہا جاتا تھا' ان کو رفیق بھی کہا جاتا تھا۔

ان کی بیوی بڑی مومنہ اور صالحہ تھیں۔ جب بھی ان کو کوئی مصیبت' تکلیف اور مشکل پیش آتی تو دعا کیا کرتی تھیں۔ یہ بہت کم روایت کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی نعم رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ بجیلہ سے ہیں۔ ان کی کنیت ابوالحکم۔ یہ وہ ہیں جو سنت کو سنت سے حرام کرتے تھے ثقہ راوی تھے۔ کئی حدیثوں کے راوی ہیں۔

ابوالسفر سعید بن یحمد رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ ہمدان کے ثوری ہیں۔ کوفہ میں خالد بن عبداللہ القسری کی ولایت کے زمانہ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے' بہت کم روایت کرتے تھے اور صاحب قرآن تھے۔

عبداللہ البہی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ زبیر رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں۔ مشہور ثقہ راوی تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابوالودّاک رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام جبر بن نوف بن ربیعہ ہمدانی ہے۔ کم روایت کرتے تھے۔

یحییٰ بن وثاب رحمۃ اللہ علیہ:

بنی اسد بن خزیمہ میں سے کاہل کے غلام ہیں۔ یہ قاری تھے۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یحییٰ بن وثاب رحمۃ اللہ علیہ جب نماز میں ہوتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی شخص سے مخاطب ہیں (یعنی پورے خلوص وشعور اور حضورِ دل سے نماز پڑھتے تھے)۔

کوفہ میں یزید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے اور صاحب قرآن تھے۔

ابو ہلال رحمۃ اللہ علیہ:

عمیر بن قمیم بن یریم الثعلبی' مشہور ومعروف تھے۔ حدیث کم بیان کرتے تھے۔

تمیمی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ وہ ہیں جن سے ابواسحاق سبیعی روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ الاسدی کہتے ہیں کہ میں نے اسرائیل سے ان کے نام کے

بارے میں پوچھا۔ انہوں نے اربد بتلایا۔

جروہ بن حمیل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مالک الطائی۔ حدیث کم روایت کرتے تھے۔

بشر بن غالب رحمۃ اللہ علیہ اور ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ:

ہلالی ہیں' کنیت ابوالقاسم ہے۔ یہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے پیٹ میں رہا۔ یعنی دو سال میں پیدا ہوا۔

قرہ بن خالد کہتے ہیں کہ ضحاک ایک چاندی کی انگوٹھی پہنتے تھے۔ اس میں جو نگینہ تھا اس پر پرندہ کی صورت نقش تھی۔

بشیر بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں ضحاک بن مزاحم کا کاتب تھا۔

سفیان کہتے ہیں کہ ضحاک دین کی تعلیم و تدریس دیتے تھے اور اس پر کوئی اجرت نہ لیتے تھے۔

ایک شخص روایت کرتا ہے کہ میں نے ضحاک کو لومڑی کے کھال کی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔ مشاش کہتے ہیں کہ میں نے ضحاک سے پوچھا کہ کیا آپ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملے تھے فرمایا نہیں۔

عبدالملک بن میسرہ کا بیان ہے کہ ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تو نہیں ملے البتہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ملے تھے اور انہی سے تفسیر کا علم حاصل کیا۔

سفیان ایک شخص کے حوالہ سے خود ضحاک سے یہ روایت کرتے ہیں کہ "میں اپنے اصحاب سے ملا ہوں مگر میں نے ان سے صرف زہد و تقویٰ حاصل کیا۔

محمد بن بکر الرجی کوفہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ جب ضحاک کی وفات کا وقت قریب آیا تو ایک شخص کو بھیج کر مجھے بلایا اور کہا کہ میں صبح تک وفات پانے والا ہوں۔ جب میں مر جاؤں تو منادی کر دینا کہ ضحاک مر گیا۔ جو یہ آواز سنے میرے غسل اور کفن دفن میں شریک ہو جائے۔ مجھے پاک صاف ہو کر غسل دینا' سجدے کی جگہوں پر خوشبو لگانا۔ کفن کو بھی معطر کر دینا' کفن صرف اتنا ہی دینا جو مسنون ہے۔ سفید ہو۔ اس میں کفایت کو مدنظر رکھنا۔ خبردار کوئی رسم و رواج اور بدعت کی بات نہ کرنا۔

مجھے لحد میں دفن کرنا۔ جو لوگ میرے جنازے کو کندھوں پر اٹھا کر لے جائیں تو وہ شادی اور دلہن کی چال نہ چلیں بلکہ وقار و متانت کے ساتھ درمیانی چال چلیں۔ نہ زیادہ تیز چلیں اور نہ زیادہ آہستہ۔ اگر کچی اینٹیں پاؤ تو ان سے میری قبر پاٹ دینا ورنہ گھاس پات سے پاٹ دینا۔ مجھے لحد میں رکھ کر قبر برابر کر دینا اور سر کی طرف بطور نشان ایک اینٹ کھڑی کر دینا۔ پھر پانی چھڑک دینا۔ جب تم مجھے دفن کر چکو اور لوگ میری قبر پر مٹی ڈال کر ہاتھ جھاڑ لیں تو میری قبر پر کھڑے ہو کر اور قبلہ رخ ہو کر ذرا بلند آواز سے یہ کہیں۔

اے اللہ! تو ضحاک کو قبر میں بٹھائے گا۔ اس سے سوال کرے گا تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تو نبی کے متعلق کیا جانتا اور کیا کہتا ہے؟ تو تو اس کو قول حق پر ثابت قدم رکھیو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ پس پھر واپس آ جانا۔

اجلح کہتے ہیں کہ ضحاک بن مزاحم نے مجھ سے کہا کہ جتنا ہو سکے نیک عمل کر لے۔ اس سے پہلے کہ تجھ میں عمل کرنے کی طاقت نہ رہے۔ یعنی آج جس قدر بھی ہو سکے نیک اعمال بجالا۔

طفیل کا کہنا ہے کہ ضحاک نے اپنی موت کے وقت کہا کہ میرے جنازے کی نماز تمہارے سوا دوسرے نہ پڑھیں نہ امیر کو بلا کہ وہ آ کر میرے جنازے کی نماز پڑھائیں۔ اس لیے میں نے تمہیں جو وصیت کر دی ہے اس پر عمل کرنا۔

انہوں نے ۱۰۵ھ میں وفات پائی۔

القاسم بن مخیمرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ یہ مؤذن تھے۔

محمد بن عبداللہ شعبی کہتے ہیں کہ یہ موت کی دعا مانگا کرتے تھے۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنی دادی سے کہا کہ میں موت کی دعا مانگا کرتا تھا مگر اب جب کہ مجھے موت آ رہی ہے تو میں اس سے گھبرا رہا ہوں۔

کہتے ہیں انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ کئی حدیثوں کے راوی ہیں۔

القاسم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہذلی۔ یہ کوفہ کی قضاء پر فائز تھے۔ ابواسرائیل کہتے ہیں میں نے القاسم بن عبدالرحمٰن کو اپنے گھر کے دروازے پر مقدمات کا فیصلہ کرتے ہوئے دیکھا۔ اعمش کہتے ہیں کہ میں ان کی عدالت میں جا کر بیٹھ جایا کرتا تھا اور وہ مقدمات فیصل کیا کرتے تھے۔

مسعودی کا بیان ہے کہ آپ چار چیزوں پر اُجرت اور معاوضہ لینے کو مکروہ سمجھتے تھے وہ یہ ہیں:

(۱) قراءت قرآن (۲) اذان (۳) قضاء (۴) تقسیم غنائم۔

محارب بن دثار کہتے ہیں کہ مجھے القاسم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ایک سفر میں جانے کا اتفاق ہوا' ہم پر تین چیزوں کا غلبہ رہا۔ طویل خاموشی' نمازوں کی کثرت اور نفس کی سخاوت۔

یہ حناء کا خضاب کرتے تھے۔ ان کا انتقال کوفہ میں خالد بن عبداللہ القسری کی ولایت کے زمانے میں ہوا۔

معن بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھائی ہیں القاسم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے۔ ان سے چھوٹے تھے۔ ان سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔ ثقہ تھے۔ اور قلیل الحدیث۔

زیاد بن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے بھی روایتیں ہیں۔

عبداللہ بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

شیبانی۔ ان سے منہال بن عمرو روایت کرتے ہیں۔ یہ معلم تھے مگر کوئی اجرت و معاوضہ نہ لیتے تھے۔

ابوبکر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عتبہ۔ ان سے مسعودی روایت کرتے ہیں۔

محمد بن المنتشر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الاجدع اور وہ عبدالرحمٰن بن مالک بن امیہ بن عبداللہ بن مر بن سلیمان بن معمر بن الحارث بن سعد بن عبداللہ بن وداعہ۔ ہمدان سے۔ اور وہ بھتیجے ہیں مسروق بن الاجدع کے۔ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں۔

مثنیٰ بن سعید کہتے ہیں کہ محمد بن المنتشر خلیفہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب واسطہ میں تھے۔ ثقہ ہیں۔ ان سے چند احادیث مروی ہیں۔

مغیرۃ بن المنتشر رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھائی ہیں محمد بن المنتشر کے۔ ابن الاجدع۔ ان سے روایت کرتے ہیں۔

سلیمان بن میسرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

احمسی۔ ان سے اعمش رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

سلیمان بن مسہر رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے بھی اعمش رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

نعیم بن ابی ہند رحمۃ اللہ علیہ:

اشجعی۔ خالد بن عبداللہ القسری کے زمانہ ولایت میں وفات پائی۔

ثقہ تھے۔ ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا تیسرا طبقہ

محارب بن دثار رحمۃ اللہ علیہ:

بنی سدوس بن شیبان بن ذہل بن ثعلبۃ بن عکابۃ بن صعب میں سے ابن علی بن بکر بن وائل کنیت ابومطرف۔ یہ بھی کوفہ کے قاضی رہے ہیں۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ جب مجھے عہدۂ قضاء سے معزول کیا گیا تو میں بھی رویا اور میرے اہل وعیال بھی روئے۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا ہے۔ ان سے پوچھا گیا آپ نے ان کو کہاں دیکھا ہے؟ کہا میں نے ان کو ایک گوشے میں قضاء کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب وہ لوگ یعنی بنی ہاشم آئے تو محمد ابن عبدالرحمن بن ابی لیلی اصحاب محارب کے پاس بیٹھ گئے اور ان سے گفتگو کی۔

یہ خالد بن عبداللہ القسری کی ولایت کے زمانے میں فوت ہوئے اور یہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت کا دور تھا۔ ان سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔ لیکن ان کو مستند نہیں سمجھا جاتا۔ یہ مرجیہ فرقے کے ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما دونوں پر رحمت ومغفرت کی اُمید رکھتے ہیں اور ان کے کفر وایمان کی گواہی نہیں دیتے۔

عیزار بن حریث رحمۃ اللہ علیہ:

عبدی ہیں۔ یہ اپنی قوم کا چودھری یا سردار تھا۔

مسلم بن ابی عمران رحمۃ اللہ علیہ:

بطین۔

حجاج کہتے ہیں کہ میں نے مسلم بطین کو لومڑی کی کھال کا لباس پہنے اور نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

عدی بن ثابت الانصاری رحمۃ اللہ علیہ اور طلحہ بن مصرف رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو بن کعب بن حجدب بن معاویہ بن سعد بن الحارث بن ذہل بن سلمۃ بن دودل بن جشم بن یام۔ ہمدان میں سے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ کوفہ کے قاری تھے لوگ ان سے قراءت قرآن سیکھتے تھے۔ جب لوگوں کی کثرت ہوئی تو انہوں نے اس کو ناپسند کیا اور اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر قرأت قرآن شروع کردی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مائل ہو گئے اور طلحہ کو چھوڑ دیا۔

سفیان کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابجر سے پوچھا: جن کو تم نے دیکھا ہے ان میں سے کس کو تم نے افضل پایا؟ کچھ دیر انہوں نے سکوت کیا۔ پھر فرمایا: اللہ رحم کرے طلحہ کو۔

مغول روایت کرتے ہیں کہ طلحہ نے ان سے کہا: ”میں ایک تنگ راستہ میں پہنچا۔ انہوں نے مجھے آگے کر دیا۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اگر آپ جانتے کہ میں آپ سے ایک ساعت یا ایک دن بھی بڑا ہوں تو میں آپ کو آگے نہ کرتا“۔

عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے پوچھا۔ عمر میں طلحہ بڑے تھے یا زبید؟ فرمایا قریب قریب ایک ہی جیسے تھے۔ پھر کہا: طلحہ نے زبید کو اپنی لڑکی پیش کی تو زبید نے کہا: مجھے اس بات سے کوئی چیز روکنے والی نہ تھی کہ میں اس کو آپ سے طلب کروں مگر مجھے اس کا علم نہ تھا کہ وہ بھی آپ سے موافقت کرے گی یا نہیں؟

طلحہ کہتے ہیں کہ میں خیثمہ کی عیادت کرنے کے لیے آیا' کچھ لوگ آپ کے پاس موجود تھے۔ جب وہ لوگ جانے کے لیے آپ کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے تو میں بھی اٹھ کھڑا ہوا تو فرمایا کہ کیا آپ بھی جا رہے ہیں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسہ دیا۔ میں نے بھی ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

موسیٰ بن قیس کہتے ہیں کہ رمضان کی ستائیسویں شب کو طلحہ و زبید دونوں خود بھی جاگا کرتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی جگایا کرتے تھے۔

حسن بن عمرو کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ طلحہ بن مصرف نے فرمایا: اگر میں وضو سے نہ ہوتا تو تمہیں بتلاتا کہ شیعہ کیا کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجاج کے خلاف جن لوگوں نے خروج کیا اور جماجم کا معرکہ گرم ہوا تھا تو طلحہ بھی قاریوں کی جماعت میں شریک تھے۔ یہ اس معرکہ کے بعد ۱۱۲ھ میں فوت ہوئے۔

- آپ اپنی مثال آپ تھے۔ ثقہ تھے۔ کئی صحیح احادیث کے راوی ہیں۔

زبید بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالکریم بن حجدب بن ذہل بن مالک بن الحارث بن ذہل ابن سلمۃ بن دودل بن جشم بن یام۔ ہمدان سے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

حصین کہتے ہیں کہ زبید ابراہیم کے پاس آئے اور وہ سیاہ بالوں کا قیمتی لباس پہنے ہوئے تھے تو انہوں نے کہا یہ زمانہ ایسے لباسوں کا نہیں۔

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر مجھے کسی بندے پر اختیار دیا جاتا کہ اللہ اس کو کھال کھینچنے کی جگہ لے آئے تو میں زبید الیامی کو اختیار کرتا۔

ابونوح قراد کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے کوفہ میں زبید سے زیادہ بہتر شیخ کسی کو نہیں دیکھا۔ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ان کے ہمراہ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک عورت گزری جس کے پاس سوت کا ایک گولا تھا۔ وہ سوت کا گولا گر پڑا۔ مگر اس عورت نے نہیں اٹھایا' زبید نے اس کو اٹھالیا۔ اور مجھے بیٹھا ہوا چھوڑ کر بھاگے بھاگے اس عورت کے نشانات دیکھتے ہوئے گئے۔ اس تک پہنچے اور اس کو وہ گولا دے کر واپس آ گئے۔ انہوں نے زید بن علی کے زمانے میں ۱۲۲ھ میں وفات پائی۔

ثقہ تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

شمر بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن اسدی۔ بنی مرۃ بن الحارث بن سعد بن ثعلبۃ سے۔ ثقہ تھے۔ کئی احادیث صحیحہ کے راوی ہیں۔

بکر بن ماغر الثوری رحمۃ اللہ علیہ:

بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔

ابویعلیٰ منذ الثوری رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن وہب ہمدانی۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابوہبیرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام یحییٰ بن عبادالانصاری ہے۔ یوسف بن عمرو کی ولایت میں انتقال فرمایا۔ قلیل الروایت تھے۔

بکیر بن الاخنس رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الروایت۔

علی بن مدرک النخعی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے یوسف بن عمرو کے عراق میں آنے کے بعد ۱۲۰ھ میں وفات پائی۔ یہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے آخری ایام تھے۔

اسی سنہ میں خالد بن عبداللہ اور یوسف بن عمرو دونوں نے سکے جاری کیے۔

قلیل الحدیث تھے۔ ان سے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

موسیٰ بن طریف الاسدی رحمۃ اللہ علیہ، علی بن الاقمر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو بن الحارث بن معاویہ بن عمرو بن الحارث بن ربیعۃ بن عبداللہ بن وداعۃ۔ ہمدان سے۔

کلثوم بن الاقمر رحمۃ اللہ علیہ:

علی بن الاقمر کے بھائی ہیں۔ ہمدان کے وداعی ہیں۔

جبلہ بن سحیم الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

ولید بن یزید کے فتنے کے دوران فوت ہوئے۔

وبرہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ مذحج کے مسلی ہیں۔ ہشام بن عبدالملک نے جب خالد بن عبداللہ کو کوفہ کا گورنر بنایا تو اس زمانے میں ان کا انتقال ہوا۔

ابوالزنباع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام صدقہ بن صالح ہے۔

ابوعون الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام محمد بن عبداللہ ہے۔

خالد بن عبداللہ القسری کی ولایت میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔ ان سے سفیان رحمۃ اللہ علیہ اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

عبدالجبار بن وائل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حجر حضرمی۔ یہ ثقہ تھے۔ بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔ وہ روایتیں جو یہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں ان کے بارے میں محدثین کو کلام ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ ان سے نہیں ملے۔

ان کے بھائی علقمہ بن وائل ہیں۔ ثقہ تھے۔ اور کم روایت کرتے تھے۔

یحییٰ بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

بھرانی' ان کی کنیت ابوعمر ہے۔

زائدہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عتبہ بن مسعود الہذلی۔

یہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے تو عون بن عبداللہ' ابوالصباح موسیٰ بن کثیر اور عمر بن حمزہ ان کے پاس پہنچے اور انہوں نے عقیدۂ ارجاء (جس کو ہم تفصیل سے بیان کر آئے ہیں) کے بارے میں ان سے بحث ومناظرہ کیا۔ ان حضرات کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے ان سے موافقت کی اور کسی چیز سے بھی اختلاف نہیں کیا (مگر یہ روایت خلاف عقل ونقل ہے۔ یہ تسلیم ہی نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسے فقیہہ ومبصر اور مجاہدین حق وصداقت نے عقیدۂ ارجاء سے اتفاق کیا۔ درآنحالیکہ یہ عقیدہ واضح طور پر کتاب وسنت اور سلف صالحین کے خلاف ہے۔ مترجم)

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ تھے۔ مگر اپنی روایت کے سلسلے میں کسی راوی کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن ابی المجالد رحمۃ اللہ علیہ:

ازد کے غلام اور مجاہد کے داماد ہیں۔

ابواسحاق السبیعی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عمرو بن عبداللہ بن علی بن احمد بن ذی یحمد بن السبیع ابن سبع بن صعب بن معاویہ بن کثیر بن مالک بن جشم بن

ثقہ تھے۔کئی احادیث کے راوی ہیں۔

شمر بن عطیۃ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن اسدی۔بنی مرۃ بن الحارث بن سعد بن ثعلبۃ سے۔ثقہ تھے۔کئی احادیث صحیحہ کے راوی ہیں۔

بکر بن ماغر الثوری رحمۃ اللہ علیہ:

بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔

ابو یعلیٰ منذ الثوری رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ تھے۔بہت کم روایت کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن وہب ہمدانی۔بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابو ہبیرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام یحییٰ بن عباد الانصاری ہے۔یوسف بن عمرو کی ولایت میں انتقال فرمایا۔قلیل الروایت تھے۔

بکیر بن الاخنس رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الروایت۔

علی بن مدرک النخعی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے یوسف بن عمرو کے عراق میں آنے کے بعد ۱۲۰ھ میں وفات پائی۔یہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے آخری ایام تھے۔

اسی سنہ میں خالد بن عبداللہ اور یوسف بن عمر دونوں نے سکے جاری کیے۔

قلیل الحدیث تھے۔ان سے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

موسیٰ بن طریف الاسدی رحمۃ اللہ علیہ، علی بن الاقمر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو بن الحارث بن معاویہ بن عمرو بن الحارث بن ربیعۃ بن عبداللہ بن وداعۃ۔ہمدان سے۔

کلثوم بن الاقمر رحمۃ اللہ علیہ:

علی بن الاقمر کے بھائی ہیں۔ہمدان کے وداعی ہیں۔

جبلہ بن سحیم الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

ولید بن یزید کے فتنے کے دوران فوت ہوئے۔

وبرہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ مذحج کے مسلی ہیں۔ہشام بن عبدالملک نے جب خالد بن عبداللہ کو کوفہ کا گورنر بنایا تو اس زمانے میں ان کا انتقال ہوا۔

ابو الزناع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام صدقہ بن صالح ہے۔

ابو عون الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام محمد بن عبداللہ ہے۔

خالد بن عبداللہ القسری کی ولایت میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔ ان سے سفیان رحمۃ اللہ علیہ اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

عبدالجبار بن وائل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حجر حضرمی۔ یہ ثقہ تھے۔ بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔ وہ روایتیں جو یہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں ان کے بارے میں محدثین کو کلام ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ ان سے نہیں ملے۔

ان کے بھائی علقمہ بن وائل ہیں۔ ثقہ تھے۔ اور کم روایت کرتے تھے۔

یحییٰ بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

بھرانی' ان کی کنیت ابو عمر ہے۔

زائدہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عتبہ بن مسعود الہذلی۔

یہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے تو عون بن عبداللہ' ابو الصباح موسیٰ بن کثیر اور عمر بن حمزہ ان کے پاس پہنچے اور انہوں نے عقیدۂ ارجاء (جس کو ہم تفصیل سے بیان کر آئے ہیں) کے بارے میں ان سے بحث و مناظرہ کیا۔ ان حضرات کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے ان سے موافقت کی اور کسی چیز سے بھی اختلاف نہیں کیا (مگر یہ روایت خلاف عقل و نقل ہے۔ یہ تسلیم ہی نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسے فقیہ و مبصر اور مجاہدین حق و صداقت نے عقیدۂ ارجاء سے اتفاق کیا۔ درآنحالیکہ یہ عقیدہ واضح طور پر کتاب و سنت اور سلف صالحین کے خلاف ہے۔ مترجم)

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ تھے۔ مگر اپنی روایت کے سلسلے میں کسی راوی کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن ابی المجالد رحمۃ اللہ علیہ:

ازد کے غلام اور مجاہد کے داماد ہیں۔

ابو اسحاق السبیعی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عمرو بن عبداللہ بن علی بن احمد بن ذی یحمد بن السبیع ابن سبع بن صعب بن معاویہ بن کثیر بن مالک بن جشم بن

حاشد بن جشم بن خیران بن نوف بن ہمدان۔

یہ کہتے ہیں کہ میرے دادا اخیار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا شیخ! آپ کے بال بچے کتنے آپ کے ساتھ ہیں؟ عرض کیا وہ میرے ہمراہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہم نے تمہارا وظیفہ ایک ہزار پانچ سو مقرر کر دیا اور آپ کے بچوں میں سے ہر ایک کے لیے سو سو۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ دونوں ایک جگہ جمع ہوئے۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اے ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ آپ مجھ سے بہتر ہیں۔ انہوں نے فرمایا نہیں' خدا کی قسم میں آپ سے بہتر نہیں بلکہ آپ مجھ سے بہتر ہیں۔ اور عمر میں بھی بڑے ہیں۔

زہیر کہتے ہیں کہ ہیں کہ ابواسحاق نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے جمعہ پڑھا۔ زوال شمس کے تھوڑی دیر بعد' انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کھڑے ہوئے دیکھا آپ کی داڑھی سفید تھی' ابواسحاق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ مجھ سے میرے والد نے کہا اے عمرو! کھڑا ہو اور امیر المومنین کو دیکھ' میں نے آپ کی طرف دیکھا۔ آپ کی داڑھی پر خضاب نہیں تھا اور داڑھی گھنی تھی' یہ ابواسحاق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خراسان میں بھی رہے ہیں۔

ابوالبختری طائی سے بڑے تھے۔

باختلاف روایات ان کا انتقال ۱۲۸ھ میں سو یا ننانوے سال کی عمر میں ہوا۔ جس روز ضحاک کوفہ میں داخل ہوا۔ یہ واقعہ ۱۲۹ھ کا ہے۔

عمرو بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ مذحج کے مراد سے جملی ہیں۔

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہ عمرو بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ اتنے ذوق وانہماک سے دعا مانگتے تھے کہ گمان ہوتا تھا اب یہ بغیر دعا قبول ہوئے مسجد سے نہ جائیں گے۔

ان کا انتقال ۱۲۸ھ میں ہوا۔

عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

نخعی ہیں۔ ابوعمر کنیت' قریش کے بنی عدی بن کعب کے حلیف ہیں۔

یہ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں جب کہ ان کی خلافت کے تین سال باقی تھے' پیدا ہوئے۔ ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ ایک دن عبدالملک بن عمیر نے مجھ سے کہا کہ مجھ پر ۱۰۳ سال گزرے ہیں۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ اور زیاد بن علاقہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں کوفہ کے بڑے لوگوں میں شمار ہوتے تھے' اس وقت دونوں سو سو سال کے تھے۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ ' خدا کی قسم میں جو حدیث بھی روایت کرتا ہوں

اس کا ایک حرف بھی نہیں چھوڑتا (یعنی بڑے احتیاط وضبط کے ساتھ حدیث کی روایت کرتا ہوں)۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے یہ کوفہ کے قاضی بھی رہے ہیں۔ ان کا لقب ''قبطی'' تھا ماہ ذی الحجہ ۱۲۳ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ ہشیم بن عدی کہتے ہیں کہ میں ان کے جنازے میں شریک ہوا تھا۔

زیاد بن علاقۃ الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ غطفان سے ہیں۔ اور ابو مالک کنیت ہے۔

سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمی ہیں۔

۱۲۲ھ میں جب کہ زید بن علی قتل کیے گئے کوفہ میں وفات پائی۔ اسی سنہ میں عاشورہ کے دن زید قتل کیے گئے۔

میسرہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

نہدی ہیں۔ ان سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

قیس بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

قیس جدیلہ کے جدلی ہیں۔

۱۲۰ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ ان سے چند صحیح احادیث ثابت ہیں۔

عبدالملک بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبیر ازدی۔

نسیر بن ذعلوق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوطعمۃ الثوری ہے۔

جواب بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

تیم الرباب کے تیمی ہیں۔

اسماعیل بن رجاء رحمۃ اللہ علیہ:

زبیدی۔ ان سے اعمش رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

وہ لڑکوں کو جمع کر کے ان سے حدیثیں بیان کرتے تا کہ وہ حدیثیں نہ بھول جائیں۔

جامع بن شداد رحمۃ اللہ علیہ:

محاربی۔ ابوصخرہ کنیت۔

رمضان کے آخری جمعہ کی رات کو ۱۲۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

معبد بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

جدلی۔

خالد بن عبداللہ القسری کے زمانے میں ۱۲۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

واصل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ:

احدب اسدی۔ بنی سعد بن احلارث بن ثعلبۃ بن دودان سے۔ ان کی والدہ ابوسمال شاعر کی بیٹی ہیں۔ ۱۲۰ھ میں کوفہ میں ان کا انتقال ہوا۔

عبدالملک بن میسرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

زراد۔ بنی ہلال بن عامر کے غلام۔ یہ زراد حدیث میں ثقہ تھے۔ کثیر الحدیث ہیں۔ کوفہ میں خالد بن عبداللہ القسری کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔

اشعث بن ابی الشعثاء رحمۃ اللہ علیہ:

محاربی ہیں۔ ان کے والد کا نام ابی الشعثاء سلیم بن الاسود ہے۔ اشعث نے یوسف بن عمر کی ولایت میں کوفہ میں وفات پائی۔

عون بن ابی جحیفۃ السوائی رحمۃ اللہ علیہ' وہب السوائی رحمۃ اللہ علیہ:

بنی عامر بن صعصعۃ میں سے ہیں۔

خلیفہ بن الحصین رحمۃ اللہ علیہ:

ابن قیس بن عاصم المنقری۔ یہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمان ہوئے اور ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ بیری کے پتوں سے جوش دیئے ہوئے پانی سے غسل کریں۔

حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں۔ بنی کاہل کے غلام ہیں۔ ابویحیٰ کنیت ہے۔ ان کے والد کا نام ثابت قیس بن دینار ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ میں نے جس نیت سے علم حاصل کیا' اللہ نے میری وہ نیت پوری کر دی یہ بھی کہتے ہیں کہ میرے پاس زمین پر حدیث کی کتاب کے سوا اور کوئی کتاب نہیں' جو میرے صندوق میں محفوظ ہے۔

نیز فرمایا: میری عمر کے ۳۷ سال گزر چکے ہیں۔

ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ کوفہ میں تین جلیل و عظیم ہستیاں تھیں' ان جیسی چوتھی ہستی کوئی نہ تھی۔ وہ تین ہستیاں یہ ہیں: (۱) حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ (۲) حکم بن عتبۃ رحمۃ اللہ علیہ (۳) حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ یہ تینوں صاحب فتویٰ تھے اور یہی بہت مشہور تھے۔

حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۲۹ھ میں ہوئی۔

حفص بن غیاث کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا تھا۔ یہ طویل القامت اور یک چشم تھے۔

عاصم بن ابی النجود رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں۔ اور وہ عاصم بن بھدلہ بنی جذیمہ بن مالک بن نصر ابن قعین بن اسد کے غلام ہیں۔ ابوبکر کنیت ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمیشہ میں جب کبھی بھی کسی سفر سے ابووائل کے پاس آتا تھا تو آپ میرا ہاتھ چوم لیتے تھے۔ اگلی روایت کا مضمون بھی یہی ہے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ عاصم اگرچہ ثقہ تھے لیکن حدیث میں بہت زیادہ غلطی کرتے تھے۔

ابوحصین رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عثمان بن عاصم بن حصین ہے۔ اور وہ بنی جشم بن الحارث ابن سعد بن ثعلبۃ بن دودان بن اسد بن خزیمہ میں سے ہیں اور وہ بنی کبیر ابن زید بن مرہ بن الحارث بن سعد میں شمار ہوتے ہیں۔

سفیان بن عیینہ شیبانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مسجد میں داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا' جاؤ دیکھو ہمارے اصحاب میں سے کوئی یہاں بیٹھا ہے؟ کیا تمہیں ان میں ابوحصین رحمۃ اللہ علیہ نظر آتے ہیں؟

سفیان رحمۃ اللہ علیہ اہل کوفہ میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ جب عامر کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان سے پوچھا گیا آپ اپنے بعد کس کو مسند درس و افتاء کے قابل سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہ میں عالم ہوں اور نہ اپنے بعد کسی عالم کو چھوڑ رہا ہوں۔ ہاں ابوصالح ایک نیک آدمی ہے۔

مسعر رحمۃ اللہ علیہ' ابوحصین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے عبداللہ بن معقل نے کہا کہ آپ کا شغل تجارت ہے۔ میں نے کہا اور آپ کا شغل امارت (یعنی حکومت وسرداری) ہے۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ان کو عامل بنایا گیا۔ اس کے پاس ایک ہزار درہم کسی نے بھیجے آپ نے ان کو لوٹا دیا' قبول نہیں کیا۔ میں نے پوچھا آپ نے ان کو کیوں لوٹا دیا؟ کہا حیا اور کرم کی وجہ سے۔

ابن ابی اسحاق کا بیان ہے کہ ابوحصین رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا یہ کون شخص ہے؟ یہ محسن ہے' جس کا بڑا احسان ہے۔ اس جیسی نماز پڑھنے کی ہم میں سے کسی کو طاقت نہیں۔ ان کا انتقال ۱۲۸ھ میں ہوا۔

آدم بن علی الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالجویرۃ الجرمی رحمۃ اللہ علیہ:

اس کا نام حطان بن خفاف ہے۔

ابوقیس الاودی رحمۃ اللہ علیہ:

اس کا نام عبدالرحمٰن بن ثروان ہے۔ ان کا انتقال ۱۲۰ھ میں ہوا۔

عبداللہ بن حنش الاودی رحمۃ اللہ علیہ:

عائذ بن نصیب الکاہلی رحمۃ اللہ علیہ:

بنی اسد سے۔

مجمع التیمی رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن عصیم الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

سماک بن حرب الذہلی رحمۃ اللہ علیہ:

شبیب بن غرقد البارقی رحمۃ اللہ علیہ:

کلیب بن وائل البکری رحمۃ اللہ علیہ:

اسماعیل بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

سدی صاحب تفسیر۔ ان کا انتقال ۱۲۷ھ میں ہوا۔

محمد بن قیس الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:

طارق بن عبدالرحمٰن الاحمسی رحمۃ اللہ علیہ:

مخارق بن عبداللہ الاحمسی رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالعزیز بن رفیع رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالعزیز بن حکیم الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالمعجل رحمۃ اللہ علیہ:

اس کا نام ردینی بن مرۃ۔

عبداللہ بن شریک العامری رحمۃ اللہ علیہ:

سعید بن ابی بردۃ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بیٹے۔

حصین بن عبدالرحمٰن النخعی رحمۃ اللہ علیہ:

طلق بن غنام النخعی کہتے ہیں کہ میں نے حفص بن غیاث کو یہ کہتے سنا ہے کہ مالک بن مغول نے طلحہ کی فضیلت کا ذکر کیا۔

یعنی ابن مصرف کا۔ اس کو ایک شخص نے کہا کہ کیا تم نے حفص بن عبدالرحمٰن نخعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟ کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ اگر آپ حصین بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے تو طلحہ کی فضیلت کا ذکر نہ کرتے۔

حفص بن غیاث کہتے ہیں کہ آپ سردی کے موسم میں دن کو قبا نہ پہنتے تھے اور نہ رات کو چادر اوڑھتے تھے۔

ابو صخرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام جامع بن شداد المحاربی ہے۔

ان کا انتقال ۱۲۷ھ میں ہوا۔

ابو السوداء النہدی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عمرو بن عمران ہے۔

عثمان بن المغیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ثقفی ہیں۔ ابو المغیرۃ کنیت ہے۔ اور وہ عثمان الاعشی ہے اور وہ عثمان بن ابی زرعۃ ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عائش النخعی رحمۃ اللہ علیہ:

عیاش بن عمرو العامری رحمۃ اللہ علیہ:

اسود بن قیس العبدی رحمۃ اللہ علیہ:

رکین بن الربیع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمیلۃ الفرازی۔ اس نے حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہے۔ ولید بن یزید بن عبدالملک کے فتنہ میں وفات پائی۔

ابو الزعراء رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عمرو بن عمرو بن عوف الجشمی ہے۔ یہ ابی الاحوص کے بھتیجے ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ہلال الوزان الجہنی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابو امیہ ہے۔ وہ ہلال الصراف ہیں اور وہ ابن ابی حمید ہیں اور وہ ابن مقلاص۔

ثویر بن ابی فاختہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابو الجہم ہے۔

یہ ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام ہیں ان کے بعد زندہ رہے بڑی عمر کے تھے۔ ان کے والد نے مکہ میں ایک گروہ بنایا

تھا۔ جس میں علقمہ' اسود اور عمرو بن میمون وغیرہ شامل تھے۔

زیاد بن فیاض الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ:

موسیٰ بن ابی عائشہ رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔

یہ بہت عابد و زاہد تھے۔ نمازیں کثرت سے پڑھتے تھے۔

حکیم بن جبیر الاسدی رحمۃ اللہ علیہ:

حکیم بن الدیلم رحمۃ اللہ علیہ:

سعید بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ:

ثوری' اور وہ ابوسفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جب کہ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز عراق کے گورنر تھے' ان کی وفات ۱۲۸ھ میں ہوئی۔

سعید بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعید بن العاص' یہ سعید بن العاص بن امیہ۔ ان سے اسود ابن قیس روایت کرتے ہیں۔

سعید بن اشوع رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی۔ کوفہ کے قاضی تھے۔ خالد بن عبداللہ القسری کی ولایت میں وفات پائی۔

جامع بن ابی راشد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ سعید بن اشوع کے بھائی ہیں۔

ربیع بن ابی راشد رحمۃ اللہ علیہ:

خلاد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ حبیب بن ابی ثابت اور ان کے اصحاب کے پاس جب ربیع بن ابی راشد رحمۃ اللہ علیہ آتے تو وہ اپنے اصحاب سے کہتے کہ چپ ہو جاؤ ربیع بن ابی راشد رحمۃ اللہ علیہ آ گئے ہیں (یعنی اہل کوفہ ان کا اتنا ادب واحترام کرتے تھے)۔

ابوالجحاف رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام داؤد بن ابی عوف ہے۔ ان سے سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

قیس بن وہب الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:

ثابت بن ہرمز رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوالمقدام العجلی ہے۔اور وہ ابوعمرو بن ابی المقدام ہیں۔

عبدہ بن ابی لبابہ رحمۃ اللہ علیہ:

قریش کے غلام ہیں۔ابوالقاسم کنیت ہے۔جب مکحول ان سے ملتے تو یہی کنیت استعمال کرتے۔

مقدام بن شریح رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ہانی الحارثی۔

محل بن خلیفۃ الطائی رحمۃ اللہ علیہ:

سنان بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی۔ابوحبیب کنیت۔

زہیر بن ابی ثابت العبسی رحمۃ اللہ علیہ:

عامر بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حمزۃ الاسدی۔

مغیرہ بن النعمان النخعی رحمۃ اللہ علیہ:

ابونہیک رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام قاسم بن محمد الاسدی ہے۔

ابوفروہ الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عروۃ بن الحارث ہے۔

ابوفروہ الجہنی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام مسلم بن سالم ہے۔

ابونعامہ الکوفی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام شیبہ بن لغامۃ ہے۔ان سے سفیان ثوری ہشیم اور جریر روایت کرتے ہیں۔

زید بن جبیر الجشمی رحمۃ اللہ علیہ:

بدر بن دثار رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ربیعہ بن عبید بن الابرص بن عوف بن جشم بن الحارث بن سعد بن ثعلبۃ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

زبیر بن عدی الیامی رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان سے۔

ابوجعفر الفراء رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کئی احادیث ہیں۔

الحر بن صیاح النخعی رحمۃ اللہ علیہ:

ابومعشر رحمۃ اللہ علیہ:

زیاد بن کلیب التیمی ۔جس وقت عراق کے والی یوسف بن عمر تھے اس وقت ان کا انتقال ہوا۔

بہت کم حدیث بیان کیا کرتے تھے۔

شباک الضبی رحمۃ اللہ علیہ:

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی ۔ان سے مغیرہ روایت کرتے ہیں۔ثقہ تھے اور قلیل الحدیث۔

بیان بن بشر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوبشر ہے۔احمس بن بجیلۃ کے غلام ہیں۔

علقمۃ بن مرثد الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

ابراہیم بن المہاجر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جابر بجلی ۔اس کا باپ حجاج بن یوسف کا کاتب تھا اور ابراہیم ثقہ تھا۔

حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ میں ایک کام کے لیے عبداللہ بن ادریس کے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب ہم شہار سوجکندہ کے محلے میں پہنچے تو ایک گلی میں ایک گھر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور مجھ سے کہا: جانتے ہو یہ گھر کس کا ہے؟ پھر خود ہی کہا یہ گھر حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ یہ کندہ کے غلام تھے۔ یہ حکم رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ ہم عمر تھے اور دونوں ایک ہی سال پیدا ہوئے۔

عبدالرزاق بن معمر کہتے ہیں کہ زہری کے اصحاب میں حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے اہل علم داخل تھے۔ آپ کی داڑھی سفید تھی۔

ابواسرائیل حکم سے روایت کرتے ہیں کہ حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ سابری عمامہ باندھتے تھے اور صرف ایک جبہ میں ہماری امامت کراتے تھے۔

حجاج بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے ابواسرائیل کو یہ کہتے سنا کہ میں نے سب سے پہلے اس دن حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچانا' جس دن امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ جب امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی شخص کوئی مسئلہ پوچھنے آتا تو آپ کہتے جاؤ حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو۔

آپ کا انتقال کوفہ میں ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے دور میں ۱۱۵ھ میں ہوا۔ اس کے راوی ابن ادریس کہتے ہیں کہ میں اس دن پیدا ہوا تھا۔

حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے ثقہ' فقیہہ' جید اور بلند مقام عالم تھے۔ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابو اسماعیل ہے۔ ابراہیم بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں۔ ان کا نام مسلم بھی تھا۔ یہ ان تین سے تھے جن کو حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے دومۃ الجندل میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا۔

جامع بن شداد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حماد رحمۃ اللہ علیہ کو تختیوں پر لکھتے ہوئے دیکھا آپ کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم میں اس (علم دین) سے دنیا نہیں چاہتا (یعنی میں علم دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہیں بناتا)۔

مغیرہ کا بیان ہے کہ جب ابراہیم کا انتقال ہوا تو ہم نے ان کے جنازے کے پیچھے اعمش رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا' ہم ان کے پاس آئے اور ان سے حرام و حلال کے متعلق پوچھا تو کوئی نئی چیز نہیں معلوم ہوئی۔ فرائض کے متعلق سوالات کیے تو فرائض کے علم کو ان کے پاس بھرپور پایا۔ پھر ہم حماد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور ان سے فرائض کے متعلق سوالات کیے تو ان کے پاس کما حقہ' فرائض کا علم نہ پایا۔ ہاں حرام و حلال کے مسائل سے وہ بخوبی واقف تھے۔ اس لیے ہم فرائض کا علم اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کرتے تھے اور حرام و حلال کا علم حماد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کرتے تھے۔ اور یہ علم انہوں نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔

مالک بن مغول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حماد رحمۃ اللہ علیہ کو زرد ازار اور ایک چادر میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

مالک بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی والدہ کو جو اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی تھیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے بارہا دیکھا کہ میرے دادا حماد بن ابی سلیمان اپنے حجرے میں قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں اور اوراق قرآن پر آپ کے آنسو گر رہے ہیں۔

ان کا انتقال ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ۱۲۰ھ میں ہوا۔

حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بصرے میں ہلال بن ابی بردہ کے پاس آئے وہ اس وقت بصرے کے گورنر تھے انہوں نے اور ہشام دستوائی نے ان سے حدیث سنی اور دوسرے قدیم تابعینؒ سے۔

جب حماد رحمۃ اللہ علیہ لوٹ کر کوفہ میں آئے تو ہم نے ان سے پوچھا آپ نے بصرے والوں کو کیسا پایا؟ فرمایا کہ عقائد و اعمال کے اعتبار سے وہ اہل شام ہی کا ایک حصہ ہیں (جو سیاسی اور مذہبی حالات اہل شام کے ہیں وہی اہل بصرہ کے ہیں دونوں ایک ہی جیسے ہیں) یعنی وہ ہماری طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت و عقیدت نہیں رکھتے۔

محدثین نے کہا ہے کہ حماد رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں ضعیف تھے۔ حدیث صحیح و غیر صحیح کو ملا دیتے تھے اور مرجی تھے۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ہم آپ کے بعد مسائل دین کس سے پوچھیں فرمایا حماد رحمۃ اللہ علیہ سے۔

عثمان البتی کا کہنا ہے کہ جب حماد اپنی تحقیق و رائے سے کچھ کہتے تو صحیح کہتے اور جب ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی اور سے روایت کرتے تو غلطی کرتے۔

فضیل بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

فقیمی ہیں۔

خالد بن عبداللہ قسری کی ولایت میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ کئی احادیث ان سے مروی ہیں۔

حارث العکلی رحمۃ اللہ علیہ:

مغیرہ کہتے ہیں کہ حارث عکلی اور ابن شبرمہ دونوں زیادہ رات تک بیٹھے ہوئے آپس میں قضا کے بارے میں گفتگو کرتے رہتے۔ جب کبھی ان کے پاس ابوالمغیرہ آتے تو ان سے کہتے کہ کیا تم دن کو یہ گفتگو نہیں کر سکتے جو اتنی رات تک مذاکرہ کر رہے ہو۔

ثقہ تھے اور قلیل الحدیث۔

حارث بن حصیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ ازد سے۔ ان سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن السائب رحمۃ اللہ علیہ:

یہ زاذان سے روایت کرتے ہیں اور ان سے سفیان بن سعید ثوری روایت کرتے ہیں۔

عبدالاعلیٰ بن عامر رحمۃ اللہ علیہ:

ثعلبی ہیں۔ ان سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اسرائیل روایت کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں کہ میں نے عبدالاعلیٰ کی ایک حدیث سفیان سے بیان کی۔ انہوں نے فرمایا: ہمارا خیال ہے یہ اس کی کتاب میں ہوگی۔ عبدالاعلیٰ ابن حنفیہ عن علی سے کثرت سے روایت کرتے ہیں۔ یہ حدیث میں ضعیف تھے۔

آدم بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

یہ خالد بن خالد بن عمارۃ بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط کے غلام ہیں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس کا ذکر کیا کرتے تھے جب وہ ان سے کوئی روایت کرتے جس کے بارے میں مجھے مؤمل ابن اسماعیل نے خبر دی۔ کہا: وہ ابو یحییٰ بن آدم کوفہ کا محدث ہے اور خالد بن خالد بڑا شریف آدمی تھا۔

محمد بن جحادہ رحمۃ اللہ علیہ:

بنی اود کے غلام ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ میرے باپ کا مکہ کے راستے میں انتقال ہوا۔ تو تعزیت کے لیے ہمارے پاس طلحہ ابن مصرف آئے اور کہا: وہ کہتے تھے کہ تین حالتیں ہیں جن میں کوئی شخص مرے تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ حج کے دوران' یا عمرہ کرتے ہوئے اور یا جہاد میں۔

عبدالملک بن ابی بشیر رحمۃ اللہ علیہ:

حماد بن زید غالب یعنی قطان سے روایت کرتے ہیں کہ میں حسن کے پاس عبدالملک بن ابی بشیر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط لے کر آیا۔ انہوں نے فرمایا: اسے پڑھو' میں نے اس کو پڑھا تو اس میں ان کو دعا لکھی تھی' امام حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بہت سے تیرے بھائی ہیں جن کو تیری ماں نے نہیں جنا۔

سالم بن ابی حفصہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابو یونس ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ جب مجھے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ دیکھتے تو کہتے کہ اے اللہ کے کوتوال۔

محدثین کہتے ہیں کہ یہ بڑے سخت شیعہ تھے۔ جب کہ بنی ہاشم کی حکومت تھی۔ داؤد بن علی نے ایک سال حج کیا لوگوں کے ساتھ۔ وہ سال ۱۳۲ھ تھا۔ اسی سال سالم بن ابی حفصہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حج کیا۔ وہ یوں لبیک کہتا تھا۔ لبیک لبیک' اے اللہ بنی امیہ کو

ہلاک کر لیک۔ یہ یہ داؤد بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنا۔ پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ سالم بن ابی حفصہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

ابان بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمیر بن عبید۔

کہتے ہیں کہ ابو عبید خزاعہ کا قیدی تھا۔ جن پر رسول خدا ﷺ نے شبخون مارا تھا یوم بنی المصطلق میں۔ پھر یہ اسید بن ابی العیص کا قیدی ہو گیا۔ اس نے خالد بن اسید بن ابی العیص بنی امیہ کے حوالے کر دیا۔ اس نے اسے آزاد کر دیا اور قتل کیے گئے رہے میں۔

یہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ کہتے سنا کہ میرے والد ابان بن صالح بن عمیر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کیا آپ کا نام ہمارے دفتر میں درج ہے؟

انہوں نے کہا میں اس بات کو پسند نہ کرتا تھا کہ آپ کے سوا کسی اور خلیفہ کے رجسٹر میں اپنا نام درج کراؤں۔ اب اگر یہ انتظام آپ کے ہاتھ میں ہے تو اس میں کوئی ہرج نہیں سمجھتا۔ آپ نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

ابان بن صالح ۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۵ھ میں عسقلان میں فوت ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۷۷ سال تھی اور ابو بکر ان کی کنیت تھی۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا چوتھا طبقہ

منصور بن المعتمر رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی ہیں۔ ابوعتاب کنیت ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ ہم نے خلوص نیت سے علم دین حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کے صدقے میں دنیا بھی ہاتھ آ گئی' عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں۔ میں نے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے منصور بن المعتمر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر سنا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ منصور خوفِ الٰہی سے اتنا روتے تھے۔ کہ آپ کا خرقہ تر ہو جاتا۔ اس سے آنسو پونچھتے جاتے۔

سفیان ثوری کہتے ہیں کہ جب میں اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے اصحاب ابراہیم کی کوئی حدیث بیان کرتا تو وہ قبول کرتے اور جب منصور سے روایت کرتا تو خاموش رہتے۔

انہوں نے ۱۳۲ھ میں وفات پائی۔ ثقہ اور محفوظ تھے' بڑے بلند مرتبہ عالم تھے' اور کثیر الحدیث تھے۔

مغیرہ بن مقسم رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوہشام ۱۳۷ھ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ کثیر الحدیث تھے۔

عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ:

ثقفی ہیں۔ ابویزید کنیت ۱۳۷ھ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ ان سے متقدمین روایت کرتے ہیں۔ آخری عمر میں ان کے حافظہ میں فرق آ گیا تھا۔

ابن علیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ لیث سے زیادہ ضعیف ہیں اور لیث ضعیف ہیں' انہی سے روایت ہے کہ میں نے عطاء سے سن کر صرف ایک تختی لکھی تھی۔ اور اس کی ایک جانب کو میں نے مٹا دیا تھا۔ میں نے ان کے بارے میں شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: انہوں نے کہا: جب تم ایک شخص سے حدیث بیان کرو تو وہ ثقہ ہے اور جب تم زاذان' میسرہ اور ابوالبختری کو بھی جمع کرو کہ اس روایت سے بچو۔ یہ بوڑھے ضعیف تھے۔ ان کے حواس میں تغیر آ گیا تھا۔

حصین بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی ہیں۔

عبداللہ بن ابی السفر رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ مروان بن محمد کی خلافت میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ زیادہ حدیث بیان نہ کرتے تھے۔

ابو سنان ضرار بن مرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

شیبانی ہیں۔

عباد العبدی کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا بیان ہے کہ کوفہ میں چار شخص بڑے جھگڑالو تھے۔ ضرار بن مرہ' عبدالملک بن ابجر' محمد بن سوقہ اور مطرف بن طریف۔ ضرار بن مرہ نے اپنے مرنے سے ۱۵ سال پہلے اپنی قبر کھود رکھی تھی۔ اس قبر میں آ کر ختم قرآن کرتا۔ ثقہ اور محفوظ تھا۔

ابو یحییٰ القتات رحمۃ اللہ علیہ:

یحییٰ بن جعدہ بن ہبیرہ کے غلام۔ اور یہ ضعیف تھے۔

ابو الہیثم العطار رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ثقہ تھے۔

عمرو بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

ماصر کندہ کا غلام۔ یہ عقیدہ ارجاء کے بارے میں بحث و کلام کرتے تھے۔

موسیٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ:

انصاری ہیں۔ ابو الصباح کنیت ہے۔ ان کے باپ کا نام کثیر الصباح تھا۔ یہ عقیدہ ارجاء میں بحث و کلام کرنے والوں میں سے تھے اور اس وفد میں سے تھے جو عقیدہ ارجاء کے بارے میں گفتگو کرنے کے لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا تھا۔ حدیث میں ثقہ تھے۔

معاویہ بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

ابن طلحہ بن عبداللہ التیمی۔ ثقہ تھے۔

قابوس بن ابی ظبیان الجنبی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ضعیف ہیں۔ ان کی کوئی روایت قابل حجت نہیں۔

عبید المکتب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مہران۔ بنی ظبیہ کے غلام۔ ثقہ تھے اور قلیل الحدیث۔

محمد بن سوقہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بجیلہ کے غلام ہیں۔ یہ خز ایک قسم کے کپڑے کے تاجر تھے اور بڑے متقی تھے۔ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے پاس رقبۃ بن مصقلۃ آئے۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ محمد بن سوقہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آنے کا ارادہ کرتے تو کہتے کہ آؤ ہمارے ساتھ محمد بن سوقہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلو اس لیے کہ میں نے کوفہ میں طلحہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''دو شخص ہیں ارادہ کرتے ہیں محمد بن سوقہ رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالجبار بن وائل کا''۔

حبیب بن ابی عمرہ رحمۃ اللہ علیہ:

قصاب الازدی۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ تھے۔ قلیل الحدیث۔ ان سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

یزید بن ابی زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ عبداللہ بن الحارث بن نوفل ہاشمی کے غلام ہیں۔ ۱۳۷ھ میں وفات پائی۔ بذات خود ثقہ تھے۔ لیکن آخری عمر میں حافظہ خراب ہوگیا تھا اور عجیب وغریب روایتیں کرتے تھے۔

عمار بن ابی معاویہ رحمۃ اللہ علیہ:

دھنی۔ احمس کے غلام ہیں۔ کنیت ابوعبداللہ ہے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

حسن بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

فقیمی ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئے' میں اس وقت بچہ تھا اور ان سے کہا کہ اس کو قرآن کی تعلیم دیجئے۔

یہ کہتے ہیں کہ مجھے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کپڑوں کے بارے میں وصیت کی۔

انہوں نے ابی جعفر کی خلافت کے شروع میں وفات پائی۔

عاصم بن کلیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شہاب جرمی۔

ابی جعفر کی خلافت کے شروع میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ ان کو حجت وسند میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ بہت زیادہ حدیثیں بیان نہ کرتے تھے۔

ربیع بن سحیم رحمۃ اللہ علیہ:

بنی کاہل کے اسدی ہیں۔

ابومسکین رحمۃ اللہ علیہ:

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے مصاحب میں سے ہیں۔ ان کا نام حر ہے' بنی اود کے غلام ہیں۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابواسحاق ابراہیم بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

عرب کے ہجری ہیں۔ جو عرب سے ہجرت کر کے کوفہ میں آباد ہوگئے تھے۔ حدیث وروایت میں ضعیف تھے۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام سلیمان بن مہران ہے۔ ابومحمد الاسدی کنیت ہے۔ بنی کاہل کے غلام ہیں۔ اعمش کے لقب سے مشہور ہیں۔ بنی

سعد کے بنی عوف میں قیام پذیر تھے۔ بنی سعد کی مسجد حرام میں نماز پڑھتے تھے۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ کے بھائی کے مرنے کے بعد مسروق رحمۃ اللہ علیہ اس کے وارث ہوئے۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ ان کے والد حضرت سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن۔ یعنی عاشورہ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔

قرأت قرآن میں بے مثال مہارت:

آپ کتاب اللہ کے بڑے قاری' احادیث کے بڑے حافظ اور علم فرائض کے ماہر تھے۔ قرآن کے ساتھ ان کو خاص عشق تھا۔ علوم قرآنی میں وہ رأس العلم شمار کیے جاتے تھے۔ ہشیم کا بیان ہے کہ میں نے کوفہ میں اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا قرآن کا قاری نہیں دیکھا۔ قرآن کا مستقل درس دیتے تھے۔ لیکن آخر عمر میں بڑھاپے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔ پھر بھی ماہ شعبان میں لوگوں کو تھوڑا قرآن ضرور سناتے تھے۔ لوگ ان کے پاس اپنے اپنے قرآن لاتے' ان کے سامنے پیش کرتے اور ان کی تصحیح کراتے اور علم قرأت سیکھتے۔

ابوحیان بھی ان کے سامنے اپنا قرآن پیش کرتے اور اس کی تصحیح کراتے۔ قرأت میں وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیرو تھے۔ ان کی قراءت اتنی مستند تھی کہ لوگ اس کے مطابق اپنے قرآن درست کرتے تھے۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن دثاب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی علم قرأت حاصل کیا۔ یحییٰ بن دثاب نے عبید ابن نضیلہ خزاعی سے علم قراءت حاصل کیا۔ انہوں نے علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

محدثین میں امتیازی حیثیت:

قرآن کے علاوہ حدیث رسولؐ میں ان کی معلومات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ حافظ ذہبی انہیں شیخ الاسلام لکھتے ہیں باوجود اس وسعت معلومات کے احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کثرت روایت کو زیادہ پسند نہ کرتے تھے' لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ جب تم لوگ حدیث سننے کے لیے کسی کے پاس جاتے ہو تو اسے جھوٹ بولنے پر آمادہ کرتے ہو۔ خدا کی قسم یہ لوگ شر الناس ہیں۔

عراق میں چار ہزار محدث تھے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ ان کے علم کے قائل نہ تھے۔ ان کے علم کو ضعیف بتلاتے تھے۔ اسحاق بن راشد نے ایک مرتبہ ان سے کہا کہ کوفہ میں اسد کا ایک غلام (اعمش) ہے' جس کو چار ہزار حدیثیں یاد ہیں۔ زہری نے بڑے تعجب سے پوچھا' چار ہزار؟ اسحاق نے کہا ہاں چار ہزار۔ اگر آپ فرمائیں تو میں ان کا کچھ حصہ لا کر پیش کروں؟ چنانچہ میں لے آیا۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ اس کو پڑھتے جاتے تھے اور حیرت سے ان کا رنگ بدلتا جاتا تھا۔ مجموعہ ختم کرنے کے بعد فرمایا: خدا کی قسم علم اسے کہتے ہیں مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ کسی کے پاس احادیث کا اتنا بڑا ذخیرہ بھی محفوظ ہوگا (اس کا علم آج ہی ہوا کہ ہمارے یہاں ایسے ایسے مایہ ناز محدث بھی موجود ہیں)۔

ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے پاس اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ علمی ذخیرہ موجود تھا۔ میں کہتا کہ آپ نے بڑا سرمایہ جمع کیا ہے۔ آپ فرماتے کہ مجھے اس سرمائے کے علاوہ کسی اور سرمایہ کی ضرورت نہیں۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب میں اور ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ جمع ہوتے تو ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی احادیث کو محفوظ کیا

کرتے تھے۔

فقر واستغناء:

قاسم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ کوفہ میں اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی احادیث کا جاننے والا کوئی نہیں۔ ابوبکر عیاش کا بیان ہے کہ ہم لوگ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کو سید المحدثین کہا کرتے تھے۔ باوجود اس علمی عظمت وشان کے آپ فقر واستغناء کے بادشاہ تھے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کو روٹی تک میسر نہ تھی۔ امراء وسلاطین کو خاطر میں نہ لاتے تھے ایک مرتبہ حجاج بن ارطاۃ نے اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی آپ نے اس کو اجازت نہ دی۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ ہم جو کچھ آپ سے پوچھتے ہیں ہم نے اس کا ذکر ابو محمد سے کیا۔ انہوں نے ہمیں کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا: اے حسن بن عیاش اس کو خبر دے دو کہ اس نے دین میں بدعت نکالی ہے۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا میرے پاس حدیث کا علم ان سے زیادہ کچھ نہیں۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اعمش رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے عیاض وابن عجلان کی حدیث کے بارے میں پوچھا کرتے تھے' اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اہل علم میں سب سے زیادہ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی حدیثوں کے جاننے والے تھے اگر کبھی اعمش رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی غلط فہمی ہوتی تو سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔

آپ کا انتقال ۸۸ سال کی عمر میں ۱۴۸ھ میں ہوا۔

اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ:

بجیلہ میں سے احمس کے غلام۔ کنیت ابوعبداللہ ہے۔ ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں دو سال بڑے تھے۔ عامر کہتے ہیں کہ یہ علم کا سمندر پی گئے۔ یعنی بڑے عالم تھے۔ انہوں نے ان سات ہستیوں کو دیکھا ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور وہ محترم ہستیاں یہ تھیں: انس بن مالک' عبداللہ بن ابی اوفی' ابوکاہل' ابوجحیفہ' عمرو بن حریث' اور طارق بن شہاب رضی اللہ عنہم۔

انہوں نے ۱۴۶ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ حفاظ حدیث ہمارے نزدیک چار ہیں۔ عبدالملک بن ابی سلیمان' اسماعیل بن ابی خالد' عاصم الاحول اور یحییٰ بن سعید الانصاری۔

فراس بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ ثقہ تھے۔

جابر بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

جعفی۔

فضل بن دکین کہتے ہیں میں نے سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو جابر بن یزید جعفی کا ذکر کرتے سنا۔ آپ نے فرمایا: جب وہ تم سے یہ کہے

کہ مجھ سے بیان کیا۔ یا میں نے سنا تو اسے لے لو اور جب وہ اپنی طرف سے کچھ کہے تو اعتبار نہ کرو۔ وہ تدلیس کیا کرتے تھے۔

ان کا انتقال ۱۲۸ھ میں ہوا۔

وہ حدیث بیان کرنے اور اپنی رائے میں بہت ضعیف تھے۔

ابو اسحاق الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام سلیمان بن ابی سلیمان ہے۔ ان کے غلام ہیں۔

۱۲۷ھ میں وفات پائی۔ ابی جعفر کی خلافت کے دو سال گزرے تھے۔

مطرف بن طریف رحمۃ اللہ علیہ:

حارثی۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ مطرف ملا۔ وہ گدھے پر سوار تھا' اس نے کہا آپ ہمارے یہاں کیوں نہیں آتے؟ میں نے کہا۔ آپ کے پاس صدقے کی کوئی چیز نہیں یہ سن کر وہ رو پڑے۔ اور کہا آپ ہم سے غفلت برتتے ہیں۔ گویا سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے مطرف کی یہ تعریف بیان کی۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مطرف کہا کرتے تھے۔ آپ ہمیں گھر والوں سے زیادہ پیارے ہیں۔

انہوں نے ابی جعفر کی خلافت میں وفات پائی۔

اسماعیل بن سمیع الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ ہیں۔

علاء بن عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان کے یامی۔ زبید کے چچازاد بھائی ہیں۔ ابی جعفر کی خلافت میں وفات پائی۔

عیسیٰ بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ:

بجلی ہیں۔

یہ کوفہ میں خالد بن عبداللہ قسری کی طرف سے قاضی تھے۔ جابر بن یزید جعفی فیصلے کرتے وقت ان کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔

ابی جعفر کی خلافت میں وفات پائی۔

محمد بن ابی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی۔ ابی اسماعیل کا نام راشد تھا۔ یہ تین بھائی تھے۔ ان سے روایت کی گئی ہے۔ ان میں سے عمر میں زیادہ اسماعیل راشد تھے' اور پہلے انہی کی وفات ہوئی۔ ان سے حصین اور ان کے بھائی محمد بن ابی اسماعیل روایت کرتے ہیں۔ ان کا انتقال خلافت ابی جعفر میں ۱۴۲ھ میں ہوا۔ ثوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔ عمر ابن راشد سے حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ' عبداللہ بن نمیر رحمۃ اللہ علیہ' یحییٰ القطان رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

خالد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العاص بن ہشام المخزومی۔ جب بنی عباس کی دعوت کا دور شروع ہوا تو یہ کوفہ سے بھاگ کر واسطہ میں آ گئے تھے اور ابن ہبیرہ کے ہمراہ وہیں قتل کیے گئے۔ کہا جاتا ہے ابوجعفر نے ان کی زبان کٹوا کر پھر ان کو قتل کیا۔ اس کی اولاد کوفہ میں رہی۔

بکیر بن عتیق رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے سترحج کیے۔ ثقہ تھے۔

جعد بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ:

یہ شریح قاضی رحمۃ اللہ علیہ کے غلام تھے۔ ان کا گھر شہار سوج کندہ میں تھا۔ حدیث کم روایت کرتے تھے۔

حلام بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔ حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے اصحاب سے روایت کرتے ہیں۔

ابوالہیثم رحمۃ اللہ علیہ:

بیاع القصب المرادی۔ حدیث کم روایت کرتے تھے۔

زبرقان بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

العبدی۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابویعفور العبدی رحمۃ اللہ علیہ:

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابویعفور نے کہا: کہ کوفہ میں مجھ سے بڑا آدمی اور کوئی موجود نہیں رہا۔

محمد بن بشر العبدی کہتے ہیں کہ میں نے ابویعفور رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے وہاں ان کا مصلّی تھا۔ ثقہ تھے۔

عیسیٰ بن ابی عزہ رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان کے غلام ہیں۔ ثقہ تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

علاء بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن رافع الاسدی۔ ثقہ تھے۔

ہارون بن عنترہ رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ تھے۔

حسن بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

نخعی ہیں۔ ثقہ تھے۔ ابی جعفر کی خلافت میں فوت ہوئے۔

مجالد بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ کنیت ابوعمیر ہے۔ ۱۴۴ھ میں ابی جعفر کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔ علم حدیث و روایت میں ضعیف تھے۔

سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ مجالد مجھ سے شعبی رحمۃ اللہ علیہ عن مسروق سے کوئی حدیث بیان کرے باوجود اس کے یحییٰ بن سعید القطان ان سے روایت کرتے ہیں' اور ان سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ وشعبہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

لیث بن ابی سلیم رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابا بکر ہے۔

عنبسہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ کے غلام ہیں۔

معمر کہتے ہیں کہ میں نے ایوب کو یہ کہتے سنا کہ انہوں نے لیث سے کہا: کہ جو کچھ تو دو شخصوں طاؤس رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے سنے تو اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے۔ اچھی طرح یاد رکھ۔

کہتے ہیں اس نے ابی جعفر کی خلافت میں وفات پائی۔ اس کا گھر جبانۃ عرزم میں تھا اور اس کا باپ ابو سلیم جامع کوفہ کے بڑے عبادت گزاروں میں تھا۔ جب شبیب خارجی کوفہ میں داخل ہوا تو مسجد میں آیا۔ جتنے لوگوں کو مسجد میں سوتا پایا ان کو قتل کر دیا' انہی میں ابو سلیم بھی تھا۔ جو تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے ان کو چھوڑ دیا۔

لیث بڑا صالح' عالم اور عابد تھا لیکن حدیث وروایت میں ضعیف تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ' طاؤس رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ پوچھتا تو وہ اس میں اختلاف کرتے۔ مگر وہ روایت کرتا تو وہ اتفاق کرتے۔

اجلح بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

کندی ہیں۔ کنیت ابو حجیہ ہے۔ جب خلافت ابی جعفر میں محمد ابراہیم عبداللہ بن الحسن بن حسن نے خروج کیا' تو اس وقت ان کا انتقال ہوا۔ ان دونوں نے ۱۴۵ھ میں خروج کیا تھا۔ یہ حدیث وروایت میں بہت ہی ضعیف تھے۔

عبدالملک بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

عرزمی فرازی ہیں۔ اور ان کے غلام' کنیت ابو عبداللہ ہے۔ ان کے باپ ابی سلیمان کا نام میسرہ ہے۔ اس پر اتفاق ہے کہ ان کا انتقال ۱۰/ ذی الحجہ ۱۴۵ھ کو خلافت ابی جعفر میں ہوا ثقہ تھے۔ حدیثیں اچھی طرح یاد تھیں۔ جو صحیح ثابت ہوتی ہیں۔

قاسم بن الولید رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ ثقہ تھے۔

عبداللہ بن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ:

الضبی۔ بڑے ثقہ فقیہہ تھے۔ حدیث کم روایت کرتے تھے۔

یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن شبرمۃ کو دیکھا ہے۔ ان کی کنیت ابو شبرمۃ تھی۔ مرد عربی تھے۔ بڑے خلق کے مالک تھے۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کو ارض خراج کا قاضی بنا دیا تھا۔

معمر کہتے ہیں کہ ابن شبرمہ وہاں ہمارے نزدیک یمن کے والی تھے۔ پھر معزول کر دیئے گئے۔ جب ان سے لوگ پھر گئے۔ وہ اکیلے رہ گئے۔ کوئی بھی ان کے ساتھ نہ رہا۔ تو میری طرف دیکھا اور کہا اے ابو عروہ! میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔ میں

نے جب سے یہ قمیص پہنی ہے کوئی دوسری قمیص نہیں بدلی۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہے اور کہا: میں تم سے حلال کے بارے میں کہتا ہوں۔ رہا حرام کا معاملہ اس سے بچنے کی کوئی راہ نہیں۔

کہتے ہیں کہ عبداللہ بن شبرمہ کا انتقال ۱۴۴ھ میں ہوا۔ یہ شاعر تھے۔ یہ اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عیسیٰ بن موسیٰ ہر رات آتے اور کہانیاں کہتے۔ جب یہ دونوں آتے تو کھڑے ہو کر اجازت مانگتے۔ کبھی تو عیاض حاجب گھر سے نکل آتے اور کہتے کہ لوٹ جاؤ۔

عمارۃ بن القعقاع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شبرمۃ الضبی۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عمارۃ بن القعقاع' عبداللہ بن شبرمۃ رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے ہیں اور عبداللہ بن عیسیٰ' محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے بھتیجے ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے کہ یہ دونوں افضل ہیں اپنے چچا سے عمارۃ ثقہ تھے۔

یزید بن القعقاع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شبرمۃ الضبی۔ وہ بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔

حسین بن حسین رحمۃ اللہ علیہ:

کندی۔ کوفے کے قاضی تھے۔ اور ثقہ تھے۔

غیلان بن جامع رحمۃ اللہ علیہ:

محاربی۔ یہ بھی کوفہ کے قاضی تھے۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ کی ولایت میں وفات پائی۔ ان کو سوقہ نے واسطہ اور کوفہ کے درمیان قتل کر دیا تھا۔ ثقہ تھے۔

ابراہیم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن المنتشر الہمدانی۔ ثقہ تھے۔

مخول بن راشد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی راشد النہدی۔ ان کے غلام تھے۔ ابن ابی جعفر کی خلافت میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔

عمیر بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی الغریف۔ الہمدانی۔ ابن ابی جعفر کی خلافت میں فوت ہوئے۔

حجاج بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ:

محاربی۔

کوفے کے قاضی ہوئے تھے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو جمعہ کے دن تخت پر دیکھا۔ بنی امیہ کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔

ابوحیان التیمی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام یحییٰ بن سعید ہے۔ ثقہ تھے۔ چند صحیح احادیث ان سے مروی ہیں۔

موسیٰ الجہنی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ ثقہ تھے اور قلیل الحدیث۔

حسن بن الحر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ بنی اسد بن خزیمہ میں سے بنی الصیداء کے غلام تھے۔ ان کا انتقال مکہ میں ۱۳۳ھ میں ہوا۔ ثقہ تھے۔ بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔

ولید بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جمیع الخزاعی۔ ثقہ تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

صلت بن بہرام رحمۃ اللہ علیہ:

بنی ایم اللہ بن ثعلبہ سے۔ ثقہ تھے۔

حنش بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن لقیط النخعی رحمۃ اللہ علیہ۔ ثقہ تھے اور قلیل الحدیث۔

وقاء بن ایاس رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی۔ کنیت ابویزید ثقہ تھے۔

بدر بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

آل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ ان کا گھر باب الفیل کی مسجد کے قریب تھا۔ ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔

سعید بن المرزبان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوسعد البقال تھی۔ یہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔

سلیمان بن یسیر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوالصباح ہے۔

حجاج بن ارطاۃ نخعی کے غلام ہیں۔

عبیدۃ بن معتب رحمۃ اللہ علیہ:

ضبی۔ ابوعبدالکریم کنیت۔ حدیث وروایت میں بہت ضعیف تھے۔ تاہم ان سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

زکریا بن ابی زائدۃ رحمۃ اللہ علیہ:

محمد بن المنتشر ہمدانی کے غلام ہیں۔ خلافت ابی جعفر میں ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ بہت سی احادیث کے راوی

ہیں۔

ابان بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن صخر بن العیلۃ ۔ البجلی ۔ کنیت صخر ابو حازم ہے۔ اور یہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے تھے۔ خلافت ابی جعفر میں ابان نے وفات پائی۔

صباح بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

بجیلی ہیں۔ مسجد جریر بن عبداللہ کے امام تھے۔ بڑے عاقل وبالغ نظر عالم دین تھے۔ خلافت ابی جعفر میں فوت ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن زبید رحمۃ اللہ علیہ:

الیامی۔ کنیت ابوالاشعث۔

خلافت ابی جعفر میں ۱۴۷ھ میں وفات پائی۔

سعید بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

طائی ہیں۔ کنیت ابوالہذیل ہے۔ بنواسد بن خزیمہ۔ انہیں میں ان کا گھر تھا۔ اور ان کی امامت کرتے تھے۔ خلافت ابی جعفر میں وفات پائی۔

موسیٰ الصغیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسلم الطحان۔

عبداللہ بن یونس کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ موسیٰ الصغیر الطحان نے سجدے کی حالت میں مقام طحان کے نزدیک وفات پائی۔

معرف بن واصل رحمۃ اللہ علیہ:

بنی عمرو بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم میں سے۔

یہ بنی عمرو بن سعد کی مسجد کے امام تھے۔ مرض فتیق کے مریض تھے۔ سفر میں ہوں یا حضر میں تین دن میں قرآن ختم کرتے تھے۔ ستر سال انہوں نے اپنی قوم کی امامت کرائی نماز میں کبھی کوئی بھول چوک نہیں کی کیونکہ بڑے فکر واحتیاط سے نماز پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔

عیسیٰ بن المغیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوشہاب۔

محمد بن عبید کہتے ہیں میں ان سے ملا تھا۔

ابو بحر الہلالی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام احنف ہے۔

ابو بحر رحمۃ اللہ علیہ:

یہ وہ ہیں جن سے حسن بن صالح روایت کرتے ہیں۔

وکیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں وہ ہمارے بھانجے تھے' میں نے ان کو دیکھا ہے ان کا نام برید بن شداد ہے۔

شوذب ابو معاذ رحمۃ اللہ علیہ:

ابو العدبس رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام منیع ہے۔

ابو العنبس رحمۃ اللہ علیہ:

یہ وہ ہیں جن سے مسعر روایت کرتے ہیں۔ ان کا نام الحارث ہے۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا پانچواں طبقہ

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی لیلیٰ بن بلال بن بلیل بن احیحۃ بن الجلاح الانصاری۔ پھر بنی جحجبا بن کلفۃ بنی عمرو بن عوف قبیلہ اوس میں سے ایک۔

اس پر اتفاق ہے کہ انہوں نے کوفہ میں ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ یہ بنی امیہ کی طرف سے کوفہ کے قاضی بھی رہے ہیں' پھر بنی عباس نے ان کو اور عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ کا والی بھی بنایا۔

وفات کے وقت ان کی عمر ۷۲ سال تھی۔

یہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتا کہ ان کی دو بیویاں جوان کو بہت پیاری تھیں۔ ایک رات ایک کے یہاں رہتے اور دوسری رات دوسری کے یہاں۔

اشعث بن سوار رحمۃ اللہ علیہ:

ثقفی اور ان کا غلام۔

ان کا مکان نخع میں مسجد حفص بن غیاث کے سامنے تھا۔ خلافت ابی جعفر کے اوائل میں ان کا انتقال ہوا۔ حدیث و روایت میں ضعیف تھے۔

محمد بن السائب رحمۃ اللہ علیہ:

کلبی بن بشیر بن عمرو بن الحارث بن عبدالحارث بن عبدالعزیٰ ابن امراء القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن کنانہ بن عوف بن عذرۃ بن زید الات بن رفیدۃ بن ثور بن کلب۔

ان کی کنیت محمد بن السائب الکلبی ابوالنضر ہے۔ ان کا دادا بشر بن عمرو تھا۔ اور اس کے لڑکے السائب رحمۃ اللہ علیہ' عبید رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ تھے' جو جنگ جمل میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شریک ہوئے۔ سائب بن بشر مصعب بن الزبیر کے ہمراہ قتل ہوا۔

سفیان اور محمد سائب رحمۃ اللہ علیہ کے لڑکے تھے۔ محمد بن السائب رحمۃ اللہ علیہ جماجم کے معرکہ میں عبدالرحمٰن بن محمد الاشعث کے ہمراہ شریک ہوئے۔ یہ محمد بن السائب رحمۃ اللہ علیہ علم تفسیر' علم انساب عرب اور ان کی باتوں کے عالم تھے۔ خلافت ابی جعفر میں ۱۴۶ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ مجھے ان باتوں کی خبر ان کے بیٹے ہشام بن محمد بن السائب رحمۃ اللہ علیہ نے دی اور وہ عرب کے انساب اور ایام جاہلیت کے عالم تھے۔

محدثین کہتے ہیں کہ ایسا نہیں۔ان کی روایتوں میں بڑا ضعف ہے۔

حجاج بن ارطاۃ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثور بن ہبیرۃ بن شراحیل بن کعب بن سلامان بن عامر بن حارثہ بن سعد بن مالک بن النخع مذحج میں سے۔ان کی کنیت حجاج ابوارطاۃ ہے۔یہ بڑے شریف آدمی تھے۔ابی جعفر کے اصحاب میں سے تھے ان کو مہدی کے ساتھ شریک کر دیا تھا ہمیشہ اسی کے ساتھ رہے اور رے میں وفات پائی۔مہدی اس وقت ان کے ساتھ تھا۔خلافت ابی جعفر میں۔حدیث میں ضعیف تھے۔

ابوجناب الکلبی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام یحییٰ بن ابی حیۃ ہے۔حدیث میں ضعیف تھے۔کوفہ میں خلافت ابی جعفر کے دوران ۱۴۷ھ میں وفات پائی۔

ابان بن تغلب رحمۃ اللہ علیہ:

ربعی۔

خلافت ابی جعفر میں جب کہ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ کے گورنر تھے وفات پائی۔ثقہ تھے۔ان سے شعبہ روایت کرتے ہیں۔

محمد بن سالم رحمۃ اللہ علیہ:

ابوسہل العبسی۔علم فرائض کے عالم تھے۔ضعیف تھے۔کثیر احادیث کے راوی ہیں۔

ابوکبران المرادی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام حسن بن عقبہ ہے۔

بشیر بن سلمان رحمۃ اللہ علیہ:

نہدی اور ان کے غلام۔

کنیت ابواسماعیل تھی۔ان کا گھر ہمدان میں تھا۔بوڑھے تھے۔قلیل الحدیث ہیں۔

بشیر بن المہاجر رحمۃ اللہ علیہ:

غلام تھے۔ان کا گھر غنی میں تھا۔ان کا کوئی غلام نہ تھا۔

بکیر بن عامر رحمۃ اللہ علیہ:

بجلی۔کنیت ابواسماعیل۔ثقہ تھے۔

محل بن محرز رحمۃ اللہ علیہ:

ضبی۔ابویحییٰ کنیت۔باز رکھے گئے تھے۔کیونکہ حدیث وروایت میں ضعیف تھے۔

محمد بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی۔بنی دالیہ میں سے۔ابونصر کنیت تھی۔ثقہ تھے۔

طلحہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم ابن مرۃ۔ ثقہ تھے۔ ان سے بہت سی صحیح احادیث مروی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوشیبہ ہے۔ حدیث میں ضعیف تھے۔ ان سے شعبی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں یہ وہ ہیں جن سے ابومعاویہ الضریر اور کوفی روایت کرتے ہیں۔ اور عبدالرحمٰن بن اسحاق المدنی حدیث میں ان سے زیادہ مضبوط تھے۔ اور یہ وہ ہیں جن سے اسماعیل بن علیہ اور بصری روایت کرتے ہیں۔

اسحاق بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو بن سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ۔ ان کے پاس کچھ احادیث تھیں وہ ان سے روایت کی گئی ہیں۔

عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ الہمدانی۔ بنی مرہبہ میں سے ایک۔ ان کی کنیت اباذر ہے۔ یہ قصہ گو تھے۔ یہ خلافت ابی جعفر میں ۱۵۳ھ میں فوت ہوئے۔ عقیدۃً مرجی تھے۔ ان کے جنازے میں نہ سفیان الثوری شریک ہوئے اور نہ حسن بن صالح۔ ثقہ تھے۔ ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

عقبہ بن ابی صالح رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے روایت کی گئی ہے۔

عقبہ بن ابی العیزار رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ مذحج کے بنی اود کے غلام۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

عبدالعزیز بن سیاہ رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں اور ان کے غلام۔

نیک لوگوں میں سے تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔ ان کی رہائش حبیب بن ابی ثابت کے ہمراہ انہی کے گھر میں تھی۔ خلافت ابی جعفر میں انتقال فرمایا۔

یوسف بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابونعیم کہتے ہیں کہ یہ بنی کندہ کے بنی بداہ میں سے تھے۔ میرا خیال ہے وہ ان کے غلام تھے۔

یونس بن ابی اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

سبیعی ہیں۔ ابواسرائیل کنیت ہے۔ یہ بڑی عمر کے تھے۔ اپنے والد کے عام راویوں سے روایت کرتے ہیں۔ ۱۵۹ھ میں وفات پائی، کوفہ میں۔ ثقہ تھے۔ بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔

داؤد بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن مذحج کے اودی ہیں۔ بوڑھے تھے۔ کئی صحیح احادیث کے راوی ہیں۔

ادریس بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

یہ داؤد کے بھائی ہیں۔ ابن عبدالرحمٰن الاودی۔ اور وہ ابوعبداللہ بن ادریس ہیں۔ کئی احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی ثابت۔ بوڑھے تھے۔ ان سے ابونعیم اور قبیصہ بن عقبہ روایت کرتے ہیں۔

فطر بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

حناط۔ کنیت ابا بکر۔ کوفہ میں علی بن حیّ کے تھوڑے عرصے کے بعد وفات پائی۔ خلافت ابی جعفر میں ۱۵۵ھ میں۔ ثقہ تھے۔ چند اہل علم ان کو ضعیف بتلاتے ہیں۔ ان سے وکیع رحمۃ اللہ علیہ اور ابونعیم وغیرہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ وہ اپنے پاس کسی کو لکھنے نہ دیتے تھے۔ انہوں نے بڑی عمر پائی اور یہ ابووائل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابوحمزۃ الثمالی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام ثابت بن ابی صفیہ ہے۔ خلافت ابی جعفر میں وفات پائی۔ ضعیف تھے۔

مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ظہیر بن عبیداللہ بن الحارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف ابن ہلال بن عامر بن صعصعۃ ابوسلمہ کنیت تھی۔

انہوں نے کوفہ میں ۱۵۲ھ میں وفات پائی۔ خلافت ابی جعفر میں۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ مسعر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی شخص آتا' ان کو کوئی حدیث سناتا اور وہ اس حدیث کو اس سے زیادہ اچھی طرح جانتے' پھر بھی اس کی بات سنتے اور خاموش رہتے (یہ عجز وانکسار کی اعلیٰ صفت تھی)۔

آپ علمی اور مذہبی دونوں کمالات کے اعتبار سے ممتاز ترین تابعین میں سے تھے۔ آپ کی ذات علم ورع دونوں کی جامع تھی۔ حدیث کے اکابر حفاظ میں سے تھے۔ مسجد میں آپ کا حلقہ درس تھا۔ عبادات کے معمولات کے بعد روزانہ مسجد میں بیٹھ جاتے تھے اور تشنگان علم حدیث آپ کے اردگرد حلقہ باندھ کر استفادہ کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ مسجد میں ہی درس حدیث دیتے تھے۔

ان کی والدہ ماجدہ بھی بڑی عابدہ وزاہدہ تھیں' یہ انہی کی تعلیم' تربیت کا اثر تھا کہ مسعر بھی بہت بڑے عابد وزاہد تھے۔ ان کی والدہ بھی مسجد میں ہی نماز پڑھتی تھیں۔ اکثر دونوں ماں بیٹے ایک ساتھ مسجد جاتے۔ مسعر نمدہ لیے ہوئے ہوتے تھے' مسجد میں جا کر ماں کے لیے وہ نمدہ بچھا دیتے' جس پر کھڑی ہو کر وہ نماز پڑھتی تھیں۔ مسعر رحمۃ اللہ علیہ علیحدہ مسجد کے اگلے حصہ میں نماز میں مشغول ہوجاتے۔ نماز تمام کرنے کے بعد ایک مقام پر بیٹھ جاتے اور شائقین حدیث آ کر اردگرد جمع ہو جاتے' مسعر رحمۃ اللہ علیہ انہیں حدیثیں سناتے' ان کا مفہوم اور اسرار ورموز بتلاتے اتنے میں ان کی والدہ عبادت سے فارغ ہو جاتیں۔ مسعر رحمۃ اللہ علیہ اپنا درس ختم کر کے وہ نمدہ اٹھاتے اور ماں کے ساتھ گھر واپس آ جاتے۔

آپ کے ٹھکانے صرف دو ہی تھے۔ گھر یا مسجد۔ مگر آپ مرجی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی وفات کے بعد ان کے جنازے میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ شریک نہیں ہوئے۔

مالک بن مغول رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عاصم بن مالک بن غزیۃ بن حارثہ بن خدیج بن جابر بن عوذ ابن الحارث بن صہبۃ بن انمار اور وہ بجیلہ تھے۔ ابو عبداللہ کنیت تھی۔ آخر ماہ ذی الحجہ ۱۵۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی اسی مہینے میں ابو جعفر المنصور امیر المومنین بنے۔

ثقہ تھے۔ ان کی روایتیں محفوظ تھیں۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں اور بڑے فاضل وعالم ہیں۔

ابوشہاب الاکبر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام موسیٰ بن نافع ہے۔ بنی اسد کے غلام ہیں۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ' عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور خود ان سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' شریک رحمۃ اللہ علیہ' حفص رحمۃ اللہ علیہ' وکیع رحمۃ اللہ علیہ اور ابن نمیر روایت کرتے ہیں۔ ثقہ تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابو عمیس رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عتبۃ بن عبداللہ بن مسعود الہذلی ہے۔ بنی زہرہ کے حلیف۔ ثقہ تھے۔

المسعودی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہے۔

بغداد میں وفات پائی۔ ثقہ ہیں۔ کثیر الحدیث ہیں لیکن آخری عمر میں قوت حافظہ خراب ہو گئی تھی۔ غلط اور صحیح میں اختلاط ہو گیا تھا۔ وہ متقدمین سے روایت کرتے ہیں۔

عبدالجبار بن عباس رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان کے شبامی ہیں۔ ان میں ضعف تھا۔ تاہم ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

امی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

صیرفی۔

ابواسامہ کہتے ہیں ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔ ثقہ تھے۔ کم روایت کرتے تھے۔

بسام الصیرفی رحمۃ اللہ علیہ:

ابی جعفر محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں۔

ابونعیم کہتے ہیں۔ میرا گمان یہ ہے کہ وہ غلام تھے۔ میں ان کے والد کو نہیں جانتا۔

ان کی رہائش حمام عنترۃ کے پاس تھی۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

موسیٰ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

بذات خود حضرمی ہیں۔ ابو محمد کنیت ہے۔ خلافت ابی جعفر منصور میں فوت ہوئے۔

کم روایت کرتے تھے۔

داؤد بن نصیر رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ طے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابو سلیمان کنیت ہے۔ انہوں نے حدیث سنی ہے۔ یہ فقیہ بھی تھے۔ علم نحو میں بھی درک رکھتے تھے۔ لوگوں کے حالات کا علم رکھتے تھے۔ لیکن ان علوم میں سے کسی علم کے متعلق گفتگو نہ کرتے تھے۔

داؤد طائی کہتے ہیں میں ان کے پاس چالیس راتیں آتا رہا۔ وہ حدیث کو بیان کرتے تھے۔ ایک دن مجھ سے کہا اس علم کے بارے میں میں آپ سے مذاکرہ کیا کرتا تھا۔ اب مجھ سے اس کے بارے میں کبھی مذاکرہ نہ کرنا۔

زفر کہتے ہیں کہ میں اور داؤد طائی دونوں اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے۔ داؤد نے کہا: فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب میں داؤد طائی کو دیکھتا تھا تو میں اس کو قاریوں کے مشابہ پاتا تھا۔ وہ طویل سیاہ عمامہ باندھتے تھے' جیسا اکثر تاجر باندھتے ہیں۔ یہ تقریباً بیس سال گھر میں بیٹھے رہے یا کم۔ یہاں تک کہ وفات پا گئے۔ میں ان کے جنازے میں شریک ہوا کثرت کے ساتھ لوگ ان کے جنازے میں شریک ہوئے۔

خلافت مہدی کے زمانہ میں ۱۶۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

سوید بن نجیع رحمۃ اللہ علیہ:

ابو قطبہ۔ یہ بنی حرام میں رہتے تھے۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوسی تھے۔ خلافت ابی جعفر میں وفات پائی۔

محمد بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

عرزمی الفرازی۔

یہ بہت زیادہ احادیث سنتے تھے اور لکھ لیتے تھے۔ مگر انہوں نے اپنی کتابیں دفن کر دیں اس کے بعد وہ حدیثیں بیان کیا کرتے تھے حالانکہ ان کی کتب احادیث ضائع ہو چکی تھیں۔ اس وجہ سے اہل علم نے ان کی حدیثوں کو نا قابل توجہ اور ضعیف سمجھا۔ اور انہوں نے ابی جعفر کی خلافت کے آخری ایام میں وفات پائی۔

حسن بن عمارۃ رحمۃ اللہ علیہ:

بجلی ہیں اور ان کے غلام۔

کنیت ابو محمد۔ خلافت ابی جعفر میں ۱۵۳ھ میں وفات پائی۔ حدیث میں ضعیف تھے۔ اور ان میں سے تھے جو اپنی حدیثیں کہتے نہ تھے۔

ہارون بن ابی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ:

ثقفی۔ وہ ہارون البربری ہیں۔

عبداللہ بن ادریس وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ان کے پاس احادیث صحیحہ تھیں۔

مجمع بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

آل جاریۃ بن العطاف کے انصاریوں میں سے ہیں۔لیکن کوفہ میں آباد ہو گئے تھے۔ان کا اصل وطن مدینہ تھا۔ان سے کوفہ کے اہل علم روایت کرتے ہیں اور ان کی کئی احادیث ہیں۔

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ ہے۔بنی تیم اللہ بن ثعلبۃ بکر بن وائل کے غلام ہیں یہ اصحاب الرائے میں سے ہیں۔اس بات پر اتفاق ہے کہ ان کی وفات بغداد میں خلافت ابی جعفر کے دوران ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

وفات کے وقت ان کی عمر ستر سال تھی۔

محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس دن ان کا انتقال ہوا اس دن ہم کوفہ میں ان کی آمد کے منتظر تھے۔مگر بجائے ان کے ان کے مرنے کی خبر آئی۔

اور یہ حدیث میں ضعیف تھے۔

ابوروق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عطیۃ بن الحارث الہمدانی ہے۔

جن میں سے یہ تھے ان کو بنو وشن کہا جاتا تھا اور یہ صاحب تفسیر ہیں۔ضحاک بن مزاحم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابویعفور الصغیر رحمۃ اللہ علیہ:

یہ وہ ہیں جن سے عبداللہ بن نمیر، حفص بن غیاث، محمد بن الفضیل ابن غزوان، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ روایت کرتے ہیں۔

ان کا نام عبدالرحمٰن بن عبید بن نسطاس البکائی ہے۔

منصور بن المعتمر رحمۃ اللہ علیہ ان کے باپ عبید بن نسطاس سے روایت کرتے ہیں۔

سری بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی صائدین میں سے ہیں۔

یہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے کاتب تھے۔اور ان سے فرائض وغیرہ کی احادیث روایت کرتے ہیں۔یہ کوفے کے قاضی بھی رہے ہیں۔بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔

اسماعیل بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن رفیع۔عبدالعزیز بن رفیع کے بھتیجے۔بنی اسد بن خزیمہ کے بنی والبہ کے غلام۔خلافت ابی جعفر میں وفات پائی۔

سلمہ بن نبیط رحمۃ اللہ علیہ:

لہم بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

کندی' خلافت ابی جعفر میں فوت ہوئے۔

محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی۔ وہ اس سے روایت کرتے ہیں۔

عیسیٰ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی۔ یہ قدیم الموت ہیں۔ خلافت ابی جعفر میں وفات پائی۔

سعد بن اوس رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا چھٹا طبقہ

سفیان بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسروق بن حبیب بن رافع بن عبداللہ بن موہبۃ بن ابی بن عبداللہ بن منقذ بن نصر بن الحارث بن ثعلبۃ بن عامر بن ملکان ابن ثور بن عبد مناۃ بن اُد بن طابخۃ بن الیاس بن مضر بن نزار۔ کنیت ابوعبداللہ۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ سفیان سلیمان بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ۷۷ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ بڑے مامون محفوظ ثقہ راوی تھے۔ ان کی احادیث قابل حجت وسند ہیں اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ بصرہ میں ماہ شعبان ۱۶۱ھ میں فوت ہوئے۔ یہ خلافت مہدی کا زمانہ تھا۔

علم، تبلیغ و اشاعت:

قبیصۃ بن عقبۃ کہتے ہیں کہ مجھے سفیان کے ایک شخص نے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا: ''علم دین سیکھو' جب تم علم دین حاصل کرلو تو اس کو یاد رکھوں جب تم اس کو اچھی طرح حاصل کرلو اور محفوظ کرلو تو اس پر عمل کرو' جب تم اس پر خود بھی عامل ہو جاؤ تو پھر اس کی تبلیغ و اشاعت کرو'' (یعنی علم دین عمل کرنے کے لیے حاصل کرو' اس کو ذریعہ معاش بنانے اور دنیا کمانے کے لیے حاصل نہ کرو۔ علم ذریعہ ہے اور عمل مقصود۔ دونوں کا فرق و امتیاز ملحوظ رکھو۔ جب تم خود عملی نمونہ بن جاؤ تو پھر اس کی تبلیغ و اشاعت کرو)۔

سفیان ثوری اکثر کہا کرتے تھے کہ اے اللہ! سلامت رکھ اور سلامتی دے۔

ایک مرتبہ آپ نے کسی والی سے مال قبول کرلیا۔ اس کے بعد آپ نے یہ معاملہ ترک کر دیا اس کے بعد کسی سے کچھ نہ لیا کرتے تھے۔ کسی سے کوئی صلہ یا معاوضہ نہ لیتے۔ ان کا ذریعہ معاش یمن میں تجارتی کاروبار تھا۔ اپنے مال کا جائزہ لیتے رہتے کہ اس میں ناجائز کمائی نہ شامل ہونے پائے ہر سال اصل راس المال اور منافع کا حساب کر کے زکوٰۃ نکالتے۔ ان کا صرف ایک بیٹا تھا۔ اس کے متعلق وہ کہا کرتے تھے۔ مجھے دنیا میں اس سے زیادہ پیاری چیز اور کوئی نہیں۔ اس کا انتقال ہو گیا تو آپ نے اس کی تمام دولت و جائیداد کا مالک اس کی بہن اور اس کے لڑکے کو بنا دیا۔ ان کی بہن کا لڑکا عمار بن محمد تھا۔ اس میں سے اپنے بھائی مبارک ابن سعید کو کچھ نہیں دیا۔

خلیفہ مہدی اور سفیان بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ہمارے لیے یہ بات بڑے افسوس کی ہے مسلمانوں میں جتنے بھی آئمہ اسلام اور علمائے حق گزرے ہیں۔ جنہوں نے دنیا میں حق پرستی و بلندی کردار کی اعلیٰ مثالیں قائم کی ہیں' ہمارے بادشاہ و حکمران ہمیشہ ان کے دشمن اور درپے آزار رہے ہیں۔ اس روایت کے مطابق مہدی اور سفیان بن سعید رحمۃ اللہ علیہ میں بھی ان بن تھی۔ جب ان کو طلب کیا گیا تو وہ مکہ کو روانہ ہوگئے۔ مہدی نے مکہ

کے حاکم محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ سفیان کو ہمارے دربار میں حاضر کرو۔ محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان کو اس حکم سے آگاہ کر دیا اور کہا کہ اگر آپ اپنی قوم میں جانا چاہتے ہیں تو میں آپ کو ان میں پہنچا دوں۔ اگر آپ یہ نہیں چاہتے تو کہیں روپوش ہو جائیں (تاکہ میری جان چھوٹے)۔

اس پر سفیان روپوش ہو گئے۔ اس کے بعد محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ میں منادی کرا دی کہ جو سفیان کو لائے گا اس کو یہ یہ انعام ملے گا۔ مگر آپ مکہ میں ہی روپوش رہے۔ ان سے صرف اہل علم اور بے خوف لوگ ہی آگاہ تھے۔

زاہدانہ زندگی:

فقر و زہد' استغناء اور شان توکل ہمیشہ اہل حق کا طرہ امتیاز اور شیوہ رہا ہے۔ وہ بقدر کفاف دنیا سے تعلق رکھتے ہوئے دنیا سے بے تعلق اور دولت و جائیداد کی حرص و ہوس سے بے نیاز رہتے ہیں۔ چنانچہ ابی شہاب الحناط کہتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی بہن نے میرے ہاتھ سفیان بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ایک توشہ دان میں روغنی روٹی بھیجی' وہ مکہ میں آئے لوگوں سے ان کا پتہ پوچھا۔ معلوم ہوا کہ آپ کبھی کبھی کعبہ کے پیچھے باب الحناطین میں بیٹھا کرتے ہیں۔

میں وہاں آیا۔ میرے ہمراہ میرا ایک دوست تھا۔ میں نے وہاں ان کو کروٹ کے بل لیٹے ہوئے پایا میں نے ان کو سلام کیا مگر انہوں نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کی بہن نے آپ کے لیے ایک توشہ دان بھیجا ہے جس میں روغنی روٹی ہے۔ آپ فوراً میری طرف متوجہ ہوئے اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔ میں نے عرض کیا: ابوعبداللہ! میں آپ کا دوست تھا آپ کے پاس آیا۔ آپ کو سلام کیا مگر آپ نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ اور جب میں نے یہ کہا کہ آپ کی بہن نے آپ کے لیے روغنی روٹی بھیجی ہے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور ہم سے ہم کلام ہوئے (اس بے رُخی کا سبب؟) آپ نے فرمایا: اے ابوشہاب! مجھے اس بے رُخی پر ملامت نہ کرو۔ میں تین دن سے بھوکا ہوں۔ کچھ نہیں کھایا۔

جب آپ کو مکہ میں گرفتاری کا خوف پیدا ہوا تو آپ وہاں سے بصرہ میں آ گئے اور یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے قریب ٹھہرے۔ گھر والوں میں سے کسی نے ان کو خبر دی کہ آپ کے گھر کے قریب اہل حدیث کا ایک عالم ٹھہرا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ آپ کو لے آئے۔ آپ نے کہا میں یہاں سات دن سے قیام پذیر ہوں۔ یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنے قریب ہی جگہ دے دی۔ اور درمیان میں ایک دروازہ کھول لیا۔ اپنے ساتھیوں کو لے کر ان کے پاس آتے' ان کو سلام کرتے اور ان سے احادیث سنتے ان کے پاس جو لوگ حدیث سننے آتے تھے۔ وہ یہ تھے جریر بن حازم' مبارک بن فضالہ' حماد بن سلمۃ' عطار اور حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

عبدالرحمٰن بن مہدی بھی ان کے پاس آتا تھا۔ یہ اور یحییٰ دونوں ان سے احادیث سن کر لکھ لیتے تھے اور جب کبھی ان کے پاس ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ آنے کی اجازت طلب کرتے تو آپ انکار کر دیتے اور فرماتے کہ جس شخص کو میں نہیں جانتا اس کو کیسے آنے کی اجازت دے دوں۔ اسی طرح مکہ میں بھی جب کبھی یہ ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس آتا۔ سلام کرتا تو آپ اس کے سلام کا جواب نہ دیتے۔ اصل میں آپ کو اس سے یہ ڈر تھا کہ یہ کسی کو میرے یہاں ہونے کی اطلاع نہ دے دے۔

اسی ڈر سے آپ نے وہ جگہ چھوڑ دی اور ہیثم بن منصور الاعرجی کے مکان کے قریب آ گئے اور وہیں ہمیشہ رہے۔ ایک دفعہ حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ آپ سلطان کے ڈر سے چھپتے کیوں پھرتے ہیں یہ تو اہل بدعت کا وطیرہ ہے؟ آخر آپ ان سے ڈرتے کیوں ہیں؟ نتیجہ یہ کہ حماد اور سفیان دونوں اس بات پر متفق ہو گئے کہ وہ دونوں دارالخلافہ بغداد میں آئیں اور اپنے آپ کو ظاہر کر دیں۔ چنانچہ سفیان نے مہدی کو لکھ کر اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔

آپ کو اس سے ڈرایا بھی گیا کہ خلیفہ غضب ناک ہوگا مگر آپ نے اس کی پروانہ کی۔ الغرض اس طرح مہدی کو علم ہو گیا' اس نے آپ کی خطا معاف کر دی اور عزت و تکریم سے پیش آیا۔ اور دونوں کا معاملہ صاف ہو گیا۔

آپ کو بخار ہو گیا اور مرض شدت اختیار کر گیا اور موت کا وقت قریب آ گیا اور آپ جزع وفزع کرنے لگے۔ مرحوم بن عبدالعزیز نے کہا: اے ابوعبداللہ آپ کیوں گھبراتے ہیں آپ نے تمام عمر اپنے رب کی عبادت و بندگی کی ہے۔ وہ آپ پر اپنی رحمت ومغفرت نازل کرے گا اس سے آپ کو اطمینان وسکون ہوا۔ اور کہا کہ یہاں میرے کوفہ کے ساتھیوں میں سے کوئی ہے؟ ان کے پاس عبدالرحمٰن بن عبدالملک' حسن بن عیاض اور ان کے بھائی ابی بکر بن عیاش کو لے آئے' آپ نے عبدالرحمٰن بن عبدالملک کو وصیت کی کہ وہ ان کے جنازے کی نماز پڑھائیں' یہ سب لوگ آپ کے پاس رہے حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔

انتقال پر ملال:

آپ کی وفات کی خبر بصرہ میں ہر طرف پھیل گئی' ہر شخص کو آپ کی وفات کا صدمہ ہوا۔ بے شمار مخلوق آپ کے جنازے میں شریک ہوئی۔ آپ کی نماز عبدالرحمٰن نے پڑھائی۔ یہ بڑے نیک آدمی تھے۔ سفیان رحمۃ اللہ علیہ ان سے بڑے خوش تھے' عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اور خالد بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ان کو قبر میں اتارا۔ اور ان کو دفن کیا۔ پھر عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ میں آ کر ان کی وفات کی خبر دی۔

اللہ ان پر اپنی رحمت نازل کرے۔

اسرائیل بن یونس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی اسحاق السبیعی۔

ان کی کنیت ابو یوسف ہے۔ کوفہ میں ۱۶۲ھ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ لوگ ان سے بہت سی حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض ضعیف بھی ہیں۔

یوسف بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی اسحاق السبیعی۔

ان سے روایت کی گئی ہے۔ خلافت ابی جعفر میں فوت ہوئے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

علی بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام صالح حی بن صالح بن مسلم بن حیان بن شفی بن حی ابن رافع بن قملی بن عمرو بن مائع بن صھلان بن زید بن ثور

بن مالک ابن معاویہ بن دومان بن بکیل بن جشم بن ہمدان۔

کنیت ابومحمد‘ فضل بن دکین کہتے ہیں علی وحسن دونوں صالح کے لڑکے ہیں توام پیدا ہوئے تھے‘ علی پہلے پیدا ہوا تھا۔ میں نے کبھی نہیں سنا کہ حسن کو اس کے نام کے ساتھ پکارا گیا ہو۔ ان کو ابومحمد ہی کہا جاتا تھا۔ محمد بن سعد کہتے ہیں۔ علی صاحب قرآن تھا۔ عبیداللہ بن موسیٰ کہ میں نے اس سے قرآن پڑھا تھا‘ ان کی وفات خلافت ابی جعفر میں ۱۵۴ھ میں ہوئی۔ ثقہ تھے۔ قلیل الحدیث۔

حسن بن حی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ صالح بن صالح ہیں۔ علی بن صالح کے بھائی۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ بہت بڑے عابد وزاہد اور فقیہ تھے۔

فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی چارزانو بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا۔ کہتے ہیں کہ ان سے کسی سائل نے آ کر سوال کیا (آپ کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا) اپنی جرابیں اتار کر اس کو دے دیں۔ کہتے ہیں میں نے ان کو جمعہ میں دیکھا تھا۔ اس کے بعد ہفتے کی رات کو وہ چھپ گئے اور سات سال تک چھپے رہے۔ حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔ یہ ۱۶۷ھ تھا۔ کوفہ میں ہی چھپے رہے۔ اس زمانے میں کوفہ کا گورنر روح بن حاتم بن قبیصہ بن المہلب تھا اور یہ مہدی کی خلافت کا دور تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ حسن بن حیؒ شیعہ تھے‘ عیسیٰ بن زید علی نے اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر دیا تھا‘ کوفہ میں وہ بھی ان کے ہمراہ اسی مکان میں چھپے رہے۔ اسی حالت میں ان کا بھی انتقال ہوا۔ مہدی ان دونوں کی تلاش میں تھا مگر وہ اس پر قابو نہ پا سکا۔ پہلے اسی روپوشی کے عالم میں حسن بن حی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور ان کے چھ ماہ بعد عیسیٰ بن زید کا انتقال ہو گیا۔

وفات کے وقت حسن بن حی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ ثقہ تھے۔ ان سے بہت سی صحیح احادیث مروی ہیں مگر شیعہ تھے۔

اسباط بن نصر رحمۃ اللہ علیہ:

بذات خود ہمدانی ہیں۔ مشہور مفسر سدی کے راوی ہیں۔ ان سے تفسیر مروی ہے۔ نیز وہ منصور وغیرہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

یعلی بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

محاربی ہیں۔

محمد بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان میں سے ابن مصرف الیامی۔ کنیت ابوعبداللہ۔ خلافت مہدی میں ۱۶۷ھ میں وفات پائی۔

ان کی احادیث منکر ہیں (جن کا محدثین نے انکار کیا ہے)۔

عفان کہتے ہیں یہ محمد بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور ان کے والد مر چکے تھے گویا لوگ ان کی تکذیب کرتے تھے۔ مگر یہ کسی میں جرأت نہ تھی کہ ان سے کہتا آپ جھوٹ کہتے ہیں۔

زہیر بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حدیج بن الرحیل بن زہیر بن خیثمۃ بن ابی حمران۔ ان کا نام حارث بن معاویہ بن الحارث بن مالک بن عوف بن سعد بن حریم بن جعفی بن سعد العشیرہ مذحج میں سے ہیں۔ ابوخیثمہ کنیت ہے۔

جزیرہ میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور وہیں وفات پائی۔

عمرو بن خالد المصری کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن منصور کو ان کی تعریف کرتے ہوئے سنا ہے یہ جزیرہ میں ۱۶۷ھ میں آئے تھے۔ یہ زمانہ ہارون کی خلافت کا تھا۔ قابل اعتماد ثقہ تھے ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

رحیل بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حدیج بن الرحیل۔ ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

حدیج بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھائی ہیں رحیل بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کے ابن حدیج بن الرحیل۔ ان سے بھی روایت کی گئی ہے مگر یہ حدیث میں ضعیف تھے۔

شیبان بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابو معاویہ نحوی ہے۔ بنی تمیم کے غلام ہیں۔ ان کا اصل وطن بصرہ تھا۔ داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے لڑکے کے معلم تھے۔ خلافت مہدی میں ۱۶۴ھ میں فوت ہوئے بغداد میں اور مقبرہ خیزران میں دفن ہوئے۔ ثقہ تھے۔ کثیر الروایت۔

قیس بن الربیع رحمۃ اللہ علیہ:

حارث بن قیس کے لڑکے اور اسدی ہیں۔ حارث بن قیس مسلمان ہوئے تھے۔ ان کی نو بیویاں تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ ان میں سے صرف چار رکھ لیں اور باقی چھوڑ دیں۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔

قیس کو ان کی کثرت سماع اور کثرتِ علم کی وجہ سے حوال کہا جاتا تھا۔ خلافت مہدی کے آخری ایام میں ۱۶۸ھ میں وفات پائی۔ کوفہ میں۔

قبیصہ بن جابر رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں۔

یہ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں لیکن حدیث میں ضعیف تھے۔

زاہد ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ:

ثقفی ہیں۔ کنیت ابو الصلت ہے۔

انہوں نے ارضِ روم میں وفات پائی۔ اس سال جس میں حسن بن قحطبۃ الصائفہ نے جنگ کی۔ یہ ۱۶۱ھ کی بات ہے۔ اہل سنت والجماعت میں سے ثقہ راوی تھے۔

ابوبکر النھشلی رحمۃ اللہ علیہ:

بنی تمیم میں سے ہیں۔ وہ ابن عبداللہ بن قطاف ہیں۔ عقیدۃً مرجی تھے۔ بڑے عبادت گزار تھے۔ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں سے بعض کو ضعیف بتلایا جاتا ہے۔

شریک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی شریک اور وہ حارث بن اوس بن الحارث بن الاذہل بن وھبیل بن سعد بن مالک بن النخع مذحج میں سے ہیں۔
شریک کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

خراسان کے قصبہ بخاری میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کا دادا جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے۔ شریک ابی معشر سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ قاضی ہونے سے پہلے۔

یہ بعض مشائخ سے روایت کرتے ہیں۔ خود کہتے ہیں میں شریک بن عبداللہ بن ابی شریک ہوں اور میرے دادا ابوشریک جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے۔ شریک کوفہ کے بڑے لوگوں میں سے تھے۔ ان کو ابوجعفر منصور نے بلا کر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو کوفہ کا قاضی بناؤں' انہوں نے عرض کیا: امیر المومنین! مجھے اس اہم ذمہ داری سے معاف رکھیں۔ اس نے کہا میں آپ کو اس سے معاف نہ کروں گا۔ آپ کو کوفے کا قاضی بننا پڑے گا۔ آپ نے پھر بھی انکار ہی کیا۔ بالآخر مجبوراً قاضی بنا دیئے گئے۔ اس عہدے پر ہمیشہ قائم رہے یہاں تک کہ ابوجعفر نے وفات پائی۔ اور اس کی جگہ مہدی خلیفہ ہوا۔ اس نے پہلے تو ان کو اس عہدے پر قائم رکھا' پھر معزول کر دیا۔

شریک نے کوفہ میں ہفتے کے دن ۱۷۷ھ میں وفات پائی۔ امیر المومنین ہارون حیرہ میں تھا اور اس وقت موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن علی کوفہ کا گورنر تھا۔ وہ آپ کے جنازے میں شریک ہوا اور نماز پڑھائی۔ اس کے بعد ہارون بھی حیرہ سے آیا۔ جب اس نے سنا کہ ان کو دفن بھی کر دیا گیا ہے تو لوٹ گیا۔

ثقہ تھے۔ کثیر الحدیث تھے۔ اور صحیح احادیث کے ساتھ غلط احادیث بھی روایت کر دیتے تھے۔

عیسیٰ بن المختار رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن ابی لیلیٰ انصاری۔

انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور بکر بن عبدالرحمٰن قاضی کوفہ سے حدیث سنی۔

ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام سلام بن سلیم ہے۔ بنی حنفیہ کے غلام ہیں۔ خلافت ہارون کے دوران کوفہ میں ۱۶۹ھ میں وفات پائی۔ بہت سی احادیث کے راوی ہیں جو صحیح ہیں۔

کامل بن العلاء رحمۃ اللہ علیہ:

تمیمی ہیں۔ کنیت ابوالعلاء۔ قلیل الحدیث ہیں۔ وہ بھی کچھ نہیں۔

عمرو بن شمر رحمۃ اللہ علیہ:

جعفی ہیں۔ ستر سال جعفی کی مسجد کے امام رہے ہیں۔ قصہ گو تھے۔ ان کے پاس کچھ احادیث تھیں۔ مگر بہت ضعیف تھے۔

ان کی احادیث کو قبول نہیں کیا گیا۔ خلافت ابی جعفر میں فوت ہوئے۔

محمد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کہیل حضرمی۔

ان سے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ اور محمد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ ضعیف تھے۔

یحییٰ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ محمد بن سلمۃ کے بھائی ہیں۔

خلافت موسیٰ میں وفات پائی۔ روایت میں بہت ضعیف تھے۔

ابواسرائیل الملائی رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔ ان کا نام اسماعیل بن ابی اسحاق ہے۔ کہتے ہیں یہ صدوق تھے۔

جراح بن ملیح رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عدی بن الفرس بن سفیان بن الحارث بن عمرو بن عبید بن رؤاس بن کلاب بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعۃ۔ وہ ابووکیع بن الجراح ہیں۔ خلافت ہارون میں مدینہ میں بیت المال کے افسر اعلیٰ تھے۔ حدیث پر زیادہ توجہ نہیں دی۔ اس کی ذمہ داری کو مشکل سمجھتے تھے۔

مفضل بن یونس رحمۃ اللہ علیہ:

خلافت ہارون کے دوران ۱۷۸ھ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔

مفضل بن مہلہل رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ تھے۔ ان سے ابواسامہ اور حماد بن اسامہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

حبان بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

عنزی ہیں۔ کنیت ابوعلی۔ وہ اپنے بھائی مندل سے بڑے ہیں۔ خلیفہ مہدی ان دونوں کو دیکھنا چاہتا تھا۔ کوفے کے حاکم کو لکھ کر ان دونوں کو بلایا۔ وہ دونوں مہدی کے دربار میں آئے اور سلام کیا۔ پوچھا: تم دونوں میں سے مندل کون ہے؟ مندل نے کہا: امیرالمومنین یہ حبان بن علی ہے اور میں مندل۔

حبان نے خلافت ہارون میں ۱۷۱ھ میں وفات پائی اور یہ حدیث میں اپنے بھائی مندل سے بہت زیادہ ضعیف تھے۔

مندل بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

عنزی۔ حبان کے بھائی۔ کنیت ابوعبداللہ۔ یہ اپنے بھائی سے زیادہ سمجھدار اور قابل ذکر تھے اور اس سے چھوٹے تھے۔

اپنے بھائی حبان سے پہلے۔ خلافت ہارون میں ۱۶۹ھ میں وفات پائی' ان میں ضعف تھا۔ باوجود اس کے بعض اہل علم ان کی حدیثوں کو پسند کرتے تھے اور ان کی توثیق کرتے تھے اہل السنت والجماعت میں سے بڑے عالم وفاضل تھے۔

ابوزبید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عبثر بن القاسم' قبیلہ مذحج کے بنی زبید میں سے ہیں۔ کوفہ میں خلافت ہارون میں ۱۷۸ھ میں انتقال ہوا۔ ثقہ تھے۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

ابوکدینہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام یحییٰ بن المہلب بجلی ہے۔ بنی ربعہ میں سے۔ ثقہ تھے۔

ہریم بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

بجلی ہیں۔ ثقہ ہیں۔

ہانی بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ:

جعفی ہیں۔ ان کے پاس کچھ ضعیف حدیثیں تھیں۔

منصور بن ابی الاسود رحمۃ اللہ علیہ:

بنی لیث کے غلام۔ تاجر تھے۔ بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔

صالح بن ابی الاسود رحمۃ اللہ علیہ:

یہ منصور کے بھائی ہیں۔

یہ بھی حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن حمید رحمۃ اللہ علیہ:

رؤاسی اور وہ ابوحمید بن عبدالرحمٰن ہیں ثقہ تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

ابراہیم بن حمید رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن کے بھائی ہیں۔ اسماعیل بن ابی خالد کے ساتھی۔ ان کی اکثر روایتیں اسماعیل سے ہیں۔

مسلمۃ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ اور جعفر بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

تیم الرباب کے مزاحم بن زفر کے غلام الاحمر۔ جعفر خلافت ہارون میں ۱۷۷ھ میں فوت ہوئے۔

عمرو بن ابی المقدام رحمۃ اللہ علیہ:

عجلی ہیں۔ خلافت ہارون میں فوت ہوئے۔ ابی المقدام کے باپ کا نام ثابت ہے۔ ان کے عمرو حدیث میں کچھ نہیں۔

بعض اہل علم ان کے ضعف کی وجہ سے ان کی حدیثوں کو لکھتے نہیں تھے۔ علاوہ ازیں وہ سخت قسم کے شیعہ تھے۔

سلمۃ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

احمر الجعفی۔ کنیت ابواسحاق۔ انہوں نے علم حدیث حاصل کیا۔ ان کو اچھی طرح یاد نہ رکھ سکے اس لیے اہل علم نے ان کو ضعیف کہا' کچھ عرصہ یہ واسطہ کے قاضی رہے۔ پھر معزول کر دیئے گئے۔ خلافت ہارون میں بمقام بغداد ۱۸۸ھ میں فوت ہوئے۔

حشرج بن نباتہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابومکرم ہے۔ یہ سعید بن جمہان سے روایت کرتے ہیں۔

قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود الہذلی۔ قریش کے بنی زہرہ کے حلیف۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی' تھوڑے ہی دن کوفہ کے قاضی رہے اور وفات پا گئے۔ علم حدیث کے ثقہ عالم تھے' فقہ' شعر اور تاریخ میں بھی درک رکھتے تھے۔ ان کو اپنے زمانہ کا شعبی کہا جاتا تھا اور بڑے سخی تھے۔

ابوشیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام ابراہیم بن عثمان العبسی ہے۔ ابی سعدۃ کے بیٹے۔ اور ابی سعدۃ ہی سے حدیث روایت کرتے ہیں اور ابوسعدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ یہ واسطہ کے قاضی بھی رہے تھے۔ خلافت ہارون میں وفات پائی۔ حدیث میں ضعیف تھے۔

یزید بن ہارون ان سے روایت کرتے ہیں۔

ابوالحیاۃ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام یحییٰ بن یعلی بن حرملۃ بن الجلید بن عمار بن ارطاۃ بن زہیر بن امیہ بن جشم بن عدی بن الحارث بن تیم اللہ بن ثعلبہ ہے۔

خلافت ہارون میں' کوفہ میں ۱۷۸ھ میں وفات پائی ۷۷ سال کی عمر میں۔

مبارک بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی۔ کوفہ میں ۱۸۰ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے پاس کچھ احادیث تھیں۔

اسماعیل بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن المہاجر بجلی۔

حمزۃ الزیات رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمارۃ' کنیت ابوعمارہ' آل عکرمہ بن ربعی التیمی کے غلام۔ یہ کوفہ سے روغن زیتون حلوان کو لے جاتے اور وہاں سے پنیر اور اخروٹ لاتے۔ یہ قاری بھی تھے اور فرائض کے عالم بھی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ان سے کہا: ''اے ابن عمارۃ ہمیں آپ کی قرأت اور علم فرائض پر کوئی اعتراض وکلام نہیں'' خلافت ابی جعفر کے دوران' حلوان میں ان کا انتقال ۱۵۷ھ میں ہوا۔ یہ بڑے نیک آدمی تھے۔ ان کے پاس کچھ احادیث تھیں' صدوق تھے اور صاحبِ سنت تھے۔

محمد بن ابان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن صالح بن عمیر بن عبید' عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس کے غلام۔ کنیت ابوعمر' یہ بھی حدیث کے راویوں میں سے ہیں۔ یوم الرؤس میں ہفتے کے دن ۱۱/ذی الحجہ' ۱۷۵ھ میں خلافت ہارون کے زمانے میں ان کا انتقال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ۸۱ سال تھی۔ ان کی بیوی عصیمہ بنت حسین بن علی جعفی تھیں۔ ان کے تین لڑکے تھے عمر' ابان اور ابراہیم' ان کی اولاد کوفہ میں جعفی میں آباد رہی۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا ساتواں طبقہ

ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ:

واصل بن حیان الاحدب الاسدی کے غلام۔ وہ اس طبقے سے پہلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن وہ پہلے طبقے کے گزرنے کے بعد باقی رہے اور بڑی عمر پائی۔ حتیٰ کہ ان سے نئی کتابیں لکھی گئیں۔ یہ عابدوں میں سے تھے۔

وکیع کہتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن امام کے سلام پھیرنے کے بعد سے لے کر عصر تک ان کو دیکھتا رہا وہ نماز ہی پڑھتے رہے۔ میں اس شیخ کو اس نماز کی خصوصیت سے چالیس سال سے جانتا ہوں۔

یہ کوفہ میں ماہ جمادی الاولیٰ ۱۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ اسی مہینے میں امیر المومنین ہارون کا انتقال ہوا۔ یہ ثقہ اور صدوق تھے' علم حدیث کے جاننے والے تھے مگر غلطی بہت کر جایا کرتے تھے۔

سعیر بن الخمس رحمۃ اللہ علیہ:

بنی عمرو بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم میں سے۔ بڑا شریف آدمی تھا۔ ان کے چاروں طرف ان کے دوست واحباب کا مجمع لگا رہتا تھا۔ اور سب کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے اہل سنت والجماعت میں سے تھے ان کے پاس چند احادیث تھیں۔

عبدالسلام بن حرب رحمۃ اللہ علیہ:

ملائی۔ کنیت ابوبکر۔ خلافت ہارون میں ۱۸۷ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

یہ علم حدیث میں ضعیف تھے۔

مطلب بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی زہیر القرشی۔ کنیت ابومحمد۔ وہ ثقیف میں رہتے تھے' جابر بن سمرۃ السوائی کے غلام تھے۔ جابر قریش کے بنی زہرہ کے حلیف تھے اس لیے مطلب بن زیاد کو بھی قرشی کہا جاتا تھا۔ حدیث میں بہت ضعیف تھے۔ خلافت ہارون میں ۱۸۵ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

سیف بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ:

برجی ہیں۔ بنی تمیم میں سے۔ ان سے روایت کی گئی ہے۔

سنان بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھائی ہیں سیف کے۔ ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عمر بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

طنافسی۔کنیت ابوحفص۔ایاد بن نزار بن معد کے غلام۔خلافت ہارون میں ۱۸۵ھ میں کوفہ میں انتقال فرمایا۔بوڑھے تھے۔اور ثقہ تھے۔

زفر بن الہذیل رحمۃ اللہ علیہ:

عنبری ہیں۔کنیت ابوالہذیل۔انہوں نے حدیث سنی' مگر ان پر رائے کا غلبہ ہوگیا۔ان کی وفات بصرہ میں ہوئی اور خالد ابن الحارث اور عبدالواحد بن زیاد کو وصیت کی۔ان کا باپ ہذیل اصبہان میں تھے۔ان کے بھائی صباح بن الہذیل بنی تمیم کا صدقہ وصول کرنے پر مقرر تھا۔اور زفر علم حدیث میں کوئی شئے نہیں۔

عمار بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے ہیں۔محرم ۱۸۲ھ میں خلافت ہارون میں وفات پائی۔ثقہ تھے۔ان سے روایت کی گئی ہے۔

علی بن مسہر رحمۃ اللہ علیہ:

عائذہ قریش میں سے ہیں۔کنیت ابوالحسن ہے۔موصل کے قاضی رہے ہیں۔ثقہ تھے بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

مسعود بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

جعفی۔ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عمر بن شبیب رحمۃ اللہ علیہ:

مذحج کے مسلی ہیں۔ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عمار بن سیف رحمۃ اللہ علیہ:

ضبی دالیہ میں سے ہیں۔سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصی۔انہوں نے اپنی کتابیں ان کے پاس رکھی تھیں اور ان کو وصیت کی تھی کہ جب میں مرجاؤں تو ان کو دفن کردیں۔

محمد بن الفضیل رحمۃ اللہ علیہ:

ان غزوان الضبی کے غلام۔کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔

سلیم العبدی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن الفضیل رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا ہے کہ میرے دادا اپنے غلام کے ساتھ قادسیہ میں شریک ہوئے۔میں نے پوچھا: غزوان کن میں سے تھے؟ فرمایا: رومی تھے یہ کوفہ میں ۱۹۵ھ میں فوت ہوئے۔وکیع بن الجراح ان کے جنازے میں شریک ہوئے تھے ثقہ اور صدوق تھے۔بہت سی حدیثوں کے راوی تھے۔شیعہ تھے۔بعضے ان کی احادیث کو حجت نہیں سمجھتے۔

عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یزید بن عبدالرحمٰن الاودی مذحج سے۔کنیت ابومحمد۔

یہ خلافت ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں ۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں آخر خلافت ہارون کے دوران ۱۹۲ھ میں فوت ہوئے۔

ثقہ تھے۔ حدیث وروایت کی غلطی سے محفوظ تھے۔ بہت سی احادیث کے راوی ہیں جو حجت سمجھی جاتی ہیں۔ اہل سنت والجماعت میں سے تھے۔

موسیٰ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

انصاری ہیں۔ ان سے روایت کی گئی ہے۔

حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن طلق بن معاویہ بن مالک بن الحارث بن ثعلبہ بن عامر بن ربیعہ ابن جشم بن وہبیل بن سعد بن مالک بن النخع مذحج سے۔

یہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ابوعمر کنیت تھی۔ امیر المومنین ہارون نے ان کو بغداد کا قاضی بنا دیا تھا۔ پھر کوفہ کا قاضی بنایا۔ قضاء کوفہ پر ہی فائز رہے آخر شدید مرض میں مبتلا ہوئے اور خلافت ہارون میں ۱۹۴ھ میں فوت ہوئے۔ بڑے قابل اعتماد ثقہ تھے' مگر تدلیس کر دیتے تھے۔

ابراہیم بن حمید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن الرؤاسی۔ کنیت ابواسحاق۔ خلافت ہارون میں ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔

قاسم بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

مزنی ہیں۔ کنیت ابوجعفر تھی۔ ثقہ تھے۔ صحیح احادیث کے راوی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابجر کنانی۔ خلافت ہارون میں ۱۸۱ھ میں انتقال فرمایا۔ انہوں نے بصرہ میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کی نماز پڑھائی تھی۔ بڑے نیک اور عالم وفاضل اور صاحب سنت تھے۔

عبدۃ بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حاجب بن زرارۃ بن عبدالرحمٰن بن صرد بن سمیر بن ھلیل ابن عبداللہ بن ابی بکر بن کلاب صرد نے اسلام قبول کیا تھا اسی سے عبدۃ نے اسلام پایا۔ ان کی کنیت ابو محمد تھی اور اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ اس کا لقب عبدۃ تھا۔ یہ لقب ہی اس کے نام پر غالب آ گیا خلافت ہارون میں ۳ ررجب ۱۸۸ھ میں انتقال ہوا۔ ان کے جنازے کی نماز محمد بن ربیعہ کلابی نے پڑھائی۔ ثقہ تھے۔

ابوخالد الاحمر رحمۃ اللہ علیہ:

سلیمان بن حیان۔ بنی جعفر بن کلاب کے غلام۔ خلافت ہارون میں ماہ شوال ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

یحییٰ بن الیمان رحمۃ اللہ علیہ:

بذاتِ خود عجلی ہیں۔ کنیت ابوزکریا تھی۔ کوفہ میں خلافت ہارون کے دوران ماہ رجب ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ بہت حدیثیں روایت کیا کرتے تھے مگر غلطیاں بھی بہت کیا کرتے تھے اس لیے ان کو حجت وسنت میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔

ابوشہاب الحناط رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عبدربہ بن نافع ہے۔

ثقہ تھے بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔

عبیداللہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

اشجعی ہیں۔ ثقہ تھے۔

علی بن غراب رحمۃ اللہ علیہ:

ولید بن صخر الفرازی کے غلام۔ یہ وہ ہیں جن سے اسماعیل بن رجاء حدیث اعمش روایت کرتے ہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں۔ کنیت ابوالحسن ہے۔ خلافت ہارون میں ۱۸۴ھ میں فوت ہوئے۔ اگرچہ یہ روایت میں سچے تھے مگر ان میں فہم واستعداد کا ضعف تھا یعقوب بن داؤدان کا ساتھی تھا۔ اس کو لوگوں نے ترک کردیا تھا۔

ابو مالک الجنبی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عمرو بن ہاشم ہے۔ سچے تھے مگر بہت زیادہ غلطیاں کیا کرتے تھے۔

علی بن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن البرید۔ خلافت ہارون میں ماہ رجب یا شعبان ۱۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ سچے ہیں۔ صحیح احادیث روایت کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

محاربی۔ کنیت ابومحمد۔ خلافت ہارون میں ۱۹۵ھ میں وفات پائی۔ بوڑھے تھے۔ مگر غلطی بہت کرتے تھے۔

عثام بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

بنی الوحید میں سے۔ کنیت ابوعلی ہے۔ خلافت ہارون میں ۱۹۵ھ میں فوت ہوئے ثقہ تھے۔

ابومعاویۃ الضریر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام محمد بن خازم ہے۔ بنی عمرو بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سعیر بن الخمس کے گروہ کے غلام ہیں۔ ثقہ تھے۔ مگر حدیث میں تدلیس کرتے تھے۔ عقیدۃً مرجی تھے۔ کوفہ میں ۱۹۵ھ میں فوت ہوئے وکیع ان کے جنازے میں شریک نہیں ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

داری۔ جائے پیدائش رے تھی۔ مگر کوفہ میں پرورش پائی۔ حدیث سنی۔ کنیت ابوعلی تھی۔ کوفہ میں ہی ۱۸۴ھ میں وفات پائی۔ بنی کنانہ کے غلام تھے۔

ان سے روایت کی گئی ہے۔

یحییٰ بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی غنیہ۔ کنیت ابوزکریا۔ بنی سعد بن حمام میں رہتے تھے۔ خلافت ہارون میں ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ صحیح احادیث کے راوی ہیں۔

یحییٰ بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی زائدہ۔ کنیت ابوسعید۔ یہ مدائن کے قاضی تھے۔ وہیں خلافت ہارون میں ۱۸۳ھ میں وفات پائی۔ امیر المومنین ہارون ان سے فیصلے کرایا کرتے تھے۔ ثقہ تھے۔

اسباط بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

قرشی۔ کنیت ابومحمد۔ خلافت عبداللہ المامون کے دوران ۲۰۰ھ میں وفات پائی۔ ثقہ اور صدوق تھے لیکن فن حدیث کے ان میں بعض ضعف ہیں۔ ان سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔

محمد بن بشر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مرافصۃ عبدی۔ کنیت ابوعبداللہ۔ خلافت مامون میں کوفہ میں ۲۰۳ھ میں وفات پائی ماہ جمادی الاولی میں۔

ثقہ تھے۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

عبداللہ بن نمیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن ابی حیہ بن سرح بن سلمہ بن سعد بن الحکم ابن سلمان بن مالک۔

کنیت ابوہشام۔ ماہ ربیع الاوّل ۱۹۹ھ میں وفات پائی۔ محمد بن بشر عبدی نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی۔ وہ ان کے دوست تھے۔ یہ خلافت مامون کا زمانہ تھا۔ ثقہ اور صدوق تھے۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ملیح بن عدی بن الفرس بن سفیان بن الحارث بن عمرو بن عبید بن رؤاس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کنیت ابوسفیان۔

۱۹۷ھ میں حج کیا۔ جب حج سے لوٹے تو حالت احرام میں ہی فوت ہوگئے۔ یہ خلافت ہارون کا زمانہ تھا۔ ثقہ تھے۔ بڑے بلند مرتبہ عالم تھے۔ ان کی بہت سی حدیثیں حجت ہیں۔

ابواُسامہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام حماد بن اسامۃ بن زید بن سلیمان بن زیاد ہے۔ یہ حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے غلام حسن بن سعد کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ بعض کہتے ہیں ان کو زیاد نے آزاد کیا۔ یہ حسن بن سعد کی اولاد کے ساتھ ایک ہی محلے میں سکونت رکھتے تھے۔ ان کے درمیان جھگڑا ہوگیا۔ زید بن سلیمان نے کہا کہ ہم اور آپ برابر ہیں۔ وہ وہاں سے منتقل ہوگئے۔ حسن بن سعد کے لڑکے نے

دعویٰ کیا کہ وہ ہمارے غلام ہیں اس لیے لوگوں نے انہی کی طرف ان کو منسوب کر دیا۔لیکن مجھے ابواسامہ کے بیٹے اوران لوگوں نے جو اصل حقیقت سے باخبر تھے خبر دی ہے کہ اس نے کچھ نہیں سنا۔

یہ خلافت مامون میں ۱۰ رشوال ۲۰۱ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے۔اس وقت ان کی عمر ۸۰ سال تھی' ان کے جنازے کی نماز محمد بن اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس ہاشمی نے پڑھائی جب ان کا جنازہ لایا گیا تو لوگوں نے عمر میں بڑے ہونے اور بلند مرتبہ ہونے کے اعتبار سے انہی کو آگے کر دیا' ان دنوں میں کوئی والی نہ تھا۔یہ ثقہ تھے۔اہل سنت والجماعت میں سے تھے۔

حسن بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

بنی تغلب میں سے۔ابن الرور کار سے مشہور ومعروف تھے۔کنیت ابوعلی تھی۔عبداللہ بن ادریس کے ساتھیوں میں سے تھے۔اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔پھر ان کو حدیث بیان کرنے سے روک دیا گیا' اس کے بعد مرتے دم تک انہوں نے کوئی حدیث بیان نہیں کی حالانکہ علم حدیث میں مشہور تھے۔

عقبہ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

سکونی۔یہ روایت کرتے ہیں اعمش رحمۃ اللہ علیہ' اسماعیل بن ابی خالد' عبدالملک بن ابی سلیمان' ہشام بن عروہ' عبیداللہ بن عمر اور موسیٰ ابن محمد بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں۔خلافت ہارون میں ۱۸۸ھ میں وفات پائی۔

زیاد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الطفیل بکتائی بنی عامر بن صعصعہ سے۔کنیت ابومحمد' انہوں نے منصور بن المعتمر' مغیرہ اعمش' اسماعیل بن ابی خالد اور کوفہ کے دیگر علماء سے حدیث سنی تھی۔فرائض کا علم محمد بن سالم سے حاصل کیا تھا اور سنن ومغازی کا علم محمد بن اسحاق سے حاصل کیا تھا۔بغداد میں جا کر علم حدیث اور علم فرائض کی تبلیغ واشاعت کی پھر کوفہ کو لوٹ آئے اور خلافت ہارون میں ۱۸۳ھ میں وفات پائی۔ محدثین کے نزدیک یہ ضعیف تھے۔حالانکہ ان سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔

احمد بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابا بکر ہے۔بنی شیبان کے غلام ہیں۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ' ہشام بن عروۃ' اسماعیل بن ابی خالد اور عبدالملک بن ابی سلیمان وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

جعفر بن عون رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جعفر بن عروہ بن حریث مخزومی۔کنیت ابوعون۔۱۱ رشعبان ۲۰۹ھ میں خلافت مامون میں وفات پائی۔ثقہ تھے۔کثیر الحدیث ہیں۔

حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

جعفی۔کنیت ابوعبداللہ۔اس کو اور اس کے بھائی محمد کو توامین کہا جاتا تھا کیونکہ یہ دونوں توام پیدا ہوئے تھے محمد نے تو نکاح کیا اور اس کی اولاد بھی ہوئی۔مگر حسین نے کبھی شادی نہیں کی۔نہ اس کو کبھی خوشحالی میسر آئی۔مسجد جعفی میں ستر سال اذان دیتے

رہے۔ بڑے عابد وزاہد تھے۔ بہترین قاری تھے۔ قرآن بہت ہی اچھا پڑھتے تھے۔ لوگ ان کا قرآن بڑے شوق سے سنتے تھے۔

یہ لیث بن ابی سلیم' موسیٰ الجہنی' اعمش رحمۃ اللہ علیہ اور ہشام بن عروۃ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔

ایک ایسے شخص نے جس نے حسین کو دیکھا تھا مجھے خبر دی کہ ایک مرتبہ حسین مکہ میں حج کرنے آئے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملے' ان کو سلام کیا۔ انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا۔

عبداللہ بن ادریس' ابواسامۃ اور دیگر مشائخ کوفہ ان کی بڑی عزت کرتے' ان کے پاس آتے اور ان سے علم حدیث حاصل کرتے تھے۔

آپ کے پاس طالبان قرآن وحدیث کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔

کوفہ میں ماہ ذی القعدۃ ۲۰۳ھ میں خلافت مامون میں وفات پائی۔

عائذ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

بیاع الہروی۔

کنیت ابواحمد۔ بنی عبس کے غلام۔ یہ عبیداللہ بن موسیٰ کے پڑوسی تھے ان کے گھر سے ان کا گھر ملا ہوا تھا۔ ثقہ تھے۔

یعلیٰ بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن امیۃ الطنافسی۔ کنیت ابویوسف۔ ایاد کے غلام۔

یہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں ۵ رشوال ۲۰۹ھ میں فوت ہوئے۔ یہ خلافت مامون کا زمانہ تھا۔ ثقہ تھے' بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

محمد بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

یہ یعلیٰ بن عبید کے بھائی ہیں۔ کنیت ابوعبداللہ۔ ہمیشہ بغداد میں رہے پھر کوفہ میں لوٹ آئے تھے اور وہیں فوت ہوئے۔ یعلیٰ سے پہلے ۲۰۴ھ میں۔ خلافت مامون میں ثقہ تھے۔ کثیر احادیث ان سے مروی ہیں۔ اہل سنت والجماعت میں سے تھے۔

عمران بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ:

سفیان بن عیینہ کے بھائی ہیں۔ کنیت ابواسحاق ہے۔ ۱۹۹ھ خلافت مامون میں وفات پائی۔ ابوحیان تیمی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابان بن سعید بن العاص بن امیۃ بن عبدشمس۔ کنیت ابوایوب اعمش رحمۃ اللہ علیہ' ہشام بن عروۃ' یحییٰ بن سعید اور اسماعیل بن ابی خالد وغیرہ سے روایت کرتے ہیں مغازی محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔ بغداد میں آ کر آباد ہو گئے تھے' اور وہیں فوت ہوئے۔

عبدالملک بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

یہ یحییٰ بن سعید کے بھائی ہیں۔

ادیب تھے۔ علم نجوم کے ماہر تھے اور تاریخ کا علم بھی رکھتے تھے۔

محاضر بن المورع رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی پھر یامی۔ کنیت ابوالمورع۔ کندۃ کے محلے میں رہتے تھے۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ اور ہشام بن عروہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ تھے۔ صدوق تھے۔ حدیث سے منع کیا کرتے تھے' اس کے بعد پھر حدیث بیان کرنے لگے۔ خلافت مامون میں ماہ شوال ۲۰۷ھ میں وفات پائی۔

حمید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حمید الرؤاسی۔ کنیت ابوعوف۔ وکیع بن الجراح کی مسجد کے امام تھے۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بن صالح سے بہت سی روایتیں کرتے ہیں۔ کوفہ میں خلافت ہارون کے دوران ۱۷۰ھ میں فوت ہوئے ثقہ تھے۔ ان کے پاس بہت سی حدیثیں تھیں مگر لوگوں نے ان کی حدیثوں کو لکھا نہیں۔

محمد بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعبداللہ۔ بغداد میں وفات پائی۔

ان سے روایت کی گئی ہے۔

سعید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ثقفی وراق۔ کنیت ابوالحسن۔ بغداد میں فوت ہوئے۔ ضعیف تھے۔ پھر بھی ان کی روایتیں لکھی گئیں۔

قران بن تمام رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی۔ کنیت ابوتمام۔ بغداد میں آ گئے تھے اور وہیں فوت ہوئے۔ آپ کے پاس حدیثیں تھیں ان میں بعض ضعیف تھیں۔ جن کو محدثین نے ضعیف بتلایا ہے۔

یونس بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ:

بنی شیبان کے غلام۔ کنیت ابوبکر۔ صاحب مغازی محمد بن اسحاق کے ساتھی ہیں۔ کوفہ میں خلافت مامون کے زمانہ ۱۹۹ھ میں فوت ہوئے۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

حمانی۔ کنیت ابویحییٰ۔

علم حدیث میں ضعیف تھے۔

عبیداللہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مختار عبسی۔ کنیت ابومحمد۔ انہوں نے عیسیٰ بن عمرو اور علی بن صالح بن حی سے فن قرأت حاصل کیا' قاری تھے۔ اپنی مسجد میں خوش الحانی سے قرآن پڑھا کرتے تھے۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ' ہشام بن عروہ' اسماعیل بن ابی خالد' زکریا بن ابی زائدہ' عثمان بن الاسود اور محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے بھی روایت کرتے تھے جن سے اس زمانہ کے لوگ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق سے روایت کرتے تھے۔

کوفہ میں بزمانہ خلافت مامون آخر ماہ شوال ۲۱۳ھ میں فوت ہوئے۔ ثقہ اور صدوق تھے کثیر احادیث کے راوی ہیں۔ شیعہ تھے۔ تشیع کے بارے میں ضعیف اور منکر روایتیں کرتے ہیں اس لیے اکثر محدثین نے ان کو ضعیف بتلایا ہے۔ قاری تھے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ:

فضل بن دکین بن حماد بن زہیر۔ آل طلحہ بن عبیداللہ تیمی کے غلام۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ' زکریا بن ابی زائدہ' مسعر بن کدام اور جعفر بن ابی برقان وغیرہ سے روایت کرتے ہیں' کوفہ میں ۳/شعبان ۲۱۹ھ میں وفات پائی۔

عبدوس بن کامل کہتے ہیں کہ ہم ماہ ربیع الاول ۲۱۷ھ میں کوفہ میں ایک دن ابی نعیم الفضل بن دکین کے پاس تھے' ان کے پاس ابی المحاضر بن المورع آئے۔ ابونعیم نے ان سے کہا میں نے گزشتہ رات آپ کے والد کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے مجھے ڈھائی درہم دیئے ہیں آپ اس کی کیا تعبیر سمجھتے ہیں؟ ہم نے کہا آپ نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ ابونعیم نے کہا کہ میں تو اس کی یہ تعبیر کرتا ہوں کہ میں ڈھائی دن یا ڈھائی ماہ یا ڈھائی سال اور جیوں گا۔ پھر اپنے آباؤ اجداد سے جاملوں گا (یعنی وفات پاجاؤں گا)۔

چنانچہ آپ نے کوفہ میں ۳/شعبان ۲۱۹ھ میں اس خواب کے پورے تین ماہ بعد انتقال فرمایا۔

مرنے سے ایک دن پہلے آپ نے کوئی بات نہیں کی۔ پھر کلام کیا اور اپنے بیٹے عبدالرحمن کو وصیت کی' رات کو آپ کا انتقال ہوگیا۔ صبح کو جنازہ اٹھا۔ لوگوں کو اس کا علم نہ ہوا۔ جبانہ میں لے جائے گئے۔ آل جعفر بن ابی طالب میں سے ایک شخص آیا جس کو محمد بن داؤد کہا جاتا تھا عبدالرحمن بن ابی نعیم نے اس کو نماز پڑھانے کے لیے آگے کر دیا۔ اس نے نماز پڑھائی پھر کوفہ کا والی محمد بن عبدالرحمن بن عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی آئے اور ان کو ملامت کی کہ تم لوگوں نے مجھے ان کی وفات کی خبر نہ دی۔ پھر قبر سے الگ ہوکر انہوں نے ان کے ہمراہیوں اور لوگوں نے دوبارہ ان پر نماز پڑھی۔

یہ زمانہ خلافت معتصم ابی اسحاق کا تھا۔ ثقہ تھے۔ کثیر احادیث کے راوی ہیں۔

محمد بن القاسم رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی۔ کنیت ابوابراہیم۔

کناسہ میں گدھے اور اونٹ کی تجارت کیا کرتے تھے۔ امام اوزاعی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کوفہ میں وفات پائی۔

ان کے پاس احادیث تھیں۔

محمد بن عبدالاعلی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کناستہ اسدی۔

وہ ابراہیم بن ادھم زاہد کے بھانجے ہیں۔ اعمش' اور ہشام بن عروۃ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ عالم تھے عربی زبان کے۔ تاریخ اور شعر کا بھی علم رکھتے تھے خلافت مامون میں۔ کوفہ میں ۳/ شوال ۲۰۹ھ میں وفات پائی۔

علی بن ظبیان رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی۔ کنیت ابوالحسن۔ شرقیہ بغداد کے قاضی رہے۔ پھر ہارون نے اپنے لشکر کا ان کو قاضی بنادیا۔ لشکر جہاں ہوتا مسجد میں بیٹھ کر فیصلے کیا کرتے تھے۔ جب ہارون خراسان کی طرف متوجہ ہوا تو یہ بھی اس کے ہمراہ تھے۔ قرماسین میں ۱۹۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

عبیداللہ بن عمرو اور ابن ابی لیلیٰ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا آٹھواں طبقہ

یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سلیمان' کنیت ابوزکریا۔ خالد بن خالد بن عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط کے غلام خلافت مامون کے دوران نصف ماہ ربیع الاول ۲۰۳ھ میں وفات پائی۔ ثقہ اور صدوق تھے' سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

زید بن الحباب رحمۃ اللہ علیہ:

عکلی کے غلام۔ کنیت ابوالحسین۔ خلافت مامون کے زمانہ' کوفہ میں ۲۰۳ھ میں وفات پائی۔

ابواحمد الزبیری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام محمد بن عبداللہ بن الزبیر ہے۔ بنی اسد کے غلام۔ وہ فضل الرمانی کے بھتیجے تھے خلافت مامون۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۲۰۳ھ اہواز میں وفات پائی۔ صدوق تھے' اور کثیر الحدیث۔

ابوداؤد الحضری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عمرو بن سعد ہے۔ ان کے والد مؤدب تھے۔ یہ بڑے عابد و با اخلاق تھے اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے تھے۔

مامون کی خلافت کے دوران ماہ جمادی الآخر ۲۰۳ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

قبیصہ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعامر۔ بنی سوأۃ بن عامر بن صعصعہ میں سے ہیں۔ کوفہ میں بزمانہ خلافت مامون ماہ صفر ۲۱۵ھ میں وفات پائی۔ ثقہ اور صدوق تھے۔ سفیان ثوری سے بہت سی حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

عمرو بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

عنقزی۔ عنقز کی تجارت کرتے تھے۔ آل زیاد ابن ابی سفیان کے غلام تھے۔ ان کے پاس احادیث انبیاء تھیں۔ ابوداؤد حضری کے پڑوسی تھے۔ حضر السبیع کی مسجد میں جوان کے گھر سے قریب تھی نماز پڑھا کرتے تھے۔

معاویہ بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ:

قصار۔ بنی اسد کے غلام۔ کنیت ابوالحسن۔ کوفہ میں وفات پائی۔ صدوق تھے اور کثیر الحدیث۔

عبدالعزیز بن ابان رحمۃ اللہ علیہ:

قرشی۔ سعید بن العاص کے بیٹے۔ کنیت ابوخالد۔ واسطہ کے قاضی تھے۔ پھر ان کو قضاء سے معزول کر دیا گیا۔ بغداد میں آ کر آباد ہو گئے۔

خلافت مامون میں بدھ کے دن ۱۴ ماہ رجب ۲۰۷ھ میں بغداد میں وفات پائی۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت روایت کرتے تھے۔ غلط اور صحیح میں تمیز نہ کرتے تھے اس لیے ان کی حدیث کی روایت سے روک دیا گیا تھا۔

علی بن قادم رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوالحسن۔ خلافت مامون میں کوفہ میں ۲۱۳ھ میں فوت ہوئے۔ کٹر شیعہ تھے۔ منکر حدیثیں روایت کرتے تھے۔

ثابت بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

کنانی۔ کنیت ابواسماعیل۔ عابد و زاہد تھے۔ مسعر بن کدام سے روایت کرتے ہیں۔ خلافت مامون میں۔ ماہ ذی الحجہ ۲۱۵ھ میں وفات پائی۔

ہشام بن المقدام رحمۃ اللہ علیہ اور ابوغسان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام مالک بن اسماعیل بن زیاد بن درہم ہے۔ کلیب بن عامر النہدی کے غلام ہیں۔ بنی خزاعہ میں سے ایک۔ ابی غسان کی والدہ اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمان کی بیٹی تھیں اور حماد بن ابی سلیمان' اسماعیل بن ابی غسان کے خالو تھے۔

کوفہ میں خلافت ابی اسحاق معتصم کے دوران ماہ ربیع الاخر ۲۱۹ھ میں وفات پائی۔ ثقہ' صدوق اور شدید قسم کے شیعہ تھے۔

احمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یونس۔ کنیت ابوعبداللہ۔ بنی تمیم میں سے بنی یربوع کے غلام تھے۔ کوفہ میں جمعہ کے دن ۲۵ / ماہ ربیع الآخر ۲۲۷ھ میں وفات پائی۔ ثقہ اور صدوق تھے۔ اہل سنت والجماعت میں سے تھے۔

طلق بن غنام رحمۃ اللہ علیہ:

ابن طلق بن معاویہ بن مالک بن الحارث بن ثعلبہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن جشم بن وہیل بن سعد بن مالک بن النخع مذحج سے۔ کنیت ابومحمد۔ یہ چچازاد بھائی ہیں حفص بن غیاث قاضی کے محکمہ قضا میں کاتب تھے۔

یہ کہتے ہیں میرے دادا مالک بن الحارث جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے اور میرے دادا طلق بن معاویہ خلافت ابی العباس کے آخری دنوں میں ۱۳۵ھ میں پیدا ہوئے تھے۔

انہوں نے ماہ رجب ۲۱۱ھ میں وفات پائی۔ یہ خلافت مامون کا زمانہ تھا۔ ثقہ اور صدوق تھے۔ ان کے پاس احادیث تھیں۔

اسحاق بن منصور رحمۃ اللہ علیہ:

سلولی اور ان کے غلام۔ مامون کی خلافت میں کوفہ میں ۲۰۵ھ میں فوت ہوئے۔

بکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ انصاری۔ حدیث عیسیٰ بن المختار بن عبداللہ بن ابی لیلیٰ سے سنی تھی۔ مصنف محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ۔ انہی سے حدیث بیان کرتے تھے۔ یہ دس سال کوفہ کے قاضی رہے ہیں۔ پھر معزول کر دیئے گئے۔ بعد میں کوفہ ہی میں وفات پائی۔

خالد بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ:

قطوانی۔ جو بجلیہ کہا جاتا ہے۔ کنیت ابوالہیثم۔ ان کے پاس رجال مدینہ کی احادیث تھیں شیعہ تھے۔ خلافت مامون کے زمانے میں کوفہ میں ۱۵ر ماہ محرم ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔ تشیع کے بارے منکر حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔ ضرورۃً ان سے حدیثیں لکھ لی گئیں۔

اسحاق بن منصور رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حیان بن الحصین بن مالک ابی الہیاج اسدی کے بھتیجے ہیں۔ بڑے عالم وفاضل تھے شریک اور ابی الاحوص وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

عبید بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابان بن سعید بن العاص بن امیہ۔ سفیان وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

عنبسہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابان بن سعید بن العاص بن سعید بن العاص۔ کنیت ابوخالد۔ ثقہ تھے۔ عبداللہ بن المبارک سے کثیر روایتیں کرتے ہیں۔

رباح بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعلی ہے۔ زہیر، حسن بن صالح، قیس اور شریک سے روایت کرتے ہیں۔ کثیر الحدیث تھے۔ اس سے پہلے کہ ان کی حدیثیں لکھی جاتیں کوفہ میں وفات پا گئے۔

نوفل رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابومسعود ضبی۔ زہیر، ابی الاحوص شریک اور ابن المبارک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ ان کی

حدیثیں لکھی جائیں کوفہ میں وفات پائی۔

عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محمد محاربی۔ کنیت ابوزیاد۔ زائدہ بن قدامہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ بزمانہ خلافت مامون کوفہ میں ماہ شعبان ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔ ثقہ اور صدوق تھے۔

زکریا بن عدی رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابویحییٰ۔ بنی تیم اللہ کے غلام۔ خلافت مامون کے دوران بغداد میں ماہ جمادی الاخریٰ ۲۱۴ھ میں وفات پائی۔ نیک اور سچے آدمی تھے۔

عبدالرحمٰن بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابویزید۔ بڑے عابد وزاہد تھے۔ ان کے پاس کچھ احادیث تھیں۔

علی بن عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ:

ازدسے۔ بڑے عالم وفاضل تھے۔ وہ عبدالرحمٰن ابن مصعب کے چچازاد بھائی ہیں۔ ان کے پاس بھی کچھ احادیث تھیں۔

عون بن سلام رحمۃ اللہ علیہ:

قریش کے غلام۔ کنیت ابومحمد۔ اسرائیل' زہیر' اسباط ابن نصر' منصور بن ابی الاسود۔ اور عیسیٰ بن عبدالرحمٰن سلمی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

سوید بن عمرو الکلبی رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن یعلی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث محاربی۔ خلافت مامون میں کوفہ میں ۲۱۷ھ میں وفات پائی۔

عمرو بن حماد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن طلحہ قنادہ۔ کنیت ابومحمد۔ صاحب تفسیر ہیں۔ اس سلسلے میں اسباط بن نصر عن سدی سے روایت کرتے ہیں۔ کوفہ میں ماہ ربیع الاوّل ۲۲۲ھ میں وفات پائی۔ ان کا اصل وطن اصبہان تھا۔ ان کے دادا کوفہ میں آگئے تھے۔ ہمدان کے والی تھے۔ شہار سوج ہمدان میں آباد ہو گئے تھے۔ خلافت ابی اسحاق میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔

محمد بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوجعفر۔ بنی اسد بن خزیمہ کے غلام تھے۔

اسماعیل بن ابان رحمۃ اللہ علیہ:

وراق۔ کنیت ابواسحاق۔ کندہ کے غلام تھے۔

حسن بن الربیع رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعلی۔ مطیر صاحب البواری کے بھائی تھے۔ یہ عبداللہ بن المبارک کے اصحاب میں سے تھے کوفہ میں ہفتے کے دن ماہِ رمضان ۲۲۱ھ میں وفات پائی۔ یہ خلافت ابی اسحاق کا زمانہ تھا۔

عبدالحمید بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابومحمد۔ کوفہ میں بنی شیطان میں رہتے تھے۔ زہیر وحریم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

حسن بن بشر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سلم بن المسیب بجلی۔ کنیت ابوعلی۔

احمد بن الفضل رحمۃ اللہ علیہ:

قریش کے غلام ہیں۔ عمرو العنقزی کے چچازاد بھائی ہیں۔ خلافت مامون میں ماہ ذی قعدہ ۲۱۵ھ میں وفات پائی۔ اسباط بن نصر سے روایت کرتے ہیں۔

عثمان بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ:

اودی۔ شریک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ تھے۔

علی بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ:

اودی۔

کنیت ابوالحسن۔ شریک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

شہاب بن عباد رحمۃ اللہ علیہ:

عبدی۔

ہفتہ کے دن ۲ رماہ جمادی الاولیٰ ۲۲۴ھ میں وفات پائی۔ یہ خلافت ابی اسحاق کا زمانہ تھا۔

ہیثم بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

قریش میں سے ہیں۔ کنیت ابومحمد۔

یحییٰ بن عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن ہمدانی۔ کنیت ابوزکریا۔ سامراہ میں ماہ رمضان ۲۳۰ھ میں وفات پائی۔

یوسف بن البہلول رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو یعقوب۔ بنی ابان بن دارم بنی تمیم میں سے ہیں۔ یہ صاحب مغازی ہیں۔

عبداللہ بن ادریس کے واسطہ سے محمد بن اسحاق سے بھی روایت سنی تھی۔ خلافت مامون میں کوفہ میں ماہ ربیع الآخر ۲۱۸ھ میں وفات پائی۔

سعید بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ:

کندی۔ کنیت ابو عثمان۔ انہوں نے مصر میں آ کر ابن لہیعہ وغیرہ سے حدیثیں لکھیں۔

عثمان بن زفر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الہذیل۔ کوفہ میں خلافت مامون کے زمانہ میں ماہ ربیع الآخر ۲۱۸ھ میں وفات پائی۔

یحییٰ بن بشر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کثیر۔ کنیت ابو زکریا' اسدی حریری۔ ان کا مکان مسجد سماک کے نزدیک تھا۔ تاجر تھے دمشق میں آ کر سعید بن عبدالعزیز' سعید بن بشیر' معاویہ بن سلام اور یحییٰ بن ابی کثیر سے حدیث سنی۔ ہارون الواثق کی خلافت میں' کوفہ میں ماہ جمادی الاولیٰ ۲۲۹ھ میں فات پائی۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا نواں طبقہ

اسماعیل بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی کی بیٹی کے لڑکے ہیں۔ کنیت ابو محمد۔ شریک بن عبداللہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

حمدان بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

سلیمان اصبہانی کے بیٹے۔ شریک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کوفہ میں وفات پائی۔

منجاب بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

تمیمی۔ کنیت ابو محمد۔ شریک اور علی بن مسہر وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

عثمان بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابراہیم بن عثمان عبسی کے بیٹے۔ کنیت ابوالحسن ولد ابی سعدہ۔ یہ عثمان ابی سعدہ سے روایت کرتے ہیں' ابوسعدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور عثمان' شریک' ابی الاحوص اور علی بن مسہر سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے جریر کی کتابیں لکھی ہیں اسی مقصد کے لیے انہوں نے رے کا سفر کیا اور ان کی کتابیں سنیں۔

عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

عثمان کے بھائی: ابی شیبہ کے بیٹے۔ کنیت ابو بکر۔ شریک' علی بن مسہر اور کوفیین سے روایت کرتے ہیں۔ بصرہ کا سفر کیا اور وہاں کے مشائخ سے حدیثیں حاصل کر کے لکھیں۔

احمد بن اسد رحمۃ اللہ علیہ:

عاصم بن مغول بجلی کے بیٹے۔ یہ مالک بن مغول کی بیٹی کے لڑکے ہیں۔ کنیت ابو عاصم۔ خلافت ہارون واثق باللہ میں کوفہ میں ماہ صفر ۲۲۹ھ میں وفات پائی۔

عمر بن حفص رحمۃ اللہ علیہ:

غیاث نخعی کے بیٹے۔

خلافت ابی اسحاق معتصم باللہ میں کوفہ میں' ربیع الاوّل ۲۲۲ھ میں وفات پائی۔

ثابت بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو یزید۔ ہارون واثق باللہ کی خلافت میں کوفہ میں ۲۲۹ھ میں وفات پائی۔

محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

نمیر ہمدانی' پھر خارفی کے بیٹے۔ کنیت ابو عبدالرحمٰن ۲۳۴ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

ہارون بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی۔

کنیت ابوالقاسم۔

محمد بن العلاء رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوکریب۔ کوفہ میں مطمورۃ میں رہتے تھے۔ ابی اسامہ کے مکان کے قریب رہتے تھے۔

عبید بن یعیش رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو محمد۔ خلافت ہارون بن ابی اسحاق کے دوران کوفہ میں ماہ رمضان ۲۳۹ھ میں وفات پائی۔

یوسف بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ:

صفار۔ کنیت ابو یعقوب۔

لیث بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ:

عکلی۔ کنیت ابو عتبہ۔ زید بن الحباب ان کا غلام تھا۔ خلافت ہارون بن ابی اسحاق میں کوفہ میں ۲۲۸ھ میں وفات پائی۔

فروہ بن ابی المغراء رحمۃ اللہ علیہ اور ابو ہشام الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام محمد بن یزید بن کثیر بن رفاعۃ ہے' بنی عجل میں سے ہیں۔

ابوسعید الاشج رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عبداللہ بن سعید کندی ہے۔

سعید بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

اشعث بن قیس کندی کے لڑکے ہیں۔ کنیت ابو عثمان۔ ابی عوانہ اور عبثر وغیرہ سے حدیث سنی' یہ ثقہ' صدوق اور مامون تھے۔
کوفہ میں خلافت ہارون بن ابی اسحاق کے دوران ۲۳۰ھ میں وفات پائی۔

جبارۃ بن المغلس رحمۃ اللہ علیہ:

مالکی۔ بنی حمان کی مسجد کے امام تھے۔ حدیث و روایت میں ضعیف تھے۔

ضرار بن صرد رحمۃ اللہ علیہ:

طحان۔ کنیت ابو نعیم۔ خلافت ہارون بن ابی اسحاق ہیں' کوفہ میں ۱۵ ذی الحجہ ۲۲۹ھ میں وفات پائی۔

اسماعیل بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابی الحکم ثقفی کے بیٹے۔ ولد مختار بن ابی عبید ثقفی۔ ان کے دادا ابوالحکم ہیں۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔

اسماعیل بن بہرام رحمۃ اللہ علیہ:

اشجعی سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن براد رحمۃ اللہ علیہ:

اشعری ہیں۔ ولد ابی موسیٰ۔ کنیت ابو عامر۔ ۲۳۴ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

علاء بن عمر الحنفی رحمۃ اللہ علیہ اور حسین بن عبدالاوّل رحمۃ اللہ علیہ:

احول۔ کنیت ابو عبداللہ۔

یزید بن مہران رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو خالد خباز۔ ابی بکر بن عیاش سے روایت کرتے ہیں۔ کوفہ میں خلافت ہارون بن ابی اسحاق کے دوران ماہ شوال ۲۲۸ھ میں انتقال ہوا۔

مروان بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد بن سمرۃ بن جندب الفزازی۔ ابی بکر بن عیاش سے روایت کرتے ہیں۔

مسروق بن المرزبان رحمۃ اللہ علیہ:

کندی۔ کنیت ابو سعید۔ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

تمت بالخیر

طبقاتِ ابنِ سعد

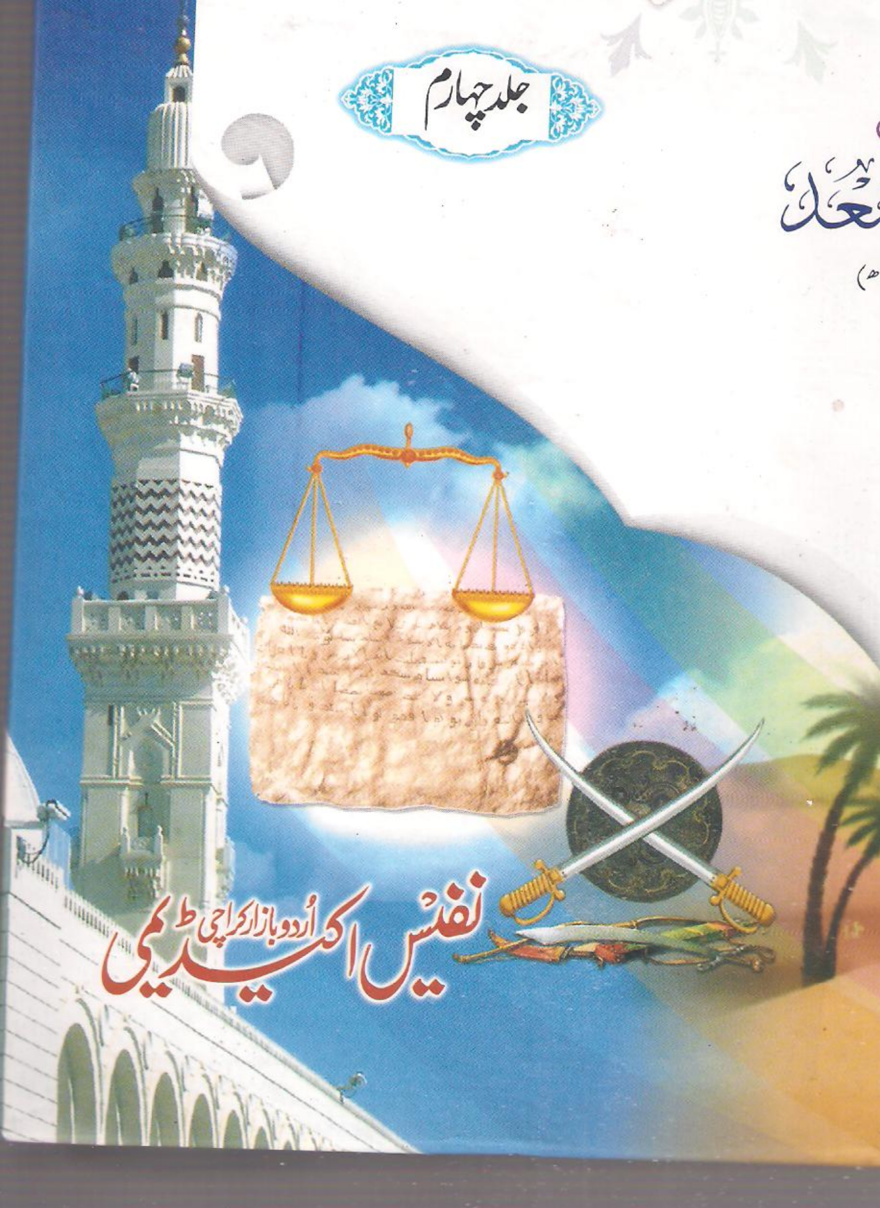
جلد چہارم

مُصنّف

مُحمّد بن سعد

(المتوفی ۲۳۰ھ)

طبقات الکبریٰ



نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

طبقات ابنِ سعد

حصہ ہفتم

دورِ آخر کے صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین و فقہاء رحمۃ اللہ علیہم

اہلِ بصرہ' بغداد' شام' مصر اور دیگر اسلامی شہروں کے صحابہ رضی اللہ عنہم' تابعین' تبع تابعین' محدثین' فقہاء اور علماء رحمۃ اللہ علیہم کے حالات ملاحظہ فرمایئے۔

مصنف
محمد بن سعد (المتوفی ۲۳۰ھ)

ترجمہ
محمد راغب رحمانی

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار، کراچی

طبقات ابن سعد

نام کتاب .... طبقات ابن سعد (حصہ ہفتم)
مصنف .... علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ
مترجم .... محمد راغب رحمانی
اضافہ عنوانات وحواشی .... مولانا عبدالمنان صاحبؒ
ناشر .... نفیس اکیڈمی اردو بازار- کراچی
قیمت .... /- روپے

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار، کراچی

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد (حصہ ہفتم)

پہلا طبقہ

دوسرا طبقہ

ساتواں طبقہ

مدائن کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر

مدائن کے محدثین وعلماء کا بیان

تیسرا طبقہ

چوتھا طبقہ

پانچواں طبقہ ۲۹۸

چھٹا طبقہ ۳۰۰

ساتواں طبقہ ۳۰۲

قبل از مطالعہ

اس کتاب کے مطالعہ کرنے سے قبل مندرجہ ذیل امور کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے' ہم نے سند کو مختصر بیان کرنے کے لیے چند اصول وضع کر لیے ہیں انہیں ذہن میں رکھنا ضروری ہے:

① بتحدیث فلاں یعنی فلاں نے ہم سے بیان کیا' اس میں سننے والے کئی ہیں۔
② بحدیث فلاں یعنی فلاں نے مجھ سے بیان کیا' اس میں سننے والا ایک ہے۔
③ باخبار فلاں یعنی فلاں نے مجھے خبر دی بتایا' اس میں خبر دیئے جانے والے بہت ہیں۔
④ بخبر فلاں' یعنی فلاں نے مجھے خبر دی یا بتایا' اس میں خبر دیئے جانے والا ایک ہے۔
⑤ بحدیث از فلاں یعنی فلاں سے' یہ صیغہ مجہول کا ہے۔
⑥ بسماع از فلاں' یعنی فلاں سے یہ بات سنی گئی یعنی میں نے یا ہم نے سنی' یہ صیغہ بھی مجہول کا ہے۔
⑦ از فلاں یعنی فلاں سے۔
⑧ ہم نے عربی لفظ عن کا ترجمہ زیادہ فارسی لفظ کے از سے کیا ہے لیکن کہیں کہیں اردو کے لفظ (سے) سے بھی کر دیا ہے۔
⑨ کتاب کے آغاز میں ابتدائی سندیں تفصیل ترجمہ سے دے دی گئی ہیں تاکہ قارئین کرام کو شروع میں سمجھنے میں دِقت نہ ہو اور پھر سندیں مختصر حسب اصول موضوعہ لکھی گئی ہیں۔
⑩ ترجمہ شگفتہ' سلیس اور معنی خیز ہے۔

حق تعالیٰ قبول فرما کر ہمیں بھی اپنی عنایتوں' مہربانیوں اور کرم نوازیوں سے نوازے۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بصرہ میں بس جانے والے صحابہ رضی اللہ عنہم

تابعین، علماء اور فقہاء رحمۃ اللہ علیہم

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ:

بن جابر بن وہیب بن نسیب بن زید بن مالک بن الحارث بن عوف بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر، کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

فرماتے ہیں: میں نے بعض حضرات سے سنا کہ وہ انہیں ابوغزوان کی کنیت سے بھی پکارتے تھے، آپ طویل القامت، خوبصورت اور قدیم مسلمان ہیں آپ نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کی اور جنگ بدر میں شریک ہوئے۔

فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن عمر نے خبر دی کہ مجھ سے جبیر بن عبداللہ اور ابراہیم بن عبداللہ نے جو اولا دعتبہ میں سے ہیں، بیان کیا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو بصرہ کا حاکم مقرر فرمایا، لہٰذا آپ ہی اس علاقہ کو فتح کرنے والے ہیں اور آپ ہی نے یہ شہر بسایا، اس سے پہلے یہاں ایک خاندان آباد تھا، اور آپ ہی نے بانسوں سے بصرہ کی جامع مسجد بنوائی لیکن آپ نے یہاں اپنا گھر نہیں بنوایا۔

محمد بن عمر کہتے ہیں: ہم سے روایت کی جاتی ہے کہ عتبہ قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مکتوب کی ہدایات کے مطابق آپ نے انہیں حکم دیا کہ بصرہ کا رُخ کریں۔

فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن عمر نے خبر دی کہ ہم سے ابراہیم بن محمد بن شرحبیل عبدری نے مصعب بن محمد بن شرحبیل یعنی ابن حسنہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ وہ فرماتے ہیں: عتبہ سعد ہی کے پاس تھے جب آپ نے عجمیوں کو شکست دی ہے پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آپ کوفہ کو اپنا فوجی اڈہ بنائیں اور عتبہ کو سرزمین ہند کی طرف بھیج دیں کیونکہ عتبہ اسلام کے ایک بلند وعزت والے مقام کے مالک ہیں، آپ بدر کے غازیوں میں سے ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ آپ کو مسلمانوں سے ایک حصہ ملے گا (یعنی آپ مسلمانوں کے ایک شہر کے بانی ہوں گے) اس وقت اس علاقہ کو ارضِ ہند کے نام سے پکارا جاتا تھا (فاروق اعظم لکھتے ہیں) عتبہ رضی اللہ عنہ وہاں بس جائیں اور اس علاقہ میں مسلمانوں کی چھاؤنی بنائیں اور احتیاط رکھیں کہ میرے اور مسلمانوں کے درمیان سمندر حائل نہ ہو۔

یہ خط پڑھ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر آپ کا خط سنایا حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کی اور فوراً کوفہ سے آٹھ سو آدمی لے کر روانہ ہو گئے اور جہاں آج بصرہ آباد ہے آپ وہاں ٹھہر گئے۔

بصرہ کی وجہ تسمیہ:

چونکہ اس علاقہ میں کثرت سے سیاہ پتھر پائے جاتے ہیں اس لیے اسے بصرہ کہا جاتا ہے' پھر جب حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ یہاں پہنچ گئے تو آپ نے یہاں اپنی فوجی چھاؤنی قائم کی اور آپ یہاں ٹھہر گئے اور تمام مسلمانوں نے اپنے اپنے خیمے نصب کر لیے۔ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے کمبلوں کا ایک خیمہ نصب کرا دیا' حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو ادھر بھیج دیا اور یہاں لوگ کافی ہو گئے پھر جب مسلمان بہت ہو گئے تو ان میں سے ایک جماعت نے کچی اینٹوں سے سات محلے بنا لیے' دو محلے خریبہ میں ایک زابوقہ میں' دو بنو تمیم میں اور دو ازد میں بنائے گئے' پھر حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے دریائے فرات سے بصرہ تک ایک نہر کا افتتاح کیا' بصرہ والے بصرہ کے پہاڑوں کے آس پاس کے علاقہ کے کافروں سے جہاد کرتے رہتے تھے' فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو خط لکھا کہ بصرہ میں مسلمان بساؤ تا کہ مجاہد قریب ہی سے دشمنوں پر حملہ کر سکیں۔ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے ایک پر مغز تقریر کی' یہ بصرہ میں حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی سب سے پہلی تقریر ہے آپ نے اس میں فرمایا: ہر طرح کی تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں' میں اللہ ہی کی بڑائیاں بیان کرتا ہوں اور اسی سے اپنے تمام کاموں میں مدد مانگتا ہوں' میرا اس پر ایمان و بھروسہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ لوگو! دنیا اپنی انتہائی تیز رفتار سے پیٹھ پھیر کر بھاگی جا رہی ہے اور دنیا والوں میں اعلان کر رہی ہے کہ سب اپنا اپنا بوریا بستر باندھ لیں لہٰذا دنیا محض تھوڑی سی باقی رہ گئی ہے جیسے برتن کے پیندے میں تھوڑا سا پانی باقی رہ جاتا ہے' دیکھو تم سے دنیا تو لامحالہ چھوٹ جانے والی ہی ہے لہٰذا اسے اپنی موجودہ بہتر حالت پر چھوڑو' جہنم کی حیرت انگیز گہرائی پر غور کرو اگر کسی بھاری سے بھاری پتھر کو جہنم میں ڈال دیا جائے تو وہ ستر سال میں اس کے پیندے میں پہنچے گا' اللہ کی قسم جہنم انسانوں اور جنوں سے بھری جائے گی' اب جنت کی حیرت انگیز فراخی پر غور کرو کہ جنت کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کی چوڑائی پچاس سال کی مسافت ہے' اللہ کی قسم جنت میں ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ وہ لوگوں سے پٹی پڑی ہو گی۔ ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور ساتواں مسلمان تھا ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا ہم بلسان کے پتے اور جھاڑیوں کے کانٹے چبایا کرتے تھے حتیٰ کہ ہمارے مسوڑھے زخمی ہو جایا کرتے تھے اس وقت مجھے ایک چادر ملی' میں نے وہ درمیان سے پھاڑ دی اور ایک ٹکڑا سعد رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور ایک اپنے پاس رکھ لیا' اے سات قبیلو! اس کے بعد ہم نے اپنے میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی شہر پر امیر ہی پایا' دیکھو ہر نبوت کے بعد ملک جنم لے لیا کرتا ہے ایسے زمانہ سے اللہ کی پناہ جس میں سلطان بادشاہ بن بیٹھے اور اس سے بھی اللہ کی پناہ کہ میں اپنے آپ کو عظیم سمجھوں اور لوگوں کی نگاہوں میں حقیر نہ ہو' تم لوگ جلدی ہی ہمارے بعد والے امراء کو آزما لو گے اور انہیں آزمانے کے بعد ان میں اچھی باتیں بھی دیکھو گے اور بری باتیں بھی۔

راوی کہتا ہے: حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ خطبہ ہی فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک ثقفی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک خط آپ کو لا کر دیتا ہے جس میں امیر المومنین لکھتے ہیں: اما بعد! مجھے ابو عبداللہ ثقفی کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ انہوں نے بصرہ میں ایک گھوڑا پالا

ہے جب کہ آج تک کسی نے بصرہ میں گھوڑا نہیں پالا' آپ یہ خط دیکھتے ہی ابوعبداللہ کا خیال رکھیں اور وقت ضرورت ان کے کام میں ان کا ہاتھ بٹائیں' ابوعبداللہ وہ پہلے مجاہد ہیں جنہوں نے سب سے پہلے بصرہ میں گھوڑا پالا۔ پھر حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ یلسان اور آبز قباد کی طرف بڑھے اور انہیں فتح فرمایا' آپ کے مقابلہ کے لیے ایک بہت بڑی فوج لے کر ایک رئیس (صاحب المدار) نکلا' آپ نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اسے شکست فاش دی' رئیس زندہ گرفتار کرلیا گیا اور آپ کے حکم سے اس کی گردن اڑا دی گئی' آپ نے اس کے لباس اور پٹکے پر قبضہ کرلیا جس میں سونا اور جواہرات تھے اور اسے آپ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں روانہ فرمادیا' جب اس رئیس کے جسم کا یہ سامان مدینہ منورہ پہنچا تو مدینہ والوں نے بڑی بے تابی سے اسلامی فوج کا حال پوچھا' پہنچنے والے قاصد نے کہا: مسلمانو! کس چیز کے بارے میں پوچھتے ہو؟ اللہ کی قسم میں نے لوگوں کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ ان کے پاس سونے چاندی کی ریل پیل اور گن کر نہیں بلکہ مٹھیاں بھر بھر کر خرچ کرتے ہیں' یہ سن کر مسلمان مسرت کے مارے پھولے نہیں سمائے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تقریباً ۱۵۰ مجاہدوں کا ایک دستہ مرتب کر کے حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے روانہ فرمادیا' حضرت سعد' حضرت عتبہ رضی اللہ عنہما کو جو آپ کے ماتحت بصرہ کے حاکم تھے احکامات لکھتے رہتے تھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے احکامات سے حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچتی تھی' حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملنے کی درخواست' کی اجازت مل گئی' حضرت عتبہ' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کو بصرہ پر خلیفہ فرما کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آتے ہیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے تشدد کی شکایت کرتے ہیں' فاروق اعظم شکایت سن کر خاموش ہو جاتے ہیں' لیکن عتبہ بار بار شکایت کرتے ہیں آخر کار فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عتبہ! تم ایک قرشی صحابی کی امارت قبول کرنے سے کیوں جی چراتے ہو' سعد رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کو شرف و سعادت کا اعزاز بھی حاصل ہے' عتبہؓ عرض کرتے ہیں: کیا میں قرشی نہیں؟ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قوم کا حلیف قوم ہی میں سے ہے' اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرانی صحبت کی سعادت سے میں بھی مشرف ہوں جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بلاشبہ تمہاری فضیلت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ عتبہ: اگر یہی فیصلہ بحال رہا تو اللہ کی قسم میں بصرہ نہیں جاؤں گا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ رضی اللہ عنہ کو بصرہ جانے پر مجبور کردیا۔ عتبہ تعمیل ارشاد فاروقی کے لیے بصرہ کی طرف چل پڑے اور راستہ ہی میں اللہ کو پیارے ہوگئے آپ کے پیٹ میں خرابی پیدا ہوئی اور معدن بنی سلیم میں ۱۰ھ میں انتقال فرماگئے' سوید جو آپ کے غلام تھے' آپ کا سامان اور ترکہ لے کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ ۵۷ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور چھ ماہ بصرہ کے گورنر رہے۔

بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ:

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور آپ کے دادا کا نام عبداللہ بن حارث بن اعرج بن سعد بن زراح بن عدی بن سہم بن مازن بن حارث بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ ہے۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جارہے تھے تو راہ میں آپ کے پاس سے گزرے آپ اسی وقت سعادت اسلام سے بہرہ اندوز ہوگئے اور اپنی قوم کے پاس ٹھہرے رہے اور جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے' پھر آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ

پہنچ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے حتیٰ کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے جا ملے اور بصرہ کا علاقہ فتح ہو کر بصرہ آباد ہوا پھر آپ بصرہ کی طرف منتقل ہو گئے اور بصرہ ہی میں گھر بنا لیا پھر آپ عہد عثمانی میں جہاد کی غرض سے خراسان تشریف لے گئے اور جہادوں میں شامل ہوتے رہے حتیٰ کہ عہد یزید میں ۶۳ھ میں مرو میں وفات پا گئے خراسان میں آپ کی اولاد باقی رہی آپ کی کچھ اولاد نے بغداد میں بھی رہائش اختیار کر لی تھی اور وہ بغداد ہی میں فوت ہوئی۔

ابن سعد: ہمیں ابوالنضر ہاشم بن قاسم خبر دے دیتے ہیں ان سے شعبہ بیان کرتے ہیں ان سے محمد بن ابی یعقوب ضبی بیان فرماتے ہیں ان سے وہ بیان فرماتے ہیں جنہوں نے نہر بلخ کے پیچھے بریدہ اسلمی سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: اصل لذت گھوڑوں کے دوڑانے ہی میں ہے۔

ابن سعد: ہمیں عفان بن مسلم خبر دیتے ہیں ان سے حماد بن سلمہ بیان کرتے ہیں انہیں عاصم احول خبر دیتے ہیں ان سے مورق کہتے ہیں کہ بریدہ اسلمی نے وصیت فرمائی کہ ان کی قبر پر کھجور کی دو شاخیں گاڑھی جائیں آپ ادنیٰ خراسان میں فوت ہوئے۔

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام (جیسا کہ ہمیں محمد بن عمر نے اور ابو برزہ کے بعض بچوں نے بتایا) عبداللہ بن نضلہ ہے لیکن ہشام بن محمد بن سائب کلبی وغیرہ علماء نے نضلہ بن عبداللہ بتایا ہے اور بعض نے نضلہ بن عبید بن حارث بن جیال بن ربیعہ بن دعبیل بن انس بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم بن افصی بتایا ہے۔

ابن سعد: ابو برزہ شروع ہی میں مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے اور فتح مکہ کے دن لشکر اسلام میں شامل تھے پھر برابر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک رہے حتیٰ کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے سدھار گئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد آپ بصرہ میں بس گئے اور وہیں گھر بنا لیا بصرہ میں آج تک آپ کی اولاد ہے پھر آپ خراسان میں جہاد کرتے رہے حتیٰ کہ مرو میں فوت ہو گئے۔

ابن سعد: ہمیں مسلم بن ابراہیم خبر دیتے ہیں ان سے مبارک بن فضالہ بیان کرتے ہیں اور ان سے سیار بن سلامہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو برزہ کو دیکھا ان کا سر اور داڑھی سفید تھی۔

ابن سعد: ہمیں مسلم بن ابراہیم خبر دیتے ہیں ان سے ابو عمر زیاد بن ابی مسلم بیان کرتے ہیں ان سے امیہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ نے فرمایا کہ ابو برزہ اور ابو بکرہ بھائی بھائی بنے ہوئے تھے۔

عمران بن حصین بن عبید رضی اللہ عنہ:

بن خلف بن عبد نہم بن خریبہ بن جہمہ بن غاضرہ بن حبشیہ بن کعب بن عمرو۔ آپ کی کنیت ابو نجید ہے آپ معہ اپنے والد محترم اور ہمشیرہ کے شروع میں اسلام کو سینہ سے لگا چکے تھے آپ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک جہاد رہے مگر اپنی قوم ہی میں رہے کثرت سے مدینہ منورہ آتے جاتے رہتے تھے حتیٰ کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم داغ مفارقت دے گئے اور بصرہ شہر بسایا گیا آپ نے بھی بصرہ میں رہائش اختیار کر لی اور بصرہ ہی میں فوت ہوئے۔ بصرہ میں آج تک آپ کی اولاد باقی ہے جن میں خالد بن طلیق بن محمد بن

عمران بن حصین بصرہ کے قاضی بھی ہوئے ہیں۔

ابن سعد: ہمیں محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک خبر دیتے ہیں ان سے ہشام بن سعد بیان کرتے ہیں' ہشام سعید بن ہلال سے اور وہ ابوالاسود دؤلی سے بیان کرتے ہیں کہ ابوالاسود کہتے ہیں: کہ میں بصرہ میں آیا وہاں ابونجید عمران بن حصین تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ والوں کو دین سکھانے کے لیے بھیج دیا تھا۔

ابن سعد: ہمیں یزید بن ہارون خبر دیتے ہیں' انہیں ابراہیم بن عطاء' عمران بن حصین کے آزاد کردہ غلام اپنے باپ عطا سے خبر دیتے ہیں کہ عطا کہتے ہیں: عمران کی انگوٹھی پر گلے میں تلوار ڈالے ہوئے آدمی کی تصویر کندہ تھی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے گھر میں مٹی پر ایک انگوٹھی کی مہر دیکھی میرے والد نے فرمایا یہ عمران کی انگوٹھی ہے۔ ابن سعد: ہمیں عفان بن مسلم اور معلی بن اسد نے خبر دی انہیں عبداللہ بن عریان نے بتایا اور ان سے ابوعمران جونی نے بیان کیا کہ میں نے عمران کو ریشمی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا۔

ابن سعد: ہمیں یزید بن ہارون خبر دیتے ہیں' انہیں ابراہیم بن عطاء اپنے باپ سے خبر دیتے ہیں کہ عمران نے ایک شخص کے خلاف فیصلہ صادر فرمایا وہ بولا آپ نے مجھ پر فیصلہ میں ظلم کیا حالانکہ میں مجرم نہیں' پوچھا: کیوں؟ بولا' میرے خلاف جھوٹی گواہی دی گئی ہے' فرمایا: جو کچھ میں نے تمہارے خلاف فیصلہ کیا ہے وہ میں اپنی جیب سے ادا کر دوں گا اور آئندہ اللہ کی قسم کبھی فیصلہ نہیں کروں گا۔

ابن سعد: ہمیں روح بن عبادہ خبر دیتے ہیں' ان سے شعبہ بیان کرتے ہیں ان سے مفضل بن فضالہ قرشی ابورجاء عطاردی سے بیان کرتے ہیں کہ ابورجاء فرماتے ہیں: عمران ریشمی چادر اوڑھ کر ہمارے پاس آئے یہ چادر ہم نے آپ کے اوپر اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی اور نہ کبھی بعد میں دیکھی' آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حق تعالیٰ اپنے بندے کو کوئی نعمت عطا فرماتا ہے تو اپنے بندے پر اس کا اثر دیکھنا پسند فرماتا ہے۔

ابن سعد: ہمیں محمد بن عبید طنافسی خبر دیتے ہیں' ان سے اعمش ہلال بن یساف سے بیان کرتے ہیں کہ ہلال کہتے ہیں کہ میں بصرہ گیا اور ایک مسجد میں داخل ہوا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بزرگ جن کی داڑھی بھی سفید ہے اور سر بھی' ایک حلقہ میں ایک ستون سے ٹیک لگائے ہوئے باتیں فرما رہے ہیں میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ عمران بن حصین ہیں۔

ابن سعد: ہمیں وہب بن جریر نے خبر دی کہ مجھ سے میرے والد نے بیان فرمایا کہ میں نے حمید بن ہلال سے سنا وہ مطرف سے بیان فرماتے تھے کہ مطرف نے کہا: میں نے عمران سے کہا: میں آپ کی حالت دیکھ کر آپ کی بیمار پرسی کو نہیں آتا فرمایا نہ آیئے کیونکہ جو اللہ کو محبوب ہیں وہ مجھے بھی محبوب ہیں۔

ابن سعد: میں نے محمد بن سیرین سے سنا فرماتے تھے عمران کو تیس سال تک استسقاء کی بیماری رہی' ہر سال طبیب آگ سے داغنا تجویز کرتے تھے لیکن آپ یہ تجویز قبول نہیں فرماتے تھے لیکن وفات سے دو سال قبل آپ نے یہ تجویز منظور کر لی اور داغ سے علاج کرا لیا۔

ابن سعد: ہمیں عبدالوہاب بن عطاء نے بتایا کہ ہمیں عمران بن حدیر نے لاحق بن حمید سے خبر دی کہ عمران داغنے سے منع

فرمایا کرتے تھے پھر ایک بیماری میں وہ مبتلا ہو گئے اور انہوں نے یہی علاج کرایا پھر بلند آواز سے فرمار ہے تھے میں نے آگ سے داغوالیا لیکن افسوس! اس سے نہ تو تکلیف رفع ہوئی اور نہ بیماری گئی۔

ابن سعد: ہمیں وہب بن جریر بن حازم نے خبر دی کہ ہم سے ہمارے والد نے بیان فرمایا کہ میں نے حمید بن ہلال سے سنا وہ مطرف سے بیان فرماتے تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے عمران نے فرمایا تمہیں معلوم ہے مجھ پر سلام کیا جاتا تھا لیکن جب میں نے داغ لگوالیا تو سلام بند ہو گیا؟ میں نے پوچھا: کیا سرا ہنے سے سلام کیا جاتا تھا یا پائنتی سے؟ فرمایا سرا ہنے سے' میں نے دل میں کہا: آپ کی موت سے پہلے سلام پھر لوٹ آئے گا' پھر کچھ دنوں کے بعد عمران نے مجھ سے کہا: کچھ خبر بھی ہے سلام مجھ پر لوٹ آیا؟ (فرماتے ہیں) پھر اس کے بعد آپ چند دن ہی زندہ رہے۔

ابن سعد: ہمیں اسماعیل بن ابراہیم اسدی نے سلمہ بن علقمہ سے انہوں نے حسن سے خبر دی کہ عمران بن حصین نے وصیت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد جب تم میرا جنازہ لے کر نکلو تو تیز رفتار سے چلنا اور یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح آہستہ نہ چلنا اور میرے پیچھے آگ لے کر چیختے ہوئے نہ چلنا اور آپ نے امہات الاولاد کے بارے میں کچھ ہدایتیں فرمائیں جن میں ایک ہدایت یہ بھی تھی کہ جو خاتون مجھ پر نوحہ کرے گی وہ مذکورہ بالا رعایتوں کی حق دار نہ ہو گی۔

ابن سعد: ہمیں یزید بن ہارون نے بتایا کہ ہمیں ابراہیم بن عطاء بن ابی میمونہ آل عمران کے آزاد کردہ غلام نے اپنے والد سے بتایا کہ عمران نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے کے پیچھے چیختے ہوئے نہ جائیں اور آپ نے ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ میری قبر چوکور بنائی جائے اور قبر تقریباً چار انگل بلند رکھی جائے۔

ابن سعد: ہمیں مسلم بن ابراہیم اور عبید اللہ بن محمد بن حفص قرشی تیمی نے بتایا کہ ہم سے حفص بن نضر سلمی نے بیان کیا کہ میری والدہ نے اپنی والدہ' بنت عمران سے بیان کیا کہ جب عمران کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا کہ میری نعش کو پگڑی سے باندھ دینا اور جب تم مجھے دفن کرنے کے بعد گھر آؤ تو اونٹ نحر کر کے لوگوں کو کھانا کھلانا۔

محمد بن عمر وغیرہ فرماتے ہیں: عمران کی کنیت ابو نجید ہے' آپ حضرت ابوبکر و عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں آپ بصرہ میں زیاد بن ابی سفیان کی وفات سے ایک سال قبل فوت ہوئے' زیاد عہد معاویہ رضی اللہ عنہ میں ۵۲ھ میں فوت ہوئے۔

محجن بن اورع اسلمی سہمی رضی اللہ عنہ:

محمد بن عمر وغیرہ: آپ قدیم الاسلام ہیں' آپ ہی نے بصرہ والوں کے لیے بصرہ میں مسجد کی نشان دہی کی' آپ اپنی قوم میں تیروں کی مشق فرما رہے تھے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس سے گزرتے ہیں اور فرماتے ہیں تیروں کی مشق کرو' میں ابن الاورع کے ساتھ ہوں' پھر محجن بصرہ سے مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور مدینہ ہی میں عہد معاویہ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

اُمیہ بن مخشی خزاعی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: مجھے یحییٰ بن سعید قطان سے بتایا گیا کہ انہوں نے فرمایا: ہم سے جابر بن صبح نے بیان کیا کہ مجھ سے مثنیٰ بن عبد الرحمٰن خزاعی نے کہا جب کہ میں واسط تک ان کے ہم سفر رہا' مثنیٰ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتے تھے اور سب سے پچھلے

نوالہ پر فرماتے بسم اللہ اولہ وآخرہ میں نے کہا کھانے کے شروع میں تو آپ بسم اللہ پڑھتے ہیں اور آخری نوالہ پر بسم اللہ اولہ وآخرہ پڑھتے ہیں؟ (اس کا ثبوت کیا ہے؟) فرمایا میں نے اپنے دادا امیہ سے جو ایک صحابی تھے سنا فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھی پھر جب ایک نوالہ باقی رہ گیا تو بسم اللہ اولہ وآخرہ پڑھ لیا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا شیطان ان کے ساتھ کھاتا رہا حتیٰ کہ جب انہوں نے بسم اللہ اولہ وآخرہ کہا تو شیطان نے جو کچھ کھایا تھا سب الٹ دیا۔

عبداللہ بن مغفل بن عبدنہم رضی اللہ عنہ:

بن عفیف بن اسحم بن ربیعہ بن عدی بن ثعلبہ بن ذویب بن سعد بن عدی بن عثمان بن مزینہ۔ ابن سعد: ہمیں یحییٰ بن معین نے بتایا کہ عبداللہ کی کنیت ابوزیاد ہے (فرماتے ہیں) میں نے عبداللہ کے ایک بیٹے سے اس سلسلہ میں پوچھا تو کہا ان کی کنیت ابو سعید ہے' آپ اللہ کے خوف سے روتے ہی رہتے تھے' صلح حدیبیہ کے موقع پر درخت کے نیچے آپ نے بھی رحمتِ عالم ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی آپ مدینہ منورہ ہی میں رہائش پذیر رہے پھر بصرہ میں رہائش اختیار کر لی اور بصرہ ہی میں فوت ہو گئے۔

ابن سعد: ہمیں ہوذہ بن خلیفہ نے بتایا کہ ہم سے عوف نے خزاعی سے' انہوں نے زیاد بن محمد بن عبداللہ بن مغفل مزنی سے بیان فرمایا کہ عبداللہ نے مرض الموت میں گھر والوں کو وصیت فرمائی کہ میرے جنازے کے متصل میرے دوست ہی رہیں اور ابن زیاد میری نماز نہ پڑھائیں پھر جب آپ فوت ہو گئے تو آپ کے گھر والوں نے ابوبرزہ اسلمی' عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور دوسرے بصرہ کے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلوالیا انہوں ہی نے آپ کو غسل دیا اور کفن پہنایا (فرماتے ہیں) ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی آستینیں چڑھا لیں اور اپنے کرتوں کے دامن ازاروں میں ٹوم لیے پھر آپ کو غسل دے کر کفنا دیا پھر اس کے بعد وضو کر لیا غسل نہیں کیا پھر جب آپ کا جنازہ گھر سے باہر نکلا تو ابن زیاد اپنے آدمیوں کے ساتھ دروازہ پر منتظر تھے' ان سے کہا گیا کہ آپ وصیت کر گئے ہیں کہ ابن زیاد ان کی نماز نہ پڑھائیں (فرماتے ہیں) پھر ابن زیاد ان کے جنازے کے ساتھ چلتے رہے حتیٰ کہ جب بیضاء کے بالمقابل پہنچے تو جنازہ چھوڑ کر بیضاء کی طرف مڑ گئے۔

ابن سعد: ہمیں وکیع بن جراح نے ابوالاشہب سے' انہوں نے بکر بن عبداللہ مزنی سے انہوں نے عبداللہ بن مغفل سے خبر دی کہ عبداللہ نے وصیت کی کہ میرے جنازے کے پیچھے آگ لے کر نہ جانا۔

محمد بن عمر: آپ کی وفات عہد معاویہ رضی اللہ عنہ کے اخیر میں ہوئی' آپ نے بصرہ میں گھر بنالیا تھا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو بھی اہل بصرہ کو دینی تعلیم دینے کے لیے بصرہ روانہ فرمایا تھا۔

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ:

بن عبداللہ بن معبر بن حراق بن لائی بن کعب بن عبد بن ثور بن ہذمہ بن لاطم بن عثمان بن مزینہ' آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔

آپ ہی نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم سے نہر معقل کھدوائی' آپ بصرے چلے گئے تھے' وہیں بس گئے تھے اور گھر بنالیا تھا

اور بصرہ ہی میں عہد معاویہ رضی اللہ عنہ کے اخیر میں فوت ہوئے اس زمانے میں بصرہ کے گورنر عبیداللہ بن زیاد تھے۔

حارث بن نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ:

بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔

آپ بصرہ کی طرف منتقل ہو گئے تھے اور وہیں گھر بنا کر بس گئے تھے' اسی وقت عبداللہ بن عامر بن کریز بصرہ کے گورنر تھے' آپ عہدِ عثمان میں بصرہ ہی میں فوت ہوئے بصرہ ہی میں آپ کی اولاد ہے آپ نے میت پر نماز کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ:

بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔ آپ بھی بصرہ چلے گئے تھے اور وہیں بس گئے تھے اور بصرہ ہی میں وفات پا گئے' آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد: ہمیں وکیع بن جراح نے عیینہ بن عبدالرحمٰن بن جوشن سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عبدالرحمٰن بن سمرہ کے جنازے میں ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو ایک خچر پر سوار دیکھا۔

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ:

آپ کا اسم گرامی نفیع بن مسروق ہے اور بعض حدیثوں میں مسروق کے بجائے مسروح ہے اور آپ کی والدہ سمیہ ہیں اور آپ سمیہ کی طرف سے زیاد بن ابی سفیان کے بھائی ہیں' آپ طائف میں غلام تھے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا تو آپ نے اعلان کرا دیا تھا کہ جو آزاد شخص ہمارے پاس آ جائے گا اسے امن ہے اور جو غلام آ جائے گا وہ آزاد ہے چنانچہ اہل طائف کے متعدد غلام آپ کی پناہ میں آ گئے تھے جن میں سے ایک ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں' رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو آزاد کر دیا تھا' ابوبکرہؓ چرخی کے ذریعہ قلعہ کی دیوار سے اترے تھے اس لیے لوگ آپ کو ابوبکرہ کی کنیت سے پکارنے لگے' آپ فرمایا کرتے تھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہوں۔

ابن سعد: ہمیں ابو عامر عقدی نے بتایا کہ ہم سے اسود بن شیبان نے خالد بن سمیر سے بیان کیا کہ ثقیف نے ابوبکرہ کا دعویٰ کرنا چاہا ابوبکرہ نے کہا میں تو چھوڑا ہوا (مسروح) ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہوں۔

ابن سعد: ہمیں فضل بن دکین نے بتایا کہ ہم سے ابوالاحوص نے مغیرہ سے انہوں نے شباک سے اور انہوں نے ایک ثقفی سے بیان کیا کہ اس نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوبکرہ کو لوٹانے کی درخواست کی جب کہ آپ طائف کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کیونکہ ابوبکرہ ہمارا ایک غلام تھا لیکن آپ نے ابوبکرہ کو لوٹانے سے انکار فرما دیا اور فرمایا ابوبکرہ اللہ کی طرف سے آزاد کیا ہوا ہے اور اللہ کے رسول کی طرف سے بھی آزاد کردہ ہے۔

ابن سعد: ہمیں یحییٰ بن حماد نے بتایا کہ ہم سے ابوعوانہ نے' ان سے مغیرہ نے' ان سے شباک نے اور ان سے عامر نے بیان کیا کہ بنو ثقیف نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوبکرہ کو جو ان کا غلام تھا لوٹانے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا: نہیں' وہ اللہ کا اور

اس کے رسول کا آزاد کیا ہوا ہے۔

ابن سعد: اور ہمیں اسماعیل بن ابراہیم اسدی اپنی ایک حدیث میں جسے وہ ابوبکرہ سے روایت کرتے ہیں بتایا کہ ابوبکرہ نے سکرات کے وقت اپنی بیٹی سے کہا: ابن مسروح حبشی پر رو آپ ایک پرہیزگار و نیک شخص تھے آپ نے اسے اپنے بھائی زیاد کی طرف اپنے دل میں محمول کر لیا تھا پھر جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو اپنے باپ کے نسب میں شامل کرنا چاہا تو ابوبکرہ نے زیاد کو اس الحاق سے منع فرمایا' لیکن زیاد نہیں مانے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہم خیال ہو گئے اس پر ابوبکرہ نے قسم کھالی کہ میں زیاد سے کبھی نہیں بولوں گا چنانچہ بات کرنے سے پہلے فوت ہو گئے' زیاد نے ابوبکرہ کی اولاد کو مقرب بنا لیا تھا اور ان کی عزت کی' ان کو جاگیریں دیں اور انہیں مختلف مقامات کا حاکم مقرر کیا پھر حق تعالیٰ نے انہیں بہت کچھ دولت عطا فرمادی اور انہوں نے عرب ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ ہم نفیع بن حارث ثقفی کی اولاد میں سے ہیں۔

ابوبکرہ بصرہ میں عہد معاویہ رضی اللہ عنہ میں زیاد کی گورنری میں فوت ہوئے۔

ابن سعد: ہمیں یزید بن ہارون اور محمد بن عبداللہ انصاری نے بتایا کہ ہمیں عیینہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ انہوں نے ابوبکرہ کو ایک منقش ریشمی چادر جس کا تانا خالص ریشم کا تھا اوڑھے ہوئے دیکھا۔

براء بن مالک بن نضر بن ضمضم رضی اللہ عنہ:

بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی النجار' آپ غزوۂ احد وخندق میں اور ان کے بعد تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے آپ لڑائی میں بڑی بہادری کا اظہار فرمایا کرتے تھے اور دشمن کو قتل کر کے اس پر غالب آ جایا کرتے تھے۔

ابن سعد: ہمیں عمرو بن عاصم کلابی نے بتایا کہ ہم سے محمد بن عمرو نے محمد بن سیرین سے بیان کیا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ براء بن مالک کو کسی اسلامی لشکر کا سالار نہ بناؤ کیونکہ وہ اسے ہلاکت گاہ میں لے جائیں گے۔

ابن سعد: ہمیں عفان بن مسلم نے بتایا کہ ہمیں حماد بن سلمہ نے خبر دی (فرماتے ہیں) ثابت کا گمان ہے کہ انس بن مالک نے خبر دی کہ میں براء بن مالک کے پاس گیا آپ گن گنا رہے تھے اور اپنی کمان کی تانت کو بجا رہے تھے' میں بولا: یہ کب تک؟ فرمایا: انس! کیا تمہارا خیال ہے کہ میری موت بستر پر آئے گی؟ اللہ کی قسم میں نے نوے سے کچھ اوپر کافر قتل کیے ہیں اور وہ مقتول ان کے سوا ہیں جن میں دوسروں کے ساتھ شریک رہا۔

ابن سعد: اور ہمیں عمر بن حفص نے ثابت سے اور انہوں نے انس بن مالک سے خبر دی کہ جب فارس میں یوم عقبہ پیش آیا اور مجاہد مرعوب ہو کر سمٹ گئے تو براء بن مالک کھڑے ہو کر گھوڑے پر سوار ہوئے حالانکہ گھوڑے کے کھر گھسے ہوئے تھے پھر آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم نے اپنے دشمنوں کو اپنے اوپر حاوی کر لیا' بڑا برا کیا پھر آپ دشمن پر ٹوٹ پڑے آخر کار حق تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے دشمن کو شکست دی اور مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی لیکن اس دن آپ شہید ہو گئے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آمین۔

محمد بن عمر: یہ جو ابن سعد فرماتے ہیں کہ آپ جنگ تستر میں شہید ہوئے' یہ تمام علاقہ علماء کے نزدیک فارس ہی کا کہلاتا ہے۔

انس بن مالک بن نضر بن ضمضم رضی اللہ عنہ:

بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار' آپ کی والدہ کا اسم گرامی ام سلیم بنت ملحان ہے اور ام سلیم ہی آپ کے بھائی براء کی والدہ ہیں۔

ابن سعد: ہمیں یزید بن ہارون نے بتایا کہ ہمیں ابو محمد علاء ثقفی نے خبر دی کہ میں نے انس بن مالک سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے آٹھ سال کی عمر سے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔

ابن سعد: ہمیں محمد بن کناسہ اسدی نے بتایا کہ ہم سے جعفر بن برقان نے عمران بصری سے اور انہوں نے انس بن مالک سے بیان کیا کہ انس نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی آپ نے مجھے کبھی ایسا کام نہیں بتایا جس سے میں سست پڑ جاتا یا میرے کام کو آپ نے کبھی برا نہیں کیا اور نہ اسے بسرایا اور اگر آپ کے گھر والوں میں سے کسی نے مجھے کچھ کہا بھی تو آپ نے یہ فرما کر اسے خاموش کر دیا جانے بھی دو اگر مقدر میں ہوتا تو اس طرح ہو جاتا۔

ابن سعد: ہمیں عارم بن فضل نے بتایا کہ ہم سے حماد بن زید نے ہشام سے' اور انہوں نے موسیٰ بن انس سے بیان کیا کہ اگر ہم قبیلۂ ازد کے نہ ہوں تو عرب نہیں' حماد فرماتے ہیں: یعنی ہم قبیلۂ ازد کے ہیں۔

ابن سعد: ہمیں ابو معشر عبداللہ بن عمرو منقری نے بتایا کہ ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا کہ ہم سے ابو غالب باہلی نے ذکر کیا کہ میں عبداللہ بن عمیر لیثی کے جنازے میں شریک تھا اتنے میں میں نے ایک شخص کو ایک چھوٹے سے گھوڑے پر سوار دیکھا جو ایک مہین وسیاہ کمبل اوڑھے ہوئے ہے اور دھوپ سے بچنے کے لیے اس کے سر پر ایک کپڑا پڑا ہوا ہے جس کے دو کنارے اس کی دونوں آنکھوں کے گوشوں پر پڑے ہوئے ہیں' میں نے پوچھا یہ کون دہقان ہے؟ لوگ بولے: یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں (فرماتے ہیں) پھر تو میں بھیڑ کو چیرتا پھاڑتا آپ کے قریب چلا گیا' پھر جب جنازہ زمین پر رکھ دیا گیا تو انس نے جنازے کے سرہانے کھڑے ہو کر درمیانی نماز پڑھائی نہ لمبی کی اور نہ مختصر ہی کی اور چار تکبیریں کہیں۔

ابن سعد: ہمیں وکیع بن جراح نے سلمہ بن وردان سے خبر دی کہ میں نے انس کے سر پر بلا ٹوپی کے سیاہ پگڑی دیکھی جس کا شملہ آپ نے پیچھے لٹکا رکھا تھا۔ ابن سعد: ہمیں وکیع نے ابو طالوت عبدالسلام بن شداد سے بتایا کہ میں نے انس کے سر پر ریشمی پگڑی دیکھی۔

ابن سعد: ہمیں عفان بن مسلم نے خبر دی کہ ہم سے حماد بن سلمہ نے حمید سے اور انہوں نے انس سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انگوٹھیوں پر عربی تحریر کندہ کرانے سے منع فرما دیا تھا اور انس کی انگوٹھی میں بھیڑیئے یا لومڑی کی تصویر کندہ تھی۔

ابن سعد: ہمیں عارم بن فضل نے بتایا کہ ہم سے حماد بن زید نے ایوب سے اور انہوں نے محمد سے بیان کیا کہ انس کی انگوٹھی کا نقش گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا شیر تھا۔ ابن سعد: ہمیں بکار بن محمد نے اپنے والد سے بتایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں انس رضی اللہ عنہ مال میں سب سے زیادہ حریص تھے۔

ابن سعد: ہمیں ولید بن مسلم نے بتایا کہ ہم سے اوزاعی نے بیان کیا کہ مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے ذکر کیا کہ میں نے انس

کو دیکھا مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں پھر آپ کوئی چیز گاڑ کر یا رکھ کر اس کی طرف نماز پڑھنے لگے۔ ابن سعد: ہمیں وکیع نے ہشام دستوائی سے اور انہوں نے قتادہ سے خبر دی کہ انس وفات سے ایک سال قبل روزے رکھنے کے قابل نہ رہے تھے چنانچہ اس سال آپ نے روزے نہیں رکھے اور تیس مسکینوں کو کھانا کھلا دیا۔

ابن سعد: ہمیں بکار بن محمد نے بتایا کہ ہم سے ابن عون نے بیان کیا کہ انس نے مرض الموت میں وصیت کی کہ انہیں محمد بن سیرین نہلائیں اور وہی آپ کے جنازے کی نماز پڑھائیں محمد اس وقت قید خانہ میں تھے لہٰذا لوگ امیر کے پاس جو ایک اسیدی شخص تھے پہنچے اور انس کی وصیت کا ذکر کیا امیر نے ابن سیرین کو تھوڑی سی دیر کے لیے رہا کر دیا چنانچہ ابن سیرین نے آ کر انس کو غسل دیا' کفنایا اور ان کے جنازے کی قصر انس میں جو طف میں تھا نماز پڑھائی پھر ابن سیرین فارغ ہو کر حسبِ سابق قید خانہ چلے گئے اور گھر نہیں گئے۔

ابن سعد: ہمیں اسماعیل بن ابراہیم نے عبدالعزیز بن صہیب اور انہوں نے انس سے خبر دی کہ جب سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو ابوطلحہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آپ کی خدمتِ اقدس میں لے گئے اور بولے یا رسول اللہ! انس ایک ہوشیار لڑکا ہے اس لیے یہ آپ کی خدمت کرے گا (فرماتے ہیں) پھر میں سفر و حضر میں آپ کی خدمات کے فرائض انجام دیتا رہا اللہ کی قسم آپ نے میرے کسی کام کو یہ نہیں کہا کہ تو نے یہ کام اس طرح کیوں کیا؟ اور اگر میں نے کوئی کام نہیں کیا تو آپ نے یہ نہیں کہا کہ تو نے یہ کام اس طرح کیوں نہیں کیا؟

ابن سعد: ہمیں یزید بن ہارون اور محمد بن عبداللہ انصاری نے بتایا کہ ہمیں حمید طویل نے انس سے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں آنے کے بعد ام سلیم نے میرا ہاتھ پکڑا اور وہ مجھے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں اور بولیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بیٹا ہے اور یہ بچہ لکھنا بھی جانتا ہے انس فرماتے ہیں پھر میں نے آپ کی نو سال خدمت کی آپ نے میرے کسی کام کو کبھی نہیں بسرایا اور اسے برائی کے ساتھ کبھی نہیں ٹوکا۔

ابن سعد: ہمیں سلیمان بن حرب نے بتایا کہ ہم سے حماد بن زید نے سنان بن ربیعہ سے بیان کیا۔ سنان فرماتے ہیں میں نے انس سے سنا فرماتے تھے میری والدہ مجھے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور بولیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کا چھوٹا سا خادم ہے آپ اس کے لیے اللہ سے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا: اے اللہ انس کے لیے مال و اولاد کی ریل پیل کر دے' اس کی عمر دراز فرما اور اس کے گناہ معاف فرما۔ انس فرماتے ہیں: میں اپنی صلبی اولاد ۹۸ یا فرمایا ۱۰۲ دفن کر چکا ہوں اور میرا باغ سال میں دوبار پھل لاتا ہے اور میں آج تک زندہ ہوں حتیٰ کہ زندگی سے اکتا گیا ہوں اور مجھے چوتھی بات کی قبولیت کی بھی اُمید ہے۔

ابن سعد: ہمیں مسلم بن ابراہیم نے بتایا کہ ہم سے سلام بن مسکین نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالعزیز ابی جمیلہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ مجھے اپنے بارے میں' اپنے مال کے بارے میں اور اپنی اولاد کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یاد ہے۔

ابن سعد: ہمیں محمد بن عبداللہ انصاری نے بتایا کہ ہم سے میرے والد نے ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے بیان کیا کہ انس کا

انگورستان سالانہ دوبار پھلتا تھا۔

ابن سعد: ہم کو عفان بن مسلم اور ابوالولید ہشام طیالسی نے بتایا کہ ہم سے ابوعوانہ نے ابوعثمان جعد سے اور انہوں نے انس سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یا بنی (اے پیارے بچے) کے خطاب سے پکارا کرتے تھے۔

ابن سعد: ہمیں عفان بن مسلم نے بتایا کہ ہمیں معتمر بن سلیمان نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے انس سے سنا فرماتے تھے کہ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والا بجز میرے کوئی باقی نہیں۔

ابن سعد: ہمیں قبیصہ بن عقبہ نے بتایا کہ ہم سے سفیان نے جابر سے انہوں نے ایک شخص سے اور انہوں نے انس سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کنیت رکھ دی تھی حالانکہ ابھی میں بچہ ہی تھا۔

ابن سعد: ہمیں سعید بن منصور نے بتایا کہ ہم سے سفیان نے زہری سے بیان کیا کہ انہوں نے انس سے سنا فرماتے تھے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں دس سال کا تھا اور جب آپ کی وفات ہوئی تو میں بیس سال کا تھا اور میری مائیں آپ کی خدمت کا مجھے شوق دلاتی رہتی تھیں آپ ایک دن ہمارے گھر تشریف لائے ہم نے آپ کے لیے اپنی پالی ہوئی بکری کا دودھ دوہا۔ آپ نے اس میں گھر کے کنویں کا پانی ملا کر پیا آپ کے بائیں طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور دائیں طرف ایک دیہاتی تھا اور عمر رضی اللہ عنہ ایک گوشہ میں تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پی چکے تو عمر رضی اللہ عنہ بولے یا رسول اللہ بچا ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دیجئے لیکن آپ نے دیہاتی کو پکڑا دیا اور فرمایا سیدھی جانب والا پھر اس کے سیدھی جانب والا حقدار ہوتا ہے۔

ابن سعد: ہمیں مسلم بن ابراہیم نے بتایا کہ ہم سے مثنیٰ بن سعید ذارع نے بیان کیا کہ میں نے انس سے سنا فرماتے تھے کوئی ایسی رات نہیں آتی جس میں میں اپنے حبیب کو نہ دیکھتا ہوں پھر آپ زاروقطار روتے۔

ابن سعد: ہمیں عفان بن مسلم نے بتایا کہ ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا کہ ہم سے ثابت نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ نماز ابن ام سلیم (انس بن مالک) سے زیادہ کسی کی نہیں دیکھی۔

ابن سعد: ہمیں محمد بن عبداللہ انصاری نے خبر دی کہ ہم سے ابن عون نے بیان کیا کہ جب انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان فرماتے تو یہ بھی کہہ دیا کرتے تھے: یا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ابن سعد: ہمیں حسن بن موسیٰ اشیب نے خبر دی کہ ہم سے حماد بن سلمہ نے حمید سے اور انہوں نے انس سے بیان کیا کہ انس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کی تو ایک شخص نے ان سے پوچھا: کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ اس پر انس نے انتہائی غصہ میں بھر کر فرمایا: اللہ کی قسم ہم نے ہر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی لیکن ہم آپس میں کسی مسلمان کو جھوٹا نہیں سمجھتے تھے۔

ابن سعد: ہمیں علاء بن عبدالجبار عطار نے اور عارم بن فضل نے خبر دی کہ ہم سے حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا گیا تو میں مدینہ منورہ پہنچا اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اپنا ہاتھ اٹھائیے کہ میں آپ کے ہاتھ پر انہیں شرطوں کے ساتھ بیعت کروں جن شرطوں

کے ساتھ آپ نے اپنے سے پہلے اپنے ساتھی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی یعنی آپ کے احکامات سن کر مقدور بھر اطاعت کرنے پر۔

ابن سعد: ہمیں اسماعیل بن زرارہ نے بتایا کہ ہمیں جعفر بن سلیمان ضبعی نے خبر دی کہ ہم سے ثابت بنانی نے بیان کیا کہ انس بن مالک کے کھیتوں کی نگرانی کرنے والے نے کہا کہ بارش نہیں ہوئی ہرے بھرے کھیت سوکھے جارہے ہیں یہ سن کر انس رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھ کر بارش کی دعا مانگی فوراً ایک بادل اٹھا اور آپ کے کھیتوں پر چھا گیا اور اتنا برسا کہ کھیت پانی سے بھر گئے آپ نے اپنے غلام سے کہا جاؤ دیکھ کر آؤ کہ یہ بادل کہاں کہاں برسا غلام نے دیکھا تو بارش انس رضی اللہ عنہ کے کھیتوں سے آگے نہیں بڑھی تھی۔

ابن سعد: ہمیں محمد بن عبداللہ انصاری نے خبر دی کہ ہم سے میرے والد نے ثمامہ بن عبداللہ سے بیان کیا کہ موسم گرما میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے باغ کا مالی آیا اور باغ کے سوکھ جانے کی شکایت کی آپ نے پانی منگا کر وضو کیا اور نماز پڑھی پھر پوچھا کیا آسمان پر کوئی بادل نظر آیا؟ مالی بولا نہیں پھر آپ نے گھر میں جا کر نماز پڑھی پھر تیسری یا چوتھی بار نماز پڑھنے کے بعد پوچھا کوئی بادل اٹھا؟ مالی بولا اس بار تو ایک پرندے کے پر کے برابر بادل دکھائی دے رہا ہے پھر آپ نماز پڑھ پڑھ کر دعائیں مانگنے لگے حتیٰ کہ مالی نے آ کر کہا آسمان پر گھٹا چھا گئی اور بارش ہونے لگی فرمایا: اس گھوڑے پر جسے بشر بن شغاف نے بھیجا ہے سوار ہو کر دیکھ کر آؤ کہاں تک بارش ہوئی ہے؟ مالی سوار ہو کر دیکھ کر آیا اور بولا: بارش نے خوشحالوں کے محلوں سے آگے تجاوز نہیں کیا ہے اور نہ غضبان کے محل سے۔

ابن سعد: ہمیں معلّٰی بن اسد نے بتایا کہ ہم سے حفص بن ابی صہباء عدوی نے بیان کیا کہ میں نے ابو غالب سے سنا فرماتے تھے میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے زیادہ کلام پر کسی کو بخیل نہیں پایا۔

ابن سعد: ہمیں یحییٰ بن خلیف بن عقبہ نے خبر دی کہ ہم سے ابن عون سے عطاء واسطی سے اور انہوں نے انس سے بیان کیا کہ انسان اس وقت تک متقی نہیں ہو سکتا جب تک زبان کی احتیاط نہ کرے اور اپنی باتوں پر نہ کڑھے۔

ابن سعد: ہمیں محمد بن عبداللہ انصاری نے بتایا کہ ہم سے ہمارے شیخ ابو الحباب نے بیان کیا کہ میں نے جریری سے سنا فرماتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ذات العرق سے احرام باندھا (فرماتے ہیں) ہم نے حلال ہونے تک ان کے منہ سے بجز ذکر اللہ کے کوئی بات نہیں سنی (فرماتے ہیں) پھر آپ نے مجھ سے فرمایا بھتیجے احرام اسی طرح ہوتا ہے۔

ابن سعد: ہمیں محمد بن عبداللہ انصاری نے خبر دی کہ ہم سے میرے والد نے میرے چچا ثمامہ بن عبداللہ سے اور انہوں نے انس بن مالک سے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں سے کہا پیارے بیٹو! علم کو لکھ کر مقید کر لو۔

ابن سعد: ہمیں عفان بن مسلم اور حسن بن موسیٰ اشیب نے خبر دی کہ ہم سے حماد بن سلمہ نے ثابت البنانی سے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں نے اپنے والد سے درخواست کی: ابا جان! آپ جس طرح دوسرے لوگوں سے باتیں کرتے ہیں اس طرح ہم سے کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا: ہمارے بچو! جو کثرت سے باتیں کرتا ہے اس کے منہ سے بہت سی فضول باتیں بھی نکل جاتی ہیں۔

ابن سعد: ہمیں علی بن الحمید معنی نے خبر دی کہ ہم سے عمران بن خالد نے ثابت البنانی سے بیان کیا کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اوران کے رفقاء کی ایک جماعت کے ساتھ تھے کہ آپ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اللہ کی قسم تم سب مجھے اپنی اولاد سے زیادہ پیارے ہو' الا یہ کہ میری اولاد خیر و بھلائی میں تم جیسی ہو۔

ابن سعد: ہمیں عمرو بن عاصم کلابی نے بتایا کہ ہم سے ہمام بن یحییٰ نے ابن جریج سے اورانہوں نے زہری سے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی میں محمد رسول اللہ کندہ کرا رکھا تھا جب آپ قضائے حاجت کے لیے جاتے تھے تو انگوٹھی اتار دیا کرتے تھے۔

ابن سعد: ہمیں فضل بن دکین نے خبر دی کہ ہم سے عیسیٰ بن طہمان نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا سیاہ پگڑی باندھے ہوئے حجاج کے پاس تشریف لائے' داڑھی میں زرد خضاب کیا ہوا تھا۔

ابن سعد: ہمیں فضل بن دکین اور عبید اللہ بن موسیٰ نے بتایا کہ ہم سے اسرائیل نے عمران بن مسلم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو زرد تہبند میں دیکھا آپ ٹانگ پر ٹانگ رکھے ہوئے تھے۔

ابن سعد: محمد بن عبد اللہ انصاری بہ تحدیث ابن عون: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا جسم پر ریشمیں منقش چادر تھی سر پر ریشمیں پگڑی تھی اور ریشمیں ہی جبہ تھا انصاری فرماتے ہیں میرے والد نے فرمایا کہ اس کا تانا کتان کا تھا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث معتمر بن سلیمان' میرے والد نے فرمایا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے جسم پر ریشمیں زرد چادر دیکھی میں نے اپنے علم میں اس سے زیادہ خوبصورت کپڑا کبھی نہیں دیکھا تھا۔

ابن سعد: باخبار شہاب بن عباد بتحدیث ابراہیم بن حمید از اسماعیل بن ابی خالد: میں نے انس بن مالک کو ایک یمنی چھوٹی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا اور سر پر پگڑی تھی۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین' بتحدیث بدر بن عثمان: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سر پر سیاہ پگڑی دیکھی۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین از خالد بن ایاس از ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا آپ اس (ریشمیں) کپڑے کو اوڑھے ہوئے تھے۔

ابن سعد: باخبار وکیع بن جراح اور فضل بن دکین' بتحدیث ابوطالوت عبد السلام بن شداد: میں نے انس رضی اللہ عنہ پر ریشمیں پگڑی' ریشمیں جبہ اور ریشمیں چادر دیکھی لوگوں نے آپ سے کہا: یہ کیا؟ آپ ہمیں تو ریشم سے منع فرماتے ہیں اور خود پہنتے ہیں' فرمایا: ہمارے امراء ہمیں یہ لباس دیتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ امراء یہ لباس ہمارے جسموں پر دیکھیں۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین' بتحدیث یزید بن ابی صالح: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ پر زرد اور سرخ ریشم دیکھا۔ ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم' بتحدیث ابوالکعب صاحب حریر: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ پر سبز' منقش اور ریشمیں چادر دیکھی۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن ہیثم از اسرائیل از عمران بن مسلم: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کسم میں رنگا ہوا تہہ بند باندھے ہوئے دیکھا۔ ابن سعد: باخبار عمرو بن ہیثم' بہ تحدیث اسرائیل از عمران بن مسلم از انس: میں نے آپ پر کسم میں رنگے ہوئے دو

کپڑے دیکھے۔

ابن سعد: باخبار زید بن حباب' بخبر خالد بن عبداللہ واسطی' بخبر راشد بن معبد ثقفی: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی آستین پہنچے تک دیکھی۔

ابن سعد: باخبار وکیع بن جراح از سلمہ بن وردان: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سر پر بلا ٹوپی سیاہ پگڑی دیکھی آپ نے اس کا شملہ پیچھے لٹکا رکھا تھا۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین' بہ تحدیث عباد بن ابی سلیمان' میں نے انس رضی اللہ عنہ کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی۔ ابن سعد: باخبار عبید اللہ بن موسیٰ باخبار شیبان از اعمش: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو داڑھی میں زرد خضاب لگائے ہوئے دیکھا۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون باخبار اسماعیل بن ابی خالد: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو سرخ خضاب میں دیکھا۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین' بتحدیث شریک از ابن ابی خالد: میں نے انس رضی اللہ عنہ کی سرخ داڑھی دیکھی۔ آپ نے پگڑی کا شملہ پیچھے لٹکا رکھا تھا۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون باخبار حمید طویل از بعض اولادِ انس: سالِ وفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ روزوں پر قادر نہ تھے۔ لہٰذا آپ نے تیس مساکین کو گوشت روٹی کھلائی اور ایک یا دو مسکینوں کو مزید بھی۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بحدیث حمید طویل: میں نے عمر بن انس سے پوچھا: انس رضی اللہ عنہ نے کیا کیا اور کیا کام انجام دیئے؟ بولے آپ وفات سے ایک سال پہلے روزے نہ رکھ سکے (فرماتے ہیں) آپ نے کٹورے بھر بھر کر روزانہ ایک مسکین کو کھانا کھلایا اور پورے تیس محتاجوں کی تعداد پوری کی اور مزید مسکینوں کو بھی کھلایا۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث ہشام بن حسان از محمد: جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو محمد بن سیرین کسی قرض کے سلسلہ میں جیل میں تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ وصیت فرما گئے تھے کہ ابن سیرین انہیں نہلائیں' چنانچہ امیر عمر بن یزید سے اس سلسلہ میں گفتگو کی گئی امیر نے اتنی دیر کے لیے ابن سیرین کو چھوڑ دیا پھر ابن سیرین فارغ ہو کر جیل ہی چلے گئے ابن سیرین عمر بن یزید کے عمر بھر اس احسان کو نہیں بھولے اور ان کی اولاد کے سامنے ان کا شکریہ ادا کرتے رہے۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد' بتحدیث ابن عون: حضرت انس رضی اللہ عنہ مرنے سے پہلے وصیت کر گئے تھے کہ انہیں ابن سیرین ہی نہلائیں اور وہی نمازِ جنازہ پڑھائیں' ابن سیرین حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن محبوس تھے لوگوں نے اس سلسلہ میں امیر سے جو بنی اسید میں سے تھا اجازت مانگی اس نے اجازت دے دی ابن سیرین نے آ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کو غسل دیا اور کفنایا اور آپ کے جنازے کی قصرِ انس میں جو طف میں تھا نماز پڑھائی پھر حسبِ سابق جیل میں چلے گئے اور گھر نہیں گئے۔

ابن سعد: باخبار عبدالوہاب بن عطاء عجلی' از حمید طویل از انس: میری خوشبو میں مشک' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اور سک (ایک قسم کی خوشبو ہے) ڈالی جائے۔ ابن سعد: میں نے قاضی محمد بن عبداللہ انصاری سے پوچھا' وفات کے دن حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کتنی عمر تھی؟ فرمایا ۱۰۷ سال کی عمر تھی۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عمر' بخبر عبداللہ بن یزید ہذلی۔ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک تھا آپ بصرہ میں عہد ولید بن عبدالملک میں ۹۲ھ میں فوت ہوئے۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عمر بخبر خلید بن دعلج از قتادہ از حسن: حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی ہیں۔ ابن سعد: باخبار فضل بن دکین: حضرت انس رضی اللہ عنہ ۹۳ھ میں فوت ہوئے۔

محمد بن عمر: حضرت انس' حضرت ابوبکر' عمر' عثمان اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ہشام بن عامر بن اُمیہ بن زید رضی اللہ عنہ:

بن حسماس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار' آپ کی والدہ بہراء میں سے ہیں اور آپ کے والد بدر واحد کے مجاہدین میں سے ہیں آپ کے والد نے جنگ احد میں درجۂ شہادت حاصل فرمایا: ہشام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں اور آپ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ سرکارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بصرہ میں رہنے لگے تھے اور یہیں لاولد فوت ہوئے۔

ابن سعد: باخبار معلّٰی بن اسد بتحدیث عبدالعزیز بن مختار از علی بن زید از حسن از ہشام بن عامر: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پوچھا: تمہارا نام کیا ہے' میں بولا: شہاب' فرمایا: نہیں' بلکہ تم ہشام ہو۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب از حمید بن ہلال: ہشام فرماتے ہیں تم صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت سے مجھے گراتے ہو صحابہ رضی اللہ عنہم مجھ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے والے نہ تھے اور نہ مجھ سے زیادہ حافظ تھے میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک دجال کے فتنہ سے بڑا کوئی فتنہ نہیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ۔ بتحدیث حمید بن ہلال: قبیلہ کے کچھ لوگ ہشام کو چھوڑ کر عمران بن حصین وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ترجیح دیتے تھے اس پر ہشام نے کہا تم مجھ پر ان لوگوں کو ترجیح دیتے ہو جو مجھ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے والے نہ تھے اور نہ مجھ سے زیادہ آپ کی حدیثوں کو یاد کرنے والے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک دجال کے فتنہ سے بڑا کوئی فتنہ نہیں۔

ثابت بن زید بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن زید بن نعمان بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج' آپ کی کنیت ابوزید ہے۔ ابن سعد: باخبار ابوزید انصاری بصری نحوی (سعید بن اوس بن ثابت بن بشیر بن ابی زید: ثابت بن قیس میرے دادا ہیں اور جنگ احد میں شریک تھے' عہد رسالت میں جن چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن حکیم جمع فرمایا تھا ان میں سے ثابت بھی ہیں آپ بصرہ میں مقیم ہو گئے تھے اور وہیں گھر بنا لیا تھا پھر عہد فاروقی میں مدینہ منورہ تشریف لائے اور مدینہ ہی میں فوت ہوئے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: ابوزید! حق تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے بلاشبہ آج دنیا کا سب سے زیادہ امین شخص خاک میں دبا دیا گیا آپ کے صاحبزادے بشیر بن ابی زید ہیں۔

بشیر بن ابی زید رضی اللہ عنہ:

آپ ابوزید کے فرزند ارجمند ہیں جنگ حرہ میں شہید ہوئے اس خاندان کے آج بھی بصرہ میں باقی حضرات مقیم ہیں۔

ابن سعد: باخبار ابو عامر عبدالملک بن عمرو عقدی' بتحدیث علی بن مبارک از ابو محمد حسن: میں اور ایک اور شخص دونوں جامع مسجد سے آئے اور ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ کی ایک ٹانگ جنگ احد میں کام آ گئی تھی پھر نماز کا وقت ہوا تو آپ نے بیٹھ کر اذان دی اور بیٹھ کر ہی تکبیر کہی اور ایک شخص کو نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھا دیا۔

ابوزید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ:

آپ عزرہ بن ثابت کے دادا ہیں۔

ابن سعد: باخبار عبدالصمد بن عبدالوارث بتحدیث شعبہ' بتحدیث تمیم بن حویص: میں نے ابوزید سے سنا فرماتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر تیرہ لڑائیاں لڑیں' بقول شعبہ آپ عزرہ کے دادا ہیں۔

ابن سعد: باخبار حجاج بن نصیر بتحدیث قرہ بن خالد از انس بن سیرین بتحدیث ابوزید بن اخطب: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حق تعالیٰ نے تم کو خوبصورتی عطا فرمائی' یہ ایک خوبصورت نوجوان تھے اور اچھی ہیئت کے مالک تھے۔ فرماتے ہیں: میں نے بعض بصریوں سے سنا ہے کہ عمرو بن اخطب عزرہ بن ثابت بن عمرو بن اخطب کے دادا ہیں' آپ سے انس بن سیرین' حسن بن محمد عبدی' ابونہیک یزید رشک اور علباء بن احمر روایت کرتے ہیں' بصرہ میں آپ کی طرف ایک مسجد منسوب ہے۔

حکم بن عمرو بن مجدع بن حذیم رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن نعیلہ بن ملیک بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ' نعیلہ' غفار کے بھائی ہیں۔ حکم نبی ﷺ کی صحبت میں رہے حتیٰ کہ نبی ﷺ فوت ہو گئے پھر آپ بصرہ منتقل ہو کر وہیں بس گئے' پھر زیاد بن ابی سفیان نے آپ کو خراسان کا حاکم بنا دیا اور آپ خراسان چلے گئے۔

ابن سعد: باخبار اسحٰق بن یوسف ازرقی بتحدیث ہشام بن حسان از حسن: زیاد نے حکم کو خراسان کی طرف روانہ کیا اللہ تعالیٰ نے حکم کے زیر سرکردگی لشکر اسلام کو فتح عطا فرمائی اور مسلمانوں کو بہت کچھ مال غنیمت ملا پھر زیاد نے حکم کو لکھا: امابعد' امیر المومنین نے مجھے لکھا ہے کہ تمام سونا چاندی ان کے لیے روانہ کر دیا جائے اس لیے تم مجاہدوں میں سونا چاندی نہ بانٹنا' حکم جواب میں لکھتے ہیں: آپ پر بھی سلامتی ہو' آپ نے مجھے اپنے خط میں امیر المومنین کے خط کا حوالہ دیا ہے لیکن مجھے اللہ کی کتاب امیر المومنین کی کتاب سے پہلے ملی ہے' اللہ کی قسم اگر کسی پر آسمان و زمین مل جائیں اور اس کے دل میں اللہ کا تقویٰ ہو تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ ان دونوں پاٹوں سے بھی نکلنے کی کوئی نہ کوئی صورت پیدا فرما دے گا۔ السلام علیک (فرماتے ہیں) پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا جاؤ مال غنیمت بانٹ لو۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون' باخبار ہشام بن حسان از حسن: زیاد نے حکم کو (فوج دے کر) خراسان کی طرف روانہ کیا مسلمانوں نے شاندار فتح پائی اور ان کے کافی مال غنیمت ہاتھ لگا۔

ابن سعد: باخبار علی بن محمد قرشی: پھر حکم خراسان ہی میں رہے حتی کہ ۵۰ھ میں خراسان ہی میں عہد معاویہ رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے آپ کے بھائی رافع بن عمرو غفاری ہیں جن کا ترجمہ آگے آ رہا ہے۔

رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ:

آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور آپ سے عمرو بن سلیم وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل' بتحدیث معتمر بن سلیمان بسماع ابن حکم بن عمرو غفاری: میرے دادا نے رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا: میں بچہ تھا اور پتھر مار کر کھجوریں جھاڑا کرتا تھا آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یہاں ایک بچہ ہے جو کھجوریں پتھر مار مار کر جھاڑا کرتا ہے چنانچہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا آپ نے فرمایا لڑکے! کھجوروں پر کیوں پتھراؤ کیا کرتا ہے؟ میں بولا' کھجوریں کھانے کے لیے فرمایا کھجوریں نہ جھاڑا کر ہاں گری ہوئی کھجوریں اٹھا کر کھا لیا کر پھر آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر یہ دعا کی اے اللہ اس کا پیٹ بھر دے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم باخبار سلیمان بن مغیرہ بتحدیث حمید بن ہلال از عبداللہ بن صامت از ابوذر: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب میرے بعد میری امت میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا یہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح شکار سے تیر صاف نکل جاتا ہے پھر دین میں لوٹ کر نہیں آئیں گے یہ لوگ تمام مخلوق میں بدہوں گے (سلیمان کہتے ہیں میرا غالب گمان ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا: ان کی نشانی سر منڈانا ہے' عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں حکم بن عمرو کے بھائی رافع بن عمرو غفاری سے ملا اور بولا وہ کیا حدیث ہے جو میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنی وہ ایسا ایسا فرماتے تھے اور میں نے یہ حدیث آپ کو سنائی فرمایا تم کو اس پر کیوں تعجب ہے؟ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ:

ابن ثعلبہ بن وہیب بن عائذ بن ربیعہ بن یربوع بن سمال بن عوف بن امرؤ القیس بن بہثہ بن سلیم۔ ابن سعد: باخبار عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ' بتحدیث محمد بن فضیل از عاصم از ابوعثمان از مجاشع بن مسعود: میں معہ اپنے بھائی جان کے ہجرت پر بیعت کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' فرمایا: ہجرت ختم ہو گئی ہم بولے: پھر کس بات پر بیعت کریں؟ فرمایا اسلام پر اور اللہ کی راہ میں جہاد پر' فرماتے ہیں پھر ہم نے آپ سے بیعت کر لی' فرماتے ہیں پھر میں مجاشع کے بھائی سے ملا انہوں نے کہا: مجاشع نے تم سے سچ فرمایا' آپ کے بھائی مجالد بن مسعود سلمی ہیں جن کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

مجالد بن مسعود سلمی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث یزید بن زریع' بتحدیث خالد حذاء از ابوعثمان از مجاشع بن مسعود: میں بولا یا رسول اللہ آیہ مجالد بن مسعود ہیں آپ ان سے ہجرت پر بیعت لے لیں' فرمایا فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہاں اسلام پر بیعت لے لیتا ہوں۔

ابن سعد: باخبار اسماعیل بن ابراہیم از یونس از حسن: مجالد قدرے لنگڑے تھے' قزل ہلکے لنگڑے پن کو کہتے ہیں۔

عائذ بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ:

حسن: آپ چیدہ صحابیوں میں سے ہیں۔ ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم الکلابی بتحدیث ہمام بن یحییٰ بتحدیث قتادہ: عائذ بن عمرو ریشم پہنا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث یزید بن زریع بتحدیث خالد حذاء از معاویہ بن قرہ: صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں محکم نے بغاوت کی' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے خلاف تلواریں لے کر اٹھ کھڑے ہوئے جن میں عائذ بن عمرو بھی شامل تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت: حضرت عائذ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ ان کے جنازے کی نماز ابو برزہ پڑھائیں پھر عبید اللہ بن زیاد سوار ہو کر آپ کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے آئے' عبید اللہ جب مسلم کے گھر کے قریب پہنچے تو ان سے کہا گیا کہ عائذ رضی اللہ عنہ وصیت کر گئے ہیں کہ ان کے جنازے کی نماز ابو برزہ پڑھائیں یہ سن کر عبید اللہ نے اپنی سواری موڑ لی اور واپس لوٹ گئے۔

عبد اللہ بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ:

آپ ابو بکر بن عبد اللہ ہیں اور رحمت عالم کے صحابی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ بصرہ میں ٹھہر گئے تھے بصرہ میں آپ کی اولاد بھی ہے۔

ابن سعد: باخبار معاذ بن معاذ عنبری باخبار حبیب بن شہید از بکر بن عبد اللہ مزنی: مجھ سے علقمہ بن عبد اللہ مزنی نے کہا کہ آپ کے والد مرحوم کو چار صحابیوں نے نہلایا تھا انہوں نے صرف آستینیں چڑھالی تھیں اور اپنے کرتے اڑس لیے تھے اور نہلانے کے بعد صرف وضو کر لیا تھا۔

عبد اللہ مزنی رضی اللہ عنہ:

آپ علقمہ بن عبد اللہ کے والد ہیں جن سے بکر بن عبد اللہ مزنی روایت کرتے ہیں اور دونوں بھائی بھائی ہیں۔

قرہ بن ایاس بن حلال بن رباب رضی اللہ عنہ:

ابن عبید بن سواۃ بن ساریہ بن ذبیان بن ثعلبہ بن سلیم بن اوس بن مزینہ۔ آپ معاویہ بن قرہ کے والد ہیں۔

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن عباد' بتحدیث شعبہ بخبر ابو ایاس معاویہ بن قرہ اپنے والد سے: جب میں دودھ دوہ کر اونٹنی کے تھن باندھ چکا تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر میرے لیے دعا فرمائی۔

ابن سعد: باخبار وکیع بن جراح از شعبہ از معاویہ بن قرہ اپنے والد سے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔

ابن سعد: باخبار معلیٰ بن اسد' بتحدیث محمد بن ابی عیینہ مہلبی بسماع معاویہ بن قرہ: میں نے اپنے والد کے قاتل کو ابن عبیس کی جنگ میں قتل کیا' فرماتے ہیں: قرہ کو قتل کر دیا گیا تھا۔

قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ کے بھائی:

محمد بن سعد فرماتے ہیں: ہمیں آپ کا نام نہیں بتایا گیا۔

ابن سعد: باخبار عبداللہ بن جعفر رقی، بتحدیث عبید اللہ بن عمرو از عبدالملک بن عمیر از معاویہ بن قرہ اپنے چچا جان سے: میں اپنے بیٹے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا کرتا تھا آپ اسے اپنے سامنے بٹھا لیا کرتے تھے (ایک دن) آپ نے مجھ سے پوچھا: کیا تمہیں اس سے محبت ہے؟ میں بولا: ہاں، انتہائی محبت ہے (فرماتے ہیں) پھر وہ بچہ مر گیا تو مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: گویا تم کو اس کی موت کا رنج ہے، میں بولا: ہاں یا رسول اللہ! فرمایا کیا تم کو اس سے مسرت نہ ہوگی کہ جب حق تعالیٰ تم کو جنت میں داخل فرمائے گا تو تم اسے جنت کے ایک دروازے پر دیکھو گے اور وہ تمہارے لیے دروازہ کھولے گا؟ میں بولا کیوں نہیں، فرمایا اسی طرح ہوگا ان شاء اللہ۔

حمل بن مالک بن نابغہ ہذلی رضی اللہ عنہ:

آپ مشرف بہ اسلام ہو کر اپنے قومی وطن چلے گئے اور وہیں رہ پڑے اور بصرہ میں قبیلہ ہذیل میں گھر بنا لیا پھر آپ کے بعد آپ کا گھر عمرو بن مہران کاتب کے قبضہ میں چلا گیا۔

عباس بن مرداس بن ابی عامر رضی اللہ عنہ:

ابن جاریہ بن عبد بن عبس بن رفاعہ بن حارث بن بہثہ بن سلیم، آپ فتح مکہ سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے اور اپنی قوم کے نو سو شہسوار لے کر فتح مکہ کے لیے اسلامی لشکر میں آ ملے ان شہسواروں کے پاس نیزے اور مکمل زرہیں تھیں، آپ نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر کافروں سے جنگ کی پھر اپنے قومی وطن کی طرف لوٹ گئے آپ وادی بصرہ میں اور بصرہ میں کثرت سے آیا جایا کرتے تھے، آپ سے بصری روایت کرتے ہیں آپ کی اولاد بصرہ کے نواح میں ہے اور بعض بصرہ میں بھی مقیم ہے۔

جاہمہ بن عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ:

آپ کو بھی سعادت اسلام اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہے اور آپ سے کئی حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار حجاج بن محمد از ابن جریج بخبر محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے اور وہ معاویہ بن جاہمہ سلمی سے: جاہمہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے جنگ میں شامل ہونے کا ارادہ کر لیا ہے اور آپ سے مشورہ لینے کی غرض سے حاضر خدمت گرامی ہوا ہوں۔ پوچھا کیا تمہاری والدہ بقید حیات ہیں؟ بولے: ہاں! ہیں فرمایا انہیں چمٹے رہو کیونکہ جنت ان کے پیر کے نیچے ہے پھر آپ نے مختلف مجلسوں میں دوسری اور تیسری بار یہی یا اس کے قریب قریب فرمایا۔

عبداللہ بن شخیر بن عوف بن کعب رضی اللہ عنہ:

ابن وقدان بن حریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ۔ آپ مطرف اور یزید کے والد محترم ہیں اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور آپ سے روایت کرتے ہیں آپ کے بعد آپ بصرہ میں مقیم ہو گئے تھے آپ کی اولاد بصرہ ہی میں ہے۔

ابن سعد: باخبار حبان بن مسلم، بتحدیث یحییٰ بن سعید بتحدیث حمید بتحدیث حسن از مطرف از عبداللہ بن شخیر: ہم بنو عامر کے ایک وفد میں سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ نے پوچھا میں تم کو سواریاں کیوں نہ دے دوں؟ ہم بولے: ہم راستے میں باربردار اونٹ حاصل کر لیں گے، فرمایا: مسلمانوں کے کھوئے ہوئے اونٹ (لینا) آگ میں جلنے کا سبب ہیں۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث اسود بن شیبان بتحدیث ابوبکر بن ثمامہ بن نعمان راسبی از ابوالعلاء یزید: میرے

والدِ محترم بنو عامر کے وفد میں شامل ہو کر حاضر خدمت نبوی ہوئے اہل وفد نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے حق میں فیاض ہیں فرمایا: ہائیں ہائیں! اپنی باتیں کرو شیطان تم کو (خلاف شرع باتوں پر) جرأت نہ دلانے پائے' سید اللہ ہے' سید اللہ ہے۔

معاویہ بن حیدہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ:

ابن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ۔ آپ ایک وفد میں شامل ہو کر سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سعادت اسلام سے بہرہ اندوز ہوئے اور آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اور آپ سے چند چیزوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی اور آپ سے روایت بھی کرتے ہیں آپ بہز بن حکیم بن معاویہ بن حیدہ کے دادا ہیں۔

مالک بن حیدہ رضی اللہ عنہ:

ابن معاویہ بن قشیر آپ نے بھی اسلام کو سینہ سے لگا لیا تھا آپ ہی نے اپنے بھائی معاویہ بن حیدہ سے درخواست کی تھی کہ مجھے سرکار رسالت کی خدمتِ اقدس میں لے چلئے تا کہ میں اپنے پڑوسیوں کو آپ سے رہا کرالوں کیونکہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں۔

قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن شداد بن معاویہ بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر بن صعصعہ' آپ بھی ایک وفد میں شامل ہو کر سرکار رسالت کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور آپ سے حدیثیں روایت کرتے ہیں پھر آپ بصرہ میں مقیم ہو گئے آج بھی بصرہ میں آپ کی اولاد میں سے محمد بن حرب بن قطن بن قبیصہ موجود ہیں پھر آپ جعفر بن سلیمان بن علی ہاشمی کی طرف سے مدینہ میں محکمۂ پولیس کے افسر مقرر ہوئے اور بصرہ میں عبدالصمد بن علی کی طرف سے یہی عہدہ پایا۔

ابن سعد: باخبار ہوذہ بن خلیفہ' بتحدیث عوف از حیان از قطن بن قبیصہ از قبیصہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جانوروں سے فال لینا زمین پر کنکریاں مار کر فال لینا اور بدفالی جادو میں سے ہے۔

عیاض بن حماد بن محمد بن سفیان رضی اللہ عنہ:

ابن مجاشع بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم' آپ اسلام لانے سے پہلے ایک وفد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپ کے پاس ایک اچھی نسل کی سواری تھی جو آپ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور عطیہ کے دی' پوچھا: کیا تم مسلمان ہو گئے ہو؟ بولے نہیں' فرمایا: اللہ نے مجھے مشرکوں کے جھاگ قبول کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ یہ سن کر آپ نے کلمہ پڑھ لیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا ہدیہ قبول فرما لیا آپ نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میری قوم کا مجھ سے نیچے درجہ کا شخص مجھے گالی دے تو کیا میں اس سے انتقام لے سکتا ہوں؟ فرمایا دو شخص ایک دوسرے کو گالی دینے والے شیطان ہیں اور جھوٹے ہیں آپ سے اس کے علاوہ بھی حدیث مروی ہے پھر آپ بصرہ میں مقیم ہو گئے اور آپ سے بصری روایت کرتے ہیں۔

قیس بن عاصم بن سنان بن خالد رضی اللہ عنہ:

ابن منقر بن عبید تمیمی' قیس نے جاہلیت میں اپنے اوپر شراب حرام کر لی تھی پھر آپ بنو تمیم کے وفد میں شامل ہو کر رحمت

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئے اور اسلام کی سعادت لوٹی' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خیموں والوں کے سردار ہیں آپ اپنی قوم کے چودھری تھے اور بڑے سخی تھے۔

ابن سعد: باخبار وکیع بن جراح بتحدیث سفیان از اغر منقری از خلیفہ بن حصین از قیس: میں مسلمان ہو کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ بیری کے پتے پانی میں جوش دے کر اس سے نہاؤ۔

ابن سعد: باخبار خلاد بن یحییٰ بتحدیث سفیان ثوری: مجھے ایک شخص سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس سے فرمایا: یہ خیموں والوں کے سردار ہیں۔

ابن سعد: باخبار عبدالوہاب بن عطاء عجلی' باخبار شعبہ از قتادہ از مطرف از حکیم بن قیس بن عاصم' حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں اپنے بیٹوں کو وصیت فرمائی: پیارے بچو! اپنے بڑے کو سردار بناؤ کیونکہ جو بچے اپنے بڑے کو سردار بناتے ہیں وہ ان کے باپ کا خلیفہ ہوتا ہے اور جو چھوٹے کو سردار بنا لیتے ہیں وہ اپنے ہم عصروں میں ذلیل ہو جاتے ہیں اور مال کمانے میں اور اس کے تحفظ میں چمٹے رہو کیونکہ یہ بزرگوں کے لیے موجب جاہ و دبدبہ ہے اور اس کی وجہ سے کنجوسوں سے بے نیازی حاصل ہوتی ہے' خبردار لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا کیونکہ سوال انسان کی سب سے مجبوری کی کمائی ہے اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نوحہ نہیں کیا گیا اور مجھے بکر بن وائل سے چھپا کر دفن کرنا کیونکہ ہم جاہلیت میں ایک دوسرے کو ہلاک کرنے کی تدبیروں میں لگے رہا کرتے تھے۔

زبرقان بن بدر بن امرؤ القیس رضی اللہ عنہ:

ابن خلف بن بہدلہ بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم' آپ کا اسم گرامی حصین تھا آپ خوبصورت گورے چٹے اور باکمال شاعر تھے' اسی لیے آپ کو نجد کا چاند کہا جاتا تھا بنو تمیم کے وفد میں جو سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا' آپ بھی شامل تھے آپ اسلام لے آئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آپ کی قوم بنو سعد کا صدقہ وصول کرنے پر مقرر فرما دیا تھا' پھر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو گئے جب کہ زبرقان اپنے عہدے پر مامور تھے اور عربوں نے صدقہ دینا بند کر دیا اور لوگ مرتد ہو گئے مگر آپ اسلام پر ثابت قدم رہے اور اپنی قوم سے صدقہ وصول کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیتے رہے آپ بصرہ کے دیہاتوں میں بنو تمیم کے علاقہ میں اور بصرہ میں کثرت سے آتے جاتے رہتے تھے۔

اقرع بن حابس بن عقال بن محمد رضی اللہ عنہ:

ابن سفیان بن مجاشع بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم' آپ بھی بنو تمیم والے وفد میں شامل تھے اور سعادتِ اسلام کے شرف سے بہرہ یاب ہو گئے تھے اور بصرہ کے گرد و نواح میں بنو تمیم کے علاقہ میں آتے جاتے رہتے تھے۔

عمرو بن اہتم بن سمی بن سنان رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن منقر بن عبید بن مقاعس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم' آپ بھی بنو تمیم والے وفد میں شریک تھے اور سب سے چھوٹے تھے اور سب کے خیموں میں آتے جاتے تھے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے' آپ ایک باکمال شاعر تھے

اور بصرہ کے دیہاتوں بنو تمیم کے علاقہ میں آمد و رفت رکھا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار اسماعیل بن عبداللہ بن زرارہ جرمی' بتحدیث حماد بن زید از محمد بن زبیر: رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن اہتم سے فرمایا: مجھے زبرقان بن بدر کے بارے میں خبر دو' بولے: وہ اپنی قوم میں واجب الاطاعت ہیں اور قوم کے محافظ ہیں' زبرقان بولے: یارسول اللہ انہیں معلوم ہے کہ میں اپنی قوم میں ان کے بیان سے بہت بہتر ہوں لیکن یہ مجھ سے حسد کرتے ہیں' عمرو بولے: میرا جہاں تک علم ہے آپ بے مروت ہیں' آپ کے اونٹوں کا باڑا تنگ ہے آپ کے والد احمق ہیں اور آپ کے ماموں کنجوس ہیں' پھر بولے یارسول اللہ میں نے نہ پہلی بات میں جھوٹ بولا اور نہ پچھلی بات میں' میں ان سے خوش تھا اور میں نے ان کی تعریف اپنے بہترین علم کے مطابق عرض کر دی تھی مگر انہوں نے مجھے غصہ دلایا لہٰذا میں نے اپنے علم کے مطابق ان کا حال بیان کر دیا' فرمایا: بعض بیان جادو جیسا اثر رکھتا ہے۔

صعصعہ بن ناجیہ بن عقال بن محمد رضی اللہ عنہ:

ابن سفیان بن مجاشع بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم' آپ وفد میں شامل ہو کر حاضر خدمت نبوی ہوئے اور مسلمان ہو گئے آپ ہی کی اولاد میں مشہور شاعر فرزدق بن غالب بن صعصعہ ہے' آپ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ کی اولاد اور آپ بصرہ میں رہنے لگے تھے' ہم نے کتاب النسب میں ہشام بن محمد بن سائب کلبی سے آپ کا نسب اسی طرح پایا ہے۔

صعصعہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ فرزدق شاعر کے چچا:

اسی طرح یزید بن ہارون نے اس روایت میں جو وہ حسن سے کرتے ہیں' بیان کیا ہے۔ ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون' باخبار جریر بن حازم بتحدیث حسن از صعصعہ: میں سرکار رسالت ﷺ کی خدمت اطہر میں حاضر ہوا آپ نے مجھے آیت: ﴿ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرایرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرایرہ ﴾ (ذرہ برابر بھی نیکی اور بدی کا اجر ملے گا) پڑھ کر سنائی' میں بولا یہی آیت مجھے کافی ہے اب مجھے کسی اور آیت کے سننے کی ضرورت نہیں' ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

نمر بن تولب بن اُقیش رضی اللہ عنہ:

اقیش' عطل بن عبد بن کعب بن عوف بن حارث بن عوف بن وائل بن قیس بن عوف بن عبد مناۃ کی صاحبزادی ہیں' عطل کو ان کی ایک لونڈی نے پرورش کیا جس سے عوف بن وائل نے اولاد حاصل کی تھی اسی کی طرف یہ لوگ منسوب ہوئے۔ نمر ایک باکمال شاعر ہیں' آپ ایک وفد میں شامل ہو کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے پھر بصرہ میں مقیم ہو گئے اور انہیں نبی ﷺ نے ایک تحریر لکھ کر دی۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم کلابی (اسماعیل بن علیہ نے ہم سے یزید بن شخیر کی جو حدیثیں بیان کیں ان میں سے یہ بھی ایک روایت ہے) ہمارے پاس عکل کا ایک شخص آیا اس کے پاس ایک تھیلی میں رسول اللہ ﷺ کی ایک تحریر تھی جو آپ نے اسے لکھ کر دی تھی جس کا مضمون یہ تھا: محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے بنو زہیر بن اقیش کو لکھا جا رہا ہے' یہ شخص مشہور شاعر نمر بن تولب

تھا اور بنو زہیر بن اقیش عکل کا ایک ذیلی خاندان ہے۔

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ:

ابن بشر بن عبد دُھمان بن عبداللہ بن ہمام بن ابان بن یسار بن مالک بن حطیط بن جشم ثقفی: آپ ثقیف کے اس وفد میں شامل تھے جو مدینہ میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں حاضر ہوا تھا اور اہل وفد مسلمان ہو گئے تھے اور آپ نے ان کا ایک جھگڑا چکایا تھا' عثمان اس وفد میں سب سے چھوٹے تھے اور سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے آپ نے ان کو قرآن پڑھایا پھر عثمان رضی اللہ عنہ' ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے قرآن پڑھتے رہے پھر جب ثقفی وفد نے طائف کی طرف لوٹنا چاہا تو بولے یا رسول اللہ! آپ ہم پر کسی کو امیر بنا دیں اس پر آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنا دیا اور فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ ہوشیار ہیں اور ان کا سینہ قرآن سے معمور ہے' بولے: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ امیر کو بدلنے والے نہیں پھر عثمان اسی وفد کے ساتھ طائف پہنچے' آپ ہی انہیں نماز پڑھاتے تھے اور قرآن بھی پھر عہد فاروقی میں جب بصرہ بسنے لگا اور اس میں بہت سے مسلمان بس گئے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ بصرہ کا کوئی سمجھ دار' سنجیدہ اور قابل حاکم مقرر کیا جائے اس سلسلہ میں آپ کو عثمان کی طرف اشارہ کیا گیا فرمایا وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ امیر ہیں میں انہیں معطل کرنے والا نہیں' لوگوں نے آپ سے کہا: آپ ان کو لکھیں کہ وہ طائف کے خلیفہ بن جائیں اور مجھ سے مل لیں' آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اور آپ نے انہیں لکھا لیکن انہوں نے اپنے بھائی حکم ثقفی کو خلیفہ بنا دیا اور خود فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے مدینہ منورہ پہنچے آپ نے عثمان کو بصرہ کی طرف بھیج دیا پھر آپ نے بصرہ ہی میں گھر بنا لیا اور بصرہ میں بڑی جائداد پیدا کر لی جس میں ایک ساحل عثمان بھی ہے جو آپ کی طرف منسوب ہے اور اُبلہ کے بالمقابل ہے اور اس کا علاقہ ہے آج تک آپ کی اولاد وہاں موجود ہے اور اس علاقہ کے شرفاء میں شمار ہوتی ہے ان کو یہاں خاصی آمدنی ہے اور وہ اچھے خاصے مال دار ہیں اور آدمیوں کی بھی کثرت ہے اور عیش و آرام سے ہیں۔ ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث ابو ہلال' بتحدیث قتادہ از مطرف بن عثمان کی کنیت ابو عبداللہ ہے' اگلی سطروں میں آپ کے بھائی کا ترجمہ ہے۔

حکم بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ:

ہم آپ کا ذکر آپ کے بھائی عثمان کے ذکر میں کر آئے ہیں: ہمیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ حکم وفد ثقفی میں شریک تھے یا نہ تھے آپ کی اولاد بھی شرفاء میں گنی جاتی ہے جن میں مشہور شاعر یزید بن حکم ہیں۔

حفص بن ابی العاص رحمۃ اللہ علیہ شاعر:

آپ عثمان کے تیسرے بھائی ہیں مگر آپ کے صحابی ہونے کے بارے میں اور ملاقات کے بارے میں ہمیں کوئی روایت نہیں پہنچی' حفص آپؓ سے روایت کرتے ہیں لیکن ہم نے حفص کا ذکر ان کے دونوں بھائیوں کے ساتھ کر دیا ہے اور ان کا حال ظاہر کر دیا ہے حفص کی اولاد میں بھی بصرہ میں شرفاء موجود ہیں حسن بصری آپ سے روایت کرتے ہیں۔

مالک بن عمرو عقیلی رضی اللہ عنہ پھر قشیری:

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث حماد بن سلمہ از علی بن زید از زرارہ بن ابی اوفیٰ از مالک بن عمرو قشیری: میں نے

رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے: جس نے مسلمان گردن آزاد کی وہ آگ سے اس کے لیے فدیہ بن جائے گی آزاد کردہ انسان کی ہر ہڈی آزاد کرنے والے کی ہر ہڈی کا فدیہ بن جائے گی اور جس نے اپنے ماں باپ میں سے کسی کو پایا اور اسے بخشا نہیں گیا تو اللہ نے اسے اپنی رحمت سے دور فرما دیا اور جس نے اس یتیم کو جس کے ماں باپ مسلمان تھے اپنے طعام و شراب میں اس وقت تک شامل رکھا جب تک اللہ نے اسے بے نیاز نہیں کر دیا تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔

اسود بن سریع بن حمیری بن عبادہ رضی اللہ عنہ:

ابن نزال بن مرہ' آپ سعد بن زید مناۃ بن تمیم کی اولاد میں ہیں' آپ قصہ گو تھے' ابن سعد: باخبار اسماعیل بن ابراہیم اسدی' از یونس' از حسن: اسود بن سریع فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم' بتحدیث سری بن یحییٰ' بسماع حسن از اسود بن سریع (جو ایک شاعر ہیں اور آپ ہی نے سب سے پہلے اس مسجد میں وعظ فرمایا) میں نے رحمت عالم ﷺ کے ساتھ مل کر چار لڑائیاں لڑیں۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم کلابی بتحدیث ابوالاشعث' بتحدیث حسن: اسود شاعر تھے بولے یا رسول اللہ ﷺ! جن الفاظ سے میں نے اپنے رب کی تعریفیں کی ہیں کیا میں آپ کو نہ سناؤں؟ فرمایا دیکھو! تمہارا رب تعریفوں کو پسند فرماتا ہے یا آپ نے یہ فرمایا کہ حمد سے زیادہ اللہ کو کوئی چیز پیاری نہیں۔ ابن سعد: باخبار اسماعیل بن ابراہیم از یونس از حسن: اسود مسجد کے پچھلے حصہ میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔

تلِب بن زید بن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عمیرہ عنبری تمیمی' غلاموں کی آزادی وغیرہ کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل' بتحدیث غالب بن حجرہ عنبری بحدیث ہلقام بن تلب: میں نے نبی ﷺ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ! میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیے' آپ نے مجھ سے فرمایا: جب تمہارے لیے اجازت مل جائے یا (یہ فرمایا) یہاں تک کہ تمہارے لیے اجازت مل جائے پھر میرے مقدر میں جو کچھ تھا باقی رہا پھر آپ نے مجھے بلا کر میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور تین بار فرمایا یا اللہ تلب کو بخش دے اور اس پر رحم فرما' تلب بنو تمیم کے اس وفد میں موجود تھے جس نے نبی ﷺ کو حجروں کے پیچھے سے آواز دی تھی' آپ نبی ﷺ سے اس سند سے علاوہ دوسری سندوں سے بھی حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

قتادہ بن ملحان سدوسی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث ہمام باخبار انس بن سیرین بحدیث عبدالملک بن قتادہ بن ملحان قیسی از قتادہ بن ملحان قیسی: نبی ﷺ نے ہمیں ایام بیض (ہر ماہ کی تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں تاریخوں) کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا کیونکہ یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہے' نیز بتحدیث سلیمان ابوداؤد طیالسی باخبار ہمام از انس بن سیرین از قتادہ از ملحان قیسی: حسب سابق روایت ہے۔

ابن سعد: باخبار سلیمان ابوداؤد طیالسی باخبار شعبہ از انس بن سیرین بسماع عبدالملک بن منہال اپنے والد سے: نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایام بیض کے روزوں کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ یہ ہمیشہ روزے رکھنے کی طرح ہے۔ محمد بن سعد: گویا حدیث ایک ہی ہے لیکن اس کی اسناد میں اور دونوں حدیثوں میں سب میں ابوداؤد کا اضطراب ہے اصل حدیث عفان والی ہے کیونکہ عفان اچھے راوی ہیں۔

ابوجری سلیم بن جابر ہجیمی یا جابر بن سلیم ہجیمی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون' باخبار زیاد بن ابی زیاد' بتحدیث محمد بن سیرین از سلیم بن جابر ہجیمی: میں اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ بطور وفد کے حاضر بارگاہِ نبوی ہوا۔

ابن سعد: باخبار عبدالملک بن عمرو عقدی و حماد بن مسعدہ' بتحدیث قرہ بن خالد از قرہ بن موسیٰ ہجیمی از سلیم بن جابر: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ دونوں زانوؤں اور پیٹھ پر کپڑا لپیٹے ہوئے بیٹھے تھے۔ حدیث حماد میں حماد کہتے ہیں قرہ بن موسیٰ کی کنیت ابوالہیثم ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث حماد بن سلمہ از یونس بن عبید از عبیدہ ہجیمی از ابوتمیمہ ہجیمی از جابر بن سلیم ہجیمی: میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ ایک چادر زانوؤں پر لپیٹے ہوئے بیٹھے تھے اور چادر کے پھندنے آپ کے قدموں پر پڑے ہوئے تھے' میں نے پوچھا تم میں سے کون محمد یا رسول اللہ ہیں؟ آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنی طرف اشارہ فرمایا' میں بولا: یارسول اللہ! میں ایک گنوار آدمی ہوں اور میرے مزاج میں گنواروں جیسا تشدد ہے آپ مجھے وصیت فرمائیں' فرمایا: ادنیٰ سی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھنا۔

ابوسلیمان مالک بن حویرث لیثی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب' بتحدیث حماد بن زید از ایوب از ابوقلابہ از مالک بن حویرث: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور تقریباً بیس دن آپ کے پاس ٹھہرے' ہم نوجوان تھے اور بڑے شفیق و مہربان تھے فرمایا اگر تم وطن واپس جاؤ گے تو تم اہل وطن کو تعلیم دو گے اور انہیں ہدایات کرو گے لہٰذا انہیں تاکید کردو کہ وقت پر نماز پڑھیں۔

اُسامہ بن عمیر ہذلی رضی اللہ عنہ:

آپ ابوالملیح ہذلی کے والد محترم ہیں جن سے ایوب وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون' باخبار سعید بن زربی' بتحدیث ابوالملیح از اسامہ بن عمیر: میں حنین کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا کہ بارش ہونے لگی آپ کے حکم سے اعلان کرنے والے نے الصلوٰۃ فی الرحال (گھروں میں نماز پڑھ لو) کا اعلان کیا۔

عرفجہ بن اسعد بن کرب عطاردی تمیمی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم کلابی' بتحدیث ابوالاشہب' بتحدیث عبدالرحمٰن بن طرفہ بن عرفجہ: عہد جاہلیت میں جنگ کلاب میں میرے دادا جان عرفجہ کی ناک ضائع ہوگئی تھی آپ نے چاندی کی ناک بنوالی تھی لیکن وہ متعفن ہوگئی آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر

کیا آپ نے انہیں سونے کی ناک بنوانے کا حکم فرما دیا۔ ابوالاشہب‘ عبدالرحمٰن نے اپنے دادا عرفجہ کو دیکھا ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

آپ اولاد عبداللہ بن کعب کی برداری کے ہیں پھر اولاد عامر بن صعصعہ میں سے اولاد حریش کے ایک فرد ہیں۔

ابن سعد: باخبار وکیع بن جراح و عفان بن مسلم از ابوہلال رابعی از عبداللہ بن سواد از انس بن مالک جو اولاد عبداللہ بن کعب کے ایک شخص ہیں: ہم پر رسول اللہ ﷺ کے سواروں نے حملہ کیا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ دوپہر کا کھانا تناول فرما رہے تھے‘ فرمایا قریب آ کر تم بھی کھاؤ‘ میں بولا: میرا روزہ ہے‘ فرمایا بیٹھ جاؤ میں تم سے روزے یا روزے رکھنے کے بارے میں بات چیت کروں گا (عفان والی حدیث میں نماز اور روزے کے بارے میں بات چیت کا ذکر ہے) دیکھو! اللہ نے مسافر‘ حاملہ اور دودھ پلانے والی خاتون سے روزے کو یا روزہ رکھنے کو موقوف فرما دیا ہے اللہ کی قسم نبی ﷺ نے یہ دونوں لفظ یا دونوں میں کوئی ایک لفظ فرمایا‘ ہائے افسوس میں نے رسول اللہ ﷺ کے کھانے میں سے کھانا کیوں نہیں کھایا‘ عفان اپنی حدیث میں فرماتے ہیں آپ ہم سے ساری حدیث بیان فرمائیے! فرماتے ہیں آپ نے ساری حدیث آخر تک بیان فرمائی۔

کہمس ہلالی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل‘ بتحدیث حماد بن یزید بن مسلم‘ بتحدیث معاویہ بن قرہ از کہمس ہلالی: میں مشرف بہ اسلام ہو کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کے پاس جا کر آپ کو اپنے اسلام کی خبر دی پھر سال بھر تک آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا سال بھر کے بعد میں نے آپ کو جا کر سلام کیا آپ نے نگاہ اٹھا کر مجھے دیکھا پر نگاہ نیچی کر لی‘ میں بولا: یا رسول اللہ ﷺ گویا آپ کے ذہن میں میں موجود ہوں‘ فرمایا ہاں تم کون ہو؟ میں بولا: میں کہمس ہلالی ہوں اور ایک سال قبل آپ کے پاس آیا تھا اب میں انتہائی دبلا ہو گیا ہوں اور میرا پیٹ بھی چپک گیا ہے‘ پوچھا: تمہارا اس قدر پتلا حال کیوں ہو گیا؟ میں بولا: آپ سے جدا ہونے کے بعد میں نے دن میں روزہ نہیں چھوڑا اور رات کو جاگنا نہیں چھوڑا‘ فرمایا: تمہیں کس نے حکم کیا تھا کہ اپنے کو عذاب میں مبتلا کر دو؟ ماہِ صبر میں پورے ماہ کے روزے رکھو اور ہر ماہ میں ایک روزہ رکھو‘ میں بولا: یا رسول اللہ! اضافہ فرما دیجئے‘ فرمایا: اچھا ہر ماہ میں دو روزے رکھ لیا کرو‘ میں بولا: یا رسول اللہ میں قوی ہوں اور اضافہ فرما دیجئے‘ فرمایا: اچھا ہر ماہ میں تین روزے رکھ لیا کرو۔

ماعز بکائی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل‘ بسماع جعد بن عبدالرحمٰن‘ بحدیث عبداللہ بن ماعز: ماعز بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے آپ نے انہیں یہ لکھ کر دیا کہ ماعز بکائی اپنی قوم کا سب سے پچھلا شخص مشرف بہ اسلام ہو گیا ہے اور اس پر اس کا ہاتھ ہی جنایت کر سکتا ہے پھر آپ نے اس پر ان سے بیعت لے لی۔

قرہ بن دُعموص نمیری رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب‘ بتحدیث جریر بن حازم: میں نے ایوب کے گھر میں ایک دیہاتی دیکھا جو کمبل کا جبہ پہنے ہوئے تھا جب اس نے لوگوں کو حدیثیں بیان کرتے ہوئے سنا تو بولا: مجھ سے میرے مولیٰ قرہ بن دعموص نے بیان کیا کہ میں مدینہ گیا

میں نے دیکھا نبی ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ کے چاروں طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے ہیں' میں نے آپ کے قریب آنا چاہا مگر آ نہ سکا میں بولا: یارسول اللہ! نمیری غلام کے لیے دعائے مغفرت فرمایئے' فرمایا: اللہ تیرے گناہ بخش دے' نبی ﷺ نے ضحاک کو صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا وہ جوان اونٹ لے کر آئے' آپ نے ان سے فرمایا: تم ہلال بن عامر' نمیر بن عامر اور عامر بن ربیعہ کے پاس گئے اور ان سے جو اونٹ لے آئے' ضحاک بولے: یارسول اللہ میں نے آپ کی زبان سے جہاد کا ذکر سنا تھا لہٰذا میں نے ایسے اونٹ پسند کیے جن پر آپ اور آپ کے اصحاب سوار ہو سکیں' فرمایا: تم میری پسند کے چھوڑ آئے اور اپنی پسند کے لے آئے جاؤ انہیں لوٹا دو اور ان کے کنارے والے مالوں میں سے صدقہ لے کر آؤ۔

خشخاش بن حارث عنبری رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار ہشیم' باخبار یونس از حصین بن ابی الحراز خشخاش عنبری' میں معہ اپنے بیٹے کے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا' پوچھا: کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں' فرمایا: یہ تم پر جنایت نہیں کرے گا اور نہ تم اس پر جنایت کرو گے (یعنی ہر مجرم کو اس کے ذاتی جرم کی سزا ملے گی دوسروں کے جرموں کی نہیں اگرچہ وہ قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہو)۔

احمر بن جزء سدوسی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم و یعقوب بن اسحٰق حضرمی و مسلم بن ابراہیم' بتحدیث ابوعبداللہ' عباد بن راشد' بتحدیث احمر صحابی: جب رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے تھے تو اپنے پہلوؤں سے دونوں بازو دور کر لیا کرتے تھے۔

سوادہ بن ربیع جرمی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم' بتحدیث عبداللہ بن یزید خثعمی بتحدیث سلم بن عبدالرحمٰن جرمی از سوادہ بن ربیع جرمی: میں اپنی والدہ کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آیا آپ نے ہم کو بکریاں دینے کی ہدایت فرمائی اور میری والدہ سے فرمایا اپنی اولاد کو ناخن کاٹنے کا حکم کیا کرو تاکہ بکریوں کے تھنوں کو ان سے دکھ نہ پہنچے یا وہ ضائع نہ ہو جائیں اور بچوں کو یہ بھی تاکید کر دو کہ جانوروں کے بچوں کو اچھی طرح سے غذا فراہم کریں۔

علاثہ بن شجار سلیطی تمیمی رضی اللہ عنہ:

آپ سے حسن روایت کرتے ہیں کہ آپ نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس آیا آپ لوگوں کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے۔

عقبہ بن مالک لیثی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم' بتحدیث سلیمان بن مغیرہ بتحدیث حمید بن ہلال: میرے اور میرے ایک ساتھی کے پاس ابوالعالیہ تشریف لائے اور فرمایا میرے ساتھ چلو تم دونوں نوجوان ہو اور مجھ سے زیادہ حدیثیں یاد رکھنے والے ہو آخر کار ابوالعالیہ چل پڑے اور ہمیں اصحابِ سروج کے پاس لے کر پہنچے وہاں نصر بن عاصم لیثی موجود تھے (فرماتے ہیں) ابوالعالیہ نے ان سے کہا: اپنی حدیث ان دونوں کے سامنے بیان کیجیے (فرماتے ہیں) نصر بن عاصم نے فرمایا ہم سے عقبہ بن مالک لیثی نے بیان کیا (آپ انہیں

کی جماعت کے ایک آدمی تھے) کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ روانہ کیا جس نے ایک قوم پر حملہ کیا اس قوم کے ایک شخص نے حملہ کیا اس کے پیچھے اسلامی دستہ کا ایک مجاہد ننگی تلوار لے کر لگ گیا حملہ آور بولا میں مسلمان ہوں لیکن مسلم مجاہد نے اس کی بات پر غور نہیں کیا اور اسے قتل کر دیا آخر کار یہ قصہ رسول اللہ ﷺ تک بھی پہنچ گیا آپ نے قاتل کے بارے میں بہت کچھ کہا سنا جس کی قاتل کو بھی خبر لگ گئی پھر رسول اللہ ﷺ کے خطبہ کے درمیان میں قاتل نے کہا: یارسول اللہ اس نے یہ کلمہ قتل سے بچنے ہی کے لیے کہا تھا' رسول اللہ ﷺ نے اس سے اور اس کی طرف والے لوگوں سے منہ پھیر لیا اور خطبہ جاری رکھا لیکن اس سے صبر نہ ہو سکا حتیٰ کہ اس نے تیسری بار کہا: اللہ کی قسم یارسول اللہ اس نے قتل سے بچنے ہی کے لیے وہ کلمہ بولا تھا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے آپ کے چہرے سے ملال ٹپک رہا تھا آپ نے تین بار فرمایا: اللہ نے اس شخص کے لیے جو مومن کو قتل کرلے مجھ سے انکار فرمایا ہے۔

خزیمہ بن جزء اسدی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار محمد بن عمر از حازم بن حسین بصری' بتحدیث ابوامیہ عبدالکریم از حبان بن جزء از خزیمہ بن جزء: میں نے رسول اللہ ﷺ سے لومڑی کے کھانے کے بارے میں پوچھا' فرمایا لومڑی کون کھاتا ہے؟ پھر میں نے بھڑیے کے بارے میں پوچھا' فرمایا: کیا کوئی بھلا آدمی بھیڑیے کو کھاتا ہے؟ پھر میں نے بجو کے بارے میں پوچھا' فرمایا: بجو کون کھاتا ہے؟ (فرماتے ہیں) اور عبدالکریم حبان سے اور وہ خزیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے گوہ کے بارے میں پوچھا' فرمایا: میں اسے نہیں کھاتا اور نہ اسے حرام کہتا ہوں۔

سمرہ بن جندب بن ہلال رضی اللہ عنہ:

ابن جریج بن مرہ بن حزن بن عمرو بن جابر بن خشین بن لائی بن عصیم بن شمخ بن فزارہ' آپ صحابی ہیں اور آپ نے نبی ﷺ کے ساتھ جہاد بھی کیا نیز آپ انصار کے حلیف تھے' آپ کی والدہ مری بن سنان' ابوسعید خدری کے چچا کے پاس تھیں اس لیے لوگوں کا خیال ہے کہ سمرہ اُحد کے مجاہدین میں سے ہیں پھر آپ بصرہ چلے گئے اور بصرہ میں گھر کے لیے زمین کی حد بندی کر دی پھر کوفہ پہنچے اور بنواسد میں کناسہ میں گھر خرید لیے اور انہیں درست کر لیا اور ان میں مقیم ہو گئے اور کوفہ ہی میں فوت ہو گئے آپ کی باقی اولاد موجود ہے آپ رسول اللہ ﷺ سے بہت سی حدیثیں روایت کرتے ہیں جب زیاد کوفہ جاتے تو آپ کو بصرہ میں اپنا نائب بنا جاتے۔

ابن سعد: باخبار وہب بن جریر بن حازم' بتحدیث جریر بن حازم' بسماع ابویزید مدنی: جب سمرہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ کو سخت سردی لگنے لگی لہٰذا آپ کے لیے آگ جلائی گئی اور آپ کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں انگیٹھیاں رکھ دی گئیں لیکن ان سے بھی آپ کو فائدہ نہ پہنچ سکا آپ فرماتے تھے کہ میں اندرونی سردی کا کیا علاج کروں آپ آخری سانس تک سردی ہی میں مبتلا رہے حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔

حرملہ عنبری رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار عبدالملک بن عمر' وابوعامر عقدی' بتحدیث قرہ بن خالد از ضرغامہ بن علیبہ بن حرملہ اپنے باپ سے اور وہ

ان کے دادا سے: میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی پھر نماز سے فارغ ہو کر میں نے لوگوں کے چہروں کو دیکھا تو میں چہروں سے (اندھیرے کی وجہ سے) انہیں پہچان نہ سکا پھر میں نے اپنے رخصت ہونے کے قریب کہا: یارسول اللہ! کچھ وصیت فرمائیے' فرمایا: تقویٰ لازم کرلو اور جب تم کسی مجلس سے اٹھو اور مجلس میں ایسی باتیں سنو جو تم کو اچھی معلوم ہوں تو اس مجلس میں پھر آؤ ورنہ اسے چھوڑ دو۔

نبیشہ ہذلی یا نبیشہ الخیر رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم' بحدیث معلّٰی بن راشد ہذلی بحدیث ام عاصم از یکے از ہذلی جسے نبیشہ الخیر کہا جاتا ہے: فرماتی ہیں: نبیشہ ہمارے پاس آئے ہم ایک بادیہ سے کھا رہے تھے بولے: ہم سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنہوں نے ایک بادیہ میں کھایا پھر اسے چاٹ لیا (صاف کرلیا) تو وہ بادیہ ان کے حق میں دعائے مغفرت مانگتا ہے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل' بتحدیث ابوالیمان نبال بحدیث اپنی دادی کے: نبیشہ ہمارے پاس آئے (آگے عفان والی حدیث کی طرح حدیث ہے) محمد بن سعد: میرے خیال میں ابوالیمان معلّٰی بن راشد ہذلی ہیں۔

طلحہ بن عبداللہ نضری، لیثی، کنانی رضی اللہ عنہ:

بعض آپ کو طلحہ بن عمرو بھی کہتے ہیں' آپ اصحابِ صفہ میں سے ہیں۔

ابو محمد مسلمہ بن علقمہ مازنی داؤد بن ابی ہند سے اور وہ ابوالحرب بن ابوالاسود سے بیان کرتے ہیں کہ ان سے طلحہ لیثی صحابی نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ گیا وہاں میرے ٹھہرنے کا کوئی انتظام نہ تھا آخر کار میں مسجد کے چبوترے پر ٹھہرا۔

عداء بن خالد بن ہوذہ بن خالد رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ' آپ وفد میں شامل ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے ان کو بنو عمرو بن عامر والے چشمے دے دیئے۔

ابن سعد: باخبار ابوسلمہ' منہال بن بحر قشیری' بتحدیث عبدالمجید بن ابی یزید: یزید بن مہلب کے زمانہ میں میں اور حجر بن ابی نصر مکہ معظمہ گئے ہم رجیح نامی چشمہ کے پاس سے گزرے لوگوں نے ہم سے کہا یہاں ایک صاحب ہیں جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے ہوئے ہیں چنانچہ ہم ان کی ملاقات کے شوق میں ان کے پاس پہنچے آپ ایک بہت ہی بوڑھے بزرگ تھے ہم نے پوچھا: کیا آپ نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ فرمایا: جی ہاں' آپ ہی نے مجھے یہ چشمہ دیا اور اس کی دستاویز لکھ کر دی پھر آپ نے ہمارے سامنے چمڑے کا ایک قطعہ نکالا جس پر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی دستاویز لکھی ہوئی تھی (فرماتے ہیں) ہم نے پوچھا: آپ کا اسم گرامی؟ فرمایا: عداء بن خالد' ہم نے پوچھا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سی حدیث سنی ہے؟ فرمایا: عرفہ کے دن میں آپ کی اونٹنی کے سامنے تھا اور وہ جگالی کر رہی تھی' آپ نے فرمایا: لوگو! یہ کون سا دن ہے؟ یہ کون سا مہینہ ہے؟ اور یہ کون سا شہر ہے؟ فرماتے ہیں' ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا: کیا یہ حرمت والا مہینہ' حرمت والا شہر اور حرمت والا دن نہیں؟ فرماتے ہیں' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے' فرمایا: سن لو' تمہارے خون' تمہارے مال اور تمہاری عزتیں اس دن کی حرمت کی طرح اس

مہینہ کی حرمت کی طرح اور اس شہر کی حرمت کی طرح تم پر اس دن تک حرام ہیں جب تک تم اپنے رب سے ملاقات نہ کرلو' اے اللہ! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے' اے اللہ! گواہ رہ!

ابن سعد: باخبار عثمان بن عمر' بتحدیث ابو عمرو عبدالمجید: ہم رجیج چشمہ میں پہنچے اور اولاد عامر بن ربیعہ کے ایک شخص سے ملے جن کا نام عداء بن خالد بن ہوذہ تھا' ہم نے انہیں سلام کیا' انہوں نے ہمیں سلام کا جواب دیا اور فرمایا میں نے بھی حجۃ الوداع کے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا تھا میں نے دیکھا عرفہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں رکابوں میں پیر ڈالے ہوئے اور کھڑے ہوئے اعلان کر رہے ہیں: سن لو! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر رب سے ملاقات کے دن تک اسی طرح حرام ہیں جس طرح یہ دن یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہے آپ نے تین بار فرمایا: کیا میں نے پیغام حق نہیں پہنچایا؟ لوگ بولے: جی ہاں پھر آپ نے تین بار فرمایا: اے اللہ گواہ رہ!

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن راشد بحدیث عباد بن لیث یشکری' بحدیث عبدالمجید بن وہب بحدیث عداء بن خالد بن ہوذہ! آپ نے ایک خط نکالا اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خط مجھے لکھ کر دیا تھا' اس میں یہ لکھا ہوا تھا یہ وہ سودا ہے جو عداء نے محمد رسول اللہ سے خریدا ہے' عداء نے آپ سے ایک غلام یا ایک لونڈی اس شرط پر خریدی تھی کہ اس میں نہ کوئی بیماری ہے نہ دھوکا ہے اور نہ کوئی عیب ہے جیسے ایک مسلمان' مسلمان سے معاملہ کرتا ہے۔

اولادِ مازن تمیمی کا اعشیٰ:

ابن سعد: باخبار ابراہیم بن محمد بن عرعرہ بن برند قرشی' بخبر ابو معشر براء' یوسف بن یزید بحدیث طیسلہ المازنی بحدیثِ والد وقبیلہ از اعشیٰ: میں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر کہا: اے لوگوں کے مالک اور عرب کے منصف! میں نے ذرب کی بچی سے شادی کی اور میں رجب میں روزی کی تلاش میں باہر چلا گیا پھر اس نے مجھے جھگڑا اور فساد کر کے چھوڑ دیا اور عورتیں غالب آنے والے مردوں پر بری غالب آنے والیاں ہیں' فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہن شر غالب لمن غلب: بار بار پڑھتے رہے۔

ابن سعد: باخبار احمد بن محمد بن انس' باخبار ابو حفص' عمرو بن علی صیرفی بحدیث عبید بن عبدالرحمٰن بن عبید حنفی بحدیث جنید بن امین بن ذردہ بن نضلہ بن طریف بن بہصل حرمازی اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا نضلہ سے: کہ ان میں کے ایک شخص کے پاس جسے اعشیٰ کہا جاتا تھا اور اس کا نام عبداللہ بن اعور تھا اسی قبیلہ کی ایک خاتون معاذہ تھی' اعشیٰ رجب میں روزی کی تلاش میں ہجر چلے گئے' ان کے جانے کے بعد وہ خاتون ان کی نافرمانی کر کے بھاگ کر اپنے میکہ چلی گئی اس خاتون نے انہیں میں سے ایک شخص کی حمایت حاصل کر لی اس کا نام مطرف تھا مطرف نے معاذہ کو اپنی حمایت میں لے لیا جب اعشیٰ گھر پہنچے تو بیوی کو گھر میں نہیں پایا' انہیں بتایا گیا کہ معاذہ ان کے خلاف ہو گئی ہے اور ان کی حکم عدولی کر کے اس نے مطرف کی حمایت حاصل کر لی ہے' اعشیٰ مطرف کے پاس گئے اور بولے' بھتیجے! تمہارے پاس میری بیوی معاذہ ہے اسے میرے حوالہ کر دو۔ مطرف بولا: معاذہ میرے پاس نہیں اور اگر میرے پاس ہوتی بھی تو میں اسے آپ کے حوالہ نہیں کرتا (فرماتے ہیں) مطرف اعشیٰ سے زیادہ معزز تھا آخر کار اعشیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کی حمایت حاصل کی اور آپ کے سامنے یہ اشعار پڑھے:

یا سیّدَ النّاسِ وَدَیّان العَرَب   الیك اشکو ذریّةً مّن الذرب

''اے لوگوں کے سردار اور عرب کے منصف' میں ذرب کی بیٹی کی آپ کے پاس شکایت لے کر آیا ہوں۔

کالذئبةِ الغبساء فی ظلّ السَّرَبْ   خَرجتُ ابغیها الطّعامَ فِی رَجَبْ

جو بل کی پھوار میں بھوری بھڑن کی طرح ہے' میں رجب میں اس کے لیے روزی کی تلاش میں نکلا تھا۔

فَخلّفتَنی بنزاعٍ وَحَرَبْ   أخلَفتِ العَهْدَ وَلَطّتِ الذّنَبْ

لیکن وہ جھگڑا اور فساد کر کے مجھے چھوڑ گئی' اور اس نے وعدہ خلافی کی اور دم موڑ لی۔

تودّ انّی بَیْنَ غَیْضٍ مُؤتَشَبْ   وَهُنّ شَرّ غَالِبٍ لِمَنْ غَلَبْ

وہ چاہتی ہے کہ میں ایک گھنے بن میں پھنس جاتا' اور عورتیں غالب لوگوں پر بری غالب آنے والیاں ہیں''۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور وہ بری غالب آنے والیاں ہیں' اعشیٰ نے آپ سے اپنی بیوی کی شکایت کی اور اس نے جو کچھ ان کے ساتھ کیا تھا اسے تفصیل سے بتایا اور یہ بھی بتایا کہ اب وہ مطرف بن بہصل کے پاس ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مطرف کو خط لکھا کہ ان کی بیوی معاذہ کو ان کے حوالہ کر دو جب یہ خط مطرف کو پڑھ کر سنایا گیا تو انہوں نے معاذہ سے کہا: تمہارے بارے میں میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خط آیا ہے اب میں تم کو اعشیٰ کے حوالہ کر دوں گا' معاذہ بولیں: اعشیٰ سے یہ پکا وعدہ کرا لینا کہ وہ مجھے میرے افعال پر سزا نہ دیں' چنانچہ مطرف نے اعشیٰ سے پختہ عہد لے کر معاذہ کو ان کے حوالہ کر دیا۔ اعشیٰ نے خوش ہو کر یہ شعر پڑھے:

لَعَمْرُكَ مَا حُبّی مُعَاذَةَ بِالّذِیْ   یُغَیّرُہ الواشی وَلاَ قِدَمُ العهدِ

''عمر عطا کرنے والے کی قسم! معاذہ سے میری محبت ایسی نہیں جسے چغل خور یا طول زمانہ بدل دے۔

ولا سوء ماجاءت به اذا زالها   غُواة الرّجال اذیُنا دونها بَعدِی

اور نہ محبت کو اس کا برا فعل بدلنے والا ہے جب اسے گمراہوں نے ڈگمگا دیا تھا اور میرے بعد اسے بلانے لگے تھے''۔

ابو مریم سلولی رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام مالک بن ربیعہ ہے اور آپ ابو یزید کے والد ہیں آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث: اے اللہ پیچھے رہنے والوں کو بخش دے' روایت کرتے ہیں۔

عباد بن شرحبیل یشکری رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون' باخبار اشعث بن سعید' بتحدیث ابو بشر از عباد بن شرحبیل: میں عہد رسالت میں مدینہ منورہ گیا اور ایک باغ میں گھس کر کچھ بالیں توڑ لیں باغ کے مالک نے آ کر مجھے مارا اور میرا کمبل چھین لیا' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا باغ کا مالک میرے پیچھے پیچھے تھا اور آپ سے سارا واقعہ بیان کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک سے فرمایا: یہ جاہل تھا اور بھوکا تھا نہ تو تم نے اسے اسلامی اصول بتائے اور نہ کچھ کھلایا پلایا پھر آپ کے حکم سے اس نے مجھے میرا کمبل دے دیا اور آپ نے حکم کیا کہ مجھے ساٹھ صاع یا تیس صاع کھجوریں دے دی جائیں۔

بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام زحم بن معبد سدوسی ہے۔ ابن سعد: باخبار فضل بن دکین، بتحدیث اسود بن شیبان از خالد بن سمیر: زحم بن معبد ہجرت کر کے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ پہنچے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ بولے: زحم بن معبد، فرمایا: نہیں بلکہ تم بشیر ہو۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم وسلیمان بن حرب، بتحدیث اسود بن شیبان، بتحدیث خالد بن سمیر بحدیث بشیر بن نہیک: جاہلیت میں میرا نام زحم تھا جب میں ہجرت کر کے مدینہ منورہ آیا اور حاضر خدمت نبوی ہوا تو آپ نے میرا نام پوچھا میں نے اپنا نام زحم بتایا، فرمایا: نہیں، بلکہ تم بشیر ہو۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم، بتحدیث عبیداللہ بن ایاد سدوسی، بسماع از ابوایاد بن لقیط سدوسی بسماع لیلیٰ زوجہ بشیر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام بشیر رکھا اس سے قبل آپ کا نام زحم تھا۔

قبیصہ بن وقاص رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار ابوالولید، ہشام طیالسی بتحدیث ابوہاشم عمار بن عمارہ صاحب زعفران بتحدیث صالح بن عبید از قبیصہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد تم پر ایسے حاکم ہوں گے جو نماز دیر کر کے پڑھیں گے تمہاری نماز ہو جائے گی لیکن تاخیر کا وبال حکام پر پڑے گا لہٰذا ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہو جب تک وہ تمہیں قبلہ کی طرف نماز پڑھاتے رہیں۔ ہشام: لقیط کو صحبت نبویہ کا شرف حاصل ہے اور یہ حدیث جماعت ہے۔

جاریہ بن قدامہ سعدی رضی اللہ عنہ:

ابن زہیر بن حصین بن رزاح بن اسعد بن بجیر بن ربیعہ بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم، ابن سعد: باخبار عبداللہ بن نمیر، بتحدیث ہشام بن عروہ از عروہ از احنف بن قیس اپنے چچا زاد بھائی جاریہ سے: کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! مجھے ایک مفید جامع اور مختصر بات بتایئے تاکہ میں اسے یاد بھی رکھ سکوں، فرمایا: غصہ نہ کر، انہوں نے بار بار یہی سوال دہرایا اور آپ نے ہر بار یہی جواب دیا کہ غصہ نہ کر، فرماتے ہیں: جاریہ ان بزرگوں میں سے ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت موجود تھے، فرماتے ہیں: ہم سب سے اخیر میں آپ کے پاس پہنچے اور ہم نے آپ سے وصیت کی درخواست کی ہم سے پہلے آپ سے کسی نے یہ درخواست نہیں کی تھی۔

جاریہ کی تواریخ ہے اور لڑائیاں ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو بصرہ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا اس وقت بصرہ کے حاکم عبداللہ بن عامر بن حضرمی تھے جو عبداللہ بن عامر بن کریز کے نائب تھے، جاریہ نے ان کا محاصرہ ایک تمیمی شخص سنبل کے گھر میں کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنی بیعت لینے کے لیے بصرہ بھیجا۔

سعد بن اطول بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن خالد بن واہب بن غیاث بن عبد بن شقرہ بن عدی بن عوف بن غطفان بن قیس بن جہینہ بن زید بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث حماد بن سلمہ' بتحدیث ابو جعفر عبدالملک از ابونصرہ از سعد بن اطول: میرے بھائی قرضدار فوت ہوئے آپ کے ترکہ میں صرف تین سو درہم تھے اور آپ کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے میں نے ان کے بچوں پر خرچ کرنا چاہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا بھائی قرض میں محبوس ہے میں بولا: یا رسول اللہ میں نے ان کا قرض ادا کر دیا ہے البتہ دو دینار باقی ہیں جن کا ایک عورت دعویٰ کرتی ہے مگر اس کے پاس ثبوت نہیں' فرمایا: دے دو کیونکہ وہ سچی ہے۔

ابن سعد: بخبر از واصل بن عبداللہ بن بدر بن عبداللہ بن سعد بن اطول' بحدیث از واصل: عبداللہ بن سعد اپنے دوستوں سے ملاقات کے لیے تستر جاتے تھے اور دو دن (جانے کے دن اور دوسرے دن) ٹھہرا کرتے تھے اور تیسرے دن واپس ہو جایا کرتے تھے' لوگ آپ کو مزید ٹھہرانے کی آرزو کیا کرتے تھے آپ فرمانے لگے میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع فرمایا' یا میں نے آپ سے سنا کہ آپ قیام سے منع فرمایا کرتے تھے اگر کوئی خراج والے شہروں میں تین دن ٹھہر گیا تو اس نے وہاں قیام کر لیا لہٰذا میں قیام مکروہ سمجھتا ہوں۔

بخبر از واصل بن عبداللہ بحدیث عبداللہ: جب یزید بن معاویہ فوت ہو گئے تو عبداللہ بن زیاد کو بصرہ والوں کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوا اور انہوں نے سعد بن اطول کے پاس آدمی بھیج کر درخواست کی کہ وہ انہیں اہل بصرہ سے بچائیں فرمایا: میرا خاندان بصرہ میں نہیں بلکہ شام میں ہے۔

حریث بن حسان شیبانی رضی اللہ عنہ:

آپ بکر بن وائل کی طرف سے ان کے نمائندہ بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے آپ ہی کے ہمسفر قیلہ بنت مخرمہ ہو گئی تھیں جب آپ رسول اللہ کے پاس تشریف لا رہے تھے یہ دونوں مل کر حاضر بارگاہ رسالت ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دونوں میں بیابان میں جو کچھ باتیں ہوئی تھیں وہ چھڑ گئیں وہ باتیں ہم سے عفان بن مسلم' عبداللہ بن حسان' اولاد کعب بلعنبر کے بھائی سے اور وہ اپنی دونوں دادیوں صفیہ اور دحیہ دختران علیبہ سے اور وہ قیلہ بنت مخرمہ سے نقل کرتے ہیں۔

حرملہ بن عبداللہ کعبی رضی اللہ عنہ:

آپ کعب بلعنبر کے آدمی ہیں آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے تھے اور آپ کے پاس اتنے دن رہے کہ آپ کو اچھی طرح سے پہچان گئے اور آپ سے مسائل پوچھے اور آپ سے روایتیں کیں۔

عبداللہ بن سبرہ رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم کلابی' بتحدیث معتمر بن سلیمان' بتحدیث ابن نسیب سلمی از مسلم بن عبداللہ بن سبرہ از عبداللہ بن سبرہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ تم کو تین چیزوں سے روکتا ہے کثرت سوالات سے' مال کو ضائع کرنے سے اور قیل قال کے پیچھے لگنے سے۔

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید بتحدیث عاصم از عبداللہ بن سرجس: میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوا آپ بیٹھے ہوئے تھے میں گھوم کر آپ کے پیچھے گیا آپ میرا مطلب سمجھ گئے اور اپنی چادر اتار دی میں نے آپ کے بائیں (یا دایاں کہا) کندھے کے پیچھے بالائی حصہ پر مہر مٹھی برابر دیکھی جسے تل گھیرے ہوئے تھے گویا وہ ایک بڑا مسہ تھا (فرماتے ہیں) پھر میں آپ کے سامنے آیا اور بولا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے' فرمایا: اور تم کو بھی' پھر آپ سے کسی نے کہا: یارسول اللہ کیا میں آپ کے لیے دعائے مغفرت کرسکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اور اللہ تعالیٰ تم کو بخشے اور آپ نے آیت: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ پڑھ کر سنائی' یعنی اے رسول آپ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی معافی مانگیں۔

عبداللہ بن ابی الحسماء رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار معاذ بن ہانی' بہرانی' بتحدیث ابراہیم بن طہمان' بتحدیث بدیل بن میسرہ از عبدالکریم از عبداللہ بن شقیق از شقیق از عبداللہ بن ابی الحسماء: میں نے بعثت سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معاملہ کیا اور مجھ پر آپ کی کچھ رقم باقی رہ گئی اور میں یہ وعدہ کر کے چلا گیا کہ میں آپ سے اسی مقام پر آ کر ملتا ہوں اور رقم ادا کرتا ہوں لیکن علیحدہ ہو کر میں بھول گیا دوسرے دن بھی مجھے وعدہ یاد نہیں آیا ہاں تیسرے دن یاد آیا دوڑا ہوا گیا تو آپ کو اسی جگہ منتظر پایا' فرمایا: اے جوان! تو نے مجھے مشقت میں مبتلا کر دیا میں یہاں تیرا تین دن سے انتظار کر رہا ہوں۔

عبداللہ بن ابی الجذعاء عبدی رضی اللہ عنہ:

آپ سے عبداللہ بن شقیق عقیلی روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم وعمرو بن عاصم کلابی' بتحدیث حماد بن سلمہ از خالد حذاء از عبداللہ بن شقیق از ابن ابی الجذعاء: میں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کب نبی بنے؟ فرمایا: جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

ابوبذیل میسرہ الفجر رضی اللہ عنہ:

ابن میسرہ عقیلی جو عبداللہ بن شقیق سے روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار معاذ بن ہانی بہرانی' بتحدیث ابراہیم بن طہمان' بتحدیث بدیل بن میسرہ از عبداللہ بن شقیق از میسرہ الفجر: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول آپ کب نبی بنے؟ فرمایا آدم روح وجسم کے درمیان ہی تھے کہ میں نبی بن گیا تھا۔

طلق بن خشاف قیسی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم' بتحدیث سوادہ بن ابی الاسود قیسی قطان بحدیث ابوالاسود: کچھ صحابی بیمار پرسی کے لیے طلق کے پاس تشریف لے گئے اور آپ کے لیے دعا مانگتے رہے اے اللہ پسند فرما پھر عزم فرما۔

ابوصفیہ رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث عبدالواحد بن زیاد' بتحدیث یونس بن عبید اپنی والدہ سے: میں نے ابوصفیہ صحابی کو دیکھا (فرماتی ہیں) آپ ہمارے ایک پڑوسی تھے آپ روزانہ صبح کو سنگریزوں اور گٹھلیوں پر تسبیح پڑھا کرتے تھے' میں نے ہمیشہ آپ کو

سنگریزے لیے ہوئے ہی دیکھا۔

ابوعسیب رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام:

(فرماتے ہیں) بعض روایتوں میں ابوعصیم آتا ہے لیکن دونوں ایک ہی شخص ہیں۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون' باخبار ابونصیرہ' مسلم بن ابی عبید بسماع از ابوعسیب مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس بخار اور طاعون لے کر آئے پھر میں نے بخار تو مدینہ میں روک لیا اور طاعون شام کی طرف چھوڑ دیا' لہٰذا طاعون میری اُمت کے لیے شہادت و رحمت ہے اور کافروں کے لیے عذاب ہے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل' بتحدیث حازم بن قاسم' بسماع از ابوعسیب: جو شخص تندرست ہو اور چلنے پر قادر ہو وہ جمعہ نہ چھوڑے کیونکہ جمعہ فرض حج کی طرح فرض ہے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل' بتحدیث حازم بن قاسم: میں نے ابوعسیب کو ایک بھدے کٹورے میں پانی پیتا ہوا دیکھا یہ کٹورہ چھیل کر عمدہ بنا ہوا نہیں تھا ہم نے کہا: کاش آپ ہمارے ان لطیف و عمدہ کٹوروں کو استعمال کریں' فرمایا: مجھے اس میں کھانے پینے سے کون سی چیز مانع ہے میں نے تو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیتا ہوا دیکھا ہے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل' باخبار حازم بن قاسم: میں نے ابوعسیب' خادم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سر' داڑھی اور مونچھوں پر زرد خضاب کر لیتے تھے (فرماتے ہیں) اور میں نے ابوعسیب سے سنا فرماتے تھے: جو تندرست ہو اور چلنے پر قادر ہو وہ جمعہ نہ چھوڑے کیونکہ جمعہ حج کی طرح فرض ہے (فرماتے ہیں) ہم ابوعسیب کی مونچھوں کو کناروں سے کاٹ دیا کرتے تھے اور ناخنوں کو بھی۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل' بتحدیث مسلمہ بنت زبان قریعیہ' بسماع از میمونہ بنت عسیب: تین روزے ملا کر لگاتار رکھ لیتے تھے اور چاشت کی نماز کھڑے ہو کر پڑھا کرتے تھے پھر جب کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رہی تو بیٹھ کر پڑھنے لگے۔ ابوعسیب ایام بیض کے روزے بھی رکھا کرتے تھے آپ کی چارپائی میں ایک گھنٹی تھی اگر آواز سے عاجز آتے تو اس کے ذریعہ مجھے بلا لیا کرتے تھے جب آپ اسے ہلاتے تو میں آجاتی تھی۔

نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین' بتحدیث عصام بن قدامہ' بحدیث مالک بن نمیر جو بصرہ کے باشندے تھے: نمیر نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ کو نماز میں (تشہد میں) دیکھا کہ سیدھا ہاتھ سیدھی ران پر رکھے ہوئے ہیں اور شہادت کی انگلی ذرا خم کر کے اٹھائے ہوئے دعا پڑھ رہے ہیں۔

قتادہ بن اعور ساعدہ رضی اللہ عنہ:

ابن عوف بن کعب بن عبد شمس (اصل میں عبد شمس' عبشمس ہیں' عبد شمس قریش ہی میں ہیں) بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم' آپ نے وفد کے آنے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض اٹھایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو شبکہ مقام میں جو ایک پٹ پڑ میدان میں

قنعہ اور عرمہ کے درمیان ہے' خط لکھا آپ جون کے والد ہیں۔

قتادہ بن اوفی بن موالہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ:

ابن ملادس بن عبشمس بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم' آپ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائے ہوئے ہیں آپ ایاس کے والد ہیں اور ایاس کی والدہ فارعہ بنت حمیری بن عبادہ بن نزال بن مرہ ہیں۔

قیس بن حارث بن یزید بن شبل رضی اللہ عنہ:

ابن حیان' اولادِ تمیم سے منقع کے چچا زاد بھائی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والے تمیمی وفد میں آپ بھی شامل تھے پھر آپ بصرہ میں مقیم ہو گئے تھے۔

منقع بن حصین بن یزید بن شبل رضی اللہ عنہ:

ابن حیان بن حارث بن عمرو بن کعب بن عبدشمس بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم' آپ جنگ قادسیہ میں شریک تھے پھر بصرہ آ گئے اور وہاں مکان کے لیے جگہ گھیر لی آپ کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام جناح تھا آپ نے اسی پر سوار ہو کر جنگ قادسیہ لڑی اور یہ اشعار پڑھے:

لمّا رأیتُ الخیلَ زَیّلَ بَینَھَا طِعانٌ و نُشَّابٌ صَبَرْتُ جناحا

''جب میں نے دیکھا کہ شہسواروں کے درمیان نیزوں اور تیروں نے تفرقہ ڈال دیا ہے تو میں اپنے گھوڑے جناح پر صبر سے جما رہا''۔

فطاعَنْتُ حتٰی انزَلَ اللّٰہُ نَصْرَہُ وَوَدّ جَناحٌ لَوْ قضٰی فاراحا

اور دشمنوں کے نیزے گھونپنے لگا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد اتار دی اور جناح کی تمنا تھی کہ وہ مر کر راحت پا جاتا۔

کأنّ سیوفَ الھِندِ فَوْقَ جَبِینِہٖ مُخاریقُ بَرْقٍ فِی تِھَامَۃَ لاحا

گویا اس کی پیشانی پر ہندی تلواریں تہامہ میں چمکنے والی بجلی کے کوڑے ہیں''۔

منقع رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث کے راوی ہیں۔

ابن سعد: باخبار ابوغسان نہدی' مالک بن اسمٰعیل' بتحدیث سیف بن ہارون برجمی باخبار عصمہ بن بشیر برجمی بخبر مزع (بقول سیف آپ جنگ قادسیہ میں شریک تھے) از منقع: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے اونٹوں کا صدقہ لے کر آیا: میں بولا یہ ہمارے اونٹوں کا صدقہ ہے آخر کار آپ کے حکم سے اونٹوں پر قبضہ کر لیا گیا' میں بولا یا رسول اللہ! ان میں دو اونٹنیاں آپ کے لیے بطور ہدیہ کے ہیں اور میں نے ہدیہ والی اونٹنیاں صدقہ کے جانوروں سے علیحدہ کر دیں' پھر میں آپ کے ہاں کچھ دنوں تک ٹھہرا رہا' لوگوں میں چرچا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو رقیق مضر یا مضر کی طرف بھیجنے والے ہیں اور ان سے صدقہ وصول کرنے والے ہیں میں نے سوچا ہمارے پاس اور ہمارے گھر والوں کے پاس جو کچھ مال ہے ان کے پاس پہنچنے سے پہلے اس کا صدقہ یہیں ادا کر دوں یہ سوچ کر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ اونٹنی پر سوار تھے اور آپ کے ساتھ اسود تھے جن کا سر آپ کے سر کے محاذ میں تھا

میں نے ان سے زیادہ کسی کو لمبا تڑنگا نہیں دیکھا جب میں قریب آیا تو گویا وہ میری طرف جھکے لیکن ان کو نبی ﷺ نے روک دیا میں بولا یارسول اللہ! لوگ میرے بارے میں ایسا ایسا ذکر کر رہے ہیں اس پر آپ نے اپنے ہاتھ اس قدر بلند اٹھائے کہ مجھے آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ گئی اور فرمایا اے اللہ! میں لوگوں کے لیے اپنے اوپر جھوٹ بولنا حلال نہیں کرتا۔

منقع: لہٰذا میں نبی ﷺ سے وہی حدیث بیان کرتا ہوں جو کتاب وسنت میں موجود ہوتی ہے جب زندگی میں آپ پر جھوٹ نہیں بولا جاتا تو وفات کے بعد بدرجہ اولیٰ جھوٹ بولنا حرام ہے۔

ابوغسان: منقع اولاد تمیم کے ایک آدمی ہیں آپ کو بنو تمیم کے ایک شخص کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

حارث بن عمرو سہمی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم وابوالولید ہشام طیالسی بتحدیث یحییٰ بن زرارہ بن سہم بن حارث بصری (آپ طف میں ٹھہرا کرتے تھے) بحدیث زرارہ بن سہم از حارث بن عمرو! میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی آپ اپنی اونٹنی عضباء پر سوار تھے میں بولا: یارسول اللہ میرے والدین آپ پر قربان ہوں میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیے فرمایا: اللہ تمہیں بخش دے ایک شخص بولا: یارسول اللہ! فرع اور عتیرہ کے بارے میں کیا حکم ہے فرمایا اختیار ہے فرمایا جو چاہے جانور کا پہلا بچہ اللہ کی راہ میں قربان کر دے اسی طرح رجب میں جو چاہے جانور اللہ کے نام پر ذبح کر کے کھلا دے اور اگر نہ چاہے تو نہ کرے اور بھیڑوں میں قربانیاں ہیں پھر فرمایا: سن لو تمہارے خون اور مال آپس میں تمہارے اس شہر کی طرح اور اس دن کی حرمت کی طرح حرام ہیں۔

ابوالولید: یحییٰ بن زرارہ بصری تھے اور طف میں مقیم تھے۔

عبدالرحمٰن بن حنبش رضی اللہ عنہ:

آپ سے ابوعمران جونی نبی ﷺ کی وہ حدیث بیان کرتے ہیں جس میں شیطان کے شعلہ کا ذکر ہے۔

سہل بن صخر بن واقد بن عصمہ بن ابی عوف رضی اللہ عنہ:

ابن عبد مناۃ بن شجع بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ۔

ابن سعد: باخبار عبداللہ بن محمد بن ابوالاسود بتحدیث یوسف بن خالد سمتی از خالد سمتی: مجھ سے میرے مولیٰ سہل بن صخر نے کہا (آپ کے لیے صحبتِ رسول ثابت ہے) غلام خرید یا (کہا) غلام خریدو کیونکہ بہت سے غلاموں کے مقدر میں اتنا رزق ہوتا ہے جتنا سید کے مقدر میں نہیں ہوتا۔

ابوعبید رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم ومسلم بن ابراہیم بتحدیث ابان بن یزید بتحدیث قتادہ از شہر از ابوعبید: میں نے نبی ﷺ کے لیے ایک ہانڈی پکائی آپ نے فرمایا: مجھے ہاتھ کا پارچہ تھما دو (فرماتے ہیں) میں نے آپ کو ہاتھ کا پارچہ دے دیا فرماتے ہیں: پھر آپ نے فرمایا: مجھے ہاتھ کا پارچہ دے دو میں نے دے دیا پھر آپ نے یہی فرمایا: میں بولا یارسول اللہ! ایک بکری کے کتنے ہاتھ ہوتے ہیں؟ فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں مانگتا رہتا تجھے ہاتھ

دیے جاتے رہتے۔

میمون بن سنباذ اسلع رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث ربیع بن بدر اپنے والد سے کہ ہم میں سے ایک شخص نے جسے اسلع کہا جاتا تھا کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ کے لیے سواری کسا کرتا تھا ایک دن آپ نے مجھ سے فرمایا: اسلع اٹھ کر سواری کس۔ میں بولا اے اللہ کے نبی میں ناپاکی میں مبتلا ہوں آخر آپ کچھ دیر خاموش رہے پھر آپ پر حضرت جبریئل علیہ السلام تیمم والی آیت لے کر اتر آئے فرماتے ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر تیمم کر کے دکھایا آخر کار میں نے تیمم کر کے سواری کسی اور نماز پڑھی پھر جب آپ پانی پر پہنچے تو مجھ سے فرمایا: اسلع اٹھ کر غسل کر لے۔

زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام:

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بہ تحدیث حفص بن عمر بحدیث ابوعمر بن مرہ بسماع از بلال بن یسار بن زید بسماع از یسار بحدیث زید: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جو اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ پڑھ لے اسے بخش دیا جائے گا اگرچہ لڑائی سے بھاگ آیا ہو۔

ابوسود رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار عبداللہ بن جعفر رقی بتحدیث ابن مبارک از معمر از شیخ بنی تمیم از ابوسود: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے: جھوٹی قسم جس سے انسان مسلمان کا مال ہتھیالے رحم کو بانجھ بنا دیتی ہے۔

ابوحیہ تمیمی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار ابوعامر عبدالملک بن عمرو عقدی بتحدیث علی بن مبارک از یحیٰی بن ابی کثیر بحدیث حیہ تمیمی بخبر ابوحیہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: ہدم دغبن کچھ نہیں اور صحیح شگون نیک شگون ہے۔

حارث بن اُقیش رضی اللہ عنہ:

آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں: من قدم ثلاثة من ولده (جس نے اپنے تین بچے پہلے بھیج دیئے یعنی جس نے اپنے تین نابالغ مرنے والے بچوں پر صبر کیا) حارث: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے: میری امت کا ایک شخص ربیعہ اور مضر جیسوں کے لیے شفاعت کرے گا (یعنی جتنے ان دونوں قبیلوں میں لوگ ہیں اتنوں کی شفاعت کرے گا)۔

عمرو بن تغلب نمری رضی اللہ عنہ:

بقول بعض آپ عبدی ہیں۔

عبداللہ بن اسود سدوسی رضی اللہ عنہ:

قتادہ: آپ بارگاہِ رسالت میں سدوسی وفد میں شامل ہو کر پہنچے۔

اُسیر صحابی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن حماد' بتحدیث ابوعوانہ از داؤد بن عبداللہ از حمید بن عبدالرحمٰن: جب یزید بن معاویہ خلیفہ بنائے گئے تو ہم اسیر صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے فرمایا: لوگ کہتے ہیں: یزید امت محمدیہ میں اچھا آدمی نہیں' نہ سمجھدار ہی ہے اور نہ زیادہ شریف ہے میں بھی اس کا قائل ہوں لیکن اللہ کی قسم مجھے امت محمدیہ کا اتحاد اختلاف سے زیادہ محبوب ہے بتاؤ تو سہی اگر کوئی دروازہ اتنا وسیع ہو کہ اس میں تمام امت سما جائے کیا اس میں ایک شخص نہیں سما سکتا؟ ہم بولے سما جائے گا' فرمایا: بتاؤ تو سہی اگر ہر امتی یہ عہد کر لے کہ میں اپنے بھائی کا خون نہیں بہاؤں گا اور نہ اس کا مال لوں گا تو گویا یہ ممکن ہے؟ ہم بولے: جی ہاں' فرمایا: میں یہی تم سے کہتا ہوں' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: شرم سے تمہارے پاس بھلائی ہی آئے گی' حمید: میرے ساتھی نے کہا: لقمان کے قصہ میں ہے کہ بعض شرم کمزوری ہے اور بعض اللہ کے لیے وقار ہے اس پر شیخ کا ہاتھ کانپنے لگا اور بولے تم دونوں میرے گھر سے اور محلّہ سے نکل جاؤ میں تم کو اپنے پاس ٹھہرنے کی اجازت نہیں دیتا' فرماتے ہیں: میں برابر ان کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا رہا حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہو گئے' فرماتے ہیں پھر میں اور میرا ساتھی دونوں وہاں سے چلے آئے۔

عروہ بن سمرہ عنبری رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون' باخبار عاصم بن ہلال از غاضرہ بن عروہ از عروہ: ہم نماز کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے رہے آخر کار آپ باہر اس حال میں تشریف لائے کہ وضو سے یا غسل سے آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا پھر آپ نے نماز پڑھائی فارغ ہونے کے بعد آپ سے لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا فلاں بات میں ہم پر گناہ ہے؟ فرمایا: لوگو! اللہ کا دین جو ہمیں ملا ہے انتہائی آسان ہے آپ نے تین بار یہی فرمایا۔

ابورفاعہ عدوی رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام تمیم ہے اور اسید کے فرزند ہیں جو اولاد عدی میں سے تھے اسید کے والد عبد مناۃ بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر ہیں۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہیں پھر آپ کے بعد بصرہ میں آ گئے تھے۔

ابن سعد: باخبار عبیداللہ بن محمد بن حفص قرشی تیمی بتحدیث مہدی بن میمون' بتحدیث غیلان از حمید بن ہلال از عدوی غالباً ابورفاعہ: جاہلیت میں میرے پاس جن آیا کرتے تھے لیکن اسلام لانے کے بعد ان کا آنا بند ہو گیا ایک دن میں عرفہ میں قیام کیے ہوئے تھا کہ میں نے جن کی آہٹ محسوس کی جن بولا: تمہیں خبر بھی ہے تمہارے بعد میں مسلمان ہو گیا' فرماتے ہیں: جب اس نے حاجیوں کی بلند آوازیں سنیں تو بولا: سر اچھی طرح منڈوانا کیونکہ نیکی سخت آواز پر نہیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم وعمرو بن عاصم' بتحدیث سلیمان بن مغیرہ از حمید بن ہلال: ابورفاعہ فرمایا کرتے تھے: میں سورۂ بقرہ نہیں بھولا جب سے اسے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے اس کے ساتھ ساتھ میں نے حسب مقدور اور بھی قرآن یاد کر لیا اور کبھی تہجد سے میری کمر میں درد نہیں ہوا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث سلیمان بن مغیرہ از حمید بن ہلال: ایک شخص نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا جیسے

کسی نے مجھ سے کہا: اٹھ جا کیونکہ طاقت والا کھڑا ہے میں اٹھ کھڑا ہوا میں نے سنا تو ابو رفاعہ کی آواز تھی اور آپ رات میں نماز پڑھ رہے تھے۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ بسماع حمید بن ہلال: ابو رفاعہ جب نماز و دعا سے فارغ ہو جاتے تو سب سے اخیر میں یہ دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ جب تک میرے حق میں زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب وفات بہتر ہو تو مجھے ایسی وفات دے جو طاہر و طیب ہو اور جس کی عفت' طہارت اور پاکیزگی سن کر میرے مسلمان بھائیوں کو مجھ پر رشک آئے اور مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور مجھے میرے نفس کی طرف سے بے خبر رکھ' فرماتے ہیں: پھر آپ ایک ایسے لشکر میں شامل ہو کر نکلے جو عبدالرحمٰن بن سمرہ کے ماتحت تھا فرماتے ہیں: پھر اس لشکر سے ایک دستہ علیحدہ ہوا جن میں اکثر اولاد حنیفہ کے مجاہد تھے' فرماتے ہیں: پھر آپ بولے: میں اس دستہ کے ساتھ جا رہا ہوں (فرماتے ہیں) یہ سن کر ابو قتادہ عدوی بولے: یہاں آپ کے بھتیجوں میں سے کوئی نہیں اور نہ آپ کے گھر میں کوئی ہے' بولے: اب تو میں پکا ارادہ کر چکا ہوں لہٰذا میں ضرور جاؤں گا چنانچہ آپ اس دستہ کے ساتھ روانہ ہو گئے اس دستہ نے دشمن کے قلعہ کا پا محل کا رات میں محاصرہ کر لیا' آپ رات بھر نماز پڑھتے رہے جب پچھلی رات ہوئی تو آپ اپنی ڈھال سے ٹیک لگا کر سو گئے صبح کو مجاہد مقابلہ کی اور قلعہ میں داخل ہونے کی تدبیریں سوچنے لگے اور آپ کو بھول گئے اور سوتا ہوا چھوڑ دیا دشمن نے آپ کو سوتا ہوا دیکھا اور ان کے تین گنوار آپ کی طرف اتر کر آئے آپ سو رہے تھے انہوں نے آپ کو آپ کی تلوار ہی سے ذبح کر دیا۔ پھر آپ کے ساتھیوں نے کہا جہاں ہم تھے وہاں ہم ابو رفاعہ کو جگانا بھول ہی گئے وہ ہنوز جہاں تھے وہیں ہیں چنانچہ آپ کے ساتھی آپ کی طرف لوٹ کر گئے تو دیکھا کہ گنوار آپ کے جسم سے اسلحہ اتارنے کا ارادہ کر رہے ہیں ساتھیوں نے آپ سے گنواروں کو بھگایا اور آپ کو کھینچ لیا اور عبدالرحمٰن بن سمرہ نے کہا: بنو عدی کے بھائی کو شہادت کا احساس بھی نہیں ہوا اور شہادت ہو گئی۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ از حمید بن ہلال بقول صلہ: میں نے ابو رفاعہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ایک تیز رفتار اونٹنی پر سوار ہیں اور میں ایک سست رفتار اونٹ پر ہوں اور آپ کے پیچھے پیچھے ہوں آپ اونٹنی کو میری طرف اس قدر موڑتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اب میں آواز سن لوں گا پھر اس پر زین کس کر چل پڑتے ہیں اور میں ان کے پیچھے پیچھے ہوں (فرماتے ہیں) میں نے اس خواب کی یہ تعبیر لی کہ میں نے ابو رفاعہ کی راہ اختیار کر رکھی ہے اور ان کے بعد اب میں خوب دوڑ دھوپ کر رہا ہوں۔

نافع بن حارث بن کلدہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن علاج (عمیر) بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف: نافع کی والدہ سمیہ ہیں جو ابو بکرہ اور زیاد کی بھی والدہ ہیں۔ نافع کا دعویٰ حارث بن کلدہ نے کیا تھا اور انہیں اپنے نسب میں ملا لیا تھا' نافع' عبداللہ کے والد ہیں عبداللہ نے سب سے پہلے بصرہ میں گھوڑا پالا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ مجھے بصرہ میں ایک قطعہ زمین دیا جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ عبداللہ کو دس جریب ایسی زمین دی جائے جس میں کسی مسلمان کا اور نہ کسی ذمی کا حق ہو حضرت ابو موسیٰ

رضی اللہ عنہ نے اس حکم کی تعمیل کی اور عبداللہ بصرہ میں مقیم ہو گئے۔ نافع رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث بھی روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار ابوالولید خلف بن ولید ازدی' بتحدیث خلف بن خلیفہ از ابان بن بشیر از شیخ بصری بتحدیث نافع: میں تقریباً چار سو اشخاص نبی ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے ہمیں ایک ایسی جگہ ٹھہرایا جہاں پانی نہ تھا گویا اس جگہ ٹھہرنا لوگوں کو سخت معلوم ہوا لیکن لوگوں نے دیکھا کہ نبی ﷺ اتر گئے ہیں تو لوگ بھی اتر گئے اتنے میں ایک خوبصورت سینگوں والی بکری چل کر نبی ﷺ کے پاس آئی نبی ﷺ نے اس کا دودھ دوہا جس سے تمام لشکر سیراب ہو گیا اور آپ نے بھی پیا پھر فرمایا نافع اس کے مالک بن جاؤ لیکن میرے خیال میں تم اس کے مالک نہ بنو گے تو میں نے ایک لکڑی لے کر زمین میں گاڑی اور ایک تسمہ لے کر اس سے بکری خوب مضبوط باندھ دی سب لوگ سو گئے پھر جب میری آنکھ کھلی تو میں نے رسی کھلی ہوئی دیکھی اور بکری کا نام ونشان بھی نہ تھا میں حاضر بارگاہِ نبویؐ ہوا اور آپ کو بکری کے چلے جانے کی خبر دی کہ بکری تو چلی گئی' فرمایا: نافع کیا میں نے تم کو بتایا نہ تھا کہ تم اس کے مالک نہ بنو گے؟ جو اسے لایا تھا وہی اسے لے گیا۔

ابی بن مالک رضی اللہ عنہ:

آپ سے زرارہ بن اوفی حرشی روایت کرتے ہیں جو آپ کی قوم کے ہیں۔

حذیم بن حنیفہ تمیمی رضی اللہ عنہ:

آپ اولاد سعد بن زید مناۃ بن تمیم میں سے ہیں آپ صدقہ کے اونٹوں کے بارے میں نبی ﷺ سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد: مجھے ابو مسعودؔ ہانی بن یحییٰ سے خبر دی گئی کہ ہم سے ذیال بن عبید نے بیان کیا کہ میں نے حنظلہ بن حذیم بن حنیفہ سے سنا کہ حنیفہ نے اپنے بیٹے حذیم سے کہا: اپنے تمام بیٹوں کو بلاؤ میں کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں انہوں نے سب بیٹوں کو جمع کر کے عرض کیا: ابا جان سب موجود ہیں بولے: میری پہلی وصیت یہ ہے کہ وہ سو اونٹ جن کو ہم جاہلیت میں مطیبہ کہا کرتے تھے میرے اس یتیم کے لیے جو میرے حجرے میں ہے بطور صدقہ کے ہیں اس یتیم کا نام ضریس بن قطیفہ تھا' حذیم نے اپنے والد حنیفہ سے عرض کیا: ابا جان میں آپ کے بیٹوں میں یہ چرچا سن رہا ہوں کہ وہ کہہ رہے ہیں: اب تو ہم اپنے والد کے سامنے اس کا اقرار کر لیتے ہیں اور ان کی وفات کے بعد وہ اونٹ ہم آپس میں بانٹ لیں گے اور اپنی طرح یتیم کو بھی حصہ دیں گے' فرمایا: کیا تم نے ان سے یہ بات سنی ہے؟ بولے: جی ہاں' فرمایا میرے اور تمہارے درمیان رسول اللہ ﷺ ہیں' فرماتے ہیں: پھر ہم آپ کی خدمت میں روانہ ہوئے آپ بیٹھے ہوئے تھے فرمایا: یہ آنے والے کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ اونٹوں والے حنیفہ ہیں جن کے جنگل میں سب سے زیادہ اونٹ ہیں۔ پوچھا: ان کے دائیں بائیں کون ہیں؟ لوگ بولے: دائیں طرف تو ان کے بڑے بیٹے حذیم ہیں اور بائیں طرف نہ معلوم کون ہیں فرماتے ہیں پھر جب یہ حضرات حاضر بارگاہِ رسالت ہوئے تو حنیفہ نے نبی ﷺ کو سلام کیا پھر حذیم نے سلام کیا فرمایا: ابو حذیم! کیسے قدم رنجہ فرمایا؟ حنیفہ حذیم کی ران پر ہاتھ مار کر بولے یہ مجھے لائے ہیں' فرمایا: کیا یہ حذیم نہیں؟ بولے کیوں نہیں' حذیم ہی ہیں' حنیفہ نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت مال دیا ہے میرے پاس علاوہ ایک ہزار اونٹوں کے اور چالیس گھوڑوں کے

گھروں میں اور بھی مال ہے مجھے ڈر ہے کہ اللہ کے احکامات پر عمل کرنے سے پہلے مجھے موت نہ آ جائے اس لیے میں نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا اور میں نے ان سو اونٹوں کو جن کو ہم جاہلیت میں مطیبہ کہا کرتے تھے اپنے حجرے والے یتیم کے لیے بطور صدقہ دینے کی وصیت کی' فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں غصہ کے آثار دیکھے' آپ نے اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر فرمایا: لا الٰہ الا اللہ' صدقہ پانچ ورنہ دس ورنہ پندرہ ورنہ بیس ورنہ پچیس ورنہ تیس ہے اور زیادہ سے زیادہ چالیس ہے' فرماتے ہیں: حنیفہ جلدی سے بولے یارسول اللہ! اللہ کے لیے مطیبہ میں سے چالیس اونٹ اس یتیم کو دے دیئے جائیں آپ نے چالیس کی اجازت دے دی اور پوچھا: ابو حذیم تمہارا یتیم کہاں ہے؟ بولے یہ ہے جو سو رہا ہے' یتیم بالغ شخص کے مشابہ تھا' فرمایا: یہ یتیم کا ڈنڈا تو موٹا ہے' فرماتے ہیں: پھر حنیفہ اور ان کے بیٹے اٹھ کر اپنے اونٹوں میں چلے گئے' فرماتے ہیں: جاتے جاتے حذیم بولے: یارسول اللہ! میرے بہت بیٹے ہیں داڑھی والے بھی ہیں اور امرد بھی ہیں (حنظلہ کہتے ہیں: میں سب سے چھوٹا تھا) یارسول اللہ! آپ اس (حنظلہ) کے حق میں دعائے خیر فرمائیں آپ نے فرمایا' بیٹا! میرے پاس آؤ' حنظلہ آپ کے قریب آ گئے آپ نے ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اللہ تم کو برکت عطا فرمائے' ذیال کہتے ہیں: پھر میں نے دیکھا کہ حنظلہ کے پاس متورم چہرے والی اور متورم باکھوالی بکری لائی جاتی تھی اور وہ اپنے ہاتھ پر تھتکار کر ہاتھ ورم پر پھیر دیا کرتے تھے اور یہ دعا پڑھ دیا کرتے تھے: **بسم اللّٰہ علی اثر ید رسول اللّٰہ** صلی اللہ علیہ وسلم اور ورم اتر جایا کرتا تھا۔

عمارہ بن احمر مازنی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: مجھے جراح بن مخلد بزاز سے خبر ملی' بتحدیث قتیلہ بنت جمیع مازنیہ بحدیث یزید بن حنیف از حنیف بسماع عمارہ بن احمر مازنی: (قتیلہ کہتی ہیں میں انہیں کی اولاد میں ہوں) میں جاہلیت میں اپنے اونٹ چرا رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہسواروں نے ہم پر حملہ کر دیا میں نے جلدی سے اپنے اونٹ جمع کیے اور ایک نر اونٹ پر سوار ہوا وہ رکا اور ٹانگیں چوڑی کر کے پیشاب کرنے لگا پھر میں نے ایک اونٹنی پر سوار ہو کر نجات پائی اور مسلمان اونٹ ہانک کر لے گئے۔ پھر میں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اسلام لے آیا مسلمانوں نے مجھے اونٹ لوٹا دیئے کیونکہ ابھی انہوں نے اونٹ بانٹے نہ تھے' جوّاب بن عمارہ کہتے ہیں: مجھے اور میرے بھائی کو وہ خوبصورت اونٹنی ملی جس پر عمارہ اس دن سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تھے۔ جراح کہتے ہیں: میں نے بعض مازنی حضرات کو یہ کہتے ہوئے سنا وہ عجلز چشمہ پر تھے جو قریتین سے پہلے ہے۔

اسمر بن مضرس رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار محمد بن بشار بصری' بحدیث عبدالحمید بن عبدالواحد' بحدیث جنوب بنت نمیلہ از سویدہ بنت جابر از عقیلہ بنت اسمر بن مضرس از اسمر: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپ سے بیعت کی آپ نے فرمایا: جو اس جگہ جہاں پہلے کوئی مسلمان نہیں پہنچا' پہنچ گیا وہ اسی کی ہے' یہ سن کر لوگ لمبی لمبی ڈگیں بھرتے ہوئے دوڑ پڑے۔

عمرو بن عمیر رضی اللہ عنہ:

آپ صحابی ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ حماد بن ثابت از ابی زید مدنی از عمرو بن عمیر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تین دن تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف نہیں لائے بس نماز کے لیے آتے تھے اور نماز پڑھا کر تشریف لے جاتے تھے' صحابہ رضی اللہ عنہم بولے: یارسول اللہ! ہم آپ کو تین دن سے صرف نماز میں دیکھتے ہیں' فرمایا: مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا کہ میرے ستر ہزار امتی بلاحساب کے جنت میں جائیں گے' پوچھا گیا: وہ کون ہیں؟ فرمایا: جو دم وغیرہ نہیں کراتے نہ برے شگون لیتے ہیں اور نہ داغ لگواتے ہیں اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں' میں بولا: اے رب اس تعداد میں اضافہ فرما: فرمایا آپ کے لیے ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار ہوں گے (یعنی چار ارب نوے کروڑ یا انچاس لاکھ بلاحساب کے جنت میں جائیں گے) میں بولا: اے رب اضافہ فرما: وہ مکمل نہیں ہوں گے' فرمایا: تب تو ہم انہیں دیہاتیوں سے پورا کر دیں گے۔

عکراش بن ذویب بن حرقوص رضی اللہ عنہ:

ابن جعدہ بن عمرو بن نزال بن مرہ بن عبید تمیمی' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور آپ سے آپ کا سماع بھی ثابت ہے۔

ابن سعد: مجھے عباس بن ولید نرسی سے خبر ملی' بتحدیث علاء بن فضل بن عبدالملک بن ابی سویہ از عبیداللہ بن عکراش بن ذویب: مجھے مرہ بن عبید نے اپنے مالوں کا صدقہ دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو آپ تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس مہاجرین وانصار جمع تھے میں نے آپ کے سامنے اونٹ پیش کیے گویا اونٹ ارطی کی خبریں ہیں' پوچھا: کون ہو' میں بولا عکراش بن ذویب' فرمایا اپنا نسب بیان کرو' میں بولا: بن حرقوص بن جعدہ بن عمرو بن نزال بن مرہ بن عبید کے ہیں' آپ نے مسکرا کر دوبار فرمایا یہ میری قوم کے صدقے ہیں پھر آپ نے حکم فرمایا کہ ان پر صدقے کے داغ دیئے جائیں اور صدقہ کے اونٹوں میں شامل کر لیے جائیں۔ پھر آپ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور پوچھا: کھانا ہو تو لاؤ اتنے میں ہمارے سامنے ایک لگن ثرید وذر سے بھرا ہوا لایا گیا ہم اس میں سے کھانے لگے اور میں لگن کے چاروں طرف ہاتھ ڈال کر کھانے لگا آپ نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ پکڑ کر فرمایا: عکراش! ایک ہی جگہ سے کھاؤ کیونکہ کھانا ایک ہی قسم کا ہے پھر ہمارے سامنے تازی یا باسی کھجوروں کا طباق لایا گیا (عبیداللہ کا شک ہے) میں اپنے سامنے سے کھانے لگا اور آپ طباق میں سے جہاں سے چاہتے کھجور اٹھا کر کھاتے رہے اور فرمایا عکراش! اس میں سے جہاں سے چاہو اٹھا کر کھاؤ کیونکہ اس میں کئی طرح کی کھجوریں ہیں پھر ہمارے پاس پانی لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ دھویا اور اسے اپنے ہاتھ' چہرے' سر اور بازوؤں سے پونچھ لیا اور فرمایا عکراش آگ سے پکی ہوئی چیزوں کے کھانے کے بعد یہی وضو ہے۔

برز (ابو رجاء عطاردی کے والد):

ابو رجاء کا نام عطارد بن برز ہے۔

ابن سعد: مجھے سہل بن بکار سے خبر ملی' بتحدیث ابو الخلیل عبدالسلام: ہم ابو رجاء عطاردی کے پاس گئے' فرمایا: میں دیہاتی تھا اور بالغ تھا' ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنا تو ہم آپ سے اپنے گھر چھوڑ کر بھاگ گئے پھر جب ہم مطمئن ہو گئے اور ہمیں خبر ملی کہ آپ سچے ہیں تو ہم اپنے گھروں میں واپس آ گئے اور میرے والد قبیلہ کے چند آدمی لے کر حاضر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اور

آپ سے حدیثیں سنیں پھر گھر آ کر کہا: کوئی حرج نہیں آپ تو تم کو اللہ ہی کی دعوت دیتے ہیں چنانچہ ہم مسلمان ہو گئے۔

قطبہ بن قتادہ سدوسی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: مجھے خلیفہ بن خیاط سے خبر ملی' بتحدیث عون بن کہمس' بتحدیث عمران بن حدیر از مقاتل (جو ہمارے ہی آدمی ہیں) کہ قطبہ نے کہا: میں بولا یا رسول اللہ ہاتھ پھیلایئے تا کہ میں اپنی طرف سے اور اپنے بیٹے حرملہ کی طرف سے بیعت کرلوں اگر میں اللہ پر جھوٹ بولتا تو آپ کو دھوکہ دے دیتا۔

قطبہ: ہم پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے معہ اپنے سواروں کے حملہ کیا' ہم نے کہا ہم مسلمان ہیں تو انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا پھر ہم نے آپ کے ساتھ ابلہ پر دھاوا بولا اور خوب تیر برسائے اور اپنے ہاتھ بھر لیے حتیٰ کہ ان کے کتے سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھاتے تھے۔

حکم بن حارث سلمی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: بخبر از خلیفہ بن خیاط' بتحدیث عون بن کہمس' بتحدیث عطیہ بن رعاء از حکم بن حارث سلمی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے (کسی کی) بالشت بھر زمین لی قیامت کے دن اسے معہ ساتوں زمینوں کے لادے ہوئے آئے گا' حکم بن حارث: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر سات لڑائیاں لڑیں پچھلی لڑائی حنین میں لڑی' میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقدمۃ الجیش میں چل رہا تھا کہ اچانک میری اونٹنی بیٹھ گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے جب کہ میں اسے اٹھانے کے لیے مار رہا تھا فرمایا: ہائیں اور آپ نے اسے ڈانٹا وہ فوراً کھڑی ہو گئی۔

عباس سلمی رضی اللہ عنہ (یہ ابن مرداس نہیں ہیں):

ابن سعد: بخبر از ابوالازہر محمد بن جمیل بحدیث نائل بن مطرف بن عباس سلمی (جو اولاد سلیم میں سے ہیں پھر اولاد رعل میں سے) از مطرف از عباس: میں حاضر بارگاہِ رسالت ہوا اور آپ سے دثینہ میں ایک پانی والے کنویں کو حاصل کرنے کی درخواست کی آپ نے مجھے کنواں اس شرط پر دے دیا کہ مسافروں سے بچا ہوا پانی تمہارا ہے۔ ابوالازہر: یہ نائل دثینہ میں مقیم تھے اور وہاں کے امیر تھے آپ نے مجھے ایک ڈبہ نکال کر دکھایا جس میں سرخ چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا اور اس میں کنویں کے بارے میں دستاویز تھے۔

فاکہ بن سعد، بشیر بن زید ضبعی رضی اللہ عنہما:

ابن سعد: بخبر از خلیفہ بن خیاط' بتحدیث محمد بن سواء' بتحدیث اشہب ضبعی از بشیر (آپ نے عہد جاہلیت پایا تھا) جنگ ذوالقار کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج عربوں نے عجم کے ملک کو کم کر دیا۔

علقمہ بن حویرث غفاری رضی اللہ عنہ:

آپ صحابی ہیں۔

ابن سعد: بخبر از خلیفہ بن خیاط' بتحدیث فضیل بن سلیمان' بتحدیث محمد بن مطرف اپنی دادی سے اور وہ علقمہ صحابی سے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے۔

عبداللہ بن معرض باہلی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: بخبر از خلیفہ بن خیاط' بحدیث محمد بن سعید باہلی' بحدیث فضل بن ثمامہ' بحدیث ابوایمن عبداللہ بن حمزہ باہلی از حمزہ از عبداللہ بن معرض: میں وفد میں شامل ہو کر حاضر بارگاہِ رسالت ہوا آپ نے اونٹوں میں زکوٰۃ مقرر فرمائی اور زکوٰۃ میں اونٹنی لی جائے خواہ اونٹ بہت ہوں یا تھوڑے (پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ نہیں)۔

عبدالرحمٰن بن خباب سلمی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: بخبر از خلیفہ بن خیاط بتحدیث ابوداؤد' بتحدیث سکین بن مغیرہ بحدیث ولید بن ابی ہشام از ابوطلحہ' فرقد' از عبدالرحمٰن بن خباب سلمی: میں حاضر دربار نبویؐ ہوا تو آپ لوگوں کو غزوۂ تبوک کے لیے اُبھار رہے تھے عثمان بولے: اے اللہ کے نبی! میری طرف سے سو اونٹ مع ان کی جھولوں اور کجاووں کے اللہ کی راہ میں قبول فرما لیجئے پھر آپ نے جہاد کا جوش دلایا' اب کے عثمان رضی اللہ عنہ نے دو سو اونٹوں کی پیشکش کی' پھر آپ نے شوق دلایا اس دفعہ عثمان رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹوں کی پیشکش کی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ منبر سے اترتے ہوئے فرما رہے تھے اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ جو عمل بھی کریں ان پر کوئی گناہ نہیں (یہ کلمہ دوبارہ فرمایا)۔

ابونصر' عاصم بن عاصم لیثی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: بخبر از ابومالک کثیر بن یحییٰ بصری بتحدیث غسان بن مضر بتحدیث سعید بن یزید از نصر بن عاصم لیثی از عاصم: میں مسجد نبوی میں گیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کہہ رہے تھے: ہم اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول کے غضب سے پناہ مانگتے ہیں' میں بولا: کیا بات ہے؟ لوگ بولے معاویہ اور ان کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر چھوڑ کر مسجد سے نکل گئے آپ نے انہیں کے سلسلہ میں ایک بات فرمائی تھی۔

اصرم رضی اللہ عنہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام زرعہ تجویز فرمایا تھا' آپ اولاد شقرہ میں سے ہیں۔

ابن سعد: بخبر از بشر بن مفضل' باخبار بشیر بن میمون اپنے چچا اسامہ بن اخدری سے: بنو شقرہ کا ایک شخص اصرم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والی جماعت میں تھا آپ کے پاس ایک حبشی غلام لایا جس کو اس نے حبشہ کے شہروں سے خریدا تھا اور بولا یارسول اللہ! میں نے یہ غلام خریدا ہے' میری تمنا ہے کہ آپ اس کا نام تجویز فرما دیں اور اس کے حق میں برکت کی دعا فرما دیں آپ نے مجھ سے پوچھا تیرا کیا نام ہے' کہا: اصرم' فرمایا: نہیں' بلکہ زرعہ ہے فرمایا: اسے کس لیے خریدا ہے؟ اصرم بولے: جانور چرانے کے لیے' فرمایا اچھا تو اس کا نام عاصم ہے اور آپ نے اپنا ہاتھ سکیڑ لیا۔

جرموز ہجیمی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: بخبر از ابی عامر عقدی' بتحدیث عبیداللہ بن ہوذہ قریعی بحدیث شخصے بلہجیم از جرموز ہجیمی: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر پوچھا' آپ مجھے کس چیز سے منع فرماتے ہیں؟ فرمایا: میں تمہیں لعن طعن کرنے والا بننے سے منع کرتا ہوں پھر جرموز نے مرتے

دم تک کسی چیز کو برا نہیں کہا۔

سوید بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: بقول روح بن عبادہ از ابونعامہ عدوی از مسلم بن بدیل از ایاس بن زہیر از سوید بن ہبیرہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے: انسان کا بہترین مال فرماں بردار جوان گھوڑا ہے اور وہ شاہراہ عام ہے جس پر پیوندی کھجور کے درخت ہوں۔

فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار ہشیم از داؤد بن ابی ہند از ابوالحرب بن ابوالاسود از فضالہ لیثی: میں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر آپ کو سلام کیا' آپ نے مجھے تعلیم دی حتیٰ کہ وقت پر پنجگانہ نماز کی بھی تعلیم دی میں بولا: ان اوقات میں تو میں مصروف ہوتا ہوں آپ مجھے جامع باتیں بتائیے' فرمایا: دو عصروں میں مصروف نہ ہونا' میں بولا: دو عصر کیا ہیں؟ فرمایا صبح کی نماز اور عصر (شام) کی نماز۔

سلیمان بن عامر ضبی' ابوعزہ ہذلی رضی اللہ عنہما:

آپ کا نام یسار بن عبید ہے۔

ابومسلم اُھبان بن صیفی غفاری رضی اللہ عنہ:

آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے دو کپڑوں میں کفنایا جائے لیکن تین کپڑوں میں کفنائے گئے دوسرے دن تیسرا کپڑا کھونٹی پر لٹکا ہوا پایا گیا۔

مضرس بن اسمر' زہیر بن عمرو رضی اللہ عنہما:

آپ کا گھر بنو کلاب میں تھا مگر آپ اس قبیلہ کے نہ تھے۔

سلمہ بن محبق' خداش رضی اللہ عنہما:

ابن سعد: باخبار عثمان بن عمر' باخبار ایوب بن ثابت بخبر بحریہ: میرے چچا جان خداش نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک پیالہ مانگ لیا جس میں آپ کھانا تناول فرمایا کرتے تھے' یہ پیالہ ہمارے پاس تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے' وہ پیالہ لے آؤ تا کہ ہم اسے آب زمزم سے بھرلیں۔ ہم وہ پیالہ آپ کو دے دیا کرتے تھے اور آپ اس میں آب زمزم بھر کر پیا بھی کرتے تھے اور اپنے سر اور منہ پر ڈالا بھی کرتے تھے پھر ایک چور نے ہمارے گھر میں چوری کی اور دیگر سامان کے ساتھ وہ پیالہ بھی چرا لیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چوری کیے جانے کے بعد ہمارے پاس آ کر ہم سے وہ پیالہ مانگا ہم نے کہا: امیر المومنین وہ تو ہمارے گھر کے دیگر سامان کے ساتھ چرا لیا گیا' فرمایا اللہ اس کے باپ سے سمجھے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ بھی چرا لیا' فرماتے ہیں: اللہ کی قسم آپ نے نہ چور کو برا بھلا کہا اور نہ اس پر طعن و تشنیع کی۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ:

ابن سعد: باخبار اسماعیل بن ابراہیم اسدی از عثمان بتی از عبدالحمید بن سلمہ از سلمہ از ابوسلمہ: میرے والدین میرے بارے میں جھگڑے اور فیصلہ نبی ﷺ کے پاس لے گئے ان میں سے ایک مسلمان تھا اور ایک کافر نبی ﷺ نے مجھے اختیار دے دیا۔ میں کافر کی طرف متوجہ ہوا آپ نے دعا مانگی یا اللہ اسے ہدایت فرما پھر میں مسلمان کے پاس چلا گیا آپ نے اسی کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔

عبدالرحمٰن بن سلمہ خزاعی کے چچا:

ابن سعد: باخبار عبدالوہاب بن عطاء از سعید از قتادہ از عبدالرحمٰن بن سلمہ خزاعی اپنے چچا سے: ہم عاشوراء (محرم کی دسویں تاریخ) کے دن صبح صبح حاضر دربار رسالت ہوئے اور ہم نے ناشتہ کیا یا ہمیں ناشتہ ملا آپ نے پوچھا: کیا آج تم نے روزہ رکھا ہے؟ ہم نے کہا: ہم نے تو ناشتہ کرلیا فرمایا: اچھا باقی دن میں روزہ رکھلو۔

قیس بن اسلع انصاری رضی اللہ عنہ:

آپ سے نافع' حمنہ کے آزاد کردہ غلام روایت کرتے ہیں کہ میرے چچاؤں نے نبی ﷺ سے شکایت کی کہ میں اسراف پسند ہوں۔

حابس تمیمی رضی اللہ عنہ:

آپ بھی نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

ابوبہیشہ رضی اللہ عنہ:

آپ بھی نبی ﷺ سے راوی ہیں۔

عبادہ بن قرص عبسی رضی اللہ عنہ:

آپ کو لیثی بھی کہا جاتا ہے اور ابن قرط بھی۔

ابن سعد: باخبار اسماعیل بن ابراہیم از ایوب از حمید بن ہلال: عبادہ بن قرط کہتے ہیں: تم ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نگاہوں میں بالوں سے بھی زیادہ باریک ہیں لیکن عہد رسالت ﷺ میں ہم انہیں ہلاک کرنے والے گناہوں میں گنا کرتے تھے' فرماتے ہیں: میں نے محمد سے اس کا ذکر کیا' فرمایا: انہوں نے سچ فرمایا اور میرے خیال میں تہبند گھسیٹ کر چلنا بھی انہیں میں سے ہے۔

بومجیبہ باہلیہ رضی اللہ عنہ یا ان کے چچا:

آپ بھی نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار عبدالوہاب بن عطاء عجلی از سعید جریری از ابوالسلیل از مجیبہ باہلیہ اپنے والد سے یا چچا سے: میں اپنے کسی کام سے حاضر دربار رسالت ہوا' پوچھا: کون ہو؟ میں بولا: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے' میں ایک باہلی ہوں اور گزشتہ

سال بھی حاضر خدمت اقدس ہوا تھا فرمایا اس سال تو تمہارا رنگ وروپ اور جسم اچھا تھا لیکن آج میں تم کو نحیف ولاغر دیکھ رہا ہوں' میں بولا: یارسول اللہ! آپ سے جدا ہو کر میں نے صرف ایک دن کا روزہ چھوڑا ہے' فرمایا: تم کو کس نے حکم دیا کہ اپنے نفس کو دکھ پہنچاؤ ماہ صبر (رمضان) کے روزے رکھو میں بولا: یارسول اللہ! میں اپنے کو قوی پاتا ہوں' اضافہ فرمایئے' فرمایا: ماہ صبر کے روزے رکھو پھر ہر ماہ میں دو دن کے بھی' پھر میں نے وہی سوال دہرایا' فرمایا: ماہ صبر اور دو دنوں سے آگے نہ بڑھو گے' میں نے پھر وہی سوال دہرایا' فرمایا: ماہ صبر کے اور ہر ماہ تین دن کے روزے رکھ لیا کرو اور جرم (گناہ کے کفارے) کے اور باقی ایام کے چھوڑ دو اور آپ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے بتایا۔

محمد بن سعد: ہم اپنی کتاب میں یہ حدیث (از موسیٰ بن اسماعیل از حماد بن زید از مسلم از معاویہ بن قرہ از کہمس ہلالی) لکھ چکے ہیں اور اس حدیث کے ہم مثل مجیبہ باہلیہ اپنے والد یا اپنے چچا سے بھی لاتی ہیں۔

ابوالسوار عدوی رضی اللہ عنہ کے ماموں:

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل' بتحدیث معتمر بن سلیمان از سلیمان' بتحدیث سمیط از ابوالسوار عدوی اپنے ماموں سے: میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ لوگ آپ کے پیچھے چل رہے ہیں' فرماتے ہیں' میں بھی ان کی دیکھا دیکھی آپ کے پیچھے لگا پھر اچانک لوگ دوڑتے ہوئے میرے پاس آئے اور قوم نے مجھ پر ترس کھایا پھر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے میرے کھجور کی یا کسی درخت کی ایک تچی یا مسواک یا کوئی اور چیز ماری جس سے مجھے تکلیف نہیں ہوئی پھر میں نے ایک رات گزاری اور میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی مسئلہ ہی کے بارے میں مارا ہے جس کی آپ کو اللہ نے تعلیم دی ہوگی میرے دل میں یہی خیال تھا کہ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں گا' فرماتے ہیں: پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرئیل علیہ السلام اتر آئے۔ اور فرمایا آپ راعی ہیں اپنی رعایا کے سینگ نہ توڑیں اور آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں تم کو گناہ کے یا اختلاف کے سلسلہ میں نہیں ماروں گا۔ جب ہم نے صبح کی نماز پڑھ لی (یا یہ کہا) جب صبح ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ میرے پیچھے پیچھے چلتے ہیں حالانکہ مجھے یہ چیز اچھی نہیں معلوم ہوتی یا اللہ جسے میں نے مارا ہو یا کچھ کہا ہو تو اسے اس کے لیے کفارہ اور اجر بنا دے (یا یہ فرمایا) اسے رحمت ومغفرت بنا دے یا اس قسم کا کوئی کلمہ فرمایا۔

حسناء بنت معاویہ صریمیہ کے چچا:

ابن سعد: باخبار اسحٰق بن یوسف ازرق وہوذہ بن خلیفہ' بتحدیث عوف از حسناء بنت معاویہ صریمیہ اپنے چچا جان سے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: جنت میں کون جائیں گے؟ فرمایا: نبی جنت میں ہیں' شہید جنت میں ہیں اور زندہ درگور کی ہوئی بچیاں جنت میں ہیں۔

ابوحرہ رقاشی کے چچا:

آپ فرماتے ہیں: میں وسط ایام تشریق میں آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھا جب آپ لوگوں سے رخصت ہوئے ہیں پھر آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دن کے خطبہ کا ذکر فرمایا۔

ابوالعشراء دارمی کے والد:

آپ کا نام مالک بن قہطم ہے اور ابوالعشراء کا نام اسامہ بن مالک ہے۔

اشج عبدالقیس رضی اللہ عنہ:

آپ کے نام میں اختلاف ہے بقول محمد بن عمر از قدامہ بن موسیٰ از عبدالعزیز بن رمانہ از عروہ بن زبیر و محمد بن عمر از عبدالحمید بن جعفر اپنے والد وغیرہ سے) عبداللہ بن عوف اشج ہے' اسماعیل بن ابراہیم اسدی از یونس از عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ: مجھ سے اولا دعصر کے اشج نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں دو ایسی عادتیں ہیں جو اللہ کو اور اس کے رسول کو پیاری ہیں میں بولا: کون سی دو عادتیں؟ فرمایا حلم وحیا۔ میں بولا: کیا مجھ میں یہ دونوں عادتیں پرانی ہیں یا نئی؟ فرمایا نہیں' بلکہ پرانی ہیں میں نے کہا: الحمد للہ' اللہ نے مجھے ایسی دو عادتوں پر پیدا فرمایا جو اسے محبوب ہیں۔

ابن سعد: باخبار عبدالوہاب بن عطاء از عوف از حسن: ہمیں خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عائذ بن منذر اشج سے فرمایا۔

لیکن ہشام بن محمد بن سائب کلبی اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اشج عبدالقیس' منذر بن حارث بن عمرو بن زیاد بن عصر بن عوف بن عمرو بن عوف بن جذیمہ بن بکر بن عوف بن انمار بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصی بن عبدالقیس بن افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ ہیں۔

اور علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف' مولیٰ عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب بن عبدشمس قرشی کہتے ہیں ان کا نام منذر بن عائذ بن حارث بن منذر بن نعمان بن زیاد بن عصر ہے۔

محمد بن بشر بن فرافصہ عبدی کوفی کہتے ہیں: میں نے اپنے شیخ بختری سے اشج کا نام پوچھا' فرمایا ان کا نام منذر بن عائذ ہے آپ عبدالقیس والے وفد میں جو حاضر بارگاہِ رسالت ﷺ ہوا اور بحرین سے آیا تھا' شامل تھے پھر آپ اپنی قوم کے ساتھ بحرین واپس چلے گئے تھے پھر بعد میں بصرہ آبسے تھے۔

جارود رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام بشر بن عمرو بن حنش بن معلیٰ ہے اور وہ حارث بن زید بن حارثہ بن معاویہ بن ثعلبہ بن جذیمہ بن عوف بن بکر بن عوف بن انمار بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصی بن عبدقیس ہیں آپ کی کنیت ابوالمنذر رہے اور آپ کی والدہ کا نام درمکہ بنت رویم ہے جو یزید بن رویم شیبانی کی بہن ہیں۔ جارود جاہلیت میں بھی شریف ومعزز تھے اور عیسائی تھے پھر ایک وفد میں شامل ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور ان پر اسلام پیش کیا' بولے: میں ایک دین پر ہوں اور آپ کے دین پر ہوں اور آپ کے دین کی خاطر اپنا دین چھوڑنے کو تیار ہوں' کیا آپ میرے لیے دین (اسلام) کی ضمانت دیتے ہیں؟ فرمایا: میں ضمانت دیتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسے دین کی ہدایت عطا فرمادی جو تمہارے دین سے بہتر ہے پھر جارود مشرف بہ اسلام ہوگئے اور بہترین مسلمان ثابت ہوئے آپ کے اسلام پر کوئی نکتہ چینی نہیں کرتا تھا آپ نے اپنے وطن جانا چاہا اور نبی ﷺ سے سواریوں کی درخواست کی فرمایا: میرے پاس سواریاں نہیں بولے یا رسول اللہ میرے اور میرے وطن کے درمیان

گمشدہ اونٹ پائے جاتے ہیں کیا میں ان پر سوار ہو جاؤں؟ فرمایا وہ تو آگ میں جلانے والے ہیں ان کے قریب بھی نہ جانا۔ جارود مرتد ہو گئے تھے پھر جب معرور ین منذر بن نعمان کے ساتھ آپ کی قوم واپس ہوئی تو جارود نے کھڑے ہو کر کلمۂ شہادت پڑھا اور لوگوں کو اسلام کی ان الفاظ میں دعوت دی: لوگو! میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اور یہ بھی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ان دونوں باتوں کے اقرار نہ کرنے والوں کو کافر کہتا ہوں اور یہ شعر پڑھا ۔

رَضینا بدینِ اللّٰہ من کُلّ حادِثٍ وَباللّٰہِ والرّحمٰنِ نرضی بہ ربّا

ہم ہر نئے دین کے بدلہ اللہ کے دین پر راضی ہیں اور اللہ کی اور رحمٰن کی قسم ہم اسے رب ماننے سے خوش ہیں اس کے بعد جارود بصرہ میں گئے جہاں آپ کے کئی بچے ہوئے جو شرفاء میں شمار کیے جاتے تھے حکم بن ابو العاص نے جارود کو جہاد پر بھیج دیا اور آپ جنگ سہرک میں ۲۰ھ میں عقبۃ الطین پر جام شہادت نوش فرما گئے اس گھاٹی کو عقبۃ الجارود بھی کہا جاتا ہے' آپ کے صاحبزادے منذر سردار اور سخی تھے منذر کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اصطخر کا حاکم بنا دیا تھا جو بھی آپ کے پاس پہنچا اسی کے ساتھ آپ نے حسن سلوک کیا پھر آپ کو عبید اللہ بن زیاد نے سرحد ہند پر متعین فرما دیا آپ سرحد ہی پر ۶۱ھ میں یا آغاز ۶۲ھ میں ساٹھ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔

صحار بن عباس عبدی رضی اللہ عنہ:

آپ اولاد مرہ بن ظفر بن دیل میں سے ہیں' آپ کی کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے اور آپ بھی وفد عبد القیس میں شامل تھے۔

ابن سعد: باخبار سعید بن سلیمان' بتحدیث ملازم بن عمرو' بتحدیث سراج بن عقبہ اپنی پھوپھی خلدہ بنت طلق سے اور وہ اپنے والد سے: ہم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ صحار بن عبد القیس نے آ کر کہا: یا رسول اللہ ہم اپنے پھلوں کے رس سے جو شراب بناتے ہیں اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا حتیٰ کہ صحار نے آپ سے تین بار یہی پوچھا' فرماتے ہیں: پھر آپ نے نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہو کر پوچھا: نشہ آور شے کے بارے میں کون سائل تھا؟ تو مجھ سے نشہ آور کے بارے میں پوچھتا ہے؟ اسے مت پی اور نہ اسے اپنے بھائی کو پلا' اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے جس نے بھی اسے نشہ کی لذت کی خاطر نہیں پی اسے قیامت کے دن شراب پلائی جائے گی۔ فرماتے ہیں: صحار' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کرنے والوں میں شامل تھے۔

ابو خیرہ صباحی رضی اللہ عنہ:

آپ عبد قیس میں سے ہیں۔

ابن سعد: بخبر از خلیفہ بن خیاط' بتحدیث عون بن کہمس' بتحدیث داؤد بن مساور از مقاتل بن ہمام از ابو خیرہ صباحی: میں عبد القیس کے اس وفد میں تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا آپ نے ہمیں پیلو کی مسواکیں عطا فرمائیں تاکہ ہم ان سے مسواک کریں ہم بولے: یا رسول اللہ! ہمارے پاس شاخیں ہیں لیکن ہم نے آپ کا بزرگانہ عطیہ قبول کر لیا فرمایا: یا اللہ عبد القیس کو بخش دے کیونکہ بلا کسی جبر کے خوشی سے مسلمان ہوئے ہیں جب کہ بعض لوگ ذلت و رسوائی کے ساتھ لٹ پھٹ کر ہی ایمان لاتے ہیں۔

ابان محاربی رضی اللہ عنہ:

آپ بھی عبد قیس میں سے ہیں۔

ابن سعد: بخبر از سعید بن عامر' بتحدیث ابان از حکم بن حیان محاربی از ابان محاربی (آپ بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والے وفد عبدالقیس میں شامل تھے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان صبح کو الحمدللّٰہ ربي لا اشرك به شيئاً واشهد ان لا اله الا اللّٰہ پڑھ لیتا ہے تو اس کے شام تک ہونے والے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو شام کو پڑھ لیتا ہے اس کے رات میں ہونے والے صبح تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

زارع بن وازع عبدی رضی اللہ عنہ:

آپ بھی وفد عبدالقیس میں شامل تھے پھر بصرہ میں بس گئے تھے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن جابر عبدی' آپ بھی وفد عبدالقیس میں تھے پھر بصرہ میں جا بسے تھے۔

سلمہ جرمی رضی اللہ عنہ:

آپ عمرو بن سلمہ کے والد ہیں۔

ابن سعد: باخبار یوسف بن غرق' باخبار مسعر بن حبیب جرمی از عمرو بن سلمہ از سلمہ: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا: یارسول اللہ! ہمیں کون نماز پڑھائے یا کون ہمارے لیے نماز پڑھے؟ فرمایا تمہارے لیے یا تم کو تم میں سب سے زیادہ قرآن جاننے والا نماز پڑھائے' عمرو کہتے ہیں: پھر میرے والد قبیلہ کو ان کی مسجد میں نماز پڑھایا کرتے تھے اور وہی جنازوں کی نماز پڑھایا کرتے تھے اور کوئی ان سے جھگڑنے والا نہ تھا حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون از مسقر بن حبیب' بتحدیث عمرو بن سلمہ' میرے والد اور ان کی قوم کے چند حضرات وفد کی شکل میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جب لوگ اسلام لا رہے تھے انہوں نے قرآن سیکھا اور اپنی ضروریات پوری کیں اور آپ سے پوچھا ہمیں کون نماز پڑھائے؟ فرمایا وہ جو سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو چنانچہ لوگ اپنی قوم میں پہنچ گئے اور پوچھنے لگے کہ قرآن سب سے زیادہ کون جانتا ہے؟ لیکن انہوں نے کسی کو مجھ سے زیادہ قرآن جاننے والا نہیں پایا اس وقت میں بچہ تھا اور مجھ پر ایک چادر تھی لوگوں نے مجھے آگے بڑھا دیا آخر کار میں نے انہیں نماز پڑھائی پھر ہر مجمع میں میں ہی آج تک ان کا امام ہوں مسعر: عمرو جنازوں کی نماز بھی پڑھاتے تھے اور مسجدوں میں پنجگانہ نمازیں بھی حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید از ایوب بتحدیث ابو یزید' عمرو بن سلمہ جرمی: ہم لوگوں کی گزرگاہ والے چشمے کے پاس تھے اور لوگوں سے اس امر (اسلام) کے بارے میں پوچھا کرتے تھے لوگ بتاتے تھے کہ ایک شخص کا زعم ہے کہ میں نبی ہوں اور اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے اور میری طرف فلاں فلاں وحی آئی ہے چنانچہ میں جو کچھ سنتا تھا اسے یاد کر لیا کرتا تھا گویا وہ میرے سینہ میں سریش سے چپکا دیا گیا ہے حتیٰ کہ مجھے اس طرح بہت کچھ قرآن یاد ہو گیا' فرماتے ہیں: عرب نے اپنے اسلام کو فتح مکہ

پر موقوف رکھ چھوڑا تھا اور فتح مکہ کے منتظر تھے کہا کرتے تھے: ذرا ٹھہرو اگر آپ قریش پر غالب آ گئے تو سچ ہیں اور واقعی نبی ہیں' فرماتے ہیں: پھر جب ہمیں فتح مکہ کی خبر لگی تو ہر قبیلہ نے اسلام لانے میں جلدی کی فرماتے ہیں پھر میرے والد بھی اپنے آس پاس کے پڑوسیوں کو لے کر چل پڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب تک اللہ کو منظور تھا ٹھہرے رہے پھر آ گئے جب قریب آئے تو ہم نے آپ کا استقبال کیا پھر جب ہم نے آپ کو دیکھا تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں اللہ کے برحق رسول کے پاس سے آیا ہوں فرمایا وہ فلاں باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور فلاں فلاں کاموں سے منع کرتے ہیں اور فرماتے ہیں فلاں فلاں وقت میں فلاں فلاں نماز پڑھو جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کسی کو اذان دینی چاہیے اور سب سے زیادہ قرآن جاننے والے کو امامت کرانی چاہیے کہتے ہیں ہمارے محلّہ والوں نے غور کیا تو مجھ سے زیادہ قرآن کو جاننے والا کسی کو نہیں پایا کیونکہ میں قافلہ والوں سے سن کر قرآن یاد کر لیا کرتا تھا آخر کار لوگوں نے مجھے آگے بڑھا دیا میں چھ سال کا بچہ انہیں نماز پڑھایا کرتا تھا' فرماتے ہیں: مجھ پر ایک چادر تھی جب میں بیٹھتا تھا تو وہ مجھ سے سکڑ جاتی تھی پھر قبیلہ کی ایک عورت نے کہا تم ہم سے اپنے قاری کے چوتڑ کیوں نہیں چھپاتے: فرماتے ہیں پھر لوگوں نے مجھے بحرین میں بنے ہوئے کپڑے کا ایک کرتہ بنا کر پہنایا' فرماتے ہیں جتنی مسرت مجھے وہ کرتہ پہن کر ہوئی اتنی آج تک کسی چیز سے نہیں ہوئی۔

ابن سعد: باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس' بتحدیث ابوشہاب از خالد حذاء از ابی قلابہ از عمرو بن سلمہ جرمی: میں قافلہ والوں کے پاس جایا کرتا تھا اور وہ مجھے قرآن کی آیت پڑھ دیا کرتے تھے لہٰذا میں عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں امامت کے فرائض انجام دیتا تھا۔

ابن سعد: باخبار ابوالولید ہشام طیالسی' بتحدیث شعبہ بن ایوب بسماع عمرو بن سلمہ: میرے والد اپنی قوم کے نمائندہ بن کر قوم کے اسلام کے لیے بارگاہِ رسالت میں تشریف لے گئے آپ کے ارشادات میں ایک یہ بھی ارشاد تھا کہ سب سے زیادہ قرآن جاننے والا امام بنے' فرماتے ہیں: میں سب سے چھوٹا تھا اور ان کی امامت کے فرائض انجام دیتا تھا پھر ایک عورت نے کہا: اپنے قاری کے سرین ڈھکو اس پر لوگوں نے میرے لیے ایک کرتہ بنا میں کسی چیز سے اتنا خوش نہیں ہوا جتنا اس کرتے سے خوش ہوا۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون از عاصم از عمرو بن سلمہ: جب میری قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آئی تو بولی کہ آپ نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ قرآن جاننے والا امامت کے فرائض انجام دے' فرماتے ہیں آخر انہوں نے مجھے بلا کر رکوع وسجدے کے آداب سکھائے' فرماتے ہیں میں انہیں نماز پڑھایا کرتا تھا اور مجھ پر ایک پھٹی ہوئی چادر ہوتی تھی۔ لوگ میرے والد سے کہا کرتے تھے کیا تم ہم سے اپنے بیٹے کے سرین نہ ڈھانپو گے؟

پہلا طبقہ

اس طبقہ میں وہ بصری علماء محدثین اور تابعین شامل ہیں جو اصحاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے۔

ابومریم حنفی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام ایاس بن ضبیح بن محرش بن عبد عمرو بن عبید بن مالک بن معبر بن عبداللہ بن دول بن حنیفہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل ہے آپ یمامہ کے باشندے ہیں آپ پہلے مسیلمہ کذاب کے ماننے والے تھے آپ ہی نے جنگِ یمامہ میں زید بن خطاب بن نفیل کو قتل کیا تھا پھر توبہ کر کے مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے اور اچھے مسلمان ثابت ہوئے اور عہد فاروقی میں عمران بن حصین کے بعد بصرہ کے قاضی بنا دیئے گئے۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون' باخبار ہشام بن حسان از محمد بن سیرین از ابومریم حنفی: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے کھلیان میں تشریف لائے پھر باہر آ کر قرآن پڑھنے لگے آپ سے ابومریم نے کہا: امیر المومنین! آپ بیت الخلاء سے نکلے ہیں' فرمایا: کیا تم کو یہ فتویٰ مسیلمہ نے دیا ہے؟

لوگ کہتے ہیں: ابومریم سنبل میں علاقہ اہواز میں فوت ہوئے آپ قلیل الحدیث حضرات میں سے ہیں۔

کعب بن سور رحمۃ اللہ علیہ:

ابن بکر عبد بن ثعلبہ بن سلیم بن ذہل بن لقیط بن حارث بن مالک بن فہم بن غنم بن دوس بن عدثان بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن حارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر ازدی۔

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن عباد' بتحدیث مالک بن مغول بسماع شعبی: ایک عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر عرض کرتی ہے: میں آپ سے دنیا کے بہترین شخص کا بجز اس کے جو اس سے عمل میں بڑھا ہوا ہو یا اس جیسے عمل والا ہو' شکوہ لے کر آئی ہوں وہ صبح تک شب بیدار رہتے ہیں اور شام تک روزہ دار پھر وہ شرما گئی اور بولی: امیر المومنین! مجھے معاف فرمایئے' فرمایا: جزاک اللہ خیراً' تم نے بڑی اچھی تعریف کی' میں نے تمہیں معاف کر دیا پھر جب وہ چلی گئی تو کعب بن سور نے کہا: امیر المومنین! اس خاتون نے آپ سے شکوہ کرنے میں کمال بلاغت سے کام لیا' پوچھا: اس نے کیا شکوہ کیا؟ بولے: اپنے شوہر کا شکوہ کیا' فرمایا: اس خاتون کو میرے پاس لاؤ اور کعب بن سور کو حکم دیا کہ ان دونوں میں فیصلہ کرو' بولے: کیا آپ کی موجودگی میں میں فیصلہ کروں؟ فرمایا تم نے وہ بات سمجھ لی جسے میں نہ سمجھ سکا' کعب بولے: حق تعالیٰ فرماتا ہے: لہٰذا اپنی پسندیدہ عورتوں سے دو دو سے اور تین تین سے اور چار چار سے نکاح کرو (شوہر سے مخاطب ہو کر) تین دن روزہ رکھو اور چوتھے دن اس کی خاطر روزہ چھوڑ دو اور تین رات شب بیدار رہو اور چوتھی رات اس کے پاس گزارو' فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے تمہارا یہ فیصلہ پہلی بات سے بھی زیادہ پسند آیا آخر کار آپ نے کعب بن سور کو اہل بصرہ کا قاضی مقرر کر کے بصرہ بھیج دیا۔

ابن سعد: باخبار اسحٰق بن یوسف ازرق و فضل بن دکین از زکریا بن زائدہ از شعبی: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب بن سور کو بصرہ کا قاضی مقرر کر کے بصرہ روانہ کر دیا۔

ابن سعد: باخبار عبداللہ بن اویس' از حصین از عمر بن جادان از احنف بن قیس جنگ جمل میں کعب بن سور قرآن حکیم کو کھول کر مقابلہ والی دونوں جماعتوں کو نصیحت فرما رہے تھے کہ اچانک آپ کے ایک تیر آ کر لگا اور شہید ہو گئے۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب' بتحدیث حماد بن زید از ایوب بسماع محمد بن سیرین (ابومعشر سے) مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارا کوئی ساتھی کعب کی لاش کے پاس سے جو دونوں جماعتوں کے درمیان پڑی ہوئی تھی' گزرتا ہے اور ان کی آنکھ میں بھالے کی انی گھونپ کر کہتا ہے: میں نے کسی کافر کو تجھ سے زیادہ فرائض کا احساس رکھنے والا نہیں پایا۔

بعض علماء: جب طلحہ' زبیر اور صدیقہ رضی اللہ عنہم بصرہ میں آئے تو کعب بن سور نے فتنہ سے بچنے کے لیے اپنے گھر میں داخل ہو کر اس کا دروازہ مٹی سے بند کر دیا بس ذرا سا سوراخ رہنے دیا تا کہ اس میں اپنے لیے طعام وغیرہ لے لیں' صدیقہ سے کہا گیا: اگر کعب تمہارے ساتھ ہو جائیں تو ازد کا تمام قبیلہ تمہارا ساتھ دے گا' صدیقہ رضی اللہ عنہا سوار ہو کر ان کے پاس گئیں اور انہیں آواز دے کر بلایا مگر کعب نے کوئی جواب نہیں دیا' بولیں: کعب! کیا میں تمہاری والدہ نہیں؟ اور کیا میرا تم پر کوئی حق نہیں؟ یہ سن کر کعب نے آپ سے باتیں کیں' بولیں: میں لوگوں میں صلح کرانا چاہتی ہوں آخر کار کعب گھر سے باہر نکلے اور قرآن حکیم لے کر اسے کھولا اور دونوں جماعتوں کے درمیان ادھر سے ادھر تک چل کر اعلان کیا کہ اس کی طرف آؤ اتنے میں آپ کے ایک نامعلوم تیر آ کر لگا جس نے آپ کی جان لے لی۔ کعب خیر وصلاح میں مشہور ومعروف تھے آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں۔

احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام ضحاک بن قیس بن معاویہ بن حصین بن حفص بن عبادہ بن نزال بن مرہ بن عبید بن مقاعس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم' آپ کی والدہ اولا دقراض میں سے جس کا تعلق باہلیہ قبیلہ سے ہے' تھیں' آپ ٹیڑھی ٹانگ کے تھے (اس لیے آپ کا لقب احنف پڑ گیا) آپ کی والدہ نے جھوم کر یہ شعر پڑھا

وَاللّٰہِ لَوْ لَا حَنَفٌ فِی رِجْلِہٖ مَا کَانَ فِی الْحَیِّ غُلَامٌ مِثْلِہٖ

''اللہ کی قسم اگر اس کی ٹانگ میں ٹیڑھا پن نہ ہوتا تو قبیلہ میں کوئی بچہ اس کے مثل نہ تھا''۔

آپ کی کنیت ابوالبحر تھی آپ ثقہ اور معتمد علیہ تھے آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں البتہ آپ حضرت عمر' حضرت علی اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب' بتحدیث حماد بن زید از علی بن زید از حسن از احنف بن قیس: میں عہد عثمانی میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ اچانک ایک لیثی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: کیا میں آپ کو ایک بشارت نہ سناؤں؟ میں بولا: ضرور سنایئے' بولا: کیا آپ کو یاد ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آپ کی قوم بنوسعد کے پاس بھیجا تھا اور میں ان پر اسلام پیش کر رہا تھا اور انہیں اسلام کا شوق دلا رہا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ تم خیر ہی کی طرف بلا رہے ہو اور میں تم سے اچھی باتیں ہی سن رہا ہوں' پھر میں نے آپ کی یہ باتیں رسول اللہ کے سامنے بیان کیں تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں یہ دعا فرمائی: یا اللہ احنف کو بخش دے۔ احنف فرماتے ہیں اس سے زیادہ ڈھارس دلانے والی میرے پاس کوئی چیز نہیں۔

ابن سعد: باخبار اسماعیل بن ابراہیم از ایوب از محمد: مجھے خبر ملی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنی تمیم کا ذکر کر کے ان کی خدمت فرمائی تو احنف نے کھڑے ہو کر کہا: امیر المومنین! اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں' فرمایا: کہو' بولے: آپ نے برائی سے بنو

تمیم کا ذکر چھیڑا اور سب کو ایک لکڑی سے ہانک دیا آخر وہ بھی انسان ہی ہیں اور ان میں برے بھلے ہر طرح کے آدمی ہیں فرمایا: ٹھیک کہتے ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اچھے کلمہ کے ساتھ احنف کو معاف فرما دیا پھر حتات نے جو ان کے دشمن تھے کھڑے ہو کر کہا: امیر المومنین اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں فرمایا: بیٹھ جاؤ تمہارے سردار احنف تمہارے لیے کافی ہیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ابو سوید مغیرہ از حسن: احنف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ نے انہیں پورے ایک سال تک روکے رکھا پھر پوچھا: جانتے ہو؟ میں نے تمہیں کیوں روکا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہر علم والے منافق سے ڈرایا تم ان شاء اللہ ان میں سے نہیں ہو۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل وحسن بن موسیٰ بتحدیث حماد بن سلمہ بتحدیث علی بن زید از حسن از احنف: میں فاروق اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے ایک سال اپنے پاس ٹھہرائے رکھا اور فرمایا: احنف میں نے تم کو آزمایا ہے اور تم کو جانچا ہے اور میں نے تم میں خیر وصلاح ہی دیکھی ہے میں نے تمہارا ظاہر اچھا ہی دیکھا اور مجھے اُمید ہے کہ تمہارا باطن بھی تمہارے ظاہر کی طرح ہوگا کیونکہ ہم میں یہ چرچا رہا کرتا تھا کہ ہر ہوشیار منافق ہی اس امت کو تباہ کرے گا اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا: اما بعد: احنف کو اپنے قریب رکھو ان سے مشورہ کرو اور ان کی بات سنو۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث ابوالکعب صاحب حریر از دی بتحدیث ابوالاصغر: احنف کو خراسان کا حاکم مقرر کیا گیا پھر جب آپ ملک فارس پہنچے تو ایک ٹھنڈی رات میں آپ کو احتلام ہو گیا آپ نے اپنے کسی غلام کو یا فوجی کو نہیں جگایا اور خود ہی پانی کی تلاش میں نکل گئے اور خار دار جھاڑیوں کو جن سے آپ کے پیر خون سے شرابور ہو گئے تھے روندتے ہوئے برف تک پہنچ گئے اور اسے توڑا اور اس سے غسل کیا (فرماتے ہیں) پھر کھڑے ہوئے تو اپنے کپڑوں کے پاس نئے اور تیار جوتوں کا جوڑا پایا آپ نے انہیں پہن لیا اور صبح کو اپنے آدمیوں سے پوچھا کہ یہ جوتا کہاں سے آیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں تو معلوم نہیں۔

ابن سعد: باخبار عبداللہ بن جعفر رقی بتحدیث عبیداللہ بن عمرو از معمر از حسن: میں نے احنف سے افضل کسی قوم کے کسی شریف کو نہیں دیکھا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم اور حسن بن موسیٰ بتحدیث حماد بن سلمہ از شیخ تمیمی از احنف: مجھے باتوں کی کثرت سے جواب کا خوف مانع ہے۔

ابن سعد: باخبار اسحق بن یوسف ازرق ومحمد بن عبداللہ انصاری از ابن عون از حسن: لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بات چھیڑی اور اس پر تبادلہ خیالات کرنے لگے لیکن احنف خاموش رہے حضرت معاویہؓ بولے: ابوالبحر! آپ بھی اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں بولے اگر جھوٹ بولوں تو اللہ کا ڈر ہے اور اگر سچ بولوں تو آپ حضرات کا ڈر ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث عرعرہ بن برند از ابن عون از حسن: احنف فرماتے ہیں میں صاحب حلم تو نہیں البتہ حلم کا اظہار کرتا ہوں۔

ابن سعد: باخبار اسماعیل بن ابراہیم اسدی از یونس بن عبید بحدیث غلام احنف: احنف خلوت میں قرآن پاک ہی طلب

فرماتے تھے۔ یونس: سلف کی عادت تھی کہ وہ قرآن پاک کا گہرا مطالعہ کیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب' بتحدیث حماد بن زید' بحدیث زریق بن رویح از سلمہ بن منصور احنف کے اس غلام سے جس سے ان کے والد نے خریدا تھا: احنف رات میں بہت زیادہ نماز پڑھا کرتے تھے اور اپنے پاس چراغ رکھ لیا کرتے تھے پھر اپنی انگلی چراغ پر رکھ دیتے اور فرماتے ٹھیک ہے پھر کہتے: احنف! تو نے فلاں دن فلاں کام کیوں کیا؟

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث سلیم بن اخضر بتحدیث ابن عون از محمد بن سیرین: ایک دفعہ احنف رات میں سفر کر رہے تھے کہ آپ نے آدھی رات کو کافی آواز سنی اور آواز کی طرف یہ کہتے ہوئے لپکے۔

اِنَّ علٰی کُلِّ رَئِیسٍ حَقًّا اَنْ تُخْضَبَ القناۃ او تَنْدَقَّا

''بلاشبہ ہر سردار پر واجب ہے کہ نیزے خون میں رنگ دیئے جائیں یا ٹوٹ جائیں''۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ اسدی' بتحدیث سفیان از داؤد: ایک شخص نے احنف کے پاس آ کر ان سے سوال کیا' فرمایا: میرا ایک ہی حصہ ہے جو مجھ سے بچتا نہیں اور میرے گھوڑے کے لیے دو حصہ ہیں جو اس سے نہیں بچتے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل' بتحدیث سعید بن زید بسماع زید: احنف سے کہا گیا کہ آپ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں اور روزے آپ کو اور کمزور کریں گے' فرمایا میں انہیں ایک لمبے حادثہ کے لیے تیار کر رہا ہوں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم اور موسیٰ بن اسماعیل' بتحدیث عبداللہ بن بکر بن عبداللہ مزنی از مروان اصغر: میں نے احنف سے سنا کہ آپ یہ دعا مانگ رہے ہیں یا اللہ اگر تو مجھے بخش دے تو تیری یہی شان ہے اور اگر مجھے عذاب دے تو میں عذاب ہی کا مستحق ہوں۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم کلابی بتحدیث ابوالاشہب' بتحدیث عمرو بن ظبیان تمیمی جن کا تعلق بنو عوف بن عبید سے ہے از ابوالمخیش: میں احنف کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں آپ کے پاس عبدالملک کا خط آیا اس خط میں عبدالملک نے آپ کو بلایا تھا فرمایا مجھے اس زرقاء شامیوں پر حکومت کے لیے بلاتے ہیں' اللہ کی قسم میری تو یہ تمنا ہے کہ میرے اور شامیوں کے درمیان آگ کا پہاڑ ہوتا اگر کوئی ان میں سے ہمارے پاس آتا تو جل جاتا اور اگر کوئی ہم میں سے ان کے پاس جاتا تو جل جاتا۔

ابن سعد: باخبار سعید بن منصور بتحدیث عطاف بن خالد از عبدالعزیز بن قدیر بصری: احنف سے کہا گیا ابوالبحر: آپ کے مزاج میں خوب دیر کر کے کام کرنا ہے فرمایا: میں تین کاموں میں جلدی کرتا ہوں نماز میں سے جب اس کا وقت ہو جائے حتیٰ کہ میں نماز پڑھ لوں' جنازے میں جب وہ موجود ہو جب تک اسے دفن نہ کر آؤں اور بچی کے نکاح میں جب اس کے کفو کا پیام آ جائے تاوقتیکہ نکاح نہ کر دوں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث حماد بن سلمہ از ازرق بن قیس: جمعہ کے دن امام کے منبر پر آنے سے قبل بھی احنف لوگوں کی گردنوں سے پھلانگ کر جانا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین' بتحدیث سفیان از اسماعیل: میں نے احنف پر ریشمیں چادر دیکھی۔ ابن سعد: باخبار شہاب

بن عباد عبدی، بتحدیث ابراہیم بن حمید رؤاسی از اسماعیل بن ابی خالد: میں نے احنف کو دیکھا آپ پر ریشمیں چادر یمنی کرتا اور ریشمیں پگڑی تھی اور ایک خچر پر سوار تھے، احنف مصعب بن زبیر کے دوست تھے ایک دن آپ ان سے ملنے کوفہ گئے اس زمانہ میں مصعب کوفہ کے حاکم تھے کوفہ میں مصعب ہی کے پاس آپ کا انتقال ہو گیا ہم نے دیکھا مصعب ان کے جنازے میں چادر اوڑھے بغیر ہی جا رہے ہیں۔

ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا اسم گرامی عبدالرحمٰن بن مل بن عمرو بن عدی بن وہب بن ربیعہ بن سعد بن جذیمہ بن کعب بن رفاعہ بن مالک بن نہد بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ تھا۔

ابن سعد: باخبار اسماعیل بن ابراہیم اسدی از عمران بن حدیر اپنی روایت کردہ حدیث میں: ابو عثمان نہدی کا نام عبدالرحمٰن بن مل تھا۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون، باخبار ابو یوسف، حجاج بن ابی زینب بسماع ابو عثمان نہدی: ہم جاہلیت میں پتھر پوجا کرتے تھے ایک دن ہم نے سنا کوئی شخص اعلان کر رہا ہے لوگو! تمہارا رب گم ہو گیا ہے اسے ڈھونڈھ کر لاؤ فرمایا: ہم اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور سارا علاقہ چھان مارا لیکن رب نہ مل سکا اتنے میں سنا کہ اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے: ہم کو تمہارا رب مل گیا ہے یہ جملہ تھا یا اس کے مشابہ کوئی جملہ تھا فرماتے ہیں: پھر ہم آئے تو وہ محض ایک پتھر تھا پھر ہم نے اس کے پاس آ کر اونٹ نحر کیے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم باخبار ثابت بن یزید بتحدیث عاصم احول: میں نے ابو عثمان سے پوچھا: کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ فرمایا: نہیں، میں بولا: اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو، فرمایا: نہیں ہاں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کی جب وہ خلیفہ بن گئے تھے آپ ہم سے تین بار صدقہ وصول کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے تھے۔ ابن سعد: باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس، بتحدیث زہیر بتحدیث عاصم از ابو عثمان: میں سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بارہ سال تک رہا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ باخبار حمید: ابو عثمان نہدی فرماتے ہیں: میں ایک سو تیس سال کا ہو گیا اور میں اپنی ہر چیز بدلی ہوئی دیکھتا ہوں البتہ امید حسب سابق ہے۔

ابن سعد: باخبار حسن بن موسیٰ، بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت البنانی از ابو عثمان نہدی: مجھے معلوم ہو جاتا ہے جب اللہ مجھے یاد کرتا ہے، پوچھا گیا: کس طرح؟ فرمایا: حق تعالیٰ فرماتا ہے تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا لہٰذا جب میں اللہ کا ذکر کرتا ہوں اللہ مجھے یاد فرماتا ہے، فرماتے ہیں: جب ہم اللہ سے کوئی دعا مانگتے تھے تو ابو عثمان فرماتے: اللہ کی قسم اللہ نے ہماری دعا قبول فرمالی پھر ادعونی استجب لکُمْ پڑھتے یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے، مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین، بتحدیث ابو طالوت عبدالسلام بن شداد: میں نے ابو عثمان کو پولیس کا آدمی دیکھا آپ آ کر آوارہ لوگوں کو پکڑا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار ابوغسان مالک بن اسماعیل نہدی: ابوعثمان نہدی کوفہ کے باشندے تھے اور بنی نہد میں ان کا کوئی گھر نہ تھا پھر جب امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو آپ یہ فرما کر کہ میں اس شہر میں نہیں رہوں گا جہاں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ کو شہید کر دیا گیا' بصرہ منتقل ہو گئے' آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا لیکن آپ کو دیکھا نہیں' آپ ثقہ تھے' اور حضرت عمرؓ ابن مسعودؓ ابوموسیٰ اشعریؓ سلمانؓ اسامہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں آپ عراق پر حجاج بن یوسف کے آغاز عہد میں بصرہ میں فوت ہوئے۔

ابوالاسود دؤلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام ظالم بن عمرو بن سفیان بن عمرو بن خلس بن یعمر بن نفاہ بن عدی بن دئل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ' آپ شاعر تھے اور شیعہ تھے مگر حدیث میں ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ سے باہر تشریف لے گئے تو بصرہ پر آپ ہی کو نائب بنا گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اسی عہدہ پر بحال رکھا۔ ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث ابوہلال قتادہ! ابوالاسود دؤلی نے فرمایا: میرے نزدیک سب سے زیادہ برا غیر مستقل مزاج اور چرب زبان آدمی ہے۔

زیاد بن ابی سفیان بن حرب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن امیہ بن عبد شمس' آپ کی والدہ کا نام سمیہ ہے جو حارث بن کلدہ ثقفی کی لونڈی تھیں بعض اہل علم آپ کو زیاد بن ابیہ کہتے ہیں اور بعض امیر زیاد کہتے ہیں آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بصرہ کے حاکم تھے (کیونکہ حضرت معاویہؓ نے آپ کو اپنے نسب میں شامل کر لیا تھا) اور کوفہ کے بھی' چنانچہ جاڑا بصرہ میں اور گرمی کوفہ میں گزارا کرتے تھے۔ جب کوفہ چھوڑتے تو اس پر اپنا نائب عمرو بن حریث کو بنا آتے اسی طرح بصرہ پر سمرہ بن جندب کو۔ زیاد نہ قاری تھے اور نہ عالم' ہاں مشہور تھے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے چند احادیث مروی ہیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید از ایوب از محمد: زیاد کی انگوٹھی پر مور کندہ تھا ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث محمد بن حارث قرشی: مرہ' نہر مرہ کو کھدوانے والے عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے پاس آئے ان کے آزاد کردہ غلام تھے اور آپ سے درخواست کی کہ زیاد کو لکھ دیں کہ وہ میرا کام کر دیں چنانچہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے لکھا: یہ خط عبدالرحمٰن کی طرف سے زیاد کی طرف بھیجا جا رہا ہے اور ان کا نسب ابوسفیان سے ثابت نہیں۔ مرہ بولے: میں یہ خط لے کر نہیں جاؤں گا کیونکہ یہ میرے لیے مضر ہے پھر مرہ صدیقہ کے پاس آئے' صدیقہ رضی اللہ عنہا نے لکھا یہ خط ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے زیاد بن ابی سفیان کی طرف بھیجا جا رہا ہے پھر جب مرہ یہ خط لے کر زیاد کے پاس پہنچے تو زیاد نے کہا: تم یہ خط لے کر کل آنا' دوسرے دن زیاد نے لوگوں کو جمع کر کے کہا: غلام! خط پڑھ کر سنا' غلام نے خط پڑھ کر سنایا یعنی من عائشة ام المؤمنین الٰی زیاد بن ابی سفیان. فرماتے ہیں زیاد نے خوش ہو کر ان کی ضرورت' پوری کر دی۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون باخبار داؤد بن ابی ہند از عامر: زیاد کے پاس ایک فتویٰ آیا کہ مرنے والے نے پھوپھی اور خالہ چھوڑی ہے' بولے: جانتے ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ میں کیا جواب دیا تھا؟ اللہ کی قسم اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

فیصلہ سے بخوبی واقف ہوں آپ نے خالہ کو بمنزلہ بہن کے اور پھوپھی کو بمنزلہ بھائی کے قرار دے کر خالہ کو ایک تہائی اور پھوپھی کو دو تہائی مال دلوایا تھا' باخبار شخصے بتحدیث زکریا بن ابی زائدہ از عامر از زیاد! فصل الخطاب کی تفسیر امابعد ہے۔ زیاد فتح مکہ کے سال (۸ھ) طائف میں پیدا ہوئے اور ۵۳ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے جب کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے۔

عبداللہ بن حارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہے اور آپ کی والدہ ہند بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ ہیں۔ آپ عہد نبوت میں پیدا ہوئے اور جابیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ سنا آپ کا سماع حضرت عثمان' ابی بن کعب' حذیفہ بن الیمان' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور اپنے والد حارث بن عبدالمطلب سے ثابت ہے۔ آپ معہ اپنے والد کے بصرہ چلے گئے تھے اور وہاں گھر بنالیا تھا پھر جب مسعود بن عمرو کا زمانہ آیا اور عبیداللہ بن زیاد بصرہ سے نکل گئے اور لوگوں میں اختلاف ہو گیا اور اقوام وقبائل اقتدار حاصل کرنے کے لیے اپنی قوتوں کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے تو لوگوں نے نماز اور مال فئی کے لیے عبداللہ بن حارث کو مقرر کر لیا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو لکھ دیا کہ ہم عبداللہ بن حارث سے راضی ہیں پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے انہیں بصرہ پر بحال رکھا آپ بصرہ کے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے لیے بیعت لیتے رہے حتیٰ کہ اونگھنے لگے اور سوتے سوتے لوگوں کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے ان سے بیعت لینے لگے اس پر سحیم بن دثیل یربوعی نے یہ شعر پڑھا۔

بایَعْتُ ایقاظاً فَاوفَیْتُ بَیْعتی وببَّهٌ قَدْ بایَعْتُهُ وَهُوَ نائم

میں نے بیدار حضرات سے بیعت کی اور اپنی بیعت پوری کی اور عبداللہ سے بیعت کی جبکہ وہ سو رہے تھے پھر عبداللہ بن حارث بن زبیر کی طرف سے بصرہ کے برابر حاکم رہے حتیٰ کہ ابن زبیر نے آپ کو معزول کر دیا اور آپ کی جگہ حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی کو حاکم بنا دیا آخر عبداللہ بن حارث عمان چلے گئے اور عمان ہی میں انتقال فرما گئے۔

ابوصفرہ عتکی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام ظالم بن سراق بن صبح بن کندی بن عمرو بن عدی بن وائل بن حارث بن عتیک بن اسد بن عمران بن عمرو مزیقیاء بن عامر ماء السماء بن حارثۃ الغطریف بن امرؤ القیس بن ثعلبہ بن مازن بن ازد ہے ابوصفرہ دباء کے ازد سے تعلق رکھتے ہیں' دباء عمان اور بحرین کے درمیان ایک مقام ہے یہ لوگ مسلمان ہو گئے تھے اور ان کا ایک وفد بارگاہِ رسالت ﷺ میں آیا تھا اور اسلام کا اقرار کر گیا تھا آپ نے ان کا صدقہ وصول کرنے کے لیے انہیں کا ایک شخص حذیفہ بن الیمان ازدی جو دباء کا باشندہ تھا مقرر فرما دیا تھا اور اسے صدقہ کے احکام لکھ کر دے دیئے تھے یہی ان کا صدقہ وصول کیا کرتے تھے اور انہیں کے فقراء میں بانٹ دیا کرتے تھے پھر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور صدقہ دینا بند کر دیا تھا اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کے ارتداد کی اطلاع دے دی تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی سرکوبی کے لیے عکرمہ بن ابی جہل کو روانہ فرمایا یہ لوگ مقابلہ پر آ ڈٹے اور جنگ کی حق تعالیٰ نے عکرمہ کو فتح عطا فرمائی اور ان لوگوں کو شکست دی عکرمہ نے انہیں خوب قتل کیا اور ان کی جماعت کو دھکیلتے ہوئے دباء کے قلعہ تک لے گئے یہ لوگ قلعہ بند ہو گئے مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا پھر انہوں نے حذیفہ بن الیمان ازدی

کے حکم پر قلعہ کھول دیا عکرمہ نے ان میں کے سو بڑے بڑے آدمی قتل کیے اور ان کی اولاد کو قید کر کے اور باقی تمام لوگوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ بھیج دیا جن میں ابوصفرہ بھی تھے خلیفہ! یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے مالوں میں بخل کیا لیکن صدیق اکبر نے انہیں چھوڑنا قبول نہیں کیا اور یہ لوگ رملہ بنت حارث کے گھر میں نظر بند رہے حتیٰ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت سنبھال لی آپ نے انہیں بلا کر کہا: مسند خلافت میں نے سنبھال لی ہے میری طرف سے تمہیں اجازت ہے جہاں چاہو چلے جاؤ کیونکہ تم آزاد ہو تم پر فدیہ نہیں چنانچہ یہ لوگ مدینہ سے چلے گئے اور بصرہ میں جا اترے کچھ لوگ اپنے وطن بھی چلے گئے لیکن ابوالمہلب ابوصفرہ بصرہ ہی میں مقیم ہو گئے اور آپ اور آپ کی اولاد بصرہ کے معزز حضرات میں شمار ہونے لگے۔

ابوالعجفاء سلمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام ہرم ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

سائب بن اقرع ثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔

حجیر بن ربیع عدوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنی عدی بن عبد مناۃ بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر میں سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔

حریث بن ربیع عدوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔

اقرع رحمۃ اللہ علیہ مؤذن عمر رضی اللہ عنہ:

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پادری کو بلا کر پوچھا: کیا تم اپنی کتابوں میں پاتے ہو۔ آپ سے عبداللہ بن شقیق عقیلی روایت کرتے ہیں۔

ضبہ بن محصن عنزی رحمۃ اللہ علیہ:

یعنی عنزہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار، آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔

عامر بن عبداللہ بن عبدالقیس عنبری تمیمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی کنیت ابوعمرو ہے اور ابوعبداللہ کی کنیت سے بھی پکارے جاتے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

ابن سعد: باخبار عبداللہ بن جعفر، بتحدیث عبیداللہ بن عمرو از محمد بن واسع از عامر بن عبدقیس: میں اپنا وظیفہ جو دو ہزار درہم تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لے کر آتا اور جس سائل کے پاس سے گزرتا اسی کو دیتا پھر گھر آ کر گھر والوں کے سامنے ڈال دیتا وہ جب اسے گنتے تھے تو پورے دو ہزار ہوتے تھے ان میں سے ایک درہم بھی کم نہ ہوتا تھا۔

ابن سعد: باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس بتحدیث ابوبکر بن عیاش از ہشام بن حسان غالباً از ابن سیرین! عامر بن عبد قیس کو وظیفہ ملا' آپ کے حکم سے ایک شخص نے اس میں سے کچھ بانٹ دیا پھر گنے تو زیادہ درہم نکلے بولا: یہ تو بڑھ رہے ہیں میرے خیال میں امیر المومنین کو معلوم تھا کہ تم بانٹا کرتے ہو اس لیے انہوں نے زیادہ دے دیئے' فرمایا: تم نے اس کے بارے میں زیادہ دینے کی رائے قائم نہیں کی جو امیر المومنین سے زیادہ قادر ہے یا یہ کہ امیر المومنین سے زیادہ مستحق ہے' فرماتے ہیں: آپ سے کہا گیا کہ فلاں خاتون جنت میں آپ کی بیوی ہے۔ فرماتے ہیں آپ اسے ڈھونڈنے نکل کھڑے ہوئے دیکھا کہ وہ ایک بداخلاق دیہاتی کی لونڈی ہے اور ان کی بکریاں چراتی ہے پھر جب گھر آتی ہے تو گھر والے اسے خوب صلواتیں سناتے ہیں اور اس کے آگے دو روٹیاں ڈال دیتے ہیں وہ ایک روٹی گھر ہی دے آتی ہے اور جب صبح کو جانے کا ارادہ کرتی ہے تو صبح کو بھی اس کے آگے روٹیاں ڈال دیتے ہیں لیکن وہ دونوں روٹیاں گھر دے آتی ہے اور روزہ رکھ لیتی ہے اور ایک ہی روٹی پر گزارہ کر لیتی ہے' فرماتے ہیں میں اس کے پیچھے لگا وہ ایک اچھی جگہ پہنچی اور وہاں بکریاں چھوڑ کر نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی' بولے: اگر آپ کو کچھ ضرورت ہو تو مجھے بتایئے' بولی: مجھے کوئی ضرورت نہیں پھر جب آپ نے اس سے اصرار کر کے پوچھا تو بولی: کاش میرے پاس دو سفید کپڑے ہوتے جن میں میں کفنا دی جاتی' پوچھا: آپ کے مخدوم آپ پر کیوں طعن و تشنیع کرتے رہتے ہیں؟ بولی: مجھے اس پر اللہ تعالیٰ اجر دے گا' فرماتے ہیں پھر آپ اس کے سید کے پاس گئے اور پوچھا' تم اپنی اس لونڈی کو کیوں برا بھلا کہتے ہو؟ بولے: ہمیں اس کی طرف سے ڈر رہتا ہے کہ کام نہ بگاڑ دے فرماتے ہیں: دوسری لونڈی جو اس کی ہم مثل نہ تھی آئی تو انہوں نے اسے برا بھلا نہیں کہا' پوچھا: اسے بیچتے ہو؟ بولے اگر تم اتنا اتنا مال بھی دو تو ہم اسے نہ بیچیں گے (فرماتے ہیں) پھر آپ گھر سے دو سفید چادریں لے کر اس کے پاس گئے تو وہ فوت ہو چکی تھی' بولے: اس کی تجہیز و تکفین میرے سپرد کر دو انہوں نے آپ کی یہ درخواست منظور کر لی چنانچہ آپ نے اس کی تجہیز و تکفین کے اور نماز جنازے کے فرائض انجام دیئے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث جعفر بن سلیمان' بحدیث مالک بن دینار' بحدیث فلاں: عامر بن قیس ایک چبوترے کے پاس سے گزرے دیکھا ایک ذمی پر ظلم کیا جا رہا ہے فرمایا: یہ دیکھ کر عامر نے اپنی چادر ڈال دی اور کہا: کیا میں یہ نہیں دیکھ رہا کہ میری زندگی میں اللہ کے رسول کی ذمہ داری میں خیانت کی جا رہی ہے؟ پھر آپ نے ذمی کو چھڑا دیا۔

ابن سعد: بتحدیث محمد بن عبداللہ انصاری' بتحدیث ابن عون از محمد: سب سے پہلے معقل بن یسار نے عامر کو اس وقت پہچانا جب آپ نے ان کو ایک مکان کے چبوترے کے پاس دیکھا مکان کے قریب حد نگاہ تک کھلی جگہ تھی (فرماتے ہیں) آپ ایک پکڑے ہوئے ذمی آدمی کے پاس سے گزرے اور آپ نے اسے چھوڑنے کی سفارش کی لیکن مسترد کر دی گئی پھر آپ نے سفارش کی اس بار بھی مسترد کر دی گئی فرمایا: تم غلطی پر ہو' اللہ کی قسم آج میری موجودگی میں تم اللہ کے ذمہ میں یا رسول اللہ کے ذمہ میں لیے ہوئے شخص پر ظلم نہیں کر سکتے آخر کار آپ سواری سے اتر پڑے اور ذمی کو ان سے چھڑانے لگے لوگوں نے آپ پر الزام لگایا کہ عامر گوشت اور گھی نہیں کھاتے' نہ مسجد میں نماز پڑھتے ہیں نہ انہوں نے شادی کی اور نہ ان کا جسم کسی کے جسم سے ملا اور کہتے ہیں کہ میں حضرت ابراہیم کی طرح ہوں یہ سن کر میں آپ کے پاس پہنچا دیکھا تو آپ ایک چوغہ میں ملبوس تھے میں نے کہا لوگ آپ پر گوشت نہ کھانے کا

الزام لگاتے ہیں فرمایا: جب ہمیں گوشت کی خواہش ہوتی ہے تو بکری ذبح کر کے اس کا گوشت کھا لیتے ہیں ان لوگوں نے مجھ پر ایک ایسا الزام لگایا ہے جس سے مجھے کوئی تعلق نہیں رہا گھی کا معاملہ سو میں وہ گھی کھاتا ہوں جو اس طرف (آپ نے ہاتھ سے میدان کی طرف اشارہ فرمایا) سے آتا ہے اور وہ نہیں کھاتا جو یہاں (پہاڑ) سے آتا ہے' لوگوں کا یہ الزام کہ میں مسجد میں نماز نہیں پڑھتا غلط ہے کیونکہ میں ہر جمعہ مسجد ہی میں پڑھتا ہوں پھر پنجگانہ نماز یہاں پڑھنا پسند کرتا ہوں اور یہ الزام کہ میں نے شادی نہیں کی تو میری ایک جان ہے اور مجھے ڈر ہے کہ میرا نفس مجھ پر غالب نہ آ جائے اور لوگوں کا یہ الزام کہ میں اپنے کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح سمجھتا ہوں غلط ہے میں نے تو صرف یہ کہا ہے مجھے اللہ کی رحمت سے اُمید ہے کہ حق تعالیٰ مجھے انبیاء' صدیقین' شہداء اور صلحاء میں شامل فرما لے گا کیونکہ ان میں شمولیت بہترین مقام ہے۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم کلابی بحدیث صباح بن ابی عبدہ عنبری بحدیث شخصے از قبیلہ جو صدوق ہے میں اس کا نام بھول گیا: میں ایک جہاد میں عامر کے ساتھ تھا ہم ایک بن کے سامنے ٹھہرے آپ نے اپنا سامان ایک جگہ اکٹھا کیا' گھوڑے کی لگام ڈھیلی کی اور اسے چھوڑ دیا پھر آپ بن کے اندر گھس گئے' میں نے کہا میں ضرور جا کر دیکھوں گا کہ آپ آج رات بھر کیا کرتے ہیں؟ پھر آپ ایک سرخی پر پہنچے اور نماز پڑھنے لگے اور سحر کے وقت دعائیں مانگنے لگے آپ نے ایک دعا یہ بھی مانگی کہ یا اللہ میں نے تجھ سے تین چیزیں مانگی تھیں دو تو تو نے عطا فرما دیں اور تیسری عطا نہیں فرمائی یا اللہ وہ بھی عطا فرما تا کہ میں اپنی محبت و خواہش کے مطابق تیری عبادت بجا لاؤں پھر صبح صادق ہو گئی آپ نے مجھے دیکھا اور کڑک کر فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم رات بھر میرے پیچھے لگے رہے تو میں تم کو سزا دیتا اور تمہارے ساتھ ایسا ایسا معاملہ کرتا میں بولا: خیر یہ بات تو چھوڑیئے ہاں وہ تین چیزیں جو آپ نے اللہ سے مانگی تھیں مجھے بھی بتا دیجئے ورنہ میں آپ کی اس شب کی عبادت کی جس کا اظہار آپ کو ناپسند ہے لوگوں کو خبر کر دوں گا فرمایا خبردار ایسا نہ کرنا میں بولا ایسا ہی ہوگا پھر جب آپ نے دیکھا کہ میں باز آنے والا نہیں تو فرمایا: میری زندگی میں اظہار نہ کرنا میں بولا: ہم دونوں میں گواہ اللہ ہے میں ظاہر نہیں کروں گا فرمایا میں نے اپنے رب سے ایک چیز تو یہ مانگی کہ میرے دل سے عورتوں کی محبت نکال دے مجھے اپنے دین میں ان سے بہت زیادہ خطرہ محسوس ہوتا تھا اللہ کی قسم اگر میری کسی عورت پر نظر پڑ جاتی ہے تو مجھے پرواہ' نہیں ہوتی کہ یہ عورت ہے یا دیوار' دوسری چیز یہ مانگی تھی کہ میں اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈروں (یہ دعا بھی حق تعالیٰ نے قبول فرمالی) اور تیسری چیز یہ مانگی تھی کہ مجھے نیند نہ آئے تا کہ میں حسب خواہش دن رات اللہ کی عبادت میں لگا رہوں حق تعالیٰ نے یہ دعا مسترد فرما دی۔

ابن سعد' باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث ہمام از قتادہ: عامر نے اللہ سے دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ جاڑے میں وضوان پر آسان فرما دے پھر آپ کے وضو کے واسطے جاڑے میں جو پانی لایا جاتا تھا اس سے بھاپ نکلتی ہوئی ہوتی تھی اور یہ دعا بھی مانگی کہ ان کے دل سے عورتوں کی محبت نکال دے چنانچہ آپ کو پرواہ' نہیں ہوتی تھی کہ آپ نے جس سے ملاقات کی وہ مرد ہے یا عورت اور یہ دعا بھی مانگی کہ اللہ حالت نماز میں شیطان کے اور ان کے دل کے درمیان حائل ہو جائے لیکن آپ اس پر قادر نہ ہو سکے' فرماتے ہیں جہاد کے سلسلہ میں جب آپ جنگل میں ہوتے اور آپ سے کہا جاتا دیکھئے یہاں بن ہے اور شیر کا خطرہ ہے تو فرماتے مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے کہ میں اس کے سوا کسی اور سے ڈروں۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصمؒ بتحدیث ہمام بقول قتادہ بقول عامر: اللہ کی کتاب میں ایک حرف ایسا ہے کہ اگر وہ مجھے مل جائے تو وہ مجھے تمام دنیا سے پیارا ہے' پوچھا گیا: ابوعمرو! وہ حرف کیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے پارساؤں میں شامل فرمالے وہ حرف إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ہے یعنی اللہ پارساؤں ہی کی عبادتیں قبول فرماتا ہے۔

ابن سعد: باخبار کثیر بن ہشام بتحدیث جعفر بن برقان بحدیث محدثے از حسن کہ عامر بن عبدقیس نے فرمایا: کاش میں تمام افکار کو ہٹا کر اپنے سامنے ایک ہی فکر رکھنے پر قادر رہوتا: حسن فرماتے ہیں: اللہ کی قسم آپ اس پر قادر تھے۔

ابن سعد: باخبار عبیداللہ بن محمد قرشی' بتحدیث عبدالجبار بن نصر سلمی اپنے ایک شیخ سے: عامر سے کہا گیا۔ آپ نے اپنے جسم کو نقصان پہنچالیا' فرماتے ہیں: آپ نے اپنے ہاتھ کی کھال پکڑ کر فرمایا: اللہ کی قسم اگر میرے بس میں ہوتا تو زمین کو اس سے ذرا ہی سی چربی ملتی۔

ابن سعد: باخبار عبیداللہ بن محمد قرشی بتحدیث عقبہ بن فضالہ از شیخ غالباً سکین ہجری: عامر جب کسی پھل کے پاس سے گزرتے تو فرماتے ٹوٹے ہوئے ہیں اور روکے ہوئے ہیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم و عمرو بن عاصمؒ بقول حماد بن سلمہ از ثابت بنانی: عامر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ عفان نے میرے بیٹے کے سلسلہ میں کہا کہ وہ میرے چچا ہیں اور عمرو نے میرے بیٹے کے سلسلہ میں کہا کہ وہ میرے بھائی ہیں عامر بولے: اپنا معاملہ اللہ کو سونپ دو تمہیں راحت مل جائے گی۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث جعفر بن سلیمان' بتحدیث مالک بن دینار عامر کو دیکھنے والے کے بیان سے کہا: کہ عامر نے روغن زیتون منگایا اور اسے اپنے ہاتھ پر ڈالا (جعفر اسی طرح فرماتے ہیں) اور دونوں ہاتھوں میں ملا پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْآكِلِيْنَ﴾ (یعنی ایک درخت جو کوہ سیناء کے ہریالے پہاڑ پر پیدا ہوتا ہے' تیل پیدا کرتا ہے اور کھانا کھانے والوں کے لیے سالن ہے) پھر آپ نے اسے اپنے سر اور داڑھی میں لگایا۔

ابن سعد: باخبار حماد بن مسعدہ بتحدیث ابن عون از محمد: عامر بن عبداللہ عنبری میں اور ایک شخص میں کسی بات پر جھگڑا ہوا عامر نے اس شخص کی والدہ کے کسی عیب کا جو اس میں پایا جاتا تھا طعنہ دیا پھر آپ سے کہا گیا ہمارے خیال میں تو آپ یہ بات اچھی نہیں سمجھا کرتے تھے فرمایا تم میری بہت سی باتوں کے بارے میں یہی خیال رکھتے ہو گے لیکن میں انہیں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔

ابن سعد: باخبار حسن بن موسیٰ بتحدیث شعبہ بن حجاج از حبیب بن شہید بسماع ابوبشر از سہم بن شقیق: میں عامر بن عبداللہ کے پاس آیا (شعبہ کا قول ہے کہ بعض علماء عبدقیس کہنا ناپسند کرتے ہیں) اور آپ کے دروازے پر بیٹھ گیا آپ غسل کر کے تشریف لائے' میں بولا: میرے خیال میں آپ کو نہانا محبوب ہے فرمایا میں اکثر نہاتا رہتا ہوں' پوچھا: کیسے قدم رنجہ فرمایا' میں بولا حدیث کے لیے اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ مجھے حدیث سے محبت ہے۔

ابن سعد: باخبار حسن بن موسیٰ بتحدیث ابوہلال' بتحدیث محمد بن سیرین: عامر سے کہا گیا: آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ فرمایا میرے پاس عیش نہیں اور نہ میرے پاس مال ہے اس لیے میں کسی مسلمان خاتون کو دھوکا دینا نہیں چاہتا۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب از ابی قلابہ: ایک شخص نے عامر سے ملاقات کرنے کے بعد کہا: یہ تم نے کیا کیا (شادی کیوں نہیں کی؟) کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً﴾ (اور ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور انہیں بیویاں اور اولاد دی) فرمایا کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (ہم نے جن اور انسان اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیے)۔

ابن سعد: باخبار کثیر بن ہشام بتحدیث جعفر بن برقان بتحدیث میمون بن مہران: امیر بصرہ نے عامر کے پاس ایک آدمی بھیج کر پچھوایا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا میں نے عورتوں کو اس لیے نہیں چھوڑا کہ میں ان کے قابل نہیں ہوں (یعنی میں نامرد نہیں ہوں) اور یہ بھی معلوم کرایا کہ آپ پنیر کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا: میں مجوسیوں کے علاقہ میں ہوں کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے مردار کھایا ہو اور یہ بھی معلوم کرایا کہ آپ امراء کے پاس کیوں نہیں آتے جاتے؟ فرمایا ان کے دروازوں پر ضرورت مند آتے ہیں ان کو بلا کر ان کی ضرورتیں پوری کرو اور غیر ضرورت مندوں کو چھوڑ دو کیونکہ انہیں تمہارے پاس آنے کی ضرورت نہیں۔

ابن سعد: باخبار عتاب بن زیاد باخبار عبداللہ بن مبارک باخبار عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر بتحدیث بلال بن سعد: زیاد کے یا ابن عامر کے پاس عامر کی چغلی کھائی گئی اور کہا گیا کہ اس علاقہ میں ایک شخص ہے جس سے کہا جاتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ سے بہتر نہ تھے اور وہ اس پر خاموش رہتا ہے اور اس نے شادی نہیں کی' زیاد نے اس کے بارے میں عثمان کو لکھا کہ اسے اونٹ پر سوار کر کے ملک شام بھیج دو۔ عثمان کا خط پڑھ کر زیاد نے عامر کے پاس آدمی بھیج کر معلوم کرایا کہ کیا آپ ہی ہیں جن کے بارے میں اگر کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ سے بہتر نہ تھے تو آپ خاموش ہو جاتے ہیں؟ فرمایا اللہ کی قسم میری خاموشی حیرت کی بنا پر ہوتی ہے میری تو آرزو ہے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیروں کی خاک ہوتا کہ جنت میں داخل ہو جاتا' پوچھا اچھا آپ نے عورتیں کیوں چھوڑ رکھی ہیں؟ فرمایا محض اس وجہ سے کہ شادی کروں گا تو لامحالہ اولاد ہوگی اور جب اولاد ہوگی تو دنیا میرے دل میں گھس آئے گی اور میں دنیا سے اپنا دل خالی رکھنا چاہتا ہوں' پھر زیاد نے آپ کو شام بھیج دیا جب آپ شام پہنچے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے جن کے ساتھ تازہ پھل تھے آپ کو ٹھہرایا اور ایک لونڈی کو یہ ہدایت کر کے کہ آپ کے حال کی مجھے اطلاع دینا آپ کی خدمت کے لیے بھیج دیا آپ صبح صبح نکل جاتے اور لونڈی آپ کو رات کی تاریکی میں دیکھتی' معاویہؓ آپ کے پاس کھانا بھیجتے تو آپ کھانا چھوتے بھی نہ تھے آپ کے پاس روٹی کے سوکھے ٹکڑے تھے جن کو آپ پانی میں بھگو کر کھا لیا کرتے تھے اور وہی پانی پی لیا کرتے تھے پھر نماز پڑھنے کھڑے ہو جاتے اور رات بھر نماز پڑھتے رہتے تھے حتیٰ کہ صبح کی اذان ہو جاتی پھر نکل جاتے اور لونڈی آپ کو رات کی تاریکی تک نہیں دیکھتی تھی' آخر کار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین نے جواب میں لکھا: آپ انہیں شام میں پہلے آنے والے اور اخیر میں جانے والے قرار دیں (یعنی ایسا شخص آج تک نہ شام میں کبھی آیا اور نہ شام سے باہر گیا) اور دس غلام اور دس سواریاں دے دیں۔ حضرت معاویہؓ نے یہ خط پڑھ کر آپ کے پاس آدمی بھیجا کہ امیر المومنین نے مجھے لکھا ہے کہ میں آپ کو دس غلام دوں (بولے: میرے اوپر ایک ہی شیطان غالب ہے دس شیطان کس طرح جمع کر سکتا ہوں) اور یہ بھی لکھا ہے کہ دس سواریاں دوں (فرمایا: میرے پاس ایک خچر ہے مجھے ڈر ہے کہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے فالتو سواریوں کے بارے میں حساب نہ لے لے۔) اور یہ بھی لکھا

ہے کہ آپ کو شام میں آنے اور جانے کے سلسلہ میں اوّل قرار دوں' فرمایا: اس کی مجھے ضرورت نہیں۔

ابن سعد: بتحدیث بلال بن سعد اس شخص سے (جس نے آپ کو روم کے علاقہ میں دیکھا کہ کبھی اس خچر پر سوار ہو کر گھاٹی سے عبور کر رہے ہیں اور کبھی گھاٹی سے مجاہدوں کو سوار کر کے لے جا رہے ہیں بلال فرماتے ہیں جب آپ کسی غازی کو علیحدہ کر دیتے تو ٹھہر کر باقی رفقاء کو غور سے دیکھتے پھر جب آپ اپنے ہم خیال رفقاء دیکھتے تو فرماتے: دوستو! میں تمہارے ساتھ تین شرطوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں اوّل تو یہ کہ میں تمہاری خدمت کروں گا اور تم میں سے کوئی مجھے اپنی خدمت سے روک نہیں سکتا' دوسرے اذان میں ہی دوں گا تم میں سے کوئی مجھے اذان دینے میں روک ٹوک نہ کرے اور میں تم پر حتی الامکان خرچ کروں گا' اگر آپ کے رفقاء ان شرطوں کو مان لیتے تو آپ ان میں شامل رہتے ورنہ ان سے علیحدہ ہو کر دوسروں سے مل جاتے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث جعفر بن سلیمان' بتحدیث سعید جریری: جب عامر جلاوطن کیے گئے اور جانے لگے تو آپ کے احباب واقارب آپ کو رخصت کرنے کے لیے آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے آپ بار بار فرماتے کہ آپ حضرات تکلیف نہ فرمائیں پھر آپ نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو' بولے ہماری آپ سے یہی تو خواہش تھی' فرمایا: اے اللہ جس نے میری چغلی کھائی اور مجھ پر جھوٹ بولا اور مجھے میرے شہر سے نکالا اور مجھ میں اور میرے بھائیوں میں تفریق پیدا کی اس کی دولت واولاد میں برکت عطا فرما' اسے تندرست رکھ اور اس کی عمر دراز فرما۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم کلابی' بتحدیث عبدالملک بن نہشلی' بتحدیث نصر بن حسان عنبری' قاضی معاذ بن معاذ عنبری کے دادا از حصین بن ابی الحر عنبری قاضی عبیداللہ بن حسن کے دادا: میں شام گیا اور عامر کے بارے میں پوچھ گچھ کی مجھے بتایا گیا کہ آپ یہاں ایک بڑھیا کے مکان میں رات گزارتے ہیں فرماتے ہیں میں نے اس کے پاس جا کر پوچھا تو وہ بولی: عامر اس پہاڑ کے دامن میں دن رات نماز پڑھتے رہتے ہیں اگر آپ ان سے ملنا چاہتے ہیں تو ان کے افطار کے وقت آنا' آخر کار میں افطار کے وقت آپ کے پاس پہنچا اور آپ کو سلام کیا آپ نے مجھ سے اس شخص کی طرح باتیں کیں جو کسی سے کل ہی ملا ہو اور اپنی قوم کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا کہ ان میں سے کون زندہ ہے اور کون فوت ہو گیا' اور نہ مجھے کھانے کو کہا' میں بولا: عامر! مجھے تم پر حیرت ہے' فرمایا: حیرت کی کیا بات دیکھی' میں بولا: میں نے تم سے اتنی مدت کے بعد ملاقات کی اور تم نے مجھ سے اس طرح باتیں کیں جیسے کل ہی ملاقات کی ہو' فرمایا: میں آپ کو نیک سمجھتا ہوں پھر میں آپ کی زندگی کا کون سا گوشہ ٹٹولتا۔ میں: آپ نے مجھ سے اپنی قوم کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا کہ کون زندہ ہے اور کون اللہ کو پیارا ہو گیا حالانکہ آپ کو ان میں میرا مقام معلوم ہی ہے۔ آپ: میں آپ سے ان لوگوں کے بارے میں نہیں پوچھتا کہ ان میں سے جو فوت ہو گیا سو فوت ہو گیا اور جو فوت نہیں ہوا وہ عنقریب فوت ہو جائے گا' میں: اور آپ نے مجھے کھانے کے لیے بھی نہیں پوچھا۔ آپ: آپ امراء کا کھانا کھاتے ہیں اور میرا یہ کھانا موٹا جھوٹا ہے یا (فرمایا) بدمزا ہے' پھر اس کے بعد میں مسجد میں گیا تو آپ کو کعب کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا دونوں کے درمیان تورات رکھی ہوئی تھی اور کعب اسے پڑھ رہے تھے پھر جب کسی پسندیدہ آیت کو پڑھتے تو عامر کو اسے وضاحت کے ساتھ سمجھا دیتے پھر کعب کسی ایسے حرف پر پہنچے جو راء یا زاء کی طرح تھا' پوچھا: ابو عبداللہ جانتے ہو یہ کیا ہے؟ بولے: نہیں' فرمایا: یہ رشوت ہے' میں اسے اللہ کی کتاب میں پاتا ہوں رشوت سے

آنکھوں کی روشنی جاتی رہتی ہے اور دلوں پر مہر لگ جاتی ہے۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم' بتحدیث جعفر بن سلیمان از مالک بن دینار: جب کعب نے عامر کو ملک شام میں دیکھا تو پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا: عامر عنبری بصری ہیں' کعب بولے: یہ اس امت کے راہب ہیں۔

ابن سعد: باخبار اسحٰق بن ابی اسرائیل' باخبار عمرو بن عاصم' بتحدیث سلیمان بن مغیرہ' بتحدیث ایوب سختیانی' جب وہ جماعت شام کی طرف لے جائی گئی تو اس میں مذعور' عامر اور صعصعہ تھے پھر جب ان کی براءت ثابت ہوگئی تو انہیں وطن واپس جانے کا حکم مل گیا لیکن کوئی تو واپس چلا گیا اور کوئی شام ہی میں مقیم ہوگیا مقیم ہونے والوں میں مذعور و عامر تھے اور واپس ہونے والوں میں صعصعہ بن صوحان تھے۔

ابن سعد: باخبار احمد بن ابراہیم عبدی' بتحدیث ابوالولید شیبانی' بتحدیث مخلد: میں نے سنا کہ واصل نے ذکر کیا کہ (ایک دفعہ) عامر نے لوگوں کے ساتھ مل کر جہاد کیا مسلمان ایک جگہ ٹھہرے لیکن عامر چلے گئے اور ایک گرجہ میں ٹھہرے اور ایک شخص کو ہدایت فرما گئے کہ گرجہ کے دروازے پر کھڑے رہو تا کہ میرے پاس کوئی آئے نہیں پھر وہ شخص آ کر بولا: امیر اجازت مانگ رہے ہیں آپ نے اجازت دے دی جب امیر آپ کے قریب پہنچے تو عامر نے ان سے کہا میں آپ سے (اللہ کا واسطہ دے کر اور اللہ کو یاد دلا کر کہتا ہوں کہ آپ مجھے دنیا کی رغبت یا آخرت سے نفرت نہ دلائیں۔

ابن سعد: باخبار احمد بن ابراہیم عبدی' بتحدیث سعید بن عامر از اسماء بن عبید: عامر ایک لشکر میں شریک تھے' مجاہدوں کو دشمن کے کسی بڑے شخص کی ایک لڑکی ہاتھ لگی اور عامر کے سامنے اس کی تعریف کی گئی آپ نے کہا اسے مجھے ہبہ کر دو کیونکہ میں بھی تو مرد ہوں یہ سن کر مجاہد خوش ہوئے اور وہ دوشیزہ آپ کو ہبہ کر دی گئی آپ نے اس پر قبضہ کر کے فرمایا جا میں نے تجھے اللہ کی رضا کے لیے آزاد کر دیا' لوگ بولے: عامر! اگر تم اتنی اتنی رقم لے کر آزاد کرتے تو کر سکتے تھے' فرمایا میں اپنا حساب اپنے رب سے کرلوں گا۔

ابن سعد: باخبار احمد بن ابراہیم عبدی' بتحدیث اسود بن سالم' بتحدیث حماد بن زید از سعید جریری' ایک شخص نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا' عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیے فرمایا: تمہارے لیے دعائے مغفرت عامر کریں گے کہتے ہیں یہ خواب دیکھ کر عامر کے پاس گیا اور آپ سے اپنا خواب بیان کیا خواب سن کر عامر زار و زار رونے لگے۔

ابن سعد: باخبار احمد بن ابراہیم عبدی از عبیداللہ بن ثور بحدیث سعید بن زید از سعید جریری از مضارب بن حزن تمیمی: ہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ہم نے جو علماء کا وفد تمہارے پاس بھیجا تھا وہ کیسا تھا؟ بولے وہ تعریفوں کے پل توڑتے تھے' جھوٹ لے کر آتے اور دھوکا کے ساتھ نکل جاتے لیکن ایک شخص اس سے مستثنیٰ تھا ہم نے کہا امیر المومنین وہ کون تھا؟ فرمایا: وہ عامر تھا۔

ابن سعد: باخبار احمد بن ابراہیم' بتحدیث سہل بن محمود' بتحدیث سفیان از ابوموسیٰ: جب عامر نے باہر جانے کا ارادہ کیا تو مطرف کو سلام کرنے کے لیے ان کے دروازے پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا' مطرف نے اپنی خادمہ سے کہا: دیکھ کر آ' کون ہیں؟ خادمہ نے کہا: عامر ہیں مطرف نکل کر آئے عامر نے انہیں سلام کیا اور چلے گئے پھر جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو عامر نے دوبارہ آ کر دروازہ کھٹکھٹایا مطرف نے اپنی خادمہ سے کہا' دیکھ کر آ' کون ہیں؟ خادمہ نے کہا: عامر ہیں۔ مطرف نے دروازے پر آ کر پوچھا میرے ماں

باپ آپ پر قربان دوبارہ کیسے قدم رنجہ فرمایا' بولے: اللہ کی قسم! آپ کی محبت مجھے پھر آپ کے پاس لے آئی' مطرف نے آپ کو سلام کیا اور آپ کو رخصت کیا آپ تشریف لے گئے غرضیکہ آپ فرطِ محبت کی وجہ سے مطرف کے پاس تین بار آئے۔

ابن سعد: باخبار احمد بن ابراہیم' بتحدیث بشیر بن عمر زہرانی' بتحدیث ہمام از قتادہ: ایک دن مرض الموت میں عامر رونے لگے پوچھا گیا: کیوں روتے ہو؟ فرمایا: میں موت سے ڈر کر یا دنیا کی حرص کی وجہ سے نہیں روتا' میں تو اس لیے روتا ہوں کہ اب مجھے گرمی کے دنوں میں (روزے کی حالت میں) شدت پیاس اور جاڑے کی راتوں میں تہجد نصیب نہ ہوگا۔

ابن سعد: باخبار احمد بن ابراہیم' بتحدیث عبدالصمد بن عبدالوارث' بتحدیث ابوہلال بتحدیث حمید بن ہلال از عامر: دنیا چار باتوں کا مجموعہ ہے' نیند' مال' عورت اور طعام دو سے تو میرا نفس محفوظ رہا' مال کی تو مجھے ضرورت ہی لاحق نہیں ہوئی اور عورت کے بارے میں مجھے معلوم ہی نہیں ہوا کہ عورت ہے یا دیوار اور دو (کھانے اور نیند) کے بغیر چارا ہی نہ تھا ان دو سے میں نے ضرور فائدہ اٹھایا اللہ کی قسم میں ان دونوں کو بھی مقدور بھر دفع کرتا رہتا ہوں آپ رات کو دن قرار دیتے اور رات بھر نماز پڑھتے رہتے اور دن کو رات قرار دیتے اور روزہ رکھتے اور تھوڑی سی دیر کے لیے سو بھی جاتے۔

ابوالعالیہ ریاحی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام رفیع ہے آپ کو بنی ریاح کی ایک عورت نے بطور سائبہ کے آزاد کیا تھا۔ ابن سعد: باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید از شعیب بن حجاب از ابوالعالیہ! مجھے ایک عورت نے خرید کر آزاد کرنا چاہا لیکن اس کے چچازاد بھائیوں نے اس سے کہا کہ تم اسے آزاد کر دوگی تو یہ کوفہ چلا جائے گا اور تم سے بالکل کٹ جائے گا' پھر وہ خاتون مجھے مسجد کے ایک حصہ میں لائیں اگر میں چاہوں تو اس جگہ آپ کو لا کر کھڑا کر دوں اور انہوں نے کہا تو سائبہ ہے یعنی میں نے تجھے آزاد کر دیا اب میں تیری وارث نہ بنوں گی اور تیری طرف سے دیت دوں گی۔ ابوالعالیہ اپنے تمام مال کی وصیت فرما گئے تھے۔

ابن سعد: باخبار حجاج بن نصیر' بتحدیث ابوالخلدہ از ابوالعالیہ: میں نے چاندی یا سونا یا مال چھوڑا ہے اس میں سے ایک تہائی اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے' ایک تہائی آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا جائے اور ایک تہائی مسلمان فقراء میں بانٹ دیا جائے اور میری بیوی کا حق بھی دیا جائے' ابوخلدہ: کیا آپ کے لیے یہ جائز ہے آپ کا مولیٰ کہاں گیا؟ بولے اس کے بارے میں بھی سن لو میں ایک دیہاتی خاتون کا جس کے بیٹے تھے غلام تھا' وہ جمعہ کے دن میرے سامنے آ کر بولیں: بیٹا کہاں جا رہے ہو؟ میں بولا مسجد میں بولیں کس مسجد میں؟ میں نے کہا جامع مسجد میں' کہنے لگیں اچھا تو چلو آخر کار میں ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا حتی کہ مسجد میں داخل ہو گیا اور ہم نے امام کو منبر پر پایا انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا یا اللہ اسے میں تیرے پاس ذخیرہ بنا کر رکھتی ہوں اے مسجد والو گواہ رہو اس کو میں نے اللہ کے لیے سائبہ کر کے چھوڑ دیا اب کسی کے لیے اس پر بجز معروف راہ کے کوئی راہ نہیں اور مجھے چھوڑ کر چلی گئی پھر ہم نے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا۔ ابوالعالیہ: سائبہ وہ آزاد کردہ غلام ہوتا ہے جسے اللہ کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے اور اسے اختیار ہوتا ہے کہ جہاں چاہے رہے۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن ہیثم و یحییٰ بن خلیف' بتحدیث ابوخلدہ بسماع ابوالعالیہ: ہم مملوک غلام تھے بعض ہم میں سے اپنے سید کو روزانہ پیسے ادا کیا کرتا تھا اور بعض خدمت کیا کرتا تھا اور ہم نے روزانہ قرآن ختم کیا لیکن یہ بڑی محنت کا کام تھا پھر ہم دو دن

میں قرآن ختم کرنے لگے اس میں بڑی محنت کرنی پڑتی تھی پھر ہم تین دن میں ختم کرنے لگے اب بھی کافی محنت ہوتی تھی اور ہم اس سلسلہ میں آپس میں ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات کیا کرتے تھے پھر ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملے انہوں نے ہمیں ہدایت فرمائی کہ ہم ہر جمعہ یا ہر سات دن میں ختم کیا کریں اب ہمیں زیادہ محنت کرنی نہیں پڑتی تھی اور آرام سے نماز بھی پڑھ لیتے تھے اور سو بھی جاتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عبدالصمد بن عبدالوارث بتحدیث ہمام' بتحدیث قتادہ از ابوالعالیہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دس سال بعد محکم پڑھیں' حق تعالیٰ نے مجھے دو نعمتوں سے نوازا' نہ معلوم ان میں سے کون سی نعمت افضل ہے' اللہ تعالیٰ نے مجھے سعادت اسلام نصیب فرمائی اور اس نے مجھے خارجی نہیں بنایا۔

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن خلیف بن عقبہ باخبار ابوخلدہ از ابوالعالیہ: میں مملوک تھا اور اپنی سیدہ کی خدمت کیا کرتا تھا پھر میں نے قرآن پاک کی اور عربی کتابت کی تعلیم حاصل کر لی۔

ابن سعد: باخبار ابوقطن عمرو بن ہیثم بتحدیث ابوخلدہ از ابوالعالیہ: ہم بصرہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایتیں سنا کرتے تھے لیکن ہمارے دل مطمئن نہ ہوئے حتیٰ کہ ہم مدینہ پہنچے اور روایتیں اہل مدینہ کی زبانوں سے سن لیں۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین بتحدیث ابوخلدہ بحدیث ابوالعالیہ: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کثرت سے سنتا تھا **اللّٰھم عافنا واعف عنا** (یا اللہ ہمیں عافیت عطا فرما اور ہمارے گناہ معاف فرما)۔

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن خلیف' بتحدیث ابوخلدہ: ابوالعالیہ نے اپنا ایک غلام آزاد کیا تو یہ تحریر لکھ دی یہ وہ ہے جسے ایک مسلمان شخص نے آزاد کیا اس نے ایک نوجوان غلام اللہ کی رضا کے لیے بطور سائبہ کے آزاد کیا لہٰذا بجز معروف راہ کے اس پر کسی کے لیے راہ نہیں۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین' بتحدیث ابوخلدہ از ابوالعالیہ: میں نے ساٹھ یا ستر سال سے اپنے عضو مخصوص کو سیدھے ہاتھ سے نہیں چھوا۔

ابن سعد: باخبار ہشام' ابوالولید طیالسی' بتحدیث ابوعوانہ از قتادہ از ابوالعالیہ: نہ معلوم مجھ پر دو نعمتوں میں سے کون سی نعمت افضل ہے' سعادت اسلام یا خارجی نہ ہونا۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم' بحدیث سلام بن مسکین' بتحدیث محمد بن واسع از ابوالعالیہ ریاحی: نہ معلوم مجھ پر دو نعمتوں میں سے کون سی نعمت افضل ہے وہ نعمت جب اللہ نے مجھے برائی سے چھڑا کر ہدایت اسلام عطا فرمائی یا وہ نعمت جب اللہ نے مجھے خارجی ہونے سے نجات عطا فرمائی۔

ابن سعد: بتحدیث یحییٰ بن خلیف' بتحدیث ابوخلدہ بقول ابوالعالیہ: میں عہد علی و معاویہ رضی اللہ عنہما میں جوان تھا اور مجھے لڑائی سے عمدہ کھانے سے بھی زیادہ دلچسپی تھی پھر میں خوب تیاری کر کے دونوں جماعتوں کے پاس آیا میں نے بالمقابل دو قطاریں دیکھیں جن کے دونوں کنارے دیکھے نہ جاتے تھے اور دونوں گروہ اللہ اکبر کے نعرے لگانے والے اور لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والے تھے آخر کار

میں نے دل میں سوچا کہ میں ان میں سے کس کو کافر قرار دوں اور کس کو مومن یا اسے جس نے مجھے لڑائی پر مجبور کیا؟ آخر کار شام کو میں واپس آ گیا اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن خلیف بتحدیث ابوخلدہ از ابوالعالیہ: میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اس وقت آپ بصرہ کے امیر تھے آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے کھینچ لیا حتیٰ کہ میں تخت پر آپ کے پاس جا بیٹھا ایک تمیمی بولا: یہ تو آزاد کردہ غلام ہے' میرا کرتے' چادر اور پگڑی تینوں کپڑے پندرہ درہم کی قیمت کے تھے۔

ابوالخلدہ: میں نے پوچھا کس طرح آپ گذارا کیا کرتے تھے؟ بولے میں بارہ درہم کا سوتی رازی کپڑا خرید لیا کرتا تھا اور اسے پھاڑ کر ایک کرتہ اور ایک پگڑی بنا لیا کرتا تھا اور مجھے تین درہم کا تہہ بند کافی تھا جسے کرتے کے نیچے پہن لیا کرتا تھا ہاں چادر عمدہ رکھا کرتا تھا جس کی قیمت بیس یا تیس درہم تک پہنچ جایا کرتی تھی۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین' بتحدیث ابوخلدہ: میں نے ابوالعالیہ پر شلوار دیکھی' میں نے کہا: آپ اور شلوار' یہ کیا؟ فرمایا یہ بھی مردوں کا ایک کپڑا ہے اور اس میں پردہ خوب ہے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم' بتحدیث ابوخلدہ بسماع ابوالعالیہ: اگر میں کسی صراف یا عشر وصول کرنے والے کے دروازہ سے گزروں تو اس کے برتن سے پانی بھی نہ پیوں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم و عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از شعیب بن حبحاب: ابوالعالیہ آتے تھے اور فرماتے تھے گھر میں جو کچھ موجود ہے ہمیں وہی کھلا دو ہمارے لیے بازار سے خریدنے کی زحمت نہ اٹھانا۔ ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم باخبار ابوخلدہ بسماع ابوالعالیہ: ایک دفعہ ابوامیہ عبدالکریم مجھ سے ملنے آئے آپ کمبل کے کپڑوں میں ملبوس تھے' میں بولا: یہ تو پادریوں کی ہیئت ہے مسلمان جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اچھا لباس پہن کر ملتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید بتحدیث ابومخلد مہاجر از ابوالعالیہ: میں نے پہلے دن حجاج کی طرح نماز پڑھی (یعنی جمعہ کی نماز کے بعد اس کی طرف بیٹھ کر) پھر اللہ نے اسے مجھ سے اندھا بنا دیا میں نے حجاج کے پیچھے نماز پڑھی حتیٰ کہ مجھے اللہ کا خوف محسوس ہوا اور جب اس کے پیچھے نماز چھوڑ دی تو اس وقت بھی اللہ سے ڈر لگا۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید از ابومخلد مہاجر بسماع ابوالعالیہ: اگر تم کسی شخص سے یہ سنو کہ وہ کہتا ہو میں اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں اور اللہ کے لیے میں بغض رکھتا ہوں تو اس کی اقتدا نہ کرو۔

ابن سعد: باخبار منہال بن بحر قشیری' بتحدیث ابوخلدہ: میں ابوالعالیہ کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں آپ کا غلام ایک رومال لایا جس میں مصری تھی رومال بندھا تھا اور اس پر مہر لگی ہوئی تھی آپ نے مہر توڑ کر غلام کو دس ڈلیاں دیں اور فرمایا اگر غلام چراتا تو دس ڈلیوں سے زیادہ نہیں چراتا ہمیں حکم تھا کہ ہم قاصد اور خادم کو کوئی چیز دیں تو اس پر مہر لگا دیں تاکہ ان کے بارے میں بدگمانی نہ ہو۔

ابن سعد باخبار یحییٰ بن خلیف بتحدیث ابوخلدہ: میں نے ابوالعالیہ کے لیے ایک غلام خریدا لیکن ابوالعالیہ نے اسے نہیں خریدا جب تک اس کے محصول میں دو درہموں کے اضافہ کی شرط نہیں لگوالی۔

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن خلیف بتحدیث ابوخلدہ بقول ابوالعالیہ: ہم اسے بہت بڑا گناہ سمجھا کرتے تھے کہ انسان قرآن سیکھ کراس سے سوجائے حتیٰ کہ اسے بھول جائے اور اس میں سے کچھ نہ پڑھے۔

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن خلیف بتحدیث ابوخلدہ: ایک دفعہ میں ابوالعالیہ کے پاس گیا آپ میرے لیے کھانا لائے جس میں ساگ تھا فرمایا کھاؤ کیونکہ یہ وہ ساگ نہیں جس میں ہمیں کوئی ڈر ہو۔ یہ میرے بھائی انس بن مالک نے اپنے کھیت میں سے بھیجا ہے' میں بولا ساگ ساگ میں کیا فرق ہے؟ فرمایا ساگ گندی جگہ بھی اُگ آتا ہے' جانتے ہو گندی جگہ کیا ہے؟ میں بولا کیا' فرمایا جہاں بول و براز اور حیض والے کپڑے پڑتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن خلیف وعفان بن مسلم بن ابراہیم' بتحدیث ابوخلدہ: ابوالعالیہ نے اپنی ایک لونڈی آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا میں نے اس لونڈی سے پوچھا کہ ابوالعالیہ صدقہ فطر کس طرح ادا کیا کرتے تھے؟ بولی اپنی طرف سے تو ایک بورا دیا کرتے تھے اور ہم سب کی طرف سے دو دو مکوک (ایک مکوک ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے)۔

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن خلیف بتحدیث ابوخلدہ: ابوالعالیہ اپنے مال کا صدقہ مدینہ میں بھیج دیا کرتے تھے کہ آلِ نبی کو دے دیا جائے تا کہ وہ مستحق حضرات کو دے دیں۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین' بتحدیث ابوخلدہ: ابوالعالیہ کا کفن بکر بن عبداللہ کے پاس رہتا تھا جس میں کفوں والا گھنڈی دار ایک کرتہ بھی تھا جس کو آپ ہر چوبیسویں تاریخ کو اور رمضان کی دوسری تاریخ کو پہنا کرتے تھے پھر واپس کر دیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن خلیف بتحدیث ابوخلدہ: میں نے دیکھا بیماری میں ابوالعالیہ فرش پر بیٹھتے تھے اور گدے پر سجدہ کرتے تھے۔

ابن سعد: (سند حسب سابق) جب ابوالعالیہ نے بیماری میں وصیت کی تو میں موجود تھا آپ کے حسن کے پاس کچھ درہم تھے فرمایا ان سے خرید لو کیونکہ میں درہم کا چھوڑنا مکروہ سمجھتا ہوں۔

ابن سعد (سند حسب سابق) ابوالعالیہ نے تندرستی میں ۷ بار وصیت کی اور اس کی ایک مدت مقرر کی اور جب مدت ختم ہو جاتی تو آپ بقیدِ حیات ہوتے پھر آپ چاہتے تو وصیت نافذ فرما دیتے ورنہ لوٹا لیتے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از شعیب بن حجاب: ابوالعالیہ کی اندرونی آستین لومڑی کے چمڑے کی تھی جب آپ نماز پڑھتے تو اسے اپنی آستین میں چھپا لیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ بتحدیث عاصم احول: ابوالعالیہ نے مورق عجلی کو وصیت کی کہ ان کی قبر پر کھجور کی دو تازہ ٹہنیاں گاڑ دی جائیں مورق عجلی کہتے ہیں: بریدہ اسلمی نے بھی یہی وصیت کی تھی' بریدہ خراسان میں فوت ہوئے اور کھجور کی تازہ شاخیں جوالق حمار سے ملیں اور آپ کو دفن کرنے کے بعد وہ آپ کی قبر پر گاڑ دی گئیں۔ ابن سعد: بقول حجاج' بقول شعبہ: رفیع (ابوالعالیہ) نے علی رضی اللہ عنہ کو پایا مگر ان سے سماع نہیں کیا۔ غیر شعبہ: آپ کا سماع حضرت علی اور حضرت ابی بن کعب اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے' آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔

ابوامیہ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام:

آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کتابت کرائی تھی' آپ کا نام عبدالرحمٰن ہے آپ مبارک بن فضالہ کے دادا ہیں۔ ابن سعد: باخبار فضل بن دکین بتحدیث اسرائیل از عبدالملک بن ابی بشیر بحدیث فضالہ بن ابی امیہ از ابوامیہ (ابوامیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے چند معین اوقیوں (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) پر کتابت کی اور مجھے ان کی قسطیں مقرر فرما دیں پھر جب آپ تحریر لکھ چکے تو آدمی بھیج کر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے دوسو درہم اُدھار منگوائے اور مجھے دے دیئے میں بولا: انہیں میری قسط میں کاٹ لیجئے مگر آپ نے انکار کر دیا پھر میں نے دو تین سال تک کوئی قسط ادا نہیں کی پھر میں آپ کے پاس ایک چادر لے کر آیا اور کہنے لگا اسے بچھانے کے لیے لے لیجئے آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا اس سے اپنی قسطوں میں مدد لو میں نے آپ سے درخواست کی کہ میرے لیے اپنے حکام کو لکھ دیجئے آپ نے میری درخواست مسترد کرتے ہوئے فرمایا جاؤ جو وسعت لوگوں کے لیے ہے تمہارے لیے بھی ہے میں نے واپس آ کر عکرمہ سے واقعہ بیان کیا' فرمایا: اللہ کی قسم یہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے و آتوھم من مال اللّٰہ الذی اعطاکم یعنی اللہ کے مال میں سے جو اس نے تمہیں دیا ہے' انہیں دو۔

ابن سعد: باخبار قبیصہ بن عقبہ' بتحدیث سفیان از عبدالملک بن ابی بشیر بحدیث فضالہ بن ابی امیہ از ابوامیہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کتابت کی پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اپنا عطیہ آنے تک دوسو درہم ادھار لے کر ان سے میری امداد کی' میں نے یہ بات عکرمہ سے بیان کی: فرمایا آپ نے و آتوھم من مال اللّٰہ الذی اعطاکم پر عمل کیا۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین بتحدیث عیسیٰ بن یحییٰ خزاعی بسماع عکرمہ: میرا خیال ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام ابوامیہ سے کتابت کی پھر جب قسط کی مدت آئی تو آپ قسط لے کر اس کے پاس گئے اور کہا ابوامیہ یہ قسط لے کر اس سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ تمہاری قسطوں میں حصہ دار نہ بنوں ابوامیہ نے قسط لے لی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا آیت پڑھی عکرمہ کا زعم ہے کہ یہ پہلی قسط ہے جو اسلام میں ادا کی گئی ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم باخبار مبارک بن فضالہ بحدیث والدہ از والد از دادا' اور بحدیث عبیداللہ جحدری از والد از دادا' اور بحدیث میمون از جابان میرے چچا سے' میرے دادا سے' میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مکاتبت کی درخواست کی' پوچھا: کتنی رقم دو گے؟ میں بولا: سو اوقیہ' آپ نے رقم بڑھوائی نہیں اور اسی پر تحریر لکھ دی اور آپ نے اپنے مال میں سے مجھے فوراً کچھ دینا چاہا لیکن اس وقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا آخر کار آپ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی بھیجا کہ میں نے اپنے غلام سے کتابت کر لی ہے اور میں اسے کچھ مال اپنے مال میں سے فوراً دینا چاہتا ہوں لہٰذا کچھ آنے تک مجھ دوسو درہم اُدھار دے دو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو دوسو درہم بھیج دیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ درہم اپنے سیدھے ہاتھ میں لیے اور مذکورہ بالا آیت پڑھی اور فرمایا یہ رقم لے لو اللہ تعالیٰ تم کو اس میں برکت عطا فرمائے' فرماتے ہیں اللہ نے مجھے ان میں برکت دی میں اس سے آزاد ہوا اور مجھے اس سے بہت مال ملا پھر میں نے آپ سے درخواست کی کہ مجھے عراق جانے کی اجازت دے دیجئے فرمایا جب میں نے تم سے کتابت کر لی تو اب تم جہاں چاہو جاؤ (فرماتے ہیں) مجھ سے ان غلاموں نے کہا جن سے ان کے مالکوں نے کتابت کر رکھی تھی کہ

ہمارے واسطے امیر المومنین سے کہو کہ امیر المومنین امیر عراق کو ایک خط لکھ کر ہمیں دے دیں جس کی وجہ سے ہماری عزت کی جائے مجھے معلوم تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو نہیں مانیں گے اس لیے میں اپنے دوستوں سے شرما گیا لیکن پھر بھی میں نے اس سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بات چیت کی تو آپ نے غصہ ہو کر مجھے ڈانٹا اللہ کی قسم اس سے پہلے نہ آپ نے مجھے کبھی برا بھلا کہا تھا اور نہ کبھی ڈانٹا تھا' فرمایا: کیا تو لوگوں پر ظلم کرنا چاہتا ہے' میں بولا: نہیں' فرمایا: تو ایک مسلمان ہے تیرے لیے وہی گنجائش ہے جو ایک مسلمان کے لیے ہے فرماتے ہیں پھر میں عراق آیا اور مجھے مال ملا اور بہت فائدہ ہوا اور میں نے آپ کو ایک دری اور ایک غالیچہ بطور ہدیہ کے دیا آپ ان کی مجھ سے تعریف کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ عمدہ ہیں' میں بولا: امیر المومنین! یہ میرا آپ کے لیے ہدیہ ہے' فرمایا: ابھی تمہاری کتابت کی کچھ رقم باقی ہے انہیں بیچ کر ان کی قیمت سے فائدہ اٹھاؤ اور آپ نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

سیرین انصاری رحمۃ اللہ علیہ' انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام:

آپ کو کتابت سے آزاد کیا گیا تھا آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون باخبار ہشام بن حسان از محمد بن سیرین: سیرین کی کنیت ابو عمرہ تھی ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون باخبار سعید بن ابی عروبہ از قتادہ از انس بن مالک: مجھ سے سیرین نے مکاتبت کی درخواست کی لیکن میں نے منظور نہیں کی پھر سیرین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جا کر ذکر کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کتابت کر دو آخر کار میں نے کتابت کا معاملہ کر لیا۔

ابن سعد: باخبار محمد بن حمید عبدی از قتادہ: سیرین نے ابو محمد انس بن مالک سے کتابت کا سوال کیا' انس رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انس پر درہ اٹھایا اور فرمایا ہاں ان سے کتابت کا معاملہ کر لو آخر کار انس نے کتابت کا معاملہ کر لیا۔

ابن سعد: باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث محمد بن عمرو بسماع محمد بن سیرین: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم پر کتابت کا معاملہ طے کیا تھا میں نے انہیں یہ ساری رقم ادا کر دی۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل وعفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید از عبید اللہ بن ابوبکر بن انس: ہمارے پاس سیرین کی مکاتبت کی یہ وہ دستاویز ہے جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے جوان سیرین کو کتابت کے معاملہ میں اتنے ہزار پر اور دو غلاموں پر جو اس کا کام انجام دیں گے لکھ کر دی' فرماتے ہیں سیرین لوہار تھے۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد: سیرین کی مکاتبت کے سلسلہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک سرخ چمڑے پر تحریر لکھ دی تھی جو ہمارے پاس ہے یہ وہ ہے جس پر انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے جوان سیرین سے کتابت کا دس ہزار درہم پر اور دس مزدوروں پر معاملہ کیا' تحریر میں اسی طرح ہے' سالانہ ہزار درہم اور ایک مزدور دینا ہوگا۔ بکار: مہر کی مٹی دستاویز کے وسط میں چسپاں تھی اور مٹی کے چاروں طرف تحریر تھی۔

ابن سعد: باخبار معاذ بن معاذ عنبری بتحدیث علی بن سوید بن منجوف بتحدیث انس بن سیرین از سیرین: مجھ سے انس نے بیس ہزار درہم پر کتابت کی میں تستر کے میگزین کے پاس تھا میں نے پرانا سامان خرید لیا اس میں مجھے فائدہ ہوا پھر میں انس کے پاس

پوری رقم لے کر آیا لیکن آپ نے یک مشت رقم نہیں لی اور کہا قسط وار ادا کرتے رہو آخر کار میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر آپ سے ذکر کیا فرمایا اچھا وہ آپ ہیں آپ نے مجھے کپڑوں کے ساتھ دیکھا تھا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی تھی میں بولا جی ہاں' انس میراث کے خواہشمند ہیں پھر آپ نے میرے حق میں انس کو لکھا کہ ان سے یکمشت رقم لے لو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے لے لی۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بحدیث محمد: سیرین نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میں لنگڑا ہوں اور میرے پاس تین عورتیں ہیں' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب میں لکھا کہ تم میرے پاس مدینہ منورہ آ جاؤ میں اپنی بھتیجی براء بن مالک کی بچی سے تمہاری شادی کرا دوں گا کیونکہ وہ بچی میرے ہی پاس ہے پھر انس رضی اللہ عنہ نے اپنی بچی حفصہ سے پوچھا کہ سیرین نے جو لکھا ہے اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ بولی ابا جان قبول کر لیجئے اللہ تعالیٰ آپ کے شرف وسیادت میں مزید اضافہ فرمائے گا' بچی کی والدہ بھی تشریف فرما تھیں انہیں ڈانٹ کر بولیں: اللہ تجھے جوان نہ کرے' اپنے والد سے یہ بات کہہ رہی ہے؟

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث وہیب بتحدیث ایوب از محمد بحدیث ام حفصہ: جب سیرین نے مجھ سے شادی کی تو سات دن تک مدینہ والوں کی دعوت میں شامل ہونے والوں میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی تھے لیکن آپ کا روزہ تھا ہاں آپ نے دعا کی۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن سلمہ از ایوب وہشام وحبیب بن شہید از محمد بن سیرین: میرے والد سیرین نے مدینہ میں سات دن ولیمہ کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدعو کیا اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بھی بلایا آپ کا روزہ تھا آپ نے ان کے لیے اللہ سے خیر وبرکت کی دعائیں مانگی۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن سیرین: سیرین کے متعدد لونڈیوں سے ۲۳ بچے ہوئے۔ محمد بن سعد: میں نے محمد بن عبداللہ انصاری سے پوچھا: محمد بن سیرین کی اصل کہاں سے تھی؟ فرمایا: عین التمر کے قیدیوں سے۔ سیرین انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ محمد بن سعد کہتے ہیں میں نے بعض کہنے والوں سے یہ بھی سنا ہے کہ سیرین جرجرایا کے تھے' میرے خیال میں انہیں جس نے جرجرایا کا بتایا ہے اسے وہم ہے جرجرایا میں تو سیرین کی زمین تھی۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بخبر محمد: سیرین نے یہ زمین جرجرایا کے' دیہات میں خرید لی تھی پھر یہ محمد اور ان کے بھائی یحییٰ کے قبضہ میں رہی اور وہ اس کی آمدنی سے فائدہ اٹھاتے رہے اس میں ایک باغ انگوروں کا بھی تھا لوگوں نے اس سے شراب بنانے کا ارادہ کیا محمد نے کہا ایسا نہ کرو تازہ انگور فروخت کر دو' بولے: خرچ پورا نہ ہوگا فرمایا اچھا تو منقے بنا لو' بولے اس کے منقے بنتے نہیں آخر کار آپ نے انگور کٹوا کر پانی میں ڈلوا دیئے اور چلے گئے۔

کہتے ہیں: سیرین ایک مشہور آدمی تھے آپ قدرے حدیثیں بھی روایت کرتے ہیں۔ بکار بن محمد' سیرین نے تنوں سے جو بیٹھک بنائی تھی وہ میں نے دیکھی ہے میں نے ان میں سے چالیس تنے ہر تنہ ایک ایک دینار کا فروخت کیا ہے۔

ارطبان رحمۃ اللہ علیہ' مولیٰ عبداللہ:

ابن درہ بن سراق مزنی آپ عبداللہ بن عون بن ارطبان کے دادا ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ ابن سعد:

باخبار سلیمان بن حرب' بتحدیث حماد بن زید از ابن عون بحدیث ازعون از ارطبان: میں نے آزاد ہو کر مال کمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر آیا پوچھا: کیا ہے؟ میں نے کہا: میرے مال کی زکوٰۃ ہے' پوچھا: کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں بولا: جی ہاں' فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے مال میں برکت عطا فرمائے' میں بولا: امیر المومنین اور میری اولاد میں بھی' پوچھا: تمہارے اولاد ہے' میں نے کہا ہو جائے گی' فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے مال میں اور تمہاری اولاد میں برکت عطا فرمائے۔

ابورافع رحمۃ اللہ علیہ صائغ (سنار):

آپ مدنی ہیں پھر بصرہ میں جا بسے تھے لہٰذا اہل بصرہ آپ سے راوی ہیں اور اہل مدینہ آپ سے ایک روایت بھی نہیں کرتے کیونکہ آپ پرانے زمانہ سے مدینہ سے چلے گئے تھے آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے راوی ہیں اور ثقہ ہیں۔

ابن سعد: باسحٰق بن یوسف ازرق از ہشام از حسن بقول ابورافع: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے دو سال تک نماز پڑھی اور جماعت کے ساتھ رکوع کے بعد قنوت کی۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل' بتحدیث محمد بن ابی بکر' ابوغاضرہ عنزی: اس اثناء میں کہ میں حرمت والی مسجد میں تھا کہ ہمارے پاس سے ایک شیخ سفید پگڑی باندھے ہوئے اپنے عصا پر جو میرے خیال میں نیزے کی لکڑی کا تھا' ٹیک لگاتا ہوا گزرا مسجد والوں نے بتایا کہ یہ ابورافع ہیں میں نے ان کے پاس جا کر کہا: ابورافع: اپنی روایت کردہ حدیثوں میں سے کوئی حدیث مجھ سے بھی بیان کر دیجئے فرمایا کہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے چھوڑنے کی اجازت دے کر میری امت کے بیماروں اور مسافروں پر صدقہ فرمایا ہے۔

اقرع رحمۃ اللہ علیہ' فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مؤذن:

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پادری کو بلا کر فرمایا: کیا تم اپنی کتابوں میں ہمیں پاتے ہو؟ عبداللہ بن شقیق' اقرع سے راوی ہیں۔

ابوفراس رحمۃ اللہ علیہ:

آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اثنائے تقریر میں فرمایا ہم تمہیں پہچانتے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے اور جب ہم پر وحی اترا کرتی تھی۔ ابوفراس ایک بزرگ قلیل الحدیث ہیں۔

غنیم بن قیس کعبی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنی عمرو بن تمیم سے ہیں اور آپ کی کنیت ابوالعنبر ہے۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون باخبار زیاد بن ابی زیادہ حصاص بتحدیث ابوکنانہ قرشی (اس حدیث میں جس میں آپ نے مغیرہ بن شعبہ کے بعد بصرہ میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے آنے کا ذکر کیا ہے)۔ ابھی ہم پر دو ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ ہم میں سے سات آدمیوں نے قرآن پاک ختم کر لیا جن میں غنیم بن قیس بھی ہیں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک وفد کی شکل میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کا دو دو ہزار وظیفہ مقرر فرما دیا۔

ابن سعد: باخبار وہب بن جریر بن حازم باخبار شعبہ از عاصم از غنیم بن قیس: مجھے وہ کلمات یاد ہیں جو میرے والد نے سرکارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اطہر میں عرض کیے تھے' کہا تھا۔

الا لِیَ الوَیْلُ عَلٰی محمدٍ قَدْ کُنْتُ فِی حَیاتِہٖ بمَقْعَدِ

انام لیلی آمناً الی الغدِ

''رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جس قدر بھی اظہارِ حسرت کیا جائے کم ہے' میں آپ کی زندگی میں اپنے مکان میں رات میں صبح تک بے خوف ہو کر سوتا تھا''۔

فرماتے ہیں: آپ ثقہ ہیں مگر قلیل الحدیث ہیں۔

سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

ابن سعد: باخبار حجاج بن نصیر بتحدیث قرہ بن خالد از ہارون بن رئاب اسیدی بتحدیث سنان بن سلمہ (آپ بحرین کے حاکم تھے) ہم مدینہ کے بچے کھجوروں کے تھانولوں خشک گری ہوئی کھجوریں جن کو خلال کہا جاتا تھا چنا کرتے تھے ایک دن ہمارے پاس فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تمام بچے بھاگ گئے لیکن میں اپنی جگہ پر جمار ہا پھر جب آپ میرے بالکل قریب آ گئے تو میں بولا: امیر المومنین! یہ تو وہ کھجوریں ہیں جو ہوا سے جھڑ گئی ہیں' فرمایا: مجھے دکھا میں دیکھ لوں کیونکہ مجھے ہر طرح کی کھجور معلوم ہے چنانچہ آپ نے میرے دامن میں کھجوریں دیکھ کر فرمایا تیری بات سچی ہے میں نے کہا امیر المومنین! اب آپ لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ راہ میں مجھ پر ٹوٹ پڑیں گے اور میری تمام کھجوریں چھین لیں گے فرماتے ہیں پھر آپ نے مجھے میرے گھر تک پہنچایا۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین بتحدیث ابوالربیع سمان از ہارون بن رئاب از سنان بن سلمہ ہذلی: ایک دن میں بچوں کے ساتھ نکلا' ہم مدینہ میں گری ہوئی خشک کھجوریں چن لیا کرتے تھے اچانک ہم نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو درہ لیے ہوئے آتا دیکھا آپ کو دیکھ کر بچے بھاگ کر کھجوروں کے جھنڈوں میں چھپ گئے لیکن میں کھڑا رہا میرے تہہ بند کے دامن میں وہ کھجوریں تھیں جو میں نے چنی تھیں میں نے کہا: امیر المومنین! یہ ہوا سے جھڑی ہوئی کھجوریں ہیں آپ نے انہیں میرے تہبند کے دامن میں دیکھا اور آپ نے مجھے مارا نہیں' میں بولا: امیر المومنین! اس وقت بچے میرے آگے ہیں وہ میری کھجوریں لے لیں گے' فرمایا: ہرگز نہیں' قدم اٹھا چنانچہ آپ میرے ساتھ ساتھ میرے گھر تک تشریف لائے۔

عمیر بن عطیہ لیثی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: باخبار احمد بن اسحٰق حضرمی بتحدیث عبدالواحد بن زیاد بتحدیث عاصم احول بتحدیث عمیر بن عطیہ لیثی: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا: امیر المومنین اپنا ہاتھ اٹھایئے اللہ تعالیٰ اسے بلند ہی رکھے میں اللہ کے طریقہ پر اور اس کے رسول کے طریقہ پر آپ سے بیعت کروں گا آپ نے ہنس کر ہاتھ اٹھا دیا اور فرمایا: بیعت ہمارے لیے تم پر اور تمہارے لیے ہم پر ہے۔

عباد عصری رحمۃ اللہ علیہ:

عصر عبدالقیس کا ذیلی خاندان ہے۔ عباد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون باخبار عمرو بن ولید شنی از شہاب بن عباد عصری بحدیث عباد عصری: ہم عرفہ کے دن عرفات میں تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارے پاس آ کر کھڑے ہو کر فرمایا: یہ خیمے کس کے ہیں؟ لوگ بولے: عبدالقیس کے آپ نے ان کے لیے دعائے مغفرت کی پھر فرمایا یہ حج اکبر کا دن ہے آج کوئی روزہ نہ رکھے۔

حصین بن ابی الحر بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خشخاش بن غیاث بن حارث بن خلیف بن حارث بن مجفر بن کعب بن عنبر بن عمرو بن تمیم' ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم کلابی: حصین بن ابوالحر میسان کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاکم تھے' آپ حجاج کے زمانہ تک زندہ رہے ایک دن آپ کو حجاج کے پاس لایا گیا اور اس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا پھر کہا اس کا مرتبہ بلند نہ کرو بلکہ گھسیٹ کر جیل میں ٹھونس دو کہ مر جائے چنانچہ آپ کو جیل میں بند کر دیا گیا' حتیٰ کہ آپ جیل ہی میں فوت ہو گئے آپ بصرہ کے قاضی عبیداللہ بن حسن کے دادا ہیں۔

ابوالمہلب جرمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبدالرحمٰن بن معاویہ ہے اور آپ ابوقلابہ جرمی کے چچا ہیں اور حضرات عمر و عثمان رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اور ثقہ ہیں مگر قلیل الحدیث ہیں۔

غاضرہ بن عروہ بن سمرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو عنبری پھر عدوی' آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید: میں نے ابوقلابہ کی کسی کتاب میں پڑھا: یہ خط عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف ہے میں غاضرہ کو آپ کے پاس کئی خط دے کر بھیج رہا ہوں اگر یہ آپ کے پاس فلاں فلاں تاریخ تک پہنچ جائیں تو ان کو دو سو درہم دے دینا اور اگر بعد میں پہنچیں تو کچھ نہ دینا اور مجھے لکھنا کہ یہ کس دن آپ کے پاس پہنچے۔

عبداللہ بن شقیق عقیلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ہم ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے تھے ابوذر رضی اللہ عنہ کا روزہ تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر بلا لیا اور شام کا کھانا لایا گیا' ابوذر رضی اللہ عنہ نے بھی کھایا۔ ابن سعد: بتحدیث اسماعیل بن ابراہیم اسدی از خالد حذاء: ابوقلابہ نے عبداللہ بن شقیق کا بیان کیا اور فرمایا ابوقلابہ بڑے اچھے آدمی ہیں اگر وہ عرب نہ بنیں۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث بشر بن کثیر اسدی: میں نے عبداللہ بن شقیق پر ریشمیں چادر دیکھی۔ کہا جاتا ہے: آپ عثمانی تھے آپ ثقہ ہیں اور عمدہ حدیثوں کے راوی ہیں آپ کی وفات عراق میں حجاج کے زمانہ میں ہوئی۔

مسیب بن دارم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور آپ سے بصری راوی ہیں۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین باخبار ابوخلدہ بتحدیث مسیّب بن دارم: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہاتھ میں درہ لیے ہوئے دیکھا آپ نے درہ ایک لونڈی کے سر پر مارا جس سے اس کا نقاب ہٹ گیا اور فرمایا: لونڈی آزاد کی وضع کیوں اختیار کرتی ہے۔

ابن سعد: باخبار ابوداؤد سلیمان طیالسی باخبار ابوخلدہ بتحدیث مسیّب بن دارم: میں نے دیکھا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹ والے کو مارا اور فرمایا: تو اونٹ کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ کیوں لادتا ہے؟

شویس بن جباش رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رقاد عدوی کے والد ہیں اور بنوعدی بن عبد مناۃ بن اڈ بن طابخہ سے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اور عہد فاروقی کے غازی ہیں۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث اسحٰق بن عثمان قرشی بتحدیث شویس عدوی: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھتے تھے پھر اپنے گھر جا کر سوتے تھے۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون باخبار جعفر بن کیسان بتحدیث ابوالرقاد شویس عدوی: میں میسان کی جنگ میں شریک تھا پھر میں نے عہد فاروقی میں دو ہزار دو درہم وصول کیے اور ایک لونڈی بھی جس سے میں ایک زمانہ تک صحبت کرتا رہا حتیٰ کہ ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا کہ میسان کے تمام قیدیوں کو چھوڑ دو مجھے بھی اپنی لونڈی چھوڑنی پڑی مجھے معلوم نہیں کہ چھوڑتے وقت وہ حاملہ تھی یا غیر حاملہ مجھے ڈر ہے کہیں میسان میں میری پشت سے مرد اور عورتیں نہ ہوں۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون باخبار عاصم احول از شویس' ابوالرقاد: ہمیں عہد عمر رضی اللہ عنہ میں ایک یا دو درہم دیئے جاتے تھے اور ہم انہیں لے لیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مہدی بن میمون بسماع سعید جریری: میں نے مسجد بنی عدی میں شویس کے پاس عصر کی نماز پڑھی آپ ان میں سے تھے جنہوں نے عہد فاروقی میں دو درہم لیے۔

حصین بن جریر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔

ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابواسید انصاری کے آزاد کردہ غلام ہیں اور حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔

حطان بن عبداللہ رقاشی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اور عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں عراق پر بشر بن مروان کی امارت کے زمانہ میں فوت ہوئے' آپ ثقہ ہیں مگر قلیل الحدیث ہیں۔

ایاس بن قتادہ بن اوفیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مویلۃ بن عتبہ بن ملادس بن عبشمس بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم آپ کی والدہ فارعہ بنت حمیری بن عبادہ بن نزال بن

مرہ ہیں اور آپ کے والد قتادہ بن اوفی صحابی ہیں ایاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں' ثقہ ہیں مگر تھوڑی حدیثوں والے ہیں۔

جابر یا جویبر عبدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔

جراد بن شبیط رحمۃ اللہ علیہ:

اس طبقہ میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کہتے ہیں ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے اس خط کی باتیں روایت کرتے ہیں جو آپ نے ابوموسیٰ اشعری اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما وغیرہ کو لکھا تھا اور عہد فاروقی میں ان حضرات میں سے اکثر نے لڑائیوں میں حصہ لیا ہے (ان حضرات کی تفصیل حسب ذیل ہے)۔

فضیل بن زید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: باخبار وکیع بن جراح از سفیان از عاصم: فضیل بن زید نے عہد فاروقی میں سات لڑائیوں میں حصہ لیا۔ ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث ابوزید' ثابت بن یزید بتحدیث عاصم احول از فضیل بن زید رقاشی: آپ نے عہد عمر رضی اللہ عنہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر سات لڑائیاں لڑی ہیں فرمایا کرتے تھے ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خط لکھا' آپ عبداللہ بن مغفل وغیرہ سے راوی ہیں۔

مہلب بن ابوصفرہ عتکی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوصفرہ کا نام ظالم بن سراق ہے اور مہلب کی کنیت ابوسعید ہے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پایا لیکن ان سے کچھ روایت نہیں کرتے اور سمرہ بن جندب وغیرہ سے روایت کرتے ہیں آپ خراسان کے والی تھے اور مروالروز میں عہد عبدالملک میں ۸۳ھ میں فوت ہوئے آپ نے خراسان پر اپنے صاحبزادے یزید بن مہلب کو اپنا نائب بنا دیا تھا پھر حجاج نے یزید کو بحال رکھا۔

بجالہ بن عبدہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ جزء بن معاویہ کے کاتب اور احنف بن قیسؒ کے چچا ہیں فرماتے ہیں ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا کہ ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر ڈالو۔

ابوقتادہ عدوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام تمیم بن نذیر ہے' ثقہ ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔

ابوالدہماء عدوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام قرفہ بن بہیس ہے آپ ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں اور عمران بن حصین سے راوی ہیں' بعض حدیثوں میں آپ کا نام مالک بن سہم بھی آتا ہے۔

ابوزینب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: باخبار عبدالملک بن عمر' ابوعامر عقدی بتحدیث شعبہ از عاصم بسماع ابوزینب: (آپ عہد عمر کے غازی ہیں) ہم

نے جہاد کیا ہمارے ساتھ ابوبکرہ ابو برزہ اور عبدالرحمٰن بن سمرہ بھی تھے اور ہم پھلوں میں سے کھالیا کرتے تھے۔

ابو کنانہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون باخبار زیاد بن ابی زیاد حصاص بتحدیث ابو کنانہ قرشی: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مجھے خبر ملی ہے (کہ تم نے کہا ہے) کہ اگر میں پہلے مرجاتا تو میرے لیے بہتر ہوتا' فرماتے ہیں: اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مجھے ان کے نام لکھ کر بھیجو جنہوں نے ناظرہ قرآن پاک پڑھا ہے۔

قیس بن عباد قیسی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: بتحدیث وکیع بن جراح وعبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید از ایاس بن دغفل از عبداللہ بن قیس بن عباد از قیس: قیس نے وصیت کی کہ مجھے یمنی چادروں میں کفنانا اور اس پر وہ سفید کمبل ڈھانپ دینا جس میں میں نماز پڑھا کرتا تھا پھر جب مجھے قبر میں اتارو تو میرے جسم والے کفن کو نیچے سے پھاڑ دو حتیٰ کہ تم مجھے بلاکفن کے زمین پر رکھ دو۔ وکیع: جو بوا یعنی زمین سے متصل جو کفن ہے اُسے پھاڑ دو۔ آپ ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں۔

ہرم بن حیان عبدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور اہل فضل وعبادت ہیں آپ سے حسن بصری راوی ہیں۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ اسدی بتحدیث سفیان از ہشام از حسن از ہرم بن حیان: آپ یہ دعا مانگا کرتے تھے یا اللہ مجھے اس زمانہ سے اپنی پناہ میں رکھنا جس میں چھوٹے سرکشی پر اتر آئیں۔ بڑے اُمیدیں باندھ لیں (عمل نہ کریں) اور ان کی عمریں تھوڑی ہوں۔ آپ سے وصیت کے لیے کہا گیا تو فرمایا: میں تم کو سورۂ بقرہ کی پچھلی آیتوں کی وصیت کرتا ہوں۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین بتحدیث سیف بن ہارون برجمی از منصور بن مسلم بن سابور بحدیث شیخ از بنی حرام از ہرم بن حیان عبدی: میں بصرہ سے آیا تو میں اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے فرات کے کنارے پر ملا آپ ننگے پیر تھے میں نے پوچھا: بھائی جان! کیسا مزاج ہے؟ اویس کیا حال چال ہیں بولے بھائی جان آپ کے مزاج کیسے ہیں؟ میں نے کہا: کوئی حدیث بیان فرمائیے بولے میں اپنے اوپر محدث یا قصہ گو یا مفتی ہونے کا دروازہ کھولنا پسند نہیں کرتا پھر اویس نے میرا ہاتھ پکڑا اور رو پڑے' میں نے کہا: مجھے کچھ قرآن ہی سنا دیجئے' آپ نے اعوذ باللّٰہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم پڑھ کر حٰمٓ والکتاب المبین انا انزلناہ فی لیلۃ الخ کی تلاوت شروع فرمادی جب آپ انہ ھو العزیز الرحیم پر پہنچے تو بیہوش ہو کر گر گئے پھر ہوش میں آئے اور فرمایا مجھے تنہائی بہت پیاری ہے۔

ابن سعد: باخبار یوسف بن غرق باخبار ایوب بن خوط از حمید بن ہلال از ہرم بن حیان: میں نے نہیں دیکھا کہ جہنم جیسی شے سے بھاگنے والے کو نیند آجائے اور جنت جیسی شے کے طلبگار کو نیند آجائے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث حماد بن سلمہ بتحدیث ابوعمران جونی: ہرم ایک چاندنی رات میں گشت کے لیے

نکلے تو آپ کا پہرہ دار کھیل میں مصروف تھا آپ نے اسے بلا کر حکم دیا کہ کل روزہ رکھنا آپ نے اس کے ساتھ تین راتوں تک ایسا ہی کیا پھر فرمایا اب جا کر کھیل۔ ہرم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاکم تھے۔

ابن سعد: باخبار عبدالوہاب بن عطاء باخبار سعید بن ابی عروبہ از قتادہ: مجھے خبر ملی ہے کہ ہرم سے کہا گیا: وصیت فرما دیجئے' بولے: کیا وصیت کروں؟ البتہ میری زرہ بیچ کر میرا قرض ادا کر دینا اگر باقی رہ جائے تو میرا گھوڑا بیچ کر ادا کر دینا اگر پھر بھی باقی رہ جائے تو میرا غلام بیچ کر ادا کر دینا' میں تم کو سورۂ نحل کی پچھلی آیتوں پر عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں ادع الی سبیل ربك سے لے کر والذین هم محسنون تک۔

ابن سعد: باخبار اسماعیل بن ابراہیم اسدی باخبار ہشام از حسن: جب خطبہ کی حالت میں کسی شخص کو کوئی ضرورت پیش آتی تو وہ کھڑا ہو کر اپنی ناک پکڑ لیتا پھر امام اشارے سے اسے باہر جانے کی اجازت دے دیتا چنانچہ ایک شخص نے اپنے گھر جانا چاہا ہرم خطبہ بیان فرما رہے تھے اس شخص نے کھڑے ہو کر اپنی ناک پکڑ لی ہرم نے اسے جانے کا اشارہ کر دیا وہ اپنے گھر گیا' گھر میں ٹھہرا پھر آیا' ہرم نے پوچھا کہاں تھے؟ بولا گھر میں' پوچھا: کیا اجازت سے گھر گئے تھے؟ بولا: جی ہاں' آپ خطبہ دے رہے تھے میں اپنی ناک پکڑ کر کھڑا ہو گیا پھر آپ نے اشارہ کیا کہ میں چلا جاؤں (چنانچہ میں چلا گیا) فرمایا: تو نے یہ فساد کا سبب بنایا یا اسی قسم کا کوئی کلمہ فرمایا پھر فرمایا اللہ برے لوگوں کو برے زمانہ کے لیے مؤخر فرما دے۔

ابن سعد: باخبار ابوعبداللہ عبدی بحدیث سہل بن محمود بتحدیث عبدالعزیز عمی از ابوعمران جونی از ہرم: اپنے کو فاسق عالم سے بچاؤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی خبر لگی اور آپ نے اس کلمہ سے خطرہ محسوس کیا اور پوچھا کہ فاسق عالم کیا ہے؟ ہرم نے لکھا: امیر المومنین! اللہ کی قسم! میری مراد اس سے صلاح وخیر ہی تھی' ایک امام ہوتا ہے اور عوام کو اچھی اور علم کی باتیں بتاتا ہے لیکن اس کا رویہ فاسقانہ ہوتا ہے اور اس طرح لوگوں کو گڑبڑ میں ڈال دیتا ہے اور وہ گمراہ ہو جاتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار ابوعبداللہ عبدی بتحدیث سیار از جعفر بن سلیمان از مالک بن دینار: ہرم کو حاکم بنایا گیا' آپ کو معلوم تھا کہ آپ کی قوم آپ کے پاس آئے گی آپ نے اپنے اور اپنی قوم کے آنے والوں کے درمیان آگ جلوائی قوم کے لوگ آئے اور انہوں نے آپ کو دور ہی سے سلام کیا: فرمایا: مرحبا' مرحبا' خوش آمدید' قریب آؤ قوم نے کہا ہم آپ کے قریب کیسے آ سکتے ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان آگ حائل ہے' فرمایا: کیا تم مجھے اس آگ سے زیادہ سخت آگ میں جو جہنم کی ہے ڈالنا چاہتے ہو آخر کار وہ واپس چلے گئے۔

ابن سعد: باخبار احمد بن ابی اسحٰق از مخلد بن حسین بسماع ہشام از حسن: ہرم ایک غزوہ میں گرمی کے زمانہ میں انتقال فرما گئے جب آپ کو دفن کیا جا چکا تو ایک بادل آپ کی قبر پر چھا گیا اور برسنے لگا حتیٰ کہ قبر خوب سیراب ہو گئی اور قبر کے علاوہ کہیں ایک قطرہ بھی نہیں گرا پھر وہ بادل جدھر سے آیا تھا ادھر ہی لوٹ گیا۔

ابن سعد: باخبار احمد بن ابی اسحٰق از نوح بن قیس بتحدیث عون بن ابی شداد ایک شخص سے جو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ہم ہرم کے جنازے میں شریک تھے جبکہ ہم گرمی کے زمانہ کے جہاد میں مصروف تھے پھر جب ہم قبر تیار کر کے فارغ ہو گئے تو

ایک ابر اٹھا اور آپ کی قبر پر اور آس پاس آ کر برسا پھر چلا گیا۔

ابن سعد: باخبار احمد بن ابی اسحق از ضمرہ بن ربیعہ از سری بن یحییٰ از قتادہ: ہرم کی قبر پر اسی دن بارش ہوئی اور اسی دن گھاس اُگ آئی۔

صلہ بن اشیم عدوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنی عدی بن عبد مناۃ بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر سے ہیں آپ کی کنیت ابوالصہباء تھی' بڑے پارسا' صاحب فضل اور نیک تھے آپ ثقہ ہیں۔

ابن سعد: باخبار عتاب بن زیاد از عبداللہ بن مبارک باخبار عبدالرحمن بن یزید بن جابر: مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام صلہ ہوگا اس کی شفاعت سے لوگ جنت میں اتنے اتنے داخل ہوں گے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث زریک بن ابی زریک بتحدیث ابوالسلیل قیسی: میں نے صلہ عدوی کے پاس آ کر کہا: صلہ! مجھے بھی اس علم میں سے سکھا دو جو اللہ نے تمہیں سکھایا ہے' فرمایا: تم مجھ جیسے ہو یا میری طرح ہو جس دن میں رحمت عالم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تھا کہ ان سے علم سیکھوں میں نے بھی کہا تھا کہ اپنے علم میں سے کچھ مجھے بھی سکھا دیجئے' انہوں نے کہا تھا قرآن کی نصیحت مانو اور مسلمانوں کے خیر خواہ اور ناصح بن کر رہو اور کثرت سے مقدور بھر اللہ سے دعائیں مانگتے رہو اور جاہلیت کے جیسے عام بلوے میں لاٹھی کے مقتول نہ بنو کیونکہ اس مقتول کے بارے میں مجھے پرواہ نہیں ہوتی کہ میں نے خنزیر کے پیر کو گھسیٹا یا اس کے پیر کو اور ان لوگوں سے خود کو بچاؤ جو مومن ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ ایمان سے انہیں ادنیٰ سا بھی تعلق نہیں یعنی خارجیوں سے آپ نے تین بار یہی فرمایا۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل' بتحدیث ثابت بن یزید' بتحدیث عاصم احول از فضیل بن یزید: صلہ نے میرے پاس آ کر کہا: آج کل لوگوں میں گواہی کی بہتات ہے اگر تم گواہی دو تو ایسی گواہی دو جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ فرما دے اور اہل علم میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے' بے نیاز ہے نہ صاحب اولاد ہے اور نہ صاحب والدین اور کوئی اس کے مقابلہ کا نہیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت از صلہ: نہ معلوم مجھے اپنے دو دنوں میں سے کس دن زیادہ مسرت ہوتی ہے یا اس دن جس دن میں صبح صبح اللہ کے ذکر کے لیے نکل جاتا ہوں یا اس دن جس دن میں اپنے کسی کام کے لیے نکلتا ہوں اور ذکر اللہ میرے سامنے آ جاتا ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث حماد بن سلمہ باخبار ثابت البنانی: صلہ اور آپ کے اصحاب کے پاس سے ایک نوجوان دامن گھسیٹتا ہوا گزرا' اصحاب صلہ نے چاہا کہ اسے زبان سے آڑے ہاتھوں لیں' صلہ نے فرمایا چھوڑو میں اس کے معاملہ میں تم سب کی طرف کافی بنا جاتا ہوں' فرمایا بھتیجے! مجھے تم سے ایک کام ہے' بولا: کیا کام ہے؟ فرمایا: مجھے یہ بات محبوب ہے کہ تم اپنا تہبند اونچا رکھو' بولا ہاں ہاں' بسر و چشم چنانچہ اس نے اپنا تہبند اونچا کر لیا۔ پھر صلہ اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا تم نے جو ارادہ کیا تھا اس سے یہ بات افضل ہے اگر تم اسے برا بھلا کہتے اور ایذاء پہنچاتے تو وہ بھی جواب میں تمہیں آڑے ہاتھوں لیتا۔

ابن سعد: باخبار ابو معمر عبداللہ بن عمرو منقری بتحدیث عبدالوارث بن سعید بتحدیث اسحٰق بن سوید بحدیث معاذہ عدویہ: صلۂ رام ہرمزاور اس کے گردونواح میں قبیلہ کے چرنے والے اونٹوں کے پاس سے گزرے (اتفاق سے) کھانے پینے کا سامان ختم ہوگیا اور آپ کو سخت بھوک محسوس ہونے لگی پھر آپ ایک دیہاتی کے پاس سے گزرے جو غلہ سے بھری ہوئی کشتی اٹھائے ہوئے تھا' پوچھا: کھانا ہے؟ بولا: جی ہاں' فرمایا: کشتی اتار دے اور مجھے کھانا کھلا' بولا: اے اللہ کے بندے میں فلاں بستی کا ہوں اور فلاں دیہاتوں میں جارہا ہوں اور کھانا میرے پاس بقدر کفایت ہی ہے آپ نے اسے معذور سمجھ کر چھوڑ دیا پھر جب وہ نکل گیا تو آپ پچھتانے لگے فرماتے ہیں: اگر میں اس کے کھانے میں سے لے لیتا تو میرے لیے جواز تھا پھر دوسرا شخص کشتی لے جاتا ہوا ملا' پوچھا: کیا تیرے پاس کھانا ہے؟ بولا: جی ہاں' فرمایا بوجھ اتار کر مجھے کھانا کھلا اس نے بھی پہلے شخص کی طرح جواب دیا کہ میں فاروندہ کا ہوں اور فلاں فلاں دیہاتوں میں جارہا ہوں اور میرے پاس میری ضرورت کے مطابق ہی کھانا ہے' دل میں کہا: اس سے بھی میرے لیے وہی حلال ہے جو پہلے سے تھا اور اسے جانے دیا پھر تیسرے شخص کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا آپ نے اس سے لینے میں بھی حرج سمجھا اور اسے بھی چھوڑ دیا پھر اس حال میں کہ آپ ایک تنگ بند سے جس کے دائیں بائیں بلندی تھی گزر رہے تھے کہ آپ نے ایک جگہ اپنے گھوڑے کے پیر دھنسنے کی آواز سنی آپ ادھر متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک شے ہے جس پر بال لپیٹے ہوئے ہیں معلوم نہیں کیا ہے آپ سواری سے اتر آئے' میرے خیال میں اگر وہ آپ کے سامنے ہوتی تو جو تنگ راہ سے گزر رہے تھے وہ اسے دیکھ لیتے۔ فرماتے ہیں کہ راہ تنگ ہونے کی وجہ سے آپ اپنی سواری کو موڑ نہ سکے آخر کار آپ نے اپنے جانور کا سر پکڑا اور اس کے پیر کے پاس سے وہ لپٹی ہوئی چیز اٹھالی دیکھا تو وہ کھجور کی چھوٹی سی پچھی ہے جس پر بال لپیٹے ہوئے ہیں اور اس میں تازہ تازہ کھجوریں ہیں آپ نے اس میں سے کھجوریں کھائیں حتیٰ کہ سیر ہوگئے پھر چلتے چلتے ایک پادری کے پاس ایک گرجہ میں ٹھہرے پادری کھانا لے کر آیا مگر آپ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا پادری نے کہا: اے اللہ کے بندے میرا کھانا کیوں نہیں کھاتا حالانکہ تیرے پاس نہ سامان ہے اور نہ کھانا' فرمایا: کیوں نہیں مجھے ایسا ایسا رزق ملا ہے' بولا: کیا ان میں کچھ کھجوریں باقی ہیں؟ فرمایا: ہاں ہیں' بولا: مجھے بھی کھلا' آپ نے اسے پچھی پکڑا دی راہب بولا: اے اللہ کے بندے تجھے اللہ نے روزی پہنچائی ہے دیکھتا نہیں آج کل نخلستان بالکل صاف ہیں ان میں ایک کھجور بھی نہیں اور یہ تازہ کھجوروں کا موسم بھی نہیں' فرماتے ہیں' پھر آپ ہمارے پاس وہ پچھی لے کر آئے اور وہ ہمارے پاس کافی دنوں تک رہی اور نہ معلوم کیونکر جاتی رہی۔ عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں: ایک شاعر کہتا ہے۔

الا یا امَّ الاَسْوَدَ اِنَّ رأسی تَغَشّٰی لَوْنَهٗ سِبٌّ جَدِیْدٌ

''اے ام اسود سن! میرے سر کے رنگ پر نئے بال چھا گئے۔

فَلَوْاَنَّ الشّباب یُبَاعُ بَیْعًا لاَعْطَیْتُ المُبَایِعَ مَا یُرِیْدُ

اگر جوانی فروخت ہوتی تو میں بائع کی منہ مانگی قیمت دے کر اسے خرید لیتا۔

وَلٰکِنَّ الشّبابَ اِذَا تَوَلّٰی عَلٰی شَرَفٍ فَمَطْلَبُهٗ بَعِیْدُ

لیکن جب جوانی پیٹھ موڑ کر ٹیلہ پر چلی جاتی ہے تو اس کا تلاش کرنا بڑا دشوار ہے (پھر ہاتھ نہیں آتی)''۔

ابن سعد: باخبار اسماعیل بن ابراہیم اسدی از یونس از حسن از ابوالصہباء صلہ بن اشیم: میں نے دنیا حلال کی ہر احتمال والی جگہ سے تلاش کی لیکن وہ مجھے بقدر رسد رمق ہی ملی' میں دنیا کا حاجتمند نہیں اور دنیا مجھ سے آگے نہیں پھلانگتی پھر جب میں نے یہ نکتہ معلوم کرلیا تو میں نے کہا اے نفس! تیری روزی برابر سرابر ہے لہٰذا درمیانی راہ اختیار کر آخر کار اس نے درمیانی راہ اختیار کرلی اور حد سے زیادہ محنت چھوڑ دی۔

ابن سعد: باخبار عفان وغیرہ از جعفر بن سلیمان از یزید رشک از معاذہ: ابوالصہباء نماز پڑھتے رہتے تھے اور جب تھک کر چور ہو جاتے تو بستر پر تشریف لاتے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ باخبار ثابت: صلہ کے ایک بھائی فوت ہو گئے پھر آپ کے پاس ایک شخص آیا آپ کھانا کھا رہے تھے' بولا' ابوالصہباء آپ کے بھائی فوت ہو گئے فرمایا آؤ کھاؤ' اس بہادر پر افسوس جس کی موت کی ہمیں اطلاع دی جا رہی ہے آپ نے کئی دفعہ یہ جملہ کہا' وہ بولا: اللہ کی قسم مجھ سے پہلے کسی نے آپ کو ان کی موت کی خبر نہیں دی پھر آپ کو کس نے خبر دی؟ فرمایا حق تعالیٰ نے' حق تعالیٰ فرماتا ہے آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور لوگ بھی۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم اور عمرو بن عاصم کلابی بتحدیث سلیمان بن مغیرہ از حمید بن ہلال از صلہ: میں نے خواب میں دیکھا جیسے میں ایک جماعت میں ہوں ہمارے پیچھے ایک شخص ہے اور اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہے جب ہم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اس کا سر اڑا دیتا ہے۔ اور سر گر پڑتا ہے پھر وہ دھڑ پر سر رکھ دیتا ہے اور سر حسب سابق جڑ جاتا ہے میں انتظار کرتا ہوں کہ یہ شخص میرے پاس کب آتا ہے اور کب یہی معاملہ میرے ساتھ کرتا ہے آخر کار وہ میرے پاس آ کر میرا سر بھی اڑا دیتا ہے اور سر گر جاتا ہے گویا میں اپنے سر کو دیکھ رہا ہوں جب میں نے اسے پکڑا تو سر کے بالوں سے مٹی جھڑی پھر میں نے اسے لوٹا دیا اور سر حسب سابق جڑ گیا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ بتحدیث حمید بن ہلال: صلہ ایک لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزادے بھی تھے اور قبیلہ کا ایک دیہاتی بھی۔ دیہاتی بولا: ابوالصہباء! میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ ایک گھنے سایہ والے درخت کے پاس آئے ہیں آپ کو اس کے نیچے شہد سے بھرے ہوئے تین چھتے ملے ہیں ایک چھتہ تو آپ نے مجھے دے دیا ہے اور دو اپنے پاس رکھ لیے ہیں میں دل میں کڑھ رہا ہوں کہ آپ نے مجھے دوسروں میں شریک نہیں کیا پھر یہ تینوں حضرات معرکۂ کارزار میں جا ڈٹے' صلہ نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ آگے بڑھو' بیٹا تلوار سونت کر میدان میں کود پڑا اور شہید ہو گیا اور صلہ بھی شہید ہو گئے اور دیہاتی بھی۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت: صلہ ایک غزوہ میں تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے نوجوان فرزند بھی تھے بولے پیارے بچے آگے بڑھ کر حملہ کرو حتیٰ کہ میں ثواب کی غرض سے تم پر صبر کروں باپ کا فرمانبردار بیٹا حکم سنتے ہی آگے بڑھ کر حملہ کرتا ہے اور لڑتے لڑتے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دیتا ہے پھر صلہ بڑھ کر حملہ کرتے ہیں اور لڑتے لڑتے اپنے بیٹے سے جا ملتے ہیں پھر آپ کی بیگم معاذہ عدویہ کے پاس عورتیں جمع ہو جاتی ہیں۔ معاذہ! اگر تم مجھے مبارکباد دینے آئی ہو تو مرحبا آؤ

اور سر آنکھوں پر بیٹھو اور اگر دوسرے مقصد کے لیے آئی ہو تو ازراہ کرم واپس چلی جاؤ۔ کہا جاتا ہے کہ عراق پر حجاج بن یوسف کی حکومت کے شروع میں صلہ شہید ہوئے۔

ابو رجاء عطاردی تمیمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کے نام میں اختلاف ہے' یزید بن ہارون تو عمران بن تیم بتاتے ہیں اور دیگر حضرات عمران بن ملحان اور بعض عطارد بن برز بتاتے ہیں۔

باخبار عبدالملک بن قُریب باخبار ابو عمرو بن علاء: میں نے اپنے والد رجاء سے پوچھا آپ کیا نصیحت فرماتے ہیں؟ فرمایا بسطام میں قیس قتل کیے گئے پھر آپ نے ان پر اظہار افسوس کے لیے یہ شعر پڑھا۔

فَخَرّ علی الا لاءۃ لم یُوسَّدْ کَاَنَّ جَبِیْنَہٗ سَیْفٌ صَیْقَلُ

''پھر آپ زمین پر گر گئے اور سر کے نیچے تکیہ بھی نہ تھا گویا آپ کی پیشانی صیقل شدہ تلوار ہے''۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث ابو الحارث کرمانی بسماع ابو رجاء عطاردی: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا جب کہ اچھا ہوشیار تھا اور میری مسیں بھیگنے لگی تھیں۔

ابن سعد: باخبار حجاج بن نصیر بتحدیث ابو خلدہ: میں نے ابو رجاء سے پوچھا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو تم کس شخص کی طرح تھے؟ فرمایا میں اپنے گھر کے اونٹ چرایا کرتا تھا میں نے پوچھا تمہیں آپؐ سے کس نے بھگایا؟ فرمایا ہم سے کہا گیا: عرب میں ایک شخص مبعوث ہوئے ہیں جو اپنے تابعداروں کے علاوہ لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں' فرماتے ہیں مجھے یہ خبر نہ تھی کہ آپ کی اطاعت کیا ہے؟ پھر ہم بھاگ کھڑے ہوئے حتیٰ کہ ہم نے بنی سعد کا ریگستان عبور کر لیا۔

ابن سعد: باخبار وھب بن جریر بن حازم بتحدیث جریر بسماع ابو رجاء: ہم اپنے سند نامی چشمہ پر تھے جب ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر پہنچی ہم اپنے بچی کو لے کر شجر کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے' اور ذکر کیا گیا کہ انہوں نے خون کھایا تھا' پوچھا گیا: اس کا مزہ کیسا ہے؟ بولے: میٹھا۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم کلابی بتحدیث سلم بن زریر بسماع ابو رجاء: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں اپنے گھر کے اونٹ چرایا کرتا تھا اور میں اس محنت میں ان کے لیے کافی تھا آپ کی بعثت کی خبر سن کر ہم بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک اجاڑ جنگل میں پہنچے جب ہم اس جیسے جنگل میں رات گزارنا چاہتے تو ہمارا شیخ یہ کہہ دیا کرتا تھا ہم اس وادی کے سب سے بڑے جن سے آج کی رات پناہ مانگتے ہیں آخر کار ہم نے یہ جملہ ادا کر دیا' فرماتے ہیں ایک لمبا واقعہ بیان کیا' ابو رجاء فرماتے ہیں پھر ہم سے کہا گیا کہ اس شخص کی راہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت ہے جو ان کلموں کا اقرار کر لیتا ہے اس کی جان بھی محفوظ ہو جاتی ہے اور مال بھی' آخر کار ہم واپس آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے' اکثر ابو رجاء فرماتے تھے کہ میری رائے میں آیت ﴿وانه کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا﴾ میرے اور میرے ساتھیوں کے بارے میں اتری۔ ابن سعد: باخبار ابو قطن عمرو بن ہیثم بتحدیث ابو خلدہ: میں نے ابو رجاء کو دیکھا داڑھی زرد کر لیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث ابوالاشہب: ابورجاء رمضان المبارک میں ہر عشرہ میں ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے کہا جاتا ہے کہ ابورجاء حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کرتے ہیں' آپ ثقہ ہیں اور آپ کی قرآن کے بارے میں روایات ہیں اور علم ہے آپ نے چالیس سال تک اپنی قومی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیئے آپ کی وفات کے بعد امامت کے فرائض چالیس سال تک ابوالاشہب جعفر بن حیان نے انجام دیئے ابورجاء کی وفات بعض روایات کے بموجب عہد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ میں ہوئی لیکن محمد بن عمر کے قول کے مطابق ۱۰۷ھ میں ہوئی' میرے نزدیک یہ سہو ہے (یعنی پہلی روایت ہی صحیح ہے)۔

ابن سعد: باخبار معاذ بن معاذ و مسلم بن ابراہیم بتحدیث ابوخلدہ: میں نے حسن کو دیکھا اپنے گدھے پر سوار ابورجاء کے جنازے پر نماز پڑھ رہے ہیں مسلم نے کہا اور امام تکبیر کہتا ہے۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین بتحدیث ابوخلدہ: میں نے حسن کو اپنے گدھے پر سوار ہو کر ابورجاء کے جنازے پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اپنا بیٹا گود میں لیے ہوئے تھے میں نے ابوخلدہ سے پوچھا کیا حسن بیمار تھے؟ بولے: نہیں' البتہ بوڑھے تھے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث بکار بن صقر: میں نے دیکھا حسن ابورجاء کی قبر کے پاس لحد کے بالمقابل بیٹھے ہیں اور قبر پر سفید کپڑا پھیلا دیا گیا تھا آپ نے اسے ٹو کا نہیں نہ اسے اٹھایا حتیٰ کہ لوگ قبر تیار کر کے فارغ ہو گئے فرزدق شاعر آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا فرزدق بولا: ابوسعید! جانتے ہو یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ فرمایا: نہیں' ابوفراس! بتاؤ کیا کہہ رہے ہیں؟ کہا: یہ کہہ رہے ہیں کہ آج اس قبر کے پاس تمام بصرہ کا بہترین شخص اور بدترین شخص بیٹھا ہے' پوچھا ان کی ان دو شخصوں سے کون مراد ہیں؟ بولا آپ اور میں' فرمایا: ابوفراس! میں بصرہ والوں میں بہترین نہیں اور تم ان میں بدترین نہیں (آپ نے اپنے ہاتھ سے لحد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے اس خواب گاہ کے لیے کیا تیار کیا؟ بولا: ابوسعید! میں نے بہت کچھ خیر اس کے لیے تیار کر لی ہے پوچھا' وہ کیا ہے؟ بولا: اسی سال سے لا الٰہ الا اللہ کی شہادت ہے: حسن نے فرمایا: ابوفراس! بلاشبہ تم نے خیر کثیرہ کا ذخیرہ جمع کر لیا ہے۔

ابن سعد: باخبار سعید بن عامر: ابورجاء کی موت پر فرزدق کہتا ہے

الَمْ تَرَانَّ النَّاسَ ماتَ کَبِیْرُھُمْ وقَدْ عاشَ قبلَ البعثِ، بَعثِ مُحمّدٌ

''دیکھتے نہیں آج سب سے بڑا شخص فوت ہو گیا اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے زندہ تھا''۔

دغفل بن حنظلۃ سدوسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا مگر آپ سے ایک حدیث بھی نہیں سنی آپ نمائندہ کی حیثیت سے معاویہ بن ابوسفیان کے پاس آئے آپ عالم و نساب تھے۔

شہاب عنبری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حبیب کے والد ہیں۔ ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث یحییٰ بن سعید قطان بحدیث حبیب بن شہاب بحدیث شہاب: باب تستر میں سب سے پہلے میں ہی آگ جلانے والا تھا۔

ایاس بن قتادہ بن اوفی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنی عبشمس بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم میں سے ہیں آپ کی والدہ فارعہ بنت حمیری بن عبادہ بن نزال بن مرہ ہیں۔ قتادہ بن اوفی صحابی ہیں' ایاس اپنی قوم میں شریف ومعزز تھے۔

ابن سعد: بخبر از معتمر بن سلیمان از سلمہ بن علقمہ: ایاس نے بشر بن مروان کے پاس جانے کے لیے دوپٹہ باندھا پھر آئینہ میں دیکھا تو ٹھوڑی میں سفید بال نظر آئے لونڈی سے کہا یہ بال چن لے' لونڈی نے سفید بال اکھاڑ دیئے پھر اور بال نظر آئے' کہا دیکھو دروازے پر میری قوم میں سے کون کون ہیں' پھر قوم کے لوگ اندر بلا لیے گئے' کہا: تمیمو! میں نے اپنی جوانی تم کو ہبہ کر دی تھی لہٰذا تم مجھے میری سفیدی ہبہ کر دو کیا میں اپنے کو ضروریات کا گدھا نہیں دیکھ رہا؟ حالانکہ موت میرے قریب آ رہی ہے پھر (لونڈی سے) کہا پگڑی کھول دے پھر آپ گوشہ نشین ہو گئے اذان دینے لگے اور اپنے رب کی عبادتوں میں لگ گئے اور مرتے دم تک کسی بادشاہ کے پاس نہیں گئے' فرماتے ہیں میں نے زیاد بن ملیح جشمی سے سنا کہ میرے والد نے فرمایا: ایاس جمعہ کے دن مسجد سے نکلے آپ کے پاس سوار ہونے کے لیے گدھی لائی گئی جب آپ نے رکاب میں پیر رکھا تو سفیدی پر نگاہ پڑ گئی فرمایا مرحبا میں تو تیرا ایک طویل مدت سے منتظر تھا' پھر لوٹ گئے اور سیدھی کروٹ پر جا لیٹے اور فوت ہو گئے' عبدالملک بن مروان کا زمانہ تھا۔

دوسرا طبقہ

اس طبقہ میں وہ حضرات شامل ہیں جو عثمان' علی' طلحہ' زبیر' ابی بن کعب اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم وغیرہ سے راوی ہیں۔

مطرف بن عبداللہ بن شخیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عوف بن کعب بن وقدان بن حریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور آپ عثمان' علی' ابی بن کعب' ابوذر رضی اللہ عنہم اور اپنے والد سے راوی ہیں' آپ ثقہ ہیں اور صاحب فضل وتقویٰ ہیں آپ دانشمند' ادیب اور صاحب روایت ہیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بحدیث مہدی بن میمون بتحدیث غیلان بن جریر از مطرف: بیوائیں جو اپنے دامن پر بیٹھی ہیں مجھ سے زیادہ جماعت کی محتاج نہیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت از مطرف: بہترین کام درمیانی کام ہے ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ وبکیر بن ابی السمیط بتحدیث قتادہ از مطرف: مجھے علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے زیادہ پیاری ہے اور تمہارا بہترین دین پارسائی ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت از مطرف: جب فتنہ سر ابھارتا ہے تو اس لیے سر نہیں ابھارتا کہ راہِ ہدایت دکھائے بلکہ مومن کے ضمیر کو جھنجوڑنے کے لیے سر ابھارتا ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم وروح بن عبادہ بتحدیث ہمام بن یحییٰ بسماع قتادہ: جب فتنہ اٹھتا تو مطرف لوگوں کو اس میں گھسنے سے روکتے اور خود بھی بھاگتے اور حسن بھی اس سے لوگوں کو روکتے لیکن خود نہیں ہٹتے تھے اس پر مطرف کہا کرتے تھے کہ میں حسن کو ایک ایسے شخص سے تشبیہ دیتا ہوں جو لوگوں کو سیلاب سے ڈراتا ہے اور خود اس کی راہ میں جما رہتا ہے۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین بتحدیث عبدالملک بن شداد بتحدیث ثابت بنانی از مطرف: میں ابن زبیر والے فتنہ میں نو یا سات سال تک غیر جانب دار رہا اس کے بارے میں نہ مجھے کوئی خبر دی گئی اور نہ میں نے کوئی خبر معلوم کی۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث ابوعقیل بشیر بن عقبہ: میں نے ابوالعلاء یزید بن شخیر سے پوچھا: فتنہ کے زمانہ میں مطرف کیا کیا کرتے تھے؟ بولے گھر سے باہر نہیں نکلا کرتے تھے اور جماعت اور جمعہ میں بھی شامل نہیں ہوا کرتے تھے جب تک فتنہ دب نہ جاتا تھا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث وہیب بتحدیث ایوب از مطرف: معاملات میں کسی قابل اعتماد شخص پر بھروسہ کرنا مجھے اس سے زیادہ پیارا ہے کہ میں جہاد کی فضیلت سرا سے تلاش کروں۔

ابن سعد: باخبار وہب بن جریر بن حازم بتحدیث جریر بن حازم بسماع حمید بن ہلال: ابن اشعث کے زمانہ میں لوگوں نے مطرف کو حجاج کے خلاف جنگ میں شامل ہونے کے لیے بلایا جب لوگوں نے اس پر اصرار کیا فرمایا مجھے بتاؤ تم جس لڑائی میں مجھے شامل کرنا چاہتے ہو وہ جہاد سے تو بڑھ کر نہیں؟ لوگ بولے نہیں' فرمایا میں ہلاکت میں گرنے کے اور ملنے والے فضل کے درمیان اپنی جان کو خطرے میں نہیں ڈالتا۔

ابن سعد: بتحدیث وہب بن جریر بتحدیث جریر بسماع حمید بن ہلال: مطرف کے پاس خارجی انہیں اپنا ہم خیال بنانے کے لیے آئے فرمایا لوگو اگر میری دو جانیں ہوتیں تو ایک جان تمہارے ساتھ کر دیتا اور دوسری کو سنبھالے رہتا پھر اگر تمہاری رائے صحیح ثابت ہوتی تو دوسری جان بھی تم کو دے دیتا اور اگر غلط ثابت ہوتی تو میری ایک ہی جان جاتی دوسری محفوظ رہتی لیکن افسوس میرے پاس تو ایک ہی جان ہے اور مجھے یہ گوارا نہیں کہ اس میں مجھے دھوکا دیا جائے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از جریری از مطرف: مجھ سے عمران بن حصین نے کہا کیا میں تم سے ایک حدیث بیان نہ کروں شاید اللہ تعالیٰ اس سے جماعت میں تمہیں فائدہ پہنچائے؟ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں جماعت سے محبت ہے فرمایا: مجھے جماعت کی بیواؤں سے زیادہ تڑپ ہے کیونکہ جماعت میرے لیے آئینہ ہے جس میں میں اپنا چہرہ دیکھ لیتا ہوں۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ از ثابت از مطرف: تمام نعمتوں میں عقل کی نعمت افضل ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مہدی بن میمون بسماع غیلان از مطرف: فرمایا کرتے تھے' گویا دل ہمارے پاس نہیں معلوم ہوتا ہے حدیثیں دوسروں کے لیے ہیں ہمارے لیے نہیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ باخبار ثابت از مطرف: میرے نزدیک عافیت پر شکر' بلا پر صبر سے زیادہ پیارا ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مہدی بن میمون بسماع غیلان بسماع مطرف' اگر میرا نفس اچھا ہو تو لوگوں کے دلوں پر اثر کرے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم باخبار ابوعوانہ از قتادہ: مطرف زیاد یا ابن زیاد کے پاس تشریف لے گئے امیر نے وجہ تاخیر پوچھی' فرمایا: جب سے میں امیر سے جدا ہوا ہوں میں نے اپنی کروٹ نہیں اٹھائی مگر اسی میں جس میں مجھے اللہ نے اٹھایا' فرمایا کرتے تھے جھوٹ کے بجائے کنایوں میں وسعت ہے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث ابوعقیل بتحدیث یزید: مطرف ضرورت کے وقت ہی نکلا کرتے تھے لیکن جمعہ کے دن جماعت میں شامل ہونے کے لیے تشریف لایا کرتے تھے ایک دن صبح کو ان کے کوڑے کے اوپر والے کنارے سے روشنی چمکنے لگی جو دو حصوں میں تھی آپ کے صاحبزادے عبداللہ آپ کے پیچھے تھے آپ نے ان سے فرمایا عبداللہ! اگر دن نکل آنے کے بعد میں یہ واقعہ لوگوں سے بیان کروں تو کیا تمہارے خیال میں لوگ میری بات پر یقین کر لیں گے؟ فرماتے ہیں جب دن نکل آیا تو روشنی بجھ گئی۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم باخبار مہدی بن میمون از غیلان' مطرف طاعون کے زمانہ میں طاعون والے علاقہ سے ہٹ جایا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مہدی بن میمون بتحدیث غیلان بن جریر: مطرف چوغے پہنا کرتے تھے اور یمنی چادریں اوڑھا کرتے تھے اور گھوڑوں پر سوار ہوا کرتے تھے اور سلطان کے پاس آیا جایا کرتے تھے لیکن تم اگر مطرف کے پاس پہنچ جاؤ تو تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو جائے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث صافیہ بنت عبداللہ' مطرف کی لونڈی: میں نے مطرف کو قطری چادر اوڑھے ہوئے دیکھا اور سر اور داڑھی میں حنا اور وسمہ کا خضاب دیکھا اور پیتل کے ایک برتن سے جو بقدر ایک مکوک کے یا اس سے قدرے زیادہ تھا وضو کرتے ہوئے دیکھا آپ سفر میں جمعہ پڑھا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مہدی بن میمون بتحدیث غیلان از مطرف: اپنا کھانا اسے نہ کھلاؤ جو حدیث کی طرف راغب نہ ہو۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مہدی بن کثیر' ابوطلحہ اسیدی بحدیث زوجۂ مطرف: مطرف نے میرا مہر تیس ہزار نقد' ایک خچر' ایک چادر ایک قینہ اور ایک خادمہ' مقرر فرمایا تھا' میں نے پوچھا قینہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کنگھی کرنے والی عورت۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مہدی بن میمون از غیلان از مطرف: میں نے فلاں عورت سے (جس کا آپ نے نام بھی بتایا) پورے بیس ہزار نقد پر شادی کی تھی۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث حکیمہ بنت مسعود مطرف کی آزاد کردہ لونڈی اپنی والدہ درہ' مولاۃ مطرف سے مطرف سفر میں جمعہ پڑھا کرتے تھے' ایک دفعہ آپ کو پیشاب کے بند ہونے کی شکایت ہوئی تو آپ نے اپنے صاحبزادے کو بلا کر وصیت کی آیت پڑھی پھر آیت ﴿الحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ﴾ پڑھی' اتنے میں آپ کے صاحبزادے طبیب کو بلا لائے' پوچھا: بیٹا! کون ہے؟ بولے طبیب ہے' فرمایا: خبردار! مجھ پر منتر وغیرہ سے دم نہ کرانا اور نہ میرے گلے میں کوڑی لٹکانا پھر آپ نے بیٹوں سے کہا جاؤ میرے لیے قبر تیار کرو بیٹوں نے حکم کی تعمیل کی اور قبر تیار کر کے گھر آئے تو فرمایا مجھے میری قبر کے پاس لے چلو بیٹے آپ کو قبر کے پاس لے گئے وہاں آپ نے دعائیں مانگیں پھر وہ آپ کو گھر لے آئے۔

ابن سعد: باخبار سلیمان' ابوداؤد طیالسی بتحدیث شعبہ از ابوالتیاح از یزید بن عبداللہ: میرے بھائی (مطرف) نے وصیت کی کہ میرے جنازے کی کسی کو اطلاع نہ دی جائے۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین وعمرو بن ہیثم و یحیٰی بن خلیف بن عقبہ بتحدیث ابوخلدہ: میں نے مطرف کو دیکھا کہ آپ کی داڑھی زرد تھی۔ کہا جاتا ہے کہ مطرف' عراق پر حجاج کی حکومت کے زمانہ میں طاعون جارف کے بعد فوت ہوئے۔ یہ طاعون عہد ولید بن عبدالملک میں ۸۷ھ میں پھوٹ پڑا تھا۔

ابن سعد: باخبار عبداللہ بن جعفر بتحدیث ابوالملیح بحدیث شخصے از اہل بصرہ از ثابت البنانی و شخصے دیگر جس کا نام بھی بتایا گیا

تھا: ہم دونوں مطرف کی بیمار پرسی کے لیے گئے آپ بے ہوش تھے کہ اچانک آپ سے تین روشنیاں نمودار ہوئیں ایک روشنی سر سے اور ایک کمر سے اور ایک پیروں سے ظاہر ہوئی ان روشنیوں سے ہم ڈر گئے اتنے میں آپ ہوش میں آ گئے ہم نے پوچھا: کیا حال ہے؟ فرمایا: اچھا ہے ہم نے کہا ہم نے ایک چیز دیکھی جس نے ہمیں ہول میں ڈال دیا' پوچھا: کیا دیکھا بولے ہم نے آپ سے تین روشنیاں نکلتی دیکھیں' فرمایا: کیا تم نے وہ دیکھیں؟ ہم نے کہا: جی ہاں' فرمایا یہ روشنیاں الم سجدہ ہے جس کی ۲۹ آیتیں ہیں اس کی شروع کی آیتیں میرے سر سے اور درمیانی میرے وسط سے اور پچھلی میرے پیروں سے نکلیں اور وہ میری شفاعت کے لیے آسمان کی طرف پرواز کر گئیں اور سورۂ ملک میرا پہرہ دے رہی ہے۔

عتی بن زید بن ضمرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یزید بن شبل بن حیان بن حارث بن عمرو بن کعب بن عبد شمس بن سعید بن زید مناۃ بن تمیم' آپ متقع بن حصین اور مسلم بن نذیر بن یزید بن شبل کے چچازاد بھائی ہیں اور ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں اور حضرت اُبی بن کعب وغیرہ سے راوی ہیں۔

عقبہ بن صہبان راسبی رحمۃ اللہ علیہ:

راسب ازد سے ہیں آپ عراق پر ولایت حجاج کے زمانہ میں فوت ہوئے' ثقہ ہیں اور روایت بھی کرتے ہیں۔

حمید بن عبدالرحمٰن حمیری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور احادیث کے راوی ہیں آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد: باخبار حجاج بن محمد اعور از شعبہ از منصور بن زاذان از ابن سیرین: حمید اپنی موت سے دس سال پہلے بصرہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔

صفوان بن محرز مازنی تمیمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور صاحبِ فضل و پارسائی ہیں۔ ابن سعد: باخبار روح بن عبادہ بتحدیث ہشام از حسن: صفوان ایک تہہ خانہ میں رہتے تھے جس سے نماز ہی کے لیے نکلا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مہدی بن میمون بتحدیث غیلان بن جریر از صفوان بن محرز: ہم سب بھائی جمع ہو کر حدیثیں بیان کرتے تھے مگر دلوں میں رقت پیدا نہ ہوتی تھی لیکن جب لوگ صفوان سے حدیثیں بیان کرنے کی درخواست کرتے اور آپ فرماتے الحمدللہ! تو اسی جملہ سے لوگوں پر رقت طاری ہو جاتی اور بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے گویا مشکیزوں کا دہانہ کھول دیا گیا ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بحدیث جعفر بن سلیمان بسماع معلّی بن یزید: صفوان اپنے تہہ خانہ میں رہتے تھے اور فرمایا کرتے تھے میں مکانِ شہادت دیکھ رہا ہوں کاش مجھے میرا نفس رخصت کر دیتا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بحدیث جعفر بن سلیمان بتحدیث ہشام بن حسان از حسن از صفوان: اگر میں ایک روٹی کھاتا ہوں تو اس سے اپنی کمر باندھتا ہوں اور پانی کا ایک آبخورہ پی لیتا ہوں پس دنیا اور دنیا والے ختم ہو جانے والے ہیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت: صفوان کی ایک کٹی تھی جس میں کھجور کا ایک تنہ تھا اتفاق سے وہ

ٹوٹ گیا' کہا گیا: کہ اسے ٹھیک کیوں نہیں کر لیتے؟ فرمایا چھوڑ و کل تو مجھے موت آ جائے گی (لہٰذا اس قلیل عرصہ کے لیے اسے کیا درست کروں)۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ باخبار ثابت: میں اور حسن صفوان کی بیمار پرسی کے لیے گئے آپ کے صاحبزادے نے باہر آ کر ہم سے کہا: انہیں پیٹ کی کوئی شکایت ہے آپ حضرات ان کے پاس جا نہیں سکتے' حسن بولے اگر دنیا ہی میں آپ کے والد کا گوشت اور خون فنا کر دیا جائے اور ان سے حق تعالیٰ ان کے گناہ مٹا دے تو اس سے بہتر ہے کہ قبر میں ان کا گوشت کیڑے مکوڑے کھائیں جس پر کچھ اجر نہ ملے۔ ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از محمد بن واسع از صفوان (مسجد میں لوگوں کو جھگڑتا ہوا دیکھ کر کھڑے ہو کر اور کپڑے جھاڑ کر کہا) تم تو باہم دشمن ہی ہو۔

ابن سعد: باخبار عبدالوہاب بن عطاء باخبار عوف از خالد احدب: صفوان نے موت کے وقت اپنے گھر والوں سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ میں اس نگاہ سے دیکھتا ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ دیکھا کرتے تھے' وہ ہم میں سے نہیں جو چیخے (نوحہ کرے) بال نوچے اور کپڑے پھاڑے' لوگ کہتے ہیں: صفوان عہد بشر بن مروان میں بصرہ میں جاں بحق ہوئے۔

حمران بن ابان' مولیٰ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ:

آپ عین التمر کے ان قیدیوں میں سے تھے جن کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ بھیجا تھا آپ کی اولاد نمر بن قاسط سے منسوب ہے۔ حمران عثمان وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ کی بصرہ میں رہائش کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کچھ راز کھول دیئے تھے پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خبر لگی تو فرمایا تم اس شہر میں میرے ساتھ نہ ٹھہرو آخر کار آپ نے بصرہ رہائش اختیار کر لی اور وہاں جائیداد پیدا کر لی آپ کے اولاد ہے۔

ابو الحلال عتکی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام زرارہ بن ربیعہ ہے آپ ازد سے ہیں' عثمان سے راوی ہیں اور ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

عمیرہ بن یثربی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کعب بن سور ازدی کے بعد بصرہ کے قاضی ہیں' مشہور و معروف اور قلیل الحدیث ہیں ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث ابان بن یزید بتحدیث انس بن سیرین: عمیرہ بصرہ کے قاضی تھے۔

خلاس بن عمرو ہجری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ علی و عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں آپ پرانے ہیں اور کثیر الحدیث ہیں آپ کے پاس ایک کتاب تھی جس سے حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عبیداللہ بن موسیٰ از اسرائیل از عبداللہ بن مختار از مالک بن دینار از خلاص: میں نے عمار سے پوچھا وتر کب پڑھا جائے؟ شروع رات میں یا اخیر رات میں؟ فرمایا میں تو شروع رات میں پڑھ لیتا ہوں پھر سو جاتا ہوں اگر آنکھ کھل گئی تو جس قدر اللہ کو منظور ہوتا ہے دوگانہ پڑھ لیتا ہوں۔

ہیاج بن عمران برجمی تمیمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے حسن بصری مثلہ والی حدیث بیان کرتے ہیں آپ ثقہ ہیں مگر قلیل الحدیث ہیں۔

زرارہ بن اوفی حرشی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنو حریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے ہیں اور کنیت ابو الحاجب ہے۔ ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث ہمام از قتادہ: زرارہ بصرہ کے قاضی تھے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید بتحدیث ہشام بن حسان از عائشہ بنت ضمرہ زرارہ ظہر و عصر اپنے گھر میں پڑھا کرتے تھے اور جمعہ حجاج کے پیچھے۔

ابن سعد: باخبار ابوقطن عمرو بن ہیثم بتحدیث ابوخلدہ: میں نے زرارہ کی داڑھی زرد دیکھی۔ ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب: میں نے زرارہ کے جنازے میں محمد کو دیکھا کہ چھاؤں میں کھڑے ہیں حتیٰ کہ زرارہ لحد میں اتار دیئے گئے ایوب کہتے ہیں مجھے کسی دوسری سند سے خبر ملی ہے کہ لوگ کہتے ہیں: زرارہ کی عہد ولید بن عبدالملک میں ۹۳ھ میں اچانک وفات ہوئی آپ ثقہ ہیں اور احادیث کے راوی ہیں۔

ابن سعد: باخبار اسحاق بن اسرائیل بتحدیث عتاب بن مثنیٰ قشیری از بہز بن حکیم: زرارہ نے مسجد قشیر میں ہمیں نماز پڑھائی آپ نے قراءت شروع کی جب آپ ﴿فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ﴾ پر پہنچے تو گر گئے اور فوت ہو گئے بہز کہتے ہیں: آپ کی لاش اٹھانے والوں میں میں بھی تھا۔

ہشام بن ہبیرہ ضبی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بصرہ کے قاضی اور مشہور و معروف ہیں مگر قلیل الحدیث ہیں۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث وہیب از داؤد از عامر: میں نے ہشام کا خط پڑھا جو انہوں نے شریح کو لکھا تھا: مجھے نوعمری اور کم علمی میں عہدۂ قضا سونپا گیا مجھے آپ جیسے حضرات کے مشوروں کی سخت ضرورت ہے۔ عبدالملک کی خلافت کے زمانہ میں جب عراق پر حجاج حاکم بن کر آیا تو اس کے شروع زمانہ میں ہشام فوت ہوئے۔

ابو السوار عدوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اولاد عدی بن زید مناۃ بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر سے تعلق رکھتے ہیں' آپ کا نام حسان بن حریث ہے حضرت علی اور عمران رضی اللہ عنہما وغیرہ سے راوی ہیں اور ثقہ ہیں۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین بتحدیث قرہ بن خالد: ابو السوار قوم کے سردار اور تعارف کرانے والے تھے۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین و مسلم بن ابراہیم از قرہ از حمید بن ہلال از ابو السوار: کاش اس تعارف کے بجائے میری آنکھ کی پتلی میری گود میں ہوتی (مسلم اپنی حدیث میں کہتے ہیں) آپ ایک عورت کو امیر کے دروازے پر لے گئے پھر اسے چھوڑ کر چلے آئے۔

ابن سعد: باخبار ابوقطن، عمرو بن ہیثم بتحدیث ابوخلدہ: میں نے ابوالسوار کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی دیکھی۔ ابن سعد: باخبار عمرو بن ہیثم ویحییٰ بن خلیف بن عقبہ وابونعیم فضل بن دکین بتحدیث ابوخلدہ: میں نے ابوالسوار کی داڑھی زرد دیکھی۔

ابوتمیمہ ہجیمی تمیمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام طریف بن مجاہد ہے ان شاء اللہ آپ ثقہ ہیں اور احادیث کے راوی ہیں۔ محمد بن عمرو فرماتے ہیں آپ کی وفات عہد سلیمان بن عبدالملک میں ۹۷ھ میں ہوئی۔

قسامہ بن زہیر مازنی تمیمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی ان شاء اللہ ثقہ ہیں آپ حجاج کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

قاسم بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث ابوہلال بتحدیث ہارون بن تمیم جب حسن سے نسب کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے قاسم سے پوچھو۔

میمون بن سیاہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: باخبار اسماعیل بن عبداللہ بن خالد یشکری بتحدیث یحییٰ بن سلیم از کہمس بن عبداللہ بسماع میمون بن سیاہ (آپ حسن سے بڑے تھے مگر علم وفضل میں حسن بڑھے ہوئے تھے) بسماع میمون: لوگوں نے میری مجلس میں بادشاہوں کا ذکر چھیڑا اور ان پر اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا میں خاموشی سے سنتا رہا پھر گھر جا کر سو گیا' خواب میں دیکھتا ہوں میرے سامنے ایک مردہ حبشی کی پھولی ہوئی بدبودار لاش پڑی ہے اور کوئی میرے سر پر کھڑا ہوا کہہ رہا ہے کھا میں عرض کرتا ہوں اے اللہ کے بندے کیوں کھاؤں؟ کہتا ہے اس لیے کہ تیرے پاس فلاں کی غیبت کی گئی میں کہتا ہوں میں نے تو اس کے بارے میں اچھا یا برا کچھ نہیں کہا وہ کہتا ہے: لیکن تو نے غیبت سنی اور اس پر راضی رہا۔

ابوغلاب' یونس بن جبیر باہلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور انس بن مالک سے پہلے فوت ہوئے اور وصیت کی کہ انس آپ کے جنازے کی نماز پڑھائیں۔

ابوصفرہ عسعس بن سلامہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نسب اولاد حارث بن کعب سے ہے۔

ابن سعد: باخبار عبیداللہ بن محمد تیمی بتحدیث ابوالخلیل: عسعس کی کنیت ابوصفرہ ہے آپ بنوحارث بن کعب میں سے ہیں آپ ایک دن گھر میں گئے اور گھر اپنی قوم کا کوئی آدمی نہیں دیکھا بولے: میں اپنے بھائیوں کو نہیں دیکھ رہا حالانکہ میں نے ان کے لیے سورۂ واقعہ تیار کی تھی پوچھا گیا: کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں لیکن بھائی کے نیچے بھی بھائی ہوتا ہے۔

ابن سعد: باخبار حسن بن موسیٰ اشیب بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت بنانی از عسعس: آؤ ہم اپنا یہ دن ایک بنائیں۔

ابن سعد: باخبار حسن بن موسیٰ بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت: عسعس ایک قبر کے پاس بیٹھے تھے فرمایا میں ایک شعر کہتا ہوں

لوگ بولے: کیا آپ قبر کے پاس شعر کہتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔

اِنْ تَنْجُ منها تَنْجُ من ذی عظیمة وإلَّا فانی لا اخالكَ ناجِیًا

''اگر تو موت سے بچ جائے گا تو ایک بڑی شے سے بچ جائے گا لیکن میں تو تجھے اس سے بچنے والا دیکھتا نہیں''۔

زیاد بن مطر بن شریح عدوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اولاد عدی بن عبد مناۃ بن اد بن طابخہ۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از اسحق بن سوید از علاء بن زیاد: میرے والد زیاد نے وصیت فرمائی: اگر مجھے کوئی حادثہ پیش آ جائے تو بصرہ کے علماء جو کہیں اسی پر عمل کرو آخر کار ہم نے علماء سے پوچھا تو سب نے بالاتفاق خمس کا فیصلہ کیا۔

والان بن قرفہ عدوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے اور آپ سے ابو ہبیرہ عدوی راوی ہیں۔

عبداللہ بن ابی عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے ابوالدرداء' ابوسعید خدری' جابر بن عبداللہ اور دیگر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ سفر کیا۔

عقبہ بن اوس سدوسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے محمد بن سیرین راوی ہیں اور آپ ثقہ ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔

عمرو بن وہب ثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے محمد بن سیرین راوی ہیں اور آپ ثقہ ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔

ابو شیخ ہنائی ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام خیوان بن خالد ہے آپ ثقہ ہیں اور احادیث کے راوی ہیں' حسن رحمہ اللہ سے پہلے فوت ہوئے۔ ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم کلابی بتحدیث ابو ہلال از محمد بن سیرین: ابن زیاد کو نسیان کا عارضہ لاحق ہو گیا' انہوں نے ابو شیخ ہنائی کو حکم فرمایا کہ مجھے (نماز میں) بتا دیا کیجئے۔

حصین بن منذر رقاشی رحمۃ اللہ علیہ' عمران بن حطان سدوسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ شاعر تھے اور ابو موسیٰ اشعری اور عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے راوی ہیں۔

ابو العلاء یزید بن عبداللہ بن شخیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عوف بن کعب بن وقدان بن حریش۔

ابن سعد: باخبار ابراہیم بن محمد بن عرعرہ بن برند از یحییٰ بن سعد قطان از ابو عقیل از ابو العلاء: میں حسن سے دس سال بڑا ہوں اور مطرف مجھ سے دس سال بڑے ہیں۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث ابو ہلال بتحدیث ابو صالح عقیلی: یزید قرآن پڑھتے رہتے حتیٰ کہ بیہوش ہو جاتے تھے۔

ابن سعد: باخبار سلمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید از سعید جریری: یزید قرآن پاک کھول کر پڑھتے تھے مطرف ان سے کہا کرتے تھے آپ ہمیں قرآن سے دن بھر کے لیے کافی ہو جاتے۔

ابن سعد: باخبار ابو قطن عمرو بن ہیثم و یحییٰ بن خلیف بن عقبہ بتحدیث ابوخلدہ: میں نے ابو العلاء کی داڑھی زرد دیکھی۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل و مسلم بن ابراہیم بتحدیث ابوحفص اعین بن عبداللہ عقیلی: میرے پاس سے ابو ملیح ہذلی گزرے جب کہ میں یزید کا کفن سی رہا تھا فرمایا اس میں زندہ حضرات کے کپڑوں کی طرح گھنڈیاں بنانا۔ محمد بن عمر: ابو العلاء بصرہ میں ۱۱۱ھ میں فوت ہوئے لیکن دوسرے مؤرخ کہتے ہیں آپ عمر بن ہبیرہ کی ولایت کے زمانہ میں فوت ہوئے آپ ثقہ ہیں اور عمدہ حدیثوں کے راوی ہیں۔

(دوسرے طبقہ کے وہ حضرات جو عمر میں پہلے حضرات سے چھوٹے ہیں اور جو عمران بن حصین' ابو ہریرہ' ابو برزہ' معقل بن یسار' عبداللہ بن مغفل' ابن عمر' ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم وغیرہ سے راوی ہیں مندرجہ ذیل ہیں)

حسن بن ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام یسار ہے کہتے ہیں آپ میسان کے قیدیوں میں سے ہیں مدینہ میں آئے تو آپ کو ربیع بنت نضر' انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی نے خرید کر آزاد کر دیا جس سے مذکور ہے کہ آپ نے کہا: میرے والدین بنوالنجار کے ایک شخص کے غلام تھے اس شخص نے بنوسلمہ انصاری کی ایک خاتون سے شادی کر لی تھی اور اسے میرے والدین کو مہر میں دے دیا تھا اس خاتون نے دونوں کو آزاد کر دیا' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حسن کی والدہ حضرت ام سلمہ زوجۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔ حسن مدینہ میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت سے دو سال قبل پیدا ہوئے کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ آپ کو اکثر چھوڑ کر چلی جایا کرتی تھیں ان کے پیچھے بچہ روتا رہتا تھا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنا سینہ اس کے منہ میں ماں کے آنے تک اسے بہلانے کے لیے دے دیا کرتی تھیں اور آپ کے دودھ اتر آتا تھا اور بچہ کا پیٹ بھر جاتا تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کی حکمت و فصاحت اسی دودھ کی برکت ہے حسن وادی قریٰ میں پلے بڑھے آپ بڑے فصیح و بلیغ تھے۔

ابن سعد: بقول اسماعیل بن ابراہیم از یونس از حسن: مجھ سے حجاج نے کہا: حسن: آپ کی عمر کیا ہے؟ بولے میں شہادت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت دو سال کا تھا' بولا: اللہ کی قسم آپ کی نگاہ آپ کی عمر سے بڑی ہے۔

ابن سعد: بقول ابوداؤد طیالسی از خالد بن عبدالرحمٰن بن بکیر بتحدیث حسن: میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر خطبہ بیان کرتا ہوا دیکھا اس وقت میں پندرہ سال کا تھا۔

ابن سعد: باخبار اسماعیل بن ابراہیم اسدی از شعیب بن حجاب از حسن: میں نے دیکھا ایک لوٹے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر پانی ڈالا جا رہا تھا۔

ابن سعد: باخبار اسماعیل بن ابراہیم باخبار ابورجاء: میں نے حسن سے پوچھا: آپ مدینہ میں کب تھے فرمایا جنگِ صفین کے زمانہ میں' میں نے پوچھا: آپ بالغ کب ہوئے' فرمایا: جنگِ صفین کے ایک سال بعد۔ محمد بن عمر کہتے ہیں ہماری تحقیق یہ ہے کہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت آپ ۱۴ سال کے تھے آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا' ان سے سنا اور ان سے راوی ہیں۔ آپ عمران بن حصین' سمرہ بن جندب' ابوہریرہ' ابن عمر' ابن عباس' عمرو بن تغلب' اسود بن سریع' جندب بن عبداللہ اور صعصعہ بن معاویہ رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں اور صعصعہ رحمۃ اللہ علیہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ حسن از عبداللہ بن سمرہ: میں نے آپ کے ساتھ مل کر کابل' اندقان' اندغان اور زابلستان میں تین سال تک جہاد کیا۔ یحییٰ بن سعید قطان' احادیث سمرہ کے بارے میں جن کو حسن سمرہ سے روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں: ہم نے سنا ہے کہ یہ حدیثیں حسن سمرہ کی کتاب سے روایت کرتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں: حسن جامع العلوم تھے علماء میں اونچا اور بلند مقام رکھتے تھے' فقیہ وثقہ تھے معتمد علیہ اور مستند تھے' عابد و متقی تھے سب سے بڑے اور جید عالم تھے' فصیح و بلیغ تھے اور حسین و جمیل تھے آپ نے جو حدیثیں مسند بیان کیں اور ان لوگوں سے روایت کیں جن سے سنیں وہ حجت ہیں اور جو مرسل بیان کیں وہ حجت نہیں۔ جب آپ مکہ میں تشریف لائے تو مکیوں نے آپ کو ایک تخت پر بٹھایا اور لوگوں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا پھر آپ نے ان سے حدیثیں بیان فرمائیں آپ کی ان مجلسوں میں شامل ہونے والے مجاہدؒ، عطاءؒ، طاؤسؒ اور عمرو بن شعیبؒ بھی ہیں یہ سب علماء یا ان میں سے کوئی کہتا ہے: ہم نے آپ جیسا عالم کبھی نہیں دیکھا۔

ابن سعد: باخبار عبدالوہاب بن عطاء بتحدیث سعید بن ابی عروبہ از قتادہ از حسن: اگر وہ عہد نہ ہوتا جو اللہ نے علماء سے لے لیا ہے تو جن حدیثوں کے بارے میں تم مجھ سے پوچھتے ہو میں ان کو کثرت سے بیان نہ کرتا۔

ابن سعد: باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث محمد بن عمرو بسماع حسن: میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے: آگ سے پکی ہوئی چیزوں سے وضو ہے' فرماتے ہیں میں اس قسم کی چیزیں کھا کر وضو کبھی نہیں چھوڑتا۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث ابوہلال محمد بن سلیم بسماع حسن: حضرت موسیٰ علیہ السلام پردہ ہی میں غسل کیا کرتے تھے' آپ سے عبداللہ بن بریدہ نے پوچھا: ابوالحسن آپ نے یہ حدیث کس سے سنی؟ فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث ربیعہ بن کلثوم: میں نے ایک شخص کو حسن سے یہ پوچھتے ہوئے سنا: ابوسعید! (آج) جمعہ کا دن تر اور کیچڑ و بارش والا ہے (کیا غسل چھوڑ دیا جائے؟) حسن نے فرمایا غسل کرنا ہی ہے پھر جب اس نے انکار کیا تو فرمایا ہم سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کا عہد لیا غسل جمعہ کا' سونے سے قبل وتر پڑھنے کا اور ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے کا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث وہیب از ایوب وحماد از علی بن زید بن جدعان و دیگر حضرات از شعبہ از یونس: حسن نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث ابن عون: حسن حدیث کو معہ متن و مطلب کے بیان کیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان وموسیٰ بن اسماعیل بتحدیث جریر بن حازم: حسن اختلافات کے ساتھ ہم سے حدیث بیان کیا کرتے

تھے۔آپ کی حدیث میں کم وبیش الفاظ ہوتے تھے مگر معنی ایک ہی ہوتا تھا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مہدی بن میمون بتحدیث غیلان بن جریر: میں نے حسن سے پوچھا: ابوسعید! ایک شخص حدیث سنتا ہے اور وہ کوتاہی نہیں کرتا لیکن اس میں کمی بیشی ہوجاتی ہے فرمایا: اس پر کون قادر ہوسکتا ہے؟

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از حمید: حسن کا علم ایک کتاب میں تھا جو اتنی چھوٹی تھی آپ نے دونوں انگوٹھوں کو اور شہادت کی دونوں اُنگلیوں کو ملا کر بتایا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث شعبہ: میں نے قتادہ سے پوچھا کہ حسن یہ مسئلہ کس سے لیتے تھے کہ وہ خلع لینے کی اجازت سلطان ہی کے پاس دیتے تھے؟ کہا: زیاد سے۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن سلمہ از یزید رشک: حسن عہدۂ قضا پر مامور تھے۔ابن سعد: باخبار معاذ بن معاذ بتحدیث عمر بن ابوزائدہ: میں کوفہ کے قاضی سے ایاس بن معاویہ کے پاس ایک خط لے کر آیا میں وہ خط آپ کی معزولی کے زمانہ میں لایا تھا جب کہ آپ کی جگہ حسن کو قاضی بنا دیا گیا تھا میں نے وہ خط آپ کو دے دیا آپ نے مجھ سے ثبوت پوچھے بغیر اسے قبول فرمالیا۔

ابن سعد: باخبار سعید بن عامر بتحدیث ہمام بن یحییٰ از قتادہ: ہم سے حسن نے کوئی ایسی حدیث بیان نہیں کی جسے اصحاب بدر میں سے کسی سے روایت کی ہو۔

ابن سعد: باخبار عبدالصمد بن عبدالوارث بتحدیث شعبہ: میں نے دیکھا' حسن نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو لوگ آپ پر ٹوٹ پڑے' فرمایا ان لوگوں کے لیے کوئی روکنے والا ہونا ضروری ہے آپ پرانے منارہ پر جو مسجد کے پچھلے حصہ میں تھا بیٹھا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث ابوعقیل: میں نے حسن کے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی۔ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث معاذ بن معاذ از ابن عون: حسن کی انگوٹھی میں لکیریں تھیں۔

ابن سعد: باخبار معن بن عیسیٰ باخبار محمد بن عمرو: میں نے حسن کے بائیں ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی۔ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث عباد بن راشد: میں نے دیکھا حسن جوتوں سمیت نماز پڑھ رہے ہیں۔ابن سعد: باخبار عبدالوہاب بن عطاء باخبار سعید بن ابی عروبہ: میں نے حسن کی داڑھی زرد دیکھی۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین وعمرو بن ہیثم ویحییٰ بن خلیف بتحدیث ابوخلدہ: میں نے حسن کی داڑھی زرد دیکھی۔ابن سعد: باخبار یحییٰ بن عباد بتحدیث عمارہ بن زاذان: میں نے دیکھا حسن کی داڑھی زرد تھی۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث ابان عطار: میں نے دیکھا حسن اپنی داڑھی زرد کر لیا کرتے تھے۔ابن سعد: باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث محمد بن عمرو: میں نے دیکھا: بعض لوگوں کی طرح' حسن اپنی ساری مونچھیں صاف نہیں کیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث سلام بن مسکین میں نے دیکھا حسن نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ کے دونوں ہاتھ

سبز چادر میں ہوتے تھے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث قرہ: میں نے حسن کی انگوٹھی کو چاندی کا ایک حلقہ دیکھا ابن سعد باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ: میں نے حسن پر سعیدی کپڑا جس پر صلیبیں تھیں اور سیاہ پگڑی دیکھی۔ ابن سعد باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مہدی بن میمون: میں نے حسن پر سیاہ پگڑی دیکھی۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث ہمام از قتادہ: حسن (بال دور کرنے کے لیے) چونا استعمال نہیں کیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث عبدالمؤمن سدوسی: میں حسن پر مسجد میں مہین ڈورے کی دہری بناوٹ والی کردی سبز چادر دیکھا کرتا تھا۔

ابن سعد: باخبار قبیصہ بن عقبہ بتحدیث سفیان' حسن کو دیکھنے والے کی خبر سے: حسن کا کرتہ یہاں تک (جوتوں کے تسموں تک) تھا۔

ابن سعد: باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس بتحدیث عیسیٰ بن عبدالرحمٰن: میں نے حسن بصری کو دیکھا سیاہ پگڑی باندھے ہوئے تھے جس کے شملے پیچھے پڑے ہوئے تھے آپ پر ایک کرتہ تھا اور ایک چھوٹی سفید موی دھاگے والی چادر تھی جسے اوڑھے ہوئے تھے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث حریث بن سائب از حسن: میں عہد عثمان میں ازواج مطہرات کے گھروں میں جایا کرتا تھا اور اپنے ہاتھوں سے چھت چھو لیا کرتا تھا۔

ابن سعد: باخبار وہب بن جریر بن حازم بتحدیث جریر بسماع حمید بن ہلال: ابوقتادہ فرماتے تھے لوگو اس شیخ (حسن بصری) کو چمٹ جاؤ' اللہ کی قسم! آج تک ان سے زیادہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ باخبار علی بن زید: میں نے عروہ بن زبیر کو' یحییٰ بن جعدہ کو اور قاسم کو دیکھا ہے لیکن کسی کو حسن کی مانند نہیں دیکھا اگر حسن جوانی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پاتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی رائے کے محتاج ہوتے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید بتحدیث عقبہ بن ابی ثبیت راسبی: ہمارے پاس بلال بن ابی بردہ آئے' حسن بصری کا ذکر چھڑ گیا بلال بولے میں نے ابو بردہ سے سنا فرماتے تھے میں نے کسی غیر صحابی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشابہ اس شیخ (حسن) کے سوا نہیں دیکھا۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث سلام بن مسکین بحدیث شخصے از عبداللہ بن عامر شعبی: ابن ہبیرہ نے حسن اور شعبی کو بلایا جب دونوں جمع ہو گئے تو عامر شعبی حسن کی تعریف کرنے لگے' ان کے صاحبزادے بولے: ابا جان! میں دیکھتا ہوں آپ ان کا جس قدر ادب و احترام کرتے ہیں ایسا کسی کا نہیں کرتے' فرمایا: بیٹا! میں نے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے میں نے کبھی کسی شخص کو ان سے زیادہ ان کے مشابہ نہیں دیکھا۔

ابن سعد: باخبار معلیٰ بن اسد بتحدیث عبدالعزیز بن مختار از منصور غدانی: شعبی نے حسن کا ذکر کیا اور فرمایا: میں نے کبھی ان

شہروں کے باشندوں میں کسی کو ان سے افضل نہیں دیکھا۔

ابن سعد: باخبار حسن بن موسیٰ بسماع ابوخیثمہ زہیر بن معاویہ بتحدیث ابواسحٰق ہمدانی: حسن (بصری) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشابہ تھے۔

ابن سعد: باخبار قبیصہ بن عقبہ بتحدیث سفیان از یونس: حسن کھوئے کھوئے سے اور غمزدہ جیسے رہتے تھے اور ابن سیرین ہنس مکھ اور خوش طبع تھے۔

ابن سعد: باخبار حسن بن موسیٰ بن اشیب بتحدیث حماد بن سلمہ از حمید و یونس بن عبید: ہم نے بہت سے علماء دیکھے لیکن حسن سے زیادہ جامع کسی کو نہیں دیکھا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید بتحدیث یونس: حسن نے ثواب کے لیے حدیثیں بیان کیں اور محمد ثواب کے لیے حدیثوں سے خاموش رہے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث قاسم بن فضل بسماع عمرو بن مرہ میں بصریوں پر ان دو شخصوں (حسن، محمد) کی وجہ سے غبطہ کرتا ہوں۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث سلام بن مسکین بسماع قتادہ: حسن حلال وحرام کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد از ابن عون: میں نے ان دونوں (حسن، محمد) سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا اور ان دونوں میں حسن زیادہ متشدد تھے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از یونس: اللہ کی قسم فتنوں کے اور خونریزی کے زمانوں میں حسن علماء کے سردار تھے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب: ابن اشعث نے کہا گیا اگر یہ بات آپ کو اچھی معلوم ہوتی ہو کہ لوگ آپ کے اردگرد شہید ہوں جیسے صدیقہ کے اونٹ کے اردگرد شہید ہوئے تھے تو حسن کو جہاد میں لے جائیے ابن اشعث نے آدمی بھیج کر حسن کو جبریہ بلایا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث سلیم بن اخضر بتحدیث ابن عون: ابن اشعث کے زمانہ میں لوگوں نے لڑائی میں شامل ہونے سے پس وپیش کیا لوگوں نے کہا اس شیخ (حسن) کو اٹھایئے، ابن عون کہتے ہیں پھر میں نے حسن کو دو پلوں کے درمیان دیکھا سیاہ پگڑی باندھ رکھی تھی جب لوگ آپ سے بے خبر ہو گئے تو آپ کسی نہر میں کود گئے تاکہ لوگوں سے نجات ملے قریب تھا کہ ہلاک ہو جاتے۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث سلام بن مسکین بتحدیث سلیمان بن علی ربعی: جب ابن اشعث کا فتنہ کھڑا ہوا جب حجاج نے لوگوں سے جنگ کی تو عقبہ بن عبدالغافر، ابوالجوزاء اور عبداللہ بن غالب اپنے ہم خیال چند حضرات کو لے کر حسن کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: ابوسعید! آپ کا اس سرکش کی جنگ کے بارے میں جس نے حرمت والے خون بہائے، حرمت والا مال لوٹا، نماز

چھوڑ دی اور ایسا ایسا کیا' کیا خیال ہے؟ حسن بولے: میری رائے میں تم اس سے جنگ نہ کرو کیونکہ اگر اس کی جنگ اللہ کی طرف سے تم پر عذاب ہے تو تم اپنی تلواروں سے اسے ہٹا نہیں سکتے اور اگر آزمائش و عذاب نہیں تو صبر کرو حتیٰ کہ اللہ فیصلہ فرمادے اللہ بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے آخر کار لوگ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے کیا ہم اس عجمی کی اطاعت کریں؟ کیونکہ آپ کے پاس آنے والے عرب تھے آخر کار یہ لوگ ابن اشعث کے ساتھ نکلے اور سارے کے سارے قتل کر ڈالے گئے' سلیمان کہتے ہیں مجھے ابوالمعذل' مرہ بن ذباب نے بتایا کہ میں عقبہ بن الغافر کے پاس پہنچا' عقبہ خندق میں زخمی پڑا تھا' بولے اے ابوالمعذل! نہ دنیا اور نہ آخرت۔

ابن سعد باخبار موسیٰ بن اسمٰعیل بتحدیث شبیب بن عجلان حنفی بخبر سلم بن ابی الذیال: ایک شخص نے حسن سے سوال کیا جب کہ میں اور شامی لوگ سن رہے تھے کہ آپ یزید بن مہلب اور ابن اشعث جیسے فتنوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ فرمایا غیر جانب دار رہو ایک شامی بولا: ابوسعید! کیا امیر المومنین کا بھی ساتھ نہ دیا جائے؟ حسن کو غصہ آ گیا اور آپ نے اپنا ہاتھ ہلا کر فرمایا: ہاں امیر المومنین کا بھی ساتھ نہ دو۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ابوالتیاح: میں حسن اور سعید بن ابوالحسن کے پاس تھا جب ابن اشعث ان کے پاس آیا تھا حسن تو لوگوں کو حجاج کے خلاف جنگ سے روک رہے تھے اور صبر کا حکم دے رہے تھے اور سعید بن ابوالحسن ابھار رہے تھے پھر باتوں باتوں میں سعید بولے شامی ہمیں کیا کہیں گے جب ہم کل کو ان سے ملیں گے؟ ہم بولے: اللہ کی قسم! ہم نے امیر المومنین کی بیعت نہیں توڑی اور نہ توڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں ہاں ہم امیر المومنین کے خلاف اظہار غیظ و غضب کرتے ہیں کہ ہم پر اس ظالم کو کیوں حاکم بنایا اسے معزول کر دیا جائے جب سعید یہ بات کہہ چکے تو حسن نے کھڑے ہو کر حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! اللہ کی قسم اللہ نے حجاج بطور عذاب ہی کے تم پر مسلط فرمایا ہے لہٰذا تلوار سے اللہ کے عذاب کا مقابلہ نہ کرو البتہ پر امن رہ کر اللہ کے سامنے رووٴ اور گڑگڑاوٴ' رہا تمہارا یہ کہنا کہ میرا شامیوں کے بارے میں کیا گمان ہے سو ان کے بارے میں میرا یہ گمان ہے کہ اگر وہ آئیں اور حجاج ان کے آگے ٹکڑے ڈال دے تو وہ حجاج کی ہر بات ماننے کو تیار ہوں گے' میرا تو ان کے ساتھ یہی گمان ہے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید بتحدیث عمرو بن یزید عبدی بسماع حسن: جب لوگ سلطان کی طرف سے آزمائش میں مبتلا کیے جائیں اگر وہ صبر کر لیں تو کچھ دنوں کے بعد آزمائش کا دور ختم ہو جائے لیکن لوگ بے صبر ہو کر تلواریں نکال لیتے ہیں اور ان پر بھروسہ کر لیتے ہیں اللہ کی قسم اس طرح کبھی پر امن' دور نہیں آتا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث سلیم بن اخضر بتحدیث ابن عون: مسلم بن یسار بصریوں کی نگاہ میں حسن سے اونچے تھے لیکن ابن اشعث کے ساتھ مل کر ان کی نگاہوں سے گر گئے اور حسن ملے نہیں اس لیے وہ ان کی نگاہوں میں چڑھ گئے اور مسلم گر گئے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث قاسم بن فضل! میں نے حسن کو ابن اشعث کے منبر کے پاس بیٹھا دیکھا۔ ابن سعد: باخبار روح بن عبادہ بتحدیث حجاج اسود: ایک شخص نے تمنا کی کاش مجھ میں حسن جیسی پرہیز گاری ابن سیرین جیسا تقویٰ' عامر بن عبد قیس جیسی عبادت اور سعید بن میسب جیسا فقہ ہوتا اور مطرف جیسا فلاں امر ہوتا (اس کا ذکر کیا مگر روح کو یاد نہیں رہا لوگوں نے ان

تمام چیزوں میں غور کیا تو حسن کو ان سب کا جامع پایا)۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حاتم بن وردان: ایک شخص نے ایوب سے سوال کیا میں سن رہا تھا بولا حسن کی حدیث' یہ کہہ کر ہنس پڑا' ایوب کو غصہ آ گیا اور آپ کا چہرہ غصہ کے مارے سرخ ہو گیا' فرمایا: کیوں ہنسے؟ بولا: کچھ نہیں' فرمایا تم اچھے خیال سے نہیں ہنسے سنو! اللہ کی قسم تمہاری آنکھوں نے کبھی حسن سے زیادہ سمجھ دار و فقیہ شخص نہیں دیکھا۔

ابن سعد: باخبار روح بن عبادہ بتحدیث حماد بن سلمہ از جریری: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حسن سے کہا: آپ جو لوگوں کو فتوے دیتے ہیں کیا آپ نے انہیں سنا ہے یا اپنی رائے سے دیتے ہیں؟ فرمایا نہیں اللہ کی قسم ہر فتویٰ ہمارا سنا نہیں ہوتا لیکن لوگوں کے لیے ہماری رائے ان کی ذاتی رایوں سے بہتر ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از علی بن زید: میں نے حسن سے ایک حدیث بیان کی پھر ایک دن اسے حسن نے بیان کیا' میں نے پوچھا: یہ حدیث آپ سے کس نے بیان کی؟' فرمایا: معلوم نہیں' میں بولا: میں نے بیان کی تھی۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث زریک بسماع حسن: جب فتنہ آتا ہے تو اسے ہر عالم پہچان جاتا ہے اور جب جاتا ہے تو ہر جاہل کو معلوم ہو جاتا ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ از ثابت: ہم حسن کے ساتھ آپ کے مکان کی چھت پر بیٹھے تھے کہ حجاج نے جو کچھ کرنا تھا کیا اس نے مسلمانوں کو بصرہ سے نکال دیا پھر سعید بن ابوالحسن آئے ہم حسن ہی کے پاس تھے کہا ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسے ماریں گے جیل میں بند نہیں کریں گے حسن نے انہیں جواب دیا اور ان کی بات ناپسند کی۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید باخبار ایوب: میں نے خواب میں حسن کو مقید دیکھا۔ ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت از علاء بن زیاد: میں بلا سنے کسی کی دعا پر بجز حسن کی دعا کے آمین کہنا پسند نہیں کرتا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ از ثابت بقول مطرف: میں بلا سنے کسی کی دعا پر بجز حسن کی دعا کے آمین کہنا پسند نہیں کرتا۔

ابن سعد: بتحدیث عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ بسماع حمید و یونس: ہم نے حسن سے زیادہ جامع کسی کو نہیں پایا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث سلیم بن اخضر از ابن عون: حسن کا کلام روبہ بن عجاج کے کلام کے مشابہ ہوتا تھا۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث نوح بن قیس بتحدیث یونس بن مسلم: ایک شخص نے حسن سے کہا: اے ابوسعید! پوچھا: تیری پرورش کہاں ہوئی؟ بولا: ابلہ میں' فرمایا وہیں سے تو آیا ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث اسماعیل بن ابراہیم بتحدیث یونس: ایک دن سعید بن ابوالحسن نے کہا میں لوگوں میں اچھا بولنے والا ہوں' حسن نے فرمایا: آپ؟ بولے: جی ہاں' اگر آپ میرے کسی کلمہ کی گرفت کر سکتے ہیں تو کیجئے' فرمایا یہی جملہ قابل گرفت ہے۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ انصاری' بتحدیث اشعث: جب ہم حسن کے پاس آتے تو ہم سے کوئی خبر نہیں پوچھی جاتی اور

نہ ہمیں کوئی خبر دی جاتی آپ تو آخرت ہی کا ذکر کرتے تھے اور اگر ہم محمد بن سیرین کے پاس آتے تو وہ ہم سے خبریں معلوم کیا کرتے تھے اور اشعار بھی۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث یزید بن ابراہیم: میں نے دیکھا حسن اپنے بیان میں دعا میں ہاتھ اٹھا لیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از حمید: حسن روزانہ نصف درہم کا گوشت لیا کرتے تھے میں نے کبھی حسن کے شوربے سے زیادہ کسی کے شوربے میں خوشبو نہیں سونگھی۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب: میں نے کبھی حسن کے شوربے سے زیادہ عمدہ خوشبو کسی کے شوربے میں نہیں پائی۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب: میں نے مسئلہ تقدیر میں حسن سے کئی بار مقابلہ کیا ہے حتیٰ کہ میں نے آپ کو سلطان کا خوف دلایا' فرمایا: آج کے بعد میں اس میں گفتگو نہیں کروں گا۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد از ایوب: مجھے کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جو اس مسئلہ کے علاوہ کسی دوسرے مسئلہ پر حسن کی گرفت کر سکے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب: اللہ کی قسم میں نے حسن کو اور آپ کے اقوال کو پایا ہے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث ابو ہلال بسماع حمید و ایوب (جب کہ یہ دونوں باتیں کر رہے تھے) حمید' ایوب سے کہتے ہیں: میری آرزو ہے کہ تاوان ہم پر بٹ جائے اور حسن اس مسئلہ (مسئلہ تقدیر) پر جس پر گفتگو کیا کرتے ہیں گفتگو نہ کریں۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث معتمر: میرے والد فرماتے تھے حسن بصرہ کے شیخ ہیں اور بکر اس کے جوان ہیں۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث ابو ہلال بتحدیث غالب: میں نے حسن کو اپنے گدھے پر سوار کر کے مسجد سے ان کے گھر پہنچایا آپ نے لوگوں کو اپنے پیچھے آتا ہوا دیکھا' فرمایا: یہ لوگ کسی شخص کے دل میں کچھ نہ چھوڑیں اگر یہ بات نہ ہو کہ مومن اپنے نفس کی طرف لوٹ کر اپنے نفس کو پہچان لے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مرجی بن رجاء بتحدیث غالب: ایک دفعہ حسن مسجد سے نکلے آپ کا گدھا کوئی لے گیا تھا آخر کار میرا گدھا لایا گیا آپ اس پر سوار ہوئے میرا گدھا اپنے سوار کی ٹانگ پکڑ لیا کرتا تھا اس لیے حسن پر مجھے ڈر ہوا چنانچہ میں نے اس کی لگام اپنے ہاتھ میں لے لی' پوچھا: کیا یہ تمہارا گدھا ہے؟ میں بولا' جی ہاں آپ کے پیچھے کچھ لوگ پیدل چل رہے تھے فرمایا ان لوگوں کے جوتوں کی چاپ کسی کمزور شخص کے دل میں کچھ نہ چھوڑے' اللہ کی قسم اگر مسلم یا مومن (مرجی کا شک ہے) اپنے نفس کی طرف نہ لوٹے اور یہ نہ پہچانے کہ وہ کچھ نہیں تو لوگوں کا یہ فعل اس کا دل بگاڑنے میں سریع التاثیر ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید بتحدیث یزید بن حازم بسماع حسن: لوگوں کے پیچھے جوتوں کی چاپ بے وقوفوں کو ٹھہرانے والی نہیں۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث سلام بن مسکین بسماع حسن: اس دنیا کو ذلیل کرو اللہ کی قسم جب تم اسے ذلیل کرو

گے تو یہ تمہیں رچے پچے گی نہیں۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث ابو ہلال بتحدیث غالب قطان ہم حسن کے پاس ہوتے تھے جب کہ آپ کے پاس ایاس بن معاویہ اور یزید بن ابی مریم بھی ہوتے تھے جب حسن سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو ایاس جواب میں سبقت کر جاتے تھے پھر حسن سے پوچھا جاتا تھا اور جواب سے ہم حسن کی فضیلت وقابلیت معلوم کر لیا کرتے تھے ایک دفعہ حسن سے پوچھا گیا کیا شہد کا صاع کافی ہے ایاس نے فوراً جواب دیا کہ کافی ہے لیکن حسن نے کہا کبھی کافی ہوتا ہے اور کبھی کافی نہیں ہوتا کبھی انسان سلوک کرنے والا ہوتا ہے اس سے کافی ہو جاتا ہے اور کبھی انسان بے وقوف ہوتا ہے اس سے کافی نہیں ہوتا' حسن کو ان پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح باز کو چڑیوں پر حاصل ہے۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث یزید بن عوانہ بحدیث ابوشداد جو بنی مجاشع سے ایک شیخ ہیں اور یزید ان کی تعریف کرتے ہیں بسماع حسن (ان کا ذکر سن کر جو کمبل کے کپڑے پہنتے ہیں) انہیں کیا ہو گیا' یہ گم ہوں' دلوں میں غرور چھپائے ہوئے ہیں اور لباس سے مسکینی ظاہر کرتے ہیں' اللہ کی قسم ان میں سے ایک غرور میں چادر والوں سے زیادہ بڑھا ہوا ہے۔

ابن سعد: باخبار عبداللہ بن جعفر رقی از عبیداللہ بن عمرو از کلثوم بن جوشن: ایک شخص حسن کے پاس آیا اور آپ کے پاس ہانڈی کی پیاری خوشبو پائی بولا: ابوسعید! آپ کی ہانڈی کی خوشبو مست کن ہے فرمایا: ہاں کیونکہ میری روٹی مالک ہے اور اس کی رکابی فرقد ہے۔

ابن سعد: باخبار عبداللہ بن جعفر بتحدیث عبیداللہ بن عمرو از کلثوم بن جوشن: حسن یمنی جبہ اور یمنی چادر اوڑھ کر نکلے فرقد نے آپ کو دیکھا اور فارسی زبان میں کہا استاد کو آپ جیسا ہونا مناسب ہے حسن نے فرمایا اے ام فرقد کے بیٹے! کیا تجھے معلوم نہیں کہ اکثر جہنمی کمبل والے ہوں گے۔

ابن سعد: باخبار عبداللہ بن جعفر بتحدیث عبیداللہ بن عمرو از کلثوم بن جوشن: ایک شخص نے حسن سے اپنے کسی کام میں اعانت چاہی آپ اس کے ساتھ چلے گئے وہ کہنے لگا میں نے ابن سیرین اور فرقد سے اعانت چاہی تھی انہوں نے فرمایا ہم ایک جنازے میں شریک ہونے کے بعد تمہارے ساتھ چلیں گے' فرمایا: دیکھو اگر وہ تمہارے ساتھ چلے جاتے تو یہ بہتر تھا۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث ابو ہلال بتحدیث عتبہ بن یقظان: ہم حسن کے پاس بیٹھے تھے اور آپ کے کچھ نوجوان بھی تھے جو آپ سے کچھ بھی نہیں پوچھ رہے تھے اور ایک دوسرے کو دیکھ رہا تھا (دوبار) فرمایا انہیں کیا ہو گیا' کیوں حیران ہیں' انہیں کیا ہو گیا آپس میں ایک دوسرے کو گم کریں۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث قرہ بسماع حسن: ہمارے پاس اس حلقہ میں ایسے لوگ بھی بیٹھتے ہیں جو محض دنیا چاہتے ہیں' اللہ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے ہم پر وہ قول نہیں کہا جو ہم نے کہا نہ ہو۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث جریر بن حازم: ہم حسن کے پاس تھے دن ڈھل گیا تھا آپ کے صاحبزادے نے کہا شیخ کو آرام کرنے دو تم لوگوں نے آپ کو مشقت میں ڈال دیا آپ نے ہنوز کھانا نہیں کھایا اور نہ پانی پیا فرمایا ہائیں اور آپ

اپنے بچہ کو ڈانٹ دیا کہ انہیں کچھ نہ کہہ اللہ کی قسم انہیں دیکھ کر میری آنکھوں میں اس قدر ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے کہ بیان سے باہر ہے دیکھو ایک مسلمان شخص اپنے بھائی سے ملتا ہے پھر دونوں باتیں کرتے ہیں ذکر اللہ کرتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ انہیں اس سے دو پہر کی نیند روک دیتی ہے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث جریر بن حازم: ہم حسن کے پاس تھے پھر جب کوئی شخص آتا تو سلام علیکم کہتا آپ بھی جواب میں سلام علیکم فرما دیتے تھے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث حماد بن زید بقول عمرو بن عبید: ہم حسن کا علم غصہ ہی کے وقت لیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث عیسیٰ بن منہال از غالب از حسن: قول پر فعل کی فضیلت باعث عزت ہے اور فعل پر کلام کی فضیلت باعث عار ہے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت از حسن: مومن کی ہنسی اس کے دل کی غفلت کی نشانی ہے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بسماع یزید بن زریع از ابن عروبہ (غالباً) از قتادہ: جب میرے لیے چار جمع ہو جائیں تو میں کسی کی طرف توجہ نہ کروں اور ان کے مخالفین کی پرواہ نہ کروں' حسن' سعید بن میسب' ابراہیم اور عطاء یہ چاروں دنیائے اسلام کے امام ہیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ہشام: عطاء سے ایک مسئلہ پوچھا گیا فرمایا مجھے معلوم نہیں کہا گیا حسن اس کا ایسا ایسا جواب دیتے ہیں فرمایا اللہ کی قسم میرے سینے میں حسن جیسا دل نہیں۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث حماد بن سلمہ از حمید: جب ہم مکہ میں تھے تو مجھ سے شعبی نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ آپ حسن کو میرے لیے تنہا چھوڑ دیں میں حسن کے ساتھ گھر میں تھا میں نے آپ سے یہ بات کہہ دی فرمایا جب وہ چاہیں (آ جائیں) پھر شعبی تشریف لے آئے ہیں میں دروازے پر تھا میں بولا چلے جائیں حسن گھر میں تنہا ہیں میں داخل ہوا تو حسن قبلہ کی طرف رخ کیے ہوئے فرما رہے تھے اے آدم کے بیٹے تیرا وجود نہ تھا پھر تجھے وجود بخش دیا گیا اور تو نے اللہ سے جو کچھ مانگا اللہ نے تجھے وہی دیا لیکن تجھ سے لوگوں نے مانگا تو تو نے بخل کیا تیرے افعال کتنے برے ہیں پھر شعبی چلے جاتے ہیں پھر آتے ہیں پھر حسن وہی کہتے ہیں بار بار ایسا ہی ہوتا ہے حمید کہتے ہیں پھر شعبی میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں اچھا تو میں جاتا ہوں کیونکہ شیخ کسی دوسرے خیال میں ہیں جس میں تم نہیں۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ بتحدیث یونس بن عبید: حسن اپنا وظیفہ لے کر اسے بانٹنے لگے گھر والوں نے اپنی ضرورتیں پیش کیں' فرمایا جو کچھ باقی ہے تمہارا ہے دیکھو اس میں خیر و برکت اسی طرح ہے: ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از حمید از حسن: ہنسی کی کثرت سے دل مر جاتا ہے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از محمد بن زبیر: مجھ سے عمر بن عبدالعزیز نے پوچھا کہ حسن کا جسم کیسا تھا اور ان کا کھانا پینا کیا تھا؟ اور یہ بھی کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسن حرقانی پگڑی باندھا کرتے تھے۔ میں بولا: جی ہاں' فرمایا: دیکھو وہ

ان کا قومی لباس ہے' پوچھا کیا تم نے یہ بھی دیکھا کہ حسن' عدی کے پاس آتے جاتے تھے' میں بولا' جی ہاں' پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کہ حسن عدی کے پاس کیا کرتے تھے؟ کیا ان کے ساتھی کھانا کھایا کرتے تھے؟ میں بولا: جی ہاں' ایک دن آپ کے سامنے ایک طباق لایا گیا آپ نے اس میں سے ایک بادام اٹھایا اور دانت سے اسے توڑنا چاہا پھر اسے طباق ہی میں رکھ دیا۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث سہل بن حصین بن مسلم بن باہلی از ابو قزعہ باہلی: میں نے حسن کے پاس کئی غلام دیکھے جو آپ کے والد نے انہیں بھیجے تھے۔

ابن سعد: باخبار ابوقطن عمرو بن ہیثم بتحدیث ابوحرہ: حسن اپنے فیصلہ پر اجرت نہیں لیا کرتے تھے۔ ابن سعد: باخبار یعقوب بن اسحٰق حضرمی بتحدیث عقبہ بن خالد عبدی۔ بسماع حسن: آدم اور بن مانس سب ختم ہو گئے اب تو ہم آواز سنتے ہیں اور کسی کو مونس نہیں پاتے۔

ابن سعد: باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس بتحدیث مندل از ابو یونس: جب حسن سے کہا جاتا کہ آپ تلوار سے لوگوں کو سیدھی راہ پر کیوں نہیں لاتے؟ فرماتے: اللہ تعالیٰ توبہ سے ہدایت فرماتا ہے تلوار سے نہیں۔

ابن سعد: باخبار خلف بن تمیم بتحدیث زائدہ از ہشام از حسن ومحمد: خواہش پسندوں کی مجلسوں میں نہ بیٹھو' نہ ان سے جھگڑو اور نہ ان کی باتیں سنو۔

ابن سعد: باخبار احمد عبداللہ بن یونس بسماع ابوبکر بن عیاش: حسن بیان فرماتے تھے اور ہمارا گھر کھچا کھچ بھرا ہوا ہوتا تھا اور ہم کو آپ کی باتیں سننے کی تاب نہ ہوتی تھی (آپ کا وعظ انتہائی مؤثر ہوتا تھا جو دلوں میں اتر جاتا تھا اور دل اڑنے لگتے تھے)۔

ابن سعد: باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس' بتحدیث ابوبکر بن عیاش از محمد بن زبیر از حسن: ایک دن میرے پاس میرا ایک بیٹا آیا میں نے اس سے پوچھا تم سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا تھا؟ بولا: جی ہاں اس نے اپنی صاحبزادی کا پیام دیا تھا' فرمایا: کیا وہ آزاد کردہ غلام ہے؟ بولا: جی ہاں' فرماتے ہیں اس کے دوستوں کو اس بات سے رنج ہوا' فرمایا جاؤ نکاح کر لو' اس نے تم کو کیا دیا؟ بولے: دس ہزار' فرمایا دس ہزار تو دوستی کا ہدیہ ہے جب تم اس سے دس ہزار لے لو گے تو پھر باقی کیا رہ جائے گا؟ چھ ہزار اسی کے پاس چھوڑ دو اور چار ہزار لے لو' ایک شخص بولا: ابوسعید! ان کے میرے پاس ایک لاکھ ہیں' پوچھا: ایک لاکھ؟ بولا ہاں ایک لاکھ' فرمایا: اللہ کی قسم اس میں خیر و برکت نہیں اس سے نکاح نہ کرو یہ سن کر لڑکی کی والدہ نے آ کر کہا آپ نے اس رزق کو جو اللہ نے ہمارے پاس بھیجا تھا کیوں حرام فرما دیا؟ فرمایا اے عجمی عورت! چلی جا' گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں وہ ایک لمبی تڑنگی بوڑھی عورت ہے۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون باخبار ہشام بن حسان: مسلمہ بن عبدالملک نے حسن کی خدمت میں ایک جبہ اور ایک چادر بھیجی آپ نے دونوں چیزیں قبول فرمالیں میں اکثر آپ کو مسجد میں دیکھا کرتا تھا کہ آپ جبہ پر چادر لٹکائے ہوئے ہیں۔

ابن سعد: باخبار وہب بن جریر بن حازم بتحدیث جریر بن حازم: میں نے حسن کو دیکھا نماز پڑھ رہے ہیں اور ایک منقش چادر اوڑھے ہوئے ہیں جب آپ سجدہ کرتے تو اس سے ہاتھ نہیں نکالا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار ابو عامر عقدی بتحدیث مہدی بن میمون: حسن جب کسی مجلس میں تشریف لاتے تو جاڑے ہوں یا گرمی

پگڑی ضرور باندھ کر آتے تھے۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین بتحدیث عمارہ بن زاذان: میں نے دیکھا حسن شطوی کتان کا کرتہ صلیب والی چادر نیلی سبز چادر اور تر کی جبہ پہنے ہوئے ہیں۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین بتحدیث بدر بن عثمان میں نے حسن کو سیاہ پگڑی میں دیکھا۔ ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ: میں نے حسن کو یمنی کپڑوں میں' سبز چادروں میں اور پگڑیوں میں دیکھا۔ ابن سعد: باخبار وکیع از ابو عمر دینار: میں نے حسن کو سیاہ پگڑی میں دیکھا۔

ابن سعد: باخبار معن بن عیسیٰ از محمد بن عمرو انصاری: میں نے حسن کے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی۔

ابن سعد: بخبر از محمد بن حسن واسطی باخبار عوف: ایک شخص نے حسن سے پوچھا: میری بستی خندق سے گھری ہوئی ہے مجھے وہاں سے آنے جانے میں بڑی دشواری ہوتی ہے میرے پاس کچھ حدیثیں ہیں اگر آپ کوئی حرج نہ سمجھیں تو میں انہیں آپ کو پڑھ کر سنادوں؟ فرمایا اگر تم انہیں مجھے سنادو تو برابر ہے کہ میں یہ کہہ دوں کہ وہ حدیثیں تم نے مجھ سے بیان کیں میں بولا: کیا میں یہ کہہ دوں کہ مجھ سے حسن نے بیان کیں؟ فرمایا: ہاں' کہہ سکتے ہو مجھ سے حسن نے بیان کیں۔ یحییٰ بن ابی بکیر بتحدیث حماد بن سلمہ از حمید: حمید نے حسن کی کتابیں لے کر نقل لیں پھر کتابیں حسن کو دے دیں۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث حمید بن مہران بتحدیث ابو طارق سعدی: میں موت کے وقت حسن کے پاس موجود تھا آپ کاتب کو وصیت فرما رہے تھے کہ لکھ یہ وہ ہے جس کی گواہی حسن بن ابوالحسن دیتے ہیں وہ گواہی دیتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جس نے اپنی موت کے وقت سچے دل سے ان دونوں کلموں کی گواہی دی وہ جنتی ہے یہی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے موت کے وقت وصیت کی تھی اور یہ رسول اللہ ﷺ سے بھی مروی ہے۔

ابن سعد: باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث عبدالواحد بن میمون مولیٰ عروہ بن زبیر: ایک شخص نے ابن سیرین سے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک پرندے نے حسن کو اٹھا کر مسجد میں پھینک دیا ابن سیرین نے فرمایا اگر تم نے واقعی یہ خواب دیکھا ہے تو حسن فوت ہو گئے ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ حسن کی وفات کی خبر آ گئی۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ از ثابت: میں حسن کے پاس ان کی بیماری میں گیا انہوں نے کچھ فرمایا لیکن میں سمجھ نہ سکا ان کے صاحبزادے نے فرمایا کہ آپ انا للہ پڑھ رہے ہیں۔

ابن سعد: باخبار معاذ بن ہانی بتحدیث سلام بن مسکین: ہم حسن کی بیمار پرسی کے لیے گئے آپ نے ہمیں غور سے دیکھ کر فرمایا کاش انسان اپنی تندرستی سے اپنی بیماری کے ایام کے لیے کچھ لے لیتا۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث ابو ہلال: ہم قتادہ کے گھر میں تھا کہ ہمیں حسن کی وفات کی اندوہناک خبر ملی میں بولا کیا آپ علم میں غوطہ لگاتے رہتے تھے' قتادہ نے فرمایا نہیں بلکہ علم میں ڈوبے رہتے تھے اور علم آپ کی رگ رگ میں خون کی طرح

دوڑتا تھا اللہ کی قسم حسن کا دشمن خارجی ہی ہوسکتا ہے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث سہل بن حصین بن مسلم باہلی: میں نے آدمی بھیج کر عبداللہ بن حسن سے ان کے والد کی کتابیں منگوائیں آپ نے یہ جواب بھیجا کہ جب حسن بیمار ہوئے تو آپ نے فرمایا میری کتابیں جمع کر کے میرے پاس لے آؤ میں نے حکم کی تعمیل کی مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ کتابوں کا کیا کریں گے آخر میں تمام کتابیں لے کر آپ کے پاس آیا آپ نے خادم سے کہا انہیں تنور میں جھونک آؤ صرف ایک کتاب بچائی تھی سووہ حاضر ہے اور آپ نے وہ کتاب بھیج دی پھر میں نے اس سلسلہ میں آپ سے بالمشافہ گفتگو کی تو آپ نے وہی کہا جو قاصد سے کہا تھا:

ابن سعد: باخبار معلّی بن اسد بتحدیث ابوعبیدہ عبدالمومن: میں نے سنا ایک شخص حسن سے پوچھ رہا ہے: ابوسعید! کیا آپ نے کبھی کسی جہاد میں بھی حصہ لیا ہے؟ فرمایا: ہاں' میں غزوۂ کابل میں عبدالرحمٰن بن سمرہ کے ساتھ تھا۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث حماد بن سلمہ بتحدیث حمید: حسن نے صرف دو حج کیے ایک حج ابتدائے عمر میں کیا اور دوسرا آخری عمر میں:

ابن سعد: باخبار احمد بن محمد بن ولید ازرقی بتحدیث عبدالرحمٰن بن ابوالرجال از عمر مولی غفرہ قدریہ حسن کی طرف منسوب ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ حسن کے اقوال ان کے مخالف ہیں آپ فرمایا کرتے تھے: اے آدم کے بیٹے! اللہ کی ناراضی کے ہوتے ہوئے کسی سے راضی نہ ہونا اور اللہ کے گناہ میں کسی کی بات نہ ماننا اور اللہ کے فضل پر کسی کی تعریف نہ کرنا اور جو چیز اللہ نے تجھے نہیں دی اس پر کسی کو برا نہ کہنا اللہ نے مخلوق کو اور ان کی عادتوں کو پیدا کیا اور وہ انہیں اخلاق پر گامزن رہے جن پر اللہ نے انہیں پیدا فرمایا تھا اگر کسی کو گمان ہو کہ حرص سے میرا رزق بڑھ جائے گا تو حرص سے اپنی عمر بڑھا کر دکھائے یا اپنا رنگ ہی بدل کر دکھائے یا اپنے اعضاء میں یا انگلیوں میں زیادہ کر کے دکھائے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بسماع شعیب سبز چادروں والے: میں نے دیکھا حسن قرآن پاک پڑھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں اور آنسو آپ کی داڑھی پر بہہ رہے ہیں۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث ہمام از قتادہ: حسن بال اڑانے کے لیے چونا استعمال نہیں کیا کرتے تھے۔ ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مہدی: میں حسن کے دروازے پر تھا آپ گھر آئے اور دروازے پر گھر والوں کو سلام کیا فرمایا السلام علیکم۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ بتحدیث یحییٰ بن سعید بھتیجہ حسن: جب میں پڑھنے میں ہوشیار ہو گیا تو میں نے کہا: چچا جان! معلم فیس مانگتا ہے' فرمایا: معلم تو اجرت نہیں لیا کرتے تھے پھر فرمایا پانچ درہم دے دینا میں کہتا رہا اور بڑھاتے حتیٰ کہ آپ نے فرمایا دس درہم دے دینا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید بتحدیث زریق بن زدیح از حسن: اے آدم کے بیٹے! قوی مت بن۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث ہمام از قتادہ ہم حسن کے پیچھے بواری میں نماز پڑھا کرتے تھے حسن سال کے سال بقرعید کے دن سر منڈوایا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث ابو ہلال: حسن گفتگو کرنے کے بعد کھڑا ہونا چاہتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ یا اللہ ہمارے دل شرک' غرور' نفاق' ریاکاری' شہرت اور اپنے دین میں شک وتردد سے محفوظ فرما اے دلوں کے پلٹنے والے! ہمارے دل اپنے دین پر قائم رکھ اور ہمارا دین سیدھا سچا اسلام ہی بنا۔

ابن سعد: باخبار حسن بن موسیٰ بتحدیث ابو ہلال بتحدیث خالد بن ریاح: انس بن مالک سے ایک مسئلہ پوچھا گیا' فرمایا: مولانا حسن کو چمٹ جاؤ اور ان سے پوچھا کرو' لوگ بولے ہم تو آپ سے پوچھتے ہیں اور آپ ہمیں حسن کا حوالہ دیتے ہیں فرمایا ہم نے بھی حدیثیں سنیں اور حسن نے بھی' ہم بھول گئے اور انہیں یاد ہیں۔

ابن سعد: باخبار حجاج بن نصیر بتحدیث عمارہ بن مہران: حسن سے پوچھا گیا آپ تبلیغ کے لیے امراء کے پاس کیوں نہیں آتے جاتے' فرمایا: مومن کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے جب ہم کچھ کہنا چاہتے ہیں تو ان کی تلواریں ہماری زبانوں سے پیش پیش رہتی ہیں آپ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا وہ ہماری گردنیں اڑا دیتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار حجاج از عمارہ از حسن: دنیا ایک قسم کا لعوق ہے' عمارہ: میں نے بجز حسن کے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کا قول اس کے عمل کے موافق ہو۔

ابن سعد: باخبار حجاج بتحدیث عمارہ: میں حسن کے پاس تھا آپ حلوہ تناول فرما رہے تھے کہ فرقد آ گئے' فرمایا: آؤ کھاؤ فرقد بولے مجھے ڈر ہے کہیں میں اس کا شکر' ادا نہ کر سکوں فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے کیا تم ٹھنڈے پانی کا شکر ادا کرتے ہو؟

ابن سعد: باخبار حجاج از عمارہ از حسن: ہم عابد کو اس کی گویائی سے نہیں پہچانتے بلکہ اس کے عمل سے پہچانتے ہیں اور یہی مفید علم ہے۔

ابن سعد: باخبار حجاج بتحدیث عمارہ بتحدیث حسن: حسن قرآن میں سروں کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ ابن سعد: باخبار حجاج بتحدیث عمارہ از حسن: لوگوں سے بدگمانی سے اپنے کو محفوظ رکھو۔

ابن سعد: سعید بن محمد ثقفی از ربیع بن صبیح: جب حسن کے سامنے کوئی حسن کی تعریف کرتا تو اس کی تعریف آپ کو ناگوار گزرتی اور اگر کوئی آپ کے حق میں دعا کرتا تو اس کی دعا آپ کو اچھی معلوم ہوتی۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید بتحدیث غالب قطان: میں حسن کے پاس عبدالملک بن ابی بشیر کا خط لے کر آیا' فرمایا: پڑھ کر سناؤ میں نے اسے پڑھا اس میں دعا تھی' فرمایا تمہارے بہت سے بھائی تمہاری ماں سے نہیں پیدا ہوئے۔

ابن سعد: باخبار علی بن عبدالحمید المعنی بتحدیث عمران بن خالد خزاعی ایک شخص سے جس کا نام بھی بتایا تھا' مطر نے حسن سے ایک مسئلہ پوچھا اور کہا کہ اس میں علماء آپ کے مخالف ہیں آپ نے فرمایا مطر! تیری ماں تجھے گم کرے' خبر بھی ہے عالم کون ہوتا ہے؟ عالم پرہیزگار وزاہد ہوتا ہے جو اپنے سے بڑے عالم کا احترام کرتا ہے اور چھوٹے عالم کو حقیر نہیں سمجھتا اور اپنے علم پر اُجرت نہیں لیتا۔

ابن سعد: باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس بسماع ابو بکر بن عیاش: اگر حسن جنازہ دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اچک لیے جانے والا شخص نہیں بنایا اور اس دن کچھ بیان نہیں فرماتے۔

ابن سعد: باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث محمد بن عمرو: حسن کی وفات ایک سو دس سال کی عمر میں بقول اسماعیل بن علیہ رجب میں ہوئی۔ اور آپ میں اور ابن سیرین میں اس دن سے جس دن ابن سیرین حسن کے پاس آئے ہیں سو سال ہیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: حسن جمعہ کی شب کو فوت ہوئے آپ کو ایوب اور حمید طویل نے غسل دیا اور آپ کا جنازہ نماز جمعہ کے بعد لایا گیا اس میں میرے والد اپنے ساتھ مجھے لے گئے تھے۔ معاذ بن معاذ: حسن بن سیرین سے دس سال بڑے تھے۔

سعید بن ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حسن سے چھوٹے تھے' حسن سے راوی ہیں اور آپ سے بھی لوگ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد: باخبار ابوقطن عمرو بن ہیثم و یحییٰ بن خلیف بن عقبہ بتحدیث ابوخلدہ: میں نے سعید کی داڑھی زرد دیکھی۔

ابن سعد: باخبار فضل بن عنبسہ و عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از یونس بن عبید: سعید کی موت پر حسن بصری کو سخت صدمہ ہوا اور آپ گفتگو سے بھی رُک گئے آپ کی مجلس اور گفتگو سے غم کا اظہار ہوتا تھا۔ اس سلسلہ میں آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے حزن یعقوب علیہ السلام کے لیے عار نہیں بنایا پھر فرمایا: جدائی ڈالنے والا گھر بہت ہی برا ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مبارک بن فضالہ: جب حسن کے پاس ان کے بھائی سعید کی موت کی خبر پہنچی تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ رو رہے تھے اتنے میں بکر بن عبداللہ بھی تشریف لے آئے اور آپ کو تسلی دینے لگے اور کہنے لگے: ابوسعید! آپ لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں اگر لوگ آپ کو روتا ہوا دیکھیں گے تو اپنے اپنے گھر جا کر کہیں گے ہم نے مصیبت کے وقت حسن کو روتا ہوا دیکھا اور آپ کے رونے سے لوگوں پر استدلال کریں گے یہ سن کر آپ نے حمد و ثنا کے بعد جب کہ آنسو آپ کا گلہ گھونٹ رہے تھے فرمایا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے یہ لوگوں کے دلوں کے لیے رحمت کی نشانی بنائی جس سے ایک دوسرے پر اظہار شفقت کرتا ہے آنکھیں روتی ہیں اور دل غمزدہ ہے یہ بے صبری نہیں بے صبری زبان سے اور ہاتھ سے ہوتی ہے پھر فرمایا حق تعالیٰ نے حزن کو گناہ قرار نہیں دیا جب کہ یہ بھی فرمایا کہ ان کی دونوں آنکھیں غم کی وجہ سے سفید ہو گئیں پھر وہ غم سے گھٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ سعید بن حسن کو اپنی آغوش رحمت میں لے لیں اور آپ نے ان کے لیے خوب دعائیں مانگیں پھر فرمایا جب کبھی مجھ پر کوئی نازک وقت آیا تو ان کی یہی تمنا ہوتی تھی کہ میری ڈھال بن جائیں۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث ابن عون: مجھے حسن نے اپنے بھائی سعید کی جب وہ فوت ہو گئے' ایک خوبصورت ٹوپی دی کہ میں اسے فروخت کر دوں اور اس پر گہرے غم کا اظہار کیا میں اسے بازار لے کر گیا تو اس کے صرف ۲۴ درہم ملے میں نے آپ سے کہا: میں اسے لینا چاہتا ہوں' فرمایا: تم جانو اگر مجھ سے پوچھتے ہو تو میں نہیں چاہتا کہ تم اس جیسی ٹوپی پہنو میں بولا: جب میں آپ کے پاس آؤں گا تو اسے پہن کر نہ آؤں گا۔ آخر کار میں اسے پہن کر بنوعدی کی مسجد میں گیا اور اس میں نماز پڑھی' بنوعدی کی ایک عورت نے میرے سر پر یہ ٹوپی دیکھ کر ایک آدمی کے ذریعہ کہلوایا کیا میں نہیں دیکھ رہی کہ تم اس جیسی ٹوپی پہنے ہوئے ہو؟ اس بات سے میرے دل میں کھٹکا پیدا ہوا۔ پھر میں نے ابن سیرین کے پاس جا کر اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا اس خاتون کو

میری طرف سے سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک ایک ہزار کا جوڑا خریدا کرتے تھے اور اسے پہنا کرتے تھے لیکن اسے نماز ہی کے لیے پہنا کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سعید سو سال سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔

ابو الشعثاء جابر بن زید ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد باخبار یزید بن ہارون باخبار خالد بن یزید ہدادی از حیان اعرج یا صالح دہان (ایک حدیث میں جوان سے مروی ہے) جابر بن زید بھینگے تھے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از خالد بن فضاء از ایاس: میں بصرہ گیا تو مفتی عمان کا ایک آدمی تھا جسے جابر بن زید کہا جاتا تھا۔ سفیان از عمرو: میں نے ابو الشعثاء سے اچھا عالم کسی کو نہیں دیکھا۔

سفیان از عمرو از عطاء: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا فرماتے تھے: اگر بصرہ والے جابر کے اقوال کو اپنا لیں تو اللہ تعالیٰ کی پوری کتاب پر عمل کر لیں۔

یحییٰ بن سعید قطان غالباً از سلیمان تیمی۔ جب حسن جہاد پر تھے تو یہاں لوگوں کے مفتی جابر بن زید تھے پھر جب حسن تشریف لے آئے تو آپ ہی فتویٰ دیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید: ایک دن ایوب نے جابر کو یاد کیا اور ان کی فہم پر عش عش کرنے لگے۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب و عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: ایوب سے پوچھا گیا کیا آپ نے جابر کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں ہاں آپ بڑے ہوشیار ہوشیار تھے (عارم والی حدیث میں ہے اس شخص سے جو محدود ہے)۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث جریر بن حازم بسماع ایاس بن معاویہ میں نے بصرہ کو پایا اس میں بجز جابر کے کوئی اور مفتی نہ تھا۔

ابن سعد: باخبار حفص بن عمر حوضی بتحدیث ہمام بن یحییٰ بتحدیث قتادہ: جابر قید خانہ میں تھے ان سے لوگوں نے آدمی بھیج کر ہیجڑے کی میراث کے بارے میں معلوم کرایا فرمایا تم مجھے جیل میں بھی ٹھونستے ہو اور مجھ سے فتوے بھی پوچھتے ہو دیکھو جس عضو سے ہیجڑا پیشاب کرتا ہے اسی سے اسے وارث بناؤ۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید بتحدیث حجاج بن ابی عیینہ از ہند: ہم طاعون سے بھاگ کر عراق گئے جابر ایک گدھے پر سوار ہو کر ہمارے پاس آیا جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے تمہارے زیارت کرنے والے تم سے زیادہ قریب کوئی نہیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید بتحدیث حجاج بن ابی عیینہ از جابر بن زید: میری ساٹھ سال کی عمر ہو گئی میں نے اس میں خوب عیش کیے آج مجھے ان تمام نعمتوں سے زیادہ محبوب میرا جوتا ہے بجز اس نیکی کہ جو میں نے آخرت کے لئے بھیج دی۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم و عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از عمرو بن دینار: جابر سے کہا گیا کہ لوگ جو حدیثیں آپ سے سنتے ہیں لکھ لیتے ہیں' فرمایا: اللہ ہی کے لیے لکھتے ہیں عفان نے کہا: آپ سے کل ہٹ جاؤں گا اور عارم نے کہا: میں آپ

سے کل واپس ہو جاؤں گا۔

ابن سعد: باخبار عفان وعارم بتحدیث حماد بن زید از یحییٰ بن عتیق: جابر کا ذکر ابن سیرین کے پاس چھڑ گیا' آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے آپ بیع سلم کا معاملہ کیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین بتحدیث محمد بن برجان: میں نے جابر کو دیکھا جب گیارہ بارہ حاجی مل کر چلتے تھے تو آپ سب سے آگے آگے ہوا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث قاسم بن فضل حدانی: میں نے جابر کو دیکھا آپ کی داڑھی اور سر سفید تھا۔ ابن سعد: باخبار عمرو بن ہیثم بتحدیث ابوخلدہ: میں نے دیکھا جابر بن زید کی داڑھی زرد تھی۔

ابن سعد: باخبار سعید بن عامر وعفان بن مسلم بتحدیث ہمام از قتادہ از عزرہ: میں نے جابر سے کہا کہ فرقہ اباضیہ کا گمان ہے کہ آپ ان میں سے ہیں' فرمایا: میں تو ان سے بیزار ہوں سعید والی حدیث میں ہے کہ میں نے آپ سے یہ مسئلہ مرض الموت میں پوچھا تھا۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ہشام از محمد: جابر ان کے اقوال سے بری تھے۔ عارم: اباضیہ اپنی نسبت جابر کی طرف کیا کرتے تھے (حالانکہ وہ اس نسبت میں جھوٹے تھے)۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث ابو ہلال بتحدیث داؤد بن ابی القصاف از عزرہ کوفی: میں نے جابر سے جا کر پوچھا: یہ لوگ (اباضیہ) آپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں فرمایا: میں ان سے بری ہوں۔

ابن سعد: باخبار عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید بتحدیث ہمام بن یحییٰ از ثابت البنانی: میں جابر کے پاس ان کی بیماری کی حالت میں گیا اور میں نے پوچھا: آپ کا کس چیز کو دل چاہتا ہے؟ فرمایا: ایک نظر حسن بصری کو دیکھ لیتا' فرماتے ہیں: میں حسن کے پاس گیا آپ ابوخلیفہ کے گھر تھے اور آپ سے جابر کی تمنا کا ذکر کیا' فرمایا مجھے ان کے پاس لے چلو۔ فرماتے ہیں' میں نے کہا: مجھے آپ پر اندیشہ ہے' فرمایا: اللہ تعالیٰ دشمنوں کی نگاہیں مجھ سے پھیر دے گا فرماتے ہیں آخر کار ہم جابر کے پاس پہنچ گئے آپ سے حسن نے کہا ابوالشعثاء لا الہ الا اللہ کہو' فرماتے ہیں پھر آپ نے آیت یوم یاتی بعض آیات ربك کی تلاوت فرمائی پھر آپ سے حسن نے پوچھا: اباضیہ آپ کو اپنا سردار کہتے ہیں فرمایا میں ان سے بری ہوں پھر میں نے پوچھا آپ اہل نہر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں فرمایا میں ان سے بھی بری ہوں پھر ہم آپ کے پاس سے چلے آئے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از حبیب بن شہید از ثابت: جابر سے بیماری میں پوچھا گیا کس چیز کو دل چاہتا ہے؟ فرمایا ایک نظر حسن کو دیکھ لیتا پھر ثابت حسن کے پاس پہنچے آپ ابوخلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے ثابت حسن کو جابر کے پاس لے آئے جابر نے کہا: مجھے اٹھا کر بٹھا دو۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون باخبار نوح بن قیس از عصمہ بن سالم از ثابت: میں حسن کے پاس گیا آپ ابوخلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے میں بولا آپ کے بھائی جابر حالت نزع میں ہیں' فرمایا: ذرا ٹھہرو چلتے ہیں جب شام ہوگئی تو آپ نے اپنا خچر

منگوایا اور اس پر سوار ہو گئے اور مجھے پیچھے بٹھا لیا اور جابر کے پاس رات بھر رہے پھر جب آپ کو صبح کی روشنی کا ڈر ہوا اور جابر ہنوز بقید حیات تھے تو حسن نے کھڑے ہو کر چار بار اللہ اکبر کہا اور آپ کے لیے دعائیں مانگیں پھر واپس چلے گئے۔

ابن سعد: باخبار وکیع بن جراح از ابو ہلال از حیان اعرج یا ابو الصلت دہان (ابو ہلال کا شک ہے) جابر نے وصیت کی کہ انہیں ان کی بیوی نہلائیں۔

محمد بن عمر وغیرہ: جابر ۱۰۳ھ میں فوت ہوئے اور بقول ابونعیم انس بن مالک کے ساتھ جمعہ کے دن ۹۳ھ میں فوت ہوئے۔

محمد: اس میں ابونعیم کا وہم ہے جابر بالاتفاق ۱۰۳ھ میں فوت ہوئے اور انس ۹۱ھ میں۔

ابوقلابہ جرمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبداللہ بن زید ہے آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں آپ کا مجموعہ احادیث شام میں تھا۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب از ابی قلابہ: آپ سے پوچھا گیا کہ غنی کون ہے؟ فرمایا جو اس پر راضی رہے جو اللہ تعالیٰ اسے دے' پوچھا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ فرمایا جو علماء کے علم سے اپنے علم میں اضافہ کرے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید بسماع ایوب (ابوقلابہ کا ذکر کر کے) اللہ کی قسم آپ بڑے جید عالم تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم و سلیمان بن حرب و عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب بقول مسلم بن یسار: اگر ابوقلابہ عجمی ہوتے تو قاضی القضاۃ ہوتے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث ثابت بن یزید بتحدیث عاصم از ابوقلابہ: اگر کسی عالم کو لوگ اس کے نفس سے زیادہ جانتے ہوں تو وہ ہلاک ہو جانے کے لائق ہے اور اگر وہ لوگوں کی بہ نسبت اپنے نفس کو زیادہ جانتا ہو تو وہ نجات پا جانے کے لائق ہے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب: میں نے اسے جو فیصلہ کرنے میں بہت ہوشیار ہوتا قضاء سے بہت کتراتا ہوا اور اس سے انتہائی بیزار دیکھا میں نے بصرہ میں ابوقلابہ سے زیادہ بہتر قاضی کسی کو نہیں پایا' مجھے معلوم نہیں محمد کیا فرماتے اگر آپ کو خبر دی جاتی۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حاتم بن وردان بتحدیث ایوب: ابوقلابہ سے قاضی بننے کی درخواست کی گئی آپ موقعہ پا کر ملک شام چلے گئے اور وہاں ایک مدت تک رہے پھر تشریف لائے میں نے کہا کاش آپ محکمۂ قضا سنبھال لیتے اور لوگوں میں انصاف کرتے مجھے اُمید تھی کہ آپ کو اس کا اجر عظیم ملتا فرمایا: ایوب! دریا میں تیرنے والے کے بارے میں کیا خیال ہے کب تک اس کے تیرنے کی توقع رکھتے ہو؟

ابن سعد: بتحدیث سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید از ابوخشینہ صاحب زیادی: ابن سیرین کے پاس ابوقلابہ کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا: ابوقلابہ میرے سچے بھائی ہیں۔

ابن سعد: باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس بتحدیث ابوبکر بن عیاش بتحدیث عمرو بن میمون از ابوقلابہ: جب میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا: ابوقلابہ! حدیث بیان کیجئے' میں بولا: امیر المومنین! میں کثرت سے حدیثیں بیان

کرنے کو اچھا نہیں سمجھتا اور نہ کثرتِ سکوت کو پسند کرتا ہوں۔

ابن سعد: باخبار محمد بن مصعب قرقسائی بتحدیث اوزاعی از مخلد از ایوب از ابوقلابہ: اگر تم کسی سے حدیث بیان کر رہے ہو اور وہ تم سے کہے حدیث چھوڑ و اور قرآن کی آیت پیش کرو تو یقین مانو وہ گمراہ ہے۔

ابن سعد: باخبار عبداللہ بن جعفر بتحدیث عبیداللہ بن عمرو باخبار عفان بن مسلم واحمد بن اسحٰق از وہیب از ایوب از ابوقلابہ: بدعت جاری کرنے والا اپنے لیے تلوار ہی کو حلال کرتا ہے۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید از ایوب بقول ابوقلابہ: ہوا پرستوں کی مجلسوں میں نہ بیٹھو اور نہ ان سے جھگڑو کیونکہ میں اس سے بے خوف نہیں کہ وہ اپنی گمراہی سے تمہیں بھی نہ لے ڈوبیں یا تمہیں جو باتیں معلوم ہیں ان میں تم کو تذبذب میں ڈال دیں۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید از ایوب بقول ابوقلابہ: خواہش پرست گمراہ ہوتے ہیں اور میرے خیال میں ان کا لوٹنا جہنم ہی کی طرف ہوتا ہے پھر آگ انہیں گھسیٹتی ہے ان میں سے ہر ایک جو رائے رکھتا ہے یا جو قول پیش کرتا ہے اس کا انجام تلوار پر ہی نکلتا ہے دیکھو نفاق کی کئی قسمیں ہیں پھر آپ یہ آیت پڑھتے ہیں: ﴿ومنهم من عاهد الله ومنهم الذين يؤذون النبي ومنهم من يلمزك في الصدقات﴾ (بعض مال ملنے پر اللہ سے صدقہ کا عہد کرتے ہیں' بعض نبی اکرم ﷺ کو ایذا پہنچاتے ہیں اور بعض صدقات میں آپ پر نکتہ چینی کرتے ہیں) دیکھئے ان کے اقوال مختلف ہیں لیکن سب شک وتکذیب پر جمع ہیں اور ان لوگوں کے بھی اقوال مختلف ہیں لیکن تلوار میں سب جمع ہیں ان کا ٹھکانہ آگ ہی میں دیکھتا ہوں ایوب کہتے ہیں اللہ کی قسم ابوقلابہ انتہائی جید عالم تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم وعارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب از ابوقلابہ: میں مدینہ منورہ تین دن ٹھہرا مجھے وہاں کوئی کام نہ تھا بجز ایک حدیث کے جو مجھے ایک مدنی سے پہنچی تھی میں نے اس کا انتظار کیا حتیٰ کہ وہ آیا پھر میں نے اس سے وہ حدیث پوچھی۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث بشر بن مفضل بتحدیث خالد: ہم ابوقلابہ کے پاس جاتے آپ ہم سے تین حدیثیں بیان کرتے اور فرماتے میں نے کثیر حدیثیں بیان کر دیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث وہیب بتحدیث ایوب از غیلان بن جریر: میں نے ابوقلابہ کے ساتھ مکہ معظمہ جانا چاہا چنانچہ میں نے آپ کے دروازہ پر جا کر اجازت مانگی اور میں نے کہا: کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ فرمایا بڑی خوشی سے بشرطیکہ آپ خارجی نہ ہوں۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون باخبار حماد بن سلمہ از حمید: ابوقلابہ ریشم والوں کے پاس جا کر فرماتے تھے میرے لیے اتنے طول کی اور اتنے عرض کی اور اس ہیئت کی چادر لکھ لو پھر جب وہ تیار ہو جاتی تو آپ اسے خرید لیتے تھے۔

ابن سعد: باخبار شبابہ بن سوار بتحدیث عقبہ بن ابوالصہباء از ابوقلابہ: آپ سیاہ خضاب کرتے تھے۔ ابن سعد: باخبار

سلیمان بن حرب وعارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب: ملک شام میں ابوقلابہ بیمار ہوئے تو آپ کی بیمار پرسی کے لیے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا: ابوقلابہ! مضبوط رہو ہم سے منافقوں کو خوش ہونے کا موقعہ نہ ملے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید از ایوب: جب ابوالعالیہ ابوقلابہ کے پاس آئے تو فرمایا: صبر کیجئے تاکہ منافقوں کو خوش ہونے کا موقعہ نہ ملے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: ابوقلابہ نے وصیت کی اور فرمایا: اگر ایوب زندہ ہوں تو انہیں میری کتابیں دے دینا ورنہ انہیں جلا دینا۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عمر: ابوقلابہ شام میں ۱۰۴ھ یا ۱۰۵ھ میں دریایا میں فوت ہوئے آپ کا کتب خانہ ملک شام میں تھا۔

ابوعبداللہ مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ، مولیٰ طلحہ بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ تیمی قرشی:

ابن سعد: باخبار محمد بن عبیداللہ تیمی قرشی بتحدیث حماد بن سلمہ از حمید: مسلم بن یسار اپنے گھر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے پھر آپ کے کسی پہلو والے کپڑے میں آگ لگ گئی آپ کو خبر بھی نہیں ہوئی حتیٰ کہ آگ بجھ گئی۔ ابن سعد: از ہر السمان از ابن عون: مسلم بن یسار اپنے ہم عصروں میں سب سے ممتاز وافضل تھے۔

ابن سعد: بقول زید بن حباب از عبدالحمید بن عبداللہ بن مسلم بن یسار بخبر عبداللہ بن مسلم: میرے والد محترم جب گھر میں تشریف لاتے تو گھر میں سب خاموش ہو جاتے پھر جب گھر میں نماز پڑھنے کھڑے ہو جاتے تو گھر والے شور وغل کرتے اور ہنستے رہتے تھے (آپ کو نماز میں ان کے شور وغل کی خبر بھی نہ ہوتی تھی)۔

ابن سعد: باخبار عتاب از عبداللہ بن مبارک باخبار جعفر بن حیان: مسلم بن یسار سے کہا گیا کہ آپ نماز میں دوسری طرف دھیان نہیں رکھتے، فرمایا: تمہیں کیا خبر میرا دل کہاں ہوتا ہے؟

ابن سعد: باخبار معاذ بن معاذ از ابن عون: میں نے مسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا گویا زمین میں میخ گڑی ہوئی ہے آپ کسی پیر پر آرام نہیں لیتے تھے اور آپ کا کپڑا ہلتا ہوا محسوس نہیں ہوتا تھا۔

ابن سعد: باخبار عبیداللہ بن محمد بتحدیث حماد بن سلمہ از عاصم احول از ابی قلابہ: میں نے مسلم سے نماز میں خشوع کے بارے میں پوچھا، فرمایا: جس جگہ سجدہ کرو وہیں نگاہ رہے (اس سے آگے نہ بڑھے یہی خشوع ہے)۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم وعارم بن فضل بتحدیث حماد بن سلمہ بتحدیث ثابت از مسلم: مجھے معلوم نہیں کہ جو شخص وہ کام نہیں چھوڑتا جو حق تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہیں اس کا ایمان کافی ہے کہ نہیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مبارک بتحدیث عبداللہ بن مسلم: میرے والد کھجور سے روزہ کھولا کرتے تھے آپ کو خبر ملی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کھجور سے روزہ کھولا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ بتحدیث ثابت از مسلم بن یسار: میرا کوئی ایسا عمل نہیں جس کے بارے میں مجھے یہ ڈر نہ ہو کہ اس میں کوئی ایسی چیز جس میں اللہ کی محبت کارفرما نہ ہو داخل ہوگئی ہو جس نے اسے بگاڑ دیا ہو۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مبارک بتحدیث عبداللہ بن مسلم از مسلم: دوست کی یہ شان نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو اگر میں کسی چیز پر لعنت کرتا تو اسے اپنے گھر میں باقی نہیں رہنے دیتا آپ کسی کو گالی نہیں دیتے تھے اور انتہائی غصہ کی حالت میں صرف یہ فرماتے تھے میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے۔ جب آپ یہ جملہ فرماتے تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ اب آپ کے غصہ کی انتہاء ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مبارک بن فضالہ بحدیث عبداللہ بن مسلم از مسلم: میں جوتوں میں محض سنت پر عمل کرنے کی غرض سے نماز پڑھتا ہوں حالانکہ مجھے جوتے اتار کر نماز پڑھنے میں آسانی ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مبارک بن فضالہ بسماع عبداللہ بن مسلم: مسلم سے کشتی میں بیٹھ کر نماز کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا: میں مکروہ سمجھتا ہوں یا بغض رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھے کہ میں اس کے لیے بغیر کسی بیماری کے بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہوں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مبارک بحدیث عبداللہ بن مسلم از مسلم: مجھے اپنی شرمگاہ سیدھے ہاتھ سے چھونا ناپسند ہے جب کہ مجھے یہ توقع بھی ہے کہ میں اس سے اپنی کتاب چھونے والا ہوں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب از محمد بن مسلم بن یسار: ریاکاری سے اپنے نفس کو بچاؤ کیونکہ یہ عالم کے لیے جہالت کی ساعت ہے اور اسی کے ذریعہ شیطان اسے پھسلاتا ہے۔ محمد نے فرمایا یہ مجادلہ یہ مجادلہ ہے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از حبیب بن شہید اپنے کسی صاحب سے: ایک دفعہ مسلم ایک مسجد میں تشریف لاتے ہیں پھر مؤذن اذان دیتا ہے آپ واپس چلے جاتے ہیں مؤذن آپ سے پوچھتا ہے کہ آپ کیوں لوٹ گئے؟ فرماتے ہیں: تم نے لوٹا دیا۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث عون بن موسیٰ بتحدیث عبداللہ بن مسلم: میرے والد کے پاس ایک غلام تھا جو نماز نہیں پڑھا کرتا تھا اور آپ اسے مارتے بھی نہ تھے فرماتے میں اس کے ساتھ کیا کروں یہ مجھ پر غالب آ گیا۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید: ایوب نے ابن عطاء کا ذکر کیا جو ابن اشعث کے ساتھ (حجاج کے مقابلہ کے لیے) نکلے تھے اور فرمایا میرے علم میں ان میں سے کوئی ایسا نہیں جو اگر قتل ہوا تو اپنے قتل کیے جانے سے متنفر نہ ہوا ہو اور اگر بچ گیا تو اپنے فعل پر نادم ہوا ہو۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم و سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید از ایوب از ابوقلابہ: مسلم بن یسار مکہ کے سفر میں میرے ہمسفر تھے آپ نے فتنہ کا ذکر کرتے ہوئے مجھ سے فرمایا: میں آپ کے سامنے اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں نے اس فتنہ میں ایک تیر بھی نہیں چلایا' نہ میں نے نیزے کو حرکت دی اور نہ تلوار کو چھیڑا' میں آپ سے بولا: ابوعبداللہ! کیا آپ اس کی زبان پکڑ لیں گے جس نے آپ کو صف میں کھڑا ہوا دیکھا؟ فرمایا یہ مسلم ہے اللہ کی قسم میں اس موقف میں حق ہی پر کھڑا ہوا تھا پھر وہ آگے بڑھ گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے یہ فرما کر آپ رونے لگے اور اس قدر روئے کہ میں نے دل میں کہا کاش میں نے آپ کے سامنے یہ قصہ

چھیڑا ہی نہ ہوتا۔ لوگ کہتے ہیں مسلم ثقہ فاضل عابد پارسا اور لوگوں کی نگاہوں میں حسن سے اونچے تھے حتیٰ کہ آپ عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کے ساتھ جہاد کے لیے نکلے اس نے آپ کا مرتبہ گھٹا دیا اور حسن کا بڑھا دیا آپ عہد عمر بن عبدالعزیز میں ۱۰۰ھ میں یا ۱۰۱ھ میں فوت ہوئے۔

جبیر بن ابو حیہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ زیاد بن جبیر کے والد ہیں اور مغیرہ بن شعبہ سے راوی ہیں۔

ابو العلاء حیان بن عمیر قیسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں اور ابن عباس' ابن زبیر' اور عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں۔

ابو مدینہ سدوسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبداللہ بن حصین ہے آپ قلیل الحدیث ہیں اور ابن عباس و ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں۔

خالد بن غلاق عبسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قلیل الحدیث ہیں۔

مضارب بن حزن مازنی رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث ہیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

عبداللہ بن ابی بکرہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی والدہ بنو سعد بن زید مناۃ بن تمیم کی ایک خاتون ہیں پھر آپ کا تعلق بنو صریم سے بھی ہے۔

عبداللہ بحرین میں بصرہ میں رہائش سے قبل پیدا ہوئے آپ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے اور آپ ان کے لیے کسی چیز کے والی نہیں ہوئے' ابوبکرہ چالیس بچے (لڑکے اور لڑکیاں) چھوڑ کر فوت ہوئے جن میں سے سات صاحب اولاد ہوئے ان سات میں عبداللہ بھی شامل ہیں۔

عبید اللہ بن ابو بکرہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی والدہ ہولہ بنت غلیظ عجلی ہیں آپ قلیل الحدیث ہیں۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث ابو ہلال از ابو حمزہ: سب سے پہلے جسے ہم نے بصرہ میں وضو کرتا ہوا دیکھا وہ عبداللہ ہیں فرماتے ہیں ہم کہنے لگے اس حبشی کو دیکھو اپنے جوتڑ پانی سے دھو رہا ہے لوگ کہتے ہیں عبید اللہ زیاد بن ابو سفیان کے زمانہ میں بجستان کے حاکم بنے۔ عبید اللہ اولاد چھوڑ کر فوت ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن ابو بکرہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بصرہ میں سب سے پہلے پیدا ہوئے اس دن لوگوں نے خریبہ میں اونٹ ذبح کیا اور بصرہ والوں کو کھلایا گیا اس وقت بصرہ میں تقریباً تین سو آدمی تھے اونٹ سب کو کافی ہو گیا آپ ثقہ ہیں اور صاحب روایات و احادیث ہیں۔ عبدالرحمٰن کی والدہ ہولہ

بنت غلیظ عجلی ہیں۔ عبدالرحمن اولاد چھوڑ کر فوت ہوئے۔

عبدالعزیز بن ابوبکرہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی والدہ ام ولد ہیں۔ آپ سے بھی روایتیں کی جاتی ہیں اور آپ صاحب احادیث ہیں آپ اولاد چھوڑ کر فوت ہوئے۔

مسلم بن ابوبکرہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے بھی روایتیں کی جاتی ہیں' آپ بھی اولاد چھوڑ کر فوت ہوئے۔

رواد بن ابوبکرہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی اولاد چھوڑ کر فوت ہوئے۔

یزید بن ابوبکرہ رحمۃ اللہ علیہ' عتبہ بن ابوبکرہ رحمۃ اللہ علیہ

نضر بن انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار' آپ کی والدہ ام ولد ہیں آپ ثقہ ہیں اور صاحب احادیث ہیں آپ سے روایت کی جاتی ہے آپ حسن سے قبل فوت ہوئے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث حرب بن میمون انصاری: اس اثناء میں کہ ابن سیرین نضر کو غسل دے رہے تھے اور حسن موجود تھے اور میں انہیں پانی دے رہا تھا کہ محمد نے مجھ سے کہا چادر لے آؤ میں ایک سرخ چادر لے آیا محمد بولے: ابوسعید! یہ قارون کی زینت ہے حسن نے ان سے فرمایا: بے شک' پھر مجھ سے محمد نے کہا: دوسری چادر لاؤ' پھر میں سبز چادر لے آیا آپ نے اس میں انہیں کفنا دیا۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث اسود بن شیبان: حسن نضر کے جنازے میں تھے اور اشعث بن اسلم عجلی بھی تھے اشعث نے آپ سے کہا: ابوسعید! مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں جنازے میں آواز نہ سنوں حسن نے فرمایا: خیر کے لیے خیر کی اہلیت رکھنے والے ہیں' خیر کے لیے خیر کی اہلیت رکھنے والے ہیں (دوبار) فرماتے ہیں اس دن موسیٰ بن انس نے نضر کی قبر کے پاس عصر کی نماز پڑھی (غالباً آپ کو حدیث نہ پہنچی ہوگی) اسود بن شیبان کے گمان کے مطابق آپ کی قبر کشادہ اور صندوقی تھی۔

ابن سعد: باخبار حجاج بن نصیر' باخبار اسود بن شیبان: میں نے اس دن موسیٰ بن انس کو دیکھا کہ نضر کی قبر کے پاس نماز پڑھ رہے ہیں اور ایک سرخ کرتہ پہنے ہوئے ہیں اور چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔

عبداللہ بن انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی والدہ فارعہ بنت مثنیٰ بن حارثہ بن سلمہ بن ضمضم بن مرہ شیبانی ہے آپ ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں۔

موسیٰ بن انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن نضر' آپ کی والدہ یمنی ہیں۔ آپ ثقہ ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔

مالک بن انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ اسدی بتحدیث ہشام بن حسان بتحدیث محمد: ہم بحرین میں تھے اور ہمارے ساتھ مالک بن انس اور انس بن سیرین بھی تھے میں سخت بیمار ہو گیا اور مجھے چھ دن تو ہوش بھی نہ تھا مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ بحرین کے ہر طبیب کو میرے پاس بھیجتے رہے میں کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ لوگ میری طرف دیکھنے لگے اور کہنے لگے ہم ان کا سر منڈوائیں گے اور داغ لگوائیں گے ہشام کہتے ہیں آپ کے خوبصورت بال تھے لیکن مالک نے کہا میں انہیں آگ کو توشہ نہیں دوں گا اور انہیں اکٹھا ہی دفن کروں گا انہوں نے یہ ذکر نہیں فرمایا کہ مالک نے محمد کی بیماری میں عیادت کی یا نہیں۔

ابوبکر' محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ:

سیرین انس بن مالک کے آزاد کردہ غلام تھے۔ محمد بن سیرین ثقہ' مستند' معتمد علیہ اور عالی مقام اور جلیل القدر عالم اور امام تھے آپ وسیع النظر اور جامع علوم تھے اور بڑے متقی اور پارسا تھے آپ کی سماعت میں قدرے فتور تھا۔ میں نے محمد بن عبداللہ انصاری سے پوچھا: محمد بن سیرین کے بزرگ کہاں کے تھے؟ فرمایا آپ کے والد عین التمر کے قیدیوں میں سے ہیں جن کو کافی رقم لے کر انس بن مالک نے آزاد کر دیا تھا۔

ابن سعد: باخبار خالد بن خداش بتحدیث حماد بن زید از انس بن سیرین: خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے دو سال باقی رہ گئے تھے کہ محمد پیدا ہوئے اور چھ سال باقی تھے کہ میں پیدا ہوا۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بتحدیث محمد: محمد بن سیرین کی والدہ صفیہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی کو تین ازواج مطہرات نے پاکیزہ بنایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کے لیے دعائیں مانگیں حضرت ابی آپ کے لیے دعا مانگ رہے تھے اور حاضرین ۱۸ بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آمین کہہ رہے تھے۔

بکار بن محمد: ایک بیوی سے محمد بن سیرین کے تیس بچے پیدا ہوئے جن میں صرف ایک عبداللہ بن محمد باقی ہیں باقی سب فوت ہو گئے۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون باخبار عبدالملک بن ابی سلیمان از انس بن سیرین: ایک دفعہ ہمارے پاس زید بن ثابت تشریف لائے ہم چھ بھائی جمع تھے جن میں محمد بھی تھے فرمایا اگر کہو تو میں تمہیں بتا دوں کہ تم میں سے ہر ایک کا اخیافی بھائی کون ہے؟ یہ اور یہ ایک ماں کے ہیں اور یہ اور یہ ایک ماں کے ہیں آپ نے ٹھیک ٹھیک بتائے اور کسی میں بھی نہیں چوکے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث شعبہ: میری والدہ نے ہشام بن حسان سے پوچھا محمد کس کس صحابی سے راوی ہیں؟ فرمایا' ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا: کیا محمد نے ان سے حدیثیں سنی ہیں؟ فرمایا: ہاں۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث سلیم بن اخضر از ابن عون: محمد' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صرف تین مرفوع حدیثیں روایت کی ہیں ایک حدیث تو یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھی اور دوسری حدیث یمن والوں کے آنے

کے بارے میں ہے اور تیسری حدیث کو سلیمان بھول گئے۔

ابن سعد: بقول عبدالرزاق از معمر از ایوب از محمد: میں دس حضرات سے ایک حدیث سنتا ہوں جس کا مطلب ایک ہی ہوتا ہے اور الفاظ مختلف ہوتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث ابن عون: محمد حدیث کو حدیث کے حروف پر بیان کیا کرتے تھے۔

ابن سعد: بجز از امیہ بن خالد از شعبہ بقول خالد حذاء: جس حدیث میں محمد نے یہ کہا ہے کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی گئی وہ حدیث آپ نے عکرمہ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے سنی ہے آپ نے عکرمہ سے مختار کے زمانہ میں کوفہ میں ملاقات کی تھی۔

کہتے ہیں محمد زید بن ثابت انس بن مالک رضی اللہ عنہما یحییٰ بن جزار اور شریح وغیرہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث سری بن یحییٰ بسماع ابن سیرین: حق تعالیٰ شریح پر رحم فرمائیں آپ مجھے اپنی مجلس میں بلا لیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ انصاری از ابن عون از محمد بن سیرین: یہ علم دین ہے لہٰذا جس سے یہ سیکھتے ہو اس میں غور کر لیا کرو (آیا اس میں علم دین سکھانے کی اہلیت بھی ہے یا نہیں)۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بتحدیث ابن عون: محمد بن سیرین جب بات کرتے تو گویا آپ کسی چیز سے بچ رہے ہیں اور کسی چیز سے ڈرا رہے ہیں۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بتحدیث ابن عون بقول محمد بن سیرین: کتابوں سے اپنے کو بچاؤ کیونکہ تم سے پہلے کتابوں ہی کی وجہ سے تذبذب میں پڑے یا یہ فرمایا کہ گمراہ ہوئے۔

بکار: میرے دادا کے پاس نہ میرے والد کے پاس اور نہ ابن عون کے پاس کوئی کتاب ہے جس میں کوئی حدیث پوری ہو۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث سلیم بن اخضر بتحدیث ابن عون بسماع محمد: اگر میں کتابیں رکھنے والا ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رسائل رکھ لیتا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید از یحییٰ بن عتیق: محمد بن سیرین حدیث لکھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے پھر جب اسے حفظ کر لیتے تو حدیث کو مٹا دیا کرتے تھے۔

ابن سعد: بتحدیث عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از شعیب بقول شعبی: اس بہرے (محمد بن سیرین) کو چمٹے رہو۔ ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از غالب قطان: محمد کے حلم کو لے لو اور حسن کے غصہ کو نہ لو۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث ابو سہل محمد بن عمرو انصاری بسماع محمد بن سرین: ابن سیرین کو یہ بات پسند نہ تھی کہ آپ با لکھیں اور اسے میم تک کھینچ دیں حتیٰ کہ سین لکھیں فرماتے تھے جو کچھ میں لکھتا ہوں اسے دیکھو "بسم اللہ" پھر ایسا کرنے والوں پر خوب لے دے کیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث محمد بن عمر: میں نے محمد سے سنا آپ کو یہ لکھنا ناپسند تھا' بسم اللہ الرحمن الرحیم لفلان

فرماتے تھے اس طرح لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من فلان الی فلان۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از یحییٰ بن عتیق: محمد نے ایک شخص کو دیکھا کہ تھوک سے اپنے جوتوں پر لکھ رہا ہے فرمایا: کیا تو اپنا جوتا چاٹنے میں مسرت محسوس کرے گا؟ یہ سن کر اس نے جوتا زمین پر ڈال دیا۔ ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث ابن زید بتحدیث یونس: حسن نے ثواب کے لیے گفتگو کی اور محمد نے ثواب کے لیے خاموشی اختیار کی۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث اشعث از محمد بن سیرین: جب ہم محمد کی مجلس میں بیٹھتے تھے تو آپ ہم سے اور ہم آپ سے باتیں کیا کرتے تھے آپ ہنستے تھے اور خبریں پوچھا کرتے تھے لیکن جب آپ سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا اور حلال و حرام کے بارے میں سوال کیا جاتا تو آپ کا رنگ بدل جاتا اور آپ بالکل بدل جاتے گویا آپ پہلے شخص نہیں ہیں۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث مہدی بن میمون بسماع محمد: (جب آپ سے کسی مسئلہ میں ایک شخص جھگڑتا ہے) میں تیری نیت بھانپ گیا میں تجھ سے جھگڑنا جانتا ہوں لیکن تیرے منہ لگنا نہیں چاہتا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید بتحدیث عاصم احول بسماع مورق عجلی میں نے بجز محمد کے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو اپنی پارسائی میں انتہائی سمجھدار ہو اور اپنے علم میں انتہائی پرہیزگار ہو۔

ابو قلابہ: تم محمد کو جس طرح چاہو آزمالو انہیں سب سے زیادہ پارسا اور اپنے نفس پر انتہائی قادر پاؤ گے۔ ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث جریر بن حازم بسماع محمد بن سیرین (ایک شخص کے بارے میں) میں نے کالے آدمی کو نہیں دیکھا پھر فرمایا استغفر اللہ! میرے خیال میں میں نے اس کی غیبت کی۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید بتحدیث طلق بن وہب طاحی: میں ابن سیرین کے پاس گیا میں کچھ علیل تھا فرمایا: فلاں کے پاس جا کر اپنا حال بیان کرو وہ علم طب میں ہوشیار ہے پھر فرمایا لیکن فلاں کے پاس جاؤ وہ اس سے زیادہ ہوشیار ہے پھر فرمایا استغفر اللہ میرے خیال میں میں نے اس کی غیبت کی۔ ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید از ہشام بسماع محمد: میں نے کبھی کسی سے حسد نہیں کیا خواہ نیک ہو یا بد۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید از ابن عون بقول محمد' اگر میں اپنے کھانے کا وزن کرنا چاہوں تو کرلوں۔ ابن سعد: باخبار عفان بتحدیث حماد بن زید بتحدیث ہشام بقول محمد: میں اپنا کھانا تول لیتا ہوں۔ ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید از عثمان بتی: جھگڑوں میں کوئی محمد سے زیادہ اچھا فیصلہ کرنے والا نہیں۔

ابن سعد: باخبار روح بن عبادہ بتحدیث ابن عون: محمد نے ایک مسئلہ میں جس میں میں نے ان سے بحث کی تھی فرمایا: میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس میں کوئی حرج نہیں؛ میں نے تو یہ کہا تھا کہ میرے علم میں اس میں کوئی حرج نہیں۔ ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بحدیث معتمد علیہ اشخاص از سوار بن عبداللہ: محمد اور حسن اس شہر کے باشندوں کے خواہ وہ عربی ہوں یا غلام سردار ہیں۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بتحدیث ابن عون بقول محمد: اگر باتیں کرنے والوں کو معلوم ہو کہ ان کی باتیں لکھی جا رہی ہیں تو کم باتیں کریں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم و عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید باخبار ایوب: میں نے خواب میں ابن سیرین کے ہتھکڑیاں پڑی ہوئی دیکھیں (اس کی تعبیر اسلام پر ثابت قدمی ہے)۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم و عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ہشام بن حسان کسی گھر والے سے: محمد جب سے ہوشیار ہوئے آج تک شک والی چیز کو چھوڑتے ہوئے ہی آئے ہیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از یحییٰ بن عتیق: ایک دیہاتی محمد کے پاس آ کر کچھ دینی مسائل پوچھنے لگا آپ اسے جواب دینے لگے وہاں سلمہ بن قتیبہ بھی تھے ایک شخص بولا آپ ان سے تقدیر کے بارے میں پوچھیں، بولا: ابوبکر! آپ کا تقدیر کے بارے میں کیا خیال ہے؟ پوچھا: کس نے تم کو حکم کیا کہ مجھ سے یہ سوال کرو؟ پھر آپ نے تھوڑی سی دیر خاموش رہ کر فرمایا: شیطان کا کسی پر غلبہ نہیں لیکن جو شیطان کی اطاعت کرتا ہے شیطان اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید و باخبار بکار بن محمد باخبار ابن عون: ایک شخص محمد کے پاس آتا ہے اور آپ کے سامنے کچھ تقدیر کے بارے میں ذکر کرتا ہے آپ ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ ...... الخ﴾ کی تلاوت فرما دیتے ہیں یعنی حق تعالیٰ عدل و احسان کا اور اقارب کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور بے حیائی سے غیر معروف کاموں سے اور بغاوت سے روکتا ہے وہ تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت مان لو۔ اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ کر فرمایا: یا تم نکل جاؤ یا پھر میں نکل جاؤں گا آخر کار وہ شخص اٹھ کر چلا جاتا ہے پھر آپ نے فرمایا: دیکھو میرا قلب میرے اختیار میں نہیں مجھے ڈر ہوا کہیں یہ شخص میرے دل میں کوئی ایسی بات نہ پھونک دے کہ میں اسے دل سے نکالنے پر قدرت نہ پاؤں لہٰذا مجھے اسی میں نجات نظر آئی کہ اس کی بات نہ سنوں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب و ہشام: ہم نے ابن سیرین سے زیادہ قبلہ والوں کے لیے حوصلہ بڑھانے میں کسی کو نہیں دیکھا۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از انس بن سیرین: اگر ابن سیرین کو دو حدیثیں پہنچتیں اور ایک دوسری سے زیادہ مشقت والی ہوتی تو آپ مشقت والی ہی پر عمل پیرا ہوتے اور دوسری میں کوئی حرج نہ خیال فرماتے اور آپ اس کی وجہ سے مشقت میں پڑ جاتے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل و عفان: بتحدیث حماد بن زید از ایوب بقول ابوقلابہ: محمد کی طرح ہم میں کون طاقت رکھتا ہے آپ تو تیر کی دھار دار نوک پر سوار ہو جاتے تھے۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بتحدیث ابن عون: محمد تلوار کی دھار جیسی شے پر سوار ہو جاتے تھے۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بحدیث محمد: سیرین نے یہ زمین جو جرجرایا کے ایک گاؤں میں ہے خریدی اور یہ زمین محمد اور ان کے بھائی یحییٰ کے حصہ میں آئی یہ دونوں بھائی اس کی آمدنی سے فائدہ اٹھاتے رہے اس میں انگوروں کا ایک باغ تھا لوگوں نے ان انگوروں کے رس سے شراب بنانی چاہی محمد نے کہا ایسا نہ کرو تازہ انگور فروخت کر دو بولے ہمارا خرچ پورا نہ ہوگا فرمایا تو کشمش بنالو

بولے ان کے کشمش بنتے نہیں آخر کار محمد نے انگور کاٹ کر پانی میں ڈال دیئے اور وہ پانی میں بہہ گئے۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث ہشام بن حسان بحدیث حفصہ بنت سیرین: محمد کی والدہ حجازی خاتون تھیں اور آپ کو رنگ پسند تھا جب محمد ان کے لیے کوئی کپڑا خریدتے تو حتی الامکان نرم و نازک خریدا کرتے تھے مضبوطی کو نہیں دیکھا کرتے تھے اور ہر عید کو ان کے لیے کپڑے رنگے جاتے تھے میں نے محمد کو ان کے سامنے کبھی اونچی آواز سے بات کرتے ہوئے نہیں دیکھا اس طرح باتیں کیا کرتے تھے جیسے کوئی کانا پھوسی کر رہا ہو۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بتحدیث ابن عون: جب محمد اپنی والدہ سے باتیں کرتے ہوتے اور آپ کو کوئی ایسا شخص دیکھتا جو آپ کو پہچانتا نہ ہوتا تو آہستہ گفتگو کی وجہ سے یہ خیال کرتا تھا کہ یہ بیمار ہیں۔ فرماتے ہیں میں نے محمد بن عبداللہ انصاری سے محمد کے قرض کا سبب معلوم کیا جس کی بنا پر آپ کو قید کر دیا گیا تھا تو فرمایا آپ نے چالیس ہزار کا غلہ خریدا تھا پھر آپ کو اس غلہ کے بارے میں کوئی ایسی بات بتائی گئی جسے آپ نے اچھی نہ سمجھی آخر آپ نے غلہ چھوڑ دیا یا اسے صدقہ کے ڈر پر لوگوں میں بانٹ دیا اور اس کی رقم آپ کے ذمہ واجب الادا رہی یہ رقم ایک عورت کی تھی جس نے آپ کو بند کرا دیا اور بند کرنے والے مالک بن منذر تھے۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بتحدیث محمد: محمد بن سیرین نے ام محمد بنت عبداللہ بن عثمان بن ابوالعاص ثقفی کو ایک لونڈی فروخت کی یہ لونڈی بھاگ کر پھر محمد کے پاس آ گئی اور شکایت کرنے لگی کہ وہ مجھے تکلیفیں پہنچاتی ہیں محمد نے اسے واپس لے لیا مگر اس کی قیمت آپ کے پاس خرچ ہو چکی تھی۔ ام محمد ہی نے آپ کو بند کرایا تھا اسی عورت سے سلیم بن زیاد نے شادی کی تھی اور اسے خراسان لے کر چلا گیا تھا اس کے والد کا لقب کرکرہ تھا۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن الہیثم بتحدیث شعبہ از قتادہ: میں جیل میں ابن سیرین کے پاس گیا آپ ایک شخص کو نرخ لکھوا رہے تھے۔ ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید از ابن عون از ابن سیرین: اللہ کی قسم مجھے بدنام کر دیا گیا۔

ابن سعد: باخبار حسن بن موسیٰ بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت بنانی: مجھ سے ابن سیرین نے کہا: ابومحمد! مجھے تمہاری مجلسوں میں اٹھنے بیٹھنے سے بدنامی کا ڈر ہی روکتا ہے مجھ پر ایک بلا چمٹی رہی حتیٰ کہ میری داڑھی پکڑی گئی اور مجھے چبوترہ پر کھڑا کیا گیا اور اعلان کیا گیا کہ یہ محمد بن سیرین ہے جو لوگوں کا مال کھا گیا ہے' آپ پر قرض تھا۔

ابن سعد: باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس بتحدیث ابوشہاب از ہشام از ابن سیرین: آپ نے معینہ مدت پر غلہ خریدا اس میں اسی ہزار کا فائدہ تھا لیکن غلہ کی طرف سے آپ کے دل میں کچھ کھٹکا پیدا ہو گیا جس پر آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ ہشام: اللہ کی قسم! وہ سود نہ تھا۔

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن خلیف بن عقبہ بقول خلیف بن عقبہ: ابن سیرین روزی کے لیے خود دوڑ دھوپ کیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس بتحدیث ابوشہاب بخبر عثمان بتی: میں ابن سیرین کے پاس گیا' فرمایا: عثمان! لوگ تقدیر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں بولا بعض تقدیر کے قائل ہیں اور بعض وہی کہتے ہیں جو آپ کو خبریں ملی ہیں فرمایا: تم مجھ پر تقدیر کو کیوں لوٹاتے ہو' دیکھو حق تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے اپنی اطاعت و محبت کے عملوں کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور

جس کے ساتھ اس کے علاوہ چاہتا ہے اسے عذاب میں گرفتار کر دیتا ہے اور حق تعالیٰ اس صورت میں بھی ظالم نہیں۔

ابن سعد: باخبار معلّٰی بن اسد بتحدیث عبدالعزیز بن مختار از خالد حذاء: ابن سیرین ایک دن ناغہ کر کے برابر روزے رکھا کرتے تھے اگر آپ کا روزہ شک والے دن میں پڑتا کہ آیا یہ دن شعبان کا ہے یا رمضان کا تو آپ روزہ رکھا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از ایوب و ہشام: ابن سیرین ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑ دیتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید باخبار انس بن سیرین: محمد کے سات ورد تھے اگر کوئی ورد رات کو چھوٹ جاتا تھا تو آپ اسے دن میں پڑھ لیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ابن عون: محمد روزانہ غسل کیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب بقول محمد: میرا دل مجھے چند چیزوں کی تکلیف دیتا ہے کاش وہ مجھے ان کی تکلیف نہ دیتا۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ابن عون از محمد: میں ایک سخت آزمائش میں ہوں چاہتا ہوں کہ پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں لیکن پیٹ نہیں بھرتا اور چاہتا ہوں کہ سیراب ہو کر پانی پیوں مگر سیراب نہیں ہوتا۔

ابن سعد: باخبار عارم بتحدیث حماد بن زید از ابن عون! محمد جب یہ آیت ﴿وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِيْنَ﴾ (تاکہ حق تعالیٰ مومنوں کو چھانٹ دے اور کافروں کو مٹا دے) پڑھتے تو دعا مانگتے کہ یا اللہ ہمیں چھانٹ دے اور کافر نہ بنا۔

ابن سعد: باخبار از ہر بن سعد سمان از ابن عون: اگر لوگ محمد کے پاس کسی شخص کا برائی سے ذکر کرتے تو محمد اس کا اپنے علم والی خوبی سے ذکر فرماتے۔

ابن سعد: باخبار از ہر از ابن عون: لوگوں نے محمد کے پاس آ کر کہا ہم نے آپ کی شان میں کچھ گستاخی کی ہے آپ اسے معاف فرما دیں، فرماتے: جو بات اللہ نے تم پر حرام فرما دی ہے میں اسے حلال کرنے والا کون۔

ابن سعد: باخبار از ہر از ابن عون: محمد جب سونے کے لیے لیٹتے تو کروٹ سے لیٹتے اور کبھی سیدھے لیٹ جاتے تھے۔

ابن سعد: باخبار از ہر سمان از ابن عون: میں ہر عید کو بلا ناغہ ابن سیرین کے گھر جایا کرتا تھا آپ عید کے دن مجھے حلوہ یا فالودہ کھلایا کرتے تھے فرماتے ہیں میں پیشاب کو روک کر حلوہ کھایا کرتا تھا۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بتحدیث ابن عون: ہم ابن سیرین کے گھر عید کے دن جب کبھی گئے آپ نے ہمیں حلوہ یا فالودہ ضرور کھلایا آپ صدقۂ فطر ادا کیے بغیر عید کی نماز کو نہیں جایا کرتے تھے اور صدقۂ فطر جامع مسجد بھیج دیا کرتے تھے پھر عید کی نماز کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث عبداللہ بن عون: ابن سیرین قرآن کو اسی طرح پڑھنا پسند فرماتے تھے جس

طرح وہ اترا ہے اور اثنائے تلاوت میں بولنا بھی مکروہ خیال فرماتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید بتحدیث ہشام از محمد: جب آپ کسی شخص کو رخصت فرماتے تو اس سے فرماتے: اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنی روزی حلال طریقہ سے کمانا کیونکہ اگر حرام طریقہ سے کماؤ گے تب بھی اتنی ہی ملے گی جتنی مقدر میں ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید بتحدیث ہشام از محمد: پیسے دیتے وقت لوگ کہا کرتے تھے دے دیئے گئے نا' دے دیئے گئے نا۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بتحدیث ابن عون: ابن سیرین میرے پاس دوکان پر آتے پھر میرے پاس خریدار آتے میں انہیں چیزیں دکھاتا اور محمد ان سے فرماتے اگر کہو تو میں یہ چیزیں تم کو تمہارے گھر لا کر دکھا دوں پھر آپ انہیں ان کے گھر لے جا کر دکھا دیتے تھے۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بتحدیث ابن عون: جب ابن سیرین کچھ مال قرض لیتے تو کسی چیز سے اس کا وزن کر کے وزن کو لکھ کر مہر لگا دیتے تھے اور ادا کرتے وقت اسی وزن سے تول کر دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ وزن گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔

ابن سعد: باخبار محمد بن الصلت بتحدیث ابو کدینہ از عبداللہ بن عون: اگر ابن سیرین کے پاس کھوٹا سکہ یا چاندی سے ملمع کیا ہوا کھوٹا درہم آ جاتا تو آپ اس کو کسی دوسرے شخص کو نہیں دیا کرتے تھے اور ایک طرف ڈال دیا کرتے تھے جب آپ فوت ہوئے تو آپ کے پاس پانچ سو کھوٹے درہم تھے۔

ابن سعد: باخبار کثیر بن ہشام بتحدیث جعفر بن برقان بتحدیث میمون بن مہران: میں کپڑا خریدنے کے لیے کوفہ گیا اور ابن سیرین کے پاس پہنچا آپ اس وقت کوفہ ہی میں تھے' میں نے کپڑے کا آپ سے بھاؤ کیا جب آپ مجھے کوئی کپڑا فروخت کر دیتے تو آپ مجھ سے تین بار پوچھتے: راضی ہونا' میں عرض کرتا: جی ہاں پھر دو آدمیوں کو گواہ بنا کر فرماتے: اپنا سامان اٹھا لو' آپ ان حجاجی درہموں سے خرید و فروخت نہیں کیا کرتے تھے میں آپ کی پارسائی سے انتہائی متاثر ہوا پھر مجھے جس چیز کی ضرورت ہوتی تھی اور وہ آپ کے پاس ہوتی تھی تو آپ ہی کے پاس سے خریدا کرتا تھا حتیٰ کہ کپڑوں کے لفافے بھی۔

ابن سعد: باخبار حسن بن موسیٰ بتحدیث ابو ہلال: میں نے ابن سیرین کو دیکھا ہے جب آپ باہر تشریف لاتے تو آپ کپڑا وڑھ کر آتے اور اسے کندھے پر باندھ لیتے تھے اور مسجد میں آ کر بیٹھ جاتے تھے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از یحییٰ بن عتیق از محمد: سعید بن جبیر اپنے کیے ہوئے کام پر خوفزدہ تھے پھر آپ مکہ معظمہ آ کر مفتی بن گئے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از یحییٰ بن عتیق از محمد: محمد بانٹنے والوں سے شرط نہیں باندھا کرتے تھے اور فیصلہ میں رشوت کو برا سمجھتے تھے اور فرماتے تھے: لوگ فیصلہ پر اُجرت لیتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث معاذ از ابن عون: عمر بن عبدالعزیز نے حسن کے پاس کچھ بھیجا آپ نے قبول فرمالیا

اورابن سیرین کے پاس بھیجا تو انہوں نے مسترد فرمادیا۔

ابن سعد: باخبار عفان بتحدیث حماد بن زید: ہشام بن حسان نے اپنے بیٹوں کے ختنے کرائے اور دعوت میں آل مہدب کے پریشان لوگوں کو بلایا' محمد سے کہا گیا: آپ نے دیکھا نہیں ابوعبداللہ نے کیا کیا؟ فرمایا ابوعبداللہ کو ٹھوکر نہ مارو (دوبار)۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از غالب: میں محمد کے پاس گیا (آپ کے مزاج کے ذکر کے بعد) فرماتے ہیں میں نے ہشام کے بارے میں پوچھا فرمایا: وہ تو کل فوت ہو گئے' کیا تم کو خبر نہیں؟ میں نے انا اللہ پڑھی پھر آپ ہنسنے لگے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث مہدی بن میمون: میں نے دیکھا وضو میں محمد نے اپنے پیر دھوئے اور ٹانگوں کے عضلوں تک پانی پہنچادیا۔

ابن سعد: باخبار مسلم بتحدیث قرہ بن خالد: میں نے دیکھا محمد اپنی مسجد کو اپنے کپڑے سے صاف کر رہے تھے۔ ابن سعد: باخبار فضل بن دکین و مسلم بتحدیث قرہ: ابن سیرین کی انگوٹھی پر ''کنیۃ ابوبکر'' کندہ تھا۔

ابن سعد: باخبار روح بن عبادہ بتحدیث ہشام: (متن حسب سابق ہے)۔ ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ہشام (متن حسب سابق)۔ ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مہدی بن میمون: میں نے ابن سیرین کے بائیں ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ انصاری از ابن عون: جب محمد ابن ہبیرہ کے پاس تشریف لے گئے تو میں آپ کے ساتھ تھا۔ نماز کا وقت ہوا تو آپ نے مجھے نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھا دیا نماز کے بعد میں نے کہا: کیا آپ یہ نہیں فرماتے تھے کہ وہی آگے بڑھے جو قرآن کا جامع ہو آپ نے مجھے کیسے آگے بڑھایا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے وہ کام کیا جو کام محمد نے اپنے لیے مکروہ جانا اس لیے میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا' فرمایا: میں اس لیے آگے نہیں بڑھا کہ لوگ یہ نہ کہیں یہ محمد ہیں اور لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ بتحدیث ابن عون از محمد: جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں سے پھلانگنا اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا فرماتے ہیں محمد نے فرمایا لوگ کہتے ہیں ابن سیرین لوگوں کی گردنوں سے پھلانگتے ہوئے جاتے ہیں حالانکہ میں ایسا نہیں کرتا البتہ میں آتا ہوں تو ایک شخص مجھے پہچان کر سمٹ جاتا ہے اور آگے بڑھنے کے لیے جگہ دے دیتا ہے میں آگے بڑھ جاتا ہوں پھر دوسرا شخص بھی مجھے پہچان کر جگہ دے دیتا ہے اور میں آگے بڑھ جاتا ہوں۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد: میں نے عرائیس میں ابن سیرین' انس اور حفصہ کی مسجدیں دیکھی ہیں۔ یہ مسجدیں سیرین کے محلّہ میں بلا کواڑوں کے تھیں اور ان میں بچہ اور کوئی شخص داخل نہیں ہوتا تھا۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید از حبیب بن شہید از ثابت بنانی: حسن کی ایک بچی فوت ہو گئی آپ چھپے ہوئے تھے میں نے آپ کے پاس جا کر خبر دی تو فرمایا ایسا ایسا کرو مجھے امید ہوئی کہ آپ مجھے نماز جنازہ پڑھانے کا حکم فرمائیں گے آخر کار آپ نے فرمایا پھر جب جنازہ باہر لاؤ تو ابن سیرین سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث محمد بن عمرو بسماع ابن سیرین: میں نے اپنے کو اس کے بعد کہ میں ایک مطلق العنان تھا برائیوں سے بچایا۔

ابن سعد: باخبار ابو اسامہ از مہدی بن میمون: میں نے ابن سیرین کو سبز چادر اوڑھے ہوئے اور جاڑوں میں سفید کمبل اوڑھے ہوئے اور پوستین پہنے ہوئے اور سفید پگڑی باندھے ہوئے دیکھا۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ: میں نے دیکھا ابن سیرین یمنی کپڑے سبز چادریں اور پگڑیاں استعمال کیا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن خلیف بتحدیث ابوخلدہ: میں نے دیکھا ابن سیرین سفید لاطیہ پگڑی باندھے ہوئے ہیں اور اس کا شملہ پیچھے لٹکا ہوا ہے۔ ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث ابوالاشہب: میں نے ابن سیرین پر کتان کے کپڑے دیکھے۔

ابن سعد: باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث محمد بن عمرو از محمد بن سیرین: میں نے انس سے رسول اللہ ﷺ کے خضاب کے بارے میں پوچھا فرمایا آپ کو خضاب کی ضرورت ہی نہیں ہوئی البتہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حنا اور وسمہ سے خضاب کیا فرماتے ہیں اس دن میں نے بھی حنا اور وسمہ سے خضاب کیا۔

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن خلیف بن عقبہ بتحدیث ابوخلدہ: میں نے ابن سیرین کو زرد خضاب لگائے ہوئے دیکھا۔ ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث ابوکعب: ابن سیرین موچی سے جب وہ آپ کے موزے سیا کرتا تھا کہا کرتے تھے کہ اپنے تھوک سے ڈورے مت بھگونا۔

ابن سعد: باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث محمد بن عمرو: میں نے ابن سیرین کو دیکھا آپ اپنی مونچھیں بالکل صاف نہیں کرایا کرتے تھے جس طرح بعض لوگ صاف کرا دیتے ہیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ بجز حمید: ابن سیرین نے ابو محفوظ سوید کو حکم فرمایا کہ یمنی چادروں کا جوڑا تیار رکھو تا کہ مجھے اس میں کفنایا جائے۔

ابن سعد: باخبار عبدالوہاب بن عطاء باخبار ابن عون: ابن سیرین نے بعینہٖ وہی وصیت فرمائی جو محمد بن ابی عمرہ نے اپنے بیٹوں اور گھر والی کو وصیت فرمائی تھی کہ اللہ سے ڈرتے رہیں اور آپس میں صلح رکھیں اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں کیونکہ ایمان والوں کی یہی شان ہے اور وہ وصیت بھی کی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کی تھی کہ اے پیارے بیٹو! حق تعالیٰ نے تمہارے لیے یہ دین چن لیا ہے لہٰذا حالت اسلام ہی پر مرنا اور یہ وصیت کی کہ وہ انصار کے اور ان کے دینی موالی کے بھائی ہونے کا دعویٰ نہ کریں کیونکہ پاک دامنی اور راست بازی زنا اور جھوٹ سے بہتر' مستحکم اور قابل عزت اوصاف ہیں اور آپ نے ترکہ میں وصیت کی بشرطیکہ میرے ساتھ قبل اس کے کہ میں وصیت میں ردوبدل کروں کوئی حادثہ پیش آ جائے۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد از محمد از عبداللہ بن محمد بن سیرین: جب میں اپنے والد کی طرف سے قرض کا ضامن بن گیا تو

آپ نے مجھ سے پوچھا: پوراپورا ادا کرو گے؟ میں بولا: جی ہاں' پھر آپ نے میرے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بتحدیث محمد: عبداللہ بن محمد بن سیرین نے اپنے والد کی طرف سے تیس ہزار درہم ادا کیے پھر عبداللہ کے فوت ہونے سے پہلے ہم نے ان کے مال کا اندازہ لگایا تو تقریباً تین لاکھ کی مالیت کا تھا۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب از محمد: محمد حکم کیا کرتے تھے کہ میت کے کرتے میں گھنڈیاں اور کف لگائے جائیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ہشام از محمد: میرے کرتے میں گھنڈیاں بنا دینا مگر لگانا نہیں۔ ایوب: میں نے محمد پر گھنڈیاں لگائیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید محمد جمعہ کے دن فوت ہوئے اور آپ کو ایوب اور ابن عون نے غسل دیا مجھے معلوم نہیں کہ ان کے ساتھ اور کون کون تھے۔

ابن سعد: باخبار معن بن عیسیٰ باخبار محمد بن عمر' اور محمد بن سعد نے فرمایا بخبر از ہشیم از منصور: محمد بن سیرین حسن کی وفات کے سو دن کے بعد ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے' باخبار بکار بن محمد: ابن سیرین کی اسی سال سے کچھ اوپر عمر تھی۔

معبد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ:

آپ محمد بن سیرین سے بڑے اور بھائیوں میں سب سے معمر تھے آپ ثقہ ہیں اور راوی احادیث ہیں آپ کا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سے سماع ثابت ہے۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد بحدیث محمد: معبد' انس' عمرہ اور سودہ سیرین کے یہ چاروں بچے انس بن مالک کی ام ولد سے ہیں انس نے اپنی ام ولد کا سیرین سے نکاح کرا دیا تھا اس سے انس کے بھی دو بچے معبد اور ام حرام ہیں۔

یحییٰ بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ:

آپ محمد بن سیرین کے اخیافی بھائی ہیں اور دونوں بھائیوں کی والدہ کا نام صفیہ ہے۔ ابن سعد: باخبار بکار بن محمد: مجھے خبر ملی ہے کہ سیرین نے اپنے بیٹوں کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا پھر جب وہ واپس آئے تو یحییٰ سب میں زیادہ حافظ تھا سیرین نے یحییٰ کے حفظ کی وجہ سے ان کی کنیت ابو ہریرہ رکھ دی۔ آپ ثقہ ہیں اور قلیل الحدیث ہیں آپ جرجرایا میں محمد بن سیرین سے پہلے فوت ہوئے وہیں آپ کی قبر ہے۔

ابن سعد: باخبار حفص بن غیاث بتحدیث عاصم احول از حفصہ بنت سیرین: مجھ سے انس نے فرمایا: یحییٰ کس بیماری میں فوت ہوئے؟ میں نے کہا: طاعون میں' فرمایا دیکھو! طاعون ہر مسلمان کے حق میں شہادت ہے۔

ابوحمزہ' انس بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ:

انس بن مالک کے نام اور کنیت پر آپ کا نام اور کنیت ہے لیکن حماد کی بعض حدیث میں آپ کی کنیت ابوموسیٰ بتائی گئی ہے آپ ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں۔

ابن سعد: باخبار سعید بن عامر از اسماء بن عبید از انس بن سیرین: جب میں پیدا ہوا تو میرے والد مجھے انس کے پاس لے گئے آپ نے اپنے نام پر اور اپنی کنیت پر میرا نام اور میری کنیت رکھی۔

ابن سعد: باخبار خالد بن خداش بتحدیث حماد بن زید از انس بن سیرین: شہادت عثمان کے دو سال قبل پیدا ہوا۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث ابوالعوام بتحدیث قتادہ: ابن زبیر نے انس بن مالک کو بصرہ کا حاکم بنا دیا تھا اور انس نے اپنے مولیٰ انس بن سیرین کو ابلہ کا حاکم بنا دیا تھا' کہتے ہیں پھر انس بن سیرین نے کہا: کیا آپ مجھے عشر کا محصل بناتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کیا تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط سے راضی نہیں آپ نے وہ خط نکالا تو اس میں یہ لکھا تھا کہ مسلمان تاجروں سے ہر چالیس پر ایک درہم لیا جائے اور ذمیوں سے ہر بیس پر ایک درہم اور حربیوں سے ہر دس پر ایک درہم۔ انس محمد بن سیرین کے بعد فوت ہوئے۔

ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام منذر بن مالک بن قطعہ ہے اور آپ عوقہ سے ہیں جو عبدالقیس کا ایک ذیلی خاندان ہے آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور کثیر الحدیث ہیں' ہر راوی ایسا نہیں ہوتا کہ اس سے حجت لی جائے۔

یحییٰ بن سعید قطان از شعبہ: میرے پاس سلیمان تیمی اور ابن عون میری والدہ کی بیمار پرسی کے لیے آتے ہیں' سلیمان کہتے ہیں: ہم سے ابونضرہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عون کہتے ہیں میں نے ابونضرہ کو دیکھا فرماتے ہیں: سلیمان کہتے ہیں: لیکن میں نے ان کو نہیں دیکھا۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بقول ابوحرملہ خالد بن حرملہ ابونضرہ کے چچا زاد بھائی بحدیث مؤثرہ بنت اربک: ابونضرہ اپنی بیوی زینب کے ساتھ جہاد کے لیے خراسان گئے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث صالح بن راشد: میں نے ابونضرہ کی داڑھی زرد دیکھی۔ ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث ابوالاشہب: میں نے دیکھا ابونضرہ کبھی کبھی داڑھی زرد کر لیا کرتے تھے۔ ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث صالح بن راشد: میں نے ابونضرہ پر سیاہ پگڑی دیکھی۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم و مسلم بن ابراہیم بتحدیث مہدی بن میمون: جب ابونضرہ فوت ہوئے تو میں موجود تھا حسن نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی تھی۔ پھر ظہر کا وقت ہو گیا آپ نے اسی حالت میں جبان میں ظہر کی نماز بھی پڑھائی آپ کے آگے سترہ نہ تھا اور آپ کے دائیں بائیں قبریں تھیں' ابونضرہ عمر بن ہبیرہ کی ولایت کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

سعد بن ہشام بن عامر انصاری رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید از علی بن زید: میں نے سنا زرارہ بن اوفی حسن اور نضرہ' سعد بن ہشام بن عامر کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ ہشام فرماتے ہیں: میں صدیقہ کے پاس گیا اور میں نے آپ سے اپنا تعارف کرایا' پوچھا: اچھا تم جنگِ احد میں شہید ہونے والے صحابی کے فرزند ہو' میں نے کہا جی ہاں۔ لوگ کہتے ہیں: ان شاء اللہ سعد ثقہ ہیں۔

علقمہ بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے۔

بکر بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ علقمہ کے بھائی نہیں ہیں آپ ثقہ' ثبت اور مستند ہیں اور حجت ہیں اور کثیر الحدیث ہیں' اور عالم ہیں آپ کے ایک اخیافی بھائی کا نام خطاب بن جبیر بن حیہ ثقفی تھا۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث معتمر: میرے والد فرمایا کرتے تھے: حسن بصرہ کے شیخ ہیں اور بصرہ کے جوانوں کے جوان ہیں۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث عبداللہ بن بکر بحدیث ہمشیرہ ام عبداللہ بنت بکر بسماع بکر: میں نے پکا ارادہ کرلیا ہے کہ جب کبھی میں لوگوں کو تقدیر پر گفتگو کرتا ہوا پاؤں گا تو اٹھ کر دو رکعت نماز ضرور پڑھوں گا (اس شکریہ میں کہ حق تعالیٰ نے مجھے اس سے محفوظ رکھا)۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث عبداللہ بن بکر بن عبداللہ مزنی بحدیث ابوعبداللہ میرے والد سے: آپ عرفات میں قیام فرماتے تھے کہ دل میں رقت پیدا ہوئی اور فرمایا اگر میں لوگوں میں عرفات میں قیام کیے ہوئے نہ ہوتا تو کہہ دیتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو بخش دیا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مرجی بن وادع بتحدیث غالب قطان از بکر مزنی: خود کو ایسے کلام سے بچاؤ کہ اگر وہ صحیح بھی ہو تو تم کو اس پر اجر نہ ملے اور اگر غلط ہو تو اس پر تمہاری پکڑ ہو' ایسا کلام اپنے بھائی پر تمہاری بدگمانی ہے یعنی بدگمانی سے بچو۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث عبداللہ بن ابوداؤد بسماع بکر بن عبداللہ مزنی: جب تمہارے ساتھ کوئی شخص ہو اور اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو تم اس کے لیے نہ بیٹھو جب تک وہ اپنا تسمہ درست نہ کرلے کیونکہ تم اس کے ساتھی نہیں اور اگر وہ پیشاب کرنے کے لیے بیٹھ جائے تو تم اس کے لیے نہ بیٹھو جب تک وہ فارغ نہ ہو جائے کیونکہ تم اس کے ساتھی نہیں' حسن بکر کو مکیس (ہوشیار بنائے ہوئے) کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل باخبار ابوہلال از غالب از بکر (جب آپ کو عہدۂ قضاء کی طرف لے جایا جانے لگا) میں آپ کو اپنے بارے میں بتاتا ہوں آپ غور فرمائیں' اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں مجھے قضاء کا علم نہیں اگر میں اس میں سچا ہوں تو آپ کو لائق نہیں کہ مجھے یہ عہدہ دیں اور اگر جھوٹا ہوں تو جھوٹے کو قاضی بنانا لائق نہیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث معتمر بتحدیث حمید طویل از بکر: مجھے امید ہے کہ میں مالداروں جیسی زندگی گزاروں گا اور مجھے فقراء جیسی موت آئے گی آپ اسی طرح تھے اپنا کمبل اوڑھ کر فقراء کے پاس آجاتے تھے اور ان سے باتیں کرتے رہتے تھے اور فقراء اس سے بڑے خوش تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث معتمر: میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے کہ بکر بن عبداللہ کے لباس کی قیمت

چار چار ہزار کی ہوتی تھی آپ کی والدہ مال دار تھیں اور ان کا شوہر بھی مال دار تھا اور ان کی کسی بات کو ٹالتا نہ تھا۔

* ابن سعد: باخبار عبداللہ بن جعفر بتحدیث عبید اللہ بن عمرو از کلثوم بن جوشن: بکر نے چار سو میں ایک چادر خریدی درزی نے اسے کاٹنا چاہا اور اس پر مٹی چھڑکنے کے لیے اٹھا بکر نے فرمایا ذرا ٹھہر جا پھر آپ نے کافور منگوا کر اسے پیسا اور اس پر چھڑک دیا۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث عتبہ بن عبداللہ عنبری: میں نے بکر سے سنا آپ دعا میں فرما رہے تھے یا اللہ ایک وہ وقت بھی تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا میں اپنی خواہش پوری کرنے پر قادر نہ تھا اور نہ اپنی جان سے کوئی ناگوار امر ہٹانے پر قادر تھا میں اپنے غیر کے ہاتھ میں تھا اور اس وقت مجھ سے زیادہ فقیر کوئی نہ تھا' پھر فرماتے ہیں' اے آدم کے بیٹے ایسی امید باندھ جو تجھے اللہ کے فکر سے نڈر نہ بنائے اور ایسا ڈر پیش نظر رکھ جو تجھے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ بنائے۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث ابوالاشہب بسماع بکر (دعا میں) یا اللہ ہمیں اپنے فضل سے ایسا رزق عطا فرما جس سے تیرے شکر میں اضافہ ہو اور تیری طرف احتیاج وفقر میں بھی اضافہ ہو اور تیری بدولت تیرے ماسوا سے بے نیازی اور پاکدامنی حاصل ہو۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث ابوہلال: جمعہ کے دن لوگ بیمار پرسی کے لیے بکر کے پاس آتے اور آپ کے پاس آکر بیٹھتے' بکر فرماتے بیمار کی بیمار پرسی کی جاتی ہے اور تندرست کی زیارت کی جاتی ہے۔

ابن سعد: باخبار ابوالولید' ہشام طیالسی بتحدیث ابوعمرو زیاد بن ابی مسلم: میں نے بکر کو سیاہ خضاب کیے ہوئے دیکھا۔

ابن سعد: باخبار مؤمل بن اسماعیل: بکر ۱۰۶ھ میں فوت ہوئے فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص سے سنا ۱۰۸ھ میں فوت ہوئے اور وہ ہمارے نزدیک زیادہ اچھا ہے۔

ابن سعد: باخبار علی بن محمد از مبارک بن فضالہ: حسن بصری بکر کے جنازے میں موجود تھے اور ایک گدھے پر سوار تھے آپ نے بھیڑ دیکھ کر فرمایا لوگ گناہ اجر سے زیادہ کما رہے ہیں' لوگ دیکھتے تھے پھر اگر جنازے کے لیے جانے پر قادر ہوتے تو اپنے بھائیوں کو پیچھے چھوڑ جاتے تھے۔

ابوعبداللہ جسری رحمۃ اللہ علیہ:

یہ عنزہ کا ایک قبیلہ ہے آپ مشہور و معروف اور قلیل الحدیث ہیں اور معقل بن یسار سے راوی ہیں۔

سنان بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محبق ہذلی' آپ معروف و قلیل الحدیث ہیں آپ حجاج کی ولایت کے آخری زمانہ میں فوت ہوئے۔

موسیٰ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محبق ہذلی' آپ قلیل الحدیث اور ابن عباسؓ سے راوی ہیں اور آپ سے قتادہ راوی ہیں۔

عبداللہ بن رباح انصاری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور صاحب احادیث ہیں۔ ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث اسود بن شیبان سدوسی: ہمارے پاس

عبداللہ بن رباح انصاری بصرہ میں آئے اور انصار آپ کو علم دین پڑھاتے تھے۔

ابوالنضر' عبداللہ بن صامت رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابوذر غفاری کے بھتیجے ہیں اور صاحب احادیث وثقہ ہیں۔

ابوسعید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام قیس ہے آپ ابوساسان حصین بن منذر رقاشی کے آزاد کردہ غلام ہیں اور قلیل الحدیث ہیں اور ابن عباس سے راوی ہیں۔

حکم بن اعرج رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اور صاحب احادیث ہیں۔

ابوالعریان انیس رحمۃ اللہ علیہ:

آپ گھاٹی میں محمد بن حنفیہ کے ساتھ تھے۔

ابولبید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام لمازہ بن زبار ازدی ہے پھر آپ جہضمی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیثیں سنیں آپ ثقہ اور صاحب احادیث ہیں۔

ابوالمعتمر مورق بن مشمرج عجلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور عابد تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث جعفر بن سلیمان بتحدیث معلّٰی بن زیاد از مورق عجلی: ایک مسئلہ ہے جس کی مجھے دس سال سے طلب ہے لیکن ہنوز اس پر قادر نہ ہو سکا اور میں کبھی اس کی طلب چھوڑنے والا بھی نہیں' کہا گیا: ابوالمعتمر! وہ کیا ہے؟ فرمایا بے کار باتوں سے خاموشی اختیار کرنا۔

ابن سعد: باخبار یحیٰی بن خلیف بن عقبہ بتحدیث ہشام بن حسان از مورق: میں نے دس سال میں خاموشی سیکھی ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید بتحدیث یزید شنی اعرج بسماع مورق: مجھے غصہ نہیں آتا پورا سال گزر جاتا ہے اور مجھے غصہ نہیں آتا' ایسی نوبت نہیں آئی کہ میں غصہ میں کچھ کہہ بیٹھوں اور غصہ اتر جانے کے بعد مجھے اس پر پچھتانا پڑ جائے۔

ابن سعد: بتحدیث یحیٰی بن خلیف بتحدیث ہشام بن حسان از مورق: میں کبھی غصہ میں نہیں بھرتا میں اللہ سے بیس سال سے بلکہ بیس سے اوپر بھی کئی سالوں سے ایک دعا مانگ رہا ہوں مگر وہ ابھی تک اللہ نے قبول نہیں فرمائی لیکن دعا سے میں اکتایا نہیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ہشام بن حسان از حفصہ بنت سیرین مورق ہمارے پاس آتے

جاتے رہتے تھے ہم پوچھتے تھے: آپ کے گھر والوں کا کیا حال ہے فرماتے اللہ کی قسم وہ بہت ہیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث جعفر بن سلیمان بتحدیث ہشام از حفصہ بنت سیرین مورق ہمارے پاس آتے رہتے تھے آپ نے ایک دن آ کر ہمیں سلام کیا ہم نے آپ کے سلام کا جواب دیا پھر ہم پوچھ پاچھ کرنے لگے میں بولی: آپ کے بیوی بچوں کا کیا حال ہے؟ فرمایا وہ بہت ہیں میں بولی اپنے رب کا شکر ادا کیجئے فرمایا اللہ کی قسم مجھے تو ڈر لگ رہا ہے کہیں وہ مجھ پر ہلاکت نہ ڈال لیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بتحدیث جعفر بن سلیمان بتحدیث سعید جریری: مورق قبیلہ کی مجلس سے گزرے اور سلام کیا لوگوں نے سلام کا جواب دیا ان میں سے ایک شخص نے کہا کیا آپ ہر طرح خیریت سے ہیں؟ فرمایا کاش میرے حال کا دسواں حصہ خیریت سے ہوتا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث ابوزید ثابت بن یزید از عاصم از مورق: ان کی باتیں تعریض ہی ہوتی تھیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم و عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید بتحدیث یزید اعرج شنی: ایک شخص نے مورق سے کہا: ابوالمعتمر! مجھے ایک شکایت ہے میں نماز نہیں پڑھ سکتا اور نہ روزہ رکھ سکتا ہوں: فرمایا وہ حالت بدترین ہے جو تم اپنے نفس کی بات سنو! اگر تم خیر سے کمزور ہو تو شر سے بھی کمزور رہو کیونکہ مجھے سو کر سرور حاصل ہوتا ہے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث ہمام بن یحییٰ بتحدیث قتادہ بقول مورق: میں نے دنیا میں مومن کے لیے یہی ایک مثال پائی ہے کہ مومن اس شخص کی طرح ہے جو سمندر میں ایک لکڑی پر ہو اور وہ اپنی نجات کے لیے ہمہ وقت رب کو پکار رہا ہو۔

ابن سعد: باخبار کثیر بن ہشام بتحدیث حماد بن سلمہ از ابوالتیاح: از مورق: اللہ کی طاعت میں رکا ہوا شخص جب طاعت کی وجہ سے لوگوں سے ایک گوشہ میں رہتا ہے اس شخص کی طرح ہے جو بھاگنے کے بعد حملہ کرتا ہے۔

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن خلیف بتحدیث ہشام بن حسان بقول مورق: اگر میں اپنے گھر کے کسی ممبر کے لیے موت کو بہتر پاتا ہوں تو اس کے لیے موت کی تمنا کرتا ہوں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از جمیل بن مرہ از مورق: دنیا میں میرا کوئی ایسا آدمی نہیں جس کی موت میں اجر ہو مگر اس کی موت ہی چاہتا ہوں۔ حماد: آپ کی والدہ زندہ تھیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بتحدیث معتمر بتحدیث پدر من: مورق اپنی والدہ کی جوئیں دیکھا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار سعید بن عامر از ابومحمد موسیٰ: بسا اوقات مورق اپنے بھائیوں کے پاس آتے اور انہیں درہم دے کر فرماتے ذرا انہیں اپنے پاس رکھ لو میں ابھی آتا ہوں پھر جب چلے جاتے تو فرماتے میں نے وہ درہم تمہیں کو دے دیئے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از جمیل بن مرہ: مورق ہمارے پاس ہمارے گھر بصرہ میں تھیلی لاتے اور فرماتے ذرا اسے رکھ لو اگر تمہیں ضرورت لاحق ہو تو انہیں خرچ کر سکتے ہو اور وہ آپ کے ہاتھ میں ان درہموں کا آخری زمانہ ہوتا تھا (پھر وہ انہیں لیا نہیں کرتے تھے)۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث جعفر بن سلیمان بتحدیث ہمارے بعض اصحاب: مورق تاجر تھے جو فائدہ ہوتا تھا وہ سب ایک ہفتہ کے اندر اندر خرچ کر ڈالتے تھے اگر آپ اپنے کسی بھائی سے ملتے تو اسے تین سو' چار سو یا پانچ سو دے کر فرماتے یہ میری امانت اپنے پاس رکھ لو حتیٰ کہ تم کو ان کی ضرورت پڑ جائے پھر اس کے بعد ملاقات کر کے فرماتے تم ہی انہیں لے لو وہ کہتا مجھے ضرورت نہیں تو فرماتے سنو! اب ہم انہیں کبھی لینے والے نہیں تمہیں لے لو۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم کلابی بتحدیث قریش بن حیان بحدیث میمونہ بنت مذعور: ہمارے پاس مورق تشریف لائے ہمارے غلام نے ان کے لیے ایک چھوٹی سی پتیلی میں انڈے پکائے مورق نے پوچھا: یہ ہانڈی کیا ہے؟ غلام نے کہا: یہ ہمارے پاس گروی ہے فرمایا کیا تو ان انڈوں سے مجھے فائدہ پہنچا سکتا ہے؟ فرماتی ہیں: آپ نے گروی شدہ چیز کا استعمال مکروہ سمجھا۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث مہدی بن میمون بتحدیث غیلان بن جریر از مورق عجلی: آپ بیع مرابحہ کو (یعنی دس کے گیارہ اور دس کے بارہ کو) مکروہ سمجھتے تھے۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید از غیلان بن جریر: حجاج نے مورق کو قید کر دیا پھر مطرف مجھ سے ملے اور بولے: تم نے اپنے ساتھی کے بارے میں کیا کہا؟ میں نے کہا وہ محبوس ہیں فرمایا: آؤ ان کے لیے دعا مانگیں پھر مطرف نے دعا مانگی اور ہم نے آمین کہی پھر زوال کے بعد حجاج نکلا اور بیٹھ گیا اور لوگوں کو اجازت دے دی لوگ اس کے پاس چلے گئے مورق کے والد بھی چلے گئے حجاج نے پہرہ دار کو بلا کر کہا اس شیخ کو جیل سے لے جاؤ اور اس کا بیٹا اسے دے دو کہتے ہیں' عراق پر عمر بن ہبیرہ کی ولایت کے زمانہ میں مورق فوت ہوئے۔

ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام لاحق بن حمید سدوسی ہے آپ ثقہ اور صاحب احادیث ہیں' آپ حسن بصری کی وفات سے قبل عہد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ میں فوت ہوئے۔

عبدالملک بن یعلیٰ لیثی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حسن سے پہلے بصرہ کے قاضی تھے اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانہ میں جاں بحق ہوئے۔

غزوان بن غزوان رقاشی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نیک' صالح' عابد اور فاضل تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت از انس: آپ ہنستے نہ تھے' حضرت ابو موسیٰ نے آپ سے پوچھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ہنستے نہیں' فرمایا: آہ آہ' مجھے ہنسی سے کیا سروکار؟

ابن سعد: باخبار ربعی بن ابراہیم از سلام بن ابی مطیع از یونس بن عبید: غزوان قرآن دیکھ کر کثرت سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ بوڑھی اور جاہل تھیں ایک دن آپ سے کہنے لگیں' غزوان! ہمارا ایک اونٹ جاہلیت میں کھو گیا تھا تجھے اس زمانے میں وہ اونٹ نہیں ملا؟ آپ نے ان کی بات کا برا نہیں مانا اور نہ انہیں ڈانٹا اور فرمایا ای جان اللہ کی قسم میں قرآن میں اچھے اچھے

وعدے پاتا ہوں۔

ابن سعد: باخبار یحییٰ بن راشد بتحدیث عثمان بن عبدالحمید رقاشی بسماع مشائخ: غزوان چالیس سال سے نہیں ہنسے غزوان جہاد پر چلے جاتے تھے جب ان کے ساتھی واپس آتے تو آپ کی والدہ ان سے ملتیں اور پوچھتیں کیا تمہیں غزوان کی خبر نہیں؟ وہ جواب دیتے اماں اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے وہ تو قوم کے سردار ہیں۔

علاء بن زیاد بن مطر بن شریح عدوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اولاد عدی بن عبد مناۃ بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر سے ہیں اور صاحب احادیث وثقہ ہیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از اسحٰق بن سوید از علاء: میرے والد زیاد بن مطر نے وصیت فرمائی: اگر میرے ساتھ حادثہ پیش آ جائے تو علمائے بصرہ کے حکم پر عمل کرو پھر ہم نے علماء سے پوچھا تو سب نے (وصیت کے سلسلہ میں) بالاتفاق پانچویں حصہ کا حکم دیا۔

ابن سعد: باخبار فضل بن دکین بتحدیث ابوخلدہ: میں نے علاء کی داڑھی زرد دیکھی۔ آپ عراق پر حجاج کی حکومت کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

حنظلہ بن سوادہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی داڑھی زرد دیکھی۔

ابوکبیر رفیع رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔

عمر بن جاوان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا تعلق اولاد سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے ہے۔ ابوعوانہ اپنی حدیث میں کہا کرتے تھے: عمر بن جادان۔

ابونعامہ حنفی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام قیس بن عبایہ ہے آپ سے جریری اور کہمس راوی ہیں۔

ابونعامہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبدربہ ہے آپ سے ایوب' حماد بن سلمہ اور شعبہ راوی ہیں۔

ابونعامۃ سعدی رحمۃ اللہ علیہ:

یعنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم' آپ کا نام عوف بن قیس بن حصین بن یزید ہے آپ عتی بن ضمرہ بن یزید کے چچازاد بھائی ہیں۔

ابومصعب مازنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپکا نام ہلال بن یزید ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

ابوحبرہ ضبعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام شیخہ بن عبداللہ ہے آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔

ابوالملیح ہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عامر بن اسامہ بن عمیر ہے' آپ ثقہ اور صاحب احادیث ہیں آپ سے ایوب وغیرہ راوی ہیں ۱۱۲ھ میں فوت ہوئے۔ابن سعد: بخبر شخصے از اولاد ابوالملیح: ابوالملیح حسن سے تقریباً ایک سال قبل فوت ہوئے آپ کے جنازے میں حسن شریک تھے۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث وہیب بتحدیث ابن عون از ابوالملیح: آپ اہلہ پر عامل تھے اور جمعہ بصرہ میں آ کر پڑھا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار یزید بن ہارون باخبار عقبہ بن ابی الصہباء بتحدیث ابوالعالیہ قیسی: ابوالملیح نے وصیت کی کہ مرنے کے بعد میری مونچھیں اور ناخن کاٹ دینا۔

یزید بن ہرمز فارسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ دوسیوں کے آزاد کردہ غلام ہیں' آپ جنگ حرہ میں غلاموں کے امیر تھے آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

عمیر بن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مدنی تھے پھر بصرہ میں جا بسے لہٰذا آپ سے بصری' جیسے ابن عون وغیرہ روایت کرتے ہیں اور مدنی آپ سے کچھ بھی روایت نہیں کرتے۔عمیر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے راوی ہیں۔

ابن سعد: باخبار روح بن عبادہ بتحدیث ابن عون از عمیر: میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان سے جو مجھ سے پہل کر گئے بہت زیادہ پایا ہے میں نے انہیں انتہائی آسان عادتوں کا اور عدم تشدد کا مالک پایا۔

ابویزید مدنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مدنی تھے پھر بصرہ میں جا بسے لہٰذا آپ سے عوف بصری وغیرہ روایت کرتے ہیں اور آپ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے راوی ہیں۔

ابوایاس' معاویہ بن قرہ بن ایاس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ہلال بن رئاب بن عبید بن سواءہ بن ساریہ بن ذبیان بن ثعلبہ بن سلیم بن اوس بن مزینہ۔آپ ثقہ اور صاحب احادیث ہیں۔

ابن سعد: باخبار قبیصہ بن عقبہ بتحدیث سفیان از خالد حذاء: معاویہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے حق میں آپ کا بیٹا کیسا ہے؟ فرمایا کیا ہی اچھا بیٹا ہے میرے لیے دنیا کے کاموں سے کافی ہو گیا اور مجھے آخرت سے فارغ البال کر دیا۔

عبداللہ بن بریدہ بن حصیب اسلمی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: باخبار یعقوب بن ابراہیم بن کثیر عبدی بتحدیث ابوتمیلہ یحییٰ بن واضح از ربیع بن ہلال طائی از عبداللہ بن بریدہ:

میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چوتھے سال کے آغاز میں پیدا ہوا' آپ اور آپ کا بھائی سلیمان دونوں جڑواں پیدا ہوئے تھے پھر ایک غلام دوڑا ہوا میرے والد کے پاس گیا آپ دربار عمری میں تھے اس نے کہا آپ کے بیٹا (عبداللہ) پیدا ہوا ہے فرمایا جا تو آزاد ہے پھر دوسرے غلام نے آکر بشارت سنائی کہ آپ کے بیٹا پیدا ہوا ہے فرمایا تجھ سے پہلے فلاں غلام سبقت کر گیا' غلام بولا یہ دوسرا بیٹا (سلیمان) ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور اسے بھی یعنی اسے بھی آزاد کر دیجئے۔

ابن سعد: باخبار یعلیٰ بن عبید بتحدیث صالح بن حیان: ابن بریدہ کی کنیت ابو سہل تھی' آپ اپنے والد بریدہ سے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔

سلیمان بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حصیب اسلمی' آپ اپنے والد سے راوی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ دونوں بھائیوں میں سلیمان انتہائی صحیح وثقہ ہیں۔

یوسف بن مہران رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اور ثقہ ہیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بتحدیث حماد بن زید از علی بن زید: (یوسف بن مہران کا تذکرہ آنے کے بعد) آپ کا حافظہ عمرو بن دینار کے حافظہ سے ٹکر کھاتا تھا۔

ابو الجلد جونی رحمۃ اللہ علیہ:

ازد کا ایک قبیلہ ہے آپ کا نام جیلان بن فروہ ہے اور ثقہ ہیں۔ ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث ابان بتحدیث ابو عمران: ابو الجلد کتابیں پڑھا کرتے تھے۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید از میمونہ بنت ابی الجلد: میرے والد ہر ہفتہ ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے اور تورات دیکھ کر چھ دن میں ختم کیا کرتے تھے پھر تورات کے ختم والے دن لوگ جمع ہو جایا کرتے تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے: کہا جاتا تھا کہ ختم تورات کے وقت رحمت اُترتی ہے۔

ابو حسان اعرج رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام مسلم ہے اور ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

ابو السلیل قیسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام ضریب بن نقیر ہے آپ اولاد قیس بن ثعلبہ سے ہیں اور ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

بشیر بن کعب عدوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

بشیر بن نہیک سدوسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور بشیر بن خصاصیہ سے راوی ہیں۔

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث یحییٰ بن سعید قطان بتحدیث عمران بن حدیر بتحدیث ابومجلز از بشیر بن نہیک: میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی کتاب لے کر آیا جو میں نے لکھی تھی اور وہ میں نے آپ کو پڑھ کر سنائی اور پوچھا کیا میں نے کتاب آپ سے سنی؟ فرمایا: ہاں۔

خالد بن سمیر رحمۃ اللہ علیہ' ابوالجوزاء ربعی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: باخبار عفان بن مسلم از سعید بن زید از عمرو بن مالک نکری: ابوالجوزاء کا نام اوس بن خالد ربعی ہے۔ ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث مستمر بن ریان: میں نے ابوالجوزاء کی داڑھی زرد دیکھی۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث یحییٰ بن عمرو بن مالک نکری بسماع عمرو بن مالک: ابوالجوزاء نے کبھی کسی چیز پر لعنت نہیں کی اور آپ نے کبھی لعنت کی جانے والی چیز نہیں کھائی۔ آپ خادم کو ماہانہ ایک دو درہم دے دیا کرتے تھے تاکہ تنور کی گرمی پہنچنے پر کھانے کو برا نہ کہے۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث یحییٰ بن عمرو بسماع عمرو: ابوالجوزاء انتہائی محتاط تھے حتیٰ کہ آپ کے نماز کے کپڑے علیحدہ رہتے تھے اور کام کے کپڑے علیحدہ' پھر میں نے اس کے بعد آپ پر دو مروی کپڑے دیکھے' میں نے پوچھا ابوالجوزاء: یہ کیا؟ میں کسی شے کو دیکھنے لگا پھر یہ اس سے آسان ہے جس کی طرف میں جاتا ہوں۔

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث یحییٰ بن عمرو بسماع عمرو بسماع ابوالجوزاء: میرے گھر کو بندروں اور سوروں سے بھر جانا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے پڑوس میں کوئی خواہش پرست ہو۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از عمرو از ابوالجوزاء (خواہش پرستوں کا ذکر کر کے) اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے گھر کا بندروں اور سوروں سے پڑوسیوں کے طور پر بھر جانا اس سے اچھا ہے کہ میرے پڑوس میں کوئی خواہش پرست ہو۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از عمرو از ابوالجوزاء: میں نے کبھی کسی چیز پر لعنت نہیں کی اور نہ ملعون شے کھائی اور نہ کسی سے جھگڑا کیا۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث سعید بن زید بتحدیث عمرو بن مالک: ابوالجوزاء نے کبھی کسی شے پر لعنت نہیں کی اور نہ کبھی ملعون شے کھائی اور نہ کبھی کسی شخص کی تکذیب کی اور نہ کبھی چبوتروں پر بیٹھے۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از عمرو بن مالک از ابوالجوزاء: میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آپ کے گھر میں بارہ سال رہا قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں جس کے بارے میں میں نے آپ سے پوچھا نہ ہو۔ کہتے ہیں ابوالجوزاء' عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کے ساتھ نکلے اور ایام جماجم میں ۸۳ھ میں شہید ہو گئے۔

عبداللہ بن غالب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث قاسم بن فضل: میں نے عبداللہ کو دیکھا کہ ابن اشعث کے پاس آئے ابن اشعث زاویہ میں اپنے لوہے کے منبر پر تھے اور آپ کے ساتھ چالیس آدمی اور تھے جو حنوط میں لبے ہوئے کفن پہنے ہوئے تھے اور ہر شخص

کے پاس تلوار اور ڈھال تھی پھر عبداللہ بن اشعث کی طرف بڑھے اور فرمایا ہاتھ پھیلایئے تا کہ ہم بیعت کر لیں ہم کس چیز پر بیعت کریں؟ فرمایا کتاب وسنت پر آخر آپ نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا اور ڈھال پھینک کر فرمایا اللہ کی قسم آج میں اپنے اور شامیوں کے درمیان ڈھال نہیں رکھوں گا پھر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

ابونہار عقبہ بن عبدالغافر رحمۃ اللہ علیہ ازدی پھر عوذی:

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم کلابی بتحدیث سلیمان بن مغیرہ بتحدیث ثابت: مجھے کوئی شخص عقبہ الغافر سے زیادہ پیارا نہیں اور میری آرزو ہے کہ میں انہیں کی کھال میں اللہ سے ملاقات کروں لیکن فتنہ کے زمانہ میں ہم ان کے پاس آئے تو فرمایا میں تم کو نہیں پہچانتا۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید بتحدیث معلّٰی بن زید فردوسی بتحدیث مرہ بن دباب: میں عقبہ کے پاس سے گزرا آپ خندق میں مجروح پڑے تھے جب لوگ شکست کھا گئے تھے آپ نے مجھے ابوالمعدل ابوالمعدل کہہ کر آواز دی جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو فرمایا: دنیا اور آخرت دونوں ختم ہوئیں یہ یوم ابن اشعث کا واقعہ ہے۔ لیکن غیر سلیمان کا قول ہے کہ آپ ابن اشعث کے ایام میں ۸۳ھ میں قتل کیے گئے۔

ابوالمتوکل ناجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام علی بن داؤد ہے۔

ابوالصدیق ناجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام بکر بن عمرو ہے۔ مشائخ آپ کی حدیثوں پر جرح کرتے ہیں اور انہیں منکر بتاتے ہیں۔

ابوبھیدہ عدوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام براء بن نوفل ہے آپ معروف وقلیل الحدیث ہیں۔

ابوایوب رحمۃ اللہ علیہ ازدی پھر مراغی:

آپ کا نام یحییٰ بن مالک ہے آپ ثقہ اور مستند ہیں اور آپ سے قتادہ راوی ہیں۔

ابوالحرب رحمۃ اللہ علیہ بن ابواسود دؤلی:

آپ معروف وصاحب احادیث ہیں۔

ابوالورد بن ثمامہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حزن قشیری: آپ معروف وقلیل الحدیث ہیں۔

ابوصالح بصری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام میزان ہے اور آپ قلیل الحدیث ہیں آپ سے سلیمان تیمی' خالد حذاء اور ابوخلاہ راوی ہیں۔

ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ:

جن سے یحییٰ بن ابی کثیر راوی ہیں آپ کا نام قیلویہ ہے۔

واقع بن سحبان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے قتادہ راوی ہیں اور آپ قلیل الحدیث ہیں۔

ابو العلاء حیان بن عمیر قیسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قلیل الحدیث ہیں۔

ابو الزنباع رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام صدقہ بن صالح ہے۔

کنانہ بن نعیم عدوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ معروف ہیں اور ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

طلق بن حبیب عنزی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بصری ہیں مگر مکہ کی طرف منتقل ہو گئے تھے آپ مرجیہ ہیں اور ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔ آپ حضرت ابن عباس اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب از یوسف بن حارث: میں نے اس حال میں طلق بن حبیب کو دیکھا کہ حمید بن عبدالرحمٰن حمیری ان سے فرما رہے تھے: طلق! میں دیکھتا ہوں کہ تم کُڑ بڑے ہو گئے؟ بولے: جی ہاں، اللہ مجھے اس میں برکت عطا فرمائے۔

ابن سعد: باخبار محمد بن ربیعہ کلابی از عبداللہ بن حبیب بن ابی ثابت: طلق اپنی والدہ کی جوئیں دیکھا کرتے تھے۔ ابن سعد: باخبار اسماعیل بن ابراہیم اسدی از ایوب بقول سعید بن جبیر: طلق کے پاس مت بیٹھ۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید بتحدیث ایوب: مجھے سعید بن جبیر نے طلق کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا، بولے: کیا میں تجھے ان کے پاس بیٹھا ہوا نہیں دیکھ رہا اس کے پاس مت بیٹھ آپ کو مرجیہ بتایا جاتا تھا۔

عبدالرحمٰن بن جوشن غطفانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عیینہ بن عبدالرحمٰن کے والد ہیں۔

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث عیینہ بن عبدالرحمٰن بن جوشن از عبدالرحمٰن: میں نے اس مسجد (مسجد بصرہ) میں ۱۸ اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم پائے۔

طلحہ بن عبیداللہ بن کریز خزاعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قلیل الحدیث ہیں۔

تیسرا طبقہ

ابوالخطاب قتادہ بن دعامہ سدوسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں ثقہ' مستند اور حجت ہیں۔ آپ تقدیر کے سلسلہ میں بھی کچھ کہا کرتے تھے۔ باخبار عمرو بن عاصم کلابی بتحدیث ابو ہلال بسماع قتادہ: کمسنی میں حفظ پتھر کی لکیر کی طرح ہوتا ہے بقول عبدالصمد بن عبدالوارث بتحدیث ابو ہلال: میں نے قتادہ سے ایک مسئلہ پوچھا: فرمایا: مجھے معلوم نہیں میں نے کہا ذاتی رائے سے جواب دیجئے' فرمایا: میں نے چالیس سال سے اپنی ذاتی رائے سے کوئی مسئلہ نہیں بتایا۔ میں نے پوچھا: اس وقت آپ کی کتنی عمر تھی' فرمایا: پچاس سال۔

بقول ابوداؤد طیالسی از شعبہ: مجھے قتادہ کی سنی ہوئی اور غیر سنی ہوئی حدیثوں میں فرق معلوم ہے آپ سنی ہوئی حدیثوں کو حدثنا فلاں سے بیان کرتے ہیں اور غیر سنی ہوئی حدیثوں کو قال فلان سے بیان کرتے ہیں۔

بقول عبدالرزاق از معمر بقول قتادہ: میں نے حسن کی صحبت سے بارہ سال تک فیض اٹھایا ہے اور تین سال تک صبح کی نماز برابر آپ کے پیچھے پڑھی ہے فرماتے ہیں لہٰذا مجھ جیسوں نے ان جیسوں سے علم حاصل کیا ہے۔

بقول معمر بقول قتادہ: جب تم مجلس میں ایک حدیث دہراؤ گے تو تم اس کا نور بجھا دو گے' میں نے مجلس میں جس سے حدیث سنی اس پر کبھی دہرائی نہیں۔

بقول معمر: قتادہ از سعید بن ابی عروبہ: ابوالنضر! ذرا قرآن تو لے لو پھر آپ نے انہیں سورۂ بقرہ پڑھ کر سنائی اور پوری سورت میں ایک حرف کی بھی غلطی نہیں کی ختم کر کے پوچھا: کیا میں نے ٹھیک ٹھیک پڑھی؟ بولے: جی ہاں' فرمایا: یہ سورت بلاصحیفہ کے جابر بن عبداللہ کو مجھ سے زیادہ یاد ہے فرماتے ہیں آپ پر سورۂ بقرہ پڑھی گئی تھی۔ معمر: زہری سے پوچھا گیا: آپ کے نزدیک قتادہ بڑے عالم ہیں یا مکحول؟ فرمایا مکحول نہیں بلکہ قتادہ بڑے عالم ہیں مکحول کے پاس تو تھوڑا سا علم ہے۔ معمر: ہم نوجوان قتادہ کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے اور سندیں پوچھا کرتے تھے تو آپ کے پاس جو مشائخ موجود ہوتے تھے وہ کہہ دیا کرتے تھے کہ سندیں چھوڑو ابوالخطاب خود سند ہیں اس طرح وہ ہمارے دل توڑ دیا کرتے تھے۔

باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث ابو ہلال: قتادہ سے پوچھا گیا: کیا ہم سنی ہوئی حدیثیں لکھ لیا کریں؟ فرمایا تم کو لکھنے سے کیا چیز مانع ہے خود حق تعالیٰ نے خبر دی ہے اور کتاب میں پڑھا ہے حالانکہ میرا رب راہ سے نہیں بھٹکتا اور نہ بھولتا ہے۔

ابن سعد: باخبار عمرو بن عاصم کلابی بتحدیث سلام بن مسکین بحدیث عمران بن عبداللہ: جب قتادہ سعید بن مسیب کے پاس آئے تو آپ سے مدتوں تک پوچھتے رہے ایک دن سعید نے آپ سے پوچھا کیا تم کو مجھ سے ہر پوچھی ہوئی حدیث یاد ہے؟ بولے: جی ہاں' میں نے آپ سے فلاں فلاں مسئلہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے فلاں فلاں جواب دیا اور حسن نے یہ جواب دیا۔ حتیٰ

کہ قتادہ نے آپ کے سامنے بہت سی حدیثیں بیان کر دیں آخر کار سعید کو کہنا پڑا: میرا گمان نہ تھا کہ حق تعالیٰ نے تم جیسا بھی پیدا فرمایا ہے۔ سلام بن مسکین: میں نے یہ واقعہ سعید بن ابی عروبہ سے بیان کیا پھر آپ یہ واقعہ لوگوں سے بیان کرتے تھے۔ سلام: میں نے اس سے پہلے کچھ مسائل حسن وغیرہ سے پڑھے تھے میں نے ان سب کو قتادہ سے پوچھا۔

بقول عبدالرزاق از معمر از قتادہ: میں سعید کے پاس آٹھ دن ٹھہرا آپ نے آٹھویں دن مجھ سے فرمایا: نابینا صاحب اب آپ تشریف لے جائیں کیونکہ آپ نے مجھے نچوڑ لیا اور خشک کر دیا۔

باخبار عفان بن مسلم: قتادہ سعید بن مسیب کے قول پر قیاس کرتے ہیں پھر اسے سعید سے روایت کر دیتے ہیں مگر آپ نے ایسا کہیں کہیں کیا ہے۔

باخبار عفان بن مسلم بقول ہمام: حدیث پر زیر زبر لگا لیا کرو کیونکہ قتادہ غلطی نہیں کرتے اور آپ نے فرمایا جب تم میری حدیث میں کوئی فنی غلطی دیکھو تو اسے ٹھیک کر لیا کرو۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ: ہم قتادہ کے پاس آیا کرتے تھے آپ فرماتے تھے ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر ملی ہمیں عمر رضی اللہ عنہ سے خبر ملی اور ہمیں علیؓ سے سے خبر ملی اور سندیں بیان نہیں کیا کرتے تھے پھر جب حماد بن ابی سلیمان بصرہ تشریف لائے تو وہ فرمانے لگے حدثنا ابراہیم (فلاں وفلاں قتادہ کو بھی اس کی خبر لگ گئی پھر آپ فرمانے لگے میں نے مطرف سے پوچھا' میں نے سعید سے پوچھا' مجھ سے انس بن مالک نے بیان کیا یعنی پھر آپ حدیثوں کو سندوں کے ساتھ بیان فرمانے لگے۔

باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث قرہ بن خالد: میں نے قتادہ کے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی۔ باخبار محمد بن عمر بخبر اسماعیل بن علیہ: قتادہ کی وفات ۱۱۸ھ میں ہوئی اور باخبار محمد بن عمر بخبر سعید بن بشیر آپ کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی محمد بن سعد فرماتے ہیں اسی طرح موسیٰ بن اسمٰعیل نے فرمایا ہے۔

ابونصر' حمید بن ہلال عدوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔ باخبار موسیٰ بن اسماعیل بسماع ابو ہلال بسماع قتادہ: شہر میں حمید سے زیادہ عالم کوئی نہیں آپ نے محمد وحسن کا بھی استثناء نہیں کیا البتہ ایک جگہ کی اقامت نے آپ کو نقصان پہنچایا یعنی آپ اہواز میں رہٹ پر کام کیا کرتے تھے۔

باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ: میں نے حمید کو یمنی کپڑے سبز چادریں اور پگڑیاں باندھے ہوئے دیکھا' کہتے ہیں: عراق پر خالد بن عبداللہ کی حکومت کے زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

ابومحمد' ثابت بن اسلم بنانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنانہ سے ہیں اور بنانہ کا نسب قریش تک پہنچتا ہے۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید بسماع زید بقول انس: ہر چیز کی ایک چابی ہوتی ہے اور ثابت خیر کی ایک چابی ہیں۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ بخبر حمید: ہم ثابت کے ساتھ انس کے پاس آتے جاتے تھے ثابت جب کبھی کسی مسجد کے پاس سے گزرتے تو اس میں جا کر نماز ضرور پڑھتے تھے (فرماتے ہیں) ہم انس کے پاس جاتے تو آپ پوچھتے: ثابت کہاں

ہیں مجھے پیارے ثابت سے بڑی محبت ہے۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ باخبار ثابت: ایک دن ہم انس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم تم سب مجھے میری اولاد سے زیادہ محبوب ہو بجز اس بچہ کے جو تم جیسا ہو۔

باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ بقول ثابت: اگر میں بڑا گناہ کرلوں اور حق تعالیٰ سے توبہ کرلوں اور آئندہ پھر کبھی اسے نہ کروں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پیارا ہے کہ میں چھوٹا گناہ کرتا رہوں اور اللہ تعالیٰ سے توبہ نہ کروں اور اس سے باز نہ آؤں۔

باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ بسماع ثابت: ایک عابد عابد نہیں ہوسکتا اگرچہ اس میں ہر نیک عادت ہو جب تک وہ نماز اور روزوں کا پابند نہ ہو کیونکہ اللہ کی قسم یہ دونوں عمل اس کا گوشت اور اس کا خون ہیں۔ باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ بسماع ثابت: اللہ کی قسم عبادت گھڑیوں کے اٹھانے سے بہت زیادہ بھاری ہے۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ: ثابت اور حمید اس رات (شب قدر) میں غسل کیا کرتے تھے کپڑوں میں خوشبو لگایا کرتے تھے اور چاہا کرتے تھے کہ مسجدیں خوشبو چھڑک کر خوشبو میں بسادی جائیں۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ: ثابت تہجد میں بار بار یہ آیت پڑھا کرتے تھے ﴿ یَا وَیْلَكَ اَكَفَرْتَ بِالَّذِیْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ...... الخ ﴾ یعنی سن! تیرے لیے خرابی ہو' کیا تو اس کا انکار کرتا ہے جس نے مجھے مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا فرمایا پھر تجھے آدمی بنا کر کھڑا کردیا اور زار وزار رویا کرتے تھے۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت: جس نے موت کا کثرت سے ذکر کیا تو اس سے اس کے عملوں پر ضرور ترس کھایا جائے گا۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید بسماع ثابت: اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میرے ساتھ وہی معاملہ کرو گے جو تم نے حسن کے ساتھ کیا تو میں تم سے دل خوش کن حدیثیں بیان کرتا پھر فرمایا لوگ حسن کو نہ دوپہر کو سونے دیتے تھے اور نہ رات کو۔

باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ: میں نے ثابت پر یمنی کپڑے' سبز چادریں اور پگڑیاں دیکھیں۔ باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت: اگر میں کسی کو قبر میں نماز دینے پر قادر ہوتا تو قبر میں میں اپنے نفس کو اس نفیس عطیہ سے نوازتا۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از حمید بقول ثابت: مجھے غسل دو اور میرے جسم کو نہ چھیلو۔ ثابت حدیث میں ثقہ اور مستند ہیں۔ آپ نے عراق پر خالد بن عبداللہ کی حکومت کے زمانہ میں وفات پائی۔

ابوعمرو ندبی' بشر بن حرب ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار یحییٰ بن عباد و عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از بشر: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے استدعا کی کہ میری انگوٹھی پر کندہ کرانے کے لیے قرآن حکیم کا کوئی کلمہ تجویز فرما دیجئے' فرمایا: نہیں' اللہ کی قسم تمہارے لیے یہ مناسب نہیں آخر کار میں نے اس میں بشر بن حرب کندہ کرالیا۔

علماء کہتے ہیں: بشر' رافع بن خدیج' ابوسعید خدری اور سمرہ رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں اور حدیث میں ضعیف ہیں' آپ عراق پر

یوسف بن عمر کی حکومت کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

ابو واثلہ ایاس بن معاویہ بن قرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ایاس بن ہلال بن رئاب بن عبید بن سواءہ بن ساریہ بن ذبیان بن ثعلبہ بن سلیم بن اوس بن مزینہ' آپ ثقہ اور صاحب احادیث ہیں' آپ بصرہ کے قاضی تھے اور بڑے فہیم وذکی اور صاحب ہوش وحواس تھے۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ بخبر حمید: جب ایاس کو قاضی بنایا گیا تو آپ سے ملنے کے لیے حسن تشریف لائے اور قاضی ایاس رونے لگے۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ابن عون: لوگوں نے محمد کی مجلس میں ایاس کا ذکر چھیڑ دیا' فرمایا: وہ بڑے سمجھ دار ہیں۔

باخبار قبیصہ بن عقبہ بتحدیث سفیان از خالد حذاء: معاویہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے بیٹے کا کیا حال ہے؟ فرمایا میرا بیٹا بہت اچھا ہے وہ دنیا کے کام میں میرے لیے کافی ہے اور اس نے مجھے آخرت سے بھی فارغ البال بنا دیا (یعنی وہ میرے لیے دنیا اور آخرت دونوں میں نعمت ہے)۔

بتحدیث سلیمان بن حرب بتحدیث ابو ہلال بتحدیث داؤد بن ابی ہند بقول ایاس: جو اپنے عیوب نہ پہچانے وہ احمق ہے' لوگوں نے کہا: ابو واثلہ! آپ میں کیا عیب ہے؟ فرمایا کثرتِ کلام۔

باخبار عبداللہ بن محمد بن عبدالاسود و بتحدیث عمر بن علی مقدمی از سفیان بن حسین: جب ایاس واسط میں تشریف لائے تو لوگ کہنے لگے بصری آئے ہیں' بصری آئے ہیں پھر ابن شبرمہ چند مسائل تلاش کر کے آپ کے آزمانے کے لیے آپ کے پاس لائے اور آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گئے اور بولے اگر اجازت ہو تو میں آپ سے کچھ پوچھوں۔ فرمایا: مجھے تمہاری جانب سے کوئی ڈر نہیں اسی لیے میں نے تمہیں اپنے پاس بلا لیا اگر وہ مسائل بیان کرنے والے کو مشقت میں نہ ڈالیں اور حاضرین کو ایذا نہ پہنچائیں تو شوق سے پوچھو پھر انہوں نے آپ سے ستر سے کچھ اوپر مسائل پوچھے اور تین چار مسائل میں دونوں میں اختلاف رہا جن میں ایاس نے انہیں اپنے قول کی طرف لوٹا لیا پھر فرمایا: ابن شبرمہ! تم نے قرآن پاک پڑھا ہے؟ بولے جی ہاں' میں نے اسے اوّل سے آخر تک پڑھا ہے' پوچھا: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾ (آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی) بھی پڑھی ہوگی؟ بولے: جی ہاں' اور اس سے پہلی اور پچھلی آیتیں بھی پڑھی ہیں' پوچھا: کیا تم نے اس میں یہ بات پائی کہ آل شبرمہ کے لیے کوئی چیز باقی رہ گئی ہے جس کے بارے میں وہ غور کریں؟ بولے: نہیں' فرمایا: دیکھو احکام کی جزئیات ہوتی ہیں پھر آپ نے روزہ' نماز' حج اور جہاد کا ذکر کر کے فرمایا میرے علم میں آپ کے قبضہ میں اجتہاد واستنباط سے بہتر کوئی چیز نہیں کہ جزئیات کا کلیات سے استخراج کر لیا جائے۔

باخبار علی بن محمد قرشی: یوسف بن عمر نے ایاس بن معاویہ کو پایا اور یوسف نے انہیں مارا بھی۔

ازرق بن قیس حارثی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اولاد حارث بن کعب سے ہیں اور ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

عاصم جحدری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اولادِ قیس بن ثعلبہ سے ہیں۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از خالد حذاء: ایاس نے عاصم کی تنہا شہادت قبول کرنے کی اجازت دے دی' وہ شخص بولا' آپ مجھ پر ایک شخص کی شہادت مانتے ہیں؟ فرمایا یہ عاصم ہیں' یہ عاصم ہیں (بے گناہ ہیں اور اللہ کے نیک بندے ہیں)۔

ابوجمرہ ضبعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام نصر بن عمران ہے اور ثقہ ہیں' آپ عراق پر یوسف بن عمر کی حکومت کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

ابوالمنہال رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام سیار بن سلامہ ہے آپ اولادِ قیس بن ثعلبہ سے ہیں اور ثقہ ہیں۔

ابوالقموص رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام زید بن علی ہے اور قلیل الحدیث ہیں۔

ابوالہزہاز عجلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام نصر بن زیاد بن عباد ہے اور قلیل الحدیث ہیں۔

ابوحاجب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام سوادہ بن عاصم ہے۔

ابومرایہ عجلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبداللہ بن عمرو ہے اور قلیل الحدیث ہیں۔

ابوالوازع راسبی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام جابر بن عمرو ہے اور قلیل الحدیث ہیں۔

ابوماویہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام حریث بن مالک اور بقول بعض مالک بن حریث اُسیدی ہے۔

ابوالعالیہ بَرّاء رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام زیاد بن فیروز ہے اور قلیل الحدیث ہیں۔

ابوالبزری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام یزید بن عطارد ہے اور قلیل الحدیث ہیں۔

ابوبشامہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام منقر ہے۔

ابوالخلیل رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام صالح بن ابی مریم ہے اور آپ ثقہ ہیں۔

ابوہنیدہ مازنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام حریث بن مالک ہے اور قلیل الحدیث ہیں۔

ابوغالب راسبی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوامامہ باہلی کے صاحب آپ کا نام سعید بن خزور ہے، بعض سے میں نے سنا کہ آپ کا نام نافع بتاتے تھے آپ حدیث
میں ضعیف ومنکر ہیں۔

ابونوفل بن مسلم بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی عقرب کنانی، آپ اولاد عریج بن بکر سے ہیں آپ کا نام معاویہ ہے اور ان شاء اللہ آپ ثقہ ہیں۔ باخبار عفان
بن مسلم بتحدیث اسود بن شیبان بسماع ابونوفل بن ابی عقرب: میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزوں کے بارے میں پوچھا
پھر اخیر میں جو آپ نے حکم فرمایا وہ یہ تھا کہ ہر مہینہ میں تین روزے رکھو۔

ابوعمران جونی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبدالملک بن حبیب ہے آپ ثقہ اور صاحب احادیث ہیں۔

ابوالتیاح ضبعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام یزید بن حمید ہے اور آپ صاحب احادیث۔ ثقہ ہیں۔

المہزم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام یزید بن سفیان ہے آپ سے حماد بن سلمہ راوی ہیں۔ شعبہ آپ کو ضعیف بتاتے تھے۔ باخبار مسلم بن ابراہیم
ع شعبہ: میں نے ابوالمہزم کو ثابت البنانی کی مسجد میں دیکھا کہ پڑے ہوئے ہیں اگر کوئی آپ کو ایک پیسہ دیتا تو ستر حدیثیں
کر دیتے۔

یحانہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبداللہ بن مطر ہے آپ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اور صاحب احادیث ہیں۔

ن زیاد رحمۃ اللہ علیہ، ثمامہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن انس بن مالک، آپ کی والدہ کبشہ بنت فلاں شیبانیہ ہیں۔ آپ قلیل الحدیث ہیں اور آپ کے بھائی مثنیٰ بن عبداللہ

ہیں۔

مثنیٰ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن انس بن مالک' آپ کی والدہ بھی کبشہ ہی ہیں آپ کا نام آپ کے والد کے نانا کے نام پر مثنیٰ رکھا گیا جو حارثہ شیبانی کے صاحبزادے تھے۔

عبداللہ بن مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

آپ طلحہ بن عبیداللہ تیمی کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

عبداللہ بن محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار بکار بن محمد: عبداللہ مکہ معظمہ میں ۲۶ سال کی عمر میں رجب ۱۴۰ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالحواری' زید بن حواری رحمۃ اللہ علیہ عمی:

آپ حدیث میں ضعیف ہیں۔

بدیل بن میسرہ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ صاحب احادیث وثقہ ہیں۔

غیلان بن جریر عتکی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی صاحب احادیث وثقہ ہیں۔

عمرو بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنوثقیف کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ ہیں اور آپ سے یونس بن عبید راوی ہیں۔

عبداللہ بن حارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محمد' آپ محمد بن سیرین کے داماد ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔سلیمان بن حرب: اور سیرین کے چچا کے بیٹے ہیں۔

ابوالمورع' توبہ عنبری رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار اسحٰق بن ابراہیم بن مورع بن توبہ عنبری: آپ کا نام توبہ بن کیسان بن ابی الاسد ہے۔آپ کے بزرگ جنت تھے' توبہ یمامہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے پھر بصرہ منتقل ہو گئے۔آپ ایوب بن ازہر عدوی کے جن کا تعلق اولاد جندب سے (جو اولاد عنبر بن عمرو بن تمیم سے ہیں) ہے آزاد کردہ غلام ہیں۔توبہ کی والدہ ظبیہ بنت یزید بن عقیل ضبہ (ج اولاد نمیر بن عامر سے ہے) ہیں۔توبہ نمائندہ کی حیثیت سے سلیمان بن عبدالملک کے پاس گئے تھے۔سلیمان نے آپ سے ضروریات کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ان کے سامنے اپنی ضرورتیں پیش کیں' سلیمان نے آپ کو دو خچر سامان بطور دیا اور بصرہ میں حمام بنانے کی اور جنگل میں کنواں کھودنے کی اجازت دے دی اس قسم کے کام خلیفہ کی اجازت کے بغ جاتے تھے پھر آپ نے اپنے گھر کے جو بنی عنبر میں رابیہ میں تھا' ایک گوشہ میں حمام بنایا اور خریق نامی جنگل میں کنواں کھ

اور بصرہ کے درمیان تین منزلیں ہیں پھر آپ وفد میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھی گئے جب کہ وہ خلیفہ تھے۔

بقول اسحٰق بن ابراہیم بن مورع بحدیث خباب بن عبدالاکبر عنبری از توبہ: جب میں عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں پہنچا تو میں نے دیکھا آپ کے چاروں طرف آپ کی بچیاں کھیل رہی ہیں اور جانگیے پہنے ہوئے ہیں۔

اسحٰق بن ابراہیم: توبہ وفد میں ہشام بن عبدالملک کے پاس گئے آپ نے انہیں اسد بن عبداللہ کی سرکوبی کے لیے خراسان بھیج دیا پھر عراق بھیج دیا وہاں آپ کو یوسف بن عمر نے سابور کا حاکم بنا دیا پھر اہواز کا بھی حاکم بنا دیا جب یوسف کو معزول کیا گیا ہے تو آپ اہواز کے حاکم تھے۔ بنوالعنبر کے کچھ لوگوں نے چاہا کہ توبہ ان میں سے ہونے کا دعویٰ کریں لیکن آپ نے انکار کر دیا آپ ایک بدو تھے پھر بنی نمیر نے جو آپ کے ماموں ہوتے ہیں یہی کوشش کی مگر وہ بھی ناکام رہے آپ ضبع میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے ضبع بصرہ سے دو دن کی مسافت پر ہے۔

محمد بن واسع بن جابر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن اخنس بن عابد بن خارجہ بن زیاد بن شمس' جو اولاد عمرو بن نصر بن ازد سے ہیں۔ بصرہ میں اولاد زیاد بن شمس کے چار خطے تھے ان میں سے ایک خطہ بصرہ کے اندر بنانہ کے محاذ میں تھا اس پر اولاد شعیراء کے لوگ غالب آ گئے جن کو شعار کہا جاتا ہے یہ لوگ بالوں کی رسیاں بٹا کرتے تھے ان کا نسب محفوظ نہیں دوسرا خطہ بنی عنبر کے محاذ میں تھا تیسرا اہداد کے محاذ میں تھا اور چوتھا خریبہ میں: فرماتے ہیں' مجھے ان تمام باتوں کی خبر مرحوم بن احمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن محمد بن واسع نے دی فرماتے ہیں محمد کی کنیت ابوعبداللہ ہے محمد حسن کے دس سال بعد ۱۲۰ھ میں فوت ہوئے۔

باخبار عبیداللہ بن محمد بن حفص تیمی بتحدیث بن مطیع: ایک دن ایک شخص نے ایوب سے ایک حدیث بیان کی ایوب نے پوچھا: یہ حدیث تم سے کس نے بیان کی؟ بولے محمد بن واسع نے فرمایا: واہ واہ' پھر پوچھا: کس سے؟ بولے: فلاں سے' فرمایا: اسے روایت نہ کرو۔

باخبار عبیداللہ بن محمد قرشی تیمی بحدیث سعید بن عامر: ابن محمد بن واسع کے اور ایک شخص کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا اس نے ان کی ان کے والد (محمد) سے شکایت کی۔ محمد نے اپنے بیٹے کو بلا کر ان سے کہا: تو کیا چیز ہے' اللہ کی قسم میں نے تیری والدہ کو تین سو درہم میں خریدا تھا رہا تیرا والد' سو اللہ مسلمانوں میں اس جیسوں کی کثرت نہ فرمائے۔ سعید بن عامر: ہم تو یہ دعا کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ مسلمانوں میں ان جیسوں کی کثرت فرمائے۔

ابن سعد: باخبار عبیداللہ بن محمد قرشی تیمی بحدیث ہارون بن جراح بن بنت ہارون بن رئاب و بحدیث سعید بن عامر وغیرہ (بعض بعض پر اضافہ بھی کرتا ہے) جب محمد بن واسع بیمار ہوئے تو آپ کے اصحاب آپ سے ملنے آئے اس کے بعد ہارون بن رئاب آئے' لوگ بولے: ابوالحسن ہارون تشریف لے آئے انہیں جگہ دو' لوگوں نے جگہ دے دی اور آپ ایک گوشہ میں بیٹھ گئے لوگ محمد کی تعریف کر رہے تھے اور آپ بے ہوش تھے پھر جب آپ ہوش میں آئے تو آپ نے اپنے بارے میں لوگوں کی کچھ تعریفیں سنیں اور فرمایا: ﴿يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ﴾ (مجرم اپنی پیشانیوں سے پہچان لیے جائیں گے اور

انہیں پیشانی کے بالوں سے اور پیروں سے پکڑ لیا جائے گا) اگر میرے سر اور پیروں کو جمع کر کے مجھے جہنم میں جھونک دیا جائے اللہ کی قسم اس وقت تمہاری تعریفیں میرے کام آنے والی نہیں' میرے بھائیو! اللہ کی قسم مجھے تمہارے پاس سے یا تو جہنم میں لے جایا جائے گا یا اللہ معاف فرمادے گا۔

اسحٰق بن سوید عدوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں آپ ابوالعباس کی آغاز خلافت میں طاعون سے ۱۳۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابو یعقوب' فرقد بن یعقوب سبخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں ضعیف و منکر ہیں۔ سلیمان بن حرب از حماد بن زید: میں نے ایوب سے فرقد کے بارے میں پوچھا: فرمایا' وہ صاحب حدیث نہیں۔ لوگ کہتے ہیں فرقد طاعون کے زمانہ میں بصرہ میں ۱۳۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابو یحییٰ' مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنو سامہ بن لوی کی ایک خاتون کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں اور قرآن پاک لکھا کرتے تھے آپ طاعون سے کچھ دنوں قبل فوت ہوئے طاعون ۱۳۱ھ میں پھوٹا تھا۔

کثیر بن شنظیر مازنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور عطاء سے راوی ہیں۔

واصل مولیٰ ابو عیینہ بن مہلب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی حدیثیں ہیں۔

ابوالحسن' ہارون بن رئاب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اولاد اسید بن عمرو بن تمیم سے ہیں اور ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں۔ سفیان بن عیینہ: ہم سے ہارون بن رئاب نے حدیث بیان کی۔ آپ زہد و پارسائی کو چھپاتے تھے۔

کلثوم بن جبر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ معروف و صاحب احادیث ہیں اور سعید بن جبیر اور مسلم بن یسار سے راوی ہیں۔ باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث ربیعہ بن کلثوم: میرے والد کلثوم بن جبر کی کنیت ابو محمد تھی۔

عبداللہ بن مطرف رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن شخیر بن عوف بن کعب بن وقدان بن حریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ: باخبار عفان بن مسلم بتحدیث جعفر بن سلیمان بسماع ثابت بنانی: جس دن عبداللہ بن مطرف فوت ہوئے اس دن مطرف بال سنوار کر ان میں کنگھی کر کے اچھے کپڑے پہن کر لوگوں میں آئے لوگ ناراض ہو کر کہنے لگے ابو عبداللہ! عبداللہ تو گھر میں مردہ پڑے ہوئے ہیں اور آپ سر میں تیل لگا کر اور نئے کپڑے پہن کر قوم میں تشریف لائے ہیں' مطرف نے جواب دیا کیا میں اس مصیبت کے آگے جھک جاؤں حالانکہ

اللہ تعالیٰ نے مجھے مصیبت پر تین باتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن میں سے ہر بات مجھے تمام دنیا سے پیاری ہے حق تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ..... الخ﴾ یعنی صبر کرنے والے وہ ہیں کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو انا اللہ پڑھ لیتے ہیں انہیں پر ان کے رب کی طرف سے رحمتیں ہیں اور ان پر اس کی نوازش ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔تو کیا اس آیت کو پڑھ لینے کے بعد میں اس مصیبت کے آگے ذلیل ہو جاؤں؟ ثابت (مطرف سے) اگر ایک چھوٹے سے آبخورہ میں مجھے آخرت میں کوئی چیز ملنے والی ہے تو میری تمنا ہے کہ وہ مجھ سے دنیا میں چھین لی جائے۔

یحییٰ بن مسلم بکاء رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

عطاء بن ابی میمونہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قدریہ خیال کے تھے' بصرہ میں طاعون کے بعد فوت ہوئے یہ طاعون ۱۳۱ھ میں پھیلا تھا۔

یزید بن رشک ضبعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔

یزید بن ابان رقاشی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ضعیف وقدریہ ہیں۔

عبدالعزیز بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کو عبدالعزیز بن العبد' مولیٰ انس بن مالک بھی کہا جاتا ہے' آپ ثقہ ہیں۔

ابو ہارون عبدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عمارہ بن جوین ہے اور حدیث میں ضعیف ہیں آپ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

ابو جہضم' موسیٰ بن سالم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنو ہاشم کے مولیٰ ہیں اور عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اور عبداللہ بن عبیداللہ' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کئی حدیثوں کے راوی ہیں۔

ابو رجاء رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام سلمان ہے اور آپ ابوقلابہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

چوتھا طبقہ

ابوبکر ایوب بن ابوتمیمہ رحمۃ اللہ علیہ سختیانی:

آپ عنزہ کے آزاد کردہ غلام ہیں' ابوتمیمہ کا نام کیسان ہے۔ ایوب حدیث میں ثقہ ثبت اور حجت ہیں آپ جامع علوم کے اور عدالت و پارسائی کے مالک ہیں اور انتہائی گہرے علم والے ہیں۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید' ایوب: ایوب طاعون جارف سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے طاعون جارف ۸۷ھ میں پھیلا تھا۔

باخبار عفان بن مسلم و عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید بتحدیث ابوعبداللہ میمون: ہم حسن کے پاس تھے اور آپ کے پاس ایوب بھی تھے حسن نے آپ سے ایک مسئلہ پوچھا پھر ایوب کھڑے ہو کر جانے لگے حسن آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے جب ایوب اتنی دور نکل گئے کہ حسن کی بات نہ سن سکیں تو حسن نے فرمایا: یہ نوجوانوں کے سردار ہیں۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ابوخشینہ: ایک دن محمد نے ہم سے ایک حدیث بیان کی لوگوں نے کہا: ابوبکر! یہ کس سے ہے؟ فرمایا: مجھ سے یہ حدیث ایوب سختیانی نے بیان کی تم انہیں پکڑ لو۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب: جب محمد نے اپنی وصیت پڑھی تو میں ہٹنے لگا فرمایا قریب آ جاؤ تم سے کوئی راز مخفی نہیں۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: لا ادری (مجھے معلوم نہیں) کہتے ہوئے میں نے ایوب و یونس سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا اور ابن عون تو ایک عجیب شے تھے۔

باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید: جب کوئی ایوب سے کوئی مسئلہ پوچھتا تو آپ فرماتے پھر کہو اگر وہ دوبارہ وہی کہتا جو اس نے پہلے کہا تھا تو اسے جواب دیتے ورنہ نہیں۔

باخبار اسماعیل بن عبداللہ بن زرارۃ جرمی بتحدیث ضمرۃ بتحدیث ابن شوذب: جب ایوب سے کوئی ایسا مسئلہ پوچھا جاتا جس کی دلیل ان کے پاس نہ ہوتی تو فرماتے اہل علم سے پوچھو۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید' بقول ایوب: کون محفوظ رہ سکتا ہے؟ انسان ایک حدیث بیان کرتا ہے پھر وہ دیکھتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اس نے گھر کر لیا ہے پھر کوئی شے اس کے دل میں آ جاتی ہے۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: ایوب سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا فرمایا اس میں میرے پاس کوئی نص نہیں پہنچی' پوچھنے والے نے کہا اپنی رائے سے جواب دے دیجئے فرمایا: میری رائے اس تک نہیں پہنچتی۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: میں ایوب اور ابن عون پر حدیث ہی میں ڈرتا ہوں عارم نے کہا پھر میں نے اس کا ذکر یحییٰ بن سعید سے کیا' فرمایا: میں سفیان پر حدیث ہی میں ڈرتا ہوں۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: ہمارے علماء ایوب' ابن عون اور یونس ہیں۔ عارم کہتے ہیں میں نے اس کا ذکر ابن داؤد سے کیا' فرمایا: سفیان ثوری فرماتے ہیں: ہمارے علماء ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ ہیں۔

باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید: تم ایوب کو ان سے پڑھنے پر پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں پلا سکتے الا یہ کہ تم (پہلے سے) انہیں پہچانتے ہو۔ آپ کے بال خوب تھے اور سال کے سال منڈوایا کرتے تھے اکثر لمبے ہو جایا کرتے تھے پھر آپ انہیں اس طرح بن لیا کرتے تھے گویا آپ انہیں الگ الگ کر رہے ہیں۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ: ایوب پورے سال اپنے بال بڑھاتے تھے۔ باخبار موسیٰ بن اسماعیل بسماع حماد بن زید از ایوب: لوگ سر بلند ہونا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ انہیں گراہی دیتا ہے اور بعض حضرات انکساری اختیار کرتے ہیں مگر اللہ انہیں سر بلند ہی فرما دیتا ہے۔

فرماتے ہیں: ایوب مجھے دور والے راستہ سے لے جاتے ہیں کہتا یہ قریبی راستہ ہے فرماتے میں ان مجلسوں سے بچتا ہوں جب ایوب لوگوں کو سلام کرتے تو لوگ آپ کو بہ نسبت دوسروں کے بہترین و مزید جواب دیتے آپ دو بار فرماتے: یا اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں جواب نہیں چاہتا اس دن عبادت گزار اپنے کرتے سمیٹ لیتے اور ایوب اپنا کرتہ گھسیٹتے۔

ابن سعد: بقول عبدالرزاق از معمد: میں نے ایوب پر کرتہ دیکھا جسے آپ گھسیٹ کر چل رہے تھے۔ میں نے اس سلسلہ میں آپ کو ٹوکا تو فرمایا: ابوعروہ! ماضی میں اس کے دامنوں میں شہرت تھی لیکن آج اس کے سمیٹنے میں شہرت ہے۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: میرا ایوب نے استقبال کیا میں بازار جارہا تھا اور ایوب ایک جنازے میں تھے پھر میں آپ ہی کے ساتھ لوٹنے لگا' فرمایا: بازار جاؤ۔

باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث ربیع بن مسلم: ہم ایوب کے ساتھ ایک سفر میں تھے جب ہم ایک پتھریلے علاقہ سے گزر رہے تھے کہ اچانک ایک موٹا تازہ بھاری بھرکم شخص جس پر سوتی موٹے کپڑے تھے نمودار ہوا وہ بصریوں کے پاس جا کر ان سے پوچھنے لگا کیا تمہیں ایوب بن ابی تیمیہ کا پتہ معلوم ہے؟ میں نے ایوب سے کہا یہ شخص آپ کو ڈھونڈھ رہا ہے پھر جب اسے ایوب نے دیکھا تو لپک کر اس سے معانقہ کیا میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا یہ سالم بن عبداللہ بن عمر ہیں۔

باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ: ہم حمید بن ہلال' ایوب اور یونس بن عبید کے پاس تھے کہ حمید گھر جانے کے لیے کھڑے ہوئے تو ایوب و یونس ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگے میں نے حمید کے چہرے سے ناگواری تاڑلی آپ نے مجھ سے متوجہ ہو کر فرمایا: میری رائے تھی کہ اگر ان دونوں بزرگوں کو کوئی حادثہ پیش آ جائے تو یہ دونوں (ایوب و یونس) ان دونوں (حسن و محمد) کو اپنا خلیفہ بنا دیں گے۔ میں بولا: ہمیں بھی ان دونوں سے یہی توقع تھی پھر فرمایا: تم ان کو دیکھتے نہیں کہ میرے پیچھے ہیں اور آپ نے یہ امر بہت ہی برا سمجھا۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: میں نے اہل قبلہ کے لیے سب سے زیادہ پراُمید ایوب وابن عون کو پایا۔

باخبار عارم بتحدیث حماد بن زید: میں نے ملاقات کے وقت ایوب سے زیادہ ہنس مکھ کسی کو نہیں دیکھا اور ہارون بن رباب تو سب سے انوکھے ہیں۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب: میرے خیال میں تقدیر دین ہی سے ہے۔ باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب: پارسائی کو چھپانا اس کے ظاہر کرنے سے بہتر ہے۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: میں ایوب کے ساتھ چلا کرتا تھا آپ مجھے ایسے راستوں سے لے جاتے تھے کہ مجھے تعجب ہوتا تھا کہ آپ کیسے راہ پائیں گے اور آپ اس ڈر سے کہ لوگ کہیں گے یہ ایوب ہیں' ایسا کیا کرتے تھے۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث بشر بن مفضل بتحدیث ابن عوف: جب محمد بن سیرین فوت ہو گئے تو ہم نے کہا: اب ہمارے لیے کون ہے؟ پھر ہم نے فیصلہ کرلیا کہ ہمارے لیے ایوب ہیں۔

باخبار حجاج از شعبہ از ایوب: میرا ذکر کیا جاتا ہے لیکن مجھے اپنا ذکر کیا جانا محبوب نہیں۔ فرماتے ہیں بسا اوقات میں ضرورت کے سلسلہ میں ایوب کے ساتھ جایا کرتا تھا اور میں آپ کے ساتھ چلنا چاہتا تھا لیکن آپ مجھے ایسا موقعہ ہی نہیں دیتے تھے آپ نکلتے اور ادھر ادھر دیکھتے تاکہ آپ کی کسی کو خبر نہ ہو۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب: مجھے روئے زمین پر بکر سے زیادہ کوئی پیارا نہیں (بکر آپ کے صاحبزادے تھے) اور میرے پاس آنے سے مجھے اس (ہشام یا کوئی اور خلیفہ) کا دفن کرنا زیادہ محبوب ہے۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از بعض ہمسایہ ایوب: عیدالفطر کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے ایوب کے پیالے ان کے پڑوسیوں میں آتے جاتے رہتے تھے۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: مجھ سے ایوب نے مکہ کو جاتے وقت فرمایا: میں اپنے لیے کتان کا کپڑا یا کام کا کپڑا یا کمبل خرید لاؤں گا تاکہ میں اس میں اونٹنی کو چارہ دوں۔ فرماتے ہیں پھر جب آپ تشریف لے آئے تو میں نے اسے آپ پر کرتے کے نیچے دیکھا آپ تاڑ گئے اور فرمایا: اگر یہ مجھ سے پوشیدہ ہوتی تو مجھے اسے چمٹانے سے مسرت ہوتی۔

باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید: ایوب کے پاس ایک سرخ چادر تھی آپ اسی میں احرام باندھا کرتے تھے اور وہ کفن کے واسطے رکھ چھوڑی تھی اور شب قدر میں یعنی رمضان کی ۲۳ ویں اور ۲۴ ویں شب کو اسے اوڑھ لیا کرتے تھے۔ ایک شب آپ کی بیوی نے کہا آج رات ایوب کسم میں رنگے ہوئے کپڑے میں نکلے ہیں حماد کہتے ہیں پھر مکہ میں آپ کا صندوقچہ چرا لیا گیا وہ چادر اسی میں تھی اس طرح وہ ہاتھ سے نکل گئی۔

باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید: بعض حضرات ایوب کی مجلس میں بیٹھتے تھے اور انہیں خیال ہوتا تھا کہ ایوب انہیں جانتے نہیں پھر اگر ان میں سے کوئی بیمار ہو جاتا یا کسی کے گھر موت ہو جاتی تو ایوب اس کے گھر پہنچ جاتے اور اسے خیال ہوتا کہ ایوب کو تو اس سے سب سے زیادہ محبت ہے۔

باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث حماد بن زید: یعلیٰ بن حکیم جو ثقیف کے مولیٰ تھے ملک شام میں فوت ہو گئے اور ان کا گھر یہاں ہمارے پاس قبیلہ میں تھا آپ نے اپنے پیچھے اپنی والدہ چھوڑیں ایوب اس غمزدہ ماں کے پاس تین دن تک برابر آئے آپ ان کے دروازے پر آ کر بیٹھ جاتے تھے اور ہم آپ کے پاس آ کر جمع ہو جاتے تھے۔ فرماتے ہیں ہم ایوب کے پاس ان کے گھر ان کی وفات تک آتے جاتے رہے۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید: ہم ایوب سے کہا کرتے تھے: آپ نے محمد کو فلاں فلاں مسئلہ میں کیا جواب دیتے ہوئے سنا: آپ فرماتے: ہم نے آپ سے ان میں یہ یہ جواب سنا' ہم کہتے: انہیں بیان کیجئے' فرماتے: کیا تم نے انہیں مانا نہیں؟ ہم بولے: کیا وہ کافی ہیں؟ فرمایا: ہاں ہاں۔

یحییٰ بن سعید از شعبہ: میں نے ایوب سے قراءتِ حدیث کے بارے میں پوچھا' فرمایا: بہت اچھی ہے۔ باخبار ابو محمد یمامی بسماع عبدالرزاق از معمر از ایوب: اگر کوئی ایسی حدیث بیان کرتا ہے جو میں نے محمد سے نہیں سنی تو وہ مجھ پر دشوار گزرتی ہے۔ معمر: میں یہی بات ایوب کے حق میں کہتا ہوں۔

بقول اسماعیل بن ابراہیم بتحدیث ایوب: آپ نے وصیت کی کہ میری کتابیں ابو قلابہ کو دے دی جائیں میں ملک شام سے آپ کی تمام کتابیں لایا اور میں نے دس سے کچھ اوپر درہم کرائے کے دیئے۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: ایوب تہہ بند ناف سے نیچے باندھا کرتے تھے۔ باخبار عارم بتحدیث حماد بن زید: ایوب کبھی کبھی سر اور داڑھی سرخ رنگ لیا کرتے تھے۔

باخبار عارم بتحدیث حماد بن زید میں نے کفناتے وقت ایوب کے کرتے کے بٹن لگائے۔ بقول غیر عارم: اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ ایوب بصرہ میں ۱۳۱ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں طاعون میں فوت ہوئے۔

ابو عبیدہ' حمید بن ابی حمید طویل رحمۃ اللہ علیہ:

آپ طلحہ الطلحات خزاعی کے آزاد کردہ غلام تھے' ابو حمید کا نام طرخان تھا۔ حمید ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں مگر آپ بسا اوقات انس بن مالک سے تدلیس کرتے ہیں (تدلیس یعنی محدث کا ایسے شخص سے روایت کرنا جسے اس نے دیکھا نہ ہو)۔

ابن سعد: بخبر از حماد بن سلمہ از حمید: میں نے حسن کی کتابیں نقل کر کے ان کو لوٹا دیں' حمید ۱۴۲ھ میں فوت ہوئے۔

علی بن زید بن جدعان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عبداللہ بن جدعان قرشی پھر تیمی کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ ماں کے پیٹ سے نابینا ہی پیدا ہوئے اور کثیر الحدیث ہیں مگر آپ ضعیف و ناقابل حجت ہیں۔

ابو عبداللہ شقری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام سلمہ بن تمام ہے اور آپ ثقہ ہیں۔

عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ امیہ بن ابوالمخارق کے والد ہیں۔

ابوالمعتمر سلیمان بن طرخان تیمی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: بسماع یزید بن ہارون: آپ تیمی نہیں بلکہ مری ہیں لیکن چونکہ آپ کا گھر تیم میں تھا اس لیے انہیں کی طرف منسوب ہوگئے' آپ ثقہ اور کثیر الحدیث اور سرگرم عبادت گزاروں میں سے ہیں آپ تمام رات نماز پڑھتے رہتے تھے اور عشاء کی نماز کے وضو سے صبح کی نماز پڑھ لیا کرتے تھے آپ اور آپ کے صاحبزادے معتمر مساجد میں رات بھر گھومتے رہتے تھے اور ہر ایک مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے دونوں کا صبح تک یہی معمول رہا کرتا تھا۔ سلیمان کا رجحان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔

سلیمان: فلاں فلاں نے جابر کا صحیفہ لے کر کہا: اسے لے لو' میں نے کہا: نہیں سلیمان بصرہ میں ۱۴۳ھ میں فوت ہوئے۔

ابوصالح' شعیب بن حجاب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنو زافر کے جو معاول کا ایک ذیلی خاندان ہے آزاد کردہ غلام تھے۔ معاول ازدی ہیں۔ مجھے یہ خبر شعیب کے ایک بیٹے نے دی۔ آپ ثقہ اور صاحب احادیث ہیں۔

ابوبشر جعفر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی وحشیہ۔ ابووحشیہ کا نام ایاس تھا' ابوبشر ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔

ابن سعد: بقول یحییٰ بن سعید قطان' شعبہ' ابوبشر کی حدیث کو ضعیف بتایا کرتے تھے فرماتے ہیں: ابوبشر نے حبیب بن سالم سے ایک حدیث بھی نہیں سنی ابوبشر ۱۲۵ھ میں فوت ہوئے۔

ربیعہ بن ابوالحلال عتکی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قلیل الحدیث ہیں۔

یحییٰ بن عتیق رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور صاحب احادیث ہیں۔

یحییٰ بن ابی اسحاق حضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور صاحب احادیث اور مفسر قرآن اور عربی زبان اور نحو کے عالم ہیں۔

ابان بن ابوعیاش شنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عبدالقیس سے ہیں اور حدیث میں متروک ہیں۔

ابن سعد: باخبار عارم بن فضل اور یحییٰ بن عباد بتحدیث حماد بن زید باخبار سلم علوی: میں نے دیکھا ہمارے والد انس کے پاس لکھا کرتے تھے بقول عارم سراج کے پاس اور بقول یحییٰ تختی پر۔

مطر بن طہمان وراق خراسانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں ضعیف ہیں۔

حجاج بسماع شعبہ: مطر الوراق نے فرمایا: یہ لوگ حدیثیں بیان کرنے میں ماہر ہیں۔ بتحدیث ابوالتیاح از ابوالقداک۔ یہ غلط ہے اصل میں ابوالوداک ہے۔

ابوالعشراء دارمی تمیمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام اُسامہ بن مالک بن قہطم ہے اور بعض عطارد بن برز بتاتے ہیں آپ دیہاتی تھے اور حضر میں جو بصرہ کے راستہ میں پڑتا ہے مقیم تھے۔ آپ مجہول ہیں اور آپ کی ایک حدیث ہے آپ سے حماد بن سلمہ راوی ہیں۔

ابوبکر' یزید بن حازم ازدی پھر جہضمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

باخبار وہب بن جریر بن حازم: یزید کی وفات ۱۴۷ھ کے اخیر میں ۱۴۸ھ کے شروع میں ہوئی۔

ابوبکر داؤد بن ابی ہند رحمۃ اللہ علیہ:

ابوہند کا نام دینار تھا۔ بسماع عمرو بن عاصم: آپ اعلم قشیریین کی اولاد کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

ابن سعد: باخبار علی بن عبداللہ بتحدیث سفیان بسماع داؤد: میں طاعون میں مبتلا ہو گیا اور بے ہوش ہو گیا میں نے عالم بے ہوشی میں دیکھا جیسے دو شخص میرے پاس آتے ہیں ایک شخص میری زبان کی جڑ دباتا ہے اور دوسرا میرے پیر کا تلوا اور پوچھتا ہے: تیرے پاس کیا ہے؟ میں عرض کرتا ہوں سبحان اللہ' اللہ اکبر اور کچھ مسجدوں کی طرف قدم اور کچھ تلاوت قرآن فرماتے ہیں ہنوز میں نے قرآن کی تعلیم حاصل نہیں کی تھی' فرماتے ہیں میں اپنے کام پر چلا جایا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کاش اللہ کا ذکر کر کے کام پر جاتا۔ فرماتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت عطا فرمائی پھر میں نے قرآن کی تعلیم پر توجہ دی۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ: میں داؤد کے پاس گیا میں نے کسم میں رنگا ہوا ایک بستر' اسی رنگ میں رنگا ہوا ایک گہوارہ اور اسی رنگ میں رنگے ہوئے یمنی کپڑے دیکھے۔ فرماتے ہیں: یزید بن ہارون کہتے ہیں: ہمارے پاس سے داؤد اور سعید بن ابی عروبہ گزرے اور میں نے ان دونوں سے حدیثیں سنیں۔ داؤد ۱۳۹ھ میں فوت ہوئے اور سرخس میں پیدا ہوئے تھے آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔

ابوالحکم' علی بن حکم بنانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور صاحب احادیث ہیں اور ۱۳۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعبدالرحمٰن' عاصم بن سلیمان احول رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنو تمیم کے آزاد کردہ غلام تھے اور ابوجعفر کی خلافت کے زمانہ میں مدائن کے قاضی تھے اور کوفہ میں کیل و وزن کی جانچ پڑتال کرنے والے تھے۔ آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں اور ۱۴۱ھ یا ۱۴۲ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالحسن، حفص بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنومنقر کے آزاد کردہ غلام ہیں اور حسن کے اقوال سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ یحییٰ بن سعید قطان از شعبہ: مجھ سے حفص بن سلیمان نے ایک کتاب لی اور اسے واپس نہیں کی آپ لوگوں کی کتابیں لے کر لکھ لیا کرتے تھے آپ طاعون سے کچھ دنوں قبل فوت ہوئے طاعون ۱۳۱ھ میں پھیلا تھا۔

ابونعامہ عدوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عمرو بن عیسیٰ ہے اور آپ ضعیف ہیں اور آپ سے روح بن عبادہ راوی ہیں۔

ابومسلمہ، سعید بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور آپ سے شعبہ، حماد بن زید اور اسماعیل بن علیہ راوی ہیں۔

ابوقرہ، سعید بن ابی صدقہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

ابوروح، عمارہ بن ابی حفصہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور آپ سے شعبہ اور اسماعیل بن علیہ روایت کرتے ہیں۔

ابوعمرو، عثمان بتی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سلیمان بن جرموز، آپ ثقہ، صاحب احادیث اور صاحب الرائے وفقہ ہیں۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری: عثمان بتی کوفہ کے تھے پھر بصرہ میں مقیم ہو گئے تھے، آپ بنوزہرہ کے آزاد کردہ غلام تھے آپ موٹے کپڑے اور گاڑھا فروخت کیا کرتے تھے اس لیے آپ کا لقب بتی پڑ گیا یعنی گاڑھا بیچنے والے۔

منصور بن عبدالرحمٰن عذری غدانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے اسماعیل بن علیہ راوی ہیں۔

عسل بن سفیان تمیمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ میں ضعف ہے اور آپ سے شعبہ راوی ہیں۔

ابورجاء ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام محمد بن سیف ہے اور آپ ثقہ ہیں آپ سے حماد بن زید، یزید بن زریع اور اسماعیل بن علیہ راوی ہیں اور آپ حسن سے راوی ہیں۔

ابوسہل، عوف بن ابوجمیلہ اعرابی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ طی کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔ بعض کہتے ہیں: آپ اپنی شان بلند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں حسن سے ایسی چیز بیان کرتا ہوں جسے کوئی بیان نہیں کرتا، آپ شیعہ تھے۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری: میں نے عوف سے پوچھا: آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ مجھ سے حسن نے حدیث بیان کی فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے اصحاب کہتے ہیں: حسن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' پھر فرمایا: یہ کون کہہ سکتا ہے؟ اللہ کی قسم میں اشعث کو ان کے لیے پیش نہیں کرتا' میں بولا: یہ عمرو بن عبید بھی کہتے ہیں: فرمایا: وہ غلطی پر ہیں' میں نے ان سے واقعہ ابن الاشعث سے پہلے سنا ہے انصاری فرماتے ہیں: عوف سب سے بڑے تھے اور ۱۴۶ھ میں فوت ہوئے۔

زیاد اعلم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ باہلہ کی ایک عورت کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

خلیف بن عقبہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شیبان بن عبید بن عمرو بن مخلب بن عوف بن ثعلبہ بن ذبیان بن ربیع بن حارث' اور وہ مقاعس بن عمرو بن کعب بن ثعلب بن زید مناۃ بن تمیم ہیں آپ کی کنیت ابن سیرین نے ابوبکر رکھی تھی آپ اصحاب ابن سیرین میں سے ہیں آپ آسان خضاب سے سفیدی بدل لیا کرتے تھے آپ بصرہ میں ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے قتل سے قبل ۶۱ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

ابوذبیان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام خلیفہ بن کعب ہے۔

ابودلان' حیان بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قلیل الحدیث ہیں۔

ابوایوب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبداللہ بن ابوسلیمان ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ سے حماد بن سلمہ اور اسحق بن عثمان راوی ہیں۔

ابوالمبارک' خالد بن مہران حذاء رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قریش میں اولاد عبداللہ بن عامر بن کریز کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ موچی نہ تھے مگر موچیوں کے پاس اٹھتے بیٹھتے تھے۔

ابن سعد: از فہد بن حیان قیسی: خالد نے کبھی جوتے نہیں سیئے آپ تو یہ فرمایا کرتے تھے کہ اس طرح سیو پھر آپ کا لقب حذاء پڑ گیا۔ فرماتے ہیں: خالد ثقہ ہیں اور رعب وداب والے ہیں کوئی ان پر جرأت نہیں کرتا اور کثیر الحدیث ہیں آپ فرماتے ہیں: میں نے بجز لمبی حدیث کے کبھی کوئی حدیث نہیں لکھی پھر جب لمبی حدیث میں یاد کر لیا کرتا تھا تو اسے مٹا دیا کرتا تھا آپ بصرہ میں عشر خانہ اور پالان پر مقرر رہتے تھے۔ خالد' ابوجعفر منصور کی خلافت کے زمانہ میں ۱۴۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعبداللہ' یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عبدالقیس کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں فرماتے ہیں: میں نے کبھی کوئی حدیث نہیں لکھی۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: یونس حدیث بیان کر کے استغفر اللہ' استغفر اللہ' استغفر اللہ کہتے باخبار فہد بن حیان وغیرہ: یونس ۱۳۳ھ میں فوت ہوئے۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری: میں نے سلیمان اور عبداللہ پسران علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کو اور جعفر و محمد پسران سلیمان بن علی کو دیکھا کہ اپنی گردنوں پر یونس کا جنازہ اٹھائے ہوئے ہیں پھر عبداللہ بن علی فرماتے ہیں: اللہ کی قسم یہ شرف ہے۔

ابو بشر' سلمہ بن علقمہ تمیمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔

سوار بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن قدامہ بن عنزہ بن نقب بن عمرو بن حارث بن خلف بن حارث بن مجفر بن کعب بن عنبر بن عمرو بن تمیم۔ آپ قلیل الحدیث ہیں اور ابو جعفر کی طرف سے بصرہ کے قاضی تھے۔

ابن سعد: باخبار بکار بن محمد: میں نے سوار کو دیکھا آپ نے فیصلہ کا ارادہ فرمایا پھر آسمان کی طرف دیکھا اور آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں پھر آپ نے فیصلہ صادر فرمایا۔

ابو مروان غنوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام ابراہیم بن علاء ہے اور آپ ثقہ ہیں۔

ابو مسعود' سعید بن ایاس جریری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں مگر اخیر عمر میں حافظہ میں فرق آ گیا تھا۔

یحییٰ بن سعید قطان از کہمس: ہم نے جریری کو طاعون کے زمانہ میں منکر قرار دیا۔ باخبار یزید بن ہارون: میں نے جریری سے ۱۴۲ھ میں سماع کیا میں اسی سال بصرہ گیا تھا ہم نے ان سے کوئی منکر روایت نہیں سنی حالانکہ ہم سے کہہ دیا گیا تھا کہ آپ کے حافظہ میں فرق آ گیا ہے اور ہمارے بعد آپ سے اسحاق ارزق نے سماع کیا۔ یزید: میں نے شعبہ سے ۱۴۰ھ میں سنا اور اس کے بعد لوگوں کا بھی کہنا ہے کہ جریری ۱۴۴ھ میں فوت ہوئے۔

ابو عون' عبداللہ بن عون بن ارطبان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عبداللہ بن درہ بن سراق مزنی کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ سلیمان تیمی سے بڑے تھے اور عثمانی تھے آپ ثقہ' کثیر الحدیث اور پارسا ہیں۔

باخبار بکار بن محمد بسماع ابن عون: میں نے انس بن مالک کو دیکھا کہ آپ کو آپ کے جانور پر لے جایا جاتا تھا آپ ان چیزوں سے دوچار نہ تھے جن سے میں ہوں لوگوں نے مجھے چھوڑ رکھا ہے میں اپنے کسی کام کے لیے باہر جانے پر قادر نہیں۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: طاعون جارف سے تین سال قبل ابن عون پیدا ہوئے۔ باخبار محمد بن عبداللہ

انصاری: ابن عون اگر قدریہ فرقہ کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام نہیں کیا کرتے تھے۔

باخبار بکار بن محمد: ابن عون نے کوفہ میں بہت وسیع علم سنا پھر اسے محمد کو سنایا پھر محمد نے جس کی تعریف کی آپ نے اسے بیان کیا اور جس کی تعریف نہیں کی اسے مرتے دم تک بیان نہیں کیا۔ جب آپ کوئی حدیث بیان کرتے تو عجز وانکساری کا اظہار فرماتے اور اپنے حق میں اللہ تعالیٰ سے ترحم کی دعا فرماتے اس لیے کہ کہیں حدیث میں کمی بیشی نہ ہوگئی ہو۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث اسماعیل بن علیہ بسماع ابن عون: مجھے اللہ شیوخ کے علم سے پناہ میں رکھے۔ ابن سعد: بقول ابن قطن بسماع ابن عون: کاش میں اس (علم) سے برابر سرابر نکل جاتا۔

باخبار بکار بن محمد از ابن عون: بھتیجے! لوگوں نے مجھ پر راستہ بند کر دیا میں اپنے کسی کام کے لیے نہیں نکل سکتا (یعنی لوگ ہر وقت حدیثیں پوچھتے رہتے ہیں) بکار: ابن عون کے بھائی تھے انہیں خاص طور سے آپ کے پاس آنے کی اجازت تھی جماعت کو یہ اجازت حاصل نہ تھی۔

باخبار بکار بن محمد: جب ابن عون کے پاس آپ کے بھائی آتے اور آپ کو سلام کرتے تو بالکل خاموش عجز وانکساری کے ساتھ ادب واحترام سے بیٹھ جاتے میں نے کسی کے سامنے کسی کو اس طرح بیٹھتا ہوا نہیں دیکھا آپ ان کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ فرماتے آپ کسی محدث یا غیر محدث کو اپنے پیچھے نہیں چلنے دیتے تھے ایک دن ابن عون محمد بن سیرین کے پیچھے چلنے لگے پوچھا کچھ کام ہے؟ بولے: نہیں' فرمایا تو جاؤ۔

باخبار بکار بن محمد: میں نے ابن عون کو کسی سے مذاق کرتا ہوا یا جھگڑتا ہوا یا شعر پڑھتا ہوا کبھی نہیں دیکھا' آپ برابر اپنی اصلاح میں لگے رہتے تھے۔

باخبار بکار بن محمد: ابن عون صبح کی نماز پڑھ کر اپنی مجلس میں قبلہ رخ بیٹھے ہوئے ذکر اللہ کرتے رہتے تھے پھر جب سورج نکل آتا تو نماز پڑھ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوا کرتے تھے۔

بکار: میں نے ابن عون کو کبھی گالی دیتے ہوئے نہیں سنا نہ اپنے غلام کو' نہ لونڈی کو' نہ بکری کو' نہ مرغی کو اور نہ کسی چیز کو میں نے کسی کو ان سے زیادہ زبان پر قادر نہیں دیکھا۔

باخبار بکار بن محمد: میں نے ابن عون کو بلال بن ابی بردہ کے بارے میں کوئی بات کہتے ہوئے نہیں سنا لوگ کہتے تھے: ابو عون! بلال نے یہ کیا آپ فرماتے: انسان مظلوم ہوتا ہے پھر وہ اپنی زبان سے ظالم کو کچھ نہ کچھ کہتا رہتا ہے حتیٰ کہ ظالم بن جاتا ہے میرے گمان میں مجھ سے زیادہ سخت بلال پر تم میں سے کوئی نہیں (فرماتے ہیں) بلال نے اس جرم پر آپ کے کوڑے لگوائے تھے کہ آپ نے ایک عربی خاتون سے شادی کر لی تھی۔

باخبار بکار بن محمد: میں ابن عون کی صحبت میں ان کے موتے دم تک رہا آپ نے میرے والد کو وصیت کی' میں نے آپ سے کبھی نہیں سنا کہ آپ نے جھوٹی یا سچی قسم کھائی ہو حتیٰ کہ موت نے آ کر ہم میں جدائی ڈال دی۔

بکار: ابن عون مرتے دم تک برابر ایک دن ناغہ کر کے روزے رکھتے رہے۔ میں نے کبھی آپ کے ہاتھ میں درہم یا دینار

نہیں دیکھا اور نہ میں نے آپ کو کبھی کوئی چیز تولتے ہوئے دیکھا جب آپ وضو کرتے تو اس میں آپ کو کسی کی اعانت گوارا نہ ہوتی آپ وضو کر کے رومال سے یا کسی دوسرے کپڑے سے اپنا منہ پونچھ لیا کرتے تھے اور جمعہ کے دن آپ بہت سویرے نماز کو نہیں جاتے تھے جیسا کہ آج کل لوگ چلے جاتے ہیں اور نہ دیر ہی کر کے جاتے آپ کو درمیانی راہ بہت پیاری تھی اور جماعت میں مل کر رہنا بھی بہت محبوب تھا آپ جمعہ کے لیے اور عید و بقر عید کے لیے غسل کیا کرتے تھے اور کپڑوں پر اور سر اور داڑھی میں خوشبو لگایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ سنت ہے باقی دنوں میں بھی خوشبو استعمال کرتے رہتے تھے اور مہین و نرم کپڑے پہنا کرتے تھے خصوصاً جمعہ کو اور عید و بقر عید کو تو بہت ہی صاف و شفاف کپڑے استعمال کیا کرتے تھے اور جمعہ کی نماز کے لیے کبھی پیدل چل کر اور کبھی سوار ہو کر آتے تھے اور جمعہ کی نماز کے بعد زیادہ دیر تک بیٹھا نہیں کرتے تھے۔ آپ رمضان میں جماعت سے فرض ہی پڑھا کرتے تھے پھر اپنی خلوت گاہ میں اپنے گھر میں عبادت میں مصروف رہتے تھے آپ گھر میں خاموش رہا کرتے تھے اور الحمد للہ ربنا کا ورد جاری رکھتے تھے میں نے ابن عون کو کبھی حمام میں جاتا ہوا نہیں دیکھا آپ کا وکیل ایک عیسائی تھا جو آپ کے گھر کی آمدنی کا حساب کتاب رکھتا تھا اور آپ کے محلّہ میں جس میں آپ رہتے تھے عیسائی اور مسلمان ملے جلے رہتے تھے اور بازار والے گھر میں بھی آپ فرمایا کرتے تھے میرے ماتحت عیسائی رہیں مسلمان نہیں آپ اپنے مکان کے بالائی حصہ میں رہتے تھے (فرماتے ہیں) ابن عون ہمیں مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھاتے تھے آپ کے محلّہ میں ایک مسجد تھی جس میں آپ باقی نمازیں پڑھا کرتے تھے اور آپ کے موجودہ بھائی بند اور فرزند اور محلّہ کے دوسرے حضرات بھی۔ آپ کا ایک آزاد کردہ غلام اذان دیا کرتا تھا اور اذان میں دہرے کلمات استعمال کیا کرتا تھا اور تکبیر میں اکہرے اکثر ہمیں آپ ہی نماز پڑھایا کرتے تھے اور کبھی کبھی اپنے کسی صاحبزادے کو آگے بڑھا دیا کرتے تھے۔ آپ کوئی چیز منگایا نہیں کرتے تھے الا یہ کہ آپ کے بلا طلب کے کوئی لے آئے اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ کھانے میں کچا لہسن ہے تو آپ اسے چھوتے بھی نہ تھے۔ کھانے سے قبل خادم آ کر آپ کے ہاتھ دھلاتا تھا پھر رومال دے دیتا تھا جس سے آپ ہاتھ پونچھ لیا کرتے تھے۔

بقول بکار بن محمد بتحدیث عین (جو ہماری ایک آزاد کردہ لونڈی تھی) یہ لونڈی آپ کی خدمت کیا کرتی تھی اور یہ اس وقت عبداللہ بن محمد کی مملوکہ تھی اور عبداللہ بن محمد کی صاحبزادی آپ کے پاس تھیں اور ان صاحبزادی کی والدہ آپ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن کے پاس تھیں فرماتی ہیں میں آپ کی خدمت کیا کرتی تھی ایک دن میں نے ابن عون کے لیے سالن پکایا آپ کو اس میں لہسن کی بو آئی' آپ نے اس کے بارے میں مجھ سے پوچھا میں نے آپ کو سب کچھ بتا دیا فرمایا حق تعالیٰ تم کو اس میں برکت عطا فرمائے اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اسے میرے آگے سے اٹھا لو یہ سن کر میرے بدن میں آگ لگ گئی اور میں سیرین کے گھر آ گئی۔

باخبار بکار بن محمد: عبداللہ بن عون کے سامنے تقدیر کا ذکر چھڑ گیا فرمانے لگے بھتیجے! میں اس کے ذکر سے بری ہوں میں نے لوگوں کو پایا بجز دو شخصوں کے کسی نے بھی اس پر گفتگو نہیں کی ایک تو گفتگو کرنے والا معبد جہنی تھا اور دوسرا سنویہ' ام موسیٰ کا شوہر تھا۔ اور اس پر گفتگو شر ہے۔

باخبار بکار بن محمد: معتزلہ نے ابن عون کی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن سے چغلی کھائی اور کہا کہ یہاں ایک شخص عبداللہ بن

عون ہے جو آپ سے لوگوں کو روکتا ہے آپ نے ابن عون کو بلا بھیجا کہ تجھے میرے سے کیا دشمنی ہے آپ بصرہ سے نکل کر قریظیہ میں جا ٹھہرے اور وہیں رہے حتیٰ کہ ابراہیم کا جو حشر ہونا تھا ہوا۔

بکار: جب ابراہیم نے بغاوت کا فتنہ اٹھایا تو میں نے ابن عون کو دیکھا کہ آپ نے اپنے دروازے بند کرا دیئے جو مربد کے شاہراہ عام پر تھے آپ گھر میں نہ کسی کو جھانکنے دیتے تھے نہ دیکھنے دیتے تھے اور نہ کوئی دروازہ کھولتے تھے۔ باخبار بکار بن محمد: اگر ابن عون کے ساتھ کوئی شخص سلوک وصلہ رحمی کرتا تو آپ اس کے ساتھ چپکے سے سلوک کرتے اور اگر کوئی آپ کو ہدیہ دیتا تو آپ اسے چپکے سے ہدیہ دیتے آپ کو یہ گوارا نہ تھا کہ کسی کو اس کی خبر ہو۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث ابن عون: ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میں ایک باغ میں محمد کے ساتھ ساتھ موجود ہوں آپ اس میں چہل قدمی فرما رہے ہیں پھر اس باغ میں ایک پتھریلی جگہ پر پہنچ جاتے ہیں اور اسے بکھیرنے لگتے ہیں میں آپ کے پیچھے ہوں اور میں بھی مٹی اٹھا اٹھا کر بکھیرنے لگتا ہوں فرماتے ہیں میں نے اس خواب کا ذکر محمد سے کیا آپ نے فرمایا ماشاء اللہ ماشاء اللہ یہ ایک شخص ہے جو ایک شخص کی پیروی کرتا ہے اور اس سے خیر (علم دین) سیکھتا ہے فرماتے ہیں آپ کی رائے میں وہ شخص میں ہی تھا۔

باخبار بکار بن محمد: میں گھر میں ابن عون کے پاس تھا' میں بولا: کیا الحراف میں ابو محمد عبیدہ نہیں؟ فرمایا افسوس! تم کس کے پاس یہ بات کہہ رہے ہو؟ نہیں نہیں' میرا یہ مطلب تھا کہ آپ کتاب میں دیکھ کر مجھ سے حدیثیں بیان فرمائیں آپ نے میری یہ بات مسترد فرمادی۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بسماع عثمان بتی (باپ کے حق میں بیٹے کی شہادت کے بارے میں) جائز نہیں الا یہ کہ باپ ابن عون جیسا ہو انصاری کہتے ہیں اسی پر میرا عمل ہے میں نے سوار بن عبداللہ کے سامنے ابو علی کے لیے شہادت دی پھر آپ نے قبول فرمالی۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث ابن عون: میرے پاس امیر سلم بن قتیبہ آئے اور السلام علیکم کہہ کر ہنس پڑے اور فرمایا ہم یہ ابن عون کے لیے برداشت کرتے ہیں۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری: ایک دفعہ ہشام بن حسان نے حدیث بیان کی ایک شخص نے پوچھا: یہ حدیث تم سے کس نے بیان کی؟ فرمایا اس نے جس کے مثل اللہ کی قسم میری آنکھوں نے کبھی کسی کو نہیں دیکھا یعنی ابن عون نے اور آپ نے حسن ومحمد کو بھی مستثنیٰ نہیں فرمایا۔ انصاری: ایک دفعہ ہشام مکہ سے آئے اور ابن عون کے پاس پہنچے ہم پہلے ہی سے آپ کے پاس تھے فرمایا اللہ کی قسم ابھی میں اپنے گھر بھی نہیں گیا اور نہ کسی کے پاس گیا سب سے پہلے آپ ہی سے ملنے آیا ہوں۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری باخبار ابن عون: میں نے خواب میں دیکھا گویا میں مسجد میں ہوں کہ اچانک ایک سنگریزہ اچھل کر میرے کان میں گر گیا میں نے فوراً ایک طرف کو اپنا سر جھکا دیا آخر وہ نکل گیا میں نے ابن سیرین سے ذکر کیا فرمایا: یہ ایک شخص ہے جس نے کوئی ناگوار بات سنی ہے اور وہ اس کے دل میں ہلچل مچا رہی ہے۔

باخبار بکار بن محمد: ابن عون مصافحہ کو مکروہ سمجھتے تھے اور کسی سے مصافحہ نہیں کیا کرتے تھے اور سفیان ثوری بھی زیادہ تر مصافحہ نہیں کیا کرتے تھے بس اسلام علیکم کہا کرتے تھے۔

باخبار بکار: ابن عون کی مسجد میں جو انہوں نے اپنے محلّہ میں بنوائی تھی محراب نہ تھی۔ باخبار یحییٰ بن خلیف بن عقبہ: ایک دفعہ ابن عون اور ابن سیرین ایک راہ سے گزر رہے تھے ایک جگہ بارش کا پانی جمع تھا اور اس پر کھجور کا ایک تنا پڑا ہوا تھا ابن سیرین تنے پر چل کر عبور کر گئے اور ابن عون پانی سے گزرے ابن سیرین نے پوچھا تنے کے اوپر سے کیوں نہیں آئے؟ فرمایا تنہ والے کی رضا معلوم نہیں۔

باخبار یحییٰ بن خلیف: ابن عون جب دعا میں انتہائی زور دیتے تو یا احد یا احد فرمایا کرتے تھے۔

باخبار بکار بن محمد بحدیث بعض تلمیذ ابن عون: آپ کے پاس ایک اونٹنی تھی جس پر جہاد و حج کیا کرتے تھے آپ کو وہ بے حد پسند تھی ایک دن آپ نے اپنے غلام سے کہا کہ اسے پانی پلا لائے غلام نے اس کے منہ پر ایسی لکڑی ماری کہ اس کی آنکھ نکل کر اس کے منہ پر آ پڑی ہم نے کہا اگر ابن عون کو غصہ آئے گا تو آج آئے گا تھوڑی دیر کے بعد ابن عون بھی آ گئے اور اونٹنی کی آنکھ کو دیکھ کر فرمانے لگے سبحان اللہ! کیا مارنے کے لیے چہرہ ہی رہ گیا تھا؟ اے غلام! اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے میرے سامنے سے نکل جا' حاضرین گواہ رہیں کہ یہ آزاد ہے۔

باخبار بکار: ابن عون ملک شام تک اپنی اونٹنی پر جہاد کیا کرتے تھے اور ملک شام میں جانے کے بعد گھوڑے پر جہاد کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں ابن عون نے ایک رومی کو للکارا اور اسے قتل کر دیا۔

باخبار بکار: ابن عون روزانہ شب کو ایک منزل قرآن پڑھا کرتے تھے اگر رات میں ناغہ ہو جاتا تو دن میں پڑھ لیا کرتے تھے۔

باخبار عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب باخبار حماد بن زید بقول ابن عون: تین چیزیں مجھے اپنے لیے بھی پیاری ہیں اور اپنے شاگردوں کے لیے بھی قرآن پاک کی تلاوت' حدیث کا مطالعہ' اپنی اصلاح میں مصروف رہ کر لوگوں کی خیر خواہی چاہنا' عبداللہ بن مسلمہ: میں نے لوگوں سے سنا' ابن عون سے ذکر کرتے تھے کہ آپ نے ابو مسلمہ بن قعنب کا جانور دیکھا اور ان کی اجازت کے بغیر اس پر سوار ہو گئے کیونکہ آپ کو یقین تھا کہ وہ منع کرنے والے نہیں۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث خالد بن حارث: ابن عون فرمایا کرتے تھے: سلیم سلیم ہی ہیں اور راز ہر راز ہر ہی ہیں یعنی سلیم سلامتی والے ہیں اور راز ہر روشن ہیں یہ دونوں حضرات بازار سے آپ کی ضروریات لا کر دیا کرتے تھے۔

باخبار ازہر بن بلج بتحدیث سفیان بن عیینہ: میں نے ابن عون سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو درہم پیارے ہیں' فرمایا: درہم مجھے فائدہ پہنچاتے ہیں۔

باخبار بکار بن محمد: ابن عون کی انگوٹھی معہ نگ کے چاندی کی تھی اور اس پر خاتم سلیمان کندہ تھا۔

باخبار بکار بن محمد: میں نے ابن عون کے سر پر تقریباً ایک بالشت اونچی ٹوپی دیکھی جو یمنی دھاری دار کپڑے کی تھی اور میں

نے دیکھا آپ چادروں کے کپڑے پہنا کرتے تھے اور تہبند باندھ کر اور چادر اوڑھ کر بازار چلے جایا کرتے تھے اور آپ کو گیرو سے رنگے ہوئے دو کپڑوں میں بھی دیکھا گیا۔

باخبار بکار بن محمد: ابن عون اپنی مونچھیں بالکل صاف نہیں کیا کرتے تھے بلکہ درمیانی راہ اختیار کر کے انہیں کاٹا کرتے تھے آپ کے سر کے بال نصف کانوں تک رہتے تھے اگر آپ آپ کو دیکھتے تو یہی کہتے کہ آپ لوگوں کے اس طبقہ سے نہیں ہیں جو لوگوں میں خوب گھلے ملے اور گڈ مڈ رہتے ہیں۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: ابن عون جب تہبند باندھتے تو آپ کی ناف کھلی رہتی تھی۔

باخبار معاذ بن معاذ عنبری: میں نے ابن عون کے سر پر ایک لطیف وخوبصورت اونی ٹوپی دیکھی پھر آپ سے ہمارے کسی ساتھی نے پوچھا: ابوعون! یہ ٹوپی کیا ہے؟ فرمایا یہ ٹوپی ابن عمر کی ہے ابن عمر نے انس بن سیرین کو دے دی تھی پھر جب انس کے ترکہ میں فروخت کی گئی تو میں نے خرید لی۔

باخبار بکار بن محمد: ابن عون کے جوتے کا ایک ایک تسمہ تھا اور سیتپہ نہ تھا۔ ابن عون کی چادریں بٹی ہوئی تھیں اور آپ کے کپڑے پیروں تک تھے۔ باخبار ابوقطن عمرو بن ہیثم: میں نے ابن عون کے بعض دانت سونے کے تاروں سے بندھے ہوئے دیکھے۔

باخبار بکار بن محمد: ابن عون کو خواب میں نبی ﷺ کو دیکھنے کی بڑی تمنا تھی آخر کار آپ نے نبی ﷺ کو اپنی وفات سے کچھ دنوں پہلے خواب میں دیکھا جس سے آپ کو انتہائی مسرت ہوئی۔ پھر آپ اپنے گھر کے زینہ سے مسجد میں جانے کے لیے اتر رہے تھے کہ گر گئے اور آپ کے پیر میں ضرب آئی آپ نے علاج نہیں کرایا اور اسی میں جان جان آفریں کو سونپ دی اور اس چادر میں کفنائے گئے جو آپ نے دو سو درہم میں خریدی تھی پھر ہم سے آپ کے بیٹوں نے سودا کیا اور کہا ہم اس کے بغیر ہی خریدیں گے۔ اور میری پھوپھی نے جو آپ کی اہلیہ تھیں فرمایا: باقی میرے حساب میں شمار کر لینا۔ فرماتے ہیں میں ابن عون کی وفات کے وقت موجود تھا آپ قبلہ رخ لیٹے ہوئے تھے اور ذکر اللہ میں مصروف تھے کہ موت کا غرغرہ شروع ہو گیا اور اللہ اللہ کرتے ہوئے اللہ سے جا ملے مجھ سے میری پھوپھی ام محمد بنت عبداللہ بن محمد بن سیرین نے فرمایا: ابن عون کے پاس سورۂ یٰسین پڑھو چنانچہ میں نے سورۂ یٰسین پڑھی مرتے وقت ابن عون سے زیادہ میں نے کسی کو ہوش وحواس میں نہیں پایا آپ کے ہوش وحواس آخری دم تک قائم رہے بس آپ بار بار اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹاتے تھے اور کچھ نہیں آپ کی وفات سحر کو ہوئی ہم اُونگھ کے غلبہ کے مارے آپ پر نماز پڑھنے پر قادر نہیں ہوئے حتیٰ کہ ہم نے آپ کو مسجد کے محراب میں رکھ دیا۔

باخبار بکار بن محمد: ابن عون دس ہزار سے کچھ اوپر مقروض تھے کہ فوت ہوئے آپ نے قرض کے بعد اپنے مال کے پانچویں حصہ کی میرے والد کو بلا کر وصیت کی کہ اسے آپ کے محتاج وغیر محتاج اقارب میں بانٹ دیا جائے۔

آپ بیماری میں شیر سے بھی زیادہ صابر ثابت ہوئے مرتے دم تک اُف نہیں کی اور نہ کبھی اپنی بیماری کی کسی سے ادنیٰ سی شکایت کی آپ نے نقد مال کچھ نہیں چھوڑا ایک گھر عطارین میں چھوڑا اور اپنا رہائشی گھر چھوڑا جو سکۃ المربد میں تھا آپ رجب ۱۵۱ھ میں ابوجعفر کے عہد میں فوت ہوئے اور آپ پر جمیل بن محفوظ ازدی نے جو عقبہ بن سلم کے افسر پولس تھے نماز پڑھی۔

عمران بن مسلم قصیر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی حدیثیں ہیں۔

عبدالمومن بن ابوشراعہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی اور ان سے راوی ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔

غالب بن مہران تمار رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور آپ سے شعبہ اور اسمٰعیل بن علیہ راوی ہیں۔

عبدالعزیز بن قدیر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا گھر عبدالقیس میں تھا آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں آپ سے سفیان اور ابن مبارک راوی ہیں آپ کے بھائی عبدالملک بن قدیر ہیں۔

عبدالملک بن قدیر رحمۃ اللہ علیہ:

اپنے بھائی عبدالعزیز سے راوی ہیں۔

حجاج اسود قسامل ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی حدیثیں ہیں۔

حجاج بن ابی عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالصلت' حجاج بن ابی عثمان صواف: آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

عباد بن منصور ناجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بصرہ کے قاضی تھے' ضعیف ہیں اور آپ کی حدیثیں منکر ہیں۔

حوشب بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سبز چادروں کے تاجر تھے' ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور آپ سے ہشام بن حسان راوی ہیں۔

ابو یونس حاتم بن ابی صغیرہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

حسین بن ذکوان معلم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔

کہمس بن حسن قیسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی ثقہ ہیں۔

حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مزینہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

عمران بن حدیر سدوسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔

ابوالمعلیٰ عطار رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام یحییٰ بن میمون ہے آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔

غالب بن خطاف راسبی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔

باخبار عبدالاعلیٰ بن سلیمان عبدی زراد: غالب قطان کی کنیت ابوسلمہ ہے آپ نابینا تھے اور عبدالقیس کے گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے میں نے آپ کے والد کا نام قطان کے بجائے خطاف بھی سنا ہے۔

ہشام بن حسان فردوسی ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ میں اور قتادہ میں عمر کے اعتبار سے سات سال کا فرق تھا۔ باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ابوقرہ سعید بقول محمد: اے اہل بیت ہشام ہم سے ہیں۔

یحییٰ بن قطان: ہشام ۱۴۷ھ میں فوت ہوئے آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور کثیر الحدیث ہیں۔ مکی بن ابراہیم: ہشام یکم صفر ۱۴۸ھ میں فوت ہوئے۔

عیینہ بن عبدالرحمٰن بن جوشن غطفانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔ باخبار وکیع بن جراح: میں نے عیینہ سے بصرہ میں ۱۴۸ھ میں ملاقات کی اور آپ نے مجھے بول کر حدیثیں لکھوائیں۔

عمر بن عامر رحمۃ اللہ علیہ، صالح بن ابوالاخضر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: باخبار محمد بن عبداللہ انصاری: میں نے صالح سے پوچھا: یہ جو تم روایتیں کرتے ہو کیا تم نے انہیں زہری سے سنا ہے فرمایا: انہوں نے مجھ سے بعض حدیثیں بیان کیں اور بعض حدیثیں میں نے ان پر پڑھیں اب مجھے خبر نہیں کون سی سنی ہوئی ہیں اور کون سی پڑھی ہوئی ہیں۔

جراد بن مجالد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے شعبہ راوی ہیں۔

ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ:

جن سے شعبہ راوی ہیں شعبہ آپ کے پڑوسی تھے آپ کا نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ ہے۔

ابوعثمان، عمرو بن عبید بن باب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنی تیم کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ معتزلی اور صاحب الرائے ہیں اور حدیث میں کچھ نہیں آپ حسن وغیرہ سے کثیر الحدیث ہیں۔

آپ ۱۴۴ھ میں فوت ہوئے اور مرّان میں، جو مکہ معظّمہ سے چند دن کے فاصلہ پر بصرہ کے راستہ میں واقع ہے، دفن کیے گئے۔

پانچواں طبقہ

ابوالنضر، سعید بن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابوعروبہ کا نام مہران ہے آپ ثقہ ہیں اور کثیر الحدیث ہیں۔ آخری عمر میں حافظہ خراب ہوگیا تھا۔ ابن سعد: بسماع عبدالوہاب بن عطاء: میں ۱۳۶ھ میں سعید کے پاس ہم مجلس تھا، آپ ۱۵۷ھ میں فوت ہوئے، دوسروں کا کہنا ہے کہ آپ نے ۱۵۶ھ میں ابوجعفر کے زمانہ میں وفات پائی۔

ابن سعد: قریش بن انس: سعید نے مجھ سے قسم کھا کر فرمایا کہ میں نے کبھی قتادہ سے کچھ نہیں لکھا البتہ ابومعشر نے مجھے لکھا کہ میں ان کے لیے تفسیر قتادہ لکھ دوں۔ فرماتے ہیں پھر قتادہ نے کہا: کیا تم مجھ سے لکھنا چاہتے ہو؟ فرماتے ہیں پھر میں نہ لکھنے ہی پر جما رہا۔

باخبار عفان بن مسلم از ہمام: میرے پاس سعید آئے اور مجھ سے قرآن کے عواشر جو قتادہ سے ہیں مانگے میں نے کہا میں آپ کو نقل کر کے دے دوں گا فرمایا نہیں الا یہ کہ اپنی کتاب دو لیکن میں نے کتاب دینے سے انکار کر دیا آپ اس سلسلہ میں میرے پاس آتے جاتے رہے لیکن میں نے بہ عاریہ آپ کو کتاب نہیں دی۔

باخبار عفان: سعید بہت سی غیر مسموع احادیث کو قتادہ سے روایت کرتے ہیں اور ان میں حدثنا استعمال نہیں کرتے۔

باخبار روح بن عبادہ: سعید حافظہ میں سب سے اوّل تھے پھر جب آپ حدیث بیان فرماتے اور آپ کو اپنا نفس اچھا معلوم ہوتا تو فرماتے: اے نفس! اللہ تعالیٰ تجھے کالی مرچوں کی طرح ہاون دستہ میں کوٹے۔

اسماء بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنوضبیعہ میں رہائش پذیر تھے۔ ان شاء اللہ آپ ثقہ ہیں۔ ابن سعد: میں نے سعید بن عامر سے جو اسماء کے نواسہ ہیں، سنا فرماتے تھے: اسماء ۱۴۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابواسحٰق، اسماعیل بن مسلم مکی رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری: اسماعیل بصری تھے لیکن چونکہ آپ کئی سال مکہ میں رہے اس لیے مکی مشہور ہو گئے پھر بصرہ واپس جانے کے بعد بھی آپ کو مکی ہی کہا گیا۔ آپ صاحب رائے مفتی، وسیع النظر اور تیز حافظہ والے تھے اور حدیث وغیرہ کے حافظ تھے۔ لوگ آپ پر اور عثمان بتی پر مطمئن تھے، اسماعیل اور یونس بن عبید کی مجلس ایک تھی میں آ کر ان دونوں کے پاس بیٹھا کرتا تھا اور اسماعیل پر لکھا کرتا تھا اور یونس کو چھوڑ دیا کرتا تھا کیونکہ لوگوں میں اسماعیل ہی کی عظمت تھی کیونکہ وہ فتووں کی وجہ سے لوگوں میں مشہور تھے۔

ابوالاشہب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام جعفر بن حیان عطاردی ہے آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں آپ بصرہ میں مہدی کے زمانہ میں ۱۶۵ھ میں فوت ہوئے۔

ابوخلدہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام خالد بن دینار ہے اور آپ ثقہ ہیں۔ کافی عمر پائی' لقاء بھی ثابت ہے۔

علی بن علی رفاعی رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار فضل بن دکین وعفان بن مسلم: علی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

ابوحرہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام واصل بن عبدالرحمٰن ہے' آپ میں ضعف ہے اور آپ سے حدیث مروی ہے۔ آپ کے بھائی سعید بن الرحمٰن ہیں۔

سعید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے بھی حدیث مروی ہے۔

ابوخالد' قرہ بن خالد سدوسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔

صخر بن جویریہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: بسماع عمرو بن عاصم: صخر کی کنیت ابونافع ہے آپ بنوتمیم کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثبت وثقہ ہیں۔ باخبار عفان بن مسلم: صخر حدیث میں جویرہ سے زیادہ ثبت اور ان سے زیادہ حدیث کو پہچاننے والے تھے۔

ربیعہ بن کلثوم بن حبر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ شیخ ہیں اور آپ کے پاس حدیثیں ہیں۔

ابوہانی' اشعث بن عبدالملک حمرانی رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث ابوحرہ: حسن جب اشعث کو دیکھتے تو فرماتے: ابوہانی لاؤ' لاؤ جو کچھ تمہارے پاس ہے۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بقول شعبہ: یونس کے مسائل کا فقہ حسن ہی سے ہے کیونکہ کہا جاتا تھا کہ انہوں نے یہ مسائل اشعث سے لیے۔ اشعث کے علم کی وسعت وکثرت کا سبب یہ ہے کہ آپ کی ہمشیرہ حفص بن سلیمان کے نکاح میں تھیں جو بنی منقر کے آزاد کردہ غلام تھے اشعث نے ان کی کتابوں کا گہرا مطالعہ کر لیا تھا اور حفص اقوال حسن کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث اشعث: ہم سب ایک مجلس میں جمع ہو جاتے تھے یعنی بتی' سوار' داؤد' عوف' اشعث اور متعدد علماء۔ ایک دن داؤد وعوف کے درمیان مسئلۂ تقدیر پر تبادلہ خیالات ہوا عوف تقدیر کے قائل تھے نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہاتھا پائی ہونے لگی اشعث کہتے ہیں میں نے داؤد کو پکڑ لیا اور سوار نے کھڑے ہو کر عوف کو پکڑ لیا اور ہم نے دونوں میں بیچ بچاؤ کرا دیا۔ اشعث عوف

سے پہلے ۱۶۴ھ میں فوت ہوئے۔

مبارک بن فضالہ بن ابی اُمیہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ نے کتابت سے مبارک کو آزاد کیا تھا۔ مبارک عہد مہدی میں ۱۹۵ھ میں فوت ہوئے۔ ان میں ضعف ہے لیکن عفان بن مسلم انہیں اٹھاتے ہیں اور ان کی توثیق کرتے ہیں اور ان سے حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ ان کے بھائی عبدالرحمٰن ہیں۔

ابوامیہ' عبدالرحمٰن بن فضالہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے بھی حدیث مروی ہے۔

ابوحفص' ربیع بن صبیح رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنوسعد بن زید مناۃ بن تمیم کے آزاد کردہ غلام ہیں' آپ جہاد کے لیے ہند کی طرف بحری سفر پر روانہ ہوئے اور مہدی کے آغاز خلافت میں ۱۶۰ھ میں راہ میں فوت ہو گئے اور سمندر کے کسی جزیرے میں دفن کیے گئے مجھے یہ بات ایک بصری شیخ نے بتائی جو آپ کے ساتھ تھا۔ آپ حدیث میں ضعیف ہیں اور ثوری آپ سے راوی ہیں لیکن عفان نے آپ کو چھوڑ دیا ہے اور وہ آپ سے حدیث بیان نہیں کرتے۔

ابوالہیثم' سری بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ایاس: بن حرملہ بن ایاس شیبانی آپ کے دادا حرملہ بن ایاس ابوقتادہ سے راوی ہیں باخبار عباس بن فضل ازرق بتحدیث ہمام بن یحییٰ از قتادہ از صالح بن ابوالخلیل از حرملہ بن ایاس از ابوقتادہ از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: عرفہ کا روزہ دو سال کے برابر ہے اور عاشورہ کا روزہ ایک سال کے برابر ہے۔

یزید بن ابراہیم تستری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور ثبت ہیں عفان تو آپ کی بہت ہی تعریف کرتے ہیں آپ باہلہ میں جو مقبرہ بنوسہم کے پاس ہے ٹھہرے ہوئے تھے۔

ابوالنضر' جریر بن حازم بن زید جہضمی ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں مگر آخری عمر میں حافظہ خراب ہونے کی وجہ سے گڑبڑ کرنے لگے تھے۔ باخبار وہب بن جریر بن حازم: میرے والد عہد عبدالملک بن مروان میں ۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔

وہب اور سلیمان بن حرب: آپ ۱۷۰ھ میں فوت ہوئے۔

ابوہلال راسبی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام محمد بن سلیم ہے اور آپ میں ضعف ہے۔

باخبار موسیٰ بن اسمٰعیل: ابوہلال نابینا تھے اور اسی وقت حدیث بیان کرتے تھے جب حاضرین کا آپ کو نسب بتا دیا جاتا

تھا۔لوگ کہتے ہیں کہ ابوہلال کی وفات عہد مہدی میں ۱۶۵ھ میں ہوئی۔

ابوالمقدام' ہشام بن ابوہشام رحمۃ اللہ علیہ:

ابوہشام کا نام زیاد ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

ہشام' حدیث میں ضعیف ہے۔

عقبہ بن ابوالصہباء رحمۃ اللہ علیہ' ابوعقیل دورقی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام بشیر بن عقبہ ہے۔

حسن بن دینار رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں ضعیف ہیں اور کچھ نہیں' آپ سے محمد بن اسحٰق اور معافی بن عمران وغیرہ راوی ہیں۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بسماع حسن بن دینار: (مجھ سے کتاب مانگی تھی میں نے انکار کر دیا تو فرمایا) حدیث انتہائی اہم شے ہے اگر کوئی اپنے پاس والی حدیث پر بخل کرے وہ گنہگار و قابل ملامت ہے حالانکہ ہمیں وہی حدیث دوسروں سے معلوم ہو جائے گی۔

صلت بن دینار رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ضعیف ہیں اور حدیث میں کچھ نہیں۔

ہشام بن عبداللہ دستوائی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوعبداللہ کا نام سبز ہے اور سبز بنوسدوس کے غلام تھے ہشام حدیث میں' ثقہ' ثبت اور حجت ہیں مگر آپ پر قدریہ ہونے کا الزام ہے۔

باخبار عبیداللہ بن محمد بن حفص تیمی: اگر ہشام کے گھر میں چراغ نہ ہوتا تو بے قرار ہو جاتے اور بستر پر کروٹیں لیتے رہتے حتیٰ کہ آپ کی اہلیہ چراغ لے آتیں ایک دن آپ کی اہلیہ نے آپ کی بے قراری کے بارے میں پوچھا تو فرمایا جب چراغ نہیں ہوتا تو مجھے اندھیرے میں قبر کا اندھیرا یاد آ جاتا ہے۔عبدالصمد بن عبدالوارث: ہشام ۱۵۲ھ میں فوت ہوئے لیکن زید بن حباب کہتے ہیں میں نے ۱۵۳ھ میں آپ سے ملاقات کی معلوم ہوا کہ آپ اس کے بعد فوت ہوئے۔

ابوسعید' سلیمان بن مغیرہ قیسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور ثبت ہیں۔ باخبار موسیٰ بن اسماعیل بسماع وہیب از ایوب: سلیمان سے علم سیکھ لو فرماتے ہیں: ہم آپ کے پاس آیا کرتے تھے آپ ایک گوشہ میں ہوتے تھے اور آپ کے والد صاحب دوسرے گوشہ میں۔

باخبار موسیٰ بن اسماعیل بحدیث سلیمان بن مغیرہ از ایوب: حمید بن ہلال کی حدیثوں کا حافظ سلیمان سے زیادہ کوئی نہیں۔

ابویحییٰ' مہدی بن میمون ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ معادل کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

باخبار عبیداللہ بن محمد قرشی: میمون کردی (ایک قسم کے ترک) تھے اور یزید بن مہدب کے آزاد کردہ غلام تھے۔ مہدی ثقہ ہیں آپ مہدی کی خلافت کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

ابو بسطام' شعبہ بن حجاج بن ورداز دی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اشاقر کے کتابت سے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ ثقہ' مستند' ثبت' حجت اور صاحب حدیث ہیں۔ شعبہ ثوری سے دس سال بڑے تھے۔

بخبر منہال بن عمرو قشیری بسماع شعبہ: اللہ کی قسم میں اشعار میں بہ نسبت حدیث کے زیادہ محفوظ ہوں۔ بقول ابو قطن عمرو بن ہیثم از شعبہ! میں بجز حدیث کے کسی چیز پر جس کے بارے میں مجھے ڈر ہو کہ یہ مجھے جہنم میں لے جائے گی' غمزدہ اور بے قرار نہیں ہوتا۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث شعبہ: مجھ سے میری والدہ نے فرمایا: یہاں ایک عورت ہیں جو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں تم ان سے جا کر حدیثیں سنو فرماتے ہیں: میں ان کے پاس گیا اور ان سے حدیثیں سنیں پھر میں نے والدہ سے کہا: میں نے ان سے سماع کر لیا ہے فرمایا: اب اللہ تعالیٰ تم سے سوال نہیں فرمائے گا۔ کہتے ہیں شعبہ بصرہ میں ۱۶۰ھ کے آغاز میں ۷۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

جویریہ بن اسماء بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار عفان بن مسلم: جویریہ بہت وسیع علم والے تھے اور آپ رکے رہتے تھے' ہمیں زبانی حدیثیں نہیں لکھواتے تھے پھر ایک شخص آپ سے سوال کرتا ہے: کیا بلاوضو کے قرآن پڑھنا جائز ہے؟ فرماتے اس پر میرے پاس کوئی دلیل نہیں۔ پھر میں نے آپ کو ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے حدیثیں بتائیں' فرمایا: میں آپ کو یہاں نہیں دیکھنا چاہتا پھر آپ نے مجھ سے حدیثیں بیان کیں اور لکھوائیں لیکن جب آپ لکھوانے لگے تو میں آپ کو چھوڑ کر چلا گیا اور پھر آپ کے پاس نہیں گیا۔

صالح مری رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن بن مہدی: جب میں سفیان ثوری کے سامنے صالح مری کا ذکر کرتا تو آپ فرماتے وہ تو سراپا قصہ ہیں گویا آپ ان کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اگر ثوری کو کوئی حاجت درپیش ہوتی تو آپ صبح صبح نکل جاتے ایک دن آپ معہ میرے نکلے ہم نے وہ راستہ اختیار کیا جو صالح کی مسجد کے پاس سے نکلتا تھا جب ہم ابو صالح کی مسجد کے پاس پہنچے تو میں بولا: ابو عبداللہ! آیئے ہم اس مسجد میں جا کر نماز پڑھ لیں آخر ہم نے اس میں جا کر نماز پڑھی یہ دن صالح کی مجلس وعظ کا تھا جب لوگ نماز پڑھ چکے تو سامعین کی اتنی بھیڑ ہوگئی کہ ہم اٹھ کر نکلنے پر قادر نہ ہو سکے پھر صالح نے وعظ فرمایا میں نے سفیان کو دیکھا زار زار رو رہے ہیں پھر جب وعظ ختم ہو گیا اور سفیان چلنے کے لیے کھڑے ہوئے تو میں نے آپ سے پوچھا: ابو عبداللہ! آپ نے اس شخص کو کیسا پایا؟ فرمایا یہ نافرمان نہیں' یہ تو قوم کو (اللہ کے عذاب سے) ڈرانے والے ہیں۔

ابو عبداللہ ہمام بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنو عوذ ازدی کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ ہیں اور اکثر حدیث میں غلطی کر جاتے ہیں۔

ابوالمنذر' سلام بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مزینہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

ابوسلمہ' حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کے والد سلمہ کی کنیت ابوصخرہ تھی اور وہ بنوتمیم کے آزاد کردہ غلام ہیں اور حمید طویل کے بھانجے ہیں۔

ابن سعد: باخبار موسیٰ بن اسماعیل بسماع حماد بن زید: اس زمانہ میں دلائل معلوم کرنے کے لیے ہم حماد ہی کے پاس جایا کرتے تھے اور ہم کہا کرتے تھے کہ آج ان کے سوا دلائل بتانے والا کوئی نہیں کہتے ہیں حماد ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں اور بسا اوقات منکر حدیثیں بیان کر جاتے ہیں۔

باخبار ابوعبداللہ تمیمی بخبر ابوخالد رازی از حماد: ایاس بن معاویہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا (جب میں بچہ تھا) تو نہیں مرے گا جب تک قصہ بیان نہ کرے گا دیکھ میں نے کہا ہے یہ (حمید طویل) تیرے ماموں ہیں' کہتے ہیں پھر وہ فوت نہیں ہوئے جب تک واعظ نہ بنے۔ ابوخالد کہتے ہیں: میں نے حماد سے پوچھا: کیا آپ بھی واعظ ہیں۔

ابوالمغیرہ' قاسم بن فضل حدانی رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار موسیٰ بن اسماعیل: آپ حدانی نہ تھے ہاں حدان میں ٹھہرے ہوئے تھے آپ بنولحی کے جوازدسے ہیں آدمی تھے آپ ثقہ ہیں۔

ابوروح سلام بن مسکین رحمۃ اللہ علیہ:

آپ یمنی ہیں اور یمن والوں میں سے ہیں اور ثقہ ہیں اور حماد بن سلمہ سے پہلے فوت ہوئے۔

سلیمان اسود ناجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنوناجیہ میں اترے ہوئے تھے معلوم نہیں انہیں میں کے تھے یا ان کے آزاد کردہ غلام تھے آپ کے پاس حدیثیں تھیں۔

عمارہ بن زاذان صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار حمید بن عبدالرحمٰن رؤاسی: عمارہ کی کنیت ابوسلمہ تھی۔

عبدالعزیز بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے عہد مہدی میں ۱۶۷ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

ابوالفضل' بحر بن کنیز سقاء باہلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ضعیف ہیں۔

اور عہد مہدی میں ۱۶۰ھ میں فوت ہوئے۔

ابان بن یزید عطار رحمۃ اللہ علیہ:

عفان: آپ کی کنیت ابویزید تھی۔

حزم بن ابی حزم قطعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ۱۷۵ھ میں فوت ہوئے۔

حسام بن مصک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شیطان ازدی۔ آپ ضعیف ہیں۔

ابوالعوام قطان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عمران بن داور ہے۔

حسین بن ابی جعفر جعفری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنوعوذ ازدی میں سے ہیں اور ۱۶۰ھ میں فوت ہوئے۔

سلمہ بن علقمہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ داؤد بن ابی ہند کی مسجد کے امام تھے۔

معاویہ بن عبدالکریم الضال رحمۃ اللہ علیہ:

انہیں ضال اس لیے کہا گیا کہ یہ مکہ کے راستہ میں بھٹک گئے تھے۔

عثمان بن مقسم برسی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ کچھ نہیں' ان کی حدیثیں متروک ہیں اور عہد مہدی میں فوت ہوئے۔

ابوجری نصر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن طریف آپ متروک ہیں اور کچھ نہیں۔

ابوعبیدہ ناجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کابس بن ربیعہ ناجی کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ بنوناجیہ میں مقیم تھے' پھر بنوعقیل میں منتقل ہو گئے۔

عبیداللہ بن حسن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حصین بن مالک بن خشخاش بن جناب بن حارث بن خلف بن حارث بن مجفر بن کعب بن عنبر بن عمرو بن تمیم۔ آپ سوار بن عبداللہ کے بعد بصرہ کے قاضی مقرر ہوئے اور بڑے زیرک ہوشیار قابل تعریف اور ثقہ تھے۔

چھٹا طبقہ

ابو اسماعیل' حماد بن زید بن درہم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ' ثبت' حجت اور کثیر الحدیث ہیں اور عثمانی تھے۔

باخبار سلیمان بن حرب: ابو جریر حازم بن حازم جب فوت ہوئے تو زید' حماد کے والدان کے غلام تھے پھر حازم کے بیٹوں' یزید اور جریر نے آپ کو آزاد کر دیا۔

باخبار خالد بن خداش: حماد ۹۸ھ میں پیدا ہوئے۔ باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید: میری والدہ کا گمان ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں پیدا ہوا لیکن میری پھوپھی کہتی ہیں کہ عہد سلیمان بن عبدالملک کے اخیر میں پیدا ہوا۔

باخبار عبید اللہ بن عمر از حماد بن زید: بصرہ میں حماد بن ابی سلیمان آئے چونکہ ان سے ملنے ایوب نہیں آئے اس لیے ہم بھی نہیں آئے اگر ایوب کسی کے پاس نہیں جاتے تھے تو ہم بھی نہیں جاتے تھے اور جب بصرہ میں لیث بن ابی سلیم آئے تو ایوب ان سے ملنے آئے اس لیے ہم بھی آئے۔

غیر حماد کا قول ہے: جب ایوب فوت ہوئے تو حماد ۳۴ سال کے تھے۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید: ہم عمرو بن دینار کے پاس تھے کہ ایوب اور عمرو بن علاء تشریف لائے اور دونوں نے آپ سے آپ کی کتاب کی حدیثوں کے بارے میں پوچھا جب یہ دونوں کسی سنی ہوئی حدیث پر پہنچتے تو اسے چھوڑ دیتے۔ میں کہتا مجھ سے فلاں فلاں حدیث بیان کی گئی اور جن حدیثوں کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا مجھ سے انہیں کے بارے میں پوچھا جاتا تھا۔

باخبار عفان بن مسلم: حماد بن زید سفید لمبی اور لطیف ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ باخبار عارم بن فضل: حماد دس رمضان ۱۷۹ھ کو جمعہ کے دن ۸۱ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور آپ کی جنازے کی نماز اسحٰق بن سلیمان بن علی ہاشمی نے پڑھائی اس وقت یہی امیر المومنین ہارون کی طرف سے بصرہ کے حاکم تھے۔ آپ کے بھائی سعید بن زید ہیں۔

سعید بن زید بن درہم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں آپ سے روایت کی جاتی ہے آپ اپنے بھائی حماد بن زید سے قبل فوت ہوئے۔

ابو بکر' وہیب بن خالد بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ:

عفان: آپ باہلہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ خالد کی کنیت ابو غبطہ تھی۔ وہیب کو قید کر دیا گیا تھا اور آپ کی بینائی جاتی رہی تھی' آپ ثقہ' حجت اور کثیر الحدیث ہیں اور ابو عوانہ سے زیادہ حافظ ہیں اور حافظہ سے حدیثیں لکھوایا کرتے تھے۔ آپ ۵۸ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام وضاح ہے اور آپ یزید بن عطاء کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ صدوق اور ثقہ ہیں۔

باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث مہدی بن میمون: میں نے ابوعوانہ کو جب وہ بچہ تھے خالد بن عبداللہ کے زمانہ میں دیکھا کہ زور سے قراءت فرمار ہے ہیں۔

باخبار ہشام ابوالولید طیالسی بتحدیث ابوعوانہ میں نے عرفہ کے دن حسن بن ابوالحسن کو دیکھا کہ آپ حجرے سے نکل کر مسجد کے صحن میں آکر بیٹھ گئے اور آپ کے چاروں طرف لوگ بیٹھ گئے۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث یزید بن زریع: جریری جب حدیث بیان فرماتے تو فرمایا کرتے تھے: میرے محسن وکرم فرما واسطی (ابوعوانہ) ہیں میرے محسن وکرم فرما ابوعوانہ ہیں۔ یزید کہتے ہیں: آپ ان کے پاس کھجوروں کی پچھیاں ہدیہ کے طور پر بھیجا کرتے تھے۔

باخبار موسیٰ بن اسماعیل از ابوعوانہ: میں نے اعمش کی اہلیہ کو ایک گدھا دیا پھر جب میں آتا تو وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں میرے ساتھ لے آتیں۔

باخبار موسیٰ بن اسماعیل از ابوعوانہ: میں نے اعمش سے کہا: مجھے آپ سے کام ہے فرمایا: کیا کام ہے؟ میں بولا: اگر آپ اسے پورا نہ کریں تو مجھ پر ناراض نہ ہوں بولے: مجھے میرے دل پر اختیار نہیں کہ جب چاہوں ناراض ہو جاؤں یا تو تمہیں پوشیدہ نقصان وہ ثابت ہو یا کھلم کھلا میں بولا مجھے حدیثیں لکھوا دیجئے فرمایا: نہیں لکھواؤں گا۔

باخبار عفان بن مسلم: ابوعوانہ حافظ تھے اور ہمیں حدیثیں لکھوایا کرتے تھے اور لمبی حدیث نکال کر یا تو اسے پڑھتے تھے یا لکھوا دیتے تھے۔

باخبار موسیٰ بن اسماعیل از ابوعبیدہ حداد: مجھ سے ابوعوانہ نے فرمایا: میرے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا لوگوں کا خیال ہے کہ آپ جو حدیث کتاب سے بیان کرتے ہیں وہ تو محفوظ ہے اور جو کتاب سے بیان نہیں کرتے وہ غیر محفوظ ہے۔ فرمایا لوگ مجھے چھوڑتے نہیں۔

باخبار عفان بن مسلم: ابوعوانہ ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ باخبار یحییٰ بن حماد: ابوعوانہ ۱۷۶ھ میں عہد ہارون میں فوت ہوئے۔ اس وقت حاکم جعفر بن سلیمان تھے آپ کے بزرگ واسط کے تھے پھر آپ بصرہ منتقل ہو گئے اور یہیں ٹھہر گئے حتیٰ کہ بصرہ ہی میں فوت ہوئے۔

ابوسلیمان، جعفر بن سلیمان ضبعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنوحریش کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ ثقہ ہیں اور آپ کے اندر ضعف ہے اور شیعہ تھے آپ رجب ۱۷۸ھ میں فوت ہوئے عبیداللہ بن محمد قرشی کا یہی بیان ہے۔

نوح بن قیس طاحی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ طاحیہ کے ایک چھوٹے سے بازار میں رہائش پذیر تھے۔

ابو بشر' عبدالواحد بن زیاد ثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عبدالقیس کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ ہیں اور کثیر الحدیث ہیں آپ عہد ہارون میں ۱۷۷ھ میں فوت ہوئے۔

ابو عبیدہ' عبدالوارث بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنو العنبر تمیمی کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ اور حجت ہیں اور عہد ہارون میں اوّل محرم ۱۸۰ھ میں فوت ہوئے۔

ابو معاویہ' یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ' حجت اور کثیر الحدیث ہیں اور بصرہ میں شوال ۱۸۲ھ میں فوت ہوئے' عثمانی تھے۔

ابو محمد' عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور آپ میں ضعف ہے عبدالوہاب ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ باخبار عفان بن مسلم بتحدیث وہیب از ایوب (عبدالمجید کے فوت ہونے کے زمانہ میں) اس نوجوان (عبدالوہاب) کو چمٹے رہو۔ کہتے ہیں عبدالوہاب محمد بن ہارون کے زمانہ میں بصرہ میں ۱۹۴ھ میں فوت ہوئے۔

ابو اسماعیل بشر بن مفضل رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنو رقاش کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہے اور عثمانی تھے ۱۸۶ھ میں فوت ہوئے۔

ابو ہمام عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ قرشی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنو سامہ بن لوی سے ہیں اور حدیث میں قوی نہیں' ۱۸۹ھ میں فوت ہوئے۔

ابو معاویہ' عباد بن عباد بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مہلب بن ابی صفرہ عتکی ازدی۔ آپ ایک خوبصورت ہیئت کے مالک تھے اور طب میں مشہور تھے اور حدیث میں قوی نہیں آپ عہد ہارون میں ۱۸۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابو محمد معتمر بن سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔ باخبار احمد بن ابراہیم بن کثیر عبدی بحدیث عباس بن ولید بن نصر بصری بحدیث عبدالملک بن قریب اصمعی بحدیث معتمر بن سلیمان: مجھ سے میرے والد نے فرمایا: اپنے نفس کو ۱۰۶ھ سے شمار کریعنی تو ۱۰۶ھ میں پیدا ہوا۔ کہتے ہیں معتمر عہد ہارون میں بصرہ میں ۱۸۷ھ میں فوت ہوئے۔

سفیان بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ' سلیم بن اخضر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سب سے زیادہ عبداللہ بن عون کو چمٹے رہتے تھے' آپ ثقہ ہیں۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث خالد بن حارث: ابن عون فرماتے تھے: سلیم سلیم ہے اور راز ہر راز ہر ہے سلیم اور راز ہر بازارے

آپ کے لیے سودا لایا کرتے تھے اور آپ کے دیگر کام انجام دیا کرتے تھے۔

ابو حفص، عمر بن علی مقدمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں مگر سخت تدلیس کے عادی تھے اور سمعت (میں نے سنا) اور حدثنا (ہم سے حدیث بیان کی) کہا کرتے پھر خاموش ہو جاتے پھر فرماتے ہشام بن عروہ اعمش سے یا ہشام بن عروہ اعمش نے۔ آپ سے عفان بن مسلم اور سلیمان بن حرب وغیرہ راوی ہیں۔

باخبار عفان بن مسلم: عمر بن علی ایک نیک آدمی تھے لیکن آپ پر بجز اس کے نکتہ چینی نہیں کرتے کہ آپ مدلس تھے اس کے علاوہ آپ پر کوئی اور الزام نہیں میں آپ کی روایتیں قبول نہیں کرتا جب تک آپ حدثنا کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔

ابو عثمان، خالد بن حارث ہجیمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور بصرہ میں عہد ہارون میں ۱۸۶ھ میں فوت ہوئے۔

ابو محمد، عرعرہ بن برند رحمۃ اللہ علیہ:

ابن نعمان بن علجہ بن افقع بن کرمان بن حارث بن حارثہ بن مالک بن سعد بن عبیدہ بن حارث بن سامہ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک۔ آپ ۸۲ سال کی عمر میں عہد ہارون میں اخیر جمادی الآخر یا شروع رجب میں ۱۹۲ھ میں فوت ہوئے۔

حکم بن سنان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں ضعیف ہیں اور عہد ہارون میں ۱۹۰ھ میں فوت ہوئے۔

ابو عمرو، محمد بن ابی عدی رحمۃ اللہ علیہ:

ابو عدی کا نام ابراہیم تھا، آپ بنو سلیم کے آزاد کردہ غلام تھے، اور ثقہ ہیں اور عہد محمد بن ہارون میں ۱۹۴ھ میں بصرہ میں فوت ہوئے۔

ابو خالد، یوسف بن خالد بن عمیر، سمتی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سہل بن صخر لیثی کنانی کے آزاد کردہ غلام تھے آپ کو صحبت رسول حاصل ہے ہم نے شروع کتاب میں آپ کا ذکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کیا ہے آپ ہی نے عمیر کو آزاد کیا تھا، یوسف بن عمر ثقفی کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور یوسف کے نام پر آپ کا نام رکھا گیا۔ آپ نے علم طلب کیا اور خالد حذاء، یونس، ابن عون، ہشام اور ان حضرات کے طبقہ کے علماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور اعمش، اسماعیل بن ابی خالد اور عبد الملک بن ابی سلیمان وغیرہ کوفہ والوں سے ملاقات کی اور موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن عجلان اور ان جیسے علماء سے بھی آپ کی نگاہ آراء فتاویٰ کتب اور شروط میں وسیع تھی اور لوگ آپ کی رائے کی وجہ سے آپ کی حدیثوں سے بچتے تھے آپ حدیث میں ضعیف ہیں آپ کو سمتی آپ کی داڑھی اور مخصوص ہیئت وسمت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ وہ گھر جس میں یوسف بصرہ میں رہتے تھے سہل بن صخر کا گھر تھا یوسف بصرہ میں ۶۹ سال کی عمر میں رجب ۱۸۹ھ میں فوت ہوئے۔

ابوسعید' یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ' مستند و مامون' بلند مقام اور حجت ہیں۔ یحییٰ: میں کوفہ میں اعمش کے جنازے میں شریک تھا' فرماتے ہیں مجھ سے کوفہ میں سفیان نے اعمش کے جنازے میں از اعمش از ابراہیم از عمر: شتر مرغ کے انڈوں کے بارے میں حدیث بیان کی اور فرمایا: یہ آپ کی پرانی حدیث نہیں فرماتے ہیں: یحییٰ عہد عبداللہ بن ہارون میں بصرہ میں صفر ۱۹۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالمثنیٰ' معاذ بن معاذ بن نصر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حسان بن حر بن مالک بن خشخاش بن جناب بن حارث بن خلف بن حارث بن مجفر بن کعب بن عنبر بن عمرو بن تمیم' آپ ثقہ ہیں اور عہد ہشام بن عبدالملک میں ۱۱۹ھ میں پیدا ہوئے اور امیر المومنین ہارون کی طرف سے بصرہ کے قاضی مقرر ہوئے پھر آپ کو معزول کر دیا گیا آپ محمد بن ہارون کے زمانہ میں ۷۷ سال کی عمر میں ربیع الآخر ۱۹۶ھ میں فوت ہوئے اور آپ کے جنازے کی نماز محمد بن عباد بن عباد مہلبی نے پڑھائی مہلب اس وقت بصرہ کے امیر و امام تھے۔

ابومحمد' صفوان بن عیسیٰ زہری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور صالح ہیں آپ عبدالرحمٰن بن ہارون کے زمانہ میں جمادی میں ۲۰۰ھ میں فوت ہوئے۔

ابوسعید' حماد بن مسعدہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں آپ عبداللہ بن ہارون کے زمانہ میں جمادی میں ۲۰۲ھ میں فوت ہوئے۔

ابوبکر' ازہر بن سعد سمان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ باہلہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ ہیں آپ کی طرف عبداللہ بن عون نے وصیت کی تھی ازہر ۹۴ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

ابوعبداللہ' محمد بن سواء بن عنبر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سعید بن ابی عروبہ سے راوی ہیں۔

محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن انس بن مالک انصاری آپ صدوق ہیں۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بخبر عبداللہ انصاری: میں شوال ۱۱۸ھ میں ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں پیدا ہوا' آپ کو معاذ بن معاذ کے بعد بصرہ کا قاضی مقرر کیا گیا پھر آپ کو بغداد بھیج دیا گیا اور وہاں ہارون کی خلافت کے اخیر زمانہ میں عوفی کے بعد مہدی کی فوج کا افسر بنا دیا گیا پھر جب محمد بن ہارون سریر آرائے خلافت ہوئے تو آپ نے محمد کو بصرہ کی قضاء سے معزول کر دیا اور آپ کی جگہ عون بن عبداللہ مسعودی کو قاضی مقرر کر دیا۔ محمد بن عبداللہ انصاری نے اسماعیل بن علیہ کے بعد عہدہ سنبھالا پھر آپ کو دوسری بار بصرہ کا قاضی مقرر کیا گیا پھر آپ کو عبداللہ بن ہارون نے معزول کر کے آپ کی جگہ یحییٰ بن اکثم کو قاضی بنایا۔ انصاری برابر بصرہ میں حدیثوں کو بیان کرتے رہے حتیٰ کہ بصرہ میں رجب ۲۱۵ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

عبداللہ بن داؤد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ہمدان قبیلہ کے تھے اور کوفہ سے منتقل ہو کر خریبہ میں بس گئے تھے جو بصرہ کے نواح میں ایک گاؤں تھا آپ ثقہ اور

عبادت گزار ہیں آپ عبداللہ بن ہارون کے زمانہ میں شوال ۲۱۳ھ میں فوت ہوئے۔

ابو عاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام ضحاک بن مخلد شیبانی ہے اور آپ ثقہ اور عالم ہیں آپ عبداللہ بن ہارون کے زمانہ میں بصرہ میں جمعرات کی شب میں ۱۴ ذی الحجہ ۲۱۲ھ میں رحلت فرما گئے۔

ابو وہب' عبداللہ بن بکر باہلی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حبیب سہمی۔ آپ ثقہ اور صدوق ہیں آپ بغداد میں محرم ۲۰۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابو عبداللہ محمد بن بکر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عثمان برسانی ازدی' آپ ثقہ ہیں اور عبداللہ بن ہارون کے زمانہ میں بصرہ میں ذی الحجہ ۲۰۳ھ میں فوت ہوئے۔

ابو عبداللہ غندر' محمد بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ہذیل کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور محمد بن ہارون کے زمانہ میں ۱۹۴ھ میں فوت ہوئے۔

ابو محمد' سعید بن عامر جیفی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنوضبیعہ میں مقیم تھے' آپ نیک اور ثقہ ہیں۔ عفان کہتے ہیں: میں آپ سے زہد لکھتا ہوں آپ بصرہ میں شوال ۲۰۸ھ میں راہی ملک عدم ہوئے۔

ابو محمد' روح بن عبادہ قیسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قیس بن ثعلبہ کے قبیلہ کے ہیں اور ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

عثمان بن عمر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن فارس' آپ بھی ثقہ ہیں۔

بکار بن محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محمد بن سیرین: باخبار بکار بن محمد: میں رجب ۱۳۰ھ میں پیدا ہوا فرماتے ہیں میرے والد نے مجھ سے بیان فرمایا کہ میرا نام محمد بن سیرین نے اپنے نام پر اور میری کنیت اپنی کنیت پر رکھی۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ آپ چھ سال کے تھے۔

ابو بکر' عباد بن صہیب کلیبی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے علم طلب کیا اور علماء سے حدیثیں سنیں' آپ پرانے خیالات کے تھے اور تقدیر کے منکرین میں سے تھے اور لوگوں کو اس کی دعوت دیتے تھے لہٰذا آپ کی حدیثیں چھوڑ دی گئیں آپ عبداللہ بن ہارون کے زمانہ میں بصرہ میں شوال ۲۱۲ھ میں فوت ہوئے' اور آپ کی نماز بصرہ کے حاکم طاہر بن علی بن سلیمان بن عسلی ہاشمی نے پڑھائی۔

ساتواں طبقہ

ابوسعید' عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں اور ۱۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور بصرہ میں جمادی الثانی ۱۹۸ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں راہی ملک عدم ہوئے۔

ابوالعباس' وہب بن جریر بن حازم جہضمی ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔ عفان آپ پر جرح کرتے ہیں آپ حج سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ بصرہ سے چھ میل دور منجشانیہ میں فوت ہو گئے پھر آپ کی لاش بصرہ لائی گئی اور آپ کو بصرہ ہی میں دفن کیا گیا۔

ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام سلیمان بن داؤد ہے آپ کثیر الحدیث ہیں اور ثقہ ہیں اور بسا اوقات غلطی کر جاتے ہیں آپ ۹۲ سال کی عمر میں بصرہ میں ۲۰۳ھ میں فوت ہوئے۔ آپ پر بصرہ کے حاکم یحییٰ بن عبداللہ بن عمر بن حسن بن سہل نے نماز پڑھی۔

ابوالاسود' بہز بن اسد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قبیلہ بلعم کے تھے آپ ثقہ' حجت اور کثیر الحدیث ہیں۔

ابوعثمان' عفان بن مسلم صفار رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عزرہ بن ثابت انصاری کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ' ثبت' حجت اور کثیر الحدیث ہیں فرماتے ہیں: میں نے عفان سے جمعرات کے دن ۱۸ جمادی الثانی ۲۱۰ھ میں سماع کیا اب میں ۷۶ ویں سال میں ہوں گویا آپ ۱۳۴ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ۲۲۰ھ میں فوت ہوئے آپ کی نماز جنازہ عاصم بن علی بن عاصم نے پڑھائی۔

ابوحبیب' حبان بن ہلال باہلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں ثقہ' ثبت اور حجت ہیں اور موت سے کچھ دنوں قبل درس حدیث سے رک گئے تھے آپ بصرہ میں رمضان ۲۱۶ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعصمہ' ریحان بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مثنیٰ بن لیث بن صفدان بن زید بن کرمان بن حارث بن حارثہ بن مالک بن سعد بن عبیدہ بن حارث بن سامہ بن لوی' آپ عبداللہ بن ہارون کے زمانہ میں بصرہ میں ۲۰۳ھ میں یا ۲۰۴ھ میں فوت ہوئے۔

ابوبکر حنفی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبدالکبیر بن عبدالمجید ہے اور آپ ثقہ ہیں آپ عبداللہ بن ہارون کے زمانہ میں بصرہ میں ۲۰۴ھ میں فوت

ہوئے آپ کے بھائی عبید اللہ ہیں۔

عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبد المجید۔ آپ سے حدیثیں مروی ہیں اور آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

ابو عامر عقدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبد الملک بن عمرو ہے اور آپ بنو قیس بن ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ ہیں آپ بصرہ میں ۲۰۴ھ میں فوت ہوئے۔

ابو سہل' عبد الصمد بن عبد الوارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعید تنوری' آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں جیسا کہ ابن معروف کی کتاب میں ہے آپ ۲۰۷ھ میں فوت ہوئے۔

ابو ایوب' سلیمان بن حرب واشحی ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں آپ کو مکہ کا قاضی مقرر کر دیا گیا تھا پھر معزول کر دیا گیا پھر آپ بصرہ تشریف لے آئے اور مرتے دم تک بصرہ ہی میں رہے آپ ۲۶ ربیع الثانی ۲۲۴ھ میں ۸۴ سال کی عمر میں بصرہ میں فوت ہوئے۔

ابو محمد' بشر بن عمر زہرانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور مالک بن انس سے راوی ہیں آپ بصرہ میں شعبان ۲۰۹ھ میں فوت ہوئے اور آپ پر بصرہ کے قاضی یحییٰ بن اکثم نے نماز پڑھی۔

ابو الولید طیالسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام ہشام بن عبد الملک ہے آپ ثقہ' ثبت اور حجت ہیں آپ بصرہ میں یکم ربیع الاوّل ۲۲۷ھ کو ۹۴ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

ابو محمد' حجاج بن منہال انماطی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں آپ ہفتہ کے دن بصرہ میں ۲۵ شوال ۲۱۷ھ میں انتقال فرما گئے۔

ابراہیم بن ابی سوید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کے پاس حماد بن سلمہ کی صنفیں تھیں آپ بصرہ میں ۲۲۴ھ میں فوت ہوئے۔

اُمیہ بن خالد قیسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ہی امیہ اسود ہیں۔

ابو خالد ہدبہ بن خالد قیسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ امیہ بن خالد اسود کے بھائی ہیں۔

ابوعبدالرحمٰن' عبیداللہ بن محمد بن حفص تیمی قرشی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابن عائشہ ہیں اور آپ نے حماد بن سلمہ کی تمام صنفیں سنی ہیں آپ بصرہ میں رمضان ۲۲۸ھ کو فوت ہوئے۔

سہل بن بکار رحمۃ اللہ علیہ' اسحاق بن عمر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سلیط آپ حماد بن سلمہ سے راوی ہیں۔

ابوعبدالرحمٰن' عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن قعنب حارثی آپ عابد اور فاضل تھے اور مالک سے مالک کی کتابیں روایت کرتے ہیں اور عبدالعزیز دراوردی وغیرہ (مدینہ کے مشائخ) سے بھی راوی ہیں۔

ابوقتیبہ' مسلم بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ شعبہ وغیرہ سے راوی ہیں۔

ابوحاتم' روح بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ' مولیٰ باہلہ:

آپ حماد بن سلمہ اور شعبہ وغیرہ سے راوی ہیں۔

محمد بن سنان عوفی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ہمام بن یحییٰ سے راوی ہیں۔

عبداللہ بن سنان عوفی رحمۃ اللہ علیہ' حرمی بن عمارہ بن ابی حفصہ رحمۃ اللہ علیہ' حرمی بن حفص رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قسامل میں مقیم تھے آپ شعبہ اور حماد بن سلمہ سے راوی ہیں۔

ابراہیم بن حبیب بن شہید رحمۃ اللہ علیہ' ابراہیم بن یحییٰ بن حمید طویل رحمۃ اللہ علیہ' عبداللہ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبید۔ آپ کے پاس تھوڑی سی حدیثیں تھیں۔

داؤد بن شبیب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حماد بن سلمہ سے راوی ہیں۔

علی بن عثمان بن عبدالحمید بن لاحق رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بشر بن مفضل کے چچازاد بھائی ہیں آپ بصرہ میں اپنے گھر میں جو بنوالعنبر میں تھا ۲۲۲ھ میں فوت ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن مبارک ابوبکر طفاوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنی عبس میں مقیم تھے۔

ابوعمرو مسلم بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ازد کے آزاد کردہ غلام ہیں اور شہام کے لقب سے مشہور تھے آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں اور صفر ۲۲۲ھ میں بصرہ میں فوت ہوئے۔

ابوحذیفہ' موسیٰ بن مسعود نہدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کثیر الحدیث ہیں اور ان شاء اللہ ثقہ ہیں' آپ عکرمہ بن عمار' زہیر بن محمد اور سفیان ثوری سے بہترین راوی ہیں' لوگ ذکر کرتے ہیں کہ سفیان نے آپ کی والدہ سے جب آپ بصرہ میں آئے' شادی کر لی تھی ابو حذیفہ بصرہ میں جمادی الثانی ۲۲۰ھ میں فوت ہوئے۔

ابو محمد' یعقوب بن اسحاق حضرمی' مقری رحمۃ اللہ علیہ:

محدثین کے نزدیک آپ اچھے ثبت نہیں' کہا جاتا ہے کہ آپ نے بلوغت سے قبل جن سے ملاقات کی ان سے روایت کرتے ہیں۔

ابو اسحاق' احمد بن اسحٰق حضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور اپنے بھائی سے بڑے ہیں اور بصرہ میں' رمضان ۲۱۱ھ میں فوت ہوئے۔

عمرو بن مرزوق باہلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور شعبہ سے کثیر الحدیث ہیں اور بصرہ میں صفر ۲۲۴ھ میں فوت ہوئے۔

ابو عمر' محمد بن عرعرہ بن برند رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کے پاس شعبہ وغیرہ سے حدیثیں ہیں آپ ۷۶ سال کی عمر میں شوال ۲۱۳ھ میں فوت ہوئے۔

ابو النعمان' عارم بن فضل سدوسی رحمۃ اللہ علیہ:

عارم تو لقب ہے آپ کا اصلی نام محمد ہے آپ بصرہ میں ربیع الاوّل ۲۲۴ھ میں فوت ہوئے۔

حجاج بن نصیر فساطیطی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں ضعیف ہیں۔

ابو عثمان عمرو بن عاصم کلابی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔

محمد بن کثیر عبدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سلیمان بن کثیر کے بھائی ہیں۔

ابو عمر حوضی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام حفص بن عمر ہے آپ ۲۸/ جمادی الثانی کو بدھ کے دن ۲۲۵ھ میں بصرہ میں فوت ہوئے۔

ابو سلمہ' موسیٰ بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں اور ۱۳/ رجب کو منگل کی شب میں ۲۲۳ھ میں فوت ہوئے اور منگل کے دن مدفون ہوئے۔

محمد بن عبداللہ رقاشی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالہیثم، معلیٰ بن اسد عمی رحمۃ اللہ علیہ' بہز بن اسد رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی:

آپ معلم تھے اور رمضان ۲۱۸ھ میں بصرہ میں فوت ہوئے۔

ابومحمد' یحییٰ بن حماد بن ابی زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں اور ابوعوانہ سے راوی ہیں اور کبھی اپنے والد حماد سے بھی روایت کرتے ہیں آپ کے والد حسن' ابن سیرین اور عطاء خراسانی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ان لوگوں سے عبدالاعلیٰ بن حماد نرسی نے شیشوں میں بیع سلم کے بارے میں پوچھا تھا۔

عیاش بن ولید ترسی رحمۃ اللہ علیہ' عبداللہ بن سوار رحمۃ اللہ علیہ:

ابن قاضی عبداللہ' آپ ۲۲۸ھ میں بصرہ میں فوت ہوئے۔

آٹھواں طبقہ

ابوالحسن' مسدد بن مسرہد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسربل' بن شریک اسدی' آپ بصرہ میں رمضان ۲۲۸ھ میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن عبدالوہاب حجبی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حماد بن زید وغیرہ سے راوی ہیں۔

ابوالربیع' سلیمان بن داؤد زہرانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ۲۳۴ھ کے اخیر میں بصرہ میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن محمد بن اسماء بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اپنے چچا جویریہ بن اسماء سے راوی ہیں۔

محمد بن ابی بکر بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عطاء بن مقدم' ثقیف کے آزاد کردہ غلام۔ آپ بصرہ میں ۲۳۴ھ میں فوت ہوئے آپ کے بھائی عبداللہ بن ابوبکر ہیں۔

عبداللہ بن ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علی بن عطاء۔

ابن معمر منقری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبداللہ بن عمرو ہے آپ عبدالوارث تنوری سے کثیر الروایت ہیں۔

ابوظفر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبدالسلام بن مطہر بن حسام بن مصک ہے۔

ابوالحسن' علی بن عبداللہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن نجیح مدنی آپ سرمن رائی میں امیر المومنین کی فوج میں پیر کے دن ۲۸ ذی قعدہ ۲۳۴ھ میں فوت ہوئے۔

ابواسحاق' ابراہیم بن بشار رمادی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابن عیینہ کے شاگرد ہیں اور بصرہ میں فوت ہوئے۔

ابراہیم بن محمد بن عرعرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن برند۔ آپ بغداد میں رمضان ۲۳۱ھ میں فوت ہوئے سامرا میں خلیفہ کی فوج میں بیمار ہوئے پھر آپ کو بغداد لایا گیا

اور بغداد میں آ کر فوت ہوئے۔

علی بن بری رحمۃ اللہ علیہ:

کبھی آپ سے حدیث لکھ لی جاتی ہے آپ بصرہ میں ۲۳۴ھ میں فوت ہوئے۔

سلیمان بن شاذ کونی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حافظ الحدیث تھے' اور بصرہ میں ۲۳۴ھ میں فوت ہوئے۔

○

یہاں تک بصری علمائے کرام اور محدثین عظام کا بیان ختم ہوا۔

واسط کے علمائے کرامؒ اور محدثینؒ عظام کا تذکرہ

ابو ہاشم رمانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام یحییٰ بن دینار ہے اور آپ ثقہ ہیں۔

یعلیٰ بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عبداللہ بن عمرو بن العاص کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ ہیں آپ طائف کے ہیں اور بنوامیہ کے آخری دور اقتدار میں واسط میں آ کر بس گئے تھے۔ آپ سے شعبہ بن حجاج' ابوعوانہ ہشیم اور ان حضرات کے شاگردوں نے حدیثوں کا سماع کیا ہے۔

ابو عقیل رحمۃ اللہ علیہ:

جن سے شعبہ راوی ہیں آپ کا نام ہاشم بن سلال یا سلام ہے آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور شامی ہیں واسط میں آ بسے تھے اور واسط کے قاضی تھے۔

ابو خالد دالانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام یزید بن عبدالرحمٰن ہے اور آپ حدیث میں منکر ہیں۔

قاسم بن ابی ایوب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔

ابو بلج' یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی سلیم فزاری' ان شاء اللہ آپ ثقہ ہیں' آپ سے شعبہ' ہشیم اور ابوعوانہ راوی ہیں۔ یزید بن ہارون: ابو بلج ہمارے ہمسایہ تھے میں نے دیکھا کہ آپ کو عورتوں کی طرف رغبت نہ تھی آپ نے اپنے گھر میں حمام بنوالیا تھا' تا کہ عورتوں سے مانوس رہیں آپ کثرت سے ذکر اللہ کیا کرتے تھے' آپ نے فرمایا: اگر قیامت آ جائے تو ہم یقیناً جنت میں جائیں گے کیونکہ ہم کثرت سے ذکر اللہ کرتے رہتے ہیں۔

منصور بن زاذان رحمۃ اللہ علیہ:

حسن کے شاگرد' آپ وہی ہیں جن سے ہشیم اور ان کے شاگرد راوی ہیں' آپ ثقہ' ثبت اور قراءت میں تیز تھے اور اگر ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہتے تو پڑھ نہ سکتے تھے آپ دن چڑھے قرآن ختم کر لیا کرتے تھے جب آپ ختم کے بعد سجدہ میں جاتے تو لوگ معلوم کر لیتے تھے کہ اب چاشت کا وقت ہوا ہے آپ منتقل ہو کر مبارک میں جو واسط سے ۳۶ میل کی مسافت پر واقع ہے جا بسے تھے۔ یزید بن ہارون: منصور طاعون کی وباء کے سال ۱۳۱ھ میں جان بحق ہوئے۔

ابو عیسیٰ عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یزید بن رُدَیم' آپ ثقہ ہیں۔ آپ کو تبلیغ دین سے گہری دلچسپی تھی آپ ۱۴۸ھ میں فوت ہوئے۔

سفیان بن حسین سلمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان کے آزاد کردہ غلام ہیں بقول یزید بن ہارون آپ کی کنیت ابوالحسن تھی اور دوسروں کے قول کے مطابق ابو محمد تھی آپ ثقہ ہیں لیکن غلطیاں بہت کرتے ہیں آپ امیر المومنین مہدی کے پاس مؤدب (ادب سکھانے والے) تھے اور آپ مہدی کے زمانہ میں مقام رَی میں فوت ہوئے۔

ابوالعلاء قصاب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام ایوب بن ابی مسکین تھا' آپ ثقہ ہیں' ابن سعد فرماتے ہیں: میں نے یزید بن ہارون سے سنا فرماتے تھے: آپ ۱۴۰ھ میں فوت ہوئے۔

یزید بن عطاء بزاز رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابوعوانہ کے بزرگوں کے آزاد کردہ غلام ہیں اور حدیث میں ضعیف ہیں۔

ابوعبداللہ اصبغ بن زید وراق رحمۃ اللہ علیہ:

آپ جہینہ کے آزاد کردہ غلام ہیں' قرآن پاک لکھا کرتے تھے' آپ حدیث میں ضعیف ہیں اور مہدی کے زمانہ میں ۱۵۳ھ میں فوت ہوئے۔

ابواحمد' خلف بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

اشجع کے آزاد کردہ غلام ہیں واسط کے باشندے تھے مگر بغداد منتقل ہو گئے تھے' ثقہ ہیں' وفات سے پہلے مفلوج ہو گئے تھے حتیٰ کہ کمزور ہو گئے' اور رنگ بھی بدل گیا اور ہوش وحواس بھی صحیح نہیں رہے اور بغداد میں ہشیم سے پہلے ۱۸۱ھ میں تقریباً نوے سال کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

ابومعاویہ ہشیم بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ:

بنوسلیم کے آزاد کردہ غلام تھے' آپ ثقہ' ثبت اور کثیر الحدیث ہیں اور کثرت سے تدلیس کرتے ہیں۔ لہٰذا جس حدیث میں آپ نے اخبرنا فرمایا وہ حجت ہے ورنہ کچھ نہیں۔

باخبار سعید بن ہشیم: میرے والد ۱۰۵ھ کے شروع میں پیدا ہوئے اور بغداد میں شعبان ۱۸۳ھ میں ہارون کے زمانہ میں ۷۹ سال کی عمر میں وفات پا گئے اور مقبرہ خیزران میں دفن کئے گئے۔

خالد بن عبداللہ طحان رحمۃ اللہ علیہ:

مزینہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ ہیں آپ واسط میں ۱۸۲ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالحسن' علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ:

۱۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور واسط میں جمادی الاوّل ۲۰۱ھ میں ۹۲ سال کی عمر میں چل بسے عاصم صہیب کے بیٹے تھے جو بنو تمیم کے آزاد کردہ غلام تھے۔

عبدالحکیم بن منصور رحمۃ اللہ علیہ:

خزاعہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور حدیث میں ضعیف ہیں۔

ابوسعید' محمد بن یزید کلاعی رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ ہیں اور واسط میں ہارون کے زمانہ میں ۱۸۸ھ میں وفات پا گئے۔

ابوسفیان حمیری حذاء رحمۃ اللہ علیہ:

آپ شیخ ہیں' ضعیف ہیں اور آپ کے پاس چند حدیثیں ہیں آپ واسط میں بدھ کے دن ۲۳ شعبان ۲۰۲ھ میں فوت ہوئے۔

قرہ بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کبھی کبھار اعمش سے راوی ہیں۔

ابوخالد' یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ:

بنوسلیم کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں' ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے فرماتے ہیں جب میں نے طلب علم کیا تو حصین زندہ تھے اور مبارک میں تھے آپ پر قراءت کی جاتی تھی اور آپ بھول گئے تھے بسا اوقات جریری مجھ سے حدیث کی ابتدا کرتے آپ کو منکر مانا گیا ہے۔ یزید فرماتے ہیں میں شوال ۱۹۹ھ میں ۸۱ یا ۸۲ سال کا تھا آپ مامون کے زمانہ میں ۸۷ یا ۸۸ سال کے ہو کر فوت ہوئے۔

ابومحمد' اسحٰق بن یوسف ازرق رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ ہیں اور اکثر خلط ملط کر دیتے ہیں' آپ محمد بن ہارون کے زمانہ میں واسط میں ۱۹۵ھ میں فوت ہوئے۔

محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ:

شامی تھے واسط پر قاضی مقرر ہوئے' ثقہ ہیں۔

ابوالحسن' فضل بن عنبسہ خزاز رحمۃ اللہ علیہ:

آپ معروف و ثقہ ہیں اور یزید بن ابراہیم تستری اور حماد بن سلمہ وغیرہ سے راوی ہیں۔

صلہ بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

معروف ومشہور ہیں۔

سرور بن مغیرہ بن زاذان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ منصور بن زاذان کے بھتیجہ ہیں اور معروف ہیں اور تفسیر' عباد بن منصور از حسن سے روایت کیا کرتے تھے۔

رحمہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ' بشر بن مبشر رحمۃ اللہ علیہ' عاصم بن علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ شعبہ' سلیمان بن مغیرہ' لیث بن سعد اور مسعودی وغیرہ سے راوی ہیں' ثقہ ہیں لیکن حدیث میں معروف نہیں اور روایات میں بہت غلطیاں کرتے ہیں آپ پیر کے دن ۱۵ رجب ۲۲۱ھ میں ابواسحٰق کے زمانہ میں فوت ہوئے آپ کے جنازے کی نماز واسط کے حاکم مطلب بن فہم بن ابی القاسم خراسانی نے پڑھائی۔

ابوعثمان' عمرو بن عون بن اوس رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابواسحٰق بن ہارون کے زمانہ میں' واسط میں' ۲۲۵ھ میں فوت ہوئے۔

مدائن کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ:

ابن حسیل بن جابر بن ربیعہ بن عمرو بن جروہ (الیمان) بن حارث بن قطیعہ بن عبس' آپ کی والدہ رباب بنت کعب بن عدی بن کعب بن عبد الاشہل ہیں۔

باخبار وکیع بن جراح اور عبداللہ بن نمیر بتحدیث اعمش از ابی وائل (اپنی روایت کردہ حدیث میں) حذیفہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

محمد بن عمر: حذیفہ رضی اللہ عنہ بدر میں شریک نہ تھے ہاں احد میں آپ' آپ کے والد اور آپ کے بھائی صفوان سب شریک تھے۔ اس دن آپ کے والد شہید کر دیے گئے تھے' حذیفہ رضی اللہ عنہ خندق میں اور خندق کے بعد کے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو مدائن کا حاکم مقرر فرما دیا تھا۔

باخبار وکیع بن جراح اور فضل بن دکین از مالک بن مغول از طلحہ: حذیفہ مدائن میں ایک گدھے پر سوار ہو کر جس پر پالان تھا پیروں کو لٹکائے ہوئے داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ گوشت اور روٹی تھی اسے کھا رہے تھے۔ محمد بن عمر: حذیفہ مدائن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فوت ہوئے مدائن ہی میں آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر مل گئی تھی آپ اس سانحہ کے چند ماہ بعد ۳۶ھ میں فوت ہوئے اور اولاد مدائن میں چھوڑی۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ:

باخبار ابو معاویہ ضریر بتحدیث اعمش از ابوظبیان از جریر بن عبداللہ و اعمش از ابوسفیان از شیوخ ابوسفیان: سلیمان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

باخبار اسماعیل بن ابراہیم از عوف از ابو عثمان نہدی از سلیمان فارسی (ابو عثمان سے) کیا تم کو رامہرمز کا پتہ معلوم ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں' فرمایا: میں اس کے اہل میں سے ہوں۔ باخبار محمد بن عبداللہ اسدی بتحدیث سفیان از ابوالعلاء عبید از عامر بن واثلہ از سلمان: میں جی کے اہل سے ہوں۔

باخبار یوسف بن بہلول بتحدیث عبداللہ بن ادریس بتحدیث محمد بن اسحٰق از عاصم بن عمر بن قتادہ از محمود بن لبید از ابن عباس بحدیث سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میں اصفہانی ہوں اور جی کا باشندہ ہوں' میرے والد اپنی زمین میں کاشت کیا کرتے تھے' میں ان کے پاس سے دین کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا پھر مجھے کلب کے لوگوں نے پکڑ لیا اور ایک یہودی کے فروخت کر دیا پھر اس یہودی نے بنو قریظہ کے ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا وہ یہودی مجھے مدینہ منورہ لے آیا پھر جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ

تشریف لائے تو میں غلام ہونے کی وجہ سے آپ سے مل نہ سکا حتیٰ کہ بدر واحد میں بھی شریک نہ ہو سکا پھر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کتابت کا معاملہ کر لو چنانچہ میں نے کتابت کی رقم ٹھہرالی آپ نے ایک انڈے کے برابر مجھے سونا دے کر میری مدد فرمائی چنانچہ میں نے کتابت کی پوری رقم ادا کر دی اور آزاد ہو گیا اور غزوۂ خندق میں اور بعد والے تمام غزوات میں شامل رہا کیونکہ اب میں آزاد مسلمان تھا۔

باخبار اسماعیل بن ابراہیم از یونس از حسن: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سلیمان سبقت کرنے والے شہسوار ہیں۔ باخبار محمد بن اسماعیل بن ابوفدیک بحدیث کثیر بن عبداللہ از عبداللہ از پدر عبداللہ: خندق کے دن مسلمان کے بارے میں مہاجرین وانصار میں جھگڑا ہو گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے۔

باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث سلام بن مسکین بتحدیث ثابت بن قطبہ: سلمان امیر مدائن تھے۔ محمد بن عمر۔ سلمان فارسی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں مدائن میں فوت ہوئے۔

مدائن کے محدثین کرام وعلمائے عظام کا بیان

ابوجعفر مدائنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبداللہ بن منصور بن محمد بن جعفر بن ابی طالب ہے آپ معروف وقلیل الحدیث ہیں۔

ابوعبدالرحمٰن' عاصم احول بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

بنوتمیم کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ ثقہ ہیں اور بصرہ کے رہنے والے ہیں' کئی عہدے سنبھالے مختلف ملکوں پر حاکم مقرر ہوئے چنانچہ کوفہ میں ناپ تول کی نگرانی پر رہے اور ابوجعفر کے زمانہ میں مدائن کے قاضی رہے آپ ۱۴۱ھ میں یا ۱۴۲ھ میں فوت ہوئے۔

ہلال بن خباب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی اصل میں بصری تھے پھر مدائن میں مقیم ہو گئے اور مدائن ہی میں ۱۴۴ھ کے اخیر میں رحلت فرما گئے۔

ہذیل بن بلال فزاری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں ضعیف ہیں۔

نعیم بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں کچھ اچھے نہیں۔

ابویحییٰ' نصر بن حاجب قرشی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اولاد حارث بن لوی میں سے ہیں' اصل میں آپ خراسانی ہیں مدائن میں بس گئے تھے اور مدائن ہی میں ۱۴۵ھ میں پچاس سے کچھ اوپر عمر میں انتقال فرما گئے۔

ابو عمرو شبابہ بن سوار فزاری رحمۃ اللہ علیہ:

قوم کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ حدیث میں صالح اور ثقہ ہیں' مرجیہ تھے۔

ابو صالح' شعیب بن حرب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ خراسانی کے فرزند تھے اور بغداد کے باشندے تھے پھر منتقل ہو کر مدائن میں جا بسے اور معتزلہ خیالات کے ہو گئے آپ ثقہ اور قابل تھے پھر آپ مکہ میں مقیم ہو گئے اور مرتے دم تک مکہ ہی میں رہے۔

علی بن حفص رحمۃ اللہ علیہ:

بغداد میں علمائے کرام ومحدثین عظام

(خواہ بغدادی ہوں یا غیر بغدادی مگر بغداد میں وفات پانے والے ہوں)

اسماعیل بن سالم اسدی رحمۃ اللہ علیہ:

جن سے ہشیم راوی ہیں' آپ ثقہ اور ثبت ہیں آپ اصل میں کوفی تھے پھر آپ منتقل ہو کر بغداد میں بغداد کے آباد ہونے سے قبل بس گئے ہشام اور دیگر خلفاء کے لیے بغداد میں ہر وقت پانچ سواروں کا ایک دستہ تیار رہا کرتا تھا جو ضرورت کے وقت باغیوں کی سرکوبی کیا کرتا تھا اور ان کی قوت کو بڑھنے سے پہلے کچل دیا کرتا تھا۔

ابو المنذر ہشام بن عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عوام بن خویلد بن اسد' آپ کی والدہ ام ولد تھیں آپ ثقہ' ثبت' حجت اور کثیر الحدیث ہیں آپ کا سماع عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے آپ کوفہ میں بطور نمائندہ ابو جعفر منصور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور انہیں کے ساتھ بغداد پہنچے اور بغداد میں ۱۴۶ھ میں راہیٔ ملک عدم ہوئے اور مقبرۂ خیزران میں مدفون ہوئے۔

ابو عبداللہ' محمد بن اسحٰق بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قیس بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف بن قصی کے آزاد کردہ غلام تھے آپ کے دادا یسار' عین التمر کے قیدیوں میں آئے تھے۔ محمد ثقہ ہیں' لوگ آپ سے روایت کرتے ہیں۔ ثوری شعبہ' ابن عیینہ' یزید بن ربیع ابراہیم بن سعد' اسماعیل بن علیہ' یزید بن ہارون' اعلیٰ' محمد پسران عبید اور عبداللہ بن نمیر وغیرہ آپ سے راوی ہیں بعض علماء نے آپ پر جرح کی ہے آپ ابتداء ہی میں اپنے شہر سے نکل گئے تھے اور کوفہ' جزیرہ اور ری کے بعد بغداد پہنچے اور بغداد ہی میں تادم واپسیں رہے اور ۱۵۱ھ میں بغداد ہی میں فوت ہوئے اور مقبرہ خیزران میں دفن ہوئے۔

ابو حنیفہ' نعمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت جو بنو تیم اللہ بن ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام تھے' آپ حدیث میں ضعیف ہیں' اور صاحب رائے ہیں' بغداد تشریف لائے اور بغداد ہی میں رجب یا شعبان ۱۵۰ھ میں ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور مقبرۂ خیزران میں دفن ہوئے۔

ابو معاویہ نحوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام شیبان بن عبدالرحمٰن ہے جو بنو تمیم کے آزاد کردہ غلام تھے آپ داؤد بن علی وغیرہ کے بچوں کے اتالیق تھے حدیث میں ثقہ ہیں اور مہدی کے زمانہ میں بغداد میں ۱۶۴ھ میں فوت ہوئے اور باب التبن کے پاس مقبرۂ قریش میں دفن کیے گئے۔

ابو اسحٰق' ابراہیم بن سعد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن بن عوف زہری' آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں اور اکثر حدیثوں میں غلطیاں کرتے ہیں آپ بغداد میں مع اہل وعیال کے آبسے تھے اور امیر المومنین ہارون کے بیت المال کے نگراں اور منتظم مقرر ہو گئے تھے اور بغداد ہی میں ۱۸۳ھ میں فوت ہوئے اور باب التبن کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

ابوعبداللہ' عبدالعزیز بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی سلمہ ماجشون: آپ آل ہدیر تیمیین کے آزاد کردہ غلام تھے' ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں اور مدنیوں کی بہ نسبت عراق آپ سے زیادہ راوی ہیں' آپ بغداد میں رہائش پذیر ہو گئے تھے اور بغداد ہی میں مہدی کے زمانہ میں فوت ہوئے مہدی آپ کے جنازے میں شریک ہوئے اور مہدی ہی نے نماز پڑھائی اور آپ کو مقابر قریش میں دفن کیا آپ کی وفات ۱۶۴ھ میں ہوئی۔

ابو طاہر' عبدالملک بن محمد بن ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محمد بن عمرو بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبید بن عوف بن مالک بن نجار' آپ کی والدہ امۃ الوہاب بنت عبداللہ بن عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر غسیل تھیں آپ بغداد میں مقیم ہو گئے تھے اور آپ کو امیر المومنین ہارون نے مہدی کے لشکر پر قاضی بنا دیا تھا پھر آپ فوت ہو گئے اور آپ پر ہارون نے نماز پڑھی اور مقبرۂ عباسیہ بنت مہدی میں دفن کیے گئے آپ قلیل الحدیث ہیں۔

ابوالیسیر' محمد بن عبداللہ بن علاثہ کلابی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں آپ حرانی تھے پھر بغداد آئے تو مہدی نے آپ کو اپنی فوج کا قاضی بنا دیا پھر آپ کے ساتھ اس عہدے پر عافیہ بن یزید اودی کو بھی مقرر کر دیا گیا۔ مجھے علی بن جعد نے بتایا کہ میں نے ان دونوں کو جامع مسجد کے چبوترے پر ایک کو مسجد سے قریب اور ایک کو مسجد سے دور فیصلہ کرتے ہوئے دیکھا عافیہ زیادہ تر مہدی کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔

زیاد بن عبداللہ بن علاثہ کلابی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اپنے بھائی محمد بن عبداللہ کے نائب تھے اور محمد کی جگہ فیصلے کیا کرتے تھے۔

ابوالمنذر' اسماعیل بن عمر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سفیان ثوری اور مالک بن انس سے راوی ہیں۔

عبید بن ابی قرہ رحمۃ اللہ علیہ' ابوجعفر' محمد بن سابق رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنو تیم کے آزاد کردہ غلام ہیں' کوفی تھے پھر بغداد قطیعۃ الربیع میں آبسے اور بغداد ہی میں فوت ہو گئے۔

سعید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جہبل نجحی' آپ بغداد میں مہدی کی فوج میں قاضی تھے اور بغداد ہی میں فوت ہوئے۔

ابو محمد' عبدالرحمٰن بن ابوالزناد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اپنے کسی کام کے لیے بغداد تشریف لائے تو آپ سے بغدادیوں نے حدیثوں کا سماع کیا آپ کثیر الحدیث ہیں اور ضعیف بتائے جاتے ہیں کیونکہ اپنے والد سے راوی ہیں' آپ ہارون کے زمانہ میں بغداد میں ۱۷۴ھ میں فوت ہوئے اور باب التبن کے قبرستان میں دفن ہوئے آپ کے صاحبزادے محمد ہیں۔

ابو عبداللہ' محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی اپنے والد کے اکثر لوگوں سے ملاقات ہے آپ ثقہ ہیں اور علم کثیر کے مالک ہیں لیکن آپ قبل اس کے کہ لوگ آپ سے سماع کریں فوت ہوگئے' آپ نے اپنے والد کے ۲۱ دن کے بعد ۱۷۲ھ ۵۴ سال کی عمر میں وفات پائی اور مقبرہ خیزران میں مدفون ہوئے۔

ابو معاویہ' ہشیم بن بشیر واسطی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بغداد میں تشریف لائے اور بغداد ہی میں منگل کے دن شعبان ۱۸۳ھ میں ہارون کے زمانہ میں فوت ہوئے آپ ثقہ ہیں مگر مدلس ہیں۔

ابو بشر' اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عبدالرحمٰن بن قطبہ اسدی (اسد خزیمہ کوفی) کے آزاد کردہ غلام تھے۔ مقسم قیقانیہ (جو خراسان و زابلستان کے درمیان ہے) کے قیدیوں میں آئے تھے اور ابراہیم بن مقسم کوفہ کے تاجر تھے آپ تجارتی مال لے کر بصرہ آیا جایا کرتے تھے ایک دفعہ آپ بصرہ میں ٹھہر گئے اور یہاں آپ نے علیہ بنت حسان (جو بنی شیبان کی آزاد کردہ لونڈی تھیں) شادی کر لی' علیہ ایک شریف' عقلمند اور ممتاز خاتون تھیں آپ کا بصرہ کے محلّہ عوقہ میں مکان تھا اور اسی مکان سے پہچانی جاتی ہیں۔ بصرہ کے ممتاز صوفیاء اور علماء جیسے صالح مری وغیرہ آپ کے پاس آتے جاتے تھے آپ ان کے پاس آتیں' ان سے باتیں کرتیں اور مسائل پوچھا کرتی تھیں آپ ہی کے بطن سے ابراہیم کے اسماعیل ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کی طرف منسوب ہوئے اور بصرہ ہی میں رہے پھر اسماعیل کے بعد ربعی پیدا ہوئے' اسماعیل حدیث میں ثقہ' حجت اور ثبت ہیں آپ بصرہ پر صدقات کے افسر تھے اور ہارون کی خلافت کے اخیر زمانہ میں بغداد میں جھگڑوں کے افسر تھے اور بغداد ہی میں معہ اولاد کے آ بسے تھے اور ایک گھر بھی خرید لیا تھا۔ آپ بغداد میں پیر کے دن ۱۳ ذی قعد ۱۹۳ھ میں رحلت کر گئے اور بدھ کے دن عبداللہ بن مالک کے قبرستان میں مدفون ہوئے آپ کے جنازے کی نماز آپ کے صاحبزادے ابراہیم بن اسماعیل نے پڑھائی جس دن اسماعیل فوت ہوئے ہیں اس دن بغداد میں وکیع بن جراح موجود تھے۔

ابو زیاد' اسماعیل بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مرہ جو سواءہ بن حارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ غلہ وغیرہ کے تاجر تھے اور

کوفی تھے اور بغداد میں ربض حمید بن قحطبہ میں آ بسے تھے آپ بغداد ہی میں ۱۷۳ھ کے آغاز میں ۷۵ سال کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

عنبسہ بن عبدالواحد قرشی رحمۃ اللہ علیہ' ابوسعید مؤدب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام محمد بن مسلم بن ابوالوضاح ہے آپ خزاعہ کے ایک قبیلہ کے آدمی ہیں' آپ اصل میں جزری ہیں جب ابوجعفر منصور جزیرہ کے حاکم ہوئے تو آپ نے مہدی کو ابوسعید کے حوالہ کر دیا اس وقت مہدی تقریباً دس سال کے تھے آپ ان کے ساتھ بغداد آئے پھر منصور نے آپ کو سفیان بن حسین کو بھی دے دیا پھر مہدی نے آپ کے حوالہ علی بن مہدی کو کیا اور علی ابوسعید کے زیر تربیت رہے حتیٰ کہ ابوسعید امیر المومنین موسیٰ کے زمانہ میں بغداد میں فوت ہو گئے اور مقبرہ خیزران میں دفن ہوئے آپ کا گھر رصافہ میں تھا۔

ابوسعید سالم افطس' خصیف' عبدالکریم جزری' علی بن بذیمہ' ابراہیم بن ابوحرہ' ہشام بن عروہ' یحییٰ بن سعید' محمد بن عمرو بن علقمہ' اعمش' اسماعیل بن ابوخالد' مسعر' اجلح کندی اور سلیمان تیمی وغیرہ سے راوی ہیں۔ اور آپ ثقہ ہیں۔

ابواسماعیل مؤدب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام ابراہیم بن سلیمان ہے۔

ابومعاویہ' عباد بن عباد بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مہلب بن ابوصفرہ عتکی۔ آپ ثقہ ہیں اور اکثر غلطیاں کرتے ہیں آپ ابوحمزہ اور واصل ولی ابوعیینہ سے راوی ہیں آپ اصل میں بصری ہیں لیکن بغداد میں آ بسے تھے اور بغداد ہی میں فوت ہوئے۔

ابوفضالہ' فرج بن فضالہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ شام میں حمص کے رہنے والے تھے پھر بغداد تشریف لے آئے اور ہارون کی آغاز خلافت میں بیت المال کے منتظم مقرر ہوئے آپ ابوجعفر منصور کے محلّہ میں رہائش پذیر تھے اور بغداد ہی میں ۱۷۶ھ میں فوت ہوئے' حدیث میں ضعیف ہیں کبھی آپ سے روایت لے لی جاتی ہے۔

اسماعیل بن جعفر بن ابوکثیر مدنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور ان پانچ سو حدیثوں کے راوی ہیں جو لوگوں نے آپ سے سنیں اصل میں آپ مدنی تھے پھر بغداد آ گئے اور تادم واپسیں بغداد ہی میں رہے۔

ابوعبدالرحمٰن' عبیداللہ بن عبیدالرحمٰن اشجعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ زہری کی کتابیں مع ان کی سندوں کے روایت کرتے ہیں اور آپ سے جامع روایت کرتے ہیں آپ کوفی تھے پھر بغداد میں آ گئے اور آخری دم تک بغداد ہی میں رہے اور بغداد ہی میں فوت ہوئے۔

ابوالیقظان' عمار بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سفیان بن سعید ثوری کے بھانجے ہیں اور ثقہ ہیں اور کوفیوں جیسے عطاء بن سائب وغیرہ سے راوی ہیں آپ کوفی تھے بغداد تشریف لے آئے اور بغداد ہی میں فوت ہوئے۔

طلحہ بن یحییٰ انصاری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ربض انصار میں مقیم تھے آپ یونس بن یزید ایلی سے راوی ہیں اور آپ سے عباد بن موسیٰ نے کثرت سے حدیثیں سنی ہیں۔

مروان بن شجاع رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کو خصیفی کہا جاتا تھا آپ جزری تھے اور حران کے باشندے تھے اور خصیف سے راوی ہیں پھر بغداد آ گئے اور امیر المومنین موسیٰ کی اولاد کے اتالیق مقرر ہوئے اور موت کے وقت تک بغداد ہی میں رہے۔

ابوعبدالرحمٰن' عبیدہ بن حمید تیمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور صالح الحدیث ہیں اصل میں آپ کوفی ہیں اور نحو' لغت اور قراءت کے جید عالم ہیں پھر ہارون کے زمانہ میں بغداد میں تشریف لے آئے ہارون نے آپ کو اپنے بیٹے محمد کے ساتھ کر دیا آپ اسی سے وابستہ رہے حتیٰ کہ بغداد میں وفات پا گئے۔

ابوحفص' ابار' عمر بن عبدالرحمٰن اسدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور منصور بن معتمر وغیرہ سے راوی ہیں اصل میں آپ کوفی تھے پھر بغداد میں مقیم ہو گئے اور یہیں فوت ہو گئے۔

ابوعبیدہ' حداد' عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ ' ابوعبداللہ' مروان بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حارث بن اسماء بن خارجہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری آپ اصل مین کوفی ہیں پھر ثغر میں آ بسے پھر بغداد میں مقیم ہو گئے۔ آپ سے بغدادیوں نے حدیثیں سنیں آپ ثقہ ہیں پھر مکہ معظمہ میں مقیم ہو گئے اور مکہ ہی میں ۱۰ ذی الحجہ کو ترویہ کے ایک دن قبل ۸۱ سال کی عمر میں ۱۹۳ھ میں فوت ہو گئے۔

ابوسہل' عباد بن عوام رحمۃ اللہ علیہ:

آپ واسط کے باشندے ہیں اور شیعہ تھے ہارون نے آپ کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا تھا پھر آپ ایک زمانہ کے بعد رہا کر دیئے گئے پھر آپ بغداد آ گئے اور آپ سے بغدادیوں نے حدیثیں سنیں آپ ثقہ ہیں اور نہر بزارین پر کرخ میں مقیم تھے آپ امیر المومنین ہارون کے زمانہ میں ۱۸۵ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالحسن' علی بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عباس بن محمد ہاشمی کے آزاد کردہ غلام ہیں اصل میں آپ جزیرہ کے تھے پھر بغداد آ کر بغداد ہی میں بس گئے اور یہیں فوت ہوئے آپ حدیث میں ثقہ اور صدوق ہیں۔

قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن بجیر بن معاویہ بن قحافہ بن نفیل بن سدوس بن عبد مناف بن ابو اسامہ بن سحمہ بن سعد بن عبداللہ بن قرادہ بن ثعلبہ بن معاویہ بن زید بن غوث بن بجیلہ ہے اور آپ کی والدہ ام سعد بن بجیر حبہ بنت مالک ہیں جو عمرو بن عوف انصاری کی اولاد میں سے ہیں۔ سعد اپنی والدہ کی نسبت سے پہچانے جاتے ہیں اور سعد بن حبہ کہلاتے ہیں یہ لوگ بنو عمرو بن عوف کے حلیف تھے ابو یوسف کو کوفیوں سے جیسے ابو حصیف' مغیرہ' حصین' مطرف' ہشام بن عروہ اور اعمش وغیرہ سے بہت سی حدیثیں پہنچی تھیں اور آپ حافظ حدیث کے لقب سے معروف تھے آپ کسی محدث کے پاس پہنچتے اور پچاس ساٹھ حدیثیں حفظ کرتے پھر کھڑے ہو کر لوگوں کو سنا دیتے پھر آپ امام ابو حنیفہ کو چمٹ گئے اور ان سے علم فقہ سیکھا پھر آپ پر رائے کا غلبہ ہو گیا اور حدیثیں چھوڑ بیٹھے۔ مہدی نے آپ کو اپنے صاحبزادے موسیٰ کے ساتھ وابستہ کر دیا موسیٰ مہدی کے عہدۂ قضاء پر نائب تھے' جب موسیٰ کے پاس خلافت آئی تو موسیٰ ہی کے ساتھ جرجان میں تھے پھر موسیٰ کے ساتھ بغداد آئے اور موسیٰ نے آپ کو بغداد کا قاضی مقرر کر دیا پھر آپ ہارون کے زمانہ میں ۵ ربیع الثانی ۱۸۲ھ میں رحلت فرما گئے۔

ابو عبداللہ' حسین بن حسن بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد بن جنادہ عوفی' آپ اصل میں کوفی ہیں اور آپ سے کثرت سے حدیثیں سنی ہیں مگر حدیث میں ضعیف ہیں پھر آپ بغداد تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کو حفص بن غیاث کے بعد قضائے شرقیہ کا عہدہ دے دیا پھر آپ کا شرقیہ سے تبادلہ ہوا اور آپ ہارون کے زمانہ میں مہدی کی فوج کی قضاء پر متعین فرمائے گئے پھر اس سے معزول کر دیئے گئے آپ بغداد میں ۲۰۱ھ یا ۲۰۲ھ میں فوت ہوئے۔

ابو المنذر' اسد بن عمرو بجلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بجیلہ قبیلہ کے تھے اور آپ کو بہت سی حدیثیں یاد تھیں آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں آپ نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور فقہ سیکھا' آپ کوفی تھے پھر بغداد تشریف لے آئے اور عوفی کے بعد شہر کے مشرقی حصہ کے قاضی مقرر ہوئے۔

عافیہ بن یزید اودی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی ابو حنیفہ کے شاگردوں میں شامل ہیں اور مہدی کے زمانہ میں مہدی کی فوج میں آپ کو قاضی مقرر کر دیا گیا تھا۔

عصمہ بن محمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بغداد میں انصار کی بڑی مسجد کے امام تھے اور سہل بن ابو فلیح' یحییٰ بن سعید اور عبیداللہ بن عمر سے راوی ہیں اور علماء کے نزدیک حدیث میں ضعیف ہیں۔

ابو سعید' مسیب بن شریک رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنو شقرہ تمیم سے ہیں' خراسان میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں پلے بڑھے۔ آپ نے حدیثیں اعمش' اسماعیل بن ابو خالد' اور عبدالملک بن ابو سلیمان وغیرہ سے سنیں اور حدیث میں ضعیف و ناقابل احتجاج ہیں پھر آپ بغداد میں آ بسے اور امیر المومنین

ہارون کے بیت المال کے متولی بن گئے آپ کا گھر ابوجعفر منصور کے شہر میں تھا آپ صاحب اولاد ہیں اور بغداد میں ۱۸۶ھ میں فوت ہوئے۔

قاضی ابوالبختری وہب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کثیر بن عبداللہ بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی آپ اصل میں مدنی تھے پھر شام سے بغداد آ گئے اور آپ کو امیر المومنین ہارون نے مہدی کی فوج میں قضاء کا عہدہ دے دیا پھر آپ کو اس عہدے سے معزول کر کے بکار بن عبداللہ زبیری کے بعد مدینہ منورہ کا حاکم بنا دیا گیا اور مدینہ کی امامت' جنگ اور قضاء کے عہدے بھی آپ کے حوالہ کر دیئے گئے آپ صاحب الرائے اور قریشی شیخ تھے لیکن حدیث میں اچھے نہ تھے آپ نے منکر روایتیں بیان کیں لہٰذا آپ کی حدیثیں چھوڑ دی گئیں پھر آپ کو مدینہ سے معزول کر دیا گیا اور آپ بغداد تشریف لے آئے اور بغداد میں ۲۰۰ھ میں فوت ہو گئے۔

ابومحمد' حجاج بن محمد اعور رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سلیمان بن مجالد کے آزاد کردہ غلام ہیں جو ابوجعفر منصور کے آزاد کردہ غلام تھے آپ بغداد میں ایک مدت دراز تک رہے پھر معہ اہل وعیال کے مصیصہ منتقل ہو گئے اور وہاں دو سال قیام فرما کر کسی کام کے لیے بغداد تشریف لائے اور بغداد ہی میں قیام فرما تھے کہ ربیع الاوّل ۲۰۶ھ میں انتقال فرما گئے آپ ان شاء اللہ صدوق وثقہ ہیں آخر عمر میں آپ کے حواس میں فرق آ گیا تھا جب آپ بغداد واپس آئے تھے۔

ابونصر' عبدالوہاب بن عطاء عجلی' خفاف رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بصری تھے اور برابر سعید بن ابی عروبہ کی صحبت میں رہتے تھے اور آپ کی صحبت ہی سے آپ پہچانے جاتے ہیں آپ نے سعید کی کتابیں لکھ لی تھیں آپ یونس بن عبید' خالد حذاء' حمید طویل' عوف اعرابی' ابن عون' داؤد بن ابوہند اور عمران بن حدیر وغیرہ سے راوی ہیں' آپ کثیر الحدیث اور معروف ہیں اور ان شاء اللہ صدوق ہیں پھر آپ بغداد آ کر بغداد ہی میں مقیم ہو گئے اور کرخ والے بازار میں آتے جاتے رہے حتیٰ کہ پنجۂ اجل کے شکار ہو گئے۔

ابوبدر' شجاع بن ولید بن قیس سکونی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اعمش' ہشام بن عروہ اور خصیف وغیرہ سے راوی ہیں آپ کی عمر ۹۰ سے آگے بڑھ گئی تھی آپ پارسا تھے اور کثرت سے نوافل پڑھا کرتے تھے' آپ مامون کے زمانہ میں رمضان میں ۲۰۴ھ میں بغداد میں فوت ہو گئے۔ آپ کے فرزند ولید ہیں۔

ابوہمام' ولید بن شجاع بن ولید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بقیہ' اسماعیل بن عیاش اور ولید بن مسلم وغیرہ سے راوی ہیں۔

عبداللہ بن بکر سہمی رحمۃ اللہ علیہ:

سہم' باہلہ کا ایک ذیلی خاندان ہے آپ اصل میں بصری ہیں اور ثقہ اور صدوق ہیں آپ بغداد میں سعید بن مسلم کے پاس ٹھہرے اور آپ سے بغدادیوں نے حدیثیں سنیں آپ منگل کی شب کو ۷ محرم الحرام ۲۰۸ھ میں مامون کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

ابوسہل' کثیر بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ:

آپ جعفر بن برقان کے شاگرد ہیں آپ بغداد میں بازار والے باب الکرخ میں مقیم تھے اور تاجروں کو تیار کرایا کرتے تھے آپ صدوق وثقہ ہیں پھر آپ حسن بن سہل کے پاس فم الصلح میں تشریف لے گئے اور وہاں شعبان ۲۰۷ھ میں انتقال فرما گئے۔

بکر بن الطویل رحمۃ اللہ علیہ' ابوعبداللہ' محمد بن عمر واقد اسلمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بریدہ اسلمی کے آزاد کردہ غلام ہیں اور مدنی ہیں لیکن آپ قرض کے سلسلہ میں ۱۸۰ھ میں بغداد تشریف لے آئے تھے پھر آپ بغداد ہی میں رہے اور شام ورقہ کے سفر بھی کیے پھر بغداد ہی واپس آ گئے اور بغداد ہی رہے حتیٰ کہ مامون خراسان سے بغداد آئے اور انہوں نے آپ کو مہدی کی فوج کی قضاء کا عہدہ دے دیا پھر آپ برابر قاضی رہے حتیٰ کہ بغداد میں منگل کی شب کو ۱۱ ذی الحجہ ۲۰۷ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں راہیٔ ملک عدم ہو گئے اور منگل کے دن مقبرہ خیزران میں دفن کر دیئے گئے' کہتے ہیں آپ مروان بن محمد کی خلافت کے آخری زمانہ میں ۱۳۰ھ میں پیدا ہوئے تھے آپ محمد بن عجلان' ربیعہ' ضحاک بن عثمان' معمر' ابن جریج' ثور بن یزید' مخرمہ بن بکیر' افلح بن سعید' افلح بن حمید' یحییٰ بن عبداللہ بن ابوقتادہ اور ابن ابوذیب سے راوی ہیں آپ اسلامی غزوات لوگوں کے اختلافات اور ان کے خیالات سے خوب آگاہ تھے۔

ابوالنضر' ہاشم بن قاسم کنانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنولیث کے آدمی تھے اور خراسانی تھے بغداد میں بس گئے تھے آپ ثقہ ہیں اور سلیمان بن مغیرہ' شعبہ' مسعودی' ابن ابوذیب' حریز بن عثمان' زہیر بن معاویہ' محمد بن طلحہ بن مصرف' ابوجعفر رازی اور شریک وغیرہ سے راوی ہیں آپ مامون کے زمانہ میں بغداد میں یکم ذیقعدہ ۲۰۷ھ میں فوت ہوئے اور مقابر عبداللہ بن مالک میں دفن کر دیئے گئے۔

ابونوح' قراد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عبداللہ بن مالک کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ ہیں اور شعبہ اور حجاج سے بہت روایتیں لاتے ہیں۔

ابوقطن' عمرو بن ہیثم بن قطن بن کعب قطعی رحمۃ اللہ علیہ' شاذان' اسود بن عامر رحمۃ اللہ علیہ:

اصل میں آپ شامی ہیں آپ صالح الحدیث ہیں آپ نے بغداد میں رہائش اختیار کر لی تھی اور بغداد ہی میں ۲۰۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعثمان' عفان بن مسلم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عزرہ بن ثابت انصاری کے آزاد کردہ غلام ہیں' آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں آپ کی کتاب بالکل صحیح تھی۔ اصل میں آپ بصری ہیں مگر بغداد میں بس گئے تھے اور بغداد ہی میں ۲۲۰ھ میں انتقال فرما گئے آپ پر عاصم بن علی عاصم نے نماز پڑھی ایک دفعہ آپ کا امتحان بھی لیا گیا اور قرآن کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے قرآن کو غیر مخلوق ہی بتایا۔

ابوعبداللہ' محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنوشیبان کے آزاد کردہ غلام ہیں' اصل میں آپ جزیرہ کے رہنے والے ہیں آپ کے والد شامی فوج میں ملازم تھے

پھر واسط میں آئے تو وہاں ۱۳۲ھ میں آپ کے ہاں محمد پیدا ہوئے۔ محمد کوفہ میں پلے بڑھے اور علم حدیث حاصل کرتے رہے آپ نے مسعر' مالک بن مغول' عمر بن ذر' سفیان ثوری' اوزاعی' ابن جریج' محل ضبی' بکر بن ماعز' ابوحرہ اور عیسیٰ خیاط وغیرہ سے حدیثیں خوب سنیں آپ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی اٹھے بیٹھے اور ان سے بھی سماع کیا اور رائے کا مطالعہ کیا پھر آپ پر رائے ہی کا غلبہ ہو گیا اور آپ نے رائے میں گھس کر شہرت پیدا کی آپ بغداد میں ٹھہر گئے لوگ آپ کے پاس آ آ کر حدیثیں اور رائے سنتے رہے آپ رقہ گئے تو وہاں امیر المومنین ہارون نے آپ کو رقہ کا قاضی بنا دیا پھر آپ معزول کر دیئے جانے کے بعد بغداد آ گئے پھر جب ہارون پہلی بار ری گئے تو آپ کو اپنے ساتھ لیتے گئے آپ ری میں ۱۸۹ھ میں ۵۸ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

قاضی' یوسف بن یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے حدیث کا سماع کیا اور رائے اپنے والد ہی کی زندگی میں مغربی بغداد میں عہدۂ قضا مل گیا تھا آپ امیر المومنین ہارون کے حکم سے ابوجعفر کے شہر میں جمعہ پڑھاتے تھے آپ عہدۂ قضاء پر قائم رہے حتیٰ کہ رجب ۱۹۲ھ میں فوت ہو گئے۔

ابوکامل' مظفر بن مدرک' خراسانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور حماد بن سلمہ وغیرہ سے راوی ہیں۔

ابومحمد' یونس بن محمد' مؤدب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور صدوق ہیں آپ کا ہفتہ کے دن ۷ صفر ۲۰۸ھ میں بغداد میں انتقال ہوا۔

ابوعلی' حسن بن موسیٰ اشیب خراسانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ہارون کی طرف سے حمص اور موصل کے قاضی مقرر ہوئے پھر مامون کے زمانہ میں بغداد تشریف لے آئے اور بغداد ہی میں رہتے رہے حتیٰ کہ مامون نے آپ کو طبرستان کا قاضی مقرر کر دیا آپ طبرستان جا رہے تھے کہ راستہ میں ماہ ربیع ۲۰۹ھ میں ری میں فوت ہو گئے آپ حدیث میں ثقہ اور صدوق ہیں اور شعبہ' حماد بن سلمہ ورقاء بن عمر' زہیر بن معاویہ' ابن لہیعہ' ابوہلال اور جریر بن حازم وغیرہ سے راوی ہیں۔

ابواحمد' حسین بن محمد بن بہرام مروزی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور شعبہ اور جریر بن حازم سے راوی ہیں' مشہور ہے کہ آپ نے جرجان میں سلیمان بن راشد کے زمانہ میں ان سے سنا ہے آپ ابن ابی ذیب اور شیبان بن عبدالرحمن سے تفسیر وغیرہ روایت کرتے ہیں اور ابومعشر سے تاریخ کے راوی ہیں آپ مامون کی خلافت کے اخیر زمانہ میں بغداد میں فوت ہوئے۔

ابوعمرو' حجیر بن مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

اصل میں آپ یمامہ کے ہیں' بغداد میں آ بسے تھے اور موتیوں اور جواہرات کے تاجر تھے بغداد میں بازار میں موجود رہتے تھے آپ ثقہ ہیں اور لیث بن سعد' عبدالعزیز بن عبداللہ ماجشون اور اکثر سے راوی ہیں بغداد میں فوت ہوئے۔

علی بن جعد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ام سلمہ مخزومیہ امیر المومنین ابوالعباس کی اہلیہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

بخبر قاضی عبدالرحمٰن بن اسحاق: میرے پاس علی اپنے والد کی ام سلمہ سے آزادی کی دستاویز لائے اس میں میرے دادا ابراہیم بن سلمہ کی اور ایک دوسرے شخص کی جو ام سلمہ کے پاس آیا جایا کرتا تھا شہادت تھی۔

علی بن جعد: میں ۱۳۶ھ میں ابوالعباس کی خلافت کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ علی شعبہ، زہیر بن معاویہ صخر بن جویریہ لیث بن سعد، حماد بن سلمہ، سفیان ثوری اور ابوجعفر رازی وغیرہ سے راوی ہیں آپ نے بغداد میں ۲۵ رجب ۲۳۰ھ کو ۹۶ سال اور کچھ ماہ کی عمر میں انتقال فرمایا اور باب حرب کے قبرستان میں دفنائے گئے۔

ابوالاشہب، ہوذہ بن خلیفہ بن عبداللہ بن ابوبکرہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی والدہ کا نام زہرہ بنت عبدالرحمٰن بن یزید بن ابوبکرہ ہے اور آپ کی نانی کا نام ہولہ بنت عبدالرحمٰن بن یزید بن ابوبکرہ ہے۔ ہوذہ ۱۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور ہوشیار ہو کر علم حدیث سیکھنے میں مصروف ہو گئے آپ نے یونس، ہشام، عوف، ابن عون، ابن جریج اور سلیمان تیمی وغیرہ سے حدیثیں لکھیں لیکن آپ کی کتابیں ضائع ہو گئیں لوگوں کے پاس صرف عوف والی کتاب رہی اور قدرے مواد ابن عون، ابن جریج، اشعث اور تیمی کی کتابوں کا باقی رہا۔ ہوذہ بغداد میں منگل کی شب کو دس شوال ۲۱۹ھ میں مامون کے زمانہ میں بغداد میں فوت ہوئے اور باب خراسان کے باہر دفنائے گئے آپ کے جنازے کی نماز آپ کے صاحبزادے نے پڑھائی آپ گندم گوں اور لمبے تڑنگے تھے اور حنا کا خضاب کیا کرتے تھے۔

ابوایوب، یحییٰ بن سعید بن ابان بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عاص بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس، آپ کوفی تھے مگر بغداد میں آ بسے تھے آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں اور ہشام بن عروہ، یحییٰ بن سعید انصاری، اعمش، اسماعیل بن ابوخالد اور عبدالملک بن ابوسلیمان وغیرہ سے راوی ہیں اور غزوات محمد بن اسحاق سے بیان کرتے ہیں آپ بغداد میں عسکر مہدی میں جو عبدالملک کی چکی کے پاس سیب میں تھا، مقیم تھے اور محمد کی خلافت میں بغداد ہی میں ۸۰ سال کی عمر میں ۱۹۴ھ میں فوت ہوئے۔

ابوزکریاء سیلحینی، یحییٰ بن اسحٰق بجلی رحمۃ اللہ علیہ:

مذکور ہے کہ آپ بجیلہ کے آدمی تھے آپ ثقہ ہیں اور یحییٰ بن ایوب اور ابن لہیعہ وغیرہ سے راوی ہیں۔ لوگوں نے آپ سے حدیثیں لکھی ہیں اور حافظ الحدیث تھے اور بغداد میں دار الرقیق میں مقیم تھے آپ مامون کی خلافت کے زمانہ میں بغداد میں ۲۱۰ھ میں انتقال فرما گئے اور اپنے اللہ سے جا ملے۔

ابوعثمان، سعید بن سلیمان واسطی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ہی سعدویہ ہیں آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں اور سلیمان بن مغیرہ، مبارک بن فضالہ، لیث بن سعد اور معتمر وغیرہ سے

راوی ہیں آپ بغداد میں آئے اور یہاں آ کر تجارت کی آپ کا گھر کرخ میں کاغذیوں کی گلی کی طرف تھا۔ آپ منگل کے دن زوال کے بعد بغداد میں فوت ہوئے اور بدھ کے دن زوال سے قبل ۲۲۵ھ میں دفنائے گئے آپ پر آپ کے بھتیجے علی بن حنین تاجر نے ۴ ذی الحجہ کو نماز پڑھائی۔

ابونصر' تمار رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبدالملک بن عبدالعزیز ہے آپ خراسانی اور نسائی ہیں' کہتے ہیں آپ ابومسلم خراسانی کے قتل کے چھ ماہ بعد پیدا ہوئے آپ بغداد میں ربض ابوالعباس طوسی میں مقیم تھے پھر نسابیہ والی گلی میں منتقل ہو گئے تھے آپ بغداد میں کھجور وغیرہ کی تجارت کرتے تھے آپ ثقہ' قابل وفاضل صاحب خیر وصلاح اور پارسا تھے اور حماد بن سلمہ' سعید بن عبدالعزیز تنوخی اور کوثر بن حکیم سے راوی ہیں آپ کی وفات بغداد میں یکم محرم بروز منگل ۲۲۸ھ میں ۹۱ سال کی عمر میں واقع ہوئی اور باب حرب میں دفنائے گئے اخیر عمر میں آپ کی بینائی جاتی رہی تھی۔

ابوالحسین' شریح بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ' موتیوں والے:

آپ ثقہ ہیں اور حماد بن سلمہ' فلیح بن سلیمان اور ابوعوانہ سے راوی ہیں آپ کا گھر عسکر مہدی میں سیب قاضی کے پاس تھا آپ نے مامون کے زمانہ میں ۲۱۷ھ میں چاشت کے وقت انتقال فرمایا۔

یحییٰ بن غیلان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن اسماء بن حارثہ خزاعی' آپ ثقہ ہیں بغداد میں مقیم تھے اسی کام کے لیے بصرہ گئے اور بصرہ میں ۲۱۰ھ میں وفات پا گئے آپ بصریوں سے راوی ہیں۔

ابوعمرو' معاویہ بن عمرو ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ زائدہ بن قدامہ سے ان کی کتابیں اور مصنفات روایت کرتے ہیں اور ابواسحٰق فزاری سے کتاب السیرت جو دارالحرب کے سلسلہ میں ہے نقل کرتے ہیں' آپ بغداد میں تشریف لائے تو بغدادیوں نے آپ سے حدیثیں سنیں پھر آپ بغداد ہی میں مامون کی خلافت کے زمانہ میں ۱۱۴ھ یا ۱۱۵ھ میں وفات پا گئے۔

ابویعلیٰ' معلیٰ بن منصور رحمۃ اللہ علیہ:

آپ طلب حدیث کے شوق میں بغداد تشریف لائے اور حدیثیں حفظ کیں آپ صدوق اور محدث ہیں اور رائے اور فقہ میں بھی دخل رکھتے ہیں بعض محدث آپ سے رائے کو روایت کرتے ہیں اور بعض نہیں آپ کا گھر کرخ میں قطیعۃ الربیع میں تھا آپ ۲۱۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابوجعفر' محمد بن صباح' بزاز دولابی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ باب الکرخ میں مقیم تھے اور اخیر محرم میں ۲۲۷ھ میں وفات پا گئے۔

ابونصر' بشر بن حارث خراسانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ علاقہ خراسان کے مرو کے باشندے تھے بغداد میں آ کر حدیثیں سنیں اور حفظ کیں اور حماد بن زید' شریک' عبداللہ بن مبارک اور ہشیم وغیرہ سے بہت سماع کیا پھر عبادت کے لیے گوشۂ خلوت میں تشریف لے گئے اور حدیثیں بیان کرنی چھوڑ دیں آپ نے بغداد میں بدھ کے دن ۱۱ ربیع الاوّل ۲۲۷ھ میں ۷۶ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے جنازے میں بہت سی مخلوق بغدادی اور غیر بغدادی شریک ہوئے اور آپ باب حرب میں دفنائے گئے۔

ابواحمد' ہیثم بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی علاقۂ خراسان کے مرد الرود کے باشندے ہیں' بغداد میں مقیم ہو گئے تھے' شام پہنچ کر شامیوں سے اور لیث بن سعد سے حدیثیں لکھیں پھر بغداد واپس آ گئے اور بغداد ہی میں پیر کے دن ۲۲ ذی الحجہ کو ۲۲۷ھ میں وفات پائی۔

اسحٰق بن عیسیٰ الطباع رحمۃ اللہ علیہ' ابواسحٰق' سعد بن ابراہیم بن سعد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن بن عوف زہری۔ آپ ہارون کے زمانہ میں واسط کے قاضی مقرر ہوئے پھر مامون کی خلافت کے شروع میں جب کہ مامون خراسان میں تھے عسکر مہدی کے قاضی مقرر ہوئے آپ اپنے والد کی کتابیں روایت کرتے ہیں' آپ سے بعض بغدادیوں نے حدیثیں سنیں پھر جب بغداد میں آپ کو عہدۂ قضا سے معزول کر دیا گیا تو آپ فم الصلح میں حسن بن سہل سے ملے حسن نے آپ کو اپنے لشکر کی قضاء کا عہدہ دے دیا آپ مبارک میں ۶۳ سال کی عمر میں ۲۰۱ھ میں فوت ہوئے آپ کے بھائی یعقوب بن ابراہیم ہیں۔

ابویوسف' یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری آپ ثقہ اور محفوظ و مامون ہیں آپ اپنے والد سے تواریخ وغیرہ کی روایت کرتے ہیں آپ سے بغدادیوں نے سماع کیا آپ فضل' ورع اور حدیث میں اپنے بھائی پر مقدم ہیں آپ ایک عرصہ تک بغداد میں رہے پھر حسن بن سہل کے پاس فم الصلح تشریف لے گئے اور وہیں شوال ۲۰۸ھ میں انتقال فرما گئے آپ اپنے بھائی سعد سے ۴ سال چھوٹے تھے۔

ابوایوب' سلیمان بن داؤد بن علی بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی' آپ ثقہ ہیں اور ابراہیم بن سعد اور عبدالرحمٰن بن ابوالزناد وغیرہ سے حدیثیں سنی ہیں آپ سے بغدادی لکھتے ہیں اور روایت کرتے ہیں آپ بغداد میں ۲۱۹ھ میں فوت ہوئے۔

ابوتمام' قران بن تمام اسدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کوفی ہیں بغداد میں آ بسے تھے اور جانوروں کی تجارت کیا کرتے تھے آپ سے سماع کیا گیا ہے مگر آپ ضعیف ہیں۔

ابوحفص' عمر بن حفص' عبدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثابت البنانی' یزید رقاشی' ابان بن ابوعیاش' ام شبیب عبدیہ اور مالک بن انس وغیرہ سے راوی ہیں آپ علماء کے

نزدیک حدیث میں ضعیف ہیں۔ لوگوں نے آپ سے کتابت حدیث کی مگر پھر چھوڑ دی' آپ مامون کی خلافت کے شروع میں ۱۹۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعبداللہ' مصعب بن عبداللہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن عوام آپ بغداد میں بس گئے تھے اور مالک بن انس سے موطا اور دراوردی' ابراہیم بن سعد' عبدالعزیز بن ابی حازم اور ابوحازم وغیرہ سے راوی ہیں اگر آپ سے قرآن کے بارے میں کچھ پوچھا جاتا تھا تو توقف کیا کرتے تھے اور توقف نہ کرنے والوں کو برا سمجھتے تھے آپ بغداد میں شوال ۲۳۶ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالحسن' نصر بن زید بن مجدر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور صاحب حدیث ہیں آپ نے جریر بن حازم' ابو ہلال اور وہیب وغیرہ سے حدیثیں سنیں اور شروع ہی میں حدیثیں بیان کرنے سے پہلے فوت ہو گئے' اصل میں آپ بحستان کے تھے اور جعفر اکبر بن ابوجعفر منصور کے آزاد کردہ غلام تھے۔

ابوخالد' عنبسہ بن سعید بن ابان بن سعید بن العاص رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور صاحب حدیث ہیں اور بغداد میں آ بسے تھے آپ سے بغدادیوں نے حدیثیں سنی ہیں۔

ابوسلمہ' منصور بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور کئی محدثین سے حدیثیں سنی ہیں آپ حدیثیں بیان نہیں کیا کرتے تھے پھر کچھ دنوں حدیثیں بیان کیں پھر سرحد چلے گئے اور وہاں مصیصہ میں مامون کے زمانہ میں ۲۱۰ھ میں وفات پا گئے۔

ابوسہل' نصر بن باب رحمۃ اللہ علیہ' الخراسانی:

آپ نے داؤد بن ابوالہند' عوف اعرابی' اور حجاج بن ارطاہ وغیرہ سے حدیثیں سنیں اور بغداد میں ان علماء سے سماع کر کے ان سے روایتیں بیان کیں پھر آپ نے ابراہیم صائغ (سنار) سے حدیثیں بیان کیں اس لیے علماء نے آپ کو متہم قرار دے کر آپ کی حدیثیں چھوڑ دیں آپ عسکر مہدی میں بغداد میں فوت ہوئے۔

ابوعبداللہ موسیٰ بن داؤد ضبی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور صاحب حدیث ہیں اور سفیان ثوری اور زہیر وغیرہ سے حدیثیں سنی ہیں آپ بغداد میں آ بسے تھے پھر طرسوس کے قاضی مقرر کر دیئے گئے اور طرسوس چلے گئے اور طرسوس ہی میں اپنے عہدے کے زمانہ میں فوت ہو گئے۔

ابواسحٰق' ابراہیم بن عباس رحمۃ اللہ علیہ المعروف بسامری:

آپ ابواویس اور شریک وغیرہ سے راوی ہیں آخری عمر میں ہوش و حواس بحال نہیں رہے تھے اس لیے گھر والے گھر ہی میں رکھتے تھے اور باہر نہیں نکلنے دیتے تھے حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔

ابوصالح' حکم بن موسیٰ بزاز رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں' اصل میں آپ علاقہ خراسان کے نسا شہر کے رہنے والے تھے' آپ شامیوں میں یحییٰ بن حمزہ

اور فضل بن زیاد وغیرہ سے راوی ہیں آپ نیک' صالح اور حدیث میں ثبت ہیں اور شوال ۲۳۲ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔

ابو احمد' ہشام بن سعید رحمۃ اللہ علیہ' بزاز:

آپ ابن لہیعہ اور حماد بن زید سے راوی ہیں اور ثقہ ہیں لیکن قبل اس کے کہ لوگ آپ سے سماع کریں انتقال فرما گئے۔

ابو جعفر' محمد بن حجاج مصفر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے شعبہ اور ابن ابوذیب وغیرہ سے حدیثیں سنیں لیکن علماء کے نزدیک حدیث میں ضعیف ہیں۔

ابو معاذ' سعد بن عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جعفر بن ابوحکم' خلفائے انصار' ذکر کیا جاتا ہے کہ آپ کا سماع مالک بن انس وغیرہ سے ثابت ہے۔

ابوالہیثم' خالد بن خداش بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ آل مہلب بن ابوصفرہ کے آزاد کردہ غلام تھے' ثقہ ہیں اور حماد بن زید اور ابوعوانہ سے راوی ہیں آپ ۲۲۳ھ یا ۲۲۴ھ میں فوت ہوئے۔

ابو نصر' منصور بن بشیر بن ابومزاحم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ازد کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ ترک قیدی تھے آپ کا ایک مجموعہ تھا جسے آپ نے چھوڑ دیا لوگوں نے آپ سے حدیثیں لکھی ہیں آپ ثقہ اور صاحب سنت ہیں اور بغداد میں ذیقعدہ ۲۳۵ھ میں ۸۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

ابو عبداللہ' محمد بن بکار رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابومعشر' محمد بن طلحہ' قیس بن ربیع اور عنبسہ بن عبدالواحد وغیرہ سے راوی ہیں اور بغداد میں ربیع الثانی ۲۳۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابو عمران' محمد بن جعفر ورکانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابراہیم بن سعد' ابومعشر' شریک' معافی بن عمران' ابن ابوالزیاد اور ابوعقیل' صاحب بھیہ وغیرہ سے راوی ہیں' آپ نے بغداد میں رمضان ۲۲۸ھ میں وفات پائی۔

ابو زکریا' یحییٰ بن یوسف رقی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عبیداللہ بن عمرو رقی وغیرہ سے راوی ہیں اور ہارون واثق کے زمانہ میں بغداد میں فوت ہوئے۔

ابو محمد' خلف بن ہشام بزاز رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا سماع شریک' ابوعوانہ اور حماد بن زید وغیرہ سے ہے آپ صاحب قرآن و حروف ہیں اور آپ نے سلیم تلمیذ حمزہ سے قراءت سیکھی ہے آپ بغداد میں ہفتہ کے دن ۷ جمادی الثانی ۲۲۹ھ میں فوت ہوئے اور مقابر کناسہ میں دفنائے گئے۔

ابو علی' حسین بن ابراہیم بن حر بن زعلان رحمۃ اللہ علیہ الملقب بہ اشکاب:

آپ خراسانی اور نسائی ہیں آپ کے والد آل عباس کے داعیوں میں اسید بن عبدالرحمٰن کے ساتھ تھے جو نساء میں اٹھے

تھے اور سردار چن لیے گئے تھے اور اسید اصفہان کے حاکم ہو گئے تھے ابراہیم آپ کے ساتھ آپ کے حامیوں میں تھے اور آپ کے ہاں حسین اصفہان میں ۱۴۵ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں پلے بڑھے اور حدیث کا علم حاصل کرتے رہے اور آپ نے محمد بن راشد' شریک بن عبداللہ' فلیح اور حماد بن زید وغیرہ سے ملاقاتیں کیں اور قاضی ابو یوسف کو چمٹے رہے حتیٰ کہ رائے میں اچھی خاصی بصیرت پیدا کر لی پھر آپ انہیں بزرگوں کے پاس اٹھتے بیٹھتے رہے لیکن قضاء وغیرہ میں دخل نہیں دیا اور بغداد میں حدیث وفقہ سیکھنے میں مصروف رہے حتیٰ کہ مامون کے زمانہ میں ۲۱۰ھ میں ۷۱ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

ثابت بن ولید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن جمیع۔

ابو معاویہ' غسان بن مفضل غلابی رحمۃ اللہ علیہ' ابو سلیمان' داؤد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن زہیر بن عمرو بن جمیل بن اعرج بن ربیعہ بن مسعود بن منقذ بن کوز بن کعب بن بجالہ بن ذھل بن مالک بن بکر بن سعد بن ضبہ بن اُدّ بن طابخہ بن الیاس بن مضر' آپ بغداد میں ربیع الاوّل ۲۲۸ھ میں فوت ہوئے۔

داؤد بن رشید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مدینہ ابوجعفر میں بس گئے تھے ویسے اصل میں آپ خراسانی ہیں اور خوارزم کے باشندے ہیں' آپ شامیوں میں ولید بن مسلم' بقیہ بن ولید اور اسماعیل بن عباس وغیرہ سے راوی ہیں اور آپ سے بغدادیوں نے حدیثیں لکھیں آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔

فضیل بن عبدالوہاب قناد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ محمد بن عبدالوہاب کے بھائی ہیں جن سے ہارون بن اسحاق ہمدانی راوی ہیں۔

ابو طالب' عبدالجبار بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ وہ خراسانی ہیں جو جزیرہ میں تھے' آپ نے عبیداللہ بن عمرو' اسماعیل بن عیاش' ابوالملیح اور بقیہ وغیرہ سے حدیثیں لکھی ہیں' آپ بغداد میں عسکر مہدی میں ربیع الثانی ۲۳۳ھ میں فوت ہوئے۔

ابو سعید' عبیداللہ بن عمر بن میسرہ قواریری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بصری ہیں بغداد میں آ بسے تھے' اور حماد بن زید' یزید بن زریع اور عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہ سے راوی ہیں آپ کثیر الحدیث اور ثقہ ہیں۔ آپ بغداد میں ۱۲ ذی الحجہ کو ۲۳۵ھ میں ۸۴ سال کی عمر میں فوت ہوئے جنازے میں بے شمار لوگ تھے اور عسکر مہدی میں ثلاثۃ الابواب کے باہر دفنائے گئے۔

ابو عبداللہ' محمد بن ابو حفص معیطی رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ کے آزاد کردہ غلام ہیں' ابو حفص کا نام عمر ہے' محمد ثقہ اور صاحب حدیث ہیں اور بقیہ' ابن مبارک ابوالاحوص' شریک اور ہشیم وغیرہ سے راوی ہیں' آپ بغداد ہی کے ہیں' ایک دن آپ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے گئے اور ہفتہ کی شب کو

رات کو بستر پر سو گئے رات میں آپ پر فالج گرا اور ہفتہ کے دن عصر کے وقت فوت ہو گئے اور مقبرہ خیزران میں اتوار کو ۶ شعبان ۲۲۲ھ ابو اسحٰق بن ہارون کے زمانہ میں دفنائے گئے آپ کے جنازے کی نماز طاقات ثلاثہ کے باہر پڑھی گئی جنازے میں بہت رش تھا۔

عیسیٰ بن ہشام نخاس رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے کثرت سے سماع کیا' صاحب حدیث تھے اور حدیثیں بیان کرنے سے پہلے وفات پا گئے۔

ابو اللیث' سلم بن قادم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بقیہ اور محمد بن حرب وغیرہ سے راوی ہیں اور بغداد میں ذی قعدہ ۲۲۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابو محمد' نعیم بن ہیثم رحمۃ اللہ علیہ:

خراسانی کے صاحبزادے ہیں اور حماد بن زید وغیرہ سے راوی ہیں نعیم بغداد میں شوال ۲۲۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابو زکریا' یحییٰ بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

خراسانی کے صاحبزادے ہیں' ابو جہم کی گلی میں مقیم تھے آپ شامیوں میں سے رشید بن سعد' صیقل بن زیاد' بقیہ اور اسماعیل وغیرہ سے راوی ہیں' ربیع الاوّل ۲۳۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابو اسحٰق' ابراہیم بن زیاد' سبلان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے بغداد میں وفات پائی اور ۶ ذی الحجہ ۲۲۸ھ کو بدھ کے دن دفنائے گئے۔

ابو عثمان' بشار بن موسیٰ خفاف رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بغداد میں رمضان ۲۲۸ھ کو فوت ہوئے اور جمعہ کے دن عصر کے بعد دفنائے گئے۔

ابو الاحوص' محمد بن حیان' بغی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے کثرت سے سماع کیا' ثقہ ہیں اور ذی الحجہ ۲۲۹ھ کو فوت ہوئے۔

ابو الفضل' شجاع بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بغیین خراسانیوں کے صاحبزادے ہیں اور ہشیم سے ان کی تمام کتابوں کے راوی ہیں اور اسماعیل بن علیہ وغیرہ سے بھی راوی ہیں آپ ثقہ اور ثبت ہیں اور بغداد میں دس صفر ۲۳۵ھ میں فوت ہوئے آپ کے جنازے میں بہت لوگ تھے آپ باب التبن کے قبرستان میں دفنائے گئے۔

ابو احمد' مہدی بن حفص رحمۃ اللہ علیہ:

آپ باب کوفہ کے پاس مقیم تھے۔

ابو محمد' عباد بن موسیٰ ختلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابراہیم بن سعد' طلحہ بن یحییٰ زرقی اور اسماعیل بن جعفر سے راوی ہیں آپ طرسوس جا کر ۲۰۳ھ کے آغاز میں فوت ہوئے۔

ابو جعفر' احمد بن محمد بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ وراق تھے اور فضل بن یحییٰ بن جعفر بن برمک کے کاتب تھے فرماتے ہیں: میں نے اسلامی لڑائیوں کے واقعات ابراہیم بن سعد سے فضل بن یحییٰ کے ساتھ سنے ہیں اور ابوبکر بن عیاش سے فضل کے بیان کردہ واقعات سنے ہیں آپ منگل کی شب کو ۲۶ ذی الحجہ ۲۲۸ھ کو بغداد میں وفات پا گئے۔

سہل بن نصر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مطخیہ میں رہائش پذیر تھے۔

ابو یعقوب' اسحٰق بن ابراہیم بن کامجار رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابواسرائیل کے صاحبزادے ہیں جو خراسان کے علاقہ مرو کے رہنے والے تھے آپ خلط ملط کر کے نقل کرنے والے ہیں آپ نے قرآن میں وقف لگائے اور ان پر کئی بار نظر ثانی کی آپ ابراہیم بن سعد' حماد بن زید' عبدالرحمٰن بن ابوزناد' جعفر بن سلیمان اور سلیمان بن اخضر سے راوی ہیں اور خوب سماع کیے ہوئے ہیں اور یمامہ میں محمد بن جابر کے پاس جا کر ان کی کتابیں نقل کیں پھر یمامہ سے ابوعوانہ کی وفات کے دو تین دن بعد بصرہ آئے اور ان سے مل نہ سکے۔

ابوزکریا' یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے حدیثیں لکھنے والوں سے کثرت سے نقل کی ہے اور اس میں آپ مشہور ہیں لیکن حدیثیں بیان نہیں کیں آپ حج کو تشریف لے گئے تھے کہ مدینہ منورہ میں حق تعالیٰ سے جا ملے۔

ابوخیثمہ' زہیر بن حرب بن اشتال' نسائی رحمۃ اللہ علیہ:

اشتال کو عربی زبان میں شداد بنا دیا گیا' آپ بنو حریش بن کعب بن عامر بن صعصعہ عامری کے آزاد کردہ غلام ہیں اور کوفیوں' بصریوں اور حجازیوں میں سے جریر بن عبدالحمید' ہشیم' سفیان بن عیینہ' ابن علیہ' عبداللہ بن وہب اور ولید بن مسلم وغیرہ سے راوی ہیں' آپ نے مسند تصنیف فرمائی اور اس کی تمام صنفیں لکھیں' آپ بغداد میں شعبان ۲۳۴ھ کو فوت ہوئے' آپ کے جنازے میں بہت لوگ تھے' آپ ثقہ اور ثبت ہیں۔

ابومحمد' خلف بن سالم مخرمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مہالبہ کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ نے مسند لکھی ہیں اور آپ کثیر الحدیث ہیں لوگوں نے آپ سے حدیثیں لکھی ہیں آپ بغداد میں رمضان ۲۳۱ھ کو وفات پا گئے۔

ابوعبداللہ' احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ' ثبت' صدوق اور کثیر الحدیث ہیں آپ ایک آزمائش میں مبتلا کیے گئے اور اس میں کوڑے کھائے مگر ثابت قدم رہے آپ کو کوڑے مارنے کا حکم امیر المومنین ابواسحٰق نے کیا تھا کیونکہ آپ قرآن کو مخلوق نہیں کہتے تھے۔ اس سے قبل اسی سلسلہ میں آپ کو قید کر دیا گیا تھا پھر خلیفہ متوکل نے برسر اقتدار آ کر آپ کو رہا کر دیا اور آپ کو بلا کر مال کی پیشکش کی مگر آپ نے مال قبول نہیں

فرمایا آپ کی وفات حسرت آیات جمعہ کے دن دن چڑھے واقع ہوئی اور عصر کے بعد دفنائے گئے اور آپ کے جنازے میں بغدادیوں کے علاوہ دوسرے شہروں کے لوگ بھی کثرت سے شامل ہوئے جنازے میں اتنا ہجوم کسی جنازے میں دیکھا نہیں گیا۔

ابوعلی' ہارون بن معروف رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بغداد میں رمضان ۲۳۱ھ کو فوت ہوئے۔

ابوعبید' قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ:

آپ خراسانیوں کے صاحبزادوں میں سے ہیں آپ اتالیق تھے اور نحوی اور لغوی تھے' اور محدث وفقیہ بھی تھے آپ کو ثابت بن نصر بن مالک کے زمانہ میں طرسوس کا قاضی بنا دیا گیا تھا آپ معہ اہل وعیال کے وہیں رہے' آپ بغداد تشریف لائے اور بغداد میں غرائب احادیث کی وضاحت فرمائی اور کتابیں لکھیں اور آپ سے لوگوں نے حدیثیں سنیں اخیر میں آپ حج کو تشریف لے گئے اور مکہ معظمہ میں ۲۲۴ھ میں وفات پا گئے۔

بشر بن ولید کندی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قاضی ابو یوسف سے ان کی کتابوں کو اور املاء کو روایت کرتے ہیں اور شریک' حماد بن زید مالک بن انس اور صالح مری وغیرہ سے راوی ہیں اور محمد بن طلحہ سے بھی راوی ہیں۔ بغداد کے دونوں حصوں پر آپ قاضی تھے اور آپ بغداد میں محدث ومفتی تھے۔ ایک شخص نے آپ کی چغلی کھائی اور یہ کہا کہ آپ قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل نہیں یہ سن کر امیر المومنین ابو اسحٰق نے آپ کو گھر ہی میں نظر بند کر دیا اور دروازے پر پولیس کا پہرہ لگوا دیا اور فتوؤں پر پابندی لگا دی کہ آئندہ آپ کسی کو کسی قسم کا فتویٰ نہ دیں پھر جب جعفر بن ابو اسحٰق برسر اقتدار آئے تو انہوں نے آپ کو رہا کر دیا اور آپ سے تمام پابندیاں ہٹا لیں پھر آپ کافی زمانہ تک زندہ رہے اور اتنے بوڑھے ہو گئے اور گفتگو کے درمیان توقف فرمانے لگے لہٰذا محدثین آپ سے رُک گئے اور انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔

ابو السری' سہل بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عباس بن عبد اللہ بن مالک کے آزاد کردہ غلام تھے اور ثقہ ہیں۔

ابو عبد اللہ' محمد بن سلیم عبدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے خوب سماع کیا ہے' آپ مامون کے زمانہ میں بادرایا اور باکسابا کے قاضی تھے میں نے محدثین کو دیکھا کہ وہ آپ کی حدیثوں اور روایتوں سے بچا کرتے تھے۔

بشر بن آدم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے خوب حدیثیں سنی ہیں۔ میں نے محدثین کرام کو دیکھا کہ وہ آپ کی حدیثوں سے بچا کرتے تھے اور آپ سے لکھنے سے بھی بچا کرتے تھے۔

ابو مسلم' عبد الرحمٰن بن یونس رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابو جعفر منصور کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور تحصیل علم حدیث میں مشغول ہوئے اور اس سلسلہ میں آپ نے سفر کئے اور محدثین کرام سے خوب خوب سماع کیا اور سفیان بن عیینہ اور یزید بن ہارون سے حدیثیں لکھیں آپ بدھ کے دن سورج کے نکلتے ہی مسجد اسد بن مرزبان میں دس رجب ۲۲۴ھ کو اچانک انتقال فرما گئے۔

ابوزکریا' یحییٰ بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابوالقاسم محرر کے آزاد کردہ غلام تھے۔

ابوالقاسم' زوجۂ بنت ابومسلم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حسین بن قثم کے دادا ہیں' عسکر مہدی میں مقیم تھے' آپ ثقہ' پارسا اور عالم ہیں' سنت کے شیدائی تھے اور جہم کے ماننے والوں کے حق میں سخت نکتہ چیں تھے کیونکہ یہ لوگ سنت کے خلاف ہیں' آپ ۱۲ ربیع الاوّل بروز اتوار ۲۲۴ھ کو فوت ہوئے۔

ابواسحٰق' ابراہیم بن حاتم بن عبداللہ ہروی رحمۃ اللہ علیہ' ابومحمد' عبداللہ بن عون خراز رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے ہارون واثق باللہ کے زمانہ میں بغداد میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

ابوالحارث' شریح بن یونس' مروروزی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنت قریش مستعملی کے شوہر ہیں' آپ نے کئی کتابیں لکھیں' ان کی تخریج کی اور ان کی حدیثیں لوگوں سے بیان کیں آپ ثقہ ہیں آپ پیر کے دن ۲۳ ربیع الاوّل کو ۲۳۵ھ میں فوت ہوئے۔

ابوسعید' احمد بن داؤد' حداد' واسطی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بغداد میں آبسے تھے' ثقہ ہیں' اور حدیثیں بیان کرنے سے اور ان کے لکھے جانے سے قبل فوت ہو گئے۔

ابوابراہیم' اسماعیل بن ابراہیم بن بسام رحمۃ اللہ علیہ' ترجمانی:

آپ خراسانیوں کے صاحبزادوں میں سے ہیں' آپ کا گھر صحرائے ابوالسری کی طرف تھا' آپ ہشیم عطاف بن خالد' عبدالعزیز ماجشون' خلف بن خلیفہ اور صالح مری وغیرہ سے راوی ہیں اور کبھی کبھی شریک سے بھی راوی ہیں آپ بغداد میں ۵ محرم الحرام ۲۳۶ھ میں انتقال فرما گئے' جنازے میں بہت لوگ تھے' آپ صاحب سنت وفضل وخیر تھے۔

ابوعثمان' عمرو ناقد بن محمد بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ' ثبت اور صاحب حدیث ہیں آپ سے بغدادیوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں آپ گنتی کے حفاظ میں سے ہیں' بڑے عالم تھے آپ بغداد میں جمعرات کو ۴ ذی الحجہ ۲۰۲ھ میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

محمد بن عباد مکی' تلمیذ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سامرا میں عسکر خلیفہ میں ۲۳۴ھ میں انتقال فرما گئے۔

ابواحمد' حاجب بن ولید' اعور' معلم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بغداد میں رمضان المبارک ۲۲۸ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک فرما گئے۔

ابو معمر' اسماعیل بن ابراہیم بن معمر' ہروی' ہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ صاحب سنت اور اہل فضل وخیر تھے اور ثبت وثقہ ہیں آپ بغداد میں جمادی الاولیٰ ۲۳۶ھ میں فوت ہوئے آپ کے جنازے میں بھی بہت لوگ تھے۔

ابو عبداللہ' محمد بن حاتم بن میمون' مروزی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے تفسیر قرآن میں ایک کتاب لکھی جسے بغداد میں لوگوں نے نقل کی آپ کرخ میں قطیعۃ الربیع میں مقیم تھے' آپ بغداد میں جمعرات کو ۲۶ ذی الحجہ ۲۳۵ھ میں فوت ہوئے۔

احمد بن حاتم طویل رحمۃ اللہ علیہ' ابواسحٰق' ابراہیم بن محمد بن عرعرہ بن برند رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سامہ بن لوی کی اولاد میں سے ہیں' آپ بغداد میں رمضان ۲۳۱ھ کو عسکر خلیفہ سے جو سامرا میں تھا واپس آنے کے بعد انتقال فرما گئے۔

ابو حفص' احمد بن محمد صفار' ابو محمد' عبدالرحمٰن بن صالح' ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اصل میں کوفی تھے' بغداد میں آ بسے تھے' آپ شریک' ابن ابوزائدہ اور ابوبکر بن عیاش سے راوی ہیں اور ملازم بن عمرو نے بھی' آپ بغداد میں پیر کے دن ذی الحجہ کی پچھلی تاریخ کو ۲۳۵ھ میں فوت ہوئے۔

ابو علی' احمد بن ابراہیم' موصلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حماد بن زید' شریک' اور ابوعوانہ وغیرہ سے راوی ہیں' آپ بغداد میں ربیع الاوّل ۲۳۶ھ میں فوت ہوئے۔

ابواسحٰق' ابراہیم بن ابواللیث' تلمیذ اشجعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بغداد میں عسکر مہدی میں مقیم تھے' صاحب سنت ہیں لیکن حدیث میں ضعیف ہیں۔

ابو یوسف' یعقوب بن ابراہیم بن کثیر' عبدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ دورقی کے صاحبزادے ہیں اور آپ کے بھائی احمد ہیں۔

ابو عبداللہ' احمد بن ابراہیم بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ' ابو عبداللہ' عبدالمنعم بن ادریس بن سنان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنت وہب بن منبہ کے صاحبزادے ہیں' آپ احادیث انبیاء واولیاء کو اور اسرائیلی روایات کو کتب وہب سے از ابراہیم از وہب روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے معمر بن راشد سے یمن میں ملاقات کی اور ان سے حدیثیں سنیں آپ وہب کی کتابوں اور ان کی حکمتوں پر خوب آگاہ تھے اور بغداد میں رمضان ۲۲۸ھ میں تقریباً سو سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

ابو جعفر' محمد بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قاری قرآن پاک تھے آپ نے حدیثیں سنیں اور علماء کی صحبتوں کا فیض اٹھایا اور ان شاء اللہ ثقہ ہیں آپ بغداد میں ذی قعدہ ۲۲۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالفضل' محرز بن عون بن ابوعون رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں: میرے والد نے مجھے بتایا کہ میں ۱۴۴ھ میں پیدا ہوا اور یہ بھی بتایا کہ اسی سال ابوجعفر منصور نے لوگوں کو حج کرایا' آپ نے حدیثیں بیان کیں اور آپ سے لوگوں کے لیے ایک بڑی کتاب لکھی آپ ثبت وثقہ ہیں آپ ۸۸ سال کی عمر میں بغداد میں ۲۳۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابومحمد' ولید بن صالح' نخاس:

آپ عبیداللہ بن عمرو' ابومعشر' بقیہ بن ولید' حماد بن سلمہ اور عیسیٰ بن یونس سے راوی ہیں۔

عباس بن غالب وراق رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مصنف وکیع وغیرہ کے راوی ہیں' آپ بغداد میں صفر ۲۳۳ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالولید' رباح بن جراح رحمۃ اللہ علیہ' موصلی:

آپ بغداد میں آ بسے تھے' آپ معافی بن عمران اور عفیف بن سالم سے راوی ہیں۔

ابوہمام' ولید بن شجاع بن ولید رحمۃ اللہ علیہ سکونی:

آپ بقیہ بن ولید وغیرہ شامیوں اور عراقیوں سے راوی ہیں۔

ابومحمد' نوح بن یزید' مؤدب تلمیذ ابراہیم بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور آپ میں کچھ لغزش ہے۔

عبدالعزیز بن بحر مؤدب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اسماعیل بن جعفر وغیرہ سے راوی ہیں۔

ابویحییٰ' کامل بن طلحہ جحدری' بصری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بصرہ میں ۲۳۳ھ میں انتقال فرما گئے۔

یوسف بن موسیٰ' قطان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اصل میں کوفی تھے' ری میں بس گئے اور وہاں تجارت کر لی آپ نے جریر بن عبدالحمید سے سماع کیا ہے بغداد میں آپ کا گھر دارالقطن میں تھا۔

ابوعبداللہ مردویہ رحمۃ اللہ علیہ' صائغ:

آپ کا نام عبدالصمد بن زیاد ہے اور لقب مردویہ ہے آپ فضیل بن عیاض اور ابن عیینہ وغیرہ سے راوی ہیں۔ آپ ثقہ صاحب سنت اور پارسا تھے آپ سے لوگوں نے حدیثیں لکھی ہیں آپ ذی الحجہ کی پچھلی تاریخ کو ۲۳۵ھ میں فوت ہوئے۔

ابوزکریا' یحییٰ بن اسماعیل واسطی رحمۃ اللہ علیہ' ابوعمرو رحمۃ اللہ علیہ' مقری:

آپ حفص بن عمر بن عبدالعزیز بن صہبان ازدی ہیں آپ سے بہت سے لوگوں نے قرآن حکیم پڑھا' آپ قرآن پاک

کے اور اس کی تفسیر کے عالم تھے' آپ شریک وغیرہ سے' عراقیوں سے' مدنیوں سے اور شامیوں سے حدیثیں لکھتے ہیں۔

محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ' تلمیذ واقدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی کے آزاد کردہ غلام ہیں اور بغداد میں اتوار کے دن ۴ جمادی الثانی ۲۳۰ھ کو ۶۲ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے اور مقبرۂ باب الشام میں دفنائے گئے آپ ہی نے یہ کتاب' طبقات تالیف فرمائی اور اس کا مواد جمع کیا اور اسے ترتیب دے کر لوگوں میں شائع کی اور آپ ہی سے طبقات روایت کی جاتی ہے آپ کا علم بہت وسیع تھا اور حدیث میں بھی گہری نظر تھی اور روایات میں بھی۔ آپ نے بہت سی کتابیں حدیث' غرائب اور فقہ پر لکھیں (حق تعالیٰ شانہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے' آمین)۔

خراسان کے غازی اور اس میں فوت ہونے والے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

ابو عبداللہ' بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن حارث بن اعرج بن سعد بن رزاح بن عدی بن سہم بن مازن بن حارث بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے راہ میں آپ کے پاس سے گزرے اور آپ کو سورۂ مریم کے شروع کا کچھ حصہ پڑھایا اس وقت آپ مشرف بہ اسلام ہوئے پھر آپ جنگ اُحد کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے اور آپ سے باقی سورۂ مریم سیکھی اور اس کے بعد آپ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مدینہ ہی میں ٹھہرے رہے پھر جب مسلمانوں کے قبضہ میں بصرہ کا علاقہ آ گیا اور شہر بصرہ آباد ہونے لگا تو بریدہ بصرہ میں چلے گئے اور وہاں ایک گھر کے لیے حد بندی کی پھر آپ بصرہ سے جہاد کے لیے خراسان تشریف لے گئے اور یزید بن معاویہ کے زمانہ میں مرو میں فوت ہو گئے آپ کی اولاد وہیں رہی ان میں سے کچھ بچے بغداد آ کر بس گئے تھے وہ بغداد میں فوت ہوئے۔

باخبار ابوالنضر' ہاشم بن قاسم بتحدیث شعبہ بتحدیث محمد بن ابو یعقوب ضبی بحدیث سامع از بریدہ عقب نہر بلخ از بریدہ: زندگی کا لطف گھوڑے دوڑانے ہی میں ہے۔

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام' محمد بن عمر کے اور ابو برزہ کے کسی بچہ کے بیان کے مطابق' عبداللہ بن نضلہ ہے' لیکن بعض علماء نے نضلہ بن عبداللہ بتایا ہے اور بعض نے نضلہ بن عبید بن حارث بن جناد بن ربیعہ بن دعبل بن انس بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ بتایا ہے۔ ابو برزہ قدیم الاسلام ہیں اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ میں اور قتل عبدالعزیٰ بن خطل میں شامل تھے جب کہ ابن خطل کعبۂ اقدس کے غلاف میں چھپا ہوا تھا اور آپ کی وفات تک ہر غزوہ میں آپ کے ساتھ رہے پھر آپ بصرہ چلے گئے اور

وہاں گھر بنالیا۔ بصرہ میں آپ کی نسل ہے پھر جہاد کے لیے خراسان چلے گئے اور وہاں انتقال فرما گئے۔

حکم بن عمرو بن مجدع بن حذیم رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن نعیلہ بن ملیک بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناہ بن کنانہ' نعیلہ ثعلبہ' غفار بن ملیک کے بھائی ہیں اسی لیے حکم کو غفاری کہا جاتا ہے حالانکہ آپ نعیلہ' غفار کے بھائی کی اولاد ہیں۔ حکم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے آپ کے آخری دم تک فیضیاب رہے پھر بصرہ میں جا بسے پھر زیاد بن ابوسفیان نے آپ کو خراسان کا حاکم بنا دیا اور خراسان ہی پر حکومت کی حالت میں آپ کی خراسان ہی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۵۰ھ میں وفات ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ:

ابن حبیب بن عبد شمس بن مناف بن قصی' آپ کی والدہ اروی بنت ابوالفرعہ ہیں اور ابوالفرعہ کا نام حارثہ بن کعب بن مطرف بن ضریس ہے جو بنو فراس بن غنم میں سے ہیں۔ عبدالرحمٰن بصرہ میں جا بسے تھے' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی حدیثیں روایت کرتے ہیں آپ کا نام عبدالکعبہ تھا پھر جب مسلمان ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبدالرحمٰن رکھ دیا اور آپ سے فرمایا: عبدالرحمٰن! امارت کا سوال نہ کرنا' آپ کو عبداللہ بن عامر نے بجستان کا حاکم مقرر فرما دیا تھا آپ نے علاقہ خراسان میں جہاد کیا اور فتوحات حاصل کیں پھر آپ بصرہ واپس آ گئے اور ۵۰ھ میں بصرہ ہی میں فوت ہوئے آپ کے جنازے کی نماز زیاد بن ابوسفیان نے پڑھائی۔

قثم بن عباس رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف' آپ کی والدہ ام فضل' لبابۃ الکبریٰ بنت حارث ہلالیہ ہیں قثم حلیہ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے جلتے تھے' آپ نے علاقہ خراسان میں جہاد کیا اس وقت خراسان کے حاکم سعید بن عثمان تھے آپ نے قثم سے کہا' میں آپ کو ایک ہزار سہام دینا چاہتا ہوں' فرمایا نہیں' پہلے پانچواں حصہ نکالو پھر لوگوں کو ان کے حقوق دو پھر مجھے جو چاہو دو' آپ پارسا اور قابل شخص تھے آپ کی وفات سمرقند میں ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن یعمر' دیلی رضی اللہ عنہ:

آپ سے بکیر بن عطاء از نبی صلی اللہ علیہ وسلم راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج عرفہ ہے' جس نے صبح صادق سے پہلے عرفہ پالیا اس نے حج پالیا۔

خراسان کے محدثین کرام اور علمائے عظام رحمہم اللہ

یحییٰ بن یعمر لیثی کنانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بصری تھے' اور نحوی تھے اور عربی زبان وقرآن کے عالم تھے پھر آپ علاقہ خراسان مرو میں آ بسے اور یہاں کے قاضی بنا دیئے گئے آپ ایک گواہ اور قسم سے فیصلہ فرما دیا کرتے تھے ثقہ ہیں۔

باخبار شبابہ بن سوار مخبر ابوالطیب' موسیٰ بن یسار: میں نے یحییٰ بن یعمر کو مرو میں عہدۂ قضاء پر دیکھا اکثر اوقات میں نے

دیکھا کہ آپ بازار ہی میں یا راستہ ہی میں فیصلہ فرما دیا کرتے تھے کبھی ایسا ہوتا کہ آپ گدھے پر سوار ہو کر کہیں جاتے ہوتے کہ دو جھگڑنے والے آ جاتے اور آپ گدھے کو ٹھہرا کر سوار ہونے کی حالت میں فیصلہ فرما دیا کرتے تھے۔

ابو مجلز لاحق رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حمید' سدوسی' آپ ثقہ ہیں اور صاحب احادیث ہیں آپ مرو میں آ بسے تھے اور یہیں گھر بنا لیا تھا اور مرو کے بیت المال کے منتظم تھے آپ ایک آنکھ سے نابینا تھے اور عہد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ میں فوت ہوئے۔

یزید بن ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ' نحوی:

آپ مرو کے باشندے تھے اور صاحب احادیث ہیں۔

ابو یوسف' محمد نخعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور سعید بن جبیر سے راوی ہیں آپ مرو کے قاضی تھے۔

ابو القاسم' ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بلخ کے تھے۔

عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں آپ شام میں بھی آئے تھے لہٰذا آپ سے شامی راوی ہیں اور آپ سے مالک بن انس وغیرہ بھی راوی ہیں۔

ابو المنیب' عیسیٰ بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کے پاس حدیثیں ہیں۔ آپ عکرمہ سے راوی ہیں۔

ابو جریر' عبدالرحمٰن بن حسین رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سجستان کے قاضی تھے۔

ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار عمار بن نصر خراسانی: ربیع بن انس بکر بن وائل کے آدمی ہیں۔ آپ بصرہ کے باشندے تھے آپ کی ابن عمر' جابر بن عبداللہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے ملاقات ثابت ہے۔ آپ حجاج کے ڈر سے بھاگ کر مرو چلے گئے تھے اور برز گاؤں میں گھر بنا لیا تھا پھر دوسرے قریہ ''سذور'' میں منتقل ہو گئے تھے اور اسی میں تادم واپسیں رہے پھر جب اولاد عباس کی دعوت ابھری تو آپ کو خراسان میں بھی بلایا گیا تھا لیکن آپ روپوش ہو گئے تھے اسی اثناء میں آپ کے پاس ابن مبارک پہنچے اور آپ سے چالیس حدیثیں سنیں۔ عبداللہ بن مبارک فرمایا کرتے تھے: مجھے ان حدیثوں کے عوض اتنا اتنا مال (مال کی تعین فرما کر) بھی مسرت نہ پہنچاتا۔ ربیع بن انس ابو جعفر' منصور کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

ابراہیم بن میمون، صائغ رحمۃ اللہ علیہ:

ابومسلم خراسانی کے جو دعوت عباسیہ کا ایک سرگرم کارکن تھا ابراہیم اور محمد بن ثابت عبدی دوست تھے اور ابومسلم کے پاس اٹھتے بیٹھتے تھے اور اس کی باتیں سنا کرتے تھے۔ پھر جب ابومسلم نے خراسان میں یہ تحریک اٹھائی اور اسے لے کر ابھرا تو ایک شخص چپکے سے ان دونوں کے پاس پہنچا اور ابومسلم کے بارے میں تحقیق کی اور اس کے قتل کے بارے میں مشورہ کیا تو محمد بن ثابت نے کہا: میری رائے میں تو ابومسلم کو قتل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایمان قتل سے مانع ہے اور ابراہیم صائغ نے کہا: میری رائے میں ابومسلم کو قتل کر دیا جائے چنانچہ ابومسلم نے محمد بن ثابت عبدی کو مرو کا قاضی بنا دیا اور ابراہیم صائغ کو بلوا کر قتل کر ڈالا گیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابراہیم ابومسلم کے پاس تشریف لے گئے تھے اور اسے نصیحت فرمائی تھی تو ابومسلم نے آپ سے کہا اپنے گھر جا کر بیٹھ' ہمیں تیرے خیالات معلوم ہو گئے آخر کار آپ گھر آئے اور خوشبو ملی اور کفن پہن کر ابومسلم کے پاس پھر گئے اور بھرے مجمع میں اسے نصیحت کی اور آڑے ہاتھوں لیا آخر کار ابومسلم کے حکم سے آپ کو قتل کر کے آپ کی لاش ایک گڑھے میں پھنکوا دی گئی۔

محمد بن ثابت عبدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اصل میں بصری تھے اور ابوالمتوکل سے راوی ہیں' آپ کو مرو کا قاضی مقرر کر دیا گیا تھا آپ سے ابن مبارک وغیرہ راوی ہیں۔

یعقوب بن قعقاع رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مرو کے باشندے اور وہاں کے قاضی تھے اور عطاء بن ابورباح سے راوی ہیں اور آپ سے ثوری اور ابن مبارک راوی ہیں۔

منصور بن ابوسریرہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے ابن مبارک راوی ہیں۔

حسین بن واقد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عبداللہ بن بریدہ سے راوی ہیں اور حدیث میں اچھے ہیں۔

خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ سرخسی:

لوگ ان کی حدیث سے بچے اور انہیں چھوڑ دیا۔

ابوعصمہ' نوح بن ابومریم رحمۃ اللہ علیہ' ابوحمزہ سکری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مرو کے باشندے ہیں اور قدیم ہیں۔

ابوعمرو' حفص بن عبدالرحمٰن بلخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نیشاپور کے رہنے والے ہیں۔

عبید اللہ سجزی:

آپ سجستان کے باشندے ہیں اور ثوری وغیرہ سے راوی ہیں آپ کا سلسلہ نسب نیشاپوریوں سے جاملتا ہے۔

نہشل بن سعید بن وردان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ضحاک بن مزاحم سے راوی ہیں۔

فضل بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سینانی:

سینان مرو کے قصبات میں سے ایک قصبہ ہے جو ربع سقاذم سے ہے' فضل ثقہ ہیں اور آپ سے وکیع بن جراح وغیرہ راوی ہیں۔

ابوعبدالرحمٰن' عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے' ہوشیار ہونے کے بعد علم حاصل کیا' بہت سی روایتیں بیان کیں اور ابواب وانواع علوم میں بہت کتابیں لکھیں جن کو قوم نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور ان سے لوگوں نے نقلیں لیں آپ زہد و جہاد پر اشعار بھی کہا کرتے تھے آپ نے عراق' شام' حجاز' مصر اور یمن کے سفر کیے اور وسیع علم کا سماع فرمایا آپ ثقہ' محفوظ و مامون' امام' حجت اور کثیر الحدیث ہیں آپ ایک جہاد سے واپس آرہے تھے کہ مقام ہیت میں ۱۸۱ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

نضر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ' مروزی:

آپ لوگوں کی نگاہوں میں علم وفقہ میں اور فضل وعقل میں مقدم تھے اور ابن مبارک کے دوست تھے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔

ابوالسکن' مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بلخی:

ثقہ ہیں' حج کے ارادے سے بغداد تشریف لائے اور حج کر کے واپس چلے گئے اور آتے جاتے لوگوں سے حدیثیں بیان کیں لوگوں نے آپ سے حدیثیں لکھیں آپ حدیث میں ثبت ہیں۔

آپ بلخ میں ۲۱۵ھ میں فوت ہوئے۔

نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ' مروزی:

آپ بصری ہیں اور بنو مازن کی برادری کے ہیں اور انشاء اللہ ثقہ ہیں اور صاحب حدیث ہیں اور اشعار کے راوی بھی ہیں اور نحو وتاریخ کے عالم بھی ہیں آپ مامون کے زمانہ میں ۲۰۳ھ میں فوت ہوئے ہنوز مامون خراسان ہی میں تھے۔

مقاتل بن سلیمان بلخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی لکھی ہوئی تفسیر مشہور ہے آپ ضحاک بن مزاحم اور عطاء سے راوی ہیں' محدثین کرام آپ کی حدیثوں سے بچتے ہیں اور آپ کو منکر قرار دیتے ہیں۔

ابو مطیع، حکم بن عبداللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بلخ کے قاضی تھے اور مرجیہ خیالات کے تھے آپ کی ملاقات عبداللہ بن حرملہ وغیرہ سے ثابت ہے آپ حدیث میں ضعیف ہیں اور نابینا تھے۔

عمرو بن ہارون بلخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابن جریج وغیرہ سے راوی ہیں۔ لوگوں نے آپ سے ایک بڑی کتاب لکھی ہے اور آپ کی حدیثیں چھوڑ دی ہیں۔

ابو محمد، سلم بن سالم بلخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مرجیہ ہیں اور حدیث میں ضعیف ہیں لیکن ننگی تلوار تھے اور بے دھڑک تبلیغ کیا کرتے تھے آپ کی خراسان میں ریاست تھی پھر امیر المومنین ہارون نے آپ کو بلوا کر جیل میں محبوس فرما دیا آپ ہارون کی وفات تک محبوس ہی رہے پھر جب محمد بن ہارون برسر اقتدار آئے تو انہوں نے آپ کو رقہ کے قید خانہ سے رہا کیا آخر کار آپ بغداد تشریف لائے اور بغداد میں کچھ دنوں ٹھہرے پھر خراسان جا کر فوت ہو گئے۔

ابو معان، مقاتل بن حیان بلخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے روایتیں کی جاتی ہیں۔

ابو سعید، خلف بن ایوب بلخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے بھی روایتیں کی جاتی ہیں۔

ابو عثمان، شداد بن حکیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے بھی روایتیں کی گئی ہیں۔

ابو تمیلہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام یحییٰ بن واضح ہے، آپ انصار کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ نے محمد بن اسحاق سے ملاقات کی ہے اور ان سے روایتیں بھی کی ہیں آپ ثقہ ہیں آپ سے حدیثیں بیان کی جاتی ہیں۔

ابو العلاء، حسن بن سوار مروزی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں، حج کے ارادے سے بغداد آئے تو لوگوں نے آپ سے روایتیں کیں اور لکھ لیں پھر آپ خراسان واپس جا کر مامون کے آخری عہد میں خراسان میں فوت ہو گئے۔

عبدالصمد بن حسان رحمۃ اللہ علیہ مروزی:

آپ مرو، نیشاپور اور ہرات کے قاضی تھے، ثقہ ہیں اور مامون کے آخری عہد میں فوت ہوئے۔

علی بن حسن بن شقیق' تلمیذ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی ملاقات حسین بن واقد سے ثابت ہے اور آپ ان سے روایت بھی کرتے ہیں آپ مرو کے باشندے ہیں اور مرو ہی میں فوت ہوئے۔

عبدالعزیز بن ابورزمہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حماد بن سلمہ اور حماد بن زید وغیرہ سے راوی ہیں اور ثقہ ہیں۔

ابوسہل' نصر بن باب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مرو کے رہنے والے تھے' آپ نے داؤد بن ابوالہند' عوف اعرابی اور حجاج وغیرہ سے سماع فرمایا ہے' آپ بغداد تشریف لائے تو بغدادیوں نے آپ سے سماع کیا اور روایتیں کیں پھر جب آپ نے ابراہیم صائغ سے حدیثیں بیان کیں تو لوگوں نے آپ کو متہم قرار دے کر آپ کی حدیثوں کو چھوڑ دیا۔

علی بن اسحاق دارکانی رحمۃ اللہ علیہ:

دارکان مرو کا ایک قریہ ہے حجاج اس قریہ میں ٹھہرا کرتے تھے جب مرو سے باہر جاتے تھے آپ ابن مبارک کے مایہ ناز شاگردوں میں سے ہیں اور آپ کی صحبت سے معروف ہیں' آپ ثقہ ہیں' جب آپ بغداد آئے تو بغدادیوں نے آپ سے سماع کیا۔

ابوعبداللہ' حسین بن ولید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قریش کے آزاد کردہ غلام تھے۔

ابوبشر' سہل بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مرو کے باشندے تھے اور آپ ایک عبادت گزار' عالم اور مفتی تھے۔

ابووہب' محمد بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ایک وسیع النظر اور قابل عالم تھے' ابن مبارک سے راوی ہیں اور ۲۱۱ھ میں فوت ہوئے۔

عتاب بن زیاد مروزی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور ابن مبارک کے شاگردوں میں سے ہیں۔

ابراہیم بن رستم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مرو کے باشندے ہیں۔

سفیان بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی مرو کے باشندے ہیں' ابن مبارک آپ پر بھروسہ کرتے تھے اور آپ کو اپنی کتابیں دے دیا کرتے تھے۔

سلمہ بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی مرو کے رہنے والے ہیں اور ابن مبارک کے شاگرد ہیں اور ان سے معروف ہیں۔

عبداللہ' عیاذ بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عبدالعزیز بن رواد کے نواسہ ہیں' آپ کے پاس ابن مبارک کی طرف سے کتابیں تھیں۔

محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں متروک ہیں اور مرو کے باشندے ہیں۔

عمارہ بن مغیرہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے بھائی قاسم بن مغیرہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ' ابوسعید صاغانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام محمد بن میسر ہے' نابینا تھے' ثقہ ہیں۔

عصام بن یوسف بلخی رحمۃ اللہ علیہ:

ابواسحٰق' ابراہیم بن سلیمان زیات رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بلخ کے رہنے والے تھے اور مرجیہ خیالات کے تھے۔

ابورجاء' قتیبہ بن سعید بلخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ لیث بن سعد اور ابن لہیعہ سے راوی ہیں۔

ابومعاذ نحوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مرو کے باشندے ہیں اور ابن مبارک سے راوی ہیں۔

ابوعمرو' یعمر بن بشر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابن مبارک کے شاگرد ہیں۔

ری کے علمائے کرام ومحدثین عظام

ابوجعفر' عیسیٰ بن ماہان رازی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اصل میں علاقہ مرو کے برز قریہ کے تھے یہ وہی قریہ ہے جس میں شروع میں ربیع بن انس بس گئے تھے اسی قریہ میں ابوجعفر نے ربیع بن انس سے سماع کیا پھر ابوجعفر ری واپس لوٹ گئے اور ری ہی میں فوت ہوئے پھر آپ کو رازی کہا جانے لگا' آپ ثقہ ہیں جب آپ حج کے لیے بغداد و کوفہ آتے تھے تو لوگ آپ سے حدیثیں سنا کرتے تھے۔

یحیٰی بن ضریس رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ری کے قاضی تھے اور اسی شہر میں فوت ہوئے۔

سعید بن سنان شیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنوشیبان کی برادری کے تھے آپ اصل میں کوفی ہیں لیکن بعد میں ری میں جا بسے تھے۔ آپ ہر سال حج کیا کرتے تھے اور بدخلق تھے۔

ابوعبداللہ' جریر بن عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ۱۱۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور کوفہ ہی میں پلے بڑھے پھر علم حدیث حاصل کیا اور محدثین سے خوب حدیثیں سنیں پھر ری میں تشریف لے آئے اور یہیں فوت ہو گئے آپ وسیع العلم اور ثقہ ہیں لوگ سفر کر کے آپ سے علم حدیث حاصل کرنے جایا کرتے تھے۔

حکام بن سلم رازی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

ابوعبداللہ' سلمہ ابرش بن فضل رحمۃ اللہ علیہ:

آپ صدوق وثقہ ہیں اور محمد بن اسحٰق کے شاگرد ہیں آپ سے غزوات اور تاریخ کے ابتدائی حالات روایت کرتے ہیں آپ ۱۱۰سال کی عمر میں ری میں فوت ہوئے آپ اتالیق تھے' کہا جاتا ہے کہ آپ نماز انتہائی خشوع وخضوع سے پڑھا کرتے تھے۔

ابویحییٰ' اسحاق بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عبدالقیس کے آزاد کردہ غلام تھے' آپ ثقہ ہیں اور پارسا اور صاحب فضیلت ہیں کوفہ چلے گئے تھے وہاں کئی سال ٹھہرے رہے پھر ری واپس آ گئے اور ری میں ۱۹۹ھ میں وفات پا گئے۔

اسحٰق بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا لقب حیوہ ہے آپ نے حدیثیں بیان کیں اور آپ سے روایتیں کی جاتی ہیں' آپ ری میں فوت ہوئے۔

ہمدان کے علمائے کرام

اصرم بن حوشب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:

جب آپ بغداد آئے تو بغدادیوں نے آپ سے حدیثیں لکھیں پھر آپ ہمدان واپس چلے گئے اور ہمدان میں فوت ہو گئے۔

قم کے محدثین عظام

اشعث بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ' یعقوب بن عبداللہ اشعری رحمۃ اللہ علیہ:

انبار کے محدثین عظام

ابوجعفر' محمد بن عبداللہ حذاء رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور آپ کے پاس حدیثیں ہیں۔

ابومحمد' سوید بن سعید انباری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیثۃ (حدیثۃ النورۃ) میں جو انبار سے کئی فرسخ دور ہے' مقیم تھے۔

ابویعقوب' اسحٰق بہلول رحمۃ اللہ علیہ:

شام میں آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اُہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر ہے اور آپ کی والدہ کا نام امیمہ بنت غنم بن جابر بن عبدالعزیٰ بن عامر بن عمیرہ ہے' حضرت ابوعبیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارارقم میں داخل ہونے سے قبل دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے تھے اور آپ نے حبشہ کی طرف دوبارہ ہجرت کی پھر واپس آ کر بدر' اُحد' خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے تین سونو جوانوں کا ایک دستہ آپ کی زیرسرکردگی ایک جہنی قبیلہ کی سرکوبی کے لیے ساحل بحر کی طرف بھیجا یہ غزوۂ خبط کہلاتا ہے۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث شعبہ ووہیب بن خالد بتحدیث خالد حذاء از ابوقلابہ از انس از نبی صلی اللہ علیہ وسلم: کان کھول کر سن لو ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ محمد بن عمر: فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالنے کے بعد شام کے لشکر کا سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بنا دیا تھا آپ جنگ یرموک میں لوگوں کے امیر تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ثور بن یزید از خالد بن معدان از مالک بن یخامر: آپ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا یہ حلیہ بیان فرمایا آپ دبلے پتلے تھے چہرے کی رگیں نمایاں تھیں' ہلکی داڑھی تھی ٹیڑھی کمر تھی' ٹوٹی یا گری ہوئی داڑھیں تھیں۔

باخبار محمد بن عمر: بتحدیث ابوبکر بن عبداللہ بن ابوسبرہ ابوعبیدہ کی قوم کے آدمیوں سے: ابوعبیدہ جب بدر میں شامل ہوئے ہیں تو آپ کی عمر ۴۱ سال تھی اور آپ طاعون عمواس میں عہد فاروقی میں ۱۸ھ میں ۵۸ سال کی عمر میں فوت ہوئے آپ کی قبر عمواس میں ہے جو رملہ سے چار میل دور ہے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سر اور داڑھی میں حنا اور وسمہ کا خضاب لگایا کرتے تھے آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

ابوعبداللہ' بلال بن رباح رضی اللہ عنہ' مولیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ:

آپ لونڈی کے بطن سے پیدا ہوئے آپ کی والدہ کا نام حمامہ تھا جو بنی جمح کی لونڈی تھیں۔ باخبار اسماعیل بن ابراہیم اسدی' از یونس از حسن از نبی صلی اللہ علیہ وسلم: بلال حبشہ میں سب سے آگے ہیں۔ باخبار عبداللہ بن زبیر حمیدی بتحدیث سفیان بن عیینہ از اسماعیل بن ابوخالد از قیس بن ابوحازم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو دو سو درہم میں خریدا تھا۔

باخبار فضل بن دکین وعبدالملک بن عمرو عقدی واحمد بن عبداللہ بن یونس باخبار عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابوسلمہ از محمد بن منکدر از جابر بن عبداللہ از عمر: ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں اور آپ نے ہمارے سردار (بلالؓ) کو آزاد کیا۔ باخبار محمد بن عبید طنافسی وفضل بن دکین بتحدیث مسعودی از قاسم بن عبدالرحمٰن: سب سے پہلے اذان دینے والے بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔

باخبار محمد بن عمر بتحدیث ابراہیم بن محمد بن عمار از محمد از عمار: بلال نیزہ لے کر عید وبقرعید اور نماز استسقاء کے موقعوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے چلا کرتے تھے۔ محمد بن عمر: بلال' بدر' احد اور تمام لڑائیوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہے پھر رسول

اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر اجازت مانگی کہ مجھے شام جانے کی اجازت دی جائے تا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کروں صدیق اکبرؓ نے فرمایا بلال: اللہ سے ڈر کر میری حرمت وحقوق کا خیال رکھو میں بوڑھا ہوں کمزور ہوں اور موت قریب آ گئی ہے یہ سن کر بلال رضی اللہ عنہ نے ارادہ فسخ کر دیا حتیٰ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر حسب سابق درخواست کی آپ نے اجازت دے دی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ملک شام کو روانہ ہو گئے اور تادم واپسیں شام ہی میں رہے۔

بتحدیث محمد بن عبید طنافسی بتحدیث اسماعیل بن ابوخالد از قیس: حضرت بلالؓ (رحمت عالم ﷺ کی وفات کے بعد) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کرتے ہیں: اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو ٹھہرا لیجئے اور اگر اللہ کے لیے خریدا ہے تو مجھے اللہ کے کاموں کے لیے چھوڑ دیجئے۔

باخبار محمد بن عمر باخبار موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی از محمد بن ابراہیم: حضرت بلال رضی اللہ عنہ دمشق میں عہد عمر رضی اللہ عنہ میں ساٹھ سے کچھ اوپر کی عمر میں ۲۰ھ میں فوت ہوئے اور باب صغیر کے پاس مقبرۂ دمشق میں دفنائے گئے۔

باخبار محمد بن عمر بسماع شعیب بن طلحہ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں: بلال ابوبکرؓ کے ہم عمر تھے۔ محمد بن عمر اگر یہ بات صحیح ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ۶۳ سال کی عمر میں ۱۳ھ میں وفات پائی اس میں اور بلال کی وفات میں ۷ سال کا فرق ہے (اس حساب سے بلال کی عمر ستر سال کی ہوتی ہے) حالانکہ شعیب بن طلحہ بلال کی ولادت کو اچھی طرح سے جانتے ہیں کیونکہ وہ انہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم عمر بتاتے ہیں۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث سعید بن عبدالعزیز از مکحول: بلال کو دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ آپ سخت گندم گوں دبلے پتلے لمبے کوز پشت بہت بالوں والے ہلکے رخساروں والے تھے آپ کے بالوں میں سفید بال بہت تھے جن میں خضاب نہیں لگایا کرتے تھے۔

ابوالولید عبادہ بن صامت بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج جو قواقلہ سے ہیں آپ کی والدہ کا نام قرۃ العین بنت عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عمرو بن عوف بن خزرج ہے۔ عبادہ بیعہ عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ موجود تھے آپ بارہ نقباء میں سے ایک نقیب ہیں آپ بدر احد خندق اور تمام لڑائیوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے پھر ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے جب مسلمانوں نے شام پر جہاد کا سلسلہ شروع کیا پھر آپ وفات کے وقت تک شام ہی میں رہے۔

باخبار محمد بن عمر بتحدیث ابوحذرہ یعقوب بن مجاہد از عبادہ بن ولید بن عبادہ از ولید بن عبادہ۔ عبادہ طویل القامت بھاری بھرکم اور حسین وجمیل آدمی تھے آپ ملک شام میں رملہ میں ۳۴ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۷۲ سال کی عمر میں فوت ہوئے آپ کی نسل باقی ہے۔ محمد بن سعد: میں نے بعض لوگوں سے یہ بھی سنا ہے کہ آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شام میں فوت ہوئے۔

ابوعبدالرحمٰن' معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ:

ابن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد' سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن شاردہ بن یزید بن جشم بن خزرج کے بھائی' آپ کی والدہ ہند بنت سہل جہینیہ ہیں اور آپ کے اخیافی بھائی عبداللہ بن جد بن قیس بدری ہیں بدر میں معاذ کی عمر بیس اکیس سال کے لگ بھگ تھی۔ بیعت عقبہ میں ستر انصار میں آپ بھی شامل ہیں آپ بدر' احد' خندق اور تمام لڑائیوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو عامل و معلم بنا کر یمن بھیجا آپ یمن ہی میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ سدھار گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چن لیا گیا آپ یمن میں سالار لشکر تھے پھر جب آپ مکہ معظمہ تشریف لائے تو آپ نے اس سال حج کا امیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پایا۔

باخبار محمد بن عبداللہ اسدی بتحدیث سفیان ثوری و باخبار عفان بن مسلم بتحدیث وہیب بن خالد از خالد حناء از ابوقلابہ از انس بن مالک بقول رسول اللہ ﷺ: میری امت میں حلال حرام کو سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں۔ محمد بن عمر: پھر معاذ جہاد کے لیے ملک شام کو روانہ ہو گئے۔

باخبار عبیداللہ بن موسیٰ باخبار موسیٰ بن عبیدہ از ایوب بن خالد از عبداللہ بن رافع: جب ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ طاعون عمواس میں مبتلا ہو گئے تو آپ نے معاذ کو اپنا نائب مقرر فرما دیا پھر جب یہ وباء زور پکڑ گئی تو لوگوں نے معاذ سے درخواست کی کہ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ عذاب ہم سے ہٹا لے فرمایا: یہ اللہ کا عذاب نہیں ہے بلکہ تمہارے نبی ﷺ کی دعا ہے اور تم سے پہلے زمانہ کے صلحاء کی موت ہے اور یہ ایک ایسی شہادت ہے جس سے حق تعالیٰ تم میں سے جس کو چاہے نوازے اے اللہ اپنی اس رحمت سے آل معاذ کو بھی بھرپور حصہ عطا فرما پھر آپ کے دو صاحبزادے طاعون میں مبتلا ہو گئے آپ نے دونوں سے پوچھا: کیا حال ہے؟ بولے ابا جان آپ کے رب کی جانب سے یہ ایک برحق امر ہے آپ شک کرنے والوں میں نہ ہوں' فرمایا: ان شاء اللہ تم دونوں مجھے صبر کرنے والا پاؤ گے پھر آپ کی دو بیویاں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گئیں اور آپ کے انگوٹھے میں گلٹی نکل آئی آپ اسے منہ میں لے کر چوستے اور فرماتے اے اللہ یہ چھوٹی ہے اس میں برکت عطا فرما کیونکہ تو چھوٹی چیز میں برکت عطا فرماتا ہے آخر کار آپ اسی میں فوت ہو گئے۔

باخبار عبیداللہ بن موسیٰ از شیبان از اعمش از شہر از حارث بن عمیرہ زبیدی: میں نزع کے وقت معاذ کے پاس موجود تھا کبھی آپ بے ہوش ہو جاتے تھے اور کبھی ہوش میں آ جاتے تھے ہوش کی حالت میں میں نے سنا آپ فرما رہے تھے: میرا گلہ گھونٹ دیجئے کیونکہ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ مجھے آپ سے انتہائی محبت ہے۔

باخبار کثیر بن ہشام بتحدیث جعفر بن برقان بتحدیث حبیب بن ابومرزوق از عطاء بن ابی رباح از ابومسلم خولانی: میں مسجد حمص میں گیا تو وہاں میں نے تقریباً تیس بزرگ صحابی موجود پائے اتنے میں میں نے دیکھا کہ ان میں ایک نوجوان ہے جس کی سرمگیں آنکھیں ہیں چمکدار دانت ہیں اور وہ خاموش ہے بات نہیں کرتا اگر کسی مسئلہ میں لوگوں کو شک ہوتا ہے تو اس سے پوچھ لیتے ہیں' میں نے اپنے ہم نشین سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

باخبار محمد بن عمر باخبار ایوب بن نعمان از نعمان از نعمان اپنی قوم سے اور بتحدیث اسحٰق بن خارجہ بن عبداللہ بن کعب بن مالک از ابیہ از جدہ: معاذؓ طویل القامت‘ گورے چٹے خوبصورت دانتوں والے اور بڑی بڑی آنکھوں والے تھے آپ کی بھویں ملی ہوئی تھیں اور بال بہت ہی گھونگھریالے تھے آپ بیس یا اکیس سال کی عمر میں جنگ بدر میں شریک ہوئے اور جنگ تبوک کے بعد ۲۸ سال کی عمر میں یمن تشریف لے گئے اور شام میں طاعون عمواس میں ۲۸ سال کی عمر میں اردن کے نواحی میں عہد فاروقی میں وفات پائی آپ لاولد ہیں۔

باخبار ابن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از علی بن زید از سعید بن میتب: حضرت عیسیٰ ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے اور معاذ ۳۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

باخبار علی بن متوکل از ضمرہ از عثمان بن عطاء از عطاء: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر قصیر خالد میں ہے جو علاقہ دمشق میں ہے۔

ابو ثابت‘ سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

ابن ابوحزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ انصاری: آپ کی والدہ عمرہ بنت مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار ہیں آپ مسعود بن زید اشہلی بدری کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ سعد جاہلیت میں عربی لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور تیرنے میں اور تیر اندازی میں بڑے مشاق تھے اس زمانہ میں ان فنون میں ماہر شخص کامل کہا جاتا تھا۔ بیعت عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ سعد بھی تھے اور بارہ نقباء میں سے ایک نقیب آپ بھی تھے آپ اپنے قبیلہ کے سردار تھے اور بڑے سخی تھے آپ بدر میں شریک نہ ہوسکے آپ نے بدر پر روانہ ہونے کی تیاریاں کر لی تھیں اور انصار کے گھر جا جا کر انہیں جنگ بدر پر ابھار رہے تھے کہ آپ کے کسی زہریلے جانور نے کاٹ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سعد جنگ بدر میں شریک نہ ہوسکے تو کیا ہے آپ کو اس میں شریک ہونے کی تڑپ تو تھی۔ اس کے بعد آپ احد‘ خندق اور دیگر تمام لڑائیوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے سدھار گئے تو سقیفہ بنو ساعدہ میں زیر صدارت سعد انصار جمع ہوئے اور سعدؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے سلسلہ میں مشورہ کرنے لگے یہ خبر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھی پہنچ گئی اور یہ دونوں بزرگ کچھ مہاجرین کو اپنے ساتھ لے کر وہاں پہنچے اور انصار و مہاجرین میں کچھ باتیں ہوئیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اس مجلس کا رنگ بگڑتا دیکھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہاتھ پھیلایئے اور آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی اور آپ کے بعد مہاجرین و انصار نے بھی بیعت کر لی لیکن سعد رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سعد کو نظر انداز کر دیا اور ان سے کوئی تعرض نہیں کیا حتیٰ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے اور زمام خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آئی سعد رضی اللہ عنہ نے آپ سے بھی بیعت نہیں کی‘ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدینہ کی کسی گلی میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مڈبھیڑ ہوگئی فرمایا: سعد! کیا ہے (بیعت کیوں نہیں کرتے) سعد: عمر! کیا ہے (یعنی میں بیعت نہیں کروں گا) حضرت عمرؓ: کیا تم جس حال پر ہو اسی پر قائم رہو گے؟ سعدؓ: جی ہاں‘ میں اسی پر قائم رہوں گا‘ اب خلافت حق تعالیٰ نے تم کو دے دی ہے آپ کے ساتھی خلیفہ اوّل ہمیں آپ سے زیادہ پیارے تھے اللہ کی قسم آپ کی ہمسائیگی مجھے ناپسند ہے‘ حضرت عمرؓ: جو اپنے پڑوسی کو پسند نہ کرے وہ اس کے پاس سے چلا جائے۔ سعدؓ: سن لیجئے‘ میں آپ کے پاس ٹھہرنے

والا نہیں اور میں آپ کا پڑوس چھوڑ کر آپ کے پڑوس سے بہتر پڑوس میں جانے والا ہوں پھر کچھ دنوں کے بعد سعد شام کی طرف آغاز خلافت عمر میں ہجرت کر گئے اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

باخبار محمد بن عمر بتحدیث یحییٰ بن عبدالعزیز بن سعید بن سعد بن عبادہ از عبدالعزیز: سعد علاقہ شام میں بمقام حوران عہد عمر کے ڈھائی سال بعد انتقال فرما گئے۔ محمد بن عمر: گویا آپ ۱۵ھ میں فوت ہوئے۔ عبدالعزیز: مدینہ میں آپ کی موت کی خبر نہیں لگی حتیٰ کہ بئر منبہ یا بئر سکن پر کچھ بچے ایک انتہائی گرم دن میں دوپہر کو پانی کھینچ رہے تھے کہ انہوں نے ہاتف سے یہ شعر سنا۔

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ رمیناہ بسهمین فلم نخطئ فؤادہ

''یعنی ہم نے خزرج کے سردار سعد کو قتل کر دیا۔ ہم نے ان کے دو تیر مارے اور ہمارا نشانہ ان کے دل کے چوکا نہیں''۔

یہ شعر سن کر بچے گھبرا گئے اور جس دن یہ شعر سنا گیا تھا وہ دن یاد رکھا گیا تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ آپ اسی دن فوت ہوئے آپ ایک سوراخ میں پیشاب کرنے لگے کہ آپ کو اچک لیا گیا اور فوراً انتقال فرما گئے کہتے ہیں آپ کی جلد سبز ہو گئی تھی۔

باخبار یزید بن ہارون باخبار سعید بن ابوعروبہ بسماع ابن سیرین: سعد نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تھا پھر پیشاب سے فارغ ہو کر آئے تو اپنے رفقاء سے کہنے لگے میں محسوس کرتا ہوں کہ میرے بدن میں کچھ رینگتا جا رہا ہے پھر آپ فوت ہو گئے پھر لوگوں نے جن کا مذکورہ بالا شعر سنا۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ عویمر:

ابن زید بن قیس بن عائشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج آپ کی والدہ محبہ بنت واقد بن عمرو بن اطنابہ بن عامر بن زید مناۃ بن مالک بن ثعلبہ بن کعب ہیں۔ ابوالدرداءؓ کے والد اپنے گھر کے تمام ممبروں میں سب سے پیچھے مشرف بہ اسلام ہوئے ایک دن عبداللہ بن رواحہؓ جو آپ کے جاہلیت میں بھی بھائی تھے اور اسلام میں بھی' کلہاڑی لے کر یہ شعر گنگناتے ہوئے ابوالدرداءؓ کے بت کو توڑنے لگے۔

تبرأ من اسماء الشیاطین کلها الا کلُّ ما یُدعٰی مع اللّٰه باطل

''یعنی شیطانوں کے تمام ناموں سے بیزار ہو جاؤ' دیکھو! ہر وہ شے جو اللہ کے ساتھ پکاری جائے' باطل ہے''۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ آتے ہیں آپ کی اہلیہ ابن رواحہؓ کے فعل کی آپ کو اطلاع دیتی ہیں آپ دل میں کچھ سوچتے ہیں پھر فرماتے ہیں: اگر اس بت کے پاس کچھ بھلائی ہوتی تو خود اپنا دفاع کرتا پھر گھر سے نکل کر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو جاتے ہیں۔

باخبار ابومعاویہ ضریر بتحدیث اعمش از خیثمہ از ابوالدرداء: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل میں تاجر تھا پھر جب آپ مبعوث ہو گئے تو میں تجارت و عبادت میں مصروف رہا لیکن یہ دونوں کام اکٹھے چل نہ سکے آخر کار میں نے تجارت چھوڑ دی اور عبادت اختیار کر لی۔

محمد بن عمر: بعض کہتے ہیں: ابوالدرداء رضی اللہ عنہ احد میں شریک تھے آپ نے انہیں اس دن دیکھا (جبکہ مسلمان ہر طرف

شکست کھا رہے تھے) اور فرمایا: عویمر بڑے اچھے شہسوار ہیں اور ہلکے پھلکے ہیں ابوالدرداء اونچے طبقہ کے صحابہ میں اور پختہ ارادے والوں میں سے تھے آپ نبی ﷺ سے بہت سی حدیثیں روایت کرتے ہیں اور آپ کے ساتھ بہت سی لڑائیوں میں شریک رہے۔

باخبار محمد بن عمر بتحدیث معاویہ بن صالح از ربیعہ بن یزید از ابوالدرداء: جب آپ رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث بیان فرماتے تو یہ کہا کرتے تھے: یا اللہ اگر یہ حدیث اس طرح نہ ہو تو اس کے مشابہ اور اس کے ہم شکل ہے۔ محمد بن عمر: ابوالدرداء ملک شام چلے گئے تھے اور مرتے دم تک وہیں رہے۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید از یحییٰ بن سعید: ابوالدرداء کو قاضی بنا دیا گیا' لوگ آپ کو مبارکبادیاں دینے لگے' فرمایا: کیا تم عہدۂ قضاء پر مجھے مبارکبادیاں دے رہے ہو حالانکہ میں ایک ایسے گڑھے کے کنارے پر کھڑا کر دیا گیا ہوں جس کی گہرائی عدن ابین سے بہت زیادہ ہے۔

اگر عہدۂ قضا کا وبال لوگوں کو معلوم ہو جائے تو اس سے بیزاری اور کراہت کی وجہ سے اسے قرعہ ڈال کر حاصل کریں اور اگر اذان کا ثواب معلوم ہو جائے تو اس میں رغبت وشوق کی خاطر اسے قرعہ ڈال کر حاصل کریں۔ باخبار ابومعاویہ ضریر' بتحدیث اعمش از عمرو بن مرہ از سالم بن ابوالجعد از ام درداء از ابوالدرداء: ایک ساعت کا غور وفکر رات بھر کے قیام سے بہتر ہے۔

باخبار وہب بن جریر و ہشام ابوالولید بتحدیث شعبہ از عمرو بن مرہ بسماع شیخ از ابوالدرداء: مجھے رب کی تواضع کی وجہ سے فقر سے محبت ہے اور رب کے دیدار کی وجہ سے موت سے پیار ہے اور گناہوں کے مٹ جانے کی وجہ سے بیماری سے الفت ہے۔

باخبار ابومعاویہ ضریر بتحدیث اعمش از غیلان بن بشیر از یعلی بن ولید: ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ آپ کو اپنے محبوب کے لیے کیا چیز محبوب ہے؟ فرمایا: موت' پوچھا گیا: اگر موت نہ آئے تو؟ فرمایا: مال واولاد کی قلت۔

باخبار عفان بن مسلم وسلیمان بن حرب' بتحدیث ابو ہلال بتحدیث معاویہ بن قرہ: ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے اور آپ کے دوست آپ کی بیمار پرسی کے لیے آئے اور آپ سے پوچھا ابوالدرداء کیا بیماری ہے؟ فرمایا گناہوں کی بیماری میں مبتلا ہوں' پوچھا: کس چیز کو دل چاہتا ہے؟ فرمایا جنت کو' بولے طبیب کو لا کر دکھا دیں؟ فرمایا: طبیب ہی نے مجھے بستر پر لٹایا ہے۔

باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث ابومعشر از محمد بن کعب قرظی: نزع کے وقت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس حبیب بن مسلمہ آئے اور بولے' ابوالدرداء: کیا حال ہے؟ فرمایا: میں اپنے کو بوجھل پاتا ہوں' بولے: میرے خیال میں یہ پیغام موت ہے' فرمایا: ہاں' اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

باخبار محمد بن عمر: ابوالدرداء رضی اللہ عنہ دمشق میں عہد عثمان رضی اللہ عنہ میں ۳۲ھ میں فوت ہوئے شام میں آپ کی نسل ہے۔ محمد بن سعد: مجھے غیر محمد بن عمر نے از ثور بن یزید از خالد معدان بتایا کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ شام میں ۳۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعبداللہ' شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ:

حسنہ آپ کی والدہ ہیں جو عدویہ ہیں۔ آپ عبداللہ بن مطاع بن عمرو کندی کے جو بنو زہرہ کے حلیف تھے' صاحبزادے ہیں آپ مکہ میں شروع ہی میں مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے آپ دوسری بار حبشہ کے مہاجرین میں سے اور اونچے طبقہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں

سے ہیں آپ نے رسول اللہ کے ساتھ مل کر کئی جہاد کیے آپ شام کے ان امراء میں سے ہیں جن سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے معاہدہ کرلیا تھا' شرحبیل طاعون عمواس میں شام میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۶۷ سال کی عمر میں ۱۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابوسلیمان' خالد بن ولید بن مغیرہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن عمیر بن مخزوم' آپ کی والدہ کا نام عصماء ہے آپ لبابہ صغریٰ بنت حارث بن حرب بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہیں اور ام فضل بن حارث کی اور بنو العباس بن عبدالمطلب کی ہمشیرہ ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ قریش کے شہسواروں اور ان کے سخت لوگوں میں سے تھے آپ بدر' احد اور خندق کی لڑائیوں میں مشرکوں کے ساتھ تھے پھر جب حق تعالیٰ نے آپ کو خیر و برکات سے نوازنا چاہا تو آپ کے دل میں اسلام کی محبت پیدا فرمادی۔ جب قضیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو خالد موجود نہ تھے آپ نے ان کے بھائی سے ان کے بارے میں پوچھا کہ خالد کہاں ہیں؟ بولے: اللہ انہیں لے آئے گا' فرمایا: اسلام کے جاہلوں میں خالد کا ہم مثل کوئی نہیں اگر خالد کے مسلمانوں پر لائے ہوئے مصائب کو اور مشرکوں کے خلاف مسلمانوں سے مل کر سرگرمی عمل دیکھا جائے تو مسلمانوں کی حمایت میں ان کی دوڑ دھوپ مقدم رہے گی یہ خبر خالد کو بھی لگ گئی اس سے ان کے دل میں اسلام کی مزید محبت بڑھ گئی اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے کے لیے آپ کی رغبت میں چار چاند لگا دیئے اور آپ نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے کا پکا ارادہ فرمالیا پھر آپ نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے اپنے کسی ساتھی کو ڈھونڈ ھا اتفاق سے عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ مل گئے آپ نے ان کے سامنے اپنا ارادہ ظاہر فرمایا آپ نے دوڑ کر اس پر لبیک کہا اور آپ کے خیال کو سراہا فرماتے ہیں پھر ہم دونوں اس نیک مقصد کے حاصل کرنے کے لیے چل پڑے جب ہم ہدہ میں پہنچے تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی مل گئے بولے مرحبا مرحبا ہم نے کہا آپ پر بھی مرحبا ہو پوچھا' کدھر جار ہے ہو؟ ہم نے آپ کو سارا واقعہ بتایا اور یہ بھی کہ ہم حاضر دربار رسالت ہونے کے لیے جار ہے ہیں آخر کار عمرو بھی ہمارے ساتھ ہو گئے اور ہم سب مدینہ پہنچ گئے اور یکم صفر ۸ھ میں ہم حاضر خدمت اقدس ہوئے جب میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ کو شرف نبوت کی وجہ سے سلام کیا آپ نے مجھے خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا پھر میں کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا آپ نے فرمایا میں تم کو پہلے ہی سے عاقل سمجھتا تھا اور مجھے امید تھی کہ تمہاری عقل تمہیں صحیح راہ دکھائے بغیر نہ رہے گی پھر میں نے آپ سے بیعت کی اور عرض کی آپ میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیں کیونکہ میں نے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کے لیے بہت کچھ گھوڑے دوڑائے ہیں' فرمایا: اسلام پہلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے' میں نے کہا یارسول اللہ! مجھ پر یہ بڑا بھاری بوجھ ہے آخر آپ نے دعا فرمائی: یا اللہ خالد نے تیری راہ سے روکنے کے لیے جو گھوڑے دوڑائے ہیں ان کے اس گناہ کو معاف فرمادے خالد کہتے ہیں: میں نے اسلام لانے میں سبقت کی اور عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما نے بھی اور ان دونوں نے بھی آپ سے بیعت کی اللہ کی قسم جس دن میں مسلمان ہوا ہوں آپ کسی صحابی کو کفایت میں میرے برابر نہیں سمجھتے تھے۔

باخبار عبدالملک بن عمرو ابو عامر عقدی بتحدیث اسود بن شیبان از خالد بن سمیر از عبداللہ بن رباح انصاری بتحدیث ابوقتادہ انصاری شہسوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (لشکر کے سالاروں کا ذکر کرتے ہوئے اور یکے بعد دیگرے ہر ایک کی

شہادت کی خبر دیتے ہوئے اوران کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہوئے) آپ نے فرمایا: پھر جھنڈا خالد بن ولید سیف اللہ نے لیا (آپ نامزد سالاروں میں سے نہ تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوانگلیاں اٹھا کر فرمایا: یا اللہ وہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں ان کے ذریعہ انتقام لے۔ اسی دن سے خالد کو سیف اللہ کہا جانے لگا۔

باخبار یعلیٰ ومحمد پسران عبید وعبداللہ بن نمیر بتحدیث اسماعیل بن ابو خالد از قیس بن ابو حازم از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں جس کو اللہ نے کافروں پر بہایا ہے (یعلیٰ اور محمد والی حدیثوں میں ہے: خالد کو ایذاء نہ دو کیونکہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔

باخبار وکیع بن جراح وعبداللہ بن نمیر ومحمد بن عبید طنافسی از اسماعیل بن ابو خالد از قیس بن ابو حازم: میں نے حیرہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے: جنگ موتہ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور میں نے یمنی چوڑی تلوار پر قناعت کی جو میرے ہاتھ میں تھی۔

محمد بن عمر: آپ نے فتح مکہ کے دن خالد کو حکم فرمایا کہ لیط سے مکہ میں داخل ہوں آپ لیط سے مکہ میں داخل ہوئے اور آپ نے قریش کی ایک جماعت کو اوران کے اِدھر اُدھر سے جمع کیے ہوئے لوگوں کو جن میں صفوان بن امیہ' عکرمہ بن ابو جہل اور سہیل بن عمرو بھی تھے اپنے آگے مزاحم پایا انہوں نے تلواریں میانوں سے نکال لیں اور مسلمانوں پر تیر برسانے لگے خالد نے بھی مسلمانوں کو جوش دلا کر حملہ کر دیا اوران میں ۲۴ آدمی قتل کیے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ فتح کر لیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو عزیٰ کی طرف روانہ کیا آپ عزیٰ کا بتکدہ ہدم کر کے حاضر خدمت رسالت ہوئے آپ اس وقت مکہ ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے پھر آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بنو جذیمہ کی طرف بھیجا جو بنو کنانہ کا ایک ذیلی قبیلہ تھا یہ لوگ مکہ کے نشیب میں ایک دن کی مسافت پر تھے اوران کی آبادی غمیصاء کہلاتی تھی آپ نے ان کی قرار واقعی سرکوبی فرمائی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب مرتد ہو گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے مقابلہ پر کھڑا کیا اور انہیں اسلام کی طرف لوٹایا اور ارتداد پر باقی رہنے والوں کی سرکوبی کی۔

باخبار ابو معاویہ ضریر بتحدیث ہشام بن عروہ از عروہ: بنو سلیم میں لوگ مرتد ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی سرکوبی کے لیے خالد کو بھیجا آپ نے ان کے کچھ لوگوں کو ایک باڑے میں جمع کر کے آگ میں جلا دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا آپ ایسے شخص کو معزول کر دیجیے جس نے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے عذاب دیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نہیں' اللہ کی قسم میں اس تلوار کو جو اللہ نے کافروں پر کھینچ رکھی ہے میان میں داخل نہیں کروں گا جب تک وہ خود ہی اسے نیام میں داخل نہ کرے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے آپ مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو گئے۔

باخبار محمد بن عمر بتحدیث شیبان بن عبدالرحمن از جابر از عامر از براء بن عازب و بتحدیث طلحہ بن محمد بن سعید از محمد بن سعید از سعید بن مسیب: جب خالد رضی اللہ عنہ اہل یمامہ سے فارغ ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ آپ عراق کی طرف بڑھیں چنانچہ آپ یمامہ سے نکل کر حیرہ پہنچے اور خفان میں اتر پڑے اس وقت حیرہ کا چودھری ایک بادشاہ تھا جسے نعمان بن بشیر کی موت کے

بعد کسریٰ نے مقرر کر دیا تھا پھر خالد کے استقبال کے لیے بنو قبیصہ' بنو ثعلبہ اور عبد المسیح بن حیان بن بقیلہ نکلے اور حیرہ کے سلسلہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے ایک لاکھ جزیہ دے کر اس شرط پر صلح کر لی کہ آپ سواد کی طرف چلے جائیں آپ نے صلح منظور فرمائی اور صلح نامہ لکھ کر ان کے حوالہ کر دیا اسلام میں سب سے پہلا یہی جزیہ ہے پھر خالد رضی اللہ عنہ عین التمر کی طرف بڑھے اور انہیں اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے اسلام کی دعوت ٹھکرا دی آخر کار حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے پرزور جنگ کی اور حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو شاندار فتح عطا فرمائی بہت سے دشمن لڑائی میں کام آئے اور بچے کھچے قید کر لیے گئے اور ان کی عورتیں اور بچے بھی قید کر لیے گئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یہ قیدی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیئے پھر آپ اہل یمن کی طرف بڑھے اور فرات کے نیچے ایک شہر پر حملہ آور ہوئے مگر آپ سے شہریوں نے دو لاکھ جزیہ پر صلح کر لی صلح کرنے والے ہانی بن جابر طائی تھے پھر آپ آگے بڑھے اور ساحل فرات پر بانقیا میں جا اترے بانقیا کے باشندوں نے رات بھر آپ سے جنگ کی صبح کو صلح کے خواستگار ہوئے آپ نے ان سے بھی صلح کر لی اور انہیں صلح نامہ لکھ کر دے دیا صلوبا بن بصبہرا نے ایک ہزار درہم پر صلح کی تھی اس کا گھر ساحل فرات پر تھا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو یہ حکم لکھ کر بھیجا کہ آپ ملک شام چلے جائیں' لکھتے ہیں: میں نے آپ کی فوج کا آپ کو سالار مقرر کر دیا ہے اور کچھ ہدایات کی ہیں امید ہے کہ آپ انہیں پڑھ کر ان پر عمل کریں گے آپ شام کی طرف روانہ ہو جائیں حتیٰ کہ آپ کو میرا یہ خط مل جائے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے یہ خط پڑھ کر اپنے دل میں سوچا شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کوشش کی ہے کہ عراق میرے ہاتھ پر فتح نہ ہو۔ آخر کار خالدؓ نے اپنی جگہ مثنیٰ بن حارثہ شیبانی کو اپنا نائب بنایا اور راہ بتانے والوں کو لے کر شام کو روانہ ہو گئے اور دومۃ الجندل پہنچ گئے وہاں آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خط ملا اور شریک بن عبدہ عجلانی کے ساتھ عہد کی ہدایات بھی ملیں لہٰذا خالد عہد صدیقی میں شام کے ایک امیر تھے اور آپ نے شام میں بہت سی شاندار فتوحات حاصل کیں آپ ہی نے اہل دمشق سے صلح کی اور انہیں تحریر لکھ کر دی اور اہل شام نے آپ کے لیے اسے نافذ کیا پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دنیا سے سدھار گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ برسر اقتدار آئے تو آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور آپ کی جگہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو نامزد فرما دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں برابر جہاد کرتے رہے آپ نے بڑے بڑے معرکے سر کیے بڑی بڑی نازک گھاٹیوں سے گزرے اور اللہ کی راہ میں بڑی بہادری اور پیش قدمی کا اظہار کرتے رہے حتیٰ کہ دنیا سے سدھار گئے آپ نے حمص میں ۲۱ھ میں انتقال فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وصیت لکھ گئے اور حمص سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ میں دفنائے گئے۔

محمد بن عمر: میں نے اس قصبہ کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا وہ تو کبھی کا فنا ہو گیا۔

باخبار عبداللہ بن زبیر حمیدی بتحدیث سفیان بن عیینہ بتحدیث اسماعیل بن ابوخالد: میں نے قیس بن ابوحازم سے سنا فرماتے تھے: جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حق تعالیٰ ابوسلیمان پر رحم فرمائے' ہمارا ان کے بارے میں کچھ ایسی باتوں کا گمان تھا جن کو حقیقت سے واسطہ نہ تھا۔

باخبار مسلم بن ابراہیم بتحدیث جویریہ بن اسماء از نافع: حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے صرف گھوڑا' اسلحہ اور غلام چھوڑا پھر یہ خبر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی لگی' فرمایا: ابوسلیمان پر اللہ تعالیٰ اپنا رحم نازل فرمائے آپ ہمارے گمان کے بالکل برعکس ثابت ہوئے۔

عیاض بن غنم بن زہیر بن ابوشداد رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر' آپ حدیبیہ سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے اور حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود رہے آپ ایک نیک انسان اور نرم طبع تھے اور شام میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے پھر جب ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فوت ہونے لگے تو اپنے تمام محروسہ علاقہ کا عیاض کو نائب بنا گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا: ابوعبیدہؓ اپنے علاقہ پر کس کو نائب بنا گئے؟ لوگوں نے کہا: عیاض کو' آپ نے عیاض کو بحال رکھا اور انہیں لکھا: میں نے تم کو اس تمام علاقہ کا حاکم بنا دیا جس پر ابوعبیدہ حاکم تھے لہٰذا اللہ کی طرف سے عائد کردہ فرائض انجام دیتے رہو۔ ابوالیمان حمصی از صفوان بن عمرو از شیوخ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عیاض کو جب حمص کی فوج کا سالار بنایا تو ان کے لیے روزانہ ایک دینار' ایک بکری اور چوتھائی صاع (تقریباً ۲ ۱/۲ پاؤ) اناج مقرر فرما دیا۔

محمد بن عمر: عیاض حمص پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاکم رہے حتیٰ کہ عہد فاروقی میں شام میں ۲۰ھ میں بعمر ساٹھ سال وفات پا گئے آپ نے نہ مال چھوڑا اور نہ کسی کا آپ پر قرض تھا ہلکے پھلکے تھے۔

سعید بن عامر بن حذیم بن سلامان رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن سعد بن جمح بن عمرو بن ہصیص' آپ خیبر سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر میں اور بعد والے تمام غزوات میں شریک رہے ہمارے علم میں مدینہ میں آپ کا کوئی گھر نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو عیاض کی وفات کے بعد ان کی جگہ مقرر فرما دیا تھا یعنی شام کے حمص کا اور اس کے نواح کے علاقہ کا حاکم بنا دیا تھا۔ آپ پر مجمع میں اچانک غشی طاری ہو جایا کرتی تھی۔ جب اس کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا تو آپ نے ان سے بے ہوشی کا سبب پوچھا' فرمایا: خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت میں بھی موجود تھا اور میں نے ان کی بددعا سنی تھی اللہ کی قسم جب کسی مجلس میں مجھے اس کا تصور آ جاتا ہے تو میں بے ہوش ہو جاتا ہوں اس واقعہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں آپ کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی تھی۔

محمد بن سعد: بخبر از ابوالیمان حمصی از جریر بن عثمان از حبیب بن عبید از سعید بن عامر بن حذیم: آپ قریشی تھے اور حمص کے امیر تھے جب حمص فتح ہوا تو آپ اپنے گھوڑے پر کود کر سوار ہوئے کسی کہنے والے نے کہا: اے جوان تیری چھلانگ کے کیا کہنے سعید نے کہا: یہ کون ہے جس نے مجھے قرحہ کہا اور میرے والدین کا تجویز کیا ہوا نام نہیں لیا کیا یہ فرشتوں کی لعنت کی پرواہ نہیں کرتا؟"

محمد بن عمر: سعید نے خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں ۲۰ھ میں انتقال فرمایا۔

ابومحمد' فضل بن عباس رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہو کر مکہ اور حنین کی لڑائی لڑی اور آپ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے جب کہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے' فضل حجۃ الوداع میں بھی موجود تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا تھا اور آپ رحمت

عالم ﷺ کو غسل دینے والوں میں اور آپ کی تجہیز و تکفین میں شریک رہے پھر آپ شام چلے گئے اور طاعون عمواس میں اردن کے نواح میں خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں ۱۸ھ میں وفات پا گئے۔

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ:

آپ مشرف بہ اسلام ہو کر نبی ﷺ کی صحبت سے فیض اٹھاتے رہے' آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرتے رہے اور آپ سے راوی بھی ہیں۔

باخبار سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی بتحدیث ولید بن مسلم بحدیث یحییٰ بن عبدالعزیز ازدی از عبداللہ بن نعیم ازدی از ضحاک بن عبدالرحمٰن عرزب از ابوموسیٰ اشعری: رسول اللہ ﷺ نے ابو مالک اشعری کے لیے جھنڈا باندھا اور حکم فرمایا کہ ہوازن کو ڈھونڈ ھ ڈھونڈ ھ کر شکست دیں۔

ابو عمرو' عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ:

آپ حنین سے پہلے اسلام لائے اور حنین میں شریک ہوئے فتح مکہ کے دن اشجع کا جھنڈا آپ ہی کے ہاتھ میں تھا پھر آپ عہد صدیقی میں شام چلے گئے اور حمص میں ٹھہر گئے آپ عبدالملک کی خلافت کے آغاز تک زندہ رہے اور ۷۳ھ میں فوت ہوئے۔

ابو عبداللہ' ثوبان رضی اللہ عنہ' مولیٰ رسول اللہ ﷺ:

آپ اہل سراہ میں سے ہیں۔ ابن سعد: لوگ کہتے ہیں آپ قبیلہ حمیر کے ہیں آپ کو غلام بنا لیا گیا تھا آخر کار آپ کو رسول اللہ ﷺ نے خرید لیا اور آزاد کر دیا آپ برابر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے حتیٰ کہ آپ داعی اجل کو لبیک فرما گئے پھر ثوبان ملک شام چلے گئے اور حمص میں جا اترے آپ کا حمص میں ایک گھر ہے جو وقف ہے آپ حمص میں عہد معاویہ میں ۵۴ھ میں انتقال فرما گئے۔

سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ:

آپ سہل بن عمرو بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ ہیں آپ کی والدہ تمیمیہ ہیں پھر حنظلیہ ہیں آپ اپنی والدہ کی نسبت کی وجہ سے حنظلیہ کہلاتے ہیں' آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احد' خندق اور تمام غزوات میں شریک رہے پھر ملک شام چلے گئے اور دمشق میں جا ٹھہرے اور وہیں فوت ہو گئے۔

شداد بن اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ:

ابن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عامر بن عمرو بن مالک بن نجار' آپ شاعر حسان بن ثابت کے بھتیجے ہیں آپ منتقل ہو کر فلسطین میں مقیم ہو گئے تھے اور عہد معاویہ کے اخیر میں ۹۵ سال کی عمر میں وہیں ۵۸ھ میں وفات پا گئے بیت المقدس میں آج بھی آپ کی نسل موجود ہے آپ سرگرم عبادات و اعمال رہتے تھے اور نہایت مستعد تھے آپ کعب احبار سے راوی ہیں۔

فضالہ بن عبید بن نافذ بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن صہیبہ بن اصرم بن جحجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف' انصاری' آپ رحمت عالم ﷺ کے ساتھ احد و خندق اور تمام غزوات میں شریک رہے پھر شام چلے گئے اور دمشق میں گھر بنا لیا' عہد معاویہ میں آپ وہاں کے قاضی تھے اور عہد معاویہ میں

دمشق ہی میں فوت ہوئے وہاں آپ کی نسل موجود ہے۔

ابوابی' عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کے صاحبزادے:

آپ کا نام عبداللہ بن عمرو بن قیس بن زید بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار ہے آپ انصاری اور خزرجی ہیں آپ کے والد اور بھائی قیس بن عمرو بدر میں شریک تھے لیکن عبداللہ شریک نہ تھے آپ کی والدہ ام حرام بنت ملحان ہیں جو انس بن مالک کی خالہ ہیں۔ آپ شام کی طرف منتقل ہو گئے تھے اور بیت المقدس میں ٹھہر گئے تھے وہاں آپ کی نسل موجود ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت کرتے ہیں۔

باخبار قبیصہ بن عقبہ بتحدیث سفیان از منصور از ہلال بن یساف از ابوالمثنیٰ حمصی از ابوابی بن اہلیہ عبادہ بن صامت: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا عنقریب ایسے امراء آنے والے ہیں جن کو کام نماز سے مشغول کر دیں گے اور وہ نماز دیر کر کے پڑھیں گے حتیٰ کہ نماز وقت پر نہ پڑھیں گے لہٰذا تم نماز وقت پر پڑھ لو پھر ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ان کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیں؟ فرمایا: ہاں۔

عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن زید بن نجدہ از بنو عمرو بن عوف انصاری' آپ شام چلے گئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے اور درندوں کی طرح ہاتھ بچھانے سے منع فرمایا۔

عمیر بن سعد بن عبید بن نعمان رضی اللہ عنہ:

ابن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ از بنو عمرو بن عوف' آپ کے والد سعد قاری بدر میں شریک تھے' عمیر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض اٹھایا اور آپ سے راوی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو سعید بن عامر بن حذیم کی وفات کے بعد حمص کا حاکم بنا دیا تھا۔

ابونجیح' عمرو بن عبسہ بن خالد رضی اللہ عنہ:

ابن حذیفہ بن عمرو بن خلف بن مازن بن مالک بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر۔

باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث معاویہ بن صالح از ابویحییٰ سلیم بن عامر و ضمرہ و ابوطلحہ بسماع ابوامامہ باہلی از عمرو بن عبسہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ عکاظ میں ٹھہرے ہوئے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ! اس امر (اسلام) میں کون آپ کے ساتھ ہیں؟ فرمایا: میرے ساتھ ابوبکر و بلال رضی اللہ عنہما ہیں کہتے ہیں پھر میں مسلمان ہو گیا میں نے اپنے کو چوتھا مسلمان پایا میں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں آپ کے ساتھ رہوں یا اپنی قوم میں چلا جاؤں؟ فرمایا اپنی قوم میں چلے جاؤ کیونکہ عنقریب تم اپنے ملنے والوں کو لے کر لوٹو گے اور اسلام کو زندہ کرو گے پھر میں آپ کے پاس فتح مکہ سے قبل آیا میں نے آپ کو سلام کر کے کہا یا رسول اللہ میں عمرو بن عبسہ سلمی ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ سے وہ مسائل پوچھوں جو مجھے معلوم نہیں اور آپ کو معلوم ہیں اور مجھے مفید ہوں گے اور

آپ کو مضر نہ ہوں گے۔

محمد بن عمر: عمرو مشرف بہ اسلام ہو کر اپنی قوم بنو سلیم میں چلے گئے آپ صنفہ اور حاذہ میں جو بنو سلیم کے علاقے تھے مقیم تھے آپ اپنے وطن ہی میں رہے حتیٰ کہ بدر' احد' خندق' حدیبیہ اور حنین کی لڑائیاں ختم ہو گئیں پھر بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے اور آپ کی صحبت سے فیض اٹھاتے رہے اور حدیثیں سنتے رہے آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی بھی ہیں۔ پھر آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد شام چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے۔

حارث بن ہشام بن مغیرہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' آپ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ حنین میں شریک ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے مال غنیمت میں سے سو اونٹ دیئے آپ مسلمان ہونے کے بعد مکہ ہی میں مقیم رہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے جا ملے پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خط میں مسلمانوں کو رومیوں سے جنگ کے لیے مدعو کیا تو حارث بن ہشام عکرمہ بن ابوجہل اور سہیل بن عمرو مل کر مدینہ آئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے خیموں میں آ کر سلام کیا اور انہیں مرحبا کہا اور اپنی انتہائی مسرت کا اظہار کیا پھر یہ حضرات مسلمانوں کے ساتھ مل کر رومیوں سے جہاد کرنے کے لیے شام کی طرف روانہ ہوئے پھر یہ حضرات اور حارث بن ہشام فحل اور اجنادین کی لڑائیوں میں شامل ہوئے آپ شام میں طاعون عمواس میں عہد عمر رضی اللہ عنہ میں ۱۸ھ میں فوت ہوئے۔

عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ:

ابوجہل کا نام عمرو بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم ہے' عکرمہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حجۃ الوداع کے سال بنو ہوازن کے صدقات وصول کرنے پر مقرر فرما دیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت عکرمہ تبالہ میں ہوازن میں اپنے عہد پر تھے' عہد صدیقی میں عکرمہ جہاد کے لیے شام چلے گئے اور جنگ اجنادین میں جام شہادت نوش فرما گئے' آپ کے اولاد نہیں۔

ابو یزید' سہیل بن عمرو بن عبد شمس رضی اللہ عنہ:

ابن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت شرک میں جنگ حنین میں شریک تھے حتیٰ کہ جعرانہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے واپس آ رہے تھے آپ مشرف بہ اسلام ہوئے آپ نے اس دن غنیمت حنین میں سے آپ کو سو اونٹ دیئے۔

باخبار محمد بن عمر باخبار عبدالحمید بن جعفر از عبدالحمید از زیاد بن مینا از ابوسعید بن ابوفضالہ انصاری (آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی) میں اور سہیل بن عمرو ساتھ ساتھ اس زمانہ میں ملک شام گئے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں شامیوں سے جہاد کا حکم دیا تھا میں نے سہیل سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے تمہارا اللہ کی راہ میں ایک ساعت ٹھہرنا گھر میں رہ کر عمر بھر کے عملوں سے بہتر ہے۔ سہیل نے کہا: میں مرتے دم تک جہاد کرتا رہوں گا اور مکہ واپس نہیں جاؤں گا چنانچہ

آپ تادم واپسیں شام ہی میں رہے آخر کار طاعون عمواس میں عہد فاروقی میں وفات پا گئے۔

ابوجندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی' آپ شروع میں مکہ ہی میں مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے آپ کے والد نے زنجیر میں باندھ کر آپ کو محبوس کر لیا تھا اور مدینہ کی طرف ہجرت سے روک دیا تھا پھر آپ صلح حدیبیہ کے بعد چھوٹ کر ابوبصیر سے عیص میں جا ملے اور ابوبصیر کی وفات تک انہیں کے پاس رہے پھر ابوجندل اپنے پاس والے تمام مسلمانوں کو لے کر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے اور آپ کے ساتھ مل کر کافروں سے لڑتے رہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدھار گئے پھر آپ سب سے پہلے شام کی طرف جانے والے مسلمانوں میں شامل ہو کر شام چلے گئے اور برابر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے حتیٰ کہ طاعون عمواس میں ۱۸ھ میں عہد عمر رضی اللہ عنہ میں شام میں فوت ہو گئے ابوجندل رضی اللہ عنہ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

یزید بن ابوسفیان بن حرب بن امیہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی' آپ کی والدہ کا نام زینب بنت نوفل بن خلف بن قوالہ کنانیہ ہے' یزید فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں شریک ہوئے آپ نے حنین کے مال غنیمت میں سے آپ کو سو اونٹ دیئے اور سولہ سو درہم دیئے لوگوں میں آپ کا برابر ذکر خیر رہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف جانے والے فوجی دستوں کے سالاروں کے ساتھ اپنے ہاتھ سے آپ کا جھنڈا باندھا اور فرمایا اگر تم اکٹھے کسی پھندے میں پھنس جاؤ تو یزید کو اپنا امیر بنا لو اور اگر الگ الگ ہو تو ہر ایک کا امیر اس کے ساتھ ہے وہ حسب مصلحت اپنے فرائض انجام دے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو پیدل چل کر رخصت کیا اور فرمایا میں اپنے ان قدموں کو اللہ کی راہ میں ثواب کی غرض سے رکھ رہا ہوں اور آپ انہیں وصیت فرمانے لگے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے جب کہ یزید اپنے عہدے پر بحال تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دمشق کا والی بنا دیا آپ مرتے دم تک اسی عہدے پر بحال رہے آخر طاعون عمواس میں فوت ہو گئے' آپ کے کوئی اولاد نہیں۔

ابوعبدالرحمٰن' معاویہ بن ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ:

ابن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی' آپ کی والدہ کا نام ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ہے' آپ کی نسل ہے کہا جاتا ہے کہ آپ صلح حدیبیہ کے سال (۶ھ میں) مسلمان ہوئے لیکن آپ نے اپنے والد ابوسفیان سے اسلام کو چھپائے رکھا فرماتے ہیں پھر فتح مکہ کے سال (۸ھ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے میں نے آپ کے پاس آ کر اپنا اسلام ظاہر کیا آپ نے مجھے خوش آمدید کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی مقرر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین و طائف میں شریک رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حنین کے مال غنیمت میں سے سو اونٹ دیئے اور چالیس اوقیہ چاندی بلال سے تلوا کر دی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کے راوی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو یزید بن ابوسفیان کی وفات کے بعد دمشق کا حاکم بنا دیا آپ برابر دمشق پر حاکم رہے حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو اسی عہدے پر بحال رکھا اور تمام شام کا علاقہ آپ کے سپرد کر دیا حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ آپ بیس سال تک امیر کی حیثیت سے شام پر حکمران رہے پھر

آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی گئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کی خلافت پر اجماع کر لیا گیا اور آپ بیس سال تک خلیفہ کی حیثیت سے برسر اقتدار رہے آخر کار نصف رجب المرجب ۶۰ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں شب جمعرات کو انتقال فرما گئے۔

ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ:

ابن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی' آپ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور شام چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے آپ دمشق میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ:

سعدی کا نام عمرو بن وقدان بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی ہے آپ فتح مکہ کے سال مشرف بہ اسلام ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض اٹھاتے رہے آپ سے راوی ہیں' پھر آپ شام میں دمشق میں آ بسے اور یہیں انتقال فرما گئے۔

ضرار بن خطاب رضی اللہ عنہ:

ابن مرداس بن کبیر بن عمرو بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر' آپ شاعر تھے' فتح مکہ کے سال اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض اٹھایا آپ شہسوار تھے اور اسلام میں بہترین ثابت ہوئے پھر جہاد کے لیے شام چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے۔

ابوقرصافہ' واثلہ بن اسقع بن عبدالعزیٰ رضی اللہ عنہ:

ابن عبد یالیل بن ناشب بن غنزہ بن سعد بن لیث بن بکر کنانی' آپ مدینہ کی کسی نواحی بستی میں مقیم تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں اسلام کی محبت پیدا کر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (آپ تبوک کی تیاری میں مصروف تھے) اور مشرف بہ اسلام ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک کے لیے روانہ ہو گئے آپ اصحاب صفہ میں سے تھے فرماتے ہیں میں بیس اہل صفہ میں سے ہوں اور ان سب میں چھوٹا ہوں' آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں سنیں پھر آپ کی وفات کے بعد ملک شام چلے گئے۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث معاویہ بن صالح از ابوالزاہریہ: واثلہ ملک شام میں ۸۵ھ میں ۹۸ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

ابوالمغیرہ حمصی از اسماعیل بن عیاش از ابن خالد: واثلہ ۸۳ھ میں ۱۰۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے' آپ بیت المقدس میں مقیم تھے وہیں فوت ہوئے آپ مختلف جہادوں میں شریک ہوتے رہتے تھے اور دمشق وحمص سے گزرتے رہتے تھے۔

عبداللہ بن صالح از معاویہ بن صالح از علاء بن حارث از مکحول: میں اور ابوالازہر' واثلہ سے ملنے گئے اور میں نے ان سے کہا: ابوالاسقع! ہم سے وہ حدیث بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔

ولید بن مسلم بتحدیث ابو مسلم مولیٰ بنو یزید: میں نے واثلہ کو دیکھا اپنے گھر کے صحن میں دوپہر کا یا شام کا کھانا کھا رہے تھے

اور لوگوں سے بھی کھانا کھانے کے لیے فرما رہے تھے۔

ابو رقیہ، تمیم داری رضی اللہ عنہ:

آپ تمیم بن اوس بن خارجہ بن سود بن جذیمہ بن دارع بن عدی بن دار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن لخم بن کعب ہیں آپ نمائندہ کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کے ساتھ آپ کے بھائی نعیم بن اوس بھی تھے دونوں نے اسلام قبول فرمالیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے نام ملک شام میں حبری اور بیعت عینون لکھ دیا آپ کا شام میں ان دونوں قطعات کے علاوہ کوئی اور قطعہ نہ تھا، تمیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فائدہ اٹھاتے رہے اور آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرتے رہے اور روایتیں بھی آپ سے کرتے ہیں آپ برابر مدینہ میں رہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ملک چلے گئے۔

بسر بن ابو ارطاۃ رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام عمیر بن عویمر بن عمران بن جلیس بن سیار بن نزار بن معیص بن عامر بن لؤی ہے۔ محمد بن عمر: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کمسن تھے کسی مدنی سے یہ روایت نہیں کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں سنیں آپ شام چلے گئے تھے محمد بن عمر کے علاوہ شامیوں سے روایت کرنے والے کہتے ہیں کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور آپ حدیثیں بیان کرتے ہیں آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائے ہوئے ہیں اور عثمانی تھے اور عبدالملک بن مروان کے زمانہ تک زندہ رہے۔

حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ:

ابن مالک اکبر بن وہب بن ثعلبہ بن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر۔ باخبار احمد بن محمد بن ولید ازرقی مکی بتحدیث داؤد بن عبدالرحمٰن از ابن جریج از ابن ابو ملیکہ از حبیب بن مسلمہ فہری: میں سرکار رسالت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ مدینہ میں تشریف فرما تھے اتنے میں میرے والد صاحب آ گئے اور بولے یا رسول اللہ! میرے ہاتھ اور پیر آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ قریب ہے کہ یہ ہلاک ہو جائے کہتے ہیں کہ آپ اسی سال ہلاک ہو گئے۔

محمد بن عمر: ہماری روایت میں ہمارے اصحاب کے پاس یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حبیب ۱۲ سال کے تھے لیکن آپ کے ساتھ مل کر آپ نے کوئی جہاد نہیں کیا مگر دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد بھی کیا اور آپ سے حدیثیں بھی یاد کیں اور روایت کیں۔ حبیب شام میں منتقل ہو گئے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے صفین وغیرہ میں برابر لڑتے رہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو رومیوں پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے اور آپ سے رومیوں کو کافی نقصان پہنچا کرتا تھا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو ارمینیہ کا حاکم مقرر فرما دیا آپ وہیں ۴۲ھ میں پچاس سال کی عمر سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔

ضحاک بن قیس بن خالد اکبر رضی اللہ عنہ:

ابن وہب بن ثعلبہ بن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر۔

محمد بن عمر: ہماری روایت کے بموجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ضحاک بالغ نہیں ہوئے تھے اور دوسروں کی

روایت کے بموجب آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور آپ سے حدیثیں سنیں۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ باخبار علی بن زید از حسن: جب یزید فوت ہوئے تو ضحاک نے قیس بن ہیثم کو لکھا: سلام علیک کے بعد معلوم ہو کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: قیامت سے پہلے دھوئیں کے ٹکڑوں کی طرح فتنے اُبھریں گے جن میں لوگوں کے دل بھی ان کے جسموں کی طرح مریں گے صبح کو انسان مومن ہوگا تو شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن ہو گا تو صبح کو کافر ہوگا لوگ دنیا کی پونجی سے اپنے اخلاق اور مذہب فروخت کر ڈالیں گے' دیکھو یزید بن معاویہ فوت ہو گئے اور تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے ماں جائی ہو لہٰذا ہم سے سبقت نہ کرو جب تک ہم اپنے لیے خلیفہ نہ چن لیں۔

محمد بن عمر: جب معاویہ بن یزید بن معاویہ فوت ہو گئے اور لوگوں میں خلافت کے بارے میں شام میں اختلاف پیدا ہوا تو ضحاک نے لوگوں کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی دعوت دی پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ کو شام کا حاکم بنا دیا لیکن شامیوں نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور مروان نے ضحاک پر چڑھائی کر دی اور مرج راھط میں دونوں کا مقابلہ ہوا' اور ضحاک ۱۵ ذی الحجہ ۶۴ھ میں جنگ میں کام آ گئے۔

قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن ملوح بن یعمر اور یعمر شداخ بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ ہیں۔ آپ جنگ بدر میں مشرکوں کے ساتھ تھے اور اچھے کارنامے انجام دے چکے تھے پھر آپ نے اسلام قبول فرما لیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر بعض لڑائیوں میں شریک رہے۔ جنگ یرموک میں آپ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی فوج کے بازو پر تھے پھر آپ شام میں جا بسے آپ سے حدیثیں بھی مروی ہیں۔

باخبار سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی بتحدیث محمد بن شعیب بخبر ابوخالد (ثور بن یزید) رحبی از ابن سیف کلاعی از عبدالرحمٰن بن زیاد از قباث بن اشیم لیثی از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: دو آدمیوں کی نماز کہ ان میں سے ایک دوسرے کا امام بن جائے اللہ کے نزدیک ان آٹھ آدمیوں کی نماز سے بہتر ہے جو الگ الگ نماز پڑھیں اور چار آدمیوں کی نماز کہ ان میں سے ایک امام ہو الگ الگ نماز پڑھنے والے سو آدمیوں کی نماز سے بہتر ہے (ابن شعیب کہتے ہیں) میں نے ابوخالد سے پوچھا تتری کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا الگ الگ بلا جماعت کے نماز پڑھنا۔

ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام صدی بن عجلان ہے' آپ سلیمان سے راوی ہیں۔

باخبار کثیر بن ہشام بتحدیث جعفر بن برقان بتحدیث میمون (بن مہران) از ابوامامہ: میں جنگ صفین میں شریک تھا لوگ مجروح کو قتل نہیں کیا کرتے تھے نہ بھاگنے والوں کا تعاقب کیا کرتے تھے اور نہ مقتول کا سامان لیا کرتے تھے۔

باخبار فضل بن دکین بتحدیث حماد بن مسلمہ از ابوغالب: میں نے ابوامامہ کی داڑھی زرد دیکھی۔ بخبر از ابوالیمان حمصی از جریر بن عثمان از حبیب بن عبید از ابوامامہ: آپ اس شخص کی طرح حدیث بیان کیا کرتے تھے جس پر سنی ہوئی حدیث کا ادا کر دینا

فرض ہو۔

بخبر از عبداللہ بن صالح از معاویہ بن صالح از حسن بن جابر: میں نے ابوامامہ سے علم (احادیث) کے لکھنے کے بارے میں پوچھا' فرمایا میرے علم میں اس میں کوئی حرج نہیں۔

ابوالولید بن مسلم بتحدیث عثمان بن ابوالعاتکہ از سلیمان بن حبیب: ابوامامہ نے لوگوں سے کہا: یہ مجلسیں تم کو اللہ کی طرف سے علم پہنچانے کے مقامات ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ آپ کو دے کر ہماری طرف بھیجا گیا تھا اسے ہمیں پہنچا دیا لہٰذا تم لوگ ہم سے سنی ہوئی حدیثیں دوسروں تک جوں کی توں پہنچا دو۔ کہتے ہیں: ابوامامہ شام میں عبدالملک کے زمانہ میں ۸۶ھ میں ۶۱ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

ابو نجیح' عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ:

محمد بن عمر: آپ نے عبدالملک کے آغاز عہد میں ملک شام میں ۷۵ھ میں انتقال فرمایا۔

عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ:

آپ عہد رسالت میں بوڑھے تھے۔

عتبہ بن ندر سلمی رضی اللہ عنہ:

آپ دمشق میں مقیم تھے اور ۸۴ھ میں وفات پا گئے۔

عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ:

آپ شام میں مقیم تھے۔ ہیثم بن عدی: آپ ۹۱ھ یا ۹۲ھ میں فوت ہوئے اور بقول محمد بن عمر ۸۷ھ میں ۹۴ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

ابوصفوان' عبداللہ بن بسر' مازنی رضی اللہ عنہ:

مازن بن منصور سلیم بن منصور کے بھائی ہیں۔

بخبر از ابوالیمان حمصی از اسماعیل بن عیاش از جریر بن عثمان وصفوان بن عمرو: ہم دونوں نے عبداللہ بن بسر صحابی کو دیکھا ہے آپ ننگے سر تھے اور سر اور داڑھی زرد تھی۔

ابوالیمان بحدیث جریر بن عثمان: میں نے دیکھا عبداللہ کے کپڑے سمٹے ہوئے تھے اور کرتے پر چادر اوڑھ رکھی تھی اگر آپ کو راہ میں کوئی پتھر نظر آ جاتا تو اسے ہٹا دیا کرتے تھے۔

بحدیث صفوان بن عمرو: کہتے ہیں میں نے عبداللہ کی پیشانی سجدوں کے گٹے دیکھے۔ محمد بن عمر: عبداللہ ۸۸ھ میں ۹۴ سال کی عمر میں فوت ہوئے آپ شام میں فوت ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے پچھلے ہیں۔

ابوحوالہ عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ:

بقول ہیثم بن عدی آپ ازدی ہیں اور بقول محمد بن عمر آپ بنومعیص بن عامر بن لوی ہیں اور ابومحمد کنیت تھی آپ اردن میں بس گئے تھے اور عہد معاویہ کے اخیر میں ۵۸ھ میں ۷۲ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

باخبار یزید بن ہارون باخبار کہمس بن حسن از عبداللہ بن شقیق از عنزی (زائدہ یا مزیدہ) بن حوالہ: ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے (پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں پورا واقعہ بیان کیا)۔

کعب بن مرہ بہزی رضی اللہ عنہ:

بہز بنوسلیم کی برادری کے ہیں آپ اردن میں ٹھہرے ہوئے تھے آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں عبداللہ بن حوالہ کی روایت کے ہم مثل روایت بیان کی ہے کعب ۵۷ھ میں فوت ہوئے۔

کعب بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ، کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ:

آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض اٹھایا ہے آپ سے ایک حدیث بیان کی ہے جو یہ ہے عبداللہ بن صالح از معاویہ بن صالح از عبدالرحمٰن بن جبیر از جبیر از کعب بن عیاض: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے: ہر قوم کے لیے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری اُمت کا فتنہ مال ہے۔

ابویحییٰ مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کندی:

آپ نے عبدالملک کے زمانہ میں ۹۱ سال کی عمر میں ۸۷ھ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن قرط ازدی پھر ثمالی رضی اللہ عنہ حکم بن عمیر ثمالی ازدی رضی اللہ عنہ:

آپ حمص میں مقیم تھے۔ باخبار عمار بن نصر بتحدیث بقیہ بن ولید از عیسیٰ بن ابراہیم از موسیٰ بن ابوحبیب بسماع حکم بن عمیر ثمالی صحابی از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: دو اور دو سے زیادہ جماعت ہے۔

عبداللہ بن عائذ ثمالی رضی اللہ عنہ:

آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض اٹھایا پھر شام میں بس گئے۔

ابوالیمان حمصی: بحدیث صفوان بن عمرو از ابوسفیان محمد بن زیاد الالہانی: نصیف بن حارث نے وفات کے وقت عبداللہ سے کہا: اگر آپ ہم سے خواب میں ملیں تو اپنی موت کے واقعات ہم سے بیان کرنا آخر ایک زمانہ کے بعد آپ خواب میں نظر آئے پوچھا: آپ ہم سے اپنی موت کے واقعات بیان کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا ہم بچ گئے اور قریب تھا کہ نہ بچیں گے ہم بوڑھا بنا دینے والے واقعات کے بعد بچ گئے اور ہم نے اپنے رب کو بہترین رب پایا اس نے ہمارے گناہ معاف فرما دیئے اور برائیوں سے درگزر فرمائی ہاں جو احراض تھے وہ نہ بچے میں نے پوچھا: احراض کیا؟ فرمایا: احراض وہ ہیں جن کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے۔

ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ:

خشین قضاعہ سے ہیں ابوثعلبہ کا نام ان کے ساتھیوں کی خبر کے بموجب جرہم بن ناشب ہے لیکن مجھے ابومسہر دمشقی سے خبر پہنچی

ہے کہ آپ کا نام جرثومہ بن عبدالکریم ہے۔

بتحدیث عفان بن مسلم بتحدیث وہیب بتحدیث نعمان بن راشد از زہری از عطاء بن یزید لیثی از ابوثعلبہ خشنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری انگلی میں سونے کی انگوٹھی دیکھی اور آپ میرے ہاتھ کو ایک لکڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی کھٹکھٹانے لگے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم غافل ہو گئے تو میں نے انگوٹھی اتار کر پھینک دی پھر آپ نے مجھے دیکھا مگر میرے ہاتھ میں انگوٹھی نہیں دیکھی فرمایا غالباً ہم نے تم کو تکلیف پہنچائی اور تم کو تاوان میں زیر بار کیا۔

باخبار محمد بن عمر باخبار عبدالرحمٰن بن صالح از مجن بن وہیب: ابوثعلبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ خیبر کی تیاری میں لگے ہوئے تھے آپ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر میں شرکت کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خشین کا وفد آیا یہ سات آدمی تھے جو ابوثعلبہ کے پاس ٹھہرے تھے۔

محمد بن عمر: ابوثعلبہ شام میں عبدالملک کے آغاز عہد میں ۷۵ھ میں فوت ہوئے۔

ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ:

ہیثم بن عدی: آپ تبوک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔

عبدالرحمٰن بن قتادہ سلمی رضی اللہ عنہ:

آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے آپ سے راوی ہیں اور شام میں آ گئے۔

باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث معاویہ بن صالح از راشد بن سعد از عبدالرحمٰن بن قتادہ سلمی صحابی بسماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: حق تعالیٰ شانہ نے آدم کو پیدا کیا اور تمام مخلوق آپ کی پشت سے لے کر فرمایا یہ جنتی ہیں اور میں بے پرواہ ہوں اور یہ جہنمی ہیں اور میں بے پرواہ ہوں یہ سن کر ایک شخص بولا یا رسول اللہ! پھر ہم عمل کس چیز پر کرتے ہیں؟ فرمایا تقدیر پر یعنی جو تقدیر میں ہوتا ہے انسان وہی عمل کرتا ہے۔

نعیم بن ہبار غطفانی رضی اللہ عنہ:

باخبار معن بن عیسیٰ از معاویہ بن صالح از ابوالزاہریہ از کثیر بن مرہ از نعیم بن ہبار اسی طرح نام ہے (فرماتے ہیں اور ولید بن مسلم بھی اپنی حدیث میں نعیم بن ہبار ہی کہتے ہیں اور دوسرے نعیم بن حماد کہتے ہیں' آپ صحابی ہیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں اور آپ کے بعد دمشق میں آ بسے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابو عمیرہ رضی اللہ عنہ مزنی:

آپ صحابی ہیں شام میں آ بسے تھے آپ ہی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے وہ روایت کی جو مروی ہے یعنی حدیث ولید بن مسلم نے کہا ہم سے ایک دمشقی شیخ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے یونس بن میسرہ بن جلیس نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن مزنی سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے: بیت المقدس میں ہدایت کی بیعت ہوگی' فرماتے ہیں ابومسہر از ابوسعید بن عبدالعزیز از ربیعہ بن یزید از عبدالرحمٰن صحابی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے

بارے میں فرمایا اے اللہ انہیں راہنما اور راہ یاب بنا انہیں بھی ہدایت عطا فرما اور ان سے لوگوں کو بھی۔

ابوسیارہ متعی رضی اللہ عنہ:

آپ بنوبجالہ کے حلیف تھے۔ باخبار عثمان بن عمر باخبار سعید بن عبدالعزیز از سلیمان بن موسیٰ از ابوسیارہ: میں نے کہا یارسول اللہ! میرے قبضہ میں شہد کی مکھیاں ہیں فرمایا: ان کی زکوٰۃ ادا کر میں بولا مکھیوں والا پہاڑ میری نگرانی میں دے دیجئے آخر آپ نے اسے میری نگرانی میں دے دیا۔

وحشی بن حرب حبشی رضی اللہ عنہ' قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ:

آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد مسلمان ہو گئے تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے' آپ سے حدیثیں سنیں اور مسیلمہ کذاب کے قتل میں شرکت کی فرمایا کرتے تھے: میں نے سب سے بہتر شخص کو قتل کیا اور سب سے بدتر کو بھی' آپ حمص میں جا بسے تھے وہیں فوت ہوئے وہاں آج تک آپ کی اولاد ہے۔ ولید بن مسلم از وحشی بن حرب جو آپ کی اولاد میں سے ہیں از ابیہ از جدہ از نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ ولید بن مسلم از وحشی بن حرب از ابیہ از جدہ (وحشی بن حرب) جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مرتدین کی سرکوبی کے لیے جھنڈا باندھ کر دیا تو مجھ سے فرمایا: وحشی! خالد کے ساتھ جاؤ اور اللہ کی راہ میں لڑو جیسے تم اللہ کی راہ سے روکنے کے لیے لڑا کرتے تھے چنانچہ میں خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ ہوا اور ہمارا بنوحنیفہ سے مقابلہ ہوا انہوں نے دو یا تین بار مسلمانوں کو شکست دی پھر حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگ میں جمنے کی توفیق عطا فرمائی ان کے سروں پر تلواریں پڑ رہی تھیں حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ تلواروں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور میں ان کے سروں پر پڑنے کی گھنٹیوں کی طرح آوازیں سن رہا تھا پھر میں نے اپنے حریف کے تلوار ماری حتیٰ کہ اس کا قبضہ میرے ہاتھ میں خون کی وجہ سے جم گیا پھر حق تعالیٰ شانہ نے اپنی مدد نازل فرمائی اور بنوحنیفہ کو شکست دی اور اللہ نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا پھر کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں جو اللہ نے مشرکوں پر بہائی ہے۔

باخبار محمد بن مصعب قرقسانی بتحدیث ابوبکر بن ابومریم از راشد بن سعد: سب سے پہلے چمکیلے کپڑے پہننے والے اور شراب کی سزا میں حمص میں مار کھانے والے وحشی ہیں۔

عثمان بن عثمان ثقفی صحابی رضی اللہ عنہ:

بخ از ابوالیمان حمصی از جریر بن عثمان از ابن ابوعوف از عثمان بن عثمان ثقفی صحابی از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اللہ تعالیٰ موت سے ایک سال قبل اپنے بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ موت سے ایک ماہ قبل اپنے بندہ کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ موت سے تھوڑی دیر قبل اپنے بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے' پوچھا گیا فواق کیا ہے؟ فرمایا دودودھ دوہنے کے درمیان کا فاصلہ۔

مسلم بن حارث رضی اللہ عنہ:

آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض اٹھایا ہے' پھر آپ شام چلے گئے تھے۔

ولید بن سلم: بتحدیث عبدالرحمٰن بن حسان کنانی بتحدیث حارث بن مسلم بن حارث تمیمی از مسلم مسلم بن حارث ہمیں رسول

اللہ ﷺ نے ایک دستہ میں بھیجا پھر جب ہم قلعہ کے قریب پہنچے تو ہم نے قلعہ والوں کا شور وغل سنا میں نے گھوڑے کے ایڑ لگائی اور قلعہ والوں کے پاس آ کر کہا لا الٰہ الا اللہ پڑھ لو بچ جاؤ گے یہ سن کر انہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہنا شروع کر دیا میرے رفقاء بولے تم نے ہم کو مال غنیمت سے محروم کر دیا جب کہ وہ ہمارے ہاتھوں میں آنے والا تھا پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو میرے فعل کی آپ کو خبر دی گئی آپ نے میری کوشش کو سراہا اور فرمایا ان کے ہر آدمی کے بدلہ تمہارے لیے اتنا اتنا اجر ہے پھر فرمایا میں تم کو ایک تحریر لکھ کر دیتا ہوں جس میں اپنے بعد میں آنے والے مسلمانوں کے اماموں کو تمہارے بارے میں وصیت کر دوں گا فرماتے ہیں پھر آپ نے تحریر لکھ کر اور اس پر مہر لگا کر مجھے دے دی پھر آپ کی وفات کے بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس وہ دستاویز لایا آپ نے اس کی مہر توڑی اور مجھے کچھ دیا پھر مہر لگا کر وہ دستاویز مجھے دے دی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی پھر جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ برسر اقتدار آئے تو آپ نے حارث کو بلوایا اور آپ نے انہیں کچھ دے کر فرمایا اگر میں چاہتا تو یہ عطیہ تمہیں پہنچا دیتا لیکن میں نے یہ چاہا کہ تم مجھ سے وہ حدیث بیان کرو جو تم اپنے والد سے اور وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آخر کار میں نے آپ سے وہ حدیث بیان کی۔

مالک بن ہبیرہ سلمی رضی اللہ عنہ:

باخبار عبداللہ بن نمیر از محمد بن اسحٰق از یزید بن ابوحبیب از مرثد بن عبداللہ یزنی از مالک بن ہبیرہ صحابی: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس میت پر تین صفیں باندھی گئیں اس پر (جنت) واجب ہوگئی۔

عبداللہ بن معاویہ غاضری رضی اللہ عنہ:

بخبر از عوف از اسحٰق بن زبریق شامی بحدیث عبداللہ بن حارث زبیری بحدیث عبداللہ بن سالم زبیری بحدیث یحیٰی بن جابر بحدیث عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر بحدیث عبداللہ بن معاویہ غاضری: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تین باتوں پر عمل کر لیا اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا' صرف اللہ کی عبادت کی اور یہ اقرار کیا کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اور خوشی خوشی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی۔

عمرو بکالی رضی اللہ عنہ:

باخبار یزید بن ہارون باخبار جریری از ابوتمیمہ ہجیمی۔ میں ملک شام گیا اچانک میں نے ایک شخص دیکھا جس کے پاس بھیڑ لگی ہوئی ہے اور وہ حدیثیں بیان فرما رہے ہیں اور ان کی انگلیاں کٹی ہوئی ہیں (حماد بن سلمہ والی حدیث میں ہے' ان کے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں) میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ ایک صحابی ہیں اور دنیا میں موجودہ لوگوں میں سب سے زیادہ عالم ہیں' یہ عمرو بکالی ہیں میں نے پوچھا ان کی انگلیوں کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا جنگ یرموک میں کٹ گئی تھیں۔

سنان بن غرفہ صحابی رضی اللہ عنہ:

آپ شام میں بس گئے تھے' رسول اللہ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں جو مردوں میں فوت ہو جائے اور اس مرد کے بارے میں جو عورتوں میں فوت ہو جائے' راوی ہیں کہ دونوں کو تیمم کرا دیا جائے یعنی غسل نہ دیا جائے۔

ابو ہند داری رضی اللہ عنہ

باخبار ابوعبدالرحمٰن' عبداللہ بن یزید' مقری بتحدیث حیوہ بن شریح بحدیث ابوصخر' حمید بن زیاد بحدیث مکحول بسماع ابو ہند داری بسماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ریا کاری اور شہرت کی جگہ پر کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ قیامت کے دن ریا کاری جیسا معاملہ کرے گا اور اس کی تشہیر فرمائے گا' یہ حدیث ابن لہیعہ بھی از ابوصخر از مکحول روایت کرتے ہیں' اور فرمایا: ابو ہند داری تمیم داری کے بھائی ہیں۔

معاویہ ہذلی رضی اللہ عنہ:

بخبر از ابوالیمان حمصی بتحدیث جریر بن عثمان از سلیم بن عامر از معاویہ ہذلی صحابی: منافق نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جھٹلاتا ہے اور صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جھٹلاتا ہے اور جنگ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جھٹلاتا ہے اور مارا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈال دیتا ہے۔

نہیک بن صریم سکونی رضی اللہ عنہ:

باخبار یحییٰ بن عبدالحمید حمانی از محمد بن ابان قرشی از یزید بن یزید بن جابر از بسر بن عبیداللہ از ابوادریس خولانی از نہیک بن صریم سکونی از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری بقیہ فوج دجال سے نہر اردن پر جنگ کرے گی تم نہر کے مشرقی ساحل پر ہو گے اور وہ مغربی ساحل پر۔ مجھے معلوم نہیں کہ اردن کہاں ہے۔

سفیان بن اسید حضرمی رضی اللہ عنہ:

بخبر از بقیہ بن ولید بتحدیث ابوشریح حضرمی صبارہ بن مالک بسماع مالک از عبدالرحمٰن بن جبیر از جبیر از سفیان بن اسید حضرمی بسماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایک بات کہو اور وہ تمہاری وجہ سے اسے سچ سمجھ لے حالانکہ تم اس میں جھوٹے ہو۔

ابوالبجیر رضی اللہ عنہ:

آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض اٹھایا ہے۔ ابن بقیہ: بتحدیث سعید بن سنان بتحدیث ابوالزاہریہ از جبیر بن نفیر از ابوالبجیر صحابی: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے تھے اور آپ نے اپنے پیٹ سے پتھر باندھ رکھا تھا آپ نے فرمایا: لوگو! کان کھول کر سن لو دنیا میں بہت سے کھانے پینے والے اور عیش و آرام کرنے والے قیامت کے دن بھوکے ننگے ہوں گے' لوگو! دیکھو' بہت سی اپنی عزت کرنے والے خود کو ذلیل کرنے والے ہیں اور بہت سے اپنے کو ذلیل سمجھنے والے اپنی عزت کرنے والے ہیں دیکھو بہت سے اس مال میں جو اللہ نے اپنے رسول کو عطا فرمایا ہے گھسنے والوں اور اس سے عیش کرنے والوں کا اللہ کے نزدیک کوئی حصہ نہیں دیکھو جنت کے کام سخت ہیں جیسے کوئی پہاڑ پر چڑھتا ہو اور آخرت کے کام آسان ہیں لیکن انسان ان سے محروم رہتا ہے' دیکھو گھڑی بھر کی شہوت طویل غم پیدا کر دیتی ہے۔

ابوالاسد رضی اللہ عنہ 'سلمی کے دادا:

بخبر از بقیہ بن ولید' بتحدیث عثمان بن زفر جہنی بحدیث ابوالاسود سلمی اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتواں شخص تھا آپ کے حکم سے ہم نے ایک ایک درہم اکٹھا کر کے سات درہم کا قربانی کے لیے ایک جانور خریدا ہم بولے یارسول یہ جانور گراں ہے فرمایا قربانی کے لیے بہترین جانور وہی ہے جو گراں ہو اور موٹا ہو' پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک نے اس کا ایک ہاتھ پکڑا اور دوسرے نے دوسرا اور تیسرے نے ایک پیر اور چوتھے نے دوسرا پیر اور پانچویں ایک سینگ اور چھٹے نے دوسرا سینگ اور ساتویں نے اسے ذبح کر دیا اور ذبح کرتے وقت سب نے اللہ اکبر کہا۔

ثوبان بن یمرد' صحابی' ذوالاصابع رضی اللہ عنہ:

آپ یمنی ہیں اور اس کمک میں سے ہیں جو ملک شام میں بیت المقدس میں ٹھہری ہوئی تھی۔ ولید بن مسلم بتحدیث عثمان بن عطاء از عطاء از ابوعمران از ذوالاصابع: میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم آپ کے بعد زندہ رہیں تو آپ ہمیں کہاں پر ٹھہرنے کا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا بیت المقدس میں' شاید اللہ تم کو اولاد عطا فرمائے اور وہ اس مسجد کو آباد کرے اور اس میں صبح و شام آتے جاتے رہیں۔

مازن بن خیثمہ رضی اللہ عنہ:

بخبر از اسماعیل بن عیاش از صفوان بن عمرو از عمرو بن قیس بن ثور بن مازن بن خیثمہ: میرے دادا مازن نے اور زمل کے دادا حنبل نے ہم دونوں کو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا جب وہ سکون و سکاسک کے درمیان اترے ہوئے تھے اور لوگوں سے جہاد کر رہے تھے حتیٰ کہ لوگ مسلمان ہو گئے پھر معاذ نے سکون و سکاسک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطور وفد کے بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکون و سکاسک میں رشتہ اخوت قائم کرا دیا۔

ابوحنش انصاری رضی اللہ عنہ:

آپ ہی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: امارت کا سوال نہ کر۔

ابوریحانہ رضی اللہ عنہ 'انصاری' صحابی:

بخبر از ابوالیمان حمصی از جریر بن عثمان از سعید بن مرشد بسماع عبدالرحمن بن حوشب از ثوبان بن شہر بسماع کریب بن ابرہہ (آپ گرجہ مران کی چھت پر عبدالملک کے ساتھ بیٹھے تھے کہ غرور کا ذکر چھڑ گیا) بسماع ابوریحانہ بسماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ادنیٰ غرور والا بھی جنت میں نہ جائے گا ایک شخص نے کہا یارسول اللہ! مجھے اپنے کوڑے کے قبضہ کو اور اپنے جوتے کے تسمہ کو خوبصورت بنانا محبوب ہے فرمایا یہ غرور میں داخل نہیں' اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے مغرور وہ شخص ہے جو حق والوں کو بے وقوف سمجھے اور لوگوں کو اپنی نگاہوں میں حقیر جانے۔

ذو مخمر رضی اللہ عنہ 'نجاشی کا بھتیجہ:

بعض حدیثوں میں آپ کا نام ذو مخبر بھی آتا ہے مگر ذو مخمر عام ہے اور صحیح ہے آپ اصل میں یمنی ہیں لیکن بعد میں شام میں

آ بسے تھے لوگ آپ سے راوی ہیں آپ نے نبی ﷺ کی صحبت سے فیض اٹھایا ہے۔

باخبار روح بن عبادہ ومحمد بن مصعب بتحدیث اوزاعی از حسان بن عطیہ از خالد بن معدان (اور بقول محمد بن مصعب) از جبیر بن نفیر از ذومخمر صحابی بسماع رسول اللہ ﷺ: عنقریب رومی تم سے پرامن صلح کرلیں گے۔

ابوخیرہ صباحی صحابی رضی اللہ عنہ:

محمد بن حمران: بحدیث داؤد بن مساور بحدیث معقل بن ہمام از ابوخیرہ صباحی: ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر جب ہم واپس ہونے لگے تو آپ نے ہمیں پیلو کی ایک مسواک دے کر فرمایا اس سے مسواک کیا کرو۔

عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ:

باخبار سوید بن سعید بتحدیث حفص بن میسرہ از زید بن اسلم از عطاء بن یسار بسماع عبداللہ صنابحی بسماع رسول اللہ ﷺ: سورج شیطان کے سینگ سے نکلتا ہے پھر جب وہ نکلتا ہے تو شیطان اس سے مل جاتا ہے اور جب بلند ہو جاتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اور جب ٹھیک سر پر آتا ہے تو آملتا ہے اور جب ڈوبنے لگتا ہے تو آملتا ہے اور جب ڈوب جاتا ہے تو ہٹ جاتا ہے لہٰذا ان تینوں اوقات میں نماز نہ پڑھو۔

قیس جذامی رضی اللہ عنہ:

باخبار زید بن یحییٰ بن عبیداللہ دمشقی بتحدیث ابن ثوبان از ثوبان از مکحول از کثیر بن مرہ از قیس جذامی صحابی بقول رسول اللہ ﷺ: شہید کو چھ نعمتیں عطا فرمائی جاتی ہیں' اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی ہر گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور وہ اپنا جنتی ٹھکانا دیکھ لیتا ہے اور اس کا بڑی آنکھوں والی گوری حور سے نکاح کرا دیا جاتا ہے اور وہ بڑی گھبراہٹ سے اور عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے اور اسے ایمان کا جوڑا پہنا دیا جاتا ہے۔

بسر بن جحاش قرشی رضی اللہ عنہ:

باخبار یزید بن ہارون باخبار جریر بن عثمان از عبدالرحمٰن بن میسرہ از جبیر بن نفیر از بسر: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہتھیلی پر تھوکا اور اس پر انگلی رکھ کر فرمایا: حق تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے: تو مجھے کہاں عاجز کر سکتا ہے حالانکہ میں نے تجھے اس جیسی چیز سے پیدا کیا پھر میں نے تجھے درست کیا اور ہموار کر دیا اب تو دو چادروں میں ملبوس ہو کر چلتا ہے اور زمین پر تیرے پیروں کی چاپ پڑتی ہے پھر تو نے مال جمع کیا اور لوگوں سے روک کر رکھا آخر کار جب تیری سانس یہاں (حلق کی طرف اشارہ کر کے) پہنچی تو اب تو کہتا ہے میں صدقہ کرنا چاہتا ہوں اب صدقہ کا وقت کہاں۔ یزید بن ہارون: لوگ کہتے ہیں: آپ بسر بن جحاش ہیں لیکن لوگوں نے یہ یہ لفظ ابن جحاش سے بدل ڈالا۔

سلمہ بن نفیل حضرمی رضی اللہ عنہ:

مگر بعض کے نزدیک آپ سکونی ہیں۔ باخبار سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی بتحدیث ولید بن مسلم بحدیث محمد بن مہاجر انصاری بحدیث ولید بن عبدالرحمٰن جرشی از جبیر بن نفیر از سلمہ بن نفیل حضرمی: حق تعالیٰ نے اپنے رسول کو فتح عطا فرمائی' میں حاضر

خدمت ہوا اور آپ کے اس قدر قریب آ گیا کہ میرے کپڑے آپ کے کپڑوں سے چھو جانے والے تھے' میں نے کہا: یارسول اللہ! گھوڑے باندھ دیئے گئے اور اسلحہ لوگوں نے چھوڑ دیئے اور کہنے لگے کہ لڑائی نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے فرمایا: غلط کہتے ہیں جنگ اب آئی ہے' لڑائی اب ابھری ہے' حق تعالیٰ ہمیشہ لوگوں کے دل ٹیڑھے کرتا رہے گا تم ان سے لڑو گے اور حق تعالیٰ ان سے تمہیں رزق عطا فرمائے گا حتیٰ کہ لوگوں پر اسی حال پر اللہ کا حکم آ جائے اور دارالاسلام کے اترنے کی جگہ شام ہے (فرماتے ہیں) اشعث بن شعبہ از ارطاۃ بن منذر از ضمرہ بن حبیب از خالد بن اسد بن حبیب از سلمہ بن نفیل: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا آپ کی روزی آسمان سے اتری ہے فرمایا ہاں میں نے کہا باقی کو کیا کیا گیا فرمایا آسمان پر اٹھالی گئی۔

یزید بن اسد بن کرز رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن عبداللہ بن عبد شمس بن جریر بن شق (کاہن) بن صعب بن یشکر بن رہم بن افرک بن نذیر بن قسر بن عبقر بن انمار' بجلی' آپ وفد میں حاضر دربار رسالت ہوئے اور آپ سے راوی ہیں۔

باخبار عثمان بن محمد بن ابوشیبہ بتحدیث ہشیم باخبار ابوالحکم' یسار بسماع خالد قسری بحدیث پدرمن از پدر پدر من بقول رسول اللہ ﷺ: اے زید جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی لوگوں کے لیے پسند کر۔

محمد بن عمر وغیرہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یزید نے کوفہ میں گھر کی حد بندی نہیں کی اور نہ آپ کوفہ گئے ہاں شام میں آپ کی اولاد میں سے خالد بن عبداللہ بن یزید قسری جا بسے آپ ولید بن عبدالملک کی طرف سے مکہ کے حاکم مقرر کیے گئے اور ہشام بن عبدالملک کی طرف سے عراق کے حاکم بنے آپ نے کوفہ میں چند قطعات خرید لیے اور وہاں گھر بنالیا وہاں آپ کی نسل کثیر تعداد میں ہے۔

غطیف بن حارث کندی رضی اللہ عنہ:

باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث معاویہ بن صالح از یونس بن سیف از غطیف بن حارث کندی: میں بہت سی باتیں بھول گیا لیکن یہ نہیں بھولا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا نماز میں آپ کا سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر تھا۔

باخبار مالک بن اسمٰعیل بتحدیث عبدالسلام بن حرب از اسحٰق بن عبداللہ بن ابوفروہ از مکحول از عائذ اللہ بن ابوادریس از غطیف صحابی از رسول اللہ ﷺ: جو اسلام میں کوئی نیا کام ایجاد کرے اس کی زبان کاٹ لو۔

ابوالیمان' بشیر بن عقربہ رضی اللہ عنہ' جہنی:

باخبار سعید بن منصور بتحدیث حجر بن حارث غسانی (رملہ والوں میں سے) از عبداللہ بن عوف کنانی (آپ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے رملہ کے حاکم تھے) میں عبدالملک بن مروان کے پاس موجود تھا کہ انہوں نے بشیر بن عقربہ جہنی سے جس دن عمرو بن سعید بن عاص قتل کیے گئے' سے فرمایا: ابوالیمان: آج مجھے تمہاری تقریر کی ضرورت ہے اٹھو اور تقریر کرو بشیر نے کہا میں نے نبی ﷺ سے سنا فرماتے تھے جو تقریر کرنے کے لیے کھڑا ہوا اور اس سے اس کی غرض صرف ریاکاری اور شہرت ہو حق تعالیٰ اسے قیامت کے دن شہرت وریاء کے موقف میں کھڑا فرمائے گا۔

جلاح (غالباً) بن اشد رضی اللہ عنہ:

باخبار سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی بتحدیث ولید بن مسلم بتحدیث محمد بن عبداللہ نصری از مسلمہ بن عبداللہ جہنی از خالد بن جلاح از جلاح: ہم بازار میں کام کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا اور اسے سنگسار کیا گیا پھر ایک شخص نے آ کر ہم سے اس کا پتہ پوچھا لیکن ہم نے اسے اس کا پتہ نہیں بتایا حتیٰ کہ ہم اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور ہم نے کہا یارسول اللہ یہ ہم سے اس خبیث کا پتہ پوچھ رہا ہے جسے آپ نے آج سنگسار کیا ہے فرمایا خبیث نہ کہہ اللہ کی قسم وہ تو اللہ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ پیارا ہے۔

عطیہ بن عمرو سعدی رضی اللہ عنہ:

ولید بن مسلم: بتحدیث ابن جابر بتحدیث عروہ بن محمد بن عطیہ سعدی از محمد از عطیہ سعدی: ہم بنوسعد بن لیث کے ایک وفد میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا حق تعالیٰ جو تجھے دے دے اسے پہلے اور لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کر کیونکہ اونچا ہاتھ دینے والا ہے اور نیچا ہاتھ دیا جانے والا ہے اور اللہ کے مال سے سوال کیا جانے والا ہے اور وہ دیا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ ہم سے ہماری زبان میں باتیں فرما رہے تھے۔

عتبہ بن عمرو سلمی رضی اللہ عنہ:

ولید بن مسلم از صفوان بن عمرو سکسکی از ابوالمثنیٰ الاملوکی از عتبہ بن عمرو سلمی بسماع رسول اللہ ﷺ: جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے سات ہیں۔

نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ، عصمہ صحابی رضی اللہ عنہ:

بخبر از ابوالیمان حمصی از جریر بن عثمان از ابوالولید از ہر ہوزنی از عصمہ صحابی: رسول اللہ ﷺ نماز میں مغرب کے فتنہ سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

غرفہ بن حارث کندی رضی اللہ عنہ:

عبدالرحمٰن بن مہدی: بتحدیث ابن مبارک از حرملہ بن عمران از عبداللہ بن حارث از دی بسماع غرفہ بن حارث کندی: میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ کے پاس قربانی کے اونٹ لائے گئے فرمایا ابوالحسن کو بلا دو آخر آپ کو بلایا گیا فرمایا نیزے کے نیچے والا حصہ لے لو اور آپ نے اوپر والا حصہ لے لیا اور دونوں اونٹوں کو نحر کرنے لگے پھر جب آپ فارغ ہو گئے تو اپنے خچر پر سوار ہو گئے اور پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بٹھا لیا۔

شرحبیل بن اوس رضی اللہ عنہ:

بخبر از ابوالیمان حمصی از جریر بن عثمان از ابوالحسن از شرحبیل بن اوس صحابی از رسول اللہ ﷺ (تین بار) جو شراب پیے اسے کوڑے مارو اگر چوتھی بار پیے تو اسے قتل کر دو۔

حابس بن سعد طائی رضی اللہ عنہ:

بخبر از ابوالیمان حمصی از جریر بن عثمان از عبداللہ بن عابر: حابس سحر کو مسجد میں تشریف لائے (آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے) آپ نے دیکھا لوگ صدر مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں فرمایا کعبۃ اللہ کی قسم یہ ریاکار ہیں' انہیں دھکاؤ' ان کو دھکانے والے اللہ کے اور اس کے رسول کے فرماں بردار ہیں آخر پیچھے والے لوگ ایک دوسرے کو صدر مسجد سے ہٹانے لگے' فرمایا: کہا جاتا ہے سحر کے وقت فرشتے مسجد کے اگلے حصہ میں ہوتے ہیں۔

جبلہ بن ازرق صحابی رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن صالح: بتحدیث معاویہ بن صالح از راشد بن سعد از جبلہ بن ازرق صحابی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پتھروں والی ایک دیوار کی طرف غالباً ظہر یا عصر کی نماز پڑھی جب آپ دو رکعت نماز پڑھ چکے تو ایک بچھو نے آپ کو ڈس لیا لوگوں نے آپ کے زخم پر دم کیا پھر آپ نے اپنی حالت سنبھل جانے کے بعد فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرمائی تمہارے دم کرنے کی وجہ سے نہیں۔

ابن مسعدہ رضی اللہ عنہ، صاحبِ جیوش:

عبدالرزاق بن ہمام: باخبار ابن جریج از عثمان بن ابوسلیمان از ابن مسعدہ صاحب جیوش: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میں بھاری ہو گیا ہوں لہٰذا مجھ سے رکوع و سجود میں پہل نہ کرو پھر جیسے میرا رکوع فوت ہو جائے وہ اسے میرے قیام کی تاخیر میں پالے گا۔

عمارہ بن زعکرہ رضی اللہ عنہ:

ولید بن مسلم: بخبر عفیر بن معدان بسماع ابودوس یحصبی از ابن عائذ یحصبی از عمارہ بن زعکرہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: میرا کامل بندہ وہ ہے جو مجھے یاد رکھے' اگرچہ دشمن کے مقابلہ پر ہو۔

ابوسلمٰی رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چرواہا:

باخبار سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی بتحدیث ولید بن مسلم بتحدیث عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر از عبداللہ بن علاء از عبداللہ بن علاء بن زبر بتحدیث ابوسلام اسود بسماع ابوسلمٰی (ابن جابر والی حدیث میں ہے میں ان سے کوفہ کی مسجد میں ملا تھا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے: واہ واہ سبحان اللہ پانچ چیزیں میزان میں کس قدر بھاری ہیں' سبحان اللہ' الحمد للہ' لا الٰہ الا اللہ' اللہ اکبر اور نیک بچہ جو مسلمان کا فوت ہو جائے اور وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر کرے۔

عریب رضی اللہ عنہ:

بخبر از محمد بن شعیب بن سابور باخبار سعید بن سنان از یزید بن عبداللہ بن عریب از عبداللہ از عریب: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس (وآخرین من دونھم لاتعلمونھم اللّٰہ یعلمھم. یعنی اور ان کے علاوہ دوسرے جن کو تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے) کی تفسیر پوچھی گئی فرمایا: وہ جن ہیں۔ فرماتے ہیں اسی سند سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن اسے دیوانہ نہیں بناتا جس کے گھر میں

اصیل گھوڑا ہو۔ اسی سند سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے الذین ینفقون اموالھم سرا وعلانیۃ الخ (یعنی جو اپنے مال چھپا کر اور ظاہر کر کے خرچ کرتے ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور نہ انہیں خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے) کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا یہ گھوڑوں والے ہیں' اسی سند سے ہے کہ آپ نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانی کے بالوں میں قیامت تک خیر و برکت بندھی ہوئی ہے اور گھوڑے والوں کی گھوڑوں پر اعانت کی جاتی ہے اور اسی سند سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے پر خرچ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو صدقہ کرنے کے لیے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے اور ہاتھ سکیڑتا نہیں' گھوڑوں کے پیشاب اور ان کی لید میں قیامت کے دن اللہ کے نزدیک عمدہ مشک کی طرح ہوں گی۔

ابورُھم بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ:

آپ ان اشعری حضرات میں سے تھے جو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر سرکار رسالت ہوئے تھے جب کہ آپ خیبر میں تھے یہ چون اشخاص تھے جن میں سے چھ شخص بنوعک کے تھے یہ سب مسلمان ہو گئے تھے اور نبی ﷺ کے ساتھ رہے تھے آپ کی وفات کے بعد ابورہم شام چلے گئے اور وہاں بس گئے تھے۔

سہم بن عمرو اشعری رضی اللہ عنہ:

آپ بھی اس گروہ میں شامل تھے جو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا تھا آپ بھی مسلمان ہو کر نبی ﷺ کے ساتھ رہے پھر ملک شام جا بسے۔

عمرو بن مالک عکی رضی اللہ عنہ:

آپ کے ماموں اشعری ہیں آپ مذکوہ بالا گروہ میں شامل تھے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے آپ مالک بن عمرو کے والد ہیں' مطہر بن حیّ عکی کا خیال ہے کہ آپ ان کی والدہ کے ماموں ہیں۔

رفاعہ بن زید جذامی رضی اللہ عنہ:

آپ وفد میں شامل ہو کر نبی ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہوئے آپ کو نبی ﷺ نے اجازت دی اور آپ کچھ دن مدینہ ٹھہرے تاکہ قرآن کی تعلیم حاصل کر لیں پھر آپ نے نبی ﷺ سے اجازت مانگی کہ اپنی قوم کو خط کے ذریعہ اسلام کی دعوت دیں قوم نے لبیک کر آپ کی دعوت قبول کی۔ رسول اللہ ﷺ ان کے گوشہ کی طرف زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھیج چکے تھے زید نے ان پر حملہ کیا اور انہیں قتل و قید کیا آخر رفاعہ نبی ﷺ کی طرف لوٹے آپ کے ساتھ آپ کی قوم میں سے ابویزید اور ابواسماء پسران عمرو اور سوید اور برذع پسران زید اور ثعلبہ بن عدی تھے رفاعہ نے پرچہ اٹھا کر آپ کو پڑھ کر سنایا اور زید نے جو کچھ کیا تھا اس کی تفصیل بتائی آپ نے فرمایا مقتولوں کا کیا کروں؟ ابویزید نے کہا جو زندہ ہیں انہیں رہا کر دیجئے اور جو قتل ہو گئے سو ہو گئے' فرمایا ابویزید نے صحیح بات بتائی ہے پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زید کے پاس بھیجا آپ نے جا کر تمام قیدی چھڑوا دیئے اور لوٹا ہوا مال واپس دلا دیا۔

فروہ بن عمرو جذامی رضی اللہ عنہ:

باخبار محمد بن عمر بحدیث ابوبکر از زامل بن عمرو' فروہ جذامی علاقہ بلقاء میں عمان پر قیصر کے عامل تھے اور نبی ﷺ نے

دعوت نامہ ہرقل کو اور حارث بن ابو شمر کو بھیجا تھا اور فروہ کو نہیں بھیجا تھا پھر فروہ مشرف بہ اسلام ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام کے بارے میں لکھا اور اپنے پاس آپ کی خدمت میں ایک پیامبر مسعود بن سعد کو بھی بھیجا اور آپ کو ایک خچر (فضہ) ایک گدھا (یعفور) ایک گھوڑا (ظرب) کتانی کپڑے اور ریشمی جبہ جس پر سونے کا کام تھا بطور ہدیہ کے بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا خط اور ہدیہ قبول فرما لیا اور قاصد کو ۲ ۱/۲ اوقیہ چاندی دینے کا حکم فرمایا جب قیصر کو فروہ کے اسلام کی خبر لگی تو آدمی بھیج کر ان کو قید کرا دیا آپ قید خانہ ہی میں فوت ہو گئے پھر مرنے کے بعد آپ کو صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

عبداللہ بن سفیان ازدی رضی اللہ عنہ ' ابوعنبہ خولانی رضی اللہ عنہ:

بخبر از ابوالیمان حمصی از اسماعیل بن عیاش از محمد بن زیاد از ابوعنبہ خولانی: میں نے اپنے بال بڑھا لیے تاکہ انہیں بت کے نام پر جو جاہلیت میں ہمارے پاس تھا کاٹوں لیکن اللہ نے اس میں دیر فرما دی حتیٰ کہ میں نے بال مشرف بہ اسلام ہو کر کاٹے۔

ابوسفیان مدلوک رضی اللہ عنہ:

باخبار سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی بتحدیث مطر بن علاء فزاری دمشقی بحدیث میری پھوپھی امہ یا امیہ بنت ابوالشعثاء اور قطبہ ہماری آزاد کردہ لونڈی بسماع ابوسفیان مدلوک: میں اپنے موالی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے ساتھ مسلمان ہو گیا آپ نے مجھے بلایا اور میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور مجھے برکت کی دعا دی: دونوں خواتین کہتی ہیں کہ ان کے سر پر جہاں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پڑا تھا وہاں کالا تھا اور باقی سفید ہو گیا تھا۔

ہانی ہمدانی رضی اللہ عنہ:

باخبار سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی بتحدیث خالد بن یزید بن عبدالرحمٰن بن ابو مالک ہمدانی اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا ہانی سے: میں یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر مجھے برکت کی دعا دی اور یزید بن ابوسفیان کے پاس ٹھہرا دیا حتیٰ کہ میں ان کے ساتھ شام چلا گیا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کی طرف بھیجا تھا۔

ابومریم غسانی رضی اللہ عنہ:

آپ ابوبکر بن عبداللہ بن ابومریم کے دادا ہیں جن سے ولید بن مسلم وغیرہ راوی ہیں۔

بخبر از بقیہ بن ولید از ابوبکر بن عبداللہ بن ابومریم بحدیث پدر من از پدر خویش: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک بھاری پتھر اٹھا کر پھینکا آپ کو حیرت ہوئی اور آپ نے دعا فرمائی۔

ابومریم' اسدی' صحابی رضی اللہ عنہ:

ہشام بن عمار: بتحدیث صدقہ بن خالد قرشی بتحدیث یزید بن ابومریم بتحدیث قاسم بن ابو مخیمرہ از فلسطینی اسدی' ابومریم: (معاویہ بن ابوسفیان سے) ہمیں آپ سے کیا آرام پہنچا؟ میں نے ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی آپ فرماتے تھے: جسے اللہ نے مسلمانوں کی چیز پر حاکم بنایا اور وہ لوگوں کی ضرورت' بیماری اور فاقہ سے محجوب رہا اللہ قیامت کے دن اس کی ضرورت' احتیاج

اور فاقہ سے پردے میں رہے گا۔

عبدالرحمٰن بن عائش حضرمی رضی اللہ عنہ:

جن سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: میں نے اپنے رب کو (خواب میں) بہترین صورت میں دیکھا۔

ابورہم بیماعی رضی اللہ عنہ' ربیعہ بن عمرو جرشی رضی اللہ عنہ:

بعض حدیثوں میں ہے کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض اٹھایا ہے اور آپ سے راوی ہیں آپ ثقہ ہیں اور مرج راہط کی جنگ میں ذی الحجہ ۶۴ھ میں شہید ہوئے۔

عبداللہ بن سیدان سلمی رضی اللہ عنہ:

مذکور ہے کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے' آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ کے پیچھے جمعہ پڑھا تو آپ کا خطبہ اور نماز نصف دن سے پہلے ہوئی فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے جمعہ پڑھا تو آپ کی نماز اور خطبہ بھی نصف دن سے پہلے ہوا اور میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ کا خطبہ اور نماز بھی زوال سے قبل ہوئی۔

خالد بن حواتری رضی اللہ عنہ:

آپ حبشی ہیں اور صحابی ہیں۔

عمیر بن جابر بن غاضرہ رضی اللہ عنہ:

ابن اشرس کندی آپ کو صحبت ملی آپ حنا کا خضاب کیا کرتے تھے۔

حشرج رضی اللہ عنہ:

آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گود میں لیا اور سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی۔ یہ سو حضرات ہیں اور سات نفر ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد شامیوں کا پہلا طبقہ

جنادہ بن ابوامیہ ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابوبکر' عمر اور معاذ رضی اللہ عنہم سے ملے ہیں اور ان سے حدیثیں یاد کی ہیں آپ ثقہ ہیں اور صاحب غزوہ ہیں۔ محمد بن عمر: آپ عہد عبدالملک میں ۸۰ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالعفیف رحمۃ اللہ علیہ:

میں اس وقت موجود تھا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔

ابوعبدالرحمٰن' جبیر بن نفیر حضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عہد صدیقی میں مشرف بہ اسلام ہوئے آپ اپنی روایت کردہ احادیث میں ثقہ ہیں اور عہد عبدالملک میں ۸۰ھ میں

فوت ہوئے۔ اور عمر' معاذ رضی اللہ عنہما ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور ابوثعلبہ سے راوی ہیں۔

بخبر از ابوالیمان از جریر بن عثمان از سلیم بن عامر بقول جبیر بن نفیر: میں نے شروع ہی سے اسلام کو دیکھا ہے اور اس میں نیک و بد ہر قسم کے مسلمان دیکھے ہیں۔ بخبر از عبداللہ بن صالح از ابوالزاہریہ اور ابن جبیر: ہم نے جبیر کو کبھی ان کی قومی مجلس میں بیٹھتے اٹھتے نہیں دیکھا۔

سفیان بن وہب خولانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

ذوالکلاع رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام سمیفع بن حوشب ہے۔

یزید بن عمیرہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں: بعض کے نزدیک آپ کلبی ہیں آپ صاحب معاذ ہیں اور آپ نے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ملاقات کی ہے۔ ان شاء اللہ آپ ثقہ ہیں۔

عبدالرحمٰن بن غنم بن سعد اشعری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو لوگوں کو دینی تعلیم دینے کے لیے ملک شام بھیجا تھا آپ کی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت ہے اور آپ سے راوی بھی ہیں' آپ کے والد غنم بن سعد ہیں۔

غنم بن سعد رضی اللہ عنہ:

آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والے اشعری گروہ میں شامل ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں اور آپ کے بعد کسی غزوے میں کام آئے اور جام شہادت نوش فرما گئے۔

مالک بن یخامر الہانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کو سکسکی بھی کہا جاتا ہے آپ معاذ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں ہیں اور ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور عہد عبدالملک میں فوت ہوئے۔

اوسط بن عمرو بجلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اسماعیل بن اوسط کے والد ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہے اور ان سے راوی ہیں آپ قلیل الحدیث ہیں۔

ابوعذبہ حضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں: میں شامیوں میں چوتھا تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا ہم حج پر آئے تھے آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آپ عراقیوں کے بارے میں بیان کرتے ہیں جب وہ آپ کی موجودگی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور جو جواب آپ نے نہیں دیا اسے بھی۔

ابوالیمان از جریر بن عثمان از عبدالرحمن بن میسرہ از ابوعذبہ حضرمی: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنے والے شامیوں میں چوتھا شخص تھا ہم لوگ حج کے لیے آئے تھے ہم آپ ہی کے پاس تھے کہ اتنے میں آپ کو خبر ملی کہ انہوں نے اپنا امام ہٹا دیا ہے آپ نے پہلے امام کی جگہ لوگوں کو ایک امام دے دیا تھا پھر اس امام کو بھی لوگوں نے ہٹا دیا یہ سن کر آپ غصہ میں آ گئے اور نماز پڑھانے کھڑے ہو گئے اور نماز میں بھول گئے اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا یہاں شامی کون ہے؟ کہتے ہیں میں اور میرے ساتھی کھڑے ہو گئے فرمایا: شامیو! عراقیوں کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ شیطان نے ان میں انڈے اور بچے دے دیئے ہیں پھر فرمایا! یا اللہ انہوں نے مجھے الجھنوں میں ڈال دیا ہے انہیں بھی الجھنوں میں ڈال دے یا اللہ ان پر بہت جلد ثقفی لڑکے کو مسلط فرما جو ان میں جاہلیت والا حکم نافذ کرے اور ان کے مخلصوں کے کارنامے قبول نہ کرے اور ٹیڑھوں سے تجاوز نہ کرے۔

عمیر بن اسود رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے اہل کتاب کے بارے میں پوچھا' اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اور ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں۔

ابو بحریہ کندی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبداللہ بن قیس ہے فرماتے ہیں میں ملک شام میں معاذ کے پاس آیا۔

عمرو بن اسود سکونی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عمر و معاذ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اور صاحب احادیث ہیں۔

عاصم بن حمید سکونی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں آپ معاذ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز عشاء کی تاخیر کے سلسلہ میں راوی ہیں۔

غضیف بن حارث کندی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔ ابوالیمان حمصی: از صفوان بن عمرو: جب غضیف کی بیماری نے زور پکڑا تو آپ کے پاس فوج کے شیوخ آئے' فرمایا: کیا تم میں سے کوئی سورۂ یٰسین پڑھنے والا نہیں؟ آخر صالح بن شریح سکونی نے سورۂ یٰسین پڑھی وہ ابھی چالیس آیتوں سے آگے بھی نہ بڑھے تھے کہ آپ کا انتقال ہو گیا' شیوخ نے کہا جب مرنے والے کے پاس سورۂ یٰسین پڑھی جاتی ہے تو حق تعالیٰ اس کی وجہ سے تکلیف میں تخفیف فرما دیتے ہیں۔

ابوالیمان از صفوان بن عمرو از سلیم بن عامر کلاعی: خالد بن یزید اگر کہیں جاتے یا بیمار ہو جاتے تو غضیف کو حکم فرماتے کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں پھر جب لشکر آپ کے بارے میں سنتا تو سب آ موجود ہوتے اتفاق سے جمعہ آ پڑا یہ خاموش جمعہ نہ تھا کیونکہ آپ کا وعظ مسجد کے سب پچھلے لوگ بھی سن لیتے تھے آپ نے خطبہ میں فرمایا لوگو! جانتے ہو؟ تمہارا گروی ہونا۔ کون سا گروی ہونا ہے؟ یہ سونے چاندی والا گروی ہونا نہیں اگر ایسا ہوتا تو تمہیں یہ بات پسند ہوتی کہ تمہاری گردنوں کو ان کی لذتوں سے تعلق نہ رہے

حق تعالیٰ نے فرمایا: ہر شخص اپنے عملوں میں گروی ہے تم مسافر ہو جس کی سواری آ جاتی ہے وہ چلا جاتا ہے لیکن اس میں لوٹنا اللہ کی طرف ہے۔ غضیف عہد مروان میں فوت ہوئے۔

ابو عبداللہ صنابحی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ باخبار عمر بن سعید بتحدیث سعید بن عبدالعزیز از یزید بن بہرام از صنابحی (یزید سے) یزید اگر تم میرے گھر میں تین دن ٹھہرو تو مجھے دفن نہ کرنا جب تک میرے لیے محفوظ قبر نہ پالو یعنی میری قبر اکھاڑی نہ جائے۔

معدان بن ابو طلحہ یعمری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اور ثقہ ہیں۔

عمرو بن حارث عنسی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ہم میں سے حاجی کہاں سے احرام باندھے؟ فرمایا ذوالحلیفہ سے۔

حارث بن معاویہ کندی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور آپ سے سماع کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے شام واہل شام کے حالات پوچھے اور آپ نے تمام حالات بتائے۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

یزید بن اسود جرشی رحمۃ اللہ علیہ:

بخبر از ابوالیمان از صفوان بن عمرو از سلیم بن عامر خبائری: ایک دفعہ قحط واقع ہوا اور حضرت معاویہ اور اہل دمشق استسقاء کی نماز کے لیے نکلے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر پوچھا یزید بن اسود کہاں ہیں لوگوں نے یزید کو آواز دی اور آپ لوگوں کے کندھوں سے پھلانگتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ کے حکم سے منبر پر چڑھ کر آپ کے پیروں میں بیٹھ گئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا اللہ آج ہم اپنے میں سب سے نیک وافضل کی دعا کے ساتھ تجھ سے بارش مانگتے ہیں یا اللہ ہم یزید بن اسود جرشی کی سفارش سے تجھ سے پانی مانگتے ہیں' یزید دونوں ہاتھ پھیلا کر اللہ سے دعا مانگو چنانچہ یزید نے اور ان کے ساتھ تمام حاضرین کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے تھوڑی دیر میں مغرب میں ابر نمودار ہوا اور ہوا کے ذریعہ تمام آسمان پر چھا گیا اور خوب بارش ہوئی حتیٰ کہ لوگوں کو اپنے اپنے گھروں تک پہنچنا دشوار ہو گیا۔

شرحبیل بن سمط رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار یزید بن ہارون' باخبار جریر بن عثمان از عبدالرحمٰن بن ابو عوف جرشی از عبداللہ بن یحییٰ ہوزنی: میں حبیب بن مسلمہ کے ساتھ شرحبیل کے جنازے میں شریک تھا آپ ہی ہیں جنہوں نے عہد عثمان میں آخری بار یا دوسری بار حمص کو تقسیم کیا تھا پھر حبیب بن مسلمہ فہری آگے بڑھے اور آپ نے (گویا آپ لمبے ہونے کی وجہ سے سواری پر ہیں) ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا لوگو! اپنے بھائی پر نماز پڑھو اور خوب توجہ سے دل لگا کر ان کے لیے دعا مانگو اور اپنی دعاؤں میں یہ دعا بھی ضرور شامل کر لو یا اللہ اس موحد مسلمان کے

گناہ معاف فرما اور آپ کو ان میں شامل فرما لے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر گامزن رہے اور آپ کو جہنم کے عذاب سے بچا اور دشمنوں پر اپنے اللہ سے مدد مانگو۔

ابوسلام اسود رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حمص سے منتقل ہو کر دمشق آ گئے تھے فرمایا برکت میں دوبارہ اضافہ کیا جاتا ہے۔

ابواسحاق' کعب بن احبار بن ماتع رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حمیر میں اولا دذ ورعین سے ہیں' آپ یہودی تھے پھر اسلام قبول فرما لیا اور مدینہ منورہ تشریف لائے پھر ملک شام میں حمص میں جا بسے اور وہیں عہد عثانی میں ۳۲ھ میں وفات پا گئے۔

باخبار یزید بن ہارون وعفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از علی بن زید از سعید بن مسیب: عباس (کعب سے) آپ عہد رسالت وعہد صدیقی میں مسلمان کیوں نہیں ہوئے اور عہد فاروقی میں کیوں اسلام قبول کیا؟

کعب: میرے والد نے تورات سے کچھ تحریر نقل کر کے مجھے دی تھی اور فرمایا تھا کہ اس پر عمل کرتے رہو اور اپنی تمام کتابوں پر مہر لگا دی تھی اور مجھ سے عہد لے لیا تھا کہ مہر نہ توڑوں اور فرمایا تھا کہ تم پر میرا یہ حق ہے اسے ضائع نہ کرنا پھر میں نے اب عہد فاروقی میں اسلام کی ترقی دیکھی اور میں نے کوئی حرج نہیں سمجھا تو مجھ سے میرے دل نے کہا: شاید میرے والد نے مجھ سے علم چھپایا ہے اور اس پر پردہ ڈالا ہے کاش میں مہر توڑ کر کتابوں کا مطالعہ کر لوں آخر کار میں نے مہر توڑ کر کتابوں کا مطالعہ کیا تو ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور آپ کی امت کی صفت پائی اس لیے میں فوراً مسلمان ہو گیا پھر آپ نے عباس کو اپنا دوست بنا لیا۔

باخبار خلیل بن عمر عبدی بحدیث عمر عبدی بتحدیث قتادہ: کعب خلافت عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے' فرماتے ہیں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کعب کا ذکر کر کے فرمایا: ابن حمیریہ کے پاس بہت کچھ علم ہے۔

یزید بن شجرۃ رہاوی رحمۃ اللہ علیہ:

عہد معاویہ بن ابوسفیان میں آپ اور آپ کے ساتھی ۵۸ھ میں سمندر میں قتل کیے گئے۔

حارث بن عبداز دی سلولی رضی اللہ عنہ:

آپ معاذ کے شاگرد ہیں اور آپ کی حدیثیں ہیں۔

دوسرا طبقہ

یعنی

شام کے تابعین کرامؒ

عبداللہ بن محیریز رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار محمد بن عمر بسماع عبداللہ بن جعفر: ابن محیریز (قبیصہ بن ذؤیب سے) ابواسحٰق! آپ لوگ سرحد میں معطل کر کے فوج کو حرم میں لے آئے اور حرم میں اور مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ پر چڑھائی کر دی۔ قبیصہ: زبان روک کر رکھو اللہ کی قسم ایسا نہیں کیا گیا پھر آپ کو عبدالملک نے بلا بھیجا آپ نقاب ڈال کر عبدالملک کے سامنے کھڑے کیے گئے' عبدالملک: تم نے کیا بات کہی تھی جس سے فرات سے لے کر عریش (عریش مصر) تک تمام پانی گدلا ہو گیا پھر زہری سے کہا خاموش رہا کرو کیونکہ رحم وسنجیدگی قریش میں ہے اس دن محیریز نے سمجھا کہ جان بچی سو لاکھوں پائے۔

ابواسحاق' قبیصہ بن ذؤیب بن حلحلہ رحمۃ اللہ علیہ' خزاعی' قمیری:

آپ ثقہ ہیں اور آپ سے زہری راوی ہیں اور عبدالملک مہر پر افسر تھے آپ ہی نے زہری کی عبدالملک سے ملاقات کرائی تھی اور عبدالملک نے زہری کا وظیفہ مقرر کیا تھا اور ان سے تعلق پیدا کیا تھا اور وہ زہری کے شاگرد ہو گئے تھے۔ قبیصہ عبدالملک کی خلافت کے اخیر میں ۸۶ھ یا ۸۷ھ میں ملک شام میں فوت ہوئے۔

ابوشجرہ' کثیر بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ' حضرمی:

آپ ثقہ ہیں۔ عبداللہ بن صالح از لیث بن سعد بحدیث یزید بن ابوحبیب: عبدالعزیز بن مروان نے کثیر کو لکھا (آپ نے حمص میں ستر بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا تھا' لیث کہتے ہیں: وہ جند مقدم کہلاتا تھا) کہ مجھے وہ حدیثیں لکھ کر بھیج دیجئے جو آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے سنی ہیں البتہ احادیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نہ لکھئے کیونکہ وہ ہمارے پاس ہیں۔

ابومسلم' عبداللہ بن ثوب رحمۃ اللہ علیہ' خولانی:

آپ ثقہ ہیں اور یزید بن معاویہ کے زمانہ میں فوت ہوئے' باخبار مسلم بن ابراہیم بحدیث ہشام دستوائی بحدیث قتادہ: کعب (مسلم خالانی سے) ابومسلم! آپ کہاں کے ہیں؟ فرمایا عراقی ہوں' پوچھا: کون سے عراقی؟ فرمایا: بصری۔

ابوادریس' عائذ اللہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ' خولانی:

باخبار یحییٰ بن معین: ابوادریس خولانی حنین کے سال پیدا ہوئے' میں نے کہا: تمہیں کس نے بتایا؟ فرمایا شامیوں کی حدیث سے روشن ہے آپ ثقہ ہیں اور آپ سے زہری راوی ہیں۔

یعلیٰ بن شداد بن اوس بن ثابت انصاری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مشہور شاعر حسان بن ثابت کے بھتیجے ہیں' آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور آپ سے روایت کی جاتی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عمرو سلمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ۱۱۰ھ میں عہد ہشام بن عبدالملک میں فوت ہوئے۔

شہر بن حوشب اشعری رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار محمد بن عمر: آپ ۱۱۲ھ میں فوت ہوئے۔ حدیث میں ضعیف ہیں۔ باخبار ابوعبداللہ شامی میں نے عبدالحمید بن بہرام سے پوچھا: شہر بن حوشب کب فوت ہوئے؟ فرمایا ۹۸ھ میں۔

عبداللہ بن عامر یحصبی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قلیل الحدیث ہیں اور ۱۱۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعبدالرحمٰن' قاسم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

آپ جویریہ بنت ابوسفیان بن حرب کے آزاد کردہ غلام ہیں اور بعض کے نزدیک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں آپ کے لیے شامیوں کی بعض حدیثوں میں کثیر کی حدیث ہے کہ آپ نے چالیس بدری صحابی پائے آپ عہد ہشام میں عمار از صدقہ بن خالد از ابن جابر: میں نے ابوعبدالرحمٰن قاسم کو دیکھا آپ سفیدی نہ بدلتے تھے۔

مسلم بن مشکم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے اور ابوالدرداء اور معاویہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اور آپ سے عبداللہ بن علاء بن زید راوی ہیں۔

مسلم بن قرظہ اشجعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اپنے چچا عوف بن مالک اشجعی سے راوی ہیں۔

ابوعثمان' سعید بن ہانی خولانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور ۱۲۷ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالزاہریہ حضرمی (بعض کے نزدیک) حمیری:

آپ کا نام حدیر بن کریب ہے آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور کثیر الحدیث ہیں آپ عہد مروان بن محمد میں ۱۲۹ھ میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن محمر رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالیمان از جریر بن عثمان از ابن ابوعوف از عبداللہ بن محمر (منبر پر لوگوں کو ملبوس دیکھ کر) یہ حسن اور یہ جمال' فقدان و غمگینی

کے بعد رنگین چمڑے' یہ پگڑیوں کی بندش اور یہ منقش چادریں تم بھول ہو گئے اور لوگ مٹی' لوگ دیتے ہیں اور تم لیتے ہو' لوگ کماتے ہیں اور تم سوار ہوتے ہو' لوگ بنتے ہیں اور تم پہنتے ہو اور لوگ کھیتی کرتے ہیں اور تم کھاتے ہو۔

حجاج بن عبد الثمالی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عبد الملک بن مروان کی خلافت میں فوت ہوئے۔

ابو سہل' کلثوم بن ہانی کندی رحمۃ اللہ علیہ:

روح بن سعید بن عبد العزیز از ابو زرعہ شیبانی از کلثوم بن ہانی سے کہا گیا کہ حدیث بیان کیجئے جب لوگوں نے آپ کو نامزد کیا تو آپ کو غرور سے ڈر معلوم ہوا اور فرمایا میرے دل میں خیر نہیں کتنی کثرت سے حدیثیں سنی گئیں اور بھول گئیں' شیبانی کہتے ہیں اگر چاہتے تو آپ حدیث بیان کر سکتے تھے۔

ضمرہ بن ربیعہ از شیبانی بقول کلثوم بن ہانی: جب تمہارے بھائیوں میں کسی کو عامل بنا دیا جائے تو اسے سلام علیک کہہ کے الگ ہو جاؤ۔

حکیم بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ معروف و قلیل الحدیث ہیں اور ابو احوص بن حکیم شامی کے والد ہیں۔ ابو الیمان از صفوان بن عمرو: میں نے حکیم کی پیشانی پر سجدے کے نشان دیکھے۔

ابو عبید (یا) ابو عامر' نوف بکالی رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار موسیٰ بن اسماعیل از جعفر بن سلیمان از ابو عمران از نوف بکالی اور آپ اہلیہ کعب کے بیٹے ہیں۔

تبیع' اہلیہ کعب احبار کے فرزند:

آپ عالم تھے اور آپ نے کتابیں پڑھی تھیں اور کعب سے بہت سارا علم سنا تھا۔

ابو حسنہ' مسلم بن کیس (یا) کیس:

از صفوان بن عمرو: آپ لوگوں کے لیے رضا کارانہ قرآن شریف لکھا کرتے تھے اور ان کا ہدیہ مقرر نہیں فرماتے تھے' اگر کوئی کچھ دے دیتا لے لیتے تھے ورنہ کسی سے سوال نہیں کیا کرتے تھے۔

تیسرا طبقہ

مکحول دمشقی رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار ولید بن مسلم بتحدیث عبداللہ بن علاء بسماع مکحول: میں عمرو بن سعید بن عاص کا غلام تھا انہوں نے مجھے مصر کے ایک ہذلی شخص کو بطور ہبہ کے دے دیا انہوں نے مجھ پر (یہ ہبہ کر کے) انعام فرمایا میں نے مصر نہیں چھوڑا جب تک مجھے یہ یقین نہیں ہو گیا کہ جو کچھ یہاں علم تھا وہ سب میں نے سن لیا ہے پھر میں مدینہ آیا اور میں نے مدینہ نہیں چھوڑا جب تک مجھے یہ یقین نہیں ہو گیا کہ جو کچھ یہاں علم تھا وہ سب میں نے سن لیا ہے پھر میری ملاقات شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی میں نے ان کے ہم مثل کسی کو نہیں پایا۔

باخبار ولید بن مسلم بحدیث نمیر بن عقبہ عبسی بسماع مکحول: میں شریح کے پاس چھ ماہ تک آتا جاتا رہا میں نے ان سے اس چیز کے بارے میں نہیں پوچھا، جس پر قناعت کر کے وہ فیصلہ کرتے تھے اور اسے میں سنتا تھا۔

باخبار ولید بن مسلم از سعید و ابن جابر بسماع مکحول: میں نے مسجد دمشق میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا میں نے سوچا یہ صحابی ہیں میں انہیں سلام نہیں کروں گا اور نہ ان سے کچھ پوچھوں گا لیکن پھر میں نے ان سے جنازہ اٹھانے کے بعد یا جنازے میں شامل ہونے کے بعد وضو کے بارے میں پوچھا فرمایا ہم نماز میں تھے اور نماز کی طرف لوٹے لہٰذا اس کے درمیان وضو کی کیا ضرورت؟ باخبار عمر بن سعید بتحدیث سعید بن عبدالعزیز: میں نے مکحول پر لوہے کی انگوٹھی دیکھی، جس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی لوہا بالکل نظر نہیں آتا تھا اس پر یہ عبارت کندہ تھی "رب باعد مکحولا من النار" یعنی اے میرے رب مکحول کو آگ سے دور رکھ۔

باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث عبداللہ بن راشد شامی: میں نے مکحول کے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی، باخبار فضل بن دکین بتحدیث محمد بن راشد: مکحول جب نماز پڑھتے تو اکثر سبز چادر لٹکا لیا کرتے تھے، باخبار عمر بن سعید بتحدیث سعید بن عبدالعزیز: مکحول ان لوگوں میں تھے جو عطیہ کو فرض سمجھتے تھے اور اسے لیتے تھے اور اس سے جہاد میں قوت حاصل کیا کرتے تھے۔

ابوالیمان بن سعید بن عبدالعزیز: مکحول ہشام کی ملاقات کے لیے آئے۔ تو ہشام نے آپ کو ڈاک کے گھوڑوں پر سوار کیا۔ باخبار محمد بن مصعب قرقسانی بتحدیث معقل بن عبدالاعلیٰ قرشی (اولاد بنو معیط سے) میں نے مکحول سے سنا ایک آدمی سے فرما رہے تھے: اس فساد کا کیا ہوا؟ دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ مکحول کابل کے تھے اور آپ کی زبان میں لکنت تھی، قدریہ تھے اور حدیث وروایت میں ضعیف ہیں۔ باخبار عمر بن سعد: مکحول ۱۱۸ھ میں فوت ہوئے لیکن بعض کے نزدیک ۱۱۳ھ میں فوت ہوئے۔

رجاء بن حیوہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اردن میں مقیم تھے آپ ثقہ، عالم، فاضل اور جید علماء میں سے ہیں۔ باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث ابن عون رجاء حدیث اس کے الفاظ کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے، باخبار سلیمان ابوداؤد طیالسی باخبار شعبہ از محمد بن عبداللہ بن ابویعقوب اپنی

روایت کردہ حدیث میں کہ ایک شخص نے کہا کہ رجاء کی کنیت ابونصر تھی۔ باخبار سلیمان بن حرب بتحدیث جریر بن حازم: میں نے رجاء کو دیکھا سر سرخ تھا اور داڑھی سفید تھی۔

خالد بن معدان کلاعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔ باخبار قبیصہ بن عقبہ بتحدیث سفیان از ثور از خالد بن معدان خشکی اور تری کا کوئی متنفس میرے لیے موت سے فدیہ نہیں بن سکتا اگر موت ایک نشانہ ہوتی جس کی طرف لوگ پہل کر کے جانا چاہتے ہیں تو میں سب سے پہلے اس کے پاس جاتا یہ دوسری بات ہے کہ کوئی شخص اپنی قوت کی وجہ سے مجھ سے پہل کر جاتا ابوالیمان از صفوان بن عمرو: میں نے خالد کی پیشانی پر سجدے کے نشان دیکھے۔ اسماعیل بن عیاش از صفوان بن عمرو از خالد: خالد اپنی داڑھی کو زرد کرلیا کرتے تھے۔ بالاتفاق خالد ۱۰۳ھ میں یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں فوت ہوئے' باخبار یزید بن ہارون' خالد روزے میں فوت ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر حضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں بعض لوگ آپ کی حدیث کو منکر کہتے ہیں آپ عہد ہشام میں ۱۱۸ھ میں فوت ہوئے۔

راشد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ' حمیری' حمصی:

آپ ثقہ ہیں اور عہد ہشام میں ۱۰۸ھ میں فوت ہوئے۔

عبادہ بن نسی رحمۃ اللہ علیہ' کندی:

آپ ثقہ ہیں اور عہد ہشام میں ۱۱۸ھ میں فوت ہوئے۔

سعید بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے جریر بن عثمان راوی ہیں آپ نے جنگ صفین پائی۔

نمیر بن اوس اشعری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ دمشق کے قاضی تھے' قلیل الحدیث ہیں اور عہد ہشام میں ۱۲۲ھ میں فوت ہوئے۔

سلیمان بن حبیب محاربی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قلیل الحدیث ہیں اور ۱۲۶ھ میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن ابوزکریا' خزاعی' دمشقی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں' قلیل الحدیث ہیں اور صاحب غزوات ہیں اور عہد ہشام میں ۱۱۷ھ میں فوت ہوئے۔ ہشام بن عمار از صدقہ بن خالد از ابن جابر: میں نے ابن ابوزکریا کو دیکھا کہ سفیدی کو نہیں بدلتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن میسرہ حضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

اسماعیل بن عیاش از جریر بن عثمان از عبدالرحمٰن بن میسرہ: میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا' عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا فرمایئے کہ میں حدیثوں کو سمجھوں اور انہیں یاد رکھوں آپ نے میرے حق میں دعا فرمائی اب جو کچھ میں

سنتا ہوں اسے سمجھ لیتا ہوں اور یاد رکھتا ہوں۔

ابومخرمہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ:

ہشام بن عمار از صدقہ بن خالد از ابن جابر: میں نے ابومخرمہ کو دیکھا اپنی سفیدی نہیں بدلا کرتے تھے۔

ابوایوب' سلیمان بن موسیٰ اشدق:

آپ ثقہ ہیں آپ کی تعریف ابن جریج نے کی ہے۔ معتمر بن سلیمان از برد: لوگ موسموں میں وظائف کے لیے جمع ہو جایا کرتے تھے اور سلیمان ہی لوگوں کی طرف سے درخواست کیا کرتے تھے۔ سلیمان عہد ہشام میں ۱۱۹ھ میں فوت ہوئے۔

ابوراشد رحمۃ اللہ علیہ' حبرانی' حمیری:

اسماعیل بن عیاش از صفوان بن عمرو از ابوراشد حبرانی: ابوراشد کی داڑھی زرد رہتی تھی۔

عبداللہ بن قیس لخمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے ۱۲۲ھ میں وفات پائی۔

ابوزرعہ' یحییٰ بن ابوعمرو' شیبانی رحمۃ اللہ علیہ' علی بن ابوطلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر کے راوی ہیں اور آپ سے راوی معاویہ بن صالح ہیں۔

یحییٰ بن جابر طائی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی حدیثیں ہیں آپ عہد ولید بن یزید بن عبدالملک بن ۱۲۶ھ میں فوت ہوئے۔

ضمضم ابوالمثنیٰ املوکی رحمۃ اللہ علیہ:

اسماعیل بن عیاش از صفوان بن عمرو: ضمضم اپنی داڑھی زرد رنگ لیا کرتے تھے۔

یونس بن سیف رحمۃ اللہ علیہ:

آپ معروف و صاحب احادیث ہیں اور عہد ہشام بن عبدالملک میں ۱۲۰ھ میں فوت ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن عریب حمیری رحمۃ اللہ علیہ:

اسماعیل بن عیاش از صفوان بن عمرو از عبدالرحمٰن: آپ کی داڑھی زرد تھی۔

عمرو بن قیس کندی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ صالح الحدیث ہیں' بقول محمد بن عمر آپ کی وفات عہد ولید بن یزید بن عبدالملک میں ۱۲۵ھ میں ہوئی۔

ابوطلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی حدیثیں ہیں۔ بقول محمد بن عمر آپ کی وفات ۱۲۴ھ میں ہوئی۔

ابو عنبسہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی بھی حدیثیں ہیں' بقول محمد بن عمر آپ کی وفات ۱۲۴ھ میں ہوئی۔

ابو عتبہ کندی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قلیل الحدیث ہیں' بقول محمد بن عمر آپ نے عہد ہشام بن عبد الملک میں ۱۲۵ھ میں وفات پائی۔

یزید بن سمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور بقول محمد بن عمر آپ نے عہد ہشام بن عبد الملک میں ۱۲۵ھ میں وفات پائی۔

مہاصر بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ معروف ہیں اور آپ نے عہد مروان بن محمد میں ۱۲۸ھ میں وفات پائی۔

چوتھا طبقہ

عروہ بن رویم لخمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کثیر الحدیث ہیں اور ۱۳۲ھ میں فوت ہوئے۔

عطیہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

آپ معروف ہیں اور صاحب احادیث ہیں۔ ہشام بن عمار از صدقہ بن خالد از ابن جابر: میں نے عطیہ کو دیکھا آپ اپنی سفیدی نہیں بدلا کرتے تھے۔

ازہر بن سعید رحمۃ اللہ علیہ' حرازی' حمیری:

آپ قلیل الحدیث ہیں اور عہد مروان بن محمد میں ۱۲۹ھ میں فوت ہوئے۔

سعید بن ہانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عہد مروان بن محمد میں ۱۲۹ھ میں فوت ہوئے۔

اسد بن وداعہ رحمۃ اللہ علیہ' طائی' حمصی:

آپ پرانے ہیں اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں آپ ابوجعفر منصور کی خلافت کے آغاز میں ۱۳۷ھ میں فوت ہوئے۔

بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔ ہشام بن عمار از صدقہ بن خالد از ابن جابر: میں نے بلال کو دیکھا خضاب نہیں لگاتے تھے۔

ابوالعباس' ولید بن ابو مالک ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی حدیثیں ہیں آپ کا کتب خانہ کوفہ میں تھا آپ ۷۲ سال کی عمر میں عمر بن ولید بن یزید بن عبدالملک میں ۱۲۵ھ یا ۱۲۶ھ میں فوت ہوئے۔

یزید بن ابو مالک ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی حدیثیں ہیں آپ دمشق میں عہد مروان بن محمد آخری سلطان بنوامیہ میں ۱۳۰ھ میں ۷۲ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

خالد بن عبداللہ بن حسین رحمۃ اللہ علیہ:

ہشام بن عمار از صدقہ بن خالد از ابن جابر: میں نے خالد کو دیکھا خضاب نہیں لگایا کرتے تھے۔

نعمان بن منذر غسانی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کثیر الحدیث ہیں اور بنو ہاشم کی خلافت کے شروع میں ۱۳۲ھ میں فوت ہوئے۔

عمرو بن مہاجر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پہرہ داروں کے افسر تھے باخبار محمد بن عمر بخبر معاویہ بن صالح بسماع مہاجر ابو عمرو بسماع اسماء بنت یزید بن سکن: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے اپنی اولاد کو پوشیدہ طور پر قتل نہ کرو یعنی مدت رضاعت میں صحبت سے بچو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ فعل شہسوار کو پاتا ہے اور اسے لڑھکا دیتا ہے یعنی ایسا بچہ گھوڑے پر جمتا نہیں۔ عمرو ثقہ ہیں اور کثیر الحدیث ہیں آپ عہد ابو جعفر میں ۷۴ سال کی عمر میں ۱۳۹ھ میں فوت ہوئے۔

حجیر بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔

ابولقمان حضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ معروف ہیں بقول محمد بن عمر آپ مروان بن محمد کی خلافت کے اخیر میں ۱۳۰ھ میں فوت ہوئے۔

عامر بن ابوالجشیب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قلیل الحدیث ہیں۔

علاء بن حارث رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی قلیل الحدیث ہیں لیکن مکحول کے تمام شاگردوں میں زیادہ علم والے ہیں اور سب میں پرانے ہیں آپ کے جب تک حواس درست رہے مفتی رہے اور ابوالعباس کے آخری زمانہ میں ۱۳۶ھ میں وفات پاگئے۔

یحییٰ بن حارث ذماری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قلیل الحدیث ہیں اور اپنے زمانہ میں قراءت کے زبردست عالم تھے اور لوگ آپ ہی سے قرآن پاک پڑھا کرتے تھے آپ عہد ابو جعفر میں ۷۰ سال کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

حسین بن جابر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ پرانے ہیں آپ کا سماع امامہ اور عبداللہ بن بسر مازنی سے ثابت ہے آپ زندہ رہے حتیٰ کہ معاویہ بن صالح نے آپ سے روایت کی۔

صقر بن نسیر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ معروف ہیں اور ۱۳۳ھ میں فوت ہوئے۔

سلیم بن عامر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ قدیم اور معروف ہیں ابوالیمان از جریر بن عثمان از سلیم بن عامر: میں بیت المقدس گیا اور دمشق میں ام الدرداء کے پاس سے گزرا آپ نے مجھے ایک دینار دیا اور طلاء (مشروب) پلایا کہتے ہیں سلیم عہد مروان بن محمد میں فوت ہوئے۔

ابو عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ہشام بن عمار از صدقہ بن خالد از ابن جابر: میں نے ابو عبید اللہ کو دیکھا خضاب نہیں لگاتے تھے۔

حاتم بن حریث حمصی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ معروف ہیں اور عہد ابو جعفر کے شروع میں ۱۳۸ھ میں فوت ہوئے۔

ضمرہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

ربیعہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔

ابو عبدرب رحمۃ اللہ علیہ:

ہشام بن عمار از صدقہ بن خالد از ابن جابر: آپ کو میں نے دیکھا خضاب نہیں کیا کرتے تھے۔

ابو بشر رحمۃ اللہ علیہ' مسجد دمشق کے مؤذن:

آپ عہد مروان بن محمد میں ۱۴۰ھ میں فوت ہوئے۔

پانچواں طبقہ

محمد بن ولید زبیدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں آپ تمام شامیوں میں فتوے اور حدیث میں بڑے عالم تھے' آپ کی زہری سے ملاقات ہے اور ان سے راوی ہیں اور ان سے حدیثیں لکھی ہیں آپ خلافت ابوجعفر میں ستر سال کی عمر میں ۱۴۸ھ میں فوت ہوئے۔

یحییٰ بن یحییٰ غسانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ دمشق میں تھے اور فتوؤں اور فیصلوں میں ماہر تھے آپ حدیثوں کے بھی راوی ہیں آپ ابوالعباس کی خلافت کے اخیر میں ۱۳۵ھ میں فوت ہوئے۔

ابوکنانہ' وصین بن عطاء' کنانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں ضعیف ہیں اور دس ذی الحجہ ۱۴۹ھ میں دمشق میں عہد ابوجعفر میں فوت ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اپنے بھائی یزید بن یزید سے بڑے تھے آپ عہد ابوجعفر میں ۸۰ سے کچھ اوپر کی عمر میں ۱۵۴ھ میں فوت ہوئے اور ثقہ ہیں۔

یزید بن یزید بن جابر ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن سے چھوٹے ہیں لیکن ان سے پہلے فوت ہوئے یعنی ۱۳۴ھ میں فوت ہو گئے ابھی ۶۰ سال کی عمر بھی نہ تھی۔

یونس بن میسرہ بن حلبس رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں جب فرقہ مسودہ سلطان بنو ہاشم کے شروع میں مسجد دمشق میں گھسا اور اس نے مسجد میں قتل عام کیا تو اس دن یونس بھی کام آئے اور ابومسہر کے دادا عبدالاعلیٰ بھی' یہ واقعہ ابوالعباس کی خلافت کے شروع کا ۱۳۲ھ کا ہے۔

ابوخالد' ثور بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کلاعی' حمصی:

آپ حدیث میں ثقہ ہیں کہتے ہیں آپ تقدیر کے منکر تھے آپ عہد ابوجعفر میں بیت المقدس میں ۶۰ سال سے کچھ اوپر کی عمر میں ۱۵۳ھ میں فوت ہوئے' ثور کے دادا صفین میں شریک تھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اسی جنگ میں کام آئے' اسی لیے جب ثور کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر آتا تو کہتے مجھے اس سے محبت نہیں جس نے میرے دادا کو قتل کیا۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابو مریم غسانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کثیر الحدیث ہیں اور ضعیف ہیں اور آپ سے بہت روایتیں منقول ہیں۔ باخبار یزید بن ہارون ابوبکر عبادت گزار اور سرگرم اعمال تھے آپ کو روزے کی حالت میں موت آئی لیکن آپ نے روزہ نہیں توڑا حتی کہ لوگوں نے آپ کو ایک سیب چھیل کر دیا اور آپ نے اس سے روزہ کھولا۔ آپ کی اہلیہ سے کہا گیا تم آپ کے کپڑوں میں جوئیں کیوں نہیں دیکھتیں؟ بولیں کس وقت دیکھوں دن رات نماز میں لگے رہتے ہیں مجھ سے نہ دن میں ملتے ہیں نہ رات میں۔

صفوان بن عمرو سکسکی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور معتمد علیہ ہیں۔

سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تنوخی:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔ باخبار عمر بن سعید سعید کی کنیت ابو محمد تھی آپ دمشق میں عہد مہدی میں ستر سے کچھ اوپر کی عمر میں ۱۶۷ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعبدالرحمٰن، سعید بن بشیر ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اصل میں بصری ہیں ملک شام چلے گئے تھے اور دمشق میں بس گئے تھے آپ کا گروہ قدریہ سے تعلق ہے اور ہارون کی خلافت کے آغاز میں ۱۷۰ھ میں دمشق ہی میں آپ نے وفات پائی۔

ابوالعباس، ہشام بن غازی بن ربیعہ بن عمرو جرشی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور لوگ آپ سے راوی ہیں۔

عبداللہ بن علاء بن زبر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

شعیب بن ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابوحمزہ کا نام دینار تھا اور حمصی تھے۔

ابوعبدالرحمٰن یحییٰ بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کثیر الحدیث اور صالح الحدیث ہیں دمشق میں قاضی تھے اور عہد ہارون میں ۱۸۳ھ میں فوت ہوئے۔

صدقہ بن خالد سمین رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔

سلیمان بن سلیم کندی رحمۃ اللہ علیہ، ابوفضالہ فرج بن فضالہ حمصی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ضعیف ہیں اور بغداد کے بیت المال پر مقرر تھے آپ عہد ہارون میں ۱۷۶ھ میں فوت ہوئے۔

چھٹا طبقہ

ابو یحمد' بقیہ بن ولید' حمصی رحمۃ اللہ علیہ:

اگر آپ ثقہ راویوں سے روایت کرتے ہیں تو ثقہ ہیں اور غیر ثقہ سے روایت کرتے ہیں تو ضعیف ہیں' آپ عہد محمد بن ہارون میں ۱۹۷ھ میں فوت ہوئے۔

ابو محمد' سوید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنو سلیم کے آزاد کردہ غلام ہیں اور منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں آپ ولید بن عبدالملک کے آخری عہد میں ۹۰ھ میں پیدا ہوئے اور عہد مہدی میں ۱۶۷ھ میں فوت ہوئے' باخبار ابوعبداللہ شامی: سوید بعلبک کے قاضی تھے' آپ محتاج تھے آپ کی داؤد بن ابوشیبان دمشقی سے ملاقات ہوگئی' داؤد نے کہا: ابومحمد! آپ علم وحدیث کے بعد بھی قاضی بن گئے؟ بولے ہاں' خدارا ذرا مجھے اپنا جبہ اٹھا کر دکھاؤ کیا جبہ کے نیچے کوئی اور کپڑا ہے؟ داؤد بولے: ہاں' ہے' سوید نے اپنا جبہ اٹھا کر دکھایا اور کہا لیکن میرے جبہ کے نیچے کوئی کپڑا نہیں پھر سوید نے کہا خدارا بتاؤ کیا یہ سبز چادر تمہاری ہی ہے؟ داؤد بولے: جی ہاں' میری ہی ہے سوید نے کہا اللہ کی قسم یہ سبز چادر جسے تم مجھ پر دیکھ رہے ہو میری نہیں ہے بلکہ مانگی ہوئی ہے۔ تو کیا اس کے بعد میں قاضی نہ بنوں؟ اللہ کی قسم اگر مجھے بیت المال کا افسر بنا دیا جاتا باوجودیکہ وہ عہدۂ قضا سے بدتر ہے لیکن میں پھر بھی اسے قبول کر لیتا۔

ابوالزرقاء' عبدالملک بن محمد برسمی حمیری رحمۃ اللہ علیہ' ابوعبداللہ' محمد بن حرب ابرش خولانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ دمشق کے قاضی تھے۔

ابوالعباس' ولید بن ابومسلم رحمۃ اللہ علیہ:

باخبار ابوعبداللہ شامی: ولید کے خمس کے قیدیوں میں سے ہیں پھر یہ اولاد مسلمہ بن عبدالملک کے قبضہ میں چلے گئے پھر جب بنوہاشم نے ان سے حکومت چھین لی اور وہ شام کی طرف بھاگ گئے تو دوسرے غلاموں کے ساتھ خمس کے غلام بھی اپنے ساتھ لے گئے ولید بن مسلم اور آپ کے خاندان والے صالح بن علی کے قبضہ میں گئے صالح نے انہیں اپنے صاحبزادے فضل کو ہبہ کر دیا اور فضل نے سب کو آزاد کر دیا پھر ولید آل مسلمہ کے پاس سوار ہو کر گئے اور ان سے اپنا نفس خرید لیا۔ چنانچہ مجھے سعید بن مسلمہ بن عبدالملک نے بتایا کہ میرے پاس ولید آئے اور میرے لیے اپنی غلامی کا اعتراف کیا آخر میں نے انہیں آزاد کر دیا ولید کا ایک بھائی جبلہ تھا اس کی شام میں قدر و منزلت اور جاہ و عزت تھی ولید ثقہ ہیں وسیع علم والے ہیں اور کثیر الحدیث ہیں آپ نے عہد ہارون میں ۱۹۴ھ میں حج کیا آپ حج سے واپس آ رہے تھے کہ راستہ ہی میں دمشق پہنچنے سے پہلے فوت ہو گئے۔

عمر بن عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور آپ سے روایتیں کی جاتی ہیں۔

ابوعبداللہ، ضمرہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ آزاد کردہ غلام ہیں، ثقہ ہیں، معتمد علیہ ہیں اور بڑے علم والے ہیں وہاں آپ سے افضل کوئی بھی نہیں نہ ولید اور نہ کوئی اور، آپ عبداللہ بن ہارون کے زمانہ میں آغاز رمضان میں ۲۰۲ھ میں فوت ہوئے۔

ابواسماعیل، مبشر بن اسماعیل حلبی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کلب کے آزاد کردہ غلام ہیں حلب میں مقیم تھے آپ ثقہ اور مستند ہیں اور عبداللہ بن ہارون کے زمانہ میں حلب میں ۲۰۰ھ میں فوت ہوئے۔

شعیب بن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رملہ بنت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ ہیں اور دمشق میں ۱۸۹ھ میں عہد ہارون میں فوت ہوئے۔

ساتواں طبقہ

ابوالمغیرہ حمصی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبدالقدوس بن حجاج ہے۔

ابوالیمان، حمصی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام حکم بن نافع ہے آپ حمص میں ذی الحجہ ۲۲۲ھ میں ابواسحٰق بن ہارون کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

حسن بن واقع رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ضمرہ سے راوی ہیں اور رملہ میں ابواسحاق بن ہارون کے زمانہ میں ۲۲۰ھ میں فوت ہوئے۔ مجھے اس نے بتایا جس نے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ کس قبیلہ کے ہیں؟ فرمایا ربیعہ کا ہوں۔

ابومسہر، عبدالاعلیٰ بن مسہر غسانی، دمشقی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ شامیوں میں سے سعید بن عبدالعزیز تنوخی وغیرہ سے راوی ہیں آپ کو دمشق سے عبداللہ بن ہارون کے پاس رقہ میں لایا گیا اور عبداللہ نے آپ سے قرآن کے بارے میں پوچھا فرمایا قرآن اللہ کا کلام ہے اور آپ نے قرآن کو مخلوق کہنے سے انکار کیا اس پر مامون نے تلوار اور چمڑا منگوایا تاکہ آپ کی گردن اڑا دی جائے پھر جب آپ نے جان جاتی دیکھی تو کہہ دیا کہ قرآن مخلوق ہے مامون نے آپ کو چھوڑ دیا اور کہا اگر آپ تلوار منگانے سے قبل اقرار کر لیتے تو میں آپ کی بات مان لیتا اور آپ کو آپ کے گھر بھیج دیتا لیکن اب آپ میرے پاس سے جانے کے بعد کہہ دیں گے کہ میں نے قتل کے ڈر سے اقرار کر لیا تھا پھر حکم دیا کہ انہیں بغداد لے جا کر جیل میں مرتے دم تک بند رکھو چنانچہ آپ کو رقعہ سے بغداد ربیع الثانی ۲۱۸ھ میں لایا گیا اور اسحٰق بن ابراہیم سے قبل آپ کو جیل میں بند کر دیا گیا ابھی آپ کو جیل میں چند ایام ہی گزرے تھے کہ آپ کا شروع رجب ۲۱۸ھ میں جیل میں انتقال ہو گیا پھر آپ کا جنازہ تجہیز و تکفین اور دفنانے کے لیے جیل سے باہر لایا گیا اور بغدادیوں کا ایک جم غفیر جنازے میں شریک ہوا۔

ہشام بن عمار دمشقی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ولید بن مسلم کے راوی ہیں۔

ابوالحسن، علی بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ، حمصی:

آپ جریر بن عثمان اور شعیب بن ابوحمزہ سے راوی ہیں۔

ابوزکریا، یحییٰ بن صالح وحاظی، حمصی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سعید بن عبدالعزیز اور یحییٰ بن حمزہ سے راوی ہیں۔

ابو محمد حجاج بن ابو منیع رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام یوسف بن عبید اللہ بن ابو زیاد ہے آپ عبدہ بنت عبد اللہ بن یزید بن معاویہ بن ابو سفیان کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ عبید اللہ بن ابو زیاد ہشام بن عبد الملک کی بیوی کے رضاعی بھائی تھے یعنی عبدہ بنت عبد اللہ بن یزید بن معاویہ کے۔ زہری جب رصافہ میں تشریف لائے (اس سے قبل آپ لوگوں میں تقریباً بیس سال رہے) تو عبید اللہ آپ کو چمٹ گئے اور آپ کا علم اور آپ کی کتابیں سنیں پھر ان کتابوں کو آپ سے آپ کے فرزند یوسف نے سنا اور ان سے آپ کے پوتے حجاج نے کتابیں سنیں۔ آپ سے حجاج نے سماع ابو جعفر کے اخیر زمانہ میں کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں یہ کتابیں ان کے حوالہ کیے جاتا ہوں تاکہ یہ لوگوں کو پڑھ کر سنائیں۔ حجاج! عبید اللہ بن ابو زیاد ۱۵۸ھ یا ۱۵۹ھ میں اسی سے کچھ اوپر سال کی عمر میں فوت ہوئے اس وقت آپ کے سر کے بال سیاہ تھے اور داڑھی سفید تھی' کانوں تک بال رکھے ہوئے تھے' حجاج نے جمادی الاول ۲۱۶ھ میں فرمایا تھا آج میں ۷۶ سال کا ہوں۔

آٹھواں طبقہ

ابوعمرو' خطاب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عثمان بن سلیم بن مہاجر (ابوفوزہ) آپ طی کے آزاد کردہ غلام تھے اور اسماعیل بن عیاش اور محمد بن حمید سے راوی ہیں۔

ابوالفضل' یزید بن عبدربہ جرجسی حمصی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بقیہ وغیرہ سے راوی ہیں۔

ابوعبدالملک عطار' ہشام بن اسماعیل خزاعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ محمد بن شعیب بن شابور وغیرہ سے راوی ہیں۔

بشر بن شعیب بن ابوحمزہ حمصی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سے لوگوں نے حدیثیں لکھی ہیں آپ ابوالیمان حمصی سے قبل ابن معروف کے پاس فوت ہوئے۔

جزیرہ میں آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی

عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ:

آپ ہی سے قیس بن ابوحازم یہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے: جسے ہم نے کسی کام پر مقرر کیا پھر اس نے ایک سوئی چھپالی تو یہ قیامت کے دن چوری ہوگی۔ عدی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ڈر سے کوفہ سے بھاگ کر جزیرہ میں آگئے تھے آپ جزیرہ ہی میں فوت ہوئے آپ عدی بن عدی جزری کے (جو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں) والد ہیں۔

وابصہ بن معبد اسدی رضی اللہ عنہ:

آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے تنہا صفوں کے پیچھے نماز پڑھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نماز کو لوٹانے کا حکم فرمایا۔ آپ کی اولاد میں عبدالرحمٰن بن صخر ہیں جو ہارون رشید کے زمانہ میں رقہ کے قاضی تھے۔

ابووہب' ولید بن عقبہ بن ابومعیط رضی اللہ عنہ:

ابن ابوعمرو بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف' آپ کی والدہ کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس بن عبد مناف ہے آپ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اللہ کی رحمتیں ہوں ولید حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما سے بچ کر کوفہ چھوڑ کر جزیرہ رقہ میں آگئے تھے اور یہیں فوت ہوئے آج بھی یہاں آپ کی اولاد ہے۔

ابو عذرہ رضی اللہ عنہ:

باخبار عمرو بن عاصم کلابی از حماد بن سلمہ بخبر از عبداللہ بن شداد از ابو عذرہ جزری' آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا۔

محمد بن خالد سلمی رضی اللہ عنہ کے دادا:

باخبار عبداللہ بن جعفر رقی بتحدیث ابوالملیح رقی از محمد بن خالد سلمی اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے (جن کے لیے صحبت ثابت ہے) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: جب اللہ کی طرف سے بندے کے لیے کوئی ایسا مرتبہ حاصل کر جاتا ہے جو اسے ابھی اس کے عملوں سے نہیں پہنچا تو حق تعالیٰ اسے اس کی ذات' اہل وعیال اور مال میں' فتنہ میں ڈال کر آزماتا ہے پھر اس پر اسے صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے تاکہ اسے وہ مرتبہ مل جائے جو اس کے لیے اللہ کی طرف سے سبقت کر چکا ہے۔

جزیرہ میں علمائے تابعینؒ وغیرہ

ابو ایوب' میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔ باخبار ہیثم بن عدی باخبار عمرو بن میمون بن مہران: میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ کس قبیلہ کے ہیں؟ فرمایا میرے والد بنو نصیر بن معاویہ کے مکاتب تھے پھر کتابت کی قسطیں ادا کر کے آزاد ہو گئے اور میں ام نمر کا جو نمالہ والے قبیلۂ ازد کی ایک خاتون تھیں' غلام تھا انہوں نے مجھے آزاد کر دیا آزاد ہونے کے بعد میں کوفہ ہی میں رہا حتیٰ کہ جماجم کا فتنہ اٹھا پھر میں جزیرہ چلا آیا۔ ہیثم: فتنہ جماجم کا آغاز ۸۰ھ میں ہوا تھا اور دجیل کا واقعہ ۸۱ھ کے اخیر میں پیش آیا تھا اور فتنہ جماجم شروع ۸۲ھ میں ختم ہو گیا تھا۔

باخبار عبداللہ بن جعفر رقی بتحدیث ابوالملیح بسماع میمون بن مہران میں جماعت کے سال ۴۰ھ میں پیدا ہوا تھا' میمون عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے خراج جزیرہ کی وصولیابی پر مامور تھے اور آپ کے صاحبزادے عمرو بن میمون دیوان پر تھے۔ لوگ کہتے ہیں میمون بزاز تھے اور خراج کی وصولیابی پر مقرر تھے ایک دن آپ اپنی دوکان پر تھے کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کو استعفاء لکھ بھیجا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ تم درہم حق کے ساتھ لیتے ہو اور حق ہی پر خرچ کرتے ہو پھر اس سے استعفاء کا کیا معنی؟ لہٰذا آپ عمرؒ کے زمانہ میں اسی عہدے پر مامور رہے حتیٰ کہ عمرؒ فوت ہو گئے اور یزید بن عبدالملک برسر اقتدار آ گیا پھر میمون چند ماہ خراج پر بحال رہے اس سے قبل آپ عمرؒ سے پہلے محمد بن مروان کی طرف سے حران کے بیت المال کے افسر تھے اس سلسلہ میں آپ کو غیلان قدری نے ایک رسالہ نصیحت آمیز لکھ کر بھیجا میمون نے فرمایا میری دونوں پتلیاں گر جائیں میں اس سے پہلے کسی کام پر مامور نہیں ہوا پوچھا گیا' عمر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے بھی نہیں؟ فرمایا عمر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے بھی نہیں۔

ابن سعد: باخبار سلیمان بن عبیداللہ انصاری رقی بتحدیث ابوالملیح: میمون خضاب نہیں لگاتے تھے۔ ابن سعد: باخبار محمد بن عمر بخبر خالد بن حیان از عیسیٰ بن کثیر: میمون عہد ہشام بن عبدالملک میں ۱۱۷ھ میں فوت ہوئے آپ جزیرہ والوں پر علم وفتوے میں غالب تھے۔

باخبار عبداللہ بن جعفر رقی بتحدیث ابوالملیح: میمون ۱۱۷ھ میں فوت ہوئے۔

یزید بن اصم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عمرو بن عدس بن عبادہ بن بکاء بن عامر بن صعصعہ ہے اور آپ کی والدہ کا نام برزہ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن عامر ہے' برزہ' ام المومنین میمونہ بنت حارث کی ہمشیرہ ہیں اور لبابہ بنت حارث ہے اور جو خالد بن ولید بن مغیرہ کی والدہ ہیں' یزید ثقہ ہیں اور کثیر الحدیث ہیں آپ ابوہریرہ' ابن عباس اور اپنی خالہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے راوی ہیں آپ رقہ میں آ گئے تھے۔

باخبار محمد بن عمر باخبار ثوری از ابوفزارہ از یزید بن اصم: میں نے اپنی خالہ جان میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات گزاری' میرے پاس سحری لائی گئی میں نے دیکھا کہ صبح صادق ہوگئی ہے چنانچہ میں ڈرا اور میں نے خالہ جان سے ذکر کیا فرمایا تجھے کیا خبر؟ پیٹھ موڑ کر پی لے۔ باخبار محمد بن عمر باخبار سلیمان بن عبداللہ بن اصم: یزید عہد یزید بن عبدالملک میں ۱۰۳ھ میں فوت ہوئے۔

ثابت بن حجاج کلابی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاءاللہ ثقہ ہیں اور جعفر بن برقان وغیرہ سے راوی ہیں۔

عدی بن عدی بن عمیرہ کندی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاءاللہ ثقہ ہیں۔ ابن سعد: باخبار کثیر بن ہشام بتحدیث جعفر بن برقان از میمون بن مہران: عدی بن عدی عہد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ میں جزیرہ کے قاضی تھے۔

عبدالرحمٰن بن سائب ہلالی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ کے بھتیجے ہیں اور میمونہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں آپ قلیل الحدیث ہیں۔

ابوفزارہ رقی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں ٹھیک نہیں۔

ابراہیم بن ابوحرہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قلیل الحدیث ہیں۔

زید بن رفیع رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نصیبین کے ہیں اور آپ کی حدیثیں ہیں آپ عہد مروان بن محمد کے اخیر میں ۱۳۰ھ میں فوت ہوئے۔

سالم افطس بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ محمد بن مروان بن حکم بن ابوالعاص کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ کو عبدالرحمٰن بن علی نے مسودہ کے شام میں داخل ہونے کے شروع میں ۱۳۲ھ میں قتل کر دیا تھا آپ حرانی ہیں اور ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔

ابوسعید' عبداللہ بن مالک جزری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ محمد بن مروان بن حکم کے آزاد کردہ غلام ہیں اور حرانی ہیں اصل میں آپ اصطخر کے رہنے والے تھے پھر حران آ بسے تھے' آپ خصیف لحا کے چچازاد بھائی ہیں اور ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔

زید بن ابوانیسہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رہا کے باشندے ہیں اور رہا ہی میں فوت ہوئے اور غنی کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ ثقہ کثیر الحدیث' عالم اور علم کے راوی ہیں۔ محمد بن عمر' آپ ۱۲۵ھ میں فوت ہوئے' محمد بن سعید: میں نے ایک حرانی سے سنا کہتا تھا کہ زید ۱۱۹ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعبداللہ' علی بن ندیمہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔ باخبار ابورباب حکم بن جنادہ سوائی' جب جنگ مدائن ہوئی تو سعد بن ابی وقاص نے جابر بن سمرہ سوائی کو دو غلام اکاسرہ کی اولاد میں سے دیئے ان میں سے ایک تو ندیمہ ابوعلی بن ندیمہ تھا اور دوسرا ابوزہیر مطلب بن زیاد بن ابوزہیر کا دادا تھا جابر نے ان دونوں کو آزاد کردیا (فرماتے ہیں) علی بن ندیمہ حران میں ۱۳۶ھ عہد ابوجعفر کے شروع میں فوت ہوئے۔

ابوعون' خصیف بن عبدالرحمٰن حرانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے یا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے' ثقہ ہیں اور عہد ابوجعفر کے شروع میں ۱۳۷ھ میں فوت ہوئے۔

خصاف بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

آپ خصیف کے بھائی ہیں اور ان سے راوی بھی ہیں دونوں بھائی جڑواں پیدا ہوئے تھے۔

عمرو بن میمون بن مطران رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں رقہ میں مقیم تھے آپ بقول محمد بن عمر ابوجعفر منصور کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

جعفر بن برقان کلابی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور صدوق ہیں آپ اپنے زمانہ کے راوی' مفتی اور عالم تھے لیکن حدیث میں کثیر الخطا ہیں' رقہ میں مقیم تھے اور یہیں ۱۵۴ھ میں عہد ابوجعفر میں فوت ہوئے۔

نضر بن عربی عامری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں ضعیف ہیں اور عہد مہدی میں فوت ہوئے۔

غالب بن عبیداللہ جزری' عقیلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں ضعیف ہیں اور اچھے نہیں' ابوجعفر کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن محرر رحمۃ اللہ علیہ' عامری:

آپ حدیث میں ضعیف ہیں اور اچھے نہیں اور عہد ابوجعفر میں فوت ہوئے۔

ابوسعید' موسیٰ بن اعین رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنوامیہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور صدوق ہیں آپ عہد ہارون میں حران میں ۱۷۷ھ میں فوت ہوئے۔

سلیمان بن عبداللہ بن علاثہ کلابی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قلیل الحدیث ہیں حران میں مقیم تھے اور یہاں کے قاضی تھے۔

ابوالیسر محمد بن عبداللہ بن علاثہ کلابی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور مہدی کی طرف سے عہدۂ قضاء پر مامور تھے۔

زیاد بن عبداللہ بن علاثہ کلابی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مہدی کی طرف سے عہدۂ قضاء پر اپنے بھائی کے نائب تھے۔

بجیر بن ابواعیسہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رہا میں مقیم تھے اور یہیں فوت ہوئے اور اپنے بھائی زید سے چھوٹے تھے' ضعیف ہیں۔ محدثین کرام آپ کی حدیثیں نہیں لکھتے۔

ابوالملیح' حسن بن عمر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: باخبار عبداللہ بن جعفر رقی: ابوالملیح کی ولادت رقہ میں ہوئی آپ عمر بن ہبیرہ فزاری کے آزاد کردہ غلام ہیں اور میمون بن مہران سے راوی ہیں آپ برابر مغرب وعشاء کے درمیان منبر کی طرف نماز پڑھتے رہے' آپ عہد ہارون میں ۹۵ سال کی عمر میں ۱۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ ابن سعد: باخبار سلیمان بن عبداللہ انصاری رقی: میں نے ابوالملیح کو حنا کا خضاب لگائے ہوئے دیکھا۔

ابووہب' عبیداللہ بن عمرو بن ابوالولید اسدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنواسد کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپ ثقہ' صدوق اور کثیر الحدیث ہیں اور اکثر غلطی کرتے ہیں آپ عبدالکریم جزری سے روایت کرنے والوں میں سب سے زیادہ حافظ ہیں آپ کے زمانہ میں آپ کے فتوی کی کوئی مخالفت نہیں کرتا تھا آپ رقہ میں ۱۸۰ھ میں عہد ہارون میں فوت ہوئے۔

ابوالعطوف' جراح بن منہال رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں ضعیف ہیں۔

ابوعمرو' مروان بن شجاع رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مروان بن محمد بن مروان بن حکم کے آزاد کردہ غلام ہیں اور حران کے باشندے ہیں اور ثقہ صدوق اور خصیف سے راوی ہیں آپ ہی کو خصیفی کہا جاتا تھا آپ بغداد میں بطور اتالیق کے امیر المومنین موسیٰ اور ان کی اولاد کے ساتھ آئے تھے آپ بغداد میں عہد ہارون میں ۱۸۴ھ میں فوت ہوئے۔

ابوالحسن‘ عتاب بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنوامیہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور حران کے باشندے ہیں آپ ان شاء اللہ صدوق وثقہ ہیں اور خصیف کے راوی ہیں اور حدیث میں درست ہیں۔

ابوعبداللہ‘ محمد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ باہلہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپ حران کے رہنے والے تھے آپ ان شاء اللہ صدوق وثقہ ہیں آپ فاضل‘ راوی اور مفتی ہیں اور عہد ہارون میں ۱۹۱ھ کے اخیر میں فوت ہوئے۔

ابوقتادہ‘ حرانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبداللہ بن واقد ہے اور آپ بنوحمان کے آزاد کردہ غلام ہیں اور آپ صاحب فضل وعبادت ہیں اور حدیث میں کچھ نہیں۔

ابویزید‘ فیض بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رقہ کے باشندے تھے اور محدث‘ مؤرخ اور مجاہد ہیں آپ رقہ میں عبداللہ بن ہارون کی خلافت میں ۲۱۶ھ میں فوت ہوئے۔

معمر بن سلیمان رقی‘ نخعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عہد ہارون میں شعبان ۱۹۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابویزید‘ خالد بن حیان‘ خزاز رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور ثبت ہیں اور عہد ہارون میں رقہ میں ذیقعدہ ۱۹۱ھ میں ستر ویں سال میں فوت ہوئے۔

ابوعبدالرحمٰن‘ عبداللہ بن جعفر بن غیلان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ آل ابومعیط کے آزاد کردہ غلام تھے اور ابوالملیح اور عبیداللہ بن عمرو سے راوی ہیں‘ آپ کی نگاہ کمزور تھی اور حنا کا خضاب لگایا کرتے تھے آپ رقہ میں ۲۱ شعبان ۲۲۰ھ میں عہد ابواسحاق بن ہارون میں فوت ہوئے۔

ابوسعید‘ یحییٰ بن عبداللہ بن ضحاک بن باب لت حرانی رحمۃ اللہ علیہ:

باب لت طخارستانی تھا اور اکابر سلاطین میں سے تھا۔ آپ ابوبکر بن ابومریم اور صفوان بن عمرو سے راوی ہیں۔

ابوجعفر‘ عبداللہ بن محمد بن علی بن نفیل‘ حرانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ زہیر بن معاویہ کے شاگرد ہیں‘ آپ موصل میں تھے۔

مغیرہ بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ‘ معافی بن عمران بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمران بن نفیل بن جابر بن وہب بن عبیداللہ بن لبید بن جبلہ بن غنم بن دوس بن محاسن بن سلمہ بن فہم ازدی‘ آپ ثقہ‘ فاضل‘ صالح اور صاحب سنت ہیں باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس: سفیان ثوری‘ معافی کو یاقوتہ کہا کرتے تھے‘ اور موصل والے آپ پر فخر کیا کرتے تھے۔

دار الخلافہ کے اور سرحدوں کے محدثین وعلماء

ابو عمرو اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبدالرحمٰن بن عمرو ہے۔ اوزاع ہمدان کا ذیلی قبیلہ ہے آپ اوزاع قبیلہ کے تھے ۸۸ھ میں پیدا ہوئے' آپ ثقہ' مستند' فاضل' صدوق' انتہائی صالح اور کثیر الحدیث ہیں اور صاحب علم وفقہ اور حجت ہیں۔ آپ کا کتب خانہ یمامہ میں تھا اسی لیے آپ نے یحییٰ بن ابو کثیر وغیرہ (مشائخ اہل یمامہ) سے سماع فرمایا ہے آپ بیروت کے باشندے ہیں اور بیروت ہی میں ۱۵۷ھ میں ستر سال کی عمر میں ابو جعفر کے اخیری عہد میں فوت ہوئے۔

ابو اسحٰق فزاری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام ابراہیم بن محمد حارث بن اسماء بن خارجہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر ہے آپ ثقہ' فاضل' صاحب سنت اور غازی ہیں اور حدیث میں کثرت سے غلطی کرنے والے ہیں آپ مصیصہ میں ۱۸۸ھ میں عہد ہارون میں فوت ہوئے۔

ابو عمرو' عیسیٰ بن یونس بن ابو اسحٰق' سبیعی' ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:

اصل میں آپ کوفہ کے تھے سرحد میں حدیث لے کر گئے اور ثقہ اور ثبت ہیں آپ عہد ہارون میں حدث میں ۱۹۱ھ کے شروع میں راہی ملک عدم ہوئے۔

ابو محمد' مخلد بن حسین رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بصری ہیں اور ہشام بن حسان کی اہلیہ کے صاحبزادے ہیں اور ہشام سے راوی ہیں اور ثقہ اور فاضل ہیں آپ منتقل ہو کر مصیصہ میں آ بسے تھے اور یہیں ۱۹۱ھ میں عہد ہارون میں فوت ہوئے۔

ابو یوسف' محمد بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ صنعاء کے باشندے تھے لیکن شام میں پلے بڑھے اور مصیصہ میں آ بسے' آپ ثقہ ہیں اور معمر اور اوزاعی وغیرہ سے راوی ہیں' لوگ کہتے ہیں کہ آخری عمر میں حافظ درست نہیں رہا تھا آپ عبداللہ بن ہارون کے زمانہ میں ۲۱۶ھ کے اخیر میں فوت ہوئے۔

ابو محمد' حجاج بن محمد اعور رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سلیمان بن مجالد کے' جو امیر المومنین ابو جعفر منصور کے آزاد کردہ غلام تھے' آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپ اصل میں بغدادی تھے پھر معہ اہل وعیال کے مصیصہ آ گئے اور یہاں سالہا سال رہے پھر بغداد واپس آ کر بغداد میں ۲۰۶ھ میں عہد عبداللہ

بن ہارون میں فوت ہوئے آپ ثقہ ہیں اور ابن جریج وغیرہ سے کثیر الحدیث ہیں بغداد آنے کے بعد مرنے سے قبل حافظہ میں تغیر آ گیا تھا۔

ابوعبداللہ' محمد بن یوسف فریابی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

حسینی' مدنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام اسحٰق بن ابراہیم ہے۔

ابوالحسن' آدم بن ابوایاس رحمۃ اللہ علیہ:

آپ خراسانیوں کی مروالروز والوں کی اولاد میں سے ہیں آپ نے بغداد میں علم حدیث پڑھا اور شعبہ سے کثرت سے صحیح سماع کیا پھر آپ عسقلان چلے گئے اور یہیں جمادی الثانی ۲۲۰ھ میں ابواسحٰق بن ہارون کی خلافت میں ۸۸ سال کی عمر میں فوت ہوئے آپ ٹھنگنے تھے اور وراق (ردی فروش) تھے۔

ہیثم بن جمیل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد: میں نے موسیٰ بن داؤد سے سنا فرماتے تھے: ہیثم علم حدیث سیکھنے کے شوق میں دو بار دیوالیہ ہوئے آپ اصل میں بغداد کے تھے پھر منتقل ہو کر انطاکیہ آ بسے حتیٰ کہ اسی میں فوت ہو گئے آپ ثقہ ہیں۔

ابوالحسن' علی بن بکار بصری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عالم وفقیہ تھے اور مصیصہ ۲۰۸ھ میں عہد عبداللہ بن ہارون میں فوت ہوئے۔

ابوعبداللہ' حارث بن عطیہ بصری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مصیصہ میں ۱۹۹ھ میں مامون کے زمانہ میں فوت ہوئے۔ آپ عالم تھے۔

خلف بن تمیم کوفی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عالم ہیں اور مصیصہ میں ۲۱۳ھ میں عبداللہ بن ہارون کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

ابوعبداللہ' محمد بن عیینہ فزاری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی عالم ہیں اور مصیصہ میں ۲۱۷ھ میں عبداللہ بن ہارون کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

ابوعثمان' سعید قاری صیاد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ خراسان کے ہیں سرحد میں آ بسے تھے آپ فقیہ' عالم اور زاہد ہیں اور مصیصہ میں ۲۲۱ھ میں ابواسحٰق بن ہارون کے

زمانہ میں فوت ہوئے۔

ابوالموفق رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عالم ہیں اور کفربیا میں بس گئے تھے آپ مصیصہ میں ۲۲۰ھ میں امیر المومنین ابواسحٰق کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

ابوالمنذر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مصیصہ میں قاضی تھے اور عالم وفقیہ ہیں اور مصیصہ میں ۲۲۲ھ میں معتصم ابواسحٰق بن ہارون کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

ابوالحسن، منصور بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عالم وفقیہ ہیں اور مصیصہ میں ۲۲۲ھ میں ابواسحٰق کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

ابوزکریاء طحان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عالم ہیں اور مصیصہ میں ۲۲۵ھ میں ابواسحٰق بن ہارون کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

مصر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

ابوعبداللہ' عمرو بن عاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم رضی اللہ عنہ:

آپ نجاشی کے پاس حبشہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے پھر ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یکم صفر ۸ھ میں مدینہ منورہ آئے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض اٹھایا آپ نے عمرو کو غزوۂ ذات السلاسل میں سپہ سالار مقرر فرمایا اور فتح مکہ کے دن آپ کو ہذیل کے مشہور بت سواع کے ہدم کے لیے بھیجا آپ نے جا کر سواع کا ہدم کیا' آپ نے انہیں جیفر اور عبد پسران جلندا کی طرف بھی دعوت اسلام کے لیے بھیجا یہ دونوں قبیلہ ازد کے تھے اور عمان میں رہتے تھے ابھی عمرو عمان ہی میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے آپ کی وفات کی خبر سن کر آپ مدینہ منورہ تشریف لائے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو امیر شام بنا کر بھیجا آپ نے شام میں بہت سے شہر فتح کیے اور آپ جنگ یرموک میں بھی شریک تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو فلسطین کا اور اس کے نواحی علاقہ کا حاکم بنا دیا پھر آپ کو لکھا کہ مصر چلے جائیں چنانچہ آپ ساڑھے تین ہزار مسلمانوں کو لے کر مصر کی طرف بڑھے اور مصر فتح کر لیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی آپ کئی سال تک مصر پر حاکم رہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو معزول کر کے آپ کی جگہ عبداللہ بن سعد بن ابوسرح کو حاکم بنا دیا پھر عمرو مدینہ میں ٹھہر گئے پھر جب لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف اٹھے اور بغاوت کی تو عمرو شام چلے گئے اور سبع میں فلسطین میں اپنی زمین میں جا ٹھہرے حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا پھر عمرو رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مل گئے اور ان کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے انتقام کی تحریک چلاتے رہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگِ صفین میں شامل ہوئے پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو مصر کا حاکم بنا دیا چنانچہ آپ مصر چلے گئے اور مصر ہی میں گھر بنا لیا اور مصر ہی میں مصر پر حکمرانی کے زمانہ میں عید الفطر کے دن عہد معاویہ رضی اللہ عنہ میں ۴۳ھ میں وفات پا گئے اور اہل مصر کے مقبرۂ مقطم میں پہاڑ کے دامن میں دفنائے گئے' موت کے وقت حکم فرمایا مجھے بٹھا دو لوگوں نے آپ کو بٹھا دیا پھر آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ جب میں مر جاؤں تو میری تجہیز و تکفین کی تیاری میں لگ جاؤ اور مجھے کفن میں تین کپڑے دو اور میرے تہبند کو باندھ دو کیونکہ مجھ سے جھگڑا کیا جانے والا ہے اور میرے لیے بغلی قبر کھدواؤ اور مجھے تیزی سے لے جا کر لحد میں اتار دو اور میری قبر پر مٹی ڈال دو' پھر دونوں ہاتھ مضبوطی سے ملا کر اور انہیں اٹھا کر تین بار یہ فرمایا اے اللہ تو نے عمرو بن عاص کو چند باتوں کا حکم فرمایا تھا جن کو اس نے چھوڑ دیا اور چند باتوں سے منع کیا تھا جن کا اس نے ارتکاب کیا لہٰذا تیرے سوا کوئی معبود نہیں حتیٰ کہ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی' عبداللہ بن صالح بصری از حرملہ بن عمران باخبار ابوفراس مولیٰ عبداللہ بن عمرو: عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ شب عید الفطر میں فوت ہوئے' عبداللہ بن عمرو آپ کا جنازہ صبح صبح لے کر نکلے اور جبانہ میں آپ کا جنازہ رکھ دیا حتیٰ کہ تمام گلیاں لوگوں سے بھر گئیں' پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ پر نماز پڑھی میرے خیال میں عید کی نماز کے لیے تمام آنے والوں نے آپ کے جنازے کی نماز پڑھی اور

سب آپ کی تدفین میں شریک ہوئے۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم رضی اللہ عنہما:

محمد بن عمر: عبداللہ اپنے والد سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے آپ بڑے نیک اور بڑے قابل تھے۔ باخبار ابوبکر بن عبداللہ بن ابواویس از سلیمان بن بلال از صفوان بن سلیم از عبداللہ بن عمرو: میں نے آپ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی حدیثیں لکھنے کی اجازت مانگی آپ نے اجازت دے دی پھر میں نے سنی ہوئی حدیثیں لکھ لیں۔ عبداللہ نے اپنی اس کتاب کا نام صادقہ رکھ لیا تھا۔

باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث اسحٰق بن یحییٰ از مجاہد: میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک صحیفہ دیکھا اور اس کے بارے میں پوچھا فرمایا یہ صادقہ ہے اس میں وہ حدیثیں لکھی ہوئی ہیں جو میں نے براہِ راست بلا کسی واسطہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔

باخبار محمد بن عمر باخبار ابن ابوذیب باخبار عمر بن عبداللہ بن سویفع اس کی خبر سے جس نے عبداللہ کو دیکھا آپ کا سر اور داڑھی سفید تھی۔ باخبار عفان بن مسلم و یحییٰ بن عباد بتحدیث حماد بن سلمہ بخبر علی بن زید از عریان بن ہیثم: میں اپنے والد کے ساتھ ایک وفد میں یزید بن معاویہ کے پاس گیا اتنے میں ایک لمبا تڑنگا' سرخ اور بڑے پیٹ والا شخص آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا' میرے والد نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو کہا گیا: یہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہیں۔ باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ باخبار علی بن زید از عبدالرحمن بن ابوبکرہ نے عبداللہ کا حلیہ بیان فرمایا کہ آپ سرخ' طویل اور بڑے پیٹ والے تھے۔

باخبار عمرو بن عاصم کلابی بتحدیث حوشب بتحدیث مسلم مولیٰ بنو مخزوم: نابینا ہونے کے بعد عبداللہ نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ باخبار عمرو بن عاصم کلابی بتحدیث ہمام بن یحییٰ بتحدیث قتادہ از حسن از شریک بن خلیفہ: میں نے عبداللہ بن عمرو کو دیکھا کہ آپ سریانی میں پڑھ رہے ہیں۔

ابن سعد: عبداللہ معہ اپنے والد کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملہ سے الگ تھلگ تھے اور اپنے والد ہی کے ساتھ ملک شام چلے گئے تھے اور جنگ صفین میں شریک تھے پھر اس کے بعد نادم ہو کر فرمایا: مجھے صفین سے کیا غرض؟ میں مسلمانوں سے کیوں لڑوں؟ اور آپ اپنے والد کے ساتھ مصر چلے گئے۔ مرض الموت میں عمرو نے عبداللہ کو مصر پر حاکم بنا دیا تھا شروع میں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو بحال رکھا لیکن پھر معزول کر دیا' آپ حج اور عمرہ کرتے رہتے تھے اور شام آتے جاتے رہتے تھے پھر مصر واپس چلے جاتے تھے کیونکہ آپ نے مصر میں عہد عبدالملک میں ۷۷ھ میں گھر بنا لیا تھا' آپ مصر ہی میں فوت ہوئے اور اپنے گھر میں دفنائے گئے ابوالیمان حمصی از صفوان بن عمرو از شیوخ' عبداللہ کی موت کے بارے میں' اسی طرح بیان کرتے ہیں لیکن محمد بن عمر کہتے ہیں آپ ملک شام میں ۹۵ھ میں ۹۲ سال کی عمر میں فوت ہوئے آپ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔

خارجہ بن حذافہ بن غانم رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' آپ قدیم الاسلام ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں پھر آپ مصر چلے گئے تھے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے آپ کو مصر کا قاضی مقرر فرما دیا تھا پھر جب اس دن کی صبح آئی جس دن خارجی

نے عمرو کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن اس دن عمرو نماز کو نہیں آئے اور آپ نے خارجہ کو نماز پڑھانے کا حکم دے دیا خارجی نے آگے بڑھ کر خارجہ کو عمرو بن العاص سمجھ کر قتل کر دیا پھر اسے گرفتار کر کے عمرو کے سامنے لایا گیا اور لوگوں نے اس سے کہا تو نے عمرو کو قتل نہیں کیا بلکہ خارجہ کو قتل کیا ہے تو اس نے کہا میں نے تو عمرو ہی کا ارادہ کیا تھا لیکن اللہ نے خارجہ کا ارادہ کیا تھا پھر یہ جملہ ضرب المثل بن گیا۔

ابن سعد: عبداللہ بن صالح از لیث بن سعد از یزید بن ابو حبیب: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو لکھا: بیعت رضوان کرنے والوں میں سے ہر ایک کے دو دو سو درہم مقرر کرو اور تم بھی امارت کے ساتھ یہ وظیفہ لو اور خارجہ بن حذافہ کا بھی وظیفہ مقرر کرو کیونکہ شجاعت میں وہ پیش پیش ہیں اور عثمان بن قیس سہمی کا بھی' کیونکہ وہ مہمان نوازی میں بڑھے ہوئے ہیں۔

عبداللہ بن سعد بن ابو سرح رضی اللہ عنہ:

ابن حارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی' آپ قدیم الاسلام ہیں اور کاتب وحی تھے پھر مرتد ہو کر مدینہ سے مکہ چلے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن آپ کا خون مباح کر دیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے لیے امن کی درخواست کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امن دے دیا آپ عثمان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ آپ ان سے بیعت کرلیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن آپ سے اسلام پر بیعت کر لی اور فرمایا اسلام تمام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کو مصر کا حاکم بنا دیا تھا' چنانچہ آپ مصر چلے گئے اور وہاں گھر بنا لیا تھا آپ کی مصر میں امارت کے زمانہ ہی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے ہیں۔

محمیة بن جزء بن عبد یغوث رضی اللہ عنہ:

ابن عویج بن عمرو بن زبید بن مذحج۔ آپ بنو سہم کے حلیف تھے اور شروع ہی میں مکہ میں مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے اور حبشہ کی طرف دوسری ہجرت میں چلے گئے تھے آپ نے سب سے پہلے غزوۂ مریسیع (غزوۂ بنی مصطلق) میں حصہ لیا اس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خمس ۵/۱' پر اور مسلمانوں کے حصوں پر عامل بنا دیا تھا اور اس کے بعد بھی آپ کو خمسوں پر عامل بنایا گیا پھر آپ مصر میں جا کر بس گئے تھے۔

عبداللہ بن حارث بن جزء' زبیدی رضی اللہ عنہ:

آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں' مصر میں جا بسے تھے اسی لیے آپ سے مصری راوی ہیں' عبداللہ بن صالح از ابن لہیعہ از عبیداللہ بن ابو جعفر: میں نے عبداللہ پر حرقانیہ پگڑی دیکھی میں نے ابن لہیعہ سے پوچھا: حرقانیہ کیا؟ فرمایا: سیاہ۔

ابو عمرو' عقبہ بن عامر بن عبس' جہنی رضی اللہ عنہ:

آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو شام کی طرف بلایا تو عقبہ نے آپ کی دعوت قبول فرمائی اور شام و مصر کی فتوحات میں شریک رہے پھر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شریک ہوئے پھر مصر واپس لوٹ گئے اور مصر ہی میں عہد معاویہ کے اخیر میں فوت ہوئے اور مقطم میں جو مصریوں کا مقبرہ ہے دفنائے گئے۔

باخبار ولید طیالسی بتحدیث لیث بن سعد بحدیث ابو عشانہ: میں نے عقبہ کو دیکھا سیاہ خضاب لگاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے

کہ ہم نکلے ہوئے بالوں کو تو بدل لیتے ہیں لیکن جڑیں تغیر قبول نہیں کرتیں۔

نبیہ بن صواب مہری رضی اللہ عنہ:

باخبار ہیثم بن عدی باخبار عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم از یزید بن ابوحبیب اس سے جس نے نبیہ (صحابی) سے سنا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک حمیری آیا اور اسلام قبول کرتے ہی فوت ہو گیا۔ فرمایا اس کے لیے کوئی مسلمان وارث ڈھونڈو' لوگوں نے مسلمان وارث ڈھونڈا مگر پا نہ سکے فرمایا اس کا مال قضاعہ میں نسب میں جو شخص مشکوک ہو اسے دے دو' عبداللہ بن انیس اس قسم کے تھے اور آپ اولاد برک بن وبرہ (کلب بن وبرہ کے بھائی) میں سے تھے اور بنوسلمہ (انصار) کے حلیف تھے۔

علقمہ بن رمثہ بلوی رضی اللہ عنہ:

آپ کا تعلق قضاعہ سے ہے۔ عبداللہ بن صالح از لیث بن سعد بحدیث یزید بن ابوحبیب از سوید بن قیس تجیبی از زہیر بن قیس بلوی از علقمہ بن رمثہ بلوی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دستہ کے ساتھ نکلے ہم بھی آپ کے ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونگھ آ گئی پھر آپ نے جاگ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ عمرو پر رحم فرمائے ہم نے آپس میں کہا ہر وہ شخص مراد ہے جس کا نام عمرو ہو پھر آپ کو اُونگھ آ گئی اور جاگنے کے بعد وہی کلمہ فرمایا اور تیسری بار بھی جاگ کر یہی کلمہ فرمایا ہم نے پوچھا: یارسول اللہ کون عمرو؟ فرمایا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ' لوگوں نے کہا ان کا کیا قصہ ہے؟ فرمایا مجھے وہ اس لیے یاد آئے کہ جب میں لوگوں کو صدقہ کے لیے کہا کرتا تھا تو آپ بہت صدقہ لایا کرتے تھے' میں کہتا: عمرو یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ تو فرماتے: اللہ کے پاس سے۔ عمرو نے سچ فرمایا کیونکہ اللہ کے پاس عمرو کے لیے بہت بھلائی ہے' ابوبکر زہیر سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں پھر جب فتنہ اٹھا تو میں نے سوچا کہ میں ان کی جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمانا تھا فرمایا' پیروی کروں گا لہٰذا میں ان سے جدا نہیں ہوا۔

ابوزمعہ بلوی رضی اللہ عنہ:

مخبر از حسان بن غالب مصری از ابن لہیعہ از عبدالعزیز بن عبدالملک بن ملیل: ابوزمعہ صحابی موت کے وقت افریقہ میں تھے آپ نے لوگوں سے کہا جب تم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر برابر کر دو۔

ابوخراش سلمی رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن یزید مقری بتحدیث حیوہ بن شریح بحدیث ابوعثمان ولید بن ابوالولید بحدیث عمران بن ابوانس از ابوخراش: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: جس نے اپنے بھائی کو سال بھر تک چھوڑے رکھا تو اس کا یہ چھوڑنا گویا اس کا خون کرنا ہے۔

ابوبصرہ' غفاری رضی اللہ عنہ:

آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں مصر میں آ بسے تھے اور مصر ہی میں فوت ہوئے اور اہل مصر کے مقبرۂ مقطم میں دفنائے گئے آپ کے صاحبزادے بصرہ ہیں۔

بصرہ بن ابوبصرہ رضی اللہ عنہ:

آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں اور آپ سے راوی ہیں۔

جمیل بن بصرہ بن ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ:

آپ معا اپنے باپ اور دادا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں اور آپ سے راوی ہیں۔

ابوبردہ رضی اللہ عنہ:

آپ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں' مصر میں بس گئے تھے۔ بخبر از سعید بن ابومریم از نافع بن یزید بحدیث ابوصخر از عبداللہ بن معتب (یا) مغیث بن ابوبردہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: عنقریب دو کاہنوں میں سے ایک شخص اٹھے گا اور قرآن اس طرح پڑھائے گا کہ اس کے بعد اس طرح کوئی اور نہیں پڑھائے گا۔ نافع از ربیعہ: ہم کہا کرتے تھے کہ وہ شخص محمد بن کعب قرظی ہیں اور دو کاہن قریظہ اور نضیر ہیں۔

عبداللہ بن سعد' صحابی رضی اللہ عنہ:

آپ مصر میں بس گئے تھے۔ عبدالرحمن بن مہدی از معاویہ بن صالح از علاء بن حارث از حزام بن معاویہ از عبداللہ بن سعد: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض والی عورت کے ساتھ کھانے پینے کے بارے میں پوچھا' فرمایا: اس کے ساتھ کھاؤ پیو۔ فرماتے ہیں اور میں نے آپ سے گھر میں نماز کے بارے میں اور مسجد میں نماز کے بارے میں پوچھا فرمایا دیکھتے ہو میرا گھر مسجد سے کس قدر قریب ہے لیکن مسجد کی بہ نسبت مجھے گھر میں نماز زیادہ پیاری ہے الا یہ کہ فرض نماز ہو۔

خرشہ بن حارث رضی اللہ عنہ:

ولید بن مسلم از ابن لہیعہ بحدیث یزید بن ابوحبیب از خرشہ بن حارث صحابی از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم دیکھو کہ کسی کو باندھ کر قتل کیا جا رہا ہے تو اس کے قتل میں حاضر نہ ہو کیونکہ شاید اسے مظلومیت کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہو اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی اتر آئے اور تم بھی اس میں حصہ دار بن جاؤ۔

جنادہ ازدی رضی اللہ عنہ:

باخبار عبداللہ بن نمیر از محمد بن اسحٰق از یزید بن ابوحبیب از مرثد بن عبداللہ یزنی از حذیفہ ازدی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سات عورتوں کے ساتھ جمعہ کے دن حاضر ہوا ہم سب کا روزہ تھا آپ کے سامنے کھانا تھا آپ نے ہمیں کھانے کے لیے بلایا ہم نے عرض کیا کہ ہمارا روزہ ہے' پوچھا: کیا تم نے گذشتہ کل روزہ رکھا تھا؟ ہم نے کہا: نہیں' پوچھا کل رکھو گے ہم نے کہا نہیں' فرمایا: روزہ کھول لو آخر کار ہم نے روزہ کھول لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز کے لیے تشریف لے گئے پھر جب منبر پر بیٹھ گئے تو پانی کا ایک گلاس منگایا اور آپ نے سب کے سامنے وہ پانی پی لیا تاکہ آپ لوگوں کو بتا دیں کہ جمعہ کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا۔

سعید بن یزید ازدی رضی اللہ عنہ' ابوسعد' خیر انماری رضی اللہ عنہ:

بخبر از اسحاق بن زریق بخبر عمرو بن حارث زبیدی بتحدیث ابوعمرو عبداللہ بن عامر جہنی بحدیث قیس بن حارث عامری

بحدیث ابوسعد الخیر (قرطسا میں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار جنت میں داخل ہوں گے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ستر ہزار ہوں گے یہ تعداد ہمارے مہاجرین کو شامل ہوگی اور ہمارے دیہاتیوں میں سے بھی ایک جماعت کو پورا لے لے گی۔

معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ:

آپ نے نبی ﷺ کی صحبت سے فیض اٹھایا اور آپ سے حدیثیں روایت کیں آپ مصر میں بس گئے تھے آپ سے شامیوں اور مصریوں میں سے زبان بن فائد وغیرہ راوی ہیں۔

ابوالیقظان صحابی رضی اللہ عنہ:

حسن بن موسیٰ از لہیعہ بتحدیث ابوعشانہ: میں نے ابوالیقظان صحابی سے سنا: خوش ہو جاؤ' اللہ کی قسم عام دیکھنے والوں کی بہ نسبت رسول اللہ ﷺ سے بہت محبت ہے حالانکہ تم نے آپ کو دیکھا نہیں۔

معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ:

آپ نے نبی ﷺ کی صحبت سے فیض اٹھایا اور آپ سے راوی ہیں اور آپ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت ہے اور مسلہ مسح میں آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں اور عثمانی تھے۔ باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ باخبار ثابت از صالح بن حجیر (ابوحجیر) از معاویہ بن حدیج صحابی: جس نے میت کو غسل دیا' اسے کفن پہنایا' جنازے کے ساتھ گیا اور دفن میں شریک ہوا وہ بخشا ہوا ہو کر واپس لوٹے گا۔

زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ:

کسی سفر میں آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور آپ کی رکاب کے ساتھ تھے پھر جب صبح صادق ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا اے صداء کے بھائی! اذان دے آپ نے اذان دے دی پھر بلال تکبیر کہنے کے لیے آئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صداء کے بھائی نے اذان دی ہے اور مؤذن تکبیر کہتا ہے فرماتے ہیں پھر انہوں نے تکبیر کہی اور نبی ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی زیاد مصر چلے گئے تھے اس لیے آپ سے مصری راوی ہیں۔

ابومعمر' مسلمہ بن مخلد بن صامت رضی اللہ عنہ:

ابن نیار بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ انصاری۔ بتحدیث معن بن عیسٰی بتحدیث موسیٰ بن علی بن رباح از علی بن رباح از مسلمہ: میں چار سال کا تھا جو مسلمان ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ۱۴ سال کا تھا۔

محمد بن عمر: مسلمہ رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں' آپ مصر چلے گئے تھے اور مصر ہی میں بس گئے تھے آپ خربتا کے باشندوں کے ساتھ تھے یہ لوگ اہل مغرب میں بہت سخت اور مستعد تھے خربتا میں آپ کی شہرت اور تعریف ہے اور وہاں کے باشندے آپ کو عزت وعظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں پھر آپ مدینہ آ گئے اور مدینہ ہی میں عہد معاویہ بن ابوسفیان میں فوت ہو گئے۔

سرق رضی اللہ عنہ:

باخبار احمد بن محمد بن ولید ازرقی مکی بتحدیث ہشام بن خالد از زید بن اسلم از عبدالرحمٰن بن بیلمانی' میں مصر میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کیا میں تم کو ایک صحابی کو نہ بتاؤں' میں نے کہا: ہاں ضرور بتاؤ' اس نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا میں نے ان کے پاس جا کر ان سے پوچھا: آپ کون ہیں اللہ آپ پر رحم فرمائے' فرمایا میں سرق ہوں میں نے کہا سبحان اللہ! کیا یہ نام آپ کے مناسب ہے حالانکہ آپ صحابی ہیں؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام سرق رکھا ہے لہٰذا میں اس نام کو کبھی چھوڑنے والا نہیں میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام سرق کیوں رکھا؟ فرمایا ایک دیہاتی دو اونٹ فروخت کرنے کے لیے لایا میں نے ان دونوں کو خرید لیا اور میں نے ان سے کہا چلو تاکہ ان کی قیمت میں تم کو دے دوں پھر میں اپنے گھر میں داخل ہو کر واپس آیا اور میں نے اونٹوں کی قیمت میں اپنی دوسری ضرورت پوری کر لی اور پھر اندر چلا گیا جب مجھے یہ یقین ہو گیا کہ وہ دیہاتی چلا گیا لیکن جب میں گھر سے باہر آیا تو دیہاتی موجود ہے آخر کار دیہاتی مجھے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا میں بولا یا رسول اللہ! میں نے اونٹوں کی قیمت سے اپنی ایک ضرورت پوری کر لی۔ فرمایا اچھا تو قیمت اب ادا کر دو' میں بولا: اب تو میرے پاس نہیں ہے آپ نے فرمایا تم سرق (چور) ہو' اعرابی! انہیں لے جا کر فروخت کر ڈال اور اپنا حق پورا پورا لے (فرماتے ہیں) لوگ اس سے میرا بھاؤ کرنے لگے اور وہ ان کی طرف دیکھ کر کہنے لگا: تم کیا چاہتے ہو؟ لوگ بولے تو کیا چاہتا ہے؟ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اسے تجھ سے چھڑا لیں بولا: اللہ کی قسم تم میں سے کوئی مجھ سے زیادہ اللہ کا محتاج نہیں' جا' میں نے تجھے آزاد کر دیا۔ باخبار یزید بن ہارون و یحییٰ بن حماد از جویریہ بن اسماء از عبداللہ بن یزید' مولیٰ منبعث از مصری از سرق: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بقول یزید ایک گواہ سے اور مدعیٰ علیہ کی قسم سے فیصلہ فرمایا اور بقول یحییٰ' قسم و گواہ سے فیصلہ فرمایا۔

سندر رضی اللہ عنہ' مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

بعض کے نزدیک آپ ابن سندر ہیں۔ باخبار محمد بن عمر بتحدیث اسامہ بن زید لیثی از عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے: ابوروح زنباع جذامی کا ایک غلام سندر تھا ابوروح نے دیکھا کہ وہ اس کی لونڈی کے بوسہ لے رہا ہے غصہ میں آ کر ابوروح نے اس کا عضوِ مخصوص اور ناک اور کان کاٹ ڈالے غلام شکایت لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے اس کے مالک کو بلا کر اسے سمجھایا اور فرمایا جس کو مثلہ کیا گیا یا جلایا گیا وہ آزاد ہے اور اللہ کا اور اس کے رسول کا آزاد کردہ ہے غلام بولا یا رسول اللہ میرے بارے میں حکام کو وصیت فرما دیجیے فرمایا میں ہر مسلمان کو تیرے بارے میں وصیت کرتا ہوں پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سدھار گئے تو سندر نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا: میرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیجیے آپ نے اس کا وظیفہ مقرر فرما دیا حتیٰ کہ آپ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے اور عمر رضی اللہ عنہ برسرِ اقتدار آئے اس نے آپ کے پاس بھی آ کر کہا میرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا خیال کیجیے فرمایا یا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح میں تیرا وظیفہ مقرر کر دوں گا اور اگر تو چاہے تو میں کسی شہر میں تجھے جائیداد دلوا دوں گا بولا مجھے مصر میں زمین دلوا دیجیے کیونکہ وہ زرخیز علاقہ ہے' چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سلسلہ میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لکھا امابعد سندر آپ کے پاس آ رہا ہے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا خیال کیجیے عمرو رضی اللہ عنہ نے

سندر کو مصر میں زمین دے دی اور سندر اس کی آمدنی پر زندگی بسر کرتا رہا پھر جب وہ فوت ہوگیا تو اس زمین پر حکومت نے قبضہ کرلیا پھر اسے اصبغ بن عبدالعزیز نے لے لیا اور اس سے بہتر ان کے پاس کوئی زمین نہ تھی۔ محمد بن عمر: اصبغ کا باغ مصر میں آج بھی منیۃ الاصبغ کے نام سے مشہور ہے۔ منیہ مصریوں کی زبان میں باغ کو کہتے ہیں۔

باخبار کامل بن طلحہ باخبار ابن لہیعہ باخبار عمرو بن شعیب اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے' (سندر کا حسب سابق واقعہ ہے اس میں ہے) پھر نبی ﷺ نے زنباع کو بلا کر فرمایا ان پر ایسا بوجھ نہ لادو جوان کی طاقت سے باہر ہو اور تم جو کچھ کھاتے ہو وہی انہیں کھلاؤ اور جو پہنتے ہو وہی انہیں پہناؤ اگر ان سے خوش ہو تو انہیں رکھو اور اگر ناخوش ہو تو بیچ ڈالو اور اللہ کی مخلوق کو دکھ نہ دو جس کے اعضاء کاٹ دیئے گئے ہوں یا اسے آگ میں جلا دیا گیا ہو وہ آزاد ہے اور وہ اللہ کا اور اس کے رسول کا آزاد کردہ ہے پھر آپ نے سندر کو آزاد کردیا (آگے حسب سابق حدیث ہے اور اس میں ہے) پھر عمرو نے اسے وسیع زمین اور گھر دے دیا اور اللہ کے مال میں سندر زندگی گزارنے لگا پھر اس کی موت کے بعد یہ جائیداد لے لی گئی۔ عمرو بن شعیب: پھر اس کے بعد وہ زمین اصبغ بن عبدالعزیز کو دے دی گئی آج وہ ان لوگوں کا سب سے افضل مال ہے۔

باخبار کامل بن طلحہ بتحدیث ابن لہیعہ بتحدیث یزید بن ابوحبیب از ربیعہ بن لقیط تجیبی از عبداللہ بن سندر از سندر: زنباع بن سلامہ کا ایک غلام تھا زنباع اس پر ناراض ہوا اور اسے خصی کردیا اور اسے مثلہ کردیا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ نے زنباع کو سخت سست کہا اور غلام کو آزاد کردیا اور فرمایا جس نے اپنے غلام کو مثلہ کیا اس کا غلام آزاد ہے غلام بولا یارسول اللہ میرے بارے میں وصیت فرما دیجئے' فرمایا میں تیرے بارے میں ہر مسلمان کو وصیت کرتا ہوں' یزید کہتے ہیں: سندر کافر تھا۔

عبداللہ بن صالح مصری از حرملہ بن عمران ان سے جنہوں نے ابن سندر مولیٰ نبی کی طرف سے بیان کیا: ایک دن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ گھومتے ہوئے آگئے ابن سندر لوگوں کے ساتھ تھا اور ابن سندر اور اس کے ساتھ کچھ لوگ عمرو کے آگے آگے چل رہے تھے اور ان کے پیروں سے غبار اڑ رہا تھا عمرو نے پگڑی کا شملہ ناک پر ڈھانپ رکھا تھا پھر آپ نے فرمایا غبار نہ اڑاؤ کیونکہ یہ داخل تو ہو جاتا ہے مگر نکلتا نہیں اور جب پھیپھڑوں میں چلا جاتا ہے تو تنفس والی ہوا میں مل جاتا ہے پھر ہم میں سے کسی نے ان لوگوں سے کہا ایک طرف ہٹ کر چلو آخرکار بجز ابن سندر کے سب ہٹ گئے ابن سندر سے پوچھا گیا تو کیوں نہیں ہٹتا عمرو نے کہا اس سے تعرض نہ کرو کیونکہ خصی کا غبار مضر نہیں ابن سندر یہ سن کر ناراض ہو کر بولا: عمرو! اللہ کی قسم اگر تم مومن ہوتے تو مجھے ایذاء نہ پہنچاتے عمرو نے جواب دیا اللہ تجھ سے درگزر کرے میں الحمدللہ مومن ہوں ابن سندر نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے بارے میں وصیت کی درخواست کی تھی تو آپ نے فرمایا تھا میں تیرے بارے میں ہر مومن کو وصیت کرتا ہوں۔

ابوفاطمہ ازدی رضی اللہ عنہ:

باخبار محمد بن اسماعیل بن ابوفدیک بتحدیث حماد بن ابوحمید زرقی از ابوعقیل مولیٰ زرقیین' از عبداللہ بن ایاس بن ابوفاطمہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا آپ نے فرمایا: کون تندرست رہنا اور بیمار نہ ہونا چاہتا ہے ہم نے کہا: ہم یارسول اللہ آپ نے فرمایا: ہائیں! اور ہم نے آپ کے چہرے میں کراہت محسوس کی پھر آپ نے فرمایا کیا تم حملہ

اور گدھوں کی طرح بننا چاہتے ہو؟ لوگ بولے یا رسول اللہ نہیں' فرمایا کیا تم ارباب مصائب اور ارباب کفارات بننا پسند نہیں کرتے؟ لوگ بولے کیوں نہیں' یارسول اللہ' فرمایا: اللہ کی قسم اللہ مومن کو آزماتا ہے اور اسی لیے آزماتا ہے کہ اس کے نزدیک مومن کی عزت ہوتی ہے اور ایک مقام ہوتا ہے جس پر مومن اپنے کسی عمل کی وجہ سے نہیں پہنچتا جب تک اسے مصائب میں نہ ڈالا جائے۔

باخبار ابوعبدالرحمٰن' عبداللہ بن یزید مقری بتحدیث ابن لہیعہ از حارث بن یزید حضرمی از کثیر اعرج از ابوفاطمہ صحابی: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد سجدوں کی کثرت رکھنا کیونکہ جو اللہ کے لیے سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس سجدے سے جنت میں اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے اور اس سے اس کا گناہ مٹا دیتا ہے۔

ابو جمعہ رضی اللہ عنہ:

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں رہے اور شامی ہیں پھر مصر جا بسے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کے راوی ہیں۔ باخبار محمد بن مصعب قرقسانی بتحدیث اوزاعی از اسید بن عبدالرحمٰن از خالد بن دریک از عبداللہ بن محیریز: میں نے ایک صحابی سے کہا (میرے خیال میں آپ نے ان کی کنیت ابو جمعہ بتائی) کہ آپ نے جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو وہ ہم سے بیان کیجئے فرمایا میں تم سے ایک بہت عمدہ حدیث بیان کرتا ہوں ایک دن ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کا کھانا کھایا ہمارے ساتھ ابوعبیدہ بن جراح بھی تھے' ہم نے پوچھا یارسول اللہ! کیا کوئی ہم سے بہتر ہے؟ ہم آپ کے ساتھ مسلمان ہوئے اور آپ کے ساتھ ہجرت کی سعادت بھی حاصل کی فرمایا: ہاں' میری امت کے وہ لوگ تم سے بہتر ہیں جو میرے بعد آئیں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے۔

ابوسعاد رضی اللہ عنہ:

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں رہے' آپ مصر میں بس گئے تھے۔

عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی رضی اللہ عنہ:

آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض اٹھایا اور آپ سے حدیثیں سنیں۔ آپ ان میں سے تھے جو محاصرہ کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف گئے حتیٰ کہ آپ کو شہید کر دیا گیا آپ ان کے سربراہ تھے۔

ابوالشموس بلوی رضی اللہ عنہ:

آپ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض اٹھایا اور مصر میں جا بسے تھے۔

مصر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد

پہلا طبقہ

ابو عبداللہ عبدالرحمٰن بن عسیلہ رحمۃ اللہ علیہ صنابحی حمیری:

آپ ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں اور ابوبکر عمر اور بلال رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں۔

باخبار عبداللہ بن نمیر از محمد بن اسحٰق از یزید بن ابوحبیب از مرثد بن عبداللہ یزنی از عبدالرحمٰن بن عیسلہ صنابحی: میری ملاقات سے صرف پانچ دن پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدھارے جب آپ سدھارے تو میں جحفہ میں تھا پھر میں نے آپ کے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے شب قدر کے بارے میں پوچھا فرمایا: ۲۳ ویں شب ہے۔

ابو تمیم جیشانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور عمر و علی رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اور پرانے زمانہ میں عہد عبدالملک میں ۷۷ھ یا ۸۷ھ میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن زریر غافقی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور آپ کی حدیثیں بھی ہیں آپ عمر اور علی رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں موجود تھے اور عہد عبدالملک بن مروان میں ۸۱ھ میں انتقال فرما گئے۔

وہب رحمۃ اللہ علیہ جیشانی کے بھائی:

جیشان قضاعہ کا ذیلی خاندان ہے وہب کے والد کا نام ویلم بن ہوشع ہے وہب ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں۔

عبدالرحمٰن بن شماسہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ صالح الحدیث ہیں۔

دوسرا طبقہ

ابوالخیر' مرثد بن عبداللہ' یزنی' حمیری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ' عبادت گزار اور صاحب فضل ہیں اور عہد ولید بن عبدالملک میں ۹۰ھ میں فوت ہوئے۔

ابوعبدالرحمٰن' حُبلی' حمیری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام عبداللہ بن یزید ہے اور ثقہ ہیں اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔

ابوقیس رحمۃ اللہ علیہ' مولیٰ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

ابوعبیداللہ' وردان رحمۃ اللہ علیہ' مولیٰ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

آپ عمروؓ سے راوی ہیں اور مصر کا مشہور بازار (سوق وردان) آپ ہی کے نام پر نامزد ہے۔

قنبر رحمۃ اللہ علیہ' مولیٰ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

آپ عمرو رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

علی بن رباح لخمی رحمۃ اللہ علیہ:

مصری آپ کو علی بن ربَاح کہتے ہیں اور عراقی علی بن رباح۔ آپ ثقہ ہیں اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وغیرہ سے راوی ہیں۔

ابوعشانہ معافری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام حی بن یؤمن ہے آپ صاحب احادیث ہیں اور آپ سے روایتیں کی جاتی ہیں' آپ ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں ۱۱۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابوقبیل' معافری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام حیی بن ہانی ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ یاد ہے آپ صاحب حدیث ہیں اور آپ سے حدیثیں مروی ہیں آپ مروان بن محمد کے زمانہ میں ۱۲۷ھ میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن ہبیرہ سبائی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ صاحب احادیث ہیں اور یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

شفی بن ماتع رحمۃ اللہ علیہ' اصمعی' حمیری:

آپ صاحب احادیث ہیں اور ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

شییم بن بیتان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ صاحب احادیث ہیں۔

ابومصعب' مشرح بن ہاعان رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی صاحب احادیث ہیں۔

ابوالہیثم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام سلیمان بن عمرو بن عبدالعتواری ہے اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

تیسرا طبقہ

ابورجاء' یزید بن ابوحبیب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنوعامر بن لوی قرشی کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں اور مروان بن محمد کے زمانہ میں ۱۲۸ھ میں فوت ہوئے۔

جعفر بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن شرحبیل بن حسنہ ازدی' بنوزہرہ بن کلاب کے حلیف' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف جو فوج بھیجی تھی اس کے سالاروں میں سے ایک سالار شرحبیل بھی ہیں' جعفر ثقہ ہیں اور مصر میں ۱۳۲ھ میں فوت ہوئے۔

عبیداللہ بن ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بنوامیہ کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ ثقہ ہیں اور اپنے زمانہ میں بقیہ میں آپ ۱۳۵ھ یا ۱۳۶ھ میں فوت ہوئے۔

بکر بن سوادہ جذامی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن رافع غافقی' حمیری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی حدیثیں ہیں اور ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

ولید بن ابو عبدہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور صاحب احادیث ہیں۔

سعید بن ابو ہلال رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔

ابو عقیل' زہرہ بن معبد رحمۃ اللہ علیہ:

چوتھا طبقہ

عمرو بن حارث بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ' انصار کے آزاد کردہ غلام:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں اور ابو جعفر کے زمانہ میں ۱۴۷ھ یا ۱۴۸ھ میں فوت ہوئے۔

ابو یزید' حیوہ بن شریح تجیبی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قبیلہ کندہ کے ہیں اور ثقہ ہیں اور ابو جعفر کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

موسیٰ بن علی بن رباح لخمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان شاء اللہ ثقہ ہیں۔ مکی بن ابراہیم: میں مصر میں ۱۶۴ھ میں گیا تھا اس وقت مجھ سے کہا گیا تھا کہ موسیٰ بن علی اسکندریہ میں فوت ہو گئے۔ محمد بن عمر: آپ مہدی کے زمانہ میں ۱۶۳ھ میں فوت ہوئے۔

سعید بن ابو ایوب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ اور ثبت ہیں اور ایوب کے والد کا نام مقلاص ہے۔

عبدالرحمٰن بن شریح رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں منکر ہیں اور مہدی کے زمانہ میں ۱۶۷ھ میں فوت ہوئے۔

عیاش بن عباس' قتبانی رحمۃ اللہ علیہ' یحییٰ بن ایوب غافقی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ منکر ہیں۔

پانچواں طبقہ

ابو عبد الرحمن، عبداللہ بن عقبہ بن لہیعہ، حضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اسی قبیلہ کے تھے کثیر الحدیث ہیں مگر ضعیف ہیں جن لوگوں نے آپ سے شروع میں حدیثیں سنیں آپ سے روایات میں ان کا حال ان سے اچھا ہے جنہوں نے اخیر زمانہ میں حدیثیں سنیں لیکن مصریوں کے نزدیک آپ کے حافظہ میں تغیر نہیں آیا تھا اور آپ کی ابتدائی اور انتہائی حالت ان کے نزدیک یکساں ہیں ہاں انہیں دوسروں کی حدیثیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں اور وہ انہیں سن کر خاموش ہو جاتے تھے جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا اس میں میرا کیا قصور ہے؟ لوگ کتابیں لا کر انہیں میرے سامنے پڑھتے ہیں اور چلے جاتے ہیں اگر وہ مجھ سے پوچھتے تو میں انہیں بتا تا کہ یہ میری حدیثیں نہیں ہیں۔

ابن سعد: ابن لہیعہ مصر میں اتوار کے دن ۱۵ ربیع الاوّل ۱۷۴ھ میں ہارون کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

ابو الحارث لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ، مولیٰ قیس:

آپ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں ۹۳ھ یا ۹۴ھ میں پیدا ہوئے، آپ ثقہ، کثیر الحدیث اور صحیح الحدیث ہیں۔ آپ اپنے زمانہ میں مصر میں مستقل مفتی تھے اور دولت مند، بزرگ، سخی اور مہمان نواز تھے اور مہدی کے زمانہ میں ۱۶ شعبان ۱۶۵ھ میں جمعہ کے دن فوت ہوئے۔

مفضل بن فضالہ، قتبنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حدیث میں منکر ہیں اور مصر کے قاضی تھے۔

رشدین بن سعد، قتبنی:

آپ رشدین بن ابو رشدین ہیں اور ضعیف ہیں اور ہارون کے زمانہ میں ۱۸۸ھ میں فوت ہوئے۔

غوث بن سلیمان حضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ مہدی کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

بکر بن مضر رحمۃ اللہ علیہ، نافع بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

چھٹا طبقہ

عبداللہ بن وہب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ قریش کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ علم کے بحرذخار اوران روایات میں ثقہ ہیں جن میں حدثنا کہا ہے اور تدلیس کیا کرتے تھے۔

ابوصالح، عبداللہ بن صالح جہنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ لیث بن سعد کے کاتب وراوی ہیں۔ آپ نے ابواسحٰق کے زمانہ میں مصر میں ۱۰ ارمحرم ۲۲۳ھ میں وفات پائی۔

سعید بن عفیر رحمۃ اللہ علیہ، سعید بن ابومریم رحمۃ اللہ علیہ، یحیٰی بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن عبدالحکم رحمۃ اللہ علیہ، عمرو بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ زہیر بن معاویہ کے شاگرد ہیں۔

نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ خراسانی اور مرو کے باشندے ہیں آپ نے بڑی سرگرمی سے حجاز وعراق میں علم حدیث حاصل کیا پھر آپ مصر میں بس گئے اور ابواسحٰق بن ہارون نے آپ کو مصر سے بلا کر قرآن کے بارے میں پوچھا لیکن آپ نے لوگوں کی مرضی کے مطابق فتویٰ دینے سے انکار کردیا آخرکار آپ کو سامرا میں قید کر دیا گیا اور قید خانہ ہی میں آپ کا ۲۲۸ھ میں انتقال ہوا۔

ایلہ کے محدثین وعلماء

طلحہ بن عبدالملک ایلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں اور آپ سے مالک بن انس وغیرہ راوی ہیں۔

عقیل بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

زہری کے شاگرد ہیں اور ثقہ ہیں۔

ابوصخر، ایلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا نام یزید بن ابوسمیہ ہے اور آپ صالح الحدیث ہیں۔ باخبار محمد بن عمر: ابوصخر عابد و پارسا تھے رات بھر نماز پڑھتے رہتے تھے اور روتے رہتے تھے آپ کے ساتھ گھر میں ایک یہودی عورت بھی رہا کرتی تھی وہ آپ کی حالت دیکھ کر اور آپ پر ترس کھا کر رویا کرتی تھی ایک دن آپ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی: اے اللہ یہ یہودیہ عورت مجھ پر ترس کھا کر روتی ہے حالانکہ اس کا دین میرے دین کے خلاف ہے لہٰذا اے اللہ مجھ پر رحمت کے سلسلہ میں تیری بڑی شان ہے اور مجھ پر رحم کھانا تیرے لائق ہے' فرماتے ہیں: ابوصخر ایلی ہر سال حج کے موسم میں محمد بن منکدر' صفوان بن سلیم' یزید بن خصیفہ' سلیمان بن سحیم اور ابوحازم سب مل کر عمر بن ذر

سے ملاقات کرتے تھے اور عمران سے قصے بیان کیا کرتے تھے اور انہیں آخرت یاد دلایا کرتے تھے ان کا حج کے دنوں میں یہی دستور رہا کرتا تھا اور پھر سال بھر تک ملاقات نہیں ہوتی تھی۔

زریق بن حکم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔

حسین بن رستم رحمۃ اللہ علیہ' یونس بن یزید ایلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ شیریں بیان اور کثیر الحدیث ہیں لیکن حجت نہیں کیونکہ اکثر منکر روایت بیان کرتے ہیں۔

ابوالصباح' عبدالجبار بن عمر ایلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ثقہ ہیں۔ آپ از یزید بن ابوسمیہ از ابن عمر از نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کرتہ گھسیٹنے کے بارے میں وہی فرمایا جو تہبند گھسیٹنے کے بارے میں فرمایا آپ عبدالجبار سے راوی ہیں۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور ابوعبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ مقری وغیرہ:

افریقہ کے محدثین وعلماء

خالد بن ابوعمران رحمۃ اللہ علیہ:

آپ افریقہ کے تونس کے باشندے ہیں آپ ان شاءاللہ ثقہ ہیں اور مدلس نہیں۔

اندلس کے محدثین وعلماء

معاویہ بن صالح حضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ان کے قاضی تھے اور ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔ آپ نے اپنی پوری عمر میں صرف ایک حج کیا اور مدینہ سے گزرے پھر وہاں جس عراقی نے آپ سے ملاقات کی' کی آپ سے اس حج میں عبدالرحمٰن بن مہدی' زید بن حباب عکلی' محمد بن عمر واقدی' حماد بن خالد خیاط اور معن بن عیسیٰ نے ملاقات کی۔

طبقات ابنِ سَعد

حصہ ہشتم

صالحات وصحابیات رضی اللہ عنہن

طبقات ابن سعد کے اس حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دادیوں' نانیوں' والدۂ محترمہ' ازواج مطہرات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں اور صحابیات رضی اللہ عنہن کے تذکرے ہیں۔ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیٹیوں کے تذکرے بھی ہیں اور کچھ صحابیات کو دیکھ کر ایمان لانے والیوں کے تذکرے ہیں۔

مُصنف
محمد بن سعدؒ (المتوفی ۲۳۰ھ)

ترجمہ
محمد راغب رحمانی

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار، کراچی

طبقات ابن سعد

نام کتاب	....	طبقات ابن سعد (حصہ ہشتم)
مصنف	....	علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ
مترجم	....	محمد راغب رحمانی
اضافہ عنوانات وحواشی	....	مولانا عبدالمنان صاحب
ناشر	....	نفیس اکیڈمی اردو بازار - کراچی
قیمت	....	/- روپے

نفیس اکیڈمی

اُردو بازار، کراچی

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد (حصہ ہشتم)

بیعت کرنیوالی خواتین اسلام کے اسماء

خواتین قواقلہ یعنی بنوعوف بن خزرج کبیر کی بیعت کرنے والی خواتین اسلام ۲۵۲

خواتین بنوحبلی یعنی سالم بن غنم بن عوف بن خزرج کی بیعت کرنے والی خواتین ۲۵۶

خواتین بنو بیاضہ یعنی ابن عامر بن زریق بن عبد بن حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج کی بیعت کرنے والی خواتین اسلام ۲۵۷

خواتین بنوزریق یعنی ابن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج میں سے بیعت کرنے والی خواتین اسلام //

نذرِ عقیدت

میں اس کتاب کو اپنے عمِ محترم:

جناب منشی سلطان علی مرحوم

پیدائش ۱۸۷۹ء وفات ۱۹۴۲ء لوھار پرتاب پورہ ضلع جالندھر (مشرقی پنجاب) کے نام نامی سے معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ مرحوم ان تمام خوبیوں کا مجموعہ تھے جو کسی انسان کو دین و دنیا میں سربلند رکھتی ہیں۔

مرحوم ہی کی نیکی' اخلاص مندی اور عبادت گزاری کا نتیجہ ہے کہ ان کی اولاد زندگی کے ہر شعبہ میں ممتاز ہے۔

بالخصوص حاجت مندوں کی دستگیری' بے لوث اعانت اس خاندان کا طرۂ امتیاز ہے۔

میرے لیے تو اس خاندان کا ہر فرد مرکزِ محبت ہے۔

نیاز کیش

محمد اقبال سلیم گاہندری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صالحات وصحابیات

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

ہر انسانی معاشرہ عورت اور مرد دونوں اصناف کی ہم آہنگی اور ہم مساعی جمیلہ سے بنتا ہے اور اسلامی معاشرے میں تو عورت کو اتنی اہمیت اور منزلت حاصل ہے کہ اس کے تفصیلی بیان کے لیے ایک پوری کتاب کی ضخامت بھی شاید پوری طرح کافی نہ ہو سکے۔ اسلامی تاریخ کے صفحات خواتین اسلام کے زریں کارناموں سے روشن ہیں ابتدا ہی سے مسلمان خواتین نے عائلی اور قومی زندگی میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ اور کیا ایک مسلمان عورت کے لیے یہ فخر کی بات نہیں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر سب سے پہلے ایمان لانے والی ایک مقدس خاتون حضرت ام المومنین بی بی خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ عنہا تھیں۔ وہ مقدس جراءت مند اور اللہ والی خاتون جس نے انسانوں سے بھری ہوئی اس زمین پر ہر مرد اور ہر عورت سے پہلے یہ شرف حاصل کیا کہ اللہ جل جلالہٗ کی وحدانیت اور اس کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اور دل کی گہرائیوں میں یقین کامل پیدا کر کے خود اپنی ذات کو اور اپنی پیاری لڑکیوں کو کفار کے طعنوں ایذا رسانیوں ترک موالات توہین وتضحیک اور طرح طرح کے مصائب کے سامنے کھڑا کر دیا۔ کیا کیا ظلم نہیں ہوئے رخصتی سے پہلے لڑکیوں کو طلاق دی گئی۔ بول چال بند ہوئی اپنا گھر چھوڑ کر شعب بنی ہاشم کی گھاٹیوں میں رہنا پڑا دانے دانے کو ترسنا پڑا ننھی ننھی بچیوں کو بھوک اور پیاس میں تلملاتے دیکھنا پڑا۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن ہماری اور سارے اہل ایمان کی ماں بی بی خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ عنہا نے نہ صرف یہ کہ ہمت نہیں ہاری ساری سختیوں کا مقابلہ کیا بلکہ کبھی ایک لفظ شکوہ کا زبان پر نہ آیا۔ یہ ہے عورت کا کارنامہ۔

حضرت بی بی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نوجوان کمسن لڑکی جس کو نو ماہ کا حمل تھا رات کی تاریکیوں میں پیٹ پر روٹی باندھ کر شہر مکہ سے باہر اور کئی میل دور ہجرت کے موقع پر بیاباں میں سنگلاخ کوہستانی علاقہ میں تن تنہا جاتی ہے تا کہ اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جاں نثار ساتھی اولین مرد مسلمان ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا پہنچا سکے اس حالت میں جاتی ہے کہ قدم قدم پر کفار قریش نیزوں اور تلواروں سے مسلح ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تلاش کر رہے ہیں کہ انہیں قتل کر دیں۔ اللہ اللہ۔ کیا جرأت وہمت اس کمسن نوجوان لڑکی کی جو خود اپنے اولین حمل کے باعث پریشان حال ہے کیا ہر مسلمان عورت کو فخر سے یہ کہنے کا حق حاصل نہیں ہے کہ ہم ہیں اسماء رضی اللہ عنہا کی بہن۔

طبقات ابن سعد کا جو حصہ اس وقت آپ کے سامنے ہے۔ یہ انہیں مقدس خواتین کا تذکرہ ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کی دادیوں، نانیوں، والدۂ محترمہ، ازواج مطہرات اور آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں اور صحابیات کے تذکرے ہیں۔ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیٹیوں کے تذکرے بھی ہیں اور کچھ صحابیات کو دیکھ کر ایمان لانے والیوں کے تذکرے ہیں۔

طبقات ابن سعد کو ہماری ابتدائی تاریخ اور بزرگ صحابہ و تابعین کے احوال میں قدیم ترین مآخذ کا مقام حاصل ہے اور پیش نظر جلد اسی کتاب کی آخری جلد ہے۔ ہم اسے اس نیت اور یقین کے ساتھ پیش کر رہے ہیں کہ ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان خاتون اسے پڑھے گی اور دیانت داری کے ساتھ اپنی زندگی کا مقابلہ ان اللہ والیوں کی زندگی سے کر کے دیکھے گی کہ اسے ان مقدس صالحات سے کیا نسبت روحانی ہے؟

میں بارگاہِ رب العزت میں شکریہ کے ساتھ سربسجود ہوں کہ اس نے مجھ جیسے نااہل کو یہ توفیق بخشی کہ اتنی گراں بہا کتاب اور آٹھ حصوں پر مشتمل طبقات ابن سعد کا یہ آخری حصہ ایسے زمانے میں پیش کیا جا رہا ہے جبکہ المیہ مشرقی پاکستان سے ہر پاکستانی کا دل و دماغ مجروح ہے اور ہم پھر نئے عزم اور نئے ولولے سے پاکستان کی تعمیر نو میں مشغول ہیں ان حالات میں صالحات و صحابیات کی پیش کش خواتین پاکستان کے ارادوں میں عزم و استقلال کی ایک نئی روح پھونک دے گی۔ اس کتاب کی تکمیل میں جن دوستوں نے پیشگی خریداری قبول کر کے میری ہمت افزائی کی ہے ان کا تہ دل سے مشکور ہوں۔

میرے بھائی عبدالستار نے جس اخلاص و محبت سے طبقات ابن سعد کی اشاعت میں میری جو اعانت فرمائی ہے اس کے شکریہ کے لیے میں الفاظ نہیں پاتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کو اس نیک کام میں تعاون کا اجر دے۔ آمین!

وما توفیقی الا باللہ

رسول اللہ ﷺ نے خواتین اسلام سے کن باتوں پر بیعت لی؟

اور

بیعت کا طریقہ

بتحدیث عبداللہ بن ادریس اودی از حصین بن عبدالرحمٰن از عامر شعبی: نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر خواتین سے بیعت لی۔

باخبار وکیع بن جراح از سفیان از منصور از ابراہیم: نبی ﷺ نے خواتین سے کپڑے کے پیچھے سے بیعت لی۔

باخبار وہب بن جریر بن حازم بتحدیث شعبہ از مغیرہ از شعبی: جب رسول اللہ ﷺ نے خواتین سے بیعت لی تو اپنے دست مبارک پر قطری چادر رکھ لی (یعنی ہاتھ چادر میں لپیٹ لیا) پھر ان سے بیعت لی' اکثر راویوں کا بیان ہے کہ آپ نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

باخبار سفیان بن عیینہ از زہری از عروہ: نبی ﷺ بیعت کے وقت عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتے تھے (یعنی خواتین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہیں لیا کرتے تھے)۔

باخبار معن بن عیسیٰ' باخبار مالک بن انس از محمد بن منکدر از امیمہ بنت رقیقہ: میں عورتوں کے ساتھ جو رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے کے لیے آئی تھیں' آئی' ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ سے ان باتوں پر بیعت کرتی ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گی' نہ چوری کریں گی' نہ زنا کریں گی' نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی' نہ ہم کسی پر الزام لگائیں گی (بہتان باندھیں گی) اور نہ ہم اچھے کاموں میں آپ کی نافرمانی کریں گی' فرمایا: جہاں تک مقدور و ممکن ہوگا (اور کہہ لو) فرماتی ہیں: ہم نے کہا: ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ ہم پر شفیق و مہربان ہیں یا رسول اللہ! آیئے ہم آپ سے بیعت کر لیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ میرا ایک عورت سے قول سو عورتوں سے قول کی طرح ہے۔

باخبار وکیع بن جراح و فضل بن دکین و محمد بن عبداللہ اسدی' بتحدیث سفیان ثوری از محمد بن منکدر' باخبار امیمہ بنت رقیقہ: میں ان عورتوں کے ساتھ جو رسول اللہ ﷺ کے پاس بیعت کرنے آئی تھیں' آئی' آپ نے وہی شرطیں متعین فرمائیں جو قرآن پاک میں ہیں کہ نہ چوری کرنا' نہ زنا کرنا' نہ اپنی اولاد کو قتل کرنا' اور نہ کسی پر بہتان باندھنا' پھر فرمایا: جہاں تک ممکن و مقدور ہو' میں بولی: رسول اللہ ﷺ ہم سے زیادہ ہم پر مہربان ہیں۔ ہم نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ہم سے مصافحہ کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ میرا ایک عورت سے قول سو عورتوں سے قول کی طرح ہے۔

باخبار معن بن عیسیٰ' باخبار مالک بن انس از ہشام بن عروہ از عروہ از صدیقہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت سے مصافحہ نہیں کیا۔

باخبار عبداللہ بن موسیٰ باخبار اسرائیل از منصور از ابراہیم: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں عورتوں سے مصافحہ کیا کرتے تھے کہ آپ کے ہاتھ پر کپڑا ہوتا تھا۔

باخبار وکیع بن جراح ویعلی بن عبید وابن نمیر' باخبار اسماعیل بن ابی خالد از قیس بن ابی حازم: جب خواتین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لیے آئیں تو آپ نے اپنے ہاتھ پر چادر پھیلا لی اوران سے چادر کے پیچھے سے بیعت کی' کچھ خواتین شرطوں سے خوفزدہ ہو کر بلا بیعت کے واپس ہو گئیں' آپ نے شرطوں کو قبول کرنے والی خواتین سے چادر کے پیچھے سے بیعت کی اور فرمایا: جنت میں تم میں سے تھوڑی جائیں گی (آپ نے انگلیاں سمیٹ کر قلت کی طرف اشارہ کیا)۔

باخبار وکیع بن جراح از عبدالحمید بن بہرام از شہر بن حوشب از اسماء بنت یزید: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

باخبار فضل بن دکین باخبار اسماعیل بن نشیط عامری بسماع شہر بن حوشب بقول اسماء: میں ان عورتوں کے ساتھ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے آئی تھیں' آئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے تشریف لائے' میری چچازاد بہن نے آپ سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا ان کے ہاتھ میں سونے کے کنگن اور سونے کی انگوٹھیاں تھیں آپ نے اپنا ہاتھ سکیڑ کر فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث قیس بن جابر از شیخ احمسی از طارق بن تیمی: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' آپ دھوپ میں تشریف فرما تھے اور ایک زرد کپڑا زیب بدن تھا جس سے آپ نے سر ڈھانپ رکھا تھا پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنے کسی حجرے کے پاس پہنچے' تو اس میں چھ خواتین تھیں' آپ نے انہیں سلام کیا اور ہاتھ پر ایک زرد کپڑا لپیٹ کر ان سے بیعت کی۔

باخبار ابوالولید' ہشام بن عبدالملک طیالسی و یحییٰ بن حماد بتحدیث ابویعقوب' اسحٰق بن عثمان' بحدیث اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن عطیہ اپنی دادی ام عطیہ سے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو خواتین انصار ایک گھر میں جمع ہوئیں پھر آپ نے ان کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا' فرماتی ہیں: عمر رضی اللہ عنہ آئے اور آپ نے دروازے پر کھڑے ہو کر ہمیں سلام کیا' ہم نے آپ کے سلام کا جواب دیا' آپ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیغامبر ہوں جسے آپ نے تمہارے پاس بھیجا' ہے' ہم نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامبر کو خوش آمدید کہتی ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم ان شرطوں کے ساتھ بیعت کرتی ہو؟ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو گی' نہ چوری کرو گی' نہ زنا کرو گی' نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گی اور نہ کسی پر بہتان باندھو گی؟ بولیں: ہاں ہاں' فرماتی ہیں: پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھر کے باہر سے ہاتھ بڑھا دیا اور ہم نے گھر کے اندر سے ہاتھ بڑھائے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ! گواہ رہ! فرماتی ہیں: اور آپ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم عید و بقر عید کے دن اپنے ساتھ جوان اور حیض والی عورتوں کو بھی عید گاہ ساتھ لیتی جائیں اور یہ بھی کہ ہم پر جمعہ فرض نہیں اور آپ نے ہمیں جنازے کے پیچھے جانے سے روک دیا۔ اسماعیل فرماتے ہیں: میں نے اپنی دادی سے پوچھا: یہ جو آپ نے فرمایا کہ عورتیں نیک کاموں میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی' اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: آپ نے ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔

باخبار عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب' باخبار حجاج بن صفوان مدنی از اسید بن ابی اسید' بر اد ایک بیعت کرنے والی خاتون سے:
رسول اللہ ﷺ نے ہم سے جو عہد لیا تھا اس میں یہ بات بھی تھی کہ ہم نیک کاموں میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی یعنی چہرہ نہ کھرچیں گی' گریبان نہ پھاڑیں گی' بال نہ بکھیریں گی اور شور وغل اور واویلا نہ کریں گی۔

باخبار یعقوب بن ابراہیم بن سعد زہری از ابراہیم بن سعد از صالح بن کیسان از حارث بن فضیل انصاری بحدیث ابن شہاب بقول عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: کیا تم مجھ سے ان باتوں پر بیعت نہ کرو گے جن پر عورتوں نے بیعت کی ہے؟ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو گے' چوری نہ کرو گے' زنا نہ کرو گے' اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے' کسی پر بہتان نہ باندھو گے اور نیک کاموں میں میری نافرمانی نہ کرو گے' ہم نے کہا: کیوں نہیں' یارسول اللہ! چنانچہ ہم نے ان باتوں پر آپ سے بیعت کی' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اس بیعت کے بعد کسی نے کوئی گناہ کیا اور اسے سزا مل گئی (یعنی حد جاری کر دی گئی) تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے گی اور جسے سزا نہیں ملی اس کا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے خواہ وہ اسے معاف فرما دے یا اس پر اسے سزا دے۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث یزید شیبانی' بسماع شہر بن حوشب' بتحدیث ام سلمہ انصاریہ: یہ ان خواتین میں شامل تھیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے چند باتوں پر بیعت لی تھی' ان کے ساتھ ان کی خالہ جان بھی تھیں' یہ رسول اللہ ﷺ سے کئی حدیثیں روایت کرتی ہیں' فرماتی ہیں: ایک خاتون نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ معروف کیا ہے جس میں آپ کی نافرمانی ہمارے لائق نہیں؟ فرمایا: نوحہ نہ کرنا۔

باخبار عارم بن فضل' باخبار حماد بن زید از ایوب از حفصہ بنت سیرین از ام عطیہ: رسول اللہ ﷺ نے بیعت کے وقت ہم سے یہ عہد لیا کہ ہم نوحہ نہ کریں' چنانچہ بجز پانچ خواتین کے کسی نے بھی عہد پورا نہیں کیا' وہ پانچ ام سلیم' ام العلاء بنت ابی سبرہ' زوجہ معاذ' ام معاذ اور ایک اور خاتون ہیں۔

باخبار عفان بن مسلم' باخبار عمرو بن فروخ' باخبار مصعب بن نوح: ہم نے اپنی ایک بوڑھی عورت کو پایا' آپ ان خواتین میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اور یہ بھی آپ سے بیعت کرنے کے لیے حاضر خدمت ہوئی تھیں فرماتی ہیں: منجملہ دیگر باتوں کے ایک یہ بات بھی تھی کہ نوحہ نہ کرنا' ایک بڑی بی بولیں: یارسول اللہ! لوگوں نے ایک مصیبت میں جس کا میں شکار ہو گئی تھی' میرا ساتھ دیا تھا اب وہ مصیبت کا شکار ہیں' میں ان کا ساتھ دینا چاہتی ہوں' فرمایا: جاؤ اور ان کا ساتھ دو چنانچہ میں گئی اور فارغ ہو کر پھر آئی اور آپ سے بیعت کی فرماتی ہیں: یہی وہ معروف ہے جس کا ذکر اللہ نے فرمایا ہے کہ (وہ معروف میں آپ کی نافرمانی نہ کریں)۔

باخبار سعید بن منصور' باخبار جریر از منصور از سالم بن ابی الجعد از ابوالملیح ہذلی: ایک خاتون نبی ﷺ کے پاس بیعت کرنے کے لیے آئیں آپ نے انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی پھر جب آپ نے فرمایا (عورتیں نیک کاموں میں آپ کی نافرمانی نہ کریں تو آپ نے فرمایا تم نوحہ نہ کرنا' وہ بولیں: یارسول اللہ! ایک عورت نے میرا ساتھ دیا ہے' کیا میں اس کا بدلہ اتاروں؟ رسول اللہ ﷺ نے توقف فرمایا حتیٰ کہ انہوں نے یہ بات دو تین بار پوچھی آخر کار آپ نے انہیں رخصت نہیں دی' پھر انہوں نے اقرار کر لیا' آپ نے اس

سے بیعت کرلی۔

باخبار معلیٰ بن اسد عمی بحدیث وہیب از ایوب از بکر بن عبداللہ: رسول اللہ ﷺ نے بیعت میں عورتوں سے اقرار کرایا کہ گریبان نہ پھاڑیں گی اور شور وغل اور واویلا نہ کریں گی اور چہرہ نہ نوچیں گی اور بیہودہ باتیں نہ بکیں گی۔

باخبار عبیداللہ بن موسیٰ' باخبار عمرو بن ابی زائدہ بسماع از شعبی: جب عورتوں نے بیعت کا ارادہ کیا تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گی (ہند بولیں: بے شک ہم اس کا اقرار کرتی ہیں) اور چوری نہ کرو گی (ہند بولیں: کبھی کبھی میں ابوسفیان کا کچھ مال چوری چھپے لے لیا کرتی ہوں) ابوسفیان بولے: تم نے میرے مال میں سے جو مال چوری لے لیا ہے وہ تمہارے لیے حلال ہے۔ اور نہ زنا کرو گی (ہند بولیں: کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے؟) اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی (ہند بولیں آپ نے انہیں قتل کیا)۔

باخبار عبداللہ بن جعفر رقی باخبار ابوالملیح از میمون بن مہران: چند خواتین حاضر خدمت رسالت ہوئیں' ان میں ایک خاتون ہند بنت عتبہ بن ربیعہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ) بھی تھیں' یہ عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئی تھیں پھر جب آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اور نہ چوری کرنا تو ہند نے کہا: یارسول اللہ! ابوسفیان بخیل آدمی ہیں اگر میں ان کی اجازت کے بغیر ان کے غلہ میں سے کچھ لے لوں تو کیا مجھ پر گناہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے تازہ کھجوروں میں انہیں رخصت دے دی' خشک کھجوروں میں نہیں دی' فرمایا: اور نہ زنا کرنا' ہند بولیں: کیا آزاد (شریف) عورت بھی زنا کرتی ہے؟ فرمایا: اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا' بولیں: آپ نے جنگ بدر کے موقعہ پر ہمارے کسی بچہ کو قتل کیے بغیر نہیں چھوڑا۔ فرمایا: اور اچھے کام میں عورتیں آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ میمون فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر نبی کی اطاعت نیک کاموں ہی میں فرض فرمائی ہے اور معروف اللہ کی اطاعت ہے۔

باخبار یعلی و محمد پسران عبیداللہ شیبانی' بحدیث محمد بن اسحٰق از شخصے از انصار اپنی والدہ سلمٰی بنت قیس سے: میں بھی انصار خواتین کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوئی' آپ نے ہم سے یہ عہد بھی لیا کہ اپنے شوہروں کو دھوکا نہ دینا' فرماتی ہیں پھر جب ہم واپس لوٹ آئیں تو ہم نے سوچا کاش ہم رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھ لیتے کہ شوہروں کو دھوکا دینا کیا ہے؟ فرمایا: شوہروں کو دھوکا دینا یہ ہے کہ غیر شوہر سے محبت کرو اور شوہر کا مال اسے ہدیہ میں دو۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار حماد بن زید از عطاء خراسانی: رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے ایک عہد یہ بھی لیا تھا کہ نوحہ نہ کریں اور خلوت میں مردوں کے ساتھ نہ بیٹھیں۔

باخبار وکیع بن جراح از ابوالاشہب و مبارک از حسن: جب نبی ﷺ نے عورتوں سے بیعت کی تو ان سے یہ عہد بھی لیا کہ صرف محرم کے ساتھ باتیں کریں۔

باخبار فضل بن دکین' بحدیث ضابی بن عمرو: ہم کسی بیماری میں حسن بصری کی بیمار پرسی کے لیے گئے آپ نے کہا جب عورتوں سے بیعت کی آیت اتری تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی اور ان سے یہ شرط بھی کی کہ مردوں سے باتیں نہ

کریں اس کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔

باخبار محمد بن فضل از ولید بن جمیع از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن: اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صدیقہ رضی اللہ عنہا دونوں مکہ معظمہ آتے تو دونوں بنت ثابت کے گھر ٹھہرا کرتے تھے' بنت ثابت ان سات عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث عبدالسلام بن حرب از یونس بن عبید از زیاد بن جبیر از سعد: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت کی تو آپ کے سامنے ایک عورت کھڑی ہوئی گویا وہ مضری خاتون ہے اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! چونکہ ہم اپنے باپوں' شوہروں اور بیٹوں پر بوجھ ہیں لہٰذا ہمارے لیے ان کا کس قدر مال حلال ہے؟ فرمایا تازہ کھجوریں جن کو تم کھا سکتی ہو اور ہدیہ کے طور پر بھی بھیج سکتی ہو۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث سفیان بن عیینہ از عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین از شہر بن حوشب از اسماء بنت یزید: نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں بھی عورتوں میں تھی' آپ نے ہمیں سلام کیا اور ہم نے آپ کو آپ کے سلام کا جواب دیا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث یعقوب بن محمد بن عبدالرحمٰن از عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ' بقول ام عمارہ: بیعت عقبہ کے دن لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا معاملہ کر رہے تھے اور عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑے ہوئے تھے پھر جب میں اور ام منیع باقی رہ گئیں تو میرے شوہر' عرفہ بن عمرو نے بلند آواز سے کہا: یا رسول اللہ! یہ دو عورتیں آپ سے بیعت کرنے کے لیے ہمارے ساتھ آئی ہیں' فرمایا میں نے جن شرطوں پر تم سے بیعت کی ہے انہیں شرطوں پر ان سے بیعت کی۔ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا' فرماتی ہیں: پھر ہم اپنے مردوں کی طرف لوٹ آئیں' راہ میں ہمیں ہماری قوم کے دو آدمی (سلیط بن عمرو اور ابوداؤد مازنی) ملے جو آپ سے بیعت کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے دیکھا کہ لوگ بیعت کر چکے ہیں' سب سے پیچھے اسعد بن زرارہ نے بیعت کی' آپ عقبہ والی رات میں ستر بیعت کرنے والوں کے سردار تھے۔

باخبار عبدالعزیز بن خطاب' بتحدیث نائلہ کوفیہ' ابوالعیزار کی آزاد کردہ لونڈی از ام عاصم از سوداء: میں بیعت کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی فرمایا خضاب کر کے (مہندی لگا کر) آؤ' چنانچہ میں خضاب کر کے آئی' پھر آپ نے مجھ سے بیعت کی۔

باخبار اسماعیل بن ابان وراق' بحدیث نائلہ از ام عاصم از سوداء: میں بیعت کرنے کے لیے حاضر دربار رسالت ہوئی' فرمایا جا کر خضاب کرو' پھر آؤ میں تم سے بیعت کرلوں گا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث اسامہ بن زید لیثی از عمرو بن شعیب از ابیہ از جدہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسلمان خواتین نے آپ سے ملاقات کی اور عرض کی کہ ہمارے مردوں نے آپ سے بیعت کرلی ہے' ہم بھی آپ سے بیعت کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتی ہیں' فرماتی ہیں پھر آپ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور اس میں اپنا دست مبارک ڈال دیا' پھر آپ نے وہ پیالہ ایک ایک عورت کو دیا' آپ نے ان سے اسی طرح بیعت کی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث سفیان بن عیینہ از ابن ابی حسین از شہر بن حوشب از اسماء بنت یزید: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی' آپ نے ہم سے یہ عہد لیا کہ ہم اللہ کے ساتھ کوئی چیز شریک نہ کریں' نہ چوری کریں' نہ زنا کریں اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں اور فرمایا: میں تم سے مصافحہ نہیں کرتا ہاں تم سے وہی اقرار کراتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے تم سے اقرار کرایا ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث اسامہ بن یزید' از داؤد بن حصین از ابوسفیان' ابن ابی احمد کے آزاد کردہ غلام بسماع ام عامر اشہلیہ: میں اور لیلیٰ بنت حطیم اور حواء بنت یزید بن سکن بن کرز بن زعوراء مغرب کے بعد اپنی اپنی چادریں اوڑھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ نے میرا نسب پوچھا' میں نے اپنا نسب بتایا اور میری دونوں سہیلیوں کا نسب بھی پوچھا' ان دونوں نے اپنا اپنا نسب بتایا آپ نے ہمیں خوش آمدید کہا اور پوچھا: کیا کام ہے؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ ہم اسلام پر آپ سے بیعت کرنے آئی ہیں کیونکہ ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتی ہیں اور آپ جو کچھ لے کر آئے ہیں اسے برحق تسلیم کرتی ہیں' فرمایا: الحمدللہ' اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام کی ہدایت فرمائی' پھر فرمایا: میں نے تم سے بیعت کر لی' ام عامر کہتی ہیں میں آپ کے قریب گئی تو آپ نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا میرا ہزار عورتوں سے قول ایک عورت سے قول کی طرح ہے' ام عامر فرمایا کرتی تھیں: ہم نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابی حبیبہ از عاصم بن عمر بن قتادہ: جن خواتین نے نبی ﷺ سے سب سے پہلے بیعت کی وہ ام سعد بن معاذ' کبشہ بنت رافع بن عبید' اور ام عامر بنت یزید بن سکن اور حواء بنت یزید بن سکن ہیں' اولاد ظفر میں سے لیلیٰ بنت حطیم ہیں اور بنو عمرو بن عوف میں سے لیلیٰ' مریم اور تمیمہ' دختران ابوالبنات ابوسفیان جو احد میں شہید ہوئے ہیں' اور شموس بنت ابو عامر راہب اور ان کی بیٹی جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح اور طیبہ بنت نعمان بن ثابت بن ابی الاقلح ہیں۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث محمد بن عبداللہ (زہری کے بھتیجے) از زہری: میں عروہ بن زبیر کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ ہبیرہ' ولید بن عبدالملک کے وزیر کے کاتب تھے' انہوں نے تحریر کے ذریعہ عروہ سے اس آیت ﴿یایھا الذین امنوا اذا جآء کم المؤمنٰت الخ﴾ یعنی اے ایمان والو! جب تمہارے پاس ہجرت کر کے مومن خواتین آئیں تو انہیں آزماؤ' آخر آیت تک) کا مطلب پوچھا' آپ نے انہیں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے دن قریش سے اس شرط پر صلح کر لی تھی کہ ان میں سے جو اپنے ولی کے بغیر مدینہ آئے گی یا آئے گا تو آپ انہیں قریش ہی کو لوٹا دیں گے چنانچہ اس شرط کے بموجب آپ مردوں کو لوٹاتے رہے لیکن جب ہجرت کر کے عورتیں آئیں اور ان کا امتحان لینے کے بعد اسلام بھی ثابت ہوا تو اللہ نے انہیں لوٹانے کی اجازت نہیں دی اور نبی ﷺ کو حکم دیا کہ جب یہ خواتین مشرکوں سے روک لی گئیں تو مسلمان مشرکوں کو ان کے مہر ادا کر دیں' اگر مشرک بھی ایسا ہی کریں' اس لیے حق تعالیٰ نے فرمایا: ﴿واسئلوا ما انفقتم﴾ یعنی تم نے ان پر جو کچھ خرچ کیا ہے وہ کافروں سے لے لو۔

اس عرصہ میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط مسلمان ہو کر مکہ سے ہجرت کر کے سرکار رسالت کی خدمت میں حاضر ہوئیں' پھر ان کے دو بھائی انہیں شرط کے بموجب واپس لانے کے لیے مدینہ پہنچے اور آپ سے ان کا مطالبہ کیا' لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ام کلثوم کو بھیجنے سے انکار فرما دیا' آخر کار دونوں ناامید ہو کر مکہ واپس چلے گئے اور قریش کو خبر کر دی' پھر قریش نے ام کلثوم

کو لانے کے لیے کسی کو نہیں بھیجا اور عورتوں کے روکے جانے کو تسلیم کر لیا' پھر فرمایا اور کافروں کو بھی اپنے اخراجات کا مسلمانوں سے مطالبہ کرنا چاہئے مسلمانو! یہ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے' اللہ تعالیٰ تم کو یہی حکم فرما رہا ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور کمال حکمت والا ہے اور اگر تمہاری کوئی بیوی تمہارے ہاتھ نہ لگے اور کافروں سے مل جائے پھر تم بدلہ کا موقعہ پاؤ تو تم انہیں ان کے خرچ کے برابر دو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں اور تم اللہ سے ڈر جاؤ جس پر تمہارا ایمان ہے' یعنی اگر تمہاری کوئی بیوی مرتد ہو کر کافروں کے پاس چلی جائے تو اگر ان کی کوئی عورت مسلمان ہو کر تمہارے پاس آ جائے پھر تم کو غنیمت یا مال فے ملے تو اس مال میں سے تم اس عورت کا جو تمہارے پاس آ گئی ہے اپنی عورت کے مہر کے عوض مہر ادا کر دو' یہ فیصلہ مومنوں نے تو مان لیا' لیکن مشرکوں نے اسے نہ مانا' مسلمانوں کے پاس مشرکوں کی جس قدر بیویاں مسلمان ہو کر آ گئی ہیں اور ان کا مہر ابھی مسلمانوں نے کافروں کو ادا نہیں کیا تو کافروں کو اتنا مال دے دو جتنا مال انہوں نے مسلمانوں کو ان کی بیویوں کے سلسلہ میں دیا ہے' ہمیں کوئی مسلمان عورت ایسی معلوم نہیں جو ایمان لانے کے بعد مرتد ہو کر کافروں کے پاس چلی گئی ہو لیکن اللہ نے یہ قانون بنا دیا کہ اگر بالفرض ایسا ہو تو ایسا کرو' پھر فرمایا کافر عورتوں کی ناموس پر قبضہ نہ کرو' اس سے غیر اہل کتاب کی عورتیں مراد ہیں' اس حکم کے اترنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ملیکہ بنت ابو اُمیہ یعنی ام عبید اللہ بن عمر کو طلاق دے دی جن سے بعد میں معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کر لیا' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنت جرول خزاعیہ کو بھی طلاق دے دی جن سے ابو جہم بن حذیفہ نے نکاح کر لیا اور عیاض بن غنم فہری نے اس دن ام الحکم بنت ابی سفیان بن حرب کو طلاق دی جن سے عبد اللہ بن عثمان ثقفی نے نکاح کر لیا اور عبد الرحمٰن بن ام الحکم پیدا ہوئے۔

باخبار عبد اللہ بن نُمیر' باخبار سفیان از ابیہ از عکرمہ (فامتحنوھن کی تفسیر میں) امتحان کی صورت یہ ہے کہ آنے والی خاتون سے اقرار کرایا جائے کہ اسے اللہ کی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی لائی ہے کسی شخص کی محبت نہیں لائی اور نہ وہ اپنے شوہر سے بھاگ کر آئی ہے۔

مسلمان، مہاجر اور بیعت کرنے والی قرشی اور انصاری عورتوں کے اسمائے گرامی اور دیگر خواتین عرب:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حسب ونسب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نسب:

آپ خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی صاحبزادی ہیں۔ باخبار ہشام بن محمد بن سائب کلبی از محمد بن سائب کلبی از ابوصالح از ابن عباس: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہیں آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت زائدہ بن اصم بن ہرم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی بن غالب بن فہم بن مالک ہیں، اور فاطمہ کی والدہ ہالہ بنت عبد مناف بن حارث بن منقذ بن عمرو بن ھصیص بن کعب لوی اور قلابہ کی والدہ عاتکہ بنت عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب لوی بن غالب ہیں اور عاتکہ کی والدہ حُطیّا ہیں یعنی ریطہ بنت کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب اور ریطہ کی والدہ نائلہ بنت حذافہ بن جمح بن عمرو بن ھصیص بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح:

نکاح سے قبل خدیجہ الکبریٰ کا ذکر ورقہ بن نوفل سے کیا گیا لیکن آپ کا ورقہ سے نکاح نہیں ہوا اور آپ کا سب سے پہلا نکاح ابو ہالہ، ہند بن نباش بن زرارہ بن وقدان بن حبیب بن سلامہ بن غوی بن جردہ بن اسید بن عمرو بن تمیم سے ہوا، آپ کے والد (خویلد) اپنی قوم میں شریف ومعزز تھے آپ مکہ میں آ بسے تھے اور بنو عبدالدار بن قصی کے حلیف بن گئے تھے اور قریش اپنے حلفاء سے شادی بیاہ کا معاملہ کرلیا کرتے تھے، ابو ہالہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ہند پیدا ہوئے، ہالہ بھی مرد ہی تھے، پھر ابو ہالہ کے بعد آپ کا نکاح عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے ہوا ان سے آپ کے ایک بچی پیدا ہوئی جس کا نام ہند تجویز کیا گیا پھر آپ سے صیفی بن امیہ بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم آپ کے چچازاد بھائی نے نکاح کرلیا، ان سے آپ کے یہاں ایک لڑکا محمد پیدا ہوا۔ اسی محمد کی اولاد کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے عالی مقام ومرتبہ کے اعتبار سے اولاد طاہرہ کہا جاتا ہے مدینہ میں ان کی نسل اور اولاد باقی تھی پھر ختم ہوگئی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ام ہند کی کنیت سے پکاری جاتی تھیں۔ باخبار محمد بن عمر بحدیث عبدالرحمٰن بن ابی الزناد از ابیہ از عروۃ از عائشۃ: خدیجہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام ہند تھی۔

باخبار محمد بن عمر، باخبار مغیرۃ بن عبدالرحمٰن اسدی اپنے گھر والوں سے: ہم نے حکیم بن حزام سے پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خدیجہ رضی اللہ عنہا میں کون بڑا تھا؟ فرمایا خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۵ سال بڑی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے میری پھوپھی پر نماز حرام ہوگئی تھی (یعنی انہیں حیض آنے لگا تھا) انہوں نے مسلمانوں کی اصطلاح وزبان میں بات کی۔

باخبار علی بن محمد بن عبداللہ قرشی، از ابو عمرو مدنی، باخبار طلحہ بن عبداللہ تیمی از ابوالبختری خزاعی وابوالزبیر از سعید بن جبیر از

ابن عباس: مکہ کی عورتیں عید کے دن جو رجب میں آتی تھی جمع ہوئیں اور عید کے احترام میں ہر رسم بجالائیں' جب یہ خواتین ایک بت کے پاس بیٹھی ہوئی پوجا کر رہی تھیں کہ اچانک ان کے سامنے ایک شخص مرد کی صورت وہیئت میں ان کے سامنے ظاہر ہوا حتیٰ کہ ان کے قریب آیا اور اس نے بلند آواز سے اعلان کیا: اے خواتین تیماء: عنقریب تمہارے شہر میں ایک نبی پیدا ہونے والا ہے جسے احمد کے نام سے پکارا جائے گا' انہیں اللہ کا پیغام پہنچانے کے لیے معبوث کیا جائے گا' لہٰذا جو خاتون ان کی زوجیت کی سعادت حاصل کر سکے ضرور حاصل کر لے۔ خواتین نے اس پر کنکریاں پھینکیں اور اس کی مذمت کی اور اسے سخت سست کہا لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کی بات سن کر نیچی نگاہ کر لی اور عورتوں نے اس کے ساتھ بدسلوکی کا جو معاملہ کیا تھا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایسا نہیں کیا۔

باخبار محمد بن عمر از موسیٰ بن شیبہ از عمیرہ بنت عبید اللہ بن کعب بن مالک از ام سعد بنت سعد بن ربیع از نفیسہ بنت امیہ ہمشیرہ یعلیٰ بن امیہ: خدیجۃ الکبریٰ ایک معزز وشریف' بڑی دولت منداور تاجرہ خاتون تھیں' آپ ملک شام مال تجارت بھیجا کرتی تھیں عوام قریش کے اونٹوں پر جس قدر مال ہوتا تھا اسی قدر ان کے تنہا اونٹوں پر ہوتا تھا آپ مردوں سے تجارت کرایا کرتی تھیں' سرمایہ آپ کا ہوتا تھا اور نفع میں آپ اور آپ کا شریک مرد دونوں برابر کے حصہ دار ہوتے تھے۔ جب رحمت عالم ﷺ پچیس سال کے ہوئے جب کہ آپ کو مکہ والے امین ہی کے لقب سے پکارا کرتے تھے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے درخواست کی کہ آپ میرے غلام میسرہ کے ساتھ میرا تجارتی مال ملک شام لے جا کر فروخت کریں' میں جو کچھ آج تک اپنے شرکاء کو دیتی آئی ہوں اس سے دگنا آپ کی خدمت میں پیش کروں گی' رسول اللہ ﷺ نے آپ کی درخواست منظور کر لی اور آپ ﷺ آپ کا مال تجارت لے کر بصرہ کی منڈی پہنچ گئے اور وہاں تمام سامان فروخت کر دیا اور وہاں سے دوسرا سامان خرید کر واپس لوٹے اس دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دگنا فائدہ ہوا اور آپ نے رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں مقررہ مال سے دگنا پیش کیا' نفیسہ فرماتی ہیں: اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بیچ والی بنا کر آپ سے نکاح کی درخواست پیش کی جو آپ نے منظور کر لی' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے چچا جان عمرو بن اسد بن عبدالعزیٰ کو بلا بھیجا' عمرو آ گئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے چچا کے پاس چلے گئے اور آپ کے کسی چچا نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح کرا دیا۔ اس سلسلہ میں عمرو نے کہا: نکاح باعث عار نہیں کہ اس سے ناک کٹے' رحمت عالم ﷺ نے شام سے واپس آ کر پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے قاسم اور عبداللہ (طاہر اور طیب) پیدا ہوئے' ان کے یہ نام اس لیے تجویز ہوئے کہ یہ اسلام میں پیدا ہوئے اور بچیوں میں زینب' رقیہ' ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں' دائی سلمٰی عقبہ کی آزاد کردہ لونڈی تھیں اور بچوں کی پیدائش سے قبل ہی دودھ پلانے والی عورتوں کو یہی تلاش کر کے لاتی تھیں اور ہر دو بچوں کے درمیان ایک سال کا وقفہ ہوتا تھا۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار محمد بن عبداللہ بن مسلم از محمد از جبیر بن مطعم وبتحدیث ابن ابی الزناد از ہشام بن عروہ از عائشہ' وبتحدیث ابن ابی حبیبہ از داؤد بن حصین از عکرمہ از ابن عباس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا عمرو بن اسد نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کرایا کیونکہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد جنگ فجار میں کام آ گئے تھے محمد بن عمر فرماتے ہیں: اس پر ہمارے اصحاب کا اجماع ہے اور اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔

باخبار ہشام بن محمد بن سائب از محمد بن سائب از ابوصالح از ابن عباس: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت خدیجہ رضی اللہ عنہا ۲۸ سال کی تھیں' آپ نے تقریباً پانچ سو درہم مہر پر خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' آپ کی تمام بیویوں کے اسی قدر مہر باندھے گئے' محمد بن عمر اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں' ہمارا اور ہمارے آس پاس کے علماء کا قول ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا واقعہ فیل سے ۱۵ سال قبل پیدا ہوئیں اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت چالیس سال کی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار منذر بن عبداللہ حزامی از موسیٰ بن عقبہ از ابوحبیبہ' مولیٰ زبیر بسماع حکیم بن حزام: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ ۲۵ سال کے تھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چالیس سال کی تھیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مجھ سے دو سال بڑی تھیں آپ واقعۂ فیل سے ۱۸ سال قبل پیدا ہوئی تھیں اور میری ولادت ۱۳ سال قبل ہوئی تھی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث معمر از زہری از عروہ از صدیقہ: خواتین میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہونے والی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ باخبار محمد بن عمر' از ابن ابی الذئب از زہری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں چھپ کر نماز پڑھتے رہے جب تک اللہ کی اس سلسلہ میں مشیت رہی۔

باخبار یحییٰ بن فرات قزاز' بحدیث سعید بن خشیم ہلالی از اسد بن عبیدہ بجلی از ابن یحییٰ بن عفیف از عفیف کندی: میں مکہ میں اپنی بیوی کے لیے کپڑے اور عطر خریدنے کے لیے آیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرا' فرماتے ہیں: میں ان کے گھر سے بیت اللہ کو دیکھ رہا تھا سورج کے ارد گرد حلقہ تھا اور وہ بلند ہو گیا تھا اتنے میں ایک نوجوان آتا ہے اور کعبہ اقدس کے قریب جا کر آسمان کی طرف اپنا سر اٹھاتا ہے اور دیکھتا ہے پھر کھڑے کھڑے قبلہ رُخ ہو کر نیت باندھ لیتا ہے حتیٰ کہ ایک بچہ آ کر آپ کے دائیں طرف کھڑا ہو جاتا ہے' پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک خاتون آ کر دونوں کے پیچھے کھڑی ہو جاتی ہیں پھر یہ نوجوان رکوع کرتا ہے اور وہ بچہ اور خاتون بھی رکوع میں چلے جاتے ہیں' پھر وہ نوجوان سر اٹھاتا ہے اور وہ بچہ اور وہ خاتون بھی رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر وہ نوجوان سجدہ میں گر جاتا ہے اور وہ دونوں بھی سجدے میں گر جاتے ہیں' فرماتے ہیں' میں بولا: عباس! میں ایک بڑی بات دیکھ رہا ہوں عباس: بڑی بات' کیا تم اس نوجوان کو جانتے ہو؟ میں بولا: نہیں' مجھے معلوم نہیں' بولے: یہ میرے بھتیجے' محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں' کیا تم اس بچہ کو جانتے ہو؟ میں بولا نہیں' فرمایا: یہ میرے بھتیجے علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب ہیں' کیا تم اس خاتون کو پہچانتے ہو؟ میں بولا: نہیں' فرمایا: یہ میرے اس بھتیجے کی اہلیہ خدیجہ بنت خویلد ہیں' میرے اس بھتیجے کا جو تمہارے سامنے ہیں خیال ہے کہ ان کے پروردگار نے جو آسمان وزمین کا پروردگار ہے انہیں اس دین کا حکم فرمایا ہے اس لیے وہ اس پر قائم ہیں اللہ کی قسم میرے علم میں روئے زمین پر اس دین کو (اس وقت) ماننے والے یہی تین اشخاص ہیں' عفیف کہتے ہیں: اس کے بعد مجھے رہ رہ کے خیال آتا تھا کہ کاش میں چوتھا ہوتا۔

باخبار محمد بن عمر از محمد بن صالح وعبدالرحمن بن عبدالعزیز: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ہجرت سے تین سال قبل دس رمضان المبارک کو ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث معمر بن راشد از زہری از عروہ از صدیقہ: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال نماز فرض ہونے سے قبل

ہجرت سے تین سال پہلے ہو گیا تھا۔

باخبار محمد بن عمرؒ باخبار منذر بن عبداللہ حزامی از موسیٰ بن عقبی از ابوحبیبہ: مولیٰ زبیر بسماع حکیم بن حزام: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ۶۵ سال کی عمر میں رمضان ۱۰ نبوی میں انتقال فرمایا پھر ہم آپ کا جنازہ آپ کے گھر سے لے کر نکلے اور آپ کو حجون میں دفن کیا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی قبر میں اترے' اس زمانہ میں جنازے پر نماز پڑھنے کا حکم نہیں تھا' پوچھا گیا: ابوخالد! یہ کب کا واقعہ ہے؟ فرمایا تقریباً ہجرت سے تین سال قبل کا واقعہ ہے یعنی بنو ہاشم کے شعب ابوطالب سے نکلنے کے کچھ دنوں کے بعد کا' فرماتے ہیں: آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی زوجہ مطہرہ تھیں اور آپ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی سے ہے بجز حضرت ابراہیم بن ماریہ کے' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام ہند تھی کیونکہ آپ کے سابق شوہر ابوہالہ تمیمی سے ہند پیدا ہوئے تھے۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا:

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد ہیں' آپ نبوت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں جس سال قریش بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے۔

باخبار مسلم بن ابراہیم' بتحدیث منذر بن ثعلبہ از علباء بن احمر یشکری: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیام ڈالا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے عقد کے بارے میں فیصلہ الٰہی کا منتظر ہوں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا پیام اور آپ کا جواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے دہرایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم پیام ڈال کر دیکھو' چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیام ڈالا تو آپ نے وہی جواب دیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیا تھا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں بھی انکار فرما دیا' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا: تم فاطمہ رضی اللہ عنہا پر پیام ڈالو' حضرت علیؓ بولے: کیا حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بعد میں اپنا پیام ڈالوں؟ گھر والوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری قرابت قریب کی ہے آخر کار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیام ڈالا اور آپ نے ان کا نکاح علی سے کرا دیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹ اور کچھ خانگی سامان ۴۸۰ درہم میں فروخت کیا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ۲/۳ درہموں کی خوشبو خرید لو اور ۱/۳ کا دیگر سامان فراہم کر لو۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث موسیٰ بن قیس حضرمی' بسماع حجر بن عنبس (موسیٰ فرماتے ہیں حجر نے عہد جاہلیت میں خون کھایا ہے اور آپ جنگ جمل و صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے) حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام ڈالا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی! فاطمہ تمہارے لیے ہے' میں جھوٹا نہیں' آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ آپ نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پیام سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وعدہ فرما لیا تھا۔

باخبار وکیع بن جراح از عباد بن منصور' بسماع عطاء: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیام لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ علی تمہارا ذکر کر رہے تھے' آپ خاموش رہیں پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آپ سے نکاح کرا دیا۔

باخبار سفیان بن عیینہ از ابن نجیح از ابونجیح از شخصے از علی: میں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی پر پیام ڈالوں' میں نے کہا میرے پاس کچھ بھی نہیں' فرمایا: کیسے؟ فرماتے ہیں پھر مجھے آپ کے بھیجے ہوئے تحائف یاد آ گئے اور میں نے پیام ڈال دیا' پوچھا: تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں بولا: نہیں' فرمایا تمہاری حطمیہ زرہ کہاں گئی؟ جو فلاں فلاں دن میں نے تم کو دی تھی' میں بولا: وہ

تو میرے پاس ہے' فرمایا: وہی فاطمہ کو دے دو' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دے دی۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار جریر بن حازم' باخبار ایوب از عکرمہ! جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیام ڈالا تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کتنا مہر دو گے؟ بولے: مہر میں دینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں' فرمایا تمہاری حطمیہ زرہ جو میں نے تم کو تحفہ کے طور پر دی تھی' کہاں گئی؟ بولے وہ تو میرے پاس ہے' فرمایا وہی مہر میں دے دو چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ مہر میں دے دی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا' عکرمہ فرماتے ہیں اس زرہ کی قیمت چار درہم تھی۔

باخبار معن بن عیسیٰ' بتحدیث جریر بن حازم از ایوب از عکرمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مہر میں ایک زرہ دی جس کی قیمت چار درہم تھی۔ باخبار معن بن عیسیٰ' بتحدیث محمد بن مسلم از عمرو بن دینار از عکرمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے لوہے کی ایک زرہ پر نکاح کیا۔

باخبار وکیع بن جراح از علی بن مبارک از یحییٰ بن ابی کثیر از عکرمہ: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی چاہی تو آپ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ دو بولے میرے پاس کچھ نہیں' فرمایا: تمہاری حطمیہ زرہ کہاں گئی؟

باخبار ابوغسان مالک بن اسماعیل نہدی' بتحدیث عبدالرحمٰن بن حمید رواسی' بتحدیث عبدالکریم بن سلیط از ابن بریدہ از بریدہ: کچھ انصار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: تمہارے سامنے فاطمہ ہیں' چنانچہ آپ حاضر دربار رسالت ہوئے' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا کام ہے؟ بولے: فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے سامنے ذکر کیا گیا ہے (مجھے آپ اپنی فرزندی میں قبول فرما لیجئے) آپ نے اس پر مسرت کا اظہار کیا اور علی کو مرحبا واھلاً کہا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان انصار کے پاس گئے جنہوں نے آپ کو یہ مشورہ دیا تھا اور نتیجہ سننے کے انتظار میں بیٹھے تھے' انصار بولے: کیا خبر لائے ہو؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نتیجہ تو مجھے معلوم نہیں البتہ میرے پیام پر آپ نے میرا خیر مقدم ضرور فرمایا ہے' انصار بولے: تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرحبا کہنا یا اھلاً کہنا ہی کافی ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح کرنے کے بعد آپ نے فرمایا: دولہا کے لیے ولیمہ کرنا ضروری ہے' سعد بولے: میرے پاس ایک مینڈھا ہے (میں اسے پیش کرتا ہوں) اور انصار نے جوار کے کچھ صاع جمع کردیئے' پھر جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وداع کردیا گیا تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے آنے تک کچھ نہ کرنا' پھر آپ نے پانی کا برتن منگا کر وضو کیا اور وضو کا پانی ایک برتن میں جمع کیا پھر وہ پانی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ڈالا اور یہ دعا کی اے اللہ ان دونوں میں برکت عطا فرما اور ان دونوں پر برکت نازل فرما' اور ان دونوں کی نسل کو برکت عطا فرما۔ مالک بن اسماعیل فرماتے ہیں: میرے پاس ان کا کچھ نسب ہے۔

باخبار خالد بن مخلد' بحدیث سلیمان' بحدیث جعفر بن محمد از محمد: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مہر میں لوہے کی ایک زرہ دی اور ایک بوسیدہ چادر دی۔ باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید از ایوب از عکرمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب ان کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کیا: فاطمہ کو اپنی حطمیہ زرہ دے دو۔ باخبار حسن بن موسیٰ' بتحدیث زہیر از جابر از محمد بن علی: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ایک بکری کے چمڑے پر اور ایک بوسیدہ چادر پر نکاح کیا۔

باخبار وکیع بن جراح از منذر بن ثعلبہ از علباء بن احمر یشکری: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے

موقعہ پر اپنا ایک اونٹ ۴۸۰ درہم میں فروخت کیا' نبی ﷺ نے فرمایا اس رقم کا دو تہائی خوشبو پر صرف کرو اور ایک تہائی کپڑوں پر۔

باخبار ابو اسامہ از مجالد از عامر از علی: جب میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو بجز مینڈھے کی کھال کے میرے اور ان کے لیے کوئی بستر نہ تھا ہم رات کو اسی پر سو جاتے تھے اور دن کو اس پر اونٹ کو چارا رکھ دیا کرتے تھے اور ہمارے پاس کوئی خادم بھی نہ تھا۔

باخبار محمد بن فضل از یحیٰ بن سعید از محمد بن ابراہیم: نبی ﷺ کی صاحبزادیوں کا اور ازواج مطہرات کا پانچ پانچ سو درہم مہر تھا یعنی ساڑھے بارہ اوقیہ (ایک اوقیہ ۴۰ درہم کے برابر)۔

باخبار عبدالوہاب بن عطاء از سعید بن ابی عروبہ از ایوب از عکرمہ: جب نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرایا تو آپ نے فرمایا: فاطمہ کو کچھ دو' علی بولے: یارسول اللہ! میرے پاس کچھ نہیں' فرمایا: تمہاری حطمیہ زرہ کہاں گئی؟

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی از محمد بن عمر بن علی: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رجب میں مدینہ میں نبی ﷺ کی آمد کے پانچ ماہ بعد نکاح کیا اور جنگ بدر سے واپس آ کر رخصتی ہوئی' رخصتی کے وقت حضرت فاطمہ ۱۸ سال کی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابراہیم بن شعیب از یحیٰ بن شبل از ابو جعفر: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ ابو ایوب انصاری کے مکان میں تقریباً ایک سال ٹھہرے پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا تو آپ نے علیؓ سے فرمایا: کوئی گھر تلاش کر لو' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گھر تلاش کر لیا اور نبی ﷺ سے کچھ دنوں کے بعد اس میں منتقل ہو کر اسی میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی پھر رحمت عالم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں تمہیں اپنے پاس لانا چاہتا ہوں' حضرت فاطمہؓ نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ حارثہ بن نعمان سے فرمائیں کہ تم میرے پاس سے منتقل ہو جاؤ' نبی ﷺ نے فرمایا: حارثہ ہمارے پاس سے (ایک دفعہ) منتقل ہو چکے ہیں اب مجھے ان سے شرم آتی ہے کہ ان سے منتقل ہونے کو کہوں' یہ خبر حارثہ تک بھی پہنچ گئی اور آپ گھر خالی کر کے دوسری جگہ منتقل ہو گئے اور نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے یارسول اللہ! مجھے خبر لگی ہے کہ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس منتقل کرنا چاہتے ہیں' یہ میرے گھر ہیں اور یہ بنو نجار کے گھروں میں آپ سب سے زیادہ قریب ہیں اور میں اور میرا مال اللہ اور اس کے رسول ہی کے لیے ہے' یارسول اللہ! اللہ کی قسم آپ مجھ سے جو مال لے لیں وہ مجھے اس مال سے بہت زیادہ پیارا ہے جسے آپ چھوڑ دیں' نبی ﷺ نے فرمایا تم سچے ہو حق تعالیٰ تم پر اپنی برکت نازل فرمائے' چنانچہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حارثہ کے گھر میں بلا لیا۔

باخبار محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک' از محمد بن موسیٰ از عون بن محمد بن علی بن ابو طالب از ام جعفر از اسماء بنت عمیس: جب تمہاری دادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بنا سنوار کر تمہارے دادا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا گیا تو ان دونوں کے بستر اور تکیوں میں کھجور کی چھال کا بھراؤ تھا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس زمانہ میں سب سے بڑھیا ولیمہ کیا تھا آپ نے ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھ کر اور اس

سے کچھ جو لے کر ولیمہ کیا تھا۔

باخبار انس بن عیاض از جعفر بن محمد: جب علی نے فاطمہ سے خلوت کی تو دونوں کا بستر ایک مینڈھے کی کھال تھی جب دونوں سونا چاہتے تو اسے اپنی اون پر الٹ لیا کرتے تھے اور تکئے چمڑے کے تھے جن میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ باخبار عبید اللہ بن موسیٰ' باخبار اسرائیل از جابر از محمد بن علی: فاطمہ کے مہر میں ایک بوسیدہ یمنی منقش چادر اور بکری کی ایک کھال تھی۔

باخبار عبدالوہاب بن عطاء از سعید بن ابی عروبہ از ابو یزید مدینی (غالباً) از عکرمہ: جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرایا تو آپ کے جہیز میں تاروں سے بندھی ہوئی چارپائی اور چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے اور چمڑے کا ایک لگن اور ایک گھڑا بھی تھا' لوگ مقام بطحاء میں آئے اور ان چیزوں کو گھر میں رکھ دیا' نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہہ دیا تھا کہ میرے آنے تک فاطمہ کے قریب نہ جانا' یہودی دولہا کو دولہن سے چھڑائے رکھتے تھے' جب فاطمہ رخصت ہو کر آ گئیں تو دولہا دولہن کچھ دیر تک گھر کے ایک کونے میں بیٹھے رہے' پھر رسول اللہ ﷺ نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا ام ایمن دروازے کے پاس گئیں آپ نے پوچھا کیا یہاں میرے بھائی ہیں؟ ام ایمن بولیں اب علی آپ کے بھائی کیسے ہو سکتے ہیں آپ نے تو اپنی بچی کا ان سے نکاح کرا دیا ہے' فرمایا: ہاں وہ اسی طرح ہیں پھر آپ نے پوچھا: کیا اسماء بنت عمیس ہیں؟ ام ایمن نے کہا: ہاں' ہیں' آپ نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور پانی منگوایا' پانی یا تو لگن میں لایا گیا یا کسی اور برتن میں' رسول اللہ ﷺ نے اس میں کلی کی' اور اس میں اپنا دست مبارک ڈالا' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر اس پانی کو آپ کے کندھوں پر سینہ پر اور ہاتھوں پر ڈالا' پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا آپ شرماتی ہوئی اور کپڑوں میں الجھتی ہوئی آئیں' آپ نے حسب سابق ان پر بھی پانی ڈالا' پھر ارشاد فرمایا: فاطمہ! میں نے اپنی بہترین اصل سے تمہارا نکاح کرانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

باخبار سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی' بتحدیث عمر بن صالح' بتحدیث سعید بن ابی عروبہ از قتادہ از سعید بن مسیّب از ام ایمن: رحمت عالم ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ کا علی سے نکاح کرایا۔ اور آپ کو حکم فرما دیا کہ میرے آنے تک فاطمہ کے پاس نہ جائیں' پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی' اجازت دے دی گئی (یہودی دولہا کو دولہن سے کچھ دن چھڑائے رکھتے تھے) پوچھا کیا یہاں میرے بھائی ہیں؟ ام ایمن بولیں: یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان' آپ کے بھائی کون ہیں؟ فرمایا: علی' بولیں: علی آپ کے بھائی کیسے ہو سکتے ہیں جب کہ آپ نے اپنی بچی سے ان کا نکاح کرا دیا ہے' فرمایا: ام ایمن: بات یہی ہے پھر آپ نے برتن میں پانی منگوایا اور اس میں اپنے دونوں ہاتھ دھوئے پھر آپ نے علی کو بلایا' علی آپ کے سامنے آ کے بیٹھ گئے آپ نے اس پانی میں سے تھوڑا سا پانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینہ پر اور کندھوں کے درمیان چھڑکا' پھر آپ نے فاطمہ کو بلایا' آپ بلا دوپٹہ کے لجاتی اور شرماتی ہوئی تشریف لائیں حتیٰ کہ آپ نے اس پانی میں کچھ ان پر بھی چھڑکا پھر فرمایا اللہ کی قسم میں نے اپنی بہترین آل سے تمہارا نکاح کرانے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا' ام ایمن فرماتی ہیں: آپ نے مجھے جہیز کی تیاری پر مامور فرمایا' میں نے جو جہیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے تیار کیا اس میں ایک تکیہ بھی تھا جس کے اندر کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے اور ایک دری تھی جو آپ کے گھر میں بچھا دی گئی تھی۔

باخبار موسیٰ بن اسماعیل' بتحدیث دارم بن عبدالرحمٰن بن ثعلبہ حنفی ایک ایسے شخص سے جس کے انصار ماموں ہیں بخبر از جدۂ من: میں بھی ان عورتوں میں شامل تھی جنہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دلہن بنایا تھا' آپ کو دو چادریں دی گئی تھیں جو زعفران میں رنگی ہوئی تھیں اور چاندی کے دو باز و بند تھے پھر ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئیں تو گھر میں چبوترے پر بکری کی ایک کھال تھی اور ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور ایک مشکیزہ' ایک چھلنی' ایک رومال اور ایک پیالہ تھا۔

باخبار سفیان بن عیینہ از عمرو از عکرمہ: علی نے لوہے کی ایک زرہ سے فاطمہ کو حلال کر لیا تھا (یعنی مہر میں لوہے کی زرہ دی تھی)۔

باخبار ہوذہ بن خلیفہ' بتحدیث عوف از عبداللہ بن عمرو بن ہند: جس شب فاطمہ دلہن بنا کر علی کے پاس بھیجی گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا: میرے آنے تک کوئی نئی بات نہ کرنا تھوڑی دیر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ پر پہنچ کر کھڑے ہو گئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی اور اندر تشریف لے گئے دیکھا علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دور ایک گوشہ میں ہیں آپ نے ان سے فرمایا: مجھے یقین تھا کہ تم اللہ سے اور اس کے رسول سے ڈرتے ہو پھر آپ نے پانی منگا کر مضمضہ کیا اور اس پانی میں کلی کی اور وہ پانی دولہا دولہن دونوں کے سینوں پر چھڑکا۔

باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث حماد بن سلمہ' باخبار عطاء بن سائب از سائب از علی: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نکاح فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کرایا تو ان کے ساتھ ایک روئیں دار چادر ایک چمڑے کا تکیہ جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی' دو چکیاں' ایک مشکیزہ اور دو گھڑے بھیجے ایک دن علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں کنوئیں سے پانی کھینچتے کھینچتے اپنے سینہ میں تکلیف محسوس کرنے لگا' آپ کے والد کے پاس قیدی آئے ہیں آپ جا کر ان سے ایک قیدی مانگ لائیں' چنانچہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں آپ نے پوچھا: پیاری بچی کیا کام ہے؟ آپ کو خادم مانگنے سے شرم آئی اور بولیں سلام کرنے کے لیے حاضر ہوئی ہوں اور بلا سوال کے لوٹ آئیں' علیؓ نے پوچھا: کیا کر کے آئیں بولیں مجھے سوال سے شرم آئی پھر دونوں حاضر خدمت ہوئے' علیؓ بولے: یارسول اللہ پانی کھینچتے کھینچتے میں اپنے سینہ میں تکلیف محسوس کرنے لگا' فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں: یارسول اللہ! اللہ کی قسم چکی پیستے پیستے میرے ہاتھ بھی گھس گئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے قیدی عطا فرما کر وسعت بخشی ہے آپ ہمیں بھی ایک خادم عطا فرما دیں' فرمایا میں اصحاب صفہ کو جورات کو بھوکے سوتے ہیں اور میرے پاس ان کے لیے کچھ نہیں ہوتا' چھوڑ کر تم کو کوئی غلام نہیں دوں گا' بلکہ میں یہ غلام بیچ کر ان کی قیمت اصحاب صفہ پر خرچ کروں گا' آخرکار دونوں واپس چلے گئے پھر آپ ان کے پاس رات میں پہنچے جب کہ دونوں سونے کے لیے لیٹ گئے تھے اور ایک چادر اوڑھ لی تھی جس سے سر تو ڈھک لیے تھے مگر اوچھی ہونے کی وجہ سے پیر کھلے ہوئے تھے اور اگر پیر ڈھکتے تھے تو سر کھل جاتے تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر دونوں نے اٹھنا چاہا آپ نے فرمایا اپنی جگہ پر قائم رہو' کیا میں تم کو غلام کے سوال سے بہتر چیز کی خبر نہ دوں؟ دونوں بیک زبان بولے: ضرور بتایئے فرمایا یہ چند کلمے ہیں جو مجھے جبرئیل نے سکھائے ہیں ہر نماز کے بعد دس دفعہ سبحان اللہ دس دفعہ الحمد للہ اور دس دفعہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو اور جب سونے کے لیے لیٹو تو ۳۳ بار سبحان اللہ' ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو' علی فرماتے ہیں: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کلمے سکھائے ہیں میں نے کبھی یہ کلمے نہیں چھوڑے' آپ سے ابن کواء نے پوچھا: کیا جنگ صفین کی شب کو بھی؟ فرمایا: اے عراقیو اللہ تمہیں غارت کرے' ہاں جنگ صفین کی شب کو بھی

میں نے یہ کلمے نہیں چھوڑے۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار جریر بن حازم بتحدیث عمرو بن سعید: علی رضی اللہ عنہ ' فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سختی سے پیش آتے تھے' بولیں: میں رسول اللہ ﷺ سے تمہاری شکایت کروں گی چنانچہ فاطمہ شکایت کرنے کے لیے تشریف لے گئیں' علی ان کے پیچھے پیچھے ہولیے اور ایک ایسی جگہ ٹھہر گئے جہاں سے دونوں کی باتیں بخوبی سن سکیں' حضرت فاطمہؓ نے علی کی شدت وسنگدلی کی شکایت کی فرمایا پیاری بچی خوب غور سے سن لو اور سمجھ لو کسی ایسی عورت کی جو اپنے شوہر کی مرضی کے مطابق نہ کرے کوئی سرداری نہیں' علی کہتے ہیں: پھر میں نے وہ تمام حرکتیں چھوڑ دیں جو کیا کرتا تھا اور میں نے تہیہ کرلیا کہ اب کبھی کوئی ایسی حرکت نہیں کروں گا جس سے فاطمہؓ کے دل کو ٹھیس لگے۔

باخبار عبیداللہ بن موسیٰ' باخبار عبدالعزیز بن سیاہ از حبیب بن ابی ثابت: ایک دفعہ علی اور فاطمہ میں کچھ تو تو میں میں ہوگئی پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے' علیؓ نے آپ کے لیے بستر بچھادیا آپ اس پر لیٹ گئے پھر فاطمہ آئیں اور ایک طرف کو لیٹ گئیں اور علی بھی آکر ایک طرف کو لیٹ گئے آپ نے علی کا ہاتھ پکڑ کر ان کی ناف پر رکھا اور فاطمہ کا ہاتھ پکڑ کر علی کی ناف پر رکھا اور دونوں کو سمجھاتے رہے حتیٰ کہ دونوں میں صلح کرادی' پھر آپ تشریف لے آئے' آپ سے پوچھا گیا کہ آپ ایک حال پر رنجیدہ داخل ہوئے تھے اور جب آپ نکلے تو آپ کا چہرہ شگفتہ تھا' فرمایا: کیوں نہ ہو' میں نے ان دو شخصوں میں جو مجھے سب سے زیادہ پیارے ہیں صلح کرادی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ از یحییٰ بن شبل از ابوجعفر: عباس' علی کے پاس گئے' حضرت فاطمہؓ علیؓ سے فرمانے لگیں: میں تم سے بڑی ہوں' عباسؓ بولے: فاطمہ تم تو اس سال پیدا ہوئیں جس سال قریش کعبہ بنا رہے تھے اور نبی ﷺ ۳۵ سال کے تھے اور علی اس واقعہ سے کئی سال قبل پیدا ہوئے۔

محمد بن عمر: علی کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حسن' حسین' ام کلثوم اور زینب پانچ بچے پیدا ہوئے۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث زکریا بن ابی زائدہ از فراس از شعبی از مسروق از صدیقہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اتنے میں فاطمہ آئیں گویا آپ کی چال رسول اللہ ﷺ کی سی چال تھی' آپ نے فرمایا آؤ آؤ مرحبا اور آپ نے ان کو اپنے دائیں یا بائیں بٹھالیا اور ان سے کچھ آہستہ سے کہا جسے سن کر وہ رونے لگیں پھر کچھ آہستہ سے کہا اور وہ ہنسنے لگیں' فرماتی ہیں: میں نے کہا: میں نے ایسی ہنسی جو رونے سے بالکل قریب ہو کبھی نہیں دیکھی' رسول اللہ ﷺ نے خاص طور سے ایک بات تم سے کہی پھر تم رونے لگیں' میں نے ان سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے تم سے چپکے سے کیا بات کہی تھی؟ بولیں: میں ایسی نہیں کہ آپ کا راز کھول دوں' پھر جب رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے تو میں نے پھر ان سے پوچھا' بولیں آپ نے فرمایا تھا کہ ہر سال جبرئیل ایک بار میرے سامنے قرآن پڑھا کرتے تھے مگر اس سال دو بار پڑھا ہے میرے خیال میں میری موت قریب ہی آ گئی ہے' میں تمہارے لیے بہترین راہ ہموار کرنے والا ہوں اور میری اہل بیت میں تم سب سے پہلے مجھ سے ملوگی' یہ سن کر میری آنکھیں ڈبڈبا آئیں پھر فرمایا: کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تم اس امت کی یا دنیا کی خواتین کی سردار بن کر رہو اس پر مجھے ہنسی آ گئی۔

باخبار محمد بن عمر از عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ بسماع عبدالرحمٰن اعرج (مدینہ میں اپنی مجلس میں) رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ اور علی کو خیبر میں جو اور کھجوروں کے تین سو وسق (وسق: ۶۰ صاع کے) دیئے جن میں جو ۸۵ وسق تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دو سو وسق دیئے۔

باخبار عبداللہ بن نمیر' بتحدیث اسماعیل از عامر: جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار پڑیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کی بیمار پرسی کے لیے آئے اور دروازہ پر آ کر اندر آنے کی اجازت مانگی' علی نے کہا: دروازہ پر ابوبکر ہیں' اگر تم چاہو تو انہیں بلا لو' بولیں: کیا یہ بات تم کو پسند ہے؟ فرمایا: ہاں' چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کے آگے عذر پیش کیا اور ان سے باتیں کیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ سے راضی ہو گئیں۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار ابراہیم بن سعد از محمد بن اسحٰق از علی بن فلاں بن ابی رافع اپنے باپ سے اور وہ سلمٰی سے: حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئیں' وفات والے دن علی باہر چلے گئے تو فاطمہ مجھ سے بولیں امی جان! مجھے غسل کرا دیجئے چنانچہ میں نے پانی ڈالا اور آپ نے خوب مل دل کر اچھی طرح غسل فرمایا پھر فرمایا میرے پاس میرے نئے کپڑے لے آیئے میں کپڑے لے آئی آپ نے کپڑے بدلے اور فرمایا میری چار پائی گھر کے درمیان بچھا دیجئے' میں نے حکم کی تعمیل کی پھر آپ چار پائی پر قبلہ رخ لیٹ کر بولیں: امی جان اب میں فوت ہو جاؤں گی' میں نے غسل کر لیا ہے لہٰذا کوئی میرا جسم نہ کھولے پھر آپ فوت ہو گئیں' پھر علی آئے' میں نے آپ کو آپ کی وفات کی خبر دی فرمایا اللہ کی قسم اب آپ کے جسم کا کوئی حصہ کوئی غسل کے لیے نہیں کھولے گا' پھر آپ نے ان کی نعش کو اٹھا کر دفن کر دیا نیا غسل نہیں دیا۔

باخبار عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب بتحدیث عبدالعزیز بن ابی حازم از محمد بن موسیٰ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا۔

باخبار یعقوب بن ابراہیم بن سعد زہری از ابراہیم بن سعد از صالح بن کیسان از ابن شہاب بخبر عروہ بن زبیر بخبر صدیقہ: حضرت فاطمہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ رسول اللہ ﷺ جو مال نے چھوڑ گئے ہیں اس میں سے میرا حصہ دے دیا جائے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ہم مورث نہیں بنائے جاتے' ہم جو کچھ مال چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے' اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہو گئیں اور رحمت عالم ﷺ کی وفات کے بعد چھ ماہ بعد زندہ رہیں۔

باخبار سفیان بن عیینہ' از عمرو از زہری: فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی وفات کے بعد تین ماہ زندہ رہیں۔ باخبار سفیان بن عیینہ از عمرو از ابوجعفر: چھ ماہ زندہ رہیں۔ باخبار محمد بن عمر بحدیث ابن جریج از عمرو بن دینار از ابوجعفر: نبی ﷺ کے تین ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث معمر از زہری از عروہ: فاطمہ نبی ﷺ کے ۶ ماہ بعد فوت ہوئیں۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نزدیک قابل اعتماد ہیں' آپ نے ۱۱ھ میں تقریباً ۲۹ سال کی عمر میں ۳ رمضان کو منگل کی شب کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار عمر بن محمد بن عمر بن علی از محمد بن عمر بن علی از علی بن حسین از ابن عباس: فاطمہ سب سے پہلی خاتون ہیں

جن کے لیے نعش بنائی گئی۔ آپ کے لیے نعش اسماء بنت عمیس نے بنائی تھی انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا کہ عورت کے لیے نعش بنائی جاتی ہے۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز از عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم از عمرہ بنت عبدالرحمٰن: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازے کی نماز عباس بن عبدالمطلب نے پڑھائی اور انہیں قبر میں عباس، علی اور فضل بن عباس نے اتارا۔

باخبار محمد بن عمر، بتحدیث معمر از زہری از عروہ از عائشہ: فاطمہ کی قبر میں علی، عباس اور فضل اترے تھے۔ باخبار محمد بن عمر بتحدیث معمر از زہری از عروہ: حضرت فاطمہ کی نماز علی نے پڑھائی تھی۔

باخبار محمد بن عمر، بتحدیث قیس بن ربیع از مجالد از شعبی: فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تھی۔

باخبار شبابہ بن سوار، بتحدیث عبدالاعلیٰ بن ابی المساور از حماد از ابراہیم: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازے کی نماز پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔

باخبار مطرف بن عبداللہ یساری، بتحدیث عبدالعزیز بن ابی حازم از محمد بن عبداللہ از زہری: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات میں دفن کیا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دفن کیا۔ باخبار انس بن عیاض، بتحدیث یونس بن یزید ایلی از ابن شہاب: حسب سابق، باخبار محمد بن عبداللہ اسدی بتحدیث سفیان از معمر از زہری از عروہ: علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات میں دفن کیا۔ باخبار عبیداللہ بن موسیٰ و وکیع، بتحدیث اسرائیل از جابر از محمد بن علی: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رات میں دفن کی گئیں۔

باخبار وکیع از موسیٰ بن علی اپنے کسی ساتھی سے: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رات میں دفن کی گئیں۔ باخبار ابوداؤد عمر بن سعد حفری از سفیان از معمر از زہری از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات میں دفن کیا۔

باخبار محمد بن مصعب، بتحدیث اوزاعی از یحییٰ بن سعید: فاطمہ رضی اللہ عنہا رات میں دفن کی گئیں۔

باخبار محمد بن عمر، بتحدیث عمر بن محمد بن عمر بن علی از محمد بن عمر بن علی از علی بن حسین: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: تم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کب دفن کیا؟ فرمایا رات میں جب کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا تھا، میں نے پوچھا: جنازے کی نماز کس نے پڑھائی تھی؟ فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے۔

باخبار محمد بن عمر: میں نے عبدالرحمٰن بن موالی سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر بقیع میں اس مسجد کے پاس ہے جس کی طرف لوگ جنازوں کی نماز پڑھتے ہیں، فرمایا اللہ کی قسم! وہ تو مسجد رقیہ ہی ہے یعنی اس خاتون کی جس نے اسے آباد کیا تھا اور فاطمہ کو عقیل کے گھر ہی کے ایک گوشہ میں دفن کیا گیا تھا جو جحشیین کے گھر سے متصل ہے، مدفون ہیں، میں چاہتا ہوں کہ تم اس گھر کو میرے لیے خرید لو خواہ کسی قیمت کو ملے تا کہ میں اس میں دفن کیا جاؤں، عبداللہ نے کہا: اللہ کی قسم میں اسے ضرور خرید لوں گا پھر انہوں نے آل عقیل سے خریدنے کی کوشش کی مگر وہ انکار ہی کرتے رہے، عبدالرحمٰن بن جعفر کہتے ہیں میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ اس جگہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر میں شک کرتا ہو۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا:

آپ بھی رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ہیں' آپ کی والدہ خدیجہ بنت خُویلد ہیں' آپ رحمت عالم ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں' آپ نبوت سے قبل اپنے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں اور نبی ﷺ کی بیٹیوں میں سب سے پہلے آپ ہی کا نکاح ہوا تھا ابوالعاص کی والدہ ہالہ بنت خویلد ہیں اور زینب بنت رسول اللہ ﷺ کی خالہ جان ہیں' ابوالعاص سے زینب کے علی اور امامہ دو بچے پیدا ہوئے' علی تو کمسنی ہی میں فوت ہو گئے البتہ امامہ زندہ رہیں' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امامہ سے نکاح کر لیا تھا۔

باخبار عبدالوہاب بن عطاء عجلی از داؤد بن ابی الہند از عامر شعبی: زینب بنت رسول اللہ ﷺ ابوالعاص بن ربیع کے نکاح میں تھیں پھر آپ مسلمان ہو گئیں اور اپنے والد کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئیں اور اس وقت ابوالعاص مسلمان نہیں ہوئے۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث منذر بن سعد' مولیٰ بنی اسد بن عبدالعزیٰ از عیسیٰ بن معمر از عباد بن عبداللہ بن زبیر از صدیقہ: ابوالعاص جنگ بدر میں مشرکوں کے ساتھ تھے ان کو عبداللہ بن جبیر بن نعمان انصاری نے گرفتار کیا پھر جب مکیوں نے اپنے قیدیوں کے فدیہ کے سلسلہ میں وفد بھیجا تو ابوالعاص کے فدیہ کے سلسلہ میں ان کا بھائی عمرو بن ربیع آیا' اس وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا مکہ ہی میں تھیں آپ نے عمرو کے ہاتھ اپنا خرمہروں کا ہار بھیجا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا اور انہوں نے زینب کو رخصتی کے وقت دے دیا تھا (جزع خرمہروں کو کہتے ہیں اور ظفار یمن میں ایک پہاڑی کا نام ہے) وہی ہار زینب نے اپنے شوہر ابوالعاص کے فدیہ میں بھیج دیا تھا جب رحمت عالم ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو اسے پہچان گئے' آپ کا دل پسیج گیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یاد آ گئیں' اور آپ نے فرمایا اگر مناسب سمجھو تو زینب کے قیدی کو بلا فدیہ کے چھوڑ دو اور ان کا ہار انہیں واپس کر دو' صحابہ رضی اللہ عنہم بولے: اچھا یا رسول اللہ! چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ابوالعاص کو چھوڑ دیا اور زینب رضی اللہ عنہا کا ہار واپس کر دیا' نبی ﷺ نے ابوالعاص سے عہد لے لیا کہ زینب رضی اللہ عنہا کو سلامتی کے ساتھ مدینہ بھیج دے' ابوالعاص نے وعدہ کر لیا اور وعدے کو پورا کیا۔

محمد بن عمر کہتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ قول اس روایت سے صحیح ہے جس میں ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کے ساتھ ہجرت کی۔

باخبار ہشام بن محمد بن سائب کلبی از معروف بن خربوذ مکی: ابوالعاص بن ربیع اپنے کسی شام کے سفر پر روانہ ہوئے اور اپنی اہلیہ زینب کو یاد کر کے یہ شعر گنگنانے لگے

ذكرتُ زينبَ لمّا وركت اِرما
فقلتُ سُقْيًا لِشخصٍ لَيكُنُ الحَرَما
بنتُ الامينِ جزاها اللّٰه صالحة
وكلُّ بعل سيثنى بالذى علما

''مجھے زینب یاد آ گئیں جب ارم میں وہ داخل ہو رہی تھیں۔ میں نے کہا ساکن حرم کو اللہ تعالیٰ سیراب فرمائے۔ وہ امین کی نیک بچی ہیں اللہ انہیں اچھا صلہ عطا فرمائے۔ اور ہر شوہر اپنے علم کے مطابق تعریف کیا کرتا ہے''۔

از محمد بن عمر: رحمتِ عالم ﷺ فرمایا کرتے تھے: ہم نے ابوالعاص کی دامادی میں برائی نہیں پائی۔

باخبار یعلیٰ بن عبید طنافسی' بتحدیث محمد بن اسحٰق از یزید بن رومان: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی' جب آپ نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے اعلان کیا کہ میں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دے دی ہے پھر رحمت عالم ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا: کیا تم نے بھی وہ بات سنی جو میں نے سنی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم بولے: ہاں' (سنی ہے) فرمایا: دیکھو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے جو کچھ واقعہ پیش آیا اس کا مجھے علم نہ تھا حتیٰ کہ میں نے اسے سنا جو تم نے سنا' دیکھو ایک ادنیٰ مسلمان بھی لوگوں کو پناہ دے سکتا ہے۔

باخبار عبداللہ بن نمیر' بتحدیث اسماعیل از عامر: ابوالعاص بن ربیع شام سے آئے اور ان کی اہلیہ زینب اپنے والد کے ساتھ مسلمان ہو گئیں تھیں اور ہجرت کر کے مدینہ چلی گئی تھیں ابوالعاص بعد میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے دونوں میں تفریق نہیں کرائی۔

باخبار عبدالوہاب بن عطاء از سعید بن ابی عروبہ از قتادہ: زینب بنت رسول اللہ ﷺ ابوالعاص کے نکاح میں تھیں پھر آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کر گئیں' پھر آپ کے شوہر مشرف بہ اسلام ہو کر ہجرت کر کے حاضر دربار رسالت ہوئے' آپ نے زینب کو انہیں لوٹا دیا۔

قتادہ: پھر اس واقعہ کے بعد سورۂ براءت اتری اب اگر عورت اپنے شوہر سے پہلے مسلمان ہو جاتی تو شوہر سے علیحدہ ہو جاتی الا یہ کہ جدید نکاح ہو گویا عورت کا شوہر سے قبل اسلام لانا طلاق بائنہ کے قائم مقام ہے (اگر عدت کے اندر اندر شوہر مسلمان ہو گیا تو سابق نکاح ہی کافی ہے ورنہ جدید نکاح کرنا ہوگا)۔

باخبار ابو معاویہ ضریر و یزید بن ہارون از حجاج از عمرو بن شعیب از پدر نبی ﷺ نے اپنی بچی (زینب رضی اللہ عنہا) کو ابوالعاص کے پاس جدید نکاح سے بھیجا' یزید فرماتے ہیں اور جدید مہر سے بھی۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار محمد بن اسحٰق از داؤد بن حصین از عکرمہ از ابن عباس رسول اللہ ﷺ نے اپنی بچی کو دو سال کے بعد سابق نکاح ہی سے ابوالعاص کے پاس بھیج دیا اور نیا مہر نہیں باندھا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی از محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی از محمد بن ابراہیم: ابوالعاص بن ربیع قرشی قافلہ کے ساتھ ملک شام گئے' رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ وہ قافلہ شام سے واپس آ گیا ہے' آپ نے زید بن حارثہ کو ۷۰ اسواروں کے ساتھ بھیجا ان سواروں نے جمادی الاوّل ۶ھ میں عیص کے ایک میدان میں جا لیا اور اس کے تمام سامان پر قبضہ کر لیا اور قافلہ کے تمام لوگوں کو گرفتار کر لیا ان اسیروں میں ابوالعاص بھی تھے جب یہ مدینہ پہنچے تو سحر کو اپنی اہلیہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے پناہ کی درخواست کی' زینبؓ نے ان کو پناہ دے دی پھر جب رحمت عالم ﷺ نماز سے

فارغ ہو گئے تو زینب نے دروازے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اعلان کیا: میں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دے دی ہے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: لوگو! جو بات میں نے سنی ہے کیا تم نے بھی سنی ہے؟ لوگ بولے: ہاں فرمایا: اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے اس کی خبر نہ تھی حتیٰ کہ میں نے وہ بات سنی جو تم نے سنی مومن دوسروں کے حق میں بمنزلہ ایک ہاتھ کے ہیں اور ان میں کا ادنیٰ مسلمان پناہ دے سکتا ہے ہم نے اسے پناہ دی جسے زینب نے پناہ دی پھر جب آپ اپنے گھر میں تشریف لے گئے تو زینب رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں جا کر آپ سے درخواست کی کہ ابوالعاص کا جو کچھ مال لے لیا گیا ہے اسے لوٹا دیا جائے نبی ﷺ نے ابوالعاص کا تمام مال لوٹا دیا اور زینب کو حکم فرمایا کہ ابوالعاص کے قریب نہ جانا کیونکہ جب تک وہ مشرک ہے زینب رضی اللہ عنہا اس کے لیے حلال نہیں آخر کار ابوالعاص واپس ہو گئے اور ہر حق دار کو اس کا حق ادا کیا پھر مسلمان ہو کر ہجرت کر کے محرم ۷ ھ میں نبی ﷺ کے پاس مدینہ منورہ تشریف لے آئے پھر رسول اللہ ﷺ نے پہلے ہی نکاح سے زینب کو ان کے پاس لوٹا دیا۔

باخبار سعید بن منصور بتحدیث عبداللہ بن مبارک از معمر از زہری از انس بن مالک: میں نے زینب بنت رسول اللہ ﷺ پر ایک ریشمین چادر دیکھی۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ از عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم: زینب نے ۸ ھ کے آغاز میں وفات پائی۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث معاویہ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی رافع از عبداللہ بن عبیداللہ از عبیداللہ بن ابی رافع: زینب کو غسل دینے والی خواتین میں ام ایمن سودہ بنت زمعہ اور ام سلمہ زوجۂ رسول اللہ ﷺ تھیں۔

باخبار ابومعاویہ ضریر بتحدیث عاصم احول از حفصہ از ام عطیہ: جب حضرت زینب فوت ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں طاق (تین یا پانچ) غسل دو اور پانچویں غسل کے پانی میں کافور یا کچھ کافور ملا لو اور غسل دے کر مجھے اطلاع دو چنانچہ ہم نے غسل دے کر آپ کو اطلاع دی آپ نے ہمیں اپنا تہبند دے کر فرمایا اسے ان کے جسم سے متصل رکھنا۔

باخبار یزید بن ہارون و اسحٰق بن یوسف ازرق و روح بن عبادہ از ہشام بن حسان از حفصہ بنت سیرین بحدیث ام عطیہ: نبی ﷺ کی ایک بچی فوت ہوئیں آپ نے ہمیں حکم فرمایا انہیں طاق تین یا پانچ یا اس سے زیادہ دفعہ غسل دینا اگر تم پانچ بار سے زیادہ غسل دینا مناسب سمجھو اور انہیں پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دینا اور پچھلے غسل کے پانی میں کافور یا قدرے کافور ملا لینا اور فارغ ہو کر مجھے خبر دینا فرماتی ہیں ہم نے غسل سے فارغ ہو کر آپ کو خبر دی آپ نے ہماری طرف اپنا تہبند پھینک کر فرمایا اسے ان کے جسم سے متصل رکھنا یزید اپنی حدیث میں فرماتے ہیں: ام عطیہ کہتی ہیں: پھر ہم نے ان کے بال تین چوٹیوں میں گوندھ دیئے ایک دائیں چوٹی ایک بائیں چوٹی اور ایک پیشانی والی چوٹی اور سامنے والی چوٹی پیچھے ڈال دی۔

باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث مالک بن انس از ایوب از محمد بن سیرین بقول ام عطیہ انصاریہ: جب آپ کی بچی فوت ہوئی تو آپ نے ہم سے آ کر فرمایا: انہیں تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر مناسب سمجھو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اخیر غسل میں کافور یا قدرے کافور ملا لو اور فارغ ہو کر مجھے اطلاع دو فرماتی ہیں: پھر ہم نے فارغ ہو کر آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمیں اپنا

تہبند دے کر فرمایا اسے ان کے جسم سے متصل رکھنا۔

باخبار وکیع بن جراح از یزید بن ابراہیم از ابن سیرین از ام عطیہ: جب ہم نے نبی ﷺ کی بچی (زینبؓ) کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے ہم سے فرمایا: انہیں تین بار یا پانچ بار یا اگر مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ غسل دینا اور بیری کے پتوں سے غسل دینا اور اخیر میں قدرے کافور ملا دینا اور غسل سے فارغ ہو کر مجھے اطلاع دینا' فرماتی ہیں: ہم نے فارغ ہو کر آپ کو اطلاع دی آپ نے ہماری طرف اپنا تہبند ڈال کر فرمایا اسے ان کے جسم سے متصل رکھنا۔

باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید از ایوب از محمد از ام عطیہ: نبی ﷺ کی ایک بچی فوت ہوئیں' رسول اللہ ﷺ نے ہم سے آ کر کہا: انہیں تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر مناسب سمجھو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دینا اور پچھلے غسل کے پانی میں کافور ڈال دینا یا فرمایا: قدرے کافور ڈال دینا اور فارغ ہو کر مجھے اطلاع دینا' پھر ہم نے فارغ ہو کر آپ کو اطلاع دی آپ نے ہمیں اپنا تہبند دے کر فرمایا: اسے ان کے جسم سے متصل رکھنا۔

باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید از ایوب از حفصہ از ام عطیہ: نبی ﷺ نے فرمایا انہیں تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ بار غسل دینا' ام عطیہ فرماتی ہیں ہم نے ان کے سر کے بالوں کی تین چوٹیاں کر دیں۔

باخبار وکیع بن جراح از سفیان از ہشام از حفصہ بنت سیرین از ام عطیہ: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بچی (زینبؓ) کو غسل دے کر ان کے سر کے بالوں کی تین چوٹیاں باندھ دیں ایک پیشانی کی اور دو دونوں جانبوں کی اور چوٹیوں کو پیچھے ڈال دیا۔

باخبار وکیع بن جراح از خالد حذاء از حفصہ بنت سیرین از ام عطیہ: ہم نے زینبؓ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو ہم سے نبی ﷺ نے فرمایا: غسل کی ابتدا سیدھی طرف سے اور اعضائے وضوء سے کرو۔

حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا:

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد ہیں' رحمت عالم ﷺ نے نبوت سے قبل رقیہ کا نکاح عتبہ بن ابی لہب بن عبدالمطلب سے کرا دیا تھا پھر جب آپ ﷺ نبی بنا دیئے گئے اور آیت ﴿تبت یدا ابی لھب وتب﴾ (یعنی ابولہب کے دونوں ہاتھ برباد ہوں اور ابولہب برباد ہو) اتری تو عتبہ سے اس کے باپ ابولہب نے کہا: اگر تو اس (محمد ﷺ) کی بیٹی کو طلاق نہ دے تو مجھ سے کوئی تعلق و واسطہ نہ رکھ چنانچہ عتبہ نے قبل رخصتی کے رقیہ کو طلاق دے دی اور ان کو جدا کر دیا' آپ اسی دن مشرف بہ اسلام ہو گئیں تھیں جس دن آپ کی والدہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی تھی اور جب عورتوں نے آپ سے بیعت کی تو آپ نے اور آپ کی بہنوں نے بھی آپ سے بیعت کی' پھر آپ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح ہو گیا اور آپ نے ان کے ساتھ حبشہ کی طرف دو ہجرتیں کیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا یہ دونوں سب سے پہلے وہ اشخاص ہیں جنہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف ہجرت کی' پہلی ہجرت میں آپ کا حمل ساقط ہو گیا تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تھا پھر اس کے بعد آپ کے بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اسلام لانے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہی تھی' یہ بچہ دو سال کا ہو گیا تھا کہ ایک مرغ نے اس کے چہرے پر ٹھونگ ماری جس سے چہرہ متورم ہو گیا اور بچہ فوت ہو گیا' پھر رقیہ رضی اللہ عنہا کے

یہاں کوئی اور بچہ نہیں ہوا پھر جب رحمت عالم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئیں پھر جب رسول اللہ ﷺ جنگ بدر کی تیاریوں میں مصروف تھے تو آپ بیمار ہوگئیں آپ ان کی خبر رکھنے کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس چھوڑ گئے آپ رمضان میں جب کہ رسول اللہ ﷺ بدر میں تھے' فوت ہوگئیں آپ کی وفات ہجرت کے سترھویں ماہ کے آغاز میں ہوئی۔ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بدر سے فتح کی بشارت لے کر مدینہ منورہ آئے تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر مٹی ڈالی جا رہی تھی۔

باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث حماد بن سلمہ' باخبار علی بن زید از یوسف بن مہران از ابن عباس: جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ہمارے سلف عثمان بن مظعون کے ساتھ شامل ہو جاؤ پھر خواتین رقیہ پر رونے لگیں اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ کر اپنے کوڑے سے عورتوں کو مارنے لگے لیکن نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: عمر! انہیں رونے دو۔ پھر آپ نے فرمایا: آنسوؤں سے رو لو اور شیطان کی چیخ سے بچو کیونکہ جب تک رونا دل اور آنکھوں سے ہو تو اللہ کی طرف سے ہے اور رحمت ہے اور جب ہاتھ اور زبان سے ہو تو شیطان کی طرف سے ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا قبر کے کنارے نبی ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں اور رو رہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ اپنے دامن سے ان کی آنکھوں سے آنسو پونچھ رہے تھے۔

محمد بن سعد: میں نے یہ روایت محمد بن عمر سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ہماری رائے میں تمام روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر میں تھے اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے دفن میں شریک نہ تھے' شاید یہ روایت نبی ﷺ کی کسی اور صاحبزادی کے بارے میں ہے جس کے دفن میں آپ شریک تھے اور اگر رقیہ کے بارے میں ہے اور صحیح ہے تو شاید جب آپ بدر سے مدینہ میں تشریف لائے تو رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کے بعد عورتوں نے آپ کے سامنے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پر گریہ وزاری کی۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا:

آپ بھی رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی لخت جگر ہیں آپ کا نکاح نبوت سے قبل عتبہ بن ابولہب بن عبدالمطلب سے ہو گیا تھا پھر جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿تبت یدا ابی لھب وتب﴾ اتاری تو ابولہب نے عتبہ سے کہا: اگر تو اس (محمد ﷺ) کی بیٹی کو طلاق نہ دے گا تو میرا تیرا کوئی واسطہ نہیں' چنانچہ عتبہ نے ام کلثوم کو جدا کر دیا ہنوز رخصتی نہیں ہوئی تھی' پھر آپ مکہ ہی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہیں اور اپنی والدہ کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور اپنی بہنوں اور دیگر خواتین بیعت کی سعادت حاصل کی اور جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو آپ نے بھی ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کے بچوں کے ساتھ مدینہ پہنچیں اور مدینہ میں رہتی سہتی رہیں پھر جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہوگئیں تو نبی ﷺ نے ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ربیع الاوّل ۳ھ میں کر دیا۔ اور جمادی الثانی ۳ھ میں رخصتی ہوئی آپ آخری دم تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی کے نکاح میں رہیں آپ کے اولاد نہیں ہوئی اور شعبان ۹ھ میں فوت ہوگئیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر دس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے سب کو عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دے دیتا۔

باخبار ابوبکر بن عبداللہ بن ابی اویس مدنی از سلیمان بن بلال از یحییٰ بن سعید از ابن شہاب از انس بن مالک: آپ نے ام

کلثوم پر ریشمین دھاری دار چادر دیکھی۔

باخبار وکیع بن جراح از صالح بن ابی الاخضر از زہری از انس بن مالک: میں نے ام کلثوم پر دھاری دار چادر کا ایک جوڑا دیکھا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث سفیان بن عیینہ از عمر بن عبدالعزیز عنسی از مطلب بن عبداللہ بن حطب از فاطمہ خزاعیہ از اسماء بنت عمیس: میں نے اور صفیہ بنت عبدالمطلب نے ام کلثوم کو غسل دیا' اور میں نے ان کی کھجور کی تازہ شاخوں سے نعش بنائی جس کا مجھے حکم دیا گیا تھا اور انہیں چھپا دیا۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث مالک بن ابی الرجال از ابوالرجال از عمرہ بنت عبدالرحمٰن: ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو چند انصار عورتوں نے غسل دیا تھا جن میں ام عطیہ بھی تھیں اور ان کی قبر میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اترے تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث فلیح بن سلیمان از ہلال بن اسامہ از انس بن مالک: میں نے ام کلثوم کی قبر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھا ہوا دیکھا آپ کی آنکھوں میں آنسو تھے اور یہ فرما رہے تھے تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے آج کی شب اپنی بیوی سے صحبت نہ کی ہو؟ ابوطلحہ بولے یارسول اللہ میں ہوں' فرمایا اتر جاؤ (یعنی میری بچی کی قبر میں اتر کر انہیں قبر میں اتارو)۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث اسامہ بن زید لیثی از محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ: ام کلثوم کے جنازے کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی اور آپ ان کی قبر کے کنارے بیٹھے اور ان کی قبر میں علی' فضل اور اسامہ رضی اللہ عنہم اترے۔

حضرت امامہ رضی اللہ عنہا:

آپ ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ کی حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صاحبزادی ہیں۔

باخبار ہشام ابوالولید طیالسی' بتحدیث لیث بن سعد بن ابوسعید مقبری از عمرو بن سلیم زرقی' بسماع از ابوقتادہ: اس حال میں کہ ہم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں آپ امامہ کو لے کر باہر تشریف لائے' امامہ بچی تھیں اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی اور آپ کی نواسی تھیں آپ نے انہیں کندھے پر بٹھا کر نماز پڑھی' جب رکوع فرماتے تو انہیں زمین پر بٹھا دیتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے تو کندھے پر اٹھا لیتے تھے اسی طرح آپ نے پوری نماز پڑھی۔

بتحدیث ابوالعاصم ضحاک بن مخلد شیبانی از ابن عجلان از مقبری از عمرو بن سلیم زرقی از ابوقتادہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم امامہ کو کندھے پر لے کر نماز پڑھ رہے تھے جب آپ رکوع کرتے تو انہیں زمین پر بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے تھے۔

باخبار یحییٰ بن عباد' بتحدیث فلیح بن سلیمان' بتحدیث عامر بن عبداللہ بن زبیر از عمرو بن سلیم زرقی از ابوقتادہ بن ربعی: میں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنی نواسی امامہ کو کندھے پر اٹھائے ہوئے ہیں جب آپ رکوع کرتے ہیں تو انہیں بٹھا دیتے ہیں اور جب سر اٹھاتے ہیں تو اٹھا لیتے ہیں۔

باخبار ابوالولید بن عطاء بن اغر مکی' بتحدیث ابراہیم بن سعد از سعد از ابوسلیمان از عبداللہ بن حارث بن نوفل: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور امامہ بنت ابی العاص آپ کے دوش پر تھیں' رکوع کرتے تو بٹھا دیتے اور کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے تھے۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از علی بن زید بن جدعان: رسول اللہ ﷺ اپنے گھر تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں خرمہروں کا ایک ہار تھا' فرمایا: میں یہ ہار اسے دوں گا جو مجھے سب سے پیاری ہے' عورتیں بولیں: آپ یہ ہار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی (عائشہ رضی اللہ عنہا) کو دیں گے' آخر کار آپ نے ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی زینب رضی اللہ عنہا سے صاحبزادی (امامہ رضی اللہ عنہا) کو بلا کر اپنے ہاتھ سے ان کے ہار باندھا' ان کی آنکھ میں کیچڑ تھی آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے صاف کیا۔

باخبار عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ' بتحدیث عبداللہ بن نمیر از محمد بن اسحٰق از یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر اپنی والدہ سے اور وہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے: نجاشی نے نبی ﷺ کو ہدیہ میں زیورات بھیجے جن میں سونے کی ایک انگوٹھی بھی تھی آپ نے اس سے منہ پھیر کر وہ لے لی اور اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو بھیج دی اور فرمایا: پیاری بچی اسے پہن لو۔

باخبار عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب' بتحدیث مالک بن انس از عامر بن عبداللہ بن زبیر از عمرو بن سلیم زرقی از ابوقتادہ: رسول اللہ ﷺ امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کو لیے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے پھر جب آپ کھڑے ہوتے تھے تو اٹھا لیتے تھے اور جب سجدہ کرتے تھے تو بٹھا دیتے تھے۔

باخبار محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک مدینی از ابن ابی ذئب: امامہ بنت ابوالعاص نے مغیرہ بن نوفل بن حارث سے کہا کہ معاویہ نے میرے لیے پیام ڈالا ہے' مغیرہ بولے: کیا آپ جگر خور عورت کے بیٹے سے شادی کریں گی؟ کاش آپ مجھے اختیارات دے دیں' بولیں میں نے تمہیں کو اختیارات دے دیئے' مغیرہ بولے: میں نے تم سے نکاح کر لیا' ابن ابی ذئب: پھر مغیرہ کا نکاح برقرار رہا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا:

آپ عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی کی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ کا نام ہالہ تھا جو وہیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب کی صاحبزادی تھیں' صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اخیافی ہمشیرہ ہیں۔ جاہلیت میں صفیہ سے حارث بن حرب بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی نے نکاح کیا تھا' حارث سے صفیہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا پھر حارث کے بعد آپ سے عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی نے نکاح کر لیا جن سے زبیر' سائب اور عبدالکعبہ پیدا ہوئے' صفیہ نے مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور مدینہ کی طرف ہجرت کر گئیں' ایک دفعہ آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی کھجوروں میں سے چالیس وسق کھجوریں دیں۔

باخبار اسامہ' حماد بن اسامہ' بتحدیث ہشام بن عروہ از عروہ بن زبیر: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے کسی غزوہ پر تشریف لے جاتے تو ازواج مطہرات کو اور اپنی دیگر عورتوں کو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مکان میں چھوڑ جایا کرتے تھے کیونکہ مدینہ کے مکانوں میں حسان رضی اللہ عنہ کے مکانات خاصے مستحکم و مضبوط تھے' حسان جنگ احد میں شامل نہیں ہوئے تھے کہ ایک یہودی آ کر قصر کی دیوار سے چمٹ کر خبریں سننے لگتا ہے' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حسان رضی اللہ عنہ سے فرماتی ہیں: اتر کر اس یہودی کو قتل کر آؤ' گویا حسان اس سے خوفزدہ ہو گئے اور نیچے نہیں اترے آخر کار صفیہ ستون کی موٹی لکڑی لے کر اتریں اور دروازہ تھوڑا تھوڑا کر کے کھولا تا کہ وہ بے خبر رہے' پھر اس ستون سے آپ نے اس پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن زید بن سلمہ از ہشام بن عروہ: جنگ احد میں جب مسلمان شکست کھا کر بھاگے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نیزہ لے کر نکلیں اور بھاگنے والوں کو روک کر کہنے لگیں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ رہے ہو' پھر جب صفیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا: زبیر! خاتون' چونکہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چیر دیا گیا تھا اس لیے آپ یہ نہیں چاہتے تھے کہ صفیہ انہیں اس حال میں دیکھیں' صفیہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں' زبیر بولے: امی جان یہاں سے چلی جایئے' بولیں: ہٹ جا' تیری ماں زندہ نہ رہے آخر کار صفیہ نے آ کر اپنے بھائی کی لاش دیکھی۔ صفیہ بنت عبدالمطلب جنت البقیع میں مغیرہ بن شعبہ کے گھر کے صحن میں جہاں وضو کیا جاتا تھا مدفون ہوئیں آپ عہد فاروقی میں فوت ہوئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی بھی ہیں۔

اروی رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب:

آپ عبدالمطلب بن عبدمناف بن قصی کی صاحبزادی ہیں' آپ کی والدہ کا نام فاطمہ ہے جو عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کی صاحبزادی ہیں' آپ جاہلیت میں عمیر بن وہب بن عبدمناف بن قصی کے نکاح میں تھیں جن سے آپ کے ایک بچہ طلیب پیدا ہوا' پھر آپ سے ارطاۃ بن شرجیل بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی نے نکاح کیا جن سے آپ کے ایک بچی فاطمہ پیدا ہوئی پھر آپ مکہ میں مشرف بہ اسلام ہوئیں اور ہجرت کر کے مدینہ چلی گئیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی اپنے والد سے: طلیب بن عمیر دارارقم میں مسلمان ہوئے پھر دارارقم سے نکل کر اپنی والدہ اروٰی کے پاس گئے اور بولے' میں محمد ﷺ کا پیروکار ہو گیا اور میں نے اللہ کی رضا کے لیے اسلام کو اپنا لیا: ان کی والدہ نے فرمایا: تمہارے ماموں کے بیٹے تمہاری تائید وحمایت کے واقعی حقدار ہیں' اللہ کی قسم اگر ہم عورتوں کو ان باتوں پر قدرت حاصل ہوتی جن پر مردوں کو حاصل ہے تو ہم آپ کے پیروکار بن کر آپ کی طرف سے دفاع کرتیں' طلیب بولے: امی جان! آپ کو اسلام لانے سے اور رحمت عالم ﷺ کی پیروی کرنے سے کیا چیز مانع ہے؟ آپ کے بھائی جان حمزہ رضی اللہ عنہ بھی یہ سعادت حاصل کر چکے ہیں' اروٰی بولیں: میں دیکھتی ہوں' میری بہنیں کیا کرتی ہیں پھر میں وہی مذہب اختیار کر لوں گی۔ طلیب نے کہا: امی جان' خدا کے واسطے آپ نبی ﷺ کے پاس جائیں' آپ کو سلام کریں' آپ کی تصدیق فرمائیں اور اقرار توحید ورسالت کر لیں اور کلمۂ شہادت پڑھ لیں (بیٹے کی رغبت دلانے سے اروٰی نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئیں) پھر آپ اپنی زبان سے برابر نبی ﷺ کی حمایت میں سرگرم عمل رہیں اور اپنے فرزند کو بھی آپ کی حمایت ونصرت پر اور اسلام کے پھیلانے پر ابھارتی رہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث سلمہ بن بخت از عمیرہ بنت عبیداللہ بن کعب بن مالک از ام درہ از برہ بنت ابی تجراہ: ایک دن ابوجہل اور دیگر چند قریشی کافروں نے نبی ﷺ سے تعرض کیا اور آپ کو ایذا پہنچائی' طلیب بن عمیر سے رہا نہ گیا اور انہوں نے ابولہب کے سر پر لکڑی ماری جس سے اس کا سر پھٹ گیا' مشرک طلیب پر ٹوٹ پڑے اور آپ کو گرفتار کر لیا' پھر ابولہب نے طلیب کی حمایت میں کھڑے ہو کر ان کو چھڑوا دیا۔ حضرت اروٰی سے کہا گیا' آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے فرزند طلیب نے محمد کی حفاظت کے لیے اپنے کو ہدف بنا رکھا ہے؟ بولیں: جس دن میرا بیٹا طلیب محمد کی حمایت میں جو اللہ کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں' مشرکوں سے جنگ کرے وہ دن اس کی زندگی کا انتہائی خیر وبرکت والا دن ہے' لوگوں نے کہا: کیا آپ بھی محمد کی معتقد ہو گئی ہیں؟ بولیں: ہاں کسی نے آپ کے اسلام کی ابولہب کو بھی خبر کر دی' ابولہب بدحواسی کے عالم میں دوڑا دوڑا آپ کے پاس آیا اور بولا: بڑے افسوس و حیرت کی بات ہے کہ آپ نے بھی محمد کی پیروی اختیار کر لی اور عبدالمطلب کا دین ترک کر دیا۔ بولیں: بات تو یہی ہے کہ میں نے اپنے سینہ میں اسلام سمو لیا ہے آپ بھی پوری سرگرمی سے اپنے بھتیجے کے محافظ بن جائیے اور ان کے لیے قوت بازو اور آہنی حصار ہو جائیے' پھر اگر ان کا دین غالب آ جائے تو آپ کو اختیار ہے خواہ اسلام قبول کر لیں یا اپنے آبائی دین پر قائم رہیں اور اگر (خدانخواستہ) انہیں قتل کر دیا جائے تو آپ اپنے بھتیجے کے بارے میں معذور سمجھے جائیں گے' ابولہب بولا: کیا ہم تمام عربوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ وہ تو ایک نیا دین لے کر آیا ہے' یہ کہہ کر ابولہب ناکام واپس چلا جاتا ہے۔

محمد: میں نے محمد بن عمر کے علاوہ دوسرے لوگوں سے سنا کہ اس دن اروٰی رضی اللہ عنہا نے یہ شعر کہا۔

إِنَّ طُلَيبًا نصر ابن خالِهِ ۔ آساه في ذي ذمة ومالِهِ

''طلیب نے اپنے ماموں زاد بھائی کی مدد کی۔ اور ان کے ساتھ عزیز داری کا اور ذمہ داری کا سلوک کیا''۔

عاتکہ رضی اللہ عنہا:

آپ عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ فاطمہ ہیں جو عمرو بن عائذ بن عمران

بن مخزوم کی صاحبزادی ہیں' آپ کا نکاح جاہلیت میں ابوامیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے ہوا جس سے آپ کے عبداللہؓ زہیر اور قریبہ تین بچے پیدا ہوئے پھر آپ مکہ میں مشرف بہ اسلام ہوگئیں اور مدینہ کی طرف ہجرت کر گئیں' آپ نے ایک خواب دیکھا تھا جس سے گھبرا گئی تھیں اور ہول گئی تھیں پھر آپ نے یہ خواب اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب سے بیان کیا اور تاکید کر دی کہ خبردار یہ خواب کسی اور کو نہ بتانا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اس خواب سے آپ کی قوم مصائب و برائی کا شکار نہ ہو جائے' ہنوز قریش جنگ بدر لڑنے کے لیے نہیں نکلے تھے کہ عاتکہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شہسوار اونٹ پر سوار ہو کر آتا ہے اور وہ ابطح میں کھڑا ہو جاتا ہے اور بلند آواز سے اعلان کرتا ہے: اے اولاد غدر اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف جاؤ ان الفاظ کے ساتھ وہ تین بار چیختا ہے' میں دیکھتی ہوں کہ لوگ آ کر اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں پھر وہ مسجد میں جاتا ہے اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے ہوتے ہیں جب کعبہ کی پشت کے پاس اس کا اونٹ پہنچ جاتا ہے تو پھر وہ انہیں الفاظ کے ساتھ تین بار چیختا ہے پھر جب کوہ ابوقبیس پر اس کا اونٹ چڑھ جاتا ہے تو پھر وہ انہیں الفاظ کے ساتھ زور زور سے اعلان کرتا ہے پھر ابوقبیس سے ایک چٹان لڑھکا دیتا ہے جب یہ چٹان پہاڑ کے دامن میں پہنچتی ہے تو پھٹ جاتی ہے اور مکہ کا کوئی گھر ایسا نہیں رہتا جس میں اس کا کوئی ٹکڑا نہ گیا ہو لیکن بنو ہاشم اور بنو زہرہ کے گھر اس سے محفوظ رہتے ہیں' عباس فرماتے ہیں: بلاشبہ یہ ایک سچا خواب ہے' پھر عباس غمزدہ نکلتے ہیں اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے ملتے ہیں ولید آپ کا دوست تھا عباس ولید سے یہ خواب بیان کرتے ہیں اور تاکید کر دیتے ہیں کہ کسی سے بیان نہ کرنا لیکن یہ خواب لوگوں میں پھیل جاتا ہے اور ہر مجلس میں اس کا چرچا ہونے لگتا ہے' ابوجہل کہتا ہے: اے اولاد عبدالمطلب! کیا تم اپنے مردوں کے نبی بننے سے خوش نہ تھے کہ تمہاری عورتیں بھی نبی بننے لگیں' عاتکہ کہتی ہیں میں نے ایسا ایسا خواب دیکھا ہے ہم تین دن تک اس کا انتظار کریں گے اگر یہ سچا ہوگا تو خیر ورنہ ہم لکھ دیں گے کہ تمہارا گھرانہ عرب میں انتہائی جھوٹا ہے' عباس رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کو دھمکاتے ہوئے کہا: جھوٹ اور بخل میں تیرا سب سے بڑا حصہ ہے الغرض اس خواب کے تیسرے دن ابوسفیان کا بھیجا ہوا ضمضم بن عمرو مکہ میں داخل ہونے سے پہلے اپنے اونٹ کے دونوں کان کاٹ دیتا ہے' آگے پیچھے سے اپنا کرتہ پھاڑ دیتا ہے اور مکہ کی طرف اپنے اونٹ کی پشت کر کے چیختا ہے اے قریش! اپنے کپڑے اور خوشبو کے قافلہ کو بچاؤ' محمد اور ان کے رفقاء اسے لوٹنے کے لیے نکل آئے ہیں' فوراً اس کی مدد کو بڑھو' اللہ کی قسم میری رائے میں تم قافلہ کو پا نہ سکو گے' چنانچہ قریش نے اپنے قافلہ کی حفاظت کے لیے روانہ ہونے کا عزم بالجزم کر لیا اور ابولہب سے جا کر کہا کہ ہمارے ساتھ آپ بھی چلیں' ابولہب نے کہا' لات و عزیٰ کی قسم میں نہیں جاؤں گا اور نہ کسی کو بھیجوں گا ابولہب کو عاتکہ کا خواب یاد تھا اور وہ یہ اعتراف بھی کیا کرتا تھا کہ مجھے عاتکہ کے خواب نے روک لیا اور میرا ہاتھ پکڑ لیا' ابولہب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا مگر اسلام سے مرتے دم تک منحرف رہا۔

ام حکیم رضی اللہ عنہا:

آپ کا نام بیضاء ہے اور آپ عبدالمطلب کی صاحبزادی ہیں' آپ کی والدہ فاطمہ ہیں جو عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کی بیٹی ہیں جاہلیت میں آپ کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی کے نکاح میں تھیں جس سے چار بچے (عامر اروی' طلحہ اور ام طلحہ) پیدا ہوئے اروی نے عفان بن ابوالعاص سے نکاح کیا جس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے' پھر عقبہ بن ابی

معیط سے نکاح کیا جس سے تین بچے ام کلثوم ولید اور خالد پیدا ہوئے۔

برہ رضی اللہ عنہا:

آپ عبدالمطلب اور فاطمہ بنت عمرو بن عائذ کی بیٹی ہیں۔ آپ جاہلیت میں عبدالاسد بن ہلال کے نکاح میں تھیں اور ہلال عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے بیٹے تھے عبدالاسد سے آپ کے ابوسلمہ پیدا ہوئے جو جنگ بدر میں شریک تھے اور نبی ﷺ سے قبل ام سلمہ بنت ابوامیہ بن مغیرہ کے شوہر تھے عبدالاسد کے بعد آپ کا نکاح ابورہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی سے ہوا جس سے ابوسبرہؓ بن ابی رہم پیدا ہوئے جو بدر میں شریک تھے۔

امیمہ رضی اللہ عنہا:

آپ بھی عبدالمطلب اور فاطمہ کی بیٹی ہیں۔ جاہلیت میں آپ سے جحش بن ریاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ نے جو حرب بن امیہ بن عبدشمس کے حلیف تھے۔ نکاح کیا جس سے عبداللہ پیدا ہوئے جو جنگ بدر میں شریک تھے اور عبیداللہ اور عبد پیدا ہوئے عبد احمد کے والد ہیں اور زینب بنت جحش زوجہ رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئیں اور حمنہ بنت جحش بھی۔

رسول اللہ ﷺ نے امیمہ بنت عبدالمطلب کو خیبر کی کھجوروں میں سے چالیس وسق کھجوریں دیں۔

رحمتِ عالم ﷺ کی چچازاد بہنیں

ضباعہ رضی اللہ عنہا:

آپ زبیر بن عبدالمطلب اور عاتکہ بنت ابی وہب کی بیٹی ہیں ابو وہب عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کے بیٹے ہیں رحمت عالم ﷺ نے آپ کا نکاح مقداد بن عمر بن ثعلبہ بن بہراء سے کرا دیا تھا جو اسود بن عبدیغوث زہری کے حلیف تھے اور اسود نے ان کو متبنٰی بنا لیا تھا اسی لیے ان کو مقداد بن اسود کہا جاتا تھا مقداد سے آپ کے دو بچے (عبداللہ اور کریمہ) پیدا ہوئے عبداللہ جنگ جمل میں شہید ہوئے جب ان کی لاش کے پاس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرتے ہیں تو فرماتے ہیں: تم بہت ہی برے بھانجے ثابت ہوئے آپ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے رحمت عالم ﷺ نے ضباعہ کو بھی خیبر کی چالیس وسق کھجوریں دیں۔

ام الحکم رضی اللہ عنہا:

آپ زبیر بن عبدالمطلب کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ عاتکہ بنت ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہیں آپ سے ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے نکاح کیا جن سے محمد عبداللہ عباس حارث عبدشمس عبدالمطلب اور امیہ سات بیٹے پیدا ہوئے اور اروٰی کبرٰی پیدا ہوئیں نبی ﷺ نے ام الحکم کو خیبر کی کھجوروں میں سے تیس وسق کھجوریں دیں۔

صفیہ رضی اللہ عنہا:

آپ بھی زبیر بن عبدالمطلب اور عاتکہ کی بیٹی ہیں آپ کو بھی رسول اللہ ﷺ نے چالیس وسق خیبر کی کھجوریں دی تھیں۔

ام الزبیر رضی اللہ عنہا:

آپ بھی زبیر بن عبدالمطلب اور عاتکہ کی بیٹی ہیں آپ کو بھی خیبر کی کھجوروں میں سے چالیس وسق کھجوریں ملی تھیں۔

ام ہانی رضی اللہ عنہا:

آپ کا نام فاختہ ہے آپ ابو طالب بن عبدالمطلب کی اور فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف کی صاحبزادی ہیں' آپ سے ہبیرہ بن ابو وہب مخزومی نے نکاح کیا جس سے جعد پیدا ہوئے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بھی خیبر میں چالیس وسق کھجوریں دی تھیں۔

ام طالب رضی اللہ عنہا:

آپ ابو طالب بن عبدالمطلب کی بیٹی ہیں' کتاب النسب میں اولاد ابو طالب میں ہشام بن کلبی نے آپ کا ذکر نہیں کیا انہوں نے لکھا ہے کہ ابو طالب کی بیٹیاں ام ہانی' جمانہ اور ریطہ ہیں شاید یہی ریطہ ام طالب ہیں جیسا کہ محمد بن عمر نے اپنی کتاب طعم النبی میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام طالب بنت ابی طالب کو خیبر میں چالیس وسق کھجوریں دیں' ابو طالب کی تمام اولاد (بیٹوں اور بیٹیوں) کی والدہ بجز طلیق بن ابی طالب کے فاطمہ بنت اسد ہیں۔

جمانہ رضی اللہ عنہا:

آپ ابو طالب اور فاطمہ کی بیٹی ہیں' آپ سے ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے نکاح کیا جن سے جعفر بن ابی سفیان پیدا ہوئے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خیبر میں تیس وسق کھجوریں دیں۔

امامہ رضی اللہ عنہا:

آپ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اور سلمی بنت عمیس بن معد بن تیم بن مالک بن قحافہ بن خثعم کی بیٹی ہیں یہ امامہ وہی ہیں جن کے بارے میں علی رضی اللہ عنہ' جعفر رضی اللہ عنہ پسران ابو طالب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ میں جھگڑا ہوا تھا۔

ام حبیب رضی اللہ عنہا:

آپ عباس بن عبدالمطلب کی اور ام الفضل لبابہ بنت حارث ہلالیہ کی صاحبزادی ہیں' آپ سے اسود بن سفیان بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ مخزومی نے نکاح کیا تھا جن سے دو بچے زرقاء اور لبابہ پیدا ہوئے یہ لوگ مکہ میں اقامت پذیر تھے۔

ہند رضی اللہ عنہا:

آپ مقوم بن عبدالمطلب کی اور قلابہ بنت عمرو بن جعونہ بن غزیہ بن حذیم بن سعد بن سہم بن عمرو بن حصیص کی صاحبزادی ہیں آپ سے ابو عمرہ' بشیر بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن الحارث بن مالک بن نجار انصاری نے نکاح کیا جن سے عبداللہ اور عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔

اروی رضی اللہ عنہا:

آپ بھی مقوم اور قلابہ کی صاحبزادی ہیں آپ سے ابو مسروح حارث بن یعمر بن حیان بن عمیرہ بن ملآن بن ناصرہ بن قصیہ بن سعد بن بکر بن ہوازن نے نکاح کیا' یہ حارث عباس بن عبدالمطلب کے حلیف تھے' حارث سے اروی کے عبداللہ بن ابی

مسروح پیدا ہوئے۔

ام عمرو رضی اللہ عنہا:

آپ بھی مقوم وقلابہ کی صاحبزادی ہیں' آپ سے مسعود بن معتب ثقفی نے شادی کی جن سے عبداللہ بن مسعود پیدا ہوئے پھر آپ سے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے نکاح کرلیا جن سے عاتکہ بنت ابی سفیان پیدا ہوئیں۔

اروی رضی اللہ عنہا:

آپ حارث بن عبدالمطلب کی اور غزیہ بنت قیس بن طریق بن عبدالعزیٰ بن عامر بن عمیرہ بن ودیعہ بن حارث بن فہر کی صاحبزادی ہیں' آپ سے ابووداعہ بن صبرہ بن سعید بن سعد بن سہم نے شادی کی جن سے آپ کے مطلب' ابوسفیان' ام جمیل' ام حکیم اور ربیعہ کل پانچ بچے پیدا ہوئے۔

درہ رضی اللہ عنہا:

آپ ابولہب بن عبدالمطلب اور ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبدشمس کی صاحبزادی ہیں آپ سے حارث بن عامر بن نوفل بن عبدمناف بن قصی نے شادی کی جن سے ولید ابوالحسن اور مسلم پیدا ہوئے' پھر یہ جنگ بدر میں کفر کی حالت میں مارے گئے' ان کے بعد درہ نے دحیہ بن خلیفہ بن فروہ کلبی سے شادی کر لی۔

عزہ رضی اللہ عنہا:

آپ بھی ابولہب اور ام جمیل کی بیٹی ہیں' آپ سے اوفی بن حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سلمی نے نکاح کیا جن سے عبیدہ' سعید اور ابراہیم پیدا ہوئے۔

خالدہ رضی اللہ عنہا:

آپ بھی ابولہب اور ام جمیل کی بیٹی ہیں' آپ سے عثمان بن ابوالعاص بن بشر بن عبد بن دہمان ثقفی نے شادی کی جن سے بچے پیدا ہوئے۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا:

آپ اسد بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی کی اور فاطمہ بنت حرم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی کی صاحبزادی ہیں' آپ سے ابوطالب بن عبدالمطلب نے نکاح کیا جن سے علی' جعفر' عقیل اور طالب پیدا ہوئے طالب سب سے بڑے تھے' اور ام ہانی' جمانہ اور ریطہ پیدا ہوئیں۔

رُقیقہ رضی اللہ عنہا:

آپ صیفی بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی کی اور ہالہ بنت کلدہ بن عبدالدار بن قصی کی بیٹی ہیں' آپ سے نوفل بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ نے نکاح کیا جن سے مخرمہ بن نوفل پیدا ہوئے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن جعفر از ام بکر بنت مسور بن مخرمہ از مسور از مخرمہ بن نوفل از رقیقہ بنت صیفی: گویا میں

اپنے چچا شیبہ (عبدالمطلب) کو دیکھ رہی ہوں' جب انہیں مطلب بن عبد مناف ہمارے پاس لے کر آئے تو اس وقت میں بچی تھی سب سے پہلے میں ہی دوڑ کر انہیں چمٹی تھی اور گھر والوں کو ان کی تشریف آوری کی میں نے ہی خبر دی تھی۔

اس دن رقیقہ عبدالمطلب سے بڑی تھیں' آپ نے رسول اللہ ﷺ کو پایا اور مسلمان ہو گئیں آپ اپنے فرزند مخرمہ کے حق میں بڑی سخت تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن جعفر از ام بکسر بنت مسور از مسعد: رقیقہ بنت صیفی بن ہاشم بن عبد مناف یعنی مخرمہ بن نوفل کی والدہ نے رسول اللہ ﷺ کو متنبہ کیا کہ قریش جمع ہو کر آج رات آپ پر شبخون مارنے کا مشورہ کر رہے ہیں' مسور کہتے ہیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اپنے بستر سے ہٹ گئے اور آپ کے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ

خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا:

آپ خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی صاحبزادی ہیں آپ ہی نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے نکاح کیا ہم آپ کے واقعات' آپ کا نسب' آپ کے حالات قبل از نبوت رحمت عالم ﷺ سے آپ کا نکاح' نبوت کے بعد آپ کا فوراً مشرف بہ اسلام ہونا' آپ کی اولاد کا اور آپ کی وفات کا مفصل ذکر شروع کتاب میں کر آئے ہیں' آپ کے بعد سرور عالم ﷺ نے جن ازواج مطہرات سے نکاح کیا ان کا بیان ذیل میں دیا جاتا ہے۔

سودہ رضی اللہ عنہا:

آپ زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی کی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ شموس بنت قیس بن عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار انصاریہ ہیں' آپ سکران بن عمرو بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں۔ اور آغاز اسلام ہی میں مکہ معظمہ میں مسلمان ہو گئی تھیں اور رحمت عالم ﷺ سے بیعت کر لی تھی اور آپ کے شوہر سکران بن عمرو بھی مسلمان ہو گئے تھے اور دونوں میاں بیوی دوسری ہجرت کے وقت حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔

باخبار محمد بن عمرو' بخبر مخرمہ بن بکیر از بکیر: سکران بن عمرو معہ اپنی بیوی سودہ کے حبشہ سے مکہ آئے اور مکہ میں فوت ہو گئے' پھر جب سودہ رضی اللہ عنہا عدت گزار چکیں اور حلال ہو گئیں تو نبی ﷺ نے کسی کو بھیج کر آپ پر پیام ڈالا' بولیں: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کو اختیار دے دیا آپ جو چاہیں کریں' فرمایا: تم اپنی قوم کے کسی آدمی سے کہو کہ وہ تمہارا نکاح کرا دے چنانچہ سودہ رضی اللہ عنہا نے حاطب بن عمرو سے کہا اور حاطب نے نبی ﷺ سے آپ کا نکاح کرا دیا' آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد نبی ﷺ کی سب سے پہلی زوجہ مطہرہ ہیں۔

باخبار محمد بن عمرو' باخبار محمد بن عبداللہ از زہری از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا' فرماتے ہیں بحدیث ابن ابی الزناد از ہشام بن عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا' سودہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہو گئیں اور نبی ﷺ ان کے پاس کثرت سے آتے جاتے نہ تھے' انہیں رسول اللہ ﷺ کی نگاہ

میں میرا مقام معلوم تھا اور یہ بھی کہ آپ میرے پاس کثرت سے آتے جاتے ہیں اس لیے انہیں ڈر ہوا کہیں رسول اللہ ﷺ انہیں علیحدہ نہ کر دیں اور آپ کے نکاح میں رہ کر جو انہیں مقام حاصل تھا اسے برقرار رکھنا چاہا' بولیں: یارسول اللہ میں نے اپنی باری کا دن عائشہ کو دے دیا اور میں نے اجازت دے دی کہ آپ اس دن صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہیں آپ نے ان کی درخواست منظور فرمائی' اسی بارے میں ﴿وان امرأة خافت من بعلها نشوزًا ...... الخ﴾ اتری' یعنی اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے علیحدگی کا یا اعراض کا ڈر محسوس کرے تو اگر دونوں صلح کر لیں تو کوئی حرج نہیں۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار محمد بن عبداللہ بن مسلم بسماع عبداللہ بن مسلم: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رمضان ۱۰ھ نبوی میں سرورِ عالم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے قبل سودہ سے نکاح کیا اور مکہ میں ان کے ساتھ خلوت کی اور انہیں لے کر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث معمر از زہری از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دن اور اپنی رات صدیقہ کے لیے ہبہ کر دی تا کہ اللہ کے رسول ان سے خوش ہو جائیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث حاتم بن اسماعیل از نعمان بن ثابت تیمی: نبی ﷺ نے سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: عدت گزار لیجئے' ایک دن آپ آپ کی راہ گزر پر بیٹھ گئیں جب آپ وہاں سے گزرے تو بولیں: یارسول اللہ! اب مجھے مرد کی چنداں ضرورت نہیں لیکن میں چاہتی ہوں کہ میرا حشر ازواج مطہرات میں ہو' آپ مجھ سے رجوع کر لیجئے' آخر کار آپ نے رجوع فرما لیا۔

باخبار مسلم بن ابراہیم' بحدیث ہشام دستوائی' بحدیث قاسم بن ابی بزہ: نبی ﷺ نے حضرت سودہ کو طلاق کہلا بھیجی' حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اس راہ پر بیٹھ گئیں جس سے آپ صدیقہ کے پاس آیا جایا کرتے تھے پھر جب آپ نے سرورِ عالم ﷺ کو دیکھا تو کہا: میں آپ کو اس کا واسطہ دیتی ہوں جس نے آپ پر کتاب اتاری اور اپنی مخلوق میں آپ کو برگزیدہ بنایا آپ نے مجھے کیوں طلاق دی؟ کیا آپ نے مجھ میں کوئی ایسا عیب پایا جس کی وجہ سے آپ ناراض ہو گئے؟ فرمایا نہیں' بولیں للہ آپ رجوع فرما لیں' میں بوڑھی ہوں' مجھے مرد کی چنداں حاجت نہیں لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ میرا حشر ازواج مطہرات میں ہو' آخر نبی ﷺ نے ان سے رجوع کر لیا' بولیں: میں نے اپنی باری کا دن رات صدیقہؓ محبوبہ رسول کو دے دیا۔

باخبار محمد بن حمید عبدی' باخبار معمر: مجھے خبر ملی ہے کہ نبی ﷺ نے سودہ رضی اللہ عنہا کو علیحدہ کرنا چاہا' انہوں نے اس سلسلہ میں آپ سے گفتگو کی اور بولیں: یارسول اللہ! مجھے شوہر کی حرص نہیں مگر یہ بات محبوب ہے کہ جب مجھے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اٹھائے تو آپ کی زوجیت میں اٹھائے۔

باخبار محمد بن حمید عبدی از معمر از ہشام بن عروہ از عروہ: سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا۔ باخبار یزید بن ہارون باخبار حماد بن سلمہ از ثابت بنانی از سمیہ از عائشہ: مجھے سودہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کوئی عورت محبوب نہیں مگر ان میں حسد تھا۔

باخبار ابو معاویہ ضریر' باخبار اعمش از ابراہیم: سودہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے فرمایا میں نے گزشتہ شب آپ کے پیچھے نماز پڑھی پھر آپ نے میرے ساتھ رکوع کیا حتیٰ کہ میں نے ناک سے خون ٹپکنے کے ڈر سے اپنی ناک پکڑ لی' نبی ﷺ ہنس پڑے' آپ

بسا اوقات اپنی باتوں سے نبی ﷺ کو ہنسا دیا کرتی تھیں۔

باخبار عفان بن مسلم باخبار ابوعوانہ از فراس از عامر از مسروق از عائشہ: ایک دن ازواج مطہرات نے جمع ہو کر کہا: یا رسول اللہ! آپ کی کون سی زوجۂ مطہرہ سب سے پہلے آپ سے جا ملے گی؟ فرمایا جس کے سب سے لمبے ہاتھ ہیں' پھر ہم ایک ڈنکا لے کر اپنے اپنے ہاتھ ماپنے لگیں لیکن لمبے ہاتھوں والی سودہ ثابت ہوئیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات میں آپ ہی کی وفات ہوئی آپ کی وفات کے بعد ہم نے سمجھا کہ لمبے ہاتھوں سے صدقہ مراد ہے آپ کو صدقہ بڑا پیارا تھا۔

محمد بن عمر: یہ روایت سودہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں وہم ہے نبی ﷺ کی وفات کے بعد زینب کی وفات ہوئی' زینب عہد فاروق میں فوت ہوئیں اور سودہ رضی اللہ عنہا عہد معاویہ میں فوت ہوئیں۔

محمد بن عمر: ہمارے نزدیک یہی بات صحیح ہے کہ پہلے زینب فوت ہوئیں اور بعد میں سودہ رضی اللہ عنہا۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار ابن ابی ذئب از صالح مولی التوأمہ بسماع ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حجۃ الوداع کے سال رحمت عالم ﷺ نے ازواج مطہرات کے ساتھ حج کیا پھر فرمایا: یہ حج ہے' پھر بوریہ پڑا رہنا ہے' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (نبی ﷺ کی وفات کے بعد) تمام ازواج مطہرات حج کیا کرتی تھیں مگر سودہ اور زینب رضی اللہ عنہما حج نہیں کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ہمیں کوئی جانور حرکت نہ دے۔

بتحدیث محمد بن عمر' بتحدیث حماد بن زید از ہشام از ابن سیرین: سودہ نے فرمایا: میں حج اور عمرہ کر چکی' اب میں اپنے گھر ہی میں رہوں گی (سفر پر حج کے لیے نہ جاؤں گی) جیسا کہ مجھے حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔

بتحدیث یعقوب بن ابراہیم از ابراہیم از صالح بن کیسان از صالح بن نبہان مولیٰ توأمہ: بسماع ابوہریرہؓ: جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس آئے تو فرمایا: یہ حج ظہور حصر میں ہے یعنی اب ازواج مطہرات گھروں کو چمٹی رہیں گی' صالح فرماتے ہیں: سودہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: حجۃ الوداع کے بعد اب میں کبھی حج نہیں کروں گی۔

باخبار عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب' بتحدیث افلح بن حمید از قاسم بن محمد از عائشہ: شب مزدلفہ میں سودہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے اجازت مانگی کہ وہ آپ سے اور لوگوں کی بھیڑ سے پہلے منیٰ چلی جائیں' آپ ایک بھاری بھرکم عورت تھیں (قاسم کہتے ہیں: ثبطہ یعنی بھاری بھرکم) آپ نے انہیں اجازت دے دی چنانچہ وہ لوگوں کے روانہ ہونے سے پہلے منیٰ کو چلی گئیں اور ہم صبح تک روک لی گئیں اور نبی ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئیں' اگر سودہ رضی اللہ عنہا کی طرح میں بھی نبی ﷺ سے اجازت لے کر لوگوں سے پہلے چلی جاتی تو یہ بات مجھے ہر پیاری شے سے پیاری تھی۔

باخبار محمد بن عبید طنافسی' بتحدیث عبیداللہ بن عمر از عبدالرحمٰن بن قاسم از قاسم از عائشہ: کاش سودہ رضی اللہ عنہا کی طرح میں بھی رسول اللہ ﷺ سے لوگوں کے روانہ ہونے سے قبل مزدلفہ سے روانہ ہونے کی اجازت مانگ لیتی اور لوگوں کے آنے سے قبل منیٰ میں صبح کی نماز پڑھتی' لوگوں نے صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اجازت مانگ لی تھی؟ فرمایا: ہاں' وہ ایک بوجھل اور بھاری بھرکم عورت تھیں اور آپ نے انہیں اجازت دے دی تھی۔

باخبار عبداللہ بن وہب مصری از افلح بن حمید از قاسم بن محمد از عائشہ رضی اللہ عنہا: سودہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے قبل مزدلفہ سے منیٰ جانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگ لی تھی کیونکہ وہ ایک بھاری بھرکم عورت تھیں پھر آپ نے انہیں اجازت دے دی تھی۔

بتحدیث محمد بن عمر از عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ بسماع عبدالرحمٰن اعرج (آپ مدینہ میں اپنی بیٹھک میں ہم سے بیان فرمار ہے تھے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں سودہ رضی اللہ عنہا کو اسی وسق کھجوریں اور بیس وسق جو دیئے' فرماتے ہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گیہوں دیئے۔

باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید از ہشام بن حسان از محمد بن عمر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سودہ رضی اللہ عنہا کو بورے میں درہم بھیجے' بولیں: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: درہم ہیں بولیں کیا بورے میں کھجوروں کی طرح؟ اے جاریہ (لونڈی) میرے پاس چھچی لا۔ محمد بن عمر فرماتے ہیں: پھر آپ نے وہ درہم بانٹ دیئے۔

باخبار ہشام بن محمد بن سائب کلبی از محمد بن سائب کلبی از ابوصالح از ابن عباس: سودہ بنت زمعہ سکران بن عمرو' برادر سہیل بن عمرو کے نکاح میں تھیں ایک دن آپ نے خواب میں دیکھا جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپ نے سودہ رضی اللہ عنہا کی گردن پر پیر رکھ دیئے ہیں' سودہ رضی اللہ عنہا نے اس خواب کا ذکر اپنے شوہر سے کیا' اس نے کہا اگر واقعی تم نے یہ خواب دیکھا ہے تو میں مر جاؤں گا اور تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کرلیں گے بولیں: حجراو سترا (بقول ہشام' وہ اپنے نفس سے نفی کرتی ہیں) پھر دوسری بار یہ خواب دیکھا کہ میں لیٹی ہوں اور مجھ پر آسمان سے ٹوٹ کر چاند گر گیا ہے' آپ نے اس کا ذکر بھی اپنے شوہر سے کیا' بولا: اگر یہ واقعی تمہارا خواب ہے تو بہت جلد میں مر جاؤں گا اور تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کرلوگی آخر کار سکران اسی دن بیمار ہو گئے اور چند دن بیمار رہ کر فوت ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا۔

باخبار محمد بن عبید طنافسی' بحدیث محمد بن عمرو از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ویحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب: خولہ بنت حکیم' عثمان بن مظعون کی اہلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرتی ہیں: یارسول اللہ! میرے خیال میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کی وجہ سے آپ کو عورت کی ضرورت ہے' فرمایا: ہاں' وہ میری اولاد کی والدہ اور گھر کی مالکہ تھیں' بولیں: کیا میں آپ کے لیے پیام نہ ڈالوں؟ فرمایا: ضرور ڈالو' کیونکہ عورتیں ان باتوں کو اچھی طرح سمجھتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے سودہ رضی اللہ عنہا پر اور عائشہ رضی اللہ عنہا پر پیام ڈالا اور آپ نے دونوں سے شادی کرلی' سودہؓ سے مکہ میں خلوت کی' اس وقت صدیقہ رضی اللہ عنہا ۶ سال کی تھیں اور صدیقہؓ سے مدینہ میں آنے کے بعد خلوت کی۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار محمد بن عبداللہ بن مسلم از عبداللہ بن مسلم: سودہ رضی اللہ عنہا مدینہ میں عہد معاویہ میں شوال ۵۴ھ میں فوت ہوئیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

آپ حضرت ابوبکر صدیق بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی کی صاحبزادی ہیں'

آپ کی والدہ کا نام ام رومان بنت عمیر بن عامر بن دھمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ ہے۔

باخبار ہشام بن محمد بن سائب کلبی از محمد بن سائب کلبی از ابوصالح از ابن عباس: رحمت عالم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیام ڈالا' ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! میں نے ان کا ذکر یا ان کے سلسلہ میں مطعم بن عدی بن نوفل بن عبدمناف سے ان کے بیٹے جبیر کے لیے وعدہ کرلیا ہے آپ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان سے ہٹا لینے دیں آخرکار آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اتنی مہلت دے دی' پھر آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا' آپ کنواری تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار عبدالرحمٰن بن ابی الرجال از ابوالرجال اپنی والدہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ بسماع عائشہ رضی اللہ عنہا! نبی ﷺ نے مجھ سے شوال ۱۰ نبوی میں ہجرت سے تین سال قبل نکاح کیا اس وقت میں چھ برس کی تھی' پھر آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پیر کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کو تشریف لائے اور ہجرت سے آٹھویں ماہ میں آپ نے مجھ سے بیاہ کیا اور خلوت کے وقت میں ۹ سال کی تھی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابوحمزہ میمون مولیٰ عروہ بن زبیر از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: جب نبی ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا تو میں بچیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی مجھے معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کرلیا ہے حتیٰ کہ مجھے میری والدہ پکڑ کر گھر میں لے گئیں اور گھر میں مجھے روک لیا اب مجھے خیال آیا کہ میرا نکاح ہوگیا ہے' میں نے اس بارے میں اپنی امی جان سے پوچھا نہیں ہاں انہوں نے خود ہی مجھے بتادیا کہ تمہارا نکاح ہوگیا ہے۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار عبدالرحمٰن بن ابی الزناد از ہشام بن عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: نکاح کے وقت میں چھ سال کی تھی اور رخصتی کے وقت ۹ سال کی۔ رخصتی کے بعد بھی میں بچیوں کے ساتھ گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی جب آپ تشریف لاتے تو آپ سے میری سہیلیاں چھپ جایا کرتی تھیں پھر رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے ہٹ کر انہیں بھیج دیا کرتے تھے۔

باخبار وکیع بن جراح از سفیان از اسماعیل بن امیہ از عبداللہ بن عروہ از عائشہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شوال میں نکاح کیا اور شوال ہی میں بیاہ کیا' رسول اللہ ﷺ کی کون سی بیوی آپ کی نگاہ میں مجھ سے زیادہ نصیبہ والی تھی؟ عائشہ رضی اللہ عنہا شوال ہی میں اپنی عورتوں کی رخصتی محبوب سمجھا کرتی تھیں۔

باخبار عبداللہ بن نمیر از اجلح از عبداللہ بن ابی ملیکہ: نبی ﷺ نے اپنے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیام ڈالا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! میں نے عائشہؓ کے بارے میں مطعم کو ان کے بیٹے جبیر کے لیے زبان دے دی ہے آپ مجھے عائشہ کو ان سے ہٹا لینے دیں' آخرکار آپ نے ان سے درخواست کی کہ عائشہ کا خیال چھوڑ دیں' مطعم نے یہ خیال ترک کردیا پھر آپ سے نبی ﷺ نے نکاح کرلیا۔

باخبار یزید بن ہارون' بتحدیث فضیل بن مرزوق از عطیہ: نبی ﷺ نے عائشہ پر جو ہنوز بچی تھیں پیام ڈالا' ابوبکر بولے: یارسول اللہ: کیا بھتیجی سے نکاح کیا جاسکتا ہے؟ فرمایا: تم میرے دینی بھائی ہو' پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ کا آپ سے تقریباً پچاس درہم کے خانگی سامان پر نکاح کرادیا۔ پھر عائشہؓ کے پاس جب کہ وہ بچوں میں کھیل رہی تھیں' ان کی دایہ پہنچی اور ان کا ہاتھ پکڑ کر گھر میں

لے گئی اور انہیں دلہن بنا کر پردے کی چادر کے ساتھ رسول اللہ کے پاس پہنچا دیا گیا۔

باخبار یزید بن ہارون باخبار حماد بن سلمہ از ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: جب مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا تو میں چھ سال کی تھی اور جب میں آپ کے پاس داخل کی گئی تو ۹ سال کی تھی اور جھولہ میں جھولا کرتی تھی اور میرے سر پر بالوں کا گچھا تھا میں جھولے میں جھول رہی تھی کہ میرے پاس آنے والی آتی ہے اور میرا ہاتھ پکڑ کر گھر لے جاتی ہے اور مجھے تیار کیا جاتا ہے اور آپ کے پاس داخل کر دیا جاتا ہے اور مجھے ایک ریشم کے ٹکڑے میں میری صورت دکھائی جاتی ہے۔

باخبار یزید بن ہارون باخبار حماد بن سلمہ از حمید طویل از عبداللہ بن عبید بن عمیر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا بڑا صدمہ تھا اور خطرہ تھا مبادا آپ پر اس کا برا اثر پڑے حتیٰ کہ آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

باخبار وکیع بن جراح و فضل بن دکین و محمد بن ربیعہ کلابی از فضیل بن مرزوق از عطیہ عوفی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک گھر پر نکاح کیا جس کی قیمت تقریباً پچاس درہم تھی۔

باخبار وکیع از سفیان از ابواسحٰق از ابوعبیدہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ سات سال کی تھیں اور آپ کی وفات کے وقت ۱۸ سال کی تھیں۔

باخبار وکیع از ہشام بن عروہ از عروہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نکاح کے وقت ۶ یا ۷ سال کی تھیں اور رخصتی کے وقت ۹ سال کی تھیں۔

باخبار ابومعاویہ ضریر بتحدیث اعمش از ابراہیم از اسود از عائشہ رضی اللہ عنہا: مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ۹ سال کی عمر میں بیاہ کیا اور میں آپ کی وفات کے وقت ۱۸ سال کی تھی۔

باخبار فضل بن دکین بتحدیث اسرائیل از ابواسحٰق از ابوعبیدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت عائشہ ۶ سال کی تھیں اور رخصتی کے وقت ۹ سال کی تھیں اور آپ کی وفات کے وقت ۱۸ سال کی تھیں۔

باخبار عبدالوہاب بن عطاء باخبار اسرائیل از ابواسحٰق از مصعب بن سعد: حسب سابق۔

باخبار ابوعاصم نبیل ضحاک بن مخلد و فضل بن دکین و محمد بن عبداللہ اسدی بتحدیث سفیان از اسماعیل بن امیہ از عبداللہ بن عروہ از عائشہ: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال میں نکاح کیا اور میں شوال ہی میں آپ کے پاس داخل کی گئی پھر آپ کے نزدیک مجھ سے زیادہ نصیبہ ور آپ کی کون سی عورت تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی عورتوں کو شوال میں رخصت کرنا پسند کرتی تھیں۔

ابوعاصم: لوگ شوال میں رخصتی اس طاعون کی وجہ سے اچھی نہیں سمجھتے جو پہلے زمانہ میں شوال میں پھوٹ پڑا تھا۔ ابوعاصم: ہم سے سفیان نے یہ حدیث مکہ میں حسن بن وہب جمحی کے گھر میں ۱۴۶ھ میں بیان کی۔

باخبار مسلم بن ابراہیم باخبار جعفر بن سلیمان باخبار ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ: مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا جب کہ میں سات سال کی تھی اور میری ۹ سال عمر میں مجھ پر داخل ہوئے میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی پھر جب آپ تشریف لاتے اور میری سہیلیاں ہمارے سامنے ہوتیں تو آپ ہم سے کہہ دیا کرتے تھے کہ اپنی اپنی جگہ پر رہو۔

باخبار عفان بن مسلم' باخبار وہیب' باخبار ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور اگر میری سہیلیاں میرے پاس ہوتیں تو نبی ﷺ سے چھپ جایا کرتی تھیں اور آپ انہیں میرے پاس بھیج دیا کرتے تھے پھر وہ میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔

باخبار عفان بن مسلم' باخبار وہیب' باخبار ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: نبی ﷺ سے نکاح کے وقت میں ٦ سال کی اور رخصتی کے وقت ۹ سال کی تھی اور نو سال آپ کے نکاح میں رہی۔

باخبار عارم بن فضل' باخبار حماد بن زید از ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ: میں نبی ﷺ سے نکاح کے وقت ۷ سال کی اور رخصتی کے وقت ۹ سال کی تھی۔

باخبار کثیر بن ہشام' بتحدیث جعفر بن برقان از زہری: رسول اللہ ﷺ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ان کی ٦ سال کی عمر میں نکاح کیا اور ۹ سال کی عمر میں رخصتی ہوئی اور ۱۸ سال کی عمر میں بیوہ ہوگئیں۔

باخبار محمد بن حمید عبدی' بتحدیث معمر از زہری و ہشام بن عروہ: نبی ﷺ نے اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جس وقت وہ نو یا سات سال کی تھیں۔

باخبار احمد بن اسحاق حضرمی' باخبار وہیب از عبید اللہ بن عمر از یزید بن رومان از عروہ از عائشہ: میں عہد رسالت میں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار خارجہ بن عبد اللہ از یزید بن رومان از عروہ از عائشہ: ایک دن میرے پاس نبی ﷺ تشریف لائے' میں گڑیوں سے کھیل رہی تھی' پوچھا عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کا گھوڑا' آپ ہنس پڑے۔

باخبار محمد بن عمر بتحدیث اسرائیل از اعمش از ابراہیم از اسود از عائشہ: جب مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا تو میں ٦ سال کی تھی اور رخصتی کے وقت ۹ سال کی تھی اور وفات کے وقت ۱۸ سال کی تھی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث موسیٰ بن محمد بن عبد الرحمٰن از ریطہ از عمرہ بنت عبد الرحمٰن از عائشہ: مجھ سے پوچھا گیا کہ تمہاری رخصتی کب ہوئی؟ میں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ہمیں اور اپنی بچیوں کو مکہ چھوڑ گئے تھے مدینہ میں آنے کے بعد آپ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اور ان کے ساتھ اپنے آزاد کردہ غلام ابو رافع کو ہمارے پاس بھیجا اور ان دونوں کو آپ نے دو اونٹ اور پانچ سو درہم عطا فرمائے جو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لیے تھے کہ وہ ان سے حسب ضرورت سواریاں خرید لیں' ان دونوں بزرگوں کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو یا تین اونٹ دے کر عبد اللہ بن اریقط دیلی کو بھی کر دیا تھا اور اپنے بیٹے عبد اللہ کو لکھا کہ میری بیوی (صدیقہ کی والدہ) ام رومان کو مجھ کو اور میری ہمشیرہ اسماء اہلیہ زبیر کو سوار کرا دیں چنانچہ یہ سب ایک ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے اور جب قدید پہنچے تو زید نے ان پانچ سو درہموں سے تین اونٹ خریدے پھر یہ سب اکٹھے مکہ سے روانہ ہوئے اور انہوں نے طلحہ بن عبید اللہ کو آل ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کے لیے تیار پایا' لہٰذا ہم سب مل کر مکہ سے چلے اور زید بن حارثہ اور ابو رافع' فاطمہ' ام کلثوم اور سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہن کو لے کر نکلے اور زید رضی اللہ عنہ نے ام ایمن اور اسامہ رضی اللہ عنہما کو بھی سوار کر

لیا اور عبداللہ بن ابوبکر ام رومان کو اور اپنی دونوں بہنوں کو لے کر روانہ ہوئے اور طلحہ بن عبیداللہ بھی ساتھ ہو گئے غرضیکہ ہم سب مل جل کر مکہ سے روانہ ہوئے حتی کہ جب ہم بیض منیٰ میں پہنچے تو ہمارا اونٹ بھاگ پڑا' میں اپنی والدہ ام رومان کے ساتھ ہودج میں تھی میری والدہ گھبرا کر کہنے لگیں ہائے میری بچی' ہائے میری دلہن آخر کار ہمارا اونٹ پکڑ لیا گیا' وہ لفت سے اترا تھا پھر اللہ نے اسے ہمارے حوالہ کر دیا پھر ہم مدینہ پہنچ گئے' اس دن رسول اللہ ﷺ مسجد اور مسجد کے اردگرد گھر بنا رہے تھے' پھر ان میں آپ نے اپنی اہل وعیال کو اتار دیا ہم چند ایام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں ٹھہرے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: یا رسول اللہ! آپ اپنی اہلیہ کو رخصت کیوں نہیں کرا لیتے' اس میں کیا رکاوٹ ہے؟ فرمایا: مہر (مانع ہے یعنی میرے پاس مہر ادا کرنے کے لیے رقم نہیں) یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو ساڑھے بارہ اوقیہ (۵۰۰) درہم دیئے۔ سرور عالم نے یہ پوری رقم ہمارے پاس بھیج دی اور میرے ساتھ اس حجرے میں جس میں میں اب ہوں خلوت فرمائی۔ اور اسی حجرے میں رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی' آپ نے اسی حجرے میں مسجد میں جانے کے لیے باب عائشہ کے بالمقابل ایک دروازہ بنوالیا اور آپ نے ان گھروں میں سے جو میرے پاس ہیں کسی گھر میں سودہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی اور ان کے پاس رات گزاری۔

باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس' باخبار زہیر بن معاویہ' باخبار ہشیم بن عروہ از عروہ از عائشہ: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ سے کہہ دیا تھا کہ میرا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ہے' پھر رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو دن گزارا کرتے تھے۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار حماد بن سلمہ از ہشام یعنی ابن عروہ از عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر از عائشہ رضی اللہ عنہا: میں نے کہا یا رسول اللہ عورتوں کی کنیتیں ہیں آپ میرے لیے کوئی کنیت تجویز فرما دیں' فرمایا: ام عبداللہ کنیت رکھ لو۔

باخبار حجاج بن نصر' باخبار عیسیٰ بن میمون از قاسم بن محمد از عائشہ: مجھے ازواج مطہرات پر دس وجہ سے فضیلت حاصل ہے' پوچھا گیا: ام المومنین وہ دس وجہ کیا ہیں؟ فرمایا: نبی ﷺ نے میرے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا' اور میرے سوا کسی ایسی خاتون سے نکاح نہیں جس کے ماں باپ مہاجر ہوں اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے میری براءت اتاری اور آپ کے پاس حضرت جبرئیل آسمان سے ایک ریشمی کپڑے میں میری تصویر لائے اور فرمایا: ان سے نکاح کر لیجئے یہ آپ کی اہلیہ ہیں' اور میں اور آپ ایک ہی برتن سے نہایا کرتے تھے' میرے سوا اس طرح آپ اپنی کسی اور بیوی کے ساتھ غسل نہیں کیا کرتے تھے' اور آپ میرے پاس ہوتے تو وحی آ جایا کرتی تھی اور اگر کسی اور بیوی کے پاس ہوتے تو وحی نہیں آیا کرتی تھی' اور آپ کی وفات میرے گلے اور سینہ کے درمیان ہوئی' اور آپ میری باری کے دن فوت ہوئے اور میرے حجرے میں مدفون ہوئے۔

باخبار شبابہ بن سوار' بتحدیث شعبہ از حکم از ابووائل از عمار (صدیقہ کا ذکر کر کے) کان کھول کر سن لو' ہمیں معلوم ہے کہ آپ دنیا اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ ہیں۔

باخبار معلی بن اسد' بتحدیث وہیب بن خالد اور عبدالعزیز بن مختار' باخبار ہشیم بن عروہ از عروہ از عائشہ: رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: میں دو بار تم کو خواب میں دیکھ چکا ہوں' میں نے دیکھا کہ ایک شخص ریشمی کپڑے میں تم کو میرے پاس لایا ہے اور کہہ رہا

ہے یہ تمہاری اہلیہ ہیں ان کا نقاب الٹ کر دیکھ لو میں نے نقاب اٹھا کر دیکھا تو تم تھیں میں نے کہا: اگر یہ اللہ کے پاس سے ہے تو اللہ اسے نافذ فرمادے گا۔

باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث وہیب بن خالد' بتحدیث ہشام بن عروہ از عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر' بقول عائشہ: اے اللہ کے نبی ﷺ آپ میری کنیت کیوں نہیں رکھ دیتے؟ فرمایا ام عبداللہ کنیت رکھ لو (عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما آپ کے بھانجے تھے)۔

باخبار عفان بن مسلم' باخبار مہدی بن میمون' بتحدیث شعیب بن حجاب بسماع شعبی از مسروق: مسروق جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے تو فرماتے مجھ سے صدیقہ بنت صدیق نے جو الزام سے بری اور باعصمت ہیں' فلاں فلاں حدیث بیان کی' اس حدیث میں غیر شعبی کہتے ہیں: مجھ سے اللہ کے پیارے کے پیارے نے فلاں فلاں حدیث بیان کی۔

بتحدیث ابوالولید' ہشام طیالسی' بتحدیث ابوعوانہ از فراس از عامر از مسروق: ایک خاتون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو امی جان کہہ کر پکارا فرمایا: میں تمہاری امی نہیں ہوں بلکہ تمہارے مردوں کی امی ہوں۔

باخبار ہشام ابوالولید طیالسی' بتحدیث ابوعوانہ از ہشام بن عروہ از عائشہ: میری بیٹیاں (گڑیاں) تھیں' جب نبی ﷺ میرے پاس تشریف لاتے تو میں ان پر کپڑا ڈال دیا کرتی تھی' ابوعوانہ کہتے ہیں تا کہ صدیقہ گڑیاں کھیلنے سے رکیں نہیں۔

باخبار ہشام ابوالولید' بتحدیث ابوعوانہ از عبدالملک بن عمیر از عائشہ: مجھے چند چیزیں حاصل ہیں جو کسی عورت کو حاصل نہیں رسول اللہ ﷺ سے نکاح کے وقت میری عمر سات سال تھی' آپ کے پاس فرشتہ اپنے ہاتھ میں میری تصویر لے کر آیا اور آپ نے میری تصویر دیکھی' رخصتی کے وقت میں نو سال کی تھی' میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا انہیں میرے سوا کسی عورت نے نہیں دیکھا' میں آپ کی سب سے زیادہ چہیتی تھی' میرے والد آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھے' نبی ﷺ نے میرے گھر میں مرض الموت کے ایام گزارے اور میں نے آپ کی تیمارداری کی پھر جب آپ نے وفات پائی تو آپ کے پاس صرف میں اور فرشتے تھے کوئی اور نہ تھا۔

باخبار ہشام ابوالولید طیالسی' بتحدیث شریک از ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ: جب سودہ بوڑھی ہو گئیں تو آپ نے اپنا دن مجھے ہبہ کر دیا پھر آپ میرے پاس میرے دن اور ان کے دن رہا کرتے تھے۔

باخبار عبیداللہ بن موسیٰ از اسرائیل از ابو اسحٰق از حمید بن عریب: جنگ جمل کے موقعہ پر ایک شخص نے صدیقہ کی شان کے خلاف کچھ ناشائستہ الفاظ نکالے' لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے' عمار نے پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا ایک شخص صدیقہ کی شان میں گستاخی کر رہا ہے' عمار نے کہا: اے نالائق اور اس قابل کہ تجھ پر کتے بھونکیں' خاموش ہو جا۔ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو رسول اللہ ﷺ کی محبوبہ اور لاڈلی بیوی کی شان میں گستاخی کر رہا ہے۔ دیکھ صدیقہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوں گی۔

باخبار ابوبکر بن عبداللہ بن ابی اویس' بتحدیث سلیمان بن بلال از اسامہ بن زید لیثی از ابوسلمہ ماجشون از ابومحمد (غفاریوں کے آزاد کردہ غلام) از عائشہ (نبی ﷺ سے مخاطب ہو کر) یا رسول اللہ! جنت میں آپ کی بیویاں کون ہیں؟ فرمایا: ان میں سے ایک تم بھی ہو۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار اسماعیل بن ابی خالد از مصعب بن اسحٰق بن طلحہ: مجھے خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھے جنت میں عائشہ دکھائی گئیں تا کہ مجھ پر موت آسان ہو جائے گویا میں ان کے دونوں ہاتھ دیکھ رہا ہوں۔

باخبار عبداللہ بن نمیر' باخبار ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: میں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ اور میرے ساتھ میری سہیلیاں بھی کھیلا کرتی تھیں' لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتیں تو آپ سے چھپ جایا کرتی تھیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میرے پاس داخل کر دیا کرتے تھے اور وہ میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔

باخبار ابو معاویہ ضریر از اسماعیل بن سمیع از مسلم بطین: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ جنت میں بھی میری بیوی ہوں گی۔

باخبار ابو معاویہ ضریر از ہشام بن عروہ از عباد بن حمزہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا: یا رسول اللہ! آپ نے اپنی بیویوں کی کنیت رکھی ہے میری بھی کنیت تجویز فرما دیجئے' فرمایا: اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے نام پر اپنی کنیت ام عبداللہ رکھ لو۔

باخبار انس بن عیاض لیثی از ہشام بن عروہ از عباد بن حمزہ از عائشہ: اے اللہ کے نبی آپ میری کنیت تجویز کیوں نہیں فرما دیتے؟ فرمایا اپنے بیٹے (بھانجے) کے نام پر کنیت رکھ لو چنانچہ آپ کی کنیت ام عبداللہ تھی۔

باخبار ابو معاویہ ضریر و محمد بن عبید اللہ طنافسی' بتحدیث اعمش از مسلم از مسروق: مسروق سے پوچھا گیا: کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرائض میں ماہر تھیں؟ فرمایا ہاں ہاں اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے مشائخ و اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ آپ سے فرائض کے مسائل پوچھا کرتے تھے۔

باخبار ابو معاویہ ضریر و محمد بن عبید اللہ طنافسی' بتحدیث اعمش از مسلم از مسروق: مسروق جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث بیان کرتے تو فرماتے: مجھ سے یہ حدیث صدیقہ بنت صدیق نے اور اللہ کے محبوب کی معصومہ محبوبہ نے بیان فرمائی۔

باخبار ابو معاویہ ضریر از اعمش از تمیم بن سلمہ از عروہ از عائشہ: (عروہ کہتے ہیں) میں نے صدیقہ کو دیکھا آپ نے ستر ہزار درہم خیرات کیے اور اپنے کرتے کا دامن جھاڑ کر کھڑی ہو گئیں۔

باخبار ابو معاویہ ضریر' بتحدیث ہشام بن عروہ از محمد بن منکدر از ام ذرہ حسب سابق حدیث ہے۔

باخبار ابو معاویہ ضریر' بتحدیث ہشام بن عروہ از محمد بن منکدر از ام ذرہ: ایک دفعہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو تھیلے بھر کر ایک لاکھ کی رقم بھیجی' آپ نے ایک طباق منگوایا' اس دن آپ کا روزہ تھا آپ وہ رقم لوگوں میں بانٹنے لگیں' فرماتے ہیں جب شام ہو گئی تو لونڈی کو افطاری لانے کا حکم دیا' ام ذرہ بولیں: ام المومنین! کیا آپ ان درہموں میں سے ایک درہم کا گوشت نہیں منگوا سکتی تھیں جس سے آپ روزہ کھول لیتیں؟ فرمایا: مجھے مت ڈانٹو اگر تم مجھے یاد دلا دیتیں تو میں گوشت منگوا لیتی۔

باخبار اسباط بن محمد از مطرف از ابو اسحق از مصعب بن سعد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین کے لیے دس دس ہزار اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے بارہ ہزار وظیفہ مقرر فرمایا اور فرمایا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ ہیں۔

باخبار وکیع بن جراح اور محمد بن عبید' بتحدیث اسماعیل بن ابی خالد از قیس بن ابی حازم عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ! آپ کو سب سے زیادہ کون پیارے ہیں؟ فرمایا: عائشہؓ بولے: میں مردوں میں سے پوچھ رہا ہوں' فرمایا: ان کے والد۔

باخبار فضل بن دکین‘ بتحدیث سفیان از فراس از شعبی از مسروق: ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو امی جان کہہ دیا‘ فرمایا: میں تمہاری ماں نہیں ہوں‘ میں تو تمہارے مردوں کی ماں ہوں۔

باخبار ابواسامہ‘ حماد بن اسامہ باخبار ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم کو دوبار خواب میں دیکھا ہے تم ریشم کے ایک کپڑے میں میرے پاس لائی گئیں پھر جب میں نے اسے کھولا تو تم تھیں‘ کہا گیا کہ یہ تمہاری بیوی ہیں‘ میں بولا: اگر یہ اللہ کے پاس سے ہے تو اللہ اسے نافذ فرمادے گا۔

باخبار محمد بن زید واسطی باخبار مجالد بن سعید از عامر شعبی از مسروق: مجھ سے حضرت عائشہ نے فرمایا: میں نے اپنے اس حجرے کے دروازے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کو گھوڑے پر سوار کھڑا ہوا دیکھا اور رسول اللہ ﷺ آپ سے چپکے چپکے باتیں کررہے تھے‘ پھر جب آپ اندر تشریف لائے تو میں نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ کون تھے جن سے آپ چپکے چپکے باتیں کررہے تھے‘ فرمایا: کیا تم نے انہیں دیکھا تھا؟ میں بولی: ہاں‘ فرمایا تم نے انہیں کس کے مشابہ پایا؟ میں بولی: دحیہ کلبی کے‘ فرمایا: تم نے فراوانی کے ساتھ خیر دیکھی‘ وہ جبرئیل تھے تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا: عائشہ! یہ جبرئیل ہیں‘ تم کو سلام کہہ رہے ہیں‘ میں بولی: وعلیہ السلام اللہ تعالیٰ اس آنے والے کو بہتر صلہ عطا فرمائے۔

باخبار یزید بن ہارون ووکیع بن جراح وفضل بن دکین‘ بتحدیث زکریا بن ابی زائدہ از شعبی از ابوسلمہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جبرئیل تم کو سلام کہہ رہے ہیں‘ میں بولی وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔ وکیع کہتے ہیں اس میں عبداللہ بن حبیب نے شعبی سے یہ اضافہ کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: واہواہ اور مطیع بن عبداللہ شعبی سے سنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آنے والے اور ملاقات کرنے والے کے لیے خوش آمدید ہو۔ باخبار عفان بن مسلم‘ بتحدیث شعبہ‘ بقول عبداللہ بن قاسم‘ بخبر قاسم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دائمی روزہ رکھا کرتی تھیں۔ باخبار حجاج بن محمد از شعبہ از سعد بن ابراہیم از عائشہ: حسب سابق روایت ہے۔

باخبار حجاج بن محمد از ابن جریج بقول عطاء: میں اور عبید بن عمیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا جایا کرتے تھے جب کہ آپ کوہ ثبیر پر ٹھہری ہوئی تھیں‘ ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطاء سے پوچھا: اس دن آپ کا پردہ کیا تھا؟ فرمایا: آپ اس وقت اپنے ترکی خیمہ میں تھیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان خیمہ کی قناتیں حائل تھیں لیکن میں نے دیکھا کہ آپ کسم میں رنگا ہوا کرتا پہنے ہوئے ہیں اس وقت میں بچہ تھا۔

باخبار کثیر بن ہشام‘ بتحدیث جعفر بن برقان: میں نے زہری سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنی بیوی کو اختیار دے دیتا ہے اور وہ اسی کو ترجیح دیتی ہے فرمایا مجھ سے عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا: میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لاکر فرمانے لگے: میں تمہارے سامنے ایک بات رکھتا ہوں اگر اس کے جواب میں تم جلدی نہ کرو تو کوئی ہرج نہیں‘ اپنے والدین سے مشورہ کر کے جواب دینا‘ میں بولی: وہ بات کیا ہے؟ آپ نے مجھے یاایھا النبی قل لازواجك الخ پڑھ کر سنائی یعنی اے نبی آپ اپنی بیویوں سے فرمادیں کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی خوبصورتی چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو متعہ دے کر خوبصورتی سے چھوڑ دوں گا‘ غرضیکہ آپ نے اجرًا عظیما تک یہ آیت پڑھی‘ صدیقہ بولیں: آپ ان آیتوں سے کس حکم کے

بارے میں مجھے والدین سے مشورہ کرنے کا حکم فرما رہے ہیں؟ میں تو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہوں یہ جواب سن کر نبی ﷺ خوش ہو گئے اور آپ کو یہ جواب بڑا پیارا معلوم ہوا اور فرمایا: جو بات میں نے تمہارے سامنے رکھی ہے وہی تمہاری سوتنوں کے سامنے رکھوں گا صدیقہ نے کہا: انہیں میرے جواب کی اطلاع نہ دینا لیکن آپ نے اس کا اقرار نہیں فرمایا جو کچھ صدیقہ سے کہا تھا وہی ہر ایک سے کہتے تھے اور فرماتے تھے: عائشہ نے اللہ کو اور اس کے رسول کو اور آخرت کو پسند فرمایا ہے' صدیقہ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا اور یہ ہم نے طلاق پر محمول نہیں کیا۔

باخبار ابوبکر محمد بن مرہ مکی' بتحدیث نافع بن عمر' بحدیث ابن ابی ملیکہ: جب ابن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان فرماتے تو فرماتے: اللہ کی قسم عائشہ نبی ﷺ پر کبھی جھوٹ نہیں باندھ سکتیں۔

باخبار سعید بن منصور' بتحدیث ابن ابی الزناد از ہشام بن عروہ از عروہ: مجھ سے صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بھانجے! مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ناراضی اور رضا مجھ سے چھپی نہیں رہتی' میں بولی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ کس طرح پہچان جاتے ہیں؟ فرمایا: رضا کے وقت جب تم قسم کھاتی ہو لا ورب محمد (محمد کے رب کی قسم) کہتی ہو اور ناراضی کے وقت لا ورب ابراہیم (ابراہیم کے رب کی قسم) کہتی ہو' میں بولی' یا رسول اللہ آپ سچ فرماتے ہیں۔

باخبار محمد بن ربیعہ کلابی از اسماعیل بن رافع از اسحٰق اعمٰی: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا آپ نے مجھ سے پردہ کیا' میں بولا: آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں' حالانکہ میں آپ کو دیکھتا نہیں؟ فرمایا اگر تم مجھے نہیں دیکھتے تو میں تو تمہیں دیکھتی ہوں۔

باخبار محمد بن عمر از عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ بسماع عبدالرحمٰن اعرج: (مدینہ میں اپنی مجلس میں) رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی کھجوروں میں سے صدیقہ کو ۸۰ وسق کھجوریں دیں اور ۲۰ وسق جو دیئے یا گیہوں دیئے۔ باخبار انس بن عیاض وعبداللہ بن نمیر' بتحدیث ہشام بن عروہ از عروہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک ریشمی چادر تھی آپ نے وہ چادر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دے دی۔

باخبار یزید بن ہارون باخبار ہشام بن حسان از شمیسہ: وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں آپ کے جسم پر باریک کپڑے کرتہ' دوپٹہ اور نقاب تھا یہ کپڑے عصفر میں رنگے ہوئے تھے۔

باخبار اسحٰق بن یوسف ازرق' بتحدیث مالک اپنی کسی پھوپھی کی حدیث سے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عصفر میں رنگے ہوئے کپڑے پہنا کرتی تھیں۔

باخبار انس بن عیاض' از یحیٰی بن سعید بسماع عبدالرحمٰن بن قاسم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا احرام کی حالت میں عصفر میں رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔

باخبار ابوبکر بن عبداللہ بن اویس از سلیمان بن بلال از عمرو بن ابی عمرو بسماع قاسم بن محمد: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالت احرام میں دو نوع کے سرخ کپڑے یعنی سنہرے اور عصفر میں رنگے ہوئے کپڑے زیب بدن تھے۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث سفیان از عبدالرحمٰن بن قاسم از قاسم از عائشہ: آپ عصفر میں رنگے ہوئے کپڑے پہنا کرتی تھیں۔

باخبار عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب بتحدیث عبدالعزیز بن محمد از عمرو بن ابی عمرو: میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا: لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قسم کے سرخ (عصفر اور سونے کے) رنگوں سے منع فرمایا' فرمایا: غلط خیال ہے' اللہ کی قسم میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا آپ عصفر میں رنگے ہوئے کپڑے اور سونے کی انگوٹھیاں پہنا کرتی تھیں۔

باخبار عارم بن فضل' بتحدیث عبدالرحمٰن بن قاسم از قاسم: صدیقہ رضی اللہ عنہا عصفر میں رنگے ہوئے کرتے میں احرام باندھ لیا کرتی تھیں۔ بتحدیث عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید از ایوب بحدیث ابن ابی ملیکہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر سرخ کرتہ دیکھا۔

باخبار معلیٰ بن اسد' بتحدیث معلیٰ بن زیاد قطعی' بتحدیث بکرہ بنت عقبہ: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی آپ عصفر میں رنگے ہوئے ایک کپڑے پر تشریف فرما تھیں میں نے آپ سے حنا کے بارے میں پوچھا' فرمایا وہ پاکیزہ درخت ہے اور پاک پانی ہے' اور میں نے آپ سے (بال اکھاڑنے) کے بارے میں پوچھا' فرمایا: اگر تمہارا شوہر ہو اور تم آنکھ کے کویہ کے بال اکھاڑ کر اسے بہتر اور خوبصورت بنا سکو تو بنالو۔

باخبار حجاج بن نصیر' بتحدیث علی بن مبارک' بتحدیث ام شیبہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر عصفر میں رنگا ہوا لباس دیکھا۔ باخبار معن بن عیسیٰ' بتحدیث مالک از علقمہ بن ابی علقمہ اپنی والدہ سے: حفصہ بنت عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں' سر پر مہین دوپٹہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے پھاڑ کر دبیز دوپٹہ اوڑھا دیا۔

باخبار معن بن عیسیٰ' بتحدیث مخرمہ بن بکیر از بکیر از عمرہ از عائشہ: عورت پر نماز کی حالت میں تین کپڑوں کا ہونا ضروری ہے' کرتہ' چادر اور دوپٹہ' صدیقہ اپنا تہبند کھول کر اسے چادر کی جگہ استعمال کر لیا کرتی تھیں۔ باخبار مسلم بن ابراہیم' بتحدیث ام نصر' بتحدیث معاذہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر عصفر میں رنگا ہوا لحاف دیکھا۔

بتحدیث محمد بن عبداللہ اسدی' بتحدیث سفیان از ابن جریج از حسن بن مسلم از صفیہ: میں نے دیکھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقاب ڈالے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہی ہیں۔

باخبار حجاج بن نصیر' بتحدیث ابو عامر خزاز از عبداللہ بن ابی ملیکہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر سرخ لباس دیکھا۔ باخبار فضل بن دکین' بتحدیث حبیبہ بنت عباد یا رقیہ اپنی والدہ سے: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر سرخ کرتا اور سیاہ دوپٹہ دیکھا۔

باخبار سلیمان بن حرب و مسلم بن ابراہیم' بتحدیث اسود بن شیبان' بحدیث ام مغیرہ انصار کی آزاد کردہ لونڈی: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ریشم کے بارے میں پوچھا' فرمایا: ہم عہد رسالت میں سیراء کے کپڑے پہنا کرتے تھے' سیراء میں کچھ ریشم ہوتا ہے۔

باخبار محمد بن محمد بن ولید ازرقی مکی' بتحدیث داؤد بن عبدالرحمٰن از یحییٰ بن سعید بسماع قاسم بن محمد: ایک ٹھنڈے دن میں ریشمی کمبل اوڑھے ہوئے تھا میں نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا' آپ نے اسے ہٹایا نہیں۔ باخبار معن بن عیسیٰ' بتحدیث مالک بن انس از ہشام بن عروۃ از عروۃ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنی ریشمی چادر دے دی جسے وہ اوڑھا کرتی تھیں۔

باخبار معن بن عیسیٰ ومطرف بن عبداللہ‘ بتحدیث مالک بن انس از نافع مولیٰ ابن عبداللہ بن عمر از قاسم بن محمد: محمد بن اشعث نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کیا ہم آپ کو ہدیہ کے طور پر ایک پوستین نہ دیں؟ آپ اسے پہنیں وہ زیادہ گرم ہوتا ہے‘ فرمایا: مجھے مردہ جانور کی کھال ناپسند ہے‘ بولے: میں خود انتظام کروں گا اور ذبح کردہ جانور کی کھال دوں گا چنانچہ آپ نے ایک پوستین تیار کیا اور اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا آپ اسے پہنا کرتی تھیں۔

باخبار خالد بن مخلد‘ بتحدیث سلیمان بن بلال از علقمہ بن ابی علقمہ اپنی والدہ سے: میں نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مہین دوپٹہ اوڑھ کر جاتی ہیں جو اپنے گریبان کی راہ سے جھلملا رہا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے پھاڑ کر فرمایا: کیا تمہیں سورۂ نور کی (پردہ کی) آیت معلوم نہیں پھر دوسرا (دبیز) دوپٹہ منگوا کر انہیں دیا۔

باخبار عبدالوہاب بن عطاء از ابن جریج بخبر از عکرمہ: حالت احرام میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر امہات المومنین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مہندی لگالیا کرتی تھیں اور عصفر میں رنگے ہوئے لباس میں حج کرلیا کرتی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر‘ بتحدیث منصور بن سلمہ از سلمہ از عائشہ بنت طلحہ از ام المومنین عائشہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب ہم مقام قاحہ میں پہنچے تو میرے سر سے زردی بہہ کر چہرے پر آئی کیونکہ میں نے روانہ ہونے سے قبل سر پر خوشبو لگائی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تمہارا رنگ بڑا پیارا ہے۔

باخبار محمد بن عمر‘ بتحدیث ثوری از معاویہ بن اسحٰق از عائشہ بنت طلحہ از عائشہ ام المومنین: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کے بارے میں پوچھا‘ فرمایا: تم عورتوں کا جہاد حج ہے۔

باخبار محمد بن عمر‘ باخبار ابن ابی الزناد از ہشام بن عروہ از عروہ: کبھی کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ساٹھ اور سو اشعار کا قصیدہ روایت کردیا کرتی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر‘ بحدیث ابن ابی سبرہ از عبدالمجید بن سہیل از عکرمہ: صدیقہ‘ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے پردہ کیا کرتی تھیں (فرماتے ہیں) پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا ان کے پاس جانا حلال ہے یعنی صدیقہ کا ان سے پردہ صحیح نہیں۔

باخبار محمد بن عمر‘ باخبار سفیان بن عیینہ از عمرو بن دینار از ابوجعفر: حسن وحسین رضی اللہ عنہما ازواج مطہرات کے پاس نہیں آتے جاتے تھے (ازواج مطہرات ان سے پردہ کیا کرتی تھیں) پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فتویٰ دیا کہ ان سے پردہ نہیں‘ محمد بن عمر کہتے ہیں: ان سے اس لیے پردہ نہیں کہ وہ اولاد اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بیوی شوہر کی اولاد اور اولاد اولاد کے لیے کبھی حلال نہیں اور نہ ان کی بیٹیاں حلال ہیں اس پر علماء کا اجماع ہے۔

باخبار اسماعیل بن ابراہیم اسدی از شعیب بن حبحاب از ابوسعید: ایک آنے والا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا‘ آپ اپنا نقاب سی رہی تھیں‘ اس نے کہا: ام المومنین! کیا اللہ تعالیٰ نے مال ودولت کی فراوانی نہیں فرمادی؟ فرمایا: چھوڑو‘ ان باتوں کو وہ نئے کپڑوں کا حقدار نہیں جو پرانے کپڑے استعمال نہ کرے۔

باخبار یزید بن ہارون‘ باخبار ابن عون از قاسم: ام المومنین پرانے کپڑوں کے عادی ہونے کی وجہ سے انہیں چھوڑنا پسند نہیں

کرتی تھیں۔

باخبار عبیداللہ بن موسیٰ' باخبار اسامہ بن زید از عبدالرحمٰن بن قاسم اپنی والدہ سے: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر حالت احرام میں گہرے سرخ کپڑے دیکھے گویا وہ انگارے ہیں۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث حمید بن عبداللہ اصم اپنی والدہ سے: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر کسم میں رنگی ہوئی چادر دیکھی اور جوش مارتا ہوا سیاہ دوپٹہ دیکھا۔ باخبار عبداللہ بن نمیر از ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ: کاش مرنے کے بعد میں بھولی بسری ہو جاتی۔

باخبار یعلیٰ بن عبید و وکیع بن جراح و فضل بن دکین' بتحدیث ہارون بربری از عبداللہ بن عبید بن عمیر: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی کہ میرے جنازے کے پیچھے آگ لے کر نہ جانا اور میری نعش پر سرخ مخملی چادر نہ بچھانا۔

باخبار عبیداللہ بن موسیٰ باخبار اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنے کسی ساتھی سے اور وہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے: جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمانے لگیں: کاش میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی' کاش میں ایک درخت ہوتی کہ اللہ کی پاکی میں رطب اللسان رہتی اور پوری طرح سے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاتی۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث ہشام بن مغیرہ' بحدیث یحییٰ بن عمرو از عمرو بن سلمہ از عائشہ: کاش میں درخت ہوتی' کاش میں مٹی کا ایک ڈھیلا ہوتی' کاش اللہ تعالیٰ مجھے پیدا نہ فرماتا۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث عیسیٰ بن دینار: میں نے ابوجعفر سے صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں پوچھا' فرمایا: ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت مانگو' کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وہ کیا تمنا کیا کرتی تھیں: کاش میں درخت ہوتی' کاش میں پتھر ہوتی' کاش میں مٹی کا ڈھیلا ہوتی؟ میں نے پوچھا ان تمناؤں سے آپ کی کیا مراد تھی؟ فرمایا: توبہ مقصود تھی۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث حسن بن صالح از اسماعیل از قیس: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے وقت فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئی نئی باتیں اختیار کر لی تھیں (یہ آپ نے کسر نفسی کے طور پر فرمایا تھا) لہٰذا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس دفن کرنا۔

باخبار محمد بن عبداللہ اسدی' بحدیث عمر بن سعید بن ابی حسین از ابن ابی ملیکہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی وفات سے قبل تشریف لے گئے اور ان کی اس طرح تعریف کی: مژدہ ہو کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ ہیں اور آپ نے بجز تمہارے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا اور تمہاری براءت آسمان سے اتری' پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہما تشریف لے آئے' بولیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میری تعریف کی' آج میں کسی سے اپنی تعریف سننا پسند نہیں کرتی میری تو یہ تمنا ہے کہ میں بھول بسر جاتی۔ باخبار محمد بن عبداللہ اسدی' بتحدیث مسعر از حماد از ابراہیم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کاش میں اس درخت کا پتہ ہوتی۔ باخبار قبیصہ بن عقبہ' بتحدیث سفیان از اعمش از خیثمہ جب صدیقہ سے پوچھا جاتا: کیسا مزاج ہے؟ فرماتیں: الحمدللہ' اچھی ہوں۔

باخبار مالک بن اسماعیل، بتحدیث زہیر، بتحدیث عبداللہ بن عثمان، بحدیث عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ، بحدیث ذکوان، دربان عائشہ: میں اجازت حاصل کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، آپ کے سرہانے آپ کے بھتیجے عبداللہ بن عبدالرحمٰن تھے، میں نے کہا: آپ کے پاس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آنا چاہتے ہیں اس وقت آپ دنیا سے سدھارنے والی تھیں، بولیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نہ آنے دو اس وقت مجھے ان کی اور ان کی تعریفوں کی ضرورت نہیں، ذکوان نے کہا: ام المومنین! ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے ایک نیک وصالح فرزند ہیں آپ کو سلام کرنے اور رخصت کرنے کے لیے آئے ہیں، بولیں اچھا تو اگر تم چاہو تو انہیں بلا لو آخر کار میں نے انہیں بلا لیا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آتے ہی آپ کو سلام کیا اور بیٹھ گئے اور بولے: بشارت ہو، بولیں: کس چیز کی؟ فرمایا اس کی جو تمہارے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دیگر احباب کی ملاقات کے درمیان ہے بس جسم سے روح نکلنے کی دیر ہے آپ ان سب سے جا کر ملاقات کریں گی، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی لاڈلی بیوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزہ چیز ہی سے محبت کیا کرتے تھے اور دیکھئے ابواء کے دن آپ کا ہار کھو گیا تھا اسے ڈھونڈھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزل میں صبح تک ٹھہرے رہے لوگوں کے پاس پانی نہ تھا پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری، مسلمانوں کو یہ سہولت آپ کی بدولت نصیب ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی براءت ساتوں آسمانوں کے اوپر سے اتاری جسے روح الامین لے کر آئے اب ایسی کوئی مسجد نہیں جس میں آپ کی براءت کی آیتیں صبح وشام نہ پڑھی جاتی ہوں، بولیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی تعریفیں چھوڑو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میری تو یہ تمنا ہے کہ میں بھولی بسری ہوئی ہو جاتی۔

باخبار قبیصہ بن عقبہ، سفیان کہتے ہیں: انہوں نے ہمیں عبدالرحمٰن بن قاسم سے اور انہوں نے قاسم سے بتایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا لگاتار روزے رکھا کرتی تھیں۔

باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس، بتحدیث زہیر، باخبار لیث بن ابی سلیم، بحدیث عبدالرحمٰن بن سابط از ابن عباس رضی اللہ عنہما: (بیماری میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر) ام المومنین! ام المومنین کا لفظ ہی آپ کی سعادت کی دلیل ہے آپ کی ولادت سے قبل ہی یہ نام آپ کے لیے تجویز کر دیا گیا تھا۔

باخبار عبدالوہاب بن عطاء، باخبار ابن عون از نافع: صدیقہ نے وصیت کی کہ میں اس بیماری میں ایک نئی بات دیکھ رہی ہوں۔ باخبار عبدالوہاب بن عطاء، بتحدیث نہاش بن فہم از عبداللہ بن عبید بن عمیر: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مرض الموت میں فرمایا: مجھے آگ سے گرم نہ کرنا اور نہ میرے نیچے سرخ مخملی چادر بچھانا۔

باخبار احمد بن محمد بن ولید ازرقی مکی، بتحدیث مسلم بن خالد، بحدیث زیاد بن سعد از محمد بن منکدر از عائشہ: کاش میں زمین کی بوٹیوں میں سے کوئی بوٹی ہوتی اور قابل ذکر شے نہ ہوتی۔

باخبار سعید بن محمد ثقفی از صالح بن حیان از عروہ بن زبیر از عائشہ: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو تم دنیا پر مسافر کے توشہ کی مانند قناعت کرو اور امراء کی مجلسوں میں نہ اٹھو بیٹھو اور کپڑوں کو جب تک ان میں پیوند کام دیتے ہیں پرانا نہ سمجھو۔

باخبار انس بن عیاض از جعفر بن محمد از محمد از عائشہ: جب میں کفنائی جا چکوں اور میرے کفن میں خوشبو لگائی جا چکے اور ذکوان مجھے قبر میں اتار دے اور مجھ پر مٹی برابر کر دے تو وہ اللہ کی رضا کے لیے آزاد ہے۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث ابن ابی الزناد از ابوالزناد: ابن ابی عتیق صدیقہ کے پاس گئے' آپ بیمار تھیں' بولے: ام المومنین! کیسی طبیعت ہے' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' بولیں: اللہ کی قسم موت ہے' کہنے لگے: تو پھر میرے ماں باپ آپ پر قربان نہ ہوں' بولیں: تم دل لگی کسی حال میں بھی نہیں چھوڑتے۔

باخبار یعلیٰ بن عبید' بتحدیث ہارون بربری از عبداللہ بن عبید بن عمیر: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی کہ میرے جنازے کے پیچھے آگ لے کر نہ چلنا اور میرے نیچے مخملی چادر نہ بچھانا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابن ابی سبرہ از موسیٰ بن میسرہ از سالم سبلان: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۱۷ رمضان کی شب کو تہجد کے بعد دنیا سے سدھاریں' میں نے حکم کیا کہ آپ رات ہی میں دفن کی جائیں' آخر کار لوگ رات ہی میں جمع ہو گئے اور کسی رات میں اتنے آدمی نہیں دیکھے گئے جتنے آج کی شب دیکھے گئے' دیہاتی بھی آ گئے تھے آخر آپ بقیع میں دفن کی گئیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابن ابی سبرہ از عثمان بن ابی عتیق از ابوعتیق: اس رات جس رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا سانحہ پیش آیا' میں نے دیکھا ان کے جنازے کے ساتھ رات میں لکڑیوں میں کپڑے باندھ کر اور ان میں آگ روشن کر کے لے جائے جا رہے تھے اور میں نے بقیع میں عورتوں کو بھی دیکھا گویا عید کا دن ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابن جریج از نافع: میں نے دیکھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جنازے کی نماز بقیع میں پڑھائی اور لوگوں میں ابن عمرو بھی تھے مگر آپ نے انہیں ٹوکا نہیں اس سال مروان عمرہ کرنے گئے تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر گئے تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز اور عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم: رمضان ۵۸ھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جنازے کی نماز پڑھائی اور آپ تہجد کے بعد دفن کی گئیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن عروہ بن زبیر از عثمان بن ابوالولید از عروہ: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قبر میں پانچواں تھا' باقی عبداللہ بن زبیر' قاسم بن محمد' عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن تھے' آپ پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رمضان میں وتر کے بعد نماز پڑھی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابن ابی سبرہ از عثمان بن ابی عتیق از قاسم بن محمد: میں اور عبداللہ بن زبیر اور عروہ بن زبیر اور عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قبر میں اترے تھے۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار ابن ابی سبرہ از عثمان بن ابی عتیق از ابوعتیق: جس رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں اس رات میں نے دیکھا کہ لوگوں نے روغن زیتون میں کپڑے تر کر کے' انہیں لکڑیوں میں باندھ کر روشن کر رکھے تھے اور آپ کے جنازے کے ساتھ لے جا رہے تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث معمر از زہری از عروہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رات میں دفن کی گئیں۔ باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث حماد بن سلمہ' باخبار ہشام بن عروہ از عروہ: ابن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رات میں دفن کیا تھا۔

محمد بن عمر: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۱۷ رمضان ۵۸ھ میں بدھ کی شب کو ۶۶ سال کی عمر میں فوت ہوئیں اور اسی شب کو وتر کے بعد مدفون ہوئیں۔

باخبار حفص بن غیاث' بتحدیث اسماعیل از ابواسحٰق بقول مسروق: اگر فلاں بات نہ ہوتی تو میں ام المومنین پر نوحہ قائم کرتا۔

باخبار یعلیٰ ومحمد پسران عبید' بتحدیث ہارون بربری از عبداللہ بن عبید بن عمیر: ایک شخص نے میرے والد سے پوچھا: لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کیا غم کیا؟ بولے: لوگ غمزدہ بھی تھے' سب نہیں آپ کی وفات پر وہی غمزدہ تھا جس کی آپ ماں تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبدالواحد بن میمون' مولیٰ عروہ از حبیب مولیٰ عروہ: جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا' آپ گہوارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لا کر بولے: یارسول اللہ یہ آپ کا صدمہ زائل کر دیں گی اور یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بدل ہیں' پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عائشہ کو لوٹا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آیا جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ام رومان: عائشہ کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور ان کے سلسلہ میں میری حفاظت کرو اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گھر میں قدر ومنزلت تھی اور گھر والے ان کے بارے میں اللہ کے حکم سے بالکل بے خبر تھے' پھر ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر حسب معمول تشریف لائے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے دن سے لے کر ہجرت تک آپ برابر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر روزانہ بلاناغہ آیا کرتے تھے) دیکھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منہ چھپائے ہوئے گھر کے دروازے پر کھڑی ہوئی زار زار رو رہی ہیں آپ کا دل پسیج گیا' رونے کی وجہ پوچھی' بولیں: امی جان مجھ پر بھڑک اٹھتی ہیں یہ سن کر آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور ام رومان کے پاس جا کر آپ نے فرمایا: ام رومان! کیا میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تم کو نہیں کہا تھا کہ تم ان میں میری حفاظت کرو؟ بولیں: یارسول اللہ انہوں نے صدیق کو میری باتیں بتا کر انہیں مجھ سے ناراض کرا دیا' فرمایا: اگرچہ انہوں نے ایسا کیا' ام رومان بولیں: یہ بری عادت ان میں ہمیشہ کے لیے راسخ نہ ہو جائے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۴ھ نبوی کے شروع میں پیدا ہوئیں اور آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ سال کی عمر میں سودہ رضی اللہ عنہا سے ایک ماہ بعد نکاح فرمایا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابن ابی الزناد از ہشام اپنے باپ سے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! تمہاری رضا اور ناراضگی مجھ سے پوشیدہ نہیں رہتی' میں نے کہا: یارسول اللہ آپ کو کیسے علم ہو جاتا ہے؟ فرمایا: رضا کے وقت تم لاورب محمد (محمد کے رب کی قسم) کھاتی ہو اور غصہ کی حالت میں ابراہیم کے رب کی قسم کھاتی ہو۔ میں بولی: یارسول اللہ! اللہ کی قسم آپ نے سچ فرمایا: میں محض آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابن ابی ذئب از حارث بن عبدالرحمٰن از محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان از عائشہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کو فضیلت حاصل ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابن ابی طوالہ از ابوطوالہ از انس از نبی ﷺ: حسب سابق روایت ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث معمر از زہری از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن از عائشہ از نبی ﷺ: عائشہ رضی اللہ عنہا یہ جبرئیل ہیں اور تم کو سلام کہتے ہیں۔ بولیں: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' فرماتی ہیں میں نے ان کو نہیں دیکھا تھا اور نبی ﷺ وہ دیکھتے تھے جو میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابوبکر بن عبیداللہ از ربیعہ بن عثمان: ایک شب رسول اللہ ﷺ رات بھر چلتے رہے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: دیکھوتم مجھے مکھن و کھجور سے بھی زیادہ پیاری ہو۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث فاطمہ بنت مسلم از فاطمہ خزاعیہ بسماع از عائشہ: ایک دن میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے' میں نے کہا: آج دن بھر آپ کہاں رہے؟ فرمایا: حمیراء' میں ام سلمہ کے پاس تھا' میں بولی: ام سلمہ سے آپ کا پیٹ نہیں بھرتا' آپ مسکرانے لگے' میں نے کہا: یارسول اللہ! اگر آپ کسی میدان میں پہنچیں اور اس کے کسی حصہ کو چرایا ہوا دیکھیں اور کسی حصہ کو بالکل محفوظ دیکھیں تو آپ کس حصہ میں چرائیں گے؟ فرمایا: محفوظ حصہ میں' میں بولی: میں دیگر ازواج کی طرح نہیں ہوں بجز میرے آپ کی ہر بیوی غیر مرد کے پاس رہ چکی ہے: فرماتی ہیں: یہ سن کر آپ مسکرانے لگے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابن ابی سبرہ از موسیٰ بن میسرہ از ابوعبداللہ قراظ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا یعنی جس رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی ہے۔

باخبار محمد بن عمر از عبیداللہ بن عروہ از عثمان بن عروہ از عروہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۱۹/رمضان کو بدھ کی شب کو ۵۸ھ میں فوت ہوئیں اور جنازے کی نماز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

باخبار محمد بن عمر' از عبیداللہ بن عروہ از عیسیٰ بن معمر از عباد بن عبداللہ بن زبیر: ہم نے حضرت کی قبر پر کپڑا پھیلا کر پردہ کرلیا تھا اور لکڑیوں پر روغن میں تر کپڑے باندھ کر ان کو روشن کرلیا تھا اور آپ کو رات میں وتر کے بعد ماہ رمضان میں دفن کیا تھا۔

باخبار محمد بن عمر' از عمر بن عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر از عبداللہ بن محمد: میں عائشہ کے دفن کے وقت موجود تھا' ہم نے آپ کو رات میں دفن کیا۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار محمد بن عبداللہ بن جعفر از ابن ابی عون: عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھ میں اور صفیہ میں تو تو میں میں ہوگئی' میں نے ان کے والد کو اور انہوں نے میرے والد کو برا بھلا کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے جھگڑا سن کر فرمایا: صفیہ! تم ابوبکر کو برا کہہ رہی ہو؟ صفیہ! تم ابوبکر کو برا کہہ رہی ہو؟

باخبار محمد بن عمر' باخبار محمد بن عبداللہ از زہری از ابن مسیب: رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ابوبکر: میری حمایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خبر نہیں لیتے؟ آخر کار ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر زور سے صدیقہ کے سینہ پر مارا' رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے' ابوبکر تم کو اللہ معاف فرمائے' میرا یہ مقصد نہ تھا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث سفیان ثوری از اعمش از عمارہ بن عمیر: سننے والے نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سن کر بیان کیا کہ

جب آپ آیت وقرن فی بیوتکن (اپنے اپنے گھروں میں چمٹی رہو) پڑھتیں تو اس قدر روتیں کہ آپ کا دوپٹہ آنسوؤں سے شرابور ہو جاتا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا:

آپ عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی کی صاحبزادی ہیں' آپ کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح ہے' زینب' عثمان بن مظعون کی ہمشیرہ ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث اسامہ بن زید بن اسلم از زید بن اسلم از اسلم از عمر: حفصہ رضی اللہ عنہا بعثت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں جب قریش بیت اللہ کو بنا رہے تھے۔

باخبار محمد بن عمر از عبداللہ بن جعفر از ابن ابی عون و باخبار محمد بن عمر باخبار موسیٰ بن یعقوب از ابوالحویرث: خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور حفصہ انہیں کے نکاح میں رہیں اور انہیں کے ساتھ مدینہ ہجرت کر کے چلی گئیں پھر آپ کے شوہر مدینہ میں بدر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد فوت ہو گئے۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار سفیان بن حسین از زہری از سالم از ابن عمر: جب حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں تو میں عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لیے کہا سنا' لیکن عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر کہ ان دنوں مجھے عورتوں کی خواہش نہیں' انکار کر دیا پھر میں اسی سلسلہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا' ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے' ان کی خاموشی پر مجھے غصہ آیا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر فرمائی اور آپ نے ان سے نکاح کر لیا' پھر میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مل کر کہا: میں نے اپنی بچی عثمان رضی اللہ عنہ پر پیش کی تو انہوں نے صاف انکار کر دیا اور آپ پر پیش کی تو آپ چپ لگا گئے مجھے عثمان رضی اللہ عنہ کے انکار پر اتنا غصہ نہیں آیا جتنا آپ کی خاموشی پر آیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کے سلسلہ میں ذکر فرمایا تھا اور وہ آپ کا ایک راز تھا آپ کے راز کو افشا کرنا مجھے اچھا معلوم نہیں ہوا۔

باخبار یعقوب بن ابراہیم بن سعد از یعقوب از صالح بن کیسان از ابن شہاب' بخبر سالم بن عبداللہ بن عمر بسماع عبداللہ بن عمر: حفصہ رضی اللہ عنہا کے بیوہ ہونے کے بعد جو خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور خنیس صحابی تھے اور مدینہ میں فوت ہو گئے تھے' عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے نکاح کے سلسلہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے بات چیت کی' عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس بارے میں غور کروں گا چند دن کے بعد پھر عثمان نے انکار کر دیا' پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو میں حفصہ کا آپ سے نکاح کر دوں لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا' عمر رضی اللہ عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر زیادہ غصہ آیا پھر عمر رضی اللہ عنہ کچھ دنوں خاموش رہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیام دیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے حفصہ کا آپ سے نکاح کرا دیا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا جب آپ نے حفصہ کے نکاح کے بارے میں مجھ سے گفتگو کی تھی اور میں خاموش ہو گیا تھا تو شاید آپ کو مجھ پر غصہ آیا تھا' عمر بولے: غصہ کی بات ہی تھی' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میری خاموشی اس لیے تھی کہ مجھے علم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کا ذکر کیا ہے' ظاہر ہے کہ میں آپ کے راز کو افشا کرنے والا نہ تھا' اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خیال چھوڑ دیتے تو میں

حفصہ کو قبول کر لیتا۔

باخبار اسماعیل بن ابراہیم از یونس از حسن: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بچی عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں وہ فوت ہو گئیں' ایک دن عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے تو انہیں دلگیر پایا اور ان کے چہرے پر صدمہ کے آثار دیکھے عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بارے میں بات چیت کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بولے: میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو رنجیدہ دیکھا اور ان سے حفصہ کے نکاح کے بارے میں گفتگو کر کے آ رہا ہوں' آپ نے فرمایا: کیا میں تم کو عثمان سے بہتر داماد اور عثمان کو تم سے بہتر خسر نہ بتاؤں؟ بولے: یارسول اللہ ضرور بتایئے آخر کار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور اپنی دوسری بیٹی کا عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کرا دیا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن جعفر از ابن ابی عون' و بحدیث موسیٰ بن یعقوب از ابوالحویرث از محمد بن جبیر بن مطعم از عمر: خنیس کی وفات کے بعد' میں نے حفصہ عثمان رضی اللہ عنہ پر پیش کی' انہوں نے مجھ سے اعراض کیا پھر میں نے یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ عثمان پر حیرت ہے میں نے ان سے کہا: حفصہ سے نکاح کر لو مگر انہوں نے منہ پھیر لیا' فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عثمان کا نکاح تمہاری بیٹی سے بہتر عورت کے ساتھ کرا دیا اور تمہاری بیٹی کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر شخص کے ساتھ کرا دیا۔ رقیہ کے فوت ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثوم کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کرا دیا تھا اسی لیے عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے انکار کر دیا تھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کر لیا اور ام کلثوم کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے کرا دیا۔

باخبار سلیمان بن حرب' بحدیث حماد بن سلمہ از علی بن زید از سعید بن مسیب: حفصہ کے شوہر مر گئے' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ رقیہ فوت ہو گئیں' تو عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور انہیں غمگین دیکھا اور بولے: اگر حفصہ سے نکاح کی خواہش ہو تو فلاں سے حفصہ کی عدت ختم ہو چکی ہے لیکن عثمان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر یہ واقعہ بیان کیا' فرمایا: اس سے بہتر صورت ہے تم مجھ سے حفصہ کا نکاح کرا دو' اور میں عثمان کا ام کلثوم سے نکاح کرا دوں گا جو رقیہ کی ہمشیرہ ہیں چنانچہ آپ نے حفصہ سے نکاح کر لیا اور عثمان کا نکاح ام کلثوم سے کرا دیا۔

باخبار سلیمان بن حرب' بحدیث حماد بن زید از سعید بن مسیب: حسب سابق حدیث۔ فرماتے ہیں' سعید نے کہا: اللہ تعالیٰ نے دونوں کے لیے بہتر رشتہ چنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے بہتر تھیں۔

باخبار یزید بن ہارون و عفان بن مسلم و عبدالصمد بن عبدالوارث و سلیمان بن حرب از حماد بن سلمہ۔ باخبار ابو عمران جونی از قیس بن زید: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی' پھر آپ کے پاس آپ کے ماموں عثمان و قدامہ رضی اللہ عنہما پسران مظعون آئے تو ان کے سامنے رونے لگیں اور بولیں: اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اکتا کر طلاق نہیں دی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے پردہ کر لیا' آپ نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے پاس آ کر مجھ سے فرمایا: حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع فرمالیجیے کیونکہ وہ کثرت سے روزے رکھنے والی اور شب بیدار خاتون ہیں اور آپ کی جنتی بیوی ہیں۔

باخبار سعید بن عامر' از سعید بن ابی عروبہ از قتادہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی' پھر جبرئیل علیہ السلام

نے آ کر فرمایا: محمد! (یا تو فرمایا) حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع فرما لیجئے (یا فرمایا) حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق نہ دیجئے' کیونکہ وہ دن میں کثرت سے روزے دار اور رات میں شب بیدار رہنے والی خاتون ہیں' اور آپ کی جنتی بیویوں میں سے ہیں۔

باخبار اسماعیل بن ابان وراق' باخبار یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ از صالح بن صالح از سلمہ بن کہیل از سعید بن جبیر از ابن عباس از عمر رضی اللہ عنہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تھی پھر آپ نے ان سے رجوع کر لیا۔ باخبار عثمان بن محمد بن ابی شیبہ' باخبار ہشیم' باخبار حمید از انس بن مالک: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تو آپ کو رجوع کرنے کا حکم دیا گیا' آخر کار آپ نے رجوع کر لیا۔

باخبار خالد بن مخلد بجلی' بتحدیث عبداللہ بن عمر از نافع از ابن عمر: عمر رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف وصیت کی۔ باخبار فضل بن دکین' بتحدیث سفیان از منکدر از ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے' ان کے پاس ایک خاتون تھیں جن کا نام شفاء تھا اور وہ نملہ کو جھاڑا کرتی تھیں' فرمایا جھاڑنے کی دعا حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی سکھا دو۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث مخرمہ بن بکیر از بکیر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تھا اور اس سلسلہ میں کچھ تذکرہ کیا تھا پھر آپ پر جبرئیل نے اتر کر فرمایا: حفصہ رضی اللہ عنہا کثرت سے روزہ دار اور شب بیدار خاتون ہیں' حفصہ رضی اللہ عنہا ایک نیک عورت تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' از ابن ابی سبرہ از ہشام بن حسان از ابن سیرین: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی' پھر جبرئیل اترے اور فرمایا: حفصہ کثرت سے روزے دار اور شب بیدار خاتون ہیں' آخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے رجوع فرما لیا۔

باخبار ابواسامہ' حماد بن اسامہ' باخبار ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوے اور شہد سے محبت تھی آپ عصر کی نماز پڑھ کر' ایک زوجہ مطہرہ کے پاس جا کر ان کے قریب بیٹھا کرتے تھے' ایک دفعہ آپ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور خلاف عادت ان کے پاس دیر تک ٹھہرے رہے جب میں نے اس سلسلہ میں کرید کی تو مجھ سے کہا گیا: حفصہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قوم کی کسی خاتون نے بطور ہدیہ کے شہد کا ایک برتن بھیجا ہے اور انہوں نے شہد کا شربت بنا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا ہے' میں نے دل میں سوچا کہ میں کوئی نہ کوئی ایسی تدبیر کروں گی کہ آپ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر شربت نہ پئیں' آخر کار میں نے یہ قصہ سودہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور انہیں سمجھا دیا کہ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس آئیں اور آپ کے قریب بیٹھ جائیں تو سرکار رسالت سے کہنا: یارسول اللہ! آپ نے مغافیر (مکروہ بو والا ایک قسم کا گوند) کھایا ہے' آپ فرمائیں گے: نہیں' میں نے گوند نہیں کھایا' پھر آپ سے کہنا: تو یہ بو کیسی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات سخت بھاری معلوم ہوتی تھی کہ آپ کے دہن مبارک سے بو آئے' آپ فرمائیں گے: مجھے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے شہد کا شربت پلایا ہے تم کہنا: شہد کی مکھیوں نے عرفط کے پھول چوسے ہوں گے جو یہ مغافیر کی بو آ رہی ہے میں بھی آپ سے یہ کہوں گی اور صفیہ تم بھی یہی کہنا۔ پھر جب آپ سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے (عروہ فرماتے ہیں) سودہ فرماتی ہیں: اس کی قسم جس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں' میں تم سے خوفزدہ تھی اور قریب تھا کہ دروازے پر ہی آپ سے وہ بات کہہ دیتی جس کی تم نے مجھے ہدایت کی تھی' خیر' جب آپ میرے قریب آ گئے تو میں بولی: یارسول اللہ کیا آپ مغافیر کھا کر آئے ہیں' فرمایا نہیں' میں

بولی: پھر یہ بوکیسی آ رہی ہے؟ فرمایا مجھے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے شہد کا شربت پلایا ہے' میں بولی: معلوم ہوتا ہے کہ شہد کی مکھیوں نے عرفط کے پھول چوسے ہیں (صدیقہ فرماتی ہیں) پھر جب آپ میرے پاس آئے تو میں نے بھی آپ سے یہی کہا' پھر جب آپ حفصہ کے پاس گئے تو وہ بولیں: یارسول اللہ کیا میں آپ کو شربت نہ پلاؤں؟ فرمایا مجھے شربت کی ضرورت نہیں (فرماتی ہیں) سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اللہ کی قسم ہم نے آپ پر شربت حرام کردیا' میں بولی: خاموش رہو۔

باخبار مسلمؒ بن ابراہیم' بتحدیث جویریہ بن اسماء از نافع: حفصہ رضی اللہ عنہا مرتے دم تک روزے رکھتی رہیں۔ باخبار محمد بن عمر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو ۸۰ وسق جو یا گیہوں دیئے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث معمر از زہری از سالم از ابن عمر: حفصہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو ان کے جنازے کی نماز مروان بن حکم نے پڑھائی۔ اس زمانہ میں مدینہ کے وہی حاکم تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث موسیٰ بن ابراہیم از ابراہیم' آل عمر کی آزاد کردہ ایک لونڈی سے: میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کی چارپائی پر ان کی لاش دیکھی' آپ کے جنازے کی نماز مروان نے موضع جنائز میں پڑھائی اور مروان جنازے کے ساتھ بقیع تک گئے' اور دفن کیے جانے تک بیٹھے رہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث علی بن مسلم از مقبری اپنے والد سے: میں نے مروان کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے جنازے کے آگے آگے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہ کے درمیان دیکھا' میں نے دیکھا مروان نے جنازے کی چارپائی کے دو پائے بنی حزم کے گھر سے لے کر مغیرہ کے گھر سے قبر تک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اٹھائے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن نافع از نافع: حفصہ رضی اللہ عنہا کی قبر میں عبداللہ اور عاصم پسران عمر اور سالم اور عبداللہ اور حمزہ پسران ابن عمر اترے تھے۔ محمد بن عمر: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا انتقال شعبان ۴۵ھ میں عہد معاویہ میں ساٹھ سال کی عمر میں ہوا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

آپ کا اسم گرامی ہند ہے' آپ ابوامیہ' سہیل زاد الرکب بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی صاحبزادی ہیں' آپ کی والدہ عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن جذیمہ بن علقمہ جذل الطعان بن فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ ہیں' آپ سے ابوسلمہ نے نکاح کیا' ابوسلمہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے' ابوسلمہ آپ کو حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں اپنے ساتھ لے گئے' حبشہ ہی میں آپ کے زینب پیدا ہوئیں' پھر آپ کے سلمہ' عمر اور درہ' پسران ابوسلمہ پیدا ہوئے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عمر بن عثمان از عبدالملک بن عبید از سعید بن عبدالرحمٰن بن یربوع از عمر بن ابی سلمہ: میرے والد جنگ احد میں شامل ہوئے' اثنائے جنگ میں آپ کے بازو میں ایک تیر آ کر بندھ گیا۔ جس کو ابوسلمہ جشمی نے مارا تھا' آپ ایک ماہ تک زخم کا علاج کرتے رہے' آخر کار وہ زخم اچھا ہو گیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد کو ۳۵ ویں ماہ کے شروع میں محرم میں قطن بھیج دیا' آپ ۲۹ دن گھر سے غائب رہے پھر آپ ۸ صفر ۴ھ کو مدینہ میں داخل ہوئے اور زخم پھر ہرا ہو گیا۔ اسی میں آپ ۸ جمادی الثانی ۴ھ میں اپنے اللہ سے جا ملے' پھر میری امی جان نے عدت پوری کی اور ۲۰ شوال ۴ھ کو عدت پوری ہو گئی' پھر ان سے

رسول اللہ ﷺ نے شوال کی پچھلی تاریخوں میں نکاح کر لیا' ام سلمہ رضی اللہ عنہا ذی قعدہ ۵۹ھ میں فوت ہوئیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث مجمع بن یعقوب از ابوبکر بن محمد بن عمر از ابوسلمہ اپنے والد سے اور وہ ام سلمہ سے: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو تم یہ دعا پڑھ لو'اللّٰھم اعطنی اجر مصیبتی و اخلفنی خیرا منھا' یعنی اے اللہ مجھے میری مصیبت پر اجر عطا فرما اور مجھے بہترین بدل عطا فرما اللہ تعالیٰ جلدی ہی بہترین اجر عطا فرما دے گا' جس دن ابوسلمہ فوت ہوئے اس دن میں نے یہی دعا پڑھی تھی اور اپنے دل ہی دل میں کہہ رہی تھی' ابوسلمہ جیسا شوہر کہاں؟ پھر اللہ تعالیٰ نے جلدی ہی مجھے ابوسلمہ سے بہتر بدل عطا فرما دیا۔

باخبار یزید بن ہارون از عبدالملک بن قدامہ جمحی بحدیث قدامہ از ام سلمہ زوجۂ رسول اللہ ﷺ: مجھ سے ابوسلمہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: جب بھی کوئی بندہ کسی مصیبت کا شکار ہو اور گھبرا کر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق انا للّٰہ و انا الیہ راجعون' اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی ھٰذہ و عوضنی منھا خیرا منھا (یعنی ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اے اللہ مجھے اس مصیبت پر اجر عطا فرما اور اس کا عوض بہترین دے) پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اسے مصیبت پر یقیناً اجر عطا فرمائے گا اور وہ اس لائق ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اسے بہترین عوض عطا فرمائے' پھر جب ابوسلمہ ہلاک ہو گئے تو مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو ابوسلمہ نے مجھ سے بیان کی تھی اور میں نے وہی دعا پڑھی' پھر میں نے دل میں کہا: بھلا ابوسلمہ سے بہتر آدمی کہاں؟ فرماتی ہیں: لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ سے بہتر شوہر عطا فرمایا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مصیبت کا بھی اجر عطا فرمایا ہو گا۔

باخبار احمد بن اسحٰق حضرمی' بتحدیث عبدالواحد بن زیاد بتحدیث عاصم احول از زیاد بن ابی مریم: ام سلمہ نے ابوسلمہ سے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ جس خاتون کا شوہر مر جائے اور شوہر جنتی ہو اور بیوی بھی جنتی ہو اور بیوی نے اس کے بعد نکاح نہ کیا ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ دونوں کو جنت میں جمع فرما دے گا اسی طرح اگر بیوی مر جائے اور شوہر رہ جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے' لہٰذا آؤ ہم دونوں عہد کر لیں کہ تم میرے بعد نکاح نہ کرو' اور نہ میں تمہارے بعد نکاح کروں' بولے: کیا تم میری بات مانتی ہو؟ میں بولی: میں نے آپ سے اسی نیت سے مشورہ کیا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں بولے: اگر میں مر جاؤں تو تم نکاح کر لینا پھر آپ نے دعا مانگی کہ اے اللہ میرے بعد ام سلمہ کو مجھ سے بہتر شوہر نصیب فرما جو انہیں رنج اور ایذاء نہ پہنچائے پھر جب ابوسلمہ فوت ہو گئے تو میں نے سوچا: وہ نوجوان کون ہے جو میرے حق میں ابوسلمہ سے بہتر ہے خیر زمانہ گزرتا گیا پھر ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے گھر کے دروازے پر آ کر کھڑے ہوئے اور میرے بھتیجے سے یا میرے بیٹے سے مجھ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی' میں نے کہا یا تو میں آپ کی درخواست ٹھکرا دوں یا اپنے بچوں کے ساتھ آپ کے پاس جاؤں پھر آپ نے دوسرے دن آ کر وہی خواہش ظاہر فرمائی اور میں نے کل کی طرح جواب دیا' پھر میں نے اپنے ولی سے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ اب کی بار آئیں تو آپ کا نکاح کرا دیجئے' تیسرے دن پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ نے مجھ سے نکاح کر لیا۔

باخبار ابومعاویہ ضریر و عبیداللہ بن موسیٰ' بتحدیث اعمش از شقیق از ام سلمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سکرات کے وقت

زبان سے اچھے کلمے نکالو کیونکہ فرشتے تمہاری باتوں پر آمین کہتے ہیں' ابوسلمہ کے فوت ہونے کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر بولی: یارسول اللہ ابوسلمہ فوت ہو گئے میں کیا کہوں؟ فرمایا: یہ کہو اللّٰھم اغفرلی ولہ و اعقبنی منہ عقبی حسنۃ (یا صالحہ کہا) فرماتی ہیں میں نے یہی دعا پڑھی' آخر کار اللہ نے مجھے ابوسلمہ سے بہتر شوہر (رسول اللہ ﷺ) عطا فرمایا۔

باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث مالک بن انس از ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن از ام سلمہ رضی اللہ عنہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: جس نے کسی مصیبت میں پھنس کر اللہ کے حکم کے مطابق انا للّٰہ و انا الیہ راجعون' اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی واعقبنی خیرا منھا پڑھ لی تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ وہی کرے گا) فرماتی ہیں: ابوسلمہ کے انتقال کے بعد میں نے کہا: ابوسلمہ سے کون بہتر ہوسکتا ہے؟ پھر میں نے مذکورہ بالا دعا پڑھی آخر کار اللہ نے ان کے بدلہ مجھے رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمایا آپ نے مجھ سے نکاح کر لیا۔

باخبار محمد بن مصعب قرقسانی' بتحدیث ابوبکر بن عبداللہ بن ابی مریم از ضمرہ بن حبیب: رسول اللہ ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی تعزیت کے لیے تشریف لے گئے اور دعا مانگی کہ اے اللہ ام سلمہ کا غم دور کر کے انہیں تسلی عطا فرما' ان کی مصیبت کی تلافی فرما اور انہیں جانے والے سے بہتر دے' آخر کار ایسا ہی ہوا' ان سے رسول اللہ ﷺ نے شادی کر لی۔

باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث حماد بن سلمہ' باخبار ثابت بنانی بحدیث ابن عمر بن ابی سلمہ (منیٰ میں) از ابوسلمہ از ام سلمہ ابوسلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اللّٰھم عندك احتسب مصیبتی فأجرنی فیھا وابدلنی بھا ماھو خیرٌ منھا پڑھ لینا چاہیے' پھر جب ابوسلمہ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! میری بیوی کو بہترین بدل عطا فرما' پھر جب آپ فوت ہو گئے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی دعا پڑھی اور میں نے وابدلنی بھا ما ھو خیرا منھا پڑھنے کا ارادہ کیا لیکن دل میں سوچا: بھلا ابوسلمہؓ سے بہتر کون ہوسکتا ہے؟ آخر میں نے یہ کلمہ بھی پڑھ لیا۔ پھر جب ام سلمہ کی عدت ختم ہوگئی تو آپ کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پیام آیا آپ نے نامنظور فرمایا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیام آیا آپ نے اسے بھی ٹھکرا دیا۔ پھر سرور عالم ﷺ کا پیام آیا تو بولیں: رسول اللہ ﷺ کے لیے اور آپ کے پیغامبر کے لیے مرحبا ہو (قاصد سے مخاطب ہو کر) رسول اللہ ﷺ سے کہو کہ میں ایک غیرت مند عورت ہوں (سوتنوں کو برداشت نہ کر سکوں گی) اور بچوں والی ہوں اور اس وقت میرے پاس میرا کوئی ولی موجود نہیں' رسول اللہ ﷺ نے یہ جواب کہلا کر بھیجا کہ تم نے جو یہ فرمایا ہے کہ میں بچوں والی ہوں تو دیکھو اللہ تعالیٰ تمہارے بچوں کے لیے کافی ہے' رہی تمہاری یہ بات کہ میں غیور ہوں تو میں اللہ سے دعا کروں گا وہ تمہاری غیرت دور فرما دے گا۔ رہا اولیاء کا معاملہ تو ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ میرے سلسلہ میں راضی نہ ہو' خواہ وہ موجود ہو یا غیر موجود۔ بولیں: عمر (بن ام سلمہ) کھڑے ہو جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کا نکاح کرا دو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو میں تمہیں اس جہیز سے کم نہیں دوں گا جو جہیز تمہاری فلاں فلاں ہمشیرہ کو دیا گیا ہے' یعنی دو چکیاں' دو گھڑے اور ایک چمڑے کا گدا جس کے اندر کھجور کے ریشے بھرے ہوئے ہوں گے' پھر رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس آتے ہیں آپ اپنی بچی زینب کو گود میں لیے دودھ پلاتی ہوتی ہیں۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ بڑے شرمیلے اور چشم پوش تھے اس لیے آپ شرما کر

واپس ہو جاتے ہیں‘ کئی بار یہی واقعہ پیش آتا ہے‘ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سمجھ جاتے ہیں‘ عمار رضی اللہ عنہ ‘ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اخیافی بھائی تھے ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمار بھی آتے ہیں اور زینب کو ام سلمہ کی گود سے لے کر کہتے ہیں: اس قبیح و بری شے کو جس سے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے چھوڑو پھر آپ گھر میں داخل ہو گئے اور گھر میں چاروں طرف نگاہ اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے اور پوچھنے لگے: زناب (زینب) کہاں ہے؟ زناب کہاں گئی؟ ام سلمہ بولیں: اسے عمار آ کر لے گئے‘ پھر آپ نے ام سلمہؓ سے خلوت فرمائی اور فارغ ہو کر فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس سات دن رہوں پھر مجھے ہر ایک بیوی کے پاس سات سات دن رہنا پڑے گا۔

باخبار عبداللہ بن نمیر‘ بتحدیث ابوحیان تیمی از حبیب بن ابی ثابت از ام سلمہ رضی اللہ عنہا: جب ابوسلمہ سے میری عدت پوری ہو گئی تو میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے پردے کے پیچھے سے مجھ سے باتیں کیں اور مجھ سے نکاح کی خواہش ظاہر فرمائی‘ میں نے کہا‘ یارسول اللہ آپ کو میری کیا ضرورت ہے؟ آپ سے نکاح کرنے میں میری عین سعادت ہے اور مجھے آپ کی چاہت ہے لیکن میں ایک معمر عورت ہوں‘ یتیم بچوں کی ماں ہوں اور انتہائی غیور ہوں اور آپ کے پاس کئی عورتیں جمع ہیں‘ فرمایا: یہ کوئی رکاوٹ نہیں‘ اللہ تعالیٰ تمہاری غیرت ختم فرما دے گا‘ پھر اگر تم عمر رسیدہ ہو تو تم سے بڑا میں ہوں اور تمہارے یتیم بچے اللہ کی اور اس کے رسول کی کفالت میں رہیں گے آخر کار ام سلمہ نے اپنی رضا کا اظہار کر دیا اور آپ نے ان سے نکاح کر لیا پھر جب وہ شب آئی جس میں ہم نے خلوت کا وعدہ کیا تھا تو میں نے صبح سویرے اٹھ کر بچے ہوئے جو پیسے اور بچی ہوئی چربی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دلیہ تیار کیا پھر جب آپ تشریف لائے تو آپ کے سامنے کھانا رکھا گیا‘ آپ نے اس میں سے کھایا اور وہ رات میرے پاس گزاری‘ صبح کو آپ نے فرمایا: تم میری نگاہ میں معزز اور قدر و منزلت والی ہو اگر تم چاہو تو میں ایک دن رات ہی تمہارے پاس رہوں اور اگر چاہو تو میں تمہارے پاس سات دن گزار دوں‘ پھر مجھے ہر ایک بیوی کے پاس سات سات دن گزارنے پڑیں گے‘ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بولیں: یارسول اللہ! آپ کو اختیار ہے جس طرح چاہیں کریں۔

باخبار فضل بن دکین و محمد بن عبداللہ اسدی‘ بتحدیث عبدالواحد بن ایمن‘ بحدیث ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر پیام ڈالا اور ان سے یہ بھی فرمایا: ام سلمہ! کیا رکاوٹ ہے؟ بولیں: تین رکاوٹیں ہیں‘ میں سن رسیدہ ہوں‘ بچوں والی ہوں اور غیرت والی ہوں‘ فرمایا ہم اللہ سے دعا کریں گے اور اللہ تمہاری غیرت ختم فرما دے گا اور اگر تم سن رسیدہ ہو تو تم سے بڑا میں ہوں اور تمہارے بچے اللہ کی اور اس کے رسول کی زیر تربیت رہیں گے‘ آخر کار ام سلمہ نے آپ سے نکاح کر لیا آپ ام سلمہ کے پاس آتے جاتے رہے لیکن خلوت کا موقعہ نہیں ملتا تھا کیونکہ جب آپ آتے ام سلمہ بچہ کو دودھ پلاتی ہوتی تھیں ایک دن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے آ کر کہا اس بچی کو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کو مشغول کر رکھا ہے مجھے دے دو‘ عمار اس بچی کو لے گئے اور اس کے لیے قبا میں ایک دائی مقرر فرما دی پھر آپ تشریف لائے اور بچی کو نہ دیکھ کر پوچھا: زناب کہاں ہے؟ ایک عورت نے جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہا اسے عمار لے گئے اور قبا میں اس کے لیے ایک دائی مقرر کر دی گئی‘ فرمایا کل سے میں باریاں بانٹ دوں گا‘ دوسرے دن آپ ام سلمہ ہی کے پاس تھے پھر جب آپ نے جانا چاہا تو فرمایا: ام سلمہ تمہارے شوہر

کے دل میں تمہاری عزت ہے لیکن اگر میں تمہارے پاس سات دن رہوں جب کہ تم سے پہلے میں اپنی کسی بیوی کے پاس سات دن نہیں رہا تو مجھے اپنی ہر بیوی کے پاس سات دن رہنا ہوگا۔

باخبار فضل بن دکین بتحدیث عبدالرحمٰن بن غسیل' بحدیث سکینہ بنت حنظلہ از ابوجعفر محمد بن علی: ابوسلمہ کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ ام سلمہ کے پاس تشریف لائے اور آپ نے وہ نعمتیں بیان کیں جو اللہ نے آپ کو دی تھیں اور آپ کے نصیب میں تھیں اور اپنے فضائل کا ذکر فرمایا' بوریہ پہ ہاتھ ٹیک کر آپ کافی دیر تک باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ چٹائی کے نشانات آپ کے ہاتھ میں ابھر آئے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن جعفر از عثمان بن محمد اخنسی از عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع از ام سلمہ رضی اللہ عنہا: جب رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر پیام ڈالا تو میں نے کہا: مجھ میں چند ایسی عادتیں ہیں کہ ان کی موجودگی میں آپ سے نکاح کرنا مجھے مناسب نہیں میں عمر رسیدہ ہوں' بچوں والی ہوں اور سخت غیرت والی ہوں فرماتی ہیں: پھر آپ نے آدمی بھیج کر کہلا بھیجا کہ اگر تم عمر رسیدہ ہو تو میں تم سے زیادہ معمر ہوں اور کسی عورت کے لیے یہ عیب کی بات نہیں کہ اپنے سے معمر مرد کے ساتھ نکاح کرے اور تمہارے یتیم بچے سب اللہ پر اور اس کے رسول پر ہیں اور میں اللہ سے دعا کروں گا کہ حق تعالیٰ تمہاری غیرت کو زائل فرمادے' فرماتی ہیں: پھر آپ نے مجھ سے نکاح کر لیا' اور آپ مجھے منتقل کر کے زینب بنت خزیمہ ام المساکین کے گھر میں ان کی وفات کے بعد لے گئے' میں نے اس گھر میں ایک گھڑا دیکھا اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں کچھ جو تھے اور گھر میں ایک چکی' دیگچی اور ہانڈی بھی تھی' میں نے ہانڈی دیکھی تو اس میں چربی جمی ہوئی تھی میں نے گھڑے میں سے جو لے کر پیس لیے اور دیگچی میں دلیا پکایا اور چربی سے اسے مرغن کیا' فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کے لیے اور ان کی دلہن کے لیے شادی والی شب کو یہی کھانا تھا۔

باخبار محمد بن عمر' ومعن بن عیسیٰ' بتحدیث مالک بن انس' از عبداللہ بن ابی بکر بن حزم از عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام از ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام: جس شب رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بنا کی اس کی صبح کو ان سے فرمایا: تم اپنے شوہر کی نگاہ میں ذلیل نہیں ہو اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس ایک ہفتہ ٹھہر جاؤں لیکن پھر مجھے ہر ایک بیوی کے پاس ایک ایک ہفتہ ٹھہرنا ہوگا' اور اگر چاہو تو تمہارے پاس تین دن ٹھہروں پھر ہر ایک کے پاس باری باری جاؤں' بولیں: تین دن ہی ٹھیک ہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث کثیر بن زید از مطلب بن عبداللہ بن حنطب: عرب کی بیوہ سید الانبیاء کے پاس دلہن بن کر شروع عشاء کے وقت داخل ہوئیں اور پچھلی رات میں اٹھ کر آٹا پیسنے لگیں یعنی ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث مجمع بن یعقوب از ابوبکر بن محمد بن عمر بن ابی سلمہ از محمد بن عمر بن ابی سلمہ: نبی ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر پیام ڈالا اور ان کے بیٹے عمر بن ابی سلمہ سے اس سلسلہ میں گفتگو فرمائی پھر عمر نے اپنی والدہ کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کرا دیا' عمر اس وقت کم سن تھے۔

باخبار وکیع بن جراح از شعبہ از حکم: جب رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ان کے پاس تین دن ٹھہر کر

فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس ایک ہفتہ ٹھہروں اس صورت میں مجھے ہر ایک بیوی کے پاس ایک ایک ہفتہ ٹھہرنا ہوگا' شعبہ کہتے ہیں میں نے حکم سے پوچھا: آپ نے کس سے یہ حدیث سنی؟ فرمایا: یہ حدیث اہل حجاز میں مشہور ہے۔

باخبار وکیع بن جراح از سفیان از عبداللہ بن ابی بکر از عبدالملک بن ابی بکر: جب رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ ان کے پاس تین دن ٹھہرے اور فرمایا: تم اپنے شوہر کی نگاہ میں حقیر نہیں ہو اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس ایک ہفتہ ٹھہر جاؤں اس صورت میں مجھے ہر ایک عورت کے پاس ایک ہفتہ ٹھہرنا ہوگا ورنہ پھر تین دن ٹھہرنے کے بعد میں باری مقرر کرلوں گا۔

باخبار انس بن عیاض لیثی' بحدیث عبدالرحمٰن بن حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف از عبدالملک بن ابی بکر بن حارث بن ہشام: جب رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ بنت ابی امیہ سے نکاح کیا تو آپ ان کے پاس تین دن ٹھہرے پھر آپ نے باری مقرر کرنا چاہی' ام سلمہ نے آپ کا دامن پکڑ لیا' آپ نے فرمایا: کیا چاہتی ہو؟ اگر زیادہ دن چاہتی ہو تو میں زیادہ دن بھی ٹھہر جاؤں گا اور آج کے بعد پھر برابر برابر سب کو دن دوں گا پھر آپ نے فرمایا: ثیبہ (غیر کنواری) کے لیے تین دن ہیں اور کنواری کے لیے سات دن۔

بحدیث محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن جعفر از عبدالواحد بن ابی عون از صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف: جب ام سلمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دلہن بن کر گئیں تو آپ ابوسلمہ کی بیٹی کو دودھ پلایا کرتی تھیں' عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ سرخ و بھوری بچی رسول اللہ ﷺ کو آپ کی بیوی سے مانع ہے پھر عمار رضی اللہ عنہ نے اسے لے کر اس کے لیے ایک دودھ پلانے والی مقرر کردی۔

باخبار روح بن عبادہ بحدیث ابن جریج باخبار حبیب بن ابی ثابت باخبار عبدالحمید بن عبداللہ بن ابی عمرو و قاسم بن محمد بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام بسماع ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام بخبر ام سلمہ رضی اللہ عنہا: میں جب مدینہ پہنچی تو میں نے مدینہ والوں کو بتایا کہ میں ابوامیہ بن مغیرہ کی بیٹی ہوں لیکن لوگوں نے میری یہ بات نہیں مانی اور کہنے لگے: یہ کس قدر جھوٹی اور غریب بات ہے! آخر کار کچھ لوگوں نے حج کا ارادہ کیا اور مجھ سے کہا اگر تم اپنے گھر والوں کو کچھ لکھنا چاہتی ہو تو لکھ دو' میں نے انہیں ایک پرچہ دے دیا' جب یہ حاجی حج کر کے مدینہ واپس آئے تو انہوں نے میری بات کی تصدیق کردی اور مدینہ والوں کی نگاہ میں میری عزت بڑھ گئی' پھر جب میرے زینب پیدا ہوئیں تو میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مجھ پر اپنا پیام ڈالا' میں بولی مجھ جیسی عورت نکاح نہیں کرسکتی' کیونکہ مجھ سے اولاد کی تو توقع ہے نہیں پھر میں بے حد غیرت والی اور بچوں والی ہوں' فرمایا: میں تم سے بڑا ہوں اور اللہ تعالیٰ تمہاری غیرت زائل فرما دے گا اور بچے اللہ عزوجل کی اور اس کے رسول کی طرف ہیں' آخر کار آپ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا' آپ ان کے پاس آنے لگے' اور پوچھنے لگے: زناب کہاں ہے؟ حتیٰ کہ عمار آئے اور زینب کو لے کر بولے: یہ رسول اللہ ﷺ کی خلوت کے مانع ہے ام سلمہ زینب کو دودھ پلایا کرتی تھیں' اس کے بعد نبی ﷺ نے آ کر پوچھا: زناب کہاں ہے؟ قریبہ بنت امیہ نے جو ام سلمہ کے پاس تھیں کہا: اسے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما لے گئے' پھر نبی ﷺ نے فرمایا: میں آج رات آؤں گا (فرماتی ہیں) میں نے چکی کا نیچے کا پاٹ رکھ کر وہ جو نکالے جو میرے گھڑے میں تھے اور آٹا پیسا اور چربی لے کر آپ کے لیے دلیہ تیار کیا پھر آپ نے میرے پاس رات گزاری اور صبح کو فرمایا: تم اپنے شوہر کی نگاہ میں معزز ہو اگر چاہو تو میں تمہارے پاس

ایک ہفتہ گزاروں مگر پھر ہر ایک عورت کے ساتھ ایک ایک ہفتہ رہنا ہوگا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث معمر از زہری از ہند بنت حارث فراسیہ: عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے میرے دل میں ایک گوشہ ہے جس میں کوئی نہیں اترا پھر ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد آپ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ! وہ گوشہ کیا ہوا؟ آپ خاموش ہو گئے' معلوم ہوا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس گوشہ میں اتر گئی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبدالرحمٰن بن ابی الزناد از ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہؓ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا تو مجھے سخت صدمہ ہوا کیونکہ لوگوں نے مجھ سے ان کا حسن بیان کیا تھا آخر کار میں نے حسن تدبیر سے انہیں دیکھنے کی کوشش کی اور میں اس میں کامیاب ہو گئی' اللہ کی قسم میں نے ان میں بیان سے بھی زیادہ حسن و جمال پایا میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا (دونوں ہم خیال تھیں) بولیں' نہیں نہیں' یہ تو محض غیرت ہے' وہ لوگوں کے بیان کے مطابق نہیں ہیں پھر حفصہؓ نے حسن تدبیر سے انہیں دیکھ کر کہا: ام سلمہ تمہاری تعریف کے مطابق تو اس سے قریب بھی نہیں ہاں خوبصورت ضرور ہیں' فرماتی ہیں: پھر میں نے بعد میں انہیں دیکھا تو واقعی وہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے مطابق ثابت ہوئیں' لیکن میں غیور تھی۔

باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس' بتحدیث زہیر' بتحدیث محمد بن اسحٰق' بحدیث عبداللہ بن ابی بکر از ابوبکر از عبدالملک بن ابی بکر بن حارث بن ہشام مخزومی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شوال میں نکاح کیا اور شوال ہی میں شادی کی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عمر بن عثمان از عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام اپنے والد سے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شوال میں شادی کی۔

باخبار احمد بن محمد بن ولید ازرقی مکی' بحدیث مسلم بن خالد از موسیٰ بن عقبہ اپنی والدہ ام کلثوم سے: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ان سے فرمایا: میں نے نجاشی کو چند اوقیہ مشک اور چند جوڑے ہدیہ میں بھیجے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں اور یہ ہدیہ واپس ہی آ جائے گا' اگر واپس آ جائے تو وہ سب تمہارا ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گمان صحیح نکلا' نجاشی فوت ہو گئے اور ہدیہ واپس آ گیا پھر آپ نے ہر ایک عورت کو ایک ایک اوقیہ مشک دی اور باقی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دے دی اور انہیں تمام جوڑے بھی دے دیئے۔

باخبار عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب حارثی بتحدیث عبداللہ بن جعفر زہری از ہشام بن عروہ از عروہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو مکہ میں صبح کی نماز پڑھیں وہ انہی کی باری کا دن تھا' آپ نے ان کی موافقت پسند فرمائی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبدالرحمٰن بن ابی الزناد از عبدالرحمٰن بن حارث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی سفر میں تھے اور اس سفر میں آپ کے ساتھ صفیہ بنت حیی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں' پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ہودج سمجھ کر صفیہ کے ہودج کی طرف بڑھے اور وہ دن ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تھا' پھر آپ صفیہ رضی اللہ عنہا سے باتیں کرنے لگے' ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو غیرت آئی' بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ وہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہیں' آخر کار ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے' ام سلمہ بولیں: آپ یہودی کی بیٹی سے میرے دن میں باتیں

فرمارہے تھے' حالانکہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرماتی ہیں پھر میں یہ کہہ کر پچھتائی اور آپ اس بات سے اپنے لیے دعائے مغفرت مانگا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں: یارسول اللہ! آپ بھی میرے لیے دعائے مغفرت مانگیں' مجھے اس بات پر غیرت نے ابھارا تھا۔

محمد بن عمر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو خیبر میں اسی وسق کھجوریں اور بیس وسق جو یا گیہوں دیئے۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن نافع: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ۵۹ھ میں انتقال فرمایا اور آپ کے جنازے کی نماز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بقیع میں پڑھائی۔

باخبار محمد بن عمر از ابن جریج از نافع: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بقیع میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی نماز پڑھائی۔

باخبار محمد بن عمر از زبیر بن موسیٰ از مصعب بن عبداللہ از عمر بن ابی سلمہ: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی قبر میں میں اور میرے بھائی سلمہ اور عبداللہ بن عبداللہ بن ابی امیہ اور عبداللہ بن وہب بن زمعہ اسدی اترے تھے' موت کے وقت آپ ۸۴ سال کی تھیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا:

آپ کا نام رملہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبدشمس ہے اور آپ کی والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس ہیں' صفیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں' شروع میں آپ کی شادی عبیداللہ بن جحش بن ریاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ سے جو حرب بن امیہ کے حلیف تھے' ہوئی تھی جن سے آپ کے حبیبہ پیدا ہوئیں اسی بچی کے نام سے آپ کی کنیت ام حبیبہ تھی' حبیبہ کی شادی داؤد بن عروہ ثقفی سے ہوئی' عبیداللہ بن جحش ام حبیبہ کو لے کر حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کے وقت ہجرت کر کے چلے گئے اور مرتد ہو گئے اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا اور حبشہ میں فوت ہو گئے لیکن ام حبیبہ اسلام پر اور ہجرت پر قائم رہیں آپ اپنی بچی حبیبہ کو بھی اپنے ساتھ حبشہ لے گئی تھیں پھر انہیں اپنے ساتھ لے کر مکہ لوٹ آئیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن جعفر از عثمان بن محمد اخنسی: ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حبیبہ مکہ میں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے پیدا ہو گئی تھیں لیکن عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں: میں نے اسماعیل بن محمد بن سعد سے سنا آپ فرماتے تھے: حبیبہ حبشہ میں پیدا ہوئیں۔

محمد بن عمر' بخبر ابوبکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد از اسماعیل بن محمد بن سعد: آپ حمل کی حالت میں مکہ سے حبشہ گئی تھیں اور حبیبہ حبشہ ہی میں پیدا ہوئیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن عمرو بن زہیر از اسماعیل بن عمرو بن سعید بن العاص از ام حبیبہ: میں نے خواب میں اپنے شوہر عبیداللہ کو انتہائی بری اور مکروہ صورت میں دیکھا جس سے میں گھبرا گئی اور میں نے یہ تعبیر لی کہ اس کے حال میں تغیر پیدا ہو گیا' صبح ہوتے ہی عبیداللہ بولا: ام حبیبہ! میں نے دینوں میں غور کیا اور عیسائیت سے بہتر کوئی دین نہیں پایا' میں عیسائیت کے قریب آ گیا تھا پھر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اختیار کر لیا' اب پھر میں عیسائی بن گیا ہوں' میں بولی: اللہ کی قسم اس دین میں تمہارے لیے بھلائی نہیں' اور میں نے اس سے اپنا رات کا خواب بیان کیا مگر اس نے خواب کی پرواہ نہیں کی اور شراب پر ٹوٹ پڑا' یہاں تک کہ موت آ گئی' پھر میں خواب دیکھتی ہوں کہ ایک آنے والا مجھے ام المومنین کہہ کر پکار رہا ہے' گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ مجھ

سے رسول اللہ ﷺ نکاح کر لیں گے ابھی میری عدت پوری ہی ہوئی تھی کہ میرے دروازے پر نجاشی' شاہ حبش کا قاصد کھڑا تھا اور اندر آنے کی اجازت مانگ رہا تھا اور اس کی ایک لونڈی جس کا نام ابرہہ تھا اور اس کے کپڑوں کی اور تیل کی منتظمہ تھی' میرے پاس آ کر کہتی ہے: بادشاہ نے آپ کو یہ کہلا کر بھیجا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے لکھا ہے کہ میں تمہارا نکاح آپ سے کر دوں' لونڈی بولی: اللہ نے آپ کو خیر کی بشارت دی ہے کہنے لگی: بادشاہ (سلامت) فرماتے ہیں: نکاح کے لیے اپنا کوئی وکیل مقرر کر دیجئے' آخر کار ام حبیبہؓ نے خالد بن سعید بن العاص کو بلا بھیجا اور انہیں وکیل بنا دیا اور آپ نے اس خوشی میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن' دو جھانجھن جو آپ کے پیروں میں تھے اور پیروں کی انگلیوں میں جتنی چاندی کی انگوٹھیاں تھیں سب دے دیں کیونکہ ابرہہ مژدہ لے کر آئی تھی' شام کو نجاشی نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اور وہاں جو مسلمان تھے سب کو بلا بھیجا جب سب جمع ہو گئے تو نجاشی نے خطبہ دیا اور کہا: تمام بڑائیاں اس اللہ ہی کے لیے مخصوص ہیں جو بادشاہ ہے اور تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے' جو سلام ہے' امن دینے والا ہے' غلبہ والا ہے' بڑی عزت والا ہے اور ٹوٹے ہوؤں کو جوڑنے والا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور آپ وہی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ نے دی' امابعد! رسول اللہ ﷺ نے مجھے لکھا ہے کہ میں آپ کا نکاح ام حبیبہؓ سے کرا دوں میں آپ کے حکم کو بجا لانے کے لیے کھڑا ہوا ہوں میں نے مہر میں ام حبیبہ کو چار سو دینار دینے کا تہیہ کر لیا ہے پھر نجاشی نے وہ دینار لوگوں کے سامنے رکھ دیئے ان کے بعد خالد بن سعید نے اس طرح خطبہ دیا: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں میں اس کی بڑائی بیان کرتا ہوں اور اسی سے اپنے ہر کام میں نصرت و اعانت مانگتا ہوں اور میں گواہ ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اللہ نے آپ کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب فرما دے اگرچہ مشرکوں کو برا معلوم ہو' امابعد میں رسول اللہ ﷺ کی خواہش پر لبیک کہتا ہوں اور میں نے آپ کے نکاح میں ام حبیبہ کو دے دیا۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو اس نکاح میں برکت عطا فرمائے' نجاشی نے چار سو دینار خالد بن سعید کو دے دیئے اور خالد نے تمام دینار لے لیے پھر جب لوگوں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو نجاشی بولا: ابھی آپ لوگ تشریف رکھیں کیونکہ انبیاء کی یہ ایک قدیمی سنت ہے کہ نکاح کے موقعہ پر لوگوں کی دعوت کی جائے' چنانچہ اس نے کھانا منگوا کر لوگوں کے سامنے چنوا دیا پھر لوگوں نے کھانا کھایا اور فارغ ہو کر چلے گئے ام حبیبہ فرماتی ہیں: جب مجھے یہ رقم مل گئی تو میں نے ابرہہ کو جس نے مجھے بشارت دی تھی بلوایا اور میں نے اس سے کہا: جب تو نے مجھے بشارت دی تھی تو اس وقت جو کچھ میرے پاس تھا وہ سب کا سب میں نے تجھے دے دیا تھا اس وقت میرے پاس نقد رقم نہ تھی' یہ پچاس دینار لے اور اپنی ضرورت پوری کر لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا پھر میں نے اپنا ڈبہ نکالا' جس میں نجاشی کی دی ہوئی تمام رقم تھی اور وہ ساری رقم اسے دے دی مگر وہ بھی اس نے یہ کہہ کر لوٹا دی کہ بادشاہ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہاری اس رقم میں ذرا سی بھی کمی نہ آنے دوں' بادشاہ سلامت کے کپڑوں کا اور تیل وغیرہ کا انتظام میرے ہی ہاتھ میں ہے میں بھی آپ کے دین کی پیروی کرتی ہوں اور اللہ کی رضا کے لیے مسلمان ہو گئی ہوں' بادشاہ سلامت نے اپنی عورتوں کو حکم دے دیا ہے کہ جو کچھ ان کے پاس عطر ہے وہ سب آپ کو بھیج دیں' دوسرے دن ابرہہ میرے پاس عود' ورس' عنبر اور بہت سی مشک لے کر آئی' میں یہ تمام چیزیں لے کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی' آپ یہ چیزیں مجھ پر اور میرے پاس دیکھتے تھے اور کچھ بھی نہیں

فرماتے تھے' پھر ابر ہہ بولی: میرا تم بس اتنا کام کر دینا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام پہنچا دینا اور آپ کو بتا دینا کہ ابر ہہ نے اسلام کو سینہ سے لگا لیا ہے' پھر ابر ہہ میرے ساتھ لطف ومہربانی سے پیش آتی رہی اور اس نے مجھے تیار کیا اور جب کبھی میرے پاس آتی تو یہی کہتی تھی کہ میرا کام نہ بھولنا پھر جب میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی تو میں نے آپ کو خطبوں کی خبر دی اور ابر ہہ کے کارناموں کی بھی' آپ مسکرا دیئے' میں نے آپ کو ابر ہہ کا سلام بھی پہنچایا' آپ نے فرمایا: وعلیہا السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث اسحٰق بن محمد از جعفر بن محمد اپنے والد محمد سے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری کو پیام دے کر نجاشی کے پاس بھیجا تھا' عمرو ہی نے نجاشی کو ام حبیبہؓ کے سلسلہ میں آپ کا پیام پہنچایا تھا آخر کار نجاشی نے آپ کا نکاح ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے کرا دیا اور اس نے اپنے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار سو دینار مہر انہیں دے دیا۔ ابو جعفر: ہماری رائے میں عبدالملک بن مروان نے عورتوں کے مہر کی چار سو دینار کی رقم جو مقرر کی تھی وہ یہیں سے کی تھی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث محمد بن صالح از عاصم بن عمر بن قتادہ و بحدیث عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز از عبداللہ بن ابوبکر بن حزم: جس کو نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیام دیا اور جس نے آپ کا ام حبیبہ سے نکاح پڑھایا وہ خالد بن سعید بن العاص تھے یہ واقعہ ۷ھ کا ہے جب ام حبیبہ نکاح کے بعد مدینہ میں آئی ہیں تو آپ کی عمر تیس سے کچھ اوپر تھی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن جعفر از عبدالواحد بن ابی عون: جب ابوسفیان کو خبر ملی کہ ام حبیبہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا ہے تو بولے: یہ نوجوان اسی کے لائق ہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث محمد بن عبداللہ از زہری: جب ابوسفیان مدینہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ مکہ پر چڑھائی کی تیاری فرما رہے تھے' ابوسفیان نے آپ سے درخواست کی کہ صلح حدیبیہ کی مقررہ مدت میں توسیع کر دی جائے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات نہیں مانی' آخر کار ناامید ہو کر اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنا چاہا' لیکن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جھپٹ کر بستر طے کر دیا' بولے: بیٹا! کیا یہ بستر میرے لائق نہیں یا میں اس بستر کے لائق نہیں؟ بولیں: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور تم مشرک وناپاک ہو' بولے: میرے بعد تمہارے مزاج میں شرارت پیدا ہو گئی ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز از زہری: ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو تیار کر کے شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث ابوسہیل از محمد بن سائب از ابی صالح از ابن عباسؓ: (**عسی اللّٰہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ**. یعنی توقع ہے کہ اللہ تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان محبت پیدا فرما دے کی تفسیر میں) یعنی جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے نکاح کر لیا۔

باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس بتحدیث ابوشہاب از ابن ابی لیلیٰ از صفیہ: جب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ابوسفیان کا انتقال ہوا تو آپ نے خوشبو منگا کر اپنے دونوں ہاتھوں اور رخساروں پر ملی اور فرمایا: مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں' اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نہ سنتی تو خوشبو نہ لگاتی' میں نے سنا آپ فرماتے تھے: اس عورت کے لیے جس کا اللہ پر اور آخرت پر

ایمان ہے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی مرنے والے پر اظہار غم کرے بجز شوہر کے کیونکہ اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔

باخبار ضحاک بن مخلد شیبانی ابوعاصم نبیل از ابن جریج بخبر عطاء بخبر ابن شوال بخبر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا: رسول اللہ ﷺ نے انہیں مزدلفہ سے منیٰ کو رات میں جانے کا حکم دے دیا تھا۔

محمد بن عمر: نبی ﷺ خیبر کی کھجوروں میں سے ام حبیبہ کو بھی سالانہ ۸۰ وسق کھجوریں اور بیس وسق جو دیا کرتے تھے۔ باخبار محمد بن عمر بتحدیث ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ از عبدالمجید بن سہیل از عوف بن حارث بسماع عائشہ رضی اللہ عنہا: مجھے اپنے مرض الموت میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ نے بلایا اور فرمایا: کبھی کبھی ہمارے اور سوتنوں کے درمیان کچھ ناگوار باتیں ہو جاتی تھیں اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو معاف فرمائے' میں بولی: اللہ تعالیٰ آپ کی تمام لغزشیں معاف فرمائے اور تجاوز کرے اور آپ کو حلال فرما دے۔ بولیں: تم نے مجھے خوش کر دیا' اللہ تعالیٰ تم کو خوش رکھے پھر ام سلمہ کو بلا کر ان سے بھی یہی بات کہی۔

آپ عہد معاویہ میں ۴۴ھ میں فوت ہوئیں۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

آپ جحش بن ریاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ کی لخت جگر ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عمر بن عثمان جحشی از عثمان: نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے اور زینب بھی آپ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئیں' زینب حسین تھیں' رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کے لیے آپ پر پیام ڈالا' بولیں: یارسول اللہ! میں انہیں اپنے لیے پسند نہیں کرتی اور میں قریش کی بیوہ ہوں' فرمایا: میں انہیں تمہارے لیے پسند کرتا ہوں' پھر آپ نے زید سے ان کا نکاح کرا دیا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن عامر اسلمی از محمد بن یحییٰ بن حبان: نبی ﷺ زید کے گھر والے ان کو تلاش کرتے ہوئے تشریف لائے' زید کو لوگ زید بن محمد کہا کرتے تھے' جب کبھی رسول اللہ ﷺ زید کو نہیں دیکھتے تو فوراً فرماتے زید کہاں ہیں؟ اس دفعہ آپ زید کو تلاش کرنے کے لیے ان کے گھر آتے ہیں لیکن انہیں گھر میں نہیں پاتے' زینب رضی اللہ عنہا اپنے کام کے کپڑوں میں آپ کی طرف بڑھتی ہیں آپ ان سے منہ پھیر لیتے ہیں' کہتی ہیں: یارسول اللہ! وہ گھر میں نہیں ہیں' آپ تشریف رکھئے' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' لیکن رسول اللہ ﷺ اندر آنے سے انکار کر دیتے ہیں' جب زینب سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ دروازے پر ہیں تو انہوں نے جلدی سے کپڑے بدلنے کا ارادہ کیا اور فوراً تیزی سے آئیں اور رسول اللہ ﷺ کو اچھی معلوم ہوئیں اس لیے آپ نے منہ پھیر لیا اور آپ نے آہستہ سے کوئی کلمہ پڑھا جو آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا تھا ہاں زور سے پڑھتے تھے تو سمجھ میں آتا تھا آپ پڑھ رہے تھے سبحان اللہ العظیم' سبحان مصرف القلوب۔ پھر زید گھر آتے ہیں اور زینب انہیں بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تھے' زید کہتے ہیں: تم نے آپ کو اندر کیوں نہیں بلا لیا؟ فرماتی ہیں: میں نے تو بلایا تھا مگر آپ نے انکار کر دیا' بولے: کیا تم نے آپ کی زبان سے کچھ سنا؟ بولیں پیٹھ موڑتے ہوئے آپ نے کوئی کلمہ تو فرمایا تھا لیکن میں اسے سمجھ نہ سکی' غور کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ سبحان اللہ العظیم' سبحان مصرف القلوب فرما رہے ہیں آخر کار زید سرکار رسالت کی خدمت میں پہنچ کر عرض کرتے

ہیں، یارسول اللہ! مجھے معلوم ہوا کہ آپ میرے گھر تشریف لے گئے تھے آپ اندر کیوں تشریف نہیں لائے، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، شاید زینب آپ کو اچھی معلوم ہوئیں اگر ایسا ہے تو میں ان کو علیحدہ کیے دیتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی کو علیحدہ نہ کرو اور انہیں روکے رکھو لیکن اس واقعہ کے بعد زید نے زینب کی طرف کوئی راہ نہیں پائی، آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے اور آپ کو اطلاع دیتے مگر آپ یہی فرماتے: اپنی بیوی کو روکے رکھو، آخر کار زید زینب سے علیحدہ ہو گئے اور انہیں چھوڑ دیا پھر وہ حلال ہو گئیں، یعنی ان کی عدت پوری ہو گئی (فرماتے ہیں) اس حال میں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مصروف گفتگو تھے کہ اچانک آپ پر وحی آئی پھر جب وحی کھل گئی تو آپ مسکرا کر فرمانے لگے: ہے کوئی جو زینب کے پاس جا کر انہیں بشارت دے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر مجھ سے ان کا نکاح کرا دیا؟ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی ﴿واذ یقول للذی انعم اللّٰہ علیہ الخ﴾ یعنی جب آپ اس سے، جس پر اللہ نے انعام فرمایا اور آپ کا بھی ان پر انعام ہے، فرما رہے تھے اپنے پاس اپنی بیوی کو روکے رکھو (آخر آیت تک) صدیقہ فرماتی ہیں: پھر تو میرے دل میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے کیونکہ ہمارے پاس ان کے حسن وجمال کی خبریں آتی رہتی تھیں علاوہ ازیں سب سے عظیم وافضل بات یہ تھی کہ حق تعالیٰ نے آسمان پر ان کا نکاح کرایا تھا میں سوچتی تھی کہ وہ اس نکاح سے ہم پر فخر کیا کریں گی، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی خادمہ سلمٰی دوڑ کر زینبؓ کے پاس گئیں اور آپ کو جا کر بشارت دی، آپ نے اس مسرت میں سلمٰی کو اپنی بدھیاں اتار کر دے دیں۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث ابومعاویہ از محمد بن سائب از ابوصالح از ابن عباس: جب زینب کو خبر ملی کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کر لیا ہے تو سجدے میں گر گئیں۔

باخبار محمد بن عمر، بتحدیث عبداللہ بن عمرو بن زہیر بسماع ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن جحش از زینب بنت جحش: جب مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے نکاح کی بشارت لے کر میرے پاس قاصد آیا تو میں نے دو ماہ کے روزوں کی نذر مان لی، لیکن جب میرے پاس رسول اللہ ﷺ ہوتے تو میں سفر وحضر میں روزے رکھنے پر قادر نہ ہوتی (اس سفر میں جس میں میرے نام قرعہ نکل آتا) اور اگر میرے ٹھہرنے کا قرعہ نکل آتا تو میں روزے رکھ لیا کرتی تھی۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث عبداللہ بن جعفر از ابن ابی عون: ایک دن زینب کہنے لگیں: یارسول اللہ! اللہ کی قسم میں آپ کی کسی عورت کی طرح نہیں، بجز میرے آپ کی ہر بیوی کا نکاح اس کے باپ یا بھائی یا کسی عزیز نے کرایا ہے لیکن آپ سے میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کرایا ہے۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث عمر بن عثمان بن عبداللہ بن جحش اپنے باپ عثمان سے اور وہ زینب بنت ام سلمہ سے اور وہ ام سلمہ سے: ایک دن ام سلمہ نے زینب کا ذکر چھیڑ دیا اور ان کے لیے رحمت کی دعا مانگی اور زینب وعائشہ کے درمیان ناخوشگوار باتیں ہو جایا کرتی تھیں ان میں سے کسی بات کا بیان کیا: فرماتی ہیں پھر زینب بولیں: اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کی دوسری بیویوں کی طرح نہیں ہوں ان کا مہروں سے اور ولیوں کے ذریعہ نکاح کرایا گیا اور میرا نکاح اللہ نے اور اس کے رسول نے کرایا اور میرے نکاح کے بارے میں قرآن پاک میں آیت اتری جسے مسلمان پڑھتے ہیں اور جس میں تغیر وتبدل نہیں ہوتا یعنی ﴿واذ یقول للذی انعم اللّٰہ

علیه الخ﴾ ام سلمہ فرماتی ہیں: زینب ایک خوبصورت خاتون ہیں اور نبی ﷺ کثرت سے آپ کے پاس آیا جایا کرتے تھے آپ ایک صالح، روزے دار شب بیدار اور کاریگر عورت ہیں اور سارا مال محتاجوں پر خرچ کر دیا کرتی ہیں۔

باخبار عفان بن مسلم و عارم بن فضل، بتحدیث حماد بن زید از ثابت از انس: زید رضی اللہ عنہ، زینب رضی اللہ عنہا کی شکایت کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے ہیں، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اپنی بیوی کو اپنے پاس روک کر رکھو، پھر ﴿وتخفی فی نفسك ما الله مبديه الخ﴾ اتر آتی ہے یعنی تم اپنے دل میں ایک بات چھپا رہے ہو اور اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے والا ہے۔

عارم اپنی حدیث میں فرماتے ہیں: پھر زینب سے نبی ﷺ نے نکاح کر لیا اور آپ نے اپنی کسی بیوی پر اس قدر ولیمہ نہیں کیا جس قدر زینب پر کیا، آپ نے اس موقعہ پر ایک بکری ذبح کرا کے ولیمہ کیا۔

باخبار عارم بن فضل، باخبار حماد بن زید از ثابت از انس: زینب کے بارے میں ﴿فلما قضی زید منها وطرا ... الخ﴾ اتری یعنی جب زید رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا سے حاجت پوری کر لی تو ہم نے زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کرا دیا، تاکہ مسلمانوں پر تنگی نہ رہے۔ فرماتے ہیں: زینبؓ ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں تمہارا تمہارے گھر والوں نے نکاح کرایا اور میرا نکاح ساتوں آسمانوں کے اوپر اللہ نے کرایا۔ باخبار عارم بن فضل، بتحدیث حماد بن زید از عاصم احول: ایک اسدی نے ایک شخص پر ان الفاظ میں فخر کیا: کیا تم میں کوئی ایسی عورت ہے جس کا نکاح ساتوں آسمانوں کے اوپر اللہ نے کرایا ہو؟ ایسی زینبؓ ہیں۔

باخبار عفان بن مسلم، و عمرو بن عاصم کلابی، بتحدیث سلیمان بن مغیرہ از ثابت از انس بن مالک: جب زینب کی عدت پوری ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید سے فرمایا: مجھے تم سے زیادہ کسی اور پر اعتماد نہیں، تم زینب کے پاس جاؤ اور انہیں میرا پیام پہنچاؤ، آخر کار زید زینب کے پاس آتے ہیں، آپ آٹا گوندھتی ہوتی ہیں۔ فرماتے ہیں: جب میں نے زینب کو دیکھا تو اپنے دل میں ان کا عظیم احترام پایا اور میں نے انہیں غور سے نہیں دیکھا، کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نکاح کرنے والے ہیں چنانچہ میں نے ان کی طرف سے پشت پھیر لی اور اپنی ایڑیوں پر مڑ گیا اور میں نے کہا: زینب! تمہیں بشارت ہو، رسول اللہ ﷺ تمہارا ذکر فرماتے ہیں، بولیں: میں کچھ نہیں کروں گی جب تک اپنے رب سے مشورہ نہ کر لوں، پھر اپنی مسجد میں کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگیں اور ﴿فلما قضی زید ... الخ﴾ اتر آئی، پھر رسول اللہ ﷺ بلا اجازت کے گھر میں تشریف لے آئے۔

باخبار سعید بن منصور، بتحدیث محمد بن عیسیٰ عبدی از ثابت بنانی: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم نے نبی ﷺ کی کتنے سال خدمت کی؟ بولے: دس سال، میں نے جو کام کر دیا اچھا کیا ہو یا برا آپ نے اس میں ردوبدل نہیں فرمایا، میں نے کہا: تم نے اس دس سالہ خدمت میں آپ کی جو حیرت انگیز چیز دیکھی ہو اسے بیان کرو، فرمایا جب آپ نے زینب بنت جحش سے نکاح کر لیا پہلے زینب آپ کے آزاد کردہ غلام زید کے نکاح میں تھیں تو ام سلیم نے کہا: انس! رسول اللہ ﷺ آج دولہا ہیں اور میرے خیال میں آپ کے پاس صبح کا کھانا بھی نہیں، ذرا یہ برتن تو اٹھا لاؤ میں اسے اٹھا کر لے آیا، ام سلیم نے آپ کے لیے حیس تیار کیا جو عمدہ قسم کی کھجوروں سے تیار کیا گیا تھا اور اتنا ایک لگن میں بھر دیا جتنا آپ کو اور آپ کی دلہن کو کافی ہو اور بولیں: یہ آپ کے پاس لے جاؤ چنانچہ میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ابھی پردہ کی آیت نہیں اتری تھی، فرمایا: رکھ دو: میں نے اسے آپ کے اور دیوار

کے درمیان رکھ دیا' فرمایا: ابوبکر' عمر' عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کو بلالاؤ اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی نام لیا' مجھے حیرت ہوئی کہ آپ نے آدمی اتنے سارے بلوا لیے اور کھانا تھوڑا سا ہی ہے خیر میں نے حکم سے سرتابی نہیں کی اور سب کو بلالایا' فرمایا دیکھو اگر کوئی مسجد میں ہو تو اسے بھی بلالاؤ چنانچہ میں مسجد میں گیا اور نماز پڑھنے والوں کو اور سونے والوں کو سب کو بلالایا کہ آج ولیمہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ لوگوں کی دعوت کی ہے حتیٰ کہ لوگوں سے گھر بھر گیا' پوچھا: مسجد میں کوئی باقی تو نہیں رہا؟ میں نے کہا' نہیں' فرمایا: جو راستہ میں ہو اسے بھی بلالاؤ' میں راہ والوں کو بھی بلالایا اور حجرہ کھچا کھچ بھر گیا۔ پوچھا: کوئی باقی تو نہیں رہا؟ میں بولا: نہیں' یارسول اللہ' فرمایا: لگن اٹھالاؤ' میں نے لگن اٹھا کر آپ کے سامنے لارکھا آپ نے اس میں تین انگلیاں رکھیں اور اسے دبایا اور لوگوں سے کہا: بسم اللہ کر کے کھاؤ' میں نے کھجوروں کو یا گھی کو دیکھا تو وہ ابل رہا تھا جیسے چشموں کا پانی ابلتا ہے' گھر اور حجرے میں بھرے ہوئے تمام آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور لگن میں اتنا ہی باقی تھا جتنا میں لے کر آیا تھا۔ میں نے اسے آپ کی زوجۂ مطہرہ کے سامنے لارکھا' پھر میں یہ حیرت انگیز واقعہ جو میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا اپنی امی جان کو سنانے کے لیے اپنے گھر چلا گیا' بولیں: تعجب نہ کرو اگر آپ تمام مدینہ والوں کو کھلانا چاہتے تو انہیں بھی کافی ہو جاتا۔ میں نے انس سے پوچھا: تمہارے اندازے کے مطابق کتنے آدمی ہوں گے؟ فرمایا: مجھے اے آدمیوں کا تو یقین ہے اور ۷۲ میں شبہ ہے۔

باخبار عمرو بن عاصم' باخبار سلیمان بن مغیرہ از ثابت از انس: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب سے شادی کی تو ہم نے لوگوں کو گوشت روٹی کھلائی حتیٰ کہ دن چڑھ گیا اور لوگ نکل گئے' لیکن چند حضرات گھر میں باتیں کرتے ہوئے رہ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی باہر تشریف لے آئے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے باہر آ گیا آپ ازواج مطہرات کے ایک ایک کے حجرے کے پاس جا کر سلام کرنے لگے' ازواج مطہرات نے پوچھا' یارسول اللہ! آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟ (فرماتے ہیں) مجھے معلوم نہیں کہ میں نے آپ کو بتایا یا آپ کو بتایا گیا کہ لوگ چلے گئے ہیں یہ سن کر آپ اپنے حجرے کی طرف بڑھے اور گھر میں داخل ہو گئے میں نے بھی اندر جانے کا ارادہ کیا لیکن آپ نے میرے اور اپنے درمیان دروازہ بند کر دیا اور پردہ کی آیت اتر آئی۔

باخبار سلیمان بن حرب' باخبار حماد بن زید از ایوب از ابوقلابہ از انس بن مالک: میں لوگوں میں سب سے زیادہ پردہ کی آیت سے آگاہ ہوں' جب زینب کو دلہن بنا کر رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے کھانا تیار کیا اور لوگوں کی دعوت کی لوگ آ آ کر گھر میں بیٹھ گئے اور زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھر میں تھیں' لوگ باتیں کرنے لگے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر آتے اور پھر گھر میں جا کر دیکھتے تو لوگوں کو بیٹھا ہوا دیکھتے پھر ﴿یآیھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی ..... الخ﴾ اتر آئی۔ یعنی اے ایمان والو! بلا اجازت کے نبی کے گھروں میں نہ جاؤ اور یہ کہ تمہیں کھانے کے لیے اندر آنے کی اجازت دے دی جائے تم کھانا پکنے کا انتظار نہ کرو لیکن جب تم کو بلایا جائے تو اندر جاؤ اور جب تم کھانا کھا چکو تو واپس ہو جاؤ اور باتیں کر کے دل نہ بہلاؤ یہ (باتیں) نبی کو ایذاء پہنچاتی ہیں اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں اور اللہ حق بات سے نہیں شرماتا اور جب تم ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگ لو' آخر کار لوگ کھڑے ہوئے' اور پردہ ڈال لیا گیا۔

باخبار فضل بن دکین' بحدیث عیسیٰ بن طہمان بسماع انس بن مالک: زینب بنت جحش ازواج مطہرات پر ان الفاظ میں فخر

کیا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر میرا نکاح کرایا۔ زینب رضی اللہ عنہا ہی کے واقعہ میں پردہ کی آیت اتری' لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھے پھر گھر سے باہر چلے گئے' تھوڑی سی دیر میں آئے تو لوگ حسب سابق موجود تھے۔ اس سے آپ کے چہرے پر پریشانی کے آثار نظر آئے پھر پردہ کی آیت ﴿یایھا الذین آمنوا لا تدخلوا الخ﴾ نازل ہوئی۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث عیسیٰ بن طہمان' بسماع انس بن مالک رضی اللہ عنہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کے ولیمہ میں گوشت روٹی کھلائی۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری باخبار حمید از انس: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب زینب سے خلوت کی تو ولیمہ کیا اور لوگوں کو گوشت روٹی کھلائی' سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ پھر آپ سلام و دعا کے لیے امہات المومنین کے حجروں کی طرف چلے گئے' امہات المومنین نے بھی آپ کو سلام کا جواب دیا اور آپ کے لیے دعائے خیر کی' آپ نے ایسا ہر صبح کو کیا پھر آپ گھر کو واپس لوٹے' میں آپ کے ساتھ تھا پھر جب آپ زینب رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے تو گھر کے ایک کونے میں دو شخصوں کو مصروف گفتگو پایا جب آپ نے ان دونوں کو دیکھا تو پھر آپ اپنے گھر سے واپس ہو گئے جب ان شخصوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے لوٹ گئے ہیں تو وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے' مجھے یاد نہیں کہ ان کے چلے جانے کی میں نے آپ کو خبر دی یا آپ کو خبر دی گئی' آخر کار آپ واپس آئے اور گھر میں داخل ہو کر اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈال لیا' اور اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت اتار دی۔

باخبار یعقوب بن ابراہیم زہری از ابراہیم زہری از صالح بن کیسان از ابن شہاب از انس بن مالک: میں لوگوں میں سب سے زیادہ پردہ کے بارے میں جانتا ہوں' ابی بن کعب مجھ سے پوچھا کرتے تھے' انس کہا کرتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب سے خلوت کی آپ نے ان سے مدینہ میں نکاح کیا تھا پھر آپ نے دن چڑھے لوگوں کو کھانے کے لیے بلوایا کھانا کھا کر لوگ چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چند لوگ باقی رہ گئے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے سامنے پہنچے' میں بھی آپ کے ہمراہ تھا پھر آپ یہ خیال کر کے کہ لوگ چلے گئے ہوں گے واپس لوٹے تو وہ لوگ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے آپ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے تک گئے میں آپ کے ساتھ ساتھ تھا پھر آپ واپس آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا تو وہ لوگ چلے گئے تھے پھر آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال لیا اور پردہ کی آیت اتر آئی۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار حمید طویل از انس بن مالک: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب پر ولیمہ کیا۔ اور مسلمانوں کو پیٹ بھر کر گوشت روٹی کھلائی پھر آپ باہر آ گئے اور وہی کیا جو نکاح کرنے کے بعد کیا کرتے تھے' یعنی آپ امہات المومنین کے گھروں میں آ کر انہیں سلام کیا کرتے تھے اور وہ آپ کے سلام کا جواب دیتی تھیں اور آپ کے لیے دعائے خیر مانگا کرتی تھیں۔

باخبار سلیمان بن حرب' بتحدیث حماد بن زید از ثابت از انس: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر زینب پر ولیمہ کیا اتنا کسی اور بیوی پر ولیمہ نہیں کیا آپ نے زینب رضی اللہ عنہا پر ایک بکری کا ولیمہ کیا۔

باخبار حجاج بن محمد از ابن جریج بزعم عطاء بسماع عبید بن عمیر بسماع عائشہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہر کر شہد پیا کرتے تھے' میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے دونوں نے اس بات پر ایکا کر لیا کہ جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں وہی کہے:

مجھے آپ کے پاس سے مغافیر کی بو آ رہی ہے چنانچہ آپ ان میں سے کسی کے پاس آئے تو اس نے یہی کہا آپ نے فرمایا: نہیں نہیں بلکہ میں تو زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پی کر آ رہا ہوں آئندہ کبھی شہد نہیں پیوں گا' پھر ﴿یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک﴾ اتری یعنی اے نبی: جو چیز اللہ نے آپ کے لیے حلال فرما دی ہے اسے آپ حرام کیوں کرتے ہیں کیا آپ اپنی بیویوں کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ بڑا بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے اگر تم دونوں اللہ کی طرف رجوع کرو تو تم دونوں کے دل مائل ہو گئے ہیں دونوں سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں' اور جب نبی نے اپنی بیوی سے چھپا کر ایک بات کہی۔ اس بات سے مراد آپ ﷺ کا یہ قول ہے: نہیں نہیں' بلکہ میں نے تو شہد پیا ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ بسماع عبدالرحمٰن اعرج (مدینہ میں اپنی مجلس میں): نبی ﷺ زینب بنت جحش کو خیبر کی کھجوروں میں سے سالانہ ۸۰ وسق کھجوریں اور ۲۰ وسق گیہوں (یا کہا) جو دیا کرتے تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن عمر از یحییٰ بن سعید از قاسم بن محمد از زینب بنت جحش: (وفات کے وقت) میرے پاس کفن تیار ہے' شاید عمر رضی اللہ عنہ میرے لیے کفن بھیجیں' اگر وہ کفن بھیج دیں تو ایک کفن کسی کو دے دینا' جب تم مجھے قبر میں اتار دو تو اگر میرا پٹکا خیرات کر سکو تو کر دو۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ از یزید بن عبداللہ بن ہاد از محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی: زینب بنت جحش نے وصیت کی کہ میری لاش رسول اللہ ﷺ کی سر پر (چارپائی یا تخت) پر رکھ کر لے جائی جائے' اس سے قبل اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جنازہ لے جایا گیا تھا پھر تو جو عورت فوت ہوتی اسی کا جنازہ اس پر لے جایا جاتا تھا' لیکن مروان بن حکم نے اپنے عہد خلافت میں حکم دے دیا کہ بجز شریف مرد کے اس پر کوئی جنازہ نہ اٹھایا جائے اور مدینہ میں جنازے اٹھانے کی چارپائیوں میں فرق کر دیا گیا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرۃ از موسیٰ از ابن کعب: زینب رضی اللہ عنہا نے وصیت کی کہ ان کے جنازے کے پیچھے آگ نہ لے جائی جائے اور ان کی لحد بقیع میں عقیل کے گھر کے پاس عقیل کے گھر اور ابن حنیفہ کے گھر کے درمیان کھودی جائے' سمینہ سے کچی اینٹیں لا کر قبر کے چاروں طرف رکھی گئیں آپ کی وفات کے دن سخت گرمی تھی۔

باخبار یزید بن ہارون و عبدالوہاب بن عطاء از محمد بن عمرو' بحدیث یزید بن خصیفہ از عبداللہ بن رافع از برزہ بنت رافع: عطیہ دینے کے زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا عطیہ بھیجا' جب آپ کے پاس یہ عطیہ آیا تو بولیں: اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ کو بخش دے' میری دوسری بہنیں اس کی مجھ سے زیادہ حقدار ہیں' لوگوں نے کہا: یہ سب آپ ہی کا ہے' بولیں: سبحان اللہ پھر اسے ایک کپڑے سے چھپا کر بولیں: اس پر کپڑا ڈال کر اسے خرچ کرو' پھر مجھ سے کہا: اس کے اندر ہاتھ ڈال کر مٹھی بھر بھر کر فلاں فلاں کو دے آؤ' ان میں کچھ آپ کے عزیز تھے' اور کچھ یتیم تھے' پھر بھی کپڑے کے نیچے کچھ رقم باقی رہ گئی۔ برزہ بنت رافع بولیں: ام المومنین! اللہ آپ کو معاف فرمائے' اللہ کی قسم اس میں ہمارا بھی حق ہے' فرمایا: جو کپڑے کے نیچے باقی ہے سب تمہارا ہے' پھر ہمیں کپڑے کے نیچے سے ۸۵ درہم ملے' پھر آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا: اے اللہ اس سال کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کا عطیہ مجھے

نہ پائے' چنانچہ آپ اسی سال فوت ہوگئیں' عبدالوہاب اپنی حدیث میں فرماتے ہیں: آپ امہات المومنین میں سب سے پہلے وفات پانے والی ام المومنین ہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث صالح بن خوات از محمد بن کعب: زینب بنت جحش کا عطیہ بارہ ہزار درہم تھا آپ نے اسے صرف ایک سال لیا' جب آپ کے پاس بارہ ہزار درہم آئے تو فرمانے لگیں: اے اللہ مجھے اس مال کا اگلا سال نہ پائے کیونکہ یہ فتنہ ہے' پھر آپ نے اسے اپنے عزیزوں میں اور حاجت مندوں میں بانٹ دیا اور سب ختم کر دیا جب عمر رضی اللہ عنہ کو خبر لگی تو فرمایا: یہ ایک ایسی خاتون ہیں جن کے ساتھ مزید سلوک کیا جانا چاہیے' چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے دروازے پر کھڑے ہو کر اپنا سلام کہلوایا اور یہ بھی کہ مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ آپ نے تمام مال بانٹ دیا ہے۔ پھر آپ نے زینب رضی اللہ عنہا کے ذاتی خرچہ کے لیے مزید ایک ہزار درہم بھیجے لیکن آپ نے ان کے ساتھ بھی حسب سابق معاملہ فرمایا اور سب بانٹ دیئے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث موسیٰ بن محمد بن عبدالرحمٰن از محمد بن عبدالرحمٰن از عمرہ بنت عبدالرحمٰن: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت ان کے پاس بیت المال میں سے پانچ تھان بھیجے کہ ان میں سے جونسا کپڑا چاہیں پسند فرمالیں۔ چنانچہ اسی میں آپ کفنائی گئیں اور آپ کی ہمشیرہ حمنہ نے اس کفن کو جو آپ نے اپنے لیے تیار کر کے رکھا تھا خیرات کر دیا' عمرہ فرماتی ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرمایا کرتی تھیں: ایک قابل تعریف و بے مثال خاتون چلی گئیں جو یتیموں اور بیواؤں کی پناہ گاہ تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ثوری و منصور بن ابوالاسد از اسماعیل بن ابی خالد از شعبی از عبدالرحمٰن بن ابزیٰ: زینب امہات المومنین میں سب سے پہلے فوت ہوئیں اور آپ کا عہد فاروقی میں انتقال ہوا' لوگوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کی قبر میں کون اترے؟ فرمایا: جو ان کے پاس ان کی زندگی میں آیا جایا کرتا تھا' آپ کے جنازے کی نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چار تکبیروں کے ساتھ پڑھائی۔

باخبار وکیع بن جراح و فضل بن دکین و یزید بن ہارون' بتحدیث مسعودی از قاسم بن عبدالرحمٰن: لوگ کہتے ہیں: زینب تمام امہات المومنین میں سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملیں فوت ہونے کے بعد جب آپ کا جنازہ قبر کے پاس لایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر حمد وثنا کے بعد فرمایا: جب یہ عورت (زینب رضی اللہ عنہا) بیمار ہوئیں تو میں نے امہات المومنین سے پچھوایا کہ ان کی تیمارداری کون کرے گا؟ بولیں ہم کریں گی میرے خیال میں انہوں نے تیمارداری کا حق ادا کر دیا' پھر ان کے انتقال کے بعد میں نے ان سے پچھوایا کہ ان کے غسل کا اور تجہیز و تکفین کا کام کون انجام دے گا؟ فرمایا: ہم' میری رائے میں اس میں بھی انہوں نے کوتاہی نہیں کی' پھر میں نے ان سے پچھوایا کہ انہیں قبر میں کون اتارے گا؟ فرمایا: وہ جسے ان کے پاس ان کی زندگی میں آنا جانا حلال تھا' میرے خیال میں اس بات میں بھی وہ حق بجانب ہیں' لہٰذا تم سب علیحدہ ہٹ جاؤ اور آپ نے لوگوں کو زینب رضی اللہ عنہا کی قبر کے پاس سے ہٹا دیا۔ پھر زینب رضی اللہ عنہا کے گھر کے دو آدمیوں نے آپ کو قبر میں اتارا۔

باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث ابوعوانہ از فراس از عامر از عبدالرحمٰن بن ابزیٰ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چار تکبیروں کے ساتھ

زینب رضی اللہ عنہا کے جنازے کی نماز پڑھائی‘ پھر انہیں قبر میں اتارتے وقت امہات المومنین سے معلوم کرایا کہ انہیں قبر میں کون اتارے؟ بولیں: انہیں قبر میں اتارنا آپ کے لیے حلال نہیں‘ انہیں قبر میں وہ اتار سکتا ہے جسے زندگی میں ان کو دیکھنا حلال تھا۔

باخبار عارم بن فضل‘ بتحدیث حماد بن زید‘ بتحدیث ایوب از نافع وغیرہ: جنازوں کے ساتھ مرد اور عورتیں یکساں جایا کرتے تھے پھر جب زینب فوت ہوئیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کرا دیا کہ زینب رضی اللہ عنہا کے جنازے کے ساتھ ان کے گھر والوں میں سے اقارب ہی جائیں۔ پھر عمیس بولیں: امیر المومنین! میں آپ کو ایک چیز نہ دکھاؤں جو میں نے حبشہ میں دیکھی ہے؟ حبشی اسے اپنی عورتوں کے جنازے کے لیے تیار کیا کرتے ہیں‘ چنانچہ بنت عمیس نے نعش بنائی اور اسے کپڑے سے ڈھانپ دی‘ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ نعش دیکھی تو تعریف کی اور فرمایا: یہ کس قدر اچھی ہے! اور کس قدر پردے والی ہے! پھر آپ نے اعلان کرا دیا کہ ام المومنین کے جنازے کے ساتھ سب جائیں۔

باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس‘ بتحدیث زہیر بن معاویہ‘ بتحدیث اسماعیل بن ابی خالد بخبر عامر بخبر عبدالرحمٰن بن ابزیٰ: میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ زینب کے جنازے کی نماز پڑھی ہے امہات المومنین میں سب سے پہلے آپ ہی کی وفات ہوئی‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے جنازے کی نماز پڑھائی پھر امہات المومنین سے پچھوایا کہ انہیں قبر میں کون اتارے؟ عمر چاہتے تھے کہ یہ کام میں ہی انجام دوں‘ امہات المومنین نے جواب دیا: جو انہیں ان کی حیات میں دیکھتا تھا وہی انہیں قبر میں اتار سکتا ہے‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امہات المومنین نے سچ فرمایا۔

باخبار وکیع بن جراح وعبداللہ بن نمیر ومحمد بن عبید طنافسی از اسماعیل بن ابی خالد از عامر از عبدالرحمٰن بن ابزیٰ: میں ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے جنازے میں حاضر تھا‘ عمر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر چار تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھائی‘ آپ چاہتے تھے کہ میں ہی قبر میں اتاروں‘ پھر آپ نے اس سلسلہ میں امہات المومنین سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جو انہیں زندگی میں دیکھا کرتا تھا وہی قبر میں اتارے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک کہتی ہیں‘ ابن نمیر اور محمد بن عبید نے اسی سند سے اپنی حدیثوں میں یہ زیادہ کیا ہے: آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات میں سب سے پہلے آپ ہی کی وفات ہوئی ہے‘ ابن نمیر اپنی حدیث میں کہتے ہیں: عمر رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ میں ہی قبر میں اتاروں۔ باخبار شبابہ بن سوار‘ باخبار یونس بن ابی اسحٰق از شعبی: عمر رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش پر چار تکبیریں کہیں۔

باخبار عبیداللہ بن موسیٰ‘ بتحدیث اسرائیل از جابر از عامر از عبدالرحمٰن بن ابزیٰ: میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا پر نماز پڑھی ہے آپ نے چار تکبیریں کہیں پھر قدرے ٹھہر کر پوچھا کہ قبر میں کون اتارے؟ لوگوں نے کہا: جس کو زندگی میں ان کا دیکھنا جائز تھا وہ اتارے یعنی بھتیجے اور بھانجے۔

باخبار ابوقطن عمرو بن ہیثم ومحمد بن عبداللہ اسدی‘ بتحدیث یونس بن ابی اسحٰق از شعبی: عمر رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا پر چار تکبیریں کہیں۔ باخبار سفیان بن عیینہ از محمد بن منکدر بسماع ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر: میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ زینب رضی اللہ عنہا کے جنازے کے آگے لوگوں سے آگے آگے چل رہے تھے۔

بتحدیث فضل بن دکین بتحدیث ابو معشر از محمد بن منکدر: عمر رضی اللہ عنہ قبرستان میں کھڑے ہوئے (لوگ زینب رضی اللہ عنہا کی ایک گرم دن میں قبر کھود رہے تھے) اور فرمایا: کاش میں ان پر خیمہ گڑوا دیتا آخر کار آپ نے خیمہ نصب کرا دیا۔

باخبار محمد بن عمر از ابو معشر از محمد بن منکدر: عمر رضی اللہ عنہ زینب رضی اللہ عنہا کی قبر کھودنے والوں کے پاس سے گزرے گرم دن تھا' فرمایا: کاش میں ان پر خیمہ نصب کرا دیتا پھر آپ نے خیمہ نصب کرا دیا' قبر پر نصب کیے جانے والا یہ پہلا خیمہ تھا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث از محمد بن ابراہیم: اس دن سخت گرمی کی وجہ سے زینب رضی اللہ عنہا کی قبر پر عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے خیمہ نصب کیا گیا۔ بقیع میں یہ پہلا خیمہ تھا جو کسی قبر پر گاڑا گیا تھا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث صالح بن جعفر از محمد بن عقبہ از ثعلبہ بن ابی مالک: جس دن حکم بن ابی العاص فوت ہوئے تو میں نے عہد عثمانی میں ان کی قبر پر گرم دن میں خیمہ گڑا ہوا دیکھا پھر لوگوں میں اس کا چرچا ہوا اور لوگ کثرت سے قبروں پر خیمہ گاڑنے لگے' آخر کار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے کتنی جلدی برائی اپنالی اور ایک دوسرے کی ریس کرنے لگا۔ میں حاضرین سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا تم کو معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا کی قبر پر خیمہ گاڑا تھا؟ لوگ بولے: ہاں' پوچھا: کیا تم نے اس پر کسی کی نکتہ چینی سنی تھی؟ لوگ بولے: نہیں۔

باخبار محمد بن عمرو بحدیث ابوبکر بن عبداللہ بن ابو سبرہ از ابو موسیٰ از محمد بن کعب از عبداللہ بن ابی سلیط: میں نے ابو احمد بن جحش کو دیکھا کہ زینب کا جنازہ اٹھائے ہوئے ہیں اور رو رہے ہیں' آپ نابینا تھے پھر میں نے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں: ابو احمد! جنازے سے ہٹ جاؤ' کہیں تمہیں لوگوں سے دکھ نہ پہنچ جائے جنازے کے پاس لوگوں کی بھیڑ ہے' ابو احمد نے جواب دیا: یہ وہ ہیں جن کی وجہ سے ہمیں ہر بھلائی نصیب ہوئی اور یہ امر دکھ کی گرمی کو سردی سے بدل دے گا' عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چمٹے رہو۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث موسیٰ بن عمران بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق از عاصم بن عبید اللہ از عبداللہ بن عامر بن ربیعہ: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ نے سن بیس میں ایک گرم دن میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے جنازے کی نماز پڑھائی میں نے دیکھا زینب رضی اللہ عنہا کی قبر پر ایک کپڑے سے پردہ کر لیا گیا تھا' عمر رضی اللہ عنہ قبر کے کنارے بیٹھے تھے اور آپ کے پاس ابو احمد نابینا بھی قبر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے تھے اور عمر محمد بن عبداللہ بن جحش اور اسامہ اور عبداللہ بن ابی احمد بن جحش اور محمد بن طلحہ بن عبید اللہ جو زینب رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ حمنہ بنت جحش کے فرزند تھے' زینب رضی اللہ عنہا کی قبر میں اترے تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عمر بن عثمان بن عبداللہ جحشی اپنے والد سے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے یکم ذی قعدہ ۵ھ میں نکاح کیا اس وقت زینب رضی اللہ عنہا ۳۵ برس کی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث موسیٰ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حارثہ بن نعمان اپنے والد ابو الرجال سے' وہ فرماتے ہیں میں نے اپنی والدہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے سنا فرماتی تھیں: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے کب نکاح کیا؟ بولیں: ہم غزوۂ مریسیع سے لوٹے تھے یا غزوۂ مریسیع کے کچھ دنوں بعد۔ محمد بن عمر: صدیقہ کا یہ قول عمر بن عثمان

بن عبداللہ جحشی کے اس قول کے موافق ہے کہ آپ نے یکم ذی قعدہ ۵ھ میں نکاح کیا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عمر بن عثمان بن عبداللہ جحشی اپنے والد سے: زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے پیچھے کوئی درہم و دینار نہیں چھوڑا' ان کے پاس جو کچھ آتا تھا سب خرچ کر دیا کرتی تھیں آپ مسکینوں کا ملجا و ماویٰ تھیں البتہ آپ نے اپنا ایک مکان چھوڑا تھا جس کو ورثہ نے ولید بن عبدالملک کے ہاتھ پچاس ہزار درہم میں فروخت کر دیا تھا جب اس نے مسجد ڈھائی تھی۔

باخبار محمد بن عمر از محمد بن عبداللہ از زہری از عروہ از ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا: زینب بنت جحش کی وفات پر رونے لگیں اور زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر خیر کرنے لگیں اور ان کے لیے دعائے ترحم مانگنے لگیں' صدیقہ سے پوچھا گیا کہ زینب کا کوئی وصف بیان کیجئے فرمایا: زینب رضی اللہ عنہا ایک نیک عورت تھیں' میں بولا: خالہ جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سی بیوی سے زیادہ لگاؤ تھا؟ فرمایا: میں اس کا خیال کرنے والی نہ تھی' آپ کی نگاہ میں زینب رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ایک مقام تھا اور میرے گمان میں میرے بعد آپ کو یہی دونوں بہت محبوب تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عمر بن عثمان جحشی از ابراہیم بن عبداللہ بن محمد اپنے والد سے: ام عکاشہ بنت محصن سے پوچھا گیا: وفات کے وقت زینب رضی اللہ عنہا کی کیا عمر تھی؟ فرمایا: جب ہم ہجرت کر کے مدینہ آئے تو زینب رضی اللہ عنہا تیس سے کچھ اوپر تھیں اور ۲۰ھ میں فوت ہوئیں۔ عمر بن عثمان فرماتے ہیں: میرے والد فرمایا کرتے تھے: زینب رضی اللہ عنہا وفات کے وقت ۵۳ سال کی تھیں۔

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا:

آپ خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبدمناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ کی صاحبزادی ہیں' آپ کا جاہلیت میں ام المساکین لقب تھا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث محمد بن عبداللہ از زہری: زینب بنت خزیمہ ہلالیہ کو ام المساکین کے لقب سے پکارا جاتا تھا' آپ طفیل بن حارث بن مطلب بن عبدمناف کے نکاح میں تھیں پھر اس نے آپ کو طلاق دے دی تھی۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن جعفر از عبدالواحد بن ابی عون: طلاق کے بعد آپ سے عبیدہ بن حارث نے نکاح کر لیا' پھر جنگ بدر میں عبیدہ شہید ہو گئے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث کثیر بن زید از مطلب بن عبداللہ بن حنطب و بتحدیث محمد بن قدامہ اپنے والد سے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے ام المساکین' زینب بنت خزیمہ ہلالیہ پر پیام ڈالا' انہوں نے اپنے نکاح کا اختیار آپ کو دے دیا آخر کار ان سے آپ نے ہجرت کے ۳۱ ویں ماہ رمضان میں نکاح کر لیا اور گواہ بنائے اور پانچ سو درہم مہر مقرر فرمایا' زینب نکاح کے بعد ۸ ماہ زندہ رہیں اور ربیع الثانی کے آخری ایام میں ہجرت سے ۳۹ ویں ماہ فوت ہو گئیں' آپ کے جنازے کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی اور آپ کو بقیع میں دفن کیا۔

باخبار محمد بن عمر: میں نے عبداللہ بن جعفر سے پوچھا: زینب کی قبر میں کون اترا تھا؟ فرمایا ان کے تینوں بھائی' میں نے پوچھا: ان کی وفات کے وقت کیا عمر تھی؟ فرمایا تقریباً تیس سال۔

باخبار اسماعیل بن عبداللہ بن ابی اویس' بحدیث عبدالعزیز بن محمد از شریک بن عبداللہ بن ابی نمر از عطاء بن یسار از ہلالیہ

(جو رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں تھیں) میرے پاس ایک حبشی لونڈی تھی' میں بولی: یارسول اللہ! میں اسے آزاد کرنا چاہتی ہوں' فرمایا: تم اسے اپنے بھتیجوں یا بھانجوں کو بکریاں چرانے کے لیے کیوں نہیں دے دیتیں؟۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا:

آپ حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ بن مصطلق خزاعی کی بیٹی ہیں' آپ سے مسافع بن صفوان ذوالشفر بن سرح بن مالک بن جذیمہ نے نکاح کیا' مسافع جنگ مریسیع میں شہید ہوئے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن زید بن قسیط از زید بن قسیط از محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان از عائشہ رضی اللہ عنہا: رسول اللہ ﷺ کو بنی المصطلق کی عورتیں ملیں آپ نے غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی مال مجاہدوں میں بانٹ دیا' اور گھوڑے کو دو حصہ اور مرد کو ایک حصہ دیا' جویریہ بنت حارث' ثابت بن قیس انصاری کے حصہ میں آئیں' آپ اپنے چچازاد بھائی صفوان بن مالک کے نکاح میں تھیں' صفوان شہید ہو گئے' پھر ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ سے ۳۶۰ (۹' اوقیہ) دراہم پر کتابت کر لی۔ جویریہ ایک میٹھی خاتون تھیں جو کوئی انہیں دیکھ لیتا تھا ان سے محبت کیے بغیر نہیں رہتا تھا ایک دن نبی ﷺ میرے پاس تھے کہ اچانک جویریہ آئیں اور اپنی کتابت کے سلسلہ میں آپ سے تعاون چاہا مجھے ان کو دیکھتے ہی ان کا نبی ﷺ کے پاس آنا ناگوار ہوا' اور میں سمجھ گئی کہ جو کچھ میں نے ان سے دیکھا وہی نبی ﷺ دیکھیں گے' آخر کار انہوں نے کہا: یارسول اللہ! میں جویریہ بنت حارث ہوں' حارث اپنی قوم کے سردار ہیں آج میں اس بلا میں گرفتار ہوں جس کا آپ کو علم ہے میں ثابت کے حصہ میں لگا دی گئی ہوں اور انہوں نے ۹' اوقیہ (۳۶۰ درہم) پر مجھ سے کتابت کر لی ہے لہٰذا آپ مجھے چھڑانے میں میری اعانت فرمائیے' فرمایا: کیا میں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں؟ بولیں: وہ کیا ہے؟ فرمایا: میں تمہاری کتابت کی رقم ادا کیے دیتا ہوں اور تم سے نکاح کر لوں گا' بولیں: یارسول اللہ! مجھے منظور ہے' فرمایا' میں نے ایسا کیا۔ یہ خبر لوگوں میں بھی پھیل گئی' لوگ بولے: کیا رسول اللہ ﷺ کے سسرال والے غلام بنائے جائیں؟ ہرگز نہیں' لہٰذا لوگوں نے بنی المصطلق کے تمام قیدی آزاد کر دیئے' اس نکاح کی یہ برکت ہوئی کہ سو خاندان آزاد ہو گئے میرے علم میں اپنی قوم کے لیے جویریہ سے زیادہ برکت والی کوئی خاتون ثابت نہیں ہوئی یہ واقعہ غزوۂ مریسیع سے واپسی کے بعد کا ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث منصور بن ابوالاسود و سفیان بن عیینہ از زکریا از شعبی: جویریہ لونڈی تھیں' نبی ﷺ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ باخبار محمد بن عمر' باخبار ابو حاتم عدی بن فضل از اسماعیل بن مسلم از حسن: نبی ﷺ نے جویریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ان سے نکاح کر لیا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث سفیان بن عیینہ از ابن ابی نجیح از مجاہد: جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ آپ کی عورتیں مجھ پر فخر کرتی ہیں اور کہتی ہیں' فرمایا: کیا میں نے تمہارے مہر میں بڑی رقم ادا نہیں کی؟ کیا میں نے تمہاری قوم کے چالیس غلام آزاد نہیں کیے؟

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن ابی الابیض (جویریہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام) اپنے والد سے: بنی المصطلق کے قیدی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ آئے' ان قیدیوں میں جویریہ بھی تھیں پھر ان کے والد نے فدیہ دے کر انہیں چھڑا لیا اور ان کا رسول اللہ ﷺ سے نکاح کرا دیا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث محمد بن زید آل ارقم کے آزاد کردہ غلام اپنی دادی سے جو بنی المصطلق کی آزاد کردہ لونڈی تھیں اور وہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے: آگے حسب سابق حدیث ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عمر بن عثمان از عبدالملک بن عمیر از خرنیق بنت حصین از عمران بن حصینؓ: جنگ مریسیع میں بنی المصطلق کی عورتیں رہا کردی گئیں یہ لوگ جاہلیت میں فدیہ دینے میں ہمارے مدمقابل تھے۔

باخبار عبداللہ بن جعفر رقی' بتحدیث عبیداللہ بن عمرو از ایوب از ابوقلابہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ کو قید کرلیا۔ پھر ان کے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کرتے ہیں کہ میری بیٹی جیسی عورت قید کیے جانے کے لائق نہیں کیونکہ لوگوں میں میری عزت ہے لہٰذا اسے چھوڑ دیجیے' فرمایا: اگر ہم انہیں اختیار دے دیں تو؟ کیا ہم نے ان کے ساتھ اچھا معاملہ نہیں کیا؟ بولا کیوں نہیں' آپ نے اپنے فرائض کا پورا حق ادا کیا۔ پھر جویریہ کے والد ان کے پاس پہنچ کر ان سے کہتے ہیں: اس شخص نے تمہیں اختیار دے دیا ہے خبردار ہمیں رسوا نہ کرنا' بولیں: میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چن لیا' بولا: اللہ کی قسم تم نے ہمیں رسوا کردیا۔

باخبار وکیع بن جراح و عبداللہ بن نمیر و فضل بن دکین از زکریا از عامر: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کرلیا اور بنو المصطلق کے ہر غلام کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا' آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث مالک و محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب از زہری: ازواج مطہرات میں سے تھیں اور آپ پر پردہ فرض تھا اور دیگر ازواج مطہرات کی طرح آپ کی باری بھی مقرر تھی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث اسحٰق بن یحییٰ بن طلحہ از زہری از مالک بن اوس از عمر: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ سے پردہ کرایا اور آپ نے دیگر ازواج مطہرات کی طرح ان کی بھی باری مقرر کی۔

باخبار سفیان بن عیینہ از محمد بن عبدالرحمٰن از کریب از ابن عباس: جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام بدل کر آپ کا نام جویریہ رکھا' آپ نے یہ بات مکروہ سمجھی کہ یہ کہا جائے کہ برہ کے پاس سے نکلا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن عبدالرحمٰن از زید بن ابی العتاب از محمد بن عمرو بن عطاء از زینب بنت ابی سلمہ از جویریہ بنت حارث: میرا نام برہ تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو بدل دیا اور جویریہ رکھ دیا آپ یہ مکروہ سمجھتے تھے کہ لوگ کہیں: برہ کے پاس سے نکلا۔

باخبار قبیصہ بن عقبہ' بتحدیث سفیان ثوری از محمد بن عبدالرحمٰن آل طلحہ کے آزاد کردہ غلام ابن عباسؓ: جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ رکھ دیا' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آپ نے فجر کی نماز پڑھی پھر آپ فجر کی نماز سے فارغ ہوکر جویریہ کے پاس سے ہٹ گئے اور چاشت کے وقت تک باہر رہے پھر تشریف لائے تو جویریہ کو جانماز ہی پر پایا' بولیں: یارسول اللہ! میں آپ کے بعد جانماز ہی کو چمٹی ہوئی ہوں' فرمایا: میں نے تمہارے بعد چند ایسے کلمات کہے ہیں کہ اگر ان کا وزن کیا جائے تو تمہاری عبادت جھک جائے' میں نے یہ کلمے کہے ہیں **سبحان اللّٰہ عدد ما خلق' سبحان اللّٰہ رضا نفسہ' سبحان اللّٰہ زنۃ عرشہ' سبحان اللّٰہ مداد کلماتہ**۔ یعنی اللہ کی مخلوق کی تعداد میں اللہ کے لیے پاکی ہے۔ اس کے نفس کی رضا کے بالمقابل اس کی پاکی ہے' اس کے

عرش کے وزن کے برابر اس کی پاکی ہے اور اس کے کلموں کی سیاہی کے برابر اس کی پاکی ہے۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری' از سعید بن ابی عروبہ از قتادہ از سعید بن مسیب از عبداللہ بن عمرو: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن جویریہؓ کے پاس تشریف لائے ان کا روزہ تھا' پوچھا: کیا تم نے گزشتہ کل روزہ رکھا تھا؟ بولیں: نہیں' فرمایا کیا آنے والی کل کو روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟ بولیں نہیں' فرمایا: تب تو روزہ کھول لو۔

باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث ہمام' بتحدیث قتادہ' بحدیث ابو ایوب عتکی از جویریہ بنت حارث: آگے حسب سابق حدیث ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ بسماع عبدالرحمٰن اعرج: (مدینہ میں اپنی مجلس میں) رسول اللہ ﷺ جویریہ رضی اللہ عنہا کو سالانہ خیبر کی کھجوروں میں سے ۸۰ وسق کھجوریں اور ۲۰ وسق جو یا گیہوں دیا کرتے تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن ابی الابیض اپنے والد سے: جویریہ رضی اللہ عنہا کا ربیع الاوّل ۵۶ھ میں عہد معاویہ بن ابی سفیان میں ہوا اور جنازے کی نماز مروان بن حکم نے پڑھائی اس وقت مروان ہی مدینہ کے حاکم تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بخبر محمد بن یزید اپنی دادی سے جو جویریہ کی آزاد کردہ لونڈی تھیں اور وہ جویریہ سے: جب مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا ہے تو میں بیس سال کی تھی فرماتی ہیں: جویریہ ۶۵ سال کی عمر میں ۵۰ھ میں فوت ہوئیں اور ان کے جنازے کی نماز مروان نے پڑھائی۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا:

آپ حیی بن اخطب بن سعید بن عامر بن عبید بن کعب بن خزرج بن ابی حبیب بن نضیر بن نحام بن یخوم کی (جو اسرائیلی ہیں جو اور ہارون بن عمران کی اولاد میں سے ہیں) صاحبزادی ہیں' آپ کی والدہ برہ بنت سموئل' رفاعہ بن سموئل کی ہمشیرہ (جو قرظی ہیں اور نضیر کے بھائی ہیں)۔ صفیہ سے سلام بن مشکم قرظی نے نکاح کیا پھر انہیں طلاق دے دی پھر آپ سے کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نضری نے نکاح کر لیا جو جنگ خیبر میں مارا گیا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث اسامہ بن زید بن اسلم از ہلال بن اسامہ از عطاء بن یسار از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' اور بتحدیث عمر بن عثمان بن سلیمان بن ابی حثمہ عدوی از ابو غطفان بن طریف مری اور بتحدیث محمد بن موسیٰ از اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ از انس بن مالک اور بتحدیث عبداللہ بن ابی یحییٰ از ثبیتہ بنت حنظلہ اپنی والدہ ام سنان اسلمیہ سے: جب رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر لڑی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے مال غنیمت عطا فرمائے تو قیدی عورتوں میں صفیہ اور ان کی چچا زاد بہن بھی تھیں جو قموص میں سے تھیں آپ نے بلال کو حکم دیا کہ ان دونوں کو اپنے خیمہ میں لے جائیں' رسول اللہ ﷺ کو ہر غنیمت میں سے عمدہ مال چن لینے کا حق حاصل تھا' صفیہ خیبر کے مال غنیمت میں سے چن لی گئی تھیں نبی ﷺ نے ان کے سامنے یہ بات رکھی کہ اگر تم اسلام قبول کر لو گی تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا بولیں: میں نے اللہ کو اور اس کے رسول کو اختیار کر لیا اور میں نے اسلام کو سینہ سے لگا لیا آپ نے حسب وعدہ انہیں آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا اور ان کا مہر ان کی آزادی کو قرار دیا۔ نبی ﷺ نے صفیہ کے چہرے پر آنکھ کے قریب ایک سبز

نشان دیکھا' پوچھا: یہ کیا ہے؟ بولیں: ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ یثرب سے ایک چاند طلوع ہوا اور میری گود میں آ گرا' میں نے اس خواب کا اپنے شوہر کنانہ سے ذکر کیا' بولا: کیا تجھے یہ بات محبوب ہے کہ تو اس بادشاہ کے جو مدینہ سے آتا ہے' عقد میں آ جائے پھر اس نے میرے طمانچہ مارا اسی کا یہ نشان ہے' صفیہ نے ایک حیض سے عدت کی اور ابھی رسول اللہ ﷺ خیبر سے روانہ بھی نہیں ہوئے تھے کہ وہ حیض سے پاک ہو کر نہالیں پھر رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا اور آپ نے ان سے خلوت نہیں کی' پھر جب آپ کے پاس اونٹ لایا گیا تا کہ آپ اس پر سوار ہوں تو آپ نے اونٹ پر صفیہ کے چڑھنے کے لیے اپنی ران کو زینہ بنایا تا کہ وہ آپ کی ران پر پیر رکھ کر اونٹ پر چڑھ جائیں مگر اس طرح انہوں نے چڑھنے سے انکار کر دیا کیونکہ یہ خلاف ادب ہے' البتہ اپنے گھٹنے آپ کی ران پر رکھ کر چڑھ گئیں آپ نے ان کے لیے پردہ کا اہتمام کیا اور انہیں اپنی چادر اوڑھا کر اس کے کونے اپنے پیر کے نیچے باندھ لیے اور دیگر ازواج مطہرات کی طرح انہیں سواری پر پردے کے ساتھ بٹھا کر لے گئے جب آپ تبار نامی منزل میں پہنچے جو خیبر سے ۶ میل دور ہے تو آپ نے ان سے خلوت چاہی مگر انہوں نے انکار کر دیا جس سے نبی ﷺ کے دل میں قدرے ملال پیدا ہوا پھر جب آپ صہباء میں پہنچے جو خیبر سے کئی برید دور ہے تو آپ نے ام سلیم کو حکم دیا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دلہن بنائیں چنانچہ ام سلیم نے انہیں کنگھی چوٹی سے آراستہ کر دیا یہاں آپ نے ان سے خلوت چاہی' ام سلیم کہتی ہیں یہاں ہمارے پاس نہ خیمہ تھا نہ خیمہ کی قناتیں' میں نے دو کمبل یا دو چادریں لے کر دونوں کو ایک درخت سے جا باندھا اور خیمہ جیسا بنا دیا پھر میں نے صفیہ کے کنگھی کی' چوٹی باندھی اور ان کو عطر میں بسا دیا ام سنان اسلمیہ کہتی ہیں: میں بھی اس شادی میں موجود تھی ہمیں نے انہیں بنا سنوارا اور خوشبو میں بسایا تھا یہ کم سن تھیں اور بھڑکدار زینت پسند کرتی تھیں' اس رات جیسی بھینی بھینی اور مست کن خوشبو کسی رات میں بھی محسوس نہیں کی گئی ہمیں اس وقت معلوم ہوا جب اعلان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیوی کے پاس تشریف لے جا رہے ہیں' ہم نے انہیں بنا سنوار کر دلہن بنایا تھا ہم اس وقت ایک جھڑ بیری کے سایہ میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف پیدل چل کر آئے اور وہ آپ کے استقبال کے لیے آپ کی طرف کھڑے ہو کر بڑھیں ہم نے انہیں یہی بات سمجھا دی تھی پھر ہم دونوں کے پاس سے نکل آئے اور آپ نے ان سے خلوت کی اور ان کے پاس اسی جگہ رات گزاری جب صبح صبح ہی دلہن کے پاس گئے تو وہ غسل کرنے کا ارادہ فرما رہی تھیں پھر ہم انہیں لے گئے حتیٰ کہ ہم لشکر سے چھپ گئے اور دلہن نہالیں' میں نے ان سے پوچھا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا دیکھا؟ بولیں: مجھ سے آپ خوش تھے اور اس رات آپ بالکل نہیں سوئے اور مجھ سے برابر باتیں کرتے رہے اور آپ نے مجھ سے پوچھا: تم نے پہلی منزل میں کیوں انکار کر دیا تھا جب میں نے تم سے خلوت چاہی تھی' بولیں: مجھے آپ پر یہودیوں کے قریب ہونے کی وجہ سے ڈر تھا اس بات نے آپ کے دل میں میری اور قدر بڑھا دی صبح کو رسول اللہ ﷺ نے اسی جگہ ولیمہ کیا ولیمہ میں صرف حیس تھا اور ان کے پاس پیالے نہ تھے محض دستر خوان ہی تھا اس دن لوگوں نے ناشتہ کر لیا پھر زوال کے بعد آپ روانہ ہو گئے اور قصیبہ میں ٹھہرے جو خیبر سے ۱۶ میل دور ہے۔

باخبار عمرو بن عاصم کلابی' بتحدیث سلیمان بن مغیرہ از حمید بن ہلال از صفیہ: میں نے خواب میں دیکھا گویا میں اور یہ جو خود کو اللہ کا رسول کہتے ہیں' ایک ساتھ ہیں اور ایک فرشتہ اپنے پر سے ہمیں چھپائے ہوئے ہے لوگوں نے یہ خواب سن کر تکذیب کی اور اس

سلسلہ میں مجھے سخت سست کہا۔

باخبار یزید بن ہارون وہشام ابوالولید طیالسی‘ بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت بنانی از انس بن مالک: صفیہ رضی اللہ عنہا‘ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں‘ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ دحیہؓ کے حصہ میں ایک حسین وجمیل لونڈی آئی ہے پھر نبی ﷺ نے صفیہ کو سات غلاموں کے بدلہ خرید لیا اوران کوام سلیم کے حوالہ کردیا کہ ان کے پاس ایک حیض عدت گزاریں پھر وہ انہیں بنا سنوار کر اللہ کے رسول کے پاس بھیج دیں‘ ابوالولید اپنی حدیث میں کہتے ہیں: صفیہ پر رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ گھی‘ پنیر اور کھجور کے ساتھ ہوا۔ (انہیں تینوں سے حیس بنایا جاتا ہے) زمین میں گڑھے کھود کر دستر خوان بچھا دیئے گئے اوران پر مذکورہ بالا چیزیں چن دی گئیں اور یزید بن ہارون اپنی حدیث میں کہتے ہیں: لوگوں نے کہا: معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ‘ صفیہ سے نکاح کریں گے یا انہیں لونڈی بنا کر رکھیں گے پھر جب آپ نے انہیں سوار کر کے اپنے پیچھے بٹھالیا اور پردہ کرلیا تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ نے ان سے نکاح کرلیا ہے پھر جب لوگ مدینہ کے قریب آئے تو سواریاں دوڑا دیں نبی ﷺ نے بھی اپنی سواری دوڑا دی اسی طرح لوگ کیا کرتے تھے پھر رسول اللہ کی سواری کا پیر پھسل گیا اور آپ معہ صفیہؓ کے گر گئے‘ ازواج مطہرات دیکھ رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں اللہ نے یہودیہ کو دور کردیا اوراس کے ساتھ ایسا ایسا کیا پھر آپ نے کھڑے ہو کر ان پر پردہ کیا اور اپنے پیچھے انہیں بٹھالیا۔

باخبار محمد بن عمر‘ بحدیث ابراہیم بن جعفر اپنے والد سے: جب صفیہ نبی ﷺ کے پاس داخل ہوئیں تو آپ نے ان سے فرمایا: تمام یہودیوں میں تمہارا باپ میرا سب سے بڑا دشمن تھا حتیٰ کہ اللہ نے اسے قتل کردیا بولیں یارسول اللہ حق تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے ﴿ولا تزروا وازرۃ وزر اخرٰی﴾ یعنی کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر آپ نے ان سے فرمایا: دوباتوں میں سے کوئی سی بات پسند کرلو اگر اسلام پسند کرلوگی تو میں تم کو اپنے لیے روک لوں گا اور اگر یہودیت پر برقرار رہو گی تو بھی میں تم کو آزاد کردوں گا اور تم اپنی قوم سے جا ملوگی بولیں: یارسول اللہ آپ کی دعوت سے قبل ہی مجھے اسلام سے محبت ہوگئی تھی اور میں نے آپ کو سچا سمجھ لیا تھا جہاں میں آپ کے خیمہ میں گئی تھی اب مجھے یہودیت کی کیا ضرورت ہے نہ وہاں میرا بھائی ہے اور نہ باپ‘ جب آپ نے مجھے کفر و اسلام میں اختیار دیا ہے تو آزادی سے اور اپنی قوم سے اور اپنی قوم میں واپس جانے سے مجھے اللہ اوراس کا رسول بہت پیارا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے لیے روک لیا۔ صفیہ کی والدہ بنو قینقاع کی ایک عورت ہیں اور قینقاع بنی عمرو کا ایک شخص ہے پھر نبی ﷺ نے کبھی صفیہ کے والد کا ایسے الفاظ سے ذکر نہیں کیا جو صفیہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار معلوم ہوں شروع میں یہ سلام کے نکاح میں تھیں پھر طلاق ہو جانے کے بعد کنانہ کے نکاح میں آئیں (تیسرا نکاح نبی ﷺ سے ہوا)۔

باخبار عمرو بن عاصم کلابی‘ بتحدیث سلیمان بن مغیرہ‘ بتحدیث ثابت از انس بن مالک: صفیہ دحیہ کے حصہ میں آئیں لوگ رسول اللہ کے پاس ان کی تعریفیں کرنے لگے اور کہنے لگے: ہم نے قیدی عورتوں میں ایک بے مثال عورت دیکھی ہے آخر کار رسول اللہ ﷺ نے صفیہ کو بلا بھیجا اوران کے بدلہ دحیہ کو من مانگے غلام دے دیئے پھر انہیں میری والدہ کے حوالہ کر کے فرمایا انہیں آراستہ کرو‘ نبی ﷺ خیبر سے روانہ ہوئے حتیٰ کہ آپ نے انہیں اپنے پیچھے بٹھالیا پھر آپ ایک منزل میں ٹھہرے اور آپ نے ان سے خلوت کی‘ صبح کو فرمایا جس کے پاس کھانے پینے کی بچی ہوئی چیزیں ہوں وہ ہمارے پاس لے آئے‘ چنانچہ کوئی ستو لایا‘ کوئی کھجوریں

لایااور کوئی گھی لے آیا اس طرح اچھا خاصہ کھانے پینے کا سامان جمع ہو گیا پھر لوگوں نے حیس بنایا اور اسے آپ کے ساتھ کھانے پینے لگے۔ یہ تھا رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ: جب ہم مدینہ کے مکانوں کی دور سے دیواریں دیکھتے تھے تو ہمیں خوشی ہوتی تھی اور ہم اپنی سواریاں دوڑا دیا کرتے تھے آج بھی ہم نے دیواریں دیکھ کر سواریاں دوڑا دیں اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی سواری دوڑا دی صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے تھیں (اتفاق سے) سواری کا پاؤں پھسل گیا اور آپ بھی گرے اور صفیہ بھی' پھر کسی نے نہ آپ کو دیکھا اور نہ صفیہ کو جب رسول اللہ ﷺ نے صفیہ پر پردہ کر لیا تو آپ کے پاس آ کر آپ کا حال پوچھا: فرمایا: مجھے ضرر نہیں پہنچا پھر ہم مدینہ میں داخل ہوئے پھر آپ کی جوان و کم سن عورتوں نے دونوں کو گرتا ہوا دیکھا اور وہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے گرنے سے خوش ہوئیں۔

باخبار معلّٰی بن اسد' بتحدیث عبدالعزیز بن مختار از یحییٰ بن ابی اسحٰق بقول انس بن مالک رضی اللہ عنہ: میں اور ابوطلحہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کی اونٹنی پر آپ کے پیچھے تھیں پھر چلتے چلتے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا پاؤں پھسل گیا اور آپ معہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے گر گئے' ابوطلحہ فوراً اپنی سواری سے اتر کر نبی ﷺ کے پاس آ کر بولے: یارسول اللہ ﷺ! آپ کے چوٹ تو نہیں آئی؟ فرمایا: نہیں' عورت کی خیر خبر لو پھر ابوطلحہ نے اپنی چادر اپنے چہرے پر ڈالی اور عورت کی طرف بڑھ کر ان پر چادر ڈال دی' صفیہ کھڑی ہو گئیں پھر آپ نے انہیں اپنی سواری پر بٹھا لیا اور آپ بھی سوار ہو گئے اور ہم سب سوار ہو کر چل پڑے حتیٰ کہ جب ہم مدینہ کی پشت پر پہنچے یا مدینہ ہمیں نظر آنے لگا تو آپ نے فرمایا: آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون یعنی ہم لوٹنے والے ہیں اللہ سے توبہ کرنے والے ہیں' اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں ہم مدینہ میں پہنچنے تک برابر یہی دعا پڑھتے رہے۔

باخبار ضحاک بن مخلد' ابوعاصم نبیل اور روح بن عبادہ از ابن جریج از زیاد بن اسماعیل از سلیمان بن عتیق از جابر بن عبداللہ: جب صفیہ نبی ﷺ کے پاس آپ کے خیمہ میں لے جائی گئیں تو ہم حاضر تھے پھر آپ نے فرمایا: ام المومنین سے ہٹ جاؤ پھر ہم شام کے وقت اس خیال سے آئے کہ شاید کچھ بٹ رہا ہو اتنے میں نبی ﷺ اپنے دامن میں ڈیڑھ مد عمدہ کھجوریں لے کر باہر تشریف لائے اور فرمایا کھاؤ یہ ام المومنین کے ولیمہ کا کھانا ہے۔ باخبار اسماعیل بن ابراہیم اسدی بتحدیث عبدالعزیز بن صہیب از انس بن مالک: نبی ﷺ نے صفیہ کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کیا' ثابت بنانی نے پوچھا: کتنا مہر باندھا؟ فرمایا آزادی ہی ان کا مہر تھا۔

باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید از ثابت وعبدالعزیز بن صہیب وشعیب بن حبحاب از انس بن مالک رضی اللہ عنہ: نبی ﷺ نے صفیہ کو آزاد کیا اور ان کا مہر ان کی آزادی کو مقرر فرمایا' میں نے عبدالعزیز سے سنا کہ میں نے ثابت سے پوچھا: ابومحمد! کیا تم نے انس سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تھا کہ صفیہ کا مہر کیا تھا؟ فرمایا: ان کا نفس' یعنی انہیں آزاد کر دیا یہی مہر تھا۔

باخبار مسلم بن ابراہیم' بتحدیث ابان بن یزید' بتحدیث شعیب بن حبحاب از انس بن مالک: نبی ﷺ نے صفیہ کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر مقرر کیا۔ باخبار وکیع بن جراح از مہدی بن میمون از شعیب بن حبحاب از انس بن مالک: حسب سابق حدیث ہے۔

باخبار یزید بن ہارون وسعید بن عامر ومحمد بن عبداللہ انصاری از سعید بن ابی عروبہ از قتادہ از انس بن مالک: رسول

اللہ ﷺ نے صفیہ کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔

باخبار ولید بن اغر مکی' بتحدیث عبدالحمید بن سلیمان از ابو حازم از سہل بن سعد: نبی ﷺ نے صفیہ سے شب عروسی کے بعد ولیمہ کیا' فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: آپ کے ولیمہ میں کیا تھا؟ فرمایا کھجور اور ستو' فرماتے ہیں: اس دن میں نے دیکھا کہ صفیہ لوگوں کو نبیذ پلا رہی ہیں' میں نے پوچھا: وہ نبیذ کیا شے تھی جسے وہ لوگوں کو پلا رہی تھیں؟ فرمایا کھجوریں پتھر کے لگن میں یا ہانڈی میں ڈال کر شام کو یا رات کو پانی میں بھگو دی گئیں تھیں' اور صبح کو صفیہ رضی اللہ عنہا ان کا شربت لوگوں کو پلا رہی تھیں۔ باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب از عکرمہ: نبی ﷺ نے صفیہ کو آزاد کیا اور ان کا مہر ان کی آزادی کو قرار دیا۔

باخبار احمد بن محمد بن ولید از رقی' بتحدیث عبدالرحمٰن بن ابی الرجال از عبداللہ بن عمر: جب نبی ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو میں نے لوگوں میں چادر اوڑھے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا' میں انہیں پہچان گیا اور میں نے انہیں جا پکڑا اور ان کا دامن تھام کر بولا: شقیراء! (اے سرخ) تم نے کیا کیفیت دیکھی؟ فرمایا: میں نے یہودی عورتوں میں سے ایک یہودی عورت کو دیکھا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث کثیر بن زید از ولید بن رباح از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: جب نبی ﷺ' صفیہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے' تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے دروازے پر ننگی تلوار لے کر رات گزاری' صبح کو جب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ نے اللہ اکبر کہا اور بولے: یا رسول اللہ! صفیہ کی تازہ تازہ شادی ہوئی تھی اور آپ نے ان کے بھائی' باپ اور شوہر کو قتل کر دیا لہٰذا صفیہ کی طرف سے میں آپ پر بے خوف نہ تھا' نبی ﷺ ہنسنے لگے' اور ابو ایوب کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث اسامہ بن زید بن اسلم از زید بن اسلم از عطاء بن یسار: جب نبی ﷺ صفیہ کو لے کر خیبر سے واپس آئے تو آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو حارثہ بن نعمان کے ایک گھر میں ٹھہرایا' جب انصاری خواتین نے صفیہ رضی اللہ عنہا کی آمد کی اور ان کے حسن و جمال کی خبر سنی تو انہیں دیکھنے کے لیے آئیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نقاب ڈال کر آئیں اور صفیہ کے پاس گئیں اور انہیں خوب دیکھا بھالا پھر جب صدیقہ واپس ہوئیں تو آپ کے پیچھے پیچھے رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور آپ نے پوچھا عائشہ! تم نے صفیہ کو کیسا پایا' بولیں: میں نے یہودیہ کو دیکھا' فرمایا: ایسا نہ کہو کیونکہ صفیہ رضی اللہ عنہا مشرف بہ اسلام ہو گئیں ہیں اور ان کا اسلام پرخلوص اچھا ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن ابی یحییٰ از ثبیہ بن حنظلہ اپنی والدہ ام سنان اسلمیہ سے: جب ہم مدینہ آئے تو اپنے گھر نہیں گئے اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کے گھر اتر گئے' جب مہاجرین و انصار کی خواتین نے ان کے آنے کی خبر سنی تو وہ بھیس بدل کر ان کے دیکھنے کے لیے آئیں' میں نے چار ازواج مطہرات کو نقاب ڈالے ہوئے دیکھا' زینب بنت جحش کو' حفصہ کو' عائشہ کو اور جویریہ کو' میں نے سنا: زینب رضی اللہ عنہا' جویریہ رضی اللہ عنہا' سے کہہ رہی ہیں: اے حارث کی بیٹی! میرے گمان میں یہ لڑکی عہد رسالت میں ہم پر غالب آ جائے گی' جویریہ رضی اللہ عنہا جواب دیتی ہیں: ہرگز نہیں' یہ ان عورتوں میں سے ہے جو شوہروں کے پاس نصیبہ ور نہیں ہوا کرتیں۔

باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث حماد بن سلمہ' بتحدیث ثابت بنانی از شمیسہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے (اتفاق سے) صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا اور زینب رضی اللہ عنہا کے اونٹوں میں ایک اونٹ فالتو تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا ہے کیا اچھا ہوا گر تم اپنے اونٹوں میں سے ایک اونٹ صفیہ کو دے دو' بولیں: کیا میں اونٹ اس یہودیہ کو دوں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کو ذی الحج اور محرم دو یا تین ماہ چھوڑے رکھا اور ان کے پاس آنا جانا بند کر دیا' زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حتیٰ کہ میں آپ سے ناامید ہو گئی اور میں نے اپنی چارپائی الگ کر لی' ایک دن دوپہر کو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ تشریف لا رہے تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن جعفر از ابن ابی عون: ایک دفعہ عائشہ اور صفیہ رضی اللہ عنہما میں تو تو میں میں ہو گئی' رسول اللہ ﷺ نے صفیہؓ سے کہا: تم نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ میرے والد ہارون علیہ السلام اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں' کیونکہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صفیہ رضی اللہ عنہا پر فخر کیا تھا۔

باخبار معن بن عیسیٰ' بتحدیث مخرمہ بن بکیر از بکیر از سعید بن مسیّب: صفیہ اس حال میں آئیں کہ ان کے کانوں میں سونے کی بالیاں تھیں' آپ نے ان میں سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اور ان کے ساتھ والی عورتوں کو کچھ بالیاں ہبہ کر دیں۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابن جریج از عطاء: رسول اللہ ﷺ صفیہؓ کے لیے دن نہیں بانٹا کرتے تھے۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابن ابی ذئب از زہری: صفیہ ازواجِ مطہرات میں سے تھیں اور دیگر ازواج کی طرح آپ کی باری بھی مقرر تھی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث اسحٰق بن یحییٰ از زہری از مالک بن اوس بن حدثان از عمر رضی اللہ عنہ: رسول اللہ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے پردہ کرایا اور آپ نے دیگر امہات المومنین کی طرح آپ کی بھی باری مقرر فرمائی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث اسامہ بن زید از ہلال بن اسامہ از عطاء بن یسار از ابوہریرہؓ: حسب سابق حدیث ہے۔ محمد بن عمر: آپ صفیہ رضی اللہ عنہا کو بھی خیبر کی کھجوروں میں سے سالانہ ۸۰ وسق کھجوریں اور بیس وسق جو (بقول دیگر گیہوں) دیا کرتے تھے۔

باخبار معن بن عیسیٰ' بتحدیث ہشام بن سعد از زید بن اسلم: مرض الموت میں نبی ﷺ کے پاس امہات المومنین جمع ہوئیں' صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے نبی کاش جو کچھ آپ کو ہے وہ مجھے ہوتا' امہات المومنین نے ان کی طرف آنکھ ماری' رسول اللہ ﷺ نے ان کا آنکھیں مارنا دیکھ لیا' فرمایا: کلیاں کرو' پوچھا: یارسول اللہ کس چیز سے؟ فرمایا: سوتن کی طرف آنکھیں مارنے کی وجہ سے' اللہ کی قسم یہ قطعی سچی ہیں۔

باخبار مالک بن اسماعیل وحسن بن موسیٰ' بتحدیث زہیر' بتحدیث کنانہ: میں صفیہ رضی اللہ عنہا کا خچر لے جا رہا تھا تاکہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے صفائی بیان کریں راہ میں اشتر مل گئے اور انہوں نے ان کے خچر کے منہ پر اس قدر زور سے مارا کہ صفیہ جھک گئیں اور فرمانے لگیں مجھے واپس لے چلو یہ مجھے رسوا نہ کریں' حسن اپنی حدیث میں کہتے ہیں: پھر آپ نے اپنے گھر کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر دیوار پر تختہ رکھ لیا جس سے آپ انہیں طعام وشراب پہنچا دیا کرتی تھیں۔

باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید از یحییٰ بن سعید: صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے یہودی عزیزوں کے لیے وصیت کی۔

باخبار سعید بن عامر و ہشام بن ابوالولید طیالسی از شعبہ از حصین بن عبدالرحمٰن: میں نے ایک شیخ کو دیکھا' لوگوں نے کہا: یہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے وارث ہیں' پھر وہ ان کی وفات کے بعد مسلمان ہوئے لہٰذا ان کے وارث نہیں ہوئے۔ محمد بن عمر:

صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۵۰ھ میں فوت ہوئیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ہارون بن محمد بن سالم' مولیٰ حویطب بن عبدالعزیٰ اپنے والد ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ ایک لاکھ کی تھی آپ نے اپنے یہودی بھانجے کے لیے ۳/۱ کی وصیت کی' بقول (ابوسلمہ لوگوں نے اسے دینے سے انکار کیا اور اس سلسلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا' فرمایا: اللہ سے ڈر جاؤ' اور وصیت کے ۳/۱ ادے دو' چنانچہ آپ کے یہودی بھانجے کو ۳۳ ہزار سے کچھ اوپر رقم مل گئی' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ایک گھر بھی تھا جسے وہ اپنی زندگی ہی میں خیرات کر گئی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر بتحدیث محمد بن موسیٰ از عمارہ بن مہاجر از آمنہ بنت ابی القیس غفاریہ: جن خواتین نے صفیہ کو دولہن بنایا تھا ان میں میں بھی تھی' فرماتی تھیں: اس وقت صفیہ رضی اللہ عنہا ۱۷ سال کی بھی نہ تھیں۔

فرماتے ہیں: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۵۲ھ میں فوت ہوئیں اور بقیع میں مدفون ہوئیں۔

حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا:

آپ زید بن عمرو خنافہ بن سمعون بن زید کی (جو بنی نضیر سے ہیں) صاحبزادی ہیں' آپ کی شادی حکم قرظی سے ہوگئی تھی' اس لیے بعض راویوں نے آپ کو قرظیہ لکھا ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن جعفر از یزید بن ہاد از ثعلبہ بن ابی مالک: ریحانہ بنت زید بن عمرو بن حنافہ بنو نضیر سے تھیں آپ کی انہیں میں سے ایک شخص حکم سے شادی ہوئی تھی' پھر جب بنو قریظہ کے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے تو ریحانہ رسول اللہ ﷺ کے حصہ میں آئیں آپ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور وہ آپ کی زندگی ہی میں وفات پا گئیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عاصم بن عبداللہ بن حکم از عمر بن حکم: رسول اللہ ﷺ نے ریحانہ کو آزاد کر دیا' آپ ایک ایسے شوہر کے نکاح میں تھیں جو آپ کا عاشق تھا اور آپ کی عزت کیا کرتا تھا اس لیے آپ نے عہد کر لیا تھا کہ اس کے بعد میں کسی سے شادی نہ کروں گی' آپ ایک حسین خاتون تھیں پھر جب بنو قریظہ قید کر لیے گئے تو قیدی نبی ﷺ کے سامنے پیش کیے گئے (ریحانہ فرماتی ہیں) تو ان میں میں بھی تھی' آپ کے حکم سے مجھے علیحدہ کر دیا گیا' آپ کو ہر مال غنیمت میں سے کوئی نفیس شے لینے کا حق حاصل تھا۔ پھر جب میں قیدیوں سے علیحدہ کر دی گئی تو اللہ کو میری بھلائی اور خیر و فلاح منظور تھی' لہٰذا آپ نے مجھے ام منذر بنت قیس کے گھر میں چند ایام کے لیے بھیج دیا۔ حتیٰ کہ قیدی قتل کر دیئے گئے اور لونڈی غلام بانٹ دیئے گئے' پھر میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے' میں آپ سے شرمانے لگی' آپ نے مجھے بلا کر اپنے آگے بٹھا لیا اور فرمایا: اگر تم اللہ کو اور اس کے رسول کو اختیار کر لو تو تم کو رسول اللہ ﷺ اپنے لیے چن لیں' میں نے کہا: میں اللہ کو اور اس کے رسول کو پسند کرتی ہوں پھر جب میں مسلمان ہوگئی تو آپ نے مجھے آزاد کر دیا اور مجھ سے پانچ سو درہم مہر پر نکاح کر لیا جس طرح دیگر امہات المومنین کے مہر تھے اور ام منذر کے گھر میں شب عروسی گزاری اور دیگر ازواج کی طرح میری باری بھی مقرر فرما دی اور مجھ سے پردہ کرایا۔ رسول اللہ ﷺ کو آپ سے محبت تھی اور آپ رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ مانگتی تھیں وہی دے دیا کرتے تھے' آپ سے کہا گیا: کاش تم رسول اللہ ﷺ سے بنو قریظہ کو مانگ

لیتیں تو آپ انہیں آزاد فرما دیتے۔ اس کا آپ یہ جواب دیا کرتی تھیں کہ خلوت سے پہلے ہی قیدی بانٹ دیئے گئے تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے آپ کے پاس آتے جاتے تھے' ریحانہ آپ ہی کے پاس رہیں حتیٰ کہ جب آپ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو انتقال فرما گئیں اور بقیع میں مدفون ہوئیں آپ نے محرم ۶ ھ میں ریحانہ سے نکاح کیا تھا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث صالح بن جعفر از محمد بن کعب: ریحانہ رضی اللہ عنہا مال فے میں سے تھیں اور حسین وجمیل تھیں' پھر جب ان کا شوہر قتل کر دیا گیا تو یہ لونڈی بنالی گئیں اور جنگ بنی قریظہ میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور صفی کے لے لیا اور اختیار دیا خواہ اسلام قبول کر لیں یا اپنے دین ہی پر رہیں لیکن انہوں نے اسلام قبول کر لیا' پھر آپ نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور پردہ کرا دیا پھر سوتنوں سے انہیں سخت غیرت آئی' آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک طلاق دے دی۔ مگر یہ اپنی جگہ پر جمی رہیں اور طلاق کا بے حد غم کیا اور ہر وقت روتی رہیں ایک دن اسی حال میں آپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ کا حال زار دیکھ کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع فرما لیا پھر آپ آپ ہی کے پاس رہیں اور آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث بکر بن عبداللہ نصری از حسین بن عبدالرحمٰن از ابوسعید بن وہب از وہب: ریحانہ بنو نضیر کی ماں تھیں اور بنو قریظہ میں حکم نامی شخص سے بیاہی گئی تھیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آزاد کر دیا اور آپ سے نکاح کر لیا' آپ آپ کی بیویوں میں سے تھیں اور دیگر بیویوں کی طرح آپ کی بھی باری مقرر تھی اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے پردہ کرا دیا تھا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابن ابی ذئب از زہری: ریحانہ قرظیہ تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں پھر آپ نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا تھا پھر طلاق دے دی تھی' آپ اپنے گھر والوں میں رہتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دیکھنے نہ پائے۔

محمد بن عمر: اس حدیث میں دو قسم کے سہو ہیں' آپ نضیریہ تھیں قرظیہ نہ تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس فوت ہوئیں' صحیح قول یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آزاد کر کے آپ سے نکاح کر لیا تھا علماء اسی قول کو مانتے ہیں اور میں نے ایک راوی سے یہ بھی سنا ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں اور آپ ان سے ہم بستر ہوا کرتے تھے اور آپ نے ان کو آزاد نہیں کیا تھا اور اسی حال میں آپ کے پاس فوت ہو گئیں۔

باخبار عبدالملک بن سلیمان از ایوب بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ از ایوب بن بشیر معادی: جب بنی قریظہ کو غلام بنایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریحانہ کو کو ام منذر' سلمیٰ بنت قیس کے گھر بھیج دیا آپ وہیں رہیں حتیٰ کہ ایک حیض آنے کے بعد آپ نہا دھو کر پاک ہو گئیں' ام منذر نے آپ کے پاک ہونے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی' پھر آپ ام منذر کے گھر تشریف لائے اور ریحانہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اگر چاہو تو میں تمہیں آزاد کر کے تم سے نکاح کر لوں اور چاہو تو لونڈی ہی رہو' بولیں: یا رسول اللہ! میرا لونڈی بن کر رہنا میرے لیے اور آپ کے لیے موجب سہولت ہے چنانچہ وہ مرتے دم تک لونڈی ہی رہیں اور آپ ان سے صحبت کیا کرتے تھے۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث عمر بن سلمہ از ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم: جب رسول اللہ ﷺ نے ریحانہ کو لونڈی بنالیا تو ان پر اسلام پیش کیا لیکن انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ میں اپنی قوم کے دین پر قائم رہوں گی، آپ نے فرمایا اگر اسلام قبول کرلو تو رسول اللہ ﷺ تم کو اپنے لیے چن لیں گے لیکن اس پر بھی وہ نہیں مانیں اور ان کا انکار رسول اللہ ﷺ پر گراں گزرا، پھر اس حال میں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ نے قدموں کی آہٹ سنی، اور فرمایا: یہ ابن سعیہ ہیں اور ریحانہ کے اسلام کی بشارت لے کر آئے ہیں، چنانچہ انہوں نے آپ کو آ کر بتایا کہ ریحانہ مسلمان ہوگئی ہیں تو رسول اللہ ﷺ وفات تک ان سے لونڈی کی حیثیت سے صحبت کرتے رہے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا:

آپ حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ کی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ ہند بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حماطہ بن جرش یا جریش ہیں، آپ سے جاہلیت کے زمانہ میں مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی نے نکاح کرلیا، ابورہم، مالک بن حسل بن عامر بن لوی کی اولاد میں ہیں، جب یہ فوت ہو گئے تو آپ سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کرلیا، رسول اللہ ﷺ کا آپ سے نکاح عباس بن عبدالمطلب نے کرایا تھا، عباس ہی آپ کے ولی تھے کیونکہ آپ عباس کی ام ولد ام الفضل بنت حارث ہلالیہ کی حقیقی ہمشیرہ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے آپ سے نکاح مقام سرف میں عمرۃ القضاء کے موقعہ پر ۷ھ میں کیا تھا جو مکہ سے دس میل دور ہے آپ رسول اللہ ﷺ کی سب سے پچھلی بیوی ہیں۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث موسیٰ بن محمد بن ابراہیم اپنے والد سے: رسول اللہ ﷺ نے میمونہ بنت حارث سے شوال ۷ھ میں نکاح کیا۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث ابراہیم بن محمد بن موسیٰ از فضیل بن عبداللہ از علی بن عبداللہ بن عباس: جب عمرۃ القضاء کے سال رسول اللہ ﷺ نے مکہ جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے اوس بن خولی اور ابورافع کو عباس کے پاس بھیجا اور عباس نے میمونہ کا آپ سے نکاح کرایا، ان دونوں کے اونٹ کھو گئے اور یہ دونوں بطن رابغ میں چند دن ٹھہرے رہے حتیٰ کہ قدید میں آپ نے ان دونوں کو پالیا اور دونوں اونٹوں پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل پڑے اور مکہ پہنچ گئے اور آپ نے عباس کو بلا بھیجا اور میمونہ سے نکاح کرنے کا ذکر کیا، میمونہ نے رسول اللہ ﷺ کو اختیار دے دیا تھا، رسول اللہ ﷺ عباس کے گھر آئے اور عباس سے میمونہ کے لیے پیام ڈالا پھر عباس نے آپ کا ان سے نکاح کرادیا۔

باخبار محمد بن عمر، بتحدیث ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ از داؤد بن حصین از عکرمہ از ابن عباس: جب رسول اللہ ﷺ نے میمونہ پر پیام ڈالا تو میمونہ نے عباس کو اختیار دے دیا، آخر کار عباس نے آپ سے ان کا نکاح کرادیا۔

باخبار محمد و معن بن عیسیٰ، بتحدیث مالک بن انس از ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن از سلیمان بن یسار: نبی ﷺ نے ابورافع کو اور ایک انصاری کو بھیجا اور ان دونوں نے آپ کا نکاح، قبل اس کے کہ آپ مدینہ سے باہر جائیں، میمونہ سے کرادیا۔

باخبار محمد بن عمر، بتحدیث موسیٰ بن محمد بن ابراہیم اپنے والد سے: رسول اللہ ﷺ نے میمونہ سے عمرۃ القضاء کے سال حلت

کی حالت میں شوال میں نکاح کیا اور سرف میں خلوت کی' اور میمونہ رضی اللہ عنہا نے سرف ہی میں انتقال کیا۔

باخبار عبداللہ بن جعفر رقی' بتحدیث عبید اللہ بن عمرو از عبدالکریم از میمون بن مہران: ایک بڑی بی صفیہ بنت شیبہ کے پاس آئیں اور ان سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے حالت احرام میں نکاح کیا؟ فرمایا: اللہ کی قسم! نہیں' نکاح کرتے وقت دونوں حلال تھے۔

باخبار یزید بن ہارون از عمرو بن میمون بن مہران: عمر بن عبدالعزیز نے میرے والد کو لکھا کہ یزید بن اصم سے پوچھیں کہ میمونہ سے نکاح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں تھے یا حلال تھے' میرے والد نے یزید کو بلا کر خط دکھایا' فرمایا: پیام دیتے وقت بھی آپ حلال تھے اور شب عروسی کے موقعہ پر بھی حلال تھے' یزید سے یہ بات میں بھی سن رہا تھا۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار جریر بن حازم' بتحدیث ابوفزارہ از یزید بن اصم از میمونہ رضی اللہ عنہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت حلت میں ان سے نکاح کیا اور حالت حلت ہی میں شب عروسی گزاری۔

باخبار عبداللہ بن جعفر رقی' بتحدیث ابوالملیح از میمون بن مہران: مجھے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ یزید بن اصم سے پوچھوں کیا آپ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالتِ احرام میں نکاح کیا؟ میں نے ان سے پوچھا تو فرمایا: نکاح کے وقت بھی دونوں حلال تھے اور رخصتی کے وقت بھی۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث جعفر بن برقان از میمون بن مہران: میں عطاء کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس ایک شخص آ کر آپ سے پوچھتا ہے: کیا محرم نکاح کر سکتا ہے؟ فرماتے ہیں: اللہ نے جب سے نکاح حلال فرمایا ہے کبھی اسے حرام نہیں فرمایا' میمون کہتے ہیں: میں نے کہا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے لکھا (اس زمانہ میں میمون جزیرہ کے حاکم تھے) کہ میں یزید بن اصم سے پوچھوں: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت حلت میں نکاح کیا یا احرام کی حالت میں؟ فرمایا: حالت حلت میں نکاح کیا' میمونہ رضی اللہ عنہا' یزید بن اصم کی خالہ ہیں۔ عطا: ہم اس مسئلہ کو میمونہ ہی سے صحیح سمجھتے ہیں حالانکہ ہم یہ بھی سنتے چلے آئے ہیں کہ آپ نے میمونہ سے حالت احرام میں نکاح کیا۔

باخبار عفان بن مسلم وسلیمان بن حرب' بتحدیث حماد بن زید از مطرف از ربیعہ از سلیمان بن یسار از ابورافع: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت حلت میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' اور میں بچولیا تھا۔

باخبار انس بن عیاض ابوضمرہ' بحدیث ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن از سلیمان بن یسار: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع اور ایک انصاری کو بھیجا اور ان دونوں نے آپ کا میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرا دیا آپ مدینہ ہی میں تشریف فرما تھے۔

باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید از ایوب از میمون بن مہران: مجھے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ میں یزید بن اصم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بارے میں پوچھوں: پھر میں نے ان سے پوچھا تو فرمایا: حالت حلت ہی میں نکاح ہوا اور حالتِ حلت ہی میں رخصتی ہوئی اور سرف میں حالت حلت ہی میں خلوت ہوئی اور چبوترے کے نیچے یہ ان کی قبر ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث معمر از زہری از یزید بن اصم از ابن عباس رضی اللہ عنہما: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ حلت میں

میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ باخبار محمد بن عمرو فضل بن دکین، بتحدیث ہشام بن سعد از عطاء خراسانی: میں نے ابن مسیب سے کہا: عکرمہ کا زعم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا؟ فرمایا خبیث جھوٹا ہے اسے جا کر ڈانٹو، میں تم سے حدیث بیان کرتا ہوں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھ کر تشریف لائے اور احرام کھولنے کے بعد آپ نے نکاح کیا۔

باخبار محمد بن فضل از لیث از عطاء از ابن عباس: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے حالتِ احرام میں نکاح کیا۔ باخبار عبداللہ بن نمیر، بتحدیث یزید بن ابی زیاد از حکم از مقسم از ابن عباس: حسب سابق اور یہ زیادہ ہے) آپ نے قاحہ میں حالت احرام میں سینگیاں لگوائیں۔

باخبار یزید بن ہارون، باخبار ہشام بن حسان از عکرمہ از ابن عباس: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں سرف میں میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا اور واپسی پر سرف ہی میں خلوت کی اور بقول یزید بن ہارون آپ سرف ہی میں فوت ہوئیں، اور سرف ہی میں آپ کی قبر ہے۔

باخبار عبیداللہ بن موسیٰ از ابن جریج از عطاء از ابن عباس: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ احرام میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ باخبار عبیداللہ بن موسیٰ از اسرائیل از جابر از عکرمہ از ابن عباس: حسب سابق۔

باخبار محمد بن عبداللہ اسدی، بتحدیث رباح بن ابی معروف از عطاء از ابن عباس: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خالہ جان میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالتِ احرام میں نکاح کیا، ابن عباس رضی اللہ عنہما حالت احرام میں نکاح میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ باخبار محمد بن عبداللہ انصاری، بتحدیث حبیب بن شہید، بسماع میمون بن مہران از ابن عباس: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا۔

باخبار مسلم بن ابراہیم، بتحدیث قرہ بن خالد، بتحدیث ابو یزید مدنی: حسب سابق حدیث ہے۔ باخبار محمد بن عمر، بتحدیث ابن جریج از ابوالزبیر از عکرمہ: میمونہ بنت حارث نے اپنا نفس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کیا تھا۔

باخبار محمد بن عمر، بتحدیث موسیٰ بن محمد بن عبدالرحمٰن از محمد بن عبدالرحمٰن از عمرہ: عمرہ سے پوچھا گیا: کیا میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنا نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا۔ فرمایا: ان سے آپ نے پانچ سو مہر پر نکاح کیا تھا اور نکاح کے ولی عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ باخبار فضل بن دکین و محمد بن عبداللہ اسدی، سفیان از منصور از مجاہد: میمونہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام میمونہ رضی اللہ عنہا رکھا۔

باخبار سفیان بن عیینہ از عمرو از ابوالشعثاء از ابن عباس بخبر میمونہؓ: میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔ باخبار عبدالملک بن عمرو ابو عامر، بتحدیث ابراہیم بن نافع از ابن ابی نجیح از مجاہد از ام ہانی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک ہی برتن سے غسل کیا یعنی اس بادیہ کے پانی سے جس میں آٹے کا نشان تھا۔ بتحدیث احمد بن عبداللہ بن یونس، بتحدیث ابوشہاب از شیبانی از عبداللہ بن شداد از میمونہ رضی اللہ عنہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی (گھر کی) مسجد میں جائنماز پر نماز پڑھا کرتے تھے اور میں آپ کے پاس حالت حیض میں لیٹی ہوتی تھی اور مجھے آپ کا کپڑا لگ جایا کرتا تھا۔

باخبار مالک بن اسماعیل' باخبار شریک از سماک از عکرمہ از ابن عباس از میمونہ رضی اللہ عنہا: میں اور رسول اللہ ﷺ جنبی ہو گئے' پھر میں نے ایک لگن سے غسل کیا جس میں پانی بچ گیا پھر نبی ﷺ نے آ کر اس سے غسل فرمالیا' میں بولی: میں نے اس سے غسل کیا ہے' فرمایا: پانی پر جنابت نہیں ہے۔

باخبار سعید بن منصور' بتحدیث عبدالعزیز بن محمد از ابراہیم بن عقبہ از کریب از ابن عباس: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تینوں) بہنیں مومنہ ہیں' یعنی میمونہ رضی اللہ عنہا ام الفضل رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابراہیم بن محمد' خزاعہ کے آزاد کردہ غلام از صالح بن محمد از ام ذرہ از میمونہ: ایک رات میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے' آپ کے جانے کے بعد میں نے دروازہ بند کر لیا پھر آپ تشریف لے آئے اور دروازہ کھولنے کو فرمایا لیکن میں نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا' آپ نے فرمایا: تم کو اللہ کی قسم' دروازہ کھول دو' میں نے کہا: میری باری والی رات میں آپ اپنی بیویوں کے پاس جاتے ہیں' فرمایا: نہیں البتہ مجھے زور کا پیشاب آ رہا تھا (میں پیشاب کرنے گیا تھا)۔

باخبار ہشام ابوالولید طیالسی' بتحدیث لیث بن سعد از بکیر از عبیداللہ خولانی: میں نے دیکھا میمونہ رضی اللہ عنہا ایک پورے کرتے میں نماز پڑھ رہی ہیں اور تہبند باندھے ہوئے نہیں ہیں۔

باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید از ابوفزارہ از یزید بن اصم: میمونہ رضی اللہ عنہا نے احرام میں اپنا سر منڈوالیا تھا پھر آپ فوت ہو گئیں' اور آپ کا سر منڈا تھا۔ باخبار خالد بن مخلد' بتحدیث سلیمان بن بلال' بحدیث جعفر بن محمد از محمد: رسول اللہ ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے ان کی لونڈی کے بارے میں پوچھا' بولیں: میں نے اسے آزاد کر دیا' فرمایا: لونڈی قوی تھی اگر تم اسے اپنے کسی عزیز کو دے دیتیں تو بہت خوب تھا۔

باخبار کثیر بن ہشام' بتحدیث جعفر بن برقان' بتحدیث یزید بن اصم: میں نے اور ابن طلحہ بن عبیداللہ (آپ کے بھانجے نے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جب کہ آپ مکہ سے تشریف لا رہی تھیں' استقبال کیا اور ہم مدینہ کے ایک باغ میں گھس گئے اور اس میں سے کچھ لے کر نکلے' صدیقہ کو بھی خبر لگ گئی آپ اپنے بھانجے کو طعن و تشنیع اور لعنت و ملامت کرنے لگیں پھر میری طرف متوجہ ہو کر آپ نے مجھے پر اثر نصیحت فرمائی پھر فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تم کو ہانک کر لایا حتیٰ کہ تم کو اپنے نبی کے گھر میں مقرر فرمایا' اللہ کی قسم میمونہ تمہاری رسی تمہارے کندھے پر ڈال کر قوی ہو گئیں' واقعی وہ ہم سب سے زیادہ متقیہ تھیں اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔

باخبار کثیر بن ہشام' بتحدیث جعفر بن برقان' بتحدیث یزید بن اصم: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی مسواک پانی میں پڑی رہتی اگر آپ کام میں یا نماز میں مشغول ہوتی تھیں تو خیر ورنہ مسواک لے کر مسواک ہی کرتی رہتی تھیں۔ باخبار کثیر بن ہشام' بتحدیث جعفر بن برقان' بتحدیث یزید بن اصم: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا کوئی عزیز آپ کے پاس آیا آپ نے اس سے شراب کی بو محسوس کی فرمایا: اگر تم مسلمانوں سے ملو گے تو مسلمان تمہارے کوڑے لگائیں گے یا یہ فرمایا کہ تمہیں پاک کریں گے خبردار (اس حالت میں) میرے گھر میں کبھی نہ آنا۔

باخبار قبیصہ بن عقبہ' بتحدیث سفیان از موسیٰ بن ابی عائشہ کسی شخص سے اور وہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے: آپ نے زمین پر انار کا ایک دانہ پڑا ہوا دیکھا اور اسے اٹھا کر فرمایا: اللہ تعالیٰ بگاڑ کو پسند نہیں فرماتا۔

باخبار احمد بن اسحٰق حضرمی' بتحدیث وہیب' بتحدیث ابراہیم بن عقبہ از کریب مولیٰ ابن عباس: مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کا ساربان بنا کر بھیجا' میں برابر آپ کی زبان سے جمرۂ عقبہ پر رمی تک لبیک سنتا رہا۔ باخبار فضل بن دکین' بتحدیث عقبہ بن وہب عامری بکائی' بخبر یزید بن اصم: میں نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سر منڈواتی تھیں' عقبہ نے یزید سے پوچھا: کیوں؟ فرمایا: میرے گمان میں آپ دنیا سے بے رغبتی کا اظہار کرتی تھیں۔

باخبار معن بن عیسیٰ' بتحدیث مخرمہ بن بکیر از بکیر از بسر بن سعید از عبید اللہ خولانی (آپ میمونہ کی زیر تربیت رہتے تھے) میں دیکھتا تھا کہ میمونہ کرتے اور دوپٹہ میں بلا تہبند کے نماز پڑھا کرتی تھیں۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث جعفر بن برقان' بخبر میمون: میں نے صفیہ بنت شیبہ سے پوچھا: فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرف میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور وہیں ان کے خیمہ میں بنا کی اور آپ سرف ہی میں فوت ہوئیں پھر اسی خیمہ کی جگہ دفن کی گئیں جہاں آپ سے سرور عالم نے بنا کی تھی۔

باخبار یزید بن ہارون و وہب بن جریر بن حازم بتحدیث حازم از ابوفزارہ از یزید بن اصم: ہم نے میمونہ رضی اللہ عنہا کو اسی خیمہ کی جگہ دفن کیا جہاں ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلوت فرمائی تھی' اور وفات کے دن آپ کا سر منڈا ہوا تھا آپ نے حج میں سر منڈوا لیا تھا میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کی قبر میں اترے پھر جب ہم نے آپ کو قبر میں رکھا تو آپ کا سر ٹیڑھا ہو گیا' میں نے اپنی چادر آپ کے سر کے نیچے رکھ دی' لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے چادر نکال کر سر کے نیچے پتھر رکھ دیا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابن جریج از عطاء: میمونہ رضی اللہ عنہا کا انتقال سرف میں ہوا۔ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے جنازے میں شامل ہونے کے لیے روانہ ہوئے' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تم ان کی نعش اٹھاؤ تو اسے زور سے نہ ہلانا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں نو عورتیں تھیں جن میں سے آٹھ کے لیے باری بانٹتے تھے لیکن ایک کی باری نہ تھی (اسی حدیث میں ابن جریج کے علاوہ دوسرے کہتے ہیں) آپ مکہ میں فوت ہوئیں اور آپ کا جنازہ عبد اللہ بن عباس نے اٹھایا اور آپ دیگر اٹھانے والوں سے فرما رہے تھے انہیں آہستہ لے چلو کیونکہ یہ تمہاری والدہ ہیں پھر آپ نے انہیں سرف میں دفن کیا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبد اللہ بن محرر از یزید بن اصم: میں میمونہ کی قبر کے پاس ان کے دفن کے وقت موجود تھا' قبر میں میں' ابن عباس' عبد الرحمٰن بن خالد اور عبید اللہ خولانی اترے اور ابن عباس نے نماز پڑھائی۔ محمد بن عمر: آپ یزید بن معاویہ کے زمانہ میں ۶۱ھ میں فوت ہوئیں امہات المومنین میں سب سے اخیر میں آپ ہی فوت ہوئیں' وفات کے وقت آپ کے ۸۰ یا ۸۱ سال کی عمر تھی اور آپ قوی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبد الحکیم بن عبد اللہ بن ابی فروہ بسماع عبد الرحمٰن اعرج (مدینہ میں اپنی مجلس میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ بنت حارث کو خیبر کی کھجوروں میں سے سالانہ ۸۰ وسق کھجوریں اور ۲۰ وسق جو (یا گیہوں کے) دیتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی وہ بیویاں جن کو آپ نے جمع نہیں کیا اور خلوت سے قبل آپ ان سے علیحدہ ہو گئے

علیحدگی کے اسباب

الکلابیہ:

ان کے نام میں اختلاف ہے کوئی ان کا نام فاطمہ بنت ضحاک بن سفیان کلابی بتاتا ہے' کوئی عمرہ بنت یزید بن عبید بن رواس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بتاتا ہے کوئی علیہ بنت ظبیان بن عمرو بن عوف بن کعب بن عبد بن ابی بکر بن کلاب بتاتا ہے اور کوئی سبا بنت سفیان بن عوف بن کعب بن عبد بن ابی بکر بن کلاب بتاتا ہے' ہمارے پاس ہر ایک کی روایت محفوظ ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں: کلابیہ ایک ہی تھی پھر ان کا اس کے نام میں اختلاف ہے اور بعض کے نزدیک کلابیہ کئی عورتیں ہیں اور ہر ایک کا ایک مستقل واقعہ ہے ہم نے ہر ایک کا قصہ لکھا ہے اور اس سلسلہ میں جو کچھ سنا ہے سب لکھ دیا ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث محمد بن عبداللہ از زہری: کلابیہ' فاطمہ بنت ضحاک بن سفیان ہیں انہوں نے آپ سے پناہ مانگی آخر کار آپ نے ان کو طلاق دے دی پھر یہ مینگنیاں اٹھاتی پھرا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں: میں بدنصیب ہوں آپ نے کلابیہ سے ذی قعدہ ۸ھ میں نکاح کیا تھا' ان کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث محمد بن عبداللہ از زہری از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: رسول اللہ ﷺ نے کلابیہ سے نکاح کیا پھر جب آپ اس کے پاس گئے اور اس سے قریب ہوئے تو اس نے کہا: میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں آپ نے فرمایا: تو نے عظیم کی پناہ مانگی ہے اپنے میکہ جا (یعنی آپ نے اسے طلاق دے دی)۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن جعفر از عبدالواحد بن ابی عون از ابن مناح: کلابیہ نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ کی پناہ مانگی' اس کی عقل جاتی رہی تھی اور چکرا گئی تھی۔ پھر جب یہ امہات المومنین کے پاس جاتی تھی تو کہا کرتی تھی: میں بدنصیب ہوں' مجھے دھوکا دیا گیا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن سلیمان از عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے: رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے خلوت کی لیکن جب آپ نے امہات المومنین کو اختیار دیا تو کلابیہ نے اپنی قوم کو پسند کیا لہٰذا آپ اس سے علیحدہ ہو گئے پھر یہ مینگنیاں اٹھاتی پھرا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی: میں بدبخت ہوں۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار عبداللہ بن جعفر از موسیٰ بن سعید و ابن ابی عون: آپ نے سفید داغ کی وجہ سے اسے طلاق دی تھی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن جعفر' و ابن سبرہ و عبدالعزیز بن محمد از یزید بن الہاد از ثعلبہ بن ابی مالک از حسین بن علی: رسول اللہ ﷺ نے بنی عامر کی ایک عورت سے نکاح کیا پھر جب آپ باہر ہوتے تو وہ مسجد میں نمازیوں کو جھانکا کرتی تھی' امہات

المومنین نے اس کی نبی ﷺ کو بھی خبر کر دی' فرمایا: تم اس پر زیادتی کر رہی ہو' بولیں: ہم اسے آپ کو جھانکتی ہوئی دکھا دیں گی آخر کار رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو علیحدہ کر دیا۔ محمد بن عمر: مجھے عبداللہ بن سعید بن ہند نے اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے اسی حدیث میں بتایا: اس نے آپ سے پناہ مانگی تھی' آپ نے اسے پناہ دے دی اور آپ نے بجز اس عورت کے بنو عامر کی کسی عورت سے شادی نہیں کی اور کندہ میں جونیہ کے علاوہ کسی سے نکاح نہیں کیا۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار ابراہیم بن وثیمہ از ابو وجزہ: رسول اللہ ﷺ نے اس سے جعرانہ سے واپس آ کر ۸ھ میں نکاح کیا تھا۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابو مصعب اسماعیل بن مصعب اس عورت کے قبیلہ کے ایک شیخ سے: وہ عورت ۶۰ھ میں فوت ہوئی۔

باخبار ہشام بن محمد بن سائب کلبی' بحدیث عرزمی از نافع از ابن عمر: رسول اللہ ﷺ کی عورتوں میں سبا بنت سفیان بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب بھی تھی' فرماتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ نے ابو اسید ساعدی کو بنی عامر کی ایک عورت پر آپ کا پیام ڈالنے کے لیے بھیجا اس عورت کو عمرہ بنت یزید بن عبید بن رواس بن کلاب کہا جاتا تھا' آپ نے اس سے نکاح کر لیا پھر آپ کو اطلاع ملی کہ اس کے جسم پر کہیں سفید داغ ہے لہٰذا آپ نے اسے طلاق دے دی۔

باخبار ہشام بن محمد بن سائب بحدیث شخصے از آل ابو بکر بن کلاب: رسول اللہ ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان بن عمرو بن عوف بن کعب بن عبد بن ابی بکر بن کلاب سے نکاح کیا آپ کے پاس عالیہ ایک زمانہ تک رہی پھر آپ نے اسے طلاق دے دی۔

اسماء:

یہ نعمان بن ابی الجون بن الاسود بن الحارث بن شراحیل بن جون بن آکل المرار کندی کی بیٹی ہیں۔ باخبار محمد بن عمر' بتحدیث محمد بن یعقوب بن عقبہ بن عبدالواحد بن ابی عون دوسی: نعمان بن ابی الجون کندی نبی ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر آیا (یہ اپنے باپ کی اولاد کے ساتھ نجد میں شربہ کے متصل ٹھہرا ہوا تھا) اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ کا عرب کی ایک انتہائی حسین بیوہ سے نکاح نہ کرا دوں؟ جو اپنے چچا زاد بھائی کے نکاح میں تھی اتفاق سے وہ مر گیا اور بیوہ ہو گئی اب وہ آپ کی طرف مائل ہے اور اسے آپ کی خواہش ہے آخر کار رسول اللہ ﷺ نے اس سے پانچ سو درہم مہر پر نکاح کر لیا' وہ شخص بولا: یا رسول اللہ! ان کے مہر میں کمی نہ کیجئے' فرمایا: میں نے اپنی کسی بیوی کا پانچ سو سے زیادہ مہر نہیں باندھا اور نہ اپنی کسی بیٹی کا اس سے زیادہ باندھا' نعمان بولا: آپ میں نمونہ ہے اور کہنے لگا: یا رسول اللہ میرے ساتھ کسی شخص کو بھیج دیجئے کہ وہ آپ کی بیوی کو آپ کے پاس لے آئے میں اس کے ساتھ ہو جاؤں گا اور اس کے ساتھ آپ کی اہلیہ کو بھیج دوں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ ابو اسید ساعدی کو بھیج دیا' پھر جب یہ دونوں آدمی اس عورت کے پاس پہنچے تو وہ اپنے گھر میں بیٹھ گئی' پھر اس نے ابو اسید کو اندر آنے کی اجازت دی ابو اسید نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی عورتوں کو کوئی مرد نہیں دیکھتا' (ابو اسید کہتے ہیں: یہ واقعہ پردہ کے حکم کے بعد کا ہے) پھر اس نے میرے پاس آدمی بھیجا اس نے میرا کام آسان بنا دیا' بولے: آپ کے اور ان کے درمیان پردہ ہے جن سے آپ بات کرتی ہیں الا یہ کہ وہ محرم ہوں آخر کار اس نے پردہ کر لیا' ابو اسید کہتے ہیں: میں تین دن اس کے گھر ٹھہرا' پھر میں نے ہودج میں پردے کے ساتھ انہیں

ایک اونٹ پر بٹھایا اور اپنے ساتھ مدینہ لے کر آیا اور بنی ساعدہ میں ٹھہرا دیا' قبیلہ کی عورتوں نے آ کر انہیں اہلاً وسہلاً کہہ کے ان کا خیر مقدم کیا پھر ان عورتوں نے گھر گھر میں ان کے حسن و جمال کا ذکر کیا اور تمام مدینہ میں ان کے آنے کی خبر پھیل گئی' ابو اسید کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کی طرف رخ کیا آپ بنو عمرو بن عوف میں تھے اور آپ کو ان کے آنے کی خبر کی' وہ بے حد حسین تھیں عورتوں کو جب ان کے حسن کی خبر لگی تو ٹوٹ پڑیں' ایک عورت بولی: تم تو ملکہ ہو' اگر تم رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں اقبال مند بننا چاہتی ہو تو جب آپ تمہارے پاس آئیں تو کہنا: تم سے اللہ کی پناہ اس سے تم آپ کی نگاہ میں بہت قدر و منزلت والی بن جاؤ گی اور آپ تمہاری طرف خوب راغب ہوں گے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث موسیٰ بن عبیدہ از عمر بن حکم از ابو اسید ساعدی: رسول اللہ ﷺ نے مجھے جونیہ کے پاس بھیجا پھر میں انہیں سوار کر کے مدینہ لایا۔ یہ لوگ نجد کے ایک گوشہ میں رہتے تھے' اور میں نے انہیں بنی ساعدہ کے ایک گھر میں ٹھہرا دیا اور رسول اللہ ﷺ کو ان کے آنے کی خبر دی' رسول اللہ ﷺ پیدل چل کر آئے اور ان کے پاس تشریف لے گئے اور گھٹنوں اور ایڑیوں پر بیٹھ کر بوسہ لینے کے لیے ان کی طرف جھکے (جب آپ اپنی دلہن کا منہ دیکھتے تھے تو اسی طرح کیا کرتے تھے) بولیں: آپ سے اللہ کی پناہ' یہ سن کر آپ نے رخ پھیر کر فرمایا: تم نے ایک عظیم پناہ گاہ سے پناہ مانگی ہے' اور آپ فوراً ان سے ہٹ گئے اور آپ کے حکم سے میں نے انہیں ان کی قوم میں پہنچا دیا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن جعفر از عمرو بن صالح از سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ: جونیہ نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ کی پناہ مانگی' ان سے کہہ دیا گیا تھا کہ یہ لفظ تمہارے لیے باعث سعادت ثابت ہوگا' جونیہ کے علاوہ آپ سے کسی اور عورت نے پناہ نہیں مانگی' دراصل انہیں ان کی خوبصورتی کی وجہ سے دھوکا دیا گیا' جب آپ کے سامنے ان کا ذکر آیا جنہوں نے جونیہ کو اس لفظ کے کہنے پر آمادہ کیا تو آپ نے فرمایا: وہ حضرت یوسف والیاں ہیں اور ان کا مکر عظیم ہے جونیہ کا نام اسماء بنت نعمان بن ابی الجون ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن جعفر: جونیہ' امیہ بنت نعمان بن ابی الجون ہیں۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن جعفر از ابن ابی عون: رسول اللہ ﷺ نے کندیہ سے ربیع الاول ۹ھ میں نکاح کیا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبدالرحمٰن بن ابی الزناد از ہشام بن عروہ: ولید بن عبدالملک نے لکھ کر ان سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے اشعث بن قیس کی بہن قتیلہ سے نکاح کیا تھا؟ فرمایا: ان سے آپ نے کبھی نکاح نہیں کیا اور نہ کندیہ سے نکاح کیا البتہ بنی الجون کی بہن سے آپ نے نکاح کر لیا تھا پھر جب وہ مدینہ آئیں اور آپ کو ان کے پاس لایا گیا تو آپ نے انہیں دیکھ کر بلا خلوت کے طلاق دے دی تھی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث معمر از زہری: نبی ﷺ نے کسی کندیہ سے بجز بنی جون کے ہمشیرہ کے نکاح نہیں کیا۔ اور جونیہ کو بھی خلوت سے پہلے ہی طلاق دے دی تھی۔

باخبار ہشام بن محمد بن سائب از محمد بن سائب از ابو صالح از ابن عباس: رسول اللہ ﷺ نے اسماء بنت نعمان سے نکاح کیا' وہ اپنے زمانہ میں انتہائی حسین تھیں پھر جوانی کی پھبن' سبحان اللہ' جب رسول اللہ ﷺ باہر کی عورتوں سے نکاح کرنے لگے تو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوچا کہ اب آپ اپنا ہاتھ باہر والی عورتوں پر رکھنے لگے' کہیں آپ ہم سے رخ نہ پھیر لیں آپ نے اسماء کے والد سے اسماء پر اس وقت پیام ڈالا تھا جب کندہ کا وفد آپ کے پاس آیا تھا پھر جب اسماء کو ازواج مطہرات نے دیکھا تو ان سے حسد کیا اور ان سے کہہ دیا: اگر تم رسول اللہ کی نگاہ میں چڑھنا چاہتی ہو تو آپ جب تمہارے پاس آئیں تو آپ سے اللہ کی پناہ مانگ لینا پھر جب آپ پردہ لٹکا کر ان کے پاس خلوت میں تشریف لے گئے تو ان کی طرف ہاتھ بڑھایا' انہوں نے اعوذ باللّٰہ منك یعنی آپ سے اللہ کی پناہ کہہ دیا' فرمایا: اللہ سے پناہ مانگنے والا بے خوف ہے اپنے میکہ چلی جاؤ۔

باخبار ہشام بن محمد' بحدیث ابن غسیل از حمزہ بن ابی اسید ساعدی از ابو اسید ساعدی بدری: رسول اللہ ﷺ نے اسماء بنت نعمان جونیہ سے نکاح کیا اور انہیں لانے کے لیے مجھے بھیجا' میں انہیں لے آیا پھر حفصہ نے عائشہ سے یا عائشہ نے حفصہ سے کہا: تم تو مہندی لگادو اور میں کنگھی کردوں گی پھر ایک نے مہندی لگائی اور ایک نے کنگھی کی' پھر ان سے ان دونوں میں سے کسی نے کہا: دلہن کے منہ سے شب عروسی میں نبی ﷺ کو اعوذ باللہ منک اچھا معلوم ہوتا ہے پھر جب جونیہ آپ کے پاس گئیں اور دروازہ بند کر کے پردہ چھوڑ دیا گیا تو آپ نے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا انہوں نے اعوذ باللّٰہ منك کہہ دیا' آپ نے آستین سے اپنا چہرہ چھپالیا اور تین بار فرمایا: تم نے پناہ گاہ سے پناہ لی' ابو اسید کہتے ہیں: پھر آپ نے میرے پاس آ کر فرمایا: ابو اسید! انہیں ان کے میکہ پہنچا دو اور ایک رازقی جوڑا بھی دے دو یعنی سوتی' جونیہ کہا کرتی تھیں: مجھے چھوڑ دو میں ایک بدنصیب عورت ہوں۔

باخبار ضحاک بن مخلد شیبانی' باخبار موسیٰ بن عبیدہ' بحدیث عمر بن حاکم' بحدیث ابو اسید: نبی ﷺ نے بنی جون کی ایک عورت سے نکاح کیا اور انہیں لانے کا مجھے حکم دیا میں ان کو لے آیا اور انہیں ذباب کے پیچھے شوط میں ایک گھر میں اتار دیا پھر میں نے آپ کے پاس آ کر کہا: یارسول اللہ! میں آپ کے پاس آپ کی بیوی کو لے آیا ہوں' آپ پیدل چل پڑے میں آپ کے ساتھ تھا پھر جب ان کے پاس گئے اور گھٹنوں اور ایڑیوں پر بیٹھ کر ان کا بوسہ لینے کے لیے ان کی طرف جھکے (آپ پہلی شب میں اپنی بیویوں سے ایسا ہی کیا کرتے تھے جب ان کا منہ دیکھا کرتے تھے) تو انہوں نے اعوذ باللّٰہ منك کہہ دیا' فرمایا: تم نے ایک جائے پناہ سے پناہ مانگی ہے پھر آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں انہیں ان کے میکہ پہنچا دوں' آخر میں نے ایسا ہی کیا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث سلیمان بن حارث از عباس بن سہل بسماع ابو اسید ساعدی: جب میں انہیں ان کی جماعت میں لے کر پہنچا تو لوگ چیخ پڑے اور بولے: تو برکت والی نہیں' تجھ پر کیا بپتا پڑی تھی' بولیں: مجھے دھوکا دیا گیا اور مجھ سے یہ کہہ دیا گیا اور یہ بھی کہ اس سے آپ خوش ہوتے ہیں' قبیلہ والے: تو نے ہمیں عرب میں ذلیل کر دیا' انہوں نے فوراً ابو اسید سے پوچھا کہ جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو ہی گیا' اب میں کیا کروں؟ بولے اپنے گھر میں بیٹھو اور علاوہ محرم کے سب سے پردہ کرو' اور رسول اللہ ﷺ کے بعد اب تمہارے بارے میں کوئی لالچ کرنے والا لالچ نہ کرے کیونکہ تم امہات المومنین میں شامل ہو چنانچہ انہوں نے اسی پر عمل کیا حتیٰ کہ عہد عثمان میں نجد میں اپنے میکہ ہی میں وفات پائی۔

باخبار ہشام بن محمد بن سائب' بحدیث زہیر بن معاویہ جعفی: آپ اسی صدمہ سے فوت ہوئیں۔ باخبار ہشام بن محمد بن سائب از محمد بن سائب از ابو صالح از ابن عباس: اسماء بنت نعمان مہاجر بن امیہ بن مغیرہ نے نکاح کر لیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

دونوں کو سزا دینے کا ارادہ کیا' اسماء نے کہا: اللہ کی قسم! مجھ سے پردہ نہیں کرایا گیا اور نہ مجھے ام المومنین کہا گیا' آخر کار حضرت عمر رضی اللہ عنہ سزا سے رک گئے۔

محمد بن عمر: میں نے کسی سے یہ بھی سنا ہے کہ ان سے عکرمہ بن ابوجہل نے نکاح کر لیا تھا اور ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجاب واقع نہیں ہوا تھا' لیکن یہ صحیح نہیں۔

قُتیلہ:

آپ قیس کی صاحبزادی ہیں اور اشعث بن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین بن حارث بن معاویہ بن حارث بن معاویہ بن حارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن کندہ کی ہمشیرہ ہیں۔

باخبار ہشام بن محمد بن سائب از محمد بن سائب از ابوصالح از ابن عباس: جب اسماء بنت نعمان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کی پناہ مانگی تو آپ باہر آ گئے اور غصہ کے آثار آپ کے چہرے سے نمایاں تھے' پھر آپ سے اشعث بن قیس عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور غم میں نہ ڈالے' کیا میں آپ کا نکاح اس سے نہ کرادوں جو حسن و جمال اور حسب ونسب میں اسماء سے کم نہیں؟ پوچھا: کون؟ بولے: میری بہن قتیلہ' فرمایا: میں نے اس سے نکاح کر لیا' پھر اشعث حضرموت گئے اور انہیں لائے جب یمن سے آگے بڑھے تو انہیں آپ کی وفات کی خبر مل گئی اور انہیں واپس لے کر لوٹ گئے اور مرتد ہونے والوں کے ساتھ یہ دونوں بھائی بہن بھی مرتد ہو گئے' اسی لیے قتیلہ نے نکاح کر لیا کیونکہ مرتد ہونے کی وجہ سے نکاح ٹوٹ گیا تھا پھر قتیلہ سے مکشوح مرادی نے نکاح کر لیا تھا۔

باخبار معلّٰی بن اسد از وہیب از داؤد بن ابی ہند: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فوت ہوئے تو کندہ کی ایک عورت قتیلہ کے مالک بن گئے تھے لیکن وہ اپنی قوم کے ساتھ مرتد ہو گئی تھی بعد میں اس سے عکرمہ بن ابوجہل نے نکاح کر لیا تھا جس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سخت قلق و ملال تھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ' وہ آپ کی بیویوں میں سے نہ تھی نہ آپ نے اسے اختیار دیا اور نہ اس سے پردہ کرایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے اس کے مرتد ہونے کی وجہ سے بری فرما دیا کیونکہ وہ اپنی قوم کے ساتھ مرتد ہو گئی تھی۔

باخبار محمد بن عمر از یحییٰ بن نعمان غفاری از یزید بن قسیط: قتیلہ بنت قیس' اشعث کی ہمشیرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نفس ہبہ کر دیا تھا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابی الزناد و ابوالخصیب از ہشام بن عروہ از عروہ: عروہ اس بات کو تسلیم نہیں کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتیلہ سے نکاح نہیں کیا تھا اور نہ بجز جونیہ کے کندیہ سے نکاح کیا تھا اور جونیہ کو بھی دیکھتے ہی بلا خلوت کے طلاق دے دی تھی۔

ملیکہ:

آپ کعب لیثی کی بیٹی ہیں۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابومعشر: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ملیکہ بنت کعب سے نکاح کیا۔ ان کے بے مثال حسن و جمال کی شہرت تھی' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے جا کر کہا: کیا تمہیں اپنے والد کے قاتل سے نکاح کرنے میں شرم نہیں

آتی؟ آخر کار انہوں نے آپ سے اللہ کی پناہ مانگ لی اور آپ نے انہیں طلاق دے دی لیکن ان کی قوم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا: یارسول اللہ وہ کم سن ہیں اور ان کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں اور انہیں دھوکہ دیا گیا ہے لہٰذا آپ ان سے رجوع فرما لیں لیکن آپ نے رجوع سے انکار کیا پھر انہوں نے ان کے اپنے ایک عزیز سے جو بنی عذرہ میں سے اجازت حاصل کر لی اور عذری نے ان سے نکاح کر لیا' ان کے والد کو فتح مکہ کے دن خندمہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا تھا۔

محمد بن عمر: اس حدیث کے ضعیف ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے اور یہ بھی کہ انہوں نے مذکورہ بالا جملہ فرمایا' حالانکہ اس سفر میں صدیقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبدالعزیز جندعی اپنے والد سے اور وہ عطاء بن یزید جندعی سے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملیکہ سے رمضان ۸ ھ میں نکاح کیا اور ان کے پاس تشریف لے گئے اور وہ آپ کے نکاح ہی میں آپ کے پاس فوت ہوئیں۔

محمد بن عمر: لیکن ہمارے اصحاب اس نکاح کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں آپ نے کنانیہ سے کبھی نکاح نہیں کیا۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث محمد بن عبداللہ از زہری: ہم مثل حدیث۔

بنت جندب:

آپ ابن ضمرہ جندعی کی لڑکی ہیں۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن جعفر از یزید بن بکر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنت جندب بن ضمرہ جندعی سے نکاح فرمایا۔ محمد بن عمر: لیکن ہمارے اصحاب اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ نے کبھی کنانیہ سے نکاح نہیں کیا۔

سبا:

یا سنا بنت صلت بن حبیب بن حارثہ بن ہلال بن حرام بن سماک بن عوف سلمی۔ باخبار ہشام بن محمد سائب کلبی بحدیث شخصے از جماعت عبداللہ بن حازم سلمی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا بنت صلت سے نکاح کیا لیکن وہ قبل اس کے کہ ان تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچیں فوت ہو گئیں۔

باخبار ہشام بن محمد' بحدیث عبیداللہ بن ولید وصافی از عبداللہ بن عبید بن عمیر لیثی: ایک سلمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ! میری ایک بچی ہے اور وہ اس قدر حسین و ہوشیار ہے کہ میں آپ ہی کو اس کے لائق سمجھتا ہوں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا وہ شخص کہنے لگا: یارسول اللہ دوسری بات یہ ہے کہ وہ میرے پاس کبھی بیمار نہیں ہوئی' فرمایا: مجھے تمہاری بچی کی ضرورت نہیں کہ اپنے گناہ لاد کر ہمارے پاس آئے اس مال میں خیر و برکت نہیں جو (اللہ کی راہ میں خرچ کر کے) کم نہ کیا جائے اور نہ اس جسم میں خیر و سعادت ہے جو بیمار نہ ہوا ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی منگیتر عورتیں جن سے آپ نے نکاح نہیں کیا

لیلیٰ بنت خطیم:

آپ قیس بن خطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر بن حارث بن خزرج بن عمرو کی ہمشیرہ ہیں اور وہ بنت مالک بن اوس ہیں۔

باخبار ہشام بن محمد بن سائب از محمد بن سائب از ابوصالح از ابن عباس: سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سورج کی طرف پشت کیے بیٹھے تھے کہ آپ کے پیچھے سے لیلیٰ بنت خطیم نے آ کر آپ کے کندھے پر ہاتھ مارا' فرمایا: کون ہے اسے شیر کھائے؟ آپ یہ جملہ کثرت سے فرمایا کرتے تھے' بولیں: میں ہوں لیلیٰ بنت مطعم الطیر ومباری الریح یعنی اس کی بیٹی ہوں جو پرندوں کو دانہ دیتے تھے اور ہوا سے مقابلہ کیا کرتے تھے یعنی بڑے سخی تھے اور بے حد تیز رفتار سوار تھے' میں لیلیٰ بنت خطیم ہوں اور اپنا نفس آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے آئی ہوں' آپ مجھ سے نکاح کر لیں' فرمایا: اچھا میں نے نکاح کر لیا پھر لیلیٰ اپنی قوم میں واپس جا کر کہتی ہیں' مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر لیا ہے' قوم نے کہا: تم نے بہت برا کیا' تم ایک غیرت مند خاتون ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتیں آپ پر غیرت کرتی ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ تمہارے لیے بددعا کر دیں لہٰذا اپنے نفس کے ہبہ کو فسخ کر دو' چنانچہ یہ پھر آپ کی خدمت میں جا کر عرض کرتی ہیں: یارسول اللہ! میرا یہ معاملہ فسخ کر دیجیے' آپ فرماتے ہیں: اچھا میں نے فسخ کر دیا' پھر لیلیٰ سے مسعود بن اوس بن سواد بن ظفر نے نکاح کر لیا اور مسعود سے ان کے اولاد ہوئی' ایک دن یہ مدینہ کے باغ میں غسل کر رہی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کی وجہ سے ایک بھیڑیئے نے ان پر حملہ کیا اور وہ ان کے جسم کا کچھ حصہ کھا گیا پھر انہیں بھیڑیئے سے چھڑا لیا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکیں اور فوت ہو گئیں۔ باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن جعفر از ابن ابی عون: لیلیٰ نے خود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کر دیا تھا اور دیگر عورتیں بھی اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کر دیا کرتی تھیں لیکن یہ نہیں سنا گیا کہ آپ نے ان میں سے کسی کو قبول کیا ہو۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث محمد بن صالح بن دینار از عاصم بن عمر بن قتادہ: لیلیٰ نے اپنے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کر دیا تھا اور آپ نے انہیں قبول فرما لیا تھا یہ اپنے خچر پر بری طرح سے سوار ہوا کرتی تھیں اور بد خلق تھیں' کہنے لگیں: اللہ کی قسم! میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو آمادہ کروں گی کہ آپ انصار کے اس قبیلہ میں شادی نہ کریں اللہ کی قسم! میں آپ کے پاس جاؤں گی اور اپنا نفس آپ کو ہبہ کر دوں گی پھر یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی ہیں آپ اپنے ایک صحابی کے ساتھ کھڑے ہوئے ہوتے ہیں اور اپنا ہاتھ آپ پر رکھ دیتی ہیں آپ چونک پڑتے ہیں اور فرماتے ہیں: یہ کون ہے؟ اسے شیر کھائے کہتی ہیں' میں ہوں لیلیٰ' قبیلہ کے سردار کی بیٹی' میں اپنا نفس آپ کو ہبہ کرتی ہوں آپ فرماتے ہیں: میں نے تمہیں قبول کیا اب تو تم واپس جاؤ جب تک میرا حکم تمہارے پاس نہ آ جائے پھر یہ اپنی قوم میں

آ گئیں‘ لوگ بولے: تم ایک ایسی عورت ہو جو سوتنوں کو برداشت نہیں کر سکتی اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے جس قدر آپ چاہیں عورتیں حلال فرمادی ہیں آپ ان سے نکاح کر سکتے ہیں یہ پھر آپ کی خدمت میں جا کر عرض کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے عورتیں حلال فرمادی ہیں‘ میں ایک دراز زبان عورت ہوں اور سوتنوں کو برداشت نہیں کر سکتی پھر درخواست کی کہ آپ یہ معاملہ فسخ کر دیں‘ آپ نے فرمایا: اچھا میں نے فسخ کر دیا۔

ام ہانی رضی اللہ عنہا:

آپ ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم کی صاحبزادی ہیں اور آپ کا نام فاختہ ہے لیکن ہشام بن کلبی آپ کا نام ہند بتاتے ہیں ہمارے نزدیک فاختہ ہی مشہور ہے اور صحیح ہے آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہیں۔

باخبار ہشام بن محمد بن سائب کلبی از محمد بن سائب کلبی از ابوصالح از ابن عباس: نبی ﷺ نے جاہلیت میں ابوطالب سے ان کی بیٹی ام ہانی پر پیام ڈالا اور ہبیرہ بن ابی وہب نے بھی پیام ڈالا پھر ان سے ہبیرہ نے نکاح کر لیا‘ آپ نے فرمایا: چچا جان آپ نے ام ہانی کا ہبیرہ سے نکاح کر دیا اور مجھے محروم فرمادیا‘ ابوطالب نے جواب دیا: بھتیجے ہم نے ان سے رشتہ کر دیا محسن محسن کے ساتھ برابر کا احسان کرتا ہے پھر ام ہانی مشرف بہ اسلام ہو گئیں اور نکاح ٹوٹ گیا پھر آپ نے ان پر اپنے لیے پیام ڈالا‘ بولیں: اللہ کی قسم! مجھے آپ سے جاہلیت کے زمانہ میں بھی محبت تھی اسلام کے زمانہ کے تو کہنے ہی کیا ہیں لیکن میں بچوں والی عورت ہوں اور ان سے آپ کو تکلیف ہوگی اور یہ مجھے گوارا نہیں‘ آپ نے فرمایا: اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں بہترین عورتیں قرشی خواتین ہیں جن کو اپنے کم سن بچوں کی انتہائی مامتا ہوتی ہے اور اپنے شوہر کے مال کی خوب حفاظت کرتی ہیں۔

باخبار عبداللہ بن نمیر‘ بتحدیث اسماعیل بن خالد از عامر: رسول اللہ ﷺ نے ام ہانی پر پیام ڈالا‘ بولیں: یا رسول اللہ! آپ مجھے میری آنکھوں اور کانوں سے زیادہ پیارے ہیں‘ شوہر کا حق عظیم ہوتا ہے مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نکاح کر لوں تو شوہر کی خدمت میں مصروف ہو کر اپنے بعض کاموں سے اور اپنی اولاد سے غافل نہ ہو جاؤں اور اگر بچوں کی خدمت میں مشغول ہو جاؤں تو کہیں شوہر کا حق ضائع نہ کر بیٹھوں‘ فرمایا: اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں بہترین عورتیں قرشی عورتیں ہیں جو اپنے بچوں پر ان کے چھٹ پنے میں انتہائی شفیق ہیں اور اپنے شوہر کے مال کی بہترین محافظ ہیں۔

باخبار حجاج بن نصیر‘ بتحدیث اسود بن شیبان از ابونوفل بن ابی عقرب: رسول اللہ ﷺ نے ام ہانی کے پاس آ کر ان پر اپنا پیام ڈالا‘ بولیں: ان بچوں کا کیا ہوگا جن میں کوئی لیٹا ہے اور کوئی شیر خوار ہے (ان دو بچوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو ان کے آگے تھے) آپ نے پانی مانگا لیکن آپ کے لیے دودھ لایا گیا‘ آپ نے کچھ دودھ پی کر ام ہانی کو دے دیا‘ وہ آپ کے سامنے کا بچا ہوا دودھ پی کر کہنے لگیں: میرا روزہ تھا لیکن پھر بھی میں نے یہ دودھ پی لیا‘ پوچھا: کیوں پی لیا‘ بولیں: اس لیے کہ آپ کا جھوٹا تھا‘ میرا تو یہ حال ہے کہ اس چیز کو بھی چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا جس پر میں قادر نہیں لیکن جب میں اس پر قادر ہو گئی تو میں نے وہ پی لیا‘ فرمایا قرشی عورتیں اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں بہترین ہیں کہ اپنے بچوں پر ان کے چھٹ پنے میں انتہائی مہربان ہوتی ہیں اور اپنے شوہر کے مال کی اچھی طرح سے نگرانی کرتی ہیں‘ اگر مریم بنت عمران اونٹ پر سوار ہوئی ہوتیں تو ان پر میں کسی کو

فضیلت نہیں دیتا۔

باخبار عبید اللہ بن موسیٰ' بتحدیث اسرائیل از سدی از ابو صالح از ام ہانی: رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر پیام ڈالا' میں نے عذر پیش کیا اور آپ نے میرا عذر قبول فرمالیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿انا احللنا لك ازواجك ...... الخ﴾ یعنی اے نبی ہم نے آپ کو وہ عورتیں حلال کر دیں جن کے مہر آپ نے ادا کر دیئے اور لونڈیاں بھی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال فے میں دیں اور آپ کی چچا زاد بہنیں بھی اور ماموں زاد بہنیں بھی اور خالہ زاد بہنیں بھی جو آپ کے ساتھ ہجرت کر کے آ گئیں' فرماتی ہیں میں آپ کے لیے حلال نہ تھی کیونکہ میں نے آپ کے ساتھ ہجرت نہیں کی تھی' میں تو طلقاء میں شامل تھی۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث عبد السلام بن حرب ملائی' بتحدیث اسماعیل بن عبد الرحمٰن باخبار یا بسماع ابو صالح مولیٰ ام ہانی' رسول اللہ ﷺ نے بنت ابی طالب پر پیام ڈالا۔ بولیں یا رسول اللہ! میں بچوں کی ماں ہوں اور وہ چھوٹے چھوٹے ہیں' فرماتے ہیں: جب ام ہانی کے بیٹے بالغ ہو گئے تو انہوں نے اپنا نفس رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا' فرمایا: اب نہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے آپ پر آیت: ﴿یایها النبی انا احللنا لك ...... الخ﴾ اتار دی تھی اور ام ہانی مہاجرہ نہ تھیں' دیگر حضرات کہتے ہیں: ام ہانی کے ہبیرہ سے جعدہ' عمر' یوسف اور ہانی چار بیٹے تھے۔

ضباعہ:

آپ عامر بن قرط بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کی بیٹی ہیں۔ باخبار ہشام بن محمد از محمد از ابو صالح از ابن عباس: ضباعہ' ہوذہ بن علی حنفی کے نکاح میں تھیں' ہوذہ فوت ہو گئے اور ان سے ضباعہ کے ہاتھ بہت مال آیا پھر ان سے عبد اللہ بن جدعان تیمی نے نکاح کیا مگر عبد اللہ سے ان کے اولاد نہیں ہوتی تھی اس لیے انہوں نے اس سے طلاق لے لی پھر ان سے ہشام بن مغیرہ نے نکاح کر لیا ان سے ان کے سلمہ پیدا ہوئے جو بہترین مسلمان ثابت ہوئے' پھر ہشام بھی مر گئے۔ ضباعہ عرب کی انتہائی حسین خاتون تھیں اور کافی موٹی تھیں جب بیٹھتی تھیں تو کافی جگہ گھیر لیا کرتی تھیں اور اپنے بالوں سے اپنا جسم ڈھانپ لیا کرتی تھیں' نبی ﷺ کے سامنے بھی ان کے جمال کا ذکر آیا آپ نے ان کے بیٹے سلمہ کے پاس اپنا پیام ڈالا: سلمہ نے کہا: میں ان سے مشورہ کر کے جواب دوں گا۔ نبی ﷺ سے یہ بھی کہہ دیا گیا تھا کہ وہ سن رسیدہ ہیں' بیٹے نے ماں سے کہا کہ میرے پاس آپ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا پیام آیا ہے' بولیں: تم نے کیا جواب دیا۔ بولے میں نے کہا ہے کہ میں ان سے مشورہ کر لوں' بولیں: کیا نبی ﷺ کے سلسلہ میں بھی مشورے کی ضرورت ہے؟ جاؤ اور آپ کا نکاح کراؤ' آخر کار سلمہ نبی ﷺ کے پاس گئے لیکن آپ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔

صفیہ:

آپ بشامہ بن نضلہ کی بیٹی اور اعور بن بشامہ عنبری کی بہن ہیں۔ باخبار ہشام بن محمد از محمد از ابو صالح از ابن عباس: نبی ﷺ نے صفیہ بنت بشامہ پر پیام ڈالا آپ نے بطور لونڈی کے انہیں حاصل کیا تھا اور اختیار دے دیا تھا کہ اگر چاہو تو میں ہوں ورنہ تمہارا شوہر ہے' انہوں نے شوہر کو ترجیح دی آپ نے انہیں بھیج دیا پھر بنو تمیم نے انہیں خوب کہا سنا۔

ام شریک رضی اللہ عنہا:

آپ کا نام غزیہ بنت جابر بن حکیم ہے۔ محمد بن عمر: آپ بنی معیص بن عامر بن لوی میں سے ہیں لیکن بعض مورخ کہتے ہیں کہ آپ دوسیہ ہیں اور ازد سے ہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی: ام شریک بنو عامر بن لوی سے ہیں اور معیصہ ہیں آپ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اپنا نفس ہبہ کر دیا تھا پھر مرتے دم تک نکاح نہیں کیا۔

باخبار وکیع بن جراح از زکریا بن ابی زائدہ از عامر (ترجی من تشاء منهن) کی تفسیر میں' جن تمام عورتوں نے نبی ﷺ کے لیے اپنے نفوس ہبہ کر دیئے تھے اور ان میں سے بعض آپ کے پاس داخل ہوئی تھیں اور بعض کے دخول میں تاخیر کر دی گئی تھی' انہوں نے آپ کے بعد کسی سے نکاح نہیں کیا ان میں ایک خاتون ام شریک بھی ہیں۔ باخبار عبیداللہ بن موسیٰ' باخبار شیبان از فراس از شعبی: وہ عورت جس سے نبی ﷺ علیحدہ رہے ام شریک انصاریہ ہیں۔

باخبار وکیع بن جراح از شریک از جابر از حکم از علی بن حسین: نبی ﷺ نے ام شریک دوسیہ سے نکاح کیا۔ باخبار زید بن حباب' باخبار شعبہ از حکم از علی بن حسین: وہ عورت جس نے اپنا نفس نبی ﷺ کے لیے ہبہ کیا ام شریک ہیں جو ازدیہ ہیں۔

باخبار زید بن حباب' باخبار شعبہ از حکم از مجاہد: ام شریک نے اپنا نفس نبی ﷺ کو ہبہ نہیں کیا تھا۔ باخبار محمد بن عمر از ابن جریج از ابوالزبیر از عکرمہ: وامرأة مؤمنة ان وهبت نفسها الخ کی تفسیر میں) یہ ام شریک دوسیہ ہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ولید بن مسلم از منیر بن عبداللہ دوسی: ام شریک کے شوہر مسلمان ہو گئے تھے آپ کا نام غزیہ ہے' جابر کی بیٹی ہیں اور قبیلۂ دوس کی ہیں اور آپ کے شوہر ابوالعکر ہیں' جب قبیلۂ دوس نے ہجرت کی تو انہوں نے بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ ام شریک فرماتی ہیں: ابوالعکر کے گھر والوں نے مجھ سے آ کر کہا: شاید تم ان کے دین پر ہو؟ میں نے کہا: ہاں ہاں اللہ کی قسم! میں ان کے دین پر ہوں' بولے: پھر تو لامحالہ ہم تمہیں سخت اذیتیں پہنچائیں گے چنانچہ وہ ہمیں ہمارے گھر سے لے گئے ہم ذوالخلصہ میں تھے وہی ہماری رہائش گاہ تھی چنانچہ لوگ چلتے رہے اور منزل کی تلاش میں رہے اور مجھے ایک بدترین مست اور شریر اونٹ پر سوار کر دیا' مجھے شہد کے ساتھ روٹی دیتے رہے اور پینے کے لیے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیتے تھے حتیٰ کہ جب آدھا دن ہو گیا اور سورج کافی گرم ہو گیا اور ہم گرمی محسوس کرنے لگے تو لوگ ٹھہر گئے اور سب نے اپنے اپنے خیمے گاڑ لیے اور مجھے دھوپ میں چھوڑ دیا حتیٰ کہ میرے ہوش و حواس جاتے رہے انہوں نے میرے ساتھ تین دن تک یہی معاملہ کیا اور تیسرے دن مجھ سے کہنے لگے: جس دین پر تو قائم ہے اسے چھوڑ دے۔ فرماتی ہیں: ان کی بات میں نہ سمجھ سکی' ہاں چند کلمے سن لیے پھر مجھے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے بتایا گیا کہ توحید چھوڑ دے فرماتی ہیں میں نے کہا اللہ کی قسم میں توحید پر قائم ہوں' مجھے پیاس کی انتہائی تکلیف تھی اچانک میں نے اپنے سینہ پر ڈول کی ٹھنڈک محسوس کی میں ڈول کو پکڑ کر ایک سانس میں غٹ غٹ پانی چڑھا گئی پھر ڈول مجھ سے ہٹ گیا میں نے دیکھا تو ڈول فضا میں معلق تھا اور میری رسائی سے باہر تھا پھر ڈول دوسری بار مجھ پر لٹکایا گیا اور میں نے پھر ایک بار اس سے پانی پیا پھر وہ اٹھا لیا گیا میں نے دیکھا تو فضا میں معلق تھا پھر تیسری بار لٹکایا گیا اب کے میں نے خوب

سیراب ہو کر پانی پیا اور اپنے سر منہ اور کپڑوں پر بھی ڈالا فرماتی ہیں: لوگوں نے اپنے اپنے خیموں سے باہر آ کر یہ تماشہ دیکھا' پوچھا اے اللہ کی دشمن تیرے پاس یہ پانی کہاں سے آیا؟ میں نے کہا: اللہ کے دشمن وہ ہیں جو اللہ کے دین کی مخالفت کرتے ہیں' یہ پانی مجھے حق تعالیٰ جل مجدہ' نے عطا فرمایا ہے پھر تو لوگ دوڑ کر اپنے اپنے مشکیزوں کی طرف گئے دیکھا تو سب کے مشکیزوں کے بندھن بندھے ہوئے ہیں اور ایک مشکیزہ بھی کھلا ہوا نہیں پھر تو سب نے بیک زبان کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ تیرا رب ہی ہمارا رب ہے اور وہی ہمارا رب ہے' جس نے تجھے اس جگہ پانی عطا فرمایا اور سیراب کیا' ہم نے جو کچھ تیرے ساتھ کیا' اس پر نادم ہیں' اسی رب نے اسلام مشروع فرمایا ہے آخر کار سب مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کر کے چلے گئے اور میری اس کرامت کو دیکھ کر مجھے سب سے افضل سمجھنے لگے۔ یہ وہی خاتون ہیں جنہوں نے اپنا نفس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا' یہ قبیلہ ازد کی تھیں اور انہوں نے خود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کر دیا تھا' آپ حسین تھیں اور عمر رسیدہ تھیں' فرماتی ہیں: میں آپ پر اپنا نفس ہبہ کرتی ہوں اور اسے صدقہ کرتی ہوں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو قبول فرمالیا' صدیقہ نے کہا: اس عورت میں اچھائی نہیں جو کسی مرد کو اپنا نفس ہبہ کرتی ہے ام شریک فرماتی ہیں: میں ایسی ہی عورت ہوں' حق تعالیٰ نے ام شریک کو مومنہ فرمایا' چنانچہ قرآن پاک میں یہ آیت اتاری: ﴿وامرأة مؤمنة ان وهبت نفسها للنبي﴾ یعنی ہم نے وہ مومن خاتون اپنے نبی کے لیے حلال فرمادی جو انہیں اپنا نفس ہبہ کر دے' پھر جب یہ آیت اتر آئی تو صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش میں آپ کے لیے جلدی فرماتے ہیں۔

محمد بن عمر: میں نے ان علما کو دیکھا جو یہ کہتے ہیں: کہ یہ آیت ام شریک کے بارے میں اتری لیکن ہمارے نزدیک صحیح یہی ہے کہ وہ قبیلہ دوس کی جواز دسے ہے ایک عورت ہے البتہ موسیٰ بن محمد بن ابراہیم کی جو اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے راوی ہیں' روایت کی رو سے ام شریک ہی ہیں' وہ فرماتے ہیں: ام شریک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی حدیثیں روایت کرتی ہیں۔

باخبار محمد بن عمر از ابن جریج از عبدالحمید بن جبیر از ابن مسیب از ام شریک بسماع: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی اور گرگٹ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

باخبار محمد بن عمر از ابن جریج از ابوالزبیر از جابر' بحدیث ام شریک' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' دجال کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرمارہے تھے: لوگ اس سے بھاگ کر پہاڑوں پر چلے جائیں گے' فرماتی ہیں: میں نے کہا یا کہا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا عرب تھوڑے سے ہوں گے۔

باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید از یحییٰ بن سعید: ام شریک دوسیہ نے ہجرت کی' آپ راہ میں ایک یہودی کے ساتھ ہو گئیں اور روزے کی حالت میں شام کی یہودی نے اپنی عورت سے کہہ دیا کہ اسے پانی نہ دینا ورنہ میں بری طرح سے تیرے ساتھ پیش آؤں گا چنانچہ ام شریک نے پیاس ہی کی حالت میں رات گزاری' آپ نے پچھلی رات میں دیکھا کہ میرے سینہ پر ڈول رکھا ہوا ہے اور چمڑے کا ایک تھیلا بھی' میں نے اس میں سے کھایا پیا اور مسافروں کو اندھیرے ہی میں روانہ ہونے کے لیے جگا دیا' یہودی کہنے لگا: میں ایک ایسی عورت کی آواز سن رہا ہوں جس نے کھا پی لیا ہے ام شریک نے کہا: نہیں' اللہ کی قسم! اس نے مجھے پانی نہیں پلایا' ام شریک کے پاس گھی کا ایک کپا تھا اور آپ اسے ہر مانگنے والے کو دے دیا کرتی تھیں ایک دن ایک شخص نے ان سے اس

کا سودا کیا' فرمایا: اس میں کچھ نہیں' خالی ہے پھر آپ نے اس میں پھونک ماری اور اسے دھوپ میں لٹکا دیا دیکھا تو وہ گھی سے بھرا ہوا ہے پھر لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ام شریک کا کپا بھی ہے۔

باخبار بکر بن عبدالرحمٰن' بتحدیث عیسٰی بن مختار از محمد بن ابی لیلٰی از ابوالزبیر از جابر از ام شریک: ان کے پاس گھی کا ایک کپا تھا اور رسول اللہ ﷺ کو بطور ہدیہ کے گھی بھیجا کرتی تھیں' ایک دن ان کے بچوں نے گھی مانگا گھی تھا نہیں یہ گھی دیکھنے کے لیے کھڑی ہوئیں تو کپا گھی سے بھرا ہوا تھا چنانچہ بچے مدت تک اس میں سے گھی کھاتے رہے ایک دن انہوں نے کپا میں سے سارا گھی نکال لیا اور اسے خالی کر دیا پھر آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں آپ نے فرمایا: اگر تم کپا کو خالی نہ کرتیں تو ایک زمانہ تک اس میں تمہارے لیے گھی باقی رہتا۔

خولہ رضی اللہ عنہا:

آپ حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص بن مرہ بن ہلال بن فالج بن ثعلبہ بن ذکوان بن امری القیس ابن بہثہ بن سلیم کی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ ضعیفہ بنت عاص بن امیہ بن امیہ بن عبدشمس ہیں' مرہ بن ہلال نے مکہ میں آ کر عبد مناف بن قصی سے معاہدہ کر لیا تھا اور عبد مناف نے ان کی بیٹی عاتکہ بنت مرہ سے شادی کر لی تھی جن سے ہاشم' عبدشمس اور مطلب پیدا ہوئے تھے۔

باخبار ہشیم بن محمد از محمد: خولہ ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے خود کو نبی ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا اور آپ نے ان کے بارے میں توقف اختیار کیا تھا اور کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تھا' آپ نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں' آپ عثمان بن مظعون کے نکاح میں تھیں پھر عثمان فوت ہو گئے تھے اور بیوہ ہوگئی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابن ابی الزناد و ابوالخصیب از ہشام بن عروہ از عروہ و بتحدیث اسامہ بن زید از زہری از عروہ: خولہ ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اپنے نفسوں کو نبی ﷺ کے لیے ہبہ کر دیا تھا۔

باخبار وکیع بن جراح از سفیان از علی بن زید بن جدعان از سعید بن مسیّب از خولہ: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اگر عورت خواب میں وہی دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو کیا کرے؟ آگے پوری حدیث ہے۔

امامہ رضی اللہ عنہا:

آپ حمزہ بن عبدالمطلب کی صاحبزادی ہیں' آپ کی والدہ سلمٰی بنت عمیس بن معد بن تیم بن مالک بن قحافہ خثعمیہ ہیں اور اسماء بنت عمیس کی ہمشیرہ ہیں' اسی طرح ہشام بن محمد بن سائب کلبی نے لکھا ہے اور دوسروں کے نزدیک آپ عمارہ بنت حمزہ ہیں لیکن ہشام کہتے ہیں عمارہ مرد ہیں اور حمزہ کے بیٹے ہیں اور انہیں کے نام پر حمزہ کی کنیت تھی اور ان کی والدہ خولہ بنت قیس بن فہد ہیں جو آل مالک بن نجار سے ہیں۔

باخبار عبداللہ بن نمیر و محمد بن عبید' بتحدیث اعمش از سعد بن عبیدہ از عبدالرحمٰن از علی: میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا بات ہے آپ قریش کی طرف مائل رہتے ہیں اور ہم میں نکاح نہیں کرتے؟ پوچھا: تمہارے پاس کوئی لڑکی ہے؟ بولے: ہاں حمزہ کی بچی ہیں' فرمایا: یہ تو میری رضاعی بھتیجی ہیں۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری، بتحدیث سعید بن ابی عروبہ از قتادہ از جابر بن زید از ابن عباس: چاہا گیا کہ حمزہ کی بچی سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح کر دیا جائے، فرمایا وہ تو میری رضاعی بھتیجی ہے اور جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہیں۔

باخبار سفیان بن عیینہ و اسماعیل بن ابراہیم اسدی از علی بن زید بن جدعان از سعید بن مسیب: علی نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: آپ اپنے چچا جان حمزہ کی بچی سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ کیونکہ وہ (بقول سفیان) حسین وجمیل ہے (اور بقول اسماعیل) قریش کی جوان بچیوں میں انتہائی حسین ہے، فرمایا: علی! کیا تم کو خبر نہیں کہ حمزہ میرے رضاعی بھائی ہیں اور اللہ نے جو رشتے نسب سے حرام فرما دیئے ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام فرما دیئے ہیں۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث ابن ابی حبیبہ از داؤد بن حصین از عکرمہ از ابن عباس: عمارہ بنت حمزہ اور ان کی والدہ سلمیٰ بنت عمیس مکہ میں تھیں پھر جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: ہم اپنی چچا زاد بہن کو جو یتیم ہیں مکہ میں مشرکوں میں کیوں چھوڑیں؟ پھر نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو روکا نہیں اور علی رضی اللہ عنہ مکہ سے انہیں نکال کر لے گئے پھر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جن کو حمزہ رضی اللہ عنہ وصیت کر گئے تھے اور نبی ﷺ نے ان کو اور حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھائی بھائی بنا دیا تھا اس بچی کے بارے میں گفتگو کی اور کہا: میں اپنی بھتیجی کا زیادہ حق دار ہوں جب جعفر رضی اللہ عنہ نے سنا تو انہوں نے کہا: خالہ بمنزلہ والدہ کے ہوتی ہے، میں اس کا زیادہ حق دار ہوں کیونکہ اس کی خالہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا میرے نکاح میں ہیں، علی نے کہا: میری چچا زاد بہن کے بارے میں تم کیوں جھگڑ رہے ہو حالانکہ میں اسے مشرکوں میں سے نکال کر لایا ہوں اور میرے سوا تمہارا اس سے کوئی رشتہ نہیں میں تم سے زیادہ اس کا حق دار ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم میں فیصلہ کیے دیتا ہوں! زید! تم اللہ کے اور اس کے رسول کے آزاد کردہ ہو اور اے علی تم میرے بھائی اور میرے صحابی ہو اور اے جعفر تم صورت و سیرت میں میرے مشابہ ہو اور ہاں اے جعفر! تم ہی اس کے زیادہ حقدار ہو کیونکہ اس کی خالہ تمہاری بیوی ہیں اور خالہ بھانجی اور پھوپھی بھتیجی ایک نکاح میں جمع نہیں ہوتیں لہٰذا آپ نے جعفر کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ محمد بن عمر کہتے ہیں: جعفر (اس فیصلہ سے خوش ہو کر نبی ﷺ کے ارد گرد اٹھلا کر چکور کی طرح چلنے لگے، پوچھا: یہ کیا؟ بولے: جب نجاشی کسی کو مناتا تھا تو اسی طرح چلا کرتا تھا پھر ان سے نکاح کے لیے نبی ﷺ سے کہا گیا، فرمایا: وہ تو میری رضاعی بھتیجی ہے پھر آپ نے ان کا نکاح سلمہ بن ابی سلمہ سے کرا دیا، بعد میں نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: سلمہ! کیا تم کو صلہ مل گیا؟۔

خولہ:

آپ ہذیل بن ہبیرہ بن قبیصہ بن حارث بن حبیب بن حرفہ بن ثعلبہ بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ خلیفہ بن فروہ بن فضالہ بن زید بن امرؤ القیس بن خزرج کلبی کی بیٹی اور دحیہ بن خلیفہ کی ہمشیرہ ہیں۔

باخبار ہشام بن محمد، بحدیث شرقی بن قطامی: نبی ﷺ نے خولہ بنت ہذیل سے نکاح کیا اور قبل اس کے کہ آپ ان تک پہنچیں وہ راستہ ہی میں فوت ہو گئیں۔ انہیں ان کی خالہ جان، خرنق بنت خلیفہ نے جو دحیہ بن خلیفہ کی ہمشیرہ ہیں پرورش کیا تھا۔

شراف:

آپ خلیفہ بن فروہ کی بیٹی اور دحیہ بن خلیفہ کی ہمشیرہ ہیں۔

باخبار ہشام بن محمد بن سائب، بحدیث شرقی بن قطامی: جب خولہ بنت ہذیل فوت ہو گئیں تو نبی ﷺ نے شراف بنت خلیفہ سے نکاح کر لیا لیکن ان سے خلوت نہیں ہوئی۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث ثوری از جابر از عبدالرحمٰن بن سابط: رسول اللہ ﷺ نے ایک کلبی عورت پر پیام ڈالا اور اسے دیکھنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا، صدیقہ گئیں پھر واپس آئیں، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا دیکھا؟ بولیں: میں نے مفید کوئی چیز نہیں دیکھی، فرمایا: تم نے مفید چیز دیکھی، تم نے اس کے رخسارے پر ایک تل دیکھا جس سے تمہارا رواں رواں کھڑا ہو گیا، بولیں: یا رسول اللہ! یہ ایک راز تھا جو آپ سے چھپایا گیا تھا۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث ثوری از جابر از مجاہد: اگر رسول اللہ ﷺ کسی پر پیام ڈالتے اور اسے لوٹا دیا جاتا تو پھر اس کا اعادہ نہیں کرتے تھے، ایک دفعہ آپ نے ایک عورت پر پیام ڈالا، اس نے کہا: میں مشورہ کر لوں چنانچہ اس نے اپنے والد سے مشورہ کیا اور والد نے اجازت دے دی پھر اس نے اس سلسلہ میں آپ سے ملاقات کی، آپ نے فرمایا اب تو ہم نے تمہارے علاوہ دوسری چادر اوڑھ لی۔

ازواج مطہرات کے مہر:

باخبار محمد بن عمر، بحدیث موسیٰ بن محمد بن ابراہیم از محمد بن ابراہیم از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن از عائشہ: رسول اللہ ﷺ کے دیا ہوا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ (۵۰۰ درہم) ہوا کرتا تھا، صدیقہ فرماتی ہیں: ایک اوقیہ ۴۰ درہم کا اور آدھا اوقیہ ۲۰ درہم کا ہوتا ہے۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث عبداللہ بن جعفر و سلیمان بن ہلال از یزید بن ہاد از محمد بن ابراہیم از ابوسلمہ از عائشہ: آگے ہم مثل حدیث ہے۔ باخبار محمد بن عمر، بحدیث معمر از زہری: رسول اللہ ﷺ کا مہر دس اوقیہ سونا تھا۔

باخبار فضل بن دکین، بحدیث ہشام بن سعد از عطاء خراسانی: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورتوں کے مہروں میں غلو نہ کرو کیونکہ اگر مہر کی زیادتی تقوے میں اور دنیوی عزت میں شمار ہوتی تو اس کے نبی ﷺ تم سے زیادہ حق دار تھے آپ نے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کا ۱۲، اوقیہ (۴۸۰) سے زیادہ مہر نہیں باندھا۔

باخبار فضل بن دکین از ابن عیینہ از ایوب از ابن سیرین از ابوالعجفاء سلمی از عمر: میرے علم میں نبی ﷺ نے اپنی کسی بیوی کا یا کسی بیٹی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں باندھا۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث معمر از ایوب از ابن سیرین از ابوالعجفاء از عمر: ہم مثل۔ باخبار عبدالوہاب بن عطاء از عوف از ابن سیرین از ابوالعجفاء سلمی از عمر: حسب سابق مگر یہ زیادہ ہے اور بارہ اوقیہ چار سو اسی درہم ہوتے ہیں (نش جو کسر ہے اسے چھوڑ گئے ہیں ورنہ پانچ سو درہم ہوتے ہیں)۔ باخبار خالد بن مخلد، بحدیث سلیمان بن بلال، بحدیث جعفر بن محمد از محمد: رسول اللہ ﷺ کا مہر پانچ سو درہم تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی منگیتروں کے لیے سعد بن عبادہؓ کا بادیہ:

باخبار محمد بن عمر بتحدیث عبداللہ بن جعفر از ابن ابی عون از ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم: جب رسول اللہ ﷺ کسی عورت پر اپنا پیام ڈالتے تھے تو فرمایا کرتے تھے: ان کے سامنے سعد بن عبادہ کے بادیہ کا ذکر کرو۔

باخبار محمد بن عمر بتحدیث محمد بن صالح از عاصم بن عمر بن قتادہ از سرور عالم ﷺ: ہم مثل۔ باخبار محمد بن عمر بتحدیث سعید بن محمد بن ابی زید: میں عمارہ بن غزیہ اور عمرو بن یحییٰ سے سعد کے بادیہ کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا: سعد آپ کو بادیہ میں کبھی گوشت، کبھی گھی اور کبھی دودھ بھر کر بھیجا کرتے تھے، جب کبھی آتے تو ان کے ساتھ یہ بادیہ بھی ہوتا۔

باخبار محمد بن عمر بتحدیث عبدالعزیز لیثی: زہری نے انکار کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی منگیتروں کے سامنے سعد کے بادیہ کا ذکر کرایا کرتے تھے لیکن سعد کے بادیہ کا انکار نہیں کرتے تھے کہ بادیہ ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ باخبار محمد بن عمر بتحدیث قدامہ بن موسیٰ: میں نے عبدالرحمٰن بن زرارہ سے سنا آپ اس بادیہ کا ذکر کر رہے تھے۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث موسیٰ بن یعقوب اپنی پھوپھی جان ام سلمہ سے: جو انصار سرکار رسالت کی خدمت میں کثرت سے ہدایا بھیجتے رہتے تھے وہ سعد بن عبادہ، سعد بن معاذ، عمارہ بن حزم اور ابوایوب رضی اللہ عنہم تھے کیونکہ ان کے گھر رسول اللہ ﷺ سے قریب تھے، کوئی دن بلا کسی کے ہدیہ کے نہیں گزرتا تھا لیکن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا بادیہ روزانہ آتا تھا۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث عبداللہ بن ابی یحییٰ از عون بن حارث بحدیث رمیثہ: میں نے ام سلمٰی سے سنا فرماتی تھیں: مجھ سے میری سوتنوں نے رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے کو کہا (ام سلمہ، ام حبیبہ، زینب بنت خزیمہ، جویریہ، میمونہ اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن ایک ساتھ تھیں اور عائشہ، صفیہ اور سودہ رضی اللہ عنہن ایک طرف تھیں) مجھ سے انہوں نے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے جا کر کہو کہ لوگ صدیقہ کے گھر میں آپ کے پاس ہدیہ بھیجتے ہیں، جو بات صدیقہ کو محبوب ہے وہ ہمیں بھی محبوب ہے جس گھر میں آپ ہوں لوگ اسی گھر میں ہدیہ بھیج دیا کریں، فرماتی ہیں: پھر جب رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا: یارسول اللہ! میری ساتھ والیوں نے مجھے حکم کیا ہے کہ میں ہدایا کے بارے میں آپ سے گفتگو کروں کہ آپ لوگوں کو حکم کر دیں کہ آپ جہاں بھی ہوں لوگ آپ کے پاس ہدیے بھیجیں کیونکہ جو بات عائشہ رضی اللہ عنہا کو پسند ہے وہ ہمیں بھی پسند ہے، آپ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا، مجھ سے میری ساتھ والیوں نے پوچھا تو میں نے کہا: مجھے آپ نے کوئی جواب نہیں دیا بولیں: پھر یاددہانی کرایئے آخر کار میں نے آپ سے وہی بات دہرائی، فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مجھے ایذا نہ پہنچاؤ کیونکہ کسی کے لحاف میں بجز عائشہ رضی اللہ عنہا کے لحاف کے وحی نہیں اترتی۔

محمد بن عمر مخبر از مالک بن ابی الرجال اپنے والد کی خبر سے: عام طور پر لوگ قصد کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دن ہی ہدایا بھیجا کرتے تھے اور جس دن آپ صدیقہ کے گھر میں ہوتے تھے اس دن ان ہدیوں کی وجہ سے آپ کے مہمانوں کو بھی مسرت ہوتی تھی۔

ازواج مطہرات کی رہائش گاہیں:

باخبار محمد بن عمر: میں نے مالک بن ابی الرجال سے پوچھا: ازواج مطہرات کے گھر کہاں تھے؟ انہوں نے اپنے والد سے

اور والدنے ان کی والدہ سے بتایا: تمام گھر امام ومنبر کی جہت کے بائیں جانب تھے' لیکن محمد بن عمر نے یہ بات تسلیم نہیں کی اور یہ بات بھی رد کردی کہ ام سلمہ والی پارٹی میں زینب بنت خزیمہ تھیں' کیونکہ زینب ام سلمہ سے قبل فوت ہوگئیں تھیں اور ام سلمہ زینب ہی کے گھر میں بیاہ کر آئی تھیں' اسی سال آپ نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا اسی طرح سودہ رضی اللہ عنہا نکاح میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور تمام ازواج مطہرات سے پہلی ہیں اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد سودہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو لایا گیا اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان ۷ھ میں مدینہ آئیں اسی سال صفیہ عقد میں آئیں اور حفصہ' ام سلمہ اور زینب بنت خزیمہ سے پہلے عقد میں آئیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابن ابی سبرہ از محمد بن عبداللہ عبسی از محمد بن عمرو بن عطاء عامری: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر وہی تھے جن میں امہات المومنین رہتی تھیں اور سودہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے وصیت کر گئی تھیں اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے ورثہ نے ان کا گھر معاویہ بن ابی سفیان کو ایک سواسی ہزار میں فروخت کر دیا تھا۔

ابن ابی سبرہ: مجھے کسی شامی نے بتایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ اس گھر کا تم کو حق شفعہ پہنچتا ہے' میں نے یہ گھر خرید لیا ہے اور یہ بیع نامہ ہے اور آپ نے صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ان کا گھر خرید لیا' لوگ کہتے ہیں ایک لاکھ اسی ہزار درہم میں یا دو لاکھ میں اور انہیں حین حیات حق رہائش دے دیا اور تمام رقم صدیقہ کے پاس بھیج دی آپ نے اسی مجلس میں وہ تمام مال بانٹ دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ گھر صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے خریدا تھا' کہتے ہیں ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پانچ بختی اونٹ لاد کر مال بھیجا تھا پھر آپ نے صدیقہ کے لیے حین حیات ان کی رہائش کی شرط مقرر کر دی تھی صدیقہ اس جگہ سے ہٹی نہیں جب تک وہ تمام بانٹ نہیں دیا' آپ سے کہا گیا: کاش اس میں سے ایک درہم اپنے لیے بھی بچا لیتیں' فرمایا: اگر مجھے یاد دلا دیا جاتا تو میں ایک درہم بچا لیتی۔

محمد بن عمر از ابن ابی سبرہ از ابوبکر بن عمرو مخبر سالم: حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے وارث ابن عمر رضی اللہ عنہما بنے' آپ نے اس کی قیمت نہیں لی اور اسے مسجد نبوی میں شامل کرا دیا۔

باخبار محمد بن عمر از ابن ابی سبرہ از ثور بن زید از عکرمہ: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ورثاء نے ان کا گھر مال کے عوض فروخت کر دیا تھا' محمد بن عمر: کہتے ہیں: فروخت نہیں کیا گیا تھا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث محمد بن عبداللہ از زہری ومحمد بن صالح از عاصم بن عمر بن قتادہ: جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور ابوایوب کے گھر ٹھہر گئے تو آپ نے ابورافع اور زید بن حارثہ کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم جو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لیے تھے' دے کر مکہ بھیجا کہ حسب ضرورت سواریاں خرید لیں اور ان پر سوار کر کے آپ کے اہل وعیال کو لے آئیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے ساتھ عبداللہ بن اریقط دئلی کو بھی دو یا تین اونٹ دے کر ساتھ کر دیا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو لکھا کہ ان پر میرے بیوی بچوں کو سوار کر کے مدینہ لے آئیں' زید' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل کو' فاطمہ اور ام کلثوم دختران سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور سودہ بنت زمعہ کو لے کر مکہ سے روانہ ہوئے آپ نے زینب دختر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لانا چاہا لیکن ان کے شوہر ابوالعاص بن ربیع نے انہیں نہیں آنے دیا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو ان کے شوہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے ہی مدینہ لے گئے تھے' زید نے اپنی بیوی

ام ایمن کو اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بھی لے لیا جو رسول اللہ ﷺ کے اہل و عیال کے ساتھ تھے' اور عبداللہ ام رومان کو اور اپنی دونوں بہنوں عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما کو لے کر روانہ ہوئے حتیٰ کہ یہ سب (خیریت سے مدینہ پہنچ گئے) رسول اللہ ﷺ مسجد اور مسجد کے اردگرد گھر بنا رہے تھے آپ نے سب کو حارثہ بن نعمان کے گھر ٹھہرا دیا اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ان کا گھر بنایا جس میں آپ مدفون ہیں اور صدیقہ کے گھر کے دروازے کے بالمقابل مسجد میں دروازہ رکھا جس سے آپ نماز کے لیے آتے جاتے تھے اور جب اعتکاف میں بیٹھتے تو اپنا سر صدیقہ کے دروازے کی چوکھٹ تک نکال لیا کرتے تھے اور صدیقہ حالت حیض میں آپ کا سر دھو دیا کرتی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابراہیم بن شعیب از یحییٰ بن شبل از ابوجعفر: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا' اور رخصتی کا ارادہ کیا تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھر کا انتظام کر لو' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے گھروں کے قدرے پیچھے گھر تلاش کر کے لے لیا اور اسی گھر میں شب عروسی منائی' پھر نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آ کر فرمایا: میں تمہیں اپنے پاس منتقل کرنا چاہتا ہوں' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ حارثہ بن نعمان سے فرما دیں کہ وہ میرے لیے اپنا گھر چھوڑ دیں' فرمایا: اس سے پہلے حارثہ ہمارے لیے اپنا گھر چھوڑ چکے ہیں' اب مجھے شرم آتی ہے جب حارثہ کے کان میں یہ بات پڑی تو آپ نے فوراً اپنا گھر چھوڑ کر دوسرے گھر کا انتظام کر لیا اور رحمت عالم ﷺ کی خدمت گرامی میں آ کر کہا: یارسول اللہ ﷺ مجھے خبر لگی ہے کہ آپ فاطمہ کو اپنے پاس منتقل کرنا چاہتے ہیں' دیکھئے یہ میرے گھر ہیں اور بنی نجار کے گھروں کی بہ نسبت آپ سے زیادہ قریب ہیں دیکھئے میری جان اور میرا مال اللہ کے رسول کے لیے ہی ہے' یارسول اللہ! اللہ کی قسم مجھے وہ مال جو آپ قبول فرما لیں میرے متروکہ مال سے بہت زیادہ پیارا ہے' فرمایا: تم سچے ہو' حق تعالیٰ تم کو برکت عطا فرمائے' پھر آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کے گھر منتقل کر لیا۔

محمد بن عمر: حارثہ کے گھر مسجد نبوی کے قریب اور آس پاس تھے جب کبھی نبی ﷺ کوئی جدید نکاح فرماتے تو آپ کے لیے حارثہ اپنا گھر خالی کر دیا کرتے تھے حتیٰ کہ حارثہ کے تمام گھر رسول اللہ ﷺ کے اور امہات المومنین کے ہو گئے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن یزید ہذلی: جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جب کہ وہ ولید بن عبدالملک کے عہد خلافت میں مدینہ کے حاکم تھے اور انہوں نے مسجد نبوی کی توسیع کے لیے امہات المومنین کے گھر منہدم کرائے تو وہ گھر میں نے دیکھے تھے' گھر کچی اینٹوں کے بنے ہوئے تھے اور ان میں کھجور کی ٹہنیوں سے حجرے بنائے گئے تھے جن کی مٹی سے مرمت کی گئی تھی میں نے گنے تو اپنے حجروں کے ساتھ نو گھر تھے جو صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے لے کر اس دروازے تک جو باب النبی کے متصل ہے' اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ کے گھر تک ہیں' میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا گھر اور ان کا حجرہ کچی اینٹوں کا دیکھا۔ اور ان کے پوتے سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے دومۃ الجندل سے جنگ کی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا حجرہ کچی اینٹوں سے بنوایا پھر جب نبی ﷺ جنگ سے واپس لوٹے اور کچی اینٹوں کا حجرہ دیکھا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو آپ کی پہلی اہلیہ ہیں تشریف لے گئے اور پوچھا: یہ عمارت کیا ہے؟ بولیں: یارسول اللہ! میں نے لوگوں کی نگاہوں کو روکنے کے لیے یہ عمارت بنوالی ہے' فرمایا: ام سلمہ! سب

سے بدتر چیز جس میں مسلمان کا مال برباد ہو عمارت ہے۔ باخبار محمد بن عمر از اسرائیل از جابر از عامر: نبی ﷺ نے ازواج مطہرات کے گھروں ہی کی اور اس زمین ہی کی وصیت فرمائی جو آپ نے بطور صدقہ کے چھوڑی تھی۔

باخبار محمد بن عمرؒ بحدیث معاذ بن محمد انصاری' بسماع عطاء خراسانی: (اس مجلس میں جس میں عمران بن انس موجود تھے) (قبر و منبر کے درمیان) میں نے امہات المومنین کے حجرے کھجوروں کی شاخوں کے دیکھے جن کے دروازوں پر سیاہ بالوں کے ٹاٹ کے پردے لٹکے ہوئے تھے' میں اس وقت موجود تھا جب ولید بن عبدالملک کا خط لوگوں کو سنایا جا رہا تھا جس میں وہ حکم کر رہے تھے کہ امہات المومنین کے حجرے مسجد نبوی میں داخل کر دیئے جائیں' میں نے اس دن سے زیادہ رونے والے کہیں نہیں دیکھے' عطاء کہتے ہیں: میں نے دیکھا اس دن سعید بن مسیب فرما رہے ہیں: اللہ کی قسم! کاش لوگ ان حجروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے تا کہ مدینہ کی بعد میں آنے والی نسلیں اور دنیائے اسلام سے مدینہ میں آنے والے مسلمان دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں کتنی دنیا پر قناعت کی اور یہ لوگوں کے لیے دنیا سے بے رغبتی کا اور دنیا پر فخر و مباہات سے اعراض کا قوی ذریعہ بن جاتے۔

معاذ فرماتے ہیں: جب عطاء خراسانی اپنی حدیث سے فارغ ہو گئے تو عمران بن ابوانس نے کہا: ان میں چار گھر کچی اینٹوں کے تھے جن میں کھجور کی شاخوں کے حجرے بنے ہوئے تھے اور پانچ گھر کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے تھے جن پر مٹی لپی ہوئی تھی ان میں حجرے نہ تھے اور ان کے دروازوں پر بالوں والی ٹاٹ کے پردے پڑے ہوئے تھے میں نے پردہ کو ماپ کر دیکھا تو تین ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا اور قدرے موٹا پایا' رہا اس دن مدینہ میں رونا سو میں ایک مجلس میں موجود تھا جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صاحبزادوں کی ایک جماعت تھی جن میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن' ابوامامہ بن سہل بن حنیف اور خارجہ بن زید بھی تھے سب پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے اور ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے شرابور تھیں۔ اس روز ابوامامہ نے فرمایا: کاش یہ گھر یونہی چھوڑ دیئے جاتے اور منہدم نہ کیے جاتے تا کہ لوگ عمارتوں پر کم از کم خرچ کرتے اور اس دنیا کو دیکھتے جسے اللہ اپنے نبی کو دے کر راضی تھا حالانکہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں۔

باخبار محمد بن عمر از عبداللہ بن عامر اسلمی: مجھ سے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے کہا جب کہ آپ اپنی نماز کی جگہ پر اس ستون کے جو قبر کے کنارے سے متصل ہے اور اس ستون کے جو دوسرے کے باب رسول اللہ ﷺ کے راستہ تک متصل ہے ان دونوں ستونوں کے درمیان تشریف فرما تھے: یہ زینب بنت جحش کا گھر ہے' اس میں رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے اور آج یہ پوری قطار اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس کے گھر کے دروازے تک مسجد کے صحن تک جاتی ہے' لہٰذا یہ ہیں آپ کے گھر' میں نے دیکھا وہ کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے ہیں اور ان پر مٹی پتی ہوئی ہے اور ان کے دروازوں پر (بجائے کواڑوں کے بالوں کی ٹاٹ کے پردے آویزاں ہیں۔

اُمہات المومنین میں مساویانہ تقسیم

باخبار اسماعیل بن ابراہیم از ایوب از ابوقلابہ: رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں مساویانہ تقسیم فرمایا کرتے تھے اور یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ! یہ تقسیم ان چیزوں میں ہے جن پر میں قادر ہوں' لہٰذا مجھے ان میں نہ پکڑنا جن پر تو قادر ہے اور میں قادر نہیں یعنی میں دلی محبت پر قادر نہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابراہیم بن سعد از سعد: رحمت عالم ﷺ کے مرض الموت میں حضرت فاطمہ امہات المومنین میں سے ایک ایک کے پاس گئیں اور کہا: رسول اللہ ﷺ کو تمہارے پاس آنے میں دشواری ہے لہٰذا سب نے آپ کو نہ آنے کی اجازت دے دی پھر آپ صدیقہ کے گھر ٹھہر گئے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث سلیمان بن بلال از جعفر بن محمد از محمد: رسول اللہ ایک کمبل میں ہر ایک بیوی کے گھر جایا کرتے تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث حاتم بن اسماعیل از جعفر بن محمد از محمد: جب رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں بھاری ہو گئے (چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہے) تو آپ نے پوچھا: کل مجھے کہاں رہنا ہے؟ لوگوں نے کہا فلاں عورت کے پاس' پوچھا: اور پرسوں کہاں رہنا ہے؟ لوگوں نے کہا: فلاں بیوی کے پاس: امہات المومنین سمجھ گئیں کہ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہنا چاہتے ہیں لہٰذا سب سے کہہ دیا: یا رسول اللہ ہم نے اپنے دن اپنی بہن عائشہ کو ہبہ کر دیئے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ اپنے والد سے اور وہ ان کی والدہ سے: ازواج مطہرات نے نبی ﷺ کو اجازت دے دی تھی کہ آپ جسے جس پر چاہیں ترجیح دیں چنانچہ آپ نے صدیقہ رضی اللہ عنہا اور زینب کو ترجیح دی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث شیبان بن عبدالرحمٰن وقیس از منصور از ابورزین: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض بیویوں کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا' جب ازواج مطہرات نے یہ چیز دیکھی تو سب نے اجازت دے دی کہ آپ جس پر جس کو چاہیں ترجیح دیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث معمر از زہری از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: جب رسول اللہ ﷺ کسی سفر پر روانہ ہوتے تو امہات المومنین کے درمیان قرعہ ڈالتے اور قرعہ میں جس کا نام نکل آتا اسی کو اپنے ساتھ لے جاتے آپ نے ہر بیوی کو ایک دن رات دے رکھا تھا البتہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دن معمرات کے صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا تاکہ سرور عالم ﷺ ان سے راضی رہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبدالرحمٰن بن ابی الزناد از ہشام بن عروہ از عروہ از صدیقہ رضی اللہ عنہا: سودہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہو گئی تھیں اور رحمت عالم ﷺ کو ان سے کچھ زیادہ رغبت نہیں رہی تھی اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام معلوم تھا انہیں ڈر تھا کہیں رسول اللہ ﷺ مجھے علیحدہ نہ کر دیں اور یہ پرزور خواہش تھی کہ میں آپ کی بیوی ہی رہوں' کہنے لگیں: یا رسول اللہ! میں اپنا

دن جو آپ سے مجھے ملتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کرتی ہوں آپ کو میری طرف سے اجازت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات قبول فرمالی اسی سلسلہ میں ﴿وان امرأة خافت من بعلها نشوزا الخ﴾ اتری یعنی اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے نافرمانی اور اعراض کا ڈر ہو۔ (آخر تک)۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابراہیم بن محمد بن ابی موسیٰ از داؤد بن حصین از قاسم بن محمد از عائشہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں میں قرعہ ڈالتے اگر میرے سوا کسی اور کا نام نکل آتا تو آپ کے چہرے پر کراہت کے آثار نمودار ہو جایا کرتے تھے۔ آپ جب کبھی کسی سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے میرے پاس تشریف لاتے اور مجھ ہی سے تقسیم کی ابتداء فرماتے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبدالرحمٰن بن ابی الزناد از ہشام از عروہ از عائشہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ اپنی ہر بیوی سے ملنے جایا کرتے تھے اور ان کے قریب جا کر ان پر اپنا ہاتھ رکھتے تھے اور انہیں چومتے تھے حتیٰ کہ اخیر بیوی کے پاس تشریف لاتے پھر اگر ان کا دن ہوتا تو انہیں کے پاس ٹھہر جاتے ورنہ اٹھ کھڑے ہوتے لیکن آپ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کافی دیر تک ٹھہرا کرتے تھے' ایک دن میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے (ان دونوں میں ایکا تھا) کہا: ہمارے گمان میں ام سلمٰی کے پاس اتنی دیر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرتے ہیں ضرور ان سے خلوت کرتے ہوں گے یہ تصور کر کے ہمیں صدمہ ہوا حتیٰ کہ ہم نے جاسوس بھیجا کہ وہ تحقیق کر کے آئے کہ آپ ان کے پاس اتنی دیر تک کیوں ٹھہرتے ہیں؟ معلوم ہوا جب آپ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے ہیں تو آپ شہد کا کپا نکال لاتی ہیں اور اس کا منہ کھول دیتی ہیں اور آپ شہد چاٹتے رہتے ہیں' آپ کو شہد بہت پسند تھا۔ دونوں نے سوچا کہ ایسی کیا چیز ہے جس کا حوالہ دے کر ہم آپ کو نفرت دلائیں تا کہ آپ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کافی دیر تک نہ ٹھہریں؟ پھر دونوں بولیں: بدبو سے زیادہ نفرت دلانے کے لیے کوئی چیز نہیں آپ سے کہا جائے کہ آپ سے کسی چیز کی بدبو آ رہی ہے' لہٰذا آپ جس کے پاس جائیں وہی کہے کہ آپ سے کسی چیز کی بو آ رہی ہے آپ فرمائیں گے یہ خوشبو شہد کی ہے جو میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر چاٹا ہے پھر وہ یہ جواب دے: شاید شہد کی مکھیوں نے عرفط کے پھول چوس کر شہد جمع کیا ہو۔ پھر جب آپ صدیقہ کے پاس آئے اور ان کے قریب ہوئے تو بولیں: میں آپ سے ایک چیز پاتی ہوں' آپ نے کیا کھایا ہے؟ فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر شہد استعمال کیا ہے' بولیں: یا رسول اللہ شاید شہد کی مکھیوں نے عرفط کے پھول چوس کر شہد جمع کیا ہوگا' پھر آپ صدیقہ کے پاس سے اٹھ کر حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے قریب ہوئے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی وہی بات کہی جو صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہی تھی پھر جب دونوں نے فرداً فرداً کہا کہ میں آپ سے ایک چیز پا رہی ہوں تو آپ کو اس شہد سے نفرت ہوگئی پھر اس کے بعد جب آپ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے اور انہوں نے شہد حاضر کیا تو آپ نے فرمایا اسے اٹھا لو مجھے اس کی ضرورت نہیں' فرماتی ہیں: اللہ کی قسم ہم کو خیال تھا کہ ہم نے ایک عظیم امر انجام دیا ہے اور ہم نے آپ کو آپ کی مرغوب شے سے روک دیا ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابراہیم بن محمد بن ابی موسیٰ از داؤد بن حصین از عبداللہ بن رافع: میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: ﴿یاایها النبی لم تحرم ما احل الله لك﴾ یعنی اے نبی آپ اسے کیوں حرام کرتے ہیں جو چیز اللہ نے آپ کے لیے حلال فرما دی ہے' فرماتی ہیں: میرے پاس سفید شہد کا ایک کپا تھا' یہ شہد شہد کی مکھیوں نے جھاڑیوں کے پھول چوس

کر جمع کیا تھا' نبی ﷺ کو شہد پسند تھا اور آپ اسے چاٹا کرتے تھے' پھر صدیقہ نے آپ سے کہا: اس کی مکھیوں نے عرفط کے پھولوں سے شہد جمع کیا ہے' آخر کار آپ نے اسے اپنے اوپر حرام فرما لیا' پھر یہ آیت اتری۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث موسیٰ بن محمد بن عبدالرحمٰن از محمد بن عبدالرحمٰن از عمرہ: میں نے صدیقہ کے مرض الموت میں ام سلمہ سے صدیقہ کے گھر میں سنا' فرما رہی تھیں: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور آپ کا ہر گناہ معاف فرمائے اور جنت میں میری آپ سے ملاقات کرائے' میں نے کہا: امی جان! شہد کا واقعہ کیا ہے؟ کیونکہ وہ واقعہ صدیقہؓ نے مجھے بتایا تھا۔ ام سلمہؓ نے فرمایا: وہی واقعہ ہے جو صدیقہ نے تمہیں بتایا تھا۔ پھر حدیث ابوالزناد کے ہم مثل حدیث (از ہشام وہ اپنے والد سے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) بیان فرمائی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث سفیان از عبدالکریم بن ابی امیہ: میں نے عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے اوپر کیا چیز حرام کر لی تھی؟ بولے: شہد کا پیا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث معمر از زہری از محمد بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام از عائشہ: ازواج مطہرات نے سرور عالم ﷺ کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا' آپ نے اجازت مانگی' رسول اللہ ﷺ صدیقہ کے پاس ان کی چادر میں تھے' آپ نے انہیں اندر بلا لیا' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں: یا رسول اللہ! آپ کی بیویوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے' وہ آپ سے ابوقحافہ کی بیٹی میں برابری چاہتی ہیں' فرمایا: پیاری بچی! کیا میری محبوب شے تم کو محبوب نہیں؟ بولیں: کیوں نہیں' یا رسول اللہ! فرمایا: تو یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے محبوب رکھو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں وہاں سے اٹھ کر ازواج مطہرات کے پاس آئی اور میں نے انہیں نبی ﷺ کا جواب بتایا' بولیں: تم نے ہمارے لیے کچھ نہیں کیا' پھر آپ کے پاس جاؤ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم اس بارے میں میں آپ سے ہرگز بات نہیں کروں گی' پھر انہوں نے زینب بنت جحش کو بھیجا' انہوں نے آ کر اجازت مانگی آپ نے انہیں اجازت دے دی' زینب نے اندر آ کر کہا: یا رسول اللہ! مجھے آپ کی بیویوں نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے' وہ ابوقحافہ کی بیٹی کے بارے میں آپ سے مساوات کی خواست گار ہیں: پھر زینب نے مجھے آڑے ہاتھوں لیا اور خوب کہا سنا۔ میں آپ کو دیکھتی رہی کہ کب آپ مجھے جواب کی اجازت دیتے ہیں' میں برابر دیکھتی رہی حتیٰ کہ میں پہچان گئی کہ رسول اللہ ﷺ انتقامی جواب سے ناراض نہ ہوں گے پھر تو میں نے بھی زینب رضی اللہ عنہا کو آڑے ہاتھوں لیا اور انہیں خاموش ہی کر کے دم لیا' رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث معمر و محمد از زہری از علی بن حسین: ازواج مطہرات نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر کہو کہ آپ کی بیویاں ابوقحافہ کی بیٹی میں آپ سے برابری کی طلبگار ہیں لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک زمانہ تک رکی رہیں اور انہوں نے یہ کام انجام نہیں دیا حتیٰ کہ ان کے پاس زینب بنت جحش آئیں (زینب ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقابلہ کی تھیں) اور ان سے اس سلسلہ میں باتیں کیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں یہ کام کرتی ہوں' آخر کار آپ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر کہا کہ مجھے آپ کی بیویوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور وہ ابوقحافہ کی بیٹی میں مساوات

کی طلبگار ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: زینبؓ نے تم کو بھیجا ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ زینب رضی اللہ عنہا نے اور دیگر بیویوں نے بھیجا ہے' فرمایا سچ بتاؤ کیا زینب ہی اس کی کرتی دھرتی ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگے' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے واپس آ کر ازواج مطہرات کو مطلع کر دیا۔ زینبؓ بولیں: اے بنت رسول اللہ ﷺ! آپ نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ازواج مطہرات نے زینب رضی اللہ عنہا سے کہا: تم جاؤ۔ چنانچہ زینب گئیں اور رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: زینب ہیں' اندر بلا لو' زینب نے اندر آ کر کہا: ابوقحافہ کی بیٹی جب آپ کو اپنے چمکیلے بازو دکھا دیتی ہیں تو وہی آپ کو کافی ہیں' ہمارے اور ان کے درمیان برابری کیجئے اور زینبؓ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو آڑے ہاتھوں لیا جس سے انہیں صدمہ ہوا۔ زہری کہتے ہیں: میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا آپ کی نگاہ میں قدر عائشہ اور زینب ہی کی تھی؟ فرمایا: آپ کو ام سلمہ سے بھی محبت تھی اور آپ کی نگاہ میں ان کی بھی قدر تھی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث مخرمہ بن بکیر از زیاد بن ابی زیاد از ابن کعب قرظی: رسول اللہ ﷺ کو بیویوں کی تقسیم کے بارے میں گنجائش تھی کہ ان میں جس طرح چاہیں تقسیم کریں کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ذٰلِكَ ادنٰى ان تقرا عینھن الخ﴾ یعنی یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں' جب انہیں معلوم ہو جائے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ باخبار محمد بن عمر' بتحدیث معمر از قتادہ: ہم مثل۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث معمر از قتادہ از انس بن مالک: آپ جب اپنی تمام عورتوں سے غسل کرتے تھے تو پانی میں ڈالا کرتا تھا۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث سالم مولیٰ ثابت از سالم مولیٰ ابوجعفر از ابوجعفر: ہم مثل۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث معاویہ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی رافع از عبداللہ اپنی دادی سلمٰی رسول اللہ ﷺ کی آزاد کردہ لونڈی سے: ایک شب رسول اللہ ﷺ اپنی نو بیویوں کے پاس گئے' ان نو بیویوں کے پاس جن کو چھوڑ کر آپ نے وفات پائی' جب آپ ایک سے فارغ ہوتے تو سلمٰی سے فرماتے' پانی ڈال اور دوسری کے پاس جانے سے قبل غسل کر لیتے' میں بولی: یارسول اللہ کیا آپ کو ایک غسل کافی نہیں؟ فرمایا: اس طرح طہارت و پاکی خوب ہوتی ہے۔

سرور عالم ﷺ کا امہات المومنین کو پردہ کا حکم:

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث معمر از محمد بن عبداللہ از زہری از انس بن مالک: رسول اللہ ﷺ کی زینب بنت جحش کے ساتھ شب عروسی سے پردہ کی آیت کے اترنے کی ابتداء ہوئی۔ انس کہتے ہیں: ابی بن کعب مجھ سے یہ حدیث پوچھا کرتے تھے' فرماتے ہیں: زینب کے ساتھ شب عروسی کی صبح کو آپ نے لوگوں کی دعوت کی اور لوگ کھانا کھا کر چلے گئے لیکن چند حضرات مکان میں باتیں کرتے ہوئے رہ گئے اور آپ کے گھر میں کافی دیر تک بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہے پھر رسول اللہ ﷺ اٹھ گئے اور آپ کے ساتھ ساتھ میں بھی اٹھ گیا حتیٰ کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چوکھٹ تک آئے پھر آپ یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ لوگ چلے گئے ہوں گے واپس گئے' میں بھی آپ کے ساتھ گیا اور زینب کے گھر میں داخل ہوئے تو وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے پھر آپ باہر آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ باہر آیا حتیٰ کہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی چوکھٹ تک پہنچے پھر آپ نے خیال کیا کہ وہ چلے گئے

ہوں گے چنانچہ آپ لوٹے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹا دیکھا تو وہ چلے گئے تھے پھر آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال لیا اور پردہ کی آیت اتر آئی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ از اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ از انس: پردہ کی آیت اس وقت اتری جب رسول اللہ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا سے خلوت کی یعنی ۵ ھ میں اور آپ نے مجھ سے امہات المومنین کا پردہ کرا دیا اس وقت میں ۱۵ سال کا تھا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ از اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ از انس بن مالک: زینب بنت جحش سے بنا کے وقت پردہ کی آیت اتری آپ کے لیے ام سلیم نے پتھر کے ایک طشت میں حیس بنا کر بھیجا آپ نے مجھ سے فرمایا: جاؤ اور جو مسلمان دیکھو اس کو بلا لاؤ' چنانچہ مجھے جو مسلمان ملا میں اس کو بلا لایا' لوگ آ آ کر کھانے لگے اور فارغ ہو ہو کر جانے لگے' رسول اللہ ﷺ نے کھانے پر دست مبارک رکھ کر اس میں برکت کی دعا فرمادی تھی' ان میں چند حضرات باتیں کرتے ہوئے گھر میں بیٹھے رہے رسول اللہ ﷺ کو شرم آئی کہ آپ ان سے جانے کے لیے کہیں پھر آپ انہیں گھر میں بیٹھا ہوا چھوڑ کر باہر تشریف لے آئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿یاَیها الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم﴾ یعنی اے ایمان والو! بلا اجازت کے نبی کے گھروں میں نہ جاؤ۔ نازل فرمادی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث معمر از ابی عثمان از انس از نبی اکرم ﷺ: ہم مثل۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث موسیٰ بن عبیدہ از ابن کعب: نبی ﷺ جب اٹھ کر گھر تشریف لے جاتے تو لوگ آپ سے پہلے ہی گھر میں جا کر بیٹھ جاتے اس سے آپ کے چہرے سے کراہت کے آثار مترشح نہ ہوتے تھے اور آپ ان سے شرما کر کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتے تھے اس پر لوگوں کو عتاب کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ﴿یاَیها الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الخ﴾ اتاری یعنی اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ جاؤ الا یہ کہ تمہیں کھانے کے لیے اندر آنے کی اجازت دی جائے اور تم کھانے کے پکنے کے انتظار میں نہ بیٹھو' ہاں جب تم کو بلایا جائے تو جاؤ پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ جاؤ اور باتوں میں مشغول ہو کر وہاں نہ ٹھہرو کیونکہ تمہارا یہ فعل نبی کو ایذاء پہنچاتا ہے اور وہ تم سے شرماتے ہیں اور اللہ حق سے نہیں شرماتا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث معمر و محمد از زہری از عروہ از عائشہؓ: امہات المومنین رات میں قضائے حاجت کے لیے میدانوں میں جایا کرتی تھیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے کہتے رہتے تھے کہ امہات المومنین کا پردہ کرا دیجئے لیکن آپ ایسا نہیں کرتے تھے' ایک رات سودہ رضی اللہ عنہا جو ایک لمبی عورت تھیں قضائے حاجت کے لیے گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پردہ کے شوق میں آ کر انہیں آواز دے کر بلند آواز سے کہا: سودہ! ہم نے تم کو پہچان لیا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبدالرحمٰن بن ابی الزناد و نافع از ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہؓ: پردہ کا حکم آنے کے بعد میں اور سودہ رضی اللہ عنہا دونوں عشاء کے وقت قضائے حاجت کے لیے گئیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ لیا اور انہیں پہچان گئے۔ فرماتی ہیں: سودہ ایک لمبی عورت تھیں اور لمبی بھی کافی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں آواز دے کر کہا: سودہؓ! اللہ کی قسم تم ہم سے چھپ

نہیں سکتیں؛ پھر سودہ نبی ﷺ کے پاس آئیں اور یہ واقعہ آپ سے بیان کیا اس وقت رحمت عالم ﷺ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی جس میں سے آپ کھا رہے تھے‘ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے قضائے حاجت کے لیے میدانوں میں جانے کی تمہیں اجازت دے دی ہے۔

باخبار محمد بن عمر‘ بتحدیث اسحٰق بن یحیٰ از مجاہد از ابن عباس: امہات المومنین کا پردہ عمر کی وجہ سے اترا‘ حضرت عمر نبی ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے آپ کا ہاتھ کسی ام المومنین کے ہاتھ پر پڑ گیا پھر آپ کو پردہ کرانے کا حکم دے دیا گیا۔

باخبار محمد بن عمر‘ بحدیث عبدالحمید بن عمران از ابوالصباح موسیٰ بن ابی کثیر از مجاہد: ہم مثل۔ باخبار محمد بن عمر‘ بتحدیث سعید بن بشیر از قتادہ از ابوالشیخ ہنائی از ابن عباس: ہم مثل۔

باخبار محمد بن عمر‘ بحدیث معمر از زہری: پوچھا گیا: امہات المومنین کے پاس کون آتے جاتے تھے؟ فرمایا: ہر محرم خواہ نسبی حرمت ہو یا رضاعی۔ پوچھا گیا: اور دوسرے لوگ؟ فرمایا: امہات المومنین ان سے پردہ کیا کرتی تھیں اور ان سے پردے کے پیچھے سے بات کیا کرتی تھیں اور صرف ایک پردہ تھا۔

باخبار محمد بن عمر‘ بحدیث معمر و محمد از زہری از نبہان از ام سلمہ: ایک دفعہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور میمونہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس تھیں اتنے میں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ گئے اور آپ کے پاس تشریف لے آئے یہ واقعہ پردے کے اترنے کے بعد کا ہے نبی ﷺ نے فرمایا ان سے پردہ کرو ہم نے کہا: یارسول اللہ! کیا یہ نابینا نہیں نہ یہ دیکھتے ہیں اور نہ یہ ہمیں پہچانتے ہیں‘ فرمایا: کیا تم بھی نابینا ہو؟ کیا تم انہیں دیکھتی نہیں؟

باخبار محمد بن عمر‘ بتحدیث عبداللہ بن جعفر‘ بسماع صالح بن کیسان: پردہ امہات المومنین پر ذی قعدہ ۵ھ میں اترا۔

پردے سے پہلے کے حالات:

باخبار محمد بن عمر‘ بتحدیث ابوجعفر رازی و ہشیم از حصین از ابومالک: امہات المومنین قضائے حاجت کے لیے رات میں نکلا کرتی تھیں اور منافق غنڈے ان سے تعرض کیا کرتے تھے جن سے انہیں ایذاء پہنچتی تھی جب اس بات کی لوگوں نے شکایت کی تو منافقوں سے پوچھا گیا‘ انہوں نے کہا: ہم تو لونڈیوں سے تعرض کرتے ہیں آزاد و شریف خواتین کو نہیں چھیڑتے‘ اس پر یہ آیت اتری: ﴿یاایھا النبی قل لازواجك و بناتك الخ﴾ یعنی اے نبی آپ اپنی بیویوں‘ بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے فرما دیں کہ چادریں اوڑھ کر نکلا کریں یہ طریقہ شریف خواتین کے پہچانے جانے کے قریب تر ہے تاکہ انہیں ایذاء نہ پہنچائی جائے۔

باخبار محمد بن عمر از سعید بن بشیر از قتادہ از حسن: (یاایھا النبی قل لازواجك الخ کی تفسیر میں) مدینہ میں کچھ نادان لوگ لونڈیوں کو چھیڑا کرتے تھے اور انہیں ایذاء پہنچائی جاتی تھی پھر جب آزاد عورت نکلتی تو اسے لونڈی سمجھ کر ایذاء دی جاتی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم فرمایا کہ اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں۔

باخبار محمد بن عمر از ابن ابی سبرہ از ابوصخر از ابن کعب قرظی: ایک منافق مسلمان عورتوں کو چھیڑا کرتا تھا اور انہیں ایذاء پہنچایا کرتا تھا جب اس سے اس سلسلہ میں پوچھا جاتا تو کہتا: میں نے تو لونڈی سمجھا تھا آخر کار اللہ تعالیٰ نے مسلمان خواتین کو حکم فرمایا کہ

لونڈیوں کی ہیئت کے خلاف کریں اور اپنے اوپر چادریں اوڑھ لیا کریں یعنی ایک آنکھ چھوڑ کر اپنا منہ چھپالیا کریں یہ پہچانے جانے کا بہترین طریقہ ہے یعنی آزاد ولونڈی دور ہی سے معلوم ہو جاتی ہے۔

باخبار محمد بن عمر از عمر بن حبیب از صالح بن ابی حسان از عبید بن حنین (لَئِن لم ینته المنافقون الخ سے لے کر ولن تجد لسنة الله تبديلا تک کی تفسیر میں یعنی اگر منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے اور جھوٹی خبریں اڑانے والے باز نہیں آئے تو ہم آپ کو ان کے پیچھے لگا دیں گے) اس آیت میں مخصوص منافقوں کو پچھوایا گیا ہے اور جن کے دلوں میں بیماری ہے اور مدینہ میں افواہیں اڑانے والے ہیں وہ تمام دوسرے منافق ہیں۔ اور وہ مدینہ میں آپ کے پاس چند دنوں کے علاوہ رہنے نہ پائیں گے ان پر اللہ کی پھٹکار ہے جہاں کہیں بھی پائے جائیں گے قتل کر دیئے جائیں گے یہ اللہ کا طریقہ ہے اور آپ اللہ کے طریقہ کو کبھی بدلتا ہوا نہ پائیں گے۔

باخبار محمد بن عمر از اسامہ بن زید بن اسلم از ابن کعب (مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں) منافقوں سے مخصوص منافق مراد ہیں اور روگ سے شک مراد ہے اور جن کے دلوں میں روگ ہے وہ عام منافق ہیں۔

امہات المومنین کے سامنے بے پردہ کون آ سکتا تھا؟:

باخبار محمد بن عمر بتحدیث معمر از زہری: زہری سے پوچھا گیا کہ امہات المومنین کے پاس بے پردہ کون آتے جاتے تھے؟ فرمایا محرم حضرات جن کی حرمت رضاعت سے یا نسب سے ثابت تھی' پوچھا گیا: اور دوسرے لوگ؟ فرمایا: امہات المومنین غیر محرم سے پردہ کیا کرتی تھیں حتیٰ کہ اس سے بات بھی پردہ کے پیچھے سے کیا کرتی تھیں اور بسا اوقات ایک ہی پردہ ہوتا تھا البتہ وہ غلاموں سے اور مکاتب غلاموں سے پردہ نہیں کیا کرتی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابراہیم بن زید مکی وسفیان بن عیینہ از عمرو بن دینار از ابوجعفر: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما امہات المومنین کو نہیں دیکھا کرتے تھے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فتویٰ دیا کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے پردہ نہیں۔ باخبار محمد بن عمر از ابن ابی سبرہ از عبدالمجید بن سہیل از عکرمہ بسماع ابن عباسؓ: (جب کہ آپ کو معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حسن رضی اللہ عنہ سے پردہ کرتی ہیں) حسن رضی اللہ عنہ کا عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنا حلال ہے۔

باخبار محمد بن عمر از معمر وعبدالرحمٰن بن عبدالعزیز ومحمد بن عبداللہ از زہری از نبہان مولیٰ ام سلمہ رضی اللہ عنہا: ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبہان سے حالت کتابت میں کہا: ابویحییٰ! کیا تیرے پاس اتنی رقم ہے جو کتابت کی رقم سے زیادہ ہو؟ بولے ہاں ہے فرمایا: میرے بھتیجے کو دے دے' میں نے ان کے نکاح میں اس سے ان کی اعانت کی ہے۔ نبہان نے رو کر کہا: میں وہ انہیں ہرگز دینے والا نہیں' فرمایا: اگر تو مجھے نہ دیکھ سکے تو نہ دیکھ یعنی مجھ سے پردہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کا مکاتب ہو اور اس پر کتاب کی رقم باقی نہ رہے تو اس سے پردہ کرو۔

باخبار محمد بن عمر' از اسامہ بن زید وہشیم بن نسطاس وسعید بن مسلم بن بابک بخبر سالم سبلان: میں بنی نصر کے ایک شخص کا مکاتب تھا اور امہات المومنین کو سوار کرایا کرتا تھا اور وہ مجھ سے پردہ نہیں کیا کرتی تھیں' اور مطلق غلاموں اور مکاتب غلاموں سے بھی

پردہ نہیں کیا کرتی تھیں ہاں اگرانہیں آزاد کر دیتی تھیں تو ان سے پردہ کیا کرتی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث معمر و محمد بن عبداللہ از زہری از نبہان از ام سلمہ رضی اللہ عنہا: میں اور میمونہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس تھیں اتنے میں ابن مکتوم آپ کے پاس آ گئے (پردہ کا حکم آ چکا تھا) نبی ﷺ نے فرمایا: ان سے پردہ کرو' ہم نے کہا: یارسول اللہ ﷺ یہ تو نابینا ہیں دیکھ نہیں سکتے' فرمایا: کیا تم بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو دیکھتی نہیں؟

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ثوری از فراس از شعبی از مسروق از عائشہ: النبی اولی بالمؤمنین الخ کی تفسیر میں' یعنی نبی مومنوں کو ان کے نفسوں سے زیادہ قریب ہے اور نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں) کی تفسیر میں: صدیقہ کو ایک عورت نے ام المومنین کہہ دیا' فرمایا میں تمہارے مردوں کی ماں ہوں عورتوں کی نہیں' پھر میں نے یہ حدیث عبداللہ بن موسیٰ مخزومی سے بیان کی' فرمایا: مجھے مصعب بن عبداللہ بن ابی امیہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا: میں تمہارے مردوں اور عورتوں کی ماں ہوں۔

رحمت عالم ﷺ نے امہات المومنین کو کیوں چھوڑا اور انہیں کیوں اختیار دیا؟:

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث جاریہ بن ابی عمران بسماع ابوسلمہ حضرمی: میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبداللہؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' دونوں باتیں کر رہے تھے' جابر رضی اللہ عنہ کی بینائی جاتی رہی تھی' پھر ایک شخص نے آ کر سلام کیا اور بیٹھ کر کہنے لگا: ابوعبداللہ! مجھے آپ کے پاس عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے تاکہ میں آپ سے پوچھوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کو کیوں چھوڑا؟ جابر نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایک دن رات غیر حاضر پایا آپ نماز کے لیے مسجد میں تشریف نہیں لائے جس سے ہمارے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے آنے لگے آخر کار ہم آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور باتیں کرنے لگے تاکہ آپ ہماری گفتگو سن لیں' اور ہماری موجودگی معلوم کر لیں ہم کافی دیر تک ٹھہرے رہے لیکن آپ نے ہمیں اندر نہیں بلایا اور نہ آپ باہر تشریف لائے' فرماتے ہیں ہم نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو تمہاری موجودگی معلوم ہے اگر آپ تمہیں اندر بلانا چاہتے تو بلا لیتے لہٰذا اپنے اپنے گھر چلے جاؤ اور آپ کو ایذاء نہ پہنچاؤ چنانچہ بجز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تمام لوگ اپنے اپنے گھر چلے آئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھانستے رہے' اور باتیں کرتے رہے اور اندر آنے کی اجازت مانگتے رہے حتیٰ کہ سرور عالم ﷺ نے آپ کو اجازت دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اندر جاتا ہوں آپ اپنا ہاتھ رخسارے پر رکھے ہوئے تشریف فرما ہیں اور میں آپ کے چہرے پر پریشانیوں کے آثار پاتا ہوں' میں عرض کرتا ہوں: اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ کو کسی چیز نے تردد میں ڈال رکھا ہے اور لوگ آپ کو نہ دیکھنے کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں۔ فرمایا: عمر! یہ عورتیں (امہات المومنین) مجھ سے وہ مانگ رہی ہیں جو میرے پاس نہیں اسی نے مجھے پریشانی میں ڈال رکھا ہے' میں عرض کرتا ہوں: اے سرور عالم ﷺ! میں نے جمیلہ بنت ثابت کے ایسا طمانچہ مارا جس نے ان کا رخسارہ زمین سے چپکا دیا کیونکہ انہوں نے مجھ سے ایسی چیز کا سوال کیا تھا جس پر میں قادر نہ تھا' یارسول اللہ آپ تو اپنے رب کے وعدے پر ہیں' اور حق تعالیٰ تنگی کے بعد آسانی کرنے والا ہے' فرماتے ہیں: میں لگاتار آپ سے باتیں کرتا رہتا ہوں حتیٰ کہ میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے ملال کے کچھ آثار ہٹے ہوئے دیکھتا ہوں' فرماتے ہیں: پھر میں باہر آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہوں اور انہیں رسول اللہ ﷺ کو پیش آمدہ واقعہ کے بارے میں بتاتا ہوں' یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر کہتے ہیں: تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امہات المومنین سے چھپا کر کوئی چیز نہیں رکھتے خبردار تم آپ سے کوئی ایسی چیز نہ مانگنا جو آپ کے پاس نہ ہو' اپنی ضرورت کی چیزیں مجھ سے طلب کر لو۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر کہتے ہیں حتیٰ کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما دونوں حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر اسی طرح کہتے ہیں: حضرت ام سلمیٰ جواب دیتی ہیں: تم کون جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود حکم کرنے کے لیے یہاں موجود ہیں اگر آپ ہمیں کسی چیز سے روکتے تو روک دیتے' اگر ہم اپنی ضرورت کی چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ مانگیں تو پھر کس سے مانگیں؟ کیا تم دونوں کے اور تم دونوں کی بیویوں کے درمیان کوئی حائل ہو سکتا ہے؟ لہٰذا ہم تم کو اس کی تکلیف نہ دیں گے' آخر کار حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے چلے جاتے ہیں پھر امہات المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہتی ہیں: تم نے جو کام کیا ہے حق تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہم انہیں کچھ بھی جواب نہ دے سکیں۔ پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں: کیا حدیث اسی طرح نہیں؟ فرماتے ہیں۔ ہاں اسی طرح ہے اور کچھ باقی بھی ہے۔ جابر کہتے ہیں: میں باقی حدیث بھی ان شاء اللہ بیان کرنے والا ہوں پھر فرماتے ہیں: پھر حق تعالیٰ نے اس میں ﴿یایھا النبی قل لازواجك ان کنتن الخ﴾ اتاری یعنی اے نبی آپ اپنی بیویوں سے فرما دیں اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی خوبصورتی چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو متعہ دے کر خوبصورتی سے چھوڑ دوں گا (متعہ سے متعہ طلاق مراد ہے اور تسریح سے اچھی طلاق دینا مراد ہے) اور اگر تم اللہ کو اور رسول کو اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو یعنی اگر تم اللہ کو اور اس کے رسول کو اختیار کرنا چاہتی ہو تو آپ کے بعد کسی سے نکاح نہ کرنا۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں دو باتوں میں اختیار دوں یا تو تم اللہ کو' اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو اختیار کر لو یا دنیا کو اور دنیوی زینت کو اختیار کر لو' میں سب سے پہلے تمہارے پاس ہی آیا ہوں اور تمہیں اختیار دیتا ہوں' بولیں: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھ سے پہلے کسی اور بیوی کے پاس تو نہیں گئے؟ فرمایا: نہیں بولیں: میں اللہ کو' اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو پسند کرتی ہوں اور چنتی ہوں' میری اس بات کو چھپایئے اور اپنی کسی بیوی کو اس کی خبر نہ کیجئے' فرمایا: بلکہ میں تو انہیں خبر کر دوں گا پھر آپ نے تمام امہات المومنین کو خبر کر دی اور سب نے اللہ کو' اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو چن لیا۔ آپ نے دنیا اور آخرت میں اختیار دیا تھا کہ وہ چاہیں تو دنیا کو ترجیح دیں اور چاہیں تو آخرت کو' آخر انہوں نے آپ کے بعد کسی سے نکاح نہ کرنے کو ترجیح دی پھر فرمایا اے نبی کی عورتو! اگر تم میں سے کوئی کھلی بے حیائی (زنا) کا ارتکاب کرے گی تو اس کے لیے (آخرت میں) دگنا عذاب ہے اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے اور اگر تم میں سے کوئی اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل کرے گی تو ہم اسے (آخرت میں) دہرا اجر دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت والی روزی تیار کر رکھی ہے اے نبی کی عورتو! تم کسی دوسری عورت کی طرح نہیں اگر تم اللہ سے ڈرو تو نرمی سے بات نہ کرنا کہ اسے (فجور) کا لالچ ہو جس کے دل میں روگ ہے اور معروف بات کہنا اور اپنے گھروں میں چمٹی رہنا اور جاہلیت اولیٰ کی زینت کی طرح زینت کر کے نہ نکلنا یعنی نہ اپنے گھروں سے نکلنا اور نہ زینت کرنا' یعنی بلا چادر اوڑھے نہ نکلنا جیسے جاہلیت میں عورتیں نکلا کرتی تھیں۔ ابوسعید نے کہا یہ حدیث اپنی اصلی حالت پر ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابراہیم بن سعد از صالح بن کیسان از زہری از عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب از محمد بن سعد بن ابی وقاص: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حال میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی اجازت مانگی کہ قریش کی عورتیں آپ سے بلند آواز سے باتیں کر رہی تھیں اور آپ سے کپڑے مانگ رہی تھیں پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو وہ فوراً چھپ گئیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر اس حال میں آئے کہ سرور عالم ہنس رہے تھے' بولے: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا ہوا ہی رکھے فرمایا: میں ان عورتوں پر ہنس رہا ہوں جو میرے پاس تھیں پھر جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو فوراً پردے میں چلی گئیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اپنے نفسوں کی دشمن عورتو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں؟ اندر سے آواز آئی کہ تم سنگدل اور بدخلق ہو رسول اللہ ﷺ ایسے نہیں ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کبھی کسی گلی میں شیطان تمہارے سامنے آجاتا ہے تو کترا کر دوسری گلی سے گزر جاتا ہے۔

باخبار محمد بن عمرو بحدیث ابوبکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے: آپ کے پاس امہات المومنین تھیں اور آپ سے کپڑے مانگ رہی تھیں' اسی حال میں آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے (آگے حسب سابق حدیث ہے)۔

سرورِ عالم ﷺ پر چڑھائی کرنے والی دو امہات المومنین کون کون تھیں؟ اور آپ کا ازواج مطہرات کو اختیار دینا

باخبار محمد بن عمر بتحدیث معمر بن راشد از زہری از عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ثور از ابن عباس: مجھے برابر یہی شوق رہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو ازواج مطہرات کے بارے میں پوچھوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرلو تو تمہارے دل جھک گئے ہیں اور اگر آپ پر چڑھائی کرو تو اللہ جبریئل اور صلحاء آپ کے مددگار ہیں' حتیٰ کہ آپ نے ایک بار حج کیا میں بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ تھا آپ (قضائے حاجت کے لیے) راہ سے ہٹ گئے' میں بھی پانی لے کر آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو میں نے پانی ڈال کر وضو کرایا پھر میں نے کہا: امیر المومنین! وہ دو ازواج مطہرات کون ہیں؟ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ﴿ان تتوبا الی اللّٰہ فقد صغت قلوبکما﴾ فرمایا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن عباس! حیرت ہے کہ تمہارا ذہن ان تک نہیں پہنچا' وہ دونوں عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں پھر آپ حدیث بیان فرمانے لگے اور فرمایا: میں اور میرا انصاری پڑوسی بنوامیہ بن زید میں رہا کرتے تھے اور ہم باری باری سرکار رسالت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے' ایک دن وہ حاضر ہوا کرتے تھے اور ایک دن میں اگر میں آتا تو اس دن کی وحی وغیرہ کی تمام خبریں انہیں بتا دیا کرتا تھا اور جب وہ آتے تو وہ بھی مجھے بتا دیا کرتے تھے ہم قرشی عورتوں پر حاوی تھے لیکن انصار میں آنے کے بعد معلوم ہوا کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں ہماری خواتین بھی انصاریہ خواتین کی ریس کرنے لگیں اور ان کے رنگ میں رنگ گئیں' ایک دن میں اپنی بیوی پر چیخا اس نے بھی چیخ کر مجھے جواب دیا۔ مجھے اس کا جواب دینا ناگوار گزرا اور میں نے اسے کہا سنا' بولی تم کو میرا جواب کیوں ناگوار گزرتا ہے؟ اللہ کی قسم امہات المومنین بھی نبی ﷺ کو جواب دیتی ہیں اور بعض بیوی تو آپ سے پورے دن بات نہیں کرتی۔ اس بات نے مجھے پریشان کر دیا اور میں نے کہا اس کی حرماں نصیبی اور گھاٹے میں کیا شبہ ہے جو آپ کے ساتھ ایسا کرتی ہے پھر میں کپڑے پہن کر باہر نکلا اور سیدھا حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور بولا: حفصہ! کیا تم میں سے کوئی رسول اللہ ﷺ سے دن بھر ناراض رہتی ہے؟ بولیں: ہاں' میں نے کہا: پھر تو وہ بدنصیب ہے' کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ رسول کے ناراض ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے اور وہ تم کو ہلاک کر دے' رسول اللہ ﷺ سے زیادہ نہ مانگا کرو' نہ انہیں الٹ کر جواب دیا کرو اور نہ انہیں چھوڑا کرو تم اپنی ضرورتیں مجھ سے طلب کر لیا کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ریس کر کے دھوکا نہ کھانا وہ تم سے زیادہ خوبصورت ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو بہت ہی محبوب ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم میں آپس میں چرچا تھا کہ شاہ غسان ہم سے لڑنے کے

لیے گھوڑوں کے نعل جڑوا رہا ہے۔ فرماتے ہیں: میرا انصاری ساتھی اپنی باری کے دن عشاء کے وقت واپس آتا ہے اور میرا دروازہ زور سے کھٹکتا ہے اور کہتا ہے: کیا وہ سو رہے ہیں؟ میں گھبرا کر اس کے پاس باہر آتا ہوں۔ وہ کہتا ہے آج ایک بڑا واقعہ پیش آیا ہے' فرماتے ہیں' میں کہتا ہوں: کیا واقعہ پیش آ گیا؟ کیا شاہ غسان آ گیا؟ کہتا ہے: نہیں' بلکہ اس سے بھی اہم اور طویل واقعہ ہے' رسول اللہ ﷺ نے امہات المومنین کو طلاق دے دی۔ میں کہتا ہوں: حفصہ محروم ہو گئی اور گھاٹے میں پڑ گئی مجھے تو پہلے ہی سے خیال تھا کہ ایسا عنقریب ہونے والا ہے پھر میں کپڑے پہنتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھتا ہوں آپ نماز سے فارغ ہو کر اپنے بالا خانہ میں تشریف لے جاتے ہیں اور اس میں گوشہ نشین ہو جاتے ہیں' فرماتے ہیں: پھر میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتا ہوں اور انہیں روتی ہوئی پاتا ہوں' پوچھتا ہوں' کیوں رو رہی ہو؟ کیا میں نے تم کو یہ بات پہلے ہی نہیں بتا دی تھی؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ فرماتی ہیں: مجھے معلوم نہیں' آپ اس بالا خانہ میں گوشہ نشین ہیں فرماتے ہیں: پھر میں وہاں سے اٹھ کر مسجد نبوی میں منبر کے پاس آتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے بعض حضرات رو رہے ہیں۔ فرماتے ہیں: میں بھی ان کے پاس بیٹھ جاتا ہوں پھر بے قراری مجھ پر غالب آتی ہے اور میں اٹھ کر اس بالا خانہ کے پاس پہنچتا ہوں جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور حبشی غلام سے کہتا ہوں: عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت لے آ' فرماتے ہیں: غلام اندر جا کر آپ سے بات کرتا ہے پھر میرے پاس آ کر کہتا ہے: میں نے آپ کے سامنے آپ کا ذکر کر دیا ہے لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا: فرماتے ہیں پھر میں وہاں سے لوٹ آتا ہوں اور انہیں حضرات کے پاس آ کر بیٹھ جاتا ہوں جو منبر کے پاس بیٹھے ہوتے ہیں' فرماتے ہیں: پھر مجھ پر بے کلی غالب آتی ہے اور بالا خانہ کے پاس جا کر غلام سے کہتا ہوں کہ عمرؓ کے لیے اجازت لے آ' غلام اندر جا کر واپس آتا ہے اور کہتا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کا ذکر کیا مگر آپ خاموش رہے۔ فرماتے ہیں: پھر میں منبر کے پاس جا کر بیٹھ جاتا ہوں' پھر بے چینی مجھ پر غالب آتی ہے اور میں بالا خانہ کے پاس جا کر غلام سے کہتا ہوں کہ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت لے آ' غلام اندر جا کر واپس آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کا ذکر کیا مگر آپ خاموش رہے پھر جب میں پیٹھ موڑ کر واپس جانے لگتا ہوں تو اچانک غلام مجھے آواز دے کر کہتا ہے: آپ کو رسول اللہ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت دے دی ہے آخر کار میں حاضر خدمت نبوی ہوتا ہوں دیکھتا ہوں آپ ایک ننگی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور اس پر بستر وغیرہ بچھا ہوا نہیں' بوریے کے نشانات آپ کی کروٹ میں نمایاں ہوئے ہیں۔ پھر میں آپ کو کھڑے کھڑے سلام کر کے عرض کرتا ہوں: یا رسول اللہ! کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی؟ آپ نگاہ اٹھا کر مجھے دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں: نہیں۔ میری زبان سے اللہ اکبر نکل جاتا ہے پھر میں آپ کا غم غلط کرنے کے لیے کھڑے کھڑے عرض کرتا ہوں: ہم قریشی عورتوں پر غالب تھے لیکن ہم مدینہ میں ایسے لوگوں کے پاس آئے جن کی عورتیں ان پر حاوی ہیں کاش آپ دیکھتے کہ ایک دن میں اپنی بیوی سے ناراض ہوتا ہوں پھر وہ مجھے الٹ کر جواب دیتی ہے میں اسے جواب پر ٹوکتا ہوں تو کہتی ہے: کیا تمہیں میرا جواب دینا ناگوار گزرتا ہے امہات المومنین رسول اللہ ﷺ کو جواب دیتی ہیں اور آپ سے بولنا ترک کر دیتی ہیں اور بعض تو آپ سے دن بھر ناراض رہتی ہیں اور بات نہیں کرتیں' میں کہتا ہوں' حفصہ رضی اللہ عنہا محروم ہو گئی اور گھاٹے میں پڑ گئی' کیا کوئی بیوی اس بات سے بے خوف ہے کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کے ناراض ہونے کی وجہ سے اللہ

ناراض ہو جائے پھر تو وہ ہلاک ہو جائے گی (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگتے ہیں' پھر میں عرض کرتا ہوں: یارسول اللہ! کاش آپ مجھے اس وقت دیکھتے جب میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر ان سے کہتا ہوں: تم عائشہ رضی اللہ عنہا کی ریس نہ کرنا اور دھوکا نہ کھا جانا وہ تو تم سے زیادہ خوبصورت ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ محبوب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ دوسری بار مسکرا دیتے ہیں' فرماتے ہیں جب میں آپ کو مسکراتا ہوا دیکھتا ہوں تو میں بیٹھ جاتا ہوں اور آپ کے کمرے میں چاروں طرف غور سے دیکھتا ہوں اللہ کی قسم میں اس میں کوئی خوشنما چیز نہیں پاتا البتہ تین کھالیں ضرور دیکھتا ہوں: عرض کرتا ہوں: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ وہ آپ کی امت کو وسعت وفراخی عطا فرمائے' پارسیوں اور رومیوں پر دولت کی ریل پیل ہے اور انہیں دنیا ملی ہوئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے' فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ٹیک لگائے بیٹھے تھے میری یہ بات سن کر آپ سیدھے ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے ابن خطاب! کیا آپ شک میں ہیں؟ (کہ اللہ مسلمانوں کو نہیں دے گا) انہیں دنیوی زندگی ہی میں نعمتیں دے کر جلدی کی گئی' فرماتے ہیں: میں عرض کرتا ہوں یارسول اللہ ﷺ میرے لیے دعائے مغفرت فرما دیجئے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اس بات کی وجہ سے جسے حفصہ نے عائشہ پر کھول دی ناراض ہو کر ۲۹ دن علیحدہ رہے اور آپ نے عورتوں سے سخت ناراض ہو کر ایک ماہ تک علیحدہ رہنے کا عزم فرمایا تھا حتیٰ کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے عتاب فرمایا۔ پھر جب ۲۹ دن گزر جاتے ہیں تو آپ سب سے پہلے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے ہیں' عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں: یارسول اللہ! کیا آپ نے ہمارے پاس ایک ماہ تک نہ آنے کی قسم نہیں کھائی تھی؟ مگر آپ صرف ۲۹ دن میں تشریف لے آئے میں تو آپ کے لیے ایک ایک دن گن رہی تھی۔ فرمایا: مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے اور یہ مہینہ ۲۹ دن ہی کا تھا۔ صدیقہ فرماتی ہیں: پھر اللہ تعالیٰ نے اختیار والی آیت اتار دی۔ آپ نے سب سے پہلے مجھ سے ابتداء کی اور فرمایا: میں تمہارے سامنے ایک بات کا ذکر کرتا ہوں اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم جواب میں جلدی نہ کرو جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کرلو۔ فرماتی ہیں: مجھے یقین تھا کہ میرے والدین آپ سے علیحدہ ہونے کا مجھے حکم کرنے والے نہیں' حق تعالیٰ فرماتا ہے: اے نبی آپ اپنی بیویوں سے فرما دیں کہ اگر تم دنیوی زندگی کو اور اس کی زینت کو چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں متعہ دے کر خوبصورتی سے چھوڑ دوں گا اور اگر تم اللہ کو' اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے اچھے عمل والیوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ میں نے آپ سے عرض کیا: کیا میں اس بات میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں تو اللہ کو اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں' پھر آپ نے اپنی تمام عورتوں کو اختیار دیا اور سب نے وہی جواب دیا جو صدیقہ نے دیا تھا۔

باخبار محمد بن عمر' از معمر از زہری از ہند بنت حارث از ام سلمہ: جب رسول اللہ ﷺ اپنی عورتوں سے علیحدہ ہو کر بالا خانہ میں گوشہ نشین ہو گئے تو میں رونے لگی' میرے پاس آنے والے آ آ کر پوچھتے تھے: کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ نے طلاق دے دی؟ میں کہتی تھی: اللہ کی قسم مجھے کچھ معلوم نہیں حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر آپ سے پوچھا: کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر آپ سے پوچھا: کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے تکبیر کہی جسے ہم نے اپنے

اپنے گھروں میں سن لیا اور ہمیں معلوم ہوگیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے سوال کرنے پر آپ نے نفی میں جواب دیا ہے اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوش ہوکر تکبیر کہی ہے حتیٰ کہ بعد میں ہمارے پاس بھی خبر آ گئی کہ آپ نے ہمیں طلاق نہیں دی۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث خلف بن خلیفہ از ابو ہاشم رمانی از سعید بن جبیر (وصالح المومنین کی تفسیر میں) اس سے حضرت عمر مراد ہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث سلیمان بن بلال وسفیان از یحییٰ بن سعید از عبید بن حنین از ابن عباس: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان دو عورتوں کے بارے میں پوچھا جنہوں نے چڑھائی کی تھی' فرمایا: وہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عمر بن عقبہ از شعبہ بسماع ابن عباس: حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر سے باہر آئیں: صدیقہ کا دن تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی سے ہمبستری کی اس کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔ حفصہ بولیں: دیکھئے: آپ نے جو کچھ کیا ہے میں نے دیکھ لیا ہے۔ آپ نے ان سے کہا: اچھا تو یہ راز چھپالو اور وہ (لونڈی) مجھ پر حرام ہے لیکن حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر آپ کا یہ راز افشا کر دیا اور یہ بھی انہیں مژدہ سنا دیا کہ آپ نے قبطیہ کو اپنے اوپر حرام فرمالیا ہے صدیقہ نے آپ سے شکایت کی کہ میرے دن قبطیہ سے خلوت کی جاتی ہے اور باقی تمام عورتوں کو ان کے دن دے دیئے جاتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿واذ اسر النبی الی بعض ازواجه حدیثا الخ﴾ یعنی جب نبی نے اپنی بعض بیوی سے راز کی ایک بات کہی پھر جب اس بات کی اس نے خبر کر دی اور اللہ نے نبی پر اس کو ظاہر کر دیا تو نبی نے اس میں سے کچھ جتلا دی اور کچھ ٹال دی پھر جب آپ نے اسے اس کی خبر دی تو بولی: آپ کو یہ بات کس نے بتائی فرمایا: یہ بات مجھے جاننے والے اور خبردار نے بتائی۔ پھر آپ نے اپنی بیویوں کو ۲۹ دن چھوڑے رکھا اس پر ﴿یایها النبی لم تحرم الخ﴾ اتری' پھر اللہ کے حکم سے آپ نے قسم کا کفارہ دیا اور بیویوں کے پاس آ گئے۔

باخبار محمد بن عمر بخبر مالک بن انس از زید بن اسلم: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ابراہیم کو حرام فرمالیا اور فرمایا: وہ مجھ پر حرام ہیں اور یہ بھی فرمایا: اللہ کی قسم میں اس کے قریب نہ جاؤں گا' پھر یہ آیت اتری: ﴿قد فرض الله لكم تحلة ایمانکم﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں سے حلال ہونا فرض کیا ہے۔ محمد بن عمر کہتے ہیں: مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لونڈیوں میں حرام حلال ہے جب کوئی اپنی لونڈی سے کہے: تو مجھ پر حرام ہے' تو یہ کچھ نہیں اور اگر یہ کہے اللہ کی قسم میں تیرے قریب نہیں آؤں گا تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابو حاتم از جویبر از ضحاک: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی اپنے اوپر حرام کر لی پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا آپ پر انکار کیا اور آپ کی تردید کی اور آپ کو قسم کا کفارہ دینا پڑا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث معمر از قتادہ: آپ نے لونڈی حرام کر لی پھر وہ حرمت قسم میں تبدیل ہوگئی۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث ثوری از داؤد بن ابی ہند از شعبی از مسروق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی سے ایلاء کیا اور اسے اپنے اوپر حرام کر لیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿قد فرض الله لكم تحلة ایمانکم﴾ اور یہ بھی ﴿یایها النبی لم تحرم ما احل الله الخ﴾ لہٰذا یہاں حرام حلال ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث موسیٰ بن یعقوب از ابو الحویرث از محمد بن جبیر بن مطعم: حفصہ اپنے گھر سے چلی جاتی ہیں پھر رسول

اللہ ﷺ اپنی لونڈی کو بلا بھیجتے ہیں چنانچہ وہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر آ جاتی ہیں پھر اس حال میں حفصہ رضی اللہ عنہا آ جاتی ہیں کہ ان کے گھر میں آپ کے ساتھ آپ کی لونڈی ہوتی ہے' کہتی ہیں: یارسول اللہ! میرے گھر میں' میرے دن میں اور میرے بستر پر؟ یعنی آپ نے اس لونڈی سے ہمبستری کی' آپ فرماتے ہیں: خاموش ہو جاؤ اللہ گواہ ہے اب کبھی میں اس کے پاس نہیں جاؤں گا یہ بات کسی سے نہ کہنا لیکن حفصہ رضی اللہ عنہا عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر کر دیتی ہیں اس پر ﴿یٰایھا النبی لم تحرم الخ﴾ اتر آتی ہے اس لیے یہ حرام ہلال ہے پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قد فرض اللّٰہ لکم تحلۃ ایمانکم﴾ یعنی اللہ نے تمہارے لیے قسموں سے حلال ہونا فرض کر دیا ہے چنانچہ ایلاء کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قسم کا کفارہ ادا کیا پھر فرمایا اور جب نبی نے اپنی کسی بیوی (حفصہ رضی اللہ عنہا) سے راز کی ایک بات کہی' پھر جب اس نے اس بات کی (صدیقہ رضی اللہ عنہا کو) خبر کر دی اور اس کو اللہ نے آپ پر ظاہر فرما دیا تو آپ نے اس میں سے کچھ جتا دیا اور بعض سے اعراض کیا پھر جب آپ نے اس بات کی انہیں (حفصہ رضی اللہ عنہا) کو خبر دی تو انہوں نے (حفصہ رضی اللہ عنہا نے) کہا: اس کی آپ کو کس نے خبر کی؟ فرمایا: اس کی مجھے جاننے والے اور خبردار نے خبر کی اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرو تو تم دونوں کے (عائشہ اور حفصہؓ کے) دل مائل ہو گئے ہیں اور اگر تم دونوں (عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما) آپ پر چڑھائی کرو تو اللہ آپ کا مددگار ہے (آخر آیت تک) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ایک ماہ تک تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن موسیٰ از مصعب بن عبداللہ از ام سلمہ: ہم مثل۔ باخبار محمد بن عمر' بتحدیث مخرمہ بن بکیر از بکیر' بتحدیث عروہ بن زبیر: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کے پاس باتیں کرنے کے لیے چلی گئیں' رسول اللہ ﷺ نے ماریہ کو بلا بھیجا اور آپ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اس کے ساتھ رہے اور اس سے ہم بستری کی اتنے میں حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کے پاس سے آ گئیں اور آپ نے دونوں کو دیکھ لیا اور سخت غیرت میں آئیں پھر آپ نے اپنی لونڈی کو روانہ فرما دیا پھر حفصہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں آ کر کہا: آپ کے پاس والی شے میں نے دیکھ لی جس سے اللہ کی قسم مجھے سخت صدمہ ہوا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں تم کو راضی کر لوں گا میں تم سے راز کی ایک بات کہتا ہوں اسے چھپانا اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دینا۔ بولیں: وہ کیا بات ہے؟ فرمایا: میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میری لونڈی مجھ پر حرام ہے اس سے آپ کا مقصد حفصہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرنا تھا' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے امہات المومنین پر چڑھائی کی تھی (فرماتے ہیں) حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا سے جا کہی اور ان سے یہ بھی کہا: خوش ہو جاؤ' اللہ نے اپنے رسول پر آپ کی لونڈی حرام فرما دی۔ پھر جب حفصہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشا کر دیا تو حق تعالیٰ نے ﴿یٰایھا النبی لم تحرم ما احل اللّٰہ لک الخ﴾ اتاری۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث سوید از اسحٰق بن عبداللہ از قاسم بن محمد: رسول اللہ ﷺ نے اپنی لونڈی ماریہ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں خلوت کی پھر جب آپ باہر تشریف لائے تو حفصہ رضی اللہ عنہا گھر کے دروازے پر بیٹھی ہوئی تھیں' بولیں: یارسول اللہ میرے گھر میں اور میرے دن (آپ نے جاریہ سے خلوت کی' فرمایا: وہ مجھ پر حرام ہے' میری طرف سے یہ بات چھپا لو اور رک جاؤ' بولیں: میں تو جب رکوں گی جب آپ قسم کھا لیں گے فرمایا: اللہ کی قسم میں کبھی اسے نہ چھوؤں گا' قاسم کی رائے تھی کہ آپ کا یہ قول کہ وہ مجھ پر حرام ہے۔ کچھ نہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابومعشر' بحدیث حارثہ بن ابی الرجال: میں معہ قاسم بن محمد کے عمرہ بنت عبدالرحمٰن کے پاس جاتا ہوں' قاسم کہتے ہیں: اے ام محمد! نبی ﷺ نے کس وجہ سے امہات المومنین کو چھوڑا تھا؟ عمرہ عرض کرتی ہیں کہ مجھے صدیقہ نے بتایا کہ میرے گھر میں رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ بھیجا گیا پھر آپ نے حصہ' رسد ہر عورت کو اس میں سے بھیج دیا اور زینب بنت جحش کو بھی بھیجا لیکن وہ اس سے راضی نہیں ہوئیں پھر آپ نے کچھ اضافہ کر کے دوسری بار بھیجا اس دفعہ بھی انہوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ صدیقہ بولیں: زینب رضی اللہ عنہا نے آپ کا ہدیہ لوٹا کر آپ کو ذلیل کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زینب مجھے کیا ذلیل کریں گی تم خود اللہ کے پاس ذلیل ہو جاؤ گی' میں ایک مہینہ تک تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔ فرماتی ہیں: پھر آپ بالا خانہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک انصاری سے بھائی چارہ تھا وہ آپ کو اپنے دن کی سنی ہوئی خبریں سنا دیا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں اپنے دن کی خبریں سنا دیا کرتے تھے۔ انصاری کی باری کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے ملاقات کی اور پوچھا کوئی خبر ہے؟ انصاری بولا: ہاں ایک بڑی خبر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: شاید حارث بن شمر (شاہ غسان) ہم سے لڑنے کے لیے روانہ ہو گیا ہے' انصاری بولا: اس سے بھی بڑی خبر ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا خبر ہے؟ بولا: میرے خیال میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: حفصہ رضی اللہ عنہا ذلیل ہو گئیں' میں انہیں منع کیا کرتا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح الٹ کر جواب نہ دیا کرو' فرماتی ہیں: پھر عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے لوگ خاموش تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں آپ رسول اللہ ﷺ کے لکڑی کے زینہ پر چڑھے دیکھا' دروازے پر ایک حبشی غلام ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا السلام علیکم ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ حبشی نے اپنے سے گھر کی طرف اشارہ کیا کیا میں انہیں آنے دوں؟ پھر عمر رضی اللہ عنہ کی طرف نہیں کا اشارہ کیا۔ فرماتی ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھوڑی سی دیر تو ٹھہرے رہے پھر آپ کو قرار نہیں آیا اور پھر زینہ کی دو سیڑھیوں پر چڑھ گئے اور سلام کر کے کہا: کیا میں اندر آ جاؤں؟ حبشی نے گھر میں سر داخل کیا پھر بولا: چلے جائیے' فرماتی ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر چلے گئے دیکھا نبی ﷺ سوئے ہوئے ہیں اور سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ ہے جس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے ہیں اور آپ ننگی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چٹائی کے نشانات آپ کی کروٹ پر پڑ گئے ہیں۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حال دیکھا تو آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں' پوچھا: عمر! کیوں روتے ہو؟ بولے: یا رسول اللہ! کسریٰ اور قیصر جو اللہ کے دشمن ہیں ریشم کے بستر بچھاتے ہیں اور آپ اللہ کے نبی اور اس کے برگزیدہ بندے ہیں اور آپ کے لیے صرف ایک بوریا اور چمڑے کا ایک تکیہ ہے جس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے ہیں اور سرہانے کھال ہے جس میں ہوا ہے۔ فرمایا: ان لوگوں کو دنیا ہی میں نعمتیں دی گئی ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے؟ فرمایا نہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے زور سے تکبیر کہی جسے مسجد والوں نے سنا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی محبوبہ صدیقہ کا حسن تمہیں دھوکا میں نہ ڈالے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ریس کر کے رسول اللہ ﷺ کو الٹ کر جواب دو پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صدیقہ کے حسن کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اگر آپ کو حفصہ رضی اللہ عنہا کی کوئی بات ناگوار گزرتی ہے تو آپ شوق سے انہیں طلاق دے دیں اللہ کی قسم آپ مجھے میرے مال اور اہل وعیال سے زیادہ پیارے ہیں' فرمایا: عمر! بندہ کبھی مومن

نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ سمجھے‘ بولے: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ پھر جب ۲۹ دن گزر گئے تو رسول اللہ ﷺ بالا خانے سے اتر آئے فرماتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں‘ میں نے معمولی سمجھ کر ایک بات کہی تھی جس سے آپ ناراض ہو گئے کیا آپ نے ایک ماہ کی تعین نہیں فرمائی تھی؟ فرمایا: عائشہ مہینہ اس طرح‘ اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے اور تیسری بار آپ نے ایک ہاتھ کا انگوٹھا موڑ لیا یعنی تین بار دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور تیسری بار ایک انگوٹھا موڑ لیا (۲۹ دن بتائے)۔

باخبار محمد بن عمر و بحدیث عبداللہ بن جعفر از ابن ابی عون از ابن مناح از عائشہ: یہ حدیث‘ حدیث عمرہ از عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہم معنی ہے مگر اس میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انصاری نے ملاقات کی تو آپ نے فرمایا: حفصہ رضی اللہ عنہا پر اللہ رحم فرمائے پھر حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر ان سے کہا: شاید تم عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح رسول اللہ ﷺ کو الٹ کر جواب دیتی ہو دیکھو تم عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح نصیبہ والی نہیں اور زینب رضی اللہ عنہ کی طرح حسین نہیں پھر آپ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر ان سے کہا: ام سلمہ! تم رسول اللہ ﷺ سے بات کرتی ہو اور انہیں الٹ کر جواب دیتی ہو؟ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کے اور آپ کی عورتوں کے معاملات میں دخل دیتے ہو‘ ہاں ہاں اللہ کی قسم ہم آپ سے گفتگو کرتی ہیں اگر آپ یہ برقرار رکھیں تو آپ اس کے تمہاری نسبت زیادہ حق دار ہیں اور اگر منع فرمائیں تو تم سے زیادہ لائق اطاعت ہیں‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے امہات المومنین سے جو کچھ کہا اس پر مجھے نادم ہونا پڑا۔

باخبار محمد بن عمر‘ بتحدیث مالک و عبدالرحمٰن پسران ابوالرجال از ابوالرجال از عمرہ از عائشہؓ: رسول اللہ ﷺ کے پاس ہدیہ میں گوشت آیا‘ آپ نے فرمایا: اس میں سے زینب بنت جحش کے پاس بھیج دو چنانچہ میں نے اسے ہدیہ کے طور پر ان کے پاس بھیج دیا لیکن انہوں نے الٹے ہاتھوں لوٹا دیا‘ آپ نے فرمایا: تمہیں اللہ کی قسم ذرا اور زیادہ کر کے بھیجو فرماتی ہیں میں نے اس میں اضافہ کر کے بھیجا اس دفعہ بھی انہوں نے لوٹا دیا پھر میں نے اور اضافہ کر کے بھیجا لیکن تیسری بار بھی انہوں نے لوٹا دیا میں نے کہا: دیکھو زینب نے آپ کی عزت نہیں کی‘ فرمایا: مجھے ذلیل کیا کرو گی اللہ کی نگاہ میں خود ذلیل ہو جاؤ گی میں تمہارے پاس ۲۹ دن تک نہیں آؤں گا۔ فرمایا ہمارا مہینہ اس طرح ہے آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے تین بار اشارہ کیا اور تیسری بار ایک انگلی موڑ لی یعنی مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔

باخبار محمد بن عمر‘ بحدیث محمد بن عبداللہ از زہری از عروہ از عائشہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک جانور ذبح کیا اور مجھے امہات المومنین میں گوشت بانٹنے کا حکم دیا میں نے گوشت بانٹ دیا آپ نے زینب کو ان کا حصہ بھیج دیا لیکن زینب رضی اللہ عنہا نے اسے لوٹا دیا آپ نے فرمایا بڑھا کر بھیج دو غرض کہ تین دفعہ بڑھا کر بھیجا گیا مگر زینب نے ہر بار لوٹا دیا میں نے آپ سے کہا: زینب رضی اللہ عنہا نے آپ کا ہدیہ لوٹا کر آپ کی عزت نہیں کی فرمایا: تم اللہ کے نزدیک حقیر ہو جاؤ گی مجھے کیا حقیر سمجھو گی‘ اللہ کی قسم میں تمہارے پاس ایک ماہ تک نہیں آؤں گا پھر آپ بالا خانہ میں گوشہ نشین ہو گئے‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اوس بن خولی انصاری کے بھائی تھے آپ جو بات سنتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کر دیا کرتے تھے اس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے ملاقات کی اور کہا: کوئی خبر ہے؟ اوس بولے: ہاں بڑی خبر

ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ: شاید حارث بن ابی شمر ہم سے لڑنے کے لیے چل پڑا ہے کیونکہ ہمیں خبر ملی تھی کہ وہ اس مقصد کے لیے گھوڑوں کے نعل جڑوا رہا ہے اوس بولے: اس سے بھی بڑی خبر ہے' عمرؓ: کیا خبر ہے؟ اوس: غالباً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے' عمرؓ: حفصہ رضی اللہ عنہا پر اللہ رحم فرمائے' میں نے تو انہیں پہلے ہی روکا تھا کہ عائشہ کی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو الٹ جواب نہ دینا' پھر عمر رضی اللہ عنہ' حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر: شاید تم عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الٹ کر جواب دیتی ہو' دیکھو تمہارا عائشہ رضی اللہ عنہا جیسا نصیبہ نہیں اور زینب جیسا حسن نہیں' پھر عمر رضی اللہ عنہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر: آگے عبداللہ بن جعفر از ابن ابی عون از ابن مناح کی حدیث کی طرح حدیث ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث محمد بن عبداللہ از زہری از عبیداللہ بن عتبہ از ابن عباس: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک بالا خانہ میں علیحدہ ہو گئے جب حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر آپ کا راز افشا کر دیا آپ نے ناراض ہو کر فرمایا: میں ایک ماہ تک تمہارے پاس نہیں آؤں گا پھر جب ۲۹ دن گزر گئے تو آپ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: یہ مہینہ ۲۹ دن کا ہے' واقعی وہ مہینہ ۲۹ دن ہی کا تھا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن سلیمان از عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کو اختیار دیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابتداء کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا میری امداد کرو۔ عائشہؓ: نہیں اللہ کی قسم! آپ کی مجھ پر کوئی اعانت نہیں کرے گا' آپ مجھے بتائیں تو سہی وہ بات کیا ہے؟ فرمایا: اللہ نے تمہیں اختیار دیا ہے' بولیں: میں نے اللہ کو اور اس کے رسول کو اختیار کر لیا' بولیں یہ بات آپ کے پاس امانت ہے اس کی کسی بیوی کو خبر نہ کرنا۔ فرمایا: مجھے لوگوں کو دکھ دینے کے لیے نہیں بھیجا گیا مجھے خوش خبری سنانے والا بنا کر بھیجا گیا ہے اگر وہ مجھ سے پوچھیں گی تو میں انہیں بتا دوں گا۔ پھر آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو اختیار دیا آپ نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا پھر تمام عورتوں کو خبر دی اور سب نے آپ ہی کو قبول کیا اور بیک زبان کہا کہ ہم اللہ کو اور اس کے رسول کو چاہتے ہیں البتہ عامریہ نے اپنی قوم کو اختیار کیا بعد میں یہ کہا کرتی تھیں: میں بدنصیب ہوں۔ یہ اونٹ کی مینگنیاں چن چن کر بیچا کرتی تھی اور ازواج مطہرات کے پاس جا کر ان سے مانگا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ میں بدنصیب ہوں۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث عبداللہ بن جعفر از ابن ابی عون از ابن مناح: تمام امہات المومنین نے بجز عامریہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا' عامریہ نے اپنی قوم کو پسند کیا پھر اس کی عقل جاتی رہی حتیٰ کہ فوت ہو گئی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث محمد بن عبداللہ از زہری از عروہ از عائشہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کو اختیار دیا انہوں نے آپ ہی کو چنا لیکن یہ اختیار طلاق شمار نہیں کیا گیا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابن ابی الزناد از عبدالرحمٰن بن حارث از قاسم از عائشہؓ: ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا پھر یہ اختیار طلاق نہیں شمار کیا گیا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث منصور بن ابی الاسود از زیاد بن ابی زیاد از ابوجعفر: ازواج مطہرات نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

عورتیں ہم سے زیادہ مہروں والی نہ ہوں گی۔ پھر اللہ کو اپنے نبی کے لیے غیرت آئی اور اللہ نے آپ کو ان سے علیحدہ ہو جانے کا حکم فرما دیا لہٰذا آپ ان سے ۲۹ دن علیحدہ رہے پھر آپ کو حکم کیا گیا کہ آپ انہیں اختیار دے دیں لہٰذا آپ نے انہیں اختیار دیا لیکن اسے طلاق نہیں شمار کیا۔

رحمتِ عالم ﷺ کی قوتِ باہ:

باخبار محمد بن عمر' بحدیث موسیٰ بن محمد بن ابراہیم از محمد بن ابراہیم: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ہمبستری میں سب سے کمزور تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایک ہانڈی اتاری جس میں گوشت تھا اب جب بھی میں چاہتا ہوں اسے پالیتا ہوں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث اسامہ بن زید لیثی از صفوان بن سلیم: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام ایک ہانڈی لے کر آئے میں نے اس میں کھایا اور مجھے چالیس آدمیوں کی برابر قوت باہ عطا کر دی گئی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث محمد بن عبداللہ از زہری از نبی ﷺ: میں نے دیکھا گویا میرے پاس ایک ہانڈی لائی گئی ہے پھر میں نے اس میں سے خوب پیٹ بھر کر کھایا اب جب بھی میں ہمبستری چاہتا ہوں کر لیتا ہوں یہ حال جب سے ہے جب سے میں نے اس ہانڈی میں سے کھایا ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث معاویہ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی رافع از عبداللہ اپنی دادی سلمیٰ' رسول اللہ ﷺ کی آزاد کردہ لونڈی سے: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نو عورتوں سے ہمبستری فرمائی جن کو چھوڑ کر آپ کی وفات ہوئی جب آپ اپنی ایک بیوی سے فارغ ہو کر باہر آتے تو سلمیٰ سے کہتے: مجھ پر غسل کے لیے پانی ڈال پھر آپ دوسری کے پاس جانے سے پہلے غسل کر لیتے تھے میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ کیا آپ کو ایک غسل کافی نہیں؟ فرمایا اس طرح غسل مزید طہارت و پاکی کا موجب ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث معمر از قتادہ از انس: میں رسول اللہ ﷺ پر پانی ڈالا کرتا تھا جب آپ تمام عورتوں سے فارغ ہو کر غسل کیا کرتے تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث سالم مولیٰ ثابت از سالم مولیٰ ابو جعفر از ابو جعفر: ہم مثل باخبار محمد بن عمر از معمر از ابن طاؤس از طاؤس: رسول اللہ ﷺ کو چالیس مردوں کے برابر قوتِ باہ عطا کی گئی تھی۔

شرمگاہوں سے پردہ:

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ثوری از منصور از مسلم بن عبداللہ بن یزید از مولیٰ عائشہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کی شرمگاہ کبھی نہیں دیکھی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث افلح بن حمید از قاسم بن محمد از عائشہ: میں اور رسول اللہ ﷺ غسل جنابت ایک ہی برتن سے کیا کرتے تھے۔ باخبار محمد بن عمرو بحدیث ابو حمزہ از عروہ از عائشہ: ہم مثل۔

باخبار محمد بن عمرو بحدیث ابن جریج از عمرو بن دینار از ابو الشعثاء از ابن عباس از میمونہ: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔

باخبار محمد بن عمر: یہی روایت صحیح ہے پھر جب یہ ان صریح و ثابت وجوہ سے ثابت ہے تو شرمگاہ پر نگاہ پڑے بغیر چارہ نہیں لہٰذا اگر نہ دیکھنے سے غور سے دیکھنا مراد ہے تو ٹھیک ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان ایک چیز قصداً دیکھنا نہیں چاہتا لیکن اچانک اس کی نگاہ اس پر پڑ جاتی ہے امام مالک اور ابن ابی ذئب کے نزدیک میاں کو بیوی کی اور بیوی کو میاں کی شرمگاہ دیکھنا مباح ہے سفیان ثوری کہتے ہیں: میرے نزدیک مکروہ اور اگر دیکھ لی جائے تو کوئی گناہ نہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ثوری از عاصم احول از ابو قلابہ از نبی ﷺ: جب تم میں سے کوئی جنسی وظیفہ میں مشغول ہو تو دونوں گدھوں کی طرح ننگے نہ ہوں بلکہ پردہ کر لینا چاہیے۔

بعض علماء کے نزدیک وفات سے قبل نبی ﷺ کے لیے تمام عورتیں حلال کر دی گئی تھیں:

باخبار محمد بن عمر' بحدیث محمد بن موسیٰ از محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نبی ﷺ نے جب تک وفات نہیں پائی جب تک تمام عورتیں آپ کے لیے حلال نہیں کر دی گئیں آپ کے لیے حلال تھا کہ جس قدر عورتوں سے چاہیں نکاح کر لیں فرمایا: ﴿ترجی من تشاء منھن الخ﴾ یعنی آپ عورتوں میں سے جسے چاہیں حبالۂ عقد میں نہ لیں اور جسے چاہیں لے لیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ثوری از عطاء از عائشہ: نبی ﷺ نہیں سدھارے جب تک آپ کے لیے یہ حلال نہیں ہوا کہ آپ محرم خواتین کے علاوہ جس قدر عورتوں سے چاہیں نکاح کر لیں (آگے مذکورہ بالا آیت ہے) باخبار محمد بن عمر' بحدیث بردان بن ابی النضر از عبداللہ بن وہب بن زمعہ از ام سلمہ: ہم مثل۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابن ابی سبرہ و سعید بن محمد از جعفر بن محمد از محمد از عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما: ہم مثل۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث داؤد بن عبدالرحمٰن و سفیان از عمرو بن دینار از عطاء از عائشہ رضی اللہ عنہا: ہم مثل۔ باخبار محمد بن عمر' بتحدیث اسامہ بن زید از زید از عطاء بن یسار: ہم مثل۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبدالعزیز بن محمد از ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: جب ﴿ترجی من تشاء منھن الخ﴾ اتری تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے لیے ان چیزوں میں جلدی کرتا ہے جن کو آپ چاہتے ہیں۔ باخبار محمد بن عمر: یہ وہ مسئلہ ہے جس پر میں نے اپنے شہر والوں کو دیکھا۔

باخبار معلّی بن اسد' بتحدیث وہیب از ابن جریج از عطاء از عبید بن عمیر از عائشہ: رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے جس قدر عورتوں سے چاہیں نکاح کرنا حلال نہیں فرما دیا۔

بعض کے نزدیک امہات المومنین کے لیے نبی ﷺ کی وفات کے بعد کسی سے نکاح کرنا حلال نہیں اور نہ نبی ﷺ کو ان کے بعد حلال رہا تھا:

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث معمر و محمد بن عبداللہ از زہری: رسول اللہ ﷺ سدھار گئے اور ہمارے علم میں آپ نے اور عورتوں سے نکاح نہیں کیا۔ باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن جعفر از ابن ابی عون از عمران بن مناح از ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن

ہشام ﴿لا تحل لك النساء من بعد﴾ یعنی اس کے بعد آپ کے لیے عورتیں حلال نہیں' کی تفسیر میں: رسول اللہ اپنی بیویوں پر روک دیئے گئے اور آپ نے ان کے بعد کسی سے نکاح نہیں کیا اور آپ کی بیویاں آپ پر روک دی گئیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ہشام بن سعد از عبدالکریم بن ابی حفصہ از ابو امامہ بن سہل ہم مثل۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث معمر از حسن: ہم مثل۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابو عمران و سعید بن بشیر از الصباح از مجاہد: ﴿ترجی من تشاء الخ﴾ کی تفسیر میں' حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ جس بیوی سے چاہیں بغیر طلاق کے علیحدہ ہو جائیں اور جسے چاہیں اسے اپنی طرف لوٹا لیں اور اس کے بعد آپ کے لیے عورتیں حلال نہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ اپنی عورتوں پر محبوس کر دیئے گئے اور ان کے بعد آپ نے نکاح نہیں کیا یعنی نہ عیسائی عورت سے نہ یہودی عورت سے' نہ کافر عورت سے اور نہ کسی اور عورت سے اور نہ آپ کے لیے یہ حلال ہے کہ مسلمان عورتوں کو چھوڑ کر ان کے عوض غیر مسلم عورتوں سے شادی کریں۔ محمد بن عمر: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو مجاہد کی یہ تفسیر پسند نہ تھی اور یہ پہلا قول آپ کو پسند تھا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث قیس بن ربیع و شیبان بن عبدالرحمٰن از منصور از ابو رزین: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ کیا پھر جب عورتوں نے آپ کی یہ نیت دیکھی تو آپ کو اپنے نفسوں کی طرف حلال کر دیا کہ آپ جسے جس پر چاہیں ترجیح دیں پھر یہ آیت اتر آئی ﴿انا احللنا لك ازواجك اللاتی سے ترجی من تشاء منهن﴾ تک۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ جس سے چاہیں علیحدہ ہو جائیں چنانچہ آپ زینب' ام حبیبہ' صفیہ' جویریہ' اور میمونہ رضی اللہ عنہن کے پاس نہیں جاتے تھے اور حفصہ' عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہن کے پاس جایا کرتے تھے چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا جس سے چاہیں آپ علیحدہ ہو جائیں اور آپ اپنی مرضی سے جن سے علیحدہ ہو گئے ہیں تو اس سے آپ پر کوئی گناہ نہیں پھر فرمایا اس کے بعد آپ کے لیے عورتیں حلال نہیں یعنی مشرک عورتیں حلال نہیں۔

باخبار محمد بن عبداللہ اسدی' بتحدیث سفیان از منصور از ابو رزین: جب امہات المومنین کو ڈر ہوا کہ نبی ﷺ ان کو چھوڑ دیں گے تو انہوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اپنے نفس و مال میں سے جس قدر چاہیں ہمارے لیے مقرر فرما دیں' پھر آپ نے اللہ کے حکم سے پانچ کے پاس جانا چھوڑ دیا اور چار کو برقرار رکھا۔

باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث ابو عوانہ از مغیرہ از ابو رزین: (وبنات عمك الخ کی تفسیر میں) یعنی اس صفت کے بعد آپ کے لیے عورتیں حلال نہیں۔

باخبار معلّٰی بن اسد از وہیب از داؤد از محمد بن ابی موسیٰ از زیاد انصاری: میں نے ابی بن کعب سے پوچھا: بالفرض اگر آپ کی بیویاں مر جاتیں تو کیا دوسری عورتوں سے نکاح کرنا آپ کے لیے حلال تھا؟ فرمایا: ہاں' اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی ایک قسم آپ کے لیے حلال فرمائی اور آپ کے لیے ایک صفت بیان کی اور فرمایا اس صفت کے بعد آپ کے لیے عورتیں حلال نہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث معقل بن عبیداللہ از خصیف از مجاہد: (لا تحل لك النساء الخ کی تفسیر میں) یعنی ان بیان کردہ

اصناف کے بعد یعنی چچازاد بہنوں' پھوپھی زاد بہنوں' ماموں زاد بہنوں' خالہ زاد بہنوں کے بعد جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور اس مومن عورت کے بعد جس نے اپنانفس نبی کے لیے ہبہ کردیا۔لہٰذا اللہ نے ان اصناف سے نکاح کرنا آپ کے لیے حلال فرمادیا۔

باخبار محمد بن عمرو بحدیث یحییٰ بن واضح از عبید بن سلیمان از ضحاک بن مزاحم: ضحاک بھی اسی کے ہم مثل تفسیر فرمایا کرتے تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبدالحمید بن عمران بن ابی انس از عمران از سلیمان بن یسار: جب رسول اللہ ﷺ نے کندیہ سے نکاح کیا اور عامریات میں پیام بھیجے اور ام شریک غزیہ بنت جابر نے اپنانفس آپ کو ہبہ کردیا تو آپ کی بیویوں نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے ان اجنبی خواتین سے نکاح کرلیا تو آپ کی توجہ ہماری طرف سے ہٹ جائے گی اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ایک آیت اتار کر ازواج مطہرات پر محبوس فرمادیا اور آپ کے لیے چچا' پھوپھی ماموں اور خالہ زاد بہنوں کو جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت بھی کی ہو حلال فرمادیا اور ان کے ماسوا عورتیں علاوہ لونڈیوں کے اور علاوہ اس مومن عورت کے جو اپنے نفس کو آپ کے لیے ہبہ کردے' اور یہ ام شریک تھیں' آپ پر حرام فرمادیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث محمد بن رفاعہ بن ثعلبہ بن ابی مالک از رفاعہ از ثعلبہ: رسول اللہ ﷺ نے بعض عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا پھر عورتوں نے آپ کو اپنے دن معاف فرمادیئے چنانچہ آپ زینب بنت جحش' عائشہ اور ام سلمہ کے پاس آتے تھے اور دیگر عورتوں کے پاس نہیں آتے تھے' ومن ابتغیت ممن عزلت الخ یعنی جو عورتیں چھوڑ دی گئی ہیں آپ ان کے پاس زیادہ نہ جائیں پھر فرمایا: ان نو کے بعد آپ کے لیے مشرک عورتیں حلال نہیں۔

محمد بن عمر: ثعلبہ کا قول ابورزین کے قول سے اچھا ہے کیونکہ ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے کہ نبی ﷺ کے نزدیک عائشہ' ام سلمہ اور زینب رضی اللہ عنہن کو ترجیح حاصل تھی۔

باخبار محمد بن عمر: بحدیث اسحٰق بن محمد بن ابی حرملہ از محمد از عطاء بن یسار: (یانساء النبی من یات سے معروفا تک کی تفسیر میں) یعنی اے نبی کی عورتو! جو تم میں سے کھلی بے حیائی کا ارتکاب کرے اس کے لیے دگنا عذاب ہے (یعنی آخرت میں) اور جو تم میں سے اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور عمل صالح کرتی رہے (یعنی روزے نماز کی پابند رہے) ہم اسے دوہرا اجر دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت والی روزی تیار کر رکھی ہے اے نبی کی عورتو! تم ایک معمولی عورت کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ سے ڈرتی رہو لہٰذا نرم بات نہ کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے اسے لالچ پیدا ہو (یعنی زنا کا) اور معقول بات کہو یعنی بات صاف ہو کہ کسی کو اس سے لالچ نہ پیدا ہو۔

باخبار محمد بن عمر' از محمد بن صالح تمار بسماع عکرمہ: (فیطمع فی قلبہ مرض کی تفسیر میں) یہاں مرض سے زنا مراد ہے۔

باخبار محمد بن عمر' از مسلم بن خالد از ابن ابی نجیح از مجاہد' اور بحدیث قیس از مسلم اعور از مجاہد: ہم مثل۔

باخبار محمد بن عمر از اسامہ بن زید بن اسلم از ابن کعب: (وقلن قولا معروفا کی تفسیر میں) یعنی ایسا کلام ہو جس میں کسی کو لالچ نہ پیدا ہو۔

باخبار محمد بن عمر از اسامہ بن زید از زید: یعنی ایسا کلام جو بظاہر لوگوں میں معروف ہو۔ باخبار محمد بن عمر از اسحٰق بن یحییٰ از مجاہد: عورت گھر سے باہر نکلتی تھی اور مردوں کے دوش بدوش چلتی تھی یہی جاہلیت کی زینت تھی۔ باخبار محمد بن عمر از اسامہ بن زید بن اسلم از ابن کعب: پہلی جاہلیت کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کا درمیانی زمانہ ہے۔

باخبار محمد بن عمر بتحدیث اسماعیل بن یحییٰ از ابن ابی نجیح: (ولا تبرّجن الخ کی تفسیر میں) یعنی اٹھلا اٹھلا کر غرور سے چلنا۔

ان آیتوں کی تفسیر جو ازواج مطہرات کے ذکر میں ہیں:

باخبار محمد بن عمر از مصعب بن ثابت از ابوالاسود از عروہ: لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا. اہل بیت سے امہات المومنین مراد ہیں یعنی اے نبی کی بیویو! اللہ تعالیٰ تم سے پلیدی کو دور کرنا چاہتا ہے اور تمہیں انتہائی پاک وصاف بنانا چاہتا ہے یہ آیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اتری۔

باخبار محمد بن عمر از عبدالسلام بن موسیٰ بن جبیر از موسیٰ بن جبیر از ابوامامہ بن سہل: واذکرن ما یتلی الخ یعنی تمہاری گھروں میں اللہ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتی ہیں انہیں یاد کرلو۔ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے گھروں میں دن کو اور رات کو نوافل پڑھا کرتے تھے۔

باخبار محمد بن عمر از ثوری از ابن ابی نجیح از مجاہد از ام سلمہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں: یارسول اللہ ﷺ عورتیں کیا ذکر کریں؟ اس پر ان المسلمین والمسلمات الخ اتری۔

باخبار محمد بن عمر از ابن ابی سبرہ از صالح بن محمد از ابوامامہ بن سہل از ام سلمہ: رسول اللہ ﷺ اپنی تمام بیویوں کے گھروں میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

باخبار محمد بن عمر از معمر از قتادہ: (ما یتلی فی بیوتکن من الآیات والحکمۃ کی تفسیر میں) آیات وحکمت سے قرآن وسنت مراد ہیں۔

باخبار محمد بن عمر از معمر از قتادہ: جب ازواج مطہرات سے ذکر کیا گیا تو عورتوں نے کہا: اگر ہم میں خیر وفلاح ہوتی تو ہمارا بھی ذکر کیا جاتا اس پر ان المسلمین سے لے کر اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما تک آیت اتری۔

باخبار محمد بن عمر از ثوری از فراس از شعبی از مسروق: (النبی اولی بالمؤمنین الخ کی تفسیر میں) ایک عورت نے صدیقہ کو یا امہ کہہ کر پکارا' اس سے آپ نے کہا: میں تمہارے مردوں کی ماں ہوں' عورتوں کی نہیں۔

واقدی: میں نے عبداللہ بن موسیٰ مخزومی سے اس کا ذکر کیا' فرمایا: مجھے مصعب بن عبداللہ بن ابی امیہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا: میں تمہارے مردوں کی بھی ماں ہوں اور عورتوں کی بھی۔

باخبار محمد بن عمر بخبر ابن ابی سبرہ بخبر سلیمان بن یسار از عکرمہ: پہلی جاہلیت وہ ہے جس میں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے اس زمانہ میں عورتیں بناؤ سنگار کرتی تھیں اور ایسا لباس پہنا کرتی تھیں جس سے پردہ نہیں ہوتا تھا اور پچھلی جاہلیت میں رحمت عالم ﷺ پیدا ہوئے یہ لوگ تنگ حال تھے اور ان کی مالی حالت کمزور تھی اور موٹا جھوٹا کھاتے پہنتے تھے' پھر حق تعالیٰ نے اپنے نبی سے

وعدہ فرمایا کہ آپ پر ممالک فتح فرمائے گا اور فرمایا اپنی بیویوں سے فرمادیں اگر وہ آپ کو چاہیں کہ پہلی جاہلیت کا سا بناؤ سنگھار نہ کریں' اے بیویو! اللہ تم سے نجاست ہٹانا چاہتا ہے اور تم کو پاک کرنا چاہتا ہے تم حدیث وقرآن کا ذکر کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھا جاتا ہے۔ گھروں میں قرآن حکیم پڑھا جاتا ہے۔ پھر عورتوں نے مردوں سے کہا: تمہاری طرح ہم بھی اسلام لائیں اور تمہارے عملوں کی طرح ہم بھی عمل کرتی ہیں لیکن قرآن پاک میں تمہارا ذکر آتا ہے ہمارا ذکر نہیں آتا۔ پہلے لوگوں کو مسلمان کہا جاتا تھا لیکن وہ ہجرت کے بعد مومن کے نام سے پکارے گئے پھر حق تعالیٰ نے ان المسلمین والمسلمات الخ اتاری قانتین وقانتات سے اطاعت گزار و وفا شعار مرد اور عورتیں مراد ہیں اور روزوں سے رمضان کے روزے مراد ہیں اور ذکر اللہ سے اللہ کے انعامات واحسانات کا ذکر وشکر مراد ہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو انہوں نے اللہ کو اور اس کے رسول کو اختیار کرلیا پھر اللہ تعالیٰ نے لا تحل لك النساء الخ اتاری اس آیت میں من بعدُ سے وہ نو عورتیں مراد ہیں جنہوں نے آپ کو پسند کرلیا تھا اس لیے آپ پر دوسری عورتوں سے نکاح کرنا حرام کردیا گیا اور دوسری عورتوں کو ان نو کے عوض لانا منع کردیا گیا اگرچہ آپ ان کے حسن سے متاثر کیوں نہ ہوں البتہ لونڈیوں کو مستثنیٰ قرار دے دیا گیا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن جعفر از ابن ابی عون از ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم (وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله کی تفسیر میں) یہ آیت طلحہ بن عبیداللہ کے بارے میں اتری کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کروں گا یعنی تم کو یہ لائق نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو ایذاء پہنچاؤ اور نہ یہ لائق ہے کہ کبھی آپ کے بعد آپ کی بیویوں سے نکاح کرو۔

باخبار محمد بن عمر از عبدالرحمٰن بن ابی الزناد از ابراہیم بن عقبہ' اور بحدیث عبدالسلام بن موسیٰ بن جبیر از موسیٰ بن جبیر از ابوامامہ بن سہل بن حنیف: (ان تبدوا شيئا او تخفوه کی تفسیر میں) ظاہر کرنا یہ ہے کہ نبی ﷺ کی کسی بیوی کے بارے میں زبان سے کہو کہ ہم فلانہ سے نکاح کریں گے یا زبان سے تو نہ کہو مگر یہ بات اپنے دلوں میں چھپالو۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے خواہ تم کسی بات کو ظاہر کرو یا چھپاؤ' وہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث معمر بن راشد از زہری (وامرأة مؤمنة الخ کی تفسیر میں) یعنی ہبہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لیے حلال نہیں (ہبہ سے مراد کسی عورت کو اپنا نفس ہبہ کرنا ہے یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی کسی اور کے لیے حلال نہیں)۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث ثوری از ابوعبدالکریم از ابراہیم: ہم مثل۔

باخبار محمد بن عمر از سفیان ومنصور بن ابی الاسود از زکریا بن ابی زائدہ از شعبی (ومن ابتغيت ممن عزلت الخ کی تفسیر میں) - کچھ ایسی عورتیں بھی تھیں جنہوں نے اپنے نفس نبی ﷺ کو ہبہ کردیئے تھے آپ نے ان سے پردہ کے اندر خلوت نہیں فرمائی اور نہ آپ کے بعد ان سے کسی نے نکاح کیا ان میں سے ایک ام شریک بھی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث اسامہ بن زید بن اسلم از عمر بن عبداللہ عبسی از محمد بن کعب قرظی: ہم مثل' محمد بن عمر: ہمارے نزدیک یہ ایک مشہور بات ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث اسامہ بن زید بن اسلم از ابن کعب قرظی: (ما کان علی النبی من حرج الخ کی تفسیر میں) یعنی آپ جس قدر عورتوں سے چاہیں نکاح کر سکتے ہیں یہ آپ کے لیے فرض ہے لیکن پہلے نبیوں کی سنت تھی' حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں ۷۰۰ آزاد اور ۳۰۰ لونڈیاں اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے سو بیویاں تھیں جن میں اوریا کی عورت ام سلیمان بھی تھیں آپ نے فتنہ کے بعد ان سے نکاح کیا تھا لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے ان نبیوں کی بیویاں بہت زیادہ تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ہشام بن سعد از عمر مولیٰ غفرہ: جب یہودیوں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کرتے رہتے ہیں تو آپ پر اعتراض کیا کہ انہیں دیکھو نہ ان کا کھانے سے پیٹ بھرتا ہے اور نہ عورتوں سے اور وہ عورتوں کی کثرت کی وجہ سے آپ سے حسد کرنے لگے اور آپ پر عیب لگانے لگے: اگر آپ نبی ہوتے تو آپ کا رجحان عورتوں کی طرف نہ ہوتا اس اعتراض میں حیی بن اخطب پیش پیش تھا آخر کار اللہ تعالیٰ نے انہیں جھوٹا قرار دیا اور اپنے فضل و کرم سے اپنے نبی کو ان کے اعتراض کی خبر دی اور فرمایا کیا وہ اس فضل پر جو اللہ نے آپ پر کیا ہے حسد کرتے ہیں (یعنی اس پر حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے لوگوں پر آپ کو فضیلت عطا فرمائی) ہم نے آل ابراہیم کو کتاب وحکمت دی اور انہیں عظیم ملک بھی عطا فرمایا ملک اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دیا آپ کی ایک ہزار بیویاں تھیں سات سو آزاد اور مہر والیاں اور تین سو لونڈیاں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں جن میں ام سلیمان اوریا کی عورت بھی تھیں آپ نے ان سے آزمائش میں پڑنے کے بعد نکاح کیا' ظاہر ہے کہ ان نبیوں کی بیویاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے کہیں زیادہ تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابراہیم بن یزید مکی از سلیمان احول و ہشام بن حجیر از طاؤس و بحدیث ابن ابی الزناد از ابوالزناد از اعرج از ابو ہریرہؓ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا آج رات کو میں اپنی ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا۔ ہر ایک کے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ اس پر آپ کے ساتھی نے کہا ان شاء اللہ کہہ لیجئے لیکن آپ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے لہٰذا ایک عورت کے سوا کوئی عورت بھی حاملہ نہیں ہوئی اور حاملہ عورت کے بھی ناقص بچہ ہوا' اگر آپ ان شاء اللہ کہہ لیتے تو آپ کی قسم بھی نہ ٹوٹتی اور آپ اپنی مراد پالیتے اور ستر کے ستر جوان گھوڑوں پر سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابو معشر از مقبری: حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا: آج میں اپنی سو عورتوں سے ہمبستری کروں گا اور ہر ایک سے ایک شہسوار پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا لیکن آپ نے استثناء نہیں کیا (ان شاء اللہ نہیں کہا) اگر آپ استثناء کر لیتے تو ایسا ہی ہوتا چنانچہ آپ نے سو عورتوں سے صحبت کی صرف ایک حاملہ ہوئی اور اس کے بھی ناقص بچہ پیدا ہوا آپ کی اولاد مر جایا کرتی تھی' ایک دن انسانی شکل میں آپ کے پاس موت کا فرشتہ آیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے کہا: اگر ہو سکے تو میرے اس بیٹے کو ۸ دن کی موت کے وقت سے مہلت دے دیجئے' فرمایا نہیں البتہ میں موت سے تین دن پہلے خبر دے دوں گا چنانچہ موت سے تین دن قبل ملک الموت نے آپ کو خبر دے دی۔ آپ نے اپنے پاس والے جنوں سے کہا: تم میں سے کون میری خاطر میرے اس بیٹے کو چھپا سکتا ہے؟ ایک جن بولا: میں اسے آپ کی خاطر مشرق میں چھپا لوں گا اس نے پوچھا: آپ اسے کس سے چھپواتے ہیں؟ فرمایا: ملک الموت سے' بولا: ان کی نگاہ تو بڑی دوررس اور تیز ہے اور ہر چیز سے پار ہو جانے والی ہے پھر دوسرا جن بولا میں اسے

مغرب میں جا چھپاؤں گا لیکن آپ اسے کس شخص سے چھپواتے ہیں؟ فرمایا: ملک الموت سے' بولا: اس کی نظر تو ہر چیز سے پار ہو جاتی ہے' تیسرا بولا: میں اسے ساتویں زمین میں چھپا دوں گا' لیکن پھر بھی یہ ملک الموت سے نہیں چھپ سکتا' چوتھا بولا: میں اسے ایسے دو سفید بادلوں میں چھپا دوں گا جو دکھائی نہیں دیتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اگر کوئی چیز چھپا سکتی ہے تو وہ یہی سفید بادل ہیں پھر جب اس کی موت کا مقرر وقت آیا تو اسے ملک الموت نے زمین میں دیکھا لیکن وہ زمین کے مشرق و مغرب میں نہ تھا اور نہ کسی سمندر میں تھا لیکن ملک الموت نے اسے دو سفید بادلوں کے درمیان پایا' چنانچہ ملک الموت اسے پکڑ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی پر لایا اور کرسی ہی پر اس کی روح قبض کی' ولقد فتنا سلیمان الخ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

کیا مرد ادب کے لیے عورتوں کو مار سکتا ہے؟:

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبدالرحمٰن بن ابی الزناد از ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی عورت کو نہیں مارا اور نہ کسی خدمت گار کو اور نہ کسی چیز کو مارا الا یہ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے ہوں' نہ آپ سے کبھی کسی کو کوئی تکلیف پہنچی' نہ آپ نے اپنی ذات کا کبھی کسی سے انتقام لیا جب تک اللہ کی حرمتوں کے پردے نہ پھاڑے گئے ہوں اس صورت میں آپ اللہ کے لیے انتقام لیا کرتے تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث محمد بن عبداللہ از زہری از علی بن حسین: ہم مثل ''جہاد کرتے ہوئے ہوں'' تک۔ باخبار محمد بن عمر بحدیث محمد بن عبداللہ از زہری از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: ہم مثل۔

باخبار محمد بن عمر از مخرمہ بن بکیر از بکیر از قاسم بن محمد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مارنے سے منع فرمایا' کہا گیا: یا رسول اللہ! عورتیں کام بگاڑ دیتی ہیں اور فساد کرتی ہیں' فرمایا: انہیں نہ مارو' مارنے والا شریر ہی ہوتا ہے۔

باخبار محمد بن عمر از فلیح بن حمید از حمید از ام کلثوم بنت ابی بکر: مردوں کو عورتوں کو مارنے سے روک دیا گیا تھا پھر مردوں نے عورتوں کی شکایت کی آپ نے انہیں مارنے کی اجازت دے دی پھر آپ نے فرمایا آج ہمارے گھر ستر عورتیں آئیں۔ جن کو مارا گیا تھا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں ایک شخص کو دیکھوں کہ وہ اپنی گردن کے پٹھے کے گوشت کا اپنے نرخرے سے انتقام لے اور اس سے جنگ کرے۔

باخبار محمد بن عمر' از سلیمان بن بلال از یحییٰ بن سعید از حمید بن نافع از ام کلثوم بنت ابی بکر از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ''مجھے یہ بات محبوب نہیں'' سے آخر تک ہم مثل۔

باخبار محمد بن عمر از ابن ابی حبیبہ از داؤد بن حصین از ایوب: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی جسے اس کے شوہر نے خوب مارا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر عورتوں کو مارنے سے منع فرمایا اور کہا: تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلام کو مارے جانے کی طرح مارتا ہے پھر اس سے معانقہ بھی کر لیتا ہے کیا اسے شرم نہیں آتی؟

باخبار محمد بن عمر از محمد بن عبداللہ از زہری از عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ از ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: عورتوں کو نہ مارو۔ پھر لوگوں نے عورتوں کو مارنا چھوڑ دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا: یا رسول اللہ!

عورتیں اپنے شوہروں کے سر چڑھ گئی ہیں آپ انہیں مارنے کی اجازت دے دیں نبی ﷺ نے فرمایا: آج رات آل محمد کے پاس ستر عورتیں آئیں اور ہر عورت اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی ہم انہیں تم میں اچھے نہیں سمجھتے۔

باخبار محمد بن عمر از سفیان واسرائیل از منصور از سالم بن ابی الجعد از عبداللہ بن شداد از نبی ﷺ: تم میں بہتر وہی ہے جو اپنی بیوی کے حق میں بہتر ہے اور میں اپنی بیوی کے حق میں تم سب سے بہتر ہوں۔

باخبار محمد بن عمر از ابن ابی حبیبہ از داؤد بن حصین از عکرمہ از ابن عباس از نبی ﷺ: ہم مثل۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث موسیٰ بن محمد انصاری از ریطہ از عمرہ بنت عبدالرحمٰن: رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا: یارسول اللہ! آپ انصار کی عورتوں سے شادی کیوں نہیں کرتے؟ ان میں خوبصورتی ہے' فرمایا: ان خواتین میں سخت غیرت ہے' وہ سوتنوں کو برداشت نہ کر سکیں گی' میں سوتنوں والا ہوں اور مجھے یہ بات ناگوار معلوم ہوتی ہے کہ ان کے سلسلہ میں میں ان کو ناخوش کروں۔

باخبار علی بن عبدالاعلیٰ' بتحدیث عبدالرحمٰن بن مہدی از معاذ بن معاذ از شعبہ از ابوبکر بن حفص از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن: ازواج مطہرات اپنے بال کاٹ لیا کرتی تھیں حتیٰ کہ وہ کانوں تک ہو جاتے تھے۔

رحمتِ عالم ﷺ کا ازواج مطہرات کو حج کرانا:

باخبار محمد بن عمر بحدیث خالد بن الیاس از یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن از ام سلمہ: حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام عورتوں کو ہودجوں میں حج کرایا' فرماتی ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ذوالحلیفہ میں رات کے وقت پہنچے ہمارے ساتھ عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث یعقوب بن یحییٰ بن عباد از عیسیٰ بن معمر از عباد بن عبداللہ از اسماء بنت ابی بکر: جب رسول اللہ ﷺ عرج میں ٹھہرے تو اپنی منزل کے صحن میں تشریف فرما ہوئے صدیقہ بھی آپ کے پاس آ کر بیٹھ گئیں آپ کے دوسری طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر بیٹھ گئیں اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام کرتہ پہنے ہوئے آیا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تیرا اونٹ کہاں ہے؟ بولا: کھو گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر اسے مارنے لگے' کہنے لگے: ایک اونٹ کی بھی تجھ سے نگرانی نہ ہو سکی۔ رسول اللہ ﷺ مسکرا کر فرمانے لگے: تم اس محرم کو نہیں دیکھتے یہ کیا کر رہے ہیں اور کس چیز سے منع کر رہے ہیں؟

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابن ابی الذئب از صالح مولیٰ توئمہ از ابن عباس: عرفہ کے دن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے روزے میں اختلاف کیا ام الفضل نے کہا میں حقیقت حال تمہیں بتائے دیتی ہوں پھر ام الفضل نے پیالہ میں دودھ بھر کر اسے آپ کے پاس بھیجا آپ نے خطبہ کی حالت میں اسے پی لیا۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث افلح بن حمید از قاسم بن محمد از عائشہ: سودہ بنت زمعہ نے لوگوں کی بھیڑ سے پہلے پہلے مزدلفہ سے منیٰ جانے کی اجازت مانگی آپ ایک بھاری بھرکم عورت تھیں آپ نے انہیں اجازت دے دی اور دیگر تمام عورتوں کو اپنے ساتھ رکھا حتیٰ کہ وہ صبح کو آپ ہی کے ساتھ روانہ ہوئیں' فرماتی ہیں: کاش سودہ کی طرح میں بھی آپ سے لوگوں کی روانگی سے قبل مزدلفہ سے منیٰ

جانے کے لیے اجازت مانگ لیتی تو یہ بات مجھے ہر خوش کرنے والی چیز سے پیاری تھی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابن ابی سبرہ از اسحٰق بن عبداللہ از عمران بن ابی انس اپنی والدہ سے: میں بھی سودہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع میں تھی اور انہیں کے ساتھ مزدلفہ سے منیٰ گئی تھی اور ہم جمرۃ العقبیٰ پر سنگریزے فجر سے قبل ہی مار چکی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابن ابی ذئب از شعبہ بسماع ابن عباس: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی کے ساتھ بھیجا اور انہوں نے قبل از فجر رمی جمرہ کیا۔

باخبار عبداللہ بن وہب مصری از عمرو بن حارث از عمرو بن دینار از ابن عباس: میں ان میں تھا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ سے منیٰ اپنی کمزور بیویوں کے ساتھ لوگوں سے پہلے ہی بھیج دیا تھا۔

باخبار فضل بن دکین از ابن عیینہ از عبیداللہ بن ابی یزید بسماع ابن عباس رضی اللہ عنہما: میں اور میری والدہ کمزوروں میں سے تھے اور میں ان میں سے تھا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کمزور بیویوں کے ساتھ مزدلفہ سے منیٰ رات ہی میں بھیج دیا تھا۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث سفیان از سلمہ بن کہیل از حسن عرنی از ابن عباس: ہم اولاد عبدالمطلب کے بچوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی رات ہی میں گدھوں پر سوار کر کے لوگوں سے پہلے منیٰ بھیج دیا تھا آپ نے ہماری رانوں کو تھپک کر فرمایا تھا: پیارے بچو! سورج نکلنے سے پہلے رمی جمرہ نہ کرنا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث افلح بن حمید از قاسم بن محمد از عائشہ رضی اللہ عنہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صفیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر آیا اور آپ سے کہا گیا کہ ان کے ایام ماہواری شروع ہو گئے ہیں فرمایا: کیا وہ ہمیں روک لیں گی؟ کہا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ طواف افاضہ کر چکی ہیں۔ فرمایا: پھر تو وہ روکنے والی نہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابن ابی ذئب از صالح مولیٰ توءمہ از ابوہریرہؓ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع میں اپنی عورتوں سے) یہی حج ہے پھر بوریوں کا ظہور ہوگا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام ازواج مطہرات حج کیا کرتی تھیں البتہ سودہ بنت زمعہ اور زینب بنت جحش حج نہیں کیا کرتی تھیں یہ دونوں کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیں کوئی جانور حرکت نہ دے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن جعفر از عثمان بن محمد اخنسی از عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنی بیویوں سے فرمایا: یہ حج ہے پھر بوریوں کا ظہور ہوگا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن از محمد بن حرملہ از عطاء بن یسار از نبی صلی اللہ علیہ وسلم (ازواج مطہرات سے) تم میں سے جس کے دل میں اللہ کا تقویٰ ہوگا اور کھلی بے حیائی کا ارتکاب نہیں کرے گی اور اپنی چٹائی کی پشت سے چمٹی رہے گی وہی آخرت میں میری بیوی ہوگی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث حماد بن زید وعدی بن فضل از ہشام از ابن سیرین از سودہ بنت زمعہ: میں حج اور عمرہ کر چکی اب میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے گھر میں بیٹھوں گی۔

محمد بن عمر: سودہ رضی اللہ عنہا ایک نیک خاتون تھیں آپ نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر عمل کیا: یہ حج ہے پھر چٹائیوں کا ظہور ہے اس لیے آپ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مرتے دم تک حج نہیں کیا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث موسیٰ بن یعقوب زمعی اپنی پھوپھی سے اور وہ اپنی والدہ سے: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد زینب بنت جحش نے حج نہیں کیا بس آپ کے ساتھ حج کر لیا تھا حتیٰ کہ آپ عہد فاروقی میں ۲۰ھ میں اپنے رب سے جا ملیں۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز از سلیمان بن بلال از ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن از ابوجعفر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین کو حج اور عمرے سے روک دیا تھا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابراہیم بن سعد اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۲۳ھ میں اپنا آخری حج کیا تو امہات المومنین نے بھی آپ سے حج کی اجازت مانگی آپ نے اجازت دے دی اور ان کے حج کی تیاری کا حکم دے دیا انہیں ہودجوں میں جن پر سبز پردے تھے سوار کیا گیا اور ان کے ساتھ عبدالرحمٰن و عثمان رضی اللہ عنہما کو بھیجا گیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر ان کے آگے آگے چل رہے تھے اور کسی کو ان کے قریب نہ آنے دیتے تھے اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور کسی کو ان کے قریب نہ آنے دیتے تھے اور امہات المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہر منزل میں ٹھہرتی ہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابراہیم بن سعد اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا عبدالرحمٰن سے: مجھے اور عثمان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے سال ازواج مطہرات کے ساتھ بھیجا آپ ان کو حج کراتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ازواج مطہرات کے آگے آگے چل رہے تھے اور کسی کو ان کے پاس نہیں آنے دیتے تھے اور انہیں وہی دیکھ سکتا تھا جو دور سے ان پر نگاہ ڈالے اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور کسی کو ان کے قریب نہیں آنے دیتے تھے امہات المومنین ہودجوں میں تھیں اور یہ دونوں بزرگ ازواج مطہرات کو گھاٹیوں میں ٹھہرا دیتے تھے اور کسی گھاٹی میں انہیں قیلولہ کرا دیا کرتے تھے اور گھاٹی کے سائے میں اتار دیتے تھے اور ان کے پاس کسی کو جانے نہیں دیتے تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث فروہ بن زید از عائشہ بنت سعد از ام ذرہ بسماع عائشہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں ہمیں حج اور عمرے سے روک دیا تھا حتیٰ کہ آپ کے عہد کے آخری سال میں آپ نے ہمیں حج کی اجازت دی پھر ہم نے آپ کے ساتھ حج کیا پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عہد آیا تو میں ام سلمہ' میمونہ اور ام حبیبہ جمع ہوئیں اور ہم نے ان کے پاس آدمی بھیج کر ان سے حج کی اجازت مانگی۔ فرمایا: تم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل کی خبر ہے ہی۔ میں بھی ان کی طرح تم کو حج کرا دوں گا تم میں سے جو کوئی حج کرنا چاہیں میں بھی ان کے ساتھ حج کو چلا جاؤں گا چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بجز دو عورتوں کے ہم سب کو حج کرایا زینب عہد عمر میں فوت ہوئیں اور انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج نہیں کرایا اور سودہ رضی اللہ عنہا تو نبی ﷺ کی وفات کے بعد گھر سے باہر نکلی ہی نہیں اور ہم سے پردہ کرایا جاتا تھا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث علی بن زید از زید اپنی پھوپھی ام معبد بنت خالد بن خلیف: میں نے عہد عمر میں عبدالرحمٰن و عثمان

رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انہوں نے ازواج مطہرات کو حج کرایا اور میں نے ان کے ہودجوں پر سبز ریشمیں چادریں پڑی ہوئی دیکھیں اور وہ لوگوں سے علیحدہ رہتی تھیں آگے آگے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر چلتے تھے اور اگر کسی کو ان کے قریب آتا دیکھتے تو بلند آواز فرماتے ہٹ جاہٹ جا اور ابن عوف ازواج مطہرات کے پیچھے ہی فریضہ انجام دے رہے تھے پھر وہ قدید میں میری منزل کے قریب ٹھہریں اور لوگوں سے علیحدہ رہیں اور لوگوں نے درختوں سے ہر طرف سے ان پر پردہ کر رکھا تھا میں ان کے پاس گئی تو وہ سب آٹھ ازواج مطہرات تھیں میں انہیں دیکھ کر رونے لگی بولیں: کیوں روتی ہو؟ میں نے کہا: تم کو دیکھ کے مجھے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے' یہ سن کر وہ بھی رونے لگیں' میں نے کہا: میرے پاس آپ کی یہ منزل ہے پھر انہوں نے مجھے پہچانا اور مجھے خوش آمدید کہا۔ میں نے ان کے سامنے اونٹ کا گوشت اور دودھ پیش کیا اور انہوں نے سب کا سب مجھ سے قبول فرمالیا اور ہر ایک نے مجھے کچھ نہ کچھ دیا اور سب نے مجھ سے کہا جب ہم ان شاء اللہ مدینہ جائیں گے اور امیر المومنین ہمیں ہمارا وظیفہ دیں گے اس وقت تم ہمارے پاس آنا فرماتی ہیں: میں اس وقت مدینہ گئی اور ہر ایک کی خدمت میں حاضر ہوئی ہر ام المومنین نے مجھے پچاس پچاس دینار دیئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بقدر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وظیفہ دیا کرتے تھے۔

باخبار ولید بن عطاء بن اغر مکی' باخبار ابراہیم بن سعد اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پچھلے حج کے موقعہ پر امہات المومنین کو حج کی اجازت دے دی تھی اور ان کے ساتھ عثمان و عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما کو کر دیا تھا۔ عثمان اعلان کرتے جاتے تھے: سنو! ان کے قریب کوئی نہ جائے اور نہ انہیں کوئی دیکھے وہ ہودجوں میں اونٹوں پر تھیں پھر جب وہ ٹھہرنا چاہتیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انہیں گھاٹی کے شروع میں ٹھہرا دیتے تھے اور گھاٹی کے اخیر میں دونوں خود ٹھہر جاتے تھے اس لیے ان تک کوئی نہیں پہنچتا تھا۔

باخبار عمر بن خالد مصری' بتحدیث زہیر بن معاویہ از ابو اسحٰق: میں نے ازواج مطہرات کو دیکھا کہ انہوں نے ہودجوں میں مغیرہ کے زمانہ میں حج کیا ہودجوں پر ریشمیں پردے پڑے ہوئے تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث سفیان بن عیینہ از ابن نجیح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بیویوں کی حفاظت کرنے والا سچا اور نیک ہے چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ سفر میں رہا کرتے تھے اور انہیں ایسی گھاٹی میں ٹھہرایا کرتے تھے جس میں کوئی سوراخ وغیرہ نہ ہو اور ان کے ہودجوں پر ریشمیں چادریں ڈالتے تھے۔

باخبار محمد بن عمر از عبداللہ بن جعفر از ابن ابی عون از مسور بن مخرمہ: بسا اوقات میں دیکھتا تھا کہ ایک شخص کجاوہ ٹھیک کرنے کے لیے یا اپنا سامان درست کرنے کے لیے اونٹ راستہ پر بٹھائے ہوئے ہے پھر اس کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو ازواج مطہرات کے آگے آگے ہوتے ہیں' پہنچتے ہیں اگر راستہ فراخ ہوتا ہے تو آپ اس سے دائیں یا بائیں جانب ہٹ کر دور چلے جاتے ہیں اور اگر راستہ فراخ نہیں ہوتا تو ایک گوشہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ شخص کجاوہ کس لیتا ہے یا اپنی ضرورت پوری کر لیتا ہے میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کی مکہ سے آنے والوں سے راہ میں مڈ بھیڑ ہو جاتی ہے آپ ان سے فرماتے ہیں دائیں یا بائیں جانب ہٹ جاؤ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انہیں منتہائے نگاہ تک ہٹا دیتے ہیں تا کہ ازواج مطہرات آسانی سے گزر جائیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن جعفر از ام بکر بنت مسور از مسور: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی کیدمہ والی جائیداد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو چالیس ہزار دینار میں فروخت کی جب آپ کو یہ رقم وصول ہوئی تو آپ نے مجھے اور عبدالرحمٰن بن اسود اور فلاں کو بلایا اور فرمایا کہ مجھے یہ رقم ملی ہے جیسا کہ تم کو علم ہے اور میں اسے بانٹنے کی ابتداء ازواج مطہرات سے کروں گا پھر آپ نے ہرام المومنین کے لیے دینار وزن کر کے علیحدہ کیے جو تعداد میں ایک ہزار دینار تھے پھر جب امہات المومنین کے پاس یہ رقم پہنچی تو انہوں نے آپ کو دعائیں دیں کہ اللہ انہیں جزائے خیر دے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تمہاری خیر خبر وہی لے گا جو سچا اور نیکوکار ہوگا یعنی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔ پھر آپ نے باقی رقم اپنے عزیزوں میں بانٹ دی اور جب کھڑے ہوئے تو آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔

باخبار محمد بن عمر از ہارون بن محمد از محمد از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ کے پاس عروہ جب چاہتے ہیں آ جاتے ہیں اس اعتبار سے وہ ہم سے سبقت لے گئے' فرمایا تم بھی جب چاہو آ ؤ اور پردے کے پیچھے سے مجھ سے جو چاہو پوچھو کیونکہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمہارے والد سے زیادہ ہمارے ساتھ صلہ رحمی کرنے والا کسی کو نہیں پایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر وہی جھکے گا جو سچا اور نیکوکار ہوگا اور وہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا' حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ:

باخبار محمد بن عمر' بحدیث یعقوب بن محمد بن ابی صعصعہ: مقوقس' شاہ اسکندریہ نے ۷ھ میں سرکار رسالت کی خدمت اقدس میں ماریہ کو اور ان کی ہمشیرہ سیرین کو بطور ہدیہ کے بھیجا اور ایک ہزار مثقال سونا ۲۰ مہین تھان اور دلدل خچر اور عفیر یا یعفور گدھا بھی' ان کے ساتھ ایک خصی آدمی مابور بھی تھا جو بہت بوڑھا تھا اور ماریہ کا بھائی تھا' مقوقس نے یہ ساری چیزیں حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ بھیجیں' حاطب نے ماریہ کو اسلام کی رغبت دلائی اور ان کے سامنے اسلام کے محاسن بیان کیے ماریہ معہ اپنی بہن سیرین کے اسلام لے آئیں اور خصی اپنے دین پر قائم رہا حتیٰ کہ مدینہ میں اس کے بعد عہد رسالت ہی میں وہ بھی مسلمان ہو گیا: ماریہ گوری چٹی اور خوبصورت تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آئیں آپ نے انہیں عالیہ میں یعنی اس مکان میں جسے آج مشربہ ام ابراہیم کہا جاتا ہے ٹھہرا دیا اسی جگہ آپ ان کے پاس آتے جاتے رہے اور ان سے پردہ کرایا آپ ان سے لونڈی کی حیثیت سے صحبت کیا کرتے تھے ماریہ آپ سے حاملہ ہو گئیں اور عالیہ ہی میں ان کے لڑکا پیدا ہوا اور دائی کے فرائض سلمٰی' مولاۃ رسول اللہ رضی اللہ عنہا نے انجام دیئے پھر ابورافع نے جو سلمٰی کا شوہر تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابراہیم کی خوشخبری سنائی آپ نے اسے ایک غلام ہبہ کیا۔ یہ ذی الحجہ ۸ھ کا واقعہ ہے انصار ابراہیم سے محبت کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ ماریہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فارغ کر دیں کیونکہ انہیں ماریہ سے آپ کی محبت معلوم ہی تھی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث موسیٰ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن حارثہ بن نعمان از حارثہ بن نعمان از عمرہ از عائشہ: مجھے ماریہ پر جس قدر غیرت تھی اس سے کم ہی دوسری عورت پر غیرت تھی کیونکہ وہ خوبصورت تھیں اور ان کے بال گھونگھریالے تھے یا گتھے ہوئے جسم کی تھیں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ خاتون تھیں شروع میں جب یہ آئی تھیں تو آپ نے انہیں حارثہ بن نعمان کے گھر ٹھہرا دیا تھا

اس لیے یہ ہماری ہمسائی بھی تھیں رسول اللہ ﷺ عموماً دن رات آپ ہی کے پاس رہتے تھے حتیٰ کہ ہم ان کے پیچھے پڑ گئے پھر وہ پریشان ہوئیں تو آپ نے انہیں عالیہ میں منتقل فرمالیا اور ان کے پاس عالیہ ہی میں آتے جاتے رہے یہ بات ہمیں اور بھی شاق گزری پھر حق تعالیٰ نے ان سے آپ کو بیٹا عطا فرمایا اور ہم اس سے محروم رہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث محمد بن عبداللہ بن مسلم از زہری از انس بن مالک: ام ابراہیم نبی ﷺ کی لونڈی اپنے بالا خانہ میں رہتی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار مالک بن انس از زید بن اسلم: نبی ﷺ نے ام ابراہیم اپنے اوپر حرام فرمالی تھی اور فرمادیا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے اور یہ بھی کہا تھا: اللہ کی قسم! میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا پھر قد فرض الله لکم الخ اتری یعنی اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں سے حلال ہونا فرض کر دیا ہے۔ محمد بن عمر: مالک بن انس فرماتے ہیں لہٰذا لونڈیوں میں حرام حلال ہے جب کوئی شخص اپنی لونڈی سے کہے تو مجھ پر حرام ہے تو یہ کچھ نہیں اور اگر کہے اللہ کی قسم میں تیرے قریب نہ آؤں گا تو اس پر قسم کا کفارہ ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابو حاتم از جویبر از ضحاک: رسول اللہ ﷺ نے اپنے اوپر اپنی لونڈی حرام کر لی اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس کا انکار کیا اور لونڈی آپ پر لوٹادی پھر آپ نے اپنی قسم کا کفارہ دیا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث معمر از قتادہ: آپ نے اسے حرام فرمالیا تھا پھر یہ حرمت قسم قرار دے دی گئی۔ باخبار محمد بن عمر بحدیث ثوری از داؤد بن ابی ہند از شعبی از مسروق: رسول اللہ ﷺ نے اپنی لونڈی سے قسم کھالی اور اسے حرام کر لیا پھر حق تعالیٰ نے ایلاء میں یہ آیت اتاری قد فرض الله لکم تحلة ایمانکم اور یہ آیت بھی یاایھا النبی لم تحرم ما احل الله لك الخ لہٰذا حرام حلال ہے یعنی لونڈیوں میں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث سوید بن عبدالعزیز از اسحٰق بن عبداللہ بن ابی فروہ از قاسم بن محمد: رسول اللہ ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اپنی لونڈی ماریہ سے خلوت کی پھر جب نبی ﷺ باہر آئے تو وہ آپ کے دروازے پر بیٹھی ہوئی تھیں بولیں کیا میرے گھر میں اور میرے دن؟ فرمایا: وہ مجھ پر حرام ہے یہ راز نہ کھولنا' بولیں: قسم کھائے بغیر میں راضی ہونے والی نہیں' فرمایا: اللہ کی قسم! میں کبھی اسے نہیں چھوؤں گا۔ قاسم کی رائے میں آپ کا قول حرام ہے کچھ نہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث محمد بن عبداللہ از زہری: ماریہ اور ان کی بہن سیرین کو مقوقس نے نبی ﷺ کو ہدیہ میں بھیجی تھی نبی ﷺ نے ام ابراہیم کو اپنے پاس رکھ لیا اور سیرین کو حسان بن ثابت کو ہبہ کر دیا۔ محمد بن عمر: ماریہ حفن کی تھیں جو انصا یا انصنا کے علاقہ میں سے تھا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث معمر و محمد بن عبداللہ از زہری از ابن کعب از مالک: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبطیوں کے بارے میں میری یہ سفارش منظور کر لو کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرو کیونکہ ان کے لیے عہد بھی ہے اور ان میں میری رشتہ داری بھی ہے عربوں کی رشتہ داری تو یہ ہے کہ ام اسماعیل قبطی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری یہ ہے کہ ام ابراہیم بن رسول اللہ ان میں سے ہیں۔

باخبار محمد بن عمر‘ بتحدیث محمد بن عبداللہ از زہری از انس بن مالک ام ابراہیم نبی ﷺ کی لونڈی اپنے بالاخانہ میں رہتی تھیں اور ایک قبطی ان کے پاس رہتا تھا جو ان کو پانی اور لکڑیاں لا کر دے دیا کرتا تھا لوگوں میں چرچا ہونے لگا کہ ایک دیہاتی ایک دیہاتن کے پاس آتا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ کو بھی یہ افواہ پہنچ گئی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سلسلہ میں بھیجا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے ایک کھجور پر پایا یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا اور ڈر کے مارے اس کا تہبند کھل گیا دیکھا تو اس کا ذکر کٹا ہوا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل نہیں کیا اور آپ نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: یا رسول اللہ! اگر آپ کسی کو کسی کام کے لیے بھیجیں پھر وہ چیز اس میں نہ دیکھے تو کیا وہ آپ سے پوچھنے کے لیے آئے؟ فرمایا: ہاں‘ پھر آپ نے بتایا کہ اس قبطی کا عضو مخصوص ہی کٹا ہوا ہے پھر ماریہ کے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اور جبرئیل نبی ﷺ پر اترے اور فرمایا: السلام علیک اے ابراہیم کے والد‘ اس سے رسول اللہ ﷺ کی دلجوئی ہوئی۔

باخبار محمد بن عمر‘ بحدیث عبداللہ بن محمد بن عمر از محمد بن عمر از علی: ہم مثل۔ اس میں یہ بھی ہے کہ علی نے اس قبطی کو اس حال میں دیکھا کہ اس کے سر پر گھڑا ہے اور وہ ماریہ رضی اللہ عنہا کے لیے میٹھا پانی لا رہا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر تلوار کھینچی اور اس کی طرف بڑھے جب قبطی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف بڑھتا ہوا دیکھا تو مشکیزہ پھینک کر ایک کھجور پر چڑھ گیا اور اس کا تہبند کھل گیا اور بالکل ننگا ہو گیا دیکھا تو اس کا عضو مخصوص ہی کٹا ہوا ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار میان میں کر لی اور نبی ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے اور نبی ﷺ کو صورت حال سے آگاہ کیا‘ آپ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کیا‘ شاہد وہ دیکھتا ہے جو غائب نہیں دیکھتا۔

باخبار معن بن عیسیٰ‘ بتحدیث سعید بن کلیب قاضی عدن از حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس از عکرمہ از ابن عباس رضی اللہ عنہما و باخبار عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب و ابو بکر بن عبداللہ بن ابی اویس و محمد بن عمر‘ بتحدیث ابو بکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ از حسین بن عبیداللہ بن عباس از عکرمہ از ابن عباس‘ و باخبار عبداللہ بن جعفر رقی‘ بتحدیث یونس از ابو بکر بن ابی سبرہ از حسین بن عبداللہ از عکرمہ از ابن عباس! جب ماریہ کے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں ان کے بیٹے نے آزاد کر دیا۔ باخبار اسماعیل بن عبداللہ بن ابی اویس بحدیث عبداللہ بن اویس از حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ از عکرمہ از ابن عباس: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس لونڈی کے اس کے مالک سے اولاد ہو جائے تو وہ سید کے مرنے کے بعد آزاد ہے یہ دوسری بات ہے کہ مالک اسے اپنے مرنے سے قبل ہی آزاد کر دے۔

باخبار محمد بن عمر‘ بتحدیث اسامہ بن زید از منذر بن عبید از عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے (نبی ﷺ نے ماریہ کی بہن سیرین کو حسان کو ہبہ کر دیا تھا جن سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے) جب ابراہیم پر سکرات طاری ہوئی تو میں اور میری بہن زور زور سے رونے لگی میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ ہمیں منع نہیں فرما رہے تھے لیکن جب وہ فوت ہو گئے تو نبی ﷺ نے ہمیں چیخنے سے منع فرما دیا۔ حضرت ابراہیم کو فضل بن عباس نے غسل دیا رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے پھر میں نے آپ کو قبر کے کنارے پر دیکھا آپ کے پاس عباس تھے اور قبر میں فضل اور اسامہ بن زید اترے اتفاق سے اس دن سورج میں گرہن لگ گیا لوگ بولے: ابراہیم کی موت کی وجہ سے گرہن لگا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو گرہن کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے نہیں لگتا۔ رسول

اللہ ﷺ نے کچی اینٹوں میں کشادگی دیکھی اور حکم فرمایا کہ اسے بند کر دیا جائے پھر نبی ﷺ سے پوچھا گیا تو فرمایا: دیکھو اس سے نہ نقصان پہنچتا ہے اور نہ فائدہ ہاں آنکھ کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے دیکھو بندہ جب کوئی عمل کرتا ہے تو حق تعالیٰ کو یہ بات محبوب ہے کہ اسے اچھی طرح سے انجام دیا جائے۔

باخبار یحییٰ بن عبید دمشقی' بتحدیث سعید بن عبدالعزیز از عطاء: ام ولد' ماریہ رضی اللہ عنہا کو تین حیض عدت کرنے کا حکم دیا گیا۔ باخبار محمد بن عمر از ولید بن مسلم از سعید بن عبدالعزیز از عطاء: نبی ﷺ کی وفات کے بعد ماریہ نے تین حیض عدت کی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث موسیٰ بن محمد بن ابراہیم از محمد بن ابراہیم: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آخری دم تک ماریہ کا خرچ اٹھاتے رہے پھر ان پر عمر خرچ کرتے رہے حتیٰ کہ وہ آپ کے عہد میں فوت ہوگئیں' محمد بن عمر: ماریہ محرم الحرام ۱۶ھ میں فوت ہوئیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا کہ ان کے جنازے میں شامل ہونے کے لیے لوگوں کو جمع فرما رہے تھے آپ ہی نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

امہات المومنین کی تعداد:

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث محمد بن عبداللہ از زہری و بتحدیث کثیر بن زید از مطلب بن عبداللہ بن حطب: قبل از نبوت سب سے پہلی خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا عتیق بن عابد مخزومی کے نکاح میں تھیں جن سے آپ کی بچی ہند ہے عتیق کی موت کے بعد آپ سے ابوہالہ بن نباش بن زرارہ تمیمی نے جو بنو عبدالدار کا حلیف تھا نکاح کیا جس سے آپ کے ایک لڑکا ہند پیدا ہوا پھر آپ سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا اس وقت نبی ﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی آپ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قاسم وطاہر پیدا ہوئے لیکن دونوں قبل از نبوت فوت ہوگئے پھر زینب' رقیہ' ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں سب سے بڑی زینب ہیں جو ابوالعاص بن ربیع کے نکاح میں تھیں زینب سے چھوٹی رقیہ ہیں جن کا نکاح عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا لیکن رخصتی سے قبل ہی اس نے آپ کو طلاق دے دی پھر آپ کا نکاح نبوت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ رقیہ سے چھوٹی ام کلثوم ہیں جن سے رقیہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا۔ اور سب سے چھوٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۱۰/رمضان المبارک ۱۰ نبوی میں ہجرت سے تین سال قبل ۶۵ سال کی عمر میں ہوئی' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نبی ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ عامریہ سے نکاح کیا۔ اس سے قبل سودہ سکران بن عمرو' سہیل بن عمرو کے بھائی کے نکاح میں تھیں سکران ان کو لے کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے پھر مکہ آ گئے اور مکہ میں آ کر فوت ہو گئے پھر سودہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ نے رمضان ۱۰ نبوی میں ہجرت سے قبل نکاح کر لیا پھر آپ نے سودہ کو رمضان ۱۰ نبوی میں مدینہ بلوا لیا پھر سودہ کے بعد جلد ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مکہ میں شوال ۱۰ نبوی میں ۶ سال کی عمر میں نکاح کیا پھر ۹ سال کی عمر میں مدینہ میں شوال ہی میں ہجرت کے آٹھویں مہینہ رخصتی ہوئی آپ کی وفات کے وقت صدیقہ کی عمر ۸ سال تھی پھر آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا' حفصہ پہلے خنیس بن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں ان سے آپ کے اولاد نہیں ہوئی خنیس بدر سے واپس آنے کے بعد فوت ہوئے آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے شوال ۳ھ میں ہجرت کے تیسویں ماہ جنگ احد سے

دو ماہ قبل نکاح کیا۔ پھر آپ نے ام سلمہ سے نکاح کیا۔ ام سلمہ ابوسلمہ بن عبدالاسد کے نکاح میں تھیں ان سے آپ کے عمر' سلمہ' زینب اور برہ چار بچے پیدا ہوئے پھر جنگ احد کے بعد ابوسلمہ مدینہ میں فوت ہو گئے آپ نے ام سلمہ سے اخیر شوال ۴ ھ میں نکاح کیا پھر آپ نے جویریہ سے نکاح کیا اس سے قبل جویریہ اپنے چچا زاد بھائی صفوان ذوالشفر بن مالک بن جذیمہ کے نکاح میں تھیں صفوان جنگ مریسیع میں قتل ہوئے اور جویریہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مال فے میں آئیں آپ نے انہیں آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا' جنگ مریسیع شعبان ۵ ھ میں پیش آئی پھر آپ نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا اس سے قبل زینب زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں لیکن زید سے ان کے اولاد نہ تھی آپ نے ذی قعدہ ۵ ھ میں زینب سے نکاح کیا پھر آپ نے زینب بنت خزیمہ ام المساکین سے نکاح کیا اس سے قبل آپ طفیل بن حارث بن مطلب کے نکاح میں تھیں' زینب آپ کے سامنے ہی فوت ہو گئی تھیں پھر آپ نے ریحانہ سے نکاح کیا اس سے قبل ریحانہ حکم نضری کے نکاح میں تھیں حکم فوت ہو گیا ریحانہ آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئی تھیں' غزوہ بنو قریظہ ذی قعدہ یا ذی الحجہ ۵ ھ میں واقع ہوا' پھر آپ نے ام حبیبہ سے وقفہ کے زمانہ میں نکاح کیا ام حبیبہ نکاح کے وقت حبشہ میں تھیں آپ نے نجاشی کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ ان کا آپ سے نکاح کرا دے خالد بن سعید نے ولی کے فرائض ادا کیے اس سے قبل آپ عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں عبیداللہ مسلمان ہو گئے تھے اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے پھر یہ عیسائی ہو گئے اور اسی پر فوت ہو گئے پھر آپ نے صفیہ سے نکاح کیا یہ آپ کی لونڈی تھیں آپ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ اس سے قبل صفیہ سلام بن مشکم کے نکاح میں تھیں لیکن اس نے انہیں طلاق دے دی تھی پھر ان سے کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نے نکاح کر لیا تھا جو جنگ خیبر میں مارا گیا ان دونوں سے ان کے اولاد نہیں ہوئی۔ صفیہ قموص سے گرفتار کی گئیں آپ نے جمادی الاوّلی ۷ ھ میں مقام صہباء میں آپ سے خلوت کی پھر میمونہ سے ذی قعدہ ۷ ھ میں نکاح کیا یہ عمرۃ القضاء کا سال ہے اس سے قبل میمونہ ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں یہ بلا اولاد کے فوت ہو گئے تھے۔ اور آپ نے فاطمہ بنت ضحاک بن سفیان کلابیہ سے نکاح کیا لیکن اس نے آپ سے پناہ مانگی آخرکار آپ نے اسے چھوڑ دیا پھر یہ امہات المومنین کے پاس آیا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ میں بدنصیب ہوں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے اسے سفید داغ کی وجہ سے طلاق دے دی تھی یہ نکاح ذیقعدہ ۸ ھ میں جعرانہ سے واپس آنے کے بعد ہوا تھا' فاطمہ ۶۰ ھ میں فوت ہوئیں اور آپ نے اسماء بنت نعمان سے نکاح کیا اور اس سے خلوت نہیں کی اس نے بھی آپ سے پناہ مانگی تھی آپ نے جونیہ سے ربیع الاوّل ۹ ھ میں نکاح کیا تھا یہ عہد عثمانی میں نجد میں اپنے قبیلہ میں فوت ہوئیں۔

ان خواتین کے علاوہ دیگر خواتین سے نکاح کو علماء نہیں مانتے کہتے ہیں آپ نے قتیلہ بنت قیس سے اور کنانیہ سے نکاح نہیں کیا کہتے ہیں آپ نے صرف چودہ عورتوں سے نکاح کیا جن میں سے چھ بلاشبہ قرشیہ ہیں: خدیجہ' عائشہ' سودہ' ام سلمہ' ام حبیبہ اور حفصہ رضی اللہ عنہن اور عرب کی عورتوں میں زینب بنت جحش' میمونہ' جویریہ' اسماء بنت نعمان جونیہ' فاطمہ بنت ضحاک کلابیہ' زینب بنت خزیمہ' ریحانہ بنت زید نضریہ اور صفیہ پچھلی دو عورتیں آپ کو مال فے میں ملی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث اسرائیل از جابر از عامر: رسول اللہ ﷺ نے ۱۴ عورتوں سے نکاح کیا۔ باخبار محمد بن عمر' بحدیث

موسیٰ بن عبیدہ از محمد بن کعب قرظی و عمر بن حکم و عبداللہ بن عبیداللہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ عورتوں سے شادی کی ریحانہ کے علاوہ باقی وہی عورتیں ہیں جو ہم اوپر بتا آئے ہیں۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث عبیط بن جابر از محمد بن یحییٰ بن حبان: رسول اللہ ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا چودہ تو وہی ہیں جن کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں آگے فرماتے ہیں اور آپ نے بنولیث کی ایک عورت ملیکہ بنت کعب سے نکاح کیا۔

محمد بن عمر ابو معشر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ملیکہ بنت کعب سے نکاح کیا۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث عبدالعزیٰ جندعی اپنے والد سے اور وہ عطاء بن یزید جندعی سے: رسول اللہ ﷺ نے ملیکہ سے رمضان میں نکاح کیا اور ان سے خلوت کی اور وہ آپ کی زندگی ہی میں وفات پا گئیں۔ باخبار محمد بن عمر بحدیث محمد بن عبداللہ از زہری: زہری لیثیہ سے نبی ﷺ کے نکاح کو نہیں مانتے تھے۔ محمد بن عمر: ہمارے نزدیک اس پر اجماع ہے کہ نبی ﷺ نے ۱۴ عورتوں سے نکاح کیا جن کا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور ان میں سے آپ نے جونیہ اور کلابیہ کو طلاق دے دی تھی اور آپ کی زندگی میں خدیجہ زینب بنت خزیمہ ہلالیہ اور ریحانہ نضریہ رضی اللہ عنہن فوت ہوئیں اور نبی ﷺ نے نو بیویاں چھوڑ کر وفات پائی۔ عائشہ حفصہ ام سلمہ ام حبیبہ سودہ زینب بنت جحش میمونہ جویریہ اور صفیہ رضی اللہ عنہن۔

ازواج مطہرات کی عدت کا ذکر:

باخبار محمد بن عمر بحدیث ابن ابی سبرہ از عمرو بن سلیم از عروہ بن زبیر: عمرو نے عروہ سے پوچھا: کیا امہات المومنین نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عدت کی تھی؟ فرمایا: ہاں چار ماہ دس دن عدت کی تھی۔ بولے: کیوں عدت کی تھی حالانکہ وہ دنیا کے ہر شخص پر حرام ہیں اور عدت صرف رحم کی صفائی کے لیے ہی ہوتی ہے؟ عروہ نے غضبناک ہو کر کہا: شاید تمہارا ذہن یانساء النبی لستن کأحد من النساء کی طرف گیا۔ امہات المومنین نے قرآن کے حکم کے بموجب عدت کی۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث ابن ابی سبرہ از عمر بن عبداللہ عنسی بحدیث جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم: امہات المومنین نے ۴ ماہ دس دن سوگ منایا سوگ میں بعض بعض سے ملاقات کر لیا کرتی تھیں مگر رات سب اپنے گھر ہی میں بسر کیا کرتی تھیں وہ دنیا سے اس قدر بے رغبت ہو گئی تھیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ نہیں ہیں اور روزانہ یا دوسرے تیسرے دن کسی نہ کسی کے رونے کی آواز سنائی دیا کرتی تھی اور بلک بلک کر رویا کرتی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر از ابن ابی سبرہ از عمر بن عبداللہ عنسی: میں نے عکرمہ سے امہات المومنین کے بارے میں پوچھا کیا انہوں نے عدت کی؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے خلوت کے بعد جس کو طلاق دی اس نے تین حیض عدت کی یعنی کلابیہ نے تین حیض عدت کی اور سودہ نے بھی لیکن آپ نے سودہ سے پاک ہونے سے قبل ہی شروع حیض میں رجوع کر لیا تھا اور آپ کی تمام بیویوں نے وفات کی عدت کے ۴ ماہ دس دن گزارے۔

بیعت کرنے والی خواتین اسلام کے اسمائے گرامی

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا:

آپ اسد بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ فاطمہ بنت قیس بن ہرم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن بغیض بن عامر بن لوی ہیں۔ آپ زائدہ بن اصم بن ہرم بن رواحہ جو خدیجہ بنت خویلد کے دادا ہیں' کی چچازاد اخیافی بہن ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ابوطالب نے نکاح کیا جن سے آپ کے طالب' عقیل جعفر اور علی چار بیٹے اور ام ہانی' جمانہ اور ریطہ تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ فاطمہ مسلمان ہوگئی تھیں اور ایک نیک خاتون تھیں۔ نبی ﷺ ان سے ملتے جلتے رہتے تھے اور دوپہر کو انہیں کے گھر میں سویا کرتے تھے۔

رُقیقہ رضی اللہ عنہا:

آپ ابوصیفی بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ ہالہ (تماضر) بنت کلدہ بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی ہیں آپ نوفل بن اہیب بن عبدمناف بن قصی بن زہرہ بن کلاب کے نکاح میں تھیں جن سے آپ کے مخرمہ' صفوان اور اُمیہ پیدا ہوئے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن جعفر از ام بکر بنت مسور بن مخرمہ از مخرمہ بن نوفل از رقیقہ بنت ابی صیفی بن ہاشم بن عبدمناف' گویا میں اپنے چچا جان شیبہ کو دیکھ رہی ہوں۔ یعنی عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف کو' اس وقت میں بچی تھی جب ان کو مطلب بن عبدمناف ہمارے پاس لے کر آئے تھے۔ سب سے پہلے میں ہی دوڑ کر ان کے پاس گئی اور انہیں چمٹ گئی اور ان کے آنے کی گھر میں خبر کی۔ اس وقت آپ عبدالمطلب سے بڑی تھیں آپ نے رسول اللہ ﷺ کو پایا اور آپ اپنے بیٹے مخرمہ پر بڑی سخت تھیں یعنی مخرمہ کے اسلام لانے سے قبل ان پر سخت تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبداللہ بن جعفر از ام بکر بنت مسور از مسور: رقیقہ بنت ابی صیفی بن ہاشم بن عبدمناف' ام مخرمہ بن نوفل نے رسول اللہ ﷺ کو ایک خطرے سے آگاہ کیا کہ قریش نے ایک اجتماع میں آج رات آپ پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مسور کہتے ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ اپنے بستر سے ہٹ گئے اور اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ رات بھر سوتے رہے۔

ام ایمنؓ، برکہؓ، رسول اللہ ﷺ کی آزاد کردہ لونڈی اور دائی:

رسول اللہ ﷺ کو اپنے والد سے جو میراث ملی تھی اس میں اُمّ ایمن' پانچ موٹے تازے اونٹ اور کچھ بکریاں شامل ہیں۔ جب آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو اُمّ ایمن کو آزاد کر دیا اور اُم ایمن سے عبید بن زید حارثی نے نکاح کر لیا۔ جن سے آپ کے ایمن پیدا ہوئے۔ ایمن نبی ﷺ کے صحابی ہیں اور جنگِ حنین میں شہید ہوئے۔ زید بن حارثہ بن شراحیل کلبی

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ نے زید کو رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ آپ نے انہیں آزاد کر دیا اور نبوت کے بعد ان کا ام ایمن سے نکاح کرا دیا جن سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔

باخبار محمد بن عمر' از یحییٰ بن سعید بن دینار' سعد بن بکر کے ایک شیخ سے رسول اللہ ﷺ ام ایمن کو امی جان کہا کرتے تھے جب آپ انہیں دیکھتے تو فرماتے: میرے گھر والوں میں یہی زندہ ہیں۔

باخبار ابو اسامہ یعنی حماد بن اسامہ از جریر بن حازم بسماع عثمان بن قاسم: جب اُمّ ایمن نے ہجرت کی تو منصرف میں جو روحاء کے قریب ہے شام ہو گئی اور انہیں سخت پیاس محسوس ہوئی۔ ان کے پاس پانی نہ تھا اور روزہ کھولنے کا وقت قریب آ گیا تھا۔ پھر جب پیاس انتہاء کو پہنچ گئی تو ان پر آسمان سے پانی سے بھرا ہوا ڈول لٹکایا گیا جس سے موتیوں کی طرح سفید سفید قطرے ٹپک رہے تھے۔ انہوں نے اس ڈول کو لے کر اس سے خوب سیراب ہو کر پانی پیا۔ فرمایا کرتی تھیں اس کے بعد مجھے پر کبھی پیاس محسوس نہ ہوئی۔ مجھے سخت سے سخت گرم دوپہر کو بھی روزے میں اس پانی پینے کے بعد پیاس نہیں لگتی تھی۔

باخبار عبید اللہ بن موسیٰ باخبار فضیل بن مرزوق از سفیان بن عقبہ: ام ایمن نبی ﷺ سے آپ کے بچپن میں انتہائی لطف و پیار سے پیش آتی تھیں اور آپ کی دیکھ بھال رکھتی تھیں۔ ایک دفعہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر کسی کو جنتی عورت سے شادی کرنے میں لطف آتا ہو تو وہ ام ایمن سے شادی کر لے پھر ان سے زید بن حارثہ نے نکاح کر لیا جن سے اُن کے اسامہ پیدا ہوئے۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث سفیان از ابو اسحٰق از مجاہد: نبی ﷺ نے ام ایمن سے فرمایا اپنی چادر سے پردہ کر لو۔

باخبار فضل بن دکین بتحدیث ابو معشر از محمد بن قیس: ام ایمن نے نبی ﷺ کے پاس آ کر کہا مجھے سواری دے دیجئے۔ فرمایا: میں تم کو اونٹنی کے بچہ پر سوار کروں گا۔ بولیں: یا رسول اللہ ﷺ! وہ میرا بوجھ نہ اُٹھا سکے گا اور نہ میں بچہ لوں گی۔ فرمایا: میں تو تمہیں اونٹنی کے بچہ ہی پر سوار کروں گا۔ یعنی آپ ان سے دل لگی کر رہے تھے اور دِل لگی میں بھی آپ سچ ہی فرمایا کرتے تھے کیونکہ اونٹ اونٹنیوں کے بچے ہی ہوتے ہیں۔

باخبار محمد بن عبد اللہ اسدی' بتحدیث سفیان از جعفر اپنے والد سے: ام ایمن آتی تھیں اور کہتی تھی: (علیکم) نہیں بس' سلام ہی کافی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے سلام کہنا حلال قرار دے دیا۔

باخبار قبیصہ بن عقبہ بتحدیث سفیان از جعفر اپنے والد سے: جب اُمّ ایمن آپ کے پاس آتیں تو صرف سلام کہتیں علیکم نہیں کہتی تھیں۔ پھر آپ نے انہیں صرف سلام کی رخصت دے دی۔

باخبار محمد بن عمر از عائذ بن یحییٰ از ابو الحویرث: جنگ حنین میں اُمّ ایمن نے مسلمان بھاگنے والوں کو کوسا اور کہا: اللہ تمہارے قدم غارت کرے' نبی ﷺ نے فرمایا: اُمّ ایمن خاموش رہو' تم سخت زبان ہو۔

باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث معتمر بن سلیمان بسماع سلیمان' بتحدیث انس بن مالک از نبی ﷺ: انصار آپ کو اپنے باغ کے کچھ کھجوروں کے درخت یا جس قدر اللہ کو منظور ہوتا دے دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ قریظہ اور نضیر کے علاقے فتح ہو گئے اور نبی ﷺ کے قبضہ میں آ گئے۔ پھر آپ انصار کو ان کے دیئے ہوئے درخت لوٹانے لگے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے بھی اس سلسلہ

میں نبی ﷺ کے پاس بھیجا گیا تاکہ میں بھی دیئے ہوئے تمام یا بعض درخت آپ سے مانگوں اور نبی ﷺ نے انہیں اُمّ ایمن کو دے دیا تھا۔ فرماتی ہیں میں نے وہ درخت نبی ﷺ سے مانگے اور آپ نے مجھے دے دیئے۔ پھر اُمّ ایمن نے آ کر میری گردن میں کپڑا ڈال کر کہنے لگیں: اس کی قسم جس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں رسول اللہ ﷺ تجھے وہ درخت نہیں دے سکتے۔ وہ تو آپ نے مجھے دے دیئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے اتنے اتنے اور اتنے درخت ہیں' مگر وہ وہی رٹ لگاتی رہیں حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: تمہارے لئے اس سے دس گنا زیادہ ہیں یا قریب قریب دس گنا ہیں۔ محمد بن عمر: ام ایمن جنگ اُحد و خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئیں زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اور ان کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔

باخبار سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی بتحدیث ولید بن مسلم' بتحدیث عبدالرحمٰن بن نمر از زہری بحدیث حویلہ مولیٰ اسامہ بن زید: اس حال میں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں حجاج بن ایمن آتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور رکوع و سجود میں اعتدال نہیں کرتے سلام پھیرنے کے بعد آپ کو ابن عمر رضی اللہ عنہما بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں: بھائی جان! کیا آپ نے اپنے خیال میں نماز پڑھ لی؟ دیکھئے آپ نے نماز نہیں پڑھی نماز لوٹایئے۔ پھر جب حجاج چلے گئے تو مجھ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما بولے' یہ کون ہیں؟ میں نے کہا حجاج بن ایمن بن ام ایمن۔ فرمایا: اگر ان کو رسول اللہ ﷺ دیکھتے تو آپ ان سے محبت کرتے۔ پھر آپ نے بتایا کہ نبی ﷺ کو ام ایمن کی اولاد سے محبت تھی ام ایمن نے نبی ﷺ کو اپنی گود میں کھلایا تھا۔

باخبار محمد بن عبداللہ اسدی' بتحدیث سفیان از قیس بن سلم از طارق بن شہاب: جب نبی ﷺ کو وفات ہوئی تو ام ایمن رونے لگیں۔ پوچھا گیا: کیوں روتی ہو؟ بولیں: اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی بند ہوگئی۔

باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث حماد از ثابت از انس: ام ایمن رسول اللہ ﷺ کی وفات پر رونے لگیں۔ ان سے پوچھا گیا کیا تم بھی روتی ہو؟ بولیں: ہاں! اللہ کی قسم مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک نہ ایک دن فوت ہو جائیں گے میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا اُترنا بند ہو گیا۔

باخبار محمد بن عبداللہ اسدی' وقبیصہ بن عقبہ' بتحدیث سفیان از قیس بن مسلم از طارق بن شہاب: جب حضرت عمر قتل کیے گئے تو اُم ایمن رونے لگیں اور بولیں اب اسلام میں کمزوری آ گئی۔ قبیصہ اپنی حدیث میں کہتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات پر بھی اُمّ ایمن روئی تھیں۔ پوچھا گیا تو بولیں: میں آسمان کی خبر (کے منقطع ہونے) پر روتی ہوں۔

قبیصہ کہتے ہیں سفیان جب جعفر والی حدیث بیان کرتے تو یہ بھی اس میں ذکر کر دیتے اور جب طارق والی حدیث بیان کرتے تو یہ بھی اس میں ذکر کر دیتے تو ہم کہا کرتے تھے سفیان کو یاد نہیں رہا کہ یہ کس حدیث میں ہے۔

محمد بن عمر: عہد عثمانی کے شروع میں فوت ہوئیں۔

باخبار محمد بن عمر' ابن ابی الفرات مولیٰ اسامہ بن زید اور حسن بن اسامہ بن زید میں جھگڑا ہوا' ابن ابی الفرات نے اثنائے گفتگو میں کہا: اے برکہ (اُمّ ایمن) کے بیٹے! حسن بولے: گواہ رہو اور حسن اپنا مقدمہ قاضی یا والی مدینہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے پاس لے گئے۔ ابوبکر نے ابن ابی الفرات سے کہا: ابن برکہ سے تمہارا کیا مطلب تھا؟ کہنے لگے: میں نے ان کی ماں کا

نام لے کرانہیں پکارا تھا۔ ابوبکر نے کہا: نہیں' بلکہ تم نے ان کی تحقیر کے لئے یہ لفظ استعمال کیا تھا۔ حالانکہ اسلام میں برکہ کا مرتبہ تم معلوم ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں امی جان اور اے اُمّ ایمن کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اگر میں تم کو معاف کر دوں تو اللہ تعا تمہیں معاف نہیں فرمائے گا۔ پھر ابوبکر نے ان کے ستر کوڑے لگوائے۔

سلمٰی رضی اللہ عنہا:

آپ رسول اللہ ﷺ کی آزاد کردہ لونڈی ہیں۔ میں نے بعض لوگوں سے سنا کہ آپ صفیہ بنت عبدالمطلب کی لونڈی ہیں سلمٰی ابورافع کی بیوی تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے اور ابورافع کی اولاد کی ماں تھیں یہی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دائی تھیں اور آپ کے رسول اللہ ﷺ سے جتنے بچے پیدا ہوئے دائی کے فرائض انہیں نے انجام دیئے۔ یہ ضروری چیزیں ولادت تیار رکھا کرتی تھیں۔ انہیں نے ولادت ابراہیم کے موقعہ پر دائی کے فرائض انجام دیئے اور انہیں نے اپنے شوہر ابورافع ابراہیم کی ولادت کی اطلاع دی اور ابورافع نے رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری پہنچائی اور رسول اللہ ﷺ نے خوشی میں ابورافع کو ایک غلام دیا۔ سلمٰی جنگ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھیں۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت حصین:

آپ حارث بن مطلب بن عبد مناف بن قصی کی صاحبزادی ہیں آپ نے اسلام لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی' رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور ان کی بہن ہند کو خیبر کی کھجوروں میں سے سو سو وسق کھجوریں دیں۔

ہند بنت حصین:

آپ خدیجہ بنت حصین کی ہمشیرہ ہیں۔ آپ نے اسلام لائے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور ان کی بہن خدیجہ کو خیبر میں سو سو وسق کھجوریں دیں۔

اُمّ رِمثہ یا رُمیثہ:

آپ عمرو بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف بن قصی کی بیٹی ہیں آپ نے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو خیبر میں چالیس وسق کھجوریں دیں اور پانچ وسق جو دیئے آپ حکیم ابوالقعقاع بن حکیم والدہ ہیں اور حکیم قبیلہ ازد کے ہیں اور اولاد مطلب کے حلیف ہیں۔

بحینہ:

آپ کا نام عبدہ بنت حارث ہے اور وہ ارت بن مطلب بن عبد مناف بن قصی ہیں بحینہ کی ماں ام صفی بن اسود مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ہے آپ سے مالک ازدی نے جو ازد کا حلیف تھا' نکاح کر لیا جن سے آپ کے عبداللہ جبیر پیدا ہوئے۔ بحینہ نبی ﷺ کی صحابیہ ہیں آپ نے بھی اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور رسول اللہ ﷺ نے آپ بھی تیس وسق کھجوریں دیں۔

ہند بنت اثاثہ:

آپ عباد بن مطلب بن عبد مناف بن قصی کی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ اُمّ مسطح بنت ابی رہم بن مطلب بن عبد مناف بن قصی ہیں۔ ہند مشرف بہ اسلام ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مع ان کے بھائی مسطح بن اثاثہ کے خیبر میں تیس وسق کھجوریں دیں۔ آپ کی غیر برادری میں ابو جندب سے شادی ہوئی اور ان سے ریطہ پیدا ہوئیں۔

ام مسطح:

آپ ابورہم بن مطلب بن عبد مناف بن قصی کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ ریطہ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّہ ہیں۔ آپ کا نکاح اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبد مناف سے ہوا اور ان سے آپ کے مسطح اور ہند دو بچے پیدا ہوئے۔ مسطح بدری ہیں۔ ام مسطح اسلام کی سعادت سے بہرہ یاب ہوئیں۔ آپ ایک مخلص مومنہ تھیں اور جب صدیقہ کے سلسلہ میں بہتان باندھنے والوں نے بہتان باندھا اور مسطح بھی اسی قسم کا چرچا کرنے لگے تو آپ مسطح کے حق میں انتہائی سخت رہیں اور انہیں برا بھلا کہتی رہیں۔

اروی بنت کریز:

آپ ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ اُمّ حکیم بیضاء بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہیں۔ آپ سے عفان بن ابوالعاص بن اُمیہ نے نکاح کیا۔ جن سے آپ کے عثمان اور آمنہ پیدا ہوئے۔ پھر آپ سے نکاح عقبہ بن ابی معیط نے کیا۔ جن سے آپ کے ولید، عمارہ، خالد، ام کلثوم، ام حکیم اور ہند پیدا ہوئے۔ اروی مشرف بہ اسلام ہوئیں اور اپنی بیٹی اُمّ کلثوم کی ہجرت کے بعد ہجرت کر کے مدینہ آ گئیں اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر آپ مدینہ ہی میں رہیں حتیٰ کہ حضرت عثمان کے زمانہ میں مدینہ ہی میں اپنے خالق سے جا ملیں۔

باخبار محمد بن عمر باخبار داؤد بن بکر بن ابی الفرات اشجعی، بسماع عبداللہ بن کعب مولیٰ آل عثمان بسماع عبداللہ بن حنظلہ بن راہب: ہم ام عثمان بن عفان کے جنازے میں شریک تھے وہ بقیع میں دفن کی گئیں۔ پھر جب عبداللہ واپس آئے تو لوگ مسجد میں نماز پڑھ چکے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد میں تنہا نماز پڑھی۔ صرف میں آپ کے ساتھ تھا میں نے دیکھا سجدے میں حضرت عثمان فرما رہے ہیں: اے اللہ! میری امی جان پر رحم فرما، یا اے اللہ! میری امی جان کو بخش دے۔ آپ ہی کی خلافت میں آپ کی والدہ کی وفات ہوئی۔

باخبار محمد بن عمر باخبار اسحٰق بن یحییٰ، مخبر میرے چچا عیسیٰ بن طلحہ: میں نے دیکھا حضرت عثمان دار غطیش سے دو تھموں کے درمیان اپنی امی جان کی نعش اُٹھائے ہوئے ہیں۔ آپ برابر اُٹھائے رہے حتیٰ کہ جنازہ جنازوں کی جگہ پر رکھ دیا گیا اور دفن کئے جانے کے بعد بھی میں نے آپ کو دُعاء کے لئے آپ کی قبر پر کھڑا ہوا دیکھا۔

اُمّ کلثوم:

آپ عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ اروی بنت کریز

میں نبی ﷺ کے پاس بھیجا گیا تا کہ میں بھی دیئے ہوئے تمام یا بعض درخت آپ سے مانگوں اور نبی ﷺ نے انہیں اُمّ ایمن کو دے دیا تھا۔ فرماتی ہیں میں نے وہ درخت نبی ﷺ سے مانگے اور آپ نے مجھے دے دیئے۔ پھر اُمّ ایمن نے آ کر میری گردن میں کپڑا ڈال کر کہنے لگیں: اس کی قسم جس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں رسول اللہ ﷺ تجھے وہ درخت نہیں دے سکتے۔ وہ تو آپ نے مجھے دے دیئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے اتنے اتنے اور اتنے درخت ہیں' مگر وہ وہی رٹ لگاتی رہیں حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: تمہارے لئے اس سے دس گنا زیادہ ہیں یا قریب قریب دس گنا ہیں۔ محمد بن عمر: ام ایمن جنگ اُحد و خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئیں زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اور ان کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔

باخبار سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی بتحدیث ولید بن مسلم' بتحدیث عبدالرحمٰن بن نمر از زہری بحدیث حویلہ مولیٰ اسامہ بن زید: اس حال میں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں حجاج بن ایمن آتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور رکوع وسجود میں اعتدال نہیں کرتے سلام پھیرنے کے بعد آپ کو ابن عمر رضی اللہ عنہما بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں: بھائی جان! کیا آپ نے اپنے خیال میں نماز پڑھ لی؟ دیکھئے آپ نے نماز نہیں پڑھی نماز لوٹایئے۔ پھر جب حجاج چلے گئے تو مجھ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما بولے' یہ کون ہیں؟ میں نے کہا حجاج بن ایمن بن ام ایمن۔ فرمایا: اگر ان کو رسول اللہ ﷺ دیکھتے تو آپ ان سے محبت کرتے۔ پھر آپ نے بتایا کہ نبی ﷺ کو ام ایمن کی اولاد سے محبت تھی ام ایمن نے نبی ﷺ کو اپنی گود میں کھلایا تھا۔

باخبار محمد بن عبداللہ اسدی' بتحدیث سفیان از قیس بن سلم از طارق بن شہاب: جب نبی ﷺ کو وفات ہوئی تو ام ایمن رونے لگیں۔ پوچھا گیا: کیوں روتی ہو؟ بولیں: اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی بند ہوگئی۔

باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث حماد از ثابت از انس: ام ایمن رسول اللہ ﷺ کی وفات پر رونے لگیں۔ ان سے پوچھا گیا کیا تم بھی روتی ہو؟ بولیں: ہاں! اللہ کی قسم مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک نہ ایک دن فوت ہو جائیں گے میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا اُترنا بند ہو گیا۔

باخبار محمد بن عبداللہ اسدی' وقبیصہ بن عقبہ' بتحدیث سفیان از قیس بن مسلم از طارق بن شہاب: جب حضرت عمر قتل کئے گئے تو اُم ایمن رونے لگیں اور بولیں اب اسلام میں کمزوری آ گئی۔ قبیصہ اپنی حدیث میں کہتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات پر بھی اُمّ ایمن روئی تھیں۔ پوچھا گیا تو بولیں: میں آسمان کی خبر (کے منقطع ہونے) پر روتی ہوں۔

قبیصہ کہتے ہیں سفیان جب جعفر والی حدیث بیان کرتے تو یہ بھی اس میں ذکر کر دیتے اور جب طارق والی حدیث بیان کرتے تو یہ بھی اس میں ذکر کر دیتے تو ہم کہا کرتے تھے سفیان کو یاد نہیں رہا کہ یہ کس حدیث میں ہے۔

محمد بن عمر: عہد عثمانی کے شروع میں فوت ہوئیں۔

باخبار محمد بن عمر' ابن ابی الفرات مولیٰ اسامہ بن زید اور حسن بن اسامہ بن زید میں جھگڑا ہوا' ابن ابی الفرات نے اثنائے گفتگو میں کہا: اے برکہ (اُمّ ایمن) کے بیٹے! حسن بولے: گواہ رہو اور حسن اپنا مقدمہ قاضی یا والی مدینہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے پاس لے گئے۔ ابوبکر نے ابن ابی الفرات سے کہا: ابن برکہ سے تمہارا کیا مطلب تھا؟ کہنے لگے: میں نے ان کی ماں کا

نام لے کر انہیں پکارا تھا۔ ابوبکر نے کہا: نہیں' بلکہ تم نے ان کی تحقیر کے لئے یہ لفظ استعمال کیا تھا۔ حالانکہ اسلام میں بر کہ کا مرتبہ تم معلوم ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں امی جان اور اے اُمّ ایمن کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اگر میں تم کو معاف کر دوں تو اللہ تعا تمہیں معاف نہیں فرمائے گا۔ پھر ابوبکر نے ان کے ستر کوڑے لگوائے۔

سلمٰی رضی اللہ عنہا:

آپ رسول اللہ ﷺ کی آزاد کردہ لونڈی ہیں۔ میں نے بعض لوگوں سے سنا کہ آپ صفیہ بنت عبدالمطلب کی لونڈی تھیں سلمٰی ابورافع کی بیوی تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے اور ابورافع کی اولاد کی ماں تھیں یہی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دائی تھیں اور آپ کے رسول اللہ ﷺ سے جتنے بچے پیدا ہوئے دائی کے فرائض انہیں نے انجام دیئے۔ یہ ضروری چیزیں ولادت تیار رکھا کرتی تھیں۔ انہیں نے ولادت ابراہیم کے موقعہ پر دائی کے فرائض انجام دیئے اور انہیں نے اپنے شوہر ابورافع ابراہیم کی ولادت کی اطلاع دی اور ابورافع نے رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری پہنچائی اور رسول اللہ ﷺ نے خوشی میں ابورافع کو ایک غلام دیا۔ سلمٰی جنگ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھیں۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت حصین:

آپ حارث بن مطلب بن عبدمناف بن قصی کی صاحبزادی ہیں آپ نے اسلام لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی' رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور ان کی بہن ہند کو خیبر کی کھجوروں میں سے سو سو وسق کھجوریں دیں۔

ہند بنت حصین:

آپ خدیجہ بنت حصین کی ہمشیرہ ہیں۔ آپ نے اسلام لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور ان کی بہن خدیجہ کو خیبر میں سو سو وسق کھجوریں دیں۔

اُمّ رِمثہ یا رُمیثہ:

آپ عمرو بن ہاشم بن مطلب بن عبدمناف بن قصی کی بیٹی ہیں آپ نے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو خیبر میں چالیس وسق کھجوریں دیں اور پانچ وسق جو دیئے آپ حکیم ابوالقعقاع بن حکیم والدہ ہیں اور حکیم قبیلہ ازد کے ہیں اور اولادِ مطلب کے حلیف ہیں۔

بحینہ:

آپ کا نام عبدہ بنت حارث ہے اور وہ ارت بن مطلب بن عبدمناف بن قصی ہیں بحینہ کی ماں ام صیفی بن اسود مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ہے آپ سے مالک ازدی نے جو ازد کا حلیف تھا' نکاح کر لیا جن سے آپ کے عبداللہ جبیر پیدا ہوئے۔ بحینہ نبی ﷺ کی صحابیہ ہیں آپ نے بھی اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور رسول اللہ ﷺ نے آپ بھی تیس وسق کھجوریں دیں۔

ہند بنت اثاثہ:

آپ عباد بن مطلب بن عبدمناف بن قصی کی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ اُمّ مسطح بنت ابی رہم بن مطلب بن عبدمناف بن قصی ہیں۔ ہند مشرف بہ اسلام ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں مع ان کے بھائی مسطح بن اثاثہ کے خیبر میں تیس وسق کھجوریں دیں۔ آپ کی غیر برادری میں ابوجندب سے شادی ہوئی اور ان سے ریطہ پیدا ہوئیں۔

ام مسطح:

آپ ابورہم بن مطلب بن عبدمناف بن قصی کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ ریطہ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّہ ہیں۔ آپ کا نکاح اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبدمناف سے ہوا اور ان سے آپ کے مسطح اور ہند دو بچے پیدا ہوئے۔ مسطح بدری ہیں۔ ام مسطح اسلام کی سعادت سے بہرہ یاب ہوئیں۔ آپ ایک مخلص مومنہ تھیں اور جب صدیقہ کے سلسلہ میں بہتان باندھنے والوں نے بہتان باندھا اور مسطح بھی اسی قسم کا چرچا کرنے لگے تو آپ مسطح کے حق میں انتہائی سخت رہیں اور انہیں برا بھلا کہتی رہیں۔

اروٰی بنت کُریز:

آپ ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ اُمّ حکیم بیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی ہیں۔ آپ سے عفان بن ابوالعاص بن اُمیہ نے نکاح کیا۔ جن سے آپ کے عثمان اور آمنہ پیدا ہوئے۔ پھر آپ سے نکاح عقبہ بن ابی معیط نے کیا۔ جن سے آپ کے ولید' عمارہ' خالد' ام کلثوم' ام حکیم اور ہند پیدا ہوئے۔ اروٰی مشرف بہ اسلام ہوئیں اور اپنی بیٹی اُمّ کلثوم کی ہجرت کے بعد ہجرت کر کے مدینہ آ گئیں اور سرور عالم ﷺ سے بیعت کی پھر آپ مدینہ ہی میں رہیں حتیٰ کہ حضرت عثمان کے زمانہ میں مدینہ ہی میں اپنے خالق سے جاملیں۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار داؤد بن بکر بن ابی الفرات اشجعی' بسماع عبداللہ بن کعب مولیٰ آل عثمان بسماع عبداللہ بن حنظلہ بن راہب: ہم ام عثمان بن عفان کے جنازے میں شریک تھے وہ بقیع میں دفن کی گئیں۔ پھر جب عبداللہ واپس آئے تو لوگ مسجد میں نماز پڑھ چکے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد میں تنہا نماز پڑھی۔ صرف میں آپ کے ساتھ تھا میں نے دیکھا سجدے میں حضرت عثمان فرما رہے ہیں: اے اللہ! میری امی جان پر رحم فرما' یا اے اللہ! میری امی جان کو بخش دے۔ آپ ہی کی خلافت میں آپ کی والدہ کی وفات ہوئی۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار اسحٰق بن یحییٰ' بخبر میرے چچا عیسیٰ بن طلحہ: میں نے دیکھا حضرت عثمان دار غطیش سے دو تھموں کے درمیان اپنی امی جان کی نعش اُٹھائے ہوئے ہیں۔ آپ برابر اُٹھائے رہے حتیٰ کہ جنازہ جنازوں کی جگہ پر رکھ دیا گیا اور دفن کئے جانے کے بعد بھی میں نے آپ کو دُعاء کے لئے آپ کی قبر پر کھڑا ہوا دیکھا۔

اُمّ کلثوم:

آپ عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن اُمیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ اروٰی بنت کریز

ہیں آپ مکہ میں مسلمان ہوئیں اور ہجرت سے پہلے بیعت کی۔ آپ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد ہجرت کرنے والی سب سے پہلی مسلمان خاتون ہیں۔ ہمارے علم میں بجز امّ کلثوم کے کوئی قریشی خاتون ایسی نہیں جو مسلمان ہونے کے بعد اپنے والدین کو چھوڑ کر اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر گئی ہو۔ آپ مکہ سے تنہا روانہ ہوئیں اور ایک خزاعی شخص کے ہمسفر ہو گئیں حتیٰ کہ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں مدینہ آ گئیں۔ پھر ان کو لانے کے لئے ان کے دونوں بھائی ولید وعمارہ روانہ ہوئے اور مدینہ میں اُمّ کلثوم کے پہنچنے کے دوسرے دِن ان کے بھائی بھی پہنچ گئے۔ اور بولے: محمد! معاہدے کی شرط پوری کیجئے۔ اُمّ کلثوم نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک عورت ہوں اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ عورتیں کمزور ہوتی ہیں۔ کیا آپ مجھے کافروں کی طرف لوٹا دیں گے کہ وہ مجھے دین سے ہٹا دیں اور دین کے بغیر مجھے صبر وقرار نہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے بارے میں عہد میں ترمیم فرما دی اور ان کے بارے میں امتحان کی آیت اُتار دی اور اس سلسلہ میں ایسا حکم فرمایا جس سے سب خوش ہو گئے۔ امّ کلثوم ہی کے بارے میں:

﴿ فامتحنو هن الله اعلم بايمانهن ﴾

یعنی ''ان کا امتحان لو اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے''۔

اُتری پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا امتحان لیا۔ پھر ان کے بعد عورتوں کا امتحان لیا جانے لگا۔ آپ فرماتے تھے: کہو! اللہ کی قسم ہمیں اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اسلام کی محبت ہی نے ہجرت پر مجبور کیا ہے۔ ہم شوہر کے لئے نہیں نکلیں اور نہ مال کے لئے۔ پھر جب عورتیں یہ اقرار کر لیتی تھیں تو انہیں روک لیا جاتا تھا اور انہیں مکہ واپس نہیں بھیجا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید و عمارہ سے فرمایا: حق تعالیٰ نے عورتوں کے بارے میں اس ترمیم کے ساتھ جو تمہیں معلوم ہے شرط ختم فرما دی ہے۔ چنانچہ یہ دونوں مکہ واپس لوٹ گئے۔ مکہ میں اُمّ کلثوم کا شوہر نہیں تھا۔ پھر جب یہ مدینہ آ گئیں تو ان سے زید بن حارثہ بن شراحیل کلبی نے نکاح کر لیا جن سے ان کے اولاد ہوئی۔ پھر زید جنگ موتہ میں شہید ہو گئے۔ پھر ان سے زبیر بن عوام بن خویلد نے نکاح کر لیا جن سے زینب پیدا ہوئیں۔

باخبار یزید بن ہارون از عمرو بن میمون از میمون: ام کلثوم زبیر بن عوام کے نکاح میں تھیں۔ زبیر عورتوں کے حق میں سخت تھے اور اُمّ کلثوم ان سے ناراض رہا کرتی تھیں اور طلاق مانگا کرتی تھیں۔ مگر زبیر طلاق نہیں دیتے تھے۔ ایک موقعہ پر آپ کے دردِ زہ شروع ہوا۔ زبیر نماز کے لئے وضو کر رہے تھے۔ اُمّ کلثوم نے طلاق کے لئے اصرار کیا۔ آخر کار انہوں نے ایک طلاق دے دی۔ پھر ام کلثوم کے ہٹتے ہی ولادت ہو گئی۔ کسی نے زبیر کو خبر کر دی کہ ان کے تو بچہ بھی ہو گیا۔ بولے: اس نے مجھے دھوکا دیا۔ اللہ تعالیٰ اسے دھوکا دے۔ پھر زبیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سارا واقعہ ذکر کیا۔ فرمایا: اب تو اللہ کی کتاب سبقت کر چکی اب ان پر پیام ڈالو۔ بولے: اب کبھی وہ میرے پاس لوٹ کر نہیں آئیں گی۔ محمد بن عمر: پھر ام کلثوم سے عبداللہ بن عوف نے نکاح کر لیا جن سے ابراہیم وحمید پیدا ہوئے' پھر عبدالرحمٰن وفات پا گئے۔ پھر ان سے عمرو بن عاص نے نکاح کر لیا اور یہ عمرو ہی کے پاس فوت ہو گئیں۔

باخبار خالد بن مخلد، بحدیث عبدالرحمن بن عبدالعزیز، بحدیث ابن شہاب: مشرکوں نے صلح حدیبیہ کے دن نبی ﷺ سے یہ
ہی ایک شرط کی تھی کہ اگر آپ کے پاس ہماری جانب سے کوئی شخص آئے اگرچہ آپ کے دین پر ہو آپ کو اسے لوٹانا پڑے گا اور
اگر آپ کی طرف سے ہمارے پاس کوئی آئے گا تو اسے ہم کو لوٹانا ہوگا۔ چنانچہ آپ اس شرط کے بموجب مکہ سے مسلمان ہو کر جو
شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا اسے لوٹا دیا کرتے تھے۔ پھر جب اُمّ کلثوم ہجرت کر کے آئیں اور ان کو لینے کے لئے ان کے
دونوں بھائی آئے اور انہوں نے شرط کے بموجب امّ کلثوم کو واپس لوٹانے کی نبی ﷺ سے درخواست کی تو اللہ نے
یایھا النبی اذا جاء کم المؤمنات مهاجرات سے مثل ما انفقوا تک آیت اُتاری۔ یعنی اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس
ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو انہیں جانچ لو۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ پھر اگر تمہیں یقین ہو جائے کہ وہ
ایمان والیاں ہیں تو انہیں کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ۔ یہ عورتیں کافروں کے لئے حلال نہیں اور نہ کافر ان کے لئے حلال ہیں اور
کافروں کو وہ دے دو جو انہوں نے ان پر خرچ کیا ہے اور ان سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ بشرطیکہ تم انہیں ان کے مہر دو
اور کافر عورتوں کی ناموس پر قبضہ نہ کرو اور جو کچھ تم نے خرچ کیا ہے اس کا ان سے مطالبہ کرو اور انہیں بھی اپنے خرچ کا مطالبہ کرنا
چاہئے۔ یہ اللہ کا حکم ہے یعنی مہر اور اگر تمہارے ہاتھ سے تمہاری کوئی بیوی جاتی رہے اور وہ کافروں کی طرف چلی جائے پھر تم بدلہ کا
موقعہ پاؤ تو انہیں ان کے خرچ کی برابر دو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں اور تم اللہ سے ڈر جاؤ جس پر تمہارا ایمان ہے۔ یعنی ایک عورت
مسلمان ہو کر آتی ہے تو مسلمان اس کا مہر کافروں کو لوٹا دیں اور مسلمانوں نے جن کافر بیویوں کو طلاق دی ہے تو ان پر لازم ہے کہ
ان کا مہر مشرکوں کو لوٹا دیں۔ اگر مشرک کافر، مطلقہ عورتوں کا مہر قبول کر لیں تو مسلمان بھی مسلمان عورتوں کا جو ان کے پاس مسلمان
ہو کر آئی ہیں مہر قبول کر لیں۔

امامہ:

آپ ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ زینب بنت
رسول اللہ ﷺ ہیں۔

باخبار ضحاک بن مخلد ابوعاصم نبیل از ابن عجلان از مقبری از عمرو بن سلیم زرقی از ابوقتادہ: نبی ﷺ امامہ کو اپنے کندھے پر
بٹھا کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ پھر جب رکوع کرتے تو انہیں زمین پر بٹھا دیتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تو اُٹھا لیتے تھے۔

باخبار ہشام ابوالولید طیالسی، بتحدیث لیث بن سعد، بتحدیث سعید بن ابی سعید مقبری از عمرو بن سلیم زرقی بسماع ابوقتادہ:
اس حال میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر تھے اتنے میں رسول اللہ ﷺ امامہ کو لئے ہوئے باہر تشریف لائے۔ امامہ بچی
تھیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں کندھے پر بٹھا کر نماز پڑھی۔ رکوع کے وقت انہیں زمین پر بٹھا دیتے تھے اور قیام کے وقت اُٹھا
لیتے تھے۔ پوری نماز میں آپ ایسا ہی کرتے رہے حتیٰ کہ آپ نے نماز پوری کر لی۔

باخبار عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب بتحدیث مالک بن انس از عامر بن عبداللہ بن زبیر از عمرو بن سلیم زُرقی از ابوقتادہ: رسول
اللہ ﷺ امامہ کو اُٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے پھر آپ کھڑے ہوتے تھے تو انہیں اُٹھا لیتے تھے اور جب سجدہ کرتے تو انہیں بٹھا

دیتے تھے۔

باخبار یحییٰ بن عباد، بتحدیث فلیح بن سلیمان، بتحدیث عامر بن عبداللہ بن زبیر از عمرو بن سلیم از ابوقتادہ ربعی، میں نے ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی نواسی امامہ کو کندھے پر اُٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ پھر جب رکوع کرتے ہیں تو انہیں بٹھا دیتے ہیں اور جب کھڑے ہوتے ہیں تو انہیں اُٹھا لیتے ہیں۔

باخبار ولید بن عطاء بن اغر مکی، بتحدیث ابراہیم بن سعد از سعد از ابوسلیمان از عبداللہ بن حارث بن نوفل: نبی ﷺ اس حال میں نماز پڑھتے تھے کہ امامہ آپ کے کندھے پر ہوتی تھیں پھر جب رکوع کرتے تو بٹھا دیتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تو لیتے تھے۔

باخبار عارم بن فضل، بتحدیث حماد بن زید از علی بن زید: نبی ﷺ خرمہروں کا ایک ہار لئے ہوئے اپنے گھر تشریف لا اور فرمایا: میں یہ ہار اسے دوں گا جو مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے۔ ازواجِ مطہرات نے خیال کیا کہ آپ یہ ہار حضرت عا رضی اللہ عنہا کو دیں گے پھر آپ نے اپنی نواسی زینب وابوالعاص کی بیٹی کو بلوایا اور ہار ان کے گلے میں اپنے ہاتھ سے باندھا اور امام آنکھ میں کیچڑ تھی جسے آپ نے ہاتھ سے صاف کیا۔

باخبار عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، بتحدیث عبداللہ بن نمیر از محمد بن اسحٰق از یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر اپنے والد سے وہ صدیقہ سے: نجاشی نے نبی ﷺ کو ہدیہ میں زیورات بھیجے جن میں ایک سونے کی انگوٹھی بھی تھی۔ آپ نے وہ اعراض کر ہوئے لی اور اپنی نواسی زینب کی بیٹی کو بھیج دی اور فرمایا: پیاری بچی یہ زیور پہن لے۔ محمد بن عمر: حضرت علی نے حضرت فاطمہ رضی کی وفات کے بعد امامہ سے نکاح کر لیا تھا۔ حضرت علی شہید ہو گئے اور امامہ کے آپ سے اولاد نہیں ہوئی۔ پھر ان سے مغیرہ نوفل بن حارث بن عبدالمطلب نے نکاح کیا۔

باخبار محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک از ابن ابی ذئب: امامہ نے مغیرہ سے کہا: معاویہ نے مجھ پر پیام ڈالا ہے۔ م بولے: کیا آپ جگر کو کھانے والی کے بیٹے سے نکاح کریں گی۔ کاش آپ اپنے نکاح کا اختیار مجھے دے دیں۔ فرمایا: اچھا۔ م نے کہا: میں نے آپ سے نکاح کر لیا۔ ابن ابی ذئب فرماتے ہیں: پھر مغیرہ کا نکاح نافذ ہو گیا۔

اُمِّ خالد:

آپ کا نام اُمت ہے اور آپ خالد بن سعید بن عاص بن اُمیہ بن عبدشمس کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ ہمینہ بن خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو خزاعی ہیں۔ خالد بن سعید اپنی بیوی ہمینہ کو لے کر ہجر کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ حبشہ ہی میں آپ کے یہاں اُمت بنت خالد پیدا ہوئیں۔ یہ حبشہ ہی میں رہیں حتیٰ کہ مہاجرین کشتیوں میں واپس آئے۔ اس وقت اُمت بالغ و عاقل ہو چکی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر، بتحدیث جعفر بن محمد بن خالد از ابوالاسود از ام خالد: جس دن ہم حبشہ سے روانہ ہوئے تو میں نے نج سے سنا کہ وہ دونوں کشتیوں کے سواروں سے فرما رہے تھے: تم سب میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہنا۔ اُمت کہتی ہ

میں بھی ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے نجاشی کا رسول اللہ ﷺ کو سلام پہنچایا۔ اُمت رسول اللہ ﷺ سے حدیثیں روایت کرتی ہیں۔

باخبار فضل بن دکین وہشام ابوالولید طیالسی بتحدیث اسحٰق بن سعید بحدیث امّ خالد بنت خالد: رسول اللہ ﷺ کے پاس کپڑے آئے جن میں ایک چھوٹا سا سیاہ کمبل بھی تھا۔ آپ نے فرمایا: تم تمہارے خیال میں یہ کمبل کسے دوں گا؟ لوگ خاموش ہو گئے۔ فرمایا: میرے پاس اُمّ خالد کو لے آؤ۔ فرماتی ہیں: پھر مجھے اُٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے وہ کمبل مجھے اُڑھا کر دو یا تین بار فرمایا: اسے قبول کرو اللہ کرے تم پر یہ پرانا ہو اور پھٹ جائے پھر آپ کمبل کی زرد یا سرخ دھاریوں کو دیکھ کر فرمانے لگے: ام خالد! یہ (دھاریاں) خوبصورت ہیں نا؟ فرماتی ہیں حبشیوں کی زبان میں ''سنا'' خوبصورت کو کہتے ہیں۔ اسحٰق کہتے ہیں: پھر مجھ سے میرے خاندان کی ایک عورت نے کہا کہ میں نے اُمّ خالد کے پاس وہ کمبل دیکھا تھا۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث جعفر بن محمد بن خالد بن زبیر از ابراہیم بن عقبہ بسماع اُمّ خالد بنت خالد بن سعید بن العاص: اس وقت وہ بہت بوڑھی تھیں اور حبشہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ میں نے ان سے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہے؟ فرمایا: میں نے آپ سے سنا کہ آپ عذابِ قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

محمد بن عمر: زبیر بن عوام نے اُمت سے نکاح کیا جن سے ان کے عمرو اور خالد پیدا ہوئے۔ اسی لئے ان کی کنیت اُمّ خالد تھی۔

ہند بنت عتبہ:

آپ عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف کی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ صفیہ بنت اُمیہ بن حارثہ بن اوقص بن مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم ہے ہند سے حفص بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے شادی کی جن سے آپ کے ادبان پیدا ہوئے۔

باخبار مالک بن اسماعیل ابوغسان نہدی بتحدیث عمر بن زیاد ہلالی از عبدالملک بن نوفل بن مساحق جو مدینہ میں آل عامر بن لوی کے ایک شیخ ہیں: ہند نے اپنے والد سے کہا: میں ایک ایسی عورت ہوں جسے ذاتی اختیارات حاصل ہیں۔ لہٰذا اگر آپ کسی سے میرا نکاح کرنا چاہیں تو پہلے اسے مجھے بتا دینا۔ والد نے اقرار کرلیا۔ پھر ایک دن ان سے ان کے والد کہنے لگے: تمہارے بارے میں تمہاری قوم کے دو آدمیوں کے پیام آئے ہیں۔ میں نام بتانے سے پہلے ان کا حال بیان کرتا ہوں۔ پہلا شخص سراپا خالص شرف اور بزرگ حسب ہے تم اسے اس کی غفلت کی وجہ سے بے وقوف خیال کرو گی حالانکہ اس کی عادت میں نرمی ہے۔ وہ بہترین دوست ہے اور بہترین بدلہ دینے والا ہے۔ اگر تم اس کی پیروی کرو گی تو وہ تمہاری پیروی کرے گا اور اگر اس سے ایک طرف کو جھکو گی تو تمہارے ساتھ رہے گا۔ تم اس کا مال بے دھڑک خرچ کرو اور اپنی کمزور رائے پر قناعت کرو۔ دوسرا خالص حسب والا اور مستحکم رائے والا ہے۔ اس کی جڑ چاند والی ہے اور اس کا قبیلہ معزز ہے۔ وہ اپنے گھر والوں کو ادب سکھاتا ہے۔ گھر والے اسے ادب نہیں سکھاتے۔ اگر اس کی پیروی کرو تو وہ نرم ہے اور اگر اس سے غیرت برتو تو خطرناک ہے وہ سخت غیرت والا اور فوراً بری فال لینے والا ہے۔ اس کے خیمہ کا پردہ سخت ہے۔ اگر بھوکا ہو تو کسی سے سوال کرنے والا نہیں اور اگر اس سے جھگڑا کیا

جائے تو کوئی اس پر غالب آنے والا نہیں۔ میں نے تمہارے سامنے دونوں کا حال بیان کر دیا ہے۔

بولیں: پہلا شخص سردار ہے مگر اپنی شرافت کو ضائع کر رہا ہے اور اس چیز میں اس کے موافق ہے کہ اگر غیر محفوظ رہے تو قریب ہے کہ اس کے انکار کے بعد نرم پڑ جائے اور اپنے پھلوں کے نیچے ضائع ہو جائے۔ اگر وہ بچہ والی ہو تو بے وقوف کہلائے اور اگر شریف بچہ جنے تو غلطی سے جنے اس کا ذکر چھوڑ دو اور میرے سامنے اس کا نام نہ لو۔

ہاں! دوسرا شخص شریف و آزاد عورت کا شوہر ہونے کے لائق ہے میں اس کے اخلاق پر گرویدہ ہوں' اس کے ہم خیال ہوں اور شوہر کے آداب کو بجالانے والی ہوں اور اپنے خیمہ کو چمٹی رہنے والی ہوں اور اس کی طرف توجہ نہ دینے والی ہوں اور ہم دونوں سے پیدا ہونے والی اولاد اس لائق ہے کہ اپنے خاندان سے دفاع کرے اور خاندانی دستوں سے دشمن کو ہٹائے اور ان کی لاج رکھ لے اور ان کی جڑوں کو خوبصورتی بخشے اور وہ سخت حوادث کے وقت دوسروں پر بھروسہ کرنے والی نہ ہو اور نہ بزدل ہو۔ اب بتایئے یہ شخص کون ہے؟

عتبہ نے کہا: یہ ابوسفیان بن حرب ہے۔ بولی: آپ میرا ان سے نکاح کر دیجئے اور مجھے اس کی طرف لٹکنے والے نرم طبع کے ڈالے جانے کی طرح نہ ڈالئے اور نہ اس سے لڑنے والے اور مقابلہ کرنے والے کے سودے کی طرح سودا کیجئے۔ آسمان والے اللہ سے مشورہ کیجئے۔ وہ اپنے کونی علم سے آپ کے لئے بہتر فرمائے گا۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابراہیم بن محمد بن شرجیل عبدری از محمد بن شرجیل: ہند کی رُخصتی کے وقت ان کے والد عتبہ نے اپنے بیٹے ولید کو آلِ ابوالحقیق کے پاس بھیجا اور ان کے زیورات مانگ کر لئے اور ولید نے خود کو بنی عبدشمس کے چند آدمیوں کے ساتھ رہن رکھ دیا اور زیورات لے گیا اور ایک ماہ تک غائب رہا۔ پھر لوگوں نے اسے مالدار بنا کر واپس کیا اور رہن شدہ آدمی چھڑائے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابن ابی سبرہ از موسیٰ بن عقبہ از ابوحبیبہ مولیٰ زبیر از عبداللہ بن زبیر: فتح مکہ کے دن ہند معہ چند خواتین کے مسلمان ہوئیں اور ابطح میں نبی ﷺ کے پاس آ کر آپ سے بیعت کی۔ ہند نے آپ سے گفتگو کی اور بولیں: یارسول اللہ ﷺ! الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو غالب فرمایا جسے اس نے اپنے نفس کے لئے پسند فرمایا۔ تاکہ آپ کی قرابت داری ہمیں فائدہ پہنچائے۔

اے محمد ﷺ! میں ایک ایسی عورت ہوں جو اللہ پر ایمان لے آئی ہے اور اس کے رسول ﷺ کو سچا مانتی ہے۔ پھر ہند نے اپنے چہرے سے نقاب اُلٹ دیا اور بولیں: میں ہوں ہند بنت عتبہ۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں مرحبا کہا۔ بولیں: اللہ کی قسم میرے نزدیک روئے زمین میں آپ کے خیمہ والوں سے زیادہ کوئی عزیز نہیں اور میں آپ کو معزز ہی دیکھنا چاہتی ہوں۔ فرمایا: کچھ اور؟ آپ نے ان تمام خواتین کو قرآن پاک پڑھ کر سنایا اور ان سے بیعت کی۔ ہند بولیں: یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ سے مصافحہ کریں گی۔ فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ میری بات سو عورتوں کے لئے ایسی ہی ہے جیسی ایک عورت کے لئے۔ محمد بن عمر: جب ہند مسلمان ہو گئی تو کلہاڑی یہ کہہ کر کہ ہم تیری طرف سے دھوکا میں رہے اپنے بت کے ٹکڑے کر دیئے۔

باخبار وکیع بن جراح از ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ: ہند رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کرتی ہیں: یارسول اللہ ﷺ! ابوسفیان بخیل ہیں اور مجھے اور میری اولاد کو بقدر ضرورت خرچ نہیں دیتے۔ اِلا یہ کہ میں ان کو خبر کئے بغیر ان کے مال میں سے لے لوں۔ فرمایا: دستور کے مطابق بقدر ضرورت لے لیا کرو۔

باخبار عبداللہ بن جعفر رقی' بتحدیث ابوالملیح از میمون بن مہران: کچھ عورتیں نبی ﷺ کے پاس بیعت کرنے کے لئے آئیں جن میں ہند اُمّ معاویہ بھی تھیں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وعدہ کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو گی اور نہ چوری کرو گی تو ہند بولیں: یارسول اللہ ﷺ! ابوسفیان بخیل آدمی ہیں۔ اگر ان کی اجازت کے بغیر میں ان کے طعام میں سے لے لوں تو کیا مجھ پر گناہ ہے؟ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے تیار کھانے کو بقدر ضرورت لینے کی اجازت دے دی۔ خشک میں رخصت نہیں دی۔ فرمایا: اور نہ زنا کرو گی۔ بولیں: کیا شریف خاتون زنا کر سکتی ہے؟ فرمایا: اور نہ اولاد کو قتل کرو گی۔ بولیں: آپ ہی نے جنگ بدر میں ہمارے بچوں کو قتل کر دیا اور کوئی بچہ نہیں چھوڑا۔ فرمایا: اور نہ میری معروف میں نافرمانی کرو گی۔ میمون: نبی ﷺ نے ان پر معروف ہی میں اپنی اطاعت لازم فرمائی اور معروف اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

باخبار عبداللہ بن موسیٰ باخبار عمر بن ابی زائدہ بسماع شعبی: عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تم بیعت اس پر کرو گی کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو گی۔ ہند بولیں: ہم اس کا اقرار کرتی ہیں۔ فرمایا: اور نہ چوری کرو گی۔ بولیں: میں ابوسفیان کے مال میں سے انہیں خبر کئے بغیر کچھ لے لیتی ہوں۔ ابوسفیان نے کہا: تم نے میرے مال میں سے مجھے خبر کئے بغیر جو کچھ لے لیا وہ تمہارے لئے حلال ہے۔ فرمایا: اور نہ زنا کرو گی۔ بولیں: کیا شریف عورت بھی زنا کر سکتی ہے؟ فرمایا: اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گی۔ بولیں: آپ نے تو ان کو قتل کر دیا۔

اُمّ کلثوم:

آپ عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ حارثہ بن اوقص کی بیٹی ہیں۔ آپ سے عبدالرحمٰن بن عوف نے نکاح کیا جن سے آپ کے اسلام سے پہلے سالم اکبر پیدا ہوئے۔

فاطمہ:

آپ بھی عتبہ ہی کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ صفیہ بنت اُمیہ بن حارثہ بن اوقص ہیں۔ آپ سے قرظہ بن عبدعمرو بن نوفل بن عبدمناف بن قصی نے نکاح کیا۔ جن سے آپ کے ولید' ہشام' ابی آمنہ' عتبہ اور مسلم پیدا ہوئے۔ مسلم جنگ جمل میں کام آئے اور فاختہ معاویہ بن ابی سفیان سے پیدا ہوئیں پھر ان سے عبداللہ بن عامر بن کریز نے نکاح کیا۔ پھر بقول مؤرخین ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے فاطمہ کا نکاح سالم مولیٰ ابوحذیفہ سے کرا دیا پھر آپ نے مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لی۔

باخبار ضحاک بن مخلد ابوعاصم نبیل از ابن جریج از ابن ابی ملیکہ: عقیل بن ابی طالب نے فاطمہ بنت عتبہ سے نکاح کیا۔ فاطمہ ایک دولت مند خاتون تھیں۔ بولیں: میں تم سے اس شرط پر نکاح کرتی ہوں کہ تم میرے لئے ضامن بن جاؤ اور میں تمہارا خرچہ اُٹھاؤں۔ آخر کار عقیل نے ان سے نکاح کر لیا۔ عقیل جب ان کے پاس آتے تو یہ پوچھتیں عتبہ کہاں ہے؟ اور شیبہ کہاں ہے؟

ایک دِن عقیل ان کے پاس آئے عقیل کا مزاج ناخوشگوار تھا' فاطمہ نے آج بھی ان سے پوچھا کہ عتبہ اور شیبہ کہاں ہیں؟ بولے: جب تو جہنم میں جائے گی تو انہیں اپنی بائیں جانب پائے گا یہ سن کر فاطمہ نے کپڑے پہنے اور بولیں اب مجھے اور تمہیں کوئی چیز جمع کرنے والی نہیں پھر یہ حضرت عثمان کے پاس پہنچیں آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلوا بھیجا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ان دونوں میں تفریق کراؤں گا لیکن حضرت معاویہ نے کہا: میں تو بنی عبد مناف کے دو بزرگوں میں تفریق کرانے والا نہیں پھر یہ دونوں کپڑے پہن کر آئے اور دونوں میں صلح کرادی۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار معمر' باخبار ابن طاؤس از عکرمہ از ابن عباس و معاویہ: انہیں بلایا (میرے خیال میں یہی کہا کہ حضرت عثمان نے ان کو بلایا) اور فرمایا اگر مناسب سمجھو تو ان دونوں میں صلح کرادو ورنہ دونوں میں تفریق کرادو یہ فاطمہ اور عقیل کے بارے میں حضرت عثمان نے ابن عباس رضی اللہ عنہما و معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ فاطمہ عقیل سے ناراض ہو کر اور ان کی نافرمانی کر کے چلی گئی تھیں۔

رملہ:

آپ شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف کی صاحبزادی ہیں آپ کی صاحبزادی اُمّ شراک بنت وقدان بن عبد شمس بن عبدود ہیں جو بنی عامر بن لوی سے ہیں۔ رملہ سے حضرت عثمان نے نکاح کیا جن سے آپ کے عائشہ اُمّ ابان اور ام عمرو پیدا ہوئیں۔ ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان رملہ بنت شیبہ کے آزاد کردہ غلام تھے رملہ نے مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

امینہ:

آپ ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ صُفَیّہ بنت ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ہیں۔ آپ سے حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی نے نکاح کیا جن سے ابوسفیان پیدا ہوئے پھر آپ سے صفوان بن امیہ بن خلف نے نکاح کیا جن سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔

جویریہ:

آپ بھی ابوسفیان کی بیٹی ہیں آپ کی والدہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ ہیں جویریہ سے سائب بن ابی حبیش نے نکاح کیا پھر عبدالرحمٰن بن حارث بن امیہ اصغر بن عبد شمس نے۔

اُمّ حکم:

آپ بھی ابوسفیان کی بچی ہیں۔ آپ کی والدہ ہند بنت عتبہ ہیں۔ آپ سے عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بن حارث بن حبیب بن حارث بن مالک بن حطیط بن جشم ثقفی نے نکاح کیا جن سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ اسی لئے عبدالرحمٰن کو ابن ام الحکم کہا جاتا تھا۔

ہند:

آپ بھی ابوسفیان کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ صفیہ بنت ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس ہیں آپ سے حارث بن نوفل بن

رث نے نکاح کیا جن سے عبداللہ محمد اکبر ربیعہ عبدالرحمٰن رملہ اورام زبیر (ام مغیرہ) اور ظریبہ سات بچے پیدا ہوئے۔

ؓرہ:

آپ بھی ابوسفیان کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ صفیہ بنت ابی عمرو ہیں۔ آپ سے سعید بن اخنس بن شریق ثقفی نے نکاح جن سے آپ کے بچے پیدا ہوئے۔

ونہ:

آپ بھی ابوسفیان کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ لبابہ بنت ابی العاص بن امیہ ہیں۔ آپ سے عروہ بن مسعود ثقفی نے ح کیا جن سے اولاد ہوئی پھر مغیرہ بن شعبہ ثقفی نے نکاح کر لیا۔

ہ:

آپ جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرّہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد کی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ امیمہ عبدالمطلب (رسول اللہ ﷺ کے دادا) ہیں جحش بن رئاب حرب بن امیہ بن عبدشمس کے حلف تھے۔ حمنہ سے مصعب بن عمیر ہاشم بن عبدمناف نے نکاح کیا جن سے ایک بچی پیدا ہوئی پھر مصعب جنگ بدر میں شہید ہو گئے۔

باخبار خالد بن مخلد بجلی ومحمد بن عمر بتحدیث عبداللہ بن عمر از عبداللہ بن ابراہیم از ابراہیم از محمد بن عبداللہ بن جحش: جب ں اللہ ﷺ جنگ اُحد سے واپس آئے تو عورتیں اپنے اپنے آدمیوں کے بارے میں لوگوں سے پوچھنے لگیں لیکن کسی نے انہیں ں بات نہیں بتائی۔ آخر کار وہ نبی ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ سے جس عورت نے جو کچھ پوچھا آپ نے اسے بتا دیا۔ پھر آپ پاس حمنہ آئیں فرمایا: حمنہ! اپنے بھائی عبداللہ بن جحش پر اللہ کی رضا اور ثواب کے لئے صبر کرو۔ بولیں: انا للہ وانا الیہ عون۔ اللہ ان پر رحم فرمائے اور انہیں بخش دے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: حمنہ! اپنے شوہر مصعب پر اللہ کی رضا کے لئے صبر کرو۔

بولیں: ہائے لڑائی تیرا برا ہو۔

نبی ﷺ نے فرمایا: عورت کے لئے مرد کے اندر ایک ایسا گوشہ ہے جو مرد کے لئے کچھ نہیں یعنی عورت کو جتنی اپنے شوہر محبت ہوتی ہے اتنی کسی سے نہیں ہوتی۔ محمد بن عمر (اپنی حدیث میں): ان سے نبی ﷺ نے پوچھا: تم نے مصعب کی موت پر وہ کیوں کہا جو دوسروں کی موت پر نہیں کہا؟ بولیں: یارسول اللہ ﷺ! مجھے ان کے یتیم بچوں کا خیال آ گیا۔ فرماتے ہیں: حمنہ اُحد میں موجود تھیں برابر پیاسوں کو پانی پلاتی رہیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی رہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بھی خیبر میں وسق کھجوریں دی تھیں پھر ان سے طلحہ بن عبیداللہ نے نکاح کر لیا جن سے محمد سجاد اور عمران پیدا ہوئے۔ سجاد ہی کے نام پر طلحہ کی ت ہے۔

ام حبیب:

آپ بھی جحش بن رئاب کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب ہیں۔ یہ وہی حبیبہ ہیں جو استحاضہ کی

بیماری میں مبتلا تھیں۔ بعض محدثین ان کا نام پلٹ دیتے ہیں اور اُمّ حبیبہ کے نام سے پکارتے ہیں حالانکہ ان کی کنیت اُمّ حبیبہ ہے اور نام حبیبہ ہے۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار ابی ذئب از زہری از عروہ از عمرہ بنت عبدالرحمٰن از عائشہ ام حبیبہ جو عبدالرحمٰن بن عوف کے نکاح میں تھیں۔ سات سال لگا تار استحاضہ کی بیماری میں مبتلا رہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ ایک رگ (کا خون) ہے حیض نہیں۔ تم غسل کر کے نماز پڑھ لیا کرو۔ فرماتی ہیں: پھر آپ ہر نماز کے وقت غسل کر لیا کرتی تھیں۔ محمد بن بعض لوگ یہ روایت غلط بیان کرتے ہیں کہ استحاضہ کی بیمار حمنہ بنت جحش تھیں ان کا گمان ہے کہ اُمّ حبیبہ حمنہ ہی کی کنیت ہے حقیقت وہی ہے جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ عبدالرحمٰن سے حبیبہ کے اولاد نہیں ہوئی۔

اُمّ قیس:

آپ محصن بن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد کی صاحبزادی ہیں۔ اور عکاشہ بن محصن کی ہمشیرہ ہیں۔ عکاشہ' حرب بن امیہ کے حلفاء میں سے ہیں۔ اُمّ قیس رسول اللہ ﷺ سے روایت بھی کرتی ہیں۔ آپ قدیم الاسلام ہیں اور مکہ ہی میں اس سعادت سے بہرہ یاب ہو چکی تھیں۔ اور اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ چلی آئی تھیں

باخبار یعقوب بن ابراہیم بن سعد زہری از ابراہیم از صالح بن کیسان از ابن شہاب مخبر عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ از اُمّ قیس بنت محصن خواہر عکاشہ بن محصن: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بچہ کو لائی جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا اس نے رسول اللہ ﷺ پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگا کر اس پر چھڑک لیا اور اسے دھویا نہیں۔

آمنہ:

آپ رقیش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد کی صاحبزادی ہیں اور یزید بن رقیش بدری کی ہمشیرہ ہیں۔ آپ بھی مکہ کی قدیم الاسلام خاتون ہیں۔ پھر اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آ گئی تھیں۔

جذامہ:

آپ جندل اسدیہ کی بیٹی ہیں۔ آپ بھی مکہ کی قدیم الاسلام خاتون ہیں۔ جو اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے آ گئی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' باخبار عمر بن عثمان جحشی: غنم بن دودان کی اولاد حرب بن اُمیہ کی حلیف تھی اور مسلمان تھی یہ سب لوگ مکہ میں مسلمان ہو گئے تھے اور ان کے تمام مرد و عورتیں ہجرت کر گئی تھیں حتیٰ کہ ان کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ ان میں سے ہجرت کرنے والی عورتیں' زینب' حبیبہ' حمنہ' جذامہ' اُمّ قیس' آمنہ اور اُمّ حبیب بنت نباتہ ہیں۔ محمد بن عمر: جذامہ' انیس بن قتادہ بن ربیعہ بن خالد بن حارث بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن عیوق بن اوس بدری کے نکاح میں تھیں۔ انیس اُحد میں شہید ہوئے۔ جذامہ رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث روایت کرتی ہیں۔

باخبار معن بن عیسیٰ' بتحدیث مالک بن انس از محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل از عروہ از عائشہ از جذامہ اسدیہ: میں نے

اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ لوگوں کو مدت رضاعت میں صحبت سے روک دوں حتیٰ کہ مجھ سے ذکر کیا گیا کہ رومی اور پارسی اسی حالت میں صحبت کرتے ہیں جس سے ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

اُمّ حبیبہ:

آپ نباتہ اسدیہ کی بیٹی ہیں' آپ نے اسلام قبول کرنے کے بعد نبی ﷺ سے بیعت کی اور اپنی قوم کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ چلی گئیں۔

نفیسہ:

آپ اُمیہ بن اُبی بن عبید بن ہمام بن حارث بن بکر بن زید بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ منیہ بنت جابر بن وہب بن نسیب بن زید بن مالک بن حارث بن عوف بن مازن بن منصور ہیں۔ منیہ' عتبہ بن غزوان بن جابر کی پھوپھی ہیں۔ یہ سب حارث بن نوفل بن عبد مناف بن قصی کے حلیف ہیں۔ نفیسہ نے اسلام کی سعادت حاصل کی' آپ ہی نے بیچ میں پڑ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح کرایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ آپ کے اس احسان کو مانتے تھے۔

خولاء:

آپ تویط بن حبیب بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کی صاحبزادی ہیں آپ ہجرت کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

فاطمہ:

آپ ابوحبیش بن مطلب بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کی بیٹی ہیں آپ سے عبد اللہ بن جحش بن رئاب نے شادی کی جن سے آپ کے محمد پیدا ہوئے۔

باخبار وکیع بن جراح' بتحدیث ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ: فاطمہ بنت حبیش نے نبی ﷺ کے پاس آ کر کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں استحاضہ کی مریضہ ہوں اور پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ فرمایا: یہ ایک رگ کا خون ہے' حیض نہیں' پھر جب حیض کی ابتداء ہو تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو اپنے سے خون دھو کر نماز پڑھ لو۔

بُسرہ:

آپ صفوان بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ سالمہ بنت امیہ بن حارثہ بن اوقص بن مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم ہیں اور آپ کے اخیافی بھائی عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ ہیں۔ بسرہ' مغیرہ بن ابی العاص کے نکاح میں تھیں جن سے آپ کے معاویہ پیدا ہوئے۔ یہی وہ ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اُحد سے واپس ہوئے تو انہیں قتل کر دیا گیا۔ آپ عبد المطلب بن مروان کے دادا ہیں اور عبد الملک کی والدہ عائشہ بنت معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن اُمیہ ہیں۔ بسرہ رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث عضو مخصوص کے چھونے کے بارے میں روایت کرتی ہیں۔

باخبار محمد بن عمرؒ باخبار معمر باخبار زہری از عبداللہ بن ابی بکر بن حزم بسماع عروہ بن زبیر بسماع مروان بن حکم بسماع بسرہ بنت صفوان: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے اگر کوئی اپنا ذکر (عضو مخصوص) چھولے تو اسے وضو کر لینا چاہئے۔

بَرَکہ:

آپ یسار کی بیٹی ہیں اور ابو تجراہ مولیٰ بنی عبدالدار کی ہمشیرہ ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں ہم یمن کے ہیں اور قبیلۂ ازد سے ہیں اور بنی عبدالدار کے حلیف ہیں۔ برکہ قدیم الاسلام ہیں اور مکہ ہی میں اسلام قبول کر چکی تھیں اور آپ سے بیعت کر لی تھی پھر یہ دوسری ہجرت کے موقعہ پر ہجرت کر کے اپنے شوہر قیس بن عبداللہ اسدی کے ساتھ حبشہ چلی گئی تھیں۔ یسار کی کنیت ابو فکیہ ہے۔

فکیہ:

برکہ کی بہن فکیہ بنت یسار ہیں یہ بھی مکہ میں قدیم الاسلام ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت شدہ ہیں۔ یہ بھی دوسری ہجرت کے موقعہ پر اپنے شوہر حطاب بن حارث بن معمر بن حبیب جمحی کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی تھیں۔

بَرّہ:

آپ ابو تجراہ بن ابی فکیہ کی جس کا نام یسار ہے بیٹی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں یہ قبیلۂ ازد کے تھے اور بنی عبدالدار کے حلیف تھے اور ان میں ان کے بچے ہیں' برہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار محمد بن عمرؒ باخبار علی بن محمد بن عبیداللہ عمری از منصور بن عبدالرحمٰن اپنی والدہ برہ بنت ابی تجراہ سے: جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اعزاز و شرف بخشا چاہا اور آپ کی نبوت کا آغاز کیا تو رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لئے جاتے تو بہت دور چلے جاتے تھے حتیٰ کہ آپ کسی گھر کو نہیں دیکھتے اور کسی گھاٹے میں یا وادی کے اندر جا کر قضائے حاجت فرماتے تو جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہی کہتا: السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ! آپ دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیکھتے تو کسی شے کو نہیں دیکھتے۔

حبیبہ:

برہ کی ہمشیرہ حبیبہ ہیں یہ بھی رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث کی راویہ ہیں۔

باخبار معاذ بن ہانی بہرانی' بتحدیث عبداللہ بن مؤمل مکی بتحدیث عمر بن عبدالرحمٰن بن محیصن سہمی از عطاء بن ابی رباح بتحدیث صفیہ بنت شیبہ از حبیبہ بنت ابی تجراہ: ہم قرشی خواتین کے ساتھ ابو حسین کے گھر گئے۔ رسول اللہ ﷺ طواف کر رہے تھے اور آپ کا کپڑا آپ کے ساتھ گردش کر رہا تھا۔ آپ اپنے صحابہ سے فرما رہے تھے: سعی کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی لکھ دی ہے۔

عاتکہ:

آپ عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب کی صاحبزادی اور عبدالرحمٰن بن عوف کی حقیقی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ شفاء بنت عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ ہیں عاتکہ سے مخرمہ بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب نے نکاح کیا

جن سے آپ کے مسور' صفوان اکبر' صلت اکبراور ام صفوان چار بچے پیدا ہوئے۔عاتکہ اور ان کی والدہ شفاء نے اسلام قبول کرلیا اور دونوں ماں بیٹی نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

شفاء:

آپ عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب کی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ سلمٰی بنت عامر بن بیاضہ بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح بن خزاعہ ہیں۔آپ عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ کے عقد میں تھیں جن سے آپ کے عبدالرحمٰن (جو بدر میں شریک تھے) اور اسود (جو مسلمان ہو کر فتح مکہ سے قبل ہجرت کر گئے تھے) اور عاتکہ اور امت چار بچے پیدا ہوئے۔شفاء اور ان کی بیٹی عاتکہ نے مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔شفاء ام عبدالرحمٰن بن عوف مہاجر خواتین میں سے تھیں۔ انہیں کے بارے میں مردوں کی طرف سے لونڈی غلام آزاد کرنے کی سنت جاری ہوئی۔آپ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں فوت ہوگئی تھیں۔عبدالرحمٰن بولے: یارسول اللہ ﷺ! کیا میں اپنی اسی جان کی طرف سے غلام آزاد کروں؟ فرمایا: ہاں! چنانچہ عبدالرحمٰن نے ان کی طرف سے غلام آزاد کیئے۔

خالدہ:

آپ اسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ آمنہ بنت نوفل بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ ہیں۔خالدہ مدینہ میں مسلمان ہوئیں اور آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔آپ سے عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوث نے شادی کی۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث معمر از زہری (یخرج الحی من المیت۔ الخ کی تفسیر میں) رسول اللہ ﷺ کسی اُمّ المومنین کے گھر تشریف لے گئے دیکھا کہ ان کے پاس ایک (اچھی ہیئت والی) عورت بیٹھی ہوئی ہے۔پوچھا: یہ کون ہے؟ بولیں: آپ کی ایک خالہ ہیں۔فرمایا: اس زمین پر میری خالہ کا ہونا نادر ہے۔یہ میری کونسی خالہ ہیں؟ بولیں: یہ خالدہ بنت اسود ہیں۔فرمایا: سبحان اللہ' اللہ تعالیٰ مردے سے زندہ پیدا کرتا ہے یہ ایک نیک خاتون تھیں اور ان کے والد کفر پر فوت ہو گئے تھے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث موسیٰ بن محمد بن ابراہیم از محمد از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن از عائشہؓ از نبی ﷺ: ہم مثل۔

محمد بن عمر: لہٰذا یہ یخرج الحی .... الخ کی تفسیر میں داخل ہے یعنی اللہ کافر سے مومن پیدا کرتا ہے۔

اُمّ فروہ:

آپ ابوقحافہ کی بیٹی ہیں ابوقحافہ کا نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے ام فروہ کی والدہ ہند بنت نقید بن بُجیر بن عبد بن قصی ہے۔حضرت ابوبکر نے اشعث بن قیس کندی سے آپ کا نکاح کرادیا تھا۔جن سے آپ کے محمد' اسحٰق' اسماعیل' حبابہ اور قریبہ چار بچے پیدا ہوئے۔

قریبہ:

آپ بھی ابوقحافہ اور ہند کی بیٹی ہیں۔آپ قیس بن سعد بن عبادہ بن دُلیم کے نکاح میں تھیں اور لاولد رہیں۔

ام عامر:

آپ بھی ابوقحافہ اور ہند کی بیٹی ہیں آپ سے عامر بن ابی وقاص نے شادی کی جن سے آپ کے ضعیفہ پیدا ہوئیں۔

اسماء:

آپ حضرت ابوبکر کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن اسعد بن جابر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی ہیں۔ اسماء عبداللہ بن ابی بکر کی سگی بہن ہیں آپ شروع اسلام میں مکہ ہی میں مشرف بہ اسلام ہوگئی تھیں اور آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لی تھی آپ ہی کو ذات النطاقین (دو کمر بندوں والی) کہا جاتا ہے۔ جس رات رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر غارِ ثور کے لئے روانہ ہوئے تو آپ نے اپنا کمر بند لے کر اسے بیچ میں سے پھاڑ دیا' ایک ٹکڑے سے تو رسول اللہ ﷺ کا دسترخوان باندھا اور دوسرے ٹکڑے سے آپ کے مشکیزہ کا منہ کس دیا۔ لہٰذا آپ کا لقب ذات النطاقین پڑ گیا۔ آپ زبیر بن عوام کے عقد میں تھیں جن سے عبداللہ' عروہ' منذر' عاصم' مہاجر' خدیجۃ الکبریٰ' ام حسن اور عائشہ ۸ بچے پیدا ہوئے۔

باخبار ابواسامہ حماد بن اسامہ بتحدیث ہشام بن عروہ وفاطمہ از اسماء: جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی ہجرت کا ارادہ کیا تو میں نے ابوبکر کے گھر رسول اللہ ﷺ کے لئے دسترخوان تیار کیا۔ پھر ہمیں آپ کے دسترخوان اور مشکیزے کو باندھنے کے لئے کوئی چیز نہیں ملی۔ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ان دونوں کو باندھنے کے لئے بجز میرے کمر بند کے کوئی چیز نہیں۔ فرمایا: اسی کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کر لو ایک سے مشکیزے کو باندھ دو اور ایک سے دسترخوان کو۔ اسماء نے ایسا ہی کیا۔ اسی لئے آپ کا لقب ذات النطاقین پڑ گیا۔

باخبار ابواسامہ بتحدیث ہشام بن عروہ از عروہ: شامی ابن زبیر کو جب ان سے لڑ رہے تھے ابن ذات النطاقین کے لقب سے پکارتے تھے ابن زبیر نے فرمایا یہ تو ایک ایسی چیز ہے جس کا طعنہ دینا فضول ہے۔ اسماء نے ابن زبیر سے پوچھا: کیا شامی اس لفظ سے تم پر طعن کرتے ہیں؟ بولے: جی ہاں۔ فرمایا: اللہ کی قسم یہ ایک سچی بات ہے۔ اس میں طعن کیا؟

باخبار ابواسامہ' بتحدیث ہشام بن عروہ از عروہ از اسماء بنت ابی بکر: جب میرا زبیر سے عقد ہوا تو ان کے پاس کچھ نہ تھا اور نہ کوئی غلام تھا بس ایک گھوڑا تھا' گھوڑے کا چارہ میرے ذمہ تھا اور اس کی دیکھ بھال بھی میں ہی رکھا کرتی تھی اور پانی کھینچنے والے اونٹ کے لئے کھجوروں کی گٹھلیاں میں ہی کوٹا کرتی تھی اور اسے دانہ پانی میں ہی دیا کرتی تھی اور چرس میں ہی سیا کرتی تھی اور آٹا میں ہی گوندھا کرتی تھی لیکن مجھے اچھی طرح سے روٹی پکانی نہیں آتی تھی ہماری روٹی ہماری انصار ہمسائیاں پکا دیا کرتی تھیں۔ بے چاری اچھی عورتیں تھیں' نبی ﷺ نے زبیر کو جو زمین دی تھی اس سے سر پر لاد کر میں ہی گٹھلیاں لایا کرتی تھی۔ یہ زمین دو میل کے فاصلے پر تھی فرماتی ہیں: ایک دن میں گٹھلیاں سر پر لادے ہوئے آ رہی تھی کہ راہ میں رسول اللہ ﷺ مل گئے۔ آپ کے ساتھ چند صحابہ بھی تھے۔ آپ نے مجھے آواز دی پھر اپنا اونٹ بٹھایا تا کہ آپ مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیں۔ مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم آئی اور زبیر کی غیرت بھی یاد آئی (زبیر بڑے غیور تھے)۔ رسول اللہ ﷺ بھانپ گئے کہ میں شرما رہی ہوں۔ آخر کار آپ تشریف لے گئے۔ پھر میں نے اس کا ذکر زبیر سے کیا۔ بولے: اللہ کی قسم تمہارا سر پر گٹھلیوں کا لانا بہ نسبت تمہارے آپ کے

پیچھے سوار ہونے کے مجھے زیادہ شاق تھا۔ فرماتی ہیں: پھر اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمارے پاس ایک خادم بھیج دیا اور وہی گھوڑے کی دیکھ بھال کرنے لگا مجھے چھٹی مل گئی گویا ابوبکر نے مجھے آزاد کر دیا۔

باخبار کثیر بن ہشام بتحدیث فرات بن سلمان از عبدالکریم از عکرمہ و باخبار عبداللہ بن جعفر رقی بتحدیث عبیداللہ بن عمرو از عبدالکریم از عکرمہ: اسماء زبیر کے عقد میں تھیں زبیر اسماء سے سخت کام لیتے تھے۔ اسماء نے اس کی اپنے والد سے شکایت کی۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا: پیاری بچی صبر کرو۔ کیونکہ اگر کسی عورت کا نیک شوہر ہو اور وہ اسے چھوڑ کر مر جائے اور اس کی بیوی کسی اور سے شادی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو جنت میں جمع فرما دے گا۔

باخبار حجاج بن محمد و ابو عاصم نبیل و محمد بن عبداللہ انصاری از ابن جریج بخبر ابن ابی ملیکہ از عباد بن عبداللہ بن زبیر از اسماء بنت ابی بکر: اسماء نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہا: میرے گھر میں بجز اس کے جو گھر میں لے آتے ہیں اور کچھ نہیں اگر میں اس میں سے کچھ لے کر خیرات کر دوں تو کیا مجھ پر گناہ ہے؟ فرمایا: خیرات کرو جہاں تک تمہیں قدرت ہو۔ تھیلی کا منہ باندھ کر نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں باندھ کر دے گا۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از حمید از عبید از عمیر: اسماء کی گردن میں ورم تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ہاتھ پھیر کر دم کر رہے تھے اور یہ پڑھ رہے تھے: اللھم عافھا من فحشھا و اذاھا یعنی اے اللہ انہیں ان کی تکلیف و اذیت سے عافیت عطا فرما۔

باخبار یحییٰ بن عباد بتحدیث حماد بن سلمہ از ابو عامر خزاز از ابن ابی ملیکہ: جب اسماء کے سر میں درد ہوتا تھا تو اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیتی تھیں اور کہتی تھیں۔ میرا سر دکھ رہا ہے یا درد سر میرے گناہوں کی وجہ سے ہے اور میرے گناہ کثرت سے اللہ معاف بھی فرما دیتا ہے۔

باخبار ابو اسامہ از ہشام بن عروہ از فاطمہ بنت منذر از اسماء بنت ابی بکر: جب اسماء بیمار پڑتیں تو اپنا ہر غلام آزاد کر دیا کرتی تھیں۔

باخبار ابو اسامہ از ہشام از فاطمہ از اسماء: آپ اپنی بیٹیوں اور گھر والوں سے کہا کرتی تھیں: تم لوگ خرچ و خیرات کرو بچت کو نہ دیکھو کیونکہ اگر تم بچت کا انتظار کرو گی تو حسب ضرورت ہی تم کو ملے گا اور اگر تم خیرات کرتی رہو گی تو تمہارا ہاتھ کبھی نہ رکے گا۔

باخبار عبداللہ بن موسیٰ بتحدیث اسامہ از محمد بن منکدر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء بنت ابی بکر سے فرمایا: باندھ کر نہ رکھو ورنہ اللہ تجھ پر باندھ دے گا۔ حضرت اسماء ایک فیاض و سخی خاتون تھیں۔

باخبار موسیٰ بن اسماعیل بحدیث عبداللہ بن مبارک باخبار مصعب بن ثابت از عامر بن عبداللہ بن زبیر از عبداللہ بن زبیر: قتیلہ بنت عبدالعزیٰ اپنی بیٹی اسماء کے پاس منقے گھی اور چھال بطورِ ہدیہ کے لائیں۔ حضرت ابوبکر نے جاہلیت میں انہیں طلاق دے دی تھی حضرت اسماء نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں اپنے گھر میں آنے کی اجازت بھی نہ دی اور حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی بھیج کر کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کر کے بتائیں کہ میں اپنی والدہ کے ہدیئے قبول کروں یا نہ کروں اور گھر میں آنے دوں یا نہ آنے دوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحائف قبول کرلو اور انہیں اپنے گھر میں آنے دو اور قرآن پاک میں یہ آیت اُتر آئی:

﴿ لا ینھاکم اللّٰہ عن الذین لم یقاتلوکم ..... الخ ﴾

یعنی ''اللہ تعالیٰ تم کو ان سے جو تم سے دین کے سلسلہ میں لڑتے نہیں اور نہ تمہیں تمہارے..... گھروں سے نکالتے ہیں' نیک سلوک کرنے سے اور عدل کرنے سے منع نہیں فرماتا وہ تو ان سے تمہیں دوستی کرنے سے روکتا ہے جو دین میں تم سے لڑتے ہیں اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالتے اور تمہارے نکالنے میں دوسروں کی مدد کرتے ہیں اور جو ان سے دوستی کرتا ہے وہی ظالم ہے''۔

باخبار ہشام ابوالولید طیالسی' بحدیث شریک از رُکین بن رُبیع: میں حضرت اسماء کے پاس گئی' آپ بہت بوڑھی اور نابینا ہوگئی تھیں۔ میں نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ ان کے پاس ایک شخص تھا جو انہیں بتاتا جاتا تھا کہ کھڑی ہو جاؤ' بیٹھ جاؤ۔

باخبار اسماعیل بن عبداللہ بن ابی اویس بحدیث عبداللہ بن ابی اویس از ہشام بن عروہ: منذر بن زبیر عراق سے آئے اور حضرت اسماء کے پاس مروی وقوہی مہین ونفیس جوڑے ان کے نابینا ہونے کے بعد بھیجے۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے انہیں ٹٹول کر فرمایا: اُف' انہیں ان کے کپڑے لوٹا دو۔ منذر کو یہ بات گراں گزری اور بولے: امی جان! ان سے بدن نہیں جھلملاتا۔ فرمایا: اگر بدن نہیں جھلملاتا تو یہ بھڑ کیلے تو ہیں پھر منذر تو آپ کو مروی وقوہی کپڑا خرید کر دیا آپ نے اسے قبول کرلیا اور فرمایا: اس جیسا کپڑا مجھے دو۔

باخبار انس بن عیاض' بحدیث محمد بن ابی یحییٰ از اسحٰق' مولیٰ محمد بن زیاد از ابو واقد لیثی صحابی: (اس حدیث میں جس میں جنگ یرموک میں ان کی شرکت کا ذکر ہے) اور حضرت اسماء زبیر کے ساتھ تھیں' میں نے سنا آپ زبیر سے فرما رہی تھیں: ابوعبداللہ! دُشمن کا ایک شخص بھاگتا ہوا آتا ہے اور اس کا پیر میرے خیمہ کی رسیوں میں اُلجھ جاتا ہے اور وہ منہ کے بل گر کر مر جاتا ہے حالانکہ اسے اسلحہ کی گرد بھی نہیں پہنچتی۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار حماد بن سلمہ از ہشام بن عروہ از عروہ یا از فاطمہ بنت منذر: حضرت اسماء بن عاص کے زمانہ میں چوروں کے لئے خنجر اپنے سر کے نیچے رکھا کرتی تھیں چوروں نے مدینہ میں لوٹ مار مچا رکھی تھی۔

باخبار کثیر بن ہشام' بحدیث فرات بن سلمان از عبدالکریم از عکرمہ: حضرت اسماء سے پوچھا گیا کیا سلف میں سے کبھی کسی کو خوف سے غش بھی آ جاتا تھا؟ فرمایا: نہیں! البتہ وہ رویا کرتے تھے۔

باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس' بحدیث زہیر از ابواسحٰق از مصعب بن سعد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماء کا وظیفہ ایک ہزار درہم سالانہ تھا۔

باخبار عفان بن مسلم بحدیث حماد بن سلمہ بحدیث ہشام بن عروہ: زبیر نے اسماء کو طلاق دی اور عروہ کو لے لیا' عروہ اس

وقت بچے تھے۔ باخبار انس بن عیاض از ہشام بن عروہ: حضرت اسماء نے احرام کی حالت میں عصفر کے گہرے رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے پہنے جس میں زعفران نہ تھا۔

باخبار انس بن عیاض از ہشام بن عروہ از فاطمہ بنت منذر: میں نے اسماء کو عصفر میں رنگے ہوئے کپڑوں ہی میں دیکھا حتیٰ کہ وہ اللہ سے جاملیں اگرچہ کبھی کبھی وہ ایسا کرتہ پہنتی تھیں جو عصفر میں رنگے ہوئے کپڑے کے قائمقام ہوتا تھا۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ہشام از فاطمہ بنت منذر: اسماء عصفر کے گہرے رنگ میں رنگے ہوئے کرتے میں احرام باندھتی تھیں۔

باخبار یحییٰ بن حماد بتحدیث ابوعوانہ از یزید بن ابی زیاد از قیس بن احنف نخعی و بحدیث قاسم بن محمد ثقفی: اسماء رضی اللہ عنہا نابینا ہونے کے بعد اپنی بچیوں کے ساتھ حجاج کے پاس آئیں۔ پوچھا: حجاج کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: حجاج یہاں نہیں ہیں۔ فرمایا: جب حجاج آئے تو اس سے کہنا کہ ان ہڈیوں کو (عبداللہ بن زبیر کے ڈھانچہ کو) اُتارنے کا حکم دے دے اور اسے بتا دینا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: ثقیف میں دو شخص ہیں ایک کذاب ہے اور ایک ہلاک کرنے والا۔

بتحدیث اسحاق ازرق از عوف اعرابی از ابوالصدیق ناجی: حجاج نے حضرت اسماء کے پاس آ کر کہا آپ کے بیٹے کی اس گھر میں لحد بنادی گئی اور اللہ نے اسے دردناک عذاب چکھادیا اور اس کے ساتھ یہ کیا اور یہ کیا۔ حضرت اسماء نے جواب دیا تم جھوٹے ہو وہ تو ماں باپ کے فرمانبردار' روزے دار اور شب بیدار تھے۔ ہاں! اللہ کی قسم ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ عنقریب ثقیف سے دو جھوٹے شخص ظاہر ہوں گے جن میں پچھلا پہلے سے بدہوگا اور وہ ہلاک کرنے والا بھی ہوگا۔

باخبار فضل بن دکین بتحدیث حفص بن غیاث از ہشام بن عروہ از فاطمہ بنت منذر: اسماء رضی اللہ عنہا نے وصیت کی: جب میں مرجاؤں' تو مجھے غسل دینا' کفنانا اور خوشبو لگانا اور میرے کفن پر حنوط (ایک قسم کی مرکب خوشبو) نہ چھڑکنا اور میرے جنازے کے پیچھے آگ لے کر نہ جانا۔

باخبار وکیع بن جراح از ہشام بن عروہ از فاطمہ بنت منذر از اسماء بنت ابی بکر: آپ نے وصیت کی: میرے کفن پر حنوط نہ چھڑکنا۔

باخبار عبداللہ بن نمیر از ہشام بن عروہ از عروہ: حضرت اسماء نے اپنے گھر والوں سے کہا: جب میں مرجاؤں تو میرے کپڑوں کو دھونی دینا اور میرے جسم کو حنوط لگا دینا اور اسے کفن پر نہ چھڑکنا اور نہ میرے جنازے کے پیچھے آگ لے کر جانا۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار حماد بن سلمہ از ہشام بن عروہ از فاطمہ بنت منذر: حضرت اسماء نے فرمایا: میرے کپڑوں کو دھونی دینا اور مجھے خوشبو لگانا لیکن میرے کفن پر خوشبو نہ چھڑکنا۔

باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث مالک بن انس از ہشام بن عروہ از عروہ از اسماء بنت ابی بکر: آپ نے اپنے گھر والوں سے کہا: جب میں مرجاؤں تو میرے کپڑوں کو دھونی دینا پھر مجھے حنوط لگانا اور میرے کفن پر حنوط نہ چھڑکنا اور نہ میرے جنازے کے پیچھے آگ لے کر چلنا۔

باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث ہمام از ہشام بن عروہ از فاطمہ بنت منذر از اسماء: میرے کپڑوں کو جو کھنٹی پر ہیں دھونی دینا اور مجھے حنوط لگانا اور میرے کپڑوں پر ذرا سی حنوط بھی نہ چھڑکنا۔ حضرت اسماء اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر کے قتل کے چند دنوں بعد وفات پا گئیں۔ حضرت ابن زبیر منگل کے دن ۱۷ جمادی الاوّل ۷۳ھ میں قتل کئے گئے۔

ریطہ:

آپ حارث بن جُبیلہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ زینب بنت عبداللہ بن ساعدہ بن مشنُوء بن عبد بن حبترخزاعیہ ہیں۔ آپ صبیحہ بن حارث کی ہمشیرہ ہیں اور قدیم الاسلام ہیں۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور دوسری ہجرت کے زمانہ میں حبشہ کی طرف اپنے شوہر حارث بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم کے ساتھ ہجرت کر گئیں۔ وہاں آپ کے یہاں موسیٰ عائشہ اور زینب تین بچے پیدا ہوئے۔ پھر موسیٰ تو حبشہ ہی میں فوت ہو گئے اور ریطہ واپس ہو رہی تھیں کہ راہ میں فوت ہو گئیں۔

اُمیمہ:

آپ رقیقہ کی بیٹی ہیں جن سے محمد منکدر راوی ہیں اور یہ خود رسول اللہ ﷺ سے بھی عورتوں کی بیعت کے بارے میں ایک حدیث روایت کرتی ہیں۔ امیمہ عبداللہ بن بجاد بن عمیر بن حارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ رقیقہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں۔ امیمہ کی غیر برادری میں حبیب بن کعیب بن عتیر ثقفی سے شادی ہوئی جس سے ان کے نہدیہ ایک اور بچی ام عبیس زُنیرہ پیدا ہوئیں یہ سب شروع اسلام ہی میں مسلمان ہو گئی تھیں اور انہوں نے اسلام کی پاداش میں بڑے بڑے دُکھ برداشت کئے ہیں۔ پھر ان سب کو حضرت ابوبکر نے خرید کر آزاد کر دیا۔ یہ دیکھ کر ابوقحافہ سے نہ رہا گیا اور بولے: بیٹا تو سب کو چھوڑ کر اس شخص کو چمٹ گیا ہے اور ان کمزوروں کو خرید کر آزاد کرتا رہتا ہے۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا: اباجان! جو کچھ میں کرتا ہوں اس کی مصلحت مجھے معلوم ہے۔ حضرت ابوبکر نے جس دن نہدیہ کو خریدا ہے اس دن کا ان کے پاس اپنے مالک کے لئے پیسے کا اناج یا کوٹنے کے لئے گٹھلیاں تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنی مالکہ کو اناج یا گٹھلیاں واپس کر دو۔ بولیں: نہیں! میں یہ کام پورا کروں گی۔ حالانکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر آزاد بھی کر دیا تھا۔ اسلام لانے کے بعد زُنیرہ کی آنکھوں میں تکلیف ہو گئی اور وہ نابینا ہو گئیں ان سے کہا گیا دیکھا لات وعزیٰ نے کیسا بدلہ لیا؟ بولیں: نہیں اللہ کی قسم! انہوں نے مجھے یہ تکلیف نہیں پہنچائی یہ تو اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر ان کی قوت ایمانیہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی اس پر قریش کہنے لگے یہ بھی محمد (ﷺ) کا ایک جادو ہے۔

جاریہ:

آپ عمرو بن مؤمل کی صاحبزادی ہیں اور قدیم الاسلام ہیں۔ آپ بھی ان میں شامل ہیں جن کو اللہ پر ایمان لانے کی پاداش میں دُکھ پہنچائے جاتے تھے۔ خود حضرت عمر اسلام لانے سے قبل انہیں ایذاء دیا کرتے تھے تا کہ اسلام چھوڑ دیں۔ چنانچہ عمر

خوب مصائب ڈھا کر انہیں چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے: اللہ کی قسم میں تجھے چھوڑنے والا نہیں ہاں اکتا کر ہی چھوڑ دوں تو چھوڑ دوں' آپ جواب دیا کرتی تھیں: ایسا ہی تیرے ساتھ تیرا رب کرے گا۔

بَرِیرَہ:

آپ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی ہیں۔

باخبار محمد بن عبداللہ اسدی' بتحدیث عبدالواحد بن ایمن بحدیث ایمن: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر ان سے پوچھا: ام المؤمنین! میں عتبہ بن ابی لہب کا غلام تھا پھر اس کے بیٹوں نے اور عورت نے مجھے فروخت کر دیا اور اپنے لئے ولاء کی شرط کر لی لہٰذا اب میں کس کا مولیٰ بنوں گا؟ فرمایا: بیٹا میرے پاس حالت کتابت میں بریرہ آئیں اور مجھ سے درخواست کی کہ میں انہیں خرید لوں۔ میں نے کہا: اچھا' خرید لوں گی۔ بولیں: میرے مالک اپنے لئے ولاء کی شرط مقرر کرائیں گے۔ میں نے کہا: پھر تو مجھے تم کو خریدنے کی ضرورت نہیں۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سُن لی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر مل گئی۔ پوچھا: بریرہ کیوں آئی تھی؟ میں نے آپ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ فرمایا: اسے خرید کر آزاد کر دو اور انہیں جس قدر چاہیں شرطیں لگانے دو۔ آخر کار میں نے بریرہ کو خرید کر آزاد کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حق ولاء آزاد کرنے والے کا ہے اگرچہ لوگ سو شرطیں کیوں نہ مقرر کر لیں۔

باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث ہمام بن یحییٰ بسماع نافع' بحدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کے خریدنے کے لئے مول تول کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بریرہ کے سید ولاء کی شرط پر فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا: ولاء آزاد کرنے والے ہی کا حق ہے۔

ہمام: میں نے نافع سے پوچھا: کیا بریرہ کا شوہر آزاد تھا یا غلام تھا؟ فرمایا: مجھے معلوم نہیں۔

باخبار عبداللہ بن عبدالمجید حنفی' بتحدیث ابوحرہ از حسن' صدیقہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بریرہ کو خرید کر آزاد کرنا چاہتی ہوں' اور وہ ولاء کی شرط لگاتے ہیں۔ فرمایا: ولاء اسی کی ہے جو قیمت دے۔

باخبار محمد بن عبید عبدی از معمر از زہری از عروہ از عائشہ: جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خرید کر آزاد کیا اور مالکوں نے ولاء کی شرط لگائی تو بریرہ کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا۔ فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا' کیوں ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں۔ اگر کسی نے ایسی شرط مقرر کی جو اللہ کی کتاب میں نہیں تو اس کی شرط باطل ہے۔ اگرچہ سو شرطیں کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ اللہ کی شرط انتہائی مستحکم ہے اور پوری کئے جانے کی زیادہ حق دار ہے۔

باخبار عفان بن مسلم و عمرو بن عاصم' بتحدیث ہمام' بتحدیث قتادہ از عکرمہ از ابن عباس: بریرہ کا شوہر مغیث ایک سیاہ فام غلام تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کے واقعہ میں چار فیصلے فرمائے' بریرہ کے مالکوں نے ولاء کی شرط لگائی' آپ نے فیصلہ کیا کہ ولاء آزاد کرنے والے کا حق ہے اور بریرہ کو اختیار دیا گیا۔ پھر انہوں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو عدت گزارنے کا حکم دیا۔ میرے گمان میں ان کا شوہر ان کے پیچھے پیچھے روتا ہوا مدینہ کی گلیوں میں پھرا کرتا تھا اور بریرہ کے پاس صدقہ

آیا۔ بریرہ نے اس میں سے صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بطورِ ہدیہ کے بھیجا۔ پھر صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے پوچھا۔ فرمایا: یہ بریرہ کے لئے تو صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

باخبار عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب' بتحدیث سلیمان بن بلال از ربیعہ از قاسم بن محمد از عائشہ: بریرہ آزاد کی گئیں' ان کا شوہر بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اختیار دیا کہ چاہیں تو شوہر کو نہ چھوڑیں اور چاہیں تو اسے چھوڑ دیں۔ بریرہ کے پاس صدقہ کا گوشت آیا اور اس کی بوٹیاں بنائی گئیں۔ پھر نبی ﷺ کے سامنے سالن کے ساتھ کھانا چنا گیا مگر گوشت نہ تھا۔ فرمایا: کیا میں تمہارے پاس گوشت نہیں دیکھ رہا؟ بولے: یارسول اللہ ﷺ! یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ کو صدقہ میں دیا گیا ہے۔ فرمایا: بریرہ کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔ بریرہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر آپ سے اپنی کتابت کے سلسلہ میں امداد وتعاون کی درخواست کرنے لگیں۔ صدیقہ نے کہا: اگر تمہارے مالک چاہیں تو میں تمہیں خرید لوں گی اور یک مشت پوری رقم ادا کر دوں گی۔ بریرہ نے اپنے مالکوں کے پاس جا کر کہا: صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایسا ایسا خیال ہے۔ انہوں نے کہا: تمہاری ولاء ہمارے لئے محفوظ رہے گی۔ بریرہ نے صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر کہا: وہ ولاء کی شرط لگاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اسے خرید لو اور انہیں شرط ورط باندھنے دو' کیونکہ ولاء آزاد کرنے والے ہی کا حق ہوتا ہے۔

باخبار ہوذہ بن خلیفہ' بتحدیث عوف از محمد: بریرہ میں تین فیصلے کئے گئے' ایک یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا مگر بیچنے والوں نے اپنے لئے ولاء کی شرط لگا دی تھی۔ نبی ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ ولاء اسی کا حق ہے جو قیمت دے۔ دوسرا یہ کہ بریرہ لونڈی تھیں اور ان کے شوہر بھی تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے آزاد ہونے کے بعد انہیں اختیار دیا کہ چاہیں تو شوہر کو چھوڑ دیں اور چاہیں تو نہ چھوڑیں لیکن انہوں نے اپنے نفس کو چنا اور شوہر سے بیزار ہو گئیں۔ محمد: تیسرا فیصلہ مجھے معلوم نہیں کیا ہے؟ (وہ یہ ہے کہ صدقہ بریرہ کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے)۔

باخبار عبدالوہاب بن عطاء از اسامہ از قاسم بن محمد از عائشہ: بریرہ میں تین سنتیں ثابت ہیں۔ میں نے اسے خرید کر آزاد کرنا چاہا لیکن اس کے مالکوں نے کہا: ہم اسی وقت فروخت کریں گے جب خریدار ہمارے لئے ولاء کے حق کو مان لے۔ یہ خبر نبی ﷺ کو بھی پہنچ گئی فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا' کیوں ایسی شرطیں باندھتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں اور نبی کی سنت میں نہیں۔ دیکھو! ہر وہ شرط جو اللہ کی کتاب میں اور نبی ﷺ کی سنت میں نہیں' باطل ہے' ولاء آزاد کرنے والے ہی کا حق ہے۔ پھر جب بریرہ آزاد ہو گئیں تو نبی ﷺ نے انہیں اپنے شوہر کے پاس رہنے نہ رہنے کا اختیار دے دیا اور ان کا شوہر تھا اور بریرہ کے پاس صدقہ آیا انہوں نے اس میں سے بطورِ ہدیہ کے ہمارے پاس بھی بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ان کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

باخبار عبدالوہاب بن عطاء از سعید بن عروبہ از عطاء خراسانی وقتادہ: نبی ﷺ نے بریرہ میں چار فیصلے فرمائے۔ پہلا فیصلہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خرید کر آزاد کرنا چاہا تو ان کے مالکوں نے اپنے لئے ولاء کی شرط لگائی۔ ان کی نبی ﷺ کو بھی خبر لگ گئی۔ فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا کہ اپنے لئے ولاء کی شرط لگاتے ہیں۔ ولاء آزاد کرنے والے ہی کا حق ہے۔ رسول اللہ

ﷺ نے بریرہ کو اپنے شوہر کے پاس رہنے اور نہ رہنے کا اختیار دے دیا۔ پھر انہوں نے اپنا نفس چن لیا اور آزاد عورت کی طرح عدت کی۔ پھر نبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور آپ کے پاس گوشت دیکھا۔ پوچھا: کہاں سے آیا؟ بولیں: یہ گوشت بریرہ نے اس بکری کا بھیجا ہے جو ان کے پاس صدقہ میں آئی تھیں۔ فرمایا: وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔ باخبار عبدالوہاب بن عطاء از داؤد بن ابی ہند از عامر شعبی: جب بریرہ آزاد کر دی گئیں تو نبی ﷺ نے ان سے کہا: تمہارے ساتھ تمہاری شرمگاہ آزاد ہوگئی اب تمہیں اختیار ہے۔

باخبار محمد بن عمر از ثوری از ابن ابی لیلیٰ از عطاء: بریرہ کا شوہر مغیث اولاد مغیرہ کا غلام ومملوک تھا۔ پھر جب بریرہ آزاد ہو گئیں تو نبی ﷺ نے انہیں اختیار دے دیا۔ ابن ابی لیلیٰ کی رائے ہے کہ بریرہ کو شوہر کے مملوک ہونے کی بناء پر اختیار ملا اگر مغیث آزاد ہوتا تو بریرہ کو اختیار حاصل نہ ہوتا۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب از محمد: رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو اختیار دے دیا پھر ان سے رسول اللہ ﷺ نے (مغیث کو نہ چھوڑنے کے بارے میں) گفتگو کی۔ بولیں: یا رسول اللہ ﷺ! کیا انہیں نہ چھوڑنا مجھ پر واجب ہے؟ فرمایا: نہیں، میں سفارش کرتا ہوں۔ بولیں: تو مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

باخبار عمرو بن ہیثم ابوقطن بتحدیث شعبہ از قتادہ از انس: رسول اللہ ﷺ کے پاس گوشت آیا لوگوں نے کہا یہ بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ فرمایا: بریرہ پر صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

باخبار محمد بن حمید عبدی از معمر از قتادہ: بریرہ کو صدقہ کی ایک بکری دی گئی۔ انہوں نے اس میں سے کچھ گوشت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی بھیج دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے مکروہ سمجھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہ بریرہ کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

باخبار عبداللہ بن نمیر بتحدیث سعید از ایوب از عکرمہ از ابن عباس: بریرہ کے آزاد ہونے کے دن ان کا سیاہ فام شوہر مغیث آل مغیرہ کا غلام تھا گویا میں اسے مدینہ کی گلیوں میں بریرہ کے پیچھے پیچھے روتا ہوا جاتا دیکھ رہا ہوں۔ آنسوؤں سے داڑھی شرابور اور بریرہ کو راضی کرنا چاہ رہا ہے۔ لیکن بریرہ انکار ہی پر اڑی رہیں۔

باخبار فضل بن دکین از ابن عیینہ از ایوب از عکرمہ: لوگوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کا ذکر کیا۔ فرمایا: یہ مغیث تھا جو بنی فلاں کا غلام تھا میں نے اسے بریرہ کے پیچھے پیچھے روتا ہوا مدینہ کی گلیوں میں دیکھا ہے۔

باخبار ہشام ابوالولید طیالسی از شعبہ از قتادہ از عکرمہ از ابن عباس رضی اللہ عنہما: میں نے اسے (بریرہ کے شوہر کو) غلام دیکھا۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب از عکرمہ از ابن عباس: بریرہ کا شوہر غلام تھا گویا میں بریرہ کے پیچھے پیچھے اسے روتا ہوا مدینہ کی گلیوں میں دیکھ رہا ہوں۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب: مکہ اور مدینہ کے علماء میں اس میں اختلاف نہیں کہ وہ (بریرہ کا شوہر) غلام تھا۔

باخبار عبدالوہاب بن عطاء از سعید از ایوب از عکرمہ از ابن عباس: جس دن بریرہ کو اختیار دیا گیا اس دن ان کا شوہر مغیث آل مغیرہ کا غلام تھا۔ گویا میں اسے مدینہ کی گلیوں میں بریرہ کے پیچھے پیچھے اسے راضی کرنے کے لئے دیکھ رہا ہوں۔ اس کی داڑھی آنسوؤں سے شرابور ہے اور بریرہ کہہ رہی ہے: مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری، بتحدیث سعید بزعم ابومعشر از نخعی از اسود: بریرہ کا شوہر آزاد تھا۔

باخبار عبدالوہاب بن عطاء از سعید از ابومعشر از ابراہیم از اسود از عائشہ: جس دن بریرہ کو اختیار دیا گیا ہے اس دن ان کا شوہر آزاد تھا۔

باخبار ہشام ابوالولید طیالسی، بتحدیث شعبہ از حکم از ابراہیم: بریرہ کا شوہر آزاد تھا۔

باخبار عبداللہ بن نمیر، بتحدیث عبیداللہ بن عمر از نافع بخبر صفیہ بنت عبید: بریرہ کا شوہر آزاد تھا۔ (اگر مغیث آزاد ہوتا تو بریرہ کو آزاد ہونے کے بعد حق اختیار کیسے حاصل ہوتا۔ لہٰذا اس وقت مغیث آزاد نہ تھا بعد میں آزاد ہو گیا ہوگا)۔

فاطمہ:

آپ ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ حنتمہ بنت شیطان ہیں۔ شیطان عبداللہ بن عمرو بن کعب بن واثلہ بن احمر بن حارث بن عبد مناۃ بن کنانہ ہیں۔ فاطمہ سے حارث بن ہشام بن مغیرہ نے نکاح کیا جس سے ان کے عبدالرحمٰن اور ام حکیم دو بچے پیدا ہوئے۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ از موسیٰ بن عقبہ از ابوحبیبہ مولیٰ زبیر از عبداللہ بن زبیر: فتح مکہ کے دن فاطمہ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بیعت کی۔

ام حکیم:

آپ حارث بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہیں۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ از موسیٰ بن عقبہ از ابوحبیبہ مولیٰ آل زبیر از عبداللہ بن زبیر: فتح مکہ کے دن ام حکیم بنت حارث زوجہ عکرمہ بن ابوجہل نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ سے بیعت کی۔

جویریہ:

آپ ابوجہل بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ اروی بنت ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس ہیں۔ آپ نے اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ آپ سے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ نے شادی کی پھر ابان بن سعید بن عاص بن امیہ نے لیکن آپ کے کسی سے بھی اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت علی نے جویریہ پر ہی پیام ڈالا تھا۔ بنو مغیرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس سلسلہ میں آپ سے مشورہ کرنے کے لئے آئے لیکن آپ نے انہیں جویریہ کا علی سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں دی اور فرمایا: فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس چیز سے اسے صدمہ پہنچتا ہے اس سے مجھے بھی دُکھ ہوتا ہے۔

حنفاء:

آپ بھی ابوجہل وارذیٰ کی بیٹی ہیں اور آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رحمت عالم ﷺ سے بیعت کی۔ آپ سے سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی نے نکاح کیا جن سے ہند پیدا ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ سے اسامہ بن زید بن حارثہ نے بھی نکاح کیا۔

ریبۃ الصغریٰ:

آپ امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ عاتکہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ہیں۔ آپ م المومنین ام سلمہ بنت ابی امیہ کی علاتی بہن ہیں۔ آپ نے بھی اسلام لا کر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ سے عبدالرحمٰن بن وبکر صدیق نے نکاح کیا جن سے عبداللہ، ام حکیم اور حفصہ تین بچے پیدا ہوئے۔

باخبار عارم بن فضل، بتحدیث حماد بن زید از ایوب از ابن ابی ملیکہ: عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے قریبہ سے نکاح کیا۔ آپ نت طبع تھیں ایک دن عبدالرحمٰن سے کہنے لگیں: دیکھو اللہ کی قسم مجھے تم سے ڈرایا گیا ہے عبدالرحمٰن نے کہا: تمہارا معاملہ تمہارے ھ میں ہے۔ بولیں: میں ابن صدیق پر کسی کو ترجیح دینے والی نہیں۔ پھر ان پر طلاق نہیں پڑی اور اپنے نکاح پر قائم رہیں۔

طمہ:

آپ اسود بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیٹی ہیں۔ آپ نے اسلام قبول فرما کر رسول اللہ ﷺ ے بیعت کی چوری کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے آپ ہی کا ہاتھ کاٹا تھا۔

باخبار ابن نمیر از اجلح از حبیب بن ابی ثابت (مرفوعاً) عہد رسالت میں فاطمہ بنت اسود نے زیورات کی چوری کی، وں نے نبی ﷺ سے سفارش کی اور سفارش کے لئے اسامہ کو کھڑا کر دیا۔ آپ اسامہ کی بات مانا کرتے تھے۔ جب اسامہ آئے انہیں نبی ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: اسامہ! تم اس سلسلہ میں بات نہ کرنا کیونکہ جب حدوں کا معاملہ مجھ تک پہنچ جاتا ہے تو انہیں ی حال میں بھی نہیں چھوڑا جاتا۔ اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی ہوتیں تو میں ان کا ہاتھ بھی کاٹے بغیر نہ رہتا۔

محمد بن سعد: فاطمہ بنت اسود کے بارے میں یہی روایت ہے لیکن مکہ اور مدینہ والوں کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ی میں جس عورت کا ہاتھ کاٹا تھا وہ ام عمرو بنت سفیان بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہیں۔ ان کی والدہ بنت العزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی، حویطب بن عبدالعزیٰ کی بہن ہیں۔ انہوں نے حجۃ اع کے زمانہ میں رات میں ایک قافلہ کے انتظار میں بیٹھ کر ان کے کپڑوں کا ایک صندوق چرا لیا تھا۔ لوگوں نے انہیں پکڑ کر ھ دیا اور صبح کو انہیں نبی ﷺ کے پاس لائے۔ انہوں نے حضرت ام المومنین ام سلمہ کے تہبندوں میں اپنے ہاتھ چھپا لئے۔ پھر پ کے حکم سے وہاں سے ان کے ہاتھ نکالے گئے اور آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد بھی ہوتیں تو میں ان کے ہاتھ کاٹ دیتا۔ پھر آپ کے حکم سے ان کا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر یہ جب کہ ان کے ہاتھ سے خون ٹپک رہا تھا اسید بن حضیر اشہلی کی بیوی پاس گئیں جنہوں نے ان کو پہچان لیا اور پناہ دے دی اور ان کے لئے گرم گرم کھانا تیار کیا۔ اتنے میں اسید بھی نبی ﷺ کے

پاس سے گھر آ گئے اور گھر میں داخل ہونے سے قبل بلند آواز سے اپنی بیوی سے کہا: تمہیں معلوم ہے ام عمرو بنت سفیان کے ساتھ کیا ہوا؟ بولیں: دیکھئے وہ تو یہاں میرے پاس ہی ہے۔ آخر کار اسید نے واپس جا کر نبی ﷺ کو خبر کی۔ فرمایا: تو نے اس پر ترس کھایا اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنا رحم فرمائے۔ پھر جب یہ اپنے والد کے پاس گئیں تو والد نے کہا: انہیں آلِ عبدالعزیٰ کے پاس لے جاؤ۔ کیونکہ یہ انہیں کے مشابہ ہیں۔ لوگوں کا زعم ہے کہ حویطب بن عبدالعزیٰ نے جو ان کے ماموں تھے انہیں اپنے پاس رکھ لیا۔ فرماتے ہیں حسین بن ولید بن امیہ تمیمی عبداللہ بن سفیان بن عبدالاسد پر غصہ ہوئے (ام عمر، عبداللہ بن سفیان کی بہن ہیں) اور یہ اشعار پڑھے ؎

رُبَّ ابنةٍ لأبی سلیمٰی جعدةٍ سرّاقةٍ لحقائب الرکبان

''ابوسلیمی کی بہت سی گداز وٹھوس جسم کی بیٹیاں، قافلہ والوں کے صندوق چرانے والیاں''۔

باتت تحرس عیابهم بیمینها حتٰی اقرّت غیر ذات بنان

''قافلہ والوں کے صندوق اپنے دائیں ہاتھ سے ٹٹولتے ہوئے راتیں گزارتی ہیں۔ حتیٰ کہ وہ جب اقرار کرتی ہیں جب ان کا ہاتھ کٹ جاتا ہے''۔

سمیہ:

آپ خیاط، ابوحذیفہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے آزاد کردہ غلام کی صاحبزادی ہیں اور عمار بن یاسر کی والدہ ہیں اور قدیم الاسلام ہیں۔ آپ کو اسلام چھوڑنے کے لئے طرح طرح کی انسانیت سوز تکلیفیں دی گئیں لیکن آپ مرتے دم تک اسلام پر قائم رہیں اور ہر طرح کی تکلیف صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہیں حتیٰ کہ ایک دن ابوجہل آپ کے پاس سے گزرا اور اس بدبخت نے نیزہ آپ کی شرمگاہ میں گھونپ دیا جس کے صدمہ سے آپ شہید ہو گئیں۔ مرحومہ اسلام میں سب سے پہلی شہید ہیں آپ بہت بوڑھی اور کمزور تھیں۔ جب جنگ بدر میں ابوجہل مارا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے عمار سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری والدہ کے قاتل کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔

باخبار اسماعیل بن عمر ابوالمنذر، بتحدیث سفیان ثوری از منصور از مجاہد: اسلام میں درجۂ شہادت پر فائز المرام ہونے والی سب سے پہلی خاتون سُمیّہ ام عمار ہیں۔ آپ کے پاس ابوجہل نے آ کر آپ کی فرج میں چھوٹا نیزہ گھونپ دیا تھا (جس کی تاب نہ لا کر شہادت پائی)۔

عاتکہ:

آپ زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ اُمّ کرز بنت حضرمی بن عمار بن مالک بن ربیعہ بن نکیز بن مالک بن عوف ہیں۔ آپ نے اسلام لا کر بیعت کی اور ہجرت کی۔

باخبار یزید بن ہارون، باخبار محمد بن عمرو از یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب: عاتکہ عبداللہ بن ابی بکر صدیق کے نکاح میں تھیں۔ عبداللہ فوت ہو گئے اور عاتکہ سے شرط کر گئے کہ میرے بعد نکاح نہ کرنا۔ چنانچہ وہ دُنیا کی تارک بن گئیں اور کسی سے نکاح

نہیں کیا۔ لوگ پیام لے لے کر آتے تھے مگر آپ انکار کر دیا کرتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے ولی سے کہا: ان کے پاس میرا ذکر کرنا۔ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا۔ آپ نے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے ولی سے کہا: ان سے میرا نکاح کر دیجئے۔ چنانچہ ولی نے آپ کا حضرت عاتکہ سے نکاح کرا دیا۔ خلوت ہوئی انہوں نے ہمبستری سے انکار کیا۔ عمر نے زبردستی ان سے صحبت کی' فارغ ہو کر بولے' تھوتھو' ان پر تھوتھو کی اور ان کے پاس سے چلے گئے اور انہیں چھوڑ گئے اور آنا جانا بند کر دیا۔ انہوں نے اپنی آزاد کردہ لونڈی بھیج کر کہلوایا کہ آپ تشریف لائیں میں آپ کے لئے تیاری کروں گی۔

باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن سلمہ از خالد بن سلمہ: عاتکہ عبداللہ کے نکاح میں تھیں اور عبداللہ کو ان سے بے حد محبت تھی۔ عبداللہ نے ان کے نام اس شرط پر کہ میرے بعد کسی سے نکاح نہ کرنا اپنی کوئی جائیداد کر دی پھر ان سے حضرت عمر بن خطاب نے نکاح کر لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی کے ذریعہ ان کے پاس پیام بھیجا کہ ہماری زمین واپس کر دیجئے۔ جب عبداللہ بن ابی بکر فوت ہوئے تو عاتکہ نے ان کے غم میں یہ شعر کہا ؎

آلیت لا تنفکّ نفسی حزینۃً   علیك ولا ینفك جلدی اغبرا

''میں نے قسم کھائی ہے کہ آپ پر میرا دلِ غم سے جدا نہ ہوگا اور نہ میرا بدن گرد و غبار سے جدا ہوگا''۔

پھر جب عاتکہ نے حضرت عمر سے نکاح کر لیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ شعر فرمایا ؎

آلیت لا تنفکّ عینی قریرۃ   علیك ولا ینفّك جلدی اصفرا

''میں نے تم پر قسم کھائی ہے کہ میری آنکھ ہمیشہ ٹھنڈی رہے گی اور میرا بدن ہمیشہ زرد رہے گا' ہماری جائیداد ہمیں واپس کر دیجئے''۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار محمد بن عمرو از یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب: ربیعہ بن امیہ نے حضرت عمر کے پاس آ کر آپ سے کہا: میں نے خواب میں دیکھا گویا حضرت ابوبکر فوت ہو گئے اور ان کی جگہ آپ آ گئے۔ پھر آپ نے اس راہبہ عورت کی طرف پیام بھیجا۔ پھر آپ نے اس سے نکاح کر لیا پھر وہ دُلہن بن کر آپ کے پاس آئی اور آپ کے دروازے پر بالیوں کا ٹوکرا تھا یعنی عاتکہ سے۔ آپ عبداللہ کے عقد میں تھیں۔ عبداللہ غزوۂ طائف میں شہید ہو گئے۔ آپ نے عاتکہ کو اس شرط پر کچھ جائیداد دے دی تھی کہ میرے بعد نکاح نہ کرنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ربیعہ تیرے منہ میں پتھر ہوں۔ اللہ ابوبکر کو باقی رکھے اور ان سے ہمیں فائدہ اُٹھانے دے۔ عاتکہ سے نکاح کی کوئی ضرورت نہیں آخر کار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور ان کی جگہ حضرت عمر خلیفہ بنا دیئے گئے۔ پھر آپ نے عاتکہ کے پاس پیام بھیجا کہ تم نے اپنے نفس پر وہ چیز حرام فرمالی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال فرمائی تھی۔ لہٰذا مال والوں کو لوٹا دو اور نکاح کر لو۔ عاتکہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات مان لی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر پیام ڈالا اور ان سے نکاح کر لیا۔ پھر جب حضرت عمر ان کے دولہا تھے تو ربیعہ نے حضرت عمر سے آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ! اسے خوش ہونے کا موقعہ نہ دے۔ آپ نے اندر آنے کی اجازت دے دی اور ربیعہ حضرت عمر کے دروازے پر جلۂ قرط (بالیوں کا ٹوکرا) دیکھنے لگے۔

باخبار یزید بن ہارون، بخبر یحییٰ بن سعید از ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم از عبداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ عاتکہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان کے روزے کی حالت میں بوسہ لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں منع نہیں کیا۔

باخبار معن بن عیسیٰ، بتحدیث مالک از یحییٰ بن سعید: عاتکہ اہلیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر کا بوسہ لے لیا کرتی تھیں۔ جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا روزہ ہوتا تھا۔ آپ انہیں منع نہیں فرمایا کرتے تھے۔

باخبار محمد بن عمرؓ بتحدیث معمر از زہری از حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف: عاتکہ زوجۂ عمرؓ، حضرت عمرؓ سے مسجد میں جانے کی اجازت لے لیا کرتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے فرمایا کرتے تھے: تم کو معلوم ہے کہ میری خواہش یہی ہے کہ تم گھر ہی میں رہو۔ آپ جواب دیتیں: میں مسجد میں جانے کے لئے اجازت مانگنے کو چھوڑنے والی نہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں مسجد میں جانے سے روکتے بھی نہ تھے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا ہے تو عاتکہ مسجد ہی میں تھیں۔

فاطمہؓ:

آپ خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب کی صاحبزادی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں۔ آپ کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہیں۔ فاطمہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے نکاح میں تھیں۔ آپ معہ اپنے شوہر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارارقم میں نہیں گئے تھے اسلام لا چکی تھیں۔ اس روایت میں فاطمہ ہی کا ذکر ہے لیکن نسب میں ہے کہ جس عورت سے سعید بن زید نے نکاح کیا تھا وہ ام جمیل بنت خطاب ہیں۔ واللہ اعلم۔

لیلیٰ:

آپ ابوحشمہ بن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ تنوخ سے اُمّ ولد ہیں اور عرب کے قیدیوں میں سے ہیں۔ آپ قدیم الاسلام ہیں اور بیعت شدہ ہیں اور حبشہ کی طرف دونوں ہجرتوں میں معہ اپنے شوہر کے شریک ہیں۔ آپ کے شوہر عامر بن ربیعہ عنزی ہیں جو خطاب بن نفیل کے حلیف تھے۔ آپ سے عامر کی اولاد ہوئی اور عامر کی اولاد کے رشتے بنی عدی میں ہوئے۔

باخبار محمد بن عمرؓ بحدیث معمر از زہری از عبداللہ بن عامر بن ربیعہ: کوئی پردہ نشین خاتون مدینہ میں لیلیٰ سے پہلے نہیں آئیں۔ وہ ہجرت کر کے میرے ساتھ مدینہ آئیں۔

شفاء:

آپ عبداللہ بن عبدشمس بن خلف بن صداد بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہیں۔ شفاء ہجرت سے قبل شروع ہی میں اسلام لے آئی تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر چکی تھیں۔ آپ سے ابوحشمہ بن حذیفہ نے نکاح کیا جن سے آپ کے سلیمان پیدا ہوئے اور مرزوق بن حذیفہ سے ابوحکیم پیدا ہوئے۔ آپ شریف تھے شفاء ہجرت کر کے مدینہ چلی گئیں۔

رملہ:

آپ ابوعوف بن صبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم کی صاحبزادی ہیں۔آپ کی والدہ عبداللہ کی ماں' ضرماء بنت حارث بن عوف بن عمرو بن یربوع بن ناضرہ بن غاضرہ بن حطیط راعی الشمس ہیں۔رملہ قدیم الاسلام ہیں۔آپ نے رسول اللہ ﷺ کے دارارقم میں داخل ہونے سے پہلے ہی اسلام قبول کرلیا تھا اور آپ سے بیعت کرلی تھی۔آپ دوسری ہجرت کے زمانہ میں مکہ سے ہجرت کرکے اپنے شوہر مطلب بن ازہر بن عبدعوف بن عبد حارث بن زہرہ کے ساتھ حبشہ چلی گئی تھیں جہاں ان کے عبداللہ بن مطلب پیدا ہوئے۔

ریطہ:

آپ مُنَبِّہ بن حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم کی بیٹی ہیں۔آپ کی والدہ خثعمیہ ہیں۔آپ سے عمرو بن العاص بن وائل سہمی نے نکاح کیا جن سے عبداللہ بن عمرو پیدا ہوئے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ از موسیٰ بن عقبہ از ابوحبیبہ مولیٰ زبیر از عبداللہ بن زبیر: فتح مکہ کے دن ریطہ مسلمان ہوئیں آپ عبداللہ بن عمرو کی والدہ ہیں۔آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت بھی کی۔

زینب:

آپ عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح کی صاحبزادی ہیں۔

باخبار اسماعیل بن عبداللہ بن ابی اویس' بتحدیث عبدالعزیز بن مطلب از عمر بن حسین از نافع: عبداللہ بن عمر نے زینب کے والد کی وفات کے بعد زینب سے نکاح کیا۔زینب کے چچا جان قدامہ نے زینب کا نکاح عبداللہ سے کرایا پھر مغیرہ بن شعبہ نے ان لوگوں کو مہر کے بارے میں رغبت دلائی تو بچی کی والدہ نے بچی سے کہا: تم نکاح کی اجازت نہ دینا۔لہٰذا بچی نے نکاح مکروہ سمجھا اور بچی نے اور اس کی والدہ نے اس کی رسول اللہ ﷺ کو خبر کی۔آپ ﷺ نے زینب کا نکاح رد کردیا پھر زینب سے مغیرہ بن شعبہ نے نکاح کیا۔

محمد' بحدیث حسن بن موسیٰ از ابن لہیعہ' بتحدیث عبدالرحمٰن اعرج: جس عورت کو حالت حیض میں عبداللہ بن عمر نے عہد رسالت میں طلاق دی تھی وہ آمنہ بنت غفان تھیں۔

تُوَمہ:

آپ امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح کی صاحبزادی ہیں۔آپ کی والدہ لیلیٰ بنت حبیب بن عمرو بن حارث تیمیہ براجمیہ ہیں۔تومہ کی غیر برادری میں عاصم بن جعد فزاری سے شادی ہوئی۔جن سے ان کے اولاد ہوئی۔یہ دو بہنیں جڑواں پیدا ہوئی تھیں' اس لئے ان کا نام تومہ (جڑواں) پڑ گیا۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابن جریج از عمرو بن دینار از عبداللہ بن سلمہ از سلیمان بن یسار: تومہ کو طلاق بتہ دے دی گئی پھر انہوں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا آپ نے اسے ایک طلاق ٹھہرالی۔

سہلہ:

آپ سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدودّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدودّ ہیں۔ آپ مکہ میں شروع اسلام میں اسلام لائیں اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور اپنے شوہر ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے ساتھ حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں۔ وہاں ان کے محمد بن ابی حذیفہ پیدا ہوئے۔ ابوحذیفہ کے بعد آپ سے عبداللہ بن اسود بن جو آل مالک بن حسل میں سے ہیں، شادی کی جن سے آپ کے سلیط بن عبداللہ پیدا ہوئے۔ پھر آپ سے شماخ بن سعید بن قانف بن اوقص بن مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم بن منصور نے شادی کی جن سے آپ کے عامر بن شماخ پیدا ہوئے۔ پھر ان سے عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد بن عوف بن حارث بن زہرہ نے شادی کی جن سے آپ کے سالم بن عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ سہلہ نے سالم مولیٰ ابوحذیفہ کو بیٹا بنا لیا تھا اور سالم بالغ ہونے کے بعد بھی ان کے پاس آتے جاتے تھے۔ آخر کار سہلہ کو نبی ﷺ نے اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ اپنا پانچ گھونٹ دودھ سالم کو پلا دیں تا کہ رضاعت کی حرمت ثابت ہو جائے (ضرورت و مجبوری کے وقت ایسا بھی جائز ہے)۔

باخبار یزید بن ہارون، باخبار عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ از زہری: سہلہ نے نبی ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم سالم کو اپنا بیٹا سمجھتے ہیں وہ ہمارے گھر میں آتے جاتے ہیں۔ میں کام کاج کے کپڑوں میں ہوتی ہوں اور وہ مجھے اس حال میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا: تم اسے اپنا پانچ گھونٹ دودھ پلا دو اب وہ بے کھٹکے تمہارے پاس آتا جاتا رہے۔ زہری: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہی فتویٰ دیا کرتی تھیں۔ مجھے سالم نے خبر دی کہ میں اُمّ کلثوم بنت ابوبکر کے پاس گیا کہ وہ مجھے اپنا پانچ گھونٹ دودھ پلا دیں تا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ جا سکوں اور ان سے حدیثیں سن سکوں۔ پھر اُمّ کلثوم نے انہیں دو یا تین گھونٹ دودھ پلایا پھر وہ بیمار ہو گئیں اور رضاعت کے گھونٹ پورے نہ کر سکیں لہٰذا سالم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس نہ جا سکے۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث معمر و محمد بن عبداللہ از زہری از ابوعبیدہ از عبداللہ بن زمعہ اپنی والدہ اُمّ سلمہ سے: اس سے امہات المومنین نے انکار کیا اور کہا کہ اس کی رسول اللہ ﷺ نے سہلہ ہی کو رخصت دی تھی۔

باخبار خالد بن مخلد، بتحدیث سلیمان بن بلال از یحییٰ بن سعید، بحدیث عمرہ بنت عبدالرحمٰن: ابوحذیفہ کی اہلیہ نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ سالم مولیٰ ابی حذیفہ میرے پاس آتے جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ انہیں اپنا دودھ پلا دو آخر کار انہوں نے سالم کو اپنا دودھ پلا دیا حالانکہ سالم بڑے تھے اور جنگ بدر میں شرکت کر چکے تھے۔

باخبار محمد بن عمر، بتحدیث محمد بن عبداللہ (زہری کے بھتیجے) اپنے والد سے: سہلہ کسی شیشی یا برتن میں بقدر ایک گھونٹ کے اپنا دودھ نکال دیا کرتی تھیں اور سالم روزانہ اسے پی لیا کرتے تھے اس طرح پانچ دن پیتے رہے پھر سالم ان کے پاس آتے جاتے تھے حالانکہ وہ ننگے سر ہوتی تھیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سہلہ کو رخصت دی گئی تھی۔

اُمّ کلثوم:

آپ سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدودّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ فاختہ

بنت عامر بن نوفل بن عبد مناف بن قصی ہیں۔ آپ قدیم الاسلام ہیں اور نبی ﷺ سے بیعت شدہ ہیں۔ آپ دوسری ہجرت کے زمانہ میں اپنے شوہر ابوسبرہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبدودّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلی گئی تھیں جہاں اُمّ کلثوم کے ابوسبرہ سے محمد اور عبداللہ پیدا ہوئے۔

فاطمہ:

آپ کی کنیت اُمّ جمیل ہے۔ آپ مجلّل بن عبد بن ابی قیس بن عبدودّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ اُمّ حبیب بنت عاص بن امیہ بن عبد شمس ہیں اور ابواُحیحہ سعید بن عاص بن اُمیہ کی بہن ہیں۔ آپ قدیم الاسلام اور بیعت شدہ ہیں اور اپنے شوہر حاطب بن حارث بن معمر بن حبیب جمحی کے ساتھ دوسری ہجرت کے زمانہ میں ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی تھیں اس وقت ان کے ساتھ ان کے دونوں بیٹے محمد اور حارث بھی تھے۔

فاطمہ:

آپ ام قہطم بنت علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدودّ ہیں اور آپ کی والدہ عاتکہ بنت اسعد بن عامر بن بیاضہ بن سُبَیع بن جُعثمہ بن سعد بن ملیح خزاعیہ ہیں۔ آپ بھی قدیم الاسلام اور بیعت شدہ ہیں اور دوسری ہجرت کے زمانہ میں اپنے شوہر سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبدودّ کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی تھیں جہاں آپ کے سلیط بن سلیط پیدا ہوئے۔

عمیرہ:

آپ سعدی کی بیٹی ہیں سعدی کا نام عمرو بن وقدان بن عبد شمس بن عبدودّ ہے۔ آپ بھی قدیم الاسلام اور بیعت شدہ ہیں۔ اور دوسری ہجرت کے زمانہ میں اپنے شوہر مالک بن زمعہ بن قیس کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی تھیں۔ مالک بن زمعہؓ ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ کے سگے بھائی ہیں۔

فاطمہ:

آپ قیس کی بیٹی اور ضحاک بن قیس بن خالد اکبر بن وہب بن ثعلبہ بن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر کی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ امیمہ بنت ربیعہ بن حذیم بن عامر بن مبذول بن احمر بن حارث بن عبد مناۃ بن کنانہ ہیں۔ فاطمہؓ ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے عقد میں تھیں ابوعمرو نے ان کو طلاق دے دی پھر ان پر معاویہ بن سفیان بن حرب نے اور ابوجہم بن حذیفہ بن غانم عدوی نے پیام ڈالا آپ نے ان دونوں کے بارے میں نبی ﷺ سے مشورہ کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: معاویہ نادار ہیں ان کے پاس کچھ نہیں اور ابوجہم کے کندھے پر ہر وقت لٹھ رہتا ہے۔ تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو۔ چنانچہ فاطمہ نے اسامہ سے نکاح کر لیا۔ فرماتی ہیں اس نکاح سے مجھ پر رشک کیا گیا۔

باخبار معن بن عیسیٰ از مالک بن انس از عبداللہ بن یزید مولیٰ اسود بن سفیان از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن از فاطمہ بنت قیس: ابوعمرو بن حفص نے مجھے طلاق بتہ دے دی اور غائب تھے ان کے وکیل نے مجھے کچھ جَو بھیجے میں ان پر ناراض ہوئی۔ بولے: اللہ کی قسم! اب ہم پر تمہارا کوئی حق نہیں۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: اب تمہارا نان ونفقہ ان

کے ذمہ نہیں اور مجھے حکم دیا کہ اُمّ شریک کے گھر عدت گزاروں۔ پھر فرمایا: اُمّ شریک کے پاس میرے صحابہ آتے جاتے ہیں تم اُمّ کلثوم کے گھر عدت گزارو کیونکہ وہ نابینا ہیں۔ تم اپنا دوپٹہ بھی اُتار سکتی ہو۔ پھر جب حلال ہو جاؤ تو مجھے خبر کر دینا۔ فرماتی ہیں پھر جب میری عدت گزر گئی تو میں نے آپ سے ذکر کیا کہ معاویہ کا اور ابوجہم کا پیام آیا ہے۔ فرمایا: ابوجہم کا لٹھ کندھے پر رہتا ہے اور معاویہ نادار ہیں ان کے پاس کچھ نہیں تم اُسامہ سے نکاح کرلو مجھے یہ رشتہ پسند نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا: اسامہ ہی سے نکاح کرلو' آخرکار میں نے ان سے نکاح کرلیا اور اللہ نے ان میں میرے لئے خیر وفلاح عطا فرمائی اور اس نکاح سے مجھ پر رشک کیا گیا۔

باخبار عبیداللہ بن موسیٰ' بتحدیث موسیٰ بن عبیدہ از یعقوب بن زید وعبداللہ بن عبیدہ: فاطمہ' ضحاک کی ہمشیرہ ابوعمرو بن حفص کے نکاح میں تھیں انہوں نے فاطمہ کو طلاق بتہ دے دی۔ ان کے وکیل عیاش بن ابی ربیعہ تھے' فاطمہ نے نان ونفقہ کے مطالبہ کے لئے ان کے پاس آدمی بھیجا۔

باخبار عبداللہ بن ادریس' بتحدیث محمد بن عمرو از ابوسلمہ: میرے پاس فاطمہ آئیں بولیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس نان ونفقہ کے لئے گئی تھی آپ نے فرمایا: فاطمہ! رجعی طلاق میں نان ونفقہ شوہر کے ذمہ ہوتا ہے۔ تم اُمّ شریک کے گھر منتقل ہو جاؤ اور ہمیں اپنے سے نہ کھونا۔ پھر فرمایا: ام شریک کے پاس ان کے مہاجر بھائی آتے جاتے ہیں۔ تم ابن ام مکتوم کے گھر منتقل ہو جاؤ وہ نابینا ہیں۔ پھر جب فاطمہ کی عدت پوری ہوگئی تو ان پر معاویہ ابوجہم اور اسامہ نے پیام ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معاویہ نادار ہیں' ان کے پاس مال نہیں اور ابوجہم کا لٹھ کندھے پر رہتا ہے۔ اسامہ کو کیوں بھول رہی ہو؟ اسامہ کا رشتہ گھر والوں کو پسند نہ تھا لیکن فاطمہ نے کہا: میں تو اسی سے نکاح کروں گی جس سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کرنے کو فرمایا ہے۔

باخبار یعلیٰ بن عبید' بحدیث محمد بن عمرو از ابوسلمہ از فاطمہ: میں ایک مخزومی شخص کے نکاح میں تھی۔ اس نے مجھے طلاق بتہ دے دی میں نے اس کے گھر والوں کے پاس آدمی بھیج کر نان ونفقہ کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا: اب تمہارا خرچہ ہم پر نہیں رہا (آگے حدیث عبداللہ کے ہم معنی حدیث ہے اس میں یہ بھی ہے) اُمّ شریک کے پاس پہلے مہاجرین میں سے ان کے بھائی آتے جاتے ہیں (اور ابن ام مکتوم کے بارے میں یہ ہے) وہ ایک ایسے شخص ہیں جن کی بینائی نہیں اگر تم اپنا کوئی کپڑا اُتار وگی تو وہ تمہارا کچھ بھی نہ دیکھیں گے (اور پیام دینے والوں میں اسامہ کا ذکر نہیں ہے)۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: پھر تم اسامہ کو کیوں بھول گئے؟ (اور اخیر میں ہے) پھر انہوں نے اسامہ سے نکاح کرلیا۔

باخبار فضل بن دکین' بتحدیث سعید بن زید احمسی' بتحدیث شعبی' بحدیث فاطمہ بنت قیس: میں فلاں بن مغیرہ یا مغیرہ بن فلاں مخزومی کے نکاح میں تھی انہوں نے ایک لڑائی کی جو یمن والوں سے لڑی تھی راہ سے مجھے طلاق کہلا بھیجی۔ میں نے ان کے گھر والوں سے نان ونفقہ اور مکان کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ انہوں نے ہمارے پاس ان میں سے کچھ نہیں بھیجا۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر کہا کہ میں آلِ خالد کی بیٹی ہوں اور میرے شوہر نے مجھے طلاق کہلا کر بھیجی ہے۔ جب میں نے ان کے آدمیوں سے نان ونفقہ وغیرہ کا سوال کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ ان کے آدمیوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! انہوں نے تین طلاق کہلا کر بھیجی ہیں۔ فرمایا: نان ونفقہ طلاق رجعی میں ہوتا ہے۔

باخبار یزید بن ہارون باخبار محمد بن عمرو از ابوسلمہ از فاطمہ بنت قیس: (فاطمہ نے ابوسلمہ سے بیان کیا اور ابوسلمہ نے فاطمہ کا بیان لکھا بھی) میں ایک شخص قرشی مخزومی کے نکاح میں تھی' اس نے مجھے طلاق بتہ دے دی پھر جب میری عدت گزر گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ مجھ پر معاویہ اور ابوجہم نے پیام ڈالا ہے۔ فرمایا معاویہ کے پاس تو مال نہیں اور ابوجہم کا لٹھ اس کے کندھے سے اُترتا نہیں۔ تم اُسامہ کو کیوں بھول گئے؟ ان کے گھر والوں کو اسامہ سے رشتہ ناپسند تھا لیکن انہوں نے کہا میں تو وہیں نکاح کروں گی جہاں رسول اللہ ﷺ کی مرضی ہے۔ پھر انہوں نے اسامہ بن زید سے نکاح کر لیا۔

باخبار یزید بن ہارون باخبار زکریا از عامر از فاطمہ: مجھے میرے شوہر نے تین طلاقیں دے دیں۔ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا کہ میں ابن امّ مکتوم کے گھر میں عدت گزاروں اور آپ نے مجھے خرچ نہیں دلوایا۔

باخبار یعلیٰ بن عبید' بتحدیث محمد بن عمرو بتحدیث محمد بن ابراہیم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: فاطمہ اللہ سے ڈر جا' کیونکہ تجھے معلوم ہے کہ کس چیز میں یہ تھا؟

حرب کی مسلمان، مہاجر، بیعت شدہ اور اجنبی خواتین اسلام کے اسمائے گرامی

اُمّ رومان:

آپ عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اُذینہ بن سبیع بن دہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ کی صاحبزادی ہیں۔ محمد بن سعد: بعض کو میں نے ان کا دوسرا نسب بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں اُمّ رومان بنت عامر بن عمیرہ بن ذُہل بن دہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ ہیں۔

ام رومان، حارث بن سخبرہ بن جرثومہ بن عادیہ بن مرّہ بن جشم بن اوس بن عامر بن حفیر بن نمر بن عثمان بن نصر بن زہران بن کعب ازدی کے نکاح میں تھیں، جن سے ان کے طفیل پیدا ہوئے، حارث معہ اپنی بیوی ام رومان کے اور اپنے بچہ طفیل کے سراہ سے مکہ آئے اور حضرت ابوبکر صدیق کے حلیف بنے پھر حارث مکہ میں فوت ہو گئے اور اُمّ رومان قدیم الاسلام ہیں۔ مکہ میں آپ نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ کی اہل وعیال کے اور ابوبکر کے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئیں جب ان سب کو مدینہ بلوایا گیا۔

اُمّ رومان نیک وصالح خاتون تھیں آپ نے عہد رسالت میں مدینہ میں ذی الحج ۶ھ میں وفات پائی۔

باخبار یزید بن ہارون وعفان بن مسلم، بتحدیث حماد بن سلمہ از علی بن زید از قاسم بن محمد: جب ام رومان قبر میں اُتاری گئیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: جسے حور عین میں سے کسی حور کو دیکھنا پسند ہو تو وہ اُمّ رومان کو دیکھ لے۔ حدیث عفان میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی قبر میں اُترے۔

اُمّ الفضل:

آپ ہی کو لبابہ کبریٰ کہا جاتا ہے۔ آپ حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ ہند، خولہ بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حماطہ بن ذی حلیل جرشی ہیں ان کا نسب حمیر تک پہنچتا ہے اور خولہ کی والدہ عائشہ بنت مخرم بن کعب بن مالک بن قحافہ خثعمی ہیں۔ مکہ میں حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلی خاتون اسلام اُمّ الفضل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ آپ کے گھر آتے جاتے رہتے تھے اور آپ ہی کے گھر میں دوپہر کو سویا کرتے تھے۔ اُمّ الفضل کی بہنوں میں اُمّ المومنین حضرت میمونہ سگی بہن ہیں اور لبابہ صغریٰ یعنی عصماء حضرت خالد کی والدہ علاتی بہن ہیں اور عزہ بھی علاتی بہن ہیں اور ہزیلہ بھی، ام الفضل کا

عقد حضرت عباس بن عبدالمطلب سے ہوا جن سے فضل، عبداللہ، عبیداللہ، معبد، قثم، عبدالرحمٰن اور ام حبیب کل سات بچے پیدا ہوئے۔ عبداللہ بن یزید علی کہتا ہے۔

ما ولدت نجيبةٌ من فحلٍ كستّة من بطن ام الفضل

اكرِبها من كهلة و كهل

''کسی جوان سے کسی شریف عورت کے اُمّ الفضل کے چھ بیٹوں کی طرح بیٹے پیدا نہیں ہوئے، یہ بوڑھے مرد و عورتیں کتنے معزز ہیں''۔

باخبار محمد بن عمر، باخبار اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ از ابراہیم بن عقبہ از کریب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جبکہ میمونہ، ام الفضل، ان کی بہن لبابہ صغریٰ، ہزیلہ، عزہ، اسماء، سلمٰی بنات عمیس کا ذکر کیا گیا) بلاشبہ یہ تمام بہنیں مومنہ ہیں۔

باخبار محمد بن عمر از ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ از عبدالمجید بن سہیل از عکرمہ از ابن عباس: مجھے اپنی والدہ سے محبت ہے آپ ہر پیر و جمعرات کا روزہ رکھا کرتی تھیں۔ محمد بن عمر: حضرت عباس کے اسلام لانے کے بعد ام الفضل ہجرت کر کے مدینہ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر کثرت سے آتے جاتے تھے۔

باخبار عبداللہ بن نمیر از اجلح بسماع زید بن علی بن حسین: رسول اللہ ﷺ نے بجز ام الفضل کے کسی عورت کی گود میں سر نہیں رکھا اور نہ ایسا کرنا آپ کے لئے حلال تھا۔ ام الفضل آپ کے جوئیں دیکھا کرتی تھیں اور سرمہ لگایا کرتی تھیں۔ جوئیں دیکھتے دیکھتے ام الفضل کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپک پڑا اور آپ کے رخساروں پر گرا۔ آپ نے سر اُٹھا کر انہیں دیکھا اور پوچھا: کیا بات ہے؟ بولیں: اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی وفات کی خبر دے دی۔ کاش آپ ہمیں وصیت فرما جاتے کہ آپ کے بعد خلافت کس کے پاس رہے گی۔ ہمارے پاس یا کسی دوسرے کے پاس۔ آپ نے فرمایا: تم میرے بعد کمزور و مغلوب کر دیئے جاؤ گے۔

باخبار عبداللہ بن بکر بن حبیب سہمی، بتحدیث حاتم بن ابی صغیرہ از سماک بن حرب از ام فضل: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے خواب میں دیکھا گویا آپ کا ایک عضو اڑ کر میرے گھر میں آ گیا۔ فرمایا: تم نے اچھا خواب دیکھا۔ فاطمہ کے بیٹا ہوگا اور تم اپنے بیٹے قثم کا دودھ اسے پلاؤ گی۔ پھر حضرت فاطمہ کے حسین پیدا ہوئے اور ام الفضل حسین کی کفیل بنی۔ فرماتی ہیں ایک دفعہ میں حسین کو آپ کے پاس لائی۔ آپ ﷺ انہیں پونچھ پانچھ کر ان کے بوسے لینے لگے۔ اتنے میں حسین نے آپ پر پیشاب کر دیا۔ فرمایا: اُمّ الفضل! میرا بیٹا مجھ سے لے لو اس نے مجھ پر پیشاب کر دیا۔ فرماتی ہیں میں نے حسین کو لے لیا اور ان کے ایسی چٹکی بھری کہ وہ رونے لگے اور آپ میں نے کہا: تم نے رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچائی اور آپ کے اوپر پیشاب کر دیا۔ پھر جب بچہ رونے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اُمّ الفضل! تم نے میرے بیٹے کو رُلا کر مجھے ایذاء پہنچائی۔ پھر آپ نے پانی منگوا کر اس پر بہا دیا اور فرمایا: اگر بچہ ہو تو پیشاب پر پانی چھڑک دو اور اگر بچی ہو تو دھو ڈالو۔

باخبار عبیداللہ بن موسیٰ بتحدیث اسرائیل از سماک از قابوس بن مخارق: ام الفضل نے خواب میں دیکھا گویا رسول اللہ ﷺ کے جسم کا ایک حصہ ان کے گھر میں ہے۔ پھر انہوں نے اپنا خواب رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان

شاء اللہ یہ خواب اچھا ہے۔ فاطمہ کے بیٹا ہوگا اور تم اسے اپنے بیٹے قثم کا دودھ پلاؤ گی۔ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہ کے حسین پیدا ہوئے اور فاطمہ نے مجھے حسین کو دیا اور میں انہیں دودھ پلاتی رہی حتیٰ کہ حسین حرکت کرنے لگے اور ایک دن میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی اور آپ کی گود میں بٹھا دیا۔ حسین نے آپ کے اوپر پیشاب کر دیا۔ میں نے حسین کے کندھوں کے درمیان ہاتھ مارا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تمہاری اصلاح کرے یا تم پر رحم فرمائے۔ تم نے میرے بیٹے کو تکلیف پہنچائی۔ میں نے کہا: آپ مجھے اپنا تہبند اُتار کر دے دیجئے اور دوسرا کپڑا باندھ لیجئے تاکہ میں اسے دھو دوں۔ فرمایا: لڑکے کے پیشاب میں صرف پانی چھڑکا جاتا ہے اور لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے۔

باخبار خالد بن مخلد' بتحدیث عبداللہ بن عمر از سالم ابوالنضر از ام الفضل بنت حارث: میں نے عرفہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ میں دودھ بھیجا۔ آپ اپنے اونٹ پر کھڑے تھے پھر آپ نے وہ دودھ پی لیا۔

لبابہ صغریٰ:

آپ عصماء بنت حارث بن حزن بن بحیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہیں اور آپ کی والدہ فاختہ بنت عامر بن معتب بن مالک ثقفی ہیں آپ کی شادی ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے مکہ میں ہوئی جن سے آپ کے خالد بن ولید' سیف اللہ پیدا ہوئے' پھر آپ ہجرت کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئیں اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

ہزیلہ:

آپ بھی حارث بن حزن کی بیٹی ہیں آپ نے ہجرت کے بعد اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

عزہ:

آپ بھی حارث بن حزن کی بیٹی ہیں۔ آپ سے عبداللہ بن مالک بن ہزم بن رویبہ نے شادی کی جن سے آپ کے زیاد' عبدالرحمٰن اور برزہ تین بچے پیدا ہوئے اور برزہ کی شادی اصم بکائی سے ہوئی جن سے برزہ کے یزید بن اصم' عبداللہ بن عباس کے شاگرد پیدا ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ برزہ ام یزید بن اصم عزہ بنت حارث کی علاتی بہن ہیں اور ان کی والدہ عامرہ بن معتب ثقفی کی بیٹی ہیں اور عزہ بنو کلاب کے ایک شخص کے نکاح میں تھیں جن سے ان کے اولاد ہوئی۔

اسماء:

آپ عمیس بن معد بن تیم بن حارث بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن نسر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن افتل کی' جو خثعم کی جڑ ہیں' صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ ہند یعنی خولہ بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حماطہ (جو جرش سے ہیں) ہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث محمد بن صالح بن یزید بن رومان: اسماء بنت عمیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارارقم میں داخل ہونے سے قبل مکہ میں مسلمان ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ گئیں

جہاں آپ کے عبداللہ، محمد اور عون پیدا ہوئے۔ پھر جعفر جمادی الاولی ۸ھ میں جنگ موتہ میں شہید ہو گئے۔

باخبار عبداللہ بن زبیر حمیدی، بتحدیث سفیان بتحدیث اسماعیل از شعبی (اور ابوحمزہ اسے مسند لائے ہیں): جب اسماء حبشہ سے آئیں تو ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے حبشن! ہم ہجرت میں تم سے پہل کر گئے۔ بولیں: ہاں! اللہ کی قسم تم ٹھیک کہتے ہو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہے۔ آپ تمہارے بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے اور جاہلوں کو تعلیم دیتے تھے اور ہم بہت دور لتاڑے ہوئے تھے۔ دیکھو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کو اس بات کی ضرور خبر کروں گی۔ چنانچہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپ سے اس کا ذکر کیا۔ فرمایا: ہماری ایک ہجرت ہے اور تمہاری دو ہجرتیں ہیں۔ سفیان: حدیث ابوحمزہ میں ''اے حبشن'' ہے حدیث اسمٰعیل میں نہیں۔

باخبار محمد بن عبید طنافسی و فضل بن دکین بتحدیث زکریا بن ابی زائدہ از عامر: اسماء نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ ہم پر فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سابق مہاجرین میں شامل نہیں۔ فرمایا: بلکہ تمہاری دو ہجرتیں ہیں۔ تم لوگ ہجرت کر کے حبشہ گئے۔ اور ہم مکہ میں گھرے ہوئے تھے۔ پھر اس کے بعد بھی تم نے ہجرت کی۔ عامر کہتے ہیں: یہ لوگ خیبر کے زمانہ میں حبشہ سے آئے تھے۔

باخبار عبداللہ بن نمیر از اجلح از عامر: اسماء نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں کا گمان ہے کہ ہم مہاجر نہیں۔ فرمایا: جو ایسا کہتے ہیں غلط کہتے ہیں۔ تمہاری دہری ہجرت ہے۔ تم ہجرت کر کے نجاشی کے پاس گئے پھر دوسری بار ہجرت کر کے میرے پاس آئے۔

باخبار عبداللہ بن نمیر بتحدیث اسمٰعیل از عامر: سب سے پہلے (مردہ) عورت کی نعش بنانے کا جس نے اشارہ کیا وہ اسماء ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ حبشہ میں عیسائی ایسا کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے مدینہ میں آ کر لوگوں کو اس سے آگاہ کیا اور نعش تیار کی جانے لگی۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث مالک بن ابی الرجال از عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم از ام عیسٰی بنت جزار از ام جعفر بنت محمد بن جعفر اپنی دادی اسماء سے: جس دن جعفر اور ان کے ساتھی شہید ہوئے ہیں اس دن میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں چالیس کھالوں کو دباغت دے چکی تھی۔ آٹا گوندھ چکی تھی اور بچوں کو نہلا دھلا رہی تھی اور ان کے تیل لگا رہی تھی۔ کہ آپ تشریف لے آئے اور فرمایا: اسماء! جعفر کے بیٹے کہاں ہیں؟ میں انہیں آپ کے پاس لے آئی۔ آپ نے انہیں چمٹایا اور سونگھا۔ پھر آپ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور آپ رونے لگے۔ میں بولی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شاید آپ کو جعفر کی کچھ خبر ملی ہے؟ فرمایا: ہاں وہ آج شہید کر دیئے گئے۔ فرماتی ہیں: میں چیخنے لگی اور میرے پاس عورتیں جمع ہو گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: اسماء! بے ہودہ کلام نہ کرو (زبان سے بری باتیں نہ نکالو) اور نہ سینہ پیٹو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ بھی فرما رہی تھیں: ہائے میرے چچا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعفر جیسے شخص پر رونے والیوں کو رونا چاہیئے۔ پھر آپ نے فرمایا: آلِ جعفر کے لئے کھانا تیار کرو کیونکہ وہ آج اپنے نفسوں سے مشغول ہیں۔

باخبار عفان بن مسلم واسحٰق بن منصور، بتحدیث محمد بن طلحہ، بسماع حکم بن عیینہ از عبداللہ بن شداد بن الہاد از اسماء: جب جعفر شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تین (حیض یا طہر) پورے کرلو پھر جو چاہو کرو۔ محمد بن عمر: پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسماء سے شادی کرلی اوران سے آپ کے محمد پیدا ہوئے۔ پھر اسماء کو چھوڑ کر ابوبکر بھی فوت ہو گئے۔

باخبار عبداللہ بن نمیر از یحییٰ بن سعید از سعید بن مسیّب: اسماء کے محمد بن ابی بکر ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے۔ جب لوگ حجۃ الوداع کا ارادہ کر رہے تھے پھر حضرت ابوبکر نے اسماء کو حکم دیا کہ غسل کر کے حج کا احرام باندھ لیں۔

باخبار وکیع بن جراح وفضل بن دکین بتحدیث سفیان از عبدالکریم از سعید بن مسیّب: اسماء کے محمد ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے۔ پھر حضرت ابوبکر نے انہیں مدینہ واپس بھیجنے کا قصد کیا اور رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا۔ فرمایا: انہیں حکم کرو کہ غسل کر کے احرام باندھ لیں۔

باخبار کثیر بن ہشام، بتحدیث فرات بن سلمان از عبدالکریم از سعید بن مسیّب: اسماء کو نفاس کی حالت میں احرام باندھنے کا حکم دیا گیا۔

باخبار اسماعیل بن عبداللہ بن ابی اویس، بتحدیث مالک بن انس از عبدالرحمٰن بن قاسم از قاسم از اسماء: میرے محمد بیداء میں پیدا ہوئے اس کا ذکر ابوبکر نے رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں غسل کر کے احرام باندھ لینا چاہئے۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری، بتحدیث ابن جریج بخبر جعفر بن محمد از جابر: جب نبی ﷺ ذوالحلیفہ میں آئے تو وہاں نماز پڑھی۔ پھر اسماء کے محمد پیدا ہوئے آپ نے نبی ﷺ سے مسئلہ معلوم کرایا۔ فرمایا: کپڑے سے لنگوٹ کس لیں پھر غسل کر کے احرام باندھ لیں۔ باخبار یزید بن ہارون باخبار اسماعیل بن ابی خالد از قیس بن ابی حازم میں اپنے والد کے ساتھ حضرت ابوبکر کے پاس گیا۔ حضرت ابوبکر ہلکے پھلکے اور گورے چٹے تھے۔ میں نے اسماء کے دونوں ہاتھ گدے ہوئے دیکھے (عفان نے خالد وغیرہ سے زیادہ کیا) اور اسماء ابوبکر سے مکھیاں جل رہی تھیں۔

باخبار وکیع بن جراح، از شعبہ از سعد بن ابراہیم: ابوبکر نے وصیت کی کہ انہیں ان کی اہلیہ اسماء غسل دیں۔

باخبار وکیع از محمد بن شریک از ابن ابی ملیکہ: ہم مثل۔

باخبار وکیع بن جراح وفضل بن دکین از سفیان از ابراہیم بن مہاجر از ابراہیم: ابوبکر کو ان کی بیوی اسماء نے غسل دیا۔

باخبار عمرو بن عاصم کلابی، بتحدیث ہمام از قتادہ: ہم مثل۔

باخبار عبداللہ بن نمیر از سعید از قتادہ از حسن: ابوبکر نے وصیت کی کہ انہیں اسماء غسل دیں۔

باخبار عبداللہ بن نمیر بتحدیث اسماعیل بن ابی خالد از سعید بن ابی بردہ از ابوبکر بن حفص: حضرت ابوبکر نے اسماء کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد مجھے تم ہی غسل دینا اور انہیں قسم دلائی کہ وہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔ کیونکہ قوی رہیں گی پھر انہیں آپ کی قسم آخر دن میں یاد آئی اور پانی منگا کر پی لیا اور فرمایا: اللہ کی قسم آج میں ایسا نہ کروں گی۔ کہ ابوبکر کی قسم ٹوٹے۔

باخبار معاذ بن معاذ عنبری ومحمد بن عبداللہ انصاری، بتحدیث اشعث از عبدالواحد بن صبرہ از قاسم بن محمد: ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انہیں ان کی بیوی اسماء نہلائیں۔ اگر نہلانا ان کے بس کا نہ ہو تو ان کی اعانت آپ کا بیٹا محمد کرے۔ محمد بن عمر کہتے ہیں: یہ سہو ہے۔

باخبار ابن جریج از عطاء: ابوبکر نے وصیت کی کہ انہیں ان کی بیوی اسماء نہلائیں۔ اگر نہلانا اس کے بس کا نہ ہو تو عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے مدد لیں۔ محمد بن عمر کہتے ہیں: یہ صحیح ہے کیونکہ اسماء کا بیٹا محمد جو حجۃ الوداع کے موقعہ پر ذوالحلیفہ میں ۱۰ھ میں پیدا ہوا تھا۔ کس طرح نہلانے میں اپنی ماں کی مدد کر سکتا ہے کیونکہ ابوبکر کی وفات کے دن محمد کی عمر تقریباً تین سال کی تھی۔

باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث ابومعشر از ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ: ابوبکر کو اسماء نے نہلایا۔

باخبار معن بن عیسیٰ، بتحدیث مالک بن انس از عبداللہ بن ابی بکر: اسماء اہلیہ ابوبکر صدیق نے غسل دیا۔ جب وہ فوت ہوئے پھر آپ نے تمام موجودہ مہاجرین سے پوچھا کہ میرا روزہ ہے اور آج سخت ٹھنڈا دن ہے۔ کیا مجھ پر غسل واجب ہے؟ بولے: نہیں۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث عبداللہ بن جعفر از ابوعبید دربان سلیمان از عطاء: اسماء نے ابوبکر کو ٹھنڈی صبح کے وقت غسل دیا۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا مجھ پر غسل ہے؟ فرمایا: نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ یہ جواب سن رہے تھے اور آپ نے اس کا انکار نہیں کیا۔

باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس، بتحدیث زہیر از ابواسحٰق از مصعب بن سعد: عمر رضی اللہ عنہ نے وظائف مقرر کئے اور اسماء کے ہزار درہم مقرر فرمائے۔

محمد بن عمر: پھر اسماء بنت عمیس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا جن سے آپ کے یحییٰ اور عون پیدا ہوئے۔

باخبار فضل بن دکین، بتحدیث زکریا بن ابی زائدہ بسماع عامر: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسماء سے نکاح کیا۔ پھر محمد بن جعفر اور محمد بن ابی بکر نے ایک دوسرے پر فخر کیا اور ہر ایک نے کہا: میں تم سے زیادہ معزز ہوں اور میرے والد تمہارے والد سے بہتر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسماء سے کہا: تم ان میں فیصلہ کرو۔ بولیں: میں نے جعفر سے بہتر عرب میں کوئی جوان نہیں دیکھا اور ابوبکر سے بہتر کوئی ادھیڑ عمر کا نہیں دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے ہمارے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔ اگر تم اس فیصلہ کے علاوہ کوئی اور فیصلہ کرتیں تو میں تم پر ناراض ہوتا۔ اسماء نے کہا: تینوں جن میں تم سب سے نیچے کے ہو بہتر ہیں۔

باخبار عبداللہ بن زبیر حمیدی بتحدیث سفیان بن عیینہ از اسماعیل از قیس: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سے دانت پینے والی عورتوں نے جھوٹ بولا اور بجز اسماء کے کوئی ثابت نہیں رہی۔

سلمٰی:

آپ عمیس بن معد بن تیم بن حارث بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن نسر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن افتل کی جو خثعم کی جڑ ہیں بیٹی ہیں آپ کی والدہ ہند یعنی خولہ بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حماطہ بن جرش ہیں۔ آپ شروع اسلام میں اپنی بہن اسماء کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور آپ سے حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم نے نکاح کیا جن سے آپ کے عمارہ پیدا ہوئیں۔ عمارہ ہی مکہ میں تھیں جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہاں سے

عمرۃ القضاء کے ساتھ نکالا اور انہیں کے بارے میں علیؓ زید اور جعفر میں جھگڑا ہوا تھا اور ہر شخص نے ان کو اپنے پاس رکھنا چاہا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے جعفر کے حق میں فیصلہ کیا۔ کیونکہ ان کی خالہ اسماء جعفر کے نکاح میں تھیں۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کا اپنی پھوپھی پر اور اپنی خالہ پر نکاح نہیں کیا جاتا یعنی پھوپھی بھتیجی کا اور خالہ بھانجی کا ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ حضرت حمزہ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔ لہٰذا سلمٰی بیوہ ہو گئیں پھر ان سے نکاح شداد بن الہاد لیثی نے کیا۔ جن سے عبداللہ بن شداد پیدا ہوئے۔ عبداللہ عمارہ کے اخیافی بھائی ہیں اور ام الفضل سے عباس کی اولاد کے خالہ کے بیٹے ہیں اور خالد بن ولید کے خالہ کے بیٹے ہیں۔

ہمینہ:

آپ خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو خزاعی کی صاحبزادی ہیں۔ آپ مکہ میں قدیم الاسلام ہیں اور دوسری ہجرت کے زمانہ میں اپنے شوہر خالد بن سعید بن عاص بن اُمیہ کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی تھیں۔ وہیں آپ کے سعید بن خالد اور امت بنت خالد پیدا ہوئیں۔ پھر امت کی شادی زبیر بن عوام سے ہوئی جن سے عمر اور خالد پیدا ہوئے۔

حرملہ:

آپ عبد بن اسود بن جذیمہ بن اقیش بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو خزاعی کی لڑکی ہیں۔ آپ مکہ میں قدیم الاسلام ہیں اور بیعت شدہ ہیں اور دوسری ہجرت کے زمانہ میں اپنے شوہر جہم بن قیس بن شرجیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی تھیں پھر حرملہ حبشہ میں فوت ہو گئیں۔ وہاں آپ کے حریملہ عبداللہ اور عمرو پیدا ہوئے۔ حریملہ کو ام حریملہ بھی کہا جاتا ہے ان کی والدہ عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی کی لونڈی تھیں۔

فاطمہ:

آپ صفوان بن محرث بن خمل بن شق کی صاحبزادی ہیں۔ آپ بھی مکہ میں قدیم الاسلام اور بیعت شدہ ہیں۔ دوسری ہجرت کے زمانہ میں اپنے شوہر عمرو بن سعید بن عاص بن امیہ کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی تھیں۔

حسنہ:

آپ شرجیل بن حسنہ کی والدہ ہیں اور حسنہ عبداللہ بن مطاع بن عمرو کندی کے بیٹے ہیں۔ آپ بھی مکہ میں قدیم الاسلام اور بیعت شدہ ہیں اور دوسری ہجرت کے زمانہ میں اپنے بیٹے شرجیل کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی تھیں۔

خرنیق:

آپ حصین بن عبید بن خلف بن عبدنہم بن جریبہ بن جہمہ بن غاضرہ بن حبیشہ بن کعب بن عمرو خزاعی کی صاحبزادی ہیں آپ نے مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور آپ سے روایت بھی کرتی ہیں۔

سُبَیعہ:

آپ حارث اسلمیہ کی صاحبزادی ہیں اور سعد بن خولہ کے عقد میں تھیں پھر بیوہ ہو گئیں۔

باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث مالک بن انس از ہشام بن عروہ از عروہ از مسور بن مخرمہ: سبیعہ اسلمیہ کے ان کے شوہر کی وفات کے چند ایام کے بعد بچہ پیدا ہو گیا پھر آپ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ سے نکاح کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت دے دی۔ پھر آپ نے نکاح کر لیا۔

باخبار قبیصہ بن عقبہ بتحدیث سفیان از ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم از عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ: ابوالسنابل بن بعکک نے سبیعہ پر طعن کیا انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیا تھا اور آپ نے مجھے نکاح کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

باخبار موسیٰ بن اسمٰعیل بتحدیث ابان بن یزید بتحدیث یحییٰ بن ابی کثیر از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن (سبیعہ اسلمیہ والی حدیث میں ابوسلمہ اور ابن عباس میں اختلاف کے وقت) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کریب کو حکم فرمایا کہ ام سلمٰی سے جا کر یہ مسئلہ پوچھ آ۔ ام سلمہ نے فرمایا کہ سبیعہ کے ان کے شوہر کی وفات کے بیس دن کے بعد بچہ پیدا ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں نکاح کرنے کا حکم دے دیا اور ان پر پیام ڈالنے والوں میں ابوالسنابل بھی تھے۔

ام معبد:

آپ عاتکہ بنت خالد بن خُلیف بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو خزاعی ہیں۔ آپ اپنے چچازاد بھائی تمیم بن عبدالعزیٰ بن منقذ بن ربیعہ کے نکاح میں تھیں۔ آپ کا مکان قدید میں تھا جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ جا رہے تھے تو آپ انہیں کے پاس ٹھہرے تھے۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث ابراہیم بن نافع از ابن ابی نجیح وغیرہ۔ جب رسول اللہ ﷺ غارِ ثور سے پیر کی شب کو یا منگل کو سحر کے وقت قدید کی طرف نکل کھڑے ہوئے تو قریش کو معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کدھر کو گئے ہیں۔ اور لوگوں نے مکہ کے نشیبی علاقہ سے یہ اشعار سنے۔ ان اشعار کو غلاموں، بچوں اور عورتوں سب ہی نے سنا حتیٰ کہ وہ اشعار مکہ کے بالائی علاقہ تک سنے گئے اور پڑھنے والا دکھائی نہیں دیا۔

جزی اللّٰہ ربّ الناس خیر جزائہٖ　　　رفیقین قالا خیمتی ام معبد

''اللہ تعالیٰ جو لوگوں کا ربّ ہے ان دو رفیقوں کو بہترین جزا عطا فرمائے جنہوں نے ام معبد کے دو خیموں میں دوپہر کو آرام فرمایا''۔

هما نزلا بالبر و اعتدیابہ　　　فقد فاز من امسٰی رفیق محمد

''وہ دونوں جنگل میں ٹھہرے اور وہیں ناشتہ کیا۔ پھر محمد کا رفیق فائز المرام ہوا''۔

لھن بنی کعب مقام فتاتھم　　　و مقعدھا للمسلمین بمرصد

''بنی کعب کو ان کی جوان بچی کی ٹھہرنے کی جگہ مبارک ہو اور اس بچی کی بیٹھنے کی جگہ مسلمانوں کے لئے گھات

والی جگہ ہے''۔

باخبار محمد بن عمر از حزام بن ہشام از ام معبد: ہمارے سامنے دو اونٹوں پر چار شخص نمودار ہوئے اور میرے خیمہ میں آ کر ٹھہر گئے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذبح کرنے کے لئے ایک بکری لائی مگر وہ دودھ والی تھی میں نے اسے آپ کے قریب کر دیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا باکھ ٹٹولا اور فرمایا اسے ذبح نہ کرو آخر کار میں اسے چھوڑ کر دوسری بکری لے آئی اور اسے ذبح کر کے اس کا گوشت تیار کیا اور آٹا پیس کر روٹی پکائی اور آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے کھانا کھایا۔ میں نے پوچھا: آپ کے ساتھ کون تھے؟ بولیں ابن ابی قحافہ، مولیٰ ابن ابی قحافہ اور ابن ابی اریقط فرماتی ہیں: پھر آپ نے اور آپ کے رفقاء نے ناشتہ کیا اور میں آپ کے توشہ دان کو بھر دیا اور ہمارے پاس کچھ یا زیادہ تر گوشت باقی رہ گیا اور وہ بکری جس کا باکھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوا تھا ہمارے پاس مدتوں رہی حتیٰ کہ رمادہ کے وقت تک رہی یعنی حضرت عمر کے عہد خلافت میں بھی ۱۸ھ تک رہی۔ ہم اسے صبح و شام دوہتے رہتے تھے حالانکہ دودھ دور دور تک مفقود ہوتا تھا۔ اس دن ام معبد مسلمان تھیں۔ محمد بن عمر: دوسرے لوگ کہتے ہیں: بلکہ ام معبد اس کے بعد آئیں اور اسلام لائیں اور آپ سے بیعت کی۔

ام عبداللہ:

آپ کا نام ام عبد ہے۔ آپ عبدود بن سوی بن قریم بن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کی صاحبزادی ہیں اور ابن مسعود کی والدہ ہیں۔ اُمّ عبد کی والدہ ہند بنت عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب ہیں۔ آپ نے مشرف بہ اسلام ہو کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس، بتحدیث زہیر از ابو اسحٰق از مصعب بن سعد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب وظائف مقرر فرمائے تو ام عبد کے ہزار درہم مقرر فرمائے۔

ریطہ:

آپ عبداللہ کی بیٹی اور ابن مسعود کی بیوی ہیں اور ان کی ام ولد ہیں آپ ایک کاریگر خاتون تھیں بولیں: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک صنعت کار عورت ہوں اور اپنی مصنوعات کو فروخت کرتی ہوں اور میرے پاس اور میری اولاد کے پاس کچھ اور نہیں اور میں نے آپ سے پوچھا کیا میں اپنے شوہر اور اولاد پر خرچ کر سکتی ہوں؟ فرمایا: تمہیں ان پر خرچ کا اجر ملے گا۔

زینب:

آپ ابو معاویہ ثقفیہ کی بیٹی اور ابن مسعود کی بیوی ہیں۔ آپ نے اسلام لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور آپ سے ایک حدیث بھی روایت کرتی ہیں۔

باخبار یعقوب بن ابراہیم بن سعد زہری از ابراہیم بن سعد زہری از صالح بن کیسان از محمد بن عبداللہ بن عمرو بن ہشام از بکیر بن عبداللہ بن اشج از بسر بن سعید، بخبر زینب ثقفیہ زوجۂ ابن مسعود: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نماز عشاء کے لئے آؤ تو خوشبو لگا کر نہ آنا۔

بنت خباب:

آپ خباب بن ارت بن جندلہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب بن سعد (جو آل سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے ہیں) کی صاحبزادی ہیں آپ نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور آپ سے روایت بھی کی۔

باخبار وکیع بن جراح بتحدیث اعمش از ابواسحٰق از عبدالرحمٰن بن عبد فائشی از بنت خباب: خباب ایک دستہ میں شامل ہو کر جہاد پر روانہ ہو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس پابندی سے آتے رہے حتیٰ کہ آپ ہماری بکری کا دودھ مٹکی میں دوہ دیا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ بھر جاتی اور دودھ بہنے لگتا تھا پھر جب خباب آئے تو دودھ نکالنے لگے اور دودھ سابق مقدار پر لوٹ آیا (بقول وکیع، گھٹ گیا) فرماتی ہیں: میں نے خباب سے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوہا کرتے تھے تو مٹکی بھر جاتی تھی اور دودھ بہنے لگتا تھا۔ لیکن جب آپ نے دوہا تو دودھ گھٹ کر پہلی مقدار پر آ گیا۔

باخبار عبداللہ بن رجاء بصری باخبار اسرائیل از ابواسحٰق از عبدالرحمٰن بن مدرک از بنت خباب بن ارت: میرے والد ایک جہاد پر گئے اور ہمارے لئے صرف ایک بکری چھوڑ گئے اور یہ فرما گئے کہ اس کا دودھ اصحاب صفہ کے پاس لے جا کر دوہنا۔ فرماتی ہیں: پھر ہم وہ بکری اصحاب صفہ کے پاس لے گئے تو وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ آپ نے بکری باندھ کر اس کا دودھ نکالنے کا ارادہ کیا اور فرمایا: تمہارے پاس جو سب سے بڑا برتن ہے اسے لے آؤ میں گھر گئی اور میں سب سے بڑا لگن لے آئی جس میں آٹا گوندھا جاتا تھا۔ پھر آپ نے اس میں دودھ دوہا حتیٰ کہ اسے بھر دیا اور فرمایا لے جاؤ خود بھی پیو اور اپنے پڑوسیوں کو بھی پلاؤ اور جب اسے دوہنا چاہو تو اسے یہیں لے آنا۔ چنانچہ ہم بکری آپ کے پاس پابندی سے لاتے رہے اور آپ نے ہم دودھ کی ریل پیل کر دی حتیٰ کہ والد صاحب تشریف لے آئے اور آپ نے بکری باندھ کر دودھ دوہنا شروع کیا۔ پھر بکری اپنے سابق دودھ کی طرف لوٹ گئی۔ میری والدہ نے کہا: تم نے بکری خراب کر دی۔ پوچھا: کیسے؟ بولیں: یہ بکری اس لگن کو دودھ سے بھر دیا کرتی تھی۔ پوچھا: اسے کون دوہا کرتا تھا؟ بولیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بولے: تم نے مجھے آپ کے برابر سمجھ لیا۔ آپ کی قسم آپ کے دست مبارک میں تو بڑی برکت ہے۔

کعیبہ:

آپ سعد اسلمیہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ نے ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ آپ ہی مسجد میں ایک خیمہ میں رہا کرتی تھیں اور بیماروں اور زخمیوں کی دیکھ بھال کیا کرتی تھیں۔ جب غزوۂ خندق میں حضرت سعد کے تیر مارا گیا ہے تو آپ انہیں کی نگرانی میں تھیں اور یہیں آپ کے زخم کا علاج کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ سعد فوت ہو گئے۔ کعیبہ غزوۂ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھیں۔

مطاع اسلمیہ:

آپ ہجرت کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئیں اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ جنگ خیبر میں شریک ہیں۔

ام سنان اسلمیہ:

آپ نے بھی ہجرت کے بعد اسلام قبول کیا اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

باخبار محمد بن عمر، بتحدیث عبداللہ بن ابی یحییٰ از ثبیتہ بنت حنظلہ اسلمیہ اپنی والدہ ام سنان اسلمیہ سے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا ارادہ فرمایا تو میں نے آپ کے پاس آ کر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اس جنگ میں آپ کے ساتھ چلوں؟ مشکیز ے سیونگی اور بیماروں کی اور خدانہ کرے زخمیوں کی دیکھ بھال رکھوں گی اور کجاووں کی نگرانی کروں گی۔ فرمایا: اللہ کی برکت کے ساتھ چلو تمہاری ساتھ والی عورتوں نے اس بارے میں مجھ سے گفتگو کی ہے اور میں نے انہیں اجازت دے دی ہے۔ وہ تمہاری قوم کی بھی ہیں اور دوسرے قبیلوں کی بھی۔ اگر تم چاہو تو اپنے قبیلہ کے ساتھ رہو اور چاہو تو ہمارے ساتھ رہو۔ میں نے کہا: میں تو آپ کے ساتھ رہوں گی۔ فرمایا: اچھا تو میری بیوی ام سلمہ کے ساتھ رہو۔ فرماتی ہیں: پھر میں ام سلمہ ہی کے ساتھ رہی۔

باخبار محمد بن عمر، بتحدیث عمر بن صالح حوطی از حریث بن زید اسلمی، بتحدیث ثبیتہ بنت حنظلہ اپنی والدہ ام سنان اسلمیہ سے جو بیعت شدہ تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح خیبر میں موجود تھیں، ہم جمعہ کی اور عید و بقرعید کی نماز کے لئے نہیں آتی جاتی تھیں حتیٰ کہ ہم خاندان سے ناامید ہو جاتی تھیں۔ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپ سے بیعت کی۔ آپ نے میرا ہاتھ دیکھ کر فرمایا: اگر تم ناخنوں کے رنگ بدل لو اور اپنے ہاتھوں میں ایک تسمہ ہی باندھ لو تو کیا حرج ہے؟

امیہ:

آپ قیس ابوالصلت غفاریہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ نے ہجرت کے بعد مسلمان ہو کر بیعت کی اور جنگ خیبر میں آپ کے ساتھ حاضر ہوئیں۔ باخبار محمد بن عمر بحدیث ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ از سلیمان بن سہیم از ام علی بنت ابی الحکم از امیہ بنت قیس ابوالصلت غفاریہ: میں بنی غفار کی عورتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور ہم نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگ (خیبر) میں ہم آپ کے ساتھ چلنے کا ارادہ رکھتی ہیں تاکہ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی کریں اور مقدور بھر مسلمانوں کی اعانت کریں۔ فرمایا: بسم اللہ۔ اللہ کی برکت کے ساتھ چلو۔ فرماتی ہیں: میں بھی آپ کے ساتھ روانہ ہوئی، میں نوعمر تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے کجاوے کی خرجی کے پاس بٹھا لیا اور آپ صبح کو اُترے اور آپ نے اونٹ بٹھایا۔ میں نے خرجی پر خون کے دھبے دیکھے یہ مجھے سب سے پہلے حیض آیا تھا۔ میں کجاوے پر بیٹھی رہی اور اس سے ہٹنے سے شرمائی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون دیکھا اور میرے شرمانے کا احساس کیا تو فرمایا: شاید تمہیں ایام شروع ہو گئے؟ میں نے کہا: معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ فرمایا: اچھا تو اس کی تیاری کر لو اور پانی کے ایک برتن میں نمک ڈال کر خرجی سے لگے ہوئے خون کو دھو دو۔ پھر آ جاؤ۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے خیبر فتح کر دیا تو آپ نے مال فے میں سے قدرے ہمیں بھی دیا لیکن ہمارا حصہ نہیں لگایا اور آپ نے یہ ہار جسے تم میرے گلے میں دیکھ رہی ہو لے کر مجھے دیا اور میری گردن میں اپنے ہاتھ سے ڈال دیا۔ اللہ کی قسم یہ کبھی مجھ سے جدا نہ ہوگا۔ چنانچہ یہ ہار مرتے دم تک آپ کے گلہ میں رہا اور آپ وصیت کر گئی تھیں کہ میرے ساتھ ہار کو بھی دفن کر دینا۔ آپ کا دستور تھا جب حیض سے پاک ہوتیں تو جس پانی سے غسل فرماتیں اس میں نمک ضرور ڈال لیا کرتی تھیں اور وصیت بھی کر گئی تھیں کہ میرے غسل

کے پانی میں نمک ضرور ڈال لینا۔

اُمّ حفید ہلالیہ:

آپ نے ہجرت کے بعد اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ آپ ہی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ کے پکی ہوئی گوہیں بھیجی تھیں۔

ام سنبلہ مالکیہ:

مالکیہ اسلم کے جو خزاعہ سے ہیں بھائی ہیں ام سنبلہ نے ہجرت کے بعد اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ باخبار محمد بن عمر بحدیث عبداللہ بن جعفر از عبدالرحمن بن حرملہ از عبداللہ بن دینار از عروہ بن زبیر از ام المومنین عائشہ: جب ہم مدینہ آ گئے تو نبی ﷺ نے ہمیں کسی دیہاتی کا ہدیہ قبول کرنے سے منع فرما دیا۔ پھر ہمارے پاس ام سنبلہ دودھ ہدیہ کے طور پر لائیں لیکن ہم نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ معہ ابوبکر کے تشریف لائے اور پوچھا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ یہ ام سنبلہ ہیں اور ہمارے پاس بطور ہدیہ کے دودھ لائی ہیں اور آپ نے کسی دیہاتی کا ہدیہ قبول کرنے سے ہمیں منع فرما دیا ہے۔ فرمایا: لے لو کیونکہ اسلم اعراب نہیں ہیں وہ ہمارے جنگل والے ہیں اور ہم ان کے شہر والے ہیں۔ اگر وہ ہمیں پکاریں تو ہم ان کی پکار پر لبیک کہیں اور اگر وہ ہم سے مدد مانگیں تو ہم ان کی مدد کریں۔ ام سنبلہ دودھ لاؤ' انہوں نے دودھ برتن میں ڈال کر دیا اور اسے رسول اللہ ﷺ نے پیا۔ پھر فرمایا اور لاؤ۔ انہوں نے اور دودھ دیا۔ اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیا اور کہا: اس سے جگر میں ٹھنڈک پیدا ہو گئی۔ آپ نے ہمیں کسی دیہاتی سے ہدیہ قبول کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ فرمایا: اسلم دیہاتی نہیں ہیں وہ ہمارے جنگل والے ہیں اور ہم ان کے شہر والے ہیں۔ اگر وہ ہمیں پکاریں تو ہم ان کی پکار پر لبیک کہیں اور اگر وہ ہم سے مدد مانگیں تو ہم ان کی مدد کریں۔

ام کرز:

آپ خزاعیہ ہیں' آپ حدیبیہ والے دن نبی ﷺ کے پاس آئیں آپ قربانی کے جانور کا گوشت بانٹ رہے تھے پھر آپ مسلمان ہو گئیں۔ آپ نبی ﷺ سے روایت بھی کرتی ہیں۔

باخبار یزید بن ہارون باخبار محمد بن اسحٰق از عطاء بن ابی رباح از حبیبہ بنت میسرہ از ام کرز خزاعیہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں پوچھا: فرمایا: لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔

اُمّ معقل:

آپ اسدیہ ہیں آپ نے مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور آپ سے روایت بھی کرتی ہیں۔

باخبار محمد بن مصعب قرقسانی بحدیث اوزاعی از یحییٰ بن ابی کثیر از ابوسلمہ بن عبدالرحمن از ام معقل: یا رسول اللہ ﷺ! میرا حج کا ارادہ تھا۔ مگر میرا اونٹ دُبلا ہے۔ اب آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: رمضان میں عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان کا عمرہ (ثواب میں) حج کے برابر ہوتا ہے۔

ام صبیہ، خولہ:

آپ قیس جہنیہ کی صاحبزادی ہیں' آپ ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثوں کی راویہ بھی ہیں۔

باخبار انس بن عیاض لیثی از اسامہ بن زید از سالم ابوالنعمان بن خربوز از ام صبیہ جہنیہ: ایک وضو کے برتن میں میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ آئے گئے۔

باخبار ابوبکر بن عبداللہ بن ابی اویس از سلیمان بن بلال از اسامہ از سالم ابوالنعمان بن خربوذ از ام صبیہ: ہم مثل۔

باخبار اسماعیل بن عبداللہ بن ابی اویس بحدیث خارجہ بن حارث از سالم بن سرج مولیٰ ام صبیہ' اور آپ خولہ بنت قیس ہیں اور وہ خارجہ بن حارث کی دادی ہیں: میرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ایک برتن میں آیا گیا۔

محمد بن عمر: خارجہ بن حارث' رافع بن مکیث جہنی پھر ربعی کے بیٹے ہیں۔

باخبار خالد بن مخلد بجلی بحدیث خارجہ بن حارث بن رافع بن مکیث جہنی بحدیث سالم و نافع پسران سرج مولیٰ ام صبیہ از خولہ بنت قیس: ہم مثل۔

باخبار محمد بن عمر از اسامہ بن زید لیثی بخبر سالم بن سرج ابوالنعمان' بسماع خولہ بنت قیس ام صبیہ جہنیہ: میرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ وضو کے ایک برتن میں آیا گیا۔ محمد بن عمر: جس نے سالم بن سرج ابوالنعمان کہا اسی کا قول صحیح ہے۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث ابوبکر بن یحییٰ بن نضر از سالم ابوالنعمان از ام صبیہ خولہ بنت قیس جہنیہ: میں سب سے پیچھے ہوتی تھی اور جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اور منبر پر آپ کی قراءت سن لیا کرتی تھیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عمر بن صالح بن نافع بحدیث سودہ بنت ابی ضبیس جہنی (سودہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور آپ سے بیعت کی اور ابوضبیس صحابی تھے) از ام صبیہ' خولہ بنت قیس: ہم عہد رسالت میں' عہد صدیقی میں اور شروع عہد فاروقی میں مسجد میں آپس میں دوستی کیا کرتی تھیں اور کبھی چرخہ بھی کات لیا کرتی تھیں اور کبھی بعض عورت کھجور کے پتوں سے کوئی چیز بنا لیا کرتی تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں آزادی کی حالت میں نکال دوں گا۔ آخر کار ہم مسجد سے نکال دی گئیں۔ البتہ نماز کے لئے وقت پر حاضر ہو جایا کرتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز کے بعد اپنا دُرہ لے کر مسجد میں موجود اشخاص کے پاس جاتے تھے انہیں دیکھتے تھے ان کے چہروں سے انہیں پہچانتے تھے اور انہیں ڈھونڈھا کرتے تھے اور ان سے پوچھا کرتے تھے کہ تم نے کھانا کھا لیا یا نہیں اگر کوئی بھوکا ہوتا تو اسے لے جا کر کھانا کھلا دیا کرتے تھے۔

سودہ جہنیہ:

آپ ابوضبیس کی بیٹی ہیں۔ آپ ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ آپ کے والد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہے۔

اُمیمہ یا اُمامہ:

آپ سفیان بن وہب بن اشیم کی جو آل حارث بن عبد مناۃ بن کنانہ سے ہیں صاحبزادی ہیں' آپ کی والدہ اُمّ عبداللہ ہیں۔ امیمہ' ابوسفیان بن حرب بن امیہ کی بیوی ہیں۔ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فتح مکہ کے چند دنوں بعد مسلمان ہوئیں۔

برزہ:

آپ مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی کی صاحبزادی ہیں' آپ کی والدہ امت بنت خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح ہیں۔ برزہ سے صفوان بن امیہ بن خلف جمحی نے نکاح کیا جن سے عبداللہ اکبر (طویل) (عبداللہ) عبداللہ بن زبیر کے ساتھ قتل کئے گئے۔ اور ہشام اکبر اور امیہ اور ام حبیب چار بچے پیدا ہوئے۔ برزہ حجۃ الوداع میں مسلمان ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

البغوم:

آپ مُعذّل یعنی خالد بن عمرو بن سفیان بن حارث بن زبان بن عبد یالیل (جو آل حارث بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے ہیں) کی بیٹی ہیں۔ آپ عبداللہ اصغر بن صفوان بن امیہ' صفوان بن صفوان اور عمرو بن صفوان کی والدہ ہیں۔ حجۃ الوداع میں بغوم نے مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی' یہ بھی مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن حجۃ الوداع سے قبل مسلمان ہوئیں۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ از موسیٰ بن عقبہ از ابوحبیبہ مولیٰ زبیر از عبداللہ بن زبیر: فتح مکہ کے دن بغوم صفوان بن اُمیہ کی اہلیہ نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ سے بیعت کی۔

ام حکیم:

بنت طارق کنانیہ نے حجۃ الوداع میں مسلمان ہو کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی۔

قتیلہ:

بنت عمرو بن ہلال کنانیہ نے حجۃ الوداع میں مسلمان ہو کر رحمت عالم ﷺ سے بیعت کی۔

تماضر:

آپ اصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب بن ہُبل کلبی کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ جویریہ بنت وبرہ بن رومانس ہیں جو آل کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رُفیدہ کلبی ہیں۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث عبداللہ بن جعفر از ابن ابی عون از صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن: نبی ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو بنوکلب کی طرف بھیجا اور فرمایا: اگر وہ تمہاری دعوت قبول کر لیں تو ان کے بادشاہ یا سردار کی بیٹی سے نکاح کر لو۔ پھر جب عبدالرحمٰن نے بنوکلب کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے یہ دعوت قبول کر لی اور ان میں سے کچھ لوگ جزیہ دینے پر بھی راضی ہو گئے پھر عبدالرحمٰن بن عوف نے تماضر بنت اصبغ بن عمرو سے جو بنوکلب کا بادشاہ تھا نکاح کر لیا اور تماضر کو مدینہ لے آئے۔ آپ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف

کی والدہ ہیں۔

باخبار محمد بن عمر: یہ سب سے پہلی کلبیہ خاتون ہیں جن سے قرشی نے نکاح کیا ہے۔ ان کے عبدالرحمٰن سے بجز ابوسلمہ کے کوئی اور بچہ نہیں ہوا۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار ابراہیم بن سعد از سعد اپنے والد سے: تماضر کے مزاج میں بد خلقی تھی اور انہیں دو طلاقیں دی جا چکی تھیں پھر جب عبدالرحمٰن بیمار ہوئے تو دونوں میاں بوی میں کسی بات پر جھگڑا ہوگیا اور عبدالرحمٰن نے تماضر سے کہہ دیا: اگر تم مجھ سے طلاق مانگو گی تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ بولیں: میں طلاق مانگتی ہوں۔ فرمایا: اچھا تو جب تم حیض سے غسل کرو تو مجھے خبر کر دینا۔ انہوں نے حیض سے غسل کر کے عبدالرحمٰن کو خبر کرنے کے لئے ان کا قاصد عبدالرحمٰن کے کسی آدمی کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے خیال کیا کہ قاصد اسی مقصد کے لئے آیا ہے۔ بلا کر پوچھا کدھر جا رہے ہو؟ بولا: مجھے تماضر نے عبدالرحمٰن کے پاس بھیجا ہے کہ میں انہیں خبر کر دوں کہ وہ حیض سے نہا کر پاک ہوگئی ہیں۔ بولے: تماضر سے جا کر کہو کہ ایسا نہ کریں کیونکہ عبدالرحمٰن اپنی قسم توڑنے والے نہیں۔ قاصد نے واپس جا کر تماضر کو اطلاع دی۔ تماضر بولیں: اللہ کی قسم میں بھی کبھی اپنی قسم توڑنے والی نہیں۔ جاؤ اور عبدالرحمٰن کو خبر کر دو۔ چنانچہ قاصد نے عبدالرحمٰن کو خبر کر دی آپ نے تماضر کو طلاق دے دی۔

باخبار عبداللہ بن نمیر از محمد بن اسحٰق از سعد بن ابراہیم از ابراہیم اپنی دادی ام کلثوم سے: جب عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی اہلیہ تماضر کلبیہ کو طلاق دی تو انہیں متعہ میں ایک سیاہ فام لونڈی دی۔

باخبار وکیع بن جراح از عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ ماجشون از سعد بن ابراہیم از کثیف سلمی: عبدالرحمٰن نے تماضر کو طلاق دی اور اسے عطیہ میں ایک لونڈی دی۔

باخبار حجاج بن محمد از شعبہ از سعد بن ابراہیم از حمید بن عبدالرحمٰن اپنی والدہ سے: گویا میں اس سیاہ فام لونڈی کو دیکھ رہی ہوں جو مجھے متعہ میں عبدالرحمٰن نے دی تھی۔

باخبار محمد بن مصعب قرقسانی' بتحدیث اوزاعی از زہری از طلحہ بن عبداللہ: حضرت عثمان نے تماضر کلبیہ کو عبدالرحمٰن کے ورثہ میں سے دیا۔ عبدالرحمٰن نے انہیں اپنے مرض الموت میں ایک طلاق دی تھی اور یہ تیسری طلاق تھی۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب از نافع وسعد بن ابراہیم: عبدالرحمٰن نے تماضر کو تینوں طلاقیں دے دی تھیں پھر عدت گزر جانے کے بعد حضرت عثمان نے تماضر کو عبدالرحمٰن کے مال میں سے ان کو آٹھویں حصہ کا وارث بنایا۔ سعد کہتے ہیں: ابوسلمہ کی والدہ تماضر تھیں۔ محمد بن عمر کہتے ہیں: پھر تماضر سے زبیر بن عوام نے نکاح کر لیا مگر تھوڑے سے دنوں میں زبیر نے بھی انہیں طلاق دے دی۔

باخبار اسماعیل بن عبداللہ بن ابی اویس بتحدیث ابواویس از عمر بن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف از ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اپنی دادی تماضر سے (جب انہیں زبیر نے نکاح سے سات دن کے بعد طلاق دے دی) تماضر عورتوں سے کہا کرتی تھیں: جب تم میں سے کوئی نکاح کرے تو تمہیں اپنے شوہر کے پاس سات دن دھوکا میں نہ ڈالیں کیونکہ زبیر نے مجھے سات دن کے بعد طلاق

دے دی تھی۔

اسماء:

آپ مخرمہ بن جندل بن اُبیر بن نہشل بن دارم تمیمی کی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ عناق بنت جابر بن عوف بن ابی حارثہ بن زید بن عمرو بن غنم بن تغلب بن وائل ہیں۔ اسماء سے ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن مخزوم نے نکاح کیا جس سے ابوجہل اور حارث پسران ہشام پیدا ہوئے پھر ہشام کی موت کے بعد اس کے بھائی ابوربیعہ بن مغیرہ نے اسماء سے نکاح کیا جس سے عیاش' عبداللہ' ام حجیر تین بچے پیدا ہوئے۔ اسماء نے اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لی تھی اور ہجرت کر کے مدینہ آ گئی تھیں۔ اور عہد فاروقی تک یا بعد تک زندہ رہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبدالحمید بن جعفر و عبداللہ بن ابی عبیدہ از ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر از ربیع بنت معوذ بن عفراء: میں انصاری عورتوں کے ساتھ حضرت عمر کے زمانہ میں اسماء ام ابوجہل کے پاس گئی۔ اسماء کا بیٹا عبداللہ بن ابی ربیعہ انہیں یمن سے عطر بھیجا کرتے تھے جسے آپ عطیات میں فروخت کر دیا کرتی تھیں۔ ہم بھی ان سے عطر خریدا کرتے تھے۔ پھر جب اسماء میری شیشیوں میں عطر ڈال کر میرے ساتھ والی دوسری عورتوں کی طرح وزن کر کے مجھے عطر دیتیں تو کہتیں: عورتو! اپنے اوپر میرا حق لکھ لو۔ میں کہتی: ہاں! میں ان کے لئے ربیع بنت معوذ پر حق لکھے لیتی ہوں۔ اسماء کہتیں: پیچھے ہٹ جا تو اس کی بیٹی ہے جس نے اپنے مالک کو قتل کیا میں جواب دیتی: نہیں بلکہ میں اس کی بیٹی ہوں جو اپنے غلام کا قاتل ہے۔ فرماتیں: اللہ کی قسم! میں تیرے ہاتھ ذرا سا عطر بھی فروخت نہیں کروں گی۔ میں کہتی: اللہ کی قسم! میں تم سے کبھی ذرا سا عطر بھی نہیں خریدوں گی کیونکہ تمہارا عطر اچھا نہیں اور نہ اس میں خوشبو ہے۔ لیکن اللہ کی قسم میں نے ان کے عطر سے بہتر اور عمدہ عطر کبھی نہیں سونگھا لیکن میں اپنے غصہ میں اسے برا جایا کرتی تھی۔

اسماء:

آپ سلامہ بن مخربہ بن جندل کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ سلمٰی بنت زہیر بن اُبیر بن نہشل بن دارم تمیمیہ ہیں۔ آپ مکہ میں قدیم الاسلام ہیں اور بیعت شدہ ہیں۔ آپ دوسری ہجرت کے زمانہ میں اپنے شوہر عیاش بن ابی ربیعہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی جہاں آپ کے عبداللہ بن عیاش پیدا ہوئے۔

ام سباع:

باخبار عبداللہ بن ادریس' باخبار اسلم منقری از عطاء: ام سباع نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم اپنی اولاد کی طرف سے عقیقہ کریں؟ فرمایا: ہاں! لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔

ماویہ' مولاۃ حجیر:

جو ابواہاب کے بیٹے ہیں۔ یہ وہی خاتون ہیں جن کے گھر میں مکہ میں خبیب بن عدی بند تھے تاکہ حرمت والے مہینے ختم ہو جائیں تو خبیب قتل کر دیے جائیں۔ بعد میں ماویہ' حضرت خبیب کا واقعہ بیان کیا کرتی تھیں پھر آپ مشرف بہ اسلام ہو گئیں اور

اچھی مسلمان ثابت ہوئیں۔ فرمایا کرتی تھیں: اللہ کی قسم! میں نے خبیب سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔ میں انہیں دروازے کی درزوں سے دیکھا کرتی تھی آپ زنجیروں میں بندھے ہوتے تھے اور میرے علم میں روئے زمین پر کھائے جانے کے لئے انگور کا ایک دانہ بھی لوگوں کو میسر نہ تھا مگر خبیب کے ہاتھوں میں آدمی کے سر کے برابر انگوروں کا خوشہ ہوتا تھا جس میں سے وہ کھاتے تھے۔ اللہ ہی نے انہیں یہ خوشہ عطا فرمایا تھا۔ خبیب رات کو تہجد میں قرآن پاک پڑھا کرتے تھے عورتیں ان سے قرآن پاک سن کر رویا کرتی تھیں اور خبیب پر عورتوں کو رحم آتا تھا۔

فرماتی ہیں: ایک دن میں نے خبیب سے کہا: خبیب تمہاری کوئی تمنا ہو تو بتاؤ۔ بولے: میری کوئی آرزو نہیں۔ ہاں مجھے میٹھا پانی پلا دو اور دیکھو مجھے ان جانوروں کا گوشت نہ دینا جو بتوں کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں اور جب لوگ میرے قتل کا ارادہ کریں تو مجھے خبر کر دینا۔ پھر جب حرمت والے مہینے ختم ہو گئے اور لوگوں نے خبیب کے قتل پر عزم و اتفاق کر لیا تو میں نے ان کے پاس جا کر انہیں خبر دے دی۔ اللہ کی قسم انہوں نے اپنے قتل کئے جانے کی کوئی پرواہ نہیں کی اور مجھ سے کہا: میرے پاس استرہ بھیج دو تا کہ میں اس سے اپنی اصلاح کر لوں۔ فرماتی ہیں: میں نے ان کے پاس اپنے بیٹے ابو حسین کے ہاتھ استرا بھیج دیا۔ یہ میرا بنایا ہوا بیٹا تھا۔ مجھ سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ پھر جب بچہ چلا گیا تو میرے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ اللہ کی قسم خبیب نے اپنا انتقام پا لیا۔ یہ میں نے کیا کیا؟ میں نے اس بچہ کے ہاتھ اُسترا بھیج دیا۔ خبیب یہ خیال کر کے کہ مرد کے بدلے مرد ہے اس بچہ کو استرے سے قتل کر ڈالیں گے۔ پھر جب بچہ ان کے پاس استرا لے کر پہنچا تو آپ نے استرا لے کر اس سے دل لگی کے طور پر کہا: اللہ کی قسم تو بڑا بہادر ہے۔ کیا تمہاری ماں نے یہ نہیں سوچا کہ مرتا کیا نہیں کرتا اور تمہارے ہاتھ میرے پاس اُسترا بھیج دیا۔ جبکہ تم میرے قتل کا ارادہ بھی کر چکے ہو۔ ماویہ فرماتی ہیں: میں خبیب کی یہ باتیں سن رہی تھی۔ میں بولی: خبیب! میں اللہ کی امان کے ساتھ تم سے بے خوف رہی اور میں نے تمہارے معبود پر بھروسہ کر کے اس بچہ کے ہاتھ تمہارے پاس اُسترا بھجوا دیا۔ میں نے استرا اس لئے نہیں بھجوایا کہ تم اس سے میرے اس معصوم بیٹے کو قتل کر ڈالو۔ فرمایا: میں ایسا نہیں ہوں کہ اس معصوم کو قتل کروں۔ ہم اپنے دین میں غداری حلال نہیں سمجھتے۔

فرماتی ہیں: پھر میں نے انہیں خبر دی کہ لوگ کل صبح انہیں قتل کرنے والے ہیں۔ فرماتی ہیں: لوگ انہیں زنجیر میں جکڑے ہوئے تنعیم تک لے گئے اور آپ کے قتل کا تماشہ دیکھنے کے لئے بچے، عورتیں، غلام اور مکہ والوں کی ایک جماعت تنعیم پہنچ گئی اور کوئی بھی مکہ میں نہیں رہا۔ طالب انتقام تو اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کے لئے گئے اور غیر طالب انتقام اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت کا اظہار کرنے اور خوش ہونے کے لئے۔ پھر جب آپ کو معہ زید بن دثنہ کے تنعیم لے کر پہنچ گئے تو ان کے حکم سے ایک طویل لکڑی کھودی گئی پھر جب خبیب کو ان کی لکڑی کے پاس لے کر پہنچے تو خبیب بولے: کیا مجھے دو رکعت پڑھنے کی مہلت دی جائے گی؟ لوگ بولے: ہاں۔ آخر کار آپ نے مختصر دوگانہ ادا کیا اور اسے لمبا نہیں کیا۔ ہمیں یہ تمام باتیں محمد بن عمر نے علماء سے بتائیں۔

ام طارق:

آپ سعد کی آزاد کردہ لونڈی ہیں۔

باخبار یعلی بن عبید بتحدیث اعمش از جعفر بن عبدالرحمن انصاری از ام طارق مولاۃ سعد: نبی ﷺ سعد سے ملنے آئے اور آپ نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ لیکن سعد تینوں بار خاموش رہے۔ جب نبی ﷺ واپس ہونے لگے تو مجھے سعد نے آپ کے پاس یہ کہلا کر بھیجا کہ ہمیں آپ کو اندر آنے کی اجازت دینے سے اس بات نے روکا کہ ہم نے آپ سے مزید دعاؤں کا ارادہ کرلیا تھا۔ فرماتی ہیں: پھر میں نے دروازہ پر ایک آواز سنی کہ کوئی اندر آنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ لیکن میں کسی کو دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: کون ہے؟ بولی: میں ام ملدم ہوں۔ فرمایا: نہ تیرے لئے مرحبا ہے اور نہ خوش آمدید ہے۔ فرمایا: کیا تو قباوالوں کو ہدیہ دے گی؟ بولی: ہاں۔ فرمایا: اچھا تو انہیں کے پاس چلی جا۔

ام فروہ:

آپ قاسم بن غنام کی دادی ہیں۔

باخبار یزید بن ہارون وفضل بن دکین، باخبار عبداللہ بن عمر از قاسم بن غنام اپنے اہل بیت سے اور فضل بن دکین فرماتے ہیں میری کسی ماں نے اپنی دادی ام فروہ سے خبر دی (انہوں نے نبی ﷺ سے بیعت کرلی تھی) کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا جب کہ آپ سے ایک شخص نے سب سے افضل عمل کے بارے میں پوچھا۔ آپ فرمار ہے تھے وقت پر نماز پڑھنا سب سے افضل عمل ہے۔

میمونہ بنت کردم:

باخبار فضل بن دکین ومحمد بن عبداللہ اسدی بتحدیث عبداللہ بن عبدالرحمن بن یعلی بن کعب بخبر یزید بن مقسم اپنی مولاۃ میمونہ بنت کردم سے: میں اپنے والد کے پیچھے سواری پر تھی میں نے ان سے سنا کہ وہ نبی ﷺ سے پوچھ رہے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے منت مانی تھی کہ بوانہ میں ایک اونٹ نحر کروں۔ پوچھا کیا بوانہ میں کوئی بت یا مورتی ہے جس کی پرستش کی جاتی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: اپنی منت پوری کرو (بقول ابونعیم) جس جگہ کی تم نے منت مانی ہے۔

باخبار یزید بن ہارون باخبار عبداللہ بن یزید بن مقسم (ابن ضبہ) بحدیث پھوپھی جان سارہ بنت مقسم از میمونہ بنت کردم، میں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں آپ کی اونٹنی پر دیکھا۔ میں اپنے والد کے ساتھ تھی اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کاتبوں کے درہ کی طرح کوئی چیز تھی پھر میں نے دیہاتیوں کو اور لوگوں کو طبطبیہ طبطبیہ کہتے ہوئے سنا۔ میرے والد نے آپ کے پاس جا کر آپ کا قدم پکڑ لیا۔ پھر ان کے لئے رسول اللہ ﷺ نے اقرار کرلیا۔ فرماتی ہیں: میں آپ کے پیر کی دیگر انگلیوں کی بہ نسبت سبابہ کا طول آج تک نہیں بھولی۔ میرے والد نے آپ سے عرض کیا: میں عثر ان کی فوج میں موجود تھا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اس لشکر کو سمجھ گئے پھر طارق بن مرقع نے کہا: مجھے نیزے کے ثواب پر کون نیزہ دیتا ہے؟ میں نے کہا: اس کا ثواب کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں اپنی پہلی بیٹی سے اس کا نکاح کروں گا۔ آخر کار میں نے طارق کو نیزہ دے دیا۔ پھر میں انتظار میں رہا حتی کہ ان کے بچی پیدا ہوئی اور بالغ ہوگئی۔ پھر میں نے ان کے پاس آکر کہا: میری بیوی کو رخصت کردو۔ انہوں نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! میں اسے رخصت نہیں کروں گا جب تک تم اس کا اس شرط کے علاوہ مہر مقرر نہ کرو لیکن میں نے مہر مقرر نہ کرنے کی قسم کھالی پھر رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: وہ عورت کس عورت کی ہم عمر ہے؟ کہنے لگے: اس کے بال کہیں کہیں سے سفید ہونے لگے ہیں۔ پھر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو تمہارے لئے اس میں خیر نہیں۔ اس بات نے مجھے پریشان کر دیا اور میں حیرت سے آپ کو تکنے لگا۔ آپ نے فرمایا: نہ تم پر گناہ ہے اور نہ تمہارے ساتھی پر۔ فرماتی ہیں پھر آپ سے میرے والد نے اسی مقام پر پوچھا: میں نے منت مانی ہے کہ میں چند بکریاں بوانہ میں ذبح کروں۔ غالباً ۵۰ بکروں کا ذکر کیا۔ پوچھا: کیا وہاں ان بتوں میں سے کوئی بت ہے؟ بولے: نہیں۔ فرمایا اپنی نذر پوری کرو پھر میرے والد نے پچاس بکریاں جمع کیں اور بوانہ میں لے جا کر انہیں ذبح کیا لیکن ان میں سے ایک بکری بھاگ گئی۔ آپ اسے ڈھونڈنے لگے اور اللہ سے دُعا مانگنے لگے کہ اے اللہ! میری منت پوری کر دے کہ بکری آپ کو مل گئی اور آپ نے اسے بھی ذبح کیا۔

میمونہ:

آپ سعید کی بیٹی اور رسول اللہ ﷺ کی آزاد کردہ لونڈی ہیں۔

باخبار عبداللہ بن موسیٰ وفضل بن دکین باخبار اسرائیل از زید بن جبیر از ابوزید ضبی از میمونہ بنت سعید: نبی ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا جو روزہ دار تھی بوسہ لے لیا تھا۔ فرمایا: روزہ نہ رکھے اور آپ سے حرام کے بچہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا: اس میں خیر نہیں وہ جوتے جن کو پہن کر میں جہاد کروں حرام کے بچہ کے آزاد کرنے سے مجھے زیادہ پیارے ہیں۔

باخبار موسیٰ بن مسعود بتحدیث عکرمہ بن عمار از طارق بن قاسم بن عبدالرحمٰن از میمونہ مولاۃ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میمونہ! عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا عذاب قبر برحق ہے۔ فرمایا: ہاں! اے میمونہ! قیامت کے دن انتہائی سخت عذاب غیبت اور پیشاب کی وجہ سے ہوگا (یعنی پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط نہ برتنے کی وجہ سے)۔

ام الحصین، احمسیہ:

باخبار عبیداللہ بن موسیٰ باخبار اسرائیل از ابواسحٰق از یحیٰ بن ام الحصین اپنی دادی ام الحصین سے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ منیٰ میں لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور ایک چادر اوڑھ رکھی تھی اور آپ کے بازو کا عضلہ ہل رہا تھا۔ آپ فرما رہے تھے: لوگو! اللہ سے ڈر جاؤ اور اس کی باتیں سنو اور اطاعت کرو اور اگر تم پر ایک حبشی غلام امیر بنا دیا جائے تو اس کی بات بھی سنو اور اطاعت کرو جب تک وہ اللہ کی کتاب قائم کرتا رہے۔

باخبار حسن بن موسیٰ باخبار زہیر باخبار ابواسحٰق از یحیٰ بن حصین اپنی دادی ام حصین سے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اپنی سواری پر اس کے کجاوے پر تشریف فرما تھے حصین میری گود میں تھا آپ لوگوں سے فرما رہے تھے اور بغل کے نیچے سے چادر نکال رکھی تھی (زہیر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور ہاتھ پھیلایا)۔ اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنے امیر کی بات سنو اور اس کا کہنا مانو۔ اگر چہ وہ حبشی ہو اور اگر وہ کن کٹا حبشی ہو تو جب تک وہ تم میں اللہ کی کتاب قائم کرتا رہے اس کی بات سن کر اس کا کہا مانو۔

باخبار فضل بن دکین ومحمد بن عبداللہ اسدی وابوقطن عمرو بن ہیثم بتحدیث یونس بن ابی اسحٰق از عیزار بن حریث بسماع ام

حصین احمسیہ: میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ پر چادر تھی جس کو آپ نے بغل کے نیچے سے نکال کر اوڑھ رکھا تھا اور میں آپ کے بازو کے عضلہ کو ہلتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ آپ فرما رہے تھے: لوگو! اللہ سے ڈرو! اگر تم پر حبشی کن کٹا غلام امیر بنا دیا جائے تو اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو جب تک وہ تم کو اللہ کی کتاب پر چلاتا رہے۔

ام جندب ازدیہ:

آپ ہی ام سلیم بن عمرو بن احوص ہیں۔ آپ نے اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور آپ سے روایت بھی کرتی ہیں۔

باخبار عبداللہ بن ادریس بسماع یزید بن ابی زیاد از سلیمان بن عمرو بن احوص اپنی والدہ سے: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ بطن وادی سے جمرۃ العقبہ پر کنکریں مار رہے تھے۔ آپ نے باقلا کے دانے کے برابر سات کنکریں ماریں اور آپ فرما رہے تھے: لوگو! کوئی کسی کو قتل نہ کرے اور آپ کے پیچھے ایک شخص تھا جو آپ کو لوگوں کے سنگریزوں سے بچا رہا تھا۔ (فرماتے ہیں:) میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ عباس بن عبدالمطلب تھے۔ آپ سات کنکریں مار کر واپس ہو گئے۔ پھر آپ سے ایک عورت نے آ کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا اکلوتا بچہ ہے (اور بیمار ہے)۔ فرمایا: ان خیموں میں سے پانی لے آ۔ چنانچہ وہ پتھر کے ایک برتن میں پانی لے آئیں۔ آپ ﷺ نے اس میں سے پیا اور اس میں کلی کی اور فرمایا: یہ پانی اپنے بیٹے کو پلا اور اللہ سے اس کی شفاء کے لئے دعا کر۔ چنانچہ انہوں نے وہ پانی اپنے بیٹے کو پلایا اور ان کا بیٹا اچھا ہو گیا۔

باخبار فضل بن دُکین بتحدیث مندل از یزید بن ابی زیاد از سلیمان بن عمرو بن احوص اپنی والدہ ام جندب سے: میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ جمرۃ العقبہ پر سنگریزے مار رہے تھے اور اپنے خچر پر سوار تھے اور آپ کے پیچھے ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جو آپ کو سنگریزوں سے بچا رہا تھا۔ میں نے کہا نبی ﷺ کے پیچھے یہ کون شخص بیٹھا ہے؟ مجھ سے کہا گیا: یہ فضل بن عباس ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: لوگو! پرسکون وسکینت کے ساتھ رہو اور باقلا کے دانے کے برابر پتھر مارو۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار حجاج از یزید مولیٰ عبداللہ بن حارث از عبداللہ بن حارث از ام جندب ازدیہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! جمرۂ عقبہ کے پاس اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو اور باقلا کے دانہ کے برابر کنکریں لازم کرلو۔

ام حکیم بنت وداع خزاعیہ:

آپ نے اسلام قبول فرما لیا تھا اور رسول اللہ ﷺ سے کئی حدیثیں روایت کرتی ہیں۔

باخبار موسیٰ بن اسماعیل' بتحدیث حبابہ بنت عجلان خزاعیہ اپنی والدہ ام حفص بنت جریر سے اور وہ ام حکیم بنت وداع سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: مالدار کو فقیر (اس کے احسان کا) کیا بدلہ دے؟ فرمایا: اس کی خیر خواہی میں رہے اور اس کے لئے دعائے خیر کرتا رہے اسی اسناد سے ام حکیم نے نبی ﷺ سے کئی حدیثیں روایت کی ہیں۔

ام مسلم اشجعیہ:

آپ بھی مسلمان ہو گئی تھیں اور رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث روایت کرتی ہیں۔

باخبار قبیصہ بن عقبہ باخبار سفیان از حبیب از شخصے از ام مسلم اشجعیہ: میں اپنے چمڑے کے خیمہ میں تھی کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: یہ کتنی حسین ہے اگر مردہ نہ ہو، پھر میں اس کی جستجو میں لگی رہی۔

ام کبشہ قضاعیہ:

آپ نے بھی اسلام کی سعادت حاصل کی اور رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث روایت کی۔

باخبار عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ بتحدیث حمید بن عبدالرحمن رواسی از حسن بن صالح از اسود بن قیس از سعید بن عمرو از ام کبشہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کے ساتھ جنگ میں شامل ہونے کی اجازت مانگی اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں زخمیوں کا علاج کروں گی اور بیماروں کی دیکھ بھال کروں گی۔ فرمایا: لوگ کہیں گے کہ محمد عورتوں کے ساتھ جنگ کرتا ہے۔

اُمّ سائب:

آپ نے رسول اللہ ﷺ کو پایا اور مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

باخبار شبابہ بن سوار بحدیث مغیرہ بن مسلم از ابوالزبیر از جابر: نبی ﷺ ام سائب کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ ہانپ رہی تھیں۔ پوچھا: کیا بات ہے؟ کہنے لگیں: بخار ہے۔ اللہ اسے ذلیل کرے۔ فرمایا: ہائیں! خبردار! بخار کو برا نہ کہنا کیونکہ بخار مسلمانوں کے گناہ اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کا میل صاف کر دیتی ہے۔

قتیلہ جہنیہ:

آپ صیفی کی بیٹی ہیں، آپ نے اسلام کو سینہ سے لگایا اور رسول اللہ سے ایک حدیث بھی روایت کرتی ہیں۔

باخبار وکیع بن جراح ومحمد بن عبید از مسعودی از معبد بن خالد از عبداللہ بن یسار از قتیلہ بنت صیفی: ایک یہودی عالم نے نبی ﷺ کے پاس آ کر کہا: تم اچھے لوگ ہوتے اگر شرک نہ کرتے۔ نبی ﷺ نے پوچھا: ہمارا شرک کیا ہے؟ کہنے لگا: مسلمان کعبہ کی قسم کھاتے ہیں۔ نبی ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: دیکھو! اس نے اعتراض کر ہی دیا۔ آئندہ سے ہر مسلمان ربّ کعبہ کی قسم کھایا کرے پھر اس یہودی نے کہا: تم اچھے ہوتے اگر تم اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراتے۔ فرمایا: یہ کس طرح؟ کہنے لگا: تم کہتے ہو: جو اللہ نے چاہا اور آپ نے چاہا۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا: اس نے جو کچھ کہا وہ تم نے سن لیا آئندہ تم کو اس طرح کہنا چاہئے: جو اللہ نے چاہا پھر آپ نے چاہا۔

سلامہ بنت حُر:

آپ اسلام لائیں اور رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث بھی روایت کی۔

باخبار وکیع بن جراح از ام غراب از عقیلہ از سلامہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے۔ ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے کہ لوگ ایک ایک گھنٹہ کھڑے رہیں گے اور نماز پڑھانے کے لئے کوئی امام نہ پائیں گے۔

بُسَیرہ، حُمیضہ بنت یاسر کی دادی:

آپ نے مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور ایک حدیث بھی روایت کی۔

باخبار محمد بن بشر عبدی بحدیث ہانی بن عثمان اپنی والدہ حمیضہ بنت یاسر سے اپنی دادی بسیرہ سے (آپ مہاجرہ تھیں): ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ایمان والی عورتو! اپنے اوپر لا الٰہ الا اللہ اور تسبیح وتقدیس لازم کرلو اور غافل نہ رہو۔ ورنہ رحمت سے محروم ہو جاؤ گی اور تسبیحات پوروں پر پڑھا کرو کیونکہ انہیں زبان دے دی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا۔

سراء بنت نبہان غنویہ:

آپ نے بھی اسلام کی بہار لوٹی اور رسول اللہ ﷺ سے چند حدیثیں بھی روایت کرتی ہیں۔

باخبار ابو عاصم ضحاک بن مخلد از ربیعہ بن عبدالرحمٰن غنوی بحدیث میری دادی سراء بنت نبہان (آپ جاہلیت میں ایک گھر کی مالکہ تھیں) میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ اس دن جسے لوگ رؤس (قربانیوں والے دن) کے نام سے پکارتے ہیں اور ذی الحج کی دسویں تاریخ سے متصل ہے۔ فرمارہے تھے: یہ کونسا دن ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا: یہ ایام تشریق کا درمیانی دن ہے۔ پوچھا جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو خوب معلوم ہے۔ فرمایا: یہ مشعر الحرام ہے۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں اس سال کے بعد تم لوگوں سے نہیں ملوں گا۔ دیکھو تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ہر ایک کی دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس شہر میں یہ دن حرام ہے۔ میرا یہ پیغام قریب والا دور والے کو پہنچا دے حتیٰ کہ تم اپنے ربّ سے جا ملو۔ پھر وہ تم سے تمہارے عملوں کے بارے میں پوچھے گا۔ فرماتی ہیں: پھر آپ مدینہ روانہ ہو گئے اور کچھ دنوں کے بعد اپنے ربّ سے جا ملے۔

باخبار احمد بن حارث غسانی بصری بحدیث ساکنہ بنت جعد غنویہ بسماع سراء بنت نبہان غنویہ: میں جاہلیت میں ایک گھر کی مالکہ تھی۔ فرماتے ہیں: آپ رسول اللہ ﷺ سے اسی سند سے کئی حدیثیں روایت کرتی ہیں۔

رُزَینہ خادمہ رسول اللہ ﷺ:

مشرف بہ اسلام ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ سے کئی حدیثیں روایت کرتی ہیں۔

باخبار مسلم بن ابراہیم از علیلہ بنت کمیت عتکیہ اپنی والدہ امینہ سے اور وہ امۃ اللہ بنت رزینہ سے اور وہ رزینہ سے جو رسول اللہ ﷺ کی خادمہ ہیں اور آپ سے عاشورہ کے روزے کے اور دجال وغیرہ کے بارے میں کئی حدیثیں روایت کرتی ہیں۔

قیلہ، اُمّ بنی انمار:

آپ رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث روایت کرتی ہیں۔

باخبار اسماعیل بن خالد سکری بحدیث یعلیٰ بن شبیب مکی اسدی مولیٰ بنی اسد قریش بتحدیث عبداللہ بن عثمان بن خثیم قاری از قیلہ ام بنی انمار: رسول اللہ ﷺ کو مروہ پر آئے تا کہ عمرہ میں عمرے سے حلال ہو جائیں، میں لکڑی پر سہارا دے کر آئی اور آپ کے پاس بیٹھ گئی اور میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں خرید وفروخت کرنے والی عورت ہوں۔ کبھی میں ایک چیز خریدنا چاہتی ہوں اور میں نے اس کی جو قیمت اپنے ذہن میں مقرر کر لی ہے۔ اس سے کم قیمت دیتی ہوں۔ پھر بڑھاتے بڑھاتے اسے اس قیمت پر لے لیتی ہوں جو قیمت میں نے اپنے ذہن میں مقرر کی تھی اسی طرح کبھی میں ایک چیز بیچنا چاہتی ہوں اور اس کی اپنے

ذہن میں مقرر کردہ قیمت سے زیادہ قیمت بتاتی ہوں۔ پھر گھٹاتے گھٹاتے اس قیمت پر پیچ ڈالتی ہوں جو قیمت میں نے اپنے ذہن میں مقرر کی تھی۔ فرمایا: قیلہ! ایسا نہ کیا کرو۔ جب تم کسی چیز کو خریدنا چاہو تو وہی قیمت دو جس قیمت پر تم اسے خریدنا چاہتی ہو خواہ چیز تم کو ملے یا نہ ملے اور جب تم کوئی چیز بیچنا چاہو تو جس قیمت پر اسے بیچنا چاہتی ہو وہی قیمت بتاؤ خواہ وہ قیمت تم کو ملے یا نہ ملے

قیلہ بنت مخرمہ تمیمیہ:

آپ آل خباب کی برادری کے ایک شخص حبیب بن ازہر کے نکاح میں تھیں۔ جس سے آپ کے بچیاں پیدا ہوئیں۔ وہ شروع اسلام میں مر گئے۔ پھر آپ سے بچیاں بچیوں کے چچا اثوب بن ازہر نے چھین لیں۔ پھر آپ آغاز اسلام میں رسول اللہ ﷺ کے فیض سے فائدہ اُٹھانے کے لئے کوئی ذریعہ ڈھونڈ ھنے لگیں اور حریث بن حسان شیبانی کے ساتھ ہو گئیں جو بکر بن وائل کے نمائندے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا رہے تھے اور ان کے ساتھ سرکارِ رسالت کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے مسائل پوچھے۔ حدیثیں سنیں اور آپ کے ساتھ وہ نماز پڑھی جس کا بیان عبداللہ بن حسان عنبری نے حدیث قیلہ میں کیا ہے۔ قیلہ کے ایک بیٹے کا نام حزام تھا۔ فرماتی ہیں: حزام نبی ﷺ کے ساتھ جنگ ربذہ میں شریک تھا پھر وہ روزگار کی تلاش میں خیبر چلا گیا جہاں اسے بخار چڑھا اور اسی میں فوت ہو گیا اور اپنے پیچھے بچیاں چھوڑ گیا۔

عمۃ العاص بن عمر وطفاوی:

آپ عاص بن عمرو کی پھوپھی ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث روایت کرتی ہیں۔

باخبار معلّٰی بن اسد عمّی بحدیث ابو سہل تمام بن بزیع بحدیث العاص بن عمر وطفاوی: میں نے اپنی پھوپھی جان سے سنا کہ وہ اپنی قوم کے چند لوگوں میں مل کر نبی ﷺ کے پاس گئیں اور عرض کرنے لگیں کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسی حدیث بیان دیجئے جس سے اللہ مجھے فائدہ پہنچائے۔ آپ نے تین بار فرمایا: کان کو بری لگنے والی بات سے بچ۔

ام ولد شیبہ:

باخبار فضل بن دکین بحدیث ہشام یعنی دستوائی از بدیل از صفیہ بنت شیبہ از ام ولد شیبہ: میں نے رسول اللہ کو صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھا آپ فرما رہے تھے: ابطح (وادی) طے نہ کی جائے مگر دوڑ کر۔

باخبار حجاج بن نصیر بحدیث ابوالحسن محمد بن ذکوان جہضمی از بدیل بن میسرہ عقیلی از صفیہ بنت عثمان: میں ابو حسین کے گھر کی کھڑکی میں تھی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صفا مروہ کے درمیان سعی میں یہ کہتے ہوئے سنا: وادی یعنی بطن مسیل (وادی کا نشیبی حصہ) بھاگ کر ہی طے کی جاتی ہے۔ آپ نے اپنا تہبند اُٹھا رکھا تھا حتیٰ کہ میری نگاہ آپ کے گھٹنوں پر پڑ گئی۔

خُلَیدہ:

آپ قیس بن ثابت بن خالد بن اشجع دہمانی کی صاحبزادی ہیں۔ آپ سے براء بن معرور سلمی نے جو سرداروں میں سے ایک سردار تھے نکاح کیا۔ جن سے آپ کے بشر بن براء پیدا ہوئے۔ بشر بدر میں شریک تھے۔ آپ نے بھی نبی ﷺ کے ساتھ بکری کا زہر ملا ہوا گوشت کھایا تھا۔ خلیدہ نے اسلام لا کر نبی ﷺ سے بیعت کی اور آپ سے روایت بھی کرتی ہیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث افلح بن سعید مزنی بحدیث عاصم بن عمر بن قتادہ از محمود بن لبید از ام بشر بن براء: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! کیا مردے ایک دوسرے کو پہچان لیں گے؟ فرمایا: تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں یا تیری پیشانی خاک آلود ہو۔ پاکیزہ نفس جنت میں سبز پرندہ ہے اگر پرندے درختوں پر ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں تو جنتی بھی ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔

باخبار اسماعیل بن عبداللہ بن خالد سکری' بتحدیث محمد بن سلمہ از محمد بن اسحٰق از ابن ابی نجیح از مجاہد از ام بشر بن براء بن معرور: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ اپنے صحابہ سے فرمار ہے تھے۔ کیا میں تم لوگوں کو بہترین شخص کی خبر نہ دوں؟ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں' ضرور خبر دیجئے۔ فرمایا: (مغرب کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے) بہترین وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہے اور اسے حملہ کرنے کا یا حملہ کئے جانے کا انتظار ہے۔ کیا میں تم کو اس کے بعد بہترین شخص کی خبر دوں؟ صحابہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ ضرور خبر دیجئے۔ آپ نے حجاز کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا: اس کے بعد وہ شخص ہے جو اپنی بکریوں میں ہے' نماز پڑھتا ہے' زکوٰۃ دیتا ہے اور اپنے مال میں اللہ کا حق جانتا ہے اور لوگوں کی شرارتوں سے بچنے کے لئے علیحدہ ہو گیا ہے۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث معمر و مالک از عروہ از عائشہ رضی اللہ عنہا: رسول اللہ ﷺ کے مرض الموت میں ام بشرؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ کو بخار تھا' ام بشر نے آپ کو چھو کر کہا: آپ پر جیسا بخار ہے ایسا بخار میں نے کسی پر نہیں دیکھا۔ فرمایا: جس طرح ہمارا اجر عظیم ہے اسی طرح ہماری تکلیف بھی عظیم ہے۔ لوگوں کا کیا ہے؟ فرماتی ہیں میں نے کہا لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کو ذات الجنب (نمونیا' درد پہلو) ہے۔ فرمایا: اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ مجھے ذات الجنب میں مبتلا فرمائے۔ وہ تو شیطان کی طرف سے ہی ہوتا ہے البتہ جو نوالہ میں نے اور تمہارے بیٹے نے خیبر کے دن کھا لیا تھا یہ بخار اسی کا اثر ہے۔ اس کے اثر سے مجھے برابر دورہ پڑا کرتا تھا حتیٰ کہ یہ دورہ پڑا اور میری شاہ رگ کے کٹنے کا وقت آ پہنچا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کو شہادت نصیب ہوئی۔

قبیلۂ اوس کی بیعت کرنے والی انصاریہ خواتین اسلام

الرباب

آپ نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ معاذہ بنت اسد بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن مالک بن نجار ہیں یہ لوگ بنوحدیلہ ہیں۔ رباب سعد بن معاذ کی پھوپھی ہیں۔ آپ نے زرارہ بن عمرو بن عدی بن حارث بن مُرہ بن کعب سے شادی کی اور وہ ظفر بن خزرج بن عمرو ہیں اور وہ نبیت بن مالک بن اوس ہیں۔ رباب و زرارہ سے معاذ بن زرارہ پیدا ہوئے جوابونملہ صحابی کے والد ہیں۔ پھر رباب سے معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ خزرجی نے شادی کی جن سے آپ کے براء بن معرور پیدا ہوئے۔ بارہ نقباء میں سے آپ بھی ایک نقیب (سردار) ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل ہی براء فوت ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی قبر پر جا کر آپ کے جنازے کی نماز پڑھی رباب کو شرف اسلام و بیعت حاصل ہے۔

عِقرب:

آپ معاذ بن نعمان بن امرئ القیس کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ کبشہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن الجبر ہیں اور وہ خدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج ہیں اور عقرب سعد بن معاذ کی سگی بہن ہیں۔ عقرب کا نکاح یزید بن کرز بن زعوراء بن عبدالاشہل سے ہوا جن سے رافع اور حواء دو بیٹے پیدا ہوئے پھر عقرب سے قیس بن خطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر نے نکاح کیا جن سے یزید پیدا ہوئے (قیس کی کنیت یزید ہی کے نام پر تھی آپ جسر ابوعبید والی جنگ میں قتل ہوئے اور ثابت بھی) عقرب کو اسلام و بیعت کی سعادت حاصل ہے۔

ہند:

آپ سماک بن عتیک بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ ام جندب بنت رفاعہ بن زنبہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف اوسی ہیں آپ اسید بن حضیر کی پھوپھی ہیں۔ ہند سے سعد بن معاذ نے نکاح کیا جن سے آپ کے عمرو اور عبداللہ پیدا ہوئے۔ ہند سے اوس بن معاذ بن نعمان نے بھی نکاح کیا جن سے حارث پیدا ہوئے۔ حارث بدر میں شریک تھے ہند کو بھی اسلام و بیعت کی سعادت حاصل ہے۔

اُمامہ:

آپ بھی سماک بن عتیک اور ام جندب کی بیٹی ہیں اور اسید بن حضیر کی پھوپھی ہیں۔ امامہ سے شریک بن انس نے شادی

کی جن سے عبداللہ، ام صخر، ام سلیمان اور حبیبہ چار بچے پیدا ہوئے۔ آپ کو بھی اسلام وبیعت کا شرف حاصل ہے۔

حواء:

آپ رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل کی بیٹی ہیں۔ محمد بن عمر نے ان کا اسی طرح نسب بیان کیا ہے اور انہیں بیعت کرنے والی خواتین میں شامل فرمایا ہے۔ لیکن ہم انصار کے نسب میں رافع بن قیس کی صرف ایک بیٹی صعبہ پاتے ہیں۔ آپ کی والدہ خزیمہ بنت عدی بن عبس بن حرام بن جندب آلِ عدی بن نجار میں سے ہیں۔ صعبہ ابوالحسیر انس بن رافع بن امرئ القیس کی بہن ہیں۔

امّ ایاس:

آپ انس بن رافع کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ ام شریک بنت خالد بن خنیس بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ ہیں۔ ام ایاس سے ابوسعد بن طلحہ بن ابی طلحہ جو بنی عبدالدار بن قصی سے ہیں نکاح کیا ام ایاس کو بھی اسلام و بیعت کی سعادت حاصل ہے۔

ام الحکم:

آپ کا نام درّہ بنت عقبہ بن رافع بن امرئ القیس ہے۔ آپ کی والدہ ام البنین بنت حذیفہ بن ربیعہ بن سالم بن معاویہ بن ضرار بن ذبیان ہیں۔ جو قضاعہ کے بنو سلامان بن سعد ہزیم میں سے ہیں۔ آپ محمود بن لبید بن عقبہ کی پھوپھی ہیں۔ ام الحکم نے قیس بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف بن قصی سے نکاح کیا جن سے اولاد ہوئی۔ آپ بھی اسلام و بیعت کے شرف سے مالا مال ہیں۔

ام سعد:

آپ عقبہ بن رافع بن امرئ القیس کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ سلمہ بنت عمرو بن خنیس بن لوذان ہیں۔ آپ محمود بن لبید کی بھی پھوپھی ہیں۔ آپ کا دوسرا نکاح قیس بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف سے آپ کی بہن درّہ بنت عقبہ کے فوت ہونے کے بعد ہوا۔ ام سعد کو اسلام و بیعت کی سعادت حاصل ہے۔

خولہ:

آپ بھی عقبہ بن رافع کی اور سلمٰی بنت عمرو کی بیٹی ہیں اور محمود بن لبید کی پھوپھی ہیں۔ خولہ نے حارث بن صمہ بن عتیک سے جو بنو مالک بن نجار کے بنو عمرو بن مبذول سے ہیں۔ نکاح کیا جن سے سعد پیدا ہوئے پھر ان سے عبداللہ بن قتادہ بن نعمان بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر اوسی نے نکاح کیا جن سے عمرو پیدا ہوئے۔ خولہ کو بھی اسلام و بیعت کی سعادت حاصل ہے۔

عمیرہ:

آپ یزید بن سکن بن رافع بن امرئ القیس کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ ام سعد بنت خزیم بن مسعود بن قلع بن حراش بن عبدالاشہل ہیں۔ عمیرہ کا نکاح منظور بن لبید بن عقبہ بن رافع بن امرئ القیس سے ہوا جن سے حارث اور عشیرہ دو بچے پیدا

ہوئے۔ آپ کو بھی اسلام و بیعت کی سعادت حاصل ہے۔

ام عامر شہلیہ:

آپ کا نام فکیہہ یا اسماء بنت یزید بن سکن بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل ہے اور آپ کی والدہ ام سعد بنت خزیم بن مسعود بن قلع بن حریش بن عبدالاشہل ہے آپ کو اسلام بیعت اور چند روایات کی سعادت حاصل ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بعض غزوات میں بھی شریک رہیں۔

باخبار اسماعیل بن عبداللہ بن ابی اویس، بحدیث ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ از عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن ثابت بن صامت انصاری از ام عامر بنت یزید بن سکن (جو بیعت شدہ تھیں) میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ ہڈیاں پیش کیں۔ آپ نے ان سے مسجد بنو اشہل میں گوشت کھایا۔ پھر آپ نے نماز پڑھ لی اور وضو نہیں کیا۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ از عبداللہ بن ابی سفیان از ابوسفیان از ام عامر اسماء بنت یزید بن سکن: میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے ہماری مسجد میں مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر میں اپنے گھر آئی اور آپ کے پاس گوشت روٹی لے کر حاضر ہوئی۔ اور میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں رات کا کھانا تناول فرمالیجئے۔ آپ نے صحابہ سے کہا: اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ چنانچہ آپ نے اور صحابہ نے جو آپ کے ساتھ آئے تھے اور گھر والوں نے جو گھر میں موجود تھے سب نے کھانا کھایا۔ اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں نے دیکھا بعض بوٹیاں جوں کی توں باقی ہیں اور اکثر روٹیاں بھی باقی ہیں۔ حالانکہ چالیس آدمی کھانے والے تھے۔ پھر آپ نے ہماری ایک پرانی مشک سے پانی پیا اور واپس تشریف لے گئے۔ میں نے اس مشک پر روغن مل کر اور اسے لپیٹ کر رکھ دیا۔ پھر اس کا پانی بیماروں کو اور مرنے والوں کو برکت و عافیت کے لئے پلایا کرتے تھے۔ ام عامر اشہلیہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ خیبر میں شریک تھے۔

باخبار فضل بن دکین بحدیث سفیان بن عیینہ از عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین از شہر بن حوشب از اسماء بنت یزید: ہمارے پاس سے رسول اللہ ﷺ گزرے میں بھی عورتوں میں تھی آپ نے ہمیں سلام کیا اور ہم نے آپ کے سلام کا جواب دیا۔

باخبار خالد بن مخلد بجلی بحدیث ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ بسماع عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن ثابت انصاری: ام عامر بنت یزید جو رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر چکی تھیں۔ آپ کے پاس گوشت لائیں۔ آپ نے اسے کھایا پھر وضو کے بغیر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

الرباب:

آپ کعب بن عدی بن عبدالاشہل کی بیٹی ہیں۔ آپ نے یزید بن جابر قصی سے جو بنو قصی کے حلیف تھے نکاح کیا۔ جن سے حذیفہ، سعد، صفوان، مُدلج اور لیلیٰ پانچ بچے پیدا ہوئے۔ رباب کو اسلام و بیعت کا شرف حاصل ہے۔

اُمّ نیار:

آپ زید بن مالک بن عدی بن کعب بن عبدالاشہل کی بیٹی ہیں اور سعد بن زید اشہلی کی بہن ہیں۔ سعد بیعۃ العقبہ اور بدر میں شریک تھے۔ محمد بن عمر نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے اور ان کو بیعت کرنے والی خواتین میں شامل کیا ہے لیکن ہم

انصار کے نسب کی کتاب میں ان کا ذکر نہیں پاتے۔

ام عمرو:

آپ سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ سلمٰی بنت سلمٰی بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ ہیں۔ آپ سلمہ بن سلامہ کی سگی بہن ہیں جو بیعت عقبہ اور بدر میں شریک تھے۔ ام عمرو نے محمد بن مسلمہ بن سلمہ سے شادی کی جن سے ان کے اولاد ہوئی۔ ام عمرو کو اسلام و بیعت کی سعادت حاصل ہے۔

نائلہ:

آپ ام عمرو بنت سلامہ کی بہن ہیں اور آپ کی والدہ ام عمرو بنت عتیک ہیں اور سلمہ بن سلامہ کی علاتی بہن ہیں۔ نائلہ نے عبداللہ بن سماک بن عمرو بن غزیہ غسانی سے نکاح کیا جو بنو معاویہ بن مالک اوسی کے حلیف تھے۔ نائلہ کی ان سے اولاد ہے۔ پھر آپ سے قیس بن کعب بن قین بن کعب بن سواد سلمی نے نکاح کیا جن سے سہل پیدا ہوئے جو جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔ نائلہ کو بھی اسلام و بیعت کی سعادت حاصل ہے۔

عقرب:

آپ بھی سلامہ بن وقش کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ سہیمہ بنت عبداللہ بن رفاعہ بن بجدہ بن نمیر واقفی اوسی ہیں۔ آپ سلمہ بن سلامہ کی علاتی بہن ہیں۔ آپ نے رافع بن یزید بن کرز بن زعوراء بن عبدالاشہل سے نکاح کیا جن سے اسید پیدا ہوئے۔ عقرب کو بھی شرف اسلام و بیعت حاصل ہے۔

الحیاہ:

آپ سلکان بن سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ اُمّ سہل بنت رومی بن وقش ہیں۔ آپ کو اسلام کی سعادت حاصل ہے اور عبداللہ بن محمد بن عمارہ کی روایت کی رو سے بیعت کی بھی۔ محمد بن عمر: آپ کا نام عبادہ ہے اور آپ ابو نائلہ سلکان بن سلامہ کی اکلوتی بیٹی ہیں۔ سلکان کی ان کے سوا کوئی اور بیٹی نہ تھی۔ مؤرخین کا الحیاہ کے نام میں اختلاف ہے۔

امّ حنظلہ:

آپ رومی بن وقش بن زغبہ کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ سہیمہ بنت عبداللہ بن رفاعہ بن نجدہ نمیر واقفی اوسی ہیں۔ آپ سے ثعلبہ بن انس بن عدی بن زعوراء بن عبدالاشہل نے نکاح کیا جن سے آپ کے اولاد ہوئی۔ آپ کو بھی شرف اسلام حاصل ہے اور محمد بن عمر کی روایت کی رو سے شرف بیعت بھی۔

امّ سہل:

آپ رومی بن وقش بن زغبہ کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ سہیمہ بنت عبداللہ بن رفاعہ بن نجدہ بن نمیر واقفی اوسی ہیں۔ آپ نے سلکان بن سلامہ سے نکاح کیا جن سے آپ کے اولاد ہوئی۔ ام سہل کو بھی سعادت اسلام حاصل ہے اور محمد بن عمر کی روایت کی رو سے سعادت بیعت بھی۔

امامہ:

آپ بشر بن وقش بن زغبہ کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ فاطمہ بنت بشر بن عدی بن ابی غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج ہیں۔ آپ عباد بن بشر کی بہن ہیں جو نہ صرف بدر میں بلکہ تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ امامہ نے محمود بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ اوسی سے نکاح کیا جن سے آپ کے اولاد ہوئی۔ محمد بن عمر لکھتے ہیں کہ امامہ بنت بشر علی بن اسد بن عبید بن سعیہ ہدلی کی والدہ ہیں۔ ہدل' قریظہ کے بھائی ہیں اور بنو قریظہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ لیکن عبداللہ بن محمد بن عمارہ کہتے ہیں کہ علی بن اسد کی والدہ ام علی بنت سلامہ بن وقش بن زغبہ ہیں۔ امامہ کو بھی اسلام کی سعادت حاصل ہے اور محمد بن عمر کے قول کی رو سے بیعت کی بھی۔

حواء:

آپ زید بن سکن بن کرز بن زعوراء بن عبدالاشہل کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ عقرب بنت معاذ بن نعمان بن امرئ القیس ہیں۔ حواء رافع بن زید کی جو بدر میں شریک تھے' بہن ہیں۔ آپ سے قیس بن خطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر نے نکاح کیا جن سے آپ کے ثابت پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ آپ ہی ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے قیس بن خطیم کو وصیت کی تھی۔ آپ مکہ میں قدیم الاسلام ہیں اور آپ بہترین خاتون اسلام ثابت ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ کو آپ کے اسلام کی خبر لگ گئی اتفاق سے آپ نے مکہ کی مشہور منڈی ذوالمجاز میں قیس بن خطیم کو پایا اور اس کے پاس جا کر اسے اسلام کی دعوت دی اور اسلام کا شوق دلایا۔ قیس نے کہا: آپ کی دعوت کتنی اچھی ہے اور جس کی طرف آپ بلاتے ہیں وہ امر بلاشبہ اچھا ہے لیکن اس کام میں دلچسپی لینے سے مجھے لڑائی نے روک رکھا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ قیس کو ان کی کنیت سے خطاب کر کے اسلام لانے پر اصرار کرتے رہے اور کہتے رہے کہ اے ابو زید میں تم کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور قیس آپ کو حسب سابق جواب دیتے رہے۔ آخر کار آپ نے فرمایا: ابو زید! تمہاری رفیقہ حواء کے بارے میں مجھے خبر ملی ہے کہ تم ان سے جب سے بیزار ہو گئے ہو جب سے وہ تمہارے دین سے ہٹی ہیں۔ لہٰذا اللہ سے ڈر جاؤ اور ان کے بارے میں میری بات مانو اور انہیں نہ چھیڑو۔ بولے: ہاں! آپ کی خاطر میں ایسا ہی کروں گا اور میں ان سے بھلائی ہی سے تعرض کروں گا اس سے قبل قیس ان سے بہت بری طرح پیش آتے تھے پھر قیس نے مدینہ آ کر حواء سے کہا: میں نے تمہارے نبی محمد ﷺ سے ملاقات کی اور آپ نے مجھ سے درخواست کی کہ میں آپ کی خاطر تمہارے ساتھ اچھا سلوک کروں۔ میں اللہ کی قسم وہ وعدہ پورا کروں گا جو وعدہ میں نے آپ سے کر لیا ہے۔ میں نے تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیا۔ اللہ کی قسم! میری طرف سے تمہیں آئندہ کبھی کوئی دکھ نہیں پہنچے گا۔ چنانچہ حواء اپنا اسلام جسے وہ چھپایا کرتی تھیں ظاہر کر دیا اور قیس نے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ اس سلسلہ میں قیس سے کہا جاتا تھا کہ اے ابو زید تمہاری بیوی محمد کے دین کی پیروکار بن گئی۔ اس کا قیس یہ جواب دیا کرتے تھے: میں نے محمدؐ سے وعدہ کیا ہے کہ میں اس کے ساتھ برا سلوک نہ کروں گا اور اس کے بارے میں آپ کی بات کا خیال رکھوں گا۔

امیمہ:

آپ عمرو بن سہل بن معبد بن مخرمہ بن قلع بن حریش بن عبدالاشہل کی بیٹی ہیں۔ آپ نے بھی اسلام لا کر بقول محمد بن عمر

آپ سے بیعت کی۔

ہند:

آپ سہل بن زید بن عامر بن عمرو بن جُشم راتجی کی بیٹی ہیں۔ عمرو بن جشم عبدالاشہل بن جشم کے بھائی ہیں۔ آپ نے بھی اسلام قبول فرما کر بقول محمد بن عمر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ملیکہ:

آپ ہند بنت سہل کی بہن ہیں اور ابوہیثم بن تیہان کی بیوی ہیں جن سے آپ کے اولاد ہوئی۔ آپ نے بھی اسلام لا کر بقول محمد بن عمر آپ سے بیعت کی۔

صعبہ:

آپ بھی ہند بنت سہل کی بہن ہیں آپ نے بھی اسلام لا کر بقول محمد بن عمر آپ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

امیمہ:

آپ ابوالہیثمؓ مالک بن تیہان بن مالک بن بلی قضاعہ (جو بنو عبدالاشہل کے حلیف ہیں) کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ ملیکہ بنت سہل بن زید بن عامر بن عمرو بن جشم ہیں۔ آپ نے بھی اسلام قبول کر کے بقول محمد بن عمر آپ سے بیعت کی۔

فاطمہ:

آپ یمان کی صاحبزادی ہیں اور حذیفہ بن یمان عبسی کی ہمشیرہ ہیں یہ لوگ بنی عبدالاشہل کے دوست اور حلیف تھے۔ آپ کو بھی اسلام کی، بیعت کی اور روایت کی سعادت حاصل ہے۔

باخبار ابو عامر عبدالملک بن عمرو عقدی بتحدیث شعبہ از حصین بن عبدالرحمٰن بسماع ابوعبیدہ بن حذیفہ اپنی پھوپھی جان فاطمہ سے: میں نے عورتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کی۔ میں نے دیکھا کہ شدت بخار کی وجہ سے آپ کے اوپر ایک مشک لٹکی ہوئی ہے اور اس سے آپ پر قطرہ قطرہ پانی ٹپک رہا ہے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش آپ اللہ سے دُعا فرماتے تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی یہ تکلیف دور فرما دیتا۔ فرمایا: انبیاء کو سب سے زیادہ دُکھ پہنچائے جاتے ہیں پھر ان کے قریب والوں کو پھر ان کے قریب والوں کو۔

باخبار محمد بن عبداللہ اسدی وقبیصہ بن عقبہ بتحدیث سفیان از منصور از ربعی بن حراش کسی عورت سے اور وہ حذیفہ کی بہن سے (حذیفہ کی بہنوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک خطبہ میں فرمایا: عورتو! کیا تمہیں چاندی کے زیورات کافی نہیں؟ دیکھو! تم میں جو عورت سونے کا زیور پہن کر اس کا اظہار کرے گی اسے ضرور عذاب دیا جائے گا۔ منصور کہتے ہیں میں نے اس کا ذکر مجاہد سے کیا۔ فرمایا: میں نے ان بہنوں کو دیکھا ہے میں نے دیکھا ان کے کرتوں کی آستینوں میں بٹن لگے رہتے تھے تا کہ ان کی انگوٹھیاں چھپی رہیں۔

بنو حارثہ بن خزرج (نبیت بن مالک بن اوس) میں سے بیعت کرنے والی خواتین اسلام

امامہ:

آپ خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ کی بیٹی ہیں اور رافع بن خدیج کی بہن ہیں۔ محمد بن عمر نے یہی کہا ہے۔

امامہ:

آپ رافع کی بیٹی ہیں آپ کو اسلام و بیعت کی سعادت حاصل ہے۔ آپ کی والدہ حلیمہ بنت عروہ بن مسعود بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ خزرجی ہیں۔ امامہ سے اسید بن ظہیر بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ اوسی نے نکاح کیا جن سے ثابت محمد ام کلثوم اور ام حسن چار بچے پیدا ہوئے۔

عمیرہ:

آپ ظہیر بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ فاطمہ بنت بشر بن عدی بن اُبی بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف (جو خزرج کے بنو قوقل سے ہیں اور بنو عبدالاشہل کے حلیف ہیں) ہیں۔ آپ سے مربع بن قیظی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ اوسی' جن سے آپ کے زید' صرارہ' عبدالرحمٰن اور عبداللہ پیدا ہوئے۔ آخر الذکر دونوں جنگ جسر میں شہید ہوئے اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ عمیرہ نے مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

لیلیٰ:

آپ نہیک بن یساف بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ اُمّ عبداللہ بنت اسلم بن حریش بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث ہیں۔ لیلیٰ سے سہل بن ربیع بن عمرو بن عدی بن زید نے نکاح کیا۔ لیلیٰ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ثُبَیہ:

آپ ربیع بن عمرو بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ سہلہ بنت امرئ القیس بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ ہیں۔ ثبیہ سے اوس بن قیظی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ نے شادی کی جن سے عبداللہ' کباثہ اور عرابہ تین بچے پیدا ہوئے آپ کو بھی اسلام و بیعت کی سعادت حاصل ہے۔

جمیلہ:

آپ صیفی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ نوار بنت قیس بن لوذان بن ثعلبہ بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث ہیں۔ جمیلہ غلبہ بن زید بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ کی اخیافی بہن ہیں۔ آپ سے عتیک بن قیس بن ہیشہ بن حارث بن امیہ بن معاویہ نے جو بنی عمرو بن عوف سے ہیں نکاح کیا۔ جمیلہ کو بھی شرف اسلام و بیعت از رسول اللہ ﷺ حاصل ہے۔

امیمہ:

آپ عقبہ بن عمرو بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ ام عمیر بنت عمرو بن عدی (جو بنو تمیم کے بنوحنظلہ ہیں) ہیں۔ امیمہ سے سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو نے جو اولاد مبذول یعنی عامر بن مالک بن نجار سے ہیں نکاح کیا۔ امیمہ نے مسلمان ہو کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی۔

ام عامر:

آپ سلیم بن ضبع بن عامر بن مجدعہ بن جشم بن حارثہ کی صاحبزادی ہیں۔ ام عامر کا نام حبابہ ہے اور آپ کی والدہ سعاد بنت عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ ہیں۔ آپ سے اسید بن ساعدہ بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ نے شادی کی جن سے آپ کے یزید پیدا ہوئے۔ آپ کو اسلام کی سعادت حاصل ہے اور بقول عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری بیعت کی بھی۔

جمیلہ:

آپ سنان بن ثعلبہ بن عامر بن مجدعہ بن جشم بن حارثہ کی بیٹی ہیں۔ آپ سے عبید السہام بن سلیم بن ضبع بن عامر نے نکاح کیا جن سے ثابت پیدا ہوئے جمیلہ کو بھی اسلام کی اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل ہے۔

عمیرہ:

آپ ابوحثمہ عبداللہ بن ساعدہ بن عامر بن عدی بن جشم کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ ام ربیع بنت اسلم بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ ہیں آپ سے یزید بن اسید بن ساعدہ بن عامر بن عدی نے نکاح کیا پھر ان کے بعد یزید بن بزرع بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر نے نکاح کیا۔ عمیرہ کو شرف اسلام و بیعت حاصل ہے۔

ام سہیل:

آپ ابوحثمہ عبداللہ بن ساعدہ بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ حجہ بنت عمیر بن عقبہ بن عمرو بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ ہیں۔ آپ سے یزید بن براء بن عازب بن حارث بن عدی بن جشم بن مجدعہ نے نکاح کیا جن سے مخلد پیدا ہوئے۔ ام سہیل نے بھی مسلمان ہو کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

امیمہ:

آپ ام سہیل کی سگی بہن ہیں آپ سے ہلال بن حارث بن ربیعہ بن منقذ بن عفیف نے پھران کے بعد ابوسندر بن حصین بن بجاد اسلمی نے نکاح کیا۔ امیمہ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

عمیرہ:

آپ سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ ام عامر بنت سلیم بن ضبع بن عامر بن مجدعہ بن جشم بن حارثہ ہیں۔ آپ سے کنانہ بن اوس بن قیظی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ نے نکاح کیا۔ عمیرہ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

الوقصاء:

آپ مسعور بن عامر بن عدی بن جشم کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ کبشہ بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ (عبداللہ) بن جشم بن مالک بن اوس ہیں۔ آپ سے نعمان بن مالک بن عامر بن مجدعہ بن جشم بن حارثہ نے نکاح کیا و قصاء نے بھی مسلمان ہوکر شرف بیعت حاصل کی۔

النوار:

آپ قیس بن حارث بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ کی بیٹی ہیں۔ قیس کی کنیت آپ ہی کے نام پر ہے۔ آپ سے زید بن نویرہ بن حارث بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ نے نکاح کیا جس سے عازب پیدا ہوئے۔ نوار نے بھی مسلمان ہوکر بیعت کی۔

ام عبداللہ:

آپ عازب بن حارث بن عامر بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ کی بیٹی اور براء بن عازب کی سگی بہن ہیں اور آپ کی والدہ ام حبیبہ بنت ابی حبیبہ بن حباب بن انس بن زید (جو بنو مالک بن نجار سے ہیں) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ ام خالد بنت ثابت بن سنان بن عبید بن الجبر (خدرہ) ہیں۔ ام عبداللہ نے مسلمان ہوکر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

ام عبس:

آپ مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ ام سہم (خلیدہ) بنت ابی عبید بن وہب بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ ہیں اور محمد اور محمود کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے ابوعبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ نے نکاح کیا جن سے اولاد ہوئی۔ ام عبس نے بھی مسلمان ہوکر سرورِ کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

ہند:

آپ محمود بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ شموس بنت عمرو بن حرام بن

ثعلبہ سلمی ہیں۔ آپ سے عمرو بن سعد بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل نے نکاح کیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بیعت کی۔

ام منظور:

آپ ہند بنت محمود کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے لبید بن عقبہ بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل نے نکاح کیا جن سے محمود بن لبید فقیہ' منصور اور میمونہ تین بچے پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی مسلمان ہوکر سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بیعت کی۔

ام عمرو:

آپ محمود بن مسلمہ بن سلمہ کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ امامہ بنت بشر بن دقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل بن جشم ہیں۔ آپ سے عبداللہ بن محمد بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ نے نکاح کیا جن سے عمرو اور حمید پیدا ہوئے۔ پھر آپ سے زید بن سعد بن زید بن مالک بن عبد بن کعب بن عبدالاشہل نے شادی کی۔ آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بیعت کی۔

ام الربیع:

آپ اسلم بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ سعاد بنت رافع بن ابی عمرو بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار ہیں۔ آپ سلمہ بن اسلم بن حریش بدری کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے ابوحثمہ بن ساعدہ بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ نے نکاح کیا جن سے سہل' عمیرہ اور ام ضمرہ تین بچے پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بیعت کی۔

سُہیمہ:

آپ اسلم بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ سعاد بنت رافع ہیں اور سلمہ بن اسلم بدری کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے محیصہ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ نے نکاح کیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہوکر سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بیعت کی۔

لبابہ:

آپ اسلم بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ کی بیٹی ہیں اور سلمہ بن اسلم بدری کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے زید بن سعد بن مالک بن عبد بن کعب بن عبدالاشہل نے نکاح کیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بیعت کی۔

ام عبداللہ:

آپ کا نام سلمیٰ ہے اور آپ اسلم بن حریش کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ ام خالد بنت خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ ہیں۔ آپ سلمہ بن اسلم بدری کی علاتی بہن ہیں۔ آپ سے نہیک بن اساف بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ نے نکاح کیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

سلامہ:

آپ مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ ام بنت جموح بن زید بن حرام سلمی ہیں۔ آپ حویصہ محیصہ اور احوص پسران مسعود بن کعب کی سگی بہن ہیں۔ سلامہ سے مرشدہ بن جبر بن مالک بن حویرثہ بن حارثہ نے نکاح کیا جن سے اولاد ہوئی۔ آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

لبنیٰ:

آپ قیظی بن قیس بن لوذان بن ثعلبہ بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ ام حبیب بنت قراد بن موہبہ بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ ہیں۔ آپ سے ابو ثابت بن عبد عمرو بن قیظی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ نے نکاح کیا پھر ابو احمد بن قیس بن لوذان بن ثعلبہ بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ نے۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

لیلیٰ:

آپ رافع بن عمرو بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ ام براء بنت سلمہ بن عرفطہ بن مالک بن لوذان بن عمرو بن عوف اوسی ہیں یہ لوگ بنو سمیعہ کہلاتے ہیں۔ لیلیٰ سے جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ نے نکاح کیا جن سے ابو عبس بدری پیدا ہوئے۔ لیلیٰ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

اسماء:

آپ مرشدہ بن جبر بن مالک بن حویرثہ بن حارثہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ سلامہ بنت مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ ہیں۔ آپ سے ضحاک بن خلیفہ بن ثعلبہ بن عدی بن کعب بن عبد الاشہل نے نکاح کیا جن سے ثابت ابو جبیرہ ابوبکر عمر ثبیہ (جن سے محمد بن مسلمہ نے شادی کی) بکرہ حمادہ اور صفیہ آٹھ بچے پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

عمیرہ:

آپ اسماء بنت مرشدہ کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے سوید بن نعمان بن مالک بن عامر بن مجدعہ بن جشم بن حارثہ نے نکاح کیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ بعض انصار کا بیان ہے کہ مرشدہ بن جبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائیوں میں شریک رہے۔

ام ضحاک:

آپ مسعود حارثیہ کی بیٹی ہیں۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور جنگ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہیں۔ اسی طرح محمد بن عمر واقدی ذکر کرتے ہیں لیکن میں نے انصار کے نسب میں ام ضحاک کو نہیں پایا۔

بنوظفر (کعب بن خزرج بن عمرو [نبیت] بن مالک بن اوس) میں سے بیعت کرنے والی خواتین اسلام

لیلیٰ:

آپ خطیم کی بیٹی اور قیس کی بہن ہیں اور آپ کی والدہ شرقۃ الدار بنت ہیشہ بن حارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک از بنی عمرو بن عوف ہیں۔ آپ سے جاہلیت میں مسعود بن اوس بن مالک بن سواد بن ظفر نے نکاح کیا۔ جس سے عمرہ اور عمیرہ دو بچے پیدا ہوئے۔ پھر وہ فوت ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ آ گئے' لیلیٰ آپ سے بیعت کرنے والی سب سے پہلی خاتون اسلام ہیں۔ آپ کے ساتھ آپ کی دونوں بیٹیاں اور دونوں بیٹوں کی دونو اسیاں بھی تھیں۔ لیلیٰ نے خود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا پھر بنوظفر نے آپ سے اس معاملہ کے فسخ کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے فسخ کر دیا اور لیلیٰ سے علیحدہ ہو گئے۔ لیلیٰ بڑی غیرت مند تھیں اور آپ کو اکلۃ الاسد (شیر کا نوالہ) کہا جاتا تھا۔

لُبنیٰ:

آپ بھی خطیم کی' ام قیس' قریبہ بنت قیس بن قریم بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن سلمہ سے صاحبزادی ہیں۔ آپ سے عبداللہ بن نہیک بن اساف بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ نے نکاح کیا جن سے اولاد ہوئی۔ لبنیٰ نے بھی مسلمان ہو کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

ام سہل:

آپ نعمان بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر کی دختر اور قتادہ بن نعمان بدری کی سگی بہن ہیں۔ اور آپ کی والدہ امیمہ بنت قیس بن عمرو بن عبید بن مالک بن عمرو بن عامر بن غنم بن عدی النجار ہیں۔ آپ نے بھی اسلام لا کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

حبیبہ:

آپ قیس بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر کی دختر ہیں۔ اور آپ کی والدہ عمیرہ بنت مسعود بن اوس بن مالک بن سواد بن ظفر ہیں۔ آپ سے معاذ بن حارث بن رفاعہ بن عفراء از بنو مالک بن نجار نے نکاح کیا۔ جن سے عبیداللہ پیدا ہوئے۔ پھر ابوفضالہ بن ثابت بن قیس بن شماس بن مالک بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج نے نکاح کیا جن سے خارجہ ایک بچہ پیدا ہوا۔ حبیبہ بھی مسلمان ہو کر بیعت کے شرف سے سرفراز ہوئیں۔

عمرہ:

آپ مسعود بن اوس بن مالک بن سواد بن ظفر کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ لیلیٰ بنت خطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر ہیں آپ سے محمد بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ نے نکاح کیا جن سے عبداللہ پیدا ہوئے۔ عمرہ نے معہ

اپنی والدہ کے مشرف بہ اسلام ہو کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

عمیرہ:

آپ عمرہ بن مسعود کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے قیس بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر نے نکاح کیا جن سے حبیبہ' مبایعہ اور ام جندب (جن سے ثابت بن قیس نے نکاح کیا) پیدا ہوئیں' عمیرہ نے بھی معہ اپنی والدہ لیلیٰ کے مشرف بہ اسلام ہو کر رحمت عالم ﷺ سے بیعت کی۔

سُہیمہ:

آپ مسعود بن اوس بن مالک بن سواد بن ظفر کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ شموس بنت عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام از بنو سلمہ ہیں۔ آپ سے آپ کے ماموں زاد بھائی جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام نے نکاح کیا جن سے عبدالرحمٰن اور ام حبیب دو بچے پیدا ہوئے۔ سہیمہ نے بھی اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

ام سلمہ:

آپ سہیمہ بنت مسعود کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے اوس بن مالک بن قیس بن محرث بن حارث از بنو مازن بن نجار نے نکاح کیا جن سے حارث پیدا ہوئے۔ ام سلمہ نے بھی اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

حبیبہ:

آپ بھی سہیمہ کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے سنان بن عمرو بن طلق بن عمرو از بنو سلامان بن سعد ہذیم نے جو ان کے حلیف ہیں نکاح کیا جن سے مقنع اور ام حارث دو بچے پیدا ہوئے۔ حبیبہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام جندب:

آپ بھی سہیمہ کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے نصر بن حارث بن عبد رزاح بن ظفر نے نکاح کیا جن سے حارث پیدا ہوئے۔ ام جندب نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عمیرہ:

آپ حارث بن عبد رزاح بن ظفر کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ سودہ بنت سواد بن ہیثم بن ظفر ہیں آپ نصر بن حارث بدری کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے عدی بن حرام بن ہیثم بن ظفر نے نکاح کیا۔ عمیرہ نے بھی مسلمان ہو کر محمد بن عمر کی روایت کی رو سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

بشیرہ:

آپ نعمان بن حارث بن عبد رزاح بن ظفر کی دختر ہیں۔ اور آپ کی والدہ ام صخر بنت شریک بن انس بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل ہیں۔ آپ سے سہل بن حارث بن عروہ بن عبد رزاح بن ظفر نے نکاح کیا جن سے ربیع اور ام حارث دو بچے پیدا ہوئے۔ بشیرہ نے بھی اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

امیمہ:

آپ بشیرہ بنت نعمان کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے عبید بن اوس بن مالک بن سواد بن ظفر نے نکاح کیا جن سے نعمان پیدا ہوئے۔ امیمہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

بشیرہ:

آپ ثابت بن نعمان بن حارث بن عبدرزاح بن ظفر کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ شمیلہ بنت حارث (اُبیرق) بن عمرو بن حارثہ بن ہیثم بن ظفر ہیں۔ آپ سے ابونملہ بن معاذ بن زرارہ بن عمرو بن عدی بن حارث بن مر بن ظفر نے نکاح کیا۔ بشیرہؓ نے بھی اسلام لا کر نبی ﷺ سے بیعت کی۔

عمیرہ:

آپ بشیرہ بنت ثابت کی سگی بہن ہیں۔ آپ نے بھی اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

عائشہ:

آپ جزء بن عمرو بن عامر بن عبدرزاح بن ظفر کی دختر ہیں۔ آپ سے ابوالمنذر یزید بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد از بنوسلمہ نے جو قطبہ بن عامر بن حدیدہ بدری کے بھائی ہیں' نکاح کیا جن سے منذر اور عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ عائشہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

خلیدہ:

آپ حباب بن جزء بن عمرو بن عامر بن عبدرزاح بن ظفر کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ بنت مدلج بن الیمان بن جابر عبسی' حلیف بنی عبدالاشہل ہیں۔ آپ سے عبداللہ بن سعد بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل نے نکاح کیا لیکن لاولد رہیں۔ آپ نے بھی اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام حارث:

آپ حارث بن عروہ بن عبدرزاح بن ظفر کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ سہلہ بنت امرئ القیس بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ ہیں۔ ام حارث نے بھی اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عیساء:

آپ حارث بن سواد بن ہشیم بن ظفر کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ قلابہ بنت صیفی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ ہیں۔ آپ سے انس بن فضالہ بن عدی بن حرام بن ہشیم بن ظفر نے نکاح کیا جن سے محمد بن انس پیدا ہوئے اور محمد بن انس کے ۲۲ بیٹے اور پانچ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ عیساء نے بھی اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

حبیبہ:

آپ ام حبیب بنت مُعتّب بن عبید بن سواد بن ہیثم بن ظفر ہیں۔ آپ سے اسیر بن عروہ بن سواد بن ہیثم بن ظفر نے

نکاح کیا جن سے ابو ہریرہ پیدا ہوئے۔ حبیبہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

شُمیلہ:

آپ حارث (ابیرق) بن عمرو بن حارث بن ہیثم بن ظفر کی دُختر ہیں اور آپ کی والدہ اُشیلہ بنت عبدالمنذر بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف از اوس ہیں۔ آپ ابو البابہ بن عبدالمنذر کی بہن ہیں۔ شمیلہ سے ثابت بن نعمان بن حارث بن عبدرزاح بن ظفر نے نکاح کیا جن سے خالد اور بشیرہ دو بچے پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

بُرَیدہ:

آپ بشر بن حارث (ابیرق) بن عمرو بن حارثہ بن ہیثم بن ظفر کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ امیمہ بنت عمرو بن عدی بن زید بن جُشم بن حارثہ ہیں۔ آپ سے عباد بن نہیک بن اساف بن عدی بن زید بن جُشم بن حارثہ نے نکاح کیا پھر ان کے بھائی ابو معقل جن سے عبداللہ پیدا ہوئے۔ پھر بردہ بن اسیر بن عروہ بن سواد بن ہیثم بن ظفر نے جن سے معتب پیدا ہوئے بریدہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر سرورِ کائنات ﷺ سے بیعت کی۔

امّ سماک:

آپ فضالہ بن عدی بن حرام بن ہیثم بن ظفر کی دختر ہیں اور انس ومونس کی ہمشیرہ ہیں۔ آپ کی والدہ سودہ بنت سوید بن حرام بن ہیثم بن ظفر ہیں۔ ام سماک نے بھی اسلام قبول فرما کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

بنو عمرو بن عوف بن مالک بن اوس میں سے بیعت کرنے والی خواتین اسلام

الشُّموس:

آپ راہب بن ابو عامر (عبد عمرو) بن صیفی بن نعمان بن مالک بن امہ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ عمیق بنت حارث از بنی واقف ہیں۔ شموس سے ثابت بن ابو الافلح (قیس) بن عصیمہ بن مالک بن ضبیعہ نے شادی کی جن سے عاصم بدری پیدا ہوئے۔ عاصم جنگ رجیع میں شہید ہوئے اور آپ کی لاش کی حفاظت شہد کی مکھیوں نے کی اور جمیلہ بنت ثابت بھی بیعت شدہ ہیں جن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور عاصم پیدا ہوئے۔ شموس نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر بیعت کی۔

حبیبہ:

آپ شموس بن عامر کی علاتی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ سلمٰی بنت عامر بن حذیفہ بن عامر بن عمرو بن جحجباء بن کلفہ از بنی عمرو بن عوف ہیں۔ آپ سے زید بن خطاب بن نفیل عدوی نے نکاح کیا جن سے اسماء پیدا ہوئیں پھر سعد بن خیثمہ نے نکاح کیا جن سے عبداللہ پیدا ہوئے حبیبہ نے بھی مسلمان ہو کر سرکار رسالت سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

عصیمہ:

آپ ابوالفلح (قیس) بن عصیمہ بن مالک بن امہ بن ضبیعہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ فارعہ بنت صیفی بن نعمان بن مالک بن امت بن ضبیعہ ہیں۔ آپ سے عامر بن ابوعامر راہب نے نکاح کیا۔ عامر لاولد رہے۔ عصیمہ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

جمیلہ:

آپ عصیمہ کی بہن ہیں اور ام عاصم بن عمرو ہیں آپ سے حضرت عمر نے نکاح کیا پھر یزید بن جاریہ بن عامر بن مجمع بن عطاف بن ضبیعہ نے جن سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جمیلہ نے بھی مسلمان ہو کر رحمت عالم ﷺ سے بیعت کی۔

شموس:

آپ نعمان بن عامر بن مُجمع بن عطاف بن ضبیعہ بن زید کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ سالمہ بنت مطرف بن حارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف ہیں۔ آپ سے ابوسفیان بن حارث بن قیس بن زید بن ضبیعہ نے نکاح کیا جن سے اولاد ہوئی شموس نے بھی اسلام لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

تمیمہ:

آپ ابوسفیان بن حارث بن قیس بن زید بن ضبیعہ بن زید کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ شموس بنت نعمان بن عامر بن مجمع بن عطاف بن ضبیعہ ہیں آپ سے عبداللہ بن سہل بن عدی بن زید بن کعب بن عائشہ از بنی واقف از اوس ہیں۔ تمیمہ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

لیلیٰ:

آپ تمیمہ بنت ابوسفیان کی علاتی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ سلمٰی بنت عمرو بن یعمر بن عجرہ از ہذیل ہیں۔ آپ سے معاذ بن عامر بن جاریہ بن مجمع بن عطاف بن ضبیعہ نے نکاح کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ سے بکیر بن جاریہ بن عامر بن مجمع نے نکاح کیا لیلیٰ نے بھی اسلام لا کر بیعت کی۔

عائشہ:

عبداللہ بن محمد بن عمارہ نے آپ کا نام مریم بتایا ہے۔ آپ لیلیٰ بنت ابی سفیان کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے معاذ بن عامر بن جاریہ بن مجمع بن عطاف بن ضبیعہ نے نکاح کیا آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

لبابہ:

آپ ابولبابہ بن عبدالمنذر رہیں۔ رفاعہ بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ نسیبہ بن فضالہ بن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ بن زید ہیں۔ آپ سے زید بن خطاب بن نفیل نے نکاح کیا جن سے اولاد ہوئی۔ پھر زید جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔ آپ کے بعد لبابہ سے ابوسعید بن اوس بن معلی بن لوذان نے نکاح کیا جن

سے اولاد ہوئی۔ لبابہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

نسیبہ:

آپ سماک بن نعمان بن قیس بن عمرو بن امیہ بن زید کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ بسامہ بنت عبداللہ بن لعیہ بن عبید بن عمرو بن زید ہیں آپ سے عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ از بنی عبدالدار بن قصی نے شادی کی جن سے اولاد ہوئی پھر بجاد بن عثمان بن عامر بن مجمع بن عطاف بن ضبیعہ نے' نسیبہ نے بھی اسلام لا کر رحمت عالم ﷺ سے بیعت کی۔

انیسہ:

آپ ساعدہ بن عائش بن قیس بن نعمان بن زید بن امیہ کی دختر ہیں اور عویم بن ساعدہ بدری کی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ عمیرہ بنت سالم بن سلمہ بن امیہ بن زید بن مالک ہیں۔ آپ سے عمرو بن سراقہ بن حارثہ از بنی عدی بن نجار نے نکاح کیا۔ انیسہ نے مشرف بہ اسلام ہو کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

عمیرہ:

آپ عمیر بن ساعدہ بن عائش بن قیس بن نعمان بن زید بن امیہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ امامہ بنت بکیر بن ثعلبہ بن جدیہ بن عامر بن کعب بن مالک بن عضب بن جشم بن خزرج ہیں۔ آپ سے بجاد بن عثمان بن عامر بن مجمع بن عطاف بن ضبیعہ نے نکاح کیا۔ عمیرہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

حفصہ:

یعنی ام زرارہ بنت حاطب بن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید' آپ حارث بدری وثعلبہ بدری پسران حاطب کی ہمشیرہ ہیں اوران سب کی والدہ امامہ بنت صامت بن خالد بن عطیہ بن حوط بن حبیب بن عمرو بن عوف ہیں۔ حفصہ نے بھی اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

سعیدہ:

آپ بشیر بن عبید بن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید کی دختر ہیں۔ آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عمیرہ:

آپ کلثوم بن ہدم بن امرئ القیس بن حارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کی دختر ہیں۔ آپ سے عتبہ بن عویم بن ساعدہ بن عائش بن قیس بن نعمان بن زید بن امیہ نے نکاح کیا۔ عمیرہ نے بھی اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عمیرہ:

آپ ام عمرہ ہیں۔ آپ عبید بن مطرف بن حارث بن زید بن عبید بن زید کی دختر ہیں۔ آپ سے ثعلبہ بن سنان بن عامر

بن عدی بن امیہ بن بیاضہ نے نکاح کیا جن سے لبید اور عمرہ دو بچے پیدا ہوئے۔ عمیرہ نے بھی اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

بنی عبید بن زید بن مالک بن عوف میں سے بیعت کرنے والی خواتین اسلام

ثبیہ:

آپ یعار کی بیٹی اور ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ کی بیوی ہیں۔ آپ ہی نے سالم کو آزاد کیا تھا۔ پھر ابوحذیفہ نے انہیں بیٹا بنالیا تھا۔ آپ نے بھی اسلام لا کر بقول محمد بن عمر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

سلمیٰ:

آپ ثبیہ بنت یعار کی بہن ہیں۔ بقول محمد بن عمر آپ نے بھی اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

النوار:

آپ حارث بن قیس بن ہیشہ بن حارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کی دختر ہیں۔ آپ سے قیظی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ نے نکاح کیا جن سے اولاد ہوئی۔ نوار نے بھی مسلمان ہو کر رحمت عالم ﷺ سے بیعت کی۔

کبشہ:

آپ حاطب بن قیس بن ہیشہ بن حارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک کی دختر ہیں۔ آپ سے ابونملہ بن معاذ زرارہ ظفری نے نکاح کیا جن سے اولاد ہوئی۔ پھر ان کے بعد بشیر بن امیہ بن عامر بن جشم بن حارثہ اوسی نے کیا جن سے اولاد ہوئی۔ کبشہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام ثابت:

آپ جبر بن عتیک بن قیس بن ہیشہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ ہضبہ بنت عمرو بن مالک بن سبیع ہیں۔ آپ سے عتیک بن حارث بن عتیک بن قیس بن ہیشہ نے نکاح کیا۔ ام ثابت نے بھی اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عمیرہ:

آپ محمد بن عقبہ بن احیحہ بن جلاح بن حریش بن جحجباء بن کلفہ بن عمرو بن عوف کی صاحبزادی اور منذر بن محمد بن عقبہ بدری کی سگی بہن اور آپ کی والدہ ہذیل کے آل ابی فروہ میں سے ہیں۔ آپ سے عبید بن نافذ بن صہیبہ بن اصرم بن جحجباء بن کلفہ نے نکاح کیا جن سے فضالہ پیدا ہوئے۔ عمیرہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر سرکار رسالت ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

نسیبہ:

آپ نیار بن حارث بن بلال بن احیحہ بن جلاح کی دختر ہیں۔ آپ سے عقبہ بن عتودہ بن عقبہ بن احیحہ بن جلاح نے نکاح کیا۔ نسیبہ بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کر چکی ہیں۔

سمیہ:

آپ معبد بن بشیر بن سہل بن احیحہ بن جلاح کی بیٹی ہیں آپ سے عبداللہ بن ابی احمد نے نکاح کیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

مطیعہ:

آپ نعمان بن مالک بن حذیفہ بن عامر بن عمرو بن حجباء کی دختر ہیں۔ آپ سے جزء بن مالک بن عامر بن حذیفہ نے نکاح کیا جن سے اولاد ہوئی۔ آپ کا نام عاصیہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مطیعہ سے بدل دیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

فریعہ یا قریبہ:

آپ قیس بن عمیر بن لوذان بن ثعلبہ بن حارث بن مجدعہ بن عمرو بن جشم کی دختر ہیں۔ جشم کو بخرج بن حنش بن عوف بن عمرو بن عوف بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کی والدہ کبشہ بنت عمرو بن جشم بن وائل بن زید بن قیس بن عامرہ بن مرہ بن مالک بن اوس از بعادرہ ہیں۔ آپ سے ابواحمد بن جحش بن رئاب اسدی نے شادی کی جن سے عبداللہ پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

حبتہ:

آپ جبیر بن نعمان بن امیہ بن امرئ القیس کی دختر ہیں۔ امرئ القیس برک بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف ہیں۔ آپ کی والدہ بنوعبداللہ بن غطفان میں کی ہیں اور عبداللہ بدری اور خوات بدری کی سگی بہن ہیں۔ حبتہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

امّ جمیل:

آپ جلاس بن سوید شاحر بن صامت بن خالد بن عطیہ بن حوط بن حبیب بن عمرو بن عوف کی صاحبزادی ہیں۔ آپ سے سالم بن عقبہ بن سالم بن سلمہ بن امیہ بن زید از بنی عمرو نے نکاح کیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

بنو خطمہ بن جشم بن مالک بن اوس میں سے بیعت کرنے والی خواتین اسلام

ہند:

آپ اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ کی دختر ہیں۔ خطمہ، عبداللہ بن جشم بن مالک بن اوس ہیں۔ ہند کی والدہ لیلیٰ بنت عبید بن امیہ بن عامر بن خطمہ ہیں۔ آپ سے عمرو بن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس نے نکاح کیا جن سے ابوحنہ بدری پیدا ہوئے۔ پھر خیثمہ بن حارث بن مالک بن کعب بن نحاط از بنوسلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس

نے جن سے سعد بن خیثمہ بدری شہید نقیب بنو عمرو بن عوف پیدا ہوئے۔ ہند نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

کبشہ:

آپ اوس بن عدی بن امیہ کی دختر اور ہند بنت اوس کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے ثابت بن فاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ بن عامر بن غیان بن عامر بن خطمہ نے شادی کی جن سے خزیمہ بن ثابت دو شہادتوں والے اور ثابت کی تمام اولاد پیدا ہوئی۔ پھر ان کے بعد مسعود بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن جشم بن حارثہ نے نکاح کیا جن سے قصا پیدا ہوئیں۔ جنہوں نے نبی ﷺ سے بیعت کی۔ کبشہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

لیلیٰ:

آپ اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ لیلیٰ بنت عبید بن امیہ بن عامر بن خطمہ ہیں۔ آپ سے حارث بن غیاث بن رزاح خطمی نے نکاح کیا۔ جن سے حارث کی تمام اولاد ہوئی۔ لیلیٰ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

سُعدیٰ:

آپ لیلیٰ بنت اوس کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے صامت بن عدی بن قیس بن زید بن مالک الاغر (از بنو حارث) نے نکاح کیا جن سے سوید بن صامت پیدا ہوئے۔ پھر آپ سے سہل بن حارث بن جُعْدُبہ (از بنو واقف) نے نکاح کیا جن سے اولاد ہوئی۔ سعدیٰ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

صفیہ:

آپ ثابت بن فاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ بن عامر بن غیان بن عامر بن خطمہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ کبشہ بنت اوس بن عدی بن امیہ خطمی ہیں جو بیعت شدہ ہیں۔ آپ سے عبدالرحمٰن بن اوس بن عمرو خطمی نے نکاح کیا۔ صفیہ خزیمہ بن ثابت دو شہادتوں والے کی سگی بہن ہیں۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

مُلیکہ:

آپ ثابت بن فاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ بن عامر بن غیان بن عامر بن خطمہ کی دختر ہیں۔ اور آپ کی والدہ کبشہ بن اوس بن عدی بن امیہ خطمی ہیں۔ آپ سے شتیم بن زید بن جحجہ بن حریش بن لوذان بن خطمہ نے نکاح کیا ملیکہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

رفاعہ:

آپ ام قاسم بنت ثابت ہیں اور ملیکہ بنت ثابت کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے محمود بن دحوح بن اسلت نے نکاح کیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

رائغہ:

آپ بھی ملیکہ بن ثابت کی سگی ہمشیرہ ہیں۔آپ نے مشرف بہ اسلام ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

عمارہ:

آپ عباشہ بن جویبر بن عبید بن غیان بن عامر بن خطمہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ لیلیٰ بنت صحبہ اشجعیہ ہیں۔آپ نے بھی مسلمان ہوکر سرورِعالم ﷺ سے بیعت کی۔

عمیرہ:

آپ عمارہ بنت عباشہ کی سگی بہن ہیں۔آپ سے اوس بن عمرو بن عبید نے نکاح کیا جن سے اولاد ہوئی۔آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

انیسہ:

آپ رقیم بن حارث بن عبید بن لوذان بن خطمہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو بن غیاث بن رزاخ ہیں۔آپ سے دحوح بن ثابت بن فاکہ خطمی نے نکاح کیا۔آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

نسیبہ:

آپ ابوطلحہ ثابت بن عصیمہ بن زید بن مخلد بن حارثہ بن عمرو بن لوذان بن خطمہ کی بیٹی ہیں اور آپ کی والدہ ام طلحہ بنت مخلد بن زید بن مخلط خطمی ہیں۔آپ سے عمیر قاری بن عدی نے نکاح کیا جن سے اولاد ہوئی۔آپ نے بھی اسلام لاکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

جعادرہ یعنی بنوسعید بن مرّہ بن مالک بن اوس بن بنوعبدالاشہل والوں کی بیعت کرنے والی خواتین اسلام

سلمیٰ:

آپ زید بن تیم بن امیہ بن بیاضہ بن خفاف بن سعید بن مرّہ بن مالک از اوس کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ رحالہ بنت منذر بن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ (از خزرج) ہیں۔آپ سے عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ (از خزرج) نے نکاح کیا۔سلمیٰ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

بنو سلم بن امرئ القیس بن مرّہ بن مالک بن اوس کی بیعت کرنے والی خواتین اسلام

خیرہ:

آپ ابوامیہ بن حارث بن مالک بن کعب بن حناط (یا) نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن سلم کی دختر ہیں۔ آپ سے مکنف بن محیصہ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث نے نکاح کیا۔ خیرہ نے بھی اسلام لاکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

مذکورہ بالا بیعت کرنے والی خواتین اسلام قبیلہ اوس کی ہیں۔

بنو خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی پھر بنو حارث بن خزرج کی بیعت کرنے والی خواتین اسلام

محبہ:

آپ ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث کی دختر ہیں اور سعد بن ربیع بدری نقیب کی سگی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ ہزیلہ بنت عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن حارث بن خزرج ہیں۔ آپ سے ابوالدرداء عامر بن زید بن قیس بن عائشہ بن اُمیہ بن مالک بن عدی بن کعب بن خزرج نے شادی کی جن سے بلال پیدا ہوئے۔ محبہ نے بھی اسلام لاکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

جمیلہ:

آپ سعد بن ربیع بن عمرو کی اکلوتی دختر ہیں اور آپ کی والدہ عمرہ بنت حزم بن زید بن لوذان (از بنو مالک بن نجار) ہیں۔ آپ کے علاوہ سعد کے کوئی اور بچہ نہ تھا۔ آپ سے زید بن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن نجار نے نکاح کیا جن سے سعد' خارجہ' یحییٰ' اسماعیل' سلیمان' ام عثمان اور ام زید سات بچے پیدا ہوئے۔ جمیلہ کی کنیت ام سعد تھی۔

باخبار محمد بن عمر' بسماع عبدالرحمٰن بن ابی الزناد بقول ام سعد بنت سعد ام خارجہ بن زید: میں جنگ خندق کے وقت دو سال کی بچی تھی ہوشیار ہونے کے بعد میری والدہ مجھ سے جنگ خندق کا ذکر کیا کرتی تھیں۔ سعد بن ربیع جنگ اُحد میں شہید ہوئے ابھی جمیلہ پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ محمد بن عمر نے آپ کو کمسنی کے باوجود بیعت کرنے والی خواتین انصاریہ میں شامل فرمایا ہے۔

باخبار محمد بن عمر از عبدالرحمٰن بن ابی الزناد بحدیث ابراہیم بن یحییٰ بن زید بن ثابت بسماع ام سعد بنت سعد بن ربیع:
عہد فاروق میں میرے پاس زید بن ثابت نے آ کر کہا: اگر تم اپنے والد کی میراث کے بارے میں کچھ کہنا چاہتی ہو تو کہہ سکتی ہو کیونکہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آج حمل کو بھی وارث قرار دیا ہے ان کے والد احد میں شہید ہو گئے تھے اور یہ ابھی پیدا نہیں ہوئی تھیں۔

حبیبہ:

آپ خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امری القیس بن مالک الاغر کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ ہزمہ بنت عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم ہیں اور آپ کے اخیافی بھائی سعد بن ربیع بن ابی زہیر ہیں۔ آپ سے حضرت ابوبکر صدیق نے نکاح کیا جن سے ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ پھر خبیب بن اساف بن عتبہ بن عمرو نے نکاح کیا حبیبہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

زینب:

آپ قیس بن شماس بن مالک بن مالک بن امری القیس بن مالک الاغر کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی والدہ خولہ بنت عمرو بن قیس بن امری القیس (از بنو حارث بن خزرج) ہیں۔ آپ ثابت بن قیس بن شماس خطیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علاتی بہن ہیں۔ آپ سے خبیب بن اساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج نے نکاح کیا جن سے انیسہ پیدا ہوئیں۔ زینب نے بھی مسلمان ہو کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

ام ثابت:

آپ زینب بنت قیس کی سگی بہن اور ثابت بن قیس کی علاتی بہن ہیں۔ آپ سے ثابت بن سفیان بن عدی بن عمرو بن امری القیس نے نکاح کیا جن سے سماک پیدا ہوئے۔ ام ثابت نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

عمرہ:

آپ رواحہ بن ثعلبہ بن امری القیس بن عمرو بن امری القیس بن مالک الاغر کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ کبشہ بنت واقد بن عمرو بن عامر بن زید مناۃ بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج ہیں۔ آپ عبداللہ بن رواحہ بدری کی حقیقی بہن ہیں۔ آپ سے بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن جلاس بن زید بن مالک نے نکاح کیا جن سے نعمان بن بشیر پیدا ہوئے۔ عمرو بن عامر بن زید مناۃ کو ابن الحنابہ بھی کہا جاتا تھا۔ عمرہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

لیلیٰ:

آپ سماک بن ثابت بن سفیان بن عدی بن عمرو بن امری القیس بن مالک الاغر کی صاحبزادی ہیں۔ محمد بن عمر فرماتے ہیں کہ لیلیٰ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی لیکن اس کا ذکر دوسرے مؤرخین نہیں کرتے۔

ام ایوب:

آپ قیس بن سعد بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک الاغر کی دختر ہیں۔علاوہ محمد بن عمر کے ام ایوب کی بیعت کا ذکر کوئی اور مؤرخ نہیں کرتا۔

مَندُوس یا سَدُوس:

آپ خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس بن مالک الاغر کی دختر ہیں۔علاوہ محمد بن عمر کے مندوس کی بیعت کا ذکر کوئی اور مؤرخ نہیں کرتا۔

امیمہ یا ابیہ:

آپ بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن جلاس بن زید بن مالک الاغر کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ عمرہ بنت رواحہ بن ثعلبہ بن امرئ القیس نعمان بن بشیر کی سگی بہن ہیں۔آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

ہزیلہ:

آپ ثابت بن ثعلبہ بن جلاس بن زید بن مالک الاغر کی دختر ہیں۔آپ سے حارث بن ثابت بن حارثہ بن ثعلبہ بن جلاس نے شادی کی۔پھر ان کے بعد ابو مسعود عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرہ بن عسیرہ بن عطیہ بن جدارہ نے نکاح کیا۔پھر عبدالرحمٰن بن ساعدہ بن اشیم بن جشم بن قیس بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک (از بنو حارث) نے نکاح کیا۔آپ نے بھی اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

انیسہ یا نفیسہ:

آپ ثعلبہ بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک الاغر کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ انیسہ بنت واقد بن عمرو بن الحنابہ ہیں۔آپ سے سائب بن خلاد بن سوید نے نکاح کیا۔انیسہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

کبشہ:

آپ واقد بن عمرو بن عامر بن زید مناۃ بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج کی دختر ہیں' اور عمرو بن عامر' ابن الحنابہ شاعر ہیں۔کبشہ کی والدہ ہند بنت رہم بن طریف (از طی) ہیں۔کبشہ سے رواحہ بن ثعلبہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک الاغر نے شادی کی جن سے عبداللہ بن رواحہ بدری اور عمرہ بنت رواحہ ام نعمان بن بشیر دو بچے پیدا ہوئے۔پھر آپ سے قیس بن شماس بن مالک بن امرئ القیس نے نکاح کیا جن سے ثابت بن قیس پیدا ہوئے۔کبشہ نے بھی مسلمان ہو کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

ہزیلہ:

آپ عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن حارث بن خزرج کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ امیمہ بنت تحیم بن اسود بن حرام از بنو مالک بن نجار ہیں۔آپ سے ربیع بن عمرو بن ابی زہیر نے نکاح کیا جن سے سعد بن ربیع پیدا ہوئے۔پھر خارجہ بن

زید بن ابوزہیر نے نکاح کیا جن سے زید بن خارجہ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے حضرت عثمان کے زمانہ میں اپنے مرنے کے بعد گفتگو کی۔ ہزیلہ نے بھی مسلمان ہو کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی۔

انیسہ:

آپ خبیب بن یساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن حارث بن خزرج کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ زینب بنت قیس بن شماس بن مالک بن امرئ القیس ہیں۔ آپ سے زید بن خارجہ بن زید بن ابی زہیر نے نکاح کیا جن سے عبداللہ، محمد اور ام کلثوم تین بچے پیدا ہوئے۔ انیسہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ حج بھی کیا۔

باخبار عبدالملک بن عمرو ابو عامر عقدی وہشام ابوالولید طیالسی، بتحدیث شعبہ از خبیب بن عبدالرحمٰن اپنی پھوپھی انیسہ سے (فرماتے ہیں آپ نبی ﷺ کے ساتھ حج میں شریک تھیں)۔ فرماتی ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں ہمارے مرد دیواروں کے سایوں کے نیچے نیچے اپنی چادروں کو سروں پر ڈالتے ہوئے آتے تھے پھر جمعہ کے بعد دوپہر کو آرام کیا کرتے تھے۔

باخبار سلیمان ابوداؤد طیالسی وابوالولید ہشام، باخبار شعبہ از خبیب بن عبدالرحمٰن: میں نے اپنی پھوپھی جان سے سنا فرماتی تھیں: رسول اللہ ﷺ کے دو مؤذن تھے، بلال اور ابن مکتوم، ان دونوں کی اذانوں میں بس اتنا ہی وقفہ تھا کہ ایک اذان دے کر اترتا تھا اور دوسرا اذان دینے کے لئے چڑھتا تھا ہم انہیں روک کر کہا کرتے تھے ذرا ٹھہرو ہمیں سحری کھا لینے دو۔

باخبار سلیمان ابوداؤد طیالسی باخبار شعبہ از خبیب بن عبدالرحمٰن: میں نے اپنی پھوپھی جان انیسہ سے سنا فرماتی تھیں: ہم قبیلہ کی بچیاں اپنی بکریاں لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ جایا کرتی تھیں آپ ان سے فرمایا کرتے تھے: کیا تم کو یہ بات پسند ہے کہ میں ابن عفراء کے دولہے کی طرح تمہیں دودھ دوھ کر دے دوں؟

ام زید:

آپ سکن بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن حارث بن خزرج کی دختر ہیں۔ آپ سے سراقہ بن کعب بن عبدالعزیٰ بن غزیہ (از بنو مالک بن نجار) نے نکاح کیا جن سے زید پیدا ہوئے۔ ام زید نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

قریبہ:

آپ زید بن عبدربہ بن زید بن حارث بن خزرج کی دختر ہیں اور عبداللہ بن زید بدری کی جن کو خواب میں اذان دکھائی گئی تھی بہن ہیں۔ بقول محمد بن عمر قریبہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

کبشہ:

آپ ثابت بن حارثہ بن ثعلبہ بن جلاس بن امیہ بن جدارہ بن عوف بن حارث بن خزرج کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ سلامہ بنت حسن بن عبداللہ بن وہب بن بشیر بن نصر بن صبح بن مالک بن غطریف بن عبد بن سعد ہیں۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

معاذہ:

آپ عبداللہ بن عمرو بن بُزین بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ کی دختر ہیں۔ بقول محمد بن عمر آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

امّ الحکم یا امّ حکیم:

آپ عبدالرحمٰن بن مسعود بن ثعلبہ بن اسیرہ بن عسیرہ بن عطیہ بن جدارہ کی دختر ہیں۔ آپ سے ابو مسعود عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرہ بن عسیرہ بن عطیہ بن جدارہ نے نکاح کیا۔ ام الحکم نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

نائلہ:

آپ ربیع بن قیس بن عامر بن عباد بن الجبر (خدرہ) بن عوف بن حارث بن خزرج کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار ہیں۔ نائلہ عبداللہ بن ربیع کی جو عقبہ اور بدر میں شریک تھے‘ سگی بہن ہیں۔ آپ سے اوس بن خالد بن قرط بن قیس بن وہب بن کعب بن معاویہ بن مالک بن نجار نے نکاح کیا۔ نائلہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

فریعہ:

آپ مالک بن سنان بن ثعلبہ بن عبید بن الجبر (خدرہ) بن عوف کی بیٹی ہیں اور ابو سعید خدری‘ سعد بن مالک کی سگی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ انیسہ بنت ابی خارجہ (عمرو) بن قیس بن مالک بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ہیں اور قتادہ بن نعمان بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر آپ کے اخیافی بھائی ہیں۔ آپ سے سہل بن رافع بن بشیر بن عمرو بن حارث بن کعب بن زید بن حارث بن خزرج نے شادی کی۔ پھر سہل بن بشیر بن عنبسہ بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر نے نکاح کیا۔ فریعہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

باخبار عبداللہ بن نمیر بتحدیث یحیٰی بن سعید از سعد بن اسحٰق بن کعب بن عجرہ اپنی پھوپھی زینب بنت کعب سے: میں نے فریعہ سے سنا فرماتی تھیں کہ میرے شوہر مدینہ کے راستہ میں مقام طرف قدوم میں قتل کر دیئے گئے۔ میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا میں چاہتی تھی کہ اپنے شوہر کے گھر سے منتقل ہو کر اپنے میکہ چلی جاؤں۔ فرماتی ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی جب میں کھڑی ہوئی تو آپ نے مجھے بلا کر فرمایا: اپنے گھر ہی میں ٹھہر جب تک عدت پوری نہ ہو جائے۔

باخبار یعقوب بن ابراہیم بن سعد از ابراہیم بن سعد از صالح بن کیسان از ابن شہاب: مجھے خبر پہنچی ہے کہ سعد بن اسحٰق بن کعب بن عجرہ فرماتے ہیں کہ میری پھوپھی زینب بنت کعب نے مجھے فریعہ سے خبر دی (اور بنت کعب بن عجرہ‘ ابو سعید خدری کے نکاح میں تھیں) انہیں فریعہ نے خبر دی کہ میں بنو حارث بن خزرج کے ایک شخص کے نکاح میں تھی۔ وہ اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کی تلاش میں نکلے اور انہیں طرف قدوم میں جا پکڑا۔ غلاموں نے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ میرا شوہر قتل کر دیا گیا اور اس نے گھر میں نان و نفقہ نہیں چھوڑا اور نہ اولاد کے لئے مکان چھوڑا۔ میں نے آپ سے

درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے بھائیوں کے پاس چلی جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ فرماتی ہیں پھر جب میں حجرے سے نکل آئی یا حجرے ہی میں تھی تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلا کر فرمایا کہ اپنا قصہ پھر دہراؤ۔ میں نے پورا واقعہ سنا دیا۔ آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اس گھر سے نہ ہٹوں جہاں مجھے میرے شوہر کے قتل کی خبر ملی ہے۔ جب تک عدت پوری نہ ہو جائے۔ فرماتی ہیں پھر میں نے اسی گھر میں چار ماہ دس دن گزارے۔ فرماتی ہیں پھر حضرت عثمان سے اسی قسم کا مسئلہ پوچھا گیا اور میرا حوالہ دیا گیا آپ نے مجھے بلا بھیجا۔ میں گئی تو آپ لوگوں کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے میرا واقعہ پوچھا اور یہ بھی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کیا حکم دیا تھا میں نے آپ کو پورا واقعہ بتا دیا۔ پھر آپ نے اس عورت کے پاس جس کا شوہر فوت ہو گیا تھا ایک قاصد بھیج کر کہلوایا کہ اپنے گھر سے نہ ہٹیں جب تک عدت پوری نہ ہو جائے۔

باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس' بتحدیث زہیر بتحدیث سعد بن اسحٰق بن کعب بن عجرہ اپنی پھوپھی جان کی خبر سے جو ابوسعید خدری کی بہن تھیں' میرے شوہر عہد رسالت میں اپنے غلاموں کو ڈھونڈھنے کے لئے سفر پر گئے حتیٰ کہ انہیں آپ نے طرف قدوم میں پکڑ لیا۔ لیکن غلاموں نے انہیں قتل کر دیا۔ جب مجھے ان کے قتل کی خبر ملی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے میرے شوہر کی موت کی خبر مل گئی ہے۔ میں انصار کے ایک ایسے گھر میں ہوں جو دور ہے اور میرے شوہر نے مال نہیں چھوڑا کہ میں اس کی وارث بنوں نہ ان کا کوئی گھر ہے اور نہ کچھ کھانے کو چھوڑا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے میرے بھائیوں کے پاس عدت گزارنے کی اجازت دے دیں۔ اس سے مجھے کافی سہولت ہوگی۔ آپ نے مجھے اس کی اجازت دے دی۔ میں خوشی خوشی جانے کے لئے کھڑی ہوئی حتیٰ کہ جب میں حجرے یا مسجد کی طرف نکلی تو آپ نے مجھے آواز دی یا آپ کے حکم سے مجھے آواز دی گئی۔ میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا: پھر اپنا قصہ بیان کرو۔ میں نے دوبارہ واقعہ دہرایا۔ فرمایا: اسی گھر میں ٹھہرو جس گھر میں تم کو تمہارے شوہر کی موت کی خبر ملی ہے۔ جب تک عدت پوری نہ ہو جائے۔ فرماتی ہیں پھر میں نے اسی گھر میں چار ماہ دس دن گزارے۔

باخبار معن بن عیسیٰ باخبار مالک بن انس از سعد بن اسحٰق بن کعب بن عجرہ بخبر فریعہ بنت مالک بن سنان جو ابوسعید خدری کی بہن تھیں' وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ سے اپنے گھر والوں کے پاس بنی خدرہ میں جانے کی اجازت مانگی کیونکہ ان کے شوہر اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کو ڈھونڈھنے کے لئے نکلے تھے حتیٰ کہ جب آپ طرف قدوم میں پہنچے تو ان غلاموں نے آپ کو قتل کر دیا۔ فرماتی ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی کہ میں اپنے میکہ چلی جائیں کیونکہ میرے شوہر نے اپنا ذاتی کوئی مکان نہیں چھوڑا تھا اور نہ کھانے پینے کا سامان چھوڑا تھا۔ فرماتی ہیں آپ نے فرمایا: اچھا' پھر میں آپ کے پاس سے نکلی۔ ابھی میں حجرے میں مسجد ہی میں تھی تو آپ نے مجھے آواز دی یا آپ کے حکم سے آواز دی گئی۔ پوچھا' تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے اپنا قصہ دہرایا اور اپنے شوہر کے قتل کی خبر کی۔ فرمایا: عدت اپنے شوہر ہی کے گھر گزارو۔ فرماتی ہیں پھر میں نے اسی گھر میں چار ماہ دس دن گزارے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں مجھے بلوایا اور مجھ سے اس سلسلہ میں پوچھا۔ پھر میں نے آپ کو سارا بتایا آپ نے اسے مانا اور اسی طرح فیصلہ فرمایا۔

الرباب:

آپ حارثہ بن سنان بن عبید بن ابجر (خدرہ) کی دختر ہیں۔آپ سے کلیب بن یساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن حارث نے شادی کی۔رباب نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے شرف بیعت حاصل کیا۔

رُبیّع:

آپ رباب بنت حارثہ کی بہن ہیں۔بقول محمد بن عمر آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

خُلَیدہ:

آپ ثابت بن سنان بن عبید بن ابجر کی دختر ہیں۔آپ سے کعب بن عمرو بن الحنابہ نے شادی کی۔پھر عبداللہ بن انس بن سکن بن عتبہ بن یساف بن عتیبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن حارث نے نکاح کیا۔خلیدہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام ثابت:

آپ خلیدہ بنت ثابت کی بہن ہیں۔بقول محمد بن عمر آپ نے بھی مسلمان ہو کر سرور عالم ﷺ سے بیعت کی۔

کبشہ:

آپ رافع بن معاویہ بن عبید بن ابجر کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ ام الربیع بنت مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ ہیں۔آپ سے معاذ بن نعمان بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل نے شادی کی جن سے سعد‘ عمرو‘ ایاس‘ اوس‘ عقرب اور ام حرام چھ بچے پیدا ہوئے۔کبشہ نے بھی مسلمان ہو کر رحمت عالم ﷺ سے بیعت کی۔آپ اپنے بیٹے سعد بن معاذ کی موت کے بعد فوت ہوئیں۔

سُعاد:

آپ کبشہ بنت رافع کی سگی بہن ہیں۔آپ سے زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار نے نکاح کیا جن سے ابوامامہ اسعد‘ نقیب بنونجار‘ سعد‘ مسعود‘ روبیہ اور فریعہ پانچ بچے پیدا ہوئے آپ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

ام حباب فریعہ:

آپ حباب بن رافع بن معاویہ بن عبید بن ابجر کی دختر ہیں۔آپ سے مسعود بن خلدہ بن عامر بن زریق بن عامر بن خزرج نے شادی کی جن سے اولاد ہوئی۔پھر مری بن سماک بن عتیک بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل نے نکاح کیا۔ام حباب نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عقرب:

آپ سکن بن رافع بن معاویہ بن عبید بن ابجر کی دختر ہیں۔آپ سے ثابت بن صہیب بن کرز بن عبد مناۃ بن عمرو بن غیان بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ نے نکاح کیا۔آپ نے بھی مسلمان ہو کر فخر دو عالم ﷺ سے بیعت کی۔

بنوساعدہ بن کعب بن خزرج کی بیعت کرنے والی خواتین اسلام

مندوس:

آپ عمرو بن خنیس بن لوذان بن عبدودّ بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ ہند بنت منذر بن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ ہیں۔ آپ منذر بن عمرو کی (جو بیعت عقبہ اور بدر میں شریک تھے اور نقیب تھے اور جنگ بئر معونہ میں شہید ہوئے) حقیقی بہن ہیں آپ سے مخلد بن صامت بن نیار بن لوذان بن عبدودّ بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ نے نکاح کیا جن سے مسلمہ پیدا ہوئے۔ مندوس نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

سلمیٰ:

آپ مندوس بنت عمرو بن خنیس اور منذر بن عمرو کی سگی بہن ہیں۔ سلمیٰ سے عقبی بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل نے نکاح کیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

فُریعہ:

آپ خالد بن خنیس بن لوذان بن عبدودّ بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ہند بنت ابر بن وہب بن عمرو بن وقش بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج ہیں۔ آپ سے ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار نے شادی کی جن سے حسان شاعر پیدا ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ام حسان بن ثابت (فریعہ) خنیس بن لوذان بن عبدودّ بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ کی بیٹی اور عمرو و خالد پسران خنیس کی سگی بہن ہیں فریعہ نے بھی مسلمان ہو کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی۔

ام شریک:

آپ خالد بن خنیس بن لوذان بن عبدودّ بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ہند بنت ابر بن وہب بن عمرو بن وقش بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ ہیں۔ آپ سے انس بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل نے نکاح کیا جن سے حارث پیدا ہوئے۔ ام شریک نے بھی مسلمان ہو کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

مندوس:

آپ عبادہ بن دُلیم بن حارثہ بن ابی حزیمہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ کی صاحبزادی ہیں اور سعد بن عبادہ کی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ عمرۃ الثالثہ بنت مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار ہیں۔ آپ سے سماک بن ثابت بن سفیان بن عدی بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج نے نکاح کیا جن سے ثابت پیدا ہوئے۔ مندوس نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

لیلیٰ:

آپ مندوس بنت عبادہ کی اور سعد بن عبادہ کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امریٔ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج نے نکاح کیا جن سے سائب بن خلاد پیدا ہوئے۔ لیلیٰ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

فکیہہ:

آپ عباد بن دلیم کے بھائی عبید بن دلیم کی دختر ہیں۔ آپ سے سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ نے نکاح کیا جن سے قیس اور امامہ دو بچے پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

غزیہ:

آپ سعد بن خلیفہ بن اشرف بن ابی حزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ سلمیٰ بنت عازب بن خالد بن اجش (از قضاعہ) ہیں۔ آپ سے سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن ابی حزیمہ نے نکاح کیا جن سے سعید بن سعد پیدا ہوئے۔ غزیہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

کبشہ یا کبیشہ:

آپ عبد عمرو بن عبید بن قمیئہ بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ کی دختر ہیں۔ آپ سے ابوحمید عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ نے نکاح کیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عمرہ:

آپ سعد بن مالک بن خالد بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ کی دختر ہیں۔ اور آپ کی والدہ ہند بنت عمرو (از بنوعذرہ) ہیں اور سہل بن سعد بن سعد بن مالک ساعدی کی پھوپھی ہیں۔ آپ سے مبشر بن حارث (ابیرق) بن عمرو بن حارثہ بن ہیثم بن ظفر نے نکاح کیا جن سے رفاعہ پیدا ہوئے۔ عمرہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

عمرہ:

آپ سعد بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ کی دختر ہیں اور سہل بن سعد ساعدی کی بہن ہیں۔ بقول محمد بن عمر آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

نائلہ:

آپ عمرۃ بنت سعد کی بہن ہیں۔ بقول محمد بن عمر آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

خواتین قواقلہ یعنی بنوعوف بن خزرج کبیر کی بیعت کرنے والی خواتین اسلام

قرۃ العین:

آپ عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ عمیرہ بنت ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ بن خزرج ہیں۔آپ سے صامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج نے شادی کی جن سے عبادہ بن صامت جو بیعت عقبہ اور بدر میں شریک تھے اور نقیب تھے اور اوس اور خولہ تین بچے پیدا ہوئے۔آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

حبیبہ:

آپ مُلیل بن وبرہ بن خالد بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ ام زید بنت نضلہ بن مالک بن عجلان ہیں۔آپ سے فروہ بن عمرو بن وزفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ نے شادی کی جن سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی۔

بشرہ:

آپ حبیبہ بنت مُلیل کی سگی بہن ہیں۔آپ سے حمزہ بن عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان نے شادی کی جن سے محمد' حمید' خدیجہ اور کلثم چار بچے پیدا ہوئے۔بشرہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عمرہ:

آپ ہزال بن عمرو بن قربوس بن عمرو بن امیہ بن لوذان بن سالم بن عوف کی بیٹی ہیں۔بقول محمد بن عمر آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

لیلیٰ:

آپ رباب بن حنیف بن زیاد بن امیہ بن زید بن سالم کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ امۃ اللہ بنت غنیمہ بن عبداللہ (از بنوضمرہ بن بکر) ہیں۔آپ سے عتبان بن مالک بن عمرو بن عجلان نے شادی کی جن سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔پھر آپ سے عبدالرحمٰن بن عامر بن نعمان بن زہیر بن حارث بن احمر بن مجدعہ بن احمر بن کعب بن واقف (سالم بن امریٔ القیس) نے شادی کی جن سے نعمان' امامہ اور ام حسین تین بچے پیدا ہوئے۔پھر آپ سے عبداللہ بن عمرو بن سوید بن حرام بن ہیثم بن ظفر نے شادی کی جن سے سعدہ بنت عبداللہ پیدا ہوئیں۔لیلیٰ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

خولہ:

آپ صامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج کی دختر اور عبادہ بدری اور اوس بدری پسران صامت کی سگی بہن ہیں۔آپ کی والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان ہیں۔آپ سے

ابوعبدالرحمٰن یزید بن ثعلبہ بن حزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ (از بنوعصینہ از بلی جو حلیف ہیں) نے شادی کی جن سے عامر اور ام عثمان دو بچے پیدا ہوئے۔ خولہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ خولہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑا کیا تھا۔ پھر حق تعالیٰ شانہ نے ان کے بارے میں آیت: ﴿ قد سمع الله قول التي تجادلك في زوجها ﴾ "یعنی اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے جھگڑ رہی ہے" اُتاری۔ یہ شعبی کی حدیث سے ثابت ہے۔

باخبار یعلیٰ و محمد پسران عبید و فضل بن دکین از زکریا از عامر لیکن یہ غلط ہے کیونکہ جھگڑنے والی خولہ بنت ثعلبہ ہیں۔

امامہ:

آپ خولہ بنت صامت اور عبادہ بن صامت کی علاتی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ رباب بنت مالک بن عمرو بن عزیز بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف (از اوس) ہیں۔ آپ سے جمیع بن مسعود بن عمرو بن اصرم بن عبید بن سالم بن عوف نے نکاح کیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رحمت عالم ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

خولہ:

آپ ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف کی دختر ہیں۔ آپ سے اوس بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر عبادہ بن صامت کے بھائی نے شادی کی۔ یہی خولہ جھگڑنے والی ہیں۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

باخبار یعقوب بن ابراہیم بن سعد زہری از ابراہیم بن سعد زہری از صالح بن کیسان: ہمارے علم میں جس مسلمان نے سب سے پہلے اپنی بیوی سے ظہار کیا' اوس بن صامت واقفی ہیں۔ آپ کے نکاح میں آپ کی چچازاد بہن خولہ بنت ثعلبہ تھیں۔ لوگوں کا گمان ہے کہ اوس کے دماغ میں کچھ خلل تھا۔ ایک دن انہوں نے خولہ سے کہا: تو مجھ پر میری والدہ کی پیٹھ کی طرح ہے۔ خولہ نے کہا: اللہ کی قسم تم نے ایک بڑی بات کہی ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ پھر خولہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر اپنا اور اپنے شوہر کا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اوس کو بلوا کر ان سے پوچھا کہ تمہاری چچازاد بہن کیا کہہ رہی ہیں۔ میں نے ان سے ظہار کر لیا ہے۔ یارسول اللہ ﷺ! اب آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا: ان کے قریب نہ جانا اور نہ ان کے گھر آمد و رفت رکھنا۔ جب تک میں اجازت نہ دے دوں۔ خولہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ ان کے پاس کچھ نہیں میں ہی ان پر خرچ کیا کرتی تھی ان میں کچھ دیر گفتگو ہوتی رہی حتیٰ کہ قرآن کی آیت ﴿ قد سمع الله ... الخ ﴾ اتر آئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اوس کو حکم دیا کہ ظہار کا کفارہ ادا کرو۔ اوس نے کہا: خولہ نہ ہوتیں تو میں ہلاک ہو جاتا۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث عبدالحمید بن عمران بن ابی انس از عمران بن ابی انس: جاہلیت کے زمانہ میں دستور تھا کہ جو اپنی بیوی سے ظہار کر لیا کرتا تھا اس پر اس کی بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جایا کرتی تھی۔ اسلام میں سب سے پہلے جس نے ظہار کیا وہ اوس بن صامت ہیں۔ ان کے دماغ میں قدرے فتور تھا اور بعض اوقات اچھی خاصی ہوش و حواس کی باتیں کر لیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ ہوش کی حالت میں اپنی بیوی خولہ سے جھگڑنے لگے۔ اور ان سے ظہار کر بیٹھے۔ پھر نادم ہو کر بولے: میرے خیال میں

اب تم مجھ پر حرام ہوگئی ہو۔ بیوی نے کہا: تم نے طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ ظہار سے حرمت اسلام کے آنے سے پہلے ثابت ہو جایا کرتی تھی اب تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر آپ سے فتویٰ پوچھو۔ کہنے لگے: مجھے تو شرم آتی ہے تم آپ کے پاس جا کر پوچھ آؤ۔ شاید تم کو اچھا جواب مل جائے۔ جس سے ہماری موجودہ پریشانی دور ہو جائے۔

چنانچہ خولہ نے کپڑے پہنے پھر آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچیں اور کہنے لگیں: یا رسول اللہ ﷺ! اوس کو آپ پہچانتے ہی ہیں وہ میری اولاد کے والد اور میرے چچازاد بھائی ہیں۔ اور مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ انہیں کبھی کبھی جنون کا دورہ پڑا کرتا ہے جس سے وہ اپنی قدرت سے مجبور اور اپنی طاقت سے بے بس ہو جاتے ہیں اور ان کی زبان گویائی سے رُک جاتی ہے۔ اگر کوئی ان پر ظلم کرے تو ظاہر ہے مجھ سے زیادہ ان کی حمایت کرنے والا کون ہے اور اگر کوئی مجھ پر ظلم کرے تو ان سے زیادہ میری حمایت کرنے والا کون ہے۔ آج انہوں نے ایک بات کہہ دی ہے اور اس کی قسم جن نے آپ پر کتاب اُتاری انہوں نے لفظ طلاق استعمال نہیں کیا بس اتنا کہا ہے کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔ فرمایا: میرے خیال میں تم اوس پر حرام ہوگئی ہو۔

خولہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں جواب وسوال کئے۔ پھر کہنے لگیں: اے اللہ! میں تجھ سے اپنے انتہائی صدمہ کی اور اوس کے فراق میں اپنے انتہائی قلق کی تجھ ہی سے شکایت کرتی ہوں۔ اے اللہ! اپنے نبی کی زبان پر کوئی ایسی آیت اُتار دے جس سے ہم اس قلق وملال سے نجات پا جائیں۔ صدیقہ فرماتی ہیں ان کے حال زار پر مجھے اور تمام گھر والوں کو ترس آیا اور ہم سب رونے لگے۔ ابھی خولہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ سے باتیں کر ہی رہی تھیں (کہ آپ پر وحی اُتر آئی) جب آپ پر وحی اُترتی تھی تو آپ کے خراٹے نکلنے لگتے تھے۔ اور آپ کا چہرہ خاکستری ہو جاتا تھا اور آپ اپنے دانتوں میں ٹھنڈک پایا کرتے تھے اور پسینہ کے قطرے موتیوں کی طرح ٹپکنے لگتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: خولہ! تمہارے ہی بارے میں آپ پر وحی اُتر رہی ہے۔ کہنے لگیں: اے اللہ! خیر لا کیونکہ میں نے تیرے نبی سے خیر ہی طلب کی ہے۔ صدیقہ فرماتی ہیں: دیر تک رسول اللہ ﷺ سے وحی نہیں کھلی حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ کہیں خدانخواستہ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز نہ کر جائے۔ آخر کار وحی کھلی اور آپ نے مسکرا کر فرمایا: خولہ! خولہ نے کہا: لبیک رسول اللہ! اور رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹ کو دیکھ کر خولہ خوشی خوشی کھڑی ہوگئیں پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور اوس کے بارے میں قد سمع اللہ ..... الخ نازل فرمائی ہے اور فرمایا کہ اوس سے کہو کہ ایک غلام آزاد کریں۔ خولہ نے کہا: کیسا غلام! اللہ کی قسم ان کے پاس غلام تو غلام میرے سوا کوئی خادم بھی نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا ان سے کہو دو ماہ کے لگا تار روزے رکھیں بولیں: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم وہ روزے رکھنے پر بھی قادر نہیں وہ تو دن بھر میں متعدد بار پانی پیتے رہتے ہیں۔ انتہائی کمزور ہیں اور ان کی بینائی بھی جاتی رہی ہے۔ ان سے تو گویا چلا پھرا بھی نہیں جاتا۔

فرمایا: اچھا تو ان سے کہو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں۔ بولیں: ان کے لئے یہ بھی ناممکن ہے۔ ان کے پاس ایک وقت کا کھانا ہوتا ہے۔ فرمایا: اچھا تو ان سے کہو کہ تم ام منذر بنت قیس کے پاس جاؤ اور ان سے تیس صاع کھجوریں لے کر سا

مسکینوں میں بانٹ دو۔ پھر خولہ اُٹھ کر اوس کے پاس گئیں اوس دروازے پر بیٹھے ہوئے ان کا انتظار کر رہے تھے جلدی سے بولے: خولہ! کیا خبر لائیں؟ بولیں خبر اچھی ہے اور تم برے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے تم کو حکم فرمایا ہے کہ تم ام منذر بنت قیس کے پاس جاؤ اور ان سے آدھا وسق کھجوریں لے کر انہیں ساٹھ مساکین میں بطور صدقہ کے بانٹ دو۔ خولہ فرماتی ہیں یہ سن کر اوس میرے پاس سے بھاگ کر گئے اور تیس وسق کھجوریں اپنی پشت پر لاد کر ان سے لے آئے۔ حالانکہ میرے پاس وہ پانچ صاع بھی اُٹھانے کے قابل نہ تھے اور دو مد کھجور ہر مسکین کو کھلانے لگے۔

فریعہ:

آپ مالک بن دخشم بن مالک بن دخشم بن مرضخہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی مالک بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم بن غنم (بن سلول) ہیں۔ آپ سے ہلال بن امیہ بن عامر بن قیس بن عبدالاعلم بن عامر بن کعب بن واقف (سالم) بن امرئ القیس (از اوس) نے شادی کی۔ فریعہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

جمیلہ یا حبیبہ:

آپ حزیمہ بن حزمہ بن عدی بن ابی بکر بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ عمیرہ بنت عدی بن مالک بن حرام بن خدیج بن مالک بن معاویہ بن مالک (از بنو عمرو بن عوف از اوس) آپ سے عبداللہ بن سعد بن زیاد بن عبد بن کعب بن عبدالاشہل نے شادی کی۔ جمیلہ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

ام انس:

آپ واقد بن عمرو بن زید بن مرضخہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج کی دختر ہیں۔

آپ سے عمرو بن عتبہ بن ثعلبہ بن جردہ بن عدی بن عامرہ بن عدی بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج نے نکاح کیا۔ ام انس نے بھی مسلمان ہو کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی۔

بزیعہ:

آپ ابو خارجہ بن اوس بن سکن بن عدی بن عبید بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج کی دختر ہیں آپ کی والدہ مریم بنت عصمہ بن زید بن مُلیل بن وبرہ بن خالد بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف ہیں۔ آپ سے ولید بن عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم نے شادی کی۔ بزیعہ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

خواتین بنوحبلی یعنی سالم بن غنم بن عوف بن خزرج کی بیعت کرنے والی خواتین

سالم کو ان کے بڑے پیٹ کی وجہ سے حبلی (حاملہ) کہا جاتا ہے

ام مالک:

آپ ابی بن مالک بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف کی دختر اور عبداللہ بن ابی بن سلول کی بہن ہیں۔ سلول ایک خزاعیہ عورت ہے۔ ام مالک کی والدہ سلمٰی بنت مطروف (خالد) بن حارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف (از اوس) ہیں۔ ام مالک نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ ام مالک سے رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق بن عامر بن خزرج نے شادی کی جن سے رفاعہ بدری اور خلاد بدری پسران رافع پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا عبید بن مالک بن سالم (مرمق شاعر) ہیں۔

جمیلہ:

آپ عبداللہ بن ابی مالک بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف کی دختر ہیں اور آپ کی ماں خولہ بنت منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار (از بنو مغالہ) ہیں۔ آپ سے حنظلہ بن ابی عامر راہب بن عبد عمرو بن صیفی بن نعمان بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ بن زید (از بنو عمرو بن عوف' از اوس) نے شادی کی۔ پھر حنظلہ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے۔ آپ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن حنظلہ پیدا ہوئے۔ پھر جمیلہ سے ثابت بن قیس بن شماس بن مالک بن امرأ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج نے شادی کی جن سے محمد پیدا ہوئے۔ پھر آپ سے مالک بن دُخشم بن مرضخہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج نے نکاح کیا۔ پھر خبیب بن یساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن حارث بن خزرج نے نکاح کیا۔ جمیلہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ جمیلہ کے سگے بھا عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بدری ہیں۔ جمیلہ کے دو بیٹے عبداللہ بن حنظلہ اور محمد بن ثابت جنگ حرہ میں کام آئے۔ حنظلہ غسیل الملائکہ ہیں۔

ملیکہ:

ملیکہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کی علاتی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ ام خالد بنت عامر بن سنان بن وہب بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ ہیں۔ آپ سے بلال بن امیہ بن عامر بن قیس بن عبدالاعلم بن عامر بن کعب واقف (از اوس) نے شادی کی۔ ملیکہ نے بھی مسلمان ہو کر رحمت عالم ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

رملہ:

آپ بھی عبداللہ بن ابی کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ لبنیٰ بنت عبادہ بن نصلہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف ہیں۔ رملہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہوکر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی۔

ام سعد' ام سعید:

آپ رملہ بنت عبداللہ بن ابی کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے جبیر بن ثابت بن ضحاک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم (حبلی) بن غنم بن عوف بن خزرج نے شادی کی۔ ام سعد نے بھی مشرف بہ اسلام ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

خولہ:

آپ خولی بن عبداللہ بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم کی دختر اور اوس بن خولی بدری کی سگی بہن ہیں۔ اوس نبی ﷺ کے غسل میت میں بھی شریک تھے۔ آپ کی والدہ جمیلہ بنت ابی بن مالک بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم ہیں۔ خولہ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

فُسُحُم:

آپ اوس بن خولی بن عبداللہ بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم کی دختر ہیں۔ آپ سے عتبان بن مرّہ از بنو اسد بن خزیمہ' بنو حبلی کے حلیف نے شادی کی۔ فسحم نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

زینب:

آپ سہل بن صعب بن قیس بن عمرو بن مالک بن سالم حبلی کی دختر ہیں۔ آپ سے ودیعہ بن عمرو بن قیس بن عدی بن مالک بن سالم حبلی نے شادی کی' زینب نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

لیلیٰ:

آپ طباہ بن معیص بن جشم بن ہزم بن سالم حبلی کی دختر ہیں۔ آپ سے وہب بن کلدہ از بنو عبداللہ بن غطفان' آل حبلی کے حلیف نے شادی کی۔ لیلیٰ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

خواتین بنو بیاضہ یعنی ابن عامر بن زریق بن عبد بن حارثہ بن مالک بن عضب بن جشم بن خزرج کی بیعت کرنے والی خواتین اسلام

انیسہ:

آپ عروہ بن مسعود بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن امیہ بن بیاضہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ رغیبہ بن ثعلبہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج ہیں۔ آپ سے حنظلہ بن مالک بن خالد بن کلیب بن

عامر بن خزمہ بن بیاضہ نے شادی کی۔آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

حلیمہ:

آپ کو جمیلہ بھی کہا جاتا ہے۔آپ انیسہ بنت عروہ کی سگی بہن ہیں۔آپ سے خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ از اوس نے نکاح کیا جن سے رافع اور رفاعہ پسران خدیج ہیں۔آپ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

خالدہ:

آپ عروہ بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ ہند بنت خالد بن یساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن حارث بن خزرج ہیں۔آپ سے ابوعبادہ سعد بن عثمان بن خالد بن مخلد بن عامر بن زریق بن عامر بن خزرج نے شادی کی۔آپ فروہ بن عمرو بدری عقبی کی علاتی بہن ہیں۔آپ نے بھی دیگر خواتین کی طرح مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

کبشہ، کبیشہ:

آپ فروہ بن عامر بن وذفہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ ام ولد ہیں۔آپ سے عبدالرحمٰن بن سعد بن قیس بن مالک بن عجلان بن عامر بن بیاضہ نے شادی کی۔کبشہ نے بھی مسلمان ہو کر سرکار رسالت ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

ام شرجیل:

آپ فروہ بن عمرو بن وذفہ کی صاحبزادی ہیں۔اور آپ کی والدہ ام ولد ہیں آپ سے یقظان بن عبید بن عقبہ بن عمرو بن عبید بن عامر بن بیاضہ نے شادی کی۔ام شرجیل نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

بُثینہ:

آپ نعمان بن عمرو بن نعمان بن خلدہ بن عمرو بن امیہ بن عامر بن بیاضہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ حبیبہ بنت قیس بن سفیان بن عبد مناف بن انجم بن حارث بن ادرم بن غالب بن فہر ہیں ادرم کا نام تیم اللات ہے اور قرشی ہیں۔بثینہ سے محمد بن عمرو بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار نے شادی کی۔آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

فارعہ:

آپ عصام بن عامر بن عطیہ بن بیاضہ کی دختر ہیں۔آپ سے عمرو بن نعمان بن خلدہ بن عمرو بن امیہ بن عامر بن بیاضہ نے شادی کی۔آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

اُمامہ:

آپ فارعہ بنت عصام کی بہن ہیں۔آپ سے کبشہ بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار نے نکاح کیا۔آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

اُمیّہ:

آپ خلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ کی دختر ہیں: آپ سے فروہ بن عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ نے شادی کی جن سے ام سعد پیدا ہوئیں۔ امیّہ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

انیسہ:

آپ عبداللہ بن عمرو بن مالک بن عجلان بن عامر بن بیاضہ کی دختر ہیں۔ آپ سے عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عامر بن عوف بن خزرج نے پھر ان کے بعد عمرو بن اوس بن عامر بن ثعلبہؓ بن دقش بن طریف بن خزرج بن ساعدہ نے نکاح کیا۔ انیسہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

خواتین بنوزریق یعنی ابن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن عضب بن جشم بن خزرج میں سے بیعت کرنے والی خواتین اسلام

امامہ:

آپ عثمان بن خالدہ بن مخلد بن عامر بن زریق کی دختر اور ابوعبادہ سعد بن عثمان بدری کی سگی بہن ہیں۔ اور آپ کی والدہ ام جمیل بنت قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ ہیں۔ آپ سے ثابت بن جذع بن زید بن حارث بن حرام کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بن خزرج نے نکاح کیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام رافع:

آپ امامہ بنت عثمان کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے خلاد بن رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق نے نکاح کیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

قُلیہ:

آپ کی کنیت ام الحکم ہے اور آپ مطلب بن خالدہ بن مخلد بن عامر بن زریق کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ہند بنت عجلان بن غنام بن عامر بن بیاضہ ہیں۔ آپ سے ربیع بن عامر بن خالدہ بن مخلد بن عامر بن زریق نے نکاح کیا۔ پھر عمرو بن خالدہ نے' آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر سرور کائنات' فخر موجودات ﷺ سے بیعت کی۔

حبیبہ:

آپ مسعود بن خالدہ بن عامر بن مخلد بن عامر بن زریق کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ فارعہ بنت حباب بن ربیع بن رافع بن معاویہ بن عبید بن الجبر (خدرہ) بن عوف بن حارث بن خزرج ہیں۔ آپ سے عبدالرحمٰن بن عمرو بن خالدہ بن عامر بن مخلد بن عامر بن زریق نے شادی کی۔ حبیبہ نے بھی مسلمان ہو کر سرکار رسالت ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

بُہیسہ:

آپ عمرو بن خالدہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ ام الحکم فکیہ بنت مطلب ہیں۔ آپ سے نعمان بن عجلان بن نعمان بن عامر بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق نے شادی کی آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام قیس:

آپ حصن بن خالدہ بن مخلد بن عامر بن زریق کی دختر اور قیس بن حصن بدری کی بہن ہیں بقول محمد بن عمر ام قیس نے بھی مسلمان ہو کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی۔

ام سعد:

آپ قیس بن حصن بن خالدہ بن مخلد بن عامر بن زریق کی دختر ہیں' آپ کی والدہ خولہ بنت فاکہ بن قیس بن مخلد بن عامر بن زریق نے پھر ان کے بعد مسعود اکبر بن عبادہ بن ابی عبادہ سعد بن عثمان بن خالدہ بن مخلد بن عامر بن زریق نے نکاح کیا ام سعد نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

حُبّہ:

آپ عمرو بن حصن بن خالدہ بن مخلد بن عامر بن زریق کی دختر ہیں آپ کی والدہ حبیبہ بنت قیس بن خالدہ بن مخلد بن عامر بن زریق ہیں۔ آپ سے صیفی بن اسود بن عباد بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ نے نکاح کیا۔ حُبّہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

کبشہ:

آپ فاکہ بن قیس بن مخلد بن عامر بن زریق کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ سلمٰی بنت اُمیّہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج (از بنوساعدہ) ہیں۔ آپ سے مسعود بن سعد بن قیس بن خالدہ بن عامر بن زریق نے شادی کی پھر عجلان بن نعمان بن عامر بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق نے' کبشہ نے بھی مسلمان ہو کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی۔

لیلیٰ:

آپ ربعی بن عامر بن خالدہ بن عامر بن زریق کی دختر ہیں۔ آپ سے طفیل بن مالک بن خنساء بن سنان بن عبید (از بنوسلمہ) نے نکاح کیا۔ پھر ان کے بعد صیفی بن رافع بن عُنجُدہ بلوی حلیف بنوعمرو بن عوف نے' لیلیٰ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

سُنبُلہ:

آپ ماعص بن قیس بن خالدہ بن عامر بن زریق کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ سُخطی بنت اوس بن عباد بن عمرو بن سواد بن غنم (از بنوسلمہ) ہیں۔ آپ سے ابوعبادہ سعد بن عثمان بن خالدہ بن مخلد بن عامر بن زریق نے شادی کی۔ آپ معاذ بدری اور عائذ بدری پسران ماعص کی علاتی بہن ہیں۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رحمت عالم ﷺ سے بیعت کی۔

انیسہ:

آپ معاذ بن ماعص بن قیس بن خالدہ بن عامر بن زریق کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ام ثابت بنت عبید بن وہب بن اشجع ہیں۔ آپ سے عامر بن عمرو بن خالدہ بن عامر بن مخلد بن عامر بن زریق نے شادی کی انیسہ نے بھی مسلمان ہو کر نبی ﷺ سے بیعت کی۔

ام سعد:

آپ مسعود بن سعد بن قیس بن خالدہ بن عامر بن زریق کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ کبشہ بنت فاکہ بن قیس بن مخلد بن عامر بن زریق ہیں۔ ام سعد نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

ام ثابت:

آپ ام سعد بنت مسعود کی سگی بہن ہیں۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

ام سہل:

آپ بھی ام سعد بنت مسعود کی سگی بہن ہیں۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

خولہ:

آپ مالک بن بشر بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن زریق کی دختر ہیں۔ آپ سے زیاد بن زید بن نعمان بن خالدہ بن عامر بن زریق نے شادی کی خولہ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

خواتین بنو حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن عضب بن جشم بن خزرج میں سے بیعت کرنے والی خواتین اسلام

انیسہ:

آپ ہلال بن معلّٰی بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ سلمٰی بنت طالق بن عکیم بن عبد مناف (از بنو سلیم) ہیں۔ آپ سے عجلان بن نعمان بن عامر بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق نے شادی کی۔ اُنیسہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رحمت عالم ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

نُسیبہ:

آپ رافع بن معلّٰی بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک بن زید مناۃ بن حبیب بن حارثہ کی دختر ہیں اور آپ کی ماں آل عبداللہ بن غطفان سے ہیں۔ آپ سے ابوسعید بن اوس بن معلّٰی بن لوذان بن حارثہ نے شادی کی۔ نسیبہ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

خواتین بنوسلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن خزرج میں سے بیعت کرنے والی خواتین اسلام

الشموس:

آپ عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ہند بنت قیس بن قریم بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ ہیں۔ آپ سے محمود بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد (از بنوحارثہ) نے پھر مسعود بن اوس بن مالکؓ بن سواد (از بنوظفر) نے نکاح کیا۔ مسعود سے اولاد ہوئی' آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ خیبر میں شریک تھیں۔ آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

ہند:

آپ شموس بنت عمرو بن حرام کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے عمرو بن جموح بن زید بن حرام نے شادی کی جن سے اولاد ہوئی۔ آپ بھی جنگ خیبر میں شریک ہوئیں اور مشرف بہ اسلام ہوکر سرکارِ رسالت ﷺ سے بیعت کی۔

لمیس:

آپ بھی شموس بنت عمرو کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے زید بن یزید بن جذام بن سُبیع بن خنساء بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ نے شادی کی۔ لمیس نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام عمرو:

آپ بھی شموس کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے ابوالیسر بن عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد نے شادی کی۔ آپ نے بھی مسلمان ہوکر آپ ﷺ سے بیعت کی۔

امّ معاذ:

آپ عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔ بقول محمد بن عمر آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام حبان:

آپ عامر بن نابیٔ بن زید بن حرام بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں اور عقبہ بن عامر بدری کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے حرام بن محیصہ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ اوسی نے شادی کی آپ کی والدہ فکیہہ بنت سکن بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن سلمہ ہیں۔ ام حبان نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ادام:

آپ جموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ رہم بنت قین بن کعب ہیں۔

آپ سے مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ نے نکاح کیا۔ آپ عمرو بن جموح کی جو جنگ اُحد میں شہید ہوئے سگی بہن ہیں۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

ہند:

آپ عمرو بن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ہند بنت عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام از بنوسلمہ ہیں۔ آپ سے مُحَیّصہ بن مسعود حارثی نے شادی کی جن سے حرام' دحیہ اور ربیع تین بچے پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

حمیمہ:

آپ حمام بن جموح بن زید کی دختر اور عمیر بن حمام شہید بدر کی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ نوار بنت عامر بن نابی بن زید بن حرام ہیں۔ آپ سے سنان بن قیس بن اسود بن مری بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ نے نکاح کیا جن سے مسعود پیدا ہوئے۔ حمیمہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

ہند:

آپ منذر بن جموح بن زید کی دختر اور حباب بن منذر بدری کی سگی بہن ہیں آپ کی والدہ شموس بنت حق بن اُمیہ بن حرام سلمی ہیں۔ آپ سے عمرو بن خنیس بن لوذان نے شادی کی جن سے منذر بدری شہید بئر معونہ پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

ام جمیل:

آپ حباب بن منذر بن جموح کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ زینب بنت صیفی بن صخر بن خنساء (از بنوعبید از بنوسلمہ) ہیں آپ سے منذر بن عمرو بن خنیس نقیب بنوساعدہ نے شادی کی۔ ام جمیل نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

ام ثعلبہ:

آپ زید بن حارث بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر اور ثعلبہ بن زید جزع کی سگی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ امامہ بنت خالد بن مخلد بن عامر بن زریق ہیں۔ آپ سے عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن اُدی بن سعد' سلمہ بن سعد کے بھائی نے شادی کی۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

ام حارث:

ام ایاس آپ ثابت بن جذع' ثعلبہ بن زید بن حارث بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ امامہ بنت عثمان بن خالدہ بن مخلد بن عامر بن زریق ہیں۔ آپ سے مرداس بن مروان بن جذع' ثعلبہ بن زید بن حارث نے شادی کی' ام حارث نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

عائشہ:

آپ عمیر بن خارث بن ثعلبہ بن حارث بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔ بقول محمد بن عمر آپ نے بھی مسلمان ہوکر سرورکائنات ﷺ سے بیعت کی۔

فلیہ:

آپ سکن بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ زہرہ بنت اوس بن قین بن کعب ہیں۔ آپ سے عامر بن نابی بن زید بن حرام سلمی نے نکاح کیا۔ فلیہ نے بھی مسلمان ہوکر نبی ﷺ سے بیعت کی۔

قبیسہ:

آپ صیفی بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ نائلہ بنت قیس بن نعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ ہیں۔ آپ سے جابر بن صخر بن اُمیہ بن خنساء بن عبید سلمی نے شادی کی جن سے عائشہ پیدا ہوئیں۔ پھر بشر بن براء بن معرور نے نکاح کیا جن سے عالیہ پیدا ہوئیں۔ قبیسہ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

زینب:

آپ قبیسہ بنت صیفی کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے حباب بن منذر بن جموح نے شادی کی جن سے خشرم اور منذر پیدا ہوئے زینب نے بھی مسلمان ہوکر بیعت کی۔

حمیمہ:

آپ بھی زینب بنت صیفی کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے براء بن معرور نے پھر زید بن حارثہ کلبی محبوب رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا حمیمہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

مُلیکہ:

آپ عبداللہ بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ بسرہ بنت زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن سلمہ ہیں۔ آپ سے مسعود بن زید بن سبیع بن خنساء بن عبید نے شادی کی جن سے ابو جہاذ عبدالرحمٰن اور ہزیلہ تین بچے پیدا ہوئے ملیکہ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ہند:

آپ براء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ حمیمہ بنت صیفی بن صخر ہیں۔ آپ سے جابر بن عتیک بن قیس بن اسود سلمی نے نکاح کیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

سلافہ:

آپ ہند بنت براء کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے ابوقتادہ بن ربعی بن بلذمہ سلمی نے شادی کی جن سے عبداللہ اور عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ سلافہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

رباب:

آپ بھی ہند بنت براء کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے معاذ بن حارث بن سراقہ بن خناس سلمی نے شادی کی جن سے سعد پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

ام حارث:

آپ مالک بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر اور طفیل بن مالک بدری کی سگی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ اسماء بنت قین بن کعب بن سواد سلمی ہیں۔ آپ سے ثابت بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید سلمی نے شادی کی۔ ام حارث نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

اروٰی:

آپ ام حارث کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے عمرو بن عدی بن سنان بن نابئ بن عمرو بن سواد نے نکاح کیا جن سے خالد اور ام منیع دو بچے پیدا ہوئے۔ اروٰی نے بھی مسلمان ہو کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی۔

ام حارث:

آپ نعمان بن خنساء بن سنان کی دختر ہیں آپ کی والدہ خنساء بنت رباب بن نعمان بن سنان بن عبید ہیں آپ سے سواد بن رزن بن زید بن ثعلبہ بن عبید سلمی نے شادی کی۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر نبی ﷺ سے بیعت کی۔

الرُبیّع:

آپ طفیل بن نعمان بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ اسماء بنت قرط بن خنساء بن سنان ہیں۔ آپ سے ابو یحییٰ عبداللہ بن عبد مناف بن نعمان بن سنان بن عبید نے شادی کی ربیع نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عمیرہ:

آپ قرط بن خنساء بن سنان کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ ماریہ بنت قین بن کعب بن سواد سلمی ہیں۔ آپ سے قطبہ بن عبد عمرو بن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار بن نجار نے شادی کی جن سے مندوس پیدا ہوئے۔ عمیرہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

اسماء:

آپ عمیرہ بنت قرط کی علاتی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ ماریہ بنت قین بن کعب بن سواد سلمی ہیں۔ آپ سے طفیل بن

نعمان بن خنساء بن سنان نے شادی کی جن سے ربیع پیدا ہوئیں۔اسماء نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر آپ ﷺ سے بیعت کی۔

ادام:

آپ اسماء بنت قرط کی سگی بہن ہیں۔آپ سے طفیل بن مالک بن خنساء نے شادی کی جن سے عبداللہ اور نعمان پیدا ہوئے۔ادام نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

امامہ:

آپ بھی اسماء بنت قرط کی سگی بہن ہیں۔آپ سے یزید بن قیظی بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید نے شادی کی۔آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

آمنہ:

آپ بھی اسماء بنت قرط کی سگی بہن ہیں۔آپ سے اوس بن معلیٰ بن لوذان بن حارثہ از بنوعضب بن جشم بن خزرج نے شادی کی جن سے ابوسعید پیدا ہوئے۔آمنہ نے بھی مسلمان ہو کر سرورعالم ﷺ سے بیعت کی۔

خنساء:

آپ رباب بن نعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ ادام بنت حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ ہیں۔آپ جابر بن عبداللہ بن رباب بدری کی پھوپھی ہیں۔آپ سے عامر بن عدی بن سنان بن نابیؔ بن عمرو بن سواد نے پھر نعمان بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم نے شادی کی۔خنساء نے بھی مسلمان ہو کر سرورعالم ﷺ سے بیعت کی۔

ام زید:

آپ قیس بن نعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ ادام بنت قین بن کعب بن سواد ہیں۔آپ سے خالد بن عدی بن عمرو بن عدی بن سنان بن نابیؔ بن عمرو بن سواد نے شادی کی۔ام زید نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام ثابت:

آپ حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ ہند بنت مالک بن عامر (از بنو بیاضہ) ہیں۔آپ سے عبداللہ بن حُمیر اشجعی حلیف بنی عبید سلمی نے شادی کی۔ام ثابت نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

امامہ:

آپ محرث بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ سلمیٰ بنت ابی الداحداہ (جنت میں لٹکے ہوئے خوشہ والے) بن نعیم بن ایاس از بنوقضاعہ حلیف بنوعمرو بن عوف ہیں۔آپ سے ربیع بن طفیل بن مالک بن

خنساء بن سنان بن عبد سلمٰی نے پھر ضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید سلمی نے شادی کی۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

ام عبید اللہ:

آپ سواد بن رزن بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ام حارث بنت نعمان بن خنساء بن سنان بن عبید سلمی ہیں آپ سے ابو محمد بن معاذ بن انس بن قیس بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار نے شادی کی۔ ام عبد اللہ نے بھی مسلمان ہو کر سرکارِ دو عالم ﷺ سے بیعت کی۔

ام رزن:

آپ ام عبد اللہ بنت سواد کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے یزید بن ضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب سلمی نے نکاح کیا۔ ام رزن نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

سُعاد:

آپ سلمہ بن زہیر بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ام قیس بنت حرام بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ ہیں اور عضب بن جشم بن خزرج کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ سے جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید نے شادی کی۔ سعاد نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ آپ ہی نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی تھی کہ آپ میرے پیٹ کے بچہ سے بھی بیعت فرمالیں (کیونکہ وہ حاملہ تھیں) پھر ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم آزادوں کی آزاد ہو۔

عمیرہ:

آپ جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ معاذ بنت سلمہ بن زہیر بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ ہیں۔ آپ سے کعب بن مالک بن ابی کعب بن قیس بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ نے شادی کی جن سے عبد اللہ، عبید اللہ، فضالہ، وہب، معبد خولہ اور سعاد سات بچے پیدا ہوئے۔ ام معبد عمیرہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ آپ کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور آپ سے روایت بھی کی۔

باخبار محمد بن صلت بتحدیث ابو شہاب از محمد بن اسحٰق از معبد بن کعب اپنی والدہ سے (جنھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی): میں نے نبی ﷺ سے سنا فرماتے تھے: کھجور و انگور ملا کر نبیذ مت بناؤ بلکہ ہر ایک کی الگ الگ نبیذ بناؤ۔

سُمیکہ:

آپ جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ ام حارث بنت مالک بن خنساء بن سنان بن عبید سلمی ہیں۔ آپ سے نعمان بن جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء نے شادی کی۔ سمیکہ نے بھی مسلمان ہو کر آپ ﷺ سے بیعت کی۔

عصیمہ:

آپ سمیکہ بنت جبار کی بہن ہیں۔ بقول محمد بن عمر واقدی آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ہزیلہ:

آپ مسعود بن زید بن سُبیع بن خنساء بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ ملیکہ بنت عبداللہ بن صخر بن خنساء بن سنان سلمی ہیں۔ آپ سے عبداللہ بن انیس حلیف بن سواد نے شادی کی۔ ہزیلہ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

ام سلیم:

آپ عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی صاحبزادی ہیں اور ابوالیسر' کعب بن عمرو عقبی بدری کی سگی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ نسیبہ بنت قیس بن اسود بن مری سلمی ہیں۔ آپ سے نابیٔ بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ نے شادی کی۔ آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

ام منیع:

آپ عمرو بن عدی بن سنان بن نابیٔ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں اور آپ کی کنیت ام شباث بھی ہے آپ کی والدہ اروٰی بنت مالک بن خنساء بن سنان بن عبید سلمی ہیں۔ آپ سے ابوشباث خدیج بن سلامہ بن اوس بن عمرو بن کعب بن قراقر بن ضحیان' حلیف بنی حرام نے شادی کی جن سے عقبہ کی شب کو شباث پیدا ہوئے۔ خدیج بیعت عقبہ میں شریک تھے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام منیع بھی تھیں۔ ام شباث بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر میں شریک رہیں۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

انیسہ:

آپ عنمہ بن عدی بن سنان بن نابیٔ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ جہیزہ بنت قین بن کعب سلمی ہیں آپ ثعلبہ بن عنمہ عقبی و بدری کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے عبداللہ بن عمرو بن حرام نے نکاح کیا۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر آپ ﷺ سے بیعت کی۔

ام بشر:

آپ عمرو بن عنمہ بن عدی بن سنان بن نابیٔ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ ام زید بنت عامر بن خدیج بن سنان بن نابیٔ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ ہیں آپ سے عبدالرحمٰن بن خراش بن صمہ بن حرام نے شادی کی جن سے اولاد ہوئی۔ پھر عبداللہ بن بشر بن انس بن امیہ بن عامر بن جشم بن حارثہ بن حارث اوسی نے نکاح کیا۔ ام بشر نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

سخطیٰ:

آپ اسود بن عباد بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ جمیمہ بنت عبید بن ابی کعب بن قین بن کعب بن سواد سلمی ہیں۔ آپ سے ماعص بن قیس بن خالدہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ نے شادی کی۔ پھر عبید بن معلّی بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید (از اولاد عضب بن جشم بن خزرج) نے نکاح کیا آپ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

ام عمرو:

آپ عمرو بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ام سلیم بنت عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد سلمی ہیں۔ آپ سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد نے شادی کی آپ سلیم بن عمرو بن حدیدہ عقبی و بدری کی سگی بہن ہیں۔ آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی خوشنودی حاصل کی۔

ام جمیل:

آپ قطبہ بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ام عمرو بنت عمرو بن حدیدہ ہیں۔ آپ سے عثمان بن خلدہ بن زریق نے شادی کی جن سے امامہ پیدا ہوئیں۔ پھر آپ سے زید بن ثابت بن ضحاک از بنو مالک بن نجار نے نکاح کیا۔ پھر انس بن مالک بن نضر بن ضمضم از بنو عدی بن نجار نے۔ آپ کی والدہ اور نانی دونوں بیعت شدہ ہیں۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

سخطیٰ:

آپ قیس بن ابی کعب بن قین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ نائلہ بنت سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل ہیں۔ آپ سے حارث بن سراقہ بن خنساء بن سنان بن عبید سلمی نے نکاح کیا۔ آپ سہل بن قیس بدری شہید احد کی سگی بہن ہیں آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عمرہ:

آپ سخطیٰ بنت قیس کی سگی بہن ہیں آپ سے زیاد بن ثعلبہ ساعدی نے نکاح کیا۔ عمرہ نے بھی مسلمان ہو کر آپ ﷺ سے بیعت کی۔

فکیہہ:

آپ سکن بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔ بقول محمد بن عمر آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

خواتین بنی اری بن سعد برادر سلمہ بن سعد میں سے بیعت کرنے والی خواتین اسلام

صعبہ:

آپ جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن اُدی بن سعد کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ ہند بنت سہل (از جہنیہ پھر از بنو وقفہ) ہیں۔آپ معاذ بن جبل کی سگی بہن ہیں۔آپ سے ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار نے شادی کی جن سے عبید پیدا ہوئے۔صعبہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام عبداللہ:

آپ معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرابن اُدی بن سعد کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ ام عمرو بنت خلاد بن عمرو بن عدی بن سنان بن نابئ بن عمرو بن سواد سلمی ہیں۔آپ سے عبداللہ بن عامر بن مروان بن ثعلبہ بن زید بن حارث بن حرام سلمی نے نکاح کیا جن سے آمنہ پیدا ہوئیں۔ام عبداللہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

خواتین بنو نجار یعنی تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی پھر بنو مازن بن نجار کی بیعت کرنے والی خواتین اسلام

ام عمارہ:

آپ نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم از بنو مازن بن نجار ہیں۔آپ کی والدہ رباب بنت عبداللہ بن حبیب بن زید بن ثعلبہ بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن عضب بن جشم بن خزرج ہیں۔آپ عبداللہ بن کعب بدری کی اور ابو لیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب کی جو بڑے رونے والے تھے سگی بہن ہیں۔آپ سے زید بن عاصم بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار نے شادی کی جن سے عبداللہ اور حبیب پیدا ہوئے۔جو نبی ﷺ کے صحابی ہیں۔پھر آپ سے غزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار نے نکاح کیا جن سے تمیم اور خولہ دو بچے پیدا ہوئے۔ام عمارہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور بیعت عقبہ والے دِن موجود تھیں اور اُحد' حدیبیہ' خیبر' عمرۃ القضاء' حنین اور جنگ یمامہ میں شریک رہیں۔آپ کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا۔آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کئی حدیثیں سنیں۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث یعقوب بن محمد از عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ از ام عمارہ نسیبہ بنت کعب: میں بیعت عقبہ والے دِن موجود تھی اور میں نے مردوں کے ساتھ آپ سے بیعت کی تھی۔محمد بن عمر: ام عمارہ جنگ اُحد میں اپنے شوہر غزیہ بن عمرو کے اور اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ شریک ہوئیں اور صبح صبح مجاہدین کے ساتھ اپنی مشک لے کر زخمیوں کو پانی پلانے کی غرض سے نکل گئیں۔اس دِن آپ نے جنگ بھی کی اور اچھا کارنامہ انجام دیا۔آپ کے نیزوں اور تلواروں کے بارہ زخم آئے۔ام سعید بنت سعد بن ربیع فرماتی ہیں: میں نے ام عمارہ کے پاس جا کر کہا کہ جنگ اُحد کا کچھ آنکھوں دیکھا حال سناؤ۔

فرمایا: میں جنگ اُحد کے دِن شروع دِن ہی میں نکل گئی تھی اور میں لوگوں کا حال دیکھ رہی تھی۔ میرے پاس مشک تھی جس میں پانی تھا۔ پھر میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے پاس پہنچی۔ آپ صحابہ کے ساتھ تھے اور فتح وہوا مسلمانوں کے حق میں تھی۔ پھر جب مسلمانوں کو شکست ہوئی تو میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے پاس پہنچ کر کافروں سے لڑنے لگی اور آپ سے تیر وتلوار کے ذریعے دفاع کرنے لگی۔ حتیٰ کہ میں زخمی ہوگئی۔ ام سعید فرماتی ہیں: میں نے خود ام عمارہ کے کندھے پر زخم کا ایک گہرا نشان دیکھا۔ میں نے پوچھا: ام عمارہ! تمہارے یہ چوٹ کس نے ماری تھی؟ فرمایا: جب مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے تو ابن قمیئہ زور زور سے یہ کہتا ہوا آیا مجھے محمد کو بتاؤ یا تو وہ نہیں یا میں نہیں۔ اس سے مصعب بن عمیر اور چند مسلمانوں نے مزاحمت کی۔ ان مزاحمت کرنے والوں میں میں بھی تھی۔ اس نے میرے یہ زخم لگایا۔ اس کے بعد میں نے اس کے کئی چوٹیں ماریں لیکن اس ظالم کے جسم پر دہری زرہ تھی۔ میرے حملوں نے اس پر اثر نہیں کیا۔

ضمرہ بن سعید مازنی اپنی دادی سے روایت کرتی ہیں آپ کی دادی اُحد میں زخمیوں کو پانی پلانے پر مامور تھیں۔ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم سے سنا آپ فرماتے تھے: آج کے دِن نسیبہ بنت کعب کا درجہ فلاں فلاں شخص سے بھی اونچا ہے۔ آپ نے اس دِن انہیں سخت قسم کی لڑائی لڑتے ہوئے دیکھا تھا آپ نے اپنی کمر پر کپڑا باندھ رکھا تھا۔ اس دِن آپ کے ۱۳ زخم آئے۔ ضمرہ فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ ابن قمیئہ نے آپ پر حملہ کرکے آپ کے کندھے کو زخمی کردیا۔ آپ کے تمام زخموں میں یہی زخم گہرا اور کاری تھا۔ آپ نے اس کا سال بھر علاج کیا پھر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے منادی نے جنگ حمراء الاسد کا اعلان کیا۔ ام عمارہ نے پٹکا باندھا لیکن خون نکل جانے کی وجہ سے کمزور ہوگئی تھیں۔ حمراء الاسد میں شریک نہ ہوسکیں۔ ہم رات بھر صبح تک زخموں کو سینکتے رہے پھر جب سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم حمراء الاسد سے واپس تشریف لائے تو آپ نے اپنے گھر جانے سے پہلے عبداللہ بن کعب مازنی کو ام عمارہ کے پاس بھیج کر ان کی خیریت معلوم کرائی اور عبداللہ نے آپ کو ام عمارہ کی سلامتی کی خبر پہنچائی جس سے آپ کو بڑی مسرت ہوئی۔

باخبار محمد بن عمرؒ باخبار عبدالجبار بن عمارہ از عمارہ بن غزیہ از ام عمارہ: میں نے دیکھا مسلمان نبی صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے آپ کے پاس دس سے بھی کم آدمی رہ گئے تھے۔ میں' میرے دونوں بیٹے اور میرا شوہر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے آگے سینہ سپر بنے ہوئے تھے اور لوگ شکست خوردہ آپ کے پاس سے گزر رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ میرے پاس ڈھال نہیں ہے۔ پھر آپ نے ایک شخص کو معہ ڈھال کے بھاگتا ہوا دیکھا۔ آپ نے اس سے کہا: ڈھال لڑنے والوں کو دیتا جا۔ یہ سن کر اس نے اپنی ڈھال پھینک دی۔ میں نے وہ ڈھال اُٹھالی اور میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کو بچانے کے لئے وہی ڈھال استعمال کرنے لگی۔ ہمارے ساتھ یہ کھیل کافر شہ سواروں نے کھیلا تھا۔ اگر ہماری طرح پیدل ہوتے تو ان شاء اللہ ہم ہی ان پر مسلط ہوجاتے۔ الغرض ایک شہسوار میری طرف بڑھ کر مجھ پر حملہ کرتا ہے۔ میں ڈھال پر اس کا وار روک لیتی ہوں اور اس کی تلوار ہمارا بال بھی بیکا نہیں کرتی پھر وہ مڑتا ہے میں فوراً اس کے گھوڑے کی ایڑی پر حملہ کرتی ہوں وہ اپنی پشت پر گر پڑتا ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم بلند آواز سے پکارتے ہیں اے ام عمارہ کے فرزند! اپنی والدہ کی خیر خبر لو۔ فرماتی ہیں پھر وہ میرے ساتھ تعاون کرتے ہیں حتیٰ کہ میں اسے شعوب میں

دھکیل آتی ہوں۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ از عمرو بن یحییٰ اپنی والدہ سے اور وہ عبداللہ بن زید سے: اس دن میرے بائیں بازو میں زخم آیا۔ یہ زخم کھجور کے تنہ کی طرح ایک لمبے شخص نے لگایا مگر وہ میری طرف مائل نہیں ہوا اور آگے بڑھ گیا۔ اس سے خون کسی صورت سے بند ہی نہ ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زخم پر پٹی باندھ لو پھر میری طرف آتی ہیں آپ کے پاس پٹیاں ہیں۔ جو آپ نے تیار کر کے ازار بند میں ٹوم رکھی ہیں۔ آپ میرے زخم پر پٹی باندھ دیتی ہیں۔ نبی ﷺ کھڑے ہوئے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ پھر میری والدہ مجھ سے فرماتی ہیں بیٹا کھڑے ہو جاؤ اور کافروں سے جنگ کرو۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں ام عمارہ! تمہاری طرف کس میں طاقت ہے؟ فرماتی ہیں: پھر وہ شخص آتا ہے جس نے میرے بچہ پر حملہ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں یہ ہے تمہارے بیٹے پر حملہ کرنے والا۔ فرماتی ہیں: میں اس کے سامنے جا کر اس کی ٹانگ پر تلوار مارتی ہوں پھر وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا ہے۔ فرماتی ہیں میں نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کو مسکراتا ہوا دیکھا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں اور آپ نے فرمایا: ام عمارہ! تم نے بدلہ لے لیا۔ پھر ہم نے اسلحہ سے حملہ کر کے اسے ختم کر دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: الحمد للہ! حق تعالیٰ نے تمہیں فتح عطا فرمائی اور دشمن سے تمہاری آنکھ ٹھنڈی کی اور تم کو تمہاری آنکھوں سے انتقام دکھایا۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ از عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی صعصعہ از حارث بن عبداللہ بسماع عبداللہ بن زید بن عاصم: میں جنگ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھا۔ پھر جب لوگ آپ کو میدانِ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے تو میں اور میری والدہ آپ سے دفاع کے لئے آپ کے قریب چلے گئے۔ آپ نے پوچھا تم فرزند ام عمارہ ہو؟ میں بولا: جی ہاں۔ فرمایا برساؤ۔ میں نے ایک مشرک شہسوار پر ایک پتھر کھینچ کر مارا لیکن پتھر اس کے گھوڑے کی آنکھ پر لگا اور گھوڑا بے قرار ہو کر معہ سوار کے گر گیا پھر میں نے تابڑ توڑ اس پر اتنے پتھر برسائے کہ پتھروں کا ڈھیر ہو گیا۔ نبی ﷺ دیکھ کر مسکرا رہے تھے آپ نے میری والدہ کے کندھے کے زخم کو دیکھ کر فرمایا۔ اپنی والدہ کی خیر خبر لو۔ ان کے زخم پر پٹی باندھو۔ اے خاندان والو! تمہارے خاندان کو اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے تمہاری والدہ کا مقام فلاں فلاں کے مقام سے بہتر ہے۔ اے خاندان والو! اللہ تم پر رحم فرمائے اور تمہارے عربی (والد کے شوہر) کا مقام فلاں فلاں کے مقام سے بہتر ہے۔ اے خاندان والو! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، میری والدہ نے کہا آپ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جنت میں بھی ہمیں آپ کی رفاقت نصیب فرمائے۔ فرمایا: اے اللہ! انہیں جنت میں میرے رفیق بنا۔ فرماتی ہیں (اس دعا کے بعد) مجھے دنیا کی کسی مصیبت کی پرواہ نہیں۔

باخبار محمد بن عمر، بحدیث یعقوب بن محمد از موسیٰ بن ضمرہ بن سعید از ضمرہ بن سعید: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ چادریں لائی گئیں ان میں ایک چادر عمدہ اور فراخ تھی۔ کسی نے کہا: اس چادر کی اتنی اتنی قیمت ہے اگر آپ یہ عبداللہ بن عمر کی بیوی صفیہ بنت ابی عبید کو بھجوا دیں تو بہت ہی بہتر ہے۔ یہ صفیہ کی رخصتی سے قبل کا واقعہ ہے۔ فرمایا: میں اسے اس کو بھجواؤں گا جو اس کی صفیہ سے زیادہ حق دار ہے۔ یعنی ام عمارہ کو میں نے احد کے دن رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: جب بھی میں نے اپنے دائیں یا بائیں دیکھا ام عمارہ ہی کو دیکھا کہ وہ سینہ سپر بنی ہوئی میری حفاظت میں لڑ رہی ہیں۔

باخبار محمد بن عمر از معاذ بن محمد بن عمرو بن محصن نجاری از خبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب بن یساف از لیلیٰ بنت سعد از ام عمارہ: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے میں نے آپ کے سامنے کھانا رکھا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے کھایا اور فرمایا: آؤ تم بھی کھاؤ۔ میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ میرا روزہ ہے۔ فرمایا: جب روزدار کے سامنے کھانا کھایا جاتا ہے تو اس کے حق میں فرشتے دُعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ جب تک کھانے والا کھا کر فارغ نہ ہو۔

باخبار وکیع بن جراح از شعبہ از خبیب بن زید انصاری از لیلیٰ از ام عمارہ: ہمارے گھر سرور عالم ﷺ تشریف لائے ہم نے آپ کے آگے کھانا رکھا حاضرین میں سے کسی کا روزہ بھی تھا فرمایا جب روزہ دار کے سامنے کھانا کھایا جاتا ہے تو اس کے حق میں فرشتے دُعائے خیر کرتے رہتے ہیں۔

باخبار سلیمان بن ابی داؤد طیالسی باخبار شعبہ از خبیب بن زید: میں اس مجلس میں حاضر تھا جس میں لیلیٰ اپنی دادی ام عمارہ انصاریہ نجاریہ سے بیان فرما رہی تھیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: روزہ دار کے لئے فرشتے دُعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ (کھانے سے) فارغ نہ ہو جائیں یا پیٹ نہ بھر لیں۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث منذر بن سعید مولیٰ بنی زہیر از محمد بن یحییٰ بن حبان: جنگ احد میں ام عمارہ کے بارہ زخم آئے تھے اور جنگ یمامہ میں آپ کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا اور گیارہ زخم ہاتھ کے علاوہ تھے۔ آپ مدینہ میں زخمی آئی تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آ کر آپ کی خیریت معلوم کرتے تھے۔ اس زمانہ میں آپ خلیفہ تھے فرماتے تھے ام عمارہ نے تین شخصوں سے نکاح کیا اور آپ کی تینوں سے اولاد ہے۔ غزیہ سے تمیم بن غزیہ زید بن عاصم سے خبیب جن کو مسلیمہ کذاب نے بوٹی بوٹی کیا اور عبداللہ بن زید جو جنگ حرہ میں کام آئے اور تیسری بیوی نسیبہ ہیں آپ کی اولاد لاولد فوت ہوئی۔

فاطمہ:

آپ منقذ بن عمرو بن مالک بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ام ولد ہیں آپ سے داؤد بن ابی داؤد عمیر بن عامر بن مالک بن خنساء بن مبذول نے نکاح کیا جن سے اولاد ہوئی فاطمہ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

زینب:

آپ حباب بن حارث بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ سے قیس بن عمرو بن سہل بن ثعلبہ بن حارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مازن بن نجار نے نکاح کیا جن سے سعید بن قیس پیدا ہوئے۔ زینب نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

جمیلہ:

آپ ابوصعصعہ (عمرو) بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ انیسہ بنت عاصم بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار ہیں۔ آپ سے عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر

بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن خزرج نے شادی کی جن سے ولید بن عبادہ پیدا ہوئے۔ پھر ربیع بن سراقہ بن عمرو بن زید بن عبدہ بن عامر بن عدی بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج نے نکاح کیا جن سے عبداللہ' محمد اور بثینہ تین بچے پیدا ہوئے پھر خلدہ بن ابی خالد بن قیس بن خالد بن مخلد بن عامر بن زریق خزرجی نے نکاح کیا۔ جمیلہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

نائلہ:

آپ عبید بن حر بن عمرو بن جعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ رغیبہ بنت اوس بن خالد بن جعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار ہیں آپ سے معمر بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار نے شادی کی جن سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے نائلہ نے بھی مسلمان ہو کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

اُثیلہ:

آپ حارث بن ثعلبہ بن صخر بن حرام بن امیہ بن عامر بن مازن بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت زید مناۃ بن عمرو بن مازن غسانی ہیں۔ اُثیلہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

شقیقہ:

آپ مالک بن قیس بن محرث بن حارث بن ثعلبہ بن مازن بن نجار کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ سمیہ بنت عویمر بن اشقر بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار ہیں۔ آپ سے حارث بن سراقہ بن حارث بن عدی بن مالک بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار نے شادی کی جن سے عبداللہ اور ام عبید دو بچے پیدا ہوئے۔ شقیقہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

کبشہ:

آپ شقیقہ بنت مالک کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے ثعلبہ بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول بن مالک بن نجار نے نکاح کیا۔ پھر حباب بن حارث بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار نے نکاح کیا جن سے زینب پیدا ہوئیں جنہوں نے آپ سے بیعت کی کبشہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

شموس:

آپ بھی شقیقہ بنت مالک کی سگی بہن ہیں اور آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

ام سلیط نجاریہ:

آپ ام قیس بنت عبید بن زیاد بن ثعلبہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار ہیں۔ آپ کی والدہ ام عبداللہ بنت شبل بن حارث بن عوف (از سکاسک) ہیں آپ سے ابوسلیط بن ابی حارثہ (عمرو) بن قیس بن مالک بن عدی بن نجار نے شادی کی جن سے سلیط اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ ام سلیط نے بھی مسلمان ہو کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور آپ جنگ

خیبر وحنین میں شریک ہوئیں۔

خواتین بنی عدی بن نجار میں سے بیعت کرنے والی خواتین اسلام

نوار:

آپ مالک بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار کی دختر ہیں آپ کی والدہ سلمیٰ بنت عامر بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار ہیں آپ سے ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار نے شادی کی جن سے زید اور یزید پیدا ہوئے پھر عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان نے نکاح کیا جن سے مالک درج پیدا ہوئے۔ نوار نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

باخبار محمد بن عمرؒ بحدیث افلح بن حمید از نوار بنت مالکؒ ام زید بن ثابت: زید کی پیدائش سے پہلے جبکہ مجھے زید کے حمل کی وجہ سے تکلیف تھی، میں نے کعبہ پر ریشمی سبز اور زرد چادریں اور دیباتیوں کے بنے ہوئے مصلّے اور کپڑے کے ٹکڑے بالوں کے دیکھے۔

باخبار محمد بن عمرؒ بحدیث معاذ بن محمد از یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ: مجھے اس نے بتایا جس نے نوار سے سنا فرماتی تھیں: مسجد کے اردگرد کے تمام گھروں میں میرا گھر وسیع تھا شروع ہی سے بلال میرے گھر کی چھت پر اذان دیا کرتے تھے حتیٰ کہ مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی۔ پھر بلال مسجد کی پشت پر اذان دینے لگے مسجد کی چھت پر آپ کی اذان کے لئے ایک بلند شے بنادی گئی تھی۔

باخبار عمرو بن ہیثم بتحدیث مسعودی: ثابت بن عبید کا گمان ہے کہ زید بن ثابت نے میری والدہ کے جنازے کی نماز میں چار تکبیریں کہیں۔

ام عبید:

آپ سراقہ بن حارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار کی دختر ہیں اور حارثہ بن سراقہ بدری شہید کی سگی بہن ہیں آپ کی والدہ ام حارثہ ربیع بنت نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ہیں۔ آپ سے رافع بن زید بن عدی بن قیس بن قطن بن خداش بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار نے شادی کی پھر تمیم بن غزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار نے نکاح کیا۔ ام عبید معہ اپنی والدہ کے مشرف بہ اسلام ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

انیسہ:

آپ ابو خارجہ عمرو بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم سعدی بن نجار کی دختر ہیں اور ابو سلیط اسرہ بن عمرو بدری کی سگی بہن ہیں آپ کی والدہ آمنہ بنت اوس بن عجرہ (از بلی) حلیف بنو عوف بن خزرج ہیں۔ آپ سے نعمان بن عامر بن سواد

بن ظفر اوسی نے شادی کی جن سے قتادہ بدری اور ام سہل دو بچے پیدا ہوئے پھر مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ابجر (خدرہ) بن عوف بن حارث بن خزرج نے نکاح کیا جن سے ابوسعید خدری اور فریعہ پیدا ہوئیں۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام سہل:

بنت عمرؓ ابو خارجہ بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ہیں آپ کی والدہ آمنہ بنت اوس بن عجرہ (از بلی) حلیف بنوعوف بن خزرج ہیں۔ آپ سے محرز بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار نے شادی کی ام سہل نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

ام منذر:

آپ قیس بن عمرو بن عبید بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار کی دختر ہیں اور سلیط بن قیس بدری شہید جنگ جسر ابی عبید کی سگی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ رغیبہ بنت زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار ہیں۔ آپ سے قیس بن صعصعہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن غنم بن عدی بن نجار نے شادی کی جن سے منذر پیدا ہوئے۔ ام منذر نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور آپ سے روایت بھی کرتی ہیں۔

باخبار یحییٰ بن عباد' بتحدیث فلیح' بحدیث ایوب بن عبدالرحمٰن از یعقوب بن ابی یعقوب از ام منذر بنت قیس عدویہ جو رسول اللہ ﷺ کی خالہ ہیں فرماتی ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ معہ علی کے میرے گھر تشریف لائے' علی بیماری کی وجہ سے نحیف و لاغر تھے ہمارے گھر میں خوشے لٹکے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ ان میں سے دانے توڑ کر کھانے لگے اور آپ کے ساتھ علی بھی کھانے لگے۔ لیکن آپ نے علی سے کہا تم نہ کھاؤ کیونکہ تم لاغر ہو چنانچہ علی بیٹھ گئے اور آپ دانے توڑ توڑ کر کھانے لگے۔ میں نے آپ کے لئے چقندر اور جو سے طعام تیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے لا رکھا۔ آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس میں سے کھاؤ یہ تمہارے موافق آئے گا۔

ام سلیم:

آپ ام منذر بنت قیس کی بہن ہیں' بقول محمد بن عمر آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عمیرہ:

آپ بھی ام منذر بنت قیس کی بہن ہیں۔ آپ نے بھی بقول محمد بن عمر مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

ثبیتہ:

آپ سلیط بن قیس بن عمرو بن عبید بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ نخیلہ بنت صمہ بن عمرو بن عبید بن عمرو بن مبذول بن مالک بن نجار ہیں۔ آپ سے عبداللہ بن صعصعہ بن وہب بن عدی بن مالک بن

عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار نے شادی کی جن سے عبدالرحمٰن، سالمہ اور میمونہ تین بچے پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

اسماء:

آپ محرز بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ام سہل بنت ابی خارجہ عمرو بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ہیں۔ آپ سے ابوبشیر قیس بن عبید بن حر بن عمرو بن جعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار نے شادی کی جن سے بشیر اور جعد پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

کلثم:

آپ اسماء بنت محرز کی سگی بہن ہیں آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام حارثہ:

آپ کا نام رُبَیِّع ہے۔ آپ نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ہند بنت زید بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار ہیں۔ آپ سے سراقہ بن حارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار نے شادی کی جن سے حارثہ بدری، شہید بدر پیدا ہوئے۔ اور ام عمیر بھی، آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام حکیم:

آپ ام حارثہ بنت نضر کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے عمرو بن ثعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار نے شادی کی جن سے ابوحکیم، عبدالرحمٰن اور ام حکیم سہلہ بنت ثعلبہ پیدا ہوئیں۔ ام حکیم نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام سلیم:

آپ ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار کی دختر ہیں۔ انہیں کو غمیصاء یا رمیصاء کہا جاتا ہے۔ بعض ان کا نام سہلہ، بعض رمیلہ، بعض اُنیفہ اور بعض رمیثہ بتاتے ہیں۔ آپ کی والدہ ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار ہیں۔ آپ سے مالک بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار نے شادی کی جن سے انس بن مالک پیدا ہوئے۔ پھر ابوطلحہ زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار نے نکاح کیا۔ جن سے عبداللہ اور ابوعمیر پیدا ہوئے۔ ام سلیم نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ آپ جنگ حنین میں شریک تھیں جب کہ عبداللہ بن ابی طلحہ کا حمل بھی تھا اس سے قبل جنگ اُحد میں شریک ہو چکی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلانے پر اور ان کی مرہم پٹی پر مامور تھیں۔

باخبار ابواسامہ حماد بن اسامہ باخبار ام عون از محمد: جنگ اُحد میں ام سلیم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں اور آپ کے پاس

خنجر تھا۔

باخبار محمد بن عمر بحدیث سلیمان بن بلال از عمارہ بن غزیہ: ام سلیم حنین میں خنجر لئے ہوئے اور کمر میں پٹکا باندھے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں۔ اس دن آپ کو عبداللہ بن ابی طلحہ کا حمل بھی تھا۔

باخبار یزید بن ہارون وعفان بن مسلم' باخبار حماد بن سلمہ از ثابت از انس: جنگ حنین میں ام سلیم کے پاس خنجر تھا۔ ابوطلحہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! یہ ام سلیم ہیں اور ان کے پاس خنجر ہے۔ کہنے لگیں: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنے پاس یہ خنجر اس لئے رکھا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے تو میں اس سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں۔ طلقاء (چھوڑے ہوئے لوگ) کو قتل کردوں اور ان کی گردنیں اُڑا دوں۔ جن کی وجہ سے آپ کو شکست کا سامنا دیکھنا پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: ام سلیم! ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہوگیا اور اس نے جو کچھ بھی کیا اچھا ہی کیا۔

باخبار عمرو بن عاصم بتحدیث ہمام از اسحٰق بن عبداللہ اپنی دادی ام سلیم سے: میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئی۔ ان کے باپ موجود نہ تھے پھر وہ آ گئے اور کہنے لگے: کیا تم بے دین ہوگئی ہو؟ میں نے کہا: میں بے دین نہیں ہوئی البتہ اس شخص (پیغمبر اسلام) پر ایمان لے آئی ہوں۔ فرماتی ہیں میں انس کو اشارہ کر کے لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ سکھانے لگی۔ انس اشہدان لا الٰہ الا اللہ واشہدان محمد رسول اللہ پڑھنے لگے۔ انس کے باپ بولے: میرے بیٹے کو تو نہ بگاڑو۔ میں نے کہا: میں اسے بگاڑ نہیں رہی۔ فرماتی ہیں: پھر مالک (انس کے باپ) گھر سے باہر چلے گئے اور انہیں ان کے کسی دشمن نے قتل کردیا۔ جب مجھے ان کے قتل کی خبر ملی تو میں نے کہا: اب میں لامحالہ انس کا دودھ نہیں چھڑاؤں گی حتیٰ کہ انس اپنی خوشی سے سینہ منہ میں لینا چھوڑ دے اور میں نکاح نہیں کروں گی جب تک انس مجھے نکاح کی اجازت نہیں دیں گے اور وہ یہ نہیں کہیں گے کہ میری ماں نے میرا حق ادا کردیا۔ پھر جب انس نے دودھ پینا بند کردیا تو میرے پاس مشرک ابوطلحہ کا پیام آیا میں نے انکار کردیا۔ ایک دن میں نے باتوں باتوں میں ان سے کہا: بھلا بتایئے تو سہی آپ جو پتھروں کو پوجتے ہیں تو کیا یہ آپ کو نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں؟ اور بڑھئی نے آپ کو لکڑی کا جو ایک مجسمہ بنا کر دیا ہے کیا اس سے آپ کو نفع یا نقصان پہنچتا ہے۔ فرماتی ہیں: میرے اس سوال نے ان پر گہرا اثر کیا اور میرے پاس آ کر کہنے لگے تم نے جو کچھ کہا بالکل ٹھیک ہے (ان بے جانوں سے نہ نفع کی توقع کی جا سکتی ہے اور نہ نقصان کی) اور اب میں مسلمان ہوں۔ میں نے کہا: اب میں آپ سے نکاح کرنے پر راضی ہوں اور آپ کا مسلمان ہو جانا ہی میرا مہر ہے۔

باخبار خالد بن مخلد بجلی' بحدیث محمد بن موسیٰ از عبداللہ بن عبداللہ بن ابی طلحہ از انس بن مالک: ابوطلحہ نے ام سلیم پر پیام ڈالا۔ ام سلیم نے کہا: میں ان (پیغمبر اسلام) پر ایمان لے آئی ہوں اور میں نے اقرار کرلیا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اگر آپ بھی مسلمان ہو جائیں تو میں آپ سے نکاح کرنے پر راضی ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ جو دین تم نے اختیار کرلیا ہے وہی میرا دین ہے۔ چنانچہ ام سلیم نے ان سے نکاح کرلیا اور ان کا اسلام ہی اپنا مہر مقرر کیا۔

باخبار اسماعیل بن عبداللہ بن ابی اویس بحدیث محمد بن موسیٰ از عبداللہ بن عبداللہ بن ابوطلحہ: ابوطلحہ نے ام سلیم بنت ملحان پر پیام ڈالا۔ ام سلیم کہا کرتی تھیں: میں نکاح نہیں کروں گی جب تک انس بالغ نہ ہو جائیں اور مجلسوں میں بیٹھنے کے قابل

نہ ہوجائیں اور یہ اقرار نہ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو میری طرف سے اچھا صلہ عطا فرمائے۔ انہوں نے میری پرورش کا پورا پورا حق ادا فرمادیا۔ ام سلیم سے ابوطلحہ نے کہا کہ انس مجالس میں گفتگو کرنے کے قابل ہوگئے ہیں۔ ام سلیم نے کہا: اگر تم دو باتوں میں سے کسی ایک بات کا عہد کرو تو میں تم سے نکاح کرنے کو تیار ہوں یا تو تم مسلمان ہو جاؤ یا میرے اسلام کو چھپاؤ کیونکہ میں پیغمبر اسلام پر ایمان لے آئی ہوں۔ ابوطلحہ نے کہا کہ میں بھی مسلمان ہوتا ہوں پھر دونوں میں مہر ابوطلحہ کا اسلام ہی ٹھہرا۔

باخبار محمد بن فضل از عبدالرحمٰن بن اسحٰق از حسین بن ابی سفیان از انس بن مالک ایک دفعہ نبی ﷺ ام سلیم کے گھر تشریف لائے اور آپ نے وہاں نفل نماز پڑھی اور فرمایا: ام سلیم! جب تم فرض نماز پڑھ چکو تو دس بار سبحان اللہ' دس بار الحمدللہ اور دس بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ پھر جو کچھ مانگو گی تم سے کہا جائے گا: ہاں! ہاں! ہاں۔ یعنی تمہاری ہر مراد پوری کی جائے گی۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث سلیمان بن مغیرہ بتحدیث ثابت از انس: ابوطلحہ ام سلیم پر پیام ڈالنے کے لئے آئے۔ ام سلیم نے کہا: مجھے مشرک سے شادی کرنا لائق نہیں۔ ابوطلحہ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ جن معبودوں کی پرستش کرتے ہو انہیں آلِ فلاں کا غلام جو بڑھئی ہے اپنے ہاتھوں سے تراشتا ہے اور اگر تم اسے آگ میں جلاؤ تو یہ آگ میں جل کر بھسم ہو جاتا ہے۔ اس نصیحت نے ابوطلحہ کے دِل پر اثر کیا اور ابوطلحہ نے شرک و بت پرستی سے توبہ کی جب کبھی ابوطلحہ ام سلیم کے پاس آتے تھے آپ ان سے یہی بات کہا کرتی تھیں۔ ایک دِن آ کر کہنے لگے تم مجھ پر اسلام پیش کیا کرتی ہو لو آج میں اسلام قبول کرتا ہوں پھر دونوں کا نکاح ہو گیا اور ابوطلحہ کا اسلام ہی مہر مقرر رہا۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت از ام سلیم: ابوطلحہ! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جس معبود کی آپ پرستش کرتے ہیں وہ محض ایک درخت ہے جو زمین سے پیدا ہوتا ہے اور بنوفلاں کا حبشی غلام اسے تراش کر بنا دیتا ہے۔ بولے ہاں بات تو یہی ہے۔ فرمایا: کیا آپ کو ایک درخت کے آگے جو زمین سے پیدا ہوا ہے اور جسے ایک حبشی نے اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے' سجدہ کرنے سے شرم نہیں آتی۔ آپ کلمۂ شہادتین پڑھ لیں' میں آپ سے نکاح کرلوں گی اور اس کے سوا کچھ اور مہر بھی مقرر نہ کروں گی۔ ابوطلحہ نے کہا: مجھے غور کر لینے دو' اس وقت تو ابوطلحہ چلے گئے پھر غور کرنے کے بعد آئے اور کلمۂ شہادتین پڑھ لیا۔ ام سلیم نے کہا: انس اُٹھو اور ابوطلحہ کا نکاح کراؤ۔

باخبار مسلم بن ابراہیم' باخبار مثنیٰ بن سعید' بتحدیث قتادہ از انس بن مالک: کبھی کبھی نبی ﷺ ام سلیم کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ پھر آپ نماز کے وقت ہمارے فرش پر جو ایک چٹائی تھی اور جس پر پانی چھڑک لیا جاتا تھا نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

باخبار مسلم بن ابراہیم' باخبار ربعی بن عبداللہ بن جارود ہذلی' بحدیث جارود' بحدیث انس بن مالک: نبی ﷺ میری والدہ ام سلیم کے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ آپ کو تحفہ کے طور پر جو تیار کیا کرتی تھیں پیش کر دیا کرتی تھیں۔ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کی کنیت ابوعمیر تھی' ایک دِن نبی ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور فرمایا: ام سلیم! کیا بات ہے میں تمہارے بیٹے ابوعمیر کو دلگیر دیکھ رہا ہوں؟ والدہ نے جواب دیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! اس کا ممولا مر گیا جس سے وہ کھیلا کرتا تھا۔ پھر نبی ﷺ ابوعمیر کے سر پر ہاتھ پھیر کر اس سے پوچھتے ہیں: ابوعمیر! تمہارا ممولا کیا ہوا؟

باخبار عمرو بن عاصم' باخبار ہمام بتحدیث اسحٰق بن عبداللہ از انس بن مالک: نبی ﷺ بجز امہات المومنین کے گھروں کے ام سلیم کے گھر کے علاوہ کسی کے گھر آیا جایا نہیں کرتے تھے۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: مجھے ان پر ترس آتا ہے' ان کے بھائی جو میرے ساتھ تھے جنگ میں شہید ہو گئے۔

باخبار عبداللہ بن جعفر رقی' بتحدیث عبیداللہ بن عمرو بن ایوب از محمد بن سیرین از ام سلیم: رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں دوپہر کو آرام فرمایا کرتے تھے میں آپ کے لئے چمڑے کا گدا بچھا دیا کرتی تھی جس پر آپ آرام فرمایا کرتے تھے۔ آپ کو پسینہ آیا کرتا تھا میں اسے خوشبو کی ایک شیشی میں جمع کر لیا کرتی تھی۔ محمد کہتے ہیں میں نے ام سلیم سے وہ شیشی مانگ لی آپ نے مجھے وہ ہبہ کر دی ایوب کہتے ہیں: میں نے محمد سے مانگ لی اور انہوں نے مجھے وہ شیشی ہبہ کر دی جواب تک میرے پاس ہے پھر جب محمد فوت ہوئے تو اسی شیشی کی خوشبو آپ کو لگائی گئی۔ محمد کو یہ بات پسند تھی کہ میت کو سک کی خوشبو لگائی جائے (سُک ایک قسم کی خوشبو بنائی جاتی تھی جس کا جز و اعظم مشک ہوتی تھی)۔

باخبار عبداللہ بن جعفر' بتحدیث عبیداللہ بن عمرو از عبدالکریم از براء بن زید نبی ﷺ ام سلیم کے گھر میں دوپہر کو چمڑے کے ایک گدے پر سوئے۔ آپ کو سوتے میں پسینہ آیا پھر آپ اس حال میں بیدار ہوئے کہ ام سلیم آپ کا پسینہ پونچھ پونچھ کر جمع کر رہی تھیں۔ پوچھا: اسے کیا کرو گی؟ بولیں: میں اس سے برکت حاصل کروں گی جو آپ سے نکلی ہے۔

باخبار عبداللہ بن جعفر بتحدیث عبیداللہ بن عمرو از عبدالکریم از براء بن زید از انس بن مالک: نبی ﷺ ام سلیم کے گھر تشریف لائے گھر میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا جس میں پانی تھا۔ آپ نے اسے لے کر اس کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ ام سلیم نے مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا اور اسے اپنے پاس محفوظ کر لیا (کیونکہ اسے رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہونٹ لگے تھے)۔

باخبار ابو عاصم نبیل از ابن جریج از عبدالکریم بن مالک جزری بخبر براء نواسۂ انس از انس بن مالک از ام سلیم ام انس بن مالک: نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے گھر میں پانی کا ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر مشکیزے کے منہ سے پانی پیا پھر ام سلیم کھڑی ہوئیں اور مشکیزہ کا منہ کاٹ کر محفوظ کر لیا۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ' باخبار ثابت از انس: جب نبی ﷺ نے منیٰ میں اپنا سر منڈوانے کا ارادہ فرمایا تو ابو طلحہ نے آپ کے بالوں کا کچھ حصہ پکڑ لیا حجام نے وہ حصہ بھی مونڈا پھر آپ وہ بال ام سلیم کے پاس لے آئے ام سلیم نے اپنی سُک (خوشبو) میں وہ بال شامل کر لئے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر آ کر دوپہر کو گدے پر سویا کرتے تھے آپ کو بڑا پسینہ آیا کرتا تھا ایک دن آ کر آپ نے آرام فرمایا میں نے آپ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کر لیا۔ آپ جاگ گئے اور پوچھنے لگے: ام سلیم! اس کا کیا کرو گی؟ بولیں: میں آپ کا تمام پسینہ اپنی خوشبو میں ملاؤں گی۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث حمید از انس: ایک دن نبی ﷺ ام سلیم کے گھر تشریف لائے ام سلیم نے آپ کے سامنے کھجوریں اور گھی لا کر رکھا۔ فرمایا: مشکیزے میں گھی لوٹا دو اور برتن میں کھجوریں رکھ دو کیونکہ میرا روزہ ہے۔ پھر آپ نے گھر کے ایک گوشہ میں کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھی اور آپ نے ام سلیم کے لئے اور ان کے گھر والوں کے لئے دُعا کی۔ ام سلیم نے کہا: یا

رسول اللہ! میرا ایک خاص ومقرب بھی ہے۔ پوچھا: وہ کون ہے؟ بولیں: آپ کا خادم انس۔ انس کہتے ہیں پھر آپ نے دین ودُنیا کی بھلائی کی ہر دُعا میرے لئے مانگی۔ پھر کہا: اے اللہ! اسے مال واولاد دے اور ان میں اسے برکت عطا فرما۔ انس فرماتے ہیں: میں انصار میں سے زیادہ مالدار، مجھ سے میری بیٹی امینہ نے بیان کیا کہ حجاج کے بصرہ میں آنے تک میری صلب سے ۱۲۹ بچے دفن کئے جا چکے تھے۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بحدیث حمید از انس: ام سلیم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس میرے ہاتھ تازہ کھجوروں کا ایک ٹوکرا بھیجا میں نے آپ کو گھر میں نہیں پایا آپ اپنے آزاد کردہ غلام کے جو درزی وغیرہ تھا پاس تھے اور کام میں اس کا ہاتھ بٹا رہے تھے اور وہ آپ کے لئے گوشت اور کدو کا ثرید تیار کر رہا تھا۔ آپ نے کھانے کے لئے مجھے بھی بلا لیا۔ پھر جب میں نے دیکھا کہ آپ کدو شوق سے کھاتے ہیں تو میں کدو کے قتلے آپ کے سامنے کرنے لگا۔ پھر جب آپ گھر واپس آئے تو میں نے کھجوروں کی زنبیل آپ کے سامنے رکھ دی۔ آپ ان میں سے کھانے لگے اور بانٹنے لگے حتیٰ کہ تمام کھجوریں بانٹ دیں۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث ہمام، بتحدیث قتادہ از انس: ام سلیم نے میرے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس تازہ کھجوروں کی ایک زنبیل بھیجی آپ نے ان میں سے ایک مٹھی بھر کر کھجوریں اپنی کسی بیوی کے پاس بھی بھیجیں اور خود بھی بڑے شوق وخواہش کے ساتھ کھائیں۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث حمید از انس: نبی ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں گیا تو اپنے آگے کسی کے قدموں کی چاپ سنی۔ اتنے میں میں نے غمیصاء (ام سلیم) بنت ملحان کو دیکھا۔

باخبار عفان بن مسلم وسلیمان بن حرب، بتحدیث حماد بن سلمہ از ثابت از انس: نبی ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں گیا تو میں نے کسی کے قدموں کی چاپ سنی۔ میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ تو مجھے جواب دیا گیا کہ یہ رمیصاء بنت ملحان ہیں۔ عفان نے رمیصاء اور سلیمان نے غمیصاء کہا ہے۔

باخبار فضل بن دکین بتحدیث معقل بن عبیداللہ از عطاء از ام سلیم انصاریہ: مجھ سے نبی ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے ام سلیم نے امسال ہمارے ساتھ حج نہیں کیا؟ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! میرے شوہر کے پاس اپنی کھینچنے والے دو اونٹ ہیں۔ ایک پر تو وہ خود حج کو چلے گئے تھے اور دوسرا پانی کھینچنے کے لئے چھوڑ گئے تھے کہ ان کے کھجوروں کے باغ کی آبپاشی ہوتی رہے۔ فرمایا جب رمضان (یا) روزوں کا مہینہ آئے تو تم اس میں عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان میں عمرہ (ثواب میں) حج کی مانند ہے یا حج کے قائم مقام ہے۔

باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس، بتحدیث ابوشہاب از ابن ابی لیلیٰ از عطاء از ابوعباس: ام سلیم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ابوطلحہ معہ اپنے بیٹے کے اپنے اونٹ پر حج کو چلے گئے اور ہمیں چھوڑ گئے۔ فرمایا: رمضان میں عمرہ تم کو میرے ساتھ حج کا کام دے گا۔

باخبار عبدالوہاب بن عطاء، باخبار سلیمان تیمی از انس: ام سلیم نبی ﷺ کی عورتوں کے ساتھ تھیں امہات المومنین کے

اونٹ ایک ساربان ہانک رہا تھا۔ پھر امہات المومنین کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: انجشہ! ذرا آہستہ ہانک کیونکہ تیرے اونٹوں پر شیشے ہیں۔

باخبار حسن بن موسیٰ بتحدیث زہیر از سلیمان تیمی از انس بن مالک از ام سلیم: سابق حدیث کے ہم معنی۔

باخبار عبداللہ بن جعفر رقی' بتحدیث عبیداللہ بن عمرو از ایوب از ابوقلابہ از انس: میں نے انجشہ کو دیکھا وہ نبی ﷺ کا ساربان تھا اور آپ کے ساتھ ام سلیم بھی تھیں۔ نبی ﷺ فرما رہے تھے انجشہ! اللہ تجھ پر رحم فرمائے آہستہ ہانک کیونکہ سواریوں پر شیشے ہیں۔

بتحدیث یحییٰ بن عباد' بتحدیث عمارہ بن زاذان' بتحدیث ثابت بنانی از انس: ابوطلحہ کا ایک بیٹا ابوعمیر بھی تھا۔ نبی ﷺ ابوعمیر کے سامنے آ کر فرماتے ابوعمیر تمہارا نغیر (ممولا) کیا ہوا۔ فرماتے ہیں پھر وہ بچہ بیمار ہو گیا۔ ابوطلحہ اپنے باغ میں کام میں مصروف تھے اور غیر حاضر تھے۔ بچہ فوت ہو گیا۔ ام سلیم نے غسل دیا' کفنایا اور خوشبو لگائی اور اس پر کپڑا ڈال کر گھر کے ایک کونہ میں اس کی چار پائی رکھوا دی اور تاکید کر دی کہ ابوطلحہ کو بچہ کے مرنے کی کوئی شخص اطلاع نہ کرے میں ہی مناسب وقت پر خبر کروں گی۔ پھر ابوطلحہ آئے ام سلیم نے ان کے لئے خوشبو لگائی اور بناؤ سنگھار کیا اور ان کے سامنے کھانا لا کر رکھا۔ ابوطلحہ نے پوچھا: ابوعمیر کا کیا حال ہے؟ بولیں آپ کھانا کھائیں اسے آرام ہے۔ ابوطلحہ نے اطمینان سے کھانا کھایا اور رات کو ہمبستری بھی کی۔ پھر ام سلیم نے کہا: ابوطلحہ! اگر کوئی کسی سے مانگ کر کوئی چیز لے لے پھر چیز والے اس سے وہ چیز مانگیں تو کیا وہ چیز انہیں دے دی جائے یا نہ دی جائے؟ بولے: دے دی جائے۔ بولیں: ابوعمیر پر صبر کیجئے۔ یہ سن کر ابوطلحہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ام سلیم کی تمام باتوں کا آپ سے ذکر کیا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تم دونوں کو گزشتہ رات میں برکت عطا فرمائے۔ فرماتے ہیں اسی شب آپ کے ابوطلحہ سے عبداللہ کا حمل ٹھہر گیا۔ پھر جب عبداللہ کے پیدا ہونے کے بعد ساتواں دن آیا تو ام سلیم نے کہا بچہ کو اور کھجوروں کی زنبیل کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤ۔ آپ کھجور چبا کر بچہ کے تالو پر مل دیں گے اور نام بھی بتا دیں گے۔ فرماتے ہیں میں بچہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا آپ نے اپنے دونوں پیر پھیلا دیئے اور ٹانگوں پر بچہ کو لٹا لیا اور ایک کھجور چبائی پھر بچہ کے منہ میں دے دی۔ بچہ اسے چوسنے لگا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: انصار کو کھجوروں سے بڑی محبت ہے۔

باخبار خالد بن مخلد' بحدیث محمد بن موسیٰ' بخبر عبداللہ بن عبداللہ بن ابی طلحہ اپنے چچا انس بن مالک سے: میری والدہ ام سلیم کے بچہ پیدا ہوا آپ نے بچہ کو میرے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ میں نے کہا یہ میرا بھائی ہے اور اسے میری والدہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بچہ کو لے لیا اور ایک کھجور چاب کر اس کے تالو پر مل دی بچہ اسے چوسنے لگا۔ آپ نے فرمایا: انصار کو کھجوروں سے محبت ہے۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری وعبداللہ بن بکر سہمی' بتحدیث حمید از انس: ام سلیم کا ابوطلحہ سے ایک بیٹا بیمار ہوا اور ابوطلحہ مسجد میں تھے کہ بچہ فوت ہو گیا۔ ام سلیم نے اسے نہلا دھلا کر اور کفنا کر تیار کر کے رکھ دیا اور سب سے کہہ دیا کہ کوئی اس کی موت کی ابوطلحہ کو خبر نہ کرے ابوطلحہ مسجد سے واپس آئے اور ام سلیم نے حسب معمول ان کے لئے شام کا کھانا تیار کیا اور ان کے سامنے کھانا

رکھ دیا۔ ابوطلحہ نے پوچھا: بچہ کا کیا حال ہے؟ بولیں اب پہلے سے بہتر ہے۔ پھر ابوطلحہ نے معہ اپنے تمام ساتھ والوں کے کھانا کھایا۔ پھر ام سلیم نے ابوطلحہ کی تمام خدمات انجام دیں اور ابوطلحہ نے ان سے ہمبستری بھی کی۔ اخیر شب میں ام سلیم نے کہا: ابوطلحہ! تم کو فلاں لوگوں کی خبر نہیں۔ انہوں نے کسی سے ایک چیز مانگ کر لی تھی اس سے فائدہ اٹھایا پھر جب وہ چیز ان سے طلب کی گئی تو وہ اسے دیتے ہوئے گھبرانے لگے۔ ابوطلحہ نے کہا: وہ منصف نہیں۔ بولیں: تمہارا فلاں بیٹا اللہ سے مانگا ہوا تھا اللہ نے اپنی چیز واپس لے لی۔ ابوطلحہ نے یہ خبر سن کر انا للہ پڑھی اور اللہ کا شکر ادا کیا اور صبح کو رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا تمہاری رات میں اللہ تعالیٰ تم دونوں کو برکت عطا فرمائے۔ اسی شب ام سلیم کو ابوطلحہ سے عبداللہ کا حمل ٹھہر گیا اور نو ماہ کے بعد رات کو ولادت ہوئی۔ ام سلیم نے خود بچہ کی تالو پر کھجور چاب کر ملنے کو اچھا نہ جانا اور رسول اللہ ﷺ سے بچہ کے تالو پر کھجور کا ملوایا جانا اچھا سمجھا۔ چنانچہ انہوں نے بچہ کو انس کے ہاتھ معہ عمدہ کھجوروں کے بھجوا دیا۔ اس وقت آپ اونٹوں کی اصلاح کر رہے تھے اور ان کے داغ لگا رہے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آج رات ام سلیم کے بیٹا پیدا ہوا ہے اور انہوں نے خود تحنیک اچھی نہیں سمجھی اس لئے بچہ کو تحنیک کے لئے آپ کے پاس بھجوایا ہے۔ پوچھا: کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ میں نے کہا: ہاں! عمدہ قسم کی کھجوریں ہیں۔ آپ نے ایک کھجور لے کر اسے خوب چبائی پھر وہ بچہ کے منہ میں دے دی۔ بچہ اسے چوسنے لگا۔ فرمایا: انصار کو کھجوروں سے محبت ہے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس کا نام تجویز فرما دیجئے۔ فرمایا: اس کا نام عبداللہ ہے۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ باخبار ثابت بنانی از انس: ابوطلحہ کا ایک لڑکا فوت ہو گیا۔ ام سلیم نے کہا کوئی اس کی موت کی خبر ابوطلحہ کو نہ دے میں خود دے دوں گی۔ آپ نے میت پر کپڑا ڈال دیا پھر جب ابوطلحہ آئے تو آپ نے ان کے سامنے کھانا رکھا۔ انہوں نے کھانا کھایا۔ پھر ام سلیم نے آپ کی خاطر خوشبو لگائی۔ ابوطلحہ نے ام سلیم سے صحبت کی اسی شب کو آپ کو لڑکے کا حمل ٹھہر گیا۔ ام سلیم نے ابوطلحہ سے کہا کہ فلاں نے فلاں سے ایک چیز مانگ کر لی تھی پھر چیز والوں نے آدمی بھیجا کہ ہماری چیز واپس کرو لیکن لینے والوں نے اس چیز کو لوٹانے سے انکار کر دیا۔ ابوطلحہ نے کہا ایسا کرنا نہیں چاہئے تھا۔ مانگ کر لی ہوئی چیز ادا کرنی پڑتی ہے۔ بولیں: تمہارا بیٹا اللہ سے مانگا ہوا تھا اللہ نے اسے واپس لے لیا ہے۔ یہ سن کر ابوطلحہ نے انا للہ پڑھی۔ انس کہتے ہیں پھر اس کی نبی ﷺ کو خبر دی گئی آپ نے فرمایا: اللہ انہیں ان کی رات میں برکت عطا فرمائے۔ چنانچہ ام سلیم حاملہ ہو گئیں۔ پھر انہوں نے وضع حمل کے بعد بچہ کو میرے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا میں کھجوریں لے کر معہ بچہ کے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ کمبل اوڑھے ہوئے تھے اور اپنے اونٹوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ پوچھا: کیا تیرے پاس کھجوریں ہیں؟ میں نے کہا: ہاں ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے چند کھجوریں لے کر انہیں چبایا پھر اپنا لعاب دہن بچہ کا منہ کھول کر اس کے منہ میں دے دیا۔ بچہ چوسنے لگا۔ فرمایا: انصار کو کھجوروں سے محبت ہے۔ پھر آپ نے بچہ کے تالو پر چبائی ہوئی کھجور ملی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ انصار میں عبداللہ سے افضل کوئی بچہ ثابت نہیں ہوا۔

باخبار یزید بن ہارون باخبار عبداللہ بن عون از انس بن سیرین از انس بن مالک: ابوطلحہ کا ایک بیٹا بیمار تھا پھر ابوطلحہ گھر سے چلے گئے اور پیچھے بچہ فوت ہو گیا۔ جب ابوطلحہ گھر آئے تو پوچھا: میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ ام سلیم نے کہا: اسے اب سکون

ہے۔ پھر ام سلیم نے ابوطلحہ کے سامنے رات کا کھانا رکھا اور انہوں نے کھایا۔ پھر ان سے ہمبستری کی۔ فارغ ہونے کے بعد ام سلیم نے کہا: بچہ کو دفن کرو صبح کو ابوطلحہ نے سارا ماجرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ پوچھا: کیا تم نے رات میں ہمبستری کی ہے؟ بولے: جی ہاں۔ فرمایا: اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما۔ پھر ام سلیم کے بیٹا پیدا ہوا۔ ابوطلحہ نے مجھ سے کہا: بچہ کو احتیاط سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ میں بچہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اور ام سلیم نے میرے ساتھ کھجوریں بھی کر دی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو لے کر پوچھا: کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ میں نے کہا: کھجوریں ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کھجوریں لے کر انہیں چبایا پھر چبائی ہوئی کھجور بچہ کے منہ میں دے دی اور اس کے تالو پر مل دی اور اس کا نام عبداللہ تجویز فرمایا۔

باخبار خالد بن مخلد' بتحدیث عبداللہ بن عمر از ام یحیٰ انصاریہ از انس بن مالک: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابوطلحہ کے تالو پر تین عمدہ قسم کی کھجوریں چاب کر مل دیں۔ آپ نے انہیں خوب چبایا جب وہ ریزہ ریزہ ہوگئیں تو انہیں بچہ کے منہ میں دے دیا اور تالو پر مل دیں۔ بچہ چوسنے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کو کھجوروں سے محبت ہے۔

باخبار اسماعیل بن عبداللہ بن ابی اویس بحدیث محمد بن موسیٰ بن ابی عبداللہ از عبداللہ بن عبداللہ بن ابی طلحہ از انس بن مالک: ام سلیم کے پچھلی شب میں عبداللہ پیدا ہوئے۔ ابوطلحہ نے کہا: میرے جاگنے تک بچہ کو یونہی رہنے دینا۔ پھر صبح کو میں نے بچہ کو نہلایا اور اسے انس کے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا۔ بولیں: اپنے بھائی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بچہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا۔ آپ تہبند باندھے ہوئے اور پھاوڑا لئے ہوئے کھڑے تھے۔ پوچھا: انس! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا بھائی ہے۔ میری والدہ نے اسے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ پھر بچہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لیا اور کھجور منگوائی اور اسے خوب چاب کر بچہ کے تالو پر مل دی۔ بچہ اسے چوسنے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا انصار کو کھجور سے (پیدائشی) محبت ہے۔

باخبار سعید بن منصور بتحدیث ابوالاحوص از سعید بن مسروق از عبایہ بن رفاعہ: ام سلیم ابوطلحہ کے نکاح میں تھیں ابوطلحہ سے ان کے ایک بچہ پیدا ہوا پھر وہ بیمار ہوگیا۔ ابوطلحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے گئے ان کے پیچھے بچہ فوت ہوگیا۔ ماں نے اس پر کپڑا ڈال کر ایک کونہ میں رکھ دیا پھر ابوطلحہ نے گھر آ کر پوچھا: میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ بولیں: اچھا ہے۔ پھر ام سلیم ابوطلحہ کی خدمت میں تحفہ لائیں جسے وہ ان کو دیا کرتی تھیں۔ انہوں نے اس میں سے کھایا پھر ام سلیم نے ابوطلحہ سے وہ خواہش کی جو خواہش بیوی اپنے شوہر سے کیا کرتی ہے۔ آخر ابوطلحہ نے اس سے ہمبستری کی۔ فارغ ہو کر کہنے لگیں: ہمارے پڑوسیوں نے ایسی بات کی ہے جو میں نے کبھی دیکھی نہیں ان کے پاس کسی کی کوئی چیز منگی ہوئی تھی مالکوں نے اسے مانگا تو انہوں نے اسے لوٹانے سے انکار کر دیا۔ بولے: انہوں نے بہت برا کیا۔ بولیں: یہ حال تمہارا ہے تمہارا بیٹا اللہ سے مانگا ہوا تھا آج اللہ نے اسے اپنے پاس بلا لیا ہے۔ بولے: اللہ کی قسم! آج رات تم صبر پر مجھ پر غالب نہ آؤ گی۔ صبح کو ابوطلحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کو خبر کی آپ نے دعا فرمادی کہ اے اللہ ان دونوں کو آج کی رات میں برکت عطا فرما۔ پھر ام سلیم کے بیٹا پیدا ہوا۔ عبایہ کہتے ہیں: میں نے اس بچہ کے سات بیٹے دیکھے۔ ہر ایک قرآن پاک ختم کر چکا تھا۔

ام حرام:

آپ ام سلیم بنت ملحان کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج نے شادی کی جن سے محمد پیدا ہوئے۔ پھر ان کے بعد عمرو بن قیس بن زید بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار نے نکاح کیا جن سے قیس اور عبداللہ پیدا ہوئے۔ ام حرام نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث مالک بن انس از اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ از انس بن مالک: ام حرام عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔

باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث حماد بن سلمہ باخبار یحییٰ بن سعید از محمد بن یحییٰ بن حبان از انس بن مالک از ام حرام: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے دوپہر کو میرے گھر میں آرام فرمایا پھر آپ جاگے اور ہنسنے لگے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ میرے والدین آپ پر قربان ہوں آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ فرمایا: میری اُمت کے کچھ لوگ اس سمندر پر اس طرح سوار ہوں گے جیسے تختوں پر بادشاہ آرام سے بیٹھتے ہیں۔ فرماتی ہیں: میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ سے دُعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں شامل فرمالے۔ فرمایا: تم ان میں سے ہو۔ فرماتی ہیں پھر آپ ﷺ سو گئے اور دوبارہ آنکھ کھلی تو آپ ہنس رہے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیوں ہنستے ہیں؟ فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ سمندر پر اس طرح سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تختوں پر بیٹھتے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دُعا فرما دیجئے کہ میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں۔ فرمایا: تم تو پہلوں میں شامل ہو۔ انس کہتے ہیں پھر ام حرام اپنے شوہر عبادہ بن صامت کے ساتھ جہاد پر روانہ ہوئیں اور راستہ میں انہیں ان کی سواری نے کچل دیا جس سے وہ فوت ہو گئیں۔ عفان کہتے ہیں: میرے خیال میں آپ نے فرمایا اس سمندر کی پشت پر سوار ہوں گے۔

بتحدیث سلیمان بن حرب' بتحدیث حماد بن زید از یحییٰ بن سعید از محمد بن یحییٰ بن حبان از انس بن مالک بحدیث ام حرام بنت ملحان از نبی ﷺ: سابق حدیث کے ہم معنی اور یہ زیادہ ہے ام حرام کے قریب خچر لایا گیا تا کہ آپ اس پر سوار ہوں خچر نے انہیں گرا دیا جس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی اور فوت ہو گئیں۔

ام عبداللہ:

آپ بھی ام سلیم کی بہن ہیں۔ بقول محمد بن عمر آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام بردہ:

آپ کا نام خولہ ہے۔ آپ منذر بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ زینب بنت سفیان بن قیس بن زعوراء بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ہیں۔ آپ سے براء بن اوس بن جعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار نے شادی کی۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ آپ نے حضرت ابراہیم بن محمد رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔

خولہ:

آپ قیس بن سکن بن قیس بن زعوراء بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار کی دختر ہیں آپ کی والدہ ام خولہ بنت سفیان بن قیس بن زعوراء بن حرام بن جندب از بنوعدی بن نجار ہیں۔ آپ سے ہشام بن عامر بن امیہ بن زید بن حسحاس بن مالک از بنوعدی بن نجار نے شادی کی۔ آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

خواتین بنودینار بنونجار میں سے بیعت کرنے والی خواتین اسلام

سُعیدہ:

آپ کی کنیت ام الرباع ہے۔ آپ عبدعمرو بن مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ سمیراء بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار ہیں۔ آپ سے ابوالیسر کعب بن عمرو بن عبادہ بن عمرو بن سواد بن غنم از بنوسلمہ از خزرج نے شادی کی۔ پھر کعب بن زید بن قیس بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار نے نکاح کیا جن سے عبداللہ اور جمیلہ پیدا ہوئیں۔ آپ نعمان بدری اور ضحاک بدری پسران عبدعمرو کی سگی بہن ہیں۔ آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

مندوس:

آپ قطبہ بن عبدعمرو بن مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن نجار کی دختر ہیں آپ کی والدہ عمیرہ بنت قرط بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی از بنوسلمہ ہیں۔ آپ سے عمارہ بن حباب بن سعد بن قیس بن عمرو بن زید بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار نے شادی کی جن سے ابوعمرو پیدا ہوئے۔ پھر عبداللہ بن کعب بن زید بن قیس بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار نے نکاح کیا جن سے عتبہ اور ام سعد پیدا ہوئیں۔ پھر عبداللہ بن ابی سلیط اسیرہ بن عمرو بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار نے نکاح کیا جن سے مروان پیدا ہوئے۔ مندوس نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

ہُزیلہ:

آپ سعید بن سہیل بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار کی دُختر ہیں۔ آپ سے شباث بن خدیج بن اوس بن قراقر بن ضحیان حلیف بنی حرام نے شادی کی۔ ہزیلہ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

سُمَیراء:

آپ قیس بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار کی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ سلمٰی بنت اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار ہیں۔ آپ سے عبدعمرو بن مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن نجار

نے شادی کی جن سے نعمان بدری اور ضحاک بدری پیدا ہوئے۔ اور قطبہ بھی جو جنگ بئر معونہ میں شہید ہوئے اور ام ریاع بھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ پھر آپ سے حارث بن ثعلبہ بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن نجار نے نکاح کیا جن سے سلم بدری اور شہید جنگ اُحد پیدا ہوئے اور اُم حارث بھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ سُمیراء نے بھی مسلمان ہوکر آپ ﷺ سے بیعت کی۔

ام حارث:

آپ حارث بن ثعلبہ بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ سمیراء بنت قیس ہیں۔ آپ سے عمرو بن غزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار نے شادی کی جن سے حارث اور عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ پھر حارث بن خزمہ بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن نجار نے نکاح کیا جن سے سہیمہ پیدا ہوئیں۔ ام حارث نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا دائمی شرف حاصل کیا۔

خواتین بنو مالک بن نجار میں سے بیعت کرنے والی خواتین اسلام

فارعہ:

آپ کو فریعہ بھی کہتے ہیں۔ آپ زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ سعاد بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن ابجر بن عوف بن حارث بن خزرج ہیں۔ آپ ابو امامہ اسعد بن زرارہ نقیب کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے قیس بن فہد بن قیس بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار نے شادی کی۔ فارعہ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

زغیبہ:

آپ فارعہ بنت زرارہ کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے غرد (خالد) بن حسحاس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار نے شادی کی۔ آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہوکر سرکارِ رسالت ﷺ سے بیعت کا دائمی شرف حاصل کیا۔

حبیبہ:

آپ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ عمیرہ بنت سہل بن ثعلبہ بن حارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار ہیں۔ آپ سے سہل بن حنیف بن واہب بن عکیم بن ثعلبہ بن حارث بن مجدعہ بن عمرو بن حنش بن عوف بن عمرو بن عوف اوسی نے شادی کی جن سے ابو امامہ بن سہل پیدا ہوئے۔ سہل انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ آپ نے ان کا نام سہل اور کنیت ابو امامہ تجویز فرمائی۔ حبیبہ نے بھی مسلمان ہوکر بیعت کی۔

کبشہ:

آپ حبیبہ بنت اسعد کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے عبداللہ بن ابی حبیبہ بن ازعر بن زید بن عطاف بن ضبیعہ بن زید از بنو

عمرو بن عوف نے شادی کی ان سے آپ کا نکاح رسول اللہ ﷺ نے کرایا۔ آپ اسعد کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

فارعہ یا فریعہ:

آپ بھی حبیبہ بنت اسعد کی سگی بہن ہیں اور اسعد کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ جب آپ بالغ ہوگئیں تو آپ پر نبیط بن جابر بن مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار نے پیام ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کا ان سے نکاح کرادیا۔ رخصتی کے وقت آپ نے براتیوں سے کہا:

اتیناکم اتیناکم فحیّونا نحیّیکم.

''ہم آئے ہم آئے ہمیں سلام کرو ہم تم کو تمہارے سلاموں کا جواب دیں گے''۔

ولو لا الذهب الاحمر ما جئناكم ولو لا الحنطة السمراء لم نحلل بواديكم

''اگر گیہوں نہ ہوتا تو ہم تمہارے دیہاتوں میں نہ آتے اور اگر سرخ سونا نہ ہوتا تو ہم تمہارے پاس نہ آتے''۔

پھر فریعہ نبیط کے پاس بھیج دی گئیں اور حمل ٹھہر گیا اور عبدالملک بن نبیط پیدا ہوئے۔ پیدائش کے بعد نبیط آپ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور بولے یا رسول اللہ ﷺ! آپ ان کے لئے کوئی نام بتا دیجئے۔ آپ نے عبدالملک نام رکھا اور برکت کی دُعا فرمائی۔ فریعہ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

عمیرہ:

آپ مسعود بن زرارہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ جیسا کہ مؤرخین ذکر کرتے ہیں مخزومیہ قریشیہ ہیں۔ آپ سے علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مبذول از بنو مالک بن نجار نے شادی کی۔ عمیرہ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

سودہ:

آپ حارثہ بن نعمان بن نفع بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ام خالد بن خالد بن یعیش بن قیس بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار ہیں۔ آپ سے عبداللہ بن حرام بن قیس بن مالک بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن نجار نے شادی کی۔ سودہ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عمرہ:

آپ سودہ بنت حارثہ کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے قیس بن عمرو بن سہل بن ثعلبہ بن حارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار نے شادی کی۔ پھر عثمان بن سہل بن حنیف بن واہب بن عکیم بن ثعلبہ بن حارث بن مجدعہ بن عمرو بن حنش از بنو عمرو بن عوف نے نکاح کیا۔ عمرہ نے بھی مسلمان ہوکر سرور عالم ﷺ سے بیعت کا شرف دائمی حاصل کیا۔

ام ہشام:

آپ بھی سودہ بنت حارثہ کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے عمارہ بن حجاب بن سعد بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار نے شادی کی۔ آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

باخبار محمد بن عمر' بتحدیث عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ از عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم از یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ از ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پڑوسی تھے اور سال بھر تک یا اس سے کچھ کم ہمارا اور آپ کا تنور ایک ہی رہا۔

باخبار عبداللہ بن نمیر' باخبار محمد بن اسحٰق از عبداللہ بن ابی بکر از یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ از ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان: ہم سال بھر یا اس سے کچھ زیادہ مدت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے ہمارا اور آپ کا تنور ایک ہی تھا۔ میں نے سورہ ق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان سے یاد کی آپ جمعہ کے جمعہ خطبہ میں اسے لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔ عبداللہ بن نمیر نے ام ہاشم کہا ہے حالانکہ آپ ام ہشام ہیں۔

جعدہ:

آپ عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ رعاۃ بنت عدی بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار ہیں۔ آپ سے نعمان بن نفع بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار نے شادی کی جن سے حارثہ بن نعمان بدری پیدا ہوئے۔ پھر حباب بن ارقم بن عوف بن وہب بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار نے نکاح کیا جن سے حارث پیدا ہوئے۔ جعدہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

عفراء:

آپ جعدہ بنت عبید کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار نے شادی کی جس سے معاذ بدری' معوذ بدری اور عوف بدری پیدا ہوئے۔ عفراء نے بھی مسلمان ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

خولہ:

آپ بھی جعدہ بنت عبید کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے صامت بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق بن عامر خزرجی نے نکاح کیا جن سے معاویہ پیدا ہوئے۔ خولہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

خولہ:

آپ کو خویلہ اور ام محمد بھی کہا جاتا ہے۔ آپ قیس بن فہد بن قیس بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ فریعہ بنت زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار ہیں۔ آپ سے حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی نے شادی کی جن سے یعلی عمارہ اور دو بچیاں جنہوں نے سن بلوغت نہیں پایا پیدا ہوئیں۔ پھر آپ سے حنظلہ بن نعمان بن عمرو بن مالک بن عامر بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق نے نکاح کیا جن سے محمد پیدا ہوئے۔ خولہ نے بھی

مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا دائمی شرف حاصل کیا۔

رُغیبہ:

آپ سہل بن ثعلبہ بن حارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ عمرہ بنت مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ از بنو مالک بن نجار ہیں۔ آپ سے رافع بن ابی عمرو بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار نے شادی کی' رُغیبہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر سرکارِ رسالت ﷺ سے بیعت کی سعادت لوٹی۔

ام الربیع:

آپ عبد بن نعمان بن وہب بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ سے کدیم بن عدی بن حارثہ بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی از بنو مالک بن نجار نے شادی کی ام ربیع نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

حبیبہ:

آپ سہل بن ثعلبہ بن حارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ عمرہ بنت مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ از بنو مالک بن نجار ہیں۔

باخبار ہشام بن محمد از حماد بن زید از یحییٰ بن سعید: نبی ﷺ نے حبیبہ بنت سہل سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا (حبیبہ میری پھوپھی ہیں) پھر آپ کو انصار یہ خواتین کی غیرت یاد آئی اور آپ نے یہ بات پسند نہیں فرمائی کہ عورتوں کے سلسلہ میں انصار کو صدمہ پہنچائیں پھر حبیبہ سے ثابت بن قیس بن شماس بن مالک بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ از بنو حارث بن خزرج نے نکاح کیا۔ حبیبہ نے بھی مسلمان ہو کر سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی سعادت لوٹی۔

باخبار یزید بن ہارون' باخبار یحییٰ بن سعید از عمرہ بنت عبدالرحمٰن حبیبہ بنت سہل سے ثابت بن قیس بن شماس نے شادی کی۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی ان سے شادی کرنے کا قصد کیا تھا۔ یہ بچی تھیں ثابت نے ان کو مارا پھر یہ اندھیرے ہی میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر شکایت کرنے کے لئے پہنچ گئیں اور کہنے لگیں یا تو میں نہ رہوں گی یا ثابت نہ رہیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ثابت سے فرمایا جو کچھ تم نے اسے دیا ہے اس کو واپس لے لو لہٰذا حبیبہ نے ثابت کو ان کا پورا عطیہ لوٹا کر خلع لے لیا اور میکہ چلی گئیں۔

باخبار عارم بن فضل' بتحدیث حماد بن زید از یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو بن سہل: حبیبہ' ثابت کے نکاح میں تھیں' ثابت قدرے سخت مزاج تھے۔ ایک دن وہ صبح صبح اندھیرے میں نبی ﷺ کے دروازے پر آئیں جب نبی ﷺ باہر تشریف لائے تو پوچھا: کون ہے؟ بولیں: میں ہوں حبیبہ۔ فرمایا: کیا بات ہے؟ بولیں: میں ثابت کے پاس نہیں رہوں گی۔ اس وقت ثابت آپ کے پاس آئے نبی ﷺ نے ثابت سے فرمایا ان سے واپس لے لو۔ بولیں: یارسول اللہ جو کچھ انہوں نے مجھے دیا ہے وہ جوں کا توں میرے پاس موجود ہے۔ آخر کار وہ دیا ہوا مال حبیبہ نے ثابت کے پاس بھیج دیا اور اپنے میکہ میں ٹھہر گئیں۔ پھر ان سے ابی بن کعب نے نکاح کر لیا۔ نبی ﷺ نے بھی ان سے نکاح کرنے کا قصد کیا تھا لیکن انصار کی غیرت کی وجہ سے آپ نے ان سے نکاح

مناسب نہ سمجھا اور آپ نے انصار کو ان کی عورتوں کے بارے میں صدمہ پہنچانا مکروہ سمجھا۔

باخبار محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث ابان بن صمعہ بسماع محمد بن سیرین (آپ یزید بن ابوبکر سے ملاقات کے لئے قید خانہ میں تشریف لائے تھے) بحدیث حبیبہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر تشریف لا کر بیٹھ گئے اور فرمایا: جن دو مسلمانوں کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں (اور وہ ان پر صبر کریں) تو انہیں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر لا کر کھڑا کر دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جنت میں چلے جاؤ۔ وہ کہیں گے ہم جنت میں نہیں جائیں گے جب تک ہمارے والدین جنت میں نہیں جائیں گے۔ ابن سیرین کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ دوسری بار یا تیسری بار ان سے کہا جائے گا تم اور تمہارے والدین سب جنت میں چلے جاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورت سے پوچھا: کیا تم نے یہ حدیث سنی ہے؟ بولیں: ہاں۔ ابن سعد کہتے ہیں ابن سیرین یہ روایت حبیبہ سے اسی طرح لائے ہیں اور کسی کی طرف اس کی نسبت نہیں کی۔ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ حبیبہ یہی بنت سہل ہیں یا کوئی اور ہیں۔

عُمیرہ:

آپ سہل بن ثعلبہ بن حارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ امیمہ بنت عمرو بن حارث بن قیس بن دقش بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ ہیں۔ آپ سے ابوامامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار نے شادی کی جن سے فریعہ کبشہ اور حبیبہ پیدا ہوئیں۔ جنہوں نے مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

ام ثابت رَملہ:

آپ حارث بن ثعلبہ بن حارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ کبشہ بنت ثابت بن نعمان بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار ہیں۔ آپ سے معاذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار نے شادی کی۔ رملہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

الربیع:

آپ مُعوّذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ام یزید بنت قیس بن زعوراء بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ہیں۔ آپ سے ایاس بن بکیر لیثی نے شادی کی جن سے محمد بن ایاس پیدا ہوئے۔ ربیع نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

باخبار موسیٰ بن اسماعیل بتحدیث حماد بن سلمہ از ابوحسین خالد بن ذکوان: ہم ربیع کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا: میری شادی کے دن میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ میرے اس بستر کی جگہ بیٹھ گئے۔ میرے پاس دو بچیاں تھیں جو ڈھول بجا بجا کر اپنے ان باپوں کا جو جنگ بدر میں قتل کر ڈالے گئے تھے مرثیہ پڑھ رہی تھیں۔ یہ بچیاں ان اشعار میں یہ بھی گانے لگیں: و فینا نبی یعلم ما فی غد یعنی ہم میں ایک نبی ہیں جو آنے والی کل کی بات جانتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مصرعہ

مت پڑھو (یعنی میں عالم الغیب نہیں یہ صفت اللہ کی ہے)۔

باخبار خالد بن مخلد بحدیث اسحٰق بن حازم از عبداللہ بن محمد بن عقیل از ربیع بنت معوذ بن عفراء انصاری: میں نے اپنے شوہر سے کہا: میں تم کو اپنا تمام مال دے کر خلع حاصل کرلوں گی۔ انہوں نے کہا اچھا آخرکار میں بجز اپنے کرتے کے سب کچھ انہیں دے دیا انہوں نے مجھے عثمان کے پاس بلا کر مجھ سے جھگڑا کیا۔ حضرت عثمان نے فیصلہ کیا کہ ان کے لئے ان کی شرط ہے آخرکار میں نے کرتہ بھی انہیں دے دیا۔

باخبار یحییٰ بن عباد بحدیث فلیح بن سلیمان، بحدیث عبداللہ بن محمد بن عقیل از ربیع بنت معوذ بن عفراء: میرے اور میرے چچازاد بھائی (شوہر) کے درمیان کچھ تیز م تازی ہوگئی میں نے ان سے کہا: میں اپنی تمام چیزیں تمہیں دے دوں گی تم مجھے جدا کر دو۔ انہوں نے کہا: مجھے منظور ہے۔ فرماتی ہیں: اللہ کی قسم انہوں نے مجھ سے ہر چیز لے لی حتیٰ کہ میرا بستر بھی لے لیا۔ پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جب کہ آپ محصور تھے آئی اور آپ سے واقعہ بیان کیا۔ فرمایا: شرط کے مطابق ہوگا آپ نے میرے شوہر سے فرمایا کہ ان سے ان کی ہر مملوکہ چیز لے لو حتیٰ کہ اگر چاہو تو ان کی چوٹی بھی لے لو۔

عمیرہ:

آپ ربیع بن معوذ کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے ابوحسن بن عبد عمرو از بنو مازن بن نجار نے شادی کی جن سے عمارہ، عمرو، سریہ تین بچے پیدا ہوئے۔ عمیرہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

عمرہ:

آپ حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار کی صاحبزادی ہیں اور عمارہ، عمر، معمر پسران حزم کی سگی بہن ہیں۔ ان سب کی والدہ خالدہ بنت انس بن سنان بن وہب بن لوذان ساعدی ہیں۔ آپ سے سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک از بنو حارثہ بن خزرج نے شادی کی۔ عمرہ نے بھی مسلمان ہو کر آپ ﷺ سے بیعت کی۔

عمیرہ:

آپ ربیع بن نعمان بن یساف بن نضلہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن نجار کی دختر ہیں اور آپ کی ماں ام ولد ہیں۔ عمیرہ نے بھی مسلمان ہو کر آپ ﷺ سے بیعت کی۔

عمرہ:

آپ ابوایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد مناف بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ام ایوب بنت قیس بن سعد بن قیس بن عمرو بن امرئ القیس از بنو حارث بن خزرج ہیں۔ آپ سے صفوان بن اوس بن جابر بن قرط بن قیس بن وہب بن کعب بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار نے شادی کی۔ جن سے خالد بن صفوان پیدا ہوئے۔ عمرہ نے بھی مشرف بہ اسلام ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

کبشہ:

آپ ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ سخطی بنت حارثہ بن لوذان بن عبدودّ ساعدی ہیں۔ آپ سے عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک از بنو مالک بن نجار نے شادی کی جن سے ثعلبہ ابوعمرہ اور ابوحبیبہ پسران عمرو پیدا ہوئے۔ پھر آپ سے حارث بن ثعلبہ بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار نے نکاح کیا جن سے ام ثابت (رملہ) پیدا ہوئیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی پھر آپ سے حارثہ بن نعمان بن نفع از بنو مالک بن نجار نے نکاح کیا کبشہ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

لبنیٰ:

آپ کبشہ بنت ثابت کی سگی بہن ہیں۔ آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عمرۃ الاولیٰ:

آپ مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ عمیرہ بنت عمرو بن حرام بن عمر بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار ہیں۔ آپ سے زید بن مالک بن عبدودّ بن کعب بن عبدالاشہل نے شادی کی جن سے سعد بدری پیدا ہوئے اور ثابت بن زید بھی عمرہ نے مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عمرۃ الثانیہ:

آپ عمرۃ الاولیٰ کی سگی بہن ہیں آپ سے اوس بن زید بن ثعلبہ بن غنم نے شادی کی جن سے ابومحمد مسعود پیدا ہوئے۔ پھر سہل بن ثعلبہ بن حارث بن زید از بنو مالک بن نجار نے نکاح کیا جن سے عمرو اور رغیبہ دو بچے ہوئے۔ آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

عمرۃ الثالثہ:

آپ بھی عمرۃ الاولیٰ کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے ثابت بن منذر بن حرام نے شادی کی جن سے ابوقیس ابی بن ثابت بدری پیدا ہوئے جو حسان بن ثابت کے علاتی بھائی ہیں۔ آپ نے بھی مشرف بہ اسلام ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

عمرۃ الرابعہ:

آپ بھی عمرۃ الاولیٰ کی سگی بہن ہیں۔ آپ سے عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن ابی حزیمہ ساعدی نے شادی کی جن سے سعد بن عبادہ پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی مسلمان ہوکر رحمت عالم ﷺ سے بیعت کی جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ دومۃ الجندل کے لئے تشریف لے گئے تو عمرۃ الرابعہ آپ کے پیچھے ربیع الاوّل ۵ھ میں وفات پا گئیں۔ سعد بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ پھر جب نبی ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے عمرہ کی قبر پر جاکر نماز پڑھی۔

عمرۃ الخامسۃ:

آپ بھی عمرۃ الاولیٰ کی سگی بہن ہیں۔آپ نے بھی مسلمان ہو کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

ضباعہ:

آپ عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول عامر بن مالک بن نجار کی دختر ہیں اور ثعلبہ بن عمرو بدری کی سگی بہن اور ابو عمرو بشیر کی اخیافی بہن ہیں۔آپ کی والدہ عمرہ بنت ہزال بن عمرو بن قربوس ہیں۔آپ سے عبید بن عمیر بن وہب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن نجار نے شادی کی۔ضباعہ نے بھی مسلمان ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

ام ثابت:

آپ ثعلبہ بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول عامر بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ کبشہ بنت مالک بن قیس بن محارب بن حارث بن ثعلبہ بن مازن بن نجار ہیں۔آپ سے علاء بن عمرو بن ربیع بن حارث بن عامر بن عمرو بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار نے شادی کی۔آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

ام سہل، ام ثابت:

آپ سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول عامر بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ امیمہ بنت عقبہ بن عمرو بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث ہیں۔آپ سے سنان بن حارث بن علقمہ بن عمرو بن ثقف کعب بن مالک بن مبذول بن مالک بن نجار نے شادی کی جن سے اولاد ہوئی۔پھر عبداللہ بن زید بن عاصم بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مالک بن نجار ہیں۔ام سہل نے مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

ام سعد:

آپ کبشہ بنت ثابت بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول عامر بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ معاذہ بنت انس بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن حارث ہیں۔آپ سے یزید بن ابوالیسر کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد سلمی نے شادی کی جن سے سعید، عبدالرحمٰن اور ام کثیر تین بچے ہوئے۔کبشہ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

ام جمیل:

آپ ابو اخزم بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول عامر بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔اور آپ کی والدہ خباب بن ارت کی صاحبزادی ہیں۔آپ سے سعید بن عبید بن عمیر بن وہب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار نے شادی کی جن سے عبداللہ، خالد، جمیل اور عبیدہ پیدا ہوئے۔ام جمیل نے بھی مسلمان ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

ام سماک، دُبیّہ:

آپ ثابت بن خالد بن نعمان بن خنساء بن عسیرہ بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ

ادام بنت عمرو بن معاویہ از بنو مرّہ ہیں۔آپ سے یزید بن ثابت بن ضحاک از بنو مالک بن نجار نے شادی کی جن سے عمارة پیدا ہوئیں۔ام سماک نے مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام سلمہ سُعاد:

آپ رافع بن ابی عمرو بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ رغیبہ بنت سہل بن ثعلبہ بن حارث از بنو مالک بن نجار ہیں۔آپ سے اسلم بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث اوسی نے شادی کی جن سے سلمہ بن اسلم بدری پیدا ہوئے۔ام سلمہ سعاد نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

ام خالد:

آپ خالد بن یعیش بن قیس بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ ام ثابت بنت ثابت بن خنساء بن عمرو بن مالک بن عدی از بنو عدی بن نجار ہیں۔آپ سے حارثہ بن نعمان بن نفیع بن زید از بنو مالک بن نجار نے شادی کی جن سے عبداللہ،عبدالرحمٰن،سودہ،عمرہ اور ام ہشام پیدا ہوئیں۔ام خالد نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی دائمی سعادت حاصل کی۔

ام سلیم:

آپ خالد بن طعمہ بن سحیم بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار ہیں۔آپ سے قیس بن فہد از بنو مالک بن نجار نے شادی کی جن سے سلیم پیدا ہوئے۔ام سلیم نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

رُقیہ:

آپ ثابت بن خالد بن نعمان از بنو مالک بن نجار کی دختر ہیں۔بقول محمد بن عمر آپ نے بھی مسلمان ہو کر بیعت کی۔

ام زید:

آپ عمرو بن حرام بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔بقول محمد بن عمر آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔محمد بن عمر نے لکھا ہے کہ آپ صاحبۃ الجمل ہیں۔

اُمّ عطیہ انصاریہ:

آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر کے دائمی سعادت لوٹی۔آپ کے ساتھ لڑائیوں میں شامل رہیں اور آپ سے روایت بھی کرتی ہیں۔

باخبار یزید بن ہارون و اسحٰق بن یوسف ارزق و محمد بن عبداللہ انصاری بتحدیث ہشام بن حسان از حفصہ بنت سیرین از ام عطیہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات لڑائیوں میں شریک ہوئی ہوں۔میں مجاہدین اسلام کا کھانا تیار کیا کرتی تھی اور ان کے خیموں کی نگرانی زخمیوں کی دیکھ بھال اور مریضوں کی خیر خبر میرے ہی ذمہ رہتی تھی۔

باخبار ابو معاویہ ضریر،بتحدیث عاصم احول از حفصہ از ام عطیہ: جب زینب بنت رسول اللہ ﷺ فوت ہوئیں تو ہم سے

نبی ﷺ نے فرمایا: انہیں طاق غسل دینا یعنی تین یا پانچ بار اور پانچویں غسل میں کافوریا کچھ کافور ملا دینا اور غسل سے فارغ ہوکر مجھے اطلاع دینا پھر ہم نے غسل سے فارغ ہوکر آپ کو اطلاع دی آپ ﷺ نے ہمیں اپنا تہبند دے کر فرمایا: اسے ان کے جسم سے ملا ہوا رکھنا یعنی اندرونی چادر اسی کو بنانا۔

باخبار یزید بن ہارون واسحق ارزق وروح بن عبادہ از ہشام بن حسان از حفصہ بحدیث ام عطیہ: رسول اللہ ﷺ کی ایک بچی نے وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم کیا کہ ہم انہیں طاق، تین یا پانچ دفعہ یا اگر مناسب سمجھیں تو اس سے زیادہ بار غسل دیں اور پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیں اور پچھلے غسل کے پانی میں کافوریا قدرے کافور ملا لیں اور فارغ ہوکر آپ کو اطلاع دیں۔ فرماتی ہیں ہم نے فارغ ہوکر آپ ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف اپنا تہبند پھینکا اور فرمایا اسے اندرونی چادر بناؤ تا کہ یہ اُن کے جسم سے ملا رہے۔ یزید والی حدیث میں ہے ہم نے ان کے دائیں بائیں اور درمیانی بالوں کی تین لٹیں گوندھیں اور درمیان لٹ پچھلی ڈال دی (یا تینوں لٹیں پیچھے ڈال دیں)۔

باخبار ضحاک بن مخلد ابو عاصم نبیل از ابوالجراح وجابر بن صبح از ام شراحیل مولاۃ ام عطیہ: علی بن ابی طالب ام عطیہ کے گھر میں دوپہر کو سویا کرتے تھے۔ فرماتی ہیں میں آپ کے بغل کے بال ورس (سرخ رنگ والی گھاس) میں رنگین اکھاڑا کرتی تھی۔

خنساء:

آپ خذام انصاریہ کی دختر ہیں آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت و روایت کی۔

باخبار وکیع بن جراح وفضل بن دکین ومحمد بن عبداللہ اسدی از سفیان از ابوالحویرث زرقی از نافع بن جبیر: خنساء بیوہ ہو گئیں۔ پھر ان کے والد نے کسی سے ان کا زبردستی نکاح کرا دیا پھر آپ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے والد نے مجھے خبر کئے بغیر فلاں سے میرا نکاح کرا دیا۔ فرمایا: بلا تمہاری مرضی کے ان کو نکاح کرانے کا حق نہیں۔ تم جس سے چاہو نکاح کر لو۔ فضل والی حدیث میں ہے پھر آپ نے اس نکاح کو ادا کر دیا پھر خنساء نے ابولبابہ بن عبدالمنذر سے نکاح کیا۔

باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث مالک بن انس از عبدالرحمٰن بن قاسم از قاسم از عبدالرحمٰن ومجمع پسران یزید بن جاریہ انصاری از خنساء: ان کے والد نے جب کہ یہ ثیبہ تھیں ان کا نکاح کرا دیا جسے انہوں نے ناپسند کیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر شکایت کی آپ نے والد کا کرایا ہوا نکاح رد کر دیا۔ مالک نے کہا: آپ نے خنساء کا نکاح رد کر دیا۔

باخبار احمد بن حمید عبدی از معمر از سعید بن عبدالرحمٰن جحشی: خنساء انیس بن قتادہ انصاری کے نکاح میں تھیں۔ انیس جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ پھر خنساء کے والد نے ان کا نکاح ایک شخص سے کرا دیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر شکایت کی کہ میرے والد نے ان کا نکاح ایک شخص سے کرا دیا حالانکہ مجھے میرے بچے کے چچا سے محبت ہے۔ فرماتے ہیں پھر نبی ﷺ نے ان کے نکاح کا انہیں اختیار دے دیا۔

ام ورقہ:

آپ عبداللہ بن حارث کی صاحبزادی ہیں آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت و روایت کی۔

باخبار فضل بن دکین، بتحدیث ولید بن عبداللہ بن جمیع اپنی دادی سے اور وہ ام ورقہ سے (نبی ﷺ ام ورقہ کے گھر آتے جاتے تھے اور انہیں شہیدہ کہا کرتے تھے): آپ کو کافی قرآن یاد تھا جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بدر کے لئے جا رہے تھے تو ام ورقہ نے آپ سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں بھی آپ کے ساتھ چلوں تا کہ زخمیوں اور بیماروں کی دیکھ بھال کروں؟ شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت نصیب فرمائے۔ آپ نے جواب دیا تھا: اللہ تعالیٰ تم کو شہادت نصیب فرمائے گا اسی لئے آپ ام ورقہ کو شہیدہ کہا کرتے تھے۔ آپ نے انہیں حکم فرمایا تھا کہ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھائیں اور ان کی امامت کے فرائض انجام دیں۔ آپ کا ایک مؤذن تھا اور آپ اپنے گھر والوں کے لئے امامت کے فرائض انجام دیا کرتی تھیں حتیٰ کہ آپ کے ایک غلام اور ایک لونڈی نے جن کو آپ نے مدبر کر دیا تھا آپ کو عہد عمر میں قتل کر دیا اور دونوں بھاگ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ آیا۔ آپ نے ان دونوں کو پھانسی دے دی۔ یہ مدینہ میں سب سے پہلے مجرم تھے جن کو پھانسی دی گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی سچی پیشینگوئی ظاہر ہوگئی۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے' آؤ ہم شہیدہ سے ملاقات کرنے کے لئے چلیں۔

تمیمہ بنت وہب:

باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث مالک بن انس از مسور بن رفاعہ قرظی از زبیر بن عبدالرحمٰن بن زبیر: رفاعہ بن سموئل نے عہد رسالت میں تمیمہ کو تین طلاقیں دے دیں پھر انہوں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا لیکن عبدالرحمٰن صحبت کے قابل نہ تھے۔ تمیمہ نے عبدالرحمٰن سے الگ ہونا چاہا اور پھر رفاعہ سے نکاح کرنا چاہا اور رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا۔ آپ نے رفاعہ سے نکاح کرنے سے منع فرما دیا اور فرمایا اب وہ تمہارے لئے حلال نہیں جب تک تم عبدالرحمٰن کا شہد نہ چکھ لو۔

ام مبشر انصاریہ یا ام بشیر:

آپ زید بن حارثہ کی بیوی ہیں آپ نے بھی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت و روایت کی اور آپ سے جابر بن عبداللہ راوی ہیں۔

باخبار محمد بن عبید اللہ طنافسی، بتحدیث اعمش از ابوسفیان از جابر از ام بشیر انصاریہ: میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے' میں اپنے نخلستان میں تھی۔ آپ نے پوچھا: یہ باغ کس نے لگایا ہے؟ مسلمان نے یا کافر نے؟ میں نے کہا: مسلمان نے۔ فرمایا: جو مسلمان باغ لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے پھر اس میں کچھ انسان یا پرندہ یا درندہ کھا لیتا ہے تو یقیناً وہ اس کے لئے بمنزلہ صدقہ کے ہوتا ہے۔

باخبار حجاج بن محمد از ابن جریج بخبر ابوالزبیر بسماع جابر بن عبداللہ بخبر ام مبشر: میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس فرماتے تھے: اصحاب بیعت رضوان میں سے ان شاء اللہ کوئی جہنم میں نہیں جائے گا۔ حفصہ رضی اللہ عنہا بولیں: کیوں نہیں؟ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے انہیں ڈانٹا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: و ان منکم الا و اردھا (یعنی تم میں ہر کوئی جہنم میں جانے والا ہے) کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: آگے یہ بھی تو ہے پھر ارباب تقویٰ کو نجات دے دیں گے اور ظالموں کو جہنم میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔

ام العلاء انصاریہ:

آپ نے بھی مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور روایت بھی کی۔ یہ وہی ام العلاء ہیں جنہوں نے فرمایا تھا کہ انصار نے مہاجرین میں رغبت کی حتیٰ کہ ان کے بارے میں قرعہ ڈالا گیا۔ پھر قرعہ میں ہمارے لئے عثمان بن مظعون کا نام نکلا۔ ام العلاء سرورِ عالم ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک ہوئیں۔

عمہ حصین بن محصن:

باخبار یعلیٰ بن عبید طنافسی' بتحدیث یحییٰ بن سعید از بشیر بن یسار از حصین بن محصن اپنی پھوپھی سے: میں اپنے کسی کام کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی پھر جب میں اس سے فارغ ہوگئی تو آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا شوہر ہے؟ میں نے کہا: ہاں! ہے۔ پوچھا تمہارا اس کے ساتھ کیسا سلوک ہے؟ میں نے کہا: میں تو اس سے تنگ آ گئی ہوں۔ فرمایا: اس کے ساتھ اپنے سلوک پر غور کرو کیونکہ وہ تمہارے لئے جنت و جہنم ہے۔

ام بجید:

باخبار ہشام ابوالولید طیالسی' بتحدیث لیث بن سعد' بتحدیث سعید بن ابی سعید از عبدالرحمٰن بن بجید: میری دادی ام بجید نے مجھ سے بیان کیا (آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لی تھی) کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اگر کوئی فقیر میرے دروازے پر آئے اور میرے پاس کچھ دینے کو نہ ہو تو کیا کروں؟ فرمایا: اگر جلا ہوا کھر ہی ہو تو وہی اسے پکڑا دو۔

باخبار عفان بن مسلم' بتحدیث حماد بن سلمہ از محمد بن اسحٰق از سعید بن ابی سعید از عبدالرحمٰن بن بجید از ام بجید: رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں بنو عمرو بن عوف میں آیا کرتے تھے۔ ایک دن میں نے آپ کے لئے ایک پیالہ میں ستو تیار کیا۔ پھر جب آپ تشریف لے آئے تو میں نے وہ ستو آپ کو پلا دیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس سائل آتا ہے اور میرے پاس بعض شے ہوتی ہے مگر میں اسے نہیں دیتی۔ فرمایا: مسکین کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ رکھ دو اگرچہ جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

ام ہانی انصاریہ:

باخبار حسن بن موسیٰ از ابن لہیعہ: بتحدیث ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل بسماع ذرہ بنت معاذ از ام ہانی انصاریہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا ہم مرنے کے بعد ایک دوسرے کی زیارت کریں گے اور بعض بعض کو دیکھے گا؟ فرمایا: روحیں پرندے ہیں جو جنت کے درختوں میں چرتے رہتے ہیں جب تک کہ قیامت کے دِن ہر روح اپنے جسم میں داخل نہ ہو جائے۔

حواء' عمرو بن معاذ انصاری کی دادی:

باخبار سعید بن منصور' بتحدیث حفص بن میسرہ' بتحدیث زید بن اسلم از عمرو بن معاذ انصاری اپنی دادی حواء سے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: سائل کو نہ لوٹاؤ' اگرچہ جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

وہ خواتین اسلام جو رسول اللہ ﷺ سے روایت نہیں کرتیں بلکہ اپنے شوہروں وغیرہ سے روایت کرتی ہیں

زینب:

آپ ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ ام المومنین ام سلمہ بنت ابوامیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہیں۔ آپ سے عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی نے شادی کی جن سے عبدالرحمٰن' یزید' وہب' ابوسلمہ' کبیر' ابوعبیدہ' قریبہ' ام کلثوم اور ام سلمہ نو بچے ہوئے۔ اسماء بنت ابی بکر صدیق نے زینب بنت ابی سلمہ کو دودھ پلایا تھا آپ کا نام برہ تھا رسول اللہ ﷺ نے اسے زینب سے بدل دیا تھا۔ زینب اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں اور عروہ بن زبیر سے راوی ہیں کیونکہ زینب آپ کی رضاعی بہن ہیں۔

باخبار ہشام ابوالولید طیالسی' بتحدیث لیث بن سعد از یزید بن ابی حبیب از محمد بن عمرو بن عطاء: میں نے اپنی بٹی کا نام برہ رکھا پھر مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نام سے منع فرمایا ہے میرا نام بھی برہ تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی پاکی آپ بیان نہ کرو اللہ کو معلوم ہے کہ تم میں سے کون نیکوکار ہے میرے والدین نے کہا: ہم ان کا کیا نام رکھیں؟ فرمایا: ان کا نام زینب رکھ لو۔

باخبار معن بن عیسیٰ' بتحدیث مالک بن انس از محمد بن ابی حرملہ مولیٰ عبدالرحمٰن بن ابی سفیان بن حویطب: زینب بنت ام سلمہ فوت ہوئیں طارق امیر تھے زینب کا جنازہ صبح کی نماز کے بعد لایا گیا اور بقیع میں رکھ دیا گیا۔ طارق صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھایا کرتے تھے ابن ابی حرملہ فرماتے ہیں پھر عبداللہ بن عمر نے ان کے وارثوں سے کہا یا تو اب تم لوگ اپنے جنازے پر نماز پڑھ لو یا ابھی نہ پڑھو جب تک سورج بلند نہ ہو جائے۔

ام کلثوم:

آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج ہیں۔ آپ سے طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم نے شادی کی جن سے زکریا' یوسف (جو کمسنی ہی میں فوت ہو گئے تھے) اور عائشہ تین بچے پیدا ہوئے پھر ان کے شوہر طلحہ جنگ جمل میں شہید ہو گئے۔

باخبار اسحٰق بن یوسف' بتحدیث عبدالملک از عطاء: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی بہن ام کلثوم کو جب کہ ان کے شوہر طلحہ شہید ہو گئے تھے مکہ لے گئیں۔

باخبار سلیمان بن حرب از جریر بن حازم از عطاء: عائشہ نے اپنی بہن ام کلثوم کے ساتھ ان کی عدت ہی میں حج کیا۔

باخبار سلیمان بن حرب' بتحدیث حماد بن زید بسماع جریر بن حازم و بحدیث ایوب: صدیقہ نے انہیں ان کے شہروں کی

طرف منتقل کر دیا۔

محمد بن عمر کہتے ہیں: پھر ام کلثوم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے نکاح کیا جن سے ابراہیم احول، موسیٰ، ام حمید اور ام عثمان چار بچے ہوئے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ سالم بن عبداللہ بن عمر کو ام کلثوم کے پاس بھیجا کہ وہ سالم کو دودھ پلا دیں تاکہ سالم ان کے پاس آ جا سکیں۔ ام کلثوم نے سالم کو تین بار دودھ پلایا پھر بیمار ہو گئیں۔

ام کلثوم:

آپ شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دختر ہیں اور آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ہیں۔ آپ سے حضرت عمر نے آپ کی کمسنی ہی میں شادی کی اور حضرت عمر کی شہادت تک ام کلثوم عمر ہی کے نکاح میں رہیں۔ عمر سے آپ کے زید اور رقیہ دو بچے پیدا ہوئے۔ پھر آپ سے عون بن جعفر بن ابی طالب نے نکاح کیا پھر عون کے بھائی محمد بن جعفر نے پھر عبداللہ بن جعفر نے آپ کی بہن زینب بنت علی کے مرنے کے بعد آپ سے نکاح کیا پھر ام کلثوم فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے اسماء بنت عمیس سے شرم آتی ہے کیونکہ ان کے دونوں بیٹے میرے پاس فوت ہوئے اور مجھے اس تیسرے کا بھی ڈر ہے۔ پھر عبداللہ بن جعفر کے سامنے آپ نے وفات پائی۔ لیکن تینوں میں سے کسی سے اولاد نہیں ہوئی۔

باخبار انس بن عیاض لیثی از جعفر بن محمد از محمد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم کے لئے پیام دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے جعفر کے بیٹوں ہی کے لئے اپنی بیٹیاں روک رکھی ہیں۔ حضرت عمر نے کہا: علی! آپ ام کلثوم کا مجھ سے نکاح کر دیں۔ اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں جو میری طرح ام کلثوم سے حسن صحابت کا منتظر ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اچھا تو مجھے منظور ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مہاجرین کی مجلس میں (جو قبر و منبر کے درمیان تھی اور جہاں علیؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم بیٹھا کرتے تھے) تشریف لائے۔ جب دُنیا کے کسی گوشہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی چیز آتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان حضرات کے پاس آ کر اس کی خبر دیتے تھے اور اس کے بارے میں انہیں حضرات سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان اکابر سے جا کر کہا مجھے شادی کی مبارکبادی دو۔ سب نے مبارکبادی دی اور پوچھا امیر المومنین آپ کی کس سے شادی ہوئی۔ بولے: بنت علیؓ بن ابی طالب سے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ ان سے حدیث بیان کرنے لگے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر نسب و سبب کٹ جائے گا البتہ میرا نسب و سبب باقی رہے گا۔ میں آپ کے ساتھ رہا اور اب آپ سے میرا نسب بھی جڑ گیا۔

باخبار وکیع بن جراح از ہشام بن سعد از عطاء خراسانی: عمر نے ام کلثوم کا مہر چالیس ہزار مقرر کیا۔

محمد بن عمر وغیرہ کہتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ام کلثوم کا پیام بھیجا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین ابھی تو وہ بچی ہے۔ فرمایا یہ بات نہیں بلکہ جو بات ہے ہمیں معلوم ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم کو حکم دیا کہ نہا دھو کر اور بن سنور کر تیار ہو جاؤ اور یہ تہ شدہ چادر امیر المومنین کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو میرے والد نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ آپ کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر آپ کو یہ چادر پسند ہو تو لے لیجئے اور اگر ناپسند ہو تو واپس فرما دیجئے پھر

جب ام کلثوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور اپنے والد کا پیغام پہنچایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تم کو اور تمہارے والد کو برکت عطا فرمائے ہمیں پسند ہے پھر ام کلثوم نے واپس آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: امیر المومنین نے چادر کھول کر نہیں دیکھی البتہ مجھے غور سے دیکھا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح ام کلثوم سے کر دیا جن سے ایک بچہ زید پیدا ہوا۔

باخبار وکیع بن جراح از اسماعیل بن ابی خالد از عامر: ایک ہی دِن زید بن عمر اور ام کلثوم بنت علی فوت ہوئیں۔ ابن عمر نے دونوں کی جنازے کی نماز پڑھائی زید کا جنازہ اپنے قریب رکھا اور ام کلثوم کا جنازہ زید کے جنازے سے آگے قبلہ کی طرف رکھا اور دونوں پر چار تکبیریں کہیں۔

باخبار عبید اللہ بن موسیٰ: باخبار اسرائیل از ابو حصین از عامر از ابن عمر: حسب سابق روایت ہے۔

باخبار وکیع بن جراح از زید بن حبیب از شعبی: ہم مثل اور مزید یہ کہ آپ کے پیچھے حسن، حسین پسران علی اور محمد بن حنفیہ اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر تھے۔

باخبار عبید اللہ بن موسیٰ باخبار اسرائیل از جابر از عامر از عبداللہ بن عمر: ابن عمر نے زید بن عمر پر چار تکبیریں کہیں اور آپ کے پیچھے حسن اور حسین تھے اگر آپ کو علم ہوتا کہ زیادہ تکبیروں کا اختیار ہے تو زیادہ کہہ دیتے۔

باخبار عبید اللہ بن موسیٰ باخبار اسرائیل از سدی از عبداللہ بہی: میں ابن عمر کے پاس موجود تھا آپ نے ام کلثوم اور زید کی ایک ساتھ نماز پڑھائی اور امام کے متصل زید کا جنازہ رکھا۔ حسن اور حسین بھی موجود تھے۔

باخبار وکیع بن جراح از حماد بن سلمہ از عمارہ بن ابی عمارہ مولیٰ بنی ہاشم: اس دِن ان کے ساتھ میں بھی موجود تھا دونوں کی سعید بن العاص نے نماز پڑھائی تھی اس زمانہ میں سعید لوگوں پر امیر تھے اور آپ کے پیچھے اسّی (۸۰) صحابہ کرام تھے۔

باخبار جعفر بن عون بن جریج از نافع: ام کلثوم کا جنازہ اور ان کے بیٹے زید کا جنازہ رکھا گیا اس دِن امام سعید بن العاص تھے۔

باخبار عبداللہ بن نمیر بحدیث اسماعیل بن ابی خالد از عامر: ابن عمر نے اپنے بھائی زید کی اور ام کلثوم بنت علی کی نماز جنازہ پڑھائی۔ دونوں کے جنازے آگے پیچھے ایک لائن میں رکھے ہوئے تھے اور زید کا جنازہ امام کے متصل تھا۔

زینب:

آپ ام کلثوم بنت علی کی سگی بہن ہیں آپ سے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے شادی کی جن سے علی، عون، اکبر، عباس، ...ا اور ام کلثوم پانچ بچے ہوئے۔

باخبار محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک از ابن ابی ذئب بحدیث عبدالرحمن بن مہران: عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے ...ب بنت علی سے اور ان کے ساتھ لیلیٰ زوجہ علی سے نکاح کیا اور دونوں ان کے نکاح میں جمع تھیں۔

...طمہ:

آپ ام کلثوم بنت علی کی علاتی بہن ہیں اور آپ کی والدہ ام ولد ہیں۔ آپ سے محمد بن ابی سعید بن عقیل بن ابی طالب

نے نکاح کیا جن سے حمیدہ پیدا ہوئیں پھر آپ سے سعید بن اسود بن ابی البختری بن ہشام بن حارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی
نے نکاح کیا جن سے برزہ اور خالد پیدا ہوئے۔ پھر آپ سے منذر بن عبیدہ بن زبیر بن عوام نے نکاح کیا جن سے عثمان اور کبرہ
پیدا ہوئے۔ فاطمہ زندہ رہیں اور انہوں نے فاطمہ سے روایت کی۔

باخبار فضل بن دکین بتحدیث حکم بن عبدالرحمٰن بن ابی نعم، بحدیث فاطمہ علی بن ابی طالب: میرے والد نے رسول اللہ
ﷺ سے فرمایا: جس نے مسلمان یا مومن شخص آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کا ہر عضو آزاد کئے جانے والے کے ہر عضو کے بدلے آزاد
فرما دیتا ہے۔

باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس، بتحدیث زہیر، بتحدیث عروہ بن عبداللہ بن قشیر: میں فاطمہ بنت علی کے گھر گیا تو میں نے
آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو دو بھاری کنگن دیکھے اور ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی اور گردن میں خرمہروں کا ہار دیکھا۔ پھر میں نے ان سے
اس سلسلہ میں پوچھا تو فرمایا: عورت مرد کی مشابہت نہیں کرتی۔

باخبار عبداللہ بن جعفر رقی، بتحدیث عبیداللہ بن عمرو از عبدالکریم از عیسیٰ بن عثمان: میں فاطمہ بنت علی کے پاس تھا پھر آپ
کے پاس ایک شخص آ کر آپ کے والد کی تعریف کرتا ہے آپ ایک مٹھی راکھ لے کر اس کے چہرے کی طرف اُڑا دیتی ہیں۔

امِ قُثَم:

آپ عباس کی دختر ہیں، حدیث میں اسی طرح ہے لیکن ہم عباس بن عبدالمطلب کی ام قثم نامی کوئی بیٹی نہیں پاتے۔

باخبار اسباط بن محمد از ابراہیم بن اسماعیل انصاری از عبدالکریم از قثم از ام قثم بنت عباس: ہمارے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ
تشریف لائے اور ہم چودہ گڑیوں سے کھیل رہی تھیں۔ فرمایا: یہ کیا کھیل ہے؟ میں نے کہا: ہمارا روزہ ہے اس لئے ہم نے چاہا
اسی کھیل سے دل بہلا کر دن گزار لیں۔ فرمایا: کیا میں تمہارے پاس ایک ایسے شخص کو نہ بھیجوں جو تمہارے لئے اخروٹ خرید کر
آئے اور تم ان سے کھیل لو اور یہ کھیل چھوڑ دو۔ میں نے کہا: ضرور بھیجئے۔ فرماتی ہیں پھر آپ نے ایک شخص کو بھیجا جو ہمارے
اخروٹ خرید کر لایا۔ پھر گھر والوں نے کھلونے چھوڑ دیئے۔

عائشہ:

آپ طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ زین بنت حارث بن ز
بن شراحیل بن خباب از بنو قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل ہیں۔ عائشہ اپنے والد سعد سے اور چند ا
المومنین سے روایت کرتی ہیں اور آپ سے لوگ روایت کرتے ہیں۔ آپ نے کافی عمر پائی۔

باخبار عارم بن فضل بتحدیث حماد بن زید از ایوب از عائشہ بنت سعد: میں نے چھ امہات المومنین کو دیکھا ہے میر
کے ساتھ اپنا وقت گزارا کرتی تھی میں نے ان میں سے کسی پر سفید کپڑا نہیں دیکھا میں زیورات پہن کر ان کے پاس آیا ج
تھی اور ان زیورات پر کوئی بھی روک ٹوک نہیں کرتی تھیں۔ پوچھا گیا: کیا زیورات تھے؟ فرمایا: سونے کے ہار اور سونے

کئے ہوئے زیورات تھے اور کسی نے مجھے ان پر نہیں ٹوکا۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث وہیب' بتحدیث ایوب: میں عائشہ بنت سعد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا: میں نے چھ امہات المومنین کو دیکھا جن پر میں نے عصفر میں رنگے ہوئے کپڑے دیکھے میں نے کبھی ان پر سفید کپڑے نہیں دیکھے میں ان کے پاس آتی جاتی تھی ان میں سے کوئی مجھے اپنی گود میں بٹھالیا کرتی تھیں اور برکت کی دُعائیں دیا کرتی تھیں حالانکہ میں سونے کے زیورات سے آراستہ ہوتی تھی۔ ایوب کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا: آپ پر کیا زیورات ہوتے تھے؟ فرمایا: سونے کے اور سونے سے ملمع کئے ہوئے زیورات۔

باخبار معن بن عیسیٰ' بتحدیث عبیدہ بنت نابل: عائشہ بنت سعد' خنصر کی برابر والی دو انگلیوں میں دو چاندی کی انگوٹھیاں پہنے رہتی تھیں اور جب وضو کرتی تھیں تو انہیں ہلالیا کرتی تھیں۔

باخبار عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی: بتحدیث ابراہیم بن سعد: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا بنت سعد کو کئی بار دیکھا آپ عشاء کی نماز میں عصفر میں رنگے ہوئے (سرخ) کپڑوں میں حاضر ہوتی تھیں۔

باخبار کثیر بن ہشام بتحدیث جعفر بن برقان بسماع حبیب بن ابی مرزوق: میں نے ایک مدنی خاتون کو دیکھا ان کے ساتھ اور بھی خواتین تھیں ان کے ہاتھ میں شمع تھی اور مسجد سے جا رہی تھیں۔ میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا: یہ سعد بنت ابی وقاص کی صاحبزادی ہیں۔

عائشہ:

آپ قدامہ بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت سفیان بن حارث بن امیہ بن فضل بن منقف بن عفیف بن کلیب بن حیشہ بن سلول خزاعیہ ہیں۔ آپ سے ابراہیم بن محمد بن حاطب بن حارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح نے شادی کی جن سے قدامہ اور عثمان عالم کوفی پیدا ہوئے۔ آپ قدرے فحش گو تھے اور محمد اور ابراہیم بھی پیدا ہوئے۔ عائشہ بنت قدامہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں۔

حفصہ:

آپ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ قرینہ صغریٰ بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا نکاح عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی غیر موجودگی میں منذر بن زبیر بن عوام سے کرادیا تھا پھر جب عبدالرحمٰن آئے تو انہوں نے نکاح لوٹا دیا۔ پھر جب عبدالرحمٰن کی طرف اختیار لوٹا دیا گیا تو آپ نے انہیں سے نکاح کرادیا جن سے عبدالرحمٰن' ابراہیم' قرینہ تین بچے پیدا ہوئے پھر منذر کے بعد آپ سے حسین بن علی بن ابی طالب نے نکاح کرلیا۔ حفصہ اپنے والد سے' اپنی پھوپھی عائشہ صدیقہ سے اور اپنی خالہ ام المومنین ام سلمہ سے بسماع روایت کرتی ہیں۔

اسماء:

آپ حفصہ بنت عبدالرحمٰن کی علاتی بہن ہیں اور آپ کی والدہ ام ولد ہیں۔ آپ سے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق نے

شادی کی جن سے عبدالرحمٰن' ام فروہ جو جعفر بن محمد بن علی بن حسین کی والدہ ہیں۔ام حکیم اور عبدہ چار بچے پیدا ہوئے' اسماء حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار عبیداللہ بن موسیٰ از اسامہ بن زید از عبدالرحمٰن بن قاسم اپنی والدہ اسماء بنت عبدالرحمٰن سے اور وہ عائشہ سے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے تشریف لائے' میں نے آپ کے لئے ایک قالین خریدا تھا جس میں تصویریں تھیں اور اسے میں نے اپنے کمرے کی الماری پر پردے کے لئے لٹکا دیا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پردے کی طرف سے میں نے آپ کے چہرے سے کراہت محسوس کی۔ پھر آپ نے اسے علیحدہ کر کے فرمایا کیا تم دیوار پر پردے لٹکاتی ہو؟ فرماتی ہیں پھر میں اس کالین کو کاٹ کر دو تکیہ بنا دیئے پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں سے ایک تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔

صفیہ:

آپ شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی کی دختر ہیں۔صفیہ کو ام حُجیر بھی کہا جاتا تھا آپ کی والدہ عثمان کی والدہ ہیں۔یعنی برّہ بنت سفیان بن سعید بن قانف بن اوقص سلمی ہیں۔آپ سے عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ نے شادی کی جن سے اولاد ہوئی۔صفیہ امہات المومنین وغیرہ سے روایت کرتی ہیں اور بہت سے لوگ ان سے کثرت سے روایت کرتے ہیں۔

زینب بنت مہاجر احمسیّہ:

باخبار ابواسامہ از مجالد از عبداللہ بن جابر احمسی اپنی پھوپھی زینب بنت مہاجر سے: میں ایک عورت کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئی' پھر میں نے ایک خیمہ گاڑ لیا اور کسی سے کلام نہ کرنے کی نذر مان لی۔ پھر ایک شخص نے آ کر اور خیمہ کے دروازے کھڑے ہو کر کہا: السلام علیکم! میری ساتھ والی عورت نے اسے سلام کا جواب دیا۔اس نے پوچھا جن کو میں نے سلام کہا تھا انہوں نے جواب کیوں نہیں دیا۔انہوں نے کہا یہ خاموش ہیں اور انہوں نے بات نہ کرنے کی نذر مان لی ہے۔فرمایا: اے عورت کلام کر کیونکہ یہ جاہلیت کی رسم ہے۔فرماتی ہیں میں نے کہا آپ کون ہیں؟ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔فرمایا: میں ایک مہاجر ہوں۔میں نے کہا: آپ کن مہاجروں میں سے ہیں؟ فرمایا: قریش سے۔میں نے کہا: قریش کے کس قبیلہ سے؟ فرمایا: تم تو بڑی سوال کرنے والی ہو۔میں ابوبکر ہوں۔میں نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہمارا جاہلیت کا زمانہ تازہ تازہ ہے اور ہم میں سے بعض بعض سے بے خوف نہیں۔اب اللہ اسلام لے آیا ہے یہ کب تک ہمارے لئے باقی رہے گا؟ فرمایا: جب تک تمہارے امام صحیح رہیں گے۔میں نے پوچھا: امام کون ہیں؟ فرمایا: کیا تمہاری قوم میں شرفاء نہیں جن کی بات مانی جاتی ہے۔میں نے کہا ہاں! ہیں۔فرمایا: یہی امام ہیں۔

میّہ:

آپ محرز کی دختر ہیں اور بنوحارث بن کعب کی ایک عورت ہیں۔میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ بصرے کی تعمیر

باخبار یزید بن ہارون و عفان بن مسلم بتحدیث سلیم بن حیان' بحدیث موسیٰ بن قطن از میہ: میں نے عمر بن خطاب کو

سے سنا فرماتے تھے اس وریّہ (اونٹ) کو چھوڑ دو اس کی روزیاں نہ کھاؤ اور ان کے پٹے ان کی گردنوں ہی میں چھوڑ دو۔

مُسیکہ:

آپ یوسف بن ماہک کی والدہ ہیں اور حضرت عثمان سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار اسماعیل بن ابراہیم اسدی' باخبار ایوب از شخصے از یوسف بن ماہک اپنی والدہ مُسیکہ سے: ایک عورت عدت کی حالت میں اپنے میکہ میں ملنے کے لئے گئی۔ وہاں اس کے دردِزہ شروع ہو گئے۔ ان کے گھر والوں نے مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ آپ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے۔ اللہ کی قسم میں بلاکسی پس وپیش حجاب کے ان کے سامنے چلی گئی اور میں نے اس کے بارے میں ان سے فتویٰ پوچھا۔ فرمایا: اس سے کہہ دو کہ اسی حال میں اپنے گھر چلی جائیں۔

سُہیّہ:

آپ عمیر کی دختر ہیں اور شیبانیہ ہیں۔

باخبار عبداللہ بن نمیر از سعید بن ابی عروبہ از قتادہ از ابوالملیح: حکم بن ایوب نے مجھے سُہیّہ کے پاس بھیجا۔ بولیں: مجھے میرے شوہر کی موت کی خبر قندابیل سے صیفی بن فُسیل نے بھیجی ہے۔ پھر اس کے بعد آپ نے عباس بن طریف قیسی سے نکاح کر لیا۔ پھر میرا سابق شوہر بھی آ گیا۔ اب ہمارا مقدمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ آپ نے جھانک کر ہم سے فرمایا: میں اس حال (محصور ہونے کے حال) میں تمہارا کس طرح فیصلہ کروں؟ لوگ بولے: ہم آپ کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ فرمایا: پہلے شوہر کو مہر میں یا عورت میں اختیار ہے۔ چاہے تو مہر واپس لے لے اور چاہے تو عورت کو واپس لے لے لیکن اس نے مہر واپس لے لیا۔ دو ہزار مجھ سے لئے اور دو ہزار میرے پچھلے شوہر سے لئے۔ ان کی ایک ام ولد تھی جس نے نکاح کر لیا تھا اور صاحب اولاد کثیرہ تھی۔ اسے اور اس کی اولاد کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے مالک پر لوٹا دیا اور ان کے باپ سے کہہ دیا کہ وہ جب چاہیں اپنی اولاد کو آزاد کرا لے۔

اُمّ حکیم بنت قارظ، اہلیہ عبدالرحمٰن بن عوف:

باخبار محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک از ابن ابی ذئب از سعید بن خالد و قارظ بن شیبہ: ام حکیم نے عبدالرحمٰن سے کہا مجھ پر کئی آدمیوں نے پیام ڈالا ہے آپ جس سے چاہیں میرا نکاح کرا دیں۔ بولے: کیا تم مجھے اپنے نکاح کا اختیار دیتی ہو؟ بولیں: ہاں۔ فرمایا: میں نے تم سے نکاح کر دیا ہے۔ ابن ابی ذئب کہتے ہیں پھر ان کا نکاح نافذ ہو گیا۔

صفیہ:

آپ ابوعبید بن مسعود بن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن قسی ثقفی کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ ہیں اور نانی زینب بنت ابی عمرو بن امیہ ہیں آپ سے عہد عمر میں عبداللہ بن عمر بن خطاب نے نکاح کیا جن سے ابوبکرؓ ابوعبیدہؓ واقدؓ عبداللہؓ عمرؓ حفصہؓ سودہ سات بچے ہوئے۔ آپ عمر رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حفصہ بنت عمر سے روایت کرتی ہیں۔ آپ مختار بن ابی عبید کی بہن ہیں۔

باخبار خالد بن مخلد بجلی بتحدیث عبداللہ بن عمر از نافع از ابن عمر مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے صفیہ بنت ابی عبید کا چار سو درہم مہر مقرر کرایا اور میں نے مزید دو سو ان کے علم کے بغیر دے دیئے۔

باخبار انس بن عیاض لیثی از موسیٰ بن عقبہ از نافع بخبر صفیہ بنت ابی عبید: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صبح کی نماز میں سورۂ کہف پڑھتا ہوا سنا۔

باخبار محمد بن عمر از عبداللہ عمری از نافع بسماع صفیہ: عمر نے کئی دفعہ مجھے اتنا مارا کہ میری بدھی گتھ گئی۔ ایک دفعہ آپ نے مجھے کھنٹی سے مارا۔

باخبار یحییٰ بن عباد بتحدیث فلیح از نافع: صفیہ بوڑھی تھیں اور صفا مروہ کے درمیان سعی سواری پر کیا کرتی تھیں۔

ام سلمہ:

آپ مختار بن ابی عبید بن مسعود بن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن قسی ثقفی کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ ام ولید بنت عمیر بن رباح بن عوف بن جابر بن سفیان بن عبد یالیل بن سالم بن مالک بن حطیط ہیں۔ آپ سے عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب نے نکاح کیا جن سے عمر بن عبداللہ پیدا ہوئے۔

باخبار یحییٰ بن عباد بتحدیث فلیح از نافع: مختار بن ابی عبید کی دختر عبداللہ بن عبداللہ بن عمر کے نکاح میں تھیں۔ ان کے ہاں مزدلفہ کی شب میں ولادت ہوئی۔ صفیہ بنت ابی عبید نے نگرانی کی۔ آپ ان کی پھوپھی تھیں۔ حتیٰ کہ یہ لوگ ذی الحج کی دسویں تاریخ کو منیٰ میں سورج ڈوبنے کے بعد پہنچے انہیں عبداللہ نے حکم دیا کہ رمی جمرہ کر کے طواف افاضہ کے لئے مکہ جائیں۔

فاطمہ:

آپ امام حسین کی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ ام اسحٰق بنت طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم ہیں۔ آپ سے آپ کے چچازاد بھائی حسن بن حسن بن علی نے نکاح کیا جن سے عبداللہ' ابراہیم' حسن' زینب چار بچے ہوئے۔ پھر ان کے مرنے کے بعد عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان نے نکاح کیا۔ عبداللہ سے آپ کا نکاح آپ کے بیٹے عبداللہ بن حسن نے آپ کے حکم سے کرایا جن سے قاسم اور محمد دیباج (اتنے خوبصورت تھے کہ ان کا لقب دیباج ''ریشم'' پڑ گیا) پیدا ہوئے اور رقیہ بھی عبداللہ بن عمرو کو ان کی خوبصورتی کی وجہ سے مطرف بھی کہا جاتا تھا پھر آپ کے دوسرے شوہر بھی فوت ہو گئے۔

باخبار محمد بن عمر' بحدیث عبداللہ بن محمد بن ابی یحییٰ: یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمٰن بن ضحاک بن قیس فہری کو مدینہ کا حاکم بنایا پھر انہوں نے فاطمہ بنت حسین پر پیام ڈالا۔ بولیں: اب میرا نکاح کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ میں اپنے ان بچوں ہی میں مصروف رہتی ہوں اور جس بات سے انہیں اندیشہ تھا اسے ظاہر کرنے سے آپ نے گریز کیا اور کہنے لگا: اللہ کی قسم اگر تم مجھ سے نکاح نہ کرو گی تو میں تمہارے بڑے بیٹے کو شراب کی سزا میں کوڑے لگواؤں گا یعنی عبداللہ بن حسن کو۔ ابھی عبدالرحمٰن اسی حال میں تھا اور مدینہ کی عدالت پر ابن ہرمز تھے کہ یزید بن عبدالملک نے ابن ہرمز کو لکھا کہ میرے پاس آ کر حساب کر جاؤ۔ ابن ہرمز جاتے وقت فاطمہ کو رخصت کرنے کے لئے آتے ہیں اور کہتے ہیں کوئی ضرورت ہو تو بتاؤ۔ فرماتی ہیں: امیر المومنین سے ابن

ضحاک کے کرتوت بیان کر دینا کہ وہ میرے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے اور مجھے کیسی کیسی دھمکیاں دے رہا ہے۔ فرماتے ہیں انہوں نے ایک آدمی کے ہاتھ یزید کے پاس ایک خط بھجوایا جس میں انہوں نے اپنی قرابت کا ذکر کیا اور ابن ضحاک کی تفصیل سے شکایت لکھی۔ ابن ہرمز نے یزید کو ان کا پیام پہنچا دیا اور یزید نے ان کا خط بھی پڑھا اور بھنا کر تخت سے اُتر پڑا اور بید کی لکڑی کو زمین پر مار کر کہنے لگا: ابن ضحاک نے ایک ایسے شخص سے جرأت کی جس کی آواز میرے پاس میرے بستر پر آئی۔ پھر کاغذ منگوا کر عبدالواحد بن عبداللہ نصری کو لکھا اس وقت وہ طائف کے حاکم تھے: میں نے تم کو مدینہ کا حاکم مقرر کر دیا ہے مدینہ جا کر ابن ضحاک سے چالیس ہزار بطور تاوان کے وصول کرو اور اسے اتنی سزا دو کہ میں اپنے فرش پر اس کی آواز سن لوں۔ ابن ضحاک کو بھی خبر مل گئی اور شام کی طرف بھاگ گیا اور مسلمہ بن عبدالملک کے پاس پناہ لی۔ مسلمہ نے یزید سے اسے بطور ہبہ کے مانگا لیکن یزید نے انکار کر دیا اور کہا: اس نے جو کچھ کیا ہے اس پر میں اسے چھوڑنے والا نہیں۔ آخر کار مسلمہ نے اسے نصری کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ نصری نے اس سے چالیس ہزار درہم وصول کئے اور اسے سزا دی اور کمبل کا جبہ پہنا کر اسے بازاروں میں گھمایا۔

باخبار عبیداللہ بن موسیٰ باخبار اسرائیل از جابر ایک عورت سے جو فاطمہ بنت حسین سے روایت کرتی ہیں: فاطمہ دھاگوں کی گرہوں پر سبحان اللہ پڑھا کرتی تھیں۔ فاطمہ بنت حسین سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔

سکینہ:

آپ فاطمہ بنت حسین کی علاتی بہن ہیں۔ آپ کی والدہ رباب بنت امرئ القیس بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن عُلیم بن ہبل بن عبداللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب ہیں۔ سب سے پہلے آپ سے مصعب بن زبیر بن عوام نے شادی کی جن سے فاطمہ پیدا ہوئیں۔ پھر آپ سے ان کے قتل ہو جانے کے بعد عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حرام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی نے نکاح کیا جن سے عثمان جن کو قرین بھی کہا جاتا ہے حکیم اور ربیحہ تین بچے ہوئے۔ پھر عبداللہ کے مرنے کے بعد آپ سے زید بن عمرو بن عثمان بن عفان نے نکاح کیا۔ یہ بھی فوت ہو گئے۔ پھر ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری نے نکاح کیا۔ آپ نے انہیں نکاح کا اختیار دے دیا تھا۔ پھر انہوں نے خود ہی نکاح کر لیا۔ آپ ان کے پاس تین ماہ ٹھہریں پھر ہشام بن عبدالملک نے اپنے مدینہ والے حاکم کو لکھا کہ دونوں میں تفریق کرا دے۔ اس نے دونوں میں تفریق کرا دی۔ بعض علماء کہتے ہیں زید فوت ہو گئے تھے۔ پھر آپ سے اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان نے نکاح کر لیا۔

باخبار ابوالسائب کلبی مخبر خلف زہری: جب سکینہ فوت ہوئیں تو مدینہ کے خالد بن عبداللہ بن حارث بن حکم حاکم تھے۔ آپ نے فرمایا: میرا انتظار کرنا حتیٰ کہ میں سکینہ کا جنازہ پڑھاؤں اور آپ جنت البقیع چلے گئے اور ظہر تک واپس نہیں آئے۔ لوگوں کو ڈر ہوا کہیں جنازے میں تغیر نہ آ جائے اور تیس دینار کا جنازے کے لئے کافور خریدنا پڑا۔ پھر جب خالد واپس آئے تو آپ کے حکم سے جنازے کی نماز شیبہ بن نصاح نے پڑھائی۔

ام عثمان:

آپ عبیداللہ بن عبداللہ بن سراقہ بن معتمر بن انس بن اذاہ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عمران بن کعب

کی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ زینب بنت عمر بن خطاب ہیں۔ہم نے حدیث میں پایا کہ آپ حضرت حفصہ سے روایت کرتی ہیں۔

ام محمد:

آپ قیس بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف بن قصی کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ درّہ بنت عقبہ بن رافع بن امری القیس بن زید بن عبد الاشہل ہیں۔آپ ام المومنین ام سلمہ سے روایت کرتی ہیں۔وہ فرماتی ہیں: بعض بنوسلمہ اس حال میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔

ام محمد:

آپ یزید بن مہاجر بن قنفذ بن عمیر بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ ہند بنت مالک بن عبد بن خولان ہیں۔آپ ام المومنین ام سلمہ سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: عورت پورے کرتے اور دوپٹے میں نماز پڑھے۔

باخبار اسماعیل بن ابراہیم بن علیہ از عبدالرحمٰن بن اسحٰق از محمد بن یزید بن مہاجر اپنی والدہ سے: میں نے حضرت ام سلمہ سے کہا: عورت کن کپڑوں میں نماز پڑھے؟ فرمایا: دوپٹہ میں اور اس کرتے میں جو اس کے پیروں کے ظاہری حصہ کو چھپالے۔

ام الحسن البصری:

آپ بھی ام المومنین حضرت ام سلمہ سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے ام سلمہ کو کرتے اور دوپٹہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

باخبار روح بن عبادہ بتحدیث اسامہ بن زید اپنی والدہ سے: میں نے حسن بصری کی والدہ کو عورتوں میں وعظ فرماتے ہوئے دیکھا۔

فاطمہ:

آپ منذر بن زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کی بیٹی ہیں اور آپ کی ماں ام ولد ہیں۔آپ سے ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام نے شادی کی جن سے عروہ اور محمد پیدا ہوئے۔فاطمہ اپنی دادی اسماء بنت ابی بکر صدیق سے روایت کرتی ہیں۔

ام سلمہ:

آپ حذیفہ بن یمان عبسی حلیف بنی عبد الاشہل کی دختر ہیں اور اپنے والد سے روایت کرتی ہیں کہ آپ لوگوں کو شک والے دن میں رمضان کے روزے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

ام سعد:

آپ سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امری القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث

بن خزرج کی دختر ہیں۔آپ کا نام جمیلہ ہے۔آپ کی والدہ خلادہ بنت انس بن سنان بن وہب بن لوذان بن عبدودؓ ساعدی ہیں۔سعد بن ربیع جنگ احد میں شہید ہوئے خلادہ حاملہ تھیں سعد کی شہادت کے چند ماہ بعد جمیلہ پیدا ہوئیں۔جمیلہ سے زید بن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار نے شادی کی جن سے سعد' خارجہ' سلیمان' یحییٰ' اسماعیل' عثمان اور ام زید سات بچے ہوئے۔

باخبار ابو عامر عبدالملک بن عمرو عقد بتحدیث محمد بن صالح تمار: بتحدیث حمید بن نافع از ام سعد بنت سعد بن ربیع: میں اور زید بن ثابت ایک ہی برتن سے غسل کرلیا کرتے تھے۔آپ زید کی بیوی تھیں۔

باخبار معن بن عیسیٰ: بتحدیث مالک از زید بن سائب: میں نے ام سعد اہلیہ زید کو دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں ہاتھی دانت کے دو کنگن ہیں اور ہاتھی دانت ہی کی انگوٹھی ہے۔

کبشہ:

آپ کعب بن مالک بن ابی کعب بن قین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ صفیہ یمنی ہیں۔آپ سے ثابت بن ابی قتادہ بن ربعی انصاری سلمی نے شادی کی اور آپ کی جو بچی آپ سے روایت کرتی ہیں وہ حمیدہ بنت عبید بن رفاعہ بن رافع زرقی حمیدہ سے اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ حدیث مالک بن انس سے روایت کرتے ہیں۔

باخبار محمد بن عمر: باخبار مالک بن انس از اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ از حمیدہ بنت عبید بن رفاعہ بن رافع بن مالک زرقی اپنی والدہ کبشہ بنت کعب سے: ابوقتادہ ہم سے ملنے آئے پھر آپ نے وضو کے لئے پانی منگوایا۔پانی حاضر کر دیا گیا اتنے میں ایک بلی آگئی۔آپ نے اس کے لئے پانی کا برتن جھکا دیا۔بلی نے پانی پیا پھر ابوقتادہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: بات یہ ہے کہ بلیاں ناپاک نہیں کیونکہ بلے اور بلیاں تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں۔

زینب:

آپ نبیط بن جابر بن مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ فارعہ (فریعہ) بنت سعد بن زرارہ بن عدس بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار ہیں۔آپ سے انس بن مالک نے شادی کی۔

باخبار عبداللہ بن ادریس: باخبار محمد بن عمارہ از زینب بنت نبیط بن جابر اہلیہ انس بن مالک: ابوامامہ (اسعد بن زرارہ) نے میری والدہ اور خالہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے وصیت کی پھر آپ کے پاس سونے اور موتیوں کے (جن کو رعاث کہا جاتا تھا) ہار آئے۔رسول اللہ ﷺ نے ان ہاروں میں سے میری والدہ اور خالہ کو بھی دیئے۔میں نے وہ زیورات اپنے گھر میں دیکھے تھے۔

زینب:

آپ کعب بن عجرہ کی دختر ہیں اور فریعہ بنت مالک بن سنان ہمشیرہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں فریعہ کا نبی ﷺ سے سماع ثابت ہے۔

ام عمرو:

آپ خوات بن جبیر بن نعمان بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک اوسی کی دختر ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار یحییٰ بن عباد بتحدیث فلیح از خوات بن صالح اپنی پھوپھی ام عمرو بنت خوات بن جبیر سے: ایک انصاری خاتون صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی میں ان کے پاس تھی اس نے کہا کہ میری بیٹی کو ایک سخت مرض لاحق ہو گیا ہے اس کے بال گر جاتے ہیں کنگھی کرنے کی مجال نہیں حالانکہ وہ دلہن بنائے جانے والی ہے۔ کیا میں اس کے بالوں میں بال ملا دوں تاکہ کنگھی کر سکوں؟ فرمایا: نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بال ملانے والی اور ملوانے والی دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

ام حفص:

آپ عبید بن عازب بن حارث بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن اوس کی دختر ہیں اور اپنے چچا براء بن عازب سے روایت کرتی ہیں۔ باخبار بکر بن عبدالرحمٰن بتحدیث عیسیٰ بن مختار از محمد یعنی ابن ابی لیلیٰ از ام حفص بنت عبید اپنے چچا براء بن عازب سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرا نام رکھ لیا وہ میری کنیت نہ رکھے۔

حفصہ:

آپ انس بن مالک بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار کی دختر ہیں۔

باخبار محمد بن مصعب قرقسانی: بحدیث ام مریم حنفیہ بصریہ: میں نے حفصہ سے سنا فرماتی تھیں: ہمارے والد ہمیں سونے کے زیورات اور ریشمین کپڑے پہناتے تھے۔

عمرہ:

آپ عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔ آپ کی والدہ سالمہ بنت حکیم بن ہاشم بن قوالہ ہیں۔ آپ سے عبدالرحمٰن بن حارثہ بن نعمان بن نفع بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار نے شادی کی جن سے ابوالرجال محمد بن عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ زہری عمرہ سے روایت کرتے ہیں نیز عمرہ سے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم اور یحییٰ بن سعید انصاری وغیرہ بھی روایت کرتے ہیں۔ عمرہ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتی ہیں آپ صاحب علم تھیں۔

باخبار یزید بن ہارون از یحییٰ بن سعید از عبداللہ بن دینار: عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن محمد بن حزم کو لکھا غور کر کے احادیث رسول اللہ ﷺ کو یا گزشتہ سنت کو یا حدیث عمرہ کو لکھو کیونکہ مجھے علم کے مٹ جانے کا اور علماء کے ختم ہو جانے کا ڈر ہے۔

باخبار ابو عاصم نبیل از محمد بن عمارہ از عبداللہ بن ابی بکر از عمرہ بنت عبدالرحمٰن: (عمرہ اور عمرہ کی بہنیں صدیقہ کی زیر تربیت اور ان کے پاس رہا کرتی تھیں) ہمارے پاس زیورات تھے۔

باخبار فضل بن دکین وعمرہ بن ہیثم بتحدیث مسعودی: بحدیث ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم از عمرہ بنت عبدالرحمٰن (اپنے

بھتیجوں سے) مجھے باغ میں میری قبر کے لئے جگہ دے دو۔ ان کا باغ بقیع سے ملا ہوا تھا۔ فرماتی ہیں: میں نے صدیقہ سے سنا فرماتی تھیں مرنے کے بعد مردے کی ہڈی توڑنا اسی طرح ہے جس طرح زندگی میں توڑنا ہے۔

باخبار ہشام ابوالولید طیالسی بتحدیث شعبہ از محمد بن عبدالرحمٰن: مجھ سے عمرہ نے کہا: اپنی زمین میں سے مجھے ذرا سی جگہ دے دے کہ میں اس میں دفن کی جاؤں کیونکہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا' آپ فرماتی تھیں میت کی ہڈی توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔

ہند:

آپ معقل بن یسار بصری کی دختر ہیں اور اپنے والد سے روایت کرتی ہیں۔

عُدیسہ:

آپ اہبان بن صیفی غفاری کی دختر ہیں اور اپنے والد سے جو صحابی تھے روایت کرتی ہیں۔

باخبار اسماعیل بن ابراہیم بحدیث عبداللہ بن عبید از عدیسہ بنت اہبان بن صیفی غفاری صحابی: حضرت علی میرے والد صاحب کے پاس تشریف لائے اور آپ کو اپنے لشکر میں شامل کرنا چاہا' میرے والد نے فرمایا میرے دوست نے اور آپ کے چچا زاد بھائی نے حکم فرمایا ہے کہ جب لوگوں میں اختلاف ہو تو میں لکڑی کی تلوار بنا لوں۔ میں نے لکڑی کی تلوار تیار کر لی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں وہی تلوار لے کر آپ کی فوج میں شامل ہو جاؤں۔ آخر کار علی نے آپ کو چھوڑ دیا۔

امیمہ دُخترِ نجّار:

آپ نے امہات المومنین کو پایا اور ان سے روایت کی۔

باخبار حجاج بن محمد وضحاک بن مخلد از ابن جریج: بخبر حکیمہ بنت ابی حکیم اپنی والدہ امیمہ بنت نجار سے: امہات المومنین کے پاس ورس و زعفران میں رنگی ہوئی دھجیاں ہوتی تھیں جن سے احرام باندھنے سے قبل لٹکے ہوئے بال پیشانیوں پر باندھ لیا کرتی تھیں اور اسی حال میں عرفات میں قیام فرمایا کرتی تھیں۔

صخیرہ بنت جُیَفر، بصریہ:

آپ ام المومنین صفیہ بنت حیی کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے گھڑے کی نبیذ کے بارے میں روایت کرتی ہیں۔

جمانہ بنت مسیّب بن نجبۃ الفزاری:

آپ سے حذیفہ بن یمان نے شادی کی اور آپ حذیفہ سے روایت بھی کرتی ہیں۔

باخبار خلاد بن یحییٰ بتحدیث عمرو بن دینار: باخبار حنظلہ بن سبرہ بن مسیّب بن نجبہ فزاری: میری پھوپھی جان جمانہ بنت مسیّب حذیفہ بن یمان کے نکاح میں تھیں۔ آپ رمضان میں صبح کی نماز پڑھ کر ان کے لحاف میں ان سے گرم ہونے کے لئے گھس جاتے تھے اور ان کی طرف چہرے کے بجائے پشت کر لیا کرتے تھے۔

هند بنت حارث فراسیہ:

آپ نے امہات المومنین کو پایا اور ام سلمہ سے روایت کرتی ہیں اور آپ کا صفیہ بنت عبدالمطلب سے سماع بھی ثابت ہے۔ زہری ہند سے روایت کرتے ہیں۔

نائلہ بنت فرافصہ حنفیہ:

آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں نماز پڑھائی اور ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔

ریطہ حنفیہ:

آپ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار یزید بن ہارون: باخبار سفیان از میسرہ از ریطہ حنفیہ: ہمیں صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جماعت سے نماز پڑھائی اور درمیان میں کھڑی ہوئیں۔

معاذہ عدویہ بنت عبداللہ' اہلیہ صلہ بن اشیم بصریہ:

آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور آپ سے روایت بھی کرتی ہیں۔

باخبار یزید بن ہارون: باخبار جعفر بن کیسان: میں نے معاذہ کو پیروں کے بل پر بیٹھے ہوئے اور دونوں ٹانگوں اور پیٹھ پر کپڑا لپیٹے ہوئے دیکھا اور ان کے چاروں طرف عورتیں تھیں۔

ام الرائح رباب بنت صُلیع:

آپ سلمان بن عامر سے روایت کرتی ہیں اور آپ سے حفصہ بنت سیرین روایت کرتی ہیں۔

ام الہذیل، حفصہ بنت سیرین:

آپ محمد بن سیرین کی بہن ہیں اور سلمان بن عامر' ام عطیہ انصاریہ اور ابوالعالیہ سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار بکار بن محمد (از اولاد محمد بن سیرین): حفصہ بنت سیرین' سیرین وصفیہ کے تمام بچوں میں سب سے بڑی تھیں۔ صفیہ کی اولاد میں محمد' یحییٰ' حفصہ' کریمہ اور ام سلیم ہیں۔

باخبار فضل بن دکین: باخبار حفص بن غیاث از عاصم احول از حفصہ بنت سیرین: مجھ سے انس بن مالک نے پوچھا: تم کس بیماری میں مرنا پسند کرتی ہو؟ میں نے کہا: طاعون میں۔ فرمایا: اس لئے کہ وہ ہر مسلمان کی شہادت ہے۔

باخبار فضل بن دکین بتحدیث حریث بن سائب: ہم حفصہ کے جنازے میں شامل تھے حسن بصری نے پوچھا: تمہارے صاحب (محمد بن سیرین) کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا وضو کر رہے ہیں۔ فرمایا: کیا پانی کے گھڑے سے؟

حُجیرہ:

آپ ام سلمہ سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے عورتوں کو جماعت سے نماز پڑھائی۔ آپ سے عمار دہنی روایت کرتے

ہیں۔ باخبار سفیان از عمار دہنی از حجیرہ: ام سلمہ نے ہمیں عصر کی نماز جماعت سے پڑھائی اور ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔

ام الحجاج، عائشہ بنت عجرہ، جدلیہ:

باخبار وکیع از جراح از قیس بنی مسلم از ام الحجاج جدلیہ: میں صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سرخ خیمہ میں خیمہ کی قنات کے پیچھے تھی کہ اشتر نخعی آ کر پوچھتے ہیں: ام المومنین اس شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے قتل کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ فرمایا: اللہ کی پناہ کہ میں مسلمانوں کے امام کی خونریزی کا حکم دوں' حدیث طویل ہے۔

صہباء بنت کریم:

باخبار وکیع بن جراح از حسن بن علی از صہباء بنت کریم: میں نے صدیقہ سے پوچھا: اگر بیوی حیض کی حالت میں ہو تو شوہر کے لئے اس سے کیا چیز حلال ہے؟ فرمایا: بجز صحبت کے ہر چیز حلال ہے۔

ام موسیٰ:

آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں اور آپ سے مغیرہ ضبی راوی ہیں۔

ام خداش:

آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار اسماعیل بن ابراہیم از سلمان تیمی از ام خداش: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ شراب کے سرکہ کو سالن کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے۔

ام ذرّہ:

باخبار ابو معاویہ از ہشام بن عروہ از محمد بن منکدر از ام ذرّہ از عائشہ: اس مال کے بارے میں جسے صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس عبداللہ بن زبیر نے بھیجا تھا آپ نے وہ تمام مال تقسیم کر دیا۔

باخبار عفان بن مسلم بتحدیث حماد بن سلمہ از زید بن اسلم: بحدیث ام ذرّہ: میں صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سر پر ان کے احرام میں مشک وعنبر کا طلا دیا کرتی تھی۔

ام بکرہ اسلمیہ:

باخبار عبداللہ بن نمیر از ہشام بن عروہ از عروہ از جہمان مولیٰ اسلم از ام بکرہ اسلمیہ: میں عبداللہ بن اسید کے نکاح میں تھی پھر میں نے ان سے خلع حاصل کر لیا۔ پھر ہم دونوں نادم ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے فتویٰ پوچھا۔ فرمایا: خلع ایک طلاق ہے الا یہ کہ تم نے جیسی نیت کی ویسی طلاق پڑے گی تم رجوع کر سکتے ہو۔

ام طلق:

باخبار ابو امامہ: بخبر علی بن مسعدہ: بتحدیث ابن رومی: میں ام طلق کے گھر گیا ان کے گھر کی چھت نیچی تھی میں نے کہا: ام طلق! تمہارے گھر کی چھت کس قدر نیچی ہے؟ فرمایا: عمر نے اپنے عاملوں کو لکھا تھا کہ اپنی عمارتیں اونچی نہ بناؤ' جب تم اپنی عمارتیں

اونچی بنانے لگو گے تو وہ تمہارا بدترین زمانہ ہوگا۔

ام شبیب عبدیہ بصریہ:

آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار ہشام ابوالولید طیالسی و عارم بن فضل: بتحدیث حماد بن سلمہ: باخبار ام شبیب: میں نے صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بال سیاہ کرنے کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا: مجھے بھی تمنا ہے کہ میرے پاس کوئی ایسی شے ہوتی جس سے میں اپنے بال سیاہ کر لیتی۔

عالیہ:

آپ ایفع بن شراحیل کی دختر ابواسحٰق سبیعی کی بیوی ہیں۔ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں' ان سے سوالات کیے اور ان سے سماع حاصل کیا۔

باخبار یحییٰ بن عباد بتحدیث یونس بن ابی اسحٰق اپنی والدہ عالیہ سے: میں نے ام محبہ کے ساتھ حج کیا پھر ہم دونوں صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کو سلام کیا' آپ سے مسائل پوچھے اور آپ سے حدیثیں سنیں۔ فرماتی ہیں: میں نے صدیقہ رضی اللہ عنہا پر گلابی کرتہ اور سیاہ دوپٹہ دیکھا۔ پھر جب ہم واپس ہونے لگیں تو صدیقہ نے ہم سے کہا: تم میں سے ہر عورت پر حرام ہے کہ (چھپ کر) اور کان لگا کر اپنے شوہر کی باتیں سنے۔

اہلیہ ابوالسفر:

آپ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار ابواسامہ از مجالد از ابوالسفر اپنی بیوی سے: میں نے صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عورت کے سر میں مشطہ (ایک قسم کی کنگھی) کے بارے میں جس میں شراب ہو پوچھا تو آپ نے مجھے اس سے زوردار الفاظ میں منع فرما دیا۔

ام محبہ:

آپ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مسائل پوچھے اور ان سے حدیثیں سنیں۔ آپ سے ابواسحٰق سبیعی روایت کرتے ہیں۔

عائذہ اسدیہ:

آپ نے ابن مسعود سے حدیثیں سنیں اور ان سے ایک حدیث روایت بھی کرتی ہیں۔ یعنی ابواسامہ از سفیان ثوری: بخبر واصل' بحدیث عائذہ (اور عائذہ کی تعریف کی) میں نے ابن مسعود سے اس حال میں کہ آپ مردوں اور عورتوں سے پھلانگ رہے تھے یہ فرماتے ہوئے سنا: لوگو! کان کھول کر سن لو تم میں سے جو کسی مرد کو یا عورت کو پائے تو دیکھو طریقہ پہلا ہی لازم پکڑو' دیکھو روش پہلی ہی اختیار کر لو کیونکہ ہم آج فطرت پر ہیں۔

عمرہ بنت طبیع:

آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار یعلیٰ ومحمد پسران عبید: بتحدیث عمرو بن شوذب از عمرہ: میں اپنی لونڈی کو لے کر بازار گئی اور ہم نے ٹوکری میں ایک مچھلی خریدی جس کا منہ اور دم دونوں ٹوکری سے نکلے ہوئے تھے۔ پھر علی ہمارے پاس سے گزرے اور پوچھا: یہ کتنے کو خریدی؟ یہ بہت ہے اور عمدہ ہے اسے بچے پیٹ بھر کر کھائیں گے۔

مریم بنت طارق:

آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار یعلیٰ ومحمد پسران عبید' بتحدیث ابوحبان اپنے والد سے اور وہ مریم سے: میں نے انصار خواتین کے ساتھ حج کیا۔ اس حج میں میں صدیقہ سے ملنے گئی۔ عورتیں ان برتنوں کے بارے میں جن میں نبیذ بنائی جاتی ہے آپ سے پوچھنے لگیں۔ فرمایا: اے خواتین اسلام! تم نے مجھ سے ان برتنوں کے بارے میں پوچھا ہے جو عہد رسالت میں عام نہ تھے۔ لہٰذا اللہ سے ڈرو اور جو چیز تم میں سے کسی میں نشہ پیدا کر دے اس سے بچو۔ اور اگر دانوں کا پانی نشہ آور ہو تو اس سے بھی بچو کیونکہ ہر نشہ آور شے حرام ہے (حدیث طویل ہے) محمد بن عبید فرماتے ہیں: ابوحیان نے فرمایا: یاد رکھو! میرے والد نے مجھ سے یہ حدیث اس وقت بیان کی جب مریم بنت طارق زندہ تھیں۔

جسرہ بنت دجاجہ عامریہ کوفیہ:

آپ ابوذر رضی اللہ عنہ سے بسماع از عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔

باخبار احمد بن عبداللہ بن یونس' بتحدیث ابوبکر بن عیاش از قدامہ عامری از جسرہ بنت دجاجہ عامریہ: میں نے تقریباً چالیس عمرے کئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کو ربذہ میں دیکھا۔

لیلیٰ بنت سعد:

آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا اور ان سے روایت بھی کرتی ہیں۔

باخبار اسماعیل بن ابراہیم اسدی از ابن جریج بخبر لیلیٰ بنت سعد: میں نے صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ کرتے' دوپٹہ اور تہبند باندھے ہوئے نماز پڑھ رہی تھیں۔

ام محمد برکہ بن سائب بن برکہ مکی:

آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں اور آپ سے آپ کے فرزند محمد بن سائب روایت کرتے ہیں۔

عمرہ بنت قیس بن عدویہ بصریہ:

آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں' آپ سے مسائل پوچھے' آپ سے حدیثیں سنیں اور آپ سے روایت بھی کرتی ہیں۔

باخبار یزید بن ہارون بتحدیث جعفر بن کیسان' بتحدیث عمرہ بنت قیس عدویہ: میں نے صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں

حاضر ہو کر طاعون سے بھاگنے کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طاعون سے بھاگنا لڑائی سے بھاگنے کے مترادف ہے۔

ظبیہ بنت معلل:

آپ صدیقہ سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار یزید بن ہارون بتحدیث فضیل بن مزوق از ظبیۃ بنت معلل: میں صدیقہ سے ملنے گئی کہ ایک سائل آ گیا۔ آپ نے اسے انگور کا ایک دانہ دے دیا۔ پھر آپ نے ہمیں دیکھ کر فرمایا: میرے خیال میں تم اس پر تعجب کر رہی ہو یقین مانو اس میں بہت سے ذرات کا وزن ہے۔

ام عبدالرحمٰن، دقرہ:

آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی آپ سے حدیثیں سنیں اور آپ سے روایت بھی کرتی ہیں۔

ام علقمہ، مولاۃ عائشہ:

آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں اور آپ سے آپ کے فرزند علقمہ بن ابی علقمہ حدیثوں کا کافی مجموعہ روایت کرتے ہیں۔

کبشہ بنت ابی مریم:

آپ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار عثمان بن عمر، بتحدیث ثابت بن عمارہ از ریطہ از کبشہ: لوگوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مشروبات کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا: میں تم سے وہ چیزیں بیان کرتی ہوں جن سے رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات کو منع فرمایا کرتے تھے۔ آپ ہمیں کھجوروں کو منقوں کے ساتھ ملانے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اور گٹھلی کو پکانے سے بھی۔

صافیہ:

آپ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار یزید بن ہارون از حماد بن سلمہ از صافیہ: حماد نے صافیہ سے سنا فرماتی ہیں کہ میں نے صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی کو دیکھا کہ آپ نے امام کے نکلنے سے قبل چار رکعت نماز پڑھی اور امام کے ساتھ جمعہ کی دو رکعتیں پڑھیں۔

ام حبیب بنت ذویب بن قیس مزنیہ:

آپ اپنے بھتیجا صفی سے اور وہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار انس بن عیاض از عبدالرحمٰن بن حرملہ از ام حبیب (آپ ایک اسلمی کے نکاح میں تھیں) پھر پھر ام المومنین صفیہ کے بھتیجا کے نکاح میں آ گئیں۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں: پھر ہمیں ام حبیب نے ایک صاع ہبہ کیا اور انہوں نے میرے بھتیجا صفیہ سے اور انہوں نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا صاع ہے۔ انس فرماتے ہیں میں نے اس کا اندازہ لگایا

تو اسے ہشام والے مد سے ڈیڑھ مد کا پایا۔

طفیلہ مولاۃ ولید بن عبداللہ بن جمیع:

آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں اور آپ سے ولید بن عبداللہ جمیع روایت کرتے ہیں۔

ام عیسیٰ بن عبدالرحمٰن سُلمی:

آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور آپ سے عیسیٰ بن عبدالرحمٰن سلمی روایت کرتے ہیں۔

ابنۃ رقیقۃ ام عبدربہ بن حکم:

آپ اپنی والدہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار ضحاک بن مخلد بتحدیث عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن یعلیٰ بن کعب ثقفی از عبدربہ بن حکم: مجھے میری والدہ ابنۃ رقیقہ نے بتایا کہ ان کی والدہ نے انہیں خبر دی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لائے تو تعاون کے لئے ہمارے پاس آئے میں نے آپ کو ستو پلائے۔ فرماتی ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کے بت کی عبادت نہ کیا کرو اور نہ اس کے لئے نماز پڑھا کرو میں نے کہا: پھر تو وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے۔ فرمایا: جب وہ تم کو عبادت کرنے کو کہیں تو تم یوں کہہ دیا کرو میرا رب وہی ہے جو اس بت کا ربّ ہے اور نماز پڑھتے وقت اس بت کی طرف پشت کر لیا کرو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے چلے گئے پھر مجھے میرے بھائیوں سفیان اور وہب پسران قیس بن ابان نے بتایا کہ ثقیف مشرف بہ اسلام ہو کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تم دونوں کی ماں کا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا وہ اسی حال میں فوت ہو گئیں جس حال میں آپ نے انہیں چھوڑا تھا۔ فرمایا: پھر تو تمہاری ماں مسلمان ہو گئی تھیں۔

تملک کوفیہ:

آپ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور آپ سے ابواسحٰق سبیعی روایت کرتے ہیں۔

باخبار حسن بن موسیٰ بتحدیث زہیر از ابواسحٰق از تملک: میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا فرمایا جب تو روٹی میں چھری رکھے (اسے کاٹنے کا ارادہ کرلے) تو بسم اللہ پڑھ کے کھالے۔

غُزیلہ:

آپ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار حسن بن موسیٰ بتحدیث زہیر بتحدیث قابوس بن ابی ظبیان: غزیلہ نے ان سے بیان کیا کہ میں ام المومنین کے پاس تھی کہ ایک نوجوان لونڈی دو بدھیاں پہنے ہوئے آتی ہیں (بقول قابوس تسموں کی بدھیاں تھیں) فرماتی ہیں: میں نے کہا: ام المومنین! آپ اسے پردہ کا حکم کیوں نہیں فرماتیں؟ فرمایا: ابھی یہ بالغ نہیں ہوئی بلوغت کے بعد بے حیائی نہیں دوسرے یہ لونڈی ہے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

صفیہ بنت زیاد:

آپ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار محمد بن عمرؒ بتحدیث ابن ابی ذئب از صفیہ بنت زیاد: مجھے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا جبکہ میں اپنے حیض کے کپڑے دھورہی تھی۔ فرمایا: ہم ایسا نہیں کیا کرتے تھے ہم تو بس اچھی طرح سے کھرچ لیا کرتے تھے۔ فرماتی ہیں: میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتی تھیں حائضہ کے پسینہ میں کوئی حرج نہیں۔

قمیرہ، اہلیہ مسروق:

آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔

کبشہ بنت حارث، اہلیہ شریح:

باخبار وکیع از سفیان از داؤد و جابر از عامر از شریح: میں نے کبشہ کو طلاق دی اور بطور متعہ کے پانسو درہم دیئے۔

ام اسماعیل بنت ابی خالد ہمشیرہ سکینہ:

دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئیں اور آپ سے حدیثیں سنیں۔

باخبار عبداللہ بن نمیر از اسماعیل بن ابی خالد اپنی والدہ اور اپنی بہن سے: یہ دونوں ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ سے ایک عورت نے پوچھا: کیا احرام کی حالت میں میں اپنا منہ ڈھانپ سکتی ہوں؟ آپ نے اپنے سینہ سے دوپٹہ اُٹھا کر اپنے سر پر ڈال لیا یعنی چہرہ کھلا رکھو۔

باخبار محمد بن عبید طنافسی از اسماعیل بن ابی خالد اپنی والدہ سے اور ہمشیرہ سکینہ سے کہ انہوں نے حضرت عائشہ کو گلابی کرتے اور سیاہ دوپٹہ میں دیکھا۔

زینب اہلیہ قیس بن ابی حازم:

آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں اور آپ سے آپ کے شوہر قیس بن ابی حازم روایت کرتے ہیں۔

جدہ صالح بن حیان:

آپ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار یعلی بن عبید بحدیث صالح بن حیان اپنی دادی سے: مجھ پر اس دن سے کوئی سخت دن نہیں آیا جس دن مدینہ میں ٹڈی دل آیا مجھے صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی نے حکم دیا کہ میں ٹڈیوں کو روغن زیتون میں بھون کر لاؤں تا کہ انہیں وہ کھائیں۔

الرباب:

آپ عثمان بن حکیم بن عباد بن حنیف کی دادی ہیں۔

باخبار یعلیٰ بن عبید طنافسی بتحدیث عثمان بن حکیم اپنی دادی رباب سے: عثمان بن حنیف نے کہا: اے لونڈی! مجھے جانماز اُٹھا دے۔ بولی میں نماز نہیں پڑھتی۔ فرمایا: تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ آخر اس نے آپ کو جانماز پکڑا دی پھر آپ نے کھڑے ہو کر ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور آپ کی چادر مسجد کے پاس کھنٹی پر لٹکی ہوئی تھی۔

سلمٰی بنت کعب اسدیہ:

آپ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لقطہ (گری پڑی چیز) کے بارے میں ایک حدیث روایت کرتی ہیں۔ یعنی حدیث عبیداللہ بن موسیٰ بن اسرائیل۔

ام کلثوم:

آپ سالم بن عبیداللہ بن عمر بن خطاب کی اہلیہ ہیں۔

باخبار معن بن عیسیٰ بتحدیث خالد بن ابی بکر: میں نے ام کلثوم پر عصفر میں رنگے ہوئے کپڑے دیکھے۔

ام قیس:

آپ عمرو بن میمون بن مہران کی دادی ہیں اور مسروق سے روایت کرتی ہیں۔

باخبار یزید بن ہارون از عمرو بن میمون از میمون اپنی دادی ام قیس سے: میں مسروق کے پاس سے زنجیروں کے ساتھ گزری اور میرے ساتھ ساٹھ بیل تھے جن پر پنیر اور اخروٹ لدے ہوئے تھے۔ پوچھا: تم کیا ہو؟ میں نے کہا: میں ایک مکاتبہ لونڈی ہوں۔ فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ کتابت کے مالک میں زکوٰۃ نہیں۔

فاطمہ بنت محمد:

آپ عبداللہ بن ابی بکر کی بیوی ہیں۔

باخبار یعلیٰ بن عبید از ابن اسحٰق از عبداللہ بن ابی بکر اپنی بیوی فاطمہ بنت محمد سے (جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیر تربیت تھیں) ایک قرشی خاتون نے عمرہ کے پاس ایک ڈبہ بھیجا جس میں روئی تھی اور اس میں زرد دھبے تھے۔ پوچھا جب عورت کو اس قسم کے دھبے آنے لگیں تو کیا وہ حیض سے پاک ہو جاتی ہے؟ فرمایا: نہیں جب تک خالص سفیدی نہ دیکھ لے۔

ندبہ، مولاۃ ابن عباس:

آپ عروہ سے روایت کرتی ہیں یعلیٰ بن عبید فرماتے ہیں: بتحدیث عثمان بن حکم از ندبہ مولاۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما: جب عروہ بن زبیر حج کے لئے روانہ ہوتے اور آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ بھی ہوتیں اور دیگر گھر والے بھی تو آپ انہیں حکم فرماتے کہ شرط کر لیں۔

میمونہ:

آپ عبداللہ بن معقل بن مقرن مزنی کی دختر ہیں اور اپنے والد سے ابو اسامہ والی حدیث بیان کرتی ہیں۔ محمد بن سعد فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث ان سے اور وہ عبداللہ بن ولید سے اور وہ میمونہ سے کہ ان کے والد سے منقوں کے نقوع

کے بارے میں پوچھا گیا اور انہوں نے اسے مکروہ بتایا' نہیں سنی۔

ام ثور:

آپ سے جابر جعفی روایت کرتے ہیں اور آپ اپنے شوہر بشر سے روایت کرتی ہیں کہ بشر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے۔

ہنیدہ:

آپ ابراہیم نخعی کی اہلیہ ہیں آپ سے شعب بن حجاب روایت کرتے ہیں۔

ملیکہ:

آپ نعمان بن قیس کی خالہ ہیں جن سے محمد بن فضیل غزوان روایت کرتے ہیں اور آپ سے نعمان بن قیس یہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے عبیدہ سے منذر کے بارے میں پوچھا۔

جچہ:

آپ قرط کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی دختر رقیقہ ہیں۔

رقیقہ:

آپ عبدالرحمٰن کی صاحبزادی ہیں۔

باخبار اسباط بن محمد بن موسیٰ بن عبیدہ ربذی بحدیث رقیقہ بنت عبدالرحمٰن اپنی والدہ جچہ بنت قرط سے: مقام ابراہیم آسمان سے اُتارا گیا تھا۔

حق تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ چند دنوں کی محنت شاقہ کے بعد اس نے الطبقات الکبریٰ ابن سعد کی آٹھویں جلد کا ترجمہ مکمل کرا دیا۔

بمنزل می رسد جویائے کام آہستہ آہستہ

اب اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ سے دُعا ہے کہ وہ اسے شرف قبولیت بخشے اور مترجم و ناشر دونوں کے گناہوں سے تجاوز فرما کر اسے آخرت کا ذریعہ بنائے اور قارئین کرام کو اپنی رحمت سے نوازے۔ (آمین)

اللهم اغفر لكاتبه و لمن سعى فيه و للمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات بحرمة النبي الكريم عليه الصلوٰة والتسليم.